فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

یعنی عزیز الفتاویٰ مبوب مکمل

مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب

دار الاشاعت کراچی

اضافۂ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مدلل و مکمل

جلد اوّل

كتاب الطهارة

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ
(مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدّین صاحب شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

آگاہی

اس جلد میں جن کتابوں کے حوالے بار بار آئے ہیں وہ درج ذیل کتب خانوں کی مطبوعات ہیں

اسمائے کتب	مطبوعہ
صحاح ستہ	مکتبہ بلال دیوبند
موطین	مکتبہ بلال دیوبند
شرح معانی الآثار	مکتبہ بلال دیوبند
مشکوٰۃ شریف	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
ہدایہ	الامین کتابستان دیوبند
فتاوی شامی	دارالکتاب دیوبند
فتاوی ہندیہ	دارالکتاب دیوبند
بدائع الصنائع	دارالکتاب دیوبند
شرح وقایہ	دارالکتاب دیوبند
حلبی کبیری	دارالکتاب دیوبند
طحطاوی علی مراقی الفلاح	دارالکتاب دیوبند
البحرالرائق	زکریا بک ڈپو دیوبند

آگاہی

اس جلد میں جن کتابوں کے حوالے بار بار آئے ہیں وہ درج ذیل کتب خانوں کی مطبوعات ہیں

اسمائے کتب	مطبوعہ
صحاح ستہ	مکتبہ بلال دیوبند
موطین	مکتبہ بلال دیوبند
شرح معانی الآثار	مکتبہ بلال دیوبند
مشکوۃ شریف	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
ہدایہ	الامین کتابستان دیوبند
فتاوی شامی	دارالکتاب دیوبند
فتاوی ہندیہ	دارالکتاب دیوبند
بدائع الصنائع	دارالکتاب دیوبند
شرح وقایہ	دارالکتاب دیوبند
حلبی کبیری	دارالکتاب دیوبند
طحطاوی علی مراقی الفلاح	دارالکتاب دیوبند
البحر الرائق	زکریا بک ڈپو دیوبند

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد اول

(کتاب الطہارۃ)

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد ثانی

(کتاب الصلوٰۃ)

صفحہ	عنوان
۳۶	ظہر و جمعہ کا وقت۔
۳۶	نماز مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے۔
۳۶	کسی کے انتظار میں مستحب وقت ضائع نہ کیا جائے۔
۳۷	نینی تال میں وقت عشاء۔
۳۷	وقت ظہر الی المثلین۔
۳۸	مغرب کی اذان وتکبیر میں فصل۔
۳۹	نماز عشاء کا وقت۔
۳۹	نماز جمعہ وظہر میں وقت کا تفاوت ہے یا نہیں۔
۴۰	ڈھائی بجے دن تک جمعہ کا وقت رہتا ہے یا نہیں۔
۴۰	عشاء کا مستحب وقت۔
۴۰	ابر محیط میں اوقات صلوٰۃ کا اندازہ۔
۴۱	عشاء کے پہلے سونا جب کہ نماز فوت نہ ہو۔
۴۱	اذان مغرب وعشاء میں فاصلہ۔
۴۱	ابتداء وقت عصر عند الامامؒ۔
۴۱	صبح کی نماز کب پڑھی جائے۔
۴۲	لندن میں اوقات نماز۔
۴۲	ایام بارش میں مستحب اوقات نماز۔
۴۲	نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں
۴۳	نماز مغرب میں افطار کی وجہ سے تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں۔
۴۳	مغرب وعشاء کے درمیان فاصلہ۔
۴۴	مسئلہ فئ الزوال۔
۴۴	وقت مغرب کی مقدار اور اس میں لمبی قراءت۔
۴۴	وقت نماز فجر بعد طلوع صبح صادق۔
۴۵	نماز فجر میں تاخیر۔
۴۵	وقت نماز مغرب۔
۴۵	نماز ظہر دوسرے مثل میں۔

صفحہ	عنوان

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل (جلد سوم)

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
	۲۱۷

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان
۲۲۸	میاں بیوی کی جماعت درست ہے یا نہیں۔
۲۲۸	امام مصلیٰ پر مقتدی فرش پر ہوتو یہ درست ہے یا نہیں۔
۲۲۸	امام چوکی پر اور مقتدی فرش پر ہوتو کیا حکم ہے۔
۲۲۸	در میں کھڑے ہونے والے مقتدی کا کیا حکم ہے۔
۲۲۹	ممبر کی وجہ سے اگر صف میں فاصلہ رہ جائے تو کیا حکم ہے۔
۲۲۹	اگر مقتدی اپنا خاص مصلی بچھائے تو کیا حکم ہے۔
۲۲۹	صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔
۲۳۰	اگلی صف کی خالی جگہ کو پر کرنے کے لئے پھاند کر جانا کیسا ہے۔
۲۳۰	مقتدی کا امام کی صف میں ذرا پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے۔
۲۳۰	صف میں امام کے دائیں بائیں ناہمواری نیز تکبیرات انتقالات کے اندر جہر وسر میں توازن۔
۲۳۰	مقتدی وامام کے درمیان فاصلہ۔
۲۳۱	عیدین میں امام کے برابر ذرا پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے۔
۲۳۱	نابالغ کی صف کہاں ہو۔
۲۳۱	ایک مقتدی کا دوسرے مقتدی سے پیر ملانا کیسا ہے۔
۲۳۱	صف پوری تھی ایک شخص آ کر پیچھے تنہا کھڑا ہوگیا تو کیا حکم ہے۔
۲۳۲	نابالغ جب تنہا ہو، بالغوں کی صف میں کھڑا ہوگا۔
۲۳۲	صف میں کہاں ثواب زیادہ ہے۔
۲۳۲	مسجد میں جگہ حاصل کرنے کا حکم۔
۲۳۲	مسجد میں پہلے آنے کا زیادہ ثواب ہوگا یا نہیں۔
۲۳۲	معتکف ضرورت سے باہر آیا تو کہاں بیٹھے۔
۲۳۲	دائیں اذان اور بائیں طرف اقامت کا کوئی ثبوت نہیں۔
۲۳۳	بوجہ بارش صرف چار انگل پیچھے صف درست ہے یا نہیں۔
۲۳۳	اگر اندر جگہ باقی نہ رہے تو مقتدی دونوں میں ملیں یا نہیں۔
۲۳۳	صفیں کم چوڑی ہوں تو سجدہ فرش پر کرسکتا ہے۔

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد چہارم

کتاب الصلوٰۃ

عنوان	صفحہ
مسائل زلۃ القاری	۷۲

صفحہ	عنوان

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
مندرجہ بالا صورت میں نماز توڑنے پر زور دینا غلط ہے۔	۱۱۴
"یتر کھا" کے کیا معنی ہیں۔	۱۱۴
نمازیوں کے آگے سے کتنے فاصلہ سے گذرنا چاہئے۔	۱۱۵
بعد نماز بلند آواز سے کلمہ پڑھنا کیسا ہے۔	۱۱۵
تصویر والے کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں۔	۱۱۵
شملہ زیادہ ہونے سے کیا نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔	۱۱۶
ریشمی کپڑے میں پڑھی ہوئی نماز ہوئی یا نہیں۔	۱۱۶
میلے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے یا نہیں۔	۱۱۶
بعد نماز بائیں طرف پھر کر دعا کرنا کیسا ہے۔	۱۱۷
نماز میں رحمت عالم ﷺ کا خیال آنا اور لانا کیسا ہے؟	۱۱۷
محراب میں نمازی کی تنہا نماز درست ہے یا نہیں۔	۱۱۷
محراب میں کھڑے ہو کر امامت کی تو نماز ہوئی یا نہیں۔	۱۱۷
محراب میں مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں۔	۱۱۷
امام کتنی اونچائی پر امامت کر سکتا ہے۔	۱۱۷
امام کس قدر بلندی پر کھڑا ہو سکتا ہے۔	۱۱۷
دانستہ مکروہ کا ارتکاب نماز میں کیسا ہے۔	۱۱۸
ایک مولوی صاحب کا فتویٰ۔	۱۱۸
کتنی بلندی پر سجدہ کر سکتا ہے۔	۱۱۸
مقتدی بلندی پر کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۱۱۸
ایک بالشت اونچائی پر امام کھڑا ہو تو کیا حکم ہے۔	۱۱۸
تکبیرات و سلام امام سے پہلے شروع کرے اور پہلے ختم کرے تو کیا حکم ہے۔	۱۱۸
جو مقتدی امام سے پہلے رکوع و سجدہ کرے، اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔	۱۱۸
مقتدی نماز ختم ہونے سے پہلی سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے۔	۱۱۸
غلبہ نیند میں امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔	۱۱۸
غلبہ نوم میں نماز ادا کرے یا چھوڑ دے۔	۱۱۹
نماز میں کھجلاہٹ ہو تو کیا کرے۔	۱۱۹

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
بعد فرض سنت گھر میں پڑھے یا مسجد میں۔	۱۶۴
بعد سنن ونوافل دعا انفراداً ہے اجماعاً ثابت نہیں۔	۱۶۵
دو شفعہ والی سنتوں میں قرات۔	۱۶۵
امام کا محراب سے ہٹ کر سنت پڑھنے کی وجہ کیا ہے۔	۱۶۵
سنت قبل الجمعہ نہ پڑھ سکے تو کیا کرے۔	۱۶۵
سنت وفرض کے درمیان دنیاوی باتیں موجب نقص ثواب ہیں۔	۱۶۶
فجر کی سنت جورہ گئی بعد فرض کب پڑھے۔	۱۶۶
فجر ومغرب کی سنتوں میں سورہ کافرون اور اخلاص پر مداومت اور اس کا حکم۔	۱۶۶
اگر سنت فجر بعد فرض پڑھے تو کیا حرج ہے۔	۱۶۶
نفل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر۔	۱۶۷
کیا مسجد میں پہنچ کر پہلے بیٹھے پھر سنت پڑھے ؟	۱۶۷
نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں۔	۱۶۷
صلوٰۃ الاوابین	۱۶۸
نفل بعد الوتر بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر۔	۱۶۸
وتر کے پہلے اور بعد نوافل۔	۱۶۸
اقامت کے بعد فجر کی سنت کب تک پڑھ سکتا ہے۔	۱۶۹
مسائل سنن غیر مؤکدہ	
وتر کے بعد نوافل درست ہیں۔	۱۷۰
رمضان میں تہجد کی جماعت۔	۱۷۰
دوسرے نوافل کی جماعت۔	۱۷۰
رمضان کے بعد تہجد ونوافل کی جماعت۔	۱۷۰
رمضان میں بتداعی جماعت کا حکم۔	۱۷۰
تداعی وکراہت کی تفصیل۔	۱۷۱
رمضان کے علاوہ مہینوں میں کیا وتر کی جماعت درست ہے۔	۱۷۱
رمضان میں تہجد جماعت سے۔	۱۷۱
رمضان میں تہجد میں اگر دو چار آدمی مل جائیں۔	۱۷۱
	۱۷۱

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
سنت بعد تراویح شروع کریں۔	۲۲۰
ایک مسجد میں تراویح کی دوسری جماعت۔	۲۲۰
کیاایک سلام سے بیس رکعت تراویح درست ہے۔	۲۲۰
فصل خامس : مسائل نماز تہجد :	۲۲۱
جس کی نمازیں قضاہوں وہ قضاادا کرے یا تہجد۔ کون بہتر ہے۔	۲۲۱
تہجد میں مختلف دعائیں کب پڑھی جائیں۔	۲۲۱
تہجد بعد عشاء قبل از وتر پڑھنا کیسا ہے۔	۲۲۱
تہجد کی رکعتیں اور قرات۔	۲۲۲
تہجد میں ہر رکعت میں سورۂ اخلاص ضروری نہیں ہے۔	۲۲۲
تہجد میں قرات جہری۔	۲۲۲
تہجد میں چھوٹی اور لمبی سورت کی قرات۔	۲۲۲
وقت تہجد۔	۲۲۳
تہجد کی کتنی رکعتیں افضل ہیں۔	۲۲۳
تہجد کی نماز اندھیرے میں۔	۲۲۳
عشاء بعد فوراً تہجد پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں۔	۲۲۳
تہجد کی رکعتیں کس قدر لمبی ہوں۔	۲۲۳
آنحضرت ﷺ کے قدم کا تورم	۲۲۴
قراۃ فی التہجد کی مقدار صحابہ میں۔	۲۲۴
بعد تکبیر تحریمہ دعائیں۔	۲۲۴
تہجد کے موقع پر پہلے دو ہلکی رکعتیں تہجد کی ہوتی تھیں یا تحیۃ الوضو کی۔	۲۲۴
یہ دعا کہاں پڑھی جائے۔	۲۲۴
یہ دعا کھڑے ہو کر پڑھی جائے یا بیٹھ کر۔	۲۲۴
آنحضرت ﷺ کی موافقت کی نیت سے تہجد کبھی کم کبھی زیادہ پڑھی جائیں یا نہیں۔	۲۲۴
وقت تہجد۔	۲۲۴
نماز تہجد کی رکعتیں۔	۲۲۵
ترک تہجد کا نقصان کیا ہے۔	۲۲۵

عنوان	صفحہ
اگر کئی برس کی نماز قضاء ہو اور ادا کرنے کا موقع نہ ہو تو کیا کرے۔	۲۴۸
صبح و عصر کی نماز کے بعد قضا پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔	۲۴۸
رمضان کے آخری جمعہ میں قضاء عمری کا رواج ثابت نہیں۔	۲۴۸
قضاء نماز با جماعت پڑھنا کیسا ہے۔	۲۴۸
نماز کی قضاء کا کفارہ کیا ہے۔	۲۴۸
قضاء الفوائت۔	۲۴۹
صاحب ترتیب کا حکم۔	۲۴۹
قضاء نمازوں کا کفارہ۔	۲۴۹
اسقاط کا مسئلہ۔	۲۴۹
صاحب ترتیب کس کو کہتے ہیں۔	۲۵۰
قضاء فوراً ادا کرے۔	۲۵۰
قضاء عمری۔	۲۵۰
قضاء عمری کی ادائیگی۔	۲۵۰
بطور شک جو قضا نمازیں پڑھی جائیں وہ کیا ہوں گی۔	۲۵۱
کسی نے قضاء فجر پڑھی حالانکہ اس کے ذمہ قضاء نہ تھی تو کیا حکم ہے۔	۲۵۱
فجر، ظہر اور عصر کی قضا مغرب سے پہلے پڑھے یا بعد میں۔	۲۵۱
قضاء عمری ثابت ہے یا نہیں اور اس کا کیا طریقہ ہے۔	۲۵۱
نماز چھوڑنا اور اس سے روکنا کیسا ہے۔	۲۵۲
قضاء شدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے۔	۲۵۲
بے شمار قضاء شدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے۔	۲۵۲
نمازوں کا کفارہ صدقہ ہی ہے یا کچھ اور۔	۲۵۲
مریض و شیخ فانی کی قضاء شدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے۔	۲۵۲
عشاء کی نماز فجر سے پہلے ادا کرے۔	۲۵۵
نماز عشاء قضاء ہو گئی تو کب ادا کر سکتا ہے۔	۲۵۵
صبح صادق کے بعد سجدہ تلاوت جائز ہے یا نہیں۔	۲۵۶

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المسافر:
(مسافر نماز کس طرح ادا کریں)

عنوان	صفحہ
قصر سے متعلق چند سوالات۔	۳۳۷
گھر سے کتنے فاصلہ پر جا کر قصر شروع کرے۔	۳۳۷
ریلوے ملازم جو برابر سفر میں رہے کیا کرے۔	۳۳۷
قصر کے حکم کے باجود اگر پوری نماز پڑھی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔	۳۳۷
حالت سفر میں سنن مؤکدہ و وتر کا کیا حکم ہے۔	۳۳۷
مغرب کی فرض میں قصر ہے یا نہیں اور ہے تو کیا۔	۳۳۸
میدان جنگ کے سپاہی جن کو علم نہیں ہوتا کیا کریں۔	۳۳۸
ایک دائرہ میں گردش کرتا ہو مگر وہ مقامات تین دن کی مسافت پر نہ ہوں تو کیا کرے۔	۳۳۹
مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھے گا یا نہیں۔	۳۳۹
سسرال میں قصر کرے یا پوری پڑھے۔	۳۳۹
مسافر امام نے پوری نماز پڑھ لی تو مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔	۳۳۹
پوری نماز سفر میں پڑھنے کی نیت۔	۳۳۹
مقیم نے مسافر امام کی ایک رکعت کے بعد اقتدا کی تو کس طرح نماز پوری کرے۔	۳۴۰
مسافر جمعہ میں امام ہو سکتا ہے۔	۳۴۰
قصر کی دلیل ہر حال میں۔	۳۴۰
ریل میں قصر کتنی مسافت پر کرے۔	۳۴۰
آنحضرت ﷺ نے سفر میں کتنی رکعت پڑھی۔	۳۴۱
قصر کی حالت میں سنت و وتر۔	۳۴۱
قصر کے لئے گھر بنانا معتبر نہیں۔	۳۴۱
وہ مسافر جو پندرہ دن کی نیت نہ کرے۔	۳۴۲
سفر میں اس نیت سے کہ خدا جانے کب واپس ہونا ہو کیا کرے۔	۳۴۲
سسرال جو تین منزل پر ہے قصر کرے یا نہیں۔	۳۴۲
بلا قصر سفر۔	۳۴۳
کیا قصر کے لئے شہر سے نکلنا ضروری ہے۔	۳۴۳
مسافر پوری نماز بھول سے پڑھ لے تو کیا حکم ہے	۳۴۳
دو راستے ہوں اور قصر والے راستے سے جائے تو کیا حکم ہے۔	۳۴۳
میرٹھ سے دہلی جانے والا قصر کرے یا نہیں۔	۳۴۴

فہرست مضامین مدلل و مکمل فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد پنجم

(باب الجمعہ)

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
دوبارہ نماز جنازہ گناہ ہے یا نہیں۔	۲۴۰
جنازہ کے ساتھ نعت پڑھنا بدعت ہے۔	۲۴۰
بچہ کے جنازہ میں اس کا لڑکا لڑکی ہونا معلوم نہ ہو تو کیا کیا جائے۔	۲۴۰
کفن اگر ہندو دے دے تو کیا حکم ہے۔	۲۴۰
نماز جنازہ کے لئے قبرستان میں گھر بنانے میں کچھ مضائقہ نہیں۔	۲۴۱
جنازہ کے پیچھے تہلیل وغیرہ درست نہیں۔	۲۴۱
نماز جنازہ میں نابالغ کی امامت۔	۲۴۱
بعد نماز جنازہ دعا۔	۲۴۱
نماز جنازہ کتاب دیکھ کر۔	۲۴۱
ہندو بچے جسے مسلمان نے خریدا، اس کی نماز جنازہ اور دفن کفن درست نہیں۔	۲۴۲
کیا نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں جائز ہیں۔	۲۴۲
بدعتیوں کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے۔	۲۴۲
ایک ہندو ایک مسلمان ایک مکان میں جل گئے، کس طرح نماز جنازہ پڑھی جائے۔	۲۴۲
شرابی و زانی کو شرکت جنازہ سے نہ روکا جائے۔	۲۴۳
چارپائی پر رکھے ہوئے جنازہ کی نماز درست ہے۔	۲۴۳
مسجد کے چبوترہ پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں۔	۲۴۵
بوقت نماز جنازہ ولی کی اجازت درست ہے۔	۲۴۵
صرف عیدین کی نماز پڑھنے والا بے نمازی ہے اس کی نماز جنازہ درست ہے۔	۲۴۵
نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو کتنے دنوں تک نماز پڑھی جا سکتی ہے۔	۲۴۵
نماز کے وقت جنازہ آجائے تو کیا کرے۔	۲۴۵
جس بچہ کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ مردہ ہے، یا زندہ اس کی نماز جنازہ۔	۲۴۵
مردہ بچہ کی نماز جنازہ نہیں۔	۲۴۶
ہیجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔	۲۴۶
نماز جنازہ میں تکرار مشروع نہیں۔	۲۴۶
مسلمان ہو گیا مگر ظاہر نہ کیا اس مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔	۲۴۷
جو بچہ زندہ پیدا ہوا اس کی نماز جنازہ اور کفن ضروری ہے۔	۲۴۷
دوپہر میں ظہر کی نماز پہلے پڑھی جائے یا جنازہ کی۔	۲۴۷

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

فہرست مضامین فتاوی دارالعلوم دیوبند، مدلل ومکمل جلد ششم

کتاب الزکوٰۃ

صفحہ	عنوان
۷۷	دلالی کے پیشے سے جو رقم جمع کی اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں
۷۷	جھوٹی دلالی سے جو رقم جمع کی اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں
۷۷	مہتمم مدرسہ کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں
۷۷	ایک چیز کی کم قیمت پر زکوٰۃ دی بعد میں قیمت زیادہ ہوگئی تو کیا حکم ہے
۷۸	کرایہ کے مکان پر زکوٰۃ
۷۸	قرضہ کی زکوٰۃ بعد وصولی
۷۸	زکوٰۃ کی جو رقم چوری ہوگئی اس کا کیا حکم ہے
۷۸	جائز و ناجائز رقم ملی ہوئی ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے
۷۹	جس کو زکوٰۃ کی رقم تقسیم کرنے کو کہا، اس نے خود خرچ کر لی
۷۹	ڈگری کے ذریعہ جو مال ملے اس کی زکوٰۃ کب سے واجب ہوگی
۸۰	گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ضروری ہے یا نہیں
۸۰	جو روپے زکوٰۃ کی نیت سے رکھے ہوں اور وہ غائب ہوجائیں تو پھر ادا کرے
۸۱	رمضان کے علاوہ مہینوں میں ادائیگی زکوٰۃ درست ہے
	گھر کے آدمی زکوٰۃ کی نیت سے خیرات کردیں
۸۱	تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں
۸۱	زکوٰۃ کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں
۸۱	حیلہ سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں
۸۱	اراکین مدرسہ کیسے ہوں
۸۲	ظاہر حال جن کا خلاف شرع ہو وہ اراکین مدرسہ ہوسکتے ہیں یا نہیں
۸۲	مذکورہ صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی
۸۲	ادائیگی زکوٰۃ کی ایک صورت
۸۲	زکوٰۃ کا روپیہ اپنی ضرورت میں خرچ کرلیا، پھر ادا کردیا
۸۳	زکوٰۃ میں حیلہ
۸۴	**تیسرا باب: جانوروں کی زکوٰۃ**
۸۴	زراعت یا دودھ کے لئے جو جانور ہیں، کیا ان میں زکوٰۃ ہے
۸۴	جن مختلف جانوروں کو چارہ گھر دیا جاتا ہے، ان میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
بیوپاری جو مال کی قیمت سال بھر بعد دیتے ہیں اس کی زکوٰۃ کیسے دی جائے	۱۱۳
تاجر نقد اور ادھار دونوں کی زکوٰۃ دے یا صرف نقد کی	۱۱۳
ادھار دو سال بعد وصول ہوا تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ہے یا نہیں	۱۱۴
جس ماہ زکوٰۃ ادا کرتا تھا اس مہینہ تمام روپیہ تجارت میں لگ گیا تو کیا کرے	۱۱۴
درمیان سال میں جو روپیہ وصول ہو اس کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے	۱۱۴
اسامی سے روپیہ وصولی میں جو رقم خرچ ہوئی اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں	۱۱۴
چھٹا باب: عشر	۱۱۵
یعنی پیداوار کی زکوٰۃ	۱۱۵
لگان والی زمین میں عشر ہے یا نہیں	۱۱۵
لگان اور سینچائی والی زمین میں کیا عشر آئے گا	۱۱۵
مزارعت والی زمین میں عشر	۱۱۵
زمیندار پر عشر ہے یا نہیں	۱۱۶
باغ میں عشر ہے یا نہیں	۱۱۶
حکومت جو محصول لیتی ہے وہ عشر یا خراج کے درجہ میں ہے یا نہیں	۱۱۶
ہندوستان کے باغوں میں عشر نہیں	۱۱۷
ہندوستان کی زمین کے متعلق استفسار	۱۱۷
جو زمین محنت کے بعد پہاڑ کے پانی سے سیراب ہوئی اس میں نصف عشر ہے یا عشر ہے	۱۱۸
زمیندار کون ہے اور عشر کے متعلق تفصیل کیا ہے	۱۱۸
ہندوستان کی زمین میں احتیاطاً عشر دینا چاہئے	۱۱۹
قرض ہو تو عشر واجب ہوگا یا نہیں	۱۱۹
زراعت سے جو غلہ پیدا ہوتا ہے کیا اس میں عشر ہے جب کہ سرکار محصول بھی لیتی ہے	۱۱۹
کیا پیداوار میں چالیسواں حصہ نکالنا چاہئے	۱۲۰
معافی زمین عشری ہے یا نہیں اور عشر کا کیا طریقہ ہے	۱۲۰
بٹائی پر جو زمین ہو اس میں عشر کس طرح دیا جائے	۱۲۰

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد ہفتم

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ
بیوی کی جس بہن سے زنا کیا اس کے لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی کرسکتا ہے یانہیں	۱۷۱
اگر بالغ لڑکے نے اپنی نابالغہ بیوی کو طلاق دیدی تو پھراس سے وہ نکاح کرسکتا ہے	۱۷۱
بیوی کے رہتے ہوئے اپنی سوتیلی ساس سے نکاح کرنا کیسا ہے	۱۷۱
بیوی کی اجازت کے بغیر مرد کو دوسری شادی کرنا درست ہے	۱۷۲
بیوی کے مرنے کے بعد اس کی سوتیلی نانی کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے یانہیں	۱۷۲
منگنی کے بعد زنا کیا پھر نکاح کیا کیا حکم ہے	۱۷۲
جس بیوہ کا بوسہ لیا اس سے نکاح درست ہے یانہیں	۱۷۳
جوان عورت کا نکاح نابالغ لڑکے سے درست ہے	۱۷۳
بالغہ لڑکی کے قول پر اعتماد کرکے اس کی شادی جائز ہے	۱۷۳
بیوی کی طلاق یا موت کے بعد اس کی بہن سے شادی	۱۷۳
اسمٰعیل کا اپنے دادا کے بھائی کی اس لڑکی سے نکاح درست ہے یانہیں جواس کے چچا کی بیوہ ہے	۱۷۴
عدت میں شادی کردی پھر علیحدگی ہوگئی اب عدت بعد نکاح ہوسکتا ہے یانہیں	۱۷۴
جبراً اجازت دینے سے بھی نکاح ہوجاتا ہے	۱۷۴
عمر کا نکاح اس کے بھائی کی بیوی کی لڑکی سے درست ہے یانہیں	۱۷۵
مزنیہ کے لڑکے سے زانی کی ہمشیرہ کا نکاح درست ہے یانہیں	۱۷۵
غیر شادی شدہ کافرہ مسلمان ہوئی تو اس کا نکاح فوراً درست ہے	۱۷۵
خالہ زاد بھانجی سے نکاح درست ہے سوتیلی ماں کے لڑکے سے لڑکی کا نکاح درست ہے	۱۷۶
ہندہ مسلمان ہوگئی زید نے شادی کرلی مگر ہندوانہ طرز پر رہتی ہے کیا حکم ہے	۱۷۶
دوسگی بہنوں سے نکاح کیا ان سے اولاد ہوئی ان کی اولاد کا آپس میں نکاح جائز ہے یانہیں	۱۷۶
ماموں کی بیوہ (ممانی) سے نکاح	۱۷۷
بیوی کے مرنے کے بعد اس کے بھائی کی لڑکی سے نکاح درست ہے یانہیں	۱۷۷
خلوت سے پہلے طلاق دی تو بلا عدت نکاح درست ہے	۱۷۷

عنوان	صفحہ
نامرد لڑکے کی بیوی بھی باپ کیلئے حرام ہے	۲۵۱
منکوحہ غیر مدخولہ کو طلاق دے کر اس کی ماں سے نکاح کرنا کیسا ہے	۲۵۲
بیوی کی ماں سے نکاح حرام ہے	۲۵۲
جس عورت سے بیٹے نے زنا کیا وہ باپ کے لئے حرام ہے	۲۵۳
دادا کی موطوءہ سے نکاح جائز نہیں خواہ وہ درمیان میں مرتد ہوگئی ہو	۲۵۳
زانی کے پسر سے مزنیہ کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں	۲۵۳
ماں سے زنا کرنے کے بعد اس کی لڑکی سے نکاح حرام ہے اسی طرح جس لڑکی سے وطی کی اس کی ماں حرام ہے	۲۵۴
عورت نے جس نابالغ سے زنا کیا اس سے اس کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں	۲۵۵
نوسالہ لڑکی جس کو شہوت سے چھوا اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں	۲۵۵
خسر زنا سے انکار کرتا ہے بہو بیان کرتی ہے کیا حکم ہے	۲۵۵
شہوت سے چھونے سے حرمت ثابت ہوتی ہے صرف صورت دیکھنے سے نہیں	۲۵۶
زنا کا الزام ہے زانی مزنیہ انکار کرتے ہیں گواہ صرف ایک شخص ہے کیا حکم ہے	۲۵۶
ایک نے پستان پکڑنا بیان کیا دوسرے نے بوسہ لینا کیا حکم ہے	۲۵۷
جس ممانی کا بوسہ لیا اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں	۲۵۷
زانیہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں اور اس نکاح کے بعد دوسرا نکاح کب درست ہے	۲۵۸
بیوی کے ساتھ خلوت سے پہلے سالی سے زنا کیا تو بیوی حرام ہوئی یا نہیں	۲۵۸
حرمت مصاہرت کس عضو کو دیکھنے سے ہوئی ہے	۲۵۸
ماں بیٹی دونوں سے تعلق ہو تو نکاح کس سے جائز ہے	۲۵۹
جس عورت سے زنا کیا اس کی لڑکی سے نکاح	۲۵۹
جس سے باپ نکاح کرنا چاہتا ہے لڑکا کہتا ہے اس سے میں نے زنا کیا کیا حکم ہے	۲۵۹
غیر مدخولہ کی ماں کا بوسہ لیا تو کیا حکم ہے	۲۵۹
باپ جب بیٹے کی بیوی سے زنا کرے تو وہ لڑکے پر حرام ہوگئی یا نہیں	۲۵۹

عنوان	صفحہ
بیٹے کی عورت کوشہورت سے چھوئے تو کیا حکم ہے	۲۶۰
مرد وعورت ایک چارپائی پرسوئے تو عورت کی لڑکی سے اس مرد کا نکاح جائز ہے یانہیں	۲۶۰
صرف چھونے سے حرمت ہوتی ہے یانہیں	۲۶۱
کوئی ڈرسے یہ کہدے کہ سوتیلی ماں سے زنا کیا تو کیا حکم ہے	۲۶۱
لڑکی پرنیت بدکی تو کیا حکم ہے	۲۶۲
ماں بیٹی دونوں سے جوزنا کرتا ہے اس کا حکم	۲۶۲
سوتیلی ساس اگر داماد سے بدن ملادے تو کیا حکم ہے	۲۶۲
گیارہ سالہ لڑکے نے جس عورت کوشہوت سے چھوا اس کی لڑکی سے شادی جائز ہے یانہیں	۲۶۳
ربیبہ سے نکاح درست نہیں	۲۶۳
بیوی کے مرنے کے بعد اس کی بہن، خالہ، پھوپھی، بھانجی، یا بھتیجی سے نکاح جائز ہے یانہیں	۲۶۳
جس عورت سے باپ بیٹے دونوں کا ناجائز تعلق رہا اس عورت سے ان میں سے کسی کا نکاح درست نہیں	۲۶۴
زنا سے جو بھتیجہ ہے اس سے نکاح درست ہے یانہیں	۲۶۴
حرمت مصاہرت کے جب گواہ شرعی نہ ہوں تو کیا حکم ہے	۲۶۵
بیٹے کی مدخولہ سے باپ کا اور باپ کی مدخولہ سے بیٹے کا نکاح جائز نہیں	۲۶۵
ممسوسہ بالشہوت کی سوکن کی لڑکی سے شادی جائز ہے یانہیں	۲۶۵
جو دادا کی ممسوسہ بالشہوۃ ہے اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں	۲۶۵
جس نابالغہ کوشہوت سے چھوا اس کی ماں سے نکاح جائز ہے یانہیں	۲۶۶
بیٹے کی بیوہ سے نکاح جائز نہیں	۲۶۶
ساس کے ساتھ پہلے زنا کا اقرار کیا پھر انکار، کیا حکم ہے	۲۶۷
جس ہندوعورت سے زنا کیا اس کی مسلمان لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا ہے	۲۶۷
جس کافرہ عورت کوشہوت سے چھوا اس کی مسلمان لڑکی سے نکاح جائز نہیں	۲۶۷
بیوی کوصحبت سے پہلے طلاق دیدی تو کیا اس کی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے	

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
شوہر گھر سے نکال دے تو عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یانہیں	۳۴۵
جو عورت بیس سال سے شوہر سے علیحدہ ہو نکاح کرسکتی ہے یانہیں	۳۴۶
عدالت کے فیصلہ کے باوجود بلا طلاق منکوحۃ الغیر سے نکاح جائز نہیں	۳۴۶
نکاح جب خنثٰی سے کردیا گیا ہو تو دوسرا نکاح جائز ہے یانہیں	۳۴۶
دائم الحبس کی بیوی دوسرا نکاح کرسکتی ہے یانہیں	۳۴۷
عدت کے اندر نکاح جائز نہیں ایسا کرنے کرانے والے فاسق ہیں	۳۴۷
جس عورت کا شوہر مرجائے وہ کب نکاح کرسکتی ہے	۳۴۸
بالغہ کا پہلا نکاح درست ہوا تو دوسرا نکاح جائز نہیں	۳۴۸
جس کا شوہر مرگیا اس کا عدت کے اندر نکاح درست نہیں	۳۴۹
ایک دو طلاق کے بعد پہلے شوہر سے نکاح درست ہے	۳۴۹
بسم اللہ کے باپ کا نام نہ بتاؤں تو طلاق، کیا حکم ہے	۳۵۰
وجہ کچھ بھی ہو منکوحہ کا بلا طلاق نکاح درست نہیں	۳۵۰
توبہ کرے اور بعد عدت پھر نکاح کرے تو اسے معاف کردیا جائے	
پہلے شوہر نے جب طلاق نہیں دی تو دوسرا نکاح جائز نہیں ہوا	۳۵۰
شوہر گم ہوجائے تو بیوی دوسری شادی کرسکتی ہے یانہیں	۳۵۱
شوہر پاگل ہوجائے تو عورت دوسری شادی کرسکتی ہے یانہیں	۳۵۱
جس عورت کو شوہر نے سترہ سال سے چھوڑ رکھا ہے وہ کیا کرے	۳۵۲
ساتویں فصل: حرمت نکاح بسبب طلاق	۳۵۳
غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق دی اب اس سے نکاح جائز ہے یانہیں	۳۵۳
اپنی مطلقہ سے دوبارہ نکاح شوہر ثانی نے جب وطی سے پہلے طلاق دیدی تو وہ پہلے شوہر کیلئے جائز نہیں ہوگی	۳۵۳
حلالہ میں مراہق سے نکاح کرے تو کیا حکم ہے	۳۵۴
حلالہ کے بعد نکاح درست ہے اور حلالہ کی نیت سے نکاح مکروہ تحریمی ہے	۳۵۴
حلالہ میں وطی شرط ہے	۳۵۵
حلالہ کیلئے چھوٹے بھائی سے نکاح کرادیا کیا حکم ہے	۳۵۵

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ہشتم مدلل ومکمل

عنوان	صفحہ
اطاعت نہ کرنے کی صورت میں مہر	۲۲۳
مہر مثل سے کیا مراد ہے	۲۲۳
مہر مؤجل قرار پایا اب لڑکی کا باپ مہر معجّل کا دعویٰ کرتا ہے کیا حکم ہے	۲۲۴
اگر مرنے والے شوہر کی جائداد مہر سے کم ہو تو بقیہ ورثہ کے ذمہ ہوگا یا نہیں	۲۲۴
عورت کی زندگی میں اس کے مہر کے اندر کسی کو حق پہنچتا ہے یا نہیں	۲۲۵
موت کے وقت جو مہر معاف کراتے ہیں اس سے معاف ہوتا ہے یا نہیں	۲۲۵
معافی کے وقت کسی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں	۲۲۵
مہر مطلق ہو تو زندگی میں کتنے کا مطالبہ کرسکتی ہے	۲۲۵
مہر مؤجل ثابت ہو جائے تو یہ کس وقت پانے کی مستحق ہوگی	۲۲۶
مہر مطلق ملنے کا رواج نہیں ہے تو کیا حکم ہوگا	۲۲۶
ثبوت رواج کے لئے کیا چاہئے	۲۲۷
اگر بیوی شوہر کا مال لے کر بھاگ جائے تو وہ مہر میں وضع کیا جائے گا یا نہیں	۲۲۷
زنا کی وجہ سے بیوی کو طلاق دی تو وہ مہر کی مستحق ہوگی یا نہیں	۲۲۷
بوقت موت قبل خلوت عورت پورا مہر کیوں پاتی ہے	۲۲۷
عورت اپنی زندگی میں مہر مؤجل وصول کرسکتی ہے یا نہیں	۲۲۸
والدین کی اجازت کے بغیر عورت مہر معاف کرسکتی ہے یا نہیں اور میاں بیوی میں اختلاف کی صورت میں کیا حکم ہے	۲۲۸
مہر کی معافی کے بعد عورت پھر مستحق ہوتی ہے یا نہیں	۲۲۸
جب مہر مطلق ہو تو عورت یہ دعوی کرسکتی ہے کہ مہر دو، ورنہ تمہارے پاس نہ جاؤں گی	۲۲۹
طلاق بائن کے بعد جب دوبارہ شادی کی تو پہلا مہر عورت لے سکتی ہے یا نہیں	۲۲۹
مہر کی کم اور زیادہ مقدار کیا ہے	۲۲۹
جو مہر طے ہوا ہے وہی واجب ہے یا کم یا زیادہ	۲۳۰
مہر کا ایک حصہ دے دیا تو اب طلاق کے وقت پھر کل کی مستحق ہے یا نہیں	۲۳۰
طلاق نہ دینے کی صورت میں کیا حکم ہے	۲۳۰
طلاق کی طلب پر شوہر نے کہا کہ مہر معاف کردو، لڑکی کے باپ نے ذمہ لے لیا اب طلاق دے دی تو مہر کا کیا حکم ہے	۲۳۰

فہرست مضامین فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد نہم

کتاب الطلاق

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دہم

باب پنجم

باب ششم

فہرست مضامین فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد یازدہم

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

فہرست مضامین فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دوازدہم

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
	۱۸۶

عنوان	صفحہ
بیع شدہ اور موہوبہ اراضی میں عشر	۱۸۶
گندم، تل، سرسوں اور پٹ سن میں زکوۃ کا طریقہ۔	۱۸۶
عشر چالیسواں حصہ نہیں دسواں حصہ ہے۔	۱۸۶
معافی والی زمین کی پیداوار میں عشر ہے یا نہیں؟	۱۸۶
عشر واجب ہے یا فرض؟	۱۸۷
سرکاری لگان سے عشر معاف ہوتا ہے یا نہیں؟	۱۸۷
دس پانچ بیگھہ والے پر عشر۔	۱۸۷
سرکاری لگان دینے کے باوجود عشر۔	۱۸۸
جس زمین کا خراج ہندو زمیندار لیتا ہے اس میں عشر۔	۱۸۸
عشر مزارع پر یا مالک پر؟	۱۸۸
ہندوستانی زمین عشری ہے یا خراجی؟	۱۸۸
نہری زمین کا عشر کیا ہوگا؟	۱۸۹
نہری زمین میں عشر۔	۱۸۹
کنواں والی زمین کا عشر۔	۱۸۹
بارانی زمین میں عشر۔	۱۸۹
تالاب سے سینچنے والی زمین میں عشر۔	۱۸۹
مسئلہ عشر۔	۱۹۰
کیا عشر میں عامل کا طلب کرنا شرط ہے؟	۱۹۰
حکومت کی زمین میں عشر۔	۱۹۰
ہندوستان میں گزشتہ سالوں کا عشر۔	۱۹۱
عشر و خراج جمع نہ ہونے کا مطلب۔	۱۹۳
خراجی و عشری زمین۔	۱۹۳
عرب کی زمین عشری ہے یا کیا؟	۱۹۳
عشر و خراج دونوں جمع نہیں ہوتے ہیں۔	۱۹۴
کیا عشر کیلئے خلیفۃ المسلمین کا ہونا ضروری ہے؟	۱۹۴

صفحہ	عنوان
۲۲۱	آنحضور ﷺ کو الوہیت کا درجہ دینا کفر ہے۔
۲۲۱	نماز وروزہ کا منکر اور علماء کو گالیاں دینے والا۔
۲۲۲	قادیانی اور اس کے پیروکار کافر ہیں۔
۲۲۲	یہ کہنا کہ ایمان رہے یا جائے تعزیہ بنائیں گے۔
۲۲۲	خلفائے راشدین اور حضرت صدیقہؓ پر تہمت لگانے والا کافر ہے
۲۲۳	جمعہ کی نماز کو شر وفساد کی نماز کہنا کفر ہے۔
۲۲۳	یہ کہنا کہ ہم کافر ہے کیا حکم ہے؟
۲۲۳	اللہ تعالیٰ کی شان میں گالی بکنے والا کافر ہے۔
۲۲۳	گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں مرتد ہے اور وہ انکار کرتا ہے۔
۲۲۴	نماز کی تحقیر کفر ہے۔
۲۲۴	احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔
۲۲۴	کلمہ کفر سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔
۲۲۴	مرتد کسے کہتے ہیں۔
۲۲۵	خنزیر دیوی پر چڑھانے کا کفارہ کیا ہے؟
۲۲۵	اصحاب ثلثہ کو کافر کہنے والا کافر و مرتد ہے۔
۲۲۵	کل گناہ خدا کے سر یہ کلمہ کفر ہے۔
۲۲۶	نماز پڑھنے والے کو کافر سمجھنا۔
۲۲۶	خدائی کا دعویٰ کفر ہے۔
۲۲۶	ہندوؤں کے ذریعہ چڑھاوا چڑھانا معصیت ہے۔
۲۲۶	کہنا کہ معصیت میں دنیا وعاقبت کچھ نہیں سوجھتی
۲۲۷	میں عیسائی ہوں یہ کلمہ کفر ہے۔
۲۲۷	کلمہ کا اس طرح پڑھنا، لا الہ الا اللہ ابوبکر وعمر، عثمان وعلی محمد رسول اللہ۔
۲۲۷	مسجد میں پیشاب کردوں کلمہ کفر ہے۔
۲۲۸	قرآن پر پیشاب کردوں گا کہنا کفر ہے۔
۲۲۸	نماز کی توہین کرنا کفر ہے۔

فہرست مضامین

شرکت اور بٹوارہ کا بیان

مضاربت کا بیان

وقف کا بیان

وقف کی شرطیں اور احکام

وقف کے مصارف کا بیان

اوقاف کی خرید وفروخت، استبدال اور ابطال کا بیان

وقف کی تولیت کے مسائل

وقف علی الأولاد کے احکام

وقف کے متفرق مسائل

احکام مسجد

مسجد اور اس کی زمین سے متعلق مسائل

اوقافِ مسجد سے متعلق مسائل

مسجد کی تولیت کے احکام

مسجد کی آمدنی اور اس کے مصارف کا بیان

مسجد کی اشیاء اور بوسیدہ چیزوں کا بیان

مسجد کے چندہ سے متعلق مسائل

مسجد میں نامناسب مال صرف کرنے کا بیان

فہرست مضامین

بقية كتاب الوقف

مساجد کے لیے غیر مسلم کے عطیات کا بیان

مسجد ضرار اور نئی مسجد سے متعلق مسائل

مساجد سے متعلق متفرق مسائل

عیدگاہ کے احکام

مدارس کے احکام

قبرستان کے احکام

آدابِ مساجد

آدابِ قرآن شریف

آدابِ قبرستان

خرید وفروخت کا بیان

بیع سلم کا بیان

اموال ربویہ کی خرید وفروخت کا بیان

سود، قمار اور بیمہ کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل (جلد دوم)

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی

دنیا جس تیزی سے آگے جارہی ہے، یہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں ہے، ہر دور کی کچھ خصوصیات ہوا کرتی ہیں، موجودہ دور کی خصوصیات میں نمایاں چیز خاکسار کے نزدیک حد سے بڑھی ہوئی سہل پسندی اور عجلت ہے اور اسی کے ساتھ ہر قدم پر سبب کی تلاش وجستجو، جس درجہ کا بھی آدمی ہو اور خواہ اسے فقہ اور فتاویٰ سے کوئی مناسبت ہو یا نہ ہو، مگر وہ ہر حکم پر نقد وتبصرہ اپنا اولین حق اور خوشگوار فریضہ سمجھتا ہے۔

سہل پسندی اور عجلت تو انسانی مزاج میں اس طرح رچ بس گئی ہے کہ کوئی اس کے خلاف ایک لفظ بھی سننا پسند نہیں کرتا، جس کو دیکھئے اور جہاں دیکھئے وہ رفتار زمانہ اور اس کی راہ ورسم سے بری طرح مرعوب ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ تدبر وتفکر اور دور اندیشی ومعاملہ فہمی ختم ہوتی جارہی ہے جس کا نام غور وفکر ہے، وہ بالکل سطحی بن کر رہ گیا ہے، جب سوچتا ہوں کہ اس عدم تعمق کا انجام کیا ہوگا تو دل لرزنے لگتا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ اسلام خدا کا سب سے آخری اور پسندیدہ مکمل دین ہے۔ اور اس کے آئین وقوانین انسان کے نہیں بلکہ خالق کائنات کے بنائے ہوئے ہیں۔ جن کی تشریح ووضاحت رحمت عالم ﷺ نے اپنے تیئس سالہ دور نبوت میں مختلف مواقع سے فرمائی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر چل کر ان کو نکھارا، اور کہیں سے کوئی گنجلک رہنے نہیں دی۔ اور آپ کے بعد ائمہ مجتہدین اور علماء امت نے کتاب وسنت کی روشنی میں فقہ کے نام سے ان دفعات کو مدون کیا جس کی تفصیل مقدمہ جلد اول میں گذر چکی، مگر حالات کے پھیلاؤ کے ساتھ برابر ان میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ جب کبھی نئے مسائل پیدا ہوئے، علماء راسخین فی العلم نے ان کا حل تلاش کر کے پبلک کو ان سے روشناس کیا، اور آئندہ بھی برابر ایسا ہی ہوتا رہے گا، یہ سلسلہ کسی منزل پر رکنے والا نہیں ہے۔

لیکن عجیب بات ہے کہ یہ سب کچھ جاننے اور مشاہدہ کرنے کے باوجود علماء امت پر تنگ نظری، کم مائے گی اور بے خبری کا الزام ہے، اور یہ مکروہ پروپیگنڈہ زبان زد عام وخاص ہوتا جارہا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر تعلیم یافتہ حضرات کا ایک طبقہ جس میں دور بینی اور دین فہمی کی صلاحیت نہیں ہے، ہر اس شخص کے پیچھے چلنے پر آمادہ ہو جاتا ہے جو دین خداوندی کو اپنے غلط ذوق کے مطابق مسخ کر کے پیش کرتا ہے اور تحریف معنوی کی لعنت میں گرفتار ہے۔

عوام وخواص کو کس طرح یقین دلایا جائے، کہ علماء امت کا ذمہ دار طبقہ زمانہ اور اس کی تیز گامی سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں، اس کی انگلیاں ہر وقت رفتار زمانہ کی نبض پر اور اس کی دوربین نگاہیں دور جدید کے رخ زیبا پر لگی ہوئی ہیں، اور

اسے یہ بھی احساس ہے کہ امور دینیہ میں گرفت ڈھیلی کرنے کا مطالبہ شدت کے ساتھ جاری ہے اور علماء کے خلاف زمانہ کے ساتھ نہ چلنے کا شکوہ عام ہے، اور اس طرح کے مطالبات اور شکووں پر توجہ نہ دینے کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا ہم سے بدظن ہوتی جارہی ہے۔

مگر اسی کے ساتھ اس طبقہ کے پیش نظر علماء بنی اسرائیل، مسیحی پادریوں اور دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی تاریخ بھی ہے کہ انہوں نے عوام کو خوش کرنے کے لئے اپنے اپنے مذہب کا حلیہ کس طرح بگاڑا، اور اسے کیا سے کیا بنادیا، پھر اسے اپنی اس عظیم الشان ذمہ داری کا احساس بھی ہے جو خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے اس پر عائد ہوتی ہے، اور اسی احساس کا نتیجہ ہے کہ علماء دین پوری پامردی سے اپنی جگہ کھڑے ہیں، اور وہی کرتے ہیں، جو کتاب وسنت کی روشنی میں انہیں کرنا چاہئے۔ اور خدا کرے ان کی اس استقامت میں سرمو بھی کوئی فرق نہ آنے پائے۔ یہ اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ عوام کا جیسا مطالبہ ہے اگر اس سے گھبرا کر کوئی قدم اٹھایا گیا تو بہت ممکن ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دین قیم بازیچہ اطفال بن جائے اور اس کے تقدس و وقار کا آبگینہ چور چور ہو جائے۔

پاکستان عائلی کمیشن کی رپورٹ، منکرین حدیث کے دین مسخ کرنے والے اجتہادات اور دوسری روشن خیال دینی جماعتوں کی غلط تعبیریں اور ان کا لرزہ خیز انجام ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ علما، قائمین بالحق وراسخین فی العلم پر زمانہ کے انقلاب نے جونئی ذمہ داریاں ڈال دی ہیں وہ ان سے عہدہ براہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس سلسلہ میں جو کچھ انہیں کرنا چاہئے کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔

خوب یاد رکھئے کہ الدین یسر دین آسانی کا دوسرا نام ہے، نہ اس میں تنگی ہے نہ سختی نہ افراط ہے، نہ تفریط۔ بلکہ اس کے قوام میں اعتدال ہے اور ہر دور کا ساتھ دینے کی بے پناہ قوت، وہ اپنے اندر بے انتہا لچک اور جاذبیت رکھتا ہے پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف سے معلمین دین کو ہدایت ہے کہ ''آسانی کرنا، سختی نہ کرنا، خوش خبری سنانا، نفرت نہ پھیلانا''

احکام دین میں جو وسعت و ہمہ گیری اور رفق وسہولت ہے، وہ ہر شخص جانتا ہے باب طہارت میں پانی کے استعمال کا حکم ہے، مگر پانی، یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں مٹی کو اس کا قائم مقام بنایا گیا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ وضو اور جنابت دونوں کے لئے مٹی یا جو مٹی کے حکم میں ہے، اس پر دونوں ہتھیلیاں مار کر چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا صرف کہنیوں تک مسح کرلے۔ مٹی اور پانی میں جو مناسبت ہے وہ ان لوگوں پر ظاہر ہے جن کو علم ہے کہ ان دو چیزوں کا انسان اور دوسری مخلوق کی پیدائش اور نشوونما میں کیا حصہ ہے، عبادات میں نماز ایک عظیم المرتبت عبادت ہے اور اس قدر عام کہ کسی عاقل و بالغ مسلمان سے معاف نہیں اس نماز میں قیام کو فرض ہے، مگر جن کو قیام وغیرہ پر قدرت نہیں ہے ان کو بیٹھ کر ادا کرنے کی اجازت ہے اور اگر اس پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر، اسی طرح فرض نمازوں کی ادائیگی جماعت کے ساتھ سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے، اور مسجدوں کا سارا نظام اسی سے وابستہ ہے لیکن اگر کوئی معمولی عذر شرعی بھی ہے تو پھر اسے ترک جماعت کی اجازت حاصل ہے، اسی طرح مقیم کے لئے سنت اور ہر فرض کی پوری رکعتیں ضروری ہیں، لیکن مسافر شرعی کے لئے تخفیف ہے کہ چار فرض کی جگہ صرف دو پڑھے، اور سنتیں معاف۔

پھر نماز کی ہیئت ترکیبی اور اس کے جو شروط وصفات ہیں ان میں سے کسی میں کوئی سختی نہیں، اور جو التزام ضروری قرار دیا گیا ہے وہ سب نفع بخش اور انسانی زندگی کو سنوارنے والے اور پاکیزگی بخشنے والے ہیں۔ مختصر یہ کہ دین سہل بھی ہے اور کم سے کم وقت میں ادا ہو جانے کے لائق بھی۔ اور کم وبیش یہی ساری سہولتیں دوسری عبادات میں بھی حاصل ہیں۔ کاش عام مسلمان دین سے پورے طور پر واقف ہوتا تو اسے اندازہ ہوتا کہ اسلام کتنا آسان دین ہے اور نفسیات انسانی سے کس قدر قریب۔

اس جلد کی ترتیب میں بھی ان تمام امور کا لحاظ رکھا گیا ہے جن کی تفصیل پہلی جلد میں آچکی ہے پہلے ارادہ تھا کہ پوری ''کتاب الصلوٰۃ'' ایک جلد میں یا زیادہ سے زیادہ دو جلدوں میں آجائے مگر اس جلد کی بڑھتی ہوئی ضخامت اور لوگوں کی آسانی کے لئے اس کی متعدد جلدیں کرنی پڑیں مسائل میں تکرار کے خلاف کا اہتمام اس جلد میں بھی کیا گیا ہے مگر بعض مسائل کی اہمیت اور سوالات کی مختلف نوعیت کی وجہ سے دو تین مسئلوں میں ضرورت بھر تکرار باقی رکھی گئی ہے اور بعض مسائل میں تکرار انسانی نسیان کے تحت بھی رہ گئی ہے مگر وہ برائے نام ہے۔ لیکن تکرار کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھا جائے کہ ایک ہی سوال وجواب لوٹ کر آ گیا ہے۔ بلکہ سائل بھی دوسرا ہے اور سوال وجواب کے الفاظ بھی بدلے ہوئے، اور دو وقت کے لکھے ہوئے ہیں۔

بشری بھول چوک سے کون بچا ہے کہ یہ خاکسار بچنے کا دعویٰ کرے، لیکن اپنی جدوجہد اور محنت وکاوش کی حد تک جو کچھ کر سکتا تھا اس میں ہرگز کوتاہی نہیں ہونے دی ہے۔ کامیابی رب العزت کے ہاتھ ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ حقیر خدمت قبول فرمائیں اور اسے علماء کی نگاہ میں وقیع وپسندیدہ، اور عوام کے لئے زیادہ سے زیادہ لائق استفادہ بنائیں، ساتھ ہی مرتب کے لئے دنیا وآخرت دونوں میں یہ مجموعہ فلاح ونجات کا ذریعہ ثابت ہو، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ۔ پورہ نوڈیہاوی۔ دار الافتاء دار العلوم دیوبند۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدلل و مکمل فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد چہارم)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے خاکسار کو دین قیم اور علوم دینیہ کی خدمت کا شغف عطا کیا، فتاوی کی یہ چوتھی جلد پیش کرتے ہوئے شکر اور اطمینان و مسرت سے دل لبریز ہے، دلی دعا ہے کہ یہ حقیر خدمت شرف قبول حاصل کرے اور آئندہ مدارج کا زینہ بنے۔

فقہ کی جدید ترتیب و تدوین اور نئے مسائل کے حل کرنے کی ضرورت کا احساس عام ہوتا جارہا ہے۔ علماء کرام نے اس سلسلہ میں ابتدائی کوششیں بھی شروع کردی ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہندوستان میں "مجلس تحقیقات شرعیہ" کی داغ بیل ڈالی گئی جس کی صدارت کے فرائض ہماری مجلس شوریٰ کے ممتاز رکن حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی دامت برکاتہم، امیر شریعت بہار واڑیسہ نے انجام دیئے جو ایک عالم باعمل ہونے کے ساتھ دور اندیش دوربیں اور موجودہ تقاضوں سے پورے طور پر باخبر ہیں۔ پھر پاکستان میں ایک مجلس کا قیام عمل میں آیا اور اخیر میں حکومت مصر کی زیر نگرانی "مجمع البحوث الاسلامیہ" کا اجلاس قاہرہ میں بلایا گیا جس میں بیالیس ملکوں کے علماء کرام نے شرکت کی، اس اجلاس میں ہندوستان کی طرف سے دار العلوم دیوبند کے سربراہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب، مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی (دامت فیوضہم) شریک ہوئے اور کتاب و سنت اور تاریخ کی روشنی میں انہوں نے اپنی اپنی جچی تلی رائے پیش کی۔ مختصر یہ کہ ارباب دار العلوم دیوبند موجودہ حالات کا جائزہ لے کر جو کچھ اعتدال کے ساتھ کرسکتے تھے، کررہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔

سچ تو یہ ہے کہ دار العلوم دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے دینی و فقہی بصیرت و خدمت کا جو معتدل مزاج بخشا ہے اس کے پیش نظر صحیح طور پر اس کام کے انجام دینے کا حق اسی کو حاصل ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ دار العلوم سو سال سے دوسری خدمتوں کے ساتھ یہ عظیم الشان خدمت بھی کسی نہ کسی درجہ میں انجام دے رہا ہے، ہمارے فتاویٰ کا تازہ سلسلہ جو خود دار العلوم سے شائع ہورہا ہے اس کے مطالعہ سے آپ کو اندازہ ہوسکے گا کہ دار الافتاء دار العلوم دیوبند قدیم مسائل کے ساتھ جدید مسائل کے حل کا فریضہ بھی کس خوبی سے انجام دے رہا ہے، آئندہ اس موضوع پر انشاء اللہ روشنی ڈالنے کی سعی کی جائے گی۔

آخر میں دعا ہے، رب بے نیاز! اپنے حقیر بندہ کی خدمت قبول فرما، اور اس خدمت کو اس کے لئے زاد آخرت بنا، ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم. امین، یارب العالمین۔

طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ

شعبہ ترتیب فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ۲ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد پنجم مدلل و مکمل فتاویٰ دار العلوم دیوبند

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

فتاویٰ کی یہ پانچویں جلد اہل علم اور عام مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے میرا دل حمد و شکر سے لبریز اور میری پیشانی اس رب کریم کے آگے جھکی ہوئی ہے جس کی توفیق و عنایت سے یہ عظیم خدمت انجام پا رہی ہے۔ ورنہ کبھی اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ مجھ جیسا ظلوم و جہول انسان دار الافتاء کے اٹھارہ سالہ غیر مرتب ریکارڈ میں ان سوا لاکھ بکھرے ہوئے مسائل کا بیدار دماغی کے ساتھ مطالعہ کرنے، اور پھر انہیں فقہی ترتیب پر موجودہ دور کے علمی تقاضوں کے مطابق مہذب و مرتب کر کے پیش کرنے میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکے گا..... اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس جلد پر کتاب الصلوۃ پوری ہو گئی اور اس طرح دو ہزار صفحات اور کم و بیش چار ہزار مسائل آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکے۔ خدا وہ دن بھی جلد لائے کہ اس سلسلہ کے بقیہ حصے بھی خاکسار آپ کی خدمت میں پیش کر کے کہہ سکے ۔

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

یہاں خاکسار اپنے نگران کار، سرپرست شعبہ، حکیم الاسلام حضرت مولانا القاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم، مہتمم دار العلوم دیوبند کی خدمت اقدس میں ہدیہ امتنان و تشکر پیش کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہے جنہوں نے شروع سے اب تک قدم قدم پر حوصلہ افزائی کی اور بالخصوص اس علمی دینی خدمت میں مدد فرمائی، بلکہ اس خدمت کی قدر شناسی فرما کر آپ نے میرے جوش علم، دلچسپی اور علمی ولولہ و حوصلہ کو توانائی بخشی، اس کے ساتھ اپنے شفیق ترین اساتذۂ کرام، سرپرست شعبہ اور ان بزرگوں کی خدمت میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش ہے جن کی دلی دعاؤں اور حوصلہ افزا کلمات سے میری یہ ساری علمی جدوجہد باقی اور ترقی پذیر ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی بے پناہ شفقتوں، محبتوں اور فیوض و برکات سے نوازتا رہے۔

یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ نماز سے متعلق وہ بعض خاص مسائل جن میں عوام و خواص زیادہ الجھتے ہیں ان میں کہیں کہیں سوال و جواب کی نوعیت کے فرق سے تکرار رہنے دی گئی ہے، مگر آئندہ یہ برائے نام تکرار بھی باقی رکھنے کا ارادہ نہیں ہے۔

اخیر میں دعا ہے: الٰہ العالمین! اپنے ایک بے مایہ بندے کی یہ حقیر خدمت قبول فرمالے، اور اس کی اس خدمت کو اس کے لئے زاد آخرت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنا دے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم آمین۔ یارب العالمین۔

طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین غفر لہ

مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند

۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد ششم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے فتاویٰ کی جلد ششم کی تکمیل فرمادی۔ زیر نظر فتاویٰ کی ترتیب وتزئین میں جو دیدہ ریزی اور محنت وکاوش کرنی پڑتی ہے اس سے اہل علم بے خبر نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی نئی جلد مرتب اور حوالجات سے مزین ہوکر منظر عام پر آتی ہے تو خاکسار مرتب کا دل حمد وشکر اور مسرت سے لبریز ہوجاتا ہے کہ دارالعلوم کی طرف سے جو خدمت سپرد ہے وہ بتدریج انجام پارہی ہی اور ملت اسلامیہ اس سے برابر مستفید ہورہی ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ جو کچھ بھی ہورہا ہے سب رب العزت کی توفیق اور اس کی دستگیری کا نتیجہ ہے۔

بحمد اللہ اس جلد میں تین کتابیں آ گئیں۔ کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم اور کتاب الحج۔ اس کی ضخامت اور جلدوں سے گو بڑھی ہوئی ہے مگر ناگوار خاطر نہیں۔ تقریباً چھ سو صفحات کی تصحیح، ترتیب وتزئین اور ان کو حوالہ جات سے مزین کرنے میں بہت ممکن ہے خاکسار نے ٹھوکر کھائی ہو، اور یقیناً کھائی ہوگی۔ مگر جہاں تک تلاش وجستجو اور بحث وتحقیق کا تعلق ہے، حتی الوسع کوئی کوتاہی اپنی طرف سے نہیں کی گئی ہے۔ کامیابی رب العالمین کے ہاتھ ہے۔

رویت ہلال پر آج سے آٹھ سال پہلے خاکسار نے مارچ سن ۱۹۶۰ء کے رسالہ دارالعلوم دیوبند میں ایک جامع مقالہ لکھا تھا جس میں کتاب وسنت سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ جدید تعلیم یافتہ حضرات کے یہ رجحانات صحیح نہیں ہیں کہ رویت ہلال کے باب میں ماہرین فلکیات اور علماء ریاضی کا فیصلہ مان لیا جائے اور چاند دیکھنے کی زحمت برداشت نہ کی جائے۔

ریڈیو کی خبر کے سلسلہ میں آج سے بہت　　پہلے اکابر جمعیۃ علماء ہند کا بیان، اور ابھی حال میں مجلس تحقیقات شرعیہ کا جو فیصلہ آیا ہے اس سے مسئلہ واضح ہوکر سامنے آ گیا ہے۔

ریڈیو کے سلسلہ میں علماء نے جو فیصلہ کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

''ریڈیو سے رویت ہلال کا اعلان، خبر ہے اصطلاحی شہادت نہیں ہے۔ ریڈیو کا اجمالی اعلان کہ فلاں شہر میں چاند دیکھا گیا یا کل عید منائی جائے گی، قابل قبول نہیں ہے۔ اور نہ اس طرح کے اعلان پر صوم یا افطار صوم درست ہے۔ اسی طرح ایک ہی جگہ کے ریڈیوں کے حوالہ سے مختلف شہروں کے ریڈیو کی خبر بھی قابل توجہ نہیں ہے۔

ریڈیو کے جس اعلان پر صوم یا افطار صوم کا حکم دیا جائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تفصیلی ہو اور ذمہ دار علماء کی طرف سے ہو، یا کم از کم ان کی ذمہ داری کے حوالہ سے ہو کہ انہوں نے باضابطہ شرعی شہادت لے کر چاند کے ہوجانے کا فیصلہ کیا ہے۔ مثلاً ریڈیو اسٹیشن سے کوئی مسلمان یہ اعلان کرے کہ ہمارے شہر کی ہلال کمیٹی یا جماعت علماء، یا قاضی شریعت نے ثبوت شرعی کے بعد رویت ہلال کا فیصلہ کردیا ہے۔ اس طرح کے واضح اعلان پر صوم وافطار صوم درست ہے، ریڈیو پر اعلان کرنے والا کوئی متدین مسلمان نہ ہو بلکہ ریڈیو کا غیر مسلم ملازم ہو، اور وہ کسی ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت کے فیصلہ کا بتصریح نام، اعلان کرے تو یہ اعلان بھی قابل تسلیم ہوگا۔ اور صوم وافطار صوم کا حکم

درست ہوگا، جس طرح توپ کی آواز، اور ڈھنڈورچی کے اعلان پر فقہاء صوم وافطار صوم جائز قرار دیتے ہیں۔

''پاکستان اور دیگر قریبی ممالک کے ریڈیو کا اعتبار بھی اسی وقت ہوگا جب ان کی اطلاع اصول واحکام مذکورہ کے مطابق ہوگی۔''

''مطلع'' کے سلسلہ میں مجلس تحقیقات شرعیہ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے:۔

''بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہوگا۔'' البتہ بلاد قریبہ میں معتبر نہیں ہے۔ اور بلاد بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس قدر دور ہوں کہ عادتاً ان کی رویت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہو جیسے مصر اور حجاز۔

مگر یہ واضح ہے کہ ہمارے اس فتاویٰ مین اختلاف مطالع کو روزہ کے باب میں غیر معتبر قرار دیا گیا ہے اور اب بھی یہاں اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

ہوائی جہاز سے چاند دیکھنے کے سلسلہ میں فیصلہ یہ ہے:۔ ''ہوائی جہاز سے اس قدر اونچائی پر پہنچ کر چاند دیکھنا کہ اس سے مطلع بدل جاتا ہو معتبر نہیں ہے، البتہ اگر اس قدر اونچائی نہیں ہے تو اس کی شہادت معتبر قرار دی جائے گی''

آخر میں سرپرست شعبہ حکیم الاسلام حضرت مولانا القاری الحافظ محمد طیب صاحب دامت برکاتہم اور اپنے اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ عقیدت ومحبت پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جن کی توجہ خاص اور دعاؤں کے صدقہ میں خاکسار اس خدمت گرامی کے لائق ہوا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اسے مرتب کے لئے زاد آخرت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنائے۔

(طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ۔ مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ سن ۱۳۸۷ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد نہم ارباب فضل وکمال، علماء ومشائخ اور عام مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے خاکسار مرتب کا دل حمد وشکر سے لبریز ہے کہ رب العالمین نے اپنے ایک بے مایہ بندہ کو علمی اور دینی خدمت کی توفیق بخشی اور اس میں کامیابی سے ہم کنار فرمایا۔

فتاویٰ کی ابتدائی جلدوں کے تین اڈیشن آچکے ہیں، اس سے اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ خواص وعوام میں یہ سلسلہ مقبول ہے، اور وہ اس سے برابر مستفید ہورہے ہیں، یقیناً یہ سب دار العلوم دیوبند کا فیض ہے۔

پیش نظر جلد طلاق کے مسائل واحکام پر مشتمل ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ نماز، روزہ کے بعد نکاح وطلاق کے مسائل ہی ایسی ہیں جن کی عام طور پر بکثرت ضرورت پیش آتی ہے توقع ہے کہ یہ جلد بھی پہلی جلدوں کی طرح ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی۔

کون ایسا انسان ہے جس سے غلطی نہیں ہوتی، اور خاکسار مرتب تو ایک ادنیٰ درجہ کا طالب علم ہے اس سے اگر غلطی سرزد ہوئی ہو تو تعجب کی کوئی بات نہیں ہے، باقی اپنی حد تک فتاویٰ کی ترتیب، مکررات کے حذف، حوالجات کی تلاش وجستجو اور کتابت وطباعت کی نگرانی میں کوتاہی نہیں ہونے دی ہے، علماء سے درخواست ہے کہ جہاں کوئی غلطی نظر آئے بلا تامل اطلاع دیں تاکہ دوسرے اڈیشن میں اس کی تصحیح کردی جائے۔

اخیر میں سرپرست شعبہ سیدی حکیم الاسلام حضرت مولانا القاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی مہتمم دار العلوم دیوبند، اپنے شفیق اساتذہ کرام، اور اراکین شوریٰ کی خدمات بابرکات میں ہدیہ امتنان وتشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جن کی توجہات، دعاؤں اور حوصلہ افزائیوں کے صدقہ میں یہ خدمت انجام پارہی ہے، اللہ تعالیٰ خاکسار کی یہ حقیر خدمت قبول فرمائے، اور دنیا وآخرت کی کامرانیوں اور کامیابیوں سے متمتع فرمائے **ربنا** تقبل من انك انت السميع العليم.

طالب دعا: محمد ظفیر الدین غفرلہ

۵/ ذی قعدہ سن ۱۳۹۴ھ دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد دہم

الحمد للہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

فتاویٰ دار العلوم دیوبند کی پہلی جلد خاکسار مرتب و محشی نے ۱۳۸۲ھ میں پیش کی تھی، اس کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اس کی بعد والی جلدیں حاضر کرتا رہا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ انعام واحسان ہے کہ آج اس کی دسویں جلد پیش ہورہی ہے اس موقع سے خاکسار مرتب و محشی کا دل حمد و شکر خداوندی سے لبریز اپنے رب بے نیاز کے آگے سجدہ ریز ہے، جس کی توفیق سے یہ خدمت انجام پذیر ہوئی۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے فضل و کرم سے یہ خدمت قبول فرمالے اور اپنے شکر گذار بندوں میں اس حقیر کا نام بھی درج کردے۔

یہ سب دراصل دار العلوم دیوبند کا فیض ہے، جو ایک سو چودہ سال سے مسلسل کتاب و سنت اور ملک و ملت کی ہمہ گیر خدمات میں منہمک ہے، خدا کرے تاقیامت اس کا یہ بحر بے کراں موجزن رہے، اور کائنات انسانی اس سے مستفید ہوتی رہے۔

یہاں پہنچ کر بے ساختہ زبان قلم پر اپنے مرشد و مربی حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم کا نام نامی آرہا ہے۔ جنھوں نے اولاً اس خدمت گرامی کے لئے خاکسار کا انتخاب فرمایا، اور اعتماد کا اظہار کیا، اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی اور درازی عمر کی دولت سے نوازے، اور آپ کے حسن ظن کی لاج رکھ لے، اور فتاویٰ کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے، اسے بھی حسن و خوبی مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمادے، وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

فتاویٰ کے اہم اور پھیلے ہوئے حصہ کی اس جلد پر تکمیل ہوگئی، کیونکہ عام مسلمانوں کو جو دلچسپی اور جیسی ضرورت طہارت، نماز روزہ، حج، زکوٰۃ اور نکاح و طلاق سے متعلق مسائل واحکام کی ہوا کرتی ہے، دوسرے ابواب سے متعلق مسائل واحکام سے نہیں ہوتی۔

ظاہر ہے کہ طلاق کے مسائل اپنے اندر بڑی نزاکت رکھتے ہیں، اور ان کے نتائج دور رس ہوتے ہیں، اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ طلاق کے استعمال میں پوری احتیاط اور بیدار دماغی سے کام لیں، ذرا ذرا سی بات اور خفگی پر اس لفظ یا اس کے ہم معنی الفاظ زبان پر لانے سے پرہیز رکھیں۔

نکاح اس لئے نہیں منعقد ہوتا ہے کہ اس کو توڑا جائے، بلکہ اس کا مقصد باہم محبت و مودت اور طمانیت و سکینت قلبی ہے، ارشاد ربانی ہے۔

ومن آیته ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوآ الیها وجعل بینکم مودة ورحمة۔ (سورۃالروم۔ ۳۔)

اوراس کی نشانیوں سے یہ، کہ بنادئے تم کو تمہاری قسم سے جوڑے، کہ چین پکڑوں ان کے پاس، اور رکھا تمہارے درمیان پیار اور محبت۔

لیکن یہ بھی درست ہے کہ کبھی مزاجوں کی ناموافقت کی وجہ سے حالات ناسازگار ہو جاتے ہیں اور بظاہر نباہ مشکل محسوس ہونے لگتا ہے، ادھر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ اسلام نہ تو طلاق کو پسند کرتا ہے اور نہ طلاق دینے والے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، بلکہ اس عمل کو مبغوض قرار دیتا ہے، اور رشتہ ازدواج کو شکست وریخت سے بچانے کے لئے ایسی تدبیروں پر عمل کی تاکید کرتا ہے جن سے باہمی غلط فہمیاں دور ہو کر آپس کے تعلقات استوار ہو جائیں۔

زن وشوہر کی ملی جلی زندگی میں صدر کی حیثیت اسلام نے مرد کو دی ہے، چنانچہ اختلاف کے وقت میں شوہروں کو ہدایت ربانی ہے۔

والّٰتی تخافون نشوزهن فعظو هن واهجرو هن فی المضا جع واضر بوهن فان اطعنکم فلا تبغو علیهن سبیلاً۔ (سورۃالنساء۔ ٦)

تم اپنی جن بیویوں سے نافرمانی کا خطرہ محسوس کرو، انہیں زبانی سمجھاؤ، اگر باز نہ آئیں تو ان کے ساتھ ہم بستری ترک کردو، اگر اس کا بھی اثر قبول نہ کرے تو ان کو پیٹو، اگر فرمانبردار بن جائیں تو پھر ان کے خلاف کوئی الزام نہ تلاش کرو۔

پہلے مرحلے میں نفع ونقصان اور معاملات کے نشیب وفراز سمجھانے کی سعی کی جائے، اور رفیقہ حیات کو راہ راست پر گامزن رکھنے کی مخلصانہ جدو جہد کی جائے، اس سعی میں اس بات کا پورا لحاظ رکھا جائے کہ اس کے جذبات واحساسات کو ٹھیس نہ لگنے پائے۔

دوسرے مرحلے میں شوہر اپنی دلی اذیت اور دل شکنی کو اس طرح ظاہر کرے کہ اپنا بستر الگ کرلے، تاکہ شریک زندگی اپنی زیادتی اور بے جاضد محسوس کرنے پر مجبور ہو۔

اخیر مرحلے میں شوہر کو معمولی سرزنش کا اختیار دیا گیا ہے، عموماً انسانی طبائع کے یہی تین درجے ہوتے ہیں، ان میں سے جس مرحلہ میں بات بن جائے اور صلح صفائی ہو جائے خدا کا شکر ادا کرے، اور اس قیمتی رشتہ کو ہرگز مجروح نہ ہونے دے جو اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے۔

اگر شوہر ذاتی طور پر اپنی تدبیروں میں ناکام ہو جائے، تو ان دونوں کے مخلصوں اور بہی خواہوں کا فرض ہے کہ وہ مل کر بذریعہ خداترس پنچ ان کے معاملات کو درست کرنے کی سعی بلیغ کریں۔

وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکماً من اهله وحکماً من اهلها ان یرید آ اصلا حاً یوفق الله بینهما ان الله کان علیماً خبیرا۔ (سورۃالنساء ٦)

اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بیوی کے درمیان کشاکشی کا اندیشہ ہو، تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی لائق تصفیہ عورت کے خاندان سے بھیجو، اگر ان دونوں کو اصلاح منظور ہو گی تو اللہ تعالیٰ ان دونوں میں اتفاق پیدا کر دیں گے، اللہ علم والے خبر والے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہر طرح کوشش کی جائے کہ جو رشتہ قائم ہو چکا ہے وہ ٹوٹنے نہ پائے، عورتوں کے سلسلہ میں اس ارشاد نبوی کو بھی سامنے رکھا جائے جس میں عورتوں کی مزاجی کیفیت کی نشاندہی کی گئی ہے، رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔

استوصوابالنساء خیرا فانهن خلقن من ضلع وانه اعوج شئی فی الضلع اعلاه فان ذهبت تقیمه کسرته وان ترکته لم یزل اعوج فاستو صوابالنساء (بخاری باب الوصاة بالنساء).

عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کی بات قبول کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور سب سے زیادہ ٹیڑھاپن اوپر کی پسلی میں ہوتی ہے، اگر تم اس کو بالکل سیدھا کرنے کی بات کرو گے تو توڑ ڈالو گے اور یونہی چھوڑ دو گے تو جوں کی توں کجی باقی رہے گی، لہذا عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اختیار کرو۔

نئی تحقیقات نے بھی ثابت کر دیا ہے، کہ عورت کے عضلات مرد کے عضلات کے مقابلے میں کمزور ہیں، اور یہی تفاوت مرد و عورت کے دماغ اور عقل میں بھی ہے، پھر عورت میں انفعال اور ہیجات کا مادہ زیادہ ہے، جس کے نتیجہ میں یہ تلون مزاجی کا آسانی شکار ہو جاتی ہے، اس میں عورت کی ترکیب جسمانی کا بھی بڑا دخل ہے۔

مرد کے ہاتھ میں طلاق کی باگ دوڑ دوسرے وجوہ کے ساتھ اس وجہ سے بھی دی گئی ہے، تاکہ طلاق اور تفریق کی نوبت کم سے کم آئے۔ تفصیل کے لئے خاکسار کی کتاب "اسلام کا نظام عفت و عصمت" مطالعہ کی جائے۔

یہ ذہن نشین رہے کہ بلاوجہ طلاق دینا قابل تعزیر فعل ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مکروہ تحریمی تک قرار دیا ہے۔ اور علماء اسلام نے متفقہ طور پر اس کے بیجا استعمال سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔

موجودہ دور میں عوام جس طرح طلاق کا ستعمال کرتے ہیں، وہ سراسر غلط اور اصول شرع کے خلاف ہے، پہلے علماء سے معلوم کرنا چاہئے کہ کن حالات میں طلاق دینے کی اجازت ہے، عجلت سے ہرگز کام نہیں لینا چاہئے۔

خدانخواستہ جب کبھی طلاق دینا ناگزیر ہی ہو جائے اور اس کے علاوہ کوئی چارہ کار باقی نہ رہ جائے۔ تو اس وقت صرف ایک طلاق صریح دے کر چھوڑ دے تاآنکہ اس کی عدت گذر جائے، اور طلاق ایسے وقت میں دی جائے جب عورت ایام حیض سے نکل کر ایام طہارت میں داخل ہو چکی ہو، اور اس زمانہ طہارت میں شوہر کو اس سے ہم بستر ہونے کی نوبت نہ آئی ہو۔

فالا حسن ان یطلق الرجل امرأته تطلیقة واحدة فی طهر لم یجا معها ویترکها حتی تنقضی عدتها لان الصحابة کانوا یستحبون ان لا یزید وافی الطلاق علی واحدة حتی تنقضی العدة (هدایه

ج۲ ص ۳۳٤)۔

سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے اور طلاق اس طہر میں دے جس میں اس سے جماع نہ کیا ہو تا آنکہ اس کی عدت گذر جائے، اس لئے کہ صحابہ کرامؓ ایک سے زیادہ طلاق دینا پسند نہیں کرتے تھے جب تک عدت پوری نہ ہو جائے۔

اس طریقہ میں دونوں کا فائدہ ہے، عورت کا فائدہ یہ ہے کہ عدت کے دن کم ہوں گے، اور مرد کا فائدہ یہ ہے کہ دوران عدت میں اسے رجعت کا حق حاصل ہوگا، خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو، اور عدت پوری ہو جانے کے بعد عورت کی رضامندی سے وہ نکاح جدید کر سکتا ہے۔

حالت حیض میں طلاق دینے سے روکا گیا ہے اور اسے گناہ اور بدعت قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح تین طلاق دینے کو بھی معصیت کہا گیا ہے، اور اس سے منع کیا گیا ہے عہد نبوی میں جب ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور اس کی اطلاع سرور کائنات ﷺ کو ہوئی تو سخت غضب ناک ہوئے اور فرمایا۔

ایلعب بکتاب اللہ و انا بین اظھر کم (دار قطنی)

کیا وہ میرے موجود ہوتے ہوئے کتاب اللہ سے کھیل کرتا ہے۔

مجھے پوری توقع ہے کہ شریعت کی یہ بات عوام تک پہنچائی جائے گی، اور عوام اس باب میں پوری احتیاط خدا ترسی اور دور اندیشی سے کام لیں گے۔

یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ انسانی بھول چوک سے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قارئین بلا تردد اس سے مطلع کریں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔ اخیر میں اپنے اساتذہ کرام، سرپرست شعبہ اور اراکین۔ مجلس شوریٰ دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں ہدیہ امتنان و تشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جن کی توجہات، دعاؤں اور تعاون سے یہ خدمت انجام پا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ حقیر خدمت قبول فرمائے اور خاکسار مرتب کے لئے زاد آخرت بنائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم O۔

طالب دعا
محمد ظفیر الدین غفر لہ،
مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند
۱۱/ محرم سن ۱۳۹۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد یازدہم

الحمدللّٰہ رب العٰلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ کا اس پر جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھ جیسے بے مایہ انسان کو فتاویٰ دار العلوم دیوبند کی ترتیب و تزئین اور تحشیہ کی خدمت پر لگا رکھا ہے، اور اس خدمت میں کامیابی سے ہمکنار کر کے حوصلہ افزائی بھی فرما رہا ہے، ورنہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ کام کس قدر محنت طلب، پیچیدہ اور سکون و اطمینان کو چاہتا ہے، کیونکہ بکھرے ہوئے ہزاروں مسائل کی کتاب وباب وار بلکہ فصل وار فقہی ترتیب، ہر عربی عبارت کا حوالہ، جن مسائل میں مفتی علام نے حوالہ درج نہیں فرمایا ہے، ان کے لئے باضابطہ حوالجات کی تلاش و جستجو، اور پھر سب کا حواشی پر اندراج، کوئی آسان کام نہیں ہے۔

حضرت مولانا اکبر آبادی مد ظلہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ ہمارے یہاں یونیورسٹی میں کسی معمرلی قدیم پرانی کتاب کو کوئی ایڈٹ کرتا ہے تو تین سال تک اسے یونیورسٹی گران قدر وظیفے دیتی ہے، پھر اس کی تیاری اور منظوری پر اسے ڈاکٹر (پی، ایچ، ڈی) کی ڈگری سے نوازتی ہے، ایک استاذ مستقل محنت کر کے اس کی رہنمائی کا فریضہ بھی ادا کرتا ہے، اور تم نے حضرت مفتی صاحبؒ کے ۳۶ سالہ دور افتاء پر کافی محنت کی، دار العلوم جیسے مرکزی دار الافتاء کے بکھرے ہوئے فتاویٰ کو مرتب کیا، حاشیہ اور حوالہ جات درج کیا، اس کی کئی جلدیں شائع ہو کر مقبول عام ہو چکیں، مگر تمہارے علماء کی نظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کام ہی نہیں ہوا، کوئی کلمہ خیر کہنے کے لئے بھی شاید آمادہ نہیں، حالانکہ یہ بڑا عظیم الشان تحقیقی کام انجام پا رہا ہے، مستقبل میں یہ علمی و فقہی ذخیرہ امت کے لئے بہت ہی کار آمد ثابت ہوگا، اور ایک دنیا اس سے مستفید ہوگی۔

اس وقت میں نے سمجھا تھا کہ مولانا میری حوصلہ افزائی کے لئے یہ کلمات فرما رہے ہیں، مگر اب جب دیکھ رہا ہوں کہ اس کی ایک ایک جلد کے کئی کئی اڈیشن چھپ رہے ہیں، تو اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کا اندازہ بہت درست تھا، انشاء اللہ جس طرح زمانہ آگے بڑھتا جائے گا، فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل کی قدر و قیمت بھی بڑھتی ہی چلی جائے گی، اور مسلمانوں کا کوئی گھر انشاء اللہ اس سے خالی نہ رہے گا،

کوئی شبہ نہیں یہ سب فضل ربی کے بعد جامعہ اسلامیہ دار العلوم دیوبند اور اس کے اکابر و اسلاف کی خدمات و اخلاص کا ثمرہ ہے، اور عارف باللہ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی روحانیت کے اثرات کا خوشگوار نتیجہ۔

آج جب اس کی گیارہویں جلد مکمل ہو کر پریس جا رہی ہے، مرتب فتاویٰ کا دل اور اس کی زبان حمد و شکر رب سے لبریز و تر اور اس کی پیشانی مالک حقیقی کے آگے سجدہ ریز ہے، اور اس کے ہر بُنِ مو سے آواز آ رہی ہے۔

”الٰہ العٰلمین! ایک بے مایہ ظلوم وجہول کی اس حقیر محنت کو شرف قبولیت سے نواز دے، اور دارین کی نعمتوں سے مرتب کے ظاہر و باطن کو مالا مال کر دے، اور اسی کے ساتھ دار العلوم کا فیض تا قیامت باقی رکھ، تا کہ

کائنات انسانی اس سے مستفیض ہوتی رہے، اور اس گہوارہ علم وعمل کو دشمنوں، مخالفوں اور بدباطنوں کے شر ورو فتن سے مامون ومحفوظ رفرمادے "ربّنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔"

پیش نظر جلد میں کتاب الطلاق کے اخیر کے تین ابواب ہیں جو دسویں جلد میں آنے سے رہ گئے تھے، (۱) ثبوت النسب (۲)، حضانت (۳) اور نفقہ، اس جلد کو انہی تین ابواب پر ختم کردینا مناسب معلوم ہوا، اب اس سے آگے کی جلدوں میں جو مسائل آئیں گے ان کی تعداد نسبتاً بہت کم ہوگی، اس لئے کہ عام طور پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے بعد عوام کو نکاح وطلاق سے متعلق ہی احکام ومسائل سے واسطہ پڑتا ہے اور انہی کے متعلق وہ مفتیان کرام سے سوالات کرتے ہیں، ان کے علاوہ مسائل کی صرف خاص طبقہ کے لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے، اور وہی ان کے متعلق کبھی استفسار کرتے ہیں، اس لئے ان مسائل کی تعداد کم ہے، انشاء اللہ بارہویں جلد میں کتاب الایمان سے لے کر کتاب الوقف تک کے مسائل آجائیں گے، جس پر کام شروع ہوچکا ہے، امید ہے اس سلسلہ کی اب بہت جلد تکمیل ہوجائے گی، دعا ہے اللہ تعالیٰ مابقی کام بھی حسن وخوبی کے ساتھ پورا کرادیں۔

اخیر میں سرپرست حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، محترم اراکین مجلس شوریٰ زید مجدہم اور اپنے اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ سپاس وتشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تعلیم وتربیت، حوصلہ افزائیوں اور دعاؤں کی برکتوں سے یہ خاکسار اس خدمت گرامی کے لائق ہوا، رب العالمین ان تمام بزرگوں کا سایہ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے، آمین یارب العالمین۔

طالب دعاء
محمد ظفیر الدین غفرلہٗ
مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند
۲۷ ذی قعدہ سن ۱۴۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد دوازدہم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

خاکسار مرتب کا دل حمد و شکر خداوندی سے لبریز اور اس کی پیشانی رب العالمین کے آگے سجدہ ریز ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل و کرم سے کسی لائق بنایا، اور مجھ جیسے ظلوم و جہول کو فتاوی دار العلوم دیوبند کی ترتیب و تزئین اور تحشیہ کی عظیم خدمت پر لگایا۔ فالحمد للہ حمداً کثیرا۔

فتاویٰ دار العلوم کی بارہویں جلد آج قارئین اور اہل علم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے دل اطمینان و مسرت محسوس کر رہا ہے اور بے ساختہ زبان قلم پر یہ مصرع آرہا ہے۔

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

زیر نظر جلد میں کتاب الایمان والنذور، کتاب القصاص، کتاب الحدود، کتاب السیر اور کتاب اللقطہ سے متعلق وہ تمام احکام و مسائل آگئے ہیں جو رجسٹر نقل فتاویٰ میں درج تھے۔

مرتب نے حسب سابق اس جلد کی ترتیب و تزئین اور تحشیہ پر بھی اپنی بساط کے مطابق محنت کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے، یوں خطا و نسیان انسانی خمیر میں ودیعت ہے، اگر کہیں بھول چوک ہوگئی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان و شکر ہے کہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند کا یہ سلسلہ اہل علم میں مقبول ہے اور دنیائے اسلام اس سے برابر مستفید ہو رہی ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو تا جب کہ اس کو جامعہ اسلامیہ دار العلوم دیوبند جیسے علمی اور تعلیمی ادارہ اور اس کے مفتی اعظم، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی قدس سرہ سے نسبت حاصل ہے۔

فتاویٰ کا جو حصہ رہ گیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اس کی ترتیب و تزئین اور تحشیہ و اشاعت کی بھی توفیق عطا کرے اور ہم جلد سے جلد اسے آپ حضرات اہل علم کی خدمت میں پیش کر سکیں۔

یہاں اپنے اساتذہ کرام، سرپرست شعبہ اور اراکین مجلس شوریٰ کی خدمت بابرکت میں ہدیہ امتنان و تشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تعلیم و تربیت حوصلہ افزائی اور اعتماد سے یہ کام انجام پایا۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ انجام پائے گا۔

استفادہ کرنے والوں سے درخواست ہے دارالعلوم کے تحفظ وبقااور خاکسار کے لئے صلاح و فلاح کی دعا فرمائیں، اخیر میں رب العزت سے التجا ہے کہ اس حقیر خدمت کو قبول فرمالے اور اسے ہمارے لئے زاد آخرت بنائے۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم آمین یا رب العالمین۔

طالب دعاء : محمد ظفیر الدین غفرلہ
مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰ ذی قعدہ سن ۱۴۰۲ھ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم أما بعد :

''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند'' کی بارہ (۱۲) جلدیں ایک مدت سے شائع ہو رہی ہیں؛ جن میں ''کتاب الطھارۃ'' سے ''کتاب اللقطۃ'' تک کے مسائل ہیں، کتاب اللقطہ سے آگے ترتیب کا کام کافی دنوں سے موقوف تھا، اب حضرت اقدس مولانا بدرالدین اجمل صاحب رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم کی تحریک اور مؤقر اراکین مجلس شوریٰ کی تجویز کی بنا پر کتاب اللقطہ سے آگے ترتیب فتاویٰ کا کام دوبارہ شروع کیا گیا ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سب سے پہلے حضرت مولانا بدرالدین اجمل صاحب دامت برکاتہم کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ دارالعلوم کے فتاوی کا ڈیڑھ سو سالہ ذخیرہ جو سیکڑوں کی تعداد میں بڑے بڑے رجسٹروں میں محفوظ ہوتے ہوئے بھی غیر محفوظ ہے کیونکہ کاغذ بوسیدہ ہو چکے ہیں اور آپس میں ایسے چپک گئے ہیں کہ کھول کر پڑھنا مشکل ہوتا ہے، مزید پھٹ جانے کا قوی اندیشہ ہے، اس لیے جدید ٹکنالوجی کی سہولت سے انھیں کمپیوٹر اور سیڈیز کے ذریعہ محفوظ کرلیا جائے، اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ان کی افادیت کو عام کرنے کی کوشش کی جائے ـــــــ موصوف نے اپنی یہ تجویز جن حضرات اکابر کے سامنے رکھی انھوں نے ہمت شکنی نہیں کی بلکہ یہ کہا کہ بھائی! اتنا بڑا کام کیسے کرو گے؟ یہ تو بہت نازک، دیر طلب اور بہت ہی احتیاط والا کام ہے۔

بالآخر حضرت مولانا بدرالدین اجمل صاحب نے شعبۂ کمپیوٹر کے ذمہ دار مولانا عبدالسلام صاحب قاسمی اور ان کے شعبہ سے متعلق دیگر حضرات کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور ان سے تعاون کی اپیل کی، چونکہ یہ ان کا فن تھا اس لیے وہ حضرات مولانا کی تجویز کو بہت جلد سمجھ گئے اور فوراً ہر قسم کے تعاون کے لیے مستعد ہو گئے ـــــــ بعدہٗ مولانا عبدالسلام صاحب قاسمی نے قلیل مدت میں دو مجموعے نمونے کے طور پر تیار کرائے، حضرت مولانا بدرالدین اجمل صاحب نے جب یہ نمونے

مجلس شوریٰ میں پیش فرمائے تو مجلس شوریٰ نے اتنے بڑے منصوبے کی اجازت دیدی ۔

(ماخوذ از "میرے مرشد میرے شیخ" ص: ۱۲۸-۱۳۲)

پھر حضرت مولانا غلام رسول خاموش صاحب کارگذار مہتمم دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی اور مولانا عبدالسلام صاحب قاسمی کی زیر نگرانی دو مفتیوں نے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہ کے تمام فتاویٰ پر قدیم رجسٹروں میں ابواب فقہیہ کے کوڈ لگائے، پھر مولانا عبدالسلام صاحب قاسمی نے ابواب فقہیہ کے کوڈ کے ساتھ تمام فتاویٰ کی کمپیوٹر کتابت اور اس کی تصحیح اپنی نگرانی میں کرائی، پھر جن ابواب پر ہمیں کام کرنا تھا ان کو ابواب فقہیہ کی ترتیب کے مطابق کتابت شدہ فتاویٰ کمپیوٹر سے نکال کر ہمارے حوالے کیے گئے۔

پھر ہم نے ان فتاوی کا بغور مطالعہ کیا، جو فتاویٰ مکرر یا ناقص تھے ان کو حذف کر دیا اور قابل اشاعت فتاویٰ کا انتخاب کیا، پھر منتخب کردہ فتاوی کی قدیم رجسٹروں سے ملا کر دوبارہ تصحیح کی تا کہ کوئی غلطی باقی نہ رہ جائے، اور مفتی صاحب نے اپنے فتاوی میں جو حوالے درج فرمائے تھے ان کو اصل مراجع سے ملا کر دیکھا، جو اغلاط تھیں ان کی تصحیح کی اور موجودہ ایڈیشنوں کے مطابق باب اور فصل وغیرہ کی تفصیل کے ساتھ حاشیہ میں حوالے درج کیے، کیونکہ مفتی صاحب کے فتاویٰ میں قدیم ایڈیشنوں کے مطابق حوالے درج تھے، اور اکثر جگہ صرف عربی عبارتیں تھیں کسی کتاب یا باب کا حوالہ نہیں تھا، اسی طرح اکثر احادیث شریفہ اور آیات کریمہ مفتی صاحب کے فتاویٰ میں بغیر حوالے کے درج تھیں ان کے حوالے بھی حاشیہ میں درج کیے، اور جو احادیث ناقص تھیں ان کو مکمل حاشیہ میں نقل کر دیا تا کہ اہل علم کو کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

ان تمام دشوار ترین مراحل کو طے کرنے کے بعد منتخب کردہ فتاویٰ کو ابواب وفصول پر مرتب کیا، اور جہاں ضرورت محسوس کی گئی وہاں حاشیہ میں حوالے نقل کیے، نیز عناوین اور علامات ترقیم سے فتاوی کو مزین کیا، اور جو فتاویٰ فارسی یا عربی زبان میں تھے ان کا اردو میں ترجمہ کیا، اور غیر معروف الفاظ کی بین القوسین یا حاشیہ میں مختصر وضاحت کی، تا کہ عام قارئین بھی مفتی صاحب کے فتاویٰ سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔

نیز ہر سوال کے اخیر میں بین القوسین نمبر سلسلہ اور ہجری سنہ درج کر دیا تا کہ فتاویٰ کی اشاعت کے بعد کوئی ضرورت پیش آئے تو قدیم رجسٹروں میں اس فتوے کو آسانی سے دیکھا جا سکے، اس سے پہلے مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی اور احقر نے شائع شدہ فتاویٰ کی بعض جلدوں پر ضمیمے لکھے تھے، اس وقت بعض فتاوی کو قدیم رجسٹروں سے ملانے کی ضرورت پیش آئی تو تلاشِ بسیار کے بعد وہ فتاوی ہمیں قدیم

رجسٹروں میں ملے، آئندہ کسی کو ایسی دشواری پیش نہ آئے اس لیے ہم نے ہر سوال کے اخیر میں نمبر سلسلہ ہجری سنہ کے ساتھ درج کردیا ہے۔

یہ تمام کام احقر نے مفتی مصطفیٰ امین پالن پوری اور مفتی محمد یمین حیدرآبادی کے تعاون سے انجام دیے، اس کے بعد احقر نے منتخب کردہ تمام فتاویٰ کو خوب غور سے دیکھا، جس فتوے میں احقر کو تردد ہوا اس کو قدیم رجسٹروں سے ملا کر دیکھا تاکہ کوئی فروگذاشت باقی نہ رہ جائے، الغرض احقر نے اور احقر کے دونوں معاونین نے فتاویٰ کی اس جلد کی تصحیح اور اس کو خوب سے خوب تر بنانے کی پوری کوشش کی ہے، اس کے باوجود اگر کسی صاحب کو کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں آگاہ فرمائیں، تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ جن جدید ایڈیشنوں کے حوالے ہم نے حاشیہ میں درج کیے ہیں ان میں بعض جگہ اغلاط ہیں، ہم نے قدیم نسخوں اور اصل مراجع سے ملا کر کئی جگہ عبارتوں کی تصحیح کی ہے۔

جب فتاویٰ کی یہ جلد تیار ہوگئی تو برادر محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم کی خدمت میں اس کو پیش کیا جو ترتیب فتاویٰ کی علمی سرپرستی فرمارہے ہیں، موصوف نے پوری جلد کو بہت غور سے از اوّل تا آخر دیکھا، موصوف کے ملاحظہ اور تصویب کے بعد اس جلد کو شائع کیا جارہا ہے۔

اخیر میں ہم تمام اراکین شوریٰ خصوصاً حضرت اقدس مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا بدرالدین اجمل صاحب دامت برکاتہم کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان حضرات کی مساعئ جمیلہ سے ترتیب فتاویٰ کا کام دوبارہ شروع ہوا —— نیز حضرت مولانا غلام رسول صاحب خاموش کارگذار مہتمم دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے بھی ہم شکرگذار ہیں کہ ترتیب فتاویٰ کے کاموں میں جب کوئی انتظامی دشواری پیش آئی تو ان حضرات نے اس کو دور کرنے کی بھرپور کوشش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائیں اور ان کے سایۂ عاطفت میں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں! آمین یارب العالمین!

محمد امین پالن پوری غفرلہٗ

استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

۲۰/ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مرتب

الحمدللّٰہ و کفٰی و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی، أمّا بعد:

طویل مدت کے بعد فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی تیرہویں جلد تین ماہ پہلے شائع ہوئی تھی، جس میں شرکت و بٹوارہ، مضاربت اور وقف کے مسائل ہیں، اب چودہویں جلد شائع ہورہی ہے، اس میں وقف کے بقیہ مسائل، آدابِ مساجد، آدابِ قرآن، آدابِ قبرستان، خرید و فروخت کے مسائل اور سود، قمار اور بیمہ کے احکام ہیں۔

تیرہویں جلد کی طرح اس جلد میں بھی ہم نے ہر سوال کے اخیر میں نمبر سلسلہ اور ہجری سنہ درج کردیا ہے تاکہ بعد میں ضرورت پیش آنے تو مراجعت میں آسانی ہو، اور جو فتاویٰ فارسی یا عربی میں تھے ان کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور غیر معروف الفاظ کی بین القوسین یا حاشیہ میں مختصر وضاحت کی ہے تاکہ عام قارئین بھی مفتی صاحب کے فتاویٰ سے استفادہ کرسکیں، نیز عناوین اور علامات ترقیم سے تمام فتاویٰ کو مزین کیا ہے اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی حاشیہ میں حوالے درج کیے ہیں اور مفتی صاحب کے حوالوں کی تخریج کی ہے۔

الغرض احقر نے اور احقر کے دونوں معاونین مفتی مصطفیٰ امین پالن پوری سلمہ اور مفتی محمد یونس دہلوی سلمہ نے اس جلد کو عمدہ سے عمدہ تر بنانے کی پوری کوشش کی ہے اور تصحیح کا پورا اہتمام کیا ہے۔ اس کے باوجود غلطیوں کا احتمال ہے اس لیے قارئینِ کرام سے درخواست ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں آگاہ فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کردی جائے۔

سابقہ جلد کی طرح جب یہ جلد تیار ہوگئی تو ہم نے اس کو حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کیا جو ہمارے کام کی علمی سرپرستی فرمارہے ہیں، موصوف نے تدریسی وتصنیفی مصروفیتوں کے باوجود تمام فتاوی کو بغور پڑھا اور متعدد جگہ قیمتی حواشی ارقام فرمائے، موصوف کے ملاحظہ اور تصویب کے بعد اس جلد کو شائع کیا جارہا ہے۔

اخیر میں ہم تمام اراکین شوریٰ کا خصوصاً حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا غلام رسول صاحب خاموش، حضرت مولانا عبد الخالق صاحب مدراسی، حضرت مولانا بدرالدین صاحب اجمل اور حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم العالیہ کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان بزرگوں کی توجہات اور مساعیٔ جمیلہ سے فتاوی کی یہ جلد منظر عام پر آرہی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے سایۂ عاطفت کو دراز فرمائیں۔ آمین یارب العالمین!

محمد امین پالن پوری
۲۲/ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

پیش لفظ

حکیم الاسلام حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند
متع الله المسلمین بطول حیاته

الحمد لله و کفی وسلام علی عباده الذین اصطفی

دار العلوم دیوبند میں تعلیم کے ساتھ ساتھ افتاء کا سلسلہ بھی ہمیشہ سے جاری رہا ہے، لیکن ابتداءً اس کی کوئی منظّم اور ذمہ دارانہ صورت نہ تھی۔ انفرادی طور پر اساتذہ اور علماء ادارہ مستفتیوں کے سوالوں کے جوابات دے دیا کرتے تھے، جسے جس سے مناسبت ہوئی اس نے اسی سے پوچھ لیا اور عمل پیرا ہو گیا۔ عملی انضباط کی کوئی صورت نہ تھی۔

دار الافتاء دار العلوم:

۱۳۰۴ھ میں جب کہ دار العلوم کی عمر بائیس سالہ تھی، اس میں افتائی خدمات کو منظّم بنانے کی داغ بیل ڈالی گئی۔ گویا ضابطہ میں دار العلوم نے افتائی خدمات کی ذمہ داری لی۔ لیکن اب بھی اس کی کوئی اداری صورت نہ تھی۔ ضمنی طور پر مختلف اساتذہ سے افتاء کا کام لیا جاتا رہا۔ فرق اتنا تھا کہ پہلے مستفتی ان علماء سے کام لیتے تھے۔ اب ادارہ کام لینے لگا۔ لیکن عمل میں انضباط یا اداری صورت اب بھی نہ تھی۔

اس طرح دار الافتاء کی صورت تو قائم ہو گئی۔ مگر اس کا کوئی ذمہ دار مفتی متعین طریق پر مقرر نہیں ہوا جس سے دار الافتاء میں ذمہ دارانہ صورت قائم ہوتی بلکہ یہ ادارہ بلا مدیر کے غیر ذمہ دارانہ انداز سے چلتا رہا۔

۱۳۱۰ھ میں اس شعبہ کو ایک مستقل شعبہ بنانے کا منصوبہ سامنے آیا، اور ارادہ کیا گیا کہ افتاء کے منصب کو کسی حاذق علوم مفتی کی ذمہ داری سے زینت دے کر اس شعبہ کو ذمہ دارانہ حیثیت دی جائے۔

منصب افتاء کی اہمیت وعظمت:

افتاء کا منصب علمی سلسلوں میں سب سے زیادہ مشکل دقیق اور اہم ترین سمجھا گیا ہے۔ فقہ کی لاکھوں متماثل جزئیات اور ان کے متعلقہ احکام میں تھوڑے تھوڑے فرق سے حکم کا تفاوت محسوس کرنا عمیق علم کو چاہتا ہے، جو ہر عالم بلکہ ہر مدرس کے بھی بس کی بات نہیں، جب تک فقہ سے کامل مناسبت، ذہن وذکاء میں خاص قسم کی صلاحیت اور قلب میں مادۂ تفقہ نہ ہو۔ اس لئے مدارس دینیہ میں افتاء کے لئے شخصیت کا انتخاب نہایت پیچیدہ مسئلہ سمجھا گیا ہے جو کافی غور وفکر اور سوچ وبچار کے بعد ہی حل ہوتا ہے اور پھر بھی تجربات کا محتاج رہتا ہے۔

دار العلوم دیوبند جیسے علمی مرکز کے دار الافتاء کے لئے ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جس میں خود بھی مرکز بن جانے کی صلاحیتیں موجود ہوں، اور علم وتفقہ کی امتیازی استعداد کے ساتھ صلاح وتقویٰ اور برگزیدگی کی شانیں اس میں موجود ہوں۔

چنانچہ قیام دارالافتاء کے منصوبہ کے ساتھ یہاں کے اکابر کو پہلی فکر منصب افتاء اور خصوصیت سے دارالعلوم جیسے مقدس ادارہ کے دارالافتاء کے شایان شان مفتی کے انتخاب کی ہوئی جس کے مضبوط کاندھوں پر اس عظیم ترین منصب اوروزن دار ادارہ کا بار رکھا جائے۔

دارالعلوم کی جاذبیت اور مقبولیت کا کرشمہ ظاہر ہوا، اور ایک ایسی شخصیت کا انتخاب عمل میں آیا جو گویا ازل سے اس عہدہ ہی کے لئے پیدا کی گئی تھی۔ اور یہ انتہائی ذمہ داری اس ذات کے لئے اور وہ ذات اس ذمہ داری کے لئے منجانب اللہ موزوں اور منتخب کی جا چکی تھی۔

میں اس وقت عہدۂ افتاء کی جس منتخب ہستی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ ذات گرامی حضرت مفتی اعظم ہند مولانا الحاج الشیخ عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی دیوبندی نوراللہ مرقدہ کی ہے جو جماعت دیوبند میں مفتیان ہند کے استاد و مربی تھے، اور آپ کی تعلیم و تربیت اور آپ کے فتاویٰ کی روشنی میں کتنوں ہی کو مفتی بننے کی سعادت میسر آئی۔

حضرت ممدوح کا نام نامی اس سے بالاتر ہے کہ ہم جیسے اس کا تعارف کرانے بیٹھیں، جب کہ ہم اور ہمارے کام خود ہی ان ہستیوں کی نسبت اور نام سے متعارف ہیں تو ہم لوگوں کی کیا ہستی ہے کہ ہم ان کا تعارف کرانے کے مقام پر آنے کی جرأت کریں۔ لیکن یہ سطریں ان کا تعارف نہیں بلکہ صرف عقیدت مندانہ تذکرہ ہیں، جو اولاً اپنی قلبی محبت و تسکین کے لئے قلم پر آ رہا ہے۔ نیز اللہ کے ایسے برگزیدہ بندوں کا تذکرہ ذکر وعبادت بھی ہے کہ۔

اذا ذکر و اذکر اللہ واذا ذکر اللہ ذکروا.

جب (ان پاک نہاد بندوں کا)، ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ کا ذکر بھی ساتھ ہوتا ہے۔ اور جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان بندگان خاص کا ذکر بھی ساتھ ہوتا ہے۔

خاصان خدا خدا نباشند　　　لیکن زخدا جدا نباشند

اس لئے ان ہستیوں کا تذکرہ محض تاریخ ہی نہیں۔ بلکہ طاعت و قربت اور تعلیم و عبرت بھی ہے۔

دوسرے اس لئے کہ جن فتاویٰ کا ذخیرہ اس زیر نظر مجموعہ میں پیش کیا جا رہا ہے وہ اس مقدس ہستی کے ہی علمی افکار کا ثمرہ ہے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ فتاویٰ کے ساتھ صاحب فتاویٰ کا تذکرہ بھی سامنے لایا جائے تاکہ مفتی کی عظمت سامنے رہنے سے فتاویٰ کی عظمت دلوں میں جاگزیں ہو کہ قدر الشھادۃ قدر الشھود.

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا الحاج الشیخ عزیز الرحمٰن عثمانی دیوبندیؒ

حضرت ممدوح دیوبند کے عثمانی شیوخ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلف اکبر ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے اولین اساطین مجلس شوریٰ دارالعلوم کے طبقہ اولیٰ کے اراکین، اور حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند کے مخصوص مجلس نشین احباب میں سے تھے۔ نیز حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم سادس دارالعلوم دیوبند کے حقیقی برادر کلاں اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاتی بھائی ہوتے تھے۔ حضرت کا سن ولادت ۱۲۷۵ھ ہے اور تاریخی نام ظفر الدین ہے۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ۱۲۹۸ھ میں تمام علوم وفنون سے فراغت حاصل کر کے درس وتدریس کے سلسلہ سے میرٹھ میں قیام فرمایا۔ اور ایک عرصہ دراز تک تعلیمی مشاغل کے ساتھ آپ وہاں مقیم رہے، چونکہ آپ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندی نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ اس لئے میرٹھ کے تدریسی قیام کے دوران میں بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی جاری رہا، اور کتنے ہی سعید الارواح افراد آپ کے انفاس طیبہ سے مستفید ہوکر اپنی مراد کو پہنچے۔

۱۳۰۹ھ میں آپ کو میرٹھ سے دارالعلوم میں بلایا گیا۔ اور آپ نیابت اہتمام کے عہدہ پر فائز ہوئے مہتمم کی عدم موجودگی اور غیبت کے زمانہ میں آپ ہی اہتمام کے اختیارات استعمال فرماتے تھے۔

عہدۂ افتاء کے لئے نامزدگی:

۱۳۱۰ھ میں حضرت قطب عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ سرپرست ثانی دارالعلوم دیوبند کی تجویز سے دارالافتاء کے لئے باضابطہ عہدۂ افتاء تجویز ہوا، اور حضرت اقدس نے اپنی فراست باطنی سے وہ تمام جوہر جو ایک ذمہ دار مفتی میں درکار ہیں حضرت مفتی اعظم میں دیکھ کر آپ کو عہدۂ افتاء کے لئے نامزد فرمایا۔ اس لئے حضرت مفتی اعظم دارالعلوم کے مفتی ہی نہیں بلکہ یہاں کے عہدۂ افتاء کا نقطہ اولیٰ بھی ہیں۔ جس کا آغاز ہی حضرت ممدوح کی ذات گرامی سے کیا گیا۔ اور آپ یہاں کے قصر افتاء کے لئے خشت اول ثابت ہوئے جس پر آگے کی تعمیر کھڑی ہوئی۔

افتاء میں مہارت:

شدہ شدہ آپ کی افتائی مہارت اس حد تک پہنچی کہ بڑے سے بڑا مسئلہ اور معرکۃ الآراء استفتاء کا جواب قلم برداشتہ اور بلا مراجعت کتب بے تکلف سفر وحضر میں تحریر فرمادیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے اہم فتاویٰ جن کو مرتب کرنے میں اگر آج کے مفتی اور ماہر علماء مشغول ہوں تو مراجعت کتب کے بعد بھی شاید دنوں اور ہفتوں کی سوچ وچار کے بعد بھی فتویٰ کا وہ سہل عنوان اختیار نہ کرسکیں گے جو حضرت ممدوح قلم برداشتہ اس طرح بے تکلف لکھ جاتے تھے جیسے روزمرہ کی معمولی باتیں ڈائری میں لکھ دی جاتی ہیں۔ چالیس سال آپ نے دارالعلوم کے دارالافتاء کی خدمت جلیلہ انجام دیں اور اس دور میں سیکڑوں ہی ایسے اہم اور مشکل فتاویٰ بھی سپرد قلم فرمائے جو نہ صرف فتویٰ بلکہ معرکۃ الآراء مہمات میں محاکمہ کی حیثیت رکھتے تھے اور صرف چند لفظوں میں، کوئی مسئلہ جب عقدہ لاینحل ہوجاتا تھا، اور علماء وقت آپ کی طرف رجوع فرماتے تو آپ کا جواب آپ کی خداداد علمی بصیرت اور فقہ فی الدین کے سبب قاطع شکوک وشبھات ہوتا تھا۔ بلکہ عموماً ایسے مسائل میں آپ کا اسم گرامی سامنے آجانا ہی علماء عصر کے لئے تسلی وطمانیت کا باعث ہوجاتا تھا۔

سفر وحضر میں استفتاء کا بڑا ذخیرہ ساتھ رہتا تھا، اور عام حالات میں بلا مراجعت کتب محض حذاقت ومہارت اور کمال استعداد سے بے تکلف فتویٰ ثبت فرماتے۔ اور نصوص فقہیہ اکثر وبیشتر حفظ ویادداشت سے تحریر فرمادیتے تھے جس میں فرق نہیں نکلتا تھا، حتی کہ آخر میں خود ہی بہ نفس نفیس کتاب ناطق بن گئے تھے۔ افتائی حکم نہایت جچا تلا حشو وزوائد سے

پاک، وجیز مختصر اور جامع ہوتا تھا۔

فتاویٰ کی ترتیب:

جس کا شاہد عدل وہ ذخیرۂ فتاویٰ ہے، جس کا ایک حصہ بہت پہلے مولانا محمد شفیع صاحب مفتی پاکستان نے " عزیز الفتاویٰ" کے نام سے شائع فرمایا تھا۔ مگر اس طرح کہ کچھ حصے مرتب تھے اور کچھ غیر مرتب، کچھ تصحیح جس پیمانہ پر ہونی چاہئے تھی نہ ہو سکی تھی۔

اصل ذخیرہ دار العلوم دیو بند کے دار الافتاء میں محفوظ ہے۔ اب اس ذخیرہ کو از سر نو دار العلوم کے ایک پورے عملہ کے ذریعہ باضابطہ مرتب کرایا جارہا ہے، جس کا پہلا حصہ یہ زیر نظر مجموعہ ہے، جو ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔ امید ہے کہ باقی ماندہ مجموعے بھی جلد ہی شائع ہوں گے۔ جو حضرت ممدوح کی باقیات صالحات ہیں، اور جریدۂ عالم پر رہتی دنیا تک ثبت رہیں گے۔ لاکھوں افراد نے ان فتاویٰ پر چل کر اپنی عاقبت درست کی اور لاکھوں سعید الارواح ہوں گے جو اپنی عاقبت کو سنواریں گے اور یہ غیر منقطع صدقۂ جاریہ چلتا رہے گا۔

بیعت وارشاد:

حضرت ممدوح نہ صرف عالم اور مفتی ہی تھے بلکہ عارف باللہ اور صاحب باطن اکابر میں سے تھے۔ بیعت وارشاد کا سلسلہ مستقلاً قائم تھا، اور ہزار ہا بندگان خدا اطراف ہندوستان میں آپ کی باطنی تلقین وتربیت سے فیض یاب ہو کر مراد کو پہنچے، اور یہ سلسلہ دور دور تک پھیلا۔ آپ حضرت اقدس مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیو بندی قدس سرہٗ مہتمم ثانی دار العلوم دیو بند کے ارشد خلفاء میں سے تھے، اور سلسلہ نقش بندیہ کے نہایت ہی صاحب حال اور ممتاز مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

آپ کے فیوض وبرکات باطنی کا سلسلہ دور دور تک پھیلا۔ میرٹھ میں حضرت ممدوح کے سلسلہ کا ایک بڑا حلقہ تھا۔ حضرت مولانا قاری محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلفاء مجازین میں سے تھے۔ میں نے حضرت قاری صاحب کی بہت کافی اور بار ہا زیارت کی ہے نہایت بے نفس بزرگ اور رفیع المقامات ہستی تھے ان کا کافی سلسلہ پھیلا۔

قاری صاحب ممدوح کے مجاز خلفاء میں سے اول نمبر کی شخصیت فاضل یگانہ حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی سلمہ کی ہے، جنہوں نے دار العلوم میں حضرت الاستاذ مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فن حدیث کی تکمیل کر کے ابتداءً بطور معین المدرسین دار العلوم دیو بند میں کار تدریس انجام دیا۔ پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں حضرت شاہ صاحبؒ کی معیت میں بطور استاذ حدیث درس جاری کیا اور ساتھ ہی حضرت شاہ صاحبؒ کے حلقۂ درس سے استفادہ کر کے حضرت ممدوح کے حدیثی علوم وفیوض بنام فیض الباری بطور شرح بخاری مدون کئے جو مصر میں طبع ہوئی اور آج علماء کے کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہے۔ تقسیم ملک کے بعد مولانا ممدوح پاکستان تشریف لے گئے، اور جامعہ اشرفیہ ٹنڈو اللہ یار کے ناظم کی حیثیت سے کام کیا، اس کے بعد آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور اب مستقلاً

وہیں دیار حبیب میں مقیم ہیں، لیکن ان تمام مقامات کے قیام کے دوران آپ کے اشغال باطنیہ کا سلسلہ قائم رہا۔ تربیت کی شان برابر کام کرتی رہی۔ آج بحمد اللہ مدینہ میں آپ کا ایک حلقہ ہے۔ اطراف سے آنے والے حجاج آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں، یہ وہی سلسلہ نقشبندیہ کا فیض ہے جو حضرت مفتی اعظم ہند کے سلسلہ سے پہنچا، اس لئے حضرت مفتی اعظم کا سلسلہ فیض ہندوستان اور پاکستان سے گذر کر آج حجاز میں بھی اپنا کام کر رہا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ اور چھوٹی مسجد:

نقش بندیت کے مشہور معمولات میں سے ختم خواجگان ہے جو حضرت مفتی صاحب کی مسجد میں (جو دیو بند میں چھوٹی مسجد کے نام سے مشہور ہے) پابندی کے ساتھ روزانہ صبح کی نماز کے بعد ہوتا تھا۔ آج بھی ہم لوگوں کے لئے مسرت کا مقام ہے کہ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے چھوٹے صاحب زادے مولانا قاری جلیل الرحمٰن صاحب عثمانی مجود دار العلوم دیو بند اس سلسلہ کو پابندی کیساتھ قائم کئے ہوئے ہیں جس سے حضرت ممدوح کے دور کی یاد تازہ ہوتی رہتی ہے۔

حضرت اقدس کی اس مسجد میں اس احقر کا قیام لڑکپن میں بہت کافی رہا ہے۔ میرے اولین استاذ حضرت مولانا قاری عبد الوحید خاں صاحب الہٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ جن سے میں نے تجوید کے ساتھ حفظ قرآن کیا، اسی چھوٹی مسجد میں رہتے تھے، میں بھی خارج از اوقات مدرسہ قرآن شریف یاد کرنے کے لئے قاری صاحب مرحوم کے پاس اسی مسجد میں حاضر رہتا تھا اور اس طرح حضرت مفتی اعظمؒ کی زیارت کا ہمہ وقت موقعہ میسر آتا رہتا تھا۔ متعدد اعمال شرعیہ کی ہیئت میں نے حضرت ممدوح کے عمل سے سیکھی، مثلاً وضو کرتے ہوئے انگلیوں میں خلال کرنے کی ہیئت جو مجھے نہیں آتی تھی میں نے حضرت ممدوح ہی کے عمل سے سیکھی۔

تواضع اور خدمت خلق:

علم وعمل کے ساتھ تواضع وکسر نفسی اپنے کو چھپانا اور مٹانا آپ کا خاص رنگ تھا، جو چھوٹی چھوٹی جزئیات تک میں نمایاں ہوتا تھا۔ روزانہ کا معمول تھا کہ بعد نماز عصر محلّہ کے آس پاس کے گھروں کے دروازوں پر جا کر پوچھتے کہ بازار سے کسی کو کچھ سودا منگانا ہو تو بتلادے گھروں سے آواز آتی مفتی جی مجھے چار پیسے کی مرچیں لادوں، کہیں سے آواز آتی کہ تیل چاہیئے۔ کسی گھر سے کہا جاتا کہ نمک درکار ہے۔

حضرت ممدوح سب کے پیسے لے لیتے، اور بازار جا کر ایک ایک کا فرمائشی سودا خریدتے کسی کا نمک کسی کی مرچ، کسی کا دھنیا، اور یہ سب سامان رومال کے الگ الگ کونوں میں باندھ کر خود ہی لاتے، یہ کبھی گوارا نہ فرماتے کہ اس بوجھ کو کوئی بٹوائے۔ خود ہی یہ سامان اپنے کندھوں پر لادتے۔ بعض اوقات بوجھ سے دوہرے ہوجاتے تھے۔ مگر کسی حالت میں گوارا نہ تھا کہ اسے دوسروں کے حوالے فرما کر کچھ ہلکے ہوجائیں۔ پھر خود ہی گھر گھر جا کر یہ اشیاء فرمائش کنندوں کے سپرد فرماتے۔ بے نفسی اور خدمت خلق کے مدعی ہزاروں نظر آئیں گے۔ لیکن عمل اور وہ بھی جزئیاتی عمل جس میں شوا اور نمود کا نشان نہ ہو، کوئی جوانمرد ہو تو دکھلائے، لیکن خود ان کی پاک نفس میں اس کا تصور بھی نہ تھا کہ میں کوئی

خدمت کررہا ہوں، یا یہ کوئی بڑا عمل ہے جو میرے ہاتھوں انجام پا رہا ہے۔ یا میں کسر نفسی کا کوئی عظیم کارنامہ انجام دے رہا ہوں؟

برسات میں بارہا دیکھا گیا محلّہ کے مکانوں کی چھت ٹپکی اور محلہ دار بی بیوں نے کہلا بھیجا کہ ''مفتی جی ذرا ہماری چھت دیکھ لو، بہت ٹپک رہی ہے۔'' یہ سنتے ہی حضرت اقدس لنگی باندھ کر بارش میں نکل کھڑے ہوتے اور محلّہ والوں کے مکانات کی چھتوں پر بارش میں مٹی ڈالنے کی خدمت انتہائی ذوق وشوق اور دردمندی کے ساتھ انجام دینا شروع فرمادیتے۔

حضرت کی بے نفسی کا ایک واقعہ:

حضرت مفتی اعظم کے مکان سے ملے ہوئے مکان میں ایک بڑی بوڑھی مقیم تھیں۔ جنہیں سب ''اماں خوبی کہا کرتے تھے۔ عمر میں حضرت ممدوح سے بہت بڑی تھیں، انہوں نے ایک دن کہا ''عزیز الرحمٰن مکان کی چھت بہت خراب ہوگئی ہے بارش میں ٹپکا اتنا لگا ہے کہ رات بھر ٹپکتے گذر گئی ہے، مٹی ڈلوانے کا کوئی بندوبست کرادو۔'' فرمایا کہ بہت اچھا۔ چنانچہ مٹی منگوائی اور ان کے گھر میں ڈھیر کرادی اس پر کہنے لگیں کہ عزیز الرحمٰن مٹی تو آ گئی مزدور کوئی نہیں کہ اسے چھت پر ڈلوادوں۔ فرمایا ''اماں اس کا بھی بندوبست ہوجائے گا۔'' اس بارش میں لنگی باندھ کر خود چھت پر چڑھے اور خود ہی چھت پر مٹی ڈالنی شروع فرمائی۔ بارش میں بھیگتے ہوئے مٹی ڈالنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بخار آیا سخت تکلیف اٹھائی مگر اس بوڑھی اماں پر واضح نہ ہونے دیا کہ اس مٹی ڈالنے میں کون سے مزدور نے کام کیا۔ اور اس محنت سے اس پر کیا گذری؟

عظمت وللٰہیت:

کسی نمایاں مقام پر کسی اونچی خدمت کا انجام دے دینا آسان کام ہے کہ اس میں مدح خلائق اور نام آوری کے مواقع ممکن ہوتے ہیں لیکن یہ گمنام خدمات اور وہ بھی ایسے چھوٹے درجہ کی کہ بڑائی پسند کبھی اس خدمت کے آس پاس بھی نہیں پھٹک سکتا۔ بلکہ اسے اپنے وقار اور منصب کے خلاف سمجھتا ہے اور تحقیر کے ساتھ رد کردینا ہی اپنی شان سمجھتا ہے۔ انجام دینا کوئی آسان کام نہیں، مگر حضرت اقدس اسے کیسی للٰہیت، کیسی شغف اور کیسی دردمندی سے انجام دیتے تھے کہ اسے آنکھیں زیادہ محسوس نہیں کرسکتیں، دل محسوس کریں گے کہ اس کی کیا نوعیت تھی؟ یہ خدمت نہیں تھی مجاہدۂ عظیم تھا جسے عظماء ہی انجام دے سکتے ہیں، ہر ایک کا حوصلہ نہیں ہے کہ ان خدمات کے قریب بھی آسکے، اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بزمانۂ خلافت رعایا کے گھروں میں مشکیزہ اٹھا کر پانی تک بھر آتے تھے اور گمنام بوڑھیوں کے گھروں پر پہنچ کر ان کا کھانا تک پکا آتے تھے تو ان کے اس نقش قدم پر چلنا ہر ایک کا کام نہیں، یہ مفتی اعظم ہی جیسی بے نفس ہستیوں کا مقام تھا کہ خدمت خلق کے اس جذبہ سے سرفراز ہوں، اور انہیں کا حوصلہ اور نصیب تھا کہ وہ ان پاکیزہ اعمال کے لئے منتخب کئے گئے۔

جماعت دارالعلوم میں آپ کی انکساری اور کسر نفسی کے یہ کارنامے سب کے نزدیک امتیازی شان رکھتے تھے،

یہ شان بے ریائی اور تواضع کی یہ بے مثال عملی صورتیں دائرۂ دار العلوم میں آپ ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھی جاتی تھیں، جن کو یہاں کے تمام اکابر عظمت ووقعت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے، اور ان خدمات کو انہیں کا حصہ سمجھتے تھے۔

درس وتدریس:

ان عملی مجاہدات کے ساتھ عملی باریک بینیاں مستزاد تھیں۔ افتاء کے ساتھ درس کا شغل مستقل رہتا تھا۔ فقہ و حدیث اور تفسیر کے اونچے اسباق آپ کے یہاں ہوتے تھے بڑی بڑی باریک تحقیقات جو آپ کے ذہن رسا کی پیداوار ہوتی تھیں کبھی بھی اپنی طرف منسوب کر کے دعوے کے رنگ میں نہیں فرماتے تھے، بلکہ بطور احتمال کے ارشاد فرماتے اور تقریر کے ضمن میں کہتے کہ ''اس مسئلہ میں ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے۔'' حالانکہ وہ ان کی تحقیق ہوتی تھی۔ مگر کبھی بھی یوں نہیں فرماتے تھے کہ اس مسئلہ میں میری رائے اور تحقیق یہ ہے، غور کیا جائے تو یہ مقام اس عملی خدمت اور عملی بے نفسی کے مقام سے بھی زیادہ بلند اور نازک تر ہے، جس تک پہنچنا ہر ایک کا حوصلہ نہیں۔ علمی رقائق خود اپنا ذہن پیش کرے اور اس ذہن کو کبھی بھی آگے نہ لایا جائے، بے نفسی اور فنا کا نہایت ہی اونچا مقام ہے اور یہ اسی کو میسر آسکتا ہے جس نے نفسانیت کو کچل کر رکھ دیا ہو اور کسر نفسی اور تواضع ان کے رگ وپے میں سما گئی ہو۔

دنیا آپ کی نظر میں:

میرے خسر مولوی محمود صاحب مرحوم رام پوری اپنے زمانۂ طالب علمی میں چھوٹی مسجد میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے پاس ہی ایک حجرے میں رہتے تھے اور حضرت کی زندگی کے اکثر معمولات ان کی نگاہوں میں آتے رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ''میں نے کبھی بھی حضرت ممدوح کو پیر پھیلا کر لیٹے ہوئے یا سوتے ہوئے نہیں دیکھا ہمیشہ سکڑ کر اور گھٹنے پیٹ میں دے کر لیٹتے اور سوتے تھے، پہلے تو میں اسے اتفاقات پر محمول کرتا رہا مگر جب مسلسل یہی طرز عمل دیکھا تو میں نے سمجھا کہ یہ اتفاقی بات نہیں بلکہ ارادی فعل ہے تو ایک دن میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ پیر پھیلا کر کبھی نہیں سوتے، فرمایا کہ ''دنیا پیر پھیلا کر سونے کی جگہ نہیں ہے اس کا مقام قبر ہے جہاں آدمی پیر پھیلا کر سوئے گا۔'' سبحان اللہ یہ کلام اسی کی زبان سے ادا ہوسکتا ہے جسے ہر وقت آخرت متحضر اور عظمت خداوندی اس کے دل پر محیط اور چھائی ہوئی ہو۔ دوسرے لفظوں میں جو دنیا کی لذت وعیش کو دل سے نکال چکا ہو اور صرف اللہ کے سچے وعدوں پر شوق آخرت کو اپنی دل و دماغ کا تکیہ بنائے ہوئے ہو۔ ایک دو دن ایسا کر لینا ممکن ہے۔ لیکن اس پر عمر گذارنا استقامت کی نادر ترین مثال ہے۔

فنائیت اور انکساری:

مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میں نے جلالین شریف، مؤطا امام مالکؒ مؤطا امام محمدؒ، اور طحاوی شریف حضرت اقدس سے پڑھی ہے۔ لفظ نہایت پھوکے پھوکے، گفتگو نہایت ہی دھیمی دھیمی، تقریر نہایت معصومانہ، لفظ، لفظ سے رحمت وشفقت برستی تھی کلمہ کلمہ سے بھولا پن، معصومیت اور سادگی ٹپکتی تھی، گویا ان کے دل میں کسی وقت بھی یہ تصور نہ تھا کہ میں

کوئی چیز ہوں یا یہ درس قرآن وحدیث میرا کوئی عظیم کارنامہ ہے جو مجھ سے انجام پا رہا ہے، یا یہ سیکڑوں شاگردوں اور مستفیدوں کا حلقہ میری کسی عظیم مقبولیت کی نشانی ہے؟ ان خیالات سے قلب خالی اور دماغ فارغ تھا۔ سوتے اور جاگتے میں جس ذات کو ہر وقت یہ تصور رہتا ہو کہ دنیا نہ آرام کرنے کی جگہ ہے نہ پیر پھیلانے کی۔ اس کے قلب میں یہ خود پسندی یا خود بینی کے خیالات کیا سما سکتے تھے، بہر حال انہیں اس کا کبھی دھیان بھی نہیں آتا تھا کہ میں کوئی بڑی شخصیت ہوں، یا مجھ سے علم وعمل کی کوئی بڑی خدمت انجام پا رہی ہے بلکہ ہر وقت جس چیز کا دھیان رہتا تھا وہ یہ تھا کہ میں نہ کوئی چیز ہوں، نہ میری کوئی شخصیت ہے نہ مجھ سے کوئی خدمت بن پڑ رہی ہے، میں بھی منجملہ عام مسلمانوں کے ایک مسلمان ہوں۔ اور یہ تمام علمی وعملی خدمات میری کسی جوہر کا نتیجہ نہیں بلکہ صرف فضل خداوندی ہے جو کام کر رہا ہے اسے مجھ جیسے ہزاروں بندے مل سکتے ہیں، میں اسکے بندوں میں لاشئ محض ہوں۔

اللہ اکبر سب کچھ کر کے یہ یقین رکھنا کہ کچھ نہیں ہوں بڑوں ہی کا کام ہے اور بڑا ہی مقام ہے۔ ملائکہ جیسی مقدس ہستیوں کا یہ مقام ہوگا کہ کمال معرفت کے باوجود قیامت کے دن پکارتے ہوں گے کہ

ماعرفناک حق معرفتک.

اے پروردگار ہم تجھے کما حقہ پہچان ہی نہ سکے کہ تیرا کوئی حق ادا کرتے۔

انبیاء علیہم السلام جیسی مقدس ذوات کا یہ مقام ہے کہ عمر کا ایک ایک لمحہ خالص ومخلصانہ عبادت میں بسر کر کے قیامت کے دن یہی کہتے ہوں گے کہ۔

ماعبدناک حق عبادتک.

اے مالک ہم تیری کوئی عبادت نہیں کر سکے کہ تیرا کوئی حق بندگی ادا ہو سکتا ہے۔

اور یا پھر ان برگزیدہ ہستیوں کے نائب اور وارثان نبوت حضرت مفتی اعظم جیسی ہستیوں کا مقام ہو سکتا ہے کہ سب کچھ کر کے دل میں کچھ کرنے کا دھیان تک نہ لائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ فنائیت وبے نفسی کی انتہا ایک ایسی ممتاز شان ہے جو ایسی ہی مقدسین کو نصیب ہو سکتی ہے۔

غم آخرت:

غم آخرت کا قلب پر تسلط یہ تھا کہ جلالین شریف کے درس میں ایک دن خود ہی یہ واقعہ ارشاد فرمایا کہ ''میں ایک شب سونے کے لئے لیٹا تو اچانک قلب میں یہ اشکال وارد ہوا کہ قرآن کریم نے تو یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ۔

لیس للانسان الا ماسعیٰ.

انسان کے کام اسی کی سعی آئے گی۔

جس کا واضح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخرت میں کسی کے لئے غیر کی سعی کارآمد نہ ہوگی۔ اور حدیث نبوی میں ایصال ثواب کی ترغیب آئی ہے جس سے تخفیف عذاب، رفع عقاب اور ترقی درجات کی صورتیں ممکن بتلائی گئی ہیں۔ نیز شفاعت انبیاء وصلحاء، شفاعت حفاظ وشہداء سے رفع عذاب اور نجات اور ترقی درجات کا وعدہ دیا گیا ہے، جس سے صاف

نمایاں ہے کہ آخرت میں غیر کی سعی بھی کارآمد ہوگی۔ پس یہ آیت وروایت میں کھلا تعارض ہے۔ فرمایا کہ اس کا حل سوچتا رہا مگر ذہن میں نہ آیا۔ بالآخر سوچتے سوچتے یہ خوف قلب پر طاری ہوا کہ جب آیت وروایت میں یہ تعارض ذہن میں جاگزیں ہے اور حل ذہن میں نہیں ہے تو گویا اس آیت پر میرا ایمان سست اور مضمحل ہے، اور اگر اس حالت میں موت آگئی تو یہ قرآن کی ایک آیت میں خلجان اور ریب کی سی کیفیت لے کر جاؤں گا۔ اور ایسی حالت کے ساتھ حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گا کہ قرآن کے ایک حصہ پر میرا ایمان سست اور مضمحل ہوگا، تو میرا انجام کیا ہوگا اور کیا اس خاتمہ کو حسن خاتمہ کہا جاسکے گا؟

پیادہ پاراتوں رات گنگوہ:

اس دھیان کے آتے ہی فکر آخرت اس شدت سے دامن گیر ہوا کہ میں اسی وقت چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سیدھے گنگوہ کی راہ لی۔ مقصد یہ تھا کہ راتوں رات گنگوہ پہنچ کر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ اشکال حل کروں کہ میرا ایمان صحیح ہو، اور حسن خاتمہ کی توقع بندھے،

حالانکہ آپ پیدل چلنے کے عادی نہ تھے اور وہ بھی گنگوہ جیسے لمبے سفر کے جو دیوبند سے بائیس کوس کے فاصلہ پر ہے، یعنی تقریباً تیس ۳۰ میل، اور وہ بھی رات کے وقت، لیکن جب کہ خوف آخرت نفس کا حال بن چکا تھا تو اس میں وساوس کی کہاں گنجائش تھی، اس جذبہ سے عزم پیدا ہوا اور اسی عزم صادق سے اتنا لمبا سفر کرنے کے لئے اندھیری رات میں پیدل ہی چل کھڑے ہوئے، صبح صادق سے پہلے گنگوہ پہنچے۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ تہجد کے لئے وضو فرمارہے تھے کہ حضرت مفتی اعظم نے سلام کیا۔ فرمایا کون؟ عرض کیا کہ عزیز الرحمٰن۔ فرمایا تم اس وقت کہاں؟ عرض کیا کہ حضرت ایک علمی اشکال لے کر حاضر ہوا ہوں جس میں مبتلا ہوں۔ اور وہ یہ کہ ''قرآن تو نفع آخرت کو صرف اپنی ذاتی سعی میں منحصر بتلا رہا ہے۔ جس سے غیر کی سعی کے نافع ہونے کی نفی نکل رہی ہے، اور حدیث غیر کی سعی کو نافع اور مؤثر بتلا رہی ہے۔ جس میں نفع آخرت ذاتی سعی میں منحصر نہیں رہتا جو صراحتاً قرآن کا معارضہ ہے تو ذہن میں اس تعارض کا حل نہیں آتا'' حضرت نے وضو کرتے ہوئے برجستہ فرمایا کہ آیت میں سعی ایمانی مراد ہے جو آخرت میں غیر کے کارآمد نہیں ہوسکتی کہ ایمان تو کسی کا ہو اور نجات کسی کو ہوجائے اور حدیث میں سعی عملی مراد ہے جو ایک کی دوسرے کے کام آسکتی ہے اس لئے کوئی تعارض نہیں۔'' فرمایا کہ ایک دم میری آنکھ سی کھل گئی جیسے کوئی پردہ آنکھ کے سامنے سے اٹھ گیا ہو اور علم کا ایک عظیم دروازہ کھل گیا۔

بہرحال علم کا جو دروازہ اس مفتی اعظم پر کھلا وہ تو ان ہی کی ذات جان سکتی تھی کہ اس دروازہ کے اندر کیا کیا نوادرات پنہاں ہیں۔ غور کرنے کے قابل یہ عظیم جذبہ ہے کہ ایک جزوی مسئلہ کے ایک علمی اشکال پر اس درجہ خوف آخرت کا قلب پر مسلط ہوجانا کہ چارپائی پر ایک لمحہ کے لئے قرار نہ رہے اور ۳۰ میل کے لمبے اور شوار گذار سفر کی ٹھان لی جائے اور وہ سفر بھی راتوں رات ہی شروع کردیا جائے، یہ عالم آخرت سے کس درجہ قلبی لگن اور دنیائے ادنیٰ اور اس کی راحت ولذت سے کس قدر بے تعلقی اور استغناء کی نادر مثال ہے جو اکابر سلف ہی کی تاریخوں میں مل سکتی ہے۔

بہر حال علم اور افتاء جیسے علمی مقام پر اتنا اونچا پہنچ کر بھی اپنے علم ومنصب کی عظمت کا کوئی تصور ذہن میں نہ آنا تواضع اور کسر نفسی کا انتہائی مقام ہے، ان اونچے مقامات کے لئے اول تو آپ کی فطرت صالحہ ہی مستعد تھی جس کو حق تعالیٰ نے ان ہی احوال ومقامات کے لئے منتخب فرمالیا تھا۔ اوپر سے آپ کے مربی اعظم حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند کی مخصوص توجہات نے اس پر اور چار چاند لگا دیئے تھے۔

فطری صلاحیتیں:

چنانچہ منشی سعید احمد صاحب حضرت اقدس کے علاتی بھائی فرماتے تھے کہ بچپن ہی سے حلم، تحمل، بردباری آپ کے نفس کا جوہر تھی اگر کسی چیز کو جی چاہا اور والدہ نے نہ دی تو رونا یا چلانا نہیں یا چپ ہو کر رہ جاتے، یا اس شئے سے محرومی پر بہت ہی دل کڑھتا تو کوٹھری میں اندر گھس کر کسی کونہ میں منہ چھپا کر سبک لیتے اور رو لیتے۔ لیکن چیخنا چلانا یا واویلا اور فریاد کرنا بچپن میں بھی کبھی نہیں دیکھا گیا جو قلب کے فطری طور پر صالح اور ضابط ہونے کی علامت ہے، گویا آپ کو بچپن ہی سے مقام رفیع کے لئے تیار کیا جارہا تھا، اور آپ کی فطری صلاحیتیں خود ہی ان بلند مقامات کو مانگ رہی تھیں۔

چنانچہ حسب بیان محترم منشی سعید احمد صاحب عثمانی (برادر خورد حضرت مفتی اعظم ہند) جب حضرت مفتی اعظم نے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ریاضت وسلوک کا راستہ اختیار فرمایا تو مزاج میں یکسوئی اور غنا عن الخلق بڑھتا گیا، بیوی بچوں کی طرف سے التفات ہٹ گیا، خلوت گزینی یکسوئی اور مخلوق سے انقطاع کی کیفیات کا غلبہ ہو گیا تو ان کے والد ماجد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ سے عرض کیا کہ جس راہ پر آپ نے عزیز الرحمٰن سلمہ، کو ڈالا ہے اس کے اچھے اور مبارک ہونے میں تو کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا اور اسے چھڑایا بھی نہیں جا سکتا، صرف اتنا چاہتا ہوں کہ عزیز الرحمٰن بیوی بچوں کی طرف توجہ کرنے لگے۔ اس پر شیخ نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کو اللہ نے اور بھی اولاد دی ہے اور آئندہ اور ہوگی بھی، انہیں آپ جس طرح اور جہاں چاہیں لگا دیں۔ اس ایک کو صرف اللہ ہی کے لئے چھوڑ دیں۔ اس پر والد نے خاموشی اختیار فرمائی۔

توجہ الی اللہ اور اس کے اثرات:

اس حقیقت کا ظہور مستقبل میں ان مختلف رنگوں میں ہوا اور واقعات نے بتلایا کہ حقیقتاً ایک ذات جب اللہ ہی کے لئے مخصوص ہوگئی تھی تو اللہ بھی اس کے ساتھ ہو گیا، جس کے پاکیزہ آثار نمایاں ہوتے رہے اور ایک زندہ تاریخ بن گئی۔

اس توجہ الی اللہ اور توجہ حق کے اثرات کفار اور حکام تک بھی قبول کرنے لگے۔ حضرت مفتی اعظم کے داماد بابو عبداللطیف صاحب حال منیجر ریاست وقف کرنال نے اس دور میں سرکاری ملازمت کے لئے درخواست دی۔ اس عہدہ کے لئے امیدوار اور بھی کافی تعداد میں تھے، بابو صاحب نے حضرت مفتی صاحب سے عرض کیا کہ اس جگہ کے لئے میں بھی امیدوار ہوں مگر اتنے امیدواروں کے ہوتے ہوئے نہ معلوم میں کامیاب ہو سکوں گا یا نہیں؟ دعا فرمادیں۔

اس زمانہ میں مظفرنگر کا یورپین کلکٹر مارش نامی تھا۔اسی کے یہاں سب امیدواروں کو انٹرویوں کے لئے پیش ہونا تھا۔حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ مارش سے انٹرویوں کے وقت یہ کہہ دینا کہ میں مفتی عزیز الرحمٰن کا داماد ہوں۔ بابو صاحب کو حیرانی ہوئی کہ بھلا کلکٹر اور وہ بھی انگریز اور انگریزوں کے بھی اس ابتدائی دور کا کلکٹر جو ضلع کا تنہا مالک ہوتا تھا۔اس پر مدرسہ دیوبند کے ایک مولوی کا اثر کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اس کا نام سنتے ہی جھک جائے گا اور ملازمت دے دے گا۔بابو صاحب نے اسے حضرت مفتی اعظم کی سادگی پر محمول کر کے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی۔انٹرویو میں گئے،اور کلکٹر سے یہ جملہ نہ کہا،اور ناکامیاب ہوکر چلے آئے۔اور حضرت مفتی صاحب سے عرض کیا کہ میں تو کامیاب نہیں ہوا۔ فرمایا کہ ’’تم نے اس سے کہہ دیا تھا کہ میں مفتی عزیز الرحمٰن کا داماد ہوں؟‘‘ کہا نہیں میں نے تو یہ نہیں کہا۔فرمایا کہ ’’اچھا اب جاکر کہہ دینا۔‘‘ انہیں اور زیادہ حیرت ہوئی کہ اب تو انٹرویو کا بھی قصہ نہیں رہا۔اب اس بے محل سفارشی جملہ سے کیا ہوگا۔تاہم مارش کلکٹر کے پاس گئے اور کہا کہ انٹرویوں میں میں بھی تھا اور میں مفتی عزیز الرحمٰن کا داماد ہوں۔اس پر مارش متاثر ہوا اور اس عہدہ پر انہیں کو مامور کر دیا۔

یہی وہ تعلق مع اللہ ہے جس سے ان اہل اللہ کو ملک القلوب کہا گیا ہے جن کی حکومت قلوب پر ہوتی ہے اور حکام وسلاطین بھی ان کے اثرات قبول کرتے ہیں،اور وہ بھی اس طرح کہ ان اللہ والوں کا نام لے دیا جانا مشکل معاملات کے لئے کافی حل ہوتا ہے۔

اسی انداز کا ایک اور واقعہ منشی سعید احمد صاحب نے بیان فرمایا کہ ’’حضرت مفتی صاحب کسی سفر کے لئے تیار ہوئے۔گاڑی آخر شب میں جاتی تھی،اس لئے نماز عشاء کے بعد ہی اسٹیشن تشریف لے گئے۔اس وقت دیوبند کے اسٹیشن پر کوئی مسجد بنی ہوئی نہیں تھی۔مسجد کے نام سے ایک چبوترہ تھا جس پر مسافر جا لیٹتے تھے۔حضرت مفتی اعظم بھی اسی پر جاکر بیٹھ گئے ساتھ میں منشی سعید احمد صاحب موصوف اور بعض دوسرے اعزہ بھی تھے،باہم کچھ بات چیت بھی ہوتی رہی۔پھر بعض نے نماز وتلاوت شروع کر دی۔جس میں کچھ آوازیں ذرا اونچی ہوگئیں تو اسٹیشن ماسٹر جو ہندو تھا اور متعصب بھی جھلا کر اپنے گھر میں سے نکلا اور بڑبڑاتا ہوا آکر ان حضرات کو کچھ سخت سست کہنے لگا کہ نہ سوتے ہیں نہ سونے دیتے ہیں،یہ کہاں کی نماز اور قرآن لگایا ہے کہ لوگوں کو پریشان کرنے چلے آئے،اور غصہ میں بھرا ہوا بولتا اور بکتا رہا ۔حضرت مفتی صاحب نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اتنا فرمایا ’’یہ اس لئے بول رہے ہیں کہ ہم نہیں بولتے۔‘‘ خدا جانے اس جملہ میں کیا تاثیر تھی کہ وہ ٹھنڈا ہوکر اک دم ایسا گیا کہ نہ پھر بولا نہ لوٹا۔اور ان سب حضرات نے اس چبوترہ پر رات باطمینان بسر کی۔

اللہ والے اس قوت غناء ویقین کی طاقت سے جب تصرفات کرتے ہیں تو یہ تو ایک دنیوی بات تھی جو ان کے یہاں کوئی اہمیت نہیں رکھتی،دنیا ہی میں رہتے ہوئے آخرت بھی سنورتی چلی جاتی ہے۔

والد محترم کا آخری وقت اور آپ کی توجہ باطنی:

منشی سعید احمد صاحب ممدوح ہی نے بیان فرمایا کہ ’’جب مفتی صاحب کے والد ماجد مولانا فضل الرحمٰن

صاحب کے انتقال کا دن آ پہنچا تو گیارہ، بارہ بجے کے قریب ان پر ایک غیر معمولی بے چینی اور اضطراب کی کیفیت طاری ہوئی۔ حد درجہ بے چین اور مضطرب تھے اور کسی کروٹ چین نہ تھا، یہ کسی کو تصور بھی نہ تھا کہ وقت آخرت قریب آ رہا ہے، تاہم اس اضطراب پر سارا گھر بے چین اور متاثر تھا۔

مولانا فضل الرحمٰن صاحب ساری اولاد میں حضرت مفتی کو بلا لفظ ''مولوی'' کے کبھی خطاب نہیں فرماتے تھے۔ اس بے چینی میں بھی ان سے (منشی سعید احمد صاحب سے) فرمایا کہ مولوی عزیز الرحمٰن کہاں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ابھی تو یہیں تھے، شاید کھانا کھانے چلے گئے ہیں فرمایا ''بلا لاؤ'' وہ کہتے ہیں کہ میں بلانے گھر پہنچا، اور والد کی بے چینی کا ذکر کیا، اور یہ کہ آپ کو ابھی بلایا ہے، حضرت مفتی صاحب کھانا کھانے بیٹھ چکے تھے، مگر بلاوے کا لفظ سنتے ہی اسی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے ساتھ چلے آئے، والد نے دیکھ کر اب جو خطاب کیا تو لفظ ''مولوی'' سے نہیں بلکہ صرف عزیز الرحمٰن کہہ کر مخاطب بنایا اور فرمایا کہ عزیز الرحمٰن تو نے ابھی تک میرے لئے انگلی تک نہیں اٹھائی۔ (شاید یہ مطلب تھا کہ دعا نہیں کی) اس پر حضرت مفتی صاحب بے حد نادم و شرم سار سے ہو گئے، اور زبان سے کچھ عرض کرنے کے بجائے والد کی چارپائی سے مونڈھا ملا کر بیٹھ گئے اور سر پر رومال ڈال کر گردن جھکائی اور مراقب ہو گئے، چند منٹ کے بعد ہی دیکھنے میں آیا کہ والد کے چہرے پر جو بے چینی اور بدحواسی تھی وہ سکون وطمانیت سے بدلنے لگی، اور آخر کار چہرے پر اس درجہ بشاشت آئی کہ آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر بے اختیار ہنسنے لگے اور ہنستے ہوئے اپنے صاحبزادوں مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی۔ اور مولانا مطلوب الرحمٰن صاحب کو خطاب کیا کہ شبیر ذرا دیکھو تو یہ اوپر کیا ہے اور مطلوب دیکھ تو سہی یہ کیا ہے؟ اور چہرہ حد درجہ منفرح اور بشاش تھا، خوشی چہرہ سے ٹپکی پڑتی تھی، اور حضرت مفتی صاحب برابر مراقب اور ان کی طرف متوجہ تھے۔ اسی حالت بشاشت میں والد نے کلمۂ طیبہ پڑھا اور چند منٹ کے بعد روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اس واقعہ سے حضرت ممدوح کے اس غیر معمولی تصرف اور توجہ کا پتہ چلتا ہے جو مخلوق کا بیڑا پار لگانے میں ان بزرگوں سے نمایاں ہوا ہے ان کے شیخ نے گویا آج ہی کے دن کے لئے کہا تھا کہ ایک کو اللہ کے لئے چھوڑ دو۔ یہ اسی کے آثار تھے جو ہویدا ہوئے اور ہوتے رہے۔ ان تصرفات میں یہ کس قدر عجیب وغریب تصرف تھا جو بیٹے نے اپنے شفیق باپ کے لئے دکھلایا جس کے تحت حق تعالیٰ نے نہ صرف ان کے والد کے کرب و بے چینی ہی کو سکون وبشاشت سے بدل دیا بلکہ حسن خاتمہ اور مقبولیت کے آثار بھی نمایاں کر کے دکھلا دیئے۔ رحمہم اللہ رحمۃً واسعۃً۔

آثار نسبت باطنی:

ان رفیع احوال کے ساتھ نظم شریعت کے ادب وتحفظ کا یہ عالم تھا کہ حسب بیان دفتری نور الحق صاحب ایک عجیب وغریب صورت یہ پیش آئی کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ کے والد ماجد کی قبر میں سے ہر جمعرات کو قرآن شریف کی تلاوت کی آواز سنائی دینے لگی، جس کا لوگوں میں چرچا شروع ہوا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس قبر کے اردگرد جمع ہونے لگے۔ اور جمگھٹا شروع ہو گیا، ہر وقت لوگ گھیرے رہتے۔ اس کا قدرتی ثمرہ یہی ہو سکتا تھا کہ توجہ الی الخلق بڑھ جاتی اور توجہ الی اللہ گھٹ جاتی اور وہ توکل جو بصورت عبادت ہمہ وقت حق تعالیٰ کے سامنے نمایاں ہوتا قبر کے

ساتھ لگ کر منقسم ہو جاتا، جیسا کہ اس قسم کی غیر معمولی صورتوں سے اس قسم کے نتائج برآمد ہوتے رہے ہیں اور بہت سی بدعات کا ظہور بھی ہوتا رہا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ نے اسے محسوس فرمایا، اور ایک دن اس قبر پر تشریف لے گئے۔ مقررہ وقت پر وہ تلاوت کی آواز سنائی دی تو اسی وقت حضرت ممدوح نے فرمایا'' کیوں لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔'' اس جملہ کا زبان سے نکلنا تھا کہ وہ آواز بند ہوگئی، اور پھر کبھی سنائی نہیں دی۔ کیا ٹھکانا ہے اس تصرف کا جو زندوں سے گذر کر برزخ تک پہنچا ہوا ہو اور قبر والوں پر بھی مؤثر ہوتا ہو۔ گویا قبر والے برزخ میں بھی ان مربیان دین کے وعظ و پند اور تنبیہ کے شائق اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ سبحان اللہ ایسے ارباب تصرف کی توجہ تام بھلا دنیا والوں پر تو کیوں مؤثر نہ ہوگی، جب کہ ناسوتی زندگی میں دنیا ان کا وطن بھی ہوتی ہے اور ان سے جسمانی قرب واتصال بھی رہتا ہے، اسی لئے دنیا میں ان کا فیضان دوست اور دشمن سب کے لئے یکساں ہوتا ہے، جس کی برکات سے اپنا اور پرایا کوئی بھی محروم نہیں رہ سکتا۔ نسبت باطنی کے یہ روشن آثار اور تصرفات کبھی زبان کے راستے سے نمایاں ہوتے ہیں جیسے وعظ و پند کے الفاظ کی راہ سے قلوب میں اثرات پہنچ جاتے ہیں اور کبھی ہمت باطنی اور توجہ تام کے راستہ سے یہ آثار فیض ظاہر ہوتے ہیں، کبھی نگاہ سے اور کبھی اور کسی ہیئت کذائی سے۔ غرض جیسا موقع ہوتا ہے اسی کے مناسب حال یہ حضرات تصرفات کی صورت اختیار فرماتے ہیں اور نتائج مطلوبہ نمایاں ہو جاتے ہیں۔

دل جوئی و دل داری:

مجھے یاد ہے کہ ۱۳۴۷ھ میں میں جب پہلے حج سے واپس ہوا تو دارالعلوم کے طلبہ اسٹیشن پر لینے آئے، اس میں اکابر بھی شامل تھے۔ جمعیۃ الطلبہ نے کچھ خوبصورت جھنڈیاں بنا کر ان سے استقبال کیا۔ چونکہ اب تک اپنے بڑوں کے خیر مقدموں اور بالخصوص عبادۃ حج سے واپسی کے وقت یہ رسمی صورت نظر سے نہیں گذری تھی اس لئے طلبہ کی محبت کے باوجود یہ روش اس وقت کے ماحول میں دل پر شاق گذری اور بھاری محسوس ہوئی۔ دل میں آ رہا تھا کہ ان رسمیات سے انہیں روکوں، میری اس کیفیت کو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے (جو اپنی بزرگانہ شفقت سے خود بھی اسٹیشن پر تشریف لائے تھے) اپنی فراست باطنی سے محسوس فرما لیا اور انہیں یہ خیال گذرا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ (احقر) اس ناگواری کا اظہار اس موقع پر کر جائے اور اس کا اثر طلبہ اور ان کے حوصلوں پر بھی برا پڑے اور ساتھ ہی یہ برا اثر لوٹ کر خود اس پر (احقر) پر بھی پڑے۔ میں حضرت ممدوح کی اس بزرگانہ شفقت وخیر خواہی اور ساتھ ہی دانائی کی کیفیت کچھ عرض نہیں کر سکتا کہ کس خوبی اور خوبصورتی سے حضرت نے مجھے اس ناگوار صورت سے بچا لیا۔ طلبہ سے تو یہ فرمایا کہ'' تم مسجد میں چلو ہم وہیں آتے ہیں، وہ تو ادھر گئے اور ادھر حضرت مفتی صاحب نے میرے پاس پہنچ کر اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ'' بھائی یہ محبت سے آئے ہیں دو چار کلمات شکریہ کے ان کے سامنے کہہ دینا، ان کا دل بڑھ جائے گا۔ اس وقت مجھے اپنی غلطی پر تنبہ ہوا، چنانچہ مسجد پہنچ کر حضرت ممدوح کی موجودگی میں، باوجود یہ کہ بولنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ مگر میں نے تعمیلاً للارشاد طلبہ کے سامنے تشکر کے جملے کہے۔ جس پر طلبہ بھی خوش ہو گئے اور جس برے اثر کے پڑنے کا مجھ پر

حضرت کو احتمال تھا میں بھی اس سے بچ گیا اس بچاؤ اور سلجھاؤ پر جو حضرت ممدوح کو خوشی ہوئی جو محسوس ہو رہی تھی وہ حد بیان سے باہر ہے، انہیں خوشی اس کی تھی کہ ان سب چھوٹوں کی بات بن گئی اور کسی کے لئے بھی ناگواری کی صورت پیش نہیں آئی۔

اللہ اکبر اپنے چھوٹوں کی دلداری ان کے تحفظ کی رعایت اور ان کی بات رکھنے کا خیال ان اکابر کا ایک طبعی حال تھا، جس میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نمایاں اور ممتاز تھے۔

حضرت ممدوح کی مربیانہ شان صرف اپنے چھوٹوں اور متوسلین و مسترشدین ہی تک محدود نہ تھی بلکہ اپنے ہم عصروں اور پیر بھائیوں پر بھی اس کے اثرات نمایاں ہوتے تھے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب کراچوی، حضرت مفتی اعظم کے پیر بھائی تھے جو حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور ان کے خلفاء مجازین میں سے تھے صاحب تصرف بزرگ تھے۔ دیوبند تشریف لاتے اور حضرت مفتی اعظم کے پاس قیام کرتے تھے ایک مرتبہ دیوبند آئے، دارالعلوم کے قریب ایک دودھ والے کی دوکان تھی جس سے ان ممدوح کا کچھ معاملہ ہوا۔ اس سلسلہ میں دوکاندار نے ایک دن بد معاملگی کے ساتھ مولانا سے کچھ بدکلامی کی اور ناموزوں کلمات کہے، جس پر مولانا کو غصہ آ گیا صاحب تصرف تھے، اس کی دوکان پر تیز نگاہ ڈالی تو اس کی دوکان کے سارا سامان الٹ پلٹ ہو گیا، کچھ برتن گر گرا گئے کچھ ٹوٹ گئے، اور ساری دوکان الٹ پلٹ ہو کر رہ گئی۔ جس سے دوکاندار تو ہیبت زدہ ہو کر دم بخود رہ گئے، اور مولانا دوکان کو درہم برہم کر کے قیام گاہ پر چلے آئے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو مولانا محمد ابراہیم کا یہ طرز عمل سخت گراں گذرا۔ اور فرمایا کہ مولانا آپ یہاں کیوں آئے ہیں میرے پاس کیا رکھا ہے ایک طالب علم آدمی ہوں، پڑھنے پڑھانے کا شغل ہے، اور آپ ماشاء اللہ خود صاحب تصرف ہیں پھر آپ کو کہیں آنے جانے کی کیا ضرورت ہے، اور ہم جیسوں کے پاس ٹھہرنے کی آخر حاجت ہی کیا ہے آپ کے پاس سب کچھ موجود ہے یہ باتیں ناگواری کے لہجہ میں فرمائیں گویا فہمائش کی، اور بتلایا کہ اہل اللہ کو تصرف کی طاقت اس لئے نہیں دی جاتی کہ وہ مخلوق خدا سے انتقامی کارروائیاں عمل میں لائیں اور اپنے جذبات سے ان کی تخریب کرتے پھریں، اور اپنے تصرفات کی طاقت دکھاتے پھریں اس پر مولانا ممدوح نادم ہوئے توبہ کی اور یہاں سے جا کر اس دوکاندار سے بھی معافی مانگی حضرت ممدوح کی وفات کی شب میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اور دوسرے بزرگوں کی معیت میں میں بھی حضرت ممدوح کے پاس حاضر ہوا۔ وقت اخیر تھا، مگر حواس بالکل قائم تھے، مجھے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور شفقت سے ہاتھ سر پر رکھ کر پیار کیا اور کچھ دعائیہ کلمات بھی فرمائے جو میں سن اور سمجھ نہیں سکا۔

مولانا اشتیاق احمد صاحب استاذ کتابت دارالعلوم سے میں نے یہ واقعہ سنا کہ ”مولانا طفیل احمد صاحب نے (جو سلسلۂ نقش بندیہ کے بزرگوں اور دارالعلوم دیوبند کے فضلاء میں سے ہیں اور آج کل کراچی میں افادہ وافاضہ میں نمایاں کام کر رہے ہیں) فرمایا کہ میں نے حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا کہ حضرت ممدوح ایک نہایت ہی پر فضا مقام پر ہیں۔ اور نہایت بشاش، اور بہترین حالات و مقامات میں ہیں۔ حسب عادت اخلاق وشفقت سے ملے اور تھوڑی دیر کے بعد اٹھے، فرمایا کہ ”یہ وقت حاضری دربار کا ہے، اس وقت ہم کو دیدار

کرایا جاتا ہے، اس وقت مجھ کو وہاں جانا ہے۔'' اور یہ کہہ کر تشریف لے گئے۔

تصرفات باطنی کے چند واقعات:۔

آپ کے تصرفات بعض اوقات نہایت کھلے کھلے ہوتے تھے جسے صاحب معاملہ واضح طریقہ پر محسوس کر لیتا تھا۔ منشی سعید احمد صاحب کا بیان ہے کہ '' گھر والوں میں سے کوئی بھی کسی قسم کی بے چینی میں مبتلا ہو جاتا، یا کوئی بھی حادثہ پیش آ جاتا اور مبتلا ہو کر اہل خانہ پریشان ہو جاتے، مگر جب بھی حضرت مفتی صاحب کے پاس جا کر اپنی سراسیمگی پیش کی جاتی اور ضیق قلب کا اظہار کیا جاتا تو چند ہی جملوں سے اس درجہ اس کا ازالہ فرما دیتے تھے کہ لوگ جاتے تھے بے چینی لے کر اور واپس ہوتے تھے طمانینت و بشاشت لے کر۔''

مولانا اشتیاق احمد صاحب ممدوح کا بیان ہے کہ میں ایک باطنی حالت میں مبتلا ہوا، اور اگر وہ چند دن رہ جاتی تو میں سخت نقصان اور خسران میں مبتلا ہو جاتا میں اسی حالت میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا، اور اپنی حالت پیش کی۔ فرمایا کہ '' یہ اسم پڑھ لیا کرو'' میں نے عرض کیا کہ حضرت دعاء فرمادیں۔ فرمایا '' دعاء تو کروں ہی گا تم یہ پڑھ لیا کرو۔''

مولانا اشتیاق احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے وہ اسم پڑھا، اور میری حالت روبسکون ہو گئی اور وہ تمام کیفیات جو پریشان کن تھیں یکسر زائل ہو گئیں۔

مولانا ظہور احمد صاحب مدرس دار العلوم کا بیان ہے کہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کھلے کھلے تصرفات سے اپنے علاتی بھائی مولانا مطلوب الرحمٰن صاحب عثمانی کی بہت زیادہ دستگیری فرمائی، اور متعدد مہلکوں سے انہیں اپنے تصرفات سے سنبھالا اور بچایا۔ دیو بند میں ایک زمانہ میں ایک فتنہ جسے شعبدہ کہنا چاہئے احیاء موتی کا پیش آیا۔ بعض متصوفین نے مردہ پرندوں کو بظاہر زندہ کرنے کی نمائش کی، جس میں مولوی صاحب ممدوح بھی مبتلا ہو گئے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کو معلوم ہوا تو اس صنعت گری کا پردہ چاک فرمایا۔ اور مولوی صاحب موصوف کو اس مہلکہ سے بچایا۔ جس سے ان کی حالت سنبھل گئی۔

بہر حال اس قسم کے تصرفات کبھی کسی دنیوی معاملہ میں ظاہر ہوتے، کبھی الجھے ہوئے مقامات سے نکال لے جانے کے سلسلہ میں صادر ہوتے، اور کبھی مدارج باطنی طے کرانے کے باب میں ظہور پذیر ہوتے اور بکثرت پیش آتے تھے

دار العلوم کے مختلف اطراف کے طلبہ اور کارکنوں میں بکثرت لوگ حضرت ممدوح کے سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر صفا، قلب کی دولت کماتے تھے۔ اور اس طرح آپ کا سلسلہ اطراف ہندوستان میں پھیلا۔

غرض علم وعمل اور حال و مقال میں حضرت ممدوح کی ہستی، اکابر دار العلوم میں ایک مایہ ناز ہستی تھی۔ اگر ان اکابر کی زندگی میں یہ خیال رہتا کہ یہ ہستیاں ایک دن ہم سے چھین لی جانے والی ہیں اور اس خیال سے ان کے حالات قلم بند کرنے کی طرف دھیان دیا جاتا تو ان بزرگوں کے قدم قدم پر استقامت و کرامت کی اتنی وارداتیں تھیں کہ ہم لوگ ان سے صفحے کے صفحے رنگ لیتے، اور ایسے نادرۂ روزگار واقعات ہزاروں قلمبند کر لیتے لیکن الحضرات کی موجودگی میں کبھی یہ

تصور ہی نہیں آتا تھا کہ ایک دن یہ نہیں ہوں گے اور ہم اس وقت کف افسوس ملتے رہ جائیں گے کہ ہم نے ان کے علمی اور عملی اسوؤں کو کیوں نہ قلم بند کرلیا کہ ان کا نقش قدم قدم پر ساتھ دیتا۔

یہ چند واقعات جو قلم اٹھا کر بے ساختگی سے لکھ دیئے گئے ہیں نہ سوانح ہیں نا تاریخ، صرف ایک تذکرہ کی حیثیت رکھتے ہیں جو دلوں کی تسلی کے طور پر سپرد قلم کردیئے گئے ہیں۔ خدا کرے کہ کوئی باخبر اور باہمت ان پر اضافہ کرکے اس شیریں ذکر کو اور ذرا طویل کردے کہ ذکر محبوبان الٰہی خود محبوب اور شکر فشاں ہوتا ہے۔

وفات:۔

حضرت ممدوح نے ۱۷۔ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۲۸ء کی شب کے دو بجے داعی اجل کو لبیک کہا، اور اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ ۱۰ بجے دن میں احاطہ مولسری دارالعلوم میں آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا سید اصغر حسینؒ نے پڑھائی، اور ۱۱ بجے آپ دارالعلوم کے قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔ طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔

بہر حال آپ کی ذات جامع اوصاف اور جامع علوم تھی، علم میں مزید وسعت وحذاقت اور گہرائی، افتاء کی ساتھ دارالعلوم دیوبند کی طویل تعلیمی خدمت نے پیدا کردی تھی، ذہانت وذکاوت آپ کا خاندانی ورثہ تھی۔ اس لئے فقاہت اور تفقہ فی الدین میں آپ کا سر بلند ہونا تعجب خیز نہ تھا اخلاق کی بلندی حضرت اقدس مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندی قدس سرہٗ مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند کی صحبت ومجلس نشینی اور استفادہ کا ثمرہ تھی۔ اور اس طرح آپ علم وعمل۔ اخلاق وملکات، معرفت وبصیرت، اور فقاہت ودرایت کی بے مثل شخصیتوں میں سے ایک بلند پایہ شخصیت تھے۔ جن سے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کو زینت بخشی گئی۔

حضرت والا کے فتاویٰ کی تعداد:۔

افسوس ہے کہ آپ کے لکھے ہوئے تمام فتاویٰ کا مکمل ریکارڈ ہمیں دستیاب نہیں ہوسکا۔ جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ دارالافتاء کی ابتدائی دور میں ریکارڈ اور ذخیرہ رکھنے کا کوئی خاص دستور نہ تھا۔ چنانچہ ۱۳۱۰ھ سے ۲۱۔ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ تک بیس سال کا کوئی ریکارڈ دفتر افتاء میں موجود نہ ہونا اس کی واضح دلیل ہے۔ اس کے بعد نقل فتاویٰ کی طرف توجہ ضرور ہوئی۔ مگر ریکارڈ اور دفتری طور پر ذخیرہ کے تحفظ کی طرف پھر بھی خاص توجہ نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۴۶ء تک کی درمیانی مدت میں بعض سال کے رجسٹر نقول فتاویٰ دستیاب نہیں ہوتے۔ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ عالم وجود ہی میں نہیں آئے یا محفوظ نہیں رہے، اور ایسا کیوں ہوا؟ البتہ ان بعض سنین کے علاوہ ۳۰ سے ۴۶ تک حضرت مفتی اعظم کے تحریر فرمودہ فتاویٰ کا جو مکمل ریکارڈ دفتر افتاء میں محفوظ ہے اس میں ۳۷۵۶۱ کی تعداد۔ (۱) میں فتاویٰ بتفصیل ذیل مرقوم ہیں۔

---

(۱) یہ تعداد مستفتی حضرات کے اعتبار سے ہی یعنی اتنے لفافے اور کارڈ موصول ہوئے، باقی کوئی لفافہ یا کارڈ ایسا نہیں ہوتا جس میں متعدد سوالات نہ ہوتے ہوں الا ماشاء اللہ۔ اگر اوسطاً ہر لفافہ میں تین سوالات بھی مان لئے جائیں تو یہ تعداد ایک لاکھ بارہ ہزار چھ سو تراسی ہوجاتی ہے۔ (مرتب)

تفصیل فتاویٰ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند
از ۲۲۔ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ تا ۸۔ رجب ۱۳۴۶ھ ۱۵ سال ۸ ماہ

سنہ	تعداد فتاویٰ	سنہ	تعداد فتاویٰ	سنہ	تعداد فتاویٰ
از ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ تا آخر	۳۰۲	۱۳۳۶ھ	۲۱۲۶	۱۳۴۲ھ	۳۲۰۱
۱۳۳۰ھ	۱۷۱۹	۱۳۳۷ھ	۲۸۶۳	۱۳۴۳ھ تا ۱۳ ذیقعدہ	۲۸۸۶
از ۱۴ رجب تا ختم ۱۳۳۲ھ	۸۴۵	۱۳۳۸ھ	۲۳۴۸	از ۲ صفر ۱۳۴۴ھ تا آخر سال	۱۰۷۰
۱۳۳۳ھ	۲۰۶۷	۱۳۳۹ھ	۲۹۹۸	۱۳۴۵ھ	۳۶۳۶
۱۳۳۴ھ	۱۹۴۳	۱۳۴۰ھ	۲۹۵۰	۱۳۴۶ھ ۸ رجب تک	۱۷۲۱
۱۳۳۵ھ	۱۹۹۴	۱۳۴۱ھ	۲۸۹۲	میزان	۳۷۵۶۱

حضرت مرحوم کے یہ صرف پندرہ سالہ فتاویٰ کی تعداد ہے جو بذیل ریکارڈ محفوظ ہے، افسوس ہے کہ ۲۲ سالہ خدمت کا ذخیرہ سطح کاغذ پر نہیں ملتا۔ اگر اسی تناسب سے جو نقشۂ بالا سے واضح ہے چالیس سال کا ایک سرسری اندازہ لگایا جائے تو کم وبیش ایک لاکھ اٹھارہ ہزار فتاویٰ ہونے چاہئیں جو حضرت کے قلم مبارک سے صفحۂ قرطاس پر مرتسم ہوئے ہیں۔ اور ایک جلیل القدر مفتی کے فضائل ومناقب کے لئے یہ کہہ دینا کافی فضیلت اور ممتاز منقبت ہے کہ انہوں نے ایک لاکھ اٹھارہ ہزار مقبول فتاویٰ سے عالم اسلامی کے ایمان واسلام کے تحفظ کی خدمت کی جن میں سینکڑوں فتاویٰ محاکے اور فیصلے کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔

ترتیب فتاویٰ:۔

فتاویٰ کا یہ بے نظیر مجموعہ اور مسائل فقہیہ کا یہ بے مثال ذخیرہ بطون اوراق میں محبوس اور عام نگاہوں سے اوجھل تھا۔ ان فتاویٰ سے صرف مستفتیوں ہی نے اپنے اپنے وقت میں فائدہ اٹھایا دوسرے طالبوں کی ان تک رسائی کی کوئی صورت نہ تھی اور اس طرح پر نفع محدود اور خاص ہو کر رہ گیا تھا۔ جذبات کے درجہ میں کئی بار تڑپ پیدا ہوئی کہ اس انمول ذخیرے اور دارالعلوم کی اس باقیات صالحات کو عام نگاہوں کے سامنے لایا جائے لیکن اسباب مساعد نہ ہوئے۔ بالآخر ۱۳۶۷ھ میں لکھنؤ کے ایک سفر کے دوران میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر ''الفرقان'' لکھنؤ وممبر مجلس شوریٰ دارالعلوم کی اتفاقی معیت ریل میں ہوگئی اور ممدوح نے حسن اتفاق سے اسی تڑپ کا اظہار فرمایا جو احقر کے دل میں پہلے سے موج زن تھی۔ دورائیں مجتمع ہونے سے قدرتی طور پر اصل رائے اور جذبے میں قوت پیدا ہوگئی۔ احقر نے اسی تفصیل سے یہ رائے بطور استشارہ اس دور کے شیخ الافتاء حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب مرحوم کے سامنے رکھی۔ آپ نے نہ

صرف اس رائے سے اتفاق ہی فرمایا بلکہ اسے ایک الہامی تجویز بتلا کر میری کافی حوصلہ افزائی فرمائی جس سے قوت رائے کے ساتھ اس بارہ میں عزم عمل بھی پیدا ہو گیا اور احقر نے ایک باضابطہ تجویز دار الافتاء میں بھیج کر ترتیب فتاویٰ کا کام شروع کرادیا۔

الحمد للہ کہ تھوری ہی مدت کے بعد ترتیب فتاویٰ کا ایک معتد بہ ذخیرہ بطور نمونہ احقر کے سامنے لے آیا گیا۔ عمل کا ایک نمونہ سامنے آجانے پر احقر نے اس خیال کو مجلس شوریٰ دار العلوم کے سامنے رکھا، مجلس نے کافی حوصلہ افزائی کے ساتھ طے کیا کہ اس ذخیرۂ فتاویٰ کی مزید ترتیب اور تفصیل کے لئے ایک مستقل شعبہ ترتیب فتاویٰ قائم کیا جائے اور ایک مستقل مرتب فتاویٰ کی منظوری دی۔ اس دور میں کئی مرتب فتاویٰ یکے بعد دیگرے رکھے جاتے رہے اور کام جاری رہا۔ بالآخر اس سلسلہ کی انتہا جناب مولانا محمد ظفیر الدین صاحب زید مجدہ پر ہوئی اور انہوں نے غیر معمولی جانفشانی اور تندہی سے لگ کر ترتیب فتاویٰ کا کام حسن اسلوب سے انجام دینا شروع کیا جو آج اپنی مرتب صورت میں ناظرین کے سامنے موجود ہے اور ہم اس کی طباعت واشاعت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ باقساط وحصص (متعدد جلدوں میں) یہ نورانی ذخیرہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے رہیں گے۔

سلسلۂ ترتیب میں مرتبوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جن میں ناقلوں کی غلط نویسی سب سے بڑی مشکل اور سخت ترین مصیبت ہے، جس کا حل کافی محنت طلب ہوتا ہے۔ مگر چونکہ مرتبین خود علماء وفضلاء ہیں اور ایک علمی جماعت کی نگرانی میں ترتیب کا کام انجام دیا جارہا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ ان تمام مشکلات پر انشاء اللہ عبور حاصل کر لیا جائے گا۔ کام اپنے راستہ پر آکر بعون الٰہی چل پڑا ہے جس نے اپنا راستہ خود نکال لیا ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد فتاویٰ کا یہ پورا ذخیرہ منصۂ شہود پر آجائے گا۔ اور جس طرح فتاویٰ عالمگیری نے قدیم ہندوستان کے قانون میں جگہ پالی تھی اسی طرح امید ہے کہ فتاویٰ دار العلوم ہندوستان جدید کے قانون زندگی میں روح بن کر دوڑ جائے گا۔ کیونکہ اس میں ہر شعبۂ زندگی کے متعلق احکام کا ذخیرہ جمع شدہ موجود ہے۔

فتاویٰ کا نفع عام کرنے کے لئے ابواب وفصول کی ترتیب قائم کر کے ہر ہر مسئلہ کو متعلقہ باب اور فصل میں رکھ دیا گیا ہے تا کہ استخراج احکام کے وقت طالبوں کو دشواری پیش نہ آئے اور عوام وخواص اس سے یکساں فائدہ حاصل کر سکیں، البتہ مکررات حذف کر دیئے گئے ہیں۔

فتاویٰ سے منتفع ہونے والے حضرات سے استدعاء ہے کہ اس نا کارۂ خلائق اور مرتبین فتاویٰ اور منتظین کو اپنی مخلصانہ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ وباللہ التوفیق۔

احقر عباد اللہ محمد طیب غفرلہ، مہتمم دار العلوم دیوبند۔ ۵۔ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مدظلہ مرتب فتاویٰ دار العلوم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ موجودہ دور، علم وفن، تحقیق وتدقیق اور اکتشافات جدیدہ کے میدان میں بہت آگے نکل چکا ہے، مگر ساتھ ہی اس کے اظہار میں بھی ذرہ برابر تذبذب نہیں ہے کہ دنیا میں اس ''نظام حیات'' سے بہت دور جا پڑی ہے جو انسانوں کو انسانیت بخشتا ہے۔ اور انسانی مجد وشرف سے ہم آغوش کرتا ہے۔

یہ درست ہے کہ انسانی دماغ نے فضا کو محکوم بنالیا اور زمین کا سینہ چیر کر اس کے خزانے نکال لایا، یہ بھی واقعہ ہے کہ نئی ایجادات نے دنیا کی آنکھیں خیرہ کرڈالیں، اور انسانی جدوجہد اپنے شباب پر پہنچ چکی، لیکن اسی کے ساتھ اس کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت نہ اخلاق واعمال کی پاکیزگی باقی رہی، اور نہ عقائد ومعاملات کی پختگی، نہ دلوں میں اخلاص وللہیت کی روشنی رہی، اور نہ سینوں میں امانت ودیانت کی جلوہ گری، مختصر یہ کہ انسان سب کچھ ہے مگر آدمیت سے کوسوں دور ہے۔

دین اسلام اور اس کے اغراض ومقاصد:۔

ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ اسلام خدا کا آخری اور مکمل ترین دین ہے، جس کی تکمیل کا اعلان قرآن مقدس میں موجود ہے، یہ روئے زمین پر آیا ہی اس لئے ہے کہ پوری کائنات کو اس خدائی نظام پر چلائے اور ان گوشوں کو اجاگر کرے، جو انسانوں کو فضل وکمال، شرف ومکرمت، یکجہتی ویکانگت اور اخوت ومحبت کی لازوال دولت سے مالا مال کردے اور اس کے ساتھ ہی انسان انسانیت اور اس کے تقاضوں سے ایک لمحہ کے لئے الگ تھلگ نہ ہونے پائے، جو اس کا سب سے نمایاں طرۂ امتیاز ہے۔

رب العالمین نے اس عظیم الشان ''نظام حیات'' کی بقاء کے لئے قرآن مقدس جیسی کتاب نازل کی اور قیامت تک کے لئے اس کی حفاظت کا اعلان کیا، پھر رحمت عالم ﷺ کو ایک پاک باز و برگزیدہ رسول اور معصوم معلم کائنات بناکر مبعوث فرمایا، اور ختم نبوت کے تاج سے سرفراز کیا تاکہ پورے اطمینان کے ساتھ آپ کی تعلیم وتبیین، تزکیہ وتطہیر اور آپ کے پیش کردہ نشان راہ پر ایمان لایا جائے۔ اور اپنی زندگی کا محور ومرکز بنالیا جائے، اور اس طرح انسان اس منزل مقصود تک پہنچ جائے جو اس کی تخلیق کا منشاء ہے۔

اسلامی نظام حیات پر عمل عہد صحابہ میں:

عہد صحابہ تک یہ نظام، فکر ونظر سے بڑھ کر عمل اور ہر حرکت وسکون میں جاری وساری تھا، آفتاب نبوت گور وپوش ہو چکا تھا۔ مگر اس کی گرمی سے سینے اسی طرح معمور تھے۔ جمال نبوی آنکھوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ لیکن جامہائے دیدار نبوی نے جو نشہ پیدا کر دیا تھا اس میں کوئی کمی نہیں آئی تھی، بلکہ کیف ومستی کا وہی عالم تھا، جدھر دیکھئے، اور جہاں دیکھئے وہی حوروں کی سی پاکیزہ دلی اور فرشتوں کا سا تقدس، جانوں کی قربانی دی جاسکتی تھی لیکن شعبہ جات ایمان کی شاخوں میں کسی شاخ کی پژمردگی ایک لمحہ کے لئے بھی انہیں برداشت نہیں تھی۔

صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے اعمال واقوال کے چلتے پھرتے مجسمے تھے، ان کی کوئی ادا اسوۂ نبوی کے خلاف نہ تھی، اور سچ پوچھیئے تو کتاب وسنت کی یہ ایسی دل فروز شمعیں تھیں جن سے پوری آبادی بقعۂ نور بنی ہوئی تھی۔

ضرورت تدوین فقہ:

مگر جس جس طرح انسان ترقی کرتا گیا، اس کی ضرورتیں بڑھتی اور پھیلتی گئیں، پھر اسلامی حکومتوں کے بڑھتے ہوئے حدود نے نئے نئے مسائل سامنے لا کھڑے کئے، ادھر مزاجوں میں بڑی تیزی سے انقلاب آچکا تھا۔ اور وہ رات دن پھیلتا جارہا تھا، سوز وگداز اور سادہ دلی وسادہ زندگی جو صحابہ کرامؓ کا شیوۂ خاص تھا، ختم ہوتا جارہا تھا۔ ایران وروم اور دوسرے عجمی ممالک کی سہل پسندی طبیعتوں میں مرکوز ہوتی جارہی تھی، اس لئے حالات کا تقاضا ہوا کہ کتاب وسنت کی تعلیمات ایک نئے انداز سے مرتب ہوں۔ صحابہ کرامؓ کے اقوال تلاش کئے جائیں اور دین کا سارا ذخیرہ سامنے رکھ کر ''نظام حیات'' کی ترتیب ایسے جاذب نظر اور دل کش انداز میں ہو کہ جسے عالم وجاہل، ذہین وغبی، عربی وعجمی اور شہری وبدوی ہر ایک بآسانی سمجھ لے، اور جو مسائل صراحۃً کتاب وسنت اور اقوال صحابہ میں موجود نہیں ہیں۔ علماء کے باہمی غور وفکر اور بحث وتمحیص سے مستنبط ہوں۔ تاکہ آنے والی نسلیں پریشانیوں سے دوچار نہ ہونے پائیں۔ اور کتاب وسنت کی روشنی میں تیز گامی سے چل سکیں اور ساتھ ہی ان کی عجلت پسند اور سہل طلب طبیعتیں تلاش وتجسس کی مشقت سے محفوظ رہ جائیں۔

تدوین فقہ اور امام ابوحنیفہؒ:

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ اسلام ایک ہمہ گیر، وسیع اور دائمی ''نظام حیات'' ہے اور اس نے اپنی اس امتیازی شان ہمہ گیری اور دوامی حیثیت کی بقاء کی خاطر اپنے اندر ایسی لچک اور گنجائش رکھی ہے کہ ہر دور میں اور ہر جگہ انسانی ضروریات کا ساتھ دے سکے اور کسی منزل پر اپنے پیرو کی رہبری سے قاصر نہ رہے۔

چنانچہ علماء ربانیین نے اس ضرورت کا احساس کیا اور اس کے لئے باضابطہ سب سے پہلے سراج الامت حضرت امام ابوحنیفہؒ آمادہ ہوئے اور آپ نے اپنے عہد کے علماء کرام کی ایک ایسی معقول تعداد جمع کی جس میں ہر علم وفن کے ماہرین شریک تھے، اور جو اپنے علم وفن میں بصیرت ومہارت کے ساتھ ساتھ زہد واتقاء، خدا ترسی وفرض شناسی، اور دوسرے اوصاف سے بھی متصف تھے۔

خود امام ابوحنیفہؒ جنہیں اس مجلس علماء کے صدر کی حیثیت حاصل تھی، ان سارے کمالات وفضائل کے جامع تھے جن کی ایسے اہم دینی کام میں ضرورت ہوتی ہے، اس زمانہ کا کوئی ایسا دینی مکتب فکر نہیں تھا، جس سے آپ نے بیدار مغزی کے ساتھ استفادہ نہ کیا ہو، ہزاروں محدثین وشیوخ کے فیض یافتہ تھے کم وبیش چار ہزار تابعین علماء ومشائخ سے آپ نے علم حاصل کیا تھا۔

شرف تابعیت:

پھر خود آپ کو بھی تابعی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ بعض روایات کے مطابق جس زمانہ میں آپ کوفہ میں پیدا ہوئے تھے، بہت سے صحابہ کرامؓ وہاں موجود تھے، اور اس میں تو کسی کو بھی شبہ نہیں ہے کہ بعض صحابہ کو آپ نے دیکھا تھا، اور بہت سے صحابہ کرامؓ مختلف شہروں میں اس وقت بقید حیات تھے۔

اما روایته الا نس وادارکه لجماعة من الصحابة بالسن فصحیحان لا شک فیهما. (الخیرات الحسان ص ۲۵)

ان کا یعنی امام ابوحنیفہ کا حضرت انسؓ سے روایت کرنا، اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کا زمانہ پانا دونوں باتیں صحیح ہیں اور شک وشبہ سے پاک۔

امتیازی شان:

یہ شرف ایسا تھا کہ جس میں کوئی ہم عصر آپ کا سہیم وشریک نہ تھا، بلکہ یہ امتیازی شان اس وقت صرف آپ کو ہی حاصل تھی۔

وفی فتاویٰ شیخ الا سلام ابن حجرانه ادرک جماعة من الصحابة کانوا ابالکوفة بعد مولده بها سنة ثما نین فهو من طبقة التابعین ولم یثبت ذلک لا حد من ائمة الا مصار المعاصرین کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرة و الثوری بالکوفة وما لک بالمدینة الشریفه واللیث بن سعد بمصر. (الخیرات الحسان ص ۲۳)

شیخ الاسلام ابن حجر کے فتاویٰ میں صراحت ہے کہ انہوں نے (یعنی امام ابوحنیفہؒ) نے ان صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو پایا تھا جو ۸۰ھ میں آپ کی پیدائش کے بعد کوفہ میں زندہ سلامت تھی، اور اسی وجہ سے آپ کا شمار تابعین میں ہے یہ شرف ایسا ہے جو آپ کے معاصرین میں سے کسی کو حاصل نہیں، جیسے شام میں اوزاعی، بصرہ میں حماد، کوفہ میں امام ثوری، مدینہ میں امام مالک، اور مصر میں لیث بن سعد (ان میں سے کسی کو تابعی ہونے کا شرف حاصل نہیں ہے)

امام اعظم کی حیثیت:

ائمۂ اربعہ جن کے مذاہب اس وقت دنیا میں رائج ہیں ان میں امام ابوحنیفہؒ اپنے علم وفضل اور سن وسال میں

سب سے مقدم تھے اور بالواسطہ یا بلا واسطہ بقیہ تمام ائمہ آپ کے فیض یافتہ تھے۔

الا من اشتهرت مذا هبهم...... هم اربعة(۱)ابو حنيفة الكوفه، و مالك واحمد والشافعي . واولهم الاول ويعاصره الثاني . وقيل روى الا ول من الثاني . وقيل بل الثاني تلميذ للاول، والثالث تلميذ للرابع والرابع تلميذ للثاني ولبعض تلامذة الاول (مقدمه الفوائد البهيه ص ۷)

جن کے مذاہب نے شہرت حاصل کی، وہ چار امام ہیں۔(۱) امام ابوحنیفہ کوفی، (۲) امام مالکؒ، (۳) امام احمد (۴) اور امام شافعیؒ۔ ان چاروں میں سے پہلے (یعنی امام ابوحنیفہؒ) مقدم ہیں اور دوسرے آپ کے ہم عصر ہیں یعنی امام مالکؒ۔ اور بعضوں نے کہا پہلے (امام ابوحنیفہؒ) نے دوسرے (امام مالکؒ) سے روایت کی، اور بعضوں کا بیان ہے کہ دوسرے (امام مالکؒ) پہلے (امام ابوحنیفہؒ) کے شاگرد ہیں۔ اور تیسرے (امام احمدؒ) چوتھے (امام شافعیؒ) کے شاگرد ہیں اور چوتھے (امام شافعیؒ) دوسرے (امام مالکؒ) اور پہلے (امام ابوحنیفہؒ) کے بعض تلامذہ کے شاگرد ہیں۔

اس کا ماحصل یہ ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ ان چاروں میں مقدم ہیں اور ان چاروں میں سے آپ کے ہم عصر صرف امام مالکؒ ہیں جو آپ سے پندرہ سال چھوٹے تھے، پھر بعض علماء تاریخ کے بیان کے مطابق امام مالکؒ آپ کے شاگردوں میں ہیں، اور یہ بات عقل میں آتی بھی ہے، اس لئے کہ یہ عمر میں آپ سے کم تھے۔ اور اس میں تو قطعاً شبہ ہی نہیں کہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ کے اور امام محمدؒ وغیرہ کے شاگرد ہیں، اور دنیا جانتی ہے کہ امام محمدؒ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید تھے اور بعض علماء کے قول کے مطابق امام مالکؒ بھی۔ رہ گئے امام احمدؒ یہ امام شافعیؒ کے شاگرد ہیں۔ اس طرح یہ سلسلہ بھی امام اعظمؒ سے جا کر ملا، اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ، امام اعظمؒ سے عمر میں بہت چھوٹے ہیں، اور ان کی پیدائش آپ کی وفات کے بعد ہے۔ ان میں سے پہلے امام اعظمؒ سے ستر سال چھوٹے ہیں اور دوسرے چوراسی سال۔

امام اعظمؒ کو ایک طرف تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے جو ان بقیہ تینوں ائمہ میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ دوسری طرف آپ ان میں سب سے بڑے ہیں۔

ملا علی قاریؒ آپ کے انہی فضائل ومناقب کے پیش نظر تحریر فرماتے ہیں۔

الحاصل ان التابعين افضل الا مة بعد الصحابة ....فنعتقدان الا مام الا عظم والهمام الاقدم ابو حنيفة افضل الا ئمة المجتهدين واكمل الفقهاء في علوم الدين ثم الا مام مالكؒ، فانه من اتباع التابعين . ثم الا مام الشافعيؒ لكونه تلميذ الا مام مالك بل تلميذ الا مام محمدؒ . ثم الا مام احمد بن حنبلؒ فانه كا لتلميذ للشافعيؒ (شرح فقه اكبر ص ۱۴۶)

حاصل یہ ہے کہ تابعین کا درجہ صحابہ کرامؓ کے بعد امت میں سب سے بڑھا ہوا ہے، اسی وجہ سے ہمارا اعتقاد ہے کہ امام اعظم، ہمام اقدم ابوحنیفہ کا مرتبہ ائمہ مجتہدین میں سب سے اونچا ہے۔ اور فقہاء علوم دینیہ میں آپ سب سے بلند واکمل ہیں۔ آپ کے بعد امام مالکؒ کا درجہ ہے جو تبع تابعین کی صف میں ہیں۔ پھر امام شافعیؒ کا۔ اس لئے کہ آپ امام مالکؒ بلکہ امام محمدؒ کے شاگرد ہیں۔ پھر امام احمد کا جو امام شافعیؒ کے شاگرد کے درجے میں ہیں (شرح فقہ اکبر ص ۱۴۶)

---

(۱) امام ابوحنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، امام مالکؒ ۹۵ھ میں، امام شافعیؒ ۱۵۰ھ میں اور امام احمدؒ ۱۶۴ھ میں اس کا ماحصل یہ ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ کے پندرہ سال بعد امام مالکؒ پیدا ہوئے اور ستر سال بعد امام شافعیؒ اور چوراسی سال بعد امام احمدؒ (اکمال فی اسماء الرجال)

ماہرین علم وفن کی جماعت:۔

اس مختصر تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ صدر مجلس اپنے محاسن ومناقب میں، بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے کتاب وسنت اور لغت ومحاورات کے ان ماہرین علماء ربانیین کے ساتھ مل کر اسلامی نظام کے دفعات مرتب کئے، اور اصول وفروع کا نقشہ تیار کیا، اور اس طرح کہ اس علمی ودینی پارلیمنٹ میں سبھوں نے وسعت نظری کے ساتھ ایک ایک مسئلہ پر غور کیا، اور بحث ومباحثہ، تحقیق وجستجو کی ضرورت پیش آئی، تو اس سے بھی گریز نہیں کیا۔

تدوین فقہ میں احتیاط:۔

کتاب وسنت اور اقوال صحابہ کا پورا ذخیرہ سامنے رکھا تا کہ کوئی توشہ نظروں سے اوجھل نہ رہنے پائے، اور ہر طرح چھان پھٹک کر جچے تلے جملوں میں اسے قلم بند کیا، اور اس دیدہ ریزی، غور وفکر، اخلاص وللٰہیت اور فضل وکمال کے ساتھ فقہ کا وجود عمل میں آیا، جو ہر جہت سے مہذب ومرتب اور زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔

طریقہ تدوین:۔

جن علمائے قائمین بالحق کی مجلس میں استنباط واستخراج مسائل کا یہ مہتم بالشان کام انجام پایا، ان کی تعداد سینکڑوں سے بڑھ کر ہزار تک تھی، ان میں چالیس ۴۰ علماء خصوصی صلاحیتوں کے مالک تھے، اور مختلف علم وفن کے ماہرین شمار کئے جاتے تھے۔(۱)

روی الا مام ابو جعفر الشیر ماذی عن شقیق البلخی ، انه یقول کان الا مام ابو حنیفةمن اورع الناس واعبد الناس واکرم الناس واکثر هم احتیاطا فی الدین و ابعدهم عن القول بالرائی فی دین الله عزوجل. کان لا یضع مسئلة فی العلم حتی یجمع اصحابه علیها ویعقد علیها مجلسا فاذا اتفق اصحابه کلهم علی موافقتها للشریعه قال لا بی یوسف او غیره ضعهافی فی الباب الفلانی اه (رد المحتار ص ۶۲ ج ۱)

امام ابوجعفر الشیر ماذی شقیق بلخی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ لوگوں میں سب سے بڑھ کر پرہیزگار، عبادت گذار، کریم النفس اور دین کے باب میں محتاط تھے، آپ اللہ تعالیٰ کے دین میں ذاتی رائے کے اظہار سے کوسوں دور تھے کسی علمی مسئلہ کی اس وقت تک تفریع نہیں کرتے جب تک تمام احباب کو جمع کر کے اس پر بحث نہ کر لیتے۔ جب سارے علماء شریعت کے اس مسئلہ میں متفق ہو جاتے، تو کہیں جا کر امام ابو یوسف سے یا ان کے سوا کسی اور سے فرماتے کہ اسے فلاں باب میں داخل کرلو۔

---

(۱)ونقل عن مسند الخوارزمی ان الامام اجتمع معه الف من اصحابه اجلهم وافضلهم اربعون قد بلغوا الاجتهاد فقر بهم وادناهم (رد المحتار ص ۶۲ ج ۱)
ان چالیس علماء کے حالات کے لئے (جو خصوصی طور پر مجلس تدوین فقہ میں شریک تھے) دیکھئے مقدمہ انوار الباری مؤلفہ مولانا احمد رضا صاحب۔۱۲ ظفیر۔

ایک ایک مسئلہ پر بحث:۔

امام شعرانیؒ نے بھی امام صاحبؒ کے اس طرز استنباط کا تذکرہ کیا ہے اور تقریباً کم وبیش انہی الفاظ کے ساتھ، چنانچہ علامہ شامیؒ نے بھی لکھا ہے۔

و کذا فی المیزان للامام الشعرانی قدس سرہ (ایضاً)

امام شعرانیؒ کی کتاب ''المیزان'' میں ایسا ہی ہے۔

پھر علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں۔

فکان اذا وقعت واقعة شاورهم وناظر هم وحاورهم وسألهم فیسمع ما عند هم من الاخبارو الا ثارویقول ما عنده ویناظر هم شهرا او اکثر حتی یستقر اخر الا قوال فیثبته ابو یوسف حتی اثبت الا صول علی هذا المنهاج شوری لا انه تفرد بذلک (ایضاً)

جب کوئی واقعہ (مسئلہ) آ پڑتا تو امام ابوحنیفہؒ اپنے تمام اصحاب علم وفن سے مشورہ بحث ومباحثہ، اور تبادلۂ خیالات کرتے۔ پہلے ان سے فرماتے کہ جو کچھ اُن کے پاس حدیث اور اقوال صحابہ کا ذخیرہ ہے وہ پیش کریں، پھر خود اپنا حدیثی ذخیرہ سامنے رکھتے اور اس کے بعد ایک ماہ یا اس سے زیادہ اس مسئلہء پر بحث کرتے، تا آنکہ آخری بات طے پاتی اور امام ابویوسف اسے قلم بند کرتے۔ اس طرح شورائی طریقہ پر سارے اصول منضبط ہوئے۔ ایسا نہیں ہوا کہ تنہا کبھی کوئی بات کہی ہو۔

کتاب وسنت کی حیثیت:۔

''اخبار وآثار'' کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ پہلے ان علماء کے پاس کتاب وسنت کا جو ذخیرہ ہوتا تھا، وہ سنایا جاتا تھا، پھر صدر مجلس کے علم میں کتاب وسنت کا جو خزانہ محفوظ ہوتا، وہ پیش ہوتا۔ اور ان تمام مرحلوں کے بعد ان کی روشنی میں ہر شخص پیش آمدہ مسئلہ پر بحث کرتا اور اپنی رائے دیتا، دوسرے اس پر مختلف پہلو سے اعتراض اور اشکالات پیدا کرتے، پھر اشکالات کا ہر ایک اپنے فہم کے مطابق مگر کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیتا، خود امام ابوحنیفہ بھی اس بحث ومباحثہ میں حصہ لیتے، اور جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ایک ایک مسئلہ پر مہینوں بحث جاری رہتی، جب ہر پہلو سے اطمینان حاصل کرلیا جاتا، تو اسے نپے تلے الفاظ میں درج رجسٹر کیا جاتا۔

خود سوچیئے اگر تنہا کسی ایک کی بات ہوتی تو غلطی کا احتمال تھا، مگر یہاں چالیس چالیس۔ جید ماہر فن علماء ہوں اور پوری سنجیدگی اور دیانت داری سے ہفتوں اور مہینوں تک ایک ایک اصل پر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اقوال صحابہؓ کی روشنی میں بحث وتمحیص ہو، غلطی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔

انسانی غلطی کا تدارک:۔

لیکن بہر حال تھے یہ سارے علماء ربانیین انسان ہی، اس لئے ممکن تھا کہ کہیں کسی مسئلہ میں لغزش رہ گئی ہو، یا

آیات واحادیث سے استنباط واستخراج میں چوک ہوگئی ہواس لئے صدر مجلس نے ضروری سمجھا کہ باایں ہمہ حزم واحتیاط اورکدوکاوش ،انسانی بھول چوک اور محدودنظری سے صرف نظر کسی طرح بھی مناسب نہیں ۔ چنانچہ اعلان کردیا کہ اگر کسی مستنبط مسئلہ کا کتاب وسنت کے خلاف ہونا ثابت ہوجائے تو ہر مسلمان کو کامل اختیار ، بلکہ اس کا فریضہ ہے کہ وہ اسے ترک کردے اور صراحتاً حدیث سے جومسئلہ جس طرح ثابت ہوتا ہے،اسی پر عمل کرے۔

فقد صح عن ابی حنیفة انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی وقد حکی ذلک الامام عبد البرعن ابی حنیفة وغیره من الائمة ونقله ایضا الا مام الشعرانی .(عقودرسم المفتی ص ۱۷)

یہ روایت امام ابوحنیفہؒ سے بالکل درست ہے آپ نے فرمایا ’’جب حدیث صحت کو پہنچ جائے تو پھر میرا مذہب وہی حدیث ہے۔‘‘ اسے امام عبدالبر اور دوسرے ائمہ دین نے امام ابوحنیفہؒ کے باب میں بیان کیا ہے اور امام شعرانی نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

امام اعظمؒ کا اعلان :۔

صاحب ہدایہ سے مختلف حضرات نے ان کی یہ روایت نقل کی ہے، جوروضۃ العلماء زندوسیہ کی باب فضل صحابہ میں ہے۔

سئل ابو حنیفةؒ اذا قلت قولا و کتاب الله یخالفه قال اترکوا قولی بکتاب الله .

فقیل اذا کان خبر الرسول صلی الله علیه وسلم یخالفه ، قال اترکوا قولی بخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم فقیل اذا کان قول الصحابة یخالفه قال اترکوا قولی بقول الصحابة رضی الله عنه (عقد الجید للشاه ولی الله ص ۵۳)

امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کے کسی قول کی کتاب اللہ سے مخالفت ہوتی ہو تو ایسی حالت میں کیا کیا جائے آپ نے فرمایا ’’کتاب اللہ کے مقابلہ میں میرا قول ترک کردو‘‘ کہا گیا اگر حدیث رسول ﷺ سے اس کی مخالفت۔ ہوتی ہو تو؟ فرمایا ’آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں میرا قول چھوڑ دو۔‘‘ کہا گیا اور اگر ایسا ہی قول صحابہؓ اس کے خلاف پڑے تو؟ فرمایا ’’قول صحابہؓ کے مقابلہ میں بھی میرا قول چھوڑ دو۔‘‘ یعنی میرے قول کی وقعت اس وقت کچھ نہیں جب وہ ان میں سے کسی کے بھی خلاف ثابت ہو۔

بات بالکل درست ہے کہ دراصل جو جدید ترتیب مسائل کی ہورہی تھی ، یہ کتاب وسنت اور اقوال صحابہؓ کی روشنی ہی میں تو ہورہی تھی ،اس طرز جدید کا منشا صرف یہی تو تھا کہ امت کے سامنے زمانہ حال کے مطابق مسائل سہل اسلوب میں آجائیں،اس لئے کہ زمانہ کی رفتار کا جورخ تھا، وہ بتارہا تھا کہ انسانی مزاج سہل طلب بنتا جارہا ہے، اگراس وقت توجہ نہیں دی گئی تو آگے چل کر دشواری بڑھتی ہی چلی جائے گی ۔

دلائل پر بنیاد :۔

امام ابوحنیفہؒ نے اسی پر بس نہیں کیا تھا بلکہ اپنے تلامذہ اور اصحاب کو حکم دے رکھا تھا کہ تم خواہ مخواہ کسی ایک بات

پر جم نہ جانا، بلکہ اگر کسی مسئلہ میں کوئی وزنی اور قابل اعتماد دلیل شرعی مل جائے تو پھر اس کو اختیار کرنا، اور اسی کا دوسروں کو حکم دینا، اس لئے کہ مقصد کتاب وسنت اور اقوال صحابہ پر عمل ہے، اپنی بات پر ضد اور اپنے فہم کی اشاعت پیش نظر نہیں ہے۔

فاعلم ان ابا حنیفۃ من شدۃ احتیاطہ وعلمہ بان الا ختلاف من اثار الرحمۃ قال لاصحابہ ان توجہ لکم دلیل فقولوا بہ (عقود رسم المفتی ص ١٦)

غایت احتیاط اور اس یقین کی وجہ سے کہ اختلاف آثار رحمت سے ہے امام ابوحنیفہؒ نے اپنے اصحاب سے فرمادیا تھا کہ ''اگر کوئی دلیل تم کو مل جاوے تو پھر اسی پر عمل کرو اور اسی کا حکم دو۔''

بعد والوں کی احتیاط:۔

چنانچہ آپ کے تلامذہ واصحاب اور بعد والوں نے اس قول کی اہمیت محسوس کی، اور جب کبھی اور جہاں کہیں کسی مسئلہ کے اندر دلائل وبراہین کی روشنی میں شبہ پیدا ہوا اسے ترک کردیا، اور کتاب وسنت کے دائرہ میں جو دوسری صحیح صورت نظر آئی، اس پر عمل کیا۔

وقدیتفق لھم ان یخا لفوا اصحاب المذھب لد لائل واسباب ظھرت لھم (رد المحتار ج ا ص)

اور کبھی کبھی دلائل وبراہین کے پیش نظر اصحاب مذہب کی مخالفت بھی ان لوگوں نے کی ہے۔

ضد سے اجتناب کی بکثرت مثالیں:۔

یہ تو آپ کے اصحاب وتلامذہ کا حال تھا کہ انھوں نے بیسیوں مسئلہ میں آپ سے دلائل اور اپنے فہم کی بنیاد پر اختلاف کیا، اور اسی پر ان کا عمل رہا دوسری طرف خود امام اعظمؒ کا حال یہ تھا کہ اگر کسی طے کردہ مسئلہ کے خلاف کوئی دوسری رائے کتاب وسنت کی روشنی میں وزنی معلوم ہوئی، اور کتاب وسنت سے قریب تر، تو آپ نے اس طے کردہ مسئلہ کو ترک کردیا اور اس سے رجوع کرکے دوسری صورت کے قائل ہوگئے، ایک دو نہیں بیسیوں مسائل ایسے ہیں جن سے آپ کا رجوع ثابت ہے۔ جن لوگوں نے دقت نظر سے فقہ کا مطالعہ کیا ہے ان کی نگاہوں سے یہ چیزیں پوشیدہ نہیں ہیں۔

کتاب وسنت کے مقابلہ میں رائے کی شدید مذمت:۔

یہ خوب اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ امام ابوحنیفہؒ اس رائے کی مذمت کرتے تھے جو کتاب وسنت سے مستفاد نہ ہو، بلکہ اسے ضلالت سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔

وقدروی الشیخ محی الدین فی الفتوحات المکیۃ بسندہ الی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ انہ کان یقول ایا کم والقول فی دین اللہ تعالیٰ بالرائے وعلیکم باتباع السنۃ فمن خرج عنھا ضل (کتاب المیزان للشعرانی ج ا ص ٥٠).

فتوحات مکیہ میں شیخ محی الدین نے مسلسل ابوحنیفہؒ تک اپنی سند بیان کرنے کے بعد ان کا یہ قول نقل کیا ہے، کہ امام صاحبؒ فرماتے تھے ''اللہ تعالیٰ کے دین میں محض رائے کی بنیاد پر حکم کرنے سے بچو، اور اپنے اوپر سنت کی پیروی ضروری کرلو، اس لئے کہ جو اس سے خارج ہوا، وہ گمراہ ہوگیا۔''

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب تک شریعت میں کسی بات کا ثبوت نہ مل جائے اسے زبان پر لانا بھی گناہ ہے۔

وكان يقول لا ينبغى لا حد ان يقول قولا حتى يعلم ان شريعة رسول الله صلى الله عليه وسلم تقبله (كتاب الميزان للشعرانى ج ا ص ۵۱)

امام ابوحنیفہؒ فرماتے تھے ''جب تک یہ یقین نہ ہوجائے کہ یہ بات شریعت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہے کسی کے لئے اس کا زبان پر لانا درست نہیں ہے۔''

استنباط مسائل اور اس کے لئے اہتمام:۔

جو مسائل صراحتاً کتاب وسنت اور اقوال صحابہ میں نہیں ملتے ان کے لئے پوری مجلس طلب کرتے بحث وتمحیص سے کام لیتے، اور جب تک کوئی چیز باہمی اتفاق سے طے نہ ہوجاتی، اطمینان خاطر نہ ہوتا، امام شعرانیؒ لکھتے ہیں۔

وكان يجمع العلماء فى كل مسئلة لم يجدها صريحة فى الكتاب والسنة ويعمل بما يتفقون عليه فيها. (كتاب الميزان للشعرانى ج ا ص ۵۱)

جو مسئلہ کتاب وسنت میں صراحتاً نہیں ملتا، اس کے لئے تمام علماء کو جمع کرتے اور جس پر سبھوں کا اتفاق ہوتا، عمل فرماتے۔

ایسا ہی استنباط واستخراج کے موقع پر کیا کرتے، علماء عصر سے مشورہ اور ان کا اتفاق ضروری سمجھتے تھے تنہا ہرگز اس طرح کا کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔

وكذلك يفعل اذا استنبط حكما فلا يكتبه حتى يجمع عليه علماء عصره فان رضوه قال لابى يوسف اكتبه. (ايضاً)

جب کبھی کسی حکم کا استنباط مقصود ہوتا، تو اس وقت تک اسے ضبط تحریر میں نہیں لاتے جب تک تمام علماء کو جمع کر کے مشورہ نہ کرلیتے اگر سب اس سے متفق ہوتے اور پسند کرتے تو امام ابویوسف سے فرماتے ''اسے لکھ لو۔''

اصحاب الرائے کا حاصل۔

علماء نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو جو ''صاحب الرائے'' قرار دیا ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کوئی ذاتی یا من مانی رائے ہوا کرتی تھی، اس لئے کہ آپ پڑھ چکے کہ امام صاحبؒ ایسی رائے کو گمراہی فرمایا کرتے تھے، لہذا اگر کسی نے ایسا کہا ہے یا سمجھا ہے تو اس نے کھلی ہوئی غلطی کا ارتکاب کیا ہے خواہ وہ بڑے سے بڑا محدث ہی کیوں نہ ہو۔

امام موصوف اور آپ کے اصحاب اس سے بالکل بری ہیں، ابن حجر مکی شافعیؒ نے درست لکھا ہے۔

اعلم انه يتعين عليک ان لا تفهم من اقوال العلماء عن ابی حنيفة واصحابه انهم اصحاب الرای علی سنة رسول الله صلی الله عليه وسلم وعلی قول اصحابه لا نهم براء من ذلک (الخيرات الحسان ص ۲۹)

خوب یقین کرلو کہ علماء کے اقوال کی وجہ سے ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب سنت رسول اللہ اور اقوال صحابہ کے مقابلہ میں ''اصحاب الرائے'' کی حیثیت رکھتے تھے اس لئے کہ یہ حضرات اس سے بالکلیہ بری ہیں۔

تدوین فقہ میں ترتیب:۔

آگے دلائل کے طور پر لکھتے ہیں کہ امام صاحبؒ اور آپ کے اصحاب کا طرز فکر اور استنباط واستخراج کیا تھا، اور آپ کس اصول پر گامزن تھے، فرماتے ہیں۔

فقد جاء عن ابی حنيفة من طرق كثيرة ما ملخصه انه اولا يأ خذ بما فی القران فان لم يجد فبا لسنة ، فان لم يجد فبقول الصحابة فان اختلفوا اخذ بما كان اقرب الی القران اوالسنة من اقوالهم ولم يخرج عنهم فان لم يجد لاحد منهم قولا ، لم يا خذ بقول احد من التابعين . بل يجتهد كمااجتهدوا. (الخيرات الحسان ص ۲۹)

امام ابوحنیفہؒ کے متعلق کثرت طرق سے جو بات ثابت شدہ حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ آپ پہلے قرآن اختیار کرتے، اگر قرآن میں وہ چیز نہیں ملتی تو سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے اور اگر سنت میں بھی کوئی چیز نہیں ملتی تو پھر قول صحابہ اختیار کرتے، اگر کسی مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف ہوتا تو ان میں جو کتاب وسنت سے زیادہ قریب معلوم ہوتا اسے قبول کرتے اور اس حد سے باہر نہ جاتے اور اگر صحابہؓ کا بھی کوئی قول نہیں ملتا تو تابعین میں سے کسی کا قول اختیار نہیں کرتے بلکہ خود اجتہاد کرتے جیسا کہ دوسرے لوگ کرتے۔

تدوین فقہ میں اولیت کا شرف:۔

امت میں ترتیب فقہ اور مسائل کے استنباط واستخراج میں آپ کو اولیت کا شرف حاصل ہے، اس سے پہلے عام طور پر لوگوں کا دارومدار حافظہ پر تھا امام مالکؒ بھی اس سلسلہ میں آپ کے خوشہ چیں ہیں، ابن حجر شافعیؒ نقل کرتے ہیں۔

انه اول من دون علم الفقه ورتبه ابو اباو كتبا علی نحو ما هو عليه اليوم وتبعه مالک فی مؤطاه ومن قبله انما كانوا يعتمدون علی حفظهم. (الخيرات الحسان ص ۳۱)

امام ابوحنیفہؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم فقہ کو مدون کیا اور اسے اس طرح باب وفصل وار مرتب کیا، جس طرح

آج اس کی مرتب شکل پائی جاتی ہے۔ امام مالک نے اپنی مؤطا میں آپ کی پیروی کی ہے، امام ابوحنیفہؒ سے پہلے لوگوں کا اعتماد حافظہ پر ہوا کرتا تھا۔

امام اعظمؒ اور آپ کے اصحاب پہلے محدث پھر فقیہ:۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب پہلے محدث پھر فقیہ تھے۔ اس لئے کہ جس زمانہ میں احادیث کے مجموعے پائے نہیں جاتے تھے، بغیر علم حدیث کے مسائل کا استخراج کہاں سے ہوسکتا تھا "فقہ حنفی" کا اتنا عظیم الشان ذخیرہ جس سے ساری دنیا اور بعد کے مجتہدین نے اپنے زمانہ میں استفادہ کیا، بغیر حدیث کے کہاں سے آ گیا، اور آج اس کے سارے مسائل واصول کس طرح حدیث کے مطابق ہوگئے، لہذا ماننا پڑے گا کہ "فقہ حنفی" کتاب وسنت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، ابن حجر شافعیؒ نے لکھا ہے۔

مرانه اخذ عن اربعة الا ف شيخ من ائمة التابعين و غيرهم ومن ثم ذكره الذ هبى وغيره فى طبقات الحفاظ من المحدثين(ايضا ص ٦٦)

یہ بات گذر چکی کہ امام ابوحنیفہؒ نے چار ہزار ائمۂ تابعین اور دوسرے شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا اور یہی وجہ ہے کہ امام ذہبی وغیرہ نے محدثین کے طبقۂ حفاظ میں آپ کا شمار کیا ہے۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ذوق حدیث (۱) ان کی ان کتابوں سے معلوم ہوتا ہے، جوانہوں نے لکھی ہیں، کتاب الآثار، کتاب الخراج، کتاب الرد علی سیر الاوزاعی، کتاب الحج، موطا امام محمد، اور دوسری کتابیں عام طور پر ملتی ہیں، ان کو لے کر پڑھا جائے اوران کو سامنے رکھ کر اندازہ لگایا جائے۔

آج بھی فقہ حنفی کا کوئی طالب العلم اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک ایک ایک مسئلہ حنفی کی تحقیق کتاب وسنت کی روشنی میں نہیں کر لیتا۔

غلط پروپیگنڈا:۔

یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ان حضرات کو حدیث نبوی ﷺ سے اتنا شغف نہیں تھا جتنا فقہ سے، اور نہ یہ کہنا بجا ہے کہ ان حضرات کی تمام تر توجہ آیات اوراحادیث سے مسائل واحکام کے استنباط واستخراج پر مذکور تھی اور تدوین وجمع احادیث سے ان کو کوئی دلچسپی نہ تھی، بلکہ بات صرف اس قدر ہے کہ تدوین فقہ جس کی طرف اب تک کسی نے توجہ نہیں دی تھی انہوں نے اس کی ضرورت محسوس کی اور اجتماعی طور پر پوری محنت کے ساتھ یہ کام شروع کر دیا، وجہ ظاہر ہے کہ استنباط

(۱) امام علاؤالدین الطرابلسی نے اپنی کتاب معین الحکام میں نقل کیا ہے۔ فان ابا يوسف صاحب حديث حتى روى انه قال احفظ عشرين الف حديث من المنسوخ فاذاكان يحفظ من المنسوخ هذا القدر فما ظنك بالناسخ وكان صاحب فقه و معنى (ص ۳۰) جس کا ماحصل یہ ہے کہ امام ابو یوسف محدث تھے۔ اور بعض روایت کے مطابق خود امام موصوف کا بیان ہے کہ "مجھے منسوخ حدیثیں بیس ہزار یاد ہیں۔" اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ناسخ حدیثیں کتنی ہزار یاد ہوں گی۔ اسی طرح امام محمدؒ کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ آپ کو احادیث کی معرفت حاصل تھی، فقیہ اور ذہین تو تھے ہی۔ ومحمد صاحب قريحة يعرف احوال الناس وعاداتهم وصاحب فقه و معنى ولهذا اقل رجوعه فى المسائل وكان مقدما فى معرفة اللغة وله معرفة بالاحاديث ايضاً (ايضا)

اور امام اعظمؒ ہر چیز میں بڑھے ہوئے تھے وابو حنيفةؒ كان مقدما فى ذلك كله ۱۲ ظفير.

مسائل واحکام اس وقت کا سب سے اہم کام تھا اور یہ سب کے بس کی بات بھی نہ تھی۔ کیونکہ اس میں بڑے غور وفکر اور فہم و بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے باقی تدوین حدیث کا کام تو یہ عہد نبوی سے ہوتا آ رہا تھا، اور اس وقت بھی بطور خود ہر شخص کو اس سے دلچسپی تھی، جس کا بڑا ثبوت خود امام اعظمؒ کی ''جامع المسانید'' ہے اور پھر پہلی صدی ہجری کے ختم پر جب کہ صحابہ کرامؓ کو روپوش ہوئے ابھی دس ۱۰ بیس ۲۰ سال بھی نہ گذرے تھے۔

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ جمع حدیث میں اہم کام اسناد اور رواۃ پر نظر ہے، اور سچ پوچھئے تو یہی معیار ہے، امام اعظمؒ کے دور میں جس وقت تابعین کا بڑا طبقہ بقید حیات تھا، اسناد و رواۃ کی اس بحث کی گنجائش ہی کہاں تھی جو بعد میں ہوئی، صحابہؓ کے متعلق یہ مسلم ہے کہ الصحابة کلهم عدول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل ہیں۔ رہ گئے تابعین تو یہ موجود ہی تھے۔

پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ جب فقہ کی تدوین آیات واحادیث سے ہی ہو رہی تھی، تو ان چیزوں سے عدم توجہ کا موقع بھی کیا تھا، اس لئے کہ اس کام میں پہلے احادیث کی ہی ضرورت پڑتی ہے۔

ابن حجر مکی شافعیؒ نے لکھا ہے کہ جس طرح صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ سے باوجود جلالت علم اور آنحضرت ﷺ کے اقربیت کی احادیث کا وہ ذخیرہ مروی نہیں ہے، جو دوسرے چھوٹے بڑے صحابہ کرامؓ سے کہ یہ حضرات عامۃ المسلمین اور اسلام کے مصالح اور احکام میں اس طرح منہمک تھے کہ ان کو روایت کی طرف وہ توجہ نہ رہی جو اور لوگوں کو تھی، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ آپ حضرات احادیث سے شغف نہیں رکھتے تھے۔

اسی طرح امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب، فقہ کی ترتیب اور استنباط واستخراج کے اشتغال کی وجہ سے اگر احادیث کی روایت میں نمایاں نظر نہیں آتے، تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ حضرات نے حدیث کی دولت سے وافر حصہ نہیں پایا تھا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

ولا جل اشتغاله بهذا الا هم لم يظهر حديثه فى الخارج كما ان ابا بكرو عمر رضى الله عنهما لما اشتغلا لمصالح المسلمين العامة لم يظهر عنهما من رواته الاحاديث مثل ما ظهر عمن دونهما حتى صغار الصحابة رضوان الله عليهم و كذلك مالك والشافعى لم يظهر عنهما مثل ما ظهر عمن تفرغ للرواية كابى زرعة وابن معين .(الخيرات الحسان ص ٦٦)

امام ابوحنیفہؒ حدیث وقرآن سے چونکہ مسائل کے استنباط واستخراج میں منہمک تھے جو برا اہم کام تھا اس وجہ سے آپ کی خدمت حدیث نمایاں نہ ہوسکی اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ مصالح عامہ سے متعلقہ امور میں اشتغال کی وجہ سے روایت حدیث میں وہ نمایاں مقام نہیں حاصل کر سکے جو دوسرے چھوٹے بڑے صحابہؓ کرام کو حاصل رہا۔ اور یہی حال امام مالکؒ وشافعیؒ کا ہے کہ ان کی خدمت حدیث ان لوگوں کی طرح نمایاں نہیں جو اسی کام کے ہوکر رہ گئے تھے، جیسے ابوزرعہ اور ابن معین۔

بہر حال حقیقت یہ ہے کہ امام صاحبؒ اور آپ کے اصحابؒ نے احادیث کے ساتھ بھی اپنے دور کے مذاق کے مطابق وہی شغف رکھا جو رکھنا چاہئے تھا۔

تدوین فقہ اور مسائل کا پھیلاؤ:۔

فقہ کا جو کام امام اعظمؒ کی زیرنگرانی انجام پایا تھا وہ ضرورت اور تقاضائے وقت کے ساتھ پھیلتا اور بڑھتا ہی گیا کسی منزل پر جا کر رکا نہیں، اور یہی ہونا بھی چاہئے تھا، کیونکہ انسانی ضرورتیں نئی نئی شکلیں اختیار کرتی رہیں اور نئی ایجادات اور جدت پسندی کے ساتھ مسائل ابھرتے رہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامت یوں ہی جاری رہے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ فقہ کی حدیث میں بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

من یرداللہ بہ خیر ایفقھه فی الدین . انما انا قاسم واللہ یعطی متفق علیہ .(مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۲)

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بہتری کا ارادہ فرمالیتا ہے دین میں اسے بصیرت عطا کردیتا ہے اور میرا کام تو بس تقسیم کردینا ہے۔ حقیقت میں عطاو بخشش خدا کا کام ہے۔

اس حدیث میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ فقاہت اور استنباط واستخراج میں بصیرت فیضان الٰہی ہے، انسانی عمل کو اس میں دخل نہیں، قدرت کی طرف سے یہ فیضان ان بندوں پر ہوتا ہے جسے وہ نوازنا چاہتا ہے۔

فقہ کی برکت:۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول الثقلین ﷺ نے فرمایا۔

فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابدرواہ الترمذی (مشکوٰۃ)

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔

اور چیزوں کے ساتھ اس حدیث میں یہ بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر فقہاء مسائل میں صحیح طور پر رہنمائی نہیں فرماتے تو شیطان کا لشکر انسانوں کو غلط راستہ پر ڈال دیتا اور گمراہی کے جہنم میں لاکھڑا کرتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ شیطان جس قدر فقیہ سے گھبراتا ہے، عبادت گذار سے نہیں

اس وقت صرف اشارہ کرنا مقصد ہے، تفصیل میں جانا نہیں۔

فتویٰ اور اس کی اہمیت:۔

فقہ اور دین کے وہ پیش آمدہ مسائل جو دریافت کرنے والوں اور سائلین کے جواب میں بتائے گئے یا اس سادہ انداز پر مرتب ہوئے وہ ''فتاویٰ'' کے قالب میں جلوہ گر ہوئے، اور اس سلسلہ نے انسانی ضرورتوں کا پورا پورا ساتھ دیا، کتاب وسنت اور فقہ سے مستنبط اس مفید وجدید شکل نے عام مسلمانوں کو تحقیق وجستجو کی ایک صبر آزما مصیبت سے بچالیا، فتاوی کا یہ پھیلاؤ انسانی ضرورتوں اور سوالات کے ساتھ بڑھتا گیا انسانی زندگی کی مختلف شعبہ جات سے متعلق مسائل جس جس طرح پیدا ہوتے گئے، کتاب وسنت اور فقہ سے ان مستنبط مسائل کے ذخیرہ میں بھی اضافہ ہوتا گیا، کسی مرحلہ پر جمود پیدا نہیں ہوا، چنانچہ آج انسانی زندگی سے متعلق کوئی ایسا سوال نہیں ہے، جس کا جواب مفتی آپ کو فراہم کرکے نہ دے سکے۔

تنگ نظری کا الزام:۔

جن لوگوں نے اپنی کم علمی اور وسعت مطالعہ کی کمی کی وجہ سے علماء دین پر جمود اور تنگ نظری کا الزام لگایا ہے وہ بڑی حد تک معذور ہیں۔ البتہ قابل صد ملامت وہ حاسدین ہیں، جو از راہ کینہ پروری ایسی باتیں کہتے ہیں، ہر دور کے فتاویٰ کی کتابیں مختلف زبانوں میں چھپی ہوئی ملتی ہیں ان میں ہر دور کے نئے مسائل بھی درج ہیں اور ان کے جوابات بھی ،ان کتابوں سے بڑھ کر ثبوت میں اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

فقہ وفتاویٰ ایسا فن ہے، جس سے کسی کو بھی مفر نہیں ہے اس لئے کہ انسانی زندگی میں جس قدر واسطہ اس فن اور اس کے اصول وجزئیات سے پڑتا ہے، اور جس قدر آئے دن کے مسائل کا جواب یہاں ملتا ہے کہیں اور سے ممکن نہیں ہے۔

تاریخ فتاویٰ:۔

''فتاویٰ'' کی تاریخ بہت قدیم اور اس کی نسبت بہت اونچی ہے، اس لئے کہ کوئی بھی مسلمان ہو، خواہ وہ ولی ہو، قطب ہو، محدث ہو، مفسر ہو، مؤرخ ہو، غرض جو بھی ہو، وہ اپنی معلومات میں ''مفتی'' کا محتاج ہے بغیر اس کی کدوکاوش اور تحقیق وجواب مسئلہ کا حل آسان نہیں ہے۔ کوئی شخص دعویٰ نہیں کر سکتا ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں کسی مرحلہ پر کوئی ایسا سوال سامنے نہیں آیا جس میں فقہ وفتاویٰ کی طرف رجوع کی ضرورت نہیں پڑی۔

ایک شخص اپنے کو مسلمان بھی کہے، یعنی وہ ایک مکمل ضابطۂ حیات کا پابند بھی ہو اور اسے دینی مسائل اور اس کی صحیح صورت سے بے پروائی بھی ہو، غیر ممکن ہے، عبادات ومعاملات، اور اخلاق واعمال میں سینکڑوں مواقع ایسے آتے ہیں، جہاں اسے رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور وہ ان کٹھن مواقع میں یقینی طور پر فقہ وفتاویٰ اور فقہائے کرام و مفتیان عظام کی رہبری کا محتاج ہوتا ہے، ہر شخص کو اپنی منہمک زندگی میں اس قدر مہلت کہاں ہے کہ وہ یک سر قرآن و حدیث کا غور وفکر کے ساتھ مطالعہ کرے اور دقت کے وقت پیش آمدہ مشکل مسئلہ کا حل تلاش کر لے۔

فقہ وفتویٰ کے لئے مخصوص جماعت اور اس کی وجہ:۔

اس سے انکار نہیں ہے کہ مسائل واحکام کا سارا ذخیرہ دراصل ''کتاب وسنت'' ہی ہے لیکن اتنی بات تو ہر صاحب عقل وخرد تسلیم کرے گا، کہ حدیث وقرآن کے اندر ایک خاص انداز میں حقائق واحکام پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دوسری طرف یہ بھی مسلم ہے کہ عموماً ہر شخص کو ہر زمانہ میں حالات یکساں پیش نہیں آتے بلکہ مختلف ڈھنگ سے صورت حال سامنے آتی ہے، سبھوں میں یہ فہم وبصیرت کہاں ہے جو کلام اللہ اور سنت نبوی سے اپنے حالات کے مطابق ہر ہر جزئیہ کا جواب حاصل کر لے، اور وہ جواب بالکل صحیح بھی ہو، اگر گنے چنے کچھ افراد اس طرح کے نکلیں بھی، تو کوئی ضروری نہیں کہ انہیں کتاب وسنت میں مہارت بھی ہو اور وہ اپنے اندر ان تمام شرائط کو پاتے ہوں جو ایک صاحب نظر مفتی کے لئے ضروری ہے۔ اور اگر ان تمام اوصاف کے جامع بھی ہوں، تو ان کو اتنی مہلت کہاں'' کہ اس عظیم الشان ذخیرہ سے

مفید مطلب آیت وحدیث فوراً تلاش کرلیں، اوراس طرح کہ وہ آیت وحدیث دوسری آیتوں اوراحادیث سے متعارض بھی نہ ہوں، اس لئے عقل کا بھی تقاضا ہے کہ قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھنے والی ایک معتمد جماعت مسائل ضرور یہ مستنبط کر کے یک جا کرتی رہے، تاکہ امت کے عام افراد، اپنے دن رات کے پیش آمدہ مسائل کے اندر کہیں الجھاؤ میں گرفتار نہ ہونے پائیں۔ اور بلاشبہ اور بلا مبالغہ انہی مستنبط احکام ومسائل کا نام فقہ وفتویٰ ہے۔

مفتیان کرام کی جماعت جن کو فقہ سے مناسبت تامہ ہوتی ہے ہر زمانہ میں پائی گئی، اور عوام وخواص ہر ایک کا اس جماعت کی طرف رجوع عام رہا، اور یہ اپنے علمی رسوخ، خداداد صلاحیت اور مخصوص فہم کی وجہ سے اس کام میں ممتاز اور نمایاں رہی، اور اسے رات دن اسی کام کے ساتھ اشتغال رہا۔

دین کے مخصوص خدام:۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ علماء کرام کے دو طبقے مخصوص طور پر دین کی اس طرح کی خدمت میں نمایاں اور پیش پیش رہے۔

ایک محدثین کا...... جس کا مشغلہ احادیث نبوی کی حفاظت وصیانت رہا، یعنی اس طبقہ کو احادیث نبوی کی روایات اوران کے بیان وضبط کا اہتمام رہا۔ اورانہوں نے اسناد والفاظ حدیث پر گہری نظر رکھی۔

دوسرا طبقہ فقہاء امت کا۔ جنہوں نے قرآنی آیات اوراحادیث نبوی سے مسائل واحکام کا استنباط واستخراج کیا اور الفاظ حدیث سے زیادہ معانی حدیث اوراس سلسلہ کے اصول وقواعد پران کی نظر مرکوز رہی۔

ملت اسلامیہ کے پہلے مفتی:۔

مفتیوں کا تعلق اسی دوسرے طبقہ سے ہے، اوراس امت کے سب سے پہلے مفتی اعظم خود رسول الثقلین ﷺ کی ذات بابرکت ہے، اور یہ دولت آپ تک رب العزت کی طرف سے پہنچی، قران پاک میں افتاء کا لفظ خود رب العالمین کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ویستفتونک فی النسآء قل اللہ یفتیکم فیھن وما یتلی علیکم فی الکتاب. (النساء. ۹ ۱)

اورلوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں حکم دیتے ہیں، اور وہ آیات بھی جو قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

کلالہ کے سلسلہ میں آیت نازل ہوئی۔

یستفتونک ، قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ.

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتے ہیں۔

آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ان آیتوں میں ''افتاء'' کی نسبت خود رب العزت جل مجدہٗ کی طرف کی گئی ہے، جس سے اس منصب کی جلالت شان کا اندازہ ہوتا ہے، اور یقیناً یہ نسبت اس شعبہ کی اہمیت وافضلیت کی سب سے بڑی

سند ہے، یہیں سے یہ بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جو عالم دین اس عظیم الشان منصب پر فائز ہوتا ہے، اس کی ذمہ داری کس درجہ اہم ہے، اور اسے کس بلندی کا حامل ہونا چاہئے۔

یہ بتایا جا چکا کہ اس منصب عظیم پر سب سے پہلے اس امت میں رسول اکرم ﷺ فائز ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کی ذمہ داری کی وجہ سے عصمت کی بیش بہا دولت سے نوازا تھا، تا کہ دین کے سلسلہ میں آپ جو حکم فرمائیں وہ انسان غلطیوں اور لغزشوں سے محفوظ ہو، چنانچہ صحابہ کرامؓ اور دوسرے لوگ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے اور اپنے پیش آمدہ مسائل کے سلسلہ میں حکم دریافت کرتے، اور آپ ان تمام کو جوابات سے شادکام فرماتے، ان جوابات وسوالات کا بڑا ذخیرہ آج بھی کتب حدیث میں محفوظ ہے، بہت سے علماء کرام نے اس حصہ کو علیحدہ بھی جمع کرنے کی سعی کی ہے۔

آنحضرت سے سوالات اور جوابات کے لئے حضرت جبرائیلؑ کی حاضری:۔

کتب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایسے سوالات بھی آنحضرت ﷺ سے ہوئے جس کا جواب آپ کو معلوم نہیں تھا۔ چنانچہ آپ نے توقف فرمایا، پھر فوراً جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے، آپ نے ان کے سامنے سوال پیش کر کے جواب طلب کیا، مگر روح الامین بھی بول اٹھے کہ اس سوال کے جواب میں میرا حال آپ جیسا ہی ہے اور پھر کہنے لگے "آپ انتظار فرمائیں، میں ابھی رب ذوالجلال کی بارگاہ سے جواب لے کر حاضر ہوتا ہوں۔"

چنانچہ حضرت ابوامامہ صحابی کا بیان ہے کہ "ایک مرتبہ ایک یہودی عالم خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا، اور اس نے آپ سے پوچھا ای البقاع خیر؟ کون سا خطہ ارض بہتر ہے؟ یہ سن کر آنحضرت خاموش ہو گئے اور فرمایا میری یہ خاموشی اس وقت تک ہے جب تک رُوح الامین تشریف نہ لے آئیں، اتنے میں فوراً حضرت جبرائیل خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ نے ان کے سامنے یہ سوال پیش کیا، اور دریافت کیا، اس کا جواب کیا دیا جائے؟ حضرت جبرائیلؑ نے آپ کے سوال کے جواب میں عرض کیا۔

ما المسئول عنها باعلم من السائل ولکن اسئال ربی تبارک وتعالیٰ . (مشکوۃ باب المساجد ص ۷۱)

جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ اس مسئلہ میں پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا، لیکن میں پروردگار عالم بزرگ و برتر سے پوچھتا ہوں۔

یہ کہہ کر حضرت جبرائیلؑ روانہ ہو گئے، پھر تھوڑی دیر بعد تشریف لے آئے، اور کہنے لگے، آج میں رب العزت سے اس قدر قریب ہوا جتنا کبھی نہیں ہوا تھا، آپ نے پوچھا۔ اس کی نوعیت کیا تھی، کہا "میرے اور میرے رب کے درمیان صرف ۷۰۰۰۰ ستر ہزار نوری پردے پڑے ہوئے تھے۔" پھر جو سوال کیا گیا تھا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا جواب نقل کیا، کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے۔

شر البقاع اسواقها . وخیر البقاع مساجدها رواه ابن حبان فی صحیحه عن ابن عمر (ایضاً)

زمین کا بدترین حصہ اس کے بازار ہیں، اور بہترین حصہ اس کی مسجدیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر سوال کا جواب پہلے سے آنحضرت ﷺ کو معلوم نہیں ہوتا تھا، لیکن جواب بحیثیت رسول آپ کے ذمہ ضروری تھا۔ لہذا آپ کبھی حضرت جبرائیل امین کے ذریعہ جواب معلوم کرتے اور پھر سائل کو جواب مرحمت فرمایا کرتے تھے۔

عجلت پسندی سے اجتناب اور بڑے کی طرف رجوع:۔

ملاعلی قاریؒ نے اس حدیث کے ضمن میں طیبیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ۔

ان من استفتی عن مسئله لا یعلمها فعلیه ان لا یجعل فی الا فتاء ولا یستنکف عن الاستفتاء عمن هوا علم ولا یبادر الی الا جتها دما لم یضطر الیه فان ذلک من سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم . وسنة جبریلؑ.

جس مفتی سے کوئی ایسا مسئلہ دریافت کیا جائے جس کا جواب وہ جانتا نہیں ہے تو اس کا فرض ہے کہ نہ وہ فتویٰ دینے میں عجلت کرے، اور نہ اپنے سے بڑے عالم سے پوچھنے میں شرمائے اور جب تک بالکل اضطرار کی سی کیفیت پیش نہ آجائے اجتہاد کی ہمت نہ کرے، کیونکہ آنحضرت ﷺ اور حضرت جبرائیلؑ کا طریقہ یہی تھا۔

گویا مفتی کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ اولاً نص کی تلاش کرے، اور اس سلسلہ میں اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہونے دے، اگر اسے کوئی نص نہ مل سکے تو کسی بڑے عالم یا مفتی سے دریافت کر لے، پوچھنے میں ننگ و عار سے کام نہ لے اور جب تک قابل اطمینان طور پر جواب مل نہ جائے، بغیر علم صحیح جو جی میں آئے جواب دینے کی کوشش نہ کرے اور یہ کہ مسائل میں اجتہاد اس وقت کیا جائے، جب صراحتاً کوئی آیت، یا حدیث یا کوئی قول صحابہ نہ مل سکے۔

آنحضرت ﷺ کے فتاویٰ کی حیثیت:۔

کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے فتاویٰ کی حیثیت اسی قدر اونچی ہے جس قدر آپ کی ذات اقدس اونچی تھی ، اور بلند سے بلند تر ہونی ہی چاہئے کہ خاتم النبیین تھے اور عصمت کی دولت سے نوازے ہوئے، یہ ایک اصولی بات ہے کہ جواب کی جامعیت و کاملیت اور اس کے الفاظ کا جچا تلا ہونا جواب دینے والے کی علمی لیاقت اور اس کے منصب کے مطابق ہی ہوا کرتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جوابات کی حیثیت ''جوامع الکلم'' اور ''فصل خطاب'' کی ہے جس سے سرتابی کا خیال بھی ایک مسلمان کے لئے گناہ عظیم ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وان تنازعتم فی شئی فردوه الی الله ورسوله ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلاً O (النساء ۸)

پھر اگر تم کسی امر میں اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف حوالہ کیا کرو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ طریقہ سب سے بہتر ہے اور اس کا انجام خوش تر ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد منصب افتاء پر صحابہؓ:۔

آنحضرت ﷺ کے بعد اس عظیم الشان منصب پر آپ کے وہ جلیل القدر، صاحب بصیرت صحابہ کرام فائز ہوئے، جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

رضی اللہ عنھم ورضو اعنه (توبه. ۱۳)

اللہ تعالیٰ ان سے راضی وخوش ہوئے، اور یہ اللہ تعالیٰ سے خوش اور راضی ہیں۔

اور رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

اصحابی کا لنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہؓ)

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، ان میں سے جن کی تم اقتداء کروگے ہدایت یاب ہوگے۔

اور جنہیں کتاب وسنت کا فہم خصوصی حاصل تھا، اور جن کے باب میں امت کا فیصلہ ہے۔

الین الامة قلو با، واعمتھا علما، واقلھا تکلفا. واحسنھا بیانا، واصدقھا ، ایمانا واعمھا نصیحة واقربھا. الی اللہ وسیلة (اعلام الموقعین ج ا ص ۵)

(صحابہ کرامؓ) امت میں سب سے زیادہ نرم دل سب سے زیادہ گہرے علم والے، سب سے کم تکلف والے، اور حسن بیان میں سب سے بڑھ کر ہیں، اسی طرح ایمان میں سب سے زیادہ سچے، خیر خواہی میں سب سے آگے، اور باعتبار وسیلہ اللہ سے قریب تر ہیں۔

صاحب فتویٰ صحابہ کرامؓ کی تعداد:۔

صحابہ کرام باہمی فہم وفراست اور ذہانت وذکاوت میں مختلف تھے، ان میں جو صاحب فتویٰ تھے ان کی تعداد کے متعلق حافظ ابن القیمؒ کا بیان ہے کہ وہ کچھ اوپر ایک سو تیس ۱۳۰ ہیں جن میں مرد وعورت دونوں شامل ہیں۔ ان کچھ اوپر ایک سو تیس ۱۳۰ میں سات کا مکثرین میں شمار کیا گیا ہے، یہ وہ بزرگوار ہیں جن کے فتاویٰ کتب حدیث میں بکثرت منقول ہیں، اور کہا گیا ہے کہ اگر ان تمام حضرات کے فتاویٰ یکجا کئے جائیں تو ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ کی تعداد اتنی ہو کہ اس کی ضخیم جلدیں تیار ہوجائیں، بلکہ حافظ ابن القیمؒ نے لکھا ہے کہ ابوبکر بن موسیٰ بن مامون نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فتاویٰ کو جمع کیا تو اس کے بیس ۲۰ جزو ہوئے۔ ان سات کے نام یہ ہیں۔

حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ۔

صحابہؓ کے بعد فتاویٰ:۔

پھر ان حضرات اور دوسرے صحابہ کرام کے ذریعہ دینی علوم نے نشو ونما پائی اور اس طرح چراغ سے چراغ جلتا چلا گیا، یہ سلسلہ الحمدللہ کسی منزل پر پہنچ کر رکا نہیں بلکہ اب تک مسلسل چلا جارہا ہے۔ اور یقین کامل ہے کہ تا قیامت یونہی جاری رہے گا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین، تابعین کے بعد تبع تابعین، پھر بعد کے علماء وفقہاء نے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔

فقہ حنفی:۔

فقہ حنفی یوں تو تمام تر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ اور اقوال صحابہؓ سے مستفاد ہے مگر سلسلۂ اسناد اس کا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت علیؓ پر جا کر منتہی ہوتا ہے، جو اولین ایمان لانے والوں میں ہیں، اور ان کے علاوہ ان صحابہ کرامؓ سے بھی ملتا ہے جن کے شاگردوں سے امام اعظمؒ نے استفادہ کیا جن کی تعداد کم وبیش چار ہزار ۴۰۰۰ مؤرخین نے لکھی ہے۔ حضرت عبداللہ مسعودؓ کے باب میں آنحضرت ﷺ نے ایک موقع سے ارشاد فرمایا۔ جو فقہ حنفی کے مورث اعلیٰ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

رضیت لا متی مارضی لها ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعودؓ (اکمال)

میں نے اپنی امت کے لئے ان چیزوں کو پسند کیا جنہیں عبداللہ بن مسعودؓ نے پسند کیا۔

اور امام نوویؒ نے اپنی کتاب ''التقریب'' میں حضرت مسروقؒ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

انتهى علم الصحابة الى ستة عمرؓ وعلیؓ وابیؓ و زیدؓ وابی الدرداء و ابن مسعودؓ. ثم انتهى علم الستة الىٰ علیؓ وعبدالله بن مسعودؓ (رد المحتار ج ا ص ۴۶)

صحابہ کرام کے علوم چھ پر آ کر ختم ہوئے حضرت عمرؓ علیؓ، ابیؓ، زیدؓ، ابوالدرداءؓ، اور حضرت عبداللہؓ ابن مسعودؓ۔ پھر ان چھ ۶ کا علم دو ۲ میں سمٹ آیا حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (المتوفی ۳۲ھ) اور دوسرے صحابہ سے کتاب وسنت کی تعلیم حضرت علقمہؒ نے حاصل کی، جن کی پیدائش حیات نبوی ﷺ میں ہی ہو چکی تھی۔ اور آپ کے علاوہ انہوں نے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ، اور حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی خصوصی طور پر تعلیم پائی تھی، حضرت علقمہؒ سے حضرت ابراہیم النخعی (المتوفی ۹۶ھ) نے اور حضرت ابراہیم النخعی سے حماد بن مسلم الکوفی (المتوفی ۱۲۰ھ) نے تعلیم پائی۔ اور حماد بن مسلم الکوفیؒ سے امام ابوحنیفہؒ (المتولد ۸۰ھ والمتوفی ۱۵۰ھ) نے، امام ابوحنیفہؒ سے امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ اور امام زفرؒ، اور دوسرے سینکڑوں علماء ومشائخ نے علم حاصل کیا اور پھر اس طرح یہ ''فقہ حنفی'' پورے عالم میں پھیل گیا اور بقول ملا علی قاریؒ دو تہائی مسلمان اس فقہ پر عمل کرنے والے نظر آنے لگے اور اب تک آرہے ہیں۔

دار الافتاء دار العلوم:۔

اور سچ پوچھئے تو یہی سلسلہ چل کر ہمارے اس دور تک پہنچا ہے، یوں دوسرے سلسلے بھی اس میں آ کر ملے ہیں جس کا سب سے بڑا مرکز اس وقت عالم اسلام میں دار العلوم دیو بند ہے، جہاں کتاب وسنت اور فقہ و فتاویٰ کی تعلیم کا ایک خاص اسلوب اور مخصوص معیار ہے، اور جسے اس وقت بحمد اللہ بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے اور جہاں اس وقت ہندوستان، پاکستان افغانستان برما، ملایا، افریقہ، انڈونیشیا، نیپال اور دوسرے ممالک کے طلبائے دین حاضر ہوتے ہیں اور اپنی علمی تشنگی بجھاتے ہیں۔

افتاء کی اہمیت:۔

افتاء ایک اہم ذمہ داری ہے، اور یہی وجہ تھی کہ اسلاف اس ذمہ داری کے قبول کرنے سے احتراز کرتے تھے، اور جن کو وہ اپنے سے علم وعمل میں برتر سمجھتے تھے، ان کے سر یہ ذمہ داری ڈالنا چاہتے تھے، پھر اس باب میں ان کا یہ حال تھا کہ اگر مسئلہ مستفسرہ کی صحیح صورت معلوم ہوتی، بلا تکلف بتا دیتے، اور اگر معلوم نہ ہوتی، تو صفائی سے کہہ دیتے ہمیں یہ مسئلہ معلوم نہیں ہے، کسی اور سے پوچھ لیا جائے، کھینچ تان اور تکلف وتصنع کو کسی حال میں پسند نہیں کرتے تھے۔

افتاء کے لئے علم وفہم:۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص پوچھنے والے کے ہر سوال کا جواب بے سمجھے بوجھے دینے لگے وہ ''پاگل'' ہے، الفاظ یہ ہیں۔

ان من افتی الناس فی کل ما یسأ لونہ عنہ لمجنون (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۲)

جو شخص لوگوں کے تمام سوالوں کا جواب دینے کے لئے تیار بیٹھا رہے وہ ''پاگل'' ہے۔

حضرت سعید بن سحنون کا بیان ہے۔

اجرأ الناس علی الفتیا اقلھم علما (ایضاً)

فتوے پر بڑا بے باک وہ ہوتا ہے، جو کم علم ہوتا ہے۔

حافظ ابن القیم اس طرح کے تمام بیانات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

الجراء علی الفتیاتکون من قلۃ العلم ومن غرارتہ وسعۃ فاذا قل علمہ افتی عن کل ما یسئل عنہ بغیر علم (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۲)

فتوے پر جری ہونا قلت علم، نا تجربہ کاری اور بھولے پن کی دلیل ہے، کیونکہ جب آدمی کا علم کمتر ہوتا ہے تو وہ ہر سوال کا جواب دیتا ہے بغیر جانے بوجھے۔

مفتی کا فریضہ:۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کو اپنی اس ذمہ داری کا احساس ہوگا، استفتاؤں کے جوابات دینے یا لکھنے میں پوری بصیرت سے کام لے گا، اور سوچ سمجھ کر جواب دے گا۔ معلوم نہ ہوگا، کہہ دے گا'' دوسرے علماء سے تحقیق کر لی جائے'' اور جسے ذمہ داری کا پورا احساس نہ ہوگا، اور جو صرف اپنے مفتی ہونے کا رعب قائم رکھنا چاہے گا اس کے پیش نظر صرف یہ بات ہوگی کہ میری زبان کسی سائل کے سوال پر بند نہ ہو، اور کہیں سے کسی کو پتہ نہ چل سکے کہ کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جن کا جواب میں نہیں دے سکتا، اور یہ طے شدہ بات ہے کہ ایسا سوچنے والا جاہل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس سلسلہ میں قیمتی ہدایت فرمائی ہے اور ہدایت بھی مدلل، فرماتے ہیں۔

یا یھا الناس من علم شیئا فلیقل به ومن لم یعلم فلیقل الله اعلم فان من العلم ان تقول لما لا تعلم الله اعلم ، قال الله تعالیٰ لنبیه قل ما اسئلکم علیه من اجر وما انا من المتکلفین متفق علیه. (مشکوٰۃ کتاب العلم)

اے لوگوں جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ اسے بیان کرے۔ اور جسے علم نہ ہو اسے کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہت جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ فرمادیں کہ میں تم سے اجرت کا خواہاں نہیں ہوں اور نہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

خوف خدا:۔

لیکن دراصل مفتی وہی ہے جو جواب دیتے وقت اپنے دل میں خوف خدا کا پورا احساس رکھتا ہو، اور جو جواب دے خوب دیکھ بھال کر، تاکہ اس کی اپنی دانست میں کوئی غلطی باقی نہ رہ جائے مفتی اس حدیث کو ہر وقت پیش نظر رکھے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

من قال علی مالم اقل فلیتبوأ بیتا فی جھنم ومن افتی بغیر علم کان اثمه علی من افتاه ، رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ کتاب العلم)

جو شخص میرے خلاف وہ بات کہے جو میں نے کہی نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے اور جو مفتی بغیر علم کسی مسئلہ کا جواب دے گا اس کا گناہ اسی مفتی پر ہوگا۔

غور وفکر:۔

اس حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی کل جاھل سأل عالما عن مسئلة فافتاه العالم بجو اب باطل فعمل السائل بھا لم یعلم بطلا نھا فاثمه علی المفتی ان قصر فی اجتھاده. (مرقاۃ ج ۱ ص ۲۴۶)

یعنی اگر کوئی جاہل کسی عالم سے کوئی مسئلہ دریافت کرے اور وہ عالم غلط جواب دے، پس سوال کرنے والا اس غلط جواب پر اپنی عدم واقفیت کی وجہ سے عمل کرے تو اس کا گناہ اور وبال مفتی پر ہے اگر اس کی طرف سے صحیح جواب کی تلاش میں کوتاہی ہوئی ہے۔

اور اصولاً ذمہ داری مفتی ہی پر ہے ، کیونکہ اس کی غلطی بہت نقصان دہ ہے، فتویٰ عام ہوتا ہے، صرف سائل تک اس کا حکم محدود نہیں ہوتا، بلکہ جسے بھی مسئلہ کی یہی مخصوص صورت پیش آئے گی مسئلہ کی اسی صورت پر عمل کرے گا، جو مفتی نے جواب میں لکھا ہے۔

مستفتی کا فریضہ:۔

اس حدیث میں بعض لوگوں نے دوسرے ''افتی'' کو ''استفتی'' کے معنی میں لکھا ہے، اور مطلب یہ بیان کیا ہے کہ گناہ مستفتی پر ہوگا، کہ اس نے بغیر جانے بوجھے ایسے شخص سے دریافت کیا جو اس کا اہل نہیں تھا۔

قال الا شرف وزین العرب یجوزان یکون افتی الثانی بمعنی استفتیٰ وافتی الا ول معرو فا ای کان اثمه علی من استفتاه فانه جعله فی معرض الا فتاء بغیر علم (مرقاۃ ج ا ص ۲۴۵)

اشرف اور زین العرب نے کہا کہ یہ بھی درست ہے کہ دوسرا لفظ ''افتی''، ''استفتیٰ'' کے معنی میں ہو اور پہلا افتیٰ معنی معروف میں، اور مطلب یہ ہو کہ اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا، جس نے پوچھا ہے۔ اس لئے کہ اس نے بغیر جانے بوجھے اسے مفتی بنالیا۔

مفتی و مستفتی دونوں کا فریضہ ہے کہ وہ اس باب میں احتیاط سے کام لے، مستفتی کو چاہئے وہ دیکھ لے کہ جس سے مسئلہ دریافت کررہا ہے، وہ اس منصب کے لائق ہے بھی یا نہیں، ابن سیرینؒ نے دینی علوم کے سلسلہ میں فرمایا ہے۔

قال ان هذا العلم دین فانظر واعمن تاخذون دینکم رواه مسلم (مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۷)

کہا کہ یہ علم دین ہے، لہذا خوب اچھی طرح دیکھ لیا کرو کہ تم کس شخص سے اپنا دین حاصل کررہے ہو۔

نالائق مفتی اسلام کی نظر میں:۔

اور مفتی کا فریضہ ہے کہ اگر وہ اس منصب کے لائق نہیں ہے تو پھر ہرگز افتاء کی جرأت نہ کرے، ورنہ وہ گنہگار ہوگا، اور سخت مجرم، اور جس صاحب اقتدار نے اسے اس منصب پر فائز کیا ہے وہ بھی گناہ گار ہوگا، ابن القیمؒ نے لکھا ہے۔

من افتیٰ الناس ولیس باهل للفتویٰ فهو اثم عاص ، ومن اقره من ولاۃ الا مور علی ذلک فهو اثم ایضا (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۵۶)

جو نااہل ہونے کے باوجود لوگوں کو فتویٰ دینے لگے وہ گناہ گار اور نافرمان ہے اور ذمہ داروں میں سے جو ایسے شخص کو اس عہدہ پر رہنے دے وہ بھی گناہ گار ہے۔

نااہل مفتی اور حکومت وقت کا فریضہ:۔

ابن الجوزیؒ اور دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ صاحب اقتدار کا فرض ہے کہ وہ ایسے نااہل مفتی کو کار افتاء سے سختی کے ساتھ روک دے، اس لئے کہ اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی راستہ نہ جانتا ہو، اور پھر قافلہ کی رہنمائی پر مامور کر دیا جائے یا خود ہو جائے، یا اس ڈاکٹر وطبیب کی طرح، جسے خبر نہیں کہ مرض کیا ہے اور علاج شروع کر دے، حدیث میں ایسے طبیب کو علاج سے منع کیا گیا ہے اور اسلامی قانون میں ایسا معالج مجرم ہے یہی حال اس نااہل مفتی کا ہے، ابن ماجہ میں مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

من افتی بفتیا بغیر علم کا ن اثم ذلک علی الذی افتاه (اعلام الموقعین ص ۲۵۶ ج ۲)

جو شخص بغیر علم فتویٰ دے گا، اس کا گناہ اس پر ہوگا جو فتویٰ دے رہا ہے، یعنی مفتی گنہگار ہوگا۔

علامات قیامت میں:۔

صحیحین میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

ان اللّٰه لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه عن صدور الرجال ولکن یقبض العلم بقبض العلماء فاذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا متفق علیه .(مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۳)

اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں ختم کرے گا کہ لوگوں کے سینوں سے اسے زبردستی کھینچ لے گا، بلکہ علم علماء کے اٹھ جانے سے ختم ہوگا۔ جب کوئی عالم باقی نہ بچے گا تو اس وقت لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنائیں گے، چنانچہ ان سے لوگ سوال کریں گے اور وہ بلا علم فتویٰ صادر کریں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

بغیر علم فتویٰ:۔

یعنی جب مفتی وقاضی جاہل کو بنایا جائے گا تو پھر اس سے سوائے گمراہی وبربادی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔
ابن القیمؒ نے ابوالفرج کے حوالہ سے اس اثر مرفوع کو نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

من افتی الناس بغیر علم لعنة ملائکة السماء وملائکة الا رض (اعلام الموفقین ج ۲ ص ۲۵۶)

جو شخص بغیر علمی بصیرت کے کار افتاء انجام دیتا ہے اس پر زمین وآسمان کے فرشتے لعنت برساتے ہیں۔

امام مالکؒ کا فرمان:۔

امام مالکؒ نے بڑی اچھی بات فرمائی ہے کہ جس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اسے چاہئے کہ جواب سے پہلے اپنے آپ کو جنت ودوزخ پر پیش کرے اور سوچ لے کہ آخرت میں اسے چھٹکارا کیونکر حاصل ہوگا۔

امام مالکؒ اور فتویٰ:۔

خود امام مالکؒ کا اپنا حال یہ تھا کہ ایک دفعہ کسی نے آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا، آپ نے جواب میں فرمایا، مجھے یہ بات معلوم نہیں، وہ کہنے لگا اتنا ذرا سا مسئلہ ہے، اور ایسا فرماتے ہیں، یہ سن کر آپ بہت غصہ ہوئے اور فرمایا۔

لیس فی العلم شئی خفیف اما سمعت قول اللہ عزوجل . انا سنلقی علیک قولاً ثقیلا فالعلم کلہ ثقیل الخ (اعلام ص ۲۵۷ ج ۲)

علم میں کوئی چیز ہلکی نہیں ہوا کرتی، کیا تم نے یہ آیت کبھی نہیں سنی ہے۔ انا سنلقی الخ البتہ ہم ڈالیں گے تم پر ایک بھاری بات، لہذا علم سارا کا سارا بھاری ہے۔

اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔

ماافتیت حتی شھد لی سبعون انی اھل لذلک (ایضا)

میں نے اس وقت تک فتویٰ کی جرأت نہیں کی جب تک ۷۰ اکابر نے میری اہلیت کی شہادت نہیں دی۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول:۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے کو فتویٰ کے لئے پیش کر دیا، اس نے ایک امر عظیم کو اٹھالیا، جب تک ضرورت مجبور نہ کر دے اس منصب پر فائز ہونے کی جرأت نہ کرے۔

سعید بن المسیبؒ:۔

سعید بن المسیبؒ جیسا آدمی جب فتویٰ دینے چلتا تو ان کی زبان پر یہ کلمات ہوتے۔

اللھم سلمنی وسلم منی (اعلام ج ۲ ص ۲۵۷)

اے اللہ مجھے خود سلامت رکھنا کہ غلطی نہ ہونے پائے اور مجھ سے محفوظ رکھنا کہ دوسرے میری وجہ سے غلطی میں نہ مبتلا ہوں۔

قاسم بن محمدؒ کا جواب:۔

قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ سے کسی نے کوئی بات دریافت کی، آپ نے جواب دیا مجھے یہ مسئلہ اچھی طرح معلوم نہیں ہے، اس شخص نے کہا "میں تو آپ کے سوا کسی کو اس منصب کے لائق جانتا ہی نہیں، اسی لئے آپ کے پاس آیا۔" حضرت قاسم بن محمدؒ نے فرمایا۔

لا تنظرا لی طول لحیتی وکثرۃ الناس حولی (ایضا)

میری لمبی داڑھی اور میرے ارد گرد لوگوں کی بھیڑ پر مت جا۔

یہ اور اس طرح کے بیسیوں واقعات ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلف صالحین منصب افتاء کے سلسلہ میں

بڑا اہتمام کیا کرتے تھے اور ان میں اس منصب پر وہی فائز ہونے کی ہمت کرتا، جو علوم دینیہ میں ہر طرح باکمال ہوتا۔

مفتی کے لئے شرائط:۔

اسی اہمیت کے پیش نظر امام احمدؒ بن حنبل فرماتے ہیں۔

”مسند افتاء پر وہی بیٹھنے کی جرأت کرے جو وجوہ قرآن، اسانید صحیحہ اور سنن نبوی ﷺ سے پورے طور پر واقف ہو“

ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔

لا یجوز الفتیا الا لرجل عالم بالکتاب والسنة (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۵۲)

فتویٰ دینا جائز نہیں ہے مگر اس شخص کے لئے جو کتاب وسنت کا عالم ہو۔

موجودہ دور اور کار افتاء:۔

مفتی کے لئے جن شرائط کا ہونا ضروری ہے، ان سارے اوصاف سے پورے طور پر متصف انسان کا ملنا آج کل مشکل ہے، لیکن موجودہ دور میں جب کہ کتب احادیث وفقہ مدون و مرتب ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ اور حافظہ کا حال بھی پہلا جیسا باقی نہیں رہا جو کبھی تھا کہ ایک عالم کو کئی کئی لاکھ حدیثیں یاد ہوا کرتی تھیں، لہذا اب دیکھا جائے گا کہ جن لوگوں کو فقہ وحدیث سے شغف ہے، کتاب وسنت میں دادرست حاصل ہے اور مطالعہ و کتب بینی کا ذوق سلیم حاصل ہے، اور ساتھ ہی اس نے علوم دینیہ باضابطہ علمائے دین سے سبقاً سبقاً حاصل کیا ہے، تو ان میں سے ان لوگوں کو یہ خدمت سپرد کی جائے گی، جو مسائل شرعیہ میں دقیق نظر رکھتے ہیں، اس لئے کہ اب موجود اصطلاح میں یہی فقیہ کہے جاتے ہیں۔

ان الفقیه من یدقق النظر فی المسائل وان علم ثلاث مسائل بادلتها (رد المحتار ج ۱ ص ۳۵)

فقیہ وہ ہے جو مسائل شرعیہ میں دقیق نظر رکھتا ہو خواہ اسے تین ہی مسئلے دلائل کے ساتھ کیوں نہ معلوم ہوں۔

علامہ ابن عابدینؒ نے صاحب التحریر کی تعریف کو ترجیح دی ہے وہ یہ ہے۔

وذکر فی التحریر ان الشائع اطلاقه علی من یحفظ الفروع مطلقا ای سواء کانت بدلائلها اولا. (ایضا)

”تحریر“ میں مذکور ہے کہ عام طور سے (فقیہ) کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جسے جزئی مسائل یاد ہوں خواہ دلائل کے ساتھ خواہ بغیر دلائل۔

فقیہ اور اجتہاد:۔

بات یہ ہے کہ فقہاء کی جو اصولیین نے تعریف کی ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ فقیہ کے لئے مجتہد ہونا ضروری ہے۔

واصطلاحا عن الا صولیین العلم باحکام الشریعة الفرعیةالمکتسب من ادلتها التفصیلیة (الدر المختار علی حاشیه ردالمحتار ص ۳۴ ج ا)

علماء اصول فقہ کی اصطلاح میں فقہ ان احکام شرعیہ فرعیہ کے جاننے کو کہتے ہیں جو تفصیلی دلائل سے حاصل ہوئے ہوں۔

چنانچہ البحر الرائق میں ہے۔

فالحاصل ان الفقه فی الا صول علم الا حکام من دلائلها کما تقدم فلیس الفقیه الا المجتهد عندهم (رد المحتار ج ا ص ۳۵)

حاصل یہ ہے کہ اصول فقہ میں فقہ نام ہے دلائل کی ساتھ احکام شرعیہ کے جاننے کا جیسا کہ گذرا، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک سوائے مجتہد کے کوئی فقیہ نہیں ہے۔

غیر مجتہد فقیہ:۔

باقی مقلد کو جو آج کل فقیہ کہا جاتا ہے، اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

واطلاقه علی المقلد الحافظ للمسائل مجاز (ایضا)

فقیہ کا اطلاق اس مقلد پر جو مسائل یاد رکھتا ہے بطور مجاز ہے۔

فقہاء فقہ کی تعریف میں دلائل کی قید نہیں لگاتے۔

وعند الفقهاء حفظ الفروع واقله ثلاث (درمختار)

فقہاء کے نزدیک فروع کے یاد رکھنے کا نام فقہ ہے جس کا کمتر درجہ تین مسئلے ہیں۔

افتاء کے لئے اجتہاد کی شرط:۔

اس قدر مسلم ہے کہ اصولیین نے فقہ کی جو تعریف لکھی ہے، اس کے مطابق فقیہ اور مفتی دونوں کے لئے مجتہد ہونا ضروری ہوتا ہے، فقیہ کے متعلق تو آپ پڑھ چکے مفتی کے سلسلہ میں ابن الھمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔

وقد استقرأ ی الا صولیین علی ان المفتی هو المجتهد فاما غیر المجتهد ممن یحفظ اقوال المجتهد فلیس بمفت (ردالمحتار ج ا ص ۶۴)

اصولیین کی رائے طے پا چکی ہے کہ مفتی وہی ہے جو مجتہد ہو، باقی وہ غیر مجتہد شخص جو مجتہد کے اقوال یاد رکھتا ہے مفتی نہیں ہے۔

پھر آگے چل کر انہوں نے اس کی صراحت کردی ہے کہ موجودہ مقلد علماء کا فتویٰ دراصل فتویٰ نہیں، نقل فتویٰ ہے۔

فعرف ان مایکون فی زماننا من فتوی الموجودین لیس بفتوی بل هو نقل کلام المفتی

یأخذبه المستفتی (رد المحتار ج ا ص ۶۴)

پس معلوم ہوا کہ ہمارے موجودہ علماء کا فتویٰ حقیقتاً فتویٰ نہیں بلکہ مفتی کے کلام کی نقل ہے، تا کہ مستفتیٰ اسے اختیار کر کے عمل کرے۔

موجودہ دور میں کار افتاء:۔

جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ ہمارے اس زمانہ میں کار افتاء انجام دینے والے علماء مجازاً مفتی کہے جاتے ہیں، لیکن اس زمانہ میں بھی ایسے علماء کے لئے فقہ میں پوری بصیرت ضروری ہے اور باضابطہ تحصیل علم دین بھی۔ علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں۔

وقدرأیت فی فتاویٰ العلامه ابن حجر سئل فی شخص یقر أ ویطالع فی الکتب الفقهیة بنفسه ولم یکن له شیخ ویفتی ویعتمد علیٰ مطالعة الکتب فهل یجوز له ذلک ام لا . فاجاب بقوله لا یجوز له الا فتاء بوجه من الوجوه لانه عامی جاهل لا یدری ما یقول ، بل الذی یاخذ العلم عن المشائخ المعتبر ین .(عقود رسم المفتی ص ۸)

میں نے علامہ ابن حجرؒ کے فتاویٰ میں یہ بات دیکھی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا، جو کتب فقہ پڑھتا ہے اور خود سے مطالعہ کرتا ہے کوئی اس کا استاذ نہیں ہے اور وہ اپنے مطالعہ کتب کے اعتماد پر افتاء کا کام کرتا ہے، تو کیا یہ اس کے لئے درست ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ کسی طرح بھی اس کے لئے کار افتاء درست نہیں ہے اس لئے کہ وہ درحقیقت جاہل وعامی ہے اسے خود معلوم نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے بلکہ فتویٰ دینا ان لوگوں کا کام ہے جنہوں نے مستند علماء ومشائخ سے علم حاصل کیا ہے۔

معتمد علماء کی صحبت:۔

اس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوگئی کہ صرف مطالعہ وکتب بینی سے خواہ معلومات کتنی ہی کیوں نہ ہو جائیں کسی درجہ میں قابل اعتماد نہیں ہے۔ بلکہ وہ عامی جاہل کے درجہ میں ہے۔ قابل اعتماد ہونے کے لئے ضروری یہ ہے کہ اس نے علوم دینیہ معتمد علماء دین سے باضابطہ حاصل کئے ہوں، اور صاحب بصیرت ہو، چند کتابوں کا پڑھ لینا کافی نہیں ہے، چنانچہ آگے مذکور ہے۔

لا یجوز له ان یفتی من کتاب ولا من کتابین . بل قال النوویؒ ولا من عشرة فان العشرة والعشرین قد یعتمد ون کلهم علی مقالة ضعیفة فی المذهب فلا یجوز تقلیدهم فیها (عقود رسم المفتی ص ۸)

ایسے شخص کے لئے ایک دو کتاب سے فتویٰ دینا درست نہیں ہے بلکہ امام نوویؒ کا قول ہے "دس بیس سے بھی نہیں، اس لئے کہ کبھی یہ کل کے کل مذہب کے باب میں ایک کمزور بات پر اعتماد کر لیتے ہیں، لہذا ان کی تقلید درست

نہیں ہے۔

افتاء کے لئے ضروری شرائط:۔

جسے فقہ میں بصیرت تامہ حاصل ہو، اور فتویٰ کی صلاحیت ہو، وہ البتہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ مندرجہ شرائط کا بغور مطالعہ کیا جائے، لکھتے ہیں۔

بخلاف الماهر الذی اخذ العلم عن اهله و صارت له فيه ملكة نفسا نية فانه يميز الصحيح من غيره ويعلم المسائل وما يتعلق بها على الوجه المعتمد به فهذا هو الذی يفتی الناس و يصلح ان يكون واسطة بينهم وبين الله تعالىٰ. (ایضاً)

البتہ ایسا ماہر فتویٰ دے سکتا ہے جس نے لائق و فائق اور اہل علم سے اخذ علم کیا ہو اور اسے خود اس فن میں مہارت تامہ اور ملکۂ راسخہ اس طرح حاصل ہو چکا ہو کہ وہ صحیح کو غیر صحیح سے متمیز کر سکے اور مسائل اور اس کے متعلقات سے قابل اعتماد طور پر واقف ہو، یہ البتہ ایسا شخص ہے جو لوگوں کو فتویٰ دے سکتا ہے، اور اس لائق ہے کہ یہ بندوں اور خدا کے درمیان واسطہ بن سکے۔

ماہر استاذ کا تربیت یافتہ ہونا:۔

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی ماہر استاذ کا تربیت یافتہ ہو اور قواعد شرع کی صحیح معرفت رکھتا ہو۔

فان المتقدمين شرطوا فی المفتی الا جتهاد و هذا مفقود فی زماننا فلا اقل من ان يشترط فيه معرفة المسائل بشرو طها وقيودها التی كثيرا ما يسقطو نها ولا يصرحون بها اعتمادا على فهم المتفقه (عقود رسم المفتی ص ۴۰)

متقدمین نے مفتی کے لئے اجتہاد کی شرط بیان کی تھی جو ہمارے اس دور میں مفقود ہے، لہذا اب کم سے کم اتنی شرط تو ضرور لگائی جائے گی کہ وہ مسائل کی معرفت ان تمام قیود وشروط کے ساتھ رکھتا ہو جنہیں بسا اوقات مصنفین اس اعتماد پر چھوڑ دیتے ہیں اور صراحت نہیں کرتے، کہ فقیہ ان کو سمجھ لے گا۔

زمانہ کے عرف وعادت سے واقفیت:۔

زمانہ کے عرف اور اہل زمانہ کے احوال سے واقف ہونا بھی ضروری ہے۔

وكذا لا بد له من معرفته عرف زمانه واحوال اهله (ایضا)

اور ایسا ہی مفتی کے لئے عرف زمانہ کی معرفت اور اپنے دور کے لوگوں کے احوال سے واقفیت بھی ضروری ہے۔

ماہر فقہ کی شاگردی:۔

کسی قابل اعتماد ماہر فقیہ ومفتی کے پاس رہ کر اس نے فتویٰ نویسی کا سلیقہ باضابطہ سیکھا ہو۔

والتخرج فی ذلک علی استاذ ماھرو لذا قال فی اخر منیة المفتی لو ان الرجل حفظ جمیع کتب اصحابنا لا بد ان یتلمذ للفتویٰ حتی یھتدی الیه.(ایضاً)

اور وہ کسی ماہر استاذ کا تربیت یافتہ ہو اور اسی وجہ سے منیۃ المفتی کے اخیر میں صراحت ہے کہ گو وہ شخص ائمہ احناف کی تمام کتابیں یاد کر چکا ہو لیکن پھر بھی اس کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ فتویٰ کے لئے اس نے تلمذ اختیار کیا ہو اور اس کی راہیں معلوم کر چکا ہو۔

اس کی وجہ لکھتے ہیں۔

لان کثیرا من المسائل یجاب عنه علی عادات اھل الزمان فیما لا یخالف الشریعة (ایضاً)

اس لئے کہ بہت سے مسائل کا جواب اہل زمانہ کی عادات کے لحاظ سے دیا جاتا ہے، جن میں شریعت کی مخالفت کا شائبہ نہ ہو۔

عرف زمانہ کی رعایت:۔

عرف زمانہ کی رعایت مفتی وقاضی کے لئے ضروری قرار دی گئی ہے۔

وفی القنیة لیس للمفتی ولا للقاضی ان یحکما علی ظاھر المذھب و یترکا العرف. وھذا صریح فیما قلنا ان المفتی لا یفتی بخلاف عرف زمانه . (عقود رسم المفتی ص ۴۰)

قنیہ میں ہے کہ مفتی اور قاضی کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ عرف زمانہ سے صرف نظر کر کے صرف ظاہر مذہب پر فیصلہ دیں۔

اس سے صراحتاً یہ بھی ثابت ہوا کہ مفتی اپنے عرف زمانہ کے خلاف فتویٰ نہ دے، جیسا کہ ہم نے کہا تھا۔

عرف کی تبدیلی سے مفتی کو واقف ہونا چاہئے۔

فللمفتی اتباع عرفه الحادث فی الالفاظ العرفیة(ایضاً)

مفتی کو چاہئے کہ وہ رسم ورواج زمانہ کی اپنے الفاظ عرفیہ میں رعایت کرے۔

احوال زمانہ سے واقفیت کی قید اور اس کی وجہ:۔

مفتی کے لئے عرف زمانہ اور احوال کے علم کی قید کیوں لگائی گئی ہے، لکھتے ہیں۔

ظھر لک ان جمود المفتی او القاضی علی ظاھر المنقول مع ترک العرف والقرائن الواضحة والجھل باحوال الناس یلزم منه تضییع حقوق کثیرة وظلم خلق کثیرین (ایضاً ص ۴۱)

جو کچھ عرض کیا گیا اس سے آپ پر یہ بات عیاں ہو چکی ہوگی کہ اگر مفتی اور قاضی نے عرف عام اور قرائن

واضحہ کو ترک کر دیا اور لوگوں کے حالات سے بے خبر رہا اور ظاہر پر جمار ہا تو پھر یقین کر لینا چاہئے کہ اس طرح بہت سے حقوق ضائع کرنا اور بہتیرے لوگوں پر ظلم کرنا لازم آئے گا۔

چنانچہ اسی وجہ سے لکھا ہے۔

فلابد للمفتی ...... من معرفة احوال الناس وقد قالوا من جهل باهل زمانه فهو جاهل (ایضاً)

لہذا مفتی کے لئے لوگوں کے احوال کی معرفت ضروری ہے اور اہل علم کا فیصلہ ہے کہ جس نے اپنے زمانہ کے لوگوں کو نہ جانا وہ جاہل ہے۔

مناقب کردری میں مذکور ہے کہ امام محمد رنگریزوں کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے معاملات کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرتے، اور ان میں جو رواج ہوتا اس کا پتہ لگاتے۔

اغلاط سے محفوظ ہونا:۔

مفتی کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس سے غلطیاں بہت کم واقع ہوں، ورنہ وہ لائق افتاء نہیں ہوسکتا ہے۔

ولا یصیر اهلا للفتویٰ ما لم یعصر صوابه اکثر من خطأ ہ لا ن الصواب متیٰ کثر فقد غلب ولا عبرة فی المغلوب بمقابلة الغالب فان امور الشرع مبنیة علی الا عم الا غلب کذا فی الولوالجیة (عقود رسم المفتی ص ۲۲)

اس وقت تک مسند افتاء پر بیٹھنے کے لائق کوئی مفتی نہیں ہوسکتا، جب تک اس کی درستی اس کی غلطیوں سے بڑھی ہوئی نہ ہو، اس لئے کہ اکثر جواب کی صحت غلبہ کی حیثیت میں ہے اور غالب کے مقابلہ میں مغلوب کا کوئی اعتبار نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ شرعی امور کا دارومدار عموم اور اغلب پر ہی ہے۔

جو کچھ عرض کیا گیا اس سے اتنی بات واضح ہو کر سامنے آ گئی ہوگی کہ اہل علم میں اس منصب پر وہی حضرات فائز کئے جائیں، اور فائز ہوں جن میں علمی استعداد اس درجہ کی ہو کہ وہ اس اہم کام (۱) کو حسن وخوبی کے ساتھ سنبھال سکیں، اب تک علمی استعداد پر بحث ہو رہی تھی، دوسرے اوصاف بعد میں آ رہے ہیں۔

نا اہل مفتی کی تعزیر:۔

لیکن اگر کوئی مفتی بننے کا اہل نہیں ہے اور وہ بن گیا ہے تو اس کی تعزیر ضروری ہے، اس سلسلہ میں کوئی رو رعایت نہیں ہونی چاہئے، اس لئے کہ مفتی بظاہر بندوں اور خدا کے درمیان واسطہ ہوتا ہے، اس لئے اگر ایسے اشخاص کو نہیں روکا گیا تو مفاسد کے دروازے کھل جائیں گے اور مخلوق خدا گمراہی میں مبتلا ہو جائے گی۔

---

(۱) مفتی کے لئے صرف بالغ ہونے کی شرط ہے جیسا کہ آ رہا ہے کسی مخصوص عمر کی قید نہیں کہ مثلاً وہ اس عمر کا ہو یا بوڑھا ہو تو اس کو ترجیح ہوگی، ولا یعتبر السن و لا کثرة العدد لان الا صغر الواحد قد یوفق للصواب فی حادثة مالا یوفق الا کبرو الجماعة الخ (معین الحکام ص ۳۰) پھر عبداللہ بن عباسؓ کا واقعہ نقل کیا ہے ۱۲ ظفیر۔

واما غیره فیلزمه اذا تسور هذا المنصب الشریف التعزیر البلیغ والزجرا لشدید الزاجر ذلک لا مثاله عن هذا الامر الا مرالقبیح یؤدی الی المفاسد لا تحصی (عقود رسم المفتی ص ۸)

جو افتاء کے لائق نہ ہو اور اس منصب عظیم پر آ دھمکے اس کی تعزیر شدت کے ساتھ لازم ہے اور ایسی سختی ایسے لوگوں کے ساتھ ہونی چاہئے کہ پھر وہ اس طرح کی جرأت نہ کرسکیں، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو بے انتہا مفاسد کے دروازے کھل جائیں گے۔

ابن خلدون کی صراحت:۔

ابن خلدون نے بھی لکھا ہے کہ دینی حکومت کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ منصب افتاء پر اس کے لائق اور قابل تر آدمی کو تلاش کر کے فائز کرے، اور جو شخص اس کے لائق نہ ہو، اور یہ کام انجام دے رہا ہو، اسے سختی کے ساتھ منع کردے۔

اماالفتیا فللخلیفة تفحص اهل العلم و التدریس ورد الفتیا الی من هو اهل لها واعانة علی ذلک ومنع من لیس اهل لها و زجره لا نها من مصالح المسلمین فی ادیانهم فتجب علیه مراعاتها لئلا یتعرض لذلک من لیس له باهل فیضل الناس. (مقدمه ابن الخلدون ص ۱۶۵)

فتویٰ کے لئے خلیفۂ وقت کا فریضہ ہے کہ صاحب درس وتدریس اور ذی علم کی تلاش کرے اور افتاء کا کام ایسے شخص کے سپرد کردے جو اس خدمت کے لائق ہو، اور پھر اس کی مدد بھی کی جانی چاہئے، اور جو اہل نہ ہو، اسے روکنا چاہئے اور سختی کے ساتھ علیحدہ رکھنا چاہئے اس لئے کہ یہ ایک اہم دینی ذمہ داری ہے، اگر عہدہ کی رعایت نہ ہوئی تو نااہل لوگ آجائیں گے اور لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیں گے۔

لائق ترین کی جستجو:۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ ایسے نااہل کو روک دیا جانا ہی ضرروری ہے جو باعث گمراہی ہو، حافظ ابن قیمؒ نے اس سلسلہ میں اپنے شیخ علامہ ابن تیمیہ کا واقعہ نقل کیا ہے، کہ وہ نااہل کی مسند افتاء پر بیٹھنے سے سخت نکیر کیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اسے قطعاً اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے، یہ بھی کوئی بات ہے کہ ہر معمولی سے معمولی کام پر احتساب ہو اور اس قدر اہم کام پر احتساب کی ضرورت محسوس نہ کی جائے۔(۱) طحطاویؒ نے عالمگیری کے حوالہ سے لکھا ہے۔

وعلی ولی الا مران یبحث عمن یصلح للفتوی ویمنع من لا یصلح (طحطاوی علی الدر ص ۱۷۵ ج۳)

گورنر کا فرض ہے کہ وہ فتویٰ کے لائق ترین افراد کو تلاش کرے اور جو اس منصب کے لائق نہ ہو، اسے منع کردے۔
پیش آمدہ مسائل وواقعات کے حکم بیان کرنے کا نام اصطلاح میں فتویٰ رکھا جاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی

---

(۱) دیکھئے اعلام الموقعین ص ۲۵۶ ج ۲۔

شخص علوم دینیہ بالخصوص احکام فروع و اصول میں مہارت نہ رکھتا ہو، تو خود سوچئے وہ کس مرض کی دوا بن سکتا ہے علمی استعداد و مہارت کے ساتھ کچھ اور اوصاف ہیں جن کا ایک مفتی میں پایا جانا بے حد ضروری ہے، تا کہ وہ اپنی ذمہ داری حسن وخوبی کے ساتھ ادا کر سکے۔

پانچ خوبیاں:۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جب تک کسی میں پانچ چیزیں نہ ہوں، مسند افتاء کو زینت بخشنے کی جرأت نہ کرے۔ (۱) نیت صالحہ (۲) حلم و وقار (۳) مسائل میں بصیرت اور ان پر ثابت قدمی کی شان (۴) بقدر ضرورت ذرائع معاش (۵) لوگوں کے احوال کی معرفت۔

نیت صالحہ:۔

نیت صالحہ تو اس لئے ضروری ہے کہ ہر کام کی جان اور روح دراصل یہی پاک نیت ہے، جب تک نیت میں پاکیزگی اور اخلاص نہ ہو، کام میں برکت نہیں ہوسکتی، اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول اور قابل اجر ہوگا۔ پھر ایسا جواب نور الٰہی سے خالی ہوگا اور خصوصی برکت سے محروم، حدیث نبویﷺ ہے **انما الا عمال بالنیات**.

حلم و وقار:۔

حلم و وقار ہر اہل علم کے لئے از بس ضروری ہے کہ اس سے خود اس کی ذات کی بھی رونق ہے اور اس کے علم و عمل کی بھی، اور مفتی کے لئے خصوصی طور پر اس لئے کہ وہ اپنے منصب پر ایک دینی شعبہ کا ذمہ دار ہے، اور عوام وخواص کے لئے رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔

بصیرت ومہارت:۔

علم میں بصیرت اور اپنی بصیرت پر اعتماد اگر نہ ہوگا تو پھر وہ دوسروں کی رہنمائی کیا کر سکے گا۔ اور دوسرے ان کی اس تجویز کردہ اور بتائی ہوئی صورت پر یقین کے ساتھ کس طرح عمل پیرا ہوسکیں گے۔

ذرائع معاش:۔

بقدر ضرورت ذرائع معاش کی قید غالباً اس لئے لگائی ہے کہ وہ عوام کی نگاہوں میں ہلکا نہ ہو جائے۔ اور کسی کو اس کی جرأت نہ ہو کہ وہ مفتی کو حرص ولالچ میں ڈالنے کی بات سوچ بھی سکے۔

احوال اہل زمانہ سے واقفیت:۔

اسی طرح لوگوں کے احوال سے واقفیت بھی ضروری ہے، جس کی طرف اوپر بھی اشارہ گذر چکا ہے کہ اس واقفیت کی وجہ سے وہ سوالات کو صحیح طور پر سمجھ سکے گا اور پھر صحیح جواب دے سکے گا۔

بلند کرداری اور عفت:۔

مفتی کا بلند کردار، عفت مآب، کامل العقل اور صاحب صلاح وتقویٰ ہونا بھی ضروری ہے، صاحب درمختار نے قاضی کی بحث میں جہاں اس کے اوصاف گنائے ہیں مفتی کے لئے بھی ان اوصاف کی نشان دہی کی ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل تمام اوصاف وخصائل کا پایا جانا ضروری ہے۔

وینبغی ان یکون موثوقابه فی عفافه وعقله وصلاحه وفهمه وعلمه بالسنة والا ثار و وجود الفقه والاجتهاد شرط الاولویة لستعذره علی انه خلو الزمن عنه عند الا کثر و مثله فیما ذکر المفتی (الدر المختار علی رد المحتار باب القضاء ص ۱۷۵ ج ۴)

اورضروری ہے کہ وہ (قاضی) اپنی پارسائی، عقل وفہم صلاح وتقویٰ، اورسنت وآثار اورفقہ کےعلوم میں قابل اعتماد ہو، رہا اجتہاد تو یہ صرف اولویت کی شرط ہے، کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک ہر زمانہ میں اس کا پایا جانا دشوار ہے، اور اسی طرح ان تمام اوصاف مذکورہ کا مفتی میں پایا جانا بھی ضروری ہے۔

بردباری اور نرم خوئی:۔

ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔

ویجب ان یکون المفتی حلیما رزینا لین القول منبسط الوجه (ایضاً)

اور واجب ہے کہ مفتی بردبار، سنجیدہ ومتین، شیریں مقال اور خندہ جبیں ہو۔

دینداری:۔

مفتی کا دیندار اور خداترس ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ فاسق مسند افتاء کے لائق نہیں ہے، اور نہ اسے اس کا حق حاصل ہے، فقہاء نے صراحت کردی ہے کہ فاسق نہ مفتی ہوسکتا ہے اور نہ ایسے شخص سے استفتاء ہی درست ہے۔

والفاسق لا یصلح مفتیا لان الفتویٰ من امور الدین والفاسق لا یقبل قوله فی الدیانات (الیٰ قوله) وظاهر مافی التحریر انه لا یحل استفتاء ه اتفاقا. (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۴ ص ۴۱۸)

فاسق مفتی نہیں ہوسکتا، وجہ یہ ہے کہ فتویٰ دینی امور میں سے ہے اور دیانات میں فاسق کا قول قابل قبول نہیں ہوا کرتا ہے، کتاب التحریر میں جو کچھ ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ فاسق سے مسئلہ دریافت کرنا بالاتفاق درست نہیں ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ مسائل شرعیہ میں خشیت الٰہی اور طاعت خداوندی فیضان الٰہی کا موجب ہوا کرتی

ہے،(۱) جولوگ معصیت میں مبتلا ہیں اگر وہ اس کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اسی حال میں فقہ کے دقائق اور مسئلہ کی روح کو پالیں گے تو یہ ان کا محض خواب وخیال ہے واقعہ سے اسے دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے۔

اسلام اور عقل وفہم:۔

ساتھ ہی مفتی کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ مسلمان، صاحب عقل وفہم، اور بیدار دماغ ہو، اس پر غفلت اور سہو نسیان کا غلبہ نہ ہو،

ولا خلاف فی اشتراط اسلامه وعقله وشرط بعضهم تیقظه (ایضاً)

مفتی کے لئے اسلام وعقل کی شرط میں کسی کا اختلاف نہیں، بلکہ بعض علماء نے اس کے لئے بیدار دماغ ہونا بھی شرط قرار دیا ہے۔

دوراندیشی اور بیدار دماغی:۔

ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں کہ اس دور میں تیقظ کی شرط لازم ہے

قلت وهذ االشرط لازم فی زماننا...... والحاصل ان من غفلته المفتی یلزم ضرر عظیم فی هذا الزمان (رد المحتار ج۴ ص ۴۱۸)

میں کہتا ہوں کہ بے دار مغز ہونے کی شرط ہمارے اس زمانہ میں لازم ہے، کیونکہ مفتی کی غفلت اور بے پرواہی سے اس دور میں بڑا نقصان لازم آئے گا۔

بالغ وعادل:۔

مفتی بالغ بھی ہو اور عادل بھی۔

قال فی البحر فشرط المفتی اسلامه وعدالته والزم منهما بلوغه وعقله فیرد فتویٰ الفاسق و الکافر وغیره المکلف. (طحطاوی علی الدر المختار ج۳ص ۱۷۵.

بحر الرائق میں ہے کہ مفتی کے لئے جو شرائط ہیں، ان میں اس کا مسلم ہونا اور عادل ہونا بھی ہے اور ان دونوں شرطوں سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ وہ بالغ وعاقل بھی ہو۔ لہذا فاسق، کافر اور غیر مکلّف کا فتویٰ رد کردیا جائے گا۔

پسندیدہ ضروری اوصاف:۔

علامہ طحطاویؒ نے عالمگیری سے نقل کیا ہے کہ مفتی میں مندرجہ ذیل اوصاف بھی ہونے چاہئیں۔

"استفتاء کے کاغذات وہ احترام کے ساتھ لے، اسے پہلے بار بار غور سے پڑھے، تاکہ سوال کی صحیح صورت

---

(۱) ارشاد نبوی ہے " ما زهد عبد فی الدنیا الا انبت الله الحکمةفی قلبه وانطق بها لسا نه وبصر عیب الدنیا وداء ها ودواء ها واحرجه سالما الی دار السلام رواه البیهقی فی شعب الا یمان "(مشکوٰة کتاب الرقاق ص ۴۴۳)

اس کے سامنے کھل کر اور متعین ہو کر آ جائے، کاغذات استفتاء کی بے حرمتی نہ کرے کہ یہ آداب افتاء کے خلاف ہے اگر کبھی جواب میں غلطی واقع ہو جائے تو معلوم ہونے پر اس سے فوراً رجوع کرے، ضد وہٹ کے ذریعہ اپنی اس غلطی کو صحیح باور کرانے کی فکر نہ کرے، اور رجوع میں ننگ و عار محسوس نہ کرے، فتویٰ کی تحقیق میں تساہل سے کام نہ لے کہ ایسا کرنا مفتی کے لئے حرام ہے غرض فاسد کی وجہ سے حیلوں کو کام میں نہ لائے، جس وقت مزاج میں اعتدال نہ ہو، جواب تحریر نہ کرے، بلکہ صرف اعتدال کے وقت جواب لکھے، جواب لکھنے کے معاملہ میں کسی کی رو رعایت ہرگز نہ ہو، جس ترتیب سے اس کے پاس استفتے آئیں اسی ترتیب سے جواب دے اس سلسلہ میں اغنیاء، امراء اور دوست واحباب اور خویش و اقارب کی ایسی رعایت نہ کرے جس سے دوسروں کی حق تلفی ہو۔ اس باب میں چاہئے کہ اس کے یہاں امیر وغریب اور شاہ و گدا، یکساں ہوں اور کسی بھی مستفتی سے کوئی اجرت نہیں قبول کرنی چاہئے کہ یہ اس منصب کے شایان شان نہیں ہے۔"

مسائل پر عبور اور قواعد کا علم:۔

ان سب سے بڑھ کر یہ کہ مفتی اپنے امام کے مسائل پر پورا عبور رکھتا ہو اور اس کے قواعد واسالیب سے اچھی طرح واقف ہو۔

ویشترط ان یحفظ مسائل امامه ویعرف قواعد و اسالیبه.(طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷۵ ج ۳)

اور مفتی کے لئے اس کی بھی شرط ہے کہ اسے اپنے امام کے مسائل از بر ہوں۔ اور وہ اس کے قواعد اور اسالیب میں مہارت رکھتا ہو۔

بات لمبی ہوتی جا رہی ہے کہنا صرف یہ ہے کہ مفتی کی ذات وصفات کے لئے کچھ شرائط، کچھ فرائض اور کچھ حقوق و آداب ہیں جن کا لحاظ بڑی حد تک مفتی کا فریضہ ہے، یوں ہمارے یہاں یہ مسئلہ مصرح ہے کہ اگر کسی مفتی سے جواب میں تھوڑی بہت غلطی واقع ہو جائے تو اسے افتاء سے فوراً معزول نہیں کر دیا جائے گا۔

وذکر فی الملتقط اذا کان صوابه اکثر من خطأ ہ حل له ان یفتی وان لم یکن من اهل الاجتهاد (ایضاً ج ۱۷۶ ج ۳)

ملتقط میں مذکور ہے کہ اگر مفتی کی درستی اس کی خطأ اور غلطی پر غالب ہو تو اس کے لئے فتویٰ دینا درست ہے، گو وہ مجتہدین میں سے نہ ہو۔

دماغی توازن:۔

گو چاہئے یہی کہ جن کو مسائل کا استحضار حاصل ہو، یا اس کی دماغی ساخت ہی ٹیڑھی واقع ہو، یا اپنے کسی مرض کی وجہ سے اس فریضہ کو ادا نہ کر سکے تو وہ اس طرح کی ذمہ داری ہرگز قبول نہ کرے، اس لئے کہ جواب کے لئے جس طرح ظاہری ہیئت اچھی ہونی چاہئے، دماغی توازن کا برقرار رہنا بھی بے حد ضروری ہے، حد یہ ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ

اگر یقین ہے اور اسی کو راجح سمجھتا ہے، تب تو جواب تحریر کرے، یا بتائے، ورنہ اٹکل پچو جواب دینے کی ہرگز جرأت نہ کرے، یا اسی طرح جب خود اسے اعتماد نہ ہو، تو دوسروں کو وہ جواب نہ دے۔

فالمفروض علی المفتی والقاضی التبثت فی الجواب وعدم المجازفة فیھما خوفا من الا فتراء علی اللہ تعالیٰ بتحریم حلال وضدہ (عقو د رسم المفتی ص ۵)

پس مفتی اور قاضی کا فرض ہے کہ جو کچھ جواب دے رہا ہے اس پر وہ پورا یقین رکھتا ہو، اٹکل پچو بات نہ کرتا ہو، تا کہ اس افتراء کا خطرہ باقی نہ رہے کہ کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام قرار دے گا۔

عدم تثبت کی صورت میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ وہ کیا سے کیا لکھ جائے، ہوسکتا ہے حرام کو حلال لکھ جائے یا حلال کو حرام، اس لئے ایسی صورت میں افتاء سے پرہیز ہی ضروری ہے۔

قول راجح پر فتویٰ:۔

پھر جواب میں اس قول کو اختیار کرے جو علمائے مذہب کے نزدیک راجح ہو، مرجوح کو ہرگز اختیار نہ کرے مگر یہ کہ کوئی ایسی خاص وجہ ہو، اور دلائل کی روشنی میں یہی راجح نظر آئے۔

ا ن الواجب علی من ارادان یعمل لنفسه او یفتی غیرہ ان یتبع القول الذی رجحه علما ء مذھبه فلا یجوز له العمل اوالا فتاء بالمرجوح الا فی بعض المواضع وقد نقلوا الا جماع علی ذلک (ایضاً ص ۳)

جو شخص خود عمل کا ارادہ کرے یا غیر کو حکم بتائے دونوں صورتوں میں اس پر واجب ہے کہ اس قول کی پیروی کرے، جسے علمائے مذہب نے راجح قرار دیا ہے، لہذا مرجوح پر عمل یا فتویٰ دینا درست نہیں ہے، بجز چند خاص مواضع کے فقہاء نے اسی اصل پر اجماع نقل کیا ہے۔

ابن عابدین شامیؒ نے لکھا ہے۔

و کلام القرافی دال علی ان المجتھد والمقلد لا یحل لھما الحکم والافتاء بغیر الراجح لانه اتباع للھوی وھو حرام اجماعا (ایضاً)

قرافی کا کلام بتاتا ہے کہ غیر راجح پر فتویٰ دینا، یا فیصلہ کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے، خواہ وہ مجتہد ہو، یا مقلد، کیونکہ اس وقت خواہش نفس کی پیروی ہوگی جو بالاتفاق حرام ہے۔

مختصر یہ کہ اگر صاحب نظر اور صاحب بصیرت ہے، تو دلائل اور اس کی قوت پر نظر کر کے راجح پہلو پر عمل کرے اور فتویٰ دے، اور اگر مسائل میں بصیرت تامہ حاصل نہیں ہے تو اپنے علماء مذہب کے قول پر عمل کرے۔

اما الحکم والفتیا بما ھو مرجوح فخلاف الاجماع (عقود رسم المفتی ص: ۳)

صاحب قول کے متعلق معلومات

پھر جس مجتہد کے قول پر فتویٰ دے اس کے متعلق معلوم ہونا چاہئے کہ روایت میں اس کا کیا درجہ ہے

لابدللمفتی المقلد ان یعلم حال من یفتی بقوله ...... بل معرفته فی الروایة ودرجة فی الدرایة وطبقة (ایضا)

مفتی مقلد جس کے قول پر فتویٰ دے رہا ہے، اس کے متعلق مفتی کو یہ علم ہونا ضروری ہے کہ روایت ودرأیت میں اس کا کیا درجہ ہے اور یہ کس طبقہ میں داخل ہے۔

خواہشات سے اجتناب

ہر حال میں خواہشات نفس، لالچ اور اس طرح کے دوسرے رذائل سے فتویٰ دینے کے وقت مفتی کا بچنا ضروری ہے اس لئے کہ ان جذبات کی پیروی حرام ہے۔

ویحرم اتباع الهویٰ والتشهی والمیل الی المال الذی هوالداهیة الکبریٰ والمصیبة العظمیٰ، فان ذٰلک امر عظیم لایتجاسر علیه الا کل جاهل شقی.(ایضا ص:۵)

خواہشات نفس کی پیروی، میلان نفس، اور مال ودنیا طلبی کا رجحان حرام ہے جو سب سے بڑی مصیبت اور سب سے بڑی ہلاکت ہے، یہ ایسا خطرناک اقدام ہے جس کی جسارت جاہل بدبخت کے سوا کوئی دوسرا نہیں کرسکتا ہے۔

ناجائز حیلے

جو حیلے حرام اور مکروہ ہوں مفتی کے لئے ان کا اختیار کرنا درست نہیں ہے، اسی طرح ان رخصتوں کی تلاش میں پڑنا بھی جن سے غلط طور پر کچھ لوگ استفادہ کے خواہاں ہوں۔

حافظ ابن القیمؒ لکھتے ہیں۔

لایجوز للمفتی تتبع الحیل المحرمة والمکروهة ولا تتبع الرخص لمن اراد نفعه فان تتبع ذٰلک فسق وحرام استفتاء ٥ (اعلام الموقعین ج:۲ ص:۲۵۸)

حرام اور ناجائز حیلوں کی تلاش وجستجو مفتی کیلئے درست نہیں ہے، اسی طرح ایسے شخص کیلئے رخصتوں کی جستجو میں پڑنا بھی جائز نہیں ہے جو ناجائز نفع اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہو، کیونکہ یہ فسق ہے اور اس طرح کا استفتاء حرام ہے۔

طحطاوی میں ہے:-

ویحرم التساهل فی الفتوی واتباع الحیل ان فسدت الاغراض (طحطاوی علی الدر المختار ج:۳ص:۱۷۵)

فتویٰ میں تساہل اور حیلوں کی پیروی جب اغراض فاسدہ کے پیش نظر ہو حرام ہے۔

جائز حیلے

البتہ وہ شرعی حیلے جن پر عمل فقہائے امت نے جائز قرار دیا ہے اور اس میں کوئی شرعی مفسدہ نہیں ہے، ان کے ساتھ فتویٰ دینا درست ہے۔ حافظ ابن القیمؒ رقمطراز ہیں:۔

فان حسن قصده فی حیلة جائزة لاشبهة فیها و لا مفسدة لتخلیص المستفتی بها من حرج جاز ذٰلک بل استحب، وقد ارشد الله تعالیٰ نبیه ایوب علیه السلام الی التخلص من الحنث بان یاخذ بیده ضغثا فیضرب به المرأة ضربة واحدة وارشد النبی ﷺ بلالا الی بیع التمر بدراهم ثم یشتری بالدراهم تمرا اٰخر. اعلام الموقعین ص۲۵۶ ج ۲

اگر کوئی جائز حیلہ اچھے ارادہ سے اختیار کرے جس میں نہ کوئی شبہ ہو، نہ مفسدہ بلکہ منشاء مستفتی کو تنگی سے نکالنا ہو تو یہ جائز ہے، بلکہ مستحب، خود اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی حنث (قسم توڑنے کے گناہ) سے بچاؤ کیلئے رہنمائی فرمائی تھی اور بتایا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لے لیں اور اس سے اپنی اہلیہ کو ایک مرتبہ ماریں، اور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ سے بتایا کہ وہ کھجور دراہم کے بدلے بیچ دیں اور پھر ان دراہم سے دوسری کھجور خرید لیں۔

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس میں آداب افتاء کا تذکرہ بھی آ گیا، اب سرسری طور پر ایسی چند ضروری چیزوں کا ذکر بھی ضروری ہے جن کا تعلق باب افتاء میں متعلقہ مسائل سے ہے۔

سہل پہلو اور رخصت پر فتویٰ

جو چیزیں بغیر کراہت جائز ہیں، اور شریعت میں ان کے لئے رخصت ہے، مفتی کو چاہئے عوام کے لئے ایسے سہل پہلو کو اختیار کرے اور اس پر فتویٰ دے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:۔

وفی عمدة الاحکام من کشف البزدوی یستحب للمفتی الاخذ بالرخص تیسرا علی العوام مثل التوضی بماء الحمام والصلوٰة فی الاماکن الطاهرة بدون المصلی .الخ (عقدالجید ص:۴۳)

کشف البزدوی کے حوالہ سے عمدۃ الاحکام میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مفتی کیلئے مستحب ہے کہ عوام کی آسانی کی غرض سے رخصتوں پر فتویٰ دے جیسے حمام کے پانی سے وضو کرنا اور پاک جگہوں میں بغیر جائے نماز کے نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن جو لوگ محتاط اور خواص ہیں ان کے لئے عزیمت پر ہی عمل بہتر ہے۔

ولایلیق ذٰلک باهل العزلة بل الاخذ بالاحتیاط والعمل بالعزیمة اولیٰ بهم. (ایضا)

یہ رخصت گوشہ نشینوں کے مناسب نہیں بلکہ ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ یہ احتیاط کو اختیار کریں اور عزیمت پر عمل کریں۔

مفتی کو یہ بھی چاہئیے کہ لوگوں کو ایسی بات کا فتویٰ دے، جو ان کے حق میں زیادہ آسان ہو بالخصوص کمزوروں کے لئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

ینبغی للمفتی ان یاخذ بالایسر فی حق غیرہ خصوصا فی حق الضعفاء لقولہ علیہ السلام لابی موسی الاشعری ومعاذ حین بعثھما الی الیمن یسرا ولا تعسرا۔

مناسب یہ ہے کہ مفتی ایسا قول اختیار کرے جو دوسروں کے حق میں خصوصا کمزوروں کے حق میں آسان تر ہو، اس وجہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے جب حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ کیا تو ارشاد فرمایا "تم دونوں آسانی کرنا اور تنگی نہ کرنا۔"

مفتی کے اختیارات اور فضائل

مفتی مناسب جانے، تو اس کے لئے درست ہے کہ سائل نے جتنا پوچھا ہے وہ اس سے زیادہ بتا دے، ابن القیمؒ لکھتے ہیں۔

یجوز للمفتی ان یجیب السائل باکثر مماسالہ عنہ............... وقد ترجم البخاری علی ذلک فی صحیحہ فقال باب من اجاب السائل باکثر مماسأل عنہ ثم ذکر حدیث ابن عمرؓ (اعلام الموقعین ج:۲ ص:۲۳۳)

یہ جائز ہے کہ مفتی سائل کو اس کے سوال سے زیادہ مسائل بتائے، امام بخاریؒ نے اس عنوان کا ایک باب قائم کیا "باب اس بات میں کہ سوال کرنے والے کو اس سے زیادہ جواب دے جتنا اس نے پوچھا" پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ذکر کی ہے۔

اگر کوئی جواب ایسا ہو، جس میں اندیشہ ہو کہ مستفتی کا ذہن غلطی کی طرف جا سکتا ہے تو اس پر متنبہ کر دے۔

افتی المفتی للسائل بشئ ینبغی لہ ان ینبھہ علی وجہ الاحتراز مما قد یذھب الیہ الوھم منہ من خلاف الصواب۔ (ایضاج:۲ ص:۳۳)

کسی مسئلہ کا مفتی نے جواب لکھا اور اس میں اندیشہ ہے کہ سائل کا ذہن درستی کی مخالف سمت میں جا سکتا ہے تو مفتی کو چاہئے کہ اس غلطی سے بچنے پر متنبہ کر دے۔

حتی الامکان جو حکم بیان کیا جائے اس کی دلیل کا بیان کر دینا بہتر ہے تاکہ مستفتی کو سکون قلب حاصل ہو جائے

ینبغی للمفتی ان یذکر دلیل الحکم وماخذہ ماامکنہ من ذلک (ایضا)

حتی الامکان مفتی کو چاہئیے کہ حکم کی دلیل اور اس کا ماخذ بیان کر دے۔

جواب کافی وشافی ہو، اشکال وتذبذب میں ڈالنے والا نہ ہو، چنانچہ علماء نے لکھا ہے۔

لایجوز للمفتی تخییر السائل والقاءہ فی الاشکال والحیرۃ بل علیہ ان یبین بیانا مزیلا للاشکال ...... کافیا فی حصول المقصود۔ (اعلام الموقعین ج:۲ ص:۲۴۱)

یہ درست نہیں ہے کہ مفتی سائل کو اختیار دیدے اور اس طرح اسے مشکلات میں ڈالدے، بلکہ اس کا فریضہ یہ ہے کہ اس طرح مسئلہ کو کھول کر بیان کردے کہ کوئی اشکال باقی نہ رہ سکے اور وہ جواب مقصود کے لئے کافی ووافی ہو۔

اگر کوئی مسئلہ تفصیل طلب ہو، تو ایسی صورت میں اسے مجمل نہیں بیان کرنا چاہئیے، اعلام الموقعین میں ہے۔

لیس للمفتی ای یطلق الجواب فی مسئلة فیها تفصیل. (ایضا ج: ۲ ص: ۲۴۵)

تفصیل طلب مسئلہ میں یہ جائز نہیں ہے کہ مفتی اجمالی جواب دے۔

اگر اس کے پاس کوئی قابل وثوق دیندار عالم ہو اور مسئلہ اہم ہو تو اس سے مشورہ کرے۔

وان کان عنده من یثق بعلمه و دینه فینبغی له ان یشاوره. (ایضا ج: ۲ ص ۲۷۱)

اگر کوئی قابل وثوق عالم باعمل موجود ہو تو اس سے مشورہ کرے۔

مفتی کو چاہیئے کہ جواب لکھتے وقت اپنا قلب خدا کی طرف پھیر لے اور محتاج محض بن کر خدا کے آگے اپنے کو ڈال دے اور بکثرت دعا کرے۔

وحقیق بالمفتی ان یکثر الدعاء بالحدیث الصحیح (ایضا)

مفتی بکثرت دعاء ماثورہ پڑھتا رہے۔

اور فقہاء نے لکھا ہے کہ مفتی کو چاہئے کہ وہ جب استفتاء کا جواب لکھ چکے تو اس کے اخیر میں لکھے "واللہ اعلم" اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔ اور عقائد سے متعلق مسئلہ ہو تو لکھے "واللہ الموفق" (اللہ تعالیٰ توفیق بخشنے والا ہے)

علامہ طحطاویؒ لکھتے ہیں:۔

ینبغی ان یکتب عقب جوابه والله اعلم وقیل یکتب فی العقائد والله الموفق. (طحطاوی علی الدرج: ۱ ص: ۴۹)

اپنے جواب کے ختم پر "واللہ اعلم" لکھنا مناسب ہے اور عقائد سے متعلق مسئلہ ہو تو کہا گیا ہے کہ "واللہ الموفق" لکھے۔

استدلال

استدلال کا ذکر فتویٰ میں اس کا حسن وجمال ہے، اس لئے اس کے نقل کرنے میں کوتاہی نہ کرے، ابن القیمؒ لکھتے ہیں:۔

عاب بعض الناس ذکرالاستدلال فی الفتویٰ وهذاالعیب اولی بالمعیب بل جمال الفتوی (ایضا)

بعض لوگوں نے استدلال کو فتویٰ میں معیوب قرار دیا ہے حالانکہ ایسا کہنا خود عیب قرار دینے والے کیلئے معیوب ہے، اس لئے کہ دلیل کا اظہار فتویٰ کا حسن وجمال ہے۔

حوالہ جات

آج کل حوالہ کا طریقہ یہ ہے کہ جس مستند کتاب سے مسئلہ لیا گیا ہے اس کی عبارت نقل کردے اور اس کے

صفحات وباب کا حوالہ دیدے۔

مستند کتابوں کا حوالہ

اس سلسلہ میں طحطاویؒ اور دوسرے علماء صراحت کرتے ہیں کہ سند نہ ہونے کی صورت میں متداول مستند کتاب سے مسئلہ اخذ کیا گیا ہو۔

وطریق نقله احد من امرین، اما ان یکون له سند فیه او یأخذه کتاب معروف تداولته الایدی من کتب الامام محمد بن الحسن ونحوها من التصانیف المشهورة لانه بمنزلة الخبر المتواتر او المشهور (طحطاوی علی الدر المختار ج: ۱ ص: ۴۹)

نقل کے دو طریقے ہیں، ان میں سے کوئی ایک ہو یا مسئلہ میں مسلسل اس کے پاس سند ہو، یا ایسی مشہور ومعروف کتاب سے لیا گیا ہو، جو علماء میں مقبول رائج ہو جیسے امام محمدؒ کی تصانیف مشہورہ، یا ان جیسی دوسری کتابیں، اس لئے کہ یہ بھی خبر متواتر ومشہور کے درجہ کی چیز ہے۔

اور کوئی شبہ نہیں کہ اس سلسلہ میں آج کل دوسری ہی صورت اسلم اور محکم ہے اور اسی پر موجودہ مفتیوں کا عمل بھی ہے کہ وہ حکم کرنے کے بعد کسی معتمد[1] کتاب کی عبارت نقل کر دیتے ہیں، اور کوشش کرتے ہیں کہ جس حد تک صریح جزئیہ مل جائے اچھا ہے۔

شامی متاخرین کی کتابوں میں

ہمارے اس دور میں ردالمحتار لابن عابدین شامی سب سے زیادہ مقبول ومشہور کتاب ہے، اس لئے کہ اس میں مستند کتب فقہ کا سارا ذخیرہ پوری خوبی سے یکجا جمع کر دیا گیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ عالم ربانی حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ کے سامنے بیشتر یہی کتاب رہتی تھی۔

صراحت نقل کی جائے

بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو مسئلہ بیان کیا جائے، اس کا ایسا حوالہ نقل کیا جائے جس میں کوئی گنجلک نہ ہو اور مفتی کو چاہئے کہ وہ بجائے قواعد وضوابط سے مسئلہ اخذ کرنے کے صراحت نقل کرے اور اسی سے فتویٰ دے۔ شرح حموی میں ہے۔

---

(۱) امام محمدؒ کی کتابوں سے نقل در نقل ہوتے ہوئے جو قابل اعتماد کتابیں علماء میں مقبول ہیں ان کا حوالہ بھی درست ہے، اما الاعتماد علی کتب الفقه الصحیحة الموثوق بها فقد اتفق العلماء فی هذه العصر علی جواز الاعتماد علیها لان الثقة قد حصلت بها کما تحصل بالروایة (معین الحکام ص: ۳۱)

البتہ غیر مشہور کتابوں سے فتویٰ دینا درست نہیں ہے وعلی هذا تحرم الفتیا من الکتب الغریبة التی لم تشتهر حتی تتظافر علیها الخواطر ویعلم صحة مافیها۔ (ایضاً ص: ۳۲)

اسی طرح ان کتابوں سے بھی فتویٰ دینا درست نہیں ہے جو نئی تصنیفات میں شمار کی جاتی ہیں اور جن میں معتبر کتابوں کے حوالہ سے مسئلہ نہ اخذ کیا گیا ہے۔ وکذالک الکتب الحدیثة التصنیف اذا لم یشتهر عز وما فیها من المنقول الی الکتب المشهورة الخ۔ (ایضاً) ظفیر

لما ذکر...... فی الفوائد الزینیة انه لایحل الافتاء من القواعد والضوابط وانما علی المفتی حکایة النقل الصریح کما صرحوا به شرح حموی علی الاشباه والنظائر ص: ۱۲۱)

فوائد زینیہ میں مذکور ہے کہ قواعد وضوابط سے فتویٰ دینا درست نہیں ہے بلکہ مفتی کا فریضہ ہے کہ وہ نقل صریح کی حکایات کرے جیسا کہ فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے

مفتی اور قیاس واجتہاد

لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ ہر زمانہ کے مفتی کے سامنے کچھ مسائل ایسے ضرور آتے ہیں جو کتابوں میں صراحتا مذکور نہیں ہوتے، ایسی حالت میں اس مفتی پر مسئلہ کا اخذ اصول وقواعد سے ضروری ہوتا ہے، کیونکہ اس کے بغیر کام چل ہی نہیں سکتا اس لئے مفتی کے لئے ایسے مواقع میں اس کی اجازت ہر زمانہ میں ہوگی، اور اسی وجہ سے مفتی کے لئے جہاں بہت سارے اوصاف بیان کئے گئے ہیں، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مذہب اور امام کے اصول اور اسالیب سے مناسبت تامہ رکھتا ہو (جیسا کہ پہلے گذر چکا) تا کہ بوقت ضرورت ان نئے مسائل کا جواب فراہم کر سکے، جس کی صراحت امام اور اصحاب امام وغیرہم سے منقول نہ ہو، اور یہی وجہ ہے کہ مفتی کے لئے فقیہ النفس، صاحب حسن تصرف اور سلیم الذہن ہونا بھی شرط قرار دیا گیا ہے۔ طحطاوی علی الدرالمختار میں ہے۔

وینبغی ان یکون متنزها عن خوارم المروة فقیه النفس، سلیم الذهن، حسن التصرف. (طحطاوی ج:۳ص:۱۷۵)

لائق یہ ہے کہ مفتی خوارم مروت سے منزہ ہو، اور ساتھ ہی فقیہ النفس، سلیم الذہن اور حسن تصرف کے اوصاف سے متصف ہو۔

ان اوصاف کا جو حامل ہوگا وہ مقلد ہونے کے باوجود اصول وضوابط اور کتاب وسنت کی روشنی میں نئے مسائل کا بآسانی جواب دے سکے گا، اور تاریخ گواہ ہے کہ اب تک یہی ہوتا آیا ہے۔

مصلحت کو ترجیح

اسی طرح اگر کسی مسئلہ میں دو صحیح اقوال ہوں، تو مفتی اپنی صواب دید اور مصلحت وقت کے پیش نظر کسی بھی قول پر فتویٰ دے سکتا ہے۔ صاحب الاشباہ والنظائر لکھتے ہیں۔

المفتی انما یفتی بما یقع عنده من المصلحة کما فی مهر البزازیة.

(الاشباه والنظائر ص:۳۱۸)

مفتی بلاشبہ اس مصلحت پر فتویٰ دیتا ہے جسے وہ مناسب جانتا ہے جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ کے باب المہر میں ہے اس پر حموی لکھتے ہیں:-

لعل المراد بالمفتی هنا المجتهد اما المقلد فلا یفتی الا بالصحیح سواء کان فیه المصلحة للمستفتی اولا ویجوز ان یراد به المقلد ان کان فی المسئلة قولان مصححان فانه مخیر فی الفتوی بکل واحد منهما فیختار مافیه المصلحة منهما هکذا ظهر لی. (شرح حموی ص:۳۱۸)

شاید یہاں مصلحت میں مفتی سے مراد مجتہد ہے، اس لئے کہ جو مقلد ہے وہ تو صرف صحیح نقل پر فتوی دے گا، خواہ وہ مستفتی کی مصلحت کے مطابق ہو یا نہ، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں مفتی مقلد ہی مراد ہو اور اس کی صورت یہ ہو کہ اگر کسی مسئلہ میں دو صحیح قول ملتے ہیں، تو اسے اختیار ہے کہ ان دو میں سے جسے مصلحت کے مطابق پائے اس پر فتویٰ دے ایسا ہی میری سمجھ میں آیا۔

قاضی اور مفتی میں فرق

باتیں لکھنے کی بہت ہیں مگر طوالت کے خوف سے نظر انداز کی جاتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ صرف اشارات پر اکتفا کیا گیا ہے، انشاء اللہ جو کچھ سرسری طور پر لکھ دیا گیا ہے وہی کافی ہوگا، اور اندازہ ہو گیا ہوگا کہ افتاء کا کام کس قدر اہم اور ذمہ دارانہ ہے، اصول قضا میں صراحت ہے۔

ولافرق بين المفتي والقاضي الا ان المفتي مخبر والقاضي ملزم به .

(عقود ص:۳ و در مختار)

مفتی اور قاضی میں اس کے سوا کچھ فرق نہیں ہے کہ مفتی مسئلہ بتانے والا ہوتا ہے اور قاضی اسے منوانے والا۔

مفتی کا مقام

اس سے معلوم ہوا کہ مفتی اپنی ذمہ داری میں قاضی سے بڑھا ہوا ہے، کم نہیں ہے، اس لئے فقہاء نے جہاں قاضی کے عالم وجاہل ہونے کی بحث کی ہے وہاں اس کی بھی صراحت ہے کہ قاضی مفتی کے فتوی پر فیصلہ کرسکتا ہے، اگر اس نے قضاء کی بنیاد پر فتویٰ دیا ہو، اس لئے کہ مفتی کا منصب دراصل دیانت کی بنیاد پر فتویٰ دینا ہے۔

في ايمان البزازية المفتي يفتي بالديانة والقاضي يقضي بالظاهر (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج:۴ ص:۴۲۴)

فتاویٰ بزازیہ کی کتاب الایمان میں ہے کہ مفتی دیانت پر فتوی دیتا ہے اور قاضی ظاہر حال پر فیصلہ کرتا ہے۔

البتہ مفتی اور قاضی میں یہ فرق ضرور ہے کہ مفتی صرف حکم بتانے کا ذمہ دار ہے، اب مستفتی پر موقوف ہے کہ وہ عمل کرے یا نہ کرے، مفتی اسے مجبور نہیں کرسکتا، پھر سوال کرنے والا جیسا سوال کرے گا مفتی اسی کو پیش نظر رکھ کر جواب لکھ دیگا، یا زبانی بتادے گا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مفتی چوکنا اور دور اندیش ہو، ایسا نہ ہو کہ مستفتی کے سامنے قبل از وقت صورت مسئلہ بیان کردے، اور وہ اس کے مطابق سوال ڈھال لائے لیکن ہر حال میں بحث ومباحثہ اور تفتیش وتجسس صرف قاضی کے سر ہے مفتی کے ذمہ نہیں۔

عورت مسند افتاء پر بیٹھ سکتی ہے

اسی وجہ سے فقہاء نے صراحت کی ہے کہ افتاء اخرس (گونگا) کیلئے بھی درست ہے جس طرح یہ ضروری نہیں

ہے کہ مفتی مرد ہی ہو، عورت نہ ہو، یا آزاد ہو غلام نہ ہو، اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ بولنے والا ہی ہو، گونگا نہ ہو۔ ردالمختار میں ہے:-

لاحرية ولا ذكورة ولا نطق فيصح افتاء الاخرس (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ج:۴ص: ۴۱۹)

مفتی ہونے کے لئے نہ آزاد ہونے کی شرط ہے نہ مرد ہونے کی اور نہ صاحب نطق ہونے کی، لہذا گونگے کا فتویٰ دینا درست ہوگا۔

اس کا حاصل یہ ہوا کہ افتاء کے فرائض عورتیں، غلام اور گونگے بھی انجام دے سکتے ہیں، اگر ان میں وہ تمام شرائط ومحاسن جمع ہیں جو ایک مفتی کے لئے ضروری ہیں، اور جن کا اجمالی تذکرہ اوپر گذر چکا۔

ہندوستان میں کار افتاء

ہندوستان میں عرصہ ہوا کہ مسلمانی حکومتیں ختم ہوچکیں، اور اسی کے ساتھ جو کچھ بچا کھچا اسلامی نظام رائج تھا وہ بھی جاتا رہا، انگریزوں نے اپنے دور حکومت میں دینی مدارس ومراکز کو جس طرح برباد کیا وہ ایک دل گداز اور لمبی تاریخ ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے ان علماء کرام کو، جنھوں نے پرائیوٹ طور پر اسلامی نظام کی یادگار کو کسی نہ کسی شکل میں باقی رکھا، خواہ وہ کتابوں اور فتاویٰ کی ہی شکل میں کیوں نہ ہو۔

شاہ عبدالعزیز اور مولانا فرنگی

انگریزی دور حکومت میں جن علماء نے افتاء کے فرائض ذاتی طور پر انجام دیئے ان میں سب سے زیادہ مشہور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کا نام نامی ہے جن کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاوی عزیزیہ کے نام سے چھپا ہوا ہے۔

ان نامی گرامی علماء میں حضرت مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی لکھنؤ (المتوفی ۱۲ھ کی ذات بھی ہے جن کے فتاویٰ کا ایک عمدہ مجموعہ طبع ہوکر ایک عرصہ سے لوگوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے، اور کوئی شبہ نہیں کہ آپ کا مجموعہ فتاویٰ گراں قدر معلومات کا بیش قیمت خزانہ ہے۔

دار العلوم دیوبند

انگریزی دور حکومت میں جب ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز پوری قوت سے اپنے چنگل یہاں جما چکا تھا، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ) نے اپنے چند ساتھیوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ مل کر ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو ایک دینی ادارہ کی "مدرسہ اسلامی عربی" کے نام سے داغ بیل ڈالی، جس نے تھوڑے ہی دنوں میں دار العلوم (ایک اسلامی یونیورسٹی) کی حیثیت اختیار کرلی اور اس اسلامی ودینی یونیورسٹی میں جہاں دوسرے شعبہ جات قائم

ہوئے ''دارالافتاء'' کا قیام بھی عمل میں آیا۔

کارافتاء اور دارالعلوم

ابتداء میں استفتاء بانی دارالعلوم حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ کی خدمت اقدس میں آتے رہے، اور پھر عالم ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ) کی خدمت بابرکت میں، حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ پر چونکہ ولایت غالب تھی اس لئے آپ کی تاکید تھی کہ سوالات عارف باللہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں پیش کئے جائیں اس لئے کہ آپ فقیہ النفس عالم باعمل تھے۔

کچھ دنوں امام ربانی حضرت نانوتویؒ نے یہ خدمت افتاء اپنے استاذ زادے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ (المتوفی ۱۳۰۲ھ) سے بھی لی، خود امام ربانی خدمت افتاء سے عموماً احتراز فرماتے تھے۔

عرصہ تک دارالعلوم دیوبند میں باضابطہ ''دارالافتاء'' قائم نہ ہوسکا۔ ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۰۹ھ تک یہ کام دارالعلوم کے اساتذہ کرام ہی انجام دیتے رہے۔ ۱۳۰۱ھ میں شوریٰ نے ایک تجویز کے ذریعہ اس کام کے لئے حضرت مولانا یعقوب صاحب صدر مدرس کو بڑی حد تک اسباق سے فارغ کردیا، صرف چند اسباق آپ کے ذمہ رہنے دئے جیسا کہ اس سن کی روئداد صفحہ ۱۰۴ سے ظاہر ہے، گویا حضرت مولانا محمد یعقوبؒ صاحب صدر مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی بھی تھے۔ ۱۳۰۲ھ میں آپ کا وصال ہوگیا، اس کے بعد یہ کام مختلف لوگوں سے لیا گیا، مگر یہ سب حضرات مدرسین ہی تھے، ۱۳۰۴ھ میں دارالافتاء کی ضرورت قیام کا اشتہار دیدیا گیا۔ اور اس شعبہ کی اہمیت جتائی گئی نیز اس سلسلہ میں کہا گیا تھا کہ اگر باضابطہ اس کا نظم ہوگیا تو ایک دن جدید عالمگیری کا وجود عمل میں آسکتا ہے، لیکن ۱۳۰۹ھ تک باضابطہ اس کے قیام کی کوئی صورت پیدا نہ ہوسکی۔

دارالافتاء کا قیام

۲۷ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ کو قدوۃ السالکین حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی میرٹھ مدرسہ سے بلاکر نائب مہتمم کے عہدہ پر فائز کئے گئے، ڈیڑھ سال سے زیادہ آپ اس عہدہ پر برقرار رہے، مگر دوسرے ہی سال اراکین مجلس شوریٰ نے ۷ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو سرپرست مدرسہ ہذا حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں لکھا کہ مہتمم مدرسہ کو نائب کی ضرورت نہیں ہے اس لئے تحریر فرمایا جائے کہ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب سے کیا کام لیا جائے پھر خط ختم کرکے اخیر میں یہ بھی لکھا کہ مفتی مقرر نہ ہونے کی وجہ سے مستفتیوں کو جواب دیر میں ملتا ہے، جس سے ان کا حرج(۱) ہوتا ہے۔

۹ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو حضرت گنگوہیؒ کا یہ جواب موصول ہوا کہ

''بندہ کے نزدیک مولوی عزیز الرحمٰن صاحب کو اہتمام سے جدا کرکے افتاء مدرسہ واسباق طلبہ دیئے جاویں اور اعانت مدرسین کی کریں، اور لاریب جواب فتوی دیر میں ملنے سے بسبب عدم فرصتی

---

(۱) رجسٹر نقل تجاویز شوریٰ۔ ۱۲

مدرسین کے مدرسہ کو بدنامگی ہے، اور کام افتاء کا ایسا نہیں ہے کہ باوجود شغل درس کے اس کو کر سکے۔"
(نقل خط حضرت گنگوہیؒ از رجسٹر نقل تجاویز شوری ص۔ ۱۰۲)

۱۳۱۰ھ کی روئداد صفحہ ۲ پر اس کی صراحت موجود ہے کہ مفتی صاحبؒ نیابت اہتمام سے علیحدہ کر کے خدمت افتاء اور شرح ملا جامی سے نیچے کے دو ایک سبق پر مقرر کر دیئے گئے۔

مفتی عزیز الرحمٰن اور افتاء

۱۳۱۰ھ سے مسلسل رجب ۱۳۴۶ھ تک اس عہدۂ افتاء پر عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ فائز رہے مگر اس طرح کہ ۱۳۳۲ھ تک آپ کو کوئی نقل نویس نہیں دیا گیا۔ گو آپ نے طلبہ سے ۱۳۲۹ھ سے نقل فتاویٰ کا کام شروع کرا دیا تھا، اس وجہ سے ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۳۲ھ تک کے نقل فتاویٰ میں مختلف خط ملتے ہیں، اور بڑی حد تک ناصاف، ۱۳۳۳ھ میں آپ کے رفیق کار کی حیثیت سے مولانا قاضی مسعود احمد صاحب مدظلہ کا تقرر عمل میں آیا جن کی ذمہ داری سوالات وجوابات کی نقل تھی، چنانچہ اس وقت سے رجسٹر صاف لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ قاضی صاحب موصوف ۱۳۴۶ھ سے نائب مفتی بنا دیئے گئے۔

مختصر یہ کہ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ رجب ۱۳۴۶ھ تک تنہا مفتی کی حیثیت سے رہے مگر اس چھتیس سالہ دور افتاء میں نقول صرف ۲۹ھ سے ملتے ہیں اس سے پہلے اٹھارہ سال کے فتاویٰ کی نقلیں موجود نہیں ہیں۔

دار العلوم سے متعلق دوسرے فتاویٰ

اس طرح یہ کہنا گو درست ہے کہ دار العلوم کے فتاویٰ کی ابتداء "فتاویٰ رشیدیہ" سے ہوتی ہے اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے بھی چونکہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کی زیر تربیت ۱۳۰۱ھ سے پہلے دار العلوم ہی میں افتاء کا کام شروع کر دیا تھا پھر اسی دار العلوم کے فرزند بھی تھے اور بعد میں سرپرست بھی اس لئے "امداد الفتاویٰ" بھی دراصل اسی سلسلہ کی کڑی ہے، اور یہ بھی اسی عظیم الشان دینی ادارہ کا فیضان ہے۔

اسی طرح فقیہ الامت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ بھی دار العلوم ہی کے تلمیذ رشید تھے اور برابر مجلس شوری کے رکن خصوصی بھی رہے، اس لئے آپ کی خدمت افتاء بھی اسی دار العلوم کی ایک شاخ ہے۔ آپ کے فتاویٰ گو مرتب ہو کر اب تک شائع نہیں ہوئے ہیں مگر ان کی تعداد بھی کافی ہوگی۔

لیکن دار العلوم کے احاطہ میں بیٹھکر یہاں کے شعبہ دار الافتاء کی مہر سے جو فتاویٰ ملک وبیرون ملک میں بھیجے گئے اس کی ابتداء رئیس المفتیین حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ سے ہوئی اور یہی فتاویٰ "فتاویٰ دار العلوم" کے نام سے مشہور ہیں اور اس وقت یہی آپ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔

ترتیب فتاویٰ

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ کی مجلس انتظامیہ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ نے اپنی ایک عرض داشت کے ساتھ ترتیب فتاویٰ کی تجویز پیش کی، مجلس کے بیدار دماغ اراکین نے بخوشی پہلے عارضی طور پر اس کی منظوری دی اور اس طرح یہ کام ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ سے شروع کردیا گیا۔[۱] بعد میں اراکین شوریٰ نے مستقل منظوری دی اور یہ کام باقی رکھا گیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی طے ہوا کہ فتاویٰ مدلل ومکمل آئیں اور یہ کہ وہ ہر طرح دارالعلوم کے شایان شان ہوں۔

۴ ذیقعدہ ۱۳۷۶ھ کی مجلس عاملہ نے ایک تجویز کے ذریعہ یہ کام خاکسار کی طرف منتقل کردیا اور اس طرح وسط ذیقعدہ ۷۶ھ سے یہ اہم ذمہ داری خاکسار کو قبول کرنی پڑی، ۱۳۷۸ھ میں آکر سرسری ترتیب کا کام ۱۳۴۶ھ تک مکمل ہوگیا، جو عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہ کے دور افتاء کا آخری سال ہے۔ مستفتی حضرات کے نام کے اعتبار سے جو نمبرات ڈالے گئے ہیں خاکسار کے زمانۂ ترتیب کی تعداد بتیس ہزار چھ سو اٹھائیس ہے، اور خاکسار سے پہلے دو تین سال تک اس کام کو جو دوسرے حضرات[۲] نے انجام دیا تھا ان کی تعداد کم وبیش پانچ ہزار ہے، دونوں کو ملانے کے بعد یہ تعداد کم وبیش اڑتیس ہزار ہوجاتی ہے اس کا ماحصل یہ ہوا کہ ۱۳۲۹ھ سے لے کر رجب ۱۳۴۶ھ تک محفوظ رجسٹر کے مطابق اڑتیس ہزار افراد نے ''دارالافتاء'' میں سوالات بھیجے اور جوابات حاصل کئے اور یہ صرف درج رجسٹر تعداد ہے ان کے علاوہ کچھ حضرات ایسے بھی ہوں گے کہ عجلت کی وجہ سے ان کے فتاویٰ درج رجسٹر ہونے سے رہ گئے ہوں گے اور درمیان میں کچھ رجسٹر غائب بھی ہیں۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ ایک مستفتی کئی کئی سوالات اپنے کاغذ استفتاء میں لکھتے ہیں۔ اگر اوسطاً تین سوالات ہر مستفتی کے مان لئے جائیں تو اس طرح اصل مسائل کی تعداد تین گنی ہوکر سوا لاکھ کے لگ بھگ ہوجاتی ہے، اور یہ تعداد صرف پندرہ سولہ سال کی ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے اس سے پہلے بھی اکیس بائیس سال خدمت افتاء انجام دی ہے، جس زمانہ کی نقلیں موجود نہیں ہیں اگر اتنی ہی تعداد اس دور کی بھی فرض کرلی جائے اور یقیناً کم وبیش اسی قدر تعداد رہی ہوگی تو اس طرح صرف حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے فتاویٰ کی تعداد کم وبیش ڈھائی تین لاکھ ہوجاتی ہے۔

ترتیب میں بعض ضروری امور کا لحاظ

درج رجسٹر فتاویٰ میں ایک بڑی مقدار ان فتاویٰ کی ہے جن کی مکمل نقل موجود نہیں ہے صرف یہ لکھ دیا گیا ہے کہ فلاں چیز سے متعلق سوالات آئے جن کے جوابات بھیجے گئے پھر ترتیب کے وقت حسب ہدایت شوریٰ وہ مسائل حذف کردیئے گئے جو مکرر تھے اس طرح زیر نظر مجموعے میں فتاویٰ کا بڑا حصہ نہ آسکا اور مکررات لانے کا کوئی خاص فائدہ بھی نہ تھا البتہ اگر کسی مسئلہ کی نوعیت میں کوئی نمایاں فرق محسوس کیا گیا ہے اسے دوبارہ بھی لے لیا گیا ہے۔

نقول فتاویٰ تاریخ وار درج رجسٹر ہیں، ان میں کوئی ترتیب نہیں ہے مرتب نے باب فصل قائم کیا ہے پہلے ہر کتاب الگ کی گئی، مثلاً ''کتاب الطہارۃ'' ''کتاب الصلوٰۃ'' ''کتاب الزکوٰۃ'' ''کتاب الصوم'' ''کتاب الحج''

---

[۱] دیکھئے رجسٹر دارالافتاء نقول احکامات ۱۳۷۴ھ۔ [۲] ان میں ہمارے نائب مفتی مولانا جمیل الرحمٰن صاحب سیوہاروی بھی ہیں آپ نے ایک سال یہ خدمت انجام دی ۱۲ مرتب

"کتاب النکاح" وغیرہ وغیرہ۔ پھر ہر کتاب میں مختلف ابواب قائم کئے گئے جیسے کتاب الطہارت میں "باب الوضوء" "باب الغسل" "باب المیاہ" "باب التیمم" وغیرہ وغیرہ۔ پھر ہر باب میں فصلیں قائم کی گئیں۔ مثلاً باب الوضوء میں مندرجہ ذیل فصلیں قائم کرنی پڑیں۔ فصل اول فرائض وضو، فصل ثانی سنن وضو، فصل ثالث مستحبات وضو، فصل رابع مکروہات وضو، فصل خامس نواقض وضو۔

اکثر مسائل ایسے تھے جن کا حوالہ درج نہیں تھا، مرتب نے حاشیہ پر ان تمام مسائل کے حوالہ جات نقل کئے اور ہر حوالہ مع نام کتاب وباب وصفحہ نقل کیا، تا کہ رجوع کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے کچھ مسائل ایسے تھے کہ ان میں حوالجات ڈھونڈھ کر نکالے اور مع باب ونمبر صفحہ حاشیہ پر درج کئے اگر جواب میں حدیث کا کوئی جملہ آ گیا ہے تو اسے بھی کتب حدیث میں تلاش کیا، اور حاشیہ پر اس کا حوالہ بھی درج کیا، یہی صورت قرآنی آیات کے سلسلہ میں اختیار کی گئی۔ ناقل کی غلطی سے اگر حوالہ کی عبارت میں کوئی غلطی ہوگئی تھی تو اصل سے ملا کر اس کی تصحیح کا فریضہ بھی انجام دیا گیا ہے اسی طرح اگر کسی تاریخی واقعہ کا ذکر جواب میں آیا ہے تو اس کا حوالہ بھی درج کیا گیا ہے۔

ایمان وعقائد سے متعلق جو جوابات ہیں یا تفسیر وحدیث سے ان کے لئے الگ الگ عنوانات قائم کئے گئے، اسی طرح بدعات ومحدثات کو ایک الگ باب میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سوالات کے ساتھ جو پتے تاریخ اور نمبرات تھے حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کے مشورے سے اصل کتاب میں وہ سب حذف کر دیئے گئے، کہ ان کی اب قطعاً ضرورت نہیں تھی، مسودے میں البتہ یہ ساری چیزیں رکھی گئی ہیں تا کہ کبھی مقابلہ کی نوبت آئے تو آسانی سے یہ کام انجام پذیر ہو سکے، البتہ اب مکررات کے حذف کے بعد جو مسائل کتاب میں باقی رہ گئے ہیں ان پر مسلسل نمبرات ڈال دیئے گئے تا کہ کتاب میں جتنے مسائل آ سکیں ان کی تعداد معلوم ہو سکے۔

یہ پہلی جلد کتاب الطہارت کی ہے، ان میں مسائل کی تعداد نسبتاً بہت کم ہے۔ اولاً عوام طہارت کے مسائل پوچھتے بھی کم ہیں، اور ان میں کوئی الجھاؤ بھی نہیں ہے، ثانیاً مکررات کی تعداد زیادہ تھی، اور ان میں باہم کوئی خاص فرق بھی نہیں تھا، اس لئے وہ حذف کر دیئے گئے لیکن اگر سارے مسائل من وعن نقل ہو جاتے تو ایسی کئی جلدیں ہو جاتیں، البتہ کتاب الصلوٰۃ میں مکررات کے حذف کے باوجود بھی مسائل کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان شاء اللہ وہ جلد کتاب الطہارت سے کئی گنا زیادہ ضخامت کی حامل ہوگی۔

حضرت مفتی صاحبؒ کا طرز افتاء

یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ حضرت مفتی علام قدس سرہ ایک طرف عارف باللہ صاف باطن تھے، اور دوسری طرف علوم دینیہ فقہیہ میں رسوخ تامہ اور ملکہ راسخہ کے مالک تھے، آپ کے دور افتاء کے کم وبیش سوا لاکھ مسائل جن کے جوابات آپ کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں، انہیں خاکسار نے بار بار بغور پڑھا ہے، اور مختلف نقطۂ نظر سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ آپ کا انداز فکر سلجھا ہوا، صاف ستھرا، اور پختہ تھا، کہیں کسی مسئلہ میں آپ تذبذب کی راہ اختیار نہیں کرتے، بلکہ مسائل کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں، اور جو جوابات تحریر فرماتے ہیں وہ ہر پہلو سے ٹھوس اور مکمل ہیں کمال یہ ہے کہ دماغ وحافظہ

کبھی خیانت نہیں کرتا، ذہن جب جاتا ہے تو صحت ہی کی طرف، یہی وجہ ہے کہ جوابات بے جا طول اور تکلیف دہ اختصار سے پاک ہیں، انداز بیان سلیس اور جامع، معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی آسانی کی ساتھ آپ کا جواب سمجھ لیتا ہے۔ کسی کو کوئی الجھن پیش نہیں آتی۔

حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کا کمال یہ ہے کہ عرف زمانہ سے کبھی صرف نظر نہیں کرتے بلکہ اس پر گہری نظر رکھتے ہیں، اگر کسی مسئلہ کے دو مختلف مفتیٰ بہ پہلو ہیں، تو ایسے موقع پر آپ سہل پہلو کو اختیار کرتے ہیں اور اسی پر فتویٰ دیتے ہیں ایسی صورت ہرگز اختیار نہیں کرتے، جو عوام کے لئے مشکلات پیدا کرنے والی ہو، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ آپ نے کنویں کی پاکی کے سلسلہ میں تین سو ڈول نکالنے والی صورت پر فتویٰ دیا ہے، اسی طرح غیر ممالک سے تجارت میں بینک کا سود جو مجبوراً ادا کرنا پڑتا ہے اور اس کے بغیر تجارت ممکن نہیں اسے اصل قیمت میں داخل کر کے تجارت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے، حرام قرار دیکر مسلمانوں کو اس طرح کی تجارت سے محروم نہیں کیا۔

اسی طرح ان کارخانوں میں جن کے اندر عام داخلہ کی اجازت نہیں ہوتی، جمعہ کی نماز کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں، دوسرے لوگوں کی طرح ''اذن عام'' کے پیش نظر عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیتے، بلکہ ثابت کرتے ہیں کہ داخلہ ممنوع ہونے کی وجہ دوسری ہے، پھر جب تعداد جمعہ پر عمل ہے تو اذن عام کی شرط کی کوئی خاص اہمیت نہیں رہ جاتی، اور شامی کی لمبی عبارت حوالہ میں درج کرتے ہیں۔

آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ سوال پڑھ کر پہلے سائل کی حیثیت ذہن میں قائم کرتے ہیں اور پھر اسی کے مطابق جواب تحریر فرماتے ہیں ایک ہی طرح کے متعدد سوالات میں آپ پڑھیں گے کہ کوئی مختصر ہے جسمیں صرف حکم بیان کر دیا گیا ہے اور کوئی مفصل جس میں پوری علمی بحث ہے اور حدیث وفقہ کے متعدد حوالے، یہ فرق محض اس وجہ سے ہے کہ سائلین کے درجے مختلف ہیں عوام کے لئے حکم بتا دینا ہی کافی ہے، مگر علماء کے لئے دلائل کا فراہم کرنا بھی ضروری ہے۔

اسی طرح فتویٰ ہمیشہ مفتیٰ بہ قول پر دیا کرتے تھے، بڑے سے بڑا عالم بھی اس کے خلاف اپنا رجحان ظاہر کرتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں کرتے، جیسے تشہد میں ''اشارہ بالسبابہ'' کا مسئلہ اس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مکتوبات میں عدم جواز لکھا ہے، مگر اسے آپ تسلیم نہیں کرتے اور مجدد صاحب قدس سرہ کے قول کی توجیہ کرتے ہیں، یا بعض سوال میں کوئی مستفتی حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا نام لے کر لکھتا ہے کہ انہوں نے ایسا لکھا ہے، آپ جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں، یا اسی طرح تراویح میں ابن الہمامؒ کے رجحان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

اگر کوئی کسی حکم کی علت دریافت کرتا ہے اور وہ عوام میں سے ہے تو اسے صرف اتنا لکھ کر خاموش کر دیتے ہیں کہ خدا ورسول کا ایسا ہی حکم ہے (۱) لیکن اگر کوئی عالم پوچھتا ہے تو اسے علمی انداز میں حکم کی روح سمجھانے کی سعی کرتے ہیں۔

یہی حال حوالہ کا ہے کہ اگر وہ عام مشہور مسئلہ ہے یا کوئی عامی شخص پوچھتا ہے تو حوالہ نہیں درج کرتے، ورنہ جگہ

(۱) اس طرح کے بعض جوابات کے نیچے مرتب نے علت کا اضافہ کر دیا ہے تا کہ ناظرین مستفید ہو سکیں۔ ۱۲ مرتب

جگہ حوالہ بھی درج کرتے ہیں، اکثر آپ کے پیش نظر درمختار اور شامی ہے، مرتب نے بھی اسی وجہ سے بکثرت انہیں کتابوں کا حوالہ دیا ہے کیونکہ اکثر جوابات میں لکھتے ہیں کہ درمختار یا شامی میں ایسا ہے

مرتب کا اعتراف کم علمی

اخیر میں اس قدر عرض کر دینا اور ضروری ہے کہ خاکسار مرتب نے اپنی محنت کی حد تک کوئی کوتاہی نہیں ہونے دی ہے یوں اس کی کم مائیگی ظاہر ہے، حوالہ جات میں حتی الوسع صریح جزئیہ نقل کرنے کی جدوجہد کی گئی ہے، الا ماشاءاللہ مرتب نے بہت کوشش کی کہ اس کے حوالہ جات پر کوئی دوسرا فقیہ نظر ڈال لے، تا کہ اگر کہیں کوئی خامی رہ گئی ہو تو اس کی اصلاح ہو جائے۔ مگر افسوس اس وقت یہ کام نہ ہوسکا۔ یوں بعض علماء دارالعلوم نے سرسری طور پر نظر ڈالی ہے۔

بہر حال جو لوگ اس سے استفادہ کریں انہیں اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو مرتب فتاویٰ کو اس سے ضرور آگاہ فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔ مرتب بھی بہر حال انسان ہی ہے اس لئے غلطیوں کا امکان ہے۔

الٰہ العالمین تو خوب جانتا ہے کہ تیرا یہ حقیر بندہ ان تمام اسلحہ سے خالی ہے جن کی آج کی دنیا میں قدر و قیمت ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ تیری ذات پر اعتماد توکل کی پونجی کے سوا اس کے پاس کچھ ہے بھی نہیں۔ صرف اسی پونجی کے بھروسہ پر اس نے اتنے اہم کام کی ذمہ داری قبول کی ہے، تیری امداد و اعانت نہ ہوتی تو اس کی اس خدمت میں کوتاہیوں اور خامیوں کے سوا کیا ہوتا۔

رب العالمین! تو نے جب محض اپنے فضل و کرم سے بغیر طلب اتنے عظیم الشان علمی کام پر لگا دیا ہے تو اس عظیم المرتبت فتاویٰ کی جو خدمت خاکسار سے متعلق ہے اسے بھی دارالعلوم جیسے ادارہ کے شایان شان بنا دے اگر چہ یہ درست ہے کہ مفتی ایک عارف باللہ بزرگ ہیں اور مرتب ایک سراپا گناہ گار انسان، مگر ذرہ میں آفتاب کی سی چمک تیری قدرت سے بعید نہیں۔

پروردگار عالم! یہ حقیر خدمت قبول فرمالے اور اسے ہمارے لئے زاد آخرت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنا دے، آمین یارب العالمین۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم. و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین. و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین.

طالب دعاء

محمد ظفیر الدین غفرلہ۔ پورہ نوڈیہاوی

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

۲۵ رجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین
وعلی اٰلہ و اصحابہ اجمعین

کتاب الطهارة

الباب الاول فی الوضوء

فصل اول فرائض وضوء

سر کے مسح میں مقدار فرض کیا ہے؟:۔

(سوال ۱) سر کے مسح میں مقدار فرض کیا ہے؟ مقدار ربع راس کے، یا مقدار تین انگلی کے۔

(جواب) علامہ شامی (۱) نے لکھا ہے کہ معتبر روایت فرضیت مسح ربع راس کی ہے، کما قال فی شرح قوله ومسح ربع (الراس) واعلم فی مقدار فرض المسح روایات اشهرها مافی المتن الثا نیة مقدار النا صیة واختارها القدوری وفی الهدایة وهی الربع والتحقیق انها اقل منه الثالثة مقدار ثلثة اصابع رواها هشام عن الا مام الی ان قال والحاصل ان المعتمد روایة الربع وعلیها مشی المتا خرون کابن الهمام وتلمیذه ابن امیر حاج وصاحب النهر والبحرو المقدسی والمصنف والشره نبلا لی وغیرهم .(۲)

داڑھی گنجان اور ہلکی دونوں کا حکم ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ اور داڑھی کے لئے علیحدہ پانی کب لیا جائے گا:۔

(سوال ۲) وضو میں داڑھی کے واسطے علیحدہ تین دفعہ پانی لینا کب ضروری ہے، اور کب نہیں، کیا گنجان داڑھی اور ہلکی کا ایک ہی حکم ہے؟

(جواب) درمختار کا یہ مضمون ہے کہ جمیع لحیہ کا غسل فرض ہے لیکن لٹکی ہوئی کا دھونا اور مسح کرنا فرض نہیں بلکہ سنت ہے اور لحیہ خفیفہ جس میں جلد نظر آوے اس کے ماتحت کا دھونا ضروری ہے۔ (۳) اور جس کا دھونا فرض ہے اس میں تثلیث سنت

---

(۱) آپ کا نام محمد امین ہے مگر مشہور ''ابن عابدین'' کے ساتھ ہیں، آپ کے حاشیہ کا نام (رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار) ہے مگر عوام میں شامی کے نام سے مشہور ہے، حضرت مفتی علام نے جہاں لکھا ہے کہ شامی میں یہ ہے اس سے مراد یہی ردالمحتار ہے ۱۲

(۲) ردالمحتار کتاب الطهارة فرائض وضو ج ۱ ص ۹۲ .ط.س. ج ۱ ص ۹۹'' کتاب رد المحتار'' مختلف مطابع میں چھپی ہے، اور ہر ایک کے صفحات الگ ہیں، اسی وجہ سے باب اور فصل کا حوالہ بھی دیا گیا ہے، زیر نظر فتاویٰ میں جس مطبوعہ ردالمحتار کے صفحات کا حوالہ ہے، وہ دارالخلافۃ العثمانیہ'' کے ''مطبع عثمانیہ کی چھپی ہوئی ہے، اگر آپ کو صفحات نکالنے ہوں تو مذکورہ مطبع کی چھپی ہوئی'' ردالمحتار سامنے رکھیے۔ حضرت مفتی اعظمؒ نے بھی بعض جگہ صفحات لکھے ہیں مگر وہ مطبع مجتبائی دہلی کی مطبوعہ نسخہ کے ہیں اس لئے وہاں بھی حاشیہ پر مطبع عثمانیہ کے صفحات نقل کر دیئے گئے؛ تاکہ ہمواری باقی رہے۔ ھوالموفق والمعین۔ طالب دعا محمد ظفیر الدین غفرلہ۔

(۳) غسل جمیع اللحیة فرض یعنی عملیا ایضا الخ ثم لاخلاف ان المسترسل لا یجب غسله ولا مسحه بل یسن . وان الخفیفة التی تری بشرتها یجب غسل ماتحتها الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فرائض الو ضو ج ۱ ص ۹۳ .ط.س. ج ۱ ص ۱۰۰) ظفیر.

ہے(۱)

(داڑھی چونکہ چہرہ میں داخل ہے، اس لئے اسے اسی پانی سے دھویا جائے گا، جو چہرہ کے لئے لیا جائے گا۔ مثلاً پہلی دفعہ دونوں چلّو میں پانی لیں گے اور پورا چہرہ مع داڑھی دھوئیں گے، پھر دوبارہ دونوں چلّو میں پانی لیں گے، اور پورا چہرہ داڑھی سمیت دھوئیں گے، اسی طرح تیسری مرتبہ، داڑھی کے لئے الگ پانی اس وقت لیں گے جب خلال کریں گے، اور وہ بھی ایک مرتبہ(۲) ظفیر)

کیا گھنی داڑھی کے بال وضو میں دھونا فرض ہے؟:۔

(سوال ۳) وضو میں گھنی داڑھی کے بالوں کا دھونا فرض ہے، یا مستحب، اور جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے یا فقط بالوں کا مسح کرلیا جائے؟

(جواب) درمختار میں ہے **وغسل جمیع اللحیة فرض یعنی عملیاً ایضا علی المذهب المفتی به المر جوع الیه وما عد اهذه الروایة مرجوع عنه کما فی البدائع الخ (در مختار) قوله وما عداهذه الروایة ای من روایة مسح الکل اوا لربع او الثلث او ما یلاقی البشرة او غسل الربع او الثلث الخ .شامی**(۳)

(اس سے معلوم ہوا کہ کل داڑھی کا دھونا فرض ہے مسح کرنا کافی نہیں، اور گھنی داڑھی ہو تو نیچے جلد تک پانی کا پہنچانا ضروری نہیں ہے۔ البتہ ہلکی ہو تو ضروری ہے، درمختار میں ہے **ثم لا خلاف ان المسترسل لا یجب غسله ومسحه بل یسن وان الخفیفة التی تری بشر تها یجب غسل ما تحتها کذا فی النهر وفی البر هان یجب غسل بشرة لم یسترها الشعر کحا جب و شارب الخ**(۴) قاضی خان میں ہے **ولا یجب ایصال الماء الی منابت الشعر الا ان یکون الشعر قلیلا یبد و المنا بت الخ ظفیر.**)

پاؤں کا دھونا فرض ہے شیعوں کا قول صحیح نہیں:۔

(سوال ۴) شیعہ کہتے ہیں کہ وضو میں پاؤں کا دھونا نہیں، بلکہ مسح ہے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

(جواب) وضواور تیمّم دونوں منصوص حکم ہیں ہر ایک کی تشریح قرآن شریف میں مذکور ہے، اس میں قیاسات عقلیہ کو

---

(۱) وتکرار الغسل الی الثلث سنة ایضا لموا ظبة علیه الصلوٰة والسلام علیه الخ (غنیة المستملی سنن الوضوء ص ۲۵) ظفیر غنیة المستملی یه "کبیری" اور "شرح منیہ" کے نام سے مشہور ہے یہ شیخ ابراہیم حلبی کی تصنیف ہے یہ بھی مختلف مطابع میں چھپی ہے، زیر نظر فتاویٰ میں صفحات کا حوالہ فخر المطابع لکھنؤ کے مطبوعہ نسخہ کا ہے ۱۲ ظفیر۔

(۲) وتحلیل اللحیة الغیر المحرم بعد التثلیث (درمختار) ای اتثلیث غسل الوجه امداد الخ روی ابو داؤد عن انس کان صلی الله علیه وسلم اذا توضأ اخذ کفا من ماء تحت حنکه فخلل به لحیته وقال بهذا امرنی ربی (ردالمحتار کتاب الطهارة ، سنن وضوء ص ۲۰۹ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۱۷)

(۳) ردالمحتار کتاب الطهارة بحث وضوء جلد اول ص ۹۳ .ط.س.ج ۱ ص ۱۰۰ . ۱۲ ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فرائض الوضوء ص ۹۳ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۰۰ ...... ۱۰۱ . ۱۲ ظفیر.

گنجائش نہیں۔(۱)

(لہٰذا وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ مسح جو شیعوں کا قول ہے ہرگز درست نہیں ہے ظفیر)

پیر کا دھونا وضو میں فرض ہے:۔

(سوال ۵) آیا وضو میں پیر کا مسح فرض ہے اور دھونا سنت ہے۔ یہ ازالۃ الخفاص ۴۵۹ میں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) وضو میں پیروں کا دھونا فرض ہے اور نص قطعی وارجلکم سے ثابت ہے مسح اس صورت میں ہے کہ پیروں میں موزے پہنے ہوں، بشرائط المذکورة فی کتب الفقه.(۲)

ازالۃ الخفاء کو دیکھا گیا اس میں یہ مضمون کہیں نظر نہیں آیا۔ آپ نے جس صفحہ کا حوالہ دیا ہے اس صفحہ تک کتاب مذکور کے دونوں مقصد نہیں پہنچے، کیوں کہ مقصد اول کے کل صفحات ۳۳۶ ہیں اور مقصد ثانی کے کل صفحات ۲۸۴ ہیں۔ شاید آپ نے ترجمہ دیکھا ہو، اصل کتاب جو فارسی میں ہے نہیں دیکھی۔

فصل ثانی سنن وضوء

وضو میں دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے جائیں:۔

(سوال ۱/۶) وضو میں دونوں ہاتھ ایک مرتبہ پہلے دھوتے ہیں، پھر تین مرتبہ پانی بہاتے ہیں۔ درست ہے یا کہ تین ہی مرتبہ پانی بہانا چاہئے اور دھونا نہیں چاہئے۔ یعنی چوتھی مرتبہ ہوگیا کیونکہ تین مرتبہ سے زیادہ منع ہے۔

پانی ہاتھ پر انگلی کی طرف سے بہائے یا کہنی کی طرف سے:۔

(سوال ۲/۷) بعض شخص بائیں ہاتھ پر پانی کہنی کی طرف سے بہاتے ہیں یہ درست ہے یا مکروہ، یا بدعت؟

انگلیوں میں خلال کس وقت کرنا چاہئے:۔

(سوال ۳/۸) خلال انگلیوں میں وقت ضوء کے کرتے ہیں، وہ دھوتے وقت چاہئے۔ یا بعد دھونے کے؟

(جواب) (۱) تین مرتبہ دھونا چاہئے یہی سنت ہے، باقی تر کرنے کے لئے ایک بار ہاتھ پھیرنا اس میں کچھ حرج نہیں ہے،

---

(۱) اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجو هکم الآیة ففرض الطهارة غسل الاعضاء الثلثة ومسح الرأس هداية كتابة الطهارة ج ۱ ص ۲۹ وقد ثبت فی الصحیحین من روایة عبدالله بن عمر ؓ وابی هریرة ؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رأ قوما توضأوا وعقابهم تلوح لم یمسها الماء فقال ویل للعقاب من النار الخ وعن عطا ماعلمت ان احدا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم مسح علی القدمین فهذا اجماع من الصحابة علی وجوب الغسل وهو یؤیده الاحادیث الصحیحة فلا عبرة بمن جوز المسح علی القدمین من الشیعة و من شذ (غنیة المستملی ص ۱۵ و ص ۱۶ ظفیر

(۲) ارکان الوضؤ اربعة الخ غسل الوجه الخ وغسل الیدین الخ والرجلین البادیتین السلیمتین فان المجروحتین المستورتین بالخف وظیفتهما المسح الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فرائض الوضؤ ص ۸۶ ج ۱ (ص ۹۱ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۹۳......۹۵......۹۸) ظفیر.

بلکہ اچھا ہے، تا کہ تین مرتبہ پوری طرح پانی بہہ جاوے۔(۱)

(۲) درست ہے(۲) (مگر مسنون طریقہ یہ ہے کہ انگلی کی طرف سے دھونا شروع کرے۔ ظفیر)

(۳) دھوتے وقت کرے یا بعد میں ہر طرح درست ہے۔(۳) فقط۔

بغیر ناک میں پانی ڈالے ہوئے وضوء درست ہے مگر خلاف سنت:۔

(سوال ۹) وضو کے اندر اگر کوئی شخص منہ میں یا ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا تو وضو ہوا یا نہیں۔

(جواب) وضو ہو گیا مگر ترک سنت ہوا۔(۴) فقط۔

وضو اور غسل میں پانی کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۱۰) وضو اور غسل کے بارہ میں پانی کی مقدار کے لئے مد اور صاع وغیرہ جو وارد ہے اس سے کمی زیادتی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) مد اور صاع جو وضو اور غسل میں وارد ہے وہ تحدید نہیں ہے اس لئے کمی زیادتی جائز ہے۔(۵) فقط۔

کانسی اور پیتل کی لوٹے سے وضو جائز ہے:۔

(سوال ۱۱) کانسی یا پیتل کے لوٹے سے وضو کرنا کیسا ہے؟

(جواب) درست ہے۔(۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱)وتثليث الغسل المستوعب ولا عبرة للغرفات ولو اكتفىٰ بمرة ان اعتاد اثم والا لا ، ولو زاد لطمانينة القلب او لقصد الوضوء على الوضوء لا باس به وحديث فقد تعدى محمول على الاعتقاد (درمختار) قوله ولو زاد الخ اشار الى ان الزيادةمثل النقصان فى المنع عنها بلا عذر (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الوضو ج ا ص ۱۱۰ .ط.س.ج ا ص ۱۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ بغیر عذر تین مرتبہ سے زیادہ ہاتھ کا دھونا منع ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔۱۲ظفیر۔

(۲)ومن السنن البداية عن رؤس الا صابع فى اليدين والر جلين كذا فى فتح القدير (عالمگرى كشورى فصل ثالث مستحبات وضو ص ۷ ج ا) ظفير. (۳)وتخليل اصابع اليدين بالتشبيك والرجلين بخضريده اليسرى (درمختار) وفيه عن الظهيرية ان التخليل انما يكون بعد التثليث لانه سنة التثليث (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن وضوء ج ا ص ۱۰۹ .ط.س.ج ا ص ۱۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ خلال تین مرتبہ جب دھو چکے تو بعد میں کرے۱۲ظفیر۔

(۴)وغسل الفم اى استيعابه ولذا عبر با لغسل او للاختصار بمياه ثلثة والا نف ببلوغ الماءالمارن بمياه وهما سنتان مؤكدتان الخ والمبالغة فيهما بالغرغرة ومجاوزة المارن لغير الصائم (درمختار) قوله وهما سنتان مؤكدتان فلو تر كهما اثم على الصحيح الخ (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الوضوء ص ۱۰۷ ج ا و ج ا ص ۱۰۸ .ط.س.ج ا ص۱۱۵) ظفير.

(۵)ثم يفيض الماء على كل بد نه ثلاثا مستوعبا من الماء المعهود فى الشرع للوضوء والغسل وهو ثما نية ارطال وقيل المقصود عدم الا سراف وفى الجواهر لا اسراف فى الماء الجارى لانه غير مضيع (درمختار)وقيل المقصود الا صوب حذف قيل لما فى الحلية انه نقل غير واحد اجماع المسلمين على ان ما يجزئ فى الوضؤ والغسل غير مقدر بمقدار وما فى ظاهر الرواية من ان ادنى ما يكفى فى الغسل صاع وفى الوضوء مد للحديث المتفق عليه الخ ليس بتقدير لا زم بل هو بيان ادنى القدر المسنون اه قال فى البحر حتى من اسبغ بدون ذلک اجزأ ه و ان لم يكفه زاد عليه لان طباع الناس واحوالهم مختلفة كذا فى البدائع..... (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الغسل ص ۱۴۵ ج ا .ط.س.ج ا ص۱۵۸)ظفير.

(۶)ويكره الا كل فى نحاس او صفروالا فضل الخزف (درمختار) وفى الجوهرة اما الآ نية من غير الفضة والذهب فلابأس بالا كل والشرب فيها والا نتفاع بها كالحديد والسفر والنحاس و الرصاص والخشب والطين اه فتنبه (ردالمحتار كتاب الخطر والا باحة ص ۳۰۰ ج ۵ .ط.س.ج۶ ص ۳۴۳) ظفير.

کسی مجبوری کی وجہ سے وضو میں کلی نہ کرنا درست ہے:۔

(سوال ۱۲) ایک شخص اگر کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے خون نکلتا ہے کچھ عرصہ کے بعد بند ہو جاتا ہے، تب وہ وضو ختم کرتا ہے۔ چونکہ کلی کرنے سے وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اس لئے اگر وہ کلی نہ کرے اور نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب) ایسی حالت میں کلی نہ کرنا درست ہے، بدون کلی کے نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

مسواک کس وقت کی جائے:۔

(سوال ۱۳) مسواک کس وقت کرنی چاہئے۔ قبل دوپہر یا بعد۔ چونکہ مسواک سے بو زائل ہو جاتی ہے۔ وہ حق تعالیٰ کو پسند ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک رمضان شریف میں بھی ہر ایک وضو میں مسواک مستحب ہے۔(۲) روزہ میں بعد زوال کے ظہر اور عصر میں بھی مستحب ہے کیونکہ وہ خلوف جو حق تعالیٰ کو پسند ہے بعد مسواک کے بھی رہتا ہے۔(۳)

طریقہ مسح سر:۔

(سوال ۱۴) ایک ہاتھ سے مسح کرنا کیسا ہے؟

(جواب) مسح میں طریقہ سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے کرے۔(۴) لیکن اگر ایک ہاتھ سے کرے گا تو مسح ادا ہو جائے گا۔ مگر طریقہ سنت کے موافق نہ ہوگا۔(۵) فقط۔

مسواک کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۱۵) مسواک کی مقدار کیا ہے؟

(جواب) درمختار میں ہے کہ مسواک کی مقدار میں ایک بالشت ہونا مستحب ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ دراصل اس کی کچھ تحدید نہیں ہے جس قدر بھی کارآمد ہو سکے کافی ہے البتہ علماء نے ابتداءً یک بالشت ہونا پسندیدہ کہا ہے۔(۶) فقط۔

....

(۱) وغسل الفم الخ بمیاه ثلثة والانف بمیاه وهما سنتان مؤکدتان (درمختار) فلو ترکها اثم علی الصحیح سراج قال فی الحلیة لعله محمول علی ما اذا جعل الترک عادة له من غیر عذر (ردالمحتار سنن وضوء ج۱ ص۱۰۵ ط.س. ج۱ ص۱۱۳)
(۲) والسواک سنة مؤکدة عند المضمضة وقبل قبلها وهو للوضوء عند نا (درمختار) ای سنة للوضوء (ردالمحتار قبیل مطلب فی منافع السواک ص۱۰۵ ج۱ .ط.س. ج۱ ص۱۱۳) ظفیر. (۳) ولا باس بالسواک الرطب بالغداة والعشی للصائم لقوله صلی الله علیه وسلم خیر خلال الصائم السواک من غیر فصل وقال الشافعی یکره بالعشی لما فیه من ازالة الاثر المحمود وهو الخلوف فشابه دم الشهید قلنا هو اثر العبادة والا لیق به الا خفاء بخلاف دم الشهید لانه اثر الظلم (هدایه باب ما یوجب القضاء ج۱ ص۲۰۳) ظفیر. (۴) ومنها مسح کل الراس مرة والاظهر انه یضع کفیه واصابعه علی مقدم راسه ویمدهما الی قفاه علی وجه یستوعب جمیع الرأس (عالمگیری الفصل الثانی فی الوضو ص۷ ج۱)
(۵) ومسح کل رأسه مرة مستوعبة فلو ترکه وداوم علیه اثم (درمختار) والا ظهر ان یضع کفیه واصابعه علی مقدم راسه ویمدهما الی القفا علی وجه یستوعب جمیع الرأس (ردالمحتار کتاب الطهارة سنن الوضو ص ۱۱۲ ج۱ .ط.س. ج۱ ص۱۲۰) ولو کان فی کفه بلل فمسح به اجزاه (عالمگیری کشوری ص۴ ج۱) ظفیر. (۶) ثم المستحب ان یکون السواک من شجرة الخ وان یکون طول شبر فی غلظ الخنصر (غنیة المستملی ص۳۲) والسواک الخ وکونه لینا مستویا بلا عقد فی غلظ الخنصر وطول شبر الخ ولا یزاد علی الشبر الخ (درمختار) قوله طول شبر الظاهر انه فی ابتداء استعماله فلا یضر نقصه بعد ذلک بالقطع منه لتسویة تامل وهل المراد شبر المستعمل او المعتاد الظاهر الثانی لا نه محل الا طلاق غالباً (ردالمحتار کتاب الطهارة سنن الوضو ج۱ ص۱۰۶ وج۱ ص۱۰۷ .ط.س. ج۱ ص۱۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ بالشت سے کم ہو تو ہو بالشت سے زیادہ نہیں ہونا اچھا نہیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

جماعت ہورہی ہوتب بھی کامل وضو کرے یا سنن چھوڑ دے:۔

(سوال ۱۶) جماعت قریب ختم تو فرائض وضو ادا کر کے شریک ہونا بہتر ہے یا تمام سنن کو ادا کر کے تنہا نماز پڑھے۔

(جواب) سنن وضو کا پورا کرنا ضروری ہے اگرچہ جماعت ختم ہو جائے۔(۱) فقط۔

وضو میں تقاطر کا شرط ہونا:۔

(سوال ۱۷) وضو کی صحت کے لئے تقاطر شرط ہے۔ اور یہ مسئلہ ہے کہ اگر لمعہ رہ جاوے تو صرف تر کرنا کافی ہوتا ہے، پس اتنے عضو میں تقاطر نہ ہوا اس بناپر وضو نہ ہونا چاہئے۔ ایسے ہی غسل ہے۔

(جواب) ایک عضو میں نقل بلہ وضو میں درست لکھا ہے۔ اور غسل میں تمام بدن میں نقل بلہ صحیح ہے اور تقاطر کو اس میں شرط کیا ہے۔ **وصح نقل بلة عضو الی عضو اخر فیه بشرط التقاطر . صرح به فی فتح القدیر قوله الی عضو اخر الخ مفاده انه لو اتحد العضو صح فی الوضوء ایضاً**(۲) اور شرط تقاطر سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی تقاطر شرط ہے۔ فقط۔

فصل ثالث مستحبات وآداب وضوء

وضو کے بعد رومال سے ہاتھ منہ پوچھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸) وضو کر کے رومال سے بدن سکھانا درست ہے یا نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب ریش کا پانی زمین پر گرتا ہے تو فرشتوں کو اٹھانے میں تکلیف ہوتی ہے، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

(جواب) اعضائے وضو کو رومال سے پوچھنا مستحب اور آداب میں سے ہے۔ درمختار میں ہے **ومن الأداب تعاهد موقیه و کعبیه الخ والتمسح بمندیل**(۳) الخ اور شامی نے اس میں زیادہ تفصیل کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رومال سے پوچھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ جائز ہے، اور منہ کا پوچھنا بھی درست ہے اور ریش کا بھی۔ اور اگر نہ پونچھا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔(۴) اور یہ قول کہ ریش کا پانی گرنے سے فرشتوں کو اس کے اٹھانے کی تکلیف ہوتی ہے، بے اصل ہے۔

ایک ہاتھ سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹) ایک ہاتھ سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسبغو ا الوضوء رواه مسلم (مشکوٰة باب سنن الوضوء فصل اول) ای اتموه باتیان جمیع فرائضه وسننه او اکملوا واجباته (مرقاة ص ۳۱۰ ج ۱) ظفیر.

(۲) ردالمحتار کتاب الطهارة ابحاث الغسل ص ۱۴۷ .ط.س.ج ۱ ص ۱۵۹. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة مطلب فی التمسح بمندیل ص ۱۲۱ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۳۱ . ۱۲ ظفیر. (۴) وانما وقع الخلاف فی الکراهة ففی الخانیة ولا باس للمتوضی والمغتسل روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه کان یفعله ومنهم من کره ذلک ومنهم من کرهه للمتوضی دون المغتسل والصحیح ما قلنا الا انه ینبغی ان لا یبالغ ولا یستقصی فیبقی اثر الوضؤ علی اعضائه (ردالمحتار کتاب الطهارة مطلب فی التمسح بمندیل ص ۱۲۱ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۳۱) ظفیر.

(جواب) درست ہے مگر خلاف سنت ہے بلا ضرورت ایسا نہ کرنا چاہئے۔(۱) فقط

گردن کا مسح:۔

(سوال ۲۰) گردن پر مسح کرنے کے وقت جو انگلیاں کھینچ لیتے ہیں، یہ فعل کیسا ہے؟

(جواب) گردن کا مسح انگلیوں کی پشت کو کھینچ کر جیسا کہ معروف ہے درست ہے۔(۲) فقط۔

چہرہ کا دھونا ایک ہاتھ سے ہے یا دونوں ہاتھ سے:۔

(سوال ۲۱) شستن وجہ در وضو بدو دست باید یا بیک دست؟

(جواب) شستن وجہ در وضو بدو دست باید، اگر عذرے نہ باشد۔ کما یظهر من قوله ومستحب الخ التيا من فی اليدين والرجلين لا الا ذنين والخدين الخ درمختار قوله لا الا ذنين فيمسحهما معاً ان امكنه الخ شامی قوله التيا من . ای البدء باليمين الخ شامی .(۳) فقط۔

ہاتھ کا دھونا کس طرف سے شروع کیا جائے:۔

(سوال ۲۲) وضو میں انگلیوں سے پانی کہنیوں تک لے جائے یا کہنیوں سے انگلیوں کی طرف گرے؟

(جواب) احادیث سے زیادہ راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہنیوں سے انگلیوں کی طرف کو پانی گرے، باقی جائز دونوں طرح ہے۔(۴) فقط۔

ہاتھوں کے دھونے میں ابتداء کس طرف سے کی جائے:۔

(سوال ۲۳) زید کہتا ہے کہ وضو میں غسل یدین کی ابتداء اصابع سے کرے کہ مرفق کی طرف پانی جائے۔ جیسا کہ قرآن میں الی المرافق ہے اور عمر کہتا ہے کہ حدیث میں ادر ار الماء علی المرفق آیا ہے، لہٰذا مرفق پر پانی ڈالے کہ اصابع کی طرف جائے یبدأ من الا صابع آیا ہے یا من المرافق آیا ہے۔

(جواب) دونوں طرح درست ہے لیکن احادیث سے مرفق سے اصابع کی طرف پانی آنا معلوم

---

(۱) قال ابن عباس دخل علی علی وقد اهرق الماء فد عا بوضؤ بنحوه وفيه ثم تمضمض واستنثر ثم ادخل يديه فی الاناء جميعا فاخذ بهما حفنة من ماء فضرب بها علی وجهه الحديث (جمع الفوائد صفة الوضوء ص ۳۵ ج ۱) ظفير.

(۲) ومستحبه التيا من الخ ومسح الرقبة بظهر يديه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار و مستحبات وضؤ ج ۱ ص ۱۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۱۲۳ ...... ۱۲۴) ظفير. (۳) ردالمحتار كتاب الطهارت مستحبات وضو ص ۱۱۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۲۴ قال ابن عباس اتحبون ان اريكم كيف كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يتو ضاء فدعا باناء فيه فاغترف غرفة بيده اليمنی فتمضمض واستنشق ثم اخذ اخری فجمع بها يديه ثم غسل وجهه الخ (جمع الفوائد صفة الوضوء ص ۳۶ ج ۱) ظفير. (۴) کوئی حدیث ایسی نہیں مل سکی مگر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ دھونا انگلیوں کے سروں سے شروع کیا جائے ومن السنن البداية من رئوس الا صابع فی اليدين والرجلين كذافی فتح القدير وهكذا فی المحيط (عالمگيری كشوری الفصل الثالث فی المستحبات ص ۷ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۸) والبدء باعلی الوجه واطراف الا صابع و مقدم الرأس وقد منا ان الا خيرين سنة (ردالمحتار كتاب الطهارت مطلب فی تيمم مندوبات الوضوء ط.س. ج ۱ ص ۱۲۴) ظفير.

ہوتا ہے(۱)

مقدار ماءِ وضوء:۔

(سوال ۲۴)وضو کے لئے کتنا پانی لینا چاہئے، پانچ سیر پانی لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)وضو ایک مد پانی سے ہوسکتی ہے حدیث شریف میں ایسا ہی آیا ہے، غایت یہ کہ دو ڈیڑھ مد یعنی سوا سیر ڈیڑھ سیر پانی ہو۔(۲)اور اسراف کرنا وضو میں مکروہ ہے۔(۳)فقط۔

فصل رابع نواقض وضوء

انفلات ریح والے کی نیند ناقض وضوء ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۵)اگر کسی کو خروج ریاح کا مرض ہو تو اس کے حق میں نوم ناقض وضوٴ ہے یا نہیں؟

(جواب)انفلات ریح والے کی نوم ناقض وضو ہے یا نہیں۔ اس میں دو قول ہیں، شامی نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ ناقص وضو نہیں۔(۴)فقط

آنکھ سے پانی گرنا ناقض وضو ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۶)عام کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ آنکھ اٹھی ہو، یا اس میں کوئی ضرب لگنے سے مٹی وغیرہ پڑ جانے سے یا آنکھ میں درد پیدا ہو جانے سے، یعنی ہمہ صورتوں میں جب درد پیدا ہونے سے پانی جاوے گا تو وہ نجس ہے اور ناقض وضوٴ ہے۔ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کا فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم میں ص ۲۷ پر عدم ناقض وضو مرقوم ہے آنکھ دکھنے میں جو پانی نکلتا ہے پاک ہے، اگرچہ بعض نے ناپاک کہہ دیا۔ لیکن خلاف تحقیق ہے۔

(جواب)آنکھ دکھنے میں جو پانی نکلتا ہے اس میں تحقیقی قول وہی ہے جو حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ نے ارقام فرمایا ہے، اس مسئلہ کی بحث درمختار وشامی ج ۱ ص ۱۳۷ میں اس طرح کی ہے کہ صاحب درمختار نے یہ لکھا ہے کہ وہ

---

(۱)ومن السنن البداية من رؤس الا صابع فی اليدين والرجلين كذا فی فتح القدير وهكذا فی المحيط (عالمگيری كشوری مستحبات وضوء ص ۷ ج ۱ ط. ماجديه ۱ ص ۸) ایسی حدیث جس میں صراحت ہو کہ مرفق سے انگلی کی طرف پانی بہائے نہیں مل سکی، قران کے الفاظ الی المرافق اور الی الکعبین سے فقہاء کی تائید ہوتی ہے والله اعلم ۱۲ ظفير.

(۲) عن انسؓ قال كان النبی صلی الله عليه وسلم يتوضأ بالمد ويغسل بالصاع الی خمسة امداد متفق عليه (مشكوة باب الغسل ص ۴۸. (۳)ومكروهه لطم الوجه او غيره بالماء تنزيها والتقتيرو الا سراف ومنه الزيادة علی الثلث فيه تحريما ولو بماء النهرو المملوک له (الدر المختار) قوله والا سراف ای بان يستعمل منه فوق الحاجة الشرعية الخ وقال فی البدائع انه الصحيح حتی لوزاد اونقص واعتقدان الثلاث سنة لا يلحقه الو عيدو قد منا انه صريح فی عدم كراهة ذلک يعنی كراهة تحريم(ردالمحتار كتاب الطهارة مطب فی تعريف المكروه ص ۱۲۲ ج ۱)ظفير.

(۴)وينقضه نوم (درمختار)اقول ينبغی ان يكون عينيه نا قضا اتفاقا فيمن فيه انفلات ريح اذا مالا يخلو عنه النائم لو تحقق وجوده لم ينقض فالمتوهم اولی نهر قلت فيه نظرو الا حسن مافی فتاوی ابن الشلبی حيث قال سئلت عن شخص به انفلات ريح هل ينقض وضوء ه بالنوم فاجبت بعدم النقض بناء علی ما هو الصحيح من ان النوم نفسه ليس بنا قض وانما النا قض ما يخرج وما ذهب الی ان النوم نفسه ناقض لزم النقض (ردالمحتار نوا قض الوضو ص ۱۳۰ ج ۱ و ص ۱۳۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۱)ظفير صديقی.

پانی نجس اور ناقض وضو ہے عبارت اس کی یہ ہے فد مع من بعينيه رمداوعمش ناقض الخ ۔(۱) اس پر علامہ شامی نے امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ نقل کی ہے کہ ایسی صورت میں وضوء کا امر استحباباً ہے وجوباً نہیں ہے جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ وہ پانی ناقض وضو نہیں ہے۔ عبارت شامی کی یہ ہے قوله ناقض الخ قال في المنية وعن محمد رحمه الله اذا كان في عينه رمد وتسيل الدموع منها امره بالوضؤ لوقت كل صلاة لا ني اخاف ان يكون ما يسيل منها صديد افيكون صاحب العذر اه (۲) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابن ہمام رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ وہ ناقض وضو نہیں۔ اور یہ موافق قواعد شرعیہ کے ہے یہی راجح ہے۔ (۳) فقط۔

قطرہ باہر نہ نکلے، اندر نظر آئے، تو وضو ٹوٹا یا نہیں :۔

(سوال ۲۷) جس شخص کو قطرہ آتا ہے، اگر سوراخ کے اندر قطرہ نظر آتا ہو تو وضو باقی رہے گا یا نہ۔

(جواب) وضو باقی رہے گا، جب تک باہر کی طرف یعنی منہ پر ظاہر نہ ہوگا وضو نہ ٹوٹے گا۔ (۴)

گھٹنا اور دوسرے ستر کے کھلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا :۔

(سوال ۲۸) (۱/۲۸) مشہور ہے کہ گھٹنا کھلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کون کون عورت کے کھلنے سے وضو ٹوٹتا ہے۔

(۲۹) (۲/۲۸) ستر کے دیکھنے یا ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہ۔

(جواب) یہ مشہور غلط ہے۔ کسی عورت (ستر) کے کھلنے سے وضو نہیں جاتا۔ (۵)

(۲) وضو نہیں ٹوٹتا (۶) فقط۔

کون سی نیند وضو توڑنے والی ہے :۔

(سوال ۳۰) مطلق نوم ناقص وضو ہے یا کسی خاص حالت میں؟

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطهارة نواقض الو ضوء ص ۱۳۷ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص۱۴۷......۱۴۸. ۱۲ ظفير.

(۲) ردالمحتار كتاب الطهارة نواقض الوضو ء ص ۱۳۷ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص۱۴۸ .ظفير.

(۳) قال في الفتح هذا التعليل يقتضي انه امرا ستحباب فان الشك والا حتمال لا يوجب الحكم بالنقض اذا ليقين لا يزول بالشك نعم اذا علم باخبار الا طباء او بعلامات تغلب ظن المبتلى يجب ا ه الخ وقداستدرك في البحر على ما في الفتح بقوله لكن صرح في السراج بانه صاحب عذر فكان للايجاب ويشهد له قول المجتبي ينتقض وضوئه (ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۷ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۴۸) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اختلاف کی بنیاد پانی پر ہے کہ وہ مرض کی وجہ سے آرہا ہے اور وہ پیپ ہے، یا یوں ہی آرہا ہے ۱۲ والله اعلم محمد ظفير الدين غفر له.

(۴) كما ينقض لو حشا احليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر هذا لو القطنة عالية او محاذية وان متسفلة عنه لا ينقض الخ وابتل الطرف الداخل لا ينقض (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطهارة نواقض الوضوء ج ۱ ص ۳۸ .ط.س.ج ۱ ص ۱۴۸) ظفير. (۵) ستر کھلنا نواقض وضو میں نہیں ہے، اس لئے کسی نے اس جزئیہ کا تذکرہ نہیں کیا ہے ۱۲ ظفیر.

(۶) لا ينقضه مس ذكر لكن يغسل يده ندبا وامرأة وامرد الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطهارة نواقض الوضوء ص ۱۳۶ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۴۷) ظفير.

(جواب) نوم جو ناقض وضو ہے وہ ہے جو لیٹ کر ہو، بیٹھے ہوئے اگر سو جائے۔ یا سجدہ میں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔(۱)

خون تھوک پر غالب ہو تو ناقض وضو ہے:۔

(سوال ۳۱) ایک شخص وضو کرتے وقت اگر مسواک کرتا ہے تو منہ وغیرہ دھونے کے بعد تک اس کے دانتوں سے خون آتا رہتا ہے، آیا وضو دوبارہ کرے یا نہ۔

(جواب) ایسی حالت میں وضو دوبارہ کرنا چاہئے۔(۲)

سرمہ کی تیزی یا اس کی سلائی کی چوٹ سے جو پانی نکلے وہ ناقض وضو نہیں:۔

(سوال ۳۲) سرمہ کی تیزی یا سلائی کی چوٹ سے جو پانی آنکھ سے نکلتا ہے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(جواب) ناقض وضو نہیں ہے۔(۳)

عورت کی چھاتی سے دودھ نکلنا ناقض وضو نہیں:۔

(سوال ۳۳) عورت کا دودھ پستان سے نکلنا ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(جواب) ناقض وضو نہیں۔ **وینقضه خروج کل خارج نجس منه** .(۴) پس جو چیز نجس نہیں خروج اس کا ناقض وضو نہیں۔

جو رطوبت باہر نہ آئے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۴) بواسیر کی پھنسی بعد مواد نکلنے کے مثل داد کے ہوجاویں اور ان کے اندر رطوبت ہو مگر سائل نہ ہو البتہ اٹھتے بیٹھتے کپڑے کو لگتی ہو تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جو رطوبت زخم سے باہر نہ بہے اور سائل نہ ہو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔(۵) **کذا فی کتب الفقه** اور کپڑا ابھی ناپاک نہیں ہوتا۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ فقہاء لکھتے ہیں **مالیس بحدث لیس بنجس**(۶) پس جو صورت آپ نے تحریر فرمائی

---

(۱) ینقضه حکما نوم یزل مسکة ای قوته الما سکة بحیث تزول مقعدته من الا رض وهو نوم علی احدجنبیه او ورکیه او قفاه او وجهه (درمختار) ان النوم فی الصلوٰة قائما او قاعدا او ساجدا لایکون حدثا سواء غلبه النوم او تعمده الخ (ردالمحتار تحت مطلب نوم من به انفلات ریح ص ۱۳۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۱)ظفیر.(۲) وینقضه دم مائع من جوف او فم غلب علی بزاق حکما للغالب او ساواه احتیاطا الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوضوص ۱۲۸ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۳۸ ظفیر.(۳) کما لا ینقص لو خرج من اذنه ونحوها کعینه وثدیه ......قیح ونحوه کصدید و ماء سرة وعین لا بوجع . وان خرج به ای بوجع نقض لا نه دلیل الجرح فد مع من بعینیه زمداو عمش نا قض فان استمر صار ذاعذر (درمختار قوله لا بوجع تقیید لعدم النقض بخروج ذلک الخ (ردالمحتار کتاب الطهارة نواقض وضو ص ۱۳۷ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۷) ظفیر.(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضوء ص ۱۲۴ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴. ۱۲ ظفیر.(۵) وینقضه خروج کل خارج نجس منه الخ الی ما یطهر الخ ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظهور وفی غیر هما عین السیلان ولو بالقوة لما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو ترکه لسال نقض والا لا کما لو سال فی باطن عین او جرح الخ (درمختار) وفی السراج عن الینا بیع الدم السائل علی الجراحة اذا لم یتجاوز وقال بعضهم هو طاهر حتی لو صلی رجل بجنبه واصابه من اکثر من قدر الدرهم جازت صلوته وبهذا اخذا لکرخی وهو الا ظهر الخ (ردالمحتار مطلب نواقض الوضو ، ص ۱۳۴ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴)ظفیر.

(۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۰. ۱۲ ظفیر

ہے اس میں نہ وضوٹوٹتا ہے، نہ کپڑا ناپاک ہوتا ہے۔ فقط۔

زخم کے دبنے سے جو مواد نکلے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۵) زخم ایسے موقع پر ہے کہ نشست و برخاست سے دبتا ہے جو رطوبت دبنے کی وجہ سے نکلے وہ ناقض وضو ہوگی یا نہ؟ قصداً دبانے یا بلا قصد دبنے میں کچھ فرق ہے یا نہ؟

(جواب) دبنے یا دبانے سے اگر رطوبت سائلہ نکلے جو کہ موقع زخم سے باہر بہہ جاوے تو وضوٹوٹ جاتا ہے اور اگر نکل کر زخم میں ہی رہے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ الغرض بلا قصد دب جانا یا قصداً دبانا برابر ہے۔ اگر خود دب کر بہنے والی رطوبت باہر نکل آوے جو دبا کر نکالی جاوے اور بہے زخم سے باہر تک تو وضوٹوٹ جاوے گا۔ (۱) فقط۔

نماز جنازہ والے وضو سے فرض نماز:۔

(سوال ۳۶) نماز جنازہ جس وضو سے ادا کی جائے اس سے دوسری فرض نمازیں ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) جس وضو سے نماز جنازہ ادا کی جاوے اس وضو سے دوسری نماز فرض پڑھ سکتے ہیں۔ (۲) فقط۔

گھٹنا اور ران وضو میں کھل جائے تو وضو ہوگا یا نہیں:۔

(سوال ۳۷) اگر وضو میں بلا عذر زانو کھول دے اور ران تک کپڑا رکھے تو وضو ہوگا یا نہیں؟

(جواب) فی الشامی فالرکبة من العورة الخ (۳) پس معلوم ہوا کہ رکبہ عورت ہے ستر اس کا نماز میں ضروری ہے اور وضو میں کھلنا اس کا موجب فساد وضو نہیں ہے کما ہو ظاہر فقط۔

روئی کی وجہ سے قطرۂ پیشاب باہر نہ آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۳۸) متوضی نے بخوف قطرہ احلیل میں پنبہ دیا، بعدہ نماز میں یا خارج صلوٰۃ قطرہ کا نزول مثانہ سے ہوا مگر بوجہ پنبہ بیروں نہیں نکلا، تو اس صورت میں وضو باطل ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر مثانہ سے قطرہ خارج ہوا اور باہر نہیں نکلا اور روئی کے باہر کے حصہ پر کوئی اثر تری کا نہیں آیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور اگر روئی کے بیرونی حصہ پر اثر تری کا آ گیا تو وضوٹوٹ جاوے گا۔ **کذا فی الدر المختار**. (۴)

---

(۱) وینقضه خروج نجس منه الی ما یطهر الخ ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظهور اوفی غیر هما عین السیلان ولو بالقوة لما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو ترکه سال نقض والا لا (درمختار) عین السیلان اختلف فی تفسیره ففی المحیط عن ابی یوسف ان یعلو او ینحدر وعن محمد اذا انتفخ علی رأس الجرح وصار اکثر من راسه نقض والصحیح لا ینقض قال فی الفتح بعد نقله ذلک وفی الدرایة جعل قول محمد اصح ومختار السرخسی الاول وهو اولیٰ اقول وکذا صححه قاضی خان وغیره (ردالمحتار مطلب نواقض الوضو. ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴) ظفیر.

(۲) اس لئے کہ جب وضو باقی ہے، تو اس سے جتنی چاہے نمازیں پڑھ سکتا ہے وضو شرط ہے۔ ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی ستر العورة ص ۳۷۵ جلدنمبر ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴ . ۱۲ ظفیر.

(۴) کما ینقض لو حشا احلیله بقطنه وابتل الطرف الظاهر الخ وان ابتل الطرف الداخل لا ینقض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضو ص ۱۳۸ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۴۸) معلوم ہوا کہ پیشاب کا مثانہ سے صرف چلنا ناقض وضو نہیں ہے بلکہ عضو سے باہر آنا شرط ہے۔ ۱۲ ظفیر.

خون نکل کر بہہ جائے تو وضوٹوٹ جاتا ہے:۔

(سوال ۳۹) کہتے ہیں کہ خون نکلنے اور بہنے سے وضونہیں ٹوٹتا، یہ حدیث سے ثابت ہے اور امام اعظمؒ کے مذہب میں وضوٹوٹ جاتا ہے۔ اس کا استدلال کہاں سے ثابت ہے؟

(جواب) اس کا استدلال آیۃ او دماً مسفوحاً سے ہے۔(۱) فقط۔

عورت کو چھونا ناقض وضو ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۰) میاں بیوی بحالت وضوایک دوسرے کے جسم پر مس کریں تو وضوقائم رہتا ہے یا نہیں جب کہ کپڑا بھی حائل نہ ہو۔

(جواب) مباشرت فاحشہ جو تماس الفرجین بلا حائل کے ہو ناقض وضو ہے۔(۲) فقط۔ (ہاتھ وغیرہ سے جسم کا چھونا البتہ ناقض وضونہیں۔(۳) ظفیر)

قطرہ باہر آیا تو وضوٹوٹ گیا ورنہ نہیں:۔

(سوال ۴۱) خطیب کو خطبہ پڑھتے وقت شک ہوا کہ مجھ کو قطرہ اتر آیا، بعد خطبہ اس نے آلۂ تناسل کو ہاتھ سے چھوا تو کچھ تری معلوم نہیں ہوئی تو اس نے وضونہیں کیا اور اسی شک کی حالت میں نماز جمعہ پڑھادی، بعد نماز جمعہ اس نے آلۂ تناسل کو دبایا اور تھن کی طرح سے دوہا تو ذراسی تری معلوم ہوئی۔ تو اب لوگوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں امام کی اور مقتدیوں کی نماز ہوگئی، کیونکہ شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اور یہاں تو قطرہ کے باہر آنے کا شبہ بھی نہیں ہے، کیونکہ اس نے ہاتھ سے دیکھ لیا کہ تری نہ تھی، اور بعد میں جب کہ دبانے سے تری باہر نکلی تو اس سے معلوم ہوا کہ قطرہ اوپر ہی رک رہا تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ قطرہ جب تک باہر ظاہر نہ ہو اس وقت تک وضونہیں جاتا۔ کما فی الدر المختار ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظهور الخ(۴) وفیه ایضاً وان ابتل الطرف الداخل لا ینقض الخ فقط.(۵)

---

(۱) المعانی الناقضة للوضوء کل ما یخرج من السبیلین الخ والدم والقیح اذ خرجا الخ ولنا قوله علیه السلام الوضوء من دم سائل الخ (هدایه) اخرجه الدار قطني ووجه الا ستدلال ان مثل هذا الترکیب یفهم منه الو جوب کما فی قوله صلی الله علیه وسلم فی خمس من الا بل شاة ولا خلاف فی فرضیته وقوله علیه السلام انما الماء من الماء ولا خلاف فی وجوب الغسل بسبب خروج المنی فکأن معناه تو ضؤ وامن کل دم سال من البدن وانما عبر عنه بلفظ الخبر لکونه اکد فی الدلالة علی الوجوب کانه ام فامتثل امره فاخبر عن ذلک وهو آیة کونه واجبا فان الا مرا ذا کان ممن لا یکذب فی کلامه یعبر عنه مطلوبه بلفظ الخبر تاکید اللطب لان فی ترکه تکذیبا له هو ممن لا یکذب علی ما عرف فی موضعه ، فان قیل سلمنا لکن یجوز ان یکون المراد الوضوء اللغوی قلنا ذاک مجاز شرعی ولا تترک الحقیقة الشرعیة فی کلام الشارع بلا دلیل (عنایه علی هامش فتح القدیر ص ۳۵ ج ۱) ظفیر. ہدایہ کی شروح اربعہ مصری بھی مختلف مطابع میں چھپی ہیں، خاکسار نے عنایہ، کفایہ، اور فتح القدیر کا اگر کہیں حوالہ دیا ہے تو اس میں صفحات "مطبعہ میمنہ" مصر کی چھپی ہوئی کے ہیں ۱۲ ظفیر الدین غفرلہ۔ (۲) وینقضه خروج نجس الخ ومباشرة فاحشة بتماس الفرجین ولو بین المرأ تین والرجلین مع الا نتشار للجانبین المباشر والمبا شر ولو بلا بلل علی المعتمد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوج ۱ ص ۱۳۶ . ط.س. ج ۱ ص ۱۳۶) ظفیر. (۳) لا ینقضه مس ذکر الخ وامرأة وامرد (ایضاً .ط.س. ج ۱ ص ۱۴۷) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴. ۱۲ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۵ . ط.س. ج ۱ ص ۱۳۶. ۱۲ ظفیر.

قطرہ کا اثر احلیل کی روئی پر:۔

(سوال ۴۲)ایک شخص احلیل میں احتیاطاً کئی تہ روئی کی رکھتا ہے اور وہ روئی پیشاب میں تر ہے اگر باہر کی جانب سیلانی معلوم ہو تو وضو رہے گا یا نہیں اور اس روئی میں مقدار درہم کا لحاظ ہوگا یا نہیں باعتبار طول وعرض کے۔

(جواب)اگر تری باہر کی سطح پر آجائے گی تو وضو ٹوٹے گا اور اگر تری باہر نہ آئی تو وضو باقی ہے اور نماز صحیح ہے اور اس میں مقدار درہم کا لحاظ نہیں۔(۱) فقط۔

بچہ کا حالت نماز میں دودھ پینا:۔

(سوال ۴۳)نمبر ازنے نماز خواندو پسرش آمدہ در تشہد شیر نوشید۔ضرورت تجدید نماز وتجدید وضو واجب گردو یا نہ۔

(۴۴)نمبر ۳ زنے وضو نمود فرزندش را شیر نوشانید تجدید وضو واجب گردد یا نہ۔

(جواب)دریں صورت وضو منقوض نہ شود لعدم خروج النجس۔ ونماز فاسد شود لحصول الا رضاع ۔ کذا فی الدر المختار قال فی الدر المختار فی مفسدات الصلوٰۃ او مص ثدیها ثلاثاًالخ وقال فی ردالمحتار وفی المحیط ان خرج اللبن فسدت لانه یکون ار ضاعا والا فلا ولم یقیده بعدد وصححه فی المعراج حلیه وبحر(۲)

وجواب سوال سوم(۳)ہم ازیں ظاہر شد کہ وضو آن زن منقوض نہ شود۔لعدم خروج النجس۔کذا فی کتب الفقہ۔(۳)

حالت وضو میں عورت پر شہوت سے نظر ڈالنا ناقض وضو نہیں:۔

(سوال ۴۵)جو شخص باوضو ہو اور اس کی نظر شہوت سے کسی عورت پر پڑ جاوے اس کا وضو رہے گا یا نہیں۔

(جواب)نظر بالشہوت سے اگر خروج مذی وغیرہ نہ ہوا ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔(۴) فقط۔

اثنائے وضو میں حدث ہو جائے تو از سر نو وضو کرے:۔

(سوال ۴۶)ماقولکم رحمکم الله فی انه رجل یتو ضاء وقد احدث فی اثناء الوضوء مثلاً احدث بعد غسل الیدین وقبل المسح وغسل الرجلین فهل یجب علیه استیناف الو ضوء ام لا؟

(جواب) یجب علیه استیناف الوضوٴ لان الحدث مناف للطهارة وخروج الریح نا قض للطهارة

(۱)لو عشا احلیله بقطنة وابتل الطرف الطاهر هذا لو القطنة عالیة اومحاذیةلر اس الا حلیل وان منسغله عنه لا ینقض وکذا الحکم فی الدبر و الفرج الداخل وان ابتل الطرف الداخل لا ینقض ولو سقطت فان رطبة انتقض والا لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۸ .ط.س.ج ۱ ص ۱۴۸)ظفیر.(۲) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها جلد اول ص ۵۸۷ .ط.س.ج ۱ ص ۶۲۸. ۱۲ ظفیر.(۳)وینقضه خروج کل خارج نجس منه الخ لا ینقض لو خرج من اذنه ونحوها کعینه وثدیه قیح و نحوه کصد یدوماء وسرة وعین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضؤ ج ۱ ص ۱۳۷ .ط.س.ج ۱ ص ۱۳۶) دودھ نجس نہیں ہے لہذا اس کا نکلنا ناقض وضو نہیں ہوا، والله اعلم ۱۲ ظفیر.

(۴)لا ینقضه مس ذکر الخ وامرأ ۃ وامرد الخ.(الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الو ضؤ ج ۱ ص ۱۳۶ .ط.س.ج ۱ ص ۱۴۷)ظفیر.

الحاصلة فان النواقض كما تنقض الطهارة الكاملة تنقض الطهارة النا قصه ايضاً او نقول ان المتوضى لما غسل اليدين فقد حصل طهارة اليدين وهكذا الى اخره فلما عرض ا لنا قض ابطل ما سبقه من الطهارة فلذا يجب عليه الا ستيناف. (۱)فقط۔

مرض کی وجہ سے دوا پر پانی بہالینا کافی ہے:۔

(سوال ۴۷) ایک شخص کے ہاتھ پاؤں پھٹے اس نے موم پگھلا کر لگایا اور وضو کر کے نماز پڑھ لی تو اس کی وضو اور نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اس کی وضو اور نماز ہوگئی۔(۲)

درد کی وجہ سے آنکھ سے پانی آنا ناقض وضو ہے:۔

(سوال ۴۸) آنکھوں سے جو پانی درد کے ساتھ برآمد ہو وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وان خرج به ای بوجع نقض الخ (۳) یعنی درد کے ساتھ آنکھوں سے پانی نکلنا ناقض وضو ہے۔فقط۔

بعد وضو پانی سے استنجاء پاک کرنے سے وضو کو لوٹا لینا اچھا ہے:۔

(سوال ۴۹) بعد وضو اگر یاد آوے کہ چھوٹا یا بڑا استنجاء پاک کرنا ہے تو پاک کرنے کے بعد وضو سابقہ باقی رہ سکتا ہے یا جدید وضو کی ضرورت ہے؟

(جواب) بہتر یہ ہے کہ پھر وضو کرے تا کہ اختلاف سے نکل جاوے۔(۴) فقط۔

بلغم کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۵۰) شخصے از مدت چار سال بعارضۂ سرفہ مبتلا است پس بخروج بلغم کہ ہیچ خون دراں نیست وضو شکستہ میشود یا نہ؟

(جواب) از خروج بلغم مذکور وضو نمی شکند کما ہو مصرح بہ فی کتب الفقہ۔ (۵) فقط۔

---

(۱) وسببها الحدث فى الحكمية وهو وصف شرعى يحل فى الا عضاء يزيل الطهارة (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطهارة ج ۱ ص ۷۹) ظفير.

(۲) فى اعضائه شقاق غسله ان قدرو الا مسحه والا تركه ولو بيده ولا يقدر على الماء تيمم (درمختار) ولو كان فى رجله فجعل فيه الدواء يكفيه امرار الماء فوقه ولا يكفيه المسح (ردالمحتار كتاب الطهارة فروع فرائض وضو ج ۱ ص ۹۵ .ط.س. ج ۱ ص ۱۰۲) کبیری میں صراحت ہے کہ اگر پانی پہنچانا نقصان دہ نہ ہو تو اس طرح پانی بہالینا کافی نہ ہوگا اور نہ اس طرح وضو جائز ہوگا ہاں اگر پانی پہنچانے میں نقصان ہو تو البتہ جائز ہے واذا كان برجله شقاق فجعل فيه الشحم اوا لمرهم ان كان لا يضره ايصال الماء لايجوز غسله و وضوئه وان كان يضره يجوز اذا امر الماء على ظاهر ذالک (غنية المستملى ص ۴۸ ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۷ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۷ . ۱۴۲ ظفير.

(۴) لا ينقضه مس ذكر لكن يغسل يده ند باو امرأ ة وامر د لكن يندب للخروج من الخلاف لا سيما للامام الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء مطلب فى ندب مراعاة الخلاف ص ۱۳۶ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۴۷) ظفير.

(۵) لا ينقضه قى ء من بلغم المعتمد اصلا (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۸ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۳۸) ظفير.

جنابت والے وضو سے نماز پڑھنی جائز ہے:۔

(سوال ۵۱) غسل جنابت کے لئے جو وضو کیا جاتا ہے اسی وضو سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جائز ہے۔(۱) فقط۔

اثنائے وضو میں حدث ہو جائے تو پھر شروع سے وضو کرے:۔

(سوال ۵۲) جس کا وضو نصف یا ثلث تک ہو چکا یا فقط پاؤں دھونا باقی ہے۔ پس اس کو حدث ہوا۔ کیا از سر نو وضو کرنا پڑے گا یا باقی عضو کو دھونا کافی ہوگا؟

(جواب) از سر نو وضو کرنا لازم ہے۔ **لان الطهارة فرض بعد الحدث اذا قام الى الصلوٰة كما قال تعالىٰ يآيها الذين امنوآ اذا قمتم الى الصلوٰة فاغسلوا الآية اى وانتم محدثون** ۔ (۲) فقط۔

شک سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۵۳) ایک شخص کو بعد وضو کے شک ہوتا ہے کہ ریح نکلی یا نہیں، اور کبھی اس کو خروج ریح کا احساس نہیں ہوتا تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔ کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟

(جواب) شک سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۳) فقط۔

چار زانوں سونے سے وضو نہیں جاتا:۔

(سوال ۵۴) چار زانو سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) نہیں ٹوٹتا۔ (۴) فقط۔

حقہ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۵۵) حقہ پینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) حقہ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ فقط

ستر کے کھلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۵۶) ستر کھلنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت كان النبى صلى الله عليه وسلم لا يتو ضأ بعد الغسل رواه الترمذى (مشكوٰة باب الغسل ص ۴۸) لا يتو ضأ بعد الغسل اى اكتفاء بوضوء ه الاول فى الغسل وهو سنة (مرقاة ص ۳۳۱ ج ۱) ظفير.

(۲) اذا قمتم الى الصلوٰة الخ وتقديره وانتم محدثون كذا عن ابن عباس الخ (غنية المستملى ص ۱۴) ظفير.

(۳) وشك بالحدث او بالعكس اخذ باليقين (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۴۰ .ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰) ومن شك فى الحدث فهو على وضوئه (عالمگيرى كشورى ص ۱۲ ج ۱ .ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۳) ظفير. (۴) وان نام متربعا لاينقض الوضوء وكذا لونام متوركا بان يبسط قدميه من جانب و يلصق اليتيه بالارض كذ فى الخلاصة (عالمگيرى كشورى نواقض الوضوء ص ۱۱ .ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۲) ظفير.

(جواب) نہیں ٹوٹتا۔(۱) فقط۔

آنکھ کے پانی کا حکم:۔

(سوال ۵۷) بہشتی زیور حصہ اول نواقض وضو کے ذیل میں لکھا ہے کہ اگر آنکھیں اٹھی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر آنکھیں نہ آئی ہوں، اس میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، آگے چل کر بطور قاعدہ کلیہ درج ہے کہ جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے، ایسی صورت میں جب بچوں کی آنکھیں دکھتی ہیں اور ان کی آنکھوں کا پانی اکثر ماں وغیرہ کے کپڑوں کو تر کر دیتا ہے، کیا اس کپڑے سے بغیر دھوئے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اس مسئلہ میں ایک یہ ہے جو بہشتی زیور میں منقول ہے اور قاعدہ مذکورہ بھی صحیح ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ آنکھیں دکھنے والے کی آنکھ سے جو پانی نکلے وہ ناقض وضو نہیں ہے اور اس صورت میں وہ نجس بھی نہ ہوگا، حسب قاعدہ مذکورہ شامی میں منیہ سے منقول ہے وعن محمد رحمة الله عليه اذا كان فى عينيه رمدٌ و تسيل الد موع منها امره بالوضؤ لوقت كل صلوٰة لا نى اخاف ان يكون ما يسيل منها صديدا فيكون صاحب العذر ا ه قال فى الفتح وهذا التعليل يقتضى انه امر استحباب فان الشك و الا حتمال لا يوجب الحكم بالنقض اذا ليقين لا يزول بالشك الخ شامى. (۲) پس اس تحقیق کی بناء پر وہ پانی جو دکھتی آنکھ سے نکلے جب تک متغیر نہ ہو مثلاً اس میں سرخی وغیرہ نہ ہو بلکہ صاف پانی ہو تو وہ ناقض وضو نہ ہوگا اور نجس بھی نہ ہوگا۔ فقط۔

چت لیٹنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۸) کیا چت لیٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(جواب) وضو نہیں ٹوٹتا۔(۳) فقط۔

برہنہ غسل کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۵۹) بعض لوگ کہتے ہیں چھپے ہوئے غسل خانہ میں برہنہ غسل کرنے سے غسل کی وضو رہ سکتی ہے اور بلا چھپے غسل خانہ میں وضو نہیں رہتی یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) وضو دونوں حالت میں باقی رہے گا۔ فقط۔

---

(۱) ستر کا کھلنا نواقض وضو میں داخل نہیں ہے کیونکہ ستر کا چھپانا وضو کے لئے شرط نہیں ہے ۱۲ظفیر۔

(۲) ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۷ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) وان لا يزيل مسكته لا ينقض وان تعمده فى الصلوٰة او غيرها الخ او متوركا الخ بان يبسط قدميه من جانب و يلصق اليتيه بالا رض (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۱) وان نام متر بعالا ينقض الوضو وكذا لونام متور كابان يبسط قدميه من جانب ويلصق اليتيه بالا رض كذا فى الخلاصه (عالمگيرى كشورى نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۱ ط.ماجديه ج ۱ ص ۱۳) ظفير.

نابالغ سے لواطت کرے اور انزال نہ ہو تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں:۔

(سوال ۶۰) علم الفقہ جلد اول ص ۸۸ مصنفہ مولانا عبد الشکور لکھنوی میں ہے۔ ''اگر کسے یا نابالغ فعل ناجائز یعنی لواطت کردو منی از و خارج نہ شد ازان وضو نہ شکند، بشرطیکہ آں نابالغ بایں قدر صغیر نباشد کہ وقت دخول مشترک حصہ و خاص حصہ آں بصورت واحد گردد۔ ایں مسئلہ صحیح است یا نہ۔

(جواب) جواب مسئلہ مذکورہ ہمین است کہ از علم الفقہ نقل کردہ شدہ کما فی الدر المختار ولا عند وطی بھیمة او میتة او صغیرة غیر مشتھاة بان تصیر مغضاة بالوطی وان غابت الحشفة ولا ینتقض الو ضوء فلا یلزم الا غسل الذکر الخ(۱) فقط۔

فضلات آنحضرت ﷺ اور نواقض وضو:۔

(سوال ۶۱) زید کہتا ہے کہ فضلات یعنی بول و براز وریم وخون آنحضرت ﷺ طاہر تھے۔ آپ کے حق میں ناقض وضو و غسل کچھ نہ تھے آپ کا وضو و غسل تعلیماً للامت تھا۔ عمر اس کے مخالف ہے۔

(جواب) شامی میں منقول ہے صحح بعض ائمة الشافعیة طھارة بوله صلی الله علیه وسلم وسائر فضلاته وبه قال ابو حنیفة کما نقله فی مواهب اللدنیه عن شرح البخاری للعینی(۲) الخ وایضا فیه من نواقض الوضؤ عن القھستانی لا نقض من الا نبیاء علیھم الصلوٰة والسلام ومقتضاه التعمیم فی کل النواقض لکن نقل ط عن شرح الشفاء لملا علی قاری الا جماع علی انه صلی الله علیه وسلم فی نواقض الوضوء کالامة الا ماصح من استثناء النوم الخ.(۳) ان روایات سے معلوم ہوا کہ راجح قول بول براز و دیگر فضلات آنحضرت ﷺ کے بارہ میں طہارت کا ہے اور نواقض وضو و موجبات غسل میں آنحضرت ﷺ مثل تمام امت کے ہیں اور اس پر اجماع ہے مگر نوم میں کہ نوم سے آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا اور یہ جملہ انبیاء علیہم السلام کے لئے ہے کہ نوم انبیاء کرام علیہم السلام ناقض وضو نہیں ہے کذا فی الدر المختار۔(۴) فقط۔

وضو کرتے ہوئے ریح کو دبا لے تو وضو ہو جائے گا:۔

(سوال ۶۲) اگر کوئی آدمی وضو کر رہا ہے یا نماز پڑھ رہا ہے اور ہوا نکلنے لگی، اس نے روک لیا، تو وضو باقی رہی اور نماز ہوئی، یا نہیں؟

(جواب) اگر ریح کو روک لیا اور خارج نہ ہونے دیا تو وضو باقی ہے (۵) اور نماز صحیح ہے

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المختار ابحاث الغسل ص ۱۵۴ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۶۶ . ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الانجاس مطلب فی طھارة بوله صلی الله علیه وسلم ج ۱ ص ۲۹۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۸ . ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار نواقض الوضوء مطلب نوم الانبیاء غیر ناقض ج ۱ ص ۱۳۳ .ط.س.ج ۱ ص ۱۴۳ . ۱۲ ظفیر.
(۴) والعة لا ینقض کنوم الا نبیاء علیھم الصلوٰة والسلام (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار نواقض الو ضوء مطلب نو م الا نبیاء غیر ناقض ص ۱۳۳ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۴۳) ظفیر. (۵) اس لئے کہ ریح نکل جانا ناقض وضو ہے وخروج ریح (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۶ .ط.س.ج ۱ ص ۱۳۶) ظفیر.

(۱) درمختار فقط۔

بحالت مراقبہ چارزانو سونا ناقض وضو نہیں:۔

(سوال ۶۳) بحالت مراقبہ یا وِرد یا اَوراد اگر استغراق ہوجائے یا غلبۂ نوم ہو اور کسی چیز سے سہارا دے کر نہ بیٹھے تو اس صورت میں تجدید وضو کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں تجدید وضو کی ضرورت نہیں۔(۲) فقط۔

ستر غلیظ کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۶۴) عورت غلیظہ کو مس کرنے سے تجدید وضو کی ضرورت ہے یا اسی وضو سے نماز صحیح ہے۔

(جواب) اس صورت میں تجدید وضو کی ضرورت نہیں ہے اور اسی وضو سے نماز صحیح ہے۔(۳) فقط۔

ریح سے طہارت ضروری نہیں اس کی وجہ:۔

(سوال ۶۵) ریح کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، بلا طہارت دوبارہ وضو جائز ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) استنجاء وطہارت کی ضرورت خروج ریح میں اس وجہ سے نہیں ہے کہ بدن ملوث نجاست سے نہیں ہوتا خروج ریح صرف حکمی نجاست ہے اور اس کو حدث اصغر کہتے ہیں اس میں صرف وضو کافی ہے۔(۴) فقط۔

اثنائے وضو میں اعضاء کا خشک کرتے جانا کیسا ہے:۔

(سوال ۶۶/۱) جو شخص بلا عذر یا بعذر مرض فالج اپنے ہر ایک عضو کو مکمل طور پر دھو کر قبل اختتام وضو دھلے ہوئے اعضاء کو کسی کپڑے سے پونچھ لیتا ہے اور قبل اختتام وضو اس کے بعض اعضاء خشک ہوجاتے ہیں آیا ایسے شخص کا وضو کامل تصور ہوگا یا ناقص اور ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں، ایسی وضو سے نماز ہوگی یا نہیں؟

اعضائے وضو کا کوئی حصہ خشک رہ جائے تو وضو ہوا یا نہیں:۔

(سوال ۶۷/۲) دوران وضو میں اگر کوئی حصہ کسی عضو کا خشک رہ جاوے اور اس پر پانی نہ پہنچے تو وضو یہ درست ہے یا نہیں

---

(۱) وکذا یکرہ الخ وعند مد افعة الا خبثین اوا حد ھما الریح (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج۱ ص ۳۵۱ .ط.س. ج۱ ص۶۷۸) ظفیر. (۲) ولو نام قاعدایتمایل فسقط فلا نقض به یفتی کنا عس یفھم اکثر ما قیل عندہ والعته لا ینقض کنوم الا نبیاء (درمختار) قوله کنا عس ای اذا کان غیر متمکن الخ وفی الخانیة النعاس لا ینقض الو ضؤ (ردالمحتار نو اقض الوضوء مطلب نوم الا نبیاء غیر ناقض ج ۱ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۱ ص۱۴۳) وان نام متربعا لا ینتقض الو ضوء (عالمگیری مصری نواقض وضوء ج ۱ ص ۱۲ .ط.ماجدیه ج۱ ص۱۲) (۳) لا ینقضه مس ذکر لکن یغسل یدہ ندبا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار نواقض الو ضوء ج ۱ ص ۱۳۶ .ط.س. ج۱ ص۱۴۷) ظفیر. (۴) وقیل سببھا الحدث فی الحکمیة وھو وصف شرعی یحل فی الا عضاء یزیل الطھارۃ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الطھارۃ ص ۷۹ ج۱ .ط.س. ج۱ ص۸۵) وینقضه خروج نجس الخ وخروج غیر نجس مثل ریح (درمختار) قوله مثل ریح فانھا تنفقض لا نھا منبعثه عن محل النجاسة لا لان عینھا نجسة لان الصحیح ان عینھا طاھرۃ حتی لو لبس سرا ویل مبتلة او ابتل من الیتیه الموضع الذی تمر به الریح فخرج الریح لا یتنجس الخ (رد المحتار نواقض الوضو ص ۱۲۶ ج۱ .ط.س. ج۱ ص۱۳۴) معلوم ہوا خود ریح نجس نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے طہارت کی ضرورت پیش آئے ۱۲ ظفیر.

اور اگر دھلنے اور تر ہو جانے کے بعد خود بخود خشک ہو جائے تو کیا اس پر دوبارہ پانی پہنچانا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) عذر کی وجہ سے ایسا کرنا جائز بلا کراہت ہے اور وضو اس کا کامل ہے اور نماز اس سے درست ہے اور بلا عذر ایسا کرنا البتہ خلاف سنت ہے نماز پھر بھی اس وضو سے صحیح ہے (۱) کذا فی الدر المختار۔

(۲) اس صورت میں وضو درست نہیں ہے، ضروری ہے کہ جس حصہ عضو پر پانی نہیں پہنچا اور وہ خشک رہ گیا اس پر پانی بہاوے پھر وضو صحیح ہو جاوے گا۔ (۲) اور اگر کوئی عضو یا حصہ دھلنے اور تر ہونے کے بعد خشک ہو گیا تو اس سے وضو میں کچھ خلل نہیں آیا وضو صحیح ہے۔ (۳) فقط۔

خروج ریح جس میں آواز اور بدبو نہ ہو، اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۶۸) جس ریح میں آواز اور بدبو نہ ہو، وہ وضو کو توڑتی ہے یا نہیں۔ اگر ایسی صورت ہر رکعت میں پیش آئے تو کیا کرنا چاہئے۔ اور ایسے عذر والے کو امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر یقین خروج ریح کا ہو، خواہ آواز ہو یا نہ ہو، اور وہ شخص معذور نہ ہو، تو وضو پھر کرنا چاہئے، اور اگر محض شک ہو اور اختلاج سا ہو تو وضو نہیں گیا، نماز صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

قہقہہ سے نماز جنازہ ٹوٹنے اور وضو نہ ٹوٹنے کی کیا وجہ ہے:۔

(سوال ۶۹) اگر باوضو شخص خارج نماز سے قہقہہ مار کر ہنسے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر نماز میں قہقہہ مار کر ہنسے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز جنازہ میں قہقہہ مار کر ہنسنے سے نماز ٹوٹتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس کی کیا وجہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے۔

(جواب) قیاس عقلی یہ ہے کہ قہقہہ سے وضو بالکل نہ ٹوٹے لیکن رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو گیا، کہ آپ نے ایک شخص کو قہقہہ کرنے کی وجہ سے اعادۂ وضو ونماز کا حکم فرمایا ہے، اس لئے اس حکم کا ماننا مسلمان پر ضروری ہو گیا، اگرچہ اس کے ناقص فہم میں اس کی حکمت نہ آوے، لیکن چونکہ یہ حکم قیاس ظاہری کے خلاف ہے، اس لئے جس موقع پر وارد ہوا ہے اسی پر رکھا جائے گا، دوسرے مواقع پر نقض وضو کا حکم نہ کیا جائے گا اگرچہ ان میں قہقہہ کرنا بہ نسبت اس کے زیادہ قبیح ہو۔ مثلاً نماز جنازہ میں قہقہہ کرنا یہی قاعدہ ہے اصول کا کہ جو حکم قیاسی نہیں ہوتا اس کو اپنے موقع سے متجاوز نہیں کرتے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) والو لاء غسل المتا خر او مسحه قبل جفاف الا ول بلا عذر حتى لو فنى ما ءه فمضى لطلبه لا بأ س به (الدر المختار على هامش ردالمحتار سنن الوضوء ج ۱ ص ۱۱۴ ط.س.ج ۱ ص ۱۲۲) ظفیر.

(۲) ان بقى من موضع الوضوء قدر رأ س ابرة اولزق باهل ظفره طين يا بس اور طب لم يجز (عالمگيرى مصرى ص ۴ ج ۱ ط.ماجديه ج ۱ ص ۴) (۳) ومنها الموالاة وهى التتابع وحده ان لا يجف الماء على العضو قبل ان يغسل ما بعده فى زمان معتدل ولا اعتبار بشدةالحرو الرياح ولا شدة البردو يعتبر ايضا استواء حالة المتوضى كذا فى الجوهرة النيره (عالمگيرى فصل ثانى سنن وضو ج ۱ ص ۸ ط.ماجديه ج ص ۸) ظفير. (۴) وينقضه خروج نجس الخ وخروج غير نجس مثل ريح الخ من دبر الخ ولو خرج ريح من الدبرو هو يعلم انه لم يكن من الا على فهو اختلاج فلا ينقض (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۶ ط.س.ج ۱ ص ۱۳۴) ظفير. (۵) المعانى النا قضه للوضؤ الخ القهقهة فى صلوة ذات ركوع وسجود والقياس انها لا تنقض الخ وبمثله يترک القياس والاثرورد فى صلوة مطلقة فيقتصر عليها (هدايه فصل فى نواقض الوضوء ج ۱ ص ۳۵ و ج ۱ ص ۳۶) فلا يتعدى الى صلوة الجنازة وسجدة التلاوةوصلوة الصبى الخ (حاشيه هدايه ج ۱ ص ۳۶) ہدایہ بھی ہندوستان کے مختلف مطابع نے چھاپی ہیں، خاکسار نے صفحات کا حوالہ مطبوعہ یوسفی سے کیا ہے ۱۲ ظفیر۔

خون بغیر سیلان ناقض وضو نہیں :۔

(سوال ۷۰) داد ہو یا ناسور، یا آبلہ، یا زخم جو کچھ اس میں سے خارج ہو گا اس کی دو حالت ہیں، یا دبایا جاوے یا خود نکلے ہر دو حالت میں اگر قوت سیلان نہیں ہے تو ناقض وضو ہے یا نہیں اور خاص امر استفسار طلب یہ ہے کہ جب قوت سیلان نہیں ہے اور جگہ نہیں چھوڑی جیسے بعض اقسام داد میں رطوبت اوپر رہتی ہے یا گاہے گاہے نکل کر وہیں رہتی ہے، یہ رطوبت اگر خود نکلی ہو تو ناقض وضو ہے یا نہیں۔ اور اگر کسی ہاتھ یا کپڑے کو لگ جاوے تو وضو رہے گا یا نہیں اور وہ کپڑا یا ہاتھ نجس ہو گا یا نہ۔

(جواب) مدار نقض وضو سیلان پر ہے اگر چہ بالقوہ ہو **کما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو ترکہ لسال نقض والا لا الخ** .(۱) درمختار، اور خارج اور مخرج برابر ہیں یعنی خود نکلنے والا اور دبا کر نکلنے والا برابر ہیں **والمخرج والخارج سیان الخ** (۲) درمختار۔ پس جب کہ سیلان نہ پایا گیا نہ بالفعل نا بالقوہ تو وضو نہ ٹوٹے گی اور وہ رطوبت جو غیر سائل زخم کے منہ پر ہے نجس بھی نہیں ہے۔ **لانہ ما لیس بحدث لیس بنجس** (۳) **کما صرح بہ الفقہاء** یعنی جس رطوبت سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ ناپاک نہیں ہے، پس زخم کے اوپر کپڑا لگنے سے جو رطوبت کپڑے کو لگ جائے اس سے کپڑا ابھی ناپاک نہ ہو گا۔ فقط۔

وضو کا یقین ہو تو شبہ کی وجہ سے وضو ضروری نہیں :۔

(سوال ۷۱) کسی شخص کا وضو ہے وہ کھیلنے گیا۔ بعد کھیل کے اسے اچھی طرح معلوم نہیں ہے اور خیال نہیں ہے کہ میرا وضو ہے، کیا اس کو دوسرا وضو کرنا چاہئے۔

(جواب) اگر یہ اچھی طرح یاد ہے کہ وضو ہے تو نماز پڑھ لے وضوء جدید کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر کر لیوے تو اچھا ہے اور ثواب زیادہ ہے۔ (۴)

بستہ خون ناک سے آنے والا ناقض وضو نہیں :۔

(سوال ۷۲) اکثر زکام میں بلغم میں یا فضلہ، ناک میں بستہ خون کا ریشہ آ جاتا ہے، یہ بستہ خون ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(جواب) بستہ خون جو ناک وغیرہ سے آوے ناقض وضو نہیں ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۳۵ . ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۷ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۶ . ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۰ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۰ . ۱۲ ظفیر.
(۴) ولو ایقن بالطہارۃ وشک بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین ولو تیقنہما وشک فی السابق فہو متطہر (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار قبیل ابحاث الغسل ص ۱۳۹ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰)ظفیر.
(۵) واما العلق النازل من الرأس فغیر ناقض (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضو ،ص ۱۲۷ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۳۷) الرجل اذا استنشر فخرج من انفہ علی قدر العدسۃ لا ینقض الوضؤ کذا فی الخلاصۃ (عالمگیری مصری نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۱ ط.ماجدیہ ج ۱ ص ۱۱)ظفیر.

وضوء جنازہ سے وقتی فرض نماز پڑھ سکتے ہیں:۔

(سوال ۷۳) حنفی جنازہ کی نماز کے لئے وضو کرے تو اس سے فرض وقتی یا قضاء پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جنازہ کی نماز کے لئے جو وضو کیا جاوے اس سے فرض وقتی وقضاء نماز پڑھنا(۱) درست ہے۔

برہنہ غسل کرنے کے بعد اسی وضو سے نماز پڑھی جاسکتی ہے:۔

(سوال ۷۴) اگر وضو کر کے برہنہ غسل کرے، غسل خانہ یا صحن میں تو اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر برہنہ غسل کیا تو اس سے نماز پڑھ سکتا ہے۔(۲) ستر عورت الگ فرض ہے، جب غیر تنہائی میں غسل کرے۔فقط۔

شرم گاہ کا دیکھنا ناقض وضو نہیں:۔

(سوال ۷۵) باوضو شخص نے ایک برہنہ شخص کی شرم گاہ کو دیکھ لیا دیکھتے ہی نظر نیچی کر لی تو اس کا وضو ٹوٹا یا نہیں۔اسی طرح اگر باوضو نے اپنی شرم گاہ کو دیکھ لیا تو اس کو وضو ٹوٹا یا نہیں؟

(جواب) دونوں صورتوں میں وضو اس کا نہیں ٹوٹا۔(۳) فقط۔

---

(۱) اس لئے کہ وضو باقی ہے، ایک وضو سے کئی نماز پڑھنا درست ہے، ۱۲ظفیر۔

(۲) برہنہ ہونا ناقض وضو نہیں ۱۲ظفیر۔

(۳) لا ینقضه مس ذکر لکن یغسل یده ندبا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۶ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۷) مس ذکره او ذکر غیره لیس بحدث عندنا کذا فی الزاد (عالمگیری کشوری نواقض وضو ج ۱ ص ۱۱ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۳) ظفیر.

الباب الثانی فی الغسل
فصل اول فرائض غسل

غسل میں غرارہ فرض ہے یا کلی:۔

(سوال ۷۶) غسل میں کلی فرض ہے یا غرارہ۔ زید کہتا ہے کہ غسل میں غرارہ فرض ہے، عمر کہتا ہے کہ کلی فرض ہے؟

(جواب) غسل میں کلی کرنا فرض ہے اس طرح کہ تمام منہ میں پانی پہنچ جائے ۔اور غرغرہ کرنا سنت ہے غیر صائم کے لئے ۔جیسا کہ درمختار میں ہے۔ **وغسل الفم ای استیعابه الخ والمبالغة فیهما بالغز غرة ومجاوز المارن لغیر الصائم لا حتمال الفساد الخ** (۱) فقط۔

منہ کے اندر وظاہر کے حدود کیا ہیں:۔

(سوال ۷۷) جو کوا زبان سے پرے ہے وہ غسل میں ظاہر کا حکم رکھتا ہے، یا اندر کا اور منہ کا ظاہر حکم کہاں تک ہے، جس کا دھونا فرض ہے؟

(جواب) غسل میں منہ کے اندر اس حد تک دھونا فرض ہے جو کہ وضو میں مسنون ہے جس کو کلی یعنی مضمضہ کہتے ہیں اور منہ اٹھا کر غرغرہ کرنا یہ سنت ہے فرض نہیں ہے۔ **کما فی الدر المختار وسننه کسننه** .(۲) پس کوا جو زبان سے پرے ہے۔اس کو دھونا غسل میں فرض نہیں ہے، فرض اس قدر ہے جس پر اطلاق مضمضہ کا آتا ہے۔یعنی جب کہ پانی منہ میں کلی کے لئے لیویں تو جہاں تک سر جھکائے ہوئے بدون غرغرہ کے پانی پہنچ سکے وہ فرض ہے۔الغرض کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا جو کہ وضو میں سنت ہے، غسل میں فرض ہے۔(۳) فقط۔

غسل کے کچھ پہلے والا غرغرہ کافی ہوگا یا نہیں:۔

(سوال ۷۸) ایک شخص کو احتلام ہوا، اس نے غرغرہ کر کے کھانا کھالیا تو ابتداء میں غرغرہ کرنے سے فرض ادا ہو گیا یا نہ؟

(جواب) وہ غرغرہ جو کھانے سے پہلے کر لیا کافی ہو گیا۔اگر دوبارہ وقت غسل کے غرغرہ نہ کرے تو کچھ حرج نہیں ہے اور غرغرہ غسل میں فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے اگر غرغرہ نہ کرے منہ بھر کر کلی کرے تب بھی کافی ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار سنن الوضوء ج ۱ ص ۱۰۷......۱۰۸ .ط.س.ج ۱ ص ۱۱۵ غسل کے فرائض کے سلسلہ میں صاحب درمختار کے الفاظ یہ ہیں'' وفرض الغسل الخ غسل کل فمه ویکفی الشرب عبا لان المج لیس بشرط فی الا صح (درمختار) عبر عن المضمضه والا ستنشاق بالغسل لا فادة الاستیعاب اوللا ختصار کما قدمه فی الوضوء (ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰ و ص ۱۴۱ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۵۱......۱۵۲)ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۴ ج ۱ .۱۲ ظفیر.

(۳) وفرض الغسل الخ غسل کل فمه الخ وانفه حتی ما تحت الدرن وباقی بدنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۰ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۵۱......۱۵۲ وحد المضمضة استیعاب الماء جمیع الفم وحد الا ستنشاق ان یصل لالماء الی المارن کذا فی الخلاصة (عالمگیری کشوری باب الوضو فصل ثانی ص ۵ ج ۱ .ط.ماجدیه ج ۱ ص ۶)ظفیر. (۴) الجنب اذا شرب الماء ولم یمجه لم یضره ویجزیه عن المضمضة اذا اصاب جمیع فمه (عالمگیری کشوری فرائض وضو ج ۱ ص ۱۲ .طماجدیه ج ۱ ص ۱۳)ظفیر.

ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا کتنی مرتبہ فرض ہے:۔

(سوال ۷۹) غسل میں غرغرہ اور ناک میں پانی ڈالنا کے مرتبہ فرض ہے۔

(جواب) ایک ایک مضمضہ واستنشاق فرض ہے اور باقی سنت ہے۔ (۱)

غسل میں تمام بدن دھونا فرض ہے اس کے بغیر غسل نہیں ہوتا:۔

(سوال ۸۰) زوجات کشمیر رواج مقرر نموده اند که در غسل جنابت اندام زیرناف بشویند و بالائے ناف نشویند ایں غسل جائز ست یانہ۔

(جواب) در غسل جنابت شستن تمام بدن ورسانیدن آب بہمہ اعضاء وتمام اندام ضروراست، بدون آن غسل جائز نباشد۔ (۲) فقط۔

عورت کے لئے بال کی جڑ میں پانی پہنچانا ضروری ہے:۔

(سوال ۸۱) بحالت جنابت کس وقت میں عورت گلے سے نہا سکتی ہے، سنا ہے کہ بخیال بگڑنے سنگار کے گلے سے نہا سکتی ہے۔

(جواب) مسئلہ یہ نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ سر پر سے پانی ڈالے اور تمام بدن پر پانی بہاوے۔ صرف عورت کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر اس کے سر کے بال کی مینڈھیاں گندھی ہوئی ہوں تو ان کا کھولنا ضروری نہیں بلکہ جڑوں میں بالوں کی پانی پہنچا دینا کافی ہے، یعنی اس طرح کرے کہ سر پر پانی ڈال کر بالوں کو ہاتھ سے دباوے کہ پانی جڑوں میں پہنچ جاوے۔ (۳) فقط۔

تالاب میں غسل:۔

(سوال ۸۲) تالاب میں نہاتے ہیں جہاں بہت سے ہندو لوگوں کے ساتھ نہانا ہوتا ہے، اور ان کے بدن اور کپڑے کی چھینٹیں بھی لگتی ہیں اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں غسل جائز ہے ناپاکی کا وہم نہ کرنا چاہئے۔ (۴) فقط۔

جنابت میں غسل کی حکمت:۔

(سوال ۸۳) ایک ہندو نے اعتراضاً مجھ سے کہا کہ اہل اسلام اندھا دھند عبادت کرتے ہیں، اور تحقیق سے کوئی واسطہ

---

(۱) وفرض الغسل الخ غسل کل فمه ويكفى الشرب عبا لان المج ليس بشرط فى الا صح (الدر المختار على ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۰ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱ ...... ۱۵۲) وسننه كسن الوضوء سوى الترتيب الخ (ايضاً ص ۱۴۴ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۶) ظفير.

(۲) وفرض الغسل المضمضة والا ستنشاق وغسل سائر البدن (هدايه فصل فى الغسل ص ۳۶ ج ۱) ظفير.

(۳) وليس على المرأة ان تنقض ضفائر ها فى الغسل اذا بلغ الماء اصول الشعر (هدايه فصل فى الغسل ج ۱ ص ۳۷) ظفير.

(۴) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه والنطائر مطبوعه نول كشور لكهنؤ القاعدة الثالثة) ظفير.

نہیں، مثلاً منی کے انزال سے لازم نہیں آتا کہ تمام جسم کا غسل کیا جائے، بلکہ صرف عضو تناسل کی تطہیر سے انسان پاک ہوجاتا ہے، اگر تمام بدن ناپاک ہوجاتا ہے تو کس طرح۔

(جواب) یہ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں (۱) کہ ان کو ہر ایک اہل اسلام بھی نہیں پہنچتا، چہ جائے کہ ہندو۔ پس اس بحث میں نہ پڑنا چاہئے، اور زبانی تو کچھ اس کے متعلق کہا بھی جاسکتا ہے، تحریر میں اس تفصیل کو لانے کی فرصت نہیں ہے۔ (حاشیہ میں اشارہ کردیا گیا ہے۔ ظفیر) فقط۔

غسل کے مضمضہ واستنشاق کو پہلے کرلیا جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۸۴) غسل جنابت میں جو تین فرض ہیں، کلی کرنا، ناک میں پانی دینا، تمام بدن پر پانی بہانا، تو اول کے دو فرضوں کو وضو کے ساتھ کرلینا کافی ہے یا دوبارہ کرنا چاہئے۔

(جواب) غسل سے پہلے جو وضو کیا جاوے اس میں کلی غرغرہ اور ناک میں پانی دینا کافی ہے فرض ادا ہوجاتا ہے، دوبارہ کلی کرنے اور ناک میں پانی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

چھالی اٹک جائے تو اس کے ساتھ غسل ہوجاتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۵) ڈاڑھ کے درمیانی سوراخ میں اگر چھالی اٹک جاوے تو بغیر نکالے غسل جنابت درست ہوگا یا نہیں۔

(جواب) صحیح ہے اگر آسانی سے نکل سکتا ہو تو نکال دینا چاہئے۔ (۳) فقط۔

غسل میں دانت کی میخوں کا حکم:۔

(سوال ۸۶/۱) جو شخص اپنے دانتوں میں چاندی یا سونے کی میخیں جڑوا لیتے ہیں، آیا غسل کے وقت وہاں پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے ان کا غسل صحیح ہوجائے گا یا جنابت باقی رہے گی۔

---

(۱) اما المسئلة الاولیٰ وهی ایجاب الشارع صلی الله علیه وسلم الغسل من المنی دون البول فهذا من اعظم محاسن الشریعة وما اشتملت علیه الرحمة والحکمة والمصلحة فان المنی یخرج من جمیع البدن ولهذا اسماه الله سبحانه سلالة لانه یسل من جمیع البدن الخ وایضا فان الاغتسال من خروج المنی من انفع شئی للبدن والقلب والروح بل جمیع الارواح القائمة بالبدن فانها تقویٰ بالاغتسال والغسل علیه ما تحلل منه بخروج المنی وهذا امر یعرف بالحس وایضا فان الجنابة توجب ثقلا کسلا والغسل یحدث له نشاطا وخفة ولهذا قال ابو زرالخ لما اغتسل من الجنابة کانما القیت عنی جبلا الخ وقد صرح افاضل والاطباء بان الاغتسال بعد الجماع یعید او البدن قوته ویخلف علیه ما تحلل عنه وانه من انفع شئی لبدن والروح وترکه مضر (اعلام الموقعین مطبوعه اشرف المطابع دهلی ج ۱ ص ۱۷۰) معلوم ہوتا ہے کہ منی چونکہ بدن کے تمام حصوں سے سمٹ کر خارج ہوتی ہے، پھر یہ کہ نہانے سے بدن کی ضائع شدہ قوت کی تلافی ہوجاتی ہے اس لئے اسلام نے تمام جسم کو دھونا یعنی غسل کو ضروری قرار دیا ۱۲ ظفیر۔

(۲) الجنب اذا شرب الماء ولم یمجه لم یضره یجزیه عن المضمضة اذا اصاب جمیع فمه (عالمگیری کشوری باب ثانی فی الغسل ج ۱ ص ۱۲۔ ط.م. ج ۱ ص ۱۳) ظفیر۔

(۳) ولو کان سنه مجوفا فبقی فیه اوبین اسنانه طعام او درن رطب فی انفه تم غسله علی الاصح کذا فی الزاهدی والاحتیاط ان یخرج الطعام عن تجویفه ویجری الماء علیه هکذا فی فتح القدیر (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الغسل ص ۱۳ ج ۱. ط.م. ج ۱ ص ۱۳) ظفیر۔

غسل میں چاندی کے تار جو دانت میں ہیں:۔

(سوال ۸۷/۲) بعض فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر دانتوں کو چاندی کے تار سے بوجہ ہلنے کے باندھ لیا جاوے تو جائز ہے، اس صورت میں بھی اگر تار کے نیچے پانی نہ پہنچے گا تو غسل درست ہوگا یا نہیں؟

عارضی دانت کا غسل میں نکالنا ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۸/۳) جو لوگ عارضی دانت لگوالیا کرتے ہیں آیا غسل کے وقت ان کا اتارنا ضروری ہے یا بدون اتارنے کے ان کا غسل درست ہوگا؟

(جواب) (۱) اگر پانی اندر پہنچ جاوے تو غسل صحیح ہے اور اگر پانی اندر نہ پہنچے تو شارح منیہ کی تحقیق یہ ہے کہ غسل صحیح نہ ہوگا، لہذا بلا ضرورت میخیں نہ لگانی چاہئیں وقیل ان صلبا منع وھو الا صح الخ درمختار. (۱)

(۲) اگر دانتوں کے ہلنے کی وجہ سے چاندی سونے کا تار باندھا تو اس میں غسل صحیح ہے، کیونکہ یہ بوجہ ضرورت کے ہے۔ (۲)

(۳) ان کو نکالنے کی ضرورت نہیں ہے غسل صحیح ہو جاوے گا، اور اگر علیحدہ کر کے غسل کرے تو یہ احوط ہے۔

حالت روزہ میں غسل جنابت میں کلی کرے یا غرغرہ:۔

(سوال ۸۹) روزہ میں اگر نہانے کی ضرورت ہو تو غرغرہ کرے یا نہیں؟

(جواب) غرغرہ نہ کرے صرف کلی اچھی طرح کرے۔ (۳) فقط۔

ناپاکی تمام بدن میں لگ جائے تو غسل شرعی ضروری نہیں نجاست دور کرنا کافی ہے:۔

(سوال ۹۰) درمختار میں ہے کہ تمام بدن ناپاک ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے وہ غسل مثل جنابت کے ہے یا نہ۔ یعنی (دلک ملنا) مشروط ہے یا فقط پانی پہنچانا فرض ہے۔

(جواب) وہ غسل ایسا ہے جیسا کہ ناپاک چیز یا ناپاک عضو کو دھویا جاتا ہے۔ یعنی تین دفعہ پانی بہانا چاہئے۔ (۴) فقط۔

جو دانت گر گیا اور اسے اٹھا کر تار سے جما دیا، غسل جنابت میں کیا کوئی حرج ہے:۔

(سوال ۹۱) ایک شخص کا دانت گر گیا جس کو اٹھا کر اسی جگہ کسی تار سے یا دھاگہ سے جما دیا ہے اس صورت میں غسل

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۳ ج ۱ ص ۱۲ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۴ ظفیر.

(۲) والصرام والصباغ مافی ظفر ھما یمنع تمام الاغتسال وقیل کل ذلک یجز یھم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستشناہ عن قواعد الشرع کذا فی الظھیریہ (عالمگیری الباب الثانی فی الغسل ج ۱ ص ۱۳ ط.م. ج ۱ ص ۱۳) ظفیر.

(۳) وغسل الفم ای استیعابه الخ والمبالغةبالغرغرة ومجا وزة المارن لغیر الصائم لا حتمال الفساد (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار وسنن الوضوء ص ۱۰۷ ج ۱ و ص ۱۰۸ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۱۵) ظفیر.

(۴) والنجاسة ضربتان مرئیة وغیره مرئیة فما کان منها مر ئیا فطهارتها بزوال عینها الخ وما لیس بمرئی فطهارته ان یغسل حتی یغلب علی ظن الغاسل انه قد طهر الخ وانما قدر بالثلث (ھدایه باب الا نجاس ج ۱ ص ۷۴) ظفیر.

جنابت میں تو کچھ حرج نہیں ہے؟

(جواب) ٹوٹے ہوئے دانت کوخواہ تار سے باندھے یا دھاگہ سے غسل میں کچھ حرج نہیں ہوگا۔ غسل میں مضمضہ کر لینا کافی ہے۔ دانتوں کی جڑ میں پانی پہنچانا مقصود اور ضروری نہیں ہے اور جس امر میں حرج ہو وہ شرعاً معاف ہے۔(۱) فقط۔

کیا جماع کے بعد جب تک پیشاب نہ کرے پاک نہ ہوگا:۔

(سوال ۹۲) سنا ہے کہ صحبت کرنے کے بعد جب تک پیشاب نہ کرے گا پاک نہ ہوگا۔

(جواب) یہ غلط مشہور ہے(۲) فقط۔

غسل جنابت میں عورت کو چوٹی کا کھولنا ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۳) جب کہ مرد کو بعد وطی کے غسل تمام بدن کا اور سر کے بال جڑ تک تر کرنے ضروری ہیں تو عورت کو جب کہ اس کے سر کے بال بہت لمبے اور گندھے ہوئے ہوں کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) عورت کے سر کے بال اگر گندھے ہوئے ہیں اور مینڈھیاں گندھی ہوئی ہیں تو ان کو کھولنا اور تمام بالوں کا تر کرنا غسل میں ضروری نہیں ہے بلکہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچا دینا کافی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ سر پر پانی ڈال کر بالوں کو دبادے کہ جڑ میں پانی پہنچ جاوے اور اگر بال کھلے ہوئے ہیں تو تمام بالوں کا تر کرنا ضروری ہے۔(۳) فقط۔

وضو اور غسل کی حالت میں منہ کے اندر کوئی ریزہ ہو اور نہ نکالے تو غسل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۴) اگر کسی کے منہ میں پان کا ریزہ یا سپاری کا ٹکڑا ہو، اور وضو غسل کے وقت اس کو نہ نکالے تو وضو اور غسل درست ہوگا یا نہیں؟

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔(۴) (اور یہ وضو اور غسل درست ہے۔ ظفیر)

---

(۱) والصرام والصباغ مافی ظفر هما يمنع تما م الا غتسال وقيل كل ذلک يجزيهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع كذا فی الظهيرية(عالمگيری كشوری الباب الثانی فی الغسل ج ۱ ص ۱۲ .ط.ماجديه ج ا ص ۱۳)ظفير. (۲) صحبت کرنے کے بعد غسل کرنا البتہ فرض ہے، پیشاب کرنے پر پاکی کا دارو مدار نہیں ہے " وفرض الغسل عند خرورج منی من العضو الخ وعند ايلاج حشفة (الدر المختار علی هامش رد المحتا را بحاث الغسل ج ا ص ۱۴۸ .ط.س.ج ا ص ۱۶۱)ظفير. (۳) وكفی بل اصل ضفير تها ای شعر المرأ ة المضفور للحرج اما المنقوض فيفرض غسل كله اتفاقا ولو لم يبتل اصلها يجب نقضها مطلقا هو الصحيح ولو ضرها غسل راسها تركته (درمختار) قوله اتفاقا كذا فی شرح المنية وفيه نظر لان فی المسئله ثلاثة اقوال كما فی البحر والحلية الا ول الا كتفاء بالوضو الی الا صول ولو منقوضا وظاهر الذخيرة انه ظاهر المذهب ويدل عليه ظاهرالاحاديث طاهرحديث الواردة فی هذا الباب الثانی التفصيل المذكور ومشی عليه جماعة منهم صاحب المحيط والبدائع والكافی الثالث وجوب بل الذوائب مع العصر وصححه وتمام تحقيق هذه الا قوال فی الحلية ومال فيهااخر الی ترجيح القول الثانی وهو ظاهرالمتون((ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۲ ج ۱ .ط.س.ج ا ص ۱۵۴)ظفير. (۴) ولو كان سنه مجو فا فبقی فيه اوبين اسنانه طعام اودرن رطب فی انفه تم غسله علی الا صح كذا فی الذا هدی والا حتياط ان يخرج الطعام عن تجريفه ويجری الماء عليه هكذا فی فتح القدير عالمگيری كشوری فرائض وضو ص ۱۲ ج ۱ .ط.ماجديه ج ا ص ۱۳)ظفير.

دانت کی کیل غسل کی لئے مانع نہیں :۔

(سوال ۹۵) اگر دانتوں کی کیلوں کو اوپر سے رگڑ الیوے۔ آیا جو سوراخوں میں کیل کا سرا گھستا ہے وہ تو نکل نہیں سکتا۔ آیا اس طرح سے غسل درست ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جو حصہ کیل کا دانت کے اندر داخل ہے، اور وہ نہیں نکل سکتا وہ مانع غسل سے نہ ہوگا اور غسل ہو جاوے گا بوجہ مجبوری کے۔(۱) فقط۔

غسل خانے کی دیواروں پر جو چھینٹیں پڑتی ہیں اس سے غسل میں نقص نہیں ہوتا :۔

(سوال ۹۶) غسل کرتے وقت جو چھینٹیں غسل خانہ کی دیوار پر پڑتی ہیں اس سے غسل میں کچھ نقصان ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) غسل ہو گیا کچھ خرابی نہیں رہی (۲) وہم نہ کیا جاوے۔ فقط۔

فصل ثانی سنن غسل

طریقہ غسل کیا ہے :۔

(سوال ۱/۹۷) غسل کا طریقہ موافق شریعت جو ہو مطلع فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں؟

جنابت کی وجہ سے غسل کیوں ضروری ہے :۔

(سوال ۲/۹۸) آدمی حلال ہے یا حرام۔ اگر حلال ہے تو اس کو پاک ہونے کی کوئی ضرورت نہیں وہ خود پاک ہے اور اگر حرام ہے تو حرام کی نماز کیوں جائز ہے؟

(جواب) (۱) طریقہ غسل جنابت وغیرہ کا یہ ہے کہ اول ہاتھوں کو دھوئے اور بدن پر اگر نجاست ہو اس کو دور کرے، پھر پورا وضو کرے۔ پھر تمام بدن پر تین بار پانی بہادے اس طرح کہ اول داہنے مونڈھے پر پھر بائیں مونڈھے پر، پھر سر پر تین بار پانی بہادے اور شارح نے فرمایا کہ اول سر پر تین بار پانی ڈالے، پھر باقی بدن پر تین بار پانی بہادے۔ الغرض تمام بدن پر تین دفعہ پانی بہاوے، تاکہ غسل بطریق سنت ادا ہو جاوے۔ (۳)

---

(۱) والصرام والصباغ ما فی ظفر هما یمنع تمام الا غتسال وقیل کل ذلک یجزیهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع کذا فی الظهریة (عالمگیری الباب الثانی فی الغسل ج ۱ ص ۱۳ ظ. ماجدیه ج ۱ ص ۱۳) ظفیر.

(۲) فقہاء نے لکھا ہے المشقه تجلب التیسیر۔ پھر لکھا ہے واعلم ان اسباب التخفیف فی العباد ات و غیرها سبعة ان میں چھٹا سبب عسر و عموم بلویٰ کو شمار کیا ہے اور اس قسم کے تحت جزئیات میں جو امر قابل درگذر ہے غسل خانہ کی دیوار کو بھی لکھا ہے و کذا الحمام اذا اهریق فیه النجاسات فعرق حیطانها و کوتها وتقا طرمنه (الاشباه والنظائر ص ۹۸) ظفیر مفتاحی.

(۳) وسنة الغسل ان یقدم الوضؤ عبه کوضؤ الصلوٰة الخ وان یزیل النجاسة الحقیقیة کالمنی ونحوه عن بدنه ان کانت الخ ثم یصب الماء علی رأسه و سائر جسده ثلاثا کما فی الصحیحین عن حدیث ابن عباس قال قالت میمونةؓ وضعت للنبی صلی الله علیه وسلم غسلا فسترته بثوب فصب علی یدیه فغسلهما ثم ادخل یمینه فی الاناء فافرغ بها علی فرجه ثم غسله بشماله ثم ضرب . بشماله الارض فدلکها دلکا شدید اثم غسلها فمضمض واستنشق وغسل وجهه وذراعیه ثم افرغ علی رأسه ثلاث حثیات ملاء کفیه ثم غسل سائر جسده ثم تنحی فغسل قدمیه فناولته ثوبا فلم یأخذه فانطلق وهو ینفض یدیه . ثم کیفیة الصب قال شمس الائمة الحلوانی یفیض علی منکبه الایمن ثلثا ثم الایسر الخ قیل یبدأ بالرأس ثم بالایمن ثم بالیسر وهو ظاهر المتن والهدایة وغیرها وظاهر الحدیث (غنیة المستملی بحث غسل ص ۴۵، ۴۹، ۴۸) ظفیر

(۲) آدمی جنابت وغیرہ کی وجہ سے ناپاک ہوجاتا ہے، اور غسل کرنے سے پاک ہوجاتا ہے پس غسل کرے تاکہ نماز صحیح ہو۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

غسل جنابت میں بسم اللہ پڑھنی درست ہے یانہیں:۔

(سوال ۹۹) غسل جنابت یا احتلام کے وقت شروع میں بسم اللہ وغیرہ پڑھنا درست ہے یانہیں؟

(جواب) ہر غسل کے لئے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔(۲)

غسل میں نیت بھول جائے تو غسل ہوگا یانہیں:۔

(سوال ۱۰۰) عمر کو غسل کی حاجت ہے، اس نے تمام شرائط ادا کئے لیکن نیت غسل کی بھول گیا ہے، کپڑے پہننے کے بعد یاد آنے پر کہتا ہے کہ میرا غسل درست ہوا۔ عمر کا قول صحیح ہے یا نہ؟

(جواب) قول عمر صحیح ہے اس صورت میں غسل ہوگیا، کیونکہ وضو اور غسل میں ہمارے نزدیک نیت فرض نہیں ہے سنت ہے، اور ترک سنت سے صحت میں کچھ شبہ نہیں ہے کذا فی کتب الفقہ فقط۔(۳)

پانی کی مقدار غسل اور وضو میں کیا ہے:۔

(سوال ۱۰۱) مقدار پانی برائے غسل و وضو کیا ہے؟

(جواب) حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک صاع پانی سے سوا صاع تک غسل فرماتے تھے اور ایک مد سے وضو فرماتے تھے۔ یعنی ادنیٰ مقدار کفایت کی یہ ہے،(۴) اور شامی نے حلیہ سے نقل کیا ہے کہ اس میں کچھ تحدید شرعی نہیں ہے، جس قدر پانی سے وضو اور غسل ہوسکے درست ہے، لیکن اسراف نہ ہو۔(۵) فقط۔

---

(۱) والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم والیقظة الخ والتقاء الختانین من غیر انزال الخ والحیض وكذا النفاس الخ (هدایه فصل فی الغسل ص ۳۷ ج ۱) ظفیر.

(۲) وسننه كسنن الوضؤ سوی الترتیب وادابه كا دابه (درمختار) قوله كسنن الوضؤ ای من البداءة بالنیة والتسمیة والسواك والتخلیل والدلك والولاء (ردالمحتار مطلب سنن الغسل ج ۱ ص ۱۴۴. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۶) ظفیر.

(۳) وسننه (ای الغسل) كسنن الوضو سوی الترتیب الخ (درمختار) كسنن الوضو ای من البداءة بالنیة والتسمیة (ردالمحتار ابحاث الغسل مطلب سنن الغسل ص ۱۴۴ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۶) ظفیر.

(۴) عن انس كان النبی صلی الله علیه وسلم یتوضاء بالمدو ویغتسل بالصاع الی خمس امداد متفق علیه (مشكوٰه باب الغسل ص ۴۸) ظفیر.

(۵) ثم یفیض الماء علی كل بدن ثلاثا مستوعباً من الماء المعهود فی الشرع للوضؤ والغسل وهو ثمانیة ارطال وقیل المقصود عدم الاسراف وفی الجواهر لا اسراف فی الماء الجاری لانه غیر صنیع (درمختار. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۸) قوله وقیل المقصود الخ الاصوب حذف قیل لمافی الحلیة انه نقل غیرواحدا جماع المسلمین علی ان مایجزی فی الوضؤ والغسل غیر مقدر بمقدار وما فی ظاهر الروایة من ان ادنیٰ مایكفی فی الغسل صاع وفی الوضؤ مد للحدیث المتفق علیه كان النبی صلی الله علیه وسلم یتوضاء بالمدو یغتسل بالصاع الی خمسة امداد لیس بتقدیر لازم بل هو بیان ادنی القدر المسنون اه قال فی البحر حتی ان من اسبغ بدون ذلك اجزأه وان لم یكفه زاد علیه لان طباع الناس واحوالهم مختلفة كذا فی البدائع (ردالمحتار مطلب سنن الغسل ص ۱۴۷ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۸) ظفیر.

فصل ثالث۔ مستحبات وآداب غسل

چہار دیواری میں ننگے غسل کرنا کیسا ہے۔

(سوال ۱۰۲) جبکہ غسل خانہ کی دیواریں بڑی بڑی ہوں اور چھت پٹی ہوئی نہیں تو اس میں برہنہ غسل کرے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ غسل خانہ کی دیواریں بڑی بڑی ہوں کہ بے پردگی کہیں سے نہیں ہوتی تو اس میں برہنہ ہو کر نہانا درست ہے، اگرچہ چھت پٹی ہوئی نہ ہو مگر اولیٰ یہ ہے کہ ننگا ہو کر نہ نہائے۔(۱) الا بضرورة.

غسل کی چھینٹ گھڑے پر پڑے تو پانی کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۰۳) بعد طہارت مقام نجس اور بعد وضو کے غسل کرتے وقت جو چھینٹ غسل کی گھڑے کے پانی میں پڑے اس سے پانی ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اس میں احتیاط کرنی چاہئے۔ تھوڑی بہت چھینٹوں سے وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔(۲) فقط۔

میدان یا دریا و تالاب میں ننگے ہو کر نہانا درست ہے، یا نہیں:۔

(سوال ۱۰۴) میدان میں یا ندی و تالاب پر برہنہ غسل کرنا درست ہے یا تہبند باندھ کر۔ اور تہبند گھٹنوں سے اونچا رہے یا نیچا، اور ران دیکھنے سے غسل میں کچھ خلل آتا ہے یا نہ، اور غسل کے وضو سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) تنہا مکان میں برہنہ بھی غسل کرنا درست ہے،(۳) اور جہاں آدمی ہوں وہاں گھٹنوں سے نیچا تہبند باندھ کر غسل کرے(۴) اور ران وغیرہ دیکھنے سے غسل میں کچھ خلل نہیں آتا۔(۵) اور غسل کے وضو سے نماز درست ہے۔

بند مکان میں ننگے نہانا درست ہے:۔

(سوال ۱۰۵) بند مکان میں بلا تہبند غسل کرنا درست ہے یا نہ؟

(جواب) ایسے موقع میں برہنہ غسل درست ہے۔(۶) فقط۔

....

(۱) وان یغتسل فی موضع لا یراہ احد لا حتمال بدو العورة حال الا غتسال الخ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ حی ستیر یحب الحیاء والستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر رواہ ابو داؤد الخ بل ذکر فی جواز الکشف فی الخلوة فی القنیة اختلافا فقال تجرد فی بیت الحمام الصغیر لعصرازارہ او لحلق العانة یأثم وقیل یجوز فی مدة یسیرة وقیل لا بأس به وقیل لا یجوز ان یتجرد للغسل الخ (غنیة المستملی ص ۴۹ وص ۵۰) ظفیر. (۲) وعفی دم سمک الخ وانتضاء غسالة لا تظہر مواقع قطر ھا فی الا ناء عفو (درمختار) وفی الفتح وما ترشش علی الغاسل من غسالة المیت مما لایمکنه الا متناع عنه ما دام فی علاجه لا ینجسه لعموم البلویٰ الخ (ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۰ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۲۲......۳۲۵) ظفیر.

(۳) وقیل یجوز ان یتجرد للغسل وتجرد زوجة للجماع ایضا اذا کان البیت صغیرا (غنیب المستملی ص ۵۰) ظفیر.

(۴) فلا یجوز کشف العورة عند من لا یجوز نظرہ الیھا (غنیة المستملی ص ۴۹) وھی ای العورة للرجل تحت سرته الی ما تحت رکبته (درمختار) فالرکبة من العورة...... لحدیث علی رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الرکبة من العورة (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی ستر العورة ص ۳۷۵ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴) ظفیر.

(۵) وان یغتسل فی موضع لا یراہ احد لا حتمال بدء العورة حال الا غتسال او اللبس (غنیة المستملی ص ۴۹) ظفیر.

(۶) وقیل یجوز ان یتجرد للغسل (غنیة المستملی ص ۵۰) وحکی فی القنیة اقوالا فی تجردہ للاغتسال منفرد امنھا انه یکرہ ومنھا انه یعذر انشاء اللہ ومنھا لا بأس به ومنھا یجوز فی المدة الیسیرة ومنھا یجوز فی بیت الحمام الصغیر. (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی ستر العورة ص ۳۷۵ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴) ظفیر.

فصل رابع ۔ موجبات غسل

کپڑے کے ساتھ دخول سے غسل ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۶) مرد کا حشفہ عورت کے عضو مخصوص میں داخل ہونے سے غسل فرض ہوتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔ اگر دونوں کپڑے پہنے ہوں اور مندرجہ بالا صورت پیش آئے تو دونوں پر غسل فرض ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں بھی احوط یہ ہے کہ دونوں غسل کریں۔ درمختار میں ہے **الا حوط الوجوب الخ**.(۱) فقط۔

جاگتے ہوئے منی نکلے تو بھی غسل ہے

(سوال ۱۰۷) اگر جاگتے میں منی نکل جائے تو غسل کرنا چاہئے یا نہ۔

(جواب) منی اگر جاگتے میں نکلے تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔(۲) فقط۔

جماع کے بعد فوراً غسل ضروری نہیں

(سوال ۱۰۸) بعض حضرات بعد از جماع فوراً غسل کا حکم دیتے ہیں جس میں احتمال بیماری کا ہے، کیا شرعی حکم ایسا ہی ہے؟

(جواب) یہ بہتر ہے لیکن اگر کچھ تاخیر کرے تو کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے۔(۳) فقط۔

سپاری کا کچھ حصہ داخل ہو تو عورت پر غسل ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۹) اگر مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری کا حصہ پاؤ یا نصف یا تہائی حصہ فرج میں داخل ہو جاوے اور جوش کے ساتھ منی نکل کر فرج میں داخل ہو جاوے۔ اس صورت میں عورت پر بھی غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

(جواب) عورت پر غسل واجب نہیں۔(۴) فقط۔

منی کو روک لیا جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۰) مجھ کو چند روز سے بدخوابی زیادہ ہوتی ہے اور ساتھ ہی یہ عادت بھی ہوگئی ہے کہ احتلام کو روک لیتا ہوں، بعض مرتبہ تو قطرہ وغیرہ کچھ نہیں نکلتا اور بعض وقت ایک آدھ قطرہ نکل آتا ہے۔ مجھ کو بعض وقت یہ شبہ ہوتا ہے کہ قطرہ کو دکر

....

(۱) اولج حشفة او قدرها ملفوفة بخرقة ان وجد لذة الجماع وجب الغسل والا لا ، علی الا صح، والا حوط الوجوب (درمختار) ای وجوب الغسل فی الوجهین، بحر ، وسراج الخ (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۲ و ج ۱ ص ۱۵۳ . ط.س. ج ۱ ص ۱۶۴) ظفیر.

(۲) وفرض الغسل عند خروج منی من العضو (ایضاً ج ۱ ص ۱۴۸ . ط.س. ج ۱ ص ۱۵۹) ظفیر.

(۳) عن ابن عمر قال ذکر عمر بن الخطاب لرسول الله صلی الله علیه وسلم انه تصیبه الجنابة من اللیل فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم توضأ واغسل ذکرک ثم نم متفق علیه (مشکوٰة باب مخالطة الجنب وما یباح له ص ۴۹) ظفیر.

(۴) وفرض الغسل الخ عند ایلاج حشفة هی ما فوق الختان الخ او ایلاج قدرها من مقطوعها ولو لم یبق منه قدرها قال فی الا شباه لم یتعلق به حکم ولم اره (در مختار) قوله هی ما فوق الختان کذا فی القاموس و زاد الزیلعی من راس الذکر فی حاشیة نوح افندی هی راس الذکر الی الختان الخ (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۹ وج ۱ ص ۱۵۰ . ط.س. ج ۱ ص ۱۶۱) ظفیر.

شہوت کے ساتھ نکلا، اور بعض وقت کو ذکر شہوت کے ساتھ نہ نکلنے کا یقین ہوتا ہے، قطرہ بعض مرتبہ چونی کے برابر بعض مرتبہ ذرا بڑا، بعض مرتبہ چھوٹا ہوتا ہے، بعض مرتبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ احتلام کو روک دینے کے بعد بلا شہوت بھی ایک دو قطرہ آجاتا ہے، ایسی حالت میں غسل فرض ہوجاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جس صورت میں قطرہ آدھ قطرہ نکلنے کا یقین ہو اس صورت میں غسل واجب ہوجاتا ہے، اور جس صورت میں خروج قطرہ وغیرہ کا بالکل نہ ہو، اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا، اور احتلام کو روک لینے کے بعد بلا شہوت اگر قطرہ نکل آوے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ اس میں غسل کو واجب نہیں فرماتے، اور امام اعظم ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ غسل کو واجب فرماتے ہیں اور یہی احوط ہے۔ (۱) فقط۔

کپڑا لپیٹ کر جماع سے غسل کی وجہ

(سوال ۱۱۱) عضو تناسل پر کپڑا موٹا لپیٹ کر جماع کرنے سے غسل کیوں واجب نہیں ہوتا، اور یہ فعل شنیع جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اصل یہ ہے کہ فقہاء بعض مسائل اس باب کے لکھتے ہیں جن سے اس باب کا تعلق اور دوسرے احکام اس کے وہاں نہیں لکھتے۔ یہ امور کسی عالم سے زبانی معلوم کر لئے جاویں۔ پس مسئلہ وجوب غسل میں اس سے بحث نہیں کہ یہ فعل جائز ہے یا نہیں جیسا کہ غسل کے احکام میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ احد السبیلین میں غیبوبۃ حشفہ سے غسل واجب ہوجاتا ہے اور اس موقعہ پر یہ تصریح نہیں فرماتے کہ یہ فعل ایلاج احد السبیلین جائز ہے یا ناجائز۔ یہ حکم دوسرے باب میں لکھا گیا ہے کہ ایلاج فی الدبر حرام ہے، اسی طرح خرقہ کے ساتھ جماع کرنے کے بارے میں۔ اس باب میں صرف وجوب غسل وعدم وجوب غسل کا حکم لکھنا مقصود ہے اس کے جواز کا حکم لکھنا مقصود نہیں ہے، اس کا حکم دوسری جگہ ہے جو کہ اس باب سے متعلق نہیں ہے اور عدم وجوب غسل خاص اس صورت میں ہے کہ خرقہ ملفوفہ غلیظ ہو کر حرارت ولذت معلوم نہ ہو اور خرقۂ رقیق میں جس میں لذت جماع حاصل ہو مجرد دخول سے غسل واجب ہے اور انزال کے ساتھ باتفاق غسل واجب ہے۔ اور خرقۂ غلیظہ ہونے کی صورت میں بھی احوط یہ ہے کہ غسل کیا جاوے (درمختار کی عبارت یہ ہے اولج حشفة ملفوفة بخرقة ان وجد لذة الجماع بان كانت الخرقة رقيقة بحيث يجد حرارة الفرج واللذة وجب الغسل والا لا على الاصح والا حوط الوجوب الخ درمختار۔ (۲) قوله والالا اى مالم ينزل اور والا حوط الوجوب کی شرح میں شامی میں لکھا ہے وبه قالت الائمة الثلاثة الخ وهوظاهر حديث اذاالتقى الختانان وغابت الحشفة وجب الغسل الخ شامی۔ (۳) فقط۔

---

(۱) وفرض الغسل عندخروج منى الخ منفصل عن مقره الخ بشهوة الخ لانه ليس بشرط عندهما خلافا للثانى ولذاقال وان لم يخرج من راس الذكر بها وشرطه ابو يوسف وبقوله يفتى الخ (درمختار) ولا سيما قد ذكروا ان قوله قياس وقولهما استحسان انه الا حوط (رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۸ ج ۱ و ص ۱۴۹ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۵۹) ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۲ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۶۴ . ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۶۴ . ۱۲ ظفير.

عورت کو شہوت سے منی نکلے تو غسل فرض ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۲ /۱) عورتوں کو اگر شہوت سے منی نکلے مانند مردوں کے تو ان پر غسل فرض ہے یا نہیں؟

احتلام سے غسل

(سوال ۱۱۳ /۲) عورتوں کو اگر احتلام ہو تو غسل فرض ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) غسل فرض ہے۔(۱)

(۲) غسل فرض ہے۔(۲) فقط۔

انگلی ڈالنے کی وجہ سے غسل نہیں ہے

(سوال ۱۱۴ /۱) مرد نے قصداً عورت کی پیشاب گاہ میں انگلی کردی اس حالت میں عورت کو غسل واجب ہوا یا نہیں؟

اندر دواڈالنے سے غسل نہیں

(سوال ۱۱۵ /۲) ایک عورت اگر دوسری عورت کو جسم میں دواء پہنچانے یا کوئی خرابی اندرونی دیکھنے کو ہاتھ یا انگلی کرے یا خواہ مخواہ ہی کرے تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

(جواب)(او۲) اس میں غسل واجب نہیں ہے۔(۳) فقط۔

نابالغ بالغہ سے جماع کرے تو غسل کس پر ہے

(سوال ۱۱۶ الف) اگر نابالغ لڑکا بالغہ سے یا بالغ مرد نابالغہ سے جماع کرے تو غسل کس پر واجب ہوگا؟

(جواب) عورت بالغہ پر غسل واجب ہوگا۔ اگر لڑکا اس قابل ہے کہ جماع کرسکتا ہے قریب البلوغ ہے اور اس کو شہوت ہوتی ہے تو اس پر غسل واجب ہے۔ علی ہذا القیاس اگر جماع کرے بالغ مرد نابالغہ سے تو مرد پر غسل واجب ہے۔ اگر لڑکی مراہقہ قریب البلوغ ہے، اور اس کو شہوت ہوتی ہے تو اس پر بھی غسل واجب ہے۔ یہ مسئلے منیۃ المصلی اور ہدایہ، قدوری وغیرہ میں ہیں۔(۴) فقط۔

---

(۱) المعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم والیقظة (هدایه فصل فی الغسل ج ۱ ص ۳۷) ظفیر غفرله.

(۲) ایضا ۱۲ ظفیر.

(۳) ولا (یجب الغسل) عند ادخال اصبع ونحوه كذكر غیرآدمی وذكر خنثی ومیت وصبی لا یشتهی وما یصنع من نحو خشب فی الدبر او القبل علی المختار . (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۳ ط.س. ج ۱ ص ۱۶۶) البتہ اگر کوئی عورت شدت شہوت کی وجہ سے منی نکالنے کے ارادہ سے شرم گاہ (قبل) میں انگلی کرے، تو غسل واجب ہوگا وفی وجوب الغسل بادخال الاصبع فی القبل او الدبر خلاف والاولی ان یجب فی القبل اذا قصد الاستمناء لغلبة الشهوة لان الشهوة فیهن غالبة فیقام مقام المسبب وهو الانزال ، دون الدبر لعدمها (غنیة المستملی معروف به كبیری ص ۴۴) ظفیر.

(۴) صبی ابن عشر جامع امرأته البالغة علیها الغسل لوجود مرارة الحشفة بعد توجه الخطاب ولا غسل علی الغلام لانعدام الخطاب الا انه یؤمر به تخلقا كما یؤمر بالوضوء والصلوة ولو كان الزوج بالغا والزوجة صغیرة تشتهی فالجواب بالعكس (غنیة المستملی ص ۴۴ بحث غسل) ظفیر.

بعد غسل منی نکلے تو کیا پھر غسل واجب ہے

(سوال ۱۱۶ب) اگر کسی کی منی رقیق ہو اور وہ بعد پیشاب کرنے کے غسل کرے اور پھر بقیہ منی نکل آوے تو پھر غسل واجب ہوگا یا نہ۔

(جواب) اس بارہ میں شامی میں یہ تفصیل کی ہے کہ بعد بول کے اگر انتشار باقی رہے اور اس انتشار کی حالت میں بقیہ منی نکلے تو غسل دوبارہ لازم ہے اور اگر انتشار نہیں رہا تو غسل واجب نہیں اور وجوب غسل کے لئے انفصال بشہوت شرط ہے۔ اگرچہ خروج بشہوۃ نہ ہو مگر مواقع ضرورت میں خروج بشہوۃ پر فتویٰ ہے جو قول ہے ابو یوسف کا۔ پس ماسواء ضرورت کے انفصال بشہوۃ پر فتویٰ ہے، کذا فی الدرالمختار والشامی (۱) وغیرہما فقط۔

دھات آنے سے غسل نہیں

(سوال ۱۱۱۷) اگر کسی کو دھات آوے تو اس پر غسل واجب ہے کہ نہیں؟

(جواب) دھات سے غسل واجب نہیں۔ (۲) فقط۔

نابالغہ پر وطی سے غسل نہیں مگر غسل کر لینا مستحب ہے

(سوال ۱۱۱۸) نابالغہ لڑکی سے زنا کیا گیا تو اس پر غسل فرض ہے یا نہ؟

(جواب) نابالغہ پر غسل فرض نہیں ہے مگر غسل کر لینا اچھا ہے۔ (۳) فقط۔

جنابت کے بعد فوراً حائضہ ہوگئی تو غسل بعد ختم حیض ہے

(سوال ۱۱۱۹) ایک شخص اپنی بیوی سے ہم بستر ہوا۔ صبح کو اس کی بیوی حائضہ ہوگئی، تو اس کی بیوی پر غسل جنابت فرض ہے یا نہیں؟

---

(۱) وفی الخانیة خرج منی بعد البول وذکره منتشر لزمه الغسل قال فی البحر ومحمله ان وجد الشهوة (درمختار) قوله و محمله ای ما فی الخانیة قال فی البحر ویدل علیه تعلیله فی التجنیس بان فی حالةالا نتشاروجد الخروج والا نفصال جمیعا علی وجه الدفق والشهوة اه عبارة المحیط کما فی الحلیة رجل بال فخرج من ذکره منی ان کان منتشر افعلیه الغسل لان ذلک دلا لة خروجه عن شهوة(ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۹ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۶۱) لانه ای الدفق لیس بشرط عندهما خلافا للثانی ولذا قال وان لم یخرج من راس الذکر بها (ای بشهوة)وشرطه ابو یوسف وبقوله یفتی فی ضیف خاف ریبة واستحیٰ الخ وبقول ابی یوسف نا خذ لانه ایسر علےٰ المسلمین قلت ولا سیما فی الشتاء والسفر (درمختار) فینبغی الافتاء بقوله فی مواضع الضرورة فقط (رد المحتار ایضاً .ط.س.ج ۱ ص ۱۵۰) طفیر.

(۲) لا (ای لا یفرص الغسل) عند مذی او ودی بل الوضؤ منه ومن البول جمیعا علی الظاهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۶۵)ظفیر.

(۳) وعند ایلا ج حشفة ادمی الخ فی احد سبیلی ادمی حی یجا مع مثله علیهما ای الفاعل والمفعول، لوکان مکلفین ولو احدهما مکلفا فعلیه فقط دون المراهق لکن یمنع من الصلوٰة حتی یغتسل ویو مر به ابن عشر تادیبا (درمختار) وفی القنیة قال محمد وطی صبیة یجا مع مثلها یستحب لها ان تغتسلی کانه لم یر جبرها وتا دیبها علی ذلک (رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۹ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۶۱ ...... ۱۶۲)ظفیر.

(جواب) غسل جنابت اس پر فرض نہیں رہا حیض سے پاک ہو کر غسل کرے (۱) فقط۔

زنا اور اغلام وغیرہ سے بھی غسل واجب ہے

(سوال ۱۲۰) اغلام اور زنا اور رنڈی بازی وغیرہ کا غسل واجب ہے یا مستحب؟

(جواب) اس حالت میں غسل واجب ہے (۲) اور جو گناہ کبیرہ اس فعل شنیع سے ہوا اس سے توبہ کرے، اور جنابت خواہ فعل حلال سے ہو خواہ حرام سے غسل کا طریقہ ایک ہی ہے۔ فقط۔

دوا کے لئے شرم گاہ میں انگلی داخل کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا

(سوال ۱۲۱) اگر ادخال اصبع یا اصبعین دو تین مرتبہ دایہ بغرض دوا لگانے کے کرے تو مدخولہ پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

(جواب) اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ (۳) فقط۔

بغیر شہوت خود اپنی انگلی شرم گاہ میں ڈالے تو اس سے نہ غسل واجب ہوتا ہے اور نہ روزہ جاتا ہے

(سوال ۱۲۲) عورت اگر بغیر شہوت کے فرج میں انگلی ڈالے تو اس پر غسل واجب ہوگا یا نہیں۔ اور حالت روزہ میں ایسا کرنے سے روزہ میں کچھ فرق آوے گا یا نہیں۔

(جواب) نہیں۔ (۴) فقط۔

نیند سے اٹھ کر عضو پر تری دیکھی اور یقین ہے کہ وہ منی نہیں تو غسل واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۲۳) ایک شخص نیند سے اٹھ کر احلیل ذکر میں تری دیکھتا ہے، اس کو یقین ہے کہ احتلام نہیں ہوا، یا اس کو احتلام یاد نہیں اور یہ مذی کی تری ہے اور اثر منی کا بدن اور کپڑے پر مطلقاً نہیں ہے اس صورت میں غسل واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں غسل واجب نہیں ہے منیہ میں بھی مطلقاً اس صورت میں غسل کو واجب نہیں کہا جیسا کہ اس کی عبارت ان کان ذکرہ منتشر اقبل النوم (۵) سے اس کی تفصیل کی ہے جس صورت میں وجوب غسل فرمایا ہے وہ

....

(۱) وفرض الغسل (الیٰ قوله) عند انقطاع حيض ونفاس الخ ای يجب عنده (درمختار) ای عند تحقق الا نقطاع ونحوه والمراد بعده (رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۶۵) الا جماع على انه لا يجب الوضؤ على المحدث والغسل على الجنب والحائض والنفساء قبل وجوب الصلوٰة اوارادة مالا يحل الا به كذا فى البحر الرائق (عالمگیری کشوری موجبات غسل ص ۱۵ ج ۱ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۶) ظفیر.

(۲) وفرض الغسلُ عند خروجه المنى الخ وعند ايلاج حشفة ما فوق الختان الخ او ايلاج قدرها من مقطوعها الخ فى احد سبيلى آدمى حى يجامع مثله عليهما اى الفاعل والمفعول لو كان مكلفين . الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۹ ج ۱ و ص ۱۵۰ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰ ...... ۱۶۱) ظفير.

(۳) ولا (يفرض الغسل) عند ادخال اصبع و نحوه فى الدبر والقبل (الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۶۶) (۴) ايضاً اوادخل اصبعه اليابسة فيه اى دبره او فرجها الخ لم يفطر (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصوم باب مايفسد الصوم وما لا يفسده ج ۲ ص ۱۳۵ .ط.س. ج ۲ ص ۳۹۷) ظفير.

(۵) غنية المستملى ص ۴۱ فصل فى الطهارة . الكبرى ۱۲ ظفير.

وجوب احتیاطاً فرمایا ہے، چنانچہ کبیری کی عبارت جو علیحدہ پرچہ پر منقول ہے اس میں صاف ہے کہ وجوب غسل کی اس میں کوئی دلیل نہیں ہے اور پھر دلائل عدم وجوب غسل بیان فرمائے۔ (۱) فقط۔

خواب میں کسی عورت سے جماع کیا مگر انزال نہ ہوا تھا کہ جاگ گیا اور پیشاب کے وقت **سفید** قطرات آئے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۴) زید نے خواب میں کسی عورت سے جماع کیا مگر ابھی انزال نہ ہوا تھا کہ زید بیدار ہو گیا جب پیشاب کرنے لگا تو قبل از بول چند قطرے رقیق سفید ذکر سے خارج ہوئے، آیا زید پر غسل واجب ہے یا نہ۔

(۲) عمر کو مرض سرعت انزال یعنی رقت منی لاحق ہے، اگر وہ کسی قسم کا خیال یا تصور کرے یا خواب میں یا بیداری میں اس کا ذکر منتشر ہو جائے تو ذکر سے چند قطرے رقیق سفید نکل آتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بغیر تصور و انتشار قبل از بول چند قطرے رقیق سفید خارج ہوتے ہیں ان تمام حالتوں میں غسل واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) ظاہر ہے کہ ان سب صورتوں میں جو کچھ قطرات سفید نکلے وہ مذی ہے۔ جیسا کہ تعریف مذی ماء رقیق ابیض یخرج عند الشهوة شامی. (۲) اس پر صادق آتی ہے لہذا اس پر غسل واجب نہیں ہے اور احتیاطاً کر لیوے تو اچھا ہے۔ (۳) فقط۔

غسل فرض ہونے کی حالت میں لوگوں کے سامنے غسل جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۵) بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ اگر کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہیں تو ایسی حالت میں مرد کو مرد کے سامنے اور عورت کو عورت کے سامنے غسل کرنا واجب ہے۔ زید کہتا ہے کہ لفظ واجب اصل عربی عبارت میں نہ ہوگا۔ بکر کہتا ہے کہ یہ ترجمہ بالکل درست ہے۔ آپ فیصلہ فرمادیں۔

(جواب) یہ مسئلہ صحیح ہے درمختار میں ایسا ہی ہے عبارت عربی کی یہ ہے علیه غسل وثمه رجال لا يدعه ان رواه والمرأة بين رجال اور رجال ونساء تؤخره لا بين نساء. (۴) فقط اس کا ترجمہ اور مطلب وہی ہے جو مولانا نے

---

(۱) وان استيقظ فوجد في احليله بللا لا يدرى المنى حرام مذى ولم يتذكر حلما ينظر ان كان ذكره منتشر اقبل النوم فلا غسل عليه لان الا نتشار سبب لخروج المذى فيحمل عليه وان كان ذكره قبل النوم ساكتا فعليه الغسل للاحتياط المذكور في الخلاصه الخ غنية المستملى ص ۴۱) ظفير. (۲) رد المحتار ابحاث الغسل تحت قوله لا عند مذى ص ۱۵۳ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۶۵. ۱۲ ظفير. (۳) لا (اى لا يفرض الغسل) عند مذى او ودى بل الوضوء منه ومن البول جميعا (الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۳. ط.س. ج ۱ ص ۱۶۵) ظفير.

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۳ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۵. علامہ شامی نے اس پر جو نوٹ نقل کیا ہے وہ ہر طرح قابل غور ہے لکھتے ہیں" قوله لا يدعه وان رأوه عزاه في القنية الى الوبرى قال في شرح المنية وهو غير مسلم لان ترك المنهى مقدم على فعل الماءمور وللغسل خلف وهو التيمم فلا يجوز كشف العورة لاجله عند من لا يجوز نظره اليها بخلاف الختان وتمامه فيه (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۳. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۵) ظفير.

یہ ساری بحث ننگے نہانے کے لئے ہے لیکن اگر تہبند باندھ کر مرد کے سامنے غسل کرے تو کوئی مضائقہ نہیں فان اريد بقوله " وان رأوه وبقول الاخرو ماجمه سترة " رويته ما سوى العورة فلا كلام وان اريد العورة كما قال البزازى كشف ازاره في الحمام لغسله وعصره لا ياثم لعدم امكان تطهيره بدونه والا ثم على الناظر غير مسلم لان ترك المنهى قدم الخ (غنية المستملى ص ۴۹) یہاں مجیب علیہ الرحمۃ کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ ستر کے علاوہ حصہ لوگ دیکھ رہے ہوں تو تہبند باندھ کر نہانا واجب ہے۔ یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ لوگوں کے سامنے ننگا نہانا واجب ہے۔ والله اعلم ۱۲ ظفير.

لکھا ہے، زید کو جب کہ عربی عبارت کے مفہوم کے سمجھنے کی استعداد نہیں تو اعتراض نہ کرنا چاہئے۔ لا یدعہ کا ترجمہ لفظی تو یہ ہے کہ وہ مرد غسل کو نہ چھوڑے مگر مطلب اس کا یہ ہے کہ غسل واجب ہے۔ فقط۔

کئی بار جماع کے بعد ایک غسل کافی ہے

(سوال ۱۲۶) جس شخص نے ایک شب میں کئی بار جماع کیا ہو وہ اگر صرف صبح کو ایک ہی غسل کرے تو کافی ہوگا یا نہیں؟

(جواب) ایک غسل کافی ہے۔(۱) فقط۔

حالت جنابت میں جزدان کے ساتھ قرآن چھونا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۷) حالت جنابت میں قرآن شریف کو جزدان کے ساتھ چھو سکتے ہیں یا نہیں اور بے وضو قرآن شریف اور درود شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جزدان کے ساتھ جنبی قرآن شریف کو چھو سکتا ہے۔(۲) اور بے وضو کو پڑھنا قرآن اور درود شریف کا درست ہے۔(۳) فقط۔

ذکر ہر حالت میں جائز ہے

(سوال ۱۲۸) ایک شخص بلا لحاظ پاکی وناپاکی کے ہر وقت اٹھتا، بیٹھتا، یا اللہ، یا رحمٰن یا رحیم، یا کریم پڑھا کرتا ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز۔ اور ثواب ہوتا ہے یا نہ۔

(جواب) یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم، یا کریم۔ اٹھتے بیٹھتے پڑھنا اور اس کی عادت کر لینا جائز بلکہ عمدہ اور اولیٰ ہے۔ اور پڑھنے والے کے لئے اجر وثواب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور وضو سے ہو تو اچھا ہے اور زیادہ ثواب ہے، اور بے وضو بھی درست ہے اور اس میں بھی ثواب ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یطوف علی نسائہ بغسل واحد رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب مخالطۃ الجنب وما یباح لہ ص ۴۹)

(۲) ولا یجوز لہم ای للجنب والحائض والنفساء مس المصحف الا بغلافہ وکذا کل ما فیہ ایۃ تامہ من لوح اودرہم ونحو ذلک لقولہ تعالیٰ لا یمسہ الا المطہرون (غنیۃ المستملی ص ۵۶) ظفیر۔

(۳) ولا تکرہ قراءۃ القران للمحدث ظاہرا ای علی ظہر لسانہ حفظا بالاجماع (غنیۃ المستملی ص ۵۷) والوضوء لمطلق الذکر مندوب وترکہ خلاف الاولیٰ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۶۱۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۱۷۴) ظفیر۔

(۴) والا فالوضوء لمطلب الذکر مندوب وترکہ خلاف الاولی (الدر المختار علی ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۶۱ ج ۱۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۱۷۴) ظفیر۔

الباب الثالث فی المیاہ

فصل اول پاک وناپاک پانی

دہ دردہ سے کم پانی نجاست پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے

(سوال ۱۲۹) مثلاً قصبہ گودرہ میں شدید خشک سالی کی وجہ سے تالاب وغیرہ خشک ہو گئے، دھوبیوں کو کپڑے دھونے کی سخت دشواری ہے، ایسی حالت میں ایک ندی کے قریب انہوں نے پانچ پانچ گز جھیرا کھود کر کپڑے دھونا شروع کئے اور جس وقت کپڑے سفید ہو گئے تو وہ پانی نکال ڈالا اور دوسرا پانی بھر لیا، پھر وہی کپڑے اس پانی میں پاک کر لئے، اس پانی میں ہر قسم کے کپڑے صاف ہوتے ہیں۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ یہ پانی پاک ہے یا نہیں، اور اس طرح یہ کپڑے پاک ہوتے ہیں یا نہیں اور اس پانی کے دھلے ہوئے کپڑوں سے جو نماز پڑھی ہے اس کا اعادہ کرنا ہوگا یا نہیں؟

(جواب) ٹھہرا ہوا قلیل پانی جو دہ دردہ سے کم ہو نجاست کے واقع ہو جانے سے ناپاک ہو جاتا ہے نجس کپڑا اس میں پاک نہ ہوگا۔ اور اگر ناپاک کپڑا اس میں ڈال دیا جائے گا تو پانی نجس ہو جائے گا۔(۱) دوسرے ناپاک کپڑے اور خود وہ ناپاک کپڑا اس سے پاک نہ ہوگا۔(۲) پچھلی پڑھی ہوئی نمازیں جو اس پانی میں دھلے ہوئے کپڑوں سے پڑھی گئی ہیں جب تک یقین کے ساتھ یہ ثابت نہ ہو کہ ناپاک کپڑا اس پانی میں ڈالا گیا ہے اور اس کے بعد ان نمازیوں کا کپڑا اس ناپاک پانی میں گرا ہے اس وقت تک اعادہ ان پچھلی نمازوں کا لازم نہیں ہے۔ الغرض چونکہ یہ تحقیق اور یقین دشوار ہے اس لئے پچھلی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔(۳) البتہ آئندہ کو احتیاط رکھنی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

لید، گوبر سے کھانا پکانا اور پانی گرم کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۳۰) اگر وضو کے لئے حیوانات مثل بکری گائے بھینس، گھوڑا، اونٹ اور آدمی کے گوبر و پاخانہ وغیرہ سے جلا کر پانی گرم کیا جائے یا روٹی پکائی جائے تو اس پانی سے وضو و غسل جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ روٹی کھانی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ پانی پاک ہے اس سے وضو و غسل درست ہے اور جو روٹی اس سے پکائی جائے وہ بھی پاک ہے اس کا کھانا درست ہے۔(۴) فقط۔

حوض میں غسل جنابت وغیرہ جائز ہے یا نہیں اور اگر کتا یا خنزیر گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱/۱۳۱) حوض کے اندر غسل جنابت یا حیض ونفاس درست ہے یا نہیں۔ اور اگر حوض میں خنزیر یا کتا گر کر مر جائے تو پانی اس کا پاک ہے یا ناپاک؟

---

(۱) وکل ماء (قلیل) وقعت النجاسة فیه لم یجز الوضؤ به قلیلا کانت النجاسة او کثیرا (هدایه باب الماء الخ ج ۱ ص ۱۴) ظفیر. (۲) وبول انتضح کرؤس ابر الخ لکن لو وقع فی ماء قلیل نجسه فی الا صح (درمختار) قال فی الحلیة لو وقع هذا الثوب المنتضح علیه البول مثل رؤس الا بر فی الماء القلیل هل ینجس ففی الخلاصة الخ ینجس الخ المختار انه ینجس ان کان اکثر من قدر الدرهم (رد المحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۷ و ج ۱ ص ۲۹۸ . ط.س. ج ۱ ص ۳۲۲......۳۲۳) ظفیر.
(۳) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعده الثالثه ص ۷۵) ظفیر. (۴) لا یکون نجسا ماء قدرو الا لزم نجاسة الخبز فی سائر الا مصار (درمختار) المرادبه العذرة والروث (رد المحتار باب الانجاس ص ۳۰۱ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۲۶) ظفیر.

جنبی سے غسل کرتے وقت جو پانی گرتا ہے وہ برتن میں پڑے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۲/ ۲) اگر کوئی شخص جنابت کا غسل کرے، یا عورت حیض ونفاس کا، اور قطرے برتن کے بیچ میں گریں تو پانی کا کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) دہ دردہ حوض کے اندر یہ سب امور درست ہیں (۱) فقط۔

(۲) اس میں کچھ حرج نہیں پانی پاک ہے، (۲) اور قلیل مستعمل کثیر غیر مستعمل کو مستعمل نہیں بناتا۔ (۳) فقط۔

پانی کا مزہ وغیرہ بدل جائے تو ناپاک ہے

(سوال ۱۳۳/ ۱) پانی میں اگر بو ہو یا رنگ اور مزہ بدل جائے تو پاک ہے یا ناپاک ہے؟

دہ دردہ سے کم پانی جس میں ظاہری نجاست واقع نہ ہو پاک ہے

(سوال ۱۳۴/ ۲) پانی میں اگر نجاست ظاہری نہ ہو اور پانی دہ دردہ بھی نہ ہو اور گہرائی بھی زیادہ نہ ہو جیسے جنگل میں ڈوک ہوتے ہیں تو پانی پاک ہوگا یا ناپاک ہوگا؟

دہ دردہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہئے

(سوال ۱۳۵/ ۳) دہ دردہ پانی کی کس قدر گہرائی اور عمق ہونی چاہئے؟

(جواب) (۱) نجاست سے اگر پانی کا مزہ یا بو یا رنگ یا ان میں سے دو یا تینوں بدل جائیں تو وہ ناپاک ہے۔ (۴)

(۲) پاک ہے (۵)

(۳) عمق اور گہرائی کی کچھ تحدید نہیں ہے، ہدایہ میں کہا کہ اس قدر گہرا ہونا کافی ہے کہ چلو میں لینے سے زمین نہ کھلنا

---

(۱) وکذا یجوز براکد کثیر کذلک ای وقع فیه نجس لم یراثره الخ وانت خبیر بان اعتبار العشر اضبط ولا سیما فی حق من لارای له من العوام فلذا افتی به المتأ خرون الا علام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۷۶ ج ۱ و ص ۱۷۷ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۹۰) ظفیر. (۲) جنب اغتسل فانتضح من غسله شئی فی انا ئه لم یفسد علیه الماء (عالمگیری مصری باب المیاه ص ۲۲ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۳) ظفیر قوله وهو طاهر و لو من جنب الخ رواه محمد عن الا مام هذه الروایة هی المشهورة عنه واختارها المحققون قالوا علیها الفتوی لا فرق فی ذلک بین الجنب والمحدث واستثنیٰ الجنب فی التنجیس الا ان الا طلاق اولی وعنه التخفیف والتغلیظ ومشائخ العراق نفرا، الخلاف وقالوا انه طاهر عند الکل وقد قال فی المجتبی صحت الروایة عن الکل انه طاهر غیر طهور الخ قوله وهو الظاهر کذا فی الذخیرة ای ظاهر الروایة وممن صرح بان روایة الطهارة ظاهر الروایة وعلیها الفتوی (ردالمحتار باب المیاه ص ۱۸۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۰...... ۲۰۱)
مگر شرط یہ ہے کہ بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست حقیقیہ لگی ہوئی نہ ہو۔ ۱۲ ظفیر.

(۳) اومما ثلا کمستعمل فبالاجزاء فان المطلق اکثر من النصف جازا لتطهیر بالکل والا لا وهذا یعم الملقی والملاقی ففی الفساقی یجوز التوضی مالم یعلم تساوی المستعمل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه مطلب فی مسئله الوضو من الفساقی ج ۱ ص ۱۶۸ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر.

(۴) ان الغدیر العظیم کا لجاری لا یتنجس الا بالتغیر من غیر فصل هکذا فی فتح القدیر (عالمگیری کشوری باب المیاه ج ۱ ص ۱۶ ط.ماجدیه ج ۱ ۱۸) وبتغیر احد او صافه من لون او طعم او ریح ینجس الکثیر واما القلیل ینجس وان لم یتغیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر.

(۵) لا لو تغیر بطول مکث فلو علم نتنه بنجاسة لم یجزو لو شک فالا صل لطهارة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۶) ظفیر.

چاہئے۔(۱) فقط۔

جس تالاب میں گندہ پانی جمع ہوتا ہو وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۳۶) ایک جھیرے میں پانی برساتی ونہری آتا ہے اور برسات میں تمام شہر کا گندہ پانی بھی اس میں جاتا ہے اس پانی میں کپڑے دھونا اور وضو اس سے کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ پانی پاک ہے وضو کرنا اور کپڑے دھونا اس سے درست ہے۔(۲) فقط۔

وضو کے بقیہ پانی سے استنجا

(سوال ۱۳۷) وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا اور استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

(جواب) درست ہے۔ فقط۔

تالاب میں کتا مر کر سوج جائے تو پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۳۸) ایک کچا تالاب جس میں پانی دو کنال ہے ایک کنال جگہ میں پانی کی گہرائی دو فٹ اور دوسرے کنال میں تین فٹ ہے بلکہ کچھ زیادہ، زیادہ پانی کی طرف ایک باؤلا کتا داخل ہوا، اور مر گیا، چند گھنٹہ اس پانی میں رہا پھر نکال لیا گیا مگر سوج گیا۔ لوگ پانی کو استعمال نہیں کرتے، یہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر یہ تالاب جس کی گہرائی دو اور تین فٹ بتلائی گئی ہے، پیمائش میں دس ہاتھ چوڑا اور دس ہاتھ لانبا ہو یعنی دس ہاتھ مربع تو کتے کے اس مر جانے سے اور سوج جانے سے یہ تالاب اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک اس پانی میں اس مردار کی بدبو نہ آجائے یا ذائقہ اور رنگ میں فرق نہ آجائے کما فی الدر المختار و کذا یجوز براکد کثیر کذا لک ای وقع فیه نجس لم یر اثره بحر (الیٰ قوله) وفی النهر وانت خبیر بان اعتبار العشر ضبط لا سیما فی حق من لا رأی (۳) فقط۔

غیر نمازی کے بھرے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۳۹) جو مؤذن نماز نہ پڑھے اس کے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے یا نہ؟

(جواب) اس کے بھرے ہوئے پانی سے وضو درست ہے اور وضو کرنے والوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں (۴) فقط۔

---

(۱) والمعتبر فی العمق ان یکون بحال لا ینحسر بالا غتراف هو الصحیح (هدایه باب الماء ج ۱ ص ۴۲) اذ المعتمد عدم اعتبار العمق وحده (درمختار. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۷) ظفیر.

(۲) ان الغدیر العظیم کا لجاری لا یتنجس الا بالتغیر (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۶. ط. ماجدیه ص ۱۸) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۷۶ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۹۰. ۱۹۲ ظفیر.

(۴) بھرنے والے کا اعتبار نہیں خواہ کوئی بھی ہو پانی پاک ہونا چاہئے۔ وتجوز الطهارة الحکمیة بماء مطلق الخ ظاهر (غنیة المستملی ج ۱ ص ۸۶ باب المیاه) ظفیر.

کوئی بدعتی پانی دے دے تو اس سے وضو درست ہے

(سوال ۱۴۰) عشرہ محرم کو تعزیہ کے لئے مشکیں چھڑ کواتے ہیں اگر کوئی شخص یہ مشکیں پانی کی مسجد کے سقاوہ میں بھروادے تو اس پانی سے وضو درست ہے یا نہ؟

(جواب) اس پانی سے وضو درست ہے(۱) اور چھڑکوانا اس کا تعزیہ کے لئے درست نہیں ہے(۲) فقط۔

گاؤں کا بڑا گڈھا جس میں غلیظ پانی آکر جمع ہو پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۴۱) اکثر گاؤں کے قریب گڈھے کھدے ہوئے ہوتے ہیں اس میں برسات کے موسم میں تمام گاؤں کا غلیظ پانی آکر جمع ہوجاتا ہے اور اتنا پانی نہیں ہوتا کہ جو بہہ کر ادھر ادھر نکل جایا کرے لیکن ہوتے وہ بڑے ہیں کیا وہ ماء جاری کے حکم میں ہیں اور ان میں وضو غسل جائز ہے کہ نہیں؟

(جواب) وہ پانی پاک ہے اور وضو غسل اس میں درست ہے۔(۳) فقط۔

ناپاک پانی سے غسل جائز نہیں

(سوال ۱۴۲) نجس پانی سے غسل جائز نہیں اگر جائز ہے تو کس وقت میں۔ اور نجس پانی سے اگر غسل کرے تو مسجد میں داخل ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اور قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) نجس پانی سے غسل واجب نہیں اور وہ غسل معتبر نہ ہوگا، یعنی جنابت سے نہ نکلے گا پس مسجد میں داخل ہونا اور قرآن شریف پڑھنا اس کو درست نہیں۔ درمختار میں ہے **یرفع الحدث مطلقاً بماء مطلق ، قال فی الشامی فخرج المقید و الماء المتنجس والماء المستعمل الخ شامی.**(۴)

سرکاری نہر سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۴۳) آج کل جو سرکاری نہر بغرض آب پاشی جاری ہیں اگر ان نہروں میں بلا اجازت سرکار یا ملازم سرکاری کے وضو غسل کرلے تو جائز ہے یا ناجائز؟

(جواب) وضو اور غسل کے لئے اس نہر سے پانی لینا درست ہے۔

---

(۱) اس لئے کہ پانی پاک ہے یرفع الحدث بماء مطلق ہو مایتبادر عند الا طلاق کماء سماء واودیة وعیون وابار و بحار و ثلج مذاب الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المیاہ ص ۱۶۲ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۷۹)ظفیر.

(۲) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد رواہ مسلم (مشکوۃ باب الا عتصام بالکتاب السنة ص ۲۷)ظفیر.

(۳) وکذا یجوز براکد کثیر کذلک ای وقع فیہ نجس لم یر اثرہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المیاہ ج ۱ ص ۱۷۲ .ط.س.ج ۱ ص ۱۷۶)ظفیر.

(۴) رد المحتار باب المیاہ ص ۱۶۵ ج ۱ و ج ۱ ص ۱۶۲ .ط.س.ج ۱ ص ۱۷۹ . ۱۲ ظفیر.

اس نہر کا پانی جس میں پاخانہ کی نالی گرتی ہو

(سوال ۱۴۴) قصبہ ہلدوانی میں ایک نہر جاری ہے تمام لوگ اس کا پانی پیتے ہیں لیکن اس نہر میں قصبہ کے چند مکانات کا پانی پاخانہ کا جاتا اور گرتا ہے تو اس نہر کا پانی پینا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) پانی اس نہر کا پاک ہے پینا اور وضو کرنا اس سے درست ہے۔(۱) فقط۔

بارش کا بہتا پانی بارش کے وقت تک پاک ہے

(سوال ۱۴۵) بارش کا پانی بوقت بارش سڑکوں کی نالیوں میں ایک گز چوڑائی اور نصف گز کی گہرائی سے گھنٹوں متواتر بہتا ہے جب کہ بارش دو تین گھنٹہ متواتر ہوتی ہے، ایسے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اسی حالت میں اس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے۔(۲) فقط۔

پاک حقہ کے پانی سے وضو درست ہے

(سوال ۱۴۶) درصورت میسر نہ آنے پانی کے حقہ کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر حقہ پاک ہے تو درست ہے۔(۳) فقط۔

کم پانی میں ہاتھ ڈال کر وضو کرنے سے پانی نجس نہیں ہوتا

(سوال ۱۴۷) زید میگوید آبے کہ بقدر نصف صاع یا زیادہ یا کم بود وضو کردن ازاں بادخال اعضاء جائز است، بسیار کس راہ در حالت واحدہ نادانستہ نشود تساوی مستعمل بدلیل قول درمختار ففی الفساقی یجوز التوضی مالم یعلم تساوی المستعمل وبدلیل تائید شامی ہمیں را۔ وابوبکر میگوید جائز نیست ازاں آب مذکور وضو کردن بدلیل قول شامی نزد قول درمختار فرع اختلف فی محدث انغمس فی بئر الخ لانہ لو کان للاغتسال صار مستعملا اتفاقا الخ وبدلیل قول شرح منیہ در باب انجاس لو اخذ الجنب الماء بفمه لا یبقی طهورا قال قاضی خان هو الصحیح بازمی آرد در حق صبی فان توضأ به ناویا المختار انه یصیر مستعملا دریں ہمہ اقوال۔ قید تساوی نیست واین مفتی بہ است برسم فتوی کہ لفظ اتفاق وصحیح ومختار است دریں چہ تواں دانست

(جواب) درآنجا کہ قید تساوی نوشتہ است آں قول دیگر است وحکم باستعمال کل ماء قول دیگر است، پس مبنیٰ قولین مختلف

---

(۱) ویجوز بجار وقعت فیه نجاسة والجاری هو مایعد جار یا عرفا الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۷۳ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۷) ظفیر.

(۲) المطر مادام یمطر فله حکم الجریان حتی لو اصاب بالعذرات علی السطح ثم اصاب ثوبالا یتنجس (عالمگیری کشوری باب المیاه ج ۱ ص ۱۵. ط ماجدیه ج ۱ ص ۱۷) ظفیر.

(۳) لا ای لا ینجس لو تغیر بطول مکث فلو علم نتنه بنجاسة لم یجز (الدر المختار علی هامش رده المختار باب المیاه قبیل مطلب فی ان التوضی من الحوض افضل الخ) ظفیر.

است وصحیح ہمیں است کہ اگر ماء مستعمل کم از نصف باشد وضواز ان جائز است۔ (۱) فقط۔

مچھلی کی بیٹ سے حوض ناپاک نہیں ہوتا

(سوال ۱۴۸) اذا وقع فی حوض الکبیر خرء السمک علی کثرۃ فیجوز التوضی بہ ام لا؟ وھل یتنجس منہ الثیاب و الماء ام لا؟

(جواب) لا یتنجس منہ الماء والثوب ویجوز التوضی بالماء الذی وقع فیہ۔ (۲) فقط۔

وہ تالاب جس میں گندگی تھی وہ بھر کر بہہ گیا۔ تو اس کا پانی پاک ہے

(سوال ۱۴۹) ہمارے گاؤں کا تالاب بارش کے پانی سے بھر گیا ہے مگر اس کے بھرنے کی کیفیت یہ ہے کہ وہ تالاب بڑا ہے اور اس میں ناپاکی بھری ہوئی ہے، پیشاب وپاخانہ آدمیوں اور جانوروں کا پھر زیادہ بارش سے کھیتوں کا پاک پانی بھی اس تالاب میں گیا۔ مگر تالاب بھر کر باہر نہیں نکلا، اور اب اس تالاب میں کوئی ناپاکی کی صفت نہیں ہے بلکہ پانی صاف ہے آیا یہ پانی پاک ہے یا نہیں اور اس سے وضو اور غسل درست ہے یا نہیں؟

(جواب) مسئلہ یہ ہے جیسا کہ جملہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ زیادہ پانی جیسا کہ حوض دہ دردہ کا یا ایسی مقدار کے تالاب کا نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس میں صفات نجاست میں سے کوئی ایک صفت نہ آ جائے اور وصف اس کا بدل نہ جاوے، پس جب کہ اس تالاب کا پانی صاف ہے اور اثر نجاست کا اس میں کچھ نہیں معلوم ہوتا تو وہ پانی پاک ہے وضو اور غسل اس سے درست ہے کما فی الدر المختار. وکذا یجوز براکد کثیر کذلک ای وقع فیہ نجس لم یر اثرہ الخ ای من طعم اولون اوریح شامی. (۳) فقط۔

ناپاک پانی میں دوسرا پانی جائے مگر کوئی اثر ناپاکی کا نہ ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۰/۱) میں نے پانی کے مسئلہ کے بارے میں جو تحقیق کی اس کا مجھ کو صاف خلاصہ نہیں ملا۔ آپ نے لکھا ہے کہ دہ دردہ پانی میں ناپاکی گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا، جب تک اس میں کوئی صفت نہ بدلے۔ لیکن میں نے یہ جواب نہیں منگایا بلکہ یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی سے ناپاکی ہو، اور اس میں ناپاک پانی بھی جاوے اور پاک بھی، ان سے بھرنے کے بعد کوئی صفت نہیں رہی تو یہ پانی کیسا ہے مثلاً ایک دہ دردہ حوض میں قلیل پانی تھا کہ چلو بھرنے سے زمین کھل جاتی تھی، اتنا پانی بھرا تھا کہ اس میں ناپاکی گر گئی، اب بوجہ قلیل پانی کے ناپاکی گرنے سے ہی ناپاک ہو گیا، پھر اس مین پانی آیا اب دہ دردہ کی مقدار بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو گیا اور اس میں ناپاکی کی کوئی صفت بھی نہیں ہے، بلکہ پہلے ہی سے اس میں

---

(۱) کمستعمل فبا لا جزاء فان المطلق اکثر من النصف جاز التطہیر بالکل والا لا (درمختار) ای وان لم یکن المطلق اکثر بان کان اقل او مسا ویا لا یجوز (رد المحتار باب المیاہ قبیل مطلب فی مسئلۃ الوضوء عن الفساقی ص ۱۶۸ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر. (۲) ویجوز رفع الحدث بما ذکرو ان مات فیہ ای فی الماء ولو قلیلا غیر دموی الخ ومائی مولد الخ کسمک (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المیاہ ص ۱۷۰ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۷۹) ظفیر.
(۳) رد المحتار باب المیاہ ج ۱ ص ۱۷۶ ط.س. ج ۱ ص ۱۹۰. ۱۲ ظفیر.

کوئی صفت نہ تھی۔ اورناپاک پانی میں پاک آیا ہے اور دہ دردہ ہوگیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک۔

ناپاک کنویں سے پانی نکالا اور وہ بہہ کر جمع ہوا

(سوال ۱۵۰/۲) ایک کنواں ناپاک ہوا اس میں سے پانی نکالا وہ پانی دس گز بہہ کر گے وہاں جمع ہوا وہ پاک ہے یا نہ؟

(جواب)(اور۲) درمختار میں ہے ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه وكذا البير والحوض والحمام الخ باب المياه (۱) وفي ردالمحتار للشامي ص ۱۲۶ ج ۱ وكذا ايده سيدي عبد الغني بما في عمدةالمفتي من ان الماء الجاري يطهربعضه بعضا وبما في الفتح وغيره من ان الماء النجس اذا دخل على ماء الحوض الكبير لا ينجسه ولو كان غالباً على ماء الحوض .الخ.(۲) اس ثانی روایت سے مسئلہ اولیٰ کا جواب واضح ہوگیا کہ ماءنجس حوض کبیر کونجس نہیں کرتا اور پہلے سے نجس ہونا حوض وتالاب کا بلاتغیر نجاست کے مسلم نہیں ہے اور روایات اول سے مسئلہ ثانیہ کا جواب واضح ہوگیا (کہ وہ پانی پاک ہے۔ظفیر) اورفقہاء نے پانی کے بارے میں سہولت کواختیار فرمایا ہے اورعموم بلویٰ کالحاظ کیا ہے قال الله تعالىٰ ليس عليكم في الدين من حرج(۳) اورفقہ کا قاعدہ ہے المشقة تجلب التيسير (۴) اور اليقين لا يزول بالشک۔(۵) الغرض پانی کے معاملہ میں وہم اور شک کودخل نہ دینا چاہئے جب کسی تالاب یا حوض میں پانی صاف ہے اور متغیر بالنجاست نہیں ہے تو اس کو پاک ہی سمجھا جائے وہم نہ کرنا چاہئے۔فقط۔

ایسا تالاب جوگرمی میں خشک ہوجائے اورلوگ اس میں پاخانہ پیشاب کریں اور بارش میں بھر جائے اس کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۵۱) ایک کثیر مقدار کا بڑا وسیع تالاب ہے جو بارش کے موسم میں بھر جاتا ہے اور گرمی کے موسم میں خشک ہوجاتا ہے تو لوگ اس میں پیشاب پاخانہ کرتے ہیں اور جانوروں کا گوبر وپیشاب وغیرہ گرتا ہے جس سے سارا تالاب پلید ہوجاتا ہے اور وہ تالاب گاؤں سے قریب ہے، جب بارش برستی ہے تو سارا پانی تالاب میں جاتا ہے اور کھیتوں کا پاک پانی بھی جاتا ہے، لیکن تالاب میں کوئی اثر نجاست کا بھی نہیں معلوم ہوتا اور ایک صفت بھی بدلی ہوئی نہیں معلوم ہوتی، تو پانی اس تالاب کا پاک ہے یانہیں اور وضو وغیرہ اس سے درست ہے یانہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وكذا يجوز براكد كثير كذلک اي وقع فيه نجس لم يرأ ثره ولو في موضع وقوع المرئية . الخ . اورردالمحتار میں ہے قوله وقع فيه نجس .شمل مالو كان النجس غالباً ولذا قال في الخلاصة الماء النجس اذا دخل الحوض الكبير لا ينجس الحوض وان كان الماء النجس

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه مطلب يطهر الحوض بمجرد الجريان ج۱ ص ۱۸۰ .ط.س.ج ۱ ص۱۹۵ . ۱۲ ظفير.(۲) رد المحتار باب المياه مطلب الا صح انه لا يشترط في الجريان المدد ج ۱ ص ۱۷۴ .ط.س.ج ۱ ص۱۸۸ . ۱۲ ظفير.(۳) سورة الحج ركوع ۱۷. ۱۲ ظفير.(۴) الا شباه والنظائر مع شرح حموى القاعدة الرابع ص ۹۵. ۱۲ ظفير.(۵) الاشباه والنظائر مع شرح حموى القاعدة الثالة ص ۷۵ . ۱۲ ظفير.

غالباً علی ماء الحوض الخ (۱) اور اسی موقع پر علامہ شامی نے آخر میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ ویشھد له مافی سنن ابن ماجة عن جابر رضی الله عنه انتهیت الی غدیر فاذا فیه حمارمیت فکففنا عنه حتی انتهی الینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ان الماء لا ینجسه شئی فاستقیناه وارویناوحملنا الخ (۱۲۸ شامی (۲) جلد اول۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ تالاب مذکور کے پانی کو پاک ہی سمجھنا چاہئے اور وضووغیرہ اس سے درست ہے اور پانی کے بارہ میں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے سہولتیں فرمائی ہیں اور فقہاء نے اس میں عموم بلویٰ کا لحاظ فرمایا ہے اور وسعت فرمائی ہے ایسا ہی رکھنا چاہئے لوگوں پر تنگی نہ کرنی چاہئے۔ خود اپنا اختیار ہے احتیاط کر لیوے۔ لیکن عموماً نجاست کا حکم نہ دیوے، ورنہ تمام تالابوں کو بعد پر ہونے کے بھی نجس کہا جاوے اور اس میں جو کچھ دشواریاں اور دقتیں اور حرج ہے وہ ظاہر ہے، حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لیس علیکم فی الدین من حرج. (۳) فقط۔

حدیث قلتین اور اس کا جواب

(سوال ۱۵۲) کہتے ہیں کہ پانی سب پاک ہے کوئی نجس چیز پڑ جاوے لیکن مزہ اور رنگ نہ بدلے۔ قلتین کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ ماء جاری وغیر جاری کی قید نہیں لگاتے؟

(جواب) پانی کی بحث اور قلتین کی تحقیق کتاب ایضاح الادلہ میں مفصل ہے۔ (۴) اس سے سب شبہات حل ہو جاویں گے۔ (۵) فقط۔

مٹکے میں چھپکلی گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۳) سقاوۂ مسجد میں چھپکلی گر کر مر گئی اس سے نمازی وضو غسل کرتے رہے، جب پانی میں بدبو پیدا ہوئی تو یہ معاملہ ظاہر ہوا، تو سقاوہ نجس ہے یا نہیں اور مصلیوں نے جو اس درمیان میں نماز پڑھی وہ کافی ہے یا اعادہ کیا جائے۔

(جواب) چھپکلی اگر چھوٹی ہے کہ اس میں خون بہنے والا نہیں ہے جیسا کہ عموماً گھروں میں ہوتی ہے تو اس کے پانی میں مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا لہذا اعادۂ وضو ونماز وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے فقط۔ (۶)

گوبر لگے ہوئے مشک کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۵۴) جب حمام میں سقے پانی ڈالتے ہیں تو مشک پر جو گوبر، گارہ لگا ہوتا ہے وہ حمام میں جاتا ہے، ہم نے خود دیکھا ہے تو یہ پانی نجس ہے یا نہیں۔ اس سے وضو غسل درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) رد المحتار باب المیاه ص ۱۷۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۹۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار باب المیاه ص ۱۷۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۹۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) سورة الحج رکوع ۱۷. ۱۲ ظفیر. (۴) ایضاح الادله مصنفه شیخ الهند مولانا محمود حسن صاحب ۱۲ ظفیر.
(۵) وفی البدائع عن ابن المدینی لا یثبت حدیث القلتین فبطل الاستدلال به علی المراد غنیة المستملی ص ۹۴ ظفیر.
(۶) وموت مالیس له دم سائل لا ینجس الماء ولا غیره اذا وقع فیه مات اومات ثم وقع فیه (غنیة المستملی ص ۱۶۲) وکالحیة البریة والوزغة لو کبیرة لهادم سائل (رد المحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر.

(جواب) اگر کسی وقت دیکھ لیا جاوے کہ نجاست حمام کے پانی میں ہے تو اس پانی سے وضو و غسل نہ کرنا چاہئے۔ ہمیشہ کو ایسا وہم نہ کیا جاوے۔(۱) فقط۔

عموم بلویٰ پر فتویٰ اور اس کی حد

(سوال ۱۵۵) عموم بلویٰ کی وجہ سے الماء طهور لا ينجسه شئی پر فتویٰ دینا جائز ہے یا نہیں۔ عموم بلویٰ کی حد کیا ہے؟

(جواب) عموم بلویٰ ابتلائے عام کو کہتے ہیں کہ اس سے احتراز دشوار ہو اور اس میں عام لوگوں کو تنگی و حرج واقع ہو اور یہ بھی قاعدہ فقہیہ ہے۔ اليقين لا يزول بالشک(۲) اس لئے مجرد احتمال و وہم سے اور شک کی صورت میں نجاست ماء کا حکم نہ کیا جاوے گا اور عموم بلویٰ کی وجہ سے الماء طهور لا ينجسه شئی(۳) کو معمول بہ بنانا جائز ہے۔ فقط۔

بڑا تالاب جس کا پانی موسم گرما میں گندہ ہو جاتا ہے اور موسم برسات میں بھر جاتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۶) ایک جوہڑ متصل قصبہ جس میں تین اطراف قصبہ کا پانی بارش میں جمع ہو جاتا ہے طول و عرض ۱۰۰ و ۶۰ گز ہے، عمق تین گز ہے رنگ و بو میں کچھ فرق نہیں البتہ خشک موسم میں جب پانی کم رہتا ہے تو رنگت پانی کی بدل جاتی ہے اور بدبو بھی ہو جاتی ہے وہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) جس وقت تک اس تالاب کے پانی میں نجاست کی وجہ سے بدبو وغیرہ نہ ہو اور صاف ہو اس وقت تک وہ پاک ہے۔(۴) فقط۔

ڈھیکلی کے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۵۷) ڈھیکلی کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جائز ہے۔ فقط۔

جس پانی میں افیون و بھنگ یا چرس مل جائے کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۸) افیون، بھنگ، چرس، تمباکو پاک ہیں یا نجس، جس پانی میں یہ چیزیں مل جاویں اس پانی سے وضو اور غسل درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) لو ادخل الصبی یده فی الاناء ان علم انها طاهرة بان کان معه من یراقبه جاز التوضیٔ بذلک الماء وان علم ان فیها نجاسة لم یجز وان حصل الشک لا یتوضاء به استحسانا الخ ولو توضاء به جاز لا نه لا یتنجس بالشک (غنیة المستملی ص ۱۰۱) ظفیر۔ (۲) الا شباه والنظائر مع شرح حموی ص ۷۵۔ ۱۲ ظفیر۔
(۳) مشکوٰة باب المیاه ص ۵۱۔ ۱۲ ظفیر۔ (۴) وکذا یجوز برا کد کثیر کذلک ای وقع فیه نجس لم یرا ثره ولو فی موضع وقوع به یفتی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۶۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۱۹۰) (قوله لم یرا ثره ای من طعم او لون او ریح (ایضا)۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۱۹۱ ظفیر۔

(جواب) افیون اور بھنگ وغیرہ نجس نہیں ہیں۔ بلکہ انکا کھانا پینا حرام ہے، اور تھوڑی مقدار بغرض تداوی کھانا پینا جائز ہے جو کہ حد سکر کو نہ پہنچے۔ کما فی الشامی ولم یقل احد بنجاسة البنج ونحوہ الخ ص ١٦٦ جلد ٣۔ فقط۔

جس لوٹے میں مسواک ڈالی جائے اس پانی سے وضو بلا کراہت درست ہے

(سوال ۱۵۹) اگر مسواک کو وضو کرنے کے لوٹے میں ڈال دیں اور منشاء اس کا یہ ہو کہ مسواک تر ہو جائے تو اس پانی سے وضو کرنے میں کچھ کراہت تو نہیں ہے؟

(جواب) اس پانی میں کچھ کراہت نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ مسواک پانی سے دھو کر نرم کر لی جاوے لوٹے میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۱) فقط۔

پانی میں پاک چیز مل جائے اور پانی مغلوب ہو جائے تو اس سے وضو جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ١٦٠) اگر پانی مطلق میں کوئی پاک شئے مل جائے اور اس پر غالب ہو جائے، یعنی رنگ اور مزہ بدل جائے تو اس پانی سے وضو جائز ہے یا نہ؟

(جواب) پانی میں اگر پاک چیز مل کر پانی مغلوب ہو جائے اور نام پانی کا باقی نہ رہے یا رنگ اور مزہ باقی نہ رہے تو اس سے وضو جائز نہیں ہے۔ اور تفصیل اس کی درمختار کی اس عبارت میں ہے ولا بماء مغلوب بشئی طاهر الغلبة اما بكمال الا متزاج بتشرب نبات او بطبخ بما لايقصد به التنظيف الخ (درمختار) قوله بما لا يقصد به التنظيف كالمرق وماء البا قلاء اى الفول فانه يصير مقيداً الخ واحترز عما اذا طبخ فيه ما يقصد به المبا لغة فى النظافة كا لا شنان ونحوه فانه لا يضر مالم يغلب عليه فيصير كالسويق المخلوط(۲) اور پھر درمختار میں ہے مالم يزل الا سم اى فاذا زال الا سم (لا يجوز به الوضو والغسل) وان بقى على اقته.(۳) پھر آگے لکھا ہے ومثله الزعفران اذا خالط الماء وصار بحيث يصبغ به فليس بماء مطلق .(۴) فقط۔

گڑھے وغیرہ کے پانی کا استعمال کیسا ہے؟

(سوال ١٦١) جہاں کنویں وغیرہ نہیں ہیں اور پانی جوہڑ وغیرہ سے نہر یا بارش کا بدبودار میسر ہوتا ہے، اس کا پینا اور وضوو غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) پانی مذکور جب کہ دہ دردہ یا اس سے زیادہ ہے اور بظاہر اس کا بدبودار ہونا نجاست کی وجہ سے نہیں ہے تو اس پانی

---

(۱) والسواک سنة مؤ كدة الخ بمياه ثلثة (درمختار) بان يبله فى كل مرة (رد المحتار سنن الوضوء ص ١٠٥ ج ١ ط.س. ج ١ ص ١١٣) ظفير. (۲) رد المحتار باب المياه ص ١٦٧ ج ١ و ص ١٦٨ ج ١ ط.س. ج ١ ص ١٨١. ١٢ ظفير. (۳) ايضاً ج ١ ص ١٦٨ ط.س. ج ١ ص ١٨١. ١٢ ظفير.
(۴) ايضاً ط.س. ج ١ ص ١٨١. ١٢ ظفير.

سے غسل ووضواور پینا درست ہے۔(۱)فقط۔

تازہ پانی کے ہوتے ہوئے مٹکے کے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۶۲)جب ہر وقت تازہ اور صاف پانی مل سکتا ہوتو مٹکے کا بدبودار پانی پینا اور وضو وغیرہ کرنا اس سے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)جب کہ پانی اس کا پاک ہے اور بدبو بسبب نجاست گرنے کے نہیں ہے تو وضو وشرب اس سے درست ہے۔(۲)فقط۔

استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۶۳)استنجاء کے بعد جو پانی بچے اس سے وضو درست ہے یا نہ؟

(جواب)درست ہے۔(۳)فقط۔

ناپاک تالاب بارش سے بھر گیا تو پاک ہو گیا

(سوال ۱۶۴/ ۱) تالاب میں ناپاک پانی موجود ہے بارش ہوئی اور پانی پاک اوپر سے آیا اور ناپاک کو جو ایک کنارے تالاب کے تھا نکال کر دوسرے کنارے تک لے گیا، پھر بکثرت پانی سے بھر گیا، مگر کچھ حصہ پانی کا تالاب سے باہر نہیں نکلا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

شامی کی ایک عبارت کا مطلب

(سوال ۱۶۵/ ۲)عبارت شامی مندرجہ ذیل کا کیا مطلب ہے بان یدخل من جانب ویخرج من اخر حال دخوله وان قال الخارج قال ابن الشحنه لا نه صار جاریا حقیقة وبخروج بعضه وقع الشک فی بقاء النجاسة الخ ؟

(جواب)(۱) وہ پانی پاک ہو گیا۔

(۲) یہ عبارت شامی کی درمختار کے اس قول کی شرح میں ہے ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جریانه قوله بمجرد جریانه ای بان یدخل من جانب ویخرج من اخر ۔(۴)اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک طرف سے پانی

---

(۱)لا لو تغیر بطول مکث فلو علم نتنه بنجاسة لم یجز ولو شک فالا صل الطهار ة(درمختار) قوله لا لو تغیر ای لا یتنجس لو تغیر(رد المحتار باب المیاه ص ۱۷۱ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص۱۸۶)ظفیر.(۲)اما القلیل فینجس ان لم یتغیر خلا فالما لک لا لو تغیر بطول مکث (درمختار) ای لا ینجس لو تغیر (رد المحتار باب المیاه ص ۱۷۱ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص۱۸۵)ظفیر.(۳)وینزل علیکم من السمآء ماءً لیطهر کم به دل بعبارته علی کون ماء المطر مطهر او بد لا لتة علی کون سائر المیاه المطلقة مثله مطهرة مالم یعرض لهاعارض یزیل ذلک الحکم عنها(کبیری ص ۸۶)ظفیر.(۴)دیکھئے ردالمحتار مع هامشه ج ۱ ص ۱۸۰ .ط.س.ج ۱ ص۱۹۵ مطلب یطهر الحوض بمجرد الجریان ۱۲ ظفیر.

داخل ہو اور دوسری طرف سے اسی وقت پانی نکلے اگر چہ نکلنے والا قلیل ہو۔ ابن شحنہ فرماتے ہیں کہ وجہ پاک ہونے کی یہ ہے کہ وہ پانی جاری ہو گیا حقیقۃً اور بعض ناپاک پانی کے نکل جانے سے بقاء نجاست میں شک ہو گیا۔ پس خشک کے ساتھ نجاست کے بقاء کا حکم نہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

فصل ثانی۔ حوض سے متعلق مسائل

جو حوض دہ دردہ سے کم ہو اس سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۶۷) یہاں سب لوگ شافعی ہیں اسی وجہ سے اکثر مساجد میں حوضیں دہ دردہ نہیں ہیں، تو حنفی کو ان حوضوں سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر شافعی کے پیچھے حنفی کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(جواب) ان حوضوں سے وضو کرنا درست ہے۔(۱) اور شافعی کے پیچھے نماز جائز ہے۔(۲) فقط۔

مسجد کے حوض کا طول وعرض کیا ہونا چاہئے اور اس سلسلہ میں کیا اختلاف ہے

(سوال ۱۶۸/ ۱) حوض مسجد برائے وضو کتنا لمبا اور کتنا چوڑا، اور کتنا گہرا ہونا چاہئے؟ (۲) اس مسئلہ حوض میں کوئی حدیث آئی ہے یا نہیں؟ (۳) ائمہ اربعہ میں اس بارہ میں کیا اختلاف ہے؟

(جواب) امام شافعیؒ اور مالکؒ وغیرہ کے نزدیک تو اس بارہ میں بہت وسعت ہے وہ تو چھوٹے سے حوض کے پانی کو بھی پاک کہتے ہیں اور وضو وغسل کو اس سے جائز فرماتے ہیں۔ البتہ امام اعظمؒ نے اس بارہ میں زیادہ احتیاط فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ وہ حوض دہ دردہ سے کم نہ ہو یعنی دس گز چوڑا اور دس گز لمبا ہو اور گز شرعی مراد ہے جو آج کل کے گز سے دس گرہ کے قریب ہوتا ہے پس اگر ساڑھے چھ گز یا سات گز عرض وطول حوض کا ہوگا تو وہ دہ دردہ ہے، اس سے وضو وغسل سب جائز ہے۔(۳) اور اس کو صدر الشریعۃ نے حدیث **من حفر بیرًا فلہ حولہ اربعون ذراعاً**(۴) سے ثابت کیا ہے بہر حال یہ امر متفق علیہ ہے کہ اس قدر بڑا حوض سب ائمہ کے نزدیک پاک ہے، بلکہ دیگر ائمہ تو اس سے کم کو بھی پاک فرماتے ہیں۔ فقط۔

مدور حوض کا قطر کتنا ہونا چاہئے

(سوال ۱۶۹/ ۱) وضو کرنے کے لئے دائرہ کی شکل کی حوض کا قطر کم از کم کتنے فٹ ہونا چاہئے۔

---

(۱) کمستعمل فبا لا جزاء فان المطلق اکثر من النصف جاز التطهیر بالکل والا لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاہ ص ۱۶۸ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) پس معلوم ہوا کہ مستعمل پانی جو قلیل مقدار میں ملتا ہے، اس سے حوض ناپاک نہ ہوگا ۱۲ ظفیر۔
(۲) وکذا تکرہ خلف امرد الخ ومن ام باجرة وزاد ابن ملک ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحران تیقن المراعاة لم یکرہ او عدمها لم یصح وان شک کرہ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۱۶۲) ظفیر. (۳) ولا بماء راکد وقع فیه نجس الا اذا کان عشرة اذرع فی عشرة اذرع لا ینحسر ارضه بالغرف فحکمه حکم الماء الجاری الخ وانما قدربه بناء علی قوله علیه السلام من حفر بئرا فله حولها اربعون ذراعا (شرح وقایه کتاب الطهارة ص ۸۶ ج ۱ و ص ۸۷ ج ۱) هذا حدیث اخرجه احمد من حدیث ابی هریرة وابن ماجه والطبرانی من حدیث عبدالله بن المغفل الخ (عمدة الرعایة حاشیه شرح وقایه ص ۸۷ ج ۱) ظفیر.
(۴) شرح وقایہ کتاب الطہارۃ ص ۸۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

پندرہ فٹ مدور حوض کافی ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۰/۲) پندرہ فٹ اندرونی قطر کے حوض پر جواز حوض دہ دردہ کا اطلاق نہیں ہوسکتا؟

حوض کی گہرائی کتنی رکھی جائے

(سوال ۱۷۱/۳) حوض کا عمق کس قدر رہنا چاہئے؟

(جواب) (۱تا۲) درمختار میں ہے کہ حوض مدور میں دور ۳۶ ذراع اور قطر گیارہ ذراع اور ۱/۵ ذراع کافی ہے یعنی سوا گیارہ ذراع کے قریب قطر ہونے سے حوض دہ دردہ ہوجاتا ہے اور ذراع سات قبضہ کا ہوتا ہے جو کہ آج کل کے گز سے تقریباً دس گرہ کا ہوتا ہے، پس آج کل کے گز کے حساب سے قطر حوض مدور کا تقریباً ساڑھے سات گز ہونا چاہئے، جو کہ غالباً ۲۱ فٹ تقریباً ہوگا۔(۱) اور عمق کی کچھ تحدید نہیں ہے اذا لمعتمد عدم اعتبار العمق درمختار۔(۲)

جس پائپ سے پانی آئے اگر اسی سے حوض کا پانی نکالا جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۲) اگر کسی وضو کے حوض کو بھرنے کے لئے ایک لوہے کا پائپ رہٹ سے لے کر حوض تک زمین میں دبا دیا جائے، اور جب اس حوض کے پانی کو خارج کرنا مطلوب ہو تو اسی پائپ کے ذریعہ سے خارج کیا جائے جو حوض میں وضو کے بعد بچا ہو، تو اس میں کوئی شرعی عیب تو نہیں، یعنی کراہت تو عائد نہیں ہوتی؟

(جواب) وہ پانی پاک ہے۔(۳) فقط۔

جس حوض کے کھودتے وقت بوسیدہ ہڈی کا شک ہو کیا کیا جائے

(سوال ۱۷۳) دریں دیار چاٹ گام مسجدے است قریب از مدت دوصد وشصت وپنج سال بنام جامع مسجد جاری است ودر اطراف صحن آں مسجد دیوارے سنگین پختہ است گاہ گاہ چوں مصلیان در مسجد نگنجند در صحن ہم صف کنند چند سال شد مسلماناں نصف صحن را از فرش سنگین وسقف پختہ شامل مسجد ساختہ اند ومصلیان بآسانی نماز می گزارند، ودر جانب جنوب آن صحن حوضے کلاں ساختہ اند۔ بوقت کندیدن درتہ آں قدرے خاک ممیز از جنس خاک یافتہ شد بعضی گفتند استخوان رمیمہ است، بالآخر آں خاک بجائے دیگر درزیر خاک نہادہ شد۔ آیا دریں حوض وضو کردن درست است یا نہ۔ وبرکسے کہ چنیں کار اعظم برائے تائید دین کردہ است طعن وتشنیع کردن بحقارت نظر کردن شرعاً چہ حکم دارد؟

---

(۱) ای فی المربع باربعین وفی المدوربستة وثلاثین وفی المثلث من کل جانب خمسةعشرو ربعا وخمسا بذراع الکر باس ولو له طول لا عرض لکنه یبلغ عشر فی عشر جاز تیسیرا الخ والمختار ذراع الکر باس وهو سبع قبضات فقط الخ(الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۷۸ ج۱ تا ص ۱۸۱ ج۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۹۳)ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۸۲ ج۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۹۷ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے اتنا گہرا ہو کہ چلو سے پانی اٹھایا جائے تو زمین نہ کھلے، والمعتبر فی العمق ان یکون بحال لا ینحسر بالا غتراف هو الصحیح (هدایه باب المیاه ص ۴۲ ج ۱) العمق وحده، درمختار کی عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ صرف عمق کا اعتبار نہیں اس کے الفاظ یہ ہیں إذ المعتمد عدم اعتبار (دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۸۲ ج۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۹۷)ظفیر.

(۳) حوض کا بچا ہوا پانی پاک ہے، اس لئے کہ اگر وہ حوض دہ دردہ نہ ہو تو بھی ماء مستعمل کے تھوڑا بہت گرنے سے ناپاک نہیں ہوا کماء مستعمل فبالاجزاء فان المطلق اکـ من النصف جاز التطهیر بالکل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج۱ ص ۱۶۸ .ط.س.ج ۱ ص ۱۸۲)ظفیر.

(جواب) وضو کردن از اں حوض جائز است واگر ثابت شود کہ آن خاک خاک عظام رمیمہ است تاہم بناء حوض در آن جا صحیح است وقبرستان موقوفہ بودن آں ازیں قدر ثابت نمی شود وبدظنی کردن بر مسلم بانی حوض حرام وناجائز است وفعل متبرع وخیر مسلمی را محمول برریاء وسمعہ کردن از سوء ظن بہ مسلم است کہ از نصوص قطعیہ حرام ست قال اللہ تعالیٰ یا یھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (۱) وقال علیه الصلوٰۃ والسلام انما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی (۲) الخ قال فی الدر المختار کما جاز زرعه والبناء علیه اذابلی وصار توابا. زیلعی. (۳) فقط۔

دہ دردہ حوض میں ناپاک پانی ڈالا جائے تو وضو جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱/۱۷۴) حوض دہ دردہ میں پانی ایک ہاتھ یا اس سے زائد ہو۔ اگر ایسی حالت میں ناپاک کنوئیں میں سے پانی نکال کر اس حوض کو بھر دیا جائے تو پاک ہے یا ناپاک۔

دہ دردہ حوض

(سوال ۲/۱۷۵) اگر اس قیاس سے کہ حوض دہ دردہ دریا کے حکم میں ہے نجس شے کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا عمل کیا تو کیا کیا جاوے؟

(جواب) (او۲) پاک رہے گا۔ (۴) فقط۔

دہ دردہ سے کم حوض ہو اور بچہ پیشاب کردے

(سوال ۱۷۶) جو حوض عشر فی عشر سے کم ہو اور عمق اس کا چار پانچ بالشت ہو اگر اس میں کوئی بچہ پیشاب کر دے یا اور کوئی نجاست گر جائے تو وہ مذہب احناف میں پاک ہے یا نہ؟

(جواب) موافق روایت عشر فی عشر کے جو کہ مختار اصحاب متون مرجح عند اہل الترجیح کصاحب الہدایہ وقاضی خاں وغیرہ ہے، حوض مذکور جو دہ دردہ سے کم ہے نجاست کے واقع ہونے سے ناپاک ہو جاوے گا اور عمق کا اعتبار نہیں ہے (یعنی صرف گہرائی کا اعتبار نہیں۔ ظفیر) کما فی الدر المختار اذا المعتمد عدم اعتبار العمق (۵) وفی ردالمحتار ولا یخفی ان المتا خرین الذین افتو بالعشر کصاحب الھدایة وقاضی خاں وغیر ھما من اھل الترجیح ھم اعلم بالمذھب منا فعلینا اتبا عھم الخ. (۶) فقط۔

---

(۱) الحجرات ع۲. ۱۲ ظفیر. (۲) مشکوٰۃ المصابیح قبیل کتاب الایمان ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختاز علی ھامش ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۴۰ ج۱ . ط.س. ج۱ ص۲۳۸ ۱۲ ظفیر.
(۴) ولا بماء راکدو قع فیه نجس الا اذاکان عشرۃ اذرع فی عشرۃ اذرع ولا ینحسر ارضه بالغرف فحکمه حکم الماء الجاری (شرح وقایه کتاب الطھارۃ ص ۸۶ ج۱) ظفیر. (۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المیاہ قبیل مبحث الماء المستعمل ج۱ ص ۱۸۲ . ط.س. ج۱ ص۱۹۷ . العمق کے بعد "وحدہ" کا لفظ بھی ہے ۱۲ ظفیر. (۶) رد المحتار باب المیاہ تحت قوله لکن فی النھر الخ ص ۱۷۸ ج۱ . ط.س. ج۱ ص۱۹۲ . ۱۲ . ظفیر.

ڈھکے ہوئے دہ دردہ حوض میں نجاست گر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۷) اگر حوض دہ دردہ لانبا چوڑا ہوئے اوراوپر چاروں طرف سے ڈھکا ہوا ہووے اور بیچ میں تھوڑا سا کھلا ہوا ہوتو اس حوض کے پانی سے وضو درست ہے یا نہیں، اور اگر ایسے حوض میں نجاست گر جائے تو وضو درست ہے یا نہیں؟

(جواب) اس حوض کے پانی سے وضو درست ہے، اور اگر چھت اس حوض کے پانی سے ملی ہوئی نہیں ہے تو نجاست کے گرنے سے پانی کا پلید نہ ہوگا اور وضو اس سے جائز ہے۔(۱) فقط۔

جاری حوض کا پانی پاک ہے

(سوال ۱۷۸) ہمارے قصبہ میں ایک چشمہ گرم مثل کنویں کے ہے جو بہت گہرا ہے لیکن پانی اوپر تک رہتا ہے، اس کے گرد تین پختہ حوض بنے ہوئے ہیں جو کہ دہ دردہ سے کم ہیں اور ان تینوں حوضوں میں اصلی چشمہ سے بذریعہ موری جو کہ رات دن جاری رہتی ہے پانی آتا رہتا ہے اور ان تینوں حوضوں سے بھی بذریعہ دوسری موریوں کے ہر وقت پانی باہر نکلتا رہتا ہے۔ ان حوضوں میں ہر وقت تقریباً ایک گز گہرا پانی رہتا ہے اور لمبائی چوڑائی ہر ایک حوض کی مختلف ہے، مگر چھوٹا حوض تقریباً چار گز چوڑا اور پانچ گز لمبا ہے ان تینوں حوضوں کا پانی نہانے اور پینے کے قابل ہے یا نہیں؟

(جواب) ان حوضوں کا پانی پاک ہے اور جاری پانی کے حکم میں ہے اور نہانے اور پینے کے قابل ہے۔(۲) فقط۔

حوض کی مقدار

(سوال ۱۷۹) جس حوض کا طول وعرض عموماً چار اور تین گز ہوتا ہے اور گہرائی تقریباً دو گز ہوتی ہے، بسا اوقات اس سے چھوٹے حوض بھی ہوتے ہیں کسی کسی جگہ دو حوض بھی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں پہلے ایک میں کپڑے کو دھو کر دوسرے میں صفائی کی غرض سے ڈال کر نچوڑ لیتے ہیں۔ لیکن چونکہ اکثر کپڑے نجس اور پلید ہوتے ہیں اور ان کی چھینٹیں اڑ کر دوسرے حوض میں بھی جا پڑتی ہیں اس لئے احتمال ہے کہ تمام پانی شرعاً پلید ہو جاتا ہے۔ اور ایسی حوض میں کپڑا دھونے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) حنفیہ کے مذہب کے موافق چھوٹا حوض جو دہ دردہ نہ ہو نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے، لہٰذا موافق مذہب حنفیہ کے جس چھوٹے حوض میں نجس کپڑا دھویا گیا اس سے کپڑا پاک نہ ہوگا۔(۳) لیکن عموم بلویٰ اور احتراز ممکن نہ ہونے کی صورت میں امام مالک رحمہم اللہ وغیرہ کے مذہب کو پیش نظر رکھتے ہوئے طہارت پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے، جیسا کہ پانی کے بارہ میں امام مالکؒ کے ہی مذہب کے موافق اکثر عمل درآمد ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) وکذا ایجوز براکد کثیر کذالک ای وقع فیہ نجس لم یرا ثرہ (درمختار) ای من طعم او لون اوریح (رد المحتار باب المیاہ ج۱ ص۷۶. ط.س. ج۱ ص۱۹۰) ظفیر. (۲) والحقوا بالجاری حوض الحمام لو الماء ناز لا والغرف متدارک کحوض صغیرید خلہ الماء من جانب ویخرج من اخر یجوز التوضوء من کل الجانب مطلقا بہ یفتی (درمختار) ای سواء کان اربعا فی اربع او اکثر الخ (رد المحتار باب المیاہ ص ۱۷۵ ج۱. ط.س. ج۱ ص۱۹۰) ظفیر. (۳) سئل عن فسقیہ صغیرہ الخ اما اذا وقعت فیھا نجاسۃ بتنجست لصغرھا (رد المحتار مطلب فی مسئلۃ الوضو من الفساقی ص ۱۲۸ ا. ط.س. ج۱ ص۱۸۵) ظفیر.

(۴) اما القلیل فینجس وان لم یتغیر خلا فالمالک (درمختار) فان ماھو قلیل عند نا لا ینجس عندہ مالم یتغیرو القلیل ما تغیرو الکثیر بخلافہ (رد المحتار باب المیاہ ص ۱۷۱ ج۱. ط.س. ج۱ ص۱۸۲) ظفیر.

جس حوض کا طول وعرض آٹھ گز ہے اس سے وضو اور غسل درست ہے یا نہیں اور شرعی گز کی مقدار کیا ہے

(سوال ۱۸۰) مالا بدمنہ میں آب کثیر کی مقدار یہ لکھی ہے کہ جو حوض ۱۰ گز طول ۱۰ گز عرض اور ایک گز عمق میں ہو اس کا پانی آب کثیر کا حکم رکھتا ہے اس میں وضو جائز ہے اور عند المتأخرین اس پر فتویٰ ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر کسی حوض کا طول وعرض صرف آٹھ گز ہے یا کچھ کم وبیش ہے اور گہرائی میں اس قدر زیادہ ہے کہ اس میں اسی قدر پانی کی مقدار ہو جاتی ہے جو دہ دردہ میں ہوتی ہے تو اس کا حکم آب کثیر کا ہوگا یا نہیں اور اس میں وضو وغسل جنابت جائز ہوگا کہ نہیں۔ اور یہ کہ گز شرعی کی مقدار بحساب فٹ وانچ کس قدر ہونی چاہئے؟

(جواب) طول وعرض دس گز ہونا موافق فتویٰ فقہاء متأخرین کے ضروری ہے، گہرائی کا زیادہ ہونا کچھ مفید نہیں ہے، گہرائی خواہ کتنی ہو، زیادہ یا کم اس کا اعتبار نہیں ہے، طول وعرض دس گز ہونا ضروری ہے۔ اور گز شرعی کی مقدار گز مروجہ بزاز ان سے دیکھی گئی ہے۔ تقریباً دس ساڑھے دس گرہ کا ہوتا ہے۔ جو قریب دو فٹ کے ہوگا قدرے کم۔ (۱) فقط۔

---

(۱) وان التقدير بعشر فی عشر لا يرجع الی اصل يعتمد عليه ورد ما اجاب صدر الشريعة لكن فی النهر وانت خبير بان اعتبار العشر اضبط ولا سيما فی حق من لا رای له من العوام فلذ ا افتی المتأخرون الا علام ای فی المربع باربعين الخ والمختار ذراع الكر باس، وهو سبع قبضات فقط الخ اذا المعتمد عدم اعتبار العمق وحده.(الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المياه ص ۱۷۷ ج ۱.ط.س.ج ۱ ص ۱۹۲)ظفير.

فصل ثالث ۔ مسائل کنواں

کسی جانور کا ایک حصہ کنویں میں گر جائے تو پانی کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۱) نیمہ شارک مردہ غیر مذکاۃ (غیر مذبوحہ مینا) یا بعض آن از کل خود جدا شدہ و منقطع گشتہ است در چاہ افتاد ۔ آیا جملہ اب آں چاہ کشیدہ شود یا مقدار شارک (مینا) مردہ غیر منتفخہ؟ و نیز مردماں بفتویٰ بعضے ملایاں بعد کشیدن سی (۳۰) دلو آب آزاں چاہ می نوشند و طعام ازان پختہ می خورند حلال است یا حرام؟

(جواب) درصورت مسئولہ کشیدن مقدار جملہ آب آں چاہ لازم است و تاوقتے یہ کہ مقدار مذکورہ کشیدہ نشود نوشیدن ازان آب و طعام بآں پختہ خوردن ناجائز و حرام است ۔ قال مولانا السید ابو السعود فی حاشیة المسکین معزیا الی الحموی وقطعة الحیوان فی الحکم کا لحیوان المتفسخ انتھیٰ. وقال فی رد المحتار لو وقع ذنب فارة ینزح الماء کله . بحر وبه ظھر انه لو جرح الحیوان بلا تفسخ ونحوه ینزح الجمیع کما فی الفتح وان قطعة منه کتفسخه ولهذا قال فی الخانیة قطعة من لحم المیتة تفسده انتھی ما فی الرد. والمسئلة اظهر من الشمس .شامی جلد نمبر ۱ ص ۱۹۶ .

پس آنچہ بعض ملایان فتویٰ دادہ اند کہ بعد از کشیدن سی دلو آبش طاہر است، و باستعمال آوردہ شود محض ژاژ خائیدہ اند و عبث باد پیمائیدہ ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ۔

پاک کنویں کے پانی کا استعمال امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست ہے

(سوال ۱۸۲) امام ابوحنیفہؒ نے کنواں کا پانی استعمال کرنا جائز کیا ہے یا نہیں؟

(جواب) جو کنواں بقاعدہ شرعیہ پاک ہو اس کا پانی کھانے اور پینے اور وضو و نماز کے لئے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے ۔ تمام کتب فقہیہ میں مسائل آب بیاں ہوئے ہیں ۔ (۱) فقط ۔

جنبی کنویں میں اترے یا کنارے پر نہائے اور اس کے قطرات کنویں میں گریں تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۳) اگر کنویں میں جنبی شخص اترا یا من پر بیٹھ کر نہایا اور قطرہ گیا تو پانی کا کیا حکم ہے ۔

(جواب) اس صورت میں پانی کنویں کا طاہر غیر مطہر ہے کہ ماء مستعمل ہے ۔ قال الشامی فعلم ان المذهب المختار هذه المسئلة ان الرجل طاهر و الماء طاهر غیر طهور الخ (۲) اور قطرہ گرنے سے پانی چاہ کا ناپاک نہیں ہوتا ۔ (۳) فقط ۔

---

(۱) یرفع الحدث مطلقا بماء مطلق وهو ما یتبادر عند الا طلاق کماء سماء واودیته وعیون وابارو بحار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۶۵ ۱ ۔ ط.س. ج ۱ ص ۱۷۹) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب المیاه تحت قوله والا صح انه طاهر ص ۱۸۷ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۲۰۲ . ۲۱ ظفیر. (۳) جنب اغتسل فانتضح من غسله شئی فی انائه لم یفسد علیه الماء اذا کان یسیل منه سیلا نا افسده وکذا حوض الحمام علی قول محمد رحمه الله لا یفسده مالم یغلب یعنی لا یخرجه من الطهوریة کذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری باب ثالث فی المیاه وفصل ثانی ص ۲۲ ج ۱ . ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۳) ظفیر.

کنویں میں چڑیا گر کر پھول جائے تو پانی کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۴) اگر کنویں میں چڑیا وغیرہ گر کر پھول جائے اور پھٹ جائے تو ناپاک کنواں کس طرح پاک ہوگا؟

(جواب) تین سو ڈول پانی نکالنے سے ناپاک کنواں پاک ہو جاتا ہے۔(۱) فقط۔

حرام پرندوں کی بیٹ کنویں میں پڑ جائے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۵) پاخانہ حرام پرندوں کا مثل زاغ وزغن وکرکس کے اگر کنویں میں گرے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں، اور اگر ناپاک ہوگا تو کتنا پانی نکالا جائے؟

(جواب) کنویں کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ حرام پرندوں کے پاخانہ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ لتعذر صونها عنه (۲)(درمختار) فقط۔

چھپکلی کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۸۶) چھپکلی میں خون سائل ہے یا نہیں؟ اور چھپکلی کے کنویں میں گرنے اور مرنے اور سڑنے سے کیا حکم کیا جاوے گا؟

(جواب) چھپکلی میں خون سائل نہیں سمجھا گیا۔ البتہ اگر رنگ بدلتی ہو جیسا کہ گرگٹ کہ اس میں خون سائل ہے اس سے کنواں نجس ہوگا۔(۳) اور چھپکلی سے نہ ہوگا۔(۴) فقط۔

جس کنواں میں حلال خور اپنا ڈول ڈال لے وہ پاک ہے یا ناپاک:۔

(سوال ۱۸۷) خاکروب یعنی حلال خور اپنا ڈول جس کنویں میں ڈالتا ہے جو کہ اس کے گھر کا ہے، پھر بعد بھرنے پانی وہ ڈول اپنے گھر لے جاتا ہے، اسی طرح کرتا رہتا ہے آیا وہ چاہ پاک ہے یا نہیں۔ مسلمانوں کو اس کنویں سے پانی بھرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب)(دوسرے مفتی کا) حلال خور ایک نیچ قوم نجس ہے، پاک ہونے کی کوئی شرط ان کو معلوم نہیں ہے خداوند تعالیٰ مشرک کو نجس فرماتا ہے جو خود ناپاک ہوگا کب پاک کو معلوم کرے گا۔ وہ خود ناپاک اس کے برتن ناپاک، جو چیز مذہب اسلام میں حرام ہے ان کے نزدیک ایسا نہیں ہے اس لئے ڈول اس کا نجس ہوا، خدا جانے اس پر کیا کچھ ہوتا ہے،

---

(۱) اذا وقعت نجاسة الخ فی بئر دون القدر الکثیر الخ او مات فیها الخ حیوان دموی غیر مائی وانتفخ او تمعط او تفسخ الخ ینزح کل ما ئها الخ وقیل یفتی بمأ تین الی ثلث مائة وهذا ایسر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۴ و ج ۱ ص ۱۹۸). ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱. ۲۱۲ ظفیر. (۲) ولا نزح فی بول فارة فی الا صح ولا بحزء حمام وعصفورو کذا سباع طیر فی الاصح لتعذر صونها عنه (درمختار) قوله فی الا یضاح راجع الی قوله وکذا سباع طیر ای مما لا یو کل لحمه من الطیور (رد المحتار فصل البئر ص ۲۰۳ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۰) ظفیر. (۳) اذا وقع فی البئر سام ابرص ومات ینزح منها عشرون دلوا فی ظاهر الروایة (عالمگری کشوری ماء الا بار ج ۱ ص ۱۸. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۰) ظفیر.
(۴) الوزغة لو کبیرة لهادم سائل (رد المحتار باب المیاه ص ۱۷۱ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵) معلوم ہوا بڑی چھپکلی میں خون ہوتا ہے چھوٹی میں نہیں ۱۲۔ ظفیر۔

چاہے سگ پیشاب کردے اس لئے اس چاہ کا پانی نہ برتنا چاہئے۔ یہی مطلب مبارک اس آیت کا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم الخ (ترجمہ) (تحقیق بزرگ تمہارا نزدیک اللہ تعالیٰ کے پرہیز گار تمہارے۔) جب قرآن شریف پرہیز کا حکم فرماتا ہے تو معلوم کرلو کہ کس بات میں پرہیز حاصل ہوتا ہے، وہ کنواں ناپاک ہے مسلمان پانی نہ برتیں، جب تک شرط پاک کرنے کی ادا نہ ہو۔ فقط انما یتقبل اللہ من المتقین۔

(جواب) (از حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ دارالعلوم) یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے، جب تک ناپاکی اس کے ڈول کی دیکھ نہ لی جاوے یا علم اس کا نہ ہو جاوے اس وقت تک کنویں کو ناپاک نہ کہیں گے الیقین لا یزول بالشک (۱) فقہ کا مسلم مسئلہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشرک جس کنویں سے پانی نکالے وہ پاک ہے یا ناپاک:۔

(سوال ۱۸۸/۱) اگر مشرک مسلمانوں کے چاہ سے اپنے برتن سے پانی نکالیں تو چاہ پاک ہے یا ناپاک؟

(۲) اگر چاہ پاک ہے تو انما المشرکون نجس کے کیا معنی ہوں گے؟

(جواب) (۱) مشرک اگر اپنے برتن سے چاہ سے پانی نکالے اور بظاہر اس برتن پر کچھ نجاست نہیں ہے تو پانی چاہ کا پاک ہے وہم نہ کرنا چاہئے۔ (الیقین لا یزول بالشک اشباہ جمیل الرحمن)

(۲) انما المشرکون نجس سے عقیدہ کی نجاست مراد ہے۔ فقط عزیز الرحمٰن (فی الخازن ج۲ ص ۲۱۵ اراد بھذہ النجاسۃ نحاسۃ الحکم لا نجاسۃ العین سموا نجسا علی الذم لان الفقھاء اتفقو ا علی طھارۃ ابدانھم الخ جمیل الرحمن)

حرام مال سے جو کنواں تیار ہوا، اس کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۸۹) ایک عورت نے حرام کی کمائی یعنی سود سے روپیہ جمع کیا ہے اور اس روپے سے ایک کنواں بنوایا ہے اور ایک مسجد اس کنویں کے متصل ہی بنوائی ہے، ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس کنویں سے پانی پینا اور وضو کرنا جائز نہیں ہے، اور مسجد بھی جائز نہیں ہے۔

(جواب) اس پانی سے وضو کر کے نماز ادا کی جاوے گی، نماز ادا ہو جاوے گی۔ فقط۔ (الماء طھور حدیث)

ہندو کے پانی نکالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا:۔

(سوال ۱۹۰) بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندو مشرک دوکاندار اگر کنویں سے پانی نکالیں تو کنواں نجس عین ہوگا، بلکہ اس کے پانی سے نماز وغیرہ نہیں ہوتی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مشرک اپنے برتن سے جو کنویں سے پانی نکالنے کا مقرر کیا گیا ہو پانی نکالیں تو وہ کنواں پلید نہیں ہوتا؟

(۱) الاشباہ والنظائر القاعدۃ الثالثۃ ص ۷۵۔ ۱۲ ظفیر۔

(جواب) ہندو اگر برتن سے یا ڈول سے اس کنویں سے پانی نکالیں تو پانی چاہ کا پاک ہے کچھ وہم نہ کرنا چاہئے۔ قال اللہ تعالیٰ لیس علیکم فی الدین من حرج وقال اللہ وانزلنا من السماء ماء طھوراً. وقال علیہ السلام الماء طھور الحدیث کتب فقہ میں مسطور ہے۔ کہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا، پس اصل طہارت ماء کسی شبہ و وہم کی وجہ سے زائل نہ ہوگی فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ (ومع ھذا لو اکل او شرب قبل الغسل (ای قبل غسل اوانی المشرکین) جاز الخ عالمگیری ج۴ ص ۲۲۶ جمیل الرحمن)

وہ کنواں جس میں دوا ڈالی جائے پاک ہے یا ناپاک:۔

(سوال ۱۹۱) کنویں میں آج کل دوائی ڈالی جاتی ہے اس پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

(جواب) وضو کرنا اس سے درست ہے۔ وتجوز الطھارۃ بالماء الی قولہ والماء الذی یختلط بہ الاشنان اوالصابون اوالزعفران بشرط ان تکون الغلبۃ للماء من حیث الا جزاء بان تکون اجزاء الماء اکثر من اجزاء المخالط ھذا اذا لم یزل عنہ اسم الماء الخ کبیری ص۸۷.

کنویں کے پانی سے کھانا پکایا، پھر کنویں سے مردہ جانور نکلا تو کیا کیا جائے:۔

(سوال ۱۹۲) ایک مردہ مرغ چاہ سے نکالا گیا۔ نکالنے سے پہلے اس چاہ کے پانی سے طعام پکایا گیا، وہ طعام پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) جو پانی اس مردہ مرغ کے نکلنے اور دیکھنے سے پہلے چاہ سے نکالا گیا وہ پاک ہے اس سے جو طعام پختہ ہوا وہ پاک و حلال ہے، بعد دیکھنے مرغ مردہ کے چاہ ناپاک ہوا ہے اس کو نکال کر اگر پھولا پھٹا نہ ہو تو ساٹھ ڈول نکالے جاویں، استحباباً اور چالیس وجوباً یعنی چالیس ڈول نکالنا ضروری ہے اور ساٹھ تک نکالنا مستحب ہے (ویحکم بنجا ستھا الیٰ قولہ وقالا من وقت العلم فلا یلزمھم شئی قبلہ قیل وبہ یفتیٰ (درمختار) قال الشامی صاحب الجوھرۃ وقال العلامۃ قاسم فی تصحیح القدوری قال فی فتاویٰ العتابی قولھما ھو المختار (شامی ج ا ص ۲۲۶) ان اخرج الحیوان غیر منتفح ومتفسخ ان کان کحما مۃ وھرۃ نزح اربعون من الدلاء وجوباً الی ستین ندباً جمیل الرحمن)

سانپ کنویں میں گر کر مر جائے:۔

(سوال ۱۹۳) سنا ہے کہ کنویں میں اگر سانپ گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا یہ صحیح ہے یا نہ؟

(جواب) اس میں یہ تفصیل ہے کہ سانپ اگر پانی کا ہے جس میں خون نہیں ہوتا اس کے مرنے سے پانی چاہ وغیرہ کا ناپاک نہیں ہوتا، اور اگر سانپ جنگلی ہے اور اس میں خون ہو تو اس کے مرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے وضفدع الا بریالہ دم سائل فیفسد فی الا صح لحیۃ بریۃ ان لھادم والا لا قولہ کحیۃ بریۃ

امامائیة فلا تفسد مطلقا الخ(۱) فقط۔

کھانا پکنے کے بعد کنویں سے مردہ مرغ نکلا:۔

(سوال ۱۹۴) ایک امیر کے یہاں بہت سے لوگوں کی ضیافت تھی جب کھانا تیار ہوگیا تو کنویں سے پانی منگایا۔ تو اس میں سے ایک مرغ مردہ نکلا اور اسی کنوں کے پانی سے تمام کھانا پکایا تھا، لیکن مرغ میں کسی قسم کا تفسخ یا تنفخ اس کے جسم میں نہ تھا ایک مولوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا کہ یہ کھانا پلید ہے جانوروں کو ڈال دیا جاوے دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ اگر چہ فتویٰ مولوی صاحب موصوف کا علی مذہب الامام درست ہے مگر چونکہ اس میں از حد تضیع مال اور حرج عظیم آتا ہے، ایسے موقع میں فتویٰ علی قول الصاحبین دینا چاہئے۔ اس صورت میں امام صاحب کے قول پر فتویٰ ہونا چاہئے یا صاحبین کے قول پر؟ اور وہ کون سی ضرورت ہے جہاں مقلد کو دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا درست ہے؟

(جواب) اس بارہ میں دوسرے امام صاحب کا قول صحیح ہے جنہوں نے صاحبینؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے کیونکہ بہت سے فقہاء وعلماء نے اس بارہ میں صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور کتب فقہ میں اس کا مفتی بہ ہونا مصرح ہے۔(۲) شامی میں ہے وقال العلامة قاسم فی تصحیح القدوری قال فی فتاویٰ العتابی قولهما هو المختار ج ۱ ص ۱۴۳ اور شرح منیہ میں ہے، وقالا لیس علیهم اعادة شئ مما صلوه بالوضوء منها ولا غسل شئی مما اصابه مائها حتیٰ یتحققوا متی وقعت حملا علی انها وقعت تلک الساعة فما تت او کانت میتة فوقعت بریح اوغیره وذلک لان الحوادث تضاف الیٰ اقرب الا وقات عند الا مکان والیقین لا یزول بالشک والطهارة کانت متیقنة وقع الشک فی زوالها قبل الا طلاع الخ(۳) اس سے قوت دلیل صاحبینؒ معلوم ہوئی وقد قال فی الدر المختار وصحح فی الحاوی القدسی قوة المدرک الی الدلیل (۴) باقی یہ کہ مذہب غیر پر کس وقت فتویٰ دیا جاتا ہے یعنی باقی ائمہ ثلثہ امام مالکؒ امام شافعیؒ وامام احمد کے قول پر فتویٰ کس صورت میں درست ہے تو اس میں ہم مقلدین کو انہی مواقع میں فتوی دینا جائز ہے جن مواقع میں فقہاء سے تصریح ہے جیسا کہ زوجہ مفقود کے بارہ میں یا عدۃ ممتدۃ الطہر کے بارہ میں یا اور جس مسئلہ میں تصریح فقہاء کی مل جائے فقط۔

کنویں میں ناپاک بھنگی گر کر مر گیا تو کنواں کس طرح پاک ہوگا:۔

(سوال ۱۹۵) ایک چاہ چشمہ دار میں دو ڈھائی بانس پانی ہوگا۔ ایک بھنگی جس کا بدن اور کپڑے نجس تھے گر کر مر گیا دوسرے روز اس کو نکالا گیا۔ اب کس قدر پانی نکالنے کے بعد چاہ مذکور پاک ہوگا؟

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۷۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر.

(۲) ویحکم بنجا ستها مغلظة من وقت الوقوع ان علم والا فمذ یوم ولیلة ان لم ینتفخ ولم یتفسخ الی قوله وقالا من وقت العلم فلا یلزمهم شئی قبله قیل وبه یفتی (الدر المختار ج ۱ ص ۲۱۲. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر.

(۳) دیکھئے غنیة المستملی فی شرح منیة المصلی ص ۱۵۸. ۱۲ ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی طبقات المسائل ج ۱ ص ۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۷۱. ۱۲ ظفیر.

(جواب) اس صورت میں دوسو (وجوباً) سے تین سو (استحباباً) ڈول تک پانی نکالنے سے چاہ پاک ہوگا۔ جزم به فی الکنز والمتقی وهو مروی عن محمدؒ وعلیه الفتویٰ خلاصه وتاتار خانیه عن النصاب وهو المختار معراج عن العتابیة وجعله فی العنایةروایة عن الامام وهو المختار والا یسر کما فی الا ختیار وافاد فی النهر ان المأ تین واجبتان والمأة الثالثة مندو بة الخ شامی. (۱) فقط۔

پانی کا مینڈک کنویں میں مرجائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۹۶) کنواں جو دہ دردہ نہ ہوایسے کنویں میں مینڈک اگر مر کر پھول جائے اور اس میں بد بوبھی پیدا ہو جائے، لیکن ریزہ ریزہ نہ ہو درآنحالیکہ وہ مینڈک پانی ہی کا ہو، یعنی پانی ہی میں پیدا ہوتا ہے اور پانی ہی میں پلتا ہے، اور پانی ہی میں رہتا ہے تو اس کنویں کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا۔

(جواب) کسی چاہ میں اگر مینڈک پانی کا مر کر پھول جائے تو پانی اس کا ناپاک نہیں ہوتا۔ اس سے وضو کرنا اور پینا درست ہے اور اگر پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے تب بھی وضو اس سے درست ہے البتہ پینا اس کا جائز نہیں ہے کمافی الدر المختار ویجوز رفع الحدث بما ذکر وان مات فیه غیر دموی ومائی المولدکسمک وسرطان وضفدع فلو تفتت فیه نحوه ضفدع جاز الوضؤ به ولا یشربه لحرمته الخ . (۲) فقط۔

جس کنویں میں کتا گر کر مر گیا اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے:۔

(سوال ۱۹۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک کتا چاہ مسجد میں گرا جس میں پانی بیس ہاتھ سے زیادہ ہے اور کتے کو گرے ہوئے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوا، اس چاہ میں جھام لگوائی۔ ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو کر نکلیں، احتمال ہے کہ ضرور اس میں ہڈیاں کتے کی باقی ہوں گی اور پانی بھی دو ہاتھ کم ہو گیا تھا، بالکل تمام پانی نہیں نکل سکتا۔ اب شریعت کا کیا حکم ہے؟ کس طرح وہ چاہ پاک ہو سکتا ہے؟ پانی اس کا خوب نکلوادیا جائے اور ہڈیاں باقی رہ جاویں تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب) ایسے چاہ کے پاک ہونے کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے اس چاہ کو اتنے عرصہ تک چھوڑ دیا جاوے کہ اس کتے کی ہڈیاں وگوشت و پوست گل کر مٹی اور گارا ہو جاوے۔ اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ چھ مہینے تک اس کو چھوڑ دیا جاوے اس کے بعد کل پانی اس کا نکال دیا جاوے اور کل پانی نکالنا دشوار ہو بوجہ چشمہ دار ہونے چاہ کے تو دوسوڈول سے تین سو ڈول تک نکالنے سے چاہ پاک ہو جاوے گا۔ کما فی الدر المختار ینزح کل مائها بعد اخراجها الا اذا تعذر کخشبة او خرقة متنجسة فینزح الماء الی حد لا یملاء نصف الدلو یطهر الکل تبعاً الخ (۳) فی الشامی واشار بقوله متنجسة الی انه لا بد من اخراج عین النجاسة کلحم میتة وخنزیر الخ قلت فلو تعذر ایضا ففی القهستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فیها فعجز واعن اخراجه فما دام فیها

---

(۱) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار مجتبائی باب المیاه ص ۳۵ ج ۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۲ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲. ۱۲ ظفیر.

فنجسة فتترک مدة یعلم انه استحال وصار حمأة وقیل مدة ستة اشهر الخ شامی (۱) جب کہ علت طہارت استحالہ ہے یعنی مٹی گارا ہوجانا اس جانور کا تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانور کے لئے بقدر چھوٹے اور بڑے ہونے کے مدۃ مختلف ہوگی، اور یہ صورت بھی طہارت آب چاہ ہوسکتی ہے کہ جھام لگا کر اس کی مٹی نکلوائی جائے تو جب بظن غالب ہڈیاں اس کی نکل جاویں اور گوشت و پوست کا گارا مٹی ہوجانا معلوم ہوجائے پانی اس کا نکلوا دیا جائے، پانی پاک ہوجاوے گا۔ فقط۔

کیا کنویں کو پاک کرنے کے لئے پے در پے پانی نکالنا ضروری ہے:۔

(سوال ۱۹۸) کنوں ناپاک ہونے کے وقت پے در پے ڈول نکالے یا بتدریج؟

(جواب) پے در پے نکالنا شرط نہیں۔ فقط۔ (۲)

چشمہ دار ناپاک کنویں کی پاکی کا طریقہ:۔

(سوال ۱۹۹) ایک چاہ چشمہ دار ہے جتنا پانی نکالتے ہیں اتنا ہی آ جاتا ہے، یہ چاہ پلیدی گر کر نجس ہوگیا تو کل پانی نکالا جاوے گا یا کیا؟

(جواب) اول اس نجاست کو چاہ سے نکال لیا جاوے اس کے بعد تین سو ڈول اس چاہ سے نکال دیئے جاویں باقی پانی پاک ہوجاوے گا فتویٰ اسی پر ہے تمام پانی نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳) اور متفرق ڈولوں کا نکالنا بھی درست ہے۔ (۴) فقط

ناپاک کنویں کا پانی اگر وقفہ دیگر کئی بار کر کے نکالا جائے تو پاک ہوگا یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۰) نجس کنویں کے پانی نکالنے میں اگر وقفہ کیا جائے یعنی تھوڑا تھوڑا پانی چند مرتبہ نکالا جائے تو کنواں پاک ہوگا یا نہیں، یا ایک دم سے پانی نکالنا ضروری ہے۔ بہشتی زیور میں ہے کہ جس قدر پانی نکالنا ضروری ہو، چاہے ایک دم سے نکالیں یا تھوڑا تھوڑا کئی دفعہ کر کے نکالیں ہر طرح کنواں پاک ہوجاوے گا۔

(جواب) مذہب صحیح و مختار کے موافق ایک دم سے تمام پانی جس قدر کہ نکالنا واجب تھا نکالنا ضروری نہیں ہے، توقف سے کئی دفعہ کر کے بھی درست ہے جیسا کہ بہشتی زیور میں ہے شامی میں ہے علی انه لا یشترط التوالی وهو المختار الخ. (۵) فقط۔

---

(۱) رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲ . ۱۲ ظفیر.

(۲) إذا وقعت نجاسة فی بئر دون القدر الکثیر الخ ینزح کل مائها بعد اخراجه الخ ولو نزح بعضه ثم زادفی الغد نزح قدر الباقی فی الصحیح (در مختار) ومثله فی الخانیة وهو مبنی علے انه لا یشترط التوالی وهوالمختار کما فی البحر والقهستانی (رد المحتار فصل فی البئر ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱ ...... ۲۱۲) ظفیر. (۳) وان تعذر نزح کلهالکونها معینا فبقدر ما فیها وقت ابتداء النزح قاله الحلبی یوخذ ذلک بقول رجلین عدلین لهما بصارة بالماء به یفتی وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائة وهذا ایسرو ذاک احوط (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷ و ۱۹۸ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴) ظفیر.

(۴) ولا یشترط التوالی وهو المختار کما فی البحر والقهستانی (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر.

(۵) ردالمختار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ۔ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲ . ۱۲ ظفیر۔

پرندوں کی بیٹ وغیرہ کنویں میں پڑ جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۰۱) ایک کنواں جس پر ایک پیپل کا بہت بڑا درخت واقع ہے اس کے اوپر ہر وقت جانور مثل چیل وکوا وغیرہ کے بیٹھے رہتے ہیں، اور غلاظت وغیرہ اور جانوروں کی ہڈیاں وچھیچڑے وہیں کنویں میں پھینک دیتے ہیں یہ کنواں پاک ہے یا ناپاک، اور اس سے وضو کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) جب تک کوئی نجاست اس کنویں میں دیکھ نہ لی جاوے، اس وقت تک حکم ناپاکی آب کا نہیں ہوسکتا، اور وضو اس سے درست ہے اور نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

بچوں کی کپڑے کی گیند کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۲) کپڑے کی گیند سے جو بچے کھیلتے ہیں وہ اکثر پلیدی میں مثل نالی وغیرہ کے گرتی رہتی ہے جو نجس بھی ہوجاتی ہے اگر وہ کنویں میں گر پڑی اور ڈوب گئی اور نیچے جا بیٹھی تو کنواں کس طرح پاک ہوگا؟

(جواب) جب تک اس گیند کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو اور نجاست لگنا اس کو خاص دیکھا نہ گیا ہو اس وقت تک کنویں کے پانی کو ناپاک نہ کہا جاوے گا جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے **الیقین لا یزول بالشک** پس شک سے حکم نجاست کا نہ کیا جاوے گا۔(۲) فقط۔

مینڈک کے کنویں میں مر جانے سے کنواں ناپاک ہوتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۳) مینڈک اگر چاہ میں مر جائے اور اس کی انگلیوں میں پردہ نہ ہو تو وہ ناپاک ہوجائے گا یا نہ اور خورد و کلاں میں کچھ فرق ہے یا نہ، سوائے اس پردہ کے اور کوئی علاقہ بھی ہے؟

(جواب) دم سائل اگر اس میں ہو تو ناپاک ہوگا ورنہ نہیں۔ **فی الدر المختار وضفدع الا بریا له دم سائل وهو مالا سترة له بين اصابعه الخ** . (۳) فقط۔

چوزہ کنویں میں گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۴) چوزہ مرغی کا یا چڑیہ کا جو ایک دو روز کا ہو یا مردہ پیدا ہو چاہ کو ناپاک کر دے گا یا نہ؟

(جواب) ناپاک ہوجائے گا۔(۴) فقط۔

---

(۱) ولا نزح فی بول فارة فی الا صح ولا بخرء حمام وعصفور کذ اسباع طیر فی الا صح لتعذر صونها عنه (الدر المختار علی هامش ردالمختار فصل فی البئر ج ۱ ص ۲۰۳) الیقین لایزول بالشک (الا شباه والنظائر ص ۷۵ قاعده ثلثة) ۱۲ ظفیر.

(۲) الیقین لا یزول بالشک ودلیلها ماروا ه مسلم عن ابی هریرة مر فوعا اذا وجد احدکم فی بطنه شیئا فاشکل علیه أ خرج منه شئی ام لا فلا یخر جن من المسجد حتی یسمع صوتا او یجد ریحا (الا شباه والنظائر) قیل هذه ' . . .القاعدة تد خل فی جمیع ابواب الفقه والمسائل المخرجة علیها تبلغ ثلاثة ارباع الفقه اواکثر (شرح حموی الفن الا ول القاعد الثالثة ص ۷۵)ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۷۱ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵ .۱۲ ظفیر.

(۴) وان کان کحما مة وهرة نزح اربعون من الدلاء وجوبا الی ستین الخ ندبا کما ان مابین دجاجة وشاة کد . جا جة الخ ویحکم بنجا ستها مغلظة من وقت الو قوع ان علم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۹ ج ۱ و ص ۲۰۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۶)ظفیر.

کنویں میں چوہا گر کر مرجائے تو پانی کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۰۵) جس کنویں میں چوہا وغیرہ گر کر مرجائے اور اس کو نکال دیا جاوے لیکن پانی بالکل نہ نکالا جاوے تو وہ کنوان ہمیشہ ناپاک رہے گا یا کچھ مدت کے بعد پاک ہو جاوے گا۔ بعض ہندوؤں کی بستی میں ایسا ہی ہوتا ہے؟

(جواب) بدون پانی نکالنے کے پاک نہ ہوگا، لیکن اگر ہندو اس کنویں سے پانی بھرتے رہیں تو جس وقت اندازاً اس قدر ڈول نکل جاویں جس قدر کہ لازم تھے تو وہ کنواں پاک ہو جاوے گا۔ کیونکہ متفرقاً پانی نکلنا بھی موجب طہارت ہے، پھر مسلمانوں کو بھی اس سے پانی بھرنا اور استعمال کرنا درست ہے۔(۱) فقط۔

کافر ناپاک کپڑوں میں کنویں کے اندر اترے تو کنویں کا پانی ناپاک ہو گیا:۔

(سوال ۲۰۶) اگر کوئی کافر مع نجس کپڑے کے کنویں میں داخل ہو اس کے پانی کا کیا حکم ہے؟

(جواب) اس کا پانی نکالنا چاہئے، پانی نکالنے سے وہ کنواں پاک ہوگا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا فتویٰ ہے۔(۲) فقط۔

مردہ مینڈک کنویں سے نکلا مگر یہ معلوم نہیں کہ بری ہے یا بحری تو کیا کیا جائے:۔

(سوال ۲۰۷) مردہ مینڈک اگر چاہ سے نکلے تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس میں دم سائل ہے یا نہیں۔ دم سائل کی کیا نشانی ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں دم سائل ہے یا نہیں؟

(جواب) مینڈک بری اور بحری کی شناخت درمختار میں یہ لکھی ہے کہ جس کی اصابع کے درمیان سترہ یعنی کھال ہو وہ بری ہے کہ اس میں دم سائل ہوتا ہے اس کے مرنے سے پانی قلیل نجس ہو جاتا ہے یعنی کنواں بھی نجس ہو جائے گا اور مینڈک دریائی کے مرنے سے نجس نہ ہوگا اور وہ وہ ہے کہ اس کی اصابع کے اندر سترہ نہ ہو اور اصابع علیٰحدہ علیٰحدہ ہوں اور دم سائل ہونا نہ ہونا بڑے چھوٹے ہونے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ **وضفدع الا بر یا له دم سائل وهو ما لا سترة له بين اصابعه فيفسد فى الا صح الخ.** (۳) فقط۔

چھپکلی گر کر مرجاے، یا پھول پھٹ جائے تو کتنا پانی نکالا جائے گا:۔

(سوال ۲۰۸) کنواں چھپکلی کے گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں اور پھولنے پھٹنے کے بعد کتنے ڈول نکالے جاویں۔

(جواب) چھپکلی اگر بڑی ہو کہ اس میں خون ہو مثلاً گرگٹ کی طرح تو اس کے مرنے سے پانی کنویں کا ناپاک ہو جاتا

---

(۱) وان كان كعصفور و فارة فعشرون الى ثلاثين كما مر الخ ويحكم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع ان علم (درمختار) لا يشترط التوالى وهو المختار (رد المحتار فصل فى البئر ج ۱ ص ۱۹۲ و ج ۱ ص ۱۹۹). ط.س. ج ۱ ص ۲۱۶. ۱۲ ظفير.

(۲) ان الكافر اذا وقع فى البئر وهو حى نزح الماء الخ لانه لا يخلو من نجاسة حقيقة او حكمية الخ (رد المحتار فصل فى البئر ص ۱۹۷ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴) ظفير. (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه حلد اول ۱۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵. ۱۲ ظفير.

ہے اس کو پہلے نکال کر پھر بیس، تیس ڈول نکال دیئے جاویں پانی پاک ہوجاوے گا۔ اور اگر اس میں خون نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہوتا لیکن احتیاطاً بیس تیس ڈول نکال دینا بہتر ہے۔(۱) فقط۔ (اور اگر بڑی چھپکلی گر کر پھول یا پھٹ جائے، تو کل پانی نکالنا ضروری ہے۔(۲) ظفیر۔

بکری یا بلی کنویں میں گرے اور پیشاب کردے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۰۹) ایک کنویں میں بکری گر گئی، یا کتا یا بلی گر گئی اور اس نے پیشاب کردیا تو اس کنویں کا کس قدر پانی نکالا جائے؟

(جواب) اس چاہ کا تمام پانی نکالنا لازم ہے، لیکن فقہاء نے بجائے تمام پانی کے تین سو ڈول نکالنے کو جائز فرمایا ہے، پس اسی قدر یعنی تین سو ڈول کافی ہیں، باقی پانی پاک ہوجاویگا۔(۳) فقط۔

کنویں میں کتا گرا اور زندہ نکال لیا گیا تو کتنا پانی نکالا جائے گا:۔

(سوال ۲۱۰) اگر کتا چاہ مسجد میں زندہ گر جائے اور فوراً ہی زندہ نکال لیا جائے تو اب چاہ کس قدر پانی نکالنے سے پاک ہوسکتا ہے۔ پانی چاہ میں بہت ہے تمام پانی نکالنا نہایت دقت کا باعث ہے؟

(جواب) تین سو ڈول پانی نکالنے سے، اس صورت میں چاہ پاک ہوجاوے گا۔(۴) فقط۔

بارش کے زمانہ میں گلی کوچہ کا پانی کنویں میں گرے تو کنواں ناپاک ہوگیا یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۱) مکانوں اور گلی کوچوں کا پانی جو بارش میں پڑتا ہے اور وہ بہہ کر اگر کسی کنویں میں گرے تو کنواں ناپاک ہوگیا یا نہیں۔ کتاب چشمۂ فیض میں گلی کوچہ کے پانی کو غلیظ اور نجس قرار نہیں دیا؟

(جواب) بارش کا پانی جو گلی کوچہ میں بہہ کر آوے اور سب نجاستوں کو بہا دیوے، بے شک وہ پاک ہے کما بین فی کتب الفقہ۔(۵) فقط۔

---

(۱) وضفدع الا بریاله دم سائل وهو مالا سترةله بین اصابعه فیفسد فی الاصح كحية برية (در مختار) وكالحية البرية الو زغة لو كبيرة لهادم سائل منيه (رد المحتار باب المياه ص ۱۷۱ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفير.
(۲) اذا وقعت نجاسة الخ او مات فيها الخ حيوان دموى غير مائى وانتفخ او تمعط او تفسخ الخ ينزح كل مائها الذى كان فيها وقت الوقوع بعد اخراجه (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى البر ج ۱ ص ۱۹۴. ط. س. ج ۳ ص ۲۱۱ ...... ۲۱۲) ظفير. (۳) اذا وقعت نجاسة الخ في بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل مائها الخ وان تعذر فبقدر ما فيها الخ وقيل يفتى بمائتين الى ثلثمائة وهذا ايسروذلك احوط (الدر المختار على هامش ردالمحتار (فصل فى البئر ج ۱ ص ۱۹۴. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱ ...... ۲۱۲ ...... ۲۱۴) ظفير.
(۴) وان تعذر نزح كل مائها فبقدرما فيها الخ وقيل يفتى بمائتين الى ثلث مائة وهذا ايسر وذالک احوط (الدر المختار على هامش ردالمحتار فى البئر ج ۱ ص ۱۹۷ و ج ۱ ص ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴ ...... ۲۱۵) ظفير.
(۵) المطر ما دام يمطر فله حكم الجريان حتى لو اصاب العذرات على السطح ثم اصاب ثوبا لاينتجس الا ان يتغير (عالمگيرى كشورى ص ۱۵ ج ۱. ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۷) ظفير.

کچھوا کنویں میں مرجائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۱۲) سنگ پشت کہ در چاہ دائماً می ماند اگر در چاہ بمیر د آب را نجس می کند یا نہ۔ اگر نجس میکند بکدام دلیل کہ دم مسفوح میدارد و آں دم سائل است کہ در حقیقت دم است کہ بآفتاب بعد خشک شدن سیاہ میشود، یا رطوبت مثل دم دارد مانند سمک کہ بعد خشک شدن سفید می شود۔ وجواب ایں امر چہ طور است اذا الد موی لا یسکن الماء لمنا فاۃ بین طبع الماء والدم۔ وجواب ایں امر چہ طور است کہ کلب الماء باتفاق شروح ومتون موت آن آب را نجس نمی کند۔ باوجود یہ کہ توالد او بیرون از ماء در حجر بر کنارۂ آب می باشد۔ سنگ پشت اگر آب را نجس نمیکند مانند کلب الماء والسرطان وخنزیر الماء والضفدع والضفدع البحری۔ پس دلیل آں تحریر فرمایند کہ بکدام دلیل دم مسفوح نمی دارد و فرق درمیان بری و بحری کدام ست، چنانچہ در ضفدع فرق کردہ اند و علامہ شامی حیوان را سہ قسم کردہ برّی و بحرّی، برّی بحری، پس سنگ پشت مانند طیر الماء است؟

(جواب) قال فی الدر المختار ومائی مولد ولو کلب الماء وخنزیرہ الخ قولہ ومائی مولد عطف علی قولہ غیر دموی ای مایکون توالدہ ومثواہ فی الماء سواء کانت لہ نفس سائلۃ اولا فی ظاھر الروایۃ بحر عن السراج ای لان ذلک لیس بدم حقیقۃ وعرف فی الخلاصۃ المائی بما لو استخرج من الماء یموت من ساعتہ وان کان یعیش فھو مائی وبری فجعل بین المائی والبری قسما اخر وھو مایکون مائیاً وبریاً لکن لم یذکر لہ حکم علیحدۃ والصحیح انہ ملحق بالمائی لعدم الدمویۃ شرح المنیۃ اقول والمراد بھذا القسم الا خرما یکون توالدہ فی الماء ولا یموت من ساعتہ لواخرج منہ کالسرطان و الضفدع الخ شامی جلد ۱ (۱)

پس از عبارات مذکورہ واضح است کہ حکم سلحفاۃ آبی ہمیں است کہ موت اودر آب آب را نجس نمی کند۔ فقط۔

کنویں کی ناپاکی کے علم سے پہلے جو پانی استعمال کیا گیا، اس کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۱۳) کنویں کی ناپاکی معلوم ہونے سے قبل جو اس پانی سے وضو اور غسل وغیرہ کیا تھا اور اس کا پانی جو کپڑے یا مصلے یا برتن کو لگا تھا وہ سب ہی ناپاک ہوجاتے ہیں یا جس طرح کنویں کے پاک ہونے سے رسی ڈول اور کنویں کی دیوار سب پاک ہوجاتے ہیں اسی طرح بدن پر کا کپڑا وغیرہ پاک ہوجاتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) چاہ کے ناپاک ہونے کے معلوم ہونے سے پہلے جو پانی اس سے نکالا گیا وہ بقول مفتی بہ پاک ہے اور نماز اس سے درست ہے۔ (۲) فقط۔

سام، ابرص کنویں میں گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں؟:۔

(سوال ۲۱۴) اگر چھپکلی کنویں میں مرجاوے تو اس کا کیا حکم ہے اور وہ سام ابرص میں داخل ہے یا نہ اور دونوں میں کیا

---

(۱) رد المختار باب المیاہ جلد اول ج ۱ ص ۱۷ و ج ۱ ص ۱۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویحکم بنجاستھا مغلظۃ من وقت الوقوع ان علم والا فمذ یوم ولیلۃ ان لم ینتفخ ولم یتفسخ وھذا فی حق الو ضؤ والغسل الخ اما فی حق غیرہ کغسل ثوب فیحکم بنجا ستہ فی الحال الخ وقالا من وقت العلم فلا یلزمھم شئی قبلہ قیل وبہ یفتی (درمختار) قولہ قیل وبہ یفتی قائلہ صاحب الجوھرۃ و قال العلامۃ قاسم فی تصحیح القدوری قال فی فتوی العتا بی قولھما ھو المختار الخ وصرح فی البدائع بان قولھما قیاس وقولہ استحسان وھو الا حوط فی العبادات (رد المحتار فصل فی البئر جلد اول مطلب فی تعریف الاستحسان ج ۱ ص ۲۰۲ و ج ۱ ص ۲۰۳. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر.

فرق ہے؟ فقط۔
(جواب) اگر چھپکلی بڑی ہو کہ اس میں دم سائل ہو تو پانی کنویں کا ناپاک ہو جاوے گا۔ ورنہ نہیں اور سام ابرص اور چھپکلی کا ایک حکم ہے۔(۱) فقط۔

ناپاک کنویں کی پاکی میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ:۔

(سوال ۲۱۵) طہارت بیر میں امام محمدؒ کا فتویٰ جو تین سوڈول کا ہے اس کو اختیار کرنا اور اس پر فتویٰ دینا احناف کو درست ہے یا نہیں؟
(جواب) قال اللہ تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ پس(۲) جب کہ امام محمدؒ کے قول میں یسر ہے اور فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے تو بوجہ یسر کے اس کو اختیار کرنا اور اس پر فتویٰ دینا جائز ہے۔(۳) فقط۔

سلحفاۃ (کچھوا) کی تحقیق:۔

(سوال ۲۱۶) جواب مسئلہ سلحفاۃ بحری مستنبط از عبارت درمختار وشامی در باب المیاہ ص ۶۲ کہ آب قلیل راجنس نمی کند۔ رسید امید کہ حق ازیں بیرون نباشد۔ رائے بندہ نیز ہمیں است، چرا کہ در حیوان مائی کہ دوام سکونت در ماء دارد۔ دم مسفوح نمی باشد کما ہوالمقرر کہ درمیان طبیعت ماء ودم تخالف است مگر یک خدشہ عسیر الحل باقی است۔
(خدشہ) قال العلامۃ الدمیری حیوۃ الحیوان فی بیان سلحفاۃ البریۃ وھذا الحیوان یبیض فی البر فما نزل منہ فی البحر کان لجأۃ وما استمر فی البرکان سلحفاۃ ثم قال بعد اسطر السلحفاۃ البحریۃ اللجأۃ وستاتی فی باب الدم انتھیٰ۔
ازیں ظاہر است کہ توالد بری وبحری بیرون از ماء است، پس مائی المولد نہ شد و مائی المعاش شد مثل طیر الماء۔ وعبارت شامی بعد اقول والمراد بھذا القسم الا خرما یکرن تو الدہ فی الماء ولا یموت من ساعتہ الخ ثبت خلاف مدعا شد۔ نہ ثبت مدعاء جناب در ایماء ناقص بندہ۔ وایں ہم مسطور است کہ توالد کلب الماء وتمساح نیز بیرون از آب است در تمساح نوشتہ اند بیرون توالد میکند۔ ہر چہ در آب آمد تمساح شود وہر چہ در خشکی ماند سقنقور گردو۔ وعبارت در مختار ومائی المولد ولو کلب الماء وخنزیرہ چگونہ صحیح باشد کہ کلب الماء مائی الولد بموجب مشہور نیست۔ علت را گردیدہ میشود کہ ہر کہ دوام سکونت زیر سطح آب روز وشب میدارد مثل لجأۃ کہ در چاہ ہمیشہ زیر آب سکونت می تواں کرد پس لجاۃ دم مسفوح ندارد وآب راجنس نہ کند کہ درمیان طبیعت آب ودم تخالف است بخلاف طیر الماء۔ ایں چنیں معیشت

---

(۱) وکذا الوزغۃ اذا کانت کبیرۃ ای بحیث یکون لھادم فانھا تفسد لماء (غنیۃ المستملی ص ۱۶۴) ظفیر۔
(۲) المشقۃ تجلب التیسیرو الا صل فیھا قولہ تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسرو لا یرید بکم العسرو قولہ تعالی وما جعل علیکم فی الدین من حرج وفی الحدث احب الدین الی اللہ تعالیٰ الحنیفۃ السمحۃ، قال العلماء یتخرج علی ھذہ القاعدۃ جمیع رخص الشرع وتخفیفاتہ (الا شباہ والنظائر ص ۹۵ و ۹۶) ظفیر۔
(۳) وقیل یفتی بمأ تین الی ثلثما ئۃ وھذا انیسر (الدر المختار) جزم بہ فی الکنز والملتقی وھو مروی عن محمدؒ وعلیہ الفتویٰ خلاصۃ وتاتار خانیہ عن النصاب وھو المختار معراج عن العتا بیۃ وجعلہ فی العنایۃ روایۃ عن الا مام وھو المختار و الا یسر کما فی الا ختیار وافاد فی النھر ان المائتین واجبتان والمائۃ الثالثۃ مندوبۃ (ردالمحتار فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵) ظفیر۔

وسکونت درآب نمی دارند از سطح اعلیٰ آب روئے اوشاں ہمیشہ یا اکثر بیروں می باشد۔ دوام سکونت زیر سطح آب نمی دارد۔ ثم الدليل على كون الدم معد وما فى الحيوانات التى يسكن فى الماء دوام سكونها فى الماء لان الدموى يسكن فى الماء لمضادة بين الماء والدم مستخلص شرح کنز۔ اگر قاعدہ درالمختار وشامی وغیر ہما مائی المولد راد یدہ میشود۔ پس لحاظ آب قلیل رانجس خواہد نمود۔

(جواب) مولوی صاحب مکرم دام فضلکم۔ بعد سلام مسنون آنکہ انچہ علامہ دمیری درحیات الحیوان در بیان سلحفاۃ بری نقل کردہ است جواب ازاں این است کہ ممکن است قسمے از سلحفاۃ بحری چناں باشد کہ توالد وسکونتش ہمیشہ درآب باشد پس دوام سکونت درآب اگر درحیوانے مشاہد خواہد شد حسب دلیل مستخلص شرح کنز آزادموی نہ خواہند شمرد۔ واز احتمال خلاف ایں دلیل منقوض نہ خواہد شد وہمیں تقریر درکلب الماء وخنزیر الماء جاری خواہد شد۔ فقط۔

کتا کنویں میں گر جائے تو پانی نکالا جائے گا یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۷) اگر سگ درچاہ افتد اگرچہ عمیق باشد وثبوتے ہرگز نمی شود کہ روئے آں سگ درآفتاب افتادہ است یا نہ یک فردمی گوید کہ ایں حالت شکے است حکم نجس آب ندہم احتیاطاً چند دلو از آب بیروں بکنید دوم فردمی گوید کہ ہمہ آب بیروں بکنید دریں صورت صحیح امر چیست؟

(جواب) دریں صورت احتیاط دراخراج آب چاہ است (۱) وفتویٰ برین است کہ بجائے جمیع آبچاہ سہ صد دلو معروف خارج کردن چاہ راپاک میکند کما ہو قول الصاحبینؒ فقط۔ (۲)

ناپاک کنویں میں ڈول ڈالا گیا تو ڈول کا کیا حکم ہے؟:۔

(سوال ۲۱۸) ایک کنویں میں حسب معمول پانی کے لئے ڈول ڈالا گیا۔ لیکن کھینچنے کے بعد معلوم ہوا کہ کنواں کسی جانور کے گر جانے سے پلید ہوگیا ہے تو وہ ڈول ناپاک ہوا یا نہیں۔ یہ ڈول دوسرے کنویں میں ڈالا گیا تو وہ پاک رہا یا نہ؟

(جواب) سوال کی اس عبارت سے "لیکن کھینچنے کے بعد معلوم ہوا الخ" واضح ہے کہ چاہ کی ناپاکی کا علم بعد کھینچنے ڈول کے ہوا، لہذا بقول صاحبینؒ جو کہ مفتی بہ ہے وہ ڈول اور پانی جو کہ پہلے علم نجاست سے نکالا گیا پاک ہے۔ درمختار میں ہے وقالا من وقت العلم الخ فلا يلزمهم شئى قبله الخ (۳) یعنی صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ چاہ کی نجس ہونے کا حکم وقت علم کے دیا جاوے گا اور جو پانی پہلے نکل چکا وہ پاک ہے لہذا ڈول بھی پاک رہا۔ فقط۔

مٹی کے نئے لوٹوں میں اگر کنویں کا ناپاک پانی ڈالا جائے تو وہ کس طرح پاک ہوں گے:۔

(سوال ۲۱۹) پنجاب میں جو کنویں ہوتے ہیں ان پر ایک سو کے قریب لوٹے گلی چڑھا کر بیلوں سے چلائے جاتے

---

(۱) ليس الكلب بنجس العين عند الامام وعليه الفتوى وان رجح بعضهم النجاسة كما بسطة ابن الشحنه الخ ولو اخرجه حيا ولم يصب فمه الماء لايفسد ماء البئر ولا صلاة حامله الخ وشرط الحلوانى شد فمه (درمختار) والاصح انه كان فمه مفتوحا لم يجز لان لعابه يسيل الخ (رد المحتار باب المياه ج ۱ ص ۱۹۲ . ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸) ظفير.

(۲) وقيل يفتى بمائتين الى ثلثمأة وهذا اليسر (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى البئر ج ۱ ص ۱۹۸ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى البئر ص ۲۰۲ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۸ ظفير.

ہیں اگر نجاست پڑ جانے کی وجہ سے جدید لوٹے گلی آب نارسیدہ کے ساتھ پاک کرنے کیلئے پانی کنویں سے نکالا جائے تو کیا وہ پاک ہو جائیگا یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ جدید لوٹے متشرب الاجزاء ہوتے ہیں، اس لئے جب وہ پانی سے ملاقی ہوں گے تو پلید پانی ان کے اجزاء میں بذریعہ مسامات داخل ہو جائے گا اور جب تک ان لوٹوں کو آگ میں نہ جلایا جائے وہ پاک نہیں ہوں گے۔ یہ صحیح ہے یا کیا؟

(سوال) درمختار کی روایت **فینزح الماء الی حد لا یملاء نصف الدلو یطهر الکل تبعاً الخ** کی شرح میں علامہ شامی لکھتے ہیں۔ **قوله یطهر الکل ای من الدلو والرشأوالبکرة وید المستقی تبعاً لان نجاسة هذه الاشیاء بنجاسة البیر فتطهر بطهار تها للحرج کدن الخمر یطهر تبعاً اذا صار خلاً الخ**(۱) پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوٹا ہائے گلی مذکورہ بعد طہارت آب چاہ پاک ہیں۔ فقط۔

خنزیر کنویں میں گرا اور اسے اسی میں خون بہا کر مار ڈالا اب اس کنویں کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۲۰) چاہ کے اندر خنزیر گر گیا اور برچھی وغیرہ سے اس کو چاہ کے اندر ہی مار دیا گیا جس سے چاہ کا پانی سرخ ہو گیا اور دیوار چاہ پر خون کی چھینٹیں پڑ گئیں، اس چاہ کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس کنویں سے جس کھیت کو پانی دیا گیا ہو وہ ترکاری اور غلہ پاک اور حلال ہے یا نہیں۔ آلات آب کشی پاک ہیں یا ناپاک؟

(جواب) اس خنزیر کو چاہ سے نکال کر تمام پانی اس چاہ کا نکال دیا جاوے پھر پانی اس کا پاک ہو جاوے گا اور بقول مفتی بہ دو سو سے لے کر تین سو ڈول تک نکال دینا بھی تمام پانی کے نکالنے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔(۲) اور پھر گارہ اور دیواریں اور ڈول ورسی سب پاک ہو جاتا ہے کذا فی الدر المختار۔(۳) اور جس کھیت کو اس چاہ کا پانی دیا گیا اگرچہ قبل از پاک کرنے کے اور پانی نکالنے کے ہو غلہ اور ترکاری اس کھیت کا پاک وحلال ہے۔(۴) فقط۔

جس کنویں سے ہندو مسلمان دونوں پانی بھریں کیا وہ پاک ہے:۔

(سوال ۲۲۱) ایک کنویں سے ہندو اور مسلمان پانی بھرتے ہیں ایک مولوی نے جواز کا حکم دیا ہے اور ایک مولوی نے پلیدی کا حکم دیا ہے۔ شرعاً صحیح حکم کیا ہے؟

(جواب) جواز وطہارت ماء کا حکم صحیح ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲ . ۱۲ ظفیر.

(۲) اذا وقعت نجاسة الخ فی بئر دون القدر الکثیر الخ ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع بعد اخراجه الخ یطهر الکل الخ وقیل یفتی بمأ تین الیٰ ثلثمائة وهذا ایسر (درمختار) قوله قیل الخ جزم به فی الکنز والملتقی وهو مروی عن محمد وعلیه الفتویٰ خلاصه وتاتار خانیه عن النصاب و هو المختار معراج عن العتابیه وجعله فی العنایة عن الامام وهو المختار والا یسر کما فی الاختیار افاد فی النهر ان المأتین واجبتان والمائة الثالثة مندوبة (رد المحتار) فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸) ظفیر. (۳) ینزح کل مائها الخ یطهرا لکل تبعاً (درمختار) قوله یطهر الکل من الدلو والرشاء والبکرة ویدالمستقی تبعاً بنجاسة البئر فتطهر بطهارتها (رد المحتار فصل فی البئر ج) ص ۱۹۶ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر.

(۴) العبرة للطاهر من تراب او ماء اختلطا به یفتی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۲۳ . ط.س. ج ۱ ص ۳۴۹) ظفیر. (۵) ان الیقین لا یزول بالشک ۱۲ ظفیر.

بھنگی کنویں پر چڑھے تو کنواں ناپاک تو نہیں ہوتا:۔

(سوال ۲۲۲) چمار یا بھنگی کے ہاتھ پاؤں دھلوا کر کنویں پر چرس پکڑنے کے لئے مقرر کیا ہے وہ پانی اور چرس پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) پاک ہے۔(۱) فقط۔

جس کنویں سے بھنگی وغیرہ پانی بھرے وہ پاک ہے یا ناپاک:۔

(سوال ۲۲۳) جس کنویں سے بھنگی وغیرہ پانی نکالیں اس چاہ کا پانی حلال ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ ان کے ہاتھوں پر اس وقت کچھ نجاست نہیں ہے تو حلال ہے فقط۔(۲)

برتن میں پیشاب کر کے کنویں میں ڈال دیا:۔

(سوال ۲۲۴) ایک لڑکے نے برتن میں پیشاب کر کے کنویں میں ڈال دیا کتنے ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہوگا؟

(جواب) اب تین سو ڈول پر فتویٰ ہے، تین سو ڈول نکالنے سے کنواں اور پانی پاک ہو جاوے گا۔(۳) فقط۔

کنویں میں میت کی نجاست نکل گئی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۲۵) ایک کنویں میں لاش میت آدمی کی پائی گئی تو اس کی ٹانگ میں رسی باندھ کر کھینچا تو اس کے دبر سے تقریباً ایک انگشت لمبی نجاست نکل کر کنویں میں گر گئی اس صورت میں اس کنویں کا کس قدر پانی نکالنا چاہئے؟

(جواب) اس صورت میں کنویں میں چونکہ عین نجاست یعنی پاخانہ وغیرہ میت کا بھی گرا ہے، اس لئے چند روز اس کنویں کو ویسا ہی چھوڑ دیا جاوے جس میں وہ پاخانہ وغیرہ مٹی میں مل کر مٹی ہو جاوے، یا پانی میں مل جاوے، اور اگر وہ نجاست نکل سکے تو اس کو پہلے نکال لیا جاوے، اس کے بعد تمام پانی اس کنویں کا نکالا جاوے۔ اور فتویٰ اس پر ہے کہ دو سو ڈول سے لے کر تین سو ڈول تک نکالنے میں تمام پانی نکالنے کا حکم ہو جاتا ہے بسبب سہولت کے پس بعد نکالنے نجاست مذکورہ کے اگر وہ نکل سکے یا بعد چھوڑنے اس قدر مدت کے کہ اس میں وہ نجاست گارے میں مل کر گارا مٹی ہو جائے تو سو ڈول اس کنویں میں سے نکال دیئے جاویں اس سے وہ کنواں پاک ہو جاوے گا، اور استعمال اس کے پانی کا درست ہو جاوے گا

---

(۱) لانه عليه الصلوٰة والسلام انزل بعض المشركين فى المسجد على مافى الصحيحين فالمراد بقوله تعالىٰ انما المشركون نجس النجاسة فى اعتقاد هم بحر (رد المحتار مطلب فى السور ج ۱ ص ۲۰۵ .ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ولو ادخل الكفار او الصبيان ايديهم لا يتنجس .اذا لم يكن على ايديهم نجاسة حقيقة (غنية المستملى ج ۱ ص ۱۰۱) ظفير.

(۲) ولو ادخل الكفار اوالصبيان ايديهم لا يتنجس اذا لم يكن على ايديهم نجاسة حقيقة (غنية المستملى فصل فى احكام الحياض ص ۱۰۱) ظفير. (۳) مفتی علام نے ایسر پر عمل کر کے تین سو ڈول پر فتویٰ دیا ہے، ورنہ اگر کنواں چشمہ والا نہیں ہے تو کل پانی نکالنا ضروری ہے، اور یہی احتیاط ہے، یا دو ایسے ثقہ آدمی سے پانی کا اندازہ لگوالیا جائے جن کو ان میں بصیرت حاصل ہو، اور اتنی مقدار میں پانی نکال دیا جائے، اذا وقعت نجاسةفى بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل مائها الخ وان تعذر نزح كلها لكونها معينا فبقدر ما فيها يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهمابصارة بالماء به يفتى وقيل يفتى بمأ تين الىٰ ثلثمائة وهذا ايسر وذاك احوط (درمختار) قوله ذاك احوط اى مافى المتين احوط للخروج عن الخلاف ولموا فقة للاثار (رد المحتار فصل فى البئر ج ۱ ص ۱۹۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱ ...... ۲۱۴) ظفير.

شامی میں ہے واشار بقوله متنجسة الى انه لا بد من اخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير اه قلت فلو تعذر ايضا ففى القهستانى عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترک مدة يعلم انه استحال وصار حماة الخ (۱) وفى الدر المختار وقيل يفتى بما تين الى ثلثمائة وهذا ايسر وقال فى الشامى قوله وقيل جزم به فى الكنز والملتقى وهو مروى عن محمد رحمه الله وعليه الفتوىٰ الخ (۲) فقط.

ناپاک کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے:۔

(سوال ۲۲۶) ایک چاہ مدت چھ سال سے پلید ہے جس میں کئی کتے اور کئی مردار جانور پڑے ہیں اس میں پانی بہت ہے اس کے پاک کرنے کی صورت کیا ہے؟

(جواب) اس چاہ کے پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اول اس میں جو مردار جانور وغیرہ پڑے ہیں وہ سب نکال دیئے جاویں، پھر اس کا تمام پانی نکال دیا جاوے اور بہتر ہو کہ اس کا گارا بھی نکالا جاوے جس قدر نکل سکے، پھر جو پانی اس میں آوے گا وہ پاک ہوگا اور گارا نکالنا طہارت کے لئے ضروری نہیں ہے البتہ صفائی کی وجہ سے بہتر ہے۔ (۳) فقط۔

جس کنویں میں مرغی کی بیٹ گر جائے اسے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے:۔

(سوال ۲۲۷) اگر کنویں میں مرغی کا پاخانہ گر گیا تو کتنے ڈول نکالنے چاہئیں؟

(جواب) مرغی کا پاخانہ کنویں میں گرنے سے تین سو ڈول پانی نکالنا چاہئے اور پہلے وہ پاخانہ نکال لینا چاہئے۔ فقط۔ (۴)

(نہ نکل سکے تو کچھ دن چھوڑ دینا چاہئے کہ وہ گل کر مٹی ہو جائے، پھر پاک کیا جائے۔ ظفیر۔

ناپاک کنواں جس سے کھیت سینچا گیا تو کنواں پاک ہوا یا نہیں:۔

(سوال ۲۲۸) ایک کنواں جو عرصہ دراز سے پڑا ہوا تھا اور اس میں کئی جانور بھی گر کر گل سڑ گئے۔ اب مالک کنویں نے زمین، کنواں برائے کاشت مالیوں کو دے دی، دو ماہ سے کنواں چل رہا ہے تو کنواں پاک ہوا یا نہیں۔

(جواب) اگر اس چاہ کو جانوران مردہ وغیرہ سے صاف کر کے اس کا پانی بقدر تین سو ڈول کے نکال دیا گیا ہے تو وہ باقی

(۱) رد المحتار فصل فى البئر ج ۱ ص ۱۹۶ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲ . ۱۲ ظفير.
(۲) رد المحتار فصل فى البئر جلد اول ج ۱ ص ۱۹۸ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵ . ۱۲ ظفير.
(۳) اذا وقعت نجاسة الخ فى بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل مائها لخ بعه اخراجه (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى البئر ص ۱۹۶ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱) ظفير.
(۴) اذا وقعت نجاسة فى بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل مائها بعد اخراجه الا اذا تعذر كخشبة او خرقة متنجسة فينزح الماء الى حد لا يملأ نصف الدلو يطهر الكل تبعا الخ وقيل يفتى بمأ تين الى ثلثما ئة وهذا ايسر (درمختار) واشار بقوله متنجسة الى انه لابد من اخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير اه قلت فلو تعذر ايضا ففى القهستانى عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجز عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترک مدة يعلم انه استحال وصار حمأ ة. (رد المحتار فصل فى البئر ص ۱۹۶ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱ ...... ۲۱۲) ظفير.

پانی پاک ہوگیا ہے۔(۱) فقط۔

مرغی کنویں سے زندہ نکل آئی تو کتنا پانی نکالا جائے گا:۔

(سوال ۲۲۹) مرغی کنویں سے زندہ نکلی تو کیا حکم پانی نکالنے کا ہوگا؟

(جواب) ایسی مرغی کا حکم یہ ہے کہ بوجہ خشک کے احتیاطاً بیس ڈول پانی نکال دینا چاہئے۔ **کما فی رد المحتار فینزح ادنی ماوردبه الشرع وذلک عشرون احتیاطاً**(۲) فقط۔

جس ناپاک کنویں سے ہندو بڑی مقدار میں پانی خرچ کر چکے تو وہ پاک ہوا یا نہیں؟:۔

(سوال ۲۳۰) ایک کنویں میں تقریباً تیس پینتیس ہاتھ پانی ہے اس کنویں میں ایک آدمی گر کر مر گیا، کیونکہ کنواں مذکور ہنود کا تھا انہوں نے تقریباً چالیس پچاس ڈول نکلوا کر استعمال شروع کر دیا اور تمام دن ہنود اس کنویں سے پانی بھرتے رہتے ہیں، تقریباً دو صد من پختہ پانی روزانہ بلا ناغہ نکالا جاتا ہے تو اس قدر پانی نکالنے کی وجہ سے یہ کنواں کب تک پاک ہو جاوے گا؟

(جواب) کنواں بعد اخراج مقدار واجب کے پاک ہوگیا **ولو نزح بعضه ثم زاد فی الغد نزح قدر الباقی فی الصحیح خلاصه الخ درمختار ومثله فی الخانیة وهو مبنی علی انه لا یشترط التوالی وهو المختار الخ شامی**۔(۳) ص ۲۱۹ ج ۱۔

خون آلود جانور کنویں میں گرا تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں؟

(سوال ۱/۲۳۱) اگر کسی جانور کو تسمیہ کے ساتھ تیر وغیرہ آلہ دھار دار مارا گیا یا کتا معلم چھوڑا گیا اور وہ خون آلودہ ہو کر کنویں میں گر پڑا، کنواں پاک ہے یا ناپاک اور کس قدر پانی نکالا جاوے گا؟

(۲) کس قدر خون گرنے سے کنواں ناپاک ہوگا؟

(جواب) (۱) کنواں ناپاک ہے تین سو ڈول پانی نکالا جاوے۔(۴)

(۲) بہتا ہوا خون ناپاک ہے ایک قطرہ بھی نجس کر دیتا ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ینزح کل مائها بعداخراجه الخ وقیل یفتی بمأ تین الی ثلثمائة وهذا ایسر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲......۲۱۵) ظفیر.

(۲) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴ ۲۱۲ ظفیر.

(۳) دیکھئے ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲. ۱۲ ظفیر.

(۴ و ۵) اذا وقعت نجاسة لیست بحیوان ولو مخففة او قطرة بول او دم او ذنب فارة الخ فی بئر دون القدر الکثیرة ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۴ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱) ظفیر.

ایک عرصہ کا ناپاک کنواں کیسے پاک ہو؟

(سوال ۲۳۲) ایک کنواں تقریباً عرصہ بیس سال سے بند پڑا رہا وجہ بند ہونے کی یہ سنی جاتی ہے کہ اس میں ایک سور گر کر مر گیا تھا، پھر معلوم نہیں کہ وہ نکالا گیا تھا یا نہیں۔ اب کنواں صاف کرایا گیا، پانی اور مٹی نکالنے کے بعد اس کا پانی پینا اور استعمال میں لانا اس کا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) بعد صاف کرنے کے اور پانی و مٹی نکالنے کے وہ کنواں پاک ہوگیا، اس کا پانی پاک ہے اور پینا اور استعمال میں لانا اس کا درست ہے۔(۱) فقط۔

طوائف کا بنایا ہوا کنواں اور اس کا حکم:۔

(سوال ۲۳۳) اگر کوئی طوائف مسجد میں کنواں کھدوائے تو اس سے وضو اور غسل کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) کر سکتے ہیں۔(۲) فقط۔

جس کنویں میں بکری کا بچہ گرا اور اسی میں سڑ گیا۔ اس کے پاک کرنے کا طریقہ:۔

(سوال ۲۳۴) ہمارے چاہ میں عرصہ تین ماہ کا ہوا دو بچے بکری کے دس روز کے عرصہ میں یکے بعد دیگرے گر گئے چونکہ کوئی نکالنے والا موجود نہ تھا وہ چاہ میں گل سڑ کر غائب ہو گئے۔ چار پانچ روز کنواں چلایا گیا مگر پانی نہیں ٹوٹا تو ایسی صورت میں اس چاہ کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(جواب) ایسی صورت میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اس کنویں کو اتنے عرصہ تک چھوڑ دیا جائے کہ ہڈیاں بوسیدہ ہو کر مٹی ہو جاویں، اس کی مدت چھ ماہ لکھی ہے، اس کے بعد اس کنویں کا پانی نکالا جاوے تین سو ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جاویگا(۳)۔ فقط۔

سر بریدہ چوہا کنویں سے نکلے تو کیا حکم ہے؟:۔

(سوال ۲۳۵) ایک کنویں میں سے موش سر بریدہ تازہ مردہ نکلا، اس کی پاکی کے لئے کتنا پانی نکالا جاوے، کیونکہ کنویں میں موش کا خون بھی گرا ہوگا؟

(جواب) اس صورت میں دو سو ڈول سے لے کر تین سو ڈول تک پانی اس چاہ سے نکالا جاوے پھر پاک ہو جاوے گا۔

---

(۱) اذا وقعت نجاسة الخ فی بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل مائها الذی كان فيها وقت الو قوع بعد اخراجه الخ (درمختار) واشار بقوله متنجسة الی انه لا بد من اخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير اه قلت فلو تعذر ايضا ففی القهستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترك مدة يعلم انه استحال وصارحمأة وقيل مدة ستة اشهر (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۵ و ۱۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱.....۲۱۲) ظفير.

(۲) اس لئے کہ اس کا پانی پاک ہے وتجوز الطهارة الحكمية بماء مطلق الخ طاهر الخ كماء السماء الخ وماء الا وديةای الا نهار وماء العيون ای الينا بيع وماء الا بار الخ (غنية المستملی باب المياه ص ۸۶) ظفير.

(۳) ففی القهستانی عن الجوهرة لووقع عصفور فيها فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترك مدة يعلم انه استحال وصار حمأة وقيل مدة ستة اشهر (رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفير.

جیسا کہ شامی میں ہے قوله وقيل يفتى بمأ تين الىٰ ثلثما ئة الخ وجزم به فى الكنز والملتقى وهو مروى عن محمد رحمه الله تعالىٰ وعليه الفتوىٰ خلاصه وتاتار خانية عن النصاب وهو المختار معراج عن العناية وجعله فى النهاية رواية عن الامام وهو المختار والا يسر كما فى الا ختيار وافاد فى النهر ان المأ تين واجبتان والمأة الثالثة مندو بة الخ.(۱)فقط۔

ناپاک کنویں سے متصل جو پاک کنواں ہے اس کا حکم:۔

(سوال ۲۳۶) دیہہ ہذا کے وسط میں ایک کنواں ہے مگر مستعمل نہیں اور ناپاک ہے، اس کے متصل چند گز کے فاصلہ پر مسجد کے احاطہ میں ایک جدید کنواں تعمیر ہوا ہے تو اول کنویں کی ناپاکی کا اثر دوسرے کنویں میں اثر کرے گا یا نہیں؟

(جواب) مسجد کے کنویں کا پانی بوجہ قریب ہونے دوسرے کنویں ناپاک کے ناپاک نہ ہوگا، کیونکہ باتفاق یہ ثابت ہے کہ ایک کنویں کا پانی ناپاک ہوجانے سے دوسرے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اس میں کوئی تحدید نہیں کی گئی۔(۲) اور جو کچھ بحث کی گئی ہے وہ کنویں کے پاس چوبچہ بنانے میں کی گئی ہے نہ کہ کنویں میں۔(۳)فقط۔

غیر محتاط کنویں کا پانی:۔

(سوال ۲۳۷) اس ملک میں کنویں میں احتیاط نہیں ہے، آیا مسافر پردیسی ومقیم کے واسطے بوجہ عموم بلویٰ ایسے پانی سے وضو وغسل اور اکل وشرب درست ہے یا نہ؟

(جواب) اس پانی سے غسل ووضو اور اکل وشرب سب جائز ہے، وہم نہ کرنا چاہئے۔(۴)فقط۔

مستعمل پاک جھاڑو کنویں میں گر گئی تو کنواں پاک رہا یا ناپاک ہوگیا:۔

(سوال ۲۳۸) مسجد کی وضو کرنے کی نالی میں جو جھاڑو دی جاتی ہے اس کو پاک کر کے رکھا تھا، وہ کنویں میں گر گئی تو کنواں پاک ہے یا ناپاک زید کہتا ہے کہ دھونے سے ہر شے پاک ہوجاتی ہے، لہٰذا کنواں اس صورت میں پاک ہے؟

(جواب) اس صورت میں وہ کنواں پاک ہے۔ زید کا قول صحیح ہے۔(۵)فقط۔

---

(۱) رد المحتار كتاب الطهارة باب المياه فصل فى البئر جلد اول ص ۱۹۸.ط.س.ج ا ص ۲۱۵.۲ ا ظفير.

(۲) بئر الماء اذا كانت بقرب الماء النجسة فهى طاهرة مالم يتغير طعمه او لو نه اوريحه كذا فى الظهيرية ولا يقدر هذا بالذرعان حتى اذا كان بينهما عشرة اذراع وكان يو جد اثر البه لو عة فماء البئر نجس وان كان بينهما ذراع واحد و لا يوجد اثربالوعة فماء البئر طاهر كذا فى المحيط (عالمگیری کشوری ماء الا بار ج ا ص ۱۹.طماجديه ج ا ص ۲۰)ظفير.(۳)وان ارادان يحفر بيرا بالو عة يمنع ايضا لسراية النجاسة الى البئر الا ولى وتنجيس مائها ولا يمنع فى ماوراء الحريم وهو عشرفى عشر (شرح وقايه كتاب الطهارة ص ۸۸ ج ا)ظفير.

(۴) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵)ظفير.

(۵) پاک چیز گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوا کرتا ہے تجوز الطهارة بماء خالطه شئى طاهر الخ والماء الذى يختلط به الا شنان او الصابون او الزعفران بشرط ان تكون الغلبة للماء الخ هذا اذا لم يزل عنه اسم الماء الخ وهو الضابط عند مخالطة الا شياء الجامدة للماء من غير طبخ الخ فحكمه حكم الماء المطلق يجوز به الوضوء (غنية المستملى فصل فى احكام المياه ص ۸۷)ظفير.

ہندو نے کنویں میں غوطہ لگایا تو کنواں پاک رہا یا نہیں:۔

(سوال ۲۳۹) اگر کوئی ہندو کنویں میں ڈول وغیرہ نکالنے کے واسطے گیا اور غوطہ لگا کر نکال لایا تو کنواں ناپاک ہوا یا نہ؟

(جواب) فی الشامی نقل فی الذخیرة ان الکافر اذا وقع فی البئر وھو حی نزح الماء وفی البدایع انه روایة عن الا مام لانه لا یخلو عن نجاسة حقیقة او حکمیة حتی لو اغتسل فوقع فیھا من ساعة لا ینزح منھا شئی اقول ولعل نزحھا للاحتیاط الخ شامی .(۱) ای فیما وقع بلا غسل . پس معلوم ہوا کہ کافر اگر بعد غسل کے کنویں میں گھسا اور غوطہ لگایا تو پانی ناپاک نہ ہوگا البتہ اگر بلا غسل کے وہ کنویں میں گھسا تو احتیاطاً پانی نکالنے کا حکم دیا جاوے گا اور نیز شامی میں بیان سوء میں نقل کیا ہے ولا یشکل نزح البیر به لو اخرج حیاً لان ذلک لما علیه فی الغالب من النجاسة الحقیقة والحکمیة کما قد مناہ .(۲) اس سے بھی معلوم ہوا کہ بلا غسل گھسنے میں پانی نکالنا احوط ہے۔ فقط۔

کنویں میں انسان کا خون گر جائے تو پاک رہا یا ناپاک اور کتنا پانی نکالا جائے:۔

(سوال ۲۴۰) اگر کنویں میں خون انسان گر جائے تو کل پانی کھینچا جائے یا تین سو ڈول، اور پے در پے کھینچنا شرط ہے یا نہ؟

(جواب) تین سو ڈول پانی نکالنا کافی ہوگا۔ یہ قائم مقام تمام پانی نکالنے کے ہے اور اس سے کنواں پاک ہو جاتا ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ شامی میں کہا وعلیه الفتویٰ وھو المختار والایسر (۳) شامی اور پے در پے ڈول نکالنا شرط نہیں ہے۔(۴) فقط۔

جہاں کنویں میں بہت پانی ہو وہاں ناپاک کنواں کس طرح پاک کیا جائے:۔

(سوال ۲۴۱) پانی پت شہر میں بہت چاہات کا پانی کم تھا اور اب اس قدر زیادہ ہو گیا ہے کہ اگر کنواں ناپاک ہو جاتا ہے تو ڈیڑھ ہزار ڈول نکالنے پر بھی پانی نہیں ٹوٹتا اس لئے سخت پریشانی ہوتی ہے کوئی سہولت کا راستہ بتلایا جاوے؟

(جواب) ہمارے حضرات اکابر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب وحضرت مولانا شیخ الہند قدس سرہما وغیرہما کا اس پر اتفاق ہے کہ دو سو سے تین سو تک ڈول نکالنے سے پانی چاہ کا پاک ہو جاتا ہے اور بوجہ سہولت اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور

---

(۱) رد المحتار فصل فی البئر تحت قوله کآدمی محدث الخ جلد اول ص ۱۹۷ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۲۱۴ . ۱۲ ظفیر.

(۲) رد المحتار تحت قوله او کافر فصل فی البئر مطلب فی السور جلد اول ج ۱ ص ۲۰۵ .ط.س.ج ۱ ص ۲۲۲ ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۲۱۴ . ۱۲ ظفیر.

(۴) لا یشترط التوالی وھو المختار کما فی البحر والقھستانی (رد المحتار فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۲۱۳) ظفیر.

یہاں ہمیشہ اسی پر عمل درآمد رہا ہے اور اب بھی ہے(۱)

ڈول راستہ کی مٹی سے مل کر کنویں میں ڈالا تو کیا کنواں ناپاک ہو گیا:۔

(سوال ۲۴۲) ایک ہندوں نے اپنے لوہے کے ڈول کو راستہ کی مٹی مل کر کنویں میں ڈالا، وہ مٹی کنویں کے اندر پانی میں مل گئی ہے اب اس کنویں کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) پانی اس کنویں کا پاک ہے پینا اور وضو وغیرہ کرنا اس سے درست ہے۔ کیونکہ اولاً مٹی اگر ناپاک بھی ہو تو خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے کما ورد فی الحدیث ذکاۃ الارض یبسها(۲) اور ثانیاً یہ قاعدہ فقہ کا ہے کہ الیقین لا یزول بالشک(۳) الحاصل وہ پانی پاک ہے،(۴) فقط۔

کنویں میں کتا گر کر مر گیا لوگوں نے پانچ فٹ پانی نکالا تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۴۳) ایک کنویں میں کتا گر کر مر گیا پندرہ دن کے بعد اس کا پانی تقریباً پانچ فٹ نکالا گیا، بعض لوگوں نے وہم کیا اور اس کو پاک نہ سمجھا، اس کے بعد بہت سے آدمیوں کو لگا کر اور پانی نکالا گیا۔ کنواں پاک ہو گیا یا نہ؟

(جواب) مفتی بہ مذہب اس بارہ میں یہ ہے کہ ایسا کنواں تین سو ڈول متوسط پانی نکالنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ لہذا جس وقت پہلے قریب پانچ فٹ پانی نکالا گیا تھا اسی وقت باقی پانی اس کنویں کا پاک ہو گیا، کیونکہ بظاہر پانچ فٹ پانی کی مقدار تین سو ڈول سے زیادہ ہوگی، بہرحال اب پانی اس کنویں کا پاک ہے، کیونکہ دوبارہ بہت سا پانی اس کنویں کا نکل گیا ہے، اس کی پاکی میں اب کچھ شبہ نہیں رہا کذا فی الدر المختار۔(۵) پس بحالت موجودہ تمام مسلمانوں کو اس کنویں کا پانی استعمال میں لانا درست ہے کچھ وہم نہ کیا جاوے۔ فقط۔

---

(۱) وان تعذر نزح کلها لکونها معینا فبقدرما فیها وقت ابتداء النزح قاله الحلبی ویو خذ ذلک بقول رجلین عدلین لهما بصارة بالماء به یفتی وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائة وهذا ایسر و ذاک احوط (درمختار) قوله وقیل یفتی الخ جزم به فی الکنزو الملتقی وهو مروی عن محمد وعلیه الفتویٰ خلاصة وتتارخانیة عن النصاب وهو المختا معراج عن العتابیة وجعله فی العنایة روایة عن الا مام وهو المختار والایسر کما فی الا ختیار و افاد فی النهر المأتین واجبتان و المائة الثالثه مندوبة فقد اختلف التصحیح والفتوی وضعف هذا القول فی الحلیة وتبعه فی البحر بانه اذا کان الحکم الشرعی نزح الجمیع فالاقتصار علی عدد مخصوص یتوقف علی دلیل سمعی یفیده واین ذلک بل الماثور عن ابن عباس وابن الزبیر خلافه حین افتیابنزح الماء کله حین مات زنجی فی بئر زمزم واسانید ذلک الا ثر مع دفع ما اوردعلیها مبسوطة فی البحر وغیره قال فی النهر وکان المشائخ انما اختاروا ماعن محمد لانضباطه کالعشر تیسرا کما مر اه قلت لکن سیاتی ان مسائل الآبار مبنیة علی اتباع الا ثار و علی انهم قالوا ان محمد افتی بما شاهد فی ابار بغداد فانها کثیرة الماء و کذا ماروی عن الا مام من نزح مائة فی مثل ابار الکوفة لقلة مائها فیرجع الی القول الا ول لانه تقدیر فمن له بصیارة وخبرة ابالماء فی تلک النواحی . لا لکون ذلک لازمافی ابار کل جهة والله اعلم (رد المختار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸) اس تفصیل کے ساتھ یہ بھی پیش نظر رہے وفی عمدة الاحکام عن کشف البزدوی یستحب للمفتی الاخذ بالرخص تیسرا علی العوام ثم وینبغی للمفتی ان یفتی الناس بما مراهل علیهم ...... وینبغی للمفتی ان یا خذ بالا یسر فی حق غیره خصوصا فی حق الضعفاء لقوله علیه السلام لابی موسیٰ الاشعری ومعاذحین بعثهما الی الیمن یسر او لا تعسرا عقد الجید للشاه ولی الله الدهلوی ص ۴۳ و ص ۴۴) ظفیر.

(۲و۳) الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵ . ۱۲ ظفیر. (۴) وتطهر ارض بخلاف نحو بساط بیدها ای جفا فها ولو بریح وذهاب اثر ها کلون ریح الخ ثم هل یعود نجسابیله بعد فرکه المعتمد وکذا کل ماحکم بطهارته بغیر مائع (درمختار) ای کالدلک فی الخف والجفاف الارض (ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۸۶ وج ۱ ص ۲۸۹ . ط.س. ج ۱ ص ۳۱۱...... ۳۱۴) ظفیر.

(۵) اذا وقعت نجاسة الخ فی بئر دون القدر الکثیر الخ او مات فیها الخ ینزح کل مائها الخ بعد اخراجه الخ وقیل یفتی بمأتین الی ثلثامائة وهذا ایسر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱...... ۲۱۲...... ۲۱۴) ظفیر.

بے کار و ناپاک کنواں کس طرح پاک ہوگا:۔

(سوال ۲۴۴) ایک کنواں جس میں ۴۰ یا ۵۰ ہاتھ پانی ہے، پندرہ سولہ سال سے بے کار پڑا ہے اور ایسے موقع پر ہے کہ چرس چل نہیں سکتا لہذا اس کی صفائی اور پاکی کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

(جواب) کنویں کے پاک ہونے کا مسئلہ تو یہ ہے کہ اگر کنویں میں کوئی نجاست گرے تو اس نجاست کے نکالنے کے بعد اس میں سے تین سو ڈول پانی اگر نکال دیا جاوے تو وہ کنواں پاک ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ کنواں ایسا ویران پڑا ہوا ہے کہ اس میں لوگ نجاستیں وغیرہ ہر قسم کی ڈالتے ہیں اور وہ نجاستیں نکلی نہیں ہیں تو پھر اس کے تمام پانی موجودہ کو نکال دیا جاوے، اور اگر مٹی گارا بھی نکل سکے تو بہتر ہے ورنہ خیر۔(۱) فقط۔

کنویں میں بچہ گرا اور نکال گیا تو پانی کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۴۵) ایک چاہ میں بچہ نابالغ گرا اور فوراً نکال لیا، ہمارے امام مسجد تمام پانی نکالنے کو کہتے ہیں اس میں بہت دشواری ہے تو ہم کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اس کنویں میں سے تین سو ڈول پانی نکلوا دیا جائے اس سے وہ پاک ہوجاوے گا۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ۔(۲) فقط۔

(بشرطیکہ وہ بچہ گر کر مر گیا ہو یا اس کے بدن پر نجاست لگی ہو ظفیر۔)

پیروں کا میل رسی میں لگ کر پانی میں ٹپکے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں:۔

(سوال ۲۴۶) ننگے پاؤں پانی بھرنا اور پیروں کا میل رسی کو لگے اور کنویں میں ٹپکے تو ناپاک ہے یا نہیں؟

(جواب) شبہ اور شک سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، تاہم احتیاط کرنی اچھی ہے۔(۳) فقط۔

بچہ گرا اور زندہ نکال لیا گیا تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں:۔

(سوال ۲۴۷) ایک بچہ کنویں میں گر گیا تھا ۱۵ منٹ کے بعد اس کو زندہ نکالا گیا جس کے لئے ڈاکٹر اور نکالنے والے کی شہادت موجود ہے اس صورت میں کنواں ناپاک ہوگا یا نہ اگر ناپاک ہو گیا تو کتنا پانی نکالنا چاہئے۔

---

(۱) اذا وقعت نجاسة الخ فی بئر دون القدر الکثیر الخ ینزح کل مائها بعد اخراجه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۴ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱......۲۱۲) ظفیر.

(۲) اگر بچہ گر کر مر گیا ہو تو تین سو ڈول نکالنے کا حکم ہے، اور اگر زندہ نکال لیا گیا ہو، تو صرف بیس تیس ڈول نکال دیئے جاویں وہ بھی احتیاطاً۔ وان مات فیها شاه او کلب او ادمی و انتضح حیوان او تفسخ ینزح جمیع ما فیها (عالمگیری کشوری ماء الابار ص ۱۷ ج ۱ ط.ماجدیه ج ۱ ص ۱۹) قید بالموت لا نه لواخرج حیا ولیس بنجس العین ولا به حدث اوخبث لم ینزح شئی الا ان یدخل فمه الماء فیعتبر بسوره فان نجسا نزح الکل والا لا هو الصحیح الخ زاد فی التاتارخانیه وعشرین فی الفارة واربعین فی سنو رو دجاجة فخلاة کذا ادمی محدث (درمختار) ای انه ینزح فیه اربعون الخ فینزح ادنی ماور دبه الشرع وذلک عشرون احتیاطا (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر.

(۳) کما لو مسی علی الواح مشرعة بعد مشی من برجلة قذر لا یحکم بنجاسة رجله مالم یعلم انه وضع رجله علی موضعه للضرورة فتح وفیه عن التجنیس مشی فی طین او اصابه لم یغسله وصلے تجزیه مالم یکن فیه اثر النجاسة لا نه لامانع الا ان یحتاط (رد المحتار تحت قوله مشی فی حمام الخ فصل فی الا ستنجاء ص ۳۲۴ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۰) ظفیر.

(جواب) اگر وہ لڑکا زندہ نکال لیا تھا، جیسا کہ ڈاکٹر اور نکالنے والے کے بیان سے ثابت ہے تو وہ کنواں پاک رہا کچھ ڈول نکالنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ اگر اس کے کپڑے یا بدن ناپاک ہوں بظن غالب جیسا کہ بچوں کے ہوتے ہیں تو تین سوڈول پانی اس کنویں سے نکالے جاویں گے۔(۱) اور اگر وہ بچہ کنویں میں مر گیا تھا تب بھی تین سوڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جاوے گا۔ بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ تین سوڈول پانی اس کنویں سے نکالا جاوے خواہ ایک دفعہ یا متفرق وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائة در مختار جزم به فی الکنزو الملتقی وهو المروی عن محمد وعلیه الفتویٰ الخ شامی .(۲) فقط۔

طوائف اور بے نمازی کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا:۔

(سوال ۲۴۸) طوائف اور بے نمازیوں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ پانی تو مشرکین کے بھرنے سے بھی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔(۳) فقط۔

کنویں سے سوجا ہوا مرغ نکلا تو ناپاک قرار دیا جائے گا:۔

(سوال ۲۴۹) ایک مرغ چاہ سے سوجا ہوا نکلا پر اس کے گل گئے تو اس چاہ سے کتنا پانی نکالا جاوے؟

(جواب) اس صورت میں تمام پانی نکالنے کا حکم ہے لیکن تمام پانی نکالنے کی جگہ صاحبین رحمہما اللہ دوسو سے تین سوڈول تک نکالنے کو کافی سمجھتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ پس احتیاطاً تین سوڈول متوسط پانی نکال دیا جاوے جو پانی باقی رہا وہ پاک ہے اور کنویں کے دیواریں اور ڈول ورسی سب پاک ہو جاتے ہیں۔ وقیل یفتی بمأتین الیٰ ثلثمائة الخ درمختار وهو المروی عن محمد وعلیه الفتویٰ الخ وهو المختار الخ وافاد فی النهر ان المئاتین واجبتان والمائة الثالثة مندو بة الخ شامی۔(۴) فقط۔

ناپاک گڈھے میں برتن ڈبو کر کنویں میں ڈال دیا تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۵۰) ایک گڑھا جس میں بول و براز ہوتا ہے اس میں بارش کا پانی جمع ہوا، اور بہا نہیں، اس میں لڑکوں نے برتن ڈبویا، پھر اس کو چاہ میں ڈال دیا تو کتنا پانی نکالا جاوے، برتن چاہ میں موجود ہے؟

(جواب) اس صورت میں بھی تین سو ڈول پانی اس کنویں سے نکالا جاوے۔ اور وہ برتن پہلے نکال لیا

---

(۱) او مات فیها الخ حیوان دموی غیر مائی وانتفخ الخ ینزح کل مائها الخ قید بالموت لانه لو اخرج حیا ولیس بنجس العین ولا به حدث او خبث لم ینزح شئی الا ان یدخل فمه الماء فیعتبر بسوره فان نجسا نزح الکل والا لا هو الصحیح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۵ و ۱۹۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱......۲۱۲) ظفیر.

(۲) رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ .. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵ ۱۲ ظفیر.

(۳) اس لئے کہ ان لوگوں کے پانی نکالنے سے کنویں کے پانی میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوئی سارے انسان پاک ہیں اور ان کا جھوٹا بھی پاک ہے فسؤر ادمی مطلقا ولو جنبا او کافراً او امرأة الخ طاهر طهور بلاکراهة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی السؤر ص ۲۰۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ظفیر.

(۴) رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱......۲۱۲ . ۱۲ ظفیر.

جاوے۔(۱) فقط۔

کافر کنویں میں گر جائے تو پانی پاک رہا یا ناپاک ہو گیا:۔

(سوال ۲۵۱) اگر کافر چاہ میں گرے تو کتنا پانی نکالا جاوے؟

(جواب) اگر غسل کر کے گرا تو کنواں پاک ہے اور اگر بلا غسل کے گرا تو ذخیرہ میں نقل کیا ہے کہ پورا پانی کنویں کا نکالا جاوے یعنی تین سوڈول نکالے جاویں۔ اور ایسا ہی بدائع سے نقل کیا ہے۔ اور شامی نے کہا کہ یہ نکالنا پانی کا شاید احتیاط کی وجہ سے ہے۔ ولعل نزحها للاحتياط. فقط.(۲)

ڈاکٹری دوا ڈالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا:۔

(سوال ۲۵۲) ڈاکٹر اکثر کنویں میں برنگ بیگن دوا ڈالتے ہیں کیڑے مرنے کے لئے، چونکہ رنگ پانی کا متغیر اور بدمزہ ہو جاتا ہے، وہ پانی پاک ہے یا ناپاک۔

(جواب) وہ پانی پاک ہے۔(۳) فقط۔

جس کنویں پر جوتے سمیت چڑھا جاوے کیا وہ پاک نہیں رہتا:۔

(سوال ۲۵۳) مسجد کے چاہ پر اکثر نمازی مع جوتوں کے اور بے نمازی ننگے پیر پانی کھینچتے ہیں کبھی جوتہ رسی سے لگتا ہے اور رسی کا پانی کنویں میں گرتا ہے تو یہ پانی قابل استعمال رہتا ہے یا نہ؟

(جواب) اس صورت میں پانی پاک ہے۔ کچھ وہم نہ کیا جاوے۔(۴) فقط۔

دریائی مینڈک کنویں میں مر جائے اور سڑ جائے تو کیا کیا جائے:۔

(سوال ۲۵۴) مینڈک دریائی کنویں میں گر کر مر گیا اور سڑ کر اس کے اجزاء پانی میں مخلوط ہو گئے تو اب اس کنویں کا پانی پینا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الو ضوء به لا شربه لحرمة لحمه الخ ۔(۵) اور

---

(۱) اذا وقعت نجاسة ليست بحيوان ولومخففة او قطرة بول الخ فى بئر دون القدر الكثير ولا عبرة للعمق على المعتمد الخ ينزح كل مائها الذى كان فيها وقت الوقوع الخ بعداخراجه الخ وان تعذر نزح كلها لكونها معينا فبقدر مافيها وقت ابتداء النزح قاله الحلبى. يؤخذ ذٰلک بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء . به يفتى .وقيل يفتى بمائتين الى ثلثمائة .وهٰذا ايسر (الدرالمختار على هامش ردالمحتار فصل فى البئر. ج. ا ص۱۹۸ .ظفير.

(۲) نقل فى الذخيرة عن كتاب الصلوٰة للحسن ان الكافر اذا وقع فى البئر وهو حى نزح الماء وفى البدائع انه رواية عن الا مام لانه لا يخلو عن نجاسة حقيقية او حكمية حتى لو اغتسل فو قع فيها من ساعته لا ينزح منها شئى اقول ولعل نزحها الاحتياط ردالمحتار فصل فى البئر ج ا ص ۱۹۷ .ط.س.ج ا ص ۲۱۴)ظفير.

(۳) فان تغيرت او صافه الثلثة لو قوع اوراق الا شجار فيه وقت الخريف فانه يجوز به الو ضوء عند عامة اصحابنا الخ والتوضى بماء الزعفران والزر دج والعصفر يجوز ان كان الماء رقيقا (عالمگيرى كشورى ماء الا بار ج ا ص ۲۰ .ط.ماجديه ج ا ص ۲۱)ظفير.(۴) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵ فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز ولو شک فالاصل الطهارة (در مختار) والا فمجرد الشک لايمنع لما فى الا صل انه يتو ضاء من الحوض الذى يخاف قذرا ولا تيقنه وينبغى حمل التيقن المذكور على غلبة الظن والخوف على الشک اوالو هم كما لا يخفى (رد المحتار باب المياه ج ا ص ۱۷۱ وج ا ص ۱۷۲ .ط.س.ج ا ص ۱۸۶)ظفير.

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه ج ا ص ۱۷۱ .ط.س.ج ا ص ۱۸۵. ۱۲ ظفير.

شرح منیہ میں ہے وذکر الا سبیجابی فی شرحہ مایعیش فی الماء ممالا یوکل لحمہ اذا مات فی الماء وتفتت فانہ یکرہ شرب الماء وھو مروی عن محمد لاختلاط الا جزاء المحرم اکلھا بالماء (۱) الخ پس معلوم ہوا کہ اس پانی کا پینا مکروہ ہے، لہذا اس پانی کو کنویں سے نکال دیا جاوے۔ اور کل پانی نکالنا چاہئے۔ فقط۔

غسل کی نیت سے کنویں میں داخل ہوا تو اس پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۵۵) ایک شخص پاک کنویں میں گھسا یعنی بنیت غسل تو کنویں کا پانی مستعمل ہوا۔ اب وضو اور غسل اس سے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں پانی اس چاہ کا مستعمل ہو جاوے گا۔ شامی میں ہے قولہ للدلو الخ وقید بہ لا نہ لو کان للاغتسال صار مستعملاً اتفاقاً الخ شامی . (۲) پس وضو اور غسل اس سے درست نہیں ہے۔ (۳) مگر بعد نکالنے چالیس ۴۰ ڈول کی کما فی الدر المختار واربعین فی السنور و دجاجۃ مخلاۃ کآدمی محدث الخ وفی الشامی وقیل اربعون عندہ ومذہب محمدؒ انہ یسلبہ الطھوریۃ وھو الصحیح عند الشیخین فینزح منہ عشرون لیصیر طھورا الخ. (۴) پس اس روایت کی بناء پر بیس ڈول نکالنا کافی ہے اس کے بعد وضو اور غسل درست ہے۔ اور واضح ہو کہ جب کہ وہ شخص طاہر ہے یعنی جنبی اور محدث نہیں ہے تو اگر محض تبرد کے لئے غسل کرنے کنویں میں گھسا ہے تو اس سے پانی مستعمل نہیں ہوا، اور وضو اور غسل اس سے درست ہے۔ (۵) البتہ اگر قربۃ یعنی ثواب کے لئے غسل کرنے گھسا ہے تو پھر پانی مستعمل ہو جاوے گا۔ اور جو حکم اوپر لکھا گیا وہ مرتب ہوگا، کیونکہ قربت کے لئے غسل اور وضو کرنا بھی موجب استعمال ماء ہے کما فی الدر المختار او بماء مستعمل لاجل قربۃ ای مع ثواب الخ. (۶) فقط۔

ناپاک کنویں سے وضو کر کے جس نے نماز پڑھی وہ کیا کرے:۔

(سوال ۲۵۶) کنویں میں اگر چڑیا گل سڑ جائے تو کیا حکم ہے جو لوگ بغیر پاک کئے اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب) چڑیا اگر کنویں میں مر کر گل سڑ جائے تو تین سو ۳۰۰ ڈول نکالنے چاہئے، ۲۰۰ سو ڈول ضروری ہیں اور تین ۳۰۰

---

(۱) غنیۃ المستملی فصل فی البئر ص ۱۶۳. ۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار باب المیاہ بحث الماء المستعمل مطلب مسئلۃ البئر جحط ص ۱۸۶ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۲۰۱) ظفیر.
(۳) اتفق اصحابنا ان الماء المستعمل لیس بطھور حتی لا یجوز التوضی بہ (عالمگیری کشوری الفصل الثانی فیمالا یجوز التوضی بہ ج ۱ ص ۱۲ ط.س.ج ۱ ص ۲۲) ظفیر.
(۴) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ او ج ۱ ص ۱۹۷ ط.س.ج ۱ ص ۲۱۳. ۱۲ ظفیر.
(۵) او اغتسل الطاھر للتبرد لا یصیر الماء مستعملا کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری کشوری الفصل الثانی فی ما لا یجوز التوضی ج ۱ ص ۲۱ ط.س.ج ۱ ص ۲۳) ظفیر.
(۶) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المیاہ مبحث الماء المستعمل ص ۱۸۲ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۹۸. ۱۲ ظفیر.

سو مستحب ہیں۔(۱) بدون پاک کئے ہوئے جو لوگ اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھیں گے ان کی نماز نہ ہوگی۔ اور امام و مقتدی سب ہی گنہگار ہوں گے۔(۲) فقط۔

وہ کنواں جس میں سرکنڈا ڈال دیا جائے پاک ہے یا ناپاک۔

(سوال ۲۵۷) برسات کے زمانہ میں ایک چاہ پختہ کے اندر لڑکوں نے پانچ سرکنڈے یعنی سرے ڈال دیئے جس وقت ان کے والدین کو معلوم ہوا فوراً کوشش کر کے چار سرکنڈے تو نکال دیئے ایک ڈوب گیا اور کس طرح نکل نہ سکا۔ چنانچہ تین سو ڈول پانی نکالا گیا۔ اور اہل محلّہ اس کا پانی استعمال کر رہے ہیں صرف چند لوگ اس کا پانی استعمال نہیں کرتے؟

(جواب) وہ چاہ ناپاک نہیں ہوا تھا، کیونکہ شبہ سے شرعاً حکم ناپاکی کا نہیں دیا جاتا اور اب تو اس میں سے تین سو ۳۰۰ ڈول بھی نکال دیئے گئے۔ اور وہ سرکنڈہ بھی دھل کر صاف ہو گیا ہوگا، بہرحال اگر بالفرض ان سرکنڈوں کو ناپاک بھی سمجھا جاوے تو تین سو ڈول نکالنے سے باقی پانی چاہ کا پاک ہو گیا۔ اب استعمال اس کا ہر طرح درست ہے، کچھ وہم اور شبہ نہ کیا جاوے۔ فقط۔

کنویں میں مرغی وغیرہ گر جائے تو کتنا پانی نکالا جائے گا؟:۔

(سوال ۲۵۸) مرغی وغیرہ اگر کنویں میں گر کر مر جائے تو تیس ۳۰ چالیس ۴۰ حد ساٹھ ۶۰ ڈول نکالے جاتے ہیں۔ لیکن مرغی کے جسم اور پنجوں پر نجاست ہوتی ہے۔ ایسے ہی جب بکری پیشاب کرتی ہے تو اس کے جسم پر چھینٹ پڑتی ہے تو اس صورت میں پانی کے ڈول جو معین فی الشرع ہیں وہی نکلنے ہوں گے یا کم وبیش، کیا حکم شریعت کا ہے؟

(جواب) جب کہ اور کوئی نجاست مرغی کے پنجہ وغیرہ پر ظاہر نہ ہو تو وہی چالیس ۴۰ سے ساٹھ ۶۰ تک ڈول نکالنے سے آب چاہ پاک ہو جاوے گا، اور اس ظنی احتمال نجاست کا اعتبار نہ ہوگا، یہی حکم بکری میں ہے،(۳) اور وجہ یہ ہے کہ مرغی اور بکری میں جیسا کہ احتمال نجاست ہے ویسا ہی یہ بھی احتمال ہے کہ پانی مٹی وغیرہ سے وہ نجاست زائل ہو گئی ہوگی۔(۴) فقط۔

---

(۱) او مات فیها حیوان دموی وانتفخ وتفسخ ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع بعد اخراجه الخ وان تعذر فبقدر ما فیها یؤخذ ذلک بقول رجلین عدلین لهما بصارة بالماء به یفتی وقیل یفتی بمأتین الی ثلثمائة وهذا ایسر و ذلک احوط مختصرا (الدر المختار) وافاد فی النهر ان المأتین واجبتان والمائة الثالثة مندوبة (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۵ و ص ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱......۲۱۴) ظفیر.

(۲) ویحکم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع ان علم الخ فی حق الوضوء والغسل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۲۰۱ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر.

(۳) واربعین فی سنورود جاجة مخلاة الخ وان کان کحمامة وهرة نزح اربعون من الدلاء وجوبا الی ستین ندبا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب البئر ج ۱ ص ۱۹۶ او ج ۱ ص ۱۹۹. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۳) الیقین لا یزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵) ظفیر.

(۴) ثم هذا ان لم یکن الفارة هاربة من هر و لا الهر هاربا من کلب و لا الشاة من سبع فان کان نزح کله مطلقا لکن فی النهر عن المجتبی الفتویٰ علی خلافه لان فی بولها شکا (درمختار) وقد مرانهم لم یعتبر و ااحتمال النجاسة فی الشاة ونحوها (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴) ظفیر.

جس کنویں میں چڑیا گر کر مر جایا کرتی ہوں لوگ اسے پاک کر لیتے ہوں اس کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۵۹) ایک مسجد کے کنویں میں سے چڑیاں نکلتی رہتی ہیں، کبھی گلی ہوئی اور کبھی بدون گلی، کبھی ایک ماہ میں اور کبھی دو۲ ماہ میں۔ مگر لوگ کبھی برس روز چھ ماہ میں اس کو پاک کر لیتے ہیں اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

(جواب) جس وقت اس کنویں میں سے کوئی جانور مردہ نکلے اسی وقت موافق قاعدہ کے اس کو پاک کرنا چاہئے۔ پھولے پھٹے میں تین سو ڈول نکالے جاویں۔ بدون پاک کئے وضو کرنا اس پانی سے درست نہیں ہے۔(۱) اور بعد پاک کرنے کے پھر کچھ شبہ نہ کرنا چاہئے۔ وضو نماز سب درست ہے۔ فقط۔

جس کنویں میں چڑیا گری اور نکل نہ سکی کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۶۰) مسجد کے چاہ میں چڑیا کا بچہ گر کر مر گیا ہر چند تلاش کیا مگر نہیں ملا۔ اب کیا کیا جائے؟

(جواب) ردالمحتار ص ۱۴۲ جلد اول میں ہے **ففی القهستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فیها فعجزوا عن اخراجه فما دام فیها فنجسة فتترک مدة یعلم انه استحال وصار حماة وقیل مدة ستة اشهر**(۲) اس جزئیہ فقہیہ سے معلوم ہوا کہ چھ ۶ مہینہ تک اس چاہ کو ویسے ہی چھوڑا جاوے، اس کے بعد تین سو ڈول نکالنے چاہئے۔ اس کے بعد اس کے پانی کو استعمال میں لانا درست ہے۔ فقط۔

جس ناپاک کنویں سے پانی نکالا جاتا رہا وہ پاک ہوا یا نہیں؟:

(سوال ۲۶۱) کنواں کسی نجاست گرنے سے ناپاک ہو گیا۔ ایک مہینہ تک پانی پیتے رہے اور اس سے وضو وغیرہ بھی کیا اور اس مدت میں اس قدر پانی نکل چکا ہے جس سے کنویں کو پاک کہہ سکتے ہیں تو آیا کنواں شرعاً پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ پانی مقدار واجب سے زیادہ نکل چکا ہے، کنواں پاک ہے۔(۳) فقط۔

جس کنویں سے مینگنی نکلی تو کیا پانی ناپاک کہا جائے گا:۔

(سوال ۲۶۲) ایک کنویں میں سے ثابت مینگنی نکلی زید کہتا ہے کہ پانی نجس ہو گیا چاہئے ثابت ہو یا ٹوٹی ہو دونوں کا ایک حکم ہے اور عمر کہتا ہے کہ پانی پاک ہے کس کا قول صحیح ہے؟

(جواب) ثابت مینگنی کے نکلنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ صحیح ہے **کما فی الدر المختار وبعرة ابل وغنم الخ . ای لا نزح بهما شامی**(۴) ص ۱۴۷ جلد اول۔ فقط۔

---

(۱) او مات فیها او خارجها والقی فیها ولو فارة یا بسة حیوان دموی غیر مائی وانتفخ او تمعط وتفسخ الخ ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع بعد اخراجه الخ وان تعذر نزح کلها لکونها معینا فبقدر ما فیها وقت ابتداء النزح یؤ خذ ذلک بقول رجلین عدلین لهما بصارة بالماء به یفتی وقیل یفتی بمائتین الیٰ ثلثمائة وهذا ایسر وذلک احوط (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل البئر ج ۱ ص ۱۹۵ وج ۱ ص ۹۸ .ط.س.ج ۱ ص ۲۱۱ ۱۲۱۱)ظفیر.

(۲) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۹۶ .ط.س.ج ۱ ص ۲۱۲ .۱۲ ظفیر.

(۳) ینزح مائها الذی کان فیها وقت الوقوع الخ ولو نزح بعضه ثم زاد فی الغد نزح قدر الباقی فی الصحیح (درمختار) وهو مبنی علی انه لا یشترط التوالی وهو االمختار کما فی البحر والقهستانی (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ .ط.س.ج ۱ ص ۲۱۲)ظفیر.

(۴) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۲۰۴ .ط.س.ج ۱ ص ۱۲۲۲۱ ظفیر.

کوئی کنویں میں روڑا ڈال دے تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۶۳) ایک بچہ نے ایک کنویں میں روڑا ڈال دیا تھا۔ اس کے بعد کنویں کو کئی مرتبہ پاک کرادیا گیا۔ مگر وہ روڑا نہیں نکلا تو بغیر روڑا نکالے کنواں پاک ہے یا نہ

(جواب) اس روڑے کے نکالنے کی اب ضرورت نہیں ہے پانی کنویں کا پاک ہوگیا ہے کچھ وہم نہ کریں گے۔ (۱) فقط۔

جس کنویں سے سڑا ہوا جانور نکلا وہ کیسے پاک ہوگا

(سوال ۲۶۴) ایک کنویں میں کوئی جانور گر کر مر گیا کچھ عرصہ کے بعد دیکھا گیا تو بوجہ گہرا ہونے کنویں کے یہ شناخت نہ ہوسکا کہ یہ بلی ہے یا کتا اس کے نکالنے کے واسطے ٹوکری ڈالی گئی تو چونکہ وہ گلا اور سوجا ہوا تھا لہذا ٹوکری کے ٹکراتے ہی ریزہ ریزہ ہوگیا، اور تمام اجزاء پانی میں مل گئے، ٹوکری کے ساتھ کچھ لون اور چمڑا باہر آیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد مسلمانوں کو کنواں پاک کرنے کا خیال ہوا، تو ایک خاص اندازہ سے تمام پانی کنویں کا نکالا گیا۔ پھر ایک غوطہ زن کو کنویں میں داخل کیا، دوسرے یا تیسرے غوطہ میں وہ کچھ چربی اور آنتیں باہر لایا چونکہ تیرہ چودہ ہاتھ پانی گہرا ہے، لہذا غوطہ زن گھبرا گیا، اور پھر کوئی غوطہ نہیں لگاسکا، شرعاً کنواں پاک ہوگیا یا نہیں۔ اگر نہیں تو کس طرح پاک ہوسکتا ہے؟

(جواب) ایسے کنویں کی نسبت کہ جس میں کوئی عین نجس موجود ہو اور اس کو نکالنا دشوار ہو یہ حکم ہے کہ چھ مہینہ تک اس کو چھوڑ دیا جاوے جس میں وہ گوشت پوست گل کر مٹی اور گارا ہو جاوے۔ اس کے بعد اس کا پانی نکال دیا جاوے، دوسو سے تین سو ڈول تک نکال دیئے جائیں۔ (۲) دو ۲۰۰ سو ضروری ہیں اور تین سو ۳۰۰ مستحب ہیں۔ ففی القهستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترک مدة يعلم انه استحال وصار حماة وقيل مدة ستة اشهر الخ. (۳) فقط۔

جس تالاب میں نجاست پڑتی رہے اور بارش میں بھر جائے اس کا پانی پاک ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۵) ایک تالاب طولاً وعرضاً دس بارہ بیگہ میں ہے اور سالانہ خشک ہوجاتا ہے اور نجاست قصبہ کا مخزن اور اہالیان قرب وجوار کا سنڈاس ہے۔ اب ابتدائی بارش میں کچھ پانی اس میں نجاست سے گھل مل کر جمع ہوا۔ پھر اس پر وقتاً فوقتاً بارش ہوئی، یہاں تک کہ یہ لبالب، ہوگیا بہانہیں۔ آیا قبل بہہ جانے کے یہ تالاب پاک ہے یا بعد ابلنے کے اس کو حکم پاکی کا ہوگا؟

(جواب) قال فی الدر المختار وكذا يجوز براكد كثير كذلك ای وقع فيه نجس لم يراثره ولو فی

(۱) اليقين لا يزول بالشک (الاشباه والنظائر القاعد الثالثة ص ۷۵) ظفير.
(۲) وان تعذر نزح كلها لكونها معينا فبقدر ما فيها وقت ابتداء النزح يوخذ ذلک بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء به يفتى وقيل يفتىٰ بما ئتين الىٰ ثلث مائة وهذا اليسر وذلک احوط (الدر المختار) افاد فی النهر ان المائتين واجبتان والمائة الثالثة مندوبة (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۵ وج ۱ ص ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴) ظفير مفتاحی.
(۳) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲. ۱۲ ظفير.

موضع وقوع المرئية به يفتى بحر. (۱) پس معلوم ہوا کہ پانی تالاب مذکور کا قبل ابلنے کے اور بعد ابلنے کے بہر حال پاک ہے۔ فقط۔

ناپاک عورت کنویں میں گر گئی تو کنواں کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۲۶۶) ایک عورت قوم گڈرین جس کے کپڑے بظن غالب ناپاک تھے، کنویں میں گر گئی اور پھر کس قدر سانس باقی تھی جو نکال لی گئی، باہر نکل کر مر گئی، اس صورت میں کنویں کا پانی کس طرح پاک ہو۔

(جواب) اس صورت میں تین سو ڈول اس کنویں میں سے نکلوا دیئے جائیں باقی پانی پاک ہو جاوے گا۔ (۲) فقط۔

سام ابرص کنویں میں گر جائے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں؟

(سوال ۲۶۷) سام ابرص کے کنویں میں گر کر مر جانے سے کنواں ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے فيفسد في الا صح كحية برية ان لهادم والا لا الخ وفي الشامي و كالحية البرية و الو زغة الكبيرة لهادم سائل منيه الخ (۳) پس معلوم ہوا کہ وزغہ کبیرہ کا مرنا کنویں میں پانی کو ناپاک کرتا ہے، اس میں بیس سے تیس ڈول تک نکالے جاویں اگر منتفخ و متفسخ نہ ہو اور وزغہ صغیرہ جن میں خون نہیں اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ احتیاطاً بیس ڈول نکال دیئے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط۔

کنویں میں جوتی گر جائے اور نہ نکل سکے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۸) ایک کنواں جس کا قطر چودہ فٹ اور گہرائی بیس فٹ ہے، اس میں اتفاقیہ ایک استعمالی جوتی نو دس برس کے بچے کی گر گئی جو تلاش سے نہیں مل سکی، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ وہ جوتی نہیں نکلی اور نجاست کا ہونا اس پر محقق نہیں ہوا اور دیکھا نہیں گیا تو پانی اس چاہ کا پاک ہے، شک پر کوئی حکم مرتبہ نہیں ہوتا۔ قال في البحر وقيد نا بالعلم لا نهم قالوا في البقر ونحوه يخرج حيا لايجب نزح شئى وان كان ا ظاهر اشتمال بولها على افخاذها لكن يحتمل طهارتها بان سقطت عقب دخولها ماء ً كثيراً مع ان الا صل الطهارة الخ پس جب کہ یقینی علم نجاست کا نہیں ہے تو ناپاکی چاہ کا حکم نہ کیا جاوے گا۔

قعدہ مقررہ ہے اليقين لا يزول بالشک۔ (۴) اور جوتی پر جیسا کہ بغلبہ ظن نجاست کا لگنا ثابت ہے ویسا ہی یہ بھی

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۷۶ ط.س.ج ۱ ص ۱۹۰. ۱۲ ظفير.

(۲) اذا وقعت نجاسة ليست بحيوان ولو مخففة او قطرة بول الخ في بئر الخ او مات فيها الخ حيوان دموى غير مائى وانتفخ الخ ينزح كل مائها الخ بعد اخراجه الخ قيد بالموت، لا نه لو اخرج حيا وليس بنجس العين ولا به حدث او خبث لم ينزح شئى الخ وقيل يفتى بما ئتين الىٰ ثلثة مائة وهذا ايسر (الدر المختار على هامش ردالمحتارفصل فى البئرج ۱ ص ۱۹۸. ط.س.ج ۱ ص ۲۱۱......۲۱۲......۲۱۴) ظفير. (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۷۱. ط.س.ج ۱ ص ۱۸۵. ۱۲ ظفير. (۴) الا شياه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵. ۱۲ ظفير.

احتمال ہے کہ زمین پر چلنے اور رگڑنے سے جوتا بعض نجاسات سے پاک ہوجاتا ہے۔ بہر حال احتمال پر کچھ حکم مرتب نہ ہوگا ۔فقط۔

ناپاک کنواں دو۲، تین۳ سوڈول سے پاک ہوجاتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۹) اگر شرعاً کل پانی چاہ کا ناپاک ٹھیرا اور چاہ بھی موافق اس تعریف کے انهم کما نزحوا منع منها مثل ما نزحوا او اکثر ۔ چشمہ دار نہیں ہے تو اس میں سے دوسو۲۰۰ سے تین ۳۰۰ سوڈول نکالنا موجب طہارت ہوگا یا نہیں، کیونکہ جس قول سے دوسو یا تین سوڈول ماخوذ ہیں اس کی تضعیف محققین نے کی ہے، جیسا کہ شامی وغیرہ میں منقول ہے۔

(جواب) دو۲۰۰ سو سے تین ۳۰۰ سوڈول تک پانی نکالنا موجب طہارت ہے اور اب اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے سہولت کی وجہ سے اس کو اختیار کیا گیا ہے اور جب کہ بہت سے فقہاء نے اس کو اختیار فرمایا ہے اور مختار وایسر فرمایا ہے اور امام صاحب کی بھی ایک روایت لکھی ہے تو اس پر فتویٰ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۱) فقط۔

چڑیا کنویں میں گر جائے اور نہ نکل سکے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۷۰) چڑیا وغیرہ چاہ میں مرجائے اور تلاش سے بھی نہ نکلے تو بعض فقہاء چھ۶ ماہ چاہ کو معطل چھوڑنے کو فرماتے ہیں۔ اس میں تنگی معلوم ہوتی ہے یا یہ مقدار استحباباً رکھی ہے، غرض کوئی صورت سہولت کی ہو تحریر فرمائیں؟

(جواب) ایسی حالت میں کہ چڑیا وغیرہ کا چاہ میں گرنا یقینی ہو اور پھر نکل نہ سکے تو اس کے بارہ میں اصل حکم تو یہ ہے کہ اس قدر مدت تک کنویں کا پانی استعمال نہ کریں جس وقت تک وہ گل کر گارا اور مٹی نہ ہوجائے۔ بعد اس کے پانی نکال کر استعمال کریں اور بعض فقہاء نے چھ ماہ کے ساتھ تحدید کی ہے۔ کذا فی الدرالمختار۔ یہ درحقیقت اس مدت مجملہ کی تحدید ہے کیونکہ غالب گمان میں اس مدت میں جانور گل کر مٹی ہوجاتا ہے اور اگر تجربہ سے اس سے پہلے مٹی ہوجانا محقق ہوجاوے تو پہلے ہی حکم اخراج ماء و جواز استعمال کیا جاوے گا۔(۲) لیکن اگر سرے سے جانور کے وجود ہی میں شک ہو کہ چاہ میں ہے یا نہیں تو پھر یہ حکم محض احتیاطاً ہے، کیونکہ شک سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔(۳) فقط۔

جس کنویں میں جوتی گر جائے اور اس کا پانی برابر نکلتا رہے، اس سے وضو جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۱) ایک باغ میں ایک مدرسہ ہے اس کے قریب ایک کنواں چلتا ہے جس کو ہرٹ کہتے ہیں اس میں ایک لڑکے کی جوتی گر گئی تھی، جس کو نکالنے کے لئے کوشش کی مگر نکلی نہیں، اور کنواں چار بجے صبح کے شروع کر کے سارا دن چلتا رہتا ہے اس پانی سے نماز اور کھانا پکانا وغیرہ درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) وقیل یفتی بما ئتین الی ثلث مائة وهذا ایسر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸) جزم به فی الکنز و الملتقی وهو مروی عن محمد وعلیه الفتویٰ خلاصه وتتارخانیه عن النصاب وهو المختار معراج عن العتا بیة وجعله روایة فی العنا یة عن الا مام وهو المختار والا یسر کما فی الا ختیار وافاد فی النهر ان المائتین واجبتان والمأة الثالثة مندوبة (رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵) ظفیر. (۲) ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع بعد اخراجه (درمختار) فلو تعذر ایضا ففی القهستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فیها فعجزوا عن اخراجه فما دام فیها فنجسة فتترک مدة یعلم انه استحال وصار حمأ ة وقیل مدة ستة اشهر (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر.

(۳) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه و النظائر ص ۷۵) ظفیر.

(جواب) پانی اس چاہ کا پاک ہے وضو نماز اس سے صحیح ہے، شرعاً شبہ سے حکم ناپاکی کا نہیں ہوتا۔(۱) فقط۔

کنویں میں عموم بلویٰ کا اعتبار

(سوال ۲۷۲) تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۸۴ (ج) مسائل چاہ میں بضرورت وسعت کو اختیار کیا جاتا ہے اور جو مسئلہ مختلف فیہ مجتہدین کا ہوتا ہے اس میں وسعت کی رائے کو اختیار کر لینا وقت حرج و عموم بلویٰ کے درست لکھتے ہیں، پس ایسی صورت میں جب تک کہ عین نجاست کا گرنا چاہ میں معلوم و مشاہد نہ ہو اس کو ناپاک نہ کہنا چاہئے بلکہ اگر خود گرتا بھی دیکھ لے جب بھی برائے ضرورت و بلویٰ اس کو ناپاک نہیں کہہ سکتے۔ دیکھو کہ مینگی اونٹ بکری کی امام صاحب کے یہاں نجس ہے مگر جنگل کے چاہ میں نصف آب چاہ تک مینگنیوں سے ڈھک جاوے جب بھی پاک لکھتے ہیں بضرورت، کیونکہ امام مالکؒ کے یہاں مینگن نجس نہیں۔ تو اب ہندوستان میں خصوصاً گاؤں میں جب گوبر کا اور پیشاب گائے بیل کا یہ عمل در آمد ہے تو چاہ ہرگز پاک نہیں رہ سکتا، لہٰذا ایسے امور سے چشم پوشی ہو اور جب تک مشاہدہ نہ ہو جاوے بلکہ دیکھ کر بھی استعمال آب کرتا رہے کذا بفهم من کتب الفقه . آنجناب نے الرشید نمبر ۱۰ جلد ۲ ص ۲۰ مسجد کے چاہ میں چڑیا کا بچہ گر کر مر جانے کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ چاہ کو چھ ماہ بے کار چھوڑ اجائے بعد میں تین سو ڈول نکالے جاویں، پھر پانی استعمال میں لایا جاوے انتہی۔ ان ہر دو جواب میں سے حضرت عالی قدس سرہٗ کا جواب صحیح سمجھنا ضروری ہے یا جناب کا، اگر ہر دو صحیح ہیں اور بندہ ان کے سمجھنے سے قاصر ہے تو وجہ فرق تحریر فرمائیں؟

(جواب) شامی ص ۱۵۶ جلد اول فصل فی البئر میں ہے واشار بقوله متنجسة الی انه لا بد من اخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير ا ه قلت فلو تعذر ايضاً ففي القهستاني عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجز واعن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترك مدة يعلم انه استحال وصار حماة وقيل مدة ستة اشهر ا ه (۲)۔ بندہ نے جو کچھ الرشید میں لکھا ہے وہ علامہ شامی کی اس روایت کے موافق لکھا ہے، اور تذکرۃ الرشید سے جو کچھ آپ نے نقل کیا ہے وہ بھی صحیح ہے، اور بے شک مسائل آب و مسائل چاہ میں وسعت کی ضرورت ہے۔ جہاں کچھ بھی شبہ ہو جاوے وہاں طہارت کا ہی حکم کرنا چاہئے، کیونکہ قاعدہ مسلمہ ہے۔ الیقین لا یزول بالشک۔ اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کی غرض بھی یہی ہے کہ عموم بلویٰ اور شبہ کی مواقع میں حکم طہارت کا کرنا چاہئے۔ اور شامی کی اس عبارت کا محل وہی ہے کہ کچھ شبہ باقی نہ رہے بلکہ بالیقین عصفور کا چاہ میں ہونا معلوم ہو۔ اور پھر اخراج نہ ہو سکے کیونکہ اس میں نہ عموم بلویٰ ہے جیسا کہ بعرہ وغیرہ میں ہوتا ہے اور نہ شبہ ہے لیکن اگر کچھ بھی شبہ کو گنجائش نکل آوے تو پھر تذکرۃ الرشید کے مسئلہ کی موافق حکم ہے، اور احقر کے نزدیک کچھ نہ کچھ شبہ ضرور نکل سکے گا۔ کامل یقین وقوع و تحقق نجاست کا اور پھر تعذر اخراج کی صورت بہت کم پیدا ہوتی ہے، کیونکہ جب پتہ اس نجاست کا چاہ میں نہ چلا تو کہہ سکتے ہیں کہ اس میں نجاست گری ہی نہیں یا باقی نہیں رہی۔ بہر حال تعارض کچھ نہیں ہے۔ اور تطبیق ممکن ہے اور تاویل ہو سکتی ہے۔ فقط۔

---

(۱) فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز و لو شک فالا صل الطهارة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المياه ج ۱ ص ۱۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۶) ظفير.

(۲) رد المحتار فصل في البئر جلد اول ص ۱۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲ : ۱۲ ظفير.

جس کنویں میں گھوڑا گر کر مر گیا اُسے کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۲۷۳) ایک چاہ میں گھوڑا گر کر مر گیا، اس کو نکال کر تین سو ساٹھ ڈول نکالے گئے، لیکن گھوڑا گرنے سے قریب تین چار ماہ کے چاہ بند رہا، پانی کسی نے نہیں نکالا۔ اب اس میں سے تین سو ساٹھ ڈول نکالے، پانی بالکل سیاہ ہوگیا تھا۔ اور اب بھی سیاہی مائل ہے۔ یہ چاہ پاک ہوگیا یا ہنوز نجس ہے، دوسری کیا تدبیر کرنی چاہئے؟

(جواب) قعدہ کے موافق تو تین سو ساٹھ ۳۶۰ ڈول نکالنے سے پاک ہوگیا۔(۱) لیکن اگر ایسی حالت میں کہ تمام پانی خراب ہوگیا ہے، کل پانی نکال دیا جاوے اور اس چاہ کو صاف کر دیا جاوے تو بہتر ہے۔(۲) فقط۔

جس کنویں سے ہندو پانی بھرتے ہوں اس سے وضوء غیرہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۴) جو کنویں ایسے ہیں کہ جن میں اہل ہنود پانی بھرتے ہیں اور ان کا پانی نکالا نہیں جاتا بلکہ لوگ پینے اور نہانے وغیرہ اپنی ضروریات کے لئے بھرتے ہیں۔ لہذا ان کنووں سے وضو کرنا اور پینا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وضو کرنا اور پینا ان کنوؤں سے درست ہے کچھ شبہ نہ کریں۔(۳) فقط۔

کنویں میں جوتہ گر گیا اور نہ ملا تو کیسے پاک ہوگا

(سوال ۲۷۵) ایک کنویں میں ۱۳ سالہ لڑکے کا استعمالی جوتہ گر کر بوجہ گہرائی لاپتہ ہو جاوے باوجود کوشش نہ نکلنے پر تین سو ساٹھ ۳۶۰ ڈول پانی نکالنا کافی ہوگا یا جوتہ نکالنا اور کل پانی نکالنا پڑے گا؟

(جواب) ناپاک جوتہ کا پہلے نکالنا ضروری ہے اس کے بعد تین سو ساٹھ ۳۶۰ ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہوگا، لیکن اگر اس ناپاک جوتہ کا نکالنا ناممکن ہو تو درمختار میں لکھا ہے کہ اس صورت میں اتنا پانی نکالا جاوے کہ آدھا ڈول بھی نہ بھر سکے، **الا اذا تعذر الخ فینزح الماء الیٰ حد لا یملاء نصف الدلو یطھر الکل تبعاً الخ.**(۴) فقط۔

کنواں جس میں خنزیر گر کر مر جائے اس کی پاکی کا طریقہ

(سوال ۲۷۶) ہندوؤں کے چاہ میں خنزیر گر پڑا انہوں نے اول مرا ہوا سور نکالا، بعد میں اس کا پانی نکالا، مگر کچھ پانی باقی رہ گیا تو اس چاہ کا پانی مسلمانوں کو پینا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر بعد خنزیر کے نکالنے کے تین سو ڈول کی مقدار اس چاہ سے پانی نکل گیا ہے تو وہ چاہ پاک ہوگیا۔ مسلمانوں کو اس کا پانی پینا اور استعمال کرنا درست ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) وقیل یفتی بمائتن الیٰ ثلثمائة وھذا ایسر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵) ظفیر.

(۲) ینزح کل مائھا الذی کان فیھا وقت الوقوع بعد اخراجه فان تعذر نزح کلھا الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر.

(۳) ہندو کی پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، ان کا جھوٹا تک پاک ہے فسور الادمی مطلق ولوجنبا او کافر الخ طاھر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مطلب فی السور. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲. ۱۲. ظفیر.

(۵) وقیل یفتی بما ئتین الی ثلثمائة وھذا ایسر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۶) ظفیر.

فصل رابع۔ جھوٹے پانی کے احکام

ہاتھی کے سونڈھ کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۲۷۷/۱) ہاتھی جو منہ سے پانی چھوڑتا ہے وہ پاک ہے یا ناپاک؟

یہ خفیفہ ہے یا مغلظہ

(سوال ۲۷۸/۲) یہ نجاست خفیفہ میں داخل ہے یا نہیں؟

کتنا کپڑا اتر ہونے سے ناپاک ہوگا

(سوال ۲۷۹/۳) کس قدر کپڑا اتر ہونے سے ناپاک ہوجائے گا؟

سونڈ کی چھینٹیں اونی کپڑے پر پڑ جائیں تو کیا کرے

(سوال ۲۸۰/۴) ایک اونی کپڑے پر کئی جگہ ہاتھی کے پانی کی چھینٹیں پڑیں لیکن وہ کپڑے میں جذب نہیں ہوئیں، تولیہ سے انہیں صاف کردیا گیا، اسی صورت میں کپڑا ناپاک ہوجائے گا یا پاک رہے گا۔ ان چھینٹوں کی مجموعی مقدار تین چار روپے کے برابر ہوگی؟

(جواب) (۱) وہ پانی ناپاک نجاست مغلظہ ہے۔ **کما فی الدر المختار وسور خنزیرو کلب وسباع بهائم نجس مغلظ الخ قال الشامی قوله وسباع بهائم هی ماکان یصطا دبنا به کالا سدو الذئب والفهد والنمر والثعلب و الفيل والضبع واشباه ذلک سراج** (شامی ص ۲۰۵ ج ۱) ظفیر۔

(۲) وہ پانی نجاست مغلظہ ہے خفیفہ نہیں ہے۔(۱)

(۳) مقدار ایک درہم یعنی بقدر مقعر کف (ہتھیلی کی گہرائی) معاف ہے یعنی نماز جائز ہوجاوے گی اگرچہ دھونا اس کا بھی واجب ہے اور اگر ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہے تو نماز بھی نہ ہوگی۔(۲) واضح ہو کہ نجاست رقیقہ میں جیسے پیشاب یا ناپاک پانی اس میں بقدر گہرائی ہتھیلی کے معاف ہے۔(۳) اس سے زیادہ ہو تو نماز نہ ہوگی۔(۴) فقط۔

(۴) جبکہ ان چھینٹوں کی مقدار تین چار روپیہ کے برابر ہے اور وہ چھینٹیں سوئی کے ناکہ سے بڑی ہیں کہ نظر آتی ہیں تو وہ کپڑا ناپاک ہے نماز اس کپڑے سے درست نہیں

---

(۱) وسور خنزير و كلب و سباع بهائم مغلظ (درمختار) وسباع بهائم هی ما كان يصطا دبنا به كالا سدو الذئب والفهد الخ والفیل (رد المحتار احکام السور ج ۱ ص ۲۰۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۳) ظفیر۔

(۲) قدر الدر هم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر الخ جازت الصلوٰة و معه وان زاد لم تجز (هدايه باب الانجاس ج ۱ ص ۱۷۱) ظفیر۔ (۳) المغلظتوعفی عنها قدر الدرهم الخ بالوزن فی النجاسة المتجسدة وزنه قدر الدرهم الكبير المثقال وبالمساحة فی غيرها وهو قدر عرض الكف الخ والمثقال وزنه عشرون قير اطا (عالمگیری مصری باب فی النجاسة ج ۱ ص ۴۲ و ج ۱ ص ۴۳ ط. ماجديه ج ۱ ص ۴۵) ظفیر۔ (۴) فاذا اصاب من قدرالدرهم يمنع جواز الصلوٰة كذا فی المحيط (عالمگیری مصری باب فی النجاسة ج ۱ ص ۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۶) ظفیر۔

ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

انگریز کے برتن کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟:

(سوال ۱/۲۸۱) انگریز کے برتن کو دھو کر اس میں پانی پینا جائز ہے یا نہ؟

انگریز کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۲/۲۸۲) انگریز کے پاس کا بچا ہوا دودھ استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(جواب) (۱) اس برتن میں پانی پینا جائز ہے۔(۲)

(۲) بچے ہوئے دودھ کا استعمال شرعاً جائز ہے فقط۔

(بشرطیکہ اس نے شراب پینے کے فوراً بعد اسے کھانا نہ شروع کیا ہو۔(۳) ظفیر۔)

بلی اور چوہے کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟

(سوال ۲۸۳) خوردۂ موش وگربہ حلال ہے یا نہیں؟

(جواب) موش اور گربہ کا جھوٹا پاک ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) البول المنتضح قدر رؤس الابر معفو للضرورة وان امتلاء الثوب الخ ولو كان المنتضح مثل رؤس المسلة منع كذا فى البحر الرائق (عالمگیری . مصری باب، فی النجاسة ، ص۴۳ ج ا .ط.ماجدیه ج ا ص ۴۶)ظفیر.

(۲) ویکره الا کل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل و مع هذا لواکل اوشرب فیها قبل الغسل جاز ، ولا یکون اکلا ولا شار با حراما وهذا اذا لم یعلم بنجاسة الاوانی فاما اذا علم فانه لا یجوز ان یشرب و یا کل منها قبل الغسل الخ عالمگیری مصری کتاب الکراهیة باب رابع عشر ج ا ص ۳۵۸ .ط.ماجدیه ج۵ ص۳۴۷)ظفیر.

(۳) سورا لادمی طاهرویدخل فی هذا الجنب والحائض والنفساء والکافر الاسور شارب الخمر و من دمی فوه اذا شربا علی فور ذلک فانه نجس (عالمگیری مصری، ج ا ص ۲۳ .ط.ماجدیه ج ا ص۲۳)ظفیر.

(۴) وسؤر الخ سو اکن بیوت طاهر للضرورة مکروه تنزیها ان وجد غیره والا لم یکره اصلا (درمختار) ای مماله دم سائل کالفارة والحیة والوزغة (رد المحتار مطلب فی السور ص ۲۰۶ ج ا .ط.س.ج ا ص۲۲۲) وسور حشرات البیت الحیة والفارة والسنور مکروه کراهة تنزیه هو الاصح کذا فی الخلاصه (عالمگیری کشوری مصری الباب الثالث فی المیاه ج ا ص ۲۳ .ط.ماجدیه ج۲۴)ظفیر.

الباب الرابع فی التیمم

مسائل تیمّم

بخار اور سخت سردی اور ٹھنڈ کی وجہ سے تیمّم جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۴) اگر سردی کے موسم میں کوئی شخص ایسے جنگل میں کام کرنے جاتا ہو کہ جہاں پانی نہایت درجہ کا سرد ہو اور وہاں گرم کرنے کے اسباب نہ ہوں جیسے برتن وایندھن اور جاڑے کا وقت بہت ہو جیسے ابر کی وجہ سے دھوپ نہ ہو، یا شام یا رات یا صبح کا وقت ہو اور جاڑے کی وجہ سے جنبی کو غسل اور بے وضو کو وضو کرنے کی تاب نہ ہوسکے، یا کسی کو بخار جاڑا بہت چڑھ رہا ہو تو تیمّم کرنا ایسے شخصوں کے واسطے جائز ہوگا یا نہیں؟

(جواب) حالت مرض اور خوف مرض میں تیمّم درست ہے اور جب کہ سرد پانی سے غسل کرنے میں یا وضو کرنے میں اندیشہ ہلاکت کا یا مرض کا ہو تو تیمّم جائز ہے۔(۱)

وقت کی تنگی میں قدرت کے باوجود تیمّم درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۵) اگر مصلی صبح کے وقت ایسے وقت سوتا اٹھا کہ گرم پانی اس کے مکان میں یا مسجد میں نہ ملا اور سرد پانی سے بوجہ سردی کے غسل نہ کرسکتا ہو اور نہ وقت میں اتنی دیر ہے کہ گرم کر کے غسل کر لیوے اور ادا وقت میں نماز پڑھ لیوے۔ پس یہ مصلی ادا وقت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ لیوے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ اس کو قدرت گرم پانی کی ہے تو تیمّم جائز نہیں۔ نماز قضاء پڑھ لیوے مگر غسل و وضو ضروری ہے۔(۲) فقط۔

بیمار کو نجاست لگی ہو اور پانی نقصان کرے تو وہ طہارت کیسے حاصل کرے گا

(سوال ۲۸۶) بیمار آدمی کے بدن پر نجاست لگی ہوئی ہے پانی نقصان کرتا ہے تو کس طرح طہارت حاصل کرے؟

(جواب) بدن پر نجاست ہو تو اس کو دھولے بعد میں تیمّم کرے۔(۳) فقط۔

پتھر، لکڑی اور کپڑے وغیرہ پر تیمّم درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۷) لکڑی، پتھر، کپڑا، پختہ فرش یا دیوار، خشک یا سبز گھاس، ان میں جب کسی پر ذرا بھی غبار نہ ہو تو تیمّم

(۱) من عجز عن استعمال الماء الخ لبعده ميلا الخ او لمرض يشتد او يمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ او برد يهلك الجنب او يمرضه ولو فی المصر اذا لم تكن اجرة حمام ولا مايدفئه الخ تيمم (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التيمم ج ۱ ص ۲۱۴ .ط.س.ج ۱ ص ۲۳۲......۲۳۳) ظفير.

(۲) قال فی البحر فصار الاصل انه متی قدر علی الاغتسال بوجه من الوجوه لا يباح التيمم اجماعاً (رد المحتار باب التيمم ص ۲۱۶ ج ۱) تحت قوله والا ما يدفئه .ط.س.ج ۱ ص ۲۳۴) ظفير.

(۳) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرئية الخ بقلعها ای بزوال عينها الخ ويطهر محل غيرها ای غيرمرئية بغلبة ظن الغاسل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الانجاس ص ۳۰۲ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۳۲۸) اولمرض يشتد او يمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ تيمم (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التيمم ص ۲۱۵ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۲۳۳) ظفير.

درست ہے یا نہیں؟

(جواب) لکڑی، کپڑے پر بدون غبار کے تیمّم درست نہیں۔ اسی طرح گھاس سبز اور خشک کا حکم ہے۔(۱) اور پتھر دیوار خشت خام وپختہ وچونہ پر بلا غبار بھی تیمّم درست ہے۔(۲) لکڑی وغیرہ پر تھوڑا غبار بھی کافی ہے۔(۳)

غسل کے بجائے تیمّم کب درست ہے

(سوال ۲۸۸) ایک شخص کو سردی کے اثر سے نزلہ ہوجاتا ہے تو اس کو ایام سرما میں صبح یا اور کسی سردی کے وقت بخوف نزلہ بجائے غسل جنابت تیمّم کرنا اور اس تیمّم سے صلوٰۃ فجر یا اور کسی نماز کو ادا کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

(جواب) جواز تیمّم کیلئے استعمال آب سے عاجز ہونا شرط ہے خواہ وہ اس وجہ سے ہو کہ پانی مفقود رہے یا اس وجہ سے کہ پانی کے استعمال سے مرض کی زیادتی وامتداد کا خوف ہے یا سردی کی وجہ سے ہلاکی یا بیماری کا اندیشہ ہے اور پانی گرم نہیں مل سکتا۔ پس اگر ان امور میں سے کوئی امر پایا جاوے تو تیمّم جائز ہے ورنہ جائز نہیں صورت مسؤلہ میں اگر سرد پانی سے مرض کا اندیشہ ہو تو گرم پانی سے غسل کرنا چاہیئے اگر گرم پانی سے بغلبہ ظن یا قول طبیب حاذق مسلم اندیشہ مرض کا ہے تو تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں او لمرض یشتد او یمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم ولو بتحرک الخ او برد یهلک الجنب او یمرضه ولو فی مصر اذا لم یکن له اجرة حمام الخ درمختار.(۴) فقط۔

جلدی میں تیمّم سے نماز جنازہ پڑھی کیا اس سے نماز وقتی بھی پڑھ سکتا ہے

(سوال ۲۸۹) زید بوجہ جلدی کے تیمّم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہوگیا تھا۔ بعدہ فرض نماز بھی اسی تیمّم سے پڑھ سکتا ہے یا باقاعدہ وضو کرنا پڑے گا؟

(جواب) اس تیمّم سے نماز فرض وقتیہ نہیں پڑھ سکتا وضو کر کے نماز وقتیہ پڑھنی چاہئے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔(۵) فقط۔

پانی کی قلت کے وقت پردہ نشین عورتیں تیمّم کریں یا نہیں

(سوال ۲۹۰) بعض گاؤں میں پانی کی بہت قلت ہے، اس لئے بعض عورتیں پردہ نشین بیوہ کو بعض وقت پانی نہیں ملتا، اس لئے وہ مستورات نماز قضاء کرتی رہتی ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔ آیا اس وقت ان کے لئے تیمّم جائز ہے یا

---

(۱) ولا یجوز عند نا بما لیس من جنس الا رض وهو ما یلین بالنار او یتر مد کالذهب والفضة الخ وکالحنطة و سائر الحبوب والا طعمة من الفواکه وغیر ها وانواع النباتات مما یترمد بالنار اذا لم یکن علیها غبار (غنیة المستملی ص ۷۴ باب التیمم. ظفیر. (۲) ویجوز التیمم عند ابی حنیفة ومحمد بکل ما کان من جنس الارض کالتراب و الرمل والحجر والجص والنورة والکحل والزرنیخ الخ ثم لا یشترط ان یکون علیه غبار (هدایه باب التیمم ج ۱ ص ۵۵) ظفیر.

(۳) وکذا یجوز بالغبار مع القدرة علی الصعید عند ابی حنیفة ومحمد لانه تراب رقیق (هدایه ایضاً) لو ان الحنطة او الشئی الذی لا یجوز علیه التیمم اذا علیه الغبار فضرب یده علیه وتیمم ینظر ان کان یستبین اثره بمده علیه جاز والا فلا (رد المحتار باب الیتیمم ج ۱ ص ۲۲۲ ط.س.ج ۱ ص ۲۴۰) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ و ج ۱ ص ۲۱۶ ط.س.ج ۱ ص ۲۲۳ ۱ ۲۲۴ ظفیر.

(۵) (جاز التیمم) لخوف فوت صلاة جنازة الخ وان لم تجز الصلاة به وکذا لکل مالا تشترط له الطهارة (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ج ۱ ص ۲۲۳ و ج ۱ ص ۲۲۴ ط.س.ج ۱ ص ۲۴۱) ظفیر.

نہیں؟

(جواب) تیمّم کی اجازت اس وقت ہے کہ پانی نہ ملے، شہر اور قصبہ میں اور گاؤں میں ایسی صورت کم تر پیش آتی ہے کہ پانی نہ ملے، لیکن اگر ایسا کبھی اتفاق ہو جائے کہ پردہ دار عورتوں کو کوئی صورت پانی ملنے کی نہیں اور وقت تنگ ہوا جاتا ہے تو تیمّم سے نماز پڑھیں قضا نہ کریں۔(۱) (بعد میں وضو کر کے اعادہ کر لیں۔ظفیر)

زخم یا پٹی پر مسح کرنا دشوار ہو تو کیا کرے۔

(سوال ۲۹۱) اگر زخم یا پٹی پر مسح کرنا دشوار ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

(جواب) اگر زخم یا پٹی پر مسح نہیں ہوسکتا تو پھر تیمّم درست ہے۔(۲) فقط۔

اندیشۂ مرض کے وقت تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۹۲) زید ایک ضعیف الجثہ دائم المریض شخص ہے شامت اعمال سے اس کی صحت بہت خراب ہوگئی ہے خصوصاً اعصاب اور دماغ نہایت ہی ضعیف ہو گیا ہے۔ اندریں حالت موسم سرما میں جب کہ اس کو ضرورت شرعی سے بخیال قضائے نماز صبح کے وقت ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کی نوبت آتی ہے تو دردسر یا زکام وغیرہ کی تکلیف لاحق ہوتی ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتی، اور چونکہ گرم پانی کا حصول بروقت اپنی بے سروسامانی سے غیر ممکن ہے اس لئے مجبوراً ٹھنڈے ہی پانی سے کام لینا پڑتا ہے جس سے ایک خوف یہ بھی لگا رہتا ہے کہ مبادا فالج وغیرہ کا اثر نہ ہو جائے کیونکہ اعصاب میں نہایت کمزوری آگئی ہے۔ زید کی موجودہ حالت پر نظر کر کے ایک طبیب صاحب علم نے زید کو یہ رائے دی کہ تم ایسی حالت میں ضرورت کے وقت بجائے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کے صبح کی نماز تیمّم کر کے پڑھ لیا کرو۔ بعد میں پھر گرم پانی سے غسل کر لیا کرو۔ اور تیمّم غسل کے بعد وضو کر کے نماز پڑھنی چاہئے۔ اور نماز کو بعد غسل کے احتیاطاً اعادہ کرنے کی تو ضرورت نہیں ہے؟

(جواب) اگر گرم پانی میسر نہ ہو اور طبیب حاذق کے قول وغیرہ سے بظن غالب اندیشہ مرض کا ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لینا اس حالت میں درست ہے اور چونکہ تیمّم غسل کا بجائے وضو و غسل کے ہے اس لئے وضو کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے وہی ایک تیمّم دونوں کے لئے کافی ہے۔(۳)

---

(۱) لا یتیمم لفوت جمعة ووقت ولووتر الفواتها الیٰ بدل وقیل تیمم لفوات الوقت قال الحلبی فالا حوط ان یتمم ویصلی ثم یعید (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۲۷ ط.س. ج ۱ ص ۲۴۶) اس عبارت سے اور شامی نے اس پر جو کچھ لکھا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں پھر پانی سے وضو کر کے نماز کا اعادہ کیا جاوے اس لئے کہ احتیاط کا یہی تقاضہ ہے لعل هذا من هو ٔ لاء المشائخ اختیار لقول زفر لقوة دلیله وهو ان التیمم انما شرع للحاجة الی اداء الصلاة فی الوقت فیتیمم عند خوف فوته قال شیخنا ابن الهمام ولم یتجه لهم علیه سوی ان التقصیر جاء من قبله فلا یوجب الترخیص علیه وهو انما یتم اذا اخر لا لعذر اه واقول اذا اخر لا لعذر فهوعاص والمذهب عند نانه کا لمطیع فی الرخص نعم تاخیره الی هذا الحد عذر جاء من قبل غیر صاحب . الحق فینبغی ان یقال یتیمم ه و یصلی ثم یعید با لوضوء کمن عجز بعذر من قبل العباد الخ (رد المحتار ایضا ط.س. ج ۱ ص ۲۴۶) ظفیر. (۲) ویترک المسح کا لغسل ان ضروالالا یترک (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۵۸ ط.س. ج ۱ ص ۲۸۰) ظفیر.

(۳) او برد یهلک الجنب او یمرضه ولو فی المصر اذا لم تکن له اجرة حمام ولا ما ید فئه الخ یتمم لهذه الا عذار کلها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۴) ظفیر.

مگر احتیاط یہ ہے کہ بعد میں گرم پانی سے غسل کر کے اعادہ اس نماز کا کر لیوے۔(۱) فقط۔

جنبی کو زکام کا اندیشہ ہو تو تیمّم کرے یا نہیں

(سوال ۲۹۳) زید کو احتلام زیادہ ہوتا ہے اور بوجہ سردی کے غسل کرنے سے زکام ہو کر بخار ہو جاتا ہے اور اگر بوقت دوپہر غسل کیا جاتا ہے تو زیادہ نقصان نہیں ہوتا، اس حالت میں زید تیمّم سے صبح کی نماز ادا کرے تو صحیح ہے یا نہیں، اور تیمّم غسل اور وضو کا کرے یا صرف غسل کا، اور غسل کو دوپہر کو پانی سے اعادہ کرے یا تیمّم ہی کافی ہے دوسرے احتلام تک۔ اور جنابت احتلام اور ہم بستری کے لئے ایک ہی حکم ہے یا جدا؟

(جواب) مرض کے خوف سے جب کہ گرم پانی بھی مضر ہو، یا گرم پانی میسر نہ ہو تیمّم کر کے نماز پڑھنا درست ہے،(۲) اور تیمّم غسل اور وضو کا ایک ہی ہے، ایک تیمّم دونوں کے لئے کافی ہے پھر دوپہر کو جب کہ غسل مضر نہیں ہے غسل کر کے ظہر و عصر وغیرہ کی نمازیں پڑھے۔(۳) اور احتلام اور مجامعت کی جنابت کا ایک ہی حکم ہے (یعنی دونوں موجبات غسل ہیں والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم والیقظة الخ (ہدایہ فصل فی الغسل ص ۲۷-۱۲ ظفیر۔

بیماری یا پیری کی وجہ سے پانی نقصان دہ ہو تو غسل کے لئے تیمّم کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۹۴) تیمّم بحالت عذر جیسا کہ وضو سے ہو سکتا ہے ویسا ہی غسل سے بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور اس تیمّم غسل سے نماز فرض و نفل اور قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی شخص کو بوجہ ضعف بیماری یا پیری پانی ضرر رساں ہو یا خوف ضرر ہو یا استعمال ماء اس پر گراں و سخت ہو اور تحمل نہ کر سکے تو تیمّم وضو اور غسل سے اس کو نماز فرض و نفل اور تلاوت قرآن شریف جائز ہوگی یا نہ؟

(جواب) تیمّم بحالت عذر جیسا کہ وضو سے ہوتا ہے ویسا ہی غسل سے بھی ہوتا ہے، اور اس تیمّم سے نماز فرض و نفل و تلاوت کلام مجید سب درست ہے۔(۴) اور وہ عذر جس سے تیمّم حدث و جنابت سے درست ہے یہ ہیں کہ مریض کو اشتداد مرض یا امتداد مرض کا خوف ہو یعنی وضو کرنے یا غسل کرنے سے اس کا مرض بڑھ جاوے گا، یا ممتد ہو جاوے گا۔ یا جاڑے کی وجہ سے ہلاک یا بیمار ہو جاوے گا۔ محض اس وجہ سے کہ ٹھنڈا پانی برا معلوم ہو اور گراں ہو اور اس سے تکلیف ہوتی ہو تیمّم درست نہیں ہے، بلکہ اندیشہ یہ ہو کہ مرجاوے گا، یا بیمار ہو جاوے گا اس وقت تیمّم درست

---

(۱) اعادہ کا جزئیہ نہیں مل سکا، شاید درمختار کی اس عبارت سے لیا گیا ہے " لا تیمم لفوت جمعة و وقت ولو وترا لفواتها الیٰ بدل، وقیل یتمم لفوت الوقت قال الجلبی فالا حوط ان یتیمم ویصلی ثم یعید(الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التیمم ص ۲۲۷ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۴۶)ظفیر. (۲) او لمرض یشتد او یمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ او برد یهلک الجنب اویمرضه الخ تیمم لهذه الا عذار کلها (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ج ۱ ص ۲۱۶ .ط.س. ج ۱ ص ۲۳۳......۲۳۴)ظفیر. (۳) لا یتیمم لفوت جمعة ووقت ولو وتر الفواتها الی بدل، وقیل تیمم لفوات الوقت قال الحلبی فالاحوط ان یتیمم ویصلی ثم یعید (درمختار) ولعل هذا من هو لا ء المشائخ اختیار لقول زفر لقوة دلیله وهو ان التیمم شرع للحاجة الی اداء الصلاة فی الوقت فتیمم عند خوف فوته الخ (رد المحتار باب التیمم ص ۲۲۷ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۴۶) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں صبح کی نماز کا بھی اعادہ کرے۔ والله اعلم .ظفیر.

(۴) ویصل بتیممه ماشاء من الفرائض والنوافل (هدایه باب التیمم ج ۱ ص ۵۵)ظفیر.

ہے۔(۱) فقط۔

ریل سے متعلق مسائل نماز و وضو اور تیمّم

(سوال ۲۹۵) چونکہ اس کی بہت ضرورت ہے کہ نماز کے پڑھنے میں کاہل بنانے والی دشواریوں کو حل کیا جائے۔ لہٰذا جناب والا سے دریافت کیا جاتا ہے کہ ریل کے سفر میں حسب ذیل یا مثل ان کے جو جناب والا کے خیال میں اور آئیں ان وقتوں کے ازروئے احکام شریعت دفعیہ کیا ہے۔ مثلاً قلت وقفہ ریل کے سبب سے اتنا وقت نہ ملے کہ انسان حوائج ضروری پیشاب پاخانہ سے (اس حالت میں کہ ریل میں بیت الخلانہ ہو) فراغت حاصل کر کے وضو کرے اور نماز پڑھ لے تو کیا کرنا چاہئے، آیا بہ تیمّم نماز پڑھ لے یا کیا۔ مثلاً سفر ریل میں وضو کے واسطے پانی اور غسل شرعی کے واسطے پانی اور وقت میسر نہ ہو سکے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جائے یا نہیں۔ مثلاً بوجہ کثرت آدمیوں جگہ نہ ہو، یا قبلہ کی سمت میں منہ کا رکھنا بوجہ اینچ پیچ راہ ریل کے ممکن نہ ہو تو کس طرح نماز ادا کی جائے؟

(جواب) حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ امابعد امور مستفسرہ کا جواب حسب تفصیل ذیل ہے۔

(۱) ریل میں اگر پانی نہ ملے تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ نماز کے وقت کے اندر پانی مل جاوے گا تو نماز کا مؤخر کرنا مستحب ہے اگر پانی مل جاوے تو وضو کر کے نماز ادا کرے اور اگر نہ ملے اور وقت تمام ہونے کا اندیشہ ہے تو تیمّم کر کے نماز ادا کرے۔(۲) پانی نہ ملنے کی صورت میں پانی کا کم از کم ایک میل کی مسافت پر ہونا شرط ہے۔(۳)

(۲) اگر پانی نہ ملنے کی صورت میں کسی آدمی نے تیمّم کر کے نماز پڑھنا شروع کی اور ابھی نماز ختم نہ ہوئی تھی کہ ریل کا اسٹیشن قریب آ گیا جہاں پانی کا ملنا یقینی امر ہے تو اب نماز کو وضو کر کے ازسر نو ادا کرنا چاہئے اور اگر نماز ختم کرنے کے بعد ریل کا اسٹیشن جہاں پانی ملنے کا یقین ہے قریب آیا تو وہ نماز ہو گئی، اب اس کو دوبارہ پڑھنے کی حاجت نہیں ہے۔(۴)

(۳) ریلوے اسٹیشن پر اگر پانی مفت نہ ملے بلکہ بقیمت ملے، اگر قیمت عرف کے موافق ہے اور اس کے پاس قیمت موجود ہے تو خرید کر وضو کر کے نماز پڑھے تیمّم کرنا جائز نہیں، اور اگر دام پاس نہیں یا قیمت زیادہ گراں ہے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔(۵)

---

(۱) من عجز عن استعمال الماء لبعده میلا الخ او لمرض یشتد او یمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ او برد یهلک او یمرضه الخ او خوف عدو الخ او عطش الخ او عدم الة طاهرة یستخرج بها الماء تیمم لهذه الاعذار کلها (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ص ۲۱۴ وص ۲۱۸ .ط.س.ج ا ص ۲۳۲......۲۳۶) قال فی البحر انه متی قدر علی الا غتسال بوجه من الوجوه لا یباح له التیمم اجماعا (رد المحتار باب التیمم ج ا ص ۲۱۶ .ط.س.ج ا ص ۲۳۴)ظفیر.

(۲) ویستحب لعادم الماء وهو یر جوه ان یؤخر الصلوٰة الی اخر الوقت فان وجد الماء یتو ضاء و الا تیمم وصلے لیقع الا داء باکمل الطهار تین الخ (هدایه باب التیمم ج ا ص ۵۵)ظفیر.

(۳) من عجز عن استعمال الماء لبعده میلا الخ تیمم (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ج ا ص ۲۱۴ .ط.س.ج ا ص ۲۳۲)ظفیر. (۴) وندب لراجیه رجاء قویا اٰخر الوقت المستحب ولو لم یؤ خرو تیمم وصلے جاز ان کان بینه وبین الماء میل و الا لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ج ا ص ۲۲۹ .ط.س.ج ا ص ۲۴۹)ظفیر.

(۵) وان لم یعطه الا بثمن مثله او بغبن یسرو له ذلک فاضلا عن حاجته لا یتیمم ولو اعطاه باکثر یعنی بغبن فاحش وهو ضعف قیمة فی ذلک المکان او لیس له ثم ذلک تیمم (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ج ا ص ۲۳۱ .ط.س.ج ا ص ۲۵۱)ظفیر

(۴) ریلوے اسٹیشن پر اگر پانی دینے والا مسلمان نہیں بلکہ ہندو ہے تو اس سے پانی لے کر وضو کر لینا جائز ہے، ہاں اگر یقین ہے کہ اس کا پانی یا برتن ناپاک ہے تو تیمم کرنا جائز ہے۔

(اسٹیشن پر جو پانی تقسیم ہوتا ہے عموماً وہ پاک ہوتا ہے اور اس کا برتن بھی۔ لہٰذا شبہ نہ کرنا چاہئے۔ ظفیر)

(۵) اگر ریل میں کسی مسافر کے پاس پانی ہے تو اس سے وضو کے لئے پانی مانگنا چاہئے اگر وہ پانی بلا قیمت یا بقیمت دے دے تو وضو کر کے نماز ادا کرے، اور اگر وہ پانی نہ دے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے، ایسی صورت میں پانی مانگنے سے عار نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ شرعی فرض کا ادا کرنا زیادہ ضروری ہے، جب تک پانی نہ مانگے گا عجز نہ پایا جاوے گا تو تیمم بھی درست نہ ہوگا۔(۱)(آج کل ہر ٹرین میں پاخانے کے اندر پانی کا انتظام ہوتا ہے اور وہ پانی پاک ہوتا ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہے اس لئے تیمم کی نوبت نہیں پیش آتی۔ ظفیر)

(۶) کسی کے پاس پانی موجود ہے اور اس کو معلوم ہے کہ ریل کے اسٹیشنوں پر پانی نہیں ملتا ہے اگر وضو کرے گا تو پیاسا رہے گا، اور پیاس کی برداشت نہ کر سکے گا تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے (۲)

(۷) ریل کے مسافر کو پیشاب پاخانہ کی ضرورت ہے تو پہلے پیشاب پاخانہ سے فارغ ہو لے بعد میں وضو کر کے نماز پڑھے اور اگر پیشاب پاخانہ کی ضرورت تھی مگر موقع نہ ملنے کی وجہ سے عاجز رہا اور کچھ دیر کے بعد ضرورت نہ رہی تو اب وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (ریل میں اب پاخانہ کا نظم ہوتا ہے ظفیر)

(۸) مسافر کے پاس ایک لوٹا پانی ہے جو وضو کے لئے کافی ہے وضو اور طہارت کے لئے کافی نہیں ہے تو ایسے شخص کو اگر پاخانہ کی حاجت ہو تو وہ ڈھیلوں سے استنجا کرے، اور پانی سے وضو کرے، ہاں اگر نجاست پاخانہ کے مقام سے کچھ ادھر ادھر کو متجاوز ہوئی ہے تو پانی سے استنجا کرے اور نماز کے لئے تیمم کر لے۔(۳)(آج کل ریل میں پاخانوں کے اندر پانی کا نل لگا ہوتا ہے اور وہ پانی پاک ہوتا ہے اور اس کے استعمال کی عام اجازت ہے۔ ظفیر)

(۹) ریل کے مسافر کو چاہئے کہ وہ نماز کے وقت سے پہلے نماز کا خیال واہتمام رکھے۔ مثلاً پیشاب پاخانہ کی اگر حاجت ہو تو فارغ ہو لے، ریل گاڑیوں میں عموماً پاخانہ ہوتا ہے، اگر اتفاق سے کسی گاڑی میں نہ ہو تو اس کا خیال رکھے کہ وقت سے پہلے ایسے اسٹیشن پر جہاں ریل دس پندرہ منٹ ٹھہرتی ہے فارغ ہو جائے، یا کسی دوسری گاڑی میں جا کر پاخانہ سے فراغت حاصل کر لے۔ ایسے ہی نماز کے وقت سے پہلے ہی کسی اسٹیشن پر پانی لے کر رکھ لے تو نماز کے ادا کرنے میں کچھ دقت نہ ہوگی آخر ہم اپنی دوسری حاجتوں کے لئے ریل میں کیا ہی کرتے ہیں۔ جب کسی اسٹیشن پر کھانا وغیرہ حسب خواہش ملتا ہے تو اول ہی سے لے کر رکھ لیتے ہیں تا کہ وقت پر دقت نہ ہو ایسے ہی نماز کے لئے خیال رکھنا ایک مسلم کا نصب العین ہونا چاہئے۔

---

(۱) ویطلبه و جو باعلی الظاهر من رفیقه ممن هو معه فان منعه ولود لا لة بان استهلكه تيمم لتحقق عجزه الخ وقبل طلبه لا يتيمم على الظاهر الخ لانه مبذول عادة وعليه الفتوىٰ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التيمم ج ۱ ص ۲۳۱) ظفیر۔

(۲) وخائف السبع والعدو والعطش عاجز حكما (هدايه باب التيمم ج ۱ ص ۵۵.ط.س.ج ۱ ص ۲۵۰) ظفیر۔

(۳) ویجب ای یفرض غسله ان جاوز المخرج نجس مانع ويعتبر القدر المانع لصلاة فى ماوراء موضع الاستنجاء لان ماعلى المخرج سقط شرعا وان كثر وهذا لا تكره الصلاة معه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۳ و ج ۱ ص ۳۱۴.ط.س.ج ۱ ص ۳۳۸) ظفیر۔

(۱۰) جیسا کہ بے وضو آدمی پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ اوپر مفصل مذکور ہوا۔ ایسے ہی جنب یعنی جس کو نہانے کی حاجت ہو پانی نہ ملنے کی صورت میں غسل کے لئے تیمّم کر سکتا ہے۔ نماز ایسی صورتوں میں ہرگز ترک نہیں کی جاسکتی۔(۱)

(۱۱) اگر اس کو یقین ہے کہ نماز کے وقت کے اندر گاڑی کسی ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی کا نل ہے یا کنواں ہے اور یہ اتنی دیر میں غسل کر سکتا ہے تو تیمّم نہ کرنا چاہئے۔(۲)

(۱۲) نل دھوپ میں ہے جس کا پانی گرم ہے اور یقین جانتا ہے کہ اس پانی سے مضرت ہوگی یا سردی کے موسم میں نل کا پانی ٹھنڈا ہے اور یقین ہے کہ اگر غسل کروں گا تو مریض ہو جاؤں گا۔ تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔(۳)

(۱۳) نل پر نہاتے ہوئے اگر شرم آئے اور اسٹیشن کے کنویں پر نہانا اپنی خلاف شان سمجھے تو یہ عذر شرعاً قبول و مسموع نہیں۔

(۱۴) ریل میں نماز پڑھنے میں استقبال قبلہ ضروری ہے قبلہ کی طرف کو منہ کر کے نماز شروع کرے اور نماز پڑھنے کی حالت میں اگر ریل کا رخ بدل جائے اور یہ جانتا ہے کہ ریل کا رخ بدل گیا تو یہ بھی قبلہ کی طرف کو پھر جائے اگر اس کی نماز پڑھنے کی حالت میں ریل کا رخ چند مرتبہ بدلا اور اس نے برابر قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کی اور چاروں رکعتیں نماز کی چار طرف کو ادا ہوئیں تو کچھ مضائقہ نہ سمجھے، بلکہ یوں ہی ہونا ضروری ہے۔ اگر اس کو نماز پڑھنے میں ریل کے رخ بدلنے کی خبر نہ ہوئی اور ایک ہی طرف کو نماز پڑھے گیا تو نماز ہو گئی۔ اگر ریل میں سمت قبلہ کی معلوم نہ ہو تو لوگوں سے معلوم کر لے، اگر کوئی بتانے والا نہ ہو تو دل میں خوب غور کرے اور اٹکل سے کام لے جس طرف کو اس کا دل گواہی دے اسی طرف کو نماز ادا کرے۔(۴)

(۱۵) ریل میں بلا عذر بیٹھ کر نماز نہ پڑھے کیونکہ نماز میں قیام فرض ہے اس کو ترک کرنا، نہ چاہئے۔ یہ خیال کر لینا کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا محض وہم ہے، کیونکہ تجربہ نے دکھلا دیا کہ صدہا آدمی ریل میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں، اور ان میں سے کوئی نہیں گرتا نہ ان کو چکر آتا ہے، نہ قے ہوتی ہے۔(۵)

(۱۶) ریل کا حکم کشتی اور گھوڑے اور اونٹ کا سا نہیں ہے، کشتی میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ دوران سر اکثر الوقوع ہے مگر امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک کشتی میں بھی بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا

---

(۱) والحدث والجنابة فيه سواء وكذا الحيض والنفاس لما روى ان قوما جاؤا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالوا انا قوم نسكن هذه الرسال ولا تجد الماء شهر ا اوشهرين وفينا الجنب والحائض والنفساء فقال عليكم بارضكم (هدايه باب التيمم ج ا ص ۵۲ وج ا ص ۵۳)ظفير. (۲)ويجب اى يفترض طلبه لو برسوله قدر غلوة ثلثما ئة ذراع الخ ان ظن ظنا قويا قربه دون ميل بامارةاو اخبار عدل والا الخ لا يجب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التيمم ج ا ص ۲۱۴ .ط.س.ج ا ص ۲۴۶)ظفير. (۳)الجنب الصحيح فى المصر اذا خاف بغلبة ظنه عن التجربة الصحيحة ان اغتسل ان يقتله ، البر داويمرضه يتيمم عند ابى حنيفة وان كان الجنب خارج المصر يتيمم بالا تفاق (غنية المستملى ص ۶۴)ظفير.
(۴)وقبلة العاجز عنها لمرض وان وجد موجها عند الا مام اوخوف مال وكذا كل من سقط عنه الا ركان جهة قدرته الخ ويتحرى وهو بذل المجهود لنيل المقصود عاجز عن معرفة القبلة بما مرفان خطاء لم يعد لما مروان علم به فى صلاته او تحول رايه الخ استدار وبنى حتى لو صلى كل ركعة لجهة جاز (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب شروط الصلوٰة ج ا ص ۴۰۳ .ط.س.ج ا ص ۴۳۲)ومن ارادان يصلى فى سفينة تطوعا او فريضة فعليه ان يستقبل القبلة الخ حتى لو دارت السفينة وهو يصلى توجه الى القبلة حيث دارت الخ (عالمگيرى فى استقبال القبلة ج ا ص ۵۹ .ط.ماجديه ج ا ص ۶۳)ظفير.
(۵)من تعذر عليه القيام لمرض حقيقى وحده ان يلحقه ضرربه يفتى الخ او حكمى بان خاف زيادته الخ او دوران رأ سه او وجد لقيامه الما شديد ا الخ صلى قاعداً الخ وان قدر على بعض القيام ولو متكئا على عصا او حائط قام لزومابقدر مايقدر (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب صلاة المريض ص ۷۰۸ ج ا .ط.س.ج ا ص ۹۵ ...... ۹۶ ...... ۹۷)ظفير.

جائز نہیں ہے۔ جب تک دوران سر اور متلی نہ ہو، گھوڑے وغیرہ پر بلا عذر فرض نماز
ادا کرنا درست نہیں ہے اور گھوڑا گاڑی وشکرم میں جانور جوتا ہوا نہ
ہو اور وہ زمین پر مستقر ہو تو اس میں نماز کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے۔ ان کو علماء نے تخت کے مشابہ قرار دیا ہے۔ ریل کو جو صاحب کشتی پر قیاس کرتے ہیں وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی رائے دیتے ہیں مگر واضح رہے کہ صاحبین کے نزدیک کشتی میں بھی جب تک دوران سر اور متلی نہ ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، پس کشتی میں قیام ترک کرنے کی وجہ دوران سر اور جی متلانا ہے، امام صاحبؒ نے اس خیال سے کہ اکثر کشتی میں دوران سر ہوتا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز قرار دیا اور صاحبین نے اس کے پائے جانے کو ضروری نہ سمجھا بہر حال ترک قیام کی وجہ دوران سر ہے، لیکن ریل میں سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ دوران سر نہیں ہوتا۔ ہم دن رات دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی، مرد وعورت، بوڑھے اور بچے ہر ملک کے رہنے والے ریل میں سفر کرتے ہیں، اور کسی کو دوران سر نہیں ہوتا۔ تو اب سمجھنا چاہئے کہ ریل کو کشتی سے کوئی مناسبت اس معنی میں نہیں ہے پھر قیام کیوں ترک کیا جاوے۔ تخت پر نماز پڑھنے کا جو حکم ہے وہی ریل کے مناسب معلوم ہوتا ہے، تخت میں اگر پہیہ لگا کر اس کو چلایا جاوے تو اس کا حکم جو نماز پڑھنے کے باب میں تھا وہ بحال رہے گا، پس کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ریل میں نماز پڑھنے والوں سے قیام ساقط ہو جائے، رہا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں گر جانے کا اندیشہ، سو یہ محض وہم ہے، تجربہ اس کے خلاف شہادت دیتا ہے، کم سے کم ایک مرتبہ امتحان تو کر لینا چاہئے کہ گرتا ہے یا نہیں گرتا۔ پہلے سے اس وہم کی بدولت فریضہ الٰہی کو ترک کرنا کون عقل کی بات ہے۔ (۱)

(۱۷) ریل میں بعض آدمی اس طرح نماز پڑھتے ہیں کہ ریل کے ایک تختہ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ جاتے ہیں جیسا کہ کرسی موڑھے پر بیٹھتے ہیں، اور دوسرے تختہ پر سجدہ کرتے ہیں یہ جائز نہیں ہے ایسا کرنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، کیونکہ اول تو قیام ترک ہوا، اور قیام فرض تھا، اور دوسرے یہ کہ سجدہ میں گھٹنوں کا بھی زمین پر ٹکنا ضروری تھا وہ بھی ترک ہوا، (۲) ریل میں اگر قبلہ ایسے رخ پر واقع ہو تو بیچ میں کچھ اسباب رکھ کر ایک تختہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہئے اور سامنے کے تختہ پر سجدہ کرنا چاہئے۔ اپنا اسباب نہ ہو تو دوسرے مسافروں کا جو بہت سا اسباب موجود ہوتا ہے ان کی اجازت سے اس کو رکھ سکتے ہیں، اور اگر اسباب نہ ہو یا نہ ملے تو اس طرح نماز نہ پڑھنی چاہئے، جب اسٹیشن آوے تب نماز پڑھیں۔ اگر ریل میں مسافر اس قدر زیادہ ہوں کہ نماز پڑھنے کی کوئی صورت نہ بن پڑے اور سجدہ ورکوع نہ ہو سکے تو نماز کو ایسی حالت میں مؤخر کرنا چاہئے، اشارہ سے نماز نہ پڑھنی چاہئے۔

---

(۱) صلی الفرض فی فلک جاراً قاعدا بلا عذر صح الغلبة العجزو اساء قالا لا یصح الا بعذر وهو الا ظهر والمربوطة فی الشط کالشط فی الا صح والمربوطة بلجة البحران کان الریح یحر کها شدید افکا لسائرة والا فکا لوا قفة (درمختار)قوله لغلبة العجز ای لان دوران الراس ذیها غالب و الغالب کا لمتحقق فاقیم مقامه ، قوله واساء اشارالی ان القیام افضل لانه ابعدعن شبهةالخلاف والخروج افضل ان امکنه لانه امکن لقلبه، قوله هوا لا ظهر وفی الحلیة بعد سوق الا دلة والا ظهران قولهما اشبه و فلا جرم ان فی الحاوی القدسی وبه ناخذ ا ه قوله والمربوطة فی الشط الخ فلا تجوز الصلاة فیها قاعداً اتفاقاً الخ وعلی هذا ینبغی ان لا تجوز الصلاة فیها مع امکان الخروج الی البر، قوله والا فکا لو اقفة ای ان لم تحر کها الریح شدید ابل یسیر افحکمها کا لواقفة فلا تجوز الصلاة فیهاقاعد امع القدرة علی القیام (رد المختار باب صلاة المریض ج ۱ ص ۷۱۳ و ج ۱ ص ۷۱۴) مفتی علامؒ کی بحث سے واضح ہے کہ اگر آدمی گر جاتا ہے تو بیٹھ کر ریل میں نماز درست ہے، ہندوستان کی بعض چھوٹی لائنیں ایسی ہیں جن کی ریل میں کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں ہو سکتی ہے، آدمی گر جاتا ہے لہذا ان لائنوں کی ٹرین میں بیٹھ کر نماز درست ہوگی۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر مفتاحی۔ (۲) ومن فرائضها القیام بحیث لو مدّیدیه لاینال رکبتیه الخ ومنها السجود بجبهته وقد میه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۱۲ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفیر.

(۱۸) بعض لوگ اس خیال سے نماز کو ترک کر دیتے ہیں کہ لوگوں کو تکلیف ہوگی یا وہ نماز کے لئے جگہ نہ دیں گے مگر یہ خیال صحیح نہیں ہے، نماز کے لئے کوئی بخل نہیں کرتا۔ اکثر یہ تجربہ ہوا ہے کہ مسلمان تو مسلمان، ہندو لوگ بھی نہایت بشاشت سے نماز پڑھنے کے لئے جگہ تھوڑی دیر کے لئے خالی کر دیتے ہیں۔ پس اس خیال سے نماز کا ترک کر دینا مناسب نہیں ہے، آخر جب انسان مجبور ہوتا ہے تو مسافروں سے اپنے لیٹنے اور سونے کے لئے جگہ کی خواہش کرتا ہے۔ پھر نماز کے لئے جو فریضۂ الٰہی ہے کیوں نہ کرے اس وقت یہ چند صورتیں ذہن میں آئیں ان کے متعلق مختصراً لکھ دیا گیا فقط۔

بخوف فالج وغیرہ تیمّم جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۶) زید کی عمر ۷۰ سال کی ہوئی اور بسبب ایام سرما کے بخوف امراض فالج وغیرہ نماز فجر وعشاء تیمّم کر کے پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں اور اس سن کے لئے کوئی خاص حکم نماز وغیرہ کے بارہ میں ہے۔ نیز شیخ فانی کس عمر کا ہوتا ہے، اور اس کے لئے شرعاً کون کون سی رعایتیں ہیں۔

(جواب) شیخ فانی کے لئے کسی خاص عمر کی تحدید شرعاً نہیں ہے، بلکہ شیخ فانی اس بوڑھے کو کہتے ہیں جو قریب بفناء و مرگ کے پہنچ گیا ہو، اور روز بروز اور وقتاً فوقتاً اس کی قوت زوال اور کمی کی طرف ہو، یہاں تک کہ مر جاوے، ایسے شخص فانی کے لئے روزہ میں یہ حکم ہے کہ وہ روزوں کا فدیہ دے دیوے۔ پس شیخ فانی کے لئے خاص روزہ کے متعلق تخفیف کی گئی ہے۔ (۱) اور نماز کے لئے کوئی خاص حکم شیخ فانی کے لئے نہیں ہے بلکہ نماز کے متعلق حکم عام یہ ہے کہ جو شخص خواہ کتنی عمر کا ہے جب تک کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکے بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ (۲) اسی طرح جب تک بیماری وغیرہ کا کوئی عذر نہ ہو تیمّم اس کے لئے درست نہیں ہے اور اگر ٹھنڈے پانی سے موسم سرما میں ضرر کا اندیشہ ہے تو اگر گرم کرنے کی قدرت ہے تو پانی گرم کرا کر اس سے وضو کرے، تیمّم ایسی حالت میں بھی درست نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویقتدی وجوبا (درمختار) قوله للشیخ الفانی الذی فنیت قوته او اشرف علی الفناء و لذا عرفوه بانه الذی کل یوم نقص الی ان یموت (رد المحتار کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۶۳ ج ۲. ط.س. ج ۲ ص ۴۲۷) ظفیر.

(۲) ومن فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة قائماً الخ ومنها القیام الخ فی فرض و ملحق به کنذر وسنة فجر فی الاصح لقادر علیه وعلی السجود (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۴۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲ ...... ۴۴۴) ظفیر.

(۳) واذا خاف المحدث ان توضأ أن یقتله البرد او یمرضه تیمم الخ الکن الاصح عدم جوازه اجماعاً کذا فی النهر الفائق والصحیح انه لا یباح له التیمم کذا فی الخلاصه وفتاویٰ قاضیخان (عالمگیری کشوری الباب الرابع فی التیمم ج ۱ ص ۲۶. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۸) مگر علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق اگر وضو کرنے میں ضرر محقق ہو تو تیمم کی اجازت ہوگی اس سلسلہ میں انہوں نے جو تفصیل نقل کی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں قید بالجنب لان المحدث لا یجوز له التیمم للبرد فی الصحیح کلا فالبعض المشائخ کما فی الخانیه والخلاصه وغیر هما وفی المصفی انه بالاجماع علی الاصح قال فی الفتح و کانه لعدم تحقق ذلک فی الوضوء عادة واستشکله الرملی بما صححه فی الفتح وغیره فی مسئلة المسح علی الخف من انه لو خاف سقوط رجله من البرد بعد مضی مدة یجوز له التیمم، قال ولیس هذا الا تیمم المحدث لخوفه علی عضوه فیتجه ام فی الاسرار من اختیار قول بعض المشائخ اقول المختار فی مسئله الخف هو المسح لا التیمم کما سیاتی فی محله انشاء الله نعم مفاد التعلیل بعدم تحقق الضرر فی الوضوء عادة انه لو تحقق جاز فیه ایضا اتفاقا ولذا مشی علیه فی الامداد لان الحرج مدفوع بالنص وهو ظاهر اطلاق المتون (رد المحتار باب التیمم تحت قوله او برد یهلک الجنب الخ ج ۱ ص ۲۱۶. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۴) ظفیر

حالت بخار میں تیمّم سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۷) حالت بخار میں تیمّم سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب) بخار اگر ایسا ہے کہ پانی سے مضرت اور ازدیاد مرض کا اندیشہ ہے، تو تیمّم درست ہے۔ کما فی الدر المختار . او لمرض یشتداو یمتد الخ (۱) فقط۔

اندیشۂ بخار میں تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۸) ایک شخص کو ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے سردی ہو کر بخار کا اندیشہ ہے اگر یہ شخص گرم پانی سے وضو کرنا چاہے تو اسے یا اس کی عورت کو اکثر پانی گرم کرنے میں تکلیف ہوتی ہے تو وہ شخص تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ پانی گرم کر کے وضو کرنے کی استطاعت ہے تو تیمّم کرنا اس کو درست نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

اندیشۂ مرض میں مریض کی طبیعت اور طبیب دونوں کا اعتبار ہے

(سوال ۲۹۹) علالت کے وقت جو تیمّم جائز ہے اس میں طبیعت بیمار کو دخل ہے یا طبیب حاذق کو یا اور کوئی معیار ہے؟

(جواب) درمختار میں ہے اولمرض یشتد او یمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ. (۳) اس سے معلوم ہوا کہ تیمّم میں طبیعت وتجربہ وظن غالب بیمار کو بھی دخل ہے اور طبیب حاذق کے قول کو بھی، ان میں سے جو بھی پایا جاوے مبیح تیمّم ہے۔ (۴) فقط۔

بیماری کا خوف ہو تو کیا کرے

(سوال ۳۰۰) میری طبیعت کمزور ہے اور مجھ کو عارضہ احتلام کا ہے، شاید ہی کوئی شب ناغہ جاتی ہے۔ اب موسم سرد ہے، فجر کی نماز بحالت جنابت پڑھوں یا کیا، کیونکہ صبح کو غسل کرنے سے نمونیہ کا اندیشہ ہے؟

(جواب) حکم شرعی ایسی صورت میں یہ ہے کہ اگر گرم پانی سے غسل کرنا مضر نہ ہو تو گرم پانی سے غسل کر کے صبح کی نماز وقت پر ادا کی جائے اور اگر گرم پانی سے بھی خوف مرض بگمان غالب ہو یا گرم پانی میسر نہ ہو تو تیمّم کر کے صبح کی نماز وقت پر پڑھیں اور بعد میں گیارہ بجے حسب عادت غسل کر کے باقی نمازیں اوقات نماز میں ادا کریں۔ (۵) فقط۔

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ .ط.س.ج ۱ ص ۲۳۳ ۱۲ ظفیر.

(۲) اذا خاف المحدث ان توضاء ان یقتله البرد او یمرضه الخ الا صح عدم جوازه اجماعا وکذا فی النهر الفائق والصحیح انه لا یباح له التیمم کذا فی الخلاصه وفتاویٰ قاضی خاں (عالمگیری کشوری الباب الرابع فی التیمم ج ۱ ص ۲۶ .ط.ماجدیه ج ۱ ص ۲۸) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ .ط.س.ج ۱ ص ۲۳۳ ۱۲ ظفیر. (۴) قوله بغلبة ظن ای عن امارة او تجربة شرح المنیة قوله او قول حاذق مسلم ای اخبار طبیب حاذق مسلم غیر ظاهر الفسق وقیل وعدالته شرط شرح المنیه (رد المحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ .ط.س.ج ۱ ص ۲۳۳) ظفیر.

(۵) والجنب الصحیح اذا خاف بغلبة ظنه عن التجربة الصحیحة ان اغتسل ان یقتله البرد او یمرضه یتیمم عند ابی حنیفة (غنیة المستملی ص ۶۴) ظفیر.

نواقض وضوء تیمّم جنابت کے لئے ناقض نہیں؟

(سوال ۳۰۱) اگر جنبی بعذر شرعی تیمّم جنابت کرے تو وہ نواقض وضو سے ٹوٹ جاوے گا یا نہیں؟

(جواب) جنبی نے اگر بعذر شرعی تیمّم کیا تو اس عذر کے ختم پر وہ تیمّم بھی زائل ہو جائے گا۔ مثلاً پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا تو جس وقت وہ مرض زائل ہو جاوے گا تیمّم ٹوٹ جاوے گا۔ یا اگر کسی امر موجب غسل پایا جاوے گا تو تیمّم ٹوٹ جاوے گا۔ اور نواقض وضو سے مطلقاً وہ تیمّم نہ ٹوٹے گا۔ مثلاً اس نے مرض کی وجہ سے تیمّم جنابت کیا یا پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا، اور پھر حدث موجب وضو اس کو پیش آیا تو اس سے تیمّم جنابت کا نہ ٹوٹے گا۔(۱)

معذور کے لئے تیمّم جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۲) استنجاء کی زیادتی جس سے گھڑی گھڑی وضوٹوٹ جاتا ہے اور دوسری شکایات مرض شکم جس سے وضو کا رہنا یقینی نہیں ہوسکتا۔ اگر وضو کیا جائے تو مرض کے آغاز کا باعث ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں تیمّم کے لئے کیا حکم ہے؟

(جواب) ایسے عذرات کا حکم شریعت میں دوسرا ہے، وہ یہ کہ جو شخص معذور ہو کہ اس کا وضو نہ رہتا ہو، خواہ اخراج ریح کی وجہ سے یا استطلاق بطن کی وجہ سے اور وہ بلا اس عذر کے نماز وقت کے اندر نہ پڑھ سکتا ہو تو اس کو صرف ایک دفعہ وضو وقت کے اندر کافی ہے اسی ایک وضو سے تمام وقت میں نماز فرض وسنن ونفل پڑھ سکتا ہے۔ باقی تفصیل اس کی کتب فقہ میں دیکھی جاوے۔(۲) فقط۔

جنبی کو اگر غسل سے نقصان کا خطرہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۳) زید جنبی شدہ است علی الصباح فقط بر وضو و تیمّم اکتفاء کردہ، در مسجد رفتہ نماز با جماعت ادا میکند، ومیگوید کہ مرا عارضہ مدامی ریزش وضعف دماغ لاحق است وغسل بوقت صبح در سرما ضرر می رساند۔ اگرچہ آب گرم میسر شود تاہم نقصان میشود، آیا تیمّم درست است، واگر بآب گرم غسل کردہ نزد آتش نماز گذارد۔ جماعت فوت شود۔ چہ حکم شرعی است۔

(جواب) اگر ظن قوی است کہ ضرر و مرض خواہد رسید اگرچہ بآب گرم غسل کند تیمّم درست است، ولیکن ہرگاہ تدبیرے ممکن باشد کہ بآب گرم غسل کند واز آتش وجامہ استدفاء حاصل کند وبایں صورت خوف مرض نیست، پس بہمیں طور کند

---

(۱) وناقضه ناقض الا صل ولو غسلا فلو تيمم للجنابة ثم احدث صار محدثا لا جنبا الخ وقدرة ماء كاف بطهره فضل من حاجته الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التيمم ص ۲۳۴ ج۱ وص ۲۳۵ ج۱ ط.س. ج۱ ص ۲۵۴) ظفير.

(۲) وصاحب عذر من به سلسل البول لا يمكنه امساكه او استطلاق بطن او انفلات ريح اواستحاضة الخ ان استو عب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا يجد فى جميع وقتها زمنا يتو ضاء ويصلى فيه خاليا عن الحدث ولو حكما لان الانقطاع اليسير ملحق بالعدم وهذا شرط العذر فى حق الا بتداء وفى حق البقاء كفى وجوده فى جزء من الوقت ولو مرة وفى حق الزوال يشترط استيعاب الا نقطاع تمام الوقت حقيقة لا نه الا نقطاع الكامل وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض اللام للوقت ثم يصلى به فيه فرضا ونفلا فد خل الواجب بالا ولىٰ فاذا خرج الوقت بطل اى ظهر حدثه السابق (الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب فى احكام المعذور ج۱ ص ۲۸۰ وج۱ ص ۲۸۱ وج۱ ص ۲۸۲. ط.س. ج۱ ص ۳۰۵) ظفير.

اگرچہ جماعت فوت شود۔(۱) فقط۔

پانی ہوتے ہوئے قرآن چھونے کے لئے تیمّم درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۴) مس مصحف کے لئے عند وجود الماء تیمّم درست ہے یا نہیں؟

(جواب) درست نہیں ہے۔(۲) فقط۔

بچہ کے مرض کے خطرہ کے وقت ماں کو تیمّم کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۵) ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلاتی ہے جو پاخانہ پیشاب اکثر ماں کے کپڑوں پر کرتا ہے، اور بوجہ اس کے کہ میرے متواتر غسل سے بچہ علیل ہو جائے گا یا میں خود علیل ہو جاؤں گی نہاتی نہیں ہے تو اس وجہ سے کیا اس کو قرآن پڑھنا جائز ہوگا؟

(جواب) اگر بار بار کے غسل سے اس کو اپنے یا بچہ کی بیماری کا خوف ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لیا کرے، پھر دھوپ کے وقت یا گرم پانی سے غسل کر کے ان نمازوں کا پھر اعادہ کر لیا کرے اور تیمّم کے بعد تلاوت قرآن شریف بھی درست ہے۔(۳) فقط۔

ایک جگہ متعدد بار تیمّم درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۶) اکثر مسجدوں میں دیکھا گیا ہے کہ تیمّم کرنے کے واسطے مٹی کا ایک گولہ بنا لیتے ہیں اور اس پر تیمّم کرتے ہیں، ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس گولہ پر صرف ایک دفعہ تیمّم درست ہے اس پر بار بار تیمّم نہیں کر سکتے، کیونکہ اس پر نجاست حکمی اترتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) اس مٹی کے گولہ پر بار بار تیمّم کرنا درست ہے اور اس پر نجاست حکمی کا اثر نہیں ہوتا۔ جو شخص ایسا کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے، درمختار میں تصریح ہے کہ ایک جگہ پر بار بار تیمّم کرنا صحیح ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) من عجز عن استعمال الماء المطلق الكافي لطهارته الخ لبعده ميلا الخ او برد يهلك الجنب او يمرضه ولو في المصر الخ (درمختار) قال في البحر فصار الا صل انه متى قدر على الا غتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم اجماعا (رد المحتار باب التيمم ص ۲۱۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۲) ظفير.

(۲) قلت وفي المنية وشرحها تيممه لدخول مسجد ومس مصحف مع وجود الماء ليس بشئي بل هو عدم لانه ليس بعبادة يخاف فوتها الخ لمامر من الضابط انه يجوز لكل مالا تشترط الطهارة له ولو مع وجود الماء واماما تشترط له فيشترط فقد الماء كتيمم لمس مصحف فلا يجوز لواجد الماء الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب التيمم ص ۲۲۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۴۴) ظفير.

(۳) جواب میں عورت کو جنبی فرض کر لیا گیا ہے، ورنہ صرف بچہ کے پیشاب پاخانہ سے نہانا واجب نہیں ہوتا، جس حصہ میں نجاست لگی ہے اس کا دھو لینا اور کپڑا بدل لینا کافی ہے، فقہاء نے ہلاکت اور بیماری یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں جنبی (ناپاک) کو تیمّم کی اجازت دی ہے من عجز عن استعمال الماء الخ لبعده ميلا الخ او بر ديهلك الجنب او يمرضه ولو في المصر اذا لم تكن اجرة حمام ولامايدفئه الخ (درمختار) اى من ثوب يلبسه او مكان يا ويه قال في البحر فصار الا صل انه متى قدر على الا غتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم اجماعا (رد المحتار باب التيم ج ۱ ص ۲۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۲......۲۳۴) ظفير.

(۴) واما اذا تيمم جماعة من محل واحد فيجوز كما سياتي في الفروع لا نه لم يصر مستعملا اذا التيمم انما يتا دى بما التزق بيده لا بما فضل كالماء الفاضل في الا ناء بعد وضؤ الاول واذا كان على حجر املس فيجوز بالا ولى نهر (رد المحتار باب التيمم تحت قوله بمطهر ج ۱ ص ۲۲۰ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۹) ظفير.

پونا پھیری ہوئی دیوار پر تیمم درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۷) مسجد کی دیواریں جو چونہ سے لپی ہیں ان پر تیمّم درست ہے یا نہیں؟

(جواب) ان دیواروں پر تیمّم درست ہے۔(۱) فقط۔

جب جنبی کے پاس پانی صرف بقدر وضو ہے تو کیا کرے اور پہلے تیمّم جنابت کرے یا نہ

(سوال ۳۰۸) جنبی کی پاس اس قدر پانی ہے کہ اس سے صرف وضو کرسکتا ہے غسل کے لائق پانی نہیں ہے، اس صورت میں اگر نماز کے لئے وضو اور غسل کے لئے تیمّم کا حکم ہے تو پہلے وضو کرے یا تیمّم؟

(جواب) خواہ پہلے تیمّم کرے یا پہلے وضو کرے اور پھر تیمّم جنابت کے لئے کرے، دونوں طرح جائز ہے۔

جنبی کے پاس پانی تھوڑا ہو تو پہلے نجاست دھوئے یا وضو کرے جب کہ کوئی ایک ہی کام کرسکتا ہے۔

(سوال ۳۰۹) جنبی کے پاس بقدر وضو پانی ہے، اور جسم بھی نجس ہے اگر جسم دھوتا ہے تو وضو کو پانی نہیں بچتا اس کو کیا کرنا چاہئے؟

(جواب) جسم نجس کو دھووے، اور غسل و وضو کے لئے تیمّم کرے۔(۲) فقط۔

جو مریض وضو کرسکتا ہے مگر غسل نہیں تو کیا کرے

(سوال ۳۱۰) جو مریض وضو کرسکتا ہو، مگر غسل سے معذور ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(جواب) یہ جائز ہے یعنی وضو کرے اور غسل کی جگہ تیمّم کرے۔(۳)

جو وضو و غسل دونوں سے معذور ہو وہ حالت جنابت میں کیا کرے۔

(سوال ۳۱۱) جو شخص وضو اور غسل سے معذور ہو وہ بحالت جنابت کیا کرے؟

(جواب) ایک تیمّم بہ نیت غسل و وضو اس کے لئے کافی ہے۔(۴) فقط۔

عورت جس کو نہانے سے بیمار ہونے کا گمان غالب ہے تو وہ شوہر کو جماع سے روک سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۲) زید کے صرف ایک بیوی ہے، اکثر علیل رہتی ہے، اور جب وہ غسل کرتی ہے تو کمزوری کی وجہ سے کبھی اس

---

(۱) یجوز التیمم عند ابی حنیفة ومحمد بکل ماکان من جنس الارض کالتراب والرمل والحجر والجص والنورة والکحل والزرنیخ (هدایه باب التیمم ج ۱ ص ۵۳) ظفیر.

(۲) مسافر محدث نجس الثوب معه ماء یکفی لا حدهما یغسل به النجاسة ویتیمم للحدث (عالمگیری باب التیمم الفصل الثانی ص ۲۸ ج ۱ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۹) ظفیر.

(۳) یجوز التیمم اذا خاف الجنب اذا اغتسل بالماء ان یقتله البرد او یمرضه الخ (عالمگیری باب التیمم ج ۱ ص ۲۶ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۸) ظفیر.

(۴) ومن عجز عن استعماله الماء المطلق الکافی لطهارته الخ تیمم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۴ .ط.س. ج ۱ ص ۲۳۲) ظفیر.

کوز کام ہوجاتا ہے، کبھی کان اور سر میں درد۔ اسی خوف سے، وہ اپنے شوہر کی خواہش ہم بستری کو مسترد کر دیتی ہے، جس کی وجہ سے زید کو ارتکاب گناہ کا خوف ہے، ایسی صورت میں زید کی بی بی تیمّم سے نماز ادا کرسکتی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کرسکتی تو غسل کے متعلق اور کیا صورت زید کی بی بی اختیار کرسکتی ہے۔ اور زید کی بی بی کا ہم بستری سے انکار کرنا اس حالت میں درست ہے یا نہ؟

(جواب) درمختار میں ہے ولو ضرها غسل رأسها تركته وقيل تمسحه ولا تمنع نفسها عن زوجها الخ.(۱) یعنی اگر عورت کو سر کا دھونا ضرر کرتا ہو تو سر کو نہ دھووے اور عند البعض وہ سر کا مسح کرے، اور یہی احوط ہے دوسرے موقع میں درمختار میں اس کو واجب لکھا ہے۔ یعنی اگر سر کو مسح کرسکے اور اس میں خوف مرض نہ ہو تو سر کو مسح کرے ورنہ پٹی سر کو باندھ کر اس پر مسح کرے درمختار۔(۲) اور وہ عورت اپنے شوہر کو جماع سے منع نہ کرے،(۳) اور ایک روایت درمختار میں یہ بھی نقل کی ہے من به وجع رأس لا يستطيع معه مسحه الخ ففي الفيض عن غريب الرواية تيمم الخ.(۴) یعنی جس کے سر میں ایسا درد ہو کہ مسح بھی نہ کرسکے تو وہ تیمّم کرے اور نیز درمختار میں ہے او لمرض يشتد او يمتد بغلبة الظن الخ قال في الشامي وكذا لو كان صحيحا خاف حدوث مرض الخ.(۵) اس اخیر عبارت شامی میں تصریح ہے کہ تندرست آدمی کو اگر غسل سے خوف حدوث مرض بظن غالب یا تجربہ سابقہ کے موافق ہو تو وہ تیمّم کرسکتا ہے، لہٰذا اس صورت میں وہ عورت تیمّم کرے۔ اور شوہر کو جماع سے نہ روکے، تیمّم کرنا اس کو تا زوال خوف لحوق عوارض مذکورہ درست ہے، پھر جب وہ خوف نہ رہے تو غسل کرے۔ فقط۔

پانی کے ہوتے ہوئے تیمّم درست نہیں

(سوال ۳۱۳) قرآن مجید پڑھنے کے لئے تیمّم کرنا باوجود پانی ہونے کے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) پانی ہونے کے وجود تیمّم کر کے مس مصحف کرنا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے كتيمم لمس مصحف فلا يجوز لو اجد الماء.(۶) فقط

جنگل میں مویشی کو خطرہ ہو تو تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں :

(سوال ۳۱۴) ایک شخص جنگل میں مویشی چراتا ہے نماز کا وقت آ گیا اور پانی میل بھر سے قریب ہے۔ اندیشہ ہے کہ

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۲. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۳ قوله ولاتمنع نفسها عن زوجها اى خوفا من وجوب الغسل عليها اذا وطئها لانه حقه ولها مندوحة عن غسل رأسها (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۲. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۳) ظفير. (۲) من به وجع رأس لا يستطيع معه مسحه الخ يسقط فرضه ولو على جبير ففي مسحها قولا ن وكذا يسقط غسله فيمسحه ولو على جبيرة ان لم يضره والا سقط اصلا (درمختار) ولو على جبيرة ويجب شدها ان لم تكن مشدودة اى ان امكنه (رد المحتار باب التيمم قبيل باب المسح على الخفين ج ۱ ص ۲۳۹ و ج ۱ ص ۲۴۰. ط.س. ج ۱ ص ۲۶۰) ظفير. (۳) قوله ولا تمنع نفسها عن زوجها اى خوفا من وجوب الغسل عليها اذا وطئها لانه حقه ولها مندوحة عن غسل رأسها (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۳. ط.س. ج ۱ ص ۲۶۰) ظفير.

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التيمم ج ۱ ص ۲۳۹. ط.س. ج ۱ ص ۲۶۰. ۱۲ ظفير.

(۵) رد المحتار باب التيمم ج ۱ ص ۲۱۵. ط.س. ج ۱ ص ۲۳۳. ۱۲ ظفير.

(۶) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التيمم ج ۱ ص ۲۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۲۴۵. ۱۲ ظفير.

اگر وضو کے واسطے جاوے گا تو مویشی کسی کی زراعت میں پڑ جاویں گے، یا گم ہونے کا خوف ہے، اس صورت میں تیمّم سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں تیمّم کرنا جائز ہے۔ درمختار۔ فقط۔(۱)

فالج زدہ مجبوراً تیمّم کرے گا یا نہیں

(سوال ۳۱۵) اگر فالج کا مریض بلا امداد ملازم وضو کرنے سے مجبور ہو اور گرم پانی کے بغیر وضو نہ کر سکتا ہو، اور بوجہ عدم موجودگی ملازم و نہ ہونے گرم پانی کے نماز عشاء تیمّم سے پڑھ لے تو جائز ہے یا نہیں۔ اگر وضو کرنے کے بعد جراب پہن کر اس پر چمڑے کا موزہ پہن لے تو پھر اس چمڑے کے موزہ پر تیمّم درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ شخص تیمّم کر سکتا ہے اور وضو کرنے کے بعد اگر چمڑے کے موزے پہنے تو ایک دن رات یعنی مقیم پانچ نمازوں کی وضو میں ان موزوں پر مسح کر سکتا ہے اور اگر موزہ پہنے ہوئے تیمّم کی ضرورت ہوئی۔ مثلاً وضو کرانے والا موجود نہیں یا گرم پانی موجود نہیں جس کی وجہ سے تیمّم درست ہے تو موزہ پہنے ہوئے تیمّم کر سکتا ہے تیمّم کے لئے موزہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے، درمختار میں، ان اعذار میں جن میں تیمّم جائز ہے یہ بھی لکھا ہے او لم یجد من یوضیه فان وجد ولو باجر مثل وله ذلک لا یتیمم الخ .(۲) فقط۔

---

(۱) او خوف عدو کحیة او نارعلی نفسه ولو من فاسق او حبس غریم او ماله ولو امانة الخ تیمم (درمختار) قوله او ماله عطف علی نفسه ح ولم ارمن قدر المال بمقدار وسنذ کر عن التتار خانیه ما یفید تقدیره بدر هم کما یجوز له قطع الصلوٰة (رد المختا باب التیمم ج ا ص ۲۱۶ و ج ا ص ۲۱۷ .ط.س. ج ا ص ۲۳۴) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ج ا ص ۲۱۵ .ط.س. ج ا ص ۲۳۳. ۱۲ ظفیر.

الباب الخامس فی المسح علی الخفین وغیرھما

موزوں وغیرہ پر مسح کے احکام

کپڑے کی مروجہ جراب پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۶) محض کپڑے کی جراب مروجہ پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں، میں نے ایک مولوی صاحب سے مسئلہ دریافت کیا تھا، اس کے جواب میں انہوں نے یہ فرمایا کہ رسول خدا ﷺ سے کپڑے کی جراب پر مسح کرنا ثابت ہے کوئی قید پتلی یا غف کی نہیں ہے۔ بینوا وتوجروا۔

(جواب) جوربین پر مسح کرنا درست نہیں ہے، اس واسطے کہ جواز مسح علی الجوربین کے لئے چار شرطیں ہیں۔ تین شرطیں تو وہ ہیں کہ جو خفین کے مسح میں بھی مشروط ہیں ایک شرط جوربین کے مسح میں زائد ہے قال فی الدر المختار وشرط مسحه ثلاثة امور الاول كونه ساتر القدم مع الكعب والثانی كونه مشغولا بالرجل. والثالث كونه مما يمكن متابعة المشی المعتاد فيه فرسخاً فاكثر الخ، الی ان قال او جوربيه الثخينين بحيث يمشی فرسخاً ويثبت علی الساق بنفسه ولا يری ما تحته ولا يشف الخ .(۱) درمختار علی الشامی جلد اول ص ۱۷۹۔ پس اگر یہ چاروں شرطیں جوربین میں پائی جاویں، تب مسح درست ہوگا، یعنی وہ قدم کو مع ٹخنوں کے ساتر ہوں۔ دوسرے یہ کہ قدم مشغول ہوں، یعنی قدم کو ڈھانپ کر کچھ حصہ ان کا باقی نہ بچے، تیسری یہ کہ ان میں چلنے کی عادت بھی ہو، چوتھی یہ کہ ایسے گاڑھے ہوں کہ کوئی چیز ان میں سرایت نہ کر سکے۔ اور چونکہ یہ سب امور جرابہائے مروجہ میں مفقود ہیں، لہذا مسح ان پر جائز نہیں كما قال الشامی وانهم اخرجوه لعدم تأتی الشروط فيه غالباً الخ .(۲) اور مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے کپڑے کی جراب پر مسح ثابت ہے، اصلے ندارد اور افتراء اور ناواقفی ہے لغت سے، حدیث میں اس قدر ہے۔ انه عليه الصلوٰة والسلام مسح علی خفيه الحديث ملخصاً .(۳) دوسری حدیث میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الجوربین۔ (۴) غرض خف اور جراب پر مسح ثابت ہے اور خف اور جراب سے مراد وہ موزے ہیں جو شروط مذکورہ بالا کو جامع ہوں۔ مطلق کپڑے کی جرابیں مراد نہیں ہیں۔ فقط۔

الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔   رشید احمد عفی عنہ۔

سوتی موزہ پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۷) موزہ ہائے سوتی جو آج کل تمام دنیا میں مروج ہو رہے ہیں ان پر مسح درست ہے یا نہیں؟

(جواب) اونی وسوتی جرابوں پر مسح درست نہیں ہے مگر جب کہ وہ ایسے موٹے اور گاڑھے ہوں کہ بقدر ایک فرسخ یعنی تین میل ان کو پہن کر بغیر جوتے کے چل سکے اور پنڈلی پر قائم رہے، جیسا کہ درمختار میں ہے۔ ولو من غزل او شعر

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المسح علی الخفين ج ۱ ص ۲۴۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۶۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب المسح علی الخفين ج ۱ ص ۲۴۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۶۹. ۱۲ ظفیر. (۳) جمع الفوائد المسح علی الخفين ج ۱ ص ۴۲ .ط.س. ج ۱ ص . ۱۲ ظفیر. (۴) جمع الفوائد المسح علی الخفين ج ۱ ص ۴۲. ۱۲ الفاظ یہ ہیں توضاء رسول الله صلی الله عليه وسلم ومسح علی الجوربين للترمذی وابی داؤد الخ. (ايضا) ظفیر.

الثخينين بحيث يستمسك ويثبت على الساق بنفسه ولا يرى ما تحته ولا يشف الخ.(۱)اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ چونکہ سوتی جرابوں میں غالبًا یہ شروط نہیں پائی جاتیں اس وجہ سے ان پر عدم جواز مسح کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔(۲) پس بناءً علیہ سوائے چرمی موزہ کے کسی موزہ پر مسح نہ کرنا چاہئے فقط۔

انگریزی بوٹ پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۸) مسح کرنا ایسے جوتے پر جو فیتہ سے بندھا ہوا ہے اور جس کے کھولنے میں تھوڑی سی طوالت ہو، یا کھولنے اتارنے میں وقت کی تنگی کا اندیشہ ہو، اور وہ جوتہ اس قدر اونچا ہو کہ ٹخنے بالکل چھپے رہیں جیسے انگریزی جوتے لانبے ہوتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر وہ جوتہ انگریزی ٹخنوں سے اوپر ڈھکے ہوئے ہو اور فیتہ جو پشت جوتہ پر ہے، وہ خوب کسا ہوا ہو کہ دونوں طرف خوب ملے رہیں اور جوتہ پاک ہو تو اس پر مسح درست ہے، بشرطیکہ طہارت پر پہنا ہو جیسا کہ شامی کی عبارت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے ويجوز على الجاروق المشقوق على ظهور القدم وله ازرار عليه تشده لا نه كغير المشقوق الخ .(۳)فقط۔

شرائط وقواعد مسح کیا ہیں

(سوال ۳۱۹) مسح کرنے کی کیا تعریفیں ہیں اور کیا کیا شرائط کا ہونا ضروری ہے، مثلاً یہ کہ بالفرض دن میں ایک بار اس کے بعد یا دوبار جوتہ اتارنے کی ضرورت پڑے اور پھر پہن لیا گیا، اس کے بعد مسح کرنا چاہئے یا پھر دھونا چاہئے۔

(جواب) مسح کے جواز کے لئے یہ ضروری ہے کہ وضو پر پہنے جاویں(۴)، اتارنے کی صورت میں اگر نماز پڑھنا چاہئے تو صرف پیر دھو لینا کافی ہے اور وضو نہ ٹوٹا ہو۔(۵) فقط

جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۰) جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو کن وجوہ سے اور اگر نہیں تو کیوں؟ آنحضرت ﷺ کے وقت میں جرابیں تھیں یا نہیں، اگر نہیں تھیں تو موزوں پر جس اصول سے مسح جائز ہے اسی اصول سے جرابوں پر بھی جائز ہے یا نہیں، اور کس قسم کی جراب پر مسح جائز ہے۔

---

(۱)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المسح على الخفين ج ا ص ۲۴۸ .ط.س.ج ا ص ۲۶۹ . ۱۲ ظفير.

(۲)وقال خرج عنه ما كان من كر باس بالكسر وهو الثوب من القطن الا بيض الخ وانهم اخرجوه لعدم تاتى الشروط فيه غالبا الخ (رد المحتار باب المسح على الخفين ج ا ص ۲۴۸ .ط.س.ج ا ص ۲۶۹)ظفير.

(۳)رد المحتار باب المسح على الخفين ج ا ص .ط.س.ج ا ص ۲۶۲ ۱۲ ظفير.

(۴)يجوز من كل حدث موجب للوضوء اذا لبسهما على طهارة كاملة ثم احدث (هدايه باب المسح على الخفين ج ا ص ۵۷)ظفير .(۵)وينقض المسح كل شئى ينقض الو ضوء الخ وينقضه ايضا نزع الخف الخ وكذا نزع احد. الخ وكذا مضى المدة واذا تمت المدة نزع خفيه وغسل رجليه وصلى وليس عليه اعادة بقية الو ضوء وكذا اذا نزع قبل لمدة (هدايه باب المسح على الخفين ج ا ص ۵۹ و ج ا ص ۶۰)ظفير.

(جواب) آنحضرت ﷺ نے چمڑے کے موزوں پر مسح فرمایا ہے، اگر جرابیں سوتی یا اونی ہوں تو ان پر مسح کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ ایسے گاڑھے ہوں کہ ساق پر (بلا گیٹس وغیرہ کی مدد کے) ثابت (قائم) رہیں۔ اور تین میل کا سفر تنہا ان میں ہو سکے۔(۱) یا وہ جرابیں مجلد و منعّل ہوں۔ منعل وہ ہیں کہ نیچے چمڑا لگایا ہو اور مجلد وہ ہیں کہ اس تمام پر چمڑا چڑھایا گیا ہو۔ درمختار میں ہے علی ظاهر خفیه او جرموقیه الخ او جوربیه ولو من غزل او شعر الثخینین بحیث یمشی فرسخا ویثبت علی الساق بنفسه ولایری ما تحته ولا یشف الخ والمنعلین والمجلدین الخ.(۲) اس عبارت کا حاصل وہی ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔

جس سوتی موزے پر چمڑا جوتے کے برابر چڑھا لیا گیا ہے اس پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۱) سوتی جراب پر اگر چمڑا اس طور سے چڑھا لیا جاوے کہ جو حصہ جوتے میں چھپا رہتا ہے صرف اس پر چمڑا چڑھا لیا ہو، تو حنفیہ کے نزدیک اس پر مسح درست ہے یا نہیں؟

(جواب) سوتی جراب پر اگر نیچے چمڑا چڑھا لیا گیا ہو جیسا کہ سوال میں اس کی تفصیل درج کی گئی ہے، اس پر حنفیہ کے نزدیک مسح درست ہے، درمختار میں جوربین منعلین پر مسح درست لکھا ہے منعلین بھی قسم جراب کی ہے جس کے نیچے کا حصہ جو جوتے میں چھپا رہتا ہے اس پر چمڑا ہو۔ (۳) فقط۔

جراب پر مسح جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۲/۱) سوتی یا اونی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا دوہرانی چاہئے؟

(سوال ۳۲۳/۲) کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ قدوری میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ جواز مسح پر ہے، علماء حنفی اگر نہ پڑھیں تو ان کا قصور ہے۔

(سوال ۳۲۴/۳) سائل نے انہی صاحب سے سوال کیا کہ علماء احناف کا فتوی بھی جواز پر ہے، انہوں نے جواب دیا کہ ابوحنیفہؒ کا فتویٰ تو ہے کسی مسخرہ کا فتویٰ نہ ہوگا۔ ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

(سوال ۳۲۵/۴) کیا قدوری میں جواز کا فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا موجود ہے۔

(جواب) (۱) سوتی اور اونی جرابیں معمولی جن میں شرائط جواز مسح موجود نہ ہوں مسح کرنا درست نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوئی۔ اس نماز کو دوہرانا چاہئے جب کہ اس نے باوجود نہ موجود ہونے شرط جواز کے جرابوں پر مسح کیا ہے۔ (۴) فقط۔

....

(۱) رواه الترمذی عن المغیرة بن شعبة قال توضأ النبی صلی الله علیه وسلم ومسح علی الجوربین وقال حدیث حسن صحیح ورواه ابن حبان فی صحیحه ایضا (البحرالرائق باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۹۲ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۳) ظفیر.(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المسح علی الخفین ص ۲۴۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۶۷......۲۶۸. ۱۲ ظفیر.(۳) وضح (المسح) علی الجر موق والجراب المجلد و المنعل والثخین ای یجوز المسح علی الجراب اذا کان مجلدا اومنعلا او ثخینا یقال جورب مجلد اذا وضع الجلد علی اعلاه واسفله وجورب منعل الذی وضع علی اسفله جلدة کالنعل للقدم (البحرا لرائق باب المسح علی الخفین ص ۱۹۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر.(۴) أو جوربیه ولو من غزل او شعر الثخینین بحیث یمشی فر سخا ویثبت علی الساق بنفسه ولا یری ما تحته ولا یشف (درمختار) حیث علل عدم جواز المسح علی الجورب من کرباس بانه لا یمکن تتابع المشی علیه (رد المحتار باب المسح علی الخفین جلداول ص ۲۴۸) ثم المسح علی الجورب اذا کان منعلا جائز اتفاقا واذا کان لم یکن منعلا وکان رقیقا غیر جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۹۲ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر.

(۲) امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ جرابوں پر اگر چمڑا چڑھا ہوا ہو تو مسح ان پر جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر جرابیں ایسی موٹی اور دبیز ہوں کہ وہ خود ساق پر ٹھیر سکیں اور پانی ان میں نہ چھنے اور تین میل تک تنہا ان کو پہن کر چل سکے، اور وہ نہ پھٹیں تو اس وقت جرابوں پر مسح درست ہے ورنہ نہیں، کذا فی الدر المختار۔(۱) فقط۔

(۳) ایسا کہنے والا فاسق وعاصی ہے، اور جاہل ہے کتب فقہ سے کیونکہ وہ اگر واقف ہوتا تو ایسا نہ کہتا، درمختار ہے۔ او جوربیه الثخینین بحیث یمشی فرسخاً ویثبت علی الساق بنفسه ولا یری ما تحته ولا یشف الخ .(۲) اس عبارت سے جرابوں پر مسح کے جواز کی شرائط کا حال معلوم ہوسکتا ہے، اور یہ بھی واضح ہے کہ آج کل کے مروجہ سوتی واونی جرابوں میں یہ شرائط نہیں پائی جاتی ثم قال او المنعلین والمجلدین وفی الشامی ماذکره المصنف من جوازه علی المجلدین والمنعل متفق علیه عندنا واما الثخین فهو قولهما وعنه انه رجع الیه وعلیه الفتوی.(۳)

(۴) جرابوں پر مسح کرنے کے جواز کی وہی شرطیں ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں مطلقا جرابوں پر مسح جائز کہنا بحوالہ قدوری کے غلط ہے(۴) فقط

منعل ومجلد کی تشریح

(سوال ۳۲۶) الرشید ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ میں ایک فتویٰ متعلق مسح میں الفاظ جورب منعل یا مجلد استعمال ہوئے ہیں۔ حقیر جورب اس کو سمجھتا ہے جس کو عرف عام میں جراب کہتے ہیں، اس کی صفت منعل یا مجلد کے معنی میں البتہ شک واقع ہوتا ہے، حقیر کے علم ومعلومات میں مسئلہ مسح میں یہ تفصیل ہے کہ موزہ کے اوپر یا اس کے نیچے اگر جراب ہے تو مسح اس پر جائز ہے۔ الفاظ منعل ومجلد کا مطلب معلوم نہیں ہوتا اس لئے التماس ہے کہ اس کی تفصیل وتشریح سے مطلع فرمائیں۔

(جواب) جورب منعل وہ ہے کہ جراب کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو۔ درمختار میں ہے والمنعلین بسکون النون ماجعل علی اسفله جلدة الخ .(۵) اور جراب مجلد وہ ہے کہ تمام جراب پر چمڑا چڑھا ہوا ہو۔(۶) الحاصل جراب پر ویسے بلا چمڑے کے مسح درست نہیں ہے،(۷) لیکن اگر جراب منعل یا مجلد ہو تو اس پر مسح درست ہے جیسا کہ خفین یعنی چرمی موزہ پر درست ہے پس یہ مسئلہ الرشید میں لکھا گیا ہے۔ فقط۔

بلا وضو موزہ پہنے تو اس پر مسح درست نہیں

(سوال ۳۲۷) ہم نے بلا وضو کئے ہوئے موزہ پہنا، اس کے بعد نماز کا وقت آ گیا، تو وضو کیا اور موزہ پر مسح کیا۔ نماز

---

(۱) واما الثخین فهو قولهما وعنه انه رجع الیه وعلیه الفتویٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المسح علی الخفین ج ا ص ۲۴۹ .ط.س. ج ا ص ۲۷۰) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۸ .ط.س. ج ا ص ۲۰۲. ۱۲ ظفیر. (۳) رد المحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۹ .ط.س. ج ا ص ۱۸۲. ۱۲ ظفیر. (۴) واذا لم یکن منعلا وکان رقیقا غیر جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ج ا ص ۱۹۲ .ط.س. ج ا ص ۲۸۲) ظفیر. (۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۹ .ط.س. ج ا ص ۲۷۰. ۱۲ ظفیر. (۶) قوله والمجلدین المجلد ما جعل الجلد علی اعلاه واسلفه (رد المحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۹ .ط.س. ج ا ص ۲۷۰) ظفیر. (۷) واذا لم یکن منعلا وکان رقیقا غیر جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ج ا ص ۱۹۲ .ط.س. ج ا ص ۱۸۲) ظفیر.

میری جائز ہوگی یا نہیں۔اس مسئلہ کے بیان میں کتب فقہ میں طہارت کا لفظ آیا ہے یا یہ کہ مسح میں ایک دن اور تین دن کی قید ہے وہ وضو پر دلالت کرتا ہے۔ہم یہ کہتے ہیں کہ طہارت سے بدن کا ظاہر ہونا مراد ہے اور پاؤں کا نجاست سے صاف ہونا۔

(جواب) بلا وضو کے یعنی بدون پیر دھونے کے موزہ پہننے سے مسح اس پر درست نہیں ہے۔طہارت پر موزہ پہننے سے مراد وضوء ہے، یہ مسئلہ باتفاق مسلم ہے، اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔اور آپ نے جو مطلب سمجھا ہے وہ غلط ہے۔(۱) اور مقیم کے لئے وقت حدث سے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات تک مسح درست ہے۔(۲) فقط۔

موزہ پر بوٹ ہو تو اس پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۸) ہم لوگ موزہ پاتا بہ سوتی پہنتے ہیں اس کے اوپر بوٹ جوتا جو کہ ٹخنوں کو چھپائے رکھتا ہے اس پر مسح جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) سوتی جراب کے اوپر اگر چرمی موزہ وضو پر پہنا جاوے تو مسح اس پر درست ہے اور بوٹ جوتا اگر سوتی جراب پر پہنا جاوے اور ٹخنے ڈھکے رہیں اور وہ بوٹ نیچے سے بھی طاہر ہو تو اس پر بھی مسح درست ہے۔(۳)

جراب جو بغیر باندھے ٹھیری رہے اور اس پر دوسری جراب پہنے تو اس پر مسح درست ہوگا یا نہیں

(سوال ۳۲۹/۱) جو جراب بغیر باندھے ٹھیری رہتی ہو اور اس پر مسح درست ہو، اگر اس کے اوپر کوئی دوسری جراب پہن لے خواہ وہ دبیز نہ ہو، لیکن اس طرح پہن لینے سے ٹھیری رہے تو اوپر والی جراب پر مسح کرنا درست ہے یا نہ؟

چند باریک جرابیں تہ بتہ پہن لے تو مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۳۰/۲) دو یا تین جرابیں جو زیادہ سخت و دبیز نہیں ہیں یکے بعد دیگر تہہ بہ تہہ پہن لینے سے بغیر باندھے ٹھیری رہیں اور چلنے پھرنے سے بھی ٹھیری رہیں تو اوپر والی جراب پر مسح درست ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) اگر وہ اوپر والی جراب دبیز قابل مسح نہ ہو اور نہ ایسی رقیق ہو کہ اوپر مسح کرنے سے اندر کے موزہ پر پانی کا اثر پہنچ جاوے تو اس پر مسح درست نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) ویجوز من حدث موجب للوضوء اذا لبسهماعلی طهارة كاملة ثم احدث الخ وقوله اذا لبسهما على طهارة كاملة لا يفيد اشتراط الكمال وقت اللبس بل وقت الحدث الخ (هدايه باب المسح على الخفين ج ۱ ص ۵۷)ظفير.
(۲) يجوز للمقيم يو ماوليلة واحدة والمسافر ثلثة ايام وليا ليها (هدايه باب المسح على الخفين ج ۱ ص ۵۸)ظفير.
(۳) المسح على الخفين جائز بالسنة الخ اذا لبسهما على طهارة كاملة ثم احدث (هدايه باب المسح على الخفين ج ۱ ص ۵۷)ظفير.
(۴) ولا يجو زالمسح على الجوربين عند ابی حنيفة الا ان يكون مجلدين او منعلين وقالا يجوز اذاكان ثخينين لم اروی ان النبی صلی الله عليه وسلم مسح جوربيه و لا نه يمكن المشی فيه اذا كان ثخينا وهو ان يستمسك على الساق من غير ان يربط بسئی فاشبه الخف (هدايه باب المسح على الخفين ص ۶۱ ج ۱)ظفير.

(۲) اس صورت میں مسح درست نہیں ہے۔(۱) فقط۔

موزہ پر مسح کا ثبوت کیا ہے

(سوال ۱ ۳۳) موزوں پر مسح کرنا قرآن کریم وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

(جواب) مسح علی الخفین یعنی موزوں پر مسح کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ درمختار میں ہے کہ ثبوت اس کا سنت مشہورہ سے ہے اور راوی حدیث مسح علی الخفین کے اسی صحابہؓ سے زیادہ ہیں کہ ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔(۲) فقط۔

ناپاک بوٹ پر مسح درست نہیں ہے

(سوال ۳۳۲/ ۱) اگر وضو کر کے لانگ بوٹ جوٹخنوں سے اوپر تک آتا ہے پہنا جائے اور دوسرے وضو کے وقت اس کے اوپر مسح کیا جائے تو مسح درست ہے یا نہ؟ اور یہ موزہ کا کام شرعاً دے سکتا ہے یا نہ؟ اور نماز درست ہے یا نہ؟

(سوال ۳۳۳/ ۲) بوٹ کا وہ حصہ جوزمین سے لگتا ہے وہ پاک نہیں رہ سکتا، لیکن تلوے کے اوپر کا حصہ جس پر پیروں کے تلوے لگ رہے ہیں وہ پاک ہے تو اس کو پہنے ہوئے نماز جائز ہے یا نہ؟

(جواب)(۱و۲) جب کہ بوٹ کا نیچے کا حصہ جوزمین پر لگتا ہے پاک نہیں ہے تو اس پر مسح جائز نہیں اور اس بوٹ کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔(۳) فقط۔

منعل ہونے کا مطلب کیا ہے

(سوال ۳۳۴) جراب پر مسح کرنے کے لئے اس کے منعل ہونے سے کیا مراد ہے، کیا چمڑے کے پتاوے کو جراب کے اندر رکھ لینے سے یا باہر کسی تاگہ وغیرہ کے ساتھ باندھ لینے سے شرط پوری ہو جاوے گی یا نہیں۔؟

(جواب) موزہ کے منعل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس جراب کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو اور پیچھے ایڑی پر اور ٹخنہ تک اور آگے پنجہ پر یعنی پشت قدم بقدر موزہ فرض مسح چمڑا لگانے کی فقہاء نے تصریح کی ہے کذا فی الشامی،(۴) اور وہ چمڑا نیچے اور پنجہ وایڑی پر سلا ہوا ہونا چاہئے رکھ لینا اور تاگہ سے باندھ لینا کافی نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) واذا کان لم یکن منعلا وکان رقیقا غیر جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ص ۱۹۲ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر .(۲) وهو (ای المسح علی الخفین) جائز الخ بسنة مشهورة فمنكره مبتدع وعلى رأى الثانی کا فر وفی التحفة ثبوته بالاجماع بل بالتواتر رواته اکثر من ثمانین منهم العشرة قهستانی (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۴۵ .ط.س. ج ۱ ص ۲۶۴......۲۶۵)ظفیر.

(۳) الخف اذا اصابة النجاسةان كانت متجسدة كالعذرة والروث والمنی يطهر بالحت اذا يبست وان كانت رطبة الخ لا يطهر الا بالغسل (عالمگیری کشوری باب الانجاس ج ۱ ص ۴۲ .ط.ماجدیه ج ۱ ص ۴۴) تطهير النجاسة من بدن المصلی وثوبه والمكان الذی يصلی عليه واجب (عالمگیری کشوری باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۵۶ .ط.ماجدیه ج ۱ ص ۵۸)ظفیر .(۴) والمنعلين ماجعل على اسفله جلدة والمجلدين (درمختار) قوله ما جعل على اسفله جلدة ای كالنعل للقدم وهذا ظاهر الرواية وفی رواية الحسن مايكون الی الكعب قوله والمجلدين المجلد ما جعل الجلد على اعلاه واسفله الخ ويؤخذ من هذا وما قبله انه لو كان محل المسح وهو ظهر القدم مجلد امع اسفله انه يجوز المسح عليه ما قد مناه (رد المختار باب المسح على الخفين ج ۱ ص ۲۴۹ .ط.س. ج ۱ ص ۲۷۰)ظفیر.

فل بوٹ پر مسح درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۳۵) موزوں پر مسح کرنا مشروع بلکہ خصائص اہل سنت والجماعت سے ہے، اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کا موزوں کا استعمال فرمانا لاریب فیہ ہے اور نعلین مبارک کی نوعیت وہیئت بھی کتب سیر میں مفصل ومشرح ہے اور نقشہ بھی معلوم ہے، جہاں تک سمجھ میں آتا ہے موزہ پہن کر ان نعلین کا ان پر پہنا جانا قیاس میں نہیں آتا۔ لیکن کسی کتاب میں مثل شرح سفر السعادة و مدارج النبوة و روضة الاحباب وغیرہ کے یہ امر بالوضاحت نہیں پایا جاتا، جیسا کہ کلاہ وعمامہ کی نسبت تصریح موجود ہے، اور فل بوٹ جو ٹخنہ تک یا بعض صورتوں میں اس سے بھی اوپر تک ہوتا ہے وہ حکم موزہ میں داخل معلوم ہوا ہے، اور اگر سوتی یا اونی جراب پر یا بلا جراب کے پہنا جاوے تو اس پر مسح مشروع ہوگا یا نہیں؟

(جواب) موزوں میں بعد مسح جواز صلوٰۃ کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ طاہرین ہوں یعنی نجاست مانعہ عن الصلوٰۃ ان میں موجود نہ ہو۔ پس اگر تنہا موزوں کے پہننے میں بھی یہ امر ملحوظ رہے کہ وہ نجس نہ ہوں تو کچھ ضرور نہیں ہے کہ ان کو جوتوں کے ساتھ پہنا جاوے، اگر تنہا موزہ کوئی شخص پہنے ہوئے ہو اور وہ پاک ہوں تو مسح ان پر لاریب درست ہے اور نماز صحیح ہے۔ باقی یہ کہ آنحضرت ﷺ موزوں پر جوتہ بھی پہنتے تھے یا نہیں تو بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتہ بھی موزوں پر پہنتے تھے اور جو نقشہ جوتہ مبارک کا مشہور ہے اور اس کا موزوں پر پہننا مشکل معلوم ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ موزوں پر دوسری قسم کا جوتہ پہنتے ہوں۔ جس میں وہ تسمہ نہ ہوتا ہو جو انگشت میں ہوتا ہے بلکہ صرف پشت قدم پر ایک چمڑے کا حلقہ ہوتا ہو، اور علاوہ بریں آنحضرت ﷺ اگر صرف موزہ پہنتے ہوں تو آپ کو چونکہ طہارت کا حال معلوم ہوتا تھا اس لئے آپ ان پر مسح فرماتے تھے، اب بھی اگر ایسا ہو تو مسح کو کیا امر مانع ہے۔ اور واضح ہو کہ موزوں میں یہ بھی شرط ہے کہ ساتر قدمین مع الکعبین ہوں، پس اگر کسی قسم کا بوٹ ایسا ہو کہ وہ ٹخنوں سے اوپر تک ہو اور قدمین مع الکعبین پوری طرح اس میں مستور ہو جاویں تو مسح ان پر درست ہے، اور اگر وہ پاک ہیں تو ان کے ساتھ نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

صرف زخم کی جگہ پر مسح کرنا چاہئے یا پورے عضو پر

(سوال ۳۳۶) اگر کسی عضو پورے پر یا اس سے کم وبیش پر مثلاً پیر پر کوئی زخم ہو تو مسح کل پیر پر کرنا چاہئے یا محض اتنی ہی جگہ پر جہاں زخم ہے۔ اگر کل پیر پر مسح کیا تو نماز درست ہوگی یا نہ؟ ایک شخص کہتا ہے کہ جتنی جگہ میں زخم ہے اسی پر مسح کیا جاوے باقی عضو کو دھونا چاہئے۔ اور مسح علی العصابہ میں محض عصابہ پر مسح کیا جاوے، باقی کو دھونا چاہئے؟

(جواب) ان سب صورتوں میں مسح صرف اسی مقدار پر کرنا چاہئے، جس جگہ زخم ہے اور اچھی جگہ کو دھونا چاہئے۔ لیکن اگر صحیح حصہ کے دھونے سے زخم پر پانی پہنچے اور اس کو مضر ہو تو کل پر مسح کرنا درست ہے، پس قول اس شخص کا درست ہے جو کہتا ہے کہ صرف اسی موقع پر مسح کرنا چاہئے۔ جس جگہ پھنسی یا زخم ہے اور باقی حصہ کو دھونا چاہئے۔ پس اگر کل پر مسح کر لیا بدون اس خوف کے جو اوپر لکھا گیا۔ تو نماز نہ ہوگی، اور مسح علی العصابہ میں بے شک صرف پٹی پر ہی مسح کرنا چاہئے۔ باقی

---

(۱) شرط مسحه ثلاثه امور الا ول كونه ساتر امحل فرض الغسل القدم مع الكعب الخ والثانى كو نه مشغولا بالرجل ليمنع سراية الحدث الخ والثالث كو نه مما يمكن متا بعة المشى المعتاد فيه فرسخا.(الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المسح على الخفين ص ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۲۶۱)ظفير.

عضوِ صحیح کو دھونا چاہئے۔ لیکن اس قدر تخفیف اس میں کی گئی ہے کہ پٹی کے درمیان میں اگر کچھ جگہ کھلی ہوئی ہو تو اس پر بھی مسح درست ہے اور پٹی کے نیچے جو صحیح و سالم حصہ عضو کا آیا ہے اس پر بھی مسح درست ہے، باقی عضو کو دھونا چاہئے۔ درمختار میں ہے ویمسح نحو مفتصد و جریح علی کل عصابة مع فرجتها فی الا صح الخ .(۱) فقط۔

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المسح علی الخفین ج ا صل ۲۵۸ .ط.س.ج ا ص ۲۸۰ ۱۲ ظفیر.

الباب السادس فی الحیض والنفاس وغیر ھما

فصل اول مسائل حیض!!

حالت حیض میں جماع کرنے سے کفارہ لازم ہے یا نہیں

(سوال ۳۳۷) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے حالت حیض میں جماع کرے تو اس پر کفارہ لازم آوے گا یا نہ؟

(جواب) درمختار میں ہے کہ حالت حیض میں اپنی زوجہ سے وطی کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے اس کو توبہ کرنا لازم ہے اور ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا مستحب ہے،(۱) اور ایک دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے۔ فقط۔

حیض میں اختلال ہو تو حیض کتنے دن شمار ہوگا؟

(سوال ۳۳۸) ایک عورت کو ہمیشہ پانچ دن حیض آتا ہے چند ماہ سے اختلال پیدا ہوا۔ کبھی ایک قطرہ ظاہر ہوا، چار روز بند رہا، پانچویں روز پھر کچھ ظاہر ہوا، اور پھر بند ہوا، یا برابر ہوتا رہا، یا ایک روز ہو کر بعد سات آٹھ روز کے، پھر خون متواتر پانچ دن جاری رہا۔ اس صورت میں حیض کے روز شمار ہوگا۔

(جواب) اگر دس دن سے زیادہ تک ایسی حالت رہے تو اس کے موافق عادت قدیمہ پانچ روز حیض، اور باقی ایام کو استحاضہ سمجھنا چاہئے۔(۲)

دس دن سے زیادہ حیض آئے اور عدت فراموش کر جائے تو کیا کرے

(سوال ۳۳۹) کسی عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور پچھلی عادت کو بھول گئی تو اب حیض کے کتنے دن ہیں۔

(جواب) دس دن حیض کے شمار کرے باقی استحاضہ(۳)۔

حیض کے بعد غسل سے پہلے جماع کر لیا تو کفارہ واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۳۴۰) عورت جس وقت حیض سے فارغ ہو جاوے تو قبل از غسل جماع جائز ہے یا نہیں، اور اگر کسی نے قبل از غسل جماع کر لیا تو کچھ کفارہ واجب ہوگا یا نہیں اور بحالت حیض ہم صحبت ہو۔ نے کا کیا کفارہ ہے؟

(جواب) اگر انقطاع حیض اکثر مدت حیض یعنی دس دن میں ہوا تو قبل غسل جماع اس سے درست ہے اگرچہ بہتر بعد الغسل ہے، درمختار میں ہے ویحل وطوئہا اذا انقطع حیضہا لاکثرہ بلا غسل وجوباً بل ندباً الخ.(۴) اور

....

(۱) ثم ھو کبیرة لو عامد مختارا عالما بالحرمة لا جاھلا او مکرھا او ناسیا فتلزمہ التوبة ویندب تصدقہ بدینار او نصفہ ومصرفہ کزکوٰة وھل علی المرأة تصدق قال فی الضیاء الظاھر لا (در مختار باب الحیض) قولہ ثم ھو ای وطی الحائض (رد المحتار باب الحیض ص ۲۷۵ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۹۷...... ۲۹۹) ظفیر. (۲) فان لم یجاوز العشرة فالطھر والدم کلاھما حیض سواء کانت مبتدأة ومعتادة وان جاوز العشرة المبتدأة حیضہا عشرة ایام وفی المعتادة معروفتہا فی الحیض حیض والطھر طھر (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۴۵ .ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۳۷) ظفیر. (۳) واکثرہ عشرة لعشر لیال والناقص والزائد الخ استحاضة الا عند نصب عادة الدم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الحیض ج ۱ ص ۲۶۲ .ط.س. ج ۱ ص ۲۸۴) ظفیر. (۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الحیض جلد اول ص ۲۷۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۹۴ ۱ ظفیر.

اگر دس دن سے کم مگر عادت کے موافق چھ سات دن میں مثلاً حیض منقطع ہوا تو جماع اس سے اس وقت درست ہے کہ غسل کر لے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اس میں غسل کر کے کپڑے پہن کر نماز شروع کر سکے، یا یوں کہا جاوے کہ نماز کا وقت بعد انقطاع حیض کے گذر جاوے اور وہ نماز اس کے ذمہ لازم ہو جاوے۔(۱) اور بحالت حیض اگر جماع کر لیا تو کفارہ اس کا یہ ہے کہ توبہ کرے، اور مستحب ہے کہ بقدر ایک دینار کے یا نصف دینار کے صدقہ کرے۔(۲) ایک دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ہوتا ہے۔ فقط۔

عورت حالت حیض ونفاس میں تسبیح پڑھ سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۴۱) عورتوں کو حالت حیض ونفاس میں وضو کر کے دلائل الخیرات وحزب الاعظم وغیرہ اردو وظیفہ سبحان اللہ یا الحمد یا اللہ اکبر پڑھنا جائز ہے یا نہیں، اور اس بات کا خیال رکھے کہ اگر وظیفہ کی کتاب میں کوئی آیت قرآنی آوے اس کو نہ پڑھے۔

(جواب) وظیفہ مذکورہ اور تسبیح وتہلیل جائز ہے اور آیات قرآنیہ کا پڑھنا بھی بہ نیت دعاء جائز ہے، درمختار میں ہے ولا بأس لحائض وجنب بقراءة ادعية ومسها وحملها وذكر الله تعالىٰ وتسبيحه الخ .(۳) وفی الشامی فلو قرأت الفاتحة على وجه الدعاء اوشيئا من الأيات اللتی فيها معنى الدعاء ولم ترد القراءة لاباس به .(۴) فقط۔

فصل ثانی مسائل نفاس

نفاس میں خلل ہو تو عورت کیا کرے

(سوال ۳۴۲) ۸۔ رمضان المبارک کو میرے گھر میں مردہ بچہ اسقاط ہوا تھا جو غالباً پانچ یا چھ ماہ کا ہوگا۔ اعضاء بچہ کے سب مکمل ہو چکے تھے۔ اب کیفیت یہ ہے کہ تیسرے یا چوتھے روز قدرے قلیل زرد یا مٹی کے سے رنگ کا پانی بجائے نفاس کے خارج ہوتا ہے، آیا جب تک یہ دھبہ رہے نماز روزہ موقوف رکھا جاوے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر نفاس کے دنوں کے پہلے سے کچھ عادت نہ ہو تو چالیس دن تک حکم نفاس کا جاری رہے گا اس میں نماز روزہ کچھ نہ ہوگا۔ البتہ جب بالکل دھبہ نہ آوے یا ایام عادت پورے ہو جاویں، اس وقت پھر غسل کر کے نماز روزہ کیا جاوے۔(۵) فقط

---

(۱) وان لاقله الخ لايحل حتى تغتسل او تيمم بشرطه او يمضى عليها زمن يسع الغسل ولبس الثياب الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض ج ۱ ص ۲۷۲ .ط.س. ج ۱ ص ۲۹۴) ظفير.

(۲) ويندب تصدقه بدينا ر ونصفه ومصرفه كزكوٰة وهل على المرأة تصدق قال فى الضياء الظاهر لا (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض ص ۲۷۵ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۹۸) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض جلد اول ص ۲۷۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۹۳. ۱۲ ظفير.

(۴) رد المحتار باب الحيض تحت قوله قراءة قرآن بقصده ج ۱ ص ۲۷۰ .ط.س. ج ۱ ص ۲۹۳. ۱۲ ظفير.

(۵) واكثره اربعون يوما الخ لو مبتداءة اما المعتادة فترد لعادتها وكذا الحيض فان انقطع على اكثرهما اوقبله فالكل نفاس (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض ج ۱ ص ۲۷۷ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۰) ظفير.

نفاس میں عادت پوری ہوجانے کے بعد نماز پڑھے یا نہیں

(سوال ۳۴۳/۱) جس عورت کو یہ عادت ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن کے اندر دس پندرہ دن میں خون نفاس بند ہوگیا، اوراس کو ہمیشہ یہی عادت ہے تو وہ بعد خون بند ہونے کے نماز پڑھ سکتی ہے اور روزہ رکھ سکتی ہے یا نہیں، اس کا شوہر اس سے صحبت کرسکتا ہے یا نہ؟

(جواب) اگر اس کو عادت یہی ہے تو بعد انقطاع دم غسل کر کے اس سے نماز اور روزہ فرض ہوجاتا ہے، اوراس عورت سے اس کے شوہر کو ہم بستری کرنا بھی درست ہے۔(۱) فقط۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد جماع کی کب تک ممانعت ہے

(سوال ۳۴۴/۱) جس عورت کے بچہ پیدا ہوا اس کے ساتھ کب تک جماع کی ممانعت ہے؟

حالت نفاس میں اگر جماع کرلیا تو اس کی تلافی کیسے کرے

(سوال ۳۴۵/۲) اگر ایام ممانعت میں جماع کرے تو فریقین کے لئے کیا تلافی ہے؟

(جواب) (۱) جس عورت کے بچہ پیدا ہوا اس کے لئے مدت نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس ۴۰ دن ہے پس اگر کسی عورت کو اس مدت میں برابر خون کم وبیش آتا رہے، تو اس کا شوہر چالیس ۴۰ دن تک اس سے مجامعت نہیں کرسکتا بعد چالیس ۴۰ دن کے جائز ہے اور چونکہ نفاس میں کم مقدار کی کچھ مدت نہیں ہے، اس لئے اگر چالیس ۴۰ دن سے پہلے خون منقطع ہوجاوے تو بعد غسل کے اس سے صحبت جائز ہے۔(۲)

(۲) توبہ اور استغفار کرے اور آئندہ کو ایسا نہ کرے، درمختار میں لکھا ہے کہ اگر حالت حیض میں اس کا شوہر اس سے جماع کرے تو توبہ واستغفار کرے اور مستحب ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کردے کما ورد فی الحدیث۔ پس بحالت نفاس جماع کرنے میں بھی صدقہ کردینا اچھا ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) اما المعتادة فتردلعادتها وكذاالحيض (درمختار) وفيه قبل وان انقطع لا قله الخ لا يحل حتى تغتسل او تيمم بشرط او يمضى عليه زمن يسع الغسل ولبس الثياب والتحريمة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض ج ۱ ص ۲۷۲. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۰) ظفير.

(۲) واكثرة اربعون يوما كذا رواه الترمذي وغيره الخ فان انقطع على اكثرهما او قبله فالكل نفاس (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض ص ۲۷۵ ج ۱) وتوطأ بلا غسل بتصرم لا كثرة ولا قله لا حتى تغتسل او يمضى عليها ادنى وقت صلوٰة (كنز) اعلم ان هذه المسئلة على ثلثة اوجه لان الدم اما ينقطع لتمام العشرة او دونها لتمام العادة او دونهما فعتيها اذا انقطع لتمام العشرة يحل وطؤها بمجرد الانقطاع ويستحب له ان لا يطأها حتى تغتسل وفيما اذا انقطع لما دون العشرة دون عادتها لا يقربها وان اغتسلت ما لم تمض عادتها وفيما اذا انقطع للاقل لتمام عادتها ان اغتسلت او مضى عليها وقت صلاة حل والا لا وكذا النفاس اذا انقطع لما دون الاربعين لتمام عادتها فان اغتسلت اومضى الوقت حل والا لا الخ (البحر الحرائق باب الحيض ج ۱ ص ۲۱۳. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۰) ظفير.

(۳) ثم هو اى وطؤ الحائض كبيرة لو عامدا مختارا عالما بالحرمة لاجاهلا او مكرها او ناسيا فتلزمه التوبة ويندب تصدقه بدينار او بنصفه ومصرفه كزكوٰة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۷۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۹۷.....۲۹۸) ظفير.

بارہ دن خون پھر سفید پانی پھر خون آ گیا، کیا حکم ہوگا

(سوال ۳۴۶) ایک عورت کو بارہ روز نفاس آ کر سفید پانی آ گیا۔ بعد میں پھر خون آ گیا، اس خون کا کیا حکم ہے؟

(جواب) مدت نفاس یعنی چالیس دن کے اندر جو خون آئے گا وہ سب نفاس میں شمار ہوگا۔ اور درمیان میں جو دن خالی گذریں گے وہ بھی نفاس ہی میں شمار ہوں گے۔ البتہ اگر چالیس دن سے زائد خون جاری رہا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس عورت کی نفاس سے متعلق کوئی عادت پہلے سے متعین تھی یا نہیں۔ اگر متعین ہے تو ایام عادت کے بعد سے استحاضہ شمار ہوگا۔ مثلاً تیس دن کی عادت تھی اور خون پچاس دن تک جاری رہا تو تیس دن نفاس اور باقی بیس دن استحاضہ ہوگا۔ کما فی الهدایہ و شرح الوقایہ۔ اور اگر پہلے سے کوئی عادت معین نہ تھی تو چالیس دن نفاس اور باقی دس دن استحاضہ ہوا۔ (۱) فقط۔

چالیس ۴۰ دن بعد خون آیا ایک ہفتہ پاک رہی پھر خون آ گیا تو اسے کیا شمار کیا جائے گا

(سوال ۳۴۷) ایک عورت کو پورے چالیس روز نفاس رہا بعد چالیس روز کے آٹھ سات روز پاک رہی پھر سرخ خون آیا۔ یہ خون حیض شمار ہوگا یا استحاضہ، پہلی دفعہ تیس ۳۰ دن خون نفاس رہا تھا۔

(جواب) نفاس اس کا اس دفعہ چالیس ۴۰ دن ہے اور آٹھ سات دن کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ کا ہے کیونکہ پندرہ دن طہر کے بعد نفاس کے پورے نہیں گذرے۔ (۲) **قال فی الشامی ان الا صل فیه ان المخالفة للعادة فی النفاس فان جاوز الدم الا ربعین فالعادة با قیة تردالیها والباقی استحاضة وان لم یجا وز انتقلت العادة الی مارأته والکل نفاس** . (۳) فقط۔

فصل ثالث مسائل استحاضہ

طہر کا مطلب کیا ہے اور اگر تین ماہ مسلسل خون آئے تو اس کے حیض کا کیسے حساب ہوگا

(سوال ۳۴۸) معنی طُہر چیست۔ اگر زنے را بلا ناغہ تا مدت سہ ماہ خون رواں باشد مدت حیضش چگونہ محسوب گردد از ابتداء ماہ؟

(جواب) حیض معتادہ موافق عادت او گرفتہ باقی را حکم طہر باید داد، و اگر معتادة نیست مبتدائہ ہست دہ روز کہ اکثر حیض است از ہر ماہ حیض شمردہ در باقی بست روز نماز و روزہ بکند۔ دمے کہ زائد از اکثر مدت حیض است یا زاید از عادت معتادہ است آں استحاضہ است نماز و روزہ دراں واجب است و معنی طہر عدم حیض است۔ و تفصیل مسائل حیض و استحاضہ و معتادہ مبتدائہ از کتب فقہ باید جست۔ (۴) فقط۔

---

(۱) واکثره اربعون یوماالخ والزائدعلی اکثره استحاضة لو مبتداء ة واما المعتادة فتردلعاد تها وکذا الحیض فان انقطع علی اکثرهما او قبله فالکل نفاس (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الحیض ج ۱ ص ۲۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۰)ظفیر.

(۲) اقل الطهر بین الحیضتین اوا لنفاس والحیض خمسة عشر یوما ولیا لیها اجما عا (درمختار)هذا اذا لم یکن فی مدةالنفاس (رد المحتار باب الحیض ج ۱ ص ۲۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۲۸۵)ظفیر.

(۳) رد المحتار باب الحیض ج ۱ ص ۲۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۱. ۲ ۱ ظفیر.

(۴) واکثره عشرة بعشر لیا ل کذا رواه الدار قطنی وغیره والناقص عن اقله والزائد علی اکثره او اکثر النفاس او علی العادة وجاوز اکثر هما وما تراه صغیرة دون تسع علی المعتمد وآیسته علی ظاهر المذهب وحامل الخ استحاضة واقل الطهر بین الحیضتین او الحیض و النفاس خمسة عشر یوما و لیا لیها اجما عا ولا حد لا کثره الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الحیض ج ۱ ص ۲٦۲ وج ۱ ص ۲۹۳. ط.س. ج ۱ ص ۲۸۴)ظفیر.

عادت والی عورت کو کبھی دس دن کبھی گیارہ دن خون آئے تو کیا کرے

(سوال ۳۴۹) ایک عورت کو پانچ دن عادت حیض کی تھی۔ بعد میں کبھی دس دن خون آتا کبھی گیارہ دن۔ تو پانچ دن کے بعد یہ بحکم حائضہ ہے یا طاہرہ؟

(جواب) اگر دس دن کے اندر اندر خون آیا ہے تو کل حیض شمار ہوگا اور اگر دس دن سے تجاوز کر گیا تو صورت مذکورہ میں ایام عادت یعنی پانچ دن حیض اور باقی استحاضہ شمار ہوگا۔ ہدایہ وشرح وقایہ۔ فقط۔

فصل رابع معذور سے متعلق احکام ومسائل

طہارت کے لئے معذور ہونے کے کیا شرائط ہیں

(سوال ۳۵۰) طہارت کے بارہ میں معذور ہونے کی کیا شرط ہے؟

(جواب) ابتداء میں معذور شرعی ہونے کے لئے یہ شرط کتب فقہ میں لکھی ہے کہ ایک نماز کا وقت اس پر ایسا گذر جاوے کہ اس میں اس کو اس قدر مہلت نہ ملے کہ وضو کر کے بلا اس عذر کے نماز فرض پوری پڑھ سکے۔ اگر کسی ایک وقت بھی ایسا ہو چکا ہے کہ اس کو مہلت نماز ادا کرنے کی بدون اس عذر کے نہیں ملی تو وہ معذور ہو گیا۔ اس کے بعد تمام وقت میں ایک بار بھی عذر مذکور کافی ہے۔ (۱) فقط۔

قطرۂ پیشاب کے عارضہ کی حالت میں کیا حکم ہے

(سوال ۳۵۱) کسی شخص کو عارضہ قطرہ پیشاب یا منی کا ہے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے، آیا دوبارہ وضو کرے اور کپڑا پاک کرے یا کیا۔؟

(جواب) اگر قطرہ پیشاب وغیرہ کا آنا حد عذر شرعی کو نہیں پہنچا تو جب کہ قطرہ باہر آنا یقینی ہو وضو کرنا ضروری ہے۔ (۲) اور اگر حد شرعی کو پہنچ گیا ہے بایں طور کہ تمام وقت نماز میں اتنا وقت بھی اس کو نہیں ملا کہ وضو پورا کر کے نماز پڑھے اور قطرہ سے محفوظ رہا ہو تو وہ شخص معذور شرعی ہو گیا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ تمام وقت میں ایک بار وضو کر کے تمام وقت کی جو نماز چاہے پڑھے اعادۂ وضو کی ضرورت اس وقت میں نہیں ہے، جب وقت نکل جائے گا وضو ٹوٹ جائے گا۔ کذافی الدر المختار وغیرہ۔ (۳) فقط۔

....

(۱) وصاحب العذر من به سلسل بول (الی قوله) ان استوعب عذر ہ تمام وقت صلاة مفروضة بالا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضأ ویصلی فیه خالیا عن الحدث (الی قوله) وهذا فی حق الا بتداء وفی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر.

(۲) وینقضه خروج کل خارج نجس منه ای من المتوضی الحی معتادا کان او لا، من السبیلین اولا (درمختار) قوله معتادا کالبول والغائط (رد المحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۴ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴) ظفیر.

(۳) وصاحب عذر من به سلسل بول الخ ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتؤضأ ویصلی خالیا عن الحدث ولو حکما لان الانقطاع الیسیر ملحق بالعدم وهذا شرط العذر فی حق الا بتداء وفی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة الخ حکمه الوضؤ ولا غسل ثوبه و نحوه لکل فرض (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الحیض احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۰ و ج ۱ ص ۲۸۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر.

نماز کے وقت نکسیر جاری ہو جائے تو کیا کرے

(سوال ۳۵۲) نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد کسی کے نکسیر جاری ہوئی اور آخر وقت تک بند نہیں ہوئی تو نماز کس طرح پڑھے؟

(جواب) اگر دخول وقت کے بعد کسی کو عذر نکسیر وغیرہ پیش آیا تو وہ آخر وقت تک انتظار کرے، اگر نکسیر جاری برابر ہے تو اسی حالت میں وضو و نماز ادا کرے۔ اور اگر دوسرے وقت عذر کا استیعاب رہا تو اعادہ لازم نہیں۔ ورنہ اعادہ لازم ہے، (۱) شامی فقط۔

ناسور والا معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۳) ایک شخص کو عارضہ ناسور ہے اور قطرہ قطرہ رطوبت خارج ہو کر کپڑے میں جذب ہو جایا کرتی ہے اور یہ مرض دائمی ہے تو یہ شخص عصر کی وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں، اسی کپڑے کو پہنے ہوئے نماز پڑھنا اور امام ہونا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ شخص معذور ہے اور معذور غیر معذورین کا امام نہیں ہو سکتا کما فی الدر المختار .ولا طاھر بمعذور . (۲) اور معذور وقت کے اندر نماز اس عذر کے ساتھ پڑھ سکتا ہے، اور کپڑے کے دھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہے کہ اگر کپڑے کو دھویا جاوے گا۔ تو پھر نماز سے پہلے ناپاک ہو جاوے گا تو نہ دھونا درست ہے اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک درہم سے زیادہ ناپاک نہ ہوگا۔ تو دھونا چاہئے۔ (۳) فقط۔

قطرۂ پیشاب کی زیادتی اس قدر ہو کہ چار رکعت بھی خالی نہ بچے تو کیا کرے

(سوال ۳۵۴) کسی کو عارضہ تقطیر بول اس درجہ کو بڑھ جاوے کہ کسی روز چار رکعت کے اندر بھی بند نہ ہو تو اس کو یہ رخصت حاصل ہوگئی کہ بعد وضو نماز پوری کیا کرے درمیان میں قطرہ آوے یا نہ آوے۔ اور اگر یہ حالت ہو کہ پھر قطرہ دیر دیر کر آنے لگے تو اس کے لئے تا صحت کامل بھی رخصت رہے گی یا جب کبھی جس نماز میں قطرہ آوے گا تو وضو جدید کر کے نماز از سر نو پڑھے گا۔

(جواب) اس کو یہ رخصت حاصل ہوگئی، وہ معذور شرعاً ہوا، پھر تا صحت کامل یہ رخصت رہے گی۔ کذا فی الدر المختار۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر الی اخرہ فان لم ینقطع ویتو ضا یصلی ثم ان انقطع فی اثناء الوقت الثانی یعید تلک الصلوٰۃ وان استوعب الوقت الثانی لا یعید لثبوت العذر من وقت العروض (رد المحتار احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر. (۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۴۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۷۸. ۱۲ ظفیر. (۳) وان سأل علی ثوبہ فوق الدرھم جاز لہ ان لا یغسلہ ان کان لو غسلہ تنجس قبل الفراغ منھا ای الصلوٰۃ والا یتنجس قبل فراغہ فلا یجوز ترک غسلہ ھو المختار للفتویٰ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الحیض احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۲ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر. (۴) ان استوعب عذرہ تمام وقت صلاۃ مفروضۃ بان لا یجد فی جمیع وقتھا زمنا یتوضا ویصلی خالیا عن الحدوث لوحکما لا ن الا نقطاع الیسیر ملحق بالعدم وھذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء کفی وجودہ فی جزء من الوقت ولو مرۃ الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الحیض مطلب احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۶) ظفیر.

بیس رکعت تک جس کا وضو رہے وہ معذور نہیں ہے

(سوال ۳۵۵) مریض سلسل بول یا نکسیر یا ریاح، جس کو بارہ۱۲، پندرہ۱۵، بیس۲۰ رکعت سے زیادہ وضو نہ ٹھیر سکتا ہو، اور مہلت تمام شب وروز میں کسی وقت اس سے زیادہ نہ ملتی ہو، وہ ہر وقت بغرض تلاوت یا پڑھانے طلباء قرآن شریف کے تیمّم سے چھوسکتا ہے یا نہیں، اور سجدۂ تلاوت پڑھ کر یا سن کر تیمّم سے کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

(جواب) وہ شخص معذور شرعی نہیں ہے (۱) اس کو قران شریف کا چھونا اور سجدۂ تلاوت بدون وضو کے درست نہیں ہے۔(۲)

اگر فارغ ہونے سے پہلے کپڑے کے ناپاک ہونے کا اندیشہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۳۵۶) جس شخص کو قطرہ وغیرہ آتا ہو اور وہ معذور ہو۔ جب اس نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو کپڑا دھولیا۔ لیکن پھر کپڑا ناپاک ہو گیا تو دوبارہ اس کو کپڑا دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) معذور اگر ایسا ہے کہ اگر وہ کپڑے کو دھوئے تو خیال ہے کہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پھر نجس ہو جاوے گا۔ تو دھونے کی ضرورت نہیں (۳) دوسرے وقت کے لئے دھونا ضروری ہے۔ فقط۔

ناسور والا معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۷) جس شخص کے ناسور ہو وہ معذور ہے یا نہیں؟

(جواب) ناسور اگر ہر وقت بہتا ہے تو صاحب ناسور معذور ہے۔ (۴) فقط۔

قطرہ والا مریض معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۸) قطرے والے مریض کو خواہ وقفہ سے آوے یا جلدی جلدی قطرہ آوے۔ معذور ہے یا نہ، اور ایک وضو سے ایک وقت کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہ؟

(جواب) جب کہ وہ معذور ہو گیا اور شرعاً اس پر حکم مریض کا لگ گیا تو اب خواہ قطرہ وقفہ سے آوے یا جلدی جلدی ایک وضو سے ایک وقت میں تمام فرض وسنت نفل پڑھ سکتا ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) شرط ثبوت العذر ابتداء ان یستوعب استمراره وقت الصلاة کاملا کالا نقطاع لا یثبت مالم یستوعب الوقت کله (عالمگیری ص ۳۸ ج ۱ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۴۰) ظفیر. (۲) ویجب بسبب تلاوة الخ بشروط الصلوٰة المتقدمة (درمختار) ولهذا لا یجوز اداء ها بالتیمم الا ان لا یجد ماء الخ (رد المحتار باب سجود تلاوة ص ۷۱۸ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۰۷) ظفیر. (۳) وان سال علی ثوبه فوق الدرهم جازله ان لا یغسله ان کان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها ای الصلاة ولا یتنجس قبل فراغه فلا یجوز ترک غسله هو المختار للفتویٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتاراحکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۶) ظفیر. (۴) وهذا اذا لم یمض علیهم وقت فرض الا وذلک الحدیث یوجد فیه الخ فالحاصل ان صاحب العذر ابتداء من استوعب عذره تمام وقت صلاة ولو حکما لان الا نقطاع الیسیر ملحق بالعدم وفی البقاء من وجد عذره فی جزء من الوقت وفی الزوال یشترط استیعاب الا نفطاع حقیقة (البحرالرائق باب الحیض ج ۱ ص ۲۲۸) ظفیر. (۵) ان استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة الخ حکمه الوضؤ لاغسل ثوبه نحوه لکل فرض اللام للوقت کما فی لدلوک الشمس ثم یصلی به فیه فرضا ونفلا فدخل الواجب بالاولی فاذا خرج الوقت بطل (الدر المختار هامش ردالمحتارباب الحیض مطلب احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر.

معذور وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۹) ایک شخص کو پیشاب میں قطرہ آتا ہے اور ہر وقت آتا رہتا ہے۔ چونکہ یہ شخص ہر نماز کے واسطے تازہ وضو کرتا ہے، مغرب کے وقت اس کی ایک یا دو رکعت جماعت سے فوت ہو جاتی ہے ایسے وقت میں وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ وہ شخص معذور ہے تو اس کو قبل از وقت وضو کرنا درست نہیں ہے، بس وقت کے بعد ہی وضو کرے۔ اگرچہ جماعت فوت ہو جاوے۔(۱)

جریان کی کثرت سے جب کپڑا پاک نہ رہ سکے تو کس طرح نماز پڑھے

(سوال ۳۶۰) خاکسار مرض جریان میں مبتلا ہے اور ایسی حالت میں ہے کہ ہر وقت کپڑا خراب رہتا ہے۔ نہا کر بھی پاک رہنا مشکل ہے۔ اب فرمائیے کہ نماز کیسے ادا کروں؟

(جواب) ایسی حالت میں آپ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ لیا کریں۔ غسل کی ضرورت نہیں، یہ ودی وغیرہ ہے منی نہیں ہے۔ اس میں وضو لازم ہوتی ہے، اور نماز کے لئے دوسرا کپڑا رکھیں۔ اگر نماز کی حالت میں بھی قطرہ آوے تو نماز پوری کر لیں نماز صحیح ہو جاتی ہے، بعد نماز کے اس پاجامہ کو اگر قطرہ لگا ہو، دھو کر رکھ دیں دوسری نماز کے وقت پھر اس کو پہن کر وضو کر کے نماز پڑھیں بہر حال نماز ایسی حالت میں پڑھتے رہیں وہ نماز صحیح ہے۔(۲) فقط۔

ان اعذار کے ہوتے ہوئے کیا حکم ہے

(سوال ۳۶۱) مجھے بول کا عارضہ ہے دن رات میں بیس ۲۰ پچیس ۲۵ مرتبہ پیشاب آتا ہے اور پائجامہ تر ہو جاتا ہے، اس لئے وضو نہیں رہتا نماز کے وقت تازہ کر لیتا ہوں، مگر حالت نماز میں نشست و برخاست سے قطرہ نکل جاتا ہے، ہر رکعت میں یہی حالت ہوتی ہے، اس واسطے نماز بیٹھ کر ادا کرتا ہوں، ایسی حالت میں قطرہ نہیں نکلتا۔ اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں پیٹ زانو سے لگ جاتا ہے، اور سجدہ کے وقت پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف نہیں ہوتیں۔ بلکہ دونوں پیر بچھا کر بیٹھنے میں سکون رہتا ہے۔ سیدھا پیر کھڑا رکھ کر قعدہ میں بیٹھنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے، اس لئے یہ نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے یجب رد عذره او تقليه بقدر قدرته ولو بصلوته مؤ میاً الخ وفی الشامی و کذا لو سأل عند القيام يصلي قاعداً الخ. (۳) پس صورت موجودہ میں آپ کو نماز بیٹھ کر پڑھنا درست ہے۔ جب کہ اس سے قطرہ بند ہوتا ہے اور سجدہ کے وقت اگر بضرورت مذکورہ انگلیاں قبلہ کی طرف نہ ہوں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے جس طرح سہولت ہو اور قطرہ بند ہو اسی طرح کریں اور نماز پڑھیں فقط۔

---

(۱) وصاحب عذر (الی قوله) حكمه الوضؤ لكل فرض اللام للوقت ثم يصلي به فيه فرضا ونفلا فاذا خرج الوقت بطل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار احکام المعذور ص ۲۸۰ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵......۳۰۶) ظفیر.

(۲) وصاحب عذر من به سلسل بول لا يمكنه امساكه او استطلاق بطن او انفلات ريح ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا يجد فی جميع وقتها زمنا يتوضاء ويصلی فيه خاليا عن الحدث وحكمه الوضو لا غسل ثوبه ونحو لكل فرض (الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفير .

(۳) رد المحتار فصل احكام المعذور ج ۱ ص ۳۸۳ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۷. ۱۲ ظفير.

خروج ریح کا مرض ہو تو معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۲) زید کو اکثر ریاح جاری رہتی ہیں، اور بعض دفعہ کامل وقت نماز کا گذر جاتا ہے کہ وہ مرض مذکور سے فارغ رہتا ہے کیا وہ معذور شرعی ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ اور وضو واحد سے حالت ابتلاء میں نماز ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) ابتداء میں صاحب عذر ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام وقت نماز میں اس کو اتنا وقت نہ ملے کہ وضو کر کے نماز بدون اس عذر کے پڑھ سکے۔ پس اگر ایک بار بھی ایسا وقت آچکا ہے کہ اس کو اتنا موقع نہیں ملا کہ تمام وقت نماز میں بدون اس عذر کے وضو اور نماز پوری کرسکا ہو تو وہ معذور ہوگیا، اس کو ایک وضو سے تمام وقت نماز میں نماز فرض و نفل پڑھنا درست ہے اور جب وقت نکل گیا وضو اس کا باقی نہ رہا۔ پھر وہ شخص اس وقت تک معذور رہے گا کہ تمام وقت نماز میں ایک بار بھی اس کو عذر مذکور واقع ہوجاوے قال فی الدر المختار استوعب عذرہ تمام وقت صلوٰۃ مفروضۃ بان لا یجد فی جمیع وقتھا زمنا یتو ضا ٔ ویصلی فیہ خالیا عن الحدث الخ وھذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء کفی وجودہ فی جزء من الوقت ولو مرۃ وفی حق الزوال یشترط استیعاب الا نقطاع تمام الوقت حقیقۃً الخ درمختار .(۱) فقط۔

آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کس طرح پڑھے جب کہ طبیب ہلنے کی اجازت نہیں دیتے

(سوال ۳۶۳) آنکھ بنوانے کی صورت میں ممانعت طبیب کی وجہ سے وقت معینہ تک نماز کو مؤخر کرے یا ایماء کرے۔ اگر ایماء کرسکتا ہے تو کیسے، آیا زنخدان کو سینہ کی طرف خفیف مائل کرے، اور سجدہ کے اشارہ میں اس سے کچھ اور زیادہ، اور تکیہ سر کے نیچے کیسا ہونا چاہئے۔ بعض عبارات سے مفہوم ہوتا ہے کہ ایماء کے واسطے شبیہ بالقعود ہونا چاہئے۔ اور استلقاء بظاہر ایسے چت لیٹنے کو کہتے ہیں کہ تمام جسم بستر سے ملا ہوا ہو۔

(جواب) آنکھ بنوانے کی صورت میں بعد ممانعت طبیب اشارہ سے نماز پڑھے، مؤخر کرنا درست نہیں، اور اگر مؤخر کی تو استغفار کرے اور نماز کی قضا کرے اور اشارہ سے نماز پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ چت لیٹے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ لے، جیسا تکیہ بھی ہو، موٹا یا پتلا، لیکن اگر بڑے تکیہ کی اجازت طبیب دیوے تو یہ اچھا ہے کہ اس میں اشارہ رکوع وسجود کا اچھی طرح اور آسانی سے ہوگا۔ اور اشارہ رکوع کا تھوڑا سا سر کو سینہ کی طرف جھکانے سے ادا ہو جاوے گا، اور سجدہ کا اشارہ اس سے کچھ زیادہ ہو، شامی میں اشارہ رکوع وسجود کی یہ تشریح کی ہے اشار الی انہ یکفیہ ادنیٰ الا نحناء عن الرکوع .(۲) اور درمختار میں ہے ویجعل سجودہ اخفض من رکوعہ .(۳)

اس کا حاصل یہ ہے کہ رکوع کے لئے تھوڑا سا سر کا جھکانا کافی ہے اور سجدہ کے لئے اس سے کچھ زیادہ ہو، اگر کسی کو کچھ شبہ رہے تو اس نماز یا ان نمازوں کو پھر اعادہ کرے جن میں شبہ رہا۔ اشارہ میں سر کا کسی قدر حرکت دینا ضروری ہے محض زنخدان کو سینہ کی طرف مائل کرنا کافی نہیں۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار احکام المعذور جلد اول ص ۲۸۰. ط.س. ج۱ ص۳۰۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار باب صلاۃ المریض ص ۷۱۱ ج۱ .ط.س. ج۲ ص۹۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ المریض ج۱ ص ۷۱۱ .ط.س. ج۲ ص۹۸. ۱۲ ظفیر.

حالت عذر میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۴) مرض جریان وغیرہ سے ایک شخص مجبور ہے اور طاقت زائل ہوتی رہتی ہے، آیا اسی حالت میں بھی وہ احکام دین نماز وغیرہ ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اسی حالت میں سب کام کرے۔ معذور کا مسئلہ بھی فقہ میں موجود ہے جو شخص معذور ہو۔ وہ وقت کے اندر نماز ایک وضو سے پڑھ سکتا ہے، اور تلاوت قرآن شریف اور درود شریف و تسبیح وغیرہ درست ہے، جب وقت نکل جاوے گا وضو نہ رہے گی۔ (۱) فقط۔

آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۳۶۵) آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کے متعلق مدرسہ سنبھل کے مدرسین میں باہم اختلاف ہوا، ایک کی رائے یہ ہے کہ ایماء جائز ہی نہیں جب تک شبیہ بالقعود نہ ہو، دوسرے کی رائے یہ ہوئی کہ بحالت استلقاء ایماء اس طور پر کرے کہ جب سر کی حرکت ممنوع ہے تو زنخدان کو سینہ کی طرف مائل کرے اور سجدہ کی حالت میں اس سے زیادہ۔ تاخر نماز جائز نہیں۔ مولوی کریم بخش صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب کے جوابات مولوی عبدالقیوم صاحب کی معرفت آپ کی خدمت میں بھیجے تھے اب ان کو دو کارڈ بھیجے جواب نہیں دیا۔ مولوی نذر احمد صاحب کا جواب صاف شدہ مرسل خدمت ہے اور مولوی کریم بخش صاحب کا جواب اگر نہ پہنچا ہو تو مولوی عبدالقیوم سے لے لیجئے۔ ورنہ خلاصہ اس کا عرض کر دیا ہے کہ ایماء جائز بہ اشارۂ زنخدان؟

(جواب) عنایت نامہ پہنچا۔ مولوی عبدالقیوم صاحب نے کوئی تحریر جہاں تک یاد ہے نہیں دی، ایک لفافہ حال ہی میں ۲۔ اپریل کو ملا جس میں صرف مولوی نذیر احمد کا جواب آنکھ بنوانے والے کی نماز کے متعلق ہے۔ اس میں کچھ پتہ نہ تھا، اس لئے اس کو کہیں نہ بھیجا گیا۔ اب جناب کا خط پہنچا، اس میں بھی مولوی نذیر احمد کا جواب ہے۔ مولوی کریم بخش کا جواب نہیں دیکھا مگر خلاصہ اس کا آپ کی تحریر سے واضح ہوا۔

جواب صحیح وہی ہے جو مولوی نذیر احمد صاحب نے لکھا ہے، زنخدان کا اشارہ کافی نہیں، اشارہ سے نماز صحیح ہونے کے لئے اشارہ بالرأس اور حرکت راس کی ضروری ہے اس لئے تکیہ وغیرہ کی ضرورت فقہاء لکھتے ہیں۔ پس اگر اشارہ زنخدان یا اشارہ حاجب وعین سے نماز پڑھ لی تو اس کو اعادہ کرنا چاہئے۔ اس میں احتیاط بھی ہے۔ اس لئے اب زیادہ اس میں طول دینے کی اور بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث الخ وحكمه الوضؤ لكل فرض الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفير.

(۲) ويجعل سجوده اخفض من ركوعه لزوما الخ وان تعذر الا يماء برأسه وكثرت الفوائت الخ سقط القضاء عنه الخ ولم يؤم بعينه وقلبه وحاجبه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المريض ج ۱ ص ۷۱۱ وج ۱ ص ۷۱۲ وج ۱ ۷۱۳. ط.س. ج ۲ ص ۹۸) ظفير.

نامردی کی وجہ سے طلاء استعمال کرتا ہے اور ڈاکٹر پانی سے بالکل منع کرتا ہے تو وہ نماز کیسے پڑھے

(سوال ۳۶۶) کوئی شخص مرض سستی کی وجہ سے طلائے نامردی استعمال کرتا ہے اور پانی لگانے سے طبیب منع کرتا ہے بلکہ شراب سے عضو تناسل کو دھلواتا ہے۔ اس صورت میں وہ استنجاء کرنے اور حالت احتلام میں غسل کرنے سے مجبور ہے۔ وہ نماز کس طرح ادا کرے؟

(جواب) دواء کرنا حرام اور نجس چیز کے ساتھ اس وقت درست ہے کہ طبیب مسلم حاذق یہ کہے کہ اس دواء میں شفاء ہے اور اس کا بدل دواء حلال سے نہ ہو سکے قال في النهاية وفي التهذيب يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوى اذا اخبره طبيب مسلم ان فيه شفاء ه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه الخ .(۱) پس اگر شرط مذکور پائی جاوے تو استعمال شراب کا بغرض صحت درست ہے، اور نماز بھی اس حالت میں درست ہے، ورنہ درست نہیں۔ فقط۔

مرض کی وجہ سے زخم لگوایا۔ اور نماز کے پورے وقت تک خون جاری رہا تو کیا کرے

(سوال ۳۶۷) کسی شخص نے فساد خون کے دفع کرنے کے لئے اپنی ساق میں ایسا زخم کرلیا کہ زخم کرتے ہی خون جاری ہو گیا اور پورا ایک وقت نماز کا خون جاری رہا۔ مگر زخم کو تازہ رکھنے کے لئے نیم کی لکڑی کی ایک چھوٹی سی گوٹی اس کے اندر داخل کر کے اوپر سے دو چار تہ کپڑے کی اور ایک پٹی بھی باندھ لی، جس کی وجہ سے کبھی کبھی کچھ خون یا پیپ جاری ہوتی ہے۔ کبھی دو تین وقت تک خون بند رہتا ہے، اور کبھی ایک وقت کے اندر دو تین مرتبہ خون یا پیپ جاری ہوتا ہے۔ آیا یہ شخص معذور شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وصاحب عذر الخ ان استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بان لا يجد فى جميع وقتها زمنا يتو ضأ ويصلى فيه خاليا عن الحدث الخ وهذا شرط العذر فى حق الا بتداء وفى حق البقاء كفى وجوده فى جزء من الوقت ولو مرة وفى حق الزوال يشترط استيعاب الا نقطاع تمام الوقت حقيقةً الخ .(۲) درمختار اس عبارت سے معذور کے متعلق جو کچھ تفصیل تھی ظاہر ہو گئی۔ پس ابتداءً جبکہ نماز کے ایک وقت کامل میں خون جاری رہا تو وہ شخص معذور ہو گیا، اور پھر جب تک تمام وقت میں انقطاع حقیقۃً نہ ہوگا، وہ شخص معذور ہی رہے گا۔ اور معذور شخص غیر معذورین کا امام نہیں ہو سکتا۔ (۳) فقط۔

زخم سے مواد رستا رہتا ہے اس حالت میں ظہر کے وضو سے عصر کی نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۸) میری پنڈلی میں ایک پھوڑا تھا جس میں سوراخ ہو کر مواد خارج ہو گیا وہ سوراخ ابھی باقی ہے اور اس میں سے رقیق مواد خارج ہو رہا ہے، زخم کی شکل نہیں ہے سوائے شب اور صبح کے اس پر گیلی مٹی پلٹس کی طرح باندھی

---

(۱) رد المحتار باب المتفرقات (فى كتاب البيو ع) جلد رابع ص ۲۹۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۲۸ . ۱۲ ظفير .
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار احكام المعذور جلد اول ص ۲۸۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵ . ۱۲ ظفير .
(۳) ولا طاهر بعذ ر(الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۱ .ط.س. ج ۱ ص ۵۷۸) ظفير .

جارہی ہے۔ مٹی باندھ کر ظہر۔ عصر۔ مغرب کے واسطے وضو کرتا ہوں، عشاء اور فجر کے وقت کپڑے کی گدی بنا کر باندھ دی جاتی ہے، تو ظہر کے وضو سے عصر کی، یا عصر کے وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہوں بلا پٹی کھولے جب کہ وضو باقی ہو؟

(جواب) اگر اس سوراخ میں سے ہر وقت کچھ کچھ مواد نکلتا رہتا ہے، تو وہ شخص معذور ہے اس کو ایک وضو سے دوسرے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے، وقت کے نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، دوسرے وقت کے لئے پھر تازہ وضو کرنا چاہئے۔ درمختار میں ہے وحکمه الوضوء لکل فرض الخ فاذا خرج الوقت بطل الخ .(۱) اور معذور کی تعریف یہ ہے کہ ابتداءً اس کو ایسی نوبت آئی ہو کہ تمام وقت میں اتنی دیر کو بھی مواد نکلنا نہ رکا ہو۔ جس میں وضو کر کے نماز پڑھ سکے، درمختار میں ہے وصاحب عذر من به سلسل البول الخ او بعینه رمدالخ (ای ویسیل من الدمع شامی) ان استو عب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتو ضأ ویصلی فیه خالیا عن الحدث الخ وهذا فی حق الا بتداء وفی حق البقاء کفی وجود ه فی جزء من الوقت ولو مرة الخ. (۲) فقط۔

معذور کے وضو کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۶۹) ایک شخص کو عارضہ ناسور کا ہے اور قطرہ قطرہ رطوبت خارج ہو کر کپڑے میں جذب ہو جایا کرتی ہے، اور یہ مرض دائمی ہے تو یہ شخص عصر کی وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟، اسی کپڑے کو پہنے ہوئے نماز پڑھنا اور امام ہونا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ شخص معذور ہے اور معذور غیر معذورین کا امام نہیں ہوسکتا۔ کما فی الدر المختار ولا طاهر بمعذور۔ (۳) اور معذور وقت کے اندر نماز اس عذر کے ساتھ پڑھ سکتا ہے، اور کپڑے کے دھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہے کہ اگر کپڑے کو دھویا جاوے گا تو نماز سے پہلے ناپاک ہو جاوے گا تو نہ دھونا درست ہے اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک درہم سے زیادہ ناپاک نہ ہوگا تو دھونا چاہئے۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مجبور سجدہ کے لئے آگے کوئی چیز رکھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۰) مریض یا حاملہ جو سجدہ پر قادر نہ ہو تو آگے کوئی چیز رکھ کر، اس پر سجدہ کرنا درست ہے یا نہ؟ یا اشارہ کر کے سجدہ کرے؟

(جواب) جو مریض سجدہ نہ کر سکے وہ اشارہ کرے۔ سجدہ کے آگے کوئی چیز نہ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الحیض مطلب فی احکام المعذور ج۱ ص ۲۸۱ وج۱ ص۲۸۲. ط.س. ج۱ ص۳۰۵. ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الحیض مطلب فی احکام المعذور ص ۲۸۰ ج۱ و ص۲۸۱ ج۱. ط.س. ج۱ ص۳۰۵. ۱۲ ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتارص ۵۴۱ جلد نمبر۱ ۱۲ ظفیر. (۴) وحکمه (ای صاحب العذر) الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لکل فرض (الیٰ قوله) وان سال علی ثوبه فوق الدرهم جاز له ان یغسله ان کا ن لو غسله تنجس قبل فراغه منها ای الصلاة والا یتنجس قبل فراغه فلا یجوز ترک غسله هو المختار للفتویٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارج۱ ص ۲۸۱. ط.س. ج۱ ص۳۰۵......۳۰۶) ظفیر.

(۵) وان تعذر الیس تعذر هما شرطا بل تعذر السجود کاف لا القیام اوماء قاعد الخ ویجعل سجوده اخفض من رکوعه لزوما ولا یرفع الیٰ وجهه شیئا یسجد علیه فانه یکره تحریما (الدر المختار علی هامش ردالمحتارج۱ ص ۷۱۰ .ط.س. ج۲ ص۹۸ باب صلوٰة المریض) ظفیر.

ہاتھ پیر پر زخم ہو تو مسح کس طرح کرے

(سوال ۳۷۱) ہاتھ پیر میں زخم ہو اور پانی لگانے سے اندیشہ بڑھنے کا ہو تو کس طریق سے مسح کرے؟ زخم کے آس پاس خشک جگہ تو ضرور رہے گی۔ اگر پھایہ رکھا ہوا ہے تو کیا پھایہ پر مسح کرے؟ اور اگر اس سے پانی اندر جانے کا اندیشہ ہو تو کیا آس پاس مسح کر لیوے؟ اور اس کا کیا طریق ہے؟ اور اگر پٹی زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو کس طرح مسح کرے؟ اور حاجت غسل میں کیا کرے؟

(جواب) جب کہ دھونے سے اندیشہ زخم کے بڑھنے کا ہو تو اس پر مسح درست ہے مسح میں تر ہاتھ پھیرنا ہوتا ہے، اس جگہ پر۔ اول تو یہ حکم ہے کہ اگر بلا پٹی پھایہ کے ہاتھ پھیرنے میں کچھ اندیشہ نہ ہو تو بلا پٹی پھایہ کے اس جگہ پر تر ہاتھ پھیرے، اگرچہ بعض موقع اس میں خشک رہ جاوے اور بلا پٹی وغیرہ مسح کرنے میں زخم کا خوف ہے تو پٹی یا پھایہ پر تر ہاتھ پھیرے، آس پاس کی جگہ خشک رہ جانے سے کچھ حرج نہیں ہاتھ سب جگہ پھیرے۔ اگرچہ پانی کہیں لگے اور کہیں نہ لگے جیسا کہ مسح میں ہوتا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے اور پٹی اگرچہ موضع زخم سے زیادہ ہو، تمام پٹی پر مسح کرے کچھ حرج نہیں۔ اور غسل کی ضرورت ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ زخم کی جگہ مسح کرلے۔ جیسے اوپر مذکور ہوا اور باقی بدن کو دھودے اور پانی بہاوے۔(۱)

خروج ریح اس قدر ہے کہ وضو کی مہلت نہیں ملتی تو کس طرح نماز پڑھے اور اس وضو سے نفل وغیرہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۲) زید کو بعض دفعہ اس قدر استخراج ریاح بڑھ جاتا ہے کہ اطمینان سے وضو پورا نہیں کر سکتا نماز تو درکنار، اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وضو بھی اور دو تین رکعت بھی پڑھ لیتا ہے مگر ریاح نہیں آتی۔ ایسی حالت مذکورہ بالا میں زید بلاخطر نماز پڑھا کرے؟ یا کوئی دوسرا حکم شارع علیہ السلام کا ہے؟ ہر دو حالت میں زید اس وضو سے جس نے اس نے نماز ادا کی ہے، تلاوت کلام پاک دیکھ کر یا اور کوئی وظائف یا درود پڑھ سکتا ہے یا تعلیم دے سکتا ہے، یا ہر کسی کے لئے وضو تازہ کیا کرے؟

(جواب) اس کا حکم معذور کا ہے، ہر ایک وقت کے لئے جدا وضو کرے اور وقت کے اندر ایک دفعہ وضو کرنے سے فرض اور سنن اور نوافل اور سجدہ تلاوت اور تلاوت قرآن بمس مصحف کر سکتا ہے،(۲) اور وظائف تسبیح وتہلیل درود شریف تو بلاوضو بھی پڑھ سکتا ہے۔(۳) فقط

---

(۱) ویمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابة مع فرجتها فی الاصح ان ضره الماء اوحلها ومنه ان لا یمکنه ربطها بنفسه ولا یجد من یر بطها انکسر ظفره فجعل علیه دواء او وضعه علی شقوق رجلیه اجری الماء علیه ان قدر والا مسحه والا ترکه (الدر المختار مجتبائی ج ۱ ص ۵۰ ط.س. ج ۱ ص ۲۷۸ باب المسح علی الخفین) لکن اذا کانت زائدة علی قدر الجراحة فان ضره الحل والغسل مسح الکل تبعا الخ (رد المحتار ج ۱ ص ۲۵۹ ط.س. ج ۱ ص ۲۸۰) ظفیر.

(۲) وحکمه الوضوء لکل فرض ای لوقت کل صلاة الخ ثم یصلی به فیه فرضا ونفلا فد خل الواجب بالا ولیٰ فاذا خرج الوقت بطل (الدر المختار) افادان الوضوء انما یبطل بخروج الوقت فقط لا بد خوله (رد المحتار احکام المعذور ص ۲۸۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵ ...... ۳۰۶) ظفیر.

(۳) فالو ضوء لمطلق الذکر مندوب وترکه خلاف الاولی وهو مرجع کراهة التنزیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۲۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۷۵) ظفیر.

خروج ریح کا دورہ پڑتا ہو تو کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۳۷۳) مجھ کو معدہ کی کمزوری کے باعث اخراج ریح کا مرض بھی معلوم ہوتا ہے، اکثر نماز میں بھی ریح خارج ہو جاتی ہے اور مجھ کو بطور دورہ کے رہتا ہے، ایام دورہ میں ایک نماز کے لئے چار پانچ مرتبہ وضو کرنا پڑتا ہے، ایسی حالت میں شرعی حکم کیا ہے؟

(جواب) ایام دورہ ریاحی میں وقت میں ایک دفعہ وضو کرنا کافی ہے اسی وضو سے تمام وقت میں فرض وسنن ونوافل ادا کرنا جائز ہے۔ (۱) فقط۔

معذور شرعی کی تعریف کیا ہے

(سوال ۳۷۴) معذور شرعی جس کو وقتیہ وضو سے نماز وغیرہ پڑھنے کی اجازت ہے، اس کی مفتی بہ تعریف کیا ہے؟ مجھے ریاح جاری رہتی ہے قریب قریب کوئی نماز بدون اس کے نہیں گذرتی۔ آیا میرے لئے صرف ایک دفعہ وضو کر لینا ہر وقت کے لئے کافی ہے یا نہیں؟

(جواب) معذور شرعی ابتداءً اس وقت ہوتا ہے کہ تمام وقت نماز میں کوئی وقت ایسا اس کو نہ مل سکے کہ وضو کر کے نماز بدون اس عذر کے ادا کر سکے بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتو ضأ ویصلی فیه خالیا عن الحدث الخ و هذا شرط العذر فی حق الا بتداء وفی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة وفی حق الزوال یشترط استیعاب الا نقطاع تمام الوقت الخ درمختار. (۲) پس اگر ایک دفعہ بھی تعریف مذکور اس پر صادق آ گئی تو وہ معذور ہو گیا۔ پھر اس وقت تک معذور ہی رہے گا جب تک وہ عذر بالکل منقطع نہ ہو جائے۔ پس ایسے معذور کو وقت میں ایک دفعہ وضو کر لینا کافی ہے، تمام وقت میں اس عذر کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے، پھر خروج وقت سے وہ وضو باطل ہو جاتا ہے۔ فقط۔

احلیل میں مرض کی وجہ سے کرسف رکھے اور وہ تر ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۷۵) زید کو مرض سلسل بول ہے اس کی وجہ سے وہ احلیل میں کرسف رکھتا ہے اور کرسف سوراخ میں اس قدر اندر رہتا ہے کہ باہر سے نظر نہیں آتا، ایسی صورت میں زید ہر نماز کے وقت وضو کرے یا جس وقت قطرہ کرسف سے تجاوز کر کے باہر آ جائے اس وقت وضو جدید کرے اور وہ بلا وضو تلاوت کر سکتا ہے یا نہ؟

(جواب) اس صورت میں جس وقت قطرہ کرسف سے تجاوز کر کے باہر آ جاوے اس وقت وضو ٹوٹے گا (۳)۔ اور مس مصحف کے لئے وضو شرط ہے اور حفظ پڑھنے کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) وصاحب عذر من به سلسل بول لا یمکنه امساكه او استطلاق بطن او انفلات ریح الخ ان استو عب عذره تمام وقت مفروضة بان لا یجد فی جیمی وقتها زمنا یتو ضأ و یصلی فیه خالیا عن الحدث ولو حکما لان الانقطاع الیسیر ملحق بالعدم الخ وحکمه الوضوء الخ لکل فرض ای لوقت کل صلاة ثم یصلے به فیه فرضا ونفلا فد خل الواجب بالا ولی فاذا خرج الوقت بطل (الدر المختار علی هامش رد المحتاراحکام المعذور ص ۲۸۰ ج ا ط.س.ج ا ص ۳۰۵) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتاراحکام المعذور ص ۲۸۱ ج ا ط.س.ج ا ص ۳۰۵.۲ ا ظفیر.

(۳) لوحشا الحلیه بقطنة وابتل الطرف الظاهر هذا لو کان القطنة عالیة او محاذیة لراس الا حلیل وان متسفلة عن الحکم فی الدبرو الفرج الداخل وان ابتل الطرف الداخل لا ینقض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة نواقض الوضوء ج ا ص ۱۳۸ ط.س.ج ا ص ۱۳۸) ظفیر.

(۴) لا تحل قراء ة القران للجنب (درمختار) قید بالجنب لا ن قرأة المحدث تحل بدون الطهارة (رد المحتار باب التیمم ص ۲۲۹ ج ا) والا تکره قراء ة القران للحدث ظاهر ا ای علی ظهر لسانه بالا جماع (غنیة المستملی ص ۵۷ و ص ۵/۸) ظفیر

الباب السابع في الانجاس وتطهيرها

فصل اول نجاستیں اوران سے پاکی

کپڑے کو شراب لگ جائے تو پاک ہوسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۶) کپڑے پر شراب لگ جائے تو وہ پاک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) شراب اگر کپڑے کو لگ جاوے مانند دوسری نجاسات کے دھونے سے پاک ہوسکتا ہے۔ فقط۔

(يجوز رفع نجاسة حقيقة عن محلها بماء ولو مستعملا وبكل مائع طاهر قالع الخ (تنوير على الشامی ص ۳۱۷ ج ۱ جميل الرحمن)

سائیس کا مٹکا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۷) ایک سائیس قوم کا چمار ہے، اس کا مٹکا ایک مسلمان دھوکر استعمال کرتا ہے جائز ہے یا نہ؟

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے، وہ مٹکا اور پانی پاک ہے۔ (۱) فقط۔

چمار کے گھر کا گھی استعمال کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱/۳۷۸) چمار کے گھر کا گھی خرید کر اگر استعمال کرلے جائز اور پاک ہے یا نہیں؟

روغن زرد میں چوہا مر جائے تو وہ پاک ہوسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲/۳۷۹) اگر روغن زرد میں کوئی جانور مثل چوہا وغیرہ گر کر مر جائے تو وہ پاک ہوسکتا ہے یا نہ؟

اگر مٹی کا برتن ناپاک ہوجائے تو کس طرح پاک ہوگا

(سوال ۳/۳۸۰) اگر مٹی کا یا قارورہ کا برتن ناپاک ہوجاوے تو کس طرح پاک ہوسکتا ہے؟

(جواب) (۱) احتیاط یہ ہے کہ نہ خریدے۔ اگر خریدا اور استعمال کیا درست ہے۔ پاک ہی سمجھا جاتا ہے جب تک کوئی نجاست اس میں معلوم نہ ہو۔ (۲) فقط۔

(۲) اس کے پاک ہونے کی صورت یہ لکھی ہے کہ اس میں پانی ڈال کر تین مرتبہ اس پانی کو جلا دیوے، اور پانی ہر دفعہ برابر اس گھی وغیرہ کے ڈالے۔ (۳)

---

(۱) قال محمد رحمة الله عليه ويكره الاكل والشرب فی اوانی المشركين قبل الغسل ومع هذا لو اكل او شرب فيها قبل الغسل جاز الخ (عالمگیری مصری کتاب الكراهية باب رابع عشر ج ۵ ص ۳۵۸. ط. ماجديه ج۵ ص۳۷۷) ظفير.

(۲) ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر (درمختار) التتارخانيه من شک فی انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة اولا فهو طاهر مالم يستيقن الخ وكذا مايتخذه اهل الشرک او الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والاطعمة والثياب (رد المحتار قبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰. ط. س. ج ۱ ص ۱۵۰) ظفير.

(۳) لان الاخذ بما هو الوثيقة فی موضع الشک افضل اذا لم يؤد الی الحرج ومن هذا قالوا لا باس بلبس ثياب اهل الذمة والصلاة فيها الی قوله وتجوز لان الاصل الطهارة وللتوارث بين المسلمين فی الصلاة بثياب الغنائم قبل الغسل شامی ص ۲۱۲ ج ۱.

(۳) تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجاوے گا، اگر اس میں قارورہ بھی ہو تب بھی تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجاوے گا۔ بہتر یہ ہے کہ مٹی وغیرہ سے صاف کر کے دھووے۔ (۱)

گندہ تالاب برسات کے زمانہ میں بھر گیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۳۸۱) ایک تالاب آبادی سے ملحق ہونے کی وجہ سے گندہ رہتا ہے، بارش ہونے پر اس میں پانی بھر گیا ہے تو وہ پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر پلیدی کے گرنے کی وجہ سے اس میں بدبو نہیں ہے تو وہ پاک ہے وہ دہ دردہ ہونے پر پاک رہتا ہے، مگر جب کہ تغیر اوصاف بسبب نجاست کے ہوجاوے (وعن ابی یوسف ان الغدیر العظیم کا لجاری لا یتنجس الا بالتغیر الی قولہ اذا کان الماء بحیث یخلص بعضہ الی بعض بان تصل النجاسۃ من الجزء المستعمل الی الجانب الا خر . وھو قلیل والا کثیر قال ابو سلیمان الجوز جانی ان کان عشر افی عشر فھو مما لا یخلص وبہ اخذ عامۃ مشا ئخنا ۔(۲)(عالمگیری ص ۱۷ ج ۱ جمیل الرحمن)

معجونات اور تریاق الافاعی میں کیا تبدیل ماہیت نہیں ہوتی

(سوال ۱/۳۸۲) صابون شحم نجس سے بنایا ہوا پاک ہے۔ ازروئے کتاب وجہ اس کی تبدیل ماہیت بیان کی ہے اگر یہ تبدیل ماہیت ہے تو جملہ معجونات اور تریاق الافاعی میں بھی تبدیل ہوجاتی ہے، کیونکہ صورت وخاصیت ہر دو جداگانہ پیدا ہوجاتی ہیں؟

دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں

(سوال ۲/۳۸۳) دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) یہ تو کتب فقہ میں تصریح ہے کہ علت طہارت صابون میں تغیر وانقلاب عین ہے، جس جگہ یہ علت پائی جاوے گی حکم طہارت دیا جاوے گا، مگر معجونات اور تریاق الافاعی میں یہ انقلاب بظاہر حاصل نہیں ہے اور غایت یہ کہ معجونات وغیرہ میں اگر یہ انقلاب مسلم ہوگا تو یہ ایسا ہوگا جیسا کہ دبس مطبوخ اذا کان زبیبہ متنجسا میں بعض کا خیال ہوا۔ مگر شامی نے اس میں بحث کر کے اس کو حکم انقلاب عین سے خارج ٹھیرایا ہے۔ یوں تو ہر ایک مرکب میں خاصیت واثر جدا پیدا ہوتا ہے مگر اس کو انقلاب عین نہ کہا جاوے گا۔ (۳) فقط۔

(۲) دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے جیسا کہ مائی المولد کی تشریح میں کتب فقہ درمختار وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے

---

(۱) ویطھر لبن وعسل ودبس ودھن یغلی ثلاثا (درمختار کتاب الا نجاس . ط.س. ج ۱ ص ۳۳۴)

(۲) یجوز رفع نجاسۃ حقیقیۃ عن محلھا ولو اناءً الخ در مختار باب الا نجاس. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۹. جمیل الرحمن)

(۳) فیقال کذلک فی الدبس المطبوخ اذا کان زبیبہ متنجسا الخ قلت لکن قد یقال ان الدبس لیس فیہ انقلاب حقیقۃ لا نہ عصیر جمد بالطبخ الخ (رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶ تحت ویطھر زیت باب الانجاس) ظفیر۔

فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه .(۱) اوراس سے پہلے ہے ومائی مولد ولو كلب الماء وخنزيره كسمک وسرطان وضفدع الخ درمختار .(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

انگریزی دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۸۴) سنا ہے کہ انگریزی دواؤں میں استعمال شراب کا ہوتا ہے، لہٰذا انگریزی دواؤں کا استعمال جائز ہے یا نہ؟

(جواب) انگریزی ادویہ کا استعمال علی العموم ناجائز نہیں ہے، اگر کسی دوا میں شراب وغیرہ کا ہونا معلوم ہو جاوے تو اس دواء کا استعمال ناجائز ہو جاوے گا۔(۳) باقی شبہ اور شک سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی۔(۴) فقط۔

ناپاک کپڑا دھوبی کے یہاں جانے سے پاک ہو جائے گا یا نہیں

(سوال ۳۸۵) اگر ناپاک کپڑا دھوبی کے یہاں دے دیا جائے تو پاک ہو جائے گا یا نہ؟

(جواب) پاک ہو جاوے گا۔(۵) فقط۔

رنگریز اور مل کے رنگین کپڑے میں نماز جائز ہے یا نہیں، اور مٹی و گیرو سے کپڑا رنگنا کیسا ہے

(سوال ۳۸۶) رنگریز رنگ سے کپڑا رنگتا ہے اس سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہ؟ اور ولایت سے رنگے ہوئے کپڑے جو آتے ہیں ان سے نماز پڑھنا اور خارجاً ان کا استعمال درست ہے یا نہیں؟ مٹی و گیرو سے کپڑا رنگنا جائز اور پاک ہے یا نہ؟

(جواب) عموم بلوی کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ شراب کا ہونا ان رنگوں میں یقینی نہیں ہے نماز ان کپڑوں سے جو اس رنگ میں رنگے ہوں درست ہے اسی طرح رنگین کپڑوں چھینٹ وغیرہ سے جو ولایت سے رنگے ہوئے آتے ہیں، نماز درست ہے اور نماز میں اور خارج نماز میں پہننا ان کا درست ہے۔(۶) اور مٹی وغیرہ سے کپڑا رنگنا بھی جائز اور پاک ہے۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار ص ۱۷۱ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵ . ۱۲ . ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار ص ۱۷۱ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵ . ۱۲ ظفير.

(۳) به يعلم ان ما يستقطر من دردى الخمر ونحوا لمسمى بالعرقى فى ولا يته الروم نجس حرام كسائر اصناف الخمر (رد المختار باب ألا نجاس مطلب العرقى الذى يستقطر ج ۱ ص ۳۰۰ . ط.س. ج ۱ ص ۳۲۵) ظفير.

(۴) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعده الثالثة ص ۷۵) ظفير.

(۵) وازالتها ان كانت مرئية بازالة عينها واثر ها ان كانت شيئا يزول اثره (الىٰ قوله) وان كانت غير مرئية يغسلها ثلث مرات الخ (عالمگيرى كشورى ص ۴۰ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۴۱) ظفير.

(۶) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ظفير.

منی ناپاک ہے یا پاک

(سوال ۳۸۷/۱) منی کو اکسیر ہدایت میں پاک تحریر فرماتے ہیں، اگر پاک ہے تو بعد جماع کے غسل کیوں واجب ہوا؟

ہندو کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۸۸/۲) ہندو کے ہاتھ کا یا اس کے یہاں کا پکا ہوا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) حنفیہ کے نزدیک منی ناپاک ہے،(۱) امام غزالیؒ شافعی المذہب ہیں اس لئے انہوں نے ایسا لکھا ہے اور غسل واجب ہونے کی وجہ ارشاد جناب باری تعالیٰ شانہ اور ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے۔(۲) فقط۔

(۲) درست ہے۔(۳) فقط۔

سانپ اور چوہے کی کھال بعد دباغت کیوں پاک نہیں کہی جاتی

(سوال ۳۸۹/۱) بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ سانپ اور چوہے اور سور کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہوجاتی ہیں۔ حالانکہ کتب فقہ میں ہے **ویطھر الجلد بالدباغة الا الخنزیر والا دمی** . تو چوہے کی کھال اس بناء پر پاک ہونی چاہئے۔ وجہ صحیح ہے یا نہ؟

ناپاک تیل کا صابون پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۳۹۰/۳) بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ ناپاک تیل کا اگر صابون بنالیا جائے تو پاک ہے یہ صحیح ہے یا نہ؟

(جواب) (۱) مسئلہ مرقومہ بہشتی زیور صحیح ہے اور عبارت کتب فقہ **کل اھاب اذا دبغ فقد طھر الخ** کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہے کہ دباغت سے کل کھالیں سوائے انسان وخنزیر کے پاک ہوجاتی ہیں، رہا سانپ و چوہے کی کھال کا دباغت سے پاک نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان میں بسبب صغر کے دباغت ممکن نہیں ہے، **قال فی الدر المختار وما لا یحتملھا فلا وعلیه فلا یطھر جلد حیة صغیرة وفارة** .(۴) یعنی جب کہ اثر دباغت حقیقی وحکمی بوجہ صغر قبول نہیں کرتیں تو پاک نہیں ہوئیں۔ پس پاک ہوگی چھوٹے سانپ اور چوہے کی کھال۔

(۲) یہ مسئلہ درمختار جلد اول ص ۲۱۰ مطبوعہ مجتبائی میں بایں عبارت مذکور ہے **ویطھر زیت تنجس بجعله صابونا الخ** ، اور وجہ اس کے پاک ہونے کی انقلاب عین ہے، شامی میں اسی قول کے تحت میں مذکور ہے **وعلیه**

---

(۱) ونجاسة المنی عندنا مغلظة سراج (رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۹ باب الانجاس. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۲) ظفیر.
(۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المذی الوضو وفی المنی الغسل رواه احمد (آثار السنن ج ۱ ص ۲۵) ظفیر.
(۳) قال محمد رحمة الله علیه ویکره الاکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل ومع هذا لو اکل او شرب فیها قبل الغسل جاز الخ (عالمگیری مصری ج ۵ ص ۲۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۳۴۷) ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۸۸ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۳. ۲۰۲. ظفیر.

يتفرع مالو وقع انسان او كلب فى قدر الصابون فصار صابونا يكون طاهراً لتبدل الحقيقة.(۱) فقط۔

نجاست کا غسالہ اگر لگ جائے تو وہ چیز ناپاک ہوگی یا نہیں

(سوال ۳۹۱) اگر بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست غیر مرئیہ لگ جائے اور خشک ہونے کے بعد اس کو دھویا جائے، اگر اس کا غسالہ دوسری جگہ لگ جائے تو وہ جگہ ناپاک ہو جائے گی یا نہیں اگر نجس ہوگی تو پہلی جگہ کی مانند اس کو تین بار دھونا واجب ہے یا محض پانی کے بہہ جانے سے پاک ہو جائے گی؟

(جواب) ظاہر ہے کہ وہ غسالہ نجاست کا نجس ہے۔(۲) اس کی تطہیر بھی ضروری ہے اور پانی کے ساتھ ساتھ وہ بھی دھل جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے۔(۳) فقط۔

نجاست کے دھونے میں ملنا شرط ہے یا نہیں

(سوال ۳۹۲) نجاست بدن کی متعلق جو تین بار دھونا کتابوں میں لکھا ہے، اس میں اس کی جگہ ملنا بھی شرط ہے یا محض پانی ڈالنا ہی کافی ہے؟

(جواب) جس جگہ نجاست لگی ہوئی ہو اس کا ازالہ ضروری ہے، ملنے سے ہو، یا جس طرح ہو اس کو دور کر کے پاک کرنا ضروری ہے۔(۴) فقط۔

پیشاب کی چھینٹ اگر کپڑے پر پڑ جائے تو اس کپڑے سے نماز جائز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱/۳۹۳) ایک شخص کی عمر ۶۰ سال کی ہے پیشاب میں عجلت ہوتی ہے اس وجہ سے اکثر پیشاب کرنے میں ایسی چھینٹیں پائچوں پر پڑ جاتی ہیں کہ جو معلوم نہیں ہوتیں۔ اس کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں؟

بدن کو کپڑے کی نجاست لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری ہو گیا یا نہیں

(سوال ۲/۳۹۴) کبھی پیشاب خطا ہو جاتا ہے اور پاجامہ پر صرف نمی آ جاتی ہے، وہ نمی بدن میں محسوس ہوتی ہے تو بدن دھونے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی حالت میں دوسرے کپڑے سے نماز ادا کی تو اس نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) ایسی چھینٹیں باریک جو معلوم نہ ہوں معاف ہیں ان سے کپڑا اور بدن ناپاک نہیں ہوتا ایسے کپڑے سے

---

(۱) رد المختار باب الا نجاس ص ۲۹۱ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵ . ۱۲ ظفير.

(۲) وماء ورد على نجس نجس كعكسه (الدر المختار على هامش ردالمحتار ص ۳۰۰ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۲۵ باب الا نجاس)ظفير.

(۳) ويطهر محل نجاسة مرئية بقلعها الخ ويطهر غير ها اى غير مرئية بغلبةظن غاسل الطخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۵ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸)ظفير.

(۴) يجوز رفع نجاسةحقيقية عن محلها بماء ولو مستعملا وبكل ماء طاهر قالع الخ ويطهر منى اى محله يا بس بفرك والا فيغسل بلا فرق بين منيه ومنيها ولا بين ثوب وبدن على الظاهر مختصرا (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الانجاس ص ۲۸۴ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۰۹)ظفير.

نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

(۲) اگر پاجامہ میں پیشاب نکل جاوے اور پاجامہ تر ہو جاوے۔ پھر وہ تری پاجامہ کی بدن کو لگ جاوے تو اگر مقدار درہم یا زیادہ جگہ میں لگی ہے تو بدن کا دھونا ضروری ہے۔ اور اگر بدون دھوئے بدن کے دوسرے کپڑے سے نماز پڑھی تو اعادہ اس نماز کا ضروری ہے۔(۲) درمختار شامی۔ فقط۔

مذی وودی کی شناخت کیا ہے اور یہ کون سی نجاست ہے

(سوال ۳۹۵) مذی اور ودی کی کیا شناخت ہے اور مذی اور ودی نجاست غلیظہ ہے یا خفیفہ؟

(جواب) ردالمختار میں مذی کی تعریف میں ماء رقیق ابیض یخرج عند الشهوة لابها الخ۔(۳) اور ودی کی تعریف میں ہے ماء ثخین ابیض کدر یخرج عقب البول نهر .(۴) پس معلوم ہوا کہ مذی سفید رقیق پانی ہے جو بوقت شہوت نکلتی ہے مگر شہوت کے ساتھ نہیں نکلتی اور ودی پیشاب کے بعد نکلتی ہے، اور یہ دونوں یعنی مذی اور ودی نجاست غلیظہ ہیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔ بیان نجاست غلیظہ میں وكذا كل ما يخرج منه موجباً لو ضوء اوغسل مغلظ الخ۔(۵)

حیض ونفاس کی سفیدی اگر لگ جائے تو وہ پاک رہے گا یا ناپاک

(سوال ۳۹۶/۱) حیض اور نفاس سے فارغ ہو کر جو سفیدی آتی ہے وہ اگر کپڑے کو یا بدن کو لگ جائے تو بدن و کپڑا پاک رہے گا یا نہیں؟

زخم کی رطوبت بہے بغیر کپڑے کو لگ گئی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۹۷/۲) اگر کوئی نجاست مثلاً پیپ لہو وغیرہ کپڑے کو لگ جائے مگر مقدار درہم سے کم لگے بایں طور کہ ابھی وہ زخم کے منہ سے بہہ کر علیحدہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً پاجامہ کو لگ گئی اور پھر پانی پڑ کر مقدار درہم کی برابر یا اس سے زائد ہو گئی تو وہ کپڑا پاک ہے یا نہیں اور بدن بھی پاک ہے یا نہیں؟

....

(۱) وعفى الخ بول انتضح كرؤس ابرو كذا جانبها الا خروان كثر باصا بة الماء للضرورة (درمختار) عن الكرمانى ان هذا مالم يبر على الثوب والا وجب غسله اذا صار بالجمع اكثر من قدر الدرهم (رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۷ ط.س ج ۱ ص ۳۲۱..... ۳۲۲ باب الانجاس) ظفير.

(۲) وقدر الدرهم من النجس المغلظ كالدم والبول الخ جازت الصلوٰة معه وان زاد لم تجز (هدايه ج ۱ ص ۷۱) ونهى الشارع عن قدر درهم وان كره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض والعبرة لو قت الصلوٰة لا الاصابة على الاكثر نهر (درمختار ففى المحيط يكره ان يصلى ومعه قدر درهم او دونه من النجاسة عالما به لا ختلاف الناس فيه ..... قادر اعلى ازالته وحديث تعاد الصلوٰة عن قدر الدرهم من الدم لم يثبت ولو ثبت حمل على استحباب الاعادة الخ (رد المحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱ و ج ۱ ص ۲۹۲ ط.س ج ۱ ص ۳۱۶) ظفير.

(۳) رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ جلد اول ط.س ج ۱ ص ۱۶۵ . ۱۲ ظفير.

(۴) رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ جلد اول . ۱۲ ظفير.

(۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۲۹۳ ج ۱ . ۱۲ ظفير

(جواب) (۱) رطوبت فرج خارج پاک ہے و امارطوبته الفرج الخارج فطاهرة اتفاقا(۱) درمختار اور رطوبت فرج داخل ناپاک ہے ومن وراء باطن الفرج فانه نجس قطعا(۲) شامی باب الانجاس ص ۳۲۲۔ پس اگر وہ سفید پانی اندر سے آیا ہے تو وہ ناپاک ہے اگر قدر درہم سے زیادہ بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو دھونا چاہئے۔

(۲) جو پیپ کہ زخم سے باہر نہیں تھی وہ ناپاک نہیں ہے، اگر کپڑے یا بدن کو لگ جاوے اگر چہ مقدار درہم سے زیادہ ہو، کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔ وہ اگر پانی پڑ کر زیادہ بھی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وکل مالیس بحدث لیس بنجس الخ۔(۳) اور نجاست اگر درہم سے کم بدن یا کپڑے کو لگے، اور پانی لگ کر زیادہ ہو جائے تو وہ مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے۔ کما فی الشامی وان کثر باصابة الماء الخ .(۴)

آدمی کی رال پاک ہے

(سوال ۳۹۸) آدمی کے منہ سے جو رال آتی ہے وہ پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) منہ سے جو رال آتی ہے وہ پاک ہے کماء فم النائم فانه طاهر مطلقاً وبه یفتی بخلاف ماء فم المیت فانه نجس الخ ۔(۵)

کتا نجس عین ہے یا نہیں اور اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۹۹) کلب نجس العین ہے یا نہیں۔ اگر نجس العین نہیں تو جن روایات وعبارات سے نجس العین ہونا کلب کا معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ اگر پاک پانی کتے کے پاک جسم سے لگا تو وہ پانی ناپاک ہو گیا، ان کے کیا معنی ہوں گے؟

(جواب) صحیح یہی ہے کہ کلب نجس العین نہیں ہے، جن روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلب نجس العین ہے، اور پانی جو اس کے جسم کو لگا وہ ناپاک ہے۔ یہ قول ضعیف ہے مفتی بہ نہیں ہے، احتیاط امر آخر ہے۔ مگر باعتبار قول اصح ومفتی بہ کے وہ پانی پاک نہیں ہے، دلائل کتب فقہ آپ کو خود معلوم ہیں۔(۶) فقط

منی دھونے کے بعد جو دھبہ رہ جائے اس کے ساتھ نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۰۰) احتلام کے بعد اگر کپڑا دھوڈالے اور اس پر دھبہ لگا رہ جاوے تو کیا نماز ہو جاوے گی؟

---

(۱) رد المحتار اباب الانجاس ص ۲۸۸ جلد اول ط.س. ج ۱ ص ۳۱۳ ۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار باب الا نجاس ص ۲۸۸ جلد اول ط.س. ج ۱ ص ۳۴۰ ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة ص ۱۳۰ ج ۱ ۳۰۱. ۱۲ ظفیر.
(۴) رد المحتار باب الا نجاس ص ۲۹۹ جلد اول ط.س. ج ۱ ص ۳۱۸ ۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض وضو ج ۱ ص ۱۲۸. ط.س. ج ۱ ص ۱۳۸ قبیل مطلب فی حکم کیّ الحمصة لعاب النائم طاهر سواء کان من الفم او منبعثا من الجوف عند ابی حنیفة و محمد رحمة الله علیهما وعلیه الفتویٰ واما لعاب المیت فقد قیل انه نجس هکذا فی السراج الو هاج (عالمگیری مصری باب فی النجاست فصل ثانی ج ۱ ص ۴۳. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۴۶) ظفیر.
(۶) واعلم انه لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیه الفتویٰ وان رجح بعضهم النجاسة فیباع ویوجر و یضمن ویتخذ جلده مصلی ودلوا ولو اخرج حیا ولم یصب فمه الماء لا یفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۹۲ ج ۱) قوله وعلیه الفتوی و هو الصحیح والا قرب الی الصواب بدائع وهو ظاهر المتون بحر مقتضی عموم الا دلة فتح ، قوله ولا الثوب بانتفاضه الخ وما فی الو لوالجیة وغیرها اذا خرج الکلب من الماء وانتفض فاصاب ثوب انسان افسده لالو اصابه ماء المطر لان المبتل فی الا ول جلده وهو نجس وفی الثانی شعره وهو طاهر اه فهو علی القول بنجاسة عینه کما فی البحر (رد المحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۹۲. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸) ظفیر.

(جواب) اس صورت میں نماز ہوجاوے گی۔(۱)

جو گندک پیشاب میں پکالی جائے وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۰۱) اگر گندک کو پیشاب میں پکایا جائے اور اس کو اتنا پکائے کہ پیشاب باقی نہ رہے تو وہ گندک پاک ہوجاوے گی یا نہیں؟

(جواب) وہ گندک کبھی پاک نہ ہوگی کما فی الشامی وفی الخانیة اذا صب الطباخ فی القدر مکان الخل خمراً غلطاً فالکل نجس لا یطهر ابداً و ماروی عن ابی یوسف انه یغلی ثلاثا لا یؤ خذبه وکذا الحنطة اذا طبخت فی الخمر لا تطهر ابداً(۲) الخ۔

بڑا تالاب جس میں جانور بٹھائے جاتے ہیں اس کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۰۲) ایک تالاب بستی کے کنارے پر ہے جس میں پانی بستی کا ہی زیادہ تر آتا ہے، مویشی وغیرہ کثرت سے وہ اس میں بیٹھے بٹھاتے ہیں، غرض صفائی کا انتظام نہیں ہوسکتا۔ ایسے تالاب کا پانی پاک ہے؟

(جواب) پاک ہے(۳)

پیشاب کے قطرات کپڑے کو لگ جائیں تو کیا کیا جائے

(سوال ۴۰۳) بوجہ مرض پیشاب کے قطرے کپڑے کو لگے رہتے ہیں ہر وقت پاک کرنے میں دقت ہوتی ہے کیا کیا جائے؟

(جواب) جب مقدار ناپاکی کی درہم کی مقدار سے بڑھ جاوے کپڑے کو دھو کر اور پاک کر کے نماز پڑھے۔(۴) فقط۔

دھوبی کے گھر کا کلف کیا ہوا کپڑا پاک ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۴) مولوی عبدالحی صاحب نے لکھا ہے کہ ہندو دھوبی کے یہاں کا دھلا ہوا کپڑا پاک ہے۔ اگر ہندو دھوبی اپنے گھر کا کلف یعنی ماوی پکا کر کپڑوں کو لگاوے تو اس صورت میں بھی کپڑا پاک ہوگا یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں بھی کپڑا پاک ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) وکذا یطهر محل نجاسة مرئیة بعد جفاف کدم بقلعها ای بزوال عینها واثرها الخ ولا یضر بقاء اثر کلون وریح لازم فلا یکلف فی ازالته الی ماء هار او صابون ونحوه (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۳ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر۔

(۲) رد المحتار باب الا نجاس مطلب فی تطهیر الدهن والغسل ص ۳۰۹ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۴ف ۱۲. ظفیر۔

(۳) الغدیر العظیم الذی لا یتحرک احد طرفیه بتحریک الطرف الا خرا اذا وقعت نجاسة فی احد جانبیه جاز الو ضوء من الجانب الا خر (هدایه ص ۴۱ باب المیاه) ظفیر۔

(۴) وقدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ کالدم والبول الخ جازت الصلوٰة معه وان زاد لم تجز (هدایه باب الا نجاس ص ۷۱ ج ۱)

(۵) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۵۷) جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو پاک ہے ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب او طلاق او عتق لم یعتبر وتمامه فی الا شباه (درمختار) من شک فی انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة اولا فهو طاهر مالم یستیقن وکذا الا بار والحیاض والحباب الموضوعات وفی الطرقات ویستقی منها الصغار والکبار و المسلمون والکفار (رد المحتار قبیل ابحاث الغسل ص ۱۴۰ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر۔

پڑیا کے رنگ سے رنگے ہوئے کپڑوں میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۵) پڑیہ کے رنگے ہوئے کپڑوں سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) جب تک کوئی امر یقینی معلوم نہ ہو شک کی وجہ سے حرمت ونجاست ثابت نہ ہوگی۔(۱) بناءً علیہ نماز پڑھنا پڑیہ کے رنگے ہوئے کپڑوں سے درست ہے اور عموم بلویٰ اس کے علاوہ ہے۔ بایں ہمہ احتیاط کرنا اچھا ہے۔ فقط۔

تانبے کا برتن ناپاک ہوجائے تو وہ کس طرح پاک ہوگا

(سوال ۴۰۶) اگر تانبے کا برتن ناپاک ہوجاوے تو دھونے سے پاک ہوجاوے گا یا قلعی کی ضرورت ہے؟

(جواب) دھونے سے پاک ہوجاتا ہے قلعی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲) فقط۔

چرخی وغیرہ جس کو کتا چاٹتا ہے اس سے بنا ہوا گڑ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۰۷) جس چرخی میں گنوں کا رس نکالتے ہیں اور جن برتنوں میں مٹھائی بناتے ہیں، ان سب برتنوں کو کتے چاٹتے ہیں۔ یہ گڑ وغیرہ پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) قواعد شرعیہ سے وہ گڑ وغیرہ پاک ہے، کھانا اس کا درست ہے۔(۳) فقط۔

اہل کتاب کے برتن پاک ہیں یا ناپاک اور ان کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے

(سوال ۴۰۸) ایک فریق کہتا ہے کہ نصاریٰ اہل کتاب ہیں ان کے ساتھ اکل وشرب جائز ہے اور ایک اس کے برخلاف ہے کہ نصاریٰ کے کھانے کے برتن اور حقہ وغیرہ کسی طرح پاک نہیں ہوسکتے۔ اس مسئلہ کا جواب مفصل مرحمت فرمائیں؟

(جواب) نصاریٰ دراصل اہل کتاب ہیں۔ باقی پابندی اپنے دین کی بھی وہ کرتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے۔ اور چونکہ وہ محرمات شرعیہ ونجس اشیاء کا استعمال کرتے ہیں جیسے شراب اور خنزیر اس لئے ان کے برتنوں میں ان کے ساتھ کھانا نہ چاہئے۔ اور یہ خیال کہ جھوٹا نصاریٰ کا کس طرح پاک نہیں ہوسکتا غلط ہے۔ ہر ایک ناپاک چیز برتن وغیرہ پاک ہوسکتے ہیں، اور حقہ مستعملہ نصاریٰ کا پاک ہے، اس میں وہم کرنے کی حاجت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) الیقین لایزول بالشک (الا شباه والنظائر ص ۷۵) ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم یعتبر (در مختار) فی التتارخانیة من شک فی انائه او ثوبه او بدنه اصابة نجاسة او لا فهو طاهر مالم یتیقن الخ وکذا مایتخذه اهل الشرک والجهلة من المسلمین کا لسمن والخبز والاطعمة والثیاب اه ملخصاً (رد المحتار قبیل ابحاث الغسل ص ۱۴۰ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر. (۲) والنجاسة ضربان مرئیة وغیره مرئیة فما کان منها مرئیا فطهارتها بزوال عینها لان النجاسة حلت المحل باعتبار العین فتزول بزوالها الخ وما لیس بمرئی فطهارته ان یغسل حتی یغلب علے ظن الغسل انه قد طهر (هدایه باب الا نجاس ص ۴۷ ج ۱) ظفیر. (۳) ومنها الا حراق الخ اذا حرق راس الشاة ملطخا بالدم وزال عنه الدم یحکم بطهارته (عالمگیری کشوری باب الانجاس ص ۴۷ ج ۱ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۴۴) ظفیر. (۴) فسور ادمی مطلقا ولو جنبا او کافر الخ طاهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر مطلب فی السور ص ۲۰۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ولعاب الانسان طاهر لتو لده من لحم طاهر اذا حرمته لکرامته لا لنجاسة وقوله تعالی انما المشرکون نجس المراد انهم ذونجاسة معنویة وهو الشرک الخ اما لو تلوث فمه بنجاسة الخ (غنیة المستملی فی الاسا ص ۱۶۴) ظفیر.

سور کاٹا گیا، اس کی نجاست دھوتے وقت پانی تختوں پر پڑا تو وہ کس طرح پاک ہوگا

(سوال ۴۰۹) ایک مجوسی نے مارکیٹ میں جس میں گوشت بکتا ہے سور کاٹا اور وہیں صاف کیا، مارکیٹ بحکم سرکاری روزانہ دھوئی جاتی ہے، چنانچہ جب وہ دھوئی گئی، تو وہی پانی تمام لکڑی کے تختوں پر بھی پڑا، اور انہیں تختوں پر گوشت بکتا ہے لہذا صفائی کا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے کہ لوگوں کا شک رفع ہو۔

(جواب) شامی میں ذخیرہ سے منقول ہے لو اصابت الا رض نجاسة فصب علیه الماء فجری الی قدر ذراع طهرت الارض والماء طاهر بمنزلة الماء الجاری ولو اصابها المطرو جری علیها طهرت ولو کان قلیلا لم یجز فلا شامی جلد اول ص ۱۹۳ [1]۔ اس سے معلوم ہوا کہ صورت اس کے پاک ہونے کی یہ ہے کہ بہت سا پانی پاک اس پر بہایا جاوے، اور اس کو دھویا جاوے پاک ہو جاوے گا، اور جاری پانی میں اگر اختلاط نجاست ہو تو وہ پاک ہی رہتا ہے۔ پس جن مواقع میں وہ پانی گذرے گا وہ مواقع پاک رہیں گی۔ فقط

جس چیز میں شراب ڈالی جائے اور دھوپ میں ڈال کرہ اڑادی جائے اس کا استعمال کیسا ہے اور سور کی چربی سے بنا ہوا صابون اور شراب کا سرکہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۱۰) کسی شے میں رس (شراب) ڈال کر دھوپ میں رکھ دی گئی، بعد کو اس شے کو تیل میں ڈالا گیا، اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں اور وہ دوا جس میں ڈال کر دھوپ میں اڑوائی وہ پاک ہے یا ناپاک؟ دیگر یہ کہ سور کی چربی کسی صابن میں پڑتی ہے اس کی نسبت کسی راوی نے بیان کیا ہے کہ اس کا استعمال کا فتاویٰ علماء دیوبند نے دیا ہے، آیا یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ ناپاک شئے کا جب استحالہ ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اس کی کیا صورت ہے۔ شراب میں نمک ڈال کر سرکہ ہو جاتا ہے۔ استعمال جائز ہے یا نہیں؟ حلال ہے یا ناپاک یا مکروہ؟

(جواب) استعمال اس تیل اور دوا کا ناجائز ہے۔ صابون کے مسئلہ کو درمختار اور شامی میں یہ لکھا ہے کہ ناپاک تیل اور نجس چربی اور مردار کی چربی سے جو صابون بنایا جائے وہ پاک ہے بسبب انقلاب حقیقت کے، جیسا کہ نمک میں کوئی مردار جانور گر جائے اور نمک ہو جائے تو وہ بھی پاک ہے۔ صابن کی بحث میں شامی میں ہے ویطهر زیت تنجس بجعله صابون به یفتی الخ درمختار [2] ص ۳۲۵ جلد نمبر ۱ وظاهره ان دهن المیتة کذلک الخ شامی۔ [3] وفی شرح المنیه مایو ٔید الا ول حیث قال وعلیه یتفرع مالو وقع انسان او کلب فی قدر الصابون فصار صا بونا ً یکون طاهراً لتبدل الحقیقة ۱ ۵ شامی [4] اور درمختار میں دوسری جگہ ہے ولا ملح کان حماراً او خنزیرا الخ لا نقلاب العین به یفتی [5] درمختار ج اص ۳۳۸ ان عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خنزیر کی چربی کا بھی یہی حکم ہے کہ صابون بن کر پاک ہو جاوے واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہی حکم ہے شراب کے سرکہ بنانے میں کہ سرکہ بن

---

(۱) رد المحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۳ مطلب الا صح انه لا یشترط فی الجریان المدد. ط.س. ج ا ص ۱۸۸ ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۲۹۱ ط.س. ج ا ص ۳۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۳) رد المختار باب الا نجاس ص ۲۹۱ قوله ویطهر زیت .ط.س. ج ا ص ۳۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۴) رد المحتار باب الا نجاس ص ۲۹۱ قوله ویطهر زیت.ط.س. ج ا ص ۳۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۱ جلداول.ط.س. ج ا ص ۳۲۶ ۱۲ ظفیر.

کرانقلاب عینی ہوجاتا ہے اور شراب شراب نہیں رہتی استعمال اس کا حلال ہے اور وہ پاک ہے شامی ص ۳۲۵ ج ا میں ہے نحو خمر صار خلا و حمار وقع ملحة فصار ملحا الخ فان ذلک کله انقلاب حقیقة الی حقیقة اخریٰ فقط۔(۱)

شیر خوار بچہ کا پیشاب نجس ہے

(سوال ۴۱۱) کیا شیر خوار بچہ کا پیشاب نجس ہے؟

(جواب) بول صبی نجس است لقوله علیه السلام. استنزهوا عن البول(۲) الحدیث فقط۔

جس سرکہ میں چھپکلی مرگئی اس کا کھانا کیسا ہے.

(سوال ۴۱۲) ایک گھڑا سرکہ قریب دس سیر کے ہے اس میں چھپکلی گر کر مرگئی اس کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اور کام میں لانا جیسے ضماد میں لانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) چھپکلی جس میں خون سائل نہیں ہے اس کے مرنے سے پانی وسرکہ وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر طباً اس کا کھانا مضر سمجھا جاوے تو نہ کھاوے۔ مگر اس صورت میں ضماد درست ہے، کیونکہ وہ پاک ہے۔ اگر بڑی قسم ہے جس میں خون بہنے والا ہے اس کے مرنے سے پانی وغیرہ ناپاک ہوجاتا ہے۔ پس اگر شبہ ہے کہ خون ہے یا نہیں تو استعمال اس کا نہ کرے، شامی میں ہے و کالحیة البریة الوزغة لو کبیرة لهادم سائل ۔(۳) اگر باوجود پاک ہونے کے بسبب مضرت کے نہ کھاوے تو ضماد درست ہے۔ فقط۔

جس ہاتھ سے کتے کو چھوئے بغیر دھوئے اس سے کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے چمڑے کا ڈول جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۳) کتے کو ہاتھ سے پیار کر کے کھانا کھا سکتے ہیں، اور کیا عرب میں کتے کی کھال کے ڈول بناتے تھے۔ اور جہاں کتے کے بال گرتے ہیں وہاں رحمت کا فرشتہ آتا ہے یا نہیں؟

(جواب) کتے کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک نہیں ہوتا۔ البتہ جو فقہاء کتے کے نجس العین ہونے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اگر بدن اس کا تر ہو تو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک ہوجاوے گا اور اگر خشک ہے تو ناپاک نہ ہوگا۔ بہر حال احتراز اس فعل سے اولیٰ ہے۔ اسی طرح کتے کی کھال کو دباغت دے کر ڈول بنانا بھی درست ہے اور جو نجس العین کہتے ہیں وہ جائز نہیں کہتے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ نجس العین مثل خنزیر کے نہیں ہے۔(۴) اور حدیث شریف میں ہے لا تد خل

---

(۱) رد المحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱ تحت قوله ویطهر زیت الخ ۱۲ ظفیر.
(۲) نصب الزایه ج ۱ ص ۱۲۸ . ۱۲ ظفیر. (۳) رد المحتار باب المیاه ص ۱۷۱ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵ . ۱۲ ظفیر.
(۴) واعلم انه لیس الکلب بنجس العین عند الا مام وعلیه الفتویٰ الخ فیباع ویو جرو یضمن ویتخذ جلده مصلی ودلوا ولو اخرج حیا ولم یصب فمه الماء لا یفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه الخ ولا خلاف فی نجاسة لحمه وطهارة شعره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۹۲ . ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸) ظفیر.

الملائکة بیتاً فیه کلب و لا تصاویر. (۱) یعنی جس گھر میں کتا ہو یا تصویر ہو اس گھر میں فرشتے نہیں آتے۔ اس میں بالوں کے گرنے کا ذکر نہیں ہے۔ فقط۔

جو رطوبت بہتی نہیں وہ ناقض وضو ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۴/۱) اگر کسی کے بدن میں زخم ہو اور اس سے رطوبت جاری نہ ہو تو ناقض وضو ہے یا نہ؟

نہ بہنے والی رطوبت سے کپڑا ناپاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۴۱۵/۲) اس رطوبت سے کپڑا ناپاک ہوگا یا نہ؟

مقدار درہم سے ناپاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۴۱۶/۳) اگر کپڑا نجس نہیں ہوا تو مقدار درہم سے ناپاک ہوگا یا نہ؟

زخم دبانے سے ریم نکلے تو اس سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں

(سوال ۴۱۷/۴) اگر زخم کے دبانے کی وجہ سے سیلان ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا یا نہ؟

(جواب) (۱) وہ رطوبت جب تک سائل نہ ہوگی ناقض وضو نہیں ہے۔ (۲)

(۲) کپڑا اس سے ناپاک نہ ہوگا کیونکہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جس سے وضو نہیں جاتا وہ نجس بھی نہیں ہے۔ (۳)

(۳) جب کہ معلوم ہوا کہ وہ نجس نہیں ہے تو مقدار درہم ہو یا زیادہ اس سے کپڑا نجس نہ ہوگا۔ امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر پانی میں گرے تو پانی ناپاک ہو جاوے گا اور کپڑے کو لگے تو ناپاک نہ ہوگا۔ درمختار میں جوہرہ سے منقول ہے کہ بہنے والی چیزوں میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے اور کپڑے و بدن پر امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے۔ یعنی بدن و کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔ بخلاف مائعات مثل پانی وغیرہ کے کہ وہ ناپاک ہو جاوے گا۔ بناءً علیہ اگر وہ کپڑا پانی میں گر جاوے تو پانی ناپاک ہو جاوے گا۔ (۴)

(۴) سیلان کسی وجہ سے بھی ہو خواہ خود بہنے سے یا دبانے سے ہر حال میں وضو نہ رہے گا۔ (۵) فقط۔

---

(۱) مشکوٰة المصابیح باب التصاویر فصل اول ص ۳۸۵. ۱۲ ظفیر.

(۲) وینقضه خروج کل خارج نجس منه ای من المتوضی الحی معتادا اولا ، من السبیلین اولا الیٰ مایطهر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۴ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴) ظفیر. وکل مالیس بحدث اصلا کفی قلیل ودم لو ترک لم یسل لیس بنجس عند الثانی وهو الصحیح رفقا باصحاب القروح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۰) ظفیر. (۳) وکل مالیس بحدث اصلا کفی قلیل ودم لو ترک لم یسل لیس بنجس عند الثانی وهو الصحیح رفقا باصحاب القروح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۰) ظفیر. (۴) خلافا لمحمدو فی الجوهرة یفتی بقول محمدلو المصاب مائعا (درمختار) ای کالماء ونحوه اما الثیاب والا بد ان فیفتی بقول ابی یوسف (رد المحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۰ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۰) ظفیر. (۵) والمخرج بعصر والخارج بنفسه سیان فی حکم النقض علی المحتار کما فی البزازیه الخ (در الختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۷ ط.س. ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.

غسل کے بعد نجس کپڑا پہن لیا تو بدن پاک رہا یا نہیں

(سوال ۴۱۸) ایک شخص کو احتلام ہوا، اس نے بعد غسل وہی کپڑا پہن لیا، اور مکان آ کر دوسرا لباس استعمال کیا، وہ پاک ہے یا ناپاک ہے؟

(جواب) اگر بدن خشک کر کے وہ لباس پہنا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر بدن تر ہے تو اس ناپاک لباس کو نہ پہنے کہ احتمال ہے بدن کے ناپاک ہونے کا۔ جو کچھ ہوا اس میں شبہ نہ کرے اور آئندہ کو احتیاط رکھے۔(۱) فقط۔

کتے کا چمڑا بعد دباغت پاک ہے یا ناپاک اور اس پر نماز وقرآن پڑھنا کیسا ہے.

(سوال ۴۱۹) زید نے جلد کلب کو دباغت دے کر جانماز بنالی ہے اور مسجد میں بچھا کر اس پر نماز پڑھتے اور قرآن اس پر رکھتے ہیں یہ امر جائز ہے یا نہ؟

(جواب) جلد کلب وغیرہ کے بارہ میں درمختار میں مذکور ہے واعلم ان الکلب لیس بنجس العین عند الا مام وعلیہ الفتویٰ وان رجح بعضھم النجاسة کما بسطہ ابن الشحنہ فیباع ویوجرو یضمن ویتخذ جلدہ مصلی ودلواً الخ شامی میں ہے قولہ وعلیہ الفتویٰ وھو الصحیح والاقرب الی الصواب بدائع وھو ظاھر المتون بحر مقتضی عموما الا دلة فتح .(۲) پس درمختار وشامی وبدائع وبحر وفتح القدیر سے ترجیح جواز کی معلوم ہوئی اگر کسی نے ایسا کیا تو محل اعتراض نہیں ہے اور احتیاطاً نہ کرنا دوسری بات ہے۔ جواز میں کلام نہیں فقط۔

اچار کے برتن میں چوھیا گر کر مرگئی تو پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۲۰) ایک برتن میں تیل کا اچار تھا اور تیل برتن کے اوپر منہ تک بھرا ہوا تھا۔ اس میں ایک چوہی گر کر مرگئی تو وہ اچار پاک ہے یا ناپاک، اگر تیل کو اوپر سے پھینک دیا جائے تو اچار کو کھا سکتے ہیں یا نہ؟

(جواب) وہ تیل اور اچار سب ناپاک ہوگیا۔ کام کا نہیں رہا۔(۳) تیل اگر جلانے کے کام کا ہو تو گھر کے چراغ میں جلا لیا جاوے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ولو لف فی مبتل بنحو بول ان ظھر نداوتہ او اثرہ تنجس والا لا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۲۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۴۷) ظفیر.

(۲) رد المحتار باب المیاہ قبیل مطلب فی المسک الخ ص ۱۹۲ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) ویحکم بنجا ستھا مغلظة من وقت الوقوع ان اعلم الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۲۰۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر

(۴) بل یستصبح بہ فی غیر مسجد (درمختار) وانما ھذا فی الدھن المتنجس فقط (رد المحتار بعد مطلب فی حکم الوشم باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۱) ظفیر.

کافر پاک ہے یا ناپاک اور اس کا پکایا ہوا یا ہاتھ لگایا ہو کھانا کیسا ہے

(سوال ۴۲۱) کافر نجس ہے یا طاہر ہے۔ اگر نجس ہے تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا یا ہاتھ لگایا ہوا پاک ہے یا ناپاک۔ اگر پاک ہے تو کس دلیل سے پاک ہے۔ اور اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی چیز کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) کافر باعتبار عقائد باطنیہ کے نجس ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **انما المشرکون نجس قال الشامی فالمراد بقوله تعالیٰ انما المشرکون نجس النجاسة فی اعتقادھم الخ** .(۱) پس معلوم و محقق ہوا کہ نجاست کافر کی باعتبار اعتقاد کے ہے۔ نہ باعتبار ظاہر کے۔ تو اگر اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست ظاہر نہ ہو تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا یا ہاتھ لگایا ہوا کھانا پاک ہے اور درست ہے۔(۲) آنحضرت ﷺ نے بھی کفار کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا تناول فرمایا ہے فقط۔

پانی بہنے سے ازالۂ نجاست ہو جائے تو پاک ہے

(سوال ۴۲۲) فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس چیز پر تین بار پانی بہہ جائے وہ تین دفعہ دھونے یا رگڑنے اور نچوڑنے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ کیا یہ کلیہ بدن کو بھی شامل ہے کہ نجاست جس جگہ بدن پر لگی ہو تین بار پانی بہایا جاوے اور ہاتھ سے ملنا شرط نہ ہو؟

(جواب) اگر پانی بہانے سے ازالۂ نجاست ہو جائے تو بدن بھی پاک ہو جاتا ہے۔(۳) فقط۔

منی کا شبہ کپڑے پر ہو:

(سوال ۴۲۳) منی یا پیشاب کا شبہ کسی کپڑے پر ہے اور یہ متعین ہے کہ قدر درہم سے کم ہے تو کپڑا پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) شبہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا،(۴) اور اگر درہم کی برابر نجاست نہیں ہے تو نماز ہو جاتی ہے، البتہ زیادہ درہم سے ہو تو دھونا ضروری ہے، درمختار میں ہے **وعفی الشارع عن قدر الدرهم الخ** ۔(۵) فقط۔

کبوتر کی بیٹ نجس ہے یا نہیں اور مسجد میں جو کبوتر ہوں انہیں بیچ کر قیمت مسجد میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۴۲۴) کبوتروں کا گو نجس ہے یا نہیں اور مسجد میں جو کبوتر رہتے ہیں ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت اسی مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) رد المحتار فصل فی البئر مطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵ . ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲. ۱۲ ظفیر.

(۲) فی التا تارخانية من شک فی انائه الخ فهو طاهرو کذا (ای طاهر) ما یتخذه اهل الشرک او الجهلة من المسلمين کالسمن و الخنزير الا طعمة والثياب (رد المحتار قبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰ . ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفير.

(۳) وکذا يطهر محل نجاسة الخ مرئية بقلعها ای بزوال عينها واثرها ولو بمرة او بما فوق ثلاث (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۲ . ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفير

(۴) ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار قبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰ . ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفير. (۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶ اس کے آگے ہے وعفی الشارع عن قدر الدرهم وان کره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض والعبرة لو قت الصلاة لا الا صابة علی الاکثر (ايضا . ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶) ظفير

(جواب) کبوتروں کی بیٹ پلید نہیں ہے،(۱) اور مسجد کے کبوتروں کو پکڑ کر فروخت کر کے مسجد میں اس قیمت کو صرف کرنا درست ہے۔

کتے کا لعاب ناپاک ہے اور بقیہ بدن پاک، یہ کیسے

(سوال ۴۲۵) بہشتی زیور میں یہ تحریر ہے کہ کتے کا لعاب دہن ناپاک ہے اور تمام پاک ہے، یہ کیونکر ہے؟

(جواب) کتے کے بارے میں یہ قول صحیح ہے کہ وہ نجس العین مثل خنزیر کے نہیں ہے اس لئے سوائے اس کے لعاب دہن کے وہ تمام پاک ہے۔ پس مسئلہ بہشتی زیور کا صحیح اور مفتی بہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے **واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند اللامام وعليه الفتوىٰ الى ان قال ولاخلاف فى نجاسة لحمه وطهارة شعره وفى الشامى قوله ولا خلاف فى نجاسة لحمه ولذا اتفقوا على نجاسة سوره المتو لد من لحمه الخ** (۲) فقط۔

تمباکو پر کتا بیٹھ گیا تو وہ ناپاک تو نہیں ہوا

(سوال ۴۲۶) بنی ہوئی تمباکو رکھی ہوئی تھی جس میں کچھ نمی باقی تھی، رات کو کتا آ کر بیٹھ گیا، صبح کو اس میں اس کی روئیں پائے گئے۔ اب اس تمباکو کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) تمباکو پاک ہے، استعمال اس کا جائز ہے۔ (۳) فقط۔

حالت جنابت کا پسینہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۲۷) گرمی کے ایام میں اگر حالت جنابت میں پسینہ آ جاوے تو اس سے کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) جنبی کا پسینہ ناپاک نہیں ہے اس پسینہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

کپڑے پر ناپاکی لگ گئی اور پتہ نہیں چلتا تو کیا کرے

(سوال ۴۲۸) اگر سوتے ہوئے روئی کے کپڑے پر داغ ناپاکی کا لگ جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس جگہ لگا ہے تو اس

---

(۱) وذرق مایو کل لحمه من الطير طاهر عند نا مثل الحمام والعصا فير كذا فى السراج الو هاج (عالمگیری کشوری باب النجاسة ص ۴۵ ج ۱) ظفير.

(۲) رد المحتار قبيل فصل البئر ص ۱۹۲ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۰. ۱۲ ظفير.

(۳) واعلم انه ليس الكلب بنجس العين الخ ولاخلاف فى نجاسة لحمه وطهارة شعره (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۲ باب المياه. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸ ظفير)

(۴) وحكم عرق كسور (درمختار) فسور آدمى مطلقا ولو جنبا او كافر الخ ظاهر (الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب فى السور ج ۱ ص ۲۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ظفير.

کے پاک کرنے کی کیا صورت ہے سب کو دھونے سے روئی خراب ہوتی ہے۔
(جواب) ایسے کپڑے کا کوئی سا کونہ دھولیا جائے سب پاک سمجھا جائے گا۔(۱) فقط۔

المونیم کا برتن ناپاک ہوگیا تو وہ کیسے پاک کیا جائے

(سوال ۴۲۹) المونیم کے برتن اگر ناپاک ہوجاویں تو مانجھنے اور تین دفعہ دھونے سے پاک ہوسکتے ہیں یا کیا؟
(جواب) وہ ظروف مانجھنے اور دھونے سے پاک ہوجائیں گے۔(۲) فقط۔

منی کا داغ بعد دھونے کے پاک ہے

(سوال ۴۳۰) اگر منی کپڑے پر گر جاوے اور کپڑے کو دھو کر پاک کرلیا جاوے مگر داغ نہ جاوے تو وہ کپڑا پاک ہے یا نہیں؟
(جواب) اگر داغ اور دھبہ نہ جاوے کچھ حرج نہیں ہے کپڑا پاک ہے۔(۳) فقط۔

مٹی کا برتن ناپاک ہوجائے تو دھونے سے پاک ہوجائے گا

(سوال ۴۳۱) مٹی کا برتن اگر ناپاک ہوجائے تو دھونے سے پاک ہوسکتا ہے یا نہیں؟
(جواب) دھونے سے پاک ہوسکتا ہے، تین دفعہ اس کو دھویا جاوے۔(۴) فقط۔

شراب بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو دھونے سے پاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۴۳۲/۱) ایک شخص شراب کی بھری ہوئی بوتل لایا جو تر ہے، شراب میں اس شخص نے وہ ہاتھ جس میں بوتل لایا تھا دوسرے شخص کے کپڑوں کو لگا دیئے تو یہ کپڑے دھونے سے پاک ہوجائیں گے یا نہیں اور کپڑے مذکور سے جو کپڑا لگا وہ بھی ناپاک ہوگیا یا نہیں اور نماز اس سے صحیح ہے یا نہیں اور جس ہاتھ کو شراب کی تری لگ جاوے وہ دھونے سے پاک ہوجائیں گے یا نہیں؟

---

(۱) وغسل طرف ثوب او بدن اصابت نجاست محلاعنه ونسی لمحل مطهر له وان وقع الغسل بغیر تحری. هو المختار (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الا نجاس ص ۳۰۱ ج ۱ وص ۳۰۲ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۲۷) ظفیر.
(۲) وکذا یطهر محل نجاسة مرئیةبقلعها ولا یضر بقاء اثرلازم وغیر ها بغلبة ظن غاسل لو مکلفا طهار ة محلها مختصرا (الدر المختار) الا وانی ثلثة انواع خزف وخشب وحدید ونحو هاوتطهیر ها علی اربعة اوجه حرق نحت ومسح وغسل فان کان الاناء من خزف او حجر وکان جدید او دخلت النجاسة فی اجزائه یحرق وان کان عتیقا یغسل وان کان من خشب جدید ینحت من قدیم یغسل وان من حدید او صبفر او رصاص او زجاج وکان صقیلا یمسح وان کان خشنا یغسل (الطحطاوی علی الدر باب الا نجاس ج ۱ ص ۱۶۳) ظفیر.
(۳) ولا یضر بقاء اثر کلون رریح لا زم فلا یکلف فی ازالة الی ماء حار او صابون ونحوه (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۳۰۴ باب الا نجاس. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۹) ظفیر.
(۴) وکذا ایطهر محل نجاسة مر ئیة بقلعها الخ وغیرها بغلبة ظن غاسل الخ وقدر یغسل وعصر ثلاثا الخ (درمختار باب الانجاس. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸).

سور کھانے والے نے قلم منہ میں رکھ لیا اور پھر اسی کو مسلمان نے، تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۳۳/ ۲) جو کسان سور کھاتے ہیں ان کے لڑکوں نے جو قلم منہ میں لیا اور پھر اس قلم کو غلطی سے مسلمان نے منہ میں رکھ لیا تو منہ ناپاک ہوا یا نہ؟

(جواب) (۱) اگر تری شراب کی کپڑے کو یا ہاتھ کو لگ جاوے تو دھونے سے وہ پاک ہو جاتا ہے،(۱) اور جس کپڑے کو وہ کپڑا لگا، اور دوسرے کپڑے میں بھی تری آئی تو وہ ناپاک ہوا اور نہ نہیں (۲) اور دھونے سے پاک ہو جاوے گا اور دھونے کے بعد نماز صحیح ہے۔

(۲) اور جو قلم کسانوں کے لڑکے منہ میں رکھیں اگر کسی مسلمان نے اس قلم کو غلطی سے منہ میں رکھ لیا تو کچھ حرج نہیں ہے منہ ناپاک نہیں ہوا۔ (۳) فقط۔

لوٹا جس پر بارش کا ناپاک پانی بہہ کر گذرا، پاک رہا یا ناپاک ہوگیا

(سوال ۴۳۴) کورے لوٹے رکھے ہوئے تھے، ان سے ایک گز کے فاصلہ پر کتے نے پاخانہ کر دیا، اس پر بارش ہوئی، بارش کا پانی لوٹوں کے نیچے سے ہو کر گذرا، اب وہ لوٹے پاک ہیں یا ناپاک؟

(جواب) اس صورت میں لوٹے پاک ہیں، کیونکہ جاری پانی بارش کا پاک ہوتا ہے اس میں اگر نجس پانی بھی شامل ہو جاوے تو جاری پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (۴) فقط۔

آدمی کے بال کی جڑ ناپاک ہے یا پاک

(سوال ۴۳۵) آدمی کے بال اگر اکھاڑے جاویں تو ان بالوں کا سر ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) ناپاک ہوتا ہے۔ (۵) فقط۔

بدن کے کسی حصہ پر گانجہ یا بھنگ پڑ جائے تو کیسے پاک ہوگا

(سوال ۴۳۶) اگر کسی شخص کے بدن کے کسی حصہ پر بھنگ یا گانجہ پڑ جائے یا لگ جائے تو اس کے بدن کا اس قدر حصہ

---

(۱) وکذا یطهر محل نجاسة مر ئیة بقلعها الخ وغیرها بغلبة ظن غاسل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۳ . ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸ ظفیر)

(۲) واذا لف الثوب المبلول النجس فی ثوب طاهر یا بس فظهرت نداوته ای نداوة الثوب المبلول علی الطاهرو لکن لا یصیر رطبا بحیث یسیل منه شئی بالعصر بل کان بحیث لو عصر لا یسیل منه شئی لا یتقا طر اختلف المشائخ فیه والا صح انه لا یصیر النجاسة (غنیة المستملی فصل فی الأسار ص ۱۷۱) ظفیر.

(۳) فسور ادمی مطلقا ولو جنبا او کافرا الخ طاهر (ایضا مطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵) ولعاب الا نسان طاهر لتو لده من لحم طاهر اذ حرمته لکرامته لا لنجاسة وقوله تعالیٰ انما المشرکون نجس المراد انهم ذو نجاسة معنویة والشرک الخ اما لو تلوث فمه بنجاسة الخ (غنیة المستملی فصل فی الأسار ص ۱۶۴) ظفیر.

(۴) وفی بعض الفتاویٰ قال مشائخنا المطر مادام یمطر فله حکم الجریان حتی لو اصاب العذرات علی السطح ثم اصاب ثوبا لا یتنجس الا ان یتغیر (عالمگیری کشوری الباب الثالث فی المیاء ج ۱ ص ۱۵ . ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۷) ظفیر

(۵) وشعر الانسان غیر المنتوف الخ طاهر (درمختار). قوله غیر المنتوف اما المنتوف فنجس المراد رؤسه التی فیها الدسومة (ردالمحتار باب المیاه ص ۱۹۱ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۲۰۷) ظفیر.

کاٹ ڈالنے کے قابل ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟

(جواب) یہ بیان غلط ہے کہ اس بدن کے حصہ کو کاٹ ڈالنا چاہئے۔ بلکہ دھو دینا اس کو کافی ہے۔(۱) فقط۔

سوتی ناپاک کپڑا کیسے پاک کیا جائے گا

(سوال ۴۳۷) روئی کا کپڑا دھونے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں جب کہ وہ ناپاک ہو جائے، اور اس کے دھونے کا کیا طریقہ ہے؟

(جواب) دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اور کوئی نیا طریق اس کے دھونے کا نہیں ہے لیکن اگر نجاست صرف اوپر کے استر پر ہے اور روئی تک نہیں پہنچی تو صرف اوپر کا استر دھو لینا کافی ہے اور اگر روئی تک پہنچی ہے تو روئی وغیرہ کا دھونا بھی ضروری ہے۔(۲) فقط۔

چمار نے جوتا بھگو کر سیا پاک رہا یا نہیں

(سوال ۴۳۸) ہندو چمار سے جوتا ٹکوایا۔ نہ معلوم طاہر پانی تھا یا نجس اور جوتا پاک تھا، تو اب جوتا دھویا جا ئے یا پاک ہے؟

(جواب) وہ جوتا پاک ہی سمجھا جاوے گا، کیونکہ شبہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا۔(۳) فقط۔

ناپاک گھی اور تیل کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۴۳۹) تیل یا گھی میں چوہا گر کر مر گیا تو شرعاً کوئی تدبیر ایسی بھی ہے کہ جس سے یہ نجس تیل یا گھی پاک کر لیا جائے اور اس کا استعمال اکلاً وشرباً وادہاناً درست ہو جائے۔ اگر بعد تطہیر اس کا استعمال غیر اکل و شرب ہی میں جائز ہو تو بحوالہ تحریر فرمایا جاوے اور یہ سوال سمن مائع کے متعلق ہے جمے ہوئے کے متعلق نہیں ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ویطھر لبن وعسل ودھن یغلی ثلثا.(۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ دودھ اور شہد اور تیل تین دفعہ جوش دینے سے پاک ہو جاتا ہے، یعنی ہر ایک دفعہ اس قدر جوش دیا جاوے کہ پانی جل جائے اور یہی حکم جو تیل کا ہے گھی غیر جامد کا ہے، اور شامی میں ہے کہ تیل میں جوش دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر دفعہ پانی ڈال کر اس کو خوب ہلایا جاوے، پھر جب کچھ ٹھہرنے سے تیل اوپر آ جائے اس کو علیحدہ اٹھا لیا جائے۔

---

(۱) وکذا یطھر محل نجاسة مرئیة بقلعھا الخ وغیرھا بغلبة ظن غاسل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۳) ظفیر. تطھیر النجاسة واجب عن بدن المصلی وثوبه الخ ویجوز تطھیرھا بالماء الخ (ھدایه باب الانجاس ص ۶۹ ج ۱) ظفیر. (۲) تطھیر النجاسة واجب عن بدن المصلی وثوبه الخ او یجوز تطھیر ھا بالماء الخ (ھدایه باب الانجاس ص ۶۹ ج ۱) ظفیر. (۳) فلو علم نتنه بنجاسة لم یجز ولو شک فالاصل الطھارة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المیاہ ج ۱ ص ۱۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۶) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب تطھیر الانجاس مطلب فی تطھیر الدھن والعسل جلد اول ص ۳۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۴. ۱۲ ظفیر.

اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے۔(۱) فقط۔

مرغی بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈال دے تو پاک رہا یا ناپاک ہوگیا

(سوال ۴۴۰/۱) مرغی نے بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈال دی تو وہ پاک ہے یا نہیں؟

کوے یا مرغی نے دودھ یا پانی میں چونچ ڈال دی تو وہ پاک ہے

(سوال ۴۴۱/۲) کوے یا مرغی نے دودھ میں یا پانی کے پیالہ میں چونچ ڈال دی تو وہ دودھ اور پانی پاک ہے یا نہیں؟

دوہتے وقت پیشاب دودھ میں پڑ جائے تو وہ ناپاک ہوگیا

(سوال ۴۴۲/۳) دودھ نکالتے وقت اسی جانور کا پیشاب دودھ میں گر گیا وہ دودھ پاک ہے یا ناپاک۔

(جواب)(۱) پاک ہے۔(۲)

(۲) وہ دودھ اور پانی پاک ہے۔(۳)

(۳) وہ دودھ جس میں پیشاب گر گیا ناپاک ہے۔(۴) فقط۔

سور کنویں میں گرے اور زندہ نکال لیا جائے تو پانی ناپاک ہوا یا نہیں

(سوال ۴۴۳) ایک سور کنویں میں گر گیا لیکن اس کو زندہ نکال لیا اس کنویں کے پانی کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

(جواب) تین سو ڈول اس چاہ سے نکال دینا کافی ہے (اس لئے کہ وہ پانی ناپاک ہوگیا تھا۔ظفیر) دوسو ۲۰۰ واجب ہیں اور تین ۳۰۰ سو مستحب ہیں۔ پس بہتر ہے کہ تین ۳۰۰ سو ڈول نکال دیئے جائیں پھر پانی اور ڈول ورسی و چاہ سب پاک ہوجاویں گے۔ **وقیل یفتی بمأ تین الیٰ ثلثما ئة وھذا ایسر الخ در مختار وفی ردالمحتار وافاد فی النھر ان المأ تین واجبتان والمائة الثالثة مندو بة الخ** .(۵) فقط۔

---

(۱) قال فی الدرولو تنجس العسل فتطهیره ان یصب فیه ماء بقدره فیغلی حتی یعود الی مکانه والدهن یصب علیه الماء فیغلی فیعلوا الدهن الماء فیرفع بشئی هکذا ثلاث مرات اه فقد صرح فی مجمع الزوائد وشرح القدوری انه یصب علیه مثله ماء ویحرک فتأ مل (ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۴) ظفیر.

(۲ و ۳) وسور هرة ودجاجة مخلاة الخ وسباع طیر لم یعلم ربها طهارة منقارها وسوا کن بیوت طاهر للضرورة مکروه تنزیها فی الا صح ان وجد غیره والا لم یکره اصلا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی السور ص ۲۰۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۳) ظفیر.

(۴) وبول ماکول اللحم نجس نجاسة خفیفة وطهره محمد ولا یشرب بوله اصلا لا للتداوی ولا لغیره عند ابی حنیفة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۹۳ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۰) ظفیر.

(۵) ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵ مطلب یہ ہے کہ خنزیر (سور) کے کنویں میں گر جانے سے کنویں کا پانی ناپاک ہوجاتا ہے اس لئے کہ وہ نجس العین ہے خلا جلد خنزیر فلا یطهر (درمختار) لانه نجس العین بمعنی ان ذاته بجمیع اجزائه نجسة حیا و میتا (ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۸۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۴) ظفیر.

چوہے کی مینگنی کا کیا حکم ہے

(سوال ۴۴۴) خرء الفار یعنی چوہے کی مینگنی کے بابت مفصل احکام کیا ہیں تیل یا گھی یا کسی شربت قوام شدہ یا سرکہ یا دودھ وغیرہ میں اگر پائی جاوے تو کس حالت میں وہ چیز ناپاک ہوگی اور پھولنے اور ریزہ ریزہ ہوجانے سے نجاست میں کچھ اثر ہوگا یا نہ؟

(جواب) خرء الفارۃ چوہے کی مینگنی کے متعلق درمختار باب الانجاس میں ہے وسیجئی اخر الکتاب ان خرء ھا لا یفسد مالم یظھر اثرہ .(۱) یعنی چوہے کی مینگنی کسی چیز کو ناپاک نہیں کرتی جب تک کہ اس کا اثر ظاہر نہ ہو یعنی زیادہ نہ ہوں کہ ان کا اثر طعم ولون وغیرہ پر ظاہر وغالب ہوجائے۔ اور آخر کتاب مسائل شتی میں لکھا ہے ولا یفسد خرء الفارۃ الدھن والماء والحنطۃ للضرورۃ الا اذا ظھر طعمہ او لو نہ فی الدھن ونحو لفحشہ وامکان التحرز حینئذ. خانیۃ .(۲)

پس جس قدر اشیاء آپ نے سوال میں درج فرمائی ہیں چوہے کی مینگنی سے سب پاک رہیں گی جب تک کثیر فاحش ہو کر ان کے رنگ یا مزہ کو نہ بدل دے اور ریزہ ریزہ ہونا یا پھولنا اور نہ پھولنا سب اس بارہ میں برابر ہے۔ فقط۔

نجس گارے سے تیار کردہ اینٹیں صرف خشک ہونے سے پاک ہوں گی یا نہیں

(سوال ۴۴۵) جو اینٹیں نجس گارے سے تیار کی جائیں کیا وہ صرف ہونے سے بغیر آگ میں پختہ کئے ہوئے پاک ہوسکتی ہیں یا نہیں؟ حدیث شریف میں جو حکم ذکاۃ الا رض یبسھا وارد ہے وہ زمین اور جو شئی زمین کے حکم میں ہے فقہاء اس کے لئے لکھ رہے ہیں۔ پس جو خام اینٹیں نجس گارے سے تیار ہوئی ہیں اور کسی جگہ پر مفروش بھی نہیں ہوئی بلکہ موضوع علی الارض ہیں، ان کی پاکی یا ناپاکی سے مطلع فرمایا جائے۔

(جواب) جو خام اینٹیں نجس گارے سے تیار ہوں یا ان کو نجاست لگ جاوے تو ان کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ زمین میں مفروش یعنی بچھی ہوئی ہوں، (۳) تو خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہیں اور اگر ویسے ہی رکھی ہوئی ہوں کہ منقول ومحول ہوتی ہوں تو وہ خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی کما فی الدر المختار وحکم اجر ونحوہ کلبن مفروش الخ کذالک ای کارض فیطھر بجفاف الخ قولہ مفروش ای علی الارض مثلہ البلاط اما لو کان موضوعین ینقلان ویحو لان فانھما لا یطھران بالجفاف لانھما لیسا بارض (۴) طحطاوی فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا نجاس جلد اول ص ۲۹۴ .ط.س. ج ا ص ۳۱۹ ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مسائل شتی جلد خامس ص ۶۴۰ .ط.س. ج۶ ص ۷۳۲ ۱۲ ظفیر اس سے پہلے یہ عبارت ہے خبزو جد فی خلا لہ خرء فارۃ فان کان الخرء صلبا رمی بہ واکل الخبز (ایضاً وفی القھستانی عن المحیط خرء الفارۃ لا یفسد الدھن والحنطۃ المطحونۃ مالم یتغیر طعمھا قال ابو اللیث وبہ نا خذ (ردالمحتار مسائل شتی ج ۵ ص ۶۴۰ . ط.س. ج۶ ص ۷۳۲) ظفیر. (۳) یعنی اس طرح کہ وہ زمین سے چپکی ہوئی ہیں . ۱۲.
(۴) طحطا وی علی الدر المختار باب الا نجاس ج ا ص ۱۵۸ ایسی رکھی ہوئی اینٹوں کے پاک ہونے کے لئے پکنا ضروری ہے والطین النجس اذا جعل منہ الکوز والقدر اوغیرھما فطبخ یکون ذلک المعمول طاھر الا ضمحلال النجاسۃ بالنارو زوالھا وھذا اذا لم یکن اثر النجاسۃ ظاھرا فیہ بعد الطبخ (غنیۃ المستملی فصل فی الا سار ص ۱۸۶) ظفیر.

بول نبوی سے متعلق ایک واقعہ اور اس کے متعلق سوال

(سوال ۲۴۶) ایک مولوی صاحب نے وعظ میں ایک روایت بیان فرمائی کہ حضرت حفصہ بنت حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ کا قارورہ پی لیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اور یہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا بول وبراز پاک تھا کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب) یہ روایت احقر کی نظر سے کہیں نہیں گذری اور نہ اس کی صحت وضعف کا کچھ حال معلوم ہے، البتہ طہارت بول و براز آنحضرت ﷺ کی تصریح مواہب الدنیہ وغیرہ میں منقول ہے۔ کما فی ردالمحتار صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله صلی اللہ علیه وسلم وسائر فضلا ته وبه قال ابو حنيفة كما نقله فی المواهب الدنية عن شرح البخاری للعينی الخ.(۱) فقط۔

کتے نے شوربے کی دیگ میں منہ ڈال دیا اس کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۲۴۷) کتے نے شوربے کی دیگ میں منہ ڈال دیا اور کسی قدر شوربہ پی لیا تو شوربے کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے اگر شوربے میں اور کسی قدر شوربہ یا پانی ملایا جاوے، اور شوربہ دیگ کے منہ پر سے بہہ جاوے تو دیگ میں جو شوربہ ہے وہ پاک ہو جاوے گا۔ یا نہیں؟

(جواب) یہ طریق جو سوال میں لکھا ہے کہ اس دیگ میں شوربا یا پانی اس قدر ملایا جاوے اور ڈالا جاوے کہ منہ کے اوپر کو بہہ جاوے تو یہ طریق بھی پاک کرنے کا فقہاء نے لکھا ہے، اور دوسرا طریق پاک کرنے کا یہ ہے کہ جس قدر وہ شوربا ہے، اسی قدر پانی اس میں ڈال کر پکایا جاوے کہ وہ زائد پانی جل جاوے، اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے تو وہ شوربا پاک ہو جاوے گا۔(۲) قال فی الشامی ومقتضاه انه علی القول الصحيح تطهر الاوانی ايضًا بمجرد الجريان وايضاً فيه وقد مران حكم سائر المائعات كالماء فی الا صح .(۳) فقط۔

شہد کی بوتل میں چوہیا گر گئی تو وہ پاک ہوسکتا ہے، اور اس کا طریقہ

(سوال ۲۴۸) ایک شہد کی بوتل میں چوہی گر کر مر گئی، پھولی پھٹی نہیں، اب وہ شہد پاک ہوسکتا ہے یا نہ؟

(جواب) شہد پاک کرنے کا طریقہ کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ بقدر اس شہد کے پانی ملا کر اس کو جلایا جاوے اس قدر کہ پانی جل جاوے تین بار اسی طرح پکایا جاوے شہد پاک ہو جاوے گا۔ ویطھر لبن وعسل ودبس ودھن یغلی ثلاثا الخ درمختار (۴) فقط

نجاست غلیظہ کبھی خفیفہ بنتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۹) نجاست غلیظہ تھوڑی دھونے سے خفیفہ رہ جاتی ہے یا کسی حد تک کیوں نہ دھوئی جائے غلیظہ ہی رہے گی؟

---

(۱) ردالمحتارباب الا نجاس مطلب فی طهارة بوله صلی اللہ علیه وسلم جلد اول ص ۲۹۳ . ۱۲ ظفیر.
(۲) ویطهر لبن وعسل ودبس و دهن بغلی ثلاثا (درمختار) قال فی الدر رو لو تنجس العسل فتطهيره ان يصب فيه ماء بقدر فيغلی حتی يعود الی مكانه الخ هكذا ثلث مرات (ردالمحتار ص ۳۰۹ باب الانجاس)ظفیر.
(۳) ردالمحتارباب المياه تحت قوله وكذا البئر وحوض الحمام ج ۱ ص ۱۸۰ . ۱۲ ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۹ جلد اول ۱۲.۳۱۸ ظفیر.

(جواب) نجاست غلیظہ جب تک بالکل اس کا ازالہ نہ کیا جاوے نجاست غلیظہ ہی رہتی ہے۔(۱) فقط۔

مقدار درہم کی تشریح

(سوال ۴۵۰) درہم کے عرض اور مقدار عفو کہ جس سے نماز ہو جاتی ہے ذرا تردد ہے آیا نجاست رقیقہ درہم سے کم اگر کپڑے کو یا بدن پر لگ جائے جس سے نماز ہو جاتی ہے وہ آج کل کے سکہ کے موافق کس قدر ہوتی ہے روپیہ کے برابر یا اٹھنی کے برابر یا چونی کے اور قعر کف جو درہم کی مساحت فقہاء تحریر فرما رہے ہیں آج کل کے سکوں میں سے تقریباً کس کے برابر ہوتی ہے۔ الغرض رقیق نجاست جس کے لگ جانے سے نماز ہو جاتی ہے آج کل کے سکوں میں سے تقریباً کس کے برابر سمجھیں۔

(جواب) قدر درہم نجاست غلیظہ معاف ہے، اور مقدار اس کی نجاست کثیفہ میں وزن مثقال یعنی ۴½ ماشہ ہے۔(۲) افاد فی البحران الدر هم هنا غيره فی باب الزكوة الخ شامی.(۳) اور نجاست رقیقہ میں بقدر مقعر کف ہے جو تقریباً ایک روپے کے دور کی برابر ہے، اور شامی میں منقول ہے کہ ملا مسکین نے اس کی یہ تشریح فرمائی ہے کہ ہتھیلی پر پانی ڈالا جائے ہتھیلی کو کھول کر اور پھیلا کر جس مقدار میں پانی ٹھہر جاوے وہ مقدار مقعر کف ہے اور وہی مراد ہے، سو ظاہر ہے کہ وہ مقدار ایک روپے کے برابر ہوتی ہے، اس کو تجربہ بھی کر لیا جاوے قال ملا مسكين وطريق معرفته ان تغرف الماء باليد ثم تبسط فما بقى فهو مقدار الكف الخ ص ۲۱۱ باب الانجاس شامی جلد اول (۴) فقط۔

کلوخ استعمال کیا ہوا پھر استعمال نہیں کیا جا سکتا

(سوال ۴۵۱) پیشاب میں جو کلوخ استنجاء کیا ہے اس کو دھوپ میں خشک کر کے پھر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) نہیں۔(استعمال نہیں کر سکتے)(۵)

گلقند کے ڈبہ میں چوہے مر گئے تو وہ کیسے پاک ہوگا

(سوال ۴۵۲) ٹین کے ڈبہ میں گلقند تھا، جب فروخت ہوتے ہوتے پانچ ۵ چھ ۶ سیر پختہ رہ گئی، تو اس میں دو چوہے گر کر مر گئے، معلوم ہونے پر نکال کر پھینکے گئے، ایک چوہا زندہ تھا جو خود نکل کر بھاگ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی دن

---

(۱) وكذا يطهر نجاسة مرئية بقلعها الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الانجاس ص ۳۰۳ جلد اول .ط.س.ج ۱ ص ۳۲۸ ظفیر.

(۲) وعفى الشارع عن قدر درهم ومثقال عشرون قير اطا فی نجس كثيف له جرم (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۲۹۱ و ص ۲۹۳ جلد اول .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۶......۳۱۸) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الانجاس تحت قوله وهو مثقال جلد اول ص ۱۹۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۸ . ۱۲ ظفی.

(۴) ردالمحتار باب الانجاس جلد اول ص ۲۹۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۸ . ۱۲ ظفیر.

(۵) وتطهر ارض بخلاف نحو بساط بيبسها اى جفا فها ولو بريح الخ (درمختار) اى حصير وثوب وبدن مما ليس ارضا ولا متصلا بها اتصال قرار (ردالمحتار باب الانجاس ص ۱ ص ۲۸۶) ظفیر.

مرے تھے۔ اب اس گلقند کو اوپر سے اٹھا کر نیچے سے فروخت کیا جاوے یا نہیں؟ اگر تمام ناپاک ہوگئی ہو تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ گل قند پتلی تھی۔ چوہے ڈوب گئے تھے؟

(جواب) وہ گل قند ناپاک ہوگیا، پاک کرنے کا طریقہ ایسی اشیاء کا یہ لکھا ہے کہ اسی قدر پانی اس میں ڈال کر اتنا پکایا جاوے کہ پانی جل جاوے۔ اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے۔(۱) مگر اہل تجربہ نے لکھا ہے کہ اس طرح بار بار پکانے سے شہد تلخ ہو جاتا ہے، لیکن اگر گل قند میں شہد نہ ہو تو شاید ایسا نہ ہوتا ہو۔ فقط۔

ناپاک گھی کیسے پاک کیا جائے

(سوال ۴۵۳) گھی میں کتے نے منہ ڈال دیا۔ اس کے پاک ہونے کی کیا شکل ہے؟ کس طرح استعمال میں آسکتا ہے۔ اسی طرح اور کھانے کی چیزیں جیسے دودھ یا کھانڈ، یا گوندھا ہوا آٹا یا سوکھا کس طرح پاک ہوں؟

(جواب) جو اشیاء خشک ہیں۔ جیسے خشک آٹا وغیرہ یا تر منجمد ہیں۔ جیسی جما ہوا گھی، یا گوندھا ہوا آٹا وغیرہ۔ اگر ایسی چیزوں میں کتا منہ ڈال دے تو جہاں جہاں اس کے منہ کی تری پہنچی ہے اس کو علیحدہ کر دینا چاہئے باقی پاک ہے۔(۲) اور جو اشیاء رقیق ہیں جیسے دودھ تیل یا غیر منجمد گھی وغیرہ اگر ناپاک ہو جاوے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اس کے ہم وزن پانی اس میں ملا کر پکایا جاوے یہاں تک کہ پانی جل جاوے۔ اسی طرح تین دفعہ کیا جائے کذا فی الدر المختار۔(۳) فقط۔

کتے کا بال پاک ہے یا ناپاک.

(سوال ۴۵۴) کتے کا سوکھا یا بھیگا ہوا بال پاک ہے یا نہ؟

(جواب) پاک ہے۔ کما فی الدر المختار ولا خلاف فی نجاسة لحمه وطهارة شعرالخ .(۴) فقط ص ۱۵۲ ج ۱۔

جس برتن کو خاکروب چھوئے وہ ناپاک نہیں ہوتا

(سوال ۴۵۵) ایک ہندو کسی جگہ سے پانی بھرتا ہے اور جس چیز میں وہ پانی بھرتا ہے اس کو بھی کبھی خاکروب بھی چھوتے ہیں، اگر وہ پانی کسی چیز میں کھولا لیا جاوے تو پاک ہوسکتا ہے یا نہ؟

(جواب) جب تک اس برتن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو اس وقت تک پانی کو پاک سمجھنا چاہئے وہ پانی پاک ہے اور شبہ سے

---

(۱)ویطهر لبن وعسل و دلبس ودهن بغلی ثلاثا الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۸ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۳۳۴)ظفیر.(۲)و بعض تقور (درمختار) ای تقویر نحو سمن جامد من جوانب النجاسة (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۵) الفارة لو ماتت فی السمن ان کان جامد اقور ماحوله ورمی به والباقی طاهر یوکل وان مائعالم یوکل وینتفع به من غیرجهة الاکل مثل الا ستصباح ودبغ الجلد هکذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری باب فی النجاسة فصل اول ص ۴۲ ج ۱ .ط.ماجدیه ج ۱ ص ۴۵)ظفیر.(۳)ویطهر لبن وعسل ودبس و دهن بغلی ثلاثا (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۸.ط.س.ج ۱ ص ۳۳۴)ظفیر.(۴)الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المیاه ص ۱۹۲ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۲۰۸.۱۲ طفیر.

پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔(۱)

جس کپڑے پر خون یا شراب گر جائے اس کی پاکی

(سوال ۴۵۶) اگر کسی کپڑے پر خون خنزیر کا یا شراب گر جائے تو وہ کس طرح پاک کیا جائے؟

(جواب) تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا جیسا کہ پیشاب پاخانہ کو دھویا جاتا ہے اور پاک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شراب اور دم خنزیر سے دھویا اور پاک کیا جاوے گا۔(۲) فقط۔

حلال جانور کے خون کا تیل . اور اس کا حکم

(سوال ۴۵۷) خون ذبح حلال جانور کا تیل نکالا جائے تو وہ پاک ہے یا نہیں، اور مذبوحہ اور مردار جانور کے خون میں کیا فرق ہے؟

(جواب) خون بہنے والا حلال جانور کا بھی ناپاک ہے، اور اس سے جو تیل نکالا جاوے گا وہ بھی ناپاک ہوگا۔(۳) فقط۔

ٹنکچر کا حکم

(سوال ۴۵۸) انگریزی ادویہ موسومہ بہ ٹنکچر شرعاً ان کا استعمال کرنا بطور دوا کے یا خرید و فروخت ان کی جائز ہے یا نہیں۔ ان ادویہ میں الکحل یعنی روح شراب ملایا جاتا ہے۔ الکحل ملانے سے غرض اس کی تحلیل یا حفاظت ہے، صرف دواء کے طور پر الکحل اس میں نہیں ملایا جاتا نہ کسی اور غرض سے، اس کا کثیر مسکر نہیں ہے شراب اگر سرکہ بن جائے تو شرعاً جائز ہے یا کیا؟

(جواب) جس دواء میں شراب مذکور ملائی جائے وہ دوا حرام ہے استعمال اس کا ناجائز ہے، **کذا صرح به الفقهاء.** (۴) اور دوا کی حفاظت کی غرض سے ملانا اس کو پاک اور حلال نہیں بناتا۔ اسی طرح اس دواء کے کثیر کا مسکر نہ ہونا سبب حلت و طہارت نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ جو وارد ہے۔ **ما اسکر کثیرة فقليله حرام .** (۵) یہ خاص اس شراب کے بارہ میں حکم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس شراب کا کثیر مسکر ہو اس کا قلیل بھی حرام ہے۔ پس ایک قطرہ شراب کا بھی حرام اور نجس اور جس

---

(۱) وقد مرا نهم لم يعتبروا احتمال النجاسة الخ (ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۷ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴) ویکره الاكل والشرب فی اوانی المشركين قبل الغسل و مع هذا لو اكل او شرب فيها قبل الغسل جاز (عالمگیری کتاب الکراهية باب رابع عشر ص ۳۵۸ ج ۵. ط. ماجديه ج ۵ ص ۳۴۷) ظفير.

(۲) وكذا يطهر محل نجاسة مرئية بعد جفاف كدم بقلعها ای بزوال عينها واثرها ولو بمرة او بما فوق ثلاث فی الا صح الخ ويطهر محل غيرها ای غير مرئية بغلبة ظن غاسل لومكلفا والا فمستعمل طهارة محلها بلا عدد به يفتى وقدر ذلک لموسوس بغسل وعصر ثلاثا او سبعا فيما ينعصر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۲ و ج ۱ ص ۳۰۶. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفير. (۳) ودم مسفوح من سائر الحيوانات الادم شهيد ما دام عليه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۹) ظفير. (۴) اختلف فی التداوی بالمحرم وظاهر المذهب المنع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار قبيل فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۴. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۰) ظفير.

(۵) مشكوة باب بيان الخمر و وعيد شاربها ص ۳۱۷ فصل ثانی ۱۲ ظفير.

دواء میں یہ ملایا جاوے گا وہ بھی حرام اور نجس ہے،(۱) اور شراب کا سرکہ بن جانے میں انقلاب عین ہو جاتا ہے اس لئے وہ جائز ہے اور شراب کو دوا میں ملانے سے انقلاب حقیقت نہیں ہوتا۔ شامی میں ہے فصار ملحاً الخ فان ذلک کله انقلاب حقیقة الی حقیقة اخری لا مجرد انقلاب وصف الخ .(۲) ص ۲۱۰ شامی جلد اول۔ فقط۔

نصاریٰ جس برتن میں خنزیر کا گوشت کھائیں وہ دھونے سے پاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۴۵۹) جس برتن میں نصاریٰ خنزیر کا گوشت کھالیں تو وہ برتن دھونے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔(۳) فقط۔

جانور کے پتہ کا استعمال بطور مالش درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۶۰) پتہ حلال جانور کا اگر کسی دواء میں ڈالا جاوے اور وہ دواء کھانے میں استعمال نہ کی جائے بلکہ بدن کے ملنے کی ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ اور بدن ناپاک ہوگا یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے مرارة کل حیوان کبوله الخ .(۴) پس جیسا کہ بول ماکول اللحم کا نجس ہے پتہ بھی نجس ہے اور تداوی بضرورت جائز ہے۔ پس نماز کے وقت اس جگہ کو دھولیا جاوے۔ فقط۔

دھوبیوں کے جن کپڑوں پر چھینٹیں پڑتی رہتی ہیں کیا وہ انہیں کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۴۶۱) طہارت گاذران کا نماز کے واسطے کیا طریقہ ہو، ظاہر ہے کہ چھینٹ ان کے جسم پر پڑتی ہے قطعی ناپاک اور بکثرت اور جب ہوا تیز ہوتی ہے تو کپڑوں کا پانی ان کے جسم پر ایک مقدار معتد بہ پڑتا ہے، آیا وہ اسی حیثیت سے نماز پڑھیں یا ہر نماز کے وقت جسم کو اور جو کپڑا پہنے ہوئے ہوں اس کو پاک کیا کریں؟

(جواب) جواب مسئلہ کا یہ ہے کہ عموم بلویٰ کی وجہ سے دھوبیوں کے بدن اور کپڑوں پر جو چھینٹیں اثواب مغسولہ کی پڑوں پر مارنے کے وجہ سے پڑتی ہیں وہ معاف ہیں چنانچہ شامی میں ہے وفی الفتح وما ترشش علی الغاسل من غسالة المیت مما لا یمکنه الا متناع عنه مادام فی علاجه لا ینجسه لعموم البلویٰ الخ ۔(۵) اور دھوبیوں کے کپڑوں کی طہارت کی دوسری وجہ بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ اثواب مغسولہ کی پاکی ناپاکی خود مشکوک ومشتبہ وغیر متعین ہے اور حسب قاعدہ الیقین لا یزول بالشک ۔(۶) شک سے نجاست کا حکم نہیں ہوتا۔ فقط۔

---

(۱) وبه یعلم ان ما یستقطر من وردی الخمر و هو المسمی بالعرقی فی ولایة الروم نجس حرام کسائر اصناف الخمر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۰.ط.س.ج ۱ ص ۳۲۵) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب الا نجاس ص ج ۱. ۱۲ ظفیر.

(۳) والنجاسة ضربان مرئیة وغیر مرئیة فما کان منها مرئیا فطهارتها بزوال عینها لان النجاسة حلت المحل باعتبار العین فتزول بزواله الخ وما لیس بمرئی فطهارته ان یغسل حتی یغلب علی ظن الغاسل انه قد طهر (هدایه باب تطهیر الانجاس ص ۷۴ ج ۱) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ص ۳۲۳ جلد اول.ط.س.ج ۱ ص ۳۴۹ ۱۲ ظفیر. (۵) ردالمحتار باب الا نجاس جلد اول ص ۳۰۰ .ط.س.ج ۱ ص ۳۲۵ مطلب العرقی الذی یستقطر الخ ۱۲ ظفیر. (۶) الاشباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵. ۱۲ ظفیر.

جس راب میں کتے نے منہ ڈال دیا کس طرح پاک ہوگی

(سوال ۴۶۲) راب میں کتے نے منہ ڈال کر کھایا وہ کس طرح پاک ہو سکتی ہے؟
(جواب) اس کے پاک ہونے کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اس راب کے برابر اس میں پانی ملا کر اس کو یعنی پانی کو جلا دیا جائے، اسی طرح تین دفعہ کرنے سے وہ راب پاک ہو جاوے گی کذا فی الدر المختار والشامی۔ (۱) فقط۔

خنزیر کے بدن سے کپڑا چھو جائے تو وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۶۳) عوام میں مشہور ہے کہ جس کے کپڑے کے پلہ پر ایک طرف خنزیر لگ جاوے یا ایک پیر کو لگ جائے تو کپڑا کل اور تمام بدن دھونا چاہئے یہ صحیح ہے یا نہیں؟
(جواب) یہ غلط مشہور ہے، خنزیر کا بدن اگر خشک ہے اور انسان کے کپڑے یا بدن سے مس کرے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا دھونے اور نہانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر بدن خنزیر کا تر ہو اور کسی چیز کو لگ جاوے تو صرف اسی جگہ کو دھونا کافی ہے۔ (۲) فقط

بچہ شیر خوار کا پیشاب ناپاک ہے

(سوال ۴۶۴) ولادت کے بعد جب تک بچہ کچھ دنوں کا نہ ہو جائے، بچہ کے پیشاب سے بچنا بے حد دشوار ہے، اگر عورت دوسرا کپڑا ابھی نماز کے لئے رکھے، لیکن بدن میں ہر وقت پیشاب لگے گا، ایسے وقت میں کیا کرے۔ عوام میں مشہور ہے کہ بچوں کا پیشاب پاک ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط؟
(جواب) پیشاب بچہ کا پاک نہیں ہے، بلکہ مانند بڑے آدمیوں کے پیشاب کے نجاست غلیظہ ہے، اس سے بچنا اور بصورت بدن اور کپڑے پر پیشاب قدر درہم سے زیادہ لگنے کے دھونا ضروری ہے۔ (۳) فقط۔

نجاست میں بھیگا ہوا حصہ خشک ہو کر پسینہ سے تر ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۶۵) مقاربت کرنے اور عضو سوکھ جانے کے بعد پاک کپڑا پہن لینا، اس کے بعد پسینہ آیا اور کپڑے کو لگا، کپڑا نجس ہوا کہ نہیں؟ کپڑا یا ظروف گلی میں نجاست لگ گئی یا تر ہوا پھر سوکھ گیا کہ اثر باقی نہ رہا یہ چیزیں بغیر دھوئے سوکھنے کے بعد پاک ہیں یا ناپاک؟

---

(۱) ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلي ثلاثا (درمختار) ولو تنجس العسل فتطهيره ان يصب فيه ما ء بقدر ه فيغلى حتى يعود الى مكانه والدهن يصب عليه الماء فيغلى فيعلوا الدهن الماء فير فع بشئى هكذا ثلاث مرات ا ه (ردالمحتارباب الانجاس ص ۳۰۸ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۳۴) ظفير.
(۲) اما النجاسة الغليطة الخ كا لعذر ة الخ ولحم الخنزير وسائر اجزائه هذه الا شياء نجاستها معلومة فى الدين بالضرورة لا خلاف فيها الاشعر الخنزير لما ابيح الا نتفاع للخرز ضرورة قال محمد رحمة الله عليه لو وقع فى الماء لا ينجسه (غنية المستملى ص ۱۴۴)ظفير.
(۳) قدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر الخ جازت الصلوٰة معه وان زاد لم تجز (هدايه)قوله والبول ولو من صغير لم ياكل ملتقى الا بحر (حاشيه هدايه باب الا نجاس ج ۱ ص ۷۱)ظفير.

(جواب) اس صورت میں کپڑا نجس نہ ہوگا۔(۱) اور ظروف گلی اگر نجس ہوگئے تو وہ دھونے سے پاک ہوں گے۔ صرف خشک ہونے سے پاک نہ ہوں گے۔(۲) فقط۔

دھوبی سے کپڑا دھلوایا پاک ہوا یا نہیں

(سوال ۴۶۶) جو دھوبی طہارت نہیں جانتے ان سے کپڑا دھلوانے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) پاک ہوجاتا ہے۔ فقط۔

کشتی میں پاخانہ ملا ہوا پانی آجائے تو وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۶۷) بعض جگہ چھوٹی کشتی میں بیٹھے ہوئے پاخانہ پیشاب کرتے ہیں۔ اور جو تھوڑا پانی کشتی میں ہمیشہ رہتا ہے اس میں پیشاب پاخانہ مل جاتا ہے وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اور جو لوگ اس پانی کو سینچکر ہاتھ نہیں دھوتے ان کے برتن پاک ہیں یا نہ؟

(جواب) اگر کشتی میں پانی دریا سے آتا اور جاتا رہتا ہے تو کشتی کا پانی بھی پاک ہے اس میں وہم نہ کرنا چاہئے۔(۳) اور اگر بالفرض پانی کشتی کا ناپاک ہو تو تب بھی ان کے برتنوں کو بدون اس کے کہ ان کے برتنوں میں نجاست کا لگنا محقق نہ ہونا پاک نہ سمجھنا چاہئے اور کھانا پینا، ان میں درست ہے۔(۴) فقط۔

ہاتھ شراب میں ڈبودیا تو ناخن کاٹ کر ہاتھ پاک کیا جائے گا

(سوال ۴۶۸) اگر ہاتھ شراب میں ڈبودیا تو ناخن کاٹ کر ہاتھ پاک کرنا ضروری ہے یا نہ؟

(جواب) اگر ہاتھ کو پاک کرلیا تھا اور دھولیا تھا تو ناخن کتر کر دوبارہ ہاتھ دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

جس گڑ میں چوہا گر کر مر گیا وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۶۹) ایک برتن دو تین من قند سیاہ سے کہ جو بہت ہی نرم ہے بھرا ہوا ہے، اس برتن میں سے قند سیاہ تقسیم کرتے ہوئے ایک موش گلا ہوا نکلا جو گر کر مر گیا ہے، آیا وہ گڑ پاک ہے یا ناپاک۔ اگر ناپاک ہے تو جو گڑ چوہا نکلنے سے پہلے تقسیم کیا گیا اس کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) نام فعرق او مشتی علی نجاسة ان ظهر عينها تنجس و الا لا (درمختار) قوله ان ظهر عينها المراد بالعين مايشمل الا ثر لانه دليل على وجودها الخ (ردالمحتارباب الا ستنجاء ج ١ ص ٣٢٠ .ط.س.ج ١ ص ٣٤٦)ظفير.

(۲) والنجاسة ضربان مرئية وغير مرئية فما كان منها مرئيا فطهارتها بزوال عينها الخ وما ليس بمرئى فطهارته ان يغسل حتى يغلب على ظن الغاسل انه قد طهر الخ (هدايه باب الا نجاس ج ١ ص ٧٤)ظفير.

(۳) ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ج ١ ص ١٨٠ .ط.س.ج ١ ص ١٨٧)ظفير. (۴) قال الفقهاء ان اليقين لا يزول بالشک (هدايه) ١٢ ظفير.

(۵) فان كانت مرئية فطهارتها زوال عينها الخ وان لم تكن النجاسة مرئية الخ يغسلها حتى يغلب على ظنه انه قد طهر (غنية المستملى ص ١٨٠)ظفير.

(جواب) قندسیاہ میں جو چوہا مرا ہوا نکلا تو اس قندسیاہ میں سے اسی قدر ناپاک ہوا جو متصل اس چوہے کے ہے، کیونکہ جمے ہوئے گھی وغیرہ کا یہی حکم ہے اور قندسیاہ اگر چہ نرم ہو لیکن وہ بہنے والی اور رقیق چیز کے حکم میں داخل نہ ہوگا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ گھی باوجود جمنے کے نرم پھر بھی رہتا ہے۔ پس اس قندسیاہ میں سے جو گرداگرد چوہے کے ہے اس مقدار کو علیحدہ کردیا جاوے وہ ناپاک ہے باقی پاک ہے چنانچہ شامی میں منجملہ مطہرات کے تقویر (فی القاموس قار الشئی قطعه من وسطه قطعا مستديراً كقوره الخ) سمن جامد کو شمار کیا ہے۔ قوله تقور۔ ای تقویر نحو سمن جامد من جوانب النجاسة الخ وخرج بالجامد المائع وهو ما ينضم بعضه الى بعض فانه ينجس كله الخ.(۱) دوسری جگہ ہے۔ وتقور نحو سمن جامد بان لا يستوى من ساعة الخ .(۲) ص ۲۰۹ و ۲۱۰ عبارت بان لا يستوى من ساعة سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ درمیان میں سے کچھ حصہ نکالنے سے باقی ہر طرف سے فوراً مل جاوے، اور جب کہ چوہے کے قریب کے سواء تمام قندسیاہ پاک ہے، تو جو مقدار کسی جانب سے کسی کو دی گئی وہ بھی پاک ہے۔ فقط۔

جس برتن میں بچہ ناپاک ہاتھ ڈال دے اس برتن میں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۷۰) اگر مشاہدہ ہو کہ بچہ نے پیشاب سے مختلط ہاتھ برتن میں ڈالا، لیکن گھر والی نے سستی سے برتن پاک نہیں کیا، اسی میں کھانا دیا، یا ناپاک ہاتھ سے کھانا پکا کر دیا تو وہ کھانا یا اس برتن میں پانی پینا جائز ہے عموم بلویٰ کی وجہ سے یا نہیں؟

(جواب) جو کھانا اس برتن میں کھایا گیا یا پانی پیا گیا غفلت یا لاعلمی سے وہ معاف ہے، لیکن آئندہ کو اس برتن کو پاک کرنا چاہیئے یہ نہیں کہ باوجود مشاہدہ کے عموم بلویٰ کی وجہ سے ناپاک برتن وغیرہ کو پاک نہ کیا جاوے۔ (۳) فقط۔

شرم گاہ سے جو رطوبت نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں

(سوال ۴۷۱) بوقت ہم بستری جو رطوبت عورت کے جسم مخصوص سے نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں۔ اگر نجس ہے تو غلیظہ ہے یا خفیفہ۔ نیز جس کپڑے کو وہ رطوبت لگ جاوے بدون دھوئے اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

(جواب) رطوبت جو جسم مخصوص عورت سے بوقت ہم بستری نکلے وہ نجس غلیظہ ہے۔ جس کپڑے یا عضو کو وہ رطوبت لگے اس کو دھونا ضروری ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۶ ۱۲ ظفير.(۲) ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۰ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۶ ۱۲ ظفير.(۳) لوادخل الصبى يده فى الا ناء ان علم انها طاهرة بان كان معه من يراقبه جاز التوضى بذلك الماء وان علم ان فيها نجاسة لم يجز (غنية المستملى ص ۱۰۱) ظفير.(۴) وفى المجتبى اولج فنزع فانزل لم يطهر الابغسله لتلوثه بالنجس انتهى اى برطوبة الفرج فيكون مفرعاً على قولهما بنجاستها (درمختار) قوله برطوبة الفرج اى الداخل بدليل قوله اولج واما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقاً ا ه وفى منهاج الا مام النووى رطوبة الفرج ليست بنجسة فى الا صح قال ابن حجر فى شرحه وهى ماء ابيض متردد بين المذى والعرق يخرج من باطن الفرج الذى لا يجب غسله بخلاف ما يخرج مما يجب غسله فانه طاهر قطعا و من وراء باطن الفرج فانه نجس قطعا لكل خارج من الباطن كالماء الخارج مع الولد او قبيله (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۸۸ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۲) ظفير.

نورباف کے یہاں کا کپڑا ناپاک پانی میں تر کیا جاتا ہے وہ پاک ہے یا نہیں

(سوال ۴۷۲) نورباف کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں جو کپڑا بنایا جاتا ہے وہ ناپاک پانی میں تر کیا جاتا ہے، وہ کپڑا بعد خریدنے کے پاک ہے یا ناپاک اور اس سے نماز درست ہے یا نہ؟

(جواب) اگر خاص کسی کپڑے معین میں یہ علم ہو جاوے کہ اس میں نجاست لگی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ناپاک ہے، اس کو پاک کرنا اور دھونا چاہئے، لیکن عام کپڑے جو ویسے فروخت ہوتے ہیں ان سب پر حکم نجس ہونے کا نہ کیا جاوے گا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی خاص کپڑے کی تعیین ہونا کہ اس میں ضرور نجاست لگی ہے دشوار ہے، اور شک سے حکم نجاست کا نہیں ہوسکتا، لہٰذا ان کپڑوں کو پاک ہی سمجھا جاوے گا۔ لیس علیکم فی الدین من حرج.(۱) اور حدیث میں ان الدین یسر (۲) اور فقہاء نے تصریح فرمائی ہے الیقین لا یزول بالشک(۳) فقط۔

گرے ہوئے پتے اور دریا کے کنارے کی کیچڑ پاک ہے یا نہیں

(سوال ۴۷۳) زمین پر پتے وغیرہ پڑے رہتے ہیں اور لوگ نجس پا چلتے ہیں، پس وہ پتے وغیرہ یا دریا کے کنارہ کا کیچڑ پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ کیچڑ وغیرہ پاک ہے۔ جب تک اس میں نجاست کا ہونا معلوم نہ ہو۔(۴) فقط۔

نجس بدن پر پسینہ آئے تو وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۷۴) نجس بدن کو اگر خشک ہونے کے بعد پسینہ آیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) اس کو فقہاء نے پاک لکھا ہے۔(۵) فقط۔

ناپاک پانی میں دھوکر ایک مرتبہ پاک پانی سے دھوئے تو پاک ہو گیا یا نہیں

(سوال ۴۷۴/۱) ناپاک پانی سے کپڑا دھوکر ایک مرتبہ تالاب میں ڈبو کر نچوڑنے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

پہلے ناپاک پانی سے دھویا پھر تالاب میں ڈبویا تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۷۵/۲) نجس بدن ناپاک پانی سے مل کر دریا یا تالاب میں غوطہ لگانے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) سورة الحج. ع ۱۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) بخاری باب الدین یسر ج. ص ۱۰. ۱۲ ظفیر.
(۳) الا شباه النظائر مع شرح حموی القاعدة الثالثة ص ۷۵. ۱۲ ظفیر.(۴) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) وطین شارع و نجار نجس وغبار سرقین ومحل کلاب وانتضاح غسالة لا تظهر مواقع قطرها عفو (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۹. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۵) ظفیر.(۵) وحکم عرق کسور (درمختار) ای العرق من کل حیوان حکمه کسوره لتولد کل منهما من اللحم (ردالمحتارفصل فی البئر ج ۱ ص ۲۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۸) فسور ادمی مطلقا ولو جنبا او کافر او امرأة الخ طاهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتارمطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ظفیر.

جس کپڑے میں پیشاب لگا ہوا سے تالاب میں رکھ کر ہلا دیا تو پاک ہوا یا نہیں

(سوال ۴۷۶/۳) پیشاب وغیرہ سے تر رہتے وقت تالاب میں ہلانے سے کپڑا بدن پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) اگر دریا کا پانی اس پر خوب بہہ جاوے اور پھر نچوڑا جاوے تو پاک ہوجاتا ہے۔ (۱) فقط

(۲) ایک بار دریا میں غوطہ کھانے سے بدن پاک ہوجاتا ہے۔ (۲) فقط۔

(۳) نچوڑنے سے پاک ہوجاوے گا۔ (۳) فقط۔

گوبر لگا ہوا ہاتھ گھڑے میں ڈالنے کا رواج ہو، تو اس گھڑے میں دوسرا پانی لائے تو اس سے وضو جائز ہوگا یا نہیں

(سوال ۴۷۷/۱) ایک عورت نے گوبر سے لیپ کر ناپاک ہاتھ ٹھلیا میں ڈال کر دھوئے، پھر اسی ہاتھ سے کھانا پکایا، اگرچہ مشاہدہ نہیں مگر قرائن قویہ سے معلوم ہے کہ دیگر عورات سب ایسا ہی کرتی ہیں، پس وہ کھانا کھانا اور اس ٹھلیا کا پانی یا انہیں کے لائے ہوئے پانی سے وضو درست ہے یا نہیں؟

اگر تالاب نزدیک ہو تو کیا تالاب ہی سے وضو کرنا چاہئے

(سوال ۴۷۸/۲) اگر تالاب پاس ہو تو اس صورت میں ہر وقت تالاب پر جا کر وضو کرنا چاہئے یا نہ؟

(جواب) (۱) جب کہ مشاہدہ نہیں ہے تو یہ سب امور درست ہیں۔ (۴) فقط۔

(۲) خواہ تالاب میں کرے یا گھڑے کے پانی سے سب درست ہے۔ (۵) فقط۔

پاخانہ کر کے برتن چھونے سے برتن ناپاک نہیں ہوتا

(سوال ۴۷۹) ایک شخص نے پاخانہ کر کے استنجاء کیا، گھڑے سے پانی لے کر پاک کیا۔ آیا جو برتن قبل استنجاء پاک کرنے کے چھوا گیا وہ پاک ہے یا نجس ہوگیا۔

---

(۱) ویطهر محل غير ها اى غير مرئية بغلبة ظن غاسل لو مكلفا والا فمستعل طهارة محلها بلا عدد به يفتى الخ اما لو غسل فى غدير او صب عليه ماء كثير او جرى عليه الماء طهر مطلقا بلا شرط عصر وتجفيف وتكرار غمس هو المختار (در مختار) ولو غمس الثوب فى نهر جار مرة وعصر يطهر (ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۵ و ص ۳۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۱......۳۳۳) ظفير.

(۲) وكذا يطهر محل نجا سة الخ مر ئية الخ بقلعها اى بزوال عينها واثر ولو بمرة (درمختار) يعنى ان زال عين النجاسة بمرة واحدة سواء كانت تلك الغسلة الواحدة فى ماء جار او راكد كثير (ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۳ ج ۱) ظفير.

(۳) اصاب البول ثوبه فغمسه مرة واحدة فى نهر جارو عصره يطهر و هذا قول ابى يوسف ايضا فى غير ظاهر الراوية (غنية المستملى ص ۱۸۲).

(۴) اليقين لايزول بالشک (الا شباه و النظائر ,قاعدة الثالثة ص ۷۵) ولو شک فى نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر (درمختار) فى التا تار خانيه من شک فى انا ئه او ثوبه او بد نه اصابته نجاسة او لا، فهو طاهر مالم يستيقن الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرک اوالجهلة من المسلمين كا لسمن والخبز والا طعمة والثياب (ردالمحتارقبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) پانی جب یقین ہو تو ناپاک ہوجائے گا اور اس کا پاک ہونا ضروری ہوگا وروث وخثى افاد بهما نجاسة خرء كل حيوان غير الطيور وقالا مخففة وفى الشرنبلا نية قولهما اظهر (درمختار) ظفير.

(۵) وتجوز الطهارة الحكمية بماء مطلق وهو مايسمى فى العرف ماء من غيراحتياج تقيد فى تعريف ذاته الخ طاهر (غنية المستملى ص ۸۶) ظفير.

(جواب) پاک ہے۔ فقط۔

محتلم وجنبی کا ہاتھ پاک ہے اور جس برتن کو وہ چھوئے وہ بھی پاک ہے

(سوال ۴۸۰) جنبی یا محتلم قبل غسل کرنے کے جو برتن چھوئے وہ پاک ہے یا نجس ہوگیا، ہاتھ دونوں کا پاک ہے یا نہ؟

(جواب) پاک ہے (۱) (اگر ہاتھ میں گندگی لگی ہو جیسے منی وغیرہ تو ناپاک ہوگا۔ ظفیر)

بارش میں جوتوں کی مٹی فرش مسجد پر بہہ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۸۱) روز جمعہ کے دن جس وقت جامع مسجد میں جماعت کھڑی ہوئی تو بارش ہونے لگی۔ لوگوں نے جوتے فرش مسجد پر رکھے تھے، مسجد کے فرش پر جوتوں کا پانی بہا۔ جب بارش بند ہوئی تو لوگ چلے گئے، پھر شام تک بارش نہیں ہوئی۔ اگر پانی بہہ جاتا تو فرش پاک ہوجاتا اس درمیان میں لوگوں نے عصر ومغرب کے نماز اسی مسجد میں پڑھی، اور فرش تر تھا وضو کر کے اس فرش تر پر پیر رکھے اور پھر مسجد کی صفوں وبوریوں پر پیر رکھے۔ آیا وہ صف اور بوریئے پاک ہیں یا نہیں؟

(جواب) وہ صفیں اور بوریئے پاک ہیں۔ (۲) فقط۔

جس کپڑے پر نجاست غیر مرئیہ لگی ہو اسے کتنی دیر جاری پانی میں چھوڑ دیں گے تو وہ پاک ہوجائے گا

(سوال ۴۸۲) جس کپڑے پر نجاست غیر مرئیہ ہو وہ کتنی دیر جاری پانی میں چھوڑنے سے پاک ہوں گے۔

(جواب) درمختار میں ہے اما لو غسل فی غدیر او صب علیه ماء کثیر او جری علیه الماء طهر مطلقا۔ (۳) اور کبیری شرح منیہ میں ہے والذی فی فتاویٰ قاضی خان والخلاصة وعامة الکتب ترک فیه یوماً ولیلة وهو الصحیح ولعل الا لف سقطت فی تلک العبارة والا صل یوماً او لیلة ولا بالواو فاذا ترک یوما او لیلة فی النهر حتی جری الماء علیه یطهر الخ۔ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز جاری پانی میں ایک دن یا ایک رات چھوڑی جاوے وہ پاک ہوجاتی ہے۔ فقط۔

---

(۱) لان الجنابة لا تحل العین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۶۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۷۴) عن ابی هریرة قال لقینی رسول ا صلی الله علیه وسلم وانا جنب فاخذ بیدی فمشیت معه حتی قعد فانسللت فاتیت الرجل فاغتسلت ثم جئت وهو قاعد فقال این کنت یا ابا هریرة فقلت له فقال سبحان الله ان المؤمن لا ینجس هذا لفظ البخاری (مشکوٰة باب مخالطة الجنب وما یباح له ص ۴۹) فیه جواز مصافحة الجنب ومخالطته وهو قول عامة الفقهاء واتفقوا علی طهارة عرق الجنب والحائض ۱۲ مرقاة. (حاشیه مشکوٰة ص ۴۹) ظفیر.

(۲) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۸ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۳. ۱۲ ظفیر.

(۴) غنیة المستملی فصل فی الا سار ص ۱۸۳. ۱۲ ظفیر.

تالاب جس کے گرد گندگی ہو اور وہ بارش سے بہہ کر تالاب میں جائے تو وہ تالاب پاک رہے گا یا نہیں

(سوال ۴۸۳) ایک تالاب کے گرد لوگ پاخانہ پھرتے ہیں، اس میں وہی پانی جمع ہوتا ہے تو وہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ وہ تالاب دہ دردہ ہے یا اس سے زیادہ ہے اور نجاست کی بو وغیرہ اس میں پائی نہیں جاتی تو وہ شرعاً پاک ہے۔(۱) فقط۔

نجاست میں ڈال کر تیار کی ہوئی دوا کا کیا حکم ہے......

(سوال ۴۸۴) ایک مٹی کے گھڑے میں چند دوائیں رکھ کر گھڑا پانی سے بھر منہ بند کر کے تپایا جاوے، اور ایسا گڈھا کھودا جائے کہ گھڑا اس کی گہرائی میں آسکے اور گھڑے کے نیچے اور اوپر گھوڑے کی لید رکھی جائے اور ایسے موقع پر یہ گھڑا رکھا جائے کہ جہاں شبنم اور دھوپ دونوں آسکیں، ۱۵یوم کے بعد گھڑا نکال کر ان دواؤں کا عرق کھینچا جاوے، ایسی دواء کے استعمال میں مسلمانوں کے لئے کوئی نقص تو نہیں ہے۔

(جواب) مٹی کا گھڑا چونکہ نجاست کو کھینچتا ہے اور اثر اس کا اندر پہنچتا ہے۔ اس لئے وہ ادویہ نجس ہو گئیں استعمال ان کا درست نہیں ہے، مگر اس شرط کے ساتھ جو کہ ادویہ محرمہ کے استعمال کے جواز کے لئے فقہاء نے لکھی ہیں مثلاً یہ کہ طبیب مسلم حاذق اس کو مفید بتلا دے، اور اس کا بدل دواء حلال سے نہ ہو سکے۔ وفیہ تفصیل وخلاف مذکور فی کتب الفقہ فقط۔(۲)

ناپاک کپڑے کی پاکی کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۴۸۵) موٹا کپڑا اگر تھوڑا ناپاک ہو اور نچوڑنے میں تکلیف نہ ہو تو اس کے نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو گا یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں تین دفعہ دھونے اور نچوڑنے سے وہ کپڑا پاک ہو جاوے گا۔(۳) فقط۔

اپلہ کنویں میں گر جائے اور وہ پانی سقایہ میں ڈال دے پھر اسے صاف کر دے تو وہ پاک ہوا یا نہیں

(سوال ۴۸۶) اپلہ چاہ میں گرا اور اس کا پانی سقایہ میں جو کچھ پلید تھا نکال دیا تو سقایہ کی پاکی کی کیا صورت ہو گی؟

(جواب) اس سقایہ میں پاک پانی ڈال کر اور ہر طرف سے دھو کر وہ پانی نکال دیا جاوے، اور اسی طرح تین دفعہ کر لیا

---

(۱) ان الغدیر العظیم کالجاری لا یتنجس الا بالتغیر من غیر فصل ھکذا فی فتح القدیر (عالمگیری کشوری الباب الثالث فی المیاہ ص ۱۶ جلد اول ۔ط۔ماجدیہ ج ۱ ص ۱۸)ظفیر۔

(۲) اختلف فی التداوی بالمحرم وظاھر المذھب المنع کما رضا ع البحر لکن نقل المصنف ثم وھنا عن الحاوی وقیل یرحض اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیہ الفتویٰ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المیاہ ص ۱۹۴ جلد اول ۔ط۔س۔ج ۱ ص ۲۱۰)ظفیر۔

(۳) وان کانت غیر مرئیۃ یغسلھا ثلاث مرا ت کذاق فی المحیط ویشترط العصر فی کل مرۃ فیما ینعصرو یبا لغ فی المرۃ الثالثۃ الخ (عالمگیری کشوری الباب السابع فی النجاسات ص ۴۰ ج ۱ ۔ط۔ماجدیہ ج ۱ ص ۴۲)ظفیر۔

جاوے سقایہ پاک ہوجائے گا۔(۱) فقط۔

کتے کا لعاب اور بدن نجس ہے یا نہیں

(سوال ۴۸۷) کتے کا لعاب ہی نجس ہے یا بدن بھی؟

(جواب) لعاب نجس ہے باہر سے بدن نجس نہیں ہے، علی الصحیح۔(۲) فقط۔

مشرکین وکفار کے اعضاء ناپاک نہیں ہیں......

(سوال ۱/۴۸۸) کیا مشرکین اور کفار کے جسموں کو ناپاک کہنا چاہئے یا ان کی ناپاکی اعتقاد کے لحاظ سے ہے؟

مشرکین کے جھوٹے سے وضو وغسل جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲/۴۸۹) اگر ان کی نجاست بدنی ظاہری زائل ہوجائے تو ان کے جھوٹے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

پاک پانی مشرکین کو پاک کرسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳/۴۹۰) کیا طاہر ومطہر پانی مشرکین اور کفار کے جسموں کو جن میں وہ ادنی درجہ کے لوگ بھی داخل ہیں جن کو بھنگی وچمار وغیرہ کہتے ہیں پاک کرسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) انما المشرکون نجس میں اعتقاد کی نجاست مراد ہے ظاہر میں ان کا بدن دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔

(۲) اور ان کا چھونا پاک ہے، اس سے غسل اور وضو درست ہے۔

(۳) اور پاک پانی ان کو پاک کرسکتا ہے۔(۳) فقط۔

دم غیر سائل پانی اور بدن وغیرہ کو ناپاک کرتا ہے یا نہیں......

(سوال ۴۹۱) دم غیر سائل پانی اور کپڑے وبدن کو ناپاک کرتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) حاصلہ کما فی البدائع ان المتنجس اما ان لا یتشرب فیہ اجزاء النجاسة اصلا کالا وانی المتخذة من الحجر و النحاس و الخزف العتیق او یتشرب فیہ قلیلا کالبدن و الخف و النعل او یتشرب کثیر افغی الا ول طھارتہ بزوال عین النجاسة المرئیة او بالعدد علی ما مرو فی الثانی کذلک لان الماء یستخرج ذلک القلیل فیحکم بطھارتہ و اما فی الثالث فان کان مما یمکن عصرہ کا لثیاب فطھارتہ بالغسل و العصر الی زوال المرئیة وفی غیرھا بتثلیثھما وان کان ممالا ینعصر کالحصیر الخ (ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۷ جلد اول . ط.س. ج ا ص ۳۳۲)ظفیر. (۲) واعلم انہ لیس الکلب بنجس العین عند الا مام وعلیہ الفتویٰ الخ واخرج حیا و لم یصب فمہ الماء لا یفسد ماء البئر ولا الثوب بانتقاضہ ولا بعضہ ما لم یر ریقہ الخ ولا خلاف فی نجاسة لحمہ وطھارة شعرہ(الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب المیاہ ص ۱۹۲ جلد اول . ط.س. ج ا ص۲۰۸)ظفیر. (۳) ویعتبر سور بمسئر الخ فسئور ادمی مطلقا ولو جنبا او کافر ا الخ ظاھر (درمختار) او کافر الانہ علیہ الصلاة و السلام انزل بعض المشرکین فی المسجد علی مافی الصحیحین فالمراد قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس ، النجاسة فی اعتقاد ھم ولا یشکل نزح البئر بہ لوا خرج حیا لانہ ذلک لما علیہ فی الغالب من النجاسة الحقیقیة او الحکمیة کما قد منا ہ (ردالمحتارمطلب فی السور ج ا ص ۲۰۵ . ط.س. ج ا ص ۲۱۰)ظفیر.

(جواب) صحیح ومفتی بہ یہ ہے کہ دم غیر سائل پانی وبدن اور کپڑے وغیرہ کو نجس نہیں کرتا جیسا کہ درمختار میں ہے و کل مالیس بحدث کقئی قلیل ودم لو ترک لم یسل لیس بنجس عند الشامی وھو الصحیح کذا فی الھدایہ والکافی وفی شرح الوقایہ انہ ظاھر الروایۃ شامی۔(۱) پس اس سے معلوم ہوا کہ درمختار میں آگے جو امام احمدؒ کے قول پر مائعات میں فتویٰ جوہرہ سے نقل کیا ہے وہ ظاہر الروایہ نہیں ہے۔فقط۔

کتا بلی وغیرہما کی کھال بعد دباغت پاک ہوتی ہے یا نہیں اوراس کی بیع کیسی ہے

(سوال ۴۹۲/۱) کتا، بلی، سیار، لومڑی وغیرہ کی کھال بعد دباغت صرف اپنے ہی استعمال کے لئے یا بلا قیمت دینے لینے کے لئے پاک ہوتی ہے یا اس کی بیع وشراء بھی جائز ہے مسلم وغیر مسلم سے؟

کتے کی کھال کی بعد دباغت جائے نماز جائز ہے یا نہیں.

(سوال ۴۹۳/۲) کتے وغیرہ کی کھال کی بعد دباغت کے جانماز، یا فرش مسجد، یا ڈول بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

غیر ماکول کی کھال اوراس کا گوشت پاک ہوسکتا ہے یا نہیں.....

(جواب ۴۹۴/۳) نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ کتاب الصید میں تحریر ہے کہ شکار کرنا ہر جانور کا درست ہے خواہ گوشت اس کا حلال ہو یا نہ ہو، جیسے، لومڑی، بھیڑیا، ریچھ، سور، وغیرہ تو سوائے سور کے اور جانوروں کی کھال اور گوشت پاک ہوجاوے گا، آیا اس کھال وگوشت کو شکاری وغیرہ خود ہی استعمال کر سکتے ہیں، یا اس کی بیع وشراء بھی مسلم وغیر مسلم سے جائز ہے؟

کھال کا استعمال بلا دباغت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۹۵/۴) کیا اس کھال کو بلا دباغت مصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

اس گوشت کا استعمال کب جائز ہے

(سوال ۴۹۶/۵) اس گوشت کا استعمال کن صورتوں میں جائز ہے؟

گوشت وکھال کی پاکی کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۴۹۷/۶) اس گوشت اور کھال کے پاک ہونے میں کچھ تفصیل ہے یعنی آلۂ دھاردار کے مارنے سے پاک ہوگا یا گولی کے مارنے سے بھی پاک ہوجاوے گا؟

(۱) ردالمحتار نواقض الوضوء بعد مطلب فی حکم کی الحمصۃ ج ۱ ص ۱۳۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۰. ۱۲ ظفیر.

(جواب)(۱) بعد دباغت کے اس کی بیع وشراء جائز ہے مسلم اور غیر مسلم سے(۱)۔

(۲) جائز ہے كذا صرح به فى الدر المختار۔(۲)

(۳) کھال کا استعمال اور بیع وشراء بعد دباغت کے درست ہے اور گوشت ان جانوروں کا جو غیر ماکول اللحم ہیں ذبح کرنے سے پاک تو ہوجاتا ہے۔ مثلاً اس کو پاس رکھ کر نماز ہوجاوے گی، لیکن کھانا اس کا درست نہیں ہے اور گوشت کے پاک ہونے میں خلاف بھی ہے، بعض نے ترجیح گوشت کی نجاست کو دی ہے۔(۳)

(۴) ذبح کرنے سے کھال ویسے ہی بلا دباغت بھی پاک ہوجاتی ہے، اور بلا دباغت استعمال کرنا اس کا درست ہے۔(۴)

(۵) جو فقہاء گوشت کو پاک کہتے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ اس کو پاس رکھ کر نماز درست ہے۔

(۶) اس میں ذبح کرنے کی قید ہے، گولی وغیرہ مرنے میں نہ کھال پاک رہتی ہے نہ گوشت، پھر کھال دباغت سے پاک ہوجاوے گی۔(۵)

مٹی کے برتن میں کتا منہ ڈالدے یا پیشاب کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۹۸) مٹی کے برتن میں کتے کے پانی پینے سے اور پیشاب کرنے سے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب) مٹی کا برتن کتے کے پانی پینے سے اور پیشاب کرنے سے ناپاک ہوجاتا ہے، اور پھر دھونے سے اور خوب مٹی مل کر دھونے سے پاک ہوجاوے گا۔(۶) اور مٹی کے نئے برتن میں فقہاءؒ کا خلاف ہے جو شامی میں مذکور ہے۔(۷) فقط۔

....

(۱) وكل اهاب دبغ وهو يحتملها طهر فيصلى به ويتو ضأ منه الخ خلا جلد خنزير فلا يطهر و آدمى فلا يدبغ لكرامته الخ وما طهر به طهر بذكاة لا يطهر لحمه على القول الا كثر ان كان غير ماكول (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ص ۱۸۷ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۲۰۳)ظفير.

(۲) واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند الا مام وعليه الفتوىٰ الخ فيباع ويوجر ويضمن ويتخذ جلده مصلى ودلوا (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۹۲ .ط.س.ج ۱ ص ۲۰۸)ظفير.

(۳) وما اى اهاب طهر به بد باغ طهر بذكاة على المذهب لا يطهر لحمه على قول الاكثر ان كان غير ماكول هذا وصح مايفتى به وان قال فى الفيض الفتوىٰ على طهارته (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ص ۱۸۹ ج ۱)ظفير.

(۴) فجاز ان تعتبر الذكاة مطهرةلجلده للاحتياج اليه للصلاة فيه وعليه ولدفع الحروا لبردو سترا العورة بلبسه دون لحمه لعدم حل اكله (ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۸۹ .ط.س.ج ۱ ص ۲۰۵)ظفير.

(۵) وهل يشترط لطهارة جلده كون ذكاته شرعية الخ قيل نعم وقيل لا والاول اظهر (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ص ۱۸۹ جلد اول .ط.س.ج ۱ ص ۲۰۵)ظفير.

(۶) عن ابى هريرة قال قال رسول ا صلى الله عليه وسلم اذا شرب الكلب فى اناء احد كم فليغسله سبع مرات متفق عليه وفى رواية لمسلم وطهور اناء احد كم اذا ولغ فيه الكلب ان يغسله ثلث مرات اولا هن بالتراب(مشكوٰة باب تطهير النجاسات ص ۵۲)ظفير.

(۷) حاصله كما فى البدائع ان المتنجس اما ان لا يتشرب فيه اجزاء النجاسة اصلا كالاوانى المتخذة من الحجرو النحاس والخزف العتيق . اويتشرب فيه قليلا كا لبدن والخف والنعل. او يتشرب كثيرا الخ واما الثالث فان كان مما يمكن عصره كا لثياب فطهارته بالغسل والعصر الى زوال المرئية وفى غير ها بتثلتها وان كان مما لا ينعصر كا لحصير المتخذ من البردى ونحوه ان علم ان لم يتشرب فيه بل اصاب ظاهره يطهر بازالته العين او با لغسل ثلثا بلا عصر . وانعلم تشربه كالخزف الجديد والجلد المد بوغ بدهن نجس و الحنطة المنتفخة بالنجس فعند محمد لا يطهر ابدا، وعندابى يوسف ينقع فى الماء ثلاثا ويجفف كل مرة والا ول اقيس والثانى او سع ا ه وبه يفتى (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۲ .ط.س.ج ۱ ص ۳۳۲)ظفير.

اگر کتا بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے تو اس کی کھال پاک ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۹۹) اگر کتے کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جاوے اور اس کی کھال پر نماز پڑھی جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) کتے کے نجس العین ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، جو فقہاء نجس العین مثل خنزیر کے فرماتے ہیں، ان کے نزدیک بعد ذبح علی التسمیہ کے بھی چمڑا وغیرہ اس کا پاک نہ ہوگا اور جو فقہاء اس کو نجس العین نہیں کہتے ان کے نزدیک بعد ذبح کے چمڑا اس کا پاک ہوجاوے گا مثل جلد شیر بھیڑیئے وغیرہ کے۔ وعلیہ الفتویٰ (۱) فقط۔

ناپاک پختہ فرش پر پانی بہا دیا جائے تو پاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۵۰۰) پختہ فرش جہاں سے پانی ڈھل جاتا ہے اگر ناپاک ہوجاوے اور وہاں دو تین دفعہ پانی بہایا جاوے تو وہ پاک ہوجاتا ہے یا نہ؟

(جواب) وہ پاک ہوجاتا ہے۔ (۲) فقط۔

طہارت بدن میں دلک وجف شرط ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۱) طہارت بدن میں جف اور دلک شرط ہے یا نہیں؟

(جواب) بدن کے پاک ہونے کے لئے ازالۂ نجاست حقیقیہ کی ضرورت ہے اگر بدون دلک کے وہ نجاست زائل ہوجاوے تو کچھ حاجت دلک کی نہیں ہے، اور جفاف کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

غیر مسلم دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہوں گے یا نہیں

(سوال ۵۰۲) غیر مسلم دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے پاک ہوں گے یا نہیں؟

(جواب) پاک ہیں۔ پس ان کپڑوں کو پاک سمجھنا چاہئے، اور نماز پڑھنا ان سے درست ہے۔ (۴) فقط۔

چینی کے برتنوں کے ناپاک ہونے کا شبہ ہو تو کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۵۰۳) جن چینی برتنوں میں کہنگی کی باعث لکیریں سی پڑ جاتی ہیں اگر ان پر شرک یا چوہوں کے پیشاب کا

---

(۱) واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند الا مام وعليه الفتوىٰ وان رجحه بعضهم النجاسة كما بسطه ابن الشحنه فيباع ويو جرو يضمن ويتخذ جلده مصلى ودلوا الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه ص ۱۹۲ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸) ظفير.

(۲) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرئية بعد جفاف كدم بقلعها اى بزوال عينها واثر ها ولو بمرة الخ ويطهر محل غيرهااى غير مرئية بغلبة ظن غاسل طهارة محلها بلا عدد به يفتي وقدر ذلك لموسوس غسل وعصر ثلاثا فيما ينعصر الخ وبتثليث جفاف اى انقطاع تقا طر فى غيره اى غير منعصر (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۲ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفير.

(۳) وكذا يطهر محل نجاسة مر ئية اما عينها فلا تقبل الطهارة مر ئية بقلعها اى بزوال عينها واثر ها ولو بمرة او بما فوق ثلاث فى الا صح الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۲ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفير.

(۴) اليقين لا يزول بالشك (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ج ۱ ص ۷۵) ظفير.

شبہ ہو، تو کس طرح پاک ہو سکتے ہیں؟

(جواب) تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاویں گے۔(۱) فقط۔

استنجے کا ڈھیلا چھونے کے بعد ہاتھ پانی میں ڈالا تو پانی پاک رہا یا ناپاک ہو گیا

(سوال ۵۰۴) ایک شخص نے پیشاب کے بعد مٹی کے ڈھیلے سے استنجاء سکھایا، ہاتھ کو نجاست بالکل نہیں لگی، اس نے آبخورہ سے مٹکے سے پانی لیا، اگر ہاتھ مٹکے میں پڑ جاوے تو پانی پاک رہے گا یا ناپاک ہو جائے گا؟

(جواب) جب کہ اس کا ہاتھ نجاست کو نہیں لگا تو پانی مٹکے کا پاک ہے۔ فقط۔

کیا لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے اور لڑکی کا زیادہ

(سوال ۵۰۵) سنا ہے کہ معصوم لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے، اور لڑکی کا زیادہ۔ یہ فرق کیوں ہے؟

(جواب) پیشاب لڑکے اور لڑکی دونوں کا ناپاک ہے اور دونوں برابر ہیں اس حدیث کا مطلب دوسرا ہے جس میں یغسل من بول الجاریۃ وارد ہے۔ یعنی اس کا مطلب مبالغہ سے دھونا ہے(۲) فقط۔

ناپاک دوا کا استعمال درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۶) پتہ بیل اور بھینس اور پتہ خنزیر میں اور دوائیں ملا کر گولیاں بنا کر اس مریض کو جو کہ لا علاج مرض سرسام سے بے ہوش ہو اور قریب المرگ ہو، اور کسی دواء سے ہوش نہ آتا ہو اور دواء مذکور سے پانچ منٹ میں ہوش آتا ہو۔ کیا جب اور کوئی دوا کارگر نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) ایسی حالت میں کہ دواء نجس میں ظن شفاء ونفع غالب ہو اور کوئی پاک اس کے قائم مقام نہ ہو سکے بعض فقہاء نے اجازت ایسی ادویہ کے استعمال کی دی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے اختلف فی التداوی بالمحرم، ففی النہایہ عن الذخیرۃ یجوز ان علم فیہ شفاء ولم یعلم دواء اخر الخ شامی .(۳) فقط

وہ غلہ جس پر جانور پیشاب کرتے ہیں وہ پاک ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۷) دریں جا گندم وغیرہ اجناس بذریعہ نرگاواں از کاہ الگ می کشیدند ہماں وقت نرگاواں دروے بول وبراز

---

(۱) ویطہر محل غیرھا ای غیر مرئیۃ بغلبۃ ظن غاسل طھارۃ محلھا وقدر ذلک لموسوس بغسل وعصر ثلاثا فیما ینعصر الخ وبتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیرہ ای غیر منعصر الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۳ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر.

(۲) قال انما یغسل من بول الانثی وینضح من بول الذکر رواہ احمد (مشکوٰۃ باب تطھیر النجاسات ص ۵۲) فعلم منہ ان حکم بول الغلام الغسل لا انہ یجزئ فیہ الصب یعنی ولا یحتاج الی العصر وحکم بول الجاریۃ ایضا الغسل الا انہ لا یکفی فیہ الصب لان بول الغلام یکون فی موضع واحد لضیق مخرجہ وبول الجاریۃ یتفرق فی مواضع لسعۃ مخرجھا (مرقاۃ المفاتیح باب تطھیر النجاسات فصل ثانی ص ۳۵۵ جلد اول) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب المیاہ مطلب فی التداوی بالمحرم ص ۱۹۴ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۰. ۱۲ ظفیر.

میکنند آں غلہ بچہ طریق پاک خواہد شد۔
(جواب) آں غلہ بعد تقسیم وغیرہ تصرفات پاک است۔(۱) فقط۔

سور کی چربی کا استعمال درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۸) سخت مرض طاری ہونے پر حاذق حکیم کے معالجہ میں اگر سور کی چربی کی مالش خارج بدن پر کرنے کی ضرورت ہو تو عندالحنفیہ جائز ہے یا نہیں؟
(جواب) کتب فقہ میں یہ تفصیل ہے کہ حرام چیز کا استعمال دواء میں اس وقت درست ہے کہ طبیب حاذق مسلم تجویز کرے، اور کوئی دواء حلال اس کے عوض نہ ملے۔(۲) فقط۔

ناپاک دودھ بھینس وغیرہ کا چمار وغیرہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۵۰۹) دودھ میں کتے نے منہ ڈال دیا اس دودھ کو بھینس، بیل یا خاکروب وغیرہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟
(جواب) وہ دودھ جانوروں کو یا خاکروب وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔(۳) فقط۔

غیر ماکول اللحم سے سوائے گوشت کھانے کے دیگر فائدہ حاصل کرنا درست ہے

(سوال ۵۱۰) کیا یہ امر صحیح ہے کہ حیوان غیر ماکول اللحم سے سوائے گوشت کھانے کے دیگر فائدہ حاصل کرنا درست ہے؟
(جواب) غیر ماکول اللحم ذبح شرعی کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے چمڑے وغیرہ کا استعمال درست ہے اور گوشت بھی پاک ہو گیا مگر کھایا نہ جاوے؟(۴)

---

(۱) کمالو بال حمر خصها لتغليظ بولها اتفاقا على نحو حنطة تدو سها فقسم او غسل بعضه او ذهب بهبة او اكل اوبيع كما مرحيث يطهر الباقي وكذا الذاهب لا حتمال وقوع النجس فى كل طرف كمسئلة الثوب (درمختار) قوله حصها الخ ليعلم الحكم فى غيرها بالدلالة ابن كمال (ردالمحتارباب الانجاس ص ۳۰۲ جلد اول .ط.س. ج ا ص ۳۲۸)ظفير.
(۲) ورده فى البدائع بانه غير سديد لان المحرم شرعا لا يجوز الانتفاع به للتداوى كالخمر فلا تقع الحاجة الى شرع البيع (درمختار) وفى التهذيب يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوى اذا اخبره طبيب مسلم ان فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه (ردالمحتار كتاب البيوع باب المتفرقات مطلب فى التداوى بالمحرم ص ج۴.ط.س. ج۵ ص ۲۲۸)ظفير.
(۳) وما عجن به فيطعم الكلاب وقيل يباع من شافعى (درمختار) لان ما تنجس باختلاط النجاسة به، والنجاسة مغلوبة لا يباح اكله ويباح الانتفاع به فيما وراء الاكل كالدهن النجس يستصبح به اذا كان الطاهر غالباً فكذا هذ حليه عن البدائع الخ وعن ابى يوسف لا يطعم نبى ادم اه ولهذا عبر عند الشارح بقيل وجزم بالاول، الخ (ردالمحتارفصل فى البئر ص ۲۰۱ ج ا .ط.س. ج ا ص ۲۱۸)ظفير.
(۴) وكل اهاب دبغ دباغة حقيقة بالأ دوية او حكمية الترتيب والتشميس والا لقاء فى الريح فقد طهر وجازت الصلوٰة فيه والوضوع منه الاجلدالأدمى ولاخنزيروما طهر جلده بالذكاة وكذالك جميع الاجزائه يطهر بالذكاة الاالدم وهو الصحيح كذا فى محيط السرخسى (عالمگيرى كشورى الباب الثالث فى المياه فصل ثانى ج ا ص ۲۳)وصح بيع الكلب الخ والسباع (درمختار) قوله والسباع وكذا يجوز بيع لحمها بعد التزكية لاطعام كلب او سنور بخلاف لحم الخنزير لا نه لايجوز اطعامه ميحط لكن على اصح التصحيحين من ان الذكاة الشرعية لا تطهر الا الجلدوا اللحم لا يصح بيع اللحم شرنبلا ليه (ردالمحتار كتاب البيوع باب المتفرقات.ط.س. ج۵ ص ۲۲۶.

نجس بدن پر نجس صابون مل کر پانی بہادینا کافی ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۱) نجس بدن پر نجس صابون مل کر پانی بہادینا کافی ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صابون کے دھودینے اور بہادینے سے بدن پاک ہو جاوے گا۔(۱) فقط۔

گندے بچہ کا پسینہ پاک ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۲) بچہ ہر وقت پیشاب کرتا ہے اور اس میں رگڑتا ہے اس کو ہر وقت دھونا ضرر کرتا ہے۔ پس اس کا بدن سوکھنے کے بعد جو پسینہ آوے وہ پاک ہے یا نہ؟

(جواب) جب کہ اس کے بدن پر بھی کپڑا ہوا اور اس بچہ کو پسینہ آوے تو اس بچہ کے اٹھانے والے کے کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔ فقط۔

تالاب میں مقتولہ کی لاش ڈال دی گئی اور پانی بدبودار ہو گیا تو وہ ناپاک ہوا یا نہیں

(سوال ۵۱۳) ایک تالاب میں عورت مقتولہ کاٹ کر ڈالی گئی اور کئی روز اس قدر بدبو آئی کہ کوئی آدمی اور جانور نزدیک پانی کے نہیں جاسکا۔ تو اس صورت میں پانی تالاب کا ناپاک ہو گیا یا نہیں؟

(جواب) جب کہ پانی اس تالاب کا کثیر ہے یعنی دہ دردہ یا اس سے زیادہ ہے اور اس پانی میں نعش مقتولہ سے بدبو نہیں ہوئی، اگرچہ خود اس نعش کی بدبو باہر تک ہو تو وہ بحالت مذکورہ ناپاک نہیں ہوا۔ درمختار میں ہے و کذا یجوز برا کد کثیر کذلک ای وقع فیه نجس لم یرا ثره الخ ولو فی موضع وقوع المرئیة به یفتی الخ درمختار قوله لم یر اثره ای من طعم او لون او ریح وهذا القید لا بد منه وان لم یذکر فی کثیر من المسائل الاٰتیة الخ شامی .(۲) فقط۔

ناپاک زمین پر پانی پڑ کر جو چھینٹ اڑتی ہے وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۵۱۴) ہم مرغی پالتے ہیں جس کے پاخانہ سے اکثر زمین ناپاک ہوتی ہے اور لوگوں کے چلنے سے تمام زمین نجس ہوتی ہے، اور اس ملک کی زمین گیلی ہے، دھوپ کی تیزی کم ہے، نہ زمین سوکھتی ہے نہ وہ پاخانہ۔ ہمیں اس پر وضو کرنا پڑتا ہے جس کی چھینٹیں لوٹے اور بدن پر آتی ہیں، وہ چھینٹ پاک ہے یا نہ؟

(جواب) ناپاک زمین پر وضو کر کے پیر رکھنا نہ چاہئے۔ حتی الوسع احتیاط کرنی چاہئے اور جس امر میں عموم بلویٰ ہو اس میں شارع کی طرف سے تخفیف کا حکم بھی ہو جاتا ہے۔(۳) فقط (پس جب صورت مسئولہ میں عموم بلویٰ ہے تو معاف

---

(۱) یطهر بدن المصلی وثوبه ومکانه عن نجس مرئی بزوال عینه وان بقی اثر یشق زواله بالماء متعلق بقوله بزوال عینه وبکل مائع طاهر مزیل کخل ونحوه وعمالم یرا ثر بغسله ثلاثا وعصره فی کل مرة ان امکن الخ (شرح وقایه باب الا نجاس ص ۱۳۷ ج ۱) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب المیاه جلد اول ص ۱۷۶. ط.س. ج ۱ ص ۱۹۱ ۱۹۲ ظفیر.

(۳) وعفی الخ بول انتضح کرؤس ابروان کثر باصا بة الماء للضرورة الخ وطین شارع ونجار نجس وغبار سرقین ومحل کلاب وانتضاح غسالة لا تطهر مو اقع قطهر ها فی الا ناء عفو (درمختار) وفی فی الفتح وما ترشش علی الغاسل من غسالة المیت مما لا یمکنه الا متناع عنه ما دام فی علاجه لا ینجسه لعلوم البلویٰ (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۷ وج ۱ ص ۳۰۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۱.....۳۲۲) ظفیر.

ہوگا۔ مگر حتی الوسع اس طرح وضو کرنا چاہئے کہ چھینٹ نہ پڑنے پائے۔ظفیر)

نجس گلاس کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۵۱۵) نجس گلاس کا پانی بقول امام مالکؒ پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) نجس گلاس میں جو پانی ڈالا جاوے گا وہ بھی ناپاک ہے۔(۱) فقط۔

مذی کا شبہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۵۱۶) زید کو بسبب کثرت مباشرت ذرا انتشار ہونے پر مذی ظاہر ہو جاتی ہے۔رات کو علیحدہ کپڑا بدل لیا جاتا ہے مگر پھر وسوسہ رہتا ہے کہ شاید مذی ران اور پاؤں وغیرہ میں لگ گئی ہو، اس صورت میں تمام بدن دھونا چاہئے، یا کپڑا بدل کر نماز پڑھنی چاہئے؟

(جواب) بدن اور ران وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں ہے کپڑا بدل کر وضو کر کے نماز پڑھ لے۔(۲) فقط۔

کتھے میں بچہ کا پیشاب پڑ جائے تو وہ کیسے پاک ہوگا

(سوال ۵۱۷) کتھا پکا کر جمانے کو رکھا تھا ابھی گاڑھا بھی نہ ہوا تھا کہ بچہ نے اوپر سے پیشاب کر دیا اور چند قطرے کتھے میں جا پڑے، اب وہ کتھا کس طرح پاک ہو سکتا ہے؟

(جواب) اس کتھے کے پاک ہونے کی وہی صورت ہو سکتی ہے، جو ناپاک تیل وگھی وغیرہ کے بارہ میں فقہاء نے لکھی ہے ویطھر لبن وعسل ودبس ودھن یغلی ثلثا .(۳) یعنی اس میں اس قدر جس قدر وہ چیز ہے پانی ڈال کر اس کو پکاویں کہ پانی جل جاوے۔اسی طرح تین دفعہ کریں۔فقط۔

ہاتھی کا جسم اور اس کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۵۱۸) سور فیل اور جسد فیل زندہ نجس ہے یا پاک؟

(جواب) صحیح مذہب کے موافق فیل نجس العین نہیں ہے پس ظاہر جلد اس کی پاک ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وافاد کلامه طهارة جلد کلب و فیل وهو المعتمد، (۴) اور سور فیل یعنی جھوٹا ہاتھی کا نجس مغلظ ہے کما فی الدر المختار وسور خنزير و كلب و سباع بهائهم الخ نجس مغلظ (۵) ومنها الفيل كذا في

---

(۱) وماء وردای جرى على نجس نجس (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج۱ ص ۳۰۰ .ط.س. ج۱ ص۳۲۵) ظفیر. (۲) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه و النظائر القاعدة الثالثة) ظفیر.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۸ جلد اول .ط.س. ج۱ ص۳۳۴. ۱۲ ظفیر.

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب المياه مطلب فى احكام الدباغة جلد اول ص ۱۸۹ .ط.س. ج۱ ص۲۰۸. ۱۲ ظفیر. (۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى البئر مطلب فى السور جلد اول ص۲۰۵ و ص ۲۰۶ .ط.س. ج۱ ص۲۲۳ ۱۲ ظفیر.

الشامی. (۱) فقط۔

ریشمی کپڑا اگر دھونے سے خراب ہو تو کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۵۱۹) ریشمی کپڑا اگر دھونے سے خراب ہو تو کس طرح پاک کیا جائے؟

(جواب) اس کپڑے کا بھی دھونا ضروری ہے، بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا۔ البتہ اگر بوجہ زیادہ باریک ہونے کے مبالغہ سے نہ نچوڑے تو گنجائش جواز کی ہے کما فی الدر المختار ولولم یبالغ لرقته هل یطهر الا ظهر نعم الخ للضرورة نهر (۲) فقط۔

ناپاک زمین خشک ہونے کے بعد جب تر ہو جائے تو ناپاک ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۲۰) زمین کی طہارت زمین کا خشک ہونا ہے، جب پھر تر ہو جائے تو یہ نجاست عود کر آتی ہے یا نہیں؟

(جواب) عود نہیں کرتی۔ (۳) فقط۔

جوتے میں پیشاب لگ جائے پھر خشک ہو جائے تو پاک ہو جائے گا یا نہیں اور پھر تر ہو جائے تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۵۲۱) اگر جوتا پیشاب میں پلید ہو جائے اور خشک ہو جائے، دھونے کے بعد یا قبل اور جب پھر تر ہو جائے یا بھیگے ہوئے پاؤں ڈالے جائیں تو پاؤں ناپاک ہو جاتے ہیں اور جوتے کی نجاست عود کر آتی ہے یا نہیں، اور جوتہ خشک ہونے سے ایسی نجاست سے پاک ہو سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) جوتے کی طہارت نجاست ذی جرم سے رگڑنے سے ہو جاتی ہے، اور غیر ذی جرم مثل بول کے دھونے سے پاک ہوتا ہے، اور بصورت تطہیر عن الدلک کے پھر تر ہونے سے ناپاک نہ ہوگا، درمختار میں ہے ثم هل یعود نجسا ببله بعد فرکه المعتمد لا الخ. (۴) فقط۔

بورئیے کی طہارت میں تین دفعہ خشک کرنے کی شرط ضروری ہے یا نہیں

(سوال ۵۲۲) بورئیے وغیرہ میں جو تین دفعہ خشک کرنا فقہاء نے لکھا ہے یہ ضروری ہے یا مستحسن؟

---

(۱) قوله وسباع بهائم هي ما كان يصطا دبنابه كالا سدو الذئب والفهد والنمر والثعلب، والفيل والضبع واشباه ذلک سراج (ردالمحتار فصل فی البئر مطلب فی السور جلد اول ص ۲۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۳ ۱۲ ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۶. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۲ ۱۲ ظفیر.

(۳) وتطهر ارض بخلاف نحو بساط بیبسها ای جفا فها ولو بر سخ وذهاب اثر ها لاجل صلاة علیها لا لیتمم بها لا ن المشروط لها الطهارة وله الطهورية الخ وهل یعود نجسا ببله بعد فرکه المعتمد لا وکذا کل ماحکم بطهارته بغیر مائع (درمختار) ای کالدلک فی الخف والجفاف فی الارض والدباغة الحکمیة فی الجلد الخ (ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۶ و ۲۸۹. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۱) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۸۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۹. ۱۲ ظفیر.

(جواب) تثلیث جفاف سے مراد انقطاع تقاطر لیا ہے اور ماء کثیر اور جاری میں مرات کی بھی ضرورت نہیں ہے، درمختار و شامی۔(۱) فقط

چھوٹے گڈھے کا پانی کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۵۲۳) ایک مسجد میں باواڑی لمبی چوڑی ہے اور بارش کے پانی سے بہت بھر جاتی ہے اور پانی بہت کم ہے، اس میں ایک لڑکا ڈوب کر مر گیا، اگر سب پانی نکالا جاوے تو بارش ہونے تک نمازیوں کو تکلیف ہوگی اب کیا کرنا چاہئے؟ باوڑی طولاً ۹ ہاتھ، عرضاً ۷ ہاتھ گہری بہت ہے؟

(جواب) جبکہ وہ باوڑی دہ در دہ نہیں ہے تو صورت مذکورہ میں پانی اس کا ناپاک ہو گیا وہ تمام پانی نکالنا چاہئے۔(۲) فقط۔

خون آلود گوشت کس طرح پاک کیا جائے......

(سوال ۵۲۴) پاک صاف گوشت اگر دم مسفوح میں آلودہ ہو جائے یا یہود و نصاریٰ کے خون آلودہ ہاتھ لگ جائیں۔ اس گوشت کو کس طور سے پاک کر کے کھائیں؟

(جواب) تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے۔ شامی میں ظہیریہ سے منقول ہے **ولو صبت الخمرة فی قدر فیها لحم ان کان قبل الغلیان یطهر اللحم بالغسل ثلاثا الخ ص ۲۲۳ جلد اول شامی.**(۳) فقط۔

روئی دار کپڑا ناپاک ہو جائے تو اسے کس طرح پاک کیا جائے :

(سوال ۵۲۵) روئی دار کپڑا نجس ہو جاوے تو دھونے سے پاک ہو سکتا ہے، یا روئی نکلوا کر دوبارہ بھروانے سے پاک ہوگا۔ اور اگر نجاست خشک ہو تو کیونکہ پاک ہوگا؟

(جواب) دھونے سے پاک ہو سکتا ہے؟ اور خشک نجاست کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کو دھویا جاوے۔(۴) فقط۔

غسل کرنے والے کی چھینٹ اگر حوض میں پڑے تو ناپاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۵۲۶) اگر کوئی حوض مسجد کے قریب غسل کرے اور چھینٹ غسل کی حوض میں پڑے تو پانی حوض کا ناپاک تو نہ ہوگا؟

---

(۱) بتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۷.ط.س.ج ۱ ص ۳۳۲) زاد القهستانی وذهاب النداوة وفی التتارخانیة حد التجفیف ان یصیر بحال لا تبتل منه الید ولا یشترط صیرورته یا بسا جدا (ردالمحتارباب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۷.ط.س.ج ۱ ص ۳۳۲) ظفیر.

(۲) وبذلک استدل فی المحیط علی ان نجاسة المیت نجاسة خبث لانه حیوان دموی فینجس بالموت کغیره من الحیوانات (ردالمحتارفصل فی البئر ص ۱۹۵ ج ۱.ط.س.ج ۱ ص ۲۱۱) ظفیر.

(۳) ردالمحتارباب الا نجاس مطلب فی تطهیر الدهن والعسل تحت قوله ولهم طبخ الخ جلد اول ص ۳۰۹.۱۲ ظفیر.

(۴) وکذا یطهر محل نجاسة الخ مرئیة الخ ویطهر محل غیرها ای غیر مرئیة بغلبة ظن غسل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۴.ط.س.ج ۱ ص ۳۳۴) ظفیر.

(جواب) حوض کا پانی پاک ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔(۱)

شیر، چیتا اور خنزیر کی کھال بعد دباغت پاک ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۲۷) شیر، چیتے وغیرہ کی کھال بعد دباغت کے پاک ہوجاتی ہے یا نہیں۔ اور خنزیر کی کھال بھی بعد دباغت کے پاک ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب) خنزیر کے سوا اور جانوروں شیر، کتا، گدھا وغیرہ کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے اور اس پر نماز درست ہے درمختار۔(۲) فقط۔

پختہ اینٹ اگر ناپاک ہوجائے تو اسے کس طرح پاک کیا جائے گا

(سوال ۵۲۸) پختہ اینٹیں اگر ناپاک ہوجاویں تو ان کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(جواب) پختہ اینٹوں کی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو خوب دھویا جائے پس صورت مسئولہ میں اگر اینٹوں کو پاک کر کے کنواں تیار کرایا گیا تو اس کا پانی پاک ہے۔(۳) فقط۔

نجس کپڑے کی پاکی کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۵۲۹) اگر کپڑے پر نجاست لگی ہو تو کتاب رکن دین میں لکھا ہے کہ ایک بار دھونے سے پاک ہوجاوے گا، اور شکی آدمی کے لئے پانچ یا سات بار دھونے سے پاک ہوگا۔ کیا ایسے ہی صحیح ہے؟

(جواب) جب کہ کوئی نجاست بظاہر لگی ہوئی کسی کپڑے کو نہ ہو تو اس کو پاک سمجھنا چاہئے ایک دفعہ دھونے کی بھی ضرورت نہیں ہے اور تین دفعہ دھونے سے ہر ایک کپڑا ناپاک ہر ایک کے حق میں پاک ہوجاتا ہے مسوس ہو یا غیر مسوس(۴) فقط۔

ناپاک رومال سے پسینہ سے تر چہرہ صاف کیا تو منہ پاک رہا یا ناپاک ہوگیا.......

(سوال ۵۳۰) ناپاک رومال سے اپنا منہ صاف کیا منہ پسینہ میں تر تھا، جس کی وجہ سے رومال تر ہوگیا تو منہ پاک رہا یا ناپاک ہوگیا؟

....

(۱) وبماء استعمل لا جل قربته الخ اذا انفصل عن عضو وان لم یستقر الخ وهو طاهرو لو من جنب وهو الظاهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المیاه ج ۱ صل ۱۸۵ .ط.س. ج ۱ ص ۱۹۸) ظفیر.

(۲) وکل اهاب الخ دبغ ولو بشمس وهو یحتملها طهر فیصلی به ویتوصا منه الخ خلا جلد خنزیر فلا یطهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المیاه مطلب احکام الدباغة ج ۱ ص ۱۸۷ .ط.س. ج ۱ ص ۲۰۳) ظفیر.

(۳) وحکم اجرو نحوه کلبن مفروش وخص الخ کذا لک ای کارض فیطهر بجفاف الخ فالمنفصل یغسل لاغیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۸۷ .ط.س. ج ۱ ص ۳۱۱) ظفیر.

(۴) وکذا یطهر محل نجاسة مرئیة الخ بقلعها لخ ویطهر غیر ها ای غیر مرئة بغلبة ظن غاسل الخ طهارة محلها بلا عدد یفتی به وقدر ذلک لمو سو سن بغسل وعصر ثلاثا الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۴) .ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸ ظفیر.

(جواب)لف ثوب رطب نجس فی ثوب طاهر یا بس فظهرت رطوبته علی ثوب طاهر لکن لایسیل لو عصر لا یتنجس الخ ۔(۱)اس سے معلوم ہوا کہ اگر رومال اس قدر تر ہوگیا ہے کہ نچوڑنے سے نچڑ جاوے تو ناپاک ہوجاوے گا ورنہ نہیں۔فقط۔

حوض بھر کر بہہ جاوے تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۵۳۱)ایک حوض جس کا عمق بقدر آدمی ہے اور وہ دہ دردہ سے ایک فٹ کم ہے اور نلکہ اس پر لگا ہوا ہے، دو وقت اس میں پانی پڑتا ہے، اور بھر کر جاری ہوجاتا ہے۔اگر یہ حوض ناپاک ہوجاوے تو نلکہ کا پانی پڑنے کی وجہ سے اگر جاری ہوجائے تو شرعاً وہ پاک ہوجائے گی یا نہیں؟

(جواب)وہ حوض جاری ہونے سے پاک ہوجاوے گا۔(۲)فقط۔

سانپ کی کھال بعد دباغت پاک ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۳۲)ایسے بڑے سانپ کی کھال جو دباغت قبول کرسکے بعد دباغت پاک اور قابل استعمال ہے یا نہیں؟

(جواب)اگر دباغت قبول کرسکے تو پاک اور قابل استعمال ہے۔(۳)لیکن کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سانپ کی کھال دباغت کو قبول نہیں کرسکتی، غالباً پتلی ہونے کی وجہ سے یا دباغت میں باقی نہ رہنے کی وجہ سے۔(۴)فقط۔

لکڑی جو پانی جذب کرلیتی ہے اس کی پاکی کا کیا طریقہ ہے۔

(سوال ۵۳۳)ایک تخت ایسی لکڑی کا بنا ہوا ہے کہ وہ پانی کو فوراً جذب کرلیتی ہے اس پر شراب گر گئی اور جذب ہوگئی، اس کو دھونے سے بدبو نہیں جاتی، اس کو کس طرح پاک کریں؟

(جواب)دھونے سے پاک ہوجاتی ہے۔(۵)دھونے کے بعد جو بو باقی رہ جائے اس کا اعتبار نہیں ہے(۶)۔فقط۔

---

(۱)اذا لف الثوب المبلول النجس فی ثوب طاهر یا بس فظهرت ندا وته الخ لکن لا یصیر رطبا بحیث یسیل منه شئی بالعصر الخ والا صح انه لایصیر نجسا (غنیة المستملی ص ۱۷۱)ظفیر.(۲)ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جریانه و کذا البئر وحوض الحمام (درمختار) ای بان یدخل من جانب ویخرج من اخر حال دخوله وان قل الخارج الخ ولایلزم ان یکون الحوض ممتلئا فی اول وقت الدخول لانه اذا کان ناقصا فدخل الماء حتی امتلاء وخرج بعضه طهرا یضا کما لو کان ابتداء ممتلئا ماء نجساالخ (ردالمحتار باب المیاه قبیل مطلب یطهر الحوض بمجرد الجریان ج۱ ص ۱۸۰ .ط.س.ج ۱ ص۱۹۵)ظفیر.(۳)کل اهاب دبغ دباغة حقیقیة بالا دویة او حکمیة بالترتیب و التشمیس والا لقاء فی الریح فقد طهر وجازت الصلوٰة فیه والوضوء منه الا جلد الا دمی والخنزیر هکذا فی الزاهدی (عالمگیری کشوری باب المیاه فصل ثانی ج ۱ ص ۲۳ .ط.ماجدیه ج ۱ ص ۲۵)ظفیر.(۴)وما دبغ الخ وهو یحتملها طهر الخ وما لا یحتملها فلا وعلیه فلا یطهر جلد حیة صغیرة ذکره الزیلعی (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المیاه مطلب فی احکام الدباغة ج ۱ ص ۱۸۷ و ۱۸۸ .ط.س.ج ۱ ص۲۰۳).(۵)ان المتنجس اما ان لایتشرب فیما اجزاء النجاسة اصلا کالا وانی المتخذة من الحجرو النحاس والخزف العتیق او یتشرب فیه قلیلا کالبدن والخف والنعل او یتشرب کثیرا ففی الاول طهارته بزوال عین النجاسة المرئیة او بالعدد علی مامر وفی الثانی کذالک لا ن الماء یستخرج ذلک القلیل فیحکم بطهارته واما فی الثالث فان کان مما یمکن عصره کالثیاب فطهارته بالغسل والعصر الیٰ زوال المرئیة وفی غبر ها بثلیثهما وان کان مما لا ینعصر کالحصیر المتخذة من البردی ونحوه ان علم انه لا یتشرب فیه بل اصاب ظاهره یطهر بازالة العین او بغسل ثلاثا بلا عصر وان علم تشربه کالخزف الجدید الخ عند ابی یوسف ینقع فی الماء ثلاثا ویجفف کل مرة الخ والثانی اوسع وبه یفتی درر(ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۷ .ط.س.ج ۱ ص ۳۳۲)ظفیر.(۶)ولا یضر بقاء اثر کلون وریح لازم الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۲۹ظفیر.

کولھو کا تیل پاک ہے یا نہیں

(سوال ۵۳۴) جب کولھو میں سرسوں کا تیل نکالتے ہیں تو کچھ کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے جو غیر قوموں سے جمع کر کے استعمال کرتے ہیں تو وہ تیل پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ تیل پاک ہے۔ اول تو محض شبہ سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی اگر نجاست یقینی ہو تو تقسیم کے بعد ہر ایک حصہ پاک ہو جاتا ہے۔(۱)

ناخن میں صابون کی سفیدی پاک ہے

(سوال ۵۳۵) بچہ کو دو پہر تک گود میں رکھتا ہوں اور وہ پیشاب کرتا ہے تو میں دو پہر کو صابن سے غسل کرتا ہوں، غسل کے بعد ناخن میں سفیدی صابن کی نظر آتی ہے تو وہ سفیدی پاک ہے یا نہ؟

(جواب) وہ سفیدی پاک ہے۔(۲) فقط۔

پیر میں نجاست لگ جائے اور اسے دھودے مگر مٹی لگی رہ جائے تو پاک ہوا یا نہیں

(سوال ۵۳۶) اگر پیر میں مٹی لگی ہوئی تھی اس حالت میں پیر کو نجاست لگ جاوے تو پیر پاک ہوا یا نہیں اور مٹی تر ہوئی پاک بدن یا کپڑے میں لگ گئی تو بدن اور کپڑا پاک ہے یا نہ؟

(جواب) اس صورت میں پیر اور کپڑا پاک ہے۔(۳) فقط۔

بارش میں چھت کا پانی ٹپک کر کپڑے پر گرے تو وہ پاک ہے یا نہیں

(سوال ۵۳۷) مکان کی چھت پر اگر پرند جانور جس کا پاخانہ ناپاک ہے پاخانہ کر دیوے، اور پانی برس کر اس چھت پر گرے اور چھت کا پانی مکان کے اندر پاک کپڑے وغیرہ پر گرے ناپاک ہے یا نہ؟

(جواب) اس صورت میں کپڑا وغیرہ پاک ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) وبال حمر حصها لتغليظ بولها على نحو حنطة تدوسها فقسم او غسل بعضه او ذهب بهبة اواكل او بيع حيث يطهر الباقي وكذاوالذاهب لا حتمال وقوع النجس فى كل طرف (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۲۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفير.

(۲) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرئية بقلعها الخ ويطهر محل غير ها اى غيرمرئية بغلبة ظن غاسل (درمختار باب الانجاس. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفير.

(۳) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرئية الخ بقلعها اى بزوال عينها واثرها ولو بمرة او بما فوق ثلاث فى الا صح الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفير.

(۴) وعلى هذا ماء المطر اذا جرى فى الميزاب و على السطح عذرات فالماء طاهر الخ قال فى الحلية ينبغى ان لا يعتبر فى مسئلة السطح سوى تغير احد الاوصاف (ردالمحتار باب المياه بعد مطلب الا صح انه لا يشترط فى الجريان المدد ج ۱ ص ۱۲۴. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۸) ظفير.

تالاب کی مٹی لگ جائے تو بھی کپڑا پاک ہی رہے گا

(سوال ۵۳۸) تالاب میں نجس کپڑے کو دھونے کے بعد اگر تالاب کے اندر کی مٹی پاک کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) پاک ہے۔(۱) فقط۔

لوٹا جو غسل خانہ میں رکھ دیا جائے وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۵۳۹) اس ملک میں رواج ہے کہ مسجد کے لوٹے غسل خانے میں تر زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ وہ پاک ہیں یا نہیں؟

(جواب) شبہ سے ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا تاہم احتیاط کرنا لازم ہے کہ اس کی تلی پر پانی بہا دیا جایا کرے۔(۲) فقط۔

محتلم کی چادر جس پر نجاست کا کوئی اثر نہیں پاک ہے

(سوال ۵۴۰) رجل احتلم وهو لابس السروال وعليه رداء خشن لا يظهر اثر المنى فى الرداء هل يحكم بنجاسة الرداء اولا ؟

(جواب) لا يحكم بنجاسة الرداء فى هذه الصورة . فقط۔(۳)

کتے کا لعاب ناپاک ہے

(سوال ۵۴۱) کتے کا تھوک اگر کپڑے کو لگ جائے تو نماز کے لئے اس کا دھونا واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) کتے کا لعاب نجاست غلیظہ ہے اگر مقدار درہم سے زیادہ کپڑے کو لگ جائے تو نماز کے لئے دھونا اس کا فرض ہے(۴)

ناپاک کپڑے کی چھینٹ کا کیا حکم ہے

(سوال ۵۴۲) پاجامہ کے رومال میں اندر کی طرف پاخانہ لگا ہوا تھا جس کا مجموعہ قریب نصف کلدار روپے کے ہوگا اور کرتے کا پچھلا حصہ وضوخانہ کی دیوار کی تری سے یا وضو کا پانی گرنے سے تر ہوگیا، ایسی حالت میں نماز پڑھی گئی تو جانماز پاک ہے یا ناپاک ہوگئی، جانماز کا جو حصہ رومال سے لگتا تھا اس کو دھویا گیا۔ دھونے کے وقت اس پانی کی چھینٹیں جس چیز لوٹے وغیرہ پر پڑے وہ پاک ہے یا نہیں؟

---

(۱) ولذا قال فى الخلاصة الماء النجس اذا دخل الحوض الكبير لا ينجس الحوض الخ (ردالمحتارباب المياه تحت قوله وكذا يجوز براكد كثير كذلك اى وقع فيه نجس ج ا ص ١٧٦ . ط.س. ج ا ص ١٩٠)ظفير.

(۲) مشى فى حمام ونحوه لا بنجس مالم يعلم انه غسالة نجس (الدر المختار على هامش ردالمحتارفصل فى الا ستنجاء ج ا ص ٣٢۴ .ط.س. ج ا ص ٣۵٠)ظفير.

(۳) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵)ظفير.

(۴) والا صح انه ان كان فمه مفتوحالم يجز لان لعابه يسيل فى كمه فينجس لو اكثر من قدر الدرهم (ردالمحتارباب المياه ج ا ص ١٩٢ .ط.س. ج ا ص٢٠٨) وعفى الشارع عن قدر درهم وان كره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ا ص ٢٩٢ .ط.س. ج ا ص٣١٦)ظفير.

(جواب) اس صورت میں جانماز اور لوٹا وغیرہ ناپاک نہیں ہیں، جانماز کے دھونے کی ضرورت نہ تھی اور ان چھینٹوں سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوئی۔ فقط۔

ناپاک کپڑے کی چھینٹ پڑ جائے تو وہ ناپاک ہے......

(سوال ۵۴۳) ناپاک کپڑے کو دھوتے وقت اگر بدن کو یا کپڑے کو چھینٹیں لگیں تو وہ ناپاک ہے یا نہیں؟

(جواب) اس میں بھی وہم نہ کیا جاوے۔ البتہ ناپاک کپڑے کو احتیاط سے دھویا جاوے کہ اس کی چھینٹیں بدن کو نہ لگیں۔ (۱) فقط۔

تالاب کا زینہ تر ہو اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۵۴۴) اگر تالاب کا زینہ تر ہو تو اس پر ننگے پیر وضو کر سکتا ہے یا اس تری کو آب دست کی تری سمجھ کر دھونا اور پاک کرنا ضروری ہے؟

(جواب) احتمال سے ناپاکی کا حکم نہیں ہوتا وہم نہ کریں۔ (۲)

آب دست کرتے وقت چھینٹ کا وہم ہو جائے تو بدن و کپڑا پاک ہے یا ناپاک......

(سوال ۵۴۵) آب دست اور غسل کرتے وقت چھینٹوں کا خیال اور وہم ہو تو کپڑے اور بدن کی ناپاکی کا حکم ہوگا یا نہیں؟

(جواب) خیال اور وہم سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی ایسے توہمات کو دفع کرتے رہیں اور اعوذ باللہ پڑھتے رہیں اور ہرگز کچھ وہم نہ کریں۔ (۳) فقط۔

تر پاؤں کا کسی جگہ ڈال دینا اس کو نجس نہیں کرتا

(سوال ۵۴۶) ایک شخص نے وضو کر کے تر پاؤں ایسی جگہ رکھے جہاں جوتے رکھے تھے۔ اور پھر صفوف مسجد پر پھرا، اور پھر مسجد کے لوٹے کو ہاتھ لگائے اور نماز ان صفوں پر پڑھی۔ کیا حکم ہے؟

(جواب) اس صورت میں اس شخص کے پیر ناپاک نہیں ہوئے لہذا لوٹے و صفیں سب پاک ہیں اور وضو و نماز سب کی صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

....

(۱) وعفی الخ بول انتضح کرؤس ابرو کذا جا نبها الا خروان کثر باضا بة الماء للضرورة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۲) ظفیر.

(۲) ولو شک فالا صل الطهارة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۶)

(۳) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه و النظائر ص ۷۵) ظفیر.

(۴) مشی فی حمام ونحوه لا ینجس مالم یعلم انه غسالة نجس (درمختار) ای کما لو مشی علی الواح مشرعة بعد مشی من بر جله قذر لا یحکم بنجاسة رجله مالم یعلم انه وضع رجله علی موضعه للضرورة فتح لا فیه عن التنجنیس مشی فی طین اواصابه ولم یغسله وصلی تجزیه مالم یکن فیه اثر النجاسة لانه المانع الا ان یحتاط اما فی الحکم فلا یجب (ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۲۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۰) ظفیر.

فصل ثانی
مسائل استنجاء

کلوخ عورتوں کے لئے کیا ضروری ہے

(سوال ۵۴۷) کلوخ سے استنجاء پیشاب و پاخانہ کی جگہ پر جس طرح پر مردوں کو ضروری ہے، اسی طرح سے عورتوں کو بھی ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) کلوخ وغیرہ کے ساتھ استنجاء کرنا عورتوں کو بھی ایسا ہی مستحب ہے جیسا کہ مردوں کو، شامی میں ہے، **قلت بل صرح فی الغزنویة بانها تفعل کما یفعل الرجل الا فی الا ستبراء فانها لا استبراء علیها بل کما فرغت من البول والغائط تصبر ساعة لطیفة ثم تمسح قبلها ودبرها بالا حجار ثم تستنجی بالماء.** (۱) اور شامی میں بنحو حجر کے ذیل میں یہ لکھا ہے کہ کپڑا ہو یا ڈھیلہ سب برابر ہیں۔ اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اگر صرف پانی سے استنجاء کیا جاوے تو سنت ادا ہو جاوے گی۔ مگر افضل یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے یعنی ڈھیلے یا کپڑے وغیرہ سے استنجا کر کے پانی سے کرے۔ **ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل الخ.** (۲) فقط بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کلوخ کے وقت سلام کرنا یا جواب دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۴۸) وقت ڈھیلہ لینے کے سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہ؟

(جواب) درست ہے۔ (۳) فقط۔

عورتوں کو ڈھیلے سے استنجاء کرنا چاہئے یا نہیں

(سوال ۵۴۹) عورتوں کو ڈھیلے سے استنجاء کرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بارہ میں عورتوں کا حکم مثل مردوں کے ہے۔ **کما قال فی الشامی قلت بل**

---

(۱) ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۹ .ط.س.ج ۱ ص ۳۴۴. ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۱۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۳۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) سلامک مکروہ الخ من هو فی حال التغوط (درمختار) قوله حال التغوط مراده مایعم البول (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۷۷ .ط.س.ج ۱ ص ۶۱۶) اور یہ وقت پیشاب کا وقت نہیں ہے بلکہ وہ فارغ ہو چکا ہے صرف اطمینان قلب کے لئے ڈھیلہ استعمال کر رہا ہے گو افضل یہ ہے کہ اس وقت نہ سلام کیا جائے اور نہ جواب دیا جائے، اس لئے کہ من وجہ یہ وقت حالت پیشاب و پاخانہ میں داخل ہے چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں یجب الا ستبرأ بمشی او تنحنح الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۱۹ .ط.س.ج ۱ ص ۳۴۴) ظفیر.

صرح فی الغزنویة بانها تفعل کما یفعل الرجل فی الا ستبراء فانها الخ لا استبراء علیها الخ.(۱) فقط۔

آب دست کی مدت کب تک ہے

(سوال ۵۵۰) آب دست کب تک لینا چاہئے؟

(جواب) استنجاء کے بارہ میں طریق سنت یہ ہے کہ پہلے ڈھیلوں سے استنجاء کرے اور پھر پانی سے طہارت کر لے۔(۲) فقط

ایک ڈھیلے سے دوبارا استنجاء کرنا کیسا ہے

(سوال ۵۵۱) اگر کوئی شخص کسی ڈھیلے سے چھوٹا استنجاء خشک کرے دوبارہ اسی ڈھیلے سے استجاء کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جس ڈھیلے سے ایک دفعہ استنجاء کیا گیا ہو اس سے دوبارہ استنجاء کرنا مکروہ ہے کذا فی الدر المختار۔(۳) لیکن اگر ضرورت ہو سفر وغیرہ کی وجہ سے تو خشک ہونے کے بعد اس کو گھس کر دوبارہ اور سہ بارہ یا زیادہ دفعہ اس سے استنجاء کر لیا جاوے تو مضائقہ نہیں ہے۔ عہ۔ فقط۔

کلوخ کی مٹی لگا ہوا ہاتھ پاجامہ پر پڑنے سے پاجامہ ناپاک نہیں ہوتا

(سوال ۵۵۲) آب دست لینے کے بعد ہاتھ کو مٹی سے صاف کرنے کے قبل پاجامہ باندھنے میں ہاتھ اس پر لگتا ہے، پاجامہ ناپاک ہوتا ہے یا نہ؟

(جواب) ناپاک نہیں ہوتا۔(۴)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا کیسا ہے

(سوال ۵۵۳) کھڑے ہوکر پیشاب کرنا شرعاً کیسا ہے۔ حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک قوم کی کوڑی پر کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ اس حدیث سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ثابت ہے یا نہیں۔ اور جو حضرت عمرؓ نے اور حضرت عائشہؓ سے ممانعت کی احادیث مروی ہیں وہ صحیح ہیں یا ضعیف۔

(جواب) کھڑے ہوکر پیشاب کرنا بلا عذر ممنوع ومکروہ ہے اور آنحضرت ﷺ کا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ایک دفعہ

---

(۱) ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۴۴ کما فی الغزنویة وفیها ان المرأة کالرجل الا فی الا ستبراء فانه لا استبراء علیها بل کما فرغت تصبر ساعة لطیفة ثم تستنجی (ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۱۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۴۴) ظفیر. (۲) ثم یمسح بثلاثة احجار ثم یستر عورته قبل ان یستویٰ قائما ثم یخرج الخ ثم لیستبرئ فاذا استیقن بانقطاع اثرا لبول یقعد للا ستنجاء بالماء موضعا آخر الخ (ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۲۳۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۸) ظفیر. (۳) وکره تحریما بعظم وطعام وروث یا بس کعذرة یا بسة وحجر استنجی به الا بحرف اخر (درمختار) ای لم تصبه النجاسة (ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۱۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۹) ظفیر.

(۴) وتطهر الید مع طهارة موضع الا ستنجاء کذا فی السراجیة ویغسل یده بعد الا ستنجاء کما یکون یغسلها قبله لیکون انقی وانظف (عالمگیری الفصل الثالث فی کیفیة الا ستنجاء ج ۱ ص ۴۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۰) ظفیر. عہ۔ قابل غور ہے ۱۲ ظفیر.

بضرورت اور عذر کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور بلا عذر خود آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے،(۱) جیسا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ''مجھ کو ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یا **عمر لا تبل قائما فما بلت قائما بعد**(۲) یعنی ''اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو'' تو اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا۔ فقط۔

قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں

(**سوال ۵۵۴**) قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(**جواب**) قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا درست ہے کیونکہ یہ حکم کعبے شریف کے لئے ہے کہ اس کی طرف حاجت کے وقت استقبال واستدبار نہ ہو۔(۳) فقط۔

استنجاء کے بعد تری اور اس کی ترکیب

(**سوال ۵۵۵**) زید کو بسبب کثرت مباشرت کے پیشاب کے بعد تری آدھ گھنٹہ ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ ڈھیلا لینے اور دھو لینے کے بعد دوبارہ ڈھیلا لینا پڑتا ہے، لہٰذا اس کو وضو کر کے اس حالت میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(**جواب**) ایسی صورت میں ڈھیلے سے اور پانی سے استنجاء کر کے سوراخ ذکر میں روئی وغیرہ رکھ لے۔ تاکہ تری کے خروج کا شبہ نہ رہے درمختار میں ہے۔ **یستحب للرجل ان یحتشی ان رابه الشیطان ویجب ان کان لا ینقطع الا به قدر ماصلی**.(۴) پس روئی رکھنے کے بعد وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ فقط۔

پانی سے استنجاء کرتے وقت قطرہ آتا ہے تو کیا کرے

(**سوال ۵۵۶**) اگر کسی شخص کو ایسا عارضہ ہے کہ جب پیشاب کر کے ڈھیلے سے استنجاء سکھاتا ہے تو پانی سے استنجاء کرنے پر قطرہ آجاتا ہے تو وہ ڈھیلے سے استنجاء کرے یا صرف پانی سے۔

(**جواب**) استنجے کے بارے میں افضل طریقہ یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے استنجاء کر کے پھر پانی سے استنجاء کرے اور اگر صرف ڈھیلے سے یا صرف پانی سے استنجاء کرے تو یہ بھی کافی ہے، اور سنت استنجاء ادا ہو جاتی ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) حضرت حذیفہؓ کی حدیث کے بعد صاحب مشکوٰۃ نے صراحت کی ہے **قیل کان ذلک لعذر** (مشکوٰۃ باب آداب الخلاء ص ۴۳) قال السید جمال الدین قیل فعل ذلک لانه لم یجد مکانا للقعود لامتلاء الموضع بالنجاسة الخ روی ابو هریرة کما اخرجه الحاکم والبیهقی ان النبی صلی اللہ علیه وسلم بال قائما لحرج مأ بضده الخ اذلم یتکمن من القعود (مرقاة شرح مشکوٰة ج ۱ ص ۲۹۶) ظفیر. (۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب آداب الخلاء فصل ثانی ۴۳) ظفیر.

(۳) کما کره تحریما استقبال قبلة واستدبار ها لا جل بول او غائط الخ (الدر المختار علی هامش ردا لمختار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۵۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۴۱) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۹. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰. ۲ ۱ ظفیر. (۵) ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل ویلیه فی الفضل الا قتصار علی الماء ویلیه الاقتصار علی الحجر وتحصل السنة بالکل وان ثفاوت القضل (ردالمحتار فصل فی الا ستنجأ تحت قوله سنتة مطلقا الخ ج ۱ ص ۳۱۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۹) ظفیر ایسے شخص پر ضروری ہے کہ چل کر، کھانس کر، یا دبا کر اطمینان کر لے، ویجب الا ستبراء بمشی او تنحنح او قوم علی شقه الا یسرو یختلف بطباع الناس (درمختار) اما نفس الا ستبرأ حتی یطمئن قلبه بزوال الرشح قهو فرض وهو المراد بالوجوب ولذا قال الشر نبلا لی یلزم الرجل الا ستبراء حتی یزول اثر البول ویطمئن قلبه الخ فلا یصح الشروع فی الوضوء حتی یطمئن بزوال الرشح (ردالمحتار فصل فی الاستنجاء مطلب فی الفرق بین الا ستبراء والاستقاء ج ۱ ص ۳۱۹. ط.س. ج ۱ ص ۳۴۴......۳۴۵) ظفیر.

بوقت مجبوری دائیں ہاتھ اور خاص طرح کے کاغذ سے استنجاء جائز ہے یا نہیں اور صرف کلوخ پر اکتفا کیسا ہے

(سوال ۵۵۷) ایک شخص بوجہ مرض فالج بایاں ہاتھ کسی کام میں نہیں لاسکتا تو وہ داہنے ہاتھ سے استنجاء وطہارت کرسکتا ہے یا نہیں، اور جب یہ ممکن نہ ہو تو کیا محض کلوخ پر اکتفاء کرسکتا ہے اور کلوخ کے استعمال کے بعد مزید صفائی اور کپڑوں کو دھبہ سے بچانے کے لئے کسی کپڑے یا اور شئے سے طہارت کرنا ضروری یا مناسب ہے یا نہیں۔ اگر سفر میں کلوخ دستیاب نہ ہو تو ایک خاص قسم کا کاغذ جو انگریز اس کام میں لاتے ہیں اور ڈاکٹری اجزاء سے بنا ہے اس کا استعمال بدرجہ اشد مجبوری کرنا کیسا ہے؟

(جواب) وہ شخص داہنے ہاتھ سے طہارت کرسکتا ہے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کلوخ پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے، اور کپڑے سے بھی صاف کرسکتا ہے اور بدرجۂ مجبوری وسفر وغیرہ کاغذ مذکور سے بھی صفائی کرنا درست ہے۔

درمختار میں کره تحريما بعظم الخ ويمين ولا عذر بيسراه فلو مشلو له ولم يجد ماء ا جاريا ولا صابا ترک الماء (۱) فقط۔

شمال وجنوب رخ، استنجاء ممنوع تو نہیں

(سوال ۵۵۸) قبلہ کی جانب کے سوا شمال یا جنوب کی طرف منہ کر کے بول وبراز کرنا ممنوع ہے یا نہیں؟

(جواب) ممنوع نہیں۔ (۲) فقط۔

استنجاء میں عدد طاق

(سوال ۵۵۹) پاخانے کے بارہ میں حدیث شریف میں جو وتر عدد ڈھیلہ لینے کی بابت آیا ہے وہ وتر عدد پیشاب کے لئے بھی ہے یا پیشاب کے لئے علیحدہ ڈھیلا ہونا چاہئے۔ یعنی پیشاب پاخانہ دونوں کے لئے تین ڈھیلے ہونے چاہئیں یا چار۔ حدیث شریف میں جو وتر عدد ہے اس سے کیا مراد ہے؟

(جواب) وہ وتر ڈھیلے پاخانہ کے لئے ہیں پیشاب کے لئے علیحدہ ڈھیلا چوتھا ہونا چاہئے۔ (۳) فقط۔

میت کا استنجاء پانی اور ڈھیلے دونوں سے کیا جائے یا کیا

(سوال ۵۶۰) میت کا استنجاء ڈھیلے اور پانی دونوں سے کیا جائے یا کیا۔ میں نے کتاب جواہر نفیس میں دیکھا ہے کہ

---

(۱) الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ا ص ۳۱۴ و ج ا ص ۳۱۵ .ط.س.ج ا ص ۳۳۰. ۱۲ ظفیر. (۲) کما کره تحريما استقبال قبلة واستدبار ها لا جل بول او غائط الخ ولو فی بنيان لا طلاق النهی (درمختار) قوله لا طلاق النهی وهو قوله صلی الله عليه وسلم ج اذا اتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستد برو ها ولكن شرقوا او غربوا . رواه السنة (ردالمحتارباب الا ستنجاء ج ا ص ۳۱۶ .ط.س.ج ا ص ۳۴۱) ظفیر.

(۳) و كيفية الا ستنجاء ان يجلس معتمداً علی يساره منحرفاعن القبلة والريح والشمس والقمرو معه ثلاثة احجار يد بر باحد ها ويقبل بالثانی ويد بر بالثالث الخ وفی الدر اية ولنا كيفية الا ستنجاء هو ان يا خذ الذكر بشماله ويمره علی حجر ار مد. (عينی شرح هداية باب الا ستنجاء ص ۴۶۹ ج ا) ظفیر.

استنجاء کرنا میت کا ڈھیلے سے مکروہ ہے، اور میت کا استنجاء پانی سے کرنے میں بھی خلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک استنجاء میت کا خواہ ڈھیلے سے ہو خواہ پانی سے مکروہ ہے، اور طرفینؒ کے نزدیک استنجاء میت کا پانی سے جائز ہے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) کتب فقہ میں تصریح ہے کہ استنجاء میں جمع کرنا ڈھیلے اور پانی کا سنت ہے اور یہی افضل ہے۔ چنانچہ شامی میں ہے فکان الجمع سنة علی الاطلاق فی کل زمان وھو الصحیح وعلیه الفتویٰ .(۱) پھر آگے لکھا ہے۔ ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجرافضل ویلیه فی الفضل الا قتصار علی الماء ویلیه الا قتصار علی الحجر و تحصل السنة بالکل (۲) الخ شامی فصل فی الاستنجاء۔

پس جب کہ طرفین کے نزدیک استنجاء میت کا سنت ہے تو حسب تصریح شامی مطلقاً جمع کرنا پانی اور ڈھیلے کا افضل ہے اور سنت ہے علی الاطلاق لہذا مکروہ کہنا استنجاء میت کا ڈھیلے سے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

غیر مسلم فوجیوں کے مستعمل کپڑوں میں نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۶۱) اکثر انگریزی فوجوں کے غیر مسلم اشخاص کے کپڑے نیلام میں سے مسلمان خرید لیتے ہیں ان سے بغیر دھوئے نماز ہو جاتی ہے یا دھو کر پہننا چاہئے۔

(جواب) بغیر دھوئے پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے۔(۳)

ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی لینا بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۶۲/۱) ایک ڈھیلے سے استنجاء کر چکا تھا بڑا استنجاء کرنا بھول گیا اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(۲) چھوٹا استنجاء پانی سے کرنا بھول کر نماز پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اول اور دوسری صورت میں نماز صحیح ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔(۴)

استعمال شدہ نیلامی کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۶۳) انگریزوں کے اونی کپڑے نیلام ہوتے ہیں ان میں شبہ ناپاکی کا ہے آیا ان سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۱و۲) ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ص ۳۱۳ جلد اول. ط.س. ج ا ص ۳۳۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) ثیاب الفسقة واهل الذمة طاهرة (درمختار) قال فی الفتح وقال بعض المشائخ تکره الصلوٰة فی ثیاب الفسقة لا نهم لا یتقون الخمور قال المصنف یعنی صاحب الهدایة الا صح انه لا یکره لا نه لم یکره من ثیاب اهل الذمة الا السرا ویل مع استحلا لهم الخمر فهذا هو الا ولیٰ ا ه (ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء قبیل کتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۲۴. ط.س. ج ا ص ۳۵۰)ظفیر مفتاحی. (۴) والغسل بالماء بعده ای الحجر الخ سنة مطلقا به یفتی (درمختار) ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل ویلیه فی الفضل علی الاقتصار علی الماء ویلیه الا قتصار علی الحجر وتحصل السنة بالکل وان تفاوت الفضل (ردالمحتار فی الاستنجاء ج ا ص ۳۱۲، ۳۱۳. ط.س. ج ا ص ۳۳۷......۳۳۹)ظفیر.

(جواب) شبہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا ہے،(۱) پس ان کپڑوں کا استعمال کرنا اوران سے نماز پڑھنا درست ہے مگر بہتر ہے کہ دھولئے جائیں، البتہ ایسے کپڑے جیسے پاجامہ جن میں نجاست کا گمان غالب ہے ان میں بدون دھوئے نماز نہ پڑھے، (۲) شامی میں ہے من هنا قالوا لا بأس بلبس ثياب اهل الذمة والصلوٰة فيها الا الازار والسراويل فانه تكره الصلاة فيها لقربها من موضع الحدث الخ .(۳) فقط۔

تم الجزء الا ول من " فتاوى دارالعلوم ديو بند " ويليه الجزء الثانى اوله كتاب الصلوٰة تحت اشراف صاحب الفضيلة حكيم الا سلام مولانا الحافظ القارى محمد طيب دامر فيوضه (مدير دارالعلوم ديو بند) ولقد بذلت الوسع فى تصحيحه وترتيبه وتعليقه بمرا جعة ما يقتضى الرجوع اليه فى تدقيقه من كتب الفقه والحديث والتفسير والا صول وغيره ذلك . واللّٰه الهادى الى الصواب وصلى اللّٰه على سيد المرسلين وعلىٰ اله وصحبه اجمعين. المرتب محمد ظفير الدين . محرم الحرام ۱۳۸۲ھ.

(۱) اليقين لا يزول بالشك (الا شباه والنظائر مع شرح حموى) ولو شك فالا صل الطهارة (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۷۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۸۶) ظفير.

(۲) والصلوٰة فى سرا ويلهم (الى قوله) ان علم ان سراويلهم نجسة لا تجوز الصلوٰة فيها وان لم يعلم تكره الصلوٰة فيها ولو صلى يجوز (عالمگيرى مصرى كتاب الكراهية باب الرابع عشر فى اهل الذمة ج ۵ ص ۳۵۹ .ط.ماجديه ج ۱ ص ۳۴۷) محمد ظفير الدين غفرله،

(۳) ردالمحتارباب المياه قبيل فصل فى البئر ج ۱ ص ۱۹۰ . ط.س. ج ۱ ص ۲۰۵ اس عبارت کے بعد ہے وتجوز لان الا صل الطهارة وللتوارث بين المسلمين فى الصلاة بثياب الغنائم قبل الغسل وتما مه فى الحلية (ايضاً. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۶) محمد ظفير الدين غفرله ،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

کتاب الصلوٰۃ

(نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل)

ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے:۔

(سوال ۱) ہر طبقہ کے مسلمان نماز کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں۔

(جواب) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملقوا ربھم وانھم الیہ راجعون .(۱) ترجمہ:۔اور بے شک نماز بھاری ہے مگران لوگوں پر جوفروتنی اور عاجزی کرنے والے ہیں جن کو یقین ہے کہ ان کو اللہ کے پاس جانا ہے اور اسی طرف لوٹنا ہے۔پس معلوم ہوا کہ اولاً خوف الٰہی اور خوف قیامت واحوال قیامت اور پیشی بارگارہ الٰہی کا خیال دل میں پیدا کرے اوران میں فکر کرے اور پھر وہ بشارت اور ثواب جو احادیث میں نماز پڑھنے والوں کے لئے وارد ہیں دیکھے سنے اور فضائل نماز کو پیش نظر کرے تو اس طریق سے امید ہے کہ اس کو نماز کا شوق ہوگا،اور جب اس پر غور کرے گا کہ احب الا عمال الی اللہ ادومھا(۲) یعنی پسندیدہ ترعمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جس پر دوام اور مواظبت ہو،اور نیز اس قسم کی احادیث میں غور کرے گا،قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أرأ یتم لو ان نھراً بباب احد کم یغتسل فیہ کل یوم خمساً ھل یبقی من درنہ شئی قالوا لا یبقی من درنہ قال فذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بھن الخطایا.رواہ البخاری ومسلم.(۳) حاصل اس کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ اگر کسی کے دروازہ کے آگے ایک نہر ہو کہ دن رات میں پانچ دفعہ اس میں غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا۔صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں باقی رہے گا۔آپ نے فرمایا کہ یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ ان کی وجہ سے گناہوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے تو وہ شخص پکا نمازی ہوجاوے گا اور وقتاً فوقتاً مسائل نماز کی تحقیق اور جستجو میں رہے گا اور بحکم من جد وجد ضروری ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگا۔پس ضروری ہوا کہ نماز کی بزرگی اور فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں ان کو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الصلوٰۃ میں دیکھے یا کسی سے سنے اور اگر وہ شخص عربی نہیں سمجھتا تو مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کو دیکھتا رہے۔الغرض ہر طبقہ کے مسلمانوں کو امید ہے کہ طریقہ مذکور سے نفع ہوگا اور نماز کا شوق ہوگا۔اور جو لوگ خود اس طریق پر کاربند نہ ہوسکیں ان کو دوسرے لوگ جو واقف ہیں یہ باتیں سنائیں اور انذار و

---

(۱) البقرہ رکوع ۳. ۱۲ ظفیر.
(۲) مشکوٰۃ باب القصد فی العمل، الفصل الاول ص ۱۱۰ ۱۲ ظفیر.
(۳) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ ص ۵۷. ۱۲ ظفیر.

بشارت کی آیات واحادیث کا ترجمہ ومطلب سنائیں اور بتلائیں تو ضرور ہے کہ بحکم **وذَکِّر فان الذکریٰ تنفع المؤ منین.** (۱) ان کو یہ نصائح نافع اور ممد ہوں گے۔ اقامت صلوٰۃ بلکہ اتباع جمیع احکام دینیہ پر۔ والسلام۔ فقط۔

جو پابندی سے نمازیں نہیں ادا کرتا اسے ثواب ملے گا یا نہیں:۔

(سوال ۲) جو شخص کبھی کبھی بعض نماز ترک کرتا ہے اور بعض نمازیں ادا کرتا ہے اس کو ادا شدہ نمازوں کا ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب) ادا شدہ نماز کا ثواب ملے گا، اور ترک شدہ نماز کا عذاب ہوگا (۲)۔

رشوت خور کی نماز مقبول ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳) ایک شخص علاوہ تنخواہ ماہوار کے رشوت خوب لیتا ہے، اس کی نماز مقبول ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز قبول ہے اور نماز کا ثواب حاصل ہوگا اور رشوت کا گناہ ہوگا **قال تعالیٰ وآخرون اعتر فوابذ نو بھم خلطوا عملاً صالحاًو آخر سیئاً الآیۃ** (۳). فقط.

اگر کسی نمازی کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے تو کیا اس کی وجہ سے نمازی پر کوئی جرم عائد ہوگا:۔

(سوال ۴/الف) ایک محلّہ کے مسلمانوں نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز نہ پڑھے تو جرمانہ ادا کرے اور تارک الصلوٰۃ کے ساتھ میل جول نہ رکھا جاوے۔ اس محلّہ میں زید خود تو نماز پڑھتا ہے مگر اس کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے ۔ زید سے جب کہا گیا تو یہ جواب دیا کہ نہیں پڑھتے تو میں کیا کروں مجبوری ہے۔ اس سے کہا گیا کہ ترک تعلقات کیجئے تو زید نے یہ جواب دیا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا مجبوری ہے۔

(ب) زید کا یہ کہنا کہ مجبوری ہے قابل معافی ہے یا نہیں۔

ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱/۵) جب کہ زید تارک الصلوٰۃ سے میل جول رکھتا ہے تو زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہ۔

ایسے شخص سے تعلقات رکھے جائیں یا نہیں:۔

(سوال ۲/۶) زید سے تعلقات رکھے جاویں یا نہیں۔

نمازی بنانے کے لئے مالی جرمانہ جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳/۷) نماز پڑھانے کی غرض سے اس قسم کے اثر سے کام لینا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) زید نے اگر نصیحت کی اور انہوں نے نہ مانا تو زید کے ذمہ مواخذہ نہیں ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ ولا**

---

(۱) الذاریات رکوع ۲. ۲ ا ظفیر.

(۲) وتارکھا عمداً مجانۃ ای تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم وعند الشافعی یقتل بصلاۃ واحدۃ حداً وقیل کفرا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) وفساد اصل الصلوٰۃ بترک الترتیب موقوف الخ فان کثرت وصارت الفوائت مع الفائتۃ ستا ظھرت صحتھا (ایضاً باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۴. ط.س. ج ۱ ص ۷۰...... ۷۱) ظفیر. (۳) سورۃ التوبہ. رکوع ۱۳. ۲ ا ظفیر.

ولاتزروازرۃ وزر اخری۔(۱)وقال تعالیٰ: لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین.(۲)

(۲)زید کی امامت اس صورت میں مکروہ نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

(۳)زید سے تعلقات قائم رکھنے میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

(۴)نماز کی تاکید اپنی وسعت کے موافق خوب کرنی چاہئے لیکن جرمانہ مالی جوشرعاً ناجائز ہے یہ نہ کرنا چاہئے۔(۴)ویسے تنبیہ کرنا اور ڈرانا ہر طرح چاہئے اور نہ ماننے پر اس سے انقطاع کر دینا اور ترک تعلق کر دینا مناسب ہے۔(۵)

کیاذکراللہ فرائض نماز سے بہتر ہے۔:۔

(سوال ۸) گروہے از صوفیاء میگوید کہ ذکراللہ از جماعت پنجگانہ ودیگر فرائض اولیٰ وافضل است اگر بوجہ مشغولیت ذکرو اذکار فریضہ فوت شود بروے قضا نیست نہ عاصی شودواز آیۃ کریمہ ان الصلوۃتنھی عن الفحشآء والمنکر ولذکر اللہ اکبر .استدلال می کنندقول ایشاں صحیح است یانہ۔

(جواب)ایں قول شان باطل است چنانچہ درحدیث صحیحین است۔ وعن ابن مسعودؓ قال سئلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الا عمال احب الی اللہ قال الصلوٰۃ لو قتھا قلت ثم ای قال برا لوالدین قلت ثم ای قال الجھاد فی سبیل اللہ (۶)الحدیث .وقال اللہ تعالیٰ حافظو ا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی.(۷)وباتفاق امت نماز فرض قطعی است وذکراللہ علاوہ نماز وغیرہ ازمستحباب است واتفاق است کہ فرض افضل است ازمستحباب ومعنی آیۃ این است کہ نماز چونکہ متضمن ذکراللہ است لہذاافضل است ازغیرآں ازعبادات، قال فی الکما لین فالصلوۃ لما کان کلھا مشتملۃ بذکر اللہ تعالیٰ تکون اکبر .الخ.(۸)

سائنسی تجربات کی وجہ سے نماز کی قضادرست ہے یانہیں:۔

(سوال ۹)اگردارالتجر بات سائنس میں تجربہ کیا جارہاہےاورنماز کاوقت بھی توکیایہ مجبوری ایسی ہے کہ اس نماز کودوسری

---

(۱)سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲.۲ ۱ ظفیر.

(۲)سورۃ النساء رکوع ۱۱.۲ ۱ ظفیر.

(۳)لا یاخذمال فی المذھب بحر وفیه عن البزازیة قیل یجوز ومعناہ ان یمسکه مدۃ لینزجر ثم یعیدہ له فان ایس من توبته صرفه الی ما یری وفی المجتبی انه کان فی ابتداء الا سلام ثم نسخ (درمختار) قوله لا یاخذ مال قال فی الفتح وعن ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان با خذ المال وعند ھما وباقی الائمة لا یجوز ا ہ ومثله فی المعراج فطاھرہ ان ذلک روایة ضعیفة عن ابی یوسف قال فی الشرنبلا لیة ولا یفتی بھذا الما فیه من تسلیط الظلمةعلی اخذ مال الناس الخ. (رد المحتار. باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال ج۳ ص ۲۴۶.ط.س.ج ا ص ۶۱)ظفیر مفتاحی .

(۴)وتار کھا عمد امجانة ای تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ (ج ا ص ۳۲۶.ط.س.ج ا ص ۳۵۲) ظفیر.

(۵) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ فصل اول ص ۵۸.۲ ۱ ظفیر.

(۶)سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱.۲ ۱ ظفیر.

(۷)بر حاشیه تفسیر جلالین ص ۳۳۹ وفی عبارۃ ابی السعود ولذکر اللہ اکبر ای الصلوٰۃ اکبر من سائر الطاعات (ایضاً ص ۳۳۸)ظفیر.

نماز کے ساتھ قضا پڑھنے کی اجازت ہو۔
(جواب) اس وجہ سے نماز کو قضا کرنا جائز نہیں۔(۱)

نمازیں کب فرض ہوئیں:۔

(سوال ۱۰) کیا نماز شب معراج ہی سے فرض ہوئی ہے۔
(جواب) نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو مظاہر حق دیکھیں۔(۲)

الباب الاول فی المواقیت و ما یتصل بها
فصل اول اوقات الصلوٰۃ

اذان و جماعت فجر:۔

(سوال ۱۱) فجر کی نماز جماعت طلوع آفتاب سے کتنی پیشتر ہونی چاہئے۔ اور دیگر یہ کہ اذان فجر جماعت سے کتنی پہلے ہونی چاہئے۔

(جواب) شامی میں ہے، قال ابو حنیفہؒ یؤذن للفجر بعد طلوعه(۳) یعنی صبح صادق ہونے کے بعد کہنا بہتر ہے اگر فوراً نہ ہو تو بعد میں کہے۔ الغرض تمام وقت نماز کا اذان کا بھی وقت ہے کما فی الشامی ولعل المراد بیان الاستحباب والا فوقت الجواز جمیع الوقت الخ.(۴) اور جماعت فجر کی اسفار کے وقت ہونی چاہئے یعنی جس وقت خوب روشنی ہو جاوے۔ اس کی مقدار درمختار میں یہ لکھی ہے کہ آفتاب کے نکلنے سے اتنی پہلے نماز شروع کریں کہ چالیس آیتیں ترتیل سے پڑھ سکیں اور پھر اعادہ کی ضرورت ہو تو اعادہ کرلیں(۵) غرض تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے آفتاب نکلنے سے جماعت کریں۔ فقط۔

---

(۱) وتارکها عمد امجانة ای تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۲۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر الخ فان جمع فسد لو قدم الفرض علی وقته وحرم لو عکس ای اخره عنه الا لحاج بعرفة ومزدلفة (ایضا ج ۱ ص ۳۵۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۲) ظفیر صدیقی.
(۲) هی فرض عین علی کل مکلف بالا جماع فرضت فی الا سراء لیلة قبل السبت سابع عشر رمضان قبل الهجرة بسنة ونصف وکانت قبله صلاتین قبل طلوع الشمس وقبل غروبها شمنی (درمختار) انهم اختلفوا فی ای سنة کان الا سراء بعداتفاقهم علی انه کان بعد البعثة الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) معراج سے متعلق ایک لمبی حدیث کے اخیر میں ہے ثم فرضت علی الصلوٰۃ خمسین کل یوم فرجعت علی موسیٰ فقال بما امرت قلت امرت بخمسین صلوٰۃ کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمسین صلوٰۃ کل یوم وانی واللہ قد جربت الناس قبلک وعا لجت بنی اسرائیل اشد المعالجة فارجع الی ربک فسله التخفیف لا متک فرجعت فوضع عنی عشر فرجعت الی موسی فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشرافرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فرضع عنی عشرا افامرت بعشر صلوات کل یوم فرجعت الی موسی فقال مثله فرجعت فامرت بخمس صلوات. کل یوم الخ متفق علیه (مشکوٰۃ باب فی المعراج فصل اول ص ۵۲۸) ظفیر غفرله.(۳) رد المحتار. باب الاذان ص ۳۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵. ۱۲ ظفیر.(۴) ایضا. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵. ۱۲ ظفیر مفتاحی.(۵) والمستحب لرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین اية ثم یعیده بطهارة ولو فسد (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر.

قطب شمالی وجنوبی میں اوقات نماز کی پابندی کا طریقہ:۔

(سوال ۱۲) اوقات نماز کی پابندی ممالک قطب شمالی اور قطب جنوبی میں کس طرح ہو سکتی ہے۔ ان ممالک میں تین تین مہینہ تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا علی ہذا۔ تین ماہ تک غروب نہیں ہوتا۔ ایسے مقامات میں نماز کس طرح ادا کی جاوے۔

(جواب) ایسے مواقع کا حکم بھی فقہا نے لکھ دیا ہے کہ وہاں اندازہ کر کے نمازیں ادا کریں۔(۱) جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دجال کے ظہور کے وقت ایک دن سال بھر کا ہوگا، اس میں آنحضرت ﷺ نے بجواب صحابہ نمازوں کے بارہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ اندازہ کر کے نماز ادا کرو۔(۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں پڑھو اسی قدر فصل سے جیسے عام بلاد میں نمازوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے پس یہی حکم عند المحققین ان مواقع کا ہے جہاں چھ چھ مہینہ یا کم و بیش دن اور رات رہتی ہیں۔(۳)

نماز فجر کا مستحب وقت:۔

(سوال ۱۳) فجر کی نماز میں چند مسلمانوں کے درمیان اختلاف پڑا ہوا ہے۔ اوقات طلوع شمس حیدر آباد دکن ۵ بج کر ۴۵ لحظہ پر اور غروب ۶ بج کر ۵۶ منٹ پر ہوتا ہے، اس لئے یہاں دن رات کا شمار تقسیم بالمناصفہ سے کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں کے اکثر حضرات اختلاف کی وجہ سے غلس میں نماز پڑھتے ہیں۔ ساڑھے چار بجے فجر پڑھ لیتے ہیں اور بعض لوگ اسفار میں ۵ بجے کے بعد پڑھتے ہیں لہذا حنفی مذہب میں جو اصح اور متفق علیہ ہو وہ تحریر فرمادیں۔

(جواب) نماز فجر میں عند الحنفیہ اسفار مستحب ہے۔ مستحب کہنے سے معلوم ہوا کہ غلس میں درست ہے مگر بہتر اسفار ہے اور اسفار کی معنی ظہور نور اور انکشاف ظلمت کے ہیں۔ پس جب کہ طلوع آفتاب ۵ بج کر ۴۵ منٹ پر ہو تو ۵ بجے کے بعد عمدہ وقت اسفار کا ہے(۴) اور ساڑھے چار بجے پڑھنے والے بھی لائق ملامت کے نہیں ہیں، کیونکہ غلس میں پڑھنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔(۵) اختلاف صرف افضلیت وعدم افضلیت میں ہے۔ جواز میں اختلاف نہیں ہے۔

والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار درمختار وفی الشامی قوله

---

(۱) وفا قد وقتهما کبلغار فان فیها یطلع الفجر قبل غروب الشفق فی اربعینیة الشتاء مکلف بهما ما فیقدر لهما ولا ینوی القضاء الخ (درمختار وقدو جدو هو ما تو اطئت علیه اخبار الا سراء من فرض الله تعالیٰ الصلوٰة خمساً بعد ما امراولا بخمسین ثم استقر الا مر علی الخمس شرعا عاما لا هل الا فاق لا تفصیل بین قطرو قطر.(۲) روی انه صلی الرعد وسلم ذکر الدجال قلنا ما لبثه فی الا رض قال اربعون یوما، یوم کسنة ویوم کشهر ویوم کجمعةوسائر ایامه کا یامکم قلنا یا رسول الله فذالک الیوم الذی کسنة اتکفینا فیه صلاة یوم قال لا، اقدر و. رواه مسلم الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۵ و ص ۳۳۷. ط.س. ج ا ص ۳۶۲) ظفیر. (۳) قال الرملی فی شرح المنهاج ویجری ذلک فیما لو مکثت الشمس عند قوم مدة ۱ ٥ ح قال فی امداد الفتاح قلت وکذالک یقدر لجمیع الا جال کا لصوم والزکاة والحج والعدة واجال البیع والسلم والا جارة وینظر ابتداء الیوم فیقدر کل فصل من الفصول الا ربعة بحسب مایکون کل یوم من الزیادة والنقص کذا فی کتب الائمة الشافعیة ونحن نقول بمثله اذا صل التقدیر مقول به اجماعاً فی الصلوٰة (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۳۵ و ج ا ص ۳۳۷. ط.س. ج ا ص ۳۶۵) ظفیر. (۴) عن رافع بن خدیج قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسفروا با لفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی وابو داؤد والدار می (مشکوٰة. باب تعجیل الصلوٰة ص ۶۱) ظفیر.

(۵) وعن عائشة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لیصلی الصبح فتنصرف النساء متلفعات بمروطهن ما یعرفن من الغلس متفق علیه (ایضاً ص ۶۰) ظفیر.

باسفار ای فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة الخ .(۱)فقط۔

مقیاس الظل :۔

(سوال ۱۴) دائرہ ہندیہ میں مقیاس کاظل سر سے ناپنا چاہئے یا جڑ سے اور سایہ اصل صحیح کس صورت میں ہوگا۔

(جواب) مقیاس کاظل جو بوقت زوال شمس ہو وہ سایہ اصل کہلاتا ہے اس کو خواہ سر سے جڑ کی طرف کو ناپا جاوے یا جڑ سے سر کی طرف کو ہر دو صورت میں مآل واحد معلوم ہوتا ہے۔ باقی دائرۂ ہندیہ اور فی الزوال اور مثل و مثلین کی تشریح جو کچھ شرح وقایہ میں مذکور ہے وہ سہل ہے اور اقرب الی الصواب۔(۲)فقط۔

وقت ظہر اور امام صاحب :۔

(سوال ۱۵) امام ابوحنیفہؒ کا رجوع وقت ظہر مثلین سے اور الشفق ہو البیاض سے اور جائز ہونا مسح کا اوپر جورب کے یہ کہ منعل یا مجلد ہو ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) رجوع امام صاحب کا مثلین سے وقت ظہر میں اور وقت مغرب میں شفق ابیض سے ثابت نہیں اور قول امام اصح واحوط ہے۔ کما حققه العلامه شامی (۳) اور جورب منعل و مجلد پر مسح کا جواز مسلم ہے۔(۴)فقط۔

کیا قرآن سے پنج وقتہ نماز کے اوقات ثابت ہیں :۔

(سوال ۱۶) زید آیۃ کریمه اقم الصلوٰة طرفی النهار وزلفاً من الیل سے تین وقت کی نماز فجر۔ مغرب۔ عشاء پر استدلال کرتا ہے۔ کیا قرآن شریف کی کسی آیت شریفہ سے اوقات نماز پنجگانہ صریحاً ثابت ہوتے ہیں۔

(جواب) آیۃ کریمه اقم الصلوٰة طرفی النهاو ز لفاً من الیل .(۵) میں پانچوں نمازوں کی فرضیت مراد ہوسکتی ہے۔ اس طرح کہ دن کے ایک طرف میں صبح کی نماز ہے اور دوسری طرف میں زوال کے بعد سے غروب آفتاب کے بعد تک تین نمازیں ظہر۔ عصر۔ مغرب اور زلفاً من الیل میں عشاء مراد ہو۔ اس لئے کہ دن کا پہلا نصف حصہ زوال تک ہے اور دوسرا حصہ زوال کے بعد غروب تک۔ اگر دوسرے حصے میں غروب تک دو نمازیں ظہر اور عصر رکھی جاویں تو مغرب اور عشاء زلفاً من الیل سے مراد ہوسکتی ہیں۔ اور ایک دوسری آیۃ سے بھی مفسرین نے پانچوں نمازیں مراد لی ہیں، وہ یہ ہے فسبحن الله حین تمسون وحین تصبحون وله الحمد فی السموت والارض وعشیاً وحین

---

(۱) ردالمحتار . کتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۳۹ .ط.س. ج ا ص ۳۶۶ .۱۲ ظفیر.

(۲) دیکھئے شرح وقایه کتاب الصلوٰة ص ۱۴۴ و ص ۱۴۵ .۱۲ ظفیر. (۳) الشفق هو الحمرة عند هما وبه قالت الثلاثة والیه رجع الا مام کما فی شروح المجمع وغیرها فکان هو المذهب (درمختار) قوله والیه رجع الا مام ای الی قولهما الذی هو روایة عنه ایضاً الخ ورده المحقق فی الفتح بانه لا یسا عده روایة ولا درایة وقال تلمیذه العلامه قاسم فی تصحیح القدوری ان رجوعه لم یثبت الخ فثبت ان قول الا مام هو الاصح الخ(رد المحتار. کتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۳۴ و ص ۳۳۵ .ط.س. ج ا ص ۳۶۱)ظفیر. (۴) او جو ربیه من غزل او شعر الثخینین الخ والمنعلین ما جعل علی اسفله جلدة والمجلدین (درمختار) ماذکره المصنف من جوازه علی المجلد والمنعل متفق علیه عند نا (رد المحتار. باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۹ .ط.س. ج ا ص ۲۶۹)ظفیر.

(۵) سورۃ هود رکوع ۱۰ .۱۲ ظفیر.

تظهرون.(۱)

انتہائی وقت ظہر عندالحنفیہ :۔

(سوال ۱۷) حنفیہ کے نزدیک انتہائی وقت ظہر کہاں تک ہے ایک مثل تک یا دو مثل تک یعنی نماز ظہر کب سے قضا پڑھنی چاہئے اور نماز عصر کب پڑھی چاہئے۔

(جواب) قال فی الدر المختار ووقت الظهر من زواله الخ الی بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة قال الامام الطحاوی وبه ناخذو فی غزر الاذکار هو الماخوذبه وفی البرهان وهو الاظهر الخ وفی الشامی قوله الی بلوغ الظل مثليه هذا هو ظاهر الرواية عن الامام نهاية وهوالصحيح بدايع ومحيط وينابيع وهو المختار غياثيه واختاره الامام المحبوبی وعول عليه النسفی وصدر الشريعة تصحيح قاسم . واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی وبقولهما ناخذ لا يدل علی انه المذهب الخ ثم قال وقد قال فی البحر لا يعدل عن قول الامام الی قولهما الخ.(۲) پس معلوم ہوا کہ راجح عندالحنفیہ قول امام اعظم ہے اور وقت ظہر دو مثل تک رہتا ہے سوائے فئی الزوال کے اور وقت عصر کے بعد مثلین کے ہے۔ فقط۔

طلوع وغروب کے وقت نماز کی ممانعت کی وجہ:۔

(سوال ۱۸) طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنا کیوں منع ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ ان وقتوں میں کفار سورج کی پرستش کرتے ہیں، اس لئے ان وقتوں میں نماز نہ پڑھیں۔(۳)

نماز عصر نصف غروب آفتاب کے وقت جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹) فرض عصر کے غروب آفتاب کے وقت اگر سورج نصف اندر اور نصف باہر ہو جائز ہیں یا نہیں۔

(جواب) نماز عصر اس دن کی ایسے وقت میں ادا ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر ایسا وقت ہو جاوے اور نماز عصر کی نہ پڑھی ہو تو پڑھ لینی چاہئے۔(۴) مگر قصداً ایسا وقت نہ کرنا چاہئے کہ یہ معصیت ہے۔

---

(۱) سورة الروم رکوع ۲.۱۲.۲ ظفیر. فسبحان الله حين تمسون الخ قيل المراد بالتسبيح هنا الصلوٰت الخمس فقوله حين تمسون صلاة المغرب والعشاء وقوله حين تصبحون صلاة الفجر وقوله عشيا صلاة العصر وقوله وحين تظهرون صلاة الظهر كذا قال الضحاک وسعيد بن جبير وغيرهما الخ (فتح القدير للشوکانی ج۴ ص ۲۱۱)ظفير.
(۲) رد المحتار. کتاب الصلوٰة. جلد اول ص ۳۳۲.ط.س.ج ا ص ۱۲.۳۵۹ ظفیر.(۳) قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ولا تحينوا بصلوتكم طلوع الشمس ولا غروبها فانها تطلع بين قرنی الشيطان متفق عليه وفی رواية ثم اقصر عن الصلوٰة حين تطلع الشمس حتی ترتفع فانها تطلع حين تطلع بين قرنی الشيطان وحينئذ يسجد لها الكفار (مشکوٰة . باب اوقات النهی ص ۹۴)ظفير.(۴) لا تجوز الصلوٰة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها ولا عند غروبها الخ الاعصر يومه عند الغروب (هدايه فصل فی الاوقات التی تكره فيها الصلوٰة ج ا ص ۸۰)ظفير.

ظہر وجمعہ کا وقت:۔

(سوال ۲۰) ظہر وجمعہ کی اذان ہمیشہ سوا بارہ بجے اور جماعت ساڑھے بارہ بجے جائز ہے یا نہیں:۔

(جواب) مختلف موسموں میں حکم مختلف ہوتا رہتا ہے۔ زوال سے پہلے ظہر اور جمعہ کا وقت نہیں ہوتا اور گرمیوں میں ظہر میں تاخیر مستحب ہے اور جمعہ میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے لیکن اس کا خیال رکھا جاوے کہ وقت ہو جاوے۔ ساڑھے بارہ بجے سے پہلے جمعہ کی اذان نہ کہی جاوے اور ایک بجے جمعہ پڑھا جاوے۔ اور ظہر میں موسم گرما میں تاخیر چاہئے۔ (۱) اذان دو ڈیڑھ بجے اور نماز سوا دو یا اڑھائی بجے پڑھنی چاہئے اور جاڑوں میں ایک ڈیڑھ بجے۔

نماز مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے:۔

(سوال ۲۱) مغرب کا وقت رمضان شریف وغیرہ میں بمجرد غروب آفتاب کے ہو جاتا ہے یا نصف آسمان تک اندھیرا ضروری ہے۔

(جواب) وقت نماز مغرب کا ہمیشہ مجرد غروب شمس سے ہوتا ہے۔ اور روزہ کے افطار کا وقت رمضان شریف وغیرہ میں بھی بمجرد شمس سے ہو جاتا ہے۔ درمختار کتاب الصوم میں ہے **هو امساک عن المفطرات الخ فی وقت مخصوص وهو الیوم** (درمختار) **ای الیوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب الخ والمراد بالغروب زمان غیبوبة جرم الشمس بحیث تظهر الظلمة فی جهة الشرق** (۲) الخ ص ۸۰ جلد ثانی شامی۔ فقط۔
صفحات کا یہ حوالہ شامی، مطبوعہ "مجتبائی دہلی" کا ہے اور حاشیہ میں شامی مطبوعہ "مکتبہ عثمانیہ" دار الخلافہ عثمانیہ" کا۔ ظفیر۔

کسی کے انتظار میں وقت مستحب ضائع نہ کیا جائے:۔

(سوال ۲۲) ایک شخص کے مکان کے متصل ایک مسجد ہے محلّہ میں اور بھی بہت سے مسلمان ہیں مگر وہ شخص کہتا ہے کہ امام مسجد کا نماز جماعت اس وقت تک نہ "پڑھاوے جب تک ہم نہ آویں۔ اکثر ہوا ہے کہ اس کے انتظار میں وقت مکروہ میں جماعت ہوئی ہے۔ اب امام اپنے وقت معینہ پر جماعت پڑھا دیا کرتا ہے یعنی ہر نماز کی اذان کے آدھا گھنٹہ پون گھنٹہ بعد اور نمازی قریب قریب بیس تیس آدمی کے حاضر ہو جاتے ہیں۔ اب وقت کی پابندی امام کو لازم ہے یا اس شخص کا انتظار۔

(جواب) وقت مستحب پر نماز پڑھنی چاہئے شخص مذکور کا انتظار نہ کیا جاوے لیکن اگر اندیشۂ فساد ہو تو فقہاء نے اس کے انتظار کی اجازت دے دی ہے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) والمستحب فی الفجر باسفار الخ وتاخیر ظهر الصیف بحیث یمشی فی الظل مطلقا الخ . وجمعة کظهر اصلا واستحبابافی الزما نین لا نها خلفه (درمختار) لکن جزم فی الا شباه انه لا یسن لها الا برار لخ (رد المختار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰ .ط.س. ج ۱ ص ۳۶٦) ظفیر. (۲) رد المحتار کتاب الصوم جلد ثانی ج ۲ ص ۱۱۰ .ط.س. ج ۱ ص ۳۷۱) رد المحتار ہی شامی کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲. ظفیر. (۳) رئیس المحلة لا ینتظر مالم یکن شهرا والوقت متسع (الدر المختار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲.ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر.

نینی تال میں وقت عشاء:۔

(سوال ۲۳) نینی تال میں مغرب کاوقت مدراس ٹائم سے سات بج کربیس منٹ پر ہوتا ہے اب اسی اعتبار سے عشاء کا وقت کے بجے ہوگا اور وتر وسحر کا انتہائی وقت کیا ہوگا۔

(جواب) اگر غروب آفتاب سات ۷ بج کربیس ۲۰ منٹ پر ہے تو وقت عشاء آٹھ ۸ بج کر چون ۵۴ منٹ پر ہے اور طلوع آفتاب اگر پانچ بج کر ۲۲ یا ۲۳ پر ہے تو صبح صادق ۳ بج کر ۴۸ یا ۴۹ منٹ پر ہے۔ یہی انتہائی سحری کاوقت ہے۔ فقط۔

وقت ظہر الی المثلین:۔

(سوال ۲۴) ماقولکم فی وقت الظهر عند الحنفية هل هو باق الى المثلين او خرج مع ظل واحد امامنا ابو حنيفة رحمة الله هل رجع الى قول صاحبين يعنى الى المثل والى هذا القول مال وافتى مولانا الفاضل عبدالحى الكهنوى رحمه الله فى مجموع فتاوىٰ فان رجع باى قول يعمل وما حكم قوم احناف يصلون عند ختم المثل هل يجوز فان جاز فبلا كراهة او معه وما حكم اقتداء غير المقلد هل يجوز وتر جمة الخطبة بغير العربى وبجوازه افتى بعض علماء مدراس هل هو بلا كراهة او معه.

(جواب) قال فى الدر المختار " ووقت الظهر من زواله الى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما " الخ وفى ردالمحتار " قوله الى بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرويةعن الا مام نها ية وهو الصحيح بدايع ومحيط وينابيع وهو المختار غياثيه واختاره الامام المحبوبى وعول عليه النسفى وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوى وبقولهما ناخذ لا يدل على انه المذهب واما فى الفيض من انه يفتى بقولهما فى العصر و العشاء مسلم فى العشاء فقط على ما فيه وتمامه فى البحر " الخ وفيه ايضاً "قال فى البحر لا يعدل عن قول الا مام الى قولهما او قول احد هما الا لضرورة من ضعف دليل اوتعامل بخلافه " الخ وقد قال قبيله " ان الا دلة تكافئت ولم يظهر ضعف دليل الا مام بل ادلة قوية ايضاً "(۱) الخ فالحاصل ان وقت الظهر يبقى الى المثلين و الامام ابو حنيفة مارجع فى هذا الى قول الصاحبين بل يروى عنه كقولهما ولكن ظاهر الرواية خلافه فما يروى بعد المثل فهو اداء والا حسن الا حوط ما فى السراج عن شيخ الا سلام" ان الا حتياط ان لا يؤ خر الظهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون موديا للصلوتين فى وقتهما بالاجماع" الخ شامى .(۲) وفى اقتداء غيرء المقلد قيل وقال وتقصيل واجمال فالا حوط تركه الا بضرورة داعية وترجمة الخطبة بغير العربى مكروهة على التحقيق صرح به فى المسوىٰ والمصفىٰ شرح الموطاء وجوازه بغير العربى مختلف فيه فالحذر كل الحذر من الاختلاف فانه خلاف الا حتياط .فقط.

---

(۱) رد المحتار كتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۳۲ وص ۳۳۳.ط.س. ج ا ص ۳۶۹ ۱۲. ظفير.
(۲) ردالمحتار كتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۳۳.ط.س. ج ا ص ۳۶۹. ۱۲ ظفير.

مغرب کے اذان وتکبیر میں فصل :۔

(سوال ۲۵) حسب معمول زید نے ایک روز مغرب کی اذان دی اور بعد اذان جس قدر مسلک حنفیہ میں توقف جائز ہے یعنی اذان کے بعد کی دعا پڑھ کر تکبیر کہی۔اور امام صاحب اذان کے پہلے سے وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز کے لئے تیار تھے، بعد تکبیر انہوں نے نماز پڑھائی۔مگر امام صاحب کے خادم (جو کہ امام صاحب کا کھانا پکاتے ہیں اور بعض اسی قسم کے کام کیا کرتے ہیں) بکر و نیز دوسرے مصلی جیسا کہ عام لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اذان ہونے کے وقت آ کر وضو وغیرہ کرتے ہیں۔بعد نماز بکر نے زید سے کہا کہ آپ لوگ ذرا سی بھی نہیں ٹھیرتے فوراً ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تکرار بھی کرنے لگے۔حالانکہ زید نے جائز توقف کے بعد تکبیر کہی تھی۔تو ان کے جواب میں زید اور ایک مصلی نے کہا چونکہ اس وقت بہت کم وقت رہتا ہے اس لئے نہیں ٹھیرنا چاہئے۔لیکن وہ ایک عالم کے خادم ہیں انہوں نے کسی کی نہ سنی اور حجت کرتے رہے۔سوال یہ ہے کہ مغرب کی اذان وتکبیر کے درمیان کچھ تاخیر و فصل کرنا چاہئے۔یا تعجیل و وصل کرنا چاہئے۔رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان وتکبیر کے درمیان کوئی نماز کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب)اقول وباللہ التوفیق قال فی الدرالمختار. وقیل صلوٰۃ مغرب لکراھۃ تاخیرہ الا یسیراً (۱) الخ وفیہ ایضاً ویجلس بینھمابقدر ما یحضر الملازمون مرا عیا لوقت الندب الا فی المغرب وفیسکت قائماً قدر ثلث ایات قصار ویکرہ الوصل اجماعاً(۲)الخ وفی الشامی ویستحب التحول للاقامۃ الی غیر موضع الا ذان وھو متفق علیہ(۳)وایضاً فی الشامی قولہ وقبل صلوٰۃ مغرب علیہ اکثر اھل العلم منھم اصحابنا وما لک واحد الوجھین عن الشافعی لما ثبت فی الصحیحین وغیرھما مما یفید انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یواظب علی صلوٰۃ المغرب باصحابہ عقب الغروب ولقول ابن عمر رضی اللہ عنھما ما رأیت احداً علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیھما رواہ ابو داؤد وسکت عنہ والمنذری فی مختصرہ واسنادہ حسن وروی محمد عن ابی حنیفۃ عن حماد انہ سئل ابراھیم النخعی عن الصلوٰۃ قبل المغرب قال فنھی عنھا وقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمرلم یکو نو ایصلو نھا وقال القاضی ابو بکر بن العربی اختلف الصحابۃفی ذلک ولم یفعلہ احد بعدھم فھذا یعارض ماروی من فعل الصحابۃ ومن امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بصلوتھما لانہ اذا اتفق الناس علی ترک العمل بالحدیث المر فوع لا یجوز العمل بہ لا نہ دلیل ضعیفہ علی ماعرف فی موضعہ ولو کان ذلک مشتھراً بین الصحابۃ لما خفی علی ابن عمر او یحمل ذلک علی انہ کان قبل الا مر بتعجیل المغرب وتمامہ فی شرح المنیۃ وغیرھما الخ .(۴)ان روایات کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ مغرب کی اذان وتکبیر کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے۔اور نیز معلوم ہوا کہ جس قدر وقفہ اذان کے بعد دعا ماثورہ پڑھنے اور تحول من موضع الاذان الی موضع الا قامۃمیں ہوتا ہے وہ کافی ہے

(۱)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۹ .ط.س.ج ۱ ص ۳۷۶ .۱۲ ظفیر.
(۲و۳)رد المحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ .ط.س.ج ۱ ص ۳۸۹ ۱۲ ظفیر.
(۴)رد المحتار کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص ۳۴۹ .ط.س.ج ۱ ص ۳۷۶ .۱۲ ظفیر.

اور وصل مکروہ کو رافع ہے اور ظاہر ہے کہ تین آیات قصار نصف منٹ سے بھی کم میں پڑھ سکتے ہیں۔ الغرض عبارات مذکورہ سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب واضح ہو گیا۔ فقط۔

نماز عشاء کا وقت:۔

(سوال ۲۶) آج کل رمضان مبارک میں اکثر لوگ نماز عشاء میں بہت جلدی کرتے ہیں، عام طور سے ساڑھے آٹھ بجے ریلوے گھڑی سے کہ شفق سرخ غائب نہیں ہوتی اذان کہہ کر ۹ بجے سے قبل نماز پڑھ لیتے ہیں۔ دریافت طلب یہ امور ہیں۔ کیا عشاء کی اذان قبل از وقت جائز ہے۔ مغرب وعشاء کی اذان کے درمیان کم از کم انتہائی مع احتیاط ضروری کتنا فاصلہ ہونا چاہئے مذہب حنفیہ میں۔ جس گھڑی میں مغرب کی اذان ½ ۷ بجے ہوتی ہو عشاء کی اذان کس وقت ہونی چاہئے۔

(جواب) ۱۹۔ و۲۰ جون کو مثلاً غروب آفتاب ۷ بج کر ۲۷ منٹ پر ہے اور وقت عشاء موافق قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ۹ بج کر ۴ منٹ پر ہے۔ پس تفاوت مابین غروب آفتاب ؁ غروب شفق ابیض یعنی وقت عشاء امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ کا ہے۔ تاریخ ہائے مذکورہ پر ۹ بجے سے قبل اذان و نماز موافق قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ درست نہیں ہے البتہ صاحبین کے قول کے موافق صحیح ہے اور یہ ایک قول امام صاحب کا بھی لکھا ہے، مگر شامی میں کہا کہ احتیاط یہ ہے کہ امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے اور شفق ابیض کے غروب سے پہلے عشاء کی نماز نہ پڑھی جائے۔ (۱) اور عشاء کی اذان کسی کے نزدیک قبل از وقت صحیح نہیں ہے۔ (۲) انتہائی وقت تاریخ ہائے مذکورہ تقریباً پونے نو بجے ریلوے ٹائم سے ہے۔ فقط۔

نماز جمعہ وظہر میں وقت کا تفاوت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۷) جمعہ کی نماز کا وقت کب سے ہو جاتا ہے۔ مدراس کے ٹائم کے حساب سے کے بجے نماز جمعہ کا وقت ہو جاتا ہے، اور زوال کا وقت آج کل کب سے کب تک ہے۔ کیا نماز جمعہ زوال سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور ظہر اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے یا کچھ فرق ہے۔

(جواب) ظہر کی نماز کا اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے۔ زوال شمس کے بعد وقت شروع ہوتا ہے اس لئے پہلے جمعہ درست نہیں ہے جیسا کہ ظہر بھی درست نہیں ہے۔ (۳) یہاں تقریباً مدراس کے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال ہوتا ہے۔ وہاں کے زوال کا وقت دیکھ لیں، غالباً وہاں بھی اسی کے قریب قریب ہوگا۔ اس کے بعد جمعہ پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

---

(۱) فثبت ان قول الا مام هو الا صح ومشى عليه فى البحر (رد المحتار كتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۳۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱) ظفير.

(۲) فيعا داذان وقع قبله كالا قامة خلا فا للثانى فى الفجر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا ذان جلد ص ۳۵۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵) ظفير.

(۳) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فى الزما نين لا نها خلفه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۷) ظفير.

ڈھائی بجے دن تک جمعہ کا وقت رہتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۸) جمعہ کا وقت اڑھائی بجے رہتا ہے یا نہیں، پنجاب کے اکثر مسلمان معترض ہیں کہ اڑھائی بجے کا وقت صحیح نہیں۔

(جواب) جمعہ کا وقت مثل ظہر کے ہے زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور ایک مثل یا دو مثل تک علیٰ اختلاف القولین باقی رہتا ہے۔ لیکن جمعہ میں تعجیل یعنی جلدی پڑھنا مستحب اور بہتر ہے مثل ریلوے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال آفتاب ہوتا ہے تو ایک بجے یا ڈیڑھ بجے تک یا کچھ کم وبیش نماز جمعہ ادا کر لینی چاہیے۔ لیکن اڑھائی بجے تک بھی وقت رہتا ہے۔ البتہ قصداً اس قدر تاخیر پسندیدہ اور مشروع نہیں ہے۔(۱) شامی میں ہے **لکن جزم فی الاشباہ انه لا یسن لها الا برادالخ**(۲) فقط۔

عشاء کا مستحب وقت:۔

(سوال ۲۹) عشاء کی نماز کا بہتر وقت کون سا ہے جس میں عوام کو تکلیف نہ ہو۔

(جواب) عشاء کی نماز ایک ثلث شب ہونے پر مستحب ہے۔ اور اگر بضرورت کچھ پہلے پڑھ لیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۳)

ابر محیط میں اوقات صلوٰۃ کا اندازہ:۔

(سوال ۳۰) موسم برسات میں اکثر دیہاتوں میں ایسا واقعہ پیش آیا کرتا ہے کہ کئی کئی دن آفتاب نہیں نکلتا اور نہ کوئی گھڑی گھنٹہ ہوتا ہے جس سے نماز کے وقتوں کی شناخت ہو۔ ایسی حالت میں گاؤں والوں کو ظہر وعصر کا وقت معلوم کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ پس شرعاً جب ابر محیط ہو تو کس طرح یہ دونوں نمازیں پڑھی جاویں اور مثلاً کوئی نماز ادا کی گئی اور بعد کو آفتاب نکل آیا جس سے معلوم ہوا کہ نماز جو تحری سے پڑھی گئی تھی بے وقت تھی اس کا لوٹانا ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں اندازہ اور تخمینہ کیا جاوے اور اسی کے موافق نماز پڑھی جاوے۔ اگر خطا ظاہر نہ ہوئی تو وہی نمازیں ہو گئیں اور اگر خطا ظاہر ہوئی تو اعادہ کر لینا چاہیے۔(۴) فقط۔

---

(۱) وجمعة کظهر اصلا واستحبابا فی الزمانین لانها خلفه(درمختار) اصلا ای من جهت اصل وقت الجواز و ما وقع فی اخره من الخلاف قوله استحبابا فی الزمانین ای الشتاء والصیف لکن جزم فی الاشباه فی فن الاحکام انه لا یسن لها الابرادالخ وقال الجمهور ولیس بمشروع لانها تقام بجمع عظیم فتاخیرها مفض الی الحرج ولا کذا لک الظهر (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۷)(۲)رد المحتار کتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۴۰ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۷.۲ ا ظفیر.(۳)وتاخیر عشاء الی ثلث اللیل قیده فی الخانیة وغیرها بالشتاء اما الصیف فیندب تعجیلا (درمختار) قوله فی الخانیة الخ وفی الهدایة وقیل فی الصیف یعجل کیلا تتقلل الجماعة(رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۱.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۸) ویستحب تعجیل المغرب فی کل زمان کذا فی الکافی وکذا تاخیر العشاء الی ثلث اللیل الخ وفی یوم الغیم یؤخر الفجر الخ ویعجل العشاء کیلا یمنع مطر اوثلج عن الجماعة هکذا فی محیط السرخسی هذا فی الازمنة کلها (عالمگیری مصری الباب الاول فی المواقیت فصل ثانی ج ۱ ص ۴۸.ط.ماجدیه ج ۱ ص ۵۱)ظفیر.(۴)واذا کان الیوم یوم غیم فالمستحب فی الفجر والظهر والمغرب تاخیرها یعنی بالتاخیر عدم التعجیل فی اول الوقت لا التاخیر الشدید الذی یشک بسببه فی بقاء الوقت وذالک لان التعجیل فی الفجر یودی الی تقلیل الجماعة بسبب الظلمة وربما تقع قبل الوقت وکذا فی الظهر والمغرب لا یومن بالتعجیل من وقوعهما قبل الزوال والغروب قال فی المحیط المراد من تاخیر المغرب قدر ما یحصل التیقن بالغروب الخ.(غنیة المستملی شرط خامس ص ۲۳۴)ظفیر.

عشاء سے پہلے سونا جب کہ جماعت فوت نہ ہو:۔

(سوال ۳۱) نماز مغرب کی پڑھ کر سو رہا اور عشاء کے وقت جاگا تو نماز عشاء میں تو کچھ خلل نہ ہوگا۔

(جواب) نماز عشاء میں کچھ نقصان نہ ہوگا لیکن عشاء سے پہلے سونا اچھا نہیں۔(۱)

اذان مغرب وعشاء میں فاصلہ:۔

(سوال ۳۲) اذان مغرب وعشاء میں کس قدر فاصلہ درکار ہے۔ کیا جس جگہ بحساب دھوپ گھڑی قریب سوا سات بجے شام کے اذان مغرب ہوتی ہو وہاں اسی گھڑی سے ۸ بجے اذان عشاء ہو کر فرض ادا کر سکتے ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ کم از کم ایک گھنٹہ پچیس منٹ کا فاصلہ اذان مغرب وعشاء میں ہونا چاہئے۔ اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) غروب کے بعد عشاء کا وقت عند الامام ابی حنیفہؒ اس وقت ہوتا ہے کہ شفق ابیض غائب ہو جاوے۔(۲) اس کی مقدار بعض موسموں میں ایک گھنٹہ چوبیں پچیس منٹ اور بعض موسموں میں ایک گھنٹہ ۲۷ منٹ اور بعض موسموں میں اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ پس مغرب وعشاء میں ڈیڑھ گھنٹہ سے کم فاصلہ نہ کرنا چاہئے بلکہ احتیاطاً پونے دو گھنٹہ کا فاصلہ کرنا چاہئے اور جنتری طلوع وغروب آفتاب وصبح صادق وغیرہ سے مقدار وقت ہر زمانہ میں معلوم ہو سکتی ہے۔ فقط

ابتداء وقت عصر عند الامام:۔

(سوال ۳۳) امام اعظمؒ کے نزدیک ایک مثل پر عصر کا وقت ہو جانے کی روایت معتبر اور مفتی بہ ہے یا دو مثل کی یا دونوں فتوے دینے اور عمل کرنے میں ایک درجہ کی معتبر اور صحیح ہیں۔

(جواب) حنیفہ کا فتویٰ ہر دو قول پر ہے۔(۳) لیکن احوط دو مثل پر عصر کو پڑھنا ہے اور اسی پر ہمارے مشائخ کا عمل ہے۔ فقط۔

صبح کی نماز کب پڑھی جائے:۔

(سوال ۳۴) صبح کی نماز کے بعد کتنا وقت رہنا چاہئے۔

(جواب) امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے کہ صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ (۴) یعنی تاخیر کرنی چاہئے اس قدر کہ نماز فرض ادا کرنے کے بعد اتنا وقت طلوع آفتاب تک باقی رہے اگر امام وغیرہ کا بے وضو ہونا ظاہر ہو یا کسی وجہ سے نماز کے اعادہ

---

(۱) قال فی البرهان ویکره النوم قبلها والحدیث بعدهالنهی النبی صلی الله علیه وسلم عنهما الخ وقال الطحاوی انما کره النوم قبلها لمن خشی علیه فوت وقتها او فوت الجماعة فیها واما من وکل نفسه الی من یو قظه فیباح النوم(ردالمحتار. کتاب الصلوٰة تحت قول وتا خیر عشاء الی ثلث اللیل ج ۱ ص ۳۴۱.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۸)ظفیر.

(۲) واول وقت المغرب اذا غربت الشمس واخر وقتها مالم یغب الشفق الخ ثم الشفق هو البیاض الذی فی الا فق بعد الحمرة عندابی حنیفة وعندهما هو الحمرة(هدایہ. کتاب الصلوٰة. باب المواقیت ج ۱ ص ۷۷ وج ۱ ص ۷۸).

(۳) ووقت الظهر من زواله الی بلوغ الظل مثلیه وعنه مثله وهو قولهما الخ وبه یفتی (درمختار) قوله الی بلوغ الظل مثلیه هذا ظاهر الروایة عن الا مام وهو الصحیح بدائع ومحیط وینا بیع وهو المختارغیاثیة واختاره الامام المحبوبی الخ وفی روایة عنه ایضاً انه بالمثل یخرج وقت الظهر ولا یدخل وقت العصر الا بالمثلین ذکر ها الزیلعی وغیره الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۲.ط.س.ج ۱ ص ۳۵۰). (۴) والمستب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین ایة ثم یعیده بطهارة لو فسد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۹.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۶)ظفیر.

کی ضرورت ہو تو آفتاب کے طلوع سے پہلے پہلے پھر نماز کا اعادہ ہو سکے۔ پس پندرہ بیس منٹ باقی رہنا طلوع آفتاب میں بعد نماز کے کافی ہے۔ فقط۔

لندن میں اوقات نماز:۔

(سوال ۳۵) جس جگہ تین ۳ بجے دن نکلے اور نو ۹ بجے دن چھپے یعنی لندن میں ایسا وقت ہے تو اس حساب سے ۱۸ گھنٹہ کا دن اور ۶ گھنٹہ کی رات ہوتی ہے تو نماز مغرب بعد غروب ہی پڑھے یا کہ بارہ گھنٹہ کے حساب سے پڑھی جاوے، اور اسی طرح عشاء کی نماز کس طرح پر اور کس وقت پڑھی جاوے۔

(جواب) نماز مغرب بعد غروب کے پڑھے۔ اسی طرح سب نمازیں وہاں کے حساب سے پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ایام بارش میں مستحب اوقات نماز:۔

(سوال ۳۶) نماز پنجگانہ فرض کا وقت مستحب ایام بارش میں گھڑی کے حساب سے کتنے بجے ہو جاتا ہے۔

(جواب) اوقات نماز میں شرعاً وسعت بہت ہے اس لئے گھنٹہ وگھڑی سے کوئی خاص وقت معین کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ شرعاً کوئی خاص وقت مقرر ہے کہ اس قدر گھنٹہ اور منٹ ہونے پر فلاں نماز پڑھی جاوے۔ شرعاً یہ حکم ہے کہ اس قدر تاخیر نہ ہو کہ وقت مکروہ آجاوے اور وقت مستحب کا خیال رکھا جاوے۔ مثلاً ظہر کی نماز ایک بجے سے تین بجے تک جس وقت اجتماع نمازیاں ہو جاوے پڑھ سکتے ہیں، لیکن بہتر تاخیر ہے۔ مثلاً آج کل موسم برسات میں دو اڑھائی بجے یا کچھ بعد پڑھ لی جاوے، تو بہتر ہے اور عصر کی نماز ۵ بجے سے ۶ بجے تک کے درمیان میں پڑھیں اور صبح کی نماز سوا پانچ بجے یا ساڑھے پانچ بجے تک پڑھیں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ طلوع آفتاب آج کل چھ بجے کے قریب ہے ساڑھے پانچ بجے بھی آدھ گھنٹہ باقی رہتا ہے پڑھ سکتے ہیں اور ضرورت ہو تو اعادہ بھی کر سکتے ہیں۔ (۱) الغرض جس قدر صبح کی نماز میں اسفار ہو بہتر ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر۔ (۲)

نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں:۔

(سوال ۳۷) رمضان شریف میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے پڑھ لی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) یہ اوقات دیو بند کے ہیں یہاں سے دور دراز مقامات میں کافی فرق ہوتا ہے اس کا لحاظ ہر حال میں ملحوظ رہنا ضروری ہے ۱۲۔

(۲) مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ ۱۲ ظفیر۔

(۳) وقت صلوٰۃ الفجر انخ من اول طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۳ وج ا ص ۳۳۲ .ط.س. ج ا ص ۳۵۹) وعن قتادة عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزید بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورهما قام نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصلوٰۃ فصلی قلنا لانس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم کان بین فراغهما من سحورهما ودخولهما فی الصلوٰۃ قال قدر ما یقرء الرجل خمسین ایة رواہ البخاری (مشکوٰۃ. باب تعجیل الصلوٰۃ فصل اول ص ۶۰) محمد ظفیر الدین غفرلہ.

نماز مغرب میں افطار کی وجہ سے تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۸) بوقت افطار لوگوں کی لائی ہوئی افطاری کھا کر نماز مغرب ادا کرتے ہیں۔ ایک شخص اس پر معترض ہے کہ بعد نماز کے کھاؤ۔ مگر اذان ہوتے ہی صرف چھوہارے سے روزہ افطار کر کے فوراً نماز کو کھڑے ہو جاؤ۔ اور وہ شخص ناراض ہو کر جماعت مغرب علیٰحدہ کرتا ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) افطاری کی وجہ سے نماز مغرب میں کچھ دیر کرنا جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اطمینان سے روزہ افطار کر کے اور پانی پی کر اور کچھ کھا کر جو موجود ہو نماز پڑھنی چاہئے۔ پس جو شخص اس تاخیر معمولی کی وجہ سے ناراض ہوا اور علیٰحدہ نماز پڑھنے لگا اس نے خطا کی اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو اور اس تاخیر کو جو بوجہ افطار کرنے روزہ کے ہے خلاف شرع نہ سمجھے۔(۱) یہ عین حکم شریعت کا ہے۔ فقط۔

مغرب وعشاء کے درمیان مقدار فاصلہ:۔

(سوال ۳۹) مذہب حنفی میں غروب آفتاب یعنی مغرب کی نماز کے بعد اور اول وقت عشاء میں کس قدر فصل متفق علیہ احناف ہونا ضروری ہے۔ دوم یہ کہ ایام صیف وشتاء میں مابین مغرب وعشاء وقت کی ایک ہی مقدار معین ہے یا کچھ کمی و بیشی گھنٹہ اور منٹ میں ہوتی رہتی ہے۔

(جواب) عشاء کا وقت غیبوبتہ شفق کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اور شفق کے بارہ میں امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کی غیبوبتہ پر عشاء کا وقت ہوتا ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک شفق ابیض کی غیبوبتہ پر عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے۔(۲) اور ظاہر ہے کہ قول امام اعظمؒ پر عمل کرنا احوط ہے۔ کمافی الشامی وقولہ احوط۔(۳) اس کے بعد واضح ہو کہ شفق ابیض غروب آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غائب ہوتا ہے اور اس میں صیفاً وشتاءً چند منٹ کا تفاوت ہوتا ہے۔ چنانچہ جنتری طلوع وغروب آفتاب سے جس میں وقت عصر ووقت عشاء حسب مذہب امام اعظمؒ درج ہے، واضح ہوتا ہے کہ یکم اگست ۱۹۲۱ء کو غروب آفتاب ۷ بج کر ۱۷ منٹ پر ہے۔ اور وقت عشاء موافق مذہب امام اعظمؒ ۸ بج کر ۴۷ منٹ پر ہے...... اس سے واضح ہوا کہ تفاوت وقت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ تیس منٹ ہے اور ۳۱۔ اگست ۱۹۲۱ء کو غروب آفتاب ۶ بج کر ۴۸ منٹ پر ہے اور وقت عشاء ۸ بج کر ۱۳ منٹ پر ہے اس وقت تفاوت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ پچیس منٹ ہے الغرض ہمیشہ مابین غروب آفتاب وغروب شفق میں تقریباً اسی قدر فاصلہ رہتا ہے۔ پس

---

(۱) جب وقت میں گنجائش ہے اور ایک ضروری امر کی وجہ سے ذرا دیر کی جاتی ہے تو اس میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ ووقت المغرب الی غیبوبة الشفق (عالمگیری کشوری اوقات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۹. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۰) عن ابی ایوب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال امتی بخیر او قال علی الفطرة مالم یوخر واالمغرب الی ان تشتبک النجوم رواه ابو داؤد (مشکوٰة باب تعجیل الصلوٰة فصل ثانی ص ۶۱) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جب تک ستارے زیادہ تعداد میں آسمان پر نکل کر نہ پھیل جائیں، تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ وفی القنیة یکره تاخیر المغرب عند محمد رحمة الله علیه وفی روایة عن ابی حنیفة ولا یکره فی روایة الحسن عنه مالم یغب الشفق والا صح انه یکره الا من عذر کالسفر والکون علی 'لا کل ونحو هما الخ والذی اقتضته الاخبار کراهة التاخیر الی ظهور النجوم وما قبله مسکوت عنه فهو علی الا باحة (غنیة المستملی ص ۲۳۳) ظفیر.

(۲) ثم الشفق هو البیاض الذی فی الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفة وعند هما هو الحمرة (هدایه. باب المواقیت ج ۱ ص ۷۸) ظفیر.

(۳) رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱. ۱۲.

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غروب آفتاب سے عشاء کا وقت ہوجاتا ہے اور صاحبینؒ کے مذہب کے موافق بارہ منٹ پہلے وقت عشاء کا ہوتا ہے کیونکہ تفاوت مابین شفق احمر وابیض بارہ منٹ کا ہے۔ کما فی الشامی ذکر العلامہ المرحوم الشیخ خلیل الکائلی الخ ان التفاوت بین الفجرین و کذا بین الشفقین الا حمر و الا بیض انما ہو بثلث درج الخ.(۱) اور ایک ایک درجہ ۴ منٹ کا ہے۔ پس تین درجے ۱۲۔ منٹ کے مساوی ہوئے۔ فقط۔

مسئلہ فئی الزوال:۔

(سوال ۴۰) بعض غیر مقلد کہتے ہیں کہ مسئلہ فی الزوال کی کوئی اصل نہیں کیونکہ مدینہ شریف میں فئی الزوال نہیں تھا۔

(جواب) مثل یا مثلین علاوہ فی الزوال کے لینا متفق علیہ مسئلہ ہے اور تحقیق اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔ من شاء فلیراجع الیہا۔(۲)

وقت مغرب کی مقدار اور اس میں لمبی قراءت:۔

(سوال ۴۱) امام بوقت مغرب نماز میں لمبی سورۃ کہ جس سے وقت تنگ ہوجاوے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) غروب سے شفق ابیض کے غائب ہونے تک امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وقت مغرب کا رہتا ہے جس کی مقدار تقریباً سوا گھنٹہ یا کچھ منٹ زیادہ ہے۔(۳) اور صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کے غائب ہونے تک وقت مغرب کا رہتا ہے جو پہلی مقدار سے کم ہے۔(۴) اور مغرب میں قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر قرآن شریف تک سورۃ کا پڑھنا مستحب ہے۔ پس بہت لمبی سورہ مغرب میں پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ اور خلاف سنت ہے۔(۵) فقط۔

وقت نماز فجر بعد طلوع صبح صادق:۔

(سوال ۴۲) اگر صبح چار بجے ہو تو جماعت صبح کا وقت اصلی کون سا ہوگا۔

(جواب) اگر صبح صادق ۴ بجے مثلاً ہوتی ہے تو نماز فجر پانچ سوا پانچ بجے تک بلکہ اس کے بھی بعد تک پڑھ سکتے ہیں۔ غرض یہ کہ طلوع آفتاب سے دس پندرہ منٹ پہلے فارغ ہوجانا چاہئے۔(۶) فقط۔

---

(۱) رد المحتار. کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۲ .ط.س.ج ۱ ص ۳۵۹.۲ ۱ ظفیر.

(۲) ووقت الظهر من زواله الخ الی بلوغ الظل مثلیه الخ سوی فئی یکون للا شیاء قبیل الزوال ویختلف باختلاف الزمان والمکان الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۳.ط.س.ج ۱ ص ۳۵۹) ظفیر.

(۳) ثم الشفق هو البیاض الذی فی الا فق بعد الحمرة عند ابی حنیفة وعندهما هو الحمرة (هدایه باب المواقیت ج ۱ ص ۷۸) ظفیر.

(۴) ووقت المغرب منه الی غروب الشفق وهو الحمرة عندهما (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۴.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۱) ظفیر.

(۵) ویسن في الحضر لامام ومنفردو الناس عنه غافلون طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظهر ومنها الی اخر لم یکن او ساطه فی العصر والعشاء وبا قیة قصاره فی المغرب ای فی کل رکعة (ایضاً. فصل فی القرأ ة ص ۵۰۳ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۵۳۹......۵۴۰) ظفیر.

(۶) وقت صلوٰۃ الفجر الخ من طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء الخ والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین اية ثم یعیده بطهارة لو فسد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۱). ط.س.ج ۱ ص ۳۵۹ ظفیر.

نماز فجر میں تاخیر:۔

(سوال ۴۳) یہاں کے امام نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں کہ زردی صبح کی ظاہر ہوجاتی ہے اور ظہر کی نماز میں دو چند سایہ تک دیر کرتے ہیں اور عصر کی نماز گھڑی بھر دن رہے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر نماز میں تاخیر لازم ہے۔ حالانکہ قرآن شریف میں اول اوقات کی تاکید وارد ہے۔

(جواب) آپ کے امام صاحب جن اوقات میں صبح اور ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے ہیں یہ حنفیہ کے مذہب اور کتب فقہ کے موافق ہے۔ صبح میں خوب اسفار کرنا اور عصر میں تاخیر کرنا اس قدر کہ گھنٹہ پون گھنٹہ دن رہ جاوے مستحب ہے اور موسم گرما کے ظہر میں ابراد اور تاخیر کرنا مستحب ہے مگر دو مثل سایہ سے پہلے پہلے پڑھ لی جاوے۔(۱) احادیث میں صبح میں اسفار کی فضیلت اور عصر کی تاخیر وارد ہوئی ہے۔ اور ظہر میں ابراد کا حکم وارد ہوا ہے۔ باقی اوقات نماز کے ابتداء وانتہاء معروف و مشہور ہیں۔ افضل یہ ہے جو مذکور ہوا۔(۲) فقط

وقت نماز مغرب:۔

(سوال ۴۴) آیا بمجر و ظلمت شرقی وقت مغرب می شود یا بہ زوال حمرت شرقی و در بلاد مایاں بہ فاصلہ شش کردہ جبل از جانب مغرب بلند واقع است پس در ینجا چگونہ وقت مغرب متحقق شود۔

(جواب) وقت مغرب بغروب آفتاب شروع می شود و بمجرد غروب ظلمت شرقی محسوس می شود و برہمیں مدار افطار روزہ و نماز مغرب از شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت شدہ است و نقشہ طلوع وغروب کہ مجرب اکثر بلاد است باید داشت ہر گاہ موافق آں نقشہ غروب معلوم شود و آثار آں مثل ظلمت شرقی محسوس شود نماز مغرب ادا باید کرد و انتظار زوال حمرۃ نباید کرد۔(۳) فقط۔

نماز ظہر دوسرے مثل میں:۔

(سوال ۴۵) دیدہ و دانستہ نماز ظہر دوسرے مثل میں ہمیشہ ادا کرنا کیسا ہے۔

(جواب) فی الشامی عن الطحطاوی عن الحموی عن الخزانة الوقت المکروہ فی الظہر ان ید خل فی حد الا ختلاف واذا اخرہ حتی صار ظل کل شئی مثلہ فقد دخل فی حد الا ختلاف .(۴) پس معلوم ہوا کہ ظہر میں اس قدر تاخیر کرنا کہ حد اختلاف میں داخل ہوجاوے یعنی سایہ ایک مثل ہوجاوے تو یہ مکروہ ہے۔ وفیہ

....

(۱) ویستحب فی صلوٰة الفجر الا سفار بها بان تصلی فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة والغلس الخ لقوله علیه السلام اسفر وابا لفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی و قال حدیث حسن الخ ثم استحباب الا سفار عند ناعام فی الا زمنة کلها الا فی صلوٰة الفجر یوم النحر بمزدلفة فان المستحب فیها التغلیس اجماعاالخ ویستحب ایضاً عندنا الا براد بالظهر فی الصیف لما تقدم من الحدیث اذا شتد الخ فابردوا بالصلوٰة الخ وهو عام فی جمیع البلاد بجمیع الناس لا طلاق الحدیث ویستحب ایضاً عندنا تاخیر العصر فی کل الا زمنة الا یوم الغیم مالم تتغیر الشمس الخ کما ورد عنه علیه السلام فی حدیث بریدة انه صلی الله علیه وسلم صل العصر والشمس مرتفعة بیضاء نقیة . غنیة المستملی ص ۲۳۰)ظفیر.(۲)المستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به الخ وتا خیر ظهر الصیف مطلقاً الخ وتاخیر عصر صیفا وشتاء توسعة للنوافل مالم یتغیر ذکاء الخ وتا خیر عشاء الی ثلث اللیل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶)ظفیر.(۳)واول وقت المغرب اذا غربت الشمس بالا جماع (غنیة المستملی ص ۲۲۶) ظفیر مفتاحی.(۴)رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰.ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹.۲ ا ظفیر.

قبیله والا حسن مافی السراج عن شیخ الا سلام ان الا حتیاطُ ان لا یؤ خر الظهر الی المثل الخ.(۱)فقط۔

عشاء کی اذان وجماعت میں فاصلہ:۔

(سوال ۴۶) عشاء کی اذان سے کتنی دیر بعد جماعت ہونی چاہئے۔

(جواب) عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور اذان کے بعد کچھ تحدید نہیں ہے کہ کتنی دیر کے بعد نماز پڑھیں بلکہ جب نمازی جمع ہوجاویں جماعت کرلی جائے یا جو وقت سہولت نمازیوں کی غرض سے معین کردیا جائے۔ مثلاً آج کل آٹھ بجے یا ساڑھے آٹھ بجے یا نو بجے یا کچھ کم وبیش جماعت کرلی جائے۔(۲)فقط۔

ابر آلود دن میں نماز عصر:۔

(سوال ۱/۴۷) اگر سورج ابر میں پوشیدہ ہو جس سے مثلین کا پتہ نہ چل سکے اور گھڑیوں کا اختلاف ظاہر ہے تو عصر کی نماز کس انداز پر پڑھنی چاہئے۔

عصر ومغرب کے درمیان مدت فصل:۔

(سوال ۲/۴۸) مغرب اور عصر کے درمیان مفتی بہ متفقہ کس قدر فاصلہ ہے۔

عصر اگر دو گھنٹہ پہلے مغرب سے پڑھی گئی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۳/۴۹) اگر عصر کی نماز مغرب سے پورے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو وہ نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱۔تا۳) موسموں کے اختلاف سے اوقات بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ اب جب کہ دن بہت بڑا ہے تو مغرب سے دو گھنٹہ قبل بھی عصر کا وقت ہے یعنی دو مثل سایہ ہوجاتا ہے کیونکہ اس ماہ جولائی میں پانچ بج کر ۲۳ منٹ پر دو مثل سایہ ہوجاتا ہے اور غروب ۷ بج کر ۲۸ منٹ پر یا ۲۹ منٹ پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آج کل فاصلہ مابین المثلین و مابین المغرب دو گھنٹہ سے کچھ زیادہ ہے۔ اسی طرح مئی اور جون میں بھی قریب قریب دو گھنٹہ کا فاصلہ رہا ہے اور گھڑیوں میں جو اختلاف ہوتا ہے وہ ظاہر ہے کہ دو چار منٹ کا ہوتا ہے پس ابر میں احتیاط کرنی چاہئے۔ اور مثلاً نقشہ میں ۵۔۲۳ منٹ پر مثلین کا وقت ہے۔ یعنی وقت عصر ہوتا ہے تو اس میں احتیاط کی جاوے کہ ساڑھے پانچ بجے یا اس کے بعد پونے چھ بجے تک نماز عصر پڑھ لی جائے۔ فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویجلس بینهما (ای بین الا ذان والا قامة) بقدر ما یحضر الملا زمون مرا عیا لو قت الندب الا فی المغرب فیسکت قائما قدر ثلاث ایات قصار ویکره الوصل اجماعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹. ظفیر.

نماز عشاء اخیر رات میں نیند کے بعد درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۵۰) عشاء کی نماز ایک شخص صبح کو دو یا تین بجے نیند کر کے ادا کرتا ہے، یہ شرعاً کیسا ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی مکروہ ہے پس یہ طریق اس شخص کا اچھا نہیں ہے بلکہ اس کی عادت کر لینا مکروہ وممنوع ہے اور سونے سے بہتر یہ ہے کہ نماز عشاء سونے سے پہلے ادا کر لیوے۔ (۱) فقط۔

مقرر وقت سے جماعت میں تاخیر :۔

(سوال ۵۱) مسجد میں نماز کے اوقات مقرر ہیں اور گھڑی بجنے پر فوراً جماعت کھڑی ہو جاتی ہے۔ تو اگر مثلاً کسی مقتدی نے وقت سے کچھ پہلے سنتوں کی نیت باندھی اور فوراً گھڑی بج گئی تو وہ امام اس کا انتظار کرے یا نہیں۔ اگر کرے تو ممکن ہے کہ دوسرا مقتدی بھی نیت باندھ لے۔ اس طرح تسلسل چلے گا۔ اس میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ مسئلہ واضح ہے اور سب کو معلوم ہے کہ نمازوں کے اوقات شرعاً موسع ہیں ان میں تنگی نہیں ہے۔ جس وقت بھی وقت مستحب کے اندر نماز پڑھیں صحیح ہے۔ اور استحباب تاخیر وتعجیل بھی کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے کہ فلاں وقت کی نماز میں تاخیر مستحب ہے اور فلاں میں تعجیل۔ اس کے بعد اگر انتظاماً کوئی وقت بغرض سہولت نمازیان وانتظام جماعت مقرر کر لیا جاوے تو اس میں شرعاً کوئی حرج اور تنگی نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ جو وقت بغرض انتظام وسہولت نمازیان مقرر کیا جاوے اس کو ایسا حتمی اور لازمی نہ سمجھا جاوے کہ اس میں دو چار منٹ کی تقدیم وتاخیر کسی ضرورت سے بھی نہ کی جاوے کیونکہ یہ حکم شرعی نہیں ہے کہ فلاں منٹ اور گھنٹہ پر ضرور جماعت ہو۔ یہ امر اپنے مصالح اور نظام پر مبنی ہے۔ (۲) لہذا اگر کبھی ایسا ہو کہ کوئی صاحب سنتیں پڑھ رہے ہیں اور ان کی وجہ سے دو چار منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو اس میں کچھ محذور شرعی لازم نہیں آتا اور مقتدیوں کی رعایت شرعاً محمود وپسندیدہ ہے لیکن نہ ایسی رعایت جس میں زیادہ لوگوں کا حرج ہو۔ الغرض ایسے امور میں جو شرعاً ہر طرح موسع ہیں جیسی مصلحت اور مقتضائے انتظام ہو اس کے موافق عمل کیا جاوے شرعاً ہر طرف گنجائش ہے۔ فقط۔

---

(۱) ویستحب تعجیل المغرب الخ وتاخیر العشاء الی ما قبل ثلث اللیل الخ والتاخیر الی نصف اللیل مباح لان دلیل الکراھة وھو تقلیل الجماعة عارضه دلیل الندب وھوقطع السمر بواحد فیثبت الا باحة الی النصف والی النصف الاخیر مکروہ (ھدایہ باب المواقیت ج ۱ ص ۷۹) وتاخیر الی مابعدہ ای بعد نصف اللیل الی طلوع الفجر مکروہ اذاکان بغیر غذر الخ اما اذاکان بعذر فالضر ورات قبیح المحذورات (غنیة المستملی ص ۲۳۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر.

(۲) ینظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلة وکبیرھا کذا فی معراج الدر ایة وینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ویقیم فی وسطه حتی یفرغ المتوضی من وضو ئه والمصلی من صلاته والمعتصر من قضاء حاجته کذا فی التتار خانیة (عالمگیری مصری . الباب الثانی فی الا ذان فصل ثانی ج ۱ ص ۵۳. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۷) ظفیر.

رئیس المحلة لا ینتظر مالم یکن شریر اوالوقت متسع (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ویجلس بینھما بقدر ما یحضر الملا زمون مراعیالوقت الندب الا فی المغرب فیسکت قائما ثلاث ایات (ایضاً ج ۱ ص ۳۶۲. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹) ظفیر.

وقت عصر اور مثل ومثلین کی بحث:۔

(سوال ۵۲) یہاں ایک مسجد کے امام جو حنفی ہونے کی مدعی ہیں نماز عصر دو گنے سایہ کے بعد ادا کرتے ہیں چونکہ مقتدی اکثر شوافع ہیں وہ چاہتے ہیں کہ عصر کی نماز ایک مثل پر ہو۔ چنانچہ پیش امام سے درخواست کرتے ہوئے ان کی توجہ صاحبین کے قول کی طرف مبذول کرائی گئی مگر آپ نہیں مانتے۔ آیا مذہب امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ میں عصر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور عندالحنفیہ ایک مثل پر عصر کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہوجاتا ہے اور ایک روایت امام ابوحنیفہ سے بھی یہی ہے اور ائمہ ثلثہ کا یہی مذہب ہے اور درمختار میں کہا کہ یہی ماخوذ بہ ہے اور اسی پر عمل ہے اور مفتی بہ ہے۔(۱) لیکن علامہ شامی نے ردالمختار میں نقل فرمایا ہے کہ ظاہر الروایۃ امام صاحب سے یہ ہے کہ عصر کا وقت دو مثل پر شروع ہوتا ہے اور بدائع وغیرہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے قوله ای بلوغ الظل مثليه الخ هذا ظاهر الرواية عن الا مام نهايه وهو الصحيح بدايع ومحيط وينا بيع وهو المختار غيا ثيه واختاره الا مام المحبوبى وعول عليه النسفى وصدر الشريعة الخ .(۲) الغرض اس میں شک نہیں ہے کہ احوط امام صاحب کا مذہب ہے اور ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھنے میں شبہ قبل از وقت نماز ہونے کا ہے اور دو مثل پر باتفاق ائمہ نماز صحیح ہے اور شوافع کے مذہب میں بھی اس میں کچھ کراہت نہیں ہے لہذا شوافع کو امام حنفی کو مجبور نہ کرنا چاہئے کہ ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھے کیونکہ دو مثل تک تاخیر میں شوافع کے نزدیک بھی کراہت نہیں آتی اور باتفاق نماز صحیح ہوجاتی ہے۔ بخلاف ایک مثل پر پڑھنے کے کہ اس میں موافق ظاہر الروایۃ کے عندالامام الاعظم نماز نہ ہوگی قال فى الشامى والاحسن مافى السراج عن شيخ الا سلام ان الاحتياط ان لايؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤ دياً للصلاتين فى وقتهما بالا جما ع الخ ص ۴۴۰. شامی جلد اول(۳) . فقط۔

ابتداء وقت مغرب:۔

(سوال ۵۳) اول وقت مغرب کا غروب شمس سے شروع ہوتا ہے یا کب۔ اس بارہ میں قول فیصل کیا ہے۔

(جواب) اول وقت مغرب غروب شمس کے بعد شروع ہوجاتا ہے۔ باتفاق كما نقل فى السوال من الدلائل وهذا لا خفاء فيه ولا خلاف .(۴) فقط۔

---

(۱) ووقت الظهر من زوالهالخ الى بلوغ الظل مثليه وعند مثله وهو قولهما وزفروالا ئمة الثلاثة قال الا مام الطحاوى وبه ناخذو فى غررالاذكار وهو المائخوذبه وفى البرهان هو الا ظهر لبيان جبرئيل وهو نص فى الباب وفى الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى (الدرا لمختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ا ص ۲۳۲ وج ا ص ۳۳۳ .ط.س.ج ا ص ۳۵۹)ظفير .(۲) رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۳۲ .ط.س.ج ا ص ۳۵۹ .۱۲ ظفير.
(۳) رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۳۳ .ط.س.ج ا ص ۳۵۹ .۱۲ ظفير.
(۴) ووقت المغرب منه اى بعد الغروب الى غروب الشفق (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۳۴ .ط.س.ج ا ص ۳۶۱)ظفير.

حنفی وشافعی دونوں مقتدی ہوں تو اوقات میں کس کی رعایت کی جائے:۔

(سوال ۵۴)فی بلدة کثیر الا حناف ودونهم الشوافع امام اهل المذهبین حنفی ففی هذه الصورة هل یعین وقت الظهر وانتها ئه وشروع وقت العصر علی مذهب الحنفی وعلیٰ مذهب الشافعی وکیف الفتویٰ.

(جواب)وفی المسئلة الثانیة ینبغی ان یرا عی الا مام فی اوقات الصلوٰة مذهب الا مام الا عظم رضی الله عنه فان الاحتیاط فی صلوٰة الظهر والعصر فی مذهبه رضی الله عنه کما فی ردالمحتار والاحسن ما فی السراج من شیخ الا سلام ان الا حتیاط ان لا یو ئخر الظهر الی المثل وان لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤ دیاً للصلوٰتین فی وقتهما بالا جما ع الخ .(۱)فقط۔

نماز مغرب وعشاء کا وقت:۔

(سوال ۵۵)مغرب کا وقت کس وقت ہوتا ہے اور عشاء کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ عشاء کا وقت نو بجے ہوتا ہے اور ایک صاحب کہتے ہیں کہ ساڑھے آٹھ بجے ہوجاتا ہے(سوال موسم گرما جون وجولائی سے متعلق ہے)

(جواب)امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب در بارہ وقت عشاء کے یہ ہے کہ سفیدی کے غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت ہوتا ہے اور سفیدی بعد سرخی کے ہوتی ہے۔سفیدی غائب ہونا آج کل قریب نو بجے کے ہے پس جب کہ مغرب کا وقت ساڑھے سات بجے ہو تو عشاء کا وقت نو بجے کے قریب ہوگا کیونکہ آج کل فصل مابین وقت مغرب وعشاء قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے پس جو کہتے ہیں وقت عشاء کا نو بجے ہوتا ہے وہ صحیح ہے۔ساڑے آٹھ بجے آج کل وقت عشاء کا موافق مذہب صحیح امام ابوحنیفہؒ کے نہیں ہوتا۔البتہ صاحبین جو سرخی کو شفق فرماتے ہیں ان کے مذہب کے موافق ساڑھے آٹھ بجے ہوتا ہے مگر امام صاحب کے اصل مذہب کے موافق نہیں ہوتا۔گو روایات امام صاحب سے یہ بھی ہیں جو صاحبین کا قول ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی ہے جو بعد سرخی کے ہے اس کے موافق وقت عشاء کا اس وقت ہوتا ہے کہ سفیدی غائب ہوجاوے اور وہ قریب نو بجے کے یعنی ۹ بجے سے چار منٹ پہلے ہے۔یہ صحیح کہ مغرب اور عشاء کے وقت کے درمیان کوئی دوسرا وقت نہیں ہے مگر جب کہ مغرب کا سفیدی کے غائب ہونے تک رہے گا اور عشاء کا وقت بعد سفیدی کے ہوتا ہے تو پھر کچھ اشکال نہیں رہا۔(۲)

---

(۱)دیکھئے ردا لمحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۳.ط.س.ج ۱ ص ۳۵۹.۱۲ ظفیر.

(۲)درمختار میں ہے ووقت المغرب منه (ای الغروب) الی غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة ...... ووقت العشاء والوتر منه الی الصبح (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۳۷۳.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۱)ردالمحتار میں ہے قال فی الاختیار الشفق البیا ض وهومذهب الصدیق ومعاذ بن جبل وعائشة رضی الله عنهم. آگے لکھتے ہیں قال العلامة قاسم فثبت ان قول الا مام هو الاصح (ج ۱ ص ۳۷۶.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۱) واول وقت صلوٰة المغرب اذا غربت الشمس بالا جماع ایضا واخر وقتها مالم یغب الشفق ای الجزء الکائن قبیل غیبو بة الشفق من الزمان وهو ای المراد بالشفق هو البیاض الذی فی الا فق الکائن بعد الحمرة التی تکون فی الا فق عند ابی حنیفة وقال ای ابو یوسف ومحمدؒ وهو قول الا ئمة الثلاثة روایة اسد بن عمر وعن ابی حنیفة ایضا المراد بالشفق هو الحمرة نفسها لاالبیاض الذی بعد ها الخ ولا وقت مهمل بینهما فبخروج وقت المغرب یدخل وقت العشاء اتفاقا(غنیة المستملی ص ۲۲۶ وص ۲۲۷)ظفیر.

نماز ظہر کا وقت عند الاحناف کیا ہے:۔

(سوال ۵۶) امام ابوحنیفہؒ است کہ نزدے وقت ظہر بجز فی اصلی دو مثل است ثبوت ایں با حادیث صحیحہ ارقام فرمایند۔

(جواب) علامہ شامی گفتہ ان الا دلة تکا فئت ولم یظهر ضعف۔دلیل الا مام بل ادلته قویة ایضا کما یعلم من مرا جعة المطولات وشرح المنیة الخ (۱) اقول وقد استدل شارح المنیة لقول الا مام بحدیثین صحیحین حیث قال وله حدیث ابی هریرة رضی الله عنه عنه علیه الصلوٰة والسلام اذا اشتدا الحر فابردوا بالصلوٰة فان شدة الحرمن فیح جهنم رواه الستة . وعن ابی ذر رضی الله عنه قال کنا مع النبی صلی الله علیه وسلم فی سفر فارا دالمؤ ذن ان یو ٔذن فقال له ابرد ثم اراد ان یو ٔذن فقال له ابرد حتیٰ ساوی الظل التلول فقال النبی صلی الله علیه وسلم ان شدة الحرمن فیح جهنم رواه البخاری . (۲) ثم بین وجه الا ستدلال بالحدیثین (۳) فراجعه . فقط۔

عصر کا وقت:۔

(سوال ۵۷) کچھ لوگ یہاں پر نماز عصر ایک مثل پر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اول وقت یہی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور بیٹھے رہتے ہیں اور دیر کر کے علیحدہ جماعت کرتے ہیں اس صورت میں صحیح کیا بات ہے؟

(جواب) احتیاط اس میں ہے کہ نماز عصر دو مثل سے پہلے نہ پڑھیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ شرح منیہ میں احادیث صحیحہ امام صاحب کے مذہب کی دلیل میں نقل فرمائی ہیں۔ شامی میں ہے فیه ان الادلة تکافئت ولم یظهر ضعف دلیل الا مام بل ادلته قویة ایضا کما یعلم من مرا جعة المطولات وشرح المنیة الخ . (۴) پس اچھا وہی لوگ کرتے ہیں جو ایک مثل پر عصر نہیں پڑھتے بلکہ دو مثل کا انتظار کرتے ہیں کیونکہ عبادات میں احتیاط لازم ہے ایک مثل پر پڑھنے میں شبہ وقت سے پہلے پڑھنے کا ہے۔ اور دو مثل پر پڑھنے میں بے شبہ نماز وقت میں ہوتی ہے پس شبہ میں پڑنا احتیاط کے خلاف ہے۔ خصوصاً امر عبادات میں، اور تاخیر عصر میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ ایک مثل پر پڑھنے میں یہ فضیلت بھی ترک ہوتی ہے۔ لہذا جو لوگ ایک مثل پر جماعت کرتے ہیں ان کو فہمائش کرنی چاہئے کہ بعد دو مثل کے نماز پڑھا کریں تا کہ اس وقت سب شریک ہوجاویں۔ (۵) فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹. ۱۲ ظفیر.
(۲) غنیة المستملی ص ۲۲۶. ۱۲ ظفیر.
(۳) شارح منیه لکھتے هیں وجه الا ستد لال بالحدیث الا ول ان شدة الحر فی دیارهم اذا کان ظل الشئی مثله وبا لثانی بانه صرح بان الظل قد ساوی التلول ولا قدر یدر ک لفئی الزوال ذالک الزمان فی دیارهم فثبت انه علیه الصلوٰة والسلام صلی الظهر حین صار ظل الشئی مثله (غنیة المستملی ص ۲۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹) ظفیر.
(۴) رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳ ۱۲ ظفیر.
(۵) قال المشائخ ینبغی ان لایصلی العصر حتی یبلغ المثلین ولا یؤ خرا لظهر الی ان یبلغ المثل لیخرج من الخلاف فیهما الخ (غنیة المستملی ص ۲۲۵) ظفیر.

وقت ظہر کی تحقیق:۔

(سوال ۵۸) جناب کا جواب ملفوف آیا مگر جواب کافی نہ ہونے سے خلجان قائم رہا۔ بندہ نے دریافت کیا تھا کہ حدیث ابوہریرہؓ مرویہ موطاء امام **صل الظهر اذا کان ظلک مثلک** بصراحۃ النص مثبت الی المثلین وقت ظہر ہے یا نہیں؟ آپ نے ایضاح الادلہ کے حوالہ پر موقوف کردیا۔ لہٰذا ایضاح الادلہ میں دیکھا تو حدیث مذکور کی **دلالت مفهوم نص یعنی دلا لۃالنص بقاء وقت ظهر** بعد مثل پر بتائی گئی ہے چنانچہ عبارت بجنسہ یہ ہے ص ۱۳۳ **صل الظهر اذا کان ظلک مثلک** جس سے بشرط انصاف یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ بعد مثل بھی وقت ظہر باقی رہتا ہے۔انتہیٰ ص ۱۳۴ مگر تحدید وقت ظہر مثلین تک حدیث مذکور سے نہیں نکلتی۔ص ۱۳۸ صلوٰۃ ظہر اس کا وقت یقینی گو ایک مثل تک ہے لیکن اگر کسی ضرورت یا غفلت کی وجہ سے کسی کو صلوٰۃ مذکور کا وقت یقینی میں ادا کرنے کا اتفاق نہ ہوا تو اب یہی چاہئے کہ مابین مثلین اس کو ادا کرے کیونکہ یہ وقت گو وقت محتمل ہے تاہم اور اوقات سے تو عمدہ ہے ص ۱۴۶ یہ مطلب نہیں کہ وقت مذکور بالیقین وقت ظہر میں داخل ہے۔اور جیسا بقاء وقت ظہر مثل تک یقینی ہے بعینہ ایسا ہی مثلین تک وقت ظہر باقی رہتا ہے بلکہ وقت ظہر یقینی تو مثل تک ہے ص ۱۴۷ ہم نہیں کہتے کہ یہ مذہب ٹھیک نہیں ہم تو خود اس قول کی صحت کے مقر ہیں ص ۱۴۷ روایت حضرت ابوہریرہ وابوذر وغیرہ احادیث متعددہ سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ وقت ظہر میں زیادتی کی گئی۔ اور نیز مولانا مدظلہ درس تقریر ترمذی منقولہ مولوی اصغر حسین میں فرماتے ہیں ان احادیث سے صراحت نہیں نکلتی بخلاف حدیث جبرائیل کے کہ وہ مصرح ہے لہٰذا عمدہ یہ ہے کہ وقت ایک ہی مثل تک ہے۔اور نیز مولانا تھانوی الاقتصاد ص ۷۱ میں فرماتے ہیں۔حدیث ابوذرؓ اس سے ثابت ہوا کہ ایک مثل کے بعد وقت باقی رہتا ہے۔اور حضرت گنگوہی قدس سرہ مکاتیب رشیدیہ ص ۲۲ میں بنام مولوی صدیق احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے۔روایت حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں۔اور فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۱۴ میں الجواب اس عبارت بستان المحدثین اور تفسیر مظہری سے قطعیۃ اور نفی صراحۃ مثلین ہوتی ہے لہٰذا مذہب مثلین مرجوح ہے اور ایک قوی اور معمول بہ اکثر فقہاء ہے اور نیز نواب قطب الدین خان صاحب مرحوم تنویر الحق میں تحت حدیث ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا وقت ظہر کا دو مثل تک دلالۃً انتہیٰ۔اور مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری انتصار الحق میں فرماتے ہیں اور اس کلام حضرت ثناء اللہ پانی پتی **واما اخرو قت الظهر فلم يوجد فی حديث صحيح ولا ضعيف انه لا يبقى بعد ظل کل شئی مثله ولهذا خالف ابا حنيفة فی هذه المسئلة صاحباه ووا فقهما الجمهور** کے اگر یہ معنی ہیں صراحۃ یہ لفظ کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر باقی رہتا ہے تو مسلم ہے اور ہم کو مضر نہیں اس لئے صراحۃ مذکور نہ ہونا واسطے نبوت کے نہ ضروری ہے نہ ہمارا مدعا ہے۔

اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم تعلیق الممجد علی موطاء امام محمدؒ میں فرماتے ہیں **والانصاف فی هذا المقام ان احاديث المثل صريحة واخبار المثلين ليست صريحة** انتہیٰ حاصل یہ کہ حضرات اکابر کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مذکورہ و نیز کوئی حدیث دربارہ مثلین وقت ظہر میں بصراحۃ النص نہیں ہے۔اگرچہ طرق ثلثہ اشارۃ النص۔**دلالۃ النص اقتضاء النص** سے حضرات فقہاء نے استشہاد واستنباط فرمایا ہے اور یہی توجیہ کلام حضرت

مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ منقولہ مکاتیب رشیدیہ ص ۲۲ کہ دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں اور منقولہ فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۹۴ قطعیت اور نفی صراحۃً مثلین ہوتی ہے۔ لہذا قول زید کا کہ حدیث مذکورہ دربارہ توقیت ظہر الی المثلین بصراحۃ النص ہے آپ کے نزدیک ونیز حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہ العالیٰ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۶۴ سوالات عشرہ کے جوابات نمبر ۹ میں یہ تحقیق فرمائی ہے کہ مسئلہ نمبر ۹ بخاری نے روایت کیا ہے عن ابی ذر قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فارادا لمؤ ذن ان یوذن فقال له ابردثم ارادان یؤذن فقال له ابردثم ارادان یو ذن فقال له ابرد حتی ساوی الظل التلول. سنو کہ ٹیلوں کا سایہ جب مساوی ٹیلوں کے ہوتا ہے کہ ایک مثل سے بہت زیادہ ہو جاوے جس کا دل چاہے مشاہدہ کر لیوے۔ تو اگر بعد ایک مثل کے وقت باقی تھا تو آپ نے اس وقت میں نماز پڑھی۔ یعنی ظہر کا وقت باقی تھا تو آپ نے بعد ایک مثل کے نماز پڑھی۔ بعد اس روایت صحیح کے طعن کرنا جہالت ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی کی اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہے تو پھر دیگر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ وقت عصر کے داخل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور درمیان میں کوئی حد فاصل نہیں ہے۔ لہذا دو مثل تک ظہر کا وقت باقی رہنا محقق اور بعد اس کے کہ حدیث بخاری سے ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد رہنا معلوم ہوا۔ یہ سوال کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یا د لالۃً یا اشارۃً لا طائل ہے کیونکہ مفید وجوب سب ہیں۔ دلالۃً اور اشارۃً جو امر کسی نص سے ثابت ہوتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہے جیسا صراحۃ ثابت ہو۔ دیکھئے ضرب وشتم والدین کی جو آیت و لا تقل لهما اف سے دلالۃً ثابت ہے حرمت ویسی ہے جیسے اف کہنا یا اس سے بھی زیادہ۔ پس یہ تحقیق کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یا دلالۃً۔ الخ لا طائل ہوا۔ باقی سب اقوال وعبارات وروایات اس مسئلہ کے متعلق آپ کے پیش نظر ہی ہیں بار بار اس کے چھیڑنے کی کیا حاجت ہے۔ اس قدر سمجھ لیجئے کہ یہ مسئلہ ثابت ہے۔ اور طعن اس پر جہالت ہے۔ کما قال المحقق الکنگوہی قدس سرہ العزیز۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز پنجگانہ کا قرآن سے ثبوت:۔

(سوال ۵۹) نماز پنجگانہ کی نسبت قرآن شریف میں کس کس آیت میں ذکر آیا ہے؟

(جواب) قال اللہ تعالیٰ واقم الصلوٰۃ طرفی النهار وزلفامن الیل ان الحسنات یذهبن السیاٰت ذالک ذکری للذاکرین . فی الجلالین طرفی النهار الغداۃ والعشی ای الصبح والعصر والظهر وزلفا من اللیل ای المغرب والعشاء . (۱) وقال تعالیٰ فسبحن اللہ حین تمسون وحین تصبحون وله الحمد فے السموات والارض وعشیا وحین تظهرون . قال فے الجلا لین حین تمسون وفیه صلاتان المغرب والعشاء وحین تصبحون وفیه صلاۃ الصبح وعشیا وفیه صلاۃ العصر وحین تظهرون وفیه صلاۃ الظهر . (۲) وفی الحدیث عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خمس صلوٰۃ افترضهن اللہ تعالیٰ من احسن وضوء هن وصلاهن لو قتهن

(۱) جلالین مطبوعہ مجتبائی۔ (۲) جلالین ص ۳۴۲.

واتم رکوعھن وخشو عھن کان له علی الله عھدا ان یغفر له الحدیث رواہ احمد و ابو داؤد وغیر ھما .(۱) وعن ابی امامة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوا خمسکم وصو موا شھر کم وادوا زکوٰۃ اموالکم واطیعوا اذا امر کم تد خلوا جنة ربکم رواہ احمد والترمذی.(۲)

ان آیات واحادیث سے فرضیت صلوٰت خمسہ واضح ہے اور دیگر آیات واحادیث بکثرت فرضیت صلوٰت خمسہ پر نص قاطع ہیں اور رکعات ہر ایک نماز کی معروف ومشہور ہیں وہ بھی قطعی ہیں ان کا انکار کفر ہے۔ فقط۔

شہر بلغار کا حکم:۔

(سوال ۶۰) فتاویٰ محمدی مع شرح دیو بندی مصنفہ مولانا اصغر حسین صاحب میں یہ لکھا ہے کہ بلغار ایک شہر ہے جہاں مغرب کی نماز کے شفق غروب ہونے کے ساتھ صبح صادق نمودار ہو جاتی ہے عشاء کا وقت نہیں آتا۔ یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں کہ ان لوگوں پر نماز عشاء فرض نہیں ہوتی؟ جواب مفصل مع حوالہ کتب تحریر فرماویں۔ ایک صاحب اس مسئلہ کا شدومد سے انکار کرتے ہیں اور اہل بلغار پر نماز عشاء فرض ہوتی ہے یا نہ؟

(جواب) یہ مسئلہ جو فتاوی محمدی میں درج ہے صحیح ہے۔ فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ درمختار وشامی جو معتبر کتابیں فقہ کی ہیں ان میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔ معلوم نہیں وہ شخص کیوں انکار کرتا ہے۔ اگر یہ وجہ ہے کہ بلغار میں ایسا نہیں ہے تو واضح ہو کہ بلغار اور اس کے متعلقات بہت وسیع جگہ ہے اس میں بعض ایسا ہی حصہ ہے جہاں یہ حالت ہوتی ہے فقہاء نے بھی تجربہ اور مشاہدہ سے لکھا ہے، انکار کرنا اس کا جہالت ہے۔ باقی یہ کہ جس جگہ عشاء کا وقت نہ ہو وہاں عشاء کی نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ سو بعض فقہاء کا تو یہی مذہب ہے کہ وہاں عشاء کی نماز فرض نہیں کیونکہ وہاں وقت عشاء کا نہیں ہوتا جیسا کہ فتاویٰ محمدی میں مولوی سید اصغر حسین صاحب نے لکھا ہے۔ مگر محققین فقہاء جیسے ابن الہمام وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عشاء کا وقت وہاں نہیں آتا لیکن عشاء کی نماز وہاں بھی فرض ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں پر پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے ان کو ہر جگہ اور ہر وقت پڑھنا چاہئے جیسا کہ حدیث دجال میں وارد ہے کہ ایک دن سال بھر کا ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نمازوں کی نسبت کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ اس دن میں سال بھر کی نمازیں پانچوں وقت کی انداز کر کے پڑھو یعنی ہر ایک چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں ادا کرو۔(۳) فقط۔

وقت نماز صبح اور اس میں قرأت کی مقدار:۔

(سوال ۱/۶۱) ایک شخص صبح کی نماز صبح صادق سے طلوع آفتاب تک جو وقت ہے اس کا نصف گذرنے پر نماز پڑھتا

(۱ و ۲) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ ص ۵۸ . ۱۲ ظفیر.

(۳) وفاقد وقتھما کبلغار فان فیھا یطلع الفجر قبل غروب الشفق فی اربعینة الشقاء مکلف بھما فیقدر لھما ولا ینوی القضاء وقت الاداء به افتی البرھان الکبیر واختارہ الکمال وتبعه ابن الشحنة فی الغازہ فصححه فزعم المصنف انه المذھب وقیل لا یکلف بھما لعدم سببھما وبه جزم فی الکنزوالدرر والملتقی وبه افتی البقالی ووافقه الحلوانی والمرغینانی الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مطلب فی فاقد وقت العشاء کاھل بلغار ج ۱ ص ۳۳۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۲) (وانظر تحقیق المسائل فی ردالمحتار ۱۲ ظفیر.)

ہے اور نماز میں کم سے کم چالیس آیات یا اس سے زیادہ پڑھتا ہے۔ ایک دوسرا شخص باوضو سنت پڑھ کر بیٹھا رہتا ہے اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا۔ جب یہ سلام پھیرتا ہے وہ دوسری جماعت کرتا ہے۔ آیا ان دونوں میں کس کا عمل امام اعظمؒ کے موافق ہے؟

شافعی کی اقتداء میں اول وقت میں صبح کی نماز پڑھے یا نہیں:۔

(سوال ۲/۶۲) اگر کوئی شافعی مذہب اذان ہوتے ہی اول وقت جماعت کے لئے کھڑا ہوجائے تو حنفی کو اس جماعت میں شرکت لازم ہے یا نہیں؟

(جواب ۳/۶۳) جو شخص نفسانی خواہش سے آخر وقت دوسری جماعت کرے آیا وہ آیات ذیل کے تحت میں آتا ہے ومن یعصی اللہ ورسولہ الایة ومن لم یحکم بما انزل اللہ الا یة.

(سوال ۴/۶۴) یہ بات صحیح ہے یا نہیں کہ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ شروع ہونے پر صبح صادق ہوجاتی ہے۔

(جواب) (۱) امام اعظمؒ کے مذہب میں صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ حدیث شریف میں بھی اس کی تاکید اور حکم فرمایا ہے اسفر و ابا لفجر فانه اعظم للاجر .(۱) اس کے موافق آفتاب طلوع ہونے سے آدھ گھنٹہ پیشتر صبح کی جماعت شروع کرنا بھی کافی ہے جلدی کرنا صبح کی نماز میں اول تو خلاف ہے امام اعظم کے مذہب کے۔ دوم جب کہ اس کی وجہ سے باہم نمازیوں میں تفرقہ ہوتا ہو کہ دوسرے مسلمان عدم شرکت جماعت اولیٰ و جماعت ثانیہ کرنے کی وجہ سے کراہت کے مرتکب ہوں پس ایسا امر کیوں کیا جاوے جو خلاف مذہب بھی ہو اور اس کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور جس مسجد کے نمازی حنفی ہوں تو کیا ضروری ہے کہ وہاں شافعی مذہب یا غیر مقلد کو امام بنایا جاوے جو خلاف مذہب حنفیہ عمل کرتا ہو۔ جماعت ثانی عند الحنفیہ بالضرور مکروہ ہے لیکن اگر اہل محلہ اور نمازی اس مسجد کے حنفی ہیں تو ان کے خلاف شافعی یا غیر مقلد کو جلدی نہ کرنی چاہئے اور یہ آیات جو سائل نے سوال نمبر ۳ میں درج کی ہیں کفار معاندین اسلام کے بارہ میں ہیں مسلمانوں کو ان آیات کا مصداق بتانا اور سمجھنا خود گمراہی ہے۔ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ مقدار مابین صبح صادق وطلوع آفتاب سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ جاڑوں کی راتوں میں جب کہ رات قریب چودہ گھنٹہ کے ہوتی ہے صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ایک گھنٹہ بائیس منٹ کی مقدار ہوتی ہے اگر ساتواں حصہ شب کا ہمیشہ ہو تو مقدار مذکور دو گھنٹہ ہونی چاہئے حالانکہ تجربہ اہل تجربہ ومشاہدہ عامہ وقواعد حسابیہ اس کے خلاف پر شاہد ہیں۔ اسی طرح امام اعظم کا یہ مذہب سمجھنا کہ جو مقدار صبح سے طلوع تک ہے اس کے نصف گذرنے پر جماعت صبح کی کھڑی ہونی چاہئے غلط ہے یہ ہرگز امام اعظمؒ کا مذہب نہیں ہے اور محققین حنفیہ کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ درمختار میں ہے والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر بالاسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین اية ثم یعیده بطهارة لو فسد وقیل یؤ خر جد الا ن الفساد موهوم . قوله قیل یو ٔخر جداً قال فی البحر وهو ظاهر اطلاق الکتاب ای الکنز لکن لا یو ٔخر ها بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس الخ .(۲) فقط۔

---

(۱) مشکوٰۃ. باب تعجیل الصلوٰۃ ص ۶۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۹ .ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶ بعد مطلب طلوع الشمس من مغربها ۱۲ ظفیر.

عشاء کا وقت غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد ہوتا ہے:۔

(سوال ۶۵) عشاء کا وقت کتنی دیر کے بعد ہوتا ہے اور فقہ کی کون سی کتاب میں اس کا تخمین وقت حنفیوں کے موافق لکھا ہوا ہے کہ مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ میں آتا ہے۔ بعض لوگ اتنی تاخیر کا انکار کرتے ہیں؟

(جواب) کتب فقہ میں اسی قدر لکھتے ہیں شفق ابیض کے غائب ہونے پر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشاء کا وقت ہوتا ہے۔(۱) گھنٹہ اور گھڑی کا حساب کتب فقہ میں نہیں ہے۔ یہ امر مشاہدہ کے متعلق ہے غروب آفتاب کے بعد کتنی دیر کے بعد سپیدی شفق کی غائب ہوتی ہے سو اس کی مقدار اہل تجربہ کے لکھنے کے موافق اس ماہ دسمبر و جنوری و فروری میں قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے۔ گرمیوں میں بعض اوقات ڈیڑھ گھنٹہ سے دو چار منٹ زائد ہو جاتے ہیں اور بعض موسم میں کم ہو جاتے ہیں۔ فقط۔

صبح اور عصر کا وقت کیا ہے اور حضرت گنگوہیؒ کا کیا عمل تھا:۔

(سوال ۶۶) حضرت مولاناؒ کے اوقات نماز یعنی قبل طلوع آفتاب صبح کس وقت اور عصر کس قدر قبل غروب پڑھتے تھے۔ گھنٹہ اور منٹ کے حساب سے تحریر فرمائیے۔

اگر نماز صبح بانتظار جماعت نصف گھنٹہ قبل طلوع پڑھی جائے تو افضل ہے یا تنہا اول وقت پڑھ کر پھر شریک جماعت ہو "مشارق الانوار" میں حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ دیر میں نماز پڑھا کریں گے، اس وقت تم لوگ اپنی نماز ادا کر کے جماعت میں شریک ہو جانا۔

یہ وہی زمانہ ہے یا نہیں اور حدیث قابل عمل ہے یا نہیں۔

(جواب) اوقات نماز کے لئے گھنٹہ اور منٹ کی تحدید نہیں ہے۔ عصر اور صبح کی نماز میں حنفیہ کے نزدیک تاخیر اولیٰ ہے۔ عصر میں اس قدر تاخیر ہو کہ حد کراہت میں نہ داخل ہو یعنی وقت مکروہ نہ آ جاوے۔ مثلاً غروب سے ایک گھنٹہ یا پون گھنٹہ قبل عصر پڑھی جاوے تو بہتر ہے۔(۲) اور صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ایسا حکم آیا ہے۔ پس صبح کی نماز کو آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ پہلے طلوع آفتاب سے پڑھے تو یہ اچھا ہے اور ثواب کا وقت ہے۔ خصوصاً انتظار جماعت کی وجہ سے اس قدر تاخیر ہو کہ آدھ گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی رہے تو یہ بہت اچھا ہے۔(۳) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اور حدیث جو مشارق الانوار سے تم نے لکھی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسفار صبح و تاخیر عصر الی الوقت المستحب ممنوع ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت لوگ نماز میں اتنی تاخیر کریں کہ وقت مکروہ آ جاوے اس وقت یہ حکم ہے کہ علیٰحدہ پڑھو۔ آدھ گھنٹہ پہلے نماز پڑھنے میں یہ حکم

---

(۱) واول وقت العشاء اذا غاب الشفق واخر وقتها مالم یطلع الفجر الثانی (ھدایہ باب المواقیت) ثم الشفق ھوالبیاض الذی فی الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفة (ایضاً. ط.س. ج ا ص ۶۱ ۳) ظفیر. (۲) وتاخیر عصر صیفا وشتاء توسعة للنوافل مالم یتغیر ذکاء بان لا تحار العین فیھا فی الاصح (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ج ا ص ۳۴۱. ط.س. ج ا ص ۳۶۷). (۳) والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم به ھو المختار بحیث یرتل اربعین اية ثم یعیده بطھارة لو فسد (درمختار) قوله وفی الفجر ای صلاة الفرض، قوله باسفار ای فی وقت ظھور النور وانکشاف الظلمة الخ لقوله علیه السلام اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی وحسنه (رد المحتار ج ا ص ۳۳۹. ط.س. ج ا ص ۳۵۵) ظفیر.

نہیں ہے۔ یہ تو عین عمل بالحدیث ہے۔

اندھیرے میں فجر کی نماز بہتر ہے یا اسفار میں :۔

(سوال ٦٧) ایک شخص نے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائی ایک مولوی نے کہا کہ نماز چاندنے میں پڑھنا اچھا ہے اور دلیل میں یہ آیت بیان کی فسبحه وادبار النجوم اس آیت سے کیا مراد ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں آیا ہے اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر الحدیث، یعنی صبح کی نماز روشنی کر کے پڑھو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے کہ صبح کی نماز چاندنے میں پڑھنا افضل ہے اور آیت فسبحه وادبار النجوم میں بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ صبح کی سنتیں مراد ہیں اور ضحاک کہتے ہیں کہ صبح کے فرض مراد ہیں۔ معالم التنزیل۔

ظہر کا وقت گرمیوں میں کیا ہے :۔

(سوال ٦٨) آج کل گرمیوں میں ظہر کا وقت کے بجے ہوتا ہے ہماری مسجد میں سوا دو بجے ظہر کی نماز ہوتی ہے۔ جیٹھ ساڑھ میں ظہر کی جماعت کے بجے ہونی چاہئے۔

(جواب) جاڑوں اور گرمیوں میں ہر ایک موسم میں ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر دو مثل تک رہتا ہے اور زوال آفتاب قریب ساڑھے بارہ بجے کے ہوتا ہے پس ظہر کا وقت ساڑھے بارہ سے تین بجے کے بعد تک رہتا ہے، جیٹھ اور ساڑھ میں اور بھی دیر تک رہے گا۔ الحاصل ظہر کا وقت تو ایک بجے سے بھی کچھ پہلے ہی سے ہو جاتا ہے۔ مگر گرمیوں میں حکم دیر میں پڑھنے کا ہے یعنی تاخیر کرنا ظہر کا مستحب ہے۔ دو بجے سے تین بجے تک آج کل ظہر کا اچھا وقت ہے۔ اڑھائی بجے یا پونے تین بجے یا تین بجے تک ریلوے ٹائم سے ظہر پڑھیں تو یہ اچھا وقت ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سوا دو بجے اور اڑھائی بجے بھی اچھا وقت ہے۔ الغرض دو بجے سے تین بجے تک سب اچھا وقت ہے جس وقت چاہے نماز پڑھیں جھگڑا کرنے کی کچھ بات نہیں ہے۔

موسم سرما میں صبح کی جماعت کب ہونی چاہئے :۔

(سوال ٦٩) سردی کے موسم میں جب کہ طلوع آفتاب ۷۔ بج کر ۱۵۔ منٹ پر ہوتا ہے جماعت فجر کتنے بجے ہونی چاہئے؟ گھڑی گھنٹہ کے حساب سے تحریر فرمائیے۔

(جواب) جماعت فجر طلوع آفتاب سے آدھ گھنٹہ پہلے ہو جائے تو یہ اچھا ہے اور اسفار خوب ہو جاتا ہے مثلاً آج کل کہ طلوع آفتاب قریب سوا سات بجے کے ہوتا ہے، اگر پونے سات بجے جماعت فجر کی جائے تو عمدہ ہے باقی وقت فجر کا صبح صادق ہونے سے آفتاب کے نکلنے سے پہلے پہلے ہے جب تک گنجائش نماز اور جماعت کی رہے تاخیر کرنا درست ہے اور اس درمیان میں جس وقت نماز پڑھ لے اچھا ہے۔ مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں اسفار یعنی خوب

---

(۱) رواہ الترمذی عن رافع بن خدیج (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ) ظفیر.

روشنی ہو جاوے (جب نماز پڑھے) کوئی تحدید خاص گھنٹہ اور منٹ سے کرنا ضروری نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ظہر اور جمعہ کا وقت:۔

(سوال ۷۰) ظہر وعصر حضرت امام اعظمؒ کے مذہب مختار کی بموجب کس وقت ادا کرنی چاہئے؟ اول وقت کب ہوتا ہے اور آخرت وقت کب ہے؟ اور جمعہ کا وقت کس وقت سے ہوتا ہے اور کب تک ہے؟

(جواب) ظہر کا وقت امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو مثل تک رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے پس ظہر کی نماز دو مثل سے پہلے پہلے پڑھنی چاہئے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد مگر بہتر یہ ہے کہ وقت شروع ہو جانے کے بعد زیادہ تاخیر نہ کریں۔ ایک مثل تک ظہر کی نماز پڑھ لیں اور دو مثل کے کچھ دیر بعد عصر کی نماز پڑھ لیں جمعہ کا وقت ظہر کی طرح زوال شمس کے بعد شروع ہوتا ہے اور جس وقت تک ظہر کا وقت ہے اسی وقت تک جمعہ کا وقت ہے۔(۲) فقط۔

لاپ لینڈ میں نماز وروزہ کیسے ادا کیا جائے:۔

(سوال ۷۱) جزیرہ لاپ لینڈ جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے رات رہتی ہے وہاں نماز پنج وقتہ کس طرح پڑھے؟ اور رمضان شریف میں روزے کس طرح رکھے وہاں روزے رکھنے میں رمضان شریف کے مہینے کی شرط ہے یا نہیں؟ اگر شرط ہے تو رمضان شریف کا مہینہ کس طرح معلوم کیا جاوے؟

(جواب) نمازوں کے اوقات کا اندازہ کر کے ادا کی جاویں۔ مثلاً چوبیس گھنٹے کے دن رات ہوتے ہیں اس میں پانچ نمازیں بفصل معہود پوری کر لیوے اور روزے میں اقرب بلاد کا لحاظ کر لیوے اور اسی سے روزے کا مہینہ بھی معلوم ہو جاوے گا۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) فی الدر المختار والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به وهو المختار . وقال فی ردالمحتار ای وقت ظهور النور وانكشاف الظلمة سمی به لانه يسفرای يكشف عن الا شياء والحاصل انه حد الاسفار ان يمكنه اعادة الطهارة ولومن حدث اكبر واعادة الصلوة على الحالة الا ولىٰ قبل طلوع الشمس ص ۳۳۹.ط.س.ج ا ص ۱۶۶)

(۲) وقت الظهر من زواله ای ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه الخ سواءِ فی الزوال (الى ان قال) ووقت العصر منه الى قبيل الغروب قال فی ردالمحتار ای بلوغ الظل مثليه على رواية المتن وايضاً قال والاحسن مافی السراج عن شيخ الاسلام ان الا حتياط ان لا يؤخر الطهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلوتين فی وقتهما بالاجماع ص ۲۳۲ و ص ۲۳۳ ج ا .ط.س.ج ا ص ۳۵۹ .مصری.

وايضاً قال فی الدرالمختار وجمعة كظهراصلا واستحبابافی الزمانين وقال فی ردالمحتار ای الشتاء والصيف ص ۲۴۰ ج ا .ط.س.ج ا ص ۳۶۷. سعيد.

(۳) وفاقد وقتهما كبلغار الخ مكلف بهما فيقدر لهما الخ (درمختار) قال الرملی فی شرح المنها ج ويجری ذالک فيما لو مكثت الشمس عند قوم مدة ا ه قال فی امداد الفتاح قلت وكذالک يقدر لجميع الا جال كا لصوم والزكوٰة والحج والعدةالخ وينظر ابتداء اليوم فيقدر كل فصل من الفصول الا ربعة بحسب مايكون كل يوم من الزيادة والنقص كذا فی كتب الائمة الشافعية ونحن نقول بمثله اذا صل التقدير مقول به اجماعا فی الصلوٰة كلها ا ه (ردالمحتار كتاب الصلوٰة مطلب فی فاقدوقت العشاء ج ا ص ۳۳۵ .ط.س.ج ا ص ۳۶۲)ظفير.

فصل ثانی اوقات مکروهه
یعنی وہ اوقات جن میں نماز کی اجازت نہیں

جمعہ کے دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷۲) ان الصلوٰة النافلة نصف النهار يوم الجمعة هل تباح او تكره.

(جواب)اقول وبالله التوفيق ان الا حتياط فى عدم التنفل فى ساعة الزوال يوم الجمعة كما عليه الشروح والمتون ومذهب الا مام راجح من حيث الدليل فينبغى عليه التعويل .(۱)

استواء شمس کے وقت نماز درست نہیں:۔

(سوال ۷۳) چاشت وغیرہ کی نوافل ۱۲ بجے پڑھنی درست ہے یا نہیں۔اور جنتری اسلامیہ میں زوال یا قضاء نماز کا وقت بارہ بج کر ۲۴ منٹ پر لکھا ہے۔

(جواب) زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے اور نہ ایسے وقت نوافل پڑھنی چاہئے کہ زوال کا وقت درمیان نماز میں ہوجائے۔پس جس گھڑی کے موافق زوال کا وقت ۱۲ بج کر ۲۴ منٹ پر ہے اس کے مطابق اگر ۱۲ بجے نماز نفل یا قضاء نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کردے تو یہ جائز ہے مگر جب قریب زوال کا وقت آجاوے اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے تاکہ ایسا نہ ہو کہ درمیان نماز میں زوال کا وقت ہوجاوے۔(۲) فقط۔

صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کسی نفل کی اجازت نہیں:۔

(سوال ۷۴) صبح صادق کے بعد نوافل یا تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طلوع صبح صادق کے بعد کوئی نفل نماز سوائے دو سنت صبح کے جائز نہیں ہے۔حنفیہ کے نزدیک اس وقت میں تحیۃ المسجد کی نفلیں بھی جائز نہیں ہیں۔(۳) فقط۔

---

(۱) لا تجوز الصلوٰة عند طلوع الشمس ولا عند قيا مها فى الظهيرة ولا عند غروبها لحديث عقبه بن عامر الخ (هدايه باب المواقيت ج ۱ ص ۸۰)ظفير . وكره تحريما الخ صلوٰة مطلقاً الخ مع شروق الخ واستواء الا يوم الجمعة على قول الثانى المصحح المعتمد كذافى الا شباه (درمختار) روا ه الشافعى فى مسنده نهى عن الصلوٰة نصف النهار حتى تزول الشمس الا يوم الجمعة قال الحافظ ابن حجر فى اسناده انقطاع الخ قوله المصحح المعتمد اعترض بان المتون والشروح على خلافه الخ شراح الهدايه انتصر والقول الا مام واجابوا عن الحديث المذكور الخ (ردا لمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۳ وج ۱ ص ۳۴۵.ط.س.ج ۱ ص ۳۷۰...... ۳۷۱)ظفير.

(۲)وكره تحريما وكل ما لا يجوز مكروه صلاة مطلقا ولو قضاء او واجبةاو نفلا او على جنازة وسجدة تلاوة وسهو لا شكر مع شروق الخ واستواء (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۳ وج ۱ ص ۳۴۴.ط.س.ج ۱ ص ۳۷۰)ظفير. لماروى مسلم وغيره من حديث عقبة بن عامر ثلث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا ان نصلى فيهن او نقبر موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس وحين تضيف للغروب حتى تغرب (غنية المستملى ص ۲۳۵)ظفير.

(۳)وكذاالحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لافرض وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به تقديرا(الدر المختار على هامش رد المختار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۹.ط.س.ج ۱ ص ۳۷۵)ظفير.

فجر کے وقت سوائے سنت اور قضا کے کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا:۔

(سوال ۱/۷۵) مجھے معلوم ہے کہ فجر کے وقت نماز مقررہ کے علاوہ صرف قضاء نماز جس میں فرض وواجب یعنی وتر داخل ہے پڑھی جاسکتی اس کا مزید اطمینان چاہتا ہوں کیونکہ بعض جہلاء نفل بھی پڑھ لیتے ہیں اور فرض کے بعد سنت بھی جو بوجہ جماعت کے نہیں پڑھ سکتے تھے، پڑھ لیا کرتے ہیں۔

عصر کے فرض کے بعد کوئی سنت نفل نہیں ہے:۔

(سوال ۲/۷۶) عصر کا بعد بھی مثل وقت فجر کے نوافل کو مانع ہے اس کے لئے بھی وہی استفسارات ہیں جو فجر کے ساتھ کئے گئے ہیں۔ اگر اس کا حکم اس کے مطابق نہیں ہے تو اطلاع چاہتا ہوں۔

(جواب)(۱) صبح صادق کے بعد کوئی نفل سوائے سنت فجر کے یا قضاء کے درست نہیں ہے اور بعد نماز فجر کے سنت صبح بھی جائز نہیں اور نہ اور کوئی نفل سوائے قضاء کے پڑھنا اس وقت درست ہے درمختار میں ہے و کرہ نفل الخ ولو سنة الفجر بعد صلوٰة فجر و صلوٰة عصر الخ و لا يكره قضاء فائتة ولو وتراً الخ (۱) اور اس کراہت سے کراہت تحریمی مراد ہے قال فی الشامی و الكراهة ههنا تحريمية ايضاً كما صرح به فی الحلية ولذا قال فی الخانية و الخلاصة بعدم الجواز و المراد عدم الحل لا عدم الصحة كما لا يخفى .(۲)

(۲) عصر کی نماز کے بعد بھی کوئی نماز سوائے قضاء نماز کے جائز نہیں ہے۔(۳) فقط۔

کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر و الفجر ہے:۔

(سوال ۷۷) جیسا کہ بعد العصر، بعد الفجر کسی قسم کی نوافل پڑھنا ممنوع ہے کیا اسی طرح بعد الظہر بھی کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا، اور اگر پڑھ سکتا ہے تو کیا کسی فقہ کی کتاب سے یہ ثابت ہے یا نہیں، کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر و بعد الفجر کی طرح ہے۔

(جواب) بعد الظہر کا وقت مثل بعد العصر و بعد الفجر کے نہیں ہے۔ عصر و فجر کے بعد نوافل درست نہیں ہیں (۴)۔

فجر کی سنت سے پہلے نفل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷۸) فجر کی سنتوں سے پہلے دو نفل پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) صبح صادق ہونے کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دو سنت فجر کے اور نوافل پڑھنا درست نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۷.ط.س.ج ۱ ص ۳۷۴. ۱۲ ظفير.(۲) ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۸.ط.س.ج ۱ ص ۳۷۵ ۱۲ ظفير.(۳) واما الو قتان الأخران الخ فانه يكره فيهما التطوع فقه ولا يكره فيهما الفرض الخ وهما ای الوقتان المذكوران ما بعد طلوع الفجر الى ان ترتفع الشمس فانه يكره فی هذا الوقت النوافل كلها الا سنة الفجر الخ وما بعد صلوة العصر الى غروب الشمس لحديث ابن عباس الخ (غنية المستملی ج ۱ ص ۲۳۷) ظفير.(۴) و كره نفل بعد صلاة فجر وصلاة عصر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۸.ط.س. ج ۱ ص.ط.س.ج ۱ ص ۳۷۴.....۳۷۵) ظفير.(۵) و كذا الحكم عن كراهة نفل وواجب لغيره لافرض وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به تقدير ا (ايضاً ج ۱ ص ۳۴۸.ط.س.ج ۱ ص ۳۷۵) لما روی مسلم عن حفصة رضی الله عنه قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا طلع الفجر لا يصلی الا ركعتين خفيفتين (غنية المستملی ج ۱ ص ۳۳۷).

نصف النہار میں جمعہ کے دن نفل درست نہیں:۔

(سوال ۱/۷۹) جمعہ کے روز نصف النہار کے وقت نفل نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

جمعہ کے پہلے کی سنتیں نصف النہار کے وقت جائز نہیں:۔

(سوال ۲/۸۰) جمعہ کی سنتیں نصف النہار میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب)(۱) موافق مذہب امام ابو حنیفہؒ صحیح نہیں ہے۔اور امام ابو یوسفؒ صحیح کہتے ہیں لیکن احوط قول امام اعظمؒ کا ہے۔فقط۔(۱)

(۲) نہیں پڑھ سکتے۔(۲) فقط۔

غنودگی کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹا لہٰذا پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں:۔

(سوال ۸۱) تہجد پڑھ کر، کچھ تسبیحیں پڑھ کر اکڑو بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ غنودگی طاری ہوئی، تھوڑی سی دیر میں دیکھا تو سنت پڑھنے کا وقت تھا اس یقین پر کہ وضو نہیں ٹوٹا سنت پڑھ کر مسجد گیا وہاں پر شبہ پیدا ہوا کہ مبادا اکڑو بیٹھنے اور غنودگی سے وضو ٹوٹ گیا ہو تازہ وضو کر کے پھر سنت دو رکعت از سر نو پڑھی اور پھر جماعت فرض میں شریک ہوا یہ شرعاً جائز ہے یا نہ۔

(جواب) سنت جو پہلے پڑھی تھی وہ ہوگئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔(۳) اور جائز بھی نہ تھی۔(۴) لیکن بوجہ لاعلمی کے جو کچھ ہوا اس میں کچھ مواخذہ اور عذاب نہیں ہے۔فقط۔

سنت فجر و ظہر کی قضا میں فرق کیوں:۔

(سوال ۸۲) صبح کی دو رکعت سنت اور ظہر کی قبل از فرض سنت مؤکدہ ہیں، پھر کیا سبب ہے کہ صبح کی سنت کی قضاء بعد طلوع شمس پڑھے بہتر ہے اور اگر نہ پڑھے تو کچھ مؤاخذہ نہیں اور ظہر کی سنن قبلیہ اگر قضا ہو جاویں تو بعد ادائے فرض ضرور ادا کرے۔وجہ فرق کیا ہے۔

(جواب) اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت باقی ہے اور صبح کا وقت بعد طلوع شمس باقی نہیں رہتا۔(۵) فقط۔

---

(۱) وکره تحريما الخ صلاة مطلقا ولو قضاء او واجبة او نفلا الخ مع شروق الخ واستواء الا يوم الجمعة على قول الثانی المصحح المعتمد كذا فی الاشباه (درمختار) لكن شراح الهداية انتصر والقول الامام واجابوا عن الحديث المذكور باحاديث النهی عن الصلوٰة وقت الاستواء فانها. ط.س. ج ا ص ۳۷۰ ...... ۳۷۱.

(۲) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فی الزمانين لانها خلفه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۴۰. ط.س. ج ا ص ۳۶۷)

(۳) اس وجہ سے کہ وضو نہیں ٹوٹا تھا وفی الخانية النعاس لا ينقض الوضوء وهو قليل نوم (ردالمحتار نواقض الوضو ج ۱۳۲) جب وضو باقی تھا جو نماز اس سے پڑھی درست ہوئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۴) اس لئے کہ اس وقت میں سوائے سنت فجر کے کسی نفل کی اجازت نہیں ہے وكذا الحكم من كراهة نفل الخ بعد طلوع فجر سوىٰ سنة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة (ج ا ص ۳۴۹. ط.س. ج ا ص ۳۷۵) ظفیر۔

(۵) وقت صلاة الفجر الخ من اول طلوع الفجر الثانی الخ الی قبيل طلوع ذكاء ووقت الظهر من زواله الخ الی بلوغ الظل مثليه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار الصلوٰة ج ا ص ۳۳۱. ط.س. ج ا ص ۳۵۹) ظفیر۔

وقت زوال اور دو پہر میں تلاوت اور نفل کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۸۳) عین زوال کے وقت یا دو پہر کے وقت تلاوت قرآن شریف اور نوافل کا کیا حکم ہے۔
(جواب) عین زوال کے وقت یا یوں کہئے کہ استواء اور دو پہر کے وقت تلاوت قرآن شریف درست ہے اور نوافل امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں ناجائز ہیں اور امام ابو یوسفؒ جائز فرماتے ہیں۔ درمختار میں ہے **وکرہ تحریما صلوٰۃ مطلقاً ولو قضاء او واجبۃً او نفلاً الخ مع شروق الخ واستواء الا یوم الجمعۃ علی قول الثانی المصحح المعتمد الخ وفی الشامی لکن شراح الہدایۃ انتصر والقول الا مام**(۱) اور احتیاط قول امام اعظمؒ میں ہے اور اوسع قول امام ابو یوسفؒ کا ہے۔ فقط۔

آفتاب طلوع ہونے کے فوراً بعد نماز درست نہیں:۔

(سوال ۸۴) آفتاب نکلنے پر فوراً نماز پڑھنا درست ہے یا نہ اشراق کا وقت تو نیزہ برابر آفتاب اونچا ہونے پر ہوتا ہے۔
(جواب) آفتاب کے نکلتے ہی فوراً نماز درست نہیں ہے بلکہ بقدر ایک یا دو نیزہ کے آفتاب بلند ہونا چاہئے۔(۲)

نصف شب کے بعد نماز مکروہ تحریمی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۵) نماز عشاء بعد نصف شب کے مکروہ تحریمی ہے یا نہیں اور اگر بعد نصف شب کے پڑھی جاوے تو واجب الاداء ہے یا نہیں مولانا عبدالحی صاحبؒ مجموعہ فتاوی جلد اول ص ۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی ہے۔ نماز عشاء کے بعد نصف شب کے اور واجب الاعادہ ہے اور اگر اعادہ نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور مولانا اشرف علی صاحبؒ بہشتی زیور میں لکھتے ہیں کہ نماز کا وقت صبح صادق تک ہے اور بعد نصف رات کے مکروہ ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔ ان دونوں تحریروں میں کون سی تحریر صحیح ہے۔ اگر کبھی نماز عشاء بعد نصف رات کے پڑھی جاوے تو اس کا اعادہ کیا جاوے یا نہیں اور اگر واجب الاعادہ نہیں ہے تو مولوی عبدالحی صاحب کے فتوے کا کیا مطلب ہے۔
(جواب) بعد نصف شب کے عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بعض نے مکروہ تحریمی فرمایا ہے اور بعض نے مکروہ تنزیہی **فان احرھا الی مازاد الی النصف کرہ لتقلیل الجماعۃ در مختار . قولہ کرہ ای تحریماً کما یاتی تقییدہ فی المتن او تنزیہاً وھو الا ظہر کما نذ کرہ عن الحلیہ شامی .**(۳) **ثم قال تحت قول الماتن تحریماً کذا فی البحر عن القنیہ لکن فی الحلیۃ ان کلام الطحاوی یشیر الی ان الکراھۃ فی تاخیر العشاء تنزیھیۃ وھو الا ظہر .**(۴) ۱۲ شامی۔
پس جو فقہاء مکروہ تحریمی فرماتے ہیں ان کے نزدیک واجب الاعادہ ہے اور جو مکروہ تنزیہی فرماتے ہیں ان

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۷۰ ظفیر.(۲) مکروہ تحریمہ الخ مع شروق الخ واستواء (درمختار) قولہ مع شروق الخ مالم ترتفع الشمس قدر رمح (رد المحتار. کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۴.ط.س.ج ۱ ص ۳۷۰...... ۳۷۱) ظفیر.(۳) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۱ .ط.س.ج ۱ ص ۳۶۸.۲ ۱ ظفیر.
(۴) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۲ .ط.س.ج ۱ ص ۳۶۸ ۱۲ ظفیر.

کے نزدیک واجب الاعادہ نہیں کیونکہ مکروہ تنزیہی کا مآل خلاف اولیٰ کی طرف ہے۔اور علامہ شامی کے قول اور حلیہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی ہونا اظہر ہے۔اور وجہ اظہر ہونے کی یہ ہے کہ علت اس کراہت کی تقلیل جماعت ہے نہ یہ کہ وقت میں کوئی خرابی ہے۔پس معلوم ہوا کہ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے اگر واجب الاعادہ لکھا ہے تو مکروہ تحریمی کی روایت کو لے کر احتیاطاً واجب الاعادہ لکھا اور مولانا اشرف علی صاحبؒ کا مطلب اگر مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے تو انہوں نے دوسرے قول کو جو اظہر ہے اختیار فرمایا اور یہ ہی اقرب الی الصواب ہے کہ کراہت تنزیہی ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔

ظہر کا ابتدائی وقت کیا ہے اور گیارہ بجے نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۸۶) ظہر کا ابتداء وقت کیا ہے اور اگر کوئی شخص بوجہ اشد ضرورت گیارہ بجے دن کے نماز پڑھ لے تو کیا نماز ہوگی۔

(جواب) ظہر کا ابتداء وقت زوال آفتاب کے بعد سے ہے جو آج کل قریب ساڑھے بارہ بجے کے ریلوے ٹائم سے ہوتا ہے۔زوال سے پہلے کسی طرح اور کسی وقت اور کسی ضرورت سے درست نہیں۔پس گیارہ بجے کسی طرح نماز ظہر ادا نہیں ہوسکتی۔(۱) بعد از وقت تو نماز بطریق قضاء صحیح ہوجاتی ہے مگر قبل از وقت جواز کی کوئی صورت نہیں ہے۔(۲)

جمع بین الصلاتین کی تحقیق:۔

(سوال ۸۷) زید اہل حدیث اپنے کو بتلاتا ہے اور بکر حنفی ہے دونوں کا اتفاق سے سفر میں ساتھ ہوگیا۔زید اہل حدیث نے ظہر کے وقت ظہر کی نماز سے ملا کر عصر کی نماز بھی پڑھ لی۔بکر حنفی المذہب نے اس پر اعتراض کیا کہ ابھی وقت عصر کا نہیں ہوا زید نے جواب دیا نماز ظہر وعصر ملا کر پڑھنا حدیثوں میں اکثر آیا ہے اور حضور سرور عالم ﷺ نے اکثر سفر میں و مکان پر ظہر وعصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں ملا کر پڑھا ہے......اس غرض سے کہ میری امت پر آسان ہو۔اور حدیث یہ پیش کرتا ہے اس کے جواز میں جو ملاحظہ کے لئے ارسال خدمت ہے مسلم شریف کی حدیث بتلاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر اس ایک حدیث سے تسلی نہ ہو تو اور حدیثیں بھی پیش کرسکتا ہوں ورنہ آپ عدم جواز میں میرے خلاف کوئی حدیث کتب معتبرہ سے پیش کیجئے کہ حضور ﷺ نے ملا کر نہیں پڑھی اور منع کیا ملا کر پڑھنے کو۔زید کہتا ہے کہ ملا کر نماز پڑھنے کو خود حضور کا قول موجود ہے۔وہ قول امام صاحب کا ہے کہ ملا کر نہ پڑھو۔جب حدیث موجود ہے پھر کیوں امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے۔جب خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ میرے قول کو چھوڑ دو جب تم کو حدیث میرے قول کے خلاف مل جائے۔ایسی حالت میں بکر حنفی المذہب کو کیا کرنا چاہئے اور عدم جواز میں جو حدیثیں ہوں چند حدیثیں بحوالہ کتب معتبرہ مفصل تحریر فرمائیے۔

---

(۱) ووقت الظهر من زواله اى ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹) ظفير. (۲) وشرط فى ادائها الخ دخول لوقت واعتقاد دخوله (درمختار) لوقت اى وقت المكتوبة واعتقاد دخوله او ما يقوم مقام الاعتقاد من غلبة الظن فلو شرع شاكا فيه لا تجزيه (رد المحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۱ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۱) ظفير.

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی اکٹھی مدینہ میں سوائے خوف اور سوائے سفر کے۔ کہا ابو الزبیر نے پس پوچھا میں نے سعید سے کس واسطے کیا اس کو حضرت نے، پس کہا سعید نے پوچھا میں نے ابن عباس سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھ سے۔ پس کہا ابن عباس نے ارادہ کیا حضرت نے یہ کہ نہ حرج ہو کسی کا میری امت میں سے، روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

(جواب) نحمده ونصلي على رسوله الكريم۔ دو نمازوں کو ایک وقت میں اس طرح جمع کرنا کہ ظہر کی نماز مثلاً عصر کے وقت میں پڑھیں یا عصر کی ظہر کے وقت میں نہ سفر میں جائز ہے نہ حضر میں۔ رسول اللہ ﷺ سے سفر و حضر میں اس طرح جمع کرنا ثابت نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں ہر وقت کے حاضر باش تھے آپ کی مسواک اور تکیہ وغیرہ انہیں کے پاس رہتا، وضو کے لئے پانی بھی اکثر وہی مہیا کرتے اسی وجہ سے ان کا لقب صاحب السواک والوسادۃ والطہور ہو گیا تھا۔ فرماتے ہیں قال ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع بين الصلوتين الا بجمع . رواه البخاري ومسلم .(۱) ترجمہ:۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز اپنے وقت کے سواء میں پڑھی ہو مگر دو نمازیں مغرب و عشاء کی مزدلفہ میں۔ روایت کیا اس کو مسلم و بخاری نے اور نسائی ص ۴۷ا کی روایت میں ہے عن عبدالله قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى الصلوٰة بوقتها الا بجمع وعرفات. ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو ہمیشہ اپنے وقت میں پڑھتے تھے، مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔ اور خود حضرت ابن عباسؓ سے جن کی روایت در بارہ جواز جمع بین الصلوٰتین پیش کی گئی ہے۔ روایت ہے من جمع بين الصلوتين من غير عذر فقداتى بابا من الكبائر رواه الترمذی. (۲) ترجمہ:۔ جس شخص نے جمع کیا دو نمازوں کو بدون عذر کے اس نے کبیرہ گناہ کیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ البتہ اس کے اسناد میں ضعف ہے جس کو ترمذیؒ نے بیان فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرما دیا ہے کہ عمل جمہور امت کا باوجود اس ضعف کے اسی حدیث پر ہے۔ یعنی جمع بین الصلوٰتین کو بدون عذر جائز نہیں رکھتے جس سے اس ضعف کا انجبار ہو سکتا ہے۔ علاوہ بریں خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ تلخیص تخریج زیلعی ص ۱۳۱ میں فرماتے ہیں واخرجه البيهقى عن عمر مرفوعاً۔ ترجمہ:۔ اور اس روایت کو بیہقی نے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اتنا فرما کر سکوت کرتے ہیں، کوئی قدح اس کی اسناد وغیرہ میں نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ اگر اس کی اسناد میں کوئی نقص ہوتا تو ضرور تحریر فرماتے جیسا کہ ترمذی کی اسناد کو نقل کر کے اس کی تضعیف کی ہے اور نیز حضرت ابن عباسؓ سے باسناد صحیح روایت ہے عين طاؤس عن ابن عباسؓ قال لا يفوت صلوٰة حتىٰ يجيى ٔ وقت الا خرى. رواه الطحاوى واسناده صحيح. (۳) ترجمہ:۔ روایت ہے طاؤس سے، وہ روایت کرتے ہیں ابن عباسؓ سے کہ فرمایا انہوں نے کہ کوئی نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت نہ آجاوے۔ روایت کیا اس کو طحاوی نے۔ پس معلوم ہو گیا کہ جب دوسری نماز کا وقت آجاتا ہے تو حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک بھی پہلی نماز فوت ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر جمع بین الصلوٰتین

---

(۱) نصب الرايه للزيلعى ج ۲ ص ۱۹۴. ۱۲ ظفير.
(۲) نصب الرايه للزيلعى ج ۲ ص ۱۹۳. ۱۲ ظفير.
(۳) شرح معانى الآثار باب الجمع بين الصلوتين ج ۱ ص ۹۸. ۱۲ ظفير.

جائز رکھی جائے تو پھر فوت کے کوئی معنی نہیں اور حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے عن عبداللہ بن موہب قال سئل ابو ھریرۃ ما التفریط فی الصلوٰۃ قال ان تو خر حتیٰ یجیی ٔوقت الا خری رواہ الطحاوی. (۱) ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت عبداللہ بن موہب سے کہ حضرت ابو ہریرۃؓ سے دریافت کیا گیا کہ تفریط فی الصلوۃ کیا ہے؟ فرمایا کہ نماز کو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے طحاوی ص ۹۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا تفریط تقصیر ہے۔ اور حضرت ابوقتادہؓ سے مرفوعاً روایت ہے ان رسول اللہ علیہ وسلم اما انہ لیس فی النوم تفریط انما التفریط علی من لم یصل حتی یجیی ٔوقت الا خریٰ رواہ مسلم وغیرہ .(۲) ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نیند سے جو نماز اتفاقاً رہ جائے اس میں تقصیر نہیں ہاں تفریط ہے اور قصور اس شخص پر ہے جس نے جاگتے ہوئے اس وقت تک نماز نہ پڑھی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت آئے روایت کیا اس کو مسلم وغیرہ نے اور امام طحاوی فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ قول اس وقت فرمایا تھا جب کہ آپ سفر میں تھے اور مخاطب اس حکم کے بھی مسافر تھے جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اس حکم میں صرف حضر داخل نہیں بلکہ سفر کا بھی یہی حکم ہے اس لئے سفر میں بھی کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا تفریط و تقصیر ٹھیری۔ پھر کیا کوئی بزرگ آنحضرت ﷺ کی جانب اس کی نسبت کرتے ہوئے نہ شرمائیں گے کہ آپ نے ایک نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھا اور تفریط و تقصیر کے مرتکب ہوئے۔ تعالیٰ شان النبوۃ عنہ۔

اس کے علاوہ قرآن وحدیث کی بکثرت شہادتیں اس پر موجود ہیں کہ شارح علیہ السلام نے ہر نماز کے لئے علیحدہ وقت مقرر کیا ہے جس سے اس کو مؤخر کرنا ہرگز جائز نہیں۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً.(۳) ترجمہ:۔ تحقیق نماز ہی مومنین پر فرض موقت مقرر کیا گیا ہے۔ پھر اگر ایک نماز کو اس کے وقت سے نکال کر دوسرے وقت میں پڑھنا درست ہے تو وقت مقرر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور دیکھئے ارشاد ہوتا ہے:۔ حافظو اعلی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ (۴) ترجمہ:۔ محافظت کرو تم سب نمازوں پر اور بیچ کی نماز پر۔ اس آیت کی تفسیر میں جہاں مفسرین نے بہت کچھ بیان کیا ہے وہیں محافظت کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرو اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الوقت الا ول من الصلوٰۃ رضوان اللہ والاخر عفو اللہ رواہ الترمذی۔ (۵) ترجمہ:۔ تحقیق فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وقت اول نماز کا رضاء اللہ کی ہے اور آخر وقت اللہ کی معافی کا ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ یعنی جو شخص اول وقت مستحب میں نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے اور جو آخر میں پڑھتا ہے نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی اتنی تاخیر کو معاف فرما کر اس سے مواخذہ نہیں کرتا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر بالکل وقت ہی سے نکال دے تو پھر قانون شرع میں معافی نہیں اللہ اس سے مواخذہ کرے گا۔ یہ امر آخر ہے کہ خداوند عالم اپنی رحمت سے

---

(۱) شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین. جلد اول ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) نصب الرایہ للزیلعی ج۲ ص ۱۹۴. ۱۲ ظفیر.
(۳) سورۃ النساء رکوع ۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۴) سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱. ۱۲ ظفیر. (۵) مشکوۃ باب تعجیل الصلوٰۃ ص ۶۱. ۱۲ ظفیر.

اور گناہوں کی طرح اس کو بھی معاف فرمادے مگر جرم اس پر قائم ہو چکا۔ یہ چند آیات قرآن اور روایات حدیث ہیں جن سے بحمد اللہ نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہوگیا کہ دو نمازوں کو اس طرح جمع کرنا کہ ایک دوسرے کے وقت میں پڑھیں۔ نہ حضر میں جائز ہے نہ سفر میں۔ اس وقت انہیں چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک منصف کے لئے یہ بھی کفایت سے زیادہ ہیں۔ اور اگر اس کے بعد بھی اور ضرورت ہوئی تو شاید کچھ اور بھی گذارش کیا جائے۔ کیا اتنی روایات صحاح وحسان کے بعد بھی کوئی منصف حضرت یہ کہنے کے لئے تیار ہوسکتے ہیں کہ عدم جواز جمع بین الصلوٰتین پر حدیث سے کوئی دلیل نہیں صرف امام صاحب کا قول ہے۔ باقی رہی وہ مسلم کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اور جس کو سائل نے نقل کیا ہے۔ سو اول تو وہ حدیث باجماع امت متروک العمل ہے۔ چنانچہ امام ترمذی اپنی علل صغریٰ ص ۷۵۲ میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو امت میں سے کسی نے نہیں لیا جس کی علت کو بھی ترمذی نے کتاب میں بیان کر دیا ہے اور وہ روایات جو خود حضرت ابن عباسؓ سے جواز جمع کے خلاف پر ذکر کی گئی ہیں اس کی شاہد ہیں کہ خود حضرت ابن عباسؓ بھی جمع بین الصلوٰتین کو بمعنی مذکور جائز نہیں رکھتے اور کیسے جائز رکھ سکتے ہیں جب کہ آنحضرت ﷺ اس کو تفریط و تقصیر فرماتے ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ روایت مذکورہ میں دو نمازوں کو جمع کرنے سے یہ مراد نہیں کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھے بلکہ مراد یہ ہے کہ بغرض سہولت ایک نماز کو مؤخر کر کے اس کے آخر میں اور دوسری کو مقدم کر کے اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے تا کہ صورۃً دونوں نمازیں جمع ہو کر سہولت بھی پیدا ہو جائے اور کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر بحکم حدیث مرتکب تفریط و تقصیر بھی نہ ہونا پڑے۔ اس صورت سے دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تعارض بھی باقی نہ رہے گا اور یہ ہمارا من گھڑت قیاس یا اجتہاد نہیں بلکہ مسلم ہی میں خود حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے بعض طرق میں اس کی تصریح موجود ہے جو روایت مذکورہ سے چند ہی سطر کے بعد ہے۔ وھی ھذہ عن جابر بن زید عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیاً جمیعاً وسبعاً جمیعاً قلت یا ابا الشعثاء اظنہ اخرا لظھر وعجل العصر واخر المغرب و عجل العشاء قال وانا اظن ذلک رواہ مسلم۔(۱) ترجمہ:۔ حضرت جابر بن زید سے روایت ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے کہا انہوں نے کہ نماز پڑھی میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعتیں (ظہر وعصر) ایک ساتھ اور سات رکعتین (مغرب وعشاء کی) ،ایک ساتھ۔ میں نے عرض کیا اے ابوالشعثاء (کنیت ہے حضرت ابن عباسؓ کی) میرا خیال ہے کہ آپ نے ان نمازوں کو ایک کے وقت میں جمع نہیں کیا بلکہ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کیا ہوگا اسی طرح مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کیا ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس روایت نے صاف بیان کر دیا کہ روایت ابن عباسؓ میں جمع بین الصلوٰتین سے اس کے سوا کچھ مراد نہیں کہ ایک نماز کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اسی کے اول وقت میں اس طرح ادا کیا گیا کہ جو صورۃً جمع ہوگئی۔ اسی وجہ سے حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کو باوجود شافعی المذہب ہونے اور جمع بین الصلوٰتین کو جائز رکھنے کے اس روایت میں تسلیم کر لینا پڑا کہ اس میں جمع سے مراد وہی ہے جو حنفیہ کہتے ہیں یعنی جمع صورۃً جس کی صورت اوپر مذکور ہوئی۔ اس طرح اور جتنی روایات میں جمع کرنا

(۱)مسلم شریف باب الجمع بین الصلوتین فی السفر ج ۱ ص ۲۴۶ ۱۲. ظفیر.

ثابت ہوتا ہے سب میں یہی جمع صوری مراد ہے تاکہ احادیث مذکورۃ الصدر کو جن سے عدم جواز جمع معلوم ہوتا ہے خلاف نہ پڑیں اوران کو چھوڑنا نہ پڑے، اسی لئے قاضی شوکانی جو اہل ظاہر میں سے ہیں ظاہر حدیث پر چلتے ہیں کسی امام کے مقلد نہیں۔اور جن کی کتابوں کی تقلید اکثر عدم تقلید کے مدعی بھی کیا کرتے ہیں اوران کی تحریر وتقریر کا مغز انہیں کی کتابیں ہوتی ہیں۔ پہلے نیل الاوطار میں جمع بین الصلوٰتین کو جائز فرماتے ہیں۔لیکن جب تتبع روایات اور غور وتامل کی نوبت آئی تو اس سے رجوع کرتے ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ایک رسالہ تشنیف السمع فی ابطال ادلۃ الجمع تصنیف کیا ہے جس میں جمع بین الصلوٰتین کی ادلہ کو باطل کر کے عدم جواز کی حقیقت ثابت کی ہے۔اس وقت اتنی ہی گذارش پر اکتفا کیا جاتا ہے۔امید کہ بنظر انصاف وتامل ملاحظہ فرما کر اپنے خیال سے رجوع فرمائیں گے اور اگر اس سے بھی تشفی نہ ہوئی تو انشاء اللہ اس کے بعد مزید برآں عرض خدمت کیا جائے گا بشرطیکہ مقصود اس سے تحقیق حق سمجھی جائے نہ کہ مجادلہ۔

واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل . فقط۔

کیا ظہر وعصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے:۔

(سوال ۸۸) اگر کوئی شخص ظہر اور عصر ایک ساتھ ایک وقت میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے یا نہ، جب کہ اس کو اس بات کا خیال ہے کہ شروع عصر کے وقت سے اخیر وقت تک کاروبار دنیاوی سے فرصت نہ ملے گی، اگر جمع کرنا ظہر وعصر کا جائز ہے تو کب۔

(جواب) ظہر اور عصر ایک ساتھ ظہر میں پڑھنا درست نہیں ہے۔اگر ایسا کیا تو صرف ظہر کی نماز ہوئی، عصر کی نماز اس کے ذمہ رہی۔حنفیہ کے نزدیک حج میں عرفات کے سوا کہ وہاں ظہر وعصر جمع کی جاتی ہے۔اور ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہیں۔اور کہیں اور کسی وقت سفر وحضر میں جمع کرنا ظہر وعصر کا ظہر کے وقت میں درست نہیں ہے۔اسی طرح مغرب وعشاء حنفیہ کے نزدیک سوائے مزدلفہ کے اور کہیں جمع نہیں ہو سکتی۔(۱)

---

(۱)ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر و مطر خلافاللشافعی وما رواہ محمول علی الجمع فعلا، لا وقتا فان جمع فسدو لو قدم الفرض علی وقتہ حرم لو عکس ای اخرہ عنہ وان صح بطریق القضاء الا لحاج بعرفۃ ومزدلفۃ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۴.ط.س.ج ۱ ص ۳۸۱......۳۸۲)ظفیر.

الباب الثانی فی الاذان

فرش مسجد پر اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۹) مسجد کے فرش پر کھڑے ہو کر اذان دینا کیسا ہے۔
(جواب) اذان پنجگانہ مسجد کے فرش پر جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اونچی جگہ کھڑے ہو کر مسجد سے باہر کہے۔(۱)

اس مؤذن کا کیا حکم ہے جسے پاکی کی احتیاط نہ ہو اور نہ تلفظ کی:۔

(سوال ۹۰) جس مؤذن کو پاکی وغیرہ کی تمیز نہ ہو اور اس کے اذان الفاظ بھی بالکل غلط ہوں تو ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا درست نہیں اس کی اذان کا لوٹانا درست ہے۔(۲)

اذان دے کسی مسجد میں اور نماز پڑھے کسی مسجد میں یہ فعل کیسا ہے:۔

(سوال ۹۱) عمرو ایک مسجد میں مؤذن ہے اور وہ وہاں سے اذان کہہ کر چلا جاتا ہے۔ نماز کہیں اور پڑھتا ہے یہ فعل کیسا ہے۔
(جواب) یہ فعل اچھا نہیں۔(۳)

ایک مسجد میں اذان دے، دوسری میں امامت کرے یہ فعل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۲) بکر ایک مسجد میں مؤذن ہے اور دوسری مسجد میں امام ہے۔ ایک مسجد میں اذان کہہ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھاتا ہے کیا یہ جائز ہے۔ اور اس مؤذن کے اذان کہنے میں تو کچھ نقص نہیں ہے۔
(جواب) اذان میں کچھ نقصان نہیں ہے اور دوسری مسجد کا امام ہے تو وہاں امامت کرانا درست ہے۔(۴) فقط۔

دفن اور قحط و وبا میں اذان ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۳) زمانہ قحط اور وبا میں اور دیگر حادثات میں اور دفن میت کے بعد اذان کہنا کیسا ہے۔
(جواب) ان حوادثات میں اذان شارع علیہ السلام سے اور اقوال و افعال سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ

---

(۱) وینبغی ان یوذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد کذافی فتاویٰ قاضی خان والسنة ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیر انه یرفع صوته (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان ج۱ ص ۵۴. ط. ماجدیه ج۱ ص۵۵) ظفیر. (۲) ویستحب ان یکون المؤذن عالما بالسنة تقیا فیکره اذان الجاهل والفاسق الخ (غنیة المستملی ص ۳۵۹) ظفیر. (۳) والا فضل ان یکون المؤذن هو المقیم (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان ج۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ج۱ ص۵۴) ای لحدیث من اذن فهو یقیم (رد المحتار ج۱ ص ۳۶۷) ظفیر.
(۴) وان اذن رجل واقام آخر ان غاب الاول جاز من غیر کراهة وان کان حاضر اویلحقه الوحشة باقامة غیره یکره وان رضی به لا یکره عندنا کذا فی المحیط (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان الفصل الاول ج۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ۵۴) ظفیر.

بدعت ہے۔(۱)

نابالغ لڑکے کی اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۴) نابالغ لڑکے کو اذان دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) لڑکا نابالغ اگر مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان بلا کراہت صحیح ہے۔(۲) فقط۔

مسجد میں اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۵) اذان پنجگانہ و جمعہ کی اذان مسجد میں جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) کوئی اذان مسجد میں مکروہ نہیں ہے۔ خصوصاً اذان خطبہ جمعہ مسجد میں خطیب کے سامنے مسنون ہے۔(۳) فقط۔

آٹھ سالہ لڑکے کی اذان کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۹۶) لڑکا کس قدر عمر ہونے سے اذان دے سکتا ہے۔ جو لڑکا آٹھ برس کا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور پاکی ناپاکی کا خیال رکھتا ہو ایسا نابالغ لڑکا اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) لڑکا اگر مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان بلا کراہت بالاتفاق صحیح ہے اور غیر مراہق عاقل ہو تب بھی ظاہر الروایت میں کراہت نہیں ہے اور بعض روایات میں مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے۔ **ویجوز بلا کراھة اذان صبی مراھق وفی الشامی قوله صبی مداھق المرادبه العاقل وان لم یواھق کما ھو ظاھر البحر وغیرہ وقیل یکرہ لکنه خلاف ظاھر الروایة الخ. شامی** .(۴) فقط۔

جماعت میں عدم حاضری کی وجہ سے گھر میں اذان کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۹۷) اگر بوجہ کسی عذر قوی کے مسجد میں نہ پہنچ سکے یا اذان مسجد و جماعت میں تاخیر ہو اور اس کو بوجہ بیماری یا کسی اور عذر کے نماز میں تعجیل ہو تو مکان میں اذان کہہ کر نماز پڑھنا جائز ہوگا یا ناجائز۔ مسجد کی اذان و جماعت تک تاخیر نماز نہیں کرسکتا بوجہ عذر کے اور اگر نماز اذان کہہ کر نہیں پڑھتا تو ثواب سے محروم رہتا ہے ایسے موقعہ میں کیا کرے اذان کہے یا نہ کہے یا اذان مسجد تک توقف کرے۔

(جواب) اگر عذر کی وجہ سے جماعت ساقط ہوگئی اور وہ شخص مصر میں ہے تو اذان بھی ساقط ہو جاتی ہے شامی جلد اول ص

---

(۱) فی الاختصار علی ماذکر من الوارداشارة الی انه لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو المعتاد الان وقد صرح ابن حجر فی فتاویه بانه بدعة ومن ظن انه سنة قیاسا علی ندبهما للمولود الحاق الخاتمة الامر بابتدائه فلم یصب اھ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج ۱ ص ۲۳۵) ظفیر.

(۲) ویجوز بلاکراھة اذان صبی مراھق (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر. (۳) ویوذن ثانیا بین یدیه ای الخطیب.

(۴) رد المحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱. ۱۲ ظفیر.

۲۸۳ لکن لا یکرہ ترکہ لمصل فی بیتہ فی المصر لان اذان الحی یکفیہ۔(۱)فقط۔

جنبی کو جواب اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۸) درحالت جنابت اجابت اذان جائز است یا نہ۔

(جواب) فی الدر المختار ویجیب من سمع الا ذان ولو جنبا الخ یعنی ہر کہ اذان بشنود اجابت کند اگرچہ جنبی باشد وعللہ فی الشامی بان اجابة الا ذان لیست باذان. بحر عن الخلاصة ۔فقط۔

مغموم کا اذان کہلوا کر سننا کیسا ہے:۔

(سوال ۹۹) ایک واعظ صاحب فرماتے تھے کہ اگر کسی کو رنج وغم لاحق ہو تو اس کو مناسب ہے کہ کسی سے اذان کہلا کر سنے۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔شامی میں نقل کیا ہے کہ مغموم ومہموم کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے۔(۲)

مکبر کہاں کھڑا ہو:۔

(سوال ۱۰۰) فرائض کی تکبیر کے لئے مکبر کو کہاں کھڑا ہونا مشروع ہے۔بالکل محاذی امام کے یا دائیں بائیں۔ مستحب مسنون طریقہ کیا ہے۔

(جواب) شرعاً اس میں کوئی تحدید نہیں ہے یعنی اقامت کے لئے شرعاً کوئی جگہ محاذی امام یا جانب یمین وشمال معین نہیں ہے۔حسب موقع وحسب ضرورت جس طرف اور جس موقع پر مکبر کھڑا ہو کر تکبیر کہے درست ہے۔اور فقہاء کا اقامت کے لئے کوئی جانب اور کوئی جگہ معین نہ کرنا یہی دلیل ہے عدم تعیین وعدم تحدید کی۔کسی فقہ کی کتاب میں جانب یمین یا شمال یا محاذات کی تخصیص مکبر کے لئے نہیں کی گئی اور جو کچھ عوام میں مشہور ہے کہ اذان بائیں جانب اور تکبیر داہنی طرف ہو یہ بے اصل ہے۔فقط۔

اجابت اذان قولاً واجب ہے یا فعلاً:۔

(سوال ۱۰۱) اجابت اذان قولی وفعلی دونوں واجب ہیں یا اول واجب ہے،دوسری مستحب یا عکس اس کا۔

(جواب) اجابت اذان قولاً مستحب ہے اور بالقدم واجب ہے قال فی الشامی ای قال الحلوانی ان الاجابة باللسان مندوبة والواجبة هی الا جابة بالقدم الخ (۴) والتحقیق فی الشامی وقد ذکراشکالاً فی

---

(۱) بخلاف مصل ولو بجماعة فی بیته بمصر او قریة لها مسجد فلا یکره ترکهما اذا اذان الحی یکفیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر.

(۲) رد المحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵ ظفیر.

(۳) وفی حاشیة البحر للغیر الرملی رأیت فی کتب الشافعیة ان قدیسن الا ذان لغیر الصلوٰة کما فیٔ اذان المولود والمهموم والمصروع الخ (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵) ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب الاذان جلد اول ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۶) ظفیر.

وجوبها ثم اجاب عند فلینظر ثمہ۔(۱) فقط۔

بوقت ضرورت ایک آدمی دو مسجد میں اذان دے سکتا ہے:۔

(سوال ۱۰۲) ایک آدمی کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان دینا درست ہے یا نہیں۔ اگر درست ہے تو نماز کون سی مسجد میں پڑھے۔

(جواب) اگر ضرورت ہو درست ہے۔(۲) اور جہاں چاہے نماز پڑھے۔ البتہ بلا ضرورت ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے ویکرہ ان یوذن فی مسجدین لا نہ یکون داعیا الی مالا یفعل غنیة المستملی ج ۱ ص ۳۶۱) ظفیر۔

اذان دائیں سے اور تکبیر بائیں سے کہنے کی کچھ حقیقت نہیں:۔

(سوال ۱۰۳) اذان بائیں طرف اور تکبیر داہنی طرف کھڑے ہو کر پڑھنا مشہور ہے اور اس پر اکثر اہل علم کا تعامل دیکھا جاتا ہے بلکہ اس قید و تخصیص کو ضروری و شرعی سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں۔ اور دعاء کے وقت امام کا بائیں طرف منہ کر کے بیٹھنا نہایت ہی مذموم سمجھتے ہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اذان بائیں طرف اور اقامت داہنی طرف ہونے کی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اور کسی حدیث وفقہ کی کتاب میں نہیں ہے۔ یہ بات غلط مشہور ہے ورنہ ان لوگوں کو جو ایسا کہتے ہیں کوئی دلیل لانی چاہئے۔ بلا دلیل اپنی طرف سے شریعت میں ایسی قیدیں لگانا درست نہیں ہے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ اور دعاء کے وقت امام کو داہنی طرف اور بائیں طرف پھرنا دونوں حدیث میں آئے ہیں اور دونوں امر کی شرعاً اجازت ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ کرے کہ یہ سمجھے کہ داہنی طرف ہی پھرنا ضروری ہے۔ میں نے بارہا رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ بائیں طرف کو پھرے۔(۳) انتہی۔ لیکن یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ زیادہ تر رسول اللہ ﷺ داہنی

---

(۱) قال فی النهر وقوله بوجوب الا جابة بالقدم مشكل ، لا نه يلزم عليه وجوب الاداء فی اول الوقت وفی المسجد، اذلا معنى لا يجاب الذهب دون الصلاة وما فی شهادات المجتبی سمع الاذان وانتظر الا قامة فی بيته لا تقبل شهادته مخرج على قوله كما لا يخفى وقد سئالت شيخنا الا خ، عن هذا فلم يبد جوابا اه ا قول وبا لله التوفيق ما قاله الا مام الحلوانی مبنی على ماكان فی زمن السلف من صلاة الجماعة مرة واحدة وعدم تكرارها كما هو فی زمنه صلی الله عليه وسلم وزمن الخلفاء بعده وقد علمت ان تكرار ها مكروه فی ظاهر الرواية الا فی رواية عن الا مام ورواية عن ابی يوسف كما قد مناه قريبا و سياتی ان الراجح عند اهل المذهب وجوب الجماعة وان يا ثم يتفويتها اتفاقا وحينئذ يجب السعی بالقدم لا لاجل الا داء فی اول الوقت اوفی المسجد بل لا جل اقامة الجماعة والا لزم فوتها اصلا، او تكرار ها فی مسجد ان وجد جما عة اخرىٰ وكل منهما مكروه فكذا بوجوب الا جابة بالقدم،لا يقال يمكنه ان يجمع باهله فی بيته فلا يلزم شئی من المحذورين، لانا نقول ان مذهب الا مام الحلوانی انه بذالک لا ينال ثواب الجماعة وانه يكون بد عة ومكروها بلا عذر، وسياتی فی الا مامة ان الا صح انه لو جمع باهله لا يكره وينال ثواب فضيلةالجماعة لكن -جماعة المسجد افضل (رد المحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۸.ط.س.ج ا ص ۳۹۶) ظفير.

(۲) يكره له ان يو ذن فی مسجدين (درمختار) لا نه اذا صلی فی المسجد الا ول يكون متنفلا بالا ذان فی المسجد الثانی الخ (ردالمحتارباب الاذان ج ا ص ۳۷۲.ط.س.ج ا ص ۴۰۰) ظفیر۔ اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے مگر صورت مسئولہ میں چونکہ ضرورت ہے اس لئے کراہت نہیں، پھر کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی مسجد میں نفل کی نیت سے جماعت میں لازمی طور پر شریک ہو ہی۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(۳) عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال لا يجعل احد كم للشيطان شيئاً من صلا ته يری ان حقاعليه لا ينصرف الا عن يمينه لقدرأ يت رسول الله صلی الله عليه وسلم كثير اينصرف عن يساره متفق عليه (مشكوٰة باب الدعاء فی التشهد ص ۸۷) ظفير.

طرف کو پھرتے تھے۔(۱) پس معمول یہ رکھنا چاہئے کہ اکثر داہنی طرف کو پھرے اور کبھی کبھی بائیں طرف کو بھی پھر جایا کرے۔(۲) فقط۔

صلوا فی رحالکم کہنا:۔

(سوال ۱۰۴) کثرت بارش کے وقت جب اذان دینے والا بجائے حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح کے صلوا فی رحالکم کہے تو جائز ہے یا نہیں جب کہ لوگ مسجد میں نہ آسکیں۔

(جواب) اذان کہنے والا حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح ہی کہے باقی بوجہ کثرت بارش اگر کوئی شخص مسجد میں آکر شریک نہ ہوسکے تو درست ہے اور ترک جماعت بارش کی وجہ سے جائز ہے۔(۳) لیکن اذان میں کچھ تغیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حنفیہ نے اذان میں کچھ تغیر کو اختیار نہیں کیا۔

اقامت میں دائیں بائیں کو مڑنا:۔

(سوال ۱۰۵) اقامت کے اندر بھی مثل اذان کے حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کہنے کے وقت داہنے اور بائیں منہ پھیرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) روایات کتب فقہ سے ظاہر ہے کہ اقامت مثل اذان کے ہے اور جو مواقع اختلاف کے ہیں ان میں فقہاء و محققین نے تحویل وجہ کو نہیں لکھا۔ بلکہ تحویل وجہ میں اقامت کو مثل اذان کے قرار دیا ہے۔(۴) لہذا اراجح یہی ہے کہ تحویل وجہ اقامت میں بھی ہو۔ مگر چونکہ بعض علماء نے اس علت سے کہ اقامت اعلام حاضرین کے لئے ہے تحویل وجہ کو حیعلتین میں سنت نہیں سمجھا اس لئے اس میں گنجائش ہے لیکن جو علماء اس تحویل کو سنت نہیں فرماتے وہ بھی اس کو منع نہیں کرتے بلکہ غایت یہ کہ ضروری نہیں فرماتے تو اس اعتبار سے بھی فعل اس کا اولیٰ ہے ترک سے لہذا معمول بہ بنانا اس کو مناسب ہے۔

اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا:۔

(سوال ۱۰۶) اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا اور قرۃ عینی بک یارسول اللہ پڑھنا کیسا ہے۔

---

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ رواہ مسلم (ایضاً) ظفیر۔

(۲) فاذا تمت صلوٰۃ الامام فھو مخیر انشاء انحرف عن یسارہ وجعل القلبۃ عن یمینہ وانشاء انحرف عن یمینہ وجعل القبلۃ عن یسارہ وھذا اولی لما فی مسلم من حدیث البراء کنا اذا صلینا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجبنا ان نکون عن یمینہ حتی یقبل علینا بوجھہ فان مفھومہ ان وجھہ عند الا قبال علیھم کان یقابل من ھو عن یمینہ وذالک انما یکون اذا کان المسجد عن یمینہ والقبلۃعن یسارہ الخ (غنیۃ المستملی ج ۱ ص ۳۳۰)ظفیر۔

(۳) فلاتجب (ای الجماعۃ) علی مریض الخ ولا علی عن حال بینہ وبینھا مطرو طین (درمختار) اشارۃ بالحیلولۃ الی ان المراد المطر الکثیر (ردالمحتارباب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۱۹ .ط.س.ج ۱ ص۵۵۵)ظفیر۔

(۴) والا قامۃ کا لا ذان فیما مر (درمختار) واراد بما مر احکام الا ذان العشرۃ المذکورۃ فی المتن وھی انہ سنۃ للفرائض وانہ یعا د ان قدم علی الوقت وانہ یبدأ با ربع تکبیرات وعدم الترجیع وعدم اللحن والترسل والا لتفات والا ستدارۃ وزیادۃ الصلاۃ خیر من النوم فی اذان الفجر وجعل اصبعیہ فی اذنیہ ثم استثنیٰ من العشر ثلاثۃ احکام لا تکون فی الا قامۃ فابدل الترسل بالحدو الصلوٰۃ خیر من النوم بقد قامت الصلوٰۃ وذکر انہ لا یضع اصبعیہ فی اذنیہ فبقیت الا حکام السبعۃ مشترکۃ الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰ .ط.س.ج ۱ ص۳۸۸)ظفیر۔

(جواب) علامہ شامی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ شہادتین کے وقت اذان میں ایسا کرنا مستحب ہے۔ پھر جراحی سے نقل کیا ہے۔ ولم یصح فی المر فوع من کل هذا شئی .(۱) اور نہیں صحیح ہوا مرفوع حدیث میں اس میں سے کچھ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت سمجھ کر یہ فعل کرنا صحیح نہیں ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور تارک کو ملام ومطعون کرتے ہیں اس لئے اس کو علمائے محققین نے متروک کردیا ہے۔ فقط۔

جمعہ اور عشاء میں تثویب:۔

(سوال ۱۰۷) بعض شہروں میں ایسا کرتے ہیں کہ اول نماز جمعہ کے واسطے اذان، اس کے بعد دومرتبہ بآواز بلند الصلوٰۃ کہہ کر پکارتے ہیں پھر اس کے بعد خطبہ کی اذان ہوتی ہے اور رمضان شریف میں بعد اذان عشاء ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ تثویب ہے جو کہ مختلف فیہ ہے اور احادیث میں اس پر اطلاق بدعت کا کیا گیا ہے۔ اور بعض فقہاء نے اس کو جائز فرمایا ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ خاص قاضی ومفتی وغیرہ کے لئے اس کو جائز رکھتے ہیں اور اسی کو قاضی خاں نے اختیار کیا ہے پس احوط ترک ہے۔(۲) فقط۔

جمعہ کی دوسری اذان کا جواب:۔

(سوال ۱۰۸) جمعہ کے روز منبر کے روبرو جو اذان کہی جاتی ہے اس کے جواب دینے کو درمختار نے مکروہ لکھا ہے مگر اس کی حاشیہ ردالمحتار یعنی شامی اور طحطاوی وغیرہ فقہاء محققین نے ترجیح دی ہے یا کہ اس کے خلاف جواب دینے کو استحباب ثابت کیا ہے اور ترجیح وتائید جواب دینے کو دی ہے۔

(جواب) اقول لکن فی الشامی باب الجمعه والظاهر ان مثل ذلک یقال ایضاً فی تلقین المرقی الاذان للمؤذن والظاهر ان الکراهة علی المؤ ذن دون المرقی لان سنة الاذان الذی بین یدی الخطیب تحصل باذان المرقی فیکون المؤذن مجیباً لا ذان المرقی واجابة الا ذان حینئذ مکروهة الخ ص ۵۵۱ شامی .(۳) جلد اول وفیه ایضاً وذکر الزیلعی ان الا حوط الا نصات۔ فقط۔ حاصل یہ ہے کہ اذان ثانی کا جواب دینا مکروہ ہے۔

بے وضو اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۰۹) اگر کبھی اذان بلا وضو پڑھ دی جاوے تو درست ہے یا محلہ والوں پر اس کا کچھ وبال ہے۔

---

(۱) ردالمحتار. باب الا ذان جلد اول ج ا ص ۳۷۰.ط.س.ج ا ص۳۹۸.۱۲ ظفیر.

(۲) والتثویب فی الفجر حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح مرتین بین الاذان والا قامة حسن لا نه وقت نوم وغفلة وکره فی سائر الصلوٰت معناه العود الی الا علام وهو علی حسب ما تعار فوه وهذا تثویب احدثه علماء الکوفة بعد عهد الصحابة لتغیر احوال الناس وخصوا الفجر به لما ذکر نا والمتاخرون استحسنوه فی الصلوٰت کلها لظهور التوانی فی الا مور الدینیة وقال ابو یوسف لا اری باسا ان یقول المؤذن للامیر فی الصلوٰت کلها السلام علیک ایها الا میر الخ واستبعده محمد لان الناس سواسیة فی امر الجماعة وابو یوسف خصهم بذالک لزیادة اشتغالهم بامور المسلمین کیلا تفوتهم الجماعة وعلیٰ هذا القاضی والمفتی (هدایه باب الا ذان ج ا ص ۸۴)ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الجمعة. مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ج ا ص ۷۶۹.ط.س.ج ا ص۱۶۹.۱۲ ظفیر.

(جواب) بے وضو اذان کہنا درست ہے کچھ مواخذہ اور وبال اس میں کسی پر نہیں ہے البتہ بہتر اور افضل یہ ہے کہ باوضو اذان کہے۔(۱) (اس لئے کہ بعض فقہاء نے بغیر وضو اذان کو مکروہ کہا ہے۔ ویری انه یکره الا ذان ایضا ای علی غیر وضوء. هدایه وقیل یکره (ای الا ذان علی غیر وضوء) لحدیث الترمذی عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یو ذن الا متوضی ۔ البحرالرائق. باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۷. ۱۲ ظفیر.

اگر امام بغیر تکبیر بوجہ ضعف سماع جماعت شروع کردے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۱۰) امام مسجد نے مصلی پر کھڑے ہو کر مقتدیوں کو تکبیر کے لئے اذن دیا تکبیر میں کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی امام نے بقدر تکبیر تاخیر کر کے بوجہ اپنے ضعف سماع کے نہ سنا اور نیت باندھ لی تو نماز یا ثواب جماعت میں کچھ حرج واقع ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی اور ثواب جماعت بھی مل گیا۔ اور اقامت جو کہ سنت ہے متروک ہوگئی۔(۲) لیکن چونکہ بوجہ عدم سماع امام کے ایسا ہوا اس لئے کچھ گناہ نہیں ہوا۔ فقط۔

خشک سالی اور طاعون کے موقع پر اذان ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۱) وباء اور قحط اور خشک سالی طاعون وغیرہ کے موقعہ میں اذان بعد نماز کہنا شرعاً درست ہے یا نہ۔ اگر جائز ہے تو شرعی دلیل کیا ہے۔ اور اگر ممنوع ہے تو ہم نے جو سنا ہے کہ وباء میں غول بیابانی اور جنات کی کثرت ہوتی ہے اور جنات کے دفع کے لئے جو حدیث **واذا تغولت الخیلان نادیٰ بالاذان** اور حدیث **واذا رایٰ الجیرتی فلیطفئه بالتکبیر** سے سند جواز پکڑنا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) وباء اور قحط میں اذان کہنا منقول نہیں ہے اور تغول غیلان کی وقت جو اذان مستحب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر طور سے غیلان جن محسوس ہو مثلاً جنگل وغیرہ میں کسی کو جنات کا احساس ہو اس وقت اذان کہنے کا حکم ہے۔ امراض وبائیہ میں یہ وارد نہیں ہے نہ اس کو اس پر قیاس کر سکتے ہیں کہ قیاس اول تو مجتہد کا معتبر ہے نہ ہم لوگوں کا۔ اور علاوہ بریں قیاس مع الفارق ہے امراض وبائیہ میں تغول غیلان کو محسوس نہیں کیا جاتا۔(۴) فقط۔

---

(۱) ویکره اذان جنب واقامة واقامة محدث لا اذا نه علی المذهب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴) ثم اعلم انه ذکر فی الحاوی القدسی عن سنن المؤ ذن کونه رجلا عاقلا صالحا عالما بالسنن والاوقات مواظبا علیه محتسبا ثقة متطهر امستقبلا الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر.

(۲) ویکره اداء المکتوبة بالجماعة فی المسجد بغیر اذان واقامة کذا فی فتاویٰ قاضی کان (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۰. ط. ماجدیه ج ۱ س ۵۳) ظفیر.

(۳) والاقامة کالا ذان فیما مر (درمختار) وارادبما مراحکام الا ذان العشرة المذکورة فی المتن وهی انه سنة للفرائض الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر.

(۴) وهو سنة الخ للفرائض الخ لا یسن لغیرها الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۴) ظفیر.

قرآن پڑھتے ہوئے اذان سنے تو کیا کرے:۔

(سوال ۱۱۲) قرآن کے حفظ کرنے یا دیکھ کر پڑھنے میں اذان کا جواب جو کہ واجب ہے دینا چاہئے یا قرآن کی تلاوت جاری رکھنا جائز ہے۔

(جواب) اذان کا جواب دینا مستحب ہے اگر قرآن شریف کو بند کر کے جواب اذان کا دے تو اچھا ہے اور اگر قرآن شریف ہی پڑھتا رہے اور جواب نہ دے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

اذان میں ترجیع کی بحث:۔

(سوال ۱۱۳ /۱) اذان میں جو بعض آدمی شہادتین جو دو دفعہ ہلکی آواز سے کہہ کر پھر دو دفعہ بلند آواز سے کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

محمد رسول اللہ پر صلی اللہ الخ کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۱۴ /۲) اذان وتکبیر میں جب لفظ محمد رسول اللہ آتا ہے تو اذان کا کہنے والا ظہیر کہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے۔

حضرت بلال کی اذان:۔

(سوال ۱۱۵ /۳) اذان حضرت بلال کی کون سی ہے۔

(جواب) (۱) یہ ترجیع ہے جو حنفیہ کے نزدیک اذان میں سنت نہیں ہے یہ ابو محذورہؓ کی حدیث میں وارد ہے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض تعلیم شہادتین کے اعادہ کا حکم فرمایا تھا اور حضرت بلالؓ کی اذان اور ملک نازل من السماء کی اذان میں ترجیع نہ تھی۔ اس پر حنفیہ کا عمل ہے۔(۲)

(۲) ایسا کہنا اذان میں ثابت نہیں ہے۔(۳)

(۳) حضرت بلالؓ کی اذان ایسے ہی تھی جیسے اب کہی جاتی ہے (۴) فقط

---

(۱) ویجیب وجوبها وقال الحلوانی ندبا والواجب الا جابة بالقدم من سمع الاذان ولو جنبا لا حائضا و نفسأ و سامع خطبة الخ بخلاف قران (درمختار) لانه لا یفوت ولعله لان تکرار القراء ة انما هو للا جر فلا یفوت بالا جابة بخلاف التعلم فعلی هذا لو یقرأ تعلیما او تعلما لایقطع (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر.

(۲) ولا ترجیع فانه مکروه (درمختار) الترجیع ان یخفف صوته بالشهادتین ثم یر جع فیرفعه بهما لا تفاق الروایات علی ان بلا لالم یکن یرجع وما قیل انه رجع لم یصح ولا نه لیس فی اذان الملک النازل بجمیع طرقه الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۹. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۶) ظفیر.

(۳) عبداللہ بن زید بن عبدربہ کی حدیث میں اور دوسری کسی حدیث میں صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ مذکور نہیں ہے۔ عبداللہ بن زید کی حدیث میں ہے تقول الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان محمدا رسول الله ،اشهد ان محمدا رسول الله الخ (فتح القدیر، باب الا ذان ج ۱ ص ۲۱۱) پھر شرح المہذب للشافعیہ میں صراحت ہے والزیادة فی الاذان مکروهة (البحر الرائق. باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۵) ظفیر.

(۴) اس میں ترجیع نہیں ہوتی تھی دیکھئے کتب حدیث ۱۲ ظفیر

اذان و اقامت کے درمیان میں درود پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۱۶/ ۱) اقامت و اذان میں مؤذن حضرت کے نام پر درود پڑھے یا بہتر کیا ہے۔

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مسنون ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۷/ ۲) اذان کی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعاء پڑھے۔ مسنون کیا ہے۔

قرآن و درود شریف پڑھتے ہوئے اذان سنے تو......:۔

(سوال ۱۱۸/ ۳) کلام مجید یا درود شریف پڑھتا ہو اور اذان ہونے لگے تو اذان کا جواب دے یا نہ دے اور پڑھتا رہے۔

(جواب) (۱) مؤذن کو درمیان اذان و اقامت حکم درود شریف پڑھنے کا نہیں ہے۔ اور ایسا ثابت نہیں۔ فقط۔

(۲) ہر طرح درست ہے۔ عمل بلا رفع یدین ہے۔(۱) فقط۔

(۳) درمختار اور شامی میں ہے کہ قران شریف کی تلاوت موقوف کر کے جواب اذان کا دے۔ پس درود شریف کا بھی یہی حکم ہے۔(۲) فقط۔

جمعہ کی اذان نصف النہار کے وقت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۹) جمعہ کی اذان نصف النہار میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اذان قبل الوقت درست نہیں ہے اسی لئے فقہاء اعادہ کا حکم فرماتے ہیں۔(۳) اور وقت جمعہ کا مثل ظہر کے بعد زوال کے شروع ہوتا ہے لہذا اذان جمعہ بعد زوال کے ہونی چاہئے قبل زوال درست نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ویدعو عند فراغه بالوسیلة لرسول الله صلی الله علیه وسلم (درمختار) ای بعد ان یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم لما رواه مسلم الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸) ظفیر.

(۲) لو کان فی المسجد حین سمعه لیس علیه الاجابة ولو کان خارجه اجاب الخ فیقطع قراءة القران لو کان یقرء بمنزله ویجیب لو اذان مسجده ولو بمسجد لا (درمختار) الظاهر ان المراد المسارعة للاجابة وعدم القعود لاجل القراءة لاخلال القعود بالسعی الواجب والا فلا مانع من القراءة ما شیا الا ان یراد یقطعها ندبا للاجابة باللسان ایضا الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸) ظفیر.

(۳) وهو سنة مؤکدة للفرائض الخمس فی وقتها الخ فیعاد اذان وقع بعضه قبله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۴) ظفیر.

(۴) وجمعة کظهر اصلا واستحبابا فی الزمانین لانها خلفه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۷) ظفیر.

فائتہ نمازوں کے لئے اذان گھر میں اور صحرا میں:۔

(سوال ۱۲۰) گھر میں اور صحرا میں فائتہ نمازوں کے لئے اذان واقامت کا کیا حکم ہے۔

(جواب) گھر میں یا صحرا میں فوائت نمازوں کے لئے اذان واقامت مسنون ہے۔ درمختار میں کہا کہ پہلی فائتہ کے لئے اذان مسنون ہے اور باقی کے لئے اختیار ہے۔ لیکن کہنا اذان کا نہ کہنے سے بہتر اور اقامت کل کے لئے مسنون ہے۔(۱) فقط۔

فجر کی قضاء کے لئے اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۲۱) اگر فجر کی نماز قضا ہوجائے اور اس کو پڑھتے وقت اذان کہی جاوے تو اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا مسنون ہے یا نہ۔

(جواب) نماز فجر اگر قضا ہوئی اور جماعت کے ساتھ اس کو ادا کرنا ہے تو اذان کہنا اس کے لئے سنت ہے اور اذان ویسے ہی ہونی چاہئے جس طرح صبح کی اذان ہے یعنی مع الصلوٰۃ خیر من النوم کے کما یفیدہ اطلاق قول القھستانی ویسن ان یوذن ویقیم لفائتۃ رافعاً صوتہ لو بجماعۃ او صحراء الخ درمختار .(۲) فقط۔

تکبیر سے پہلے بسم اللہ:۔

(سوال ۱۲۲) ایک شخص وقت شروع کرنے تکبیر جماعت کے پہلے بسم اللہ پڑھ کر تکبیر شروع کرتا ہے، دوسرا شخص کہتا ہے یہ ناجائز ہے۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے ہر ایک کام کے اول میں بسم اللہ کہنا بہتر اور افضل ہے۔

کیا اقامت وہی کہے جس نے اذان دی ہے:۔

(سوال ۱۲۳) کیا مؤذن ہی کو تکبیر پڑھنا چاہئے دوسرے کے لئے ممنوع ہے۔ اگر مؤذن ملازم مسجد ہو۔ اور اگر کوئی ملازم نہ ہو کبھی کوئی اذان کہتا ہو کبھی کوئی۔

(جواب) خواہ مؤذن تنخواہ دار اور معین ہو اور دائمی اذان کہتا ہو، یا ایسا نہ ہو گاہ گاہ اذان کہتا ہو۔ بہر حال علاوہ موذن کے دوسرے شخص کو تکبیر کہنا درست ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جس نے اذان کہی وہی تکبیر کہے یا دوسرے کو اجازت دے دے۔(۳) فقط۔

---

(۱)ویسن ان یو ذن ویقیم لفائتۃ را فعا صوتہ لو بجما عۃ او صحراء لا ببیتہ منفردا، وکذا یسنان لاالی الفوائت لا لفاسدۃ ویخیر فیہ للباقی لوفی مجلس وفعلہ اولی ویقیم للکل (درمختار) ای لا یخیر فی الا قامۃ للباقی بل یکرہ ترکھا (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ وج ۱ ص ۳۶۳.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۰)ظفیر.(۲)الدر المختار . علی ھامش ردا لمختار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۰.۲ ۱ ظفیر.(۳)اقام غیر من اذن بغیبۃ ای الموذن لا یکرہ مطلقا وان بحضورہ کرہ ان لحقہ وحشۃ کما کرہ مشیہ فی اقامۃ (درمختار) ان لحقہ وحشۃ ای بان لم یر ض بہ وھذا اختیار خواھر زادہ الخ وقال فی البحر ویدل علیہ اطلاق قول المجمع ولا نکرھھا من غیرہ الخ فلا باس بان یاتی بکل واحد رجل اخر ولکن الافضل ان یکون الموذن ھو المقیم ا ہ ای لحدیث من اذن فھویقم (ردا لمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۵)ظفیر.

اذان کا جواب اور دعاء:۔

(سوال ۱۲۴) وقت اذان حکم درحدیث ایجاب بود حالانکہ دریں زمان بعد ختم اذان کلمہ طیبہ می گویند چہ حکم شرعی است۔

(جواب) بوقت اذان سامعین را مستحب است کہ ہماں کلمات را کہ مؤذن میگوید سامعین ہم میگویند ودر حیعلتیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ گویند وبعد ختم اذان دعاء ماثورہ اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ الخ بگویند وظاہر است کہ اتباع ماثور اولیٰ واحب است۔(۱) فقط۔

بوقت اذان کانوں کے سوراخ میں انگلی ڈالنا سنت ہے:۔

(سوال ۱۲۵) اذان اکثر ہاتھ چھوڑ کر یا ایک ہاتھ کان پر رکھ کر جدھر کو چاہے منہ کر کے دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خلاف سنت ہے، مگر اذان ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

اذان جمعہ مسجد سے باہر دی جائے یا اندر:۔

(سوال ۱۲۶) اگر بیرون مسجد اذان جمعہ دی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد کے اندر اور مسجد کے باہر اذان دینا برابر زمانہ رسول اللہ ﷺ سے اب تک جاری ہے خطبہ کی اذان مسجد میں ہوتی ہے۔(۳) اور باقی نمازوں کی اذان مسجد سے باہر اور مسجد کے اندر جائز ہے، اور منارہ پر اذان کا ہونا فقہاء نے مشرع لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ منارہ خارج از مسجد ہوتا ہے۔ اس کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

تکبیر میں کلمات اذان کی تکرار:۔

(سوال ۱۲۷) عموماً ہم تکبیر کو دو دفعہ کہتے ہیں۔ کیا ایک دفعہ تکبیر کو کہنا جائز ہے اور قد قامت الصلوٰۃ دو دفعہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) عندالحنفیہ تکبیر مثل اذان کے یعنی اللہ اکبر اول چار دفعہ اور باقی کلمات دو دو دفعہ کہنا چاہئے اور قد قامت الصلوٰۃ بھی دو دفعہ کہنا چاہئے، ایک ایک دفعہ کہنا کلمات تکبیر کا مذہب حنفیہ کا نہیں ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویجیب وجوبا وقال الحلوانی ندبا والواجب الاجابة بالقدم من سمع الاذان الخ بان یقول بلسانه کمقالته الخ الا فی الحیعلتین فیجو قل وفی الصلوٰة خیر من النوم فیقول صدقت وبررت الخ ویدعو عند فراغه بالوسیلة لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (درمختار) وروی البخاری وغیره من قال حین یسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة اٰت محمد االوسیلة والفضیلة وابعثه مقاما محمودا الذی وعدته، حلت له شفاعتی یوم القیامة الخ (رد الحتار. باب الاذان ج ا ص ۳٦۷ وج ا ص ۳۷۰. ط.س. ج ا ص ۳۹٦) ظفیر.

(۲) ویجعل ندبا اصبعیه فی صماخ اذنیه فاذانه بدونه حسن وبه احسن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ص ۳٦۰. ط.س. ج ا ص ۳۸۸) ظفیر.

(۳) ویؤ ذنثانیاً بین یدیه ای الخطیب (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ص ۷۷۰ واذا جلس الامام علی المنبر اذن الموذنون بین یدیه الاذان الثانی للتوارث (غنیة المستملی ص ۵۲۰).

(۴) وینبغی ان یوذن علی المئذنة او خارج المسجد والا یوذن فی المسجد (عالمگیری مصری ج ا ص ۵۲. ط. ماجدیه ج ا ص ۵۵).

(۵) والاقامة مثل الاذان عندنا الخ ولنا ماروی ابو داؤد عن ابن ابی لیلیٰ عن معاذ الخ (غنیة المستملی ج ا ص ۳۵۹) ظفیر.

اللہ اکبر میں واو کا اضافہ غلط ہے:۔

(سوال ۱۲۸) اذان اور نماز میں اللہ اکبر کہنا چاہئے یا اللہ ہوا کبر۔

(جواب) اللہ اکبر پڑھنا چاہئے، اللہ کی ہاء کے آگے واو نہ بڑھانا چاہئے۔(۱) فقط۔

ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا:۔

(سوال ۱۲۹) ایک مؤذن دو مسجدوں میں اذان کہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ اچھا نہیں مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

اذان فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ:۔

(سوال ۱۳۰) فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کیوں زیادہ ہے۔

(جواب) فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم زیادہ ہونا حدیث سے ثابت ہے۔(۳) اور وہ وقت چونکہ غفلت اور نیند کا ہے اس وجہ سے یہ کلمات اس وقت کہنا مستحب ہیں کیونکہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نماز بہتر ہے (۴) سونے سے۔ فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی کے بعد دعاء:

(سوال ۱۳۱) اجابت اذان ثانی جمعہ وبعد او دعاء اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ الخ خواندن جائز است یا نہ۔

(جواب) صحیح این است کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ است وہمچنیں دعائے ماثورہ اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ الخ۔(۵) فقط۔

جاہل کی اذان:۔

(سوال ۱۳۲) جاہل آدمی کو اذان دینا جس کی زبان سے الفاظ مثل پڑھے ہونے کے نہ نکلتے ہوں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص اذان صحیح نہ کہہ سکے وہ اذان نہ کہے اذان ایسے شخص سے کہلوانی چاہئے جو کلمات اذان کو صحیح کہے خواہ پڑھا ہوا ہو یا نہ ہو۔(۶) فقط۔

---

(۱) اذا ارادالشروع فی الصلوٰۃ کبر لو قادر اللا فتتاح ای قال وجوبا اللّٰہ اکبر الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی تالیف الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۴۷). ط.س. ج ۱ ص ۳۷۹ ظفیر. (۲) یکرہ لہ ان یوذن فی مسجدین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذن ج ۱ ص ۳۷۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر. (۳) عن ابی محذورۃ قال قلت یا رسول اللّٰہ علمنی سنۃ الا ذان قال فمسح مقدم راسہ قال تقول اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر الخ فان کان صلوٰۃ الصبح قلت الصلوٰۃ خیر من النوم الخ رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ باب الا ذان ص ۶۳) ظفیر. (۴) ویقول ند با بعد فلاح اذان الفجر " الصلوٰۃ خیر من النوم" مرتین لانہ وقت نوم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰). ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸ ظفیر. (۵) وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الا ذان بین یدی الخطیب (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب الا ذان ص ۳۷۱) واجابۃ الاذان حینئذ مکروھۃ (ردالمحتارباب الجمعہ ج ۱ ص ۷۶۹. ط.س. ج ۳ ص ۱۶۱) ظفیر. (۶) وانما یستحق ثواب الموذنین اذا کان عالما بالسنۃ والا وقات ولو غیر محتسب (درمختار) ای سنۃ الاذان (ردالمحتارباب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴). ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲ القولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لیؤ ذن لکم خیار کم رواہ ابو داؤد الخ وید خل فی الخیاران لا یلحن فی الاذان لا نہ لا یحل لا فی الا ذان ولا فی القراء ۃ وتحسین الصوت مطلوب لا تلازم بینھما الخ وظھر من ھذا ان التلحین اخراج الحرف عما یجوزلہ فی الا داء الخ (غنیۃ المستملی فصل فی السنن ص ۳۲۰) ظفیر.

اذان مسجد کے اندر ہو یا باہر:۔

(سوال ۱۳۳) اذان مسجد کے فرش سے باہر ہونی چاہئے یا فرش مسجد پر۔ اکثر اشخاص یہ کہتے ہیں کہ مسجد سے باہر اذان نہ دینا چاہئے۔ فرش پر اذان کہنا چاہئے۔ مسجد سے باہر اذان کہنا منع ہے اور اس کے ثبوت میں خطبہ سے قبل جو اذان پڑھی جاتی ہے پیش کرتا ہے۔ یہ اذان مسجد میں کیوں ہوتی ہے اس میں اور پنجگانہ اذان میں کیا فرق ہے اور وہ مسجد کے اندر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اور اگر مسجد سے باہر کوئی اونچی جگہ بنادی جائے اس پر اذان کہی جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) سوائے خطبہ کی اذان کے باقی پنجگانہ نمازوں کے لئے اذان کسی بلند جگہ پر کہنا افضل ہے اور مسجد سے خارج بہتر ہے اگر چہ مسجد میں بھی جائز ہے چنانچہ خطبہ جمعہ کی اذان مسجد میں پیش منبر ہونا اس کی دلیل کافی ہے۔ اور بلند جگہ پر ہونا اذان کا اس لئے مشروع ہے۔ کہ آواز دور تک پہنچ جاوے۔ اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں اذان پنجگانہ خارج عن المسجد ہوتی تھی اور وجہ یہی تھی کہ بلند جگہ پر کہنے کی وجہ سے بعض مکانات متصل مسجد کی چھت پر اذان ہوتی تھی پس اس زمانہ خیر الازمنہ کے اس فعل سے خارج عن المسجد اذان پنجگانہ کا ہونا افضل معلوم ہوا۔(۱) لیکن ممانعت مسجد میں اذان کہنے سے بھی نہیں ہے اور کوئی وجہ بھی ممانعت کی نہیں ہے کہ مسجد ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہے اور اذان بھی ذکر اللہ ہے قال اللہ تعالیٰ **ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ**.(۲) الآیۃ۔ فقط۔

کلمات اقامت کا جواب:۔

(سوال ۱۳۴) اقامت میں کلمات مؤذن کا جواب دینا مثل اذان کے مستحب ہے یا مؤکدہ۔ لیکن جب کہ امام کو قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھنے کا حکم ہے تو مقتدی بقیہ کلمات مؤذن کا جواب دے کر شریک جماعت ہوں یا کیا۔

(جواب) مستحب ہے۔(۳) اور اس مستحب کے اداء کرنے کے لئے علامہ شامی نے یہ فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ امام بعد ختم اقامت تکبیر تحریمہ کہے۔(۴) فقط۔

اذان کے بعد مسجد کی طرف چلنا ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۳۵) سنا ہے کہ اذان ہونے پر جو شخص مسجد میں نہ جاوے تو گنہگار ہے۔ اگر دوسرے شخص کے تاکید کرنے سے بھی وہ نماز کو نہ جاوے تو کافر ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں شک نہیں ہے کہ جو شخص اذان سن کر مسجد میں نہ جاوے اور با جماعت نماز ادا نہ کرے وہ بھی گنہگار

....

(۱) وینبغی ان یو ذن علی المئذنة او خارج المسجد الخ والسنة ان یوذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانه ویر فع صوته ولا یجهد نفسه (عالمگیری مصری باب الاذان ج ۱ ص ۵۲ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۵). ظفیر

(۲) سورۃ البقرہ رکوع ۱۴ . عالمگیری میں ہے "ولا یوذن فی المسجد" اس کا منشا یہ ہے کہ اولیٰ کے خلاف ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جائز نہیں ۱۲ ظفیر۔ (۳) ویجیب الاقامة ندبا اجماعا کالاذان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر.

(۴) وشروع الامام فی الصلوٰة مذ قیل قد قامت الصلوٰة ولو اخر حتی اتمها لا باس به اجماعا الخ واعدل المذاهب الخ وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الاصح (درمختار) لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الامام (ردالمحتار باب صفة الصلاة آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷ .ط.س. ج ۱ ص ۷۹) ظفیر.

ہے۔(۱) اوراگر بالکل ہی تارک نماز ہے کہ نہ مسجد میں نماز پڑھنے کو جاتا ہے اور نہ اپنے گھر پر نماز ادا کرتا ہے تو وہ اشد درجہ کا فاسق وعاصی ہے اور بعض ائمہ اس کو کافر کہتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر. (۲) یعنی جس نے قصداً نماز ترک کی وہ کافر ہوگیا یعنی قریب کفر کے ہوگیا اور انکار کرنا فرضیت نماز کا باتفاق کفر ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منه . فقط۔

اقامت پہلی صف سے ضروری نہیں:۔

(سوال ۱۳۶) موذن اقامت اول صف میں پڑھے یا جس صف میں چاہے۔ مستحب کیا ہے۔

(جواب) جس صف میں ہو اسی میں اقامت پڑھ سکتا ہے اس میں کچھ قید نہیں ہے اور صف اول میں ہونا ضروری نہیں ہے۔(۳) فقط۔

اذان بلا وضو جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۳۷) امام مسجد بلا وضو اذان کہے یا اذان کہہ کر حقہ پینے یا پیشاب پاخانہ کو چلا جائے، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ ہے کہ اذان بے وضو مکروہ نہیں ہے۔ یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار. ویکرہ اذان جنب واقامته واقامة محدث لا اذانه علی المذھب الخ. (۴) لیکن شامی میں منقول ہے کہ اذان باوضو کہنا مسنون ہے شامی میں ہے ثم اعلم انه ذکر فی الحاوی القدسی من سنن المؤذن کونه رجلاً عاقلاً صالحاً عالماً بالسنن والاوقات مواظباً علیه محتسباً ثقة مطھراً مستقبلاً الخ(۵) اس سے معلوم ہوا کہ باوضو اذان کہنا سنت اور مستحب ہے۔ پس عادت کر لینا ہمیشہ بے وضو اذان کہنے کی برا ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ باقی اگر اذان باوضو کہہ کر پھر ضرورت پیشاب پاخانہ کی ہو تو رفع حاجت کرنا ضروری ہے۔ اور حقہ پینا اصل سے اچھا نہیں ہے اس سے بھی احتراز اولیٰ ہے۔ فقط۔ (اگر حقہ پئے تو مسجد میں آنے سے پہلے منہ اچھی طرح صاف کر لے تا کہ اس کی بدبو سے کسی کو اذیت نہ ہو، ظفیر)

بعد اذان امام او مقتدیوں کو بلانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۳۸) موذن کو بعد اذان کے امام یا دیگر نمازیوں کو بلانا درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) الجماعة سنة موکدة لقوله علیه السلام الجماعة من سنن الھدی لا یتخلف عنھا الا منافق (ھدایه باب الا مامة ج ۱ ص ۱۰۹) ظفیر.

(۲) اس وقت ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہ مل سکی۔ مشکوٰۃ میں الفاظ یہ ہیں لا تترک صلوٰۃ مکتوبة متعمد افمن ترکھا فقد برأت منه الذمة الخ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ فصل ثالث ص ۵۹) ظفیر.

(۳) ویقیم علی الارض ھکذا فی القنیة وفی المسجد ھکذا فی البحر الرائق (عالمگیری کشوری باب الا ذان فصل ثانی ج ۱ ص ۵۴. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۶) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴. ط. س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۵ . ط. س. ج ۱ ص ۳۹۳. ۱۲ ظفیر.

(جواب) یہ اچھا نہیں ہے۔ الابضرورت کبھی ایسا ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

سہارا لے کر اذان اور بیٹھ کر اقامت مکروہ ہے:۔

(سوال ۱۳۹) کسے کہ طاقت در بدن نمید ارد اذان تکیہ دادہ میدہد و تکبیر نشستہ میگوید تکبیر او مکروہ است یا نہ۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکرہ اذان جنب واقامتہ واقامۃ محدثٍ لا اذانہ واذان امرأۃ وخنثی وفاسق (الی) وقاعد الا اذن لنفسہ وراکب الا للمسافر الخ.(۲) اور یہ بھی درمختار میں ہے والا قامۃ کالا ذان الخ.(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اذان بیٹھ کر مکروہ ہے اقامت بھی بلا عذر بیٹھ کر مکروہ ہے اور بوجہ ضعف کے اذان تکیہ دیوار وغیرہ کا لگا کر کہنا کھڑے ہو کر بلا کراہت کے درست ہے۔ فقط۔

جماعت کے لئے نقارہ بجانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۰) محلّہ شیش گران میں صرف ایک مسجد ہے اور محلّہ وسیع ہے۔ اذان کی آواز بھی سب جگہ نہیں جاتی۔ باشندگان محلّہ سب نمازی ہیں، جو کاری گر لوگ ہیں سب نمازوں کے وقت ان کے کام کے ہیں اور کام پر سے اٹھنا اس کے حرج ونقصان کا باعث ہوتا ہے اس لئے وہ جماعت کی پابندی نہیں کر سکتے۔ نظر برآں یہ ترکیب کی گئی تھی کہ اذان وقت پر ہوتی تھی اور جماعت کی تیاری پر نقارہ کے ذریعہ سے جو خارج مسجد رکھا ہوا ہے کاریگروں کو اطلاع کر دی جاتی تھی اور سب کاریگر آجاتے تھے، اس میں ان کو جماعت کا انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا اور جم غفیر کے ساتھ جماعت ہو جاتی تھی۔ اب بعض حضرات نے نقارہ کی ممانعت کی اور جماعت ٹوٹ گئی جس کو توفیق ہوتی ہے فرداً فرداً نماز پڑھ لیتا ہے ورنہ کچھ ضروری نہیں سمجھتا۔ ایسی صورت میں نقارہ کے اعلان کو جو خارج از مسجد ہے کیسا سمجھا جاتا ہے اور اس کی بابت کیا حکم ہے اور کون ذریعہ اطلاع کا مستحسن ہے۔

(جواب) اعلام بعد الاذان جس کو تثویب کہتے ہیں۔ علماء متقدمین نے اس کو مکروہ اور بدعت کہا ہے اور علماء متاخرین نے بوجہ تساہل کے اس کو جائز رکھا ہے۔ پس بر بنائے مذہب متاخرین اگر اعلام کے واسطے کوئی صورت جماعت کے انتظام کی نہ ہو تو نقارہ کے ساتھ اعلام جائز ہے۔ کما فی الدر المختار والشامی ویثوب بین الا ذان والاقامۃ فی الکل للکل بما تعارفوہ (درمختار کتنحنح اوقامت اوقامت او الصلوٰۃ الصلوٰۃ ولو احد ثوا اعلاما مخالفاً لذلک جاز .(۴) (شامی) فقط (اور جب کہ اذان کی آواز پہنچ جاتی ہو تو بلا ضرورت نقارہ بجانے سے بچنا چاہئے، اس وجہ سے کہ ابتدائے امر اذان میں اس طرح کی تمام صورتیں رد کر دی گئی تھیں۔ ظفیر)

---

(۱) وکرہ فی سائر الصلوٰۃ ومعناہ العود الی الا علام وھو علی حسب ماتعارفوہ ھذا تثویب احدثہ علماء الکوفۃ بعد عھد الصحابۃ لتغیر احوال الناس الخ والمتاخرون استحسنوا فی الصلوٰت کلھا لظھور التوانی فی الا مور الدینیۃ وقال ابو یوسف لا اری باسا ان یقول الموذن للا میر فی الصلوٰت کلھا السلام علیک ایھا الا میر الخ واستبعدہ محمد رحمۃ اللہ علیہ لان الناس سواسیۃ فی امر الجماعۃ الخ (ھدایہ باب الاذان ج ۱ ص ۸۴) ظفیر۔(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴.ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲.۱۲. (۳) ایضاً ج ۱ ص ۳۶۰.ط.س.ج ۱ ص ۳۸۸. ۱۲ ظفیر.
(۴) دیکھئے ردالمحتار للشامی باب الاذن ج ۱ ص ۳۶۲.ط.س.ج ۱ ص ۳۸۹.۱۲ ظفیر.

اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۱) در اقامت لفظ قد قامت الصلوٰۃ را بلند کردن چہ حکم دارد۔

(جواب) حرجے دراں نیست۔(۱) فقط۔

جیل میں اذان دی جائے یا نہیں:۔

(سوال ۱۴۲) جیل میں نماز با جماعت پڑھی جاتی ہے وہاں اذان کہنا چاہئے یا نہیں یا صرف تکبیر پر اکتفا کیا جائے۔

(جواب) اگر وہاں اذان کی روک ٹوک اور ممانعت نہ ہو تو اذان کہنا اچھا ہے اور ثواب ہے(۲)۔ اور اگر نہ کہیں اور صرف اقامت پر اکتفا کریں تو یہ بھی بلا کراہت درست ہے۔ درمختار میں ہے **بخلاف مصل ولو بجماعة فی بیته بمصر او قریة لهامسجد فلا یکره ترکهما اذان الحی یکفیه** . اور شامی میں ہے **قوله فی بیته. ای فیما یتعلق بالبلد من الدار والکرم وغیرهما الخ**.(۳) فقط۔

مسجد کے اندر رہتے ہوئے جواب دینا ضروری نہیں:۔

(سوال ۱۴۳) زید مغرب کی اذان سے پیشتر مسجد میں بیٹھا ہوا چند آدمیوں سے کوئی مسئلہ بیان کر رہا تھا کہ اذان مغرب شروع ہوگئی مگر زید نے اپنی تقریر کو بند نہیں کیا، نہ اذان سنی اور نہ جواب دیا۔ وہ کہتا ہے کہ علم دین سکھانے والے پر جواب اذان واجب نہیں اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) جو شخص مسجد میں بوقت اذان موجود ہو تو اس کو اجابت باللسان کرنا مستحب ہے۔ پس اگر کسی مسئلہ کے بیان کی وجہ سے وہ خاموش نہ ہوا اور اذان کا جواب نہ دیا تو گنہگار نہیں ہوا۔ البتہ بہتر یہ تھا کہ خاموش ہو کر اذان کا جواب دیتا، لیکن ترک مستحب پر طعن نہیں ہو سکتا اور بعض فقہاء اگرچہ وجوب اجابت باللسان کے بھی قائل ہیں مگر صحیح و راجح عدم وجوب ہے۔(۴) فقط۔

اذان سے پہلے الصلوٰۃ والسلام کی رسم درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۴۴) اذان کے قبل **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** وغیرہ جس کو صلوٰۃ کہتے ہیں اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں ہوتی ہے یہ درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) والا قامة مثل الاذان الانه یزید فیها بعد الفلاح قد قامت الصلوٰة مرتین هکذا فعل الملک النازل من السماء وهو المشهور (هدایه باب الا ذان ج ۱ ص ۸۳) ظفیر.

(۲) قوله ولو بجماعة وعن ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه لو اکتفو اباذان الناس اجزاء هم وقد اساؤا (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) اس سے معلوم ہوا کہ اچھا یہی ہے کہ اذان دی جائے ۱۲ ظفیر.

(۳) دیکھئے ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵. ۱۲ ظفیر.

(۴) ویجیب وجو با وقال الحلوانی ند با من سمع الا ذان (در مختار) ای قال الحلوانی ان الا جابة باللسان مندوبة والواجبة هی الا جابة بالقدم (ردالمحتار باب الإ ذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۶) ظفیر.

(۵) اس لئے کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے لہذا اس سے بچنا چاہئے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

اذان میں شہادتین پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۵) اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھوں کو بوسہ دینا کیسا ہے۔ جو شخص اس سے منع کرے اس کی اقتداء نماز میں جائز ہے یا نہیں اور جو انگوٹھوں کو بوسہ نہ دے وہ گنہگار ہے یا نہ۔ اگر بوسہ دینا مستحب یا سنت ہے تو اس کی دلیل کیا ہے۔

(جواب) استحباب تقبیل ابہامین کی دلیل شامی کی یہ عبارت ہے یستحب ان یقال عند سماع الا ولیٰ من الشهادتين صلى الله عليك يا رسول الله وعند الثانية منها قرت عيني بك يارسول الله ثم يقول اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفرى الا بها مين على العينين فانه عليه السلام يكون قاعداً له فى الجنة كذا فى كنز العباد وقهستانى ونحوه فى الفتاوى الصوفية وفى كتاب الفردوس من قبل ظفرى ابها ميه عند سماع اشهد ان محمداً رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الا ذان انا قاعده ومد خله فى صفوف الجنة وتمامه فى حواشى البحر للرملى عن المقاصد الحسنة للسخاوى . وذكر ذلك الجراحى واطال ثم قال ولم يصح فى المر فوع من كل هذا شئى الخ . شامی(۱) ج۱ص ۲۶۷۔ باب الاذان۔ آخر عبارت شامی سے یہ بھی واضح ہوا کہ کوئی مرفوع حدیث صحیح اس بارہ میں نہیں ہے۔ غایت یہ کہ ضعیف حدیث پر بھی فضائل اعمال میں عمل کرنا درست ہے مگر اس کی شرط یہ ہے کہ اس فعل کو مسنون نہ سمجھے۔ کذا فی الدر المختار۔ پس چونکہ بعض عوام کو اس میں غلو ہو گیا اور اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور ترک پر طعن وملامت کرتے ہیں اس لئے ترک اس کا علماء محققین احوط سمجھتے ہیں۔ اور وہ شخص گناہ گار نہیں۔ اقتداء اس کی درست ہے۔ فقط۔

اذان میں سینہ پھیرنے کی ممانعت:۔

(سوال ۱۴۶) ایک شخص اذان میں اپنے سینہ کو دائیں بائیں پھیرتا تھا۔ میں نے اس کو منع کیا کہ اس طرح سینہ پھیرنا منع ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) یہ صحیح ہے کہ اذان میں حیعلتین میں صرف منہ کو دائیں بائیں متوجہ کیا جاوے سینہ قبلہ کی طرف رہے۔(۲) فقط۔

اذان کا ضد کی وجہ سے نہ دینا:۔

(سوال ۱۴۷) ایک مسجد میں دو امام ہیں اور دونوں حقیقی بھائی ہیں آپس میں نزاع رہتا ہے اس لئے مسجد میں اذان نہیں کہتے اس خیال سے کہ شاید دوسرے نے اذان کہہ دی ہو اور جو امام آتا ہے جماعت کرا دیتا ہے ایسی صورت میں شرعاً نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے مگر ترک سنت اذان کا گناہ ان کے ذمہ رہتا ہے۔ قال فی الدر المختار

---

(۱) ردالمختار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۰.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۸.۱۲ ظفیر.

(۲) ويستقبل بهما (اى الاذان والا قامة) القبلة ولو ترك الا ستقبال جازو يكره كذا فى الهداية واذا انتهى الى الصلوٰة والفلاح حوّل وجهه يمينا وشمالا وقد ماه مكا نهما (عالمگیری کشوری باب الا ذان ج ۱ ص ۵۴.ط.ماجدیه ج ۱ ص ۵۶) ظفیر.

وھو سنة للرجال فی مکان عال موکدۃ ھی کا لواجب فی لحوق الاثم (۱) فقط۔

چلتے ہوئے تکبیر شروع کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۸) اگر مؤذن تکبیر کو چلتے ہوئے شروع کردے اور اپنی جگہ پر پہنچ کر پوری کرے تو یہ خلاف سنت ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خلاف اولیٰ وخلاف سنت ہے الا ان یکون احیاناً عن ضرورۃ قال فی الدر المختار ویستقبل غیر الراکب القبلة بھما ویکرہ ترکہ تنزیھاً (۲) الخ ظاہر ہے کہ چلتے ہوئے کبھی استقبال قبلہ بھی ترک ہوجاتا ہے (قولہ غیر الراکب) عبارۃ الا مداد الا ان یکون راکباً مسافراً لضرورۃ السیر الخ .شامی. (۳)

شیعہ کی اذان میں اضافہ اور اس کی حیثیت:۔

(سوال ۱۴۹) شیعہ اپنی مساجد وغیرہ مقامات پر بوقت اذان بآواز بلند کلمہ اشھدان امیر المومنین وامام المتقین علیاً ولی اللہ ووصی رسول اللہ یا حجۃ اللہ ادا کرتے ہیں کیا اہل سنت وجماعت کو ایسے کلمات سننا جائز ہے۔

(جواب) روافض کا اذان میں یہ کلمہ بڑھانا خلاف ہے احادیث صحیحہ کے جواز ان کے بارہ میں مروی ہیں۔ (۴) لہذا بدعت اور ممنوع ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ لفظ خلیفہ رسول اللہ بلافصل بھی بڑھا دیویں جیسا کہ بعض جگہ ایسا ہوا ہے تو یہ اور بھی زیادہ برا ہے کیونکہ یہ کذب اور افترا ہے کیونکہ درحقیقت خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ ہیں ان کے بعد حضرت علیؓ ہیں۔ پس ترتیب خلافت اس طریق سے ہے۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنا حرام ہے اور بدعت ہے۔ (۵) الغرض اذان میں وہ کلمات بڑھانا جو سوال میں منقول ہیں اہل سنت وجماعت کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ یہ روافض خذلھم اللہ تعالیٰ کی بدعات ومخترعات میں سے ہے۔ حنفیہ وشافعیہ وغیرہما اس کی اجازت نہیں دیتے۔ فقط۔

ننگے سر اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱/۱۵۰) مؤذن کو ننگے سر اذان دینی جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۶ .ط.س. ج ۱ ص ۳۹۴. ۱۲ ظفیر.

(۲و۳) ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹ اس کے بعد مذکور ہے لان بلا لا اذن وھو راکب ثم نزل واقام علی الارض (ایضاً) ۱۲ ظفیر.

(۴) تفصیل کے لئے دیکھئے مشکوۃ باب الاذان ص ۶۳. ۱۲ ظفیر.

(۵) وافضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الخ ابو بکر الصدیق الخ ثم عمر بن الخطاب الخ ثم عثمان الخ ثم علی بن ابی طالب الخ (شرح فقه اکبر ص ۷۴) ظفیر.

کھلے سر نماز درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲/۱۵۱) ننگے سر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ایسا کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے۔

کیا برہنہ سر اذان ونماز روافض کا طریقہ ہے :۔

(سوال ۳/۱۵۲) برہنہ سر نماز پڑھنا یا اذان دینا روافض کا مشرب ہے یا نہیں۔

(جواب) فقہاء نے ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔اذان میں اس کی تصریح نہیں فرمائی۔اور نماز میں بھی یہ تفصیل کی ہے کہ سستی سے سر ننگا کرنا مکروہ ہے اور اگر تذلل اور انکسار اور خشوع وخضوع کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھے تو کراہت نہیں۔(۱) لیکن اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ ننگے سر اذان نہ کہے اور اگر کسی جگہ یہ روافض کا شعار ہو تو پھر ضرور ان کی مخالفت کرے اور ننگے سر اذان نہ کہے تا کہ ان کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔درمختار میں ہے وصلوته حاسراً ای کاشفاً راسه للتكاسل ولا باس به للتذلل الخ ولو سقطت قلنسوة فاعادتها افضل الخ درمختار .(۲) فقط۔

نماز کے باطل ہونے کی صورت میں اعادۂ نماز کے وقت تکبیر کہی جاوے یا نہیں :۔

(سوال ۱۵۳) امام نے بجائے چار رکعت عصر کے سہواً پانچ رکعت ادا کی، کسی نے متنبہ نہیں کیا اب امام اور مقتدی درود وظائف سے فارغ ہو کر دعاء مانگنے کو تیار تھے کہ تعداد رکعات کی بحث شروع ہوئی نماز کا اعادہ کیا گیا اور دوبارہ تکبیر کہی گئی۔ یہ جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر دوبارہ کہہ دی جاوے اس وجہ سے کہ فصل طویل ہو گیا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔کتب فقہ میں تو یہ لکھا ہے صلی السنة بعد الا قامة او حضر الا مام بعد ها لا يعيد ها بزازيه وينبغى ان اطال الفصل او وجد ما يعد قاطعاً كا كل ان تعاد الخ درمختار .(۳) فقط۔

بعد اذان ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۵۴) بعد اذان رفع یدین کر کے مناجات کرنا ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) خصوصیت کے ساتھ اس موقع پر رفع یدین ثابت نہیں ہے۔اگر چہ عموماً دعاء میں رفع یدین کا مستحب ہونا اس کے استحباب کو بھی مقتضی ہے مگر معمول نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) وکره كفه الخ وصلاته حاسرا ای کا شفاراسه للتكا سل ولا باس به للتذلل واما للا هانة بها فكفر (درمختار) قوله ولا باس للتذلل قال فی شرح المنية فيه اشارة الى ان الا ولى ان لا يفعله وان يتذلل ويخشع بقلبه فانهما من افعال القلب ا ه وتعقبه فی الا مداد الخ (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة و ما يكره فيها ج ا ص ۵۹۹ .ط.س. ج ا ص ۶۴۰ ...... ۶۴۱) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ايضاً ج ا ص ۵۹۹ وج ا ص ۶۰۰ .ط.س. ج ا ص ۶۴۱ . ۱۲ ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا ذان تحت الفروع ج ا ص ۳۷۱ .ط.س. ج ا ص ۴۰۰ . ۱۲ ظفير.

(۴) عن عكرمة عن ابن عباس قال المسئلة ان ترفع يديک حذو منكبيک او نحوها رواه ابو داؤد (مشكوٰة . كتاب الدعوات (ص ۱۹۶) ظفير.

کلمات اذان کے جواب کی دلیل کیا ہے:۔

(سوال ۱۵۵) تمام کلمات اذان کا جواب بعینہ انہیں کلمات کے ساتھ دینے کا حکم ہے سوائے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے ان کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور ''صدقت و بررت'' کہا جاتا ہے اس کی دلیل عقلی کیا ہے۔

(جواب) اس کی دلیل نقلی کافی ہے۔(۱) فقط۔(عقلی دلیل یہ ہے کہ انسان اعتراف کرتا ہے کہ عبادات اور دوسری نیکیوں کی بجا آوری رب العزب کی توفیق پر ہے پھر بلانے والے کے جواب میں صرف خود بلانا کوئی عقل سے لگتی بات نہیں۔ظفیر)

اقامت واذان صرف فرائض کے لئے ہے:۔

(سوال ۱۵۶) تکبیر فقط فرض سے پہلے کہی جاتی ہے یا سنت سے پہلے بھی۔

(جواب) اذان اور تکبیر فرائض کے لئے ہے سنتوں کے لئے نہیں۔ ھٰکذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

تکبیر کب شروع کی جائے:۔

(سوال ۱۵۷) بروقت جماعت قبل کھڑے ہونے امام کے مصلے پر تکبیر شروع کی جاوے یا بوقت عدم موجودگی پر۔کیا رسول اللہ ﷺ حجرہ میں سے تکبیر سن کر تشریف لاتے تھے اور یہی معمول تھا یا کبھی کبھی ایسا ہوا ہے۔

(جواب) یہ ضروری نہیں کہ جب امام مصلے پر کھڑا ہو تب تکبیر شروع کی جائے بلکہ امام جب کہ مسجد میں موجود ہے تکبیر کہنا درست ہے۔امام تکبیر سن کر خود مصلے پر آ جائے گا جیسا در مختار میں اس عبارت سے ظاہر ہے **ویقوم الا مام والموتم حین حی علی الفلاح اذاکان الا مام یقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیه الامام علی الا ظھرا لخ.** (۳) فقط۔

---

(۱) حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں ان الفاظ کو بھی دہرانا چاہئے اور لاحول الخ بھی پڑھنا چاہئے کیونکہ دونوں طرح کی روایت موجود ہے واختار فی الفتح الجمع بینھما عملاً بالا حادیث (ردالمحتار. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۷) اور لاحول پڑھنے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ مؤذن جب نماز اور فلاح کی طرف بلاتا ہے تو سننے والا جواب میں کہتا ہے کہ یہ عظیم الشان ذمہ داری ہے اور اس کی بجا آوری ایک اہم کام ہے کیونکہ یہ وہ امانت ہے جو زمین وآسمان پر پیش کی گئی تو وہ بھی تھرا اٹھے اور قبول سے گریز کیا فابین ان یحملنھا واشفقن منھا (القران) تو پھر ہم جیسے ضعیف وناتواں کا کیا پوچھنا۔سوائے اس کے کہ خود رب العالمین کی توفیق رفیق راہ ہو اور دستگیری فرمائے اس لئے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا مفہوم یہ ہے کہ گناہ وناگواری سے خلاصی اور طاعت اللہ کی بجا آوری سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہو سکتی ہے۔واللہ اعلم اور ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کے جواب میں ''صدقت و بررت'' کہہ کر موذن کی تصدیق وتائید کی جاتی ہے اور اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے اس لئے کہ یہ موقع اسی کا ہے۔ان الفاظ میں نہ خدا کی بڑائی ہے اور نہ شہادتین اس لئے دہرانا مفید نہیں۔واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(۲) والا قامة کالا ذان فیما مر (درمختار) واراد بما مرا حکام الا ذان العشرة المذکورة فی المتن وھی انه سنة للفرائض الخ (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر.

(۳) الدر المختار. علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ آداب الصلاۃ ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۸. ۱۲ ظفیر.

مقتدی وامام کب کھڑا ہو:۔

(سوال ۱۵۸) تکبیر کے وقت مقتدیوں کو اور امام کو کس وقت کھڑا ہونا چاہئے۔ ایک مولوی صاحب نے حی علی الفلاح کے وقت مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے۔

(جواب) نماز کے آداب میں سے فقہاءؒ نے یہ لکھا ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت سب کھڑے ہوجاویں لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہوجاویں تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے کیونکہ ترک استحباب اور ترک ادب پر کچھ طعن نہیں ہوسکتا۔ البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر امام آگے کی طرف سے یعنی سامنے سے آوے تو جس وقت امام پر نظر پڑے مقتدی کھڑے ہوجاویں۔ بہر حال اس میں ہر طرح وسعت ہے۔ مگر اتباع تصریحات فقہاء کا اولیٰ وافضل ہے۔ (۱) فقط۔

امام کا قد قامت الصلوٰۃ پر ہاتھ باندھنا:۔

(سوال ۱۵۹) اگر کوئی امام تکبیر پوری نہ ہونے دے ہمیشہ قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھ لے تو کیسا ہے۔

(جواب) بہتر یہ ہے کہ تکبیر ختم ہونے پر امام نیت باندھے اور اگر قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھے تو یہ بھی جائز ہے اور متون کتب فقہ میں ایسا ہی لکھتے ہیں مگر اولیٰ اول ہے۔ (۲) فقط۔

زنخے کی اذان واقامت کیسی ہے:۔

(سوال ۱۶۰) ایک شخص زنخا ہے نہ مرد ہے نہ عورت ہے اور وہ اذان وتکبیر کہتا ہے کیا اس کی اذان وتکبیر از روئے شرع درست ہے۔

(جواب) اگر وہ خنثیٰ مشکل نہیں ہے اور مرد کی علامت اس کی موجود ہے تو اذان وتکبیر کہنا اور مردوں کی صف میں کھڑا ہونا اس کا جائز ہے۔ (۳)

گھر کے اندر اذان وجماعت:۔

(سوال ۱/۱۶۱) زید کے مکان سے ملحق ایک مسجد ہے جو اس وقت شیعوں کے قبضہ میں ہے وہ اپنے طریقہ پر اذان کہتے اور نماز پڑھتے ہیں ایسی حالت میں اگر زید اپنے گھر میں اذان کہہ کر نماز باجماعت ادا کرے تو کیا حکم ہے۔ اندر

---

(۱) والقیام لامام و مؤتم حین قیل حی علی الفلاح خلا فالزفرفعنده عند حی علی الصلوٰة ان کان الا مام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتهی الیه الامام علی الا ظهروان دخل من قدام قاموا حین یقع بصر هم علیه الا اذا قام الا مام بنفسه فی مسجد فلا یقفوا حتی یتم اقامته وان خارجه قام کل صف ینتهی الیه (الدر المختار علی هامش رد المحتارآداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

(۲) وشروع الا مام فی الصلوٰة مذ قیل قد قامت الصلوٰة لو اخر حتی اتمها لا باس به اجماعا وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب کما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الا صح (درمختار) لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤ ذن واعانة له علی الشروع مع الا مام (ردالمحتارباب صفة الصلاة فصل آداب الصلاة ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۷۹) ظفیر.

(۳) ویکره اذان جنب الخ واذان امرأة وخنثی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر.

مکان کے اذان کہنا کیسا ہے۔

گھر میں جماعت کرنے سے مسجد کی جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں:۔

(سوال ۲/۱۶۲) اس صورت میں مسجد کا ثواب ہوسکتا ہے یا نہیں۔

اگر گھر میں اذان بچوں کو عادی بنانے کے لئے دی جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۳/۱۶۳) محض ضلالت کے سد باب کے لئے گھر میں اذان کہی جاتی ہے تا کہ لڑکے اپنی اذان اور نماز کو نہ بھول جائیں۔

(جواب) (۱) مکان میں اذان کہنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے جیسا کہ وراد ہوا ہے کہ محلّہ کی مسجد کی اذان کافی ہے البتہ تکبیر کہہ کر جماعت کر لی جاوے لیکن بحالت موجودہ بوجہ صحیح نہ ہونے اذان مسجد محلّہ کے اور نیز بغرض تعلیم اطفال درست ہے۔(۱)

(۲) مسجد کا ثواب نہ ہوگا لیکن جماعت کا ثواب ملے گا۔(۲)

(۳) یہ وجہ معقول ہے اس حالت میں گھر میں اذان کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط۔

شیعوں کی اذان کافی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۶۴) ایک مسجد کو اہل شیعہ نے صرف اپنے لئے بنا کیا اور بعد میں حنفیہ کو بھی اس مسجد میں نماز جماعت سے پڑھنے کی اجازت دے دی مگر شیعہ نے ایک شرط یہ کی کہ اذان صرف ایک ہوگی اگر تمہاری اذان پہلے ہوگئی تو ہم اپنی اذان نہیں کہیں گے۔ اگر ہماری اذان پہلے تو پھر تمہاری اذان نہیں ہوگی اسی اذان سے نماز پڑھنی ہوگی تو شیعہ کی اذان سے حنفیہ اپنی نماز جماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

(جواب) شیعہ کی اذان سے سنیت اذان نہ ہوگی لہذا دوبارہ کہنا اذان کا موافق اذان اہل سنت و جماعت ضروری ہے اور شیعہ کی اذان کافی نہیں ہے۔ لہذا شیعہ کی اس شرط کو تسلیم نہ کیا جائے اور اپنی اذان ہر ایک وقت میں کہی جائے اور اگر شیعہ اس کو نہ مانیں تو ان کی مسجد میں نماز نہ پڑھیں کہ اذان شعار اسلام سے ہے ترک کرنا اس کا جائز نہیں ہے۔ اور شیعہ کی اذان چونکہ شریعت میں معتبر نہیں ہے لہذا وہ کالعدم ہے بلکہ ان کی اذان کے بعض کلمات معصیت ہیں اس سے احتراز

---

(۱) وکرہ ترکھما المسافر ولو منفردا الخ بخلاف مصل ولو بجماعة فی بیته بمصر او قریة لها مسجد فلا یکرہ ترکھما اذا ذان الحی یکفیه (درمختار) وعن ابی حنیفة لو اکتفوا باذان الناس اجزاء ھم وقد اساؤ افقرق بین الواحد والجماعةفی ھذہ الروایة بحر (قوله فی بیته) ای فیما یتعلق بالبلد من الدار والکرم وغیرھما قھستانی الخ قوله لها مسجد ای فیه اذان و اقامة والا فحکمه کالمسافر صدر الشریعة (رد المختار باب الاذان ج ۱ ص ۲۶۶ وج ۱ ص ۳۶۷ .ط.س. ج ۱ ص ۳۹۴) ظفیر.

(۲) والجماعة سنة مؤکدة للرجال الخ واقلها اثنان واحد مع الامام الخ فی مسجد او غیرہ (درمختار) قال فی القنیة واختلف العلماء فی اقامتها فی البیت والاصح انها کاقامتها فی المسجد الا فی الافضلیة اھ (ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۵ وج ۱ ص ۵۱۷ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۳) محمد ظفیر الدین غفرله.

لازم ہے۔(۱) فقط۔

اللہ اکبر میں راء کی حرکت:۔

(سوال ۱۶۵) اذان واقامت وتکبیرات میں لفظ اللہ اکبر اللہ اکبر کی راء اول کو وصل کی حالت میں مفتوح پڑھنا چاہئے یا مضموم۔ ردالمحتار میں فتح کو سنت لکھا ہے۔

(جواب) اللہ اکبر اول کی راء کو ساکن کرے یا مفتوح اور اللہ اکبر ثانی کو ساکن کرے وقفاً کما فی الشامی. وحاصلها ان السنة ان يسكن الراء من الله اكبر الا ول او يصلها بالله اكبر الثانی فان سكنها كفى وان وصلها نوى السكون فحرك الراء بالفتحة فان ضمها خالف السنة لان طلب الوقف علے اكبر الاول صيره كالساكن اصالةً فحرك بالفتح الخ شامی(۲) عن رسالة اسبد عبدالغنی .فقط.

امام کے عمامہ باندھنے سے پہلے اقامت ختم ہوگئی تو کیا پھر تکبیر کہی جائے:۔

(سوال ۱۶۶) امام مصلے پر رومال یا عمامہ باندھ رہا تھا کہ مؤذن نے تکبیر ختم کردی، امام نے کہا پھر تکبیر کہو آیا دوبارہ تکبیر کی ضرورت تھی یا نہیں۔

(جواب) دوبارہ تکبیر کہنے کی اس صورت میں ضرورت نہ تھی۔ (۳)

بالغ نہ ہو تو نابالغ کی اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱/۱۶۷) نابالغ لڑکے کی اذان درصورت یا عدم صورت شخص بالغ جائز ہوگی یا نہیں۔ ہر دو صورت میں حکم سے معزز فرمایئے۔

تکبیر کس جانب سے کہی جاوے:۔

(سوال ۲/۱۶۸) تکبیر بائیں جانب جائز ہے یا نہیں۔ یا دائنی جانب ہی کہی جاوے۔

(جواب)(۱) نابالغ لڑکے اذان مکروہ تنزیہی ہے۔ دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے۔ ادا ہوجاتی ہے مگر کراہت

---

(۱) الاذان سنة لاداء المكتوبات بالجماعة الخ الاذان خمس عشرة كلمة واخره عندنا لا اله الا الله وهی الله اكبر الله اكبر الخ (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۰ و ج ۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۶) قوله كا لواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب عليه لقول محمد لو اجتمع اهل بلدة علي تركه قاتلتهم عليه ولو تركه واحد ضربته وجبسته الخ والقتال عليه لما انه من اعلام الدين وفی تركه استخفاف ظاهر به الخ (ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۴) ظفیر.

(۲) ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۹. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۶. ۱۲ ظفیر.

(۳) صلى السنة بعد الاقامة او حضر الا مام بعدها لا يعيد ها بزازيه وينبغی ان طال الفصل او وجد ما يعد قاطعا كاكل ان تعاد (درمختار) اقول قال فی اخر شرح المنية اقام الموذن ولم يصل الا مام ركعتی الفجر يصليهما ولا تعاد الا قامة لان تكرارها غير مشروع اذا لم يقطعها قاطع من كلام كثيرا وعمل كثير مما يقطع المجلس فی سجدة التلاوة ۱ ه (ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ و ج ۱ ص ۳۷۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر.

تنزیہی کے ساتھ اور تفصیل اس میں یہ ہے کہ نابالغ مراہق کی اذان مکروہ تنزیہی ہے۔(۱) اور جو نابالغ بہت چھوٹا اور غیر عاقل بے سمجھ ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ کذا فی الشامی۔(۲)

(۲) تکبیر بائیں جانب بھی درست ہے۔ داہنی جانب کی کچھ تخصیص نہیں ہے۔ فقط۔

تکبیر کے بعد دیر سے جماعت ہو تو تکبیر کا اعادہ کیسا ہے:۔

(سوال ۱۶۹) اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا، یا زیادہ دیر تک باتیں کیں تو نماز کے واسطے اعادہ اقامت کی حاجت ہے یا نہیں۔

(جواب) عبارت شامی کی لان تکرارھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر اوعمل کثیر (۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادۂ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا نہیں اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہو، قصور ہے۔

جاہل جمع ہو کر تنہا تنہا نماز پڑھیں تو کیا اذان نہیں ہے:۔

(سوال ۱۷۰) مسجد میں دو چار آدمی جمع ہوتے ہیں اور سب جاہل ہیں امامت کے قابل کوئی نہیں سب علیحدہ علیحدہ نماز پڑھتے ہیں۔ ایسی حالت میں اذان پڑھنا چاہئے یا نہیں۔ اور امامت کے ساتھ نماز پڑھی جائے یا علیحدہ علیحدہ۔

(جواب) بحالت مذکورہ اذان نہ چھوڑی جائے جماعت ہو یا نہ ہو۔(۴) اول تو جماعت ضرور کرنی چاہئے۔ امامت کے لائق کوئی ہو یا نہ ہو۔ جاہلوں کا امام جاہل ہو سکتا ہے۔(۵) جماعت سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے۔ بلا عذر جماعت نہ چھوڑی جائے۔(۶) فقط۔

تکرار جماعت کے وقت تکبیر کہی جاوے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۱) جو مسجد لب سڑک ہو اس میں پہلی جماعت ہو چکی ہو۔ اگر دوسری جماعت کرائی جاوے تو کیا اس دوسری جماعت کے لئے بھی تکبیر ثانی کہنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر امام و مؤذن اس مسجد کا مقرر نہ ہو تو جماعت ثانیہ اس مسجد میں درست ہے اور اقامت یعنی تکبیر ثانی کہی

....

(۱) ویجوز بلا کراھة اذان صبی مراھق (درمختار) المراد به العاقل وان لم یراھق کما ھو ظاھر البحر وغیرہ. قوله بلا کراھة ای تحریمیة لان التنزیھیة ثابتة لما فی البحر عن الخلاصة ان غیر ھم اولی منھم ۱۵ اقول وقد منا اول کتاب الطھارة الکلام فی ان خلاف الا ولی مکروھالخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر.

(۲) ویکرہ اذان جنب الخ وسکران ولو بمباح کمعتو وصبی لا یعقل (درمختار) وظاھرہ ان الکراھة تحریمیة (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲).

(۳) ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۲. ۱۲ ظفیر. درمختار میں ھے وینبغی ان طال الفصل اووجد ما یعدقاطعا کا کل ان تعاد ایضاً ص ۳۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۹.

(۴) الا ذان سنة للصلوٰة الخمس والجمعة لا سواھا (ھدایه باب الا ذان ج ۱ ص ۸۲) ظفیر.

(۵) امامة الامی قوما امیین جائزة کذا فی سراجیة (عالمگیری مصری باب الا مامة ج ۱ ص ۸۰. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۸۵) ظفیر. (۶) الجماعة سنة مؤکدة الخ وفی البدائع تجب علی الرجال العقلاء البالغین الا حرار القادرین علی الصلوٰة بالجماعة من غیر حرج (ایضاً ج ۱ ص ۷۷.. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۸۲) ظفیر.

جاوے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اذان میں حی علی الفلاح کی جگہ حی علی خیر العمل کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۲) پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے حی علی الفلاح کے حی علیٰ خیر العمل کہنا درست ہے یا نہیں۔ کوئی حدیث موجود ہے یا نہیں اور متقدمین اور متاخرین کا کیا عمل رہا ہے۔

(جواب) پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے حی علی الفلاح کے حی علیٰ خیر العمل کہنا جائز نہیں ہے۔ تمام احادیث صحیحہ میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح وارد ہے۔ ملک نازل من السماء کی اذان میں یہ ہی کلمات ہیں حی علیٰ خیر العمل نہیں ہے۔(۲) اور فرشۃ نازل من السماء ہی کی اذان اس بارہ میں اصل ہے اسی کو رسول اللہ ﷺ نے ثابت وقائم رکھا اس پر سب صحابہ اور تمام امت کا عمل درآمد رہا ہے اور ہے۔ خلاف سنت متوارثہ اور خلاف اجماع کوئی امر اختیار کرنا سراسر گمراہی اور ضلالت ہے من شذ شذ فی النار۔(۳) حدیث شریف میں وارد ہے۔ تمام ائمۂ دین کا یہی مسلک اور طریقہ ہے۔ کسی کا اس میں خلاف نہیں بجز روافض کے۔(۴) خذ لهم الله تعالیٰ. فقط۔

بلند آواز آدمی نہ ہو تو پست آواز والا اذان دے سکتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۳) اگر کوئی شخص بلند آواز بوقت اذان کے مسجد میں موجود نہ ہو اور موذن مقرر نہ ہو تو کم آواز والوں کو اذان کہنا جائز ہے یا آخر وقت تک بلند آواز والے کا انتظار کرے؟

(جواب) موذن کا جہر الصوت ہونا امر مستحب ہے اس کے انتظار کے لئے اخیر وقت تک اذان موخر کرنا نہیں چاہئے۔ قال النبی صلی الله علیه وسلم الوقت الاول رضوان الله الحدیث.(۵) فقط۔

تکبیر داہنی جانب اور اذان بائیں جانب ہو اس کا کوئی ثبوت نہیں:۔

(سوال ۱۷۴) تکبیر داہنی جانب ہونی چاہئے یا بائیں جانب، ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اذان بائیں جانب ہو اور تکبیر داہنی جانب۔ حضور ﷺ نے ایسا کیا اس میں ثواب زیادہ ہے۔ اس کے برعکس کرنا ثواب میں کمی کرنا ہے۔ دوسرے

---

(۱) بل یکره فعلهما وتکرار الجماعة الا فی مسجد علی طریق فلا باس بذالک (درمختار) قوله الا فی مسجد علی طریق هو ما لیس له امام و مؤذن راتب فلا یکره التکرار فیه باذان واقامة بل هو الا فضل خانیه (ردالمحتار. باب الا ذان مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد ج ۱ ص ۳۶۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر. (۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب الاذان ص ۶۳ و ص ۶۴ نیز حدیث میں صراحت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو اذان سکھائی ہے اس میں حی علی الفلاح ہے۔ عن ابی محذورة قال القی علیّ رسول الله صلی الله علیه وسلم التاذین هو بنفسه فقال قل الله اکبر ، الله اکبر، الله اکبر ، الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمد ارسول الله، اشهد ان محمد ا رسول الله ، حی علی الصلوٰة حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح حی علی الفلاح الخ رواه مسلم (ایضاً) ظفیر. (۳) مشکوٰة عن الترمذی باب الا عتصام بالکتاب والسنة ص ۳۰. ۱۲ ظفیر.

(۴) فی شرح المهذب للشافعیة یکره ان یقال فی الا ذان "حتی علی خیر العمل" لا نه لم یثبت عن النبی صلی الله علیه وسلم والزیادة فی الا ذان مکروهة وقد سمعنا ه الاذان عن الزیدیة ببعض البلاد (البحر الرائق . باب الاذان ج ۱ ص ۲۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۲۶۱) ظفیر.

(۵) مشکوٰۃ عن الترمذی باب تعجیل الصلوٰۃ ص ۶۱۔ ۱۲ ظفیر۔

صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں امر مساوی ہیں تعین کرنا بدعت ہے کیونکہ اس کی تعیین ثابت نہیں۔

(جواب) یہ مشہور بے اصل ہے، شریعت میں اس کا کچھ حکم نہیں کہ اذان بائیں جانب ہو اور اقامت داہنی جانب ہو، بلکہ جس طرف اتفاق ہو اذان و اقامت درست ہے کچھ کراہت کسی جانب میں نہیں ہے۔ جس نے داہنی جانب تکبیر کہنے میں ثواب زیادہ بتلایا ہے۔ ان سے دریافت کیا جاوے کہ کسی فقہ میں آپ نے کوئی تصریح دیکھی ہے۔ یا حدیث میں یہ بات ہے۔ یہ بات تو دوسری ہے کہ مقتدی داہنی طرف کھڑے ہونے والے کو زیادہ ثواب حدیث سے ثابت ہے۔ مگر اقامت داہنی طرف ہونے میں زیادہ ثواب ہونا کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمعہ میں تکبیر کون کہے جب پہلی اذان کوئی اور پکارے اور دوسری کوئی اور:۔

(سوال ۱۷۵/۱) جمعہ کے روز اذان اول ایک شخص نے کہی اور اذان جمعہ منبر کے سامنے کی دوسرے نے۔ تو تکبیر کہنا کس کا حق ہے۔

اذان یا تکبیر غلط کہے تو اسے لوٹائے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۶/۲) کوئی شخص اذان یا تکبیر غلط کہے تو دوبارہ لوٹائی جاوے یا نہیں۔

(جواب)(۱) دونوں میں سے جو چاہے تکبیر کہہ دے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔(۱)

(۲) لوٹائی جاوے۔(۲) فقط۔

اذان میں محمد رسول اللہ پر درود پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۷) اذان کے اندر رسول اللہ ﷺ کے نام پر درود شریف پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) اذان میں جب نام رسول اللہ ﷺ کا سنے درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ پس جس وقت مؤذن سے کلمہ اشہد ان محمد رسول اللہ سنے خود بھی یہ کلمہ کہ کر ﷺ کہے۔(۳)

---

(۱) وفی الفتاوی الظهیریة والا فضل ان یکون المقیم هو المؤذن ولو اقام غیره جاز (البحر الرائق باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۰ و ج ۱ ص ۲۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۵۷) معلوم ہوا کہ مؤذن کا تکبیر کہنا افضل ہے اور جمعہ میں دوسری اذان ہی اصل ہے جو منبر کے سامنے ہوتی ہے واختلف فی المراد بالا ذان الا ول فقیل الا ذان الاول باعتبار المشروعیة وهو الذی بین یدی المنبر لا نه الذی کان اولا فی زمنه علیه السلام وزمن ابی بکر وعمر حتی احدث عثمان الا ذان الثانی علی الزوراء حین کثر الناس والا صح انه الا ول باعتبار الوقت (غنیة المستملی فصل فی الجمعة ص ۵۱۹) لہذا قاعدہ میں منبر والی اذان جو کہے وہ مقدم ہوگا۔ واللہ اعلم.

(۲) غلط اذان سے جب اذان مسنون ادا نہ ہوئی تو اس کا اعادہ ہوگا۔ جس طرح غیر عاقل بچہ کی اذان لوٹائی جائے گی وصبی غیر العاقل اذا اذنوایجب ان یعاد لعدم حصول المقصود الخ ولو قدم فی اذان واقامةشیئا علی محله یعود الی الترتیب ولا یستانف (غنیة المستملی ص ۳۶۱) ظفیر.

(۳) اذان میں تو اشہد ان محمد ارسول اللہ کے جواب میں اشہد ان محمد ارسول اللہ کی صراحت ہے مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اذا قال الموذن الله اکبرالله اکبر فقال احد کم، الله اکبر، الله اکبر ، ثم قال اشهد ان لا اله الا الله قال اشهد ان لا اله الا الله، ثم قال اشهد ان محمد ارسول الله ، قال اشهد ان محمدا رسول الله الحدیث(مشکوة باب فضل الا ذان واجابة الموذن فصل اول) البتہ اذان کے ختم پر درود پڑھنے کا حکم ہے۔ ارشاد نبوی ہے اذا سمعتم الموذن فقولو امثل ما یقول ثم صلواعلی فانه من صلی علیّ صلوٰة صلی الله علیه بها عشرا الخ رواه مسلم (ایضاً) والله اعلم ۱۲ ظفیر.

جوتے پہن کر اذان دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۸/۱) اذان جوتے سمیت جائز ہے یا نہیں؟

اذان بلا وضو درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۹/۱) اذان بلا وضو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) جائز ہے۔(۱)

(۲) جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ باوضو اذان کہے۔(۲)

غیر مقلد کی تکبیر سے نماز میں نقص نہیں ہوتا:۔

(سوال ۱۸۰) ایک غیر مقلد نے بلا اجازت موذن کے اذان وخطبہ جمعہ اس طرح کہی کہ بجائے دو کلموں کے ایک کلمہ اور بجائے چار کے دو کلمے کہے پھر موذن نے دوبارہ اذان صحیح طور پر پڑھی، اس پر غیر مقلد نے تیسری بار پھر اذان پڑھی اس سے حنفیوں کی نماز میں تو کچھ نقصان نہیں ہوا؟

(جواب) حنفیوں کی نماز میں اس سے کچھ فرق نہیں آیا باقی غیر مقلد نے جو ضداً تیسری بار تکبیر کہی یہ برا کیا اس میں وہ گنہگار ہوا کہ دین کی کاموں میں ضد اور نفسانیت سے کام لیتا ہے۔ فقط۔

اقامت میں دیر ہوئی تو اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۱) اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا یا زیادہ دیر تک باتیں کیں تو نماز کے واسطے اعادۂ اقامت کی حاجت ہے یا نہ؟

(جواب) عبارت شامی کی **لان تکرار ھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر او عمل کثیر** (ج ۱ ص ۳۷۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادۂ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا فعل یا اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہو برابر ہے۔(۳) فقط۔

متعین امام کی بغیر اجازت امام و اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۲) موذن و امام کی بغیر اجازت اذان کہنا اور امام ہونا کیسا ہے؟

---

(۱) وینبغی لدا خله تعاهد نعله وخفه صلاته فیهما افضل (درمختار) قوله وصلاته فیهما ای فی النعل والخف الطاهرین افضل مخالفة للیهود و فی الحدیث صلوافی نعالکم ولا تشبهوا ،بالیهود رواه الطبرانی (ردالمحتار مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵ .ط.س. ج ۱ ص ۶۵۷) جب نماز جائز ہوئی تو اذان بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی۔ والله اعلم ۱۲ ظفیر.

(۲) ویکره اذان جنب واقامة محدث لا اذانه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۴۰۷ .ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر.

(۳) صلی السنة بعد الا قامة او حضر الا مام بعد ها لایعید ها بزازیه وینبغی ان طال الفصل او وجد ما یعد قاطعا کا کل ان تعاد (درمختار) قال فی اخرشرح المنیة اقام الموذن ولم یصل الا مام رکعتی الفجر یصلیهما ولا تعاد الا قامة لان تکرارها غیر مشروع اذا لم یقطعها قاطع من کلام کثیر اوعمل کثیر مما یقطع المجلس فی سجدة التلاوة اه (ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ وج ۱ ص ۳۷۲ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر.

(جواب) موذن و امام مقرر کی بلا اجازت اذان کہنا اور امام ہونا مکروہ ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

صبح کی اذان کس وقت کہی جاوے:۔

(سوال ۱۸۳) بعض لوگ بوقت ۴ بجے صبح کی اذان کہہ دیتے ہیں۔ صبح کی اذان کس وقت کہنی چاہئے؟

(جواب) صبح کی اذان کا وقت صبح صادق ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ آج کل صبح صادق ۵ بجے ہوتی ہے اس سے پہلے اذان نہ کہنی چاہئے۔ وقت سے پہلے اذان نہیں ہوتی۔ اگر وقت سے پہلے اذان کہی گئی تو لوٹائی جاوے۔ درمختار میں ہے **فیعاد اذان وقع قبله**(۲) الخ ص ۴۰۰ (جلد اول شامی) اور نیز درمختار میں ہے **و انما یستحق ثواب المو ذنین اذا کان عالما بالسنة و الا و قات**(۳) ص ۴۰۶۔ یعنی اذان کا ثواب اسی وقت حاصل ہوتا ہے کہ اذان طریق سنت کے موافق کہنا جانتا ہو اور وقت کو پہچانتا ہو۔ فقط۔

اذان بلا ترجیع افضل ہے:۔

(سوال ۱۸۴ / ۱) اذان ترجیع کے ساتھ کہنا افضل ہے یا بلا ترجیع؟

(سوال ۱۸۵ / ۲) سنن ابی داؤد کی وہ حدیث جس سے روز جمعہ اذان دوم دروازہ مسجد پر کہنا ثابت کیا جا رہا ہے وہ صحیح ہے یا ضعیف یا کیا وجہ رکھتی ہے؟

(جواب) (۱) عند الحنفیہ اذان میں ترجیع نہیں ہے بلکہ درمختار میں فرمایا ہے کہ ترجیع مکروہ ہے **و لا ترجیع فانه مکروہ ملتقی**. شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی مراد ہے۔ اور یہ بھی شامی میں ہے **لا تفاق الروایات علی ان بلا لاً لم یکن یرجع وما قیل انه رجع لم یصح ولا نه لیس فی اذان الملک النازل من السماء بجمیع طرقه الخ**.(۴)

(۲) اذان دوم جمعہ منبر کے پاس خطیب کے سامنے ہونا مسنون ہے۔ درمختار میں ہے **ویو ذن ثانیا بین یدیه ای الخطیب الخ اذا جلس علی المنبر قوله ویوذن ثانیا بین یدیه الخ** .(۵) **ای علی سبیل السنة**.(۶) پس حنفیہ کے لئے یہ حجت کافی ہے اور حدیث ابوداؤد کے متعلق بحث اور تفصیل مطولات میں ہے مقلدین کو

---

(۱) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یومن الرجل فی سلطانه و لا یقعد فی بیته علی تکر مته الا باذنه رواه مسلم (مشکوٰة باب الا مامة) صح عن ابن عمر ان امام المسجد مقدم علی غیر السلطان (الی قوله) ولا علی امام الحی ورب البیت الا بالا ذن قاله الطیبی (مرقات ج۲ ص ۹۰) اقام غیر من اذن بغیبته ای المو ذن لا یکره مطلقا وان بحضوره کره ان لحقه وحشة کما کره مشیه فی اقامته (درمختار) قوله ان لحقه وحشة ای بان لم یرض به وهذاختیار خواهرزاده ومشی علیه فی الدرر والخانیة لکن فی الخلاصة ان لم یرض به یکره وجواب الروایة انه لا باس به مطلقا اه قلت وبه صرح الا مام الطحاوی فے مجمع الا ثار معزیا الی ائمتنا الثلاثة وقال فی البحر ویدل علیه اطلاق قول المجمع ولا نکرهها من غیره فما فی شرحه لا بن ملک انه لو حضر ولم یرض یکره اتفاقا، فیه نظر ا ه وکذا یدل علیه اطلاق الکافی معللا بان کل واحد ذکر فلا باس بان یاتی بکل واحد رجل اخر ولکن الا فضل ان یکون المو ذن هو المقیم ا ه ای الحدیث من اذن فهو یقیم وتمامه فی حاشیة نوح (ردالمحتار. باب الا ذان ج ا ص ۳۶۷. ط.س. ج ا ص ۳۹۵) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الا ذان ج ا ص ۳۵۸. ط.س. ج ا ص ۳۸۵. ۱۲ ظفیر. (۳) ایضاً ج ا ص ۳۶۴. ط.س. ج ا ص ۳۹۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار ج ا ص ۳۵۹. ط.س. ج ا ص ۳۸۶ باب الا ذان مع هامشه.

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ا ص ۷۷۰. ط.س. ج۲ ص ۱۶۱ باب الجمعه ۱۲ ظفیر.

(۶) ردالمحتار. باب الجمعه ج ا ص ۷۷۰. ۱۲ ظفیر.

اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ کتب فقہ کے موافق مسائل پر عمل کرنا چاہئے۔ فقط۔

خطبہ کی اذان کا جواب:۔

(سوال ۱۸۶) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خطبہ کی اذان کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) درست نہیں کما فی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقافی الا ذان بین یدی الخطیب. (۱) فقط واللہ اعلم۔

نمازیوں کی خبر کے لئے مسجد میں نقارہ بجانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۷) مسجد میں واسطے حاضری نمازیوں کے نقارہ بجانا کیسا ہے۔

(جواب) اذان کہیں۔ (۲) نقارہ مسجد میں حاضری کے واسطے درست نہیں۔ (۳) فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد رسول اللہ پر انگوٹھا چومنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۸) اشہدان محمد ررسول اللہ سن کر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہہ کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا کیسا ہے۔

(جواب) بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اشھدان محمد ررسول اللہ سن کر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے اور بعض روایات اس بارہ میں نقل کی ہیں جو ثابت نہیں ہیں اور قول وفعل رسول اللہ ﷺ وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ عمل ثابت نہیں ہے۔ پس ترک اس کا احوط ہے بوقت اذان جو کلمات منقول ہیں اس کو معمول بنانا چاہئے۔ احداث فی الدین نہ کرے۔ فقط۔

جواب صحیح ہے۔ اس سوال کے متعلق یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ بعض احادیث موقوفہ بھی اس باب میں آئی ہیں قطع نظر صحت سند کے اس میں دو امر قابل لحاظ ہیں۔ ایک یہ کہ ان روایات میں یہ عمل بطور علاج وحفاظت رمد کے آیا ہے جو ایک امر دنیوی ہے اس میں کوئی فضیلت وغیرہ ثواب نہیں اور اب لوگ اس کو ثواب وتعظیم نبوی کہ امر دینی ہے سمجھ کر کرتے ہیں اور تداوی کو عبادت سمجھنا بدعت ہے اس لئے یہ اس اعتقاد سے بدعت ہوگا۔ دوم یہ کہ کرنے والے اس کا التزام عملی و اعتقادی کرتے ہیں اور تارک کو مطعون سمجھتے ہیں۔ (۴) فقط کتبہ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم۔

---

(۱) الدر المختار مجتبائی. باب الا ذان ج ۱ ص ۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) لان الا ذان من اعلام الدین کماری ص ۳۵۷.

(۳) وفی حدیث ابی داؤد عن عبداللہ بن زید قال لما امر النبی صلی اللہ علیه وسلم بالناقوس یعمل لیضرب به الناس لجمع الصلوٰۃ طاف لی وانا نائم (الی قوله) تقول اللہ اکبر اللہ اکبر (الی اخر الحدیث) کبیری ص ۳۵۷. اس سے پہلے مفتی علام نے نقارہ کی اجازت دی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ جب وہ اذان کے بعد نمازی کی مزید اطلاع کیلئے ہو اور جماعت کے انتظام کی اس کے سوا کوئی اور صورت نہ ہو۔ یہاں سوال مختصر ہے اور کسی مجبوری کا ذکر نہیں ہے اس لئے اجازت نہیں دی ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(۴) فی الشامی ج ۱ ص ۲۹۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸ یستحب ان یقال عند سماع الا ولیٰ من الشهادة صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیة قرۃ عینی بک یارسول اللہ الیٰ قوله وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شئی الخ محمد جمیل الرحمن غفرله.

اذان کے بعد مقتدیوں کو آواز دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۹) فی زمانہ عوام کی حالت سخت خراب ہے اگر امام ان کا انتظار نہ کرے تو سخت تنگ کرتے ہیں۔ اگر کبھی نماز پڑھ لے اور بعض لوگ رہ جاویں تو سخت تنگ کرتے ہیں ایسی صورت میں ایک طالب علم نے کہا کہ تثویب طریقہ مسنونہ ہے، مؤذن امام کو وقت نماز پر جب سب نمازی جمع ہوجاویں بلاسکتا ہے اور یہ طریقہ متاخرین کا جاری کردہ ہے کہ بعد اذان قبل اقامت مسجد کے منارہ پر چڑھ کر مقتدیوں کو پکارا جاوے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کا بلانا ثابت ہے۔ ان بلالاً کان یجئی بباب النبی صلی اللہ علیه واله وسلم بین الا ذانین ویو ذنه بالصلوٰۃ سو قول فیصل تحریر فرمائیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ویثوب بین الاذان والا قامة فی الکل للکل (درمختا) قوله فی الکل ای کل الصلوٰۃ الظهور التوانی فی الا مور الدینیة قال فی العنا یة احدث المتاخرون التثویب بین الا ذان والاقامة علی حسب ماتعارفوه فی جمیع الصلوٰت سوی المغرب مع ابقاء الا ول یعنی الا صل وهو تثویب الفجر وما راٰه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن .شامی. قوله للکل ای کل احد رخصه ابو یوسفؒ بمن یشتغله بمصالح العامة کالقاضی والمفتی والمدرس واختاره قاضی خاں وغیره نهر. (۱) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تثویب احداث متاخرین سے ہے اور امام ابو یوسفؒ نے اس کو قاضی ومفتی کے واسطے خاص کیا ہے۔ پس اجتناب اس سے بہتر ہے اور کوئی ضرورت خاصہ ہو تو جائز ہے۔ فقط۔

بارہ برس کے لڑکے کی اذان درست ہے:۔

(سوال ۱۹۰) بارہ برس کا لڑکا اگر اذان پڑھے تو کچھ حرج ہے یا نہیں؟

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنت جمعہ کے لئے مؤذن کا آواز دینا ثابت نہیں:۔

(سوال ۱۹۱) سنت جمعہ پڑھنے کے لئے ملک گجرات کی مسجدوں میں جو ایک صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ پڑھنے کے واسطے مؤذن بلند آواز سے کہتا ہے اور بغیر صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ کہنے کے سنت قبل الجمعہ کی لوگ نہیں پڑھتے اور اس صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ کا مسجد میں جمع ہوکر انتظار کرتے ہیں تا موذن یہ صلوٰۃ کہے تو سنت جمعہ پڑھیں۔ بدیں الفاظ موذن پکارتا ہے:۔ الصلوٰۃ سنت قبل الجمعه الصلوٰۃ رحمکم الله کا کہنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ اور ابتداء اس صلوٰۃ سنت کی کہاں سے ہوئی؟ اور یہ صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ اگر نہ کہی جاوے اور سنتین جمعہ کی پڑھ لیں تو سنت جمعہ ہوجاتی ہیں یا نہیں؟ اور کیا یہ صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ اگر کوئی نہ پکارے اور نہ کہے اور سنت قبل الجمعہ اور نماز جمعہ پڑھ لے تو غیر مقلد،

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۱ وج ۱ ص ۳۶۲ .ط.س.ج ا ص ۱۲.۳۸۹ ظفیر.

(۲) ویجوز بلا کراهة اذان صبی مراهق ا ه (مختار) المرادبه العاقل وان لم یراهق کما هو ظاهر البحر وغیره وقیل یکره لکنه خلاف ظاهر الروایة کما فی الا مداد وغیره ا ه (ردالمحتارباب الا ذان ج ا ص ۳۶۳ وج ا ص ۳۶۴ .ط.س. ج ا ص ۳۹۱) ظفیر.

نجدی، وہابڑہ بن جاتا ہے؟ اور حنفی مذہب اور اسلام سے نکل کر بے ایمان بددین ہوجاتا ہے؟ کیا تثویب جس کو فقہاء حنفیہ نے مستحسن جانا ہے وہ نمازوں کے لئے مخصوص ہے یا سنت قبل الجمعہ کے واسطے بھی صلوٰۃ مذکور شریعت محمدیہ میں ثابت ہے؟ معتبر کتب حنفیہ سے ثبوت اس صلوٰۃ مذکور کا مع دلائل شرعیہ مع نقل اصل عبارت کتب مستندہ نام کتاب ونام مصنف کتاب وغیرہ صاف تحریر فرما کر اجر عظیم حاصل کریں۔

(جواب) صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ پکارنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ جس وقت زوال ہوجائے اور اذان اول جمعہ کی ہوجائے نمازیوں کو چاہئے کہ خود سنت قبل الجمعہ ادا کرلیں اور جب کہ وقت سنتوں کا ہوجائے تو بغیر پکارے الصلوٰۃ سنت قبل الجمعہ الخ کے اگر کوئی شخص سنت قبل الجمعہ پڑھ لے گا سنت ادا ہوگئی۔ اور اس سے غیر مقلد وغیرہ نہیں بنتا۔ یہ جاہلوں کے خیالات ہیں۔ اور تثویب جس کو بعض[عہ] فقہاء نے بعض نمازوں میں بعض اشخاص کے لئے مستحب فرمایا تھا وہ فرائض کے ساتھ مخصوص ہے اور تثویب بھی متروک ہے بسبب خلاف سنت ہونے کے کہ صحابہؓ[عہ] نے اس پر انکار فرمایا ہے۔ (۱) فقط

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

بوقت اذان کانوں میں انگلی ڈالنا ہر اذان کے لئے ہے یا صرف مسجد کی اذان کے لئے:۔

(سوال ۱۹۲) او خال سبابتین عند الاذان مخصوص باستحباب باذان مسجد است یا کہ بہمہ مکانات کہ در غیر مسجد دران باذان نماز خواندہ شود؟

(جواب) ہمہ اذانہا مستحب است کما ہو مفاد الاطلاق۔ (۲) فقط۔

قضاء نمازوں کے لئے تکبیر واذان کا کیا حکم ہے اور مرد وعورت کا ایک حکم ہے یا الگ الگ:۔

(سوال ۱۹۳/۱) قضاء نمازوں کے لئے تکبیر کہنا اور اذان کہنا چاہئے یا نہیں؟ مرد وعورت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

نماز کے لئے مکان ودکان یا جنگل میں اذان کہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹۴/۲) اگر کوئی شخص نماز پنجگانہ مکان میں یا دکان یا جنگل میں پڑھے تو اذان وتکبیر کہنا کیسا ہے؟

اذان ثانی سے پہلے استووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۵/۳) وقت خطبہ کے اذان سے پہلے استووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے؟

عہ. یعنی من المتاخرین کما فی الهداية وغیرها والا فالمتقد مون من فقها ء الحنفية منعو اعنه کما فی کتب الفقه وللفاضل الکنوی فیه رسالة مستقلة التحقیق العجیب فی التثویب فرا جعها ۱۲.

عہ کعلی وابن عمر رضی اللہ عنه کما فی الکتب الحدیث ۱۲.

(۱) والتثویب فی الفجر حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح بین الا ذان والا قامة حسن لانه وقت نوم وغفلة وکره فی سائر الصلوٰت ومعناه العود الی الا علام هو علی حسب ما تعارفوه هذا تثویب احدثه علماء الکو فة بعد عهد الصحابة لتغیر احول الناس الخ والمتاخرون استحسنوة فی الصلوٰت کلها لظهور ا لتوانی فی الا مور الدینیه وقال ابو یوسف لا اری بأ سا ان یقول الموذن للامیر الخ واستبعده محمد لان الناس سواسیة فی امر الجماعة الخ (هدایه . باب الاذان ج ۱ ص ۸۴) ظفیر.

(۲) ویجعل ند با اصبعیه فی صماخ اذنیه فاذانه بدونه حسن وبه احسن (درمختار) لقوله صلی اللہ علیه وسلم لبلال رضی اللہ عنه اجعل اصبعیک فی اذنیه فانه ارفع لصوتک (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۲۶۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر.

(جواب)(۱) قضاء نماز کے لئے تکبیر واذان کہے اگر جماعت سے پڑھے مسجد سے باہر اور مسجد میں اذان و تکبیر نہ کہے اور عورتیں نہ کہیں۔(۱)

(۲) جماعت سے پڑھے تو اذان و تکبیر کہے اکیلے کو ضروری نہیں اور اگر کہے تو کچھ حرج نہیں۔

(۳) وقت خطبہ کے جو اذان خطیب کی سامنے ہو اس کے شروع میں اس لفظ کے کہنے کی کچھ ضرورت نہیں البتہ اگر امام بوقت تکبیر تحریمہ ایسا کہے تو مضائقہ نہیں۔

اذان ہوتے وقت مؤذن اور سننے والوں کو سلام کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۶) حالت اذان میں مؤذن اور اذان سننے والوں کو سلام کرنا کیسا ہے؟

(جواب) حالت اذان میں مؤذن کو سلام کرنا مکروہ ہے اور اس کے ذمہ جواب دینا لازم نہیں۔ لیکن اگر حالت اذان میں سوائے مؤذن کے اور کسی کو سلام کرے تو مکروہ نہیں۔ کمافی الشامی جلد اول وحاصلها انه يأ ثم بالسلام على المشغولين بالخطبة الخ اوالا ذان والا قامة .(۲) فقط۔ دستخط ۴۔ صفر (وهكذا فى الكبيرى للعلا مة الحلبى رحمة الله عليه ص ۳۶۳ قال وفى التجنيس لا يكره الكلام عند الا ذان بالا جما ع الخ. جميل الرحمن)

اذان شروع ہونے کے بعد پاخانہ پیشاب کو جانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۷) اذان شروع ہونے کے بعد پائخانہ پیشاب کو جانا درست ہے یا جب اذان ختم ہو جاوے اس وقت جاوے؟ اور اگر بہت زور سے آرہا ہو تو کیا حکم ہے؟

(جواب) اگر ضرورت زیادہ ہو تو فوراً پوری کرے۔ انتظار ختم اذان کا نہ کرے اور اگر سخت ضرورت نہیں تو بہتر ہے کہ بعد اذان پوری کرے۔(۳)

---

(۱) فى العالمگيرية ج ۱ . باب الا ذان . والضابطة عندنا كل فرض اداءً كان او قضاءً يؤذن له ويقام سواء اداه منفرد ا او بجماعة الا الظهر يوم الجمعة فى المصر الخ وان قضوها بعد الوقت قضو ها فى غير ذلک المسجد باذان واقامة الخ وليس على النساء اذان ولا اقامة وفى الشامى ص ۴۰۵ لو اذن لنفسه خافت الخ وفيه لا (يسن) فيما يقضى من الفوائت فى مسجد الخ ص ۴۰۹ بخلاف مصل ولو بجماعة فى بيته بمصر او بقرية لها مسجد فلا يكره تركهما اذا اذان الحى يكفيه لاذان المحلة واقامتها كاذانه وا قامته الخ وفيه ص ۵۹۰ تكره تحريما جماعة النساء.

(۲) ردالمحتار. باب ما يفسد الصلوٰة. مطلب الموضع التى لا يجب فيها رد السلام ج ۱ ص ۵۷۷.ط.س.ج ۱ ص ۶۱۸. ۱۲ ظفير.

(۳) ويندب القيام عند سماع الا ذان بزازيه (ردالمحتار) قال الشارح لم اراه فيها فلتراجع نسخة اخرى نعم رايت فيها سمع وهو يمشى فالا فضل ان يقف للا جابة ليكون فى مكان واحد (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۹.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۷) جميل الرحمن.

الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ

فصل اول طہارت

کچھوا کی ہڈی کا طلاء لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۸) اگر استخوان باخہ یعنی کچھوا بر بدن طلا نمودہ نماز خواند نماز می شود یا نہ۔

(جواب) جواب صاف این است کہ استخوان باخہ را بر بدن طلا کردہ نماز گذاردن جائز است نماز فاسد و مکروہ نمی شود زیرا کہ استخوان او پاک است اگر چہ خوردن او حلال نہ باشد (۱)۔ فقط۔

جس گھاس پر ماکول اللحم جانور نے بول براز کیا ہو، اس پر نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹۹) اگر گاؤ خر بوقت خرمن کوبی بر گیاہ مقطوعہ بول و براز کنندہ بر آں گیاہ نماز جائز باشد یا نہ۔

(جواب) اس کی تطہیر کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اس میں سے کچھ حصہ علیحدہ کر دیا جاوے تو اس صورت میں ہر دو حصہ پاک سمجھے جاویں گے یعنی باقی رہا ہوا بھی اور وہ بھی جو علیحدہ کیا گیا۔ درمختار میں ہے کما لو بال حمر خصها لتغليظ بولها اتفاقاً علىٰ نحو حنطة تدو سها فقسم اوغسل بعضه او ذهب بهبة او اكل او بيع. كما مر حيث يطهر الباقى و كذا الذاهب لا حتمال وقوع النجس فى كل طرف كمسئلة الثوب الخ . (۲)

ناپاک تیل کی مالش کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۰) زید دس ماہ سے مالش روغن بیر بہوٹی کی تقویت باہ کے لئے کرتا ہے اور بغیر دھوئے نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے۔ آیا نماز اس کی جائز ہے یا نہیں اور بر تقدیر عدم جواز دس ماہ کی نماز کی قضا واجب ہے یا نہیں اور تداوی بالمحرم جائز ہے یا نہیں اور حشرات الارض بھی اس میں داخل ہیں یا نہیں۔

(جواب) تداوی بالمحرم عند الضرورت بشرائط جائز ہے۔ کما فی الشامی يجوز للعليل شرب البول والدم والميتةللتداوى اذا اخبره طبيب مسلم ان فيه شفاء ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه الخ . (۳) اور تداوی بالمحرم میں حشرات الارض بھی داخل ہیں۔ لقوله تعالىٰ ويحرم عليهم الخبائث اور یہی وجہ حرمت ان حشرات کی ہے اور نجس ہونا نہ ہونا دم سائل ہونے پر موقوف ہے۔ پس اگر بیر بہوٹی میں دم سائل ہے تو مرنے کے بعد وہ نجس ہے اور اس کا تیل بھی نجس ہے اس کو دھو کر نماز پڑھنی چاہئے اور جو نمازیں بلا دھوئے پڑھی گئیں ان کا اعادہ لازم ہے اور یہ امور کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں۔ فقط۔

---

(۱) شعر الميتة الخ وعظمها الخ و كذا كل مالا تحله الحياة الخ طاهر (باب المياه ج ۱ ص ۱۹۰ .ط.س. ج ۱ ص ۲۰۶ الدر المختار على هامش ردالمحتار) ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۲ .ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸ . ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار. كتاب البيوع باب المتفرقات مطلب فى التداوى بالمحرم ج ۴ ص ۲۹۸ . ط.س. ج ۵ ص ۲۲۸ . ۱۲ ظفير.

بازاری لٹھا و ململ میں نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۰۱) ململ اور لٹھا جو ہم بازار سے خرید کر پہنتے ہیں ان سے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ان کپڑوں سے نماز پڑھنا درست ہے۔(۱) فقط۔

مقدار درہم سے کم رطوبت کے ساتھ نماز صحیح ہے:۔

(سوال ۲۰۲/۱) اگر تہبند بعد وطی فی الفور باندھ لیا جاوے تو اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔

مذی لگے ہوئے کپڑوں میں نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۳/۲) جس کپڑے کو مذی لگ جاوے اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) اگر تہبند کو رطوبت زاید قدر درہم سے نہ لگے تو وہ پاک ہے نماز اس سے صحیح ہے لیکن دھونا قدر درہم کا بھی ضروری ہے کہ باقی رکھنا اس کا مکروہ ہے۔(۲)

(۲) مذی نجس ہے۔ جس کپڑے کو مذی لگے لگی وہ نجس ہے اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔(۳) اور مقدار درہم اس میں بھی معاف ہے۔ لیکن دھونا اس کا بھی ضروری ہے۔ درمختار میں ہے **وعفی الشارع عن قدر درھم وان کرہ تحریماً فیجب غسلہ وما دونہ تنزیھاً فیسن.** (۴) فقط۔

پیال پر نماز:۔

(سوال ۲۰۴) ایام سرما میں اکثر پیال کا فرش بچھایا جاتا ہے اس پر نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اگر پاک ہو تو جائز ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) اس لئے کہ یہ کپڑے پاک ہیں اور ان کا پہننا جائز ہے ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم یعتبر (درمختار) من شک فی اناه وثوبه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر مالم یستیقن الخ و کذا ما یتخذه اهل الشرک اوا لجهلة من المسلمین کالسمن والخبز الا طعمة والثیاب (ردالمحتار کتاب الطهارة قبیل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰) پھر فقہاء کا مسلم قاعدہ ہے الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر ص ۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر.

(۲) وعفی الشارع عن قدردرهم وان کره تحریما فیجب غسله وما دونه تنزیها فیسن وفوقه مبطل فیفرض (درمختار) قوله وان کره تحریما اشارالی العفو عنه بالنسبة الی صحة الصلاة به فلا ینافی الا ثم الخ لکن قال بعده والا قرب ان غسل الدرهم وما دونه مستحب مع العلم به والقدرة علی غسله فترکه حینئذ خلاف الاولیٰ نعم الدرهم غسله اکدالخ ففی المحیط یکره ان یصلی ومعه قدر درهم او دونه من النجاسةعالما به الخ (ردالمحتار. باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ و ج ۱ ص ۲۹۲. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶) ظفیر.

(۳) کل ما یخرج من بدن الا نسان مما بوجب خروجه الوضوء اوالغسل فهو مغلظ کا لغائط والبول والمنی والمذی والودی والقیح والصدید (عالمگیری کشوری باب سامع فصل ثانی ج ۱ ص ۴۴).

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶. ۱۲ ظفیر.

(۵) ثم الشرط لغة العلامة للازمة وشرعا یتوقف علیه الشئی ولا ید خل فیه هی ستة طهارة بد نه الخ وثو به الخ ومکانه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفیر.

چماروں کی تیار کردہ چٹائی پر نماز جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۵) فی زمانہ جوصف، بوریا وچٹائی وغیرہ یہاں کے چماران تیار کرتے ہیں بلا پاک کیے ان پر نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ بوریا اور صف پاک ہیں۔ نماز ان پر درست ہے کچھ وہم نہ کرنا چاہئے **لان الیقین لا یزول بالشک فقط (ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم یعتبر (درمختار) من شک فی انا ئه وثوبه او بدنه اصابته نجاسة اولا فهو طاهر الخ وکذا ما یتخذه اهل الشرک او الجهلة من المسلمین کالسمن والخبز والا طعمة والثیاب ردالمحتار کتاب الطهارة قبیل ابحاث الغسل ج ا ص ظفیر)**

نماز کوٹ پتلون میں ہوتی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۶)......کیا کوٹ پتلون سے نماز ہو جاتی ہے۔

(جواب) اگر یہ کپڑے پاک ہوں تو نماز ہو جاتی ہے۔ (۱) اور پہننا ان کپڑوں کا ممنوع ہے بوجہ تشبہ کے۔ فقط

حشرات الارض کا تیل لگا کر نماز جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۷) مندرجہ ذیل جانوروں کا تیل نجس ہے یا نہیں۔ اگر نجس ہے تو مغلظہ یا خفیفہ۔ اگر کوئی شخص ان روغنوں کو بغرض علاج جسم کے کسی حصہ پر مالش کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں اور نماز کو مانع ہے یا نہیں۔ بغیر دھوئے جسم کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہ۔ روغن جونک جھیلی۔ روغن موچہ صحرائی۔ روغن خراطین برساتی روغن بیر بہوٹی۔

(جواب) ان جانوروں حشرات الارض کا تیل نجس مغلظہ ہے استعمال اس کا درست نہیں ہے۔ (۲) البتہ بضرورت تداوی اگر طبیب حاذق مسلمان تجویز کرے اور کوئی دوا پاک وحلال اس کا قائم مقام نہ ہو سکے تو اس کا استعمال درست ہے۔ (۳) اور جب کہ وہ نجاست غلیظہ ہے تو ایک درہم کی مقدار تک معاف ہے نماز ہو جاتی ہے اگرچہ بہتر دھونا ہے اور مقدار درہم سے زیادہ ہو تو دھونا اور پاک کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے **وعفا الشارع عن قدر درهم الخ.** (۴) فقط۔

نماز غسل خانہ میں جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۸) درحمام نماز جائز است یا نہ۔

....

(۱) طهارة بدنه الخ وثوبه (درمختار) ارا دما لا بس البدن فد خل القلنسوة والخف (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ا ص ۳۷۳.ط.س.ج ا ص ۴۰۲) ظفیر.

(۲) ولایحل ذوناب الخ ولا الحشرات هی صغار دواب الارض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الدبائح ج۵ ص ۳۶۵.ط.س.ج ا ص ۳۰۴). (۳) وقیل یرخص اذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دواء اخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیه الفتویٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب المیاه مطلب فی التداوی باب المحرم ج ا ص ۱۹۴) ظفیر.

(۴) الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ا ص ۲۹۱.ط.س.ج ا ص ۳۱۶. ۱۲ بدن کا پاک رہنا نمازی کے لئے شرط ہے وطهارة بدنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ا ص ۳۷۳.ط.س.ج ا ص ۴۰۲) ظفیر.

(جواب) نماز در حمام مکروہ است بدو وجہ۔ (۱) یکے آنکہ حمام جائے غسالہ است دوِ دیگر آنکہ آں خانۂ شیاطین است۔ قال العلامة نجم الدين الطر سوسی فی منظومة الفوائد فقال نهی الرسول احمد خير البشر +عن الصلوٰة فی بقاع تعتبر معا طن الجمال ثم مقبره+مزبلة طريق ثم مجزره + وفوق بيت الله والحمام والحمد لله على الطعام. (۲) فقط۔

غیر مفتی بہ قول پر بغیر غسل نماز کا حکم:۔

(سوال ۲۰۹) عرصہ سے ایک مسئلہ درپیش ہے اور کسی طرح حل نہیں ہوسکا۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب ضرور بالضرور حل کرلیں گے میں تھوڑی سی عبارت فتاوىٰ عالمگیری جلد اول ص ۱۸ کی نقل کرتا ہوں جس سے صورت مسؤلہ بخوبی روشن ہوجائے گی۔ عبارت فتاوىٰ عالمگیری مندرجہ ذیل ہے۔ ایک شخص کو احتلام ہوا یا کسی عورت کی طرف دیکھا اور منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی۔ پھر اپنے ذکر کو دبالیا یہاں تک کہ شہوت اس کی ساکن ہوگئی۔ پھر منی بہی تو اس پر امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک غسل واجب ہوگا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی نزدیک واجب نہ ہوگا (یہ خلاصہ میں ہے) اب صورت حال یہ ہے کہ ایک شخص کو احتلام ہوا اور منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی پس اس نے اپنے ذکر کو دبالیا۔ یہاں تک کہ شہوت ساکن ہوگئی اور پھر منی بہی۔ شخص مذکور کو چونکہ پہلے سے یہ علم تھا کہ ایسی صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا اس لئے اس نے غسل نہیں کیا اور بغیر غسل کے نماز پڑھتا رہا اور چند مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا اور کبھی غسل نہیں کیا۔ اور یہ اس نے محض اپنی غلط فہمی کی وجہ سے ایسا کیا اور جب اس کو معلوم ہوا کہ اس نے سخت غلطی کی تو وہ بہت نادم ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا شخص مذکور نے جس قدر نمازیں اس صورت میں پڑھی ہیں وہ ادا ہوگئیں یا نہیں اور اگر نہیں ہوئیں تو اب ان کی ادائیگی کی کیا صورت ہوسکتی ہے اور شخص موصوف اس فعل کے کرنے سے گنہگار ہوا یا نہیں اور اگر گنہگار ہوا تو کس درجہ کا۔

(جواب) چونکہ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اختلاف ہے۔ اور بہت سے مشائخ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی قول کو مفتی بہ لکھا ہے۔ (اگرچہ محققین کی رائے یہ نہیں) تاہم جو فعل شخص مذکور نے قول مختار سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کیا اور اس پر وہ اب نادم بھی ہے اور نفس مسئلہ میں کچھ گنجائش بھی ہے اس لئے حق تعالیٰ شانہ، کی رحمت سے امید مسامحت کی ہے۔ باقی جو نمازیں اس نے اس حالت میں پڑھی ہیں ان کے متعلق اختلاف ائمہ اور اختلاف مشائخ مرجحین پر نظر کرکے۔ امام قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے یوخذ بقول ابی یوسف فی صلوٰت ما ضية فلا تعادوفی مستقبلة لا يصلي مالم يغتسل ۵۱ ردالمحتار (۳) ص ۱۱۹ جلد اول۔ لیکن پھر بھی احتیاط یہی ہے کہ ان نمازوں کی قضا کرے کیونکہ محققین کے نزدیک قول مختار امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما کا ہے۔ (۴) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقط

---

(۱) وكذا تكره فى اما كن كفوق كعبة وفى طريق الخ ومغتسل وحمام (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۵۲ وج ۱ ص ۳۵۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۷۹ ظفير. (۲) على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۵۲. ۱۲ ظفير. (۳) ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۹ .ط.س.ج ۱ ص ۱۶۱. ۱۲ ظفير.

(۴) وفرض الغسل عند خروج منی من العضو والا فلا يفرض اتفاقا الخ منفصل عن مقره الخ بشهوة الخ ولا نه ليس بشرط عندهما خلافا للثانی ويقوله يفتی الخ (درمختار) لكن اكثر الكتب على خلافه حتى البحر والنهر ولا سيما قد ذكروا ان قوله قياس وقولهما استحسان وانه الا حوط فينبغی الا فتاء بقوله فی مواضع الضرورة فقط (ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۸ وج ۱ ص ۱۴۹ .ط.س.ج ۱ ص ۱۵۹)

دھبے کے دیکھتے ہوئے نماز پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۱۰) اگر پاجامہ پر دھبہ معلوم ہو اور خواب یاد نہیں اور میری دوکان تمبا کو کی ہے شاید تمبا کو کا دھبہ لگ گیا ہو۔ غرض کہ اس دھبہ سے برابر ایک ہفتہ تک نماز پڑھتا رہا، وقت بدلنے کپڑے کے قبل از جمعہ مجھ کو معلوم ہوا، بعدہٗ نہا کر کپڑے بدل لئے تو اس ہفتہ کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر یہ یقین ہو کہ یہ دھبہ منی کا ہے تو اس سے پہلی جو آخر مرتبہ سویا ہو اس کے بعد کی نمازوں کا لوٹانا ہوگا۔ مثلاً رات کو سویا تھا اور دن کو قبل از ظہر دھبہ دیکھا تو صبح کی نماز کا اعادہ کرے اور اگر بعد ظہر کے دیکھا تو ظہر کا بھی اعادہ کرے اور اگر منی ہونا اس کا یقینی نہیں ہے بلکہ یہ بھی شبہ ہے کہ شاید اور کسی چیز کا دھبہ ہو تو پھر کسی ایک نماز کا بھی اعادہ لازم نہیں ہے۔(۱)

ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوگی:۔

(سوال ۲۱۱) ہندہ کی گود میں شیر خوار بچہ ہے جس کی وجہ سے اس کا کپڑا ہر وقت ناپاک رہتا ہے، تو ایسی حالت میں ہندہ ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) پاک کپڑا بدل کر یا ناپاک کو دھو کر نماز پڑھنی چاہئے ناپاک کپڑے سے نماز نہ ہوگی۔(۲) فقط۔

جیل خانہ کی بنی ہوئی جائے نماز کا استعمال درست ہے:۔

(سوال ۲۱۲) جیل خانہ سے خرید کردہ جائے نماز پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں جس کو قیدی بنتے ہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۳) فقط۔

کورے کپڑے میں نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۱۳) کورے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کورے کپڑے سے بدون دھوئے نماز درست ہے۔(۴)

(اس لئے کہ یہ پاک ہے اس سلسلہ میں شک کا کوئی اعتبار نہیں۔ درمختار میں ہے۔ ولو شک فی نجاسة

---

(۱) فرض الغسل الخ عند روية مستيقظ الخ منيا او مذيا وان لم يتذكر الاحتلام الا اذا علم انه مذى او شك انه مذى او ودى او كان ذكره متشر اقبيل النوم فلا غسل عليه الخ او تيقن انه منى او تذكر حلما فعليه الغسل (الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۲ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰ ...... ۱۶۳) ظفير. (۲) ثم الشرط الخ شرعا ما يتوقف عليه الشئى ولا يد خل فيه هى ستة طهارة بدنه اى جسده الخ وثوبه (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفير. (۳) اس لئے کہ پاک ہے۔ اليقين لا يزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵) غیر مسلم یا جاہل مسلمان کا بنا ہوا کپڑا اور دوسری چیز پاک ہے۔ پھر یہ اصول میں ہے کہ کسی چیز کے ناپاک ہونے میں شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہے ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر وتمامه فى الاشباه (درمختار) فى التتار خانية من شک فى انائه او ثوبه او بد نه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر الخ. وكذا ما يتخذه اهل الشرک او الجهلةمن المسلمين كالسمن والخبز والا طعمة والثياب اه ملخصاً (ردالمحتارقبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفير.
(۴) اليقين لا يزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵) ظفير.

ماء او ثوب الخ . لم یعتبر . شامی ج ۱ ص ۱۴۰ ظفیر)

ناپاک اونی کپڑا بغیر دھوئے پاک نہیں ہوتا اور نہ ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے:۔

(سوال ۲۱۴) اونی کپڑے پر اگر گوبر وغیرہ لگ جائے اور خشک ہوکر خود بخود جھڑ جائے یا پیشاب وغیرہ سے تر ہوکر خشک ہوجائے تو اس کپڑے پر بلا پاک کئے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ کپڑا بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا اس کو تین بار دھونا چاہئے۔(۱) فقط (اور جب تک وہ پاک نہ ہو اس پر نماز جائز نہیں ہے۔ ظفیر)

ننگے پاؤں چلنے والا بغیر پاؤں دھوئے نماز پڑھ سکتا ہے:۔

(سوال ۲۱۵) اگر وضوء کر کے کوئی شخص میل دو میل تک ننگے پیر چلے اور پھر پانی پیر دھونے کے لئے نہ ملے تو پیروں کو جھاڑ کر نماز پڑھنے سے نماز ہوجاوے گی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں پیروں کو جھاڑ کر اور صاف کر کے نماز پڑھے تو نماز ہوجاوے گی۔(۲)

بغیر استنجا نماز پڑھ لی تو ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۶) ایک شخص نے پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد استنجاء نہیں کیا وضوء کر کے نماز پڑھ لی بعد میں یاد آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں، یا وضو کے بعد یاد آیا تو اس کو وضو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر ڈھیلے سے استنجا کر لیا تھا اور نجاست مخرج سے بقدر درہم متجاوز نہ تھی تو بدون پانی سے استنجا کرنے کے اس کی نماز ہوگی۔(۳) فقط۔

پاک چارپائی پر نماز جائز ہے:۔

(سوال ۲۱۷) تندرست آدمی کو چارپائی پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے جیسے

---

(۱) وازالتها ان کانت مرئية بازالة عینها واثرها ان کانت شیئا یزول اثره الخ وان کانت غیر مرئية یغسلها ثلث مراة ویشترط العصر فی کل مرةفیما ینعصر الخ (عالمگیری کشوری کتاب الطهارت باب سابع فصل اول فی تطهیر الانجاس ج ۱ ص ۴۰ ط.ماجدیه ج ۱ ص ۴۱) ظفیر. (۲) وطین شارع الخ عفو (درمختار) وفی الفیض طین الشوارع عفو وان ملأ الثوب للضرورب ولو مختلطا بالعذرات وتجوز الصلوٰة معه (ردالمحتارباب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۹.ط.س.ج ۱ ص ۳۲۴) اور صورت مسئولہ میں تو نجاست کا سوال ہی نہیں ہے محض شک و وہم ہے اور فقہاء کا اصول ہے الیقین لا یزول بالشک (الاشباه ص ۷۵) ظفیر. (۳) وعفی الشارع عن قدر درهم وان کره تحریما فیجب غسله وما دونه تنزیها فیسن وفوقه مبطل فیفرض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱.ط.س.ج ۱ ص ۳۱۶) ذکر فی الذخیرة اذا کانت النجاسة فی موضع الاستنجاء اکثر من قدر الدرهم فاستجمر ای استنجی بثلثة احجار وانقاه ای موضع الاستنجاء ولم یغسله بالماء قال الفقیه ابو اللیث فی فتاویه یجزیه یعنی من غیر کراهة وکان الغسل افضل قال صاحب الذخیرة وبه ای بما قال ابو اللیث ناخذو فی هذا اشارة الی ان البعض یخالف فی ذالک ولا اعلم فیه مخالف الخ وهذا اذا کانت تلک النجاسة ما خرج من الحدث المعتاد ولم تصبه من الخارج (غنیة المستملی ص ۱۸۹) ظفیر.

تخت پر نماز پڑھنا جائز ہے چار پائی پر بھی جائز ہے۔ بکر کہتا ہے کہ آج تک نہ کسی کتاب میں دیکھا اور نہ علماء کے اقوال سے ثابت ہے اور نہ بجز معذور کے کسی کو چار پائی پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) چار پائی پر نماز صحیح ہے اور چار پائی مثل تخت کے ہے۔ کیونکہ جب گھٹنے اول چار پائی پر رکھے جائیں گے تو آگے سے سجدہ کی جگہ کھنچ کر سخت ہو جاوے گی اور مثل تخت کے ہو جاوے گی پھر سجدہ میں کچھ حرج نہ ہوگا۔ اور عادت چار پائی پر نماز پڑھنے کی اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ چار پائیوں کا اعتبار نہیں ہوتا اکثر ناپاک ہوتی ہیں لیکن جب کہ چار پائی پاک ہو تو پھر کچھ حرج نہیں ہے۔(۱) فقط۔

رنڈی کے بالاخانہ کے نیچے کے مکان میں نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۸) ایک مکان سرکار جیز کا ہے اس نے کسی وجہ سے ایک رنڈی کو دے دیا۔ جب چاہے ضبط کر لیتا ہے اس کے نیچے دو کانیں ہیں ان کو کرایہ پر لے رکھا ہے اس میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس مکان مذکور میں نماز پڑھنا صحیح ہے نماز ہو جاتی ہے۔(۲) لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مسجد میں نماز پڑھیں۔(۳) فقط۔

ناپاک کپڑوں میں نماز کا حکم:۔

(سوال ۲۱۹) اگر امام کے کپڑوں پر شیر خوار نے خوب پیشاب کیا ہو اور ان سے بھول کر نماز پڑھ لی ہو تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں نماز لوٹانی چاہئے۔(۴) فقط۔

جماع کے بعد کپڑے نہیں بدلے اور نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۲۲۰/۱) اگر کسی نے جماع کے بعد غسل کر کے کپڑے بالکل بدل دیئے یا صرف لنگی ہی بدلی اور کوئی کپڑا نہ بدلا تو نماز درست ہے یا نہ۔

ملازمین ہسپتال نماز کس طرح پڑھیں:۔

(سوال ۲۲۱/۲) ایک آدمی ہسپتال کا ملازم ہے اور ہر وقت ناپاک دوائیں اور آدمیوں کو چھوتا ہے اور کپڑوں پر چھینٹیں

---

(۱) لو سجد علی الحشیش اوالتبن الخ ان استقر جهته وانفه ويجد حجمه يجوز (عالمگیری کشوری ج ا ص ۶۹ .ط.ماجدیہ ج ا ص ۷۰) اما شرائط ارکان الصلوٰۃ فمنها الطهارة بنو عيها من الحقيقية والحكمية والطهارة الحقيقية هى طهارة الثوب والبدن ومكان الصلوٰة عن النجاسة الحقيقة (بدائع الصنائع شرائط الا رکان ج ا ص ۱۱۴)ظفیر.

(۲) اس مکان میں کوئی شرعی قباحت نہیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر. (۳) فرض نماز مسجد میں جماعت سے ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے والجماعة سنة موكدة للرجال الخ ولو فاتته ندب طلبها فى مسجد اخر الا المسجد الحرام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۱۷ .ط.س.ج ا ص ۵۵۲)ظفیر. (۴) هى (اى شروط الصلوٰة) ستة طهارة بدنه (الى قوله) وثوبه (درمختار.ط.س.ج ا ص ۴۰۲) النجاسةان كانت غليظة وهى اكثر من قدر الدرهم فغسلها فريضة والصلوٰة فيها باطلة وان كانت مقدار درهم فغسلها واجب الخ (عالمگیری کشوری ج ا ص ۵۶ .ط.ماجدیہ ج ا ص ۵۸) واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى راى مقتد بطلت فيلزم اعادتها الخ كما يلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او ركن (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۵۳ .ط.س.ج ا ص ۵۹۱)ظفیر.

بھی ہر وقت پڑتی رہتی ہیں اور وہ خشک ہو جاتی ہیں۔ اور بعض دوائیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا چھونا مذہباً حرام ہے، تو نماز کیسے ادا کرے۔ غسل کر کے کپڑے بالکل بدلنا ہو گا یا اسی صورت میں ادا کرے۔

(جواب) (۱) جب کپڑا ناپاک بدل دیا اور غسل کر لیا تو نماز صحیح ہے۔(۱)

(۲) ناپاک کپڑے بدل کر دوسرا پاک کپڑا پہن کر نماز پڑھنی چاہئے۔(۲) فقط۔

ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوتی:۔

(سوال ۲۲۲) شخصے بعد از چہل سال گاہ بگاہ در مرض تقطیر البول مبتلا شد پس او برائے دفع وہم بول یک پارچہ خورد زیریں استعمال می کنند وآن پارچۂ زیریں گاہے از بول آلودہ می شود پس ازاں پارچہ زیریں زیر تہبند دیگر داشتہ نماز جائز است یا نہ۔

(جواب) اگر معلوم ومتعین است کہ پارچہ زیریں از قطرات بول زیادہ از قدر درہم شدہ است نماز دراں صحیح نخواہد بود وگرنہ جائز ست۔ فقط۔(۳)

فصل ثانی۔ ستر عورت

کیا قدم کھول کر عورت کی نماز نہیں ہوتی:۔

(سوال ۲۲۳) کتاب صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے کہ نماز کے اندر اگر عورت کے قدم کی چوتھائی کھل جائے تو نماز نہ ہوگی تو عورتوں کو موزے پہن کر نماز پڑھنا چاہئے۔

(جواب) درمختار میں لکھا کہ معتمد یہ ہے کہ قدمین عورت کے عورت نہیں اس کے کھلنے سے نماز میں خلل نہیں آتا اور یہ جو صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے یہ بھی ایک قول ہے اور مراد اس سے باطن قدم ہے۔(۴) نہ ظہر قدم کذا فی الشامی ج ۱ ص ۴۲۱۔

---

(۱) جماع کے وقت جن کپڑوں پر ناپاکی لگی ہے وہی ناپاک ہوتے ہیں۔ جسم کے تمام کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ لہذا انہی کپڑوں کو بدلنا ضروری ہے جس پر ناپاکی لگی ہوئی ہو۔ البتہ جماع کے بعد حکماً جسم تمام ناپاک ہو جاتا ہے اور غسل فرض ہے وفرض الغسل الخ عند ایلاج حشفتهي مافوق الختان ادعی الخ فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثله الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۹ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۹) الشرط الخ شرعاً ما يتوقف عليه الشئی ولا يد خل فيه هی ستة طهارة بد نه ای جسده الخ من حدث بنو عيه الخ وخبث مانع كذا لک وثوبه الخ (الد ر المختار علی هامش ردالمحتار با ب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفير.

(۲) ایضاً. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲.۱۲ ظفير.

(۳) وعفی الشارع عن قدر درهم وان كره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فليسن وفوق مبطل (درمختار) ففی المحيط يكره ان يصلی ومعه قدردرهم اودونه من النجاسة عالما به لا ختلاف الناس فيه (رد المحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶) ظفير.

(۴) وللحرة ولو خنثی جميع بد نها الخ خلا الو جه والكفين الخ والقدمين علی المعتمد (درمختار) ای من اقوال ثلاثة مصححة ثانيها عورة مطلقا، ثالثها عورة خارج الصلوٰة لا فيها ، اقول ولم يتعرض لظهر القدم وفی القهستانی عن الخلاصة اختلفت الروايات فی بطن القدم ۱ ه وظاهره انه لا خلاف فی ظاهره. ثم رأيت فی مقدمة المحقق ابن الهمام المسماة بزاد الفقير قال بعد تصحيح ان انكشاف ربع القدم مانع ولو انكشف ظهر قدمها لم تفسد الخ ثم نقل عن الخلاصة ان الخلاف انما هو فی باطن القدم واما ظاهره فليس بعورة بلا خلاف الخ (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة مطلب ستر العورة ج ۱ ص ۳۷۶ وج ۱ ص ۳۷۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۵) ظفير.

کیا عورت پاؤں ڈھانکنے کے لئے موزے پہنے:۔

(سوال ۲۲۴) عورت کو سارا بدن ڈھانکنا فرض ہے سوا منہ اور دونوں ہتھیلی کے اور دونوں پاؤں کو تو نماز میں ظہر ید وبطن رجل بھی ڈھانکنا چاہئے اس کے لئے موزے و دستانے پہننے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(جواب) دونوں پاؤں کے اور دونوں ہاتھوں کی ظہر وبطن نماز میں ڈھانکنا ضروری نہیں ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

دھوتی باندھ کر نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۲۵) دھوتی مثل اہل ہنود کے باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اگر کشف عورت نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ مگر یہ طریق اچھا نہیں ہے۔ فقط (۲)

عورتوں کی نماز ساڑی میں جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۲۶) عورتوں کی نماز ساڑی یعنی لہنگا پہن کر درست ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہاں کا رواج عورتوں کے لباس کا یہی ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ ستر پورا ہونا چاہئے۔ (۳) فقط۔

جانگیا پر لنگی باندھ کر نماز پڑھے تو درست ہے:۔

(سوال ۲۲۷) اگر کوئی شخص رومالی یا جانگیا باندھکر اس کے اوپر دھوتی یا پاجامہ وغیرہ پہن کر نماز پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اور اگر رومالی و جانگیا باندھ کر اس کے اوپر گھٹنا یعنی نصف پاجامہ پہن لے اور اس کے اوپر تہبند باندھ کر نماز پڑھے تو نماز جائز ہوگی یا نہ۔

(جواب) ان صورتوں میں جب کہ ستر عورت ہو جاوے نماز صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

کپڑے میں ستر پایا جانا ضروری ہے:۔

(سوال ۲۲۸) کپڑے کی غظلت میں شرط کیا ہے اگر صورت بدن دیکھا جاوے اور لون بشرہ نہ دیکھا جاوے تو نماز

---

(۱) وھی ای العورۃ للرجل ما تحت سر تہ الی ما تحت رکبۃ الخ وللحرۃ ولو خنثی جمیع بد نہا الخ خلا الوجہ والکفین الخ والقدمین علی المعتمد (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴)

(۲) والرابع ستر عورتہ الخ وھی للرجل ما تحت سرتہ الی ما تحت رکبتہ الخ(الدر المختار علی ہامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۴ وج ۱ ص ۳۷۵ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴)ظفیر.

(۳) والرابع ستر عورتہ ووجوبہ عام ولو فی الخلوۃ علی الصحیح الا لغرض صحیح (درمختار) ووجوبہ عام ای فی الصلوٰۃ وخارجھا الخ . (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۴ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴)ظفیر.

(۴) والرابع ستر عورتہ الخ وھی للرجل ما تحت سرتہ الی ما تحت رکبتہ(الدر المختار علی ہامش ردالمحتار .باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۴ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴)ظفیر.

درست ہے یا نہیں اگر رنگت کی وجہ سے نہ دیکھا جاوے یا پاجامہ بنانے کی وجہ سے نہ دیکھا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ رنگ بشرہ کا معلوم نہ ہو تو سترِ ثابت ہے۔ اور نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

فصل ثالث۔ استقبال قبلہ

بحث سمت قبلہ:۔

(سوال ۲۲۹/۱) خورجہ سے کعبہ کی عین سمت کیا ہے۔ آیا علم ہیئت اور علم ہندسہ شریعت میں قابل لحاظ ہے۔

(سوال ۲۳۰/۲) کیا قطب کو بجانب یمین دیکھتے ہوئے قبلہ خورجہ سے عین مغرب کے سامنے ہے۔

(سوال ۲۳۱/۳) کیا ذریعہ قطب مندرجہ بالا ایک عام اور کل اصول ہندوستان کے لئے ہے۔

(سوال ۲۳۲/۴) خورجہ میں اگر اکثر مساجد مندرجہ بالا طریقہ پر یا کسی اور غلط طریقہ پر تعمیر ہوئی ہیں تو کیا دیگر جدید مساجد اس غلط طریقہ پر آئندہ بھی بنائی جائیں۔ اطلاعاً عرض خدمت ہے کہ چند مساجد مندرجہ ذیل طریقہ پر یعنی علم ہیئت اور علم ہندسہ کے مطابق بنی ہوئی ہیں۔ خورجہ علم ہیئت کے مطابق ۲۸ درجہ شمال عرض البلد پر واقعہ ہے۔ اور مکہ معظّمہ ۲۱ درجہ ۴۰ لحہ عرض البلد پر واقع ہے لہذا اس طریقہ پر تقریباً ۷ درجہ کا فرق ہے اور بریں اصول ۷ درجہ بجانب مغرب و جنوب نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ چند علماء کرام نے اس پر فتویٰ دیا ہے۔

(سوال ۲۳۳/۵) ہمیں عین قبلہ معلوم کرنا ضروری ہے یا محض جہت قبلہ کافی ہے۔

(جواب)(۱) سمت قبلہ اور جہت قبلہ میں شرعاً بہت وسعت ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ عین کعبہ کی طرف استقبال ہو بلکہ جہت قبلہ کافی ہے اور اس میں بھی تھوڑے سے انحراف سے یعنی کسی قدر دائیں بائیں ہو جانے سے استقبال کعبہ میں خلل نہیں آتا جیسا کہ درمختار میں ہے **ولغیرہ ای غیر معاینھا اصابۃ جھتھا بان یبقی شئی من سطح الو جہ مسامتاً الکعبۃ او لھوائھا**(۲) الخ اور شامی میں قہستانی سے منقول ہے **ولا باس بالا نحراف انحرافاً لا تزول بہ المقابلۃ بالکلیۃ بان یبقی شئی من سطح الوجہ مسامتا للکعبۃ (الی ان قال) وسیاتی فی المتن فی مفسدات الصلوٰت انھا تفسد بتحویل صدرہ عن القبلۃ بغیر عذر فعلم ان الا نحراف الیسیر لا یضر وھو الذی یبقی معہ الوجہ او شئی من جوانبہ مسامتاً لعین الکعبۃ اولھوائھا بان یخرج الخط من الوجہ او من بعض جوانبہ ویمر علی الکعبۃ اُھوائھا مستقیما ولا یلزم ان یکون الخط الخارج علی استقامۃ خارجاً من جبھۃ المصلی بل منھا او من جوانبھا الخ.**(۳)

الحاصل جب کہ بعض محقق ہوا کہ انحراف یسیر سے استقبال کعبہ میں فرق نہیں آتا تو اس سے واضح ہے کہ قطب شمال کو جانب شمال رکھ کر نماز پڑھنے میں استقبال کعبہ حاصل ہو جاتا ہے اور مساجد جو اس طریق سے بنی ہوئی ہیں وہ صحیح

---

(۱) وعادم ساتر لا یصف ماتحتہ (درمختار) بان لا یری منہ لون البشرۃ احتراز اعن الرقیق ونحو الزجاج (رد المحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۸۰. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۹) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب، شروط الصلوٰۃ استقبال قبلہ ج ۱ ص ۳۹۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۲۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ مبحث فی استقبال القبلۃ ج ۱ ص ۳۹۹. ط.س. ج ۱ ص ۴۲۹. ۱۲ ظفیر.

رخ پر ہیں اس میں زیادہ کنج وکاؤ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آلات سمت قبلہ کی دریافت کرنے کے لئے مہیا ومیسر نہیں ہیں۔اور پھر وہ بھی ظنی ہیں اور عام لوگوں کو اس کی تکلیف دینا دشوار ہے اور مساجد قدیمہ خود اس بارہ میں حجۃ صحیحہ ہیں اور تغیر کرنا ان میں تھوڑے سے انحراف مظنون کی وجہ سے مناسب نہیں ہے اور قطب شمال کو حجت سمجھنا اس بارہ میں اکابر علماء کا دلیل واضح اس کے صحت کی ہے۔فقط۔

ریل میں نماز کے اندر استقبال قبلہ کی بحث:۔

(سوال ۲۳۴) شخصے راکب ریل است لیکن از باعث تحویل الواح ریل عن القبلۃ اگر مستقبل قبلہ بودہ نماز میخواند پس ارکان صلوٰۃ مثل قیام وقعود رکوع وسجود بروئے متعسر ومتعذر می شوند واگر بقیام ورکوع وسجود نماز می گزارد تا استقبال قبلہ از وے فوت می شود پس دریں صورت کدام فرض را ترک نمودہ بکدام طریق تعمیل درزد یعنی محول عن القبلہ بودہ بدیگر طرف مستقبل شدہ برکوع وسجود ادا نماید یا مستقبل قبلہ گردید بایماء نماز بخواند۔

(جواب) اگر کسے درریل نماز فرض خواند پس استقبال قبلہ وقیام ورکوع وسجود وغیرہ جملہ ارکان صلوٰۃ ادا کردن ضروری است ومحض از سواری ریل استقبال ساقط نمی شود چرا کہ باوجود تحویل الواح بہ قدرے وقت وتکلف استقبال ممکن است اگر بلا مجبوری ترک استقبال کرد نماز جائز وادا نمی شود واگر مستقبل قبلہ بودہ نماز شروع کرد ودر حالت صلوٰۃ سمت قبلہ مبدل گردد پس مصلی را ضروری است کہ آن ہم متوجہ قبلہ بودہ نماز تمام کند کہ جملہ ارکان صلوٰۃ ادا شوند ومصلی ریل را در نماز فرض قعود قطعاً جائز نیست ودر صلوٰۃ نفل جائز است البتہ اگر فی الحقیقت ہجوم این قدر باشد کہ حرکت رکوع وسجود ممکن نیست ونیز بر صلوٰۃ از خارج ریل قادر نیست بلا استقبال وبلا قیام[عہ] ادا کند واین صورت نادر است۔(۱) فقط۔

---

(۱) والمربوطة بلجة البحران كان الريح يحر كها شديدا فكالسائرة والا فكانوفقه ويلزم استقبال القبلة عند الا فتتاح وكلما دارت (درمختار) اى فى قولهم جميعا وان عجز عنه يمسک عن الصلوٰة لعله يمسک مالم يخف خروج الوقت لماتقرر من ان قبلة العاجز جهة قدر ته وهذا كذالک والا فما الفرق (ردالمحتار. باب صلاة المريض ج ۱ ص ۷۱۴)ظفير.

عہ.من تعذر عليه القيام اى كله لمرض حقيقى الخ اوحكمى بان خاف زيادته او بطئى برئه بقيامه او دوران راسه او وجد بقيام راسه الماشديد الخ صلى قاعدا(الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المريض ج ۱ ص ۷۰۸ وج ۱ ص ۷۰۹.ط.س.ج ۱ ص ۹۵)ظفير.

فصل رابع۔ نیت

کیا زبان سے نیت شرط ہے:۔

(سوال ۲۳۵) زبان سے نیت کرنا نماز کی صحت کے لئے ضروری ہے یا صرف دل میں نیت کر لینا کافی ہے۔

(جواب) نیت قلبی صحت نماز کے لئے کافی ہے۔(۱)

کیا زبان سے نیت بدعت ہے:۔

(سوال ۲۳۶) آیا تلفظ بہ نیت نماز بدعت است؟ و بسم اللہ درمیان فاتحہ وسورہ خواندن ممنوع است؟ بیان فرمایند۔

(جواب) تلفظ بہ نیت نماز بدعت نیست۔(۲) و بسم اللہ مابین فاتحہ وسورہ ممنوع نیست۔(۳)

زبان سے نیت ضروری نہیں:۔

(سوال ۲۳۷) میں نے ایک کتاب فقہ میں دیکھا تھا کہ ہر نماز کی نیت اول دل میں کرنی چاہئے اور بعدہ اس کو زبان سے ادا کرنا چاہئے۔ مجھے الفاظ نیت زبان سے ادا کرنے میں سخت دقت ہوتی ہے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اس صورت میں دل میں صرف یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ مثلاً یہ نماز ظہر کی ہے اور زبان سے الفاظ نیت ادا کر لینا بھی بہتر ہے اور اگر اس میں کچھ دقت ہو تو اس کو چھوڑ دیجئے۔(۴) فقط۔

امام کی اجازت مقتدی کے لئے شرط نہیں:۔

(سوال ۲۳۸) زید امام مسجد ہے۔ بکر سے کہتا ہے کہ تم ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھنا، آیا بکر زید کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں، یا جب زید حکم دے وے اس وقت پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) زید کے پیچھے بکر نماز پڑھ سکتا ہے اور نماز صحیح ہے، زید کی اجازت اور حکم کی ضرورت نہیں ہے، بکر ہر حال میں اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اور زید کا یہ کہنا بیجا اور خلاف شریعت تھا۔(۵)

---

(۱) والمستحب فی النیۃان ینوی یقصد بالقلب ویتکلم باللسان بان یقول اصلی صلوٰۃ الخ ولو نوی بالقلب ولم یتکلم باللسان جازبلا خلاف بین الا ئمۃ لان النیۃ عمل القلب لا عمل اللسان واستحباب ضمہ الیہ لما ذکرنا (غنیۃ المستملی ص ۲۵۱ و ص ۲۵۲) ظفیر. (۲) وتلفظ عند الا رادۃ بہا مستحب ہو المختار الخ وقیل سنۃ یعنی احبہ السلف او سنہ علماءنا اذلم ینقل عن المصطفی ولا الصحابۃ ولا التابعین بل قیل بد عۃ (درمختار) نقلہ فی الفتح وقال فی الحلیۃ ولعل الا شبہ انہ بدعۃ حسنۃ عند قصد جمع العزیمۃ (ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ بحث النیۃ ج۱ ص۳۸۶. ط.س. ج۱ ص۴۱۵) ظفیر.

(۳) وسمی الخ سرافی اول کل رکعۃ لو جہریۃ لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقا ولو سریۃ ولا یکرہ اتفاقاً (الدر المختار علی ہامش ردالمحتارفصل فی تالیف الصلوٰۃ ج۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج۱ ص۴۹۰) ظفیر.

(۴) والخامس النیۃ بالا جماع وہی الا رادۃ المرجحۃ الخ والمعتبر فیہا عمل القلب الا زم للارادۃ الخ التلفظ عند الارادۃ بہا مستحب ہو المختار (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ج۱ ص۳۸۵ وج۱ ص۳۸۶. ط.س. ج۱ ص۴۱۴) ظفیر.

(۵) والا مام ینوی صلاتہ فقط ولا یشرط لصحۃ الا قتداء نیۃ امامۃ المقتدی (الدر المختارعلی ہامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج۱ ص ۳۹۴. ط.س. ج۱ ص۴۲۴) ظفیر.

نیت دل سے ضروری ہے یا زبان سے:۔

(سوال ۲۳۹) منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ نماز کی نیت کے الفاظ زبان سے کہنے مستحب ہیں اور دل سے نیت کرنی فرض ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زبان سے نیت کرنی بدعت ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ زبان سے الفاظ نیت کہنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ مستحب ہے لیکن ضروری ہے کہ دل میں بھی نیت کرے۔ حنفیہ کا محقق مذہب یہی ہے۔(۱) فقط۔

زبان سے نیت کیا بدعت ہے:۔

(سوال ۲۴۰) زید کہتا ہے کہ زبان سے نیت نماز کرنا بدعت ہے عمر کہتا ہے کہ سنت ہے۔

(جواب) اصل نیت دل سے ہے اور زبان سے کہنے کو بھی فقہاء کرام نے مستحب لکھا ہے۔ درمختار میں ہے **والمعتبر فیها عمل القلب اللازم للارادة الخ والتلفظ بها مستحب هو المختار الخ**.(۲) فقط۔

نماز کی نیت عربی میں ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۴۱) نماز کی نیت عربی زبان میں کرنا ضروری ہے یا اردو فارسی وغیرہ میں بھی کر سکتا ہے؟

(جواب) نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں اگر کہے بہتر ہے۔(۳) اور زبان سے کسی زبان میں اردو فارسی وغیرہ میں کہہ لیوے تو کچھ حرج نہیں۔

مقتدی عورت کے لئے کیا امام کی نیت ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۲) ایک عورت جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھے تو امام کو نیت امام عورت ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر محاذی مرد کے نہ کھڑی ہو تو امام کو اس کی امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) والخامس النية بالاجماع وهى الارادة لا العلم والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للارادة الخ والتلفظ بها مستحب وهو المختار الخ بل قيل هو بدعة (درمختار) نقله فى الفتح وقال فى الحلية ولعل الاشبه انه بدعة حسنة عند قصد جميع العزيمة الخ فلا جرم انه ذهب فى المبسوط والبداية والكافى الى انه ان فعله لجمع عزيمة قلبه فحسن (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة بحث النيه ج ۱ ص ۳۸۵.ط.س.ج ۱ ص ۴۱۴) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة. بحث النية ج ۱ ص ۳۸۵.ط.س.ج ۱ ص ۴۱۵.ظفير.

(۳) النيت ارادة الدخول فى الصلوٰة والشرط ان يعلم بقلبه اى صلاة يصلى الخ ولا عبرة للذكر باللسان فان فلعه لتجتمع عزيمة قلبه فهو حسن كذافى الكافى (عالمگيرى مصرى الباب الثالث الفصل الرابع ج ۱ ص ۶۱.ط.ماجديه ج ۱ ص ۶۵) ظفير.

(۴) وان امّ نساء فان اقتدت به المرأة محازية لرجل فى غير صلاة جنازة فلا بدلصحة صلاتها من نية اما ميتها لئلا يلزم الفساد بالمحاذاة بلا التزام وان لم تقتد بلا محاذية اختلف فيه فقيل يشترط وقيل لا .(الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة مطلب فى النية ج ۱ ص ۳۹۴.ط.س.ج ۱ ص ۴۲۵) ظفير.

الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ

فصل اول۔ فرائض نماز

تکبیر تحریمہ جس طرح مرد کے لئے ضروری ہے عورت کے لئے بھی ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۳) تکبیر تحریمہ عورت کو بوقت نماز کہنا فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) تکبیر تحریمہ عورت اور مرد سب کو کہنا چاہئے اس میں مردوں کی کچھ تخصیص نہیں ہے۔ **كما فى عامة كتب الفقه.**(۱)

ریل میں استقبال قبلہ حتی الوسع ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۴) بنگالہ کی ریل میں نماز میں قبلہ کی طرف کھڑا ہونا ممکن نہیں اور جس جگہ ممکن ہے وہاں جائے قیام وسجدہ میں گردوغبار ہوتا ہے وہاں قیام فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) ریل میں نماز پڑھنے میں حتی الوسع کھڑے ہوکر نماز پڑھنا چاہئے اور قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔(۲) اور جگہ کا وہم نہ کرنا چاہئے۔ غایت یہ کہ کوئی پاک کپڑا اچھالیا جاوے فقط۔

سجدہ نماز میں:۔

(سوال ۲۴۵) نماز میں سجدہ افضل ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز میں سجدہ ورکوع وقیام سب ہی فرض ہیں۔(۳) بعض اعتبار سے سجدہ افضل ہے اور بعض اعتبار سے قیام افضل ہے۔(۴) فقط۔

نماز میں پیر کا انگوٹھا ہل جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۴۶) جس شخص کا داہنے پیر کا انگوٹھا نماز میں ہل جائے اپنی جگہ سے تو نماز میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں۔ اگر امام سے اسی طرح کی حرکت ہوجائے تو مقتدیوں کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) من فرائضها التى لا تصح بدونها التحريمة قائما وهى شرط (درمختار) التحريمة المرادبها جملة ذكر خالص مثل الله اكبر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۱. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲) ظفير.

(۲) والسادس استقبال القبلة حقيقة او حكما كعا جزو الشرط حصوله لا طلبه الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۹۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۲۷) والفرائض الباقية من الست هى القيام الخ لقوله تعالىٰ وقوموا لله قانتين (غنية المستملى ص ۲۵۴) ومنها القيام فى فرض الخ لقادرعليه (درمختار) فلو عجز عنه حقيقة و ظاهر اوحكما كما لو حصل له به الم شديد او خاف زيادة المرض الخ فانه يسقط الخ. (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القيام ج ۱ ص ۴۱۴ وج ۱ ص ۴۱۵. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفير. (۳) ومن فرائضها التى لاتصح بدو نها التحريمة قائما الخ ومنها القيام بحيث لو مديديه لا ينال ركبتيه الخ فى فرض الخ لقادر عليه الخ ومنها القراء ة لقادر عليها الخ ومنها الركوع الخ ومنها السجود الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲...... ۴۴۴) ظفير.

(۴) وكثرة الركوع والسجود احب من طول القيام كما فى المجتبى الخ وان مذهب الا مام افضيلة القيام (ايضاً باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ۶۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۱۷. تفصیل کے لئے دیکھئے ردالمحتار حاشیہ در مختار باب وصفحه ايضاً ۱۲ ظفير.

(جواب) اس سے نماز میں کچھ خلل اور نقصان نہیں آتا۔ اور امام اگر ایسا ہو تو مقتدیوں کی نماز میں اور خود امام کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا۔(۱)

بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو رکوع کس طرح کیا جائے:۔

(سوال ۲۴۷) اگر نشستہ نماز می خواند بحالت رکوع برداشتن سرین ضروراست یانہ۔

(جواب) ضروری نیست قال فی رد المحتار ولوکان یصلی قاعد اینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبته لیحصل الرکوع ا ه قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع والا فقد علمت حصوله باصل طاء طاء الراس مع انحناء الظهر الخ شامی.(۲)

گھاس پر نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۴۸) اگر گیاہ وغیرہ بدیں نوع کہ فربہیش بقدر شبر یا زائد باشد بوقت سجدہ صعود و ہبوط می کند نماز برآں جائز است یانہ۔

(جواب) درمختار میں شروط جواز سجدہ سے یہ بھی لکھا ہے وان یجد حجم الارض اور اس کی تشریح علامہ شامی نے یہ فرمائی ہے ان الساجد لو بالغ لا یتسفل راسه ابلغ من ذلک الخ ۔(۳) ج ا ص ۳۳۷ پس اگر وہ گھاس وغیرہ اس قدر رہو اور ایسی ہو کہ سجدہ میں سر رکھنے سے دب جاوے اور ٹھیر جاوے تو سجدہ اور نماز صحیح ہے۔ فقط۔

عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا بلا عذر درست نہیں:۔

(سوال ۲۴۹) یہاں رواج ہے کہ عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں۔ نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) جب تک کھڑے ہونے کی طاقت ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ پس بلا عذر قوی عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا کسی طرح درست نہیں ہے اور نماز نہیں ہوتی۔(۴) فقط۔

چارپائی پر نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۵۰) چارپائی پر نماز اس وقت درست ہے کہ جب چارپائی سخت ہو یا ڈھیلی ہو تب بھی۔

....

(۱) وحررناه فی شرح الملتقی وفیه یفترض وضع اصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة والا لم تجز (ای السجدة) والناس عنه غافلون (درمختار) والحاصل ان المشهور فی کتب المذهب اعتماد الفرضیة والارجح من حیث الدلیل والقواعد عدم الفرضیة الخ ثم الا وجه حمل عدم الفرضیة علی الوجوب والله اعلم (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۶۶ و ج ا ص ۴۶۷. ط.س. ج ا ص ۴۹۸...... ۵۰۰) ۱۲ ظفیر.

(۲) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة بحث الرکوع والسجود ج ا ص ۴۱۶. ط.س. ج ا ص ۴۴۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) رد المحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی تالیف الصلوٰة. ط.س. ج ا ص ۴۹۷ ۱۲ ظفیر.

(۴) من فرائضها التی لاتصح بدونها التحریمة الخ ومنها القیام الخ فی فرض وملحق به الخ لقادر علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۱۴. ط.س. ج ا ص ۴۴۲...... ۴۴۴) ظفیر.

(جواب) چارپائی پر نماز ہر حالت میں درست ہے اگر چہ وہ بہت سخت نہ ہو، کیونکہ اگر وہ ڈھیلی بھی ہے تو جس وقت گھٹنے چارپائی پر ٹھیریں گے اور زور پڑے گا تو سجدہ کی جگہ سخت ہو جاوے گی۔ فقط۔

قعدہ اخیرہ میں سو جائے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے تو نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۲۵۱) زید نے جماعت سے نماز پڑھی قعدہ اخیرہ میں سو گیا اور امام کے ساتھ سلام پھیرا لیکن مقدار تشہد بعد بیدار ہونے کے نہیں بیٹھا۔ زید کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) احوط یہ ہے کہ اعادہ قعدہ کا کیا جاوے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔ اور شیخ ابن ہمام کی تحقیق سے جواز مفہوم ہوتا ہے اور قواعد فقہیہ سے عدم جواز ظاہر ہوتا ہے لہذا احوط ثانی ہے۔ والتفصیل فی الشامی۔(۱)

قیام میں دونوں قدم کے درمیان فاصلہ رکھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۵۲) نماز میں قیام کی حالت میں درمیان دونوں پیروں کے چار انگشت فرق رکھنا کیسا ہے اگر کم و بیش ہو جاوے تو نماز میں کچھ خلل تو نہ ہوگا۔

(جواب) فقہاء نے لکھا ہے کہ چار انگشت کا فاصلہ پیروں میں بحالت قیام رکھنا بہتر ہے اگر کچھ کم و بیش ہو گیا تو نماز صحیح ہے کچھ کراہت نہیں۔ شامی جلد اول **و وینبغی ان یکون بینهما مقدار اربع اصابع الیدلانه اقرب الی الخشوع الخ شامی**(۲).

سجدے میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۵۳) سجدہ میں اگر دونوں پیر زمین سے اٹھ جاویں تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اگر تھوڑی دیر تک اٹھے رہیں تو کچھ خلل تو نہیں۔

(جواب) قدمین کا زمین پر رکھنا سجدہ میں ضروری ہے لیکن اگر زمین پر رکھنے کے بعد پھر دونوں قدم زمین سے اٹھ گئے یا اٹھنے کے بعد پھر زمین پر رکھ لئے تو نماز ہوگئی۔(۳) فقط۔

---

(۱) ومنها القعود الا خیر والذی یظهر انه شرط لانه شرع للخروج (درمختار) وبین فی الا مداد الثمرة بانه لواتی بالقعدة نائما تعتبر علی القول بشرطیتها لا رکنیتها وغراه الیٰ التحقیق والاصح عدم اعتبار ها کما فی شرح المنیه (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ص ۴۱۷.ط.س.ج ا ص ۴۴۸)ظفیر.(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ا ص ۴۱۴.ط.س.ج ا ص ۴۴۴. ۲ ا ظفیر.(۳)وفیه یفترض وضع اصابع القدم ولو واحده نحو القبلة والا لم تحزو الناس عنه غافلون (درمختار) قوله وفیه ای فی شرح الملتقی وکذا قال فی الهدایة واما وضع القدمین فقد ذکر القدوری انه فرض فی السجود اه فاذا سجدورفع اصابع رجلیه لا یجوز کذا ذکره الکرخی والجصاص ولو وضع احدهما جاز الخ فصار فی المسئلة ثلاث روایات الا ولیٰ فرضیة وضعهما الثانیة فرضیة احداهما ،الثالثة عدم الفرضیة الخ والحاصل ان المشهور فی کتب المذهب اعتماد الفرضیة والارجح من حیث الدلیل والقواعد عدم الفرضیة الخ ثم الا وجه حمل عدم الفرضیة علی الوجوب والله اعلم الخ وفی البزازیة والمراد بوضع القدم هنا وضع الا صابع او جزء من القدم وان وضع اصبعاواحدة او ظهر القدم بلا اصابع ان وضع مع ذالک احدی قدمیه صح والا لا (ردالمحتار. باب صفة الصلاة ج ا ص ۴۶۶.ط.س.ج ا ص ۴۹۹)ظفیر.

کیا اس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز جائز ہے جو چلتا پھرتا ہے:-

(سوال ۲۵۴) جو شخص چل پھر کر اچھی طرح اپنی ضرورت پوری کر سکے اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو بیٹھ کر نماز فرض پڑھنا درست نہیں۔ (۱) فقط

فصل ثانی۔ واجبات صلوٰۃ

نوافل میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے یا نہیں:-

(سوال ۲۵۵) نوافل رباعی میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے یا فرض۔

(جواب) واجب ہے کما فی الدر المختار ولها واجبات الخ والقعود الاول ولو فی نفل فی الاصح. (۲) فقط۔

رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا چاہئے:-

(سوال ۱/۲۵۶) بعض لوگ رکوع کر کے سیدھے کھڑے نہیں ہوتے سجدے میں چلے جاتے ہیں، نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

پہلے سجدہ سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ جائے پھر سجدہ کرے ورنہ اعادہ واجب ہے:-

(سوال ۲/۲۵۷) بہت سے لوگ سجدہ سے چار انگل اٹھ کر دوسرا سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے نہ ہوں تو اس میں ترک واجب ہوتا ہے اور وہ نماز قابل اعادہ ہے۔ (۳)

(۲) بقول بعض محققین اس میں ترک واجب ہے اور ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ومنها القيام الخ فی فرض وملحق به كنذر وسنة فجر فی الاصح لقادر عليه وعلى السجود فلو قدر عليه دون السجودندب ايماء ه قاعدا و كذا من يسيل جرحه لو سجد (درمختار) لقادر عليه فلو عجز عنه حقيقة وهو ظاهر اوحكما كما لو حصل له به الم شديد اوخاف زيادة المرض الخ فانه يسقط (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القيام ج ۱ ص ۴۱۴. ۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب فی واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۴ و ج ۱ ص ۴۳۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶. ۱۲ ظفير قوله ولو فی نقل لانه وان كان كل شفع منه صلاة على حدث حتى افترضت القرائة فی جميع لكن القعدة انما فرضت للخروج من الصلاة فاذا قام الى الثالثة تبين ان ماقبلها لم يكن اوان الخروج من الصلاة فلم تبق القعدة فرضيه (رد المحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۴۳۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۶۵) ظفير.

(۳ و ۴) ولها واجبات الخ وهی قراء ة فاتحة الكتاب الخ وتعديل الاركان ای تسكين الجوارح قدر تسبيحة فی الركوع والسجود وكذا فی الرفع منهما على ما اختاره الكمال (درمختار) قوله وكذا لرفع الخ ای يجب التعديل ايضاً فی القومة من الركوع والجلسة بين السجد تين وتضمن كلامه وجوب نفس القومة والجلسة ايضا الخ حتى لو تركها او شيئا منها سا هيا يلزمه السهو ولو عمل يكره اشد الكراهة ويلزمه ان يعيد الصلاة الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۲۴ و ج ۱ ص ۴۳۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶...... ۴۶۴) ظفير.

تشہد نماز میں واجب ہے:۔

(سوال ۲۵۸) تشہد نماز میں افضل ہے یا نہیں۔

(جواب) تشہد یعنی التحیات پڑھنا نماز میں واجب اور ضروری ہے۔(۱) فقط۔

فرضوں کی دو رکعت خالی اور سنتوں کی سب بھری میں کیا حکمت ہے:۔

(سوال ۲۵۹) فرضوں میں دو رکعت خالی پڑھی جاتی ہیں اور سنتوں میں بھری اس میں کیا حکمت ہے۔

(جواب) فرضوں میں دو رکعت کا خالی رکھنا یا صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا وارد ہوا اس وجہ سے ان کو خالی رکھتے ہیں۔(۲) اور سنتوں میں اور نفلوں میں ہر ایک شفعہ نماز کا علیحدہ ہے اس واسطے سب رکعتوں کو بھری پڑھنا چاہئے۔(۳) فقط۔

کیا ہر مکروہ تحریمی سے نماز کا اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۲۶۰) ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) مکروہ تحریمی فعل سے بے شک اعادہ نماز کا واجب ہوتا ہے(۴) اور تفصیل کا اس وقت موقع نہیں ہے۔ فقط۔

بغیر تعدیل ارکان جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۶۱) ایک شخص کی عمر بیس سال کی ہے اس عرصہ میں اس نے کوئی نماز درست نہیں پڑھی صرف دو ٹکر مار کر نماز ختم کر دیتا ہے۔ یہ نمازیں ہوئیں یا نہیں۔ اگر اعادہ کرے تو صرف فرض ہی ادا کرے یا سنت بھی۔

(جواب) جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئیں اگرچہ وہ ہوگئیں ہیں لیکن ان کا اعادہ (دہرالینا) اچھا ہے۔(۵) فرض اور وتر کا اعادہ کرے، سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔

فصل ثالث۔ سنن وکیفیت نماز

تسبیحات رکوع وسجود کی تعداد:۔

(سوال ۲۶۲) نماز میں تسبیحات رکوع وسجود دس مرتبہ اور تین مرتبہ سے زیادہ کہنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا مستحسن۔ قومہ

---

(۱) ومنها قراءة التشهد فانها واجبة فی القعدتین الاولی والاخیرة الخ فاوجب السجود بترک التشهد فی القعدة الاولی کما فی القعدة الاخیرة وهو ظاهر الروایة (غنیة المستملی ص ۲۹۰) ظفیر.

(۲) وعن ابی قتادة قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الظهر فی الاولیین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب...... وهکذافی العصر (مشکوٰة باب القرأة فی الصلوٰة ص ۷۹) ظفیر.

(۳) وضم سورة الخ فی الاولیین من الفرض الخ وفی جمیع رکعات النفل لان کل شفع منه صلوٰة (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۳۲۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر.

(۴) وکذا کل صلاة اذیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷) ظفیر. (۵) ولها واجبات لاتفسد بترکها وتعاد وجوبا فی العمد والسهو ان لم یسجد له وان لم یعدها یکون فاسقا اثما الخ وهی قرأة فاتحة الخ وتعدیل الارکان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶) ظفیر.

میں ربنا لک الحمد کہنا سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد مستحسن ہے یا نہیں۔ جلسہ میں رب اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی کہنا مستحسن ہے یا نہیں۔

(جواب) تین مرتبہ تسبیح رکوع وسجود سے سنت تسبیح ادا ہوجاتی ہے اور فرائض میں تخفیف کا حکم ہے اس لئے برعایت مقتدیان زیادہ تطویل نہ کرنی چاہئے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے بعض صحابہ کو تطویل قراءت کرنے سے افتان انت (۱) فرمایا۔ حالانکہ قراءت افضل اجزائے صلوٰۃ ہے لیکن تین سے زیادہ ہونے کو حنفیہ مکروہ نہیں فرماتے (۲) اور سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا لک الحمد کہنا بھی مستحب ہے۔ (۳) اسی طرح جلسہ میں رب اغفرلی الخ کہنا جائز و مستحسن ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ ادعیہ واذکار نوافل میں پڑھے اور فرائض میں تخفیف رکھے۔ (۴) جیسا کہ امر فلیخفف الحدیث (۵) اس کو مقتضی ہے واذا اراد اللہ بعبد خیراً یفقہ فی الدین. (۶) فقط۔

رفع یدین کہاں ہے:۔

(سوال ۲۶۳) رفع یدین سوائے تکبیر اولیٰ کے حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے اس واسطے کہ جلیل القدر صحابہ نہیں کرتے تھے عن براء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لا فتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکون ابھاماہ قریباً من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود . (۷) عن الا سود قال رأیت عمر بن الخطاب یرفع یدیہ فی اول تکبیرہ ثم لا یعود . قال ابو جعفر الطحاوی فھذا عمر رضی اللہ عنہ لم یکن یرفع یدیہ ایضاً الافی التکبیرۃ الاولی فی ھذا الحدیث. وھو حدیث صحیح الخ وفعل عمر ھذا وترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ علی ذلک دلیل صحیح ان ذلک ھو الحق الذی لا ینبغی لا حد خلافہ. (۸)

---

(۱) مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ فصل الاول ص ۷۹ عن البخاری ومسلم ۱۲ ظفیر.

(۲) ویقول فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلاثا وذالک ادناہ فلو ترک التسبیح اصلا لایأتی بہ مرۃ واحدۃ یجوز ویکرہ (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۷۹. ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۷۴) ویقول فی سجودہ سبحان ربی الا علی ثلاثا وذالک ادناہ کذافی المحیط ویستحب ان یزید علی الثلاث فی الرکوع والسجود بعد ان یختم بالوتر کذا فی الھدایۃ فالا دنیٰ فیھا ثلاث مرات والاوسط خمس مرات والا کمل سبع مرات کذا فی الزاد ، وان کان اماما لا یزید علی وجہ یمل القوم کذافی الھدایۃ (عالمگیری مصری. الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ فصل ثالث ج ۱ ص ۷۰. ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۷۵) ظفیر مفتاحی.

(۳) ان کان امامایقول سمع اللہ لمن حمدہ بالا جماع وان کان مقتدیا یاتی بالتحمید ولا یاتی بالتسمیع بلا خلاف ، وان کان منفرد الا صح انہ یاتی بھما کذا فی المحیط وعلیہ الا عتماد کذافی التتارخانیۃ وھو الا صح ھکذا فی الھدایۃ ثم فی الروایۃ یجمع یاتی بالتسمیع حالاً الارتفاع واذا ستویٰ قائما قال ربنالک الحمد کذا فی الزاھدی وھو الصحیح کذافی القنیۃ (عالمگیری مصری باب ایضاً ج ۱ ۷۰) ظفیر. (۴) والسنۃ فیہ ان یرفع راسہ حتی یستویٰ جالسا ولیس فی ھذاالجلوس ذکر مسنون عند نا ھکذا فی الجواھر النیرۃ (عالمگیری ج ۱ ص ۷۰. ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۷۵) ظفیر. قال ابو یوسف سألت الامام ای قول الرجل اذا رفع من الرکوع والسجود اللھم اغفرلی قال یقول ربنا لک الحمد وسکت الخ اقول فیہ اشارۃ الی انہ غیر مکروہ اذ لو کان مکروھا لنھی عنہ کما ینھی عن القراءۃ فی الرکوع والسجود وعدم کونہ مسنونا لا ینا فی الجواز کا لتسمیۃ بین الفاتحۃ والسورۃ بل ینبغی ان یندب الدعاء بالمغفرۃ بین السجدتین خروجا من خلاف الا مام احمد لا بطالہ الصلوٰۃ بترکہ عامد ا، ولم ارمن صرح بذالک عندنا لکن صرحوا باستحباب مراعاۃ الخلاف (ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ ج ۱ ص ۴۷۲. ط. س. ج ۱ ص ۵۰۵) ظفیر. (۵) وہ حدیث یہ ہے:۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احد کم للناس فلیخفف فان فیھم السقیم والضعیف والکبیر واذا صلی احدکم لنفسہ فلیطول ماشاء متفق علیہ (مشکوٰۃ .باب ماعلی الا مام ص ۱۰۱) ظفیر غفرلہ. (۶) دیکھئے مشکوٰۃ. کتاب العلم فصل اول ص ۳۲. الفاظ مشکوٰۃ والی حدیث میں یہ ہیں من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین . ۱۲ ظفیر.

(۷) شرح معانی الا ثار .باب ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع ھل مع ذالک رفع ام لا ج ۱ ص ۱۳۲ ۱۲ ظفیر. (۸) ایضاً ص ۱۳۳ وص ۱۳۴ ۱۲ ظفیر.

رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل کیا ہے:۔

(سوال ۲۶۴) رفع یدین سوائے سات جگہ کے جو منسوخ ہے اس کی کیا دلیل ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے سات جگہ کے منسوخ ہے (دلیل) والدلیل المجمل للکل ماروی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال لا ترفع الا یدی الا فی سبع مواطن وعد منها تکبیرة الافتتاح وتکبیرة القنوت والعیدین وذکر الا ربع فی الحج . کذا فی الهدایة ثم هذا عندناوقال الشافعی رحمة اللہ علیه یرفع یدیه عند الرکوع والرفع منه لا نه علیه السلام فعل ذلک ، ولنا ماروینا وما رواه محمول علی الابتداء وکذا نقل عن ابن زبیر رضی اللہ عنه فانه رأی رجلاً فیفعل هذا فقال له لا تفعل لیس هذا بشئی فانه شئی فعله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم ترک کذا فی الهدایه(۱) والکفایه وقدروی الطبرانی بسنده عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکیم عن المقسم عن ابن عباس عند علیه الصلوٰة والسلام. (۲) فقط۔

نیت کے بعد ہاتھ باندھنے کی ترکیب:۔

(سوال ۲۶۵) نماز کی نیت کر کے ہاتھ نیچے کو چھوڑ کر زیر ناف باندھے یا کانوں تک ہاتھ اٹھا کر زیر ناف باندھے۔

(جواب) کانوں تک ہاتھ اٹھا کر نیت باندھیں اور ہاتھ زیر ناف باندھیں۔(۳)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی ترکیب:۔

(سوال ۲۶۶/۱) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کیا شرطیں ہیں۔ ہمارے مدرسہ کے مدرس مولوی حیدر علی کہتے ہیں کہ جو لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور چوتڑ اٹھا کر سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی بلکہ عورتوں کی طرح سجدہ کرنا چاہئے۔

بیٹھ کر نماز کی شرطیں کیا ہیں:۔

(سوال ۲۶۷/۲) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کیا کیا شرطیں ہیں۔

(جواب)(۱) یہ قول ان کا غلط ہے۔ مردوں کو عورتوں کی طرح نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ مردوں کو سجدہ میں پچھلا حصہ اٹھانا چاہئے۔(۴)

---

(۱) دیکھئے هدایه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص وفتح القدیر باب ایضا ص ۲۶۸ . ۱۲ ظفیر.

(۲) فتح القدیر باب ایضاً ج ۱ ص ۲۹۹ . ۱۲ ظفیر. (۳) ورفع یدیه الخ ما سا با بها میه شحمتی اذنیه الخ ووضع الرجل یمینه علی یساره تحت سرته (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفةالصلوٰة فصل ج ۱ ص ۴۵۰. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۴......۴۷۶) ظفیر. (۴) ویضع یدیه فی السجود حذاء اذنیه الخ ولا یفترش ذراعیه ویجافی بطنه عن فخذیه والمرأة لا تجافی فی رکوعها وسجود ها وتقعد علی رجلیها وفی السجدة تفترش بطنها علی فخذیها (عالمگیری. باب رابع صفه الصلوٰة فصل ثالث ج ۱ ص ۷۰. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۵) ظفیر. ویظهر عضدیه الخ ویبا عد بطنه عن فخذیه الخ والمراء ة تنخفض فلا تبدی عضدیها وتلصق بطنها بفخذیهاالخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفةالصلوٰة فصل تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۳......۵۰۴) ظفیر.

(۲) نوافل میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بلا عذر بھی اجازت ہے اور فرائض و واجبات میں بلا عذر اجازت نہیں اور سنن مؤکدہ کو بھی بلا عذر بیٹھ کر نہ پڑھے۔(۱) فقط۔

عدم رفع یدین کے سلسلہ کی ایک حدیث کا حال:۔

(سوال ۲۶۸) روایت کی وکیع نے اعمش سے، انہوں نے مسیّب بن رافع سے، انہوں نے تمیم بن طرفہ سے، انہوں نے جابر بن سمرۃؓ سے۔ انہوں نے کہا کہ آئے ہم لوگوں کے پاس رسول اللہ ﷺ اور ہم لوگ اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں نماز میں تو فرمایا کہ کیا حال ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ ہاتھ اٹھاتے ہو نماز میں جیسی دم ہو سرکش گھوڑے کی۔ اطمینان سے رہو نماز میں۔ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے؟

(جواب) اس میں اختلاف ہے اور تحقیق اس کی فتح القدیر میں اس طرح ہے **عن جابر بن سمرة قال دخل علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم الناس رافعوا ایدهم .قال زهیر اراه قال فی الصلوٰة فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذ ناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰة**(۲) یہ حدیث صحیح ہے اور یہ حدیث مطلقاً حالت صلوٰۃ میں ہے۔ فقط۔

عورت سجدہ اور جلسہ میں پاؤں کیسے رکھے:۔

(سوال ۲۶۹) عورت کو سجدہ و جلسہ میں پاؤں کیسے رکھنا چاہئے۔

(جواب) عورت کے لئے کھڑا کرنا قدمین کا سنت نہیں ہے۔ **فی الشامی انها لا تنصب اصابع القدمین .**(۳) پس سجدہ اور جلسہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے اور جلسہ تشہد وغیرہ میں تورک کرے۔ **فی الشامی. وتتورک فی التشهد الخ .**(۴) فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنا اور اس سلسلہ میں ایک غلط روایت:۔

(سوال ۲۷۰) **من صلی قاعداً لایرفع الا لیتین فی الرکوع والسجود فان رفع الیتین فیهما تفسد صلوته الخ .** یہ روایت صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ روایت خلاف قواعد ہے اور بے اصل ہے اور کسی کتاب معتبر میں نہیں ہے بلکہ کتب فقہ میں جو عام حکم سجدہ کے بارے میں ہے **ویظهر عضدیه ویبا عد بطنه عن فخذیه (درمختار)** (۵) یہ حکم سجدہ مصلی قائم اور قاعد دونوں

---

(۱) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعد الا مضطجعا الا بعذر (درمختار) یتنفل الخ ای فی غیر سنة الفجر فی الا صح کما قدمه المصنف بخلاف سنة التراویح لانها دونها فی التاکد فتصح قاعد اوان خالف المتوارث الخ (ردالمحتار باب الو ترو النوافل ج ۱ ص ۶۵۲ .ط.س.ج ۱ ص ۳۶) ظفیر .(۲) دیکھئے البنایه فی شرح الهدایه کشوری جلد اول ص ۶۶۲ .ط.س.ج ۱ ص ۴۹۹. ۱۲ ظفیر .(۳) ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة فصل فی تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۱. ۱۲ ظفیر.
(۴) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۱.ط.س.ج ۱ ص ۴۹۹) ظفیر .(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار .باب صفة الصلوٰة فصل اذا اراد الشروع ج ۱ ص ۴۷۰.ط.س.ج ۱ ص ۴۹۸. ۱۲ ظفیر.

کو شامل ہے اور رفع الیدین اس میں لازم ہے۔ فقط۔

سورہ سے پہلے بسم اللہ ملانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱/۲۷۱) نماز میں الحمد شریف کے بعد سورۃ ملانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر سورۃ ملانا جائز ہے یا نہیں۔

تحیات میں انگلیوں کا حلقہ:۔

(سوال ۲/۲۷۲) التحیات میں کلمہ شہادت کے اوپر انگلی کا حلقہ باندھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) الحمد شریف کے بعد سورۃ سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔(۱) فقط۔

(۲) التحیات میں انگلشت وسطیٰ اور انگوٹھے کا حلقہ کرنا اور انگشت سبابہ سے اشارہ کرنا سنت ہے۔(۲)

اگر آمین اس طرح کہے کہ ایک دو آدمی سن لیں تو یہ کیسا ہے:۔

(سوال ۲۷۳) اگر کوئی شخص نماز میں آمین ایسے طور پر کہے کہ ایک دو آدمی قریب کے سن لیں تو عندالاحناف نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) عندالحنفیہ آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔ لیکن اگر دو آدمی برابر کے سن لیں تو وہ جہر نہیں وہ بھی آہستہ میں داخل ہے۔ **كما قال فى الدر المختار وادنى المخافةاسماع نفسه ومن بقربه ولو سمع رجل اورجلان فليس بجهر الخ** .(۳)

سجدۂ شکر کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۷۴) سجدہ شکر کا کیا حکم اور بعد صلاۃ کرنا چاہئے یا کس وقت اور بعد نماز بلا وجہ سجدہ کرنا کیسا ہے۔

(جواب) سجدۂ شکر عند تجدد النعمت مستحب ہے۔ **فى الدر المختار وسجدة الشكر مستحبة**(۴) اور بعد نماز کے بلا وجہ مکروہ ہے **كما فيه ايضاً لكنها تكره بعد الصلوٰة لان الجهلة يعتقدو نها سنة اوواجبة وكل مباح يوذى اليه فهو مكروه.**(۵) الخ۔ فقط

---

(۱) ولا تسن (اى التسمية) بين الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سرية، ولا يكره اتفاقا وما صحح الزاهدى من وجوبها ضعفه فى البحر (درمختار) قال محمد تسن ان خافت لا ان جهر الخ وذكر فى المصفى ان الفتوى على قول ابى يوسف انه يسمى فى اول كل ركعة ويخفيها وذكر فى المحيط المختار قول محمد وهو ان يسمى قبل الفاتحة وقبل كل سورة فى كل ركعة الخ قوله ولا تكره الخ ولهذا صرح فى الذخيرة والمجتبى بانه ان سمى بين الفاتحة والسورة المقروء ة سرا او جهر اكان حسنا عند ابى حنيفة رجحه المحقق ابن الهمام وتلميذه الحلبى (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة قبيل مطلب قراء ة البسملة ج ا ص ۴۵۷ و ج ا ص ۴۵۸ .ط.س. ج ا ص ۴۹۰)ظفير. (۲) لكن المعتمد الخ انه يشير لفعله عليه الصلاة والسلام (درمختار) فهو صريح فى ان المفتى به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع الخ (ردالمحتار ج ا ص ۴۷۵ .ط.س. ج ا ص ۵۰۸)ظفير. (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة فصل فى القراء ة ج ا ص ۴۹۸ .ط.س. ج ا ص ۵۳۴...... ۱۲۵۳۵ ظفير. (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب سجود التلاوة مطلب فى سجدات الشكر ج ا ص ۷۳۱ .ط.س. ج ۲ ص ۱۱۹ . ۱۲ ظفير. (۵) ايضا.

رکوع سے اٹھتے وقت مقتدی ربنا لک الحمد کے ساتھ اللّٰھم کہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۷۵) امام جب سمع الله لمن حمده کہے تو مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے اور اگر اللّٰھم بھی زیادہ کرے، اور احسن کیا ہے۔

(جواب) امام جب سمع الله لمن حمده کہے تو مقتدی صرف ربنالک الحمد کہے اور اگر اللّٰھم بھی بڑھا دیوے تو بہتر ہے۔ حدیث شریف میں دونوں وارد ہیں۔ اور بعض احادیث میں واو کی زیادتی بھی وارد ہے یعنی اللّٰھم ربناو لک الحمد . پس جو لفظ کہہ لیوے کافی ہے اور سنت ادا ہو جاتی ہے۔(۱) فقط۔

السلام علیکم کہتے وقت مقتدی کا سانس امام سے پہلے ٹوٹ جائے:۔

(سوال ۲۷۶) مقتدی کا سانس سلام پھیرتے وقت السلام علیکم کہنے میں امام سے پہلے ٹوٹ جاوے تو مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہ۔

(جواب) مقتدی کی نماز میں اس صورت میں کچھ خلل نہیں آیا۔(۲) فقط۔

اللہ اکبر میں راء کو دال کی آواز سے ادا کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۷۷) زید کا بخیال اس کے کہ عام لوگ تکبیر انتقالی نماز میں اللہ اکبر کی را کو اس قدر کھینچتے ہیں کہ اس کی وجہ سے نماز میں نقصان واقع ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کی را کو اس طرح خارج کرنا کہ بجائے ر کے عام لوگ دال محسوس کریں شرعاً کیسا ہے۔

(جواب) ایسا نہ کرنا چاہئے تبدیلی حروف جائز نہیں ہے۔(۳)

سجدہ کا طریقہ:۔

(سوال ۲۷۸) سجدہ میں ران اور پنڈلی کو کتنا کشادہ کیا جائے۔ کیا زاویہ قائمہ بنانا چاہئے یا کیا۔

(جواب) درمختار میں ہے ویظهر عضدیه فی غیر زحمة ویبا عد بطنه عن فخذیه لیظهر کل عضو بنفسه الخ. (۴) پس معلوم ہوا کہ سجدہ میں سنت اسی قدر ہے اور زاویہ قائمہ بنانا ضروری نہیں ہے۔ اور یہ بھی جب ہے کہ جماعت میں نہ ہو تنہا ہو یا امام ہو ورنہ ایسا فعل نہ کرے جس سے دوسرے مقتدیوں کو ایذاء ہو۔ فقط۔

---

(۱) ویکتفی بالتحمید الموتم وافضله ربنا لک الحمد ثم حذف الواو ثم اللهم فقط الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۷) ظفیر.

(۲) لو اتم الموتم التشهد بان اسرع فیه وفرغ منه قبل اتمام امامه فانی بما یخرجه من الصلاة کسلام و کلام اوقیام جازای صحت صلاته بحصوله بعد تمام الارکان الخ وانما کره للموتم ذالک لترکه متابعة الامام بلا عذر فلو به الخ فلا کراهة (رد المحتار. باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۵) ظفیر.

(۳) تکبیر کے معنی "اللہ اکبر" کہنا ہے۔ اگر راء کو دال سے بدل کر کہے گا تو معنی تکبیر کا ادا نہ ہوگا۔ و جهر الامام بالتکبیر بقدر حاجته بالدخول والانتقال الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار. سنن صلاة ج ۱ ص ۴۴۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۳. ۱۲ ظفیر.

عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کس طرح رکھیں:۔

(سوال ۲۷۹) عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی رکھیں یا بچھاویں۔

(جواب) عورتوں کی حق میں پاؤں کی انگلیاں کھڑا کرنا مشروع نہیں ہے **وذکر فی البحر انها لا تنصب اصابع القدمین الخ**۔ شامی۔(۱) فقط۔

امام ثناء پڑھ کر قراءت شروع کردے یا مقتدی کے پڑھنے کا انتظار کرے:۔

(سوال ۲۸۰) امام کو ثناء پڑھ کر مقتدیوں کی ثناء پڑھنے کا انتظار کرنا چاہئے یا قراءت شروع کردے۔

(جواب) نہیں۔(۲) فقط۔ (انتظار نہ کرے؟)

سلام پھیرتے وقت جو ملے وہ تشہد پورا کرے یا نہیں:۔

(سوال ۲۸۱) جس شخص نے امام کی اقتداء سلام پھیرنے کے وقت کی ہو تو کیا بعد سلام امام اس کو تشہد پورا کرنا ضروری ہے۔

(جواب) شامی ج ا ص ۳۳۳ میں ہے کہ مختار اس صورت میں یہ ہے کہ تشہد پورا کرکے کھڑا ہو۔ اور اگر پورا نہ کیا اور کھڑا ہوگیا تو یہ بھی جائز ہے۔(۳)

امام کے سلام پھیرتے وقت مقتدی دعا پوری نہ کرسکا ہو تو کیا کرے:۔

(سوال ۲۸۲) امام سلام پھیردے اور مقتدی کی کچھ دعاء باقی ہو تو فوراً امام کے ساتھ سلام پھیردے یا ختم کرکے سلام پھیرے۔

(جواب) اگر تھوڑی سی دعاء باقی رہی ہے تو جلدی سے پورا کرکے کچھ بعد میں سلام پھیرلے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔(۴) فقط

جس مقیم نے مسافر امام کی اقتداء کی، وہ بقیہ رکعتوں میں تسمیع کہے یا تحمید:۔

(سوال ۲۸۳) مقیم نے مسافر کی اقتداء کی بعد میں اپنی رکعتوں میں صرف تحمید کہے یا تسمیع یا دونوں۔

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ا ص ۴۷۱ .ط.س. ج ا ص ۵۰۸ ظفیر.

(۲) وقراء [illegible] اللهم الخ الا اذا شرع الا مام فی القراء ة سواء كان مسبوقا او مدركا وسواء كان امامه يجهر بالقراء ة او لا فانه لا ياتی به الخ ادرک الا مام فی القيام يثنی مالم يبدء بالقراء ة (الدر المختار . علی هامش ردالمحتار .باب صفة الصلوٰة فصل ج ا ص ۴۵۲ .ط.س. ج ا ص ۴۸۸) ظفير. (۳) وشمل باطلاقه مالوا قتدی به فی اثناء التشهد الا ول او الاخير فحين قعد قام امامه او سلم ومقتضاه انه يتم ثم يقوم ولم اره صريحا ثم رايته فی الدخيرة ناقلا عن ابی الليث المختار عندی انه يتم التشهد وان لم يفعل اجزاه(ردالمحتار باب صفة الصلاة ص ۴۶۳ .ط.س. ج ا ص ۴۹۵ بعد مطلب فی اطاعة الركوع للجائی)ظفير. (۴) ولو سلم والموتم فی ادعية التشهد تابعه لانها سنة والناس عنه غافلون (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل بعد مطلب فی اطاعة ركوع للجائی ج ا ص ۴۶۳ .ط.س. ج ا ص ۴۹۶).

(جواب) بظاہر تسمیع وتحمید ہر دو افضل ہیں۔(۱) فقط۔

فرض کے بعد آیۃ الکرسی:۔

(سوال ۲۸۴) امام کو بعد نماز فرض کس قدر مقدار سے آیۃ الکرسی پڑھتے رہنا چاہئے۔ امام دیر تک بیٹھا پڑھتا رہے۔ کیا مقتدی کو اس کی پیروی لازم ہے یا دعاء پڑھ کر سنت میں مشغول ہو جاوے۔

(جواب) بعد فرض کے قبل سنت اگر آیۃ الکرسی وتسبیحات بعد الصلوٰۃ وغیرہ اوراد مختصرہ پوری کر کے سنت پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے اور وقت کی کچھ مقدار معین نہیں ہے لیکن زیادہ تاخیر نہ کرے۔(۲) اگر زیادہ اوراد پڑھنے ہوں تو بعد سنت کے پورا کر لیوے یہ بہتر ہے اور امام اگر دیر تک بیٹھا پڑھتا رہے تو مقتدیوں کو اس کا اتباع لازم نہیں ہے ان کو اختیار ہے کہ وہ خواہ فوراً یا کچھ پڑھ کر سنتیں پڑھیں۔ فقط۔

عصر وفجر میں دکھن جانب رخ کر کے دعا مانگنا:۔

(سوال ۲۸۵/۱) زید بعد سلام نماز عصر وفجر میں کبھی کبھی دکھن جانب پھر کر دعا مانگتا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں۔

ہندوستان میں انصراف الی الیمین والیسار کا رواج:۔

(سوال ۲۸۶/۲) ہندوستان میں بھی علمائے کرام دکھن رخ ہو کر دعا کرتے ہیں یا نہ۔

انصراف مذہب حنفی کی موافق ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۸۷/۳) زید کا یہ فعل موافق مذہب امام ابوحنیفہؒ کے ہے یا مخالف۔

حدیث میں انصراف کی مراد کیا ہے:۔

(سوال ۲۸۸/۴) حدیث میں **ینصرف عن یمینه وعن یساره** کا جو لفظ آتا ہے، آیا یہ انصراف للذہاب الی المنزل تھا یا انصراف للدعاء تھا۔

---

(۱) ویکتفی بالتحمید الموتم وافضله اللهم ربنا ولک الحمد ثم حذف الواو ثم حذف اللهم فقط. ویجمع بینهما لو منفردا علی المعتمد یسمع رافعا ویحمد مستویا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار .باب صفة الصلوٰة ج۱ ص ۴۶۴.ط.س.ج۱ ص۴۹۷)ظفیر. (۲)ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختاره الکمال قال الحلبی ان ارید بالکراهة التنزیهة ارتفع الخلاف (درمختار) فکان معناها الا ولی ان لا یقراء قبل السنة ولو فعل لا باس فافا وعدم سقوط السنة بذالک حتی اذا صلی بعد الا وراد تقع سنة لا علی وجه السنة ولذا قالوا لو تکلم بعد الفرض لا تسقط لکن ثوابها اقل فلا اقل من کون قراء ة الا وراد لا تسقطها الخ (رد المحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج۱ ص ۴۹۴.ط.س.ج۱ ص۵۳۰)ظفیر.

انصراف للدّعاء کی دلیل:۔

(سوال ۵/۲۸۹) انصراف للدعاء کے عدم ثبوت پر اتر جانب پھر کر دعاء مانگنے کی کیا دلیل ہے۔

(جواب) (۱) آنحضرت ﷺ اکثر داہنی طرف اور کبھی کبھی بائیں طرف بھی پھرتے تھے۔(۱) اسی لئے فقہاء کرام نے بھی دونوں طرف ہو کر بیٹھنے اور دعا مانگنے کو مستحب لکھا ہے۔(۲)

(۲) اکثر عوام وخواص زیادہ تر داہنی طرف پھر کر بیٹھتے ہیں اور گاہ گاہ بائیں طرف پھر کر بیٹھتے ہیں۔(۳)

(۳) کبھی کبھی بائیں طرف یعنی دکھن کی طرف منہ کر کے بیٹھنا فعل آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے اور امام ابو حنیفہؒ کا مذہب بھی یہی ہے کہ کبھی کبھی بائیں طرف کو بھی بیٹھنا اچھا ہے اور مستحب ہے۔ (۴)

(۴) اس انصراف کا مطلب انصراف للدعاء کا بھی ہوسکتا ہے۔(۵)

(۵) جب کہ انصراف، انصراف للدعاء کو شامل ہے تو یہی دلیل کافی ہے۔فقط۔

تسبیحات رکوع وسجدہ میں بحمدہ کا اضافہ درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۹۰) زید اپنے فرض ونفلوں میں رکوع کے اندر **سبحان ربی العظیم و بحمدہ** اور سجدہ میں **سبحان ربی الا علیٰ و بحمدہ** پڑھتا ہے۔خالد کہتا ہے وبحمدہ پڑھنا کسی کتاب حنفی میں نہیں ہے۔اور نہ فقہاء نے لکھا ہے اور نہ حدیث سے ثابت ہے۔آیا خالد حق پر ہے یا زید۔

(جواب) احادیث میں تسبیح رکوع وسجود میں ایسا ہی وارد ہوا ہے جیسا کہ خالد کہتا ہے۔اور فقہاء حنفیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔(۶) باقی اگر بحمدہ کی زیادتی کردی جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔یہ کچھ اختلاف کرنے کی بات نہیں ہے۔فقط۔

سلام کے بعد بغیر دعا مقتدی کا چل دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۱) نماز پڑھ کر امام سے پہلے دعا مانگ کر بھاگ جانا کیسا ہے؟

(جواب) بے شک یہ فعل اگر بلا ضرورت شرعی ہو تو خلاف سنت اور مکروہ ہے اور اس کی عادت کر لینا گناہ ہے۔ **قال علیه الصلوٰة والسلام. انما جعل الامام لیؤتم به فقط. والله تعالیٰ اعلم.(فی المشکوٰة عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم حضهم علی الصلوٰة ونها هم ان ینصر فواقبل انصرافه من الصلوٰة رواه**

---

(۱)عن انس کان النبی صلی الله علیه وسلم ینصرف عن یمینه رواه مسلم عن عبدالله بن مسعود قال لایجعل احدکم للشیاطان شیئا من صلوته یری ان حقا علیه ان لا ینصرف الا عن یمینه لقد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم کثیرا ینصرف عن یساره متفق علیه (مشکوٰة باب الدعا فی التشهد ص ۸۷)ظفیر.

(۲)فاذا تمت صلوٰة الا مام فهو مخیران شاء انحرف عن سیاره وجعل القبلة عن یمینه وان شاء انحرف عن یمینه الخ وانشاء استقبل الناس بوجهه الخ هذا الخ اذا لم یکن بعد الصلوٰة المکتوبة تطوع کا لفرج والعصر (غنیة السمتملی ص ۳۳۰)ظفیر. (۳و۴)ایضا ۱۲ ظفیر.

(۵)والمراد من الا نصراف الا لتفات عن جهة الصلوٰةوهی القبلة اعم ان یجلس بعده اولا ، فلذا قال وان شاء ذهب الی جوائجه لانه قضی صلوته الخ (غنیة المستملی ص ۳۳۰)ظفیر.

(۶)ویضع یدیه معتد ابهما علی رکبتیه الخ ویسبح فیه واقله ثلثة (درمختار) السنة فے تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم (رد المحتار. باب صفة الصلوٰة قبیل مطلب فی اطالة الرکوع للجائی ج ۱ ص ۴۶۰ وج ۱ ص ۴۶۲.ط.س.ج ۱ ص ۴۹۳)ظفیر.

ابو داؤد وقدوۃ المشائخ شیخ عبدا لحق دھلویؒ در اشعۃ اللمعات ص ۴۴۷ فرمودہ نہی کرداز یں کہ برگردند پیش از برگشتن وےﷺ از نماز خود جیسا کہ پیشتر از حضرت سلام بد ہندواز نماز برآیند یا بعداز سلام دادن پیشتر آنکہ آنحضرت برخیز دبرخیز ند منتظر ذکر ودعاء ونشیند ونہی براول تحریمی است وبر ثانی تنزیہی ست۔انتہی۔جمیل الرحمٰن۔

درود میں سیدنا کا اضافہ کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۲) جو درود شریف بعد تشہد کے نماز میں پڑھا جاتا ہے اور بدوں لفظ سیدنا مروی ہے، آیا بلا سیدنا پڑھنا چاہئے۔یا اضافہ لفظ سیدنا کیا جاوے۔

(جواب) اضافہ لفظ ''سیدنا'' میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔لیکن تشہد نماز میں جیسا کہ وارد ہوا ہے بلا لفظ ''سیدنا'' ویسا ہی بہتر ہے۔(۱)

مقتدی کے بعد درود کی دعا پڑھنے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو وہ کیا کرے:۔

(سوال ۲۹۳) اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی نے صرف التحیات اور صرف درود ہی پڑھا ہے۔دعا نہیں پڑی تو کیا مقتدی کو بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دینا چاہئے یا دعاء پڑھ کر۔

(جواب) اس صورت میں مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دیوے۔(۲) فقط۔

بعد نماز لا الہ الا اللہ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۴) بعد جماعت فرضوں کے سلام پھیرتے ہی لا الہ الا اللہ آواز بلند کہنا کیسا ہے۔

(جواب) یہ بھی جائز ہے لیکن خفیہ پڑھنا افضل ہے۔(۳) فقط۔

رکوع میں تطبیق کی روایت:۔

(سوال ۲۹۵) مولوی ثناء اللہ اپنی کتاب ''اہل حدیث کا مذہب'' کے ص ۵۳ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ رکوع کے وقت چونکہ تطبیق کرتے تھے دونوں ہاتھوں کو زانو پر نہ رکھتے تھے۔چنانچہ صحیح مسلم میں ان کا یہی مذہب ثابت ہے۔لہذا یہ سنت صحیح ہے یا لغو۔

....

(۱) وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ وندب السیادۃ لان زیادۃ الا خبار بالواقع عین سلوک الادب فھو افضل من ترکہ ذکرہ الرملی الشافعی وغیرہ وما تنقل لا تسودونی فی الصلوٰۃ فکذب (درمختار) قال سئل محمد عن الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یقول اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد الخ وھی الموفقۃ لما فی الصحیحین وغیرھما الخ واعترض بان ھذا مخالف لمذ ھبنا لم امر من قول الا مام من انہ لو زاد فی تشھدہ او نقص فیہ کان مکروھا قلت فیہ نظر فان الصلوٰۃ زائدۃ علی التشھد (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۸ وج ۱ ص ۴۷۹. ط.س. ج ۱ ص ۵۱۲) ظفیر۔

(۲) ولو سلم (الا مام) والموتم فی ادعیۃ التشھد تابعہ لا نھا سنۃ والناس عنہ غافلون (الدر المختار) قولہ فی ادعیۃ التشھد یشمل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (رد المحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ فصل اراد الشروع ج ۱ ص ۴۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۶) ظفیر. (۳) وعن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ (مشکوٰۃ. باب الذکر بعد الصلوٰۃ ص ۸۸) ظفیر۔

(جواب) یہ قصہ تطبیق فی الرکوع کا صحیح ہے اس کی تاویل علماء نے یہ فرمائی ہے کہ ممکن ہے کہ اس کا نسخ ان کو معلوم نہ ہوا ہو یا ان کا مذہب تخییر کا ہو۔ والتفصیل فی الکتب۔(۱) فقط۔

قعدۂ نماز میں مختلف دعاء:۔

(سوال ۲۹۶) اگر کوئی شخص قعدۂ نماز میں کبھی کوئی دعا اور کبھی کوئی دعا پڑھے تو عند الحنفیہ ممانعت تو نہیں ہے۔

(جواب) کچھ ممانعت نہیں ہے۔(۲) فقط۔

تسبیحات رکوع میں جو عظیم نہ کہہ سکے وہ کریم کہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۹۷) جو شخص سبحان ربی العظیم کے الفاظ کو ادا نہ کر سکے بلکہ رکوع میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سبحان ربی العجیم پڑھے اس کو بجائے عظیم کے سبحان ربی الکریم کی تعلیم دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سبحان ربی الکریم کی تعلیم درست ہے تا وقت یہ کہ وہ عظیم کا لفظ درست کریں۔(۳) فقط۔

دونوں سجدوں کے درمیان دعا:۔

(سوال ۲۹۸) سجدتین کے درمیان یہ دعاء پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ اللھم اغفرلی وارحمنی .الخ.

(جواب) یہ دعاء مابین السجدتین جائز ہے اور حدیث میں وارد ہے۔ دعاء یہ ہے **اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی وارفعنی اجبرنی** (۴) فقط۔

انگشت شہادت اٹھانے کی وجہ:۔

(سوال ۲۹۹) التحیات میں بوقت کلمہ شہادت انگشت شہادت اٹھانے کا کیا سبب ہے۔

(جواب) التحیات میں بوقت کلمۂ شہادت انگشت سبابہ سے توحید کا اشارہ ہوتا ہے تا کہ جیسا کہ زبان سے اشھد ان لا الہ الا اللہ الخ کہا جاتا ہے جس کا مطلب توحید کا اقرار ہے۔ اسی طرح عملاً بھی افعال جوارح سے اس کو ظاہر کیا

---

(۱) عن عبدالرحمن السلمی قال قال لنا عمر بن الخطاب ان الرکب سنته لکم فخذو ابا لرکب الخ والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین ومن بعد ھم لا اختلاف بینھم الا ماروی عن ابن مسعود و بعض اصحابه انھم کانوا یطبقون، والتطبیق منسوخ عند اھل العلم .قال سعد بن ابی وقاص کنا نفعل ذالک فنھینا عنه وامرنا ان نضع الا کف علی الرکب (ترمذی . باب ماجاء فی وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع ج ۱ ص ۳۵) ظفیر.

(۲) وصلی علی النبی علیه السلام الخ ودعا بما یشبه الفاظ القران والا دعیة الما ثورة لمارووینا من حدیث ابن مسعود قال له النبی علیه السلام ثم اختر من الدعاء الطیبها واعجبها الیک (ھدایه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۱۰۳) ظفیر.

(۳) السنة فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم الا ان لا یحسن الظاء فیبدل به الکریم لئلا یجری علی لسانه العزیم فتفسد به الصلوٰة کذا فی شرح در رالبحار فلیحفظ (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۲ ظفیر

(۴) وعن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین السجدتین " اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی رواہ ابو داؤد والترمذی (مشکوٰۃ باب السجود وفضله ج ۱ ص ۸۴) ظفیر.

جاوے۔(۱)فقط۔

عورتوں کا سجدہ میں پاؤں داہنی جانب نکالنا ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۰۰)ہندوستان میں عورتیں سجدہ کی حالت میں دونوں پیر داہنی جانب نکال دیتی ہیں۔لیکن یہ امر کسی کتاب میں باوجود تتبع نظر سے نہیں گذرا۔روایات عالمگیری وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں عورت کو پیر بٹھالینا چاہئے کھڑے نہ کرے۔داہنی طرف نکالنا ثابت نہیں ہوتا تحقیق کیا ہے۔

(جواب)اس بارہ میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے اور جو روایات نقل فرمائی ہیں ایسا ہی شامی میں ہے اور کبیری شرح منیہ میں ہے واما المرأ ۃ فانها تنخفض ای تتظامن وتتسفل فی السجود وتلزق بطنها بفخذيها وتضم ضبعيها وهذا تفسير الا نخفاض وذالک لان مبنی امرها علی الستر مکان السنة فی حقها ماکان استر من الهيئات الخ(۲)پس غالباً اس وجہ سے کہ پیروں کو باہر نکالنے میں تسفل اور انخفاض اور انضمام زیادہ ہوسکتا ہے اور تورک فی التشہد کے لئے تمہید ہے۔اس لئے یہ معمول ہوا۔باقی اس سے زیادہ اس کی تحقیق احقر کو بھی نہیں ہے۔فقط۔

سینہ پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۰۱)سینہ پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب)عندالحنفیہ سنت ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا ہے۔(۳)فقط۔

تشہد میں انگلی اٹھانا کیسا ہے:۔

(سوال ۳۰۲)تشہد میں انگلی اٹھانا کیسا ہے۔علمائے احناف میں اختلاف ہے۔بعض مستحب فرماتے ہیں۔اور خلاصہ کیدانی میں حرام لکھا ہے،وہ معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب)معتبر فقہاء نے رفع سبابہ کو سنت لکھا ہے اور مختار میں چند کتب کا حوالہ دے کر اس کو سنت ثابت کیا ہے اور عدم رفع کو خلاف روایت ودرایت لکھا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں مذہب امام اعظمؒ کا رفع سبابہ کا لکھا ہے۔پس خلاصہ کیدانی وغیرہ کے حوالہ سے اس کو حرام کہنا غلط ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔درمختار شامی فتح القدیر وغیرہ کو دیکھنا چاہئے۔ خلاصہ کیدانی کے قول کا اس بارہ میں اعتبار نہ کیا جاوے اس نے صریح غلطی کی ہے کہ فعل سنت کو حرام لکھا ہے۔(۴)فقط

---

(۱)پس آنحضرت اشارت می کرد بایں انگشت بوحد انیت حق تعالیٰ (اشعة اللمعات باب التشهد ج ۱ ص ۴۲۸)اشار باصبعه ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لهی اشد علی الشيطان من الحديد(مشکوٰۃ) بجہت اشارت کردن بوی توحید اثبات برایمان وقطع طمع شیطان از وقوع مصلی او شرک وکفر(ايضا ج ۱ ص ۴۳۴)(۲)غنية المستملی ص ۳۱۳ ۱۲ (۳)وضع الرجل يمينه علی يساره تحت سرته الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۴.ط.س.ج ۱ ص ۴۸۶)ظفير.

(۴)ولايشير بسبابته عن الشهادة وعليه الفتوىٰ كما فی الولوالجية والتجنيس وعمدة المفتی وعامة الفتاوىٰ . لكن المعتمد ما صححه الشراح ولاسيما المتأخرين كالكمال والحلبی والبهنسی والباقانی وشيخ الاسلام الجد وغيرهم انه يشير لفعله عليه الصلوٰة والسلام ونسبوه محمده والامام بل فی متن در رالبحار وشرحه غرر الاذكار المفتی به عندنا انه يشير باسطا اصابعه كلها وفی الشرنبلالية عن البرهان الصحيح انه يشير بمسبحته وحدها يرفعها عند النفی ويضعها عند الاثبات ، واحترزبا لصحيح عما قيل لا يشير لانه خلاف الدراية والرواية وبقولنا بالمسبحة عما قيل بعقد عند الاشارة اه وفی العينی عن التحفة الاصح انها مستحبة وفی المحيط سنة(درمختار) وفی المحيط انها سنة يرفعها عند النفی ويضعها عند الاثبات هو قول ابی حنيفة ومحمد وكثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولی اه فهو صريح ان المفتی به هو الاشارة بالمسبحة الخ (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴)ظفير.

رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ:۔

(سوال ۳۰۳) نمبر ۲۵۱۶ موصول ہوا۔ مخالفین نے الحمد للہ تسلیم کیا مگر یہ کہنا کہ کیدانی وغیرہ کے قول کو تمام علماء نے رد کیا مگر حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ نے مکتوب نمبر ۳۱۲ میں شرح لکھا ہے بلکہ مکتوب کے حاشیہ پر قول امام محمد در بارہ رفع سبابہ کو رد کیا ہے اور عدم رفع کو ترجیح دی ہے۔ شرعاً اس کا کیا جواب ہے۔

(جواب) حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد امجاد میں سے ہی بعض حضرات نے یہ تحقیق کی ہے کہ رفع سبابہ سنت سے ثابت ہے اس لئے اس پر عمل کرنا چاہئے اور جب کہ بہت سے فقہاء محققین حنفی نے رفع سبابہ کو ترجیح دی ہے اور اختیار کیا ہے تو مقلدین حنفیہ کو اپنے فقہاء کے قول کو لینا چاہئے جیسا کہ خود حضرت مجدد صاحبؒ نے اپنے مکتوبات میں بہت جگہ اس کی تصریح فرمائی ہے کہ احکام شریعت میں ائمہ مجتہدین اور فقہاء کے قول کو لینا ضروری ہے۔ اس میں حضرت جنید بغدادی اور حضرت شبلی اور دیگر اولیاء کبار اور مجتہدین فی الطریقۃ کا قول معتبر نہیں اور ان کی تقلید جائز نہیں ہے۔(۱) فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع کس طرح کیا جائے:۔

(سوال ۳۰۴) اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو رکوع کرنے کی کیا حد ہے۔

(جواب) وقال فی الشامی ولو کان یصلی قاعداً ینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبته لیحصل الرکوع اه ...... قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع والا فقد علمت حصوله باصل طاطاة الراس ای مع انحناء الظهر .(۲) الہند اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں کمال رکوع یہ ہے کہ پیشانی رکبتین کے مقابل ہو جاوے۔ فقط۔

بعد تکبیر تحریمہ دوسری دعائیں:۔

(سوال ۳۰۵) بعد تکبیر تحریمہ نماز فرض میں جو بجائے سبحانک اللھم دوسری دعائیں کتب صحاح میں وارد ہیں ان کا پڑھنا نماز فرض میں منفرد کو کیسا ہے۔

(جواب) حنفیہ نے ان ادعیہ کو نوافل پر محمول کیا ہے۔ لہذا نوافل میں ہی ان کو پڑھے۔(۳) فقط۔

خشوع نہ ہونے کی صورت میں نفل کا اعادہ کیسا ہے:۔

(سوال ۳۰۶) اگر نماز میں خشوع نہ ہو اور اعادہ کرے تو کچھ حرج تو نہیں یا غیر اللہ کا خیال آنے سے نیت توڑ دے نفل میں ایسا کرنا کیسا ہے۔

---

(۱) والاصح کما فی السراجیة انه یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مقدمة ج ۱ ص ۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۷۰) ظفیر.

(۲) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة بحث الرکوع والسجود ۱ ص ۴۱۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) وقرأ کما کبر سبحانک اللهم الخ مقتصر اعلیه فلا یضم وجهت وجهی الا فی النافلة الخ (درمختار) لحمل ما ورد فی الاخبار علیها فیقرأ ه فیها اجماعا الخ وفی الخزائن وما ورد محمول علی النافلة بعد الثناء فی الاصح (ردالمحتار ماب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۵۵ و ج ۱ ص ۴۵۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۸) ظفیر.

(جواب) اعادہ نہ کرے اور نیت بھی نہ توڑے ایسا کرنے سے شیطان کو زیادہ مرقع وسوسہ کا ملتا ہے اس لئے نفل میں بھی نہ کرے۔(۱)

تسبیح پُر نہ پڑھے تو کیا حرج ہے:۔

(سوال ۳۰۷) عامی لوگ نماز میں تسبیح رکوع سبحان ربی العظیم کو پرنہیں پڑھتے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

قرأۃ دو ہی رکعت میں کیوں کی جاتی ہے:۔

(سوال ۳۰۸) دو رکعت خالی اور دو رکعت بھری کیوں پڑھی جاتی ہیں۔

(جواب) احادیث اور آثار صحابہؓ سے ایسا ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دو رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھی اور آخر کی دو رکعت میں صرف الحمد پڑھی۔ اس واسطے حنفیہ نے اس کو اختیار کیا ہے۔(۳) فقط۔

نماز میں ہاتھ کہاں باندھا جائے:۔

(سوال ۳۰۹) نماز کے اندر ہاتھ باندھنا کہاں سے ثابت ہے دلائل نقلیہ روانہ فرمائیے۔

(جواب) وعن وائل بن حجر انه رای النبی صلی اللہ علیه وسلم رفع یدیه حین دخل فی الصلوٰۃ کبر ثم التحف بثوبه ثم وضع یده الیمنی علی الیسریٰ. الحدیث.(۴) رواہ مسلم. وعن سهل بن سعد قال کان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعه الیسرے فی الصلوٰۃ. رواہ البخاری.(۵) ان دونوں حدیثوں سے نماز میں ہاتھ باندھنا معلوم ہوا۔ فقط۔

اللہ اکبر کی الف کو کھینچنا مفسد صلوٰۃ ہے:۔

(سوال ۳۱۰) ایک امام رکوع وغیرہ میں جاتے وقت آللہ اکبر کہتے ہیں۔ نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اللہ کی ہمزہ پر اور اسی طرح اکبر کے ہمزہ پر مد کرنا خطاء مفسد صلوٰۃ ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔(۶)

---

(۱) فلو اشتغل قلبه بتفکر مسئلة مثلاً فی اثناء الارکان فلا تستحب الاعادة وقال البقالی لم ینقص اجره الا قصر (ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ مطلب فی حضور القلب والحشوع ج ۱ ص ۳۸۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۱۷) ظفیر.

(۲) والتسبیح فیه ثلاثا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۴۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۶) ظفیر.

(۳) عن ابی قتادة قال کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یقرأ فی الظهر فی الاولیین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الاٰیة احیانا الحدیث متفق علیه. (مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ ص ۷۹) ظفیر. واکتفی المفترض فیما بعد الاولیین بالفاتحة فانها سنة علی الظاهر ولو زاد لاباس به (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۱۱) ظفیر.

(۴) مشکوٰۃ. باب صفة الصلوٰۃ ص ۷۵.

(۵) ایضاً ۱۲ ظفیر.

(۶) اذا اراد الشروع فی الصلوٰۃ کبر الخ بالحذف اذا مد الهمزتین مفسدو تعمده کفر (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۴۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

ایک استفسار کا جواب:۔

(سوال ۳۱۱) رسالہ اتمام الخشوع بھیجتا ہوں ملاحظہ فرما کر تصدیق وتنقید سے مطلع فرمایا جاوے۔

(جواب) بندہ نے رسالہ اتمام الخشوع کو دیکھا۔ کوئی حدیث صریح اس بارہ میں نقل نہیں کی گئی جس سے بعد الرکوع صراحۃً ہاتھ باندھنا معلوم ہو بلکہ روایت حضرت علیؓ جو ص ۷ کتاب مذکور میں منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔ انه كان اذا قام الى الصلوٰة وضع يمينه على الشمال فلا يزال كذا لك حتى يركع سے یہ معلوم ہوا کہ وضع یمین علی الشمال قبل الرکوع تک ہوتا تھا۔ بہر حال حنفیہ کثر ہم اللہ تعالیٰ اور جمہور سلف وخلف کا یہی مذہب ہے کہ بعد الرکوع ہاتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ آپ بندہ کی رائے دریافت کرتے ہیں۔ بندہ کی رائے اپنے ائمہ اور جمہور کے خلاف کیسے ہوسکتی ہے۔ فقط۔

آمین آہستہ کہی جائے:۔

(سوال ۳۱۲) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے یا جہر سے۔

(جواب) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے حنفیہ کے نزدیک عن علقمة بن وائل عن ابيه ان النبى صلى الله عليه وسلم قرأ غير المغضوب عليهم ولاالضالين فقال امين وخفض بها صوته ولما اختلف فى الحديث عدل صاحب الهداية الى ما روى عن ابن مسعود انه كان يخفى فانه يفيد ان المعلوم منه عليه السلام الاخفاء قلت مع انه الاصل فى الدعاء لقوله تعالىٰ ادعوا ربكم تضرعاً وخفية. ولا شك ان اٰمين دعاء فعند التعارض ترجح الاخفاء بذلك وبالقياس على سائر الاذكار والادعية ولان امين ليس من القران اجماعاً فلا ينبغى ان يكون فيه صوت القران كما لا يجوز كتابته فى المصحف.(۱)

رفع یدین:۔

(سوال ۳۱۳) رفع یدین کرنا کیسا ہے:۔

(جواب) رفع یدین سوائے تکبیر اولیٰ کے حنفیہ کی نزدیک منسوخ ہے اس واسطے کہ جلیل القدر صحابہؓ نہیں کرتے تھے. عن البراء بن عازب قال كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا كبر لا فتتاح الصلوٰة رفع يديه حتى يكون ابهاماه قريبا من شحمتى اذنيه ثم لا يعود عن الاسود قال رأيت عمر بن الخطاب رضى الله عنه يرفع يده في اول تكبيرة ثم لا يعود . قال ابو جعفر فهذا عمر رضى الله عنه لم يكن يرفع يديه ايضاً الا فى التكبيرة الاولىٰ فى هذا الحديث وهو حديث صحيح وفعل عمر هذا وترك اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اياه على ذلك دليل صحيح ان ذلك هو الحق الذى لا

---

(۱) وامن الامام سراً كما موم ومنفرد (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۹ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۲) ظفير.

ینبغی لاحد خلافه .(۱)

رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل :۔

(سوال ۳۱۴) رفع یدین سوائے سات جگہ کے جو منسوخ ہے کیا دلیل ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے سات جگہ کے منسوخ ہے والدلیل المجمل للکل ماروی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال لا ترفع الا یدی الا فی سبع مواطن وعدمنها تکبیرة الا فتتاح وتکبیرة القنوت وتکبیرات العیدین وذکر الا ربع فی الحج کذا فی الھدایة ثم ھذا عند نا وقال الشافعی یرفع یدیه عند الرکوع والرفع منه لانه علیه السلام فعل ذلک ولنا ماروینا وما رواہ محمول ابتداءً کذا نقل عن ابن الزبیر رضی اللہ عنه فانه رأ ی رجلا یفعل ھذا فقال له لا تفعل لیس ھذا بشئی فعله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم ترک کذا فی الھدایة. و الکفایة وقدروی الطبرانی بسنده عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکیم عن المقسم عن ا بن عباس عنه علیه الصلوٰة والسلام.(۲)

بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ :۔

(سوال ۳۱۵) نماز میں بسم اللہ سورہ فاتحہ کے بعد اور سورۃ کے قبل پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر پڑھی جائے تو سراً یا جہراً۔

(جواب) عبارت درمختار میں لا تسن بین الفاتحة والسورةمطلقاً ولو سریةً ولا تکرہ اتفاقاً(۳) .الخ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا نہ مسنون ہے اور نہ مکروہ ہے۔ اور محققین نے اس کو راجح فرمایا ہے کہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے شامی میں ہے ولذاصرح فی الذخیرة والمجتبی بانه ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروء ة سراً او جھرا کان حسناً عند ابی حنیفةؒ ورجحه المحقق ابن الھمام الخ .(۴) فقط

تحت السرۃ ہاتھ باندھنا :۔

(سوال ۳۱۶) حنفیہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھتے ہیں فوق السرہ یا تحت السرہ۔ مفتی اور معمول بہ روایت کیا ہے۔ اولویت کس میں ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک تحت السرہ والی حدیث ماخوذ بہ اور معمول بہ ہے فوق السرہ والی حدیث معمول بہ نہیں ہے اور خلاف اولویت میں نماز ہر طرح ہو جاتی ہے۔ (۵) فقط۔ (یضعھما ای الرجل تحت السرة الخ قال الشیخ

---

(۱) شرح معانی الا ثار جلد اول ص ۱۳۲ و ۱۳۳ باب التکبیر للرکوع الخ. ظفیر.

(۲) دیکھئے ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۶ وفتح القدیر باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۲۶۸.

(۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار. باب صفة الصلوة(ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰) ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب ایضاً (ج ۱ ص ۴۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰) ظفیر.

(۵) ووضع لرجل یمینه علی یسار وتحت سرته اخذار سغھا بخنصرہ وابھامه ھو المختار (الدر المختار . علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۵۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۶) ظفیر.

کمال الدین بن الهمام كون الوضع تحت السرة او الصدر لم يثبت فيه حديث يوجب العمل فيحال على المعهود من وضعها حال كون قصد التعظيم فى القيام والمعهود فى الشاهد منه تحت السرة وذكر عن على من السنة فى الصلوٰة وضع الكف على الكف تحت السرة رواه ابو داؤد واحمد واللفظ له الخ. غنية المستملى ص ۲۹۴ ظفير.)

قرأت وتکبیر میں جہر کی مقدار:۔

(سوال ۳۱۷) نماز پڑھانے میں امام کا قراءۃ کرنا اور بعض تکبیرات کو اس طرح جہر سے بولنا کہ مسجد سے باہر سڑک تک سنائی دے اور بعض تکبیرات کو اس طرح آہستہ بولنا کہ دوسری تیسری صف والے بھی نہ سنیں۔ مثلاً تکبیر رکوع آہستہ آواز سے اور تکبیر قومہ بہت زور سے اور تکبیر سجود آہستہ اور تکبیر جلسہ پکار کے۔ ایسا کرنا سنت ہے یا بدعت یا کیا ہے۔ کیا اسی طرح سے کوئی تکبیر اونچی اور کوئی نیچی قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا اختراعی ہے۔ بینوا توجروا۔

(جواب) امام کو قراءت اور تکبیرات کے جہر میں طریق اوسط کو اختیار کرنا چاہئے اور قدر حاجت کے موافق جہر کرنا چاہئے اور یہ فرق اور تفاوت مابین التکبیرات کے کہ بعض کو جہر مفرط سے ادا کرنا اور بعض میں قدر حاجت سے بھی کم کر دینا مذموم اور بے اصل ہے شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔(۱) صرف سلام میں تو فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ دوسرے سلام کو پہلے سلام سے کچھ پست آواز سے کہے۔ کما فى الدر المختار. وسن جعل الثانى اخفض من الا ول الخ۔(۲) پس ماسوائے اس کے اور کسی جگہ جہر میں تفاوت درجات نہیں ہے۔ فقط۔

تشہد میں انگشت شہادت اٹھانا:۔

(سوال ۳۱۸) تشہد میں انگشت شہادت کا اٹھانا مسنون ہے یا نہیں۔

(جواب) روایات متعلق رفع سبابہ۔ فى الدر المختار لكن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتاخرون كا لكمال والحلبى البهنسى والباقانى وشيخ الا سلام الجد وغير هم انه يشير لفعله عليه الصلوٰة والسلام ونسبوه لمحمد والا مام بل فى متن درر البحار وشر حه غر را لا ذكار المفتى به عند نا انه يشير الخ وفى الشر نبلا لية عن البرهان الصحيح انه يشير بمسبحته وحدها ير فعها عند النفى ويضعها عند الا ثبات واحترز بالصحيح عما قيل لا يشير لا نه خلاف الدراية والرواية الخ درمختار۔(۳) اور شامی میں ہے وفى المحيط انها سنة يرفعها عند النفى ويضعها عند الا ثبات وهو

---

(۱) ويجهر الا مام وجوبابحسب الجماعة فان زاد عليه اساء (درمختار) وفى الزاهدى عن ابى جعفر لوزاد على الحاجة فهو افضل الا اذا اجهد نفسه او آذىٰ غيره قهستانى (ردالمحتار فصل فى القرأة ج ا ص ۴۹۷. ط.س. ج ا ص ۵۳۲) وجهر الامام بالتكبير بقدر حاجته الا علام بالدخول والا نتقال وكذآ بالتسميع والسلام واما الموتم والمنفرد فيسمع نفسه (درمختار) قوله بقدر حاجته اللا علام الخ وان زاد كره ط قلت هذا اذا يفحش الخ والزائد على قدر الحاجة كما هو مكروه للامام يكره للمبلغ (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب فى التبليغ خلف الامام ج ا ص ۴۲۳. ط.س. ج ا ص ۴۷۵) ظفير.

(۲) الدر المختار. على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۹۱. ط.س. ج ا ص ۵۲۶. ۱۲ ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار. با ب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۴ وج ا ص ۴۷۵. ط.س. ج ا ص ۵۰۸. ۱۲.

قول ابی حنیفة رحمة اللہ علیه و محمد رحمة اللہ علیه و کثرت به الا ثار والاخبار فالعمل به اولیٰ اھ فھو صریح فی ان المفتی به ھو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع الخ.

وقال فی الشرح الکبیر قبض الا صابع عند الا شارة ھو المروی عن محمدفی کیفیة الاشارة وکذا عن ابی یوسف فی الامالی وھذا فرع تصحیح الا شارة وعن کثیر من المشایخ لا یشیر اصلا وھو خلاف الدرایة والروایة فعن محمد رحمه اللہ ان ما ذکرہ فی کیفیة الا شارة قول ابی حنیفة رحمة اللہ علیه انتھیٰ ومثله فی فتح القدیر وفی القھستانی وعن اصحابنا جمیعاً انه سنة فیحلق ابھامه الیمنی ووسطاھا ملصقا راسھا براسھا ویشیر بالسبابة الخ شامی(۱) ص۳۲۴ جلد اول (ان روایات سے معلوم ہوا کہ تشہد میں انگشت شہادۃ اٹھانا مسنون ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھا اور بیچلی دونوں کے سرا کو ملا کر حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ ظفیر)

عورت جلسہ اور سجدہ میں پاؤں کیسے رکھے:۔

(سوال ۳۱۹) عورت کو سجدہ وجلسہ میں پاؤں کیسے رکھنے چاہئیں۔

(جواب) عورت کے لئے کھڑا کرنا قدمین کا سنت نہیں ہے۔ فی الشامی . انھا لا تنصب اصابع القدمین(۲) پس جلسہ وسجدہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے اور جلسہ تشہد وغیرہ میں تورک کرے۔ فی الشامی . وتتورک فی التشھد الخ.(۳)

ایک چٹائی پر مرد وعورت نماز پڑھ سکتے ہیں:۔

(سوال ۳۲۰) ایک چٹائی پر مرد وعورت خواہ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ برابر کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اگر ہر ایک اپنی اپنی نماز علیحدہ پڑھتا ہے تو نماز صحیح ہے۔ مگر اجنبی عورت کے برابر کھڑا ہونا برا ہے۔(۴) اور اگر نماز میں شرکت ہے تو نماز نہ ہوگی۔(۵) والتفصیل فی کتب الفقه. فقط۔

بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ سراً ہے یا جہراً:۔

(سوال ۳۲۱) نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد اور سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر پڑھی جائے تو سراً یا جہراً۔ صاحب ہدایہ تسمیہ کو ابتداء سورۃ میں منع کرتے ہیں اور صاحب درمختار مستحب کہتے ہیں ان دونوں میں سے کون صحیح

---

(۱) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب مھم فی عقد الا صابع عند التشھد ص ۳۷۵ .ط.س. ج ا ص ۵۱۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار. باب صفةالصلوٰة ج ا ص ۴۷۱. ۱۲ ظفیر.(۳) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ۴۷۱ .ط.س. ج ا ص ۵۰۸. ۱۲ ظفیر.(۴)فمحاذاة المصلیة لمصل لیس فی صلاتھا مکروھة لا مفسد (درمختار)قوله لیس فی صلاتھا بان صلیا منفردین او مقتدیا احدھما بامام لم یقتدبه الا خر شرح المنیة(ردالمحتار. باب الامامة ج ا ص ۵۳۷ .ط.س. ج ا ص ۵۲۴)ظفیر.(۵)واذا حاذته ولو بعضوواحد امرأة ولو امة مشتھاة الخ ولا حائل بینھما فی صلوٰة الخ مطلقة مشترکة تحریمة واداء الخ فسدت صلاته (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الامامة ج ا ص ۵۳۴ .ط.س. ج ا ص ۵۷۲)ظفیر.

اور قابل عمل ہے اور دوسرے کا کیا جواب اور نیز فاتحہ کے ابتداء میں تسمیہ کا حکم اس کے موافق ہے یا مخالف۔ مخالف ہے تو کیوں۔

(جواب) عبارت درمختار یہ ہے لا تسن بین الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سرية ولا تكره اتفاقاً الخ(۱)۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے اور نہ مکروہ ہے اور محققین نے یہ راجح فرمایا ہے کہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے۔ شامی میں ہے ولذا صرح فی الذخيرة والمجتبیٰ انه ان سمى بين الفاتحة والسورة المقروءة سراً اوجهراً كان حسناً عند ابی حنيفة رحمة الله عليه ورجحه المحقق ابن الهمام الخ۔ (۲) (بسم اللہ آہستہ پڑھی جائے گی اما الموضع الرابع فانها تخفى عند نا الخ عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسر ببسم الله الرحمن الرحيم الخ غنية المستملی ص ۳۰۱ ظفیر)

جہری نمازوں میں منفرد کیا کرے:۔

(سوال ۳۲۲) مغرب وعشاء وفجر میں اکیلا آدمی بھی نماز میں جہر کر سکتا ہے یا نہ اور اکیلا آدمی ربنالک الحمد بعد سمع اللہ کے آہستہ کہے یا پکار کے۔

(جواب) اکیلا آدمی بھی ان نمازوں میں جہر کر سکتا ہے۔(۳) اور سمع اللہ کے بعد ربنا لک الحمد آہستہ پڑھے۔(۴)

ہاتھ ناف کے اوپر باندھنا:۔

(سوال ۳۲۳) نماز میں تحریمہ باندھنا ناف کے اوپر حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) ناف کے اوپر اور نیچے ہاتھ باندھنا دونوں حدیث سے ثابت ہیں حنفیہ نے حدیث زیر ناف کو معمول بہ بنایا ہے۔(۵) فقط۔

فاتحہ کے بعد خاموشی پھر سورہ:۔

(سوال ۳۲۴) امام نے نماز کی نیت باندھی اور بعد فاتحہ کے کچھ خاموشی کے بعد قرأۃ شروع کی نماز میں کیا نقص ہوا۔

(جواب) اگر بقدر آمین کہنے کے اور بسم اللہ سراً کہنے کے سکوت کیا اور قرأۃ میں تاخیر کی تو نماز میں کچھ نقص نہیں ہوا۔(۶)

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س.ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفير.

(۲) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۸. ط.س.ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفير.

(۳) ويخير المنفرد فى الجهر وهو افضل ويكتفى بادناه ان ادى (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى القراءة ج ۱ ص ۴۹۸. ط.س.ج ۱ ص ۵۳۳) ظفير.

(۴) جهر الا مام بالتكبير الخ وكذا بالتسميع الخ واما الموتم والمنفرد فيسمع نفسه (ايضاً باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص مطلب فى التبليغ خلف الا مام. ط.س.ج ۱ ص ۴۷۵) ظفير.

(۵) يضع يمنه على يساره بعد التكبير الخ تحت السرة الخ وذكر عن على من السنة فى الصلوٰة وضع الكف على الكف تحت السرة رواه ابو داؤد و احمد واللفظ له الخ (غنية المستملی ص ۲۹۴) ظفير.

(۶) وامن الخ الا مام سرا كما موم ومنفرد (الدر المختار. باب صفة الصلوٰة) ان سمى بين الفاتحة والسورة المقروءة سرا اوجهراً كان حسنا عند ابى حنيفة (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ص ۴۵۸. ط.س.ج ۱ ص ۴۹۲) ظفير.

بسم اللہ فاتحہ اور سورہ کے پہلے:۔

(سوال ۳۲۵) امام پر ہر رکعت میں ضم بسم اللہ الحمد اور سورہ کے ساتھ واجب ہے یا نہ اور امام ومنفرد کے لئے مستحب صورت عندالحنفیہ کیا ہے۔

(جواب) وذکر فی المحیط المختار قول محمد وھو ان یسمی قبل الفاتحة وقبل کل سورة فی کل رکعة وفی الدر المختار وکما تعوذ سمیٰ الخ سراً فی اول کل رکعةٍ الخ لاتسن بین الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سریة ولا تکرہ اتفاقاً الخ قال فی الشامی ولھذا صرح فی الذخیرة والمجتبی بانہ ان سمی بین الفاتحة والسورة المقرؤة سراً اوجھراً کان حسناً عند ابی حنیفة رحمہ اللہ ورجحہ المحقق ابن الھمام.(۱) الخ ان سب عبارات سے واضح ہوا کہ امام کو الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور بعض وجوب کے قائل ہیں اور سورۃ سے پہلے اگرچہ مسنون نہیں ہے لیکن مکروہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ مستحب اور بہتر ہے۔ فقط۔

بعد تکبیر تحریمہ ارسال نہیں:۔

(سوال ۳۲۶) تکبیر تحریمہ قبل ثناء پڑھنے کے کسی قدر ارسال جائز ہے یا نہ مولوی عبدالحیؒ نے جائز لکھا ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ووضع الرجل یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ اخذاً رسغھا بخنصرہ وابھامہ الخ کما فرغ من التکبیر بلا ارسال فی الا صح الخ قولہ بلا ارسال ھو ظاھر الروایة الخ.(۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ ارسال صحیح نہیں ہے۔

امام کے دائیں بائیں گھومنے کے لئے مقتدی کی کوئی تعداد نہیں:۔

(سوال ۳۲۷) یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں کہ جب تک امام کے ساتھ دس یا اور کوئی عدد مخصوص کے مقتدی نہ ہوں تو بعد سلام نماز کے دائیں بائیں گھوم کر نہ بیٹھے۔

(جواب) یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے۔ کما فی الشامی ولو دون عشرة . ای ان الا ستقبال مطلق لا تفصیل فیہ بین عدد وعدد الخ ولا یلتفت الی ماذکرہ بعض شراح المقدمة من ان الجماعة ان کانوا عشرة یلتفت الیھم الخ فان ھذاالذی ذکرہ لا اصل لہ فی الفقہ الخ .(۳)

سجدے سے اٹھتے ہوئے سہارا لینا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۲۸) سہارا لینا سجدہ سے اٹھتے وقت بلا عذر جائز ہے یا مکروہ اور گھٹنوں پر سہارا لینا یعنی اعتماد علی الرکبہ اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا ترک مستحب ہے یا نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا یعتمد علی الارض بل یعتمد علی

---

(۱) ردالمحتار. باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۵۷ وج ۱ ص ۴۵۸ .ط.س.ج ۱ ص ۴۹۰ .۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار. باب صفة ج ۱ ص ۴۵۴ .ط.س.ج ۱ ص ۴۸۶ .۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار. باب صفة الصلوة. قبیل فصل فی القرأة ج ۱ ص ۴۹۲ .ط.س.ج ۱ ص ۵۳۱ .۱۲ ظفیر.

الرکبة وترک الا عتماد مستحب الخ اس عبارت کا کیا مطلب ہے اور اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکبر للنهوض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود استراحة الخ شامی میں ہے قوله بلا اعتماد ای على الارض الخ قال فی الكفاية اشاربه الى خلاف الشافعی رحمة الله عليه فی موضعين احدهما يعتمد بيديه على ركبتيه عندنا وعنده على الارض الخ شامی ص ۳۴۰ جلد اول (۱) پس معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ کا اعتماد علی الرکبتین ہے اور مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اعتماد علی الارض ہے۔ لہذا ابلا عذر اعتماد علی الارض نہ کرے بلکہ اعتماد علی الرکبتین کر کے اٹھے اور عالمگیریہ میں جو یہ مذکور ہے۔ وترک الا عتماد مستحب (۲) اس کا مطلب یہی ہے کہ ترک اعتماد علی الارض مستحب ہے۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام وغیرہ کی بحث:۔

(سوال ۱/۳۲۹) کسی حدیث سے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کا قرأۃ فاتحہ خلف الامام کو منع کرنا۔

(سوال ۲/۳۳۰) رسول اللہ ﷺ کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا یا سینہ پر ہاتھ باندھنے سے منع کرنا۔

(سوال ۳/۳۳۱) رسول اللہ ﷺ کا نماز میں آمین آہستہ کہنا یا خدا تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کا آمین بالجہر سے منع کرنا (۴) رسول اللہ ﷺ کا وتروں میں رفع یدین کرنا یا کرنے کی اجازت دینا (۵) رسول اللہ ﷺ کا طاق رکعتوں میں جلسۂ استراحت نہ کرنا یا کرنے سے منع کرنا ثابت کیا ہے۔ ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اللہ تعالیٰ نے بھی منع فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی قال الله تعالىٰ واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا (۳) وفی حديث مسلم واذا قرء فانصتوا (۴)

(۲) وذكر عن علی من السنة فی الصلوٰة وضع الكف على الكف تحت السرة رواه ابو داؤد احمد واللفظ له. (۵) پس سنت کہنا حضرت علیؓ کا وضع الكف على الكف کو تحت السرہ دال ہے اس پر کہ یہ فعل رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

(۳) اخفاء آمین کا حکم اولاً قرآن شریف سے مفہوم ہوتا ہے ادعوا ربكم تضرعاً وخفية (۶) اور حدیث کے الفاظ وخفض واخفى به صوته (۷) وغیرہ وارد ہیں جو نص میں اخفاء آمین پر اور روایت ابن مسعودؓ جو هدایہ میں مذکور ہے وہ بھی اخفاء آمین پر دال ہے اور شرح منیہ میں حضرت وائلؓ (۸) کی روایت بھی اخفاء آمین کے سنت ہونے میں مذکور ہے۔

(۴) قال ابن قدامه فی المغنی وقدروى عن ابن عمر رضی الله عنه انه كان اذا فرغ من

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة جلد اول ص ۴۷۲ و ص ۴۷۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۰۶. ۱۲ ظفیر.
(۲) عالمگیری مصری الباب الرابع فی صفة الصلوٰة فصل ثالث (ج ۱ ص ۷۰.ط.ماجديه ج ۱ ص ۷۵) ظفیر.
(۳) سورة الاعراف رکوع ۲۴. ۱۲ ظفیر. (۴) مشکوٰۃ باب القراءة فی الصلوٰۃ ص ۸۱ واثار السنن باب فی ترک القراءة خلف الامام فی الجهرية ۱۲ ظفیر. (۵) غنية المستملی ص ۲۹۴ وعن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه قال رأيت النبی صلى الله عليه وسلم يضع يمينه على شماله تحت السرة رواه ابن ابی شيبة واسناده صحيح (آثار السنن باب وضع اليدين تحت السرة) ظفیر. (۶) سورة الاعراف رکوع ۷. ۱۲ ظفیر. (۷) دیکھئے آثار السنن باب ترک الجهر بالتامين ۱۲. (۸) لقول ابن مسعود اربع يخفيهن الامام وذكر من جملتها التعوذ والتسمية وامين (هدايه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۹۲) ظفیر

القراء ۃ کبر وفی الذخیرۃ ورفع یدیہ حذاء اذنیہ وھو مروی عن ابن مسعود وابن عمر و ابن عباس وابی عبیدۃ الخ وقال قبیلہ فان ذالک مروی عن علی وابن عمرو براء بن عازب والقیاس یدل فان التکبیر للفصل والا نتقال من حال الی حال الخ.(۱)

پس معلوم ہوا کہ وتر کی تیسری رکعت میں بعد قراءۃ کے تکبیر کہنا اور رفع یدین کرنا عبداللہ ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہم سے ثابت ہے۔ پس لامحالہ ان حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر ایسا کیا ہوگا۔

(۳) وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینھض فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیہ .(۲) اور بہت سے صحابہ سے بھی منقول ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، رفع یدین اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تحقیق:۔

(سوال ۳۳۲) مندرجہ ذیل طریقہ سے نماز پڑھنا از روئے قرآن وحدیث وفعل صحابہ رضی اللہ عنہم درست ہے یا نہیں (۱) خلف امام سورۃ فاتحہ پڑھنا (۲) آمین بلند آواز سے پکارنا (۳) رفع یدین کرنا (۴) ہاتھ سینہ پر باندھنا۔ بینوا توجروا۔

(جواب) (۱) امام کے پیچھے سورہ فاتحہ یا کوئی سورۃ پڑھنا نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے ممنوع ہے۔ قران شریف میں ہے واذا قرأ القران فاستمعو الہ وانصتوا (۳) الآیہ اور حدیث مسلم میں ہے واذا قرء فانصتوا۔(۴) اور دوسری روایت میں ہے من کان لہ امام فقرائۃ الامام قراء ۃ لہ(۵) الحدیث. اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) آمین میں اخفاء مسنون ومستحب ہے اگرچہ پکار کر کہنے سے بھی نماز ہوجاتی ہے۔ لیکن طریق سنت یہ ہے کہ آمین کو آہستہ کہا جاوے لانہ دعاء وقال اللہ تعالیٰ ادعواربکم تضرعاً وخفیۃ.(۶) والا حادیث متعارضۃ فتعین المصیر الی الا صل وھو الا خفاء۔

(۳) رفع یدین سوائے تکبیر افتتاح کے منسوخ ہوگیا ہے جیسا کہ روایت کان فترک اس پر دال ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں ہے وعن علقمۃ قال لنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الا فتتاح.(۷) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فعل آپ کا ترک رفع دین ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(۴) ہاتھ نیچے ناف کے باندھنے چاہئیں قال فی الھدایۃ ویعتمد بیدیہ الیمنی علی الیسری

---

(۱) غنیۃ المستملی ص ۳۹۷ بحث الوتر ۱۲ ظفیر.
(۲) ھدایہ باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۱ عن البخاری ۱۲ ظفیر.
(۳) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴. ظفیر.
(۴) دیکھئے آثار السنن. باب ترک القرأۃ خلف الامام فی الجھریۃ ج ۱ ص ۸۵ مشکوۃ باب القرأۃ ص ۸۱. ۱۲ ظفیر.
(۵) آثار السنن باب فی ترک القراءۃ خلف الامام فی الصلوٰت کلھا ج ۱ ص ۸۷. ۱۲ ظفیر.
(۶) سورۃ الاعراف رکوع ۷. ۱۲ ظفیر.
(۷) آثار السنن .باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح ج ۱ ص ۱۰۳ نیز دیکھئے غنیۃ المستملی صفۃ الصلوٰۃ ص ۳۱۶ ۱۲ ظفیر.

تحت السرة لقوله عليه السلام ان من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة الخ. ولان الوضع تحت السرة اقرب الى التعظيم. (۱) **وفى حديث ابراهيم النخعى ما يدل عليه روى ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم النخعى ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يعتمد بيده اليمنى على اليسرىٰ تواضعاً الخ** فقط۔ (۲)

رفع سبابہ کرنا چاہئے یا نہیں:۔

(سوال ۳۳۳) رفع سبابہ اس طرف حنفی نہیں کرتے اور امام صاحب کا ایک قول نہ کرنے کا حجت پکڑتے ہیں۔

(جواب) رفع سبابہ کے متعلق درمختار اور شامی نے پوری تفصیل فرمادی ہے۔ اور رفع کو راجح کردیا ہے۔ اور بہت سی کتب سے اس کو نقل کیا ہے اس کے بعد مقلد کو خلاف کی گنجائش نہیں ہے۔ موطأ میں امام محمد رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ قول ہمارا اور ہمارے استاد امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ (۳) فقط۔

آمین بالسر کی حدیث کس درجہ کی ہے:۔

(سوال ۳۳۴) مخالفین کہتے ہیں کہ احادیث آمین بالخفاء معلول ومجروح ہوئی ہیں لہذا آمین بالجہر کہنا اولیٰ ہے اور کہتے ہیں کہ خود حنفی نے کہا ہے کہ آمین بالجہر احادیث قویہ سے ثابت ہے۔ اس اعتراض کا کیا جواب ہے۔ امید کہ کوئی حدیث قوی تحریر فرماویں اور باعث ترجیح بھی تحریر فرماویں۔

(جواب) حدیثیں دونوں طرح کی موجود ہیں یعنی اخفاء وجہر دونوں قسم کی احادیث موجود ہے لیکن احادیث اخفاء کو ترجیح ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کے **ادعوا ربكم تضرعا و خفية الاية** (۴) اور حدیث صحیح بھی موجود ہے **انكم لا تدعون اصم ولا غائباً** (۵) اور فرمایا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اربع يخفيهن الامام وذكر من جملتها التعوذ والتسمية وامين.** (۶) فقط۔

تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرائی جائے:۔

(سوال ۳۳۵) نماز میں التحیات پڑھتے وقت جو انگلی **اشهد ان لا اله الا الله** کے وقت اٹھائی جاتی ہے وہ کس وقت گرانی چاہئے۔

(جواب) شرح منیہ میں امام حلوائی سے نقل کیا ہے کہ لا الہ پر انگشت کو اٹھاوے اور الا اللہ پر رکھ دیوے۔ (۷) فقط۔

---

(۱) هدايه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۹۵ وص ۹۶. ۱۲ ظفير.

(۲) حاشيه هدايه. باب صفة الصلوٰة تحت قوله وضع اليمين ج ۱ ص ۹۶ ۱۲ ظفير.

(۳) لكن المعتمد ما صحح الشراح ولاسيما المتاخرون كالكمال والحلبى والبهنسى والباقانى وشيخ الاسلام الجد وغيره انه يشير لفعله عليه الصلوٰة والسلام الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸) ظفير.

(۴) سورة الاعراف ركوع ۷. ۱۲ ظفير. (۵) مشكوٰة باب ثواب التسبيح فصل اول ص ۲۰۱. ۱۲ ظفير.

(۶) هدايه باب صفة الصلوٰة ص ۹۶. ۱۲ ظفير. (۷) يرفعها عند النفى ويضعها عند الاثبات (درمختار) وفى المحيط انها سنة يرفعها عند النفى ويضعها عند الاثبات وهو قول ابى حنيفة ومحمد وكثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولىٰ (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب مهم فى عقد الاصابع عن التشهد ج ۱ ص ۴۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹) ظفير.

انگشت شہادت سے اشارہ:۔

(سوال ۳۳۶) نماز میں انگشت شہادت کا اٹھانا کثرت احادیث سے ثابت ہے مگر فقہاء رحمہم اللہ معلوم نہیں کیوں منع فرماتے ہیں اور حرام کہتے ہیں۔ اگر مذہب حنفیہ میں جائز ہو تو تحریر فرمائیے۔

(جواب) فقہاء محققین حنفیہ نے بھی راجح اشارہ بالسبابہ کو فرمایا ہے اور اسی پر فتویٰ اور عمل ہے۔ درمختار میں ہے بعد نقل روایت منع کے لکن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتا خرون كا لكمال والحلبي والبهنسي والبا قاني وشيخ الا سلام الجد وغيرهم انه يشير لفعله عليه الصلوٰة والسلام ونسبوه لمحمد والامام بل في متن دررالبحار و شرحه غرر الاذكار المفتي به عندنا انه يشير با سطاً اصابعه كله والشرنبلا لية عن البرهان الصحيح انه يشير بمسبحة وحدها الخ وفي الشامي فهو صريح في ان المفتي به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع على الكيفية المذكووة الخ ج ا ص ۳۴۱ شامی.(۱)

دوسری رکعت سے کس طرح کھڑا ہو:۔

(سوال ۳۳۷/۱) دوسری رکعت میں بعد قعدہ کے جب کھڑا ہو تو ہاتھ بدستور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہو یا زمین پر سہارا دے کر کھڑا ہو۔

سلام کے بعد والی دعا میں مقتدی کی شرکت:۔

(سوال ۳۳۸/۲) مقتدی کو امام کے سلام کے بعد دعاء میں اقتداء و شرکت ضروری ہے یا مستحب۔

(جواب) (۱) ہاتھ گھٹنوں اور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہونا بہتر ہے اور اگر بضرورت زمین پر رکھ کر کھڑا ہو تو یہ بھی درست ہے۔(۲) فقط

(۲) مستحب ہے۔(۳) فقط۔

جلسہ استراحت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۳۹) نماز میں دو سجدوں کے ختم کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۴.ط.س.ج ا ص۵۰۸. ۱۲ ظفير.

(۲) ويكبر للنهو ض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لا باس (درمختار) بلا اعتماد اى على الارض قال في الكفاية اشاربه الى خلاف الشافعي في موضعين احد هما يعتمد بيديه على ركبتيه عند نا وعنده على الارض والثاني الجلسة الخفيفة الخ (ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۲.ط.س.ج ا ص۵۰۶)ظفير.

(۳) ويستحب ان يستغفر ثلاثا ويقرأ اية الكرسى الخ ويد عوه .ختم بسبحان ربك (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۹۵ .ط.س. ج ا ص ۵۳۰)فاذا تمت صلوٰة الا مام فهو مخير ان شاء انحرف عن يساره الخ وان شاء انحرف عن يمينه الخ وان شاء ذهب الى هوائجه لا نه قضى صلوته الخ وان شاء استقبل الناس بوجهه الخ (غنية المستملى ص ۳۲۰)ظفير.

(جواب) حنفیہ کے نزدیک جلسہ استراحت سجدہ کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لئے اٹھنے کے وقت نہیں ہے۔(۱) ایسا نہ کیا جاوے۔ فقط۔

بوقت اشارہ انگلیوں کا حلقہ کرنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۴۰) نزدیک امام اعظمؒ کے بوقت تشہد وسطی اور ابہام کا حلقہ کر کے اور خنصر و بنصر کو بند کر کے اشارہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اشارہ بالسبابہ کی تشہد میں یہ صورت جو سوال میں مذکور ہے کہ ابہام اور وسطی کا حلقہ کرے۔ بنصر اور خنصر کو بند کرے۔ کتب فقہ حنفیہ میں بھی اس کو لکھا ہے اور یہ جائز ہے اور شامی میں ہے۔ **فکذا قال فی منیة المصلی فان اشار یعقد الخنصر والبنصر و یحلق الوسطیٰ بالابهام الخ**(۲) اور درمختار میں نقل کیا ہے **الصحیح انه یشیر بمسبحة وحدها یر فعها عند النفی ویضعها عند الا ثبات الخ.**(۳) یعنی انگشت سبابہ کو لا الہ کے ساتھ اٹھاوے اور الا اللہ پر رکھ دے۔ فقط۔

دائیں ہاتھ کی انگشت نہ اٹھا سکتا ہو تو کیا کرے:۔

(سوال ۳۴۱) ایک شخص داہنے ہاتھ کی انگلی شہادت اٹھانے سے مجبور ہے تشہد میں بائیں ہاتھ کی انگلی اٹھاتا ہے زید منع کرتا ہے۔

(جواب) اگر داہنے ہاتھ میں عذر ہے اور انگشت نہیں اٹھا سکتا تو وہ انگشت نہ اٹھاوے۔ بائیں ہاتھ کی انگشت اٹھانے کا حکم نہیں ہے۔(۴) فقط۔

سلام پھیرنے کے بعد امام کا رخ کدھر ہونا چاہئے:۔

(سوال ۳۴۲) امام کو بعد سلام پھیرنے کے ان نمازوں میں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں کس طرف کو بیٹھنا چاہئے۔ داہنی طرف بائیں طرف یا قبلہ کو پشت کر کے جملہ مقتدیوں کی طرف۔ بینوا توجروا۔

(جواب) حدیث مسلم میں ہے **وعن البراء قال کنااذا صلینا خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم**

---

(۱) ویکبر للنهوض بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لاباس (درمختار) بلا اعتماد الخ ای علی الارض قال فی الکفایة اشاربه الی خلاف الشافعی فی موضعین احدهما یعتمد بیدیه علی رکبتیه عند نا وعنده علی الارض والثانی الجلسة الخفیفة قال شمس الا ئمة الحلوانی الخلاف فی الا فضل حتی لو فعل کما هو مذهبنا لا باس به عند الشافعی ولو فعل کما هو مذهبه لا باس به عندنا کما فی المحیط ا ه قال فی الحلیة والا شبه انه سنة او مستحب عند عدم العذر فیکره فعله تنزیها لمن لیس به عذر ا ه وتبعه فی البحر والیه یشیر قولهم لا باس فانه یغلب فیما تکره اولیٰ (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۲. ط.س. ج ا ص ۵۰۶)ظفیر.

(۲) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۵. ط.س. ج ا ص ۵۰۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۴. ط.س. ج ا ص ۵۰۹)ظفیر.

(۴) الصحیح انه یشیر بمسبحة وحدها یرفعها عند النفی (درمختار) قوله بمسبحة وحدها فیکره ان یشیر بالمسبحتین کما فی الفتح وغیره (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۴. ط.س. ج ا ص ۵۰۹)ظفیر.

احببنا ان نکون عن یمینه یقبل علینا بوجهه قال فسمعته یقول رب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک رواه مسلم.(۱)و فی حدیث عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلاته یریٰ ان حقاً علیه ان لا ینصرف الا عن یمینه لقدر ایت رسول الله صلی الله علیه وسلم کثیرا ینصرف عن یساره رواه البخاری و مسلم.(۲).وعن انس قال کان النبی صلی الله علیه وسلم ینصرف عن یمینه رواه مسلم .(۳)وعن سمرة بن جندب قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صلی صلوٰةً اقبل علینا بوجهه رواه البخاری ص ۷۹ مشکوٰة شریف.(۴)ان روایات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اکثر اوقات داہنی طرف کو بیٹھتے تھے اور منصرف ہوتے تھے۔اور کبھی بائیں طرف کو اور کبھی اقبال علی الناس بوجہ فرماتے تھے جس سے یہ بھی مطلب حاصل ہوسکتا ہے کہ مستدبر قبلہ ہوکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور یہ بھی اس کا مطلب ہوسکتا ہے کہ یہ اقبال بوجہ وہی ہے جس کو یمین اور یسار کی طرف انصراف سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے بھی اس میں اختیار دیا ہے کہ خواہ داہنی طرف کو ہوکر بیٹھے اور خواہ بائیں طرف کو اور خواہ مستقبل الی الناس اور مستدبر قبلہ ہوکر بیٹھے۔درمختار میں ہے وفی الخانیة یستحب للامام التحول یمین القبلة یعنی یسار المصلی الخ وخیرہ فی المنیه بین تحویله یمیناً وشمالاً الخ واستقباله الناس بوجهه الخ(۵) اور اکثر فعل آنحضرت ﷺ کا داہنی طرف ہوکر بیٹھنے کا تھا کما ذکرہ الشراح وعلیه عمل اکابرنا کا لیشخ المحدث گنگوهی ومولانا النانوتوی قدس الله اسرارهما .فقط۔

امام بآواز بلند دعاء مانگ سکتا ہے:۔

(سوال ۳۴۳) کیا امام دعاء بآواز بلند مانگ سکتا ہے۔اگر چہ اس صورت میں مقتدی بھی آواز سے یا آہستہ سے دعاء مانگ رہے ہوں خواہ آیات قرآنی سے امام دعا مانگ رہا ہو۔

(جواب) دعاء آہستہ مانگنا اچھا ہے قال تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیة(۶)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں امام سے سبقت:۔

(سوال ۳۴۴) اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے سانس توڑ دے یا امام کے منہ پھیرنے سے پہلے منہ پھیر دے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس صورت میں صحیح ہے مگر امام سے پہلے سلام پھیرنا مکروہ ہے۔ وانما کرہ للموتم ذلک لترک

---

(۱)مشکوٰة باب الدعاء فی التشهد فصل اول ص ۸۷. ۱۲ ظفیر.
(۲)ایضاً.
(۳)ایضاً.
(۴)ایضاً ۱۲ ظفیر.
(۵)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۹۵.ط.س.ج ۱ ص ۵۳۱ تفصیل کے لئے دیکھئے غنیة المستملی ص ۳۳۰. ۱۲ ظفیر. (۶)سورة الاعراف رکوع ۷. ۱۲ ظفیر.

متابعةالا مام بلا عذر الخ شامی جلد اول.(۱)

تشہد میں انگشت سے اشارہ:۔

(سوال ۳۴۵) سرحد کے علماء تشہد میں انگشت اٹھانے سے منع کرتے ہیں کہ یہ فعل نماز میں نہ کیا جائے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل کرنا نماز میں سنت سے ثابت ہوا ہے لہذا جس طور پر اشارہ ثابت ہوا ہے بہ سند صحیح تحریر فرماویں۔

(جواب) صحیح عند الحنفیہ یہ ہے کہ تشہد میں اشارہ بالسبابہ سنت ہے اور اس کے خلاف کو خلاف روایت اور درایت لکھا ہے۔ درمختار میں متعدد کتب کے حوالہ سے اشارہ بالسبابہ کی تصحیح فرمائی ہے۔ حیث قال بعد نقل قول عدم الا شارة لكن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيماً المتاخرون كا لكمال والحلبى والبهنسى والباقانى وشيخ الا سلام الجدو غيرهم انه يشير لفعله عليه الصلوٰة والسلام ونسبوه لمحمد والا مام بل فى متن دررالبحار وشرحه غررالا ذكار المفتى به عند نا انه يشير الخ وفى الشرنبلا لية عن البرهان الصحيح انه يشير بمسبحة الخ واحتر زبالصحيح عما قيل لا يشير لانه خلاف الرواية والدراية الخ وفى العينى عن التحفة الا صح انها مستحبة وفى المحيط سنة ودر مختار.(۲) فقط۔

فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسم اللہ کی بحث:۔

(سوال ۳۴۶) خلاصۃ الفتاویٰ جلد اول ص ۵۲ میں ہے والكلام فى التسمية على وجوه منها فلان ومنها انه ياتى بها فى اول الصلوٰة لا غير فى رواية الحسن رحمة الله عليه عن ابى حنيفة رحمة الله عليه وفى رواية ابى يوسف رحمة الله عليه عن ابى حنيفة رحمة الله عليه ياتى بها فى اول كل ركعة وعن محمد رحمة الله عليه ياتى بها فى اول كل ركعة وعند افتتاح كل سورة الا اذاكانت صلوٰة يجهر فيها بالقراء ة لا ياتى الا مام بالتسمية بين الفاتحة والسورة عندنا . اب ان اقوال میں سے کس قول پر فتویٰ دیا جاوے اور عمل کیا جاوے۔

(جواب) اس کا فیصلہ صاحب درمختار نے اس طرح کیا ہے وكماتعوذ سمى الخ سراً فى اول كل ركعة ولو جهريةً لا تسن بين الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سريةً ولا يكره اتفاقاً قوله ولا تكره اتفاقاً ولهذا صرح فى الذخيرة والمجتبى بانه ان سمى بين الفاتحة والسورة المقروء ة سراً اوجهراً كان حسناً عندابى حنيفة ورجحه المحقق ابن الهمام الخ شامی .(۳) پس معلوم ہوا کہ مابین فاتحہ وسورۃ کے بھی بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے۔ اگرچہ سنت موکدہ نہیں جیسا کہ اول ہر رکعت میں ہے۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل اذا اراد الشروع ج ۱ ص ۴۹۰.ط.س.ج ۱ ص ۵۲۵. ۱۲ ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴.ط.س.ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۷ وج ۱ ص ۴۵۸ .ط.س.ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفير.

امام کے لئے انحراف عن القبلہ کن نمازوں کے بعد مستحب ہے:۔

(سوال ۳۴۷) بعد فریضۂ نماز کے سلام پھیرنے کے اہل حدیث تو ہر نماز کے بعد مقتدیوں کے طرف متوجہ ہو کر دعاء مانگتے ہیں مگر حنفی امام کو اکثر دیکھا ہے کہ جس کی بعد تطوع نہیں مثلاً فجر وعصر وہاں تو وہ بھی اہل حدیث کی طرح ہی سلام پھیر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر لیتے ہیں۔ مگر جس نماز کے بعد تطوع ہیں مثلاً ظہر، مغرب، عشاء، وہاں وہ روقبلہ ہی ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ ان میں سے کوئی طریق اقرب الی السنۃ ہے مع حوالہ تحریر ہو۔ حدیث بخاری کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجھہ سے استمرار ثابت ہوتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکرہ تاخیرا لسنۃ الا بقدر اللھم انت السلام الخ وفی الخانیۃ یستحب للامام التحول یمین القبلۃ یعنی یسار المصلی لتنفل او ورد وخیرہ فی المنیۃ بین تحویلہ یمینا وشمالاً واما ماً وخلفاً وذھابہ لبیتہ واستقبالہ الناس بوجھہ الخ جلد اول ص ۳۵۷ وعن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام ومنک السلام وتبارکت یا ذاالجلال والا کرام ص ۸۱ مشکوٰۃ شریف۔ ان روایات فقہیہ اور حدیث مشکوٰۃ شریف سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں روبقلبہ دعاء مانگ کر سنتوں کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور حدیث بخاری شریف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجھہ ان نمازوں پر محمول ہے جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔

آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۴۸) آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے کہ نہیں۔

(جواب) حنیفہ کے نزدیک یہ سنت نہیں بلکہ آہستہ آمین کہنا اور رفع یدین نہ کرنا سنت ہے۔ (۲)

غیر مقلد کی جماعت میں شرکت:۔

(سوال ۳۴۹) ہم مذہب حنفی کے ہمراہ شامل صف نماز ہو کر کسی شخص کا پکار کے آمین کہنا ہمارے لئے موجب فساد نماز یا کراہت نماز ہے یا نہیں اگر باعث کراہت ہے تو کون سی کتاب میں لکھا ہے۔

(جواب) فساد نہیں۔ فقط۔

ختم نماز السلام علیکم پر ہونا چاہئے:۔

(سوال ۳۵۰) السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر نماز ختم کر دینا چاہئے یا لفظ برکاتہ بھی پڑھا جائے۔

(جواب) صرف لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا سنت ہے کما فی الا نوار الساطعہ عن منیۃ المصلی وان یقول

---

(۱) ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۹۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۰۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) وامن سراً الخ ولا یسن رفع یدیہ الا فی تکبیرۃ لافتتاح الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۳) ظفیر۔

السلام علیکم ورحمة الله مرتین اھ(۱)اور اسی طرح اور حدیث میں بھی وراد ہے۔صرف ابوداؤد کی ایک روایت میں وبرکاتہ کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔مگر حنفیہ کے یہاں روایت مشہورہ ہی مسنون ہے وبرکاتہ کے زائد کرنے کی ضرورت نہیں۔(۲)

جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے دعاء لمبی کرے:۔

(سوال ۳۵۱)بہشتی گوہر میں ہے مسئلہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر،مغرب،عشاء ان کے بعد بہت دیر تک دعاء نہ مانگے بلکہ مختصر دعاء مانگ کر سنن کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر وعصر۔ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعاء مانگے۔یہ صورت شرعاً کیسی ہے۔

(جواب)اوفق بالا حادیث یہ صورت ہے جو کہ بہشتی گوہر سے منقول ہے کہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر وعصر ان میں حسب روایت نورالایضاح عمل کرے۔(۳)اور جن فرائض کے بعد سنن ہیں ......ان کے بعد امام اور مقتدیان مختصر دعاء مانگ کر سنتیں ادا کریں خواہ فصل بالا وارد کر کے بعد میں سنتیں پڑھیں۔اور پھر اجتماعاً دعاء کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دعاء اجتماعاً ایک ہی بار ہے۔پھر دوبارہ بعد السنن مقتدیوں کو امام کی دعاء کا انتظار کرانا اور اس کا التزام کرنا ضروری نہیں ہے۔(۴)فقط۔

آمین وغیرہ آہستہ کہنا چاہئے:۔

(سوال ۳۵۲)اگر کوئی مقتدی حنفی آمین بالجہر کہے یا ربنا لک الحمد بلند آواز سے کہے تو نماز اس کی بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)قال فی الدر المختار فی بیان سنن الصلوٰۃ والثناء والتعوذوا لتسمیة والتامین کونهن سراًالخ .(۵)وفیه ایضاًوکذا فی التسمیع والسلام واما الموتم والمنفرد فیسمع نفسه

---

(۱)ویقول السلام علیکم ورحمة الله ولا یقول فی هذا السلام ای فی سلام الخروج من الصلوٰۃ سواء کان عن الیمین اوالیسار اوبرکاته (غنیة المستملی ص ۳۲۶)ظفیر۔

(۲)ثم یسلم الخ قائلاالسلام علیکم ورحمة الله هو السنة الخ وانه لا یقول هنا وبرکاته وجعله النووی بدعة ورده الحلبی وفی الحاوی انه حسن (درمختار) رده الحلبی حیث قال فی الحلیة شرح المنیة بعد نقله قول النووی انها بدعة ولم یصح فیها حدیث بل صح فی ترکها غیر ما حدیث مانصه لکنه متعقب فی هذا فانها جاء ت فی سنن ابی داؤد من حدیث وائل بن حجر باسناد صحیح وفی صحیح ابن حبان من حدیث عبدالله بن مسعود ثم قال اللهم الا ان یجاب بشذوذها وان صح مخرجها الخ (ردالمحتار باب صفةالصلوٰۃ . بعد الفصل ج۱ ص ۴۹۱.ط.س.ج۱ ص۵۲۶)ظفیر۔

(۳)وفی الحجة الا مام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء یشرع فی السنة ولا یشتغل بادعیة طویلة کذا فی التتار خانیه (عالمگیری مصری کیفیت صلوٰۃ ج۱ ص ۷۲.ط.ماجدیه ج۱ ص۷۷)ظفیر۔

(۴) مسجد تو دراصل فرض نمازوں کے لئے ہے۔نفل اور سنت کا گھروں میں پڑھنا افضل ہے......والا فضل فی النفل غیر التراویح المنزل، الا لخوف شغل عنها والا صح افضلیة ماکان اخشع واخلص (درمختار) قوله والا فضل فی النفل الخ شمل ما بعد الفریضة وما قبلها لحدیث الصحیحین علیکم بالصلوٰۃفی بیوتکم فان خیر صلاة المرء فی بیته الا المکتوبة واخرج ابو داؤد وصلاة المرء فی بیته افضل من صلاته فی مسجدی هذا الا المکتوبة وتمامه فی شرح المنیة (ردالمحتار. باب الوتر والنوافل ج۱ ص ۶۳۸ .ط.س.ج۲ص ۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ نمازیوں کو سنت کے لئے روکنا اور اجتماعاً دعاء کرنے کا دستور عہد نبوی میں نہیں تھا اور نہ اب یہ التزام درست ہے اس لئے کہ حدیث کے خلاف ہے۔ والله اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۵)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ مطلب فی سنن الصلوٰۃ ج۲ص ۴۴۳ .ط.س.ج۱ ص۴۷۵.۱۲ ظفیر۔

الخ(۱)وفیه ایضاً ترک السنة لا یوجب فساداً ولا سهواً بل اساء ة الخ وقالوا الا ساء ة ادون من الکراهة(۲)فی الشامی الا ساء ة افحش من الکراهة .(۳)الخ ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ جہر بالتامین و التحمید عند الحنفیه خلاف سنت ہے۔اور مرتکب اس کا مسئی ہے۔فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں ہئیت رکوع کیا ہو:۔

(سوال ۳۵۳) بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رکوع کی حالت میں سرین کو ایڑی سے اوپر اٹھانا چاہئے یا نہیں یا سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے۔

(جواب) سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے اور کمال رکوع کا ایسی حالت میں یعنی بیٹھے ہوئے نماز پڑھنے میں یہ ہے کہ رکوع میں پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جاوے اور اگر تھوڑا سا بھی سر کو جھادیوے گا کمر کی انحناء کے ساتھ تو یہ بھی کافی ہے۔شامی میں برجندی سے منقول ہے ولو کان یصلی قاعداً ینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبتیه لیحصل الرکوع اه قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع ولا فقد علمت حصوله باصل طأ طأ ة الراس ای مع انحناء الظهر .(۴)شامی۔فقط۔

بعد نماز پنجگانہ دعاء سنت ہے:۔

(سوال ۳۵۴) بعد نماز پنجگانہ دعاء کے واسطے ہاتھ اٹھانا سنت ہے یا بدعت۔زید نے دعا اس غرض سے ترک کردی کہ اس بارہ میں کوئی حدیث وارد نہیں۔یہ فعل کیسا ہے۔

(جواب) نماز پنجگانہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا سنت نبویہ ﷺ ہے۔حصن حصین جو معتبر کتاب حدیث کی ہے اس میں احادیث مرفوعہ دعاء میں ہاتھ اٹھانے اور بعد دعاء کے منہ پر ہاتھ پھیرنے کی موجود ہیں ان کو دیکھ لیا جاوے۔(۵) نمازوں کے بعد دعاء کا مسنون ہونا بھی اس میں مذکور ہے۔پس زید کا یہ فعل ترک دعاء بعد الصلوٰۃ خلاف سنت ہے۔(۶)فقط۔

ثناء اور تشہد وغیرہ کے پہلے بسم اللہ نہیں ہے:۔

(سوال ۳۵۵) نماز میں ثناء اور تشہد اور درود اور دعاء اور دعاء قنوت کے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(۱) شامی ص۴۴۳ باب صفة الصلوٰة ایضاً .ط.س.ج ا ص۴۷۵.۱۲ ظفیر.
(۲)ایضاً ج۱ ص ۴۴۲ .ط.س.ج ا ص۴۷۳......۴۷۴.۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب ومطلب ایضا ج ا ص ۴۴۲.ط.س.ج ا ص۴۷۴.۱۲ ظفیر.
(۴) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث الرکوع والسجود ج ا ص۴۱۶.ط.س.ج ا ص۴۷۴ ۱۲ ظفیر.
(۵)قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذاسألتم اللہ فاسئلوه ببطون اکفکم (الی قوله) فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهکم رواه ابو داؤد وعن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا رفع یدیه فی الدعاء لم یحطهما حتی یمسح بهما وجهه رواه الترمذی (مشکوٰة کتاب الدعوات فصل ثانی ص ۱۹۵)ظفیر.
(۶)ودبر الصلوٰت المکتوبات بحواله الترمذی (حصن حصین احوال الا جابت ص ۳۰)ظفیر.

(جواب) بسم اللہ پڑھنا سورہ فاتحہ کے اول اور سورۃ سے پہلے ہے۔ تشہد وغیرہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ لیکن بعض روایات میں تشہد اور دعاءِ قنوت میں بسم اللہ وارد ہے۔ اگر پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

فرائض کے بعد سنن سے پہلے دعاء کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۳۵۶) فرائض کے بعد سنن اور نوافل سے پہلے دعاء میں **اللھم انت السلام الخ** سے زیادہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں دیگر ادعیہ نقل کر کے ان کا پڑھنا اولیٰ لکھا ہے۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب) ان ادعیہ واذکار کا پڑھنا بعد نماز فرض کے قبل سنن رواتب جائز اور مستحب ہے۔ اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور بعض فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ بعد فرائض کے **اللھم انت السلام الخ** سے زیادہ نہ پڑھے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور نہ غرض اس سے تحدید ہے اور اگر بعض فقہاء کی بوجہ ظاہر بعض روایت حدیث کے یہ رائے ہو بھی تو دیگر اکثر فقہاء بوجہ روایات کثیرہ احادیث کے دیگر اذکار و ادعیہ ماثورہ جائز و مستحب فرماتے ہیں۔ (۲) جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ فقط۔

حالت رکوع میں الصاق کعبین:۔

(سوال ۳۵۷) الصاق کعبین رکوع کی حالت میں مسنون ہے یا نہیں اور در مختار باب السنن میں جو روایت اور بحث اس کے متعلق ہے وہ روایت قابل عمل ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پر عمل کرنا درست ہے کیونکہ علامہ شامی کو کلام صرف اس میں ہے کہ یہ سنت ہے یا نہیں۔ باقی جواز بلکہ استحباب میں کچھ شبہ معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ سنت ہونا اس کا ثابت نہیں ہے اس لئے اگر کوئی الصاق کعبین نہ کرے تو اس پر کچھ ملامت نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

بعد فرائض دعاء:۔

(سوال ۳۵۸) بعد جماعت کے جو دعاء امام کے ساتھ مانگتے ہیں اس میں آمین کہنا چاہئے یا جو مرضی ہو دعا مانگے۔

(۱) وتعوذ الخ سراً الخ لقراءة الخ و كما تعوذ سمى غير الموتم (درمختار) ذكر المصنف ثلاث مسائل تفريعا على قوله لقراءة بناء على قول ابى حنيفة ومحمد ان التعوذ تبع للقراءة اما عند ابى يوسف فهو تبع للثناء الخ لكن مختار قاضى خان والهدايه وشروحها والكافى والا ختيار واكثر الكتب هو قولهما انه تبع للقراءة وبه نا خذ شرح المنية (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة. بعد الفصل ج ۱ ص ۴۵۶ وج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۹) ظفير.

(۲) ويكره تاخير السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانى لاباس بالفصل بالا وراد ، واختاره الكمال الخ ويستحب ان يستغفر ثلاثا ويقرأ اية الكرسى والمعوذات الخ ويد عوويختم بسبحان ربك الخ (ردالمحتار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة فصل كيفيت صلوٰة ج ۱ ص ۴۹۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۳۰) ظفير.

(۳) وسنتها الخ رفع اليدين الخ وتكبيرة الركوع الخ والتسبيح فيه ثلاثاوا لصاق كعبيه الخ ويسن ان يلصق كعبيه وينصب ساقيه ويبسط ظهره ويسوى ظهره بعجزه (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۴ وج ۱ ص ۴۶۱. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۳......۴۷۶) قال السيد ابو السعود و كذا فى السجود ايضاً وسبق فى السنن ايضاً اه والذى سبق هو قوله والصاق كعبيه فى السجود سنة وراه ولا يخفى ان هذا سبق نظر فان شارحنا لم يذ كر ذلک لا فى الدر المختار ولا فى الدر المنتقى ولم اره لغيره ايضاً فافهم نعم بما يفهم ذالک من انه اذا كان السنة فى الركوع الصاق الكعبين ولم يذكر تفريجها بعده فالا صل بقاء هما ملصيقن فى حالة السجود ايضاً تامل الخ (ردالمحتار. باب ايضاً ج ۱ ص ۴۶۱). ط.س. ج ۱ ص ۴۷۳ ظفير.

(جواب) جو دعاء چاہے مانگے یہ ضروری نہیں کہ امام کی دعاء پر آمین کہے۔(۱)

متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں:۔

(سوال ۳۵۹) متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں کیا اور یہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں اس کی تفصیل دیکھ لیں اس میں بعض متون سے بھی رفع سبابہ نقل کیا ہے۔ اور رفع سبابہ کی تصحیح کی ہے اور امام محمدؒ نے اس کو اپنا اور امام ابوحنیفہؒ کا قول لکھا ہے۔ (۲) فقط۔

بجائے اللہ اکبر کے یا اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۶۰) نماز میں بجائے اللہ اکبر تکبیرات انتقال کے اگر کوئی شخص سہواً یا اللہ ایک دو مرتبہ کہہ دے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ جائز ہے اور اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے۔(۳) فقط۔

انگلیوں کا حلقہ تشہد میں کب تک باقی رکھے:۔

(سوال ۳۶۱) نماز کے اندر قعدہ میں جب انگشت شہادت اٹھاتا ہے تو اور چار انگلیوں کو بند کرنا ہوتا ہے۔ بعد تشہد کے تا سلام ان انگلیوں کو ویسا ہی رکھنا چاہئے یا کھول کر۔

(جواب) **لا اله الا الله** کہنے کے وقت جب کہ عقد اصابع یا ان کا حلقہ کر لیا ہے تو پھر اس کو فارغ ہونے تک ویسا ہی رکھنا چاہئے کما نقل **الشامی عن المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عن الا ثبات وهو قول ابی حنیفة و محمد رحمة الله علیهما و کثرت به الا ثار والا خبار فالعمل به اولیٰ انتهی فهو صریح فی ان المفتی به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع علی الکیفیة المذکورة شامی.** (۴) جلد اول۔ اس طرح کی متعدد عبارتیں ہیں کہ جن میں عقد اصابع واشارہ کے بعد اس کے کھولنے کا ذکر نہیں جو کہ اس کی صریح دلیل ہے کہ بعد عقد کھولنا مناسب نہیں۔ فقط۔

رکوع میں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۶۲) رکوع میں دونوں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص اس پر عامل ہو تو اس کو منع کرنا جائز ہے یا نہ۔

---

(۱) ثم یسلم الخ مع الا مام الخ وید عوویختم بسبحان ربک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۸۹. ط.س. ج ا ص ۵۲۴).

(۲) مفصل حوالہ گذر چکا و هو قول ابی حنیفة ومحمد رحمهم الله و کثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولی (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۵. ط.س. ج ا ص ۵۰۸) ظفیر.

(۳) وصح شروعه بتسبیح وتهلیل وتحمید وسائر کلم التعظیم الخالصة له تعالیٰ الخ کما صح لو شرع بغیر عربیة (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار. فصل تالیف الصلوٰة ج ا ص ۴۵۰. ط.س. ج ا ص ۴۸۳) ظفیر.

(۴) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ا ص ۴۱۴. ط.س. ج ا ص ۵۰۹. ۱۲ ظفیر.

(جواب) وباللہ التوفیق۔ شامی میں ہے ویکرہ القیام علی احد القدمین فی الصلوٰۃ بلا عذر وینبغی ان یکون بینهما مقدار اربع اصابع الید لا نه اقرب الی الخشوع هکذا روی عن ابی نصر الد بوسی انه کان یفعله کذا فی الکبری 'وما روی انهم الصقوا الکعاب بالکعاب اریدبه الجماعة ای قام کل واحد بجانب الاخر کذا فی فتاویٰ سمر قند الخ ص ۲۹۹ جلد اول .(۱) اس روایت سے یہ امر معلوم ہوا کہ حالت قیام میں ہر دو قدم کے درمیان میں چار انگشت کا فاصلہ ہونا چاہئے اور یہ کہ الصاق کعاب بالکعاب کے معنی محاذات کے ہیں جو کہ احادیث سوّوا صفوفکم . وتوا صوا. وسد واالخلل (۲) وغیرہ سے مستفاد ہے۔ پس جب کہ حالت قیام میں چار انگشت کا فاصلہ قدمین میں رکھنا چاہئے تو رکوع میں بھی اسی حالت پر رہنا چاہئے۔ بہر حال معلوم ہوتا ہے کہ اصل سنت الصاق۔ محاذات وتسویہ صف سے حاصل ہو جاتی ہے اور تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رکوع اور سجود میں الصاق کعبین حقیقتاً متعذر ہے یا بہت تکلف اور دقت سے ہوتا ہے۔ ایڑیوں کو تو ملایا جاسکتا ہے مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایڑیوں کے ملانے سے کعبین نہیں ملتے البتہ محاذات کعبین پوری طرح اس میں حاصل ہو جاتی ہے اور یہی مقصود شارع علیہ السلام معلوم ہوتا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اور اس کی زیادہ تحقیق اور تفصیل مع نقل عبارات مولانا میرک شاہ مدرس مدرسہ ہذا نے دوسرے پرچہ پر لکھی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔ فقط۔

دیگر از مولانا میرک شاہ صاحب مدرس دارالعلوم۔

(جواب) اقول و باللہ التوفیق . یہ مسئلہ الصاق کعبین کا اگر چہ متاخرین حنفیہ کی کتب میں ہے لیکن ائمۂ مذہب اور متقدمین حنفیہ کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی چنانچہ متقدمین کی کتب معتبرہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اس مسئلہ کو سب سے پہلے زاہدی نے مجتبیٰ میں ذکر کیا ہے پھر اس سے قہستانی نے جامع الرموز اور شرح کیدانی میں اور حلبی نے شرح منیہ میں اور ابن انجم نے بحر اور تمر تاشی (تلمیذ صاحب بحر) نے نہج القضاء میں نقل کیا ہے اور چونکہ کسی قسم کی تردید بھی نقل کرتے ہوئے نہ کی۔ اس وجہ سے اس کو معمول بہ سمجھا گیا۔ چنانچہ بحر وصاحب درمختار نے صیغۂ جزم سے اسے نقل کیا۔ ادھر سے بعض فقہاء کے کلام سے اور توارث وتعامل سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریج ہی منت ہونا چاہئے۔ چنانچہ سعایہ میں مذکور ہے ورأیت کلاماً للشیخ محمد حیات السندی یقضی اثبات سنیة لتفریح و نفی سنیة الا لصاق اه(۳) ان حالات کو دیکھ کر فقہاء متاخرین کی عبارت یا مؤل ہوگی یا مرجوح طوالع الانوار شرح درمختار میں شیخ محمد عابدؒ نے اس کی تاویل کرتے ہوئے الصاق کعبین سے محاذات کعبین مراد لی ہے اور اس میں علامہ رحمتی کے قول سے استیناس بھی کرلیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں قوله والصاق کعبیه ای حالة الرکوع قال الشیخ رحمتی مع بقاء تفریج ما بین القا مین قلت لعله اراد من الا لصاق المحاذاة وذالک بان یحاذی کل من کعبیه الاخر فلا یتقدم احد هما علی الاخر .(۴) یہ تو متاخرین کے اس قول کی تاویل کی صورت ہے جو طوالع الانوار شرح درمختار میں مذکور ہے اور جن فقہاء نے اس کی تاویل کا ارادہ نہیں کیا ہے وہ اس کو قول مرجوح اور زاہدی کے اوہام

---

(۱) ان جملوں کے لئے دیکھئے مشکوٰۃ باب تسویة الصفوف ۱۲ ظفیر۔
(۲)(۳) سعایه۔
(۴) طوالع الانوار۔

میں درج کرتے ہیں کما فی السعایۃ نقلاً عن تعلیق الشیخ ابی الحسن السندی علی الدر المختار ھذہ السنۃ انما ذکرھا من المتاخرین تبعا للمجتبی ولیس لھا ذکر فی الکتب المتقدمۃ ولم یرد فی السنۃ علی ما وقفنا علیہ وکان بعض مشائخنا یری انہ من اوھام صاحب المجتبی وکانھم توھموا مما وردان الصحابۃ کانوا یھتمون بسد الخلل فی الصفوف حتی یضمون الکعاب والمناکب ولا یخفی ان المراد ھھنا الصاق کل کعب بکعب صاحبہ لاکعبہ مع الکعب الا خراہ (۱) خلاصہ یہ کہ دونوں ٹخنوں کورکوع میں بالکل ملادینا جیسے کہ مجتبی اور اس کے اتباع کی کتب میں واقع ہوا ہے۔ اپنے ظاہر مفہوم پر محمول نہیں اور اگر ظاہر مفہوم پر ہی محمول ہو تو صاحب مجتبی کی اوہام میں سے ہوگا لیکن سعایہ میں شق اول کو اختیار کیا ہے اور رکوع میں الزاق کعب بکعب کی سنیت کی نفی کو دلائل عدیدہ سے ثابت کیا ہے. فلیر اجع۔ کتب میرک شاہ۔ فقط۔

تشہد میں بحث رفع سبابہ:۔

(سوال ۳۶۳) تشہد میں رفع سبابہ کے متعلق علمائے احناف کا کیا مذہب ہے، آیا سنت ہے یا واجب یا مستحب۔ اور کس وقت سے کس وقت تک رفع کیا جاوے۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ اس کے خلاف کیوں فرماتے ہیں اور حلقہ بنانا کیسا ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ رفع سبابہ تشہد میں سنت ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے مؤطا میں فرمایا ہے وھو قولی وقول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ (۲) اور مستحب یہ ہے کہ نفی پر اٹھاوے اور اثبات پر رکھ دے۔ وفی المحیط انھا سنۃ یرفعھا عند النفی ویضعھا عند الا ثبات وھوقول ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ وکثرت بہ الا ثار والا خبار فالعمل بہ اولیٰ. (۳) اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بر بناء علی المتون عدم رفع کو راجح سمجھا ہے لیکن جمہور فقہاء ومحدثین نے اس کے خلاف کی تصحیح فرمائی ہے اور شراح نے متون کی روایت کو صحیح اور مفتی بہ نہیں سمجھا ہے اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع اور خلفاء نے بھی قول امام ربانی کی تاویل فرمائی ہے اور اشارہ سبابہ کا سنت ہونا ثابت فرمایا ہے۔ اور حلقہ کرنا ابہام اور وسطے سے اور قبض کرنا خنصر اور بنصر کو اور اشارہ کرنا مسبحہ سے سنت ہے۔ وصفتھا ان یحلق من یدہ الیمنی عند الشھادۃ والا بھام والوسطیٰ ویقبض البنصر والخنصر ویشیر با لمسبحۃ الخ شامی. (۴) فقط۔

سجدے سے اٹھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہونا سنت کے مطابق ہے:۔

(سوال ۳۶۴) غیر مقلد یہ بھی کہتے ہیں کہ حنفی لوگ سجدے سے سر اٹھانے کے ساتھ ہی سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں غیر مشروع ہے اور اس سے نماز خلل پذیر ہوتی ہے بلکہ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ بیٹھنا بھی چاہئے۔ یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔

(۱) سعایہ۔
(۲) موطا امام محمد. (۳) رد المحتار. باب صفۃ الصلوۃ. فصل فی تالیف الصلوۃ ج ۱ ص ۴۷۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹. ۱۲ ظفیر. (۴) ایضاً ۱۲ ظفیر.

(جواب) اس کا جواب صاحب ہدایہ نے مختصر الفاظ میں اس طرح دیا ہے **ولنا حديث ابی هريرة رضی الله عنه ان النبی صلی الله عليه وسلم كان ينهض فی الصلوٰة علىٰ صدور قدميه وما رواه محمول علی حالة الكبر الخ.** (۱) فقط.

رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ:۔

(سوال ۳۶۵) اکثر کتب فقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ التحیات میں انگلی سبابہ کا اٹھانا سنت و موجب ثواب ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی بھی اس کو سنت نبوی قرار دیتے ہیں۔ لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس فعل کو مکتوبات نمبر ۳۱۲ میں حرام فرماتے ہیں۔ ان دونوں حضرات میں سے کس کا قول معتبر و مستند ہے۔

(جواب) اس میں صحیح و مستند یہ ہے کہ اشارہ بالسبابہ تشہد میں سنت و مستحب ہے۔ جمہور امت اسی طرف ہیں۔ اور در مختار میں عدم رفع سبابہ کی روایت نقل کر کے پھر اس کے خلاف کو بہت روایات اور دلائل سے سنت ہونا ثابت کیا ہے اور محمدؒ نے موطا میں اپنا اور امام صاحبؒ کا سنیت رفع سبابہ کا مذہب نقل کیا ہے۔ (۲) اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی طرف سے بعض نے ان کی اولاد امجاد میں سے اور ان کے خلفاء نے معذرت فرمائی ہے بر بناء بعض روایات حنفیہ حضرت مجدد صاحب نے ایسا فرمایا ہے۔ لیکن امر محقق یہ ہے کہ رفع سبابہ سنت ہے اس کو ترک نہ کیا جاوے **هذا خلاصة مافصله وحققه العلماء المحققون من الا حناف فلا اشكال فان اختلاف الا مة رحمة من الله المتعال.** فقط۔

قعدۂ اولیٰ میں اگر امام کھڑا ہو جاوے اور مقتدی التحیات پوری نہ کر سکے تو اسے کیا کرنا چاہئے:۔

(سوال ۳۶۶) اگر امام قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی کی باقی ہے تو وہ کیا کرے اور اگر مقتدی پہلے پڑھ چکے تو خاموش بیٹھا رہے یا کیا کرے۔

(جواب) مقتدی پوری کر کے اٹھے۔ (۳) اور اگر مقتدی پہلے پڑھ چکا تو خاموش رہے یا کلمہ آخر کا تکرار کرتا رہے۔ (۴) فقط۔

حالت نماز میں درود کے اندر ذریات و ازواج کا کلمہ بڑھانا کیسا ہے:۔

(سوال ۳۶۷) ایک صاحب نے لکھا ہے کہ نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں لفظ ازواج و ذریات کا اور بڑھاوے اس میں زیادہ ثواب ہے مثلاً **اللهم بارک علی ازواجه و ذرياته الخ** . یہ بڑھانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جس قدر معمول ہے وہی کافی ہے۔ اگر چہ بڑھا دینے میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ (۵) فقط

---

(۱) هدايه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۱۰۱. ۱۲ یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں سجدہ سے اٹھتے ہوئے سیدھے اپنے دونوں پاؤں کے سر پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ دیر بیٹھتے نہیں تھے باقی جس روایت میں بیٹھ کر کھڑے ہونے کا ذکر ہے وہ آنحضرت ﷺ کے بڑھاپے کا واقعہ ہے کہ اپنے ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل کی صورت نکل آتی ہے۔

(۲) تفصیلی حوالہ پہلے گذر چکا ۱۲ ظفیر۔ (۳) لو رفع الا مام راسه الخ قبل ان يتم الماموم التسبيحات الثلاث وجب متا بعة الخ بخلاف سلامة او قيامه لثالثة قبل اتمام الموتم التشهد فانه لا يتا بعه بل يتمه لو جو به ولو لم يتم جاز (درمختار) ای صح مع كراهة التحريمه الخ (رد المحتار باب صفة الصلوٰة فصل تاليف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵) ظفير. (۴) ولا يزيد فی الفرض علی التشهد فی القعدة الا ولیٰ اجماعا الخ ولو فرغ الموتم قبل امامه سكت اتفاقا (ايضاً ج ۱ ص ۴۷۶ و ج ۱ ص ۴۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۱۰) ظفير.

(۵) ولذا قال فی شرح المنية والا تيان بما فی الا حاديث الصحيحة اولی الخ (ردالمحتارباب ايضاً ج ۱ ص ۴۷۹). ط.س. ج ۱ ص ۵۱۳ ظفير.

سلام میں صرف منہ پھیرے سینہ نہ پھیرے:۔

(سوال ۳۶۸) نماز سے خروج کے لئے سلام پھیرتے وقت قبلہ سے فقط منہ ہی پھیرے یا سینہ بھی۔

(جواب) صرف منہ پھیرنا دونوں طرف سلام کے ساتھ کافی ہے۔(۱) فقط۔

سورہ ملانا واجب ہے:۔

(سوال ۳۶۹) ضم سورۃ فرض ہے یا واجب اور کس قدر۔

(جواب) واجب ہے بقدر تین آیت کے۔(۲) فقط۔

امامت بغیر عمامہ ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۰) رسول اللہ ﷺ سے یا علماء سے بدون عمامہ کے نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

(جواب) او کلکم یجد ثوبین وغیرہ۔ احادیث(۳) سے صاف ظاہر ہے کہ عمامہ ضروریات صلوٰۃ یا امامت سے نہیں ہے۔

رکوع میں امام عجلت کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۱) امام رکوع و سجود میں ایسی جلدی کرتا ہے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہیں پڑھ سکتے۔ مقتدیوں کی نماز ہوتی ہے یا نہ؟

(جواب) امام کو ایسی جلدی رکوع سجود میں نہ چاہئے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہ پڑھ سکیں۔ لیکن اگر مقتدیوں کی تین تسبیح پوری نہ ہوئی تو نماز مقتدیوں کی صحیح اور کامل ہوئی اس میں کچھ نقصان نہیں آیا۔(۴)

عورتیں کس طرح سجدہ کریں:۔

(سوال ۳۷۲/۱) عورتوں کو مردوں کی طرح سجدہ کرنا چاہئے یا کس طرح؟

تشہد کی حالت میں نگاہ کہاں ہو:۔

(سوال ۳۷۳/۲) تشہد کی حالت میں کس جگہ نگاہ رکھے؟

---

(۱) وتحویل الوجه یمنة ویسرة للسلام (ای من السنن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب سنن الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۵ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ولها اداب ترکه لا یوجب اساء ة ولا عتابالکن فعله افضل الخ والی منکبه الایمن والا یسر عند التسلیمة الا ولی والثانیة لتحصیل الخشوع (ایضاً آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ظفیر.

(۲) ولها واجبات الخ (ومنها) ضم اقصر سورة کالکوثر او ماقام مقامها وهوثلاث ایات قصار (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷ .ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶.....۴۵۸) ظفیر.

(۳) دیکھیے دار قطنی. باب الصلوٰة فی الثوب الواحد ج ۱ ص ۱۰۵ ۱۲ ظفیر.

(۴) (لو رفع الا مام راسه من الرکوع والسجود قبل ان یتم الما موم التسبیحات الثلاث وجب متابعته (درمختار) یسبح فیه ثلاثا فانه سنة علی المعتمد المشهور فی المذهب لا فرض ولا واجب کما مرفلا یترک المتابعة الواجبة لا جلها. (رد المحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۳ .ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵) ظفیر.

(جواب)(۱) عورتوں کو اپنے بدن اور اعضاء کو سجدہ وغیرہ میں خوب ملانا چاہئے۔(۱) مردوں کی طرح کھل کر نہ کرنا چاہئے یہ مکروہ ہے۔

(۲) آداب نماز میں سے ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر رکھیں اور حالت رکوع میں پشت قدم کی طرف اور حالت سجود میں ناک کے کنارہ کی طرف اور حالت قعود وتشہد میں اپنی گود کی طرف الخ۔(۲) درمختار۔ فقط۔

امی کیسے نماز پڑھے:۔

(سوال ۳۷۴/۱) جو شخص نماز نہ سیکھ سکے وہ کیا کرے؟

فرض سے پہلے انی وجھت پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۳۷۵/۲) کیا فرض کے قبل انی وجھت وجھی للذی فطر السموات الخ پڑھنا چاہئے؟

(جواب)(۱) قراءت سیکھنے کی کوشش کرتا رہے اور افعال صلوٰۃ ادا کرتا رہے۔ اور چاہئے کہ امام کے پیچھے جماعت میں شریک ہو کر نماز ادا کرے۔ جب قراءت وغیرہ سیکھے اس وقت نماز باقاعدہ پڑھے۔(۳)

(۲) کچھ حرج نہیں نیت سے پہلے کہہ لے۔(۴) فقط۔

فرض نمازوں کے بعد دعا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۶) فرضوں کے بعد دعاء مانگنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کتنی دیر تک؟

(جواب) دعاء مانگنا تمام فرضوں اور نمازوں کے بعد جائز و مستحب ہے جس قدر مناسب ہو دعاء کرے مگر جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد زیادہ دیر دعا نہ کرے۔ دعاء سے فارغ ہو کر سنتیں پڑھ لے۔(۵) فقط۔

آمین بالجہر وبالسر کی تحقیق:۔

(سوال ۳۷۷) آمین بالجہر اولیٰ یا اخفاء میں تحقیق کیا ہے؟ اور اگر غیر مقلدین آمین بالجہر کہیں تو حنفیوں کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں؟ اور اس بارہ میں حنفیوں اور غیر مقلدین میں ہمیشہ جھگڑا رہتا ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ مسجد بانٹ دی جائے غیر مقلدین ہماری مسجد میں نہ آویں اور غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مسجدیں نہ بانٹی جاویں اس صورت میں کیا حکم ہے؟

....

(۱) والمرء ۃ تنخفض فلا تبدی عضدیها وتلصق بطنها بفخذیها لا نه استر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۴۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۴) ظفیر.

(۲) نظره الی موضع سجوده حال قیامه والی ظهر قدمیه حال رکوعه و الی ارنبة انفه حال سجوده والی حجره حال قعوده (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۴۴۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ظفیر.

(۳) وذکر التمر ناشی یجب ان لا یترک الا می اجتهاده اناء لیله ونهاره لیتعلم قدر ما تجوزبه الصلوٰۃ فان قصر لم یعذر عند الله تعالیٰ (غنیة المستملی ص ۴۸۴) ولا یلزم العاجز عن النطق کا خرس وامی تحریک لسانه وکذا فی حق القرأ ۃ هو الصحیح لتعذر الواجب فلا یلزم غیره الا بدلیل فکفی النیة لکن ینبغی ان یشترط فیها القیام الخ (الدر المختار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۷۴) ظفیر.

(۴) والاولیٰ ان یاتی بالتوجه قبل التکبیر لیتصل النیة به هو الصحیح (هدایه باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۹۶) ظفیر.

(۵) ثم یسلم عن یمینه ویساره (الی قوله) ویستحب ان یستغفر ثلاثا ویقرء اية الکرسی والمعوذات ویسبح ویحمد ویکبر ثلاثا وثلثین ویهلل تمام المائة وید عوویختم سبحان ربک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۲۴) ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ وقال الحلوانی لا باس ما لفصل بالا وراد واختاره الکمال ایضاً ج ۱ ص ۴۹۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۰) ظفیر.

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ آمین کو آہستہ کہنا چاہئے فقہاء حنفیہ اخفاء آمین کو مسنون فرماتے ہیں اور حدیث میں اخفاء آمین بھی وارد ہوا ہے۔ شرح منیہ میں ہے وقدروی احمد و ابویعلی و الطبرانی والدار قطنی والحاکم فی المستدرک من حدیث شعبة عن سلمة بن کهیل عن حجر بن العنبس عن علقمة بن وائل عن ابیه انه صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال امین واخفی بها صوته وقال الشافعیؒ واحمدؒ یجهر الا مام والماموم بامین لما روی ابن ماجة کان علیه الصلوٰة والسلام اذا تلا غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال امین حتی یسمع من فی الصف الاول فیرتج المسجد قلنا تعارض روایتا الجهر والا خفاء فی فعله فیرجح الاخفاء باشارة قوله فان الا مام یقوله وبان الا صل فی الدعاء الاخفاء وامین دعاء فان معناه استجب الخ(۱) اس عبارت سے واضح ہے کہ علماء حنفیہ حدیث اخفاء آمین کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کے نزدیک سنت اخفاء آمین ہے مگر چونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے لہذا حنفیہ کو بھی تعصب نہ کرنا چاہئے۔ غیر مقلدین کے آمین بالجہر کہنے سے حنفیوں کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا لیکن غیر مقلدوں کو بھی تعصب نہ کرنا چاہئے۔ ہرگاہ اخفاء آمین بھی حدیث شریف میں وارد ہے اور وہ راجح بھی ہے تو اپنے خیال پر ہٹ کیوں کرتے ہیں رہا یہ کہ حنفیہ کی مسجدوں میں غیر مقلدین کا آنا اگر موجب فساد وفتنہ ہو تو ان کو روک دیا جائے کہ حنفیوں کی مسجدوں میں نماز نہ پڑھیں جیسا کہ روافض کو روک سکتے ہیں۔ فقط۔

فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعاء پڑھنا ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۸) فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر کسی دعاء کا پڑھنا ثابت ہے؟ رکوع سجود اور قیام میں دونوں پیروں میں کتنا فاصلہ رہنا چاہئے؟

(جواب) فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعاء پڑھنا بسم الله لا اله الا الله الا هو الرحمن الرحیم اذهب عنی الهم والحزن حصن حصین .(۲) میں ہے حدیث اس بارہ میں منقول ہے اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ملانا رکوع اور سجدہ میں کتب فقہ میں مسنون لکھا ہے ویسن ان یلصق کعبیہؑ . درمختار قال السید ابو السعود وکذافی السجود ایضاً شامیؑ باقی حالت قیام میں شامی میں لکھا ہے کہ قدمین میں چار انگشت کا فاصلہ ہونا چاہئے وینبغی ان یکون بینهما مقدارا ربع اصابع الید .(۳)

---

(۱) غنیة المستملی ص ۳۰۲ ۱۲.

(۲) دیکھئے حصن حصین ص ۸۵ وکان صلی الله علیه وسلم اذا صلی وفرغ من صلوته مسح یمینه علی راسه وقال بسم الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن (ایضاً) ظفیر.

(۳) ردالمحتارج ۱ ص ۴۱۴ باب صفة الصلوٰة بحث القیام .ط.س.ج ۱ ص ۴۴۴ .۱۲ ظفیر.

عہ الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۱). ط.س.ج ۱ ص ۴۹۳ .۱۲ ظفیر.

عہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۶۱ ۔

مسائل مختلف فیہا کے متعلق سوال:۔

(سوال ۳۷۹) آمین بالجہر اور فاتحہ خلف امام اور رفع یدین حنفیہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور ان مسائل میں حنفیہ کے دلائل کیا ہیں؟

(جواب) آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین عند الحنفیہ جائز نہیں ہے اور دلائل ان مسائل کے حنفیہ کے پاس بہت ہیں اور آیات و احادیث اس بارہ میں موجود ہیں جو بہت سی کتابوں اور رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ آمین کے بارہ میں واخفی بھا صوتہ وارد ہے اور قراءۃ خلف الامام کی ممانعت میں واذا قرء فانصتوا مسلم کی روایت میں موجود ہے۔(۲) اور رفع یدین کے بارہ میں حدیث ابن مسعودؓ ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے قال لنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح.(۳) فقط۔

فصل رابع
آداب نماز

امام مصلے پر موجود ہو تو کیا اس وقت بھی مقتدی بیٹھے ہیں:۔

(سوال ۳۸۰) جب امام مصلے پر موجود ہو تو امام اور مقتدی کو تکبیر کے وقت حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے متعلق جو کتب فقہ میں حین قیل حی علی الفلاح مصرح ہے۔ یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے یا نہیں۔ اور صحیح ہے یا غلط۔

(سوال ۳۸۱/۱) کیا مسئلہ نیا ہے اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے سے صف بندی ناممکن ہے۔

(سوال ۳۸۲/۲) اس قول پر عمل درآمد کرنے والے اور دوسروں کو ترغیب دینے والے کیسے ہیں اور توڑنے والے اور دوسروں کو باز رکھنے والے کیسے ہیں۔

(جواب)(۱ تا ۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم. اقول و باللہ التوفیق. بے شک فقہاء نے آداب نماز میں سے اس کو لکھا ہے کہ جس وقت بکر حی علی الفلاح کہے تو ائمہ ثلاثہ یعنی امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک امام اور مقتدی سب کھڑے ہو جاویں۔ کذا فی الدر المختار۔ اور یہ بھی درمختار میں ہے کہ یہ حکم استحبابی اس وقت ہے کہ امام وہاں قریب محراب کے پہلے سے موجود ہو اور اگر امام دوسری جگہ اپنے حجرے وغیرہ میں ہو تو جس وقت امام آوے اس وقت سب کھڑے ہو جاویں۔ عبارت درمختار یہ ہے ولھا اداب ترکہ لا یوجب اساءۃً ولا عتاباً کترک سنۃ الزواید لکن فعلہ افضل نظرہ الی موضع سجودہ حال قیامہ (الی ان قال) وقیام الامام والمؤتم حین قیل حی علی الفلاح الخ ان کان الامام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام علی الاظھر الخ وشروع الامام فی الصلوٰۃ مذ قیل قد قامت الصلوٰۃ ولو اخر حتی اتمھا لا باس بہ اجماعاً وھو

---

(۱) دیکھئے غنیۃ المستملی ص ۳۰۲. (۲) مسلم ج ۱ ص ۱۷۴.
(۳) مشکوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۷۷. ۱۲ ظفیر.

قول الثانی و الثلاثة وهو اعدل المذاهب الخ وفی القهستانی الخ انه الا صح قوله انه الا صح لان فیه محافظة على فضیلة متابعة المؤ ذن و اعانة له على الشروع مع الا ما م شامی. (۱) پس معلوم ہوا کہ یہ امور آداب میں سے ہیں ان کے ترک پر اس قدر تشدد کرنا کہ ان کے تارک کو مورد لعن طعن قرار دینا نہایت ظلم و تعدی ہے جیسا کہ خود علامہ شامی نے شروع امام میں قد قامت الصلوٰۃ کہنے پر بحث کی ہے کہ اصح و اعدل المذ ھب یہ ہے کہ جب تک مکبر پوری تکبیر سے فارغ نہ ہو اس وقت تک امام نماز شروع نہ کرنے کیونکہ اس میں پوری تکبیر کا جواب سب دے سکیں گے جو کہ مستحب و مسنون ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس وقت مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا تو آں حضرت ﷺ اقامها الله و ادامها پڑھتے تھے۔ (۲) اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے سووا صفوفکم فان تسویة الصفوف من اقامة الصلوٰة ومن تمام الصلوٰة (۳) اور حرمین شریفین اور دیگر بلاد میں یہ عادت ہے کہ جس وقت مکبر تکبیر کہنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو پہلے یہ حدیث پڑھتا ہے سووا صفو فکم الحدیث۔ الغرض اس بارہ میں شرعاً وسعت ہے۔ اور قول فقہاء والقیام حین قیل حی علی الفلاح کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اگر پہلے سے امام و مقتدی کھڑے ہوئے نہ ہوں تو اس وقت کھڑے ہو جاویں۔ (۴) فقط۔

قد قامت الصلوٰۃ پر امام کا نیت باندھنا:۔

(سوال ۳۸۳) کیا قد قامت الصلوٰۃ پر امام کو نیت باندھنا مفتی بہ قول ہے۔

(جواب) شامی میں اصح اس کو قرار دیا ہے کہ تکبیر کے ختم کے بعد امام نماز شروع کردے۔ وفی القهستانی معزیاً للخلاصة انه الا صح. لان فیه محافظةً . على فضیلة متا بعة المؤذن واعانة له على الشروع مع الامام. (۵) شامی. فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھے تو حالت قعود و رکوع میں نگاہ کہاں رکھے:۔

(سوال ۳۸۴) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے وہ بیٹھنے کی حالت میں اپنی نظر کس جگہ رکھے۔ اور جب رکوع کرے تو کہاں نظر کرے۔

---

(۱) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة فصل آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ و ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) عن ابی امامة وبعض اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان بلا لا اخذ فی الا قامة الی ان قال قد قامت الصلوٰة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقامها الله وادامها وقال فی سائر الا قامة کنحو حدیث عمر فی الا ذان رواه ابو داؤد (مشکوٰة. باب فضل الاذان و اجابته المؤذن فصل ثانی.

(۳) مشکوٰة باب تسویة الصف فصل اول ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.

(۴) والقیام لامام وموتم الخ (درمختار) مساوعةلامتثال امره والظاهر انه احتراز عن التا خیر للتقدیم حتی لو قام اول الاقامة لاباس (الطحطاوی علی الدر المختار باب صفة الصلوٰة آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۲۱۵) ظفیر.

(۵) اس سے پہلے کی عبارت یہ ہے وشروع الا مام فی الصلوٰة مذقیل قد قامت الصلوٰة ولو اخر حتی اتمها لاباس به اجماعا وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب کما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزیا للخلاصةانه الاصح (درمختار) قوله انه الا صح لان فیه محافظة.
على فضیلة متابعة الموذن واعانة له على الشروع مع الا مام(ردالمحتار باب صفة الصلاة آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

(جواب) جوشخص بیٹھ کر نماز پڑھے، بیٹھنے کی حالت میں اس کے لئے فقہاء نے یہ مستحب لکھا ہے کہ حجر کی طرف نظر کرے۔اور حجر کے معنی کئی ہیں۔گود کے بھی ہیں اور پہلو وغیرہ کے بھی ہیں اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ اپنا کرتہ وغیرہ جو سامنے ہے اس کو دیکھے۔غرض یہ ہے کہ جس میں خشوع حاصل ہو اور ایک طرف نظر ہو اور ادھر ادھر نہ ہو وہ امر کرے اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اندھیرے میں اور نابینا آدمی اللہ کی عظمت اور بڑائی کا خیال کرے۔(۱) اس کے بعد واضح ہو کہ فقہاء نے بیٹھے ہوئے نماز پڑھنے کے لئے بحالت رکوع کوئی مقام نظر کے لئے معین نہیں کیا۔لہذا اس کے لئے یہی مستحب ہوگا کہ رکوع میں جہاں نظر پڑے وہیں نظر رکھے اور متوجہ الی اللہ ہو۔اصل حکم یہی ہے کہ تمام نماز اس طرح پڑھے گویا اللہ کو دیکھتا ہے کما ورد ان تعبد الله كا نك تراه.(۲) الحدیث۔فقط۔

کیا اقامت کے وقت امام ومقتدیوں کا بیٹھا ہوا رہنا ضروری ہے:۔

(سوال ۳۸۵) نماز کے وقت معین پر امام صاحب اپنے حجرے سے تشریف لائے اور مصلے پر دوزانو بیٹھ گئے اور مقتدی بھی بیٹھ گئے۔مؤذن نے کھڑے ہو کر تکبیر شروع کی اور مقتدی بیٹھے ہوئے ہیں جس وقت مؤذن نے حی علی الفلاح کہا فوراً امام و مقتدی کھڑے ہو گئے اور نیت باندھ لی۔مگر امام نے دائیں بائیں صف کو نہیں دیکھا۔آیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کا کیا عمل تھا۔

(جواب) درمختار میں ہے ولها اداب تركه لايوجب اساءةً ولاعتابا (الى ان قال) والقيام لامام و موتم حين قيل حي على الفلاح الخ.(۳) اس سے معلوم ہوا کہ امام اور مقتدیوں کا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا آداب میں سے ہے،اس کے ترک سے عقاب وعتاب نہیں ہے اور نیز درمختار میں ہے ويصف الامام بان يا مرهم بذالک قال الشمني وينبغي ان يا مرهم بان يترا صوا وليسدوا الخلل وليسووا مناكبهم.(۴) الخ۔اس سے معلوم ہوا کہ امام کو یہ لائق ہے کہ مقتدیوں کو برابر کھڑا ہونے کا اور صف سیدھی کرنے کا حکم کرے۔پس امام کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ میں ایسی عجلت نہ کرے کہ صف پوری ہو یا نہ ہو،اور صف سیدھی ہو یا نہ ہو،اور سب نمازی برابر کھڑے ہوں یا نہ ہوں فوراً نیت باندھ لیوے،ایسا ہرگز نہ کرے۔اور حی علی الفلاح پر تو امام کو نیت باندھنے کا حکم فقہاء نے بھی نہیں لکھا ہے بلکہ قد قامت الصلوٰۃ پر لکھا ہے اور اس میں درمختار وشامی وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ مکبر کی تکبیر کے ختم ہونے پر نیت باندھے۔درمختار میں ہے اور قہستانی میں کہا خلاصہ سے نقل کر کے انه الا صح اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں لان فيه محافظة على فضيلة متابعة المؤذن واعانة له على الشروع مع الا مام الخ۔(۶)

....

(۱) ای نظره الى موضع سجوده حال قيامه الخ والى حجره حال قعوده (درمختار) قوله الى حجره ما بين يديک من ثوبک قاموس وقال ايضا الحجر مثلثة المنع وخضن الا نسان والمناسب هنا الا ول لانه فسرا لاحضن بما دون الا بط الى الكشح او الصدر والعضدان الخ قوله لتحصيل الخشوع علة للجميع لان المقصود الخشوع وترک التكليف الخ واذا كان فى الظلام او كان بصيراً يحافظ على عظمة الله تعالىٰ لان المدار عليها (رد المحتار. باب صفة الصلوٰة.فصل آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶.ط.س.ج ۱ ص۵۷۷)ظفير.(۲) مشكوة كتاب الايمان فصل اول ۱۲ ظفير.(۳) الدر المختار.على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة. فصل آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ و ج ۱ ص ۴۴۷ .ط.س.ج ۱ ص۴۷۷.....۴۷۹.۱۲ ظفير.(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار.باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۱ .ط.س.ج ۱ ص۵۶۸.۱۲ ظفير.(۵) وشروع الامام فى الصلوٰة مذ قيل قد قامت الصلوٰة ولو اخر حتى اتمها لا باس به اجماعا الخ وفى القهستانى معزيا للخلاصة انه الاصح (الدر المختار. على هامش ردالمحتار آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷.ط.س.ج ۱ ص ۴۷۹)ظفير غفرله.

(۶) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴.ط.س.ج ۱ ص ۴۷۹. ۱۲ ظفير صديقى.

فصل خامس۔ قراءت فی الصلوٰۃ

قراءت خلف الامام:۔

(سوال ۳۸۶) قرءت خلف الامام میں کیا قول ہے۔

(جواب) حنفیہ کی نزدیک امام کے پیچھے قرءت فاتحہ جائز نہیں ہے۔ عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بوجھه قال اتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسأ لھم ثلاثا فقالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنه من قرأ خلف الا مام فلیس علے الفطرة عن عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال یکفیک قراۃ الا مام فھؤ لاء جماعة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قداجمعوا علی ترک القرأ ۃ خلف الامام.(۱)

یوم جمعہ کی فجر میں سورۂ سجدہ وسورہ دہر مسنون ہے:۔

(سوال ۳۸۷) جمعہ کے فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھنا مسنون ہے۔ زید مسنون ہونے کی وجہ سے بیس جمعہ کی فجر میں دونوں سورۃ پڑھتا ہے اور اکیسویں جمعہ کی فجر میں اور سورۃ پڑھتا ہے اس خیال سے کہ عوام ان کا پڑھنا فرض خیال نہ کریں تو یہ الویت کے خلاف ہے یا نہیں۔

(جواب) احادیث میں بے شک ایسا آیا ہے لیکن حنفیہ اس کو بعض اوقات پر حمل کرتے ہیں اور مواظبت اس کے ساتھ پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ تعیین سورۃ کو کسی بھی نماز کے لئے منع فرماتے ہیں لہذا کبھی کبھی ایسا کرلیوے تو کچھ حرج نہیں ہے دوام اس پر نہ کرے، درمختار میں ہے۔ ویکون التعیین کالسجدة وھل اتی لفجر کل جمعة بل یندب قرأتھما احیاناً(۲) فقط۔

دوسری رکعت کو پہلے سے لمبی کرنا اور درمیان میں چھوٹی سورۃ چھوڑنا مکروہ ہے:۔

(سوال ۳۸۸) ایک شخص اول رکعت کی قراءت سے دوسری رکعت کی قرأۃ کو طویل کرتا ہے اور چھوٹی سورۃ درمیان میں چھوڑتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) دوسری رکعت میں بہ نسبت قراءۃ اول رکعت کی تین آیتوں سے زیادہ طول کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۳)

سورۃ کے پہلے بسم اللہ:۔

(سوال ۳۸۹) اگر دو رکوع والی سورۃ پڑھے تو شروع سورۃ پر بسم اللہ کہے اور دوسری رکعت میں جب اسی سورۃ کا دوسرا

---

(۱) شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۲۸ و ص ۱۲۹ . ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی ھامش۔ ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴. ۱۲ ظفیر. (۳) وتطال اولی الفجر علی ثانیتھا فقط وقال محمد اولی الکل حتی التراویح قیل وعلیه الفتویٰ و اطالة الثانیة علی الاولیٰ یکرہ تنزیھا اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا و قصر او الا اعتبر الحروف والکلمات الخ وان باقل لا یکرہ الخ ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ (الدرا لمختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۵ وج ۱ ص ۵۰۶ و ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱.....۵۴۶) ظفیر.

رکوع پڑھے۔ تو بسم اللہ کہے یا نہیں۔
(جواب) دوسرے رکوع پر بسم اللہ نہ پڑھے۔ (۱)

قراءۃ کی چند صورتوں کے متعلق سوال:۔

(سوال ۳۹۰) اگر فرض نماز میں اول رکعت میں سورۂ ہمزہ۔ دوئم میں سورۂ فیل یا اول رکعت میں سورۂ ہمزہ۔ دوم میں سورۂ قریش۔ یا اول میں سورۂ ہمزہ۔ دوم میں سورۂ ماعون یا اول میں سورۂ فیل دوم میں ہمزہ یا اول میں سورۂ قریش دوم میں سورۂ فیل یا اول میں ماعون دوئم میں فیل پڑھے عمداً یا سہواً تو نماز میں کسی قسم کی خرابی تو نہ ہوگی۔
(جواب) اول صورت بلا کراہت درست ہے۔ دوسری مکروہ۔ تیسری جائز چوتھی مکروہ، پانچویں مکروہ ششم مکروہ ہے اور جس میں کراہت ہے عمداً پڑھنے میں ہے۔ اور فرض میں ہے نفل میں ہر طرح جائز ہے۔ (۲) فقط۔

عورت کا نماز میں جہر سے قرآن پڑھنا درست نہیں:۔

(سوال ۳۹۱) عورت حافظ اگر نماز نفل یا تراویح میں قرائت بالجہر مکان کے اندر پڑھے اور اس مکان میں سوائے شوہر و دیگر محارم کے دوسرا شخص نہ ہو تو جہر بالقراءت نماز میں اس کو جائز ہوگا یا نہیں۔ نماز اس کی صحیح ہوگی یا فاسد۔
(جواب) جو عورت حافظ قرآن ہے نماز میں جہر نہیں کر سکتی۔ اس واسطے کہ کلام عورت عند البعض عورت ہے۔ شامی جلد اول وعلی هذا لوقیل اذا جهرت بالقراء ۃ فی الصلوٰۃ فسدت کان متجها الخ. (۳)

فرض نماز میں لقمہ دینا:۔

(سوال ۳۹۲) ایک شخص فرض نماز پڑھا رہا تھا۔ سورۂ فاتحہ کے بعد جو اس نے سورۃ پڑھی اس میں اس کو سہو ہو گیا۔ ایک مقتدی نے اس کو لقمہ دیا تو دوسرے شخص نے اعتراض کیا کہ فرض نماز میں امام کو لقمہ دینا نہیں چاہئے۔ تراویح میں اگر امام قراءۃ بھول جاوے تو لقمہ دینا جائز ہے۔ آیا فرض نماز میں لقمہ دینا جائز ہے یا نہ۔ فقط۔
(جواب) لقمہ دینا فرض نماز میں بھی درست ہے اور نماز صحیح ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے۔ درمختار و شامی وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔ (۴)

---

(۱) وتعوذ سراالخ سراً فی اول کل رکعة ولو جهریه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۶ و ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۹) ظفیر.
(۲) ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرء منکوسا الخ ولایکره فی النفل شئی من ذالک (درمختار) قوله ثم ذکریتم افادوان التنکیس اوالفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهوا فلا کما فی شرح المنیة (ردالمحتار فصل فی القراء ۃ. ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۶. ۱۲ ظفیر.
(۴) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا نفسد مطلقا لفاتح واخذ بکل حال (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

آمین اور سورہ فاتحہ امام کے پیچھے:۔

(سوال ۳۹۳) بعض معلم کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کے بعد آمین پکارنا ناجائز ہے اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنی ناجائز ہے۔ جو حکم شرعاً ہو تحریر فرماویں اور ہاتھ کہاں باندھیں۔

(جواب) امام کے پیچھے بے شک سورۂ فاتحہ نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ واذا قرء فانصتوا (۱) کہ جب امام پڑھے تو چپ رہو اور ہاتھ زیر ناف باندھیں۔ کما ہو ظاہر فی الحدیث۔ اور آمین بالجہر نہ کہیں آہستہ کہیں۔ لانہ دعاء والدعاء بالاخفاء قال اللہ تعالیٰ ادعواربکم تضرعاً وخفیة. فقط۔ (۲)

ایک آیت پڑھ رہا تھا چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھنے لگا:۔

(سوال ۳۹۴) امام نے قرءۃ شروع کی اور اس کو سہو ہوا حالانکہ بقدر ایک آیۃ کے پڑھ چکا تھا۔ اس نے اس موقعہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا یہ کیسا ہوا۔

(جواب) یہ اچھا کیا۔ (۳) فقط۔

فاتحہ کے بعد مقدار قرءت:۔

(سوال ۳۹۵) بعد فاتحہ کے امام کو تین آیۃ پڑھ کر رکوع کرنا چاہئے یا ایک آیۃ کافی ہے۔

(جواب) تین آیۃ سے کم نہ چاہئے۔ (۴) فقط۔

قدر واجب قراءت کے بعد لقمہ دینا:۔

(سوال ۳۹۶) جب امام تین آیۃ سے گذر جائے اور بعد میں بھولے تو چاہئے تو یہ کہ رکوع کر دے اور مقتدی پیچھے سے نہ بتلائے مگر امام آگے بھولا اور بڑھتا چلا گیا تو اگر مقتدی نے بتلایا تو یہ بتلانے والا کس فعل کا مرتکب ہوا۔ مکروہ تنزیہی یا تحریمی یا حرام کا یا کیا۔

(جواب) نماز لقمہ دینے والے اور لینے والے کی صحیح ہے۔ لیکن قدر واجب یا قدر مستحب قراءۃ پڑھنے کے بعد لقمہ دینا یا امام کا انتظار لقمہ کرنا اور مجبور کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۵) شامی۔

....

(۱) مسلم باب التشہد فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۴. ۱۲ ظفیر.

(۲) سورۃ الاعراف رکوع ۷. ۱۲ ظفیر. (۳) یکرہ ان یفتح من ساعة کما یکرہ للامام ، ان یلجئه الیه بل ینتقل الی ایة اخری لا یلزم من وصلها ما یفسد الصلوٰۃ اوالی سورۃ اخری او یرکع اذا قراء قدر الفرض الخ وفی روایةقدر المستحب الخ (ردالمحتارباب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر. (۴) قراء المصلی لو امام او منفرد االفاتحة وقرأ بعدها وجوبا سورۃ اوثلاث ایات ولو کانت الا یة والا یتان تعدل ثلاث ایا ت قصار انتفت کراهة التحریم ذکرہ الحلبی ولا تنتفی التنزیهیة الا بالمسنون (الدر المختار. علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۸ وج ۱ ص ۴۵۹. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۱) ظفیر. (۵) ویکرہ ان یفتح من ساعة کما یکرہ للا مام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی آیة اخری لایلزم من وصلها ما یفسد الصلوٰۃ اوالی سورۃ اخری او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم به الزیلعی (رد المحتار. باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیها ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

دوسری رکعت میں لمبی قراءۃ مکروہ تنزیہی ہے:۔

(سوال ۳۹۷) مسئلہ جو مشہور ہے کہ پہلی رکعت میں جو چھوٹی سورۃ اور دوسری میں بڑی سورۃ مکروہ ہے۔ یہ مکروہ کون سا مکروہ ہے تحریمی یا تنزیہی اور بڑی چھوٹی ہونے میں کچھ حد ہے کہ اتنی بڑی یا اتنی چھوٹی ہو یا نہیں۔ اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں سورۂ کوثر پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص یہ مکروہ ہوگا یا نہیں۔ اور سورتوں میں جو ترتیب ہے یہ سنت ہے یا واجب اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہ۔

(جواب) **في الدر المختار واطالة الثانية على الاولىٰ يكره تنزيها اجماعاًان بثلاث ايات الخ.** (۱) پس معلوم ہو کہ اگر کسی نے پہلی رکعت میں سورۃ کوثر اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ دوسری سورۃ میں تین آیتوں کی زیادتی نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

قراءت مکروہ:۔

(سوال ۳۹۸) کسی امام نے دو رکعت میں فاتحہ کے بعد **قل اللهم مالک الملک** سے دو چار آیتیں پڑھ کر بدستور نماز کو تمام کرلیا، یہ نماز مکروہ ہوئی یا نہیں۔ ردالمحتار قبیل باب الامامت میں جو لکھا ہے **قوله وان يقرأ في الاولىٰ من محل الخ قال في النحو ينبغي ان يقرأ في الركعتين اخر سورة واحدة لا اخر سورتين فانه مكروه عند الا كثراه** اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) اس صورۃ میں نماز مکروہ تحریمی نہیں ہے کیونکہ عبارت ردالمحتار میں مکروہ اس کو لکھا ہے کہ دو رکعت میں دو سورتوں کا آخر پڑھے اور ایک سورۃ کے آخر کی آیتیں دونوں رکعت میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے لیکن غیر اولیٰ یعنی مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ افضل واولیٰ وسنت یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پوری سورۃ پڑھے **كما في الدر المختار بان الا فضل في كل ركعة الفاتحة وسورة تامةالخ.** (۳) اور ظاہر ہے کہ غیر اولیٰ کا مآل مکروہ تنزیہی ہوتا ہے۔ فقط۔

سری نماز میں فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۳۹۹) قراءۃ سری میں امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) **بحكم اذا قرء فانصتوا** ۔ (۴) مقتدی کو امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھنا چاہئے خواہ نماز جہری ہو یا سری۔ (۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتارفي القراء ة ص ۵۰۶ .ط.س.ج ۱ ص ۵۴۲ ۱۲ ظفير.
(۲) واطالة الثانية على الاولىٰ يكره تنزيها اجماعا ان بثلاث ايات الخ و ان باقل لا يكره (ايضاً ج ۱ ص ۵۰۶) ظفير.
(۳) رد المحتار. فصل في القرأة جلد اول ص ۵۰۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۴۲. ۱۲ ظفير. (۴) مشكوة باب القراء ة في الصلوٰة ص ۷۹و ص ۸۱. ۱۲ ظفير. (۵) والمؤتم لا يقرء مطلقا ولا الفاتحة في السرية اتفاقا وما نسب الى محمد (اى من استحباب قراء ة الفاتحة في السريه احتياطا. شامی) ضعيف كما بسطه الكمال (الدر المختار) حاصله ان محمد اقال في كتابه الا ثآر لا نرى القراء ة خلف الامام في شئى من الصلوٰة يجهر فيه او يسر ودعوى الا حتياط ممنوعة بل الا حتياط ترك القراء ة لانه العمل باقوى الدليلين وقدروى الفساد بالقراء ة عن عدة من الصحابة فاقوا هما المنع (ردالمحتارفصل في القراء ة ج ۱ ص ۵۰۸ .ط.س.ج ۱ ص ۵۴۴) ظفير.

قراءت میں ترتیب کالحاظ:۔

(سوال ۴۰۰) نماز میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورتیں جوضم کی جاتی ہیں ان کی ترتیب حسب ذیل کی جاتی ہے۔یعنی اول اذا جاء پھر تبت۔ یا اسی طرح اول الم تر کیف اور دوسری رکعت میں لا یلاف یہ صورت تو مسنون اور جائز کہی جاتی ہے کیا اس کے خلاف بھی جائز ہے۔ مثلاً پہلی رکعت میں تبت اور دوسری میں اذا جاء وغیرہ وغیرہ۔ ایک شخص اول رکعت میں اذا جاء پڑھتا ہے اور دوسری میں قل ہواللہ یا سورۂ ناس ملاتا ہے کیا یہ درست ہے۔ ایک شخص اول رکعت میں نصف سورۂ مزمل مثلاً پڑھ کر پھر قل ہواللہ پڑھ کر جمعہ کی نماز میں رکوع کرتا ہے اور دوسری رکعت میں معوذتین دونوں پڑھ کر رکوع کرتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) سورتوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب ہے۔ پس پہلی رکعت میں تبت اور دوسری میں اذا جاء پڑھنا درست نہیں ہے۔ اور فرائض میں ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا مثلاً پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری رکعت میں قل ہواللہ پڑھنا مکروہ ہے اور نوافل میں ایسا کرنا درست ہے۔ اور ایک رکعت میں نصف سورۂ مزمل مثلاً پڑھ کر قل ہواللہ اس کے ساتھ ملانا مکروہ ہے۔ اسی طرح دوسری رکعت میں معوذتین یعنی دوسورتیں پڑھنا بھی اچھا نہیں ہے۔ اگرچہ نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

فاتحہ خلف الامام پر عمل کی بحث:۔

(سوال ۴۰۱) بزرگان دین میں سے کسی نے فاتحہ خلف امام ورفع الیدین وآمین بالجہر مسائل پر عمل کیا ہے یا نہیں۔

(جواب) بعض نے کیا ہے مگر اکثر صحابہ وتابعین وتبع تابعین کا عمل اس کے خلاف ہے اور خود احادیث مرفوعہ بھی اس کے خلاف وارد ہیں۔(۲) فقط۔

خلاف ترتیب سورتیں نماز میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کا اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۴۰۲/۱) امام یا منفرد نماز فرض یا سنت ونفل میں پہلی رکعت میں لایلاف اور دوسری میں سورۂ فیل یا پہلی رکعت میں سورۂ فیل اور دوسری میں الم نشرح پڑھیں تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی یا مکروہ تنزیہی اور نماز قابل اعادہ ہے یا نہیں۔

چھوٹی سورت کا فصل مکروہ ہے:۔

(سوال ۴۰۳/۲) اگر کوئی چھوٹی سورتوں میں سے ایک سورۃ پڑھ کر درمیان میں ایک سورۃ چھوڑ کر دوسری رکعت میں تیسری سورۃ پڑھے یا پہلی رکعت میں چھوٹی سورۃ اور دوسری میں بڑی سورۃ پڑھے تو کیا حکم ہے۔

---

(۱) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوسا الا اذا ختم فیقرء من البقرۃ الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالک (درمختار) وفی التتارخانیہ اذا جمع بین سورتین فی رکعۃ رأیت فی موضع انہ لا باس بہ وذکر شیخ الاسلام لا ینبغی لہ ان یفعل الخ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر۔ (۲) والموتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا وما نسب الی محمد ضعیف کما بسطہ الکمال فان قرء کرہ تحریما وتصح فی الاصح وفی در رالبحار عن مبسوط خواھر زادہ انھا تفسد ویکون فاسقا وھو مروی عن عدۃ من الصحابۃ فالمنع احوط (درمختار) مروی عن عدۃ من الصحابۃ قال فی الخزائن وفی الکافی ومنع الموتم عن القراءۃ ما ثورۃ عن ثمانین نفرا من کبار الصحابۃ منھم المرتضیٰ والعبادلۃ وقددون اھل الحدیث اسامیھم (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴ واذا قرأ فانصتوا (مسلم باب التشھد) ظفیر۔

(جواب) نماز فرض و واجب میں اس طرح برعکس ترتیب یعنی معکوس پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور حسب قاعدہ کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا (۱) اعادہ اس کا واجب ہے (۲) اور نوافل میں مکروہ نہیں ہے وان یقراء منکوس الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذلک الخ درمختار. (۳) اور امام ومنفرد کا حکم اس بارہ میں برابر ہے۔

(۲) سورۂ قصیر کا فصل کرنا فرائض میں مکروہ ہے۔ (۴) اور دوسری رکعت میں بقدر تین آیت یا زیادہ۔ پہلی رکعت سے قراءت زیادہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے واطالۃ الثانیۃ علی الاولیٰ یکرہ تنزیھاً اجماعاً ان بثلاث ایات الخ. (۵) درمختار فقط۔

نماز میں آیت سجدہ کا چھوڑنا مکروہ ہے:۔

(سوال ۴۰۴) امام آیۂ سجدہ پر پہنچ کر آیۂ سجدہ چھوڑ کر رکوع کرے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے وکرہ ترک ایۃ سجدۃ وقراءۃ باقی السورۃ الخ (۶) پس معلوم ہوا کہ آیت سجدہ کو بالقصد چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

آخر سورہ میں آمین اور دوسرے کلمات جماعت کی نماز میں نہ کہے جائیں:۔

(سوال ۴۰۵) علاوہ آخر سورہ فاتحہ میں آمین بصورت خفی کہنے کے سورۂ بقرہ کے آخر میں آمین بنی اسرائیل کے آخر میں تکبیر۔ سورہ ملک کے آخر میں اللّٰھم ربنا ورب العلمین۔ سورہ قیامۃ ومرسلات ووالتین کے آخر میں کلمات مشہورہ مسنونہ سورۂ والضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورہ کے آخر میں تکبیر۔ بعض آیات کے آخر میں کچھ الفاظ بطریق مسنون اثنائے تلاوت میں کہے جاتے ہیں جیسے سورہ طٰہ میں وقل رب زدنی علماً کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم۔ اللّٰھم زدنی علماً وایماناً ویقیناً فرمایا کرتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ پس نماز ہائے فریضہ ونافلہ میں امام ومنفرد یہ کلمات عند الاحناف آہستہ مثل آمین سورہ فاتحہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ یہ اذکار نوافل میں یا منفرداً خارج عن الصلوٰۃ پر محمول ہیں۔ فرائض وجماعت نفل میں درست نہیں ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ لا باس للمتطوع المنفردان یتعوذ باللہ من النار الخ وان کان المصلی المنفرد فی الفرض کرہ لہ ذلک الخ واما الامام والمقتدی فلا یفعل ذلک السوال والتعوذ لا فی

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم الخ ج ۱ ص ۴۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷ ۱۲ ظفیر. (۲) شامی نے جہاں اس قاعدہ کی تشریح کی ہے وہیں اس کی وضاحت کردی ہے کہ مذکورہ صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ قالوا یجب الترتیب فی سور القران فلو قرء منکوسا اثم لکن لا یلزمہ سجود السھو لان ذالک من واجبات القراءۃ لا من واجبات الصلوٰۃ کماذکرہ فی البحر فی باب السھو الخ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر. (۳) الدرا لمختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰ و ج ۱ ص ۵۱۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶. ۱۲ ظفیر. (۴) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالک ایضاً ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر. (۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۶ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۲. ۱۲ ظفیر.

(۶) الدر المختار علی ھامش رد المختار. باب سجود التلادت ج ۱ ص ۷۲۹. ۱۲ ظفیر.

لفرض ولا فی النفل الخ . شرح منیه کبیری. فقط۔
(اس کتاب کا نام غنیۃ المستملی ہے۔کبیری اور شرح منیہ کے نام سے علماء میں مشہور ہیں۔ظفیر)

بسم اللہ جزو قرآن ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۰۶) بسم اللہ قرآن شریف کا جزو ہے یا نہیں۔اگر ہے تو جہری نماز میں بسم اللہ کو بالجہر کیوں نہیں پڑھتے۔ یہاں ایک حافظ نے ماہ رمضان میں قرآن سناتے وقت صرف قل ہو اللہ کے شروع میں بسم اللہ بالجہر پڑھی۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ ہر ایک سورۃ کا جزو نہیں ہے۔محض فصل بین السورتین کے لئے اوائل سورۃ میں لکھی جاتی ہے اور سوائے سورہ توبہ ہر ایک سورۃ کے اول میں لکھنا اس کا ثابت ہے مگر جزو ہونا اس سورۃ کا ثابت نہیں ہے۔اس لئے جہر کرنا ہر ایک سورۃ کے ساتھ حکم نہیں ہے صرف تمام قرآن شریف میں ایک آیۃ بسم اللہ بھی ہے اس لئے تراویح میں جب قرآن شریف پورا پڑھا جاتا ہے تو ایک جگہ جہر کر دیا جاتا ہے۔(۱) فقط۔

چھوٹی سورۃ کی تعریف:۔

(سوال ۴۰۷) جو آیۃ سورہ کوثر کے برابر ہو بڑی آیۃ شمار ہو گی۔کسی کتاب فقہ کی عبارت تحریر فرمادیجئے کہ کم سے کم بڑی آیۃ کی مقدار کیا ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے وضم اقصر سورة کا لکوثر او ماقام مقامها وهو ثلث ایات قصار نحوثم نظر ثم عبس وبسر ثم اد بر فاستکبر. وفی الشامی قوله تعدل ثلاثا قصاراً ای مثل ثم نظر الخ وهی ثلثون حرفاً فلو قراء ایةً طویلةً قدر ثلثین حرفاً یکون قداتی بقد رثلث ایات الخ .(۲) فقط۔

نماز میں متواترہ قراتیں:۔

(سوال ۴۰۸) فن قراءۃ اصول و فرع دو قسم ہے اور سات ائمہ اور چودہ روایت سے مروی ہے تو نماز کے اندر تمام قرأۃ جمع کر کے پڑھ سکتے ہیں یا فقط فرع کی۔یعنی اختلاف فرش الحروف کا نماز کے اندر اجراء کر سکتے ہیں یا نہیں۔ایک کلمہ ایک راوی کا اور ایک کلمہ دیگر راوی کا نماز میں اجراء کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) نماز جملہ روایات متواترہ کے ساتھ صحیح ہے لیکن روایات غریبہ غیر معروفہ کو پڑھنا نماز میں اچھا نہیں اگرچہ وہ متواترہ ہوں کیونکہ عوام کو اس میں مضرت ہے کما فی الدر المختار ویجوز بالروایات السبع وفی الشامی بل یجوز بالعشر (ایضاً) لکن الا ولیٰ ان لا یقرأ بالغریبة عند العوام صیانةً لدینهم الخ .وفی الشامی قوله بالغریبة ای بالروایات الغریبة والا مالات لان بعض السفهاء یقولون مالا یعلمون فیقعون فی

---

(۱) وهی ای بسم الله الخ ایة واحدة من القران کله انزلت للفصل بین السور الخ ولیست من الفاتحة ولا من کل سورة فی الا صح (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة بعد الفصل ج ۱ ص ۴۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۱) ظفیر.
(۲) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸. ۱۲ ظفیر.

الاثم والشقاء ولا ینبغی للأئمة ان یحمل العوام علی ما فیه نقصان دینهم ولا یقرأ عندهم مثل قراءة ابی جعفر وابن عامر و علی بن حمزة والکسائی صیانة لدینهم فلعلهم یستخفون اویضحکون وان کان کل القرائۃ والروایات صحیحة فصیحة ومشائخنا اختار واقراءة ابی عمر و حفص عن عاصم الخ . من التتارخانیة عن فتاویٰ الحجة.(۱) الحاصل جوقراءت اب عموماً مروج ہے اور قرآ نوں میں مطبوع ہے یعنی قرأت حفص کی عاصم سے اسی کو پڑھنا چاہئے۔فقط۔

رموز اوقاف پر ٹھیرنے اور نہ ٹھیرنے کی بحث:۔

(سوال ۴۰۹) الحمد لله رب العلمین O الرحمن الرحیم. من شرا لوسواس الخناس O الذی یوسوس . علی کل شئی قدیر O نِ الذی خلق الموت والحیوٰة . الآیة. آیت "لا" پر اگر سانس ختم یا بند ہو جانے کی وجہ سے وقف کرے اور اخیر لفظ کو نہ دہرا کر آگے بڑھتا چلے تو نماز میں کیا خلل ہے نیز تیسری مثال میں اگر وقف کر لیا ہو تو آگے الذی کہہ کر پڑھا جاوے یا نِ الّذی کہہ کر۔

(جواب) آیۃ لا پر بضرورت وقف کر دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور لفظ ماقبل کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نماز میں کچھ خلل نہیں ہے۔ اور تیسری مثال میں الذی اور نِ لذی پڑھنا دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ مگر حالت وقف میں الذی پڑھنا چاہئے۔

حنفی متفق علیہ مسلک کے خلاف حضرت شاہ ولی اللہ کا قول معتبر نہیں:۔

(سوال ۴۱۰) چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کا قول اسرار شریعت میں ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا نہ پڑھنے سے بہتر ہے اور شاہ صاحب علماء حنفیہ میں سے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر کوئی حنفی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے تو کیسا ہے۔

(جواب) حنفی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے ۔(۲) اور شاہ ولی اللہ جیسا محقق اگر کسی مسئلہ میں اختلاف کریں تو اوروں کے لئے یہ فعل درست نہیں ہے ان کو اپنے امام متبوع کی تقلید کرنی چاہئے۔ خصوصاً جب کہ دلائل سے بھی مذاہب امام قوی ہو۔(۳) فقط۔

امام رموز اوقاف پر وقف نہ کرے تو بھی نماز صحیح ہے:۔

(سوال ۴۱۱) امام صبح کی دوسری رکعت میں اذا لسماء انفطرت واذا الکواکب انتثرت سے یایّها

---

(۱) ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۴۱.۱۲ ظفیر.

(۲) ولا یقرأ الموتم خلف الا مام الخ لنا قوله علیه السلام من کان له امام فقراءة الامام له قراءة وعلیه اجماع الصحابة ورکن مشترک بینهما لکن حظ المقتدی الا نصات والا ستماع قال علیه السلام واذا قرأ فانصتوا ویستحسن علی سبیل الا حتیاط فیما یروی عند محمد ویکره عند هما لمافیه من الوعید (هدایه. فصل القراءة ص ۱۰۹)ظفیر.

(۳) قالوارسم المفتی انما اتفق علیه اصحابنا فی الروایات الظاهرة یفتی به قطعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مقدمه ج ۱ ص ۶۳ وج ۱ ص ۶۴ .ط.س.ج ۱ ص ۶۹)ظفیر.

الانسان ما غرک بربک الکریم الذی پر سانس توڑا۔ایک شخص کہتا ہے کہ اس طرح پڑھنا جائز ہے۔
(جواب) اس صورت میں قراءت صحیح ہوئی اور نماز میں کچھ خلل اور فساد نہیں آیا۔(۱) فقط۔

سورۂ فاتحہ میں سکتہ نہ کرنے سے شیطان کا نام نہیں بنتا:۔

(سوال ۴۱۲) بعض کا قول ہے کہ الحمد یعنی سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتات کرنا چاہئے۔اگر یہ سکتات نہ کئے جائیں تو نام شیطانی پیدا ہو جاتا ہے جو کہ مفسد صلوٰۃ ہے۔یہ قول صحیح ہے کہ غلط۔
(جواب) یہ قول بالکل باطل اور محض لغو ہے کما حققة فی القول الفاصل بین الحق و الباطل للامام محمد بن عمرو بن خالد القرشی حیث قال اعلم ان ھؤلاء القائلین عموا فیما زعموا وغفلوا فیما نقلوا بل ان مازعموه وسواس صرف و ما نقلوه افتراء محض الخ .(۲) فقط۔

بے جگہ وقفہ کرے یا جزء سورہ نماز میں کوئی پڑھے تو نماز ہو جائے گی:۔

(سوال ۴۱۳/۱) زید ایک قاری وقف اضطراری بہت کثرت سے کرتا ہے۔وجہ اس کی یہ ہے کہ نہایت ترتیل سے پڑھتا ہے۔عشاء اور فجر میں اکثر جزء سورۃ پڑھتا ہے۔مصلیوں میں اور لوگ بھی قرآن صحیح بلا وقوف اضطراری پڑھ سکتے ہیں۔مصلیوں میں سے بعض ایسے پڑھنے کو طبعاً بہت مکروہ سمجھتے ہیں۔بڑی آیت میں کئی جگہ اور چھوٹی میں ایک جگہ کبھی دو جگہ وقف کیا جاتا ہے۔مثلاً اطعمھم اضطراری . الذی اطعمھم من جوع وامن ھم اضطراری من خوف O اور مثلاً انا انزلناه فی لیلة القدر وما O اضطراری . وما ادراک مالیلة القدر اس طرح وقف کرنا جائز ہے یا مکروہ ہے۔
(سوال ۴۱۴/۲) اور جزو سورۃ پڑھنے کا کیا حکم ہے۔
(سوال ۴۱۵/۳) بعض مصلیان کا مکروہ سمجھنا ترک امامت کے لئے دلیل ہے یا نہیں۔
(سوال ۴۱۶/۴) جب قاری مذکور تدویر سے بلا وقف اضطراری پڑھ سکتا ہے تو ایسے پڑھنے سے اس کو منع کیا جائے گا یا نہیں۔
(جواب)(۱) اس طرح وقوف اضطراری میں دوبارہ آیات کا اعادہ کر لینے سے کچھ کراہت نہیں رہتی اور مقتدیوں کو بھی اس سے کراہت کرنا نہ چاہئے۔لیکن جب کہ دوسرا شخص صحیح پڑھنے والا قرآن شریف کا موجود ہے جو کہ اس قدر کثرت سے وقف اضطراری نہیں کرتا تو اس کا امام ہونا اچھا ہے۔کیونکہ مقتدیوں کی رعایت بہتر ہے۔(۳)
(۲) اور جزو سورۃ ہمیشہ پڑھنا خلاف سنت ہے اور غیر اولیٰ ہے۔بہتر یہ ہے کہ نماز میں پوری سورۃ پڑھی

---

(۱) ومنها زلة القارئ فلو فی اعراب او تخفیف مشدد وعکسه الخ اوبو قف و ابتداء لم تفسدوان غیر المعنی به یفتی (الدر المختار علی هامش ردالمحتارزلة القاری ج۱ ص ۵۹۱.ط.س.ج۱ ص۶۳۰)ظفیر.(۲) دیکھئے کتاب مذکور القول الفاصل بین الحق والباطل ۱۲.(۳) وهو مافی الصحیحین اذا صلی احدکم للناس فلیخفف فان فیهم الضعیف والسقیم والکبیر واذا صلی لنفسه فلیطول ما شاء الخ (ردالمحتار. باب الامامة ج۱ ص ۵۱۷.ط.س.ج۱ ص۵۳۵)ظفیر.

جاوے۔ شامی میں ہے صرحوابان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة الخ۔(۱) ج ۱ ص ۳۶۳ شامی۔

(۳) مصلیان کا کسی امام کی امامت کو مکروہ سمجھنا اگر بوجہ امام کی خرابی کے ہو تو اس امام کو امامت کرانا مکروہ ہے اور اگر امام میں کچھ خرابی نہیں تو مقتدیان کا مکروہ سمجھنا برا ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲)

(۴) بے شک اگر تدویر سے بدون اوقاف اضطراری کے پڑھ سکتا ہے ویسا ہی پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام بقصد ثناء پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۱۷) فلو قرء المقتدی لزم له قرأ تان وهو غير معهود فی الشرع وهذا انما يتم لو قرأ علی نية الثناء اما لو قرأ الفاتحة علی نية الثناء فيخرج عن القرانية فلا يلزم قرأتان كماتقول لو قرأ الفاتحة فی صلوٰة الجنازة علی نية الدعاء لا باس به الخ. ارکان اربعہ ص ۱۰۲۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک فاتحہ خلف امام صلوٰۃ خمسہ میں بقصد دعاء و ثناء مثل صلوٰۃ جنازہ پڑھنا کس طرح منع ہے۔ بحر العلوم ارکان اربعہ میں جائز لکھا ہے کیا حنفیہ اس کو مان لیں گے تو وہابیہ سے کس طرح خلاص پائیں۔

(جواب) قال فی الدر المختار . والموتم لا يقرأ مطلقاً و لا الفاتحة فی السرية اتفاقاً وما نسب لمحمد رحمة الله عليه ضعيف كمابسطه الكمال فان قرأ كره تحريماً وتصح فی الا صح وفی درر البحار وعن مبسوط خواهر زاده انها تفسدويكون فاسقاً وهو مروی عن عدة من الصحابة فالمنع احوط الخ درمختار وفی الشامی قوله " مروی عن عدة من الصحابة فالمنع احوط الخ " قال فی الخزائن وفی الكافی ومنع الموتم من القرأ ة ماثورة عن ثما نين نفرًا من كبار الصحابة منهم المرتضیٰ والعبادلة .الخ(۳) وفيه قبيله وقدروی الفساد بالقراءۃ عن عدة من الصحابة رضی الله عنهم. فاقوٰهما المنع. شامی(۴) پس معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ کسی طرح اجازت قراءۃ فاتحہ کی امام کے پیچھے نہیں ہے کہ اس میں خوف فساد صلوٰۃ ہے کما روی عن عدة من الصحابة رضی الله عنهم قاله الكمال . اور جنازہ چونکہ محل دعاء ہے تو اس میں بہ نیت ثناء جواز ہو سکتا ہے۔ اور صلوٰت خمسہ محل قراءت ہیں۔ اس لئے احوط یہ ہے کہ کسی طرح فاتحہ خلف امام نہ پڑھے۔ فقط۔

تجوید کی عدم رعایت سے نماز فاسد نہیں ہوتی:۔

(سوال ۴۱۸) امام باوجود تجوید جاننے کے قراءت تجوید سے نہ پڑھے۔ مثلاً آیۃ کی جگہ نہ ٹھیرایا۔ بغیر آیۃ کے سانس لے لیا یا وقفہ سکتے پر سانس لیتے ہوئے ٹھیرا، یا وقف اور وقف لازم اور وقف النبی کا خیال نہیں رکھا یا مد کی جگہ قصر کیا یا نون

---

(۱) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱ . ۱۲ ظفير.
(۲) ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفسادفيه اولا نهم احق بالا مامة منه كره له ذالك تحريما الخ وان هو احق، لا ، والكراهة عليهم (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹)ظفير.
(۳) رد المحتار. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴ . ۱۲ ظفير.
(۴) رد المحتار. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴ . ۱۲ ظفير.

اظہار کی جگہ اخفاء کیا تو نماز جائز ہوگی یا نہیں۔
(جواب) نماز ہوگئی۔ فقط۔

نماز میں ترجمہ قرآن پڑھا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۱/۴۱۹) اگر نماز کے اندر قرآن مجید کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جائے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

قرآن سے مقصود لفظ ہے یا معنی:۔

(سوال ۲/۴۲۰) قرآن مجید سے مقصود دراصل لفظ ہے یا معنی۔
(جواب) قرائۃ قرآن میں مقصود اصل دونوں ہیں لفظ بھی اور معنی بھی اور قرآن نام ہے اس کلام اور عبادت خاص کا جو کہ مکتوب فی المصاحف ہے اور عربی زبان میں ہے قال اللہ تعالی انا انزلناہ قرانا عربیاً لعلم تعقلون .(۱) پس جو نظم عربی نہیں ہے وہ قرآن نہیں ہے اور نہ حکم تلاوت قرآن کا اس پر صادق آتا ہے اور نہ وہ ثواب حاصل ہوسکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالہا .لا اقول الم حرف الف حرف ولام حرف ومیم حرف رواہ الترمذی وغیرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ .(۲) شامی میں ہے لان الا مام رجع الی قولہما فی اشتراط القراء ۃ بالعربیۃ لان الما موربہ قراء ۃ القرآن وھو اسم للمنزل باللفظ العربی المنظوم ھذا النظم الخاص المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلاً متواتراً الخ.(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ امام صاحب اور صاحبین اس میں متفق ہوگئے ہیں کہ نماز میں قراءۃ قرآن انہی کلمات عربیہ کے ساتھ ہونی چاہئے جو کہ حقیقۃً قرآن ہے اور مصاحف میں لکھا ہوا ہے۔ الی آخرہ۔

الحاصل نماز کے اندر ترجمہ قرآن شریف کا پڑھنے سے نماز نہ ہوگی کیونکہ نماز میں قراءۃ قرآن شریف فرض ہے اور قرآن نام نظم عربی کا ہے ترجمہ کو قرآن نہیں کہا جاتا مگر مجازاً۔ کما قال فی ردالمحتار والا عجمی انما یسمی قرا ناً مجازاً و لذایصح نفی اسم القران عنہ الخ شامی .(۴) فقط۔

مقدار واجب پڑھنے کے بعد بھول گیا اور امام نے رکوع کے بجائے نماز توڑ دی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱/۴۲۱) امام نے نماز شروع کی اور تین یا چار آیۃ پڑھ کر بھول گیا تو اب اس کو رکوع کرنا تھا اس نے نماز توڑ دی پھر دوبارہ الحمد سے شروع کی تو کیسا ہے۔

---

(۱) سورئہ یوسف. ۱۲ ظفیر.
(۲) مشکوٰۃ. کتاب فضائل القرآن. فصل ثانی ص ۱۸۶. ۱۲ ظفیر.
(۳) رد المحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی حکم القراء ۃ بالفارسیۃ ج ۱ ص ۴۵۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۵. ۱۲ ظفیر.
(۴) ایضاً .ط.س. ج ۱ ص ۴۸۵. ۱۲ ظفیر.

دوآیت پڑھ کر بھول گیا امام نے بیچ کی آیت چھوڑ کر آگے سے پڑھا۔

(سوال ۴۲۲/۲) امام نے نماز شروع کی، دوآیت پڑھ کر بھول گیا تو چوتھی یا پانچویں آیت سے شروع کی یا دوسری سورۃ، تو نماز ہوئی یا نہ اور سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

اگر دوآیت پڑھ کر بھول گیا تو دوسری سورۃ پڑھے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۳/۳) امام دوآیۃ پڑھ کر تیسری نصف آیت سے بھول گیا تو چوتھی یا پانچویں آیۃ سے یا دوسری سورۃ شرع کردی تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اور سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز توڑنے کی ضرورت نہ تھی لیکن جب دوبارہ اس نماز کو پڑھ لی تو ادا ہوگئی۔(۱)

(۲) نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوا۔(۲)

(۳) اس صورت میں بھی نماز ہوگئی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔(۳) فقط۔

بعض لفظوں میں دوقراءت:۔

(سوال ۴۲۴) قرآن شریف میں بعض جگہ چھوٹے حروف لکھے ہوتے ہیں مثلاً **بصۜطة** ج **هم المصۜيطرون، عليهم، بمصۜيطر** ان میں سے کون سا حروف دومرتبہ پڑھا جاوے۔ پنجاب میں دومرتبہ پڑھتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) لفظ **بصطة** اور **ہم المصیطر ون** اور **عليهم بمصيطر** کے اوپر س لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ لفظ سین سے پڑھا گیا ہے اور صاد سے بھی یعنی تلاوت کرنے والا خواہ سین پڑھے خواہ صاد نماز صحیح ہے۔ اور یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسے کلمات کو دودفعہ پڑھے بلکہ جس قاری کا اتباع کرے اسی کے موافق پڑھے۔ **قوله المصيطرون وفى قراء ة لا بن كثير بالسين بدل الصاد و المتسلطون الجبارون الخ كما لين . لست عليهم بمصيطر وفى قراء ة بالصاد بدل السين اى بمسلط.** (۴) **وفى القاموس البصط البسط فى جميع معانيه.** فقط۔

قراءۃ میں ترتیل کی رعایت ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۵) **انانشاهد كثير امن الحفاظ انهم يقرء ون القران المجيد بالتعجيل فى صلوٰة وغيرها كو قت الحفظ بحيث لا يفهم ما يتلفظون به من الا عراب والا لفاظ وغيرها والحال ان القران**

---

(۱) وضم اقصر سورة كا لكوثر او ماقام مقامها وهو ثلاث ايات قصا رنحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم اد بر واستكبرو كذا لو كانت الا ية اوالايتان تعدل ثلاثا قصار ا (الدرالمختار على هامش ردالمحتارباب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ا ص ۴۲۷. ط.س. ج ا ص۴۵۸) ظفير. (۲) يكره ان يفتح من ساعته كما يكره للا مام ان يلجئه اليه بل ينقل الى اٰية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوٰة (رد المحتار. باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ا ص ۵۸۲ .ط.س. ج ا ص۶۲۲) لو قرأ تعدل اقصر سورة جاز الخ وقدرها من حيث الكلمات عشر وحيث الحروف ثلا ثون (ايضا فصل فى القراءة ج ا ص ۵۰۲. ط.س. ج ا ص۵۳۸) ظفير.

(۳) ايضا .ط.س. ج ا ص۵۳۸. ۱۲ ظفير.

(۴) جلالين. اصح المطابع سوره غاشيه ص ۴۹۸. ۱۲ ظفير.

اطق علی ترتیله ورتل القران ترتیلاً. فهل یجوزلهم القراء ة علی سبیل التعجیل ام لا .

(جواب)قال فی الدر المختار. ویجتنب المنکرات هذرمة القراء ة وفی الشامی هذرمة الخ سرعة الکلام والقراء ة .(۱) الخ فعلم ان القراء ة بالکیفیة المذکورة من ترک الترتیل الما موربه والاستعمال المفضی الی الهذرمة مسن المنکرات التی ینبغی الا جتناب عنها .فقط.

ہر رکعت میں سورہ کے ساتھ سورۂ اخلاص پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۲۶) ایک امام نے نماز جہری میں بعد الحمد کے جوسورۃ پڑھی اس صورت کے ساتھ قل ہواللہ پڑھ کر رکوع وسجود کیا اور دوسری رکعت میں الحمد کے ساتھ کوئی اور سورۃ ملا کر اس کے بعد قل ہواللہ پڑھے حنفیہ کے نزدیک یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) فرائض میں عندالحنفیہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔شرح منیہ میں ہے والحاصل ان تکرار السورة الواحدة فی رکعة واحدة مکروهة فی الفرض ذکره فی فتاویٰ قاضی خاں وکذا تکرار ها فی رکعتین منه بان قرء ها فی الا ولی ثم کرر هافی الرکعة الثانیة یکره ذکره فی القنیه لکن هذا اذا کان بغیر ضرورة بان کان یقدر قراء ة سورة اخری اما اذا لم یقدر فلا یکره الخ ولا یکره تکرار السورة فی رکعة او فی رکعتین فی التطوع الخ .(۲) پس معلوم ہوا کہ فرائض میں ایسا کرنا مکروہ ہے اور نوافل میں جائز ہے۔فقط

پہلی رکعت میں رکوع اور دوسری میں سورۃ کی قراءۃ کی جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۲۷) جولوگ اول رکعت میں رکوع اور دوسری میں سورۃ جو رکوع سے بڑی نہیں ہوتی پڑھتے ہیں یہ جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) کراہت اس میں کچھ نہیں ہے۔(۳) البتہ فضیلت اس میں ہے کہ دونوں رکعت میں پوری پوری سورۃ پڑھی جاوے۔(۴) کذافی الشامی۔فقط۔

پہلی رکعت میں ایک سورۃ کا ایک حصہ اور دوسری میں دوسری سورت کا حصہ پڑھائے تو درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۸) اگر امام اول رکعت میں ایک سورۃ کا پہلا رکوع اور دوسری رکعت میں دوسرا رکوع پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز درست ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتارباب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج۱ ص ۶۶۳ .ط.س.ج۲ص۴۷. ۱۲ ظفیر.
(۲)غنیة المستملی ص .(۳)وکذا لوقرأ فی الا ولی من وسط سورة او من سورة اولها ثم قرأ فی الثانیة من وسط سورة اخریٰ الخ او سورة قصیرةالا صح انه لا یکره (ردالمحتارفصل فی القراء ة ج۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج۱ ص۵۴۶)ظفیر .
(۴)مع انهم صرحوابان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (ردالمحتارفصل فی القراء ة ج۱ ص ۵۰۵ .ط.س.ج۱ص ۵۴۱)ظفیر.(۵)ولو قرأ بعض السورة فی رکعة والبعض فی رکعة و قیل یکره وقیل لا یکره وهو الصحیح کذا فی الظهیریه (عالمگیری مصری . فصل فی القراء ة ج۱ ص ۷۳)ظفیر.

وتر کی رکعتوں میں بڑی چھوٹی سورتوں کی قراءت کی تو ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۹) وتر میں امام صاحب نے پہلی رکعت میں والعصر۔ دوسری میں الھکاثر۔ تیسری میں الھمزہ پڑھی۔ تیسری سورۃ دوسری سے دوگنی ہے تو نماز وتر ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز وتر ہوگی۔ اس قدر سورتوں کے بڑے چھوٹے ہونے سے نماز میں کچھ کراہت نہیں آتی۔(۱) فقط۔

درمیان میں چھوٹی سورہ نہ چھوڑی جائے:۔

(سوال ۴۳۰) کہا جاتا ہے کہ اذا جاء کے بعد تبت پڑھنی چاہئے۔ اس کو ترک کر کے قل ہو اللہ نہ پڑھے حالانکہ پڑھنے والے کو اذا جاء اور قل ہو اللہ سے محبت ہے تو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا فرائض وواجبات میں فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ پس اگر قل ہو اللہ دوسری رکعت میں پڑھنی ہے تو پہلی میں قل یاالخ پڑھ دے۔ اور اگر پہلی رکعت میں اذا جاء پڑھی ہے تو دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھے۔(۲) فقط

نماز میں ترتیب سورہ کا لحاظ:۔

(سوال ۴۳۱) ترتیب سور قرآنیہ کا نماز میں کیا حکم ہے۔ مثلاً قل اعوذ برب الفلق کے بعد قل ہو اللہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) فرائض وواجبات میں اس تقدیم وتاخیر کو مکروہ لکھا ہے۔ اور نوافل میں درست ہے(۳)۔ فقط۔

وقت کی تنگی کے وقت نماز فجر میں چھوٹی سورتیں درست ہیں:۔

(سوال ۴۳۲) صبح کی نماز میں وقت تھوڑا تھا اس وجہ سے اول رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی۔ بعد نماز ایک صاحب نے یہ فرمایا کہ نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ بڑی سورۃ پڑھنی چاہئے تھی۔

(جواب) وہ نماز بلا کراہت صحیح ہوگئی۔ یہ کہنا کسی کا کہ یہ نماز مکروہ تحریمی ہوئی غلط ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب کہ وقت تھوڑا ہو یا سفر وغیرہ

....

(۱) واطالة الثانية على الاولىٰ يكره تنزيها احماعا ان بثلاث ايات ان تقاربت طولا وقصر اوالا اعتبر الحروف والكلمات واعتبر الحلبى فحش الطول لا عدد الا يات واستثنىٰ فى البحر ما وردت به السنة واستظهر فى النفل عدم الكراهة وان باقل لايكره (درمختار) قوله فحش الطول الخ كمالو قرأ فى الا ولى والعصر فى الثانية الهمزة فرمز فى القنية اولا انه لا يكره ثم رمز ثانيا انه يكره وقال لا ن الا ولى ثلاث ايات والثانية تسع وتكره الزيادة الكثيرة الخ (رد المحتار. فصل فى القراءة ج ا ص ۵۰۶ و ص ۵۰۷ ط.س ج ا ص ۵۴۲) سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب قران کے خلاف سورتیں پڑھی گئیں، یہ بھی مکروہ ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے یوں نماز ہوگئی۔ ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوسا (درمختار) لان ترتيب السوره فى القراءة من واجبات التلاوة (ردالمحتارفصل فى القراءة ج ا ص ۵۱۰ ط.س.ج ا ص ۵۴۶) ظفير.

(۲) ويكره الفصل بسورة قصيرة (الدرالمختار على هامش ردالمحتارفصل فى القراءة ج ا ص ۵۱۰ ط.س ج ا ص ۵۴۶) ظفير.

عجلت ہو تو چھوٹی سورتوں کا فجر کی نماز میں پڑھنا درست ہے۔(۱)

پہلی رکعت میں مزمل کا حصہ اور دوسری میں بقرہ کا حصہ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۴۳۳) امام نے مغرب کی اول رکعت میں بعد الحمد شریف پہلی رکوع سورۃ مزمل کا پڑھا۔ دوسری رکعت میں پہلا رکوع الم کا پڑھا اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوا۔ مگر آئندہ اس طرح خلاف ترتیب قرآنی نہ پڑھنا چاہئے کہ اس طرح پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

نماز میں آیت کے دہرانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی:۔

(سوال ۴۳۴) زید فرض مغرب کے پڑھ رہا ہے۔ اول رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ فیل شروع کی اور طیراً ابابیل کو دو مرتبہ پڑھا۔ اول مرتبہ لام کو سکون اور دوسری مرتبہ لام کو زبر کے ساتھ کہہ کر رکوع کر دیا اور دوسری رکعت میں بعد ختم سورۂ فاتحہ کے سورہ قریش شروع کی اور پوری سورۃ پڑھی آیا نماز ہوگئی یا نہیں یا سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی۔ سجدہ سہو کی اور اعادہ کی ضرورت نہ تھی۔(۳) فقط

فرض میں آنحضرت ﷺ سے جزو سورۃ کا پڑھنا صراحتاً ثابت نہیں:۔

(سوال ۴۳۵) فرض نماز میں آنحضرت ﷺ نے کسی وقت میں علاوہ سورتوں کے رکوع پڑھے ہیں یا نہیں۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھنا مستحب اور سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اکثر پوری ہی سورۃ پڑھی اور شاید کبھی علاوہ سورۃ کے کہیں سے کوئی رکوع پڑھا ہو مگر تصریح (۴) نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) میسن فی السفر مطلقا ای حالة قرار او فرار الخ الفاتحة وجوبا و ای سورة شاء وفی الضرورة بقدر الحال (درمختار) ای سواء کان فی الحضر اوا لسفر الخ لانه علیه الصلوٰة والسلام قرأفی الفجر بالمعوذ تین الخ (ردالمحتارفصل فی القراء ۃ ج ا ص ۵۰۳ و ج ا ص ۵۰۵.ط.س.ج ا ص ۵۳۸)ظفیر.

(۲) ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکو سا(الدرالمختار علی هامش ردالمحتارفصل القرأۃ ج ا ص ۵۱۰)ظفیر.

(۳) وقرأ بعد ها وجوبا سورة او ثلاث ایات ولوکانت الا یة اوالایتان تعدل ثلاث ایات قصار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۵۹)ظفیر. اذا کر اية واحدة مرا راان کان فی التطوع الذی یصلیه وحده فلذلک غیر مکروه وان کان فے الفریضة فهو مکروه، وهذا فی حالة الا ختیاراما فی حالة العذر والنسیان فلا باس به (غنية المستملی ص ۴۶۲.ط.س.ج ا ص ۴۹۲)ظفیر.

(۴) مع انهم صرا حوا بان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (ردالمحتارفصل فی القراء ۃ ج ا ص ۵۰۵. وان الغالب من قراء ته علیه السلام السورة التامة بل قال بعضهم لم ینقل عنه علیه السلام قراء ته السورة الا کاملة ولم ینقل عنه التفریق الا فی المغرب قرأ فیها الا عراف فی رکعتی ورکعتین الفجر قرأ بایتی البقرة وال عمران و قال اخرون انما هی افضل الخ وافتی بعض ائمتنا بان من قرأ سورة فی رکعتین ان فرقها لعذر کمرض حصل له ثواب السورة الکاملة والکلام فی سورة طویلة کالا عراف بخلاف سورة ثلاث ایات اواربع فتفریقها خلاف السنة ا ه (مرقات المفاتیح شرح مشکوٰة المصا بیح باب القراء ۃ فی الصلوٰة فصل اول ج ا ص ۵۲۷ و ج ا ص ۵۲۸)ظفیر.

فاتحہ کے سکتات میں ثناء پڑھنا نہیں چاہئے:۔

(سوال ۴۳۶) ثنا فاتحہ کے سکتات میں پڑھنا افضل ہے یا سکوت بہتر ہے۔

(جواب) قراءۃ کے شروع ہونے کے بعد ثناء نہ پڑھنی چاہئے۔(۱) فقط۔

فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۴۳۷) شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ دہلوی نے تحریر فرمایا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے اور پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ نہ پڑھنے میں خوف ہے نماز کے نہ ہونے کا۔ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ حدیث شریف میں صاف امر ہے واذا قرأفانصتوا.(۲) اور دوسری حدیث شریف میں ہے من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة.(۳) اور نیز قرآن شریف میں ارشاد ہے واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا.(۴) اس صورت میں مقتدی کو امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ پڑھنے کی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے۔ اور حنفیہ کو اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنا چاہئے۔ فقط۔

پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھی تو کوئی نقصان ہوا یا نہیں:۔

(سوال ۴۳۸) امام نے پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھی تو نماز میں کچھ نقصان ہوا یا نہیں۔

(جواب) فرضوں میں قصداً اس طرح پڑھنا کہ ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کیا جاوے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے مکروہ ہے۔ اور نماز ہو جاتی ہے۔ اور اگر سہواً ہو گیا تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ اور نوافل میں کچھ کراہت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

قراءت بغیر حرکت لب معتبر نہیں:۔

(سوال ۴۳۹) اگر کوئی شخص نماز بلا حرکت لب جی میں پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) قراءت وغیرہ ایسے معتبر نہیں ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) وقرأ کما کبر سبحانک اللهم الخ الا اذا شرع الا مام فی القراء ة سواء کان مسبوقاً او مدرکا وسواء کان امامه یجهر بالقراء ة اولا ، فانه لا یاتی به لما فی النهر عن الصغریٰ ادرک الا مام فی القیام یثنی ما لم یبدأ بالقراء ة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل تالیف الصلاة ج۱ ص ۴۵۵ و ج۱ ص ۴۵۶ .ط.س. ج۱ ص۴۸۸) ظفیر. (۲) مشکوٰة باب القراء ة فی الصلوٰة ص ۷۹ و ۸۱. ۱۲ ظفیر.

(۳) آثار السنن باب فی ترک القرأة خلف الا مام فی الصلوٰت کلها ج۱ ص ۸۷ ۱۲ ظفیر.

(۴) سورة الا عراف رکوع ۲۴. ظفیر. (۵) ویکره الفصل بسورة قصیرة الخ ولا یکره فی النفل شئی من ذالک (درمختار) افادان التنکیس اوا لفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهوا فلا کما فی شرح المنیة (ردالمحتارفصل فی القراء ة ج۱ ص ۵۱۰ .ط.س. ج۱ ص۵۴۶) ظفیر. (۶) وادنی الجهر اسماع غیره وادنی المخافتة اسماع نفسه الخ ویجری ذالک المذکور فی کل ما یتعلق بنطق کتسمیة علی ذبیحة ووجوب سجدة تلاوة وعتاق وطلاق واستثناء وغیرها (درمختار) اعلم انهم اختلفوا فی حدود وجود القراء ة علی ثلاثة اقوال فشرط الهندوانی والفضلی لو جودها خروج صوت یصل الی اذنه وبه قال الشافعی وشرط بشر المریسی واحمد خروج الصوت من الفم وان لم یصل الی اذنه الخ ولم یشترط الکرخی وابو بکر البلخی السماع واکتفیا بتصحیح الحروف الخ (ردالمحتارفصل فی القراء ة ج۱ ص ۴۹۸ و ج۱ ص ۴۹۹ .ط.س. ج۱ ص۵۳۵) ظفیر.

نصف آیت سے قراءت کی ابتدا مناسب نہیں:۔

(سوال ۴۴۰) زید ہمیشہ نماز میں قراءۃ نصف آیت سے شروع کرتا ہے، نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔
(جواب) نماز ہو جاتی ہے لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے کہ یہ امر نامشروع اور خلاف قواعد ہے۔(۱) فقط

الحمد اور ایاک پر جھٹکا:۔

(سوال ۴۴۱) الحمد پر جھٹکا لگانا اور ایسا ہی ایاك پر جھٹکا لگانا کیسا ہے۔
(جواب) خلاف قواعد تجوید پڑھنا قرآن شریف کا مکروہ ہے اگر چہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

تین آیتیں پڑھنا فرض ہے یا واجب:۔

(سوال ۴۴۲) جو تین آیۃ قرآن شریف کی نماز میں پڑھی جاتی ہیں یہ فرض ہیں یا کیا۔
(جواب) درمختار میں واجبات نماز میں شمار کیا ہے۔ قراءۃ فاتحہ اور ضم سورۃ کو یا تین آیۃ کو...... وضم اقصر سورۃ کالکوثر او قام مقامها وهو ثلاث ايات قصار الخ وكذا لوكانت الأية اوالايتين تعدل ثلاثاً قصاراً. الخ(۲)

پہلی رکعت میں پارہ ستائیس سے اور دوسری میں پہلے سے پڑھے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۴۳) نماز جمعہ میں رکعت اول میں ستائیسویں پارہ میں سے ایک رکوع پڑھا گیا۔ اور رکعت دویم میں پارہ اول میں سے ایک رکوع پڑھا نماز درست ہوئی یا نہیں۔
(جواب) اس طرح پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے اس لئے کہ یہ خلاف ترتیب قرانی ہے درمختار میں ہے ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرء منكوساً .درمختار، بان يقرأ فی الثا نيه سورة اعلىٰ مما قرأفى الا ولىٰ لان ترتيب السورمن القران من واجبات التلاوة الخ.(۳) شامی ص ۳۶۷ جلد اول۔ فقط۔

بلا بسم اللہ نماز میں فاتحہ:۔

(سوال ۴۴۴) نماز میں سورۂ فاتحہ بلا بسم اللہ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔
(جواب) نماز ہو جاتی ہے اور کچھ نقص نہیں رہتا۔(۴) فقط۔

---

(۱) والا فضل ان يقرأ فی كل ركعة سورة تامة (غنية المستملى ص ۴۶۲) سورۃ کے بعض حصے کو بعض فقہاء نے مکروہ لکھا ہے تو آیت ادھوری پڑھنا کب مناسب ہوگا۔ ولو قرء بعض السورة فی ركعة وبا قيها فی ركعة قيل يكره والصحيح انه لا يكره .ايضاً)ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ا ص ۴۲۷ .ط.س.ج ا ص ۴۵۹. ۱۲ ظفير. (۳) ردالمحتارللشامى . باب صفة الصلوٰة.فصل فى القراءة ج ا ص ۵۱۰ .ط.س.ج ا ص ۵۴۶ .۱۲ ظفير.
(۴) وسننها ترک السنة لا يوجب فساد اولا سهوا بل اساء ة لو عا مداالخ. الثناء والتعوذ والتسمية والتا مين (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب سنن الصلوٰة ج ا ص ۴۴۲ وج ا ص ۴۴۳ .ط.س.ج ا ص ۴۷۳...... ۴۷۴)ظفير.

جوسورت پہلی رکعت میں پڑھی بھول سے دوسری میں اسی کو دہرادیا تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۴۵/ ۱) ایک شخص نے سہواً جو رکعت اولیٰ میں سورۃ پڑھی تھی وہی رکعت ثانیہ میں پڑھ لی تو نماز میں کچھ نقصان آیا نہیں۔

(سوال ۴۴۶/ ۲) ایک شخص نے رکعت اولیٰ میں سورہ الناس شروع کردی۔ نصف سورۃ پڑھ کر رکوع کردیا اور نصف سورۃ رکعت ثانی میں پڑھی آیا نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔(۱)

(۲) نماز ہوگئی۔(۲) فقط۔

ہر رکعت میں سورۂ اخلاص کا تکرار فرائض میں نہیں چاہئے:۔

(سوال ۴۴۷) امرتسر کے گردونواح میں گاؤں کے رہنے والے حضرات پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں بھی سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں۔ آیا ایسا کرنا چاہئے یا نہیں۔ اگر کوئی دہقانی نہ جانتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طریق سنت یہ ہے کہ ایک سورۃ کو بار بار پہلی اور دوسری رکعت میں نہ پڑھیں بلکہ مختلف سورتیں ہر رکعت میں بہ رعایت ترتیب پڑھیں۔ مثلاً پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھنی چاہئے۔ اسی طرح کبھی کوئی سورۃ کبھی کوئی سورۃ پڑھنی چاہئے یہ نہیں کہ پہلی رکعت میں قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں بھی قل ہو اللہ پڑھی جائے۔ یہ طریقہ غیر مقلدوں کا ہے کہ ہر ایک رکعت میں سورۂ اخلاص ہی کو مکرر پڑھا جاوے۔(۳) البتہ جس شخص کو اور کوئی سورت یاد نہ ہو اس کو مجبوری ہے۔ پس آپ لوگ جو حنفی ہیں موافق طریق سنت کے قراءۃ پڑھیں۔ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد مختلف سورتیں ترتیب کے موافق پڑھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ مختلف سورتیں نماز میں پڑھی ہیں۔ ایسا نہیں کیا کہ صرف سورۂ اخلاص کو ہر ایک رکعت میں پڑھا ہو۔ فقط۔

رب العلمین پر سانس روکنا:۔

(سوال ۴۴۸/ ۱) امام رب العلمین پر پختہ آیۃ کرتا ہے۔ نماز میں کوئی حرج تو نہیں۔

---

(۱) لا باس ان یقرأ سورۃ ویعید ها فی الثانیة (درمختار) افادانه یکره تنزیها وعلیه یحمل جزم القنیة بالکراهة ویحمله فعله علیه الصلوٰة والسلام لذالک علی بیان الجواز هذا اذا لم یضطر فان اضطربان قرأ فی الا ول قل اعوذ برب الناس اعادها فی الثانیة ان لم یختم (رد المحتار. فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر.

(۲) ولو قرأ بعض السورة فی رکعة وبا قیها فی رکعة قیل یکره والصحیح انه لا یکره (غنیة المستملی تتمات ص ۴۶۲) ظفیر.

(۳) ولا یتعین شئی من القران لصلوٰة علی طریق الفرضیة الخ ویکره التعین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القرائة ج ۱ ص ۵۰۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴) لاباس ان یقرأ سورۃ وبعید ها فی الثانیة (درمختار) قوله لا باس الخ افا دان یکره تنزیها وعلیه یحمل جزم القنیة بالکراهة ویحمل فعله علیه الصلوٰة والسلام لذالک علی بیان الجواز هذا اذا لم یضطر (رد المختار. باب ایضا ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر.

فعال کے عین پر جزم پڑھنا:۔

(سوال ۴۴۹/۲) امام فعال لمایرید میں عین پر جزم کرتا ہے۔ نماز صحیح ہے یا نہیں۔

یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا پر وقف:۔

(سوال ۴۵۰/۳) آیۂ کریمہ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفاًO پر اگر وقف کرے تو نماز صحیح ہے یا نہیں۔

آیت لا پر وقف:۔

(سوال ۴۵۱/۴) آیۃ Oؒ پر وقف کردینے سے کچھ حرج ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) کچھ کراہت وغیرہ نہیں ہے۔

(۲) فعال کے عین میں ادغام ہے یعنی اس میں دو عین ہیں۔ پہلا ساکن دوسرا متحرک گویا اصل اس کی یہ ہے فَعْ عَالٌ۔ پس اگر اسی طرح پڑھا تو نماز صحیح ہے۔

(۳) نماز صحیح ہے اور صفاًO پر وقف کردینے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔

(۴) آیت Oؒ پر وقف کردینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز صحیح ہے۔ فقط۔

نماز فجر میں طوال مفصل:۔

(سوال ۴۵۲/۱) فقہاء صبح کی نماز میں طوال مفصل کو پڑھنا اور چالیس آیت پڑھنا مسنون کہتے ہیں۔ اور بعض سور طوال مفصل بیس ۲۰ آیت ہیں۔ دو سورتیں پڑھنے سے چالیس آیت ہوں گی۔ کیا کرنا چاہئے۔

آیت سجدہ کا ترک:۔

(سوال ۴۵۳/۲) سجدہ والی سورت میں دو ایک آیت چھوڑ دینا سجدہ کی وجہ سے کیسا ہے۔

(جواب)(۱) افضل اور بہتر یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھے پس صبح کی نماز کی ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ طوال مفصل کی پڑھے سنت ادا ہو جاوے گی آیتوں کا لحاظ نہ کرے خواہ چالیس ہوں یا کم وبیش۔(۱)

(۲) سجدہ کی آیت کو پڑھنا اور سجدہ کرنا بہتر ہے اس کو نہ چھوڑے۔(۲) فقط۔

---

(۱) ویسن فی الحضر لا مام ومنفرد الخ طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج في الفجر والظهر الخ ای فی کل رکعة سورة مما ذکر (درمختار) ای من الطوال والا وساط والقصار ومقتضاه انه لا نظر الی مقدار معین من حیث عدد الأیات الخ (ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۹......۵۴۰) ظفیر.

(۲) کره ترک اية سجدة وقراءة باقی السورة لان فیه قطع نظم القران وتغییرتا لیفه واتباع النظم والتالیف ما موربه بدائع مفاده ان الکراهة تحریمیة لا یکره عکسه . الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب سجود الصلوٰة ج ۱ ص ۷۲۹. ط.س. ج ۲ ص ۱۱۷......۱۱۸) ظفیر.

چھوٹی سورت کی مقدار کیا ہے اور وہ کون سی ہیں :۔

(سوال ۴۵۴) وہ چھوٹی سورتیں کون سی ہیں جن کو پہلی رکعت اور دوسری رکعت کی قراءۃ کے درمیان چھوڑنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

(جواب) وہ سورتیں قصار مفصل کی لم یکن سے آخر قرآن شریف تک ہیں۔(۱) فقط۔

علامت آیت :۔

(سوال ۴۵۵) قرآن مجید کی چھوٹی سی تین آیتیں جو ایک رکعت میں کافی ہوسکتی ہیں کون سی ہیں۔ آیت گول O ٹکڑے کی مانی جاتی ہیں یا ج۔ص۔ز۔ط وغیرہ پر مانی جاتی ہے۔ ایک بڑی آیت کے مقابلہ میں چھوٹی تین آیت کافی ہوسکتی ہیں یا کیا۔

(جواب) واجبات نماز میں سے یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد تین آیات چھوٹی یا ایک آیت بڑی جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو پڑھے چھوٹی سورہ جس میں تین آیتیں ہیں **انا اعطینک الکوثر** ہے۔ یہ سورۃ یا اس کے مانند کوئی دوسری سورۃ الحمد کے بعد پڑھنے سے واجب ادا ہوجاتا ہے اور آیت وہی سمجھی جاتی ہے جس پر گول نشان اس صورۃ سے ہو O اور بڑی آیت کی مثال آیۃ الکرسی یا آیۃ مداینۃ وغیرہ ہے۔ اور چھوٹی آیات کی مثال **ثم نظر ثم عبس و بسر ثم ادبر و استکبر** ہے۔(۲) فقط۔

نستعین پر وقف نہ کرے تو کیا حکم ہے :۔

(سوال ۴۵۶) زید نماز میں **ایاک نعبدو ایاک نستعین** پر باوجود وقف ہونے کے وقف نہیں کرتا اور یوں پڑھتا ہے نستعین **اھدنا الصراط مستقیم** اور **قل ھو اللہ احد ن اللہ الصمد** پڑھتا ہے اس سے نماز میں کچھ نقصان تو نہیں ہوتا اور قراءۃ سے یہ ثابت ہے یا نہ اور اس طرح پڑھنے سے معنی میں کچھ نقصان آئے گا یا نہ۔

(جواب) اصل یہ ہے کہ نستعین پر وقف کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔ اسی طرح **قل ھو اللہ احد** پر آیت کرنا نہ کرنا دونوں طرح ثابت ہے۔ پس اگر آیت کی جائے گی تو **اھدنا** اور **اللہ الصمد** پڑھا جائے گا اور اگر آیت نہ کی جاوے اور وقف نہ کیا جاوے تو **ن اھدنا** اور **ن اللہ الصمد** پڑھا جائے گا معنی میں کچھ فرق نہیں ہوتا اور قرائۃ دونوں طرح پڑھتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر نستعین پر اور احد پر آیت کرنا ہے اور **اھد نا الصراط المستقیم** اور **اللہ الصمد** علیحدہ پڑھنا ثابت ہے۔ لہذا زید کو کچھ ضرورت نہیں کہ وہ **ن ھدنا** اور **ن اللہ الصمد** پڑھے بلکہ جیسے اکثر قراءۃ پڑھتے ہیں اسی طرح پڑھے۔ لیکن اگر اتفاقی زید نے اس طرح پڑھ دیا تو اس پر اعتراض نہ کیا جاوے اس کو غلط نہ کہا جاوے۔ فقط۔

---

(۱) ومنها الی آخر لم یکن او ساطه الخ وباقیه قصاره (الدر المختار علی هامش ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۰) ظفیر. (۲) وضم افصر سورة کالکوثر او مقامها وهو ثلاث ایات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم اد برو استکبر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب صفة الصلوٰة واجباب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر.

رکعات نماز میں مختلف سورتوں کے رکوع پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں:۔

(سوال ۴۵۷) کوئی امام اگر اس طرح قراءت پڑھا کرے کہ مثلاً اس کو ہر پارہ کا ایک ایک رکوع یاد ہے اور ہر نماز میں ایک رکوع پڑھتا ہے۔ اسی طرح بالترتیب تمام ختم کر لیتا ہے پھر بعد ختم ابتداء سے شروع کرتا ہے۔ اس طرح جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ ہر ایک میں پوری سورۃ پڑھے اس طریقے سے کہ جس طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ صبح اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل اور عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔ (۱) فقط۔

فاتحہ خلف الامام والی حدیث کا جواب:۔

(سوال ۴۵۸) عند الاحناف قراءۃ فاتحہ خلف الامام ناجائز ہے مگر غیر مقلدین دو حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ ایک عبادہؓ کی حدیث اور ایک ابو ہریرۃؓ کی جس میں یہ مذکور ہے۔ **قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی** ان دونوں حدیثوں کا جواب مفصل تحریر فرمائیں۔

(جواب) حدیث عبادہؓ کا جواب مشکوٰۃ کے باب قرأۃ فی الصلوٰۃ میں حدیث مذکور کے بعد موجود ہے۔ وہ حدیث یہ ہے **وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الا مام لیو تم بہ فاذا کبر فکبر و اواذا قرأ فانصتوا۔** (۲) اس حدیث میں مطلقاً وعموماً یہ حکم فرمایا کہ جب امام پڑھے تو تم چپ رہو۔ پس معلوم ہوا کہ پہلے آنحضرت ﷺ نے صرف سورہ فاتحہ کی اجازت دی تھی۔ پھر جہریہ نمازوں میں اس کی ممانعت فرمائی جیسا کہ حدیث ابو ہریرۃؓ میں **فانتھی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیھا جھر فیہ بالقراءۃ من الصلوٰۃ حین سمعوا ذلک منّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** (۳) سے ثابت ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے **واذا قرأ فانصتوا** کا حکم فرما کر سب نمازوں میں مطلقاً قرأتہٖ سورہ فاتحہ وغیرہ سے ممانعت فرمادی اور انصات کا حکم فرمادیا جیسا کہ آیۂ کریمہ **واذا قرأ القران فاستمعوا لہ وانصتوا۔** (۴) سے بھی ظاہر ہے اور یہی جواب جملہ **اقرأ بھا فی نفسک۔** (۵) سے ہے جو کہ حدیث **ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی الخ** میں واقع ہے۔ اور اقراء بہا فی نفسک سے مراد نفس میں تصور کرنا بھی ہو سکتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) واستحسنوا فی الحضر طوال المفصل فی الفجر والظھر واوساطہ فی العصر والعشاء وقصارہ فی المغرب الخ. الأ فضل ان یقراء فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ کاملۃ فی المکتوبۃ الخ (عالمگیری مصری . الفصل الرابع فی القراءۃ ج ۱ ص ۷۲ و ج ۱ ص ۷۳. ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۷۷) ظفیر.

(۲) مشکوٰۃ باب القرأۃ فی الصلوٰۃ فصل ثانی ص ۸۱ . ۱۲ ظفیر.

(۳) مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ . فصل ثانی ص ۸۱ . ۱۲.

(۴) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴. ظفیر.

(۵) مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ. فصل اول ص ۷۸ ۱۲ ظفیر.

سورۂ فاتحہ سے فرض قراءت ادا ہو جاتی ہے:۔

(سوال ۴۵۹) سورۂ فاتحہ نماز میں پڑھنے سے قراءۃ فرض ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) فرض قراءۃ سورۂ فاتحہ کے پڑھنے سے ادا ہو گئی۔(۱)

صیغۂ واحد کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا غلط ہے:۔

(سوال ۴۶۰) نماز میں بوقت قرأت واحد کو بصیغۂ جمع اور جمع کو بصیغۂ واحد پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نماز ہو گی یا نہیں۔ مثلاً آیت کو ایات پڑھنا اور جنت کو جنات پڑھنا۔

(جواب) واحد کو بصیغہ جمع پڑھنا یا جمع کو بصیغۂ واحد پڑھنا غلطی ہے۔ عمداً ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر غلطی سے ایسا پڑھا گیا تو نماز صحیح ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا کرنا نہ چاہئے۔(۲) فقط۔

منفرد کی نماز میں قراءت واقامت۔

(سوال ۴۶۱) تنہا آدمی مسجد یا مکان یا میدان میں نماز فرض پڑھتا ہے تو با قراءۃ و با تکبیر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) جہری نمازوں میں اس حالت میں قراءۃ بالجہر پڑھنا اچھا ہے اور جہر بالتکبیر بھی درست ہے مگر زیادہ جہر نہ کرے کسی قدر جہر میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۳) فقط۔

فرض دو خالی اور دو بھری کیوں ہیں:۔

(سوال ۴۶۲) چار رکعت فرض میں دو خالی اور دو بھری کیوں مقرر ہوئی ہیں؟

(جواب) نماز فرض میں دو رکعت بھری اور دو رکعت خالی احادیث سے ثابت ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے لہذا ہم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ چون و چرا اس میں مناسب نہیں ہے۔(۴)

فجر کی دوسری رکعت میں قراءت پہلی سے لمبی کردے تو مکروہ ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۶۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ امام صبح کی نماز میں اول رکعت سے

(۱) وفرض القراء ة اية على المذهب هى لغة العلامة عرفا طائفة من القران مترجمة اقلها ستة احرف لو تقديراً كلم يلد (درمختار) قوله على المذهب اى الذى هو ظاهر الرواية عن الا مام (ردالمحتار فصل فى القراء ة ج ۱ ص ۵۰۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۷) ظفير.

(۲) قال فى البزازية ولو زاد حرفا لا يغير المعنى لا تفسد عند هما الخ (ردالمحتار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۱. ط.س. ج ۱ ص ۶۳۱) ظفير. (۳) ويخير المنفرد فى الجهر وهو افضل ويكتفى بادناه ان ادى وفى السرية يخافت حتما على المذهب (درمختار) قوله وهو افضل ليكون الا داء على هيئة الجماعة ولهذا كان لداء ه باذان واقامة افضل وروى فى الخبر من ان من صلى على هئية الجماعة صلت بصلاته صفوف الملائكة(ردالمحتار فصل في القراء ة ج ۱ ص ۴۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۳) ظفير. (۴) اقول قد اخرج البخارى ومسلم رحمهما الله عن عبدالله بن ابى قتادة عن ابيه ابى قتادة رضى الله تعالىٰ عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقرأ فى الركعتين الا وليين من الظهر والعصر بفاتحة الكتاب وسورتين وفى اخريين بفاتحة الكتاب ويسمعنا الاية احيانا حاشيه هدايه الخ اورزيلعى ميں ہے وفيما عد الايتين اكتفا بفاتحة الكتاب لقول ابى قتادة انه عليه الصلوٰة والسلام قرأة فى الا خريين بفاتحة الكتاب ۱۲ ج ۱ ص ۱۲۲) ظفير.

دوسری رکعت میں قراءت کو قصداً دو چار آیات طول دیوے اس صورت میں بلا کراہت نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہے بلا کراہت۔ شامی میں ہے کہ بڑی سورتوں میں تین آیات کی زیادتی کا اعتبار نہیں ہے البتہ چھوٹی سورتوں میں دوسری رکعت میں تین آیات کی زیادتی مکروہ تنزیہی ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ دیوبند۔

قراءت خلاف ترتیب کی کراہت:۔

(سوال ۴۶۴) استفتاء نمبری ۲۴۹۵ موصول ہوا۔ آپ نے نمبر ۳ میں تحریر فرمایا ہے کہ فرائض اور واجبات میں اس تقدیم وتاخیر کو مکروہ لکھا ہے۔ اور نوافل میں درست ہے۔ مجھے اس میں کچھ کلام ہے۔ آج میری نظر سے بخاری شریف کی ایک حدیث گذری جس میں یوسف بن مالک راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اے ام المؤمنین مجھے اپنا قرآن دکھا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کہا اس لئے کہ اس کی ترتیب کے موافق اپنا قرآن کر لوں اس لئے کہ لوگ بے ترتیب پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا کچھ حرج نہیں ہے جونسی آیت چاہے پہلے پڑھ لے۔ اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ بخاری شریف میں کہیں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ کہف اور دوسری میں سورۂ یوسف پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تقدیم وتاخیر مکروہ نہیں۔

(جواب) بندہ نے جو کچھ درباره کراہت خلاف ترتیب فرائض میں پڑھنے کو لکھا تھا وہ حنفیہ کا مذہب ہے اور اس میں احتیاط ہے۔ باقی یہ مطلب اس کا نہ تھا کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ بعض دیگر حضرات اس کو مکروہ نہ کہتے ہوں مگر حنفیہ کا مذہب وہ ہے جو بندہ نے لکھا ہے۔ چنانچہ درمختار میں اس کی تصریح ہے۔(۲) فقط۔

فرض نماز میں بتدریج پورا قرآن:۔

(سوال ۴۶۵) زید نے فرض نماز میں امام ہو کر تمام قرآن شریف تین چار ماہ میں پڑھا۔ اخیر پارہ ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورۃ اور اخیر رکعت میں کسی قدر الم سے مفلحون تک پڑھا تو اس فرض نماز میں کچھ کراہت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں تو کچھ حرج نہیں ہے کہ اگر پہلی رکعت میں قرآن شریف ختم کرے مثلاً قل اعوذ برب الناس پڑھی تو دوسری رکعت میں سورہ بقرہ میں سے کچھ آیتیں پڑھیں کما فی الشامی عن شرح المنية من يختم القران في الصلوٰة اذا فرغ من المعوذ تين في الركعة الاولىٰ يركع ثم يقرأ في الثانية بالفاتحة وشئى من سورة البقرة لا ن النبي صلى الله عليه وسلم قال خير الناس الحال المر تحل اى الخاتم المفتح الخ.(۳) لیکن فرائض کی ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھنا تو اچھا نہیں یعنی خلاف اولیٰ

....

(۱) بل الذی ینبغی ان الزیادةاذا کانت ظاهرة ظهور اتاما تکره الا فلا للزوم الحرج فی التحرزعن الخفية وايضا قال والذی تحصل من مجموع كلامه وكلام القنية ان اطلاق كراهة طالة الثانية بثلاث ايات مقيد بالسور القصيرة المتقاربة الا يا ت لظهور الاطالة حينئذ فيها اما السورةالطويلة والقصيرة المتفاوتة فلا يعتبر العدد فيهما بل يعتبر ظهر الا طالة من حيث الكلمات وان اتحدت ايات السورتين عددا. فقط والله اعلم ج ۱ ص ۵۰۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۳ شامی.

(۲) ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكو سا الخ والايكره فی النفل شئی من ذالک (الدر المختار علی هامش ردالمحتارفصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفير.

(۳) ردالمحتارفصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۷. ۱۲ ظفير.

ہے۔(۱) فقط۔

امام کو مخصوص سورتوں کا حکم:۔

(سوال ۴٦٦) امام کو حکم کرنا کہ فلاں فلاں سورۃ نماز میں پڑھو اور امام کو ایسا کرنا جائز ہے یا مکروہ۔
(جواب) اگر موافق سنت سورۃ کا امر کیا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

قراءت خلف الامام کی احادیث اور ان کا درجہ، اور عوام قراءت پر آیت سے استدلال کا ثبوت:۔

(سوال ۴٦۷) قراءۃ خلف الامام کی جو احادیث صحاح میں اکثر وارد ہیں۔ یہ احادیث منسوخ ہیں یا نہیں یہ بھی مفصل تحریر فرماویں کہ اصول حدیث میں کس مرتبہ کی حدیث صحیح حدیث کی ناسخ بن سکتی ہے اور سنداس امر کی کہ آیت و اذا قرأ القران فاستمعوا له فانصتوا لعلكم ترحمون نماز ہی میں نازل ہوئی ہے مع احادیث معتبرہ کے اور اقوال صحابہؓ کرام کے تحریر فرمائیے کہ اطمینان ہو جائے غیر مقلدین سوائے صحیحین کی احادیث کے دوسری صحاح و مسندات کتب حدیث کو نہیں مانتے ہر جگہ صحیحین کی حدیث طلب کرتے ہیں۔ پس یہ بھی تشریح فرمادیں سوائے صحیحین کے دوسری کتب حدیث میں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں کہ جن کو بخاری و مسلم نے تخریج نہیں کیا اور منسوخیت حدیث آمین بالجہر کی نسبت بھی یہی خیال ہے۔ کن احادیث سے حدیث آمین بالجہر منسوخ ہے۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیاراست

(جواب) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قراءت خلف الامام میں اختلاف ائمہ ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ اور ان کے اتباع و موافقین عدم وجوب و عدم جواز قراءت خلف الامام کے قائل ہیں۔ دلیل امام اعظم رحمہ اللہ کی آیۃ قرآنیہ و اذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا(۳) اور حدیث صحیح مسلم۔ واذا قرأ فانصتوا.(۴) اور حدیث من كان له امام .(۵) الحدیث ہے۔ اور شامی میں خزائن سے منقول ہے وفي الكافي ومنع الموتم من القراءة ما ثور عن ثمانين نفرا من كبار الصحابة المرتضى والعبادلة وقددوّن في الحديث اسا ميهم .(٦) اور دربارہ نزول آیۃ قرآنیہ واذا قرأ القران الاية فتح القدير میں منقول ہے واخرج ابو الشيخ من طريق سعيد بن جبير عن

(۱) ولو جمع بين سورتين في ركعته لا ينبغي ان يفعل ولو فعل لا باس به (فتح القدير فصل في القراءة ج ۱ ص ۲۹۹) ظفير.
(۲) عن جابر قال كان معاذبن جبل يصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم ثم ياتي فيؤ م قومه فصلى ليلة مع النبي صلى الله عليه وسلم العشاء ثم اتى قومه فامهم فافتتح بسورة البقرة فانحرف رجل فسلم ثم صلى وحده وانصرف فقالوا له انا فقت يافلان قال لا والله لاتين . . رسول الله صلى الله عليه وسلم فلاخبر نه فاتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا اصحاب نواضح نعمل بالنهاروان معاذا صلى معك العشاء ثم اتى قومه فافتتح بسورة البقرة فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم على معاذ فقال يا معاذ افتان انت ؟ اقرأ والشمس و ضحها والضحى والليل اذا يغشىٰ وسبح اسم ربك الاعلى متفق عليه . (مشكوٰة باب القرأة ص ٧٦) ظفير. (۳) پ ۹ ركوع ۱۴. ۱۲ ظفير. (۴) مشكوٰة باب القراءة في الصلوٰة فصل اول ص ۷۹ وفصل ثاني ص ۸۱. ۱۲ ظفير (۵) آثار السنن باب في ترك القراءة خلف الامام ص ۸۷ وفتح القدير فصل في القراءة ج ۱ ص ۲۹۵. ۱۲ ظفير. (٦) ردالمحتارباب صفة الصلوٰة فصل في القرأة ج ۱ ص ۵۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴. ۱۲ ظفير.

ابن عباسؓ هذه الا ية نزلت فی صلوٰة الجعمة وفی العيدين قال محی السنة والا ولیٰ انها فی القراء ة فی الصلوٰة لان الاية مكية والجمعة وجبت بالمدينه وهذا قول الحسن والزهری والنخعی واخرج البيهقی عن احمد انه قال اجمع الناس علی ان هذه الاية فی الصلوٰة. واخرج ابن مردويه فی تفسيره الخ عن معاوية بن قرة قال سئلت بعض اشيا خنا من اصحاب رسول الله صلی الله عليه وسلم واحسبه قال عبدالله بن مغفل كل من سمع القران وجب والا ستماع والا نصات قال انما نزلت هذه الاية فی القراء ة خلف الا مام كذا فی فتح القدير (۱) اور آمین بالجہر یا سر دونوں حدیث سے ثابت ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے یہ آیۃ ادعوا ربكم تضرعاً وخفية (۲) سے حدیث اخفاء کو ترجیح دی ہے جیسا شرح منیہ میں ہے ويخفونها ای ويخفی الا مام والمقتدون امين لقول ابن مسعود رضی الله عنه اربع يخفيهن الا مام التعوذ والتسمية وامين وربنا لك الحمد وهذه الا ربعة روا ها ابن ابی شيبة عن ابراهيم النخعی وقدروی احمد وابويعلی والطبرانی والدار قطنی والحاكم فی المستدرک من حديث شعبة عن سلمة بن كهيل عن حجر بن العنبس عن علقمة بن وائل عن ابيه انه صلی مع رسول الله صلی الله عليه وسم فلما بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين .واخفی بها صوته وقال الشافعی و احمد رحمهما الله يجهر الا مام والماموم لما روی ابن ماجة كان عليه الصلوٰة والسلام اذا تلا غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين حتی يسمع من فی الصف الا ول فير تج المسجد قلنا نعارض روايتا الجهر والا خفاء فی فعله يترجح الاخفاء باشارة قوله فان الا مام يقولها وبانه الاصل فی الدعاء وامين دعاء فان معناه استجب. انتهیٰ (۳)۔

(صحیحین کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں بھی صحیح حدیثیں ہیں۔ صحیحین میں ہی محصور سمجھنا غلط ہے۔ دوسری صحاح یا مستندات کو نہ ماننا کھلی ہوئی جہالت ہے۔ ظفیر)

نماز میں مختلف سورتوں کا رکوع پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۶۸) ایک سورۃ کا رکوع پڑھنا رکعت اول میں اور اس سورہ یا دوسری سورۃ کا رکوع پڑھنا دوسری رکعت میں یا دوسری پوری سورۃ کا پڑھنا دوسری رکعت میں۔ یا ایک سورۃ کو دو رکعت میں پڑھنا جائز ہے یا خلاف اولیٰ۔

(جواب) جواب اول یہ ہے کہ یہ سب خلاف استحباب ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مسنون و مستحب یہ ہے کہ پوری سورۃ ایک رکعت میں مفصل میں سے موافق ترتیب فقہاء کے پڑھے جو معروف ہے۔ اور کتب فقہ میں مذکور ہے قال فی الشامی لان السنة فی الحضر فی كل ركعة سورة (۴) تامة كمايأتی وفيه بعد صفحة مع انهم صرحوا بان

(۱) فتح القدير فصل فی القراء ة (ج ۱ ص ۳۹۸) ظفير.
(۲) الاعراف ركوع ۸. ۱۲ ظفير.
(۳) غنية المستملی معروف به كبيری ص ۳۰۲. ۱۲ ظفير.
(۴) ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۹. ۱۲ ظفير.

الافضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (۱)۔ پس جزوسورۃ کا پڑھنا خلاف افضل وخلاف مستحب ہے جس کا مآل کراہت تنزیہی ہے نہ کراہت تحریمی (۲) فقط۔

قراءت خلف امام میں حنفیہ کیا کہتے ہیں اور کیوں:۔

(سوال ۴۶۹) قراءت خلف الامام میں کیا قول ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے قراءۃ فاتحہ جائز نہیں ہے۔ عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم اقبل بوجهه فقال اتقرؤن والا مام یقرأ فسکتوا فسأ لهم ثلثا فقالوا انا لنفعل قال لا تفعلوا الخ قال علی رضی اللہ عنه. من قرأ خلف الا مام فلیس علی الفطرة الخ . عن عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنه عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنه قال یکفیک قرأة الا مام فهؤلاء جماعة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قد اجمعو علی ترک القراء ة خلف الامام .(۳) فقط۔

عورت کا تراویح میں قرآن جہر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۰) عورت حافظہ اگر نماز نفل یا تراویح میں قراءۃ بالجہر مکان کے اندر پڑھے اور اس مکان میں سوائے شوہر و دیگر محارم کے دوسرا شخص نہ ہو تو جہر بالقراءۃ نماز میں اس کو جائز ہوگا یا نہیں۔ نماز اس کی صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) جو عورت حافظہ قرآن ہو نماز میں جہر نہیں کر سکتی اس واسطے کہ کلام عورت عند البعض عورت ہے۔ شامی جلد اول۔ وعلی هذا لوقیل اذا جهرت بالقراء ة فی الصلوٰة فسدت کا ن متجهاً الخ. (۴) فقط۔

فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے کو کافر کہنا غلط ہے:۔

(سوال ۴۷۱) ایک مولوی صاحب افغانستان کے یہاں پر آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ قاری فاتحہ خلف الامام کافر ہے۔

(جواب) امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ وغیرہ نہ پڑھنی چاہئے ناجائز ہے اور یہی مقتضی آیة قرآنیه واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا. (۵) اور احادیث صریحہ صحیحہ واذا قرأ فانصتوا وغیرہ کا ہے۔ باینہمہ فاتحہ پڑھنے والے کو کافر ومرتد کہنا سخت جہالت اور گمراہی ہے۔ کہنے والے کے کفر کا خوف ہے توبہ کرے یہ مسئلہ ائمہ دین میں مختلف فیہ ہے۔ امام شافعیؒ وجوب قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔ (۶) پس تکفیر میں کہنے والے کے کفر کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی جہالت سے محفوظ رکھے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۵.ط.س.ج ۱ ص ۵۴۱. ۱۲.

(۲) وفی الخلاصة اذا قرأ سورة واحدة فی رکعتین اختلف فیه والا صح انه لایکره ولکن لاینبغی ان یفعل ولو فعل لاباس به وکذا لو قرأ وسط السورة اواخر سورة فی الاولیٰ وفی الثانیة وسط سورة اوا خر سورة اخری ای لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به وفی نسخة الحلوانی قال بعضهم یکره (فتح القدیر فصل فی القرأة ج ۱ ص ۲۹۹) ظفیر.

(۳) شرح معانی الا ثار باب القراء ة خلف الا مام ج ۱ ص ۱۲۸ وج ۱ ص ۱۲۹ ظفیر.

(۴) ردالمحتارباب شروط الصلوٰة مطلب فی ستر العورة ج ۱ ص ۳۷۷.ط.س.ج ۱ ص ۴۰۶. ۱۲ ظفیر.

(۵) سورة الا عراف رکوع ۲۴. ۱۲ ظفیر.

(۶) فقراء ة الفاتحة لا تتعین رکنا عند نا الخ خلافاللشافعی رحمه اللہ فی الفاتحة الخ وللشافعی قوله علیه السلام لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب (هدایه) قوله خلافا للشافعی الخ حتی لوترک منها فی رکعة لا تجوز صلاته لان (حاشیه هدایه. باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۹۷) ظفیر.

آیات کا جواب نماز میں:۔

(سوال ۴۷۲) غیر مقلد جو آیات کا جواب دیتے ہیں مثلاً سبح اسم ربک الاعلیٰ کا جواب سبحان ربی الاعلیٰ دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مذکورہ فی السوال کا جواب عند الحنفیہ نماز میں دینا جائز نہیں ہے جواب نہ دینا چاہئے۔ البتہ خارج نماز سے اگر کوئی آیت مذکورہ پڑھے تو جواب دینا مسنون ومستحب ہے اور حضور سرور عالم ﷺ سے اکثر یہ جوابات خارج صلوٰۃ میں ہی منقول ہیں۔ (۱) نماز میں اگر کہیں وارد ہے تو وہ تعلیم کے لئے ہے۔ یا ابتدائے اسلام میں تھا جب تک کہ نماز میں زیادہ قیود نہ تھے مثلاً باتیں کرتے تھے۔ اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں جلدی پڑھ کر امام سے مل جاتے تھے وغیرہ وغیرہ رفتہ رفتہ یہ امور ممنوع ہو گئے فقط۔

دوسری رکعت کو طول دینے میں کس چیز کا اعتبار ہے:۔

(سوال ۴۷۳) نماز میں اول رکعت سے دوسری رکعت میں زیادہ قراءت مکروہ ہے۔ یہ بحساب آیتوں کے ہے یا بحساب حروف کے یا بحساب کلمات کے۔

(جواب) اگر آیتیں برابر یا قریب برابر کے ہیں تو عدد آیات کا اعتبار ہے کہ دوسری رکعت کی قراءت تین آیات سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر آیات متفاوت ہوں طول وقصر میں تو حروف وکلمات کا اعتبار ہے۔ (۲) الخ فقط۔

ایک رکعت میں دوسورتیں پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۷۴) عشاء یا صبح کی نماز میں امام ایک رکعت میں دوسورتیں پڑھے تو کچھ کراہت تو نماز میں نہیں آئی۔

(جواب) ایک رکعت میں دوسورتیں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے۔ نماز ہو جاتی ہے اور خلاف اولیٰ سے مراد کراہت تنزیہ ہے قال فی الشامی وذکر شیخ الا سلام لا ینبغی له ان یفعل علی ماهو ظاهر الروایة وفی شرح المنیة الاولیٰ ان لا یفعل فی الفروض ولو فعل لا یکره ای لا یکره تحریماً. (۳) فقط اس عبارت سے پہلے یہ ہے اذا جمع بین سورتین فی رکعة رأیت فی موضع انه لا باس به) ظفیر۔

---

(۱) عن ابن عباس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا قرأ سبح اسم ربک الا علی قال سبحان ربی الا علیٰ رواه احمد قال المظهر عند الشافعی یجوز مثل هذه الا شیاء فی الصلوٰة وغیرها وعند ابی حنیفة لا یجوز الا فی غیر ها قال التوربشتی وکذا عند مالک یجوزفی النوافل ا ه (مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح ص ۵۳۶ باب القراء ة فی الصلوٰة) ظفیر۔

(۲) واطالة الثانیة علی الاولیٰ یکره تنزیها اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا وقصرا والا اعتبرت الحروف والکلمات الخ وان باقل لا یکره (الدر المختار علی هامش ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۰۶ .ط.س.ج ا ص ۵۴۲) ظفیر۔

(۳) ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۱۰ وکذا لوجمع بین سورتین فی رکعة واحدة الا ولیٰ ان لا یفعل فی الفرض ولو فعل لا یکره (غنیة المستتملی ص ۴۶۲ ولو جمع بین سورتین فی رکعة لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به (فتح القدیر فصل فی القراء ة ج ا ص ۲۹۹) ظفیر .

قراءت خلف الامام جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۵/۱) امام کے پیچھے قرات جائز ہے یا نہیں؟

آمین بالجہر جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۶/۲) آمین آواز سے کہنا کیسا ہے۔

(جواب)(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں مقتدیوں کو سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنا ممنوع ہے۔(۱) امام شافعی رحمہ اللہ ضروری فرماتے ہیں مگر حنفیوں کو امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب اس بارہ میں اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث مسلم شریف میں واذا قرأ فانصتوا۔ یعنی جب امام پڑھے تم چپ رہو۔ دوسری حدیث میں ہے، امام کی قراءت مقتدی کی قرات ہے۔

(۲) امین بالجہر حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے۔(۲) جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیة.(۳) فقط۔

فاتحہ خلف الامام کا حکم ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۷) امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب) امام کے پیچھے الحمد اور سورۃ کچھ نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے واذا قرأ فانصتوا.(۴) اور دوسری حدیث میں ہے من کان له امام فقراءة الامام له قراءة.

اگر امام جہری نماز میں چند آیتیں سراً پڑھ جائے تو کیا کرے:۔

(سوال ۴۷۸) اگر امام جہری نماز میں دو تین آیتیں خفیہ پڑھ جائے تو یاد آنے پر شروع سے جہراً پڑھے یا اسی جگہ سے؟ اور سجدہ کرلیوے یا نہ کرے؟

(جواب) از سرنو جہراً پڑھے۔(۵) اور سجدہ کرلیوے۔(۶)

....

(۱) والموتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحة فی السریة اتفاقا فان قرأ کره تحریما (الی قوله) بل یستمع اذا جهر وینصت اذا اسر لقول ابی هریرة رضی اللہ عنہ کنا نقرأ خلف الامام فنزل واذا قرأ القران فاستمعواله وانصتوا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴......۵۴۵) ظفیر.

ع مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ ص ۸۱ . ۱۲ ظفیر.

(۲) والثناء والتعوذ والتسمیة والتامین وکونهن سراً (درمختار) جعل سرا خبر الکون المحذوف لیفید ان الاسرار بها سنة اخری (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۴۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵......۴۷۶) ظفیر.

(۳) الاعراف رکوع ۷ ۱۲ ظفیر. (۴) عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انما جعل الامام لیوتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا رواه ابوداؤد والنسائی وابن ماجه (مشکوٰۃ ص ۸۱).

(۵) موطا امام محمد ص ۳۸ . ۱۲ ظفیر. (۶) در مختار میں هے ویجهر الامام وجوبا بحسب الجماعة فان زاد علیه اساء ولو ائتم بهبعد الفاتحة او بعضها سرا اعادها جهرا بحر شامی میں هے (قوله اعاد جهرا) لان الجهر فیما بقی صار واجبا بالاقتداء والجمع بین الجهر والمخافتة فی رکعة واحدة شنیع (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۴۹۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۲) ظفیر. (۷) اور چونکہ تاخیر ہوئی اس لئے سجدہ سہو کرے وتاخیر الواجب عن محله وهو موجب لسجود السهو ۱۲ ظفیر.

فاتحہ خلف الامام اور ہاتھ ناف سے نیچے باندھنا:۔

(سوال ۴۷۹) امام کے پیچھے الحمد پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہاتھ تحت السرہ یا فوق السرہ باندھنا چاہئے؟ تحت السرہ باندھنے پر بعض غیر مقلدین اعتراض وطعن کرتے ہیں۔

(جواب) امام کے پیچھے الحمد وغیرہ جملہ قراءت کی ممانعت قرآنِ شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا الا یة وفی حدیث مسلم واذا قرأفا نصتوا الحدیث.(۱) اور حدیث صحیح ہے۔من کان له امام فقراء ة الا مام له قراء ة ۔(۲) اور فوق السرہ ہاتھ باندھنے کی دونوں طرح کی حدیثیں موجود ہیں۔ کسی امام نے کسی پر عمل کیا اور کسی نے کسی پر۔(۳) اعتراض کسی پر نہیں ہوسکتا۔ ایضاح الادلہ منگا کر اس میں یہ سب مسائل موجود ہیں اور ان کی احادیث دیکھ لیجئے، بہت کام کی کتاب ہے اور غیر مقلدوں کے جواب میں بے مثل ہے۔ ہر ایک مسئلہ خلافی میں احادیث نقل کی ہیں اور امام صاحب کی مؤید احادیث مفصل تحریر فرمائی ہیں۔

خلاف ترتیب قراءۃ کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۸۰) فرضوں کی پہلی رکعت میں قل ہو اللہ اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھی جاوے تو جائز ہے یا مکروہ؟ اور تراویح کی پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری میں سورۂ بقرہ کی چند آیات پڑھنا کیسا ہے؟ اور پہلی رکعت میں غلطی سے سولہویں پارہ کا رکوع پڑھا اور دوسری میں پندرہویں پارہ کا رکوع پڑھا یہ صورت مکروہ ہے یا کیا؟

(جواب) پہلی رکعت فرض میں قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الفلق پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔(۴) اسی طرح تراویح میں پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری رکعت میں اول سورۂ بقر سے چند آیات پڑھنا جائز ہے۔(۵) اور سہواً اگر پہلی رکعت میں سولہویں پارہ کا رکوع اور دوسری رکعت میں پندرہویں پارہ کا رکوع پڑھا گیا تو اس میں بھی کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ فرضوں میں قصداً ایسا نہ کرنا چاہئے کہ مکروہ ہے بھول کر ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۶)

منفرد نماز میں قراءت جہری کرے یا سری:۔

(سوال ۴۸۱) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے مسجد میں نہ جاوے گھر میں نماز پڑھے تو اس کو آواز سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) منفرد کے لئے نماز جہری میں جیسے مغرب وعشاء وصبح میں جہر افضل ہے۔

....

(۱) مسلم ج ۱ ص ۱۷۴.

(۲) موطا امام محمد ص ۷۸.

(۳) رواه ابو داؤد فی سنة علی انه قال السنة وضع الکف علی الکف تحت السرة (نصب الرایه ج ۱ ص ۳۱۳) ظفیر.

(۴) اس میں کراہت کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے کہ ترتیب کے مطابق ہے البتہ خلاف ترتیب مکروہ ہے ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا (الدر المختار. علی هامش ردا لمحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی القرأة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) اور اگر شبہ ہو کہ قل ہو اللہ چھوٹی ہے اور قل اعوذ برب الفلق بڑی تو یہ برائے نام ہے اور کراہت کے لئے تین آیت زیادہ ہونا چاہئے واطالة الثانیة علی الا ولیٰ یکره تنزیها اجماعا ان بثلاث ایات الخ وان باقل لا یکره (ایضاً ج ۱ ص ۵۴۶) واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(۵) واذا قرأ فی الا ولیٰ قل اعوذ برب الناس ینبغی ان یقرأها فی الثانیة ایضا الخ وفی الوالجیة ...... من یختم القران فی الصلوٰة اذا فرغ من المعوذ تین فی الرکعة الا ولیٰ یرکع ثم یقوم فی الرکعة الثانیة یقرأ بفاتحة الکتاب وشئی من البقرة (غنیة المستملی ص ۴۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۷) ظفیر.

(۶) افاد ان التنکیس او الفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهواً فلا کما فی شرح المنیة (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر

پس صورت مسؤلہ میں آواز سے پڑھنا درست ہے بلکہ افضل ہے۔(۱) البتہ ترک جماعت بلا عذر شرعی گناہ ہے۔(۲)

نماز میں متفرق پاروں سے قراءت جائز ہے:۔

(سوال ۴۸۲) میں بیشتر فرائض میں متفرق سیپاروں کے رکوع اور مختلف سیپاروں اور سورتوں کی آیات پڑھی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس سے نمازوں میں کچھ فرق تو نہیں آیا؟

(جواب) جو عمل آپ کا پہلے رہا ہے متفرق آیات نماز میں پڑھنے کا اس میں کچھ گناہ نہیں ہوا اور نمازوں میں کچھ فرق نہیں آیا۔ البتہ آئندہ کو فرائض میں ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھا کریں یہ سنت ہے۔ ایک سورۃ کو دو رکعت میں نہ کریں متفرق آیات و رکوع بھی نہ پڑھا کریں۔ نفلوں میں درست ہے۔(۳)

سنت و وتر میں متفرق آیات پڑھنے کا حکم:۔

(سوال ۴۸۳) سنت مؤکدہ اور وتر میں متفرق آیات پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب) وتر اور سنت موکدہ میں بھی بہتر پوری سورۃ پڑھنا ہے لیکن متفرق آیات پڑھنا بھی جائز ہے۔(۴) فقط۔

جمعہ کی فجر میں قراءۃ:۔

(سوال ۴۸۴) جمعہ کی فجر میں سورۂ جمعہ اور منافقون سنت ہے ان کے علاوہ کوئی اور سورۃ پڑھنا خلاف سنت تو نہیں ہے؟

(جواب) رسول اللہ ﷺ سے سورہ جمعہ اور منافقون پڑھنا اکثر ثابت ہے نہ ہمیشہ۔ اگر کوئی کبھی ان کے علاوہ پڑھے تو سنت کے خلاف نہیں۔(۵) بلکہ اس سے عوام کا مغالطہ سے بچنا زیادہ قریب اور اس وجہ سے احناف کے یہاں تعیین سورۃ نہیں ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) وان کان منفرد ا فهو مخیران شاء جهراوا سمع نفسه لان امام فی حق نفسه وان شاء خافت لانه لیس خلفه من یسمعه والا فضل هو الجهر لیکون الا داء علی هئیة الجماعة هدایه فصل فی القراء ة یج ۱ ص ۱۰۵.

(۲) والجماعة سنة مؤکدة للرجال قال الزاهدی ارا دوا بالتاکید الوجوب(درمختار) قال فی النهر الا ان هذا یقتضی الا تفاق علی ان ترکها مرة بلا عذر یوجب اثما الخ (رد المحتار باب الا مامة. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۲)ظفیر.

(۳) الا فضل ان یقرأ فی کل رکعة الفاتحة وسورة کاملة فی المکتوبة الخ ولو قرأ بعض السورة فی رکعة والبعض فی رکعة قیل یکره وقیل لا یکره وهو الصحیح ولکن لکا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به کذا فی الخلاصه ولو قرأ من وسط سورة او من اخر سورة وقرأ فی الرکعة الا خری من وسط سورة اخری او من اخر سورة اخری لا ینبغی له ان یفعل ذالک علی ما هو ظاهر الروایة ولکن لو فعل ذالک لا باس به (الی قوله) هذا کله فی الفرائض واما فی السنن لا یکره (عالمگیری کشوری فصل رابع فی القرائة ج ۱ ص ۷۷. ط. ماجدیهج ۱ ص ۷۸...... ۷۹)ظفیر.

(۴) عالمگیری کشوری. فصل رابع فی القراء ة ج ۱ ص ۷۷. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۸...... ۷۹

(۵) ویکره التعیین کا لسجدة وهل اتی لفجر کل جمعة بل یندب قرأتهما احیانا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴)ظفیر.

(۶) واذا فرغ من الخطبه اقام والصلوٰة وصلی بالناس رکعتین علی ماهو المتوارث المعروف وفی التحفه وغیرها یقرأ فیهما قدر ما یقرأ فی الظهر لا نهما بدل منه ان قرأ بسورة الجمعة واذاجاء ک المنافقون او بسبح اسم وهل اتک حدیث الغاشیة تبرکا بالما ثورعنه علیه الصلوٰة والسلام علی ما مر فی صفة الصلوٰة کان حسنا ، لکن یترکه احیا نا لئلا یتو هم العامة وجوبه (غنیة المستملی ص ۵۲۰)ظفیر.

فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۴۸۵) مقتدی کو امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کا کیا حکم ہے؟ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ بغیر فاتحہ کے نماز مقتدی کی نہیں ہوتی، اور بعض صاحب فرماتے ہیں کہ امام کی قرائۃ مقتدی کو کافی ہے۔ صحیح کیا بات ہے؟ اور مقتدی کو قراءۃ کرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) جو صاحب یہ فرماتے ہیں کہ امام کی قراءۃ مقتدی کو کافی ہے ان کا قول صحیح ہے۔ مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا نہ چاہئے۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ حدیث شریف میں ہے **من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة** دوسری حدیث میں ہے **واذا قرأ فانصتوا. الخ.** (۱) فقط۔

فجر میں قراءت کی مقدار:۔

(سوال ۴۸۶) فجر کی نماز میں کس قدر قراءت پڑھنا سنت ہے؟

(جواب) طوال مفصل کی سورتیں صبح کی نماز میں پڑھنا سنت ہے یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک۔ (۲) فقط۔

ضاد کو ظاء پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۸۷/ ۱) ضاد کو ظا پڑھنا نماز میں کیسا ہے؟

ضاد کو درمیانی مخرج سے پڑھنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۸۸/ ۲) بکر آمین بالجہر اور رفع یدین نہیں کرتا اور مذہب حنفیہ کا پورا پابند ہے مگر الحمد کو سات آیتیں پڑھتا ہے اور حرف ضاد کو اس طرح پڑھتا ہے کہ نہ دال ظاہر ہو نہ ظا۔ کیا ایسے امام کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) جو شخص مخرج سے پڑھنے پر قادر ہو وہ مخرج سے ادا کرے ورنہ قصداً ظا نہ پڑھے۔ اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ شرح فقہ اکبر میں بعض روایات میں بالقصد پڑھنے میں حکم کفر نقل فرما ہے۔ (۳) اعاذنا اللہ منہ۔

(۲) امام جماعت کو ایسے امور میں احتیاط کرنی چاہئے۔ کیا ضرورت ہے کہ وہ عامہ علماء احناف کے خلاف ایسا امر اختیار کرتا ہے جس سے عام نمازیوں میں تشویش ہو۔ کیا اس کے نزدیک ان لوگوں کی نماز نہیں ہوتی جو الرحمٰن الرحیم واہدنا الصراط المستقیم پر وقف نہیں کرتے یا ضاد کو ظاء نہیں پڑھتے۔ اگر ایسا خیال ہے تو گویا خواص و عوام اہل اسلام عرب و عجم کی نمازوں کو وہ باطل سمجھتا ہے۔ اور بطلان ایسے عقیدہ اور خیال کا ظاہر ہے۔ آخر کیسے کیسے علماء محققین حنفیہ

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۷۹ و ص ۸۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویسن فی الحضر لامام ومنفرد طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۳ مطلب السنة تکون سنة عین و کفایة. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۹......۵۴۰) ظفیر.

(۳) وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرأ لظاء المعجمة مکان الضاد المعجمه ویقرأ اصحاب الجنة مکان اصحاب النار فقال لا یجوز امامته ولو تعمد یکفر قلت اما کن تعمده کفر افلا کلام فیه اذا لم یکن فیه لغتان ففی ضنین الخلاف سامی واما تبدیل الظاء مکان الضاد ففیه تفصیل (شرح فقه اکبر ص ۲۰۵) ظفیر.

میں گذری ہیں، کیا امام مذکور کو اپنی تحقیق کو ان سب سے زیادہ سمجھتا ہے جو اپنی تحقیق کے سامنے کسی کی نہیں سنتا اور سب کے خلاف اپنی رائے کو قابل اعتماد اور صواب سمجھتا ہے فقط۔

وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ ملانی چاہئے یا نہیں :۔

(سوال ۵۸۹) وتر کی تیسری رکعت میں جس میں دعاء قنوت پڑھی جاتی ہے اس میں سورت ملانی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) وتر کی تینوں رکعت میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا ضروری ہے اور فرض ہے تیسری رکعت میں بھی سورۃ ملانا ضروری ہے۔ ہمیشہ وتر اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ ھکذا فی عامۃ کتب الفقہ۔(۱)

آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے آمین بالجہر و بالاخفاء ثابت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۵۹۰) رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ سے آمین بالجہر و آمین بالاخفاء ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) احادیث میں آمین بالجہر اور آمین بالاخفاء دونوں مروی ہیں اور آئمہ مجتہدین میں بعض نے آمین بالجہر کو راجح فرمایا ہے اور بعض نے آمین بالسر کو راجح فرمایا۔(۲) چنانچہ امام ابوحنیفہؒ آمین بالسر کو سنت فرماتے ہیں اور آمین بالجہر کو تعلیم اور ضرورت پر محمول فرماتے ہیں۔ جیسا کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ نے نماز سری میں کوئی آیت جہر سے پڑھی کہ مقتدیوں کو معلوم ہو جاوے کہ آپ فلاں سورت پڑھ رہے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تائید آیت قرآنی سے بھی ہوتی ہے ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ. والبحث فیہ طویل . فاکتف علی ھذہ الدلیل.

فرائض ونوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر قرأت درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۵۹۱) فرائض یا نوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) فرائض میں ایک چھوٹی سورۃ کا فصل کرنا مکروہ ہے اور نوافل میں درست ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۳)

---

(۱) وھو ثلاث رکعات بتسلیمۃ الخ ولکنہ یقرأ فی کل رکعۃ من فاتحۃ الکتاب وسورۃ احتیاطا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۶۲. ط.س. ج۲ ص۵) ظفیر.

(۲) عن وائل بن حجر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ولاالضالین قال امین رفع بھا صوتہ رواہ ابوداؤد والترمذی واخرون وھو حدیث مضطرب وعن ابی ھریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من قرأۃ ام القرآن رفع صوتہ وقال امین رواہ الدارقطنی والحاکم وفی اسنادہ لین (اثار السنن باب الجھر بالتامین ج ۱ ص ۹۲ وج ۱ ص ۹۳) قال عطا امین وقد قال اللہ تعالیٰ ادعواربکم تضرعاوخفیہ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا یقول لا تبادروا الامام اذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضالین فقولوا امین واذا رکع فارکعوا الخ رواہ مسلم قال النیموی یستفادمنہ ان الا مام لا یجھر بامین . وعن وائل بن حجر قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قرأ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال امین واخفی بھا صوتہ رواہ احمد والترمذی وابو داؤد اخرون واسنادہ صحیح وفی متنہ اضطراب (آثار السنن باب ترک الجھر بالتامین ج ۱ ص ۹۴) تفصیل مذکورہ کتاب میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲ ظفیر۔

(۳) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرأ منکوسا الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالک (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر.

آیت کا شروع چھوڑ کر قراءۃ کی تو نماز ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۲) امام نے بعد سورۂ فاتحہ سورۂ فتحنا کے آخر رکوع کی آخیر آیت محمد الرسول چھوڑ کر یعنی والذین معہ اشداء الآیۃ۔ یعنی منھم مغفرۃ و اجراً عظیماً تک پڑھا نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوگئی مگر شروع آیۃ کا چھوڑنا اچھا نہیں ہوا۔(۱)

پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ھواللہ پڑھی تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۹۳) امام نے پہلی رکعت میں سورۂ اذا جاء پڑھی اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ۔ نماز کو پھر پڑھنا چاہئے یا کیا۔

(جواب) فرائض میں قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے، اور سہواً اگر ایسا ہوگیا تو کچھ کراہت نہیں اعادہ نماز کا لازم نہیں ہے۔(۲)

ایک سورہ بیچ میں چھوڑ کر پڑھے یا بے موقع وقف کرے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۵۹۴) اگر کوئی نماز میں ایک سورۃ پڑھ کر ایک چھوڑ کر تیسری سورت پڑھ لے اور قراءت میں بے موقع وقف کر دے تو اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ الخ. ولا یکرہ فی النفل شئی .(۳)(فی الدر المختار) حاصل یہ ہے کہ چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔ مگر نوافل میں مکروہ نہیں ہے۔ اگر درمیان آیۃ سانس ٹوٹ جاوے اس وجہ سے وقف کیا تو اعادہ اس آیۃ کا کرنا چاہئے۔ باقی تفصیلی حکم کسی قاری صاحب سے دریافت کرنا چاہئے۔

قرآن کا ترجمہ نماز میں پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۵۹۵) ایک زبردست عالم کا بیان ہے کہ اگر قرآن شریف کی کسی آیت کا ترجمہ اردو میں پڑھ لیا جاوے تو نماز ادا ہو جاتی ہے کیونکہ قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہے جو رسول مقبول ﷺ نے عربی زبان میں کیا اور قرآن شریف کے نزول کا یہ ذریعہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈال دیا۔ انہوں نے اپنی زبان مبارک سے ادا کیا۔ یہ بیان اس مولوی صاحب کا صحیح ہے یا غلط۔

(جواب) اس زبردست عالم کے حوالے سے جو مسئلہ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب دین کے عالم نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے ایسے غلط مسئلے نام کے عالم بیان کر دیتے ہیں۔ الحمد یا کسی سورۃ کا ترجمہ نماز میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ قرآن شریف نام ہے اس عربی کلام اللہ کا جو مابین الدفتین ہے۔ یعنی دو

---

(۱) الا فضل ان یقرأ فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ کاملۃ فی المکتوبۃ الخ ولو قرأ فی رکعۃ من وسط سورۃ او من اخر سورۃ وقرأ فی الرکعۃ الاخری من وسط سورۃ اخری او من اخر سورۃ اخری لا ینبغی لہ ان یفعل ذالک علی ما ھو ظاھر الروایۃ ولکن لو فعل ذالک لا باس بہ کذا فی الذخیرۃ (عالمگیری مصری الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ فصل رابع ج ۱ ص ۷۳. ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۷۸...... ۷۹) ظفیر. (۲) و یکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۰) افاد ان التنکیس اوا لفصل بالقصیرۃ انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سھوفلا، کما فی شرح المنیۃ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰. ط. س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر. (۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰. ۱۲. ظفیر.

پٹھوں کے درمیان میں جو کلام اللہ ہے یہی قرآن شریف میں ہے اور یہی کلام اللہ ہے۔ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے۔(۱)

پس اس مولوی کا یہ کہنا کہ یہ عربی قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے، بلکہ اس کا ترجمہ ہے الخ۔ بالکل غلط ہے اور افتراء ہے۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے انا انزلناہ قرانا عربیاً .(۲) اسی طرح بہت جگہ قرآن کو عربی فرمایا ہے اور ایک جگہ یہ بھی ارشاد ہے ولو جعلناہ قرانا اعجمی لقالوا لو لا فصلت ایاتہ أ اعجمی وعربی .(۳) یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اگر ہم قرآن کو عربی زبان میں نہ اتارتے اور عجمی کر دیتے یعنی سوائے عربی کے دوسری زبان میں اتارتے تو کفار یہ اعتراض کرتے کہ عربی پیغمبر پر عجمی قرآن اتارا گیا یہ عجیب بات ہے۔ اور فقہ کی کتابوں میں صاف یہ لکھا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ البتہ جو شخص نومسلم کوئی ایسی موٹی زبان کا ہے کہ اس سے عربی لفظ نہیں کہے جاتے اس کو تاوقت یہ کہ وہ سیکھے اور قرآن پڑھ سکے یہ درست ہے کہ ترجمہ ہی پڑھ لے کیونکہ وہ معذور ہے قرآن کے پڑھنے سے۔ اور یہ کہنا اس کا کہ خداتعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈال دیا۔ آپ نے اپنی زبان سے عربی الفاظ میں بیان کر دیا۔ یہ عقیدہ بھی بالکل اس کا اہل سنت کے خلاف ہے۔ یہ نیچریت اور مرزائیت کے معتقد معلوم ہوتے ہیں۔ اہل سنت، اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ سے قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ خود قرآن شریف میں آیا: نزل به الروح الامین.(۴) کہ اس قرآن کو روح امین یعنی جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے پاس سے اتارا ہے۔ الغرض ایسے بدعقیدہ والے کی بات نہ سننی اور نہ ماننی چاہئے۔ فقط۔

عورتیں جہری نماز میں قراءت جہر کے ساتھ کریں یا آہستہ:۔

(سوال ۱/۵۹۶) عورتیں نماز سریہ و جہریہ میں قراءت جہر سے کریں یا آہستہ؟

قراءت فرض کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۲/۵۹۷) نماز میں قراءت فرض ہے سو کس قدر فرض ہے؟

فجر کی ایک رکعت میں ایک رکوع پڑھا اور دوسری میں کوئی سورۃ تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۳/۵۹۸) فجر یا کسی نماز میں کسی سورۃ کا رکوع۔ اور دوسری رکعت میں کسی سورۃ کا جزو یا کل پڑھا تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) عورتیں سب نمازوں میں قرأت آہستہ کریں (فی الکبیری قال ابن الھمام خرج بالنوازل بان نغمة المرأة عورة الی قوله وعلیٰ ھذا لوقیل اذا جھرت بالقران فی الصلوٰة فسدت کان متجھا)۔(۵)

---

(۱) کما صح لو شرح بغیر عربیة الخ او قرأ بھاعاجزا فجائز؛ جماعاقید القراءة بالعجز لان الاصح رجوعه الی قولھما وعلیه الفتویٰ قلت وجعل العینی الشروع کالقراءة لا سلف له ولا سندله یقویه (درمختار) وانما المنقول انه رجع الی قولھما فی اشتراط القراءة بالعربیة الا عند العجز الخ لان الامام رجع الی قولھما فی اشتراط القراءة بالعربیة لان المامور به قراءة القران وھو اسم المنزل باللفظ العربی المنظوم ھذا النظم الخاص المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلا متواتر الخ(رد المحتار. باب صفة الصلوٰة فصل تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۱.ط.س.ج ۱ ص ۴۸۳......۴۸۴)ظفیر.

(۲)سورة یوسف رکوع. ۱. ۱۲ ظفیر.(۳) سورہ فصلت. پارہ:۲۴.(۴) سورة النحل پارہ ۱۴.

(۵) ردالمحتارباب شروط الصلوٰة مطلب فی ستر العورة ج ۱ ص ۳۷۷ ..ط.س.ج ۱ ص ۴۰۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) مطلق قراءت بقدر ایک آیت کے فرض ہے۔ کمافی الشامی۔ ای قرأۃ اٰیۃ من القران وھی فرض عملی۔ (۱) اور الحمد شریف اور اس کے ساتھ سورۃ ملانا واجب ہے۔ اور مقدار چھوٹی سورۃ سے جیسا انا اعطیناک الکوثر تین آیتیں ہیں، واجب ادا ہوجائے گا (وتجب قراءۃ الفاتحۃ وضم السورۃ او ما یقوم مقامھا من ثلاث اٰیات قصار او اٰیۃ طویلۃ فی الا ولیین. عالمگیری ج ۱ ص ۶۶ .ظفیر.)

(۳) مستحب یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری سورۃ پڑھے۔ (والا فضل ان یقرأ فی کل رکعۃ سورۃ تامۃ ولو قرأ بعض السورۃ فی رکعۃ وباقیھا فی رکعۃ قیل یکرہ والصحیح انہ لا یکرہ الخ کبیری ص ۴۶۲)

قرأت خلف الامام درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۹) قراءۃ خلف الامام جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو کیا دلیل ہے؟

(جواب) قراءۃ خلف امام نزد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جائز نیست بقول علیہ السلام من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ رواہ الطحاوی والا مام محمد فی موطاہ واسنادہ صحیح کما فی آثار السنن وقولہ علیہ السلام واذا قرأ فأنصتوا الحدیث رواہ مسلم .(۲) وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

(ویکرہ عند ھما لما فیہ من الوعید ویستمع وینصت (ھدایہ) قال العلامہ بدر الدین یعنی فی شرح الھدایہ وفی شرح التاویلات عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ من قرأ خلف الا مام لا صلوٰۃ لہ وروی ایضاً نھی ذلک عن جماعۃ من الصحابۃ رضی اللہ عنہ . جمیل الرحمن)

قراءت میں مسبوق کے لئے امام کی ترتیب لازم ہے یا نہیں:۔

(سوال ۶۰۰) مسبوق کے ذمہ ترتیب امام لازم ہے یا نہیں۔ مثلاً امام نے کوئی سورۃ پڑھی تو مسبوق اس سے قبل کی سورۃ بلا کراہت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) مسبوق کے ذمہ ترتیب امام لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی نماز میں منفرد کے حکم میں ہے (والمسبوق من سبقہ الامام بھا او ببعضھا وھو منفرد فیما یقیضہ. درمختار. جملہ)

مشکوٰۃ و بخاری کی حدیث میں تطبیق کیا ہے:۔

(سوال ۶۰۱) سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارہ میں مشکوٰۃ میں خداج آیا ہے اور بخاری میں لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اس کا مطلب واضح فرمائیں۔

---

(۱) باب صفۃ الصلوٰۃ مبحث القراۃ ج ۱ ص ۴۱۵ .ط.س.ج ۱ ص ۴۴۶ . ۱۲ ظفیر.
(۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ ص ۷۹ و ص ۸۱ اور آثار السنن باب فی ترک القرأۃ خلف الامام ج ۱ ص ۸۷ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(جواب) یہ حکم امام ومنفرد کے لئے ہے مقتدی کو قراءت کی ممانعت دوسری احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ واذا قرأ فانصتوا.(۱) الحدیث من کان له امام فقرأة الامام له قرأة الحدیث.(۲) وقال الله تعالیٰ واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا.(۳) فقط۔

خلاف ترتیب قراءت کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۶۰۲) درقراءۃ تقدیم الم نشرح تاخیر والضحیٰ جائز است یانہ؟ واگر سہواً ایں چنیں کند سجدہ سہو ہست یانہ؟

(جواب) قصداً تقدیم الم نشرح وتاخیر والضحیٰ نکند وبحالت سہو، سجدہ سہو نیست۔ (فی الدر المختار. ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوساً . قال الشامی لان ترتیب السور فی القرأ ة من واجبات الصلوٰة (الی ان قال) انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهوا فلا.

(شامی ج ا ص ۵۱۰ فی فصل القراء ة. ۱۲ جمیل الرحمن)

درمیان سے سورۃ پڑھے تو بسم اللہ پڑھے یا نہیں۔ اسی طرح قنوت اور جنازہ میں دعا کے شروع میں بسم اللہ کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۶۰۳) جب کسی سورۃ کو درمیان سے پڑھے تو بسم اللہ کرے یا نہیں۔ اور وتر میں جب دعائے قنوت پڑھے۔ بسم اللہ کرے یا نہیں۔ اور نماز جنازہ میں جب درود یا دعاء پڑھے تو بسم اللہ کرے یا نہیں۔

(جواب) جب کسی سورۃ کو درمیان سے بھی پڑھے تب بھی بسم اللہ کرے اور وتر میں جب دعاء قنوت پڑھے تب بھی بسم اللہ کرے اور جنازہ کی نماز میں جب درود یا دعا پڑھے اور بسم اللہ شروع میں پڑھے کچھ حرج نہیں عہ کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ عزیز الرحمٰن۔

(جلد دوم تمام شد)

....

(۱) مشکوۃ باب القراء ة فی الصلوٰة ص ۷۹ و ص ۸۱. ظفیر

(۲) آثار السنن. باب فی ترک القرأة ص ۸۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) سورة الاعراف رکوع ۲۴. ۱۲ ظفیر.

عہ یعنی ان تمام صورتوں میں اگرچہ بسم اللہ پڑھنا مسنون نہیں ہے لیکن اگر پڑھ لے تو حرج بھی نہیں ہے۔ کما فی الشامی ج ا ص ۴۵۸ فی بیان مفسدات الصلوة عجه قوله سمع اسم الله تعالیٰ فقال جل جلاله الخ. لان نفس تعظیم الله تعالیٰ والصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وسلم. لا ینا فی الصلوٰة ویؤیده ما فی الدر المختار فی بیان تالیف الصلوٰة لا تسن البسملة) بین الفاتحة والسورة مطلقا ولو سریة ولا تکره اتفاقاً الخ. جمیل غفرله.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

الباب الخامس فی الامامۃ

فصل اول، جماعت اور اس کی اہمیت

اگر محلّہ میں جماعت نہ ہوتی ہو تو دوسرے محلّہ کی مسجد میں جانا چاہئے یا نہیں:

(سوال ۵۱۳) محلّہ کی مسجد میں جماعت کا انتظام نہیں تو دوسرے محلّہ کی مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اپنے محلّہ کی مسجد کا حق زیادہ ہے۔ پس اس شخص کو اپنے محلّہ کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جانا چاہئے۔ شامی میں خانیہ سے منقول ہے کہ اپنے محلّہ کی مسجد میں اگر تنہا بھی نماز پڑھنی پڑے تو وہیں اذان کہہ کر نماز پڑھے اور اس کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جاوے۔ لان له حقا علیه فهو یو دیه(۱) الخ۔ فقط۔

جس مسجد میں کوئی نہ آئے کیا مؤذن اذان پکار کر دوسری مسجد میں جماعت کے لئے جا سکتا ہے:

(سوال ۵۱۴) ایک شخص مسجد میں مؤذن ملازم ہے اس مسجد میں کوئی نمازی نہیں آتا۔ عموماً مؤذن کو تنہا نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ کیا وہ مؤذن اپنی مسجد میں اذان کہنے کے بعد دوسری مسجد میں جا کر شریک جماعت ہو سکتا ہے۔

(الجواب) اذان کہہ کر اسی مسجد میں اس کو نماز پڑھنی چاہئے۔(۲) فقط۔

عذر کی وجہ سے ترک جماعت:

(سوال ۵۱۵) امیر قوے او بلحاظ حالات سرحد و دیگر وجوہ خوف است کہ اگر برائے گذاردن نماز شام و خفتن و صبح بمسجد رود خدانخواستہ ضرر بدنی باو خواہد رسید اور اجائز است کہ در جائے خود نماز ہمیں سہ مذکورہ گذاردیانہ۔

(الجواب) بعذر مذکورہ ترک جماعت روا باشد۔(۳) فقط۔

فرض نماز بیوی کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہے:

(سوال ۵۱۶) اپنی بی بی کے ساتھ فرض نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور بی بی کتنی دور کھڑی ہو۔

(الجواب) اگر اکٹھے پڑھیں تو عورت کو پیچھے کھڑا کرے۔(۴)

گندہ دہنی کا مریض جماعت میں شریک نہ ہو:

(سوال ۵۱۷) ایک شخص کو عرصہ سے گندہ دہنی کی شکایت ہے۔ جانبین کے مقتدیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کو جماعت میں شریک ہونا چاہئے یا علیحدہ نماز پڑھنی چاہئے۔

---

(۱) بل فی الخانیة لو لم یکن لمسجد منزله مؤذن فانه یذهب الیه ویو ذن فیه ویصلی ولو کان وحده لا ن له حقا علیه فیو دیه (ردالمحتارباب ما یفسد الصلوٰة الخ مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص۶۱۷ .ط.س.ج۱ ص۶۰۹ ظفیر)(۲) بل فی الخانیة لو لم یکن لمسجد منزله مؤذن فانه یذهب الیه ویوذن فیه ویصلی ولو کان وحده لا ن له حقاعلیه فیو دیه (رد المحتار . باب ما یفسد الصلوٰة الخ مطلب فی احکام المسجد ج۱ ص ۶۱۷ .ط.س.ج۱ ص۶۰۹) ظفیر مفتاحی.(۳) فلا تجب (الجماعة) علی مریض الخ ولا علی من حال بینه وبینها مطر الخ وخوف علی ماله اومن غریم او ظالم (در مختار) یخافه علی نفسه او ماله (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا مامة ج۱ ص۵۱۹ .ط.س.ج۱ ص۵۵۵ ظفیر)(۴) وقال المرأة اذاصلت مع زوجها فی البیت ان کان قد مها بخداء قدم الزوج لا تجوز صلاتهما بالجماعة وان کان قدما ها خلف قدم الزوج الخ جازت صلاتهما الخ . لو اقتدت به متاخرة عنه بقدمها صحت صلاتهما (ردالمحتارباب الامامة ج۱ ص۵۳۵ .ط.س.ج۱ ص۵۷۲)ظفیر.

(الجواب) شامی میں ہے وکذلک الحق بعضهم من بقیه بخراوبه جرح اور ائحة الی ان قال وقوله صلی الله علیه وسلم ولیقعد فی بیته صریح فی ان اکل هذه الا شیاء عذر فی التخلف عن الجماعة.(۱) الخ۔ پس معلوم ہوا کہ شخص مذکور جماعت میں شریک نہ ہو تنہا علیحدہ نماز پڑھے۔ فقط۔

عمداً ترک جماعت اور اس کا گناہ:

(سوال ۵۱۸) ہر کہ عمداً جماعت ترک کند و درخانہ نماز ادا کند او راچہ حکم است۔

(الجواب) ہر کہ بلاعذر اصرار برترک جماعت کند فاسق است۔ فی البحر لا تقبل شهادته اذا ترکها استخفافاً بذالک ومجانةً اما اذا ترکها سهواً او بتا ویل ککون الا مام من اهل الا هواء ولا یراعی مذهب المقتدی فلا.(۲) فقط۔

جماعت ثانیہ میں اختلاف اور اس کا جواب:

(سوال ۵۱۹) جماعت ثانی محلّہ کی مسجد میں جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں ہے تو عدم جواز کی کیا دلیل ہے۔ امام ابو یوسفؒ جائز کہتے ہیں اور اس قول کو اکثر فقہاء نے صحیح کہا ہے۔ اس کا کیا جواب ہے۔

(الجواب) مسجد محلّہ میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے قال المحقق الشامی و لنا انه علیه الصلوٰة والسلام کان خرج لیصل بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی اهل المسجد فرجع الی منزله فجمع اهله وصلی بهم ولو جاز ذالک لما اختار وا الصلوٰة فی بیته علی الجماعة فی المسجد ولان فی الاطلاق هکذا تقلیل الجماعة معنی فانهم لا یجتمعون اذا علموا انها لا تفوتهم الخ و مثله فی البدائع وغیره . ومقتضی هذا الا ستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحلة ولو بدون اذان ویؤیده مافی الظهیریة لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلی فیه اهله یصلون وحدا نا وهو ظاهر الراویة.(۳) اس روایت سے کراہت کا صحیح وراجح ہونا معلوم ہوگیا۔ کیونکہ یہ ظاہر الروایۃ ہے۔ پس امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایۃ ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں معمول بہا نہ ہوگی۔ اور نیز جب کہ کراہت وعدم کراہت میں تعارض ہو تو کراہت کو ترجیح ہوتی ہے۔ کما بین موضعه اور زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے رسالہ ''القطوف الدانیة فی کراهیة الجماعة الثانیه'' میں دیکھ لی جاوے۔

جگہ کے تنگ ہونے کی وجہ سے تیسرا شخص علیحدہ نماز ادا کرے تو کیا حکم ہے:

(سوال ۵۲۰) ایک شخص تنہا مسجد یا میدان میں نماز فرض ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ ایک مقتدی بھی ہے۔ یہ دونوں ایسی بلند جگہ میں ہیں کہ اگر ان کے ساتھ تیسرا شخص اقتدا کرے اور پاس کھڑا ہو تو گرنے کا خوف ہے، ایسی حالت میں اس تیسرے شخص نے تھوڑی دور ہٹ کر علیحدہ نماز پڑھنی شروع کی۔ اس کی نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

(الجواب) اس تیسرے شخص کو چاہیئے کہ وہ ابھی اس امام کی اقتداء کرے۔ اگرچہ بضرورت مذکورہ پیچھے علیحدہ کھڑا

(۱) ردالمحتار باب یفسد الصلوٰة الخ مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۹ .ط.س. ج ۱ ص ۶۶۱. ۱۲ ظفیر
(۲) البحر الرائق . باب الا مامة ج ۱ ص ۳۶۵ .ط.س. ج ۱ ص ۳۴۵. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الامامة مطلب تکرار الجماعة فی المسجد ج ۱ ص ۵۱۶ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۳. ۱۲ ظفیر.

ہو جاوے اور اگر نہ کی اور الگ نماز پڑھی تب بھی ہو گئی۔(۱)

کھلے ہوئے بازار میں جب مسجد ایک ہو تو اس وقت کیا کرے:

(سوال ۵۲۱) بازار اگر ایک میل کی مقدار میں وسیع ہو اور اس میں مسجد صرف ایک ہو تو کیا تمام اہل بازار پر نماز جماعت سے پڑھنا ضروری ہے یا صرف حوالی مسجد پر۔

(الجواب) سب پر نماز جماعت سے پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ مگر جن کو کوئی عذر ایسا ہو جیسے بیماری یا بارش یا سردی شدید وغیرہ تو ان کو ترک جماعت درست ہے۔(۲) درمختار۔

مسجد چھوڑ کر متصل ہی جماعت کرے تو کیسا ہے:

(سوال ۵۲۲) کیا دائمی طور پر مسجد کو چھوڑ کر اس کے چند ہاتھ کے فاصلہ پر اپنے گھر میں باقاعدہ جماعت کا انتظام کرنا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) یہ جائز نہیں ہے اور ترک جماعت مسجد دائمی طور سے معصیت ہے اور اصرار اس پر فسق ہے۔ قال فی الاجناس لا تقبل شهادته.(۳) شامی۔ فقط۔

جماعت کا ثواب کتنے مقتدیوں میں ہوتا ہے:

(سوال ۱/۵۲۳) جماعت کا ثواب کتنے شخصوں سے حاصل ہوگا۔ اگر ایک شخص ہی امام کے ساتھ ہو تب بھی ثواب ہوگا یا نہیں۔

(سوال ۲/۵۲۴) مقتدی امام سے کتنے فاصلہ پر کھڑے ہوں۔

(الجواب)(۱) ایک مقتدی بھی اگر امام کے ساتھ ہو جماعت ہو جائے گی اور ثواب جماعت کامل جاوے گا۔(۴)

(۲) مقتدی امام سے اتنے فاصلہ پر کھڑے ہوں کہ بے تکلف ان کا سجدہ ہو جاوے۔ فقط۔

واردات کی وجہ سے قراءت وتشہد پر قادر نہ ہو کیا کرے:

(سوال ۵۲۵) ماقولکم رحمکم الله فی رجل استولی علیه الواردات حتی لم یقدر علی القرأة والتشهد وخرج کلمة هل من مزید. یا الله اکبر . یا لا اله الا الله من فیه بلا اختیار منه وامام الناس یصلی بالجماعة ایجب علیه الدخول فی صلوٰتهم بالجماعة او یجب علیه الا نحراف عن الجماعة عسی ان یجد وقتا یؤدی الصلوٰة بقراءة وتشهد؟

(الجواب) یجب علیه الدخول فی الجماعة قال علیه الصلوٰة والسلام اذااقیمت الصلوٰة فلا صلوٰة

---

(۱) وفی الفتح لو اقتدای واحد باخر فجاء ثالث. یجذب المقتدی الخ مقتضاه ان الثالث یقتدی متاخرا و مقتضی القول بتقدم الا مام انه یقوم بجنب المقتدی الا ول والذی یظهر انه ینبغی للمقتدی التا خر اذا جاء ثالث الخ وهذا کله عند الا مکان والا تعین الممکن (ردالمحتارباب الا مامه ج ۱ ص ۵۳۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸) ظفیر.

(۲) وفی البدائع تجب الجماعة علی الرجال العقلاء البالغین الا حرار القادرین علی الصلوٰة با لجماعة من غیر حرج الخ وتسقط الجماعة بالاعذارحتی لا تجب علی المریض الخ والصحیح انها تسقط بالمطر و الطین والبرد الشدید والظلمة الشدیدة کذا فی التبیین (عالمگیری مصری الباب الخامس فی الامامة ج ۱ ص ۷۷ .ط.ماجدیه ج ۱ ص ۸۲..... ۸۳) ظفیر.

(۳) رد المحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۴ .۱۲ ظفیر.

(۴)

الا المکتو بة وقال علیه الصلوٰة والسلام فعلیک بالجماعة فانما یاکل الذئب القاصیة الحدیث فالشیطان ذئب الا نسان یسوّل له ویصده عن ذکر الله والمسابقة الی الخیرات . فالوار دات المقبولة ماتد عوه الی اتباع السنة السنیة لا ما تمنعه عن القربات فلا ینحرف عن الجماعة ویجتهد بقدر الوسع ان یزیل تلک الوار دات یا تی باوارد الصلوٰة فما فوت بلا اختیار لا یواخذ به. فقط والله تعالیٰ اعلم . کتبه عزیز الرحمن عفی عنه . الجواب صواب محمد انور عفا الله عنه.

مسلمان بھنگی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۵۲۶) مسلمان حلال خور (بھنگی) مسجد میں نماز باجماعت ادا کرسکتے ہیں یا نہیں۔ اور حوض مسجد سے وضو کرسکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) مسلمان حلال خور مسجد میں نماز باجماعت ادا کرسکتے ہیں اور حوض مسجد سے وضو کرسکتے ہیں (۱) فقط۔ (مسجد آتے وقت اتنا لحاظ رہے کہ صاف ستھرہ اور پاک لباس جسم پر ہو جس میں نہ نجاست ہو اور نہ بدبو۔ اور یہ سبھوں کے لئے ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

جماعت ثانیہ کی کراہت کے دلائل:

(سوال ۵۲۷) جماعت ثانیہ کی کراہت کی کیا دلیل ہے۔

(الجواب) مقلدین کے لئے اقوال فقہاء وائمہ بطور دلیل کافی ہیں پس جب کہ ظاہر الروایۃ عند الحنفیہ کراہت جماعت ثانیہ مسجد محلّہ میں ہے جیسا کہ شامی میں منقول ہے تو اس سے زیادہ مقلدین کے لئے کوئی حجت نہیں ہے۔ شامی میں منقول ہے ومقتضی هذا الا ستد لال کراهة التکرار فی مسجد المحلة ولو بدون اذان یؤیده ما فی الظهیریة لو دخل جماعة المسجدبعدما صلیٰ فیه اهله ویصلون وحداناً وهو ظاهر الروایة. (۲) الخ اور اس سے کچھ پہلے مذکور ہے ثم قال فی الا ستدلال علی الا مام الشافعی النافی الکراهة ما نصه ولنا انه علیه الصلوٰة والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی فیه اهل المسجد فرجع الی منزله فجمع اهله وصلی بهم ولو جاز ذلک لما اختار الصلوٰة فی بیته علی الجماعة فی المسجد ولان فی الا طلاق (ای فی تجویز الجماعة الثانیة) هکذا تقلیل الجماعة معنی فانهم لا یجتمعون اذا علموا انهم لا تفو تهم . (۳) الخ

پس آنحضرت ﷺ کے فعل سے اور فقہاء کی تصریح سے کراہت جماعت ثانیہ مسجد محلّہ میں ثابت ہوئی۔ اس صورت میں اگر بعض روایات جواز کی بھی ہوں تو اول تو جواز کراہت کے ساتھ بھی جمع ہوتا ہے تو وہاں جواز مع الکراہت مراد ہوگا۔ غایت یہ کہ کراہت تنزیہی ہوگی، بہر حال جماعت ثانیہ کراہت تحریمی یا تنزیہی سے خالی نہیں اور دوسرے یہ کہ جہاں

(۱) دوسرے مسلمان نمازیوں کی طرح یہ بھی ہیں اور جس طرح اور عاقل بالغ مسلمانوں پر جماعت کی شرکت واجب ہے، ان پر بھی واجب ہے۔ تجب الجماعت علی الرجال العقلاء البالغین الاحرارا لقادرین علی الصلوة بالجماعة من غیر حرج (عالمگیری مصری . باب خامس ج ۱ ص ۷۷ . ط. ماجدیه ج ۱ ص ۸۲) (۲) ردالمحتار . للعلامة الشامی . باب الا مامة ج ۱ ص ۲ ؛ د ط.س. ج ۱ ص ۵۵۳ . ۱۲ ظفیر . (۳) ایضا . ط.س. ج ۱ ص ۵۵۳ . ۱۲ ظفیر

کراہت اور عدم کراہت میں تعارض ہوتا ہے تو کراہت کو ترجیح دی جاتی ہے **لان دفع المضار اولیٰ من جلب المنافع** یہی مضامین ہیں جن کو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ نے اپنے رسالہ کراہت جماعت ثانیہ میں بیان فرمایا ہے اور اس میں جواب ان روایت حدیث وفقہ کا دیا ہے جس سے جواز مفہوم ہوتا ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ نے اس بارہ میں ایک امر فیصلہ کن ارشاد فرمایا ہے، انہوں نے فرمایا کہ عدم جواز جماعت ثانیہ میں ایک دلیل مجھ کو ظاہر ہوئی۔ اور ایک حضرت مولانا احمد علی محدث سہانپور قدس سرہ کو جو کہ استاذ ہیں حضرت مولانا نانوتویؒ کے۔ وہ دلیل جو حضرت مولانا نانوتویؒ کو معلوم ہوئی وہ قصہ صلوٰۃ خوف کا ہے کہ باوجود ایسی کشاکشی کے کہ جنگ کا موقع ہے ایک ہی جماعت کی گئی اور نمازیوں کے دو طائفہ کئے گئے اور اس قدر حرکات اور ذہاب وایاب نماز کے اندر جائز کیا گیا۔ مگر جماعت ثانیہ کی اجازت نہ ہوئی حالانکہ یہ آسان تھا کہ ایک امام ایک طائفہ کو پوری نماز پڑھا دیتا اور دوسرا امام اس کے بعد دوسرے طائفہ کو پوری نماز باجماعت پڑھا دیتا اس کو فرمایا کہ یہ دلیل ظاہر تر ہے اور چونکہ یہ نماز آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص نہیں تھی بلکہ اب بھی اسی طرح پڑھنے کا حکم ہے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ اس لئے تھا کہ سب کو ان کی اقتداء کی فضیلت حاصل ہو۔ اور وہ دلیل جو حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ نے فرمائی ہے وہ دقیق ہے۔ مولانا احمد علی صاحب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ہے کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جمعہ کی نماز ہو چکی ہو تو اس مسجد میں پھر جمعہ کی جماعت درست نہیں ہے۔ چنانچہ (۱) شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ جمعہ کے بعد جامع مسجد کے کواڑ بند کر دیئے جاویں کہ ایسا نہ ہو کہ پھر چند آدمی آکر جماعت ثانیہ کر لیں تو اس کی وجہ میں جو غور کیا کہ کیا وجہ اس عدم جواز کی ہے حالانکہ شرائط جمعہ سب علیٰ حالہا موجود ہیں۔ مصر بھی ہے، اذن عام بھی ہے، نمازی بھی موجود ہیں۔ ایک مصر میں تعدد جمعہ بھی درست ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دوبارہ جماعت جمعہ ایک مسجد میں صحیح نہ ہو تو اس کے سوا کچھ وجہ نہیں کہ جمعہ کے لئے جماعت بھی شرط ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جماعت ثانیہ جماعت مشروعہ نہیں ہے۔ اور جب کہ وہ جماعت معتبرہ نہ ہوئی تو ایک شرط جمعہ کی فوت ہوگئی۔ پس معلوم ہوا کہ جماعت ثانیہ ایک مسجد میں درست نہیں ہے۔ **وھو کما قال رحمہ اللہ**۔ فقط۔

ترک جماعت:

(سوال ۵۲۸) اگر کوئی شخص دو سال سے مسجد میں اذان متواتر دیتا ہو، اذان سے پیشتر ایک گھنٹہ مسجد میں آنا۔ اذان کے شوق سے۔ مسجد کے مسافروں کو کھانا دینا، مسجد کے تیل و بتی لوٹا بوریہ وغیرہ کا اہتمام کرنا۔ امام مسجد کو ہر قسم کی امداد دینا وغیرہ۔ امور خیر اذان کے شوق کی وجہ سے کرتا تھا۔ اگر کوئی شخص اس کو اذان دینے سے بند کر دے اور اسی وجہ سے وہ امور مذکورہ بالا کو چھوڑ دے تو شرعاً کیا حکم ہے۔ مؤذن نے مسجد میں آنا بھی چھوڑ دیا ہے اپنے گھر ہی نماز پڑھتا ہے۔

(الجواب) اذان کہنے کا ثواب حدیثوں میں بہت کچھ وارد ہوا ہے بشرطیکہ اذان وقت پر اور صحیح طور سے پڑھتا ہو۔ لیکن اذان سے زیادہ ثواب جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے اور اس کی تاکید بہت زیادہ ہے۔ پس اگر مؤذن مذکور کو کسی وجہ سے لوگوں نے اذان کہنے سے روک دیا ہے تو اس کو جائز نہیں کہ مسجد میں نماز پڑھنا جماعت سے بھی چھوڑ دے، یہ بہت برا

---

(۱) والظاهر انه يغلق ايضاً بعد اقامة الجمعة لئلا يجتمع فيه احد بعدها (ردالمحتار باب الجمعة ج ص ۷۶۲. ط.س. ج ۲ ص ۱۵۷) ظفیر.

ہے۔(۱) البتہ اگر وہ مؤذن اذان صحیح کہتا تھا اور وقت پر کہتا تھا اور لوجہ اللہ کہتا تھا اور اس شوق میں دوسرے افعال خیر کے بھی کرتا تھا اور مسجد کی ہر ایک قسم کی خبر گیری کرتا تھا تو اس کو بے وجہ اذان کہنے سے روکنا برا ہے۔ اہل محلہ واہل مسجد کو چاہئے کہ اس کو اذان کہنے سے نہ روکیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے انہوں نے روک دیا ہے تو اس مؤذن کو یہ سمجھنا چاہئے کہ بموجب حدیث شریف انما الاعمال بالنیات اس کو نیت نیک کا ثواب ملے گا اور جماعت کو اور دیگر امور خیر کو نہ چھوڑنا چاہئے کیونکہ یہ کم فہمی کی بات ہے کہ اگر ایک کام ثواب کا اس سے روکا گیا تو دوسرے کام ثواب کے اور ضروری امور شرعیہ کو یعنی جماعت وغیرہ کو بھی چھوڑ دے۔ فقط۔

جماعت کی شرکت کے لئے جذامی مسجد میں نہ آئے:

(سوال ۵۲۹) مرض جذام متعدی بیماری ہے یا نہیں۔ اگر جذامی جماعت سے نماز ادا کرنا چاہے اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ اس مجبوری کی حالت میں اس کا اپنے مکان میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور ترک جماعت کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ جذامی کو نیزہ روئی لگا کر دینے کا حکم ہے اس کی کیا اصل ہے۔

(الجواب) جذامی کے لئے حکم یہی ہے کہ وہ مسجد میں نہ آوے اور جماعت میں شریک نہ ہو اور گھر میں نماز پڑھے۔ پس ترک جماعت میں اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کو حکم یہی ہے۔ اور جماعت میں شریک ہونا اس کے لئے مکروہ ہے اور گناہ ہے۔(۲) درمختار۔ فقط

ایک مسجد میں دو اذانیں اور دو جماعتیں جائز ہیں یا نہیں:

(سوال ۵۳۰) اگر کسی مسجد میں امام حنفی ہو۔ اور کچھ زمانہ سے گروہ غیر مقلدین میں سے کچھ آدمی وہاں نماز پڑھنے لگے اور آمین بالجہر وغیرہ کرنے لگے اور موجودہ امام مسجد کو گاہ گاہ صحیح معنی سمجھ کر وظیفہ شیئاً للہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے اس لئے غیر مقلدین نے اس کو مشرک قرار دے کر اس کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ اس مسجد میں ایک گروہ نے علیحدہ جماعت کرائی اور اذان دینی شروع کر دی۔ اب اس مسجد میں دو اذان اور دو جماعت ہوتی ہیں۔ ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور قدیم امام کو مشرک کہنا کیا حکم رکھتا ہے۔

(الجواب) دو اذانیں اور دو جماعتیں ایک مسجد میں جائز نہیں ہیں (۳) اور امام مذکور مشرک نہیں ہے، اس کو مشرک کہنا غلط ہے۔ البتہ وظیفہ شیئاً للہ اس امام کو ترک کر دینا چاہئے کہ یہ وظیفہ جائز نہیں ہے۔(۴) اور امام کو ایسے مشتبہ امور سے احتراز کرنا چاہئے۔ فقط۔

---

(۱) والجماعة سنة مؤكدة للرجال الخ وقيل واجبة وعليه العامة الخ (درمختار) قال فى شرح المنية والاحكام تدل على الوجوب من ان تاركها بالا عذر يعزر وترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه الخ (رد المحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۷) ظفير غفرله.

(۲) ويمنع منه اى المسجد وكذا كل موذ (درمختار) وكذالك القصاب والسماك والمجذوم والابرص اولى بالالحاق (ردالمحتار). باب يفسد الصلوٰة وما يكره مطلب فى احكام المسجد ج ۱ ص ۶۱۹. ط.س. ج ۱ ص ۶۶۱) ظفير.

(۳) اهل المسجد اذا صلوا باذان وجماعة يكره تكرار الاذان والجماعةفيه (عالمگيرى الباب الثانى فى الاذان ج ۱ ص ۵۱ ط. ماجديه ج ۱ س ۵۴) ظفير.

(۴) دیکھئے مائۃ مسائل حضرت شاہ اسحٰق صاحب دہلوی ....

صرف بچے مقتدی ہوں تو بھی جماعت ہوگی:

(سوال ۵۳۱) جب کہ بالغ مقتدی نہ ملیں تو صرف بچوں کے مقتدی بن جانے سے ثواب جماعت کا ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) اگر مقتدی بالغ کوئی نہ ہو تو صرف بچوں کو مقتدی بنانے سے جماعت کا ثواب حاصل ہو جاوے گا۔(۱) فقط۔

جو اذان سن کر مسجد نہیں آتا اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں:

(سوال ۵۳۲) اگر کوئی شخص اہل محلّہ اذان سن کر مسجد میں نہیں آتا اور شریک جماعت نہیں ہوتا، گھر پر نماز پڑھتا ہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے اور نماز اس کی ہوتی ہے یا نہ۔

(الجواب) جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے اس کا تارک فاسق ہے اہل محلّہ کو چاہئے کہ اس کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ تارک جماعت قصداً کے لئے بہت سخت احکام ہیں۔ یہاں تک کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ بغیر کسی عذر کے تارک جماعت کو تعزیر کی جائے۔ اور اس کی شہادت معتبر نہیں۔(۲) لیکن اس کی نماز ہو جاتی ہے۔ قضاء کرنے کی ضرورت نہیں۔(۳) فقط۔

گھر میں عورتوں کے ساتھ جماعت اور اس کا ثواب:

(سوال ۵۳۳) گھر میں عورتوں کے ساتھ جماعت کرنا جائز ہے یا نہیں بہشتی زیور کے حصہ نمبر ۱۱ میں ہے کہ مرد کو صرف عورتوں کی امامت ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو۔ نہ کوئی محرم عورت مثل ماں بہن کے ہو۔ اگر کوئی مرد یا محرم عورت ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ بعض آدمی ایسی جماعت کو سنت سمجھ کر اپنی بیوی یا محرم کے ساتھ جماعت کرلیں تو ترک جماعت کی وعید سے خلاصی ہو سکتی ہے یا نہ۔ اور اگر گھر میں جماعت سنت ہوتی تو ایک حدیث میں جو اسباب اور گھروں کے جلا دینے کا رسول اللہ ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا، یہ کیوں تھا۔ الغرض بعض آدمی گھر میں جماعت کو سنت مؤکدہ سمجھ کر ادا کرتے ہیں تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) عورتوں کی جماعت تنہا مکروہ تحریمی ہے لہذا عورتیں جماعت نہ کریں یعنی اس طرح کہ امام بھی عورت ہو جماعت نہ کریں۔ **ویکرہ تحریماً جماعة النساء الخ کما تکرہ امامة الرجل لهن فی بیت لیس معه رجل غیرہ والا محرم منه کاخته وزوجته الخ** (۴) ترجمہ اس کا وہی ہے جو بہشتی زیور حصہ یازدہم سے مسئلہ نقل کیا ہے پس یہ بھی صحیح ہے۔ پس اگر مسجد میں جماعت نہ ملے تو ایسا کرنے سے وعید ترک جماعت سے خلاصی ہو سکتی ہے۔

الغرض اصل یہ ہے کہ جماعت میں مسجد میں جا کر شریک ہو۔ اگر کبھی اتفاق سے مسجد میں جماعت نہ ملے گھر پر عورتوں بچوں کو شامل کر کے جماعت کرے جیسا کہ درمختار میں ہے۔ اور حدیث احراق بیوت سے ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کو بلا عذر گھر پر جماعت نہ کرنی چاہئے بلکہ مسجد میں آویں اور شریک جماعت ہوں۔ اور اگر کبھی اتفاق سے

....

(۱) وتحصیل فضیلة الجماعة بصلوته مع واحد (ای من الصبیان) الا فی الجمعة فلا تصح بثلاثة منهم (الا شباہ والنظائر احکام الصبیان ص ۴۸۰) ظفیر۔ (۲) فتسن او تجب ثمرته تظهر فی الا ثم بترکها مرة علی الرجال العقلاء البالغین الا حرار القادرین علی الصلاة بالجماعة من غیر حرج ولو فاتته ندب طلبها فی مسجد اخر الا المسجد الحرام ونحوہ (درمختار) قال فی النهر الا ان هذا یقتضی الا تفاق علی ان ترکها مرة بلا عذر یوجب اثما الخ وقال فی شرح المنیة والا حکام تدل الوجوب من ان تارکها بلا عذر یعزر و ترد شهادته ویا ثم الجیران بالسکوت عنه (رد المحتار. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۰ ص ۵۲۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۴ ..... ۵۵۵ ظفیر) (۳) اس سلسلہ میں یہ حدیث مشہور ہے لا صلوٰة لجار المسجد الا فی المسجد کہ جار مسجد اگر بلا عذر شرعی جماعت سے نماز ادا نہ کرے تو اس کی نماز ادا نہیں ہوتی۔ یہ بطور تہدید ہے پھر یہ حدیث ضعیف بھی ہے۔ اس کے لئے دیکھئے شرح سفر السعادۃ ۔ خاتمہ ص ۵۳۵ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔ (۴) الدر المختار علی ہامش ردالمختار۔ باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۸ ص ۵۲۹ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۵. ۱۲ ظفیر۔

جماعت نہ ملی تو بصورت مذکورہ گھر میں جماعت کریں یہ نہیں کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں پر جماعت کرنا سنت ہے ایسا نہیں۔

چنانچہ شامی نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ ایک قوم میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ مسجد میں آئے تو جماعت ہو چکی تھی۔ اس وقت آپ نے اپنے مکان پر اہل وعیال کو جمع کر کے نماز با جماعت ادا فرمائی۔(۱) اس سے بھی ثابت ہوا کہ گھر پر جماعت کرنا ایسی حالت میں ہے کہ مسجد میں جماعت نہ ملے۔ فقط۔

امام کی عداوت کی وجہ سے ترک جماعت نہیں چاہئے:

(سوال ۵۳۴) موذن جس کا یہ اعتراض ہے کہ پیش امام کو مجھ سے عداوت ہے اسی وجہ سے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا، ہمیشہ علیحدہ نماز پڑھتا ہے۔ اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اور گناہ بھی اس کو ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اس کی اذان مکروہ ہے یا نہیں

(الجواب) یہ عذر ترک جماعت کا شرعاً لغو اور غلط ہے اور ترک جماعت کی عادت کر لینا اور ہمیشہ ترک جماعت کرنا موجب فسق ومعصیت ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے اور اعادہ اس کا مستحب ہے **ویعاد اذان جنب الخ در مختار. زاد القهستانی. والفاجر والراکب والقاعد الخ شامی**(۲)۔

(گو اس کی وہ نماز جو علیحدہ پڑھتا ہے جائز ہوتی ہے۔ مگر جماعت کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔ اور جماعت کے ترک کا گنہگار ہے ظفیر)

علیم دین پڑھاتے ہوئے ترک جماعت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۵۳۵) زید اگر علم دین پڑھاتا ہے تو جماعت عشاء کی ترک ہوتی ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) درمختار میں منقول ہے کہ مشغول ہونا علم فقہ کی تحصیل اور مطالعہ میں بعض علماء نے ترک جماعت کا عذر قرار دیا ہے یعنی منجملہ ان عذروں کے جن کی وجہ سے ترک جماعت احیاناً ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ مشغولی علم فقہ کی ہے۔ لیکن اگر مواظبت ترک جماعت پر کرے تو معذور نہیں بلکہ واجب التعزیر ہے۔(۳)

جماعت ثانیہ کے جواز کے لئے امام وموذن کے عدم تعیین کی شرط اور اس کی حیثیت:

(سوال ۵۳۶) یہ جو فقہاء نے فرمایا ہے کہ جماعت ثانی مسجد قارعۃ الطریق میں جائز ہے اور اس کی یہ تعریف کی ہے کہ جہاں امام وموذن معین نہ ہوں۔ اس تعریف کی بناء پر آج کل اکثر جگہ کوئی مسجد ایسی نہ نکلے گی کہ جہاں کوئی امام

---

(۱) حدیث احراق یہ ہے۔ **عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لقد هممت ان آمر بحطب فیحطب ثم آمر بالصلوٰة فیؤذن لها ثم امر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال وفی روایة لا یشهدون الصلوٰة فاحرق علیهم بیوتهم الخ رواه البخاری ولمسلم نحوه (مشکوٰة باب الجماعت وفضلها فصل اول ص ۹۵) ظفیر.**

ولنا انه علیه الصلوٰة والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی اهل المسجد فرجع الی منزله فجمع اهله وصلی ولو جاز ذالک لما اختار الصلوٰة فی بیته علی الجماعة فی المسجد الخ (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۱۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۳) ظفیر.

(۲) **ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۳. ۱۲ ظفیر.**

(۳) **فلا تجب (الجماعة) علی مریض الخ وکذا اشتغاله بالفقه لا بغیره کذا جزم به الباقانی تبعا للبهنسی ای الا اذا واظب تکاسلا فلا یعذر ویعزرو لو باخذ المال یعنی بحبسه عنه مدة ولا تقبل شهادته (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۵) ظفیر.**

ومؤذن معین نہیں ہوتے، لہذا جماعت ثانی جائز ہی نہ ہوگی۔ اور اکثر دیہات میں امام ومؤذن متعین نہیں ہوتے تو اس تعریف سے لازم آتا ہے کہ وہاں ہر مسجد میں جماعت ثانی جائز ہو۔ مجھ کو یہ شبہ ہے کہ یہ تعریف ویسی تعریف تو نہیں ہے جیسی مصر کی تعریف ہے۔ اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے فقہاء نے تعریف کر دی۔

(الجواب) یہ قاعدہ کلیہ فقہاء کا ہے کہ جس مسجد میں امام ومؤذن مقرر ہو، وہاں جماعت ثانیہ مکروہ ہے۔ خواہ وہ شہر کی مساجد ہوں یا دیہات کی۔ پس اشکال کچھ نہیں۔ اسی قاعدہ کے موافق عمل کیا جاوے۔(۱) فقط۔

ایک مسجد میں دو جماعت:

(سوال ۵۳۷) یہاں پر مسجد میں افطاری کے لئے کھانا لایا جاتا ہے مغرب کی اذان کے ساتھ روزہ افطار کر کے کھانے لگتے ہیں جس میں اکثر لوگ تو نیچے بیٹھ کر روزہ افطار کرتے ہیں۔ اذان ہونے کے بعد دس منٹ کا وقفہ کر کے جماعت کھڑی ہوتی ہے۔ اور بعض حضرات چھت پر روزہ افطار کرتے ہیں۔ ہر مصلی اطمینان سے افطاری سے فارغ ہو کر جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔ مگر چھت والے حضرات جماعت میں شامل نہیں ہوتے۔ جب نیچے جماعت تمام ہوتی ہے۔ تب چھت والے حضرات دوسری جماعت کرتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) بہتر یہ ہے کہ جماعت اولیٰ میں شامل ہوں اور جماعت کے ہوتے ہوئے کھانے پینے میں مشغول نہ ہوں۔ الا بضرورۃ۔ اور نیچے والوں کو یہ چاہئے کہ کچھ اور وقفہ کر دیں تا کہ سب لوگ باطمینان کچھ کھا کر شامل جماعت ہو جاویں۔(۲) فقط۔

کسی نمازی کا انتظار کرنا کیسا ہے:

(سوال ۵۳۸) ایک شخص جس کے شب و روز کا اکثر حصہ مسجد میں گزرتا ہے۔ اگر کبھی کبھی وہ نماز کے وقت مسجد سے باہر اپنے ذاتی کاروبار میں ایسا مشغول ہو جائے کہ اس کو نماز کے مقررہ وقت کا بالکل خیال نہ رہے (اور مسجد میں نماز گھڑی کے حساب سے مقررہ وقت پر ہوتی ہے) اور سب لوگ مسجد میں آ گئے اور نماز کا مقررہ وقت بھی ہو گیا تو کیا اس شخص کو اذان کے سوا دوسری بار پھر آگاہ کرنا چاہئے یا نہیں۔ اور اس کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا درست ہے یا نہیں۔ اور اس تاخیر سے جماعت میں کسی طرح کی کراہت آئے گی یا نہیں۔

(الجواب) دوبارہ آگاہ کر دینے میں بصورت مذکورہ کچھ حرج نہیں۔ اور اگر اس کی یا کسی دوسرے کی وجہ سے جماعت میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ وقت مکروہ اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں۔(۳)

....

(۱) ویکرہ تکرار الجماعۃ باذان واقامۃ فی مسجد محلۃ لا فی مسجد طریق او مسجد لا امام لہ ولا مؤذن (درمختار) قولہ یکرہ ای تحریما لقول الکافی لا یجوز و الجمع لا یباح وشرح الجامع الصغیرا نہ بدعۃ کما فی رسالۃ السندی، قولہ باذان الخ عبارتہ فی الخزائن اجمع مماھنا ونصھا یکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ باذان واقامۃ الااذاصلی بھما فیہ اولا غیر اھلہ اواھلہ مخافتۃ الا ذان ولو کرراھلہ بدونھا او کان مسجد طریق جاز اجماعا کما فی مسجد لیس لہ امام ولا مؤذن ویصلی الناس فیہ فوجا الخ اوالمراد بمسجد المحلۃ مالہ امام وجماعۃ معلومون الخ ومقتضی ھذا لا ستد لال کراھۃ التکرار فی مسجد المحلۃ ولو بدون اذان (رد المحتار) باب الا مامۃ مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد ج ۱ ص۵۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۲ الا فی مسجد علی طریق فلا باس بذالک (درمختار) ھو مالیس لہ امام و مؤذن راتب (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷.ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر. (۲) ویکرہ تکرار الجماعۃ الخ فی مسجد محلۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۱۶.ط.س. ج ۱ ص ۵۵۲) ظفیر. (۳) والتثویب حسن عند المتأخرین الخ وینتظر المؤذن الناس الخ عالمگیریہ ج ۱ ص ۵۳. ۱۲ جمیل الرحمن.

جماعت کے وقت کوئی سنت پڑھ رہا ہو تو امام انتظار کرے یا نہیں:

(سوال ۵۳۹) ظہر کی نماز دو بجے ہوتی ہے ابھی دو بجنے میں دو تین منٹ باقی تھے کہ ایک شخص نے ظہر کی سنتوں کی نیت باندھ لی۔ تیسری رکعت میں دو بج گئے۔ اس صورت میں کیا امام کو اتنی تاخیر کرنے کی اجازت ہے یا نہیں کہ وہ شخص چار رکعتیں پوری کرے۔

(الجواب) اجازت اس قدر کی ہے۔(۱)

بوجہ عذر ترک جماعت کی گنجائش ہے یا نہیں:

(سوال ۵۴۰) زید کے مکان کے متصل ایک مسجد ہے جس میں پنجوقتہ اذان ہوتی ہے اور بعض دفعہ مسجد میں گالی گلوج کی بھی نوبت آجاتی ہے، جماعت کے قائم کرنے والے احترام مسجد کا مطلق خیال نہیں کرتے۔ زید تعلیم یافتہ مسائل سے واقف ہے لیکن مسجد میں نماز با جماعت ادا کرنے کے لئے نہیں جاتا۔ زید سے بوقت اعتراض یہ جواب ملتا ہے کہ چونکہ آداب اور احترام مسجد کا خیال نہیں کیا جاتا اور ایک تفریح کی جگہ مقرر کرلی ہے۔ سمجھانے سے لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے اس سبب سے مکان ہی پر نماز پڑھنا بہتر سمجھتا ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تارک جماعت کو اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کا گناہ ہوتا ہے کیا یہ صحیح ہے۔ یا ایسے شخص کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

(الجواب) زید کی نیت اگر خالص ہے اور درحقیقت وہ بوجوہ مذکورہ نماز مکان پر پڑھتا ہے تو ممکن ہے کہ عنداللہ مواخذہ جماعت سے بری ہو جاوے۔ بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھے۔ اور یہ کہنا بعض لوگوں کا کہ ترک جماعت کا گناہ ایسا ہے کہ اپنی ماں سے زنا کیا یہ غلط ہے۔ تارک جماعت بلا عذر گنہگار ہوتا ہے اور نماز ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی عذر صحیح ہو یا امام مبتدع و فاسق ہو تو پھر ترک جماعت میں گنہگار نہ ہوگا اگرچہ بہتر شرکت جماعت ہے۔(۲) فقط۔

تکبر کی وجہ سے ترک جماعت جائز نہیں:

(سوال ۵۴۱) ایک شخص عرصہ دراز سے امام مسجد ہے، کوئی کام خلاف شریعت نہیں کرتا۔ پس جو شخص اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا بسبب تکبر کے کہ میں افضل ہوں اس امام عالم سے۔ علم تو مجھ کو زیادہ نہیں مگر میرے اعمال اچھے ہیں امام مسجد سے یعنی میں نے تحیۃ المسجد کبھی نہیں چھوڑی اور امام نے کئی بار چھوڑی ہے۔ اور میں نوافل زیادہ ادا کرتا ہوں۔ پس وہ شخص جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ نماز ادا کرتا ہے۔

---

(۱) والتثویب حسن عند المتاخرین الخ وینتظر المؤذن النا س الخ عالمگیری یہ ج ۱ ص ۵۳. ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۵۶......۵۷. ۱۲ جمیل الرحمن.

(۲) فتسن او تجب الخ علی الرجال العقلاء البالغین الا حرار القادرین علی الصلاۃ بالجماعۃ من غیر حرج (درمختار) فبالحرج یرتفع الا ثم ویرخص فی ترکھا الخ فی نور الایضاح وانقطع عن الجماعۃ العذر من اعذار ھا وکانت نیتہ حضور ھا یحصل لہ ثوابھا صلی خلف فاسق اومبتدع نال . فضل الجماعت (در مختار) افادان الصلاۃ خلفھما اولی من الانفراد(ردالمحتار. باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۱۸ و ص ۵۲۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۴) ظفیر.

(الجواب) شخص مذکورہ کو ترک جماعت بوجہ مذکورہ درست نہیں ہے اور عذر اس کا غلط ہے اور شامی میں ہے کہ تارک جماعت بلا عذر کو تعزیر دی جاوے گی۔ اور اس کی گواہی مردود ہے۔ کما نقل عن شرح المنية والاحكام تدل على الوجوب من ان تاركها بلا عذر يعزر وترد شهادته .(۱) الخ۔ فقط۔

عورتوں کا نماز کے لئے عیدگاہ جانا:

(سوال ۵۴۲) عورتوں کو مثل مردوں کے عیدگاہ میں نماز کے لئے جانا درست ہے یا نہ۔

(الجواب) اس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے سے عورتوں کا جماعت میں شریک ہونے کے لئے مسجد و عیدگاہ میں جانا ممنوع و مکروہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے ہی میں یہ ممنوع ہو چکا تھا۔ کما ورد فی الا حادیث .(۲) درمختار میں ہے ویکرہ حضور ہن الجماعة ولو لجمعة وعید ووعظ. الخ(۳)

ازواج مطہرات جماعت میں شریک ہوتی تھیں یا نہیں:

(سوال ۵۴۳) ازواج مطہرات اور مستورات خواص صحابہؓ جماعت پنجوقتہ اور جمعہ اور عیدین میں شرکت کرتی تھیں یا نہیں۔

(الجواب) زمانہ رسول اللہ ﷺ میں عورتیں نماز پنجگانہ و جمعہ و عیدین میں حاضر ہوتی تھیں مگر نہ ایسے کہ جیسے مرد پابندی سے حاضر ہوتے تھے اور آیت حجاب کے نزول کے بعد اس میں زیادہ تنگی ہوئی حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا، تو عورتوں نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں شکایت کی، کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اجازت فرمائی ہے اور عمرؓ منع فرماتے ہیں، تو حضرت عائشہؓ نے عورتوں کی حمایت نہ کی بلکہ حضرت عمرؓ کی تائید فرمائی اور فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی حالت کا مشاہدہ فرماتے جو اب ان کی حالت ہے تو ضرور ان کو منع فرما دیتے۔(۴) فقط۔

جماعت ثانیہ میں شرکت کی جائے یا نہیں:

(سوال ۵۴۴) جماعت ثانیہ مکروہ ہے۔ اگر بندہ مسجد محلّہ میں پہنچے اور جماعت ثانیہ تیار ہو، یا ہو رہی ہو تو شریک ہو جاوے یا دوسری مسجد میں جہاں جماعت کے ساتھ شریک ہو سکنے کا گمان ہو چلا وے۔

(الجواب) دوسری مسجد میں چلا جاوے۔ یا ہو سکے تو اور لوگوں کے ساتھ کسی دوسری جگہ جماعت کر لیوے۔(۵) فقط۔

....

(۱) رد المحتار. باب الا مامة ج ۱ ص۵۱۶ .ط.س.ج ا ص۵۵۲. ۱۲ ظفير.
(۲) دیکھئے مسلم شریف باب خروج النساء الى المساجد ج ۱ ص ۱۸۳ . ومشكوٰة باب الجماعة.(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب الا مامة ج ا ص ۵۲۹.ط.س.ج ا ص۵۶۶. ۱۲ ظفير.(۴) عن عمرة بنت عبدالرحمن انها سمعت عائشة زوج النبی صلى الله عليه وسلم تقول لو ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنى اسرائيل قال فقلت لعمرة انساء بنى اسرائيل منعن المسجد قالت نعم (مسلم باب خروج النساء الى المساجد ج ۱ ص۱۸۳).(۵) اذا فاتته الجماعة لا يجب عليه الطلب فى مسجد اخر بلا خلاف بين اصحابنا لكن ان اتى مسجد اخر ليصلى بهم مع الجماعة وفحسن وان صلى مسجد حيه فحسن وذكر القدورى انه يجمع فى اهله ويصلى بهم (عالمگیری مصری. فصل فى الا مامة ج ۱ ص۷۷.ط.ماجديه ج ا ص ۸۲......۸۳) ظفير.

تکبیر اولیٰ کا وقت کہاں سے کہاں تک ہے:

(سوال ۵۴۵) تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک رہتا ہے۔

(الجواب) پہلی رکعت کے رکوع تک شامل ہوجانے سے تکبیر اولیٰ کا ثواب حاصل ہوجاوے گا۔ کما فی الشامی وقیل بادراک الرکعۃ الا ولیٰ وھذا او سع وھو الصحیح شامی(۱) ص ۳۵۲۔ جلد اول۔ فقط۔

جماعت اعادہ میں شریک ہوکر فرض پڑھ سکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۵۴۶) اگر نماز جماعت سے ادا کی گئی اور نماز میں کوئی غلطی ایسی سرزد ہوگئی جس سے نماز کے اعادہ کی ضرورت ہوئی اب جو نماز دہرائی جارہی ہے اس میں نئے نمازی شریک ہوکر اپنی نماز ادا کرسکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) اگر پہلی دفعہ میں نماز بالکل نہیں ہوئی تھی مثلاً باطل ہوئی تھی تو نئے نمازیوں کی نماز بوقت اعادہ کرنے نماز کے ادا ہوگئی اور اگر کسی واجب کے ترک ہوجانے سے اعادہ نماز کا واجب تھا تو نئے نمازیوں کی نماز نہ ہوگی۔(۲) فقط۔

جہاں امام ومؤذن متعین نہ ہو جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۵۴۷) یہاں کی مساجد میں عموماً تو اوقات جماعت نماز متعین ہیں نہ امام ومؤذن۔ صرف مغرب کے وقت کچھ آدمی آجاتے ہیں تو ان مساجد میں جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسی مسجد میں جس میں امام ومؤذن وجماعت معین نہ ہو جماعت ثانیہ جائز ہے۔(۳) فقط۔

بدعتیوں کی مخالفت سے امام سابق کی جماعت میں کوئی فرق نہ آئے گا:

(سوال ۵۴۸) اگر ایک شخص ۱۵ یا ۲۰ برس سے ایک مسجد میں امام ہو بعض آدمی اس امام سے بغرض نفسانیت یا خلاف عقاید ہونے کے اس امام کو نکالنا چاہتے ہوں درانحالیکہ امام متبع سنت ہو، اور یہ فرقہ مبتدعین سے ہو اور سوائے اس فرقہ کے اور سب مقتدی امام سے رضامند ہوں۔ اور فرقہ مبتدعین کا ضداً ایک امام ہم خیال کھڑا کرکے پہلے امام کی جگہ پر جماعت کرلیتا ہو بعدازیں امام سابق جماعت کرلیتا ہو تو نماز امام سابق کی درست ہوگی یا نہ۔ اگر ایک وقت میں امام جدید اور امام سابق قراءۃ جہر سے جماعت کرارہے ہوں تو کس کی نماز ہوگی اور کسی کی نہیں۔

(الجواب) امام سابق کی جماعت بلاکراہت درست ہے، وہ جماعت ثانیہ نہیں ہے بلکہ گناہ تفریق کا اس فرقہ مبتدعین پر ہے اور ان کے امام پر ہے اور ان کی جماعت معتبر نہیں ہے۔ اور ہر دو جماعت ایک وقت ہونے میں بھی گناہ امام جدید اور مبتدعین مقتدمین پر ہے۔ امام سابق کی جماعت میں کچھ کراہت نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی وقت ادراک فضیلۃ الا فتتاح ج ۱ ص ۴۹۱.ط.س.ج ۱ ص ۵۲۶.۱۲ ظفیر.

(۲)والمختار انہ جابر للاول لا ن الفرض لا یتکرر(در مختار) ای الفعل الثانی جابر للاول بمنزلۃ الجبر بسجود السھو وبالا ول یخرج عن العھدۃ وان کان علی وجہ الکراھۃ علی الا صح کذا فی شرح الا کمل علی اصول البزدوی (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب واجبات الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۶ ص ۳۳۶.ط.س.ج ۱ ص ۴۵۷)

(۳)ویکرہ تکرار الجماعۃ باذان واقامۃ فی مسجد محلۃ لا فی مسجد طریق او مسجد لا امام لہ و لا مؤذن (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۱۶.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۲)ظفیر.

(۴)ولو صلی بعض اھل المسجد باقامۃ وجماعۃ ثم دخل المؤذن والا مام وبقیۃ الجماعۃ فالجماعۃ المستحبۃ لھم والکراھۃ للاولیٰ کذا فی المضمرات (عالمگیری مصری باب ثانی فی الا ذآن ج ۱ ص ۵۱.ط.ماجدیہ ج ۱ ص ۵۴)ظفیر.

جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں اور جماعت ہوچکنے کے بعد مسجد میں تنہا تنہا نماز بہتر ہے یا گھر میں با جماعت:

(سوال ۵۴۹) مسجد میں جماعت ثانیہ کرنی جائز ہے یا نہیں۔ اور جماعت ہونے کے بعد اکیلے اکیلے مسجد میں نماز ادا کریں یہ افضل ہے یا جنگل یا مکان میں با جماعت ادا کرنا افضل ہے اور جنگل یا مکان میں اذان وتکبیر کہنا افضل ہے یا نہیں۔ اور مسجد کی چھت پر یا مسجد کی حوض پر یا کوٹھری میں جو مسجد سے باہر ہے۔ جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مکان یا جنگل میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔ جنگل یا مکان میں اذان وتکبیر کہنا افضل ہے۔ صرف تکبیر کہنا بھی کافی ہے۔ مکان میں پڑھیں تو اس محلّہ کی مسجد میں جو اذان ہوگئی ہے وہی کافی ہے صرف تکبیر کہہ لے۔ مسجد کے فرش کے بیچ میں جو حوض ہے یا مسجد کی چھت، سب مسجد کے حکم میں ہیں۔ ہاں کوٹھری وغیرہ جو خارج ہیں ان میں جماعت ثانیہ جائز ہے۔ (۱) فقط۔

امام کی آمد سے پہلے جو شخص نماز پڑھے وہ جماعت کے حکم میں نہیں:

(سوال ۵۵۰) ایک مسجد کا امام صبح کے وقت دیر سے آتا ہے۔ ایک مقتدی جلدی آتا ہے اور وہ نماز میں قراءۃ بالجہر پڑھتا ہے اور ایک جاہل نمازی اس مقتدی کے ساتھ شامل نہیں ہوتا بلکہ امام کا منتظر رہتا ہے یہ فعل اس کا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جماعت اولیٰ وہی ہوتی ہے جو امام محلّہ اہل محلّہ کے ساتھ ادا کرتا ہے پس اس نمازی جاہل کو انتظار جماعت امام محلّہ کرنا چاہئے۔ (۲) فقط۔

امام مقرر تنہا مقتدی کے نہ آنے کی وجہ سے نماز پڑھے تو کیا حکم ہے:

(سوال ۵۵۱) ایک مسجد جو آبادی سے فاصلہ پر اور اسی لئے اس مسجد میں اکثر جماعت نہیں ہوتی تو کیا خالد کو (جو کہ امام مقرر ہے) اس صورت میں نماز وہاں پڑھنے سے ترک جماعت کا گناہ تو نہ ہوگا۔

(الجواب) اس صورت میں ترک جماعت کا خالد پر نہیں ہے، بلکہ جب کوئی نہ آوے تو خالد اذان واقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھ لیا کرے، اس میں جماعت کا ثواب اس کو حاصل ہوگا اور مسجد کا بھی حق ادا ہوگا۔ (۳) فقط۔

ایک جماعت کے وقت دوسری جماعت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۵۵۲) مسجد میں جب کہ جماعت اہل حدیث کی ہو رہی ہو اور نماز بھی جہری۔ اس وقت حنفیوں کو دوسری جماعت کرنا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) غیر مقلد کو امام نہ بنانا چاہئے اور اگر ہوگیا تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ مگر احتمال کراہت وفساد ہے۔ علیحدہ

....

(۱) قال علیه الصلوٰة والسلام صلوٰة الجماعة تفضل صلوٰة الفذ بسبع وعشرين درجة مشكوٰة ص ۹۵ ثم لهما سنة للصلوٰت الخمس اداءً وقضاءً اذا صليت بجماعة كبيرى ص ۳۵۷ ولا يكره تركهما لمن يصلى فى المصر اذا وجد افى المحلة ولا فوق بين الواحد والجماعة والا فضل ان يصلى بالا ذان والا قامة واذا لم يوذن فى تلك المحله يكره له تركهما ولو ترك الا ذان وحده لا يكره ولو ترك الا قامة يكره ويكره للمسافرتر كهماوان كان وحده ولوترك الا قامة اجزاء ه ولكنه يكره فان اذن واقام فهو حسن عالمگیریه ج ۱ ص ۵۲ جميل الرحمٰن (مطبوعه هند. ط. ماجديه ج ۱ ص ۵۴). (۲) لوصلى بعض اهل المسجد باقامة وجماعة ثم دخل الموذن والا مام وبقية الجماعة والجماعة المستحبة لهم والكراهة للاولىٰ (عالمگیری مصری. باب الا ذان ج ۱ ص ۵۱. ط. ماجديه ج ۱ ص ۵۴) (۳) بل فى الخانية لو لم يكن لمسجد منزله موذن فانه يذهب اليه ويوذن فيه ويصلى ولو كان وحده لان له حقاعليه فيوديه (ردالمحتار. باب يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب فى احكام المسجد ج ۱ ص ۶۱۷. ط. س. ج ۱ ص ۶۵۹) ظفير.

جماعت اسی مسجد میں نہ کرنی چاہئے۔ اگر علیحدہ جماعت کرے تو دوسری جگہ کرے۔(۱) فقط۔

جس کو جماعت نہیں ملی وہ کہاں نماز پڑھے:

(سوال ۵۵۳) منفرد جس کو نماز جماعت سے نہیں ملی اس کو مسجد میں اپنے فرض پڑھنا افضل ہے یا مکان میں۔

(الجواب) اگر مسجد سے باہر جماعت ہو سکے تو یہ افضل ہے۔(۲) ورنہ فرائض کے لئے مسجد افضل ہے فی روایۃ انس ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوا اذا فاتتھم الجماعۃفی المسجد صلوا فی المسجد فرادی . الخ۔(۳) شامی۔

جس سے امن وامان میں خلل یا فساد کا اندیشہ ہو، اسے جماعت سے روکنا کیسا ہے:

(سوال ۵۵۴) اگر کسی نمازی کے ذریعہ سے حفظ امن میں خلل واقع ہوتا ہو اور شر وفساد کا اندیشہ ہو یا عام نمازیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور اذیت پہنچتی ہو تو ایسے شخص کو بغرض حفظ امن وانسداد شر وفساد جماعت سے روک دینا کیا شرع کے خلاف ہے۔

(الجواب) جو شخص کہ حفظ امن میں خلل انداز ہو اور باعث شر وفساد ہو اور عام نمازیوں کو تکلیف دہ اور ایذاء رساں ہو اور اس کا فعل موجب اشتعال ہو، اس کو جماعت سے روکنا قانون شرع کے مطابق ہے۔ حدیثیں اور آثار اور اقوال فقہاء اس پر صاف دال ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے کچی لہسن، پیاز کھانے والوں کو مسجد سے روک دیا۔ بلکہ مسجد سے نکال دیا۔ نیز آپ ﷺ نے ان عورتوں کو جو خوشبو لگائے ہوئے ہوں مسجد میں آنے سے بخوف فتنہ منع کر دیا۔ نیز آپ ﷺ نے ان لوگوں کے حق میں جو نمازی کے سامنے سے چلے جائیں جس سے نمازی کے خشوع وخضوع میں فرق آنے کا احتمال ہے، اگر چہ نماز نہیں جاتی۔ فرمایا ادرؤا ما استطعتم فلید فعه فان ابی فلیقا تله فانما هو شیطان ونحو ذلک نیز آپ نے اس شخص کو جس نے مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیا تھا، امامت سے معزول کر دیا اور اس کو خدا اور رسول کا موذی قرار دیا تھا۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ نے ان لوگوں کو جو مسجد میں جمع ہو کر با آواز بلند ذکر اور ورد میں مشغول تھے مبتدع قرار دے کر مسجد سے نکلوا دیا اور فقہاء نے بھی تصریح کی ہے کہ کچی لہسن وپیاز کھانے والوں کو اور ایسے ہی گندہ دہن اور جذامی اور مبروص اور ماہی فروش کو اور کل موذی کو اگر چہ وہ زبان سے ایذا پہنچاتا ہو مسجد میں آنے سے روک دینا چاہئے۔ بطور نمونہ کے چند روایات اور عبارات محدثین وفقہاء ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اکل هذه الشجرة فلا یقربن مسجدنا ولا یو ٔذینا بریح الثوم. رواه مسلم . وعن عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه قال انکم ایها الناس تاکلون شجر تین لار اهما الا خبثین هذا لبصل والثوم رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا وجد ریحها من الرجل فی المسجد امربه فاخرج الی البقیع فمن

---

(۱) دراصل امام متعین کی جماعت کا اعتبار ہے ولو صلی بعض اهل المسجد باقامة وجماعة ثم دخل الموذن والا مام وبقیة الجماعة فالجماعة المستحبة لهم والکراهة للا ولی کذا فی المضمرات (عالمگیری مصری باب ثانی اذان ج ۱ ص ۵۱.ط.ماجدیه ج ۱ ص ۵۴).

(۲) انه علیه الصلوٰة والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی اهل المسجد فرجع الی منزله فجمع اهله وصلی.(ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۱۸.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۳)ظفیر.(۳) ردالمحتارباب الا ذان مطلب فی کراهة تکرار الجماعة فی المسجد ج ۱ ص ۳۶۷.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۳)ظفیر.

اکلها فلیمتها طبخاً رواه مسلم.(۱)

نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ فلا یقربن المساجد هذا تصریح بنهی عن اکل الثوم نحوه عن دخول کل مسجد وهذا مذهب العلماء کافةً. (۲)

اور حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں والحق بعضهم بذلک من بفیه بخر او جرح اورائحة وزاد بعضهم فالحق اصحاب الصنائع کا لسماک والعاها ت کا لمجذوم ومن یوذی الناس بلسانه (۳)الخ . وعن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایما امرأ ة اصابت نجوراً فلا تشهد معنا العشاء الا خر رواه مسلم .(۴) وعن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایقطع الصلوٰة شئی وادرؤا مااستطعتم فا نماهو شیطان رواه ابو داؤد.(۵)وعن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صلی احدکم الی شئی یستره من الناس فاراداحدان یجتازبین یدیه فلید فعه فان ابی فلیقاتله فانما هو شیطان رواه البخاری.(۶)وعن السائب بن خلاد هو رجل من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم قال ان رجلاً ام قوماً فبصق فی القبلة ورسول الله صلی الله علیه وسلم ینظر ذلک قال لقومه حین فرغ لا یصلی لکم فارا د ذلک ان یصلی لهم فمنعوه فاخبروه بقول رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکر ذلک لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال نعم وحسبت انه قال انه اذیت الله ورسوله رواه ابو داؤد.(۷)وعن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه انه سمع قوماً اجتمعوا فی مسجد یهللون ویصلون علیه والسلام جهراً فراح الیهم وقال ما عهدنا ذلک علی عهده علیه الصلوٰة والسلام وما ارلکم الا مبتد عین فما زال یذکر ذلک اخرجهم من المسجد. رواه الطبرانی.

اور درمختار میں ہے واکل نحو ثوم یمنع عنه وکذلک موذ ولو بلسانه اه.

اور ردالمحتار میں ہے وکذلک الحق بعضهم بذلک من بفیه بجز اوبه جرح له رائحة وکذا القصاب والسماک والمجذوم والا برص اولیٰ بالا لحاق قال سحنون لا اری الجمعة علیهم واجتح بالحدیث. والحق بالحدیث کل من اذی الناس بلسانه وبه افتی ابن عمر وهو اصل فی نفی کل من یتا ذی به اه.(۸) ونحو ذلک فی مجالس الا برارو غیره . فقط والله تعالیٰ اعلم.

---

(۱)مسلم باب نهی من اکل ثوما او بصلا الخ عن حضور المسجد ج ۱ ص ۲۰۹و ج ۱ ص ۲۱۰. ۱۲ ظفیر.
(۲)شرح نووی علی مسلم ج ۱ ص ۲۰۹. ۱۲ ظفیر.
(۳)فتح الباری.
(۴)مشکوٰة باب الجماعة ص ۹۶.
(۵)مشکوٰة بابُ السترة فصل ثانی ص ۷۴. ۱۲ ظفیر.
(۶)مشکوٰة باب السترة فصل اول ص ۷۴. ۱۲ ظفیر.
(۷)مشکوٰة باب المساجد ومو اضع الصلوٰة. فصل ثالث ص ۷۱. ۱۲ ظفیر.
(۸)رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص.ط.س.ج ۱ ص ۶۶۱. ۱۲ ظفیر.

جماعت سے علیحدہ جو نماز پڑھی گئی وہ ہوئی یا نہیں:

(سوال ۵۵۵) اگر جماعت ہو رہی ہو اور کوئی شخص بوجہ مخاصمت امام، جماعت میں شامل نہ ہو اور جماعت کے ہوتے ہوئے اپنی نماز الگ پڑھے تو نماز اس شخص کی ہوگئی یا نہیں۔

(الجواب) نماز ہوگئی مگر وہ شخص گنہگار اور فاسق ہوا۔(۱)

جماعت ہوتے ہوئے دوسری جماعت کرنا کیسا ہے:

(سوال ۵۵۶) بکر مسجد میں پہنچا جب کہ مغرب کی جماعت ہو رہی تھی۔ بکر ایک آدمی کو لے کر الگ نماز مغرب بآواز بلند شروع کی، لوگوں نے بکر سے دریافت کیا تو جواب دیا کہ اس امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، کیونکہ یہ جمعہ کے روز فاتحہ نہیں دیتا، اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں بکر سخت گنہگار اور قصوروار فاسق اور تفرقہ انداز ہے، جو مخالفت جماعت کی کرتا ہے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتا ہے۔(۲)

مسجد کے حجرے کی چھت پر جماعت:

(سوال ۵۵۷) رمضان شریف میں اگر گرمی کے باعث حجرۂ مسجد کی چھت پر عشاء کی جماعت کرائی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز ہو جاتا ہے۔ مگر ثواب مسجد کا نہ ملے گا۔(۳)

جماعت کے تارک کا گھر جلانا جائز نہیں:

(سوال ۱/۵۵۸) یہ فتویٰ دینا کہ جو شخص گھر میں نماز پڑھے مسجد میں نہ جاوے اس کے گھر کو آگ لگانے کا حکم ہے۔ کیسا ہے۔

یہ کہنا کہ گھر میں نماز گناہ کبیرہ ہے کیسا ہے:

(سوال ۲/۵۵۹) یہ کہنا کہ گھر میں نماز پڑھنا گناہ کبیرہ ہے کیسا ہے۔

(الجواب) (۱) حدیث شریف میں تحدیداً بے شک ایسا وارد ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ جو لوگ نماز میں نہیں آئے ان کے گھر کو آگ لگا دوں لیکن عورتوں اور بچوں کی وجہ سے ایسا نہ کیا الخ۔(۴) اس سے معلوم ہوا کہ اب آگ لگانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے بھی آگ نہیں لگائی۔

---

(۱) والجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهد ارادوا بالتاكيد الوجوب (درمختار ان هذا يقتضى الا تفاق على ان تركها مرة بلا عذر يوجب اثما الخ وقال فى شرح المنية والا حكام تدل على الوجوب من ان تاركها بلا عذر يعزرو ترد شهادته وياثم الجيران بالسكوت عنه (ردالمحتار. باب الا ما مة ج ١ ص ٥١٦.ط.س.ج ١ ص ٥٥٢)ظفير.

(۲) ثمرته تظهر فى الا ثم بتركها مرة (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب الا مامة ج١ ص ٥١٨.ط.س.ج ١ ص ٥٥٤)ظفير. (۳) قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم علمنا سنن الهدى وان من سنن الهدى الصلوٰة فى المسجد الذى يوذن فيه (مشكوٰة باب الجماعة)ظفير. (۴) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذى نفسى بيده لقد هممت آن آمر بحطب فيحطب ثم آمر با لصلوٰة فيؤ ذن لها ثم امر رجلا فيؤم الناس ثم اخالف الى رجال وفى رواية لا يشهدون الصلوٰة فاحرق عليهم بيوتهم رواه البخارى وعن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لولا مافى البيوت من النسا والذرية اقمت صلوٰة العشاء امرت فتياتى يحرقون ما فى البيوت بالنار رواه احمد (مشكوٰة باب الجماعة وفضلها فصل اول وثالث ٩٥ و ص٩٧)ظفير.

(۲) ترک جماعت پر عمداً مواظبت کرنا بلا عذر گناہ کبیرہ اور موجب فسق ہے۔ لیکن ایک دو مرتبہ اتفاقاً اگر جماعت ترک ہوگئی تو یہ گناہ کبیرہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

بارش اور شدت سرما عذر ہے یا نہیں:

(سوال ۱/۵۶۰) اگر امام یا مقتدی بوجہ بارش یا ایام سرما میں بوجہ سردی کبھی کبھی شریک جماعت نہ ہوسکے تو کیا یہ عذر ترک جماعت کے لئے کافی ہے۔

امام اور مقتدی کا انتظار درست ہے یا نہیں:

(سوال ۲/۵۶۱) کیا امام یا مقتدی کا دس پانچ منٹ انتظار کرنا درست ہے جب کہ جماعت کا وقت مقرر ہے۔

(الجواب) (۱) بارش اور شدت سرما یہ بعض صورتوں میں عذر ترک جماعت ہوسکتا ہے۔(۲)

(۲) جب کہ وقت میں گنجائش کافی ہے تو انتظار درست ہے۔(۳) فقط

حرم شریف میں پہلی جماعت نہ ملے تو کیا دوسری جماعت میں شریک ہوجائے:

(سوال ۵۶۲) اگر حرم شریف میں صبح کو نماز شافعی نہ ملے تو اپنی نماز مسجد شریف میں علیحدہ پڑھنی اولیٰ ہے یا جماعت مالکی یا حنفی میں شریک ہوجانا افضل ہے۔ جماعت ثانیہ میں نماز بغیر کراہت جائز ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) خلاصہ سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو حرم محترم کی مسجد میں پہلی جماعت نہ ملے تو مالکی یا حنبلی یا حنفی کی دوسری جماعت میں شریک ہوجاوے یا نہیں۔ اب اس جگہ دو مسئلے پیش ہیں۔ ایک یہ کہ دوسرے مذہب والے کی اقتداء کرنا اور جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے۔ یا تنہا نماز پڑھنا افضل ہے۔ تو اس مسئلے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض جماعت سے نماز پڑھنے کو افضل کہتے ہیں، اگرچہ امام دوسرے مذہب کا یعنی شافعی وغیرہ ہو اور بعض تنہا نماز پڑھنے کو افضل کہتے ہیں۔ سو اس مسئلہ میں راجح یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے۔ تنہا نماز پڑھنے سے جیسا کہ علامہ شامی نے بعد نقل اختلاف فرمایا **فتحصل انی الا قتداء بالمخالف المراعی فی الفرائض افضل من الا نفراد اذا لم یجد غیرہ والا فالا قتداء بالموافق افضل الخ.**(۴)

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حرم شریف میں جو متعدد جماعتیں ہوتی ہیں تو اگر کسی کو پہلی جماعت نہ ملے تو دوسری اور تیسری اور چوتھی جماعت میں شامل ہونا جائز ہے یا نہیں اور جماعت ثانیہ حرم شریف میں جائز ہے یا نہیں اور جماعت ثانیہ وغیرہ میں شریک ہونا افضل ہے یا تنہا نماز پڑھنا افضل ہے تو اس میں بھی اختلاف ہے۔ اکثر محققین حرم محترم میں بھی جماعت ثانیہ والثالثہ وغیرہ کو مکروہ فرماتے ہیں۔ ان کے نزدیک ظاہر ہے کہ تنہا نماز پڑھنا اولیٰ ہے۔

(۱) ھذا یقتضی الا تفاق علی ان ترکھا مرۃ بلا عذر یوجب اثما مع انہ قول العراقیین والخر سائیون علی انہ یا ثم اذا اعتاد الترک کما فی القنیۃ وقال فی شرح المنیۃ والاحکام تدل علی الوجوب من ان تارکھا بلاعذر یعزرو ترد شھادتہ دیا ثم الجیران بالسکوت عنہ (ردالمحتار. باب الامامۃ ج۱ ص ۵۱۵ و ج ۱ ص ۵۱۶.ط.س.ج۱ ص۵۵۲)ظفیر. (۲) فلا تجب (الجماعۃ علی مریض الخ ولا علی من حال بینہ وبینھا مطر وطین وبرد شدید وظلمۃ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار. باب الامامۃ ج۱ ص ۵۱۹.ط.س.ج۱ ص۵۵۵)ظفیر. (۳) عن جابربن سمرۃ قال کان بلال یؤذن ثم یمھل فاذا ارأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد خرج اقام الصلوٰۃ(ابو دائود. باب فی المؤذن ینتظر الا مام ج ۱ ص۸۶)وینتظر الموذن الناس(عالمگیری. مصری الباب الثانی فی الا ذان . فصل ثانی ج۱ ص ۵۳.ط.ماجدیہ ج۱ ص۵۷)ظفیر. (۴) ردالمحتار. باب الامامۃ مطلب فی الا قتداء بشافعی ونحوہ ج۱ ص ۵۲۷.ط.س.ج۱ ص۵۶۳. ۱۲ ظفیر.

جماعت ثانیہ میں شریک ہونے سے جیسا کہ دیگر مساجد محلّہ کا حکم ہے۔ اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ مسجد حرم شریف کا حکم مسجد محلّہ کا سا نہیں بلکہ مسجد شارع کا سا ہے وہاں جماعت ثانیہ درست ہے۔ چنانچہ علامہ شامی نے بعد نقل قول علماء محققین جو کہ دربارۂ انکار جماعت ثانیہ ان سے منقول ہے، نقل کر کے فرمایا ہے لکن یشکل علیه ان نحوا لمسجد المکی والمدنی لیس لهم جماعة معلومون فلا یصدق علیه انه مسجد محلة بل هو کمسجد الشارع وقد مر انه لا کراهة فی تکرار الجماعة فیه اجماعاً فلیتامل الخ. (۱) اور پھر علامہ موصوف نے جواز کو راجح سمجھا ہے لیکن فی الواقع قول محققین جو عدم جواز کے قائل ہیں راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حرمین شریفین میں ائمہ و مؤذنین کا مقرر ہونا معلوم ہے اور ہمیشہ کے نمازیوں کی جماعت بھی معلوم ہے۔ اگرچہ موسم حج و زیارت میں اضافہ جماعت غیر معلومین کا ہو جاوے وعن هذا ذکر العلامة الشیخ السندی تلمیذ المحقق ابن الهمام فی رسالة ان ما یفعله اهل الحرمین من الصلوٰة بائمة متعددة وجماعة مترتبة مکروه اتفاقاً ونقل عن بعض مشائخنا انکاره صریحاً حین حضر الموسم بمکة سن ۱۵۵۱ھ منهم الشریف الغزنوی و ذکرانه افتی بعض المالکیة بعدم جواز ذلک علی مذهب العلماء الاربعة ونقل انکار ذلک ایضاً عن جماعة من الحنیفة والمالکیة حضر وا والموسم سن ۱۵۵۱ھ ؛ واقره الرملی فی حاشیة البحر . (۲) ثم نقل العبارة المذکورة سابقاً اعنی لکن یشکل علیه الخ وقد مر الجواب عنها. فقط.

بعد جماعت کیا ایک درجہ میں الگ الگ نماز پڑھ سکتے ہیں:

(سوال ۵۶۳) مشہور ہے کہ اگر عصر کی نماز ہو چکی اور بعد میں دو آدمی مسجد میں نماز کے لئے آویں تو ایک درجہ میں دونوں فرادی فرادی نماز نہیں پڑھ سکتے اور نماز نہ ہوگی۔ ہر آدمی علیحدہ درجہ میں نماز پڑھے اور۔ اور نمازوں میں اس طرح سے جائز ہے۔ یہ درست ہے یا نہ۔

(الجواب) یہ جو مشہور ہے غلط ہے جیسا کہ دوسری نمازوں میں اگر جماعت اولیٰ نہ ملی اور دو چار آدمی بعد میں آویں تو وہ مسجد کے ایک درجہ میں فرادی نماز پڑھ سکتے ہیں اسی طرح کسی وقت میں پڑھ سکتے ہیں کوئی وجہ فرق کی نہیں۔

مقتدی وامام کے شروع اقامت سے کھڑا ہونے میں کیا مصلحت ہے:

(سوال ۵۶۴) مقتدی اور امام کا شروع اقامت سے کھڑے ہونے پر تعامل رہا ہے تو اس میں کیا مصلحت تھی۔

(الجواب) وہ خاص مصلحت یہ ہے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے تسویہ صفوف کر لیا جاوے۔ پس اگر حی علی الفلاح پر مقتدی کھڑے ہوئے اور قد قامت الصلوٰۃ پر امام نے تکبیر تحریمہ کہہ دی جیسا کہ روایت کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے۔ تو پہلے سے تسویہ صفوف وغیرہ کا انتظام نہ ہو سکے گا حالانکہ یہ اہم ہے، (۳) اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا امر استحبابی ہے اور اس میں تاویل بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ اس سے تاخیر نہ کریں تقدیم میں کچھ حرج نہیں ہے فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الا مامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد ج ۱ ص ۵۱۷ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۳ . ۱۲ ظفر.

(۲) ردالمحتار باب الامامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد ج ۱ ص ۵۱۷ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۳ . ۱۲ ظفیر.

(۳) عن النعمان بن بشیر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسوی صفوفنا حق کا نما یسوی بها القداح حتی انا قد عقلنا عنه ثم خرج یوما فقام حق کا دیکبر فرأی رجلا با دیا صدره من الصف فقال عباد الله لتسون صفوفکم اولیخالفن الله بین وجو هکم رواه مسلم . وعن انس قال اقیمت الصلوٰة فاقبل علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم بوجهه فقال اقیمو صفوفکم وترا صوا الخ (مشکوٰة باب تسویة الصف ص ۹۷ و ص ۹۸) ظفیر.

شیعہ اگر سنیوں کی جماعت میں آ ملے تو کیا اس کی وجہ سے کوئی نقص پیدا ہوگا:

(سوال ۵۶۵) جماعت میں اگر کوئی شیعہ درمیان میں کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو سنیوں کی نماز ہو جائے گی یا نہیں اور اس کو منع کرنا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) سنیوں کی نماز میں اس صورت میں کچھ نقصان اور خلل نہ ہوگا۔ لیکن آئندہ اس رافضی سے کہہ دیں کہ یا وہ اپنے مذہب سے توبہ کرے ورنہ مسلمانوں کی جماعت میں نہ آیا کرے اور اس کو مسلمان اپنے قبرستان میں دفن نہ کریں۔ فقط۔

جس کی جماعت چھوٹ جائے وہ تنہا مسجد میں نماز پڑھے یا گھر میں جماعت کرے:

(سوال ۵۶۶) رجل فاتته الصلوٰة بالجماعة هل يصلى فى المسجد وحده او يصلى فى البيت مع الجماعة.

(الجواب) ان امكن الصلوٰة بالجماعة فى البيت فهو اولىٰ واصوب كيف هو مروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم كما نقله فى ردالمحتار.(۱) فقط۔

مسجد میں جماعت ثانی اور دوبارہ جمعہ:

(سوال ۵۶۷) ایک شخص ضداً اسی مسجد میں اپنی علیحدہ نماز پنجگانہ اور جمعہ کراتا ہے۔ جماعت ثانیہ اور جمعہ دوبارہ پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) جماعت ثانیہ مسجد محلّہ میں کرنا مکروہ ہے اور جمعہ کی نماز دوبارہ اسی مسجد میں جس میں جمعہ ہو چکا ہے جائز نہیں۔ والظاهر انه يغلق ايضاً بعد اقامة الجمعة لئلا يجمع فيه احد بعد ها. شامى.(۲) پس جو شخص ضد میں ایسا کرتا ہے وہ سخت گنہگار ہے۔

امام کے فسق کی وجہ سے گھر میں نماز:

(سوال ۵۶۸) امام فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہونے کے خیال سے اپنے گھر میں یا مسجد میں قبل جماعت یا بعد جماعت اکیلا نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز اور اکیلا نماز پڑھنے والا تارک جماعت تو نہ کہلائے گا۔

(الجواب) درمختار میں وفى النهر عن المحيط صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة.(۳) اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے قوله نال فضل الجماعة الخ وافاد ان الصلوٰة خلفهما اولى من الا فراد الخ(۴) پس معلوم ہوا کہ اکیلے پڑھنے سے یہ بہتر ہے کہ جماعت مذکور میں شامل ہو۔

جماعت میں مہتر کی شرکت:

(سوال ۵۶۹) ایک شخص قوم مہتر بغیر مسلمان ہوئے اگر نماز جماعت میں شریک ہو تو اس کو شریک کرنا چاہئے یا نہیں وہ

---

(۱) ولنا انه عليه الصلوٰة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد الى المسجد وقد صلى اهل المسجد فرجع الى منزله فجمع اهله وصلى (ردالمحتار. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۱۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۳. ۱۲ ظفير. (۲) ردالمحتار باب الجمعه تحت قول الماتن وافا دان المساجد تغلق يوم الجامع الا الجماعج ۱ ص ۷۶۶ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۷) ظفير.
(۳و۴) دیکھئے ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲. ۱۲ ظفير.

اپنی برادری کو نہیں چھوڑتا۔

(الجواب) جماعت میں شریک ہونے سے اس کو نہ روکیں، ایسا نہ ہو کہ وہ وعید "ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه(۱) میں داخل ہو جاویں۔ نماز اور جماعت میں وہ اس وقت داخل ہونا چاہتا ہے کہ اس کے قلب میں اسلام ہوگا اور قوم مہتر بعض مسلمان بھی ہوتے ہیں۔ غالباً وہ بھی انہی میں سے ہوگا جو مسلمان ہیں۔

شہر کی غیر آباد مسجد میں اذان ونماز:

(سوال ۵۷۰) ایک مسجد جنگل میں لب دریا واقع ہے اور وہ مسجد غیر آباد ہے، اس میں نہ کوئی نماز پڑھتا ہے۔ اگر کوئی شخص شہر یا کسی بستی سے اس میں جا کر رہے اور پانچوں اذان وتکبیر کہہ کر نماز پڑھے تو اس کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں۔ اور اس کے حق میں اس مسجد میں اکیلے نماز پڑھنا بہتر ہے یا ترک جماعت کی وجہ سے گناہ ہوگا۔

(الجواب) اس مسجد میں اذان واقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھنے میں بھی جماعت کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور اس مسجد ویران کا آباد کرنا بعض وجوہ سے افضل ہے اور اس کی کچھ تفصیل کتب فقہ میں مسطور ہے۔(۲)

تجارت کی وجہ سے ترک جماعت:

(سوال ۵۷۱) زید تاجر ہے اور وہ اپنے نوکر یا کسی ساتھی پر اپنے کاروبار کا اعتماد نہیں کر سکتا کہ وہ ان لوگوں پر چھوڑ کر واسطے ادا کرنے نماز باجماعت مسجد میں جایا کرے اور اگر پڑھتا ہے تو خیالات منتشر ہوتے ہیں، اب اس بارے میں زید کے لئے کیا حکم ہے آیا وہ دوکان پر نماز پڑھے یا مسجد میں جاوے، اس لئے کہ مسجد جانے میں بہت تکلفات کرنے پڑتے ہیں۔

(الجواب) اگر اندیشہ نقصان کا ہے اور دوکان کا بند کرنا دشوار ہے تو وہ شخص دوکان پر نماز پڑھ لیوے۔ کما فی الشامی. قوله وخوف علی ماله ای من لص ونحوه اذا لم یمکنه غلق الدکان والبیت مثلاً(۳) فقط۔

تارک جماعت کا حکم:

(سوال ۵۷۲) جو شخص مسجد میں باوجود جماعت قائم ہونے کے علیحدہ نماز پڑھے اور جماعت میں شریک نہ ہو اس کا کیا حکم ہے اس فعل سے کفر لازم آتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) کفر لازم نہیں آتا مگر وہ شخص فاسق ہے توبہ کرے۔ ان تارکها (الجماعة) بغیر عذر یعزرو ترد شهادته ویا ثم الجیران بالسکوت عنه (غنية المستملی ص ۴۷۵) ظفیر.

امام سے جھگڑا ہونے کی وجہ سے ترک جماعت:

(سوال ۵۷۳) ایک شخص کا امام مسجد سے جھگڑا ہو گیا ہے اس شخص نے نماز جماعت سے پڑھنی چھوڑ دی ہے۔ جس وقت نماز شروع ہو جاتی ہے وہ شخص علیحدہ نماز شروع کر دیتا ہے وہ شخص گنہگار ہے یا نہیں؟

---

(۱) سورة البقرہ رکوع ۱۴. ۱۲ ظفیر.
(۲) مؤذن مسجد لا یحضر مسجده احد قالوا هو یؤذن ویقیم ویصلی وحده وذاک احب من ان یصلی فی مسجد اخر (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۵ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۹ ظفیر.

(الجواب) ایسی حالت میں جماعت چھوڑنا اور علیٰحدہ نماز پڑھنا سخت گناہ ہے وہ شخص گنہگار ہوگا۔(۱)

ایک سلام پھیرنے کے بعد جماعت میں ملنا درست نہیں:

(سوال ۵۷۴) امام کے ایک سلام کے بعد زید تحریمہ کہہ کر جماعت میں شامل ہوگیا تو نماز صحیح ہوگئی یا نہیں۔

(الجواب) فی الدر المختار وتنقطع التحریمۃ بتسلیمۃ واحدۃ الخ(۲) پس بصورت مذکورہ اقتداء صحیح نہیں ہوئی اور وہ ازسرنو تکبیر تحریمہ کہہ کر علیٰحدہ نماز پڑھے۔ فقط۔

مکہ مکرمہ میں چار مصلے کیوں ہیں:

(سوال ۵۷۵) مکہ شریف میں چار مصلے کیوں قائم کئے گئے ہیں اور تعدد جماعت کا وہاں کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس میں اختلاف علماء ہے جیسا کہ شامی میں نقل کیا ہے۔ لیکن آخر میں فرمایا کہ مسجد حرام میں متعدد جماعت مکروہ نہیں ہے۔(۳) فقط۔

مسجد قارعۃ الطریق کی تشریح:

(سوال ۵۷۶) جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے۔ اور مسجد قارعۃ الطریق سے کیا مراد ہے۔

(الجواب) مسجد قارعۃ الطریق سے مراد یہ ہے کہ اس میں امام ومؤذن مقرر نہ ہوں جس مسجد میں امام ومؤذن مقرر نہ ہوں اس میں جماعت ثانیہ جائز ہے مکروہ نہیں ہے اور مسجد محلّہ میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے۔(۴) فقط۔

جذامی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۵۷۷) جذامی آدمی جماعت میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں، اور دوسرے آدمیوں کو نفرت کرنی چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) جذامی سے جمعہ وجماعت ساقط اور معاف ہے اسی وجہ سے کہ وہ مسجد میں نہ آوے۔ پس جذامی کو نہ چاہئے کہ وہ جماعت میں شریک ہو اور جو لوگ جذامی شخص سے علیٰحدہ رہیں اور احتراز کریں ان پر کچھ ملامت نہیں ہے کہ جذامی سے بھاگنے اور بچنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔(۵) فقط۔

ایک مسجد میں جماعت نہ مل سکے تو کیا دوسری مسجد میں جائے:

(سوال ۵۷۸) اگر ایک مسجد میں جماعت نہ ملی تو دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جانا کیسا ہے۔

---

(۱) ان تارکھا (ای الجماعۃ من غیر عذر یعزرو تردشھادتہ و یا ثم الجیر ان بالسکوت (عنیۃ المستملی ص ۴۷۵) ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفیر۔
(۳) ویکرہ تکرار الجماعۃ الخ (درمختار) وعن ھذا ذکر العلامۃ الشیخ رحمۃ اللہ السندی تلمیذ المحقق ابن الھمام ان مایفعلہ اھل الحرمین من الصلوٰۃ بائمۃ متعددۃ وجماعات مترتبۃ مکروہ اتفاقا ونقل عن بعض مشا ئخنا انکارہ صریحا الخ وقد مرانہ لا کراھۃ فی تکرار الجماعۃ فیہ اجماعا (ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۱۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۲) لکن الف العلامۃ الشیخ ابراھیم البیری شارح الا شباہ رسالۃ سماھا (الا قوال المرضیۃ) اثبت فیھا الجواز وکراھۃ الا قتداء بالمخالف الخ وکذا الف العلامۃ الشیخ علی القاری رسالۃ سماھا (الدر المختار فی الا قتداء) اثبت فیھا الجواز لکن نفی فیھا کراہ الاقتداء بالمخالف اذا راعی فی الشروط والا رکان فقط (ردالمحتار. کتاب الصلاۃ ج ۱ ص ۳۵۰ مطلب فی تکرار الجماعۃ. ط.س. ج ۱ ص ۳۷۷) ظفیر۔
(۴) قال فی الشامی ومقتضی ھذا لا ستدلال کراھۃ التکرارو لو بدون اذا ن الخ شامی ج ۱ ص ۵۱۶ جمیل الرحمن۔
(۵) واکل ثوم ویمنع منہ وکذا کل مؤذن ولو بلسانہ (درمختار) وکذا لک الحق بعضھم بذالک من بفیہ بخر او بہ جرح لہ رائحۃ وکذالک القصاب والسماک والمجذوم والابرص اولیٰ بالا لحاق(ردالمحتار. ما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا مطلب احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۹. ط.س. ج ۱ ص ۶۶۱) ظفیر۔

(الجواب) ایک مسجد میں اگر جماعت ہو چکی ہو تو اگر امید دوسری مسجد میں جماعت کے ملنے کی ہو تو دوسری مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا بہتر اور موجب ثواب ہے سلف میں اکابر امت ایسا کرتے تھے کہ ایک مسجد میں جماعت ہو چکی تو دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش میں جاتے تھے۔(۱) فقط۔

جماعت میں عجلت:

(سوال ۵۷۹) زید ایک مسجد کا امام ہے اور اس کا بھائی مؤذن ہے یہ جامع مسجد ہے۔ نمازی زیادہ جمع ہوتے ہیں۔ امام و مؤذن نے جو اصول جماعت کا ٹھیرایا ہے وہ خلاف مصلیان ہے۔ یہ کہ مؤذن نے اذان کہی۔ امام صاحب حاضر آئے۔ بمقدار چار رکعت توقف کیا، اس عرصہ میں دو چار آدمی آ گئے۔ نماز شروع کر دی۔ نہ آئے تب بھی شروع کر دی۔ اور اس مقدار معینہ پر نمازیوں کا جمع ہونا غیر ممکن ہے اگر دس بارہ منٹ توقف کیا جاوے تو جمیع مصلین جمع ہو جاویں۔ اس کی تھوڑی دیر بعد لوگ جمع ہو کر ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ امام صاحب سے یہ کہا بھی گیا کہ پندرہ منٹ انتظار کیجئے کہ سب نمازی جماعت میں آ جایا کریں۔ مگر وہ اپنی حرکت سے باز نہیں آتے۔ اس صورت میں اس امام کا کیا حکم ہے اور جماعت ثانیہ کا کیا۔

(الجواب) مؤذن و امام کو ایسی عجلت نہ کرنی چاہئے جب کہ وقت نمازوں کا موسع ہے تو کوئی وجہ ایسی عجلت کی نہیں ہے اور انتظار نمازیوں کا بہت ضروری ہے نصف گھنٹہ کے توقف میں تقریباً یہ کام ہو سکتے ہیں (یعنی استنجے وغیرہ سے فراغت) امام کو اس قدر توقف کرنا چاہئے اور نمازیوں کی رعایت کرنی چاہئے۔ اس خود رائی میں اور اہل محلّہ کا انتظار نہ کرنے میں امام کو بجائے ثواب کے گنہگار ہونے کا اندیشہ ہے۔(۲) اہل محلّہ اس کو معزول بھی کر سکتے ہیں۔ اہل محلّہ اور نمازیوں کو چاہئے کہ اگر امام اس عجلت کو نہ چھوڑے تو اس کو موقوف کر دیں اور دوسرا امام مقرر کریں۔ جماعت ثانیہ مکروہ ہے اس کا ارتکاب ہر گز نہ کریں۔ امام کا انتظار کریں۔ فقط۔

پاخانے کے تقاضے کے وقت پہلے اس سے فارغ ہولے پھر نماز پڑھے:

(سوال ۵۸۰) زید جب صبح کو اٹھا تو اس کو پاخانہ کی ضرورت ہے، اگر بیت الخلاء جاتا ہے تو نماز قضاء ہوتی ہے، تو اول پاخانہ سے فارغ ہو یا نماز ادا کرے۔

(الجواب) پہلے قضاء حاجت کرے پھر قضاء نماز پڑھے۔(۳) فقط۔

امام مقرر کرنے کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے بعض مسجدوں میں جماعت بند کر دینا کیسا ہے:

(سوال ۵۸۱) اگر کسی شہر میں مسجدوں کی کثرت ہو اور نمازی کم ہوں ہر ایک مسجد میں امام مقرر کرنے کی طاقت نہ رکھتے

---

(۱) ولو فاتته ندب طلبها فی مسجد اخرا لا المسجد الحرام و نحوه (درمختار) فلا یجب الطلب فی المساجد بلا خلاف بین اصحابنا بل ان اتی مسجدا للجماعة فحسن وان صلی فی مسجد حیه منفرد افحسن الخ (ردالمحتار. باب الا مامة جلد اول ص ۵۱۸. ط.س. ج ا ص ۵۵۵) ظفیر. (۲) ویجلس بینهما بقدر ما یحضر الملازمون مراعیا لو قت الندب الا فی المغرب فیسکت قائما قدر ثلاث ایات قصار ویکره الوصل اجماعاً (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الا ذان ج ا ص ۳۶۲. ط.س. ج ا ص ۳۸۹) ظفیر. (۳) فلا تجب (الجماعة) علی مریض الخ او مدافعة احد الا خبثین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الا مامة ج ا ص ۵۱۹ و ج ا ص ۵۲۰. ط.س. ج ا ص ۵۵۵......۵۵۶) کره الخ وصلاته مع مدافعة الا خبثین او احد هما او الریح للنهی (درمختار) الا خبثین ای البول والغائط قال فی الخزائن سواء کان بعد شروعه او قبله فان شغله قطعها ان لم یخف فوت الوقت وان اتمها اثم الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة یکره فیها ج ا ص ۶۰۰. ط.س. ج ا ص ۶۴۱) ظفیر.

ہوں اگر متصل محلّہ والے مل کر ایک مسجد میں امام مقرر کریں اور دیگر مساجد چھوڑ کر ایک مسجد میں با جماعت امام مذکور کے پیچھے نماز ادا کریں تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) بہتر یہ ہے کہ حتی الوسع سب مسجدوں کو آباد کریں اور تھوڑے تھوڑے نمازی سب مسجدوں میں نماز پڑھیں۔ بحالت مجبوری جیسا موقع ہو کریں۔(۱) فقط۔

مسجد کا ترک درست نہیں ہے:

(سوال ۵۸۲) درچنیں حمام کہ چہار سو دران دخان میباشد دراں نماز خواندن جائز است یا نہ۔ مثلاً بالائے حمام خانقاہ باشد دراں نماز ادا کردن چیست از مسجد سابقہ کہ صرف پانزدہ قدم مسافت دارد دراں مسجد کسے نماز ادا نمی کند بلکہ از مدت نماز معطل نہادند چہ حکم است۔

(الجواب) مسجد را معطل داشتن وویران کردن جائز نیست اگرچہ نماز در خانقاہ کہ فوق حمام است ادا کردن جائز است ولیکن مسجد را گذاشتہ دراں خانقاہ نماز ادا کردن خوب نیست مسجد محلّہ را آباد کردن بر اہل محلّہ مستحق است شناعت ایں فعل کہ مسجد را ترک کنند وقریب حمام کہ مجمع دخان است نماز ادا کنند وبلا ضرورت التزام ایں فعل کنند بر کسے مخفی نیست۔(۲)

گھر کی حفاظت کی وجہ سے ترک جماعت:

(سوال ۵۸۳) اگر بوجہ حفاظت گھر نہ ہونے انتظام جماعت کے گھر نماز پڑھے تو کیا تارک الجماعت کا گناہ ہوگا؟

(الجواب) جماعت کا ترک کرنا اور علی الدوام تارک جماعت ہونا کبائر میں سے ہے، اور فسق ومعصیت ہے۔ جماعت کا ضرور اہتمام کرنا چاہئے۔(۳)

جماعت میں شریر کی رعایت:

(سوال ۵۸۴) امام مسجد کسی کی رعایت کر سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) فقہاء نے لکھا ہے کہ بعض مواقع میں کسی شریر شخص کی بھی امام رعایت کر سکتا ہے جب کہ اس سے کسی فساد کا اندیشہ ہے۔(۴) فقط۔

جماعت میں تاخیر:

(سوال ۵۸۵) اس موضع میں ایک گلی کے اندر ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس میں صرف پانچ یا سات نمازی ہیں۔ اس مسجد میں پنجوقتہ جماعت کے لئے اوقات کی پابندی بالکل نہیں کی جاتی عموماً انتہائی وقت پر نماز ہوتی ہے جس میں بعض اوقات وقت کے فوت ہو جانے کا احتمال رہتا ہے ورنہ کم سے کم جماعت کی فضیلت تو قطعی جاتی رہی دسمبر اور جنوری کے مہینہ میں

---

(۱) ومسجد حیه افضل من الجامع (درمختار) ای الذی جماعته اکثر من مسجد الحی الخ بل فی الخانیة لو لم یکن لمسجد منزله موذن فانه یذهب الیه ویو ذن فیه ویصلی ولو کان وحده لا ن له حقا علیه فیؤدیه (ردالمحتار. باب ما یفسد الصلوٰة مطلب احکام المسجد ج۱ ص ۶۱۷) ظفیر. (۲) ثم الا قرب الخ ومسجد حیه افضل من الجامع (درمختار) بل فی الخانیة لو لم یکن لمسجد منزله مؤذن فانه یذهب الیه ویوذن فیه ویصلی ولو کان وحده لا ن له حقا علیه فیؤدیه (ردالمحتار مطلب احکام المساجد ج ۱ ص ۶۱۷. ط.س. ج ۱ ص ۶۵۵) ظفیر. (۳) والجماعة سنة مؤکده للرجال الخ وقیل واجبة وعلیه العامة الخ قال فی البحر وهو الراجح عند اهل المذهب الخ ثمرته تظهر فی الا ثم بترکها مرة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب الا مامة ص ۵۲۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۲) ظفیر. (۴) رئیس المحلة لا ینتظر مالم یکن شریر اوالوقت متسع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۲ . ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر.

صبح کی نماز کا ۷۔ بجے سے تین چار منٹ پہلے سلام پھیرا جاتا ہے جس وقت کہ سائل کے خیال میں سورج کا کنارہ شاید افق سے نمودار ہونے لگتا ہو۔ سرخی اور دن کی روشنی خوب اچھی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رحمت اللہ رعد کانپوری کی جنتری میں ۱۴۔ جنوری ۱۹۱۸ء کو چھ بج کر چھیالیس منٹ پر آفتاب کا طلوع ہونا لکھا ہے۔ ظہر کی نماز اکثر دو بجے یا دو بجے سے دو چار منٹ بعد اور دو بجے سے قبل بہت کم ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں سائل جو اول وقت نماز پڑھنی چاہتا ہے جماعت سے قبل نمازیوں کے جمع ہو چکنے پر اگر علیحدہ اپنی نماز پڑھ لیا کرے تو کیسا ہے۔

(الجواب) ریلوے ٹائم کے مطابق جنتری موجودہ و معمولہ مدرسہ ہذا میں ۱۴۔ جنوری کو ۷۔ بجے ۲۱۔ منٹ پر طلوع آفتاب درج ہے بلکہ ۳۔ جنوری سے ۱۸۔ جنوری تک یہی وقت طلوع آفتاب کا ہے اور جنتری مصدقہ ہے اور تجربہ اس کا سالہا سال سے ہے اور اول وقت عصر کا ۱۴۔ جنوری کو ۲۔ بج کر ۱۳۔ منٹ پر ہے اور اس سے پہلے پہلے آخر وقت ظہر کا موافق مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے رہتا ہے۔ پس جو گھڑی ریلوے ٹائم سے ملی ہوئی ہے اس میں اگر سات بجے تک جنوری میں صبح کی نماز پڑھی جاوے تو اس وقت تک صبح کی نماز کا وقت اچھا رہتا ہے اسی طرح دو سوا دو بجے تک ظہر کا وقت بھی اچھا رہتا ہے۔ ایسی حالت میں ترک جماعت ہرگز درست نہیں ہے۔ اور واضح ہو کہ حنفیہ کے نزدیک صبح کی نماز میں خوب اسفار یعنی چاندنا کر کے نماز پڑھنا افضل ہے۔ ہکذا فی الدر المختار۔(۱) فقط۔

سلام پھیرنے کے وقت تکبیر تحریمہ اور شرکت جماعت:

(سوال ۵۸۶) زید نے تکبیر تحریمہ کہی اور امام نے سلام پھیر دیا۔ اور زید نے امام کی شرکت قعود میں بالکل نہیں کی، تو اب زید کو دوبارہ تکبیر تحریمہ کہنی چاہئے یا اول ہی کی تکبیر تحریمہ کافی ہے۔

(الجواب) پوری تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کہہ چکا ہے تو وہ شریک جماعت ہو گیا اب اس کو دوبارہ تکبیر کہنے کی ضرورت نہیں ہے **قال فی الحلیة عند قول المنیة ولا دخول فی الصلوٰۃ الا بتکبیر الافتتاح. شامی.**

امام متعین کی عدم موجودگی میں امامت:

(سوال ۵۸۷) فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ اگر چند اشخاص وقت معینہ پر امام متعین کی عدم موجودگی میں نماز جماعت سے ادا کریں تو امام متعین پھر دوبارہ جماعت بلا کراہت کر سکتا ہے۔ اور ثواب جماعت کا اس دوسری جماعت کو ہوگا نہ اول الذکر کو، مگر در مختار میں جہاں کراہت لازم آنے کی شرائط امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ نے بیان کی وہاں تعیین وقت یا امام کی کوئی شرط نہیں ہے۔ اس صورت میں کیا کیا جائے شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) شامی میں اس کی تصریح ہے کہ اگر پہلی جماعت غیر اہل مسجد نے کی ہے تو اس صورت میں دوسری جماعت مکروہ نہیں ہے بلکہ اس حالت میں دوسری جماعت ہی معتبر ہے اور پہلی جماعت کا اعتبار نہیں ہے۔ یعنی بدیں معنی کہ اہل مسجد کو حق جماعت کرنے کا ہے اگرچہ ثواب جماعت پہلی جماعت والوں کو بھی حاصل ہوا۔ عبارت اس کی یہ ہے عبارتہ

---

(۱) یستحب الا سفار بالفجر لقوله علیه السلام اسفر وافانه اعظم للاجرا(هدایه کتاب الصلاۃ باب المواقیت ج ۱ ص ۷۸. ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر۔ حضرت مفتی علامؒ نے دیو بند کی جنتری کا حوالہ دیا ہے اور سوال کانپور کا ہے اس۔ لئے کانپور میں ساڑھے چھ بجے سے پہلے جماعت ختم ہو جانی چاہئے۔

فی الخزائن اجمع مما ھھناونصها ویکره تکرار الجماعة فی مسجد محلة باذان واقامة الا اذا صلی بهما فیه اولا غیر اھله .ا لخ(۱) اور دیگر عبارات سے بھی یہ مفہوم ہوتا ہے ویؤیدہ مافی الظھریة ولو دخل جماعة المسجد بعد ما صلے فیه اھله یصلون وحدانا وھو ظاھر الروایة(۲) شامی۔ اس عبارت میں قید اہلہ سے غیر اہل مسجد کی جماعت خارج ہوگئی۔ اسی طرح باب الاذان میں ہے وحینئذ فلو دخل جماعة المسجد بعد ما صلی اھله فیه فانهم یصلون وحدانا .الخ. (۳) پس معلوم ہوا کہ جو کچھ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے صحیح ہے۔

فساد کے خوف سے مسجد کی جماعت کا ترک درست ہے یا نہیں:

(سوال ۵۸۸) ایک بانی مسجد نے امام مسجد کو ایک روز مارا اور گالی دی اسی وجہ سے ۲۰ مسلمان مکان میں جمعہ اور جماعت کرتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں بوجہ خوف فتنہ وفساد کے۔

(الجواب) اس حالت میں مکان میں جمعہ و جماعت کرنا درست ہے۔(۴) فقط۔

تراویح میں عورتوں کی جماعت مکروہ ہے:

(سوال ۵۸۹) ایک عورت قرآن حافظ ہے اگر وہ عورت کلام ربانی تراویح کے اندر پڑھنا چاہے تو عورتوں کی جماعت ہوسکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے نہیں کرنی چاہئے۔(۵)

اکیلا نماز پڑھنے سے گھر میں زیادہ ثواب ہے یا مسجد میں:

(سوال ۵۹۰) زید مسجد میں اکیلا نماز پڑھتا ہے اور بکر گھر میں نماز پڑھتا ہے۔ دونوں کے ثواب میں کچھ فرق ہے یا نہ۔

(الجواب) جو شخص مسجد میں جماعت کی نماز چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھنے کا عادی ہے اور ترک جماعت پر مصر ہے وہ فاسق ہے۔ احادیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کے گھر کو آگ لگا دیتا جو مسجد میں آ کر جماعت سے نماز نہیں پڑھتے۔(۶) پس جو شخص مسجد میں آ کر اکیلا نماز پڑھا کرے اور جماعت کا خیال نہ کرے اور اپنی عادت ترک جماعت کی کرے یا گھر میں اکیلا نماز پڑھنے کا عادی ہو اور ترک جماعت کرتا ہو دونوں فاسق اور دونوں مرتکب امر حرام کے ہیں۔ ان میں سے کس کو کہہ دیا جاوے کہ زیادہ ثواب فلاں کو ہے اور فلاں کو نہیں۔ وہ دونوں ہی گنہگار ہیں۔ دونوں کو یہ لازم ہے کہ جماعت کی پابندی کریں نہ گھر میں اکیلے نماز پڑھیں نہ مسجد میں اکیلے نماز پڑھیں۔ مجبوری سے اتفاقاً جماعت فوت ہو جائے تو یہ دوسری بات ہے۔(۷)

---

(۱) ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۶.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۳. ۱۲ ظفیر.(۲) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۷ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۳. ۱۲ ظفیر.(۳) رد المحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۵. ۱۲ ظفیر.

(۴)

(۵) ویکره تحریما جماعة النساء ولو فی التراویح فی غیر صلاة جنازة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۸.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۵) ظفیر.(۶) عن ابی ھریرة عن النبی صلے اللہ علیه وسلم قال لو لا مافی البیوت من النساء والذریة اقمت صلوٰة العشاء وامرت فتیاتی یحرقون ما فی البیوت بالنار رواہ احمد (مشکوٰة باب الجماعة فصل ثانی ص ۹۷) ظفیر.(۷) قال محمد فی الاصل اعلم ان الجماعة سنة مؤکدة لا یرخص الترک فیها الا بعذر مرض او غیرہ الخ ففی الغایة قال عامةمشائخنا انها واجبة الخ وفی البدائع تجب علی العقلاء البالغین الاحرار القادرین علی الجماعة من غیر حرج انتهی والادلة تدل علی الوجوب الخ وکذا احکام تدل علی الوجوب من ان تارکها من غیر عذر یعزرو ترد شهادته ویاثم الجیران ان باتسکوت عنه (غنیة المستملی فصل فی الامامة ص ۴۷۴) ظفیر.

جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت تنہا کے لئے ہے یا جماعت کے لئے:

(سوال ۵۹۱/۱) جنگل میں نماز پڑھنے کی جو بڑی فضیلت آئی ہے تو تنہا کی ہے یا جماعت سے، اور یہ ظاہر ہے کہ جنگل میں جماعت بہت دشوار ہے!

جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی:

(سوال ۵۹۲/۲) جماعت ثانیہ میں کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی۔ اور مکروہ تحریمی کا مرتکب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے یا صغیرہ کا؟

مکان سکونہ میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے یا نہیں:

(سوال ۵۹۳/۳) مکان سکونہ میں جماعت ثانیہ یا ثالثہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟

محراب میں امام کس طرح کھڑا ہو:

(سوال ۵۹۴/۴) مسجد کی محراب میں امام کو کس طرح سے کھڑا ہونا چاہئے۔ اگر بالکل اندر کھڑا ہو جائے تو مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔ کتنا قدم کا حصہ باہر نکال کر کھڑا ہو۔ معہ حوالہ کتب تحریر فرمادیں۔

(الجواب) (۱) جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسجدوں سے زیادہ اس میں فضیلت ہے۔ حدیث شریف سے مساجد کا خیر البقاع ہونا ثابت ہے۔(۱) بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب کوئی شخص جنگل میں ہو اور وقت نماز کا آ گیا ہو تو وہیں نماز پڑھ لے۔ اگر چند آدمی ہیں جماعت کر لیں، اگر ایک ہے تنہا پڑھے۔ ہر طرح فضیلت حاصل ہے۔ شامی میں ہے **وروی فی الخبران من صلی علی هئیة الجماعة ای باذان واقامة ولو کان منفرداً صلت بصلوته صفوف الملئکة. الخ**(۲)

(۲) **قال فی الشامی قوله ویکره تکرار الجماعة الخ ای تحریماً لقول الکافی لا یجرز وللمجمع لا یباح وشرح الجامع الصغیرانه بدعة الخ. شامی.**(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ جماعت ثانیہ میں کراہت تحریمیہ ہے۔

(۳) مکروہ نہیں ہے۔(۴)

(۴) درمختار میں **وقیام الا مام فی المحراب لا سجوده فیه وقد ماه خارجه لا ن العبرة للقدم.**(۵) الخ۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو کراہت نہیں رہتی۔ اور شامی میں کہا **وفی حاشیة البحر للرمل الذی یظهر من کلامهم انها کراهة تنزیهیة فتامل نمبر ۴۳۴ جلد اول.**(۶)

....

(۱) فقال شر البقاع اسواقها وخیرا البقاع مساجدها رواه ابن حبان (مشکوٰۃ باب المساجد ص ۷۱) ظفیر.

(۲) ردالمحتار فصل فی القراءۃ. قوله ولو منفرد الانه ان اذن واقام صلی خلفه من جنود الله مالا یری طرفاه رواه عبد الرزاق (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۶. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۴) ظفیر.

(۳) ردالمحتار مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۶. ۱۲ ظفیر.

(۴) ویکره تکرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محلة، لا فی مسجد طریق او مسجد لا امام له ولا مؤذن (درمختار) ولنا انه علیه الصلوٰة والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی اهل المسجد فرجع الی منزله فجمع اهله وصلے الخ (ردالمحتار باب الامامة مطلب فی تکرار المجاعة فی المسجد. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۳) ظفیر.

(۵و۶) ردالمحتار باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها. ط.س. ج ۱ ص ۶۴۵. ۱۲ ظفیر.

جماعت ہوتے وقت دوسری جماعت کی سعی:

(سوال ۱/۵۹۵) ایک شخص مسمی زید نے باوجود جماعت ختم نہ ہونے کے تکبیر کہہ کر جماعت ثانیہ کرائی اور یہ جماعت صرف اس غرض سے کرائی کہ جماعت اولیٰ کا امام غیر مقلد تھا یعنی اہل حدیث اس مسجد میں امام ہے۔ جب نماز ختم ہوئی تو امام غیر مقلد نے مقتدی جماعت ثانی سے کہا کہ تم نماز کا اعادہ کرو کیونکہ تمہاری نماز اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ حدیث شریف میں آیا ہے اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا التی اقیمت ۔اب سوال یہ ہے (۱) مذکورہ بالاصورت میں حدیث شریف موصوف سے اس نماز کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں جو جماعت اولیٰ کے ختم ہونے سے پہلے شروع کی گئی ہو۔ اگر ثابت ہے تو اعادہ با جماعت چاہئے یا بلا جماعت چاہئے اور اگر نہیں ثابت ہے تو ایک مسجد میں ایک فرض کی دو جماعت بیک وقت کے ناجائز ہونے کی کیا دلیل ہے۔

جماعت کے وقت دوسری جماعت والوں کی نماز ہوئی یا نہیں:

(سوال ۲/۵۹۶) مذکورہ بالاصورت میں حدیث مذکور سے قطع نظر کرکے خاص حنفی مذہب کی رو سے وہ نماز ہوئی یا نہیں جو جماعت اولیٰ کے ختم ہونے سے پہلے شروع کی گئی ہے۔ اگر ہوگئی تو با کراہت تحریمی یا تنزیہی۔

ترک اقتداء:

(سوال ۳/۵۹۷) سوال یہ ہے (الف) کہ باوجود قسم شرعی کھانے کے ذاتی رنجش کی وجہ سے زید کا اقتداء ترک کرنا (ب) تفریق جماعت کی کوشش کرنی (ج) جماعت اول میں شریک نہ ہوکر اس کے ختم ہونے سے پہلے دوسری جماعت شروع کردینی۔ حنفی مذہب کی رو سے جائز ہے کہ نہیں۔

دوآدمیوں سے جماعت ہوتی ہے یا نہیں:

(سوال ۴/ ۵۹۸) حنفی مذہب میں جمعہ کے سوا اور نمازوں میں دو آدمی سے جماعت ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۵۹۵) تا (۵۹۸) حدیث شریف کے الفاظ جو مسلم شریف میں مروی ہیں یہ ہیں اذاا قیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ(۱) اس حدیث سے ممانعت اس امر کی ثابت ہے کہ جس وقت تکبیر نماز کی ہوجاوے اور جماعت شروع ہوجاوے تو اس جماعت میں شریک ہوجانا چاہئے۔ سنت نفل وغیرہ کچھ نہ پڑھنا چاہئے۔ مگر دیگر احادیث کی وجہ سے سنت فجر کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ اس بحث کی اس وقت لکھنے کی ضرورت نہیں۔ بہرحال اس حدیث سے بطلان دوسری نماز کا معلوم نہیں ہوتا۔ اس حدیث کا حاصل صرف یہ ہے کہ جب جماعت کھڑی ہوجاوے دوسری نماز نہ پڑھو۔ نہ یہ کہ دوسری نماز باطل ہوگی۔ یہ مفہوم اس حدیث کا نہیں ہے۔ یہ اس امام غیر مقلد کی غلطی ہے کہ دوسری نماز کے بطلان کا حکم کیا۔ بلکہ اس کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ جماعت کے ہوتے ہوئے دوسری جماعت نہ کرنی چاہئے تھی۔ یہ فعل برا ہوا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ الغرض اعادہ اس نماز کا ضروری نہ تھا۔ غیر مقلد کو امام نہ بنایا جاوے کیونکہ غیر مقلد ایسی ہی خطا احادیث میں کیا کرتے ہیں اور ناواقفیت سے غلط مسائل بتلاتے ہیں اور ان کے عقائد میں فساد ہوتا ہے اس وجہ سے غیر مقلد کو امام نہ بنانا چاہئے اور اس سے بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ تعجب ہے کہ غیر مقلدین

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلاۃ الا المکتوبۃ رواہ مسلم (مشکوٰۃ. باب الجماعت ص ۹۶) ظفیر.

تقلید کو شرک اور حنفیہ کو مشرک کہتے ہیں اور پھر حنفیہ انہی کو اپنی نماز کا امام بناویں۔ چونکہ صورت مسئولہ میں امام غیر مقلد کی نسبت سوال ہے اس لئے نمبر ۳ کے مضامین کا جواب ترک کر دیا گیا کہ جب کہ امامت غیر مقلد کی درست نہیں ہے اور اس کو معزول کر دینا ضروری ہے تو اس کے متعلق زید کے ترک کے اقتداء سے بحث نہ کی گئی (۴) ہو جاتی ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم۔

پہلے سلام کے بعد جماعت میں ملا تو کیا حکم ہے:

(سوال ۵۹۹) اگر کوئی شخص جماعت میں دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے اور پہلے سلام کے بعد شریک ہو جاوے تو اس کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(الجواب) وہ شخص جماعت میں شریک نہیں ہوا اور جماعت کا ثواب اس کو نہیں ملا۔ درمختار میں تنقضی قدوۃ بالاول. الخ۔(۲) فقط۔

ناجائز کمائی کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز:

(سوال ۶۰۰) ایک رنڈی نے بعد نکاح اپنے شوہر کو روپیہ دیا۔ اس نے اس روپیہ سے مسجد بنوائی۔ اس مسجد میں نماز جائز ہے یا تنہا گھر میں نماز پڑھے؟

(الجواب) اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے اور گھر میں تنہا نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ اس مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ فقط۔

(۱) واقلها ای الجماعة اثنان واحد مع الا مام ولو مميز االخ فی مسجد او غيره(درمختار) لحديث اثنان فما فو قهما جماعة (ردالمحتارباب الا مامة ج ا ص ۵۱۸.ط.س.ج ا ص ۵۵۳).

(۲) او تنقطع به التحريمة بتسليمة واحد برهان وقدمر (درمختار) حيث قال وتنقضى قدوة بالاول قبل عليكم الخ فلا يصح الا قتداء به . بعد ها لا نقضاء حكم الصلاة (ردالمحتارفی وقت ادراک فضيلة الا فتتاح.ط.س.ج ا ص ۵۲۵) ظفير مفتاحی.

فصل ثانی
استحقاق امامت

امام کی موجودگی میں دوسرے کو امام بنانا:

(سوال ۶۰۱) امام مسجد باہر صحن میں ہو اور اندر مسجد میں دوسرے شخص کو بلا اجازت امام کے۔ امام بنا کر کھڑا کر دیں تو کیسا ہے۔

(الجواب) امام مسجد کی موجودگی میں دوسرے کو امام ہونا بلا ضرورت و بلا وجہ شرعی کے اچھا نہیں ہے۔ لیکن جس شخص کو اہل مسجد نے امام بنا دیا اس کے پیچھے بھی نماز صحیح ہے جیسا کہ درمختار میں ہے واعلم ان صاحب البیت ومثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیره مطلقاً وقال قبیله والخیار الی القوم فان اختلفوا اعتبر اکثرهم ولو قد موا غیر الا ولی اساؤا بلا اثم الخ۔(۱) فقط۔

ایک شخص نے جنابت کا تیمّم کیا اور دوسرے نے حدث کا تو ان میں کس کی امامت افضل ہے:

(سوال ۶۰۲) ایک شخص نے جنابت کا تیمّم کیا اور دوسرے نے حدث کا اور دونوں علم اور ورع میں برابر ہیں تو امامت کس کی افضل ہوگی۔

(الجواب) دونوں برابر معلوم ہوتے ہیں۔(۲) واللہ اعلم۔

حالت حدث و جنابت میں نماز پڑھا دے تو کیا کرے:

(سوال ۶۰۳) اگر کسی امام نے حالت حدث یا حالت جنابت میں نماز پڑھائی ہو تو ان نمازوں کا کیا علاج ہو جب کہ یہ یاد نہ ہو کہ اس وقت کون کون نمازی تھے۔ اور ان کو کس طرح اطلاع دیوے۔

(الجواب) درمختار میں ہے کہ اگر امام نے حالت جنابت میں یا حالت حدث میں نماز پڑھا دی تو اس کو لازم ہے کہ مقتدیوں کو اطلاع کر دے۔(۳)

پس امام مذکور کو چاہئے کہ حتی الوسع جو جو مقتدیوں میں سے یاد آ جاویں ان کو اطلاع کر دے کہ فلاں وقت کی نماز کا اعادہ کر لیں کیونکہ وہ نماز نہیں ہوئی تھی اور جو یاد نہ آوے اس کی نماز ہوگئی۔ اس کو اطلاع نہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے، اگر پھر کبھی یاد آ جاوے تو اس کو بھی اطلاع کر دی جاوے اور خود امام مذکور بھی اس نماز کا اعادہ کرے اور اس گناہ سے توبہ و استغفار کرے۔ فقط۔

بے وجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک:

(سوال ۶۰۴) یہاں پر دو مخالف ہیں۔ ایک شخص نے دوسرے پر ناحق زبردستی کی۔ فریق ثانی نے اس شخص مظلوم کی جانب ہو کر مقدمہ فوجدار میں دائر کرا دیا۔ مظلوم کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر ظالم کو کچھ سزا ہوگئی تو مجھ کو ہمیشہ کے لئے دق کریگا۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) لہذا قرعہ کے ذریعہ فیصلہ ہو۔ یا قوم کی اکثریت جس کی طرف ہو " فان استووا یقرع بین المستوین اوالخیار الی القوم فان اختلفوا اعتبرا کثرهم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۸) ظفیر

(۳) کما یلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن وهل علیهم اعادتها علیهم ان عد لا نعم والا ندبت (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۵۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۹۱.

امام مسجد سے اس مظلوم نے کہا کہ اگر آئندہ مجھے تنگ نہ کرے تو میں معافی دیتا ہوں۔ چنانچہ امام مسجد نے اس ظالم سے اقرار کرالیا آئندہ کے لئے۔ فریق ثانی کو جب اس بات کا علم ہوا کہ امام مسجد نے ہمارے مخالف کو مقدمہ سے چھڑادیا امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی تو وہ مرتکب گناہ کے ہوئے یا نہیں۔

(الجواب) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر امام بے قصور ہو اور لوگ اس کی اقتداء سے کراہت کریں تو گناہ ان تارکین پر ہے۔ اور اگر امام میں قصور ہو تو اس امام کو امامت کرنا ایسے لوگوں کی جو اس کی امامت سے ناخوش ہوں مکروہ ہے۔ مگر صورت مسئولہ میں امام کی خطا نہیں ہے لہذا وہ لوگ گنہگار ہیں جو اس کی اقتداء سے احتراز کرتے ہیں۔ آئندہ ان کو اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے۔(۱) فقط

اگر امام قرأت بہتر نہ کر سکے تو قاری کا انتظار مناسب ہے:

(سوال ۶۰۵) اگر جماعت تیار ہے اور امام مقررہ قرأۃ سے ناواقف ہے۔ ایک قاری وضو کر رہا تھا تو اس کا انتظار کیا جاوے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں انتظار قاری صاحب کا مناسب و بہتر ہے۔(۲)

اکثریت اگر امام کو کسی وجہ سے معزول کردے:

(سوال ۶۰۶) در جامع مسجد یک امام عرصۂ ہشت سال شد مقرر است درین ولاء با امرد طالب علم بد معاشی نمود۔ امرد مذکور از ممبران شکایت نمود چنانچہ متولی مسجد و پانزدہ ممبران مشورہ کردہ امام را معزول کردند۔ ودو ممبر و مصلی مسجد طرف دار امام اند و او را معزول نمی کنند۔ شرعاً چہ حکم دریں صورت دادہ شود۔

(الجواب) فقہاء نوشتہ اند کہ اختیار عزل و نصب امام بانی یا اولاد او را است واگر اکثر افراد قوم بر امامت کسی راضی باشند و امام مقرر کنند و امام مقرر کردہ قوم اصلح باشد، پس آں اصلح امام خواہد شد۔ قال فی الدر المختار البانی للمسجد اولیٰ من القوم ینصب الا مام والمؤذن فی المختار الا اذا عین القوم اصلح ممن عینه البانی (قوله البانی اولیٰ) وکذا اولاده وعشيرته اولی من غیرهم الخ شامی۔(۳) پس بصورت مسئولہ ہرگاہ اکثر قوم امام اول را بوجہ فسق و شرارت او معزول کردہ امام دیگر مقرر سازند معتبر خواہد شد و امام اول معزول خواہد شد و متولی اگر از جانب واقف است و بموجب شرط اوست پس آں متولی ہم قائم مقام خواہد شد۔ فقط

دعوی امامت اور مقتدی کا انکار:

(سوال ۶۰۷) ایک خانقاہ کا سجادہ بحیثیت سجادگی اگر امامت کا دعویٰ کرے اور باقی ورثہ جو کہ اس کے اہل برادری اور مقتدی ہیں اس کی امامت منظور نہ کریں تو دعویٰ امامت درست ہے یا نہ۔

(۱) لوام قوماً وهم له كارهون ان كان الكراهة لفساد فيه الخ كره له ذالک الخ وان هو احق لا والكراهة عليهم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) فتسن اوتجب الخ على الرجال العقلاء البالغين الا حرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج (درمختار) فبا لحرج یر تفع الا ثم ویر خص فی ترکها ولکن یفوته الا فضل (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۱۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۴) ظفیر.

(۲) اگر امام قرأۃ میں کوئی ایسی غلطی نہیں کرتا ہے جو مفسد صلوٰۃ وغیرہ ہے تو حکماً یہ امام مقرر دوسرے سے افضل ہے۔ واعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولى بالا مامة من غيره مطلقا (درمختار) ای وان كان غيره من الحاضرين من اعلم واقرأ منه (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) البتہ امام بخوشی اس قاری کو امامت کی اجازت دے تو اس کے لئے اس کی اجازت ہے اور انتظار بہتر ہے، والله اعلم ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار. كتاب الوقف بعد مطلب من سعی فی نقض ماتم ج ۳ ص ۵۷۳ .ط.س. ج ۴ ص ۴۳۰. ۱۲ ظفیر.

(الجواب) کتب فقہ میں ہے کہ بانی واقف مسجد احق ہے ساتھ مقرر کرنے امام وغیرہ کے اور اگر وہ نہ ہو تو اس کی اولاد و اقارب احق ہیں۔اس کے بعد اہل محلّہ واہل مسجد جس کو امام مقرر کریں وہ امام ہوتا ہے۔پس سجادہ نشین خانقاہ اگر اولاد واقف سے ہے تو بے شک اس کو حق ہے امام وغیرہ مقرر کرنے کا لیکن دیگر اہل قرابت واقف کو بھی یہ حق ہے سجادہ نشین کو کچھ ترجیح اور خصوصیت اس بارہ میں نہیں ہے۔(۱) فقط۔

امامت میں اختلاف ہو تو ترجیح کس کو دی جائے:

(سوال ۶۰۸) مسجد محلّہ میں دو شخص کہتے ہیں کہ ہمارا مقرر کیا ہوا امام رہے گا۔اور جماعت کے جو زیادہ شخص ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم جو امام مقرر کریں گے وہ امام رہے گا۔

(الجواب) جس کو جماعت کے زیادہ اشخاص امام مقرر کریں وہی امام رہے گا۔**لان الا عتبار للا کثر**۔(۲) فقط

غیر معزز کی امامت:

(سوال ۶۰۹) امامت کا حق سوائے معزز قوم کے دوسری قوم کو ہو سکتا ہے یا نہیں، چند اشخاص یہ کہتے ہیں کہ نماز صرف مندرجہ ذیل قوم کے آدمی پڑھا سکتے ہیں، یعنی شیخ، سید، مغل پٹھان۔اور ذیل قوم کے پیچھے نماز جائز نہیں ہو سکتی اور ان کو امامت کا حق حاصل نہیں ہو سکتا۔یہ شرعاً صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) امامت کا استحقاق ہر ایک اس مسلمان کو ہے جو اہلیت امام ہونے کی رکھتا ہے۔پھر جس قدر لوازمات امامت مثل علم مسائل وتجوید وقراءت وصلاح تقویٰ اس میں زیادہ ہوگا اسی قدر وہ اولیٰ والیق بالامامت متصور ہوگا۔(۳) جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے **والا حق بالا مامة الا علم با حکام الصلوٰة ثم الا حسن تلاوةً للقراء ة ثم الا ورع الی ان قال ثم الا شرف نسباً الخ**۔(۴) اس عبارت سے واضح ہوا کہ جس میں اہلیت امامت کی ہو وہ امام ہو سکتا ہے۔اور احق بالامامت اولیٰ ہے۔اس کے غیر سے اور اس حکم میں جملہ اقوام واہل حرفہ برابر ہیں۔البتہ اگر شرافت علمی وغیرہ کے ساتھ شرافت نسبی بھی ہو مثلاً یہ کہ وہ قریشی ہو، سید ہو، یا شیخ ہو، علوی ہو یا انصاری ہو تو وہ افضل ہوگا۔ان کے غیر سے جیسا کہ جملہ اخیرہ ثم الاشرف نسباً کا حاصل ہے۔پس قول ان لوگوں کا جو کہ کہتے ہیں کہ سوائے شیخ وسید وغیرہ کے کسی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی غلط ہے۔کوئی قوم ہو۔خواہ سید یا شیخ یا پٹھان وغیرہ۔یا سفید باف یا نداف وحجام وغیرہ جو لائق امامت کے ہے اس کے پیچھے نماز صحیح ہے اور ان میں جو اعلم واقرأ واورع وغیرہ ہے وہ احق بالا ملتہ ہے۔اسی طرح جو اشرف ہے باعتبار نسب کے باوجود حصول صفت علم وتجوید وتقویٰ کے وہ افضل ہے اس کے غیر سے،(۵) اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ

---

(۱)ولاية الا ذان والا قامة لبانی المسجد مطلقا وكذا الا مامة لو عد لا (درمختار) وفی الا شباه ولد البانی وعشيرته اولی من غير هم وفی الوقف ان القوم اذا عينوا مرذنا واماما وكان اصلح مما نصبه البانی فهو اولی (ردالمحتارباب الا ذان فروع ج ۱ ص ۳۷۲.ط.س.ج ۱ ص ۴۰۰)ظفير.(۲)اوا لخيار الی القوم فان اختلفوا اعتبر اكثرهم ايضاً. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۸)ظفير.(۳)والا حق بالامامة تقد يما بل نصبا الا علم با حكام الصلوٰة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض وقيل واجب وقيل سنة (درمختار) وعبارة الكافی وغيره الا علم بالسنة اولی الا ان يطعن عليه فی دينه لا ن الناس لاير غبون فی الا قتداء به (ردالمحتارباب الا مامةج ۱ ص ۵۲۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۷)ظفير.(۴)الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۱. ۱۲ ظفير.(۵)والاحق بالا مامة تقديما بل نصبا الا علم با حكام الصلوٰة فقط صحة وفساد بشرط اجتناب للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض الخ ثم الا حسن تلاوة وتجويد الخ ثم الا سن ثم الا حسن خلقا الخ ثم الا حسن وجها ای اكثر هم تهجد الخ ثم الا شرف نسبا(الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۰و ج ۱ ص ۵۲۱.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۷)ظفير.

وہ ہے جو متقی زیادہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم .(۱) لیکن باوجود سعادت تقویٰ کے اگر شرافت نسبی بھی ہو تو نور علی نور ہے۔ لیکن حقیر سمجھنا کسی مسلمان کو اور کسی پیشہ ور کو درست نہیں ہے۔ انما المومنون اخوۃ کو اس موقع پر ضرور یاد رکھنا چاہئے۔ فقط۔

عیدگاہ کی امامت:

(سوال ۶۱۰) ایک شخص نے عیدگاہ بنائی اور خود اس کا امام ہوا۔ چند برس کے بعد اس نے کسی دوسرے کو امام بنا کر اس کے پیچھے نماز پڑھی۔ اب امام اول مرگیا اس کا ایک لڑکا ہے۔ اس صورت میں حق امامت کس کو ہے۔

(الجواب) حق امامت اس صورت میں بانی عیدگاہ کو ہے۔ فقط۔ (۲)

کم علم امام بڑے عالم کے باجود امامت کرے گا:

(سوال ۶۱۱) جو امام کسی جگہ امامت پر متعین ہے اور اس جگہ دوسرا شخص اس سے علم میں زاید ہو تو بلا اجازت اس کے وہ امامت کرسکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کرسکتا تو بلا اجازت نکاح خوانی کس طرح کرسکتا ہے۔

(الجواب) احادیث اور روایت فقہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ جو شخص امام کسی مسجد و محلّہ کا ہو اس کی موجودگی میں اس کی مرضی کے خلاف دوسرا امام نہ ہو۔ (۳) اور نکاح خوانی کے لئے شارع علیہ السلام نے قاضی نکاح خواں کو معین اور مقرر نہیں کیا بلکہ یہ کام اولیاء کے سپرد کیا گیا ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے پس نکاح خوانی کو امامت پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ فقط۔

زیادہ علم والے اور کم علم والے میں سے افضل کون ہے:

(سوال ۶۱۲) ایک شخص مسائل سے اچھا واقف ہے دوسرا شخص کم علم ہے۔ ان دونوں میں مستحق امامت کون ہے اور کم علم والے کے پیچھے زیادہ علم والا اگر نماز پڑھ لیوے تو درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) احق بالامامت وہ شخص ہے جو مسائل نماز کو زیادہ جانتا ہو لیکن اگر زیادہ علم والا کم علم والے کے پیچھے نماز پڑھ لے نماز ہو جاتی ہے۔ (۴)

مندرجہ ذیل دو شخصوں میں امامت کا مستحق کون ہے:

(سوال ۶۱۳) زید کو اپنے والد سے کامل حق امامت وغیرہ ملا۔ اور زید میں خلاف شریعت ہرگز کوئی بات نہیں ہے، بلکہ نہایت متقی اور عالم کتاب وسنت ہے، اور قوم بھی زید کی امامت پر خوش ہے۔ اگر ایسے شخص کا حق جبراً ضبط کر کے خالد نماز

---

(۱) سورۃ الحجرات. ۲. ۱۲ ظفیر.

(۲) ولا یۃ الا ذان والا قامۃ لبانی المسجد مطلقا وکذا الا مامۃ لو عدلا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۴. ط.س.ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر.

(۳) واعلم ان صاحب البیت ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالا مامۃ من غیرہ مطلقا (درمختار) مطلقا ای وان کان غیرہ من الحاضرین من ھوا علم واقرأمنہ الخ (ردالمحتارباب الا مامت ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر.

(۴) الا ولیٰ بالا مامۃ اعلمھم باحکام الصلاۃ ھکذا فی المضمرات وھو الظاھر ھکذا فی البحر الرائق. ھذا اذا. علم من القرأۃ قدر ما تقوم بہ سنۃ القراء ۃ ھکذا فی التبیین، ولم یطعن فی دینہ الخ ویجتنب الفواحش الظاھرۃ وان کان غیرہ اورع منہ وان کان متبحرا فی علم الصلوٰۃ لکن لم یکن لہ حظ فی غیرہ من العلوم فھو اولی الخ دخل المسجد من ھو اولی بالا مامۃ من امام المحلۃ فاما المحلۃ اولی کذا فی القنیۃ (عالمگیری مصری. کتاب الصلوٰۃ الباب الخامس فی الا مامۃ الفصل الثانی ج ۱ ص ۷۰. ط.م. ج ۱ ص ۸۳) ظفیر.

پنجگانہ اور جمعہ زید کی موجودگی پڑھائے تو شرعاً خالد کو امامت کرنا اور لوگوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں ہے واعلم ان صاحب البیت ومثله امام المسجد الراتب اولی بالا مامة من غیره مطلقا ای وان کان غیره من الحاضرین من هو اعلم واقرأ منه الخ شامی (۱) پس معلوم ہوا کہ اولی بالامامت اس صورت میں زید ہے اور ایسی حالت میں کہ زید قدیم و مقرر کردہ قوم ہے خالد کو امام بننا ناجائز و مکروہ ہے لحدیث ابی داؤد ولا یقبل الله صلوٰة من تقدم قوما وهم له کارهون. درمختار. (۲)

امام کے بعد اس کے تمام لڑکوں کو استحقاق امامت ہے یا جس کو لوگوں نے مقرر کردیا:

(سوال ٦١٤) ایک امام مسجد نے وفات پائی اس کے پانچ لڑکے ہیں، ان میں ایک بالغ تھا بقیہ تمام نابالغ تھے۔ اہل قریہ نے باتفاق بڑے بھائی کو امام بنا دیا۔ وہ پندرہ سولہ سال سے امامت کرتا ہے اب چھوٹے بھائی بھی بالغ قابل امامت ہو گئے اور بڑے بھائی پر دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم امامت میں شریک ہیں۔ اہل قریہ برادران خورد کے بلا رضامندی برادر کلاں امامت میں شریک کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور برادران خورد اگر بلا رضامندی برادر کلاں نماز پڑھا دیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ نصب امام کا حق بانی یا اہل محلّہ کو ہے، پس جملہ اہل قریہ نے جس کو امام مقرر کر دیا وہ امام ہو گیا۔ چھوٹے بھائیوں کو بعد بلوغ کے دعوی امامت کا حق اس بنا پر کہ ان کا باپ امام تھا نہیں پہنچتا۔ البتہ اہل قریہ اگر ان کو بھی لائق امامت دیکھ کر شریک امامت کر دیویں تو درست ہے۔ برادر کلاں کی رضامندی ضروری نہیں ہے۔ اور نماز ان سب کے پیچھے صحیح ہے بلا کراہت جن کو اہل قریہ نے مقرر کر دیا۔ (۳)

امام کا ناغہ کرنا:

(سوال ٦١٥) اگر کوئی امام باوجود تنخواہ پانے امامت کے کبھی کبھی مسجد سے غیر حاضر ہو جائے تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے امام یترک الا مامة لزیارة اقر بائه فی الرساتیق اسبوعا او نحوهاو لمصیبة اولا ستراحة لا باس به ومثله عفو فی العادة والشرع. (۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ امام کو اپنی ضروریات یا راحت کے لئے ایک ہفتہ یا اس کی قریب یعنی پندرہ دن سے کم تک عادتاً۔ غیر حاضری عرفاً و شرعاً جائز ہے، پھر آگے تصریح کی ہے کہ سال بھر میں ہفتہ دو ہفتہ غیر حاضر ہو تو معاف ہے پس صورت مسئولہ کا حکم بھی اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ گاہ گاہ کی غیر حاضری امام کی معاف ہوگی۔

امامت میں وراثت نہیں:

(سوال ٦١٦) زید ایک مسجد کا امام ہے اور مسجد ایک بزرگ کی خانقاہ کے متصل ہے۔ اس مسجد کے اخراجات تیل و چراغ اس مسجد کے متولیان بالاشتراک کیا کرتے ہیں۔ زید اس خانقاہ کا سجادہ مقرر ہے۔ باقی متولیان اب تک اس کو اپنا امام مجوز

---

(۱) ردالمحتارباب الامامة ج ۱ ص ۵۲۲ . ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹. ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹. ۱۲ ظفیر. (۳) وفی الا شباه ولد البانی اولی من غیرهم اه وسیجئی فی الوقف ان القوم اذا عینوا مؤذنا او اماماوکان اصلح مما نصبه البانی فهو اولی(ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر. (۴) ردالمحتار. کتاب الوقف. مطلب فی غیبة التی یستحق بها العزل عن الوظیفة ومالایستحق ج ۳ ص ۵۶۴ . ط.س. ج ۴ ص ۴۱۹. ۱۲ ظفیر.

کر کے اس کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں۔ اب چونکہ اس میں بلحاظ شرعی و برادری بہت نقص پیدا ہو گئے ہیں۔ بدعتی بھی ہے اور وہ اپنی برادری سے بالکل بگاڑ کر چکا ہے جس کی وجہ سے بہت متقدیان اس سے برگشتہ اور ناراض ہیں اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتے اور اپنی برادری سے ایک اور شخص کو جو کہ اس سے علم میں برتر ہے اور بدعتی بھی نہیں ہے امام بنانا چاہتے ہیں تو اب وہ سجادہ امامت کو اپنی وراثت سمجھ کر علیحدہ نہیں ہوتا اور سجادگی اور قدامت حقوق کو اپنا ثبوت امامت پیش کرتا ہے۔ کیا اب وہ متولیان متقدیان امام کو بدل سکتے ہیں یا نہ۔ امام سابق کا عذر مسموع ہے یا نہ۔

(الجواب) امامت میں وراثت نہیں ہے بلکہ امام کے مقرر کرنے کا حق اول بانی مسجد کو اور اس کی اولاد وا قارب کو ہے۔ اس کے بعد نمازیان و اہل محلہ کو حق ہے کہ وہ امام مقرر کریں۔ بلکہ اگر بانی مسجد نے کسی شخص کو امام بنادیا اور وہ صلاحیت امامت کی نہیں رکھتا اور نمازیوں نے اس سے لائق تر کو امام مقرر کیا تو وہی امام مقرر ہوگا جس کو نمازیوں نے مقرر کیا۔ قال فی الدر المختار. البانی للمسجد اولی من القوم بنصب الا مام والمؤذن فی المختار الا اذاعین القوم اصلح ممن عینہ البانی .(۱) الحاصل جب کہ وہ امام سابق بدعتی ہو گیا اور نمازیان مسجد اس سے ناخوش ہیں بسبب اس کی خرابی کے تو اس کو معزول کرنا اور دوسرے لائق تر اور عالم مسائل صلوٰۃ کو امام مقرر کرنا چاہئے۔(۲) امام سابق کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ بمقابلہ امام مقرر کردۂ قوم کے اپنے کو مستحق امامت سمجھے۔

امام متعین کی اجازت کے بغیر دوسرے کو امامت کا حق نہیں:

(سوال ۷۱۶) ایک مسجد میں جب کوئی اہل آدمی امام مقرر ہو اور اس کی موجودگی میں کسی وقت اس سے زیادہ افضل شخص اس مسجد میں آجائے اور مسجد کے چند آدمی اس کو امام مقرر کی اجازت کے بغیر کسی نماز کے لئے امامت کی اجرت دے دیں تو ان کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ امر جو مسلمہ ہے کہ چند لوگوں میں جو شخص زیادہ صاحب فضیلت ہو وہی امامت کا مستحق ہے تو کیا یہ استحقاق ان مساجد میں بھی حاصل ہے جن میں پہلے سے امام مقرر ہو اور اس وقت موجود ہو؟ نیز ایسے صاحب فضیلت کو مسجد کے مقرر امام سے اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(الجواب) مسجد کا جو امام مقرر ہو اور اس میں امامت کی اہلیت ہے تو وہ امام مقرر ہی دوسرے شخص کی نسبت امامت کا زیادہ مستحق ہے اگر چہ دوسرا شخص افضل و اعلم اور اقرأ ہو۔ لیکن اگر چند مقتدیوں نے اس دوسرے شخص کو امام بنادیا تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے درمختار اور شامی میں ہے واعلم ان صاحب البیت ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالا مامۃ من غیرہ مطلقا. قال الشامی قولہ مطلقا ای وان کان غیرہ من الحاضرین من ھو اعلم واقرأ منہ وفی التاتر خانیۃ جماعۃ اضیاف فی دار یرید ان یتقدم احدھم ینبغی ان یتقدم المالک فان قدم واحد امنھم لعلمہ وکبرہ فھو افضل الخ. (۳) آخر عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر زیادہ فضیلت والے کو کسی مقتدی نے امام بنادیا ہے تو مضائقہ نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ بغیر اجازت امام معین کے امامت نہ کی جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الوقف ج ۳ ص ۵۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۳۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) ویکرہ امامۃ الخ مبتدع (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۸...... ۵۵۹) ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹. ۱۲ ظفیر.

غیر اصلح امام کی معزولی:

(سوال ۶۱۸) عمرو کہتا ہے کہ مدرسہ کے مہتمم یا مسجد کے متولی کو مال اوقاف کے وظیفہ خواروں کو بلا وجہ وبغیر عذر شرعی کے اپنے منصب تدریس وامامت سے علیحدہ کردینے کا اختیار کلی ہے اگرچہ متولی بنانے والے متولی کے اس فعل ناجائز سے ناراضگی ظاہر کرتے ہوں اور اس کو منع کرتے ہوں اور عمرو اپنے دعویٰ کے دلیل میں یہ عبارت شامی کی پیش کرتا ہے ولم ارحکم عزله لمدرس وامام ولا لهما اقول وقع التصريح بذلک فی حق الا مام والمؤذن و لاريب ان المدرس كذلک بلا فرق ففی لسان الحكام عن الخانية اذا عرض للا مام والمؤذن عذر منعه من المباشرة ستة اشهر للمتولى ان يعزله ويولى غيره وتقدم ما يدل علے جواز عزله اذا مضى شهر بيرى. اقول هذا العزل لسبب المقتضى والكلام عند عدمه قلت وسيذ كر الشارح غند المؤيدية التصريح بالجواز لو غيره اصلح الخ. زید کہتا ہے کہ اس عبارت سے بھی عذر شرعی ثابت ہے کہ ۶ ماہ یا ایک ماہ بغیر رخصت کے یا اپنا قائم مقام مقرر نہ کرنے کے امام یا مدرس تکاسل وتساہل سے حاضر باش نہیں ہے جس کی وجہ سے سخت مضرت پہنچتی ہے، یہ کیا کم عذر ہے، بغیر عذر شرعی خارج کرنے والا ثبوت کہاں ہوا، اور خود عند عدمہ میں ضمیرہ راجع ہے عزل کی طرف یعنی ای عند عدم العزل۔ اور آخری عبارت خود شاہد اس امر کی ہے کہ متولی کو محض اپنی رائے سے اختیار معزول کرنے کا نہیں ہے۔ اس صورت میں کون حق پر ہے

(الجواب) عبارات مذکورہ ونیز دیگر عبارات سے یہی واضح ہوتا ہے کہ بلا عذر شرعی کے متولی ومہتمم کو مدرس وغیرہ کے معزول کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ ہاں شامی کی اس عبارت سے (وقلت وسيذ كر الشارح عند المو ئدية التصريح بالجواز لو غيره اصلح)(۱) یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدرس وامام موجود سے لائق تر واصلح ملے تو اول کو معزول کر کے دوسرے کو مقرر کرنا جو کہ اصلح ہے درست ہے۔

بامشاہرہ امام اجیر کے حکم میں ہے:

(سوال ۶۱۹) زید کہتا ہے کہ امام مسجد نہ تو اجیر ہے نہ نوکر کیونکہ اس کو مال وقف سے تنخواہ ملتی ہے۔ اور عمرو کہتا ہے کہ امام مسجد اجیر اور نوکر ہے۔ ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے۔

(الجواب) جو امام تنخواہ امامت کی لیتا ہے اس کے اجیر ہونے میں کیا تامل ہے امامت پر اجرت لینا فقہاء نے جائز لکھا ہے اور مال وقف سے تنخواہ ملنا اس کو مقتضی نہیں ہے کہ وہ اجرت نہ ہو اور تنخواہ دار اجیر نہ ہو۔ کیا اگر وقف کی تعمیر کے لئے مال وقف سے عاملین تعمیر مقرر کئے جاویں تو وہ اجیر نہ ہوں گے۔ قول عمرو اس میں صحیح ہے۔ فقط۔

امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کا امام ہونا:

(سوال ۶۲۰) باشندگان قصبہ نے ایک شخص پابند صوم وصلوٰۃ عالم صالح کو امام برائے پنجگانہ وجمعہ وعیدو جنازہ مقرر کر رکھا ہے جو اپنے فرائض برابر انجام دیتا ہے مگر غیر شخص بلا اجازت امام کے خطبہ عیدین منبر پر پڑھنے لگتا ہے، علم میں امام کے شمہ برابر نہیں۔ نیز یہ دوسرے پابند صوم وصلوٰۃ نہیں بلکہ ممنوعات شرع کا مرتکب ہے اور نفسانیت کی بنا پر یہ سب حرکتیں

---

(۱) ردالمحتار. کتاب الوقف ج۳ ص　　ط.س.ج۱ ص ۴۲۸.

کرتا ہے۔ اب امام صالح کو چھوڑ کر خطبہ خوانی زید کی کہاں تک روا ہوسکتی ہے۔ جس شخص کا والد اپنے فرزند سے قطعی ناراض ہو اور اس کی صورت کو بھی دیکھنا روا نہ رکھتا ہو اور اس سے نفرت کھا کر علیحدہ سکونت کر لی ہو کیا وہ خطبہ جمعہ وعیدین پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) قال فی الدر المختار واعلم ان صاحب البیت ومثله امام المسجد الراتب اولیٰ بالا مامة من غیره مطلقاً الخ ای وان کان غیره من الحاضرین من هو اعلم واقرأمنه ۔(۱) الخ۔ شامی۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ امام معین مسجد کی موجودگی میں دوسرے شخص کو اگر وہ دوسرا شخص امام معین سے افضل ہو تو بلا اجازت امام معین کے امامت نہ کرانی چاہئے پس جب کہ وہ دوسرا شخص لائق امامت بھی نہیں بلکہ فاسق ہے اور امام معین عالم وصالح ہے تو کسی طرح اس دوسرے شخص کو درست نہیں ہے کہ از راہ ضد ونفسانیت وہ امام بنے اور خطبہ پڑھے۔ یہ اس کی جہالت پر دال ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کما حققه فی الشامی وشرح المنیه وغیرهما۔ اور جو شخص پابند صوم وصلوٰۃ بھی نہیں ہے اس کا فاسق ہونا ظاہر ہے۔ اسی طرح نافرمان والد کا فاسق ہے لائق امام ہونے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔(۲) فقط۔

کوٹ پہن کر امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۶۲۱) امام اگر کوٹ پہن کر امامت کرے تو درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) امامت اس کی بلا کراہت درست ہے۔(۳) فقط۔

ایام غیر حاضری کی تنخواہ امام لے سکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۶۲۲) کیا تنخواہ دار امام مسجد جس کی تنخواہ جائداد موقوفہ متعلق مسجد سے دی جاتی ہے کسی عذر سے یا بلا عذر نصف ماہ سے کم کار امامت انجام نہ دے تو وہ تنخواہ پورے ماہ کی پانے کا مستحق شرعاً ہے۔ امام مسجد یہ دلیل پیش کرتا ہے اور برابر غیبت کے زمانہ کی تنخواہ لیتا ہے فی القنیة عن باب الا مامة امام لو ترک لزیارة اقربائه فی الرساتینی اسبوعاً او نحوه او لمصبیة او لا ستراحة لا باس به عفو فی العادة والشرع وهذا مبنی علی ان القول بان خروجه لا قل من خمسة عشر یوماً بلا عذر شرعی لا یسقط معلومه علی هذا　انا بت ادون ومساوی بلا اجازة قیم مسجد سے استدلال کرتا ہے اور استدلال میں قنیہ کی عبارت پیش کر کے تنخواہ غیبت لینا چاہتا ہے یہ لینا اور دینا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) فی الشامی وقد ذکر فی الا شباه فی قاعدة العادة محکمة عبارة القنیة هذه(۴) وحملها علی انه یسامح اسبوعاً فی کل شهر الخ(۵) وقد ذکر روایات جواز الا ستنابة ایضاً فلیطالع ثمه .

(۱) ردالمحتارباب الا مامت جلد اول ص ۵۲۲ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹ .۱۲ ظفیر.(۲) بل مشی فی شرح المنیة ان کراهة تقدیمه (ای الفاسق) کراهة تحریم(ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۵) ظفیر.(۳) یجب علی المصلی ان یقدم الطهارة من الا حداث والا نجاس الخ ویستر عورته لقوله تعالیٰ خذوا زینتکم عند کل مسجد الخ هدایه باب شروط الصلوٰة (ج ۱ ص ۸۷ .ط.س.ج ۱ ص ۶۵۰) ظفیر. (۴) اس عبارت کی طرف اشارہ ہے جسے سائل نے سوال میں قنیہ کے حوالے سے نقل کیا۔ علامہ شامی نے بھی اس عبارت کو بعینہ اس سے پہلے نقل کیا ہے (دیکھئے ردالمحتار کتاب الوقف ج ۳ ص ۵۶۴) ظفیر۔(۵) ردالمحتار کتاب الوقف مطلب فی الغیبة التی یستحق بها العزل الخ ج ۳ ص ۵۶۴ .ط.س.ج ۴ ص ۴۱۹ .۱۲ ظفیر.

حاصل جواب یہ ہے کہ المعروف کالمشروط پس جس قدر غیبت معروف ہو اس کی تنخواہ لینا درست ہے اور انابت بھی درست ہے فقط۔

افضل کو امام بنایا جائے:

(سوال ۱/۶۲۳) زید حاجی ہے اور بہت پابند پنجگانہ ہے اور زید کے تین لڑکے ہیں ایک داڑھی نہیں منڈاتا بلکہ لمبی داڑھی ہے شرعی لباس میں مثل زید کے ہے۔ اور دو داڑھی منڈاتے ہیں۔ زید اور تینوں لڑکے دوکانداری میں جھوٹ بول کر سودا بیچتے ہیں تو ایسی حالت میں زید اور اس کے لڑکے امامت کر سکتے ہیں یا نہیں۔

داڑھی کٹانے والے کی امامت:

(سوال ۲/۶۲۴) زید حافظ ہے، پابند صوم و صلوٰۃ ہے مگر داڑھی قدرے کتروادیتا ہے۔ ایک انگل کے اندازے سے رکھتا ہے۔ اس حالت میں زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ اگر کوئی مولوی اس کو مجمع میں کہے کہ یہ فاسق ہے اور مرتد ہے تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) (۱) زید اور زید کے لڑکوں میں سے جو متشرع پابند صوم و صلوٰۃ ہے اور ظاہراً کوئی علامت فسق کی اس میں نہیں ہے اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔ اور جو کوئی امر فسق کا ان میں ہے تو امامت اس کی مکروہ ہے۔(۱)

(۲) ایک قبضہ سے کم داڑھی کو کتروانا یعنی اس قدر کتروانا کہ قبضہ سے کم رہ جاوے ممنوع ہے۔ ایسے داڑھی منڈانے والے اور کتروانے والے پر فسق کا اطلاق صحیح ہے وہ فاسق ہے۔ مرتد اور کافر کہنا اس کو حرام اور ناجائز ہے۔(۲) اور مرتد کہنے میں سخت گناہ کہنے والے کو ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے نماز اس کے پیچھے بکراہت ادا ہو جاتی ہے اور مرتد کہنے والا مولوی سخت معصیت اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ وہ اس کہنے سے فاسق ہو گیا توبہ کرے۔(۳) فقط۔

قاضی نکاح کے ہوتے ہوئے دوسرے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۶۲۵) قاضی کے ہوتے ہوئے دوسرے شخص کو امامت کا حق ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس زمانہ میں قاضی شرعی نہیں ہیں۔ ان قاضیوں کو جو اب موجود ہیں امامت وغیرہ کا کوئی حق نہیں ہے۔ امام و مؤذن کا مقرر کرنا اولاً بانی مسجد اور واقف کا حق ہے اس کے بعد اس کی اولاد میں جو اہل ہے اس کا حق ہے۔ ان کے بعد اہل محلہ یا اہل شہر جس کو امام مقرر کریں وہ امام ہوگا۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔(۴) فقط۔

قاضی نکاح کو امامت کا کوئی شرعی استحقاق نہیں:

(سوال ۶۲۶) قاضی کی امامت سے چند لوگ منکر اور چند متفق ہوں اور قاضی مصر ہو تو قاضی حق پر ہے یا نہیں۔

(الجواب) قاضی عرفی کو اس بارہ میں کچھ استحقاق خاص نہیں ہے بلکہ موافق تفصیل اول بانی یا اس کے ورثہ یا اہل محلہ کو

....

(۱) ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر. (۲) ولا باس بنتف الشیب واخذ اطراف اللحیة والسنة فیها القبضة الخ ولذایحرم علی الرجل قطع لحیته (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج ۵ ص ۳۵۹ ط.س. ج ۶ ص ۴۰۷) ظفیر. (۳) وعزر الشاتم بیا کافر وهل یکفران اعتقد المسلم کافر انعم والا لا ، به یفتی (ایضا باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۳. (۴) ولا یة الا ذان والا قامة لبانی المسجد مطلقا وکذا الامامة لو عدلا (درمختار) وفی الا شباه ولد البانی وعشیرته اولی من غیرهم اه وسیجئ فی الوقف ان القوم اذا عینوا مؤذنا واماما وکان اصلح ممانصبه البانی فهو اولی وذکره فی الفتح عن النوازل واقره اه (در مختار. باب الا ذان ص ۳۷۲) ظفیر. ص ۴۹۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰.

اس کا استحقاق ہے کہ وہ جس کو چاہیں مقرر کریں۔(۱) فقط۔

پہلی سند قضاء اس وقت کارآمد نہیں ہے:

(سوال ۶۲۷) قاضی کی سند میں اقامت جمعہ وعیدین و جماعت وترغیب وتحریص مردمان بطاعات وعبادات مذکور ہے، اس سے کیا مراد ہے۔

(الجواب) جب کبھی سلاطین اسلام کی طرف سے قضاۃ مقرر ہوتے تھے یہ اس وقت لکھا جاتا تھا۔ اب ان کو کوئی خاص حق اس بارہ میں نہیں ہے اور تحریص وترغیب بسوئے طاعات واعظان اسلام کرتے ہیں۔ فقط۔

امام ومؤذن کے انکار کے وقت نیابت:

(سوال ۶۲۸) اگر قاضی امامت سے اور خطیب خطبہ سے اور مؤذن اذان سے انکار کرے تو قوم کو طلب نائب کا حق حاصل ہے یا کیا۔ اور متولی کو زمین وقف شدہ کے ماحصل سے امام وغیرہ مقرر کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ حق بانی وغیرہ کے بعد اہل محلّہ کو اول سے ہے قاضی کو کچھ استحقاق اس کا نہیں ہے۔(۲) البتہ جس کو بانی نے متولی بنایا وہ حسب شرائط واقف آمدنی کے انتظام کرے گا۔ فقط۔

نابینا عالم اور بینا غیر عالم میں سے احق بالامامت کون ہے:

(سوال ۶۲۹) ایک شخص نابینا ہے لیکن عالم ہے اور محتاط ہے۔ دوسرا شخص بینا ہے مگر عالم نہیں، تو احق بالامامۃ کون ہے۔

(الجواب) اگر اندھا عالم ہے تو حق امامت اس کو ہے. **شامی جلد اول تبع فی ذلک صاحب البحر حیث قال قید کراھۃامامۃ الا عمی فی المحیط وغیرہ بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلھم فھو اولی.** (۳)

مولوی احق بالامامت ہے یا حافظ قرآن:

(سوال ۶۳۰) عید کی نماز کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ عید کی نماز امام صاحب جو ہمیشہ سے پڑھاتے ہیں پڑھاویں گے اور بعض کہتے تھے کہ عید کی نماز حافظ صاحب پڑھاویں گے جنہوں نے رمضان شریف میں قرآن تراویح میں سنایا ہے اور کہتے ہیں کہ حافظ کے ہوتے ہوئے امام صاحب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ آخر کار امام صاحب نے نماز پڑھائی اور حافظ نیت توڑ کر چلے گئے۔ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) تفرقہ مسلمانوں میں برا ہے۔ نماز حافظ صاحب کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے، اور امام صاحب کے پیچھے بھی۔ نفسانیت بری ہے۔ جو کوئی نفسانیت سے جماعت سے علیحدہ ہوا، اور نیت توڑ کر نماز سے چلا گیا اس نے برا کیا اور گنہگار ہوا۔ توبہ کرے، اور سب کو باہم اتفاق سے رہنا چاہئے اور اتفاق کے ساتھ امام مقرر کرنا چاہئے۔

---

(۱) ولا یۃ الا ذان والا قامۃ لبانی المسجد مطلقا وکذا الا مامۃ لو عدلا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ص ۳۷۲ باب الا ذن. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر. (۲) البانی للمسجد اولی من القوم بنصب الا مام والموذن فی المختار الا اذعین القوم اصلح ممن عینہ البانی (در مختار) وکذا وا ولا دہ وعشیرتہ اولی من غیرھم (ردالمحتار کتاب الوقف ج ۳ ص ۵۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۳۰) اوالخیار الی القوم فان اختلفوا اعتبر اکثرھم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۸) ظفیر.
(۳) ردالمحتار. باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰، ۱۲ ظفیر.

(۱)(قاعدہ میں عالم احق بالامامت ہے)والا حق بالامامة تقديما بل نصباً لا علم باحكام الصلوٰة فقط صحة وفساد بشرط اجتنا به للفواحش الظاهرة الخ درمختار. ظفیر.

امام پر مقتدی کی رعایت:

(سوال ۶۳۱) جو امام بعد ختم قرأت رکوع میں جاتے وقت لفظ اللہ اکبر اس قدر لمبا کر کے کہتا ہے کہ اکثر نمازی اس سے پہلے رکوع میں چلے جاتے ہیں...... کیا ایسی صورت میں مقتدیوں کی رعایت کے لئے معمولی قرأت اور دیر نہ لگا کر رکوع میں چلا جانا امام پر واجب ہے یا نہیں۔ اور مقتدیوں کی رعایت حتی الوسع کرنا مستحب ہے یا نہیں۔

(الجواب) بے شک مقتدیوں کی رعایت ایسے موقع پر مناسب ہے اور تکبیر کو زیادہ طویل نہ کرے بلکہ مختصر کرے تا کہ مقتدیوں کی تکبیر پہلے ختم نہ ہو۔ اور مقتدیوں کو مناسب ہے۔ کہ دیر میں تکبیر شروع کریں تا کہ امام پر سبقت نہ ہو جائے۔(۲)

حافظ دین دار اور نیم ملا فاسق میں سے احق بالامامۃ کون ہے:

(سوال ۶۳۲) زید نے بچپن میں کلام مجید حفظ کیا ہمیشہ تلاوت کرتا ہے اور ماتجوز بہ الصلوٰۃ کو خوب جانتا ہے اور قواعد تجوید سے بھی واقف ہے اور نیک صالح ہے، اس کی امامت سے سب نمازی خوش ہیں اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ اور عمر مشکوٰۃ ہدایہ پڑھ کر بھول گیا اور نمازی اس کی امامت سے خوش نہیں اور شطرنج کھیلتا ہے۔ اور اکثر جمعہ کے دن جمعہ چھوڑ کر شکار کو چلا جاتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ان دونوں میں اول شخص کی امامت افضل ہے۔ اور دوسرے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔(۳)

یہ غلط ہے کہ سادات ہی مستحق امامت ہیں:

(سوال ۶۳۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ سوائے سادات اور کوئی مستحق امامت نہیں ہے یہ کہنا صحیح ہے یا غلط۔

(الجواب) یہ غلط ہے کہ سوائے سادات کے اور کوئی شخص مستحق امامت نہ ہوگا امامت کا استحقاق علم وفضل وتقویٰ پر ہے۔ اور جو شخص مسائل سے واقف ہو، وہ اگر چہ سید نہ ہو بہ نسبت سید کے جو مسائل سے ناواقف ہو احق واولیٰ بالامامت ہے۔ (۴) کمافی کتب الفقہ۔ فقط۔

مندرجہ ذیل تین میں سے امامت کے لائق کون ہے:

(سوال ۶۳۴) زید۔ عمر۔ بکر تینوں ایک جگہ ملازم ہیں۔ زید سواروں میں عمر سپاہیوں میں۔ بکر ستار بجانے میں۔ زید

---

(۱) بہتر تو یہی ہے کہ متفقہ طور پر امام کا انتخاب ہوتا کہ کوئی اختلاف راہ نہ پا سکے۔ لیکن اگر اختلاف پیدا ہی ہو جائے تو اکثریت پر فیصلہ کیا جانا چاہئے اور پھر سبھوں کو اکثریت کا فیصلہ تسلیم کر لینا چاہئے۔ فان استوايقرع بين المستوين اوالخيار الى القوم فان اختلفوا اعتبر اكثرهم ولو قدموا غير الا ولى اساؤا بلا اثم (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ا ص ۵۲۲.ط.س.ج ا ص۵۵۸)ظفير.

(۲)عن انس رضي الله تعالىٰ عنه صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يو م فلما قضى صلوته اقبل علينا بوجهه فقال ايها الناس انى امامكم فلا تسبقونى بالركوع ولا بالسجود ولا بالقيام ولا بالا نصراف رواه مسلم (مشكوٰة باب ما على الماموم من المتا بعة ص ۱۰۱)ظفير. (۳)ويكره امامة عبد الخ وفاسق (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الامامة ج ا ص ۵۲۳.ط.س.ج ا ص۵۵۹)ظفير. (۴)والا حق بالا مامة تقديما بل نصبا الا علم باحكام الصلوٰة فقط صحةً وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۱۸.ط.س.ج ا ص۵۵۷)ظفير.

حافظ ہے، اور طوائف سے پیدا ہوا ہے، پابند صوم وصلوٰۃ ہے۔ممنوعات شرعیہ سے بچتا ہے۔اخلاق اچھا ہے۔عمر کا تلفظ درست نہیں ہے۔چھوٹی چھوٹی سورتیں بھی صحیح نہیں پڑھتا۔پابند صوم وصلوٰۃ ہے۔اور بکر بھی پابند صوم وصلوٰۃ ہے مگر پیشہ ستار بجانے کا کرتا ہے۔قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے۔ان تینوں میں مستحق امامت کون ہے۔

(الجواب) ان تینوں میں زید احق بالامامت ہے اور اگر زید نہ ہو اور عمر و بکر موجود ہوں تو بکر اگر چہ فاسق ہے بوجہ پیشہ حرام کے، لیکن عمر اگر قرآن پڑھنے میں ایسی غلطی کرتا ہے کہ اس سے نماز فاسد ہو جائے تو بکر کو امام ہونا چاہئے کہ وہ قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے۔اگر چہ امامت فاسق کی مکروہ ہے مگر اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے بخلاف عمر کے کہ اس کے پیچھے نماز فاسد ہونے کا خوف ہے۔(۱)

افضل اپنے سے کم علم والے کی اقتداء کرے یا نہیں:

(سوال ۶۳۵) زید نماز پڑھا رہا ہے اور اس سے افضل لوگ آئے تو جماعت میں شریک ہوں یا نہ ہوں۔اور نماز مکروہ تو نہ ہوگی۔

(الجواب) نماز میں کچھ کراہت نہ ہوگی اور شریک جماعت ہو جانا چاہئے۔(۲)

قوم کی مرضی کے خلاف امام بنانا:

(سوال ۶۳۶) کیا عدالت کو کوئی حق شرعی حاصل ہے کہ قوم کا ایسا امام زبردستی مقرر کرے کہ قوم اس کو امام بنانے پر رضا مند نہیں ہے۔

(الجواب) عدالت کو یہ حق نہیں ہے کیونکہ اس کا نفع ونقصان قوم کو ہے لہذا بلا رضامندی قوم کے ان کے لئے عدالت کوئی امام مقرر نہ کرے۔اور عدالت کو اس میں کچھ حق نہیں ہے۔ **کما مر من ان منفعة ذلک ترجع اليهم.**(۳) فقط۔

اذان وامامت ایک شخص انجام دے سکتا ہے:

(سوال ۶۳۷) اذان اور امامت اگر ایک ہی شخص کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایک ہی شخص اذان کہے اور امامت کرے، یہ شریعت میں درست ہے بلکہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔(۴)

خطبہ میں مسئلہ نیابت:

(سوال ۶۳۸) پہلے خطیب نے اپنی زندگی میں بھائی کے ہوتے ہوئے اپنے بھتیجہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔پانچ چھ سال تک خدمت نیابت بڑی دیانت کے ساتھ انجام دی۔اب خطیب صاحب سابق کا انتقال ہو گیا اور ایک لڑکی چھوڑی وہ

---

(۱) والاحق بالامامة تقديما بل نصبا لا علم باحكام الصلوٰة فقط صحة وفساد الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۰.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۷.(۲) ومثله امام المسجد الراتب اولى بالامامة من غيره مطلقا (در مختار) اى وان كان غيره من الحاضرين من هو اعلم واقرأ منه (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۲.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹) ظفير.

(۳) او الخيار الى القوم فان اختلفوا اعتبرا كثرهم الخ وام قوما وهم له كارهون لفساد فيه الخ كره له ذالك تحريما لحديث ابى داؤد لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماوهم لهم كارهون (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۲.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۸) ظفير.

(۴) الافضل كون الامام هو المؤذن وفى الضياء انه عليه السلام اذن فى سفر بنفسه واقام وصلى الظهر وقد حققناه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲.ط.س.ج ۱ ص ۴۰۱) ظفير.

اپنی طرف سے نائب مقرر کرسکتی ہے یا نہیں۔
(۲) خطیب نے بھائی ہوتے ہوئے بھتیجہ کو نائب مقرر کیا ہے اور جماعت نے منظور کیا اب بھائی دعویدار ہے۔ دعویٰ اس کا صحیح ہے یا نہ۔

(الجواب) جس کو خطیب صاحب نے اپنی زندگی میں امام مقرر کیا اور قوم اور جماعت نے اس کو منظور کیا وہی امام مقرر ہوگیا کیونکہ درحقیقت اختیار نصب امام بعد بانی اور اس کی اولاد کے قوم اور جماعت کو ہے لہذا جس کو قوم نے امام تسلیم کرلیا وہ امام ہوگیا۔ اب کسی کا دعویٰ صحیح نہ ہوگا۔ نہ دختر کا نہ بھائی کا۔ کیونکہ اس میں میراث جاری نہیں ہوتی۔(۱)

جو فرض سے پہلے سنت مؤکدہ نہ پڑھ سکا وہ امام ہوسکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۶۳۹) اگر امام جماعت سے پہلے سنت مؤکدہ نہیں پڑھ سکا تو امام ہوسکتا ہے یا نہیں۔ مقتدیوں کی نماز میں کوئی فرق تو نہ ہوگا۔

(الجواب) وہ شخص امام ہوسکتا ہے اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ کراہت اور خلل نہ ہوگا۔(۲) فقط۔

صبح صادق سے پہلے اذان اور بعد میں فوراً جماعت:

(سوال ۶۴۰) ایک غیر مقلد بے علم شری، تندخو ہے اس لئے اہل محلّہ نے مسجد میں نماز پڑھنی چھوڑ دی اور باوجود یہ کہ امام طالب علم ولائتی اور حنفی ہے مگر زید کے تقاضہ سے امام نماز میں رکوع وسجود قومہ وجلسہ طول وطویل کرتا ہے اور صبح کی اذان صبح صادق سے بیس منٹ پہلے کہلا کر صبح ہوتے ہی نماز تنہا یا ایک دو کوئی آ گیا لے کر امام کو تقاضہ کر کے پڑھ لیتا ہے۔ دیگر مقتدیان کو کیا کرنا چاہئے وہ جماعت ثانیہ علیحدہ کریں یا دوسری مسجد میں جاویں۔

(الجواب) صبح صادق سے پہلے عند الحنفیہ اذان صبح کی جائز نہیں ہے۔ **الا روایۃً عن الا مام الثانی ای ابی یوسف رحمہ اللہ.** (۳) اور اسفار نماز صبح میں سنت ہے۔(۴) پس مقتدیوں کو چاہئے کہ امام کو ان امور کی ہدایت کریں، اگر وہ نہ مانے تو اس کو علیحدہ کردیں۔ اور اگر اس میں فتنہ ہو تو دوسری مسجد میں نماز پڑھیں۔ فقط۔

حافظ مسائل نماز سے ناواقف اور ناظرہ خواں واقف مسائل میں سے لائق امامت کون ہے:

(سوال ۶۴۱) زید حافظ ہے اور اس کی عورتیں بے پردہ ہیں اور مسائل ضروری سے اچھی طرح واقف نہیں۔ عمر ناظرہ خواں ہے، قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے اور مسائل ضروری سے بہ نسبت زید کے زیادہ واقف ہے اور اس کی عورتیں پردہ نشین ہیں۔ اس حالت میں احق امامت کون ہے۔

(الجواب) اس حالت میں عمر زیادہ تر لائق امامت کے ہے اگرچہ زید کے پیچھے بھی نماز صحیح ہے مگر عمر کے پیچھے افضل ہے۔(۵)

---

(۱) ولایۃ الاذان والاقامۃ لبانی المسجد مطلقا وکذا الامامۃ لو عدلا (درمختار) سیجئی فی الوقف ان القوم اذا عینوا مؤذنا واماما وکان اصلح مما نصبہ البانی فھو اولی(ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲.ط.س.ج ۱ ص ۴۰۰)ظفیر.
(۲) والاحق بالامامۃ الخ الاعلم باحکام الصلاۃ فقط صحۃ وفساد بشرط اجتنابہ للفواحش الظاھرۃ الخ ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامۃ من غیرہ مطلقا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۰.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۷)ظفیر. (۳) فیعاد اذان وقع بعضہ وکذا کلہ بالاولیٰ قبلہ کالاقامۃ خلا فا للثانی فی الفجر (درمختار) قولہ خلا فاللثانی ھذا راجع الی الاذان فقط فان ابا یوسف یجوز الاذان قبل الفجر بعد نصف اللیل(ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۸.ط.س.ج ۱ ص ۳۸۵)ظفیر. (۴) والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار و الختم بہ ھو المختار (درمختار) لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر رواہ الترمذی احسنہ وروی الطحاوی باسناد صحیح(ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۹.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۲)ظفیر. (۵) والاحق بالامامۃ تقدیما بل نصبا الاعلم باحکام الصلوٰۃ فقط صحۃً وفساداً بشرط اجتنابہ الفواحش الظاھرۃ الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۰.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۷)ظفیر.

فقیر وسید میں سے احق بالامامت کون ہے:

(سوال ۶۴۲) ایک مسجد میں امام قوم کا فقیر ہے اس کے گھر میں پردہ نہیں ہے۔ دوسری مسجد میں امام سید ہے اور اس کے گھر میں پردہ ہے لیکن وہ نابینا ہے۔ نماز جمعہ میں کس امام کو ترجیح ہے۔

(الجواب) امامت کے لئے افضل وہ شخص ہے جو مسائل نماز کے جانتا ہو، اور صالح و متقی ہو۔ اندھے ہونے سے امامت میں کچھ حرج نہیں جب کہ وہ نیک اور محتاط ہو اور مسائل سے واقف ہو۔ پس اگر وہ امام اندھا مسائل داں ہے اور نیک ہے تو جمعہ کی امامت کے لئے بھی وہی افضل ہے۔(۱)

امامت میں ترجیح:

(سوال ۶۴۳) زید مولوی، طبیب اور حافظ ہے۔ اور عمر حافظ قاری سبعہ قرأت کا جاننے والا مشکوٰۃ، ہدایہ جلالین پڑھا ہوا ہے۔ امامت تراویح کے لئے کون افضل ہے۔

(الجواب) ان دونوں میں عمر امامت تراویح وغیرہ کے لئے زیادہ مستحق ہے اور افضل ہے کہ وہ علم دین کے حصول کے ساتھ قاری بھی ہے۔(۲) فقط۔

قاری خوش آواز کی امامت:

(سوال ۶۴۴) ایک شخص کہتا ہے قاری خوش آواز کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے اور دھیان اس کی قرأت ہی میں رہتا ہے اور کسی کی طرف دھیان نہیں جاتا کہ خدا اور رسول کا بھی خیال نہیں رہتا، یہ کہنا اس کا صحیح ہے یا نہ؟

(الجواب) یہ کہنا اس کا غلط ہے۔ نماز قاری کے پیچھے پڑھنا افضل ہے اور خوش آوازی دوسری خوبی ہے کہ اس کی بھی تعریف حدیثوں میں آئی ہے۔

ان دونوں میں کس کی امامت افضل ہے:

(سوال ۶۴۵) جب کہ جامع مسجد میں ایک موروثی اور شریعت کی پابندی نہ کرنے والا اور دوسری مسجد میں پابند شریعت حافظ اور مسائل نماز سے بخوبی واقف آزاد امام نماز پڑھاوے تو کس جگہ نماز اکمل وافضل ہوتی ہے۔

(الجواب) امامت کے لئے افضل وہ شخص ہے جو مسائل نماز سے واقف ہے اور حافظ وصالح ہے۔(۳) لیکن جن لوگوں کے محلّہ میں جو مسجد واقع ہے ان پر اپنے محلّہ کی مسجد کا حق زیادہ ہے اور ان اہل محلّہ کے لئے مسجد محلّہ میں نماز پڑھنا افضل ہے اور ان کو اسی مسجد میں ثواب جماعت کا حاصل ہوگا۔(۴)

---

(۱) والا حق بالا مامة تقديما بل نصبا الا علم با حكام الصلوٰة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۰ .ط.س.ج ۱ ص۵۵۷) قيد كراهة امامة الا عمى فى المحيط وغيره بان لا يكون افضل القوم فان افضلهم فهو اولى ا ه (ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰) ظفير. (۲) والا حق بالامامة تقديما بل نصبا الا علم با حكام الصلاة الخ ثم الا حسن تلاوة و تجويدا (در مختار) افا دبذالك ان معنى قولهم اقرأ اى اجود لا اكثرهم حفظا ومعنى الحسن فى التلاوة ان يكون عالما بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها قهستانى (ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۱ .ط.س.ج ۱ ص۵۵۷) ظفير.

(۳) والا حق بالا مامة تقديما بل نصبا الا علم باحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض وقيل واجب وقيل سنة (در مختار) وهو الا ظهر لان هذا التقديم .ط.س.ج ۱ ص۵۵۷.

(۴) مسجد المحلة افضل من الجامع الا اذا كان امامه عالما (الا شباه) لعل الا فضيلة بالنسبة الى اهل المحلة دون غير هم لئلا يودى الى تعطيل مسجد المحلة (شرح حموى الفصل الثانى كتاب الصلوٰة ص ۱۹۵) ظفير.

فصل ثالث

کس کی امامت درست ہے اور کس کی نہیں

اگر کوئی کسی کو حرام زادہ کہے تو اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۶۴۶) شخصے معروف النسب و ثابت النسب را حرامزادہ گفت و دشنام ناسزا یافتہ داد شرعاً فاسق گردد و امامتش جائز است یا نہ۔

(الجواب) در فسق و کراہت امامتش کلام نیست الا ان یتوب کذافی کتب الفقه(۱)

غسال وذابح کی امامت:

(سوال ۶۴۷) غسال اور ذابح کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) غسال اور ذابح کی امامت درست ہے۔ نماز اس کے پیچھے جائز ہے کچھ کراہت نہیں ہے۔(۲) فقط۔

مذاہب اربعہ کو جو گمراہی سے تعبیر کرے اس کی امامت:

(سوال ۶۴۸) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس شخص کے حق میں جس کا عقیدہ ذیل کے اشعار میں درج ہے

بجاں نفور ز اہل مذاہب شتی — کہ غرق بحر ضلال اند وحرق نار ہوا

نہ شافعی نہ حنفی نہ مالکی مذہب — نہ نقش بندی وچشتی و نے کذا وکذا

منم کہ غرۂ نامم بنام صاحب نشست — علی ولی ملقب بخاتم الخلفاء

ایسے شخص کے پیچھے نماز میں اقتداء جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر یہ واقعی اس کا عقیدہ ہے اور مذاہب ائمہ وطرق مشائخ اربعہ کو ضلال و گمراہی جانتا ہے اور اس کا معتقد ہے تو وہ فاسق و مبتدع ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور عجب نہیں کہ ایسا شخص بوجہ انکار نصوص قطعیہ کفر وارتداد تک پہنچ گیا ہو۔ اسی حالت میں اس کے پیچھے نماز صحیح نہ ہوگی۔ بہر حال اجتناب اس کی اقتداء سے لازم ہے اور معزول کرنا ایسے امام کا لازم وواجب ہے۔(۳) فقط۔

متعہ کرنے والے کی امامت:

(سوال ۶۴۹) ایک شخص حنفی عدالت میں بحلف بیان کرتا ہے کہ اس نے ایک مسماۃ کے ساتھ عقد کے وعدہ پر متعہ کر لیا۔ ایسا شخص مذہب حنفی کے اندر داخل رہا یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور اس کی بیعت جو ایک بزرگ کے

---

(۱) ویکرہ تقدیم الفاسق ایضا لتساهله في الا مور الدينية فلا يومن من تقصيره فى الا تيان بالشرائط (غنية المستملی ص ۳۵۱) ظفیر۔ (۲) ذبح کرنا اور مردہ کو غسل دینا دونوں کام جائز ہیں، خواہ اجرت لے کر خواہ بلا اجرت مردہ کو غسل دینے کے سلسلہ میں درمختار میں ہے والا فضل ان يغسل الميت مجا نا فان ابتغى الغاسل الا جر جاز ، ان كان ثم غيره والا لا ، لتعينه عليه وان يكون حكم الحمال والحفار كذا لک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الجنائز ج ۱ ص ۸۰۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۹۹ اور ذبح کے سلسلہ میں ہے ويجوز الا ستيجار على الذكاة لا ن المقصود منها قطع الا وداج دون افاتة الروح وذالک يقدر عليه فاشبه القصاص فيما دون النفس كذا فى السراج الو هاج (عالمگیری کتاب الا جاره باب سادس عشر ج ۴ ص ۴۳۸. ط.س. ج ۴ ص ۴۰۴) ظفیر۔ (۳) ويكره امامة العبد الخ والفاسق الخ والمبتدع الخ (درمختار) اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لا مردينه وبان فى تقديمه للامامة تعظيمه وقدو جب عليهم اهانته شرعا لا يخفى انه اذا كان اعلم من غيره لا تزول العلة فلا يومن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كا لمبتدع تكره امامته بكل حال ، بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰) ظفیر.

ہاتھ پر کی تھی قائم رہی یا نہیں اور ایسے شخص کی تجہیز و تکفین و نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) جو شخص مقر ہے اس فعل بد کا، وہ فاسق و عاصی ہے۔ امامت اس کی مکروہ ہے۔(۱) اگر وہ توبہ کرے تو امامت اس کی درست ہے اور بیعت و حنفیت قائم ہے اور تجہیز و تکفین و نماز جنازہ ہر ایک مسلمان کی کرنی چاہئے اگر چہ وہ فاسق و بد کار ہو۔ کمافی الحدیث صلوا علی کل برو فاجر الحدیث۔(۲) فقط۔

زانی اور بیڑی پینے والے کی امامت:

(سوال ۶۵۰) دو شخص دو مسجد کے امام ہیں ایک نے اپنی سالی سے زنا کیا اور دوسرا بیڑی پیتا ہے۔ ان کی امامت درست ہے یا نہیں جب کہ یہ لوگ امامت سے روکے جائیں تو فساد عظیم ہونے کا اندیشہ ہے۔

(الجواب) فاسق کے پیچھے نماز ہو جاتی مگر مکروہ ہے۔(۳) پس جب کہ امام فاسق کے علیحدہ کرنے میں فتنہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں۔ فقط۔

نابینا کی امامت:

(سوال ۶۵۱) نابینا کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ؟

(الجواب) اگر نجاست سے محفوظ رہتا ہے اور مسائل صلوٰۃ سے واقف ہے تو امامت اس کی درست ہے۔(۴) فقط۔

جس کے لڑکے گناہ کے کام کرتے ہوں اس کی امامت:

(سوال ۱/۶۵۲) ایک شخص کے چار لڑکے ہیں، ایک نمازی ہے اور بعض شراب پیتے ہیں اور ایک ناٹک کا کام کرتا ہے۔ یہ شخص ان لڑکوں سے خلط ملط رکھتا ہے اور کھانا پینا سب ساتھ ہوتا ہے۔ اس شخص کی امامت جائز ہے یا نہ؟

شطرنج کھیلنے والے کی امامت:

(سوال ۲/۶۵۳) شطرنج کھیلنا کیسا ہے؟ اور شطرنج کھیلنے والے کی امامت جائز اور درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) اگر وہ شخص خود صالح اور لائق امامت ہے تو اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے بلکہ وہ در صورت احق بالامامت ہونے کے لائق تر ہے ساتھ امام بنانے کے قال اللہ تعالیٰ ولا تزر وازرۃ وزر اخری الآیۃ۔

(۲) شطرنج کے ساتھ کھیلنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔(۵) پس عادت کرنے والا اس کا لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق(در مختار باب الا مامت. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹)ظفیر.
(۲) شرح فقہ اکبر ص ۹۲ . ۱۲ ظفیر.
(۳) ویکرہ امامۃ عبدالخ وفاسق الخ وفی المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ (درمختار) افا دان الصلاۃ خلفھما اولی من الا نفراد (ردالمحتارباب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۵.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲)اگر دوسری مسجد ہو تو وہاں چلا جائے وفی غیر الجمعۃ یجوز ان یتحول الی مسجد اخر ولا یأثم بہ (عالمگیری مصری . باب خامس فصل ثالث ج ۱ ص ۸۱.ط.م ج ۱ ص ۸۶)ظفیر.(۴) ویکرہ تنزیھا امامۃ عبد الخ واعمی (درمختار)قید کراھۃ امامۃ الا عمی فی المحیط وغیرہ بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلھم فھو اولی الخ ورد فی الا عمی نص خاص ھو استخلافہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بن ام مکتوم وعتبان علی المدینۃ وکان اعمیین لانہ لم یبق من الرجال من ھواصلح منھما الخ(ردالمحتارباب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۱)ظفیر.(۵) وکرہ تحریما اللعب بالنردو کذا الشطرنج (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الخطر والا باحۃ ج ۵ ص ۳۴۷)ویکرہ امامۃ عبدالخ وفاسق (درمختار.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰)ظفیر.

سائل کی امامت:

(سوال ۶۵۴) جو شخص سوال کرتا ہے اور مردہ کو غسل دیتا ہے اس کے پیچھے نماز درست وصحیح اور جائز ہوتی ہے یا نہ؟

(الجواب) حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل برو فاجر۔ یعنی ہر ایک نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ سائل اور مردہ شو وغیرہ کے پیچھے نماز صحیح ہے البتہ اولیٰ بالا مامت وہ ہے جو مسائل نماز سے واقف ہو اور صالح ہو۔ خلاف شرع امور نہ کرتا ہو۔ فقط

بواسیر والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۶۵۵) ایک شخص کو مرض خونی بواسیر کا ہے اور ہر وقت اس کے جاری رہنے کا خوف رہتا ہے۔ ایسے شخص کی امامت باوجود تندرست امام کے درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) خون جاری ہونے کے خوف سے وہ شخص معذور شرعاً نہیں ہوسکتا معذور شرعاً اس وقت ہوتا ہے کہ اس کو تمام وقت نماز میں اتنا موقع نہ ملے کہ وضو کر کے بدون اس مرض حدث کے نماز پڑھ سکے جب کہ وہ ابھی معذور نہیں ہوا، امامت اس کی درست ہے، کچھ کراہت اس وجہ سے اس کی امامت میں نہیں ہے۔ اور جس وقت وہ معذور ہوگا اس وقت وہ امام تندرستوں کا نہیں ہوسکتا، اس وقت امامت اس کی بوقت عذر بالکل ناجائز ہے۔ قال فی الدر المختار صاحب عذر من به سلس البول الخ ان ستوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمناً یتو ضأ ویصلی فیه خالیاً عن الحدث الخ وهذا شرط العذر فی حق الا بتداء وفی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة در مختار . شامی جلد اول (۱) ص ۲۰۳ وفی باب الا مامة منه ولا طاهر بمعذور هذا ان قارن الو ضوء الحدیث الخ وصح لو تو ضأ علی الا نقطاع وصلی کذلک کا قتداء بمفتصد من خروج الدم الخ. شامی جلد اول ص ۳۸۹.(۲) فقط.

جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۶۵۶) ایک شخص احادیث جھوٹی بنا کر بیان کرتا ہے اور خلاف عقائد بہت باتیں بیان کرتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور اس شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) وہ شخص کذاب یا مفتری یا دیوانہ ہے۔ جھوٹی روایات بیان کرتا ہے اور حق تعالیٰ اور رسول برحق پر بہتان لگاتا ہے اور مصداق اس وعید کا ہوتا ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار (۳) یعنی جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔ وہ شخص مبتدع وفاسق ہے۔ اس کو امام بنانا درست نہیں ہے، اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ (۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الحیض مطلب فی احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵. ۱۲ ظفیر. (۲) ایضاً باب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۲. (۴) ویکره امامة عبدالخ وفاسق الخ ومبتدع ای صاحب بداعة (درمختار) اما الفاسق الخ ففی شرح المنیة ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر.

جس امام سے بعض مقتدی ناراض ہوں اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۶۵۷) امام نے نماز کے فرائض وواجبات وغیرہ اچھی طرح ادا کئے۔ جماعت مقتدی دوقسم کی ہیں۔ بعض اس کی امامت سے رضامند ہیں بعض ناخوش۔ کس طبقہ کا اعتبار ہوگا۔ اور حدیث ابو داؤد و **لا یقبل اللہ صلوٰۃ من تقدم قوماً فھم لھم کارھون** کا کیا مطلب ہے۔

(الجواب) کتبِ فقہ میں ہے کہ اگر امام میں کچھ نقصان نہیں تو مقتدیوں کی ناراضی کا اثر نماز میں کچھ نہیں۔ امام کی نماز بلا کراہت درست ہے اور گناہ مقتدیوں پر ہے۔ اور اگر امام میں نقص ہو اور اس وجہ سے مقتدی ناخوش ہیں تو امام کے اوپر مواخذہ ہے اور اس کو امام ہونا مکروہ ہے اور مورد حدیث **من تقدم قوماً الخ** وہی امام ہے جس کے اندر خلل ونقص ہو ورنہ مقتدی گنہگار ہیں کہ بے وجہ ناراض ہیں۔(۱) فقط۔

رعشہ والے کی امامت:

(سوال ۶۵۸) جس کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہ۔

(الجواب) جس کے ہاتھ پیروں میں رعشہ ہو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔(۲) فقط۔

جسے سلسل البول کا شک ہوتا ہو، اس کی امامت:

(سوال ۶۵۹) مرض سلسل البول تو نہیں ہے مگر ذکر کے دبانے سے پیشاب کا قطرہ نکل آتا ہے اور بعض وقت ایسا خیال ہوتا ہے کہ قطرۂ پیشاب کی اپنی جگہ سے خروج کیا مگر دیکھنے سے ظاہر نہیں ہوتا ایسا شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) جس حالت میں خروج قطرہ نہ ہو امام ہو سکتا ہے، اور وہم وشک کا اعتبار نہیں۔(۳) فقط۔

جو امام اپنی دعوت میں شراب کا انتظام کرے اس کی امامت:

(سوال ۶۶۰) ایک حافظ کی دختر کی شادی ہوئی، اس جلسہ میں طوائف بھی اور غیر مسلم بھی مدعو کئے گئے، ان کے لئے شراب منگا کر ان کو پلائی گئی ایسی حالت میں نکاح ہوا یا نہیں اور ایسے حافظ کی اقتداء کر سکتے ہیں یا نہ۔

(الجواب) نکاح ہوگیا لیکن وہ لوگ بہ سبب ارتکاب معاصی کے فاسق وعاصی ہوئے توبہ کریں۔ اور ایسے حافظ قرآن کے پیچھے اقتداء کرنا مکروہ ہے تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرے اس کو امام نہ بناویں۔(۴) فقط۔

بے نکاحی عورت رکھنے کی ترغیب اور اس کی امامت:

(سوال ۶۶۱) جو شخص دوسرے کو رغبت دلا کر بے نکاحی عورت اس کے گھر آباد کردے اس کی امامت درست ہے یا نہ۔

(الجواب) ایسا شخص لائق امام ہونے کے نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) لو ام قوماً وھم لہ کار ھون ان الکراھۃ لفساد فیہ اولانھم احق بالا مامۃ منہ کرہ لہ ذلک تحریما لحدیث ابی داؤد لا یقبل اللہ صلاۃ من تقدم قوما وھم لہ کارھون وان ھو احق لا والکراھۃ علیھم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹ ظفیر. (۲) امامت کے لئے یہ عیوب میں داخل نہیں ہے۔ ۱۲ ظفیر.

(۳) الیقین لا یزول بالشک (الا شباہ والنظائر ص ۷۵) ظفیر. (۴) قال اللہ تعالیٰ" ولا تعاونوا علی الا ثم والعدوان الا یۃ (القرآن) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (درمختار) من الفسق وھو الخروج عن الا ستقامۃ ولعل المرادبہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی الخ واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لا یھتم لا مردینہ الخ بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم (ردالمحتارباب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰) ظفیر.

(۵) ایضاً .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰. ۱۲ ظفیر

تقلید کو ناجائز اور قادیانی کو مسلمان کہنے والے کی امامت:

(سوال ۶۶۲) جس شخص کا عقیدہ حسب ذیل ہو اس کو امام بنانا کیسا ہے۔ تقلید ناجائز اور بدعت ہے۔ مرزائی اور مرزا مسلمان ہیں۔ مقلدوں کا مذہب قرآن میں نہیں۔ ایسے شخص کو امام بنانا اور ترجمہ قرآن شریف اس سے پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) ایسے شخص کو امام بنانا جس کے عقائد سوال میں درج کئے ہیں درست نہیں ہے اور اس سے ترجمہ قران شریف بھی نہ پڑھنا چاہئے۔(۱) فقط۔

سینے تک لمبے بال رکھنے والے کی امامت:

(سوال ۱/۶۶۳) جس شخص کے سر پر بال اس قدر لمبے ہوں کہ سینے تک پہنچتے ہوں اور وہ کسی مکروفریب کے لئے نہیں رکھے گئے ہوں اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔

قبروں پر غلاف چڑھانے والے کی امامت:

(سوال ۲/۶۶۴) انبیاء۔ اولیاء۔ غوث۔ قطب۔ دیگر بزرگان دین کے مزاروں پر جاروب کشی۔ روشنی کرنا۔ غلاف چڑھانا۔ لوبان وغیرہ سلگانا کیسا ہے۔ اور ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) درست ہے۔

(۲) قبور پر روشنی کرنا غلاف چڑھانا وغیرہ ممنوع ومکروہ ہے اور صاف رکھنا اچھا ہے۔ ردالمحتار شامی ہے تکرہ الستور علی القبور انتھی.(۲) فقط (اس کی امامت مکروہ ہے۔(۳) ظفیر)

فرض پڑھ چکنے کے بعد پھر فرض کی امامت:

(سوال ۶۶۵) زید نماز ظہر کے وقت مسجد میں داخل ہوا، وضو کرنے کے بعد سنتوں سے قبل ایک شخص کو فرض پڑھتے دیکھ کر سنتوں کی نیت کر کے فرض میں شریک ہو گیا۔ چنانچہ سنتوں کو ختم کر کے دیگر اشخاص کا انتظار کیا مگر کوئی نہیں آیا تو تنہا فرض اور آخر کی سنتیں پڑھ لیں۔ نماز ختم کرنے کے بعد دو مصلی اور آ گئے اور جماعت مع اقامت کرنا چاہا۔ زید بھی ان کا شریک ہوا اور اقامت زید نے کہی اور فرض ظہر کی نیت کر کے نماز پڑھی، زید کہتا ہے کہ تنہا پڑھی ہوئی نماز کو نفل سمجھنا اختیاری ہے اور فرض کی آخری دو رکعت خالی پڑھی جاتی ہیں اور نفلوں کی آخر دو رکعت میں بھی قرائت مع فاتحہ واجب ہے اس لئے اگر نفل کی نیت کی جائے تو نفل ناقص رہتی ہیں اور اپنی پہلی نفل کے متعلق بھی یہی کہتا ہے کہ وہ ناقص رہی مگر دوسرے کو جماعت کا ثواب اور خود کو جماعت کا ثواب جو نقص نفل سے بہت زیادہ ہے صرف پہلی صورت میں حاصل ہوا ہے۔ اور اگر بالفرض آخری جماعت میں فرض کا ثواب نہ ہوا تو نفلوں کا ثواب تو ضرور ہوگا۔ چونکہ یہ اختلافی مسئلہ ہے اس لئے فرض ہی کی نیت کرنی چاہئے اور تنہا پڑھے ہوئے فرض کو نفل سمجھ لینا چاہئے۔

(سوال ۱/۶۶۶) پہلی سنتیں کامل ہوئیں یا ناقص، کیونکہ امام نے قراءت مع فاتحہ صرف پہلی دو میں پڑھی۔

---

(۱) ویکرہ امامة عبدالخ وفاسق الخ ومبتدع ای صاحب بدعةوھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول الخ وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها الخ فلا یصح الا قتداء به اصلا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹ ط.س. ج ۲ ص ۲۳۸.

(۳) ویکرہ امامة عبدالخ ومبتدع ای صاحب بدعة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر.

(سوال ۲/۶۶۷) تنہا فرض پڑھنے کے بعد جماعت سے فرض پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اگر فرض نہ ہو تو نفل کا ثواب ہوگا یا نہیں۔

(سوال ۳/۶۶۸) مکرر فرض کی نیت سے پڑھنے میں اختلاف ہے یا نہیں۔

(سوال ۴/۶۶۹) نفل کی تمام رکعتوں میں قراءۃ مع فاتحہ واجب ہے یا کیا۔ اگر واجب ہے تو پھر مقتدی نفل والے کی نماز ناقص رہے گی یا نہیں۔

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ جس نے فرض پڑھ لئے ہوں وہ پھر امام فرض پڑھنے والوں کا نہیں ہوسکتا۔ پھر زید نے جب کہ اپنی نماز فرض تنہا پڑھ لی تو فرض اس کے ادا ہوگئے اب ان کو نفل نہیں کرسکتا۔ بلکہ دوبارہ اگر اسی نماز کو پڑھے گا تو وہ نفل ہوگی اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والوں کی نماز نہیں ہوتی۔(۱) اور وہ جو اس نے اول فرض پڑھنے والے کے پیچھے سنتوں کی نیت باندھ کر نماز پڑھی تھی وہ نفل ہوگئی۔(۲) مگر سنتیں موکدہ جو ظہر سے پہلے ہیں ادا نہیں ہوئیں کیونکہ ان سنتوں کو علیحدہ پڑھنا سنت ہے۔(۳)

(۱) وہ نفلیں ہوئیں سنتیں ظہر کی نہیں ہوئیں۔(۴)

(۲) تنہا فرض پڑھ کر پھر امام فرض پڑھنے والوں کا نہیں ہوسکتا۔ البتہ اگر جماعت فرض ہو تو نفل کی نیت سے اقتداء امام کر سکتا ہے۔(۵)

(۳) مکرر فرض نہیں ہوتے جو پہلے فرض پڑھی وہ فرض ہوگئے بعد میں اگر پڑھے گا نفل ہوگی۔(۶)

(۴) نفل جب تنہا پڑھے تو تمام رکعات میں قراءت فرض ہے۔ اور اگر کسی مفترض کے پیچھے نیت نفل سے شریک ہو تو وہ نفل صحیح ہے۔ ناقص نہ ہوگی۔(۷) فقط۔

غلط عقیدہ والے اور دیوانہ کی امامت:

(سوال ۶۷۰) ایک شخص حاجی حمایت علی قوم شیخ زادہ کا یہ اعتقاد ہے کہ روح انسان کی بعد مرنے کے دوسرے قالب میں آجاتی ہے اور وہ اس کے ہم شبیہہ ہوتی ہے۔ کسی کو کہتے ہیں کہ یہ میرے پردادا ہیں اور کسی کو کہتے ہیں کہ وہ میرے دادا ہیں غرض کہ وہ ہمیشہ اسی طرح کے خیالات ظاہر کرتے ہیں جس سے تمام لوگ ان سے نفرت کرتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور وہ نماز پڑھانے کے بہت شوقین ہیں بلا کسی کے کہے نماز پڑھانے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

(الجواب) ان خیالات اور توہمات سے معلوم ہوتا ہے کہ شخص مذکور کی عقل مختل ہے اور وہ دیوانہ ہے یا معتوہ ہے اور

---

(۱) ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضا اخر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الا مامة ج ا ص ۵۴۲.ط.س.ج ا ص ۵۷۹)ظفیر.

(۲) وصح اقتداء الخ متنفل بمفترض (ایضاً ج ا ص ۵۵۲.ط.س.ج ا ص ۵۹۰)ظفیر.

(۳و۴) وضم الیها سادسة الخ لتصیر الرکعتان له نفلا الخ والرکعتان لا تنو یان عن السنة الراتبة بعد الفرض فی الا صح لان المواظبة علیها انما کانت بتحریمة مبتدأة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب سجود السهو ج ا ص ۷۰۱.ط.س.ج ۲ ص ۸۷)ظفیر. (۵) ولا مفترض بمتنفل (درمختار.ط.س.ج ا ص ۵۷۹) واذا اتمها ید خل مع القوم والذی یصلی معهم نافلة (هدایه ج ا ص ۱۳۴)ظفیر.

(۶) واذا اتمها ید خل مع القوم والذی یصلی معهم نافلة لان الفرض لا یتکرر فی وقت واحد (هدایه باب ادراک الفریضة ج ا ص ۱۳۵)ظفیر. (۷) والقراء ة واجبة فی جمیع رکعات النفل (هدایه باب النوافل فصل فی القراء ة ج ا ص ۱۳۱)ظفیر.

دیوانہ یا معتوہ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی لہذا اس احتمال پر نماز اس کے پیچھے بالکل فاسد ہے۔(۱) اور اگر وہ دیوانہ اور مختل العقل اور معتوہ نہیں ہے بلکہ باوجود ہوش وحواس صحیح ہونے کے ایسا عقیدہ رکھتا ہے تو یہ عقیدہ خلاف اہل سنت والجماعت بلکہ خلاف اہل اسلام کے ہے اس وجہ سے بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ چاہئے۔ اور نماز نہ ہوگی یا مکروہ تحریمی ہوگی کیونکہ مبتدع کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔(۲) اور جس کے اسلام میں شبہ ہو اور عقاید اس کے خلاف اسلام کے ہوں اس کے پیچھے نماز صحیح ہی نہیں ہوتی۔(۳) بہر حال ہر وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے اور اس کو امام بننا حرام ہے۔ اس کو کہہ دیا جاوے کہ ہرگز امام نہ بنے اور اس کو اس فعل سے بالکل روک دیا جاوے کہ لوگوں کی نماز خراب نہ کرے یا اپنے عقائد باطلہ اور خیالات مجنونانہ سے توبہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اس شخص کی نماز مقبول نہیں ہوتی کہ جو آگے بڑھ جاوے امامت کے لئے اور لوگ اس کی امامت سے کراہت کریں اور اس کو امام نہ بنانا چاہئے۔ درمختار میں ہے ولو ام قوماً وہم لہ کارھون ان الکراھۃ لفساد فیہ او لا نھم احق بالا مامۃ منہ کرہ لہ ذلک تحریماً لحدیث ابی داؤد. ولا یقبل اللہ صلوٰۃ من تقدم قوماً وھم لہ کارھون .(۴) فقط

مسجد میں زنا کرنے والے کی امامت:

(سوال ۶۷۱) ایک امام نے مسجد کے اندر زنا کیا۔ دو شخصوں نے بچشم خود دیکھا اور امام مذکور ہمیشہ ایسی حرکات کرتے رہتے ہیں۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) ایسا شخص جو اس قسم کے فواحش میں مبتلا ہے فاسق وعاصی ہے امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے لازم ہے کہ اس کو معزول کیا جاوے۔(۵) اور دوسرا امام صالح وعالم مقرر کیا جاوے۔ اگر پورا عالم نہ ہو تو کم از کم اتنا ہو کہ مسائل نماز سے واقف ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو۔ فقط۔

مؤذن کی امامت:

(سوال ۶۷۲) مؤذن کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) حنفیہ تو مؤذن کا امام ہونا افضل لکھتے ہیں۔ درمختار میں ہے الا فضل کون الامام ھو المؤذن (۶) دوسری جگہ باب الا مامت میں ہے وقول عمر رضی اللہ عنہ بول الخلافۃ لا ذنت ای مع الا مامۃ اذ الجمع افضل .(۷) فقط۔

---

(۱) ولا یصح الا قتداء بالمجنون المطبق ولا بالسکران (عالمگیری مصری الباب الخامس فی الا مامۃ ج ۱ ص ۷۹.ط.م ج ۱ ص ۸۵) ظفیر.
(۲) ویکرہ امامۃ عبدالخ ومبتدع ای صاحب بدعۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر. (۳) وان انکر بعض باعلم من الدین ضرورۃ الخ فلا یصح الا قتداء بہ اصلا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۴.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۱) ظفیر.
(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹. ۱۲ ظفیر.
(۵) ویکرہ امامۃ عبدالخ وفاسق (درمختار) قولہ فاسق من الفسق وھو الخروج عن الا ستقامۃ ولعل المرادبہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریما (ردالمحتارباب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفیر.
(۶) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۲ .ط.س.ج ۱ ص ۴۰۱. ۱۲ ظفیر.
(۷) الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۱۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۲. ۱۲ ظفیر.

ملازمت کے باوجود کار منصبی نہ ادا کرنے والے کی امامت:

(سوال ۶۷۳) جو شخص کسی محکمہ میں ملازم ہو اور کار منصبی ادا نہ کرتا ہو اور ماہ بماہ تنخواہ لیتا ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے شخص کی امامت بوجہ فسق کے مکروہ ہے۔(۱) فقط۔

رہن سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت:

(سوال ۱/۶۷۴) ایک شخص نے زمین گروی رکھی راہن کو کوئی نفع وغیرہ مجرا نہیں دیتا اور اس فعل کو جائز سمجھتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

جس امام کی بات نہ مانیں اس کی اقتداء:

(سوال ۲/۶۷۵) امام نے اہل محلہ کو شریعت کی بات بتلائی چند آدمیوں نے منظور نہیں کیا اور یہ کہا کہ ہم اپنی رسم کو نہیں چھوڑتے تو ہمارا امام نہیں۔ اور پھر اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ ان لوگوں کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) شامی نے یہ تحقیق کیا ہے کہ نفع اٹھانا زمین مرہونہ سے سود میں داخل ہے اور ''کل قرض هو جر نفعاً فهو ربوا'' میں داخل ہے۔ پس بناءً جو شخص مرتکب اس فعل حرام کا ہوگا وہ عاصی و فاسق ہوگا اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۲)

(۲) نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے۔ باقی احکام شریعت کا نہ ماننا اور ان پر عمل نہ کرنا گناہ ہے اس سے توبہ کریں۔ فقط۔

تو تلا امی کی امامت:

(سوال ۶۷۶) ایک تو تلا آدمی نماز پڑھا رہا تھا اس کے پیچھے کئی ایک آدمی مقتدی تھے، بعد ایک رکعت کے ایک عالم نماز پڑھنے کی غرض سے آیا وہ جماعت میں شریک ہو یا نہ ہو۔ اگر شریک ہو گیا تو سب لوگ کی نماز تو باطل نہ ہو جاوے گی اور عالم کی نماز تو تلے کے پیچھے درست ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) وہ عالم جو بعد میں آیا اگر اپنی نماز علیحدہ پڑھے تو اس کی نماز بھی صحیح ہوگی۔ اور جو امی پہلے سے نماز پڑھ رہے تھے ان کی بھی نماز صحیح ہوگی۔ اور اگر وہ عالم امی مذکور کے پیچھے اقتداء کرے گا تو پھر کسی کی نماز بھی صحیح نہ ہوگی۔ نہ اس عالم کی اور نہ ان امیوں کی جو پہلے سے پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ عبارت در مختار **واذا قتدیٰ امی وقاری بامی تفسد صلوٰة الکل الخ**۔(۳) اس کو شامل ہے **وصحت لو صلی کل من الا می والقاری وحده فی الصحیح الخ**(۴) درمختار۔

قاتل جس نے صرف توبہ کر لی اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۶۷۷) قاتل سے قصاص نہیں لیا گیا۔ مقتول سے خون معاف کرا نہیں سکتا فقط توبہ کر لی۔ اب بعد توبہ بوجہ

---

(۱) ویکره امامه عبدالخ وفاسق (درمختار) ولعل المرادبه من یرتکب الکبائر(ردالمحتارباب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر. (۲) ویکره امامة عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر. اس طرح گرو رکھنا کہ جس کے پاس گرو ہے یعنی راہن وہ کچھ نہ لے صرف ضمانت کے طور پر اس نے رکھ لیا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اس کی امامت جائز ہے ۱۲ ظفیر۔ (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الامامت ج ۱ ص ۵۵۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۹۲. ۱۲ ظفیر.
(۴) ایضا ج ۱ ص ۵۵۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۹۲. ۱۲. ظفیر.

ذمہ داری حق العبد فاسق قرار دیا جاوے گا یا نہیں اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں ہے لا یصح توبة القاتل حتی یسلم نفسه للقود وهبا نیه . شامی میں ہے ای لا تکفیه التوبة قال فی تبیین المحارم واعلم ان توبة القاتل لا تکون بالا ستغفار و الندامة فقد بل یتوقف علی ارضاء اولیاء المقتول الخ. (۱) اس موقع پر شامی کو بھی دیکھ لیجئے۔ اتنی بات معلوم ہوئی کہ محض توبہ سے قتل کا گناہ معاف نہ ہوگا اور فاسق رہے گا اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوگی۔ (۲) فقط۔

لنگڑے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۶۷۸) ایک شخص کے پیر میں لنگ ہے اور مسجد کا امام ہے۔ لیکن قرآن شریف اچھا پڑھتا ہے۔ نماز ایسے امام کے پیچھے درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں ہے وکذا اعرج یقوم ببعض قدمه فالا قتداء بغیره اولی تاتار خانیه . (۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ لنگڑے کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

جو امام شراب خور کے گھر دعوت کھائے اس کی امامت:

(سوال ۶۷۹) جو شخص ماہ رمضان یا دیگر ماہ میں ہمیشہ کھلم کھلا شراب خوری کرے اس کے گھر کا کھانا پینا اور نکاح و جنازہ امام کو کرنا کرانا کیسا ہے اور جو امام کرے کراوے اور کھانے پینے کا پرہیز نہ کرے اس کے واسطے کیا حکم ہے۔ اور یہ لوگ جس مجلس میں دعوت و نکاح و جنازہ میں بلائے جائیں یا خود حاضر ہو جائیں اس مجلس میں جانے کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) شراب خوار اور ماہ صیام میں بلا عذر روزہ نہ رکھنے والا فاسق و عاصی ہے۔ اس سے مسلمانوں کو ترک سلام و کلام و ترک مواکلت و مشاربت لازم ہے۔ (۴) نماز جنازہ اس کی بے شک پڑھنی چاہئے۔ لیکن زندگی میں اس کے ساتھ میل جول رکھنا نہ چاہئے۔ اور جو امام بلا کسی ضرورت اور مجبوری کے ایسے لوگوں کی ساتھ میل جول رکھے اور بلا کراہت و انکار کے ان کے ساتھ کھاوے پیوے وہ بھی گنہگار ہے۔ لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ (۵) فقط۔

مرتد عورت کی جو امام دعوت کھائے اس کا حکم:

(سوال ۶۸۰) ایک عورت مرتد ہوگئی مگر وہ حالت اسلام میں فاجرہ تھی اور حالت ارتداد میں بھی فاجرہ ہے۔ اس نے ایک ضیافت میں اپنے ہم مذہب لوگوں کو کھلایا اور دو مسلمانوں کے کھلانے کے لئے بھی ایک بکری وغیرہ دی اگر کوئی مولوی کھاوے تو اس کی اقتدار جائز ہوگی یا نہ۔

(الجواب) امام کو ایسا کھانا نہ کھانا چاہئے تھا اس کو چاہئے کہ اس فعل سے توبہ کرے۔ (۶)

(۱) ردالمحتار کتاب الجنایات فصل فیما یوجب القود و مالا یوجبه ج۵ ص ۴۸۴. ط.س. ج ا ص۵۴۸.....۵۴۹ ۱۲ ظفیر. (۲) ویکره امامة عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الا مامة ج ا ص۵۲۳. ط.س. ج ا ص ۵۵۹) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۲۵ . ط.س. ج ا ص ۵۶۲. ۱۲ ظفیر. (۴) وفی فصول العلامی ولا یسلم علی الشیخ الممازح والکذاب واللاغی ولا علی من یسب الناس اوینظر وجوه الا جنیات ولا علی الفاسق المعلن الخ (ردالمحتار مطلب المواضع التی یکره فیها السلام ج ا ص ۵۷۷. ط.س. ج ا ص ۶۱۷) ظفیر
(۵) ویکره امامة عبد الخ وفاسق (در مختار باب الا مامة. ط.س. ج ا ص ۵۵۹) ظفیر. (۶) سئل الفقیه ابو جعفر عمل اکتسب ماله من امراء السلطان وجمع المال من اخذ الغرامات المحرمات وغیر ذلک هل یحل لمن عرف ذالک من طعامه قال احب الی ان لا یاکل منه الخ (ردالمحتار باب زکوٰة الغنم مطلب فی التصدق من المال الحرام ج ۲ ص ۳۵. ط.س. ج ۲ ص ۲۹۲) ظفیر.

اور بعد توبہ کے اقتداء اس کی درست ہے۔ فقط۔

حق نکاح خوانی اور امامت عیدین:

(سوال ۶۸۱) قاضی شہر مظفر نگر قاضی محمد ضیاء الدین تھے اور وہ پابند صوم وصلوٰۃ تھے بحیثیت قاضی شہر ہونے کے ان کے کچھ حقوق مقررہ تھے، اور دو کام سپرد تھے ایک نکاح خوانی دوسرے امامت عیدین جس سے نسلاً بعد نسل چھ سات پشت تک مستفید ہوتے رہے ہیں کیونکہ چھ سات پشت سے قضیات براہ راست ان کے بزرگوں میں رہی ہے۔ ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب تین شخص دعویدار ہیں۔ قاضی ضیاء الدین کے صاحبزادہ جو پابند صوم وصلوٰۃ اور ارکان ومسائل نماز سے واقف ہیں اور نکاح خوانی وخطبہ خوانی کو انجام دے سکتے ہیں۔ ایک اور صاحب ہیں جن کے آباؤ اجداد سے کوئی قاضی نہیں ہوا، اور خود سود لیتے ہیں۔ تیسرے صاحب، صاحب متذکرہ نمبر ۲ کے بڑے بھائی ہیں۔ پابند صوم وصلوٰۃ ہیں، عربی داں ہیں لیکن غیر مقلد ہیں۔ اور کل باشندگان مظفر نگر حنفی ہیں۔ ان تینوں صاحبان میں سے کس کا تقرر ہونا مناسب ہے۔

(الجواب) شریعت اسلام میں دونوں امور میں (جو کہ قاضی ضیاء الدین مرحوم کے سپرد تھے) یعنی امامت عیدین اور نکاح خوانی) وراثت نہیں ہے بلکہ جو شخص اہل ان امور کا ہو اور اس میں اوصاف امامت وقضاء پائے جاویں وہ امام وقاضی بنایا جاوے۔ اوصاف امامت یہ ہیں کہ امام مسائل نماز سے واقف ہو صالح ومتدین ہو۔ قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو فاسق ومبتدع نہ ہو۔ عام اہل اسلام کو بوجہ اس کے بداعمال ہونے اور فساد عقاید کے اس سے نفرت نہ ہو کیونکہ یہ امر بھی باعث کراہت امامت ہوتا ہے۔ (۱) اور چونکہ عام اہل شہر حنفی مقلد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہیں اس لئے غیر مقلد اور بدعتی کو ان کا امام نہ بنایا جاوے کہ اولاً بوجہ عدم تقلید یا بدعات کے وہ امامت کے لائق نہیں ہے۔ ثانیاً عام اہل اسلام کو اس سے نفرت ہوگی۔ پس ہر سہ صاحبان مذکورین میں سے ہی اگر کسی کو امام وقاضی بنانا مناسب ہے تو قاضی صاحب مرحوم کے صاحبزادے نمبر ۱ جو کہ پابند صوم وصلوٰۃ اور مسائل نماز سے واقف ہیں۔ اور نکاح خوانی کو انجام دے سکتے ہیں۔ امام وقاضی بنانے کے لئے لائق تر ہیں کیونکہ نمبر ۲ بوجہ سود خواری کے اور (۲) نمبر ۳ بوجہ غیر مقلدی...... کے امام حنفیان اہل سنت بنانے کے لائق نہیں ہیں۔ (۳) فقط۔

اگر صرف ایک شخص کسی امام پر الزام لگائے تو اس امام کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۶۸۲) ایک شخص قرآن شریف عمدہ پڑھتا ہے اور شریف آدمی ہے۔ غرض شہر بھر قابل امامت کے اس شخص کو جانتا ہے۔ صرف ایک شخص اس پر یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ سفلی عمل پڑھتا ہے۔ وہ امام بالکل انکار کرتا ہے۔ اب یہ فرمائیے جو شخص ایسے نیک امام پر کہ جس کو تمام بستی کے آدمی اچھا جانتے ہوں الزام لگادے اس کی کیا سزا ہے۔

---

(۱) والا حق بالا مامة تقديما بل نصباً الا علم باحكام الصلاة فقط صحة وفساد ابشرط اجتنا به للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض الخ ولوام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولا نهم احق بالامامة منه كره له ذالک تحريما لحديث ابى داؤد لا يقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ا ص ۵۲۰.ط.س.ج ا ص۵۵۷......۵۵۹)ظفير.

(۲) وكذا تكره خلف امرد الخ وشارب الخمرو اكل الربوا (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ا ص ۵۲۵.ط.س.ج ا ص ۵٦۲)ظفير. (۳) ويكره امامة عبدالخ وفاسق الخ ومبتدع اى صاحب بدعة الخ وزاد ابن ملک و مخالف كشافعى الخ (ايضا ج ا ص ۵۲۵.ط.س.ج ا ص۵۵۹)ظفير.

(الجواب) جب کہ اس الزام وتہمت کا ثبوت نہ ہو جوامام پر لگایا تو امامت اس کی بلا کراہت صحیح ہے۔ جھوٹا الزام لگانے والا فاسق ہے اور عاصی ہے توبہ کرے۔ (۱) فقط۔

نابالغ کی امامت:

(سوال ۶۸۳) نابالغ کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نابالغ کی اقتداء بالغین کو فرض ونفل کسی میں درست نہیں ہے۔ پس تراویح بھی نابالغ کے پیچھے نہیں ہوتی یہی مذہب صحیح حنفیہ کا ہے اور بلوغ پندرہ برس کی عمر میں ہے۔ لہذا تاوقت یہ کہ لڑکا بالغ ہو اس کو امام نہ بناویں۔ ویسے نفلوں میں قرآن شریف اس کا سنتے رہیں یعنی وہ لڑکا نفل کی نیت باندھ کر کھڑا ہوجاوے اور سننے والے ویسے ہی بیٹھ کر اس کا قرآن شریف سنتے رہیں۔ جب پندرہ برس کا پورا ہوجاوے امام تراویح بنادیں قال فی الدر المختار ولا یصح اقتداء رجل بالمرأة وخنثی وصبی مطلقاً ولو فی جنازة ونفل الخ اور شامی میں ھے والمختار انه لا یجوز فی الصلوٰة کلھا . (۲) الخ۔ فقط۔

استاذ کی بے حرمتی کرنے والے کی امامت:

(سوال ۶۸۴) گل بابا نے مولوی ثناء اللہ سے ایک کتاب حدیث کی اور ایک فقہ کی پڑھی۔ اس کے بعد گل بابا نے کسی بات پر اپنے استاذ مذکور کو گالیاں دیں اور برے الفاظ کہے۔ بعد چندے مولوی صاحب نے وفات کی اب گل بابا کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) اب جب کہ گل بابا کا استاذ مذکور فوت ہوگیا ہے تو گل بابا سے کہا جاوے کہ اپنے استاذ مذکور کے لئے دعاء کرے اور جو کچھ بے ادبی وگستاخی اس سے ہوئی اس سے توبہ کرے اور استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف فرما دیوے گا۔ اور استاذ بھی خوش ہوجاوے گا اور بعد توبہ کے امامت گل بابا کی بلا کراہت درست ہے درمختار میں ہے کہ اگر فاسق ومبتدع کے پیچھے نماز پڑھے گا تو بزرگی اور ثواب جماعت کا اس کو ملے گا۔ اور شامی میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ عبارت درمختار کی یہ ہے صلی خلف فاسق و مبتدع نال فضل الجماعة الخ قال فی الشامی افاد ان الصلوٰة خلفهما اولی من الا نفراد الخ. فقط۔ (۳)

ٹخنوں سے نیچا پائجامہ پہننے والے کی امامت:

(سوال ۶۸۵) امام کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہے۔ سجدہ میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے پاجامہ کو اوپر کو چڑھا لیتے ہیں اور پھر سجدہ میں جاتے ہیں۔ یہ فعل نماز میں ہر رکعت میں برابر جاری رہتا ہے۔ ان سے کہا گیا تو جواب دیا کہ قسم خدا کی اب دونا کروں گا۔ ایسی حالت میں نماز ہم مقتدیوں کی ہوجائے گی یا نہیں۔ اور ہم نماز ان کے پیچھے پڑھیں یا نہیں۔ یا علیحدہ پڑھ لیا کریں۔

(الجواب) امام مذکور کو ایسا نہ کرنا چاہئے کیونکہ اول تو ٹخنوں سے نیچا پاجامہ خارج نماز سے پہننا بھی حرام اور ممنوع ہے۔

---

(۱) یا یھا الذین امنوا اجتنبو اکثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا (الحجرات ۲۰) ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الامامت ج ۱ ص ۵۳۹ و ج ۱ ص ۵۴۰ .ط.س. ج ۱ ص ۵۷۶.......۵۷۷ ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲. ۱۲ ظفیر.

یہ امر موجب فسق امام ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور امام بنانا فاسق کو بدون توبہ کے مکروہ ہے۔(۱) اور ثانیاً نماز میں بار بار ایسی حرکت کرنا بھی نہیں چاہئے کہ اس میں بھی کراہت ہے۔(۲) اور بعض صورتوں میں خوف فساد صلوٰۃ ہے، بہر حال امام مذکور کو فعل مذکور سے روکنا چاہئے اور اگر وہ باز نہ آوے تو اس کو معزول کر دینا چاہئے اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو اسی کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے اور جماعت کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔(۳) فقط۔

جو استنجاء صرف پانی سے کرتا ہو اس کی امامت:

(سوال ۶۸۶) زید کہتا ہے کہ عمر پیشاب و پاخانہ کے بعد استنجاء بالحجر نہیں کرتا صرف پانی پر اکتفاء کرتا ہے وہ امامت کرنے کے لائق نہیں کیونکہ استنجاء بالحجر سنت مؤکدہ ہے۔ عمر کہتا ہے کہ استنجاء بالحجر ضروری نہیں ہے آیا عمر کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ حرج ہے یا نہیں۔ اس پر ایک مفتی نے عمر کو فاسق لکھا تھا۔ اس پر مفتی صاحبؒ نے جواب ذیل تحریر فرمایا۔

(الجواب) اقول باللہ التوفیق۔ شامی میں ہے ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل ویلیہ فی الفضل الاقتصار علی الماء ویلیہ الاقتصار علی الحجر وتحصیل السنۃ بالکل وان تفاوت الفضل کما افادہ فی الامداد وغیرہ .(۴) اس تفصیل علامہ سے معلوم ہوا کہ صرف پانی پر اکتفاء کرنے سے سنت استنجاء حاصل ہو جاتی ہے۔ پس حکم فسق اس پر غیر موجہ ہے اور تارک افضل فاسق نہیں ہوتا۔ فالجواب فیہ سقم وغلط فقط۔

اگر عورت کہے فلاں امام نے میرے ساتھ زنا کیا اس کی امامت:

(سوال ۶۸۷) ایک عورت اپنی زبان سے یہ کہتی ہے کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔ وہ شخص امام مسجد بھی ہے۔ اب اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور وہ شخص زنا سے انکار کرتا ہے اور عورت فاحشہ ہے۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔ عورت کا نکاح اس کے شوہر سے ٹوٹ گیا یا قائم ہے۔

(الجواب) عورت کے کہنے سے مرد پر زنا کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔(۵) اور اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں آتی اور عورت مذکور کا نکاح اس کے شوہر سے قائم ہے۔ فقط۔

سیاہ خضاب استعمال کرنے والے کی امامت:

(سوال ۶۸۸) جو شخص خضاب لگاوے اور سیاہ بال رکھے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) مکروہ ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر.
(۲) ویکرہ کفہ ای رفعہ ولو لتراب کمشمر کم او ذیل و عبثہ بہ او بثوبہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ج ۱ ص ۵۹۸ .ط.س.ج ۱ ص ۶۴۰) ظفیر. (۳) وفی النہر عن المحیط صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعۃ (درمختار) افاد ان الصلاۃ خلفہما اولی من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی وورع (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲) ظفر. (۴) ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۳۸. ۱۲ ظفیر.
(۵) جب تک چار عینی شاہدوں کی شہادت نہ پیش کرے قابل اعتبار نہیں. والشہادۃ علی مراتب منہا الشہادۃ الزناء یعتبر فیہا اربعۃ من الرجال لقولہ تعالیٰ واللاتی یاتین بفاحشۃ من نساء کم فاستشہد واعلیہن اربعۃ منکم (ہدایہ کتاب الشہادۃ ج ۳ ص ۱۳۸) ظفیر.
(۶) ویستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیتہ ولو فی غیر حرب فی الاصح والاصح انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یفعلہ ویکرہ بالسواد وقیل لا (الدر المختار) قولہ یکرہ بالسواد ای بغیر الحرب الخ وان لیزین نفسہ للنساء فمکروہ وعلیہ عامۃ المشائخ وبعضہم جوزہ بلا کراہۃ روی عن ابی یوسف انہ قال کما یعجبنی ان تتزین لی یعجبہا ان تزین لہا (ردالمحتار کتاب الخطر والاباحۃ فصل فی البیع ج ۵ ص ۳۷۲ .ط.س.ج ۱ ص ۴۲۲ اگر سیاہ خضاب مکروہ مانا جائے تو اس کی امامت مکروہ ہوگی ورنہ نہیں، اس لئے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے ۱۲ ظفیر۔

ٹوٹکے وغیرہ پر اعتقاد رکھنے والے کی امامت:

(سوال ۶۸۹) زید ٹوٹکے کراتا ہے۔ بکرا بطور صدقہ مریض کے سرہانے بندھاتا ہے، اور مریض اگر کمسن ہو تو اس کو سوار کراتا ہے پھر اس بکرے کو دفن کراتا ہے۔ زید کے لئے کیا حکم ہے۔ آیا اس پر توبہ اور تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں۔ اس کو امام بناویں یا نہیں۔ اور اگر مسلمانوں سے کہا جاوے کہ ایسے شخص پر زجر کرنا چاہئے، اس کو کم از کم امامت سے معزول کر دو اور چند جاہل یہ کہیں کہ ہم تو زید پر ایمان لائے ہیں تو یہ کیسا ہے۔

(الجواب) ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے بلکہ امام عالم اور صالح اور متقی شخص کو بنانا چاہئے اور ایسے شخص کو امامت کے جو جہلاء طرف دار ہیں وہ گنہگار ہیں کیونکہ مبتدع اور فاسق ہونے میں اس کے کچھ تردد نہیں ہے اور فاسق و مبتدع کی امامت مکروہ ہے اور معزول کرنا ایسے امام کا لازم ہے۔ کذا فی الشامی۔ (۱) فقط۔

جو شخص مسجد کا سامان اپنے مکان میں استعمال کرے اس کی امامت:

(سوال ۶۹۰) جس شخص نے مسجد کو برباد کر کے اس کی مٹی اور پتھر اپنے رہنے کے مکان میں صرف کیا اور نماز روزہ ادا نہیں کرتا۔ اور کفار کے گھر کا کھانا کھاتا ہے اور سود دیتا ہے اور خطبہ غلط پڑھتا ہے۔ اس شخص کا ممبر پر کھڑا ہو کر وعظ اور خطبہ پڑھنا اور امامت کرنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) مسجد کا سامان از راہ خیانت و غصب اپنے گھر لے جانا اور اپنے صرف میں لانا اور رمضان شریف کے روزے نہ رکھنا اور نماز ادا نہ کرنا اور کفار کو سود دینا یہ جملہ افعال حرام ہیں۔ مرتکب ان امور کا فاسق ہے اور امامت اس کی مکروہ ہے۔ (۲) اور کفار کے گھر کا کھانا درست ہے۔ اس پر کچھ طعن کرنا بیجا ہے اور غلط خطبہ پڑھنے والے کو خطیب نہ مقرر کرنا چاہئے۔ فقط۔

لوگوں کی خفگی کے خوف سے خلاف شریعت بات پر خاموشی اختیار کرنے والے کی امامت:

(سوال ۶۹۱) عالم خلاف شریعت بات سن کر منع نہ کرے اور اس وجہ سے خاموش رہے کہ لوگ مجھ سے رنجیدہ ہوں گے۔ ایسے عالم کی امامت کیسی ہے۔

(الجواب) امر بالمعروف کے بارہ میں درمختار میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر گمان غالب یہ ہو کہ یہ شخص میرے کہنے کو اور حکم شرع کو مان لے گا تو اس کو **امر بالمعروف اور نهی عن المنکر** کرنا واجب ہے اور یہ گمان ہے کہ یہ شخص حکم شرعی کو نہ مانے گا تو واجب نہیں ہے۔ (۳) پس ایسا ہی حکم صورت مسئولہ میں ہے کہ اگر کہنا نافع ہو کہہ دے ورنہ خاموش رہے اور یہ گمان عالم کی طرف کیوں جاوے کہ اس وجہ سے خاموش رہا ہے کہ لوگ رنجیدہ نہ ہو جاویں۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق الخ ومبتدع ای صاحب بدعة (درمختار) بل مشی فی شرح المنیه ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر. (۲) ویکرہ امامة عبدالخ وفاسق (در مختار) بل مشی فی شرح المنیة ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردالمحتار باب الامامت ج ۱ ص ۵۲۳ .ط .س.ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر. (۳) رای فی ثوب غیره نجسا مانعا ان غلب علی ظنه انه لوا خبره ازا لها وجب والا لا فالامربالمعروف علی هذا (الدر المختار علی هامش ردالمحتارفصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۲۴ .ط.س.ج ۱ ص ۳۵۰) ظفیر. (۴) فالا مر بالمعروف علی هذا کذا فی الخانیة وفی فصول العلامی وان علم انه لا یتعظ ولا ینزجر بالقول ولا بالفعل ولو باعلام سلطان اوزوج او والدله قدرة علی المنع لا یلزمه ولا یا ثم بترکه، لکن الا مروالنهی افضل وان غلب علی ظنه انه یضربه، او یقتله لا نه یکون شهیدا (ردالمحتارفصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۲۴ .ط.س.ج ۱ ص ۳۵۰) ظفیر.

مسئلوں کا جو انکار کرے اس کی امامت:

(سوال ۶۹۲) جو مولوی خلاف شریعت باتیں سن کر چپ رہے گویا لوگوں کے لحاظ سے۔ جو مسئلہ حق ہو وہ اس کو چھپاوے اور شریعت کی بے ادبی کرے اور یہ کہے کہ فتوی شریعت میرا کیا کر سکتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے جو کہ شریعت کے مسئلوں کو نہ مانے اور بے ادبی کے الفاظ کہے۔(۱) فقط

(شرح فقہ اکبر ص ۲۱۵ میں ہے من اهان الشريعة او المسائل التى لا بد منها كفر. ظفير)

جس کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت صلعم کو تمام چیزوں کا علم تھا اس کی امامت:

(سوال ۶۹۳) اگر کوئی شخص اس بات کا معتقد ہو کہ نبی کریم ﷺ کو علم کلی یا جزئی تھا تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) بعض مغیبات کا علم رسول اللہ ﷺ کو باعلام حق تعالیٰ ہونا مسلم و متفق علیہ ہے۔ البتہ یہ عقیدہ رکھنا کہ جمیع مغیبات کا علم آپ کو تھا یا آپ عالم الغیب بالاستقلال تھے خلاف عقیدہ اہل سنت و جماعت ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کرنا لازم ہے۔(۲) فقط

عالمگیری کو گرنتھ کہنے والے کی امامت:

(سوال ۶۹۴) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارہ میں جو کہ دوران گفتگو ایک مسئلہ کے بلا تحاشا و بلا خوف فتاویٰ عالمگیری کے حق میں جو کہ علم فقہ کی معتبر اور مستند کتاب ہے (گرنتھ مصنفہ گرونانک) جو کہ سکھوں کا پیرو و مقتدا ہے کہہ دیتا ہے اور پھر اس پر اس کا اصرار ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا شخص فاسق ہے اور سخت عاصی ہے جب تک توبہ نہ کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔(۳) اور امام نہ بناویں۔ کتب فقہ کی توہین کو علماء نے کفر لکھا ہے۔(۴) **و العياذ بالله تعالى. فقط.**

جس کے منہ میں دانت نہ ہوں اس کی امامت:

(سوال ۶۹۵) جس شخص کو پائخانہ صاف نہ ہونے کی وجہ سے یا طفلی کی کسی علت کی وجہ سے تمباکو کی گاڑی مقعد میں رکھتا ہے اس کی امامت کیسی ہے یا منہ میں ایک بھی دانت نہ ہو جس کی وجہ سے حروف کی ادائیگی برابر نہ ہو یا جس کے پاؤں کی انگلیاں زمین سے ادھر رہتی ہیں اور اچھا شخص مل سکتا ہے تو امامت کیسی ہے۔

---

(۱) ویکره امامة عبدالخ وفاسق (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹) ظفير.

(۲) ویکره امامة عبدالخ ومبتدع ای صاحب بدعة وهی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ و ص ۵۲۴. ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفير.

(۳) ویکره امامة عبدالخ وفاسق (الدر المختار. على هامش ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص. ۵۲۳. ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹.

(۴) وفی التتمة من اهان الشريعة والمسائل التى لا بد منها كفر. شرح فقه اكبر ص ۲۱۵) ظفير.

(الجواب) سب صورتوں میں نماز ہو جاتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ امام ایسے شخص کو بناویں جس سے مقتدیوں کو نفرت نہ ہو اور وہ امام صالح اور مسائل نماز سے واقف ہو اور قرآن شریف اچھا پڑھتا ہو۔(۱) فقط۔

عاق کی امامت:

(سوال ۶۹۶) عاق کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں صلوا خلف کل بر و فاجر الحدیث۔ پس عاق بھی چونکہ مسلمان ہے کافر نہیں ہے اس لئے نماز اس کے پیچھے صحیح ہے مگر مکروہ ہے کیونکہ عاق والدین وعاق استاذ فاسق ہے اور امامت فاسق کی مکروہ ہے۔(۲) کذا فی الشامی۔ فقط۔

زکوٰۃ کا مال کھانے والے ہاشمی کی امامت:

(سوال ۶۹۷) ایک شخص ہاشمی صاحب نصاب زکوٰۃ لیتا ہے اور غزل خوانی کراتا ہے اور نقارہ بجواتا ہے۔ اور اپنے برادر حقیقی کو رسوا کرتا ہے۔ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) غنی کو مال زکوٰۃ لینا اور کھانا ناجائز ہے اور مزامیر ونقارہ وغیرہ امور حرام ومعصیت ہیں اسی طرح کسی مسلمان کو تہمت لگانا اور ذلیل کرنا اور عیب جوئی کرنا حرام ہے۔ مرتکب ایسے امور کا فاسق ہے لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ شامی وغیرہ کتب فقہ میں ہے کہ امام بنانا فاسق کا حرام ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ فاسق واجب الاہانۃ ہے اور امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے۔(۳) فقط۔

مریض کی امامت:

(سوال ۶۹۸) زید امام مسجد مقررہ کو تپ ولرزہ چڑھا ہوا ہے مگر حواس درست ہیں اور اس کے ہم عصر علماء مسجد میں موجود ہیں تو ترجیح نماز پڑھانے میں کس کو ہے اور مقتدی علماء کی نماز میں مریض امام کے پیچھے کچھ کراہیت تو نہ آوے گی۔

(الجواب) نماز میں کچھ کراہیت نہ ہوگی۔(۴)

---

(۱) والاحق بالا مامة تقديما بل نصبا الاعلم باحكام الصلوٰة فقط صحة و فسادا بشرط اجتنا به للفواحش الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ا ص ۵۲۰ .ط.س. ج ا ص ۵۵۷)ظفير.

(۲) اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لا مردينه وبان فى تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً الخ بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا (ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۳ .ط.س. ج ا ص ۵۶۰)ظفير.

(۳) ويكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) قوله فاسق من الفسق وهو الخروج عن الا ستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر الخ بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتارباب الامامة ج ا ص ۵۲۳ .ط.س. ج ا ص ۵۵۹...... ۵۶۰)ظفير.

(۴) ومثله امام المسجد الراتب اولى بالا مامة من غيره مطلقا (درمختار) اى وان كان غيره من الحاضرين من هوا علم واقرأ منه (ردالمحتارباب الامامة ج ا ص ۵۲۲ .ط.س. ج ا ص ۵۵۹)ظفير.

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنے والے کی امامت:

(سوال ۶۹۹) ایک امام مسجد نے ایک شخص کو چار سو روپے دے کر اس سے عورت کو طلاق دلوائی۔ اب وہ مطلقہ اور امام ایک کوٹھری میں اکیلے رہتے ہیں۔ کیا اب ان کا نکاح بعد میعاد عدت ہوسکتا ہے، نیز امامت اس کی جائز ہے یا نہیں۔ عورت مذکور کو وہ مثل لونڈی شمار کرے یا نہیں۔

(الجواب) بعد عدت کے نکاح ہوسکتا ہے اور قبل نکاح وہ عورت اجنبیہ ہے خلوت اس کے ساتھ حرام ہے۔(۱) اور باندی سمجھنا اس کو غلط ہے اور جہالت ہے اور امام مذکور لائق امامت کے نہیں ہے اس کو امامت سے معزول کیا جاوے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۲)

پچیس سالہ امام جس کے داڑھی پوری نہ آئی ہو:

(سوال ۷۰۰) ایک مسجد میں امام پچیس چھبیس سالہ مقرر ہے مگر داڑھی پوری طور سے ظاہر نہیں ہوئی ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور شرائط امامت میں بلوغ شرط ہے یا داڑھی۔

(الجواب) اس کے پیچھے نماز درست ہے کیونکہ امامت کے لئے بالغ ہونا شرط ہے داڑھی نکلنا شرط نہیں۔(۳) ہکذا فی کتب الفقہ۔ فقط۔

الف وعین میں تمیز نہ رکھنے والے کی امامت:

(سوال ۷۰۱) جو شخص قرآن شریف کے الفاظ میں بوجہ بے علمی کے تمیز نہیں کرسکتا اور الف وع وت وط وغیرہ میں فرق نہیں کرسکتا اور اعراب بھی باقاعدہ نہ پڑھ سکے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کے پیچھے نماز۔ صحیح پڑھنے والوں کی درست نہیں۔(۴) فقط

جس پر حج فرض ہو اور نہ ادا کرے اس کی امامت:

(سوال ۷۰۲) زید ایک محلّہ کی مسجد میں امام ہے۔ زید پر بوجہ نصاب حج فرض ہے جس کو وہ ادا نہیں کرتا اور مانع شرعی بھی موجود نہیں۔ دیگر یہ کہ زید اپنی داڑھی خضاب سے سیاہ کرتا ہے اور حدیث ممانعت کی طرح طرح سے تاویل کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ زید نے جشن صلح میں خوب دلچسپی سے حصہ لیا اور دیگر مخلوق کو اس میں شریک ہونے کی بہت کچھ ترغیب دی گویا اسلامی سلطنت اور خلافت کے مٹائے جانے پر ان کی طرف سے دل کھول کر خوشی کا اظہار کیا گیا۔ ایسے شخص کے

---

(۱) وفی الا شباہ الخلوۃ بالا جنبیۃ حرام (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الخطر والا باحۃ فصل فی النظر والمس ج ۵ ص ۳۲۳). ط.س. ج۶ ص۳۶۸ ظفیر. (۲) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (در مختار) بل مشی فی شرح المنیۃ ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر. (۳) وکذا تکرہ خلف امرد (درمختار) الظاہر انہا تنزیہیۃ ایضا والظاہر ایضا کما قال الرحمتی ان المراد بہ الصبیح الوجہ لا نہ محل الفتنۃ وہل یقال ہنا ایضا اذا کان اعلم القوم تنتفی الکراہۃ فان کانت علۃ الکراہۃ خشیۃ الشہوۃ وہو الا ظہر فلا ، وان کانت غلبۃ الجہل او نفرۃ الناس من الصلاۃ خلفہ فنعم الخ سئل العلا مۃ الشیخ عبدالرحمن بن عیسی المر شدی عن شخص بلغ من السن عشرین سنۃ وتجاوز حد الا نبات ولم ینبت عدارہ فہل یخرج بذالک عن حد الا مردیۃ الخ فہل حکمہ فی الامامۃ کا لرجال الکا ملین ام لا ، اجاب سئل العلامۃ الشیخ المعروف بابن الشلبی من متا خری علماء الحنفیۃ عن مثل ہذہ المسئلۃ فاجاب بالجواز من غیر کراہۃ (ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲) ظفیر. (۴) ولا غیر الا لثغ بہ ای بالا لثغ علی الا صح کما فی البحر (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الا مامۃ مطلب فی الا لثغ ج ۱ ص ۵۴۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۸۱) ظفیر.

لئے کیا حکم ہے اور اس کی اقتداء کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی تو گذشتہ نمازوں کا کیا ہونا چاہئے۔

(الجواب) درمختار شامی میں ہے کہ اصح حج کے بارہ میں یہ ہے کہ فی الفور ادا کیا جائے یعنی جس سال فرض ہوا اسی سال ادا کیا جائے اور تاخیر سال اول سے گناہ صغیرہ ہے اگر کئی سال تک تاخیر کرے گا تو فاسق ہو جائے گا۔(۱) اسی طرح سیاہ خضاب کو بلا کسی داعی مشروع کے مکروہ لکھا ہے۔(۲) پس یہ ہر دو امر موجب کراہت امامت شخص مذکور ہیں۔ یعنی اگر چہ نماز اس کے پیچھے ادا ہو جاتی ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا خلف کل بر و فاجر الحدیث نقلہ فی شرح المنیہ لیکن مکروہ ہوتی ہے اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئی ہیں وہ بھی ہو گئیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کسی دوسرے صالح و عالم شخص کو امام بنانا چاہئے کیونکہ اس کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے۔(۳) اور جشن صلح کی شرکت کو اس سے علیحدہ رکھنا چاہئے کہ اس میں شرکت کرنے میں بوجہ حکم حکام فی الجملہ رعایا کو مجبوری ہے محض اس وجہ سے حکم فسق کا نہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

جو سنی نہ ہو اور شیعہ سے متاثر ہو اس کی امامت:

(سوال ۷۰۳) ایک شخص جو کہ پہلے رافضی تھا وہ درمیان قوم شیعہ و سنی امام بن کر آیا اور چونکہ اکثر لوگ سنی تھے اس نے اپنا طرز انداز نماز میں سنیوں کا سا رکھا، جو لوگ اس کے شیعہ ہونے پر خیال رکھتے ہیں نماز نہیں پڑھتے اور اطمینان قلب کے واسطے یہ سوال پیش کرتے ہیں کہ اگر یہ شخص اگر امام اس فرقہ شیعہ پر جو ام المومنین عائشہ صدیقہؓ پر قذف لگاتے ہیں اور حضرت علیؓ کو خدا جانتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کا سہو نزول وحی میں اور صحابہ کرام کو لعن طعن کرتے ہیں بالخصوص شیخینؓ کو (جو بموجب روایات فقہیہ کافر ہیں) روا رکھتے ہیں اور قائل ہیں) لعنت کہے، اور اپنا یہ عقیدہ بیان کرے جو اہل سنت والجماعت کا ہے کہ ایسے لوگ کافر ہیں۔ تب یقین کر کے نماز پڑھتے ہیں ورنہ ہمیں اطمینان نہیں ہوتا جب تک صفائی نہ دے۔ وہ شخص اس امر سے انکار کرتا ہے کہ یہ بات ہرگز نہیں کہوں گا۔ اس انکار سے اور شک پڑتا ہے اس کے شیعہ ہونے کا آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا ایسے شخص کی موجودگی میں جس کے پیچھے ایک عرصہ سے بلا عذر پڑھ رہے ہیں درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ اگر وہ شخص سنی ہوتا تو غلاۃ روافض کو جن کا اعتقاد حد کفر کو بالیقین پہنچا ہوا ہے اور باتفاق اہل سنت وہ کافر ہیں) کافر کہنے اور ملعون کہنے میں اس کو کیا تامل ہوتا۔ پس جب کہ وہ شخص اس امر میں اہل سنت و جماعت کی موافقت نہیں کرتا تو ضرور وہ شخص شیعہ اور رافضی ہے،(۴) یا رافضیوں کا طرف دار ہے۔ بہر حال لائق امام بنانے

---

(۱) وهو فرض على الفور وهو الاصح فلا يباح له التاخير بعد الامكان الى العام الثاني فاذا اخره وادى بعد ذالك وقع اداء كذافي البحر الرائق (عالمگیری مصری کتاب المناسک ج ۱ ص ۲۰۲. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۶).

(۲) ويستحب للرجل خضاب شعره ولحيته الخ ويكره بالسواد وقيل لا (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحظر والاباحة...... فصل في البيع ج ۵ ص ۳۷۵. ط.س. ج ۶ ص ۴۲۲) ظفير.

(۳) ويكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لا مردينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا الخ بل مشى في شرح المنية كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفير.

(۴) وبهذا ظهر ان الرافضي ان كان ممن يعتقد الالوهية في علي رضي الله تعالىٰ عنه وان جبرائيل غلط في الوحي او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة (ردالمحتار كتاب النكاح فصل في المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸. ط.س. ج ۳ ص ۴۶ ظفير.

کے نہیں ہے (۱) اور امام سابق جس میں کوئی وجہ عدم جواز و کراہت امامت کے نہیں ہے۔ اسی کو امام رکھنا چاہئے۔ فقط۔

عورت کے حلفیہ بیان پر نکاح پڑھا دینا جرم نہیں:

(سوال ۷۰۴) ایک عورت نے حلفیہ بیان کیا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اس پر قاضی نے اس کا نکاح دوسرے شخص سے پڑھا دیا بعد کو معلوم ہوا کہ طلاق نہیں ہوئی۔ لوگوں نے نکاح خواں کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی اس قسم کا نکاح پڑھانے سے نکاح خواں کی امامت جائز ہے یا نہیں اور اس کی زوجہ پر طلاق ہوگی یا نہ۔

(الجواب) عورت کے حلفیہ بیان پر جب کہ وہ حلفیہ شوہر اول کا طلاق دینا بیان کرے نکاح کر دینا دوسرے شخص سے درست ہے۔ (۲) اور اس وجہ سے نکاح خواں امامت سے معزول کرنے کے قابل نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے لیکن جب محقق ہو گیا کہ وہ عورت غیر مطلقہ ہے تو اس وقت دوسرے نکاح کا باطل ہونا عام طور سے بیان کر دینا ضروری ہے اور علیحدگی کرا دینا شوہر ثانی سے لازم ہے پھر اگر طلاق ہو جاوے تو عدت کے گذرنے پر دوبارہ نکاح ہونا چاہئے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ قاضی صاحب کی زوجہ ان کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی۔ فقط۔

ریش دراز اور خشخشی داڑھی والے میں سے امامت کے لئے کون بہتر ہے:

(سوال ۷۰۵) ہمارے گاؤں میں دو امام ہیں۔ ف۔ م ف۔ بعمر ۵۰ سالہ سفید پوش ریش دار حافظ قرآن پابند جماعت۔ م بعمر ۳۰۔ ۴۰ سالہ خشخشی داڑھی ناظرہ خواں۔ مسجد سے تقریباً ہر وقت غائب اور ایک دفعہ بے وضو جماعت کرائی۔ تو اس حالت میں امامت کس کی بہتر ہے اور کون امام ہونا چاہئے۔

(الجواب) اس صورت میں ف احق بالامامت ہے اور نماز م کے پیچھے بھی ادا ہو جاتی ہے مگر جب کہ وہ دین کے بارہ میں محتاط نہیں ہے اور داڑھی اس کی موافق شرع کے نہیں ہے، اور کبھی اس نے بے وضو نماز پڑھائی ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۳) فقط۔ (ایک قبضہ (مٹھی) داڑھی رکھنا سنت ہے، اس سے چھوٹی کرانا داڑھی کٹانے کے حکم میں ہے اور یہ حرام ہے **لا یکرہ دھن شارب ولا کحل اذالم یقصد الزینة او تطویل اللحیة اذا کانت بقدر المسنون وھو القبضة واما الا خذ منھا وھی دون ذالک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذ کلھا فعل یھود الھند ومجوس الا عاجم (ردالمحتار کتاب الصوم. باب مایفسد الصلوٰة مطلب فی الا خذمن اللحیة ج ۲ ص ۱۵۵ ظفیر)**

وہم کی وجہ سے امامت چھوڑے یا نہیں:

(سوال ۷۰۶) میں عرصہ سے امامت کراتا ہوں۔ اب مجھ کو کچھ وہم سا ہونے لگا ہے کہ وضو ٹوٹ گئی ہوگی اس وجہ سے قلب کے اندر یہ تقاضاء ہے کہ تو امامت سے علیحدہ رہ، اور جب لوگوں کو فرداً فرداً نماز پڑھتے دیکھتا ہوں تو جی بغیر امامت

(۱) ویکرہ اما مة عبد الخ وفاسق (در مختار) بل مشی فی شرح المنیة کراھب تقدیمه کراھه تحریم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر. (۲) وحل نکاح من قالت طلقنی زوجی وانقضت عدتی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الخطر والا باحة فصل فی البیع ج ۵ ص ۳۷۱. ط.س. ج ۶ ص ۴۲۰) لا تجوز خلف الرافضی والجھمی الخ (عالمگیری مصری باب الامامة ج ۱ ص ۷۸. ط.م ج ۱ ص ۸۴) ظفیر. (۳) ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیة کراھة تقدیمه کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر.

رہ نہیں سکتا شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) وہم پر کچھ کاربند نہ ہونا چاہئے اور ایسے وسوسہ کو دفع کرنا چاہئے اور **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** کثرت سے پڑھتے رہیں اور جب تک یقین وضو کے ٹوٹنے کا نہ ہو اس وقت تک کچھ التفات اس طرف کو نہ کرنا چاہئے۔(۱) اور امامت کرانا چاہئے۔ حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ جب تک آواز حدث کی یا بدبو معلوم نہ ہو اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔(۲) فقط۔

رہن سے نفع اٹھانے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے:

(سوال ۷۰۷) کوئی شخص زمین رہن پر لیوے اور نفع کھاوے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔

(الجواب) مکروہ تحریمی ہے۔ کذافی الشامی۔(۳) فقط۔

عشاء کی فرض پڑھنے کے بعد پھر اسی نماز فرض کی امامت کرسکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۷۰۸) زید نے ایک مسجد میں امام کے پیچھے فرض عشاء پڑھی بعد میں دوسری مسجد میں امام ہوکر دوبارہ فرض عشاء پڑھائے تو یہ دوبارہ جو فرض پڑھائے یہ فرض ہیں یا نفل۔

(الجواب) زید کی فرض نماز پہلے ہوگئی تھی دوبارہ جو پڑھی گئی وہ نفل ہوئی اس کے پیچھے لوگوں کے فرض ادا نہیں ہوئے۔(۴) فقط۔

منکرات سے نہ بچنے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے کی امامت:

(سوال ۷۰۹) بکر پہلوانوں کی کشتی میں جہاں ڈھول وغیرہ منکرات ہوں، جاتا ہے، اور میلوں میں جہاں ہر قسم کے افعال قبیحہ ہوں جاتا ہے، تماشہ دیکھتا ہے۔ تارک جماعت ہے۔ اور بکر نے اپنے داماد عمر کو ورغلا کر اور بہکا کر اس کے والد زید کا عاق اور نافرمان بنادیا ہے۔ یہاں تک کہ عمر نے اپنے والد کو مارا۔ حالانکہ نکاح سے پہلے عمر زید کا بہت تابعدار تھا۔ اور بکر نے اپنے داماد عمر کو باپ سے معافی مانگنے سے روکا اور علم دین حاصل کرنے سے بھی روک دیا۔ کیا بکر و عمر کو امام بنانا درست ہے یا نہیں اور عمر اپنے والد زید کا عاق ہے یا نہیں۔

(الجواب) عمر اس صورت میں موافق بیان سائل کے اپنے باپ کا عاق اور نافرمان اور شرعاً فاسق و عاصی ہے پس امام بنانا اس کا حرام ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ اسی طرح بکر جو عمر کو عقوق والدین پر آمادہ کرتا ہے اور منکرات شرعیہ کا مرتکب ہے فاسق ہے اس کو امام بنانا حرام ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے علامہ شامی نے فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہونے اور فاسق کو امام بنانے کی حرمت کی دلیل میں یہ لکھا ہے کہ فاسق از روئے احادیث واجب الاہانت ہے اور اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اس لئے امام بنانا اس کو حرام ہوا، عبارت شامی کی یہ ہے **اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم بامر دينه وبان في تقديمه، للامامة تعظيمه وقدو جب عليهم اهانته**

....

(۱) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعده الثالثة ص ۷۵) ظفير. (۲) عن ابی هريرة قال قال سول الله صلی الله عليه وسلم اذا وجد احدكم فی بطنه شينا فاشكل عليه اخرج منه شئی ام لا فلا يخرجن المسجد حتی يسمع صوتا او يجد ريحا رواه مسلم (مشكوٰة باب ما يوجب الوضوء ص ۴۰) ظفير. (۳) ويكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنية كراهة تقديمه (ای الفاسق) كراهة تحريم . ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ..... ۵۶۰) ظفير . (۴) لا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضا اخر لان اتحاد الصلاتين شرط عندنا وصح ان معاذا كان يصلی مع النبی صلی الله عليه وسلم نفلا وبقومه فرضا (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۹) ظفير.

الخ(۱) فقط۔

۶ گرہ چوڑا پائجامہ پہننے والے کی امامت:

(سوال ۱۰۷۰) اگر پائجامہ ۶ گرہ چوڑا اور ٹخنوں سے اونچا ہو، امام اس کو پہن کر نماز پڑھاوے جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز صحیح ہے۔ فقط (اس لئے کہ چوڑے پائنچوں کے پائجامے پہننا درست ہے۔ ظفیر)

جس کا نسب اگلی پشت میں خراب ہو اس کی امامت:

(سوال ۱۰۷۱) زید نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی ایک سال کے بعد پھر اس کے شوہر نے بلا عقد شرعی اپنی زوجیت میں رکھ لی اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس سے کسی مسلمان نے نکاح کر لیا۔ اس سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ اولاد صالح ہو اور قابل امامت ہو مثلاً یہ کہ عالم ہو مسائل شریعت سے واقف ہو تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے بلکہ افضل ہے۔ (۲) فقط۔

جس پر عورت تہمت لگائے اس کی امامت:

(سوال ۱۰۷۲) ہندہ بیوہ ایک بازاری عورت اپنا حمل حرام امام مسجد کا بتلاتی ہے اور امام انکار کرتا ہے کہ یہ مجھ پر ناحق الزام لگاتی ہے چند اشخاص امام کو معزول کرنا چاہتے ہیں۔ شرعاً اس امام کی امامت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) جب کہ کوئی شہادت زنا کی موجود نہیں ہے تو زنا اور حمل زنا سے ہونا ثابت نہیں ہے۔ (۳) اور محض اتہام ہے۔ پس امامت امام میں اس وجہ سے کچھ کراہت نہ ہوگی۔ فقط۔

کسبیوں سے پیسے لینے والے امام کی امامت:

(سوال ۱۰۷۳) امام مسجد ان مستورات سے آمدنی لیتا ہے جو ناجائز طور پر یعنی بطور پیشہ کسبیان اپنا گذارہ کرتی ہیں۔ اور جب کوئی عورت دردزہ کی حالت میں فوت ہو جاتی ہے تو امام مذکور اس کو آہنی پریگون اور سرسوں سے کیلتا ہے کہ وہ چڑیل نہ ہو جاوے یہی اعتقاد متوفیہ کے ورثاء کو ہوتا ہے۔ اس سے امام نقدی بطور اجرت کے لیتا ہے۔

زید مر گیا، بہ نیت ثواب پسماندگان نے امام کے سواء کسی دوسرے یتیم مسکین کو خیرات از قسم پارچہ وغیرہ دی تو کیا امام کو نہ دینے کا گناہ ہوا یا ثواب۔ یا حق اس امام کا تھا۔ ایسا امام قابل امامت ہے یا نہیں۔

(الجواب) حرام آمدنی سے لینا کسی کو بھی درست نہیں ہے۔ (۴) خصوصاً امام مسجد کو ایسے امور میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور جو عورت دردزہ یا نفاس میں مرے وہ شہید ہے۔ اس کی طرف چڑیل ہونے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰. ۱۲ ظفیر.

(۲) وولدا لزنا هذا ان وجد غيرهم والا فلا كراهة (الدر المختار على هامش. ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲) ويكره تقديم الفاسق الخ وولد الزنا بناء على ان الغالب فيه الجهل ايضا اذا ليس له من يحمل على التخلق بالا خلاق الحميدة من العلم وغيره حتى لو تحقق منه عدم الجهل لا يكره تقديمه كالعبد والا عرابي فانه، لا ذنة له بزنى ابويه ولا تزر وازرة وزرا خرىٰ (غنية المستملى ص ۳۵۱) اور سوال جس کے متعلق ہے وہ تو خود ولد الزنا ہے بھی نہیں البتہ اس کی ماں ہے ۱۲ ظفیر۔

(۳) الشهادة فى الزنا يعتبر فيها اربعة من الرجال لقوله تعالىٰ (هدايه كتاب الشهادات ج ۳ ص ۱۳۸) ظفير.

(۴) الحرمة تتعدد مع العلم بها (درمختار) اما لورأى المكاس مثلا ياخذ من احد شيئا من المكس شم يعطيه اخر ثم يا خذ من ذالک الاخر فهو حرام (ردالمحتار كتاب البيوع باب البيع الفاسد مطلب الحرمة تتعدد ج ۴ ص ۱۸۰) ظفير.

ایسے خیال سے توبہ کرنی چاہئے اور ایصال ثواب کے لئے غرباء یتامی اور مساکین کو دینا موجب ثواب میت ہے امام کا کچھ خاص حق اس میں نہیں ہے اگر وہ بھی محتاج وغریب ہے تو اس کو بھی دے دیا جاوے لیکن یہ سمجھنا کہ اس کا حق ہے اور اس کے سواء دیگر محتاجوں، یتیموں کو دینا گناہ ہے بالکل غلط اور محض افتراء ہے ایسا امام لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔(۱) فقط

امام کا رکوع وسجود لمبا کرنا کیسا ہے:

(سوال ۱/۱۴۷) امام رکوع وسجود کو طویل کرتا ہے باوجود یہ کہ مقتدی منع کرتے ہیں لیکن امام نہیں مانتا شرعاً ایسے امام کے متعلق کیا حکم ہے۔

قرأت لمبی کرنا

(سوال ۲/۱۵۷) امام قراءۃ آہستہ پڑھے اور سورۃ بھی بڑی ہو جس میں مقتدیوں کو تکلیف ہوتی ہو یہ جائز ہے یا نہیں۔

امام کی غیر حاضری:

(سوال ۳/۱۶۷) کسی شخص کے کام کی وجہ سے امام پانچ سات مرتبہ ہفتہ میں غیر حاضر رہا اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

عشاء بعد امام کا گپ کرنا اور صبح کی جماعت میں حاضر نہ ہونا:

(سوال ۴/۱۷۷) امام دوست احباب کو لے کر بیٹھے جس کی وجہ سے رات کو سونے میں دیر ہوئی اور صبح کی نماز کے لئے نہ اٹھا جاوے اور امام کا نائب مسجد کی طرف سے تنخواہ دے کر رکھا جاوے، اس امام کے متعلق کیا حکم ہے۔

(الجواب) (۱) امام کو نماز میں اختصار اور تخفیف کرنی چاہئے۔ زیادہ دراز کرنا قراءۃ اور رکوع وسجود کو اچھا نہیں ہے۔ کما ورد فی الحدیث۔(۲)

(۲) زیادہ طویل نہ کرے اور قراءۃ مسنونہ سے تجاوز نہ کرے۔(۳)

(۳) بہتر یہ ہے کہ مقتدیوں کی رضامندی سے ایسا کرے، بلا رضامندی مقتدیوں کے ایسا کرنا اچھا نہیں۔

(۴) یہ اچھا نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ اس کو پسند نہ فرماتے تھے۔(۴) فقط۔

اس کی امامت جو جوان بیوہ لڑکی کو نکاح سے روکے:

(سوال ۱۸۷) ایک شخص کی جوان بیوہ لڑکی نکاح کرنا چاہتی ہے مگر والد اس کا نہیں چاہتا اس کے پیچھے نماز کیسی ہوگی۔

(الجواب) نماز اس کے پیچھے صحیح ہے لیکن باوجود اچھا موقع کفو میں ملنے کے اپنی دختر کا نکاح نہ کرنا بہت برا ہے ایسا نہ کرنا چاہئے۔

---

(۱) ویکرہ امامة عبدالخ وفاسق الخ ومبتدع (الدر المختار علی ہامش ردالمحتارباب الا مامة ج ا ص ۵۲۳. ط.س. ج ا ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر. (۲) ویکرہ تحریما تطویل الصلوٰة علی القوم زائد اعلی قدرا لسنة فی قراء ة واذکار رضی القوم اولا، لا طلاق الا مر بالتخفیف (درمختار) مافی الصحیحین اذا صلی احد کم للناس فلیخفف فان فیھم الضعیف والسقیم والکبیر واذا صلی لنفسه فلیطول ما شاء الخ (ردالمحتار. باب الا مامة ج ا ص ۵۲۷. ط.س. ج ا ص ۵۶۴) ظفیر. (۳) ان التطویل ھوالزیادة علی القراء ة المسنونة فانه صلی اللہ علیه سلم نھی عنه وقراء ته ھی المسنونة فلا بدمن کون مانھی عنه غیر ماکان دابه الا لضرورة الخ (ردالمحتارباب الا مامة ج ا ص ۵۲۸. ط.س. ج ا ص ۵۶۵) ظفیر. (۴) ویکرہ النوم قبلھا والحدیث بعدھا لنھی النبی صلی اللہ علیه وسلم عنھما الا حدیثا فی خیر لقوله صلی اللہ علیه وسلم" لا سمر بعد الصلاة یعنی العشاء الا خیرة الخ وانما کرہ الحدیث بعد ھا لانه ربما یودی اللغوا والی تفویت الصبح اوقیام اللیل لمن له عادة به واذا کان لحاجة مھمة فلا باس الخ (ردالمحتار کتاب الصلوٰة تحت قول وتاخیر عشاء الی ثلث اللیل ج ا ص ۳۴۱. ط.س. ج ا ص ۳۶۸) ظفیر.

(اس لئے کہ ارشاد ربانی ہے وانکحوا الا یامی منکم. ایامی میں بیوہ بھی داخل ہے ظفیر۔)

خلافت کے مخالف کی امامت:

(سوال ۷۱۹) جو شخص خلافت سے قطع تعلق کرے اور اس کے متعلق نہ کوئی کوشش کرے نہ کسی جلسہ میں شریک ہو اور اگر اس سے سبب دریافت کیا جائے تو اس کو غیر اہم اور خلاف مصلحت بتلاوے اور اپنے زیر اثر اشخاص کو بھی اس کی تلقین کرتا رہے اور فرقہ بندی قائم کردے، کیا یہ شخص مسلمان ہے اگر ہے تو اس کی امامت جائز اور اولیٰ ہوسکتی ہے۔

(الجواب) وہ شخص غلطی پر ہے، اسلام اور سلطنت وخلافت اسلام کے ساتھ ہمدردی مسلمان کا اولین فرض ہے۔ مسلمان ہو کر خلافت اسلامیہ سے ہمدردی نہ رکھنا سخت خطاء ہے۔ تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے بالا جمال یہ ہے کہ خیال مذکور اس شخص کا غلط ہے اور باطل ہے باقی تکفیر اس کی درست نہیں ہے اور جھگڑا کرنا مناسب نہیں ہے اور کچھ تعرض اس کے ساتھ نہ کیا جاوے اور فتنہ وفساد نہ بڑھایا جاوے۔ صبر وسکون کے ساتھ اپنا کام کئے جاؤ جو شریک ہو فبہا اور جو شریک نہ ہو وہ اس کے ذمہ ہے اس کے ساتھ کچھ تعرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط۔

سودی کاروبار میں ملازمت اور خود سود لینے والے کی امامت

(سوال ۷۲۰) ایک شخص سرکاری بنک میں ملازم ہے اور سودی قرض کو لکھتا ہے اور خود بھی سود لیتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے یا نہیں اور نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں سود کے لینے والے اور دینے والے اور گواہوں وغیرہم پر لعنت وارد ہوئی ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ہم سواء یعنی وہ سب برابر ہیں گناہ میں لہذا شخص مذکور کو بوجہ فاسق ہونے کے تاوقت یہ کہ توبہ نہ کرے لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے کذا فی الشامی۔ (۱) لیکن درمختار میں دوسری جگہ نقل کیا ہے **صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة افادان الصلوٰة خلفهما اولی من الا نفراد.** شامی۔ (۲) البتہ یہ قاعدہ بھی فقہاء نے لکھا ہے **کل صلوٰة ادی مع کراهة التحریم تجب اعادتها.** (۳) اس میں یہ بھی بعض نے تفصیل فرمائی ہے کہ وقت کے اندر اعادہ واجب ہے اور وقت کے بعد مستحب ہے مگر شامی نے اس کو مرجوع کہا ہے اور کہا ہے کہ راجح یہی ہے کہ وقت کے اندر اور بعد وقت کے اعادہ واجب ہے۔ (۴) البتہ جو علماء اصل سے علماء کو مستحب ہی فرماتے ہیں وہ ہر دو حال میں مستحب ہی کہیں گے۔ فقط۔

مطلقہ ثلثہ کا بغیر حلالہ نکاح کرنے والا اور شرح وقایہ اٹھا کر پھینک دینے والا اور اس کی امامت:

(سوال ۷۲۱) جو امام جمعہ مطلقہ ثلثہ کا نکاح طالق سے بدون تحلیل کر دیوے اور یہ کہے کہ میری نزدیک تین طلاقیں

---

(۱) ویکره امامة عبدالخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیه ان کراهة تقدیمه کراهة تحریمه (ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰).

(۲) ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلاة. مطلب واجبات الصلوٰة. ج ۱ ص ۴۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷. ۱۲ ظفیر.

(۴) قید فی البحر فی باب قضاء الفوائت وجوب الا عادة فی اداء الصلاة مع کراهة التحریم بما قبل خروج الوقت اما بعد فتستحب وسیاتی الکلام فیه هناک الخ وترجیح القول بالو جوب فی الوقت وبعده (ردالمحتارباب صفة الصلاة تحت مطلب کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم ج ۱ ص ۴۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷) ظفیر.

بمنزلہ واحدہ رجعیہ کے ہیں مباحثہ کرلو۔ پھر ایک دیو بندی تعلیم یافتہ سے گفتگو ہونے پر شرح وقایہ پیش کیا گیا تو شخص مذکور نے شرح وقایہ اٹھا کر مسجد کے صحن میں پھینک دیا اور یہ کہا کہ مولوی دیو بندی اور جو لوگ اس مسئلہ میں اس کے ہمراہی ہیں سب منافق ہیں، ایسے شخص کی امامت کا شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) مطلقہ ثلثہ سے بدون تحلیل کے شوہر اول سے نکاح کرنے والا فاسق ہے اور فقہ کی کتاب کو پھینک دینے والا اور علماء حقانی کو منافق کہنے والا اشد درجہ کا فاسق ہے بلکہ توہین کتب دینیہ سے خوف کفر ہے۔ ایسا شخص لائق امامت کے نہیں ہے۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے اور تجدید ایمان نہ کرے اس کو امام نہ بنایا جاوے۔ شامی میں ہے واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لا مردينه وبان فی تقديمه للامامة تعظيمه وقدو جب عليهم اهانته شرعاً ولا يخفى انه اذا كان اعلم من غيره لا تزول العلة فانه لا يومن ان يصلی بهم بغير طهارة فهو كا لمبتدع تكره امامته بكل حال الخ ج ا ص ۳۷۶ وفی شرح الفقه الا كبر عن التتمة من اهان الشريعة والمسائل التی لا بد منها كفر الخ ص ۲۱۵. فقط

خائن وغاصب کی امامت:

(سوال ۷۲۲) اولاد زید کے محلّہ میں جو امام ہے وہ سالونٹ ہے۔ یعنی لوگوں کا روپیہ مارنے کے خیال سے اپنے آپ کو گورنمنٹ میں نادار لکھوادیں اور حلف کریں۔ اگر چہ اس کے پاس بہت سا مال ہو۔ اسی طرح اس امام کے پاس جمع معقول ہے ایسی خائن اور غاصب کی اقتداء درست ہے یا نہیں جب کہ مقتدی اس سے نفرت کرتے ہوں اور اولاد زید اس بات پر ہٹ کریں کہ ہم اسی امام سالونٹ سے نماز عید پڑھواویں۔ فقط۔

(الجواب) جو شخص لوگوں کے حقوق ودیون باوجود استطاعت کے ادا نہ کرے اور مار لیوے وہ ظالم اور فاسق ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے کذا فی الشامی۔ (۱)

شیعہ کا حنفی لڑکی سے نکاح اور نکاح پڑھانے والے کی امامت:

(سوال ۷۲۳) لڑکی حنفی اور شیعہ لڑکے کا نکاح باہم ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہوسکتا تو جو شخص نکاح پڑھاوے اور اصرار کرے کہ ہوسکتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔ اگر وہ امام مسجد ہو تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہ۔

(الجواب) رافضی جو تبرا گو ہو اس سے مسلمان سنیہ حنفیہ عورت کا نکاح درست نہیں ہے اور اگر نکاح ہو گیا ہے تو علیحدہ کرادی جاوے۔ (۲) اور امام مسجد جو ایسا نکاح کرے لائق امام بنانے کے نہیں ہے اگر چہ نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے۔ ایسا امام اگر توبہ نہ کرے تو لائق معزول کرنے کے ہے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) بل فی شرح المنية ان كرهة تقديمه ای الفاسق كراهة تحريم (ردالمحتار. باب الا مامة ج ا ص ۵۲۳. ط.س. ج ا ص ۵۶۰) ظفير. (۲) وفی النهر تجوزمنا كحة المعتزلة لا نا لا نكفر الخ (درمختار) وبهذا ظهران الرافضی ان كان ممن يعتقد الا لو هية فی علی اوان جبريل غلط فی الوحی او كان ينكر لصحبة الصديق اويقذف السيدة الصديقه فهو كافر(ردالمحتارفصل فی المحرمات ص ۳۹۸. ط.س. ج۳ص ۴۵......۴۶) ظفير.

(۳) ويكره اما مة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشى فی شرح المنية ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتارباب الامامة ج ا ص ۵۲۳. ط.س. ج ا ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفير.

نابینا کی امامت:

(سوال ۷۲۴) نابینا کی امامت کا کیا حکم ہے۔ اگر مکروہ ہے تو کیوں۔ اور جب کہ اس سے اعلم موجود ہوں اور اس کی امامت سے نفرت کرتے ہوں تو کیا حکم ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے تنہا نماز پڑھنا اولیٰ ہے یا نہ۔

(الجواب) صاحب ہدایہ نے اعمیٰ کی امامت کی کراہت کی دو وجہ لکھی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ نجاست سے نہیں بچتا، دوسری یہ کہ لوگوں کو اس کی امامت سے تنفر ہو۔ پس اگر یہ دونوں وجہ نہ ہوں تو امامت اعمیٰ کی بلا کراہت درست ہے۔ (۱) اور شامی میں امامت اعمیٰ بلا کراہت پر استدلال کیا ہے۔

عبداللہ بن ام مکتوم اور عتبانؓ کو آنحضرت ﷺ کے امام بنانے سے لکن ورد فی الا عمی نص خاص هو استخلافه صلی الله علیه وسلم لا بن ام مکتوم وعتبان علی المدینة وکانا اعمیین لانه لم یبق من الرجال من هو اصل منهم. (۲) الخ الغرض جب کہ اعمیٰ سے اعلم موجود ہیں اور لوگوں کو اعمیٰ کی امامت سے نفرت بھی ہے تو بہتر یہ ہے کہ اعمیٰ امام نہ ہو اور اگر ہو گیا تو نماز اس کے پیچھے پڑھنی چاہئے تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے افضل ہے جیسا کہ مختار وشامی میں ہے صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة الخ قوله نال فضل الجماعة افادان الصلوٰة خلفهما اولی من الا نفراد الخ. (۳) ج ۱ ص ۳۷۷ شامی۔ فقط۔

عید کی دوبارہ امامت:

(سوال ۷۲۵) ایک امام مسجد نے عید الفطر کی نماز پڑھا کر دوبارہ عورتوں کو عید کی نماز پڑھائی شرعاً اس میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) جو امام نماز عید کی ایک دفعہ پڑھا چکا پھر دوبارہ وہ نماز عید کی نہیں پڑھا سکتا۔ دوبارہ جو وہ نماز پڑھاوے گا وہ نفل ہے۔ (۴) اور نفل کی جماعت مکروہ ہے۔ (۵) لہذا وہ نماز مکروہ ہوئی اور تنہا عورتوں کو بھی نماز پڑھانا مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۶) فقط۔

تصویر کھچوانے والے کی امامت بعد توبہ:

(سوال ۷۲۶) ایک لیڈر کی وجہ سے ایک مجلس قائم ہوئی اس میں امام صاحب بھی آئے بلانے کی وجہ سے تمام مجمع کے ساتھ امام صاحب کی بھی تصویر لی گئی اور امام صاحب نے باوجود مسئلہ جاننے کے اپنی تصویر کھچوائی تو ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں جب کہ وہ اپنی غلطی کا اب اقرار کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔

(الجواب) تصویر کھینچنا اور کھنچوانا شریعت میں حرام ہے۔ یہ بے شک ان سے غلطی ہوئی اور گناہ ہوا۔ لیکن جب کہ وہ امام

---

(۱) ویکره تقدیم العبد الخ والا عمی لا نه لا یتو قی النجاسةالخ ولا ن فی تقدیم هئولاء تنفیر الجماعة فیکره (هدایه باب الامامة ج ۱ ص ۱۱۰) ظفیر
(۲) ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتارباب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲. ۱۲ ظفیر.
(۴) ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضاً اخر لان اتحاد الصلاتین شرط عند نا (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۲ ط.س. ج ۱ ص ۵۷۹) ظفیر
(۵) ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد(ایضاً باب الوتر والنوفل ج ۱ ص ۶۶۳ ط.س. ج ۲ ص ۴۸) ظفیر.
(۶) ویکره تحریما جماعة النساء ولو فی التراویح (ایضا باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۵) ظفیر.

صاحب اب توبہ کرتے ہیں تو نماز ان کے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے۔ (۱) فقط۔

بیٹا زنا کا مرتکب ہوا تو اس کے باپ کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۷۲۷) زید نے اپنی پھوپی سے زنا کر کے اس کو حاملہ کر دی۔ اس کا والد امام ہے اور زید مسجد کا پانی بھرتا ہے زید کے باپ کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ اور زید کے بھرے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید کی بدکاری کی وجہ سے زید کے باپ کی امامت میں کچھ کراہت نہیں۔ اور زید کے پانی بھرے ہوئے سے وضو جائز ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ایسے شخص کو تنبیہ کی جائے اور اس سے توبہ کرائی جائے۔ فقط۔

شراب پینے والے کی امامت:

(سوال ۷۲۸) زید شاہی خطیب ہے مگر پابند صوم وصلوٰۃ نہیں۔ رمضان المبارک میں ہوٹلوں میں بیٹھ کر چائے پینے اور عام گذرگاہوں میں پان کھانے اور بیڑیاں پیتے پھرنے کا عادی ہے۔ علاوہ اس کے دائم الخمر ہے، قمار بازی روزمرہ کا مشغلہ ہے اور زانی ہے۔ باوجود ان حرکات کے جامع مسجد میں خطبہ پڑھتا ہے۔ ایسا شخص خطبہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے اس کو معزول کرنا چاہئے اور تاوقتیکہ وہ افعال شنیعہ سے توبہ نہ کرے اس کو امام نہ بنایا جائے۔ (۲) فقط۔

امامیہ شیعہ کی امامت:

(سوال ۷۲۹) فرقہ امامیہ جو رافضی کہلاتے ہیں ان کے پیچھے اہل سنت کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر غلطی سے ان کے پیچھے عید کی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) رافضی کے پیچھے سنی کی نماز نہیں ہوتی اس نماز کا اعادہ چاہئے۔ (۳) اور عید الفطر کی نماز کا اعادہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اہل سنت کی جماعت بعد میں ہو ورنہ تنہا عید کی نماز نہیں ہو سکتی۔

جس پر خائن ہونے کا شبہ ہو اس کی امامت:

(سوال ۷۳۰) اگر کسی شخص پر لوگوں کو مثلاً خائن ہونے کی بدگمانی ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

جو علماء دیوبند کو کافر کہے اس کی امامت:

(سوال ۷۳۱) جو شخص حسام الحرمین لے کر لوگوں کو علماء احناف دیوبند کے برخلاف کفر تک کی وعدم جواز امامت علماء پر برانگیختہ کرتا رہتا ہے ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہ۔

(الجواب) ایسا شخص فاسق ہے لائق امام ہونے کے نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے سباب المسلم فسوق الحدیث

---

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (مشکوٰۃ باب التوبہ والا ستغفار ص ۲۰۶) ظفیر۔
(۲) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق الخ وکذا تکرہ خلف امرد الخ وشارب الخمر (درمختار) بل مشی فی شرح المنیۃ ان کراھۃ تقدیمہ ای الفاسق کراھۃ تحریم (ردالمحتار. باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۲) ظفیر۔
(۳) ولا تجوز الصلاۃ خلف الرافضی والجھمی والمشبہ ومن یقول بخلق القران (عالمگیری مصری باب الامامۃ ج ۱ ص ۷۸. ط.م. ج ۱ ص ۸۴) ظفیر۔ (۴) الیقین لا یزول بالشک (الا شباہ والنظائر القاعدۃ الثالثۃ ص ۷۵) ظفیر۔

اور علماء اہل حق کو برا کہنے والا اور تکفیر کرنے والا بھی لائق امامت کے نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔(۱) فقط۔

سرکاری پرائمری اسکول میں ہر بچیوں کو پڑھانے والے کی امامت:

(سوال ۷۳۲) سرکاری پرائمری اسکول میں فارسی اردو اور حساب برائے کاروبار تجارت سیکھنا جائز ہے یا نہیں اور جس امام کا لڑکا پڑھتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس تعلیم و تعلم میں کوئی حرج نہیں ہے اور جس امام کا لڑکا پڑھائی مذکور پڑھتا ہے تو اس وجہ سے اس امام کی امامت میں کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ فساد و کراہت نہیں ہے۔ فقط۔

اس شخص کی امامت جس کی عورت آوارہ ہو:

(سوال ۷۳۳) زید امام مسجد ہے۔ ایک روز عمر نے دیکھا کہ زید کے گھر میں ایک اجنبی شخص گیا ہے۔ عمر نے زید سے کہہ دیا۔ زید نے مکان میں اس کو چھپا ہوا پایا۔ زید نے اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکال دیا۔ زید کی زوجہ نے ایک اور مرتبہ کا اقرار کیا مگر فعل ناجائز سے انکار کرتی ہے۔ زید اس کو طلاق دے یا نہ دے زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ عمر بہت پشیمان ہے کہ پردہ فاش کرنے کی وجہ سے میں گنہگار ہوں گا۔ کیا حکم ہے۔

(الجواب) طلاق دینا ضروری نہیں ہے۔ رکھنا اس عورت کا جائز ہے۔(۲) اور زید کے پیچھے نماز درست ہے۔(۳) اور عمر نے بھی اچھا کیا کیونکہ اب اس غیر شخص کو تنبیہ ہوگئی اور عورت بھی شاید ایسی حرکت پھر نہ کرے۔ اس سے توبہ کرالی جاوے۔ فقط۔

آنریری مجسٹریٹ کی امامت:

(سوال ۷۳۴) ایک شخص جو کہ شہر کی سب سے بڑی جامع مسجد کا امام اپنے علاقہ کا مفتی اور اہل اسلام کے محکمہ نکاح و طلاق کا قاضی ہے۔ اسلام اہل اسلام اور شعائر اسلام اماکن مقدسہ و جزیرۃ العرب وغیرہ کے موجودہ نازک ترین حالات اور اعداء اسلام کی اسلام کے مٹانے میں پوری کوشش و سرگرمی کو دیکھتے ہوئے اور عدم موالات بالکفار کے حکم الٰہی سے واقف ہوتے ہوئے بھی موجودہ حکام کی طرف سے ملی ہوئی آنریری مجسٹریٹی کو کسی موہوم نفع یا ضرر کے احتمال سے چھوڑنا پسند نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے لئے اس کے ترک کو باعث ذلت و رسوائی اور اس کے وجود کو موجب عزت و فخر تصور کرتا ہے۔ ہر چند کہ مسلمانوں نے زور سے، نرمی و محبت سے تنہائی و مجالس میں سمجھایا اور تقریراً و تحریراً بارہا اس سے آگاہ کیا اور اسی امر کا مطالبہ کا لیکن اس پر کوئی اثر نہیں۔ کیا ایسا شخص قابل امامت ہے اور کیا اس کے صلوٰت و جمعات کا ادا کرنا شرعاً صحیح و درست ہے۔ اور کیا شرعی مسائل میں ایسے آدمی کا فتویٰ اور معاملات نکاح و طلاق میں اس کا فیصلہ قابل اعتماد ہوسکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیۃ ان کراھۃ تقدیمہ ای الفاسق کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۵۵۹۔۔۔۔۔ ۵۶۰) ظفیر۔

(۲) لایجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ ولا علیھا تسریح الفاجر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۴۰۲۔ ط۔س۔ ج ۳ ص ۵۰) ظفیر۔ (۳) جب زید کی مرضی کے خلاف اس کی بیوی نے یہ حرکت کی ہے تو زید کا اس میں کوئی جرم نہیں ہے۔ البتہ زید کا فرض ہے کہ وہ بیوی کو تنبیہ کرے اور ایسا انتظام کرے کہ اس کی بیوی کو نہ اس طرح کی حرکت پر جرأت ہو اور نہ اسے کوئی ایسا موقع مل سکے۔ زید کی طرف سے اس سلسلہ میں چشم پوشی ہوگی تو اسے دیوث کہا جائے گا اور اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(الجواب) بسم اللہ الرحمن الرحیم. الحمد للہ وحدہ . نہیں ہوسکتا اور جماعت کا فرض ہے کہ اس منصب سے اسے معزول کردیں۔ دستخط مولانا ابوالکلام آزادؒ۔

(الجواب) ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے کیونکہ آنریری مجسٹریٹی میں حکم خلاف شریعت کرنا لازم ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور بمصداق آیۃ کریمہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون.(۱) فاسق ہے اور امامت فاسق کی مکروہ ہے۔ کمافی کتب الفقہ۔(۲)

قادیانی سے لڑکی کی شادی کرنے والے کی امامت:

(سوال ۷۳۵) جس کا داماد احمدی ہو اور وہ اس سے تعلق رکھے اس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے تاوقت یہ کہ اس کا داماد توبہ وتجدید ایمان کر کے دوبارہ نکاح نہ کرے یا وہ شخص اپنی دختر کو اس سے علیحدہ کرے۔(۳) فقط۔ (احمدی۔ (قادیانی) متفقہ طور پر کافر ہے۔ لہذا اس سے مسلمان لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہے اور نہ اس سے اپنا دینی تعلق ہی قائم رکھنا درست ہے۔ ظفیر۔)

غیر متعصب غیر مقلد کی امامت:

(سوال ۷۳۶) ایسے غیر مقلدین کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں جو متعصب اور بزرگوں کی شان میں بے ادب نہ ہوں اور ائمہ اربعہ کو حق جانتے ہوں اور ان شرائط کا بھی خیال رکھتے ہوں جن سے امام صاحبؒ کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہے۔

(الجواب) ایسے غیر مقلدین کے پیچھے نماز صحیح ہے۔(۴) بشرط یہ کہ ان کے عقاید موافق اہل سنت والجماعۃ کے ہوں۔ فقط۔

کوئی دن متعین کر کے موت کا دعویٰ کرنے والے کی امامت:

(سوال ۷۳۷) ایک شخص اس امر کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ۲۵ ذی الحجہ سے عشرہ محرم تک ضرور مرجائے گا لیکن وہ اب تک زندہ ہے۔ ایسا دعویٰ کرنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں، اس کا نکاح بحال ہے یا نہیں امامت اس کی درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ شخص کافر نہیں ہوا مسلمان ہے اور نکاح اس کا قائم ہے۔ مگر ایسا ادعا اس کو کرنا نہ چاہئے تھا، یہ اس کی غلطی تھی، ایسا دعویٰ کرنا گناہ ہے اس کو اس سے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسا دعویٰ نہ کرے۔(۵) اگر وہ توبہ کرلیوے تو نماز اس کے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) المائدہ ۷. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیۃ ان کراھۃ تقدیمہ ای الفاسق کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر.

(۳) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیۃ ان کراھۃ تحریمہ ای الفاسق کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر.

(۴) ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمھا لم یصح وان شک کرہ والتفصیل فی الشامی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۶ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲ ...... ۵۶۳) ظفیر.

(۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس لا یعلم الا اللہ ثم قرأ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ (مشکوۃ کتاب الایمان ص ۱۲) ظفیر.

(۶) التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (مشکوۃ باب التوبہ ص ۲۰۶) ظفیر.

غلط خواں امام کی امامت:

(سوال ۷۳۸) جو شخص سورہ فاتحہ کو اس طرح پڑھتا ہے کہ الرحمٰن کی ح اور میم کو اور الرحیم کی ح کو مشدد پڑھتا ہے اور ایاک نعبد کو ایاگ بنون غنہ و گاف پڑھتا ہے اور ایاک نستعین کو ان یاگ بنون غنہ اور گاف پڑھتا ہے اور مستقیم کو مستگیم اور مشدد کو مخفف اور مخفف کو مشدد اور ممدود کو مقصور اور مقصور کو ممدود پڑھتا ہے ایسے شخص کے پیچھے اقراء اور صحیح پڑھنے والے کی موجودگی میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس شخص کی امامت جائز نہیں ہے۔ باوجود موجود ہونے اقرأ و صحیح خواں کے۔ اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ نہ اس کی نماز ہوتی ہے۔ اور نہ مقتدیوں کی۔ (۱) فقط۔

والدہ کو زدوکوب کرنے والے کی امامت:

(سوال ۷۳۹) جو شخص والدۂ خود کو گھر سے نکال دے اور زدوکوب کرے اور گالیاں دے اور بے ادبی کرے وہ شخص امام ہوسکتا ہے یا نہ۔

(الجواب) ایسا شخص سخت ظالم اور فاسق و بدکار خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق ہے ہرگز لائق امام بنانے کے اور پیرو مقتدی بنانے کے نہیں ہے۔ (۲) اور مصداق ضلو واضلو اور شعر مولانا رومی قدس سرہ السامی کا ہے

ای	بسا ابلیس	آدم	روئے	ہست
پس	بہر	دستے	نباید	داد دست - فقط

(اس لئے کہ قرآن پاک میں صراحت ہے لا تقل لهما اف ولا تنهر هما وقل لهما قولا كريما الآية. ظفیر)

گورنمنٹ کے خطاب یافتہ کی امامت:

(سوال ۷۴۰) ایک شخص کو گورنمنٹ سے خطابات ملے ہوئے ہیں اور انگریزوں سے ملتا جلتا رہتا ہے اور رنگروٹ بھی بھرتی کراچکا ہے لیکن خلافت اسلامیہ سے بھی اس کو دلی ہمدردی ہے۔ کیا ایسا شخص مسلمان نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) خلاصہ جواب اس صورت میں یہ ہے کہ اس شخص کی تکفیر نہ کرنی چاہئے اور اگر وہ مامضیٰ سے تائب ہو اور اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ سچے دل سے ہمدردی کرے اور اہل ظلم کی اعانت کسی قسم کی ان کے ظلم میں نہ کرے تو اس کی امامت وغیرہ درست ہے اور نماز اس کے پیچھے درست ہے۔ (۳) فقط۔

متہم فاسق کی امامت:

(سوال ۷۴۱) ایک لڑکی کا خسر بدنیت ہے۔ اپنے بیٹے کی زوجہ کی عزت خراب کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ لڑکی کا بیان ہے کہ

---

(۱) ولا غير الا لثغ به اى بالا لثغ على الا صح كما فى البحر عن المجتبى وحرر الحلبى وابن الشيخة انه بعد بذل جهده دائما حتما كالا مى فلا يوم الا مثله ولا تصح صلاته اذا امكنه الا قتداء بمن يحسنه او ترک جهده او وجدقدر الفرض مما لا لثغ فيه هذا هوا لصحيح المختار فى حكم الا لثغ وكذا من لا يقدر على التلفظ بحرف من الحروف اولا يقدر على اخراج الفاء الا بتكرار (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۴ و ص ۵۴۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۸۱ ...... ۵۸۲) ظفير.

(۲) ان كراهة تقديمه ان الفاسق كراهة تحريم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰) ظفير.

(۳) التائب من الذنب كمن لا ذنب له (مشكوٰة باب التوبه والا ستغفار ص ۲۰۶) ظفير.

میں نے سر دھو کر کرتہ اتارا تھا کہ میرا خسر دیوار کود کر مکان میں آیا میں نے شور مچایا وہ بھاگ گیا اور کوئی بات نہیں ہوئی۔ پس اس شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں اور زوجہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوگئی یا نہیں ایسے باپ کے ساتھ بیٹا کیا برتاؤ کرے۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) جب کوئی بات موجب حرمت مصاہرت نہیں ہوئی جیسا کہ عورت کا بیان ہے تو وہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی۔ لیکن ایسے متہم فاسق شخص کو امام نہ بنانا چاہئے اگر چہ نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے مگر اس کو امام بنانا مناسب نہیں ہے جب کہ اس کی شرارت معلوم ہوگئی۔ (۱) اور بحالت موجودہ بیٹے کو باپ کے ساتھ کوئی گستاخی نہ کرنی چاہئے لیکن اپنی زوجہ کو علیحدہ رکھنے کا انتظام کر سکے تو کرے۔ فقط۔

تارک نماز فجر کی امامت:

(سوال ۷۴۲) امام مسجد کو وقف سے پندرہ روپیہ ماہوا تنخواہ ملتی ہے لیکن وہ ہمیشہ فجر کی نماز پڑھانے کے لئے حاضر نہیں ہوتے کیونکہ آٹھ بجے تک سوتے ہیں کیا ایسا شخص فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایک وقت کی امامت نہ کرنے سے بوجہ نوم وغیرہ کے اس کو تنخواہ لینا ممنوع نہیں ہے اور نہ یہ وجہ کراہت امامت کی ہوسکتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے **لا تفریط فی النوم انما التفریط فی الیقظة الحدیث.** (۲) البتہ اگر تارک صلوٰۃ فجر ہونا محقق ہو جاوے تو پھر وہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۳) لیکن اگر وہ کہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں تو پھر تکذیب جائز نہیں ہے۔ فقط۔

صاحب ہدایہ کو مشرک کہنے والے کی امامت:

(سوال ۷۴۳) جو شخص صاحب ہدایہ کو مشرک کہتا ہے اور ہدایہ کو منطق فلسفہ بتلاتا ہے اور صاحب مذہب کو بدعتی کہتا ہے اور نیز اس کو لقب ہذا کے ساتھ خط لکھتا ہے۔ **السلام علیکم من اتبع بهداية محمد صلى الله عليه وسلم.** ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) وہ شخص فاسق ہے نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے **كما صرح به فی الشامی ان امامة الفاسق مكروه تحريماً.** (۴) فقط۔

لنگڑے کی امامت:

(سوال ۷۴۴) ایک شخص لنگڑا ہے بدون لاٹھی کے چل نہیں سکتا نہ سیدھا کھڑا ہوسکتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز اس کے پیچھے صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو لنگڑا نہ ہو لائق امامت کے موجود ہو تو اس کو امام بنایا جاوے **وكذا يكره خلف اعرج يقوم ببعض قدمه فالا قتداء بغير ه اولى الخ شامى.**

---

(۱) ان کراهة تقديمه ای الفاسق كراهة تحريم (ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰) ويكره تقديم العبد الخ و الفاسق لا نه لايهتم لا مر دينه الخ و ان تقدموا جاز لقوله عليه السلام صلوا خلف كل برو فاجر (هدايه باب الا مامة ج ۱ ص)ظفير. (۲) مشكوٰة . باب تعجيل الصلوٰة ص ۶۱ . ۶۲ ۱ ظفير. (۳) تاركها (ای الصلوٰة) عمد امجانة ای تكاسلا فاسق (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص .ط.س.ج ۱ ص ۳۵۲)ظفير

(۴) ای ان كراهة تحريم (ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰)ظفير.

(۱) فقط۔

جس کو متہم کیا جائے اس کی امامت:

(سوال ۷۴۵) زید کی والدہ نے چند مرتبہ یہ کہا ہے کہ زید کی زوجہ سے میرا شوہر صحبت کرتا ہے۔ اور زید کو والدہ کے کہنے کا بالکل یقین نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے اور زید کو امام بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) زید کی والدہ کے اس کہنے سے زید کی زوجہ زید پر حرام نہیں ہوئی۔ (۲) اور ایسی خبر کا یقین نہیں کرنا چاہئے (۳) اور زید کو امام بنانا صحیح ہے۔ فقط۔

بواسیر والے کی امامت:

(سوال ۷۴۶) جس کو بواسیر کا مرض ہو اور کبھی کبھی خون ٹپکتا ہو ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) جس وقت خون نہ آتا ہو اور وضو ہو اس وقت نماز اس کے پیچھے صحیح ہوگی۔ (۴) فقط۔

امر حق کے اتباع سے گریز کرنے والے کی امامت:

(سوال ۷۴۷) دو فریق مدعی اہل حدیث کا تقریباً چار پانچ برس سے ایک امر میں تنازعہ ہو چکا ہے۔ ان میں سے ایک فریق تو نرم اور مطیع اسلام و اہل اسلام ہے اور فریق ثانی اشد ضدی و سنگ دل ہے اور امر حق کا اتباع نہیں کرتے ان کے لئے کیا حکم ہے اور امامت ان کی کیسی ہے۔

(الجواب) ظاہر ہے کہ فریق ضدی جو نفسانیت سے امر حق کا اتباع نہیں کرتا باطل پر ہے اور عاصی و فاسق ہے اور امامت ان کی مکروہ ہے۔ (۵) باقی پوری بات پورا واقعہ معلوم ہونے سے ہوگی۔ فقط۔

ترتیل سے نہ پڑھنے والے کی امامت:

(سوال ۷۴۸) زید جس کے تالو میں بہ سبب بیماری سوراخ پڑ گیا ہے اور حروف کی ادائیگی پوری نہیں ہوتی اور ترتیل سے نہیں پڑھ سکتا اور زید سے زیادہ خوبی سے پڑھنے والے کی موجودگی میں زید کی امامت درست اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) نماز اس کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے جب تک کہ کوئی غلطی مفسد نماز نہ ہو۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ دوسرا شخص جو صحیح پڑھتا ہے اور قرآن شریف کو ترتیل و تجوید سے پڑھتا ہے اس کو امام بنایا جاوے۔ (۶) فقط

---

(۱) ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵). ط.س. ج ۱ ص ۱۲۵۶۲ ظفیر.

(۲) تزوج بكرا فوجد هاثيبا وقالت ابو ک فضني ان صدقها بانت بلا مهر ولا لا (الدر المختار على هامش. ردالمحتار فصل في المحرمات ج ۲ ص ۳۸۴. ط.س. ج ۳ ص ۳۲) ظفير.

(۳) منها الشهادة في الزناء يعتبر فيها اربعة من الرجال (هدايه كتاب الشهادات ج ۳ ص ۱۳۸) ظفير.

(۴) اس لئے کہ یہ معذور کے حکم میں نہیں ہے ۱۲ ظفیر۔

(۵) ويكره امامة عبدالخ وفاسق (الدر المختار) بل مشى في شرح المنية ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفير.

(۶) والاحق بالا مامة تقديما بل نصبا الا علم باحكام الصلوة بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض وقيل واجب وقيل سنة ثم الا حسن تلاوة وتجويد اللقراء ة (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الامامة ج ۱ ص ۵۲۰. ۵۲۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۷...... ۵۵۸) ظفير.

شیعوں کی نماز جنازہ پڑھنے والے کی امامت:

(سوال ۷۴۹) ایک شخص جو جامع مسجد کا امام ہو اور شیعوں کے جنازہ وتجہیز وتکفین میں برابر شامل رہے اور لوگوں کو ترغیب دیوے تو اس کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) ایسا شخص عاصی وفاسق ہے اس کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۱) فقط۔

نومسلم کی امامت:

(سوال ۷۵۰) نومسلم کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) جائز ہے۔(۲) فقط۔

معذور کی امامت:

(سوال ۷۵۱) تین چار شخص معذور ہیں لائق امامت نہیں ہیں ایسی حالت میں فرداً فرداً نماز پڑھیں یا ان میں سے کوئی امامت کرائے۔

(الجواب) معذورین کا امام معذور ہوسکتا ہے۔(۳) فقط۔

امام کا انتخاب:

(سوال ۱/۷۵۲) ایک مسجد جولاہوں کے نام سے مشہور ہے، جولاہوں نے امام کو نکال دیا اور حافظ ہم قوم کو بلا کر رکھ لیا۔ کیا دوسرے مسلمانوں کا حق اس مسجد میں ہے۔

افیون استعمال کرنے والے کی امامت:

(سوال ۲/۷۵۳) امام مسئلہ سے واقف ہیں، نماز میں قرآن شریف قراءۃ سے پڑھتے ہیں اور الفاظ پورے طور سے ادا کرتے ہیں مگر افیون کھاتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

غلط خواں کی امامت:

(سوال ۳/۷۵۴) امام مسئلہ سے واقف نہیں قرآن شریف غلط پڑھتے ہیں، کپڑا بنتے فروخت کرتے ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) جن مقتدیوں کی جماعت زیادہ ہے ان کی رائے سے امام مقرر ہوسکتا ہے مگر بہر حال امام لائق امامت کے ہونا چاہئے خواہ کسی قوم کا ہو۔(۴)

(۲) افیون کھانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے اس کو امام نہ بنانا چاہئے۔(۵)

---

(۱) ویکرہ امامة عبدالخ وفاسق (درمختار) أن كراهة تقديمه اى الفاسق كراهة تحريم (ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفير. (۲) والا حق بالامامة الخ لا علم باحكام الصلوٰة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارج ۱ ص ۵۲۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۷ ظفير. (۳) ولا طاهر بمعذور الخ وصح لو توضأ على الا نقطاع وصلى كذالك كا قتداء بمفتصد امن خروج الدم وكا قتداء امرأة بمثلها وصبى بمثله ومعذ ور بمثله (درمختار) اى ان اتحد عذرهما واختلف لم يجز الخ(ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۸) ظفير.

(۴) اوالخيار الى القوم فان اختلفوا اعتبرا كثرم ولو قدموا غير الاولى اساء وا (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲) ظفير. (۵) وكذا تكره خلف الا مرد و سفيه و مفلوج وابرص ،شاع برصه وشارب الخمر وآكل الربا ونمام ومراء متصنع (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲) ظفير.

(۳) کپڑا بننے کی وجہ سے اس کی امامت میں کچھ نقصان نہیں ہے لیکن اگر قرآن شریف ایسا غلط پڑھتا ہے کہ جس سے نماز میں نقصان یا فساد آتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے۔(۱) فقط

منکوحہ کا نکاح پڑھانے والے کی امامت:

(سوال ۱/ ۷۵۵) ایک عورت کا خاوند تین سال سے لام پر ہے عرصہ تین ماہ کا ہوا اس کا خط آیا تھا۔ اب معلوم نہیں وہ زندہ ہے یا مر گیا نیز عورت کو پانچ ماہ کا حمل ہے اس عورت کا نکاح ایک شخص نے پڑھا دیا ہے باوجود لوگوں کے منع کرنے کے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔

شوہر والی عورت کا جو دوسرے سے نکاح کردے اس کی امامت:

(سوال ۲/ ۷۵۶) ایک شخص نے ایک عورت کا نکاح کیا جس کا خاوند لام پر گیا ہوا تھا اور شخص مذکور نے یہ کہا کہ جس وقت اس کا خاوند آوے گا اس کو واپس کر لے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چھ ماہ تک اس خاوند کے گھر رہی بعد میں خاوند اول آیا اور عورت کو لے گیا۔ ایسے نکاح پڑھانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) اس حالت میں اس کا دوسرا نکاح شرعاً درست نہیں ہوا اور جس نے باوجود علم کے اس کا نکاح ثانی پڑھا وہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۲)

(۲) ایسے نکاح کرنے والے اور نکاح پڑھنے والے کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے، یہ فعل حرام ہے اور مرتکب اس کا فاسق مردود الشہادۃ ہے۔(۳) فقط۔

معالج امام کی امامت:

(سوال ۱/ ۷۵۷) اگر امام محلّہ بعیادت معالجہ مصروف ماندہ اہتمام آں نماید در ضمن آں بعض نساء مریضہ راہنگام درد ناف دست بر ناف نہادہ عزائم و افسونہا بدہد پس ایں چنیں مبتدع نماز جائز است یا نہ۔

مبتدع کی امامت:

(سوال ۲/ ۷۵۸) در کشمیر بعض جہاں شیوع ساختہ اند کہ بوقت ختنہ اذان میگویند و ایں را از قبیل سنن پندارند اگر امام محلّہ ایں بدعات را ترویج دہد خلف وی نماز قوم درست است یا مکروہ۔

(الجواب) (۱) فقہاء طبیب را بغرض علاج دست بر اعضاء اجنبیہ نہادہ درست داشتہ اند ولیکن در عزائم و افسونہا جواز ایں یافتہ نشد۔(۴) پس ایں چنیں امام فاسق باشد و امامت او مکروہ باشد و تقرر ش بر امامت تا وقتے کہ او توبہ از بدعات نہ کند جائز نیست۔(۵)

---

(۱) ولا غیر الا لثغ بہ ای بالا لثغ علی الا صح (ایضاً ج ۱ ص ۵۴۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۸۱) ظفیر۔
(۲) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (درمختار باب الا مامۃ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹)۔
(۳) ویکرہ امامۃ عبدالخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیۃ ان کراھۃ تقدیمہ کرھتہ کراھۃ تحریم(ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر۔
(۴) ولا یجوز النظر الیہ بشھوۃ ای الا لحاجۃ کقاص الخ وکذا مرید شرائھا او مداواتھا الی موضع المرض بقدر الضرورۃ (ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ستر العورۃ ج ۱ ص ۳۷۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۷) ظفیر۔
(۵) یکرہ امامۃ عبد الخ ومبتدع ای صاحب بدعۃ (ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر۔

(۲) بوقت ختنہ اذان گفتن مشروع نیست وسنت پنداشتن اورا جہل است وامامتش مکروہ است۔(۱) فقط۔

بدعتی کی امامت:

(سوال ۷۵۹) جو بدعت میں شریک ہو یا کوشش کرے اور برہنہ ہو کر کھیلے اس کی امامت کیسی ہے۔

(الجواب) ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

بارات میں باجہ لے جانے والے کی امامت:

(سوال ۷۶۰) اگر کوئی امام اپنے لڑکے کی شادی میں باجہ لے جاوے اور یہ عذر بیان کرے کہ لڑکی والے نے کہا ہے کہ اگر باجہ لادے گا تو نکاح کروں گا یہ عذر شرعاً جائز ہے یا نہ۔ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) یہ عذر شرعاً مسموع نہیں ہے اور اس عذر کی وجہ سے باجا لے جانا درست نہیں ہے۔ اگر امام مذکور نے ایسا کیا تو وہ فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۳) فقط۔

خدمت گار مسجد کی امامت:

(سوال ۷۶۱) بکر مسجد کا خدمت گار ہے۔ یہ امام کی عدم موجودگی میں نماز پڑھا دیتا ہے آیا نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ فقط۔ (اگر وہ لائق امامت ہے یعنی مسائل نماز سے واقف ہے اور قرأت صحیح کرتا ہے۔ ظفیر)

ناظرہ خواں کے پیچھے عالم کی نماز:

(سوال ۷۶۲) امام مسجد جو ناظرہ خواں اور نہایت نمازی ہے بوقت مغرب نماز پڑھا رہا تھا۔ ایک رکعت ہوگئی تھی اتنے میں ایک عالم آگئے۔ انہوں نے امام سے زبردستی نیت توڑوا کر خود نماز پڑھائی اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ فعل اس مولوی کا نہایت قبیح اور معصیت ہے وہ سخت گنہگار ہوا۔ کوئی وجہ بظاہر ایسی معلوم نہیں ہوتی کہ فرض نماز امام اور مقتدیوں کی توڑوائی جاوے شاید اس کو یہ خیال ہو کہ ناظرہ خواں کے پیچھے عالم کی نماز نہیں ہوتی حالانکہ یہ غلط ہے۔(۴) فقط۔

شمس العلماء کی امامت:

(سوال ۷۶۳) سرکار کی طرف سے جو شمس العلماء کا خطاب یافتہ ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(۱) ویکرہ امامہ عبدالخ وفاسق الخ ومبتدع ای صاحب بدعة وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعا ندة بل بنوع شبهة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۲۳. ط.س. ج ا ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفیر.

(۲) ایضاً. ط.س. ج ا ص ۵۵۹...... ۵۶۰. ۱۲ ظفیر.

(۳) وکرہ کل لقوله علیه الصلوٰة والسلام کل لهوا لمسلم حرام الا ثلاثة ملا عبته اهله وتادیبه لفرسه ومنا صلته بقوسه (درمختار) قوله کرہ کل لهو ای کل لعب وعبث الخ شامل لنفس الفعل واستماعه کالر قص والسخرية والتصفيق وضرب الا وتار من الطنبوروا لبربط والرباب والقانون والمزما روا لسنج والبوق فانها کلها مکروهة لا نها زی الکفار واستماع ضرب الدف والمز مار وغیرہ ذالک حرام وان سمع بغتة یکون معذوراً ویجب ان یجتهد ان لا یسمع قهستانی (ردالمحتار کتاب الخطر والا باحة فصل فی البیع ج۵ ص ۳۴۷ و ص ۳۴۸. ط.س. ج۶ ص ۳۹۵) ظفیر.

(۴) واعلم ان صاحب البیت ومثله امام المسجد الراتب اولی بالا مامة من غیرہ مطلقاً (درمختار) ای وان کان غیرہ من الحاضرین من هوا علم واقرأمنه (ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۲. ط.س. ج ا ص ۵۵۹) ظفیر.

(الجواب) نماز اس کے پیچھے بقاعدہ صلوا خلف کل بر و فاجر ہو جاتی ہے لیکن بغرض تنبیہ ایسے شخص کو امام مقرر کرنا نہ چاہئے۔ فقط۔

بیوہ کے نکاح میں خلل ڈالنے والے کی امامت:

(سوال ۷۶۴) بیوہ عورت کے نکاح کرنے پر رضامند ہو اس کے نکاح میں جو شخص خلل ڈالے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) بیوہ عورت جو کفو میں نکاح کرنا چاہے اس کو کسی ولی یا غیر ولی کو نکاح سے روکنا نہ چاہئے ورنہ بے وجہ شرعی کے کسی عورت کو نکاح سے روکنا گناہ ہے۔ فقط۔

(اور اس پر اصرار فسق ہے لہذا اس کی امامت مکروہ ہے۔(۱) قرآن میں ہے وانکحو الا یامی منکم۔ ظفیر)

جوڑا لینے والے امام کی امامت:

(سوال ۷۶۵) ایک گروہ اہل اسلام کا جو ظاہراً نماز نہیں پڑھتے اور پوشیدہ عبادت کرتے ہیں اور اشیاء نشلی وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں ان لوگوں نے ایک جلسہ کیا اور پنچان سے معافی چاہی سب نے ان کی معافی پر دعوت قبول کرلی اور شریک شادی ہوئے جب کہ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم نماز بھی پڑھیں گے، امام کو جوڑا دیا تو امام قصور مند ہے یا نہ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ وہ گروہ اہل اسلام میں سے ہے اور نماز پڑھنے کا وعدہ کیا اور نماز شروع کردی اور تمام فرائض مذہبی کے ادا کرنے کا وعدہ کیا تو اس کی شادی میں شرکت درست ہے۔(۲) اور کھانا کھانا جائز ہے اور امام صاحب جنہوں نے وہاں کھانا کھایا اور جوڑا لیا وہ کچھ قصور مند نہیں ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ فقط۔

گورنمنٹ کے پنشن خوار کی امامت:

(سوال ۷۶۶) جو شخص گورنمنٹ کا پنشن خوار ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) امامت اس کی صحیح ہے اور نماز اس کے پیچھے درست ہے۔(۳) فقط۔

نمائش میں دوکان لے جانے والے کی امامت:

(سول ۷۶۷) ایک شخص نمائش میں دوکان لے گیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس شخص کے پیچھے نماز صحیح ہے۔(۴)

غیر مقلد کی امامت:

(سوال ۱/۷۶۸) زید امام ہے اور مقتدی ہر جماعت میں تکبیر جب کہتے ہیں تو امام اس وقت کھڑا ہوتا ہے کہ جب تکبیر

---

(۱) ویکرہ امامة عبدالخ وفاسق (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر. (۲) التائب من المذنب کمن لا ذنب له (مشکوة باب التوبة). (۳) گورنمنٹ سے معاوضہ میں امداد قبول کرنا کوئی شرعی جرم نہیں اور اس وقت اور بھی جب کہ وہ اپنی ملازمت کی مدت پوری کر کے پنشن کا مستحق بنا ہو۔ وجاز تعمیر کنیسة وحمل خمر ذمی بنفسه او دابته باجر الخ (در مختار) قال فی الخانية ولو اجر نفسه ليعمل فی الكيسة ويعمر ها لا باس به لا نه لا معصية فی عين العمل(ردالمحتار كتاب الخطر والا باحة فصل فی البيع ج۵ ص ۳۴۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر. (۴) نمائش میں دوکان لگانی جائز ہے جس طرح بازار میں دوکان ہوتی ہے اور سارے ہنگامے ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۲ ظفیر۔

میں حی علی الفلاح یا اللہ اکبر کہا جاتا ہے اس سے پیشتر تمام تکبیر بیٹھا ہوا سنتا ہے اور ایک مقتدی بھی ایسا کرتا ہے، امام کے ساتھ ہی اٹھتا ہے۔ جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے اس وقت امام اللہ اکبر کہتا ہے۔

امام کا ثنا چھوڑنا کیسا ہے:

(سوال ۲/۷۶۹) امام کبھی کبھی سبحانک اللّٰھم الخ نہیں پڑھتا اور سورہ الحمد فوراً شروع کر دیتا ہے۔

جو امام وتر کی ایک رکعت پڑھے اس کی اقتداء:

(سوال ۳/۷۷۰) امام ایک رکعت وتر کی پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) (۱) فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ آداب نماز میں سے ہے یہ کہ جس وقت تکبیر میں حی علی الفلاح کہے اس وقت امام اور مقتدی کھڑے ہوں اور جس وقت قد قامت الصلوٰۃ کہے اس وقت امام نماز شروع کر دے اور اگر ختم تکبیر کے بعد شروع کرے تو یہ اچھا ہے۔(۱)

(۲) یہ خلاف سنت ہے۔(۲)

(۳) اس شخص کا امام بنانا اچھا نہیں ہے وہ غیر مقلد معلوم ہوتا ہے اس کے پیچھے نماز حتی الوسع نہ پڑھیں، دوسرے شخص حنفی عالم اور متقی کو امام بناویں۔(۳)

عورت کی اقتداء شوہر تراویح میں کرے یا نہیں:

(سوال ۷۷۱) زوجۂ زید حافظ قرآن ہے اگر اس رمضان شریف میں اس کا شوہر اور ابن اور بنات اس کی اقتداء فرض و تراویح میں کریں تو جائز ہے یا نہیں اور اگر وہ تنہا تراویح پڑھے تو جہر کے ساتھ قراءۃ قرآن درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) ولا یصح اقتداء رجل بالمراۃ وخنثی وصبی مطلقاً الخ درمختار(۴) ویکرہ جماعۃ النساء ولو فی التراویح. درمختار.(۵) ولا تجهر فی الجهریة بل لو قیل فی الفساد بجهرها لا مکن بناءً علی ان صوتها عورۃ. شامی.(۶) ج ا ص ۳۴۹۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ مرد کی نماز عورت کے پیچھے نہیں ہوتی اور تنہا عورتوں کی جماعت بھی مکروہ تحریمی ہے اور عورت تنہا بھی جہر یہ نماز میں جہر نہیں کر سکتی۔ فقط۔

شطرنج کھیلنے والے کی امامت:

(سوال ۷۷۲) جو حافظ شطرنج کھیلے کہ نماز بھی قضا ہو جاوے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کی امامت مکروہ ہے۔(۷) فقط۔

---

(۱) والقیام لامام ومو تم حین قیل حی علی الفلاح الخ ان کان الا مام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتهی الیه الا مام علی الا ظهروان دخل من قدام قاموا حین یقع بصر هم علیه الخ وشروع لا مام فی الصلوٰۃ مذقیل قد قامت الصلوٰۃ ولواخر حتی اتمها لا باس به اجماعا وهو قول الثانی و الثلاثة وهو اعدل المذاهب الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار آداب الصلوٰۃ ج ا ص ۴۴۷. ط.س. ج ا ص ۴۷۹) ظفیر. (۲) وسنتها الخ رفع الیدین للتحریمة الخ والثناء والتعوذ والتسمیة (ایضاً سنن الصلاۃ ج ا ص ۴۴۳. ط.س. ج ا ص ۴۷۴......۴۷۵) ظفیر. (۳) وكذا تكره خلف امرد الخ زاد ابن ملک ومخالف (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۶. ط.س. ج ا ص ۵۶۲) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۳۹. ط.س. ج ا ص ۵۷۶......۵۷۷ ۱۲ ظفیر. (۵) ایضاً ج ا ص ۵۳۸ ط.س. ج ا ص ۵۶۵ ۱۲ ظفیر. (۶) ردالمحتار فصل تالیف الصلوٰۃ تحت قوله وتلصق بطنها الخ ج ا ص ۴۷۱. ط.س. ج ا ص ۵۰۴. ۱۲ ظفیر.

(۷) ویکرہ امامة عبد الخ و فاسق (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۳) اس وجہ سے کہ شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے وکرہ تحریما اللعب بالنرد وكذا الشطرنج (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ج۵ ص ۳۴۷) ظفیر

امن سبھا کے ممبر کی امامت:

(سوال ۲۷۷۳) منجانب گورنمنٹ جو امن سبھا قائم ہوئی ہے اس میں چندہ دینا اور ممبر بننا کیسا ہے اور جو لوگ ممبر بن چکے ان کے لئے کیا حکم ہے اور نماز ان کے پیچھے جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس میں چندہ دینا اور ممبر بننا اور کوشش کرنا خلاف میں درست نہیں ہے اور وہ درحقیقت شوکت اسلام و خلافت اسلامیہ کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں ایسے لوگوں کا حال نہایت خطرناک ہے اور ان کو امام بنانا مکروہ ہے۔(۱) فقط۔

عنین کی امامت:

(سوال ۲۷۷۴) عنین کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) عنین کے پیچھے نماز درست ہے۔(۲) فقط۔

اصلاح ساز کی امامت:

(سوال ۲۷۷۵) ایک شخص حنفی قاری اور متقی شریف صوم وصلوٰۃ کے پابند ضروری مسائل سے واقف ہیں۔ ان کا پیشہ اصلاح سازی فی الوقت ہے اور اصلاح سازی میں جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس سے اہل وعیال کی بسر اوقات کرتے ہیں آیا شرعاً یہ پیشہ جائز ہے اور امامت ایسے شخص کی جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) پیشہ مذکورہ حلال ہے اور امامت اس کی درست ہے اس وجہ سے اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں۔

جس کی لڑکی طوائف کا پیشہ کرتی ہو اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۲۷۷۶) شیخ سخاوت صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے اس کی لڑکی پیشہ طوائف کا کرتی ہے اور سخاوت اس کے پاس رہتا ہے امامت اس کی جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسی حالت میں اگر لوگوں کو اس کی امامت سے کراہت ہے تو اس کو امام ہونا مکروہ ہے۔(۳) فقط۔

گالی بکنے والے کی امامت:

(سوال ۲۷۷۷) ایک شخص اولاد کو ماں بہن کی گالیاں دیتا ہے حرامی بچہ اور حرام کی اولاد کہتا ہے اور نطفہ میں فرق ہونا بتلاتا ہے، ایک دختر جوان ہے جس کا پردہ بالکل نہیں کراتا ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔ امامت اس کی کیسی ہے۔

(الجواب) شخص مذکور کے اکثر افعال خلاف شریعت اور حرام اور معصیت ہیں لہذا اس پر حکم فسق عائد ہوتا ہے۔ وہ فاسق ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (قرآن پاک) ویکرہ تقدیم الفاسق ایضاً لتساھله فی الامور الدینیة (غنیة المستملی ص ۳۵۱) ظفیر۔

(۲) عنین ہونے سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہ کوئی ظاہری اور نمایاں عیب نہیں ہے جو باعث کراہت ہو۔ واللہ اعلم ظفیر۔

(۳) فلو ام قوما وھم له کارھون ان الکراھة لفسادفیه اولا نھم احق بالامامة منه کره له ذالک تحریما لحدیث ابی داؤد لا یقبل اللہ صلاۃ من تقدم قوما وھم له کارھون (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۲۔ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲) ظفیر۔

(۴) ویکرہ امامة الخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیة ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳۔ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ..... ۵۶۰) حدیث نبوی ہے "سباب المسلم فسوق وقتاله کفر" رواہ مسلم ۱۲ ظفیر۔

سجدہ پر جو قدرت نہ رکھتا ہو اس کی امامت:

(سوال ۷۷۸) جو شخص سجدہ سے عاجز ہو اور باقی تمام ارکان رکوع قومہ وغیرہ بخوبی ادا کرتا ہو اور کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ۔

(الجواب) اس کے پیچھے نماز ان لوگوں کی جو سجدہ کر سکتے ہیں صحیح نہیں ہے درمختار میں ہے **والعبرة للعجز عن السجود حتی لو عجز عنه وقدر علی الرکوع او مأ الخ۔**(۱)

جو غلط مطالبہ نہ مانے اس کی امامت جائز ہے:

(سوال ۷۷۹) اگر استاد شاگرد کو کہے کہ تم اپنے استاد کی بیوہ کو جو فی الحال تمہاری منکوحہ ہے طلاق دے دو ورنہ تم مجھ سے عاق ہو۔ اگر شاگرد طلاق نہ دے تو یہ وجہ عاق ہونے کی ہو سکتی ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور عاق کرنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ وجہ شاگرد کے عاق ہونے کی نہیں ہو سکتی اور اس وجہ سے شاگرد کو عاق کرنا صحیح نہیں ہے اور اس وجہ سے اگر استاد اس کو عاق کرے تو وہ درحقیقت عاق نہیں ہے۔(۲) اور نماز اس کے پیچھے صحیح و درست ہے۔ فقط۔

بدچلن بیوی کو قتل کرنے والے کی امامت:

(سوال ۷۸۰) ایک شخص نے اپنی عورت کو بوجہ بدچلنی کے قتل کر دیا، اسی وجہ سے گیارہ سال قید میں رہا، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) قتل کرنا اس کو جائز نہ تھا اور اس قتل کی وجہ سے وہ فاسق مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا۔ توبہ کرنا اور وارثوں سے معاف کرانا اس کے ذمہ لازم ہے۔(۳) اگر اس نے توبہ کر لی اور وارثوں سے ان کا حق معاف کرا لیا تو امامت اس کی صحیح ہے۔(۴) فقط

غلط عقائد والے کی امامت:

(سوال ۷۸۱) ایک شخص امام مسجد ہے اور وہ بعد نماز عشاء ایک بھنگ نوش قوال سے حضرت پیر صاحب قدس سرہ کی اس قسم کی تعریف سنتا ہے کہ پیر صاحب نے ایک دفعہ اپنے مرید کے لئے قبر میں۔ من ربک۔ کے سوال ہونے پر منکر اور نکیر کو قید کر دیا اور ایک دفعہ انہوں نے بہت سے مردوں کی ارواح ملک الموت سے جب کہ وہ آسمان چہارم سے گزر رہا تھا، چھین لیں۔ اور وہ قوال یہ سب باتیں بالفاظ بلند مسجد میں بصیغۂ خطاب پڑھتا ہے۔ سجدہ کو مخصوص پیر ہی کے لئے کہتا ہے۔ اور امام مسجد اس کو ذرا بھی منع نہیں کرتا بلکہ اس کی تائید میں کہتا ہے کہ یہ سب کچھ صحیح ہے اور عاشق کے لئے تو بالکل جائز ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے اور رو کنے والے منکر اولیاء اللہ ہیں یا نہ۔

---

(۱) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۴۲ . ط.س. ج ۱ ص ۵۷۹ . ۱۲ ظفیر.

(۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الطلاق ابغض المباحات (مشکوٰة کتاب الطلاق) بے وجہ طلاق دینے کا حکم فعل ناجائز ہے اس کا اتباع جائز نہیں ۱۲ ظفیر.

(۳) وعن معاوية رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل ذنب عسی الله ان یغفره الا الرجل یموت کافرا، والرجل یقتل مومنا متعمدا (کتاب الترغیب والترهیب کتاب الحدود لا بن حجر ص ۲۲۲) ظفیر.

(۴) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب له (مشکوٰة باب الاستغفار والتوبه فصل ثالث ص ۲۰۶) ظفیر.

(الجواب) ایسا امام جو ایسے قصص واہیہ کاذبہ سنتا ہے اور تحسین کرتا ہے اور ان قصص کی تصدیق کرتا ہے فاسق ہے۔ لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے،(۱) اور روکنے والے ایسے قصص باطلہ کے پڑھنے اور سننے سے حق پر ہیں ان کو منکر اولیاء اللہ کہنا اور بدعقیدہ سمجھنا فسق اور معصیت ہے اور افتراء و کذب صریح ہے فقط۔

دوکان دار کی امامت:

(سوال ۷۸۲) ایک دوکاندار کی نظر سودا فروخت کرتے وقت مردوں اور عورتوں پر پڑتی ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) امامت اس کی جائز ہے۔(۲) فقط۔

غلط خواں کی امامت:

(سوال ۷۸۳) ایک شخص امام ہے مگر الفاظ صحیح نہیں پڑھتا کھڑے پڑے الفاظ کی تمیز نہیں۔ ہاء وحاء میں کچھ فرق نہیں کرتا ایسے شخص کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) جو شخص لفظ صحیح ادا نہ کرے اور ہاء وحاء اور تاء وطاء وغیرہ میں فرق نہ کر سکے اس کے پیچھے صحیح خواں حفاظ کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔(۳) فقط۔

موچی اور غسال کی امامت:

(سوال ۷۸۴) موچی اور غسال کی امامت میں کوئی کراہت ہے یا نہیں۔

(الجواب) موچی اور غسال کے پیچھے نماز درست ہے اور محض اس وجہ سے ان کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی دوسری وجہ کراہت کی ہو تو نماز ان کے پیچھے مکروہ ہوگی اور بہتر امامت کے لئے وہ شخص ہے جو مسائل نماز سے واقف ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو اور صالح ہو۔(۴) فقط۔

کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت:

(سوال ۷۸۵) ایک شخص بلا اجازت امام مسجد کے کسی اشارے پر نماز پڑھا دے اور وہ اکثر کسی کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتا۔ جماعت ہوتی دیکھ کر یا تو واپس چلا جاتا ہے یا وضو وغیرہ میں اتنا وقت صرف کرتا ہے کہ جماعت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) نماز اس کے پیچھے صحیح ہے اور یہ فعل اس کا برا ہے اور شرعاً قبیح ہے کہ کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔

---

(۱) ویکرہ امامۃ الخ وفاسق (درمختار) ان کراھۃ تقدیمہ ای الفاسق کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰)ظفیر. (۲) نگاہ پڑنے سے آدمی فاسق نہیں ہوتا، اولاً تو اس وجہ سے کہ یہ ضرورت کی وجہ سے ہے، جو جائز ہے، ثانیاً اس وجہ سے کہ چہرہ ستر میں داخل بھی نہیں۔ فتنہ کی وجہ سے البتہ روکا گیا ہے۔ ثالثاً نگاہ کا پڑ جانا جس میں قصد و ارادہ کو دخل نہیں، معاف ہے۔ گھورنا البتہ منع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا:۔ یا علی لا تتبع النظرۃ فان لک الاولی ولیست لک الاخرۃ (مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبۃ ص ۲۶۹) ستر کے سلسلہ میں فقہاء لکھتے ہیں وللحرۃ لو خنثی جمیع بدنھا الخ خلا الو جہ والکفین الخ والقدمین وتمنع المراۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال لا نہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ الخ ولا یجوز النظر الیہ بشھوۃ الخ اما بدونھا فیبا ح ولو جمیلا الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۶ وص ۳۷۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۶)ظفیر. (۳) لا غیر الا لثغ علی الا صح الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۴۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۷)ظفیر. (۴) الا حق بالا مامۃ تقدیما بل نصبا الا علم باحکام الصلاۃ فقط صحۃ وفسادا بشرط اجتنابہ للفواحش الظاھرۃ وحفظہ قدر فرض وقیل واجب وقیل سنۃ وھو الا ظھر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۴۱)ظفیر.

(۱) فقط۔

جمعیۃ علماء ہند کے فیصلے کو غلط کہنے والے کی امامت:

(سوال ۷۸۶) جو شخص جمعیۃ علماء ہند کے متفقہ فتویٰ کو جھوٹا سمجھتا ہو۔ فتویٰ مذکور پر مہر کرنے والے علماء کو اور اس کے حق ماننے والوں کو کافر کہتا ہو۔ انگریزی اسکول میں پڑھاتا ہو اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ شخص فاسق ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے **كذا حققه فی الشامی ان الصلوٰة خلف الفاسق مكروه بكراهة التحريم.** (۲) اور امام بنانا ایسے شخص کا حرام ہے کیونکہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے۔ فقط۔

ختنہ کرنے والے کی امامت:

(سوال ۷۸۷) ختنہ کرنے والے کی امامت کیسی ہے۔

(الجواب) جائز ہے۔ (۳) فقط۔

معذور عالم کی امامت:

(سوال ۷۸۸) عالم معذور جس سے مقتدی کراہت کرتے ہوں اس کے پیچھے امام تندرست کی موجودگی میں نماز صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں ہے **ولا طاهر بمعذور الخ ولا قادر على ركوع وسجود بعاجز عنهما الخ** (۴) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر معذور کی نماز معذور کے پیچھے صحیح نہیں ہے اور جس شخص کی امامت سے مقتدی کراہت کرتے ہوں اس کو امام ہونا مکروہ ہے۔ (۵) مشکوٰۃ شریف میں ہے **ثلاثة لا تقبل منهم صلاتهم من تقدم قوماً وهم له كارهون . الحديث.** (۶)

عالم سیاح کی امامت:

(سوال ۷۸۹) جو عالم سیاح دوسرے ملک سے آتے ہیں ان کا عقیدہ پوری طرح معلوم نہیں ہوتا حتیٰ کہ اشتہاری تک ہوتے ہیں اور امامت کراتے ہیں۔ اگر کوئی امام مقرر ان کے سامنے امامت کرا دیتا ہے تو اس میں اپنی بے عزتی خیال کرتے ہیں، حالانکہ خطبہ تک صحیح نہیں پڑھتے ایسے سیاح لاپتہ کی امامت درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) قول اور خیال اس سیاح کا غلط اور باطل ہے اور جو شخص خطبہ غلط پڑھے اور مسائل نماز سے پوری طرح واقف نہ ہو اور اس کے صحیح العقیدہ ہونے کا اطمینان نہ ہو اس کو امام نہ بنانا چاہئے بلکہ عالم متبع شریعت کو امام بناویں۔ فقط۔

---

(۱) فتسن او تجب ثمرته تظهر فی الاثم بتركها مرة (ایضاً ج ۱ ص ۵۱۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۴) ظفیر.
(۲) دیکھئے ردالمحتار شامی باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰. ۱۲ . ظفیر. (۳) یہ ایک جائز کام ہے اس کی وجہ سے کوئی عیب نہیں لگتا۔ وقیل فی ختان الكبير اذا امكنه ان يختن نفسه فعل الخ والظاهر فی الكبير انه يختن (درمختار) ای يختنه غيره (درمختار كتاب الخطر والاباحة باب الاستبراء ج ۵ ص ۳۳۷. ط.س. ج ۶ ص ۳۸۲) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۸......۵۷۹) ظفیر. (۵) ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريما لحديث ابی داؤد ولا يقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر.
(۶) مشکوٰة باب الامامة فصل ثانی ص ۱۰۰. ۱۲ ظفیر.

انگریز کے مخالف کو کافر سمجھنے والے کی امامت:

(سوال ۷۹۰) زید گورنمنٹ اسکول میں کورس پڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ جو شخص میری ملازمت کو حرام جاننے میں اپنے عقیدہ میں اس کو کافر جانتا ہوں۔ تو اس صورت میں زید کے پیچھے نماز درست ہے یا حرام۔

(الجواب) انگریزی اسکول کی ملازمت اگرچہ کسی درجہ میں بعض صورتوں میں جائز بھی ہو مگر اس کے قبیح ہونے میں تو کچھ کلام ہی نہیں۔ لہذا زید جو کہ انگریزوں کی غلامی کو حرام جاننے والوں کو کافر سمجھتا ہے سخت غلطی میں ہے اور عاصی وفاسق ہے لہذا اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور امام بنانا اس کو حرام ہے۔ (۱) فقط۔

جاہل ومبتدع کی امامت:

(سوال ۱/۷۹۱) ایک شخص ملا جمال الدین سے بیعت ہے وہ محض ایک پارہ عم کا پڑھا ہوا ہے اور جمال الدین کے کہنے سے نماز تنگ وقت کر کے پڑھتا ہے حتیٰ کہ نماز جمعہ بوقت تین بجے آج کل پڑھتا ہے اور عشاء ۱۱ بجے۔ اور کہتا ہے کہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا فرض ہے اور اپنی منکوحہ کو طلاق دے کر تین سو روپے میں فروخت کر دی۔

(سوال ۲/۷۹۲) حافظ مولا بخش کو اردو فارسی اور مسئلہ مسائل سے خوب واقفیت ہے اکثر بوجہ کاروبار کے ایک دو وقت کی نماز قضاء بھی ہو جاتی ہے، قصداً نماز قضاء نہیں کرتا۔ دونوں شخصوں میں سے کس کے پیچھے نماز جائز ہے۔

(الجواب) (۱) وہ شخص جو ملا جمال کا مرید ہے اور نمازوں میں تاخیر کرتا ہے اور عشاء کی نماز سے پہلے سونا فرض بتلاتا ہے اور دیگر امور خلاف شریعت کرتا ہے جاہل اور مبتدع وفاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور امام بنانا اس کو ناجائز اور حرام ہے۔ (۲) اور دوسرا شخص جو حافظ قرآن اور مسئلہ مسائل سے واقف ہے اور پابند نماز ہے اگر وہ شخص نماز فوت شدہ کو قضا کر لیتا ہے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ بمقابلہ اول شخص کے مولا بخش کو امام بنانا چاہیے۔ (۳) فقط۔

(۲) اور مولا بخش کو لازم ہے کہ اگر کسی وقت کی نماز اتفاق سے فوت ہو جاوے تو اس کو ضرور قضاء کر لیا کرے کیونکہ ایک وقت کی نماز بھی قصداً بالکل ترک کر دینے والا فاسق ہے۔ (۴) اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط۔

شرابی کے مکان میں جو رہتا ہے اس کی امامت:

(سوال ۷۹۳) جو امام مسجد شرابی کے مکان میں رہتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز ہے۔ (۵) فقط۔

باری باری نماز پڑھانے والے امام جو درمیان کی نماز نہ پڑھیں:

(سوال ۷۹۴) ایک مسجد میں چار بھائی نمبروار نماز پڑھاتے ہیں اور اپنی باری پر نماز پڑھاتے ہیں بعد میں نماز چھوڑ

---

(۱) وکراهة تقديمه اى الفاسق كراهة تحريم (ردالمحتارباب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ . ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰)ظفير.

(۲) ويكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشى فى شرح المنية ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ . ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰)ظفير. (۳) والا حق بالا مامة نصبا بل تقديماً الا علم باحكام الصلوٰة فقط صحة فساد ابشرط اجتنا به للفواحش الظاهرة الخ(الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۱ . ط.س. ج ۱ ص ۵۵۷)ظفير.

(۴) اذا لتا خير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقصاء بل بالتوبة (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۷۶ . ط.س. ج ۲ ص ۶۲)ظفير. (۵) صرف کسی شرابی کے مکان میں رہنے سے فسق لازم نہیں آتا۔ فقہاء لکھتے ہیں وجاز تعمير كنيسة وحمل خمر ذمى بنفسه او دابة باجر لا عصر ها لقيام المعصية بعينه وجاز اجارة بيت الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتاركتاب الحظر والا باحة فصل فى البيع ج۵ ص ۳۴۵ . ط.س. ج۶ ص ۳۹۱)ظفير.

دیتے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) مکروہ ہے۔(۱) فقط۔

انگریزوں کے نام قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کرنے والے کی امامت:

(سوال ۷۹۵) زید جامع مسجد کا امام اور واعظ ہے اس نے جارج اور قیصر ہند کے لئے قرآن شریف پڑھ کر بخشا اور خطبہ میں دعاء کی اور جب سلطان المعظم کے لئے دعاء کرنے کو کہا گیا تو علماء کا فتویٰ طلب کرتا ہے۔ خلافت والوں پر تبرا کہتا رہتا ہے اور عوام کو بہکا دیا کرتا ہے کہ خلافت کمیٹی کچھ دینی بات نہیں ہے، ایسے امام کے پیچھے جو رنڈیوں کے یہاں دعوت کھالیتا ہے، نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا شخص فاسق ہے لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ اس کو امامت اور وعظ گوئی سے معزول کرنا اور روکنا چاہئے۔ ترک موالات فرض شرعی ہے اور خلافت کی ہمدردی مسلمانوں کو ہر طرح لازم و واجب ہے۔ اس میں کوتاہی کرنا حرام اور معصیت ہے۔ اور جو امام رنڈیوں کے گھر کی دعوت کھاوے وہ بھی لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔(۲) فقط۔

فتویٰ کی خلاف ورزی کرنے والے کی امامت:

(سوال ۷۹۶) امام جامع مسجد نے جمیع علمائے کرام کے فتوے کے خلاف اور تمام مسلمانوں کی مرضی کے خلاف جامع مسجد میں دشمنان اسلام کی خوشی کے لئے روشنی کی جس سے تمام مسلمانان شہر کی بدنامی ہوئی (۲) خطبہ سے پیشتر منبر پر چڑھ کر مغلظات فاحشہ بکی ہوں (۳) تمام نمازیوں کے روبرو جامع مسجد میں صرف اپنی براءۃ کے لئے حلفیہ بیان کیا اور وہ بالکل غلط اور جھوٹ ثابت ہوا۔ ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اس کو معزول کر کے دوسرا امام مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے بلکہ معزول کرنے کے لائق ہے۔ نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ پس اس کو معزول کر کے دوسرا امام صالح و عالم مسائل شریعت مقرر کرنا چاہئے۔(۳) مگر یہ کہ وہ امام اپنی حرکات شنیعہ سے باز آوے اور توبہ کرے تو اس کو امامت پر قائم رکھ سکتے ہیں۔(۴) فقط۔

شرک و بدعت کا جو حامی ہو اس کی امامت:

(سوال ۷۹۷) جو قاضی شہر اپنی طمع سے نماز پڑھاوے اور کرتہ گھٹنوں سے اوپر اور کوٹ استعمال کرتا ہو اور کانا ہو اور اسلام کے خلاف شرک و بدعت خود کرنے کے لئے کہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے شخص کو امام بنانا حرام ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے کذا فی رد المحتار۔(۵) فقط۔

---

(۱) تارک نماز فاسق و عاصی ہے وتارکھا عمداً مجانۃ ای تکا سلا فاسق (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص . ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) اورفقہاء نے فاسق کی امامت کے سلسلہ میں صراحت کی ہے ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳) ظفیر. (۲) ویکرہ امامۃ عبدالخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیۃ ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفیر.

(۳) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳. ط. س. ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفیر. (۴) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (مشکوٰۃ باب التوبۃ والا ستغفار ص ۲۰۶) ظفیر. (۵) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق الخ ومبتدع (درمختار) بل مشی فی شرح المنیۃ ان کراھۃ تقدیمہ ای الفاسق کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفیر.

جس کا ایک بازو کٹا ہوا اور نابینا ہو اس کی امامت:

(سوال ۷۹۸) جس شخص کے ایک بازو نہ ہو اور وہ نابینا بھی ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے لیکن دوسرا امام جو بینا ہو اور دونوں ہاتھ پیر اس کے صحیح وسالم ہوں اور مسائل نماز سے واقف ہو اور نیک شخص ہو بہتر ہے۔(۱) فقط۔

جس کی بیوی کبھی کبھی جھانکا کرے اس کی امامت:

(سوال ۷۹۹) زید پیش امام کی اہلیہ اپنے سکنائی مکان کے درجوں میں سے شاہراہ عام کی آمد و رفت کو اپنا منظر رکھتی ہے اور ممانعت پر امام مذکور کہتا ہے کہ کون سی عورت ہے جو تاشہ باجہ کے وقت دروازہ پر آ کر نہ دیکھتی ہو۔ ایسے امام کے پیچھے سب کی نماز درست ہے یا نہیں۔ یا جن لوگوں نے بچشم خود واقعہ مذکورہ دیکھا ہے ان کی نماز ناجائز یا مکروہ ہوگی۔

(الجواب) اس کے پیچھے سب کی نماز صحیح ہے لیکن اس امام کو اس میں احتیاط کرنی چاہئی اور اپنی اہلیہ کو اس فعل منکر سے روکنا چاہئے۔ منع کرنے کے بعد اگر وہ نہ مانے تو گناہ اس پر ہے۔ شوہر بری الذمہ ہے۔(۲) فقط

دھوتی پہن کر امام بننا کیسا ہے:

(سوال ۸۰۰) دھوتی اور دو پلی ٹوپی اور اونچا کرتہ پہن کر امامت کرنا مسجد میں درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر ستر عورت پورا ہے تو نماز ہو جاتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ عمامہ ولباس شرعی کے ساتھ نماز پڑھاوے۔(۳) فقط

اگر مسجد میں امام کے نیچے کی منزل خالی ہو:

(سوال ۸۰۱) مسجد کے نیچے دو ایک منزل مکان ہے اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ٹھوس نہیں ہے بلکہ خالی ہے۔ اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر امام کی جگہ نیچے سے خالی ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔ ٹھوس ہونا اس جگہ کا ضروری نہیں ہے۔ فقط۔

جذامی کی امامت:

(سوال ۸۰۲) جذامی شخص کو امام بنانا جب کہ مسائل شرعی سے کما حقہ واقفیت رکھتا ہے روا ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز اس کے پیچھے صحیح ہے جب کہ خون وغیرہ اس کے جاری نہ ہو اور وہ بحکم معذور نہ ہوا ہو لیکن بایں ہمہ اس کو امام بنانا اچھا نہیں ہے اور اس کو مسجد میں آنے سے بھی احتیاط کرنی چاہئے۔ **كذا حققه فى كتب الفقه. قال فى الشامى وكذا القصاب والسماک والمجذوم والا برص اولىٰ. بالا لحاق (اى بالقوم وغيره) وقال**

---

(۱) ويكره تنزيها امامة عبد الخ واعمى (درمختار) قال قيد كراهة امامة الا عمى فى المحيط وغيره بان لا يكون افضل القوم فان كان افضلهم فهو اولى الخ (ردالمحتارباب الا مامة ج ا ص ۵۲۳. ط.س.ج ا ص ۵۵۹......۵۶۰ وكذا تكره خلف امردو مفلوج (درمختار) كذالک اعرج يقوم ببعض قدمه الخ وكذا اجزم الخ ومن له يد واحدة الخ (ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۲۵. ط.س.ج ا ص ۵۶۲) ظفير. (۲) اس لئے عورتوں کا غیر محرم کو دیکھنا درست نہیں ہے اور شوہر بیوی کا نگران ہے، ارشاد نبوی ہے والرجل راع على اهل بيته وهو مسئوله عن رعيته (مشكوٰة كتاب الا مارة ص ۳۳۰) والله اعلم ظفير. (۳) والراج ستو عورته الخ وهى للرجل ماتحت سرته الى ماتحت ركبته (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب شروط الصلوٰة ج ا ص ۳۷۴. ط.س.ج ا ص ۴۰۴) والمستحب ان يصلى الرجل فى ثلثة اثواب ازار و قميص وعما مة ولو صلى فى ثواب واحد متوشحا به جميع بدنه كما يفعله القصار فى المقصر جاز من غير كراهة مع تيسيرو جود الطاعر الزائد ولكن فيه ترک الاستحباب (غنية المستملى ص ۳۳۷) ظفير

ون لا اری الجمعۃ علیھما و احتج بالحدیث.(۱) فقط۔

زناکار دھوکہ باز کی امامت:

(سوال ۸۰۳) زید نے اپنی چچازید بہن ہندہ نوجوان کو جس کی شادی دوسری جگہ ہو چکی تھی ورغلا کر کچھ دنوں اپنے ساتھ رکھا۔ پھر ایک اسٹامپ ہندہ کے شوہر کے نام سے خریدا اور طلاق نامہ لکھ کر دھوکہ سے ہندہ کے شوہر کا انگوٹھا لگوالیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں جب کہ دوسرے لوگ قابل امامت موجود ہوں۔

(الجواب) زید کی اگر کچھ خیانت ثابت ہو جاوے اور بے وجہ تفریق مابین الزوجین میں وہ ساعی ہوا ہے۔(۲) تو بحالت موجودہ وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے کسی دوسرے شخص صالح وعالم کو امام بناویں۔(۳) فقط۔

حرام نکاح خواں کی امامت:

(سوال ۸۰۴) زید نے تین نکاح ناجائز جن کی ممانعت قرآن شریف سے ثابت ہے پڑھے۔ دو نکاح عدت طلاق کے اندر اور ایک نکاح سالی حقیقی سے (حالانکہ دوسری بہن نکاح میں موجود تھی) پڑھا، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا جاہل شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اس کو امامت سے معزول کرنا چاہئے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ کیونکہ وہ فاسق ہے اور امامت فاسق کی مکروہ ہے۔ **کذافی الشامی ان کراھۃ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم** .(۴) فقط۔

جھوٹ بولنے والے اور فریب دینے والے کی امامت:

(سوال ۸۰۵) مولوی عبدالحق نے جلسہ عام میں اعلان کیا کہ میں نے اسکول کھوٹہ کی ملازمت ترک کر دی اس کے بعد استعفاء بھی دے دیا اور ملک لعل خان صاحب نے مولوی صاحب موصوف کو مفتی امور شرعیہ بمشاہرہ ۳۰ روپے ماہوار مقرر کیا۔ چار پانچ روز کے بعد اس نے استعفاء واپس لے لیا۔ تو مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے، اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں۔

(الجواب) اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اس نے یہ برا کیا کہ نوکری مذکور چھوڑ کر پھر اس کو اختیار کیا، ایسے شخص کے مقتداء بنانے اور امام بنانے میں مسلمانوں کی اور سب کی توہین ہے۔ پس اس کو امام نہ بنایا جاوے۔ فقط۔

اندھے کی امامت کی تفصیل:

(سوال ۸۰۶) جو مسئلہ شرح وقایہ کتاب الصلوٰۃ ص ۱۱۲ میں دربارہ ممانعت نماز پیچھے اندھے کے لکھا ہے اس کی تشریح

---

(۱) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا مطلب فی المسجد ص ۶۱۹ .ط.س. ج ۱ ص ۶۶۱ . ۱۲ ظفیر.

(۲) قولہ فاسق من الفسق وھو الخروج عن الا ستقامۃ ولعل المرادبہ من یرتکب الکبائر الخ (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰ اربع من کن فیہ کان منا فقان خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حی ید عھا اذا اؤ تمن خان الحدیث (مشکوٰۃ باب الکبائر ص ۱۷) ظفیر. (۳) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیۃ ان کراھۃ تقدیمہ (ای الفاسق) کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰)ظفیر. (۴) ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰ . ۱۲ ظفیر.

درکار ہے کیونکہ اکثر مساجد میں حافظ قرآن اندھے امام ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں ہے ویکرہ تنزیھا امامۃ عبدو اعرابی وفاسق واعمی الا ان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم. الخ(۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ اندھے وغیرہ کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے اور بہتر نہیں ہے۔ لیکن اگر اندھا مسائل نماز سے واقف ہے اور محتاط ہے تو پھر کچھ کراہت نہیں ہے۔ چنانچہ ایک صحابی ابن ام مکتوم جو نابینا تھے ان کو خود آنحضرت ﷺ نے امام مقرر فرمایا تھا۔ (۲) فقط۔

دووقت ایک مسجد میں امامت کرے اور تین وقت دوسری مسجد میں:

(سوال ۸۰۷) جو امام تین وقت کی نماز ایک مسجد میں پڑھاوے اور دووقت کی ایک مسجد میں تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) کوئی وجہ ممانعت کی اس میں نہیں ہے۔ فقط۔

ٹوپی سے امامت اور اس میں بحث:

(سوال ۸۰۸) ایک کتاب الامامۃ بالعمامۃ والصلوٰۃ بالمروحۃ میں ایک بزرگ نے بہت زور سے ثابت کیا ہے کہ ٹوپی سے نماز نہیں ہوتی اور صحابہ وتابعین وتبع تابعین میں سے کسی نے ٹوپی سے نماز نہیں پڑھی۔ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ کے فتاوی میں تحریر ہے کہ اگر جماعت بھی ٹوپی سے کرائی جائے تو مکروہ نہیں۔ آیا واقعی نماز ٹوپی سے پڑھنا خلاف سنت ہے۔

(الجواب) امامت ساتھ عمامہ کے افضل واحسن ومستحب ہے لیکن صرف ٹوپی سے بلا عمامہ کے مکروہ نہیں ہے کما فی شرح المنیۃ الکبیرو المستحب ان یصلی الرجل فی ثلثۃ اثواب ازارو قمیص وعمامۃ ولو صلی فی ثوب واحد متوشحاً بہ جمیع بدنہ کما یفعلہ القصار فی المقصرۃ جاز من غیر کراھۃ مع تیسیر وجود الطاھر الزاید الخ. (۳) اس عبارت سے واضح ہے کہ بلا عمامہ وغیرہ کے صرف ٹوپی سے نماز پڑھنا اور امامت کرانا مکروہ نہیں ہے اگرچہ افضل یہ ہے کہ عمامہ کے ساتھ ہو۔

بلا طلاق دیئے جو بیوی کو چھوڑ رکھے اس کی امامت:

(سوال ۸۰۹) جو شخص اپنی بیوی کو بلا طلاق کے چھوڑ دے اور اس کی خبر نہ لے اس کا کیا حکم ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اپنی زوجہ کو کالمعلقہ رکھنا کہ نہ اس کو طلاق دے اور نہ خبر گیری کرے حرام اور ناجائز۔ قال اللہ تعالیٰ فلا تمیلوا کل المیل فتذرو ھا کا المعلقۃ الا یۃ . (۴) پس ایسا شخص عاصی وظالم ہے اور امامت اس کی مکروہ ہے، یعنی اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰ ۱۲ ظفیر.

(۲) قید کراھۃ امامۃ الاعمی فی المحیط وغیرہ بان لا یکون افضل القوم ...... فان کان افضلھم فھو اولی اہ الخ لکن ورد فی الاعمی نص خاص ھو استخلافہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بن ام مکتوم وعتبان علی المدینۃ وکان اعمیین لانہ لم یبق من الرجال من ھو اصلح منھما وھذا ھو المناسب لا طلاقھم واقتصارھم علی استثناء الاعمی (ردالمحتارباب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰)ظفیر.

(۳) غنیۃ المستملی ص ۳۳۷ . ۱۲ ظفیر.

(۴) النساء رکوع ۱۹ . ۱۲ ظفیر.

(۵) ان کراھۃ تقدیمہ ای الفاسق کراھۃ تحریم (ردالمحتارباب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰)ظفیر.

آنحضرت ﷺ کو غیب دان جاننے والے کی امامت:

(سوال ۸۱۰) زید جناب سرورکائنات ﷺ کو غیب داں جانتا ہے اور یہ آیۃ کریمہ **ویکون الرسول علیکم شهیداً** اور حدیث شریف اوتیت **علم الا ولین والاخرین** وغیرہ سے استدلال کرتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔ اگر خوف فتنہ سے نماز پڑھ لی تو اعادہ واجب ہے یا نہ۔

(الجواب) شرح فقہ اکبر میں ہے **ثم اعلم ان الا نبیاء علیهم السلام لم یعلم ا المغیبات من الا شیاء الا ما اعلمهم الله تعالیٰ احیاناً وذکر الحنفیة تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیه السلام یعلم الغیب لمعا رضة قوله تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله کذا فی المسایرة ص ۱۸۵ شرح فقه اکبر**. پس معلوم ہوا کہ زید کا عقیدہ باطل اور غلط ہے اور استدلال اس کا صحیح نہیں ہے۔ اور بمقابلہ نصوص صریحہ قطعیہ کے مسموع نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے اور اس میں پوری احتیاط کرنی چاہئے اور اگر کسی وجہ سے پڑھ لی تو اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔(۱)

جو شخص لڑکی کی شادی نہ کرے اور اس کے ناجائز بچے ہوں اس کی امامت:

(سوال ۸۱۱) زید نے اپنی بالغہ لڑکی کو گھر میں بٹھا رکھا ہے نکاح نہیں پڑھتا۔ لڑکی کے دو بچے زنا سے پیدا ہو چکے ہیں زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید نے اگر بلا عذر ایسا کیا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۲)

کم تولنے والے کی امامت:

(سوال ۸۱۲) جو شخص کم تولے اور جھوٹ بولے اور کبھی کبھی نماز بھی قضاء کرے اور قراءۃ بھی صاف نہ پڑھے اور سودی دستاویز بھی لکھتا ہے ایسی شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے بحالت مذکورہ مکروہ ہے۔(۳) پس اہل محلہ واہل مسجد کو چاہئے کہ اس کو معزول کر کے کسی لائق بالامامۃ کو امام بناویں۔(۴) فقط۔

زانی امام کی اقتداء:

(سوال ۸۱۳) امام مسجد زنا کرتے ہوئے پکڑا گیا اور وہ احکام شرعیہ میں اجماع کے خلاف اجتہادی فتاویٰ دیتا رہتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا یا فتوے پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا شخص جو کہ فاسق ہے اور خلاف اجماع وخلاف قول امام مجتہد جس کا وہ مقلد ہے مسئلہ بتلاتا ہے اور غیر مفتی

....

(۱) ویکره امامة عبد الخ ومبتدع ای صاحب بدعة وهی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

ع قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من ولد له ولد فلیحسن اسمه وادبه فاذا بلغ فلیزوجه الحدیث (مشکوٰة باب الولی ص ۲۷۱) ظفیر. (۲) ویکره امامة عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر. (۳) وان کراهة تقدیمه ای الفاسق کراهة تحریم (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر. (۴) نعم اخرج الحاکم فی مستدرکه مرفوعا ان سرکم ان یقبل الله صلوتکم فلیو مکم خیار کم فانهم وفد کم فیما بینکم و بین ربکم اه (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲) ظفیر.

بہا مسائل پر فتویٰ دیتا ہے لائق امام بنانے کے نہیں ہے اس کو امام نہ بنایا جاوے اور معزول کر دیا جاوے۔(۱) فقط۔

ہندو کی میت میں شریک ہونے والے کو امام بنانا کیسا ہے:

(سوال ۸۱۴) جو شخص ہندو کی میت کے ساتھ جاوے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ (۲) اور منع کرنے پر شخص مذکور جواب دیوے کہ ہنود سے ہمیشہ سے رسم ہے وہ ہماری اموات میں شریک ہوتے ہیں ہم ان کے یہاں۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) اس کے پیچھے نماز صحیح ہے (۲) کافر کی عیادت اور تعزیت کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔(۲) پس بضرورت یا بہ نیت مکافات ان کی میت کے ساتھ جانا بھی جائز ہے۔ خصوصاً جب کہ اس کی ضرورت کسی دوسری وجہ سے بھی ہو۔ فقط۔

تیمّم والے کی امامت:

(سوال ۸۱۵) تیمّم والے کی امامت جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے جس میں تیمّم جائز ہے تیمّم کرے تو اس کے پیچھے وضو کرنے والوں کی نماز صحیح ہے اور امام ہونا اس کو جائز ہے جیسا کہ کتب فقہ میں لکھا ہے۔(۳) کہ تیمّم طہارت مطلقہ یعنی کاملہ ہے۔ فقط۔

ہجڑہ کی امامت:

(سوال ۸۱۶) ہجڑہ اگر عالم باعمل نہایت دیندار ہو اور سب کے سب جاہل ہوں تو ہجڑہ کو امام بنایا جاوے یا کسی دوسرے کو۔

(الجواب) ہجڑہ جب عالم باعمل ہو اور باقی سب جاہل ہوں تو اس کی امامت جائز ہے **کما قالوا فی ولدالزنا و الامرھذا (ای الکراھۃ) اذا وجد غیرھم والا فلا . درمختار.(۴) قال اللہ تعالیٰ انما یتقبل اللہ من المتقین.(۵)** فقط۔

ایک ایسے شخص کی امامت جس کی بیوی کے نام دوسرے کا خط نکلا:

(سوال ۸۱۷) زید و بکر دونوں بھائی ہیں۔ زید کی شادی ہوگئی ہے، دونوں بھائی پردیس میں ملازم ہیں بوقت رخصت دونوں زید کی زوجہ کے مکان پر قیام کرتے ہیں۔ زید نے ایک کتاب میں ایک خط رکھا ہوا دیکھا جو زید کی زوجہ کے نام ہے اور اس پر دستخط بکر کے نہیں ہیں۔ جب زید نے اپنی زوجہ سے دریافت کیا تو اس نے حلفیہ خط سے لاعلمی ظاہر کی تو اس صورت میں زید کی بیوی اور بھائی شرعاً مجرم ہیں یا نہ اور زید اگر امام ہو تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے یا نہ۔

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (درمختار) قولہ فاسق معنی الفسق وھو الخروج عن الا ستقامۃ ولعل المرادبہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی الخ بل مشی فی شرح المنیۃ ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم (ردالمحتارباب الا مامۃ ج ا ص ۵۲۳.ط.س.ج ا ص ۵۵۹..... ۵۶۰).

(۲) وفی کتب الشافعیۃ ویعزی المسلم بالکافر اعظم اللہ اجرک وصبرک (ردالمحتار. باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۴۳ قبیل مطلب فی زیارۃ القبور.ط.س.ج۲ ص ۲۴۲ .ظفیر.(۳) وصح اقتداء متوضئی لا ماء معہ بمتیمم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الا مامۃ ج ا ص ۵۵۰.ط.س.ج ا ص ۵۸۸) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الا مامۃ ج ا ص ۵۲۳ .ط.س.ج ا ص ۵۵۹......۵۶۰.۱۲ ظفیر.

(۵) سورۃ المائدۃ رکوع ۵.۱۲ ظفیر.

(الجواب) اس صورت میں زید کی زوجہ اور بھائی پر کچھ جرم ثابت نہیں ہے اور زید کی امامت درست ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ فقط۔

جو امام سچی گواہی سے کترائے:

(سوال ۸۱۸) ایک امام مسجد نے ایک شخص کا نکاح پڑھایا تھا، بعد میں زوجین کے اقرباء میں ناچاقی ہوگئی اور مقدمہ شروع ہوا۔ جس وقت گواہ کی ضرورت ہوئی امام صاحب چھپ گئے اور عورت کو سکھا دیا کہ تم یہ کہنا کہ میرا نکاح نہیں ہوا۔ قاضی اور گواہ کے نہ ملنے سے وہ شخص ہار گیا۔ اس امام کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا شخص جو جان بوجھ کر حق کو کچھ چھپا دے فاسق ہے،(۱) لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ کذافی الشامی وصرح فیہ ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم.(۲) فقط۔

منکرین حدیث کی امامت:

(سوال ۸۱۹) جو فرقہ حدیث کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ۔

(الجواب) قادیانی فرقہ جو کہ حدیث کا منکر ہے وہ کافر ہے ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے اور غیر مقلدوں کا فرقہ جو کہ اپنے کو اہل حدیث کہتا ہے وہ بھی درحقیقت اہل حدیث نہیں ہیں ان کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے۔ امام عالم سنی حنفی کو مقرر کرنا چاہئے۔(۳) فقط۔ (فرقہ منکرین حدیث کی امامت بھی درست نہیں ہے علماء نے ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دے دیا ہے ظفیر)

جس امام پر شبہ ہو کہ اس نے زنا کیا:

(سوال ۸۲۰) ایک شخص امام مسجد ہے اس نے اپنی زوجہ کی والدہ سے زنا کیا ہے حالانکہ وہ چار سال سے بیوہ تھی۔ اس کو حمل بھی ہوا۔ باگرچہ شہادت زنا ثابت نہیں مگر وہاں بسبب پردہ اور کوئی داخل نہیں ہوسکتا تھا اس کی اہلیہ نابالغہ تھی۔ دو گاؤں کا اس کے اس برے فعل پر پورا شک ہے۔ ایسا شخص قابل امامت ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ امام مذکور کی طرف ایسا شبہ ہے تو اس کو امام نہ بنانا چاہئے اور اس کو بھی چاہئے کہ امام نہ بنے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ام قوماً وھم لہ کارھون.(۴) فقط۔

جس نے غلطی سے حالت جنابت میں نماز پڑھادی:

(سوال ۸۲۱) زید محتلم نے خطاءً نماز پڑھ لی اور اپنی خطاء پر نادم ہے اور تائب ہے۔ تو اب زید قابل امامت رہا یا نہیں۔

(الجواب) اس نماز کی قضاء کر لیوے اور توبہ کے بعد گناہ اس کا معاف ہوگیا وہ قابل امامت ہے)۔(۵) فقط (ارشاد

---

(۱) ومتی اخر شاھد الحسبۃ شھادتہ بلا عذر فسق (الدر المختار علی ھاھمش رد المحتار کتاب الشھادۃ ج۱ ص ۵۱۴۔ ط.س. ج۵ ص ۴۶۳) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب الامامۃ ج۱ ص ۵۲۳۔ ط.س. ج۱ ص ۵۶۰۔ ۱۲ ظفیر.

(۳) وحاصلہ ان کان ھوی لا یکفر صاحبہ تجوز الصلوٰۃ خلفہ مع الکراھۃ والا فلا ھکذا فی التبیین والخلاصہ وھو الصحیح ھکذا فی البدائع (عالمگیری کشوری باب الامامۃ ج۱ ص ۸۳۔ ط.م ج۱ ص ۸۴) ظفیر. (۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج۱ ص ۵۲۲۔ ۱۲ ظفیر. (۵) کما یلزم اخبار القوم اذا امھم وھو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن الخ الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج۱ ص ۵۵۳۔ ط.س. ج۱ ص ۵۹۱) ظفیر.

نبوی ہے۔" التائب من الذنب کمن لا ذنب له "(مشکوٰۃ۔باب الاستغفار ص ۲۰۶۔ظفیر۔

جس امام میں مندرجہ ذیل عیوب ہوں اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱/۸۲۲) زید نے مسجد کی سفیدی اور صفائی کے لئے پیشہ ور طوائفوں سے ان کی حرام کمائی میں سے چندہ لیا۔

(سوال ۲/۸۲۳) زید مذکور چند پیسوں اور گلگلوں کے لالچ سے رنڈیوں کو منت کا طاق بھرنے کے لئے نماز فجر کے وقت محراب کے اندر کا طاق بھرنے کے لئے مسجد کے اندر جانے دیتا ہے اور ان کے تبعہ ولحقہ ویسے ہی برہنہ پاؤں وبے طہارت مسجد کے فرش اور نماز کی صفوف کو پامال کرتے ہوئے ممبر تک پہنچتے ہیں۔

(سوال ۳/۸۲۴) زید مذکور جوان ہے اور اس کے کمرۂ خاص میں اکثر مسلمان اور بیشتر ہندو جوان عورتیں گنڈے تعویذ لینے کے واسطے آتی ہیں اور علاوہ دیگر نسوانی تمناؤں کے اکثر آس واولاد کی بھوکی بھی ہوتی ہیں اور ہنود میں ایک مسئلہ نیوگ کا ہے یعنی اگر کسی عورت کا شوہر نامرد ہو اور اولاد پیدا کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ عورت کسی اور شخص سے استقرار حمل کرا سکتی ہے۔

(سوال ۴/۸۲۵) زید نے ایک غیر کی منکوحہ عورت کو کار خدمت کے حیلہ سے بلا منظوری اس کے شوہر کے اپنے گھر میں ڈال لیا ہے اور اس کے شوہر کے پاس جانے نہیں دیتا ایسی صورت میں زید کو امام مسجد مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس سے نکاح پڑھوانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید کی حرکات قبیحہ اس صورت میں ایسی درج ہیں جن کی وجہ سے زید کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(۱) زید کو خود لازم ہے کہ جب کہ مقتدیان اس کے افعال قبیحہ کی وجہ سے اس کی امامت سے ناخوش ہیں تو وہ امام نہ بنے۔ کما فی الدر المختار ولوام قوماً وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالا مامة منه كره له ذلك تحريماً لحديث ابی داؤد. ولا يقبل الله صلوٰة من تقدم قوماً وهم له كارهون الخ.(۲) اور نیز ظاہر ہے کہ زید بوجہ ان افعال قبیحہ کے فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور عزل اس کا واجب ہے جیسا کہ شامی میں ہے کہ فاسق کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے۔ واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بان لايهتم لامردينه وبان فی تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً الى ان قال فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى فی شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا قال ولذالم تجز الصلوٰة خلفه اصلاً عند مالك ورواية عن احمد الخ شامی (۳) ص ۳۷۶ جلد اول فقط۔ (یہ صفحات اصل کتاب میں جو حضرت مفتی صاحبؒ نے کہیں کہیں ڈالے ہیں وہ شامی مطبوعہ مجتبائی دہلی کے ہیں اور حاشیہ میں مصری مطبوعہ دار الخلافۃ العثمانیہ کے ہیں۔ظفیر)

اس کی امامت جو موئے زیر ناف نہ مونڈے:

(سوال ۸۲۵) اگر کوئی شخص موئے زیر ناف بوجہ کمزوری کے نہ مونڈے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) ان كراهة تقديمه ای الفاسق كراهة تحريم(ردالمحتار باب الا مامة ج۱ ص۵۲۳.ط.س.ج۱ص۵۵۹......۵۶۰)ظفير.(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الامامة ج۱ ص ۵۲۲ ط.س.ج۱ص۵۵۹.۱۲ظفير.(۳) ردالمحتارباب الا مامة ج۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج۱ص۵۶۰.۱۲ظفير.

(الجواب) نماز اس کی صحیح ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط۔

لنگڑے کی امامت:

(سوال ۸۲۶) لنگڑا آدمی اگر عالم ہو اور دوسرا آدمی مسائل نماز سے واقف ہو تو اس حالت میں اس لنگڑے عالم کی امامت جائز ہے یا نہیں، صاحب ہدایہ نے امامت اعمیٰ کو مکروہ کہا ہے، باوجود یہ کہ عبداللہ بن ام مکتوم کو حضرت ﷺ نے امام بنایا ہے لوگوں کی نفرت کی وجہ سے مکروہ فرمایا ہے۔

(الجواب) ایسا لنگڑا جو بعض قدم پر کھڑا ہوتا ہے اس کی امات کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے کہ اگر غیر اعرج عالم مسائل نماز سے واقف موجود ہو تو وہ اولیٰ ہے، شامی میں ہے و کذا اعرج یقوم ببعض قدمه فالا قتداء بغیره اولیٰ.(۲) اگر دوسرا عالم مسائل نماز موجود نہ ہو اور لنگڑا عالم موجود ہو تو وہی افضل ہے امامت کے لئے جیسا کہ اعمیٰ کے بارہ میں بھی فقہاء نے ایسا ہی لکھا ہے۔شامی قید کراهة امامة الا عمی فی المحیط وغیره بان لایکون افضل القوم فان کان افضلهم فهو اولیٰ(۳) اور اسی طرح قوم کی نفرت اس وقت موجب کراہت ہے کہ امام میں کوئی عیب شرعی یعنی فسق وغیرہ ہو درمختار میں ہے ولو ام قوماً وهم له کارهون ان الکراهة لفساد فیه او لا نهم احق بالا مامة منه کره له ذلک تحریماً لحدیث ابی داؤد الخ وان هو احق لا والکراهة علیهم الخ.(۴) فقط۔

بعد وفات اولیاء کی حیات کا جو قائل نہ ہو اس کی امامت:

(سوال ۸۲۷) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اولیائے کرام بعد از وفات حیات نہیں رہتے اور ان سے امداد طلب کرنے والے مشرک ہیں اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اولیاء اللہ کی کرامات اور تصرفات بعد ممات بھی ثابت ہیں (۵) اس کو شرک کہنا بھی غلط ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے مدد نہ مانگی جاوے جیسا کہ ایاک نعبد وایاک نستعین (۶) میں مذکور ہے۔فقط۔

جو امام مسجد کا مال اپنی ذات پر خرچ کرے اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۸۲۸) طاعون کے زمانہ میں لوگوں نے امام مسجد کو زیور و پارچہ و نقد مسجد میں لگانے کے لئے دیا، لیکن امام نے اس کو مسجد میں صرف نہیں کیا بلکہ اپنے مصارف میں خرچ کر لیا اس امام کے لئے کیا حکم ہے، وہ لائق امامت ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ صریح خیانت ہے اور ضمان اس کے ذمہ لازم ہے۔اور اگر وہ امام توبہ نہ کرے اور ضمان ادا نہ کرے تو امام

---

(۱) اگر معقول عذر نہ ہو تو ہر جمعہ کو صاف کرنا چاہئے اور چالیس دن سے زیادہ چھوڑے رکھنا مکروہ تحریمی ہے ویستحب حلق عانته وتنظیف بدنه بالا غتسال فی کل اسبوع مرة والا فضل یوم الجمعة وجاز فی کل خمسة عشرو کره ترکه وراء الاربعین (درمختار) ای تحریما لقول المجتبی ولا عذر فیما وراء الا ربعین ویستحق الو عید اه (ردالمحتار. کتاب الخطر والا باحة فصل فی البیع ج۵ ص ۳۵۸ ط.س. ج۲ ص۴۰۶.....۴۰۷) ظفیر.
(۲) ردالمحتارباب الا مامة ج۱ ص ۵۲۵..ط.س. ج۱ ص۵۶۲. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتارباب الا مامة ج۱ ص ۵۲۳.ط.س. ج۱ ص۵۶۰. ۱۲ ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الامامة ج۱ ص ۵۲۲.ط.س. ج۱ ص۵۵۹. ۱۲ ظفیر.
(۵) وقیل ببقاء الکرامة بعد الموت لعدم الا نعزال عن الو لایة بالموت وقیل لا لظاهر نحو اذا مات ابن ادم انقطع عمله الخ ویجوز التوسل الی الله تعالیٰ ولا ستغاثة بالا نبیاء والصالحین بعد موتهم لان المعجزة والکرامة لا تنقطع بموتهم وعن الرملی ایضا بعدم انقطاع الکرامة بالموت وعن امام الحرمین ولا ینکرا لکرامة ولو بعد الموت الا رافضی (البریقه ج۱ ص ۲۷۰) ظفیر. (۶) سورة الفاتحه ۱۲ ظفیر.

رکھنے کے لائق نہیں۔(۱) فقط۔

جھوٹ بولنے والے گھڑی ساز کی امامت:

(سوال ۸۲۹) ایک مولوی صاحب نے ایک حافظ امام مسجد کو جو گھڑی ساز بھی ہیں اپنی گھڑی دی کہ اس میں نیا فنر ڈالدو اور ایک روپیہ اس کی قیمت بھی دے دی۔ حافظ مذکور نے اسی فنر کو جوڑ دیا نیا فنر نہیں ڈالا اس وجہ سے گھڑی بند ہوگئی۔ پھر دوسرے گھڑی ساز کو ایک روپیہ دے کر فنر ڈلوایا۔ اس حافظ کے لئے کیا حکم ہے نماز اس کے پیچھے ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

بغیر ثبوت جس امام پر تہمت لگائی جائے اس کی امامت:

(سوال ۸۳۰) یہاں کے مہتمم صاحب کے نام کسی شخص نے ایک خط لکھ کر مسجد کے پیش امام پر یہ الزام لگایا کہ تمہارے امام نے اپنی پہلی منکوحہ کی لڑکی سے نکاح کیا ہے۔ بھیجنے والے نے اپنا نام و پتہ خط میں نہیں لکھا۔ اس خط کے سواء کوئی ثبوت اور گواہ نہیں ہے اور امام مذکور کو اس معاملہ سے صفا انکار ہے تو شرعاً ایسے خط پر اعتبار کر کے مذکورہ امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے خط اور تحریر لا پتہ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور جب کہ امام مذکور واقعہ مذکورہ سے انکار کرتے ہیں تو محض اس تحریر غیر ثابت کی بناء پر امام صاحب موصوف کو متہم بفعل مذکور نہیں کر سکتے اور ان کو امامت سے معزول نہیں کر سکتے، اور خیرات ومبرات سے ان کو محروم نہیں کر سکتے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم الآیت.(۳) فقط۔

شریعت کو حکم نہ تسلیم کرنے والے کی امامت:

(سوال ۸۳۱) جو شخص مولوی اور واعظ ہو کر اپنے تنازعات کو بروئے شریعت حقہ تصفیہ کرانے سے گریز کرتا ہے لیکن عوام کے دریافت کرنے پر کہتا ہے کہ میں شریعت پر فیصلہ کرنے پر تیار ہوں اور موقع پر کہتا ہے کہ اگر میں شریعت کو حکم مقرر کر لوں تو میرا نقصان ہے لہذا ایسے شخص کے ایمان اور امامت کا کیا حکم ہے اور اس سے تعلق رکھنا اور امداد کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) قال اللّٰہ تعالیٰ فلا وربک لایو ٔمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً.(۴) پس جو شخص حکم شریعت پر رضامند نہ ہو اور دل سے اس کو قبول نہ کرے اس کے مومن نہ ہونے کی خبر جناب باری تعالیٰ نے دی ہے۔ اور دوسری جگہ حکم الٰہی کے نہ ماننے والوں پر کفر و فسق کا حکم فرمایا ہے۔ پس وہ شخص جو فیصلہ شریعت کو تسلیم نہیں کرتا اور اس کے مقابلہ میں فیصلہ عدالت کو جو کہ خلاف شریعت ہے ناطق سمجھتا ہے ظالم و فاسق ہے اور اس کے کفر کا خوف ہے۔ لہذا شخص مذکور لائق امامت و تولیت کے نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) ان کراھۃ تقدیمہ ای الفاسق کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰) ظفیر.

(۲) ویکرہ امامۃ عبدالخ وفاسق (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر.

(۳) سورۃ الحجرات . ۲ . ۱۲ ظفیر.

(۴) سورۃ النساء . رکوع ۹ . ۱۲ ظفیر.

(۵) ان کراھۃ تقدیمہ ای الفاسق کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰) ظفیر.

اور ایسا شخص اگر تائب نہ ہو تو اس سے ارتباط واختلاط حرام ہے اور قطع تعلقات واجب ہے اور مدد کرنا کسی عاصی وفاسق کی اس کی معصیت اور فسق پر حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الا ثم والعدوان.(۱)فقط۔

شریعت پر رواج کو ترجیح دینے والے کی امامت وتولیت:

(سوال ۸۳۲) جو شخص عالم اور اہل حدیث ہو کر اپنی بہنوں کو باپ کے ترکہ سے حصہ نہ دے اور کہے کہ ہم رواج کے پابند ہیں اس لئے ہم شرعی حصص تقسیم نہیں کرتے بلکہ اس کے ایماء سے اس کے جاہل بھائی نے عدالت میں بیان کیا ہے کہ چونکہ عورتیں ناقص العقل ہیں اس لئے ان کے لئے کوئی حصہ اور ترکہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تؤتوا السفھاء اموالکم.

نیز ایک عالم کے دریافت کرنے پر کہ اگر تم اسی خیال میں مرگئے تو نجات کی کوئی صورت ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ ہم جہنم کو جائیں گے مگر یہ کام نہیں کریں گے۔ ایسے شخص کی امامت وتولیت مسجد یا اس سے رشتہ وغیرہ کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) عورت کا حصہ نصف مذکر سے نص قطعی سے ثابت ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الا نثیین (۲) پس عورتوں کے حصہ سے انکار کرنا نص قطعی سے انکار ہے جو کہ کفر ہے اور آیۃ ولا تؤ تو السفھاء اموالکم الآیۃ(۳) سے اس بارہ میں استدلال کرنا سخت جہالت ہے اور گمراہی ہے اور مقابلہ ہے نص قطعی کا اپنے خیال باطل سے اور یہ قول اس کا کہ ہم جہنم میں الخ کفر صریح ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے ومن قال لمن یأمر بالمعروف وینھی عن المنکر ما ذا اعرف العلم او ماذا اعرف اللہ انی وضعت نفسی للجحیم او قال اعددت نفسی للجحیم الخ کفرای لانہ اھان الشریعۃ او ایس من الرحمۃ فکلاھما کفر شرح.(۴)فقہ اکبر۔ پس شخص مذکور کو امام اور متولی بنانا اور اس سے تعلق رکھنا اور رشتہ قائم رکھنا سب حرام اور ناجائز ہے۔ فقط۔

خشخشی داڑھی والے کے پیچھے نماز:

(سوال ۸۳۳) زید کی داڑھی کٹی ہوئی ہے بمقدار ایک دو انگل کے باقی ہے پوری چار انگل نہیں ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم داڑھی کا قطع کرانا حرام ہے واما قطعھا وھی دونھا فلم یبحہ احد الخ(۵) اور نیز درمختار میں ہے ولذایحرم علی الرجل قطع لحیتہ (۶) پس شخص مذکور کے پیچھے نماز مکروہ ہے اگرچہ بحکم صلوا خلف کل بر وفاجر اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے لیکن ایسے شخص کو امام بنانا نہ چاہئے لان فی امامتہ تعظیمہ

---

(۱)سورۃ المائدۃ کوع ۱.۱۲ ظفیر.
(۲)سورۃ النساء رکوع ۲.۱۲ ظفیر.
(۳) النساء. رکوع ۱.۱۲ ظفیر.(۴)شرح فقہ اکبر قبیل فصل فی الکفر صریحۃ وکنایۃ ص ۲۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۵)الدر المختار علی ہامش ردالمحتار. کتاب الصوم.باب مایفسد الصوم مطلب فی الا خذمن اللحیۃ ج ۲ ص ۱۲۵ ط.س. ج۲ص۴۱۸. ۱۲ ظفیر.(۶)ایضا کتاب الخطر والاباحۃ فصل فی البیع ج ۵ ص ۳۵۹ اس سے پہلے " والسنۃ فیھا القبضۃ.ط.س.ج ا ص ۴۱۷.

وتعظیم الفاسق حرام . شامی۔(۱) فقط۔

مرزائی سے تعلق رکھنے والے کی امامت:

(سوال ۸۳۴) اگر کوئی مرزائی مسجد کے حجرہ میں امام مسجد کے پاس بیٹھ کر نمازیوں میں نفاق پیدا کرا کر گروہ بندی کرائے اور امام جو اس کی باتوں پر عمل کرتا ہے نمازیوں کے روکنے پر بھی نہ مانے تو ایسا امام مسجد میں رکھنے کے لائق ہے یا نہیں۔

(الجواب) امام مذکور سے صاف کہا جاوے کہ اگر تو نے مرزائی کے ساتھ تعلق اور ربط رکھا اور اس کو اپنے پاس رکھا تو تجھ کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ اگر وہ پھر بھی باز نہ آوے تو اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جاوے۔(۲) اور اس مرزائی کو مسجد کے حجرہ میں نہ رکھا جاوے فوراً نکال دیا جاوے۔(۳) فقط۔

بہرہ کی امامت:

(سوال ۸۳۵) جو شخص بہرہ ہو اور بالکل نہ سنتا ہو اس کی امامت کیسی ہے۔

(الجواب) بہرہ کی امامت درست ہے۔ فقط۔

جس امام پر شبہ ہو جائے:

(سوال ۱/۸۳۶) امام کے افعال پر مسلمانوں کو شبہات پیدا ہو جائیں تو ایسے شخص کو امام رکھا جائے یا علیحدہ کر دیا جائے۔

جس کی وجہ سے گروہ بندی ہو اس کی امامت:

(سوال ۲/۸۳۷) کسی امام کی وجہ سے مسلمانوں میں گروہ بندی اور جھگڑے ہو جاویں اس کو امامت پر رکھنا اولیٰ ہوگا یا علیحدہ کر دیا جاوے۔

(الجواب) (۱) ایسے شخص کو امامت نہ کرنی چاہئے اس کو علیحدہ ہو جانا چاہئے اور امامت اس کی مکروہ ہے **لحدیث من ام قوماً وهم له كارهون. الحديث**(۴)

(۲) ایسے شخص کا علیحدہ ہو جانا امامت سے بہتر ہے۔(۵) فقط۔

(اس لئے کہ امامت کا منشاء باہم رشتہ اتحاد و اتفاق کا مضبوط کرنا ہے اور یہاں وہی منشاء ختم ہو رہا ہے" **ومن حكمها نظام الا لفة وتعلم الجاهل من العالم . الدر المختار باب الامامة على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۵ .ظفير)**

ادنیٰ حال کی مراد:

(سوال ۸۳۸) امام کو مقتدی سے ادنیٰ حالاً نہ ہونا چاہئے۔ اگر امام ادنیٰ حالاً ہے تو اقتداء صحیح نہیں۔ ادنیٰ حالاً سے کیا مراد ہے۔

(الجواب) اس کا مطلب یہ ہے کہ امام نفل پڑھے مثلاً اور مقتدی فرض پڑھے تو متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز صحیح نہیں

---

(۱) ردالمحتار. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰ . ۱۲ ظفیر. (۲) اس لئے کہ وہ اپنے افعال کی وجہ سے فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے وکراهة تقديمه اى الفاسق كراهة تحريم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰ .) ظفیر. (۳) اس لئے کہ وہ مرتد ہے اور مرتد کو پناہ دینا بالخصوص اس طرح کہ مسلمانوں کو اس سے نقصان پہنچے درست نہیں ہے ۱۲ ظفیر۔ (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹ . ۱۲ ظفیر. (۵) ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولا نهم احق بالا ما مة منه كره الخ (ايضا ج ۱ ص ۵۲۲ . ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹) اور کچھ نہ ہو تو یہی بات کافی ہے کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں میں باہم اختلاف ہے جو نہایت بری چیز ہے واللہ اعلم۔ ظفیر۔

ہے۔ باقی مطلب یہ نہیں ہے جو سائل نے لکھا ہے بلکہ ان صورتوں میں نماز دونوں کی صحیح ہے یعنی امام کی بھی اور مقتدی کی بھی۔ مثلاً امام اگر عالم نہیں اور مقتدی عالم ہے، (۱) یا امام کے سر پر عمامہ نہیں اور مقتدی کے سر پر عمامہ ہے تو اس طرح نماز سب کی صحیح ہے۔ فقط۔

پابند نماز حافظ کی امامت جو اپنا شامیانہ کرایہ پر دیتا ہو درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۳۹) زید حافظ ہے، پنجوقتہ نماز کا پابند ہے یعنی ہر صورت میں وہاں کے باشندوں سے افضل ہے، مگر وہ ہندو مسلمانوں میں اپنا شامیانہ کرایہ پر دیتا ہے اور اس کو موقع پر لگانے بھی جاتا ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) بعض مواقع غیر مشروعہ مثلاً ناچ رنگ کی محافل کے لئے شامیانہ کرایہ پر دینا اور جا کر نصب کرنا اعانت علی المعصیت ہے جو کہ بموجب حکم خداوندی جل شانہ وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان. (۲) حرام ہے اس لئے اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے۔ (۳) اگر کوئی دوسرا شخص صالح لائق امامت موجود ہو تو اس کو امام بنایا جائے ورنہ اسی کے پیچھے نماز پڑھ لیں کہ انفراد سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔ درمختار۔ (۴) فقط۔

جسے پیشاب کا شبہ ہو اس کی امامت:

(سوال ۸۴۰) زید کو اکثر بلا احساس قطرۂ پیشاب آ جاتا ہے اور کبھی آتا بھی نہیں مگر زید ہر وقت متشکک رہتا ہے کہ شاید قطرہ آ گیا ہو اور وہ پانی سے استنجاء کرنے کے بعد کپڑے سے خشک کر کے پھر ڈھیلے سے خشک کر کے وضو کر لیتا ہے اور لنگوٹ بھی باندھتا ہے اس ترکیب سے اس کو قطرہ کم آتا ہے اور جب قطرہ آ جاتا ہے تو پھر صرف ڈھیلے سے صاف کر کے وضو کر کے ماز پڑھتا ہے، قطرہ کے بعد پانی سے صاف نہیں کرتا اس حالت میں زید کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اور وہ امام بھی ہے اس کی امامت صحیح ہے اور آئندہ بھی صحیح ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اس حالت میں زید کی نماز ہو جاتی ہے اور اس کی امامت بھی صحیح ہے اور آئندہ بھی اس کی امامت میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (۵) فقط۔

جو شخص آنحضرت صلعم کو مشرک کی اولاد کہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۴۱) ایک شخص علانیہ یہ کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بت پرست یعنی مشرک کی اولاد سے ہیں اور کافر کے مکان میں پیدا ہوئے ہیں۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایک حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے اپنے باپ کا اور آپ ﷺ کے باپ کا حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ان ابی و اباک فی النار. (۶) یعنی میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہے۔

---

(۱) ومثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیره مطلقا (درمختار) ای وان كان غیره من الحاضرین من هو اعلم واقرأ منه (رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر.

(۲) سورة المائدة ركوع ۱. ظفیر. (۳) ویكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار باب الامامة. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر.

(۴) وفی النهر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة (درمختار) افادان الصلوٰة خلفهما اولی من الانفراد (ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲) ظفیر.

(۵) ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل ویلیه فی الفضل الاقتصار علی الماء ویلیه الاقتصار علی الحجر وتحصل السنة بالكل وان تفاوت الفضل (ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۸) ظفیر.

(۶) ردالمحتار باب نكاح الكافر مطلب فی الكلام علی ابوی النبی صلی الله علیه وسلم (ج ۲ ص ۵۳۰) ۱۲ ظفیر.

اور ایک روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی والدہ کے لئے طلب مغفرت کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اور زیارت قبر کی اجازت چاہی تو دے دی۔(۱) ظاہر ان روایت کا یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین نے بحالت کفر وفات پائی اس میں علماء نے کچھ تفصیل اور تحقیق بھی فرمائی ہے اور بحث کی ہے اور بعض روایات ایسی بھی نقل کی ہیں جن سے آپ کے والدین کا دوبارہ زندہ ہو کر ایمان لانا ثابت کیا ہے ۔بہر حال اس میں بحث کرنے کو علماء نے منع فرمایا ہے۔ پس سکوت اس میں اسلم ہے۔(۲) فقط۔

جو اجرت لے کر مسئلہ شرعی بتلائے اس کی امامت:

(سوال ۸۴۲) ایک امام مسجد اجرت لے کر مسئلہ شرعی بتلاتا ہے اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) ایسی امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے جب تک وہ تائب نہ ہو۔ فقط۔(۳)

بدعت کے خلاف بولنے والے کی امامت:

(سوال ۸۴۳) زید متبع سنت اور صالح ہے ایک قوم کا امام ہے اور حافظ قرآن ہے، قوم نے ایک موقعہ پر زید پر یہ زور دیا کہ وہ قرآن مجید قبر پر پھیرے اور دیگر رسومات کا مرتکب ہو۔ زید نے تنگ آ کر یہ کہہ دیا کہ قران مجید پھیرنے کی بات نکالنے والے کی ایسی تیسی یعنی گالی دی۔ مقتدیوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور داد ودہش بند کر دی۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ غرض زید کی اس جملہ مذکورہ کے کہنے سے رسم مذکورہ کے ایجاد کرنے والے کی مذمت کرنا اور اس کو سب وشتم کرنا ہے۔ اور یہ رسم قبور پر قرآن خوانی اور اس پر اجرت لینے دینے کی بلاشبہ ناجائز اور خلاف شریعت ہے۔ لہذا زید رسم مذکورہ کی نسبت کلمہ مذکورہ کہنے کی وجہ سے مرتکب کسی گناہ کا یا کافر و فاسق نہیں ہوا، کیونکہ رسوم خلاف شرع کا انکار کرنا عین اتباع سنت ہے جو موجب اجر وثواب ہے۔ لہذا وہ بدستور لائق امامت ہے، مقتدیوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز نہ کرنا چاہئے اور اس کی تذلیل وتحقیر کرنا حرام اور ناجائز ہے اور اس وجہ سے معزول کرنا اس کا امامت سے درست نہیں ہے اور اس کے حقوق کو روکنا درست نہیں ہے۔(۴) فقط۔

جو یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ کا جسم بوقت معراج خدا کے جسم سے متصل ہو گیا:

(سوال ۸۴۴) ایک شخص یہ کہتا ہے کہ بوقت معراج آنحضرت ﷺ اور خدا تعالیٰ کا جسم بالکل ایک ہو گیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتارباب نکاح الکافر مطلب فی الکلام علی ابو ی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج۲ ص ۵۳۰.ط.س. ج۲ص ۱۸۴ ۱۲ ظفیر. (۲)الا تری ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم قدا کرمہ اللہ تعالی بحیاۃابویہ لہ حتی امنا بہ الخ (ردالمحتارباب المرتد مطلب فی احیاء ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۳ ص ۴۰۰.ط.س. ج۴ص ۲۳۱)روایات مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ جو شخص مذکورہ کلمات کہتا ہے اس کی امامت درست ہے۔ گو اسے سکوت کرنا بہتر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے ووالدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتا علی الکفر(ص ۱۳۰)ظفیر. (۳)لان اخذ الا جرۃ علی بیان حکم الشرعی لا یحل عند نا وانما یحل علی الکتابۃ لا نہا غیر واجبۃ علیہ .واللہ اعلم (ردالمحتار کتاب القاضی مطلب فی حکم الھدیۃ للمفتی ج ۴ ص ۴۳۲.ط.س. ج۵ص ۳۷۴)ظفیر. (۴)ولوام وھم کارھون الکراھۃ لفساد فیہ الخ کرہ لہ ذالک الخ وان ھواحق لا والکراھۃ علھیم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الامامۃ ج۱ ص ۵۲۲.ط.س. ج۱ ص۵۵۹)ظفیر.

(الجواب) قول اس شخص کا غلط ہے اور خلاف عقیدہ اہل سنت و جماعت وعقیدہ اہل اسلام ہے۔ لہذا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ (۱) فقط۔

اولاد کی شادی میں ڈھول بجوانے والے کی امامت:

(سوال ۸۴۵) زید نے اپنے پسر کی تقریب نکاح میں پندرہ بیس یوم پہلے سے ڈھول بجوایا اور دیگر رسوم بھی کی گئیں زید افیون بھی کھاتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید اس صورت میں فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور وہ امامت کے لائق نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ (۲) فقط۔

تصویر و پتلہ بنانے والے کی امامت:

(سوال ۸۴۶) ایک امام مسجد تصویر پتلے وغیرہ بناتے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۳) فقط۔

نماز میں سونے والے کی امامت:

(سوال ۸۴۷) مرض نوم ہے جو اکثر اوقات قائم رہتا ہے حتی کہ حالت نماز میں بھی سوتا رہتا ہے دوسرے کے فتح سے ہوش میں آتا ہے اور تعویذ گنڈہ بھی کرتا ہے اور قران شریف بھی ٹھیک نہیں کرتا اور کذب وغیرہ بھی بولتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں اور وہ شخص قابل امامت ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز میں سو جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ البتہ اگر کوئی غلطی قراءۃ میں ایسی کرے جس سے معنی بدل جائیں وہ غلطی مفسد صلوٰۃ ہے ہوتو نماز فاسد ہو جاوے گی مگر اس میں سونے والا اور غیر سونے والا برابر ہے۔ اسی طرح تعویذ گنڈہ کرنا آیات قرآنیہ سے اور ادعیہ ماثورہ سے درست ہے۔ اس میں بھی کچھ گناہ نہیں ہے اور اس وجہ سے اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے البتہ کذب وافتراء پردازی کی خصلت موجب فسق ومعصیت ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور ایسا شخص اگر تائب نہ ہو تو لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

عدم طہارت میں امامت:

(سوال ۸۴۸) اگر کسی نے عدم طہارت کی حالت میں امامت کی ہو اور اس کو تعداد نمازوں اور مقتدیوں کی یاد نہ ہو تو اس کو علاوہ اپنی نماز قضا کرنے کے مقتدیوں کے لئے کیا تدبیر کرنی چاہئے۔

(الجواب) اگر اس کو کچھ یاد نہیں ہے اور تعیین نمازوں کی اور مقتدیوں کی نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ اطلاع کرنا دشوار ہے۔ اس لئے ان مقتدیوں کے اوپر اس صورت میں کچھ مواخذہ نہیں اور ان کو چونکہ علم فساد نماز کا نہیں ہوا تو ان پر اعادہ بھی واجب نہیں۔ کما فی الشامی واما صلوتھم فانھا وان لم تصح ایضاً لکن لایلزمھم اعادتھا لعدم

....

(۱) ویکرہ امامة عبد الخ ومبتدع ای صاحب بدعة وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبھة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

(۲) ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق درمختار) من الفسق وھو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر الخ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳) ط.س. ص ۵۵۹ ج ۱ ظفیر

(۳) عن عبدالله بن مسعود قال سمعت رسول الله صلی الله علیه یقول اشد الناس عذابا عند الله المصورون متفق علیه (مشکوٰة باب التصاویر ص ۳۸۵) ویکرہ امامة عبدالخ وفاسق (درمختار باب الا مامة. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر

(۴) وان کراھة تقدیمه ای الفاسق تحریم (رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ (ط.س ص ۵۵۹ ج ۱ ظفیر)

علمهم (۱) پس شخص مذکور اپنی نمازوں کو لوٹا لیوے اور اس گناہ سے استغفار وتوبہ کرے جو اس سے بے طہارت نماز پڑھنے کا ہوا، اور مقتدیوں کے لئے استغفار کرنا بھی اچھا ہے۔ فقط

شیعہ تبرائی کی امامت:

(سوال ۸۴۹) ایک شخص مذہب اہل تشیع کا رکھتا ہے اور حدیث شریف وفقہ کو نہیں مانتا اور اصحاب کبارؓ کی توہین کرتا ہے۔ سب تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور مجالس شیعہ میں مرثیہ خوانی کرتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے تراویح اور نماز پنجگانہ میں اقتداء کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بلکہ یہ شخص رمضان شریف سے ہفتہ عشرہ پہلے تائب ہوجاتا ہے۔ بعد رمضان کے پھر افعال مذکورہ کرنے لگتا ہے۔

(الجواب) ایسے شخص کی اقتداء تراویح اور فرائض میں نہ کی جائے۔ لیکن جس وقت وہ توبہ کرلیتا ہے اس وقت اس کی اقتداء درست ہوجاتی ہے اور اگر تجربہ اور بار بار کی اس کی اس حرکت سے یہ ظاہر ہو کہ اس کا عقیدہ وہی ہے جو کہ یہ بعد رمضان شریف کیا کرتا ہے تو اس کو کبھی امام نہ بنایا جاوے۔ تاوقتیکہ اس کی توبہ صادقہ کا یقین نہ ہوجاوے۔ (۲)

غیر اللہ کے سجدہ کے قائل کی امامت:

(سوال ۸۵۰) زید کا یہ عقیدہ ہے کہ سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے خواہ قبور ہوں یا اور کچھ حرام ہے شرک نہیں۔ اگر معبود سمجھ کر کرے گا تو شرک ہوگا اور اگر شرک ہوتا تو حضرت آدم وحضرت یوسف علیہما السلام کو سجدہ نہ کرایا جاتا۔ آیا اس بارہ میں شرک ہوا یا نہیں۔ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) درمختار اور شامی میں منقول ہے کہ غیر اللہ کو تعظیماً اور عبادۃً سجدہ کرنا حرام ہے اور کفر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تعظیماً سجدہ کرنا بھی عبادت میں داخل ہے اور سجدہ تعظیمی عین سجدۂ عبادت ہے جو کہ باتفاق کفر ہے۔ البتہ سجدۂ تحیۃ میں جو کہ سلام کی جگہ ہوتا ہے اختلاف ہے کہ کفر ہے کہ نہیں مگر حرمت میں اور گناہ کبیرہ ہونے میں اس کے بھی اختلاف نہیں ہے اور سجدہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اس شریعت میں منسوخ ہوگیا ہے۔ پس زید مذکور کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ درمختار میں ہے **وهل يكفر ان على وجه العبادة والتعظيم كفروان على وجه التحية لا وصار اثماً مرتكباً للكبيره لكبير. انتهىٰ** (۳) **ملخصاً وفى الشامى ذكر الصدر الشهيد انه لايكفر بهذا السجود لانه يريد به التحية وقال شمس الأئمة السرخسى ان كان لغير الله تعالىٰ على وجه التعظيم كفر قال القهستانى وفى الظهيرية يكفر بالسجدة مطلقاً. شامى** (۴) جلد ۵۔ پھر اس کے بعد شامی نے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدۂ ملائکہ نے کیا تھا وہ منسوخ

---

(۱) ردالمحتار . واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى رأى مقتد بطلت فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة الموتم صحة وفسادا كمايلزم الامام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث اوجنب او فاقدشرط اوركن (الدرالمختار على هامش ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ / ص ۵۵۳ .ط.س. ج ۱ ص ۵۹۱) صلى جماعة الخ مع امام الخ فمن تيقن مخالفة امامه فى الجهة الخ لم تجز صلاته الخ ومن لم يعلم ذالك فصلاته صحيحة (ايضاً باب صفة الصلو ةصحيحة (ايضاً باب صفة الصلوة ج ۱ /ص ۴۰۶ .ط.س. ج ۱ ص ۴۳۶) ظفير (۲) ويكره امامة عبد الخ وفاسق الخ ومبتدع اى صاحب بدعة وهى اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول (درمختار) اماالفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامردينه وبان فى تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا الخ بل مشى فى شرح المنية ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ / ص ۵۲۳ .ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰) قال المرغينانى الخ لاتجوز الصلوة خلف الرافضى (عالمگيرى كشورى باب الامامة ج ۱ / ص ۸۳ .ط.م. ج ۱ ص ۸۴) ظفير.

(۳) الدرالمختار على ہامش ردالمحتار كتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء ج ۵ / ص ۳۳۷ ص ۳۳۸ .ط.س. ج۶ ص ۳۸۳ .۱۲ ظفير (۴) ردالمحتار باب ايضاً ج ۵ ص ۳۳۸ .ط.س. ج۶ ص ۳۸۳.

ہوگیا۔(۱) اس حدیث سے لو امرت احداً ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا (۲) الخ پھر لکھا ہے وکان جائزاً فیما مضی کما فی قصۃ یوسف علیہ السلام قال ابومنصور الماتریدی وفیہ دلیل علی نسخ الکتاب بالسنۃ الخ۔ شامی (۳) پس اس عبارت سے سب شبہات رفع ہوگئے۔ فقط

جس بچہ کی طوائف کے یہاں پرورش ہوئی اس کی امامت:

(سوال ۸۵۱) ایک لڑکے کے والدین بچپن میں مرگئے۔ اس نے طوائف کے یہاں پرورش پائی۔ قرآن شریف بھی پڑھ لیا، وہ امامت کرسکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ لڑکا جس نے طوائف کے گھر پرورش پائی ہے اگر اس نے قران شریف پڑھ لیا ہے اور مسائل نماز سے واقف ہے تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔ (۴)

اس کی امامت جس کی بیوی سود خوار ہو:

(سوال ۸۵۲) جس شخص کی بیوی سود خوار ہو اور اس کو علم ہو تو وہ امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر شوہر اس کو اس فعل سے منع کرتا ہے تو شوہر کی امامت میں کچھ کراہت نہیں۔ (۵)

جو چمار بچپن میں مسلمان ہوجائے اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۵۳) ایک لڑکے ذات کا چمار تھا اور عمر سوا برس کی تھی۔ ایک سید نے اس کو خرید کر مسلمان طریقہ پر لاکر پرورش کی۔ اب وہ لڑکا بالغ ہے اور طریقہ اسلام پر قائم و مستحکم ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ شخص امامت کراسکتا ہے۔ نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ (۶) فقط

جو مقتدی کو منافق بتائے اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۵۴) جو پیش امام مسلمانوں کو عموماً اور اپنے مقتدیوں کو منافق بتائے اور یہ بھی کہے کہ آج کل تمام نمازیوں کے دل بوجہ منافق ہونے کے ٹیڑھے ہوچکے ہیں اس لئے صف سیدھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس امام کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) یہ اس امام کی بڑی جہالت ہے۔ اور وہ سخت عاصی ہے۔ ایسے امام کو معزول کردینا چاہئے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۷)

عشاء کوئی پڑھائے اور تراویح کوئی، تو یہ جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۸۵۵) زید نے عشاء کے فرض پڑھائے اور عمر نے تراویح پڑھائی اور عمر ہی نے وتر بھی پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) اختلفوا فی سجدۃ الملائکۃ قیل کان للّٰہ تعالیٰ والتوجہ الیٰ ادم للتشریف کاستقبال الکعبۃ وقیل بل لادم علی وجہ التحیۃ والاکرام ثم نسخ بقولہ علیہ السلام لوامرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا (ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء ج ۵/ ص ۳۳۸ ط.س. ج۶ ص۳۸۳......۳۸۴) ظفیر. (۲) ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب ا لاستبراء ج ۵/ ص ۳۳۸) ظفیر (۴) اس لئے کہ اس میں پھر کوئی عیب نہیں ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر. (۵) قال اللہ تعالیٰ لاتزرو وازرۃ وزراخری (القرآن) ظفیر (۶) قال اللہ تعالیٰ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم (الحجرات) ظفیر. (۷) ویکرہ تقدیم العبد الخ والاعرابی الخ والفاسق (ھدایہ باب الامامۃ ج ۱ / ص ۱۱۰) ظفیر

(الجواب) یہ صورت جائز ہے۔ تراویح پڑھانے والا وتر بھی پڑھا سکتا ہے۔ جب کہ وہ بالغ ہو، کیونکہ نابالغ کے پیچھے نہ تراویح درست ہے اور نہ وتر درست ہے۔ (۱)

تکبیرات انتقال میں جہر واجب ہے یا سنت:

(سوال ۸۵۶) تکبیرات انتقال کا جہر سے کہنا امام کو واجب ہے یا سنت۔ اگر امام ایک آدھ تکبیر سہواً جہر سے نہ کہے تو کیا سجدۂ سہو لازم آئے گا۔

(الجواب) سنت ہے اس کے ترک سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔ (۲) فقط

مسجد کی بے ادبی کرنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۸۵۷) ایک شخص امام مسجد ہے اس پر خیانت وغیرہ کا الزام ہے۔ اور ایک شخص نے امام مذکور سے کہا کہ آپ مسجد کی صفائی وغیرہ کا خیال رکھیں۔ امام نے کہا میں تو یہاں موتوں گا۔ لہذا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اس کو معزول کرنا چاہئے اور دوسرا امام عالم وصالح مقرر کیا جاوے جس میں اوصاف امامت موجود ہوں امام مذکور کا یہ کلمہ کہ میں تو یہاں موتوں گا کلمہ کفر کا ہے کیونکہ اس میں توہین مسجد کی ہے۔ (۳) لہذا اگر اس نے اس سے توبہ نہ کی تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ (۴) اور باقی امور جو خیانت کے متعلق ہیں ان سے وہ فاسق ہو گیا اس وجہ سے اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۵) بہر حال امام مذکور کا عزل کرنا واجب ہے اور مؤذن رکھنا بھی اس کو بحالت مذکورہ درست نہیں ہے۔ فقط۔

زانی توبہ کرنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۸۵۸) ایک شخص عرصہ سے امام مسجد ہے اس نے اپنی بھاوج سے ناجائز تعلق رکھا اور اس کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا۔ عورت کو اس کا شوہر لے آیا اور امام مذکور بھی آ گیا اب اس کی امامت کے متعلق کیا حکم ہے۔

(الجواب) وہ شخص اگر تائب ہو جائے اور پہلے افعال شنیعہ سے توبہ کرے اور اکثر نمازی اس کی امامت سے راضی ہوں تو اس کو امام بنانا درست ہے اور اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ (۶) فقط۔

کیا سن رسیدہ کی امامت مکروہ ہے:

(سوال ۸۵۹) ایک شخص چالیس سال سے امامت کرتا ہے لیکن اب تین چار سال سے اس کی نظر میں کچھ فرق آ گیا ہے لیکن پاکی وناپاکی کو خود دیکھ سکتا ہے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، یہ صحیح ہے یا

---

(۱) ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونفل علی الاصح (درمختار) والمختار انہ لا یجوز فی الصلوٰۃ کلھا (رد المحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۳۹ و ج ۱ ص ۵۴۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۶......۵۷۷) ظفیر۔

(۲) وسننھا، ترک السنۃ لایوجب فساد اولاسھوا، بل اساءۃ لو عامدا الخ رفع الیدین للتحریمۃ الخ وجھر الامام بالتکبیر بقدر حاجۃ للاعلام بالدخول والانتقال وکذا بالتسمیع والسلام (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی سنن الصلاۃ ج ۱ ص ۴۴۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۴......۴۷۵) ظفیر۔

(۳) وفی تتمۃ الفتاویٰ من استخف بالقران او بالمسجد او بنحوہ مما یعظم فی الشرع کفر (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۵)۔

(۴) اس لئے کہ جو حکماً کافر ہو گیا اس کی امامت جائز نہ ہوگی وقیدہ الخ بان لا تکون بدعتہ تکفرہ فان کانت تکفرہ فالصلاۃ خلفۃ لا تجوز (البحر الرائق باب الامامۃ ج ۱ ص ۳۷۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۴۹) ظفیر۔

(۵) ان کراھۃ تقدیمہ (ای الفاسق) کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳) ظفیر۔

(۶) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (مشکوٰۃ باب التوبہ والاستغفار ص ۲۰۶) ظفیر۔

نہیں۔

(الجواب) صورت مذکورہ میں امام مذکور کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہے بلا کراہت نماز صحیح ہے۔ فقط۔

حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۸۶۰) حنفی کی نماز شافعی المذہب والے کے پیچھے صحیح ہے یا نہیں۔ اور اگر شافعی المذہب رعایت حنفی کی نجاست وضووغیرہ میں نہ کرے تو پھر کیا حکم ہے۔

(الجواب) حنفی کی نماز شافعی المذہب والے کے پیچھے صحیح ہے لیکن اس امام کو چاہئے کہ رعایت حنفی کی دربارۂ نجاست وضووغیرہ کے کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو حنفی کو اس کے پیچھے نماز پڑھنی نہ چاہئے۔ اور اگر یقیناً یہ معلوم نہ ہو کہ اس امام سے کوئی امر ناقض وضووغیرہ باعتقاد حنفی سرزد ہوا ہے تو پھر اس کے پیچھے حنفی کی نماز نہ ہوگی۔ (۱) فقط۔

کانے ولولے اور چغل خور کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۸۶۱) کانا، اندھا، چغل خور، کوڑھی، لولا اور جس کی مستورات پردہ نہ کرتی ہوں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ اور جھوٹ بولنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) یک چشم کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہے اور اندھا اگر نجاست سے نہ بچتا ہو اور غیر محتاط ہو اور اعلم قوم نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر وہ اعلم وافضل ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ اور جذامی اور لولے اور چغل خور کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور جس کی مستورات پردہ نہ کرتی ہوں اور وہ ان کو منع نہ کرے اور ان کی بے پردگی سے راضی ہو تو اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے اور اگر وہ اپنے گھر والوں کو بے پردہ پھرنے سے منع کرے اور اس کو برا سمجھے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت صحیح ہے۔ اور جھوٹ بولنے والے کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے۔ (۲) فقط۔

زانی کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۶۲) ایک شخص اپنے حقیقی پسر کی زوجہ سے زنا کرتا ہے اور برضامندی دیگر اشخاص سے زوجہ پسر کو زناکاری کی اجازت دیتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ اور اپنی دختر بالغہ کا منہ چومنا کیسا ہے۔

(الجواب) اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۳) اور اپنی دختر کا بوسہ لینا از راہ محبت ورحمت درست ہے اور از راہ شہوت حرام ہے۔ اور موجب حرمت مصاہرت ہے اور احتراز کرنا اس سے پہلی صورت میں بھی احوط ہے۔ (۴) فقط

---

(۱) وکذاتکرہ خلف امرد الخ ومخالف کشافعی لکن فی وترا لبحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمھا لم یصحھا وان شک کرہ (الدر المختار) وبحث المحشی انہ ان علم انہ راعی فی الفروض والواجبات والسنن فلا کراھۃ وان علم ترکھا فی الثلاثۃ لم یصح وان لم یدرشیئا کرہ الخ (ردالمحتارباب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۶ . ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲......۵۶۳)ظفیر.

(۲)ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق واعمی ونحوہ الاعشی الا ان یکون غیر الفاسق اعلم القوم فھو اولی الخ وکذاتکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج وابر ص شاع برصہ وشارب الخمرو واکل الربوا ونمام (درمختار) قولہ فاسق من الفسق وھو الخروج عن الا ستقامۃ ولو ل المراد من یرتکب الکبائر قولہ غیر الفاسق تبع فی ذالک صاحب البحرحیث قید کراھۃ امامۃ الا عمی فی المحیط وغیرہ بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلھم فھو اولی اہ قولہ ومفلوج الخ وکذالک اعرج یقوم ببعض قدمہ فالا قتداء بغیر اولی وکذا اجذم (ردالمحتارباب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ وج ۱ ص ۵۲۵). ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰ظفیر. (۳)وان کراھۃ تقدیمہ ای الفاسق کراھۃ تحریم (ردالمحتارباب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰)ظفیر. (۴)وما حل نظرہ مما مرمن ذکراوانثی حل لمسہ اذا امن من الشھوۃ علی نفسہ وعلیھا لا نہ علیہ السلام کان یقبل راس فاطمۃ الخ وان لم یا من ذالک او شک فلا یحل لہ النظر والمس (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارالحظر والا باحۃ فصل فی النظر والمس ج ۵ ص ۳۲۳. ط.س. ج ۶ ص ۳۶۷)ظفیر.

غلط عقیدہ رکھنے والے کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۸۶۳) بعض جگہ رواج ہے کہ جب کسی مرد کی شادی تیسری ہوتی ہے اور رشتہ کی بات کی جاتی ہے تو لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ پہلے گڑیا سے نکاح ہو اور اس گڑیا کو دروازہ کے سامنے دہلی کے نیچے دفن کی جاوے۔ یہ رسم اس لئے کرتے ہیں کہ تیسرے نکاح کو بہت منحوس سمجھتے ہیں اگر ایسا نہ کریں گے تو لڑکی مر جاوے گی۔ یہ عقیدہ کیسا ہے۔ اور جس امام کا یہ عقیدہ ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ فعل درست نہیں ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے اور جس کا ایسا عقیدہ ہو اس کو امام بنانا نہ چاہئے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۱) فقط۔

غیر مختون حافظ کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱/۸۶۴) ایک حافظ قرآن کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے ختنہ نہیں ہوئی۔ لوگ امامت پر اعتراض کرتے ہیں کیا ان کو ختنہ کرانا جائز ہے اور امامت درست ہے یا نہیں۔

سبز و نارنجی عمامہ باندھنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۶۵/۲) اماموں کو سبز یا نارنجی عمامہ باندھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) اس کو ختنہ کرا لینا ضروری ہے کہ یہ شعائر اسلام ہے۔(۲) اور امامت اس کی درست ہے۔

(۲) سبز اور نارنجی رنگ کی شرعاً ممانعت نہیں ہے۔ لہذا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، البتہ نارنجی رنگ کا عمامہ اچھا نہیں ہے۔(۳) فقط۔

جو متعین امام کو زبردستی ہٹاوے اور خود دعویٰ امامت کرے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۸۶۶) ایک مولوی صاحب بیس سال سے قرآن شریف سنانے آیا کرتے تھے۔ تین سال سے بالکل آنا موقوف کر دیا تھا گویا لاپتہ تھے۔ ہم لوگوں نے رمضان شریف سے چھ مہینے پہلے ایک مولوی صاحب کو ملازم رکھ لیا تھا۔ شروع رمضان میں پہلے مولوی صاحب نے آکر دوسرے مولوی صاحب کو مصلے سے اتار دیا اور ان کو مارا اور ان کا حق خود لے لیا ان کو کچھ نہیں دیا۔ اس بارہ میں شرعی فیصلہ کیا ہے۔

(الجواب) جو مولوی صاحب تین برس سے نہ آئے تھے اور دوسرے صاحب کو مقرر کر لیا تھا ان کو یہ جائز نہ تھا کہ امام جدید کو جس کو نمازیوں نے اور اہل محلہ نے مقرر کر لیا تھا امامت سے منع کریں اور مصلے سے ہٹا دیں یہ فعل ان کا حرام اور ناجائز تھا اور مارنا ظلم صریح ہے وہ فاسق ہو گیا اور اس کا کچھ حق اس میں نہیں ہے جو کہ امام ثانی کے لئے جمع کیا گیا۔ یہ اس امام سابق کا ظلم صریح ہے کہ اس کو اپنا حق سمجھتا ہے۔(۴) فقط۔

....

(۱) ویکرہ امامۃ عبد الخ ومبتدع ای صاحب بدعۃ (درمختار) ای محرمۃ (ردالمحتارباب الامامۃ ج۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج۱ ص ۵۹۹...... ۵۶۰) ظفیر. (۲) وقیل فی ختان الکبیرا اذا امکنہ ان یختن نفسہ فعل والا لم یفعل الا لا یمکنہ النکاح او شراء الجاریۃ والظاہر فی الکبیرانہ یختن ویکفی قطع الا کثر (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الحظر و الا باحۃ باب الا ستبراء ج۵ ص ۳۳۷. ط.س. ج۶ ص ۳۸۲) ظفیر. (۳) وکرہ لبس المعصفر والمزعفر الا حمر والا صفر للرجال مفادہ انہ لا یکرہ للنساء ولا باس بسائر الا لوان (درمختار ففی جامع الفتاویٰ قال ابو حنیفۃ والشافعی و مالک یجوز لبس المعصفر وقال جماعۃ من العلماء مکروہ بکراہۃ التنزیہیۃ(ردالمحتار کتاب الحظر والا باحۃ فصل فی اللبس ج۵ ص ۳۱۴. ط.س. ج۶ ص ۳۵۸) ظفیر.

(۴) والخیار الی القوم فان اختلفوا اعتبر اکثرہم الخ وامام الراتب اولی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الا مامۃ ج۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج۱ ص ۵۵۸...... ۵۵۹) ظفیر.

شخص واحد کا اذان وامامت انجام دینا کیسا ہے:

(سوال ۸۶۷) شخص واحد کا اذان و اقامت علی الدوام کرانا مشروع یا مکروہ۔

(الجواب) اس کو فقہاء نے افضل لکھا ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے الا فضل کو ن الا ما م ھو المو ذن (۱) الخ۔ فقط۔

جو امام مارنے کی دھمکی دے اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۸۶۸) ایک مسجد کا امام یہ کہتا ہے کہ جو اس مسجد میں نماز پڑھنے آوے گا اس کو ماردوں گا تو ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) ایسا امام فاسق ہے اس کو معزول کردینا چاہئے۔ نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ (۲) فقط۔

جس کی ایک انگلی کٹی ہو، اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۶۹) یہاں پر ایک طالب علم، علم سے خوب آگاہ ہے اور اس کی ایک انگلی داہنے ہاتھ کی نہیں ہے اور لوگ بھی اس سے خوش ہیں تو اس کی امامت درست ہے یا نہ۔

(الجواب) درست ہے۔ (۳) فقط۔

ظالم کے لئے دعائے خیر کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۷۰) جو ہندو اپنی رعیت پر ظلم وستم کرتا ہے وہ اگر بیمار ہو جائے اور کوئی مسلمان بطمع دنیاوی اس کے لئے دعائے خیر اور ختم جلالی پڑھ کر شفاء کی دعا کرے اس کے لئے کیا حکم ہے۔ نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) ظالم کے لئے دعائے خیر جائز نہیں ہے اور ظالم کی مدد کرنا ظلم پر حرام اور گناہ کبیرہ ہے وعن اوس بن شرجیل انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من مشی مع ظالم لیقویه وهو یعلم انه ظالم فقد خرج من الا سلام رواه البیهقی. (۴) پس جو شخص جان بوجھ کر ظالم کے لئے دعائے خیر کرتا ہے اور اس ظلم میں اس کی مدد کرتا ہے وہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۵) الا ان یتوب. فقط۔

معذور کی امامت غیر معذور کے لئے درست نہیں:

(سوال ۸۷۱) ایک امام مسجد کو مریض بواسیر کا ہے ہر وقت بد بودار پانی جاری رہتا ہے، مقتدی تندرست ہیں۔ بعض قرآن شریف صحیح پڑھتے ہیں اور مسائل نماز سے خوب واقف ہیں ایسے معذور امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) امام مذکور شرعاً معذور ہے اور درمختار وغیرہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ معذور کے پیچھے غیر معذور کی نماز نہیں ہوتی لہذا اس کو امام نہ بنایا جائے۔ (۶) تندرستوں میں جو شخص مسائل نماز سے واقف ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو اس کو

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) ان کرهة تقدیمه (ای الفاسق) کراهة تحریم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰) ظفیر.
(۳) انگلی کانہ ہونا شرعاً کوئی ایسا عیب نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے امامت میں کوئی کراہت یا فساد پیدا ہوتا ہو ۱۲ ظفیر۔
(۴) مشکوة باب الظلم فصل ثالث ص ۴۳۶. ۱۲ ظفیر. (۵) ویکره امامة عبدالخ وفاسق (درمختار) وان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰) ظفیر. (۶) ولا یصلی الطاهر خلف من هوفی معنی المستحاضة (هدایه باب الا مامة ج ۱ ص ۱۱۳)

امام بناویں فقط۔

جو امام جذامی کی گڑی ہوئی لاش کو نکال کر جلانے کا حکم دے اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۷۲) ریاست میں ایک قاضی کے فتویٰ دینے سے ایک جذامی مسلمان کی نعش کو دفن کرنے کے دو ماہ بعد جلایا گیا اس کے متعلق کیا حکم ہے اور جس قاضی نے جواز کا فتویٰ دیا اور درمختار و عالمگیری وغیرہ کا حوالہ دیتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھی جاوے یا اس سے مقاطعہ کر دیا جاوے۔ فقط۔

(الجواب) مسلمان کی نعش کو جلانا جائز نہیں ہے بالکل حرام ہے۔ جس قاضی نے مسلمان جذامی کی نعش کو جلانے کا حکم کیا وہ جاہل اور فاسق ہے۔ کسی کتاب میں جلانے کا حکم نہیں لکھا یہ اس نے غلط حوالہ دیا شخص مذکور چونکہ بدعتی بھی ہے اور فاسق ہے اس لئے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اس کو اپنا امام بنانا حرام ہے کیونکہ امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم بدعتی اور فاسق کی حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے **من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام**۔ (۱) یعنی جس نے بدعتی کی تعظیم کی اور توقیر کی اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پس قاضی مذکور کو توبہ کرنی چاہئے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے سلام و کلام قطع کر دینا چاہئے ایسا شخص لائق قاضی و مقتداء ہونے کے نہیں ہے۔ فقط۔

چور کو امام بنانا کیسا ہے:

(سوال ۸۷۳) پیش امام نے مسجد کے فرش چرائے اور سزا پا کر آیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے فاسق شخص کو امام بنانا مکروہ ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے لہذا اس کو معزول کر کے دوسرا امام عالم وقاری و صالح مقرر کرنا چاہئے۔ (۲) فقط۔

جو جماع پر قادر نہ ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۷۴) مخنث امام نہیں ہو سکتا لیکن اگر کوئی شخص بوجہ حدوث امراض ناقابل جماع ہو جاوے تو امام ہو سکتا ہے یا نہیں جب کہ جماعت میں یہی شخص صاحب فضل و کمال ہے۔

(الجواب) عنین یعنی نامرد کی امامت صحیح ہے۔ عنین کا حکم خنثی کا سا نہیں ہے لہذا مریض معذور مذکور کی امامت صحیح ہے۔ (۳) فقط۔

سفید بال اکھڑوانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۸۷۵) زید امام مسجد اپنی داڑھی کے سفید بال اکھڑوا دیتا ہے اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔

---

(۱) مشکوٰۃ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ثالث ص ۳۱. ۱۲.

(۲) ویکرہ امامة عبدالخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه ای الفاسق کراهة تحریم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) اخرج الحاکم فی مستدرک ان سرکم ان یقبل الله صلاتکم فلیؤکم خیارکم فانهم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم اه (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵) ظفیر.

(۳) خنثی کی امامت تو اس لئے درست نہیں ہے کہ اس کے عورت ہونے کا احتمال ہوتا ہے "والخنثی البالغ تصح امامته للانثی مطلقا فقط لا لرجل والا لمثله لاحتمال انوثته وذکورة المقتدی (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۴۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۷ اور عنین میں اس طرح کا کوئی احتمال نہیں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(الجواب) یہ فعل اچھا نہیں ہے مکروہ ہے(۱) اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے مگر ایسا نہ کرنا چاہئے۔ فقط۔

جس کا دایاں ہاتھ کان کی لو تک نہ جائے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۸۷۶) میرا داہنا ہاتھ کان کی لو تک نہیں جاتا ایسے حالات میں میری امامت نماز پنجگانہ اور جمعہ وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں سائل کی امامت نماز پنجگانہ وجمعہ وغیرہ میں بلا کراہت صحیح ہے کوئی وجہ کراہت امامت کی نہیں ہے کیونکہ جو فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ابہامین کو بوقت تحریمہ کانوں کی لو سے لگا دے وہ اصل میں محاذاۃ حاصل کرنے کے لئے ہے جیسا کہ تحقیق فقہاء اور روایات حدیث سے ظاہر ہوتا ہے پس اگر کسی عذر کی وجہ سے چھونا کان کی لو کا نہ ہو سکے اور محاذاۃ ابہامین (انگوٹھوں) کی اذنین (کانوں) سے حاصل ہو جاوے تو یہ سنت ادا ہو جاوے گی۔ درمختار میں ہے ورفع يديه ما ساً با بها ميه شحمتي اذنيه هو المراد بالمحاذاة لا نها لا تتيقن الا بذ لك الخ قوله هو المراد بالمحاذاة. اى الواقعة فى كتب ظاهر الروايةوبعض روايات الا حاديث كما بسطه فى الحلية ووفق بينها وبين روايات الرفع الى المنكبين بان الثانى اذا كانت اليدان فى الثياب للبرد كما قاله الطحاوى اخذاً من بعض الروايات وتبعه صاحب الهدايه وغيره واعتمد ابن الهمام رحمة الله تعالىٰ عليه التوفيق بانه عند محاذاة اليدين للمنكبين من الرسغ تحصل المعاذاة للاذنين بالابها مين وهو صريح رواية ابى داؤد و شامى.(۲) جلد اول . اور صاحب ہدایہ نے صرف معاذات کو لیا یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت ابہامین (انگوٹھوں) کو محاذی (کانوں) کے کرے ويرفع يديه حتى يحاذى بابها ميه شحمتي اذنيه . ہدایہ۔(۳) اور اس کی دلیل میں یہ حدیث پیش کی ہے ولنا رواية وائل بن حجر رضى الله تعالىٰ عنه والبراء رضى الله تعالىٰ عنه وانس رضى الله تعالىٰ عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا كبر رفع يديه حذاء اذنيه الخ . هدايه.(۴) اس سے معلوم ہوا کہ اصل عند الحنفیہ یہ ہے کہ ابہامین کو محاذی اذنین کے کر دے پس اگر کسی عذر سے ہاتھ کان کی لو تک نہ پہنچے اور محاذات حاصل ہو جاوے تو یہ سنت ادا ہو گئی۔ فقط

بے نکاحی عورت کو رکھنے والے کی امامت درست ہے:

(سوال ۸۷۷) زید اور ہندہ نامحرم ایک گھر میں مثل یگانہ رہتے ہیں اور نکاح کے متعلق استفسار کرنے پر زید کہتا ہے کہ ہم نے باہم ایجاب وقبول کرلیا ہے نکاح ثابت نہیں ہے ہم خانگی ثابت ہے ایسا شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایجاب وقبول اگر رو برو شاہدین کے ہو تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ مثلاً خود مرد اور عورت دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیں اور کوئی تیسرا شخص نکاح پڑھنے والا نہ ہو تب بھی نکاح ہو جاتا ہے۔ پس اگر زید یہ کہے کہ خود ہم نے ایجاب وقبول دو گواہوں کی موجودگی میں کرلیا ہے تو ان کا نکاح ثابت ہے ان کو زوجین سمجھنا چاہئے اور بے نکاحی

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تنتفو االشيب فانه ما من سلم يشيب شيبة فى الا سلام الا كان له نورايوم القيامة رواه ابو داؤد (الكتاب الترغيب والتر هيب لابن حجر ص ۱۹۶) ظفير. (۲) ردالمحتارباب صفة الصلوٰة فصل تاليف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۰ . ط.س. ج ۱ ص ۴۸۲...... ۱۲.۴۸۳ ظفير. (۳) هدايه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۹۴ . ۱۲ ظفير.
(۴) هدايه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۹۴ . ۱۲ ظفير.

عورت کے رکھنے کا الزام اس پر نہ لگانا چاہئے اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ شامی جلد ثانی۔ فقط۔(۱)

نومسلمہ کے جائز لڑکے کی امامت درست ہے:

(سوال ۸۷۸) زید نے ہندہ نومسلمہ سے حسب شریعت حقہ نکاح کیا، بعد نکاح نومسلمہ کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ وہ شرعی احکام سے بخوبی واقف ہو کر بعد بلوغ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر اس کی امامت جائز ہے تو نا جائز کہنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) اس کی امامت بلا کراہت صحیح ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں وہ غلطی پر ہے اس کو مسئلہ معلوم نہیں ہے۔(۲) فقط۔

مونڈھوں تک بال رکھنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۸۷۹) جس کے بال مونڈھوں تک ہوں اس کی امامت جائز ہے یا نہیں، بکر کہتا ہے کہ ایسے شخص کی امامت جائز نہیں ہے۔

(الجواب) بکر کا قول غلط ہے، زید کی امامت اس وجہ سے مکروہ نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک مونڈھوں تک پہنچ جاتے تھے۔ چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں و وجہ اختلاف الروایات فی قدر شعرہ اختلاف الا وقات فاذ غفل عن تقصیرھا بلغت المنکب و اذا قصر ھا کانت الی انصاف الاذنین.(۳) فقط۔

جس کے زخم سے پیپ آتی ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۸۸۰/۱) جس شخص کی سیون مقعد کے اگلے حصے میں پھوڑا ہو اور اس میں سے پانی پیپ نکلتی رہتی ہو کبھی بند بھی ہو جاتی ہو ایسا شخص مستقل امام مسجد ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جس کے باپ کا حال معلوم نہ ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۸۱/۲) جس شخص کے باپ کا حال معلوم نہ ہو کہ کون تھا کیا وہ مسجد کا مستقل امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) جس حالت میں کہ پیپ و پانی وغیرہ اس سے بہتا ہو اس حالت میں اس کے پیچھے نماز صحیح نہ ہوگی اور جس حالت میں بند ہو اس وقت اس کے پیچھے نماز صحیح ہے اور اس میں قول اس امام کا معتبر ہے۔

(۲) اگر وہ خود لائق امام بنانے کے ہے مثلاً مسائل نماز سے واقف ہے اور قراءۃ صحیح پڑھتا ہے اور فسق و فجور سے مجتنب ہے تو وہ امام بنایا جا سکتا ہے۔ شامی میں تصریح ہے کہ اگر ولد الزنا خود صالح و عالم وغیرہ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت صحیح

---

(۱) وینعقد ملتبسا بایجاب من احد ھما وقبول من الا خر الخ وشرط کل من العاقدین لفظ الا خر لیتحقق رضا ھما وشرط حضور شاھدین حرین مکلفین سامعین قولھما معا علی الا صح (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب النکاح ج۲ ص ۳۶۱ ط.س. ج۳ ص ۹) ظفیر.

(۲) والا حق بالا مامۃ تقدیما بل نصبا الا علم باحکام الصلوٰۃ فقط صحۃ وفسادا بشرط اجتنابہ للفواحش الظاھرۃ وحفظہ قدر فرض وقیل واجب وقیل سنۃ (درمختار) ای وان کان غیر متبحر فی بقیۃ العلوم وھو اولی من المتبحر (ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۲۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۷) ظفیر.

(۳) شرح نووی للمسلم باب صفۃ شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم ج۲ ص ۲۲۸. ۱۲ ظفیر.

۱) ولا یصلی الطاھر خلف من فی معنی المستحاضۃ (ھدایہ باب الامامۃ ج ۱ ص ۱۱۳) ظفیر.

ہے۔(۱) فقط۔

شافعی المذہب کی اقتداء:

(سوال ۸۸۲) شافعی المذہب کی اقتداء امام حنفی المذہب کے پیچھے درست ہے یا نہ؟ ایک شخص اقتداء شافعی المذہب کی حنفی کے پیچھے ناجائز بتلا کر عدم جواز پر عبارت ذیل کا حوالہ درج کر کے ایک خط بذریعہ رجسٹری بھیج دیا ہے، جس سے آپس میں تفرقہ پڑ گیا ہے، وہ عبارت یہ ہے **قال شیخنا ابن حجر الهیثمی تبعا لشیخه الزکریا الا نصاریؒ وکذا لو کان الا مام لا یعتقد وجوب بعض الا رکان اوالشروط وان اتی بها لانه یقصد بها النفلیة وهو مبطل عندنا کمافی فتح المعین الخ.**

(الجواب) مذہب حنفیہ میں اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ اقتداء حنفی بامام شافعی المذہب جائز ہے۔(۲) اور معتبر عند الشافعیہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اقتداء شافعی بامام حنفی درست ہے۔ اور جس قسم کی روایات اس شخص منکر نے لکھ کر بھیجی ہے اس قسم کی روایات مذہب حنفیہ میں بھی ہیں مگر وہ معتبر نہیں ہیں۔ اسی قبیل سے یہ روایت معلوم ہوتی ہے کیونکہ علمائے حرمین کا عمل اس کے خلاف ہے وہاں برابر شوافع حنفیہ کا اور حنفیہ شوافع کا اقتداء بلا انکار کرتے ہیں۔ باقی روایات ہر قسم کی ہوتی ہیں مگر اعتبار محققین کے قول کا ہے۔ پس ایسی روایات سے کچھ تردد جواز اقتداء شافعی بامام حنفی میں نہ ہونا چاہئے۔ پوری تفصیل کتب مذہب شافعیہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے جو زیادہ یہاں موجود بھی نہیں ہیں اور دیکھنے کی فرصت بھی نہیں ہے۔(۳) فقط۔

شوہر کی اقتداء:

(سوال ۸۸۳) کوئی عورت تخلیہ میں خاوند کے پیچھے فرض نماز پڑھ سکتی ہے یا نہ؟

(الجواب) اگر زوجہ اپنے شوہر کے پیچھے اقتداء کرے نماز صحیح ہے مگر اس کو برابر میں نہ کھڑا ہونا چاہئے پیچھے کھڑی ہو۔ اور اگر علیحدہ نیت باندھے تو پھر خواہ برابر ہو یا پیچھے ہر طرح نماز صحیح ہے۔ درمختار میں ہے **واما الواحدة فتتأخروا فیه اما اذا کان معهن واحد ممن ذکر ای اخته وزوجته اوامهن فی المسجد لا یکره بحر .**(۴) فقط۔

صرف تہبند اور رومال کے ساتھ نماز درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۸۴) امام کو ایک تہ بند اور ایک رومال اوڑھ کر امامت کرانا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) درست ہے۔(۵) فقط۔

((۱) ولد الزنا هذا ان وجد غیرهم والا فلا کراهة (در مختار) ولو عدمت ای علت الکراهة بان کان الا عرابی فضل من الحضری، والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشدة والا عمی من البصیر فالحکم بالضدالخ ولعل وجهه ان تنفیر الجماعة بتقدیمه یزول اذا کان افضل من غیره بل التنفیر یکون فی تقدیم غیره (ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ وص ۵۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۰...... ۵۶۲) ظفیر (۲) وکذا تکره خلف امرد (الی قوله) وزاد ابن ملک ومخالف کشافعی لکن فی وترالبحر ان تیقن المراعاة لم یکره (درمختار) واما الا قتداء بالمخالف فی الفروع کا لشافعی فیجوز مالم یعلم منه ما یفسد الصلاة علی اعتقاد المقتدی علیه الا جماع انما اختلف فی الکراهة (ردالمحتارمطلب فی الا قتداء بشافعی ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲...... ۵۶۳). (۳) الدر المختار ج ۱ ص ۸۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۶. ۱۲ ظفیر. (۴) (۵) المستحب ان یصلی الرجل فی ثلثة اثواب ازا روقمیص وعمامة ولو صلی فی ثوب واحد متو شحابه جمیع بد نه کما یفعله القصار فی المقصرة جاز من غیر کراهه مع تیسیر وجود الطاهر الزائد ولکن فیه ترک الا ستحباب (غنیة المستملی فصل الذی یکره فی الصلوٰة ص ۳۳۷ ظفیر غفرله ذنوبه .

مصنوعی دانت والے کا امام ہونا کیسا ہے:

(سوال ۸۸۵) ایک شخص امام مسجد ہے اس کے دانت مصنوعی ہیں تو مصنوعی دانت لگا کر قرآن شریف پڑھنا اور امامت کرانا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) درست ہے، فقط۔ (اس لئے کہ دانت لگوانا فقہاء نے درست لکھا ہے خواہ وہ چاندی کا ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ امام محمدؒ سونے کا دانت لگوانا بھی درست کہتے ہیں" اذا جدع انفه او اذنه او سقط سنه فار ادان يتخذ سنا اخر فعند الا مام يتخذ ذلک من الفضة فقط. وعند محمدؒ من الذهب ايضا. ردالمحتار كتاب الخطر والا باحة فصل في اللبس ج۵ ص ۳۱۸. ظفير.

دھوکہ دینے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۸۸۶) میں نے ایک شخص کو ایک تولہ سونا دیا تھا کہ تم اس کا کشتہ کر دو۔ خلاصہ یہ کہ اس نے سونا رکھ لیا اور تانبہ کا کشتہ مجھ کو دیا اور وہ امام ہے لہذا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اس کو امامت سے معزول کر دینا چاہئے۔(۱) یا یہ کہ وہ توبہ کر لے۔ فقط۔

دفع ظلم کے لئے جو شخص جھوٹ بولے اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۸۸۷) خلاصہ یہ کہ زید نے عمر پر جھوٹا دعویٰ عدالت میں دائر کیا۔ حال یہ ہے کہ زید کو عمر نے کسی بات پر مجبور ہو کر جوتے مارے تھے۔ مگر دعویٰ دوسرے عنوان سے اور دوسرے پیرایہ میں کیا گیا۔ عمر کے وکیل نے عمر کی طرف سے قطعاً انکار کیا کیونکہ اقرار سے سزا ہو جانے کا اندیشہ تھا ایسی صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں ہے کہ دفع ظلم کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے الكذب مباح لاحياء حقه ودفع الظلم والمراد التعرض الخ (۲) لہذا اس صورت میں عمر کی امامت صحیح ہے اور نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔ فقط۔

عورتیں امام مسجد کی اقتداء نزدیک کے مکان میں کر سکتی ہیں:

(سوال ۸۸۸) مستورات جو مسجد کے نزدیک مکان ہو اس میں کھڑے ہو کر نماز جمعہ وعیدین امام کی تکبیر پر ادا کر سکتی ہیں یا نہ۔

(الجواب) کر سکتی ہیں۔(۳) فقط۔

---

(۱) ويكره امامة عبد الخ وفاسق(درمختار) بل مشى فى شرح المنية ان كراهة تقديمه (اى الفاسق) كراهة تحريم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰)ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحظر والا باحة فصل فى البيع ج۵ ص ۳۷۷ .. ط.س. ج۶ ص ۴۲۷. ۱۲. ظفير.

(۳) والحائل لا يمنع الا قتداء ان لم يشتبه حال امامه بسما اورؤية ولو من بابشبک يمنع الو صول ولم يختلف المكان حقيقة كمسجد وبيت فى الا صح الخ ولو اقتدى من سطح داره المتصلة بالمسجد لم يجز الخ لكن تعقبه الشرنبلا لية ونقل عن البرهان وغيره ان الصحيح اعتبار الا شتباه فقط(درمختار) اى ولا عبرة باختلاف المكان الخ والذى يصحح هذا لا ختيار ما روينا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى فى حجرة عائشة رضى الله تعالىٰ عنها والناس يصلون بصلاته الخ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۴۸ وص ۵۵۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۸۶...... ۵۸۸)ظفير.

جن کی ٹانگیں کٹی ہوئی ہوں ان کا امام ہونا کیسا ہے:

(سوال ۸۸۹) ایک شخص کی دونوں ٹانگیں گھٹنوں تک کٹی ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے رکوع وجلسہ کما حقہ ادا نہیں ہوتا اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے ایسے شخص کی امامت صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز اس کے پیچھے صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ دوسرا امام مقرر کیا جائے جس کے ہاتھ پیر صحیح وسالم ہوں اور وہ عالم وصالح متصف بصفات امامت ہو۔ شامی میں ہے **وکذا اعرج یقوم ببعض قدمه فالا قتداء بغیره اولیٰ تاتارخانیه وکذا اجزم الخ.** (۱) اس سے معلوم ہوا کہ مقطوع الرجلین کی امامت بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہے اگرچہ نماز اس کے پیچھے ہوجاتی ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ دوسرا امام مقرر کریں۔ فقط۔

سچی گواہی دینے والے کے پیچھے نماز درست ہے:

(سوال ۸۹۰) جو شخص بوجہ کسی ضرورت کے سچی گواہی دے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا مکروہ۔

(الجواب) سچی گواہی دینا موجب ثواب ہے اور بعض مواقع میں ضرورت ہوجاتی ہے۔ پس نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔ فقط۔

آیات قرآنی سے کمانے والے کی امامت:

(سوال ۸۹۱/۱) ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں جو آیات قرآنی سے عمل کرتا ہو اور اجرت لیتا ہو۔

سفلی عمل سے توبہ کرنے والے کی امامت:

(سوال ۸۹۲/۲) جو شخص سفلی عمل کرتا ہو اور پھر توبہ صادقہ کرلیوے اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) درست ہے (۲)۔ (۲) بعد توبہ کے امامت اس کی درست ہے۔ (۳) فقط۔

جو مسلمان بھنگی کی نماز جنازہ پڑھائے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۸۹۳) ایک شخص چوہڑوں کا جنازہ پڑھاتا ہے۔ جب چوہڑے کے گھر میں بچہ پیدا ہو تو اس کے کان میں اذان دیتا ہے۔ کیا ایسا شخص امامت کے قابل ہوسکتا ہے ایسے شخص کے لئے شریعت کیا سزا تجویز کرتی ہے۔

(الجواب) اگر وہ بھنگی مسلمان ہیں تو ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے اور ان کے بچہ کے کان میں اذان کہنا بھی مشروع ہے لہذا اس شخص پر اعتراض نہیں ہے۔ (۴) اور اگر وہ بھنگی کافر ہیں اسلام کا کلمہ نہیں پڑھتے تو پھر یہ امور ناجائز ہیں۔ (۵) اس امام کو اس سے توبہ کرنی چاہئے اور بعد توبہ کے وہ امام رہ سکتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲.۱۲ ظفیر.

(۲) آیات قرآنی سے جھاڑ پھونک پر اجرت جائز ہے۔ لان المتقدمين المانعين الا ستيجار مطلقا جو زوا الرقية بالا جرة ولو بالقران كما ذكره الطحاوى لانها ليست عبادة محضةبل من التداوى (ردالمحتار. كتاب الا جارة مطلب فى الا ستيجار على الطاعات ج ۵ ص ۴۸. ط.س. ج ۶ ص ۵۵) ظفير.

(۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له (مشكوٰة باب الا ستغفار فصل ثالث ص ۲۰۶) ظفير. (۴) وهى فرض على كل مسلم مات خلا اربعة الخ. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۱۰) ظفير.

(۵) وشرطها بستة اسلام الميت (ايضاً ج ۱ ص ۸۱۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۷) ظفير.

امام مکروہ وقت میں جماعت کرے تو مقتدی کیا کریں:

(سوال ۸۹۴) درگاہ کے متعلق ایک مسجد ہے اس کا سجادہ نشین، اخیر وقت مکروہ میں نماز پڑھتا ہے اور امام و مؤذن بھی اس کی مرضی کے مطابق کام کرتے ہیں کیا اہل محلہ کو یہ حق ہے کہ اول وقت میں نماز ادا کریں اور اس امام کو موقوف کر کے دوسرا امام مقرر کریں یہ درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اولاً واضح ہو کہ ہر ایک نماز کا اول وقت ادا کرنا عند الحنفیہ مسنون و مستحب نہیں ہے بلکہ صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ اسی طرح گرمیوں میں ظہر میں تاخیر مسنون ہے اور عشاء کی نماز میں ثلث لیل تک تاخیر مستحب ہے (۱) اور یہ بھی واضح ہو کہ وقت مکروہ صرف عصر میں ہے کہ عصر کو اس قدر مؤخر کرے کہ آفتاب میں تغیر آ جاوے اور زردی آ جاوے باقی اور نمازوں میں تمام کامل ہے وقت مکروہ اس میں نہیں ہے البتہ عشاء کو بعد نصف شب کے دوسری وجہ سے کہ وہ تقلیل جماعت ہے پڑھنا مکروہ ہے۔ (۲) الغرض ہر ایک نماز کو مؤخر کرنا مکروہ نہیں ہے بلکہ عصر کو قبل غروب تک مؤخر کرنا اور عشاء کو مابعد نصف لیل کے پڑھنا مکروہ ہے۔ اس کے بعد جواب ظاہر ہے کہ اگر سجادہ صاحب اور امام صاحب ایسا نہیں کرتے کہ عصر کو قریب غروب کے پڑھتے ہوں اور عشاء کو بعد نصف شب کے پڑھتے ہوں تو صرف صبح کی نماز اور ظہر کی اور عشاء کی نماز اور عصر کی نماز میں تاخیر کرنے کی وجہ سے مخالفت ان کی نہ کی جاوے اور امام سابق کو موقوف نہ کیا جاوے البتہ حتی الوسع اوقات مستحبہ عند الحنفیہ کی رعایت کی جاوے لیکن اگر کوئی نماز وقت مکروہ میں نہ ہوتی ہو تو پھر مخالفت کرنا اور نزاع کرنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

برص والے کی امامت:

(سوال ۸۹۵) جو شخص سید اور مسائل سے واقف ہو اور پرہیز گار ہو لیکن اس کے پیر میں دو تین انگلی پر برص داغ ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) امام مذکور کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے برص کے اس قدر داغ سے امام مذکور کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہوئی۔ کذا فی الشامی۔ (۳) فقط۔

قادیانی کی امامت درست نہیں ہے:

(سوال ۸۹۶) فرقہ قادیان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) درست نہیں ہے کیونکہ ان کے کفر پر فتویٰ ہے۔ (۴) فقط۔

جاہل کی عالم اقتداء کر سکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۸۹۷) اگر ایک جاہل نماز پڑھا رہا ہے اور ایک عالم یا عالم مسائل بقدر ضرورت آ گیا تو وہ عالم اس کے پیچھے

....

(۱) ویستحب الا سفار بالفجر والا براد بالظهر فی الصیف وتقدیمه فی الشتاء وتاخیر العصر مالم تتغیر الشمس فی الصیف والشتا ویستحب تعجیل المغرب وتاخیر العشاء الی ماقبل ثلث اللیل (هدایه مختصراً ج ۱ ص ۷۸) (۲) وتاخیر عشاء (الی قوله) فان اخرها الی مازاد علی النصف کره لتقلیل الجماعة اما الیه فمباح واخر العصر الی اصفر ارذکاء (الدر المختار کتاب الصلاة. ط.س. ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر. (۳) وکذا تکره خلف امرد لخ وابرص شاع برصه (درمختار) والظاهر ان العلة النفرة ولذاقید الا برص بالشیوع لیکون ظاهرا (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲) ظفیر. (۴) وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفربها الخ فلا یصح الا قتداء به اصلا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۱) ظفیر

اقتداء کرے یا نہ کرے۔ اگر اقتداء کی تو نماز میں کچھ قصور تو نہیں آیا۔
(الجواب) اقتداء کرے نماز میں کچھ قصور نہیں ہے۔ (۱) فقط

استنجا میں جو شخص صرف پانی استعمال کرے اس کی امامت:

(سوال ۸۹۸) ایک شخص عادتاً کلوخ نہیں لیتا پیشاب کر کے حشفہ دھوڈالتا ہے۔ پس اس وجہ سے اس کی طہارت نا قابل اعتبار ہے اور وہی شخص نماز پڑھا رہا ہے تو اب محتاط شخص جب بعد کو آیا تو اس کے پیچھے یہ اقتداء کرے یا نہیں۔ اگر اقتداء نہ کرے تو کیا علیحدہ تنہا فرض پڑھے یا اس کی فراغت کے انتظار میں کھڑا رہے۔ جب جماعت ختم ہو جائے تب پڑھے۔
(الجواب) اقتداء کر لے اور کچھ وہم نہ کرے۔ (۲) فقط۔

صاحب ترتیب کی اقتداء اس کے پیچھے جس کی نمازیں فوت ہوتی رہتی ہیں:

(سوال ۸۹۹) صاحب ترتیب کی اقتداء امام کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں جس کی نماز فوت ہوتی رہتی ہو۔
(الجواب) جب کہ امام صاحب ترتیب نہیں ہے تو اس کی نماز صحیح ہے پس اس کے پیچھے صاحب ترتیب کی نماز بھی صحیح ہے کیونکہ مقتدی کی نماز تابع امام کی نماز کے ہے صحۃً وفساداً (۳) فقط۔

مسبوق کی اقتدا:

(سوال ۹۰۰) ایک شخص جماعت میں اس وقت شریک ہو گیا جب کہ امام ایک رکعت پڑھ چکا تھا، جماعت ختم ہونے پر شخص مذکور اپنی باقی ماندہ نماز پوری کر رہا تھا اتنے میں دو شخص اور وضو کر کے پہلے شخص کے پیچھے نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ پہلا شخص اپنی رکعت پوری کر چکا دو شخص جو بعد میں آئے تھے ان کی ایک رکعت باقی رہ گئی اس کے بعد ایک یا دو شخص اور وضو کر کے ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اسی طرح پانچ دفعہ شامل ہوتے رہے اس طریقہ سے اقتداء درست ہوئی یا نہ۔
(الجواب) وہ شخص جس کی ایک یا دو رکعت فوت ہو جاوے اور بعد میں آ کر جماعت میں شامل ہو وہ مسبوق کہلاتا ہے جس وقت امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی رکعت پوری کرنے کھڑا ہو تو اس کے پیچھے کسی کو اقتداء کرنا درست نہیں ہے ان مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح آخر سلسلہ تک ان لوگوں کی نماز نہ ہوگی جو آ کر شامل ہوتے رہے جیسا کہ در مختار میں مسبوق کے حال میں ہے لا یجوز الا قتداء به (۴) فقط

ترک واجب کی وجہ سے جو اعادۂ جماعت کرے اس کی دوسرا اقتداء نہیں کر سکتا:

(سوال ۹۰۱) ترک واجب کی وجہ سے جماعت ثانیہ میں اگر کوئی نیا ایسا شخص آ ملا کہ جس کے ذمہ فرضیت باقی ہے یا جماعت اولیٰ کا مسبوق کہ جس کی جماعت اولی میں ملنے سے پہلے ترک واجب ہو چکا تھا وہ اپنی نماز پوری کر کے جماعت ثانیہ میں ملے یا جماعت اولیٰ میں ملنے کے بعد امام سے ترک واجب ہوا اور پھر مسبوق نماز پوری کر کے جماعت

---

(۱) فاذا اخرج الحروف اخرجها علی الصحة لا یکره ان یکون اماما (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۸۱. ط.م. ۱ ص ۸۶) ظفیر.
(۲) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه و النظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر الا فضل ویلیه فی الفضل الا قتصار علی الماء ویلیه الا قتصار علی الحجر و تحصل السنة بالکل وان تفاوت الفضل (ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۲. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۸) ظفیر.
(۳) فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت المستحب حقیقة الخ او نسیت الفائتة لانه عذر اوفاتت ستة اعتقادیة لدخولها فی حد التکرار المقتضی للحرج (درالمختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸. ط.س. ج ۲ ص ۶۶) ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی المسبوق واللاحق ج ۱ ص ۵۵۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۹۷ ظفیر.

جماعت ثانیہ میں ملا ان تینوں صورتوں میں کس کی نماز ہوگی اور کس درجہ کی ہوگی اور کس کی نہ ہوگی اور ایک شکل یہ ہے کہ مسبوق اپنی نماز ادا کر رہا ہے اور جماعت ثانیہ شروع ہوگئی تو اس کا ملنا مناسب ہے یا نہ۔

(الجواب) صحیح یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھنا ترک واجب کی وجہ سے جابر اول کے لئے ہے، یعنی فرضیت پہلے ادا ہو چکی بس جو نیا شخص جماعت ثانیہ میں شریک ہوگا اس کی نماز فرض نہ ہوگی۔ یہی مختار محقق ابن ہمام رحمہ اللہ کا ہے اور یہی اصح ہے۔ پس مسبوق کو چاہئے کہ اپنی نماز پوری کر کے پھر جماعت ثانیہ میں ملے اور اگر پہلی نماز کو توڑ کر دوسری جماعت میں ملے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی درمختار میں ہے والمختار انه جابر للاول لان الفرض لا یتکرر[1] الخ۔ فقط۔

تراویح پڑھنے والے کے پیچھے فرض والے کی نماز درست نہیں:

(سوال ۱/۹۰۲) زید کا دعویٰ ہے کہ نماز تراویح ہو رہی ہے بکر جو پیچھے سے پہنچا ہے نماز فرض عشاء علیحدہ نہ پڑھے بلکہ امام کے پیچھے کہ جس حالت میں امام ہے خود بکر نیت نماز فرض عشاء کر کے جماعت میں شامل ہو جائے بکر کے فرض ہو جائیں گے۔

عصر پڑھنے والے کی اقتدا ظہر پڑھنے والا نہیں کرسکتا:

(سوال ۲/۹۰۳) زید کا عویٰ ہے کہ نماز عصر کی جماعت ہو رہی ہے، بکر کہ جس نے ظہر اس روز کی ابھی تک ادا نہیں کی بعد میں آیا ہے امام کے ساتھ نماز ظہر کی نیت کر کے شامل ہو جائے اس کی ظہر ہو جائے گی عصر بعد میں ادا کرے۔

(الجواب) (۱) زید کا دعویٰ ہے تراویح پڑھنے والے کے پیچھے فرض ادا نہ ہوگی۔ (۲)

(۲) یہ دعویٰ بھی زید کا غلط ہے عصر پڑھنے والے کے پیچھے ظہر کی نماز ادا نہ ہوگی فقط۔ (۳)

مولود مروجہ اور قوالی وعرس کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں اور مجبوری ہو تو کیا کیا جائے:

(سوال ۹۰۴) جو شخص مولود مروجہ کرتا ہو اور اس میں گانا بجانا ہوتا ہو اور عرس وغیرہ میں بھی شریک ہوتا ہو اور قوالی سنتا ہو اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں ہوتی اور اس کو علیحدہ کرنے میں فتنہ ہوتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) نماز ہو جاتی ہے لیکن اگر اس کے علیحدہ کرنے میں فتنہ نہ ہو تو اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے اور اگر فتنہ ہو تو اسی کے پیچھے نماز پڑھے کہ تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ بہتر ہے۔ کذا فی الشامی وغیرہا۔ (۴) فقط۔

روافض کے پیچھے نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں:

(سوال ۹۰۵) رافضی جو اصحاب، ثلاثہ کو برا کہتا ہو اور حضرت علی کو اچھا کہتا ہو۔ اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے۔ کیا؟ اگر نماز پڑھ لی تو دہرانا چاہئے یا کیا؟

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷) ظفیر. (۲) لا یصح اقتداء رجل بامرأة الخ ولا مفترض بمتنفل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۴۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۹). (۳) لا یصح اقتداء رجل بامرأة الخ ولا مفترض بمتنفل ولا بمفترض فرضا اخر لان اتحاد الصلاتین شرط عندنا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۴۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۹) ظفیر. (۴) وفی النهر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة (درمختار) افاد ان الصلاة خلفهما اولی من الانفراد، لکن لاینال کما ینال خلف تقی (رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲.

(الجواب) رافضی سب شیخین کرنے والے کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اگر پڑھ لی ہو تو دہرانا چاہئے۔(۱) فقط۔

نوعمر لڑکے کی امامت اگر وہ قرأت میں غلطی کرتا ہو کیسی ہے:

(سوال ۹۰۶) ایک نوعمر بے داڑھی مونچھ کا لڑکا...... ایک مسجد کی امامت پر مقرر کیا جاتا ہے وہ حالت قیام نماز میں بیباکانہ آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور اکثر اپنی مصنوعی تجوید میں آ کر آءاللہ اکبر (نعوذ باللہ منہ) کہتا ہے۔ جماعت کے اکثر ناواقف مسلمان اس کی امامت کو جائز سمجھ کر اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور جو شخص بوجہ مذکورہ اس کی اقتداء کو مکروہ جان کر انکار کرتا ہے اور اپنے گھر میں یا مسجد میں بعد نماز جماعت علیحدہ نماز پڑھنے کو ترجیح دیتا ہے اس کو جماعت کا گنہگار سمجھ کر ترک تکلم وغیرہ کرتے ہیں، امام مذکور کی امامت۔ مقتدیین کا یہ فعل اور منکر کا انکار جائز ہے یا کیا۔ اقتداء کرنے والے حق پر ہیں یا وہ لوگ جو اقتداء نہیں کرتے۔

(الجواب) درمختار میں ہے و کذا تکرہ خلف امرد وسفیہ الخ۔ اور شامی میں ہے الظاھر انھا تنزیھیۃ[۲] الخ حاصل یہ ہے کہ امرد کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی غلطی مفسد صلوٰۃ اس سے سرزد ہو تو نماز نہیں ہوتی۔

جو لوگ امرد مذکور کے پیچھے نماز جائز سمجھ کر پڑھتے ہیں وہ حق پر ہیں نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ البتہ اللہ کی ہمزہ اولیٰ کو مد کرنا مفسد صلوٰۃ ہے ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی (۳) لیکن اگر اس مد کو وہ چھوڑ دے اور اللہ اکبر وہ صحیح طریق سے پڑھے یعنی بالحذف تو نماز صحیح ہے پس اگر یہ نسبت مد کرنے کی اس امام کی طرف صحیح ہے تب تو تارکین نماز خلف امام مذکور حق پر ہیں ان پر طعن نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے حق پر ہیں امام کے امرد ہونے کی وجہ سے ترک جماعت درست نہیں ہے۔(۴) فقط

بیٹھنے والے کے پیچھے کھڑے ہونے والے کی اقتداء درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۰۷) ایک شخص ہے وہ اس طریقہ سے نماز کی امامت کراتا ہے کہ امام تو بیٹھا رہتا ہے اور مقتدی کھڑے رہتے ہیں۔

(الجواب) کھڑے ہونے والے کی نماز بیٹھنے والے کے پیچھے درست ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وقائم بقاعد یرکع ویسجد لا نہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اخر صلاتہ قاعداً وھم قیام الخ۔(۵) پس اگر امام معذور ہے کہ کھڑا نہیں ہو سکتا تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھانا درست ہے اور اس کے پیچھے کھڑے ہونے والوں کی نماز درست و صحیح ہے

---

(۱) ومبتدع لایکفر بھا الخ وانالنکو بعض ماعلم من الدین ضرورۃ کفربھا لقولہ ان اللہ تعالیٰ جسم کالا جسام و انکارہ صحبۃ الصدیق فلا یصح الا قتداء بہ اصلا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۴.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۷) ظفیر صدیقی.(۲) ردالمحتار باب الا مامت مطلب فی امامۃ الا مرد ج ۱ ص ۵۲۵ ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹. ۱۲ ظفیر.(۳) اذا ارادالشروع فی الصلوٰۃ کبر الخ بالحذف اذا مدا حد الھمزتین مفسدو تعمدہ کفر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی تالیف الصلوٰۃ ج ۱ ص ط.س.ج ۱ ص ۴۸۰) ظفیر.(۴) جب فاسق مبتدع کی وجہ سے ترک جماعت کا حکم نہیں ہے تو امرد کے امام ہونے کی وجہ سے جماعت کا چھوڑنا کس طرح درست ہوگا۔ صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ (درمختار) افادان الصلاۃ خلفھما اولی من الا نفراد الخ (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۵.ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲) ظفیر.(۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۵۱.ط.س.ج ۱ ص ۵۸۸. ۱۲ ظفیر.

غیر مقلد کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۰۸) جو شخص غیر مقلد ہو مگر ائمہ دین کو برا نہ کہتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر عقائد بھی اس کے موافق اہل سنت و جماعت کے ہوں اور سلف کو برا نہ کہتا ہو تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔(۱)

جو مردے کو غسل دے اس کی امامت و گواہی درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۰۹) جو شخص غسل میت کا پیشہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور گواہی اس کی شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو فتاوی خیریہ والے نے جو غاسل میت کی امامت کو مکروہ اور گواہی کو غیر معتبر لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہوگا۔

(الجواب) غسل میت کی اجرت لینے کی جواز و عدم جواز میں اختلاف ہے درمختار میں ہے و الا فضل ان یغسل المیت مجاناً فان ابتغیٰ الغاسل الا جر جاز ان کان ثمه غیره الخ وفیه تفصیل ذکره الشامی وعبارة الفتح ولا یجوز الا ستیجار علی غسل المیت ویجو ز علی الحمل والد فن واجازه بعضهم فی الغسل ایضاً الخ .شامی.(۲)

پس مجوزین قائل جواز امامت بلا کراہت وقبول شہادت ہیں اور غیر مجوزین قائل کراہت امامت وعدم قبول شہادت ہیں۔ پس قول صاحب فتاویٰ خیریہ۔ یعنی قول عدم جواز پر ہے۔

جو مطلقہ مغلظہ عورت کو بلا حلالہ رکھے اس کی امامت درست ہے، یا نہیں:

(سوال ۹۱۰) پیش امام مسجد نے اپنی زوجہ کو تین چار مرتبہ طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اور پھر بلا حلالہ کے اس کو گھر میں رکھ لیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) بدون حلالہ کے مطلقہ ثلثہ کو رکھنا اور اس کو زوجہ بنانا حرام ہے وہ شخص فاسق وزانی ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے (۳)

جو کپڑے کے گھوڑے بنا کر اور اس کا کرتب دکھا کر کمائے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۹۱۱) ایک شخص کپڑے کے گھوڑے نچاتا کداتا ہے اور اس سے کماتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ وہ شخص فاسق ومبتدع ہے۔(۴)

تعزیہ پرست کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۱۲) ایک شخص امام مسجد تعزیہ پرستی بہت کرتا ہے اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہے اور جو چڑھاوا چڑھاتا ہے اس کو اپنے صرف میں لاتا ہے اور ایک تصویر لا کر کہتا ہے یہ تصویر امام حسین کی ہے۔ لوگوں سے روپیہ پیسہ لے کر اس کی

---

(۱) اور اگر برا بھلا کہے تو اس کی وجہ سے وہ فاسق قرار دیا جائے گا۔ سباب المسلم فسوق (الحدیث) اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے وان کراهة تقدیمه ای الفاسق کراهة تحریم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۴ .ط.س.ج ۲ ص ۱۹۹ .۱۲ ظفیر. (۳) ویکره امامة عبدالخ واعرابی الخ. وفاسق الخ (درمختار) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المرادبه من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربواونحو ذالک (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰) ظفیر. (۴) ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی ومبتدع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰)

زیارت کراتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ شخص فاسق اور بدعتی ہے اس کو امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ ایسا شخص اگر امام ہے تو اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو امامت سے معزول کر دینا چاہئے۔(۱)

نابینا حافظ کی امامت درست ہے:

(سوال ۹۱۳) ایک حافظ نابینا جو قرآن شریف صحیح پڑھتے ہیں اور مسائل شرعیہ سے بخوبی واقف ہیں مگر ختم تراویح کے علاوہ پنجگانہ نماز و جمعہ وغیرہ میں ان کی اقتداء کرنے سے مردمان دیہ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نابینا کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ آیا اس حافظ کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) حافظ نابینا جو کہ مسائل شرعیہ سے واقف ہے اور صالح محتاط ہے تو اس کی امامت میں کچھ کراہیت نہیں ہے بلا کراہت اس کے پیچھے نماز صحیح ہے بلکہ شامی میں تحقیق کیا ہے کہ ایسے نابینا کی امامت اس بینا سے افضل ہے جس میں اوصاف مذکورہ نہ ہوں اور احادیث سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نابینا کا امام ہونا ثابت ہے خود رسول اللہ ﷺ نے ان کو سفر میں جاتے ہوئے اہل مدینہ کا امام مقرر کیا تھا۔ وکفی بہ حجۃً۔(۲)

رہن شدہ زمین سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۱۴) قاضی امام مسجد نے زمین رہن لی ہے اور اس زمین کا منافع کھاجاتا ہے۔ یہ منافع سود میں داخل ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زمین مرہونہ کا نفع مرتہن کو لینا صحیح نہیں ہے کہ سود میں داخل ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا ممنوع ہے نماز اس کے پیچھے اگرچہ بکراہت ادا ہو جاتی ہے لیکن امام دائمی بنانا اس کو نہ چاہئے۔ کذا فی الشامی۔(۳)

شیخ اور سید کی موجودگی میں دوسرا امام بن سکتا ہے یا نہیں اور تاجر کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۹۱۵) شیخ سید کی موجودگی میں بڈھے کو امام بنانا کیسا ہے اور دوکاندار جو شریف اور متقی ہے وہ امامت کراسکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز سب کے پیچھے ہو جاتی ہے شیخ و سید کی تخصیص نہیں ہے۔ شیخ و سید کی نماز غیر شیخ و سید کے پیچھے ہو جاتی ہے امام کو لائق امامت ہونا چاہئے نسب کی اس میں کچھ قید نہیں ہے۔ جو شخص مسائل نماز سے واقف ہو اور متقی ہو وہی احق بالامامت ہے سید ہو یا دوکاندار ہو یا پیشہ والا ہو بڈھا ہو یا جوان ہو۔(۴)

---

(۱) واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقديمه بانه لا يهتم لامردينه الخ بل مشى فى شرح المنيه على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۲۳.ط.س.ج ا ص ۵٦۰)

(۲) قيد كراهة امامة الا عمى فى المحيط وغيره بان لا يكون افضل القوم فان كان افضلهم فهو اولى الخ لكن ورد فى الاعمى نص خاص هو استخلا فه صلى الله عليه وسلم لا بن ام متكوم وعتبان على المدينه وكانا اعميين الخ(ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۳.ط.س.ج ا ص ۵٦۰)ظفير.

(۳) ويكره امامة فاسق (درمختار) المرادبه ان يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانى واكل الرباو نحو ذالک (رد المحتار ج ا ص ۵۲۳.ط.س.ج ا ص ۵٦۰)ظفير.

(۴) والا حق بالا مامة تقديما بل نصبا الاعلم با حكام الصلوٰة فقط صحة وفسادا (الدر المختار على هامش ردا لمختار باب الامامة ج ا ص ۵۲۰.ط.س.ج ا ص ۵۵۷)ظفير.

جسے قطرہ کا عارضہ ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۹۱۶) امام کو عارضہ قطرہ کا ہے بعض وقت نیت توڑ کر وضو کرتے ہیں اور استنجاء صاف کرتے ہیں جب کہ اس سے بہتر شخص موجود ہو تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) اگر وہ معذور شرعی نہیں ہے کبھی کبھی قطرہ آ جاتا ہے تو جس حالت میں اس کو قطرہ نہ آوے نماز اس کے پیچھے درست ہے۔(۱) فقط

چڑھاوے کی چیز کھانے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۱۷) جو شخص چڑھاوے کی اشیاء کھاوے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور اس کو قاضی بنایا جاوے یا نہ۔

(الجواب) ایسا شخص جو کہ پابند شریعت نہ ہو اور بدعات میں مبتلا ہو اور چڑھاوے سے پرہیز نہ کرتا ہو لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔(۲) اور اس کو قاضی بھی نہ بنایا جاوے۔

افیمی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۹۱۸) جو شخص غیر متشرع پابند صوم صلوٰۃ نہ ہو اور افیمی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے کیونکہ وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(۳)

قاتل اور قمار باز کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۱۹) کسی شخص نے ایک آدمی کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا یا دوسرے سے قتل کرایا تھا اور قمار بازی کا بھی عادی تھا مگر چند روز سے سنا جاتا ہے کہ قمار بازی وغیرہ ترک کر دی ایسے شخص کو کسی مسجد کا امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا مکروہ۔

(الجواب) یہ مسلم ہے۔ التائب من الذنب کمن لاذنب له ؏ پس جب کہ مرتکب کبیرہ نے گناہ سے توبہ کر لی اور فسق اس کا مرتفع ہو گیا۔ امامت اس کی بلا کراہت درست ہے۔

سودی قرض لینے والے اور وعدہ ایفا نہ کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۲۰) زید مقروض ہے اور قرضہ مع سود و بلا سود دونوں قسم کا ہے وعدہ ہر قسم کا کرتا ہے مگر ایفاء کسی کا نہیں ہوتا ایسی صورت میں زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ لیکن اگر سودی قرض لیتا ہے تو گنہگار ہے اس حالت میں نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔(۴)

---

(۱) ولا طاهر بمعذور هذا ان قارن الوضوء الحدث او طرأ عليه بعده وصح لو توضأ على الا نقطاع. ايضاً ج ۱ ص ۵۴۱ .ط.س.ج ۱ ص ۵۷۸) ظفير. (۲) ويكره امامة عبد (الى قوله) ومبتدع اى صاحب بدعة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة مطلب البدعة خمسة اقسام.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰) ظفير. (۳) ويكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) اماالفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه الخ بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰) ظفير ؏ مشكوة باب الا ستغفار والتوبه فصل ثالث ص ۲۰۹ ۱ ۲ ظفير.

(۴) ويكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) المرادبه من يرتكب الكبائر كشارب الخمرواكل الرباو نحو ذلك (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰) ظفير.

جس پر زنا تہمت دی جائے مگر گواہ کوئی نہ ہو اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۲۱) زید ایک مسجد میں امام ہے۔ عام لوگوں نے یہ شہرت دی ہے کہ زید نے ہندہ کے ساتھ زنا کیا ہے۔ عینی شہادت کوئی نہیں دیتا سناسنائی کہتے ہیں اس صورت میں زید کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہ اور جن لوگوں نے تہمت لگائی ان کی نسبت کیا ارشاد ہے۔

(الجواب) بدون کسی ثبوت کے زید پر ایسا اتہام لگانا حرام اور ناجائز ہے تہمت لگانے والے گنہگار اور عاصی ہیں وہ توبہ کریں۔(۱) اور زید کی امامت درست ہے بے تامل اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔

مشرک تعزیہ پرست کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۲۲) مشرک تعزیہ پرست، جھنڈا پرست وغیرہ کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور ذبیحہ ان کا حلال ہے یا نہیں جب کہ بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل بر و فاجر (الحدیث) لہذا تعزیہ پرست چونکہ کلیۃً حقیقۃً مشرک نہیں ہیں اس لئے اگر نماز ان کے پیچھے پڑھی گئی تو ہوگئی اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ اس نماز کا اعادہ کر لیا جاوے اور حتی الوسع ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے۔(۲)، یہی حکم ان کے ذبیحہ کا ہے کہ حلال ہے۔ مگر احتیاط اس میں ہے کہ ان سے ذبح نہ کرایا جاوے۔

زانی اور لوطی کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۲۳) ایک شخص امام ہے اور وہ زنا بھی کرتا ہے اور لڑکوں کے ساتھ برا فعل بھی کرتا ہے اس کی نسبت کیا حکم ہے، آیا امامت اس کی جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا شخص جو زانی اور لوطی ہو امامت کے قابل نہیں فاسق اور عاصی ہے اگر وہ توبہ کرے فبہا ورنہ اس کو امام نہ بنایا جاوے کہ نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔(۳)

عنین کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور پیدائشی نامرد اور عارضی میں فرق ہے یا نہیں:

(سوال ۹۲۴) عنین کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور پیدائشی نامرد اور عارضی نامرد میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔

(الجواب) عنین یعنی نامرد ست کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہے خواہ وہ پیدائشی نامرد ہو یا بوجہ عارض کے ہو گیا ہو۔

امام جو چاہے سو پڑھے یا مقتدی کی ہدایت کے مطابق اور گانے بجانے والے کی امامت مکروہ ہے یا نہیں:

(سوال ۹۲۵) تابعداری مقتدی کو کرنی چاہئے یا امام کو اور امام جو چاہے قرأۃ پڑھے یا مقتدیوں کے کہنے کے مطابق

---

(۱) القذف هو لغة الرمى وشرعا الرمى بالزنا هو من الكبائر بالا جماع (الدر المختار على هامش رد المحتار باب حد القذف ج۳ ص ۲۳۰. ط.س. ج۴ ص ۴۳) ظفير. (۲) ويكره امامة عبد الخ (الى قوله) ومبتدع اى صاحب بدعة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج۱ ص ۵۶۰) ظفير.

(۳) واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه (اى قوله) بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتار باب الامامة ج۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج۱ ص ۵۶۰) ظفير.

پڑھے۔امام اگر گانا بجانا سنے یا جھوٹی گواہی دے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے یا نہ۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے الامام ضامن، پس نمازی امام کی متبوع ہے اور مقتدی تابع امام کے ہیں اور قرأت میں امام رعایت مقتدیوں کی رکھے۔(۱)

امام اگر گانا بجانا سنے اور جھوٹی گواہی دے تو وہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے مگر نماز ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل برو فاجر اور فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ امام فاسق کو معزول کر دینا چاہئے(۲) کیونکہ امام صالح کے پیچھے نماز پڑھنے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے۔

خلاف مسلک امام کی اقتداء:

(سوال ۹۲۶) زید جماعت میں شریک ہوا اور یہ معلوم نہ تھا کہ امام کا مذہب کیا ہے نماز میں معلوم ہوا کہ امام کا مذہب زید کے خلاف ہے تو اب زید نماز پڑھے یا نماز توڑ دے۔

(الجواب) اگر مذہب زید کا مثلاً حنفی ہے اور امام کا مذہب معلوم ہوا کہ شافعی ہے یا مالکی تو نماز زید کی اس کے پیچھے صحیح ہے توڑنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ نماز کا توڑنا ایسی حالت میں ممنوع ہے۔(۳)

محتاط حافظ قرآن نابینا کی امامت درست ہے:

(سوال ۹۲۷) زید نابینا نیز محتاط اور نماز روزہ کے مسائل سے بہ نسبت اور قوم کے بخوبی واقف ہے اور حافظ قرآن ہے اور قوم مسائل دین کے جاننے اور قرآن شریف کے پڑھنے میں اس سے کمتر ہے ایسی صورت میں اس نابینا کا امام بنانا افضل ہے یا نہ۔

(الجواب) ایسی حالت میں نابینا کا امام بنانا افضل ہے کما فی الشامی عن البحر قید کراھۃ امامۃ الاعمی فی المحیط وغیرہ بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلھم فھو اولی.(۴)

اس شخص کی امامت کا کیا حکم ہے جو عورتوں کو بے حیائی کی تلقین کرتا ہے:

(سوال ۹۲۸) زید کو امام مسجد بنانا جس کے احوال مندرجہ ذیل ہیں کیا ہے۔زید عورتوں کو ورغلاتا ہے اور بے حیائی کی طرف بلاتا ہے اور مسلمانوں کو گالیاں دیتا ہے اور شریعت کی ہتک کرتا ہے کیا حکم ہے۔

(الجواب) ایسے مبتدعین کی صحبت اور پاس بیٹھنے سے احتراز واجب اور لازم ہے اور امام بنانا اس کو ممنوع اور ناجائز ہے ہرگز اس کو امام نہ بناویں کہ فاسق کو امام بنانا حرام ہے۔(۵)

مفسد صلوٰۃ جیسی غلطی کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۲۹) جو شخص نماز میں ایسی غلطی کرے جس سے نماز فاسد ہو جاوے اس کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں اور اس کو امام

---

(۱)قال رسول اللہ صی اللہ علیہ وسلم "اذا صلے احد کم للناس فلیخفف فان فیھم الضعیف والسقیم والکبیر واذا صلے لنفسہ فلیطول ماشاء (ردالمحتار عن الصحیین باب الا مامۃ ج ا ص ۵۲۷)ظفیر.(۲)واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ (الی قولہ) بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الا مامۃ ج ا ص ۵۲۳.ط.س.ج ا ص ۵۶۰)ظفیر.(۳)ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا مامۃ ج ا ص ۵۲۶.ط.س.ج ا ص ۵۶۳)(۴) ردالمجتار باب الامامۃ ج ا ص ۵۳۲ . ۱۲ ظفیر.(۵)بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لما ذکرنا (ردالمحتار ج ا ص ۵۲۳.ط.س.ج ا ص ۵۶۰) ظفیر.

بنانا کیسا ہے۔

(الجواب) اگر نماز میں ایسی غلطی کرے جس سے نماز فاسد ہو جاوے تو اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ بہتر ہر حال میں یہی ہے کہ امام ایسے شخص کو بنایا جاوے جو قرآن شریف صحیح پڑھے اور مسائل نماز سے واقف ہو اور صالح و پابند شریعت ہو کیونکہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور قرآن شریف غلط پڑھنے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر غلطی ایسی کرے جو مفسد صلوٰۃ ہو تو اس کو امام نہ بناویں اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے اور اگر ایسی غلطی نہیں کرتا جو مفسد صلوٰۃ ہو تو نماز ہو جاتی ہے مگر بہتر نہیں ہے۔ع

بنک میں روپیہ رکھنے والے کی امامت:

(سوال ۹۳۰) جو شخص بنک میں روپیہ داخل کرتا ہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔(۱) (مگر اس زمانہ میں جب کہ چوری ڈکیتی عام ہے اور روپیہ کی حفاظت کا ذریعہ سوائے بنک دوسرا نہیں۔ بنک میں بغرض حفاظت رکھنا درست ہے اور اس کی امامت بھی درست ہے۔ واللہ اعلم

امامت بغیر عمامہ:

(سوال ۹۳۱) مشہور ہے کہ بلا عمامہ امام نماز پڑھاوے تو نماز مکروہ ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

(الجواب) بلا عمامہ نماز مکروہ نہیں ہوتی لیکن عمامہ کے ساتھ بہتر و افضل ہے ثواب زیادہ ہو جاتا ہے۔(۲)

قادیانی کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۳۲) جو لوگ مرزا قادیانی کے مرید ہوں یا اس کو اچھا سمجھتے ہوں ان کی امامت جائز ہے یا نہیں۔ ان کے پیچھے ادا کردہ نماز کا اعادہ واجب ہے یا کیا کچھ۔

(الجواب) جائز نہیں۔(۳)

جو شخص خلفائے ثلثہ کو جاہل بتائے اسے امام بنانا کیسا ہے:

(سوال ۹۳۳) بکر یہ کہتا ہے کہ خلفائے ثلثہ جاہل تھے وہ کیا فیصلہ کرتے وغیرہ الفاظ کہتا ہے ایسے شخص کی امامت کیسی ہے۔

(الجواب) ایسا عقیدہ رکھنے والا اور الفاظ نازیبا کہنے والا سخت عاصی اور فاسق ہے اور ظالم و جاہل ہے، قابل امامت کے نہیں ہے۔(۴) والتفصیل فی الکتاب (جو رافضی خلفائے ثلثہ کو گالیاں دیتا ہے وہ بعض فقہاء کے نزدیک کافر ہے اور فاسق بالاتفاق ہے نقل فی البزازیة عن الخلاصة ان الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما فهو

ع.ولا غیر الا لثغ به ای بالا لثغ علی الا صح (در مختار)ولکن الا حوط عدم الصحة (ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۴۴ مطلب فی .ط.س.ج ا ص ۵۸۱) ظفیر.

(۱)وکذا تکره خلف امرد (الی قوله) واکل الربا وتمام (الدر المختار علیه هامش رد المحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۵.ط.س.ج ا ص ۵۶۲)ظفیر.

(۲)والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثة ثواب ازار وقمیص و عمامة ولو صلی فی ثواب واحد متو شحا به جمیع بدنه الخ جاز من غیر کراهة (غنیة المستملی ص ۳۳۷)ظفیر.

(۳)وان انکو بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها فلا یصح الا قتداء به اصلا(الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۴.ط.س.ج ا ص ۵۶۱)ظفیر.

(۴)اما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه (ای قوله)بل مشی فی شرح المنیةعلی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۳.ط.س.ج ا ص ۵۶۰).

کافر . ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۵. ظفیر)

میلوں میں شریک ہونے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱/۹۳۴) ایک شخص میلوں اور عرسوں میں شریک ہوکر قوالی وڈھولک سنتا ہے اور مسجد میں امامت بھی کرتا ہے۔ آیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

داڑھی منڈے کے پیچھے تراویح درست ہوگی یا نہیں:

(سوال ۲/۹۳۵) ایک شخص داڑھی منڈاتا ہے اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی نہیں کرتا اور تراویح پڑھاتا ہے آیا اس کے پیچھے تراویح درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) اس شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے۔ یہ بھی شامی نے تصریح فرمائی ہے کہ ایسے امام کا معزول کرنا واجب ہے۔(۱)

(۲) وہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت جیسے فرائض میں مکروہ تحریمی ہے تراویح میں بھی مکروہ ہے۔

مسجد کی بے حرمتی کرنے اور جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۳۶) ایک شخص قاضی ہے اور وہ اپنا گھوڑا احاطہ میں چراتا ہے اس کا گھوڑا وقتاً فوقتاً مسجد کے حوض میں پانی پیتا ہے اور صحن مسجد میں بول وبراز کرتا ہے باوجود منع کرنے کے وہ قاضی مسلمانوں کے ساتھ ضد کرتا ہے اور باز نہیں آتا حرام حلال مال کے استعمال کرنے میں باوجود واقف ہونے کے دریغ نہیں کرتا۔ مقدمات میں جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ ایسا شخص قضا کے قابل ہے یا نہ۔ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور معزول کرنا اس امام کا لازم ہے اور قاضی بنانے کے وہ لائق نہیں ہے۔

جو مرد اپنی لڑکی کی شادی کرنے کو تیار نہ ہو اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۳۷) ایک شخص امام مسجد ہے اور اس کی لڑکی بالغہ جوان ہے وہ اس کی شادی نہیں کرتا۔ کہتا ہے کہ میں ہرگز اس کی شادی نہ کروں گا چاہے یہ کسی شخص کے ساتھ فرار ہوجائے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مشکوٰۃ شریف میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **من ولد له ولد فليحسن اسمه وادبه واذا بلغ فليزوجه فان بلغ ولم يزوجه فاصاب اثما فانما اثمه على ابيه.**(۲) اور دوسری روایت میں عمر بن الخطاب اور انس بن مالک رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی دختر بارہ سال کی ہوگئی اور اس نے اس کا نکاح نہ

---

(۱) مسجد کی بے حرمتی سے آنحضرت ﷺ نے سختی کے ساتھ روکا ہے۔ ایک امام نے ایک مرتبہ قبلہ کی طرف تھوک دیا تھا تو آپ نے اسے امامت سے علیحدہ کرنے کا حکم دے دیا عن السائب بن خلاد و هو رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان رجلا ام قوما فبصق فی القبلة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینظر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقومه حین فرغ لا یصلی لکم فاراد بعد ذالک ان یصلی فمنعوه فاخبروه بقول رسول اللہ صلعم فذکر ذالک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال نعم وحسبت انه قال انک اذیت اللہ ورسوله رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ باب المساجد فصل ثالث ص ۱۷) اس طرح جھوٹی گواہی پر بڑی وعیدیں آئی ہیں ۱۲ ظفیر الدین غفرلہ .(۲) مشکوٰۃ کتاب النکاح باب الولی فی النکاح ص ۲۷۱ . ۱۲ ظفیر.

کیا پس وہ گناہ کو پہنچی تو وہ گناہ اس کے باپ پر ہے۔(۱) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لڑکی جب بالغہ ہو جاوے اور نکاح کا مناسب موقعہ ملے تو ضرور ہے کہ اس کے عقد میں دیر نہ کرے اور ایسا ارادہ رکھنا کہ ہرگز اس کا نکاح نہ کروں گا برا ہے اور خلاف حکم خدا اور رسول اللہ ﷺ کے ہے، چاہیئے کہ اس ارادہ سے باز رہے اور نکاح اس کا کرے خصوصاً امام مسجد کو زیادہ اتباع شریعت کا خیال چاہئے اور برے خیال سے توبہ کرنی چاہئے، نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔

خائن، بے نماز اگر عیدین کی امامت کرے تو کیا حکم ہے:

(سوال ۹۳۸) زید نماز پنجگانہ کا پابند و عادی نہیں شاید کبھی پڑھتا ہو مگر جدی حق موروثیت کے سبب عیدین کی نماز پڑھاتا ہے اور غلط بھی پڑھتا ہے اور متدین نہیں امانت میں خیانت کرتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور ایسے امام کو موقوف کرنا نمازیوں پر واجب ہے یا نہ۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل برو فاجر، یعنی نماز پڑھو ہر ایک نیک و بد کے پیچھے اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے کہ نماز فاجر و فاسق کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ البتہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے لیکن اگر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو اسی کے پیچھے پڑھ لیں۔ فتنہ کو نہ اٹھاویں قال اللہ تعالیٰ. والفتنة اشد من القتل.(۲)

ناجائز دباؤ سے بچنے کی کوشش کرے اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۳۹) امام مسجد پر ایک جھوٹا مقدمہ ڈگری کرایا ہے۔ مولوی صاحب امام مسجد نے اپنی عزت بچانے کے لئے عدالت میں یہ عرض کیا کہ میں ڈگری شدہ روپیہ کے ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ اس صورت میں مولوی صاحب کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل برو فاجر نماز پڑھو ہر ایک نیک و بد کے پیچھے۔ پس نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے۔ اتنا ہے کہ جھوٹی گواہی دینے والے وغیرہ کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور ظلم سے بچنے کے لئے جھوٹ بولنا درست ہے پس وہ شخص جب کہ مظلوم ہے فاسق نہ ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (فقہاء لکھتے ہیں الکذب الاباحة لاحیاء حقه ودفع الظلم عن نفسه. الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ج۵ ص ۳۷۷. ظفیر)

غیر مطلقہ سے نکاح خواں کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۹۴۰) ایک شخص نے جو عہدۂ قضاء رکھنے کے علاوہ امام مسجد بھی ہے ایک ایسی منکوحہ کا جس کو نہ اس کے خاوند نے طلاق دی تھی نہ کوئی اور سند تھی صرف اس کے والدین کے ایک پرچہ لکھ دینے پر کہ وقت ضرورت ہم دیکھ لیں دوسرے شخص سے نکاح پڑھا دیا کیا ایسا شخص جو مذہبی معاملات میں اس قدر واقفیت نہ رکھتا ہو یا جان بوجھ کر ایسی جرأت کرے اور بلا کسی تحریک یا گواہی کے ثبوت کے۔ خلاف احکام شریعت ایسا کرے تو کیا ایسا شخص امامت کے لائق ہے؟

---

(۱) عن عمر بن الخطاب وانس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی التورات مکتوب من بلغت ابنته اثنتی عشرة سنة ولم یزوجها فاصابت اثما فاثم ذالک علیه رواهما البیهقی فی شعب الایمان (مشکوٰة باب الولی فی النکاح ص ۲۷۱) ظفیر. (۲) سورة البقرة رکوع ۲۴. ۱۲ ظفیر.

(الجواب) اگر فی الواقع امام مذکور نے غیر منکوحہ کا نکاح بلا طلاق شوہر اور جان بوجھ کر دوسرے شخص سے پڑھ دیا تو وہ فاسق ہے مرتکب کبیرہ کا ہوا۔(۱) لہذا نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور وہ شخص لائق امامت کے نہیں ہے جب تک توبہ نہ کرے۔(۲)

رشوت خور اور کذاب کی امامت کا کیا حکم ہے:

(سوال ۹۴۱) زید حد درجہ کا رشوت خور اور کذاب ہے نماز پنجگانہ کا بہت محافظ نہیں بلا وجہ ترک کرتا ہے اور بزرگان دین کی شان میں کلمات گستاخانہ کہتا ہے اس کی امامت کے متعلق کیا حکم ہے۔

(الجواب) قال فی ردالمحتار واما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه بانه لا یهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً ولا یخفی انه اذا کان اعلم من غیره لا تزول العلة فانه لا یومن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامته لکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکر نا وقال لذالم یجز الصلوٰة خلفه اصلاً عند مالک وروایة عن احمد الخ.(۳) جلد اول شامی ص ۳۷۶ باب الامامة (معلوم ہوا اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے ظفیر۔)

استاذ کی موجودگی میں شاگرد کی امامت درست ہے:

(سوال ۹۴۲) امام کا لڑکا نابالغ ہو اور اہل محلہ اس کے والد کی وفات کے بعد اور کسی کو امام بنالیں اور وہ لڑکا واسطے تعلیم علم دین کے چلا جاوے پھر علم حاصل کر کے واپس آئے اور وہ امام ثانی متعدد مرتبہ گنا کبیرہ کر چکا ہو اور لوگوں نے اس کو معزول کر دیا مگر کہیں گیا نہیں نماز پڑھاتا رہا۔ اب لوگ چاہتے ہیں کہ بوجہ استحقاق اول اور فسق ثانی کے امام کو معزول کر کے لڑکے کو اپنا امام بنالیں۔ اگر معزول کہے کہ یہ لڑکا میرا شاگرد ہے میری جگہ کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے اس کی نماز جائز نہ ہوگی یہ کیسا ہے اگر معزول نے اس لڑکے کے عالم سے کچھ مسائل شرعی سیکھ لئے تو اس کا شاگرد بن سکتا ہے یا نہ۔

(الجواب) قوم کو اختیار ہے کہ امام ثانی کو معزول کر کے امام اول کے پسر کو جو کہ اب بالغ ہو گیا ہے اور اب عالم ہے بنا ویں اس میں قوم پر کچھ مواخذہ نہیں بلکہ یہ فعل ان کا شرعاً مستحسن ہے، اس لڑکے کا استحقاق اگر چہ باپ کے امام ہونے کی وجہ سے نہیں مگر بوجہ علم کے قوم اس کو امام بنا سکتی ہے۔(۴) اور معزول کا یہ قول غلط ہے اور جس سے مسائل شرعیہ سیکھے جاویں وہ استاد ہے۔

زانی اور بدعتی کی امامت جائز نہیں:

(سوال ۹۴۳) امام مسجد عرس میں جانے اور قبر پر طواف کرنے اور کلمات شرکیہ کو حلال سمجھتا ہے اس وجہ سے نمازی ناراض ہیں۔ آیا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں اور اس امام نے ایک عورت مشرکہ غیر منکوحہ بھی رکھ لی ہے۔

(الجواب) بے تحقیق بات کا تو اعتبار نہیں لیکن عرس وغیرہ میں شریک ہونا اور قبر پر طواف کرنا اور بوسہ دینا افعال حرام

---

(۱) واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته الخ لم یقل احد بجوازه (ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۸۲) ظفیر.

(۲) اما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه الخ. واجب علیهم اهانته شرعا (رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰ ۱۲ ظفیر.

(۴) والاحق بالامامة تقدیما بل نصبا الاعلم باحکام الصلوٰة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۰.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۷) ظفیر.

وبدعت ہیں خصوصاً طواف قبر کرنا کفر ہے کہ یہ عبادت خاص بیت اللہ کے ساتھ مخصوص ہے لہذا ناراضی نمازیوں کی بجا اور باموقع ہے اس حالت میں اس کو امام بنانا جائز نہیں اور اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔(۱)

جو بکری ذبح کرتا ہو اس کی امامت:

(سوال ۹۴۴) ایک شخص امام مسجد ہے اور مسائل نماز سے واقف ہے لیکن بکری وغیرہ ذبح کرتا ہے بعض اس کی امامت پر بوجہ ذابح ہونے کے اعتراض کرتے ہیں ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ذابح ہونا کسی شخص کا مانع اس کے امام ہونے کے نہیں ہے۔(۲) امامت کے لئے احق اعلم باحکام الصلوٰۃ ہے۔کمافی کتب الفقہ۔پس جب کہ شخص مذکور مسائل نماز روزہ سے واقف ہے تو امامت اس کی جائز بلکہ درصورت نہ ہونے اس سے زیادہ اعلم کے افضل وبہتر ہے اور ذابح ہونا اس کا موجب کراہت امامت نہیں ہے۔چنانچہ کراہت امامت میں جن اسباب کو فقہاء نے شمار کیا ہے ان میں ذابح ہونا کسی نے نہیں لکھا۔

تاجر عالم اور حافظ کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۹۴۵) کوئی عالم یا حافظ تجارت کا پیشہ کرتا ہو کیا ان کے پیچھے نماز ہوجاوے گی۔

(الجواب) وہ عالم یا حافظ تجارت پیشہ نماز پڑھا سکتے ہیں اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔نماز فرض وجمعہ سب میں وہ امام ہوسکتے ہیں۔(۳)

فقیر کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۴۶) ایک شخص ہے خواندہ۔نماز بھی پڑھتا ہے۔قوم فقیر ہے اور مویشی ذبح کرتا ہے فطرہ وزکوٰۃ کا مال کھاتا ہے اور مسجد کی خدمت بھی کرتا ہے اور یہاں کے لوگ نام کے مسلمان ہیں اکثر ہندوؤں کی رسومات کرتے ہیں۔اگر اس شخص کے پیچھے وہ لوگ نماز پڑھ لیا کریں تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس شخص کے پیچھے نماز درست ہے نماز پڑھاتا رہے اور ان جاہلوں کو سمجھاتا رہے کہ رفتہ رفتہ رسوم کفار چھوڑ دیں۔(۴)

جس کی شیعوں میں شادی ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۴۷) جو شخص کہ شیعوں میں شادی شدہ ہو اس کے پیچھے نماز دوست ہے کہ نہیں۔

(الجواب) اگر وہ سنی ہے اور مبتدع اور فاسق نہیں تو نماز اس کے پیچھے ہوجاوے گی۔

---

(۱) ولا یمسح القبرو لا یقبله فان ذالک من عادة النصاری الخ (عالمگیری کتاب الکراهیة الباب السادس ج۵ ص ۳۶۲.ط.م.ج ا ص ۳۵۱) اما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه الخ بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۳.ط.س.ج ا ص ۵۶۰) ظفیر.

(۲) اس لئے کہ ذبح جائز ہے خواہ اجرت پر یا بلا اجرت۔لہذا یہ پیشہ درست ہوا۔ویجوز الا ستیجار علی الذکاة لان المقصود منها قطع الاوداج دون افاتة الروح الخ (عالمگیری مصری کتاب الا جارة باب سادس متفرقات ج ۴ ص ۴۳۸.ط.م.ج ۴ ص ۴۵۴) ظفیر.

(۳) تجارت جائز پیشہ ہے۔ارشاد ربانی ہے احل الله البیع وحرم الربوا (بقره.۳۸) ظفیر.

(۴) والاحق با لامامة الا علم باحکام الصلوٰة فقط صحة وفساد ابشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۲۰.ط.س.ج ا ص ۵۵۷).

مرثیہ خواں تعزیہ والے کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۴۸) جو محرم میں تعزیہ کے روبرو بیٹھ کر مرثیہ خوانی کرے سنیوں کی اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں۔

(الجواب) اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے ایسے فاسق ومبتدع کو امام نہ بنایا جاوے۔(۱)

صرف عورت کے کہنے پر جو نکاح پڑھاوے اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۴۹) اگر کوئی شخص عورت کے حلفیہ بیان سے کہ میں بیوہ ہوں۔ بے تحقیق کئے نکاح کردے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں۔

(الجواب) درست ہے (اس لئے کہ اس سلسلہ میں عورت کے بیان پر اعتماد کرنا جائز ہے۔(۲) ظفیر)

سودی قرض لینے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۵۰) جو شخص امام ہو وہ اپنے دوسرے کام یعنی تجارت وغیرہ کے واسطے پیسہ سود پر لے کر کام کرتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں۔

(الجواب) سود پر قرض لینے والا موافق حدیث کے مستحق لعنت اور فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ کما حققہ فی الشامی (۳) باب الامامت جلد اول۔ فقط۔

فاضل کی نماز مفضول کے پیچھے درست ہے:

(سوال ۹۵۱) اگر دو شخصوں میں ذاتی نقیض ہے تو مفضول کی نماز فاضل کے پیچھے ہوجاوے گی یا نہیں۔

(الجواب) نماز صحیح ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حق امامت کسے حاصل ہے:

(سوال ۹۵۳) اگر کوئی شخص کسی مسجد پر اپنا حق ثابت کرے اور کہے کہ سات برس سے یہ مسجد میرے قبضہ میں ہے میرا والد اور بھائی اس مسجد میں نماز پڑھاتے تھے بعد ان کے میں پڑھاتا ہوں۔ لہذا میرے سوا کسی کو اس مسجد میں حق نہیں۔ سو اس مسجد میں واقعی اس امام کا حق ہے اور اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) امام کا مقرر کرنا بانی مسجد کے اختیار میں ہے یا اہل محلّہ کے اختیار میں وراثت کسی امام کا کچھ حق نہیں اور امامت میں وراثت نہیں ہے اور اگر وہ بانی نہیں تو یہ دعویٰ اس کا غلط ہے کہ میرا والد یا بھائی اس مسجد میں امام رہا ہے۔ البتہ اگر اہل محلّہ اس کی امامت سے راضی ہوں اور وہ لائق امامت ہو تو اس کی امامت صحیح ہے اور نماز اس کے پیچھے درست ہے۔(۴) فقط

---

(۱) ویکرہ امامة عبد الخ ومبتدع ای صاحب بدعة وهی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا یکفربها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

(۲) وحل نکاح من قالت طلقنی زوجی وانقضت عدتی او کنت امة لفلان واعتقنی ان وقع فی قلبه صدقها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ج۵ ص ۳۷۱.ط.س.ج۶ ص ۴۲۰) ظفیر.

(۳) وکذا تکره خلف امرد الخ واکل الربوا ونمام ومراء متصنع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲) ظفیر. (۴) ولایة الاذان والاقامة لبانی المسجد مطلقا وکذا الامامة لو عدلا (درمختار) وفی الاشباه ولاد البانی وعشیرته اولی من غیرهم اه وسیجئی فی الوقف ان القوم اذا عینوا مؤذنا واماما وکان اصلح مما نصبه البانی فهو اولی (ردالمحتار ج ۱ ص ۳۷۲ باب الاذان.ط.س.ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر.

فتنہ پرداز کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۹۵۳) ایسے مفسد شخص کو جو مسلمان لوگوں کے آپس میں جھگڑا کراوے اور غلط مسئلہ بتاوے امام بنانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے مفسد کو امام نہ بنایا جاوے۔(۱)

جو نہ مقلد ہو نہ غیر مقلد اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۵۴) زید حنفی کہلاتا ہے اور بعض وقت غیر مقلدوں کے ساتھ ہو جاتا ہے اور فاتحہ خلف الامام کا اور بہت سے غیر مقلدوں کے مسائل کا معتقد ہے۔ الغرض نہ پورا حنفی ہے نہ پورا غیر مقلد ہے۔ اور عرصہ آٹھ دس سال سے اس کے گھر میں ایک جوان لڑکا رہتا ہے اس کی بیوی اس لڑکے سے پردہ نہیں کرتی اور لوگ اس کے ساتھ متہم کرتے ہیں۔ ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے کہ نہیں

(الجواب) وہ شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اس کو امام مقرر نہ کیا جاوے۔(۲) فقط۔

جھوٹے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۵۵) ایک شخص مولوی کہلا کر جھوٹ بولتا ہے اور کہتا ہے کہ میں حاجی ہوں۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس نے کبھی بھی حج نہیں کیا۔ کبھی چندہ مسجد کے نام سے وصول کر لیتا ہے اور کھا جاتا ہے۔ ان افعال سے توبہ بھی کرائی گئی لیکن پھر بھی باز نہ آیا اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میرے پیچھے نماز جمعہ پڑھا کرو۔ کیا ایسے شخص جھوٹے کے پیچھے نماز صحیح ہے۔

(الجواب) ایسا شخص جو امور دین میں صریح جھوٹ بولے یا چندہ دھوکہ دے کر مسجد کے نام سے وصول کر کے خود کھا جائے فاسق کذاب ہے اس کے پیچھے نماز جمعہ و پنجگانہ مکروہ ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے مگر ایسے شخص کو عمداً امام بنانا نہ چاہئے۔(۳) فقط۔

مسائل سے ناواقف غیر دیندار کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۵۶) ایک شخص ہماری مسجد میں امام مقرر ہے لیکن کچھ دیندار آدمی نہیں اور نہ مسائل وضو نماز و امامت سے پورا واقف اور نہ قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے اور نماز میں امیر و غریب میں فرق کرتا ہے یعنی امیروں کے انتظار میں دیر کر دیتا ہے اور غریبوں کو حقیر جانتا ہے اور تمباکو کی دوکان بھی کرتا ہے اس لئے کپڑے بھی خراب رہتے ہیں۔ تو ایسے شخص کو امام بنانا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے صلو اخلف کل برو فاجر الحدیث.(۴) یعنی ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز

---

(۱) اس لئے کہ یہ فاسق ہوا، اور فاسق کی امامت مکروہ ہے ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

(۲) ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) لعل المرادبه من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربوا ونحو ذالک (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

(۳) ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل المراد به من یرکتب الکبائر کشارب الخمرو الزانی واکل الربوا ونحو ذالک (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

(۴) غنية المستملی ص ۱۲.۳۵۱ ظفیر.

پڑھو اور نیز تصریحات فقہاء سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے لیکن افضل امامت کے لئے وہ شخص ہے جو مسائل نماز سے واقف ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو، منہیات شرعیہ سے باز رہتا ہو متقی پرہیز گار ہو۔(۱) پس حتی الوسع ایسے امام کو مقرر کریں اور جب تک ایسا نہ ملے اسی موجودہ امام کے پیچھے نماز پڑھتے رہیں کہ نماز اس کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے اور جو افعال و اقوال اس سے خلاف شریعت صادر ہوئے ہوں اس سے توبہ کرالیں۔ فقط۔

جو امام جاہلانہ جواب دے اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۵۷) جب زید سے صبح کو یہ بات کہی کہ رات تم نے کواڑ کیوں نہیں کھولے، تو زید نے غصہ ہو کر جواب دیا کہ نماز پڑھنا مسجد ہی میں منحصر نہیں ہے گھر پڑھ لی ہوتی اور جب زید کو وہ حدیث سنائی جس میں یہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر مجھ کو اپنی امت کا خیال نہ ہوتا تو میں حکم کرتا کہ جو لوگ گھروں میں مسجد کے ہوتے ہوئے اور تندرست ہوتے ہوئے نماز پڑھتے ہیں ان کے گھروں میں آگ لگا دو۔ زید نے کہا کہ ایسی حدیثیں بہت ہیں میں نہیں سنتا۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید کا جواب جاہلانہ ہے ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔(۲)

خود غرض امام کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۵۸) زید کا کام جس سے نکلتا ہے اس کی خاطر تواضع کرتا ہے اور جس سے کام نہ نکلے اس سے حسد کرتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) ایسا شخص بھی لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔(۳)

زانی کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۵۹) ایک شخص امام مسجد ایک شخص کی منکوحہ کو لے کر بھاگ گیا اور اس سے زنا کیا اور ولد الزنا بھی پیدا ہوا۔ اسی بنا پر لوگ اس کو بہت برا اور مکروہ جانتے ہیں۔ ایسے شخص کو امامت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں لکھا ہے ولو ام قوماً وهم له كار هون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق منه بالامامة كره له ذلك تحريماً لحديث ابی داؤد لا يقبل الله صلوٰة من تقدم قوماً وهم له كارهون الخ. (۴) اس عبارت سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں اس شخص زانی و بدکار کو امام ہونا مکروہ تحریمی ہے اور اس کا کچھ حق امامت میں نہیں ہے۔

---

(۱) والا حق بالا مامة تقديما بل نصبا الا علم با حكام الصلوٰة فقط صحة وفساد بشرط اجتنا به للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۲۰.ط.س.ج ا ص ۵۵۷)ظفير.

(۲) التائب من الذنب كمن لا ذنب له (مشكوٰة باب التوبة ص ۲۰۶)ظفير.

(۳) امام کو متقی دیندار ہونا چاہئے . والا حق بالا مامة تقديما بل نصبا الا علم باحكام الصلوٰة فقط صحة وفساد ابشرط اجتنا به للفواحش الظاهرة(درمختار) كذا فى الدر اية وعبارة الكافى وغيره الا علم بالسنة اولى الا ان يطعن عليه فى دينه لان الناس لا ير غبون فى الا قتداء به (ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۱۸.ط.س.ج ا ص ۵۵۷)ظفير.

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۲۲ .ط.س.ج ا ص ۵۵۹ .۱۲ ظفير.

شیعہ سے جس نے اپنی لڑکی کی شادی کر دی اس کی امامت کا کیا حکم ہے:

(سوال ۹۶۰) زید حنفی نے اپنی لڑکی کی شادی دانستہ شیعہ سے کر دی ہے اور مجالس شیعہ میں شریک ہوتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ فعل اس کا برا ہے اور مجالس روافض میں شامل ہونا شیوہ رفض کا ہے، ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے۔(۱)

فاتحہ خلف الامام کے قائل کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں:

(سوال ۹۶۱) جو شخص امام کے پیچھے قرأۃ فاتحہ کا قائل ہو اس کے پیچھے حنفیہ کو شرعاً نماز پڑھنا ممنوع ہے تو اکثر علماء احناف وصوفیاء کرام جو قرأت خلف امام کے قائل تھے ان کی اقتداء بھی جائز تھی یا نہیں۔

(الجواب) امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ شافعیہ بھی پڑھتے ہیں اور ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کی اقتداء کو کوئی حنفی منع نہیں کرتا۔ جھگڑا تمام عدم تقلید پر ہے، چونکہ تقلید نہ کرنے والے گروہ یا یوں کہو کہ مقلدین ائمہ کو مشرک کا خطاب دینے والا فریق باعتبار عقائد کے اہل سنت وجماعت کے طریق سے برطرف نظر آتے ہیں اور سب سلف صالحین خصوصاً امام ہمام ابوحنیفہؒ پر جو کہ بشارت **والسابقون الا ولون من المهاجرین والا نصار والدین اتبعوهم باحسان الایة** میں بالیقین داخل ہیں۔ طعن کرنے کو اپنا دین بنا لیا ہے اس لئے علمائے احناف احوط سمجھتے ہیں کہ غیر مقلد کو امام نہ بنایا جاوے۔ کاش اگر وہ گروہ شافعی ہو کر قراءۃ خلف امام کرتا مجتہد بن کر خطاء میں نہ پڑتا تو کچھ اعتراض واحتراز نہ ہوتا۔(۲) فقط۔

تعزیہ دار بدعتی کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۶۲) ایک شخص بدعتی ہے اور تعزیہ دار ہے اور یہ شخص اس بکری کا گوشت جو قبر پر چڑھایا جاتا ہے بے تکلف کھاتا ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنائیں یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) ایسے شخص بدعتی تعزیہ پرست کو امام بنانا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور شامی میں ہے کہ فاسق کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے اور ظاہر ہے کہ بدعتی فاسق ہے۔(۳) فقط۔

صرف پانی سے استنجاء کرنے والے کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۹۶۳) اگر کوئی شخص کلوخ سے استنجاء نہ کرتا ہو بلکہ صرف پانی سے کرتا ہو اس کی امامت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) امامت اس کی صحیح ہے کتب فقہ میں ہے کہ صرف پانی یا برف ڈھیلے سے استنجاء کرنے سے بھی سنت استنجاء حاصل ہو جاتی ہے لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ ڈھیلے اور پانی دونوں سے استنجاء کرے، شامی میں ہے ثم **اعلم ان الجمع**

---

(۱) ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) فاسق من الفسق وهو الخروج عن الا ستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا و نحوذلک الخ وفی المعراج قال اصحابنا لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق الخ اما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لا یهتم لا مردینه وبان تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً الخ بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا (ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۲۵.ط.س.ج ا ص ۵۵۹......۵۶۲)ظفیر.(۲)زاد ابن ملک و مخالف کشافعی لکن فی وترالبحران تیقن المراعاة لم یکره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۵.ط.س.ج ا ص ۵۶۲)ظفیر.(۳)ویکره امامة عبد الخ وفاسق الخ ومبتدع ای صاحب بدعة (درمختار) واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لا یهتم لا مر دینه الخ وقد وجب اهانته شرعاا لخ بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردالمحتار باب الامامةج ا ص ۵۲۳.ط.س.ج ا ص ۵۵۹......۵۶۰)ظفیر.

بین الماء والحجر افضل ویلیه فی الفضل الا قتصار علی الماء ویلیه الا قتصار علی الحجر وتحصیل السنة بالکل الخ .(۱)فقط

تاش کھیلنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۹۶۴) اگر امام مسجد تاش کھیلنے والوں کے پاس بیٹھا رہے یا طریقہ کھیلنے کا بتلاتا رہے تو کیا حکم ہے اور امامت اس کی کیسی ہے۔

(الجواب) درمختار میں ہے وکرہ تحریماً اللعب بالنرد وکذا الشطرنج(۲) الخ پس جب کہ شطرنج سے کھیلنا حرام ہوا تو اس کی تعلیم دینا اور بتلانا ظاہر ہے کہ حرام ہے اور کھیلنے والوں کے پاس بیٹھنا اور دیکھنا بھی حرام ہے پس امامت اس کی مکروہ ہے۔(۳)

فحش گو اور نقال کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۶۵) زید ہمیشہ فحش بکتا ہے بلکہ کبھی مسجد کے اندر بھی الفاظ فحش کا استعمال کرتا ہے اور گالیاں بھی بکتا ہے اور غیبت کرتا ہے اور دوسرے نمازیوں کی نیت نماز کی نقلیں کرتا ہے جس سے نمازیوں کو نماز میں ہنسی آ جاتی ہے اور بعض دفعہ نماز میں ہنستا ہے آیا یہ شخص قابل امامت ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز اس کے پیچھے ادا ہو جاتی ہے لقوله علیه الصلوٰة والسلام صلوا خلف کل بر وفاجر لیکن اولیٰ والیق ساتھ امامت کے وہ شخص ہے کہ اعلم واقرأ ہونے کے ساتھ صالح و متقی ہو۔ کیونکہ فاسق کے پیچھے نماز اگرچہ صحیح ہے مگر مکروہ تحریمی ہے اور شامی میں ہے کہ فاسق کو امام مقرر کرنا ممنوع ہے کیونکہ امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی ممنوع ہے۔(۴)فقط

بدعتی کی امامت کا کیا حکم ہے:

(سوال ۹۶۶) جو شخص بالکل جاہل ہو اور قرآن مجید کو سوائے چند سورۃ کے پوری طرح نہ پڑھ سکتا ہو اور قبر پرستی کو اچھا خیال کرتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہتا ہو۔ بلکہ علی الاعلان کہتا ہے کہ اللہ اور رسول میں کوئی تمیز نہیں۔ ناچ وغیرہ میں شامل ہوتا ہے اس کو امام بنانا جائز ہے یا کیا حکم ہے۔

(الجواب) ایسا شخص امام بنانے کے لائق نہیں ہے امام بنانا اس کا حرام ہے اور امامت سے معزول کرنا اس کا لازم ہے سب مسلمانوں کو چاہئے کہ اتفاق کر کے اس کو امامت سے علیحدہ کر دیں۔(۵) اور کسی دوسرے عالم و صالح و متقی کو امام بناویں۔ فقط۔

....

(۱) ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۱۳.ط.س.ج ۱ ص ۳۳۸. ۱۲ ظفیر.

(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج۵ ص ۳۴۷ .ط.س.ج ۱ ص ۳۹۴. ۱۲ ظفیر.(۳)ویکره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه ای الفاسق کراهة تحریم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰)ظفیر.(۴)واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لا یهتم لا مر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً ولا یخفی انه اذا کان اعلم من غیره لا تزول العلة فانه لا یومن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال،بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا قال ولذا لم تجز الصلوٰة خلفه اصلا عند مالک وروایة عن احمد (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰)ظفیر.

(۵)ویکره امامة عبدالخ ومبتدع ای صاحب بدعة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰)ظفیر.

داڑھی منڈے کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۹۶۷) جو مسلمان داڑھی منڈاتے ہیں یا ایک مشت سے کم کترواتے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جو مسلمان داڑھی منڈواتے ہیں یا ایک مشت سے کم کترواتے ہیں وہ فاسق ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۱)

ہنود تہذیب اختیار کرنے والے کی امامت:

(سوال ۹۶۸) اگر کوئی مسلمان ہنود کے یہاں اس قسم کی نوکری کرے کہ ہنود کو پوجا کے واسطے بت کے مکان پر پہنچا دیوے اور اپنی صورت ہنود کی سی رکھے تاکہ ہنود اس کو موقوف نہ کردیں ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جو مسلمان ایسا فعل کرے وہ فاسق ہے اور سخت گنہگار ہے اور اس فعل کو اچھا سمجھنے والا بھی فاسق ہے لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔(۲) فقط۔

تعزیہ دار اور سیاہ خضاب کرنے والے کی امامت:

(سوال ۹۶۹) تعزیہ دار کے پیچھے اور سیاہ خضاب کرنے والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) تعزیہ دار فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ اور سیاہ خضاب کہ بعض فقہاء نے جائز فرمایا ہے اور بعض نے مکروہ اور یہی صحیح ہے۔(۳) لہذا سیاہ خضاب کرنے والے کو امام بنانا اچھا نہیں ہے اگر چہ نماز ہو جاتی ہے۔

جن کے گھر غلط رسمیں کی جاتی ہوں اور وہ منع نہ کریں ان کی امامت:

(سوال ۹۷۰) بہت سے لوگوں کے یہاں شادی بیاہ میں گھر کی عورتیں ڈھولک بجاتی ہیں، گیت گاتی ہیں اور دوسروں کی گھر کی عورتیں آ کر باہم گاتی بجاتی ہیں ان کے مردان کو اس کام سے منع نہیں کرتے ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے بہت سے لوگ تیرہ تیزی بارہ وفات اور تین و تیرہ و تیئیس و آٹھ و اٹھارہ و اٹھائیس تاریخ کو منحوس جانتے ہیں، ان تواریخ میں بیاہ شادی نہیں کرتے ایسے لوگوں کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) جو لوگ اپنی عورتوں کو افعال مذکورہ سے منع نہیں کرتے گنہگار ہیں ان کو امام بنانا اچھا نہیں ہے اگر چہ نماز ہو جاتی ہے اور جو لوگ تواریخ مذکورہ کو منحوس جانتے ہیں اور ان تاریخوں میں نکاح وغیرہ نہیں کرتے یہ بے اصل ہے سب دن اور تاریخ مبارک ہیں اور ایسے برے عقیدہ والے لائق امام ہونے کے نہیں ہیں۔(۴) فقط۔

بدکار و فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے:

(سوال ۹۷۱) جو ولد الزنا ہو، فاسق ہو۔ لڑکوں سے ناجائز فعل میں پکڑا گیا ہو۔ بدعتی جاہل ہو۔ مسجد کی آمدنی خود کھا گیا ہو

---

(۱) ویکرہ امامة عبدالخ وفاسق (درمختار) و کراهة تقديمه كراهة تحريم(ردالمحتار باب الامامةج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ولا باس بنتف الشيب واخذ اطراف اللحية والسنة فيها القبضة الخ و لذا قال يحرم على الرجل قطع لحيته(الدر المختار على هامش ردالمحتار. كتاب الحظر و الاباحة ج۵ ص ۳۵۹ .ط.س. ج۶ ص۴۰۷) ظفير. (۲) ویکرہ امامة عبدالخ وفاسق (درمختار) و كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۳ باب الامامة.ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفير. (۳) ويستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولو فی غیرہ حرب فی الا صح والا صح انه عليه السلام والصلوٰة لم يفعله ويكره بالسواد وقيل لا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار كتاب الحظر والا باحة باب فی البيع ج۵ ص ۳۷۲ .ط.س. ج۶ ص ۴۲۲) ظفير. (۴) ویکرہ امامة عبدالخ وفاسق (درمختار) وكراهة تقديمه ای الفاسق كراهة تحريم (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۳ باب الامامة.ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفير.

وغیرہ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) وہ شخص جس کے یہ افعال ہیں جو سوال میں مذکور ہیں فاسق ہے، لائق امام بنانے کے نہیں ہیں۔ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور شامی میں نقل کیا ہے کہ فاسق کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے بلکہ وہ واجب الاہانۃ ہے لہٰذا فاسق کو امام نہ بنایا جاوے خصوصاً امام دائمی ہرگز ایسے شخص کو مقرر نہ کیا جاوے۔ (۱) فقط

والد کے دین میں مجبوراً سود ادا کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۷۲) میرے والد نے کچھ زمین بنیئے کے پاس رہن کردی تھی۔ والد فوت ہو گئے اور میرے پاس روپیہ اس کے چھڑانے کو نہیں ہے میں مجبور ہوں اور مجبوراً سود دے رہا ہوں مجھ پر کچھ مواخذہ ہے یا نہیں اور میرے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) چونکہ تم مجبور ہو اس وجہ سے تم پر مواخذہ نہیں ہے اور نماز تمہارے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے۔ (۲) فقط۔

بائیس سالہ کوسج کی امامت مکروہ ہے یا نہیں:

(سوال ۹۷۳) ایک شخص عاقل بالغ بیس بائیس سال عمر والا، مسائل وغیرہ سے بھی خبردار ہے لیکن ابھی اس کی داڑھی مونچھ نکلی نہیں ہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اس کی اذان واقامت بھی درست نہیں ہے اس کا شمار عورت میں ہے۔ صحاح ستہ کی احادیث میں مذکور ہے اگر عمر دراز تک داڑھی مونچھ نہ نکلے تو امامت کے قابل نہیں ہوسکتا۔ یا کوئی حد مقرر ہے۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) قول اس شخص کا غلط ہے۔ بے داڑھی مونچھ والے شخص کے پیچھے جب کہ عمر اس کی بیس بائیس سال کی ہو اور وہ مسائل نماز سے بھی واقف ہو نماز بلا کراہت درست ہے۔ شامی جلد اول ص ۳۷۸ باب الامامت میں ہے **سئل العلامة الشيخ عبدالرحمن بن عيسى المرشدى عن شخص بلغ من السن عشرين سنةً وتجاوز حد الانبات ولم ينبت عذاره الى ان قال فهل حكمه فى الا مامة كالرجال الكاملين ام لا . اجاب سئل العلامة الشيخ احمد بن يونس الخ عن مثل هذه المسئلة فاجاب بالجواز من غير كراهة ونا هيك به قدوة**۔ (۳) فقط۔

جو مسائل سے ناواقف ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۷۴) اگر امام ایسا شخص ہے جو احکام نماز سے پوری طرح واقف نہیں بلکہ مفسدات صلوٰۃ کو بھی نہیں جانتا اگر اس کی موجودگی میں دوسرا شخص نماز پڑھائے تو امام موصوف کا نمازیوں سے یہ کہنا کہ میری بلا اجازت نماز نہیں ہوئی کیا حکم رکھتا ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) ويكره امامة عبد وفاسق (درمختار) وكراهة تقديمه ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳)
(۲) الضرورات تبيح المحذورات (الا شباه والنظائر ص) ظفير.
(۳) ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲. ۱۲ ظفير.

(الجواب) یہ قول اس کا کہ میری اجازت نہیں تھی لہذا نماز نہیں ہوئی غلط ہے۔(۱) اور نماز کی امامت کے لئے اعلم بمسائل الصلوٰۃ اولیٰ واحق ہے لیکن نماز غیر عالم کے پیچھے بھی صحیح ہے بشرط یہ کہ اس سے کوئی امر مفسد صلوٰۃ سرزد نہ ہو[۲]۔ فقط۔

جس سے ملوث ہو اس کی اقتدا درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۷۵) کریم اور کلو دو لڑکے تھے کریم نے کلو سے اغلام کیا تو کریم کی نماز کلو کے پیچھے جو امام مسجد ہے جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) کریم کی نماز کلو کے پیچھے صحیح ہے۔

عمامہ والوں کی نماز بے عمامہ امام کے پیچھے صحیح ہے یا نہیں:

(سوال ۹۷۶) اگر مقتدیان ہمہ یا بعض بعمامہ ءو امام بے عمامہ یا بالعکس نماز گزارند دروی چہ نقص افتد بینوا بالا حادیث الصحیحہ تو جروا بالنعاء العظیمہ

(الجواب) دراں نماز ہیچ نقص نیست در ہر دو صورت لحدیث او کلکم یجد ثوبین [۳] وفی شرح المنية والمستحب ان يصلي الرجل في ثلثه اثواب ازاروقميص وعمامة ولو صلے في ثوب واحد متوشحاً به جميع بدنه كما يفعله القصار في المقصرة جاز من غير كراهة مع تيسير وجود الطاهر الزايد ولكن فيه ترک الا ستحباب الخ ص ۳۳۷. فقط والله اعلم.

خائن وفاسق کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۷۷) ایسے شخص کی امامت جس کے ولد الزنا ہونے کا یقین کامل ہو فاسق فاجر جاہل بدعتی بھی ہو اور عدالت میں خائن بھی ثابت ہو چکا ہو امامت جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) ایسے ولد الزنا کی امامت جس کا حال وہ ہے جو سوال میں درج ہے مکروہ ہے اور چونکہ علاوہ ولد الزنا ہونے کے وہ فاسق بھی ہے تو امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے اور ایسا امام لائق معزول کرنے کے ہے جیسا کہ علامہ شامی نے تحریر فرمایا ہے واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لا مر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً الخ (۴) ص ۴۱۴ مصری جلد اول شامی وفي الدر المختار وولد الزنا الخ قوله وو لدا لزنا اذا ليس له اب يربيه ويودبه ويعلمه فيغلب عليه الجهل بحراو لنفرة الناس عنه. شامی (۵) ص ۴۱۵ جلد ۱۔ فقط۔

بدعتی کی امامت میں جو نماز پڑھی اس کا اعادہ کیا ضروری ہے:

(سوال ۹۷۸) حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب نے لکھا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر حضرت مولانا رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے مکروہ تحریمی واجب الاعادہ تحریر فرمایا ہے۔ لہذا اختلاف ہونے کی صورت میں کیا طرز عمل اختیار کیا جائے۔

---

(۱) واعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولى بالا مامة من غيره مطلقا الا ان يكون معه سلطان اوقاض فيقدم عليه لعموم والا يتهما وصرح الحدادى بتقديم الوالى علے الراتب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۲۲. ط.س. ج ا ص ۵۵۹) ظفير. (۲) والاحق بالامامة تقديما بل نصبا الاعلم باحكام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ ايضا ص ۵۲۰ ظفير (۳) یہ حدیث دارقطنی میں ہے حوالہ پہلے گذر چکا ہے۔ اس سلسلہ کی اور بہت ساری حدیثیں ہیں۔ دیکھئے مشکوٰۃ باب الستر ص ۷۲ ۱۲ ظفیر۔ (۴) ردالمحتار باب الامامه ج ا ص ۵۲۳، ط.س ص ۵۵۹ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر
(۵) ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۵۔ ط.س ص ۵۶۲ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

(الجواب) درمختار میں ہے وفی النهر عن المحيط صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة الخ اور شامی میں ہے قوله نال فضل الجماعة افادان الصلوٰة خلفهما اولى من الا نفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقى ورع الخ. (۱) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے بلکہ تنہا نماز پڑھنے سے اولیٰ ہے۔ باقی چونکہ بدعتی بدعتی میں فرق ہوتا ہے۔ بعض بدعات حد کفر وشرک تک پہنچی ہوئی ہوتی ہیں۔ اگر ایسے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو اعادہ کرنا ضروری ہے، یہی صورت تطبیق کی ہوسکتی ہے یا جس نے اعادہ کا حکم دیا احتیاط ہو یا اختلاف روایات اور بدعت فی العقیدہ میں بھی تفاوت درجات ہے۔ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ عقیدہ اس کا حد کفر کو پہنچا ہوا ہے اس وقت تک اس کے پیچھے فساد نماز کا حکم نہ کیا جاوے گا۔ کذا فی الدر المختار۔ (۲) فقط۔

جو ہندوستان میں جمعہ جائز نہیں کہتا اس کی امامت جمعہ درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۷۹) ایک شخص امام مسجد کا یہ عقیدہ ہے کہ ہندوستان میں جمعہ نہیں ہوتا اس وجہ سے کہ بادشاہ اور اس کے نائب کی شرط مفقود ہے اور سب نمازیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جمعہ ہو جاتا ہے پس ایسے نمازیوں کی نماز جمعہ ایسے امام کے پیچھے ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) صحیح یہ ہے کہ بلا دھند میں جمعہ صحیح ہے۔ بادشاہ مسلمان کی شرط فقہاء نے لکھ دیا ہے کہ ساقط ہے۔ (۳) پس امام مذکور کا عقیدہ غلط ہے اور اس کا ایسا عقیدہ رکھنے سے جمعہ میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ یہ عقیدہ اس کا غلط ہے۔ لہٰذا ان مقتدیوں کی نماز جمعہ کی فرضیت کے قائل ہیں امام مذکور کے پیچھے صحیح ہے۔ فقط۔

جھوٹ سے توبہ کر لینے کے بعد امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۸۰) زید لوگوں سے جھوٹ بولتا تھا اور دھوکہ دہی کرتا تھا مگر اب اس نے توبہ کر لی ہے اور لوگوں نے اس کو امام بنا لیا ہے آیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (۴) پس بعد توبہ کے اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔

پیشہ ور گانے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۸۱) مطرب یعنی اقوام مراثی کے پیچھے اقتداء جائز ہے یا نہیں۔ یعنی مراثی خواندہ اگر امامت کراوے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ اپنے پیشہ حرام غناء و مزامیر وغیرہ سے تائب ہے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے ورنہ مکروہ ہے۔ (۵)

---

(۱) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲ ۱۲ ظفیر.
(۲) وان انكر بعض ماعلم من الدين ضرورة كفر بها الخ فلا يصح الا قتداء به اصلا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۱) ظفير. (۳) فلو الولاة كفار ايجوز للمسلمين اقامة الجمعة (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۴) ظفير. (۴) مشكوٰة باب التوبه والا ستغفار ص ۲۰۶ فصل ثالث ۱۲ ظفير.
(۵) ويكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) ولعل المراد به (اى بالفاسق) من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانى واكل الربا ونحو ذالك (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفير.

رقص وسرود سے توبہ کرنے والے کی امامت درست ہے:

(سوال ۹۸۲) ایک امام مسجد ہے اکثر رقص وسرود میں جاتا ہے اگر ایسا شخص توبہ کرلے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کراہت سے خالی ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) امام مذکور فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اگر وہ توبہ کرلے تو کراہت مرتفع ہوجاوے گی لان التائب من الذنب کمن لا ذنب۔(۱) فقط۔

غلط خواں کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۸۳) زید ایک مسجد کا امام ہے۔ وہ حافظ نہیں ہے، حرکتوں کو اتنا بڑھاتا ہے کہ الف درو بھی اچھی طرح ظاہر ہوجاتے ہیں اور انَ کی جگہ جب انا ہوجائے گا تو معنی بدل جائیں گے۔ یضر بون کی جگہ صاف یدربون پڑھتا ہے تطلع تطلؤ ایک دفعہ پڑھا ثَ میں اور صَ میں اور سَ میں بہت کم فرق کرتا ہے اور ان کے درست کرنے کی کوشش نہیں کرتا ایسے شخص کے پیچھے نماز میں کچھ کراہت ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسی طرح قرآن شریف پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے میں فساد نماز کا اندیشہ ہے لہذا اس کو امام نہ بنایا جاوے اور کسی صحیح خواں کو امام مقرر کیا جاوے۔(۲) فقط۔

اجرت لینے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۸۴) جو شخص محض اجرت کی کمی بیشی پر نماز پڑھاوے اس کی امامت کیسی ہے۔

(الجواب) امامت کی اجرت لینے کے جواز پر فتویٰ ہے اس لئے اس پر کچھ اعتراض نہیں ہے۔(۳) فقط۔

غیر مقلد کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۹۸۵) اگر غیر مقلد امام شود دریں حالت مذہب حنفیہ اقتداء نماز کند روا باشد یا نہ۔

(الجواب) فقہاء تصریح فرمودہ اند کہ اگر مخالف مذہب امام شود پس اگر مراعات خلاف کند نماز خلف او صحیح است واگر مراعات خلاف نہ کند پس اگر مرتکب مفسد صلوٰۃ شود (۴) نماز خلف او درست نیست و اگر مرتکب مفسد نہ شود مکروہ است، قال فی الدر المختار وکذا تکرہ خلف امر أسفیہ الی ان قال ومخالفت کشافعی لکن فی وتر البحران تیقن المراعات لم یکرہ او عدمہالم یصح وان شک کرہ . تفصیلہ فی الشامی . بہرحال احتیاط در ترک اقتداء است خصوصاً وقتیکہ امام غیر مقلد باشد کہ از ارتکاب مفسدات ومکروہات امن نیست فقط۔

---

(۱) مشکوٰۃ باب التوبہ والاستعقار فصل ثالث ص ۲۰۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) ولا غیر الا لثغ بہ ای بالا لثغ علی الا صح الخ فلا یؤم الامثلہ ولا تصح صلاتہ اذا امکنہ الاقتداء بمن یحسنہ (درمختار باب الامامۃ.ط.س.ج ۱ ص ۵۸۱...... ۵۸۲.

(۳) ویفتی الیوم بصحتہا (ای الاجارۃ) لتعلیم القرآن والفقہ والامامۃ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الاجارۃ الفاسدۃ ج ۵ ص ۴۶ .ط.س.ج ۶ ص ۵۵) ظفیر.

(۴) وزاد ابن ملک ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحران تیقن المراعاۃ لم یکرہ اوعدمہا لم یصح وان شک کرہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۶ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲) ظفیر.

(۵) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفیر

انگریزوں کے خان ساموں کی نماز اور امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۸۶) انگریزوں کے خان ساماں کو جو کہ کھانا پکاتا ہے، خنزیر کا گوشت بھی پکانا اور کھلانا ہوتا ہے اور اور شراب تقسیم کرتا ہے۔ جب کہ یہ لوگ ایسا کام کرتے ہیں تو ان کی نماز وغیرہ قبول ہوتی ہے یا نہیں۔
(۲) اگر ان میں سے کوئی شخص قابل نماز پڑھانے کے ہو تو اس کی نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) چونکہ وہ لوگ اسلام میں داخل ہیں اس لئے نماز روزہ ان کا قبول ہے۔ گناہ سے توبہ کرتے رہیں۔
(۲) امام بنانا ایسے شخص کو مکروہ ہے لیکن نماز اس کے پیچھے بکراہت درست ہے۔(۱) فقط۔

بزرگان دین کو کافر کہنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۸۷) جو شخص حضرات بزرگان دین کو کافر کہے اور جو کافر نہ کہے اس کو بھی کافر کہے تو اس کے پیچھے بھی نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے من عادی لی ولیاً فقد اذنته بالحرب(۲) او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم. یعنی جس نے میرے دوست اور ولی سے دشمنی کی اس کو میں اطلاع دیتا ہوں اپنی لڑائی کی یعنی اس کا مقابلہ مجھ سے ہے پس ظاہر ہے کہ جس مردود کا مقابلہ اللہ تعالیٰ سے ہو اس کا کہاں ٹھکانہ ہے سوائے جہنم کے وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام سباب المسلم فسوق وقتاله کفر الحدیث.(۳) پس ایسے مردود کے پیچھے جو علمائے ربانیین اور اولیاء اللہ کی توہین کرے اور ان کو کافر کہے نماز درست نہیں ہے۔(۴) فقط۔

حقیر ورسوا کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۸۸) زید در بدر روٹی مانگتا ہے اور اجرت سے مردہ بھی نہلاتا ہے اور زوجہ زید بے پردہ پھرتی ہے ایسا شخص امامت کرسکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز تو اس کے پیچھے ہو جاتی ہے مگر ایسے شخص کی امامت دوسرے لائق امامت صالح آدمیوں کے ہوتے ہوئے بہتر نہیں ہے۔(۵) فقط۔

متہم کی امامت:

(سوال ۹۸۹) ایک شخص حافظ قرآن ہے مگر اس پر چند الزامات لگائے جاتے ہیں کہ غیر مذہب کی عورت اس کے گھر میں بلا نکاح ہے لیکن حافظ صاحب نکاح کرنا ظاہر کرتے ہیں اور مسلمان کرنا بھی ظاہر کرتے ہیں مگر ثبوت کامل نہیں ہے۔ اس کی امامت صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) چونکہ مسلمان پر حسن ظن کرنا چاہئے اور بدظنی نہ کی جائے۔ قال اللہ تعالیٰ ان بعض الظن اثم(۶)

---

(۱) ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ ط۔س ص ۵۶۰ ج ۱۔ ظفیر
(۲) مشکوٰۃ باب ذکر اللہ عزوجل ص ۱۹۷ . ۱۲ ظفیر (۳) مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم ص ۴۱۱ . ۱۲ ظفیر.
(۴) ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل قال فی شرح المنیة کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر. (۵) و لو أقوماوهم له کارهون ان الکراهة لفساد فیه اولا نهم احق بالا مامة منه کره له ذالک تحریما لحدیث ابی دائود الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر. سورة الحجرات ۲۔ ظفیر

لہذا جب کہ وہ امام صاحب مسلمان کرنا اس عورت کا اور نکاح کرنا بیان کرتے ہیں تو اس کا اعتبار کرنا چاہئے اور الزام معصیت ان پر نہ لگایا جاوے اور امامت ان کی صحیح ہے۔ فقط۔

حیلے بہانے سے سود لینے والے کی امامت:

(سوال ۹۹۰) مسمیٰ احسان علی موضع مرشد آباد کے قاضی اور پیش امام ہیں۔ عرصہ پانچ چھ برس کا ہوا کہ مسمیٰ احسان علی نے بذریعہ تحریر تمسک دستاویزات کے اس طریقہ سے سود لینا شروع کیا کہ دستاویزات اپنے پوتے اور لڑکے کے نام لکھنا شروع کیا اور بعض بعض سے سود بھی وصول کیا۔ دریافت کرنے پر جواب دیا کہ میں اس کو نہیں کرتا ہوں بلکہ میرے لڑکے ایسا کرتے ہیں۔ یہ حلیہ برائے نام ہے۔ احسان علی امام ہونے کے قابل ہیں یا نہیں۔

(الجواب) مسمیٰ احسان علی اس صورت میں لائق امام بنانے کے نہیں ہے اگر وہ تائب نہ ہو تو اس کو معزول کیا جاوے اور دوسرا امام صالح مقرر کیا جاوے۔ (۱) فقط

قانونی کارروائی کرنے والے کی امامت:

(سوال ۹۹۱) حکیم محمد فخر عالم متبع شریعت پابند صوم وصلوٰۃ ہے مولوی اور حافظ بھی ہے۔ چونکہ حکیم محمد فخر عالم نے کچھ دنوں زراعت اور ٹھیکہ داری کا کام بھی کیا جس کی وجہ سے مقروض ہو گیا۔ اول کچھ جائداد فروخت کر کے قرض ادا کیا لیکن جب اس پر بھی ادا ہونا ناممکن سمجھا گیا تو بوجہ خوف اپنے مخالفین کے اپنی جائداد عدالت میں پیش کر کے انسا مونٹ ہو گیا تو امامت حکیم محمد فخر عالم کی نسبت کیا حکم ہے۔

(الجواب) حکیم محمد فخر عالم کی امامت درست ہے اور انسا مونٹ کی حقیقت بندہ کو معلوم نہیں ہے اگر وہ کسی معصیت کو متضمن نہیں ہے اور اہل حقوق کے حقوق کو تلف نہیں کیا گیا تو اس وجہ سے کچھ کراہت ان کی امامت میں نہیں ہے۔ فقط۔

جسے داڑھی نہ آئی ہو اس کی امامت:

(سوال ۹۹۲) جس کی عمر ۲۳ سال ہو اور داڑھی مونچھ ابھی نکلنی شروع ہوئی ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ کذا فی الشامی (۲) وغیرہ فقط۔

کسی ایک شخص کی بلاوجہ ناراضی کا امامت پر کوئی اثر نہیں ہوتا:

(سوال ۹۹۳) ایک مولوی سے ایک شخص کا جھگڑا ہوا تھا یہ معلوم نہیں کہ زیادتی کس کی تھی اب وہ مولوی محلّہ کی مسجد میں امام ہو گئے ہیں ان کی امامت سے تمام اہل محلّہ خوش ہیں صرف وہ شخص جس سے جھگڑا ہوا تھا ناراض ہے سنا ہے کہ اس امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

(الجواب) اگر سبب اس شخص کی ناراضی کا امام کا کوئی قصور نہیں ہے اور امام میں کوئی نقص شرعی نہیں ہے تو اس شخص کی

---

(۱) وکذا تکرہ خلف امرد الخ واکل الربا (درمختار باب الامامۃ ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲) ظفیر.

(۲) سئل العلامۃ الخ عن شیخ بلغ من السن عشرین سنۃ وتجاوز حد الانبات ولم ینبت عذارہ فھل یخرج بذالک عن حد الامردیۃ وخصوصا قدبنت لہ شعرات فی ذقنہ تو ذن بان لیس من مستدیری اللحی فھل حکمہ فی الامامۃ کالرجال الکاملین ام لا الخ فاجاب ... الجواز (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۵. ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲) ظفیر.

ناراضی کا اعتبار نہیں ہے نماز اس امام کے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے۔(۱) فقط۔

ناجائز جرمانہ کرنے والے کی امامت:

(سوال ۹۹۴) ایک مسلمان نے ایک چماری کو مسلمان کر کے اس سے نکاح کرلیا، اس پر ایک شخص مسمیٰ قاضی وزیر شاہ نے ان کو برادری سے علیحدہ اور حقہ پانی بند کردیا اور نکاح کو ناجائز کہتا ہے اور وزیر شاہ نے چٹی اور ڈنڈ کے پانچ روپے بھی لئے۔ ایسے شخص کی امامت کا شرعاً کیا حکم ہے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) وزیر شاہ کا یہ معاملہ جو اس نے اس مسلمان اور نومسلمہ کے ساتھ کیا اور ان کو برادری سے علیحدہ کردیا خلاف شریعت ہے اور حرام وناجائز ہے اور مسلمان ہونا اس نومسلمہ کا اور نکاح کرنا اس کا شرعاً درست ہے اور صحیح ہے۔ قاضی مذکور کو اس کو ناجائز کہنا غلط ہے اور سخت جہالت ہے اور چٹی اور ڈنڈ لینا حرام اور باطل ہے۔(۲) ایسا شخص قابل امامت کے نہیں ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے اور معزول کرنا اس کا امامت سے ضروری ہے۔(۳) فقط۔

زانی کی امامت:

(سوال ۹۹۵) ایک شخص امام مسجد نے ایک زمیندار کی لڑکی فرار کر کے اس سے نکاح کیا اور اپنی پہلی زوجہ کو قتل کیا۔ کچھ مدت کے بعد امام مذکور نے ایک لڑکی نا کتخدا کو فرار کر کے دوسری جگہ لے گیا بعد کو اس کے ورثاء نے لڑکی کو اس سے علیحدہ کر کے دوسری جگہ نکاح کردیا۔ اب پھر گاؤں کے چند مسلمانوں نے اس کو اپنا امام بنالیا ہے ایسی صورت میں اس کو امام بنانا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) اگر امام مذکور نے اپنے افعال ومعاصی سے توبہ نہیں کی تو امام بنانا اس کو مکروہ تحریمی ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔(۴) اور اگر اس نے توبہ کرلی ہے تو گناہ اس کا معاف ہے اور امامت اس کی درست ہے بحکم التائب من الذنب کمن لا ذنب له .(۵) فقط۔

طوائف کی دعوت کھانے والے کو امام بنانا درست ہے یا نہیں:

(سوال ۹۹۶) جو شخص پیشہ ور عورتوں کی دعوت کھاتا ہو اس کو امام مقرر کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) مکروہ ہے۔(۶) فقط۔

باغبان کی امامت درست ہے:

(سوال ۹۹۷) ایک شخص مفتی اور صاحب علم امام مسجد ہے مگر چند روز باغبانی بھی کی ہے تو وہ امامت سے معزول ہوسکتا ہے یا نہ

---

(۱) فان اختلفوا اعتبروا اکثرهم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۸......۵۵۹) ظفیر.

(۲) لا باخذ المال فی المذهب بحرو فیه عن البزازیة وقل یجوز معناه ان یمسکه مدة لینزجر ثم یعید له الخ وفی المجتبیٰ انه کان فی ابتداء الا سلام ثم نسخ (درمختار) والحاصل ان المذهب عدم التعزیر با خذا لمال (ردالمحتار باب التعزیر مطلب فی التعزیر با خذا لمال ج ۳ ص ۲۴۶. ط.س. ج ۴ ص ۶۱) ظفیر. (۳) یکره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیة ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

(۴) ویکره امامة عبدالخ من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المرادبه من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی الخ (ردالمحتار باب الجماعت ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر. (۵) مشکوٰة باب الا ستغفار والتوبه ص ۲۰۶ . ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰. ۱۲ ظفیر. (۶) ویکره امامة عبدالخ وفاسق (درمختار باب الا مامة ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

۔(الجواب) باغبانی کی وجہ سے معزول نہیں ہوسکتا۔ فقط۔

عارضہ بواسیر والے کی امامت:

(سوال ۹۹۸) بندہ کو بواسیر کا عارضہ ہے کہ مخرج پر ہر وقت تری رہتی ہے چونکہ مخرج نظر سے غائب ہے اس لئے معلوم نہیں کہ کسی وقت پیپ کا سیلان ہوتا ہے یا نہیں۔ تو اس صورت میں معذور سمجھا جاوے گا یا نہیں اور امامت درست ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں ہے **ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظھور**.(۱) اس سے معلوم ہوا کہ مخرج پر ہر وقت تری کا ہونا معذور بنانے کے لئے کافی ہے کیونکہ مخرج پر ظہور تری ناقض ہے سیلان کی ضرورت اس میں نہیں۔ سیلان کی شرط غیر سبیلین میں ہے اور عند الحنفیہ معذور طاہر کا امام نہیں ہوسکتا۔ **ولا طاھر بمعذور**.(۲) فقط۔

فقیر مویشی چرانے والے کی امامت:

(سوال ۹۹۹) ایک شخص قوم سے فقیر مسجد میں رہتا ہے اور امامت کرتا ہے اور مویشی بھی چراتا ہے اور اس کی زوجہ دائی کا کام کرتی ہے اور یہ شخص فطرہ بھی لیتا ہے ایسی حالت میں اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز اس شخص کے پیچھے ہوجاتی ہے مویشی چرانے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ اس کی زوجہ دائی جنائی ہے اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے لیکن امام کو امامت کے معاوضہ میں صدقۂ فطر اور چرم قربانی دینا اور اس کو لینا درست نہیں ہے اور اگر بوجہ اس کی غربت و محتاج ہونے کے محض اللہ واسطے بدون خیال اس کے امام ہونے کے دے دیا جاوے تو گنجائش ہے۔ فقط۔

جس امام سے دل صاف نہ ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۰۰) زید نے بحضور جماعت مسلمین یہ اقرار کیا کہ میرا دل امام مسجد سے صاف نہیں ہے ایسی حالت میں زید کی نماز اس امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) زید کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے۔ فقط۔

غیر مقلد کی اقتداء درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۰۱) ہماری بستی میں ایک مولوی زمیندار ہیں اور وہی نماز پڑھاتے ہیں لیکن اس عقیدہ کے ہیں کہ مولود شریف منعقد کرتے ہوئے اور زیارت بزرگان دین کرتے ہوئے اور گیارہویں کرتے ہوئے اور نذر و نیاز کرتے ہوئے بدعت فرماتے ہیں اور آمین و رفع یدین کی لوگوں کو ترغیب دیتے ہیں اور عیدین کی نماز بارہ تکبیر سے پڑھاتے ہیں ایسے شخص کے پیچھے سنت جماعت کی نماز ہوتی ہے یا نہ۔

(الجواب) انعقاد محفل میلاد شریف اور گیارہویں وغیرہ رسوم مروجہ کرنا بدعت ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہئے اور رفع یدین اور بارہ تکبیر عیدین میں کہنا امام شافعی کا مذہب ہے حنفیہ رفع یدین کو سنت نہیں کہتے بلکہ ان کے مذہب میں سوائے

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۴. ط.س. ج ۱ ص ۱۳۵. ۱۲.
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۴۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۸. ۱۲ ظفیر.

تکبیر تحریمہ کے اور کسی وقت رفع یدین نہیں ہے اور تکبیرات زوائد ہر ایک رکعت میں تین تین ہیں۔ درمختار میں ہے وھی **ثلث تکبیرات فی کل رکعۃ ولوزاد تابعہ الی ستۃ عشر لانہ ماثور**(۱) الخ۔ پس حنفیہ کو رفع یدین نہ کرنا چاہئے اور تکبیرات زوائد عیدین میں تین تین ہونی چاہئے اور باقی رسوم محفل میلاد کو ترک کرنا چاہیئے، اصلی حنفیت یہ ہے۔ وہ مولوی صاحب زمیندار غالباً غیر مقلد ہیں جو رفع یدین کی ترغیب دلاتے ہیں ان کا قول نہ ماننا چاہئے اور ان کو امام بھی نہ بنانا چاہئے۔(۲)

مشتبہ اور بدنام کو امام بنانا کیسا ہے:

(سوال ۱۰۰۲) ایسے امام کے پیچھے جو تنہا رہتا ہو اور اکثر بے ریش لڑکے اس کے پاس تنہائی میں پائے گئے ہوں اور اس کی بابت محلّہ میں بدچلنی کا شہرہ بھی ہو تو نماز بلا کراہت درست ہے یا نہیں۔ دوسرے نیک آدمی کے ہوتے ہوئے جو کہ عفیف ہے اس کو نماز پڑھانے دینا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) ایسی حالت میں اس امام کو نماز پڑھانا مکروہ ہے کیونکہ مقتدیوں کی کراہت اس کی امامت سے بوجہ امام کی خرابی کے ہے لہذا ایسے امام کو نماز پڑھانا نہ چاہئے اور دوسرا شخص جو عفیف وصالح ہے وہ امام ہونا چاہیئے۔ قال فی الدر **المختار ولو ام قوماً وھم لہ کارھون ان الکراھۃ لفساد فیہ اولا نھم احق بالامامۃ کرہ لہ ذلک تحریماً لحدیث ابی داؤد لا یقبل اللہ صلوٰۃ من تقدم قوماً وھم لہ کارھون .الخ**.(۳)

برص والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۰۳) زید ایک خواندہ دینیات سے واقف محتاط حنفی مسجد کا امام ہے بعض احباب نے ان کے پیچھے بدیں وجہ نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے کہ ان کے بدن پر چند دانے برص کے ہیں جن کا وہ علاج کرتے رہتے ہیں اور موجودہ حاضرین محلّہ کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی نفرت و کراہت نہیں۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا مکروہ، اگر مکروہ ہے تو کراہت تنزیہی ہے یا تحریمی اور وجہ کراہت کیا ہے۔

(الجواب) اس امام کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے کیونکہ ابرص کے پیچھے اس حالت میں فقہاء نے نماز مکروہ بکراہت تنزیہ لکھی ہے ابرص اس کا ظاہر و باہر ہو یعنی زیادہ نشانات برص کے ہوں جس کی وجہ سے مقتدیوں کو تنفر ہو اور جب کہ نہ برص ایسا ظاہر ہو اور نہ مقتدیوں کو تنفر ہو تو پھر کچھ کراہت اس کی امامت میں نہیں ہے۔ درمختار میں **وکذا تکرہ خلف امرد و سفیہ و مفلوج وابرص شاع برصہ الخ قال فی الشامی قولہ وکذا تکرہ خلف امرد الخ الظاھر انھا تنزیھیۃ**.(۴) فقط۔

معذور اور اس کی امامت کا کیا حکم ہے:

(سوال ۱۰۰۴) اگر کوئی شخص امراض مختلفہ میں مبتلا ہو کر حکیم و ڈاکٹر کے علاج کراتا رہا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس کے بعد اس شخص نے بدن کے مادہ فاسد کو نکالنے کے لئے حکیم کے مشورہ سے ہاتھ یا پاؤں میں داغ لگا کر اس میں درخت نیم

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۹ .ط.س.ج ۲ ص ۱۷۲......۱۷۳.۱۲ ظفیر.
(۲) تکرہ خلف امرد الخ ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمھا لم یصح وان شک کرہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۶ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲......۵۶۳) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹. ۱۲ ظفیر.
(۴) ردالمحتار . باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲.۱۲ ظفیر.

کی ایک کتھلی بنا کر رکھ دی اس سے زخم پیدا ہو گیا۔ ہمیشہ اس سے رطوبت جاری رہتی ہے جس کی وجہ سے اکثر امراض میں تخفیف ہوتی ہے۔ یہ شخص شرعاً معذور ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) معذور شرعاً وہ ہے کہ تمام وقت نماز میں اس کو اس قدر موقع نہ ملے کہ بلا اس عذر کے وہ وضو کر کے نماز ادا کر سکے۔ پس جس کو یہ نوبت آ چکی ہے وہ معذور ہے پھر جب تک وہ اس عذر میں مبتلا ہے کہ کوئی وقت نماز کا اس عذر سے خالی نہیں رہتا تو وہ معذور ہی رہے گا۔ درمختار میں ہے ان استوعب عذرہ تمام وقت صلوٰۃ مفروضۃ بان لا یجد فی جمیع وقتھا زمناً یتوضأ ویصلی فیہ خالیاً عن الحدث الخ وھذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء کفی وجودہ فی جزء من الوقت ولو مرۃً الخ۔ (۱) پس اگر شخص مذکور کو یہ نوبت آ چکی ہے کہ ہر وقت زخم اس کا جاری رہا اور اس قدر موقع اسکو تمام وقت نماز میں نہیں ملا کہ وہ وضو کر کے نماز بلا اس عذر کے پڑھے تو وہ معذور ہو گیا۔ اب جب تک وہ زخم اس کا بہتا رہے گا یعنی وقت نماز میں کسی نہ کسی وقت اس میں سے مواد جاری ہوگا وہ معذور رہے گا اور معذور غیر معذورین کا امام نہیں ہوسکتا۔ (۲)......کما فی الدر المختار۔ فقط

اس غیر مقلد کی امامت جو ائمہ اربعہ کی تقلید کو کفر و شرکت کہتا ہے کیسی ہے:

(سوال ۱۰۰۵) زید غیر مقلد تقلید ائمہ اربعہ کو کفر و شرک بتلاتا ہے۔ زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) قول اس غیر مقلد کا غلط ہے اور گمراہی و خطاء ظاہر ہے ایسے غیر مقلد کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

وہمی کو امام بنانا کیسا ہے:

(سوال ۱۰۰۶) ایک شخص اس قدر وہمی ہے کہ کسی سے مصافحہ نہیں کرتا اگر کوئی مسلمان اس کو کوئی چیز دیوے تو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتا۔ اس سے کہتا ہے کہ زمین پر رکھ دو پھر زمین پر سے اٹھاتا ہے ایسے شخص سے بیعت کرنا اور اس کو امام بنانا کیسا ہے

قومیت بدلنے والے کی امامت:

(سوال ۲/۱۰۰۷) ایک امام مسجد نے اپنی ذات کو تبدیل کر لیا ہے ایسے شخص کی امامت اور بیعت درست ہے یا نہیں۔

سہرا باندھنے والے کی امامت:

(سوال ۳/۱۰۰۸) ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا، اس نے اپنی دیواروں پر سہرے بندھوائے اس کی امامت و بیعت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) (۱) ایسا وہمی شخص جس کو اتباع شریعت کا کچھ خیال نہیں ہے لائق بیعت کرنے کے اور پیر و مقتداء بنانے کے نہیں اور امام بنانا بھی اس کو نہیں چاہئے لیکن اگر اس نے نماز پڑھائی تو اگر کوئی امر مفسد صلوٰۃ اس سے سرزد نہیں ہوا

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) ولا طاہر بمعذور (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۴۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۸) ظفیر.
(۳) ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ ارشاد نبوی ہے سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر (مشکوٰۃ) اما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ لانہ لایھتم لا مردینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا الخ بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰) ظفیر.

تو نماز ہوگئی۔(۱)

(۲) ایسا شخص لائق امام بنانے اور پیر بنانے کے نہیں ہے۔(۲)

(۳) ایسا شخص بھی لائق امامت وبیعت...... کے نہیں ہے۔(۳) فقط۔

رافضی کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۰۹) ایک شخص امام مسجد اندھا ہے اس کے ماں باپ شیعہ ہیں محض اپنے پیٹ کی وجہ سے اپنے آپ کو اہل سنت ظاہر کر کے نماز پڑھاتا ہوا یسے شخص کی امامت یا جنازہ ونکاح وغیرہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ درحقیقت مذہب اہل سنت والجماعت رکھتا ہو رافضی نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے اور نکاح خوانی اس کی درست ہے مگر اس امر کی تحقیق ضرور کی جاوے کہ وہ رافضی تو نہیں ہے۔ اگر رافضی ہے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔(۴) فقط۔

قرآن یاد کر کے بھولنے والے اور جماعت کے تارک کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۱۰۱۰) ایک شخص نے قرآن شریف حفظ کیا۔ ایک دوسال مسجد میں سنایا بھی، اب آ کر بھول گیا اور وہ جماعت کا بھی پابند نہیں ہے اس کا امام بنانا کیسا ہے۔ دوسرا شخص جو عالم ہے اور جماعت کا پابند ہے اور قرآن شریف جیسا کہ ناظرہ خواں پڑھتے ہیں ویسا ہی پڑھتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) قرآن شریف حفظ کر کے بھولنا گناہ کبیرہ ہے اور ترک جماعت پر اصرار کرنا بھی معصیت کبیرہ ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے (حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا **ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی هذا المتخلف فی بیته لترکتم سنة نبیکم ولو ترکتم سنة نبیکم لضللتم. فتح القدیر ج ۱ ص ۳۰۱ ظفیر**) اور دوسرا شخص جو عالم اور پابند شریعت ہے اور قران شریف صحیح پڑھتا ہے اس کی امامت افضل ہے۔(۴) فقط۔

جھوٹے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے:

(سوال ۱۰۱۱) جو شخص پچاس لے کر عورت حاملہ کا نکاح پڑھائے اور عدالت میں جھوٹا حلف اٹھاوے اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) ایسا شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت ہے۔(۶) فقط۔

....

(۱) والا حق بالا مامة الخ الا علم باحکام الصلاة فقط صحة وفساد ابشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۱۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۷) ظفیر.

(۲) یکره امامة عبدالخ وفاسق ومبتدع ای صاحب بدعة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۶۶۹ ...... ۵۶۰) ظفیر.

(۳) ویکره امامة عبد الخ ومبتدع الخ ولا یکفر بها حتیٰ الخوارج الخ وان انکر بعض ماعلم من الدین ضرورة کفر بها الخ فلا یصح الا قتداء به اصلا (الدر المختارعلی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ ص ۵۲۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر.

(۴) والا حق بالامامة تقدیما بل نصبا الاعلم باحکام الصلوٰة فقط صحة وفساد ابشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۷) ظفیر.

(۵) ویکرح امامة عبد الخ وفاسق (درمختار باب الامامة. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفیر.

غوث پاک کا جھنڈا رکھنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۱۲) ملک گجرات وعلاقۂ بمبئی میں بعض لوگوں نے کمانے کا یہ ذریعہ نکال رکھا ہے کہ دس پانچ لمبے لمبے بانسوں کے سرے میں تانبے کے پنجے لگا کر اور مختلف رنگین کپڑے باندھ کر گھر میں رکھ لئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حضرت غوث پاکؒ کے نشان (علم) ہیں۔ پس جب مرض وبائی کے زمانہ میں لوگ فقراء و مساکین کو کھانا کھلاتے ہیں تو ان نشانوں کو منگا کر ان کے نیچے بکرے ذبح کرتے ہیں غرض کہ ان نشانوں کی بڑی تعظیم و تکریم ہوتی ہے اور ان نشانوں کے رکھنے والے کو خلیفہ کہتے ہیں ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور مصافحہ کرنا اور میل جول رکھنا کیسا ہے۔

(الجواب) اس میں شک نہیں کہ یہ رسوم جاہلیت ہیں اور بدعت و شرک کے افعال ہیں ان افعال کے مرتکبین کو مبتدع و فاسق کہا جاوے گا۔ کافر کہنے میں احتیاط کی جاوے اور نماز ان کے پیچھے نہ پڑھیں اور سلام و مصافحہ ایسے مبتدعین سے ترک کر دیں اور تعلقات ان سے منقطع کر دیں اور ان نشانوں کے نیچے بکرا ذبح کرنے والے اگر تقریباً الی صاحب العلم۔ ذبح کرتے ہیں تو خوف کفر ہے اور وہ ذبیحہ حرام ہے۔ فقط۔

مسجد کی ملکیت پر ناجائز مالکانہ حیثیت اختیار کرنے والے کا امام بنانا کیسا ہے:

(سوال ۱۰۱۳) ایک مسجد کے متعلق دو دکانیں ہیں جن پر امام صاحب مالکانہ تصرف کرنا چاہتے ہیں مسلمان چاہتے ہیں کہ دو کانوں کا کرایہ مسجد کی مرمت اور ضروری کاموں فرش وغیرہ میں خرچ ہو اس پر امام صاحب کسی طرح رضا مند نہیں ہوتے اگر امام صاحب اپنے اصرار پر قائم رہیں تو ان کو امامت پر قائم رکھیں یا اور امام منتخب کریں۔

(الجواب) مسجد کی دو کانوں کا کرایہ بے شک مسجد کی مرمت اور ضروریات میں صرف ہونا چاہئے۔ امام مذکور کی رضاء و اجازت کی ضرورت اس میں نہیں ہے اور اگر امام مذکور اپنے قول و فعل پر اصرار کرے تو اس کو امامت سے معزول کر دیا جاوے۔ اور دوسرا امام صالح مقرر کیا جاوے۔(۱) فقط۔

لڑکی کی شادی پر روپے وصول کرنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۱۴) ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی میں لڑکے کے والدین سے دو سو روپیہ لے لئے ایسا شخص امامت کرادے تو جائز ہے یا نہیں۔ اب وہ توبہ کرتا ہے لیکن روپیہ واپس نہیں دیا جاتا تا بدون روپیہ واپس دیئے توبہ کرنے سے وہ لائق امامت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) لڑکی کے والدین کو شوہر سے یا شوہر کے والدین سے کچھ روپیہ لینا درمختار میں رشوت اور حرام لکھا ہے۔(۲) پس اس روپے کو واپس کرنا ضروری ہے اور توبہ اس کی یہی ہے کہ روپیہ واپس کر دے۔ اگر روپیہ واپس نہ کیا تو فاسق رہا اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔ فاسق لائق امام بنانے کے نہیں ہے اس کے اور اس کے معاونین کے پیچھے اگرچہ

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد و فاسق (درمختار بل مشی فی شرح المنیۃ کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب ا لامامۃ ج ا ص ۵۲۳. ط.س. ج ا ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

(۲) ومن الصھر السحت مایاخذا الصھر من الختن یسبب بنتہ بطیب نفسہ حتی لوکان بطلبہ یرجع الختن بہ مجتبی(ردالمحتار حظر واباحت ج۵ ص ۴۷۴) ظفیر. ج۵ ص ۲۹۶. ط.س. ج ا ص ۴۲۴.

نماز ہوجاتی ہے۔ لقوله عليه السلام صلوا خلف كل برو فاجر . الحدیث لیکن مکروہ ہوتی ہے۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔(۱) فقط۔

رسوم ادا کرنے والے کی جو دعوت کھائے اس کی امامت کا کیا حکم ہے:

(سوال ۱۰۱۵) زید جو عالم سند یافتہ اور ہمارے یہاں امام جامع بھی ہے ایک ایسی بارات میں جس میں آتش بازی انگریزی باجہ وغیرہ ممنوعات شرعی وغیرہ تھے شریک ہوئے اور کھانا وغیرہ کھایا۔ شریعت غراء ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حکم دیتی ہے اس کو توبہ کرنا چاہئے یا نہ۔

(الجواب) اس بارہ میں درمختار میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر ایسی بارات اور ولیمہ میں جانے اور شریک ہونے سے پہلے علم نہ تھا کہ وہاں ایسے امور منکرہ ہیں تو اگر وہ مقتداء شخص ہے تو اس کو وہاں ٹھہرنا اور شریک ہونا چاہئے اور اگر مقتداء نہیں ہے تو دل سے برا سمجھتا رہے اور کھانا وغیرہ کھالیوے اور اگر جانے سے پہلے خبر ہوجاوے تو ہرگز شریک نہ ہو۔(۲) پس صورت مسئولہ میں امام مذکور کو توبہ کرنی چاہئے اور بعد توبہ کے نماز اس کے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے جاء فی الحدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له .(۳) فقط.

بطور دوا افیون کھانے والے کی امامت:

(سوال ۱۰۱۶) عمر بوجہ ضیق النفس افیون کھاتا ہے۔ بدیں وجہ کبھی نماز میں ٹول جاتا ہے وہ قابل امامت ہے یا نہیں۔ اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز تو اس کے پیچھے ہوجاتی ہے بشرطیکہ کوئی امر مفسد صلوٰۃ اس سے سرزد نہ ہو۔ لیکن اگر دوسرا شخص اولیٰ بالامامت موجود ہو تو اس دوسرے کو امام بنانا چاہئے۔ فقط۔

شہوت کی شدت کے وقت امام بننا کیسا ہے:

(سوال ۱۰۱۷) میں مجرد ہوں بعض ایام میں شہوت کا زور ہوتا ہے اور نماز میں بھی خیالات آتے ہیں اور مذی کے قطرے ٹپکتے ہیں ایسی حالت میں نماز پڑھنا اور امام بننا جائز ہے یا نہیں اور چونکہ مجھے کہیں نکاح ہونے کی توقع نہیں اس لئے میرا ارادہ ہے کہ ایسی دوا کھاؤں جس سے شہوت کا مادہ جاتا رہے۔ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص نکاح کا سامان اور طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے اور جس کے پاس نکاح کا نہ سامان ہو اور اس کا نکاح کہیں نہ ہوسکتا ہو وہ روزے رکھے کہ روزہ رکھنا اس کے لئے وجاء ہے یعنی شہوت کو روکتا ہے۔(۴) اور نیز آنحضرت ﷺ نے نامرد بننے سے منع فرمایا ہے اور اس کو حرام فرمایا ہے ایسا ارادہ ہرگز نہ کرنا

---

(۱) ويكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشى فى شرح المنية ان كراهة تقديمه كراهة تحريم(ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفير.

(۲) ولو دعى الى دعوة فالواجب ان يجيبه الخ اذا لم يكن هناك معصية ولا بدعة الخ والا متناع اسلم فى زماننا، الا اذا علم يقينا بانه ليس فيها بدعة ولا معصية الخ لا يجب دعوة الفاسق المعلن(عالمگیری کتاب الکراهية الباب الثانی عشر ج۵ ص ۳۰۵ .ط.م. ج ۱ ص ۳۴۳) ظفير. (۳)مشكوٰة باب التوبه والا ستغفار فصل ثالث ۱۲ ظفير.

(۴) عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتز وج فانه اغض للبصروا حسن للفروج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء متفق عليه (مشكوٰة كتاب النكاح فصل اول ص ۲۶۷) ظفير.

چاہئے۔(۱) اگر آپ اس حدیث پر عمل کریں گے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب سے نکاح کا سامان بھی فرما دیوےگا۔ میدہد یزداں مراد متقی۔ قال اللہ تعالیٰ و من یتق اللہ یجعل له مخرجاً الآیة.(۲) ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کشائش فرماتا ہے اور مذی کے قطرے ٹپکنے کی حالت میں نماز نہیں ہوتی ایسے شخص کو امام نہیں بننا چاہئے۔(۳) البتہ جب روزہ رکھنے سے شہوت کم ہو جاوے اور مذی نہ آوے اس وقت امام بن جاوے۔ فقط۔

ٹخنوں سے نیچا پائجامہ پہننے والے کی امامت:

(سوال ۱۰۱۸) اگر امام کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچا ہو تو اس کی امامت کیسی ہے۔

(الجواب) قصداً اگر نیچا رکھتا ہو تو نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔(۴) فقط۔

جھینگا کھانے والے کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۱۰۱۹) یہاں ایک شخص امام ہے اور بندہ کا استاد بھی ہے وہ جھینگا کھاتا ہے۔ اس بارہ میں اگر اس سے جھگڑتے ہیں تو استاد ہونے کے سبب سے شرم آتی ہے ان کی ناراضی نہیں چاہتا ہوں اس شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) واضح ہو کہ دین کے مسئلہ کے بارے میں کسی سے شرمانا نہ چاہئے اور اس کی ناراضی اور خفگی کا خیال نہ کرنا چاہئے اور جو شخص مرتکب فعل حرام کا ہے وہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ باقی آپ نے یہ تشریح سوال میں نہیں کی کہ جھینگا سے مراد آپ کی جھینگا مچھلی ہے یا یہ جھینگا جو گھروں میں ہوتا ہے۔ جو جھینگا گھروں میں ہے یہ تو حشرات الارض اور خبائث میں سے ہے اس کا کھانا تو حرام ہے۔(۵) اور جو جھینگا دریائی ہے جس کو جھینگا مچھلی کہتے ہیں اگر وہ از قسم مچھلی ہے تو درست ہے(۶) اور اگر از قسم مچھلی سے نہیں ہے تو حرام اس کو تحقیق کر لینا چاہئے۔ فقط۔

جوان العمر نومسلم کی امامت جس کا ختنہ نہ ہوا ہو کیسی ہے:

(سوال ۱۰۲۰) جو شخص جوان عمر میں اسلام لایا ہو اور مسلمان ہوا ہو اس کو ختنہ کرانی چاہئے یا نہیں۔ اور ختنہ کرانے سے پہلے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) نومسلم کی ختنہ موافق سنت بغویہ علی صاحبها الصلوٰۃ والتحیہ کرانی چاہئے کیونکہ ختنہ کرانا شعائر اسلام میں سے

---

(۱) عن ابی هریرة قال قلت یا رسول اللہ انی رجل شباب و انا اخاف علی نفسی العنت ولا اجدما اتزوج به النساء کانه یستاذنه فی الا ختصاء قال فسکت عنی قلت ثم مثل ذالک فسکت عنی ثم قلت مثل ذالک فسکت عنی ثم قلت مثل ذالک فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم یا ابا هریرة جف القلم بما انت لا ق فاختص علی ذالک او ذر رواه البخاری (مشکوٰۃ باب الا یمان بالقدر ص ۲۰) ظفیر.

(۲) سورة الطلاق. رکوع. ۱. ۱۲ ظفیر.

(۳) مذی کے نکلنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور پھر دوبارہ وضو نماز کے لئے فرض ہے اور جب وضو ہی باقی نہ رہے تو نماز کیسی جائز ہوگی" لا عند مذی (ای لا یفرض الغسل عند خروج مذی) او ودی بل الوضوء منه ای بل یجب الوضوء منه (دیکھئے ردالمحتار مبحث الغسل ج ۱ ص ۱۵۳. ط.س. ج ۱ ص ۱۶۵) نواقض وضو کے سلسلہ میں صراحت ہے " المعانی النا قضة للوضو کل ما یخرج من السبیلین الخ (هدایه فصل نواقض وضوء ج ۱ ص ۳۳) ظفیر.

(۴) قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما اسفل من الکعبین من الا زار فی النار رواه البخاری (مشکوٰۃ کتاب اللباس ص ۳۷۳) جب یه ناجائز هوا تو جو اس کا مرتکب هوگا وه فاسق هوا. اور فاسق کی امامت مکروه هے ویکره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار باب الا مامة. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

(۵) ولا یحل ذوناب الخ ولا الحشرات هی صغا ر دوا ب الارض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الذبائح ج ۵ ص ۲۲۵. ط.س. ج ۶ ص ۳۰۴) ظفیر.

(۶) وهل الجراد الخ و انوا ع السمک بلا ذکاة (ایضاً ج ۵ ص ۲۲۸. ط.س. ج ۶ ص ۳۰۷) ظفیر.

ہے اور بضرورت جب کہ خود ختنہ نہ کرسکتا ہو ختان سے ختنہ کرانا درست ہے اور ختان کی نظر موضع ختنہ پر بضرورت درست ہے کما فی الدر المختار کتاب الخطر والا باحۃ ینظر الطبیب الی موضع مرضھا بقدر الضرورۃ اذ الضرورات تتقدر بقدر ھا وکذا نظر قا بلۃ وختان الخ قولہ وختان کذا جزم فی الھدایۃ والخانیۃ وغیرھما .(۱) الخ شامی۔ اور جب تک وہ ختنہ نہ کراوے تب بھی اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ فقط۔

جو صوم وصلوٰۃ کا پابند نہ ہو اور ظلم کرتا ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۲۱) جو شخص صوم وصلوٰۃ کا قطعی پابند نہ ہو۔ جھوٹ کثرت سے بولتا ہو۔ ظلم وزیادتی کا عادی ہو، زانی ہو، بزرگان دین کو برا کہتا ہو، باوجود ان تمام بدافعالیوں کے اپنے کو ولی ظاہر کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اولیاء ہ الا المتقون (۲) اور فرمایا الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون. (۳) ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ولی وہ ہے جو متقی ہو، بداعمال شخص ولی نہیں ہے اور دعویٰ اس کا کاذب ہے وہ شخص جو نافرمان حق تعالیٰ کا ہو دشمن اللہ کا ہے اس سے مرید ہونا درست نہیں۔ اور امام بنانا اس کو مکروہ ہے۔ (۴)

محرم منانے والے اور شدی پرست کی امامت:

(سوال ۱۰۲۲) شدی پرست اور محرم میں مراسم ادا کرنے والے کی امامت کیسی ہے نیز وہ قرأت میں اکثر غلطی بھی کرتا ہے۔

(الجواب) قال فی الدر المختار ویکرہ تنزیھاً امامۃ عبد الخ واعرابی وفاسق الخ ومبتدع ای صاحب بدعۃ لا یکفر بھا الخ وان کفر بھا . فلا یصح الا قتداء بہ اصلاً الخ وفی الشامی واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لا یھتم لا مر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً ولا یخفی انہ اذا کان اعلم من غیرہ لا تزول العلۃ فانہ لا یومن ان یصلی بھم بغیر طھارۃ فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لما ذکرنا الخ. (۵) ص ۳۷۶۔ شامی جلد اول۔ اس عبارت سے واضح ہوا کہ فاسق ومبتدع کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور وہ امام بنانے کے لائق نہیں ہے۔ پس شخص مذکور مبتدع بھی ہے اور فاسق بھی ہے اور علاوہ اس کے قرآن شریف بھی غلط پڑھتا ہے لہذا وہ کسی طرح امام بنانے کے لائق نہیں ہے۔ فقط۔

امام کا رکوع وسجود کو لمبا کرنا کیسا ہے:

(سوال ۱۰۲۳) ہمارے یہاں کے پیش امام صاحب نماز صبح کی ہم لوگوں کو پڑھاتے ہیں تو رکوع وسجدہ میں اس قدر دیر کرتے ہیں کہ مقتدی پچاس ساٹھ مرتبہ تسبیح پڑھ لیتے ہیں اور جب ان سے شکایت دیر کی کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ نماز

(۱) ردالمحتار کتاب الحظر والا باحۃ فصل فی النظر والمس ج۵ ص ۳۲۵ وج۵ ص ۳۲۶.ط. س. ج ۶ ص ۳۷۰ ......۳۷۱ ۱۲ ظفیر. (۲) سورۃ الا نفال رکوع ۴. ۱۲ ظفیر. (۳) سوۃ یونس رکوع ۷. ۱۲ ظفیر. (۴) یکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر. (۵) ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰ ۱۲ ظفیر.

میں اسی قدر دیر کرنا باعث زیادہ ثواب اور اجر کا ہے۔ ہم لوگوں میں اکثر دنیادار کاروبار والے اور بعض مریض اور کمزور ہیں تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) درمختار میں ہے ویکرہ تحریماً تطویل الصلوٰۃ علی القوم زاید علی قدر السنۃ فی قراءۃ واذکار رضی القوم اولا لا طلاق الامر بالتخفیف وھومافی الصحیحین اذا صلی احد کم للناس فلیخفف فان فیھم الضعیف والسقیم والکبیر واذا صلی لنفسہ فلیطول ماشاء الخ شامی۔(۱) اس سے معلوم ہوا کہ امام کا اس قدر طویل کرنا رکوع وسجود کو مکروہ تحریمی ہے اور یہ فعل اس کا ناجائز ہے اور یہ اس کی جہالت کی دلیل ہے ایسے شخص کو امام نہ بنایا جاوے کیونکہ ایک حدیث میں ایسے شخص کو فتان فرمایا ہے یعنی فتنہ میں ڈالنے والا پس امام کو رعایت مقتدیوں کی ضروری ہے اور تخفیف قراءۃ میں اور رکوع وسجدہ میں لازم ہے۔ فقط۔

لنگڑے کی امامت میں کوئی خرابی تو نہیں ہے:

(سوال ۱۰۲۴) ایک عالم باعمل لنگڑا ہے مگر چل پھر سکتا ہے اس لئے ایک مسجد کا امام ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) لنگڑے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے لیکن اگر دوسرا امام مقرر کیا جاوے تو یہ بہتر ہے۔ کما فی الشامی۔ وکذا اعرج یقوم ببعض قدمہ فالا قتداء بغیرہ اولیٰ(۲) فقط۔

صرف ایک امام کی پیروی کرنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۲۵) جو لوگ ایک ہی امام کی پیروی کرتے ہیں اور باقی تین اماموں کی پیروی سے انکار کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مقلدین ایک ہی امام کی پیروی کرتے ہیں اور ان کو ایک ہی امام کی تقلید کرنی چاہئے۔ مثلاً جو لوگ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سابق الائمہ کے مقلد ہیں وہ امام ابو حنیفہؒ ہی کی پیروی کریں گے۔ امام شافعی وغیرہ رحمہم اللہ کی پیروی نہ کریں گے۔ (۳) فقط۔

غیر مطلقہ کا نکاح پڑھانے والے کی امامت:

(سوال ۱۰۲۶) ایک عورت نے اپنے شوہر کے گھر سے نکل کر مدت مدید تک ایک غیر شخص مثلاً زید سے ناجائز تعلق رکھتی رہی پھر زید مر گیا تو عورت نے عمر سے ناجائز تعلق کر لیا اور حاملہ ہوگئی۔ عمر نے عورت سے نکاح کرنا چاہا تو مولوی صاحب نے عورت کے شوہر سے طلاق طلب کی جب اس نے طلاق نہ دی تو بدون طلاق ہی عورت کا نکاح پڑھا دیا۔ مولوی نکاح خواں اور شرکاء پر کیا حکم ہے۔ ایسے مولوی کی اقتداء درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) بدون طلاق شوہر اول کے عمر سے نکاح اس عورت کا ناجائز اور باطل ہے اور جو لوگ فتویٰ جواز کا دینے والے اور معین اس نکاح میں ہیں وہ فاسق وعاصی ہیں تو بہ کریں اور اعلان کر دیں کہ یہ نکاح نہیں ہوا اور تفریق کرا دیں۔ بدون

---

(۱) ردالمحتار باب الامامۃ جلد اول ص ۵۲۷ ط.س.ج ۱ ص ۵۶۴. ۱۲ ظفیر.(۲) ردالمحتار باب الامامۃ جلد اول ج ۱ ص ۵۲۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲. ۱۲ ظفیر.(۳) وان الحکم المفلق باطل بالا جماع (درمختار) والتلفیق باطل فصحتہ منتفیۃ ۱۵(ردالمحتار مقدمہ مطلب فی حکم التقلید الخ ج ۱ ص .ط.س.ج ۱ ص ۷۴)ظفیر.

توبہ کے ایسا مولوی لائق اقتداء نہیں ہے۔(۱) فقط (قرآن پاک میں جہاں محرمات کا ذکر ہے حرمت علیکم امھاتکم الآیۃ۔ وہاں محرمات میں شادی شدہ عورتوں کو بھی شمار کیا ہے والمحصنت من النساء۔ ظفیر)

مختلف درجہ کے قرآن خواں کی امامت ایک دوسرے کے لئے:

(سوال ۱۰۲۷) صوبہ بہار کے ان پڑھے ذال۔ زاء ضاد کی جگہ جیم بولتے ہیں یعنی ذاکر کو جاکر اور زور کو جور اور ضماد کو جوماد اور ظاہر کو جاہر کہتے ہیں۔ اسی طرح ثاء۔ شین۔ صاد کی جگہ سین اور خاء کی جگہ کھا۔ اور عین کی جگہ الف۔ غین کی جگہ گاف۔ اور نماز میں قرآن شریف کے الفاظ بھی اسی طرح ادا کرتے ہیں اور عوام پڑھے ہوئے ذال۔ ضاد۔ ظاء کو زاء سے ادا کرتے ہیں اور ثاء وصاد کو سین سے اور عین کو الف سے جس طور پر کہ اردو بولی جاتی ہے اور نماز میں قرآن شریف بھی اسی طور سے پڑھتے ہیں اور فتحہ وضمہ کسرہ کو اس قدر کھینچتے ہیں الف یا واو کے قریب ہوجاتا ہے پس پڑھے ہوؤں کی نماز ان پڑھوں کے پیچھے درست ہوگی یا نہیں۔ علیٰ ہذا۔ جو لوگ تجوید سے واقف ہیں حروف کو مخارج سے اور اعراب کو صحیح طور سے ادا کرتے ہیں ان کی نماز اوپر کے دونوں قسموں کے پیچھے درست ہوگی یا نہیں۔ جہاں کہ دوسری قسم کا امام اور صوم وصلوٰۃ کے مسائل سے واقف ہو اور تیسری قسم کے پیچھے بسبب اختلاف مذہب جیسا کہ اہل حدیث اور غیر مقلدین کا اختلاف ہے یا بدعت وعدم کا نماز پڑھنا جائز نہ سمجھتے ہوں تو اس تیسرے شخص کا جمعہ وجماعت اس امام کے پیچھے جائز ہے یا نہ اور جو شخص حروف کو مخارج سے ادا نہیں کرتا اور اس کو اس کے مقابلہ میں جو ادا کرتا ہے یہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں کہ قران صحیح نہیں پڑھتا۔

(الجواب) درمختار میں ہے ولا غیر الا لثغ بالا لثغ علی الا صح کما فی البحر عن المجتبی وحرر الحلبی ابن الشحنہ انہ بعد بذل جھدہ دائماً حتماً کالا می لا یؤم الا مثلہ ولا تصح صلاتہ اذا امکنہ الا قتداء بمن یحسنہ او ترک جھدہ او وجد قدر الفرض مما لا لثغ فیہ ھذا ھو الصحیح المختار فی حکم الا لثغ وکذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف او لا یقدر علی اخراج الفاء الا بتکرار الخ قال فی الشامی. فی شرح قولہ وکذا من لا یقدر الخ. وذلک کا لرحمن الرحیم والشیتان الرجیم والآلمین وایاک نأبدو وایا ک نستئین. السرات. انأمت. فکل ذالک حکمہ ما مر من بذل الجھد دائماً والا فلا تصح الصلوٰۃ بہ الخ شامی.(۲) الخ شامی وفیہ قولہ فلا یوٴم الا مثلہ یحتمل ان یراد المثلیۃ فی مطلق اللثغ فیصح اقتداء من یبدل الراء المھملۃ غینا معجمۃ بمن یبدلھا لاماً وان یرادا مثلیۃ فی خصوص اللثغ فلا یقتدی من یبدلھا غیناً وھذا ھوا لظاھر کا ختلاف العذر فلیراجع .(۳) وفی الدر المختار ایضاً ولا حافظ آیۃ من القرآن بغیر حافظ لھا وھو الا می ولا امی باخرس الخ قولہ بغیر حافظ شمل من یحفظھا او ا کثر منھا لکن بلحن مفسد للمعنی لما فی البحر

(۱) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (درمختار) اما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ الخ بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم (ردالمحتار باب الا مامۃ جلد اول ص ۵۲۳. ط.س. ج ا ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا مامۃ جلد اول ص ۵۴۴. ط.س. ج ا ص ۵۸۱...... ۵۸۲. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الا مامۃ ج ا ص ۵۴۵. ط.س. ج ا ص ۵۸۲. ۱۲ ظفیر.
(۴) ردالمحتار باب الا مامۃ مطلب فی الا لثغ جلد اول ص ۵۴۴ و ص ۵۴۵. ط.س. ج ا ص ۵۸۲. ۱۲ ظفیر.

الامی عند نا من لا یحسن القراء ة المفروضة الخ قوله ولا امی باخرس اما اقتداء اخرس باخرس او امی بامی . فصحیح(۱)۔

پس ان تحقیقات سے واضح ہوا کہ پہلی اور دوسری قسم غلط خوانوں کی از قبیلِ امی ہیں اور امی کی نماز امی کے پیچھے صحیح ہے لیکن شامی نے جو فلا یؤم الامثلہ میں تحقیق نقل کی ہے اس میں اس کو ظاہر کیا ہے کہ ایک قسم کی نماز دوسری قسم کے پیچھے صحیح نہ ہو مگر اطلاق صحت نماز امی خلف امی صحت کو مقتضی ہے اور جو لوگ قرآن شریف صحیح با قاعدہ تجوید پڑھتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کی نماز پہلی دو قسموں کے پیچھے صحیح نہ ہوگی اور مخارج سے حروف کو ادا کرنے کے مراتب میں اعلیٰ درجہ کے مجود جس طرح ہر ایک حرف کو اس کے مخرج سے نکالتے ہیں دوسرے لوگ اگر چہ قرآن شریف صحیح پڑھتے ہیں مگر اس درجہ سے قاصر ہیں، تو ان کم درجہ والے صحیح خوانوں کو یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ قرآن شریف غلط پڑھتے ہیں البتہ مجود جید نہ کہیں گے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ صحیح خواں مثل ان حروف بدلنے والوں کے ہیں جو ظا وضا د کو زایا ذال پڑھتے ہیں اور طا کو تا کمال تجوید جو حروف کو پوری طرح سے مخارج سے ادا کرنا وغیرہ ہے وہ محسنات میں سے ہے۔ فقط۔

آمین بالجہر کرنے والے کی امامت:

(سوال ۱۰۲۸) آمین بآواز بلند کہنے والوں کے پیچھے حنفیوں کی نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس میں کچھ تفصیل ہے عموماً نہ کہہ سکتے ہیں کہ صحیح نہیں ہے اور نہ یہ کہ صحیح ہے۔ خلاصہ یہ کہ حتی الوسع غیر مقلدین کو امام نہ بنایا جاوے کہ بوجہ فساد بعض عقائد غیر مقلدین احتمال فساد صلوٰۃ ہے اور اگر اتفاقاً ان کے پیچھے نماز پڑھ لی تو بحکم صلوا خلف کل برو فاجر الحدیث. وہ نماز ہوگئی فقط۔

رفع یدین والے کی امامت:

(سوال ۱۰۲۹) اگر حنفی نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھی جو آمین بآواز بلند کہتا ہے اور رفع یدین کرتا ہے تو نماز صحیح ہوگئی یا نہیں۔

(الجواب) نماز صحیح ہوگئی بشرط یہ کہ کوئی امر مفسد صلوٰۃ امام میں ظاہر نہ ہو۔(۲)

آمین بالجہر درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۳۰) مسلمانان حنفی نے پیش امام سے سوال کیا کہ کیا ہم حنفی بھی آمین بآواز بلند کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ تو امام صاحب نے فرمایا کہ ہاں کہہ سکتے ہو۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں۔

(الجواب) یہ جواب اس امام کا صحیح نہیں ہے جب کہ عند الحنفیہ آمین کو آہستہ کہنا اور خفا کرنا سنت ہے تو امر خلاف سنت کا امر کرنا امام مذکور کو درست نہیں ہے۔ اور حنفیوں کو یہ حکم ماننا اس امام کا درست نہیں ہے بلکہ آمین آہستہ کہنا چاہئے جیسا آیت ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة (۳) اور حدیث اخفاء آمین سے ثابت ہے۔(۴) اور آمین بالجہر کی تاویل کی گئی ہے

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة جلد اول ص ۵۴۲ .ط.س.ج ا ص ۵۷۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) وكره امامة عبد الخ ومخالف كشافعي لكن في وترا لبحران تيقن المراعاة لم يكره اوعدمها لم يصح وان شك كراه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة مطلب في الا قتداء بشافعي ونحوه ج ا ص ۵۲۶ .ط.س.ج ا ص ۵۵۹...... ۵۶۳)ظفير. (۳)سورة الا عراف ركوع ۷ ...... ۱۲ ظفير.

(۴)عن وائل بن حجر قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قرأ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين واخفى بها صوته رواه احمد. (آثار السنن الجهر بالتامين جلد اول ص ۹۶)ظفير.

کہ یا بغرض تعلیم ہے کما ثبت عنه علیه السلام الجهر بالقراء ة فی بعض الصلوٰة التی یقرأ فیها سراً. یا محمول ہے ابتداء پر۔ فقط۔

جو امام حق کی تبلیغ سے رو کے اس کو امام بنانا کیسا ہے:

(سوال ۱۰۳۱) ایک واعظ قران وحدیث کے بموجب وعظ بیان کرتا ہے، دوسرا شخص امام مسجد کو یہ کہتا ہے کہ ایسا وعظ مت کہو کیونکہ تم سب مسائل کو کھول کر بیان کر دیتے ہو اس سے ہم کو کچھ نہیں ملتا کچھ ملا لوگوں کا بھی حق رہنے دیا کرو۔ واعظ کو دوسرے لوگوں سے منع کراتا ہے۔ بہشتی زیور کے مسائل کو نہیں مانتا۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) واعظ کو مسائل شریعت موافق کتب فقہ کے بیان کرنا چاہئے۔ کسی کے کہنے سننے اور طعن وتشنیع کی وجہ سے مسائل حقہ مفتی بہا کے بیان کرنے سے رکنا نہ چاہئے اور جو شخص بغرض دنیاوی کے واعظ حقانی کو مسائل حقہ مفتی بہا ضروریہ کے بیان کرنے سے رو کے وہ خطا پر ہے اور عاصی ہے۔ امام بننا اس کا مکروہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ ایسا امام مخالف شریعت قابل معزول کرنے کے ہے۔ (۱) اور بہشتی زیور ایک عالم معتبر کی تصنیف کردہ ہے۔ اس کے مسائل جو مفتی بہا ہیں ان کے معتبر ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے اور کوئی عالم حقانی عموماً اس کے مسائل پر معترض نہیں ہوسکتا۔ باقی اگر کوئی مسئلہ سہواً اس میں خلاف راجح یا غیر مفتی بہا لکھا گیا ہے۔ اس کی تصحیح خود مؤلف علام کرتے رہتے ہیں۔ فقط۔

ظالم کی امامت:

(سوال ۱۰۳۲) زید وعمر ایک خاندان کے ہیں۔ دونوں میں دنیاوی دشمنی بڑھی ہوئی ہے۔ عمر کمزور ہے اور زید جماعت بند ہے اس لئے جو چاہتا ہے کرالیتا ہے ایک روز عمر مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ زید نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دروازہ گھیر لیا۔ جب عمر فارغ ہو کر فرش پر آیا تو عمر کو زید نے گالی دینا شروع کیا۔ عمر دیوار کود کر بھاگا۔ زید نے ساتھیوں کو دوڑا کر پکڑ لیا۔ مار پیٹ ہونے لگی۔ زید نے عمر کی داڑھی اکھاڑ لی اسی روز سے عمر خوف کی وجہ سے اس مسجد میں نماز کو نہیں جاتا۔ گھر میں نماز پڑھتا ہے یا دوسری مسجد میں کہیں جا کر پڑھتا ہے۔ عمر کی نماز زید کے پیچھے درست ہے یا نہیں۔ زید کی امامت کیسی ہے۔

(الجواب) زید کی تعدی اور ظلم ظاہر ہے اس وجہ سے وہ فاسق ہے لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ بایں ہمہ عمر کی نماز زید کے پیچھے صحیح ہے۔ مگر امام فاسق کے پیچھے نماز سب مقتدیوں کی مکروہ ہوتی ہے عمر کی نماز بھی مکروہ ہوگی۔ (۲) اور عمر کو بخوف مذکور اس مسجد میں نہ آنا اور اس مسجد کی جماعت ترک کر دینا درست ہے لیکن حتی الوسع دوسری مسجد میں شریک جماعت ہونا چاہئے یہ عذر مطلقاً ترک جماعت کا نہیں ہوسکتا البتہ اگر گھر سے باہر نکلنے میں بھی خوف ضرب وشتم وغیرہ ہو اور اندیشہ فساد ہو تو عمر کو گھر میں نماز پڑھنا درست ہے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) ویکره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیة ان کراهة تقدیمه ای الفاسق کراهة تحریم (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

(۲) ویکره امامة عبدالخ وفاسق (درمختار) اما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه الخ بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفیر.

(۳) فلا تجب علی مریض الخ خوف علی مالهاو من غریم او ظالم (درمختار) او ظالم یخافه علی نفسه او ماله (رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۹ ظفیر

صحیح خوان کے رہتے ہوئے غلط خواں کی امامت:

(سوال ۱۰۳۳) ایک مسجد کا امام قرآن شریف غلط پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ دوسرا حافظ موجود ہے۔ امام غلط خواں کی امامت صحیح یا درست ہے یا حافظ کی۔ امام غلط خواں الم ترکیف سے تراویح پڑھاتا ہے اور حافظ نے اس مسجد میں دوسری جگہ قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ ایک ہی وقت میں دونوں جماعتوں میں سے کون سی جماعت صحیح ہوئی اور جو شخص تراویح میں قرآن سننے سے انکار کرے وہ کیسا ہے۔

(الجواب) امامت کے لئے افضل اعلم واقرأ وغیرہ حسب تفصیل فقہاء ہے۔(۱) اور جو شخص نماز میں قرأۃ میں ایسی غلطی کرے جو مفسد صلوٰۃ ہے تو نماز صحیح نہ ہوگی اور اگر وہ غلطی مفسد صلوٰۃ نہیں ہے تو نماز صحیح ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ غلط خواں کو امام نہ بنایا جاوے کیونکہ ممکن ہے اس سے کوئی غلطی مفسد صلوٰۃ واقع ہو جاوے۔(۲) اور الم ترکیف سے تراویح پڑھانا درست ہے۔ اس مسجد میں دوسری جماعت تراویح کی پہلی جماعت کے ہوتے ہوئے درست نہیں ہے۔(۳) اور تخفیف قراءۃ برعایت مقتدیان مامور بہ ہے۔ بناءً علیہ اگر مقتدیوں کو پورا قرآن شریف سننے کی ہمت نہ ہو تو الم ترکیف سے ہی تراویح پڑھ لیں۔ اور الم ترکیف سے تراویح پڑھنے والوں پر طعن نہ کیا جاوے۔(۴) فقط

اس زنا کار کی امامت جو توبہ کر چکا ہو:

(سوال ۱۰۳۴) ایک شخص ایک عورت منکوحہ کو جس کا خاوند زندہ تھا لے کر بھاگ گیا اور دو سال تک بلا نکاح رکھا۔ پھر خاوند اس کا مر گیا اور عدت کے بعد اس شخص نے اس عورت سے نکاح کر لیا اور توبہ کی تو امامت اور اذان اس کی جائز ہے یا نہیں اور جس پر شبہ ہو کہ یہ زانی ہے اور گواہ نہ ہوں تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس عورت کا خاوند گزرنے کے بعد اگر عورت عدت موت یعنی چار ماہ دس دن پورے کرنے کے بعد اس مرد نے اس سے نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا اور وہ شخص بوجہ بھگا لے جانے دوسرے کی زوجہ کے فاسق ہو گیا۔ زنا ثابت ہو یا نہ ہو فاسق ہونا اس کا مسلم ہو گیا۔ اب اگر وہ صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ کو ایسے افعال ناشائستہ سے باز آوے اور نادم ہو تو امامت اس کی صحیح ہے اور نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے اور اذان کہنا اس کا جائز ہے۔(۶) فقط۔

شبہ کی وجہ سے اعادۂ جماعت اور اس میں شرکت:

(سوال ۱۰۳۵) امام کی نماز میں شبہ ہوا کہ کوئی فرض یا واجب ترک ہو گیا۔ امام نے دوبارہ نماز پڑھائی تو وہ مقتدی جو بعد کو شامل ہوئے ہیں ان کی نماز ہوگئی یا نہیں۔ یا یہ کہ امام کو محض شبہ ہی ہوا فرض یا واجب ترک نہیں ہوا۔ شبہ کی وجہ سے

---

(۱) والا حق بالامامة تقديما بل نصبا الاعلم باحكام الصلوٰة فقط صحة وفساد الخ ثم الا حسن تلاوة وتجويد اللقراء ة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۷).

(۲) والا غير الا لثغ به اى بالا لثغ على الا صح الخ فلا يوم الا مثله ولا تصح صلاته اذا امكنه الا قتداء بمن يحسنه (درمختار) وفى الظهيرية واما مة الا لثغ لغيره تجوز وقيل لا الخ وظاهره اعتماد هم الصحة الخ ينبغى له ان لا يؤم غيره (ردالمحتار باب الا مامت ج ۱ ص ط.س. ج ۱ ص ۵۸۱......۵۸۲) ظفير.

(۳) ولو صلى التراويح مرتين فى مسجد واحد يكره كذا فى فتاوىٰ قاضى خان (عالمگيرى مصرى باب التراويح ج ۱ ص ۱۰۹. ط.س. ج ۱ ص ۱۱۶) ظفير.

(۴) واحتاو بعضهم فى كل ركعة وبعضهم سورة الفيل اى البدائة منها ثم يعيدها وهذااحسن (ردالمحتار مبحث التراويح. ط.س. ج ۲ ص ۴۷) ظفير.

(۵) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له (مشكوٰة باب الا ستغفار والتوبه ص ۲۰۶) ظفير.

نماز لوٹائی تو جو مقتدی بعد کو شامل ہوئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اگر شبہ کی وجہ سے نماز لوٹائی گئی تو دوسرے آدمی نماز میں شامل ہونے والوں کی نماز نہیں ہوئی ان کو پھر نماز پڑھنی چاہئے۔(۱)

دوسری رکعت کے قومہ میں تاخیر:

(سوال ۱۰۳۶) حنفی امام نماز صبح میں دوسری رکعت کے قومہ میں اس قدر تاخیر کرتے ہیں کہ شافعی مقتدی تقریباً دعاء قنوت ختم کر لیتے ہیں کیا یہ عمل جائز ہے اور حنفی مقتدی کی نماز میں کوئی خرابی کا باعث نہ ہوگا۔ اگر ہو تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دے۔

(الجواب) امام کو رعایت مقتدی شافعی کی مثلاً مستحب ہے لیکن اس وقت تک کہ اپنے مذہب کے موافق کسی امر مکروہ کا ارتکاب نہ ہو اور صورت مذکورہ میں امام کو قومہ میں اس قدر طول کرنا کہ تاخیر سجدہ من القومہ اس قدر لازم آوے کہ موجب سجدہ سہو ہو جاوے درست نہیں ہے۔ لہذا امام کو ایسا کرنا برعایت مقتدیان درست نہیں ہے لیکن نماز حنفی مقتدیوں کی صحیح ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں نقصان صلوٰۃ کا احتمال ہے لہذا بہتر ہے کہ اگر امام اس فعل کو ترک نہ کرے تو حنفی اس کی اقتداء نہ کریں درمختار میں ہے **لکن یندب للخروج من الخلاف لا سیماً للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذھبه.** (۲) الخ فقط۔

متکبر و بدعتی کی امامت:

(سوال ۱۰۳۷) زید اپنی ذاتی رعونت اور تکبر کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا پاک دامن اور اول درجہ کا صوفی اور عابد و زاہد تصور کرتا ہے۔ میلوں میں جاتا ہے سماع کو حلال کہتا ہے، سود خوار کے گھر کا کھاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ مجھ کو بذریعہ خواب یا مراقبہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص منافق ہے۔ تیجہ، دسواں وغیرہ کو درست بتلاتا ہے۔ چمڑوں کو قربانی کے اپنے حق امامت میں لینا جائز بتلاتا ہے اور زکوٰۃ فطرہ وغیرہ لیتا ہے حالانکہ خود صاحب زکوٰۃ ہے۔ ایسے شخص کی امامت کیسی ہے۔ اگر اس کے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھے تو گنہگار تو نہ ہوگا۔

(الجواب) ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ مبتدع اور جاہل ہے نماز مع الکراہت ہوتی ہے اور اگر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے تو کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ بہتر ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔(۳) فقط۔

امام کو پابند شریعت ہونا چاہئے:

(سوال ۱۰۳۸) جو صاحب مسجد کی امامت کرواتے ہیں وہ شرع محمدی کی پابند ہوں یا رواج کے۔

(الجواب) ان کو شریعت کا پابند ہونا چاہئے جو رسم ورواج شریعت کے خلاف ہو اس کی پابندی حرام ہے اگر امام خلاف

---

(۱) ولها واجبات لاتفسد بتركها وتعادو جو با الخ والمختار انه جابر للاول لان الفرض لا يتكرر (درمختار) قوله المختار انه اى الفعل الثانى جابر للاول بمنزلة الجبر بسجود السهو بالا ول يخرج عن العهدة وان كان على وجه الكراهة على الاصح كذا فى شرح الا كمل على اصول البزدوى (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۲۴ و ص ۴۲۶) مطلب واجبات الصلوٰة.ط.س.ج ا ص ۴۵۶......۴۵۸) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضو ج ا ص ۱۳۶ .ط.س.ج ا ص ۱۴۷. ۱۲. (۳) ويكره امامة عبد الخ وفاسق الخ ومبتدع (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۳.ط.س.ج ا ص ۵۵۹......۵۶۰) ظفير.

شریعت رواج کی پابندی کرے اور شریعت کو چھوڑ دے تو وہ امامت کے لائق نہیں ہے اس کو معزول کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

مستور الحال کی امامت:

(سوال ۱۰۳۹) زید جو کہ ایک مشتبہ حالت کا شخص ہے جس کی نسبت کوئی بھی واقفیت نہیں رکھتا کہ وہ دراصل کہاں کا رہنے والا ہے۔ کون ذات کتنے علم۔ اور کس چال میں کا ہے اور مزید برآن یہ کہ جب اس سے خود پوچھا جاتا ہے مثلاً یہ کہ تم نے کہاں تعلیم پائی ہے۔ جس کے جواب میں وہ مدرسہ اسلامیہ دیوبند بتلاتا ہے۔ لیکن تحقیقات سے یہ بات غلط اور جھوٹ ثابت ہوئی ہے۔ پس اگر ایسے شخص کو صلوٰۃ جمعہ اور عیدین وغیرہ کے لئے امام مقرر کرلیا جاوے تو کیا یہ جائز ہے۔

(الجواب) اگر وہ شخص بظاہر حال صالح اور نمازی اور مسائل سے واقف ہے تو اگرچہ کہیں کا پڑھا ہوا ہو نماز اس کے پیچھے درست ہے اور حدیث شریف میں ہے صلوا کل خلف بر وفاجر الحدیث۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو۔ مطلب یہ ہے کہ نماز بکراہت فاسق کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے اگرچہ اولیٰ بالامامۃ عالم ومتقی وغیرہ ہے الغرض اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۲) فقط۔

مسبوق کی اقتداء درست نہیں:

(سوال ۱۰۴۰) جماعت میں کوئی شخص دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہوا۔ بعد اختتام جماعت وہی مسبوق باقی ماندہ نماز پوری کررہا تھا، پیچھے سے دیگر اشخاص آ گئے اور لاعلمی سے مسبوق کے پیچھے نیت باندھ لی۔ یہ کہہ کر تکبیر آواز سے کہو ہم بھی شریک ہو گئے اسی صورت سے نماز پوری کی تو ان کی نماز ہوگئی یا نہیں۔

(الجواب) اس کے پیچھے دوسروں کی اقتدا صحیح نہیں ہے۔ مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی کما فی الدر المختار (لایجوز الا قتداء به الخ المسبو ق ص ۴۰۱ جلد اول.)(۳) فقط۔

لنگڑے کی اقتداء جو کھڑا نہیں ہوسکتا کیسی ہے:

(سوال ۱۰۴۱) ایک شخص لنگڑا ہے کھڑا نہیں ہوسکتا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اگر وہ امام ہو جاوے تو مقتدیوں کی نماز جو اس سے بہتر ہیں اور کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں ہو جاوے گی یا نہیں۔

(الجواب) بیٹھنے والے کے پیچھے کھڑے ہونے والے کی نماز درست ہے(۴) لیکن ایسے لنگڑے سے دوسرا امام بہتر ہے جو لنگڑا نہ ہو۔(۵) فقط۔

غلط خواں کے بغل میں آ کر صحیح خواں الگ نماز شروع کردے تو کیا حکم ہے:

(سوال ۱۰۴۲) ایک شخص ناخواندہ جو الفاظ قرآن شریف کے صحیح طور پر ادا نہیں کرسکتا نماز فرض ادا کرتا ہے۔ ایک دوسرا صحیح پڑھنے والا اگر اسی جگہ پر اس سے الگ پڑھنے لگا تو نماز دونوں کی درست ہے یا نہیں۔ جو قرآن صحیح نہ پڑھ سکے اس

....

(۱) ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق الخ ومبتدع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفیر. (۲) الا حق بالا مامة تقديماً بل نصبا الاعلم با حكام الصلاة فقط صحة وفساد بشرط اجتنابه للفواحش الظاهره وحفظه قدر فرض الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج۱ ص ۵۲۰. ط.س. ج۱ ص ۵۵۷) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الإمامة مطلب فی احکام المسبوق ج۱ ص ۵۵۸. ط.س. ج۱ ص ۵۹۷. ۱۲ ظفیر. (۴) وصح اقتداء متوضیٔ لا ماء معه بمتيمم الخ وقائم بقا عد يركع ويسجد لا نه صلی الله عليه وسلم صلی اخر صلاته قاعدا وهم قيام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج۱ ص ۵۵۱. ط.س. ج۱ ص ۵۸۸) ظفیر. (۵) وكذالک اعرج يقوم ببعض قدمه فالا قتداء بغيره اولیٰ (ردالمحتار باب الا مامة ج۱ ص ۵۲۵. ط.س. ج۱ ص ۵۶۲) ظفیر.

کے پیچھے صحیح پڑھنے والے کی نماز صحیح ہوگی یا نہ۔
(الجواب) ایسے شخص کا حکم امی کا سا ہے کہ وہ صحیح خواں کا امام نہیں ہوسکتا اور صحیح خواں کی موجودگی میں اس کی نماز صحیح نہیں ہوتی وحرر الحلبی و ابن الشحنة انه بعد بذل جهده دائماً حتماً کالامی فلا یو ٔم الا مثله ولا تصح صلاته اذا امکنه الا قتداء بمن یحسنه الخ هذا هو الصحیح المختار فی حکم الا لثغ وکذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف اولا یقدر علی اخراج الفاء الا بتکرار الخ . درمختار .(۱) فقط

مسجد کی حق تلفی کرنے والے کی امامت کا حکم:

(سوال ۱۰۴۳) جو شخص امامت کرتا ہو اور دیگر خدمت۔ مگر مسجد کی حق تلفی کرے اور خود کھا جاوے وہ امامت کے قابل ہے یا نہ۔
(الجواب) جو شخص مسجد کی آمدنی بلا استحقاق اپنے صرف میں لاوے وہ فاسق ہے امامت اس کی مکروہ ہے۔(۲) فقط

بدصورت، چیچک رو اور زکوٰۃ خور کی امامت:

(سوال ۱۰۴۴) ایک شخص کو چہ گردان ہے۔ دوکانداروں کا بھی کھاتہ لکھتا ہے۔ زکوٰۃ لیتا ہے۔ نماز میں ایک پیر کو اونچا رکھتا ہے۔ چیچک رو اور بدشکل ہے مقتدی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اس صورت میں اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔
(الجواب) ان مذکورہ امور میں سے کوئی امر ایسا مذکور نہیں ہے جو مطلقاً موجب عدم جواز امامت و کراہت امامت ہو۔ البتہ اگر باوجود صاحب نصاب ہونے زکوٰۃ لیتا ہو تو یہ برا ہے اور اگر وہ اعرج ہے کہ بعض قدم پر کھڑا ہوتا ہے تو اس کی امامت کو بھی مکروہ لکھا ہے اور اگر کوئی دوسرا امر اس امام میں موجب فسق ہو یا وہ مبتدع ہے تو امامت اس کی مکروہ ہے۔(۳) باقی نماز اس کی بہر حال ہوجاتی ہے لقوله علیه الصلوٰة والسلام صلوا خلف کل برو فاجر الحدیث الخ. فقط.

قیدی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۴۵) اگر کوئی مسلمان حنفی قید میں ہو تو قیدی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) قیدی حنفی کے پیچھے نماز درست ہے۔ قیدی ہونا امامت کو مانع نہیں ہے۔ فقط۔

جھوٹی گواہی دینے والے نابینا کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۴۶) ایک اندھا لالچ کی وجہ سے جھوٹی گواہی دیتا ہے اور طہارت و نجاست میں فرق نہیں کرسکتا۔ ایسے اندھے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) جب کہ وہ اندھا محتاط نہیں رہتا اور مرتکب کبائر ہونے کی وجہ سے فاسق ہوگیا تو اس کی امامت مکروہ ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة مطلب فی الا لثغ ج ۱ ص ۵۴۴ و ج ۱ ص ۵۴۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۸۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) ویکره امامة عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹.....۵۶۰) ظفیر.
(۳) ویکره امامة عبد الخ وفاسق الخ ومبتدع (درمختار) نه کذا لک اعرج یقوم ببعض قومه فالا قتداء بغیره اولی (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹.....۵۶۰) ظفیر.
(۴) ویکره امامة عبدالخ وفاسق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ ۱۲) ظفیر.

ولد الزنا کی اولاد کے پیچھے نماز درست ہوتی ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۴۷) ایک شخص حرامی تھا اس کا عقد حسب فرمان قرآن وحدیث کے ہوا۔ اس کے نطفہ سے جو اولاد ہوئی اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اس کی اولاد اگر صالح وعالم ہے تو ان کے پیچھے نماز درست ہے بلا کراہت بلکہ افضل وبہتر ہے اور خود اس شخص ولد الحرام کے پیچھے بھی درست ہے بلا کراہت جب کہ وہ خود صالح ہو۔ قال اللہ تعالیٰ و لاتزر واز رۃ وزر اخری الآیۃ.(۱) فقط۔

عنین کی اقتداء جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۴۸) عنین کے پیچھے غیر عنین کی نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) عنین کے پیچھے غیر عنین کی نماز درست ہے کیونکہ فقہاء نے عنین کی امامت کو نا جائز یا مکروہ کہیں نہیں لکھا اور جن لوگوں کی امامت کو نا جائز اور مکروہ لکھا ہے ان میں عنین کو شمار نہیں کیا۔ دیکھو در مختار۔(۲) وہدایہ وغیرہ فقط۔

جو شاگرد اپنے استاد کی مخالفت کرے اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۴۹) زید ایک مسجد کا امام ہے اور زید کا ایک بہنوئی ہے اس سے زید نے دو چار سبق عربی کے پڑھے ہیں۔ زید اور اس کے بہنوئی میں امور خانگی پر جھگڑا ہوا۔ بہنوئی کہتا ہے کہ میں تیرا استاد ہوں تو نے میرا مقابلہ کیا تیرے پیچھے نماز جائز نہیں۔ کیونکہ جب شاگرد واستاد میں مخالفت ہو تو شاگرد کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ بات تو غلط ہے کہ اگر استاد اور شاگرد میں خلاف ہو تو شاگرد کے پیچھے نماز جائز نہ ہو۔ البتہ بے وجہ استاد علم دین کی مخالفت اور عداوت کرنا اور توہین کرنا معصیت ہے اور شامی میں ہے وقال الزند ولیسی حق العالم علی الجاھل وحق الا ستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء الخ وحق الزوج علی الزوجۃ اکثر من ھذا الخ .(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ عالم کا حق جاہل پر اور استاد کا حق شاگرد پر برابر ہے اور شوہر کا حق اس کی عورت پر اس سے زیادہ ہے۔ فقط۔

علم غیب کے قائل اور احمد رضا کے معتقد کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۵۰) جو شخص علم غیب کا قائل ہو اور احمد رضا سے عقیدت رکھتا ہو یا مرید ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ شخص مبتدع ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ کمافی الشامی واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لا یھتم لا مر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً ولایخفی انہ اذا کان اعلم من غیرہ لا تزول العلۃ الخ فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لما ذکرنا الخ (۴) ص ۳۷۶ جلد اول شامی لیکن اگر اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو یا جماعت فوت ہوتی ہو تو اسی کے پیچھے نماز پڑھے جیسا کہ در مختار

---

(۱) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲. ۱۲ ظفیر. (۲) دیکھئے الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ جلداول ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۲. ۱۲ ظفیر. (۳) ردالمحتار مسائل شتی ج ۵ ص ۲۶۰ تحت قولہ وھم اوالوا لا مر علی الا صح. ط.س. ج ۶ ص ۷۵۶. ۱۲ ظفیر. (۴) رد المحتار باب الامامۃ جلد اول ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰. ۱۲ ظفیر.

میں ہے هذا ان وجد غيرهم والا فلا كراهة بحر وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة الخ اور شامی میں ہے قوله نال فضل الجماعة)افادان الصلوٰة خلفهما اولى من الانفراد الخ .(۱)فقط۔

روح نبوی کے متعلق عقیدہ اور اس کی امامت:

(سوال ۱۰۵۱)ایک امام مسجد کہتے ہیں کہ روح فتوح فخر عالم ﷺ روضۂ انور میں یا مقام قرب خداوند عالم میں ہے لیکن وہ کسی مسلمان کے بیوت یاذکر میلاد مبارک کے وقت حاضر نہیں ہوتی اور عام مسلمانوں کے متعلق بھی وہ یہ کہتے ہیں کہ روح مقام علیین میں درج اور مقام کا عالم برزخ ہے ان کو گھروں میں آنے سے کیا غرض اور دلیل میں یہ آیۃ پیش کرتے ہیں اللہ یتوفی الانفس الخ اور قبور اولیاء سے استمداد طلب کرنا ناجائز بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل قبور سننے کی طاقت نہیں رکھتے وما انت بمسمع من فی القبور اور ان کو جب کوئی یہ جواب دیتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں عرض کیا حضور ﷺ نے سماع موتی فرمایا ہے تو امام صاحب یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتے ہو اور یہ حدیث بخاری کی بتلاتے ہیں۔ جس امام کا ایسا عقیدہ ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)امام مذکور کا عقیدہ دربارہ روح مبارک آنحضرت ﷺ وارد ہوا صحیح ہے اور استمداد قبور سے بھی درست نہیں ہے اور سماع موتی میں بے شک حضرت عائشہؓ صدیقہ نے انکار کیا ہے اور ما انتم باسمع منهم کی تاویل ما انتم با علم منهم سے فرمائی ہے اور انہیں آیات انک لا تسمع الموتی اور وما انت بمسمع من فی القبور سے استدلال فرمایا ہے اور یہی مذہب مشہور امام ابوحنیفہ کا ہے۔ (۲) الغرض امام مذکور کے پیچھے نماز صحیح ہے کچھ کراہت وغیرہ نہیں ہے۔ فقط۔

غلط عقیدہ پر روک ٹوک کرنے والے کی امامت:

(سوال ۱۰۵۲)امام صاحب کہتے ہیں کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ میں محض میلاد مبارک کرانے سے بخشا جاؤں اور نماز و زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ کروں تو یہ عقیدہ باطل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ فرائض کے تارک کو دوزخ میں ڈالے گا۔ یہ درست ہے یا نہیں اور ایسے عقیدہ والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ۔

(الجواب) یہ قول بھی امام مذکور کا صحیح ہے۔ تارک فرائض نماز و روزہ و زکوٰۃ ہو کر مجلس میلاد شریف کر لینے کی وجہ سے مغفرت اور بخشش کی امید رکھنا خیال باطل اور عقیدۂ فاسد ہے۔ باقی قطعی طور سے یہ کہنا کہ تارک فرائض کو ضرور دوزخ کی آگ لگے گی یا یہ کہنا کہ اس کی مغفرت نہ ہوگی صحیح نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء .(۳) سوائے شرک وکفر کے سب گناہوں کی مغفرت ہوسکتی ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب الامامة جلد اول ص ۵۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲. ۱۲ ظفير. (۲)قال ابن الهمام فی شرح الهداية اعلم ان اكثر مشائخ الحنفية على ان الميت لا يسمع على ما صرحوا به فی كتاب الايمان الخ مردود من عائشة قالت كيف يقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ذالک والله تعالىٰ يقول وما انت بمسمع من فی القبور انک لا تسمع الموتى الخ(مرقاة شرح مشكوٰة باب فی حكم الاسارىٰ ج۴ص ۲۴۶)ظفير. (۳)سورة النساء، ركوع ۷. ۱۲ ظفير.

ہاں قاعدہ یہ ہے کہ تارک فرائض ومرتکب کبائر بقدر معاصی دوزخ میں ڈالا جائے گا اور آخر میں نجات ہوگی۔ لیکن اگر حق تعالیٰ کسی کو ویسے ہی بخشنا چاہے تو بخش دے گا خلف وعید ہوسکتا ہے۔ ہکذا فی کتب المعتبرہ۔ فقط

لامذہب کی امامت:

(سوال ۱۰۵۳) ایک آدمی کی ساتھ مذہب کا ذکر ہورہا تھا اس کو مجموعہ مولود مصنف مولانا اشرف علی صاحب دکھائی جس میں آیات واحادیث موجود ہیں۔ شخص مذکور نے کتاب مذکورہ کے بارہ میں کئی مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ میں اس کتاب میں پیشاب کروں۔ علانیہ طور پر یہ الفاظ کہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ۔ اور وہ گناہ گار ہے یا کافر۔ اور جو ہندو ومسلمانوں کو برابر سمجھے اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

(الجواب) وہ شخص فاسق اور عاصی ہے ولو احتمال التاویل لحکم بکفرہ. اور ایسے لامذہب کے پیچھے نماز درست نہیں ہے اور جو شخص ہندو اور مسلمانوں کو یکساں جانے وہ بھی گنہگار ہے اور اگر کفر واسلام کو یکساں جانتا ہے تو کافر ہے۔ الغرض ایسے شخص کی صحبت سے احتراز لازم ہے۔ (۱) فقط۔

فاتحہ خلف الامام کے قائل کے پیچھے نماز جائز ہوتی ہے یا نہیں:

(سوال ۱/۱۰۵۴) محمود فاتحہ خلف امام کا عامل نیز رفع یدین وآمین بالجہر کا مدام فاعل ہے۔ پس ایسے شخص کے عمل سے کیا اہل جماعت کی نماز میں کچھ حرج ہوتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۲/۱۰۵۴) فاتحہ خلف امام ورفع الیدین وآمین بالجہر کا عامل اگر خود جماعت کراوے تو کیا اہل جماعت کی نماز میں قرآن وحدیث کی رو سے کچھ حرج ہوتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) صرف اس عمل سے تو اہل جماعت کی نماز میں کوئی حرج وضرر نہیں ہوتا لیکن اس زمانہ میں چونکہ اس عمل کے کرنے والے اکثر وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین کے مقلد نہیں ہیں اور محض اپنی خواہشات کے موافق احادیث کے معنی سمجھ کر ان پر عمل کرتے ہیں اس لئے اکثر احکام میں مخالفت کی نوبت آتی ہے اس وجہ سے حرج وضرر ہوتا ہے۔ (۲)

(۲) ایسے شخص کی امامت فی نفسہ جائز ہے لیکن بعض وجوہ خارجیہ کی وجہ سے ناجائز کہا جاتا ہے۔ (۳) فقط۔

غیر مقلد کا امام بنانا کیسا ہے:

(سوال ۱۰۵۵) محمود حدیث نبوی کے سامنے اجتہادی مسائل پر عامل نہیں مگر عدم موجودگی حدیث نبوی کے اجتہادی مسائل کا قائل ہے پس ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے شخص کی امامت فی نفسہ جائز ہے مگر چونکہ اس زمانہ میں جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید نہیں کرتے اور بزعم خود حدیث پر عمل کرنے کے مدعی ہیں ان کے بعض افعال ایسے ہیں جو مفسد صلوٰۃ ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ لوگ ڈھیلے سے استنجاء نہیں کرتے اور اس زمانہ میں قطرہ کا آنا عموماً یقینی ہوگیا ہے اس لئے ایسے لوگوں کے پاجامے اکثر ناپاک ہوتے ہیں

---

(۱) وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا الخ فلا یصح الا قتداء بہ اصلا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الا مامۃ ج ا ص ۵۲۵. ط.س. ج ا ص ۵۶۱...... ۵۶۲) ظفیر. (۲) وکذا تکرہ خلف امرد الخ وخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الا مامۃ مطلب فی الا قتداء بشافعی ونحوہ ج ا ص ۵۲۶. ط.س. ج ا ص ۵۶۲) ظفیر. (۳) ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشی فی شرح المنیۃ ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم (ردالمحتار باب الامامۃ ج ا ص ۵۲۳. ط.س. ج ا ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفیر.

بایں وجہ ان کی امامت سے احتراز کیا جائے۔

امام کے فاسق ہونے کی صورت میں جماعت علیٰحدہ کی جائے یا نہیں:

(سوال ۱۰۵۶) جس شہر میں ایک ہی مسجد ہو اور اس کا امام فاسق ہو تو حنفی لوگ اپنی جماعت علیٰحدہ قائم کرلیویں یا اسی کے پیچھے نماز پڑھیں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) تفریق جماعت سے یہ بہتر ہے کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے۔ جیسا کہ درمختار میں نہر سے نقل کیا ہے **وفی النهر عن المحيط صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة.**(۱) اور دوسری جماعت کرنا برا ہے۔ فقط۔

غیر محرم عورتوں میں بیٹھنے والے شخص کی امامت:

(سوال ۱۰۵۷) جو شخص امام ہو اور غیر محرم عورتوں میں بیٹھے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) ایسا امام جو غیر محرم عورتوں میں بیٹھے فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۲) (غیر محرم عورتوں کے سلسلہ میں لکھا ہے" **فان خاف الشهوة او شک امتنع نظره الى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وهذا فى زمانهم واما فى زماننا فمنع من الشابة الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحظر والاباحة . فصل فى النظر والمس ج۵ ص ۳۵۲.ظفير."**)

کنجڑے اور بھٹیارہ وغیرہ کی امامت:

(سوال ۱۰۵۸) جو امام تنخواہ دار ہو، جولاہہ یا کنجڑا یا بھٹیارہ یا سقہ ہو ایسے لوگوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) امام تنخواہ دار کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے اور جولاہہ و حجام و سقہ و کنجڑہ وغیرہ کوئی قوم ہو جو صالح و متقی و مسائل نماز سے واقف ہے اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے بلکہ شیخ سید وغیرہ اگر فاسق ہوں تو ان سے افضل ہے **كما قال الله تعالىٰ ان اكرمكم عند الله اتقاكم الآية.**(۳) فقط۔

جھوٹے شخص کی امامت:

(سوال ۱۰۵۹) زید قاضی شہر تھا اور نماز جمعہ وعیدین بھی پڑھایا کرتا تھا۔ اندرون شہر زید کے مکان سے قریب ایک قبرستان تھا اور اس کے متصل ایک ہندو کے کھیت ہیں۔ ہندو نے ان کا احاطہ کرانا چاہا۔ زید چونکہ چنگی کا ممبر ہے اس نے اجازت تعمیر دے دی اس ہندو نے بعد حصول اجازت اس قبرستان کو کھود کر کھیتوں میں شامل کرنا چاہا اور زید نے باوجود قبرستان سے واقف ہونے کے اجازت تعمیر دے دی۔ نوبت عدالت میں پہنچی۔ وہاں زید نے جھوٹی شہادت اس بات کی دی کہ یہاں قبرستان نہیں ہے۔ غرض کہ قبرستان کا بالکل انکار کر دیا اور اسی وجہ سے وہ قبرستان ہندوں کو مل گیا۔ اس صورت میں زید کو امام بنانا اور اس سے نکاح خوانی کرانا درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵. علامہ شامی لکھتے ہیں افادان الصلاة خلفهما اولى من الانفراد. لكن لا ينال كما ينال خلف تقى ورع لحديث من صلى خلف عالم تقى فكا نما صلى خلف نبى (ردالمحتار ايضا .ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲) ظفير. (۲) ويكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشى فى شرح المنية ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰) ظفير. (۳) الحجرات ۱۲. ظفير.

(الجواب) اس صورت میں زید فاسق ہے اس کو امام بنانا اور اس سے نکاح خوانی کرانا اور اس کو مقتدا سمجھنا درست نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔(۱) فقط۔

جس کا دایاں ہاتھ خشک ہو اور سارا کام بائیں ہاتھ سے کرتا ہو اس کی امامت:

(سوال ۱۰۶۰) اگر کسے شخص را یدیمنیٰ خشک شدہ محض بیکار شدہ باشد و کلوخ واستنجاء ومضمضہ واستنشاق و وضو واکل و شرب وغیرہ افعال حمیدہ وقبیحہ بید یسری می نماید وطبائع ناظرین ازو متنفر می شوند، ایں چنیں شخص قابل امامت ہست یا نہ۔

(الجواب) امامت ایں چنین شخص کہ وہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ است اگر مقتدیان ازو تنفر کنند فی الشامی و کذا اعرج یقوم ببعض قدمه فلا قتداء بغیره اولیٰ و كذا اجزم و مجبوب و حاقق و من له يدوا حدة الخ و الظاهر ان العلة النفرة الخ فقط.(۲)

کلمات بد، بولنے والے کا امام ہونا کیسا ہے:

(سوال ۱۰۶۱) اگر کوئی مسلمان حافظ قرآن پابند صوم وصلوٰۃ چند مسلمانوں کے روبرو بآواز بلند کہے نام لے کر کہ اگر خداوند تعالیٰ مجھے فلاں مولوی مردود کی وجہ سے جنت دیوے تو میں ہرگز قبول نہ کروں بلکہ اس خبیث کے عوض دوزخ کا خواستگار ہوں اور مولوی موصوف جس پر لفظ مردود بولا گیا ایسا بہمہ صفت موصوف ہو کہ جس کو نصف دنیا کے آدمی اچھا جانتے ہوں اور اعتقاد بھی رکھتے ہوں۔ یہ شخص کس گناہ کا مرتکب ہوا اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) معصیت ہونا اس کا ظاہر ہے اور ایسے کلمات میں خوف کفر ہے بدون توبہ کے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کیا جاوے اور اگر وہ مولوی ہے تو مصداق اس حدیث کا ہے ان من شر الشر شرار العلماء(۳) کہ سب سے بدتر شریر علماء ہیں تو جس کو آنحضرت ﷺ بدتر فرمادیں اس کو بدتر کہنا بے جا نہیں ہے۔ فقط۔

معذور کے پیچھے غیر معذورین کی نماز درست نہیں:

(سوال ۱۰۶۲) زید کو عارضہ ریاحی ہے اور وہ نماز اپنی پوری نہیں کرسکتا اگر سنت باوضو پڑھ لے تو فرض وغیرہ نہیں پڑھ سکتا اگر کوئی دوسرا آدمی اس قابل نہ ہو کہ امامت کرا سکے تو زید امام ہوسکتا ہے یا نہ۔

(الجواب) اگر وہ درجہ معذور کو پہنچ گیا ہے تو اس کی امامت غیر معذورین کے لئے صحیح نہیں ہے۔ اور معذور کی تعریف ابتداءً یہ ہے کہ تمام وقت نماز میں اس کو اس قدر وقت نہ ملے کہ وضو کر کے فرض نماز بلا اس حدث کے اداء کرسکے۔ پس اگر وہ ایسا ہوگیا ہے تو اس کے پیچھے غیر معذورین کی نماز نہ ہوگی۔(۴) فقط۔

اصطلاحی وکیل کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۶۳) ایک شخص مولوی نماز روزہ کا پابند ہے مگر اس کا پیشہ وکالت ہے جھوٹے اور سچے ہر قسم کے مقدمات کی پیروی کرتے ہیں، علاوہ ازیں حروف قراءت بھی ادا نہیں کرسکتے بلکہ بعض جگہ کھڑے اور پڑے حروف کا بھی لحاظ نہیں

---

(۱) ویکره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) بل مشى فى شرح المنية ان كراهة تقديمه كراهة قديم (ردا لمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۲۳ ط.س. ج ا ص ۵۵۹ ...... ۵۶۰) ظفير. (۲) مشکوٰۃ كتاب العلم ص ۳۷ فصل ثالث ۱۲. ظفير.
(۳) ولا طاهر بمعذور (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامت ج ا ص ۵۴۱ ط.س. ج ا ص ۵۷۸) ظفير.
(۴) ولا طاهر بمعذور (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۴۱ ط.س. ج ا ص ۵۷۸) ظفير.

رہتاص کی جگہ س اور ض کی جگہ دادا کیا جاتا ہے۔ ایسا شخص لائق امامت کے ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے کہ امامت کے لئے اولاً مسائل نماز سے واقف ہونا اور قرآن شریف کا صحیح پڑھنا ضروری ہے۔ ثانیاً امام کا صالح و متقی ہونا افضل ہے۔ پس وہ شخص جو خلاف شرع احکام کا مرتکب ہے اور باطل کی تائید کرتا ہے اور قرآن شریف صحیح نہیں پڑھتا وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔(۱) فقط

فاسق پیر کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۶۴) ایک پیر امام مسجد است روزے یک مقتدی از و پرسید کہ امروز بکدام کار رفتہ بودید۔ جواب داد کہ امروز یک خوک را ختم قران بود درانخانہ ختم قرآن خواندہ ام و آن خوک دیگر خوکان جمع نمود آں نیز ختم قرآن خواندند آں صاحب ختم عین خوک است و صاحبان ختم بغیر من خوکان اند۔ ایں چنیں پیر چہ حکم دارد و نماز خلف او جائز است یا چہ۔

(الجواب) این چنین پیر یاوہ گو لائق مقتدا بودن و امام شدن نیست نماز خلف چنین کس مکروہ است و حسب تصریح فقہاء آں کراہت تحریمی است لان فی جعلہ اماماً تعظیمہ و تعظیم الفاسق حرام پس باید کہ آں امام را معزول کنند و کسے دیگر صالح واقف مسائل نماز را امام مقرر کنند۔(۲) فقط۔

اس کی امامت جو میلاد میں شریک نہ ہو:

(سوال ۱۰۶۵) ایک شخص وہابی فرقہ کا حنفیہ اہل سنت والجماعت کی مسجد کا چندروز سے امام ہے۔ حسن اتفاق سے اس مسجد میں دو عالم واعظ تشریف لائے اور وعظ میں رسول اللہ ﷺ کی حمد و ثنا بیان فرمائی امام مسجد نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کردی۔ اسی روز شب کو ایک شخص نے اپنے مکان پر مولوی صاحبان نو وارد سے مجلس مولود شریف کرائی۔ امام مسجد شامل نہ ہوا۔ اور امام مذکور کا باپ کھانے پر فاتحہ دینے کو برا سمجھتا تھا۔ تو اس صورت میں ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ آج کل کی مجلس میلاد شریف چونکہ بہت سے ناجائز امور کو شامل ہیں اس لئے شرکت اس میں جائز نہیں مثلاً روایات موضوعہ ضعیفہ کا ہونا اور تخصیص قیام بوقت ذکر ولادت آنحضرت ﷺ جو کہ ثابت نہیں ہے اسی طرح بہت سے امور اس میں ناجائز ہیں جو کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ و حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کے فتویٰ سے جو مطبوع ہو کر شائع ہو چکا ہے ظاہر ہیں اس کو ضرور دیکھ لیں، اور فاتحہ کھانے پر بھی بے اصل ہے اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے ان وجوہ سے امام مسجد نے یا اس کے باپ نے فاتحہ خوانی و شرکت مجلس میلاد شریف سے احتراز کیا ہوگا پس یہ امر بموجب طعن نہیں ہے۔ فقط۔

عرس کرنے والے اور تھیٹر دیکھنے والے کی امامت:

(سوال ۱۰۶۶) جو عالم تھیٹر یا عرس وغیرہ میں جاوے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

---

(۱) والا حق بالا مامة تقديما بل نصبا الا علم با حكام الصلاة فقط صحة وفساد ابشرط اجتنا به للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض وقيل واجب وقيل سنة ثم الا حسن تلاوة وتجويدا للقراءة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۷) ظفير.

(۲) واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لا مر دينه وبان فى تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب اهانته شرعاً الخ بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰) ظفير.

(الجواب) اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۱)

سودی قرض لینے والے اور شیعوں سے تعلق رکھنے والے کی امامت:

(سوال ۱۰۶۷) ایک شخص سودی قرض لیتا ہے اور جو معاملہ شیعہ سنیوں کا ہوتا ہے اس میں ہر طرح سے شیعہ کی امداد کرتا ہے اور سنیوں کی مخالفت کرتا ہے ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے (۲)۔

داڑھی کے خلاف قولاً وعملاً مظاہرہ کرنے والے کی امامت:

(سوال ۱۰۶۸) ایک مولوی صاحب ایک مسجد کے امام اور خطیب ہیں۔ محدث اور طبیب ہیں۔ داڑھی خشخشی رکھواتے ہیں اور اثبات مدعا میں فرماتے ہیں کہ داڑھی کا رکھوانا کسی صحیح واجب العمل حدیث سے ثابت نہیں۔ منڈوانا یا زائد از قبضہ مشت کٹوانا حرام تو بجائے خویش مکروہ تحریمی بھی نہیں اور احیاناً عندالہیجان والغلیان یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ داڑھی منڈوانے والے احباب کا سردار اور پیشوا ہوں۔ داڑھی منڈانا یا کٹوانا حرام ہے یا مکروہ۔ قبضہ کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں اور ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث صحیح میں داڑھی کے بڑھانے اور چھوڑنے کا حکم ہے جیسا کہ حدیث مسلم میں ہے **عشر من الفطرة قص الشارب واعضاء اللحية.** (۳) الحدیث اس سے قطع کرنا داڑھی کا حرام ہونا ثابت ہوا۔ اور فقہاء نے حلق لحیہ اور مادون قبضہ کو کترواناحرام لکھا ہے۔ **کما فی الدر المختار ولذایحرم علی الرجل قطع اللحية الخ والسنة فيها القبضة .الخ.** (۴) پس معلوم ہوا کہ داڑھی کو قبضہ سے کم کتروانا اور قطع کرانا یا منڈوانا حرام ہے اور یہ قول اس شخص کا کہ داڑھی کا رکھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور منڈوانا اور مادون قبضہ کو قطع کرانا حرام اور مکروہ نہیں ہے بالکل غلط ہے اور امامت اس شخص کی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ فاسق ہے اور امامت فاسق کی مکروہ تحریمی ہے کذا فی الشامی۔ (۵) فقط

وقت مقرر پر امام نہ پہنچے تو کیا کیا جاوے

(سوال ۱۰۶۹) جس جگہ امام مقرر ہے اور نماز کا وقت بھی مقرر ہے اگر امام کسی وجہ سے وقت پر نہ آوے تو کیا کیا جاوے۔

(الجواب) ایسی حالت میں جب تک مناسب ہو اور مقتدیان حاضرین کو وقت ہو امام کا انتظار کیا جاوے اور جب کہ حاضرین کا حرج ہو انتظار نہ کرنا بھی درست ہے اور گنجائش انتظار کی اس وقت تک ہے کہ وقت مکروہ نہ ہو۔(۶) فقط۔

(۱) وکره امامة العبد والا عرابی والفاسق والمبتدع (کنز) والفاسق لا یهتم لا مردینه (البحر الرائق باب ا لامامة ج ا ص ۳۶۹ .ط.س.ج ا ص ۳۴۸) ظفیر.

(۲) ویکره تقدیم العدة الخ والفاسق لان لا یهتم لا مردینه (هدایه باب الا مامة ج ا ص) ظفیر.

(۳) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم او فروا اللحی (مشکوٰة باب الترجل ص ۳۸۰).

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج۵ ص ۳۵۹ .ط.س.ج ا ص ۴۰۷.۱۲ ظفیر.

(۵) واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه الخ بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۲۳ .ط.س.ج ا ص ۵۶۰) ظفیر.

(۶) ویجلس بینهما بقدر ما یحضر الملا زمون مراعیالوقت الندب الا فی المغرب الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الا ذان ج ا ص .ط.س.ج ا ص ۳۸۹) ظفیر.

غیر مقلد کیسے ہیں اور ان کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۷۰) جو لوگ کہ آمین بالجہر کہتے ہیں اور رفع یدین کرتے ہیں اور سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں اور ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے کیسے ہیں؟

(الجواب) عامی کے لئے تقلید کسی امام مجتہد کی ضروری ہے۔ ورنہ خود رائی اور اتباع ہوائے کی وجہ سے اکثر گمراہ ہوتے ہیں جیسا کہ غیر مقلدین زمانۂ حال کے احوال سے مشاہدہ ہے۔ بڑے بڑے علماء بھی مجتہدین کی تقلید سے مستغنی نہیں ہوئے۔ ائمۂ حدیث، ائمۂ فقہ کو دیکھئے کہ سب کے سب مقلدین گذرے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ غیر مقلدین زبان سے تو دعویٰ عمل بالحدیث والقرآن کا کرتے ہیں مگر ایسے متبع ہوتے ہیں کہ مخالفت اجماع (۱) کی بھی پرواہ نہیں کرتے، محرمات شرعیہ کو خود رائی سے حلال کر لیتے ہیں۔ عقائد (۲) میں خلاف سلف باتیں نکالتے ہیں۔ بعض متعہ (۳) کو جائز کہتے، بعض مافوق (۴) اربع نساء سے ایک وقت میں نکاح جائز بتلاتے ہیں، بعض مطلقہ (۵) ثلثہ کلمۃ واحدۃ بلا حلالہ نکاح ورجعت جائز بتلاتے ہیں۔ سبِ سلف صالحین ان کا شعار ہے۔ ایسے لوگ اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں اور نماز ان کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ جن غیر مقلدین کا اختلاف صرف فرعی مسائل میں ہے وہ اہل سنت و جماعت میں داخل ہیں اور نماز ان کے پیچھے بشرط مراعاۃ فی مواقع الاختلاف درست و صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ناجائز طور پر حق دبانے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۷۱) زید ایک مسجد کا امام ہے اور جبراً اپنے پڑوسی کے حق کو دبانا چاہتا ہے اور مکان کا دروازہ آگے کو بڑھا کر اپنے صحن کو زیادہ کرانا چاہتا ہے اور جھوٹا قبضہ ثابت کرنے کے لئے حلف کرتا ہے آیا یہ حلف درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) سوال کی صورت سے معلوم ہوا کہ زید نے جھوٹا حلف کیا اور بکر کا حق دبایا اور مبتدع بھی ہے۔ ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ کما فی الشامی فهو كالمبتدع فتكره امامة بكل حال ، بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. (۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جو نومسلم کو عید کی نماز میں شریک نہ ہونے دے وہ کیسا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۷۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے شخص کی اقتداء و کفر واسلام کی نسبت جو کسی غریب، نومسلم سند یافتہ کو کمین و رذیل سمجھ کر عید کے دن مسلمانوں کی جماعت سے نکلوا دے اور اس مجمع میں نماز نہ پڑھنے دے بلکہ تمام مساجد

---

(۱) دیکھو عرف الجادی ص ۱۳ اجماع چیز ے نیست وہدیۃ المہدی ج ا ص ۸۲ و ص ۸۳ و بدور الاہلہ و دلیل الطالب و روضہ ندیہ وغیرھا کتب اہل حدیث ۱۲۔
(۲) اس کے لئے ہدیۃ المہدی جزو اول کا مطالعہ کرنا چاہئے ۱۳۔
(۳) دیکھو مقاصد الامامۃ اور رسالہ عقائد فاسدہ مصنفہ اہل حدیث واخبار اشاعۃ السنۃ وغیرہا وہدیۃ المہدی ج ا ص ۱۱۲۔
(۴) دیکھو ظفر اللاضی بما یجب فی القضاء علی القاضی ص ۱۴۱ مئولفہ نواب صدیق حسن خان صاحب نقلا عن وبل الغمام للشوکانی ۱۲. (۵) دیکھو عرف الجادی ص ۱۲۳ وغیرہ ا نہ کتب اہل حدیث.
(۶) دیکھو افادۃ الشیوخ والبنیان المرصوص وغیرھا کتب اہل حدیث. ۱۲ مہدی.
(۷) ردالمحتار باب الامامۃ ج ا ص ۵۲۳ .ط.س.ج. ا ص ۵۶۰. ۱۲ ظفیر.

میں نماز پڑھنے سے مانع ہو؟ (۲) جو لوگ تعصباً شاہی عیدگاہ کی رونق بگاڑنے کے لئے گورستان کی مسجد میں نماز پڑھیں ایسے حضرات کی اقتداء کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اگر کسی شہر میں عید کی نماز دو جگہ پڑھی جاتی ہو۔ ایک قبرستان کی مسجد میں جس کے پیش امام صاحب وہ حضرت موصوف الصدر ہوں اور دوسری جگہ عیدگاہ میں جس کے امام صاحب دائم السکر اوبدون طلاق اور عدت کے ایام وحالت حمل حلال میں بطمع اجرت عورت کا دوسرے شخص سے نکاح پڑھادینے کے عادی ومجوز ہوں، ایسے موقعہ پر بوجوہات مذکورہ بالا ونیز بغرض رفع فساد ونیز باین خیال کہ ہیچ آفت نرسد گوشہ تنہائی را، اپنی جماعت کے ساتھ تیسری جگہ شہر میں نماز پڑھ لیا کرے تو یہ نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ نماز اس کی تیسری نماز کا خطبہ رئیس ریاست کے حق میں منحوس ومضر ہے یا مسعود ومحمود؟ اور اس نماز کو منحوس ومضر بتلانے والے کے واسطے شریعت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) (۱) کسی مسلمان کی خواہ وقدیم الاسلام ہو یا نو مسلم، بے وجہ تحقیر وتذلیل کرنا اور مسجد سے نکلوانا حرام اور ناجائز ہے۔ مرتکب ایسے امور کا فاسق ہے نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔

(۲) عیدگاہ کو چھوڑ کر قبرستان کی مسجد میں نماز عید ادا کرنا مکروہ ہے۔ اختلاف باہمی اور شقاق ونفاق سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ جو امر موجب تفرقہ بین المسلمین ہو اس سے بچنا چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے صلوا کل بر وفاجر۔ فاسق کے پیچھے نماز اگرچہ مکروہ ہے مگر تفرقہ ڈالنے سے یہ اچھا ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھ لیوے کیونکہ فتنہ وفساد سخت تر میں اشد ہے۔ (۱) قال اللہ تعالیٰ. والفتنة اشد من القتل (۲) فقط. دستخط.

دوسروں کا حق دبانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۷۳) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارہ میں کہ ایک شخص جاہل مطلق ہے۔ اپنے قریب کے شخص کی زمین روپیہ اور لاٹھی اور آدمیوں کے زور سے دبائے ہوئے ہے ہر وقت لڑنے مرنے کو تیار ہے، بدمعاشیاں کئے ہوئے سزایافتہ سرکار انگریزی کا جیل خانوں میں زندگی گزارے ہوئے ہے۔ دوسرے کی زمین پر مکان بنالیا ہے۔ اب وہ لوگ تو فوت ہوگئے ان کی اولاد اسی طریقہ پر ہے یعنی زور بھی سب اپنا دکھلاتے ہیں اور زبردستی بھی کرتے ہیں انہی لوگوں میں زنا بھی ہوتا ہے سردار حافظ کے نام سے مشہور ہے۔ درحقیقت حافظ نہیں ہے اور کہتا ہے کہ میں پابند شرع ہوں مگر وہ زمین جس پر اس کے والد وغیرہ نے مکان بنایا تھا اس پر زبردستی سے بدستور قابض ہے اور ظلم پر کمربستہ ہے۔ از روئے شرع اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

(الجواب) ایسا شخص جو ناحق دوسرے مسلمان کی زمین دبا لیوے اور اس پر مکان بنا کر قابض ہے۔ شرعاً گنہگار اور فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے۔ کسی نیک شخص کو جو مسائل نماز سے واقف ہو امام بنانا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ویکره الی قوله) وفاسق الخ (درمختار) المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل

---

(۱) وفی النهر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة اه (درمختار) افاد ان الصلاة خلفهما اولی من الانفراد لکن لا ینال کما ینال خلف تقی ورع اه ج ص ۵۲۵ .ط.س.ج. ۱ ص ۵۵۹...... ۵۶۰ ردالمحتار.

(۲) بقره . ۲۴ .ظفیر وفی العالمگیریة ج ۱ ص ۱۴۰ الخروج الی الجبانة فی صلوٰة العید سنة وان کان یسعهم المسجد الجامع علی هذا عامة المشأخ . جمیل الرحمن.

الربا ونحو ذلک کذافی البر جندی اسمعیل وفی المعراج قال اصحا بنا لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق الا فی الجمعة لا نه فی غیرها یجد اماما غیره اه(ردالمحتار ج ا ص ۵۲۳)ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لماذکرنا اه شرح المنیة.

جوارکان اسلام نہیں جانتاوہ لائق امامت ہے یانہیں:

(سوال ۱/۱۰۷۴)ایک شخص حافظ قرآن ہےاورسوداگری کا پیشہ کرتا ہےلیکن ارکان نماز نہیں جانتا۔ایسا شخص امامت کے لائق ہوسکتا ہے یانہیں۔

امام بننے کے لئے کیاشرائط ہیں:

(سوال ۲/۱۰۷۵)امام کے لئے کن کن باتوں کا ہونا ضروری ہےجس سے وہ امامت کے لائق ہو سکے؟

(الجواب)(۱و۲) بہتر ہے کہ امام مسائل نماز جانتا ہو،قرآن شریف صحیح اور عمدہ پڑھتا ہو،صالح و پرہیز گار ہو،اگران امور کے ساتھ حافظ قرآن بھی ہوتو بہت اچھا ہے مگرمقدم یہ ہے کہ مسائل نماز جانتا ہوتا کہ نماز میں کوئی ایسی غلطی نہ کرے جس سے نماز فاسد یا مکروہ ہوجائے۔فقط۔(والاحق بالامامة الا علم باحکام الصلاة ثم الا حسن تلاوة للقراء ة ثم الاورع ثم الا سن ثم الا حسن خلقا ثم الاحسن وجها ثم الاشرف نسبا الخ (تنویر الا بصارص ۵۲۰)

مطلقہ عورت کورکھنے والے کی امامت جائز ہے یانہیں:

(سوال ۱۰۷۶)ایک شخص مسجد کا امام ہےاس نے اپنی بیوی کوطلاق دی مگراس کواب تک گھر میں رکھ چھوڑا ہے اور طلاق کے بعداس سے بچے بھی ہوئے ہیں۔مقتدی یہ کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے ہماری نماز ہوجاتی ہے۔طلاق دینے کا گناہ امام کوہوا۔مگرایک شخص ایک روز جماعت سے علیٰحدہ ہوگیااور کہا کہ میری نماز اس کے پیچھے نہیں ہوتی۔اس پرامام صاحب نے کہا کہ یہ کافر ہے۔دریافت طلب یہ ہے کہ اس امام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یانہیں؟اوراس نے جوکافر کہا اس کا کیا حکم ہے؟

(الجواب)اگراس امام نے اپنی زوجہ کوطلاق رجعی دی تھی تورجوع کرلینابدون نکاح کے جائز ہےاوراگر بائنہ(یامغلظہ طلاق)دی تھی تواس عورت کابدون(تجدید نکاح)یاحلالہ کے رکھنا درست نہیں ہےاوراگراس نے ایسا کیا تواس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی کیونکہ وہ فاسق ہےاورمعزول کرنے کے قابل ہےاورامام کاکسی مقتدی کوکافر کہنا گناہ کبیرہ ہےاس کو توبہ کرنی چاہئے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔کتبہ عزیزالرحمٰن۔

(ویکره الی قوله) وخلف فاسق الخ فی شرح المنیة ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لما ذکرنا الخ ردالمحتار ج ا ص ۵۲۳. مھدی (عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یرمی رجلاً بالفسوق ولا بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن وصاحبه کذالک رواه البخاری (مشکوٰة باب حفظ اللسان. جمیل)

کیا کسی اجتماعی مصلحت کی وجہ سے خارجی کا امام بنانا درست ہے:

(سوال ۱۰۷۷) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں کے مسلمانوں میں بوجہ یورش جمیع کفار ونصاری کے جمیع فرق اسلامیہ مثل خوارج وشیعہ وشوافع واحناف کا اس امر پر اتفاق ہوا ہے کہ ہم سب مل کر ایک شخص کے پیچھے جو سلطان ہے اور خوارج سے ہے عیدین کی نماز ادا کریں چنانچہ فرق شافعیہ اور شیعہ کے علماء نے فتویٰ دے دیا ہے اور دستخط کر دیئے ہیں اور اس سلطان کے پیچھے نماز عیدین پڑھنا منظور کر لیا ہے۔ چونکہ یہاں کوئی عالم مذہب حنفی کا نہیں ہے۔ اس وجہ سے علماء احناف سے استفتاء ہے کہ احناف اس میں شریک رہیں یا نہیں؟

(الجواب) خوارج اہل بدعت میں سے ہیں اور مبتدع کے پیچھے نماز میں اقتداء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ردالمحتار میں ہے فهو (الفاسق) کا لمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنية علی ان کراهة تقديمه کراهة تحريم شامی (ج ۱ ص ۵۲۳) لیکن دو حالتوں میں جائز ہے ایک یہ کہ دوسرا امام جس کی امامت مشروع (وغیر مکروہ) ہے میسر نہ ہو اور یہ بھی میسر نہ ہونے کے حکم میں ہے کہ دوسرے امام کو مقرر کرنے میں فتنہ ہو قال فی الدر المختار هذا ان وجد غيرهم والا فلا کراهة. درمختار ج ۱ ص ۵۲۵ دوسری حالت یہ ہے کہ وہ امام شرعاً واجب الاطاعت ہو۔ مثلاً سلطان المسلمین نافذ الامر ہو اور وہ حتماً لوگوں کو اپنے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دے۔ فوجوب طاعة اولی الا مر مسلم اور کراہت کی حالت میں بھی منفرداً نماز پڑھنے سے ان کے پیچھے پڑھ لینا اولیٰ ہے قال فی الدر المختار فان امکن الصلوٰة خلف غيرهم فهو افضل والا فالا قتداء اولی من الا نفراد شامی ج ۱ ص ۵۲۳ (اشرف علی) بیشک بصورت امر کرنے سلطان کے یا دوسرے کو امام بنانے میں فتنہ ہو تو اس صورت میں اسی سلطان کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ مفاد آیات مذکورہ کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ۔

گنہگار کی امامت بعد توبہ کیسی ہے:

(سوال ۱۰۷۸) ایک شخص بہت گنہگار ہے مگر وہ توبہ کرتا ہے تو امامت اس کی درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی حالت میں جب کہ وہ تائب ہوتا ہے امامت اس کی درست ہے اور اس کے گھر کا کھانا درست ہے۔ فقط (لقوله عليه الصلوٰة والسلام) التائب من الذنب کمن لا ذنب له . رواه ابن ماجه. مشکوٰة ص ۲۰۶ جميل الرحمن) واخرجه لفسق وخيانة بعد مدة تاب الی الله واقام بينة انه صار اهلا لذالک فانه يعيده .عالمگیری مصری جلد ۲ ص ۲۳۹.

جذامی وسودخوار کی امامت:

(سوال ۱۰۷۹) جذامی وسودخوار کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جذامی اور سودخوار کی امامت مکروہ ہے اگر نماز پڑھاویں تو فرض ادا ہو جائے گا(۱)۔ کذا فی کتب الفقہ۔ فقط کتبہ اصغر حسین۔ الجواب صحیح۔ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

---

(۱) وکذا تکره خلف امردو سفيه ومفلوج وابرص شاع برصه وشارب الخمر واکل الربوا. شامی ج ص ۵۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲) جميل الرحمن غفرله.

چوری کے جانور ذبح کرنے والے کی امامت:

(سوال ۱۰۸۰) ایک شخص کی عورت بے پردہ ہر جگہ پھرتی ہے اور وہ خود بھی چوری کے جانور ذبح کر ڈالتا ہے اور علاوہ ازیں امامت بھی کرتا ہے، ایسے شخص کی امامت شرعاً کیا حکم رکھتی ہے؟

(الجواب) ایسی شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(۱) فقط کتبہ رشید احمد عفی عنہ الجواب صحیح عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

جس کی پاکی ناپاکی مشتبہ ہو اس کی امامت:

(سوال ۱۰۸۱) ایک مسجد لاوارثی جس میں کسی طرح کی آمدنی نہیں ہے اس میں ایک شخص کہ جس کی عمر بائیس ۲۲ سال کی ہے نماز پڑھاتا ہے۔ عارضہ اس کو سخت جریان کا ہے اور قطرہ بھی آجاتا ہے نماز وغیر نماز میں اور حافظ بھی نہیں ہے، قرآن تھوڑا سا یاد ہے۔ اس کی پاکی ناپاکی کا ٹھیک نہیں ہے مسائل بھی اچھی طرح سے یاد نہیں ہیں۔ جب وہ سفر میں جاتا ہے نمازی کم ہو جاتے ہیں اور لوگ اس کی امامت کو ترک نہیں کرتے۔ بعض لوگ اس کی امامت سے ناخوش ہیں۔ مگر خیال یہ ہے کہ نمازی بالکل اس مسجد میں نہ آویں گے کیونکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر اس کی جگہ دوسرا امام مقرر ہوا تو ہم یہاں نماز بالکل نہ پڑھیں گے۔ فقط والسلام خیر ختام۔

(الجواب) ایسے شخص کو جس کی پاکی ناپاکی مشتبہ ہے اور مسئلہ مسائل سے بھی ناواقف ہے امام مقرر کرنا نہیں چاہئے۔ اور خود بھی اس کا امام بننا مناسب نہیں۔ بلکہ جب گمان غالب نماز میں قطرہ وغیرہ آنے کا ہو تو بالکل جائز ہی نہیں اور جو لوگ عذاب اپنے ذمہ پر لیتے ہیں اور اس کے امام بنانے پر اصرار کرتے ہیں ان کے قول کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے کہ قول ان کا خلاف حکم شریعت کے ہے اور ایسے شخص کے امام بننے سے نمازیوں کی کثرت اور اس کے نہ پڑھانے سے نمازیوں کی قلت اگر ہو جائے تو اس پر کوئی حکم شرعی نہیں لگتا اور اس وجہ سے امامت کا مستحق نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ لوگوں کی ناواقفیت ہے۔ **هكذا يفهم من كتب الشريعة المحمدية (۲) صلى الله علىٰ صاحبها والله تعالىٰ اعلم كتبه الفقير اصغر حسين عفي عنه.** الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ولد الزنا کی امامت:

(سوال ۱۰۸۲) ایک شخص جس کی ماں بے نکاح ہو۔ اور باپ اس کا یہ سمجھتا ہو کہ کنیز سے نکاح مباح ہے اور پھر بعد میں اس سے نکاح کرے اور وہاں سوائے اس کے اور کوئی پڑھا لکھا ہوا جو امامت کر سکے نہ ہو تو ایسے شخص کی جب کہ وہ سعادت مند اور ہر طرح پر لائق ہو امامت درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) شخص مذکور کو امام مقرر کرنا بہتر ہے جب کہ وہ قوم میں اعلم وافضل ہے، کوئی خرابی اس کی امامت میں نہیں ہے۔ **قال في الدر المختار. باب الا مامة والا حق بالا مامة الا علم باحكام لصلوٰة فقط صحة وفساد ابشرط اجتنا به للفواحش الظاهرة الخ قال الشامي قوله بشرط اجتنا به الخ كذافي الدراية**

---

(۱) قال في الدر المختار وتكره امامة عبد وفاسق. وقال في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا ج ۱ ص ۵۲۳. احمد علی سعید ..ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹. (۲) والاحق بالامامة تقديما بل نصبا الا علم باحكام الصلوٰة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه الفواحش الظاهرة الخ درمختار على هامش شامي ج ۱ ص ۵۲۰ ويويده تعليل كراهة الامامة الفاسق قال في الجوهرة ج ۱ ص ۵۸۰.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰ لا نه لا يهتم بامردينه والا عمى لا نه لا يجتنب النجاسة وما في الدر المختار في بيان كراهة امامة المخالف ان تيقن المراعاة لم يكره او عدمها يصح وان شك كره ص ۵۲۶ على الشامي. جميل الرحمن. .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰.

عن المجتنبی وعبارة الکافی وغیرہ الاعلم بالسنة اولا الا ان یطعن علیه فی دینه (۱) الخ فقط رشید احمد عفی عنہ۔

الجواب صحیح قال فی الشامی عن البحر وغیرہ ولو عدمت ای علة الکراهة بان کان الاعرابی افضل من الحضری والعبد من الحر ولد الزنا من ولد الرشدة والا عمی من البصیر فالحکم بالضد. الخ (۲)۔

فاسق وفاجر کی تعریف اوراس کی امامت:

(سوال ۱/۱۰۸۳) فاسق وفاجر کس کو کہتے ہیں؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

متعین امام کے علاوہ امام بن کر جماعت شروع کردے اور امام آجائے تو وہ کیا کرے:

(سوال ۲/۱۰۸۴) محلّہ کا امام کسی عذر کے سبب سے نماز کے وقت مسجد میں نہ ہو اور نمازی کسی کو امام کر کے نماز شروع کر دیں پھر امام آجائے تو وہ شریک جماعت ہو یا نہ اور ان لوگوں کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

ہر مسلمان کے پیچھے نماز جائز ہے:

(سوال ۳/۱۰۸۴) کیا ہر مسلمان کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

امامت میں علم کا اعتبار ہے یا ذات پات کا:

(سوال ۴/۱۰۸۵) امامت کے لئے ذات کا لحاظ ہے یا علم کا؟

(الجواب) (۱) فاسق اس شخص کو کہتے ہیں جو اوامر شرع کا تارک ہو اور منہیات کا مرتکب ہوتا ہو۔ خواہ بعض کا یا اکثر کا یا کل کا اور فاجر سے بھی یہی مراد ہے۔ امامت ایسے شخص کی مکروہ تحریمی ہے۔ نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے۔ (۳) فقط۔

(۲) صورت مسئولہ میں نماز مقتدیوں کی دوسرے امام صاحب کے پیچھے درست ہو گئی اور امام مذکورہ کو بھی جماعت میں ضرور شریک ہونا چاہئے۔

(۳) نماز ہر شخص کے پیچھے درست ہو جاتی ہے۔ اگرچہ امام کا اعلم اور متقی ہونا بھی ضروری و بہتر ہے۔

(۴) امامت میں مقدم لحاظ علم کا ہے۔ علم کا ہونا ضروریات سے ہے۔ فقط رشید احمد۔ الاجوبۃ صحیحۃ۔ دستخط۔ مہر۔

---

(۱) ردالمحتار باب الامامة ص ۵۲۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰. ۱۲ ظفیر.
(۳) کرہ امامة الفاسق و الفسق لغة خروج عن الاستقامة وهو معنی قولهم خروج الشئی عن الشئی علی وجه الفساد شرعاً خروج عن طاعة الله تعالیٰ بارتکاب کبیرة قال القهستانی ای او اصرار علی صغیرة (فتجب اهانته شرعاً فلا یعظم بتقدیم للامامة) تبع فیه الزیلعی ومفاده کون الکراهة فی الفاسق تحریمیة . طحطاوی علی مراقی الفلاح قال فی الدر المختار و الاحق بالامامة تقدیما بل نصباً الا علم باحکام الصلوٰة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ص ۵۲۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰. ۱۲.

فیشن ایبل اور کانے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱/۱۰۸۶) امام کا آنکھ سے کانا ہونا۔ دن میں تین مرتبہ جوڑے بدلتا ہے اس کا چلن کیسا ہے اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

دیوانہ کی امامت:

(سوال ۲/۱۰۸۷) جو شخص کبھی کبھی دیوانہ ہو جاتا ہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) پیش امام عالم مسائل داں اور صالح پرہیزگار ہونا چاہئے امام موجودہ میں کوئی بات سوال کی رو سے ایسی معلوم نہیں ہوئی کہ اس کے پیچھے نماز ناجائز ہو۔ کانا ہونا امام کا موجب کراہت امامت نہیں۔ علیٰ ہذا۔ اس کا چلن بھی مطلقاً موجب عدم جواز امامت نہیں ہے۔

(۲) جنون اور دیوانگی اگر ایسی ہو کہ کسی وقت اس کو ہوش نہ آوے اور اسی حالت میں نماز پڑھاوے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں اور اگر بوقت نماز پڑھانے کے اپنے ہوش میں ہو تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے **كما في الدر المختار وكذا لايصح الا قتداء بمجنون مطبق او منقطع في غير حالة وافاقته الخ قال الشامي امام في حالة الا فاقة فيصح كما في البحر عن الخلاصه . شامي جلد اول ص ۶۰۴ .**

گنجے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۸۸) گنجے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور گنجے کے پیچھے نماز کی کراہت کی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟

(الجواب) گنجے کے پیچھے نماز جائز ہے جب کہ وہ اچھا ہو گیا ہے اور زخم اس کے سر پر نہیں رہا تو نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔ گنجے کے پیچھے کراہت نماز کی کوئی حدیث نہیں۔ فقط۔

عورت امام ہو سکتی ہے یا نہیں:

(سوال ۱/۱۰۸۹) نماز پنجگانہ اور تراویح میں عورتوں کا امام عورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

ایک امام دو جگہ امام نہیں ہو سکتا:

(سوال ۲/۱۰۹۰) ایک امام دو جگہ خطبہ و نماز جمعہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) عورتوں کا امام اگر عورت ہو تو ہر نماز مکروہ ہے **(في العالمگيرية ج ۱ ص ۸۰ ويكره امامة المرأة للنساء في الصلوٰة كلها من الفرائض والنوافل الخ جميل الرحمن)**

(۲) دوسری جگہ دوسری دفعہ نہیں پڑھا سکتا۔ فقط دستخط۔ **(في الدر المختار باب الا مامة لا يصح الا قتداء الى قوله ولا مفترض بمتنفل الخ وفي الشامي ص ۲۰۸ في باب الجمعة الخطبة والصلوٰة كشئي واحد لكو نهما شرطاً ومشروطاً الخ . جميل الرحمن)**

غیر صالح ولد الزنا کی امامت:

(سوال ۱۰۹۱) ولد الزنا غیر صالح و غیر عالم کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) امامت ایسے ولدالزنا کی گو جائز ہوگی مگر کراہت سے خالی نہ ہوگی۔ هذا ان وجد غير هم والا فلا كراهة الخ درمختار علی الشامی ص ۵۲۵۔ یہی مفتی بہ ہے۔

شیعہ کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں:

(سوال ۱/۱۰۹۲) شیعہ کے پیچھے نماز اہل سنت ہوتی ہے یا نہیں۔

اہل سنت والجماعت کب سے نام رکھا گیا:

(سوال ۲/۱۰۹۳) نام سنت جماعت اس فرقہ کا کب سے رکھا گیا؟ اور وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جو نہ شیعہ ہو اور نہ اہل سنت اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۳/۱۰۹۴) جو شخص نہ شیعہ ہو نہ اہل سنت اس کے پیچھے نماز اہل سنت جائز ہے یا نہیں؟

جو تعزیہ مرثیہ کرتا ہو کیا وہ اہل سنت ہے:

(سوال ۴/۱۰۹۵) جو مرثیہ سنتا ہو یا تعزیہ جس کے گھر سے نکلے یا جس کے گھر میں تعزیہ ہے یا جس کے گھر میں ماتم کی جائے وہ اہل سنت میں داخل ہے یا نہیں؟ یا اہل شیعہ ہے؟

شیعہ سے میل جول درست ہے یا نہیں:

(سوال ۵/۱۰۹۶) شیعہ کے ساتھ سنت جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے یا میل جول رکھے؟

(الجواب) (۱) شیعہ کے پیچھے سنی کی نماز ہوتی ہے چونکہ عقائد ان کے بعض ایسے ہوتے ہیں جو موجب کفر ہیں لہذا اس صورت میں نماز کا صحیح نہ ہونا امر یقینی ہے اور اگر شیعہ غالی نہ ہو تب بھی احتیاط لازم ہے کہ عقیدہ امر مخفی ہے اور سب شیخین سے جو عند البعض کفر ہے اور قذف عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو بالاتفاق کفر ہے کوئی شیعہ خالی نہیں ہوتا۔ قال الشامی ينبغي تقييد الكفر بالا نكار . لخلافه . بما اذا لم يكن عن شبهة . الخ باب الامامة.

(۲) اس گروہ کو اہل سنت والجماعۃ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ اہل حق و متبع سنت آنحضرت ﷺ ہے اور طریقہ صحابہ کو مضبوط پکڑے ہوئے ہے قال النبی صلی اللہ علیه وسلم ان الله تعالیٰ یغرس فی هذا الدین غرسا یستعملهم علی طاعة لا یبالون من خذلهم ولا من یضرهم یأتی امر الله عز وجل او كما قال رواه ابن ماجة عن ابی هريرة رضی الله عنه.

(۳) ایسے شخص کی اقتداء سے احتراز لازم ہے جس کو اپنے دین کی حفاظت کا خیال بالکل نہیں یہ شخص فاسق ہے۔ قال النبی صلی الله علیه وسلم الا مام ضامن والمؤذن موتمن رواه الترمذی.

(۴) یہ سب امور جو شخص کرتا ہے شعار روافض ہے۔ قال النبی صلی الله علیه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم.
جو شخص مرثیہ پڑھنا یا سننا جائز جانے اور تعزیہ نکالنا اچھا جانے اور اس میں شریک ہو وہ سنی نہیں بدعتی اور روافض کا شریک وہم خیال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) روافض کے ساتھ میل جول نہ کرنا چاہئے۔ قال الله تعالیٰ فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم

الظالمین.

رومال لپیٹنے کوعمامہ کہا جائے گا یا نہیں:

(سوال ۱/ ۱۰۹۷) عمامہ تو سات یا گیارہ گز کا ہوتا ہے۔ آج کل امام جو کوئی رومال وغیرہ امامت کے وقت لپیٹ لیتے ہیں اس کو عمامہ کیسے کہیں گے؟

جس امام کی بیوی ساڑھی باندھتی ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۲/ ۱۰۹۸) امام کی بیوی ساڑھی لہنگا یعنی جو ہندوؤں کی عورتیں پہنتی ہیں، پہنتی ہے۔ اس امام کے پیچھے نماز کیسی ہوتی ہے؟

(الجواب) (۱) سات یا گیارہ گز کی تحدید شارع علیہ السلام نے نہیں لگائی عرف میں جس کو عمامہ کہتے ہیں اسی پر عمامہ کا اطلاق کیا جاوے گا۔

(۲) پیش امام کی امامت میں اس سے کچھ کراہت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن.

غوث اعظم سے امداد طلب کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۰۹۹) جو شخص اس قسم کے اشعار پڑھتا ہے ۔امداد کن امداد کن + از در دغم آزاد کن + در دین و دنیا شاد کن + یا غوث اعظم دستگیر۔ الخ اس شخص کو امام بنانا کیسا ہے۔

(الجواب) ایسے شخص کو امام بنانا مناسب نہیں ہے بلکہ متقی اور متبع سنت کو بنانا چاہئے۔ فقط (قال عزوجل ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم وقال تعالیٰ ایاک نعبد و ایاک نستعین. جمیل الرحمن. غیر اللہ سے ان اشعار میں استمداد ہے جو حرام ہے اور مرتکب حرام، فاسق، مبتدع ہے اور امامت اس کی مکروہ ہے)

جس کے فسق کی وجہ سے لوگ ناراض ہوں اس کی امامت کا کیا حکم ہے:

(سوال ۱۱۰۰) جس پیش امام سے اکثر قوم بسبب فساد و چغل خوری اور حاسد اور مغرور اور غیبتی ہونے کے ناراض ہوں اس کے سبب بعض تارک جماعت بعض تاریک مسجد ہوئے اس کو امام ہمیشہ کا بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسے شخص کو جس کے فسق و معصیت اور بے دینی کی وجہ سے اس سے لوگ ناراض ہوں اس کو امام دائمی نہ کیا جاوے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے ایسا شخص واجب العزول ہے اس کو معزول کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند۔

(رجل ای قوماً وھم لہ کارھون ان کانت الکراھۃ لفسادفیہ اولانھم احق بالا مامۃ یکرہ لہ ذلک فتاوی عالمگیریہ ج ۱ ص ۸٦ بیان الا مامۃ جمیل الرحمن)

تارک جماعت کی امامت جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۰۱) خضاب مہندی جائز است یا نہ و امامت تارک جماعت جائز ست یا نہ؟

(الجواب) خضاب مہندی جائز است و ترک جماعت بلا عذر معصیت است امامت تارک جماعت مکروہ است۔ (وفصل فی المحیط بین الخضاب بالسواد الی قولہ ومذھبنا ان الصبغ بالھناء والوسمۃ

حسن کما فی الخانیة شامی ج۵ ص۳۳۹ الجماعة سنة الی قوله وقیل واجبة وعلیه العامة (درمختار) فی الاجناس لاتقبل شهادته اذا ترکها استخفافا او مجانةً شامی ۱ ص ۵۷۹ باب الامامة. ویکره امامة الفاسق الخ (کبیری)

غیر کی منکوحہ سے شادی کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۰۲) ایک شخص نے شوہر والی غیر مطلقہ عورت سے نکاح کرلیا ہے یہ نکاح ہوایا نہیں، اور جو اولاد اس سے ہوئی اس کا کیا حکم ہے؟ اور امامت اس کی جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) غیر مطلقہ عورت سے نکاح حرام و باطل اولا د ولد الزنا ہے امامت اس کی مکروہ ہے (لقوله تعالیٰ حرمت علیکم امهاتکم الی قوله عزوجل والمحصنت من النساء الآیة وفی الکبیری للحلبیؒ ص ۴۷۹ قدموا فاسقا یا ثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم . جمیل الرحمن)

جن میں یہ اوصاف ہوں ان کی امامت کا کیا حکم ہے:

(سوال ۱۱۰۳) جو شخص غیر مقلد ہو جو آج کل آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور نیز اپنی جائداد سودی رہن رکھتا ہو اور حافظ کلام اللہ نہ ہو بلکہ کلام پاک غلط پڑھتا ہو اور بوجہ کاروبار اور مشاغل دینوی پابندی اوقات نماز اکثر نہ کرسکتا ہو ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہ؟ اور ایسے شخص کو امام بنانا درست ہے یا نہ؟ خصوصاً جب کہ ایک دوسرا شخص بھی موجود ہو جو کہ حافظ کلام اللہ اور بظاہر ان تمام امور مذکورہ سے پاک صاف نظر آتا ہو، کس کو امام مقرر کیا جائے؟ اور نیز اگر وہ پہلا شخص بوجہ لاعلمی مقتدیان ام القوم ہو۔ کیونکہ ہمیشہ اپنے کو حنفی المذہب ظاہر کرتا رہا اور نیز ان تمام امور سے پرہیز کرتا رہا مگر اب چند روز سے امامت کا استحکام خیال کر کے خود کو غیر مقلد ظاہر کیا اور دیگر ائمہ پر سب وشتم شروع ہو گیا۔ اور افعال مذکور الصدر صادر ہوئے جس کی وجہ سے اسلامی جمعیت میں تفرقہ اور فساد شروع ہو گیا اور باوجود کراہت مقتدیان اکثر قوم۔ کے اپنی امامت پر مصروف یہاں تک کہ عدالت عالیہ سرکار میں دعویٰ کی نوبت ہوگئی اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ بغیر اجازت میرے نہ دوسرا شخص مقرر ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی شخص بلکہ تمام یا اکثر نمازی بھی مجھ کو علیحدہ نہیں کرسکتے۔ کیا آئندہ امام مقرر کرنے کا اختیار پہلے امام کے قبضہ میں چلا گیا؟

(الجواب) اس غیر مقلد کی امامت میں چند خرابیاں ہیں جو موجب کراہت امامت ہیں۔ لہٰذا اس کو معزول کر کے دوسرا امام مقرر کر لینا لازم ہے اور اس شخص امام سابق غیر مقلد کا کوئی حق امامت میں نہیں۔ عزل اس کا لازم ہے قال فی الدر المختار ولوام قوماً وهم له کارهون ان الکراهة لفساد فیه او لانهم احق بالا مامة منه کره له ذلک تحریما لحدیث ابی داؤد لا یقبل الله صلوٰة من تقدم قوما وهم له کارهون.(۱) وفی الشامی باب الامامة ایضاً الغرض شخص مذکور بہ سبب محرمات اور عدم تقلید و سب وشتم ائمہ دین کے جو شعار غیر مقلدین کا ہے فاسق ہے اور مبتدع(۲) اور ان دونوں کی امامت مکروہ ہے۔ اور حدیث ابوداؤد ماسبق سے معلوم ہوا کہ جو شخص باوجود کراہت مقتدیان کا اس کی امامت سے کراہت کرنا بسبب خرابی وفساد امام کے ہو تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ اور عبارت شامی سے معلوم ہوا کہ معزول کرنا فاسق کا ضروری ہے۔ قال فی الشامی وبان

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹ .۱۲ ظفیر.
(۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " سباب المسلم فسوق وقتاله کفر رواه مسلم " (مشکوٰة باب حفظ اللسان) ظفیر.

فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً الخ شامی.(۱) ص ۵۸۵ باب الامامۃ ۔کتبہ عزیز الرحمٰن۔

حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۰۴) اکثر امام یہاں کے نماز میں بسم اللہ بھی قراءۃ کے ساتھ بآواز پڑھتے ہیں اور رفع یدین کرتے ہیں۔بعض نمازی آمین بالجہر پڑھتے ہیں۔ایسے اشخاص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یعنی حنفی کی۔اور امام کے پیچھے الحمد پڑھتے ہیں۔

(الجواب) امام شافعیؒ کے مذہب میں فاتحہ اور سورۃ کے ساتھ بسم اللہ کا جہر ہے اس لئے وہ ایسا کرتے ہوں گے۔حنفیوں کے نزدیک نہیں ہے۔اور اسی طرح رفع یدین اور قراءۃ فاتحہ خلف الامام امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔وہ لوگ جو ایسا کرتے ہیں شافعی المذہب ہوں گے مگر ان کو چاہئے کہ زور سے نہ پڑھیں۔جس سے دیگر نمازیوں کی نماز میں خلل ہو۔بوجہ ناواقفی کے وہ ایسا کرتے ہیں۔فقط۔(اگر ضروری مراعاۃ کا خیال رکھتے ہوں تو بلا کراہت اقتداء جائز ہے۔(۲) ظفیر)

والدین کے نافرمان کی امامت:

(سوال ۱۱۰۵) جو شخص اپنے والدین کا نافرمان ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور اپنے ہاتھ کی کمائی میں والدین کو کچھ مل سکتا ہے یا نہیں اگر والدین فقیر ہوں تو اولاد مقدم ہے یا والدین؟

(الجواب) امامت اس کی مکروہ ہے۔(۳) بسبب فاسق ہونے کے اور نکاح خوانی وذبیحہ اس کا درست ہے کہ وہ مسلمان ہے اور والدین اس کے اگر محتاج ہیں ان کا خرچ اور نفقہ بیٹے پر واجب ہے اپنے عیال واطفال کو بھی دیوے اور والدین کو بھی دیوے۔سب کا نفقہ اس پر لازم ہے وتجب علی موسر (الی قوله) النفقة لا صوله الفقراء ولو قادرین علی الکسب الخ(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر مقلد کے پیچھے مقلد کی نماز:

(سوال ۱۱۰۶) غیر مقلد کے پیچھے مقلد مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) غیر مقلد امام اگر رعایت اس امر کی کرتا ہے کہ وہ امر نماز میں نہ کرے جس سے حنفی کی نماز فاسد یا مکروہ ہو اور وہ متعصب نہ ہو تو اقتداء اس کی درست ہے کتب فقہ حنفیہ میں اس کی تفصیل درج ہے۔درمختار میں ہے ان تیقن المراعاة لم یکره الخ (درمختار ج ۱ ص ۵۲۶)

جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت:

(سوال ۱۱۰۷) جھوٹی گواہی دینے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا مکروہ؟ اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے جب توبہ کرلے تو درست ہے بلا کراہت اور نماز اس کے پیچھے ہر حال میں

---

(۱) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۰. ۱۲ ظفیر.

(۲) ومن ام باجرة ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاة لم یکره اوعدمها لم یصح وان شک کره (درمختار) اما الا قتداء بالمخالف فی الفروع کا لشافعی فیجوز مالم یعلم منه ما یفسد الصلوٰة علی اعتقاد المقتدی علیه الاجماع الخ (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۶.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲......۵۶۳.)ظفیر.

(۳) ویکره تقدیم الفاسق ایضاً لتساهله فی الا مور الدینیة (غنیة المستملی ص ۳۵۱)ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۳۱ و ص ۹۳۳.ط.س.ج ۳ ص ۶۲۱. ۱۲ ظفیر.

ہوجاتی ہے لیکن بدون توبہ کے مکروہ ہے۔(۱)

ولد الزنا اور نابالغ کی امامت:

(سوال ۱۱۰۸) امامت ولد الزنا ہل ہی جائزۃ ام لا؟ (۲) وامامة صبی لم یبلغ الحلم فی الفرائض والنوافل یجوز ام لا؟

(الجواب) (۱) ان کان صالحاعالماورعاتجوز امامته بل هو اولیٰ من غیره واذا لم یکن موصوفا بالاوصاف المذکورة. لا تجوز کذا حققه فی الشامی وغیره .(۲)

(۲) لا تجوز امامة الصبی الذی لم یبلغ الحلم مطلقا لا فی الفرائض ولا فی النوافل التراویح وغیره. علی الصحیح من المذهب. (۳) فقط

لنگڑے کی امامت:

(سوال ۱۱۰۹) اعرج اور قصیر کی امامت کا کیا حکم ہے۔ مکروہ ہے یا کیا؟

(الجواب) اگر اعرج ایسا ہے کہ پورا کھڑا نہیں ہوسکتا ہے تو اس کی امامت کو مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ لکھا ہے اور قصیر کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے وکذا اعرج یقوم ببعض قدمه فالا قتداء بغیره اولیٰ الخ شامی. (۴)

سوزاک والے شخص کی امامت:

(سوال ۱۱۱۰) ایک امام کو مرض سوزاک ہے، دھبہ برابر آتا رہتا ہے ایسے امام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ شخص حد عذر کو پہنچ گیا ہے اور معذور ہوگیا ہے کہ ہر وقت دھبہ آتا ہے اور کوئی وقت نماز کا خالی نہیں رہتا ہے تو اس کے پیچھے نماز غیر معذورین کی نہیں ہوتی اس کو امام نہ بنایا جاوے۔(۵) فقط

یوم شک میں جو روزہ نہ رکھے اس کی امامت:

(سوال ۱۱۱۱) ایک موضع میں چاند ۲۹۔ تاریخ کو نظر نہیں آیا احتیاطاً روزہ رکھا دوپہر کے وقت پیش امام نے خود بھی روزہ توڑ دیا اور لوگوں کے روزے بھی تڑوا دیئے۔ شام کو چاند بڑا تھا سب نے یقین کرلیا کہ چاند ۲۹۔ تاریخ کو ہوا ہے چنانچہ اور اطراف میں ۲۹۔ کو چاند دیکھا گیا۔ اس روزہ کی قضا آوے گی یا نہیں؟ اور روزہ توڑنے والے گنہگار ہوئے یا نہیں؟ اور امام کے لئے کیا حکم ہے۔ امامت اس کی درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں اس امام اور دیگر روزہ توڑنے والوں پر کچھ گناہ نہیں ہوا۔ امامت اس کی درست ہے۔ اس روزہ کی قضا لازم آوے گی۔

---

(۱) ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق مختصراً (درمختار. ط.س. ج ا ص ۵۵۹) ظفیر.
(۲) دیکھئے شامی ج ا ص ۵۲۵ وفی غنیة المستملی " ویکره تقدیم ولد الزنا بناء علی ان الغالب فیه الجهل (ای قوله) حتی لوتحقق فیه عدم الجهل لا یکره تقدیمه (ص ۳۵۱) ظفیر. (۳) ولا یصح اقتداء رجل بامرأة الخ وصبی مطلقا ولو فی جنازة ونفل علی الا صح (درمختار) انه لایجوز فی الصلوٰة کلها (ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۳۹ و ص ۵۴۰. ط.س. ج ا ص ۵۷۶) ظفیر. (۴) ردالمحتار باب الا مامت ج ا ص ۵۲۵ .ط.س. ج ا ص ۵۶۲. ۱۲ ظفیر.
(۵) وکذا لایصح الا قتداء بمجنون مطبق (الی قوله) والا طاهر بمعذور (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۴۱ .ط.س. ج ا ص ۵۷۸) ظفیر. (۶) ولا یصام یوم شک (الی قوله) ویفطر غیر هم بعد الزوال به یفتی (درمختار کتاب الصوم. ط.س. ج ا ص ۳۸۱) ظفیر.

اغلام باز کی بعد توبہ۔

(سوال ۱۱۱۲) مسمی عبدالغنی اغلام باز میں مشہور تھا اب اس نے صدق دل سے توبہ کرلی ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) بعد توبہ کے بے تردد اور بے کراہت عبدالغنی کے پیچھے نماز درست ہے کچھ شبہ نہ کرنا چاہئے۔(۱)

غیر مقلد کی امامت:

(سوال ۱/۱۱۱۳) غیر مقلدین کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

قادیانی کی امامت:

(سوال ۲/۱۱۱۴) قادیانیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(الجواب) غیر مقلدین متعصبین کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے۔(۲)

(۲) قادیانیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے۔(۳)

تراویح میں نابالغ کی امامت:

(سوال ۱۱۱۴) تراویح میں نابالغ لڑکا امام ہوسکتا ہے یا نہیں نابالغ کے پیچھے تراویح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) صحیح اور مفتی بہ مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ نابالغ کے پیچھے تراویح درست نہیں ہے۔(۴)

غلط تہمت جس پر لگائی جائے اس کی امامت درست ہے:

(سوال ۱/۱۱۱۵) ایک شخص عمدہ قرآن شریف پڑھتا ہے اور شریف آدمی ہے۔ غرض شہر بھر قابل امامت اس کو جانتا ہے صرف ایک شخص اس پر یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ سفلی عمل پڑھتا ہے۔ اس نے دو ہندوؤں کو گواہ کرلیا ہے کہ بے شک یہ سفلی عمل پڑھتا ہے۔ وہ امام بالکل انکار کرتا ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ جو شخص ایسے نیک امام پر کہ جس کو تمام بستی کے آدمی اچھا جانتے ہوں الزام لگادے اس کی کیا سزا ہے۔

جس کے پیر میں کجی ہو اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۲/۱۱۱۶) ایک شخص کے پیر میں لنگ ہے اور مسجد کا امام ہے لیکن قرآن شریف اچھا پڑھتا ہے۔ نماز ایسے امام کے پیچھے پڑھنی درست ہے یا نہ۔

زیر ناف سفید داغ والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۳/۱۱۱۷) اگر کسی شخص کے زیر ناف سفید داغ ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے۔

(الجواب) (۱) جب کہ اس الزام و تہمت کا کچھ ثبوت نہ ہو جو امام پر لگایا تو امامت اس کی بلا کراہت صحیح ہے۔ جھوٹا الزام لگانے والا فاسق ہے اور عاصی ہے توبہ کرے۔

---

(۱) التائب من الذنب کمن لا ذنب له (مشکوٰۃ ص ۲۰۶) ظفیر. (۲) درمختار میں ہے وکذا تکره خلف امرد (الی قوله) وزاد ابن الملک ومخالف. شامی میں مخالف کی اقتداء کے سلسلہ میں مذکور ہے وخالفهم العلامة الشیخ ابراهیم البیری بناء علی کراهة الا قتداء بهم لعدم مراعاتهم فی الواجبات والسنن (شامی ج ۱ ص ۵۲۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۴) ظفیر وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها (الی قوله) فلا یصح الا قتداء به اصلا (شامی ج ۱ ص ۵۲۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۱) ظفیر. (۳) فلا یصح اقتداء رجل بامرأة وصبی مطلقا ولو فی جنازة ونفل علی الا صح (درمختار) وفی ردالمحتار قال فی الهدیة وفی التراویح والسنن المطلقه جوزه مشائخ بلخ ولم یجوز مشا ئخنا (الی قوله) والمختار انه لا یجوز فی الصلوٰة کلها ج ۱ ص ۵۴۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۶) ظفیر.

(۲) شامی میں ہے وکذا اعرج یقوم ببعض قدمه فالا قتداء بغیره اولی تاتار خانیه۔(۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ لنگڑے کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

(۳) اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ کیونکہ فقہاء نے جو ابرص کی امامت کو مکروہ لکھا ہے تو اس میں یہ قید ہے کہ برص اس کا ظاہر ہو اور یہ داغ ظاہر نہیں۔ وکذا یکره خلف امردو سفیه ومفلوج وابرص شاع برصه. الخ۔(۲)

ترک واجب کی وجہ سے جن نمازوں کا اعادہ ہو تو جو پہلی جماعت میں شریک نہ تھا وہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۱۸) ترک واجب سے نماز ہوتی ہے یا نہیں اگر اس کا اعادہ کرے تو وہ شخص کہ جو پہلی نماز میں شریک نہ تھا اقتداء کرے یا نہ کرے، اگر کرے تو نماز درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ نماز ناقص ہوئی اعادہ اس کا واجب ہے اور اقتداء اس کی مفترض (فرض پڑھنے والے) کو درست نہیں اور نماز ان مقتدیوں کی جنہوں نے پہلے نہیں پڑھی صحیح نہیں ہوگی۔(۳)

مریض امام کو قطرہ کا شبہہ ہو تو یہ کیا کرے......:

(سوال ۱۱۱۹) ایک شخص مجبوری سے امامت کراتا ہے کیونکہ دوسرا اس کی برابر وہاں کوئی شخص نہیں جو امامت کرادے اگر اس امام کو نماز میں قطرہ آ جائے تو امامت پوری کرے یا پھر سے نماز کو پڑھے اور امام کو قطرہ کا مرض ہے۔

(الجواب) جب تک یقین قطرہ نکلنے کا نہ ہو نماز پوری کرے اور سنت ونفل سب پڑھے۔(۴)

ظالم وخائن کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۲۰) زید نے ایک مکان عمرو سے گیارہ سو روپے میں خریدا اور مصلحت سے بائع سے یہ معاہدہ لے لیا کہ بیعنامہ میں اس کی قیمت بارہ سو روپیہ ڈالی جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر رجسٹری کے بعد جب روپیہ اس کے قبضہ میں آیا اور مشتری نے رقم زائد واپس لینی چاہی تو معاہدہ فسخ کر کے رقم زائد کے دینے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے بائع مذکور تمام شہر میں بدنام ہو گیا اور بد دیانت اور غدار مشہور ہو گیا۔ علاوہ ازیں شب و روز تعدیات و دیگر معاہدات مخالف شروع میں منہمک رہتا ہے۔ پس کیا ایسا شخص عند الشرع امامت مسجد یا اہتمام مدارس اسلامیہ کے منصب جلیلہ کا مستحق ہے یا نہیں لہٰذا اگر اس کو کسی ایسے منصب پر برقرار کہا جاتا ہے تو لوگوں کو بدظنی پیدا ہوتی ہے اور اس مسجد و مدرسہ کی اعانت میں کمی واقع ہوتی ہے۔

(الجواب) بائع کو ثمن مقررہ سے زیادہ روپیہ رکھ لینا صریح ظلم اور خیانت ہے اور ظالم وخائن امام بنانے اور مہتمم بنانے کے قابل نہیں ہے هکذا فی کتب الفقه واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لا یهتم لا مر دینه

---

(۱) ردالمحتار باب الامامة بعد مطلب فی امامة الا مرادج ص ۵۲۵.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا مامة مطلب فی امامة الا مردج ۱ ص ۵۲۵.ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲. ۱۲ ظفیر.
(۳) ولهاواجبات لا تفسد بترکها وتعادو جو با الخ والمختار انه جا بر للاول لان الفرض لا یتکرر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۴.ط.س.ج ۱ ص ۴۷۰. (۴) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثةص ۷۵) ظفیر.

وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً الخ رد المحتار المعروف بالشامی(۱) وایضاً فی کتاب الوقف منه ج۳. عن الا سعاف ولا یولی الا امین قادر بنفسه او بنائبه لان الو لایة مقیدة بشرط النظر ولیس من النظر تولیة الخائن لا نه یخل بالمقصود(۲).

کانے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۲۱) زید حافظ قرآن ہے اور ایک چشم ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور اگر کوئی شخص علم میں اس سے زیادہ ہو کیا اس کو بھی وہ ایک چشم امام نماز پڑھا سکتا ہے۔

(الجواب) حافظ ایک چشم مثل بینا دوچشم کے ہے اس سے زیادہ علم والے کی یا اس جیسے علم والے کی نماز اس کے پیچھے ہوجاوے گی بلا کراہت۔ نابینا کی امامت کی کراہت کی وجہ فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ آنکھیں نہ ہونے کی وجہ سے نجاست سے بچنا اس کے لئے مشکل ہوجاتا ہے۔ والا عمیٰ لا نه لا یتوقی النجاسة۔ ہدایہ باب الامامۃ ج۱ ص۱۱۰ کانے شخص کا کام ایک آنکھ سے اسی طرح چلتا ہے جس طرح بینا کا۔ ظفیر)

سودی کاغذات اجرت پر لکھنے والے کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۱۱۲۲) ایک شخص سود لینے والے کے یہاں رہتا ہے اور سودی کاغذ اجرت پر لکھتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے۔

(الجواب) سود لینے والا اور لکھنے والا فاسق ہے لہذا فاسق کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ ہے اس لئے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۳) (آنحضرت ﷺ نے سودی کاغذات لکھنے والے پر بھی لعنت کی ہے اس کو بھی اسی گروہ میں شمار کیا ہے عن جابر قال لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم اکل الربوا وموکله وکاتبه وشاهدیه...... وقال هم سواء رواه مسلم. مشکوٰۃ باب الربوا ص ۲۴۴.

متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز نہیں ہوتی:

(سوال ۱۱۲۳) اگر ایک امام دو جگہ یعنی دو شہروں میں نماز پڑھاوے تو درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) دوسری جگہ اس امام نے نماز پڑھائی وہ نہیں ہوئی کیونکہ اگر اول نماز قاعدہ شرعیہ کے موافق ہوتی ہے تو دوبارہ جو نماز اس نے پڑھی وہ نفل ہے اور متنفل کے پیچھے فرض اور واجب درست نہیں ہے۔ پس جن لوگوں نے دوسری دفعہ اس کے پیچھے نماز پڑھی ان لوگوں کی نماز نہیں ہوئی۔

امام کسی کی اقتداء کی نیت نہ بھی کرے تو بھی مقتدی کی نماز ہوجاتی ہے:

(سوال ۱۱۲۴) زید ایک جگہ امام ہے اور بکر اسی جگہ کا دربان ہے۔ زید اور بکر میں نا اتفاقی ہے بکر زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہے لیکن بوجہ عداوت کے زید اقتداء کی نیت نہیں کرتا تو اس صورت میں بکر کی نماز ہوجاوے گی یا نہیں۔

(الجواب) بکر کی نماز صحیح ہے کیونکہ امام مقتدیوں کی امامت کی نیت کرے یا نہ کرے ہر حال میں مقتدیوں کی نماز

---

(۱) ردالمحتار . باب الامامة ج ۱ ص۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار کتاب الوقف. مطلب فی شروط المتولی. ج۳ ص ۵۳۲. ط.س. ج۷ ص ۳۸۰. ۱۲ ظفیر.
(۳) اما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه الخ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص۵۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۲) ظفیر.
(۴) ولا مفترض بمتنفل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۴۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۹) ظفیر.

ہوجاوے گی۔(۱)

جو فن تجوید کا ماہر نہ ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۲۵) اگر امام قرآن شریف تو صحیح پڑھتا ہو لیکن فن تجوید سے پورا ماہر نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا۔

غیر مقلد کے پیچھے حنفی کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۲۶) غیر مقلد کے پیچھے نماز حنفیوں کی جائز ہے کہ نہیں۔

(الجواب) اس میں کچھ تفصیل ہے جس کے لکھنے کی اس جگہ گنجائش نہیں اور نہ ضرورت ہے کیونکہ کتب ورسائل اس بارہ میں موجود ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں احتیاط کرنی چاہئے۔(۲)

دیندار ولدالزنا کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۲۵) شخص ولدالزنا کی (جو ارکان اسلام سے پورا واقف ہو اور باعمل پرہیزگار ہو) اقتداء وامامت شرعاً جائز ہے کہ نہیں۔

(الجواب) امامت اس کی بلا کراہت درست ہے۔(۳)

جو امام عیدین میں باجے کے ساتھ جاتا آتا ہے اور سودخوار بھی ہے اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۱۱۲۸) قاضی صاحب نماز عیدین پڑھانے کو اپنے گھر سے جب نکلتے ہیں تو شیخ نقارچی ڈھول بجاتا ہوا قاضی صاحب کے آگے آگے عیدگاہ تک جاتا ہے اور اسی طرح بعد نماز کے گھر تک جاتا ہے۔ یہ عمل ثواب ہے یا گناہ۔ اور قاضی کھلم کھلا سود لیتے ہیں اور قرآن شریف بھی غلط پڑھتے ہیں۔

(الجواب) قاضی کا یہ فعل کہ ڈھول بجواتے ہیں درست نہیں ہے اور سودخوار کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔(۴) فقط۔

والد کو گالی گلوچ کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۲۹) شخصے پدر خود را نیک وبد دہد و ہمیشہ دشنام دہد۔ غرض بسیار سیاست میکند و دروغ میگوید موافق کتبہ حکم دارد۔ وبراں شخص اقتداء جائز است یا نہ۔

(الجواب) پدر را ایذاء دادن گناہ کبیرہ ومعصیت سخت است اگر توبہ نہ کند ومعافی از پدر نخواہد نماز پس او مکروہ است کہ او فاسق است۔...... قال اللہ تعالیٰ. ولا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولاً كريماً(۵)

....

(۱) ولا يشترط لصحة الا قتداء نية امامة المقتدى(الدرا لمختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۹۴)ظفير.

(۲) وكذا تكره خلف امرد الخ وزاد بن ملك كشافعى لكن فى وتر البحران تيقن المراعاة لم يكره وعدمها لم يصح وان شك كره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵ وج ۱ ص ۵۲۶ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲.)ظفير.

(۳) ويكره تنزيها امامة عبد الخ واعرابى الخ وولد الزنا (درمختار) لكن ما بحثه فى البحر صرح به فى الا ختيار حيث قال ولو عدمت علة الكراهة بان كان الا عرابى افضل من الحضرى والعبد من الحرو لدالزنا من الرشدة والا عمى من البصير فالحكم با لضد (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰)ظفير.

(۴) وكذا تكراه خلف امرد الخ وشارب الخمر واكل الربا ونمام و مراء ومتصنع(الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۲)ظفير. (۵)سوره بنى اسرائيل. ركوع ۳. ۱۲ ظفير.

جو مسافر امام تین رکعت پڑھ چکا ہو اس کی اقتداء درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۳۰) امام مسافر تین رکعت پڑھ چکا۔ چوتھی رکعت میں مقتدی شامل ہوا۔ وہ تین رکعت باقی کس قاعدہ سے پڑھے۔

(الجواب) جب کہ امام مسافر ہے تو اس کو دو رکعت پڑھنی چاہیئے تھی اگر وہ سہواً چار رکعت پڑھ لے تو آخر کی دو رکعت اس کی نفل ہوئی۔ لہذا اقتداء اس کی مفترض کو چوتھی رکعت میں درست نہیں ہے اور نماز اس کی نہیں ہوئی۔ (۱) فقط

مزامیر سننے والے کی امامت:

(سوال ۱۱۳۱) امام اذا ذهب في مجلس الفجرة وسمع المذا مير والدف والرقص وغيرهامن انواع اللهو واللعب هل يجوز الصلوٰة خلفه ام لا؟

(الجواب) تجوز مع الكراهة . اما الجواز فلقوله عليه الصلوٰة صلوا خلف كل بروفاجر الحديث و اما الكراهة فلان في تقديم الفاسق تعظيم و قد وجب عليهم تحقيره كذا في الشامي. (۲) فقط۔

پیشہ کے طور پر بھیک مانگنے والوں کی امامت:

(سوال ۱۱۳۲) جن فقیروں کا پیشہ بھیک مانگنے کا ہے ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) سوال کا پیشہ رکھنے والا فقیر اکثر امر حرام کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ ان کو سوال کرنا درست نہیں ہوتا۔ بہت سے ان میں سے غنی اور مالدار ہوتے ہیں اور بہت سے توانا و تندرست ہوتے ہیں جو محنت و مزدوری کر سکتے اور کھانے کو ان کے پاس موجود ہوتا ہے۔ اس صورت میں چونکہ وہ فقیر جس کا یہ حال ہو جو مذکور ہوا شرعاً فاسق ہو جاتا ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ (۳) فقط

قصداً غلط مسئلہ بتانے والے کی امامت:

(سوال ۱/۱۱۳۳) امام اگر چرم قربانی کی قیمت کے لالچ میں مسئلہ غلط بتا دے تو کیا حکم ہے؟

باتنخواہ امام کی امامت:

(سوال ۲/۱۱۳۴) جو امام تنخواہ لے کر نماز پڑھاتے ہیں اگر تنخواہ نہ ملے تو چلے جاتے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) امامت کے معاوضہ میں قیمت چرم قربانی دینا درست نہیں ہے۔ امام اگر غلط مسئلہ بتلاوے یہ گناہ اس پر ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے (ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق (درمختار مختصراً ج ۱ ص ۵۲۳) ظفیر.
(۲) ان کی نماز ہو جاتی ہے مگر ان کو یہ لینا امامت کے دباؤ میں درست نہیں ہے

دیوث کی امامت:

(سوال ۱۱۳۵) زید کی زوجہ کو بوجہ زنا کرانے کے حمل رہ کر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے ایسی عورت کو طلاق دینا چاہیئے یا نہ؟ زید

---

(۱) وكذا لا يصح الا قتداء بمجنون الخ ولا مفترض بمتنفل وبمفترض اخر لان اتحاد الصلاتين شرط عندنا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۲.ط.س.ج ۱ ص ۵۷۸) ظفير.
(۲) دیکھئے ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳ ۵۶۲. ۱۲ ظفير.
(۳) ويكره امامة عبد و اعرابی وفاسق الخ مختصرا در مختار.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰. ۱۲.

کہتا ہے کہ چاہے اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ میں ڈال دے میں طلاق نہیں دوں گا۔ ایسے شخص کو دیوث کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور دیوث کہنے والے پر کیا جرم ہے اور عورت برابر جرم کاری میں مبتلا ہے اس شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہ؟ اگر پیش امام اونچے مقام پر ہو اور مقتدی نیچی جگہ پر تو نماز صحیح ہوگی یا نہ؟

(الجواب) طلاق دینا ضروری اور واجب نہیں ہے کذا فی الدر المختار ایسا کہنا نہ چاہئے یہ کہنا حرام ہے۔ نہیں گنہگار ہے۔ اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے لیکن اگر وہ اپنی زوجہ کے فعل سے راضی ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۱)

زیادہ اونچا ہو تو مکروہ ہے ورنہ درست ہے۔ (۲) فقط

زانی کی امامت:

(سوال ۱۱۳۶) ایک شخص نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح روبرو گواہوں کے ایک شخص کے ساتھ کر دیا لیکن اس لڑکی کا چچا زاد بھائی اس کو شوہر کے پاس نہیں جانے دیتا اور اپنے پاس رکھ رکھا ہے۔ اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور ایک مولوی کہتا ہے کہ اس شخص کی امامت جائز ہے جس نے دوسری عورت کو اپنے گھر رکھا ہے اور کہتا ہے کہ فرعون ملعون بہشت میں جاوے گا۔ اور ایک کم دو لاکھ آدم اس آدم سے پیشتر گذر چکے ہیں۔ اور جمعہ بلاد نصاری میں جائز نہیں ہے۔ اور خضاب سیاہ مباح ہے۔ اس شخص کی بابت کیا حکم ہے؟

(الجواب) وہ شخص جس نے اس عورت کو رکھا اور شوہر کے پاس نہیں جانے دیتا وہ فاسق وظالم ہے اس کی امامت مکروہ ہے۔ کذا فی الشامی وغیرہ۔ (۳) من الکتب الفقھیہ اور وہ مولوی جو خلاف عقیدہ اہل سنت وجماعت کے عقائد ظاہر کرتا ہے وہ ضال مضل ہے اس کے اقوال کا اعتبار نہیں ہے۔ اس سے اعتقاد رکھنا حرام ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام یکون فی اخر الزمان دجالون کذا بون یا تونکم من الا حادیث بما لم تسمعوا انتم ولا ابائکم فایا کم وایا ھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم. رواہ (۴) مسلم وفی حدیث البحاری ومسلم حتی اذا لم یبق مالما اتخذ الناس رو سا جھا لا فسئلو ا فا فتوا بغیر علم فضلوا وا ضلوا (۵). فقط واللہ تعالیٰ اعلم.

فاسق امام کی وجہ سے جماعت ثانیہ:

(سوال ۱۱۳۷) جس مسجد میں امام فاسق نماز پڑھاتا ہو اس مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) قال فی الدر المختار صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ قال الشامی قولہ نال فضل الجماعۃ افادان الصلوٰۃ خلفھما اولی من الانفراد الخ (۶) پس جماعت ثانیہ کرنا اس مسجد میں درست نہیں ہے اسی امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اولیٰ ہے اور جماعت ثانیہ کرنا مسجد محلّہ میں روا نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی وفاسق الخ مختصر (الدر المختار باب الا مامۃ ط.س. ج ا ص ۵۵۹......۵۶۰)
(۲) وانفراد الا مام علی انہ کان للنھی وقدر الا رتفاع بذراع ولا باس بما دونہ (درمختار) قولہ للنھی وھو ما اخرجہ الحاکم انہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یقوم الا مام فوق ویبقی الناس خلفہ (ردالمحتار ج ا ص ۴۰۴ .ط.س. ج ا ص ۶۴۶) ظفیر.
(۳) ویکرہ تقدیم العبد الخ والفاسق (ھدایہ باب الا مامۃ ج ا ص ۱۱۰) ظفیر. (۴) مشکوٰۃ باب الا عتصام بالسنۃ فصل اول ص ۲۸. ۱۲ ظفیر. (۵) مشکوٰۃ کتاب العلم فصل اول ص ۳۳. ۱۲ ظفیر.
(۶) دیکھئے ردالمحتار باب الا مامۃ ج ا ص ۵۲۴ .ط.س. ج ا ص ۵۶۲. ۱۲ ظفیر.

تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱/ ۱۱۳۸) امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے یا نہ؟ اور جو امام تنخواہ لے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا مکروہ؟

مقررہ امام اور عالم مقتدی میں کون مستحق امامت ہے:

(سوال ۲/ ۱۱۳۹) ایک مسجد میں امام مقرر ہے۔ اور ایک عالم بھی موجود ہے تو نماز کس کے پیچھے پڑھنی چاہئے؟ اور عالم کی نماز اس امام مقرر شدہ کے پیچھے صحیح ہے یا نہیں؟

ایسے امام کی اقتداء جس نے دو ماہ تک باوجود علم نجس جانماز پر نماز پڑھی اور لوگوں کو پڑھائی درست ہے یا نہ؟

(الجواب) (۱) امامت پر تنخواہ لینا درست ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مصرح (۱) ہے۔ پس تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ اور کچھ تردد نہ کرنا چاہئے۔

(۲) امام مقرر کے پیچھے ہی نماز پڑھنی چاہئے یہی افضل ہے اور عالم کی نماز امام مقرر کے پیچھے صحیح ہے۔ درمختار میں ہے۔ **ومثله امام المسجد الراتب اولی بالا مامة من غیره مطلقا ای وان کان غیره من الحاضرین من هو اعلم و اقرأ منه** (شامی ج ۱ ص ۵۲۲)

جانماز اگر نجس ہے تو اس پر نماز پڑھنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر موضع سجود قدمین پاک ہے تو نماز صحیح ہے ورنہ نہیں اور موضع یدین در کبتین میں خلاف ہے کہ نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ پس اگر ماسوا ان موضع کے کوئی جگہ جانماز کی نجس ہے تو نماز ہو جاتی ہے اس صورت میں اعتراض کچھ نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ باب شروط الصلوٰۃ میں و (**طهارة**) **مکانه ای موضع قد میه او احدهما ان رفع الاخری وموضع سجوده اتفاقاً فی الا صح لا موضع یدیه ورکبتیه علی الظاهر الخ**. شامی میں ہے **وفی البحر واختیار ابو اللیث ان صلاته تفسدو صححه فی العیون**. (۲) فقط۔

ایک شخص فرض نماز تنہا پڑھ رہا تھا دوسرا مقتدی بن کر مل گیا:

(سوال ۱۱۴۰) ایک شخص تنہا مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے دوسرا شخص بعد میں آ کر نیت باندھ کر مقتدی ہو گیا اور شخص اول نے امامت کے ساتھ فرض نماز ادا کی اس صورت میں اس کی امامت اور اس کا اقتداء درست ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نماز ہو گئی امامت اور اقتداء جائز ہوئی۔ (۳)

متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز:

(سوال ۱۱۴۱) اگر امام نفل پڑھتا ہو اور مقتدی فرض اگر اس کے پیچھے پڑھ لے تو مقتدی کے فرض ہوں گے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں مقتدی کے فرض نہیں ہوں گے۔ درمختار میں ہے **واتحاد مکانهما وصلا تهما**. (۴) فقط

---

(۱) ولا لا جل الطاعات (الی قوله) ویفتی الیوم بصحتها تعلیم القران والفقه والامامة والا ذان الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی الاستیجاب علی الطاعات. ط.س. ج۶ ص ۵۵) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۲۷۴) ۱۲ ظفیر. (۳) ای من صلی مع واحد اقامه عن یمینه (غنیة المستملی ص ۴۸۵) ویقف الواحد ولو صبیا محاذ یا ای مساویا لیمین امامه علی المذهب الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۳۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۶) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۴. ۱۲ ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضا اخر لان اتحاد الصلاتین شرط عندنا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۹) ظفیر.

نماز میں ملنے والے کی امامت:

(سوال ۱/۱۱۴۲) جوامام نماز میں حرکت کرتا ہواس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ اوراگر یہ بات اس کی عادت میں داخل ہوتو اس حالت میں کیا حکم ہے؟

غسال اور گداگر کی امامت:

(سوال ۲/۱۱۴۳) ایسے شخص کوامام یا قاضی مقرر کرنا جومردے نہلاتا ہواور ایک چشم اور لنگڑا ہواور گداگری کرتا ہوکیسا ہے؟ اور وہ باوجود شادی شدہ ہونے کے اپنی لڑکی کواس کے شوہر کے پاس نہ جانے دیتا ہواور وہ لڑکی آوارہ ہواوراس کی آوارگی اس کے اشارہ سے ہوتو اس کوامام مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب)(۱) جوشخص نماز میں حرکت کرتا ہواس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔

(۲) مردوں کا نہلانا گناہ نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ یک چشم کی امامت درست ہے اور لنگڑے کی امامت خلاف اولیٰ اور گداگری کرنے والے کے پیچھے۔ نماز مکروہ ہے اور جوشخص اپنی دختر کواس کے شوہر کے پاس نہ بھیجے اور بے وجہ روک لے اور اس کے آوارہ پھرنے پر راضی وخوش ہے وہ فاسق وبدکار ہے امامت اس کی مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۔ رجب ۳۲ھ۔

ولدالزنا کی امامت:

(سوال ۱۱۴۴) حرامی کی امامت کا کیا حکم ہے؟ خصوصاً ایسی حالت میں کہ مسجد میں دس نمازی ہیں منجملہ ان کے ایک حرامی ہے اور وہی مسائل سے واقف اور عالم ہے اور نو آدمی جاہل ہیں تو اس صورت میں جاہل شریعت نماز پڑھاوے یا حرامی؟ مشہور ہے کہ حرامی کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔

(الجواب) حرامی کے پیچھے نماز درست ہے اور جو مشہور ہے بین الناس یہ غلط ہے۔ اور صورت مسئولہ میں اس کا امام بنانا بلا کراہت درست وجائز ہے کیونکہ احکام نماز سے سب سے زیادہ واقف ہے اور فقہاء نے وجہ کراہت کی یہ تحریر فرمائی ہے کہ حرامی کا کوئی شفیق باپ نہیں ہوتا لہذا جاہل رہتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اگر جاہل نہ ہوتو بلا کراہت جائز ہے بلکہ اس صورت میں سب سے زیادہ حق دار یہی ہے اس کوامام بنانا چاہئے **کما فی الدر المختار الا حق بالامامة اعلمهم باحكام الصلوٰة نصبا و اما ماً وقال فی الهداية يكره تقديم الفاسق وولد الزنا لا نه ليس له اب ليشفقه فيغلب عليه الجهل وفی الشامی ولو عدمت ای علة الكراهة بان كان الاعرابی افضلِ من الحضریِ والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشدة والاعمى من البصير فالحكم بالضد.** (۱) فقط۔

میں تم کوتمہاری نماز پڑھاتا ہوں، یہ کہنا کیسا ہے:

(سوال ۱/۱۱۴۵) امام مسجد نے ایک روز مغرب کی نماز نہیں پڑھی لوگوں نے دریافت کیا تو جواب دیا کہ میں اپنی نماز نہیں پڑھتا تم کوتمہاری نماز پڑھاتا ہوں۔ یہ لفظ کفر میں داخل ہے یا نہ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ؟

---

(۱) ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰ ۱۲. ظفير.

(الجواب)(۱) یہ کفر کے حکم میں نہیں فسق ہے ایسے امام کے پیچھے نماز اگرچہ درست ہے مگر مکروہ تحریمی ہے۔واجب ہے کہ اس کو معزول کریں اور کسی اور کو امام بناویں کیونکہ اس کلمہ کے سبب سے فاسق کا حکم دیا جاوے گا۔

(۲) جس کی بینائی میں نقصان ہو مگر نجاسات سے بچتا ہو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔اور اگر نجاست سے نہیں بچ سکتا تو مکروہ ہے۔درمختار میں ہے۔**ویکرہ امامۃ عبد ونحوہ الا عشی. درمختار.**(۱) فقط۔

داڑھی منڈے کی امامت:

(سوال ۱/۱۱۴۶) ایک شہر میں انگریزی مدرسہ ہے جس میں علاوہ درسی تعلیم کے دینیات بھی پڑھاتے ہیں لیکن سرکاری قانون پر عمل درآمد ہوتا ہے۔مثلاً آج کل مدرسہ کا وقت دس بجے صبح سے تین بجے شام تک ہے۔درمیان میں ایک بجے بیس منٹ کی چھٹی ہوتی ہے اور اس وقت وہ نماز ادا کرتے ہیں اور جمع ہو کر جماعت سے نماز ادا کرتے ہیں۔اگر طلبہ کو کسی وجہ سے دیر ہو جاتی ہے تو قطع نظر نقصان کے اسکول سے ان سے جواب طلب ہو جاتا ہے۔اس لئے اگر دیر ہوتی ہو اور امام موجود نہ ہو تو کسی طالب علم کو جو کہ داڑھی منڈاتا ہے لیکن حافظ قرآن اور صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے اور دوسرے طلبہ میں فوقیت رکھتا ہے امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو لڑکوں کو جداگانہ نماز پڑھ کر مدرسہ چلا جانا چاہئے یا نہیں؟

امام متعین کی اجازت کے بغیر ان کی موجودگی میں دوسرے کی امامت:

(الجواب ۲/۱۱۴۷) اگر اہل اسلام کی کوئی جماعت کسی مسجد میں جا کر وقت معینہ پر یا بعد میں امام کی موجودگی یا عدم موجودگی میں کسی ضرورت کی وجہ سے اپنے گروہ میں سے سب سے بزرگ شخص کو امام بنا کر جماعت سے نماز ادا کریں تو امام مسجد یا کسی اور کو یہ حق ہے کہ ان کو روک دے یا یہ حق نہیں؟

الجواب:۔اگر اس مسجد کے امام اور نمازی نہ آئے ہو تو لڑکوں کو مسجد میں جماعت نہ کرانی چاہئے۔البتہ مسجد سے خارج کوئی جگہ ہو تو اس میں علیحدہ جماعت کرلیں اور اپنی جماعت میں سے جو امامت کے لائق ہو اس کو امام بنالیا جائے۔نماز ہر ایک مسلمان کے پیچھے ہو جاتی ہے۔یہ فرق ضرور ہے کہ نیک آدمی کے پیچھے زیادہ ثواب ہے اور داڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے اور ثواب کم ہے **قال فی الجوهرة ص ۵۸ فان تقدموا جاز لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بر و فاجر. (جميل الرحمن)**

(۲) مسجد کے امام معین کے سوا کسی دوسرے شخص کو اس مسجد کے امام کی موجودگی یا عدم موجودگی میں امام معین کی اجازت کے بغیر امام بننا اور جماعت کرنا نہ چاہئے۔اگر امام معین اور محلّہ کے نمازیوں کی جماعت کے وقت میں دیر ہو تو یہ لوگ اپنی جماعت خارج از مسجد کسی جگہ دالان یا صحن یا جنگل میں پڑھ لیں اور اگر مسجد میں بھی پڑھ لیں گے تو نماز ہو جائے گی لیکن ان کو اس طرح جماعت کرنا بہتر نہیں ہے۔مسجد کے نمازیوں اور جماعت کا انتظار کریں ورنہ اکیلے نماز پڑھ لیں۔الغرض اہل محلّہ اور امام معین کے سوا دوسرے محلّہ کے آدمیوں کو یہ مناسب نہیں ہے کہ اہل محلّہ جماعت سے پہلے اس مسجد میں جماعت کریں اور اگر کریں گے تو اہل محلّہ پھر جماعت کر سکتے ہیں اور جماعت اولیٰ کا ثواب انہیں کو ملے گا۔وہ جماعت جو پہلے ہوئی اس کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا۔**هكذا فی كتب الفقه . فقط. دليله قول الدر المختار**

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۹......۵۶۰.۱۲ ظفير.

ویکرہ تکرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محلة الخ قال الشامی تحت قوله باذان و اقامة الخ یکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محلة باذان واقامة الا اذاصلی بهما فیه غیر اهله اواهله لکن بمخالفة الاذان (الی ان قال) والمراد بمسجد المحلة ماله امام وجماعة معلومون الخ شامی ج ۱ ص ۵۱۶)

اذان کے بعد جماعت میں تاخیر کی جائے یا فوراً پڑھی جائے:

(سوال ۱۱۴۸) اذان کے بعد جماعت فوراً کھڑی ہوجائے یا انتظار کیا جائے؟

(الجواب) اذان کے بعد جماعت کرنے میں وقت کی وسعت وقلت کا لحاظ کیا جائے اور نمازیوں کی رعایت کی جائے جیسا موقعہ اور مصلحت ہو ویسا کیا جائے شریعت میں اس کے لئے کچھ منٹ مقرر نہیں ہیں کہ اذان کے بعد اس قدر منٹ کے بعد جماعت ہونی چاہئے بعض وقت وسیع ہیں ان میں اس کے موافق عمل کیا جائے۔ بعض تنگ ہیں ان میں اس کے موافق عمل کیا جائے۔(۱) فقط۔

غیر کی منکوحہ سے جو نکاح کرے اس کی امامت کیسی ہے:

(سوال ۱۱۴۹) ایک مسجد کے امام نے ایک عورت سے جو غیر کی منکوحہ ہے اور اس نے اس کو طلاق نہیں دی ہے نکاح کر لیا ہے ان کی امامت درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) امامت ایسے شخص کی بوجہ فاسق ہونے کے مکروہ تحریمی ہے فقط کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ ودلیله ما قال فی الدر المختار وکره امامة عبد و فاسق وقال فی الدر المختار قال فی شرح المنیة ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم . درمختار ج ۱ ص ۵۲۳ اور عالمگیری میں ہے لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذا لک المعتدة ج ۱ ص ۳۸۰.

ولد الزنا عالم کی امامت کے متعلق فیصلہ فرمائیں:

(سوال ۱۱۵۰) زید کا قول ہے کہ ولد الزنا صالح اور عالم کی امامت جائز اور اولیٰ اور صحیح ہے۔ بکر کہتا ہے کہ مکروہ ہے دلائل دونوں کے پاس موجود ہیں۔ صحیح قول کون سا ہے؟

(الجواب) زید کا قول حق ہے یعنی اگر ولد الزنا صالح اور عالم ہے تو اس کے پیچھے بلا کراہت جائز ہے۔ کما فی الشامی ولو عدمت ای علة کراهة بان کان الا عرابی افضل من الحضری والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشدة والا عمی من البصیر فالحکم بالضد. شامی جلد اول ص ۵۲۳. کتبه عزیز الرحمن عفی عنه مفتی مدرسه عربیه دیو بند [مهر]

مندرجہ اوصاف کا حامل قابل تولیت ہے یا نہیں:

(سوال ۱/۱۱۵۱) زید مومن کامل ہے۔ نہایت متبع شریعت محمدیہ علی اصاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ مدرسہ عالیہ عربیہ دیو بند کا

---

(۱) ویفصل بین الاذان والاقامة کمقدار رکعتین او اربع یقرء فی کل رکعة نحوا من عشر ایات کذا فی الزاهدی والوصل بین الاذان والاقامة مکروه بالاتفاق ثم قال واما اذاکان فی المغرب فالمستحب ان یسکت بسکتة یسکت قائماً مقدار مایمکن من قراءة ثلث ایات قصار (فتاوی عالمگیریه ج ۱ ص ۵۳ مطبوعہ مصر .ط.م. ج ۱ ص ۵۷. ۱۲ جمیل الرحمن.

فارغ التحصیل ہے۔ مشاہیر علماء مثلاً حضرت تھانوی مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری وغیرہ کے نزدیک اس کی علمیت وصلاحیت افتاء قابل اعتماد ہے۔ حضرت الحاج امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے غائبانہ بیعت ہے۔ بعد وفات حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کی ان کی وفات کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری سے تجدید بیعت کی۔ تبلیغ اسلام وہدایۃ خلق اللہ واصلاح احوال المومنین کا زید مذکور میں کامل جذبہ ہے اور اسی کے مطابق عمل پیرا ہے۔ زید مذکور طبیب بھی ہے اور مذہباً ومعاشاً جامع مسجد کلاں کیرانہ کی امامت کرتا ہے۔ عیدین کی امامت بھی اسی کے سپرد ہے۔ حسب ضرورت شہر ودیہات میں مخالفین اسلام کے حملوں اور اعتراضوں کا جواب دیتا ہے۔ سال میں چار پانچ مرتبہ چھ روز کے لئے بعد حصول رخصت اپنی ضروریات یا دیگر اشخاص کی حاجات کے لئے باہر بھی جاتا ہے اور خدمات مفوضہ سے غیر حاضری زبانی یا تحریری اجازت کے بعد کرتا ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

(۱) زبانی یا تحریری اجازت کے بعد زید مذکور غیر حاضری کرے تو اس وجہ سے زید مذکور کو جو امام مسجد کیرانہ ہے فحش اور خلاف شان تنبیہ کرنے والے اور فحش لوگوں کو آمادۂ بدگوئی کرنے والے اور معتدبہ زمانہ تک کے لئے امامت سے معطل کرنے والے کہ جس کی وجہ سے تفریق بین المومنین پیدا نہ ہو شرعاً قابل تولیت وقف ہیں یا نہیں؟ اور مسلمان کامل ہیں یا نہیں؟

جس میں مندرجہ ذیل باتیں ہوں وہ امام ہو سکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۲/۱۱۵۲) اگر کوئی مذہبی واقف کار یا ناواقف زید مذکور سے ذاتی غرض وعداوت وغیرہ کے باعث زبانی۔ یا تحریری مجمع قلیل یا کثیر میں یہ اعتراض کرے کہ زید کو ایام غیر حاضری کی تنخواہ پانے کا حق نہیں ہے حالانکہ وہ بعد حصول رخصت غیر حاضر ہوا ہے۔ معترض کی غرض اس اعتراض سے یہ ہے کہ عوام زید سے بدعقیدہ ہو جائیں اور یہ خیال کریں کہ زید امام ہونے کے باوجود اپنی روزی حرام کر لیتا ہے۔

پس اگر زید اپنی نہیں بلکہ کل اہل اسلام اور اسلام کی توہین سمجھ کر یہ جواب دے کہ تم کو اس سے کیا تعلق کہ میں روزی حلال حاصل کروں یا ناجائز وحرام۔ میں خود اس امر کو خوب جانتا ہوں۔ پھر ادب کے ساتھ یہ کہے کہ تم اپنی روزی کے حلال وحرام ہونے کو دیکھو۔ کما قال اللہ تعالیٰ لنا اعمالنا ولکم اعما لکم ونحن له مخلصون اس جواب کے لحاظ سے زید قابل امامت رہا یا نہیں؟ اور اس کے ایمان واسلام میں کوئی نقص آیا یا نہیں۔

اس جھگڑے کا تصفیہ کیا ہے:

(سوال ۳/۱۱۵۳) جس جگہ زید مذکور امام اور واعظ ومفتی ہے وہاں ۱۹۱۱ء میں ایک باقاعدہ گئو رکشہ قائم ہوئی ہے جس کی کوشش کا اثر قوم ہنود سے متجاوز ہو کر بعض اہل اسلام تک بھی پہنچا ہے کہ وہ بحیثیت اس کے عہدہ دار ہونے کے اس کے بقاء ودوام اور مقاصد کی انجام دہی کی سعی کرتے ہیں۔ گوشت خوری کی قباحت اور اس کا مضر صحت ہونا وغیرہ بیان کرتے ہیں اور چونکہ قوم ہنود گوشت خوری کو مذہباً معیوب اور گئو رکشا کو عقیدۂ مذہبی خیال کرتی ہے۔ اس لئے ان دو تین مسلمانوں کی شرکت سے ان کے ممتاز وباحیثیت ہونے کے باعث سخت مضرت محسوس ہوتی اور اس حرکت سے مسلمانوں میں باہمی

مناظروں ومباحثوں کی نوبت آ گئی ہے اس تفریق کو دور کرنے کے خیال سے بعض دردمند اور اہل دانش کی یہ رائے ہوئی کہ حضرت تھانوی مدظلہ سے استفتاء کر کے جواب منگایا جائے تاکہ مسلمان اس کو شرعی فیصلہ ناطق سمجھ کر گورکشا کی بھلائی یا برائی سے واقف ہو جائیں۔ چنانچہ فتویٰ اس حرکت کے خلاف صادر فرمایا گیا چونکہ علمائے حقانی نے اس فتویٰ میں یہ تصریح فرما دی تھی کہ گورکشا میں شرکت کرنے والے قریب بکفر ہیں اور اس عمل سے بعجلت انہیں توبہ کرنا فرض ہے اس لئے زید مذکور نے رمضان شریف میں جمعۃ الوداع وعظ کے دوران بعض باوقعت اور دردمند حضرات کے ایماء پر ناواقف مسلمانوں کو آگاہ کرنے کی غرض سے حضرت تھانوی کا فتویٰ سنایا اور یہ اعلان کر دیا کہ یہ میری ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ معتمد عالم حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا فتویٰ ہے۔ بعض کم فہم لوگوں نے اس کا تذکرہ گورکشا کے معاون وممبر حضرات سے جا کر کیا جس پر وہ بہت برہم ہوئے اور مولوی عبداللہ ٹونکی سے سابق فتویٰ کے جواب میں استفتاء کی عبارت کو ردو بدل کر کے ایک فتویٰ منگایا اور زید مذکور اور حضرت تھانوی کی شان میں نازیبا الفاظ کہے اور اپنا حق پر ہونا ثابت کیا اور ان لوگوں پر کفر کا الزام لگایا۔ مولانا عبداللہ صاحب ٹونکی سے اس پیرایہ کا سوال کر کے جواب حاصل کرنے پر مستفتی اور اس کے ہم خیال لوگوں کے متعلق دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ لوگ کیسے ہیں؟ اور زید مذکور اور حضرت مولانا تھانوی کیسے ہیں؟ اور زید کی امامت کے متعلق اس شورش کے بعد شرعاً کیا حکم ہے؟ اور مخالفین کے لئے اہل فتنہ ہونے کے علاوہ شرعی حکم کیا ہے؟

(الجواب) زید جو صفات مذکورہ کے ساتھ متصف ہے۔ بلا شک وشبہ شرعاً خصوصیت کے ساتھ مستحق امامت ہے اور اس کی امامت باعث فضیلت اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے ایسے شخص کی امامت سے انحراف اور ناخوشی ظاہر کرنا اور اس کی ایذا رسانی کے درپے ہونا دراں حال یہ کہ وہ امور مذکورہ کے ساتھ متصف ہے، دینداروں کا کام نہیں ہے۔ **کما ورد فی الهداية من صلی خلف عالم تقی فكا نما صلی خلف نبی** عالم امام کے پیچھے نماز کی قبولیت اقرب ہے **لقوله عليه الصلوٰة والسلام ان سر كم ان تقبل صلاتكم فليو مكم علمائكم فانهم وفد كم فی ما بينكم وبين ربكم رواه الطبرانی واخرج الحاكم والبيهقی نحوه)** اور امامت اس کی خیر کثیر ہے۔ **قال فی شرح المنية ومن كراهة تقديم الفاسق علی ما يأ تی ان العالم اولی بالتقديم اذا كان ان يجتنب الفواحش وان كان غيره اور ع منه ذكره فی المحيط . وقال فی شرعة الا سلام (فی فصل فی فضيلة الصلوٰة مع الجماعة) ويو م الناس اعلمهم بالسنة.**

(۱) امام مذکور (زید) جب کہ اطلاع کے بعد جاتا ہے تو اس کو غیر حاضری سے تعبیر کرنا سخت جہالت ہے اور طرفہ بریں اس کو علی الاعلان فحش اور خلاف شان کہنا کامل دینداروں کا کام نہیں ہے۔ جو لوگ ایسی حرکت کریں وہ واقعی خلاف پر ہیں اور عالم کو بلا سبب برا کہنا اور اس کی شان میں گستاخی کرنا واقعی فسق ہے اور فسق متولی موجب عزل ہے **وان الناظر اذا فسق استحق العزل** شامی ج ۳ ص ۵۳۲. جو شخص عالم کو سب وشتم کرے اس کے حق میں کتب فقہ میں شدید وعیدات وارد ہیں۔ **قال فی شرح الفقه الا كبر لملا علی قاری من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفرقلت الظاهر انه يكفر لانه اذا ابغض العالم من غير سبب دنيوی او اخروی**

مناظروں ومباحثوں کی نوبت آ گئی ہے اس تفریق کو دور کرنے کے خیال سے بعض دردمند اور اہل دانش کی یہ رائے ہوئی کہ حضرت تھانوی مدظلہ سے استفتاء کر کے جواب منگایا جائے تا کہ مسلمان اس کو شرعی فیصلہ ناطق سمجھ کر گور کشا کی بھلائی یا برائی سے واقف ہو جائیں۔ چنانچہ فتویٰ اس حرکت کے خلاف صادر فرمایا گیا چونکہ علمائے حقانی نے اس فتویٰ میں یہ تصریح فرمادی تھی کہ گورکشا میں شرکت کرنے والے قریب بکفر ہیں اور اس عمل سے بعجلت انہیں توبہ کرنا فرض ہے اس لئے زید مذکور نے رمضان شریف میں جمعۃ الوداع وعظ کے دوران بعض باوقعت اور دردمند حضرات کے ایماء پر ناواقف مسلمانوں کو آگاہ کرنے کی غرض سے حضرت تھانوی کا فتویٰ سنایا اور یہ اعلان کر دیا کہ یہ میری ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ معتمد عالم حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا فتویٰ ہے۔ بعض کم فہم لوگوں نے اس کا تذکرہ گور کشا کے معاون وممبر حضرات سے جا کر کیا جس پر وہ بہت برہم ہوئے اور مولوی عبد اللہ ٹونکی سے سابق فتویٰ کے جواب میں استفتاء کی عبارت کو ردو بدل کر کے ایک فتویٰ منگایا اور زید مذکور اور حضرت تھانوی کی شان میں نازیبا الفاظ کہے اور اپنا حق پر ہونا ثابت کیا اور ان لوگوں پر کفر کا الزام لگایا۔ مولانا عبد اللہ صاحب ٹونکی سے اس پیرایہ کا سوال کر کے جواب حاصل کرنے پر مستفتی اور اس کے ہم خیال لوگوں کے متعلق دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ لوگ کیسے ہیں؟ اور زید مذکور اور حضرت مولانا تھانوی کیسے ہیں؟ اور زید کی امامت کے متعلق اس شورش کے بعد شرعاً کیا حکم ہے؟ اور مخالفین کے لئے اہل فتنہ ہونے کے علاوہ شرعی حکم کیا ہے؟

(الجواب) زید جو صفات مذکورہ کے ساتھ متصف ہے۔ بلا شک وشبہ شرعاً خصوصیت کے ساتھ مستحق امامت ہے اور اس کی امامت باعث فضیلت اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے ایسے شخص کی امامت سے انحراف اور ناخوشی ظاہر کرنا اور اس کی ایذا رسانی کے درپے ہونا دراں حال یہ کہ وہ امور مذکورہ کے ساتھ متصف ہے، دینداروں کا کام نہیں ہے۔ **کما ورد فی الهداية من صلی خلف عالم تقی فكا نما صلی خلف نبی** عالم امام کے پیچھے نماز کی قبولیت اقرب ہے **لقوله عليه الصلوٰة والسلام ان سر كم ان تقبل صلاتكم فليو ٔمكم علمائكم فانهم وفد كم فی ما بينكم وبين ربكم رواه الطبرانی واخرج الحاكم والبيهقی نحوه)** اور امامت اس کی خیر کثیر ہے۔ **قال فی شرح المنية ومن كراهة تقديم الفاسق علی ما يأ تی ان العالم اولی بالتقديم اذا كان ان يجتنب الفواحش وان كان غيره اور ع منه ذكره فی المحيط . وقال فی شرعة الا سلام (فی فصل فی فضيلة الصلوٰة مع الجماعة) ويو ٔم الناس اعلمهم بالسنة.**

(۱) امام مذکور (زید) جب کہ اطلاع کے بعد جاتا ہے تو اس کو غیر حاضری سے تعبیر کرنا سخت جہالت ہے اور طرفہ بریں اس کو علی الاعلان فحش اور خلاف شان کہنا کامل دینداروں کا کام نہیں ہے۔ جو لوگ ایسی حرکت کریں وہ واقعی خلاف پر ہیں اور عالم کو بلا سبب برا کہنا اور اس کی شان میں گستاخی کرنا واقعی فسق ہے اور فسق متولی موجب عزل ہے **وان الناظر اذا فسق استحق العزل** شامی ج ۳ ص ۵۳۲۔ جو شخص عالم کو سب وشتم کرے اس کے حق میں کتب فقہ میں شدید وعیدات وارد ہیں۔ **قال فی شرح الفقه الا كبر لملا علی قاری من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفرقلت الظاهر انه يكفر لانه اذا ابغض العالم من غير سبب دنيوی او اخروی**

فیکون بغضه لعلم الشریعة الخ (شرح فقه اکبر ، فصل فی العلم و العلماء ص ۲۱۳.

اورامام کا بضرورت باہر جانا اور چند روز کے لئے انجام دہی کارامامت سے غیر حاضر رہنا موجب وضع تنخواہ نہیں ہے **قال فی الشامی عن القنیه امام یترک الا مامة لزیارة اقربائه فی الر ساتیق اسبوعاً او نحوه او لمصیبة اولا ستراحة لا بأس به ومثله عفو فی العادة والشرع شامی ج ۳ ص ۵۶۴** غرض اس عبارت سے بخوبی واضح ہے کہ اگر بدون اجازت بھی امام چند روز کے لئے کہیں چلا جائے تو درست ہے اور مدت غیر حاضری کی تنخواہ حلال ہے بشرط یہ کہ یہ بلا عذر شرعی غیر حاضری سال بھر میں ایک ہفتہ کے واسطے ہو۔ **کما قال فی الشامی. وهذا مبنی علی القول بان خروجه اقل من خمسة عشر یوماً بلاعذر شرعی لا یسقط معلومه وقد ذکر فی الا شباه فی قاعدة العادة محکمة عبارة القنیة هذه وحملها علی انه یسا مح اسبوعاً فی کل شهر الیٰ ان قال ان الظاهر ان المراد فی کل سنة . شامی ج ۳ ص ۵۶۴.**

الغرض ان عبارات سے جو فقہ کی ایک مستند کتاب سے لی گئی ہیں۔ یہ امر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ اس معاملہ میں شریعت نے وسعت فرمائی ہے پس امر موسع شرعی پر کسی کو متہم کرنا اور بدنام کرنا درست نہیں ہے۔لہٰذا اگر امام سال بھر میں ایک ہفتہ بلاعذر شرعی اور بغیر اجازت متولی وغیرہ بھی غیر حاضر ہو جائے تو یہ معاف ہے۔اور تنخواہ اس غیر حاضری کی مدت کی بھی لینا درست ہے۔اور اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے غیر حاضر ہو یا بحصول رخصت ہو جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو ایک ہفتہ کی بھی تعین نہیں ہے۔

(۲) زید کو ایسا جواب نہ دینا چاہئے جس سے حلال روزی حاصل کرنے سے بے پروائی اور بظاہر بے رغبتی معلوم ہو کیونکہ حلال روزی حاصل کرنا ،حلال کھانا اور حرام سے بچنا بنص قطعی مامور بہ ہے۔**قا ل الله تعالیٰ. یآ ایها الرسل کلوامن الطیبات واعملوا صالحا الایة .سورة مؤمنون پ۱۸ رکوع۴ قال المفسرون ارادبا لطیبات الحلال** (خازن جلد۵)

پس اعتراض مذکور کا جواب یہ نہ ہونا چاہئے تھا کہ تم کو اس سے کیا تعلق ہے۔الخ امر بالمعروف سے ہر ایک مسلمان کو تعلق ضرور ہے اور نیت کا حال حق تعالیٰ شانہ جانتا ہے پس جواب اس اعتراض کا یہ دینا چاہئے تھا کہ میں حلال روزی کھاتا ہوں اور حلال تنخواہ لیتا ہوں اس طرح تنخواہ لینا شرعاً حرام نہیں ہے۔حلال روزی کے حاصل کرنے میں مجھے اور تم سب کو اہتمام ہونا چاہئے۔مگر زید اس جواب کی وجہ سے کافر یا فاسق نہیں ہوا کہ امامت سے معزول کئے جانے کا مستحق ہو اور امامت اس کی جائز نہ رہے۔

(۳) گور کشا کی شرکت جو بعض اہل اسلام سے صادر ہوئی وہ قابل تعزیر ہے اور جو کچھ حضرت مولانا اشرف علی صاحب سلمہ نے اس بارہ میں تحریر فرمایا وہی حق اور عین ایمان ہے اور حضرت مولانا سلمہ کا یہ تحریر فرمانا کہ اس کی حالت قریب بکفر ہے مزید احتیاط پر مبنی ہے جو علماء ربانیین کا معمول رہا ہے۔ **کما قال فی شرح الفقه الا کبر وقد ذکروا ان المسئلة المتعلقة بالکفر اذا کان لها تسع وتسعون احتمالاً للکفرو احتمال واحده فالاولیٰ للمفتی والقاضی ان یعمل بالا حتمال الثانی لان الخطاء فی ابقاء الف کافراهون من الخطاء**

فی افناء مسلم و احد. شرح فقه اکبر کلا علی القاری مجتبائی ص ۱۹۹ اورتوبہ کے متعلق جو حضرت مولانا سلمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ عجلت کے ساتھ توبہ کرنی فرض ہے کتب فقہ اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف سلام وتحیہ کے مطابق ہے۔ کما قال فی الدر المختار .(عن شرح الوهبا نية ما یکون کفر اتفاقا یبطل العمل و النکاح و اولاده اولا دزناوما فی خلاف) یو ٔمر بالا ستغفار و التوبة وتجدید النکاح . در مختار علی الشامی ج۳ ص ۴۱۴. مگر افسوس ہے ان حضرات پر کہ اس ناطق بالحق فیصلہ سے منحرف ہوکر انہی حضرات کے سب وشتم کے درپے ہوئے۔ مگر کسی کا کیا کھویا؟ اپنی عاقبت خراب کی۔ کما ورد فی الحدیث الشریف من قال لاخیه یا کافر فقد باء بها احدهما (رواه البخاری و مسلم) اور علماء کے سب وشتم کے متعلق جو عبارت شرح فقہ اکبر سے تحریر کی گئی قابل غور ہے چہ جائیکہ ایسے علماء حقانیین کی تکفیر کے درپے ہونا اپنا دین وایمان برباد کرنا ہے جس سے ان لوگوں کے حال پر افسوس ہے اور سوء خاتمہ کا خوف ہے۔ اس خیال سے رجوع کریں ورنہ خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بنیں گے۔ کما ورد فی الحدیث القدسی من عادی لی ولیاً فقد اذنته بالحرب . والله لایحب الفساد وفی البحر الرا ئق ویکفر بقوله مسلم یا کافر عند البعض و المختار للفتوی انه یکفر ان اعتقده کافر الا ان ارادشتمه انتهی ج۵ ص ۱۳۳ .

اور جو لوگ اہل حق کی تکفیر کرتے ہیں وہ تکفیر انہیں پر عود کرتی ہے۔ قال فی شرح الفقه الا کبر و من قال یا کافر فسکت المخاطب کان الفقیه ابو بکر البلخی یقول یکفر هذا القاذف ای الشاتم . شرح فقه اکبر مجتبائی ص ۲۲۳.

اور گوشالہ کی شرکت درحقیقت کفر کی اعانت ہے۔ اور اسلام کی اہانت اور بربادی کی فکر ہے قال الله تبارک وتعالیٰ تعاونوا علی البرو التقویٰ ولا تعاونوا علی الا ثم والعدوان الایة . سورۃ مائدہ پ ۶ رکوع ۵. اور اس میں شرکت ہوکر گوشت خوری کی مذمت ومضرت ثابت کرنا سخت بے باکی اور اندیشہ ناک ہے قال فی شرح الفقه الا کبرو لو شبه نفسه بالیهود والنصاریٰ . ای صورة ای سیرة علی طریق المزاح والهزل ای لو علی ولوهذا المنوال کفر (شرح فقه اکبر مجتبائی ص ۲۲۸) وفیه ایضاً (عن الخلاصة) من قال احسنت لما هو قبیح شرعاً او جودت کفر (شرح فقه اکبر ص ۲۳۳)قال الله تبارک وتعالیٰ ولا یرضی لعباده الکفر الایة (وقال الله تعالی) ومن یضلل الله فما له من هاد. اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب سلمہ بلاشبہ علماء ربانیین میں سے ہیں، نمونہ سلف ہیں، اللہ والے ہیں، حق گو ہیں، جو کچھ ان کی مدح کی جاوے کم ہے، اور آیۃ کریمہ ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر و اولئک هم المفلحون (الآیۃ) میں داخل ہیں اور اس کے مصداق ہیں) ان کے محبّ انشاء اللہ فلاح کو پہنچنے والے ہیں اور مبغضوں کی حالت خطرناک ہے۔ قال (الشیخ ولی الله الدهلوی رحمه الله تعالیٰ) فی القول الجمیل (فی علامات العالم الربانی) ومنها مواسات الفقراء وطالب العلم بقدر الامکان فان لم یقدر وکان له اخوان موافقون حرضهم وحثهم علی المواسات فاذا وجدت هذه الصفات مجتمعة

فی شخص واحد فلا تشکن انه وارث الا نبیاء والمرسلیمن وانه الذی یدعی فی الملکوت عظیما وانه الذی ید عوله خلق الله حتی الحیتان فی جوف الماء ورد فی الحدیث فلا زمه لا ینو تنک فانه الکبریت کبریت الا حمر (شفاء العلیل ترجمه قول الجمیل ص ۱۰۴)

اور رہی یہ بات کہ عالم نے ان حضرات کی تکفیر کی ہے، تو یہ قابل توجہ نہیں ہے واعلم ان من انتصب منصب الهدایه والدعوة الی الله ما اخل فی شئی من هذه الا مور فان فیه ثلمة حتی یسدها الخ۔ بہر حال امام مذکور یقیناً امامت کے لائق ہے اور اسکے عقاید وحالات وصفات جو سوال میں ذکر کئے گئے ہیں وہ عقاید اہل السنّت والجماعۃ کے موافق ہیں اور اتباع شریعت ہے۔ اگر فی الواقع اس شخص میں ایسی ہی صفات ہیں تو اس کے عالم ربانی ہونے میں کیا شبہ ہے اور اس کی متابعت واقتدا ضروری ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

تاش کھیلنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۵۴) ایک شخص بغیر بازی (بغیر ہار جیت) کے تاش کھیلتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے کیونکہ بغیر بازی کے تاش کھیلنا بھی ممنوع اور مکروہ ہے۔ ایسے لہو ولعب سے مسلمانوں کو احتراز لازم ہے۔ فقط والله تعالیٰ اعلم . مفتی مدرسه وكره تحريما اللعب بالنرد وكذا الشطرنج واباحه الشافعی وابو یوسف وفی روایة وهذا اذا لم یقا مرو لم یداوم ولم یخل لوا جب والا فحرام بالاجماع اه (درمختار) تاش کی حالت شطرنج جیسی ہے ۱۲۔ دلیله قال فی الدر المختار وكره كل لهو لقوله علیه الصلوٰة والسلام كل لهوا لمسلم حرام الا ثالثة ملا عبته اهله وتأ دیبه لفرسه و مناصلته بقوسه وقال فی ردالمحتار كل لعب عبث فالثلاثة بمعنی واحد كما فی شرح التأ ویلات والاطلاق شامل لنفس الفعل ج۵ ص۳۴۷.

خروج ریح کے مریض امام نے جو نماز پڑھائی اس کا کیا حکم ہے:

(سوال ۱۱۵۵) ایک شخص کو خروج ریاح کا مرض ہے بسا اوقات بے خبری میں بھی ریاح خارج ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں اس نے تین ماہ تک امامت کی، اس سے پہلے بھی کبھی کبھی نماز پڑھا دیا کرتا تھا بعد کو جب ٹھیک معلوم ہو گیا کہ معذور ہے نماز پڑھانی چھوڑ دی۔ ایسی صورت میں امام اور مقتدیوں کے واسطے کیا حکم ہے؟ اگر امام کے کہنے سے وہ اپنی نماز نہ لوٹا دیں تو ان پر کیا حکم ہے؟ ان نمازوں میں جو کہ اس نے کبھی کبھی کسی موقعہ پر نمازیں پڑھائی تھیں ان کا کیا حکم؟

(الجواب) اگر یہ معلوم اور یقین نہیں ہے کہ جو نمازیں اس نے پڑھائی ہیں ان میں خروج ریاح ہوا ہے یعنی ریح خارج ہونے کا ان میں یقین نہیں اور یاد نہیں تو نمازیں سب کی ہو گئیں۔ كما فی الدر المختار .وصح لو تو ضأ علی الا نقطاع وصلی كذلک. فقط والله تعالیٰ اعلم

واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فی رای مقتدبطلت فیلزم اعادتها كما یلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او ركن وهل علیهم اعادتها ان عد لا نعم والا ند بت وقیل لا لفسقه باعترافه ا ه درمختار.

غیر مقلد کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۵۶) ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ھذہ المسئلۃ (اقتداء الحنفی خلف غیر المقلدین جائزام لا؟)بینوا توجروا.

(الجواب) حامداو مصلیا اقول التفصیل عندی ان غیر المقلدین ھم اصناف شتیٰ فمنھم من یختلف مع المقلدین فی الفروع الا جتھا دیۃ فقط .فحکمھم فی جواز الاقتداء بھم للحنفیۃ کالشافعیۃ حیث یجوز بشرط المراعاۃ فی الخلافیات الصلوٰ تیۃ وفا قا وعند عدم المراعاۃ خلافا وبالاولی افتی الجمھور فان امرا لصلوٰۃ مما . ینبغی ان یحتاط فیہ ومنھم من یختلف فی الاجماعیات عند اھل السنۃ کتجویز نکاح ما فوق الا ربع وتجویز المتعۃ وتجویز سب السلف وامثال ذلک وحکمھم کاھل البدعۃ حیث یکرہ الا قتداء بھم تحریماً عند الا ختیار وتنزیھا عند الا ضطرار وحیث یشتبہ الحال فالا ولیٰ ان یقتدی بھم دفعا للفتنۃ. ثم یعید اخذا بالا حوط . ولو کانت الفتنۃ فی الا قتداء فلا یقتدی صونا للمسلمین عن التخلیط فی الدین . واللہ تعالیٰ اعلم وعندہ علم الیقین والحق المبین والکاتب؁ حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب . ثانی یوم. من ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ من الھجرہ المقدسۃ.

باب الاقتداء والصف

فصل رابع

صف، اقتداء، اور امام ومقتدی کا مقام

صف اول میں جگہ نہ ہو تو تنہا شخص کیا کرے:

(سوال ۱۱۵۷) ایک صف مقتدیوں کی امام کے پیچھے ہے اس میں بالکل جگہ اور مقتدی کی نہیں اب جو شخص آوے تو کس جگہ کھڑا ہو۔ صف ثانی میں تنہا یا صف اول سے کسی مقتدی کو لیوے اور اس کے ساتھ کھڑا ہو۔ اگر صف اول سے لے تو کس جگہ سے، شروع صف سے یا اخیر سے اگر اخیر سے لے گا تو نماز میں کچھ نقصان آئے گا یا نہیں۔

(الجواب) اگر صف میں جگہ نہیں ملی تو انتظار کرے تا کہ دوسرا آ جاوے اگر نہیں آیا تو صف سے ایسے شخص کو کہ جو شخص مسئلہ کو جانتا ہو کھینچ لے اگر ایسا شخص نظر نہ آوے تو تنہا امام کے پیچھے اور صف کے پیچھے کھڑا ہو جاوے۔(۱) انتظر حتی یجئی اخر فیقفان خلفه وان لم یجئی حتی رکع الا مام یختار اعلم الناس بهذه المسئلة فجذبه ویقفان خلفه ولو لم یجد عالما یقف خلف الصف بحذاء الا مام للضرورة کذافی الشامی.(۲)

بالغ کے ساتھ نابالغ اگر صف میں آ ملے تو کوئی حرج تو نہیں ہے......:

(سوال ۱۱۵۸) ایک لڑکا نابالغ اگر جماعت کی داہنی طرف یا بائیں طرف آ کر نماز میں شریک ہوا یا درمیان صف میں بالغین کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا تو نماز میں کچھ نقصان آئے گا یا نہیں۔

(الجواب) اگر ایک نابالغ ہے تو صف میں کھڑا ہو ثم الصبیان ظاهره تعدد هم فلو واحد ادخل الصف.(۳)

رکوع وسجدہ میں الصاق کعبین:

(سوال ۱۱۵۹) الصاق کعبین در رکوع وسجود سنت است یا چہ۔ آیا الصاق قدمین خود مراد است یا الصاق کعب بکعب غیر مراد است۔

(الجواب) فی الدر المختار. ویسن ان یلصق کعبیه قال فی الشامی قال السید ابو السعود و کذا فی السجود ایضاً الخ.(۴) پس ظاہر این است کہ کعبین خود را باہم ملصق کند وممکن است کہ مراد محاذات کعبین باشد واز ارجاع ضمیر در کعبہ بسوئی مصلی احتمال ثالث ساقط شد یعنی ضم کعب خود بکعب غیر مراد نخواہد شد۔ فقط

پہلے سے امام کی بغل میں صرف ایک شخص ہو جب اور لوگ آئیں تو کیا کریں:

(سوال ۱۱۶۴) امام کے داہنی طرف ایک مقتدی ہے بعد میں چند اشخاص اور آ گئے اور امام کے پیچھے بفاصلہ بجود صف باندھی نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) جب امام کے ساتھ ایک آدمی داہنی طرف تھا پھر اور آ گئے تو مقتدی کو یا امام کو اپنی جگہ چھوڑنی ہوگی اور اگر ایسا

---

(۱) وکذا القیام منفرد ان لم یجد فرجة بل یجذب احدا من الصف ذکره ابن الکمال لکن قالوا فی زماننا ترکه ولی (درمختار) والا صح ماروی هشام عن محمدانه ینتظر الی الرکوع فان جاء رجل والا جذب الیه رجلا اود خل فی الصف ثم قال فی القنیة والقیام وحده اولیٰ فی زماننا لغلبة الجهل علی العوام (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة ، وما یکره فیه ج ۱ ص ۶۰۵ .ط.س.ج ۱ ص ۶۴۲) ظفیر.(۲) ردالمحتار باب الا مامة مطلب کراهة قیام الا مام فی غیر المحراب ج ۱ ص ۵۳۱ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۸. ۱۲ ظفیر.(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار . باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۴ .ط.س.ج ۱ ص ۱۲۵۷۱ ظفیر.
(۴) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بعد الفصل ج ۱ ص ۴۹۳۴۶۱. ۱۲ ظفیر.

نہ ہو اور بعض مقتدی فاصلہ صف کھڑے ہو گئے نماز مع الکراہت جائز ہے۔ شامی جلد اول ولو قام واحد بجنب الامام وخلفه صف كره اجماعاً. (۱) فقط۔

مقتدی کیسے کھڑے ہوں:

(سوال ۱۱۶۱) نماز میں مقتدی مونڈھوں کو مونڈھوں سے اور ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملا کر کھڑے ہوں یا کیونکر۔

(الجواب) مل کر کھڑا ہونا اور بیچ میں جگہ خالی نہ چھوڑنا سنت ہے قدم کا قدم سے ملانے کا مطلب یہ ہے کہ ایک سیدھ میں اور برابر رہیں آگے پیچھے نہ ہوں۔ (۲) فقط۔

صف میں ہمواری کیسے ہو:

(سوال ۱۱۶۲) نماز میں جماعت کے اندر ایڑی برابر ہوں یا کیسے۔

(الجواب) ٹخنہ ٹخنے کی سیدھ میں ہونا چاہئے اور مونڈھا مونڈھے کی سیدھ میں ہونا چاہئے اس سے صف سیدھی ہو جاوے گی۔ درمختار میں ہے ويسوا ومنا كبهم (۳) فقط۔

درمیان کی صفوں کو خالی چھوڑ کر کھڑا ہونا کیسا ہے:

(سوال ۱۱۶۳) اگر جماعت سے نماز ہو رہی ہے اس کے دو یا ایک جماعت درمیان میں چھوڑ کر کچھ آدمی پیچھے کھڑے ہو گئے تو ان کی نماز ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) نماز ہو گئی مگر یہ خلاف سنت ہے صفوف کو متصل کرنا چاہئے اور فرجہ درمیان میں نہ چھوڑنا چاہئے۔ (۴) فقط۔

پردہ کے پیچھے اقتداء درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۶۴) جماعت مسجد کے اندر ہو رہی ہے۔ پردے چھوٹے ہوئے ہیں اس کے باہر جو آدمی نماز کو کھڑے ہو گئے ہیں ان کی نماز ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب) ان کی نماز بھی صحیح ہے۔ (۵) فقط۔

نابالغ تنہا کہاں کھڑا ہو:

(سوال ۱۱۶۵) نابالغ لڑکا اگر تنہا ہو تو اکیلا مردوں کی صف کے پیچھے کھڑا ہو یا مردوں کی صف میں شریک ہو جائے۔

(الجواب) اکیلا لڑکا مردوں کی صف میں شریک ہو جاوے۔ کذا فی الشامی۔ (۶)

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ص ۵۳۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸. ۱۲ ظفير.

(۲) ويصف اى يصفهم الامام بان يامر هم بذالك قال الشمتى وينبغى ان يا مرهم ان يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووامنا كبهم (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۱ . ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸. ۱۲ ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸ . ۱۲ ظفير.

(۴) وصلى على رفوف المسجد ان وجد فى صحه مكانا كره كقيامه فى صف خلف صف فيه فرجة (درمختار) هل الكراهة فيه تنزيهية او تحريمية وير شذ الى الثانى قوله عليه السلام ومن قطعه قطعه الله (ردالمحتار باب الامامة مطلب فى الصف ج ۱ ص ۵۳۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۰.) ظفير. (۵) والحائل لا يمنع الا قتداء ان لم يشتبه حال امامه بسماع او روية ولو من باب مشبك يمنع الا صوم (الدر المختار) قوله بسماع اى من الا مام او المكبر قوله او روية ينبغى ان تكون الروية كالسماع لا فرق فيها بين ان يرى انتقالات الا مام او احد المقتديين (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۸۶) ظفير. (۶) ثم الصبيان ظاهره تعدد هم فلو واحد دخل الصف (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۱) ظفير الدين غفر له.

اگلی صف بالغوں کی پوری نہ ہو اور پیچھے نابالغوں کی صف پوری ہو تو بعد میں آنے والا کہاں ملے:

(سوال ۱۱۶۶) امام کے پیچھے آدمیوں کی جماعت قلیل ہے اور اس کے پیچھے لڑکوں کی جماعت کثیر ہے یعنی نابالغ لڑکوں کی اگر مسبوق آدمی بالغ اگلی جماعت میں ملنا چاہئے تو لڑکوں کی جماعت کو کس طرح رکھے۔

(الجواب) اگر لڑکوں کے آگے کو جا کر یا صف کو چیر کر بالغوں کی جماعت میں مل سکے تو چلا جاوے اور بالغوں کی جماعت میں شریک ہو جاوے اور اگر کچھ ممکن نہ ہو اور لڑکوں کی ہی جماعت میں کھڑا ہو جاوے تب بھی نماز صحیح ہے۔(۱)

رومال رکھنے سے صف میں جگہ کا حق دار ہو جاتا ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۶۷) یہاں ایک مسجد ہے جس میں چند صاحب زید، عمرو بکر وغیرہ نے یہ طریقہ جاری کر رکھا ہے کہ قبل جماعت اپنا اپنا رومال وغیرہ صف اول میں رکھ کر وضو وغیرہ کے لئے چلے جاتے ہیں اور اپنے کو اس فعل سے اس جگہ کا مستحق سمجھتے ہیں، مثلاً خالد بعد اذان قبل جماعت اپنے مکان یا حجرہ سے وضو وغیرہ کر کے تیار ہو کر صف اولیٰ کے شوق میں حاضر ہوتا ہے تو یہ صاحب ایک گونہ مانع ہوتے ہیں وہ اگر کسی کا کپڑا وغیرہ دائیں یا بائیں کھسکا کر سنن پڑھتا ہے تو اس کو غیر مستحق اور تعدی کرنے والا کہتے ہیں تو آیا زید وعمرو غیرہ اس فعل مذکور سے مستحق اس صف اولی کے ہیں یا خالد جو تیار ہو کر صف اولیٰ کے لئے حاضر ہوا ہے۔

(الجواب) ردالمحتار باب الوتر والنوافل میں ہے قال فی القنیة له فی المسجد موضع معین یو اظب علیه وقد شغله غیره قال الا وزاعی له ان یرعجه ولیس له ذلک عندنا اه لان المسجد لیس ملکاً لا حد بحر عن النهایة قلت وینبغی تقییده بما اذا لم یقم عنه علی نیة العود بلا مهلة کما لو قام للو ضوء مثلاً ولاسیما اذا وضع فیه ثوبه لتحقق سبق یدیه الخ.(۲) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پہلے آنے والا جو رومال رکھ کر وضو کے لئے گیا واپس آنے کی نیت سے اس کا قبضہ چونکہ پہلے ہو گیا تو دوسرا شخص بعد میں آنے والا اس کی جگہ نہ لیوے۔ فقط۔

صف میں تنگی پیدا کرنا کیسا ہے:

(سوال ۱۱۶۸) اسی مسجد میں جماعت کھڑی ہوتی ہے تو بعض باوجود اس کے کہ صف اولیٰ میں جگہ نہیں ہوتی خواہ مخواہ صف اولیٰ میں گھس آتے ہیں اور یہ ظاہر کہ جب صف میں پچیس آدمی کی جگہ ہے اور اس میں ستائیس آدمی زبردستی کر کے ہو جاویں گے تو ان زائد کی وجہ سے صف بالکل ٹیڑھی ہو جاوے گی اور نمازی آگے پیچھے ہو جاتے ہیں علاوہ اس کے نمازیوں کو سخت تنگی وایذا ہوتی ہے تو آیا ان بعض زاید صاحبوں کو صف اولیٰ میں گھس آنے سے صف اولیٰ کا ثواب ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) قال فی الدر المختار وینبغی ان یا مرهم بان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا منا کبهم الخ .(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ امام مقتدیوں کو حکم کرے کہ خوب مل کر کھڑے ہوں اور دو نمازیوں کے درمیان میں

---

(۱) فلوشرعوا وفی الصف الا ول فرجة له خرق الصفوف (ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۳۲. ط.س. ج ا ص ۵۶۹) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب فیمن سبقت یده الی مباح ج ا ص ۶۲۰. ط.س. ج ا ص ۶۶۲. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۳۱. ط.س. ج ا ص ۵۶۸. ۱۲ ظفیر.

کشادگی نہ چھوڑیں اور اپنے مونڈھے برابر کریں۔ پس اگر اگلی صف میں گنجائش ہے تو پھر بموجب حکم مذکور اگلی صف میں کھڑا ہونا۔ اور درمیان کی کشادگی کو بند کرنا مستحب و مسنون ہے اور اگر جگہ نہ ہو تو تکلیف دینا اگلی صف کے نمازیوں کو مناسب نہیں ہے۔(۱) فقط۔

لڑکے جب ایک سے زیادہ ہوں تو وہ پیچھے کھڑے ہوں:

(سوال ۱۱۶۹) دو شخص جوان ہیں اور چار پانچ لڑکے ہیں جماعت میں لڑکے برابر کھڑے ہوں یا پیچھے۔

(الجواب) اس صورت میں لڑکے پیچھے کھڑے ہوں۔(۲) فقط

امرد کو صف میں کھڑا کرنا کیسا ہے:

(سوال ۱۱۷۰) زید کو ایک لڑکے نابالغ امرد سے محبت ہے اور وہ اس کو باوجود اور نابالغ لڑکوں کے جماعت میں بالغین کی اپنے پاس کھڑا کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) امرد لڑکے صبیح الوجیہ کو جماعت میں برابر کھڑا کرنے سے بعض فقہاء نے فساد صلوٰۃ کا حکم فرمایا ہے اگرچہ اصح عدم فساد صلوٰۃ ہے اور نظر بالشہوۃ کو اس کی طرف حرام لکھا ہے پس نماز میں ایسے لڑکے کو برابر کھڑا کرنا نہیں چاہئے۔(۳) اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ لڑکے اگر متعدد ہوں تو ان کی صف مردوں کے پیچھے ہونی چاہئے۔ اور اگر ایک ہی لڑکا جماعت میں ہو تو اس کو مردوں کی جماعت میں کھڑا ہونا درست ہے۔(۴) لیکن جو صورت سوال میں درج ہے اس صورت میں کسی طرح اور کسی حالت میں اس لڑکے کو برابر کھڑا کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

نابالغ کا پہلی صف میں ہونا اور بالغ کا پیچھے یہ درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۷۱) اگر کوئی شخص اپنے ساتھ نابالغ لڑکے کو صف اول میں کھڑا کرتا ہے اور دوسرے بالغ آدمی اس لڑکے کے پیچھے صف ثانی میں کھڑے ہوتے ہیں تو ان لوگوں کی نماز میں کراہت ہوگی یا نہیں۔ اور تحریمی ہوگی یا تنزیہی اور تمام صف کی نماز مکروہ ہوگی، یا کسی خاص کی۔

(الجواب) طریق سنت یہ ہے کہ لڑکوں کی صف بالغین کے پیچھے ہو لیکن درمختار میں ہے کہ اگر ابتداء جماعت میں ایک ہی لڑکا نابالغ ہو تو اس کو مردوں کی صف میں داخل کر دیا جائے۔ عبارت درمختار کی یہ ہے ثم الصبیان ظاهره تعدد هم فلو واحداً دخل الصف.(۵) اور شامی میں کہا کہ صاحب بحر نے اس بارہ میں حدیث انس رضی اللہ عنہ فصففت

(۱) قال فی المعراج الا فضل ان یقف فی الصف الا خر اذا خاف ایذا ء احد قال علیه الصلوٰة والسلام من ترک الصف الاول مخافة ان یوذی مسلما اضعف له اجرا لصف ۱۱لا ول وبه اخذابو حنیفة ومحمد (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۲ .ط.س. ج ۱ ص ۵۶۹)ظفیر. (۲)یصف الخ الرجل الخ ثم الصبیان ظاهر تعدد هم (درمختار) وکذا لو کان المقتدی رجلا وصبیا یصفهما خلفه (ردالمحتار باب الا مامة جلد اول ص ۵۳۴ .ط.س. ج ۱ ص ۵۷۱)ظفیر.

(۳)ومحاذات الا مرد الصبیح المشتهی لا یفسدها علی المذهب تضعیف لما فی جامع المحبوبی ودرر البحار من الفساد لانه فی المرأ ة غیر معلول بالشهوة بل بترک فرض المقام(الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۹)ولایجوز النظر الیه بشهوة کوجه امرد فانه یحرم النظر الی وجهها ووجه الا مرد اذا شک فی الشهوة (ایضا باب شروط الصلوٰة مطلب فی النظر ای وجه الا مرد ج ۱ ص ۳۷۷ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۷)ظفیر. صدیقی

(۴)یصف الخ الرجال ثم الصبیان ظاهر تعدد هم فلو واحد دخل الصف(الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۴ .ط.س. ج ۱ ص ۵۷۱)ظفیر.

(۵)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۴ .ط.س. ج ۱ ص ۵۷۱ .۱۲ ظفیر.

انا و الیتیم وراء ہ الحدیث(۱) سے استدلال کیا ہے پس اس حدیث اور روایت درمختار سے معلوم ہوا کہ اگر ایک بالغ لڑکا جماعت میں ہو تو اس کو بالغ کی صف میں شامل کرلیا جاوے اور اگر نابالغین متعدد ہوں تو ان کو بالغین کی صف سے پیچھے کھڑا کیا جاوے۔ بہرحال یہ معلوم ہوگیا کہ نابالغ لڑکا اگر مردوں کی صف میں کھڑا ہوگیا اور دونوں طرف سے اس کے بالغین کھڑے ہوگئے تو ان بالغین کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہیں آئی۔ فقط۔

میاں بیوی کی جماعت درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۷۲) میاں بیوی کی جماعت درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) میاں بیوی کی جماعت اس طرح کہ دونوں برابر کھڑے ہوں جیسا کہ ایک مقتدی ہونے کی صورت میں حکم ہے درست نہیں ہے۔ اس صورت میں کسی کی نماز نہ ہوگی۔(۲) فقط۔ لیکن اگر عورت کے قدم پیچھے ہوں تو درست ہے۔ ظفیر)

امام مصلی پر اور مقتدی فرش پر ہو تو یہ درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۷۳) امام مصلی پر کھڑا ہوکر نماز پڑھاوے اور مقتدی فرش پر ویسے ہی ہوں۔ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز ہے۔ فقط۔

امام چوکی پر اور مقتدی فرش پر ہو تو کیا حکم ہے......:

(سوال ۱۱۷۴) گرمی اور برسات میں بچھو اور سانپ کے خوف سے اگر عشاء اور صبح کی نماز امام مسجد کے فرش پر چوکی بچھا کر نماز پڑھاوے اور مقتدی ویسے ہی فرش پر ہوں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ چوکی ایک ذراع کے قدر اونچی ہے تو مکروہ ہے ورنہ جائز ہے **کما فی الدر المختار وانفراد الامام علی الدکان للنھی وقدر الا رتفاع بذراع ولا باس بما دونہ وقیل ما یقع بہ الامتیاز وھو الاوجہ**(۳) الخ بہرحال ایسا نہ کرنا بہتر ہے فقط۔

در میں کھڑے ہونے والے مقتدی کا کیا حکم ہے:

(سوال ۱۱۷۵) ایک جامع مسجد میں چند در ہیں۔ وقت جماعت کے ہر در میں مقتدی کھڑے ہوتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ مقتدی جو در میں کھڑے ہوتے ہیں اور نماز جمعہ اور نماز باالجماعت ادا کرتے ہیں مستحق ثواب اسی قدر کے ہیں جو ماقبل صف میں ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں یا ثواب جماعت سے محروم ہوگئے۔ نماز جماعت بکراہت تو ادا نہیں ہوئی؟ کیا نماز کے ہونے میں احتمال ہے؟

در سے گذر کر باہر صحن میں اگر تمازت آفتاب میں باطمینان قلبی ادا نہ ہوسکے اور اس وجہ سے درہائے مسجد میں کھڑے ہوکر نماز جماعت ادا کی جائے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

---

(۱) ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۳۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۷۱ ۱۲ ظفیر. (۲) وقال المرأۃ اذا صلت مع زوجھا فی البیت ان کان قدمھا بخداء قدم الزوج لا تجوز صلاتھما بالجماعۃ وان قد ما ھا خلف قدم الزوج الا انھا طویلۃ تقع رأس المرأۃ فی السجود قبل راس الزوج جازت صلاتھما لان العبرۃ للقدم (ردالمحتار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۵۳۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۷۲) ظفیر. (۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۶۰۴ ط.س. ج ۱ ص ۶۴۶ ۱۲ ظفیر

(الجواب) قال الشامی والا صح ماروی عن ابی حنیفة رحمه الله انه قال اکره ان یقوم بین الساریتین . اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ امام کو درمیان دوستونوں کے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اور بعض روایات حدیث میں ہے کہ صحابہ درمیان دوستونوں کے کھڑے ہونے سے بچتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ بلاضرورت ستونوں کے درمیان یعنی دروں میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر نماز ہوجاتی ہے اور ثواب جماعت بھی حاصل ہوگا اور اگر ایک در میں چند آدمی کھڑے ہوسکتے ہیں کہ چھوٹی سی جماعت ان کی ہوجائے اور اس کی ضرورت ہو تو اس میں کراہت بھی بظاہر نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن (والا صطفاف بین الا سطوانین غیر مکروہ لا نه صف فی حقّ کل فریق الخ مبسوط ج۲ ص ۳۵. جمیل الرحمن)

ممبر کی وجہ سے اگر صف میں فاصلہ رہ جائے تو کیا کرے:

(سوال ۱۱۷۶) مسجد میں پہلی صف میں ممبر حائل رہتا ہے اس وجہ سے پہلی صف میں تقریباً دو ہاتھ بقدر ممبر جگہ خالی رہتی ہے تو یہ فصل باعث کراہت ہے یا نہیں اور اگر ساری صف پیچھے ہٹادی جاوے تو بعضوں کا سجدہ اس ممبر پر ہوگا۔ کیا یہ صحیح ہے۔

(الجواب) یہ فصل ضروری باعث کراہت نہیں ہے اور موضع سجود اگر مقدار نصف ذراع بلند ہو تو یہ بھی درست ہے اور بضرورت اس سے زیادہ ارتفاع میں بھی حرج نہیں ہے ولو کان موضع سجوده ارفع من موضع القدمین بمقدار لبنتین منصو بتین جازوان اکثرلا الا لزحمة الخ درمختار[1]. فقط.

اگر مقتدی اپنا خاص مصلی بچھائے تو کیا حکم ہے:

(سوال ۱۱۷۷) فجر کی نماز کی تکبیر ہوئی ایک شخص نے صف میں اپنا علیٰحدہ مصلی بچھایا جودری کا تھا حالانکہ امام اور تمام نمازی بوریہ پر نماز پڑھ رہے تھے۔ اسی وجہ سے اس کو ایک شخص نے منع کیا اس کے جواب میں اس نے اسے جائز بتلایا اور مصلی اٹھا کر علیٰحدہ بچھا کر نماز پڑھی۔ علیٰحدہ مصلی بچھا کر نماز پڑھنے میں امام کی توہین تو نہیں ہوئی۔

(الجواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ ضرورت بھی نہیں ہے بعض فقہاء نے احتیاطاً ایسا لکھا ہے کہ اپنا مصلی علیٰحدہ رکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور امام کی اس میں کچھ توہین نہیں ہے۔ یہ منع کرنے والوں کی غلطی ہے اور ناواقفیت ہے کہ اعتراض کر کے اس کو جماعت سے محروم رکھا۔ درمختار میں ہے حمل السجادة فی زماننا اولی احتیاطاً الخ[2] پس ایسے امر پر جس کو بعض علماء نے جائز لکھا ہے انکار اور اعتراض کرنا مناسب نہیں ہے اگر چہ اس کو ضرورت بھی کچھ نہیں ہے کیونکہ مسجد کے بوریہ پاک ہیں ان کو پاک ہی سمجھنا چاہئے اور عام نمازیوں کے برابر اپنے کو رکھنا چاہئے۔ فقط۔

صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھنا کیسا ہے:

(سوال ۱۱۷۸) صف سے علیٰحدہ کھڑے ہو کر اکیلا نماز پڑھنا درست ہے یا نہ؟ اور نماز ہوگئی یا نہ؟

(الجواب) نماز ہوگئی مگر بلاعذر اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔(۳)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۰ . ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. (۳) وکذا یکره للمقتدی ان یقوم خلف الصفوف وحده اذا وجد فرجة فی الصفوف (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۰. ط.م.ج ۱ ص ۱۰۷) ظفیر

اگلی صف کی خالی جگہ کو پر کرنے کے لئے پھاند کر جانا کیسا ہے:

(سوال ۱۱۷۹) کوئی شخص جماعت میں جگہ خالی چھوڑ کر پیچھے بیٹھ گیا اور دوسرا شخص اس کو پھاند کر خالی جگہ پر جا بیٹھا تو کچھ حرج تو نہیں۔

(الجواب) جو شخص آگے جگہ خالی دیکھ کر پھلانگ کر وہاں جا کر بیٹھا اس پر کچھ گناہ نہیں ہے اور جس نے باوجود آگے جگہ خالی ہونے کے پیچھے بیٹھنا اختیار کیا اس نے خلاف اولیٰ کیا۔(۱) فقط۔

مقتدی کا امام کی صف میں ذرا پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے:

(سوال ۱۱۸۰) زید عید کا امام ہے۔ جس وقت زید عید کی نماز پڑھاتا ہے زید کی داہنی جانب بکر ایک بالشت پیچھے اور عمر زید کی بائیں جانب ایک بالشت پیچھے اور باقی نمازی بدستور کھڑے ہوتے ہیں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے مگر یہ ہیئت خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے **فلو توسط اثنین کرہ تنزیہا** پھر آگے لکھا ہے **ولو قام واحد بجنب الامام وخلفہ صف کرہ اجماعاً**(۲)

صف میں امام کے دائیں بائیں ناہمواری نیز تکبیرات انتقالات کے اندر جہر و سر میں توازن:

(سوال ۱۱۸۱) ایک امام بائیں طرف زیادہ مقتدی رکھتا ہے اور دائیں طرف کم۔ اور نماز پڑھانے میں یہ حالت ہے کہ کبھی تو تسبیحات انتقالات اس طرح ادا کرتے ہیں کہ تمام مسجد کیا محلّہ تک گونج اٹھے اور کبھی اس آہستگی اور نزاکت سے آخری سلام پھیر دیتے ہیں کہ مقتدیوں کو خبر تک نہ ہوتی۔ ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہئے اور دونوں طرف برابر مقتدی کرنے چاہئیں۔ بائیں طرف زیادہ مقتدیوں کو کھڑا کرنا خلاف سنت ہے۔ طریقہ سنت یہ ہے کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو دونوں طرف برابر مقتدی ہوں۔(۳) پھر جو بعد میں آکر شریک ہوں ان کو بھی یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ حتی الوسع دونوں طرف برابر شریک جماعت ہوں۔

اور امام کو حد سے زیادہ جہر یا حد سے زیادہ اخفاء دونوں امر خلاف سنت ہیں۔(۴) فقط۔

مقتدی و امام کے درمیان فاصلہ:

(سوال ۱۱۸۲) مقتدی کی سجدہ گاہ سے امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہئے۔

---

(۱) لو وجد فرجة فی الا ول لا الثانی له حرق الثانی لتقصیر هم وفی الحدیث من سدفرجة غفرله (درمختار) وفی القینیة قام فی اخر صف وبینه وبین الصفوف مواضع خالیة فللداخل ان یمر بین یدیه لیصل الصفوف لا نه اسقط حرمة نفسه فلا یا ثم المار بین یدیه دل علیه مافی الفردوس عن ابن عباس عنه صلی الله علیه وسلم من نظر الی فرجة فی صف فلیسدها بنفسه فان لم یفعل فمر مار فلیتخط علی رقبته فانه لا حرمة له ای فلیتخط المار علی رقبة من لم یسد الفرجة اه (رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۰) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۶. ۱۲ ظفیر. (۳) وینبغی للامام ان یقف بازاء الوسط فان وقف فی میمنة الوسط اوفی میسرته فقد اساء لمخا لفةا لسنة هکذا فی التبیین الخ فان تساوت المواضع ففی یمین الا مام وهو الا حسن (عالمگیری الباب الخامس فی الا مامة فصل خامس ج ۱ ص ۸۳. ط.م. ج ۱ ص ۸۹) ظفیر. (۴) ویجهر الا مام بتکبیرة رکوع وغیره وهو ظاهر الروایة (عالمگیری مصری، الباب الرابع فی صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۶۹. ط.م. ج ۱ ص ۷۲. وجهر الامام بالتکبیر بقدر حاجتة للا علام بالدخول والانتقال وکذا بالتسمیع والسلام (درمختار) قوله بقدر حاجته للاعلام الخ وان (اوکره اه قلت هذا اذا لم یفحش الخ واشار بقوله والا نتقال الی ان المراد بالتکبیر هنا ما یشمل تکبیر الا حرام وغیره وبه صرح فی الضیاء (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب سنن الصلاة ج ۱ ص ۴۴۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵) ظفیر.

(الجواب) بیچ میں صف کا فاصلہ چھوڑیں اور کچھ تحدید نہیں ہے۔(۱) فقط۔

عیدین میں امام کے برابر ذرا پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے:

(سوال ۱۱۸۳) ایک شخص نماز عیدین میں قصداً امام کی برابر کسی قدر پیچھے کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز میں اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ خرابی ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اس شخص برابر کھڑے ہونے والے کی نماز میں جب کہ وہ امام سے کچھ پیچھے ہوتا ہے اور دیگر مقتدیان کی نماز میں کچھ فساد اور خلل نہیں آتا۔

نماز سب کی صحیح ہے لیکن بلا کسی ضرورت خاص مثل تنگی مکان وغیرہ کے ایک شخص کو جماعت سے علیحدہ ہو کر تنہا امام کی برابر کھڑا ہونا مکروہ ہے اچھا نہیں۔(۲)

نابالغ کی صف کہاں ہو:

(سوال ۱۱۸۴) اگر دو تین بالغ ہوں اور تین چار نابالغ بچے ہوں تو ایک ہی صف میں علی الترتیب کھڑے ہوں یا بالغین ایک صف میں اور بچے دوسری صف میں پیچھے کھڑے ہوں۔

(الجواب) نابالغ لڑکے جب کئی ہوں تو بالغین سے پیچھے کھڑے ہوں ایک صف میں نہ کھڑے ہوں۔(۳) فقط۔

ایک مقتدی کا دوسرے مقتدی سے پیر ملانا کیسا ہے:

(سوال ۱۱۸۵) پیر جوڑنا کہ داہنے مقتدی کا بایاں پیر بائیں مقتدی کے داہنے پیر سے مل جاوے اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز تو اس سے فاسد نہیں ہوتی مگر یہ فعل ان کا خلاف سنت ہے۔(۴) فقط۔

صف پوری تھی ایک شخص آکر پیچھے تنہا کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے:

(سوال ۱۱۸۶) نماز جماعت میں پوری صف بھری ہوئی ہے ایک نمازی کو صف میں جگہ نہ ملی وہ تنہا کھڑا ہو گیا نماز ہوئی یا نہیں یا وہ جماعت میں شامل ہوا یا نہ۔ اگر دوسرے شخص کو اپنی ہمراہی کے واسطے صف سے لینا چاہے تو کس جانب سے لے

(الجواب) اگر وہ تنہا پیچھے کھڑا ہو گیا بوجہ اگلی صف میں جگہ نہ ہونے کے تو نماز اس کی بلا کراہت ہوگی لیکن بہتر یہ ہے کہ اگلی صف میں سے کسی کو کھینچ کر اپنے برابر کھڑا کر لے بشرطیکہ اندیشہ کسی کی فساد صلوٰۃ کا نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ شخص جس کو کھینچا جاوے واقف ہو مسئلہ سے اور اس کے کھینچنے سے سمجھ جاوے کہ مجھے پیچھے ہونا مناسب ہے اور اختیار ہے کہ صف کے جس

....

(۱) والزائد یقف خلفه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۷) اس قدر فصل ہو کہ مقتدی کا سر رکوع وسجدہ میں جاتے ہوئے امام سے نہ ٹکرائے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) ویقف الواحد محاذیا ای مساویا لیمین امامة ولا عبرة بالراس بل بالقدم فلو صغیرا فالا صح مالم یتقدم اکثر قدم الموتم لا تفسد الخ والزائد یقف خلفه ولو قام واحد یجنب الا مام وخلفه صف کره اجماعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۹. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۶) ظفیر. (۳) ولو اجتمع الرجال والصبیان الخ یقوم الرجال مایلی الا مام ثم الصبیان عالمگیری مصری باب خامس فصل خامس ج ۱ ص ۸۳. ط.. اجدیه ج ۱ ص ۸۸...... ۸۹) ظفیر.

(۴) وما روی انهم الصقوا الکعاب بالکعاب اریدبه الجماعةای قام کل واحد بجانب الاخر (ردالمحتار باب صفة الصلاة بحث القیام ج ۱ ص ۴۱۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفیر.

موقعہ سے چاہے کھینچے لیکن قریب سے اچھا ہے اور اس زمانہ میں بوجہ عموماً واقف ہونے لوگوں کے مسائل سے اگر کھینچنا مناسب نہ سمجھے تو نہ کھینچے کیونکہ نماز تنہا کی بھی ہو جاتی ہے۔فقط۔

نابالغ جب تنہا ہو، بالغوں کی صف میں کھڑا ہوگا:

(سوال ۱۱۸۷)اگر زید کی عمر تیرہ سال کی ہو چکی ہے تو اس کو جماعت اول میں کھڑا کرنے سے جب کہ جماعت ثانی میں کوئی شخص موجود نہ ہو کسی کی نماز میں کچھ نقصان تو نہیں آئے گا۔

(الجواب)اس صورت میں جب کہ وہ لڑکا اکیلا ہے اس کو جماعت اولیٰ میں شامل کرنا چاہئے۔اس سے کسی کی نماز میں کچھ نقص نہ آوے گا۔کذافی الشامی۔(۱)فقط

صف میں کہاں ثواب زیادہ ہے:

(سوال ۱/ ۱۱۸۸)صف میں باعتبار جوانب ثواب میں کمی زیادتی ہے یا برابر ثواب ملتا ہے؟ اور جو امام کے مقابل کھڑا ہو اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے یا کیا؟ اور امام کے قریب علماء کو کھڑا ہونا چاہئے یا جاہل بھی کھڑا ہو سکتا ہے؟ جاہل کو امام کے قریب سے اٹھا سکتے ہیں یا نہ؟

مسجد میں جگہ حاصل کرنے کا حکم:

(سوال ۲/ ۱۱۸۹)مسجد میں پیشتر سے کپڑا رومال وغیرہ رکھ کر قبضہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص مسجد سے اٹھ کر حوائج ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر آوے اور رومال اپنی جگہ چھوڑ آوے تو یہ اس جگہ کا مستحق ہوگا یا نہیں؟ اور اگر کوئی اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ شخص اس کو اٹھا سکتا ہے یا نہیں؟

مسجد میں پہلے آنے کا زیادہ ثواب ہوگا یا نہیں:

(سوال ۳/ ۱۱۹۰)جو مسجد میں پہلے آوے گا اس کو ثواب زیادہ ملے گا یا کس کو۔

معتکف ضرورت سے باہر آیا تو کہاں بیٹھے:

(سوال ۴/ ۱۱۹۱)اگر کوئی معتکف حوائج ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر جاوے واپس آنے پر مقررہ جگہ پر بیٹھے یا جس جگہ چاہے بیٹھ سکتا ہے؟

دائیں اذان اور بائیں طرف اقامت کا کوئی ثبوت نہیں:

(سوال ۵/ ۱۱۹۲)دائیں طرف اذان اور بائیں طرف اقامت ہونے کا ثبوت شرعی ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱)شامی میں ہے قوله وخير صفوف الرجال اولها الخ لا نه روى فى الا خبار ان الله تعالىٰ اذا انزل الرحمة على الجماعة ينزلها او لا على الا مام يتجاوزعنه الى من بحذائه فى الصف الاول ثم

(۱)وقدمنا کراهة لقيام فى صف خلف صف فيه فرجة النهى وكذا القيام منفردا وان لم يجد فرجه بل يجذب احدامن الصف ذكره ابن الكمال لكن قالوا فى زماننا تركه اولىٰ فلذاقال فى البحر يكره وحده الا اذا لم يجد فرجة (درمختار) والا صح ماروى هشام عن محمد انه ينتظر الى الركوع فان جاء رجل والا جذب اليه رجلا اودخل فى الصف ثم قال فى القنية والقيام وحده اولى فى زماننا لغلبه الجهل على العوام فاذاجره تفسد صلاته اه قال فى الخزائن قلت وينبغى التفويض الى راى المبتلى فان رأى من لا يتاذى لدين او صداقة راحمه او عالما جذبه والا انفرد اه قلت وهو توفيق حسن اختاره ابن وهبان فى شرح منظومتة (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۰۵ .ط.س.ج ۱ ص ۶۴۵......۶۴۶).

(۲)ثم الصبيان ظاهره تعد هم فلو واحد دخل الصف الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۴ .ط.س.ج ۱ ص ۵۷۱)ظفير

المیامن ثم الی المیاسر ثم الی الصف الثانی الخ . پھر اس کے بعد فرمایا قال فی المعراج ان الا فضل ان یقف فی الصف الآخر اذا خاف ایذآء احد الخ .(۱)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صف اول میں بھی باعتبار جوانب ثواب میں کمی بیشی ہے جو شخص امام کے محاذی ہے اس پر رحمت کا نزول زیادہ ہے مگر دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ دے اور بہتر یہ ہے کہ قریب علماء صلحا کھڑے ہوں۔(۲) لیکن جاہل کو بھی اٹھانا نہ چاہئے اور اس کو ایذا نہ دینی چاہئے۔

(۲) شامی میں ہے وینبغی تقییده بما اذا لم یقم عنده علی نیة العود بلا مهلة کما لو قام للوضوء مثلا و لا سیما اذا وضع فیه ثوبه لتحقق سبق یده. (۳) اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص پہلے سے آکر مسجد میں کسی جگہ بیٹھا اور پھر بہ ضرورت وضوء غیرہ وہاں سے اٹھا اور اس جگہ اپنا کپڑا رکھ گیا تو وہ زیادہ مستحق ہے اس جگہ کے ساتھ پس اگر کوئی دوسرا اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اس کو اٹھا سکتا ہے اور بدون اس حالت مذکورہ کسی جگہ رومال رکھنا اور قبضہ کرنا اچھا نہیں ہے۔

(۳) جو پہلے آوے گا اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔

(۴) مسجد میں جس جگہ چاہے بیٹھ سکتا ہے۔

(۵) اس کا کچھ ثبوت نہیں۔ فقط۔

بوجہ بارش صرف چار انگل پیچھے، صف درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۱۹۳) امام کی برابری میں چار انگل پیچھے جیسا کہ ایک مقتدی کھڑا رہتا ہے صف بنانا بسبب عذر بارش یا گرمی کے حالانکہ صحن کشادہ ہے، یہ فعل کیسا ہے۔

(الجواب) درست ہے۔ فقط۔(۴)

اگر اندر جگہ باقی نہ رہے تو مقتدی دروں میں ملیں یا نہیں:

(سوال ۱۱۹۴) اگر مسجد اندر سے بھر جاوے تو بقیہ نماز مسجد کے دروں میں کھڑے ہوں یا باہر فرش پر، بہتر کیا ہے۔

(الجواب) دروں میں کھڑا ہونا اچھا نہیں ہے جب کہ باہر فرش مسجد میں جگہ موجود ہے۔(۵) فقط۔

صفیں کم چوڑی ہوں تو سجدہ فرش پر کر سکتا ہے:

(سوال ۱۱۹۵) اگر مصلی اور صف کا عرض کم ہو جس پر سجدہ نہیں ہو سکتا تو پیر صف اور مصلی پر ہوں یا نیچے۔

(الجواب) جس طرح چاہے کریں خواہ پیر صف اور مصلی پر ہوں اور سجدہ فرش پر ہو یا پیر نیچے ہوں اور سجدہ صف پر ہو۔ فقط۔ (جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔ مصلی کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ ظفیر)

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار مطلب فی جواز الا یثار بالقرب ج ا ص ۵۳۲. ط.س. ج ا ص ۵٦۹. ۱۲ ظفیر.
(۲) ارشاد نبوی ہے لیلنی منکم اولو الا حلام و النهی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلو نهم(مشکوٰة ص ۹۸)ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب فیمن سبقت یده الی مباح ج ا ص ٦۲۰. ط.س. ج ا ص ٦٦۲. ۱۲ ظفیر.
(۴) فلو قاموا علی الرخوف والامام علی الارض او فی المحراب لضیق المکان لم یکره کما لو کان معه بعض القوم فی الاصح وبه جرت العادة فی جوامع المسلمین(درمختار) وظاهره انه لا یکره ولو بلا عذر(ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ویکره فیها ج ا ص ٦۰۵. ط.س. ج ا ص ٦۴٦)ظفیر.
(۵) ولهذا قال فی الو لوا لجیة وغیرها اذا لم یضق المسجد من خلف الا مام لا ینبغی له ذالک (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة ویکره فیها ج ا ص ٦۰۴. ط.س. ج ا ص ٦۴٦)ظفیر.

در، یا محراب میں امام کا کھڑا ہونا کیسا ہے، جب کہ وہ مقتدی کو نظر آتا ہو:

(سوال ۱۱۹۶) ایک مسجد کا در اور ستون ایسا ہے کہ امام اگر ان دونوں جگہوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے تو مقتدی بخوبی اپنے امام کو دیکھ سکتے ہیں تو ایسی دونوں جگہوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ آیا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی؟

(الجواب) قال الشامی والاصح ماروی عن ابی حنیفةؒ انه قال اکره ان یقوم بین الساریتین.(۱) الخ اس سے معلوم ہو کہ امام کو در یا محراب میں اس طرح سے کھڑا ہونا کہ قدم بھی باہر نہ ہوں مکروہ ہے اور وہ مراد مکروہ سے کراہت تنزیہی ہے۔ اس کا حاصل خلاف اولیٰ ہے۔ فقط۔

دو آدمی نماز پڑھ رہے تھے کہ تیسرا آیا تو امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے ہٹیں:

(سوال ۱۱۹۷) امام و مقتدی صرف دو آدمی ہیں اس لئے برابر کھڑے ہوتے ہیں۔ اب تیسرا آدمی اور آ گیا اب امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے ہٹے۔

(الجواب) اس حالت میں امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے کو ہٹے دونوں امر جائز ہیں۔ لیکن مقتدی کا پیچھے ہٹنا اولیٰ ہے۔ بہ نسبت امام کے آگے بڑھنے سے کما فی الشامی. وهو اولی من تقدمه لانه متبوع الخ.(۲)

جماعت میں ایک مقتدی کا دوسرے سے پیر ملا کر کھڑا ہونا کیا ضروری ہے:

(سوال ۱۱۹۸) غیر مقلد جماعت میں پاؤں ایک دوسرے سے ملاتے ہیں اور حدیث سے استنباط کرتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

(الجواب) غیر مقلد غلط سمجھتے ہیں صرف محاذاۃ اقدام و اکتاف وغیرہ کا حکم ہے یہی حنفی بھی کہتے ہیں۔(۳) فقط۔

مخنث مردوں کی جماعت میں مل سکتے ہیں یا نہیں:

(سوال ۱۱۹۹) مخنث مردوں کی جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ اور ان کے جماعت میں شامل ہونے سے دیگر مسلمانان کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اور ان کی طرف سے جو کہ کچھ کار خیر سمجھ کر روپیہ وغیرہ مسجد میں دیں تو مسجد کی ضروریات میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) مخنث مردوں کی جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں مگر وہ مردوں کی جماعت سے پیچھے کھڑے ہوں۔(۴) فقط۔
اور ان کے شامل جماعت ہونے سے دیگر مسلمانوں کی نماز صحیح ہے اور ان کا روپیہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸.
(۲) وفيه اشارة الى ان الزائد لو جاء بعد الشروع يقوم خلف الامام ويتاخر المقتدى الاول الخ والذى يظهر انه ينبغى للمقتدى التاخر اذا جاء ثالث الخ فان اقتدى عن يسار الامام يشير اليهما باب التاخير و هو اولى من تقدمه لا نه متبوع ولان الاصطفاف خلف الامام من فعل المقتدين للامام فالا ولى ثباته فى مكانه وتاخر المقتدى الخ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸) ظفير.
(۳) وماروى انهم الصقوا الكعاب بالكعاب اريد به الجماعة اى قام كل واحد بجانب الاخر (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفير.
(۴) يصف الرجال الخ الصبيان الخ ثم الخناثى، ثم النساء (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۱) ظفير. (۵) اگر جائز کمائی ہے کہ وہ بھی مسلمان ہیں ۱۲ ظفیر۔

اگلی صف میں جگہ ہو تو پچھلی صفوں کو چیر کر وہاں جا سکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۱۲۰۰) جماعت ہو رہی ہے اور سب لوگ نیت باندھ چکے ہوں ایک شخص وضو کر کے آیا اور اگلی صف میں جگہ ہے تو وہ شخص کنارہ سے صفوں کو پھاڑتا ہوا اگلی یا درمیان والی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں اور گنہگار تو نہ ہوگا۔

(الجواب) کھڑا ہو سکتا ہے اور کچھ گناہ نہ ہوگا۔(۱) فقط۔

بچوں کی صف سے ہو کر آگے جا سکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۱۲۰۱) مقدم صف میں ۵ یا ۶ رجال ہیں اور دوئم صف صبیان کی ہے جس میں پندرہ یا سولہ لڑکے ہیں یعنی لڑکوں کی صف نے رجال کی صف کو یمین و یسار سے گھیر لیا ہے اب جو مرد آوے وہ اطفال کے آگے سے مرور کرنے کے سوا اگلی صف میں شامل نہیں ہو سکتا تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) مردانے والا اس صورت میں اطفال کے آگے کو مرور کر کے شامل صف رجال ہو جاوے[۲]۔ فقط۔

جماعت میں مونڈھا ملا کر مقتدی کھڑے ہوں یا پاؤں ملا کر:

(سوال ۱۲۰۲) نماز میں مقتدی مونڈھے سے مونڈھا تو لگا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر ایک صاحب فرماتے ہیں کہ پاؤں سے پاؤں بھی ملانا چاہئے۔ آیا حنفی مذہب میں اس کا حکم ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے مونڈھوں کو ملانے کا اور صفوف کو برابر کرنے کا حکم فرمایا ہے اور ٹخنوں کو ایک سیدھ میں کرنے کا حکم ہے اس سے غیر مقلدوں نے ٹخنہ سے ٹخنہ ملانے کا حکم سمجھ لیا ہے، یہ بظاہر ان سے غلط فہمی ہوئی ہے اور اصل یہ ہے کہ مونڈھوں کی ملانے کا حکم صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے لہذا یہ سنت ہے اور جب کہ جملہ آدمی مونڈھے ملا دیں گے تو سب کے ٹخنے نہیں مل سکتے جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد ہے اس لئے بعض صحابہؓ سے تو الصاق کعاب منقول ہے اس کے معنی برابر اور سیدھا کرنے کے ہیں یعنی تمام صف کے آدمی ایک سیدھ میں ہوں، نہ یہ کہ قدم اور ٹخنہ آگے پیچھے ہوں۔[۳] فقط۔

اقتداء کے شرعی حدود کیا ہیں:

(سوال ۱/۱۲۰۳) اقتداء کے لئے شرعی کیا حدود مقرر ہیں حسب ذیل صورتیں قلمی میں سے کون سی صورت جائز ہے اور کون سی نہیں۔

---

(۱) ولو وجد فرجۃ الا ول ، لا الثانی له فرق الثانی لتقصیر هم وفی الحدیث من سد فرجة غفرله (درمختار) من قام فی اخر صف وبینه وبین الصفوف مواضع خالیة فللدا خل ان یمر بین یدیه لیصل الصفوف لانه اسقط حرمة نفسه فلا یا ثم المار بین یدیه دل علیه مافی الفردوس عن ابن عباسؓ من نظر فی فرجة فی صف فلیسد ها بنفسه فان لم یفعل فمر مار فلیتخط علی رقبته فانه لا حرمة له ای فلیتخط المار علی رقبة من لم یسد الفرجة (رد المحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۳. ط.س.ج ۱ ص ۵۷۰) ظفیر. (۲) لو وجد فرجة فی الا ول ، لا الثانی وله فرق الثانی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۰) ظفیر. (۳) عن النعمان بن بشیر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسوی صفوفنا حتی کانما یسوی بها القداح حتی رای انا قد عقلنا عنه ثم خرج یوما فقام حتی کا دان یکبر فرای رجلا بادیا صدره من الصف فقال عباد الله لتسون صفوفکم اولیخالفن الله بین وجوهکم رواه مسلم (مشکوٰة باب تسویة الصف ص ۹۷) وعن ابی مسعود الا نصاری..... قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یمسح منا کبنافی الصلوٰة ویقول استووا (ایضاً) وما روی الصقو االکعاب اریدبه الجماعة ای قام کل واحد بجانب الا خر (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۴. ط . س . ج ۱ ص ۴۴۴) ظفیر.

(سوال ۲/۱۲۰۷) امام بلند مقام پر ہے اور مقتدی پست میں خواہ یمین خواہ یسار خواہ خلف اس کی پھر دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ امام سے قریب ہوں خواہ درمیان میں دیوار وغیرہ حائل ہو یا نہ ہو دوسری یہ کہ امام سے دور ہوں خواہ دیوار وغیرہ حائل ہو یا نہ ہو۔

(سوال ۳/۱۲۰۸) امام نیچے کے مقام پر ہے اور مقتدی اوپر اس کی حسب بالا چار شکلیں۔

(سوال ۴/۱۲۰۹) ان دیار افریقہ میں اکثر مکانات کا زیریں حصہ (فرش کاٹھ اور چوبیں کا ہوتا ہے اور اس کے نیچے زمین تک قد آدم کی برابر کم وبیش مجوف ہوتا ہے۔ ایسی صورتوں میں اس جماعت خانہ کے زیریں حصہ میں بھی مقتدی کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(سوال ۵/۱۲۱۰) مسجد کے متصل رہنے والا یا دور رہنے والا مگر ایسا کہ تکبیرات انتقالات وغیرہ سن سکتا ہے۔ ایسا شخص اپنے مکان میں اقتداء کر سکتا ہے یا نہیں۔ مریض بیمار معذور یا مقیم اس میں کون سی صورت جواز کی ہے۔

(الجواب) (او۲) امام اگر تنہا اونچے یا نیچے مقام پر ہو تو مکروہ ہے اور اگر امام کے ساتھ کچھ مقتدی ہوں تو پھر کسی حال کراہت نہیں ہے۔ دور اور نزدیک جب کہ صفوف متصل ہوں دونوں درست ہیں[عـہ]۔ درمختار میں ہے کما لو کان معه بعض القوم فی الا صح(۱)

(۳) اس میں بھی یہی جواب ہے کہ اگر امام کے ساتھ بعض مقتدی ہیں تو حصہ زیرین میں کھڑا ہو کر اقتداء کرنا درست ہے (دیکھئے حوالہ ماقبل۔ ظفیر)

(۴) مکان میں سے اقتداء امام کی جو مسجد میں ہے نہیں کر سکتا مگر بصورت اتصال صفوف کہ مسجد سے مکان تک برابر صفوف مقتدیوں کی ہوں تو اس صورت میں اقتداء درست ہے۔(۲) فقط۔

امام کے پیچھے کیسے لوگ کھڑے ہوں:

(سوال ۱۲۰۴) امام کے پیچھے کیسے مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہئے جو پہلے آ گیا خواہ علم دین سے بے بہرہ ہے یا واقف ہے۔

(الجواب) امام کے قریب اہل علم واہل عقل کا کھڑا ہونا بہتر ہے لیکن اگر امام کے قریب دوسرے لوگ نمازی آ گئے ہیں تو ان کو ہٹانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نماز ہر طرح ہو جاتی ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۶۴۵ اس سے پہلے یہ عبارت ہے وکره تربع الخ وانفراد الا مام علی الدکان لنهی وقد ر الا رتفاع بذراع ولا باس بما دونه الخ وکره عکسه فی الا صح وهذا کله عند عدم العذر الخ فلو قاموا علی الرفوف والا مام علی الارض اوفی المحراب لضیق المکان لم یکره کما لو کان معه بعض القوم ایضا. ط.س. ج ۱ ص ۶۴۶.

عـہ الا اذا اتصلت الصفوف فیصح مطلقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۸۵) ظفیر. (۲) ویمنع من الا قتداء صف النساء الخ وطریق تجری فیه عجلة الخ او نهر تجری فیه السفن او خلاء فی الصحراء لیسع صفین فاکثر الا اذا اتصلت الصفوف فیصح مطلقا الخ (ایضاً. ط.س. ج ۱ ص ۵۸۴) ظفیر.

(۳) امام کے پیچھے کھڑے ہونے کا حق تو قانوناً انہی کو ہے جو پہلے آئیں اس لئے کہ امام کو وسط میں رکھنے کا حکم ہے قال علیه الصلوٰة والسلام توسطوا الامام وسدوا الخلل و متی استوی جانباه یقوم عن یمین الا مام ان امکنه اور پھر صف جب پوری ہو جائے تو دوسری صف بھی امام کے سامنے ہی سے شروع ہوگی و لو لم یجد عالما یقف خلف الصف بحذاء الا مام للضرورة لیکن اگر امام اہل علم کو دوسرے لوگ ترجیح دیں اور اپنی جگہ امام کے پیچھے کھڑا کریں تو یہ فعل بھی درست بلکہ مطلوب ہے وان سبق احد الی الصف الا ول فد خل رجل اکبر سنا او اهل علم ینبغی ان یتا خر و یقدمه تعظیما له اه ان عبارات اور دوسری تفصیل کے لئے دیکھئے رد المحتار باب الا مام مطلب فی جواز الا یثار بالقرب ج ۱ ص ۵۳۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۹) ظفیر.

الصاق کعبین کا مطلب کیا ہے:

(سوال ۱۲۰۵) الصاق الکعبین یعنی ایک پیر کا ٹخنہ دوسرے پیر کے ٹخنہ سے ملانا مراد ہے یا محاذات میں رکھنا۔ غرض الصاق الکعبین کا کیا مطلب ہے اور کیا مراد ہے۔

(الجواب) شامی باب صفۃ الصلوٰۃ میں یہ عبارت بھی موجود ہے جس سے مطلب الصاق کعبین کا حاصل ہو جاتا ہے وینبغی ان یکون بینهما مقدار اربع اصابع الیدلانه اقرب الی الخشوع هکذاروی عن ابی نصر الدبوسی انه کان یفعله کذا فی الکبریٰ وما روی انهم الصقوا الکعاب بالکعاب اریدبه الحماعة ای قام کل واحد بجانب الاخر کذافی فتاویٰ سمرقند الخ.(۱) پس ہو سکتا ہے مراد الصاق کعبین سے محاذات میں رکھنا ایک کعب کا دوسرے کعب سے ہو جیسا کہ الصاق کعب بالکعب مقتدیوں کے بارہ میں آثار صحابہ میں وارد ہے۔ فقط۔

اگر امام کے ساتھ ایک شخص ہو اور پھر دوسرا آجائے تو کیا کرے:

(سوال ۱۲۰۶) اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی نماز پڑھتا ہو اور دوسرا اور آجائے یا جماعت کی پوری صف بھر گئی ہو اور ایک نمازی بعد کو آوے تو اس کو اگلی صف میں سے ایک مقتدی کو کھینچنا ضروری ہے یا صرف جائز۔

(الجواب) اگر امام کے ساتھ ایک مقتدی ہے پھر دوسرا آجاوے تو بہتر یہ ہے کہ پہلا مقتدی پیچھے ہو جاوے اور دونوں امام کے پیچھے ہو جاویں اور اس میں یہ شرط لکھی ہے کہ اگر اس مقتدی کی نماز کے فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اس کو پیچھے کو ہٹاوے ورنہ نہ ہٹاوے اس سے معلوم ہوا کہ پیچھے کرنے کی ضرورت اس وقت ہے کہ یہ معلوم ہو کہ وہ پیچھے ہٹ جاوے گا اور اس کو یہ مسئلہ معلوم ہو۔ اسی طرح صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونے کا حکم ہے اگر صف میں سے کوئی شخص اس کے پیچھے ہٹانے سے بے تکلف پیچھے ہٹ جاوے تو ایسا کرے ورنہ تنہا کھڑا ہو جاوے جیسا کہ شامی میں اس کی تفصیل مذکور ہے فلیراجع. والذی یظهرانه ینبغی للمقتدی التا خر اذا جاء ثالث فان تاخر والاجذبه الثالث ان لم یخش افساد صلوته فان اقتدی عن یسار الا مام یشیر الیهما بالتاخیر وهواولیٰ من تقدمه لانه متبوع (الی) وهذا کله عند الا مکان والاتعین الممکن الخ.(۲) وفی الدر المختار ولو صلی علی رفوف المسجد ان وجد فی صحنه مکاناً کره کقیامه فی صف خلف صف فیه فرجة الخ.(۳) عبارت درمختار سے یہ واضح ہے کہ ایک مقتدی کا تنہا کھڑا ہونا صف کے پیچھے اس وقت مکروہ ہے کہ اگلی صف میں جگہ ہو۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اگلی صف بھری ہوئی ہو تو پیچھے تنہا کھڑا ہو سکتا ہے۔ ہاں اولیٰ یہ ہے کہ صف میں سے ایک شخص پیچھے چلا جاوے۔ اور اگر یہ آنے والا کسی کو آگے سے کھینچے تو یہ بھی جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ فی الشامی . لو جذبه آخر فتاخر الا صح لا تفسد صلوته الخ.(۴)

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث قیام ج ا ص ۴۱۴ .ط.س.ج ا ص ۴۴۴ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۳۱ .ط.س.ج ا ص ۵۶۸ یہ جو کہا هذا کله عند الامکان والا تعین الممکن اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر مقتدی کے پیچھے آنے کی جگہ ہے تب تو مقتدی پیچھے ہٹ آدیں اور اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہیں ہے تو پھر امام کو آگے بڑھنا چاہئے اور اگر اس کی بھی گنجائش نہیں ہے تو دوسرا مقتدی امام کے بائیں کھڑا ہو جاوے ذرا پیچھے ہٹ کر جیسا کہ پہلا مقتدی کھڑا ہے واللہ علم ۱۲ ظفیر الدین غفرلہ۔
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۳۲ .ط.س.ج ا ص ۵۷۰ . ۱۲ ظفیر.
(۴) ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۳۳ .ط.س.ج ا ص ۵۷۰ . ۱۲ ظفیر.

بوجہ مجبوری مسجد سے نیچے مدرسہ میں اقتداء درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۲۰۷) جامع مسجد میں امام نماز پڑھانے کھڑا ہوا اور تمام مسجد نمازیوں سے بھر گئی اور ایک جماعت باہر فرش پر بھی ہوگئی۔ بارش شروع ہوگئی۔ بعد کو جو آدمی رہے وہ بوجہ بارش کے مسجد چھوڑ کر مدرسہ میں جو کہ فرش مسجد کے نیچے واقع ہے کھڑے ہوگئے۔ گویا دیگر مقتدیوں سے ان کا فاصلہ ہوگیا ان کی نماز ہوگئی یا نہیں۔ یہ عذر قابل سماعت ہوگا یا نہیں۔ ایسی مجبوری کی حالت میں۔

(الجواب) درمختار میں یہ روایت ہے کہ بہت بڑی مسجد جس کو صحراء کا حکم ہے اس میں اگر ایک صف کا یا زائد کا فاصلہ ہوجاوے تو پچھلے نمازیوں کی نماز نہ ہوگی۔ لیکن شامی نے نقل کیا ہے کہ یہ حکم بہت بڑی مسجد کا ہے معمولی جامع مسجد کا یہ حکم نہیں ہے اس میں بحالت مذکورہ ان لوگوں کی نماز ہوجاوے گی جنہوں نے مدرسہ مذکورہ میں نماز پڑھی ہے اور بہت سی روایات ایسی ہی نقل فرمائی ہیں جن سے جواز معلوم ہوتا ہے لہذا ایسی مجبوری کی حالت میں ان ہی روایات پر عمل کیا جاوے گا اور صحت نماز کا حکم کیا جاوے گا البتہ بلا ضرورت ایسا نہ کیا جاوے اور اس میں احتیاط کی جاوے۔(۱) فقط۔

کیا محراب کے محاذ سے ہٹ کر جماعت کرنا مکروہ ہے:

(سوال ۱۲۰۸) مسجد کے فرش بیرونی میں جس جگہ چاہے جماعت فرض ادا کرے۔ مثلاً فرش مسجد وسیع کے اوپر موسم گرما میں سایہ کی جانب اور سرما میں دھوپ میں۔ ایک صاحب یہ کہتے ہیں کہ صحن اور فرش مسجد پر محاذ مہراب کے فرض جماعت ادا ہونا چاہئے۔ محاذ محراب کے خلاف جماعت فرض ادا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

(الجواب) شامی میں ہے۔ **السنة ان يقوم فی المحراب ليعتدل الطرفان ولو قام فی احد جانب الصف يكره ولوكان المسجد الصيفی بجنب الشتوی واملاء المسجد يقوم الا مام فی جانب الحائط ليستوی القوم من جانبيه والا صح ماروی عن ابی حنيفةؒ انه قال اكره ان يقوم بين السار يتين او فی زاوية او فی ناحية المسجد او الی سارية لا نه خلاف عمل الا مة الخ**(۲) ان تمام عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت امام کے لئے محراب میں اور وسط قوم میں کھڑا ہونا ہے۔ لہذا اگر باہر فرش صحن میں کھڑا ہو تب بھی محاذ محراب کے کھڑا ہو۔ باقی نماز ہر طرح ہوجاتی ہے۔ لیکن سنت وہی ہے جو مذکور ہوا۔

جماعت میں صفیں امام کے دونوں جانب برابر ہوں:

(سوال ۱/ ۱۲۰۹) مشہور ہے کہ جماعت کے اندر مقتدی زیادہ تر داہنے ہاتھ کی طرف کھڑے ہوں اس کا کچھ ثبوت ہے یا کہ دونوں طرف برابر کھڑے ہوں۔

صحن ایک طرف بڑھا ہوا ہو تو صحن کے وسط کا لحاظ رکھنا چاہئے:

(سوال ۲/ ۱۲۱۰) اگر کہیں مسجد کا صحن دس بارہ ہاتھ کسی طرف بڑھایا گیا ہو تو اب امام کو صحن کے اعتبار سے بیچ میں کھڑا ہونا چاہئے یا محراب مسجد کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

---

(۱) اوخلاء ای فضاء فی الصحراء او فی مسجد كبير جد اكمسجد القدس يسع صفين فاكثر (درمختار) والمسجد وان كبر لا يمنع الفاصل الا فی الجامع القديم بخوا رزم فان ربعه كان علی ربعة الاف اسطوا نة وجامع القدس الشريف (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۷ .ط.س. ج ۱ ص ۵۸۵) ظفير.

(۲) ردالمحتار مطلب فی كراهة قيام الا مام فی غير المحراب ج ۱ ص ۵۳۱ .ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸ . ۱۲ ظفير.

باہر جماعت ہو تو کیا اندر بند کر دینا ضروری ہے:

(سوال ۳/۱۲۱۱) پنجاب میں بہت جگہ دیکھا گیا ہے کہ اگر جماعت صحن میں ہوتی ہو تو اندر مسجد کے دروازے لازمی طور پر بند کر دیتے ہیں۔ شرعاً اس کا بھی کچھ ثبوت ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) دونوں طرف مقتدی برابر رہنے چاہئیں (۱)

(۲) باہر کھڑے ہوں تو صحن کے وسط کا خیال کر لیا جاوے۔ (۲)

(۳) بند کرنا اندر کے دروازوں کا اس وقت ضروری نہیں ہے۔

مسجد سے ہٹ کر درخت کے سایہ میں اقتداء درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۲۱۲) ایک گاؤں میں مسجد میں سایہ میں نماز ہوتی ہے اور چونکہ فرش پر دھوپ ہوتی ہے لہذا کچھ لوگ تمام فرش چھوڑ کر چودہ پندرہ گز کے فاصلہ پر درختوں کے سایہ میں نماز میں شریک ہوتے ہیں اور نیت باندھتے ہیں اس صورت میں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) ان کی نماز صحیح ہے۔ (۳) فقط (مگر ایسا کرنا نہیں چاہئے۔ صفیں متصل رہیں مگر دھوپ سے بچنے کا انتظام ہونا چاہئے تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ ظفیر)

جس امام کا حال معلوم نہ ہو اس کی اقتداء درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۲۱۳) خلاصۃ الفتاویٰ جلد اول ص ۱۵۳ میں **ولو اقتدى بالا مام ولا يدرى انه مقيم او مسافر لا يصح اقتداء ه**. یہ مسئلہ معمول بہا ہے یا کیا ہے۔

(الجواب) درمختار میں خانیہ وغیرہ سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ بھی اس روایت خلاصہ کے موافق ہے لیکن اس کا جواب یہ دیا ہے کہ امام کا حال تمام نماز میں کسی وقت معلوم ہو جانا چاہئے ابتداء میں معلوم ہونا شرط نہیں ہے۔ اسی لئے امام کے اس اعلام کو مسافر ہوں مستحب لکھا ہے۔ عبارت درمختار یہ ہے **وندب للامام ان يقول بعد التسليمتين فى الا صح اتموا اصلوتكم فانى مسافر .هذا يخالف الخانية وغيره . ان العلم بحال الا مام شرط لكن فى حاشية الهداية للهندى الشرط العلم بحاله فى الجملة لا فى حال الابتداء الخ.** (۴)

بے ریش لڑکوں کی شرکت پہلی صف میں:

(سوال ۱۲۱۴) بے ریش لڑکوں کا پہلی صف میں کھڑا ہونا کیسا ہے۔

(الجواب) نابالغ لڑکوں کو مردوں سے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ لیکن اگر ایک لڑکا ہو تو اس کو مردوں کی برابر صف میں کھڑا

(۱ و ۲) ويقف وسطا (درمختار) قال فى المعراج وفى مبسوط بكر ، السنة ان يقوم فى المحراب ليعتدل الطرفان ولو قام فى احد جا نبى الصف يكره ولو كان المسجد الصيفى بجنب الشتوى وامتلأ المسجد يقوم الا مام فى جانب الحائط ليستوى القوم من جانبيه الخ قال عليه الصلاة والسلام توسطوا الا مام الخ فى موضع اخر السنة ان يقوم الا مام ازاء (وسط الصف (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۱ .ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸) وكيفيته ان يقف احدهما بجذائه والاخر يمينه اذا كان الزائد اثنين ولوجاء ثالث وقف عن يسار الاول والرابع عن يمين الثانى والخامس عن يسار الثالث وهكذا اه (ايضاً ج ۱ ص ۵۳۰ .ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸) ظفير . (۳) مراد یہ ہے کہ یہ درخت جن کے سایہ میں نماز اقتداءً (۱۵ گز فاصلہ چھوڑ کر) پڑھ رہے ہیں۔ اگر مسجد یا فناء مسجد میں ہیں تو نماز درست ہوگی۔ فناء المسجد كا لمسجد فيصح الا قتداء وان لم تتصل الصفوف (الا شباه والنظائر فن ثانى كتاب الصلاة ص ۱۹۷.

(۴) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۰ .ط.س. ج ۲ ص ۱۲۱ ۲۹ عبارت نقل کرنے میں تقدیم وتاخیر ہے اور یہ مطلب واضح کرنے کے لئے کیا گیا ہے ۱۲ ظفیر۔

ہونا درست ہے۔ درمختار میں ہے ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحدا . دخل الصف وهكذا فی الشامی.(۱)

بیوی یا محرمات عورتیں برابر میں کھڑی ہوسکتی ہیں یا نہیں:

(سوال ۱۲۱۵) عورت محرمات میں سے ہیں وہ یا اس کی بیوی برابر میں اقتدا کرے تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) عورتیں اگرچہ محرمات میں سے ہوں، جماعت میں وہ بھی برابر نہ کھڑی ہوں اس سے مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(۲)

امام دالان میں ہو اور مقتدی صحن میں تو کیا یہ مکروہ ہے:

(سوال ۱۲۱۶) زید کہتا ہے کہ اگر امام پہلی چھت کے دروں میں محراب کی محاذات میں کھڑا ہو اور مقتدیان صحن میں کھڑے ہوں تو نماز مکروہ ہوگی، کیونکہ امام اور ماموم کا مقام واحد ہونا چاہئے اور یہاں شتوی صیفی کا فرق ہے۔ بکر کہتا ہے کہ بلا کراہت درست ہے کیونکہ صحن مسجد عین مسجد ہے شتوی وصیفی کبقعۃ واحدہ ہے، اور عبارت درمختار کا مفہوم بھی یہی ہے۔ ولم يختلف المكان حقيقة كمسجد . اور عبارت عالمگیری سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے، وانما قام على الجدار الذى بين داره وبين المسجد ولا يشتبه حال الامام صح الا قتداء ايضا جاز الا قتداء لمن فى بيته بامام المسجد پس شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) شامی جلد اول باب الامامۃ میں ہے والا صح ماروى عن ابى حنيفة رحمه الله انه قال اكره ان يقوم بين الساريتين الخ .(۳) پس اگر امام در میں اس طرح کھڑا ہو کہ قدم بھی اندر ہوں اور مقتدیان فرش پر ہوں تو یہ مکروہ ہے جیسا کہ محراب کے اندر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے، اور اگر قدم باہر فرش پر ہوں تو کراہت مرتفع ہے اور یہ صحیح ہے کہ مسجد مسقّف اور غیر مسقّف یعنی فرش مسجد یہ سب مسجد ہے اور امام اگر محاذی محراب فرش غیر مسقّف میں کھڑا ہو اور مقتدی بھی فرش پر کھڑے ہوں تو اس میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ كما هو معمول الائمة فى الصيف پس امام کے در بیرونی میں کھڑے ہونے میں کراہت اس وقت ہے کہ امام بالکل در کے اندر ہو تو اس حالت میں وہ در بحکم محراب ہوگا اور محراب کے اندر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے اگرچہ اشتباہ نہ ہو، کیونکہ اس میں تشبہ باہل الکتاب ہے اور یہ دوسری علت ہے کراہت کی اور اس علت کی بناء پر اشتباہ حال امام مساوی ہے۔(۴)

اخیر نماز میں ایک شخص آیا اور صف میں جگہ نہیں ہے تو وہ کیا کرے:

(سوال ۱۲۱۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید وضو کر کے جماعت میں شریک ہونے کے لئے چلا، صف

....

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۴ .ط.س.ج ۱ ص ۵۷۱ .۱۲ ظفير.

(۲) واذا حاذته ولو بعضو واحد امرأة ولوامة مشتهاة الخ ولاحال بينهما الخ فى صلاة مطلقة مشتركة الخ تحريمة واداء فسدت صلاته لو مكلفا والا لا ، (درمختار) قوله ولو امة الخ ولعلها ولوامه وعبارته فى الخزائن ولو محرمه او زوجته (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ، ص ۵۳۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۷۲.....۵۷۳)ظفير.

(۳) ردالمحتار باب الامامة مطلب فى كراهة الامام فى غير المحراب ج ۱ ص ۴۱۹ ص ۵۳۱ .ط.س.ج ۱ ص ۶۴۵ ۱۲ ظفير. (۴) وكره الخ قيام الامام فى المحراب لا سجوده فيه وقدماه خارجه لان العبرة للقدم مطلقا وان لم يشتبه حال الامام ان علل بالتشبه وان بالاشتباه فلا اشتباه فى نفى الكراهة(الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص .ط.س.ج ۱ ص ۶۴۵)ظفير.

میں جگہ باقی نہیں ہے اور امام قریب ہے کہ دونوں طرف سلام پھیر دے۔ زید اس حالت میں کیا کرے؟

(الجواب) پیچھے کھڑا ہو کر شریک جماعت ہو جائے۔(۱)

امام کے صرف ایک طرف مقتدی ملیں اور دوسری طرف نہ ملیں تو کیا حکم ہے:

(سوال ۱۲۱۸) اگر مقتدی امام کے داہنی طرف کھڑے ہو جائیں اور بائیں طرف کوئی نہ ہو۔ علیٰ ہذا القیاس ایسے ہی بائیں طرف تو نماز میں کچھ قصور تو نہیں آئے گا۔

(الجواب) امام صف کے بیچ میں کھڑا ہو، یہ سنت ہے، اگر مقتدی سب ایک طرف کھڑے ہو گئے ہو گئے نماز صحیح ہو گئی، مگر مع الکراہۃ۔ السنة ان يقوم فى الحراب ليعدل الطرفان ولو قام فى احد جانبى الصف يكره كذا فى الشامى . (۲)

مسجد کے امام کی اقتداء ایسے مکان میں جس کے درمیان راستہ حائل ہو درست نہیں:

(سوال ۱۲۱۹) مسجد اور مکان موقوفہ متعلقہ مسجد کے مابین ایک گلی آمد و رفت مردمان محلّہ واقع ہے تو مکان مذکورہ میں نماز ہو سکتی ہے۔ یعنی باہر جماعت نماز ہو رہی ہے تو جو نمازی اس مکان میں ہیں ان کی اقتداء امام مسجد کے ساتھ درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) مابین اس مکان اور مسجد کے اگر راستہ حائل ہے اور راستہ میں صف قائم نہیں ہے تو اقتداء درست نہیں ہے۔ لا ختلاف المكان كذا فى الشامى. (۳) فقط

ستونوں کے درمیان امام کا کھڑا ہونا کیسا ہے:

(سوال ۱۲۲۰) امام اگر مابین ستون مسجد کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو کیا بوجہ مشابہت قیام فی المحراب نماز میں کراہت ہو گی یا نہ۔

(الجواب) شامی میں ہے في معراج الدرايه من باب الا مام الاصح ماروى عن ابى حنيفة رح انه قال اكره للامام ان يقوم بين الساريتين الخ. (۴) اس سے معلوم ہوا کہ قیام بین الساریتین مکروہ ہے۔ فقط

غیر عورت برقعہ کے ساتھ اقتداء کر سکتی ہے یا نہیں:

(سوال ۱/۱۲۲۱) اپنی بی بی کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(سوال ۲/۱۲۲۲) غیر عورت برقعہ کے ساتھ اقتداء کر سکتی ہے یا نہیں:

(الجواب) (۱) درست ہے، فى الدر المختار اما اذا كان معهن واحد ممن ذكر او امهن فى المسجد لا يكره . (۵) لیکن اس کو پیچھے کھڑی کرے برابر میں کھڑی نہ کرے۔(۶)

---

(۱) وان لم يجئ حتى ركع الا مام يختار اعلم الناس بهذه المسئلة فيجذ به ويقفان خلفه ولو لم يجد عالماً يقف خلف الصف بحذأ الا مام للضرورة . ولو وقف منفردا بغير عذر تصح صلوته عند نا شامى ج ا ص ۵۳۱ .ط.س.ج ا ص۵٦۸.

(۲) ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۳۱ .ط.س.ج ا ص۵٦۸.۱۲ ظفير.(۳)ولو اقتدى من سطح داره المتصلةبالمسجد لم يجنا لا ختلاف المكان. اس سے پہلے ہے ويمنع من الا قتداء الخ طريق تجرى فيه عجلة الخ او نهر تجرى فيه السفن الخ او خلاء فى الصحراء الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۴۵ .ط.س.ج ا ص۵۸٦)ظفير.(۴) ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۳۱ .ط.س.ج ا ص۵٦۸.۱۲ ظفير.(۵)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ا ص ۵۲۹ .ط.س.ج ا ص۵٦٦.۱۲ ظفير.(٦)المرأة اذا صلت مع زوجها فى البيت ان كان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلاتهما بالجماعة وان كان قدما ها خلف قدم الزوج الا انها طويلة تقع راس المرأ ة فى السجود قبل راس الزوج جازت صلاتهما لان العبرة للقدم (ردالمحتار باب الا مامة ج ا ص ۵۳۵ .ط.س.ج ا ص۵۷۳.)ظفير.

(۲) اگر کوئی محرم عورت بھی ہو مثل زوجہ و بہن وغیرہ کے تو غیر عورت بھی برقع کے ساتھ اقتداء کر سکتی ہے۔(۱) فقط۔

صفوف کا سیدھا کرنا کرانا کیسا ہے:

(سوال ۱۲۲۳) صفوف کو سیدھا کرنا اور کرانا کیسا ہے۔

(الجواب) صفوف کا سیدھا کرنا سنت ہے اس کی بہت تاکید آئی ہے۔(۲) فقط۔

مقتدی رکوع وسجود امام کے ساتھ کرے یا توقف سے:

(سوال ۱۲۲۴) مقتدی امام کے ساتھ اپنی ہیئت کو رکوع وسجود وغیرہ میں تبدیل کرے گا یا امام کے بعد یعنی جب امام قومہ سے سجدہ میں گیا تو مقتدی بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے گا یا بعد میں۔ یعنی مقتدی کو توقف کرنا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) مقتدی کو توقف کرنا چاہئے تا کہ مقتدی کی تکبیر وغیرہ امام کی تکبیر وغیرہ سے پہلے نہ ہو جاوے۔(۳) کما ہو مشاہد۔ فقط۔

امام کے برابر کھڑے ہونے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں:

(سوال ۱۲۲۵) ایک شخص جماعت میں سے ہٹ کر امام کی برابر جا کھڑا ہوا، اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز اس شخص کی بھی ہوگئی جو امام کے برابر کھڑا ہو بشرطیکہ امام سے آگے نہ ہو جاوے قدم کچھ پیچھے رہے لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں ہے کہ جماعت میں سے نکل کر تنہا امام کے برابر کھڑا ہو۔(۴) فقط۔

اقتداء دوسرے مکان میں درست ہے یا نہیں:

(سوال ۱۲۲۶) جامع مسجد کے احاطہ میں دو کانیں ہیں اور ان کے اوپر مدرسہ ہے۔ مدرسہ مسجد کے چبوترہ سے متصل ہے اور ایک کھڑکی محاذاۃ مسجد میں ہے اس صورت میں بوجہ بارش وگرمی چبوترہ مسجد کو چھوڑ کر مدرسہ پر نماز پڑھنے والوں کی اقتداء صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں اس مسئلہ کی تحقیق میں بعد کلام طویل ونقل اختلافات کے لکھا ہے۔ **ویو یده مافی البدائع حیث قال لو کان علی سطح بجنب المسجد متصل به لیس بینهما طریق فاقتدی به صح اقتدائه عند نا لا نه اذا کان متصلاً به صار تبعاً لسطح المسجد الخ.** (۵) اس روایت سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں مدرسہ مذکورہ میں نماز پڑھنے والوں کی اقتداء صحیح ہے۔ فقط۔

---

(۱) کما تکره اما مة الرجل لهن فی بیت لیس معهن رجل غیره ولا محرم منه کا خته او زوجته اوامته ،اما اذا کان معهن واحد ممن ذکر اوا مهن فی المسجد لا یکره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۹ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۶) ظفیر. (۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سو وا صفو فکم فان تسویة الصفوف من اقامة الصلوٰة وفی روایته عباد الله لتسون صفو فکم اولیخا لفن الله بین وجو هکم (مشکوٰة باب تسویة الصفوف فصل اول ص ۹۸) ظفیر. (۳) قال النبی صلی الله علیه وسلم ، انما جعل الا مام لیو ٔتم به (مسلم) ظفیر.

(۴) ولو قام واحد بجنب الا مام وخلفه صف کره اجماعا (در مختار) ای للموتم لیس علی الا مام منها شئی ویتخلص من الکراهة بالقهقری الی خلف ان لم یکن المحل ضیقا علی ' ظاهر الخ (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۶۷) ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۹ ط.س. ج ۱ ص ۵۸۶. ۱۲ ظفیر.

نماز پڑھانے کے بعد امام کو معلوم ہوا کہ غسل کی ضرورت تھی اب کیا کرے:

(سوال ۱۲۲۷) کسی امام نے فجر کی نماز پڑھانے کے بعد معلوم کیا کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی، اب وقت نکل گیا تھا اب کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) غسل کر کے خود بھی دوبارہ نماز پڑھے اور اپنے مقتدیوں میں سے جس جس کو خبر کر سکے خبر کر دے کہ وہ بھی اعادۂ نماز کریں۔(۱)

(۱) اذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى راى مقتد بطلب فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة الموتم صحة وفساد اكما يلزم الامام اخبار القوم اذا امهم وهومحدث او جنب الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة قبيل المواضع التى تفسد صلاة الا مام دون الموتم ج ۱ ص ۵۵۳ .ط.س.ج ۱ ص ۵۹۱)ظفير.

فصل خامس
امام کی پیروی اور دیگر مسائل

مقتدی درود ودعاء پوری کر کے سلام پھریں یا امام کے ساتھ فوراً:

(سوال ۱۲۲۸) آخری قاعدہ میں امام کے سلام کے ساتھ ہی مقتدی سلام پھریں یا مقتدی اپنی باقی ماندہ درود ودعاء پوری کر کے سلام پھیریں۔

(الجواب) ساتھ ہی سلام پھیریں البتہ اگر کسی مقتدی کا تشہد یعنی التحیات کچھ باقی رہ جائے تو اس کو پورا کر کے سلام پھیریں شامی میں ہے والحاصل ان متابعة الا مام فی الفرائض والواجبات من غیرتاخیر واجبة فان عارضها واجب لا ینبغی ان یفوته بل یاتی به ثم یتا بعه. کما لو قام الا مام قبل ان یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم الخ بخلاف ما اذا عارضها سنة الخ .(۱)

امام کا اپنے مخالف کے لئے بددعاء کرنا کیسا ہے:

(سوال ۱۲۲۹) ایک مسجد کا امام نماز فریضہ کے بعد دعاء میں اپنے ذاتی مقدمات مختلف فیہ کی بنا پر فریق ثانی کے لئے بددعاء کرتا ہے اور مقتدیوں سے امین کہلاتا ہے یہ فعل اس کا کیسا ہے اور یہ شخص اولیٰ بالا مامت ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر دعائیں ماثورہ اس قسم کی پڑھے کہ جن میں بالاجمال اعداء کے لئے بددعاء ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور خاص نام لے کر علی الاعلان اور بالجہر بددعاء کرنا اچھا نہیں ہے۔ مقتدیوں کو چاہئے کہ اس پر آمین نہ کہیں اور ایسا شخص جس سے لوگوں کو تنفر ہو احق بالا مامت نہیں ہے۔ بلکہ کتب فقہ میں ہے کہ اگر کسی امام کے برے افعال کی وجہ سے نمازی اس کی امامت سے کراہت کریں تو اس کو امام ہونا مکروہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ لحدیث ابی داؤد. لا یقبل الله صلوٰة من تقدم قوماً وهم له کارهون الحدیث . کذا فی الدر المختار .(۲) فقط۔

ایک مسجد میں دو امام:

(سوال ۱۲۳۰) بحالت نزاع ایک مسجد میں دو امام کا ہونا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) اگر دو امام اس لئے ہیں کہ ایک چند لوگوں کو نماز پڑھاوے اور پھر دوسرا امام اسی نماز کو دوسرے لوگوں کو پڑھاوے تو یہ مکروہ ہے۔ (۳) فقط۔

(اور اگر منشاء یہ ہے کہ دونوں امام رکھ لئے جائیں کبھی ایک پڑھاوے اور کبھی بضرورت دوسرا تو اس کی گنجائش ہے۔ ظفیر)

ناپاک کپڑوں میں نماز:

(سوال ۱۲۳۱) زید نے اپنا ناپاک کپڑا ایک شخص کو پاک کرنے کے واسطے دیا، جب وہ پاک کر لایا تو زید نے اس کو پہن کر نماز عشاء پڑھائی بعد فارغ ہونے کے دیکھا تو کپڑا بدستور ناپاک تھا لیکن زید نے بوجہ شرم کے کچھ نہ کہا۔ چند سال

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب مهم فی تحقیق المتابعة الا مام ج ۱ ص ۴۳۹ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹ . ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹ . ۱۲ ظفیر.
(۳) ولو صلی بعض اهل المسجد باقامة وجماعة ثم دخل المؤذن والامام وبقیة الجماعة فالجماعة المستحبة لهم والکراهة للاولی (عالمگیری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۱ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۴) ظفیر.

کے بعد زید کو خیال آیا کہ فلاں وقت کی نماز باطل ہوئی تھی اور اس میں مقتدی بھی بہت تھے، تو اب زید کو کیا کرنا چاہیئے۔

(الجواب) اگر وہ پلیدی دھلنے سے رہ گئی تھی اور مقدار میں مانع عن الصلاۃ تھی تو اس نماز کا اعادہ ضروری ہے۔(۱) اور جو مقتدی یاد آتے جاویں ان کو اطلاع کر دینی چاہیئے۔ فقط۔

ناپاکی کی حالت میں امامت اور اس سے متعلق احکام:

(سوال ۱۲۳۲) ایک شخص پر غسل واجب تھا اس نے امام بن کر نماز پڑھا دی، بعد ایک وقت گذرنے یاد آیا۔ امام نے نماز قضاء کر لی اور مقتدیوں کو اطلاع نہیں کی تو مقتدیوں کی نماز ہوئی یا نہ؟

(الجواب) قال فی الدر المختار کما یلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن واهل علیهم اعادتها ان عدلا نعم(۲) الخ۔ پس معلوم ہوا کہ امام کو ایسی حالت میں لازم ہے کہ مقتدیوں کو اطلاع کرے اور بعد اطلاع کے ان کو لوٹانا اس نماز کا چاہیئے اگر اطلاع نہ ہوئی تو مقتدی معذور ہیں ان پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ فقط۔

متابعت امام دربارہ تشہد:

(سوال ۱۲۴۳) قعدہ اولیٰ میں اگر امام قبل فراغ مقتدی کے تشہد سے کھڑا ہو جاوے تو مقتدی کو تشہد پورا کر کے کھڑا ہونا چاہیئے اور قنوت وتر میں اگر امام قبل اتمام قنوت رکوع میں چلا جاوے تو اس کی متابعت کرنی ہوگی۔ ہر دو صورت میں وجہ فرق کیا ہے؟

(الجواب) وجہ فرق یہ ہے کہ دعا قنوت جس قدر بھی ہوگئی واجب ادا ہو گیا اور تشہد تمام واجب ہے اور اس فرق کو علامہ شامی نے تحقیق متابعت میں اور باب الوتر میں بیان بھی کیا ہے۔ رکع الا مام قبل فراغ المقتدی من القنوت قطعه و تابعه. درمختار. قوله قطعه وتابعه لان المراد بالقنوت ههنا الدعاء الصادق علی القلیل والکثیر وما اتی به کاف فی سقوط الواجب وتکمیله مندوب الخ (۳) وفی بحث المتابعة فان عارضها واجب لا ینبغی ان یفوته بل یاتی به ثم یتابع کما لو قام الا مام قبل انْ یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم(الی ان قال) فکان تاخیر احد الواجبین مع الا تیان بهما اولی من ترک احدهما بالکلیة. (۴) الخ۔ فقط

جس امام نے قعدہ اخیرہ چھوڑنے کی وجہ سے اعادہ نماز کیا اس میں سب شریک ہو سکتے ہیں:

(سوال ۱/۲۳۴) امام نے قعدہ اخیرہ نہیں کیا اور پانچ رکعت پڑھ کر سلام پھیرا اس لئے نماز دہرائی ہے تو اب پہلی نماز میں جو شریک نہ تھا وہ اس میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں۔

---

(۱) النجاسۃان کانت غلیظة وهی اکثرمن قدر الدرهم فغسلها فریضة والصلوٰة فیها باطلة (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۵۶.ط.س.ج ۱ ص۴۶) کما یلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن وهل علیهم اعادتها ان عد لا نعم والا ندبت (الدر المختار مجتبائی . باب الا مامة ج ۱ ص ۸۶.ط.س.ج ۱ ص ۵۹۱)ظفیر.
(۲) الدرالمختار باب الا مامة ج ۱ ص ۸۶.ط.س.ج ۱ ص ۵۹۱.۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتارباب الوتر ج ۱ ص ۶۲۷.ط.س.ج۲ص ۱۰. ۱۲ ظفیر.
(۴) ردالمحتارباب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۳۹.ط.س.ج ۱ ص ۴۷۰. ۱۲ ظفیر.

قعدہ اخیرہ بھی کیا مگر ترک واجب کی وجہ سے اعادہ کیا تو اس کی شرکت عام لوگوں کے لئے درست نہیں ہے:

(سوال ۲/۱۲۳۵) اگر امام نے قعدہ اخیرہ کر کے پانچویں رکعت پڑھ کر بغیر سجدہ سہو کے سلام پھیرا اور نماز دہرائی، تو اب ایسا شخص شریک ہوسکتا ہے جو پہلے شریک نہ تھا۔

(الجواب) (۱) اس صورت میں اس کی نماز ہوجاتی ہے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ قعدہ اخیرہ کے ترک سے اس جماعت کے فرض ادا نہ ہوئے تھے اور اس پر نماز کا اعادہ ضروری تھا، اب اس اعادہ میں اگر کوئی دوسرا شریک ہوجائے تو ان کے فرضوں کی طرح اس کے بھی فرض ادا ہوجائیں گے۔(۱)

(۲) اس صورت میں اس کی نماز صحیح نہ ہوگی، کیونکہ اس صورت میں اس جماعت کے فرض اگرچہ ناقص ہی سہی مگر پہلی دفعہ ادا ہوگئے۔ لہذا اب یہ دوسری نفل ہوگی اور اقتداء مفترض متنفل کے پیچھے صحیح نہیں۔ (۲) فقط۔

امام متوفی کے یتیم بچوں کی امداد:

(سوال ۱۲۳۶) ایک امام مسجد محلّہ میں باتفاق اہل محلّہ مقرر کیا گیا اور عرصہ دراز تک امامت کرتا رہا۔ پس بتقدیر ایزدی بحالت امامت فوت ہوگیا اور چند یتیم بچے چھوڑے اب جو وظیفہ ان کے باپ کو بیت المال یا اہل محلّہ کی جانب سے ملتا تھا اس وظیفہ کے حقدار اس کے یتیم بچے شرعاً ہیں یا نہیں۔

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق۔ بیت المال کا یہی حکم ہے جو کہ مذکور ہوا کہ ان بچوں کی ان کے باپ کے وظیفہ سے امداد کی جائے اور اہل محلّہ اپنے چندہ سے جو کچھ امام مرحوم کو دیتے تھے ان کو بھی امداد یتامی کی لازم ہے کہ بقدر وسعت ان کی امداد کریں اگرچہ ان کو امام جدید کی بھی ضرورت ہوگی اور اس کی تنخواہ کا غالباً انتظام کرنا ہوگا اگر کوئی امام بلا تنخواہ نہ ملے تاہم یتامی مذکورین کی امداد کو بھی وہ اپنے اوپر لازم سمجھیں اور کار ثواب سمجھیں اور ثواب اخروی حاصل کریں۔ (۳)

درمیان نماز میں جب امام کا وضو ٹوٹ گیا اور اس نے نہیں بتایا، تو اس نماز کا اعادہ ہر ایک پر ضروری ہے:

(سوال ۱۲۳۷) اگر امام کی وضو ٹوٹ گئی اس نے اس وقت خبر نہیں کی بلکہ بعد نمازیوں کے جانے کے خود اعادہ کیا تو کیا مقتدیوں کی طرف سے بھی اعادہ ہوگیا۔

(الجواب) سب مقتدی اور امام اس کا اعادہ کریں تنہا امام کے اعادہ سے مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی۔ (۴)

---

(۱) ولو سها عن القعود الاول الخ عاد الخ مالم يقيدها بسجدة الخ وان قيدها بسجدة عامد اوناسيا او ساهيا او مخطأ تحول فرضه نفلا برفعه الجبهة عند محمد وبه يفتى (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸ ط.س. ج۲ ص۸۳) ظفير. (۲) ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعادوجوبا الخ وكذا كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها والمختار انه جابر للاول لان الفرض لا يتكرر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب فى واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۲۴. ط.س. ج۲ ص۴۵۶) ظفير. (۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مسح راس يتيم لم يمسحه الا لله كان له بكل شعرة يمرعليها يده حسنات ومن احسن الى يتيمة او يتيم عنده كنت انا وهو فى الجنة كهاتين وقرن بين اصبعيه رواه احمد (مشكوٰة باب الشفقة ص ۴۲۳) ظفير.

(۴) واذا ظهرحدث امامه وكل مفسد فى رأى مقتد مطلب فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة المرتم صحة وفسادا (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الامامة ج ۱ ص ۳۵۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۹۱) ظفير.

جماعت کی نماز اگر کسی وجہ سے باطل ہوگئی ہے تو صرف امام کا اعادہ سہوں کی طرف سے کافی نہیں:

(سوال ۱۲۳۸) امام نے جماعت کی نماز پڑھائی سہواً قرأت غلط پڑھی یا بے وضو تھا، یا بے غسل تھا ان سب صورتوں میں بعد واقف ہونے غلطی کے اس نماز کا اعادہ محض امام کے ذمہ ہے یا مقتدیوں کے ذمہ بھی۔

(الجواب) درمختار میں ہے واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى راى مقتد بطلت فيلزم اعادتها الخ كما يلزم الامام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب ـ (۱) درمختار۔ اس عبارت سے واضح ہے کہ اگر امام کی نماز نہ ہوگی تو مقتدیوں کی بھی نہ ہوگی۔ سب پر اعادہ نماز کا لازم ہے۔

مقتدی اگر امام سے پہلے سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے:

(سوال ۱۲۳۹) تذکرۃ الرشید میں ہے کہ اگر مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر کر فارغ ہوگیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور شامی۔ عالمگیری۔ بحر الرائق وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز مقتدی کی اس صورت میں ہوجائے گی لیکن مع الکراہت اس مسئلہ کو مصرح تحریر فرمایا جاوے۔

(الجواب) یہ مسئلہ جو تذکرۃ الرشید سے نقل فرمایا ہے یہ فرع ہے وجوب متابعت امام کی کیونکہ متابعت کے معنی یہ ہیں کہ امام کے ساتھ ساتھ ارکان و واجبات کو ادا کرے یا اس کے بعد ادا کرے پہلے نہ کرے یعنی تقدیم ممنوع ہے جیسا کہ شامی میں تحقیق متابعت میں نقل فرمایا ہے نعم تكون المتابعةفرضاً بمعنى ان ياتى بالفرض معه امامه او بعده كما لو ركع امامه فركع معه مقارناً او معاقباً (الى ان قال) والحاصل ان المتابعةفى ثلثة انواع مقارنة لفعل الامام مثل ان يقارن احرامه لاحرامه وركوعه لركوعه وسلامه لسلامه[۲] الخ اور چونکہ اس میں دو قول ہیں کہ مقتدی اقتداء امام سے کس وقت خارج ہوتا ہے۔ درمختار میں مذہب مشہور یہ لکھا ہے کہ امام نے جس وقت لفظ السلام کہا تو اقتداء ختم ہوجاتی ہے پس اس قول کے موافق تو لفظ السلام میں تقدیم نہ کرنی چاہئے ورنہ نماز فاسد ہوجاوے گی۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ سلام ثانی سے اقتداء ختم ہوتی ہے تو اس قول کے موافق پورا السلام علیکم ورحمۃ اللہ امام کے ساتھ یا پیچھے ہونا چاہئے۔ اگر پہلے ختم کر دے تو نماز مقتدی کی موافق اس قول کے فاسد ہوگی۔ پس تذکرۃ الرشید میں احتیاطاً اس قول کو اختیار فرمایا ہوگا وتنقضى قدوة بالاول قبل عليكم على المشهور عند نا وعليه الشافعية خلافاً للتكملة (درمختار) حيث صحح ان التحريمة انما تنقطع بالسلام الثانى. (۳) شامی۔ اور اگر کوئی دوسری عبارت پیش نظر ہے تو اس سے مطلع فرمائیے۔ فقط۔

امام کی غیر حاضری پر وضع تنخواہ:

(سوال ۱۲۴۰) جامع مسجد بمبئی کے امام صاحب کے متعلق متولیان مسجد نے یہ طریقہ رائج کر رکھا ہے کہ جس وقت کی نماز میں وہ نہیں آتے اس وقت کی تنخواہ حساب لگا کر وضع کر لیتے ہیں کیا یہ عند الشرع جائز ہے۔ فقط۔

(الجواب) ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور یہ امر خلاف عرف و شرع ہے۔ (۴)

---

(۱) دیکھئے الدر المختار مجتبائی باب الامامة ج ا ص ۸۶. ط.س. ج ا ص ۵۹۱. ۱۲ ظفير.

(۲) ردالمحتارباب صفة الصلوٰة مطلب مهم فى تحقيق متابعة الامام ج ا ص ۴۳۹. ط.س. ج ا ص ۴۷۰. ۱۲ ظفير.

(۳) ردالمحتارباب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ا ص ۴۳۶ وج ا ص ۴۶۸. ۱۲ ظفير.

(۴) وهل يا خذ ايام البطالة كعيد ورمضان لم اره وينبغى الحاقه ببطالة القاضى واختلفوا فيها والا صح انه يا خذ لا نها للا ستراحة اشباه من قاعدة العادةُ محكمة (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الوقف ج۳ ص ۵۲۵. ط.س. ج۴ ص ۳۷۲) وفى القنية من باب الا مامة امام يترک الا مامة لزيارة اقربائه فى الرساتيق اسبوع او نحوه اولمصيبة او لا ستراحة لا باس به ومثله عفو عن العادة والشرع اه (رد المحتار. كتاب الوقف مطلب فى الغيبة التى مستحق بها العزل عن الوظفية وما لا يستحق ج۳ ص ۵۶۴. ط.س. ج۴ ص ۴۲۰) ظفير.

فصل سادس
مدرک، لاحق اور مسبوق کے احکام

مقتدی غلطی سے تیسری رکعت میں بیٹھ گئے اور امام کھڑا رہ کر نماز پڑھتا رہا:

(سوال ۱۲۴۱) زید نابینا ہے اور خالد بینا ہے اور دونوں جماعت میں شامل ہوئے۔ امام جب تیسری رکعت پڑھ کر کھڑا ہوا تو یہ دونوں سمجھے کہ چوتھی رکعت ہے اور قعدہ میں بیٹھ گئے جب امام نے چوتھی رکعت کا رکوع کیا تب یہ سمجھے کہ ہم سے غلطی ہوئی۔ تب اٹھ کر قیام کیا اور رکوع کیا امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہو گئے۔ امام کے ساتھ قیام ورکوع میں شامل نہ ہو سکے ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) اگر زید وخالد نے ... میں رکوع کر لیا اور پھر سجدہ میں امام کے شامل ہو گئے اور پھر امام کی نماز کے ختم کے بعد اپنی باقی ماندہ رکعات پوری کر لی تو نماز ان کی ہو گئی۔ (۱) فقط۔

مسبوق کی امامت:

(سوال ۱۲۴۲) مسبوق کی امامت درست ہے یا نہیں۔ مثلاً زید نماز پڑھ رہا تھا، بکر دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہوا۔ جب زید نماز سے فارغ ہوا تو بکر باقی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو خالد آ کر اس کے پیچھے نماز پڑھنے لگا تو خالد کی نماز درست ہے یا نہ۔

(الجواب) مسبوق کا اقتداء درست نہیں ہے وہ بحالت انفراد بعد فراغ امام دوسروں کا امام نہیں ہو سکتا کما فی الدر المختار لا یجوز الا قتداء به . (۲) فقط۔

لاحق کس طرح نماز پوری کرے:

(سوال ۱۲۴۳) کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو جب وہ دو رکعت نماز عصر امام کے ساتھ پڑھ چکا تو اس کو حدث ہوا فوراً وضو کرنے چلا گیا اور وضو کرنے کے بعد امام کے ساتھ قعدہ اخیرہ میں ملا، اب وہ آخر کی دو رکعتیں کس طرح پوری کرے؟ اور اگر وہ تیسری رکعت میں ملا تو کس طرح پوری کرے؟

(الجواب) حکم اس کا یہ تھا کہ جب وہ وضو سے فارغ ہو کر آیا تھا اول وہ دونوں رکعت بلا قراءۃ پڑھتا جو بسبب حدث کے فوت ہوئی۔ پھر اگر امام نماز میں ہوتا تو اس کے ساتھ شامل ہو کر بقیہ ارکان پورے کرتا لیکن اگر ایسا کیا کہ بعد وضو کرنے کے امام کے ساتھ مل گیا تو اب بعد سلام امام کے ان دو رکعتوں کی بلا قراءت پوری کرے اور اس صورت کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور اس میں گنہگار ہوتا ہے۔ درمختار ص ۵۵۶ میں (۳) ہے و اللاحق من فاتته ، الرکعات کلها او بعضها

---

(۱) اذا کبر مع الا مام ثم نام حتی صلی الا مام رکعة ثم انتبه فانه یصلی الرکعة الا ولی وان کان الا مام یصلی الرکعة الثانیة ولو لم یشتغل بقضاء ما سبقه الا مام ولکن یتابع الا مام اولا ثم قضی ما سبقه الا مام بعد تسلیم الا مام جازت صلاته عندنا (عالمگیری مصری فی المسبوق الاحق ج ۱ ص ۸۷ . ط.م.ج ۱ ص ۹۲) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۵۸ . ط.س. ج ۱ ص ۵۹۷ : ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة مطلب فی احکام المسبوق المدرک واللاحق ج ۱ ص ۵۵۶ . ط.س. ج ۱ ص ۵۹۴ . ۱۲ ظفیر.

لکن بعد اقتداء بعذر کغفلة وزحمة وسبق حدث الخ وحكمه كموتم فلا يأتي بقرأة ويبدء الخ بقضاء مافاته عكس المسبوق ثم يتا بع امامه (الی قوله) ولو عكس صح واثم الخ اور یہی حکم تیسری رکعت میں ملنے کا ہے۔فقط۔کتبہ عزیز الرحمٰن۔

لاحق کو اگر امام خلیفہ بنادے تو وہ نماز کس طرح پوری کرے:

(سوال ۱۲۴۴) اگر امام را در نماز حدث لاحق شود اور مقتدی لاحق را خلیفہ سازد پس این خلیفہ نماز را چگونہ تمام کند؟

(الجواب) امام را اگر حدث لاحق شود و لاحق را خلیفہ سازد او بعد تمام صلوٰۃ قوم مدرک را خلیفہ سازد کہ سلام دہد و لاحق نماز خود را اتمام کند استخلف لاحقاً الی قوله مضى على صلوٰة الا مام واخرما عليه حتىٰ انتهىٰ الى موضع السلام واستخلف من سلم بهم جاز عند نافتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۹۵ نولکشوری...... محمد جمیل الرحمٰن)

مسبوق مقتدی کون سی صورت پڑھے جب کہ امام نے سورہ ناس پڑھی ہو:

(سوال ۱۲۴۵) ایک شخص مغرب کی نماز میں دوسری رکعت میں آ کر شامل ہوا اور امام نے دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھی تو اب اس مقتدی کو بعد جماعت پوری ہونے کے کون سی سورۃ پڑھنی چاہئے۔

(الجواب) اس صورت میں اس مقتدی کو اختیار ہے کہ جون سی چاہے پڑھے تمام قرآن شریف میں سے اختیار ہے(۱) (اس لئے کہ باب قرأۃ میں چھٹی ہوئی نمازیں ابتداء کے حکم میں ہیں۔ظفیر)

مسبوق اپنی بقیہ نماز کیسے پوری کرے:

(سوال ۱۲۴۶) اگر امام مقیم ہے اور مقتدی نماز رباعی میں رکعت اخیر میں شریک ہوا۔مقتدی بعد سلام امام تینوں رکعتوں میں کیا پڑھے۔آیا تینوں رکعتیں خالی بلا قراءۃ خاموش رہ کر ختم کرے گا یا دو رکعتیں الحمد و سورۃ کے ساتھ اور ایک رکعت صرف الحمد کے ساتھ پڑھے گا۔

(الجواب) جس شخص کو ایک رکعت ملی ہے امام کے ساتھ۔مسبوق ہے۔اگر نماز رباعی ہے تو بقایا کو اس طرح سے پڑھے کہ دو رکعت میں فاتحہ پڑھے اور سورۃ بھی ملاوے اور ایک رکعت میں صرف فاتحہ پڑھے والمسبوق من سبقه الا مام بها او ببعضها وهو منفرد حتى يثنى ويتعو ذالخ (درمختار) ويقرأ لانه يقضى اول صلاته فى حق القراء ة كما ياتى حتى لو ترك القراء ة لفسدت.(۲) كذا فى الشامى(وفى الفيض عن المستصفى لو ادركه فى ركعة الرباعى يقضى ركعتين بفا تحة وسورة ثم يتشهد ثم باقى بالثالثة بفاتحة خاصة عند ابى حنيفة وقالا ركعة بفاتحة وسورة وتشهد ثم ركعتين او لا هما بفاتحة وسورة وثانيتهما بفاتحة خاصة اه (۳). ظفير)

مسبوق اپنی نماز کس طرح پوری کرے جب کہ امام مسافر ہو:

(سوال ۱۲۴۷) مقیم نے ظہر کے وقت مسافر کی اقتداء کی اور اس کو ایک رکعت ملی مسافر نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا اب وہ مقیم جو مسبوق ہے تین رکعت کس طور سے ادا کرے یعنی ان رکعتوں میں الحمد اور سورۃ پڑھے یا کیا۔

(الجواب) درمختار و شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص لاحق و مسبوق ہے۔پہلی دو رکعت بلا قراءت ادا کرے

---

(۱) والمسبوق من سبقه الامام بها او ببعضها وهو منفرد فيما يقضيه الخ ويقضى اول صلاته فى حق قراء ة واخر ها فى حق تشهد (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب الا مامة ج ا ص ۵۵۷.ط.س.ج ا ص ۵۹۶) ظفير.

(۲) دیکھئے الدر المختار على هامش رد المحتارباب الامامة ج ا ص ۵۵۷ وج ا ص ۵۵۸ .ط.س.ج ا ص ۵۹۶.۱۲ ظفير. (۳) ردالمحتارباب الا مامة ج ا ص ۵۵۸.ط.س.ج ا ص ۵۹۷.۱۲ ظفير.

اور اخیر رکعت قراءت کے ساتھ ادا کرے۔(۱) فقط

امام کے قراءت کرنے کی حالت میں جو مقتدی ملے اسے ثناء نہ پڑھنی چاہئے:

(سوال ۱۲۴۸) جماعت میں امام کے قراءت شروع کرنے کے بعد اگر کوئی شریک ہوا تو اس کو ثناء پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) اس کو ثناء نہ پڑھنی چاہئے۔(۲)

جو رکوع میں ملے اس کے لئے ثنا نہیں:

(سوال ۱۲۴۹) جو شخص رکوع میں شریک ہو اور اس سے ثنا ساقط ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب) ثناء اس سے ساقط ہو گئی۔(۳) فقط۔

مسبوق سجدۂ سہو کے سلام میں امام کی اقتداء نہ کرے مگر سجدہ کرے:

(سوال ۱۲۵۰) مسبوق بصورت امام کے سجدۂ سہو کرنے کے امام کے ساتھ سلام پھیرے یا بغیر سلام پھیرے سجدہ سہو میں شریک رہے۔

(الجواب) مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے مگر سجدۂ سہو میں شریک رہے درمختار میں ہے **والمسبوق یسجد مع امامه . قال فی الشامی قید بالسجود لانه لا یتابعه فی السلام بل یسجد معه ویتشهد فاذا سلم الامام قام الی القضاء.**(۴) فقط۔

سلام سے ذرا پہلے ملنے والا تشہد پورا کرے یا سلام بعد فوراً کھڑا ہو جائے:

(سوال ۱۲۵۱) امام داہنی طرف سلام پھیرنے والا تھا کہ مسبوق آ کر شامل ہو گیا۔ اب مسبوق تشہد کو پورا کر کے اٹھے یا سلام کے بعد فوراً کھڑا ہو جائے۔ امداد الفتاوی میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ مسبوق تشہد کو پورا کر کے اٹھے۔

(الجواب) وہ شخص تشہد کو پورا کر کے اٹھے جیسا کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے امداد الفتاوی میں لکھا

---

(۱) والا حق من فاتته الرکعات کلها او بعضها لکن بعد اقتدائه بعذر کغفلة وزحمة وسبق حدث ومقیم ائتم بمسافر الخ حکمه کموتم الخ ویبدأ بقضاء ما فاته عکس المسبوق ثم یتا بع امامه ان امکنه ادراکه والا تابعه ثم صلی مانام فیه ثم بلا قرأة ما سبق به . بها ان کان مسبوقا ایضاً ولو عکس صح واثم لترک الترتیب (درمختار) قوله ثم ما سبق به بها الخ ای ثم صلی اللاحق ما سبق به بقراء ة ان کان مسبوقا ایضاً بان اقتدی فی اثناء صلوٰة الا مام ثم نام مثلا. وهذا بیان للقسم الرابع وهو المسبوق اللاحق وحکمه انه یصلی اذا استیقظ مثلا ما نام فیه ثم یتابع الا مام فیما ادرک ثم یقضی ما فاته ، الخ بیانه انه لو سبق برکعة من ذوات الا ربع ونام فی رکعتین یصلی اولاً ما نام فیه ثم ما ادرکه مع الا ما م ثم ما سبق به فیصلی رکعتة مما نام فیه مع الامام ویقعد متابعه له لانها ثانیة امامه ثم یصلی الاخری مما نام فیه ویقعد لانها ثانیة ثم یصلی التی انتبه فیها ویقعد متابعةلا مامه لانها رابعة وکل ذلک بغیر قراء ة لا نه مقتد ثم یصلی الرکعة التی سبق بها بقراء ة الفاتحة وسورة ، والا صل ان اللاحق یصلی علی ترتیب صلاة الا مام والمسبوق ویقضی ما سبق به بعد فراغ الا مام (ردالمحتار باب الا مامة مطلب فی احکام المسبوق والمدرک والا حق ج ا ص ۵۵۶ و ج ا ص ۵۵۷ .ط.س.ج ا ص ۵۹۴) ظفیر.

(۲) وقرأ سبحانک اللهم الخ الااذا شرع الا مام فی القراء ة سواء کان مسبوقا او مدر کا وسواء کان امامه یجهر بالقرائة اولا، فانه لایاتی به لما فی النهر عن الصغری ادرک الا مام فی القیام یثنی مالم یبدأ بالقراء ة (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلاة ج ا ص ۴۵۶ .ط.س.ج ا ص ۴۸۸) ظفیر.

(۳) قرأ سبحانک اللهم الخ الا اذا شرع الا مام فی القراء ة الخ فلا یاتی به ولو ادر که راکعا اوساجد اان کبر رائه انه یدر که اتی به (ایضاً .ط.س.ج ا ص ۴۸۸) ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب سجود السهو ج ا ص ۶۹۶ .ط.س.ج ۲ ص ۸۲ ا ظفیر۔

ہے۔(۱) فقط۔

مسبوق امام کے ساتھ بھول سے سلام پھیر دے پھر یاد آنے پر کھڑا ہو جائے تو اس پر سجدہ سہو ہے:

(سوال ۱۲۵۲) امام کے ساتھ مسبوق نے سلام پھیر دیا پھر اسے یاد آیا کہ تیرے ذمہ ایک رکعت ہے کھڑا ہو گیا تو اس صورت میں مسبوق کے ذمہ سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

(الجواب) سجدۂ سہو اس صورت میں مسبوق پر لازم ہے، **في الدر المختار ولو سلم ساهيا ان بعد امامه لزمه السهو والا لا الخ (درمختار) قوله والا لا اى وان سلم معه او قبله لا يلزمه لا نه مقتد فى هاتين الحالتين الى ان قال قلت يشير الى ان الغالب لزوم السجود لان الا غلب عدم المعية**(۲) الخ شامی جلد اول ص ۴۰۲ فقط۔

امام کی نماز کے باطل ہونے سے مسبوق کی نماز بھی باطل ہے:

(سوال ۱۲۵۳) امام نے ظہر کی نماز میں قعدہ اخیرہ بالکل نہیں کیا اور بھول کر پانچویں رکعت بھی پڑھ لی۔ اب وہ مسبوق جس کی ایک رکعت رہی ہوئی تھی۔ اس نے یہ جان کر کہ میرا قعدہ اخیرہ تو امام کی پانچویں رکعت میں ہے، امام کا اقتداء توڑ دیا۔ امام تو چھٹی رکعت کے واسطے کھڑا ہوا اور اس نے اپنی چار رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اب مسبوق کہتا ہے کہ میرے چار فرض ادا ہو گئے کیونکہ میں نے قعدہ اخیرہ ترک نہیں کیا اور امام نے قعدۂ اخیرہ ترک کر دیا اس کی نماز نفل ہو گئی کیا عند اللہ مسبوق کے فرض اس حالت میں ادا ہو گئے۔ یا مثل امام کے اس کی نماز بھی نفل ہو گئی اور اقتداء توڑنے کی وجہ سے نفل صحیح ہو گئے یا نہیں۔ ایسی حالت میں مسبوق کو اقتداء توڑنا جائز تھا یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ امام کی نماز بوجہ قعدہ اخیرہ نہ ہونے کے نہ ہوئی اور فرضیت اس کی باطل ہو گئی تو مسبوق کی نماز بھی باطل ہو گئی یعنی فرضیت اس کی ادا نہ ہوئی، اس کو پھر نماز پڑھنی چاہئے۔(۳) فقط۔

مسبوق زائد رکعت میں اقتداء کرے تو اس کی نماز باطل ہے:

(سوال ۱۲۵۴) نماز مغرب میں کوئی شخص قعدۂ اخیرہ میں شامل ہوا اور اس کو یہ علم ہو گیا کہ یہ قعدہ اخیرہ ہے مگر امام کو سہو ہو گیا کہ شاید یہ قعدہ اولیٰ ہے۔ امام اس خیال سے اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ امام نے سجدہ سہو بھی کیا چونکہ آخری رکعت تھی امام کی زائد رکعت یا نفل رکعت تھی۔ اب وہ شخص کہ جو جماعت میں قعدہ اخیرہ میں شامل ہوا تھا اس نے ایک رکعت جماعت کے ساتھ پڑھی...... اب وہ شخص تین رکعت ادا کرے یا دو رکعت۔ اگر تین رکعت ادا کرنے کا حکم ہو تو اس کی شرح کر دی جاوے کہ کس رکعت میں قعدہ کیا جاوے اور کس رکعت میں نہیں۔ اور اگر کوئی شخص اس زائد رکعت میں

---

(۱) بخلاف سلامه او قيامه لثالثة قبل اتما م الموتم التشهد فانه لا يتا بعه بل يتمه لو جوبه ولم يتم جاز (درمختار) وشمل باطلاقه ما لوا قتدى به اثناء التشهد الا ول اوالا خير فحين قعد قام امامه اوسلم ومقتضاه انه يتم التشهد ثم يقوم ولم اره صريحا ثم رايته فى الذخيرة نا قلا عن ابى الليث المختار عندى انه يتم التشهد وان لم يفعل اجزأه ۱ ۵ (ردالمحتار باب صفةالصلاة ج ۱ ص ۴۶۳ ط.س.ج ۱ ص ۴۹۶)ظفير.(۲) ردالمحتار باب الإ مامة مطلب احكام المسبوق ج ۱ ص ۵۶۰ ط.س.ج ۱ ص ۵۹۸ ۔ ۱۲ ظفير.(۳) من فرائضها التى لا تصح بدونها التحريمة الخ ومنها القعود الا خير (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۷ ط.س.ج ۱ ص ۴۴۲) واذا ظهر حدث اما مه وكذا كل مفسد فى راى مقتد بطلت فيلزم اعاد تها لتضمنها صلاة الموتم صحة وفسادا كما يلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فا قد شرط او ركن (ايضاً باب الا مامة ج ۱ ص ۳۵۴ ط.س.ج ۱ ص ۵۹۱)ظفير.

شامل ہوا جس کو یہ علم نہ تھا کہ کون سی رکعت ہے اس کے واسطے اس نماز میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) اگر وہ مسبوق اس زائد رکعت میں جو کہ نفل تھی اپنے امام کے تابع رہا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اس کو توڑ کر از سرنو نماز پڑھے **ولو قام امامه فی الخامسة فتابعه ان بعد القعود تفسدا لخ** .(۱) درمختار۔ اور اس زائد نفل رکعت میں جو شخص شامل ہوگا اس کے بھی فرض نہ ہوں گے وہ پھر نماز پڑھے۔ فقط۔

مسبوق بھول سے سلام پھیر کر دعا کرے، پھر یاد آئے تو کیا کرے:

(سوال ۱۲۵۵) ایک شخص نماز میں ایسے وقت شامل ہوا جب کہ ایک یا دو رکعت ہوچکی تھی اس نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، پھر ہاتھ اٹھا کر عربی زبان میں دعاء بھی مانگ چکا پھر اسے یاد آیا کہ تیری ایک یا دو رکعت باقی ہے۔ اس کے واسطے کیا حکم ہے۔

(الجواب) بغیر کسی کلام کئے اور کچھ بولے اگر وہ اٹھ گیا اگرچہ سلام پھیر دیا اور ہاتھ اٹھا کر دعاء بھی مانگ لی اس کی نماز ہوگئی۔ آخر میں سجدہ سہو کر لیوے۔ (۲) فقط

مسبوق امام کے قاعدہ اخیرہ میں صرف التحیات پڑھے:

(سوال ۱۲۵۶) مسبوق اگر امام کے ساتھ نماز عصر یا مغرب کی دوسری رکعت میں ملے تو امام کے پیچھے قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات اور قعدہ اخریٰ میں التحیات اور درود اور دعائے ماثورہ پڑھے یا نہیں۔

(الجواب) نہ پڑھنا چاہئے بلکہ التحیات کو اس طرح ٹھیر ٹھیر کر پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے تک ختم ہو جائے اور اگر پہلے ہی ختم ہو جائے تو اسے اختیار ہے چاہے چپ بیٹھا رہے اور چاہے کلمہ تشہد پڑھے اور چاہے التحیات کو دوبارہ پڑھ لے۔ (۳)

مسبوق امام کے ساتھ التحیات پڑھے:

(سوال ۱۲۵۷) اگر مسبوق مغرب کی تیسری رکعت میں امام کے ساتھ ملے تو قعدہ اخریٰ میں پیچھے امام کے التحیات اور درود و دعاء پڑھے یا نہیں۔

(الجواب) التحیات پڑھنی چاہئے نہ کہ درود و دعاء (۴) فقط

امام کے السلام کہہ دینے کے بعد اقتداء درست نہیں ہے:

(سوال ۱۲۵۸) امام کے پہلے سلام پھیرنے پر ایک شخص السلام کے ختم پر اور دوسرا السلام کے ختم پر اور تیسرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر اپنی اللہ اکبر کہہ کر شامل ہو، تو ان کو جماعت کا ثواب ملا یا نہیں۔ اور یہ شخص جماعت میں شریک ہوا یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا مامة مطلب فی احکام المسبوق ۵۱ ج ۱ ص ۵۶۰ قبیل باب الاستخلاف)

(۲) لو سلم ساهیا ان بعد امامه لزمه السهو والا لا (الدر المختار علی هامش رد المحتار، قبیل باب الا ستخلاف ج ۱ ص ۵۶۰ .ط.س. ج ۱ ص ۵۹۹) ظفیر.

(۳) ومن جملتها انه قیل انه اذا فرغ (المسبوق) من التشهد قبل سلام الا مام یکرره من اوله وقیل یکرر کلمة الشهادة وقیل یسکت وقیل یاتی با لصلوٰة والدعا ء والصحیح انه یترسل لیفرغ من التشهد عند سلام الا مام (غنیة المستملی ص ۴۴۱) ظفیر.

(۴) حواله سابق ۱۲ ظفیر.

(الجواب) درمختار میں وتنقضی قدوه بالا ول قبل علیکم .(۱) الخ اس سے معلوم ہوا کہ امام نے جب لفظ السلام کہہ دیا اس کے بعد اقتداء درست نہیں ہے اور وہ شخص شامل امام کے نہیں ہوا اپنی نماز علیحدہ پڑھے اور تحریمہ علیحدہ کہہ کر نماز شروع کرے اپنے آپ کو مقتدی امام کا نہ سمجھے۔(۲) فقط۔

جہری نماز میں مسبوق قراءۃ جہری کرے یا سری:

(سوال ۱۲۵۹) جس نماز میں قراءۃ جہراً ہے اس میں اگر کوئی ایک یا دو رکعت ہونے کے بعد شریک ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ رکعت میں قراءۃ جہراً پڑھنا یا نہ۔

(الجواب) قراءۃ بالجہر پڑھنا اس کو جہریہ میں افضل ہے اور آہستہ پڑھنا بھی درست ہے۔ اور اگر جہر کرے تو ادنیٰ جہر پر اکتفاء کرے اس لئے کہ وہ منفرد ہے قضاء ماسبق میں اور منفرد کو جہر وسر میں اختیار ہوتا۔ ویخیر المنفرد فی الجهر وهو افضل ویکتفی بادناه ان ادی الخ. درمختار .(۳) فقط۔

چار رکعت والی میں ایک رکعت پانے والا بقیہ رکعتوں میں قراءۃ کہاں کرے:

(سوال ۱۲۶۰) مقتدی نے رباعی نماز میں جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھی بعد سلام امام کے جو تین رکعت پڑھے گا ان میں قراءت کون سی رکعت میں پڑھے۔

(الجواب) درمختار احکام المسبوق میں ہے ویقضی اول صلوته فی حق قراء ة واخر ها فی حق تشهد الخ. (۴) اس روایت سے معلوم ہوا کہ مسبوق صورت مسئولہ میں بعد سلام امام کے اول کی دو رکعت میں قراءت پڑھے گا۔ اور آخر کی ایک رکعت میں صرف الحمد پڑھے۔ فقط۔

(وفی ردالمحتار عن المستصفی لو ادرکه فی رکعة الرباعی یقضی رکعتین بفاتحة وسورة ثم یتشهد ثم یاتی بالثالثة بفاتحة خاصة عندابی حنیفة وقالا رکعة بفاتحة وسورة وتشهد ثم رکعتین او لهما بفاتحة وسورة وثانیتها بفاتحة خاصة ا ه .(۵) ظفیر۔

مقیم مقتدی امام مسافر کے پیچھے بقیہ نماز کیسے پوری کریں:

(سوال ۱/۱۲۶۱) امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم، اگر مقتدی مذکور امام مذکور کے ساتھ چار رکعت والی نماز میں اول رکعت میں شریک ہوا ہو تو مقتدی اپنی نماز کس طرح پوری کرے۔

(سوال ۱۲۶۲/۲) اور جو دوسری رکعت میں شریک ہوا ہو تو کس طرح نماز کو پوری کرے۔

(سوال ۱۲۶۳/۳) اور جو التحیات میں ملا ہو تو مقتدی اپنی نماز کو کس طرح پڑھے۔

(الجواب) (ا) نوٹ:۔ اس کا پہلا جواب مفتی عنایت علی نے لکھا تھا۔ جواب مفتی عنایت الٰہی۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۳۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۶۸. ۱۲.
(۲) قوله وتنقضی قدوة بالا ول ای بالسلام الاول قال فی التجنیس الا مام اذا فرغ من صلاته فلما قال السلام جاء رجل واقتدی به قبل ان یقول علیکم لا یصیر داخلا فی صلاته لان هذا سلام (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ص ۴۳۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۶۸.) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۴۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۳. ۱۲ ظفیر (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة مطلب فی المسبوق واللاحق ج ۱ ص ۵۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۹۷. ۱۲ ظفیر.
(۵) ردالمحتار باب الامامت مطلب فی احکام المسبوق واللاحق ج ۱ ص ۵۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۹۷. ۱۲ ظفیر.

پہلی صورت میں مقتدی لاحق ہے امام کے ساتھ نماز تمام کر کے دور کعتیں باقی ماندہ بلا قراءۃ پڑھے۔
(۲و۳) آخر کی دونوں صورتوں میں مقتدی مسبوق ہے۔دوسری صورت میں امام کے سلام کے بعد کھڑے ہو کر پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور سورۃ پڑھے اور باقی دو رکعت میں صرف فاتحۃ الکتاب پڑھے اور تیسری صورت میں مقتدی چاروں رکعت میں مسبوق ہے لہذا بعد سلام امام کے اول کی دو رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھے اور دوسری رکعت کے اخیر میں صرف الحمد پڑھے۔فقط۔حررہ عنایت الٰہی،واملاہ خلیل احمد۔

(الجواب)(از حضرت مفتی صاحب دار العلوم)

کتب فقہ کی تفصیل کے موافق پہلا جواب صحیح ہے اور دوسرے اور تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں مقتدی لاحق و مسبوق ہے اور حکم ایسے مقتدی کا یہ ہے کہ پہلے دو رکعت بلا قراءۃ ادا کرے جس میں لاحق ہے اور پیچھے وہ رکعت ادا کرے جس میں مسبوق ہے۔پس دوسری صورت میں پہلے دو رکعت بلا قراءۃ ادا کرے اور پھر تیسری رکعت قراءۃ کے ساتھ ادا کرے۔اور تیسری صورت میں پہلے دو رکعت بلا قراءۃ ادا کرے اور پھر دو رکعت مع قراءۃ کے ادا کرے۔

ومقیم ائتم بمسا فر قوله ومقیم ای فهو لاحق بالنظر للا خیر تین وقد یکون مسبوقاً ایضاً کما اذا فاته اول صلاة امامه المسافر. شامی.(۱)وحکمه کمو تم فلا یاتی بقراء ة الخ ویبدأ بقضاء مافات عکس المسبوق الخ قوله ثم ما سبق به بها الخ ای ثم صلی اللاحق ما سبق به بقرء ة وان کان مسبوق ایضاً .الخ شامی(۲)

دوسری اور تیسری رکعت میں مقتدی مقیم کو محض مسبوق قرار دینا تصریحات فقہاء کے خلاف ہے اور جملہ رکعات بقراءۃ اداء کرنا بھی خلاف ہے قاعدہ مقررہ فقہاء کے۔

لاحق جس کا وضو ٹوٹ گیا وہ وضو میں مسواک کر سکتا ہے یا نہیں:

(سوال ۱۲۶۴) جب نماز میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور لاحق وضو کا ارادہ کرتا ہے،اس وضو میں مسواک کر سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) کر سکتا ہے۔(۳)فقط(واذا ساغ له البناء توضأ فوراً بکل سببه (درمختار) ای من سنن الوضوء لان ذالک من باب اکماله فکان من توابعه فیحتمل کما یحتمل الا صل بدائع (ردالمختار۔باب الا ستخلاف ج ا ص ۵۶٦ و ج ا ص ۵٦۷.ظفیر)

مسبوق نے بھول کر سلام پھیر دیا،یاد دلانے پر بقیہ رکعت پوری کر لی تو نماز ہو گئی:

(سوال ۱۲۶۵) ایک مسبوق نے سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دیا مقتدی نے مسبوق کو کہا کہ تم ایک رکعت اور پڑھو اس پر مسبوق کو وہ رکعت یاد آئی اور مسبوق نے چپکے ہی اٹھ کر رکعت پڑھ لی آیا اس کی نماز جائز ہے یا نہ۔

---

(۱)رد المحتار. باب الا مامة.مطلب فی احکام المسبوق الخ ج ا ص ۵۵٦.ط.س.ج ا ص ۵۹۴.۱۲ ظفیر.
(۲)ایضاً ج ا ص ۵۵۷ .ط.س.ج ا ص ۵۹٦ ۱۲ ظفیر.
(۳)ومنها السواک ای من سنن الوضوء (عالمگیری مصری سنن وضو ص۷)ظفیر.

(الجواب) نماز اس کی صحیح ہوگئی۔ ہذا ہوالاصح ۔(۱) فقط۔ (مگر اسے سجدہ سہو کرنا چاہئے احتیاط اسی میں ہے۔(۲) ظفیر)

لاحق نے اپنی چھوٹی ہوئی رکعت مسبوق کی طرح پوری کی تو کیا حکم ہے:

(سوال ۱۲۶۶) نماز عشاء میں مقتدی تیسری رکعت میں کھڑے کھڑے سو گیا جب امام ایک رکعت پوری کر چکا تب نیند سے اٹھا تو اس نے بعد سلام امام کے مسبوق کی طرح بقیہ نماز ادا کی تو یہ نماز درست ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) نماز ہوگئی اور اس کو لاحق کی طرح بلا قرائت وہ رکعت پڑھنی چاہئے۔(۳) فقط۔

جس امام نے حدث ہونے پر خلیفہ بنایا ہے اب وہ آکر اقتداء کرے یا امام بنے:

(سوال ۱۲۶۷) امام کو حدث ہوا اور دوسرے کو امام بنا کر وضو کیا تو پھر آکر مقتدی بن کر نماز پڑھے یا امام ہو جاوے۔ اگر امام وضو کر رہا ہو اور خلیفہ نے سلام پھیر دیا تو امام کس طرح نماز پوری کرے۔

(الجواب) مقتدی بن کر نماز پوری کرے اور اگر خلیفہ نے سلام پھیر دیا تب بھی باقی ماندہ نماز پوری کرے، از سر نو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔(۴) فقط۔

امام مسافر کی اقتداء کرنے والا مسبوق اپنی نماز کیسے پوری کرے:

(سوال ۱/ ۱۲۶۸) امام مسافر ہے دوسری رکعت کی التحیات میں ایک شخص مقیم شریک نماز ہوا۔ امام نے اپنی دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر دیا مقتدی مقیم کو ہر چہار رکعت میں خاموش بقدر الحمد کھڑا رہ کر نماز پوری کرنی چاہئے یا ہر دو رکعت اخیرہ میں صرف اس کو الحمد پڑھنا چاہئے۔

جس کی دو رکعت امام کے ساتھ چھوٹ گئی ہو تو وہ ان میں الحمد و سورۃ دونوں پڑھے:

(سوال ۲/ ۱۲۶۹) امام مقیم ہے مقتدی مقیم دو رکعت کے بعد التحیات میں شریک ہوا تو مقتدی کو اپنی باقی ماندہ دو رکعت میں جو امام کی ختم نماز کے بعد پوری کرے گا الحمد پڑھنی چاہئے یا بقدر الحمد اس کو چپ کھڑا رہنا چاہئے۔

(الجواب) (۱) در مختار اور شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقتدی مقیم مسبوق بھی ہے اور لاحق بھی ہے پس پہلی دو رکعت بلا قراءۃ پڑھے اور بعد میں دو رکعت قراءۃ سے پڑھے یعنی ان میں الحمد اور سورت دونوں پڑھے۔(۵)

---

(۱) حتی لو امتثل امر غیره فقیل له تقدم فتقدم اودخل فرجة الصف فوسع له فسدت بل یمکث ساعة ثم یتقدم برائه (درمختار قوله اودخل فر جة الخ المعتمد فیه عدم الفساد (ردالمحتارباب ما یفسد الصلوٰة مایکره فیها ج ا ص ۵۸۱ .ط.س. ج ا ص ۶۲۲ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی کے کہنے کے بعد ایک لمحہ ٹھہر جائے پھر کھڑا ہو کر پوری کرے اور اگر کہنے کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا تو بھی معتمد قول کی بنیاد پر نماز نہیں فاسد ہوگی بلکہ ادا ہوگئی۔ واللہ اعلم ظفیر مفتاحی. (۲) ولو سلم ساهیا ان بعد امامه لزمه السهو والا، لا (درمختار) ای وان سلم معه او قبله لایلزمه لا نه مقتد فی هاتین الحالتین وفی شرح المنیة عن المحیط ان سلم فی الا ولی مقارنا لسلامه فلا سهو علیه لانه مقتدبه وبعده لا یلزم لا نه منفرد اه ثم قال فعلی هذا یراد بالمعتم حقیقتها وهو نا درا لو قوع اه قلت یشیر الی ان الغالب لزوم السجود لان الاغلب عدم المعیة و هذا مما یغفل عنه کثیر من الناس فلیتنبه له (ردالمحتارباب الامامة مطلب فی المسبوق والمدرک والا حق ج ا ص ۵۶۰ .ط.س. ج ا ص ۵۹۸) ظفیر. (۳) واللا حق من فاتته الرکعات کلها اوبعضها لکن بعد اقتدائه بعذر کغفلة الخ وحکمه کمئو تم فلا یاتی بقراءة ولا سهو (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا مامة مطلب فی احکام المسبوق واللاحق والمدرک ج ا ص ۵۵۶ .ط.س. ج ا ص ۵۹۴) ظفیر. (۴) ومن سبقه الحدث فی الصلوٰة انصرف فان کان اماما استخلف وتو ضأ وبنی (هدایه باب الحدث فی الصلوٰة ج ا ص ۱۱۵). ظفیر. (۵) واللا حق من فاتته رکعات الخ بعد اقتدائه بعذر الخ مقیم ائتم بمسافر الخ حکمه کمؤ تم فلا یاتی بقراءة ویبداء بقضاء ما فاته عکس المسبوق ثم یتابع امامة أن امکنه ادراکه والا تابعه ثم صلی مانام فیه بلا قراءة ثم ما سبق به بها ان کان مسبوقا ایضاً (در مختار) هذا بیان للقسم الرابع وهو المسبوق اللاحق الخ ثم یصلی الرکعة التی سبق بها بقراءة الفاتحة وسورة (ردالمحتارباب الامامة مطلب فی احکام المسبوق واللاحق والمدرک ج ا ص ۵۵۶ .ط.س. ج ا ص ۵۹۴) ظفیر.

(۲) الحمد اور سورۃ دونوں پڑھنی چاہئے۔(۱) فقط۔

فجر میں مسبوق بقیہ رکعت قراءت جہری سے پوری کرے تو یہ درست ہے:

(سوال ۱۲۷۰) فجر کے وقت مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ فرض کی ایک رکعت جماعت میں مجھے ملی۔ جب امام نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی باقی ماندہ رکعت کھڑے قراءۃ جہریہ سے پوری کی اس میں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

(الجواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۲) فقط۔

اگر رکوع سے پہلے مل گیا تو وہ مسبوق نہیں ہے

(سوال ۱۲۷۱) اگر مسبوق رکعات قیام میں مل گیا مگر فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی رکعات پوری ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس کی نماز ہوگئی اور وہ رکعت بھی ہوگئی۔(۳) فقط۔

قاعدہ اولیٰ میں مقتدی نے تشہد پورا نہیں کیا تھا کہ امام کھڑا ہو گیا تو مقتدی کیا کرے:

(سوال ۱۲۷۲) اگر مسبوق امام کے ساتھ قعدہ اولیٰ میں ملے تو امام کے فوراً اٹھنے پر اس کا اتباع کرے یا تشہد ختم کر کے اٹھے اگر تشہد پورا نہ کرے تو نماز میں فساد آتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) ردالمحتار شامی کی عبارت مذکورہ کے بعد یہ بھی مذکور ہے **ثم رأيته في الذخيرة نافلا عن ابى الليث المختار عندى انه يتم التشهد وان لم يفعل اجزاء**(۴) الخ۔ اس عبارت اخیرہ **وان لم يفعل اجزاه** سے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی نے تشہد پورا نہ کیا اور امام کے ساتھ ساتھ اٹھ گیا تو نماز صحیح ہے۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ اس میں کراہت ہے یا نہیں۔ الحاصل تشہد پورا نہ کرنے کی صورت میں نماز ہو جاتی ہے فساد صلوٰۃ کا کوئی قائل نہیں ہے۔ فقط۔

امام کے ساتھ صرف ایک رکعت پانے والا قاعدہ کب کرے گا:

(سوال ۱۲۷۳) کوئی مقتدی نماز ظہر یا عصر کی نماز میں اس وقت شریک ہوا جب کہ ایک رکعت باقی ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ مقتدی ایک رکعت کے بعد قعدہ کرے یا دو رکعت کے بعد۔

(الجواب) ایک رکعت کے بعد قعدہ کرنا چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) والمسبوق من سبقه الامام بها او بعضها وهو منفرد حتى يثنى ويتعوذ و يقرأ الخ فيما يقضيه الخ اول صلاته فى حق قراء ة ولٰخر ها فى حق تشهد الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا مامة مطلب فى المسبوق الخ ج ا ص ۵۵۷ .ط.س.ج ص ۵۹۶) ظفير. (۲) ويخير المنفرد فى الجهر الخ كمن سبق بر كعة من الجمعة فقام يقضيها يخير (درمختار) وبهذا التقرير ظهروجه اقتصاره على الجمعة وان كان الحكم كذالک لو سبق بر كعة من العشاء ونحوه لان المقصود اثبات الجهر فى القضاء فى وقت المخافتة لا مطلقا فافهم (ردالمحتارفصل فى القراء ة ج ا ص ۴۹۸. ط.س. ج ا ص ۵۳۳) ظفير .(۳) وحاصله ان الاقتداء لا يثبت فى الا بتداء على وجه يدرک به الركعة مع الا مام الا بادراک جزء من القيام او ممافى حكمه وهو الركوع لو جود المشاركة فى اكثرها فاذا تحقق منه ذالک لا يضره التخلف بعده (ردالمحتارباب ادراک الفريضة تحت قوله لان المشاركة ج ا ص ۶۷۵. ط.س.ج۲ص ۱۴) ظفير. (۴) پوری عبارت اس طرح ھے " وشمل باطلاقه مالوا قتدى به فى اثناء التشهد الاول اوالا خير فحين فقد قام امامه او سلم ومقتضاء انه يتم التشهد ثم يقول ولم اره صريحا ثم رأيته فى الذخيرة ناقلا الخ (ردالمحتارباب صفة الصلاة فصل تاليف الصلوٰة تحت قوله بخلا ف سلامه الخ قبل اتمام الموتم التشهد فانه لا يتابعه ج ا ص ۴۶۳.ط.س.ج ا ص ۴۹۶) ظفير . (۵) والمسبوق من سبقه االامام بها او بعضها وهو منفر دالخ ويقضى اول صلاته فى حق قراء ة واخر هافى حق تشهد فمدرک ركعة من غير فجر ياتى بر كعتين بفاتحة وسودة وتشهد بينهما وبرابعة الرباعى بفاتحة فقط ولا يقعد قبلها (درمختار) وفى الفيض عن المستصفى لوادركه فى ركعة الرباعى يقضى ركعتين بفاتحة وسورة ثم يتشهد ثم ياتى بالثالثة بفاتحة خاصة عند ابى حنيفة وقالا ركعة بفاتحة وسورة وتشهد ثم ركعتين اولا هما بفاتحة وسورة وثانيتها بفاتحة خاصة ا ه وظاهر كلامهم اعتماد قول محمد (ردالمحتارباب الا مامة مطلب فى المسبوق واللاحق ج ا ص ۵۵۷ وص ۵۵۸.ط.س.ج ا ص ۵۹۶) ظفير.

مسبوق سے رکعت سابقہ میں اگر کوئی فرض ترک ہوجائے تو وہ کیا کرے:

(سوال ۱۲۷۴) اگر مسبوق سے رکعت سابقہ میں فرض چھوٹ جائے تو تمام نماز از سر نو پڑھے یا سجدہ سہو کرے۔

(الجواب) اگر اس فرض کا اس نے اعادہ نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔(۱) فقط۔

سجدہ میں ملنے والا مسبوق ثناء کب پڑھے:

(سوال ۱۲۷۵) ایک شخص مغرب کی نماز میں دوسری رکعت کے سجدہ میں شریک ہوا کیا اسے تیسری رکعت میں ثناء پڑھنی چاہئے۔

(الجواب) اس کو اسی وقت یعنی بعد تکبیر تحریمہ ثناء پڑھ لینی چاہئے ولو ادرکہ راکعا اوسا جداً ان اکبر رایہ انہ یدرکہ اتی بہ درمختار. (۲) فقط۔

مسبوق جو اخیر رکعت میں لاحق بن گیا، نماز کیسے پوری کرے:

(سوال ۱۲۷۶) شخصے مسبوق در نماز چہار گانہ خلف امام در رکعت اخیر لاحق شدہ بعد از سلام امام بچہ طور باقی نماز ادا خواہد ساخت۔

(الجواب) مذکور مسبوق بقیہ نماز را بعد فراغ امام بدین طریق اداء کند کہ در رکعت اولیٰ از سہ رکعات باقیہ فاتحہ وسورۃ بخواند و این رکعت را تمام کردہ قعدہ اولیٰ بکند بعدہ قیام کردہ رکعت ثانیہ بفاتحہ وسورۃ تمام کردہ رکعت اخیرہ سویمی را از قراءۃ سورہ خالی داشتہ صرف بفاتحہ اکتفاء کردہ آن رکعت را تمام کردہ قعدہ بکند و سلام کند قال فی الدر المختار فی حکمہ المسبوق ویقضی اول صلاتہ فی حق قراءۃ واخر ھا فی حق تشھد فمدرک رکعۃ من غیر فجر یاتی برکعتین بفاتحۃ وسورۃ وتشھد بینھما وبرابعۃ الرباعی بفاتحۃ الخ (۳) فقط۔

مسبوق کی نماز امام کی نماز کی صحت پر موقوف ہے:

(سوال ۱۲۷۷) ایک شخص فجر کی نماز میں التحیات میں شامل ہوا بعد سلام امام کے وہ نماز پڑھ کر فارغ ہو گیا اور کسی سبب سے امام کی نماز نہیں ہوئی تو مسبوق کی نماز ہوئی یا نہ۔

(الجواب) اس مسبوق کی بھی نماز اس صورت میں نہ ہوئی۔(۴) فقط۔

مسبوق ثنا کب پڑھے:

(سوال ۱۲۷۸) مسبوق ثنا اور تعوذ کس طرح پڑھے؟

(الجواب) مسبوق کو یہ حکم ہے کہ جس وقت اپنی رکعت باقی ماندہ پڑھنے کھڑا ہوا۔ اس وقت ثناء و تعوذ پڑھے اور جس

....

(۱) ومن فرائضها التی لاتصح بدونها (درمختار) اذا لاشئی من الفروض ما تصح الصلاۃ بدونه بلا عذر (ردالمحتار باب صفة الصلاۃ ج ۱ ص ۴۱۱ .ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ بعد الفصل ج ۱ ص ۴۵۶ .ط.س. ج ۱ ص ۴۸۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۵۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۹۶. ۱۲ ظفیر.

(۴) اذا ظهر حدث امامه وکذا کل مفسد فی رأ ی مقتد بطلت فیلزم اعادتها لتضمنها صلاۃ المؤتم صحة وفسادا (درمختار) واشاربه الی حدیث الا مام ضامن اذلیس المرادبه الکفالة بل التمضن بمعنی ان صلاۃ الا مام متضمنة لصلاۃ المقتدی ولذا اشترط عدم مغیر تهما فاذات صلاۃ الا مام صحت صلاۃ المقتدی الا لمانع اخر واذا فسدت صلاته فسدت صلاۃ المقتدی لا نه حتی فسدالشئی فسد ما ضمنه (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۳ .ط.س. ج ۱ ص ۵۹۱) ظفیر.

وقت امام کے ساتھ شریک ہوا اس وقت اگر امام جہری قراءت کرتا ہو تو نہ پڑھے اور اگر سری قراءۃ ہے تو اس وقت بھی پڑھے۔(۱) پھر جب اپنی رکعت پوری کرنے کھڑا ہوا اس وقت دوبارہ پڑھے۔ کذا فی الدر المختار والشامی فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جو دوسری رکعت میں ملے تو ثنا پڑھے یا نہیں:

(سوال ۱۲۷۹) ایک رکعت امام پڑھا چکا تھا جب مقتدی شریک جماعت ہوا تو مقتدی شریک جماعت ہو کر سبحانک اللہم الخ پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) مسبوق وہ اپنی رکعت فوت شدہ پڑھنے کو امام کی فراغت کے بعد کھڑا ہوا اس وقت سبحانک اللّٰھم الخ پڑھے۔(۲) فقط۔

جس کو مغرب کی دو رکعت امام کے ساتھ ملی تو وہ قاعدہ میں امام کے ساتھ صرف التحیات پڑھے گا یا درود وغیرہ بھی:

(سوال ۱۲۸۰) مغرب میں امام کے ساتھ دو رکعت پائی تو پچھلے تشہد میں سب کچھ پڑھنا ہوگا یا کیا؟ حالانکہ ہم کو ایک رکعت تنہا پڑھنا ہے اور اس میں درود وغیرہ سب کچھ پڑھنا ہوگا۔

(الجواب) امام کے ساتھ جو تشہد پڑھے صرف التحیات پڑھ کر خاموش بیٹھا رہے۔ پھر جب ایک رکعت باقی ماندہ ادا کرے اس وقت سب کچھ پڑھے۔(۳) فقط۔

مسبوق بھول سے سلام پھیر دے، پھر یاد دلانے پر اٹھ کر پوری کرے تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں:

(سوال ۱۲۸۱) مسبوق اگر امام کے ساتھ بلا ارادہ ہر دو جانب سلام پھیر دے اور جو لوگ نماز میں شامل تھے وہ اس کو کہیں کہ تیری بقیہ نماز نہیں ادا ہوئی۔ وہ ادا کرے تو اس شخص کی نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ مسبوق دوسرے کے بتلانے سے اور یاد دلانے سے اٹھا اور خود بھی اس کو یاد دلانے سے یاد آ گیا اور اسی بنا پر وہ اٹھا تو سجدہ سہو کرنے سے اس کی نماز ہو گئی۔(۴) اور ایسی حالت میں ایسا ہی کرنا چاہئے کہ اگر کوئی دوسرا شخص بتلا دے اور یاد دلا دے تو خود یاد کر کے اپنی یاد پر اس فعل کو کرے تاکہ نماز میں کچھ خلل نہ ہو۔(۵) فقط۔

---

(۱) انه اذاادرک الامام فی القراء ۃ فی الرکعة التی یجهر فیها لا یاتی بالثناء (الی قوله) فاذا قام الی قضاء ماسبق یاتی بالثناء یتعوذ للقراء ۃ الخ وفی صلاۃ المخافتة یاتی به هکذا فی الخلاصه (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۹۰) ظفیر.

(۲) والمسبوق من سبقه الا مام بها او ببعضها وهو منفرد حتی یثنی ویتعوذ (الی قوله) فیما یقضیه الخ حتی یثنی الخ تفریع علی قوله منفرد فیما یقضیه بعد فراغ امامه فیاتی بالثناء والتعوذ لا نه للقراء ۃ ویقرأ لا نه یقضی فی حق القراء ۃ کما یاتی (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۵۷ .ط.س.ج ۱ ص ۵۹۶) ظفیر.

(۳) ومن جملتها انه قیل انه اذا فرغ من التشهد قبل سلام الا مام یکرره من اوله وقیل یکرر من کلمة الشهادة وقیل یسکت وقیل یاتی بالصلوٰۃ والدعاء والصحیح انه یترسل لیفرغ من التشهد عند سلام الا مام (غنیة المستملی ص ۴۴۱) ظفیر.

(۴) ان تابع والا لا ، ولو سلم سا هیا ان بعد امامه لزمه السهووالا لا (درمختار) وفی شرح المنیة عن المحیط ان سلم فی الاولی مقارنا لسلامه فلا سهو علیه لا نه مقتد به وبعده یلزم لانه منفرد اه ثم قال فعلی هذا یراد بالمعیة حقیقتها وهو نادر الوقوع اه قلت یشیر الی ان الغالب لزوم السجود لان الا غلب عدم المعیة (ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۶۰ .ط.س.ج ۱ ص ۵۹۸) ظفیر. (۵) حتی لو امتثل امره قیل له تقدم فتقدم او دخل فرجة الصف احد فو سع له فسدت بل یمکث ساعة ثم یتقدم برائة قهستانی (درمختار) المعتمد فیه عدم الفساد (ردالمحتارباب ما یفسد الصلوٰۃ ویکره فیها ج ۱ ص ۵۸۱ .ط.س.ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

مسبوق امام کے پہلے سلام کے بعد کھڑا ہو یا دوسرے کے بعد:

(سوال ۱۲۸۲) مسبوق بقیہ رکعات کی ادائیگی کے لئے امام کے اول سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو یا دونوں سلام پھیرنے کے بعد۔

(الجواب) دونوں سلام پھیرنے کے بعد اٹھنا بہتر ہے تا کہ اگر امام پر سجدہ سہو ہو تو اس کو لوٹنا نہ پڑے۔(۱) فقط۔

مسبوق امام مسافر کی اقتداء کرے تو وہ اپنی بقیہ نماز کیسے پوری کرے:

(سوال ۱۲۸۳) امام مسافر کے پیچھے مقتدی کو ایک رکعت ملی یا قعدہ ملا تو بقیہ نماز کس طرح پوری کرے۔

(الجواب) وہ مقتدی پہلے دو رکعت خالی پڑھے اور پھر ایک رکعت قرأۃ کے ساتھ پڑھے یعنی جس کو ایک رکعت ملی ہے وہ امام کے سلام کے بعد ایک رکعت خالی پڑھ کر قعدہ کرے پھر اٹھ کر ایک رکعت خالی پڑھے اور اخیر کی رکعت قراءۃ کے ساتھ پوری کرے کیونکہ وہ بحکم لاحق مسبوق ہے۔ وتفصیلہ فی الشامی۔(۲) فقط۔

مسبوق کی اقتداء درست نہیں ہے:

(سوال ۱۲۸۴) ایک شخص نماز جماعت میں تیسری یا چوتھی رکعت میں شامل ہوا، نماز ختم ہونے کے بعد یہ شخص مثلاً زید اپنی نماز پوری کر رہا تھا کہ عمر نے زید کو جو چوتھی رکعت میں شامل جماعت ہوا تھا اپنا امام کرلیا اور اس نے بعد پورا کرنے اپنی نماز کے سلام پھیر دیا تو یہ جماعت درست ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) جو شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہوا اور اقتداء امام کا کیا وہ مسبوق کہلاتا ہے۔ جس وقت وہ اپنی باقی ماندہ نماز پوری کرنے کے کھڑا ہوا تو اس کے پیچھے کسی کو اقتداء کرنا درست نہیں ہے۔ **لا یجوز الا قتداء به.** (۳) فقط

امام وضو ٹوٹنے کی وجہ سے مسبوق کو خلیفہ بنا دے تو وہ کیسے نماز پوری کرے:

(سوال ۱۲۸۵) امام ظہر کی نماز پڑھا رہا ہے جو اس کے پیچھے کا آدمی ہے اس کی وضو ٹوٹ گئی اتنے وہ وضو کر کے آیا امام ایک رکعت پڑھا چکا ہے۔ جب وہ آدمی آ کر شامل ہو گیا تو امام کی وضو ٹوٹ گئی وہ اس آدمی کو اپنا خلیفہ بنا کر چلا گیا وضو کرنے۔ وہ مقتدیوں کی نماز کو پوری کرے تو اپنی تین رکعت ہوتی ہیں۔ اور اپنی نماز پوری کرے تو مقتدیوں کی پانچ رکعت

---

(۱) وینبغی ان یصبر (المسبوق) حتی یفهم انه لا سهو علی الا مام (درمختار) ای لا یقوم بعد التسلیمة او التسلیمتین بل ینتظر فراغ الا مام بعد ها الخ قال فی الحلیة ولیس هذا بملا زم بل المقصود ما یفهم ان لا سهو علیٰ الا مام او یو جد له ما یقطع حرمة الصلوٰة (ردالمحتارباب الامامة مطلب فی احکام المسبوق واللاحق. ج ا ص ۵۵۹. ط.س.ج ا ص۵۹۷) وتنقطع التحریمة بتسلمة واحدة . برهان وقدمر (درمختار) ای فی الواجبات حیث قال تنقضی قدوة بالاول قبل علیکم علی المشهور عند نا خلافا للتکملة اه (رد المحتار فصل تالیف الصلوٰة ج ا ص ۴۹۰. ط.س. ج ا ص ۵۲۵) اس سے معلوم ہوا کہ پہلے سلام کے بعد بھی اٹھ سکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ دوسرے سلام کے بعد کھڑا ہو ۱۲ ظفیر غفرله. (۲) ومقیم ائتم بمسافر وکذا بلا عذر بان سبق امامه فی رکوع وسجود فانه یقضی رکعة وحکمه کموتم فلا یاتی بقراء ة ولا سهو الخ ویبدأ بقضاء مافاته عکس المسبوق (الدر المختار وهذا بیان للقسم الرابع وهو المسبوق اللاحق وحکمه انه یصلی اذا استیقظ مثلا ما نام فیه ثم یتابع الا مام فیما ادرک ثم یقضی ما فاته اه بیانه کما فی شرح المنیة وشرح المجمع انه لو سبق برکعة من ذوات الاربع ونام فی رکعتین یصلی اولا مانام فیه ثم ما ادرکه مع الا مام ثم ما سبق به فیصلی رکعة مما نام فیه مع الامام ویقعد متابعة له لانها ثانیة امام ثم یصلی الا خری مما نام فیه ویقعد لا نها ثانیة ثم یصلی التی انتبه فیها ویقعد متا بعة لامامه لا نها رابعتو کل ذالک بغیر قراء ة لا نه مقتد ثم یصلی الرکعة سبق بها بقراء ة لفاتحة وسورة (ردالمحتارباب الا مامة مطلب فی المسبوق واللاحق ج ا ص ۵۵٦ و ج ا ص۵۵۷. ط.س. ج ا ص ۵۹۴) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة مطلب فی احکام المسبوق واللاحق ج ا ص ۵۵۸ ط.س. ج ا ص۵۹۷. ۱۲ ظفیر.

ہوتی ہیں کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) جس مقتدی کی وضوٹوٹ گئی اور وہ وضو کرنے گیا اور اس کی ایک رکعت فوت ہوگئی تو وہ لاحق ہے۔ اس کو حکم یہ ہے کہ جس وقت وہ آدمی پہلی اپنی رکعت فوت شدہ پڑھے پھر امام کے شریک ہو۔ پس اگر اس نے ایسا کیا تو اس کی نماز امام کے برابر ہوگئی اور اگر اس نے اپنی فوت شدہ رکعت پہلے ادا نہ کی اور امام کے شریک ہوگیا اور پھر امام کی وضوٹوٹ گئی اور اس نے اس لاحق کو امام بنادیا تو اس کو چاہئے کہ جس وقت امام کی چوتھی رکعت پوری ہوجاوے تو یہ شخص کسی مدرک کو خلیفہ بنادیوے جو اول سے امام کے شریک تھا۔ وہ سلام پھیردے گا اور وہ شخص اپنی رکعت فوت شدہ اٹھ کر پوری کرے۔ (۱)

اگر کوئی عصر یا مغرب کی اخیر رکعت میں ملا تو بقیہ نماز کس طرح پوری کرے:

(سوال ۱۲۸۶) اگر کوئی شخص عصر یا مغرب کی نماز میں امام کے ساتھ اخیر رکعت میں شامل ہوتا ہے تو باقی رکعتوں میں جو اکیلا پڑھے گا ہر رکعت میں التحیات پڑھنا ہوگا۔ کس طرح جائز ہے۔

(الجواب) مغرب میں ایسا ہی ہوگا کہ جب امام کے ساتھ ایک رکعت آخر کی ملی تو باقی دونوں رکعتوں میں بیٹھنا اور التحیات پڑھنا ہوگا۔ اور عصر میں امام کے سلام کے بعد ایک رکعت پڑھ کر قعدہ درمیانی کرنا ہوگا۔ اور پھر دو رکعت پڑھ کر آخر میں بیٹھنا ہوگا۔ (۲)

ایک رکعت پائی تو بقیہ رکعتیں کس طرح پوری کرے، تعوذ و تحیات کہاں پڑھے:

(سوال ۱۲۸۷) جماعت ہو رہی ہے اور مقتدی بعد میں آکر شامل ہوا۔ امام صاحب نے تین رکعت پڑھ لی ہیں۔ مقتدی ایک رکعت میں شامل ہوا تو وہ باقی نماز کو کس طرح پڑھے۔ مثلاً عصر کی نماز میں ایک رکعت ملی ہے اب تین رکعتیں کیسے ادا کرے۔ اعوذ کس طرح اور کس رکعت میں پڑھے۔ آیا دوسری رکعت میں التحیات پڑھے یا ایک میں اعوذ پڑھ کر دوسری میں التحیات پڑھے یا کس طرح پڑھے۔

(الجواب) جس شخص کو چار رکعت والی نماز میں مثل ظہر یا عصر میں ایک رکعت امام کے ساتھ ملی تو وہ شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی رکعات اس طرح ادا کرے کہ اٹھ کر اعوذ اور سبحانک اللّٰھم پڑھ کر الحمد اور سورۃ اس رکعت میں پڑھے اور رکوع سجدہ کر کے بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھے کیونکہ اس کی دو رکعت ہوگئی ایک امام کے ساتھ اور ایک خود اٹھ کر پڑھی۔ التحیات پڑھ کر اٹھ کر الحمد اور سورۃ پڑھ کر رکوع و سجدہ کرے یہ اس کی تیسری رکعت ہوئی۔ سجدہ کے بعد فوراً اٹھ کر چوتھی رکعت صرف الحمد کے ساتھ پڑھے یہ چوتھی رکعت ہوگئی۔ رکوع و سجدہ کر کے التحیات اور درود شریف و دعاء پڑھ کر سلام پھیرے۔ (۳)

---

(۱) ولو استخلف الامام مسبوقا اولاحقا او مقیما وھو مسافر صح و المدرک اولی الخ فلو اتم المسبوق صلاۃ الامام قدما مدر کا للسلام الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الاستخلاف ج ۱ ص ۵۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۹۷) ظفیر.

(۲) والمسبوق من سبقه الا مام بها او ببعضها وھو منفرد حتی یثنی ویتعوذ یقرأ الخ فیما یقضیه الخ ویقضی اول صلاته فی حق قراء ۃ و اخر ھا فی حق تشهد فمدرک رکعۃمن غیر فجر یاتی بر کعتین بفاتحه وسورۃ وتشهد بینهماوبرابعة الرباعی بفاتحة فقط الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارمطلب فی احکام المسبوق ج ۱ ص ۵۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۵۹۶) ظفیر. (۳) والمسبوق من سبقه الا مام بها او ببعضا وھو منفرد حتی یثنی ویتعوذ ویقرأ الخ فیما یقضیه الخ ویقضی اول صلاته فی حق قراء ۃواخر ھا فی حق تشهد فمدرک رکعة من غیر فجر یاتی برکعتین بفاتحة وسورۃ وتشهد بینهما وبرابعة الرباعی بفاتحة فقط . الدر المختار علی ھامش رد المحتارمطلب فی احکام المسبوق ج ۱ ص ۵۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۵۹۶) ظفیر.

دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کس طرح ادا کرے قراءت کرے یا نہیں:

(سوال ۱/ ۱۲۸۸) دوسری رکعت میں امام کے ساتھ مقتدی جماعت میں شامل ہوا، ایک رکعت جو مقتدی امام کے سلام کے بعد پڑھے گا اس میں کچھ پڑھے گا یا نہیں۔

تیسری رکعت میں شریک ہوا تو بقیہ رکعت میں وہ قراءت کرے گا یا نہیں:

(سوال ۲/ ۱۲۸۹) مقتدی تیسری رکعت میں شامل ہوا امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھی امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کھڑا ہو کر کچھ پڑھے گا یا نہیں۔ اور تیسری چوتھی میں بھی کچھ پڑھے گا یا نہیں۔

(الجواب) (۱) اس میں الحمد اور سورۃ پڑھے گا۔

(۲) تیسری رکعت میں اگر مقتدی امام کے ساتھ شامل ہو گیا تو اس کی دو رکعتیں فوت ہوئیں۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر دونوں رکعتیں الحمد اور سورۃ کے ساتھ پڑھے۔(۱)

کوئی دوسری رکعت میں ملا مگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اب کیا کرے:

(سوال ۱۲۹۰) ایک شخص دوسری رکعت میں امام کے ساتھ ملا امام نے سلام پھیرا تو اس نے بھی پھیر دیا بعد میں یاد آیا تو اب باقی رکعت پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) مسبوق نے اگر سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دیا خواہ ایک طرف یا دونوں طرف اس طرح کہ مسبوق کا سلام امام کے سلام کے کچھ بعد واقع ہوا جیسا کہ عادت ہے تو مسبوق اٹھ کر اپنی باقی رکعات پوری کر سکتا ہے نماز اس کی فاسد نہیں ہوئی (وان سلم (ای المسبوق) بعده (ای بعد الا مام) لزمه (سجود السهو) لكونه منفرداً حينئذ. (۲) بحر۔ شامی۔

امام رکوع میں تھا کہ ایک شخص آیا تو وہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ رکوع میں چلا جائے یا رکوع کی تکبیر بھی کہے:

(سوال ۱۲۹۱) امام رکوع میں ہے کہ ایک شخص آیا۔ کیا وہ تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جاوے یا تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر رکوع کی تکبیر کہے

(الجواب) تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جانا چاہئے۔ یہ طریقہ مسنون ہے لیکن اگر صرف تکبیر تحریمہ ہی کہہ کر بلا تکبیر ثانی رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہو گئی۔(۳)

رکوع میں ملے تو تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھے پھر رکوع کرے یا بغیر ہاتھ باندھے ہوئے رکوع میں جائے:

(سوال ۱۲۹۲) امام رکوع یا سجدہ میں ہے ایک شخص آیا تو اس کو تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ کر رکوع یا سجدے میں جانا

---

(۱) والمسبوق من سبقه الا مام بها او ببعضها وهو منفرد حتى يثنى ويتعوذو يقرأ الخ فيها يقضيه الخ ويقضي اول صلاته فى حق قراء ة واخر ها فى حق تشهد (الدر المختار على هامش ردالمحتارمطلب فى احكام المسبوق الخ ج۱ ص ۵۵۷.ط.س.ج۱ ص۵۹۶)ظفیر.

(۲) ردالمحتارباب سجود السهو ج۱ ص ۶۹۶.ط.س.ج۲ص ۸۳. ۱۲ ظفیر.

(۳)وسنتهار فع اليدين للتحريمه فى الخلاصه ان اعتاد تركه اثم الخ ووضع يمينه على يساره الخ وتكبيره الركوع (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب صفة الصلوٰة مطلب سنن الصلوٰة ج۱ ص ۴۴۳.ط.س.ج۱ ص۴۷۶)ظفیر.

دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کس طرح ادا کرے قراءت کرے یا نہیں:

(سوال ۱/ ۱۲۸۸) دوسری رکعت میں امام کے ساتھ مقتدی جماعت میں شامل ہوا، ایک رکعت جو مقتدی امام کے سلام کے بعد پڑھے گا اس میں کچھ پڑھے گا یا نہیں۔

تیسری رکعت میں شریک ہوا تو بقیہ رکعت میں وہ قراءت کرے گا یا نہیں:

(سوال ۲/ ۱۲۸۹) مقتدی تیسری رکعت میں شامل ہوا امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھی امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کھڑا ہو کر کچھ پڑھے گا یا نہیں۔ اور تیسری چوتھی میں بھی کچھ پڑھے گا یا نہیں۔

(الجواب) (۱) اس میں الحمد اور سورة پڑھے گا۔

(۲) تیسری رکعت میں اگر مقتدی امام کے ساتھ شامل ہو گیا تو اس کی دو رکعتیں فوت ہوئیں۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر دونوں رکعتیں الحمد اور سورة کے ساتھ پڑھے۔(۱)

کوئی دوسری رکعت میں ملا مگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اب کیا کرے:

(سوال ۱۲۹۰) ایک شخص دوسری رکعت میں امام کے ساتھ ملا امام نے سلام پھیرا تو اس نے بھی پھیر دیا بعد میں یاد آیا تو اب باقی رکعت پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) مسبوق نے اگر سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دیا خواہ ایک طرف یا دونوں طرف اس طرح کہ مسبوق کا سلام امام کے سلام کے کچھ بعد واقع ہوا جیسا کہ عادت ہے تو مسبوق اٹھ کر اپنی باقی رکعات پوری کر سکتا ہے نماز اس کی فاسد نہیں ہوئی (وان سلم (ای المسبوق) بعده (ای بعد الا مام) لزمه (سجود السهو) لكونه منفرداً حينئذ.(۲) بحر۔ شامی۔

امام رکوع میں تھا کہ ایک شخص آیا تو وہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ رکوع میں چلا جائے یا رکوع کی تکبیر بھی کہے:

(سوال ۱۲۹۱) امام رکوع میں ہے کہ ایک شخص آیا۔ کیا وہ تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جاوے یا تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر رکوع کی تکبیر کہے

(الجواب) تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جانا چاہئے۔ یہ طریقہ مسنون ہے لیکن اگر صرف تکبیر تحریمہ ہی کہہ کر بلا تکبیر ثانی رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہو گئی۔(۳)

رکوع میں ملے تو تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھے پھر رکوع کرے یا بغیر ہاتھ باندھے ہوئے رکوع میں جائے:

(سوال ۱۲۹۲) امام رکوع یا سجدہ میں ہے ایک شخص آیا تو اس کو تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ کر رکوع یا سجدے میں جانا

---

(۱) والمسبوق من سبقه الا مام بها او ببعضها وهو منفرد حتى يثنى ويتعوذو يقرأ الخ فيها يقضيه الخ ويقضى اول صلاته فى حق قراء ة واخر ها فى حق تشهد (الدر المختار على هامش ردالمحتارمطلب فى احكام المسبوق الخ ج ۱ ص ۵۵۷.ط.س.ج ۱ ص ۵۹۶)ظفير.

(۲) ردالمحتارباب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۲.ط.س.ج ۲ص ۸۳ . ۱۲ ظفير.

(۳) وسننهار فع اليدين للتحريمه فى الخلاصه ان اعتاد تركه اثم الخ ووضع يمينه على يساره الخ وتكبيره الركوع (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب صفة الصلوٰة مطلب سنن الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۳.ط.س.ج ۱ ص ۴۷۶)ظفير.

چاہئے یا بغیر ہاتھ باندھے۔

(الجواب) تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھنا مسنون ہے، اگر ہاتھ نہ باندھے اور ویسے ہی رکوع یا سجدہ میں چلا گیا تو نماز صحیح ہے۔(۱)

مسبوق نے سلام پھیر کر دعاء کر لی پھر یاد دلانے پر یاد آیا تو وہ کیا کرے:

(سوال ۱۲۹۳) ایک روز نماز عشاء کی جماعت میں خادم دوسری رکعت میں شریک ہوا مگر امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی اور دعاء مانگی مگر اسی وقت ایک دوسرے مقتدی نے جو اپنی نماز امام کے ساتھ پوری کر چکا تھا مجھے جتلایا کہ تم کھڑے ہو کر نماز پوری کرو، پس اگر اس حالت میں یہ عاصی کھڑے ہو کر نماز پوری کر لیتا تو نماز ہو جاتی یا نہیں۔ اور جس صورت میں کہ میں نے ان کا کہنا نہیں مانا بلکہ از سر نو چار فرض ادا کئے تو یہ نماز ہو گئی یا نہیں۔ میرے نہ ماننے کی یہ وجہ ہوئی کہ دل میں یہ خیال اور شبہ پیدا ہوا کہ خارج از نماز لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(الجواب) اگر اس شخص کے بتلانے کے بعد کچھ تامل کر کے خود یاد آ جاتا کہ میری ایک رکعت بے شک رہی ہے اور اس بناء پر اٹھ کر ایک رکعت پوری کر کے نماز پوری کر کے سجدہ سہو کر لیا جاتا تو نماز ہو جاتی کیونکہ وہ امتثال غیر شخص کا نہیں ہے بلکہ جب کہ خود یاد آ گیا تو اسی کی طرف کھڑا ہونا منسوب ہوگا۔ درمختار میں ہے حتیٰ **لو امتثل امر غیره فقيل له تقدم فتقدم او دخل فرجة الصف احد فوسع له فسدت بل يمكث ساعة ثم يتقدم برائه.** اور شامی میں عدم فساد کی تصحیح کی ہے **وقد منا عن رشد نبلا لی عدم الفساد وتقدم تما م الكلام عليه الخ.**(۲) (شامی جلد اول)

مسبوق قعدہ میں امام کے ساتھ کیا پڑھے اور امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے یا نہیں:

(سوال ۱۳۹۴) مسبوق کو امام کے ساتھ قعدہ میں کیا پڑھنا چاہئے اور اگر امام سجدۂ سہو کرے تو کیا مسبوق بھی کرے۔

(الجواب) امام جب قعدہ اولیٰ میں بیٹھے تو یہ بھی بیٹھے اور التحیات پڑھے امام اگر سجدہ سہو کرے یہ بھی ساتھ ہی میں سجدہ کرے۔ مگر سلام نہ پھیرے۔(۳)

---

(۱)وستهار فع اليدين للتحريمة الخ ووضع يمينه على يساره تحت سرته وتكبيرة الركوع (كنز) لماروى انه عليه الصلاة والسلام كان يكبر عند كل رفع وخفض (البحر الرائق. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۳۲۰.ط.س.ج ا ص ۳۰۲)ظفير.

(۲) ردالمحتارباب ما يفسد الصلوٰة ومايكره فيها ج ا ص ۵۸۱.ط.س.ج ا ص ۴۲۲. ۱۲ ظفير.

(۳)والمسبوق يسجد مع امامه مطلقا سواء كان السهو قبل الا قتداء او بعد ه ثم يقضى ما فاته (درمختار)قيد بالسجود الا نه لا يتا بعه فى السلام بل يسجد معه ويتشهد (ردالمحتارباب سجود السهو ج ا ص ۶۹۵و ج ا ص ۵۹۶.ط.س.ج ۲ص ۸۲......۸۳)ظفير.

الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ

نماز پڑھتے ہوئے وضوٹوٹ جائے تو کیا کرنا چاہئے

نماز میں امام کو حدث ہوجائے تو خلیفہ بنانا درست ہے ضروری نہیں

(سوال ۱۳۹۵) نماز میں امام کو اگر حدث ہوجائے تو فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خلیفہ بنانا جائز ہے چونکہ یہ مسئلہ نادرالوقوع ہے۔ اگر اس سے ناواقف ہیں تو امام کو خلیفہ بنانا دشوار ہوتا ہے ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) فقہ کی کتابوں میں حدث لاحق ہونے کی صورت میں خلیفہ بنانے کو جائز لکھا ہے۔ ضروری نہیں ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ استیناف ہی کرنا مناسب ہے تاکہ لوگ غلطی میں نہ پڑیں۔ پس پہلے نماز کو قطع کردے اور کوئی عمل منافی کرلیوے پھر بعد وضو کے از سر نو شروع کرے۔ (۱)

مسبوق خلیفہ بنایا جاسکتا ہے

(سوال ۱۳۹۶) چار مقتدی ہیں اور پانچواں امام نماز پڑھا رہا ہے اور مقتدی جاہل ہیں۔ ایک پڑھا ہوا شخص مقتدی بھی آکر جماعت میں شامل ہوا۔ امام کا وضوٹوٹ گیا تو اب ان پانچوں مقتدیوں میں سے کس کو امام بنایا جائے اور جو پڑھا ہوا ہے اس کو ایک یا دو رکعت نہیں ملی۔

(الجواب) جو خواندہ شخص پیچھے شامل جماعت ہوا اسی کو امام بنادیا جاوے اور سلام کے وقت وہ کسی ایسے شخص کو اپنی جگہ امام بنادیوے جس کی نماز پوری ہوگئی ہے۔ وہ سلام پھیردے اور یہ کھڑا ہوکر اپنی باقی ماندہ رکعات پوری کرلے۔ کذا فی الدرالمختار۔ (۲) فقط۔

اگلی صف کے مقتدی کا وضوٹوٹ جائے تو کیسے نکلے

(سوال ۱۳۹۷) اگر جماعت میں دو سو تین سو آدمی ہوں اور سب سے اگلی قطار میں اگر کسی کا وضوٹوٹ جاوے تو وہ اثناء نماز میں کیسے نکل سکتا ہے اور امام کیسے تبدیل ہوسکتا ہے۔

(الجواب) صفوں کو چیر کر نکل جاوے اور امام اپنی جگہ دوسرے شخص کو مقتدیوں میں سے ہاتھ پکڑ کر کھڑا کردیوے۔ (۳) فقط۔

حالت سجدہ میں اگر امام کا وضوٹوٹ جائے تو خلیفہ کیا کرے

(سوال ۱۳۹۸) اگر حالت سجدہ میں امام کا وضوٹوٹ جائے تو خلیفہ کس طرح مصلے پر آوے۔

---

(۱) استخلف ای جاز له ذٰلک ولو فی جنازة باشارة اوجرٍّ لمحراب (درمختار) وظاهر المتون ان الاستخلاف افضل فی حق الکل (ردالمحتار باب الاستخلاف. ج: ۱ ص: ۵۶۲. ظفیر

(۲)ولو استخلف الامام مسبوقا الخ فلو اتم المسبوق صلاة الامام قدم مدرکا للسلام(الدرالمختار باب الاستخلاف ج: ۱ ص: ۵۷۱). ظفیر.

(۳)سبق الامام حدث الخ غیر مانع الخ استخلف ای جاز له ذٰلک ولو فی جنازة باشارة او جر لمحراب الخ (درمختار) قوله استخلف اشار ان الاستخلاف حق الامام(ردالمحتار باب الاستخلاف ج: ۱ ص: ۵۶۱ وج: ۱ ص: ۵۶۲)

(الجواب) اس صورت میں خلیفہ مصلے پر آ کر اسی سجدے سے شروع کرے اور امام جس کو سجدہ میں حدث ہوا اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ لے تاکہ خلیفہ سمجھ جاوے کہ امام کو حدث سجدہ میں ہوا ہے۔ اس سجدہ کو پھر کرنا چاہئے۔ کما فی الدر المختار ولیضع یدہ علی رکبتہ لترک رکوع وعلی جبھتہ لسجود الخ۔(۱)۔فقط

سورۃ پڑھتے ہوئے امام کا وضو ٹوٹ جائے اور خلیفہ کو وہ سورۃ یاد نہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۳۹۹) امام مثلاً کوئی سورۃ پڑھ رہا ہے کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا اب جو مقتدی اس کا خلیفہ بنا ہے اس کو وہ سورۃ یاد نہیں جو امام پڑھ رہا تھا تو اب وہ کیا کرے۔

(الجواب) وہ اور کوئی سورۃ پڑھ کر رکوع کردے یہ ضروری نہیں ہے کہ اسی سورۃ کو پڑھے بلکہ اگر وہ امام بقدر قراءۃ واجب پڑھ چکا ہے تو یہ خلیفہ اس کی جگہ جا کر فوراً رکوع میں جاسکتا ہے۔(۲) فقط۔

(۱) الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار. باب الاستخلاف فی الصلوٰۃ ج:۱ ص:۵۶۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) من سبقه الحدث توضأ وبنی واستخلف لو امام(کنز)فانه یستخلف رجلا مکانه یاخذ یثرب رجل الی المحراب او یشیر الیه الخ.ولو ترک رکوعا یشیر بوضع یده علی رکبتیه او سجودا یشیر بوضعها علی جبهته او قراء ة یشیر بوضعها علی فمه الخ.هٰذا اذا لم یعلم الخلیفة ذٰلک اما اذا علم فلا حاجة الی ذٰلک(البحرالرائق باب الحدث فی الصلوٰة ج :۱ ص:۳۸۹ وص:۳۹۱) ظفیر.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین

الباب السابع

فیمایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا

فصل اول

مفسدات نماز
(یعنی نماز کو توڑ دینے والی چیزیں)

اگر باہری آدمی کے کہنے سے امام کچھ کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۰۶) عصر کے وقت ایک امی شخص نماز پڑھا رہا تھا امام نے جہر سے قراۃ پڑھی، ایک شخص خارج از صلوٰۃ نے چلا کر کہا کہ دھیرے دھیرے پڑھو عصر کے وقت زور سے نہیں پڑھا کرتے۔ یہ سن کر امام نے آہستہ پڑھ کر نماز ختم کردی۔ نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) خارج از صلوٰۃ کو بتلانا نہ چاہئے تھا لیکن اگر امام نے اس کے کہنے کے بعد کچھ توقف سے آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز صحیح ہے اور اگر فوراً اس کے کہنے سے آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز صحیح نہ ہوگی اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ در مختار میں ہے حتی، **لو امتثل امر غیرہ فقال لہ تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف اجد فوسع لہ فسدت بل یمکث سعۃ ثم یتقدم برأیہ الخ**[1]۔ فقط۔

گھٹنا کھلے ہونے کی حالت میں نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۰۷) گھٹنا اس حصہ جسم میں شامل ہے یا نہیں جس کا چھپانا لازم ہے اور کیا ایسے لباس سے یا ایسی حالت میں کہ پورا گھٹنا کھلا ہوا ہو نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ رکبہ یعنی گھٹنہ عورت میں داخل ہے اس کا چھپانا ضروری ہے شامی میں ہے۔ فالرکبۃ من العورۃ لروایۃ الدار قطنی ما تحت السرۃ الی الرکبۃ من العورۃ الخ. ولحدیث علی رضی اللہ عنہ : قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرکبۃ من العورۃ ۔[2] لیکن اس میں اختلاف ہے کہ گھٹنا مع ران کے ایک عضو ہے یا یہ دونوں علیٰحدہ علیٰحدہ دو عضو ہیں۔ پس روایت اولیٰ کی بناء پر صرف گھٹنے کا نماز میں کھلنا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے کیونکہ صرف گھٹنا چوتھائی حصہ ران کا نہیں ہے اور مفسد صلوٰۃ کشف ربع ہے۔[3] اور دوسری روایت کے موافق گھٹنے کا چوتھائی حصہ نماز میں کھل جانا بھی مفسد صلوٰۃ ہے۔ پس تمام گھٹنے کا کھلنا بدرجہ اولیٰ مفسد ہے شرح منیہ میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ مختار روایت اولیٰ ہے یعنی عدم فساد صلوٰۃ، مگر ظاہر ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ گھٹنا

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسدالصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ج ۱ ص ۵۸۱ ط.س. ج۱ ص۶۲۲. ۱۲ ظفیر

(۲) ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ مطلب ستر العورۃ ج۱ ص۳۷۵ ط.س. ج۱ ص۴۰۴. ۱۲ ظفیر.

(۳) ویمنع الخ کشف ربع عضو قدر اداء رکن بلا صنعہ من عورۃ غلیظۃ او خفیفۃ علی المعتمد (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ مطلب ستر العورۃ ج۱ ص ۳۷۶ ط.س. ج۱ ص۴۰۸. ظفیر.

نماز وغیرہ میں نہ کھولا جاوے (۱) اور چونکہ یہ راجح ہے کہ گھٹنا عورت ہے اس لئے کھولنا گھٹنے کا کسی حال میں درست نہیں ہے اختلاف جو کچھ ہے وہ فساد و عدم فساد صلوٰۃ میں ہے۔ فقط (اگر نماز میں ستر کھل جائے اور فوراً اسے چھپا لے، تاخیر نہ ہو، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ولو انکشف عضووهو عورة فی الصلوٰة فستر من غیر لبس لا یضره ذالك الا نكشاف ولا يفسدصلوٰته لا ن الانكشاف الكثير فی الزمان القليل عفو كالا نكشاف القليل فی الزمن الكثير . غنية المستملي ص ۲۱۳ .ظفير)

نماز میں قہقہہ سے وضو و نماز دونوں فاسد ہوتی ہیں یا ایک

(السوال ۱۳۰۸) نماز میں قہقہہ کرنا وضو اور نماز دونوں کو فاسد کر دیتا ہے یا صرف نماز کو۔

(الجواب) نماز میں قہقہہ کرنے سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جاتی ہے کما فی الدر المختار وقهقهه بالغ يقضان يصلي بطهارة صغرىٰ مستقلة صلوة كاملة ولوعند السلام عمدا انتهىٰ ملخصا (۲) فقط.

سجدہ میں پاؤں اٹھ جائے تو نماز ہو گی یا نہ ہو گی۔

(سوال ۱۳۰۹) بعض اردو کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو نماز نہ ہو گی۔ کم از کم ایک انگلی پاؤں کی زمین پر ٹکی رہے۔

(جواب) یہ مسئلہ قدمین کے اٹھنے کا در مختار و شامی میں بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل تمام سجدہ میں دونوں قدم اٹھے رہیں تو سجدہ نہ ہو گا اور جب سجدہ نہ ہوا تو نماز نہ ہوئی۔ کم از کم ایک انگشت کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھہر جائے۔ یہ نہیں کہ اگر قدمین زمین سے اٹھ گئے اور پھر رکھ لئے تو اس میں بھی نماز نہ ہو گی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل اٹھے رہے تو نماز نہ ہو گی۔ (۳) فقط

چوری کے کپڑے جو قیمتاً لئے گئے ہیں، ان میں نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۱۰) چوری کا کپڑا قیمت سے لے کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) نماز صحیح ہے مگر جان بوجھ کر چوری کا کپڑا خریدنا نہ چاہئے۔ (۴) اور چوری کے کپڑے سے نماز نہ پڑھنی چاہئے اور اگر پڑھی تو نماز ہو گئی۔ فقط

نماز میں بولنا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۱۱) بعد تکبیر تحریمہ کے امام کسی مقتدی کے جواب میں یہ کہے کہ گھڑی صبح سے نہیں بجتی اب بھی نہیں بجے گی۔ اس سے نماز میں تو کچھ نقصان نہیں آتا یا پھر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے۔

---

(۱) وکذا اختلفوا ایضافی الرکبة مع الفخور هل کل منها عضو علی حدة اوهما عضو واحد فقال بعضهم کل منها عضو علی حدة وعلی هذا لو انکشف القدر المانع کالربع من الرکبة وحدها لا تجوز الصلوٰة الخ وقال بعضهم الرکبة مع الفخذ کلا هما عضو واحدو فی الخلاصة هو المختار وفی شرح الهدایة لابن الهمام والا صح ان الرکبة تبع للفخذ لا نها ملتقی العظمین لا عضو مستقل انتهیٰ (غنیةالمستملی ص ۲۱۰ و ص ۲۱۱)(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة نواقض الوضو ج۱ ص ۱۳۴،۱۲ ظفیر.(۳)ومنها السجود بجهته وقدمیه وضع اصبع واحدة منها شرط (در مختار) وافادانه لولم یضع شیئا من القدمین لم یصح السجود (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث الرکوع والسجود) ویکفیه وضع اصبع واحدة فلم لم یضع الا صابع اصلا و وضع ظهر القدم فانه لا یجوز (البحر الرائق باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص۳۳۶)(٤)وما نقل عن بعض الحنفیة من ان الحرام لا یتعدی ذمتین سالت عنه الشهاب بن الشلبی فقال هومحمول علی ما اذا لم یعلم بذالك اما لورای المكاس مثلا یا خذ من احد شیئا من المكس ثم یعطیه ا خرثم یا خذه من ذالك الاخر فهو حرام (ردالمحتار. باب البیع الفاسد مطلب الحرمة تتعدد ج٤ ص ۱۸۰ .ط.س.ج٥ص۹۸)

(جواب) اس کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(۱) پھر نماز شروع کرنی چاہئے اور تکبیر تحریمہ پھر کہنی چاہئے۔ فقط۔

مقتدی اگر امام سے پہلے رکوع کرے اور سجدے میں شریک ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۱۲) ایک مقتدی اعمی ہے۔ جب امام قیام میں ہے وہ رکوع کرتا رہا اور جب امام رکوع سے فارغ ہو کر سجدہ کی طرف جانے لگا تو مقتدی قومہ کرتے ہوئے شریک فی السجدہ ہو گیا تو اس مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) شامی باب مایفسد الصلوٰۃ میں ہے **ولو رکع وسجد بعده صح وکذا لو قبله وادرکه الامام فیهما لکنه یکره الخ**(۲) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نماز اس کی فاسد نہ ہو گی اور عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن اعمی معذور ہے لہذا معصیت سے دور ہے۔ فقط۔

ضالین کو دوالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۱۳) ضالین کو دوالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) عرب کے قراء وعلماء بھی ضالین کو ایسی صورت میں اداء کرتے ہیں کہ دال مفخم کی آواز نکلتی ہے اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان سب کی نماز نہیں ہوئی حالانکہ وہ جاننے والے اصوات ومخارج حروف کے ہیں۔ فقط۔

غیر مقلد کے تکبیر کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی

(السوال ۱۳۱۴) اگر حنفیوں کی جماعت میں غیر مقلد تکبیر کہے تو نماز میں فساد واقع ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) کچھ فساد واقع نہ ہو گا۔ فقط

ہر آیت پر وقف جائز ہے یا نہیں۔ اور یہ مفسد صلوٰۃ تو نہیں۔

(سوال ۱۳۱۵) وقف کرنا ہر آیت پر خواہ ماقبل ومابعد سے اس آیۃ کا تعلق ہو یا نہ ہو جائز ہے یا نہیں۔ اور **رب العالمین ○** اور **الرحمن الرحیم ○** کو نماز میں وصل نہ کرنا مفسد نماز ہے یا نہیں۔

(جواب) جواز میں کچھ شبہ نہیں ہے اور **رب العلمین ○** اور **الرحمن الرحیم ○** پر وقف کرنا درست ہے مفسد نماز نہیں۔ فقط

نماز میں اگر بھولی بسری باتیں یاد آئیں تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۱۶) جو لوگ نماز میں بظاہر مصروف ہوں اور خیالات پریشان ان کو بازاروں اور عدالتوں میں لے جاتے ہوں اور کل بھولی باتیں اس کو نماز میں یاد پڑتی ہوں تو یہ نماز باطل ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز فاسد وباطل نہیں ہے۔(۳) (عن عثمان بن ابی العاص قال قلت یارسول اللہ ان الشیطان قد حال بینی وبین صلوتی وبین قراءتی یلبسها علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **ذاک شیطان یقال** له خنزب فاذا حسسته فتعوذ باللہ منه واتفل علی یسارك ثلثا ففعلت ذالك فاذهبه اللہ عنی رواه مسلم (**مشکوٰۃ** باب الوسوسه ص ۱۹)

صبح کو ازار پر دھبہ دیکھے تو کیا وہ صبح کی نماز لوٹائے

(سوال ۱۳۱۷) بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ جو شخص نماز عشاء ادا کر کے سو جائے اور بعد طلوع آفتاب بیدار ہو

---

(۱) یفسدها التکلم هو النطق بحر فین او حرف ولو مفهم (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۷۴ ط.س. ج ۱ ص ۶۱۳) ظفیر

(۲) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۹ ط.س. ج ۱ ص ۶۳۰. ۱۲ ظفیر.

(۳) عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست به صدر ها ما لم تعمل به اوتتکلم متفق علیه (مشکوٰۃ باب الوسوسه ص ۱۸) ظفیر.

کر ازار پر دھبہ منی کا دیکھے اس کو عشاء کی نماز لوٹانا چاہئے، یہ صحیح ہے یا نہیں۔
(جواب) جو شخص عشاء کی نماز پڑھ کر سویا اور صبح کو جس وقت اٹھا تو اس نے کپڑے پر منی کا دھبہ دیکھا تو عشاء کی نماز لوٹانے کا اس کے لئے حکم نہیں ہے اور کتاب مذکور میں ہر گز ایسا نہ ہوگا۔ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے مکرر اس کو غور سے دیکھا جائے۔ فقط۔

مقتدی کے کہنے سے حالت نماز میں امام آگے بڑھ جائے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۱۸) زید فجر کی نماز پڑھا رہا ہے اور صرف ایک دوسرا شخص مقتدی ہے جو حسب قواعد شرعیہ زید سے بالکل داہنی جانب قریب ہے۔ دوسری رکعت کی قرأۃ ختم ہونے سے پہلے ایک اور مقتدی آیا اور شامل جماعت ہونا چاہا چونکہ پہلے مقتدی کو پیچھے ہٹنے کا موقعہ نہیں تھا اس لئے مقتدی ثانی نے زید سے الفاظ میں کہا کہ آپ ایک قدم آگے بڑھ جائیے چنانچہ زید نے ایک قدم بڑھ کر بدستور قرأۃ جاری رکھی اور نماز ختم کردی۔ زید کہتا ہے کہ سب کی نماز فاسد ہوگئی کیونکہ مقتدی کو بجائے کہنے کے اشارہ ہاتھ سے کرنا چاہئے تھا۔ اس لئے نماز کے اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔
(جواب) اس صورت میں بعض فقہاء کا قول فساد نماز کا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہوگئی۔ واقعی اس مقتدی کو اشارہ سے امام کو آگے بڑھنے کو کہنا چاہئے تھا۔ لیکن بہر حال نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۱) فقط۔

نماز پڑھتے ہوئے اگر ہاتھ کپڑوں کے اندر ہوں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۱۹) نماز کے وقت اگر ہاتھ کپڑے کے اندر رہیں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔
(جواب) نماز درست ہے۔(۲) فقط۔

لقمہ دینا لینا یا کسی نماز کا چھوٹ جانا کیسا ہے

(سوال ۱۳۲۰) زید امام مسجد ہے انہوں نے عشاء کی نماز میں آیۃ وسیق الذین کفروا الآیۃ پڑھی و فتحت ابوابہا پر ٹھہر گیا پھر یہاں سے کسی دوسری سورۃ کی آیت تو فتحت ابوابہا کے ساتھ ضم کر کے آگے پڑھتا چلا تو عمر نے جو حافظ قرآن ہے نیز ما تجوز و ما تفسد بہ الصلوٰۃ سے واقف تھا، لقمہ دیا وقال لھم خزنتھا۔ زید نے پھر شروع سے دوہرایا اور اسی جگہ آن ٹھہرا۔ پھر عمر نے لقمہ دیا۔ زید پھر تیسری دفعہ دہراتا ہوا مشکل آگے بڑھا مگر وینذر ولکم لقاء یومکم ھذا کو چھوڑ کر سورہ زمر ختم کی اور بغیر سجدہ سہو نماز تمام کی اور یہ فعل تقریباً ایک سو ۱۰۰ مصلیوں کے درمیان زید سے صادر ہوا ہے نماز لوٹانی چاہئے یا نہیں۔
(جواب) اس صورت میں نماز امام اور مقتدیوں کی صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اعادہ اس نماز کا لازم نہیں ہے۔ کما صرح بہ فی الدر المختار والشامی بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح و آخذ بکل حال در مختار قولہ بکل حال. ای سواء قرأ الا مام قدر ما تجوزبہ الصلوٰۃ ام لا انتقل

---

(۱) ثم نقل تصحیح عدم الفساد فی مسئلۃ من جذب من الصف فتاخر (در مختار) وعبادۃ المصنف فی المنح بعد ان ذکر لو جذبہ اخر فتا خر الا صح لا تفسد صلاتہ وفی القنیۃ قیل لمصل منفرد تقدم فتقدم بامرہ او دخل رجل فرجۃ الصف فتقدم المصلی حتی وسع المکان علیہ فسدت صلاتہ وینبغی ان یمکث ساعۃ ثم یتقدم برائ نفسہ وعللہ فی شرح القدوری بانہ امتثال لغیر امر اللہ تعالیٰ اقول ماتقدم من تصحیح صلاۃ من تاخرو بما یفید تصحیح عدم الفساد فی مسئلۃ القینۃ لا نہ مع تاخرہ نجدبہ لا تفسدصلاتہ (ردالمحتار باب الامامۃ ج۱ ص ۵۳۳. ط.س. ج۱ ص ۵۷۱) ظفیر.
(۲) رفع یدیہ الخ ما سابابہا میہ شحمتی ادنیہ ہو المراد بالمحاذاۃ (در مختار) ودفق بینہما وبین روایات الرفع ای المنکبین بان الثانی اذا کانت الیدان فی الثیاب للبرد کما قالہ الطحاوی الخ (ردالمحتار فصل تالیف الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۰. ط.س. ج۱ ص ۴۸۲) ظفیر.

الیٰ ایة اخری ام لا تکرارا لفتح ام لا هو الا صح . نهر۔شامی(۱) جلد اول ص ۴۱۸۔ پس معلوم ہوا کہ اصح یہ ہے کہ تکرار فتح سے بھی نماز میں فساد نہیں آتا اور سجدہ سہو کے واجب ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ قرأۃ کے تکرار سے جو تاخیر کسی رکن میں ہو وہ موجب سجدہ سہو نہیں ہے کما فی الدر المختار واعلم انه اذا شغله ذالك الشك فتفكر قدر اداء ركن لم يشتغل حالة الشك بقراء ة الخ وجب عليه سجود السهو[۲] الخ

اس سے واضح ہوا کہ اشتغال بالقراءۃ کی صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا البتہ یہ بھی شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ جیسا کہ مقتدی کو یہ مکروہ ہے کہ فوراً لقمہ دیوے اسی طرح امام کو یہ مکروہ ہے کہ مقتدی کو لقمہ دینے کی طرف مضطر کرے بلکہ اس کو چاہئے کہ دوسری آیۃ مناسبہ یا دوسری سورۃ کی طرف منتقل ہو جائے یا اگر مقدار واجب یا مستحب پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دیوے۔ كما قال في الشامي يكره ان يفتح من ساعته كما يكره للامام ان يلجئه اليه بل ينتقل الى آية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوٰة اوالى سورة اخرى اويركع اذا قرأ قدر الفرض كما جزم به الزيلعي وغيره وفي رواية قدر المستحب كما رجحه الكمال بانه الظاهر من الدليل الخ۔(۳) فقط۔

مقتدی اگر ایک رکعت میں اقتداء چھوڑ دیں تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۲۱) امام مسجد نماز مغرب میں بعد دو رکعت کے تشہد بھول گیا مگر مقتدی غلطی سے یا بھول کر تشہد پڑھتے رہے اور امام نے تیسری رکعت میں الحمد آہستہ پڑھ کر رکوع کیا اور مقتدی امام کی اللہ اکبر کہنے پر کھڑے ہوئے امام رکوع کی تسبیحات پوری کر کے سجدہ میں گیا اور سب مقتدی تابع ہو گئے، اس صورت میں امام کی نماز پوری ہوئی مگر مقتدیوں نے غلطی سے تیسری رکعت میں امام کا اقتداء نہیں کیا بلکہ بعض رکوع میں بھی شامل نہ ہو سکے مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے۔ فقط۔

(جواب) جن مقتدیوں نے رکوع نہیں کیا ان کی نماز نہیں ہوئی اور جن مقتدیوں نے کھڑے ہو کر رکوع کر لیا خواہ کھڑے ہو کر امام کے شامل رکوع میں ہو گئے یا بعد میں رکوع کر لیا ان کی نماز ہو گئی۔(۴) امام کے ذمہ بوجہ ترک قعدہ اولیٰ کے سجدہ سہو لازم ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ج۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۱ص۶۲۲.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۶ .ط.س.ج۲ص۹۳. ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۱ص۶۲۳. ۱۲ ظفير.
(٤) نعم تكون المتا بعة فرضا بمعنى ان ياتي بالفرض مع امامه او بعد كما لوركع امامه فركع معه مقارنا او معاقبا وشاركه فيه او بعد مارفع منه فلو لم يركع اصلا الخ بطلت صلاته (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب تحقيق متابعة الامام ج۱ ص ۴۳۹ .ط.س.ج۱ص۴۷۱) ظفير.
(۵) ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعادوجوبا الخ ان لم يسجد له اى للسهوا لخ وهى فقراء ة فاتحة الكتاب الخ والقعود الاول(الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۴۲۴ .ط.س.ج۱ص۴۵۶) سها عن القعود الاول من الفرض الخ ثم تذكره عاد اليه الخ مالم يستقم الخ والا اى وان استقام قائما لا يعود لا شتغاله بفرض القيام وسجد للسهو لترك الواجب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ۱ ص ۶۹۶ .ط.س. ج۲ص۸۳) ظفير.

حالت نماز میں چیخ و پکار سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۲) ایک جماعت امیوں کی کسی پیر سے تعلیم پاکر نماز جہری میں قراءۃ سن کر اور کبھی سری میں بھی ہوں ہوں کر کے چیخ مارتے ہیں اس سے نمازان کی فاسد ہوگی یا نہیں اور یہ اہ اور اف نہیں بلکہ محض چیخ ہے۔

(جواب) در مختار میں ہے والا نین هو قوله اه بالقصر اوالتاوه هو قوله اه بالمدوالتافيف اف او تف والبكاء بصوت يحصل به حروف لو جع اومصيبة الخ لا لذكر جنة او نار فلواعجبته قراء ة الا مام فجعل يبكى وبقوله بلى او نعم او ارے لا تفسدسر اجيه لد لا لته على الخشوع الخ اور شامی میں ہے قوله لد لا لته على الخشوع . افا دانه لو كان استلزاذاً بحسن النغمة يكون مفسداً الخ ۔(۱) پس معلوم ہوا کہ نماز میں اس طرح چیخ اور پکار کرنا اور ہوں ہوں کرنا اگر جنت و دوزخ کے ذکر سے نہیں ہے تو مفسد صلوٰۃ ہے لہذا جہلاء کو اس سے بہ تشدد روکنا چاہئے کہ وہ اپنی نماز بھی فاسد کرتے ہیں اور دوسرے نمازیوں کو نماز میں بھی خلل ڈالتے ہیں كما جربناه۔ فقط۔

اگر آگے سے کتا گذر جائے تو نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۳) اگر نمازی کے آگے کو کتا نکل جاوے تو نماز فاسد ہوتی یا نہیں۔

(جواب) نماز فاسد نہیں ہوتی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲) فقط۔

جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۴) جیب میں کوئی ناپاک چیز یا ناپاک کپڑا قصداً یا سہواً رہ جائے اور نماز پڑھ لی جاوے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح نہ ہوگی۔ اس نماز کو پھر پڑھنا چاہئے۔(۳) فقط۔

نماز میں تہبند یا پاجامہ کھل جائے تو کیا کرے

(سوال ۱۳۲۵) اگر نماز کی حالت میں مقتدی یا امام کا تہبند یا پاجامہ کا کمر بند کھل گیا تو وہ نماز میں کیا کرے۔

(جواب) اگر ایک ہاتھ سے یعنی عمل یسیر سے درست ہونا ممکن نہ ہو تو نماز کو توڑ کر دونوں ہاتھوں سے تہبند باندھ کر پھر شریک جماعت ہو جاوے۔(۴) فقط۔

سترہ کی جگہ چھتری وغیرہ ہو تو کافی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۶) نمازی کے آگے چادر یا چھتری سترہ کے بجائے ہو تو کافی ہے یا نہیں یا سترہ لکڑی کا ہی ہونا

---

(۱) ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۷۹ .ط.س. ج۱ص۶۱۹ . ۶۲۰ . ۱۲ ظفير.

(۲) ولا يفسدها الخ مروره بين يديه اى حائط القبلة فى بيت ومسجد صغير مطلقا الخ ولوامراء ة او كلبا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۹۳ .ط.س. ج۱ص۶۳۴) ظفير.

(۳) وعفى الشارع عن قدردرهم وان كره تحريما الخ وفوقه مبطل (در مختار) ففى المحيط يكره ان يصلى ومعه قدر درهم او دونه من النجاسة عالما به الخ (ردالمحتار باب الا نجاس ج۱ ص ۲۹۲ .ط.س. ج۱ص۳۱۶ . ۳۱۷) ظفير.

(۴) ويفسد ها كل عمل كثير ليس من اعمالها ولا لا صلاحها وفيه اقوال خمسة اصحها ما لايشك بسببه الناظر من بعيد فى فاعله انه ليس فيها (در مختار) القول الثانى ان ما يعمل عادة باليدين كثير وان عمل بواحدة كالتعمم وشد السرا ويل وما عمل بواحدة قليل وان عمل بهما كحل السراويل ولبس القلنسوة ونزعها (ردالمحتار . باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۸۳ و ج ۱ ص ۵۸۴ .ط.س. ج۱ص۶۲۴ . ۶۲۵) ظفير.

ضروری ہے ؟اور لکڑی کا سترہ کم از کم انگشت موٹا ہونا ضروری ہے یا اس سے کم بھی کافی ہو سکتا ہے ؟

(جواب) چادر یا چھتری مصلی کے آگے ہو تو بجائے سترہ کے کافی ہے لکڑی کی خصوصیت نہیں ہے۔ اور قید غلظ اصابع کو صاحب بدائع نے قول ضعیف لکھا ہے۔ فی الشامی لکن جعل فی البدائع بیان الغلظ قولا ضعیفا وانہ لا اعتبار بالعرض وظاھرہ انہ المذھب بحر الخ ۔(۱) فقط۔

صراط الذین پر سانس ٹوٹ جانے سے نہ کفر لازم آتا ہے اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے

(سوال ۱۳۲۷) ایک شخص جو علم قراءۃ سے ناواقف اور بے بہرہ ہے جہری نماز میں امام ہوا اور بحالت اضطرار صراط الذین پر سانس منقطع ہو گیا، کیا وہ امام کافر ہو گیا اور نماز فاسد ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوئی اور امام مذکور کافر نہیں ہے بلکہ اس کو کافر کہنے والے پر خوف کفر ہے۔ کما فی الحدیث. ایما رجل قال لا خیہ کافر فقد باء بھا احدھما . رواہ الشیخان۔(۲) وفی حدیث اخر سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر ۔(۳) وفی حدیث آخر ایضاً من دعا رجلا بالکفرا وقال عدواللہ ولیس کذلک الا حار علیہ (متفق علیہ)(۴)۔

غیر نمازی کے پنکھا کرنے سے نمازی کی نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۳۲۸) اگر غیر نمازی پڑھنے والے کو پنکھا ہلائے تو مصلی کی نماز میں کچھ فساد لازم آئے گا یا نہیں۔

(جواب) مصلی کی نماز میں اس سے کچھ خلل اور فساد لازم نہیں آتا اگرچہ یہ اچھا نہیں ہے کہ نمازی بحالت نماز کسی سے پنکھا کرائے اس لئے اس کو چاہئے کہ پنکھا کرنے والے کو روک دے۔ فقط۔

ماہیہ میں تاء ظاہر کرنا غلط ہے، مگر مفسد صلوٰۃ نہیں

(سوال ۱۳۲۹) اگر بجائے ہ ئے ہوز ماہیہ کے تاء مع تنوین پڑھی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔ اور مفسد صلوٰۃ ہے یا نہ۔

(جواب) وما ادرٰک ما ھیہ میں اخیر کی ہاء کو جو کہ ہاء سکتہ ہے تاء پڑھنا لحن فی القراءۃ ہے اور غلطی صریح ہے کہ یہ ہاء مبدلہ عن التاء نہیں ہے۔ لیکن جس نے غلطی سے ایسا پڑھا اس کی نماز ہو گئی۔(۵) فقط۔

رات میں قبلہ پوچھ کر نماز پڑھی بعد میں معلوم ہوا کہ قبلہ غلط تھا تو یہ نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۳۳۰) شب کو زید نے اپنے ہمراہی سے قبلہ دریافت کر کے نماز ادا کی کئی روز بعد معلوم ہوا کہ قبلہ غلط بتایا گیا تو وہ نماز ہوئی یا نہیں۔

---

(۱) ویغزرنہ با الامام وکذا المنفرد فی الصحراء ونحوھا سترۃ بقدر ذراع طولا وغلظ اصبع لتبدو للناظر بقربہ دون ثلاثۃ اذرع علی حذاء احدحا جبیہ الخ (درمختار) لکن جعل فی البدائع بیان الغلظ الخ (ردالمحتار ج۱ ص ۵۹۵ و ج ۱ ص ۵۹۶ باب ما یفسد الصلوٰۃ ط.س. ج۱ ص ۶۳۶.۶۳۷) (۲) مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم ص ۴۱۱ ۔ ۱۲

(۳) ایضاً. (۴) ایضاً.

(۵) ومنھا القرأۃ بالالحان ان غیر المعنی والا لا . (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۸۹. ط.س. ج۱ ص ۶۳۰) ظفیر

(جواب) نماز ہو گئی(۱)۔ فقط

غلطی سے مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دے مگر یاد دلانے کے بعد کھڑا ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۳۱) ایک روز نماز عشاء کی جماعت میں خادم دوسری رکعت میں شریک ہوا مگر امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی اور دعا مانگی۔ مگر اسی وقت ایک دوسرے مقتدی نے جو امام کے ساتھ اپنی نماز پوری کر چکا تھا مجھے جتلایا کہ تم کھڑے ہو کر نماز پوری کرو۔ پس اگر اس حالت میں یہ عاصی کھڑا ہو کر نماز پوری کر لیتا تو نماز ہو جاتی یا نہیں اور جس صورت میں کہ میں نے ان کا کہنا نہیں مانا بلکہ از سر نو چار فرض ادا کئے تو یہ نماز ادا ہو گئی یا نہیں؟ میرے نہ ماننے کی یہ وجہ ہوئی کہ دل میں یہ خیال اور شبہ پیدا ہوا کہ خارج از نماز لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(جواب) اگر اس شخص کے بتلانے کے بعد کچھ تامل کر کے خود یاد آجاتا کہ میری ایک رکعت بے شک رہی ہے اور اس بنا پر اٹھ کر ایک رکعت پوری کر کے نماز پوری کر کے سجدہ سہو کر لیا جاتا تو نماز ہو جاتی کیونکہ وہ امتثال غیر شخص کا نہیں ہے بلکہ جب کہ خود یاد نہ آگیا تو اسی کی طرف کھڑا ہونا منسوب ہوگا۔ در مختار میں ہے حتیٰ لو امتثل امر غیرہ فقیل له تقدم فتقدم او دخل فرجة الصف احد فوسع له فسدت بل یمکث ساعةً ثم یتقدم برایه (۲) اور شامی میں عدم فساد کی تصحیح کی ہے وقد منا عن الشرنبلا لی عدم الفساد و تقدم تمام الکلام علیه الخ۔(۳) شامی جلد اول۔ فقط

علیکم کی جگہ علیتم نکل جائے تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۳۳۲) اگر السلام علیکم میں علیکم کے بجائے علیتم نکل جاوے تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو گئی۔(۴) فقط۔

چوغہ و امامہ میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۳) امام کہ لباس شرعی مثل چوغہ و ازار و رداء و عمامہ راپوشیدہ امامت می سازد و لیکن پوشیدن این لباس او را ناخوش است آیا نماز جائز می شود یا نہ۔

(جواب) نماز ادا می شود۔

کپڑے پر دھبہ دیکھے تو کیا کرے

(سوال ۱۳۳۴) امام کو احتلام ہوا۔ کپڑا دھو کر نماز پڑھاتا رہا دو تین دن کے بعد کرتہ پر دھبہ منی کا پایا تو اب نمازوں کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس کس نے اس کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔

---

(۱) ویتحری وهو بذل المجهود لنیل المقصود عا جز عن معرفة القبلة فان ظهر خطاه لم یعد لما مر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار . باب شروط الصلوٰة واستقبال قبله ج ۱ ص ۴۰۱ .ط.س.ج۱ص۴۳۳) ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها تحت الفروع ج ۱ ص ۵۸۱ .ط.س.ج۱ص۶۲۲) ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها تحت الفروع ج ۱ ص ۵۸۱ .ط.س.ج۱ص۶۲۲) ظفیر.
(۴) ومنها الخروج بصنعه کفعله المنافی لها بعدتما مها (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب صفة الصلاة ج۱ص ۴۱۸ .ط.س.ج۱ص۴۴۸.۴۴۹)

(جواب) کتب فقہ میں اس صورت میں یہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے کپڑے پر منی پائی قدر درہم سے زیادہ تو آخر نوم کے بعد میں جو نماز اس نے اس کپڑے سے پڑھی ہے اُس کو لوٹا دے گا۔ مثلاً آج بعد نماز ظہر اس نے کپڑے پر منی دیکھی تو اگر دوپہر کو بھی سویا ہے تو اسی وقت سے کپڑا ناپاک سمجھا جاوے گا اور اگر دوپہر کو نہیں سویا بلکہ رات کو سویا تھا تو اس وقت سے ناپاک سمجھا جاوے گا اور اس کے بعد سے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ لوٹائی جائیں گی اور بقدر امکان مقتدیوں کو بھی اطلاع کرنی چاہئے جو جو یاد آتے جاویں ان کو خبر کر دے۔ کما فی الدر المختار کما یلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقدشرط اورکن الخ. (۱) فقط۔

ذکر سری سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۵) مریدان بزرگان نقشبندیہ بموجب فہمانیدن مرشدان در نماز فرائض و نوافل ذکر سری می نمایند کہ الفاظ اوں وہوں مسموع میشوند نماز فاسد خواہد شد یا نہ۔

(جواب) ظاہر ہمیں است کہ نماز فاسد شود، لہذا احتیاط درین امر واجب است۔ (۲) فقط۔

قبلہ سے کچھ منحرف مسجد میں پڑھی ہوئی نمازیں صحیح ہوئیں یا نہیں

(سوال ۱۳۳۶) ایک مسجد میں لوگ نماز پڑھا کرتے تھے چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ مسجد جانب قبلہ سے منحرف ہے۔ بعد تحقیق کچھ لوگ پہلی ہی طرح سے رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور بعض اس جانب سے ذرا مڑ کر پڑھتے ہیں اب جو لوگ پہلی جانب کو پڑھتے ہیں ان کو نماز کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہ اور قبل تحقیق جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہ اور ٹیڑھی جانب کو اگر نماز پڑھتے رہیں تو نماز صحیح ہوگی یا نہ۔

(جواب) پہلے رخ پر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز صحیح ہے اور گذشتہ نمازوں کا اعادہ کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ تھوڑے سے انحراف سے استقبال قبلہ میں کچھ فرق نہیں آتا اور قطب حساب بھی تحقیقی نہیں ہے تقریبی ہے۔ فقط (۳)

نماز فجر میں آفتاب نکل آئے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۷) اگر فجر کی نماز میں آفتاب طلوع کرے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ نماز اس کی فاسد ہو گئی بعد طلوع وارتفاع آفتاب پھر صبح کی نماز اس کو پڑھنا چاہئے کما فی الدرالمختار والشامی بخلاف الفجر فتبطل بطر الطلوع الذی هو وقت فساد۔ (۴) الخ شامی والاحادیث تعارضت فتساقطت الخ . درمختار (۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة مطلب المواضع التی تفسد صلاة الامام ج ۱ ص ۵۵۳. ط.س. ج۱ ص ۵۹۱. ۵۹۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) وذکر فی الملتقط ان المصلی اذا لسعة الحیة فقال بسم الله الرحمن الرحیم تفسد صلوته الخ وذکر فی الذخیرة انه اذا قال المریض یارب او قال بسم الله لما یلحقه من المشقة الخ اما عندهما ای الطرفین فتفسد الخ (غنیة المستملی) ظفیر.
(۳) فللمکی الخ اصابة عینها الخ ولغیره ای لغیر معا ینها اصابة اجهتهابان یبقی شئی من سطح الوجه مسا متا للکعبة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار .باب شروط الصلوٰة ج۱ ص ۳۹۷. ط.س. ج۱ ص ۴۲۷. ۴۲۸) ظفیر.
(۴) ردالمحتار کتاب الصلاة تحت قوله بخلاف الفجر ج ۱ ص ۳۴۶. ط.س. ج۱ ص ۳۷۳. ۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلاة ج۱ ص ۳۴۶. ط.س. ج۱ ص ۳۷۳. ۱۲ ظفیر.

ضاد کی جگہ ظاد پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۸) نماز میں ض کی ظ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) پہلے (اس) مسئلہ کے متعلق یہ ضروری ہے کہ قصداً ظاء پڑھنے سے احتراز کیا جاوے کیونکہ اس میں فساد صلوٰۃ کی روایات ضرور موجود ہیں بلکہ شرح فقہ اکبر میں محیط سے نقل کیا ہے کہ تعمد اس کا کفر ہے عبارت یہ ہے وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرء الظاء المعجمة مکان الضادالمعجمة او یقرء اصحاب الجنة مکان اصحاب النار او علی العکس فقال لا یجوز امامته ولو تعمد یکفر قلت اما کون تعمده کفراً فلا کلام فیه اذا لم یکن فیه لغتان ففی ضنین الخلاف سامی۔(۱) اور بندہ کا مطلب تحریر سابق سے یہ تھا کہ باوجود ارادہ ادائے ضاد از مخرج اگر مشابہت ظاء یا دال کے ساتھ ہو جاوے تو نماز صحیح ہے۔ در مختار میں ہے الا ما یشق تمیزه کا لضادو الظاء فاکثر هم لم یفسدها(۲) شامی میں ہے قال فی الخانیةو الخلاصة الا صل فیما اذا ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی ان امکن الفصل بینهما بلا مشقة تفسدوا لا یمکن الا بمشقة کالظاء مع الضاد الخ قال اکثرهم لا تفسدو فی خزانة الا کمل قال القاضی ابو عاصم ان تعمد ذلك تفسدوان جری علیٰ لسانه ولا یعرف التمییز لا تفسد وهو المختار علیه وفی البزازیة وهوا عدل الا قاویل وهو المختار الخ .(۳) اس احتیاط کی وجہ سے قراء و علماء عرب قاطبۃً ضاد کے پڑھنے میں ظاء سے قطعاً بچتے ہیں اور ضاد کو بصورت دال مفخم اداء کرتے ہیں کما هو مشاهد و معروف۔ فقط۔

رشوت کے کپڑوں میں نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۳۹) رشوت کے کپڑوں سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ادا ہو جاتی ہے مگر وہ شخص عاصی اور فاسق ہے۔ یعنی حرام کی کمائی کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۴) لیکن نماز ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔

امام کے نیت توڑ دینے سے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳۴۰) امام کو قعدہ اولیٰ میں سہو ہوا، مقتدیوں نے اللہ اکبر کہہ کر اس کو اطلاع دی اس نے غلطی سے نماز توڑ دی جو مقتدی جانب یمین و یسار تھے یا دوسری صف میں تھے ان کو علم نہیں ہوا کہ ہمارے امام نے نماز فاسد کر دی وہ اسی پہلی نیت پر قائم رہے اور یہ سمجھے کہ امام تیسری رکعت کے پورا کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اب امام نے دوسری نماز کی رکعت کا رکوع کیا۔ مقتدی سب امام کے ساتھ رکوع میں چلے گئے۔ امام نے چار رکعت پوری کر کے سلام پھیرا مقتدیوں نے بھی چار رکعت پوری کی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ جن مقتدیوں نے امام کے ساتھ مکرر نیت نہیں باندھی بلکہ امام کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے گئے اس صورت میں ان مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں۔ اور یہ اول تکبیر جو امام کے ساتھ رکوع میں جاتے وقت کہی ہے تکبیر تحریمہ ہوگی

(۱) شرح فقه اکبر ص ۲۰۵ (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ما یفسد الصلوٰة مطلب زلة القاری ج۱ ص ۵۹۲.
(۳) ردالمحتار . باب ما یفسد الصلوٰة مطلب زلة القاری ج۱ ص ۵۹۲ .ط.س. ج۱ ص۶۳۳. ۱۲
(٤) وکذا تکره فی اماکن کفوق کعبة الخ وارض مغصوبة (الدر المختار شامی کتاب الصلوٰة ج۱ ص ۳۵٤)

یا نہیں۔
(جواب)اس صورت میں مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ جب کہ امام نے اپنی نماز توڑ دی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگئی پھر مقتدیوں نے دوبارہ نیت اقتداء کے ساتھ تکبیر تحریمہ نہیں کہی اور دوبارہ نماز شروع نہیں کی بلکہ پہلی نماز پر بناء کی جو کہ فاسد ہو چکی تھی اور بناء علی الفاسد، فاسد ہے۔ لہٰذا نماز ان کی فاسد ہی رہے گی۔(۱) فقط۔

دایاں پیر نماز میں ہل جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۳۴۱)زید کے داہنے پیر کا انگوٹھا نماز میں ہل گیا تو یہ مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں۔
(جواب)نماز میں انگوٹھے کا حرکت کرنا اور ہل جانا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔(۲) فقط

مسجد کسی کی ملک نہیں ہے اس میں نماز درست ہے

(سوال ۱۳۴۲)جو محلّہ والے مسجد محلّہ کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوں اس مسجد میں نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے۔
(جواب)مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی۔(۳) اور کسی کے سمجھنے سے اس میں کچھ تغیر نہیں ہوتا پس نماز اس میں صحیح ہے اور ثواب مسجد کا حاصل ہے۔ فقط۔

زیر ناف بال نہ مونڈنے والے کی نماز بھی درست ہے

(سوال ۱۳۴۳)جو شخص زیر ناف کے بال نہ مونڈے اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں۔
(جواب)نماز صحیح ہے لیکن یہ فعل برا ہے اور چالیس دن سے زیادہ موئے زیر ناف کو باقی رکھنا مکروہ ہے۔(۴) فقط۔

اگر صحیح قرأت کی تو نماز ہو گی سننے والے کا اعتبار نہیں

(سوال ۱۳۴۴)زید نے نماز جہری میں سورہ والعصر پڑھی اس صورت سے کہ والعصر کے اوپر وقف کیا اور سامع نے والعص سنا بحذف را۔ اور ثانیاً لفی خسر پر وقف کیا اور سامع نے لفی خس باسقاط را سنا۔ اگر وقف اخیر باسقاط حرکت یا تنوین بدون را ہو تو ایسے مقام پر وقف کرنا جائز ہے جہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ۱۷ مواضع پر قرآن شریف میں وقف کرنا مفضی الی الکفر ہونا منقول ہے جس میں سے ایک موضع فویل للمصلین ہے علیٰ ہذا القیاس۔ اور ۱۶ مواضع میں جو ستر واں موضع ہے وہ والعصر والا ہے کہ فساد اس کا اظہر من الشمس ہے۔ علاوہ ازیں وقف مابین مبتداء و خبر اور صفت و موصوف و فعل و فاعل اور مستثنیٰ منہ وصلہ و موصول و غیر ذلک بنابر قاعدہ نحویہ فصل و وقف جائز یا ناجائز جو موضع متنازع فیہ جملہ استثنائیہ ہے۔
(جواب)اعتبار پڑھنے والے کا ہے۔ سننے والا اگر کسی حرف کو نہ سنے تو اس سے قاری کا نہ پڑھنا لازم نہیں آتا۔ پس

---

(۱)واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسدفي رائي مقتد بطلت فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة الموتم صحة وفساد (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الامامة ج۱ ص ۵۵۳ .ط.س.ج۱ص ۵۹۱) ظفير.
(۲)وان حرك رجلا واحدالا على الدوام لا تفسد صلوته (عالمگیری كشوری باب مايفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۱۰۲ .ط.ماجديه ج۱ص۱۰۳) ظفير.(۳)ان المساجد لله (سورةالجن .۲)ويزول ملكه عن المسجد والمصلى بالفعل وبقوله جعلته مسجد اعند الثانى وشرط محمدوالا مام الصلاة فيه بجما عة وقيل يكفى واحد وجعله فى الخانية ظاهر الرواية (الدر المختار عليه هامش ردالمحتار كتاب الوقف مطلب فى احكام المسجد ج ۳ ص ۵۱۰ و ج ۳ .ص ۵۱۱ .ط.س.ج٤ص۳۵۵.۳۵۶) ظفير غفر الله ذنوبه ولحفى والجلى.
(٤)الا فضل ان يقلم اظفاره ويحفى شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالا غتسال فى كل اسبوع مرة فان لم يفعل ففى كل خمسة عشر يوما ولا يعذر فى تركه وراء الا ربعين الخ ويستحق الوعيد كذا فى القنية (عالمگیری مصری كتاب الكراهة باب تاسع عشر ج ۵ ص ۳٦۸ .ط.س.ج۵ص۳۵۷)ظفير.

جب کہ قاری نے والعصر پڑھا ہے اور اسی طرح ان الا نسان لفی خسر پڑھا ہے تو نماز ہو گئی اور ان دونوں موقعوں پر وقف کرنے سے نماز باطل نہیں ہوئی اور نہ کفر ہوا اور کسی موقع پر بھی کفر نہیں ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو روایات سترہ موقعہ پر وقف کرنے سے کفر کے لازم ہونے کی نقل کی ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

حالت نماز میں رقص وغیرہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳۴۵) بعض لوگ نماز میں شور و غل مچایا کرتے ہیں، یعنی تالیاں بجانا۔ ہاہو آواز کرنا۔ کودنا۔ رقص کرنا۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔ بعض ان کے معتقد مولوی کہتے ہیں کہ در مختار وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ شوق جنت و خوف نار سے رونا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ امور مفسد صلوٰۃ ہیں اور کتب فقہ میں خود دوزخ و شوق جنت میں رونے کو بے شک جائز لکھا ہے مگر تالیاں بجانا اور رقص کرنا کسی نے جائز نہیں لکھا بالخصوص نماز میں ایسی حرکات باتفاق مفسد صلوٰۃ ہیں۔ **وتفصیله فی کتب الفقه۔** (۲) فقط۔

زکوٰۃ کے پیسے سے خریدی ہوئی صفوں پر نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۴۶) اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے پیسے سے جائے نمازیں خرید کر مسجدوں میں دیتا ہے تو تونگروں کا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس پر جائز ہو جاتی ہے لیکن زکوٰۃ اس کی ادا نہیں ہوئی۔ (۳) فقط

اگر مقتدی امام کے ساتھ سجدہ تلاوۃ نہ کرے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۴۷) اگر مقتدی غلطی سے امام کے ساتھ سجدہ تلاوۃ نہ کرے تو نماز ہو گی یا نہ۔

(جواب) نماز میں سجدہ تلاوت واجب ہو وہ بعد نماز کے ادا نہیں ہوتا اور ساقط ہو جاتا ہے **وکل سجدة فی الصلوٰة ولم تؤ دو فیها سقطت ای لم یبق السجود لها لفوات محله الخ** (۴) شامی۔ پس معلوم ہوا کہ وہ سجدہ ساقط ہوا اور اعادہ نماز کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر عمداً چھوڑا تو توبہ کرے۔ **وفی البدایع واذا لم یسجد اثم فتلزمه التوبة** ۔ (۵) در مختار۔ فقط

---

(۱) اذا وقف فی غیر موضع الوقف او ابتداء فی غیر موضع الا بتداء ان لم یتغیر به المعنی تغیر ا فاحشا نحوان الدین امنوا وعملوا الصالحات ووقف ثم ابتداء بقوله اولئك هم خیر البریة لا تفسد بالا جماع بین عملائنا هکذا فی المحیط وکذا ان وصل فی غیر موضع الوصل الخ لا تفسد لکنه قبیح هکذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری زلة القاری ج۱ ص ۷۵ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۸۱) ظفیر. (۲) والتنحنح بحر فین بلا عذر الخ او بلا غرض الخ والا نین الخ والتاوه الخ والتافیف الخ والبکاء بصوت الخ لا لذکرجنة او نار الخ او یفسدها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا لا صلاحها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة ج ۱ ص ۵۷۸ .ط.س.ج۱ص۶۱۸ .۶۱۹) ظفیر.
(۳) زکوٰۃ کے پیسے مسجد میں لگانے درست نہیں ہیں یہاں چونکہ تملیک پائی نہیں گئی اس لئے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ یصرف المزکی الخ تملیکا لا اباحة کما مرلا یصرف الی بناء نحومسجد ولا الی کفن میت الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۸۵ .ط.س.ج۲ص ۳۴۴) ظفیر. (۴) ردالمحتار . باب سجود التلاوة تحت قوله اذا لم یسجد ج۱ ص ۷۲۲ .ط.س.ج۲ص ۱۱۰ .۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۲ .ط.س.ج۲ص ۱۱۰ .۱۲ ظفیر.

قرأت اس طرح کرے کہ خود بھی نہ سنے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۴۸) نماز میں الحمد اور سورۃ وغیرہ ایسی طرح پڑھنا کہ اپنے کان میں بھی آواز نہ آوے تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) زیادہ معتبر اور صحیح یہ ہے کہ اس طرح پڑھے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو اپنے کان میں آواز آجائے اور کرخی اور بلخی بدون اس کے بھی نماز کو صحیح فرماتے ہیں والاول اصح وارجح ۔(۱) شامی۔ فقط۔

سجدہ سہو محض شک کی وجہ سے کیا تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۴۹) سجدہ سہو بلا سبب وجوب اگر کوئی شخص محض شک کی بنا پر کرے تو وہ نماز صحیح ہو گی یا نہیں۔

(جواب) بلاوجوب سجدہ سہو محض شک اور شبہ کی وجہ سے سجدہ سہو نہ کرنا چاہئے اور اگر اتفاق سے غلطی سے ایسا کر لیا تو نماز ہو جاوے گی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور آئندہ ایسے شبہ اور شک میں سجدہ سہو نہ کرنا چاہئے۔(۲) البتہ اگر ظن غالب ترک واجب کا ہو تو سجدہ سہو حسب معمول بعد یک سلام کرے۔ فقط۔

سنکھ بجتے وقت نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۵۰) پانی پت میں ہنود اور اہل اسلام میں کچھ تنازعہ ہوا۔ وجہ یہ ہو گئی کہ مغرب کی نماز کے وقت ہنود نے سنکھ بجایا، منع کرنے سے نہ رکے۔ نوبت مقدمہ کی پہنچی۔ وکیل کے مشورہ سے مسلمانوں نے مغرب کے وقت اذان کہنا اور نماز پڑھنا چھوڑ دیا، آیا سنکھ بجنے کے وقت ان مساجد میں نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس حالت میں نماز صحیح ہے۔(۳) اور نماز نہ پڑھنا اور اذان و جماعت اس مسجد میں ترک کرنا اچھا نہیں۔ فقط۔

نمازی کے آگے سے عورت یا کوئی جانور گذر جائے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۵۱) نمازی کے سامنے سے اگر کتا یا اور کوئی جانور یا عورت گذر جائے تو اس کی نماز فاسد ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نمازی کے سامنے سے کتا یا کوئی جانور یا عورت اگر نکل جاوے تو نماز اس کی فاسد نہ ہو گی۔ در مختار میں ہے ولا یفسدھا مرور مار الخ ولو امراءۃً او کلباً (۴) الخ اور شامی میں حلیہ سے منقول ہے کہ جو کچھ اس بارہ میں

---

(۱) وادنی الجھر اسماع غیرہ وادنی المخافتة اسماع نفسه (درمختار) اعلم انھم اختلفوا فی حد وجود القراءۃ علی ثلاثة اقوال فشرط الھندوانی والفضلی لوجودھا خروج صوت یصل اذنه وبه قال الشافعی وشرط المریسی واحمد خروج الصوت من الفم وان لم یصل الی اذنه لکن بشرط کونه مسموعا فی الجملة حتی لوادنی احد صماخیه الی فیه یسمع ولم یشترط الکرخی وابو بکر البلخی السماع واکتفیا بتصحیح الحروف الخ وان ماقاله الھندوانی اصح وارجح لا عتماد اکثر علمائنا (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج۱ ص ۴۹۸. ط.س. ج۱ ص ۴۳۴. ۴۳۵) ظفیر.

(۲) ولو ظن الا مام السھو فسجد له فتابعه فبان ان لا سھو فالاشبه الفساد (در مختار) وفی الفیض وقیل لا تفسد وبه یفتی (ردالمحتار قبیل باب الاستخلاف ج ۱ ص ۵۶۰. ط.س. ج۱ ص ۵۹۹) جب مسبوق کی نماز فاسد نہیں ہوئی تو اور دوسرے کی نماز بدرجہ اولیٰ فاسد نہیں ہو گی ۱۲ ظفیر۔

(۳) اس لئے کہ کوئی چیز مفسدات نماز میں سے نہیں پائی گئی ۱۲ ظفیر۔

(۴) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۹۳. ط.س. ج۱ ص ۶۳۴. ۱۲. ظفیر.

حدیث شریف میں آیا ہے وہ منسوخ ہے یا مؤول(۱) **کما هو منقول فی الشروح والحواشی**۔ بہر حال اعادہ اس نماز کا واجب نہیں ہے۔ فقط۔

پاؤں ہلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(**سوال ١٣٥٢**) نماز میں قیام کی جگہ سے دونوں پاؤں ہل جانے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔

(**جواب**) اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔(۲) فقط۔

سنکھ بجنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی

(**سوال ١٣٥٣**) اگر بوقت نماز ضداً سنکھ بجایا جائے اور شور وغل کیا جاوے تو نماز میں شرعاً نقص آتا ہے یا نہیں۔

(**جواب**) اگر بذریعہ حکام اس کا انسداد ہو سکے تو انسداد اس کا ضروری ہے۔ کیونکہ اگرچہ نماز میں کسی کے شور وغل اور سنکھ بجانے سے فساد نہیں ہوتا لیکن نمازیوں کو تشویش وپراگندگی کی خاطر اور عدم خشوع وخضوع اس کی وجہ سے ضرور ہوگا لہذا ضروری ہے کہ حکام کے ذریعہ سے ان کو نماز کے وقت اس سے روکا جائے کیونکہ فقہاء نے مسجد میں ذکر جہر کو بوقت نماز منع فرمایا ہے۔(۳) کہ اس سے نماز میں پراگندگی خاطر ہوگی اور ممکن ہے کہ نمازی قراءۃ وغیرہ کو بھول جائے پس جب کہ ذکر جہر کو بوقت نماز منع کیا جاتا ہے تو باجا بجانا اور سنکھ بجانا بوقت نماز ظاہر ہے کہ نہایت برا ہے لیکن چونکہ مسلمانوں کو قدرت نہیں ہے کہ از خود اس کو روکیں لہذا حکام کے ذریعہ سے اگر انسداد ہو سکے تو کر لیا جاوے۔ فقط۔

عورت کے محاذات میں ہونے کا مطلب

(**سوال ١٣٥٤**) محاذات عورت سے کیا مراد ہے اور یہ اجنبیہ ہی سے ہوتا ہے یا محرمہ سے بھی۔

(**جواب**) محاذات عورت کی مرد سے تین طرف سے مفسد صلوٰۃ ہے۔ شامی میں ہے **وقد صرحوابان المرأة الواحدة تفسد صلوٰة ثلثة الخ من عن یمینها و من عن یسارها ومن عن خلفها**۔(۴) اور یہ عام ہے۔ عورت محرمہ ہو یا غیر محرمہ ہو۔ شامی(۵)

اگر مرد عورت کا بوسہ لے یا عورت مرد کا تو نماز ہوگی یا نہیں

(**سوال ١٣٥٥**) مرد نماز میں تھا عورت نے اس کا بوسہ لیا اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی نماز جاتی رہی اگرچہ اس کا اپنا فعل نہ تھا۔ اور عورت نماز پڑھتی تھی مرد نے بوسہ لیا عورت کو خواہش ہوئی تو عورت کی نماز نہ جائے گی اگرچہ یہ بھی اس کا اپنا فعل نہیں ہے۔ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط۔

....

(۱)ولو امرأة اوكلبا بيان للاطلاق واشاربه الى الردعلى الظاهرية بقولهم يقطع الصلوٰة مرور المرأةوالكلب والحمار وعلى احمد فى الكلب الا سود والى ان ماروى فى ذالك منسوخ كما حقه فى الحلية (ردالمحتار باب ايضاً ج ١ ص ٥٩٣ .ط.س. ج١ص٦٣٤) ظفير. (٢)وان حرك رجلا واحد الا على الدوام لا تفسد صلوٰته (عالمگيرى كشورى باب ما يفسد الصلوٰة ج١ ص ١٠٢ .ط.ماجديه ج١ص١٠٣) ظفير. (٣)و يكره الخ رفع صوت بذكر (در مختار) لا نه حيث خيف الرياء او تاذى المصلين الخ (ردالمحتار باب مايفسد الصلوة مطلب فى رفع الصوت بالذكر ج ١ ص ٦١٨ .ط.س. ج١ص٦٥٩. ٦٦٠) ظفير. (٤)ردالمحتار باب الا مامة مسئله محاذات ج ١ ص ٥٣٥ .ط.س. ج١ص ١٢٥٧٢ ظفير. (٥)المرأة اذا صلت مع زوجها فى البيت ان كان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلا تهما بالجماعة (ايضاً) قوله غير معلول بالشهوة ، اى ليست علة الفساد الشهوة ولذافسدنا بالعجوز الشوهاء وبالمحرم كامه وبنته (ايضاً ص ٥٣٩ .ط.س. ج١ص ٥٧٢) ظفير.

(جواب) در مختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ اگر مرد نے عورت کا بوسہ نماز میں لیا یعنی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس حالت میں مرد نے اس کا بوسہ لیا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر مرد نماز پڑھ رہا تھا اور عورت نے اس کا بوسہ لیا اور مرد کو شہوت ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر مرد کو شہوت نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ عبارت اس کی یہ ہے۔ **مسها بشهوة اوقبلها بدونها فسدت لا لو قبلت ولم يشتهها الخ** (۱) در مختار۔ فقط۔

پوسٹ کارڈ یا سلائی کی ڈبیہ جیب میں ڈال کر نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۵۶/۱) پوسٹ کارڈ اور سکہ مروجہ اور ڈبی و دیا سلائی جن پر جاندار چیزوں کی تصویر ہوتی ہے اگر کوئی اسکو جیب میں لے کر نماز پڑھے تو نماز درست ہوگی یا نہیں۔

ڈاڑھی کے بال پھنسے رہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۳۵۷/۲) داڑھی کا شکستہ بال جو کہ داڑھی میں پھنسا ہوا ہے تو نماز میں کچھ فرق تو نہ آوے گا۔

(جواب) (۱) نماز ہو جاتی ہے۔ (۲)

(۲) اس سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا اور وہ بال شکستہ ناپاک نہیں ہے۔ فقط۔

حالت نماز میں دنیاوی خیالات سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۳۵۸) نماز میں دنیوی خیالات اور وساوس کے پیدا ہونے سے نماز درست ہوتی ہے یا نہ۔

(جواب) نماز میں خیالات آجانے سے نماز میں فساد نہیں ہوتا حتی الوسع وسوسوں اور خیالات کو دفع کریں۔ (۳) فقط۔

امام مسافر اگر نماز پوری پڑھے گا تو مقتدی مقیم کی نماز نہیں ہوگی

(سوال ۱۳۵۹) ایک امام مسافر بھول کر بجائے دو رکعت چار رکعت پڑھادی اور مقتدی کل مقیم ہیں۔ اور جو لوگ پچھلی دو رکعتوں میں شامل ہوئے ہیں تو امام اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہ۔

(جواب) امام مسافر کی نماز تو اس صورت میں ہو جاتی ہے مگر سجدہ سہو اس پر لازم ہوتا ہے۔ اور باقی مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۸۷. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۸. ۱۲

(۲) وان يكون فوق راسه اوبين يديه او بحذائه تمثال الخ ولايكره لو كانت تحت قدميه الخ اوعلى خاتمه بنقش غير مستبين قال في البحر ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس اوصرة او ثوب اخر او كانت صغيرة لا تتبين تفاصيل اعضائها للناظر قائما الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ويكره فيها ج ۱ ص ۶۰۶ و ج ۱ ص ۶۰۷ ط.س. ج ۱ ص ۶۴۸) ظفير.

(۳) عن ابى هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تجاوز عن امتى ما وسوست به صدرها مالم تعمل به او تتكلم متفق عليه (مشكوٰة باب الوسوسه فصل اول ص ۱۸) ظفير.

(۴) ولونوى الا قامة لالتحقيقها بل ليتم صلوٰة المقيمين لم يصر مقيما (درمختار) فلو اتم المقيمون صلاتهم معه فسدت لانه اقتداء المفترض بالمتنفل ظهيريه اى اذا قصد وامتابعته اما لو نووامفارقته ووافقوه صورة فلا فساد (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۱. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۰) ظفير.

حالت نماز میں صحن مسجد سے اندر مسجد میں جانے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۶۰) زید صحن مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا پانی جو زور سے آیا نیت توڑ دی بکر مقتدی نے کہا کہ آپ اندر چلے جاتے بلا تحویل قبلہ تو مقتدی بھی اندر جا سکتے تھے نماز توڑنا نہ چاہئے تھا۔ زید نے کہا اس طرح نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ عمل کثیر ہے۔ زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا۔

(جواب) زید کا قول صحیح ہے۔ زید کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ اس صورت میں بلا خلاف اس کی نماز صحیح ہو گئی جب کہ از سر نو اس نے نماز پڑھ لی اور اگر نماز میں وہ اندر مسجد کے جاتا، اور پھر مقتدی بھی جاتے تو اس میں سب سے عمل کثیر ہوتا اور وہ عند البعض مفسد ہے اور تفصیل اس کی شامی میں ہے۔(۱) فقط۔

مجریہا میں امالہ نہ کرنے سے نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۶۱) بسم الله مجرها میں اگر امالہ نہ کریں تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔ مگر یہ غلطی قراءۃ کی ہے کہ امالہ سے نہ پڑھا جاوے۔ فقط

سیپ کے بٹن کے ساتھ نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۶۲) سیپ کے بٹن کپڑے میں لگے ہوئے سے نماز جائز ہے یا نہیں۔ ویسے سیپ حلال وپاک ہے۔

(جواب) نماز صحیح ہے اور سیپ حلال وپاک ہے۔(۲) فقط۔

قراءۃ کے کچھ حصہ چھوٹنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۶۳) سورہ مزمل کا آخری رکوع نماز میں پڑھا گیا مگر سہواً وما تقدموا سے واعظم اجراً تک چھوٹ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں اس صورت میں زید نماز کا اعادہ واجب کہتا ہے۔

(جواب) نماز ہو گئی۔ زید کا قول صحیح نہیں۔ کذافی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقه۔(۳) فقط۔

....

(۱)ویفسدها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا لا صلاحها (درمختار)الثالث الحرکات الثلاث المتوالیة کثیروالا فقلیل الخ(ردالمحتار باب ما یفسد الصلاۃ ج ۱ ص ۵۸۳ و ج ۱ ص ۵۸٤)مشی مستقبل القبلة هل تفسد ان قدرصف ثم وقف قدر رکن ثم مشی ووقف کذالك وهکذا لا تفسدوان کثر ماله یختلف المکان وقیل لا تفسد حالة العذر مالم یستدبر القبلة استحسانا (درمختار) اما ان کان اما ما فجاوزموضع سجود فان بقدر ما بینهوبین الصف الذی یلیه لا تفسدوان اکثر فسدت وان کان منفردافالمعتبر موضع سجوده فان جاوزه فسدت والا فلا الخ قوله لا تفسد حالة العذر الخ والقیاس الفساد اذا کثر الخ ثم اختلفوا فی تاویله اذا لم یجاوزالصفوف او موضع سجوده والا فسدت وقیل اذا یکن متلا حقا بل خطوة ثم خطوةفلو متلاحقا تفسدوان لم یستدبر القبلة لانه عمل کثیر الخ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها ج ۱ص ۵۸٦ و ج۱ ص ۵۸۷ .ط.س.ج۱ص ٦۲٤.٦۲۵)ظفیر.

(۲)وشعر المیتة وعظمها الخ وکذا کل ما لا تحله الحیاة الخ طاهر (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۹۰ .ط.س.ج۱ص۲۰٦)ظفیر.

(۳)وتجب قراءۃالفاتحة وضم السورة او ما یقوم مقامهما من ثلاث ایاة قصار اوایة طویلة(عالمگیری واجبات الصلوٰۃ ج ۱ ص ٦٦ .ط.ماجدیه ج۱ص ۷۱)ظفیر.

امام کے بھولنے پر لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱۳٦٤/۱) امام جہری نماز میں تبت یدا ابی لھب و تب پڑھ کر بھول گیا۔ مقتدی نے لقمہ دیا تب امام نے آگے پڑھ کر رکوع کیا پھر آخر میں سجدہ سہو بھی کر لیا تو نماز امام اور مقتدی لقمہ دینے والے کی صحیح ہوئی یا نہ۔

امام لقمہ نہ لے تو دینے والے کی نماز فاسد ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳٦٥/۲) اگر امام لقمہ نہ لے تو لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز امام اور مقتدی لقمہ دینے والے کی اس صورت میں صحیح ہو گئی اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن اگر سجدہ سہو غلطی سے کر لیا گیا تب بھی نماز ہو گئی کذا فی الدر المختار۔(۱)

(۲) نماز فاسد نہیں ہوتی۔ فقط۔

چلتی بیل گاڑی میں نماز جائز ہے

(سوال ۱۳٦٦) چلتی بیل گاڑی میں نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) چلتی ریل گاڑی پر نماز جائز ہے۔ چلتی بیل گاڑی میں بلا عذر نماز درست نہیں ہے۔(۲)

غلط خواں کی نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۳٦۷) شخص در قرأۃ ولغ ضالین گوید ویا روب العلمین الروحمن والروحیم گوید نماز درست است یا نہ۔

(جواب) درین صورت نماز نخواہد شد و حکم الثغ وغیرہ در کتب فقہ باید دید۔(۳) فقط۔

اس سقہ کے دیئے ہوئے پانی سے وضو و نماز جائز ہے یا نہیں جس کی اجرت نہ دی جائے

(سوال ۱۳٦۸) ایک مسجد میں وضو وغیرہ کے واسطے پانی بھرنے کو بہشتی وغیرہ مقرر کئے جاتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ تم پانی اچھی طرح سے بھرو تم کو اس کی اجرت مزدوری دی جائے گی۔ ایک سال کے بعد وہ اس پانی کی مزدوری مانگتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ مزدوری دی جاوے اور بعض کا خیال ہے کہ نہ دی جاوے۔ اور جو وضو نماز اس پانی سے کی گئی وہ درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) بخلاف فتحه على اما مه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س. ج۱ص ٦۲۲) ظفير.

(۲) واما الصلوٰة على العجلة ان كان طرف العجلة على الدابةوهى تسيراولا تسير فهى صلاة على الدابة فتجوز فى حالة العذر المذكور فى التيمم لا فى غيرها ومن العذر المطروطين يغيب فيه الوجه الخ (در مختار) قوله المذكور فى التيمم بان يخاف على ماله او نفسه او تخاف المرأة من فاسق (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى الصلوٰة على الدابة ج۱ ص ٦۵٦ .ط.س. ج۲ص ٤٠) ظفير.

(۳) ولا غير الا لثغ به اى بالا لثغ على الاصح كما فى البحر عن المجتبى وحررالحلبى وابن الشحنة انه بعد بذل جهده دائما حتما كا لا مى فلا يوم الا مثله ولا تصح صلا ته اذا امكنه الا قتداء بمن يحسنه الخ (در مختار) اللثغ التحريك قال فى المغرب هو الذى يتحول لسانه من السين الى الثاء وقيل من الراء الى الغين اواللام اوالياء زاد فى القاموس او من حرف الى حرف الخ الا حوط عدم الصحة (ردالمحتار. باب امامة مطلب فى الا لثغ ج۱ ص ۵٤٤ .ط.س. ج۱ص ۵۸۱ .۵۸۲ ظفير)

(جواب) اس بہشتی کی اجرت اور مزدوری مروج دینی چاہئے۔(۱) اور وضوء و نماز ہو گئی۔ فقط۔

قومہ اور جلسہ میں تعدیل

(سوال ۱۳۶۹) جمعہ کی نماز کے قومہ اور جلسہ میں امام اتنی دیر ٹھہرتا ہے کہ ایک سورۃ چھوٹی بخوبی پڑھ لی جا سکے۔ اس سے نماز میں کچھ نقصان تو واقع نہیں ہوتا۔

(جواب) اس صورۃ میں نماز صحیح ہے کچھ نقصان نہیں آیا۔(۲) فقط۔

امام کی کمی رکعت کی وجہ سے سب کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳۷۰) مغرب کی نماز میں امام نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور لقمہ نہ لیا۔ مقتدیوں نے تیسری رکعت کھڑے ہو کر پڑھ لی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں امام اور مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی پھر پڑھنی چاہئے۔(۳)

فرض کی چاروں رکعتوں میں سورہ ملانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(السوال ۱۳۷۱) عصر کی چاروں رکعتوں میں سورۃ ملائی تو نماز ہوئی یا نہیں بلا سجدہ سہو کے

(جواب) بلا سجدہ سہو نماز ہو گئی(۴)

مقتدی نے اگر امام کے ساتھ رکوع نہیں کیا تو وہ کیا کرے۔

(سوال ۱۳۷۲) مقتدی نماز میں اول سے شریک ہے اور وہ کسی وجہ سے رکوع کرنا بھول گیا پھر سجدہ میں شریک ہو گیا تو نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس مقتدی کو لازم ہے کہ اگر اس نے نماز کے اندر رکوع نہیں کیا تو بعد فارغ ہونے امام کے کھڑے ہو کر رکوع کر کے سجدہ سہو کرے اُس وقت نماز ہو جائے گی۔(۵) فقط۔

درمیان نماز میں سلام پھیر کر بات کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳۷۳) امام نے سہواً تین رکعت پر سلام پھیر دیا کسی نے لقمہ نہیں دیا اور امام و مقتدیان میں کلام کثیر ا ہوا تو اب بقیہ ایک رکعت پڑھی جائے یا چار رکعت اور کلام والی حدیث منسوخ ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ تیسری رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد امام اور مقتدیان میں کلام ہو گیا تو چاروں رکعت پھر

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطوا الا جيراجراً قبل ان يجف عرقه رواه ابن ماجه (مشكوٰة باب الا جارة ص ۲۵۸) (۲) وتعديل الاركان اى تسكين الجوارح قدر تسبيحة فى الركوع والسجود وكذا فى الرفع منهما على ما اختاره الكمال (در مختار) اى يجب التعديل ايضا فى القومة من الركوع والجلسة بين السجد تين الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۱ص۴۶۴) ظفير غفرله. (۳) واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى رأى مقتد بطلت فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفسادا (درمختار) فلو قال المصنف كما فى النهر ولو ظهران بامامه ما يمنع صحة الصلاة لكان اوليشمل مالوا خل بشرط اور كن ا لخ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۳ .ط.س. ج۱ص۵۹۱) (۴) واكتفى المفترض فيما بعد الا وليين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر ولو زاد لا باس به (درمختار) اى لو ضم اليها سورة لاباس به لان القراء ة فى الا خريين مشروعة من غير تقدير والا قتصار على الفاتحة مسنون لا واجب فكان الضم خلاف الا ولىٰ وذلك لا ينا فى المشروعية والا باحة بمعنى عدم الا ثم فى الفعل والترك (ردالمحتار باب صفة الصلاةفصل تاليف الصلاة ج ۱ ص ۴۷۷ .ط.س. ج۱ص۵۱۱) (۵) ورعاية الترتيب بين القراء ة والركوع وفيما يتكرر اما فيما لا يتكرر ففرض كما مرفى كل ركعة كالسجدة اوفى كل الصلوٰة كعدد صلاتها حتىٰ لونسى سجدة من الاولىٰ قضا ها ولو بعد السلام قبل الكلام لكنه يتشهد ثم يسجد للسهو ثم يتشهد الخ (الدر المختار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۲۹ و ج ۱ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۱ص۴۶۰......۴۶۳) ظفير.

پڑھنی ضروری ہیں کیونکہ کلام والی حدیث کی تاویل کی گئی ہے یا منسوخ ہے اس ظاہر پر عمل نہیں ہے کیونکہ کلام منافی نماز کے ہے۔(۱) قال اللہ تعالیٰ وقوموا للہ قانتین۔ فقط۔

سجدہ سہو رکعت کے قائم مقام نہیں

(سوال ۱/۱۳۷۴) امام عشاء کی نماز میں تین رکعت پر بیٹھ گیا سہواً۔ اس خیال سے کہ چار پوری ہوگئی۔ لیکن اس کو فوراً یقین ہوگیا کہ تین رکعت ہوئی ہیں اس نے التحیات کو پورا کر کے سجدہ سہو کیا اور تین ہی رکعت پر سلام پھیر دیا۔ نماز ہوگئی یا نہیں۔

جس نے اعادہ کر لیا اس کی نماز ہوگئی

(سوال ۲/۱۳۷۵) اگر کسی نے اپنی تنہا نماز دہرائی تو اچھا ہوا یا نہیں۔

(جواب)(۱) اس حالت میں نماز نہیں ہوئی۔(۲)

(۲) دہرانا نماز کا سب کو ضروری ہے جس نے تنہا دہرائی اس کی نماز صحیح ہوگئی۔(۳) فقط۔

ہمزہ اور سین میں غلط ادائیگی سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۷۶) زید نے نماز میں سورہ قیامہ میں لِسَانَكَ کو لِسَأْنَكَ به ہمزہ پڑھا اور وجوه يومئذ باسرة میں باسرة کو باصرة پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) ان ہر دو صورت میں نماز ہوگئی لسانک کو مہموز پڑھنا لحن فی الاداء ہے معنی نہیں بدلتے اور باسرہ اور باصرہ کے معنی میں بے شک فرق ہے مگر یہ غلطی مفسد نماز نہیں کیونکہ وجوہ جیسا کہ (باسرہ شدید العبوس) ہوں گے۔ باصرہ بھی ہوں گے یعنی دیکھنے والے بھی ہوں گے۔ فلا فساد الخ۔(۴)

لقمہ دینے کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۱۳۷۷) نماز میں اگر امام کو سہو ہو جائے تو لقمہ دینے کا کیا طریقہ ہے۔

(جواب) سبحان اللہ کہہ کر امام کو لقمہ دے۔(۵) فقط۔

---

(۱) يفسدها التكلم هو المنطق بحر فين او حرف ولو مفهم الخ عمده وسهوه قبل قعوده قدر التشهد سيآن الخ وحديث ذى اليدين منسوخ بحديث مسلم ان صلاتنا هذه لا يصلح فيها شئى عن كلام الناس (والتفصيل فى الشامى) (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ج۱ ص ۵۷۴ وج۱ ص ۵۷۵ .ط.س.ج۱ص۶۱۳) ظفير.

(۲) رکعت کی تلافی سجدہ سہو سے نہیں ہوتی، اس لئے نماز نہیں ہوئی۔ سجدہ ترک واجب اور اس کی تقدیم وتاخیر وغیرہ کے لئے ہے یجب الخ بترك الخ واجب مما مرفى صفة الصلوٰة سهوا الخ وتاخير قيام الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهوج۱ ص ۶۹۳ .ط.س.ج۲ص۷۹......۸۰) ظفير.

(۳) واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى راء مقتد بطلت فيلزمه اعادتها لتضمنها صلاة الموتم صحة وفساد اكمايلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقدشرط او ركن (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج۱ ص ۵۵۳ .ط.س.ج۱ص۵۹۱) ظفير.

(۴) ومنها القراء ة بالا لحان ان غير المعنى والالا (در مختار) اى وان لم يغير المعنى فلا فساد الخ (ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۹ .ط.س.ج۱ص۶۳۰) او بدله بآخر الخ لم تفسدما لم يتغير المعنى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب . ايضاً ج ۱ ص ۵۹۲ .ط.س.ج۱ص۱۳۳) ظفير.

(۵) او يدفع بالتسبيح لما روينا من قبل هدايه قوله لما روينا مر قبل يعنى قول النبى صلى الله عليه وسلم اذا نابة احد كم نائبة وهو فى الصلوٰة فليسبح (حاشيه هدايه ص ۱۲۴ باب ما يفسد الصلوٰة) ظفير.

التحیات چھوڑ کر اٹھنے والے کو التحیات کہہ کر یاد دلانا کیسا ہے

(سوال ۱۳۷۸) اگر قعدہ اولیٰ میں التحیات پڑھنے کو بھول کر کھڑا ہونے لگے اور مقتدی التحیات کہہ کر یاد دلادے تو کچھ حرج تو نماز میں نہ ہوگا۔

(جواب) سبحان اللہ کہنا چاہئے۔ اور اگر لفظ التحیات کہہ دے تب بھی نماز صحیح ہے۔(۱)

سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دینا حدیث سے ثابت ہے

(سوال ۱۳۷۹) ایک شخص امام کے سہو پر ہر موقع میں سبحان اللہ سے لقمہ دینا افضل بتاتا ہے۔ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) حدیث شریف میں ایسا ہی وارد ہوا ہے۔(۲) فقط۔

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ چڑھانا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۸۰) نماز میں سجدے کو جاتے وقت جو دو ہاتھ سے پاجامہ چڑھاتے ہیں یہ فعل کثیر میں داخل ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ فعل کثیر میں داخل نہیں ہے اور نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی البتہ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔(۳) فقط۔

عشاء کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت ووتر باوضو، تو کیا سنتوں کا اعادہ کرے

(سوال ۱۳۸۱) اگر عشاء کے فرض بھول کر بیوضو پڑھ لے اور سنت اور وتر باوضو پڑھے اور اندرون وقت یاد آجاوے تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا چاہئے نہ وتر کا۔ امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کرے کا اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) یہ مسئلہ وقت کے اندر پڑھنے کا ہے اور وجہ سنتوں کے اعادہ کی اور وتر کے عدم اعادہ کی موافق مذہب امام اعظمؒ کے یہ ہے کہ جب فرض عشاء کے نہ ہوئے تو فرض کے اعادہ کے ساتھ سنت کا بھی اعادہ کرے کیونکہ سنت تابع فرض کے ہیں اور وتر چونکہ واجب مستقل ہے اور وہ وضو سے ہوئے لہٰذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور صاحبینؒ چونکہ وتر کو سنت فرماتے ہیں اس لئے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں اور صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ نماز کے بعد وقت کے اندر یاد آگیا اور بعد وقت گذرنے کے اگر یاد آیا تو صرف فرض عشاء کے پڑھے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ایضاً (۲) قال علیه الصلوٰة والسلام والتسبیح للرجال والتصفیق للنساء (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۷ .ط.س. ج۱ ص ۴۰۶) ظفیر. (۳) ویفسدها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا لا صلاحها وفیه اقوال خمسة اصحها ما لا یشك بسببه الناظر من بعید فی فاعله انه لیس فیها وان شك انه فیها ام لا ، فقلیل (در مختار) القول الثانی ان ما یعمل عادة بالیدین کثیرو ان عمل بواحد الخ وما عمل بواحدة قلیل وان عمل بهما کحل السراویل الخ (ردالمختار باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۴ .ط.س. ج۱ ص ۶۲۴......۶۲۵) ظفیر.

(۴) وعلی هذا اذا صلی العشاء ثم تو ضأوصلی السنة والو ترثم تبین انه صلی العشاء بغیر طهارة فعنده یعید العشاء والسنة دون الوتر لا ن الوتر فرض علی حدة عنده وعندهما یعید الوتر ایضا لکونه تبعا للعشاء والله اعلم (هدایه باب قضاء الفوائت ج۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

اسپرٹ کی پالش پر نماز درست نہیں

(سوال ۱۳۸۲)هل تجوز الصلوٰة على الموائد اللتى تزين بخلاصة الخمرام لا۔

(جواب)ماكان فيه اختلاط خلاصة الخمر (اسپرٹ) فهو نجس لا تجوز الصلوٰة عليه بلا بسط الثوب الطاهر۔(۱) فقط

لاحق کا لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱۳۸۳)ایک مقتدی کی وضو ٹوٹ گئی نماز میں۔ جب وضو کرنے گیا نماز سے خارج کوئی فعل نہیں کیا۔ اب اس کے امام کو متشابہ لگا اور اس وضو کرنے والے نے امام کو لقمہ دیا اور وہ مسجد سے خارج نہ تھا۔ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا اور آپ نے لکھا ہے کہ نماز نہ ہوگی۔

(جواب)لاحق کے لقمہ دینے اور امام کو لینے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ یہی صحیح ہے(۲) کیونکہ لاحق کے لئے وہ امام ہے حکماً اور امام کو لقمہ دینے اور لینے سے نماز میں فساد نہیں آتا۔(۳) اور پہلا لکھنا کچھ یاد نہیں ہے شاید وہ اس صورت میں لکھا گیا ہو کہ لاحق نے کوئی فعل مفسد صلوٰۃ کر لیا ہو۔ فقط۔

صرف حسن آواز کے لئے کھانسنا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۸۴)اگر فرض نماز میں امام صاحب بلا عذر تنحنح کریں جو محض حسن صوت کے لئے ہو اور جس کی تعداد تین مرتبہ تک پہنچ گئی ہو، تو اس تنحنح کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں۔

(جواب)قال فى الدر المختار والتنحنح بلا عذر الخ فلو لتحسين صوته الخ فلا فساد علىٰ الصحيح(۴) اس سے معلوم ہوا کہ حسن صوت کے لئے تنحنح کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ تین بار یا کم و بیش ہو۔ لاطلاق الروایۃ۔

اگر جنگل میں نمازی سترہ نہ گاڑے تو کہاں سے گذرنا چاہئے

(سوال ۱۳۸۵)اگر کوئی شخص مسجد یا جنگل میں نماز پڑھ رہا ہے اور سترہ کھڑا نہیں کیا تو کہاں تک اس کے آگے کو چلنا نہ چاہئے۔

---

(۱)وبه يعلم ان ما يستقطر من دردى الخمر وهو المسمى بالعرقى فى ولاية الروم نجس حرام كسائر اصناف الخمر (ردالمحتار باب الانجاس مطلب العرقى الذى يستقط من دردى الخمر ج ۱ ص ۳۰۰.ط.س.ج۱ص۳۲۵) ظفير.

(۲)بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۲.ط.س.ج۱ص۶۲۲)ظفير.

(۳)واللاحق من فاتته الركعات كلها اوبعضها لكن بعد اقتدائه الخ وحكمه كمؤتم الخ ايضاً باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۷.ط.س.ج۱ص۵۹۴)ظفير.

(۴)الدر المختار على هامش ردالمحتارباب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ص ۵۷۸.ط.س.ج۱ص۶۱۸......۶۱۹. ۱۲ ظفير.

(جواب) جنگل میں نمازی کی نظر جہاں تک پہنچی اس سے آگے کو جانا درست ہے۔(۱) فقط

بندوق کی آواز سن کر نمازی کے منہ سے الا اللہ نکل جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۸۶) ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے، ناگاہ بندوق یا گولہ کی آواز اس کے کان میں آئی۔ بے اختیار اس کے منہ سے الا اللہ نکلا۔ اس صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں اور لفظ الا اللہ بغیر لا الہ کے ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) قال فی الدر المختار ولو سقط شئی من السطح فبسمل او دعی لا حد اوعلیه فقال امین تفسدو لا یفسد الکل عند الثانی والصحیح قولهما الخ وفی ردالمحتار قوله فبسمل یشکل علیه ما فی البحر لو لدغته عقرب اواصابه وجع فقال بسم الله قیل تفسد لانه کا لآمین وقیل لا . لانه لیس من کلام الناس . وفی النصاب علیه الفتوی وجزم به فی الظهیریة وکذا لوقال یارب کما فی الذخیرة الخ. (۲) پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں راجح عدم فساد نماز ہے اور ذکر الا اللہ بدون لا الہ کے صوفیاء کرام میں معروف و مروج ہے، اور درست ہے کیونکہ مقصود اس میں اثبات بعد النفی ہے۔ اس لئے صوفیاء کرام جو یہ ذکر فرماتے ہیں تو اول پورا کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ پھر اس نفی اول کی ساتھ اثبات کا کلمہ متصل کرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مقصود الا اللہ سے یہی ہوتا ہے کہ کوئی معبود و مقصود اللہ کے سوا نہیں ہے۔

جمعہ میں لقمہ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۸۷) زید جمعہ کی نماز میں امام تھا اس نے سورہ ہل اتی شروع کی اور اخیر میں بھول گیا۔ بکر مقتدی نے اس کو بتایا۔ اس صورت میں نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی۔(۳)

بحالت خوف شغدف میں نماز ہو گئی یا نہیں

(سوال ۱ / ۱۳۸۸) مکہ معظمہ سے جو قافلہ مدینہ منورہ کو جاتا ہے اس میں اگر شغدف سے اتر کر نماز پڑھیں تو قافلہ سے بعید ہونے کی حالت میں جان جوکھوں کا ڈر ہے تو شغدف میں نماز عصر پڑھنا کیسا ہے۔

قافلہ کے ٹھہرتے وقت شغدف میں نماز کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۸۹/۲) مغرب کی وقت قافلہ کچھ دیر ٹھہرتا ہے نماز سب زمین پر پڑھتے ہیں مگر بعض حاجی شغدف سے اتر کر استنجاء اور وضو کر کے نماز شغدف میں جا کر پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولا یفسد ها نظره الی مکتوب الخ ومرورمارفی الصحراء وفی مسجد کبیر بموضع سجوده فی الا صح مروره بین یدیه الخ فی بیت ومسجد صغیر الخ وان ثم المار فی ذالك المرور لو بلا حائل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۳ ط.س. ج۱ ص ۶۳۴...... ۶۳۶) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۱ ط.س. ج۱ ص ۶۲۱...... ۶۲۲) ظفیر.

(۳) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفاتح واخذ بکل حال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ ط.س. ج۱ ص ۶۲۲. نیز دیکھئے عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۹۸) ظفیر.

بوقت رات شغدف میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۳/ ۱۳۹۰) نماز عشاء شافعی تو مغرب ہی کے وقت پڑھ لیتے ہیں مگر احناف شغدف میں ادا کرتے ہیں۔ وقت نہایت خوفناک ہوتا ہے۔

فجر کی نماز شغدف میں ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ٤ / ۱۳۹۱) فجر کو بھی مثل عصر کے کچھ اصحاب اونٹوں سے اتر کر نماز ادا کرتے ہیں اور اکثر شغدف پر۔

عشاء کی نماز عذر کی وجہ سے دیر سے پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۳۹۲/٥) بعض چھوٹی منزل پر آدھی رات میں قبل از طلوع صبح صادق قیام ہوتا ہے اس ... بعض لوگ تو تاخیر عشاء کر کے منزل پر پہنچ کر نماز پڑھتے ہیں اور کثرت سے وقت موعودہ پر شغدف میں ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔

(جواب) (۱) عذر مذکور سے شغدف میں نماز صحیح ہے۔(۱)

(۲) اس وقت میں شغدف میں نماز صحیح نہیں ہے۔

(۳) اس وقت بھی شغدف میں نماز صحیح ہے۔

(۴) اس کا حکم بھی مثل جواب نمبر ا کے ہے۔

(۵) جو لوگ بلا انتظار منزل شغدف میں نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز بھی صحیح ہے..... کذا فی الشامی۔ فقط (اب نہ شغدف کی مصیبت ہے اور نہ راستہ خطرناک اور خوفناک ہے۔ اب بس کے ذریعہ حجاج آتے جاتے ہیں اور نماز کے وقت سب اتر کر نماز ادا کر سکتے ہیں اس لئے اب اتر کر باجماعت نماز ادا کرنی چاہئے۔ شغدف میں نماز فرض درست نہ ہوگی۔ اس لئے کہ عذر باقی نہ رہا۔ ظفیر)

عورت مردوں کے پہلو میں کھڑی ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۹۳) ایک عورت ظہر وعصر پنجگانہ نمازوں میں آکر خود باجماعت مردوں کے برابر کھڑی ہو جائے تو مردوں کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) ایسی صورت میں جو مرد بالغ اس عورت کی برابر ہے اس کی نماز نہیں ہوگی یعنی ایک مرد داہنی اور ایک بائیں طرف جو اس عورت کے ہیں ان دونوں کی نماز نہ ہوگی۔ کذافی الدر المختار واذا حاذته ولو بعضو واحد الخ امرأة مشتهاة الخ فسدت صلوته لو مكلفا۔(۲)

....

(۱) واعلم ان ما عدا النفل من الفرض والواجب بانواعه لا يصح على الدابة الا للضرورة كخوف لص على نفسه اودابته وثيابه لو نزل وخوف سبع وطين ونحوه مما يأتي والصلاة على المحمل الذى على الدابة كالصلاة عليها فيومي عليها (ردالمحتار باب الوتروالنوافل مطلب الصلاة على الدابة ج۱ ص ٦٥٥ .ط.س. ج۲ص ٤٠) اب حجاز میں اس طرح کا خطرہ باقی نہیں رہا اور نہ شغدف پر سفر کا رواج رہا۔ ۱۲ظفیر۔

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج۱ ص ٥٣٤ و ج ۱ ص ٥٣٥ .ط.س. ج۱ص٥٧٢ ... ٥٧٥ ۱۲ ظفیر.

مصحف میں دیکھ کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۹۴) نماز تراویح میں ایک شخص امام کے پیچھے قرآن شریف کھولے بیٹھا ہے اور اپنے قریب کے مقتدی کو جس کی نظر کلام اللہ پر رہتی ہے مطالعہ میں مدد دیتا ہے اور وہ قرآن شریف میں دیکھ کر امام کو لقمہ دیتا ہے اور قرآن شریف دکھانے والا ایک رکعت جماعت میں شریک نہیں ہوتا۔ جب امام دوسری رکعت میں رکوع کرتا ہے تو وہ شریک ہو جاتا ہے اور ایک رکعت جداگانہ ادا کر لیتا ہے۔ اس طریق سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی۔

(جواب) در مختار میں ہے وقرأته من مصحف اور فاسد کرتا ہے نماز کو پڑھنا نمازی کا قرآن شریف کو دیکھ کر۔ پس یہ صورت جو سوال میں درج ہے اس میں بھی اندیشہ فساد صلوٰۃ کا ہے لہذا اس طرح نہ کیا جائے۔

قعدہ اخیرہ کرنے کے بعد السلام علیکم کہہ کر لقمہ دینا کیسا ہے

(سوال ۱/۱۳۹۵) امام نے چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ میں سلام ادا نہیں کیا اور قیام کیا زید نے امام کو السلام علیکم کہا اس صورت میں زید کی نماز قائم رہی یا نہیں۔

دوسری رکعت میں اخیر قعدہ سمجھ کر لقمہ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/۱۳۹۶) امام نے تین رکعت والی نماز پڑھائی، زید کو دوسری رکعت میں قعدہ میں خیال ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے اور امام کو السلام علیکم یا فقط السلام کہہ کر بٹھانا چاہا اس صورت میں زید کی نماز قائم رہی یا نہیں۔

(جواب) (۱، ۲) دونوں صورتوں میں زید کی نماز میں کچھ خلل نہیں آیا۔ کیونکہ غرض اس کی امام کو تلقین کے لئے السلام علیکم کہنا تھا۔ یعنی یہ کہ یہ سلام پھیرنے کا وقت ہے اور اخیر میں بیٹھنے کا وقت ہے سو اگرچہ ایسے موقع پر زید کو سبحان اللہ کہنا چاہئے تھا لیکن السلام الخ کے لفظ کہنے سے بھی نماز میں کچھ فساد اور خلل نہیں آیا۔

جمائی میں چیخنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۹۷) جو شخص نماز میں جمائی اس قدر چلا کر کرے کہ اس کی آواز مسجد سے باہر چلی جائے اس کی نماز ہو گی یا نہیں اور اگر وہ شخص بوجہ شدت درد کے چلایا تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جمائی میں آواز نکل جانے سے نماز ہو جاتی ہے، اور آواز سے رونا درد اور مصیبت کی وجہ سے اور چلانا درد کی وجہ سے مفسد نماز ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۳)

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیها ج ۱ ص ۵۸۳۔ ط.س. ج۱ ص۶۲۳۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من نابه شئی فی صلوٰته فلیسبح فانه اذا سبح التفت الیه وانما التصفیق للنساء (نصب الرایه ج ۲ ص ۷۶) ظفیر۔

(۳) والبکاء بصوت یحصل به حروف لو جع او مصیبة قید للاربعة الا لمریض لا یملك نفسه عن انین وتاوه لانه حینئذ کعطاس وسعال وجشاء تثاؤب وان حصل حروف للضرورة (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیها ج ۱ ص ۵۷۹۔ ط.س. ج۱ ص۶۱۹) ظفیر۔

دو منزلہ مکان پر نماز درست ہے

(سوال ۱۳۹۸) دو منزلہ مکان پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہ۔

(جواب) جائز ہے۔(۱) فقط۔

امام سجدے میں فوت ہو جائے تو مقتدی کیا کریں

(سوال ۱۳۹۹) اگر امام سجدہ میں فوت ہو جائے تو مقتدی نماز کس طرح پوری کریں۔

(جواب) وہ نماز فاسد ہو گئی،(۲) پھر کسی کو امام بنا کر از سر نو نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

اونٹ پر نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۰۰) سفر حجاز میں اونٹ پر بیٹھ کر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) سفر حجاز میں اونٹ پر نماز درست نہیں ہے۔(۳) لیکن علمائے حنفیہ حرمین شریفین کا فتویٰ اس پر ہے کہ وہاں جمع بین الصلوٰتین کر لینا درست ہے۔ مثلاً مغرب کے وقت قافلہ ٹھیرتا ہے اگر عشاء کے وقت پھر اترنا دشوار ہو تو مغرب کے وقت میں مغرب کی نماز کے بعد عشاء کی نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح ظہر و عصر کو جمع کر سکتے ہیں۔(۴) فقط۔

---

(۱) اس لئے کہ یہ زمین ہی کے حکم میں ہے۔ محمل کے متعلق فقہاء لکھتے ہیں لا تجوز الصلوٰۃ علیها اذا کانت واقفة الا ان تکون عید ان المحمل علی الارض بان رکزتحته خشبة (درمختار) وهذا لو بحیث یبقی قرار المحمل علی الارض الخ فیصیر بمنزلة الارض فنصح الفریضة فیه قائما (ردالمحتار باب الوترو النوافل ج ۱ ص ۶۵۶. ط.س. ج۲ ص ۴۰) ظفیر.

(۲) واذا ظهر حدث امامه و کذا کل مفسدفی رای مقتد بطلت فیلزم اعادتها لتضمنها صلاة الموتم صحة و فساد ا (درمختار) واشاربه الی حدیث الا مام ضامن الخ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۳. ط.س. ج۱ ص ۵۹۱) بقی من المفسدات ارتدادبقلبه و موت و جنون الخ و کل موجب لو ضوء (در مختار) قوله و موت اقول تظهر ثمرته فی الامام لومات بعد القعدة الاخیرة بطلت صلاة المقتدین به فیلز مهم استینا فها (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة الخ ج ۱ ص ۵۸۸. ط.س. ج۱ ص ۶۲۹) ظفیر.

(۳) ویتنفل المقیم راکبا خارج المصر (ردالمحتار) واحترز بالنفل عن الفرض والواجب بانواعه کالوترو ا لمنذور وما لزم بالشروع والافساد و صلاة الجنازة وسجدة تلیت علی الارض فلا یجوز علی الدابة بلا عذر لعدم الحرج (ردالمحتار . باب الوترو النوافل مطلب فی الصلاة علی الدابة ج ۱ ص ۶۵۴. ط.س. ج۱ ص ۳۸) ظفیر.

(۴) ولاجمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر و مطر خلافا للشافعی وما رواه محمول علی الجمع فعلا، لا وقتافان جمع فسد لو قدم الفرض علی وقته وحرم لو عکس ای اخره عنه وان صح بطریق القضاء الالحاج بعرفة ومزد لفة کملیجئی ولا با س بالتقلید عند الضرورة بشرط ان یلتزمه جمیع ما یوجبه ذالك الا مام لما قدمنا ان الحکم المفلق باطل بالا جماع (در مختار) قوله عند الضرورة الخ المسافر اذا خاف اللصوص او قطاع الطریق ولا ینتظر الوفقة جازله تاخیر الصلوٰة لا نه بعذر الخ لکن الظاهر انه اراد بالضرورة ما فی فیه نوع مشقة (ردالمحتار قبیل باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۴ و ج ۱ ص ۳۵۵. ط.س. ج۱ ص ۳۸۱ ...... ۳۸۲) یہ فتویٰ اس زمانہ میں تھا جب حجاز میں امن وامان باقی نہ رہ گیا تھا۔ الحمد للہ اب یہ حالت نہیں ہے۔ اب پورا امن وامان ہے۔ لہٰذا اب یہ جمع بین الصلوٰتین کا فتویٰ بھی باقی نہیں رہا۔ سوائے عرفہ اور مزدلفہ کے موقع کی۔ واللہ اعلم. محمد ظفیر الدین عفی عنه.

مسائل زلة القاری
(قرات کرنے والے کی لغزشیں)

الینا کو علینا پڑھ دی تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۴۰۱)ایک شخص نے نماز میں بجائے ان الینا ایا بھم ثم ان علینا حسابھم کے ان علینا ایا بھم ثم ان الینا حسا بھم پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)ان الینا ایابھم میں اگر ان علینا ایا بھم سھواً پڑھا گیا تو نماز ہو گئی کیونکہ اس سے معنی میں کچھ فرق نہیں ہوا۔(۱)

قرات میں من الظلمات الی النور کو اگر الٹا پڑھ دے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۴۰۲)ایک شخص نے نماز میں آیت کریمہ اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور ○ والذین کفروا اولیآء ھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات میں غلطی سے سہواً دونوں جگہ یعنی من الظلمات الی النور کی جگہ من النور الی الظلمات اور من النور الی الظلمات کی جگہ من الظلمات الی النور پڑھا اس صورت میں نماز صحیح ہو گئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں نماز نہیں ہوئی کیونکہ یہ غلطی مفسد معنی ہے۔اس میں نماز صحیح نہیں ہوتی۔(۲)فقط۔

مقدار واجب کے بعد اگر آیت چھوڑ دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۰۳/۱)نماز میں قرات مسنون کر چکا ہو اس کے بعد ایک چھوٹی آیۃ سہواً چھوڑ گیا درمیان میں۔ تو نماز ہوئی یا نہیں۔

اگر کوئی لفظ چھوٹ جائے

(سوال ۱۴۰۴/۲)آیۃ یآدم اسکن انت و زوجك الجنة میں انت سہواً رہ جائے تو نماز ہو گی یا نہیں۔

اعراب کی غلطی ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۰۵/۳)وما ضَعُفُو اکو وما ضُعِّفُوا پڑھا، نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)(۱)اگر معنی متغیر نہیں ہوئے تو نماز ہو گئی اور معنی بدل گئے تو نماز نہیں ہوئی خواہ بقدر فرض پڑھ چکا ہو یا نہ پڑھ چکا ہو۔(۳)فقط۔

---

(۱)وصنھاذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل ان کانت الکلمة التی قرأھا مکان کلمة یقرب معنھا وھی فی القران لا تفسد صلوٰته (عالمگیری مصری کتاب الصلوٰة باب رابع ج۱ ص ۷۴ .ط.س.ج۱ص ۸۰)ظفیر.

(۲)وان کان فی القران ولکن لا تتقارب فی المعنی نحو قرأوعد اعلینا انا کنا "غافلین" مکان "فاعلین" ونحوہ مما لو اعتقدہ یکفر تفسد عند عامة مشائخنا وھو الصحیح من مذھب الی یوسف هکذا فی الخلاصه (عالمگیری مصری زلة القاری ج۱ ص ۷۵ .ط.س.ج۱ص ۸۰) ظفیر.

(۳)ان الخطأ فی القران اما ان یکون فی الاعراب الخ او فی الحروف الخ اوزیادته او نقصه الخ او فی الکلمات اوفی الجمل کذالك الخ والقاعدة عند المتقدمین ان ما غیر تغییر یکون اعتقادہ کفرا یفسد فی جمیع ذالك (غنیة المستملی ص ۴۴۶)

(۲) نماز صحیح ہے۔(۱)
(۳) یہ غلطی ہے لیکن نماز ہو گئی۔(۲) فقط۔

ثاء کو شین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۰۶) زید امام جمعہ ہوا اور سورۂ اعلیٰ میں **فجعله غثاءً احوی** کو **غشاءً احویٰ** یعنی ث کو ش پڑھا تو نماز جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) اس صورت میں نماز فاسد نہ ہو گی۔ **كما فى الشامى . فى شرح قوله او بدله باخر . فاذا لم يغير المعنى الخ لا تفسد** (۳) فقط۔

آیۃً کو آیا تنا پڑھ دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۰۷) حافظ صاحب سے نماز جمعہ کی اول رکعت میں یہ سہو ہوا کہ سورہ جمعہ کی دوسری آیت کلمہ **اياته** کی جگہ **ايا تنا** پڑھا اس صورت میں نماز صحیح ہوئی یا اعادہ کی ضرورت تھی اور **آية** اور **آيا تنا** کے معنی میں کیا فرق ہے۔
(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی اعادہ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اگرچہ آیاتہ اور آیاتنا کے معنی میں فرق ہے لیکن اس موقع پر دونوں طرح مطلب صحیح ہے(۴) جیسا کہ اہل بلاغت کے نزدیک غائب سے تکلم کی طرف التفات ہونا ایک خوبی اور حسن سمجھا جاتا ہے اور قرآن شریف میں بہت جگہ التفات واقع ہوا ہے۔ فقط۔

انا کو باثبات الف پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۰۸) فقط انا ضمیر متکلم جو کہ کلام پاک میں برسم خط باثبات الف ہے مگر قرات میں بھی باثبات الف پڑھا جاوے مثلاً **انما انا بشر مثلكم الاية**۔ اب نماز کا کیا حکم ہے۔
(جواب) انا کو باثبات الف پڑھنے سے اگرچہ نماز ہو جاوے گی لیکن یہ لحن فی القراءت ہو گا۔(۵) فقط۔

زیر و زبر کی غلطی سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۰۹) زید نے لن تنالوا کے پارہ میں منزلین کو ز کے زبر سے پڑھا جو چوتھے رکوع میں ہے تو نماز جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی۔(۶) فقط۔

---

(۱) قال فى شرح المنية وان ترك كلمة من اية فان لم يتغير المعنى مثل جزاء سيئة مثلها بترك سيئة الثانية لا تفسد (ردالمحتار له القارى ج ۱ ص ۵۹۱ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۰) ظفير.
(۲) ومنها زلة القارى فلو فى اعراب او تخفيف الخ لم تفسد (درمختار) فلو فى اعراب ككسر قواما وفتح باء نعبد مكان ضمها الخ وكذا فساء مطر المنذرين بكسر الذال واياك نعبد بكسرالكاف (ردالمحتار ج۱ ص ۵۹۰ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۰......۶۳۱) (۳) ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة الخ مطلب فى زلة القارى ج۱ ص ۵۹۲ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۳ . ۱۲ ظفير. (۴) ولوزاد كلمة او نقص كلمة او نقص حرفا او قدمه اوبدله باخر الخ لم تفسد مالم يتغير المعنى الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة الخ مطلب زلة القارى ج۱ ص ۵۹۱ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۲......۶۳۳) ظفير. (۵) ومنها القراءة بالحان ان غير المعنى والا لا ، الا فى حروف مدولين اذا فحش والا لا ، (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب ما يفسد الصلوٰة . مطلب مسائل زلة القارى ج۱ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۰) ظفير. (۶) ومنها زلة القارى فلو فى اعراب الخ لم تفسدوان غير المعنى به يفتى بزازيه (درمختار) قوله فلو فى اعراب الكسر قواما مكان فتحها وفتح باء نعبد مكان ضمها الخ (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة مطلب مسائل زلة القارى ج ۱ ص ۵۸۹ و ج ۱ ص ۵۹۰ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۱......۶۳۲) ظفير.

امام کچھ پڑھ کر بھول جائے پھر آگے بڑھ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۱۰) امام نے قراءۃ شروع کی اور ایک دو آیت پڑھ کر بھول گیا اور کچھ الفاظ چھوڑ کر آگے پڑھ گیا تو نماز جائز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز جائز ہوگئی۔(۱) فقط

امام کی غلطی سے حافظ مقتدی پر کوئی اثر نہیں پڑتا

(سوال ۱۴۱۱) اگر امام ناظرہ خواہ سے غلطی ہو تو حافظ مقتدی کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر کوئی غلطی ایسی نہیں کہ جس سے نماز فاسد ہو جاوے تو نماز حافظ کی بھی ہوگئی۔ فقط۔

آیت بدل کر پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۱۲) اگر کوئی شخص نماز میں بجائے بل یرید الانسان لیفجر امامه کے بل یرید الا نسان ان لن نجمع عظامه پڑھ دیوے تو نماز صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاوے گی۔(۲) فقط۔

قل ہو اللہ میں اللہ الصمد چھوڑ دیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۱۳) امام نے قل هو الله پڑھی اور الله الصمد چھوڑ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوگئی۔(۳) فقط۔

درمیان قرأت کوئی لفظ چھوٹ جائے اور معنی نہ بدلے تو کوئی کراہت نہیں

(سوال ۱۴۱۴) اگر امام سے درمیان قراۃ کی کوئی آیۃ چھوٹ جائے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز بلا کراہت صحیح ہے اگر معنی نہ بدلے ہوں۔ فقط۔(۴)

تین آیت کے بعد مفسد صلوٰۃ والی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۴۱۵) اگر امام تین آیت سے زیادہ پڑھ کر غلطی فاحش مفسد صلوٰۃ کرے تو نماز فاسد ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) غلطی مفسد صلوٰۃ نماز میں کسی وقت بھی ہو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(۵) البتہ اگر اس غلطی کو پھر لوٹا کر صحیح کر لیوے اور صحیح پڑھ لیوے تو نماز ہو جائے گی۔

---

(۱) ولو زاد کلمة او نقص کلمة الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (درمختار) قوله نقص کلمة ولم یمثل له الشارح قال فی شرح المنیة وان ترك كلمة من آية فان لم یتغیر المعنی مثل وجزاء سیئة سیئة مثلها بترك سیئة الثانية لا تفسد (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة مسائل زلة القاری ج ۱ ص ۵۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۶۳۲ ...... ۶۳۳) (۲) او قدمه او بدله بآخر الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۳۳) ظفیر. (۳) لو وزاد کلمة او نقص کلمة الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة مطلب فی زلة القاری ج ۱ ص ۵۹۱ ط.س ج ۱ ص ۶۳۲ ...... ۶۳۳) ظفیر. (۴) ایضاً. ط.س. ج ۱ ص ۶۳۲ ...... ۶۳۳

(۵) ان ما غیر المعنی تغیر ایکون اعتقاده کفر ایفسد فی جمیع ذالك الخ (ردالمحتار زلة القاری ج ۱ ص ۵۹۰) ظفیر.

اگر قراءۃ میں کوئی لفظ رہ جائے تو نماز ہو گئی یا نہیں

(سوال ۱۴۱۶) نماز جمعہ کی دوسری رکعت میں ایک شخص نے آیۃ یا یھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ آخر تک پڑھی لفظ نودی کے بعد للصلوٰۃ نہیں پڑھا گیا۔ بعد سلام کے کہا گیا تو جواب دیا کہ آیۃ بڑی تھی اس لئے چھوڑ کر پڑھا ہے تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی مگر عمداً چھوڑنا لفظ للصلوٰۃ کا بعد نودی کے غلط ہے اور یہ اس امام کی جہالت اور غلطی ہے کہ ایسی تاویل رکیک کرتا ہے۔ اس کو صاف کہہ دینا چاہئے تھا کہ مجھ سے سہو ہوا ہے اور سہواً یہ کلمہ چھوٹ گیا ہے۔ مگر نماز صحیح ہو گئی بوجہ نہ فاسد ہونے معنی کے۔(۱) فقط۔

قاف کو کاف سے بدل دیا تو کیا نماز فاسد ہو گئی

(سوال ۱۴۱۷) سورۃ الطارق میں امام نے لقول فصل میں ق، ک پڑھ دیا، اور یہ شخص صحیح پڑھنے پر قادر ہے تو نماز فاسد ہوئی اور اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی صورت میں اس نماز کا اعادہ ضروری ہے کیونکہ باوجود قدرت کے ایسی غلطی سے نماز نہیں ہوتی۔

صراط الذین پر سکوت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی

(سوال ۱۴۱۸) ایک امام سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے صراط الذین پر قیام کرتے ہیں اور سانس بھی توڑ دیتے ہیں تو نماز ہوتی ہے یا نہ۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے مگر یہ بڑی غلطی ہے ایسا آئندہ کرنا نہ چاہئے۔(۲) فقط۔

کریم کی جگہ قرات میں عظیم پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۱۹) ایک روز میں نماز میں سورہ مومنون کی آخر کی آیتیں پڑھیں اور بجائے رب العرش الکریم کے سہواً رب العرش العظیم پڑھا۔ نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی۔(۳) فقط۔

مد کی جگہ زیر اور زبر کی جگہ مد پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۲۰) قرأۃ میں زبر کی جگہ مد اور مد کی جگہ زبر پڑھا جاوے اور جمع کو واحد واحد کو جمع پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ موقع معلوم ہونا چاہئے جس میں تغیر ہوا ہے تاکہ اس کے موافق مطلب اور معنی دیکھ کر حکم لکھا جاوے۔ فقط۔

---

(۱) ولو زاد کلمة او نقص کلمة الخ لم یفسد ءالم یتغیر المعنی ص۵۹۳ ج۱

(۲) قال الخانیةوالخلاصة الا صل فیما اذاذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی ان امکن الفصل بلا مشقة تفسد الخ وفی خزانة الا کمل قال القاضی ابوعاصم ان تعمدذالك تفسد وان جری علی لسانه اولا یعرف التمییز لا تفسدو هو المختار (ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۵۹۲ ط.س. ج۱ ص۶۳۳) ظفیر.

(۳) انعمت علیهم پر سانس توڑنا چاہئے ۱۲ ظفیر.

(۴) اوقدمه او بدله بآخرالخ لم تفسد ان لم یتیغیر المعنی(الدر المختار علی هامش ردالمحتار زلةالقاری ج۱ ص ۵۹۱ ط.س. ج۱ ص۶۳۲) ظفیر.

آیت کا کوئی حصہ چھوٹ جائے اور معنی نہ بدلے تو نماز جائز ہے

(سوال ۱۴۲۱) امام صاحب نماز میں سورۃ جمعہ پڑھ رہے تھے درمیان میں آیۃ بئس مثل القوم الذین کذبوا بایات اللہ۔ سہواً چھوٹ گئی۔ زید کہتا ہے کہ نماز نہیں ہوئی عمر کہتا ہے کہ نماز ہوگئی اس میں سجدہ سہو کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز میں کوئی نقص نہیں آیا اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا کیونکہ سجدہ سہو واجب کے ترک کرنے سے لازم آتا ہے اور یہاں پر قدر فرض اور واجب کے قرأۃ ادا ہوگئی اور درمیان قراءۃ کے چھوٹ جانے سے کچھ حرج نہیں ہوا۔(۱) فقط۔

"زینۃ" کی تبدیلی "فتنۃ" سے اور اذا نہم" کی "آثار ہم" سے ہوگئی تو اس صورت میں نماز ہوگئی یا نہیں

(سوال ۱۴۲۲) اگر کسی نے نماز میں انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا کی جگہ فتنۃً لھا پڑھا تو یہ فساد معنی مفسد صلوٰۃ ہوگا یا نہیں۔

(سوال ۱۴۲۳/۲) اگر کسی نے نماز میں بجائے فضربنا علیٰ اذا نہم کے علیٰ اثارھم پڑھا تو نماز ہوئی یا نہ۔

(سوال ۱۴۲۴/۳) اگر کوئی شخص نماز میں اولئك الذین کفروا بایات ربھم و لقائہ میں لقائہ کو چھوڑ دے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ان تینوں صورتوں میں نماز درست اور صحیح ہے۔(۲) فقط۔

لفظ یا آیت کی تبدیلی سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۲۵) امام نے سورہ رعد میں بجائے ویقول الذین کفروا لو لا انزل علیہ ایۃ من ربہ قل ان اللہ یضل بہ من یشآء ویھدی الیہ من اناب۔ رکوع چہارم شروع کیا اور یقول الذین امنوا الیٰ اخرہ پڑھ دیا۔ حالانکہ سورہ محمد میں رکوع سویم ویقول الذین امنوا لولا نزلت سورۃ من ربہ الخ بھی موجود ہے اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

(سوال ۱۴۲۶/۲) سورہ مریم میں پہلا رکوع یایحیٰ خذ الکتاب بقوۃ الخ وکان تقیاً وبراً بوالدیہ کی بجائے بوالدتی پڑھا تو نماز کا کیا حکم ہے۔

(جواب) پہلی اور دوسری دونوں صورتوں میں نماز ہوگئی اور یہ اوسع ہے۔(۳) فقط

---

(۱) ولو کلمۃ او نقص کلمۃ الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ج۱ ص ۵۹۱. ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر۔

(۲) ولو زاد کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ او بدلہ بآخرالخ لم تفسدمالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ج ۱ ص ۵۹۲ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر۔

(۳) ولو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ اوبدلہ باخرالخ لم تفسدما لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ج ۱ ص ۵۹۲ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر۔

سورۂ زلزال میں ایک حصہ بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۲۷)ایک شخص نے نماز میں بعد فاتحہ کے اذازل پڑھی اور اخرجت الارض اثقالھا، بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہ۔

(جواب)اور آیۃ واخرجت الا رض اثقالھا کے درمیان میں سے چھوٹنے سے معنی میں بھی کچھ تغیر نہیں ہوتا۔لہذا صحت نماز میں کچھ شبہ نہیں ہے۔(۱)

نصب کی جگہ رفع پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۲۸)امام نے نماز جمعہ میں آیۃ کریمہ تصلی ناراً حامیۃً میں بجائے نصب کے رفع پڑھا یعنی بجائے حامیۃً کے حامیۃٌ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں نماز ہوگئی کیونکہ اس موقعہ پر حامیۃ کے رفع سے معنی میں تغیر نہیں ہوتا اور تاویل صحیح ہوسکتی ہے۔گویا یوں کہا جاوے گا تصلی ناراً ھی حامیۃ (۲)فقط۔

سورہ کا ایک ٹکڑہ پڑھنے سے رہ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۲۹)امام جہری نماز میں بلی قادرین علی ان نسوی بنانہ پڑھنا بھول گیا اور اول سے آخر تک پوری سورۃ پڑھ لی تو اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں نماز ہوگئی۔(۳)فقط

درمیان میں آیتیں چھوڑ کر آگے بڑھ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۳۰)والشمس وضحٰھا تک پڑھ کر درمیان کی آیات بھول کر چھوڑ گیا اور والسماء وما بنٰھا سے اخیر تک پڑھا۔اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں،یا سجدہ سہو کی ضرورت ہے۔

سورۂ عصر پڑھتے ہوئے والتین میں چلا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۱) سورۂ والعصر میں آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سے سورۂ والتین میں چلا گیا اور فلھم اجر غیر ممنون پڑھنے لگا اور آخر تک پڑھا اس صورت میں بھی سجدہ سہو کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱)اس صورت میں نماز ہوگئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۴)

(۲)اس صورت میں بھی نماز ہوگئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۵)فقط۔

دھاقا کی جگہ دحاقا پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۳۲)نماز میں اگر کسی نے اپنے غلط خیال کے بھروسہ پر بجائے دھاقاً۔دحاقاً پڑھ دیا تو نماز ہوجائے گی یا واجب الاعادہ ہوگی۔

---

(۱)ولو زاد کلمۃ اونقص الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (ایضاً).ط.س.ج۱ص ۶۳۲ ظفیر.

(۲)فلو فی اعراب او تخفیف الخ لم تفسد (ایضاً ج ۱ ص ۵۹۱ .ط.س.ج۱ص۶۳۲) ظفیر.

(۳)لوزاد کلمۃ او نقص الخ لم تفسدان لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارزلۃ القاری ج ۱ ص ۵۹۲ .ط.س.ج۱ص ۶۳۲) ظفیر.

(۴)ایضاً .ط.س.ج۱ص ۶۳۲ .۱۲. ظفیر.(۵)ایضاً ..ط.س.ج۱ص ۶۳۲.

(جواب) دھاقاً کی جگہ دحاقاً ہائے حطی سے پڑھنا بظاہر حسب قواعد مفسد صلوٰۃ ہے کیونکہ معنی بدل جاتے ہیں۔ لہٰذا نماز نہیں ہوگی۔ فقط۔(۱)

آیت کا ایک حصہ بدل گیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۳) ان اماماً قرأ هذه الآية غلطاً انا ارسلنا اليكم رسولاً الآية . فقرأ ارسلنا الى فرعون رسولاً . افسدت الصلوٰة ام لا .

(جواب) لا تفسد الصلوٰة في هذه الصورة۔(۲) فقط۔

یکذبون کی جگہ یمسکون یا یعلمون کی جگہ تعقلون پڑھ دے تو نماز ہوگئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۴) امام نے نماز میں بجائے ان یکذبون...... ان یمسکون پڑھا اور دوسری نماز میں بجائے یعلمون کے لعلکم تعقلون پڑھا دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) پہلی صورت میں نماز کا اعادہ کرے اور دوسری صورت میں نماز ہوگئی۔(۳)

پر کی جگہ باریک پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۵) جن موقعوں میں را اور ل کو پر کر کے پڑھنا چاہئے وہاں پر باریک پڑھنے سے نماز کے اندر کچھ نقصان ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو کس قدر۔

(جواب) نماز صحیح ہے۔ نماز میں کچھ خلل نہیں ہوا۔(۴) فقط۔

علیہم کا لام زیادہ کھینچا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۶) لفظ علیہم کے...... لے پر نو دس الف کے برابر مد کھینچ کر نماز پڑھنے سے ہو جاتی ہے یا نہیں۔

غنہ کی جگہ اظہار

(سوال ۱۴۳۷/۲) جس جگہ میم اور نون کو غنہ کر کے پڑھا جاتا ہے اس جگہ میم اور نون کو ظاہر کر کے پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ ظاہر ہے کہ حسب قاعدہ تجوید اس جگہ مد نہیں ہے لہٰذا یہ لحن ہے اور خطاء ہے مگر نماز

....

(۱) ان ذكر حرفا مكان حرف ولم يغير المعنى الخ لم تفسد صلاته وان غير المعنى فان امكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد الخ تفسد صلاته عند الكل وان كان لا يمكن الفصل الا بمشقة كالظامع الضاد و الصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اكثرهم لا تفسد صلاته هكذا في فتاوى قاضي خان وكثير من المشائخ افتوابه قال الا مام ابوالحسن والقاضي الا مام ابو عاصم ان تعمد ...... فسدت وان جرى على لسانه او كان لا يعرف التميز لا تفسدوهو اعدل الا قاويل والمختار هكذا في الوجيز للكردرى (عالمگیرى مصرى زلة القارى ج ۱ ص ۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۷۹)

(۲) او قدمه اوبدله باخر الخ لم تفسدما لم يتغير المعنى (الدر المختار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۳۳) ظفير

(۳) لوزاد كلمة الخ او بدله باخرالخ لم تفسد مالم يتغير المعنى (در مختار) وان غير فسدت الخ ردالمحتار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۳۲) ظفير.

(۴) وفى التتار خانية عن الحاوى حكى عن الصفارانه كان يقول الخطاء اذا دخل فى الحروف لا يفسدلان فيه بلوى عامة الناس لا نهم لا يقيمون الحروف الا بمشقة (ردالمحتار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۳۳) ظفير.

ہو جاتی ہے۔(۱)۔

(۲) اس صورت میں نماز صحیح ہے۔(۲) فقط۔

نراد کی جگہ لانراد پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۸) آیۃ کریمہ یالیتنا نرادّ کی جگہ ولا نرآدّ پڑھا تو نماز فاسد ہو گی یا نہیں۔

(جواب) ایسی صورت میں احوط یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔(۳)

قتل داؤد جالوت میں یا دوسری آیت میں اعراب کی غلطی ہو گئی تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۹) آیۃ کریمہ وقتل داؤد جالوت میں اگر دوسری دال کو زبر اور جالوت کی ت کو پیش پڑھا تو نماز ہو گی یا نہیں اور پڑھنے والا کافر ہو گا یا نہیں۔ اسی طرح فعصیٰ فرعون الرسول میں اگر نون کے زبر اور لام کو پیش پڑھا نماز فاسد ہو گی یا نہیں۔

(جواب) وقتل داؤد جالوت میں اگر دوسری دال کو زبر اور جالوت کی ت کو پیش پڑھا تو نماز فاسد ہو گی مگر غلط پڑھنے والا کافر نہ ہوگا۔ اسی طرح فعصیٰ فرعون الرسول میں اگر نون کو زبر اور لام کو پیش پڑھا تو نماز فاسد ہو گی(۴) اور صحیح کر کے لوٹایا تو نماز صحیح ہو گئی۔ فقط۔

خیرلك من الاولی کی جگہ والاولیٰ پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۴۰) امام نے نماز میں بجائے خیر لك من الاولیٰ کے خیرلك والا ولیٰ پڑھا ہے تو نماز ہوئی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی کیونکہ معنی میں ایسا تغیر نہیں ہوا جو کہ مفسد نماز ہو اب معنی یہ ہو گئے کہ البتہ آخرت اور دنیا آپ کے لئے دونوں بہتر ہیں جیسا کہ مفہوم آیت ربنا اتنا فی الدنیا حسنةً وفی الآخرة حسنةً کا ہے۔(۵)

لفی کی جگہ لافی پڑھنے سے کوئی حرج تو نہیں

(سوال ۱۴۴۱) سورہ والعصر میں بجائے لفی کے لافی پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں یعنی بجائے فتحہ پست کے کھڑا فتحہ یا الف پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

....

(۱، ۲) وفی التتارخانية عن الحاوی حکی عن الصفار انه کان یقول الخطأ اذا دخل فی الحروف لا یفسدلان فیه بلو ی عامة الناس لا نهم لایقیمون الحروف الا بمشقة (ردالمحتار زلة القاریٔ ج ۱ ص ۵۹۲. ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر.

(۳) اعلم ان الكلمة الزائدة اما ان تكون فی القران اولا، وعلی کل اما ان تغیر اولا، فان غیرت افسدت مطلقا الخ (ردالمحتار زلة القاری ص ۵۹۱. ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر.

(۴) اذا لحن فی الا عراب لحنا لا یغیر المعنی بان قرأ لا تر فعوا اصواتکم برفع التاء لا تفسدصلوٰته بالا جماع وان غیر المعنی تغیر افاحشا کان قرأ وعصی آدم ربه بنصب المیم ورفع الرب وما اشبه ذالك مما لو تعمد به یکفر، اذا قرأخطأ فسدت صلاته فی قول المتقدمین واختلف المتاخرون قال محمد بن مقاتل وابو نصر محمد بن سلام الخ لا تفسد صلاته وما قال المتقدمون احوط لانه لو تعمد یکون کفراوما یکون کفرا لایکون من القران . وماقاله المتاخرون او سع لان الناس لا یمیزون بین اعراب واعراب الخ وهو الا شبه کذا فی المحیط وبه یفتی کذا فی العتابیه وهکذا فی الظهیریة (عالمگیری مصری زلة القاری ج۱ ص ۷۶. ط.س. ج۱ ص ۸۱) مفتی علامؒ نے احوط پر فتوی دیا ہے ۱۲ ظفیر . (۵) اوبدله باخر الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار زلة القاری ج۱ ص ۵۹۲. ط.س. ج۱ ص ۶۳۳) ظفیر.

(جواب) ایسی غلطی سے نماز نہیں ہوتی اس میں احتیاط کرنی چاہئے(۱) اور صحیح پڑھنے والے کو امام بنانا چاہئے۔ فقط

ذال کی جگہ جیم پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۴۲) امام نے نماز میں ذال کی جگہ جیم پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) وہ مثال لکھنی چاہئے تھی جس جگہ امام نے ذال کی جگہ جیم پڑھا ہے تاکہ معنی کے تغیر و تبدل کا حال معلوم ہو تاکہ کس درجہ کا تغیر ہوا ہے۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں نماز نہیں ہوئی۔ بہر حال اعادہ اس نماز کا احوط ہے اور یہی حکم طاء کی جگہ تاء پڑھنے کا ہے۔(۲) فقط۔

ضاد کی جگہ ذال یا ز کی جگہ ظاء پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی یا نہیں

(سوال ۱۴۴۳) اگر کسے بجائے ضؔ ذؔ یا زؔ یا ظؔ بخواند نماز صحیح شد یا فاسد اگر در نماز بعد قراءۃ فرض غلطی مفسد صلوٰۃ کند نماز صحیح شد یا فاسد۔

(جواب) لفظ ض معجمہ را از مخرج اصلی او باید خواند نہ ذؔ و زؔ و ظؔ کہ عمداً این ہمہ ناجائز است بلکہ در شرح فقہ اکبر از محیط آوردہ کہ اگر کسے عمداً بجائے ض معجمہ ظاء معجمہ خواند کافر گردد۔(۳) العیاذ باللہ تعالیٰ۔ و نماز او فاسد شود۔ واگر در نماز بعد قراءۃ فرض کسے در قراءۃ غلطی مفسد صلوٰۃ کردہ نماز او فاسد شود باز اگر اعادہ صحیح کرد نماز او صحیح شود و گرنہ فاسد باشد در عالمگیریہ آوردہ است لو قرأ فی الصلوٰۃ بخطاء فاحش ثم رجع وقرأ صحیحاً۔ قال فی الفوائد عندی صلوته جائزة و کذلك الا عراب۔(۴) فقط۔

غلط پڑھنے کا اثر نماز پر

(سوال ۱۴۴۴) امام سورہ توبہ کی آیۃ میں عزیز کے بجائے مَا کو علیہ کے ساتھ ملا کر قصداً وقف کرتا ہے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

اسفل السافلین کو الا الذین سے ملا دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/ ۱۴۴۵) سورہ والتین اسفل سافلین کے ساتھ الا الذین الآیة کو ملا کر پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) (۱، ۲) فقہاء متاخرین نے اس باب میں توسیع کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس قسم کے تغیرات سے نماز فاسد نہیں ہوتی تاوقتیکہ ایسا تغیر نہ ہو جائے کہ معنی بالکل فاسد ہو جائیں نماز ہی کی صحت کا حکم رہے گا

---

(۱) ومنها زيادة حرف ان زاد حرفا فان كان لا يغير المعنى لا تفسد صلوٰته عند عامة المشائخ الخ وان غير المعنى الخ تفسد هكذا فى الخلاصة (عالمگیری کشوری، زلة القاری ج۱ ص ۷۸. ط. ماجدیه. ج۱ ص ۷۹) ظفیر.

(۲) ان ذكر حرفا مكان حرف ولم يغير المعنى الخ لم تفسد صلاته وان غير المعنى فان امكن الفصل بين الحروفين من غير مشقة كا لطاء مع الصاد الخ تفسد صلاته عند الكل وان كان لايمكن الفصل الا بمشقة كالظاء مع الضاد و الصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اكثرهم لا تفسد صلاته الخ قال الا مام ابو الحسن والقاضى الا مام ابوعاصم ان تعمد فسدت وان جرى على لسانه اوكان لا يعرف التمييز لاتفسدو هو اعدل الا قاويل والمختار هكذا فى الوجيز للكردری (عالمگیری مصری زلة القاری ج ۱ ص ۷۴. ط. ماجدیه. ج۱ ص ۷۹) ظفیر.

(۳) وفى المحيط سئل الا مام الفضلى عمن يقرء الظاء المعجمه مكان الضاد المعجمه اويقرء اصحاب الجنة مكان اصحاب النار او على العكس فقال لا يجوز امامته ولو تعمد يكفر قلت اما كون تعمده كفرا فلا كلام فيه اذا لم يكن فيه لغتان (شرح فقه اکبر ص ۲۰۵) ظفیر.

(۴) عالمگیری کشوری. باب صفة الصلوٰة فصل رابع زلة القاری ج ۱ ص ۸۱. ط. ماجدیه. ج۱ ص ۸۲ ظفیر.

ولوزاد کلمۃ او نقص کلمۃً او نقص حرفاً او قدمہ او بدلہ باٰخرلم تفسد مالم یتغیر المعنیٰ[۱] الخ

لیکن جو امام اکثر ایسی غلطیاں کرتا ہے وہ عہدہ امامت کے قابل نہیں اس کی جگہ کسی دوسرے کو تجویز کیا جائے۔

راگ کے ساتھ قرآن پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۴۶) راگ میں قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے۔ کیا خوش الحانی راگ میں داخل ہے۔ راگ اور خوش الحانی میں کیا فرق ہے۔

(جواب) راگ میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے چنانچہ حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے وعن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرأوالقراٰن بلحون العرب واصواتھا وایاکم ولحون اھل العشق ولحون اھل الکتابین وسیجئ بعدی اقوام یرجّعون بالقراٰن ترجیع الغناء والنوح لا یجاوز حناجرھم مفتونۃ قلوبھم وقلوب الذین یعجبھم شانھم رواہ البیھقی . فی شعب الا یمان . (۲) اور غناء میں ترجیع اور تردید صوت ہوتی ہے جیسے آآآآآآ الخ بخلاف خوش الحان کے کہ اس میں مدو غیرہ حسب قواعد تجوید ہوتا ہے اور خوش الحان راگ میں داخل نہیں ہے۔

” فمن کان یرجو لقاء ربہ “ میں کان چھوٹ جائے تو کیا کرے

(سوال ۱۴۴۷) امام نے جمعہ کی نماز میں آیۃ فمن کان یرجوا لقاء ربہ لفظ کان کو سہواً چھوڑ دیا تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔ یا اعادہ ضروری ہے۔ اعادہ نہ کرنے کی وجہ سے جو شخص امام پر طعن کرے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہو گئی پس جو شخص بوجہ عدم واقفیت کے اعادہ نماز کا ضروری سمجھتا ہو اس کو سمجھا دیا جاوے کہ مسئلہ اس طرح ہے۔ (۳) فقط۔

”فالملقیات ذکرا“ کی جگہ ” فالمدبرات امرا“ پڑھ دے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۴۴۸) زید نے سورہ والمرسلات نماز میں شروع کی مگر بجائے فالملقیات ذکرا کے فالمدبرات امراجو والنازعات میں ہے پڑھا۔ نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی (۴) فقط۔

” ولاانتم عابدون کی جگہ ولاانتم تعبدون“ پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۴۹) زید نے فرض مغرب میں سورہ قل یا یھا الکافرون میں لا اعبدماتعبدون ولا انتم تعبدون ما اعبد آہ پڑھ کر رکعت اول پڑھائی اور دوسری میں اذاجاء پڑھی۔ آیا نماز ہو گئی یا نہیں۔

....

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا مطلب زلۃ القاری (ج ۱ ص ۵۹۲ .ط.س. ج۱ ص۶۳۲) ظفیر. (۲) مشکوٰۃ . کتاب فضائل القرآن . باب فصل ثالث (ص ۱۹۱) ۱۲ ظفیر.

(۳) ولو زاد کلمۃ اونقص کلمۃ الخ لم تفسدان لم یتغیر المعنی (درمختار) قال فی شرح المنیۃ وان ترک کلمۃ من ایۃ فان لم تغیر المعنی مثل وجزاء سیئہ مثلھا بترک سئیۃ الثانیۃ لا تفسد وان غیرت مثل فما لھم یومنون بترک لا ، فانہ یفسد عند العامۃ وقیل لا والصحیح الا ول (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا مطلب . زلۃ القاری ج ۱ص ۵۹۱ .ط.س. ج۱ ص۶۳۲) ظفیر. (۴) ومنھا ذکر کلمۃ مکان کلمۃ علی وجہ البدل ان کانت الکلمۃ التی قرأ ھا مکان کلمۃ یقرب معناھا وھی فی القران لاتفسد صلا تہ نحوان قرأ مکان العلیم الحکیم (عالمگیری کشوری فصل خامس زلۃ القاری ج ۱ ص ۷۸ .ط. ماجدیہ ج۱ ص۷۹) ظفیر.

(جواب) نماز ہو گئی کیونکہ معنی صحیح رہے۔(۱) فقط۔

تیرہ آیتوں کے پڑھنے کے بعد متشابہ لگنے کی وجہ سے کوئی لفظ رہ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۰) امام نے قراءۃ نماز میں تیرہ آیت پڑھ کر سہواً آیت متشابہات پڑھ گیا یا کوئی لفظ درمیان میں رہ گیا اور بلا سجدہ سہو نماز ختم کی تو نماز درست ہے یا نہ۔

(جواب) نماز صحیح ہو گئی۔(۲) فقط۔

الف مقصورہ وممدودہ کو نون غنہ کے ساتھ پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۵۱) اگر کوئی قاری حافظ نماز میں الف مقصورہ اور الف ممدودہ کو نون کے ساتھ پڑھے تو نماز میں کوئی قصور ہے یا صحیح ہے۔ مثلاً موسیٰ کو موساں اور صحریٰ کو صحراں اور بشریٰ کو بشراں، علیٰ ہذا القیاس۔ اور جب ان سے کہتے ہیں تو بگڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں ایسا نہیں پڑھتا۔ حالانکہ حافظوں نے بھی سنا وہ بھی شکایت کرتے ہیں۔

(جواب) نماز صحیح ہو گئی لیکن امام کو ایسی غلطی نہ کرنی چاہئے اس طرح پڑھنے سے غلط ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے۔ یہ لحن ہے۔ لیکن پچھلی نمازوں کا اعادہ لازم نہیں ہے۔ آئندہ احتیاط ضروری ہے۔(۳) اگر امام اس غلطی کو نہ چھوڑے تو دوسرا امام صحیح خواں مقرر کیا جاوے۔ فقط۔

ضاد کی جگہ ظاء پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۲) جس شخص نے نماز میں ضاد کو اس کے مخرج سے ادا کرنے کا قصد کیا مگر بوقت ادا سہواً یا لغزش سے زبان ضاد کو ظاء پڑھ گیا تو اس کی نماز صحیح ہوگئی یا نہیں۔ اور جو شخص قصداً ضاد کی جگہ ظاء خواہ زاء پڑھے اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اگر خطاءً بجائے ضاد معجمہ کے ظاء معجمہ پڑھی گئی تو بقول اکثر نماز صحیح ہے لیکن اگر قصداً ضاد کی جگہ ظاء یا زاء پڑھی تو قاضی ابو عاصم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز اس کی فاسد ہے اور اسی کو مختار کہا ہے۔ اور بزازیہ میں بھی اس کو مختار اور اعدل الاقوال کہا ہے۔ شامی میں ہے قال فی الخانیة والخلاصة الا صل فیما ذکر حرفاً مکان حرف وغیر المعنی ان مکن الفصل بینهما بلا مشقة تفسدو الا یمکن الا بمشقة کالظاء مع الضاد المعجمتین والصاد مع السین المهملتین والطاء مع التاء قال اکثر هم لا تفسد اه وفی خزانة الا کمل قال القاضی ابو العاصم ان تعمد ذلك تفسدوان جری علی لسانه اولا یعرف التمییز لا تفسدوهو المختار حلیه وفی البزازیه وهو اعدل الا قاویل وهو المختار وفی التتارخانیة عن الحاوی حکی عن الصفار انه کان یقول الخطاء اذا دخل فی الحروف لا یفسدلان فیه بلوی عامة الناس (۴) ص ۴۲۵

---

(۱) ایضاً۔
(۲) ومنها ذکر اية مکان ایته لو ذکر اية مکان ایته الخ لا تفسد (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۷۹ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۸۰)
(۳) ومنها القراة بالا لحان ان غیر المعنی والا لا الا فی حرف مدو لین اذا فحش والا لا ، (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۹ ط.س. ج ۱ ص ۶۳۰) ظفیر۔
(۴) ردالمحتار مطلب زلة القاری باب ما یفسد الصلوٰة جلد اول ص ۵۹۲ ط.س. ج ۱ ص ۶۳۳ . ۱۲ ظفیر۔

شامی جلد نمبر ا فقط۔

شین کی جگہ سین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۵۳) ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے جو شین کی جگہ سین پڑھے اور شین کی جگہ سین پڑھے ؟ اور جو نمازیں ان غلطیوں کے ساتھ پڑھی وہ ہو گئی یا نہیں ؟

(جواب) امام ایسے شخص کو بنانا چاہئے جو قرآن شریف صحیح پڑھے اس کو امام نہ بنائیں جو غلطیاں مذکورہ کرتا ہے جو نمازیں ان غلطیوں کے ساتھ پڑھی گئی وہ ہو گئی۔(۱) مگر آئندہ کو اسے امام نہ بنائیں جب تک کہ وہ قرآن شریف کو صحیح ادا نہ کرے۔

قرات میں غلطی سے نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۴) ایک امام نے آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کی جگہ من قبله والمؤمنون پڑھا، نماز ہوئی یا نہیں ؟

(جواب) جو صورت سوال کی آپ نے لکھی ہے اس میں نماز ہو گئی۔(۲) فقط۔

کیا سورہ فاتحہ میں وقف و عدم وقف سے شیطان کا نام بنتا ہے

(سوال ۱۴۵۵) زید کہتا ہے کہ الحمد کی دال پر وقف کر کے للہ کہنا چاہئے کیونکہ وقف نہ کرنے میں دال معلوم ہوتا ہے اور دالی شیطان کا نام ہے۔ علیٰ ہذا۔ ایاک کے کاف پر وقف کرنا چاہئے کیونکہ وقف نہ کرنے سے کنعبد معلوم ہوتا ہے اور یہ نام شیطان کا ہے یہ قول صحیح ہے یا نہیں ؟

(جواب) یہ قول زید کا غلط ہے۔ فقط۔

سمع اللہ لمن حمدہ کی ادائیگی

(سوال ۱۴۵۶) ایک شخص سمع الله لمن حمده کو اس طرح پڑھتا ہے کہ ہو لیمن مسموع ہوتا ہے، آیا صحیح ہے یا غلط ؟

(جواب) اس طرح پڑھنا اس شخص کا باعتبار قرات کے غلط ہے صحیح نہیں ہے قراءۃ کے قاعدہ میں یہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ میں صرف بو واو اور یاء کی آجاوے نہ یہ کہ صریح واو اور یاء یعنی ہو لیمن پڑھا جاوے یہ بالکل غلط ہے چاہئے کہ وہ امام سمع الله لمن حمده پڑھیں اور ایسی قراءۃ سے معاف رکھیں۔ فقط۔

مفسد صلوٰۃ غلطیاں

(سوال ۱۴۵۷) ایک امام قرآن شریف غلط پڑھتا ہے۔ غلطیاں یہ ہیں الحمد للہ میں ال کو اس طرح پڑھتے ہیں جس سے ل کا زیر معلوم ہوتا ہے۔ نعبد کی دال کو زبر پڑھتے ہیں مستقیم کے قاف کو کاف پڑھتے ہیں الخ۔ ان

---

(۱) ردالمحتار میں ہے ان کان الخطاء بابدال حرف بحرف فان امکن الفصل بینهما بلا کلفة کالضاد مع الظاء ...... فاتفقوا علی انه مفسدوان لم یمکن الا بمشقة کالظامع الضادوالصاد مع السین فاکثرهم علی عدم الفساد لعموم البلوی وبعضهم یعتبر عسر الفصل بین الحرفین وعدمه وبعضهم قرب المخرج وعدمه(ج ۱ ص ۶۵۹ .ط.س.ج۱ص۶۳۳) ظفیر.

(۲) ومنها ذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل ان کانت الکلمة التی قرأها مکان کلمة یقرب معناها وهی فی القران لا تفسد صلوٰت (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۷۸ .ط.ماجدیه ج۱ص۷۹) ظفیر.

غلطیوں سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

ترتیل

(سوال ۲/۱۴۵۸) ترتیل ضروری ہے یا نہیں ؟ اور شد و مد ضروری ہیں یا کیا ؟

(جواب) ایسی غلطیوں سے جن کا سوال میں ذکر ہے نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی اعادہ کرنا چاہئے۔(۱)

(۲) اس قدر ترتیل جس سے حروف صحیح ہوں فرض ہے۔ شد و مد میں بعض ضروری ہیں بعض ادنیٰ۔(۲)

لا اعبد کو لام کے حذف کے ساتھ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۹) سورہ کافرون میں دوسری آیت کے شروع میں جو لا اعبد ہے اور میم کے ساتھ ما تعبدون ہے، اگر لا کا الف اور ما کا الف گرا دیا جاوے اور صرف زبر کے ساتھ دونوں پڑھے جاویں تو نماز ہوئی ؟ اگر نہیں ہوئی تو نماز لوٹانی چاہئے یا نہ ؟

(جواب) نماز نہیں ہوئی سب کو لوٹانی چاہئے۔(۳) فقط۔

زیر کی جگہ زبر پڑھ دے تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۶۰) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اگر مصلی نماز میں زیر کی جگہ زبر یا برعکس پڑھے تو کافر ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے یا کیا ؟

(جواب) کافر نہیں ہوتا مگر نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(۴) فقط۔

دو آیت پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۶۱) نماز میں والشمس شروع کی اور درمیان میں دو آیت و الشمس والضحها...... والليل اذا يغشها پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں ؟

(جواب) نماز ہو گئی۔(۵)

قراءۃ میں ایک سورہ کا ایک حصہ پڑھ کر بھول سے دوسری سورۃ میں چلا گیا

(سوال ۱۴۶۲) عمر نے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے یہ آیت پڑھی لله ما فی السمٰوات وما فی الارض الملك القدس العزيز الحكيم سے لا يهدى القوم الظالمين تک۔ بعد اس کے لوٹ کر یہ پڑھنا شروع کیا یعنی سورہ بقرہ کا آخر رکوع ما فی السموات وما فی الارض آخر رکوع تک پڑھا اور دوسری رکعت میں بعد سورہ

---

(۱) ولا غير الا لثغ به اى بالا لثغ على الا صح كما فى البحر عن المجتبى الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۴. ط.س. ج۱ ص ۵۸۱ قوله غير الا لثغ به قال فى المغرب هو الذى يتحول لسانه من السين الى الثاء وقيل من الراء الى الغين او اللام او الياء زاد فى القاموس اومن حرف الى حرف (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۴. ط.س. ج۱ ص۵۸) ظفير.

(۲) ورتل القران ترتيلا (سورة مزمل . ۱)(۳) ومنها حذف حرف الى قوله) ان لم يكن على وجه الا يجاز والترخيم ...... ان غير المعنى تفسد صلاته عند عامة المشائخ (عالمگيرى كشورى ج ۱ ص ۷۸ . ط. ماجديه ج۱ ص۷۹) ظفير.

(۴) ان الخطاء اما فى الا عراب اى الحركات والسكون (الى قوله) ان ما غير المعنى تغيرا يكون اعتقاده كفر يفسد فى جميع ذالك سواء كان فى القران اولا الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۰) ظفير.

(۵) ومن فرائضها التى لا تصح بدونها (الى قوله) ومنها القراءة لقادر عليها (درمختار) قوله ومنها القراءة اى قراءة اية من القران وهى فرض عملى فى جميع ركعات النفل والوترو فى ركعتين من الفرض (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۱۵. ط.س. ج۱ ص ۴۴۲......۴۴۶) ظفير.

فاتحہ کے سورہ مزمل کا آخر رکوع پڑھ کر نماز کو ختم کر دیا۔ اس حالت میں نماز صحیح ہوئی یا نہیں ؟

(جواب) عمر سے اول بھول ہوئی غلط پڑھ دیا پھر سورہ بقرہ کی آخر آیات کو صحیح پڑھدیا اور دوسری رکعت میں سورہ مزمل کا آخر رکوع پڑھا۔ نماز ہو گئی اور سجدہ سہو وغیرہ کچھ لازم نہیں مگر افضل یہ ہے کہ فرائض کی ہر ایک نماز میں ہر ایک رکعت میں اولیین سے پوری سورۃ بعد الحمد کے پڑھے۔ متفرق آیات پڑھنا فرائض میں خلاف مستحب ہے۔ (۱) فقط۔

ضاد کا مخرج کیا ہے

(سوال ۱٤٦۳) (ض) کو مشابہ (ظ) پڑھنا چاہئے یا مشابہ (د) یا کس طرح پڑھی جاوے ؟

(جواب) حرف (ض) مستعمل ایک حرف ہے جو مخصوص لسان عربی کا ہے اس کو نہ مشابہ د پڑھنا چاہئے نہ مشابہ ظ اور یہ بغیر کسی مستند قاری سے مشافہۃً سیکھے ہوئے واقعی طور پر نہیں آسکتا۔ رہا یہ کہ اس میں ایک قسم کا تشابہ جو سمجھا جاتا ہے تو کتب قرأت و تجوید کی عبارات سے تشابہ ظ کے ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے۔ نہایة القول المفیده فی علوم التجوید مطبوعه ص ٤٨ میں اس کی تحقیق مبسوط موجود ہے المنح الفکریه علی متن الجزویه۔ مطبوعیه مصر لملا علی قاریؒ ص ۳٤ و ص ۳۹ دیکھ لیا جاوے اور قراء حرمین شریفین زاد الله شرفهما کا معمول بها تشابه بالدال ہورہا ہے جس کے دلائل بوجہ تنگی معروض نہیں کئے جاتے۔ چونکہ یہ حالی کیفی چیز ہے صرف کتابت و تحریر میں دشوار ہے۔ فقط۔

قراءۃ میں کچھ الفاظ چھوٹ گئے نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱٤٦٤) اگر امام نے نماز میں آیت واذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی رسول الله الیکم لیکن یا بنی کے بعد (اسرائیل انی چھوڑ دیا تو نماز ہوئی یا نقص رہا؟ اور ایک مقتدی کو یہ آیہ یاد تھی اس نے لقمہ بھی نہ دیا تو اس کی نماز بھی ہوئی یا نہیں ؟

درمیان کا حصہ قراءۃ میں چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱٤٦٥/۲) سورہ الرحمٰن میں حور مقصورات فی الخیام پڑھنا شروع کیا اور درمیان کی آیات کو چھوڑ کر متکئین علی رفرف سے آخر تک پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں ؟

(جواب) (۱) نماز ہو گئی کچھ نقص نہیں رہا۔ لقمہ نہ دینے والے کی بھی نماز ہو گئی اور سب مقتدیوں کی بھی ہو گئی۔ (۲)

(۲) اس صورت میں بھی نماز ہو گئی۔ کچھ نقص نہیں رہا۔ (۳) فقط

(۱) الا فضل ان یقرأ فی کل رکعة الفاتحه وسورة کاملة فی المکتوبة (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۷۷ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۸) ولو قرأ فی رکعة من وسط سورة ومن اخر سورة وقرأ فی الرکعة الا خری من وسط سورة اخری او من اخر سورة اخری لا ینبغی له ان یفعل ذالك علی ما هو ظاهر الروایة ولکن لو فعل ذالك لاباس به (ایضاً). ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۸.

(۲، ۳) وزاد کلمة او نقص کلمة او نقص حرفا او قدمه و بدله اخر الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۱ زلة القاری . ط.س. ج ۱ ص ٦۳۲) ظفیر.

ضاد کو نماز میں کس طرح پڑھنا چاہئے

(سوال ۱۴۶۶) لفظ ضؔ کو نماز میں کس طرح پڑھنا چاہئے۔

(جواب) ضاد کو اس کے مخرج سے پڑھنا چاہئے نہ نکل سکے تو جیسے ادا ہو جائے نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط۔

لحافظون کی جگہ لنا فظون پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے

(سوال ۱۴۴۷) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام نے نماز کی پہلی رکعت میں مقدار دس آیات کے بعد سہواً بجائے لحافظون کے لنافظون پڑھا ہے......اس صورت میں نماز فاسد ہوگی یا نہیں اس کا جواب مع حوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔

(جواب) نماز ہوگئی۔(۲) فقط۔

ضاد کا مخرج کیا ہے اور جو دال مفخم پڑھے اس کی امامت درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۶۸) جزری وشاطبیؔ وتحفہ نذریہ وملا علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ضاد معجمہ کو دال اور ظاء سے جدا پڑھنا فرض ہے اگر کوئی سیکھے تو ضاد کو صحیح پڑھ سکتا ہے مگر سیکھتا نہیں۔ ظا یا دال مفخم کے مشابہ کر کے پڑھتا ہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر ضاد کو بصورت دال مفخم پڑھنے سے نماز کے نہ ہونے کا حکم کیا جاوے گا تو تمام عرب کے قراء وعلماء وائمہ میں سے بھی کسی کی نماز نہ ہوگی اور نہ کسی مقتدی کی نماز ہوگی۔ کیونکہ وہ سب دوالین پڑھتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حکم لگانا غلط ہے اور اس میں حرج ہے۔ البتہ عمدہ اور بہتر یہی ہے کہ مخرج سے ادا کرنے میں سعی کرے نہ ظاء پڑھے نہ دال اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ضاد کو دال مفخم کی صورت میں پڑھنا دال پڑھنا نہیں ہے جیسا کہ طاء، ت نہیں وقس علیہ۔ بلکہ مخرج[عہ] ناقص ہے ضاد کا جو دال پُر کے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) الا ما یشق تمییزہ کالضاد والظاء فاکثرهم لم یفسدها (الدر المختار ج۱ ص ۹۱. ط.س. ج۱ ص۶۳۳) ظفیر.

(۲) لوزاد کلمة او نقص کلمة او نقص حرفا او قدمه اوبدله اخر الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار فصل زلة القاری ج ۱ ص ۹۰. ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر.

عہ قوله مخرج ناقص ہے۔ الخ۔ وجہ یہ ہے کہ دال مفخم کی صورت میں مخرج ضاد یعنی حافہ لسان مع الافراس سے بہت کچھ کام لینا پڑتا ہے۔ اور مخرج دال یعنی کنارہ زبان اور ثنایا علیا کی جڑ کو بھی فی الجملہ شمول ہوتا ہے۔ البتہ جو جو دال کی صفت ہے دال معجم کی صورت میں ادا نہیں ہوتی ہے۔ یہاں مخارج وصفات فوائد مکیہ سے ماخوذ ہے۔ جمیل الرحمٰن۔

فصل ثانی
مکروہات صلوٰۃ
(جن چیزوں سے نماز میں کراہت پیدا ہوتی ہے)

مزار کے مقابل نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱٤٦۹) زید نے ایک مسجد تعمیر کی۔ اس مسجد کے وسط صحن میں ایک مزار ہے جس کا نقشہ منسلک ہے۔ اگر کوئی شخص مزار کے مقابل نماز پڑھے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) قبر کے سامنے نماز فرض اور نفل پڑھنا مکروہ ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ ایسے موقع پر اگر قبر واقع ہو جیسا کہ اس صورت موجودہ میں ہے تو اس قبر کا نشان مٹا دیا جائے پس جب کہ نشان قبر فرش مسجد میں نہ رہے گا تو نماز میں کچھ کراہت نہ ہوگی اور اگر نشان قبر نہ مٹایا جاوے گا تو پھر قبر کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے اس کا علاج اور بندوبست ایسا کیا جائے کہ قبر کے ہر طرف ایک کٹھڑا بنا دیا جاوے تو پھر بھی کراہت مرتفع ہو جاوے گی۔(۱) فقط۔

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں

(سوال ۱٤۷۰) قومہ سے سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کو اٹھالیتے ہیں نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) بلا ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں اور نماز ادا ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

دوسروں کے کھیت میں بلا اجازت نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱٤۷۱) بلا اجازت دوسرے کی زمین میں نماز پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو گئی۔(۳) فقط۔

عاجزی کی طور پر ننگے سر نماز بلا کراہت جائز ہے

(سوال ۱٤۷۲) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص ننگے سر اس نیت سے نماز پڑھے کہ عاجزانہ درگاہ خدا میں حاضر ہوتا ہوں تو کچھ حرج نہیں۔

....

(۱) وکذا تکرہ فی اما کن کفوق کعبۃ الخ ومقبرۃ (درمختار) واختلف فی علتہ فقیل لان فیھا عظام الموتی وصدیدھم وھو نجس وفیہ نظرو قیل لان اصل عبادۃ الا صنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد وقیل لانہ تشبہ بالیھود وعلیہ مشی فی الخا نیۃ ولا باس بالصلاۃ فیھا اذا کان فیھا موضع اعد للصلاۃ ولیس فیہ قبرو لا نجاسۃ ولا قبلۃ الی قبر (ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۲. ط.س. ج۱ ص ۳۷۹) ظفیر.

(۲) وکرہ کفہ ای رفعہ ولو لتراب کمشمر کم او ذیل وعبثہ بہ ای بثوبہ وبجسدہ للنھی الا لحاجۃ ولا باس بہ خارج صلاۃ (در مختار) قال فی النھایۃ وحاصلہ ان کل عمل ھو مفید للمصلی فلا باس بہ اصلہ ماروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرق فی صلاتہ فسلت العرق عن جبینہ ای مسحہ لا نہ کان یوذیہ فکان مفید اکیلا تبقی صورۃ فاما ما لیس بمفید فھو العبث اہ وقولہ کی لا تبقی صورۃ یعنی حکایتہ صورۃ الا لیۃ کما فی الحواشی السعد یۃ الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج۱ ص ۵۹۸ و ج ۱ ص ۵۹۹. ط.س. ج۱ ص ٦٤۱) ظفیر.

(۳) وکذا تکرہ الخ او للغیر لو مزروعۃ (درمختار) فان اضطربین ارض مسلم وکافر یصلی فی ارض المسلم اذا لم تکن مزروعۃ فلرمزروعۃ اولکا فریصلی فی الطریق اہ لان لہ فی الطریق حقا کما فی مختارات النوازل وفیھا تکرہ فی ارض الغیر لومزروعۃ او مکروبۃ الا اذا کانت بینھما صداقۃ او رای صاحبھا لا یکرہ فلا باس بہ نقل سیدی عبد الغنی عن الاحکام لوالدہ الشیخ اسمعیل ان النزول فی ارض الغیر ان کان لھا حائط او حائل یمنع منہ والا فلا، والمعتبر فیہ العرف اہ یعنی عرف الناس بالرضا ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵٤. ط.س. ج۱ ص ۳۸۱) ظفیر.

(جواب) یہ تو کتب فقہ میں بھی لکھا ہے کہ بہ نیت مذکورہ ننگے سر نماز پڑھنے میں کراہت نہیں ہے۔ در مختار میں لا باس به للتذلل الخ ۔(۱) فقط۔

تولیہ یا رومال باندھ کر نماز پڑھانا کیسا ہے

(سوال ۱۴۷۳) تولیہ یا رومال بجائے عمامہ کے باندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں اور تولیہ ٹوپی پر باندھنا مکروہ ہے یا نہیں اور اس سے نماز پڑھانا مکروہ ہے یا نہیں اور یہ اعتجار ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص اس پر طعن کرے اور الفاظ جاہلانہ توہین کے کہے تو اس کو عتاب ہونا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) تولیہ ورومال ٹوپی پر باندھنا مکروہ نہیں ہے یعنی عمامہ کے طور پر باندھنا اور نماز اس سے مکروہ نہ ہوگی بلکہ اطلاق عمامہ کا اس پر آوے گا اور باندھنے والا مستحق ثواب ہوگا۔ اور یہ اعتجار مکروہ نہیں ہے عصابہ بمعنی عمامہ بھی آتا ہے اور پٹی جو سر پر باندھی جاوے اس کو بھی عصابہ کہتے ہیں۔ العصابة تاتی بمعنے العمامة كما فی القاموس وشرح شمائل للقاری .(۲) عمامہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت منقول ہے کہ آپ کے پاس دو عمامے تھے۔ ایک سات ذراع کا اور ایک بارہ ذراع کا لیکن صحیح یہ ہے کہ اس میں کوئی تحدید شرعاً نہیں ہے۔ بقدر ضرورت ہونا کافی ہے۔(۳) جمع الوسائل شرح الشمائل لعلی القاری میں ہے وقال الشيخ الجزری فے تصحيح المصابيح تتبعت الكتب وتطلبت من السير والتواريخ لا قف على قدر عمامة النبی صلى الله عليه وسلم فلم اقف حتیٰ اخبر نی من اثق به انه وقف على شئی من كلام النووی ذكر فيه انه كان له صلى الله عليه وسلم عمامةً قصيرةً وعمامةً طويلةً وان القصيرة كانت سبعة اذرع مطلقاً من غير تقييد بالقصير والطويل الخ ۔(۴) فقط۔

نماز میں بعض آیت کے ختم پر دعا اور اس کا حکم

(سوال ۱۴۷۴) ایک امام عالم نے نماز تراویح میں سورہ رحمٰن پڑھی۔ فبای آلاء ربكما تكذبان کو پڑھ کر خاموش ہو گیا۔ مقتدیوں نے اس کے جواب میں لا بشئی من نعمك ربنا تكذب فلك الحمد جہراً پڑھا۔ اسی طرح وہ فرائض جس میں جہری قرأۃ کی جاتی ہے اس میں ختم سورہ قیامہ پر بلیٰ اور سورہ سبح اسم ربك میں (سبح اسم ربك) پر سبحان ربی الاعلیٰ اور ختم سورہ والتین پر (بلي وانا ولك من الشاهدين وغیرہ مقتدی جہراً پڑھا کرتے ہیں (۱) تراویح یا فرائض میں جوابات آیہ مسطورہ پڑھنے کی تعلیم مقتدیوں کو دینا اور ان سے عمل کرانا کیسا ہے۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۹۹ .ط.س.ج۱ص ۶۴۱ ۱۲ ظفير. (۲) جمع الوسائل. (۳) فان لم تكن عمامته بالكبيرة التی يوذی حملها حاملها الخ ولا بالصغيرة التی تقصر عن وقاية الراس من الحروالبردبل كانت وسط بين ذالك الخ وقال السيوطی لم يثبت فے مقدارها حديث وفی خبر ما يدل على انها عشرة اذرع والظاهر انها كانت نحوا لعشرة او فوقهايسير و قال الطحاوی فی فتاويه رأيت ما نسب لعائشة ان عمامة فی السفر بيضاء وفی الحضر سوداء وكل منهاسبعة اذرع الخ وفی تصحيح المصابيح لا بن الجزری تتبعت الكتب الخ لا قف على قدر عمامته صلى الله عليه وسلم فلم اقف على شئی حتی اخبر نی من اثق به انه وقف على شئی من كلام النووی ذكر فيه انه كان له عمامة قصيرة ستة اذرع وعمامة طويلة اثنا عشر ذراعا (شرح الموهب لدنيه للزرقانی ج ۵ ص ۴) ظفير.
(۴) جمع الوسائل.

امام کا ایسی آیتوں پر رکنا کیسا ہے

(سوال ۲/ ۱٤۷۵)امام کا بحالت نماز فرض یا تراویح جوابی آیۃ کی قرأۃ کے بعد رکنا اور مقتدی کے جوابات سن لینے کے بعد پھر قراءۃ کرنا کیسا ہے۔

کیا اس سے غیر قرآن میں اشتغال نہیں ہوتا

(سوال ۳/۱٤۷٦)جوابات بالا کو نماز فرائض یا تراویح میں پڑھنے سے مقتدی مشتغل بغیر القرآن ہے یا نہیں۔

اس طرح کا غیر قرآن میں اشتغال مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ٤/۱٤۷۷)اس قسم کے اشتغال بغیر القرآن سے نماز کا کیا حکم ہے۔

اگر کراہت ہو تو اعادہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ٥/۱٤۷۸)اگر حکم کراہت تحریمی ثابت ہو تو نماز کا اعادہ لازم ہوتا ہے یا نہیں۔

ائمہ اربعہ میں یہ کس کا مذہب ہے

(سوال ٦/۱٤۷۹)خیر القرون میں جب سے کہ تراویح کی بیس رکعت پر اجماع ہوا ہے کہ کسی نے ایسا عمل کیا ہے یا نہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے یہ فعل کس کا مذہب ہے۔

(جواب)(۱) جائز نہیں ہے یظهر من الروایات المنقولة فی السوال وفی شرح المنية الكبير واما الامام والمقتدى فلا يفعل ذالك السوال والتعوذ لا فی الفرض ولا فی النفل الذی تقصدمنه الجماعة كالتراويح۔(۱)

(۲) یہ فعل امام کا مکروہ اور منافی موضوع نماز کے ہے۔

(۳، ۴، ۵) ظاہر ہے کہ یہ اشتغال بغیر القرآن ہے اور اس سے نماز میں کراہت تحریمی ہوگی اور کراہت تحریمیہ میں اعادہ نماز کا واجب ہے اور اعادہ کی ضرورت سے معلوم ہوا کہ پہلی نماز میں نقصان رہا اس نقصان کے جبر کے لئے اعادہ واجب ہولہ(۲)

(٦) ثابت نہیں ہے اور ائمہ میں سے امام شافعیؒ اس کو جائز فرماتے ہیں۔ کما فی شرح المنية الكبير . وان كان المصلی المنفرد فی الفرض یكره له ذلك لعدم الورود وفيه خلاف الشافعیؒ استدل بالحديث ولنا انه فی النفل كما مر۔(۳) فقط۔

صرف ٹوپی اوڑھ کر امامت مکروہ نہیں

(سوال ۱٤۸۰)ٹوپی اوڑھ کر امامت کرنا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)ٹوپی سے امامت درست ہے کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا اور امامت کرانا

---

(۱)غنية المستملی ص ۳٤٥. ۱۲ ظفیر.
(۲)وكل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها والمختار انه جابر للاول (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ٤۲٥ و ج ۱ ص ٤۲٦ .ط.س.ج۱ص٤٥٦) ظفیر.
(۳)غنية المستملی ص ۳٤٥. ۱۲ ظفیر.

افضل ہے اور ثواب زیادہ ہے لیکن ٹوپی بھی مکروہ نہیں ہے۔ کذا فی شرح المنیة الکبیر۔(۱)

ایک ہاتھ کے اشارہ سے نابینا کو قبلہ رخ کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۸۱)اگر کوئی نابینابغیر ٹھیک کرنے سمت قبلہ کے نماز جماعت میں شامل ہو جاوے اور پاس والے نمازی نے اپنے ہاتھ چھوڑ کر اس کا رخ ٹھیک کر دیا اور رخ ٹھیک کرنے والے کی چھاتی قبلہ سے نہیں پھری تھی اور نہ کوئی اور حرکت نماز توڑنے والی سر زد ہوئی تو اس کی نماز ہو جاوے گی یا نہیں اور اگر نابینا بغیر رخ ٹھیک کرنے کے نماز ادا کرتا ہے تو اس کی نماز درست ہو گی۔

(جواب)اگر ایک ہاتھ کے اشارہ اور حرکت سے اس نابینا کے رخ کو ٹھیک کر دے تو اس قدر فعل قلیل ہے اور فعل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر ضرورت دونوں ہاتھوں سے ٹھیک کرنے کی ہو تو یہ فعل کثیر ہے اگر ایسا کرے گا تو ٹھیک کرنے والے کی نماز نہ ہو گی اور بہتر یہی ہے کہ اگر اس نابینا کے رخ کو یہ نمازی ٹھیک کر لے تو پھر از سر نو نیت باندھے(۲)اور اگر اس نے ٹھیک نہ کیا تو نابینا کی نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

کواڑ بند کر کے نماز شروع کی اور کسی نے آکر شور مچانا شروع کیا تو کیا کرے

(سوال ۱۴۸۲) کسی حالت میں اگر دروازہ کوٹھے کا اندر سے بند کر کے کوئی نماز شروع کرے اور دوسرا شخص باہر سے اندر جانا چاہے جب کہ اندر والے شخص کا حال نماز پڑھنے کا معلوم نہیں۔ حالانکہ باہر والے نے ایسا تنگ کیا ہے کہ اندر والے کو نماز کا رجوع مشکل ہو گیا ہے، اب نمازی کیا طریقہ اختیار کرے۔

حالت نماز میں انسان یا حیوان حملہ آور ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۴۸۳/۲)اسی نماز قائم ہوئی حالت میں مقابلہ دشمن از قسم انسان یا حیوان یا حشرات الارض کس طرح کرے جس میں اندیشہ نقصان ہو۔

(جواب)(۱)ایسی حالت میں اگر کھنکارنے سے کام چل جاوے تو کھنکارنا درست ہے تاکہ باہر سے آنے والا سمجھے کہ نماز پڑھ رہا ہے جیسا کہ در مختار میں کہا اولا علام انه فی الصلوٰة فلا فساد علی الصحیح الخ ۔(۳)باقی نماز پڑھنا اس صورت میں درست نہیں ہے۔ کما یظهر من تفصیل العلماء۔

(۲)نماز توڑ دے۔ در مختار میں ہے وما یباح قطعها لنحو قتل حیة الخ۔(۴)فقط۔

(اس سے آگے عبارت ہے وندداية وفور قدر وضياع ما قیمته درهم له او لغیره (درمختار) قوله یباح قطعها ای ولو كانت فرضا كما فی الا مداد .شامی(۵)ظفیر۔

---

(۱)والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثة اثواب ازار و قمیص وعمامة ولو صلی فی ثوب واحد متوشحابه جمیع بدنه كما يفعله القصار فی المقصرة جاز من غیر كراهة مع تیسر وجود الطاهر الزائد ولكن فیه ترك الا ستحباب (غنية المستملی ص ۳۳۷ . ظفیر غفرله.(۲)ویفسدها كل عمل كثیر لیس من اعمالها ولا صلاحها وفیه اقوال خمسة اصحها مالا یشك بسببه الناظر من بعید فی فاعله انه لیس فیها وان شك انه فیها ام لا ، فقلیل (درمختار) رواه الثلجی عن اصحابنا حلیة القول الثانی ان ما یعمل عادة بالیدین كثیروان عمل بواحدة كالتعمم وشد السراویل وما عمل بواحدة قلیل الخ واكثر الفروع اوجمیعها مفرع علی الا ولین والظاهر ان ثانیها لیس خارجا عن الا ول لان ما یقام بالیدین عادة یغلب ظن الناظرانه لیس فی الصلوٰة (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة الخ ج۱ ص ۵۸۳. ص ۵۸۴.ط.س.ج۱ص۶۲۴)ظفیر.

(۳)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یكره فیها ج ۱ ص ۵۷۸ .ط.س.ج۱ص۶۱۹.۱۲ ظفیر.(۴)الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب ما یفسد الصلوٰة وما یكره فیها ج ۱ ص ۶۱۲ ط.س.ج۱ص۶۵۴.۱۲ ظفیر.

(۵)ردالمحتار ایضاً .ط.س.ج۱ص۶۵۴.۱۲ ظفیر.

اگر نمازی کا تہبند یا پاجامہ کھل جائے تو دونوں ہاتھ سے باندھنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۸۴) اگر مصلی کا تہبند یا ازار بند حالت نماز میں بوقت قیام کھل گیا تو مصلی اس کو دونوں ہاتھوں سے باندھ کر نماز پوری کر سکتا ہے یا از سر نو پڑھنی چاہئے۔ ایسے ہی گھنڈی یا بند یا ٹوپی اوڑھنی یہ جملہ افعال دونوں ہاتھوں کے ہیں ان سے نماز کا کیا حکم ہوگا۔

(جواب) کبیری شرح منیہ میں ہے ویکرہ ایضا فی الصلوٰۃ نزع القمیص والقلنسوۃ الخ وکذا یکرہ لبسھما اذا کان النزع واللبس بعمل یسیرلا نہ عمل اجنبی من الصلوٰۃ لا یحصل بہ تتمیم شئی من اعمالھا ولھذا کان مفسداً اذا حصل بعمل کثیر بان احتاج الی الیدین او کان مما لورآہ الناظر ظنہ لیس فی الصلوٰۃ الخ۔(۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حالت نماز میں کرتہ اور ٹوپی کا نکالنا اور پہننا اگر عمل یسیر سے ہو یعنی ایک ہاتھ سے اور اس طور سے ہو کہ دیکھنے والا اس نمازی کو یہ خیال نہ کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر عمل کثیر سے ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے۔ اور ازار بند اور تہبند اور بند انگہ وغیرہ کے باندھنا بغیر دونوں ہاتھ کے بظاہر دشوار ہے۔ لہذا یہ عمل کثیر ہے۔ اور مفسد صلوٰۃ ہوگا۔(۲) فقط۔

ہرن کی دباغت دی ہوئی کھال کا مصلی بنانا درست ہے

(سوال ۱۴۸۵) ہرن کی ایسی کھال پر جس کے ساتھ چاروں کھر اور سینگ معلق ہوں مصلی بنا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہ؟

(جواب) اس کھال پر نماز بلا کراہت کے درست ہے۔ وجہ کراہت کی کچھ نہیں ہے۔(۳) فقط۔

کھلی کہنی نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۴۸۶) اگر کہنیاں کھلی ہوں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب) نماز ہو جاتی ہے مگر یہ امر خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے یعنی جب کہ کپڑا موجود ہو اور اگر نہ ہو تو کچھ کراہت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

چوری والے کپڑے کی ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۸۷) اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں کہ درزی سے کوئی کپڑا مانگ لیا یا کرتہ میں مثلاً گلا لگوایا تو درزی دوسروں کے کپڑے میں سے لگاتے ہیں ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہ۔

---

(۱) غنیة المستملی مکروهات صلوٰة ص ۳۴۴ . ۱۲ ظفیر.

(۲) ویفسد ها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا لا صلا حها وفیه اقوال خمسة اصحها لا یشك بسببه الناظر من بعید فی فاعله انه لیس فیها وان شك انه فیها ام لا فقلیل الخ (درمختار) القول الثانی ان ما یعمل عادةً بالیدین کثیرو ان عمل بواحدة کالتعمم وشدالسراویل وما عمل بواحدة قلیل وان عمل بهما کحل السراویل ولبس القلنسوة الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۳ و ج ۱ ص ۵۸۴ .ط.س.ج۱ص۶۲۴) ظفیر.

(۳) شعر المیتة وعظمها طاهر وکذا العصب والحافروالخف والظلف والقرن والصوف والو بروالریش والسن والمنقاروالمخلب الخ (عالمگیری کشوری باب المیاه فصل ثانی ج ۱ ص ۲۳ .ط ماجدیه ج۱ص۲۴) کل اهاب دبغ دباغة حقیقیة بالا دویة او حکمیة بالترتیب والتشمیس والا لقاء فی الریح فقد ظهرو جازت الصلوٰة فیه (ایضاً).ط.ماجدیه ج۱ ۲۵ ظفیر. (۴) ولو صلی رافعا کمیه الی المرفقین کره کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری کشوری . باب مایکرد فی الصلوٰة ج۱ ص ۱۰۵ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۰۶) ظفیر.

(جواب) نماز ادا ہو جاتی ہے لیکن ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اگر گمان غالب یہ ہو کہ اس درزی نے چوری کا کپڑا لگایا ہے تو اس سے نماز بھی مکروہ ہوتی ہے اگرچہ ادا ہو جاتی ہے۔(۱)

نمازی پنکھا کرنے سے خوش ہو تو اس کی نماز میں کوئی کراہت نہیں

(سوال ۱۴۸۸) نمازی کو اگر کوئی شخص پنکھا کرے اور نمازی اس فعل سے خوش ہو تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نمازی کو اگر کوئی شخص پنکھا کرے لوجہ اللہ اور نمازی کو اس سے راحت ہو اور وہ باطمینان نماز پوری کرے تو اس سے نماز میں کچھ فساد اور خلل اور کراہت نہ ہو گی نماز پڑھنے والا اگر اس سے خوش ہو تب بھی اس کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہ آوے گی اور مساجد میں جو پنکھے لگے ہوئے ہیں ان سے کسی کی نماز میں کچھ کراہت نہ ہو گی۔ البتہ نماز پڑھنے والے کو خود یہ حکم کسی کو نہ کرنا چاہئے کہ وہ اس کو پنکھا کرے نماز پڑھتے ہوئے کہ یہ امر خلاف ادب کے ہے۔ اگرچہ نماز میں اس سے بھی کچھ کراہت نہ آوے گی۔ فقط۔

نمازی کے آگے سے گذرنے کی حد کیا ہے

(سوال ۱۴۸۹) نمازی کی آگے کو گذرنا منع ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھ رہا ہے تو اندر مسجد کے اس کے آگے کو گذرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑی مسجد میں جہاں نمازی کی نظر پہنچے جب کہ وہ اپنی نظر کو موضع سجود پر رکھے وہاں تک آگے کو نہ گذرے۔ پس اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھتا ہو تو اندر کے درجہ میں آگے کو گذر سکتا ہے۔(۲) فقط۔

نماز میں پیشانی کی مٹی جھاڑنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۹۰) نماز پڑھنے میں اگر پیشانی پر مٹی لگ جاتی ہے اس کا پونچھنا کیسا ہے۔

(جواب) نماز میں نہ پونچھے بعد نماز کے اگر پونچھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن اچھا یہ ہے کہ نہ پونچھے۔(۳) فقط۔

فوجی ٹوپی پہن کر نماز جائز ہے

(سوال ۱۴۹۱) اگر کوئی شخص سر پر بجائے ٹوپی کے کلاہ فوجی بلا ضرورت رکھ کر نماز پڑھے یا پڑھاوے تو نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور بغیر نماز پہننا کیسا ہے۔

(جواب) اس ٹوپی سے نماز ہو جاتی ہے لباس اور ٹوپی میں کوئی خاص طریق اور وضع مامور بہ نہیں ہے بلکہ جیسے جس ملک کی عادت اور رواج ہو اس کے موافق لباس اور ٹوپی وغیرہ پہننا درست ہے، حدیث شریف میں ہے کلو اما

---

(۱) وکذا تکره فی اما کن کفوق کعبة الخ وارض مغضوبة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة قبیل باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۴ .ط.س. ج۱ ص۴۰۳) ظفیر.

(۲) ومرورمار فی الصحراء وفی مسجد کبیر بموضع سجوده فی الا صح او مرور بین یدیه او حائط القبلة فی بیت ومسجد صغیر فانه کبقعة واحدة مطلقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۳ .ط.س. ج۱ ص۶۳۴) (۳) ویکره للمصلی ان یمسح عرقه او یمسح التراب عن جبهته فی اثناء الصلوٰة الخ ولایکره بعد السلام (غنیة المستملی ص ۳۴۵) ظفیر.

شئتم و البسوا ما شئتم الحدیث (۱) یعنی جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو مگر حرام سے بچو اور تکبر و اسراف نہ کرو۔ فقط۔

جیب میں رشوت کے پیسے رکھ کر نماز درست ہے یا نہیں اسی طرح رشوت کے پیسے سے خریدے ہوئے کپڑے پہن کر نماز صحیح ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۹۲) اگر کسی شخص کی جیب میں رشوت کا روپیہ پڑا ہو تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں اور رشوت کے روپیہ سے بنا ہو کپڑا اگر بدن پر ہو تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے اور نماز میں کراہت اس وجہ سے نہیں ہے کہ رشوت کا گناہ علیحدہ ہے اور اگر کپڑا بدن پر رشوت کے روپیہ سے بنا ہوا ہے تو اس سے نماز مکروہ ہے۔ (۲) فقط۔

نماز میں بچہ وغیرہ کا تصور اچھا نہیں

(سوال ۱۴۹۳) نماز میں پسر کا تصور کرنا جائز ہے یا نہیں۔ (۲) کسی دنیاوی چیز کا خیال کرنا کیسا ہے۔

قصداً لڑکے کا تصور کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۹۴) تکبیر تحریمہ کے بعد قصداً پسر کا خیال کیا جائے یا نہیں۔

(جواب) (۱، ۲) نماز میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تصور اور کسی کا خیال قصداً نہ کرنا چاہئے۔ (۳)

(۳) نہیں چاہئے۔ (۴) فقط۔

سلام کے بعد بغیر دعا کئے مقتدی جا سکتا ہے

(سوال ۱۴۹۵) مقتدی کو امام کی دعا کے ساتھ دینا چاہئے یا کہ وقت کا لحاظ رکھا جائے۔

(جواب) اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے اور کوئی ضروری کام ہے تو سلام کے بعد فوراً چلے جانے میں کچھ گناہ نہیں ہے اور اس پر کچھ طعن نہ کرنا چاہئے اور اگر دعا کے ختم تک انتظار کرے اور امام کے ساتھ دعا میں شریک ہو تو یہ اچھا ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے۔ (۵) فقط

غلط رخ نماز پڑھنے والے کی اصلاح کرنا جائز ہے

(سوال ۱۴۹۶) جو شخص بے رخ نماز پڑھ رہا ہے اس کو ہاتھ سے سیدھا کرنا چاہئے یا زبان سے۔

(جواب) ہاتھ سے بھی سیدھا کرنا درست ہے اور زبان سے بھی، اس سے نماز میں کچھ خلل نہ آوے گا۔ (۶) (یعنی اس نمازی کی نماز میں خلل نہ ہو گا اور سیدھا کرنے والا اگر خود نماز میں ہو تو اسے ایک ہاتھ کے اشارہ سے کرنا چاہئے زبان سے بولے گا تو نماز نہ ہو گی، اس لئے کہ نماز میں بولنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔)

---

(۱) ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہ مل سکی باقی نماز کے جائز ہونے میں قطعاً کوئی کلام نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) جس طرح ارض مغضوبہ میں مکروہ ہے و کذا تکرہ فی اما کن کفوق کعبة الخ وارض مغصوبة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۸۴. ط.س. ج۱ ص ۴۰۳) ظفیر. (۳) ان المساجد لله فلا تد عو مع الله احدا (الجن . ۱) ظفیر. (۴) وفی الفتاویٰ ولو تفکر فی صلاة فتذکر حدیثا او شعرا او خطبة او مسئلة یکره ولا تفسد صلاته کذا فی السراج الو هاج (عالمگیری مصری . باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۹۴ . ط. ماجدیه ج۱ ۹۸) ظفیر.

(۵) ویستحب ان یستغفر الخ ویدعو ویختم بسبحان ربك (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة بعد الفصل ج ۱ ص ۴۹۵ .ط.س. ج۱ ص ۵۳۰) ظفیر. (۶) ولو اعمیٰ فسواه رجل بنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۴۰۳ .ط.س. ج۱ ص ۴۳۴) ظفیر.

حالت نماز میں چادر یا رضائی اوڑھنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۹۷)حالت نماز میں چادر یا رضائی کو سر پر اوڑھنا چاہئے یا کاندھے پر اور اس کے بائیں جانب کے دونوں کونے لٹکے رہیں یا کندھے پر ڈال لیں۔ افضل کیا ہے۔

(جواب)دونوں طرح اوڑھنا درست ہے اور یہ بھی درست ہے کہ بائیں طرف کے دونوں کونے لٹکے رہیں کیونکہ جب داہنی طرف کا کنارہ بائیں مونڈھے پر اوڑھ لیا تو سدل جو کہ مکروہ ہے نہ رہا اور بہتر ہے کہ بائیں طرف کے کونے بھی مونڈھے پر ڈال لے۔(۱)فقط۔

زیر زبر کی غلطی پر لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱۴۹۸)اگر امام سے زیر زبر کی غلطی ہو جاوے کہ جس سے معنی میں کوئی فرق نہ ہو تو ایسی حالت میں لقمہ دینے سے کراہت ہو گی یا نہ۔

(جواب)اس صورت میں لقمہ دینے سے کچھ کراہت نہیں ہے۔ غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔(۲)فقط۔

درمیان میں چھوٹی صورت چھوڑنا مکروہ ہے اور اس حالت میں نماز کا اعادہ مستحب ہے

(سوال ۱۴۹۹)امام نے مغرب میں پہلی رکعت میں سورہ کوثر اور دوسری میں سورہ نصر پڑھی، اول تو چھوٹی بڑی دوسرے خلاف ترتیب درمیان میں چھوٹی سورۃ چھوڑ دی گئی اس صورت میں اعادہ واجب تھا یا نہ، اگر اعادہ کر لیا تو گناہگار تو نہ ہو گا۔ ثواب ہو گا یا نہیں۔

(جواب)چھوٹی سورہ درمیان میں چھوڑنا مکروہ تنزیہی ہے لہذا اعادہ اس نماز کا واجب نہیں ہے لیکن اگر کسی نے اعادہ کیا تو گناہ نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور ثواب، جیسا کہ شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے۔ **والحق التفصیل بین کون تلک الکراھة کراھة تحریم فتجب الا عادة او تنزیھیة فتستحب الخ** (۳)اور سورہ کوثر اور سورہ نصر میں بڑی چھوٹی ہونے کا اس قدر فرق نہیں ہے کہ کراہت لازم آوے۔(۴)فقط۔

بلا ضرورت سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کرنا خلاف ادب ہے

(سوال ۱۵۰۰)سجدے میں جانے کے وقت پاجامہ اوپر کو کرنا کیسا ہے۔

(جواب)بلا ضرورت اچھا نہیں۔(۵)فقط۔

....

(۱)وکرہ الخ سدل ثوب ای ارسالہ بال لبس معتاد (درمختار) فعلی ھذا تکرہ الطیلسان الذی یجعل علی الراس وقد صرح بہ شرح الوقایۃ ا ہ اذا لم یدرہ علی عنقہ والا فسدل (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۹۷ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۹) ظفیر.

(۲)بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفا تحہ واخذ بکل حال (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س. ج۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

(۳)ردالمحتار .باب صفۃ الصلوٰۃ . واجبات الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۱ ص ۴۵۵ .۱۲ ظفیر.

(۴)واطالۃ الثانیۃ علی الاولیٰ یکرہ تنزیھا اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا وقصر اوالا اعتبرا لحروف والکلمات واعتبر الحلبی فحش الطول لا عدد الایات واستثنی فی البحر ما وردت بہ السنۃ واستظھر فی النفل عدم الکراھۃ مطلقا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراۃ ج ۱ ص ۵۰۶ .ط.س. ج۱ ص ۵۴۱) ظفیر.

(۵)وکرہ کفہ ای رفعہ ولو لتراب کمشمر کم او ذیل وعبثہ بہ ای ثبو بہ للنھی الا لحاجۃ (درمختار) وحاصلہ ان کل عمل ھو مفید للمصلی فلا باس بہ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۹۸ و ج۱ ص ۵۹۹)ظفیر.

کب لقمہ دینا چاہئے

(سوال ۱۵۰۱) امام نے قراءۃ میں بھول کر دوسری سورۃ شروع کر دی، دو دفعہ لقمہ دیا مگر امام نے لقمہ نہ لیا۔ لقمہ کس وقت دینا چاہئے اور لقمہ دینے والے کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر امام بقدر تین آیۃ کے بعد سورہ فاتحہ کے پڑھ چکا ہے تو لقمہ دینے کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ فوراً رکوع کرنا چاہئے اور اگر تین سے پہلے بھول گیا تو بہتر یہ ہے کہ کسی دوسری جگہ سے پڑھنا شروع کرے اگر ایسا نہ کیا تو جب مقتدی پر ثابت ہو جائے کہ امام کو آگے یاد نہیں آتا تو لقمہ دے دیوے بدون مہلت کے فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے کمافی الشامی ص ۶۵۰ (۱) اور نماز بہر حال صحیح ہے۔ (۲) فقط۔

بغیر کلی کے کرتہ سے نماز جائز ہے

(سوال ۱۵۰۲) اگر کوئی شخص بغیر کلیوں کا کرتہ پہن کر نماز پڑھے تو نماز مکروہ ہو گی یا نہیں۔

(جواب) بغیر کلیوں کا کرتہ پہن کر نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے کیونکہ مقصود ستر عورت ہے اور وہ اس صورت میں حاصل ہے۔ فقط۔

پڑھتے ہوئے سورہ بھول جائے تو دوسری شروع کر دے

(سوال ۱۵۰۳) اگر امام نے بعد الحمد شریف کے کوئی سورہ پارہ عم سے شروع کی اور بوجہ بھول جانے کے نہ پڑھ سکا تو امام کو یہ اختیار ہے کہ وہ پارہ تبارک الذی یا اور کسی پارہ سے کوئی رکوع پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) اس صورت میں امام کو چاہئے کہ دوسری جگہ سے پڑھے۔ (۳) فقط۔

مسجد کے مغربی گوشہ میں دیوار کے باہر قبریں ہوں تو اس سے نقصان نہیں

(سوال ۱۵۰۴) ایک مسجد کے مغربی گوشہ کے سواء تمام اطراف میں قبریں بنی ہوئی ہیں تو مغربی گوشہ میں قبریں تیار ہو سکتی ہیں یا نہیں اور کیا مسجد کی دیوار جو حائل ہے کافی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس گوشہ مغربی میں اگر قبور کی جائیں تو نماز میں کراہت نہ ہو گی، کیونکہ دیوار مغربی مسجد حائل کافی ہے قال فی شرح المنیة لاباس فی الصلوٰۃ فی المقبرة اذاکان فیها موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیه قبرو هذا لان الکراهة مطلقة بالتشبية باهل الکتاب وهو منتف فیما کان علی الصفة المذکورة الخ۔ (۴) فقط

(۱) ویکره ان یفتح من ساعة کما یکره للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی اية اخری لایلزم من وصلها ما یفسد الصلوٰۃ اوالی سورة اخری اویرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم به الزیلعی وفی روایة قدر المستحب کما رجحه الکمال الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

(۲) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفا تح واخذ بکل حال(الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ویکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

(۳) یکره ان یفتح من ساعة کما یکره للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی اية اخری لایلزم من و صلها مایفسد الصلوٰۃ اوالی سورة اخری (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

(۴) غنیة المستملی ص ۳۵۰. ۱۲ ظفیر.

ولایتی کپڑے میں نماز درست ہے

(سوال ۱۵۰۵) ولایتی کپڑے سے نماز جائز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس کپڑے سے درست ہے۔(۱) فقط۔

نمازی کے سامنے مسجد میں لیٹنا اور بات کرنا مکروہ ہے

(سوال ۱۵۰۶) جب کہ مسجد میں نمازی نماز پڑھتے ہوں ان کو درمیان لیٹنا اور بیٹھ کر گفتگو کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز پڑھنے والوں کے پاس اس طرح باتیں کرنا کہ ان کی نماز میں سہو اور نقصان آنے کا خوف ہو مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

تمباکو کے ساتھ نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۰۷) اگر کوئی شخص پینے کا تمباکو ہمراہ لے کر نماز پڑھے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ تمباکو کے دھوئیں کو اکثر لوگ حرام کہتے ہیں تو تمباکو کا پینا بھی مکروہ ہوا۔

(جواب) تمباکو پینا حرام نہیں ہے اور نہ اس کا دھواں حرام ہے اور نہ نجس ہے پس اگر اس تمباکو میں کوئی نجس چیز نہیں ہے تو اس کے پاس رکھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خود تمباکو ناپاک نہیں ہے لیکن اس میں جو شیرہ وغیرہ پڑتا ہے اگر وہ پاک ہو نجس نہ ہو تو پھر اس کو ساتھ رکھ کر نماز صحیح ہے اگرچہ اچھا نہیں ہے۔(۳) فقط۔

نماز میں بار بار پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں

(سوال ۱۵۰۸) نماز میں بار بار پاجامہ کو اٹھانا کیسا ہے

سجدے میں پیروں کا سرکانا کیسا ہے

(سوال ۱۵۰۹/۲) سجدے میں جاتے وقت دونوں پیروں کا زمین سے اونچا ہونا یا آگے پیچھے سرکانا کیسا ہے اس سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) بار بار اٹھانا اچھا نہیں مگر نماز صحیح ہے۔(۴)

(۲) اس میں بھی نماز صحیح ہے مگر حتیٰ الوسع ایسا قصداً نہ کیا جاوے۔(۵) فقط۔

---

(۱) اس لئے کہ حکماً پاک ہے اور نماز کے لئے یہی شرط ہے ولو شك فى نجاسة ماء اوثوب الخ لم يعتبر (در مختار من شك فى انائه وثوبه فهو طاهر الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرك والجهلة من المسلمين كالثمن والخبزو الا طعمة (ردالمحتار كتاب الطهارة مطلب ابحاث الغسل ج ۱ ص . ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفير.

(۲) وصلاته الى وجه انسان ككراهة استقباله فالا ستقبال لومن المصلى فالكراهة عليه والا فعلى المستقبل ولو بعيد الخ ولا يكره الى ظهر قاعد او قائم ولو يتحدث الا اذا خيف الغلط بحديثه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۰۲ و ج ۱ ص ۶۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۶۴۴) ظفير.

(۳) قلت فيفهم منه حكم النبات الذى شاع فى زماننا المسمى بالتن وقد كرهه شيخنا العمادى فى هديته الحاقا بالثوم والبصل بالاولى (درمختار) قوله فيفهم منه حكم النبات وهوالا باحة على المختار (ردالمحتار كتاب الا شربة ج ۵ ص ۴۰۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۶۰).

(۴) ويكره للمصلى ان يعبث بثوبه وبجسده الخ (هدايه باب مايكره فى الصلوٰة ج ۱ ص ۱۲۴) ظفير.

(۵) ومنها السجود بجبهته وقدميه ووضع اصبع واحدة منها شرط (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۷) ظفير.

درمیان سر کھول کر نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۱۰) اگر سر پر عمامہ ہو اور ٹوپی نہ ہو بیچ سے سر کھلا ہوا ہو تو نماز میں کیسا ہے

(جواب) ایسا مکروہ ہے مگر نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط

نماز میں کہنی کھلی رکھنی مناسب نہیں

(سوال ۱۵۱۱) نماز میں آستین مونڈھوں تک چڑھانا کیسا ہے نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے مگر یہ فعل اچھا نہیں۔(۲) فقط۔

جالیدار ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں

(سوال ۱۵۱۲) جالی دار کپڑے کی ٹوپی سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں، اور ہمیشہ استعمال کرنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) جو کپڑا مردوں کو پہننا مباح ہے اگر وہ جالی دار ہو تو اس کی ٹوپی سے نماز درست ہے اور استعمال اس کا اس طریقہ پر کہ کشف عورت نہ ہو، درست ہے۔ فقط۔

نماز میں آنکھیں بند کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۱۳) آنکھیں بند کر کے نماز میں قراءۃ کرنا کیسا ہے

(جواب) آنکھیں بند کرنا نماز میں اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ تنزیہی ہے اور خلاف اولیٰ ہے۔(۳) اور بغرض تحصیل خشوع و خضوع آنکھیں بند کرنا بلا کراہت درست ہے بلکہ بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ خشوع حاصل کرنے کے لئے آنکھیں بند کر لینا اولیٰ ہے۔ شامی میں ہے بل قال بعض العلماء انه الاولیٰ فقط. (۴)

شک کی وجہ سے اعادہ کی ضرورت نہیں

(سوال ۱۵۱۴) اگر نماز کے سجدے میں ناواقفی سے دعا کی پس جب معلوم ہوا کہ یہ جائز نہیں اب اسے شک ہوا کہ یہ دعا کلام الناس تھی یا نہیں پس اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) شک میں اعادہ کی ضرورت نہیں اگر اعادہ کر لیوے تو اچھا ہے فقط۔

خلاف ترتیب قراءۃ مکروہ ہے

(سوال ۱۵۱۵) زید نے والضحیٰ کے بعد دوسری رکعت میں الشمس پڑھی تو نماز میں کیا نقص آیا، نماز ہوئی یا نہیں۔

---

(۱) ویکره اشتمال الصماء والا عتجار (درمختار) لنهی النبی صلی الله علیه وسلم عنه وهو شد الراس او تکویر عما مة علی راسه ترك وسطه مكشو فا ج ۱ ص ۶۱۰، ۶۱۱. ط.س. ج۱ ص۶۵۲ ، ظفیر.

(۲) وکره کفه ای رفعه ولولتراب کمشمر کم او ذیل وعبثه به ای بثوبه (درمختار) قوله کمشمر کم الخ ای کما لو دخل فی الصلوٰة وهو مشمر کمه اوذیله الخ لکن قال فی القنیة واختلف فیمن صلی وقد شمرکمیه کعمل کان یعمله قبل الصلاة او هیته ذالك ومثله ما لو شمر للوضوء ثم عجل لادراك الرکعة مع الا مام واذا دخل فی الصلوٰة کذالك وقلنا بالکراهة فهل الا فضل ارخاء کمیه فیها بعمل قلیل او ترکها لم اره والا ظهر الا ول الخ وقید الکراهة فی الخلاصة والمنیة بان رافعا کمیه الی المرفقین (ردالمحتار باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۸. ط.س. ج۱ ص۶۴۰) ظفیر.

(۳) وکره الخ تغمیض عینه للنهی الا لکمال الخشوع (درمختار) ثم الظاهران الکراهة تنزیهة (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج۱ ص ۶۰۵. ط.س. ج۱ ص۶۴۵)

(۴) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۴. ط.س. ج۱ ص۶۴۶. ۱۲ ظفیر

(جواب) قصداً فرض میں ایسا کرنا مکروہ ہے اور سہواً ایسا ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے اور بہر حال نماز صحیح ہے۔ (۱) فقط۔

پہلی رکعت میں والضحیٰ اور دوسری میں والتین پڑھنے سے کراہت نہیں پیدا ہوتی

(سوال ۱۵۱۶) اول رکعت میں والضحیٰ پڑھے اور دوسری رکعت میں الم نشرح کو درمیان میں چھوڑ کر والتین پڑھی تو یہ مکروہ ہے یا نہیں۔

(جواب) چھوٹی سورتوں میں اس کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے یعنی یہ کہ ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر تیسری سورۃ دوسری رکعت میں پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے لیکن والضحیٰ اور الم نشرح اور والتین چھوٹی سورتوں میں سے نہیں ہیں بلکہ اوساط مفصل میں سے ہیں لہذا اس میں یہ صورت مکروہ نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

طلائی یا ریشمی کپڑوں میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۱۷) جس کلاہ یا ٹوپی پر سچے یا جھوٹے طلاء کا کام ہو اس کے ساتھ نماز پڑھنی یا پڑھانی یا کسی ٹسری اور ریشمی کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) اگر چار انگشت سے زیادہ کام ہو تو استعمال اس کا ناجائز ہے اور نماز اس کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔ ایسا ہی حکم ہے ریشمی کپڑے کا۔ (۳) فقط۔

نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے

(سوال ۱۵۱۸) نمازی کے سامنے منہ کر کے بیٹھنا کیسا ہے، اگر پہلے سے کوئی بیٹھا ہوا ہے اور اس کے منہ کی طرف کوئی نماز پڑھنے لگے یا پہلے سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو اس کی طرف کوئی منہ کر کے بیٹھ جاوے تو ان دونوں صورتوں میں نماز مکروہ ہو گی یا ایک صورت میں اور کراہت دونوں صورتوں میں کس کی طرف راجع ہو گی۔

(جواب) درمختار میں ہے وصلوٰته الی وجه انسان ککراهة استقباله فالا ستقبال لو من المصلی فالکراهة علیه والا فعلی المستقبل الخ۔ (۴) یعنی استقبال نمازی کی طرف سے ہے تو کراہت اس پر ہے اور اگر دوسرے کی طرف سے ہے تو کراہت اس پر ہے نمازی پر نہیں ہے۔

امام فرش پر ہو اور مقتدی مصلی پر تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۱۹) زید کہتا ہے کہ جماعت میں امام کے نیچے جاء نماز یا مصلیٰ ہو اور مقتدیوں کے نیچے نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔

(جواب) اگر امام کے نیچے جاء نماز اور مصلیٰ ہو اور مقتدیوں کے نیچے نہ ہو یا بر عکس تو نماز دونوں صورتوں میں صحیح

---

(۱) ویکرہ الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکو سا الا اذا ختم القران (درمختار منکوسا بان یقرأ فی الثانیة سورة أعلی مما قرأفی الا ولی لان ترتیب السورفی القراء ة من واجبات الصلوٰة .(ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س. ج۱ ص۵۴۶) ظفیر. (۲) ویکرہ الفصل بسورة قصیرة (درمختار) اما بسورة طویلة بحیث یلزم منه اطالة الرکعة الثانیه اطالة کثیرة فلا یکره شرح المنیة (رد المحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س. ج۱ ص۵۴۶) ظفیر.
(۳) یحرم لبس الحریر الخ علی الرجل لا المراء ة الا قدر اربع اصابع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی اللبس ج ۵ ص ۳۰۸ .ط.س. ج۶ ص ۳۵۱) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۲ .ط.س. ج۱ ص۵۴۵. ۱۲.

ہے۔(۱) فقط

ساڑی میں عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۲۰) عورتوں کو دھوتی باندھنا اور اس سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) عورتوں کو دھوتی باندھنا اور دھوتی سے نماز پڑھنا درست ہے غرض یہ ہے کہ پردہ پورا ہونا چاہئے دھوتی ہو یا پاجامہ اس کی کچھ خصوصیت نہیں ہے۔(۲) فقط۔

ناکہ حیوان کی چربی کے ساتھ نماز درست ہے

(سوال ۱۵۲۱) اگر ناکہ حیوان بحری کی چربی کا تیل ہاتھوں پاؤں پر مالش کر کے بغیر دھوئے نماز پڑھی جاوے تو نماز درست ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس صورت میں صحیح ہے۔(۳) فقط

فاسق کی تکبیر سے نماز میں خرابی نہیں آتی

(سوال ۱۵۲۲) جو شخص زانی ہو اور اپنے بیٹے کی زوجہ پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالے اس کے تکبیر پڑھنے سے نماز میں کچھ نقصان آتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس شخص کے تکبیر پڑھنے سے نماز میں کچھ نقصان نہیں ہوتا۔(۴) فقط۔

نماز میں اگر تھوکنا ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۵۲۳) نماز میں منہ بھر کر تھوک آیا تو کس طرف تھوکے یا نہیں۔

(جواب) اگر نگل نہ سکے تو کپڑے میں لے لے۔(۵) فقط۔

قطرہ کے خوف سے عضو خاص پر کپڑا لپیٹنے سے نماز میں نقصان نہیں ہوتا

(سوال ۱۵۲۴) قطرہ نکلنے کے خوف سے پیشاب گاہ پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۵۲۵) ایک عالم شخص مرور بین الصفین کے جواز کے استدلال میں حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عباسؓ پیش کرتے ہیں کیا یہ استدلال صحیح..... اور امام صاحبؒ کے نزدیک مسئلہ کس طرح ہے۔

(جواب) یہ حنفیہ کا بھی مذہب ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔ درمختار میں ہے وکفت سترة

---

(۱) اس لئے کہ اس سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی صرف جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے خواہ اس پر جانماز بھی ہو یا نہ ہو واللہ اعلم ظفیر.

(۲) والرابع ستر عورة ووجوبه عام ولو فی الخلوة علی الصحیح الخ وهی الخ للحرة ولو خنثیٰ جمیع بدنها حتیٰ شعرها النازل فی الا صح فلا الوجه والکفین الخ والقدمین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ص ۳۷۴ .ط.س.ج ۱ ص ۴۰۴) ستر عورت خواہ پاجامے سے ہو خواہ ساڑی دونوں برابر ہے۔ یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ ساری باندھنا ہندووانہ لباس ہے بلکہ ملک کے بعض حصوں میں مسلمان عورتوں کا بھی لباس ہے جس طرح پاجامہ پہننے والے علاقوں میں ہندو عورتیں بھی بکثرت پاجامہ پہنتی ہیں۔ یعنی ان کا بھی لباس یہی ہے اور مسلمان عورتوں کا بھی۔ واللہ اعلم ظفیر الدین غفرله.

(۳)

(۴) وکره اذا ان الجنب واقامة واقامته المحدث واذان المرأة والفاسق (کنز) واما الفاسق فلان قوله لا یوثق به ولا یقبل فی الا مور الدینیه الخ (البحر الرائق باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۷) اس میں فاسق کی اذان کو مکروہ لکھا ہے۔ مگر اس کی تکبیر کو مکروہ نہیں کہا واللہ اعلم ۱۲ ظفیر. (۵) قال النبی صلی اللہ علیه وسلم فلا یبزقن احد کم قبل قبلة ولکن عن یساره او تحت قدمه ثم اخذ طرف ردائه فبصق فیه ثم رد بعضه علی بعض فقال او یفعل هکذا رواه البخاری (مشکوٰة باب المساجد ص ۷۱) ظفیر.

الامام للکل۔(۱)اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرور بین یدی المصلی قاطع صلوٰۃ نہیں ہے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے۔(۲)اور علاوہ بریں وہ اس وقت تک بالغ نہ تھے وہ خود فرماتے ہیں کہ فاھزت البلوغ یعنی میں اس وقت قریب البلوغ تھا۔ پس اس سے حجت جواز مرور کی نہیں ہو سکتی۔(۳)فقط۔

سنی کی نماز شیعی مسجد میں درست ہے

(سوال ۱۵۲۶) سنی شیعہ کی مساجد میں اور شیعہ سنی کی مساجد میں نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔(۴)فقط۔

ناک سے نماز میں آواز نکالنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۲۷) ایک شخص کو زکام ہے وہ اگر مخارج حروف صحیح نکالنے کی وجہ سے سوسو کرتا یعنی ناک میں سے اوپر کی طرف دم کھینچ کر ناک کو درست کر لیتا ہے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز میں ایسی آواز نکالنا نہ چاہئے باایں ہمہ اگر نکالی گئی بضرورت تصحیح مخارج حروف تو نماز صحیح ہے۔(۵)فقط

بھولے سے خلاف ترتیب قراءۃ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۲۸) امام نے پہلی رکعت میں سورہ الرحمٰن پڑھی اور دوسری میں للہ ما فی السموات تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) بھولے سے ایسا کرنے میں نماز بلا کراہت صحیح ہے۔(۶)فقط۔

مسجد کی چھت پر نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۲۹) ایک پرانی مسجد جو ایک کھنی تھی اب اس کے آگے جدید بر آمدہ بنایا۔ جدید بر آمدہ کی چھت پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور اس میں درجہ قدیم اور بر آمدہ جدید دونوں برابر ہیں۔(۷)فقط۔

---

(۱)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۹۷ .ط.س.ج۱ص۱۲.۶۳۸ ظفیر.(۲)ولا یفسد ھا الخ مرور بین یدیه ای حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیر فانه کبقعة واحدة مطلقا ولو امرأة او کلباً (درمختار) بیان الا طلاق واشاربه الی الرد علی الظاهرية بقولهم یقطع الصلاة مرور المرأة والكلب والحمار وعلی احمد فی الكلب الا سود، والی ان ماروی فی ذالك منسوخ كما حققه فی الحلية (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۹۳.ط.س.ج۱ص۶۳۴)ظفیر.(۳)وعن ابن عباس قال اقبلت راكبا علی اتان وانا یومئذ قد نا حضرت الا حتلام الخ (مشکوٰۃ باب السترة ص ۷۴) دوسری حدیث میں صراحت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لو یعلم الماربین یدی المصلی ما ذا علیه، لكان ان یقف اربعین خیر اله ان یمر بین یدیه متفق علیه . ایک روایت میں ہے فلیقا تله فانما هو شیطان رواه البخاری (دیکھئے مشکوٰۃ باب السترہ ص ۷۴) ظفیر.(۴)قال النبی صلی اللہ علیه وسلم وجعلت ای الا رض مسجد (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۲)ظفیر.(۵)والتنحنح بحر فین بلا عذر اما به بان نشا من طبعه فلا او بلا غرض صحیح فلو لتحسین صحته الخ فلا فساد علی الصحیح (در مختار) لا نه یفعله لا صلاح القراء ۃ فیکون القراء ۃ معنی (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۷۸.ط.س.ج۱ص۶۱۸) ظفیر.(۶)ویکرہ الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا (در مختار)انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سهوا فلا کما فی شرح المنیة(ردالمحتار فصل فی القراء ۃ ج ۱ ص ۵۱۰ و ج۱ ص ۵۱۱.ط.س.ج۱ص۵۴۶)ظفیر.(۷) رأیت القهستانی نقل عن المفیده کراهة الصعود علی سطح المسجد ا ه ویلزمه کراهة الصلوٰۃ ایضاً فوقه (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۴.ط.س.ج۱ص۶۵۶) ظفیر.

فرض میں تکرار آیات سے نقصان آتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۳۰) اگر فرض نماز میں کوئی شخص کسی آیۃ کو خدا کا خوف دل پر طاری ہو جانے کی وجہ سے یا بطور دعا کے مکرر سہ کرر پڑھے ایسا کرنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) تکرار ایک آیۃ کا بعض احوال میں ثابت ہے۔ پس نماز میں اس سے کچھ خلل نہیں آتا مگر تکرار آیت جو ثابت ہے وہ نوافل میں ہے فرائض اور جماعت میں ایسا نہ کرنا چاہئے اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط۔

اشارہ کرنے سے نماز میں خرابی نہیں آتی

(سوال ۱۵۳۱) زید و عمر نے ظہر میں بکر کی اقتداء کی۔ زید چونکہ نابینا ہے، رکعت سوم کو چہارم سمجھ کر بیٹھ گیا۔ عمر نے زید نابینا کو اشارہ کیا تو زید اور عمر کی نماز میں کچھ نقصان تو نہیں ہوا۔

(جواب) کچھ نقصان نہیں آیا۔ (۲) فقط۔

مسجد کا سائبان جو ناچ میں دے دیا گیا ہو اس میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۳۲) ایک شخص نے مسجد کا سائبان ناچ میں دے دیا اب اس سائبان کے نیچے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نمازیوں کو دھوپ کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔

(جواب) اس سائبان کے نیچے نماز پڑھنا جائز ہے اس کو دھوپ وغیرہ کے وقت مسجد میں لگانا چاہئے اور آئندہ کسی محفل ناچ وغیرہ کے لئے نہ دیا جاوے۔ فقط۔

آنے والے کی رعایت سے قراءت کو طول دینا اچھا نہیں

(سوال ۱۵۳۳) امام کو نماز میں نمازیوں کے آنے کا علم ہوا کیا امام اس خیال سے قرأت یا رکوع و سجود کو لمبا کر دیوے یا کچھ خیال نہ کرے

(جواب) در مختار میں ہے کہ امام کو بخیال شامل ہونے آنے والے کے رکوع اور قراءت کو طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی اگر اس کو پہچانتا ہو ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔(۳)

اشارہ مفسد صلوٰۃ نہیں

(سوال ۱۵۳۴) اگر کوئی نابینا یا بینا جماعت میں خلاف امام کے بیٹھا رہا جب کہ امام کھڑا ہو گیا ایسی حالت میں دوسرا مقتدی اس کو متنبہ کرے یا نہ، اگر کرے تو کیسے کرے سبحان اللہ کہے یا کچھ اور یا ہاتھ پاؤں کا اشارہ کرے ایسے خفیف طور پر کہ اپنی نماز فاسد نہ ہو۔ اگر مقتدی کے کہنے سے کھڑا ہو گیا۔ ان صورتوں میں نماز فاسد تو نہیں ہو گی۔

(جواب) مقتدی کے بیٹھے رہ جانے سے اس کو اشارہ سے متنبہ کرنے میں شامی وغیرہ کی تحقیق سے عدم فساد صلوٰۃ ظاہر ہوتا ہے اور ان سب صورتوں کا جو آپ نے لکھی ہیں ایک ہی حکم ہیں یعنی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ در مختار میں

---

(۱) واذا کرر اية واحدة مرار فان کا ن في التطوع الذی یصلی وحده فذالك غير مکروه وان کان فی الصلوٰة المفروضة فهو مکروه فی حالة الا ختيار واما فی حالة العذر والنسيان فلا باس هکذا فی المحيط (عالمگیری کشوری. فيما يكره فی الصلوٰة ج ۱ ص ۱۰۶ .ط.س. ج۱ ص۱۰۷) (۲) لا باس بتكليم المصلى واجابته براسه اواری درهما وقيل آجيد فاومابنعم اولا، اوقيل کم صليتم فاشار بيده انهم صلوا رکعتين (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۰۳ .ط.س. ج۱ ص ۶۴۴) ظفير. (۳) وکره تحريما اطالة رکوع او قراءة لا دراك الجائی ای ان عرفه والا فلا باس به ولو ارادالتقرب الی الله تعالیٰ لم يكره اتفاقا لکنه نادر وتسميه مسئله الرياء فينبغی التحرز عنها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب فی اطالة الرکوع للجائی جلد اول ص ۴۶۲ .ط.س. ج۱ ص۵۰۹) ظفير.

ہے لا باس یتکلم المصلی واجابته برأسه کما لو طلب منه شئی اواری درهماً وقیل اجید فاومأ بنعم اولا اوقیل کم صلیتم فاشار بیده انهم صلوارکعتین . اما لو قیل له تقدم فتقدم او دخل احد الصف توسع له فوراً فسدت . ذکره الحلبی وغیره خلافاً لما مرعن البحر وردالمحتار قوله اما لو قیل) هو ما وعد به فیما تقدم قبیل قوله وفتحه علی امامه وقد منا هناك ضعفه عن الشرنبلا لیة۔(۱) فقط۔

وسوسے کی وجہ سے نیت توڑنا مناسب نہیں

(سوال ۱۵۳۵) زید کو نماز میں شک ہوا کہ میرا کپڑا پاک نہیں اسی وقت نماز چھوڑ کر از سر نو کپڑے بدل کر اور چونکہ بیمار تھا اس لئے از سر نو تیمّم کر کے نماز پڑھنا شروع کیا۔ پھر نماز میں اس کو اپنے تیمّم کی عدم درستگی یا تقاطر بول یا عدم طہارت کا شبہ یا وسوسہ پیدا ہوا حالانکہ اس کا مزاج شکی ہے اور اس کو اکثر وسوسہ اور شبہات ہوا کرتے ہیں کہ لیکن دوبارہ شبہ ہونے پر بوجہ ہنسنے لوگوں کے اس نے بلا قراءۃ و تکبیر و تسبیح والتحیات و درود کے نماز تمام کی اور قیام و قعود وغیرہ سے قیام صلوٰۃ و قعود صلوٰۃ کی نیت نہیں کی اور دو رکعت سنت کی جگہ پر بھی اسی طرح بلا نیت و بدون قرأت وغیرہ کے صرف قیام و قعود وغیرہ کر لیا بعد کو وہ اپنے اس فعل پر سخت نادم و پشیمان ہوا اور توبہ کی اور اس نماز کا اعادہ کر لیا تو وہ گنہگار ہو گیا نہ۔

(جواب) ایسے وساوس اور شکوک سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ زید کو نماز پوری کر لینی چاہئے تھی یہ اسکے جہل اور ناواقفیت کی وجہ سے ہوا کہ قرأۃ وغیرہ چھوڑ کر نماز کو فاسد کیا۔ بہر حال جب اس نماز کا اعادہ کر لیا تو نماز ہو گئی اور چونکہ اس نے غلطی سے نماز کو فاسد کیا اور قرأت وغیرہ چھوڑی اور پھر نماز کا اعادہ کر دیا اس لئے جو کچھ گناہ ہوا تھا وہ معاف ہو گیا آئندہ ایسا نہ کرے۔ فقط۔

وسوسے کا علاج

(سوال ۱۵۳۶) اگر کسی شخص کے مزاج میں شکوک اور وساوس کثرت سے پیدا ہوں تو اس کے دفعیہ کی کون سی صورت ہے۔

(جواب) وساوس و شکوک و اوہام کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ اس کو وسوسہ شیطانی سمجھ کر اس کی طرف التفات نہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے اور نماز پوری کرے اور احادیث میں اس کا یہی علاج وارد ہوا ہے۔(۲) فقط۔

دو آدمی ایک جگہ علیٰحدہ علیٰحدہ نماز پڑھیں تو یہ جائز ہے

(سوال ۱۵۳۷) دو آدمی ایک جگہ علیٰحدہ علیحدی نماز فرض ادا کریں تو ہو جاتی ہے یا نہیں۔

عورت کے سامنے آنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۳۸/۲) اگر نماز ادا کرتے وقت عورتیں سامنے آجاویں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها (ج ۱ ص ۶۰۳. ط. س. ج۱ ص ۶۴۴) ظفیر.

(۲) عن القاسم بن محمد ان رجلا ساله فقال انی اهم فی صلاتی فیکثر ذالك علی فقال له امض فی صلاتك فانه لن یذهب ذالك عنك حتی تنصرف وانت تقول ماتممت صلاتی رواه مالك (مشکوٰۃ باب الوسوسه فصل ثالث ص ۱۹) ظفیر.

(جواب)(۱) نماز ہر ایک کی اس صورت میں صحیح ہے۔(۱)
(۲) اور عورتوں کے سامنے آنے جانے سے نماز میں کچھ خلل نہیں ہوتا اور نماز فاسد نہیں ہوئی۔(۲) فقط۔

قراءۃ میں رکنے اور لوٹانے سے نماز فاسد نہیں ہوئی

(سوال ۱۵۳۹) مشہور ہے کہ اگر امام قراءۃ میں رک گیا اور تین بار لوٹایا اور صحیح نہ پڑھ سکا تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔
(جواب) یہ بات غلط مشہور ہے۔ نماز نہیں ٹوٹتی۔(۳) فقط۔

لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱۵۴۰) ایک حافظ صاحب نے تراویح پڑھائیں اور ستائیسویں شب کو قرآن شریف ختم کر دیا بعض لوگ اسی محلّہ میں جس میں وہ مسجد تھی نماز پڑھتے تھے، ایک شب کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے بعد ختم قرآن شریف تراویح میں وہ پارہ سنا جس کو وہ نہ سن سکے تھے اس صورت میں اگر امام کوئی غلطی پڑھیں تو سامع کو غلطی بتلانا جائز ہے یا نہیں۔ اگر لقمہ دیا گیا اور انہوں نے لقمہ لے لیا تو نماز جائز ہوگی یا نہ۔
(جواب) سامع کو ان کی غلطی بتلانا اور لقمہ دینا اور ان کو لقمہ لینا درست ہے کسی کی نماز میں کچھ خلل نہیں آیا۔ در مختار میں ہے **بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال الخ**۔(۴) فقط۔

پاؤں کے ہٹانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۴۱) نمازی شروع نماز میں جس جگہ کھڑا ہو حالت نماز میں ایک دفعہ یا چند مرتبہ عمداً یا سہواً داہنا پیر اگر اس جگہ سے ہٹ جائے تو اس سے نماز میں کچھ کراہت ہوتی ہے اور فساد ہوتا ہے یا نہیں۔
(جواب) داہنے یا بائیں پیر کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا نہ مفسد صلوٰۃ ہے اور نہ مکروہ البتہ قصداً بلا ضرورت پیر کو آگے پیچھے کرنا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے۔(۵)

نماز میں سر ہلانا اور ادھر ادھر جھکنا منع ہے

(سوال ۱۵۴۲) اگر امام نماز میں سر ہلائے اور چھوٹی چھوٹی سورتوں میں بھی کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف بوجھ ڈال کر نماز پڑھے اور اپنے اعضاء کو بھی متحرک کرے بلکہ قراءۃ میں آوازیں ہا۔ ہو۔ رونے کی آواز نکالے تو ایسی نماز اور آواز کے حق میں کیا حکم ہے۔

....

(۱) ويؤيده ما في الظهيرية لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه اهله يصلون وحدانا وهو ظاهر الرواية (ردالمحتار باب الامامة مطلب في تكرار الجماعة في المسجد ج ۱ ص ۵۱۷ ط.س. ج۱ ص۵۵۳) ظفير.
(۲) ولا يفسدها نظره الى مكتوب الخ ومرورمار في الصحراء وفي مسجد كبير بموضع سجوده في الاصح او مرور بين يديه الخ مطلقا ولو امرأة كلباً (در مختار) واشاربه اى الرد على الظاهرية (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۹۳ ط.س. ج۱ ص۶۳۴) ظفير. (۳) يكره ان يفتح من ساعته كما يكره للامام ان يلجئه اليه بل ينتقل الى اية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوٰة او الى سورة اخرى او يركع اذا قرأ قدر الفرض كما جزم به الزيلعي (ردالمحتار ما يفسد الصلوٰة ج۱ ص ۵۸۲ ط.س. ج۱ ص۶۲۲) ظفير. (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها جلد اول ص ۵۸۲ ط.س. ج۱ ص۶۲۲. ۱۲ ظفير. (۵) وان من لوازمه (اى الخشوع) ظهور الذل وغض الطرف وخفض الصوت وسكون الاطراف (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب في الخشوع ج ۱ ص ۶۰۰ ط.س. ج۱ ص۶۴۱) ظفير.

(جواب) ایسی حرکتیں نماز میں نہ چاہئے کہ مبنی نماز کا خشوع و خضوع پر ہے۔(۱) فقط

پاک جوتے میں نماز جائز ہے

(سوال ۱۵۴۳) ایک شخص نمازی ہے وہ اپنے علم میں اپنے جوتے اور کپڑے کو اچھی طرح سے جانتا ہے کہ یہ پاک ہے اور استعمال میں روز مرہ لاتا رہتا ہے اس جوتہ سے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ایک جوتہ جس کو نجاست لگی تھی اور اس کو بالکل صاف کر دیا نجاست باقی نہ رہی اس سے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) جوتہ اگر پاک ہو یعنی اس کو نجاست نہ لگی ہو یا لگی ہو تو پاک و صاف کر لیا گیا ہو تو دونوں صورتوں میں نماز اس کو پہن کر درست ہے لیکن چونکہ اس زمانہ میں مساجد میں فرش وغیرہ ہوتا ہے اور جوتہ پہن کر مسجد میں جانے سے فرش کے ملوث بالطین وغیرہ ہونے کا احتمال ہے اور نیز اس میں سوء ادبی بھی معلوم ہوتی ہے اس لئے مسجد میں جوتہ پہن کر نماز نہ پڑھے۔ کما فی الشامی ولعل ذلك محمل ما فی عمد المفتی من ان دخول المسجد متنعلاً من سوء الا دب الخ(۲)

غیر نمازی کو لقمہ دینا درست نہیں

(سوال ۱۵۴۴) اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اور اس نے خلیفہ مقرر کر کے وضو جدید کرنا شروع کیا، اگر نائب امام بھول جاوے تو محدث امام اول اس کو کچھ بتاوے اور فتح دے تو یہ جائز ہے یا نہیں حالانکہ اس کا وضو بھی نہیں ہے اور جماعت سے خارج ہے۔

(جواب) اس صورت میں فتح دینا درست نہیں ہے اور اگر امام فتح لے لے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جاوے گی وکذا الا خذ (درمختار) ای اخذ المصلی غیر الا مام بفتح من فتح علیه مفسد ایضاً کما فی البحر عن الخلاصة او اخذا لا مام بفتح من لیس فی صلاته کما فیه عن القنیه در مختار۔(۳) فقط۔

بلا عمامہ نماز مکروہ نہیں

(سوال ۱۵۴۵) آیا نماز بکلاہ بدون عمامہ مکروہ است یا نہ، فتاویٰ سعدیہ میں مکروہ لکھا ہے اور مولانا رشید احمد گنگوہی جائز بلا کراہت تحریر فرماتے ہیں۔

(جواب) اقول و باللہ التوفیق۔ شرح منیہ کبیری میں ہے والمستحب ان یصلی الرجل ثلثة اثواب ازار وقمیص وعمامة ولو صلی فی ثوب واحد متوشحاً به جمیع بدنه کما یفعله القصار فی المقصورة جاز من غیر کراهةمع تیسر وجود الطاهر الزاید ولکن فیه ترك الا ستحباب۔(۴) اس روایت سے معلوم ہوا کہ بلا عمامہ کے نماز مکروہ نہیں ہے۔ البتہ عمامہ کا ہونا مستحب ہے اور عمامہ نہ ہونے کی صورت میں باوجود میسر

---

(۱) وان من لوازمه (ای الخشوع ظهور الذل وغض الطرف وخفض الصوت وسکون الاطراف (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها مطلب الخشوع ج ۱ ص ۶۰۰ . ط.س.ج۱ص۶۴۱)

(۲) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ومایکره فیها مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵ . ط.س.ج۱ص۶۵۷ . ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار ما یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۱ و ج ۱ ص ۵۸۲ . ط.س.ج۱ص۶۲۲ . ۱۲ ظفیر. آگے مفتی علام نے لکھا ہے کہ لاحق حکماً نماز میں داخل ہے اس لئے اس کا لقمہ دینا درست ہے ۱۲ ظفیر.

(۴) غنیة المستملی ص ۳۳۷ . ۱۲ ظفیر.

ہونے کے ترک استحباب ہے۔ پس حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی غرض یہی ہے کہ اگرچہ ترک عمامہ میں خلاف استحباب ہے لیکن جائز بلا کراہت ہے اور غیر مستحب کو کراہت لازم نہیں ہے کما صرح به الشامی من انه لا یلزم من ترك المستحب ثبوت الکراهة اذ لا بدلها من دلیل خاص ۔(۱) پس صحیح یہی ہے جو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ نے لکھا ہے اور فتاویٰ سعدیہ میں جو اس کو مکروہ لکھا ہے یہ اس قول کی بنا پر ہوگا جو کہتے ہیں کہ ترک مستحب خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی کا مرجع واحد ہے تو مراد صاحب فتاویٰ سعدیہ کی مکروہ تنزیہی ہونا ہے لیکن شامی کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی بھی نہ کہنا چاہئے البتہ عمامہ کی وجہ سے زیادتی ثواب ہونا مسلم ہے جیسا کہ جملہ مستحبات کے ادا میں زیادتی ثواب ہے لیکن ان کے ترک میں کراہت نہیں جیسے صلوٰۃ ضحیٰ وغیرہ فقط۔

حالت نماز میں منہ سے کوئی چیز باہر آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۴۶) اثنائے نماز میں بمقدار چنے کی یا کم وبیش کھانے کی چیز منہ میں سے نمازی کی زبان پر آئی اس کو کپڑے یا ہاتھ سے باہر نکال دینے سے نماز میں نقصان ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آئے گا۔(۲) فقط۔

صابون لگا کر نماز پڑھنا درست ہے

(سوال ۱۵۴۷) صابون انگریزی اور دیسی کو لگا کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

نیا جوتہ اور کپڑا پہن کر نماز پڑھنا درست ہے

(سوال ۱۵۴۸/۲) جوتا نیا اور کپڑا نیا گاڑے کا یا لٹھے ململ کا بغیر دھوئے پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) صابن انگریزی یا دیسی...... لگا کر نماز پڑھنا درست ہے۔(۳)

(۲) نیا جوتہ اور کپڑے سے نماز پڑھنا درست ہے۔(۴) فقط۔

امام کا اونچی جگہ اور محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال ۱۵۴۹) مسجد کی محراب زمین سے ایک بالشت چار انگل اونچی ہے جس میں امام اکیلا کھڑے ہو کر نماز پڑھاتا ہے تو مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں اگر نماز ہو جاوے گی تو کس قدر اونچائی میں نہیں ہوگی اور محراب کے متعلق کیا مسئلہ ہے۔

(جواب) امام کا اونچی جگہ تنہا کھڑا ہونا اسی طرح محراب میں تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔ اور

---

(۱) ردالمحتار بحث مستحباب وضو ج ۱ ص ۱۱۵ . ۱۲ ظفیر.

(۲) لو کان معه حجر فرمی به الطائر او نحوه لا تفسد صلاته لانه عمل قلیل ولکن قد اساء لاشتغاله بغیر الصلاة (ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة ج ۱ ص ۵۸۸) ظفیر.

(۳) صابون پاک ہے...... محض شک کی وجہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جا سکتا۔ قاعدہ ہے الیقین لا یزول بالشك ۱۲ ظفیر.

(۴) وصلاته فیهما افضل (درمختار) ای فی النعل والخف الطاهرین افضل مخالفة للیهود وفی الحدیث صلوا فی نعالکم ولا تشبهوا بالیهود رواه الطبرانی کما فی ابی الصغیر رامزا لصحته واخذ منه جمع من الحنابلة انه سنته ولو کان یمشی بها فی الشوارع لان النبی صلی الله علیه وسلم وصحبه کانوا یمشون فی طرق المدینة ثم یصلون بها قلت لکن اذا خشی تلویث فرش المسجد بها ینبغی عدمه وان کانت طاهرة الخ ولعل المراد ما فی عمدة المفتی من ان دخول المسجد متنعلا من سوء الادب (ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۱۵) ظفیر.

اونچائی کے متعلق درمختار میں یہ تفصیل ہے وقدر الا رتفاع بذراع ولا باس بمادونه وقيل ما يقع به الامتياز وهو الا وجه ذكر الكمال وغيره وفى شامى هو ظاهر الرواية الا لى العمل بظاهر الروايةالخ.(۱)

کھلی کہنی نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۵۰)خالی گنجی پہن کر جس کی نصف آستین ہوتی ہے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب)نماز ہو جاتی ہے(لیکن اگر کہنی کھلی ہو تو یہ مکروہ ہے۔)(۲)فقط۔

عباء وجبہ کے اندر آستین میں بغیر ہاتھ ڈالے ہوئے نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۵۱)در ملک خراسان مردمان در موسم سرما پوستین کلاں می پوشند کہ آستین دراز دارد و دست در آستین نمی کنند نماز خواندن باین ہیئت چہ حکم وارد وباین ہیئت سدل خواہد شد۔

(جواب)در کتب فقہیہ تصریح مذکور است کہ نماز خواندن بہ ہیئت کذائیہ مکروہ خواہد شد چہ اسم سدل بر آں ہم صادق آید۔ در کبیری شرح منیہ گفتہ است ولو صلى فى قباء الخ ينبغي ان يدخل يديه فى كميه الخ احترازاً عن السدل (۳) ص ۳۳۶ وفى الشامي والصحيح الذى قاضى خان والجمهور انه يكره لانه اذا لم يدخل يديه فى كميه صدق عليه اسم السدل الخ ج ۱ ص ۴۳۔ فقط۔

چارپائی پر نماز جائز ہے

(سوال ۱۵۵۲)اگر کوئی بحالت صحت نماز فرض یا نفل چارپائی پر پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)نماز صحیح ہے۔(۴)فقط۔

جس جوتے کا تلہ ناپاک ہو اسے پہن کر نماز درست نہیں

(سوال ۱۵۵۳)بوٹ کا وہ حصہ جو زمین سے لگتا ہے وہ پاک نہیں رہ سکتا لیکن تلوے کے اوپر کا حصہ جس پر پیروں کے تلوے لگ رہے ہیں وہ پاک ہے تو اس کو پہنے ہوئے نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب)جب کہ بوٹ کے نیچے کا حصہ جو زمین پر لگتا ہے پاک نہیں ہے تو اس پر مسح جائز نہیں ہے اور اس بوٹ کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔(۵)فقط۔

---

(۱)ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ويكره فيها ج ۱ ص ۶۰۵ .ط.س.ج۱ص۶۴۶ . ۱۲ محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے الخ وقيام الا مام فى المحراب لا سجوده وقد ما ه خارجه لان العبرة للقدم مطلقا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۶۰۴ .ط.س.ج۱ص۶۴۵)ظفير.(۲)ولو صلى رافعا كميه الى المرفقين كره (عالمگيرى مصرى الباب السابع فيما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۱۰۰ .ط.ماجديه ج۱ص۱۰۲) ظفير.(۳)ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۹۸ ..ط.س.ج۱ص۶۴۰ .۱۲ ظفير.(۴)وان صح بشرط كونه على جبهته الخ وبشرط طهارة المكان وان يجد حجم الارض (در مختار) تفسيره ان الساجد لوبالغ لا يتسفل راسه ابلغ من ذالك فصح على طنفسه وحصير وحنطة وشعير و سريرو عجلة ان كانت على الارض الخ (ردالمحتار باب صفةالصلوٰة فصل تاليف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۸ .ط.س.ج۱ص۵۰۰)ظفير.(۵)والشرط الخ شر عامايتوقف عليه الشئى ولا يدخل فيه هى ستة طهارة بدنه الخ من حدث بنوعيه الخ وخبث ما نع الخ وثوبه الخ اى موضع قدميه او احدٰ . هما ان رفع الا خرى الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج۱ ص۳۷۳وج۱ص۳۷۴ .ط.س.ج۱ص۴۰۲)ويفسدهاالخ صلاته على مصلى مضرب نجس البطانة (ايضاًباب ما يفسد الصلاة ج ۱ ص ۵۸۵ .ط.س.ج۱ص۶۲۶) ظفير.

ناپاک جوتے میں نماز ناجائز اور پاک زمین پر پاک کپڑا بچھا کر نماز جائز ہونے کی وجہ

(سوال ۱۵۵۴) اگر ناپاک زمین یا فرش پر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنا جائز ہے تو ایسے ہی بوٹ کی صورت میں جائز ہے یا نہ۔ کیونکہ بوٹ میں بھی اوپر کا حصہ پاک ہے اور نیچے کا ناپاک ہے اس میں کیا فرق ہے۔

(جواب) ناپاک کپڑے پر اگر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھیں تو صحیح ہے کیونکہ وہ دونوں کپڑے علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں بخلاف جوتہ کے کہ جب اس کے نیچے کا حصہ ناپاک ہے تو اس کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ متصل ہو کر سلائی کی وجہ سے ایک ہو گیا ہے۔(۱) فقط۔

صحن مسجد میں نماز باجماعت درست ہے

(سوال ۱۵۵۵) مسجد کے صحن میں فرض نماز باجماعت بلا کراہت گرمی کی شدت کی وجہ سے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی صحن مسجد میں نماز نہیں پڑھائی زید کا قول کہاں تک درست ہے۔

(جواب) زید کا یہ قول غلط ہے۔ مسجد کے دونوں حصے مسقّف اور غیر مسقّف میں جماعت جائز اور صحیح ہے اور فقہاء رحمہم اللہ نے مسجد صیفی اور مسجد شتوی دونوں کو مسجد کہا ہے اور دونوں میں جماعت بلا کراہت صحیح ہے اور یہ ہر دو نام خود دلیل ہے اس کی کہ ایک حصہ غیر مسقّف میں گرمیوں میں اور دوسرے حصہ مسقّف میں جاڑوں میں نماز ہوتی ہے۔(۲) فقط۔

ریاح روک کر نماز ادا کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۵۶) زید نے نماز ظہر کی جماعت کرانی شروع کی ایک رکعت کے بعد اس کو ریح خارج ہونے لگی مگر اس نے روکے رکھا اور نماز کو تمام کیا۔ یہ نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی البتہ اس میں کراہت ہے پس اگر قلب اس کا اس سے زیادہ مشغول ہو تو کراہت تحریمی ہو گی ورنہ تنزیہی۔(۳) فقط۔

قوم نصاریٰ کے مستعمل کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۵۷) کپڑے مستعملہ قوم نصاریٰ سے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) جامہائے مستعملہ قوم نصاریٰ وغیرہ سے فقہاء نے نماز پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔ سوائے پاجامہ اور ازار کے

---

(۱) ویفسدها الخ صلاته علی مصلی مضرب نجس البطانة بخلاف غیر مضرب ومبسوط علی نجس ان لم یظهرلون اور یح (درمختار) قوله مصلی مضرب ای مخیط الخ ومفهومه ان الا صح فی غیر المضرب الجواز اتفاقا (ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۵ ط.س. ج۱ ص۶۲۶) ظفیر.

(۲) ولو کان المسجد الصیفی بجنب الشتوی واملا المسجد یقوم الا مام فی جانب الحائط لیستوی القوم من جانبه (ردالمحتار باب الامامة مطلب فی کراهت قیام الا مام فی غیر المحراب ج ۱ ص ۵۳۱ ط.س. ج۱ ص۵۶۸) ظفیر.

(۳) ویباح قطعها لنحو قتل حیة الخ ویستحب لمدافعته الا خبثین (درمختار) کذا فی مواهب الرحمن ونور الا یضاح لکنه مخالف لما قدمنا ہ عن الخزائن وشرح المنیة من انه ان کان ذالك یشغله ای یشغل قلبه عن الصلاة وخشوعها فاتمها یا ثم لادائها مع الکراهة التحریمیة ومقتضی هذا ان القطع واجب لا مستحب الخ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۱۲ ط.س. ج۱ ص۶۵۴) ظفیر.

کہ اس کا نجس ہونا بظن غالب ہے۔ وکذا فی الشامی۔(۱) اور دھولینا ہر ایک کپڑے کا احوط ہے خصوصاً ازار و پاجامہ کا دھونا زیادہ ضروری ہے۔ فقط۔

ریشمی کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۵۸) ریشمی کپڑا پہن کر یا بچھا کر اس پر نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے یا اعادہ واجب ہے۔ ایک اہل علم کا بیان ہے کہ نماز تو ہو جاتی ہے لیکن وہ شخص گنہگار ہے جیسے کوئی مرد طلائی یا زائد از مقدار شرعیہ نقرئی انگوٹھی یا اور کوئی زیور پہن کر نماز پڑھے گا تو نماز ادا ہو جائے گی لیکن اس ناجائز استعمال کا گناہ اس کے سر رہے گا اسی طرح اگر کوئی لباس یا پاجامہ وغیرہ ٹخنہ سے نیچے ہو تو ایسے شخص کی نماز ادا ہو گی یا نہیں۔ نیز ریشمی کپڑے والے یا دراز پاجامہ والے جیسے اہل عرب وغیرہ جبہ یا عبا وغیرہ اتنا دراز پہنتے ہیں کہ زمین سے لگتا ہے۔ یا زیور پوش یا داڑھی صفا کی امامت درست ہے یا نہیں۔ اور اس علم کے بعد مقتدیوں کو اپنی نماز لوٹانا ہو گی یا نہیں۔ خاص کر ایسی صورت میں نماز جمعہ و عیدین کی اعادہ کی کیا صورت ہو گی جب کہ بہت سے لوگ سلام کے بعد منتشر ہو جاتے ہیں۔

(جواب) ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے۔ پس نماز جو ریشمی کپڑا پہن کر پڑھی جائے مکروہ واجب الاعادہ ہو گئی۔(۲) اور اس پر نماز پڑھنا بچھا کر اس کو فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ کما فی ردالمحتار بخلاف الصلوٰۃ علی السجادہ منه ای من الحریر لان الحرام هو اللبس دون الا نتفاع الخ ۔(۳) پھر اس میں حموی سے روایت کراہت بھی نقل کی ہے اگرچہ اس کو مرجوع کہا ہے۔ بہر حال احتیاط ترک صلوٰۃ علی الحریر میں ہے لیکن اگر پڑھے تو اعادہ واجب نہ ہو گا۔ اور جس کا لباس خلاف شرع ہو یا داڑھی محلوق ہو تو امامت اس کی مکروہ ہے بوجہ فاسق ہونے امام کے اور در مختار میں ہے صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة الخ افادان الصلوٰۃ خلفهما اولی من الانفراد. الخ شامی(۴) اور نماز جمعہ و عیدین میں ترک واجب سے سجدہ سہو کا حکم نہ کرنا۔(۵) مقتضی اس کو ہے کہ اعادہ اس کا بصورت مذکورہ لازم نہیں ہے۔ فقط۔

ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہن کر نماز ادا کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۵۹) نماز میں ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننا کیسا ہے۔

(جواب) نماز میں ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، ثواب سے محروم رہے گا۔ نماز کے علاوہ بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لئے بہت وعید آئی ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) ثیاب الفسقة واهل الذمة طاهرة (در مختار) قال فی الفتح وقال بعض المشائخ تکره الصلوٰۃ فی ثیاب الفسقة لا نهم لا یتقون الخمور قال المصنف یعنی صاحب الهدایة الا صح انه لایکره لا نه لایکره من ثیاب اهل الذمة الا السرائیل مع استحلالهم الخمر فهذا ولی ا ه (ردالمحتار قبیل کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۲٤ .ط.س.ج۱ص ۳۵۰) ظفیر.
(۲) لان الصلوٰۃ فی الحریر مکروهة للرجال (شرح حموی علی الا شباه والنظائر ص ۱۹۷) ظفیر.
(۳)
(٤) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵ .ط.س.ج۱ص ۵٦۲ ۱۲ ظفیر.
(۵) والسهوفی صلوٰۃ العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الا ولیین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۵ .ط.س.ج۲ص ۹۲) ظفیر.
(٦) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اسفل من الکعبین من الا زار فی النار رواه البخاری (مشکوٰۃ کتاب اللباس) ظفیر.

محراب میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۰) محراب میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۱) فقط۔

نقش ونگار والے مصلی پر نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۱) اگر کسی مصلی یا جانماز پر نقشہ کسی روضہ یا مسجد یا خانہ کعبہ یا مدینہ منورہ کا ہو اور ہر حالت میں پیش نظر رہے اس پر نماز پنجگانہ ادا کرنا کیسا ہے۔

(جواب) نماز ادا ہو جاتی ہے۔(۲) لیکن پیش نظر ہونا نقش ونگار کا اچھا نہیں۔(۳) فقط۔

کثیف کپڑے میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۲) امام باوجود دیگر پارچہ موجود ہونے کے نہایت کثیف کپڑے استعمال کرتا ہے اس کے پیچھے نماز میں کوئی نقص تو نہیں ہے۔

(جواب) نماز اس کی صحیح ہے کپڑا پاک ہونا چاہئے۔(۴)

ورکشاب میں ممانعت کے نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۶۳) ہم لوگ ریلوے ورکشاب میں ملازم ہیں ہم لوگ چوری سے نماز ظہر ادا کرتے ہیں لیکن افسر کا حکم یہ ہے کہ جس کو نماز پڑھنی ہو وہ آدھ گھنٹہ کی رخصت لے کر باہر نماز پڑھے ورکشاب میں نماز پڑھنے والا سزا کا مستوجب ہوگا۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ حاکم نے ورکشاب میں نماز پڑھنے کو منع کر رکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ جس کو نماز پڑھنی ہو وہ آدھ گھنٹہ کی رخصت لے کر باہر نماز پڑھے تو رخصت لے کر باہر جا کر ہی نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ ورکشاب جب کہ ان کا مملوک ہے تو ممانعت کے بعد اس میں نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ زمین مغصوبہ میں نماز پڑھنا اور وہ مکروہ ہوتی ہے۔(۵) لہذا کیوں اپنی نماز کو مکروہ کیا جاوے باہر جا کر ہی نماز پڑھی جاوے اور پھر اندیشہ سزا علاوہ بریں ہے۔ فقط۔

---

(۱) یعنی مقتدی منفرد کے لئے جائز ہے لیکن امام کے لئے مکروہ ہے۔ وکرہ الخ قیام الا مام فی المحراب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ص ۶۰۴ .ط.س. ج۱ص ۶۴۴.۶۴۵ ظفیر.

(۲) او لغیر ذی روح لا یکره لا نها لا تعبد (در مختار) لقول ابن عباس للسائل فان کنت لا بد فاعلا فاصنع الشجرو مالا نفس له رواه الشیخان (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۷.ط.س. ج۱ص۶۴۹) ظفیر.

(۳) ولاباس بنقش خلا محرابه فانه یکره لا نه یلهی المصلی (در مختار) فینحل بخشوعه من النظر الی موضع سجوده ونحوه ویکون منتهی بصره الی موضع سجوده الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۶.ط.س. ج۱ص۶۵۸) ظفیر.

(۴) الشرط لغة العلامة الخ وشرعا ما یتوقف علیه الشئی الخ هي الخ وثوبه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳.ط.س. ج۱ص ۴۰۲) لیکن فقہاء نے بوقت وسعت ایسے کپڑوں میں نماز کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے کره کفه الخ وصلاته فی ثیاب بذلة یلبسها فی بیته ومهنته ای خدمته ان له غیرها والا ، لا (ایضاً باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۹۹.ط.س. ج۱ص ۶۴۰) ظفیر.

(۵) وکذا تکره فی اماکن کفوق کعبة الخ وارض مغصوبة وللغیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۴) ظفیر.

کثرت نمازی کی وجہ سے در میں کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۴) رمضان المبارک میں بوجہ کثرت نمازیان اور فرش مسجد کو تاہ ہونے کی وجہ سے امام کو مسجد کے در میں کھڑا ہو کر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) امام کے در میں کھڑے ہونے کو شامی میں مکروہ لکھا ہے اور امام اعظم کا یہ قول نقل کیا ہے اس لئے امام کو چاہئے کہ اگر ضرورت در میں کھڑے ہونے کی ہو بوجہ کثرت نمازیان وغیرہ تو قدم در سے باہر رکھے اور سجدہ اندر ہو جاوے اگر ایسا ہو جاوے تو بہتر ہے ورنہ بضرورت در میں کھڑا ہو کر نماز پڑھانے سے بھی نماز ہو جاتی ہے لیکن بچنا اس سے بہتر ہے۔(۱)

پرند کی تصویر پر دوسرا کپڑا بچھا کر نماز پڑھی تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۵۶۵) جس جائے نماز پر پرندہ کی تصویر ہو اس پر دوسرا کپڑا ڈال کر نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں نماز جائز ہے بلا کراہت۔(۲) فقط۔

جوتے پہن کر نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۶) در مختار میں جوتوں میں نماز پڑھنے کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر جوتے پاک ہوں تو ان میں نماز پڑھنا جائز بلکہ افضل ہے اور علامہ شامی نے اس پر یہ حدیث بھی نقل فرمائی ہے۔ صلوا فی نعالم ولاتشبهوا باليهود ۔(۳) لیکن آخر میں عمدة المفتی سے یہ نقل کیا ہے ان دخول المسجد متنعلا من سوء الادب ۔(۴) یعنی مسجد میں جوتہ پہن کر جانا اس زمانہ میں اچھا نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں لوگ احتیاط نہیں کرتے ممکن ہے کہ جوتوں کو نجاست لگی ہوئی ہو اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ کما ہو مشاہد البتہ اگر یقیناً جوتے پاک ہوں جیسے نیا جوتہ تو اس زمانہ میں اس کو پہن کر نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے کما صرح به الفقهاء وورد فی الحديث فقط۔

بعد نماز دعا اور اس میں دارک کا اضافہ

(سوال ۱۵۶۷) امام فرضوں کے بعد دعا اس طرح پڑھتا ہے اللهم انت السلام ومنك السلام الخ وادخلنا دارك السلام الخ لفظ دارك کہنا اور پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) دراک کا لفظ ثابت نہیں ہے اس کو نہ کہنا چاہئے۔ صرف وادخلنا دار السلام کہنا چاہئے۔ فقط۔

---

(۱) وقيام الا مام فی المحراب لا سجوده فيه وقد ماه خارجه لان العبرة للقدم مطلقا (درمختار) وفی حاشية البحر للرملی الذی يظهر من كلامهم انها كراهة تنزيهة (ردالمحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۰۴. ط.س. ج۱ ص۶۴۵) ظفير.

(۲) واختلف فيما اذا كان التمثال خلفه والا ظهر الكراهة ولا يكره لو كانت تحت قدميه او محل جلوسه لا نها مها نته الخ او علی خاتمه بنقش غير مستبين قال فی البحر و مفاده كراهة المستبين لا المستتربكيس او صرة او ثوب اخر (درمختار) بان كان فوق الثوب الذی فيه صورة ثوب ساتر له فلا تكره الصلاة فيه لا ستتار ها بالثوب (ردالمحتار باب ما يكره فی الصلوٰة ج ۱ ص۶۰۶ و ج ۱ ص۶۰۷. ط.س. ج۱ ص۶۴۸) ظفير.

(۳) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب احكام المسجد ج۱ ص ۶۱۵. ط.س. ج۱ ص۶۵۷. ۱۲ ظفير.

(۴) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب احكام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵. ط.س. ج ۱۔ ص۶۵۷

ختم جماعت کے بعد کس طرح دعا مانگی جائے

(سوال ۱۵۶۸) بعد ادائے جماعت امام اور مقتدی مل کر دعا مانگیں یا علیٰحدہ علیٰحدہ اور بصورت اکٹھے دعا مانگنے کے صرف ایک دفعہ دعا مانگ کر منہ پر ہاتھ پھیرے یا تین بار۔

(جواب) امام جس وقت نماز سے فارغ ہو مع مقتدیوں کے سب اکٹھے دعا مانگیں پھر سنتیں و نفلیں پڑھ کر اپنے کاروبار میں چلے جاویں دوبارہ اور سہ بارہ دعا بکیفیت مذکورہ مانگنا ثابت نہیں ہے اور نمازیوں کو مقید رکھنا دوسری اور تیسری دعا تک جائز نہیں ہے۔ فقط۔

پان چائے کے بعد بلا کلی نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۶۹) کوئی شخص چائے پینے اور پان کھانے کے بعد اس قدر توقف کرے کہ اثر پان اور چائے کا زائل ہو جاوے تو بلا مضمضہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں یا ضرورت مضمضہ کی ہے۔

(جواب) مضمضہ کرنا پھر بھی بہتر ہے اور نہ کرے تب بھی نماز ہو جاوے گی۔(۱) فقط۔

امام کے قتل کئے جانے کے وقت مقتدی نیت توڑ سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۱۵۷۰) اگر امام کو دشمن قتل کریں بحالت جماعت تو مقتدی نیت توڑ کر دشمن کو پکڑیں یا کریں۔

(جواب) فقہا حنفیہ نے لکھا ہے کہ احیاء نفس کے لئے نماز کو توڑنا واجب ہے شامی اور در مختار میں ہے ویجب القطع لا نجاء غریق او حریق الخ۔(۲) لہذا صورت مسئولہ میں مقتدیوں کو نماز قطع کر کے امام کو بچانا چاہئے۔ اور حضرت عمرؓ کی شہادت کا قصہ نماز میں معروف ہے اور کتب احادیث میں مذکور ہے کہ صحابہؓ مقتدیوں نے دوسرے صحابی کو امام کر کے نماز پوری کی اور بعض صحابہؓ نے نماز توڑ کر قاتل کو پکڑا۔ فقط۔

ٹخنے سے نیچے تہبند یا پاجامہ کے ساتھ نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۷۱) جامہ کہ از شتالنگ فرومی رود از ان نماز مکروہ است یا نہ۔

(جواب) مکروہ است(۳) فقط۔

صرف لنگی میں نماز درست ہے

(سوال ۱۵۷۲) ایک شخص تونگر حاجی ہے اور گرمی کے موسم میں پانچ وقت کی نماز ایک لنگی سے جو گھٹنوں سے دو انگل نیچی ہے اور دوسری چادر سے نماز پڑھتا ہے۔ بعض وقت کی نماز صرف اسی لنگی سے پڑھ لیتا ہے تو اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخبز ولحم وھو فی المسجد فاکل واکلنا معہ ثم قام فصلی وصلینا معہ ولم نزد علی ان مسحنا ایدینا بالحصباء رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ کتاب الا طعمہ ص ۳۶۶) بالحصباء ای بالحجارات الصغار استعجالا للصلوٰۃ او بیانا للجواز (مرقاہ ج ٤ ص ۳۷۹) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ج ۱ ص ٦٦٦) ویجب (قطع الصلوٰۃ) لاغاثۃ ملھوف وغریق وحریق (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ ج ۱ ص ٦۱۳. ط.س. ج۱ ص ٦٥٤) ظفیر.

(۳) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار رواہ البخاری (مشکوٰۃ کتاب اللباس ص ۳۷۳) لا ن الصلوٰۃ فی الحریر مکروھۃ الرجال (الاشباہ والنظائر ص ۱۹۷) ظفیر.

(جواب) صرف لنگی سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔(۱) مگر بہتر یہ ہے کہ بصورت استطاعت لنگی و چادر یا کرتہ و پاجامہ و کلاہ یا عمامہ مع کلاہ کے ساتھ نماز پڑھے یہ افضل ہے(۲)۔ فقط۔

ریشمی ازار بند کے ساتھ نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۷۳) ریشمی کپڑا مرد کو حرام ہے اور نماز اس سے مکروہ ہے۔ غایۃ الاوطار جلد اول ص ۱۹۰ لیکن فتاوی ہندیہ جلد چہارم میں لکھا ہے کہ اگر ریشم کے تکہ کے ساتھ نماز پڑھے تو جائز ہے مکروہ نہ ہوگی لیکن پہننے والا گناہ کا مرتکب ہوگا۔

(جواب) یہ تو ظاہر ہے کہ ریشمی کپڑا مرد کو پہننا حرام ہے اور اس کے ساتھ نماز بھی مکروہ ہوگی۔(۳) اور فتاوی ہندیہ میں غالباً جواز نماز بلا کراہت اس لئے لکھا ہے کہ تکہ ریشم کا عند البعض جائز ہے۔ کذا فی الدر المختار تکرہ التکۃمنہ ای من الدیباج ہو الصحیح وقیل لا بأس بہ الخ وفی الشامی عن التتارخانیۃ ولاتکرہ تکۃ الحریر لانہا لا تلبس وحد وفی شرح الجامع الصغیر لبعض المشائخ لابأس بتکۃ الحریر للرجال عند ابی حنیفۃ وذکر صدر الشہید انہ یکرہ عند ہما ۔(۴) اس روایت سے ایک وجہ تطبیق بھی معلوم ہوگئی کہ صاحب غایۃ الاوطار نے صاحبین کے قول کو لیا ہو اور فتاوی ہندیہ میں امام صاحب کے قول کو اختیار کیا ہو۔ اس کے علاوہ غایۃ الاوطار میں ریشم کے کپڑے کو لکھا ہے تکہ سے بحث نہیں کی۔ تکہ کمر بند ہے اس کی کراہت میں اختلاف ہے کما مر۔ فقط۔

سرکاری کاغذیا سرکاری بکس پر نماز

(سوال ۱۵۷۴) اگر کوئی شخص سرکاری دفتر سے کاغذ یا چوبی بکس بلا اجازت لے آوے اور اس پر جائے نماز بچھا کر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس پر صحیح ہے مگر مکروہ ہے۔ کما فی الارض المغضوبۃ۔(۵) اور اعادہ واجب نہیں ہے۔ فقط۔

چارپائی نمازی کے سامنے ہو تو اس سے کوئی حرج نہیں ہوتا

(سوال ۱۵۷۵) کسی مکان یا دوکان کے اندر مصلی کے سامنے چارپائی خالی بچھی ہوئی ہے اور وہ اس چارپائی کے پاس قبلہ رخ نماز پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) درست ہے۔ فقط۔

---

(۱) والرابع ستر عورتہ الخ وہی للرجل ما تحت سرتہ الی ما تحت رکبتیۃ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۴ ط.س. ج۱ ص ۴۰۴) ظفیر.

(۲) والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثہ اثواب ازار وقمیص وعما مۃ ولو صلی فی ثوب واحد متوشحابہ جمیع بدنہ کما یفعلہ القصار فی المقصرۃ جاز من غیر کراہۃ مع تیسر وجود الطاہر الزائد ولکن ترک الا ستحباب (غنیۃ المستملی ص ۳۳۷) ظفیر. (۳) لان الصلوٰۃ فی الحریر مکروہۃ للرجال بخلاف الصلوٰۃ فی الثوب النجس فانہا غیر صحیحۃ (الا شباہ والنظائر فن ثانی کتاب الصلوٰۃ ص ۱۹۷) ظفیر.

(۴) ردالمحتار کتاب الحظرو الا باحۃ فصل فی اللبس ج ۵ ص ۳۱۰. ط.س. ج۱ ص۳۵۳. ۳۵۴. ۱۲ ظفیر.

(۵) وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ الخ وارض مغصوبتہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۴. ط.س. ج۱ ص ۳۷۹. ۳۸۱) ظفیر.

چار آنے کے نقصان پر نماز توڑنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۷۶) چار آنے کا نقصان ہوتا ہو تو نماز توڑنا بلا معصیت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ ایک درہم کی مقدار کے نقصان ہونے پر نماز کو قطع کرنا درست ہے اور درہم قریب چار آنہ کے ہوتا ہے اور شامی نے بعض فقہاء سے اس سے کم پر بھی جواز قطع صلوٰۃ نقل کیا ہے مگر عام مشائخ اسی پر ہیں کہ چار آنے کے نقصان پر قطع کر سکتا ہے۔(۱) فقط۔

اندر جب جگہ نہ رہے تو دروں میں ملنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۷۷) مسجد میں اندر کی صفیں پوری کر کے دراز وں میں تین یا چار نمازی مل کر کھڑے ہو جاتے ہیں اس صورت میں جو دروں میں نمازی کھڑے ہوتے ہیں ان کی نماز بلا کراہت جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ در میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر بوجہ اژدحام نمازیان جیسا کہ بروز جمعہ ہوتا ہے کئی کئی آدمی دروں میں جو کہ وسیع ہیں کھڑے ہو جاویں تو بضرورت اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز میں خلل نہیں آتا۔(۲) فقط۔

سونے کا چھلہ پہن کر نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۷۸) سونے کی انگوٹھی اور چھلہ پہننا مردوں کو حرام ہے کما فی الحدیث نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الذھب (۳) الحدیث پس جب کہ سونے کا چھلہ پہننا ہر وقت مردوں کو حرام ہے نماز میں بھی حرام ہے۔ اور نماز بکراہت ادا ہو جاتی ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہے۔(۴)

کچھ پڑھ کر امام بھول جائے تو کیا کرے

(سوال ۱۵۷۹) اگر کوئی شخص نماز جہریہ میں قدرے قراءۃ پڑھ کر بھول گیا۔ مقتدی نے بغرض یاد دہانی لقمہ دیا مگر امام نے لقمہ نہ لیا حتیٰ کہ مکرر سہ کرر پر بھی امام نے لقمہ نہ لیا بلکہ نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ سے نماز پوری کی۔ امام کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں۔

کیا اس صورت میں از سر نو نماز شروع کرے

(سوال ۲/ ۱۵۸۰) جس شخص کو ایسی صورت پیش آئے تو اس کو نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ کرنا چاہئے یا انتقال الی آیہ والی سورۃ اخریٰ کرنی چاہئے، یعنی در صورت عدم قراءۃ مایجوز بہ الصلوٰۃ۔

---

(۱) ویباح قطعھا لنحو قتل حیۃ وندابۃ وفور قدر وضیاع ما قیمتہ درھم لہ او لغیرہ (درمختار) قال فی مجمع الروایات لان مادونہ حقیر فلا یقطع الصلاۃ لا جلہ لکن ذکر فی المحیط فی الکفالۃ ان الحبس بالدانق یجوز فقطع الصلاۃ اولیٰ ھذا فی مال الغیرا مافی مالہ لا یقطع والاصح جوازہ فیھما ا ہ وتمامہ فی الا مداد والذی مشی علیہ فی فتح القدیر التقبید بالدر ھم (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۶۱۲. ط.س. ج۱ ص ۶۵۴) ظفیر.

(۲) وقیام الامام فی المحراب لا لسجودہ فیہ وقدماہ خارجہ لان العبرۃ للقدم مطلقا الخ وانفراد الامام علی الدکان الخ وکرہ عکسہ فی الا صح وھذا کلہ عند عدم العذر لجمعۃ وعید فلو قاموا علی الرفوف والا مام علی الارض او فی المحراب لضیق المکان لم یکرہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۶۰۴ و ج ۱ ص ۶۰۵. ط.س. ج۱ ص ۶۴۵. ۶۴۶) (۳) عن علی قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لبس القسی والمعصفر وعن تختم للذھب الخ رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب الخاتم ص ۳۷۸) ظفیر.

(۴) لان الصلوٰۃ فی الحریر مکروھۃ للرجال (شرح حموی الا شباہ والنظائر ص ۱۹۷) ظفیر.

مندرجہ بالا صورت میں نماز توڑنے پر زور دینا غلط ہے

(سوال ۳/۱۵۸۱) اگر کوئی شخص صورت بالا میں نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ پر زور دے اور انتقال الیٰ آیۃ وسورۃ اخری کو ناجائز کہے اور فتح نماز میں اس عبارت کو حجت پکڑے جو کہ صبح کی سنتوں کے متعلق ہے اذا خاف فوت الجماعۃ یترکھا صورت بالا میں اس عبارت کو فتح نماز کی دلیل بنانا صحیح ہے یا نہیں۔

یترکھا کے کیا معنی ہیں

(سوال ۴/۱۵۸۲) عبادت مذکورہ میں یترکھا کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی کو جماعت کے...... فوت ہو جانے کا خیال ہو اور اس نے سنتیں شروع نہ کی ہوں تو سنتوں کو چھوڑ کر جماعت میں مل جاوے یا یہ معنی بھی ہیں کہ اگر کسی نے بعد جماعت سنتیں شروع کیں اور بعد شروع خوف فوت جماعت ہوا تو سنتوں کو توڑ کر جماعت میں مل جاوے۔ لفظ یترکھا دونوں صورتوں کو شامل ہے یا کسی ایک صورت کو اور کون سی صورت کو۔ اگر ثانی صورت کو شامل ہے تو حدیث لا تبطلوا اعمالکم کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) (۱، ۲) امام کو اس صورت میں لقمہ لے لینا چاہئے تھا یا دوسری آیت یا سورۃ کی طرف انتقال کرنا چاہئے تھا۔ اور اگر بقدر ”مایجوزبہ الصلوٰۃ“ یا قدر مستحب بقدر قراءت ہو چکی تھی تو رکوع کر دینا چاہئے تھا۔ توڑنا نماز کا ایسی حالت میں فقہاء نے نہیں لکھا۔ ردالمحتار تتمہ یکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الیٰ ایۃ اخریٰ لا یلزم من وصلھا ما یفسد الصلوٰۃ اوالی سورۃ اخری او یرکع اذا قرأ قدر الغرض کما جزم بہ الزیلعی وغیرہ فی روایتہ قدر المستحب کما رجحہ الکمال الخ وفی الدر المختار بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح واخذ بکل حال الخ وفی الشامی قولہ بکل حال ای سواء قرء الامام ما تجوزبہ الصلوٰۃ ام لا انتقل الی ایۃ اخری ام لا تکرر الفتح ام لا ھو الاصح۔ (۱) پس جب کہ فقہاء نے اس قدر وسعت اس میں رکھی ہے تو پھر نماز کو فسخ کر دینا مناسب نہ تھا۔ اور بحکم لا تبطلوا اعمالکم اس حالت میں نماز کو توڑ دینا ممنوع تھا۔

(۳) یہ امر اوپر واضح ہوا کہ ایسی حالت میں فقہاء نے لقمہ لینے کو یا انتقال الیٰ آیۃ اخریٰ (و۴) یا الیٰ سورۃ اخری کو جائز رکھا ہے۔ پس اس کو ناجائز کہنا اور نماز کو توڑ کر دوبارہ تحریمہ باندھنے (و۵) پر زور دینا بوجہ جہل کے ہے۔ مسائل شرعیہ سے عالم وفقیہ ایسا نہیں کہہ سکتا، اور یہ احتیاط نہیں ہے، بلکہ وہم ہے اور خطاء ہے اور عبارت مذکورہ کو اس بارے میں دلیل لانا اور صریح روایات جواز وحکم فقہاء کو چھوڑنا دوسرا جہل ہے۔ اور یہ استدلال غلط ہے یترکھا کے یہ معنی ہیں کہ شروع نہ کرے نہ یہ کہ شروع کر کے قطع کر دے۔ شروع کر کے قطع کرنے کی ممانعت فقہاء نے صراحۃً لکھی ہے۔ والشارع فی النفل لا یقطع مطلقاً ویتمہ رکعتین و کذا سنۃ الظھر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمھا اربعاً علی القول الراجح لا نھا صلوٰۃ واحدۃ ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافاً کمارجحہ الکمال (در مختار) قولہ خلافاً لمارجحہ

---

(۱) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۸۲ ط.س. ج۱ ص۶۲۲، ۶۲۳. ۱۲ ظفیر۔

الکمال حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وھو الراجح الخ شامی فقط۔(۱)

نمازیوں کے آگے سے کتنے فاصلہ سے گذرنا چاہئے

(سوال ۱۵۸۳) بروز جمعہ اکثر آدمی نمازیوں کے آگے سے گذر جاتے ہیں آیا کچھ فاصلہ بھی مقرر ہے کہ اس فاصلہ سے گذرنا جائز ہے۔

(جواب) بڑی مسجد میں اگر موضع سجود بالوضع بصر سے نمازی کے آگے کو کوئی شخص گذر جائے تو درست ہے اور چھوٹی مسجد میں جو چالیس ہاتھ سے کم ہو آگے سے گزرنا کسی جگہ بھی درست نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۲)فقط

بعد نماز بلند آواز سے کلمہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۸٤) وعن عبداللہ بن زبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰتہ یقول بصوتہ الاعلیٰ لا الہ الا اللہ ، وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئی قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ . لا الہ الا اللہ. ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ . مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف۔ باب الذکر بعد الصلوٰۃ ایک شخص بعد نماز کے بموجب حدیث مندرجہ بالا حروف تین بار کلمہ شریف بلند آواز سے پڑھتا ہے اس کی نسبت کیا ہے۔

(جواب) علماء باآواز بلند کلمہ طیبہ کو بعد نماز کے بکیفیت خاص پڑھنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ یہ شعار اہل بدعت کا ہو گیا ہے اور اصل ایسے اذکار میں چونکہ آہستہ پڑھنا ہے جیسا کہ وارد ہے۔ انکم لا تدعون اصم ولا غائباً اور آنحضرت ﷺ کا آواز سے پڑھنا بغرض تعلیم تھا اس لئے اوروں کو جہر مفرط کرنے سے ایسے موقع پر روکا جاتا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ یہ تمام کلمہ آخر تک پڑھا جاوے اور زیادہ بلند آواز...... نہ کی جاوے جس میں دیگر مصلین اور ذاکرین کو اذیت ہو۔(۳)

تصویر والے کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۸۵) تصویر اگر کپڑے پر ہو تو اس کپڑے سے نماز ہو جائے گی یا نہیں

(جواب) اگر جاندار کی تصویر ہے تو نہیں ہونے کی اگر غیر جاندار کی ہو گی تو ہو جاوے گی۔(٤)

---

(۱) ردالمحتار باب ادراك الفریضہ ج ۱ ص ٦٦٨ .ط.س. ج۲ ص ۱۲.۵۳ ظفیر.

(۲) ولا یفسدھا نظرہ الی مکتوب الخ ومرور مار فی الصحراء وفی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الا صح او مرور بین یدیہ ای حائط القبلۃ فی بیت ومسجد صغیر فانہ کبقعۃ واحدۃ مطلقا الخ وان اثم المار لحدیث البزار ولو یعلم المار ماذا علیہ من الوزر لوقف اربعین خریفا (در مختار) قولہ مسجد صغیر وھو اقل من ستین ذراعا وقیل من اربعین وھو المختار کما اشار فی الجواھر قھستانی (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۹۳ .ط.س. ج۱ ص ٦۳٤) ظفیر.

(۳) ویکرہ الا عطاء الخ ورفع صوت بذکر (در مختار) فتارۃ قال انہ حرام وتارۃ قال انہ جائز الخ لانہ حیث خیف الریاء او تاذی المسلمین اوالنیام الخ (ردالمحتار مطلب رفع الصوت بالذکر ج ۱ ص ٦۱۸ .ط.س. ج۱ ص ٦٥۹ . ٦٦۰) ظفیر.

(٤) وکرہ الخ لبس ثوب فیہ تماثیل ذی روح (مختار) ویاتی ان غیر ذی الروح لایکرہ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ٦۰۵ .ط.س. ج۱ ص ٦٤٤. ٦٤٧) قولہ ولبس ثوب فیہ تصاویر لانہ یشبہ حامل الصنم فیکرہ وفی الخلاصۃ وتکرہ التصاویر علی الثوب علیٰ فیہ او لم یصل ا ہ و ھذہ الکراھۃ تحریمیۃ (البحر الرائق باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۲ ص ۷۲) ظفیر.

شملہ زیادہ ہونے سے کیا نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے

(سوال ۱۵۸۶) عمامہ باندھنا کتنا سنت ہے اور اس کا شملہ پیچھے چھوڑنا کتنا مسنون ہے۔ اگر کوئی سرین تک چھوڑے تو نماز میں نقصان آتا ہے یا نہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اگر شملہ سوا بالشت سے زیادہ چھوڑے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ عمامہ کا شملہ پیچھے چھوڑنا مستحب ہے اور وسط ظہر تک شملہ کا ہونا مستحب ہے۔ اور بعض نے کہا ایک بالشت ہوگا اور یہ کہنا اس شخص کا کہ اگر سوا بالشت سے زیادہ شملہ چھوڑے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی غلط ہے وسط ظہر تک ہونا شملہ کا یا ایک بالشت ہونا یہ سب امور مستحبہ میں سے ہیں اس کا خلاف مکروہ تحریمی نہیں ہے اور نماز میں کچھ کراہت نہیں آئی۔ ایک قول شملہ کے بارہ میں در مختار میں یہ بھی ہے کہ موضع جلوس تک شملہ کا ہونا مستحب ہے(۱)۔ اس سے معلوم ہوا کہ کمر کی جڑ کت یعنی سرین کے شروع تک ہونا شملہ کا بھی مکروہ نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ اقوال ہیں دُبارہ استحباب ہیں، باقی گناہ کسی حال نہیں ہے۔ شملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اسی طرح عمامہ کے طول کی شرعاً کوئی حد خاص نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کا عمامہ کبھی بارہ ہاتھ کا ہوا ہے اور کبھی سات ہاتھ کا اور دوسروں کو آپ نے کوئی خاص طول کا امر نہیں فرمایا۔ پس جس طرح عادت ہو اور جتنا باندھنے کی عادت ہو باندھ لے کچھ وہم نہ کرے۔(۲) فقط۔

ریشمی کپڑے میں پڑھی ہوئی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۵۸۷) بلا ضرورت شرعی ریشمی کپڑا پہنے ہوئے مرد کو نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی اور بر تقدیر اول اعادہ نماز کا واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) بظاہر مکروہ تحریمی ہے اور اعادہ واجب ہے کما قالوا باعادۃ صلوٰۃ صلیت فی ثوب فیه صورۃ قال فی ردالمحتار ویویدہ ماصر حوابه من وجوب الا عادۃ بالصلوٰۃ فی ثوب فیه صورۃ بمنزلة من یصلی وھو حامل صنم الخ ۔(۳) ص ۳۰۷ جلد اول فی بیان واجبات الصلوٰۃ۔ فقط۔

میلے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۸۸) میلے کپڑے اور جڑاول سال گذشتہ کے ثیاب بذلہ میں داخل ہیں یا نہیں اور نماز ان میں جائز ہوگی یا مکروہ۔

(جواب) کپڑوں کے میلے ہو جانے کی وجہ سے وہ ثیاب بذلہ نہیں ہوئے۔ اسی طرح جڑاول سال گذشتہ ثیاب بذلہ

---

(۱) وندب لبس السواد وارسال ذنب العمامة بین کتفیه الی وسط الظهر وقیل لموضع الجلوس وقیل شبر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مسائل شتی ج ۵ ص ۶۶۰ .ط.س. ج۱ ص۷۵۵) ظفیر.

(۲) ذکر فیه انه کان له صلی الله علیه وسلم عمامة قصیرۃ وعمامة طویلة وان القصیرۃ کانت سبعة اذرع والطویلة اثنی عشر ذراعا (مرقاۃ المفاتیح . کتاب اللباس ج ٤ ص ٤٢٧) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ مطلب واجبات الصلاۃ ج ۱ ص ٤٢٦ .ط.س. ج۱ ص٤٥٧ . شرح حموی میں ہے لان الصلوٰۃ فی الحریر مکروهة للرجال.

میں داخل نہیں لہذا نماز ان میں مکروہ نہ ہوگی۔(۱) فقط۔

بعد نماز بائیں طرف پھر کر دعا کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۸۹) زید عصر کی نماز میں امام تھا بعد سلام کے دکھن کی طرف متوجہ ہو کر مناجات کی یہ جائز ہے یا کیا۔

(جواب) جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر و عصر ان میں امام کو اختیار ہے خواہ داہنی طرف منہ کر کے بیٹھے یا بائیں طرف اور حدیث شریف سے دونوں امر ثابت ہیں اور فقہاء حنفیہ نے بھی دونوں میں اختیار دیا ہے۔ پس طعن کرنا دکھن (جنوب) کی طرف منہ کرنے والے پر جہالت ہے مسائل دینیہ سے۔(۲) فقط۔

نماز میں رحمت عالم کا خیال آنا اور لانا کیسا ہے

(سوال ۱۵۹۰) نماز میں رسول اللہ ﷺ کا اگر خیال آجاوے تو نماز ہو جاوے گی یا نہ اگر نماز میں خیال لایا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جب نماز میں خود التحیات میں اور درود شریف میں آنحضرت ﷺ کا ذکر ہے تو خیال آنا ضروری ہوا باقی نماز خالص عبادت اللہ کے لئے ہے غیر اللہ کا خیال **علی سبیل التعظیم و العبادة** نہ آنا چاہئے اور نماز ہر حال میں صحیح ہے۔ کیونکہ خیال پر باز پرس نہیں ہے۔(۳) فقط

محراب میں نمازی کی تنہا نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۹۱) محراب مذکورہ میں اکیلے نمازی کی نماز درست ہے یا نہیں۔

محراب میں کھڑے ہو کر امامت کی تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۵۹۲/۲) محراب مذکورہ میں اگر امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

محراب میں مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۵۹۳/۳) محراب مذکورہ میں نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہیں۔

امام کتنی اونچائی پر امامت کر سکتا ہے

(سوال ۱۵۹۴/۴) امام کس قدر بلندی پر کھڑا ہو کر امامت کرا سکتا ہے۔

امام کس قدر بلندی پر کھڑا ہو سکتا ہے

(سوال ۱۵۹۵/۵) عذر تنگی صحن یا جنگل وغیرہ کی زمین ناہموار ہونے کی وجہ سے امام کس قدر بلندی تک کھڑا

---

(۱) وصلاته فى ثياب بذلة يلبسها فى بيته ومهنته اى خدمته ان له غيرها والالا (درمختار) وفسرها فى شرح الوقاية بما يلبسه فى بيته لا يذهب به الى الا كابر والظاهر ان الكراهة تنزيهية (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ص ٥٩٩. ط.س. ج١ ص ٦٤٠) ظفير. (٢) وخير فى المنية بين تحويله يمينا وشمالا واماما وخلفا وذها به لبيته واستقباله الناس بوجهه ولو دون عشرة مالم يكن بحذائه متصل ولو بعيد اعلى المذهب (درمختار) لكن التخير الذى فى المنية هوانه ان كان فى صلاة تطوع بعدها فان شاء انحرف عن يمينه اويساره او ذهب الى حوائجه او استقبل الناس بوجه الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ١ ص ٤٩٦. ط.س. ج١ ص ٥٣١)

(٣) عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تجاوز عن امتى ما وسوست به صدرها مالم تعمل به او تتكلم متفق عليه (مشكوٰة باب فى الوسوسة ص ١٨) ظفير.

ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے جو مکروہ نہ ہو؟

دانستہ مکروہ کا ارتکاب نماز میں کیسا ہے

(سوال ۱۵۹۶/۶) اگر دانستہ نماز میں فعل مکروہ کا ارتکاب کیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟

ایک مولوی کا فتویٰ

(سوال ۱۵۹۷/۷) مولوی اشرف علی صاحب سلمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ امام کو اتنا اونچا کھڑا ہونا مکروہ ہے جو دیکھنے والے کو اونچا معلوم ہو؟

کتنی بلندی پر سجدہ کر سکتا ہے

(سوال ۱۵۹۸/۸) اگر مقتدی کی سطح کی برابر امام کھڑا ہو کر سجدہ بلندی پر کرے تو اس کے لئے کتنی بلندی کی اجازت ہے امام سے مقتدی کتنی بلندی پر کھڑے ہو سکتے ہیں؟

مقتدی بلندی پر کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۹۹/۹) امام سے مقتدی کس قدر بلندی پر کھڑے ہو سکتے ہیں؟

ایک بالشت اونچائی پر امام کھڑا ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۰۰/۱۰) اگر مسجد کے دروازے کا چوکا یا کرسی یا چبوتری ایک بالشت سے کم ہو تو اس پر کھڑا ہو کر امام امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟

تکبیرات وسلام امام کے ساتھ نہ کرے اور پہلے ختم کرلے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۰۱/۱۱) تکبیر تحریمہ یا دیگر تکبیریں یا ہر دو سلام ختم نماز یا سلام سجدہ سہو شروع تو کیا جاوے امام کے ساتھ یا امام کے بعد مگر ختم ہو جائے امام سے پہلے تو نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہ؟

جو مقتدی امام سے پہلے رکوع سجدہ کرے اس کی نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۶۰۲/۱۲) امام سے پہلے اگر مقتدی رکوع یا سجدہ یا قومہ وغیرہ کرلے تو نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہیں؟ اور امام سے پہلے سجدہ کرنے والے مقتدی کا سر گدھے کا سا ہو جاوے گا یا نہیں؟

غلبہ نیند میں امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۰۳/۱۳) امام کے پیچھے اگر نماز میں مقتدی رکوع سجدہ قومہ قیام قعدہ وغیرہ میں اونگتا رہتا ہے۔ ان صورتوں میں نماز مقتدی کی ہو جاتی ہے یا نہ؟

مقتدی نماز ختم ہونے سے پہلے سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۰۴/۱۴) اگر مقتدی نماز ختم ہونے سے پہلے سلام پھیر دے اور فوراً یاد آنے پر بغیر کلام کئے نماز امام کے ساتھ پوری کرے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں؟

غلبہ نوم میں نماز ادا کرے یا چھوڑ دے

(سوال ۱۵/۱۶۰۵) غلبہ نوم یا غنودگی میں نماز کا کیا حکم ہے ادا کرے یا چھوڑ دے ؟

نماز میں کھجلاہٹ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۶/۱۶۰۶) نماز میں خارش کو کتنی مرتبہ ہاتھ سے دفع کر سکتا، یا ناک سے کتنی مرتبہ چوہے نکال سکتا ہے ؟اور تین مرتبہ کھجلانا مفسد نماز تو نہیں ہے ؟

قومہ اگر اطمینان سے نہ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷/۱۶۰۷) نماز میں قومہ جلسہ اطمینان کے ساتھ اچھی طرح نہ کیا جاوے اس نماز کا کیا حکم ہے ؟

مہندی لگا کر نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸/۱۶۰۸) مردوں کو مہندی لگا کر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

مٹھی باندھ کر نماز

(سوال ۱۹/۱۶۰۸) ہاتھوں کو مہندی لگا کر بند مٹھیوں نماز جائز ہے یا نہ ؟

(جواب)(۱) درست ہے۔

(۲) نماز ہو جاوے گی مگر امام کا یہ فعل مکروہ ہے اور نماز میں کراہت ہو گی۔

(۳) ہو جاوے گی۔ مثل مقصورة دمشق التی هی فی وسط المسجد خارج الحائط القبلی یکون الصف الا ول بینهماما یلی الا مام فی داخلها وما اتصل به من طرفیها خارجا عنها من اول الجدار الی اخره فلا منقطع الصف بیناتها کما لا ینقطع بالمنبر الذی هو داخلها شامی ج ۱ ص ۵۹۵) جمیل الرحمن.

(۴) در مختار میں ہے انفرد الا مام علی الدکان للنهی وقدر الا رتفاع بذراع ولا بأس بما دونه وقیل مایقع به الا متیاز وهو الا وجه ذکره الکمال (درمختار) علامہ شامی نے اس پر لکھا قوله وقیل هو ظاهر الروایة قال فی البحر والحاصل ان التصحیح قد اختلفت والا ولی العمل بظاهر الروایة واطلاق لحدیث و کذا رجحه فی الحلیة۔(۱) حدیث نہی یہ ہے۔ قوله للنهی وهو ما اخرجه الحاکم انه صلی الله علیه وسلم نهی ان یقوم الا مام فوق ویبقی الناس خلفه الخ شامی ۔(۲) پس معلوم ہوا کہ ایک روایۃ میں ایک ہاتھ بلندی پر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے اور ظاہر روایۃ یہ ہے کہ اس قدر اونچا ہونا جس سے امتیاز ہو اور دور سے دیکھنے والا اونچا سمجھے مکروہ ہے جیسا کہ مولانا اشرف علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ بحر میں فرمایا کہ اس پر عمل اولیٰ ہے کہ یہ ظاہر الروایت ہے اور حدیث کا مقتضیٰ بھی یہ ہی ہے پھر آگے در مختار میں ہے وهذا کله عند عدم العذر کجمعة وعید فلو قاموا علی المرفوف والا مام علی الارض او فی المحراب لضیق المکان لم یکره ۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ اگر عذر ہو تو امام کا بلند جگہ پر کھڑا ہونا درست ہے اگرچہ بلندی ممتاز ہو یا بقدر ذراع

---

(۱) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها ج ۱ ص ۶۰۴ و ج ۱ ص ۶۰۵ .ط.س. ج ۱ ص ۶۴۶. ۱۲ ظفیر.
(۲) دیکھئے ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۴ .ط.س. ج ۱ ص ۶۴۶. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۵ .ط.س. ج ۱ ص ۶۴۶. ۱۲ ظفیر.

کے ہو لیکن عذر ازدحام مردمان اور تنگی مکان ہے دھوپ اور سایہ عذر نہیں ہے۔اس تقریر اور عبارات مذکورہ سے آپ کے سوالات کا جواب حاصل ہو گیا۔

(۵)اس قدر اونچا نہ کھڑا ہو کہ امتیاز حاصل ہو جاوے اور مقدار اس کی ایک ذراع ہے عذر میں جس قدر بلند جگہ پر بھی امام کھڑا ہو کراہت مرتفع ہے

(۶)نماز ہو جاتی ہے مگر نقصان رہتا ہے اور قصداً ایسا کرنا گناہ کا سبب ہے۔

(۷)معلوم ہو گیا کہ یہ ظاہر الروایت ہے۔

(۸)اس میں کچھ قید نہیں جس بلندی تک سجدہ کا مفہوم باقی رہے اجازت ہے السجدة هى فريضة تتاوى بوضع الجبهة على الارض او ما يتصل بهابشرط الا نخفاص الزائد على نها ية الركوع مع الحروج عن حد القيام لانه لا يعد ساجد الغة وعرفا لمادونه ويعد به الخ ذكر الزاهدى لو سجد المريض على دكان صدر ه يجوز كا لصحيح الخ كبيرى ص ۲۷۸ و ص ۲۸۱)جميل الرحمن.

(۹)اگر امام کے ساتھ ہی کچھ مقتدی ہوں تب تو بعض مقتدیاں چاہے جس قدر بلندی پر کھڑے ہو جاویں جائز ہے جیسے سقف وغیرہ اور اگر امام تنہا نیچے ہے اور سب مقتدی اونچی جگہ پر ہیں تو اس کی وہی حد ہے جو امام کے لئے ہے یعنی بقدر ایک ذراع يا بقدر ما يقع به الا متياز اگر مقتدی اونچے ہوں گے نماز مکروہ ہو گی وانفراد الا مام على الدكان الا قوله لم يكره كما لو كان معه بعض القوم۔

(۱۰)اس قدر اونچائی کی وجہ سے نماز مکروہ نہ ہو گی لیکن در میں کھڑا ہونا امام کو مکروہ ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔

(۱۱) تکبیر کے بارہ میں در مختار میں ہے فلو قال الله مع الامام واكبر قبله لم يصح (ترجمہ) پس اگر اللہ امام کے ساتھ کہا اور اکبر امام سے پہلے، نماز نہ ہو گی۔اور سلام کے بارہ میں در مختار میں ہے وتنقضى فدوة بالا ول قبل عليكم ۔(۱) پس معلوم ہوا کہ سلام کی صورت میں نماز ہو جاوے گی۔

(۱۲، ۱۳)امام سے پہلے اگر رکوع و سجدہ میں گیا تو اگر امام بھی اس میں شامل ہو گیا تو وہ رکوع سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں ہوا۔اور وہ حدیث یہ ہے۔اما يخشى الذى يرفع راسه قبل الا مام ان يحول الا مام راسه راس حمار (۲) متفق علیہ (ترجمہ) کیا نہیں ڈرتا وہ شخص جو امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کہ اس کا سر حمار کا سا ہو جاوے۔حاشیہ میں ہے ولعل المراد تحويله فى الاخرة لا فى الدنيا۔اور ابن حجر سے بھی منقول ہے کہ دنیا میں بھی کسی کے لئے ہو جاوے تو مستبعد نہیں كما نقل عن البعض۔(۱۴)ان سب صورتوں میں نماز ہو جاتی ہے۔

(۱۵)(الا السلام ساهيا للتحليل اى للخروج من الصلوٰة قبل اتمامها على ظن اكما لها فلا يفيد)(در مختار) نماز ہو جاوے گی۔

(۱۶)نماز کو نہ چھوڑے جس طرح ہو نیند اور سستی کو دفع کر کے نماز پڑھے قضا نہ کرے۔

---

(۱)الدرالمختار على هامش ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة .واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۳۶ .ط.س.ج۱ص۴۶۸.۱۲ ظفير .(۲)مشكوٰة.

(۱۷)خارش جتنی دفع بھی ہو کھجانا درست ہے مفسد نماز نہیں ہے ویفسد ها کل عمل کثیر ما لا یشك بسببه الناظرین بعید فی فاعله انه لیس فیها (در مختار بیان فسدت الصلوٰة) (درمختار کی اس تصحیح کے پیش نظر خارش اگرچہ بدفعات ہو عمل کثیر کی تعریف سے خارج ہے)

ناک سے میل نکالنا یہ برا ہے اگرچہ نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی مگر یہ مکروہ ہے اور جس جگہ نماز کو فاسد لکھتے ہیں وہاں اعادہ لازم ہے۔

(۱۸)نماز مکروہ ہوتی ہے اور ایسی نماز واجب الاعادہ ہے۔ یعنی واجب ہے کہ اعادہ کرے بسبب ترک واجب کے۔ فی الدر المختار وکذا فی الرفع فیهما قال الشامی یجب التعدیل ایضا فی القومة من الرکوع والجلسة بین الجلستین . شامی ج ۱ ص ٤٨٢) جمیل الرحمن.

(۱۹)جائز نہیں(۱)

(۲۰)اس سے ترک سنن واجب آتا ہے اس لئے مکروہ ہے۔(۲)

مقبرہ میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱٦۱۰)مقبرہ میں نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)اگر مقبرہ میں کوئی جگہ صاف اور ستھری نماز کے لئے ہو اور اس میں نجاست اور قبر نہ ہو اور آگے نمازی کے بسوئے قبلہ کوئی قبر نہ ہو تو نماز جائز ہے بلا کراہت تحریمیہ اور اگر سامنے قبر ہو یا خود اس جگہ قبر ہو جہاں نماز پڑھتا ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ شامی میں ہے ولاباس بالصلوٰة فیها اذا کان فیها موضع اعد للصلوٰة ولیس فیه قبر ولا نجاسة کما فی الخانیة ولا قبلة الی قبر الخ .(۳)اور لفظ لاباس سے اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مقبرہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے۔

ریاح روک کر نماز ادا کی تو ہوئی یا نہیں

(سوال ۱٦۱۱)جس شخص کی بوجہ قبض ریاح جلدی جلدی خارج ہوتی ہے اگر وہ روک کر نماز ادا کرے تو کیا نماز صحیح ہو جاوے گی۔

(جواب)نماز صحیح ہے۔(۴)فقط۔

نماز کے سامنے پیپل کا درخت ہونے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی

(سوال ۱٦۱۲)اگر پیپل کا درخت نمازی کے سامنے ہو تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب)نماز صحیح ہے، اس میں کچھ کراہت بھی نہیں۔

---

(۱)چونکہ قیام جو فرض ہے وہ بلا عذر ترک ہوا۔
(۲)چونکہ نماز کے ہر رکن میں مٹھی کا کھلا رہنا مسنون ہے۔ جمیل الرحمٰن۔
(۳)ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۳ .ط.س.ج۱ص ۳۸۰. ۱۲ ظفیر.
(٤)یجب رد عذره او تقلیله بقدر قدرته الخ ویرده لا یبقی ذا عذر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۳ .ط.س.ج۱ص ۳۰۷)ظفیر.

پیشاب روک کر جماعت میں شرکت مکروہ ہے

(سوال ۱۶۱۳)ایک شخص کو قضاء حاجت بول کی ہوئی اس نے قضاء حاجت موقوف کر کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور قوت مثانہ سے بول کو روکتا بعد کو قضاء حاجت کی اس حالت میں نماز کا کیا حکم ہے۔

(جواب)اس حالت میں نماز مکروہ تحریمی ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ پیشاب وپاخانہ کی ایسی حاجت ہو کہ اس کا دل اس میں مشغول ہو۔ کما فی الشامی قوله وصلوته مع مد افعته الا خبثين البول والغايط . قال في الخزائن سواء كان بعد شروعه اوقبله فان شغله قطعه ان لم يخف فوت الوقت الخ ۔(۱)

جیب میں روپیہ ہو تو بھی نماز ہو جاتی ہے

(سوال ۱۶۱۴)روپیہ پیسہ اگر صدری کی جیب میں ہو اور نیت باندھنے کے وقت ہاتھ کے نیچے رہے تو کیا نماز ہو جاتی ہے۔

(جواب)نماز اس صورت میں بلا کراہت صحیح ہے۔(۲)

ریشم اور سونا پہن کر نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۱۵)اگر کوئی شخص بلا عذر ریشم اور سونا پہن کر نماز پڑھے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔ بعض احباب کا خیال ہے کہ سونا اور ریشم مردوں کو پہننا حرام ہے لیکن اگر پہن کر نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب)ریشمی کپڑا اور سونا بے شک مردوں کے لئے حرام ہے اور نماز جو ان سے پڑھی گئی وہ صحیح ہے مگر ظاہر ہے کہ جب کہ استعمال ریشم اور سونے کا مردوں کو ہر وقت حرام ہے تو نماز میں بھی حرام ہے مگر چونکہ وہ دونوں نجس نہیں ہیں اس لئے نماز ہو گئی۔(۳) فقط۔

وہ نمازیں جو تعدیل ارکان سے خالی رہیں ان کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۱۶)ایک شخص کی عمر بیس برس کی ہے اس عرصہ تک اس نے کوئی نماز درست نہیں پڑھی صرف دو ٹکر مار کر نماز ختم کر دیتا ہے یہ نمازیں ہوئیں یا نہیں اگر اعادہ کرے تو صرف فرض ہی ادا کرے یا سنت بھی۔

(جواب)جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئیں اگرچہ وہ ہو گئی ہیں لیکن ان کا دہرا لینا اچھا ہے۔ فرض اور وتر کا اعادہ کرے سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔ فقط۔

محراب میں امام کا کھڑا ہونا

(سوال ۱۶۱۷)محراب مسجد میں کھڑا ہونا امام کا کیسا ہے فقہاء جو اس کو مکروہ لکھتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے ؟

---

(۱)ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۰۰ .ط.س.ج۱ص۶۷۲ ۱۲ ظفير.
(۲)ولا يكره لو كانت تحت قدميه او في يده عبارة الشمنى بدنه لا نها مستورة بثيابه الخ ومفاده كراهة المستبين لا المستتربكيس او صرة او ثوب اخر (در مختار) بان صلى ومعه صرة او كيس فيه دنا نير او در اهم فيها صور صغار فلا تكره لا ستتارها (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ويكره فيها ج ۱ ص ۶۰۶ .۶۰۷ .ط.س.ج۱ص۶۷۸) ظفير.
(۳)لان الصلوٰة في الحرير مكروهة للرجال (شرح حموی على الا شباه والنظائر ج ۱ ص ۱۹۷) ظفير.

مسجد کے دروں کو بھی کیا محراب کا حکم ہے؟ اور اس کو محراب بنانا کس لئے ہے؟ فقہاء نے کس کتاب میں کس جگہ اس کی تصریح کی ہے کہ در کو محراب کا حکم ہے؟ اگر ایسی تصریح کوئی فقہاء نے کی ہو تو اس کو نقل فرمائی جاوے اور علامہ شامی کی دو عبارتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے در مختار میں ہے وقیام الا مام فی المحراب ای یکرہ لا سجودہ فیہ وقدماہ خارجہ الخ شامی میں ہے والا صح ماروی عن ابی حنیفۃؒ انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین ساریتین اوزاویۃ او ناحیۃ المسجد والی ساریۃ لانہ بخلاف عمل الا مۃ اھ وفیہ ایضا ومقتضاہ ان الا مام لو ترك المحراب وقام فی غیرہ یکرہ ولو کان قیامہ وسط الصف لانہ خلاف عمل الا مۃ۔ ان دونوں عبارتوں میں بظاہر تخالف معلوم ہوتا ہے اس شبہ کا جواب تحریر فرمادیں۔

(جواب) در میں کھڑا ہونے کی کراہت کی وہی وجہ ہے جو محراب میں کھڑا ہونے کی ہے پس اگر قدم باہر در سے ہوں گے تو کراہت مرتفع ہو جاوے گی اور علامہ شامی کی دونوں عبارتوں میں کچھ تعارض نہیں ہے اول یہ کہا ہے ولو کان قیامہ وسط الصف۔ وسط صف اور ہے اور وسط مسجد اور ہے پس مکروہ وسط مسجد کا چھوڑنا ہے یعنی بلا ضرورت اگرچہ مقتدیوں کی صف کے وسط میں ہو۔ اور در چونکہ مخاذی محراب کے ہے لہذا وہ وسط ہے اور مسجد میں اکثر دو درجہ ہوتے ہیں ایک مسقّف جو شتوی کہلاتا ہے اور غیر مسقّف جو صیفی کہلاتا ہے یعنی فرش پس جب کہ مسجد صیفی میں نمازی کھڑے ہوں گے تو ان کی محراب مسجد کا در درمیانی ہوگا فقط۔

نمازی کے آگے جو نماز پڑھ رہا ہے وہ آگے سے ہٹ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۱۸) دو مصلی آگے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں آگے والا پہلے فارغ ہو گیا اب وہ داہنی جانب یا بائیں جانب سے اٹھ کر چلا جاوے یہ جائز ہے یا نہ؟

(جواب) آگے والا فوراً دائیں بائیں کو جا سکتا ہے یہ جائز ہے۔

مسائل مسجد

مسجد کا دروازہ بند کردینا کیسا ہے

(سوال ۱۶۱۹)زید ایک مسجد کا امام ہے وہ بعد نماز عشاء نو بجے مسجد کے کواڑ بند کرلیتا ہے اور جو نمازی کواڑ بند کرنے کے بعد آتا ہے تو زید کواڑ نہیں کھولتا۔ کیا کسی حدیث میں ہے کہ مسجد کے کواڑ بند کر کے پھر نہ کھولے جائیں۔

(جواب)در مختار میں ہے کہ دروازہ کا بند کرنا مکروہ ہے۔(۱) لیکن اگر اسباب مسجد کے گم ہو جانے کا اندیشہ ہے تو سوائے اوقات نماز کے دروازہ مسجد کا بند کرنا درست ہے اور شامی میں ہے کہ یہ امر اہل محلّہ کی رائے پر ہے۔ جس وقت وہ مناسب سمجھیں سوائے اوقات نماز کے دروازہ بند کرادیا کریں صورت مذکورہ میں امام مسجد کا نمازیوں کے لئے دروازہ نہ کھولنا خلاف حکم شریعت ہے اور دروازہ بند کر کے پھر نہ کھولنا اگرچہ نمازیوں کی ضرورت سے ہو کہیں ثابت نہیں ہے۔

ایسی مسجد میں نماز درست ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۶۲۰)نقشہ مسجد منسلکہ سوال کو ملاحظہ فرما کر تحریر فرمایئے کہ اس مسجد میں نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب)نقشہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ کوئی قبر آگے کی طرف یعنی بجانب قبلہ نہیں ہے جو نمازی کے سامنے واقع ہوتی ۔ پس مسجد مذکور میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے کذا فی شرح المنیہ والشامی۔(۲)وغیرہ۔ فقط۔

مسجد کی دوسری منزل میں نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۲۱)اول ایک مسجد ایک منزلہ تھی پھر اس کو دو منزلہ بنایا گیا۔ اس طرح سے ایک سمت میں تو پہلی ہی بنیاد رہی اور تین سمت میں بنیادیں بھی بڑھائی گئیں اور پوری مسجد پر دوسری منزل بنادی گئی ہے صحن بالکل نہیں رہا۔ بعض علماء سے معلوم ہوا کہ مسقّف مسجد پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر نیچے کی منزل میں نماز پڑھی جاوے تو موسم گرما میں سخت تکلیف ہوتی ہے ایسی حالت میں موسم گرما میں اوپر کی منزل میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب)شرح منیہ میں ہے وکل ما یکرہ فی المسجد یکرہ فوقه ایضاً الخ اور شامی میں ہے قوله الوطی فوقه ای الجماع خزائن اما الوطی فوقه بالقدم فغیرہ مکروہ الا فی الکعبة بغیر عذر لقولهم بکراهیة الصلوٰۃ فوقها ثم رایت القهستانی نقل عن المفید کراهة الصعود الی سطح المسجد اھ ویلزمه

---

(۱)وکرہ غلق باب المسجد الا لخوف علی متاعه به یفتی (در مختار) قال فی البحر وانما کرہ لا نه یشبه المنع من الصلوٰۃ قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیها اسمه الخ والتدبیر فی الغلق لا هل المحلة (ردالمحتار قبیل باب الوتر والنوافل مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۴.ط.س.ج۱ص۶۵۶. ۱۲ ظفیر.

(۲)ولا باس بالصلوٰۃ اذا کان فیها موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیه قبرو لا نجاسة الخ ولا قبلة الی قبر (ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۳.ط.س.ج۱ص ۳۸۰) ظفیر.

كراهة الصلوٰة ايضاً فوقه فليتأ مل۔(۱) خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ بعض عبارات سے جواز نماز فوق مسجد معلوم ہوتا ہے اور بعض سے کراہت معلوم ہوتی ہے۔ اور صورت مسئولہ میں اوپر کے درجہ میں نماز مکروہ نہیں ہے کہ اولاً سطح مسجد پر نماز کی کراہت میں اختلاف ہے پھر درجہ بالائی کو مصداق اس کا کہنے میں تأمل ہے اور پھر عذر مذکور موجود ہے۔(۲) فقط۔

اگر پاس دو مسجدیں ہوں تو کس میں نماز پڑھے

(سوال ۱۶۲۲) ایک شخص اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں جو ان کے مکان سے قریب ہے۔ اور ایک مسجد ان کے مکان سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ کون سی مسجد میں نماز پڑھیں۔

(جواب) قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہئے کہ اس مسجد کا ان پر حق ہے اور ثواب بھی اس میں زیادہ ہے (**افضل المساجد مكة ثم المدينة ثم القدس ثم قباثم الا قدم ثم الاعظم ثم الا قرب. الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ٦١٧. ظفير.**)

---

(۱) ردالمحتارباب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب فى احكام المسجد ج ۱ ص ٦١٤ .ط.س. ج۱ ص ٦٥٦ ١٢ ظفير.

(۲) حضرت مفتی علامؒ نے دوسری منزل میں نماز کے سلسلہ میں عدم کراہت کا فیصلہ کیا ہے وہ بالکل فقہ کے مطابق ہے۔ دوسری منزل کو چھت کہنا اصطلاحاً ہرگز درست نہیں ہے۔ اصطلاح میں چھت اس حصہ کو کہتے ہیں جس کے اوپر مزید چھت نہ ہو اور وہ بارش ودھوپ کے لئے روک بنے۔ اور دوسری منزل نماز کے لئے ہی بنائی جاتی ہے، چھت کی غرض سے نہیں ہوتی۔ لہذا کسی طرح وہ چھت کے حکم میں نہیں ہے۔ جو لوگ اب تک دوسری تیسری منزل میں نماز مکروہ لکھتے ہیں خاکسار کے نزدیک درست نہیں ہے البتہ یہ افضل ضرور ہے کہ جماعت نیچے کی منزل میں ہوا کرے۔ ضرورت اور مجبوری کی حالت میں دوسری تیسری منزل کا ارادہ کیا جانا چاہئے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

الباب الثامن فی الوتر و النوافل

فصل اول مسائل وتر

جس مقتدی نے رکوع نہیں کیا اس کی نماز نہیں ہوئی

(سوال ۱۶۲۳) اگر امام وتر کی رکعت ثالث پڑھ کر رکوع میں چلا گیا اور قنوت نہیں پڑھا اور آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو جو مقتدی رکوع میں نہ گیا بوجہ اندھیرے یا کم دکھائی دینے کے بلکہ سجدہ میں چلا گیا تو اس مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس مقتدی کی نماز نہیں ہوئی جس نے رکوع نہیں کیا۔(۱) اگر بعد ختم نماز امام کے بھی وہ رکوع کر لیتا اور پھر سجدہ سہو کر لیتا تو نماز ہو جاتی۔ فقط۔

دعائے قنوت بھول گیا پھر یاد آنے پر پڑھا اور سجدہ سہو کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۲۴) بکر قنوت وتر کو بھول کر رکوع میں چلا گیا، جب رکوع میں یاد آیا تو رکوع سے اٹھ کر دعا قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی، نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) بکر کو پھر رکوع سے اٹھ کر قنوت نہ پڑھنی چاہئے تھی لیکن اب جب کہ سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی۔(۲)

وتر پڑھی مگر نیت سنت کی کی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۲۵) بعد تراویح جب وتر پڑھنے کھڑے ہوئے تو ایک شخص نے بھول کر سنت کی نیت کر کے وتر پڑھے مگر دعا قنوت کے وقت اس کو وتر کا خیال آیا اس صورت میں وتر ہو گئے یا نہیں۔

(جواب) اس کے وتر ہو گئے۔(۳)

فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو کیا وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۶۲۶) رمضان میں زید نے عشاء کے فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو وتر جماعت سے پڑھے یا تنہا۔

(جواب) جماعت وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔ کذا صرح به فی الطحطاوی۔ اور علامہ شامی نے بے شک عدم جواز نقل کیا ہے لیکن طحطاوی کی عبارت میں جواز کی تصریح ہے اور قاعدہ بھی مقتضی جواز کو ہے اس لئے ہمارے اکابر اساتذہؒ وتر کی جماعت میں شرکت کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ وجہ عدم جواز کی کچھ نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) ومن فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة الخ ومنها الرکوع بحیث لو مدید یه نال رکبتیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۱ و ج ۱ ص ۴۱۶. ط.س. ج۱ ص ۴۴۲) ظفیر.

(۲) ولو نسیه ای القنوت ثم تذکره فی الرکوع لا یقنت فیه لفوات محله ولا یعود الی القیام فی الا صح لا نه فیه رفض الفرض للواجب فان عاد الیه وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوٰته لکون رکوعه بعد قراءة تامة وسجد للسهو قنت اولا لزواله عن محله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ۶۲۷. ط.س. ج۲ ص۹) ظفیر.

(۳) ولا عبرة بنیة متا خرة عنها علی المذهب وجوزه الکرخی ای الرکوع وکفی مطلق نیة الصلوٰة وان لم یقل لله لنفل وسنة راتبة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی النیة ج ۱ص ۳۸۷ و ج ۱ص ۳۸۸. ط.س. ج۱ ص۴۱۷) ظفیر.

(۴) بقی الخ قضیة التعلیل فی المسئلة السابقة بقولهم لا نها تبع ان یصلی الوتر بجماعة فی هذه الصورة لانه لیس بتبع التراویح ولا للعشاء عند الامام (طحطاوی علی الدر المختار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۲۹۷) ظفیر.

ملحق کی حاء کو زیر وزبر دونوں پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۱۶۲۷) دعا قنوت میں جو لفظ ملحق ہے اس کی حاء کو زبر ہے یا زیر ہے۔

(جواب) دعا قنوت میں ملحق کی حاء کو کسرہ اور فتحہ دونوں پڑھا گیا ہے اور دونوں جائز ہیں اگر چہ معروف تر کسرہ ہے۔ شامی میں ہے قوله وملحق بمعنى لا حق .مبتداء وخبره هو بكسر الحاء .هذا هو المشهور ونص غير واحد على انه الا صح ويقال بفتحها ذكره ابن قتيبه وغيره ونص الجوهرى على انه صواب كذا فى الحلية قلت بل فى القاموس الفتح احسن الخ۔(۱) فقط۔

وتر میں رفع یدین کے سلسلہ میں ایک غلط شہرت

(سوال ۱۶۲۸) نماز وتر کب سے واجب ہوئی۔ وجہ رفع یدین فی الرکعۃ الثالثہ کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ معراج میں جب آنحضرت ﷺ تیسری رکعت پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو تعذیب والدین کو معائنہ کر کے رفع یدین کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔(۲)

امام نے قنوت ختم کر کے رکوع کیا اور مقتدی کی دعائے قنوت پوری نہ ہوئی تو کیا کرے

(سوال ۱۶۲۹) جماعت وتر میں امام دعا قنوت ختم کر کے رکوع میں چلا گیا۔ مقتدی کی قنوت ختم نہیں ہوئی کیا وہ متابعت امام کی غرض سے بلا ختم قنوت رکوع میں چلا جائے۔

(جواب) اگر قلیل باقی ہے کہ پورا کر کے رکوع میں امام کے شریک ہو سکتا ہے تو پورا کر کے رکوع کرے ورنہ چھوڑ دے۔(۳) فقط۔

عشاء کی جماعت میں شریک نہ ہو سکا تو بھی وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۶۳۰) ایک شخص نے عشاء کے فرض علیحدہ پڑھے۔ تراویح سب یا اکثر امام کے ساتھ اداء کی یا بالکل نہ پڑھی۔ ہر سہ صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں۔

اشتہار مدرسہ دیوبند ۴۲ھ میں ہے جس کو عشاء کے فرض یا جماعت نہیں ملے وہ وتر کو امام کے ساتھ باجماعت پڑھ سکتا ہے اور علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں اذا لم يصل الفرض معه لا يتبعه فى الوتر۔ دونوں تحریروں میں تطبیق کیونکر ہو گی۔

(جواب) ہر سہ صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ تراویح امام کے ساتھ کل یا بعض نہ پڑھنے کی صورت میں جماعت وتر میں شریک ہونے کا جواز تو در مختار کی عبارت میں مذکور ہے ولو لم يصلها اى التراويح

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۴. ط.س. ج۲ص۷. ۱۲ ظفیر.

(۲) یہ تو صراحت نہیں مل سکی کہ وتر کی نماز آں حضرت نے کس سنہ سے شروع کی، البتہ حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ شروع سے برابر پڑھتے رہے اور تاکید فرمائی الوتر حق فمن لم يو تر فليس منا (ابو دائود) قنوت میں ہاتھ اس لئے اٹھاتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے یوں ہی ثابت ہے، اس کی وجہ غالباً یہ ہو گی کہ قرات پر قیام ختم ہو جاتا ہے اب چونکہ حالت قیام میں ہی دعا پڑھی جا رہی ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا جاتا ہے کہ قرات الگ چیز ہے اور دعا الگ چیز، سائل نے معراج کا حوالہ دیا ہے اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۳) للمقتدى يتا بع الا مام فى القنوت فلو ركع الا مام فى الوتر قبل ان يفرغ المقتدى من القنوت فانه يتا بع الا مام الخ (عالمگیری مصری فی صلاۃ الوتر ج ۱ ص ۱۰۴) ظفیر.

بالا مام او صلاها مع غیره له ان یصلی الو ترمعه الخ ۔(۱)اور فرض عشاء جماعت سے نہ پڑھنے کی صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہونے کا جواز تعلیل علامہ طحطاویؒ سے معلوم ہوتا ہے۔حیث قال فی شرح قول صاحب الدر المختار بقی لو تر کہا الکل هل یصلون الو تر بجماعةٍ فلیر اجع (قوله فلیراجع) قضیة التعلیل فی المسئلة السابقة بقولهم لا نها تبع ان یصلی الوتر بجماعة فی هذه الصورة لا نه لیس تبع للتراویح و لا لعشاء عند الا مامؒ(۲) انتہی حلبی۔ طحطاوی۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شامیؒ نے جو فرع قہستانی سے نقل کیا ہے۔ثم قال لکنه اذا لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر۔(۳) یہ ضعیف ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ وتر مستقل نماز ہے نہ عشاء کے تابع ہے اور نہ تراویح کے علامہ شامی کی رائے فلیراجع کے جواب میں بھی یہی ہے کہ اس صورت میں بھی وتر جماعت کے ساتھ جائز نہ ہونا چاہئے اور علامہ طحطاویؒ کی رائے صاف حسب قواعد یہ ہے کہ اس صورت میں وتر جماعت جائز ہے اور شامی کی آخری عبارت لاکراہۃ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مراد قہستانی کی لایتبعه فی الوتر سے کراہت ہے اصل جواز میں اختلاف نہیں ہے اور ظاہر تعلیل منقول عن العلامة الطحطاویؒ سے یہ ہے کہ کراہت بھی نہیں ہے کیونکہ عشاء اور وتر ہر ایک نماز مستقل ہے۔ فقط۔

بسلسلہ وتر ایک عبارت کا مطلب

(سوال ۱۶۳۱) در مختار باب الوتر والنوافل میں ہے ویسن الدعا المشهور ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم وبه یفتی ،تو حنفی مذہب میں کیا پڑھے۔

(جواب) دعا مشہور سے مراد دعا قنوت اللّٰھم انا نستعینك الخ اور دعا اللّٰھم اهدنی فیمن هدیت الخ ہے۔اس دوسری دعاکے اخیر میں وصلی الله علی النبی بھی ہے۔ حنفیوں کو بھی یہ دونوں دعائیں پڑھنااور جمع کرنا افضل ہے اور اگر صرف اللّٰھم انا نستعینك الخ پڑھے تو یہ بھی درست ہے۔(۴) فقط۔

وتر کی نیت

(سوال ۱۶۳۲) وتر کی نیت کا کیا حکم ہے ، کیونکہ در مختار میں ہے لذاینوی الوتر لا الو ترا لواجب کما فی العیدین للاختلاف اور شامی نے بھی یہی اختیار کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر واجب کی نیت نہ کرے تو نماز جائز نہیں ہے۔

(جواب) علامہ شامیؒ نے اس موقعہ میں یہ لکھا ہے۔ ای انه لا یلزمه تعیین الوجوب لامنعه من ذلك۔(۵) پس معلوم ہوا کہ نیت وجوب منع نہیں ہے اور حنفی کا اعتقاد وجوب کا ہے لہٰذا اس کو نیت وجوب کرنے میں کچھ حرج

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س ج۱ص۴۸ . ۱۲ ظفیر.
(۲)الطحطاوی علی الدر المختار مبحث فی التراویح ج ۱ص ۲۹۷ . ۱۲ ظفیر.
(۳)ردالمحتار مبحث فی التراویح ص ۶۶۳ .ط.س ج۲ص۴۸. ۱۲ ظفیر.
(۴)قوله یسن الدعاء المشهور قدمنا فی بحث الواجبات التصریح بذالك عن النهر وذکر فی البحر عن الکرخی ان القنوت لیس فیه دعاء مؤقت لا نه روی عن الصحابة ادعیة مختلفة ولا ن الموقت من الدعاء یذهب برقة القلب وذکر الا سبیجابی انه ظاهر الروایة وقال بعضهم المراد لیس فیه دعاء مؤقت ما سوی اللهم انا نستعینك وقال بعضهم الا فضل التوقیت ورجحه فی شرح المنیة تبر کابالما ثور ا ه الخ (ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۳)ظفیر
(۵)ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۶ .ط.س ج ۲ص ۶. ۱۲ ظفیر.

نہیں ہے۔ اور اگر نیت مطلق وتر کی کرے تو بھی نماز میں کچھ خلل نہ ہوگا۔ اور عبارت در مختار توسیع پر محمول ہے۔ یعنی مطلق وتر کی نیت بھی درست ہے۔

قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلا جائے

(سوال ۱۶۳۳) اگر کوئی شخص نماز وتر میں دعا قنوت بھول کر رکوع میں چلا جاوے بعد میں خود یا دوسرے کے بتلانے سے رکوع سے اٹھ کر دعا قنوت پڑھے اور دوبارہ پھر رکوع کر کے اپنی نماز پوری کرے تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد ہوگی یا سجدہ سہو کرنے سے نماز کامل ہوگی۔

(جواب) نماز صحیح ہے۔ کذافی الدر المختار فان عادالیه وقنت و لم یعد الرکوع.

وتر میں رکوع سے پہلے رفع یدین اور دعا قنوت حدیث میں

(سوال ۱۶۳۴) ہمارے یہاں چند اشخاص مذبذب غیر مقلد ہیں، وتر کی وہ رکعت تو تین ہی پڑھتے ہیں مگر قنوت بعد رکوع پڑھتے ہیں۔ ایک ان میں معمولی علم والا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر حدیث سے یہ ثابت کر دو کہ آنحضرت ﷺ قبل از رکوع ہاتھ اٹھا کر کانوں سے لگا کر پھر قنوت پڑھتے تھے تو ہم ماننے کو تیار ہیں حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے۔ ایک حدیث اس امر کے ثبوت میں تحریر فرمادیں۔

(جواب) اخرج ابو نعیم فی الحلیة عن عطاء بن مسلم ثنا العلاء بن المسیب عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عباس قال اوتر النبی صلی الله علیه وسلم بثلث قنت فیها قبل الرکوع . عن ابن عمر ان النبی، صلی الله علیه وسلم کان یوتربثلث قنت فیها قبل الرکوع. عن ابن عمر النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع. وقد روی عن ابن عمر رضی کان اذا فرغ من القراءۃ کبرو فی الذخیرۃ رفع یدیه حذآء اذنیه وھو مروی عن ابن مسعود ابن عمرو ابن عباس وابی عبیدۃ واسحق وقد تقدم . کبیری ، شرح منیه .(۱) ان روایات سے صراحۃً وتر کا تین ہونا اور قنوت وتر کا قبل رکوع ہونا اور حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس وغیرہ صحابہ کبار سے تکبیر قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہو گیا۔ اور ظاہر ہے کہ ان صحابہ کبار نے قنوت قبل رکوع اور تکبیر مع رفع الیدین آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر ہی کیا ہے لہذا یہ حجت کافی ہے۔ اور اگر لا مذہب لوگ اس کو نہ مانیں تو ان سے کہو کہ جو مذہب عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس وغیرہ صحابہ کا تھا وہی ہمارا ہے۔ جس دلیل سے یہ حضرات رفع یدین فی تکبیرات القنوت کرتے تھے وہی ہماری دلیل ہے۔ فقط

وتر ختم کر کے سبحان الملک القدوس کب پڑھے

(سوال ۱۶۳۵) بعد سلام وتر جو سبحان الملک القدوس ثلثاً وارد ہے، یہ سجدہ کر کے پھر پڑھے یا قعدہ میں اور عند الاحناف یہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) غنیة المستملی باب الوتر ص ۳۹۶ .۱۲ ظفیر.

(جواب) وتر کا سلام جب پھیر کر بیٹھے اس وقت پڑھے اور یہ عند الاحناف بھی جائز و مستحب ہے۔(۱) فقط۔

وتر کی جماعت میں جب تیسری رکعت میں ملے تو دعائے قنوت کب پڑھے

(سوال ۱۶۳۶) رمضان میں وتر کی تیسری رکعت میں شامل ہوا تو دو رکعت جو باقی رہیں ان میں دعا قنوت پڑھی جائے گی یا نہیں۔

(جواب) دعا قنوت پڑھی جاوے گی۔(۲) فقط۔ (تفصیل حاشیہ میں پڑھیں۔ ظفیر)

سورۂ اخلاص دعائے قنوت کے قائم مقام ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۶۳۷) در وتر سورہ اخلاص سہ بار قائم مقام دعائے قنوت می شود یا نہ۔

(جواب) در شامی آوردہ ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الآیة . وقال ابو اللیث یقول اللھم اغفر لی یکررھا ثلاثا وقیل یقول یارب ثلاثا ذکر فی الذخیرة الخ۔(۳) پس معلوم شد کہ سورہ اخلاص بجائے دعائے قنوت منقول نیست۔

وتر کی امامت فرض نماز کے امام کے علاوہ شخص کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۳۸) کیا وتر کی نماز کا امام غیر امام فرض بن سکتا ہے۔

(جواب) وتر کی جماعت کا امام جماعت فرض کے امام کا غیر ہو سکتا ہے۔

وتر کی دو رکعت پڑھ کر قعود کرے گا یا نہیں

(سوال ۱۶۳۹) وتر کی دو رکعت پڑھ کر التحیات کے واسطے بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) بیٹھنا چاہئے جیسا کہ کتب فقہ واحادیث سے ثابت ہے۔ درمختار میں ہے وھو ثلث رکعات کالمغرب قوله کا لمغرب افا دانه ان القعدة الا ولی واجبة الخ شامی باب (۴) الوتر والنوافل (معلوم ہوا کہ دو رکعت کے بعد بیٹھنا واجب ہے۔ ظفیر)۔

دعائے قنوت صرف وتر کے لئے ہے

(سوال ۱۶۴۰) سوائے نماز وتر اور فجر کے اور کسی نماز فرض میں بھی قنوت پڑھنا درست ہے یا نہیں اور قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا کیسا ہے۔

---

(۱) عن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا سلم فی الوتر قال سبحان الملك القدوس رواہ ابو داؤد و النسائی وزاد ثلث مرات یطین وفی روایة للنسائی عن عبدالرحمن بن ابزی عن ابیه قال کان یقول اذا سلم سبحان الملك القدوس ثلثا ویرفع صوته بالثالثة (مشکوٰۃ باب الوتر فصل ثانی ص ۱۲) ظفیر.

(۲) ولھا واجبات لا تفسد ...... بترکھا وتعاد وجو بافی العمدوالسھوالخ وھی علی ما ذکرہ اربعه عشر قراء ة فاتحة الکتاب الخ اوقراء ت قنوت الوترو وھو مطلق الدعاء (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۴ .ط.س.ج۱ ص ۴۵۶) اس سے معلوم ہوا کہ دعائے قنوت کا پڑھنا ضروری ہے مگر مسبوق کب پڑھے ؟ اس سلسلہ میں فقہاء لکھتے واما المسبوق فیقنت مع امامه فقط ویصیر مدر کابادراك رکوع الثالثة (درمختار) فیقنت مع امامه فقط لانه اخر صلاته وما یقضیه او لھا حکما فی حق القراء ة وما اشبھھا وھو القنوت واذا وقع قنوته فی موضعه بیقین لا یکررو لان تکرارہ غیر مشروع شرح المنیة (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ ص ۱۱) یعنی تیسری رکعت اگر اس نے پوری پالی ہے تو امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر تیسری رکعت میں اس وقت ملا جب امام قنوت سے فارغ ہو چکا تھا تو بعد میں پڑھے گا۔

(۳) ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ۶۲۴ .۱۲ (۴) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۳ ظفیر.

(جواب) حنفیہ کے نزدیک سوائے وتر کے اور کسی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا درست نہیں ہے۔ صبح کی نماز میں آنحضرت ﷺ نے جو چند روز دعائے قنوت پڑھی ہے وہ حکم منسوخ ہو گیا۔(۱) البتہ اگر کوئی حادثہ پیش آوے تو صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا درست ہے سوائے صبح کے اور نمازوں میں مختلف فیہ ہے۔(۲) اور دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بھی درست ہے۔ فقط۔

وتر کا قعدہ آنحضرت صلعم سے ثابت ہے

(سوال ۱۶۴۱) قعدۂ اولیٰ وتر کا نبی کریم ﷺ صحابہؓ سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) قاعدہ اولیٰ وتر کا آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ سے ثابت ہے جیسا کہ روایت نسائی میں ہے عن سعد بن هشام ان عائشه رضی الله تعالیٰ عنها حدثته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان لا یسلم فی رکعتی الوتر ۔(۳) اور صحیح مسلم میں ہے ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیها الا فی الثانیة۔(۴)

وتر کے لئے ایک رکعت کی نیت ہوگی یا تین رکعت کی

(سوال ۱۶۴۲) وتر کی ایک رکعت کی نیت کی جائے یا تین کی۔

(جواب) شریعت میں تین وتر ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ صرف ایک رکعت پڑھنا جائز نہیں ہے۔ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔(۵) واللہ اعلم۔

وتر کی تیسری رکعت میں ملنے والا جس نے قنوت امام کے ساتھ پڑھی اور رکوع میں ملنے والا جس نے قنوت نہیں پائی وہ کیا کرے

(سوال ۱۶۵۳) زید وتر کی آخری رکعت میں ملا اور امام کے ساتھ دعا قنوت پڑھی بعد میں جو دو رکعت پڑھے گا ان میں قنوت پڑھے یا نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ امام کو اخیر رکوع میں پایا اور قنوت نہیں پڑھا باقی دو رکعت میں قنوت پڑھے یا نہیں۔

(جواب) پہلی صورت میں پھر قنوت نہ پڑھے۔ واما المسبوق فیقنت مع امامه(۶) اور دوسری صورت میں پچھلی رکعت میں قنوت پڑھے۔

وتر کی نیت میں واجب اللیل کہنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۴۴) وتر کی نیت میں واجب اللیل کہنا کیسا ہے۔

---

(۱) ویاتی الما موم بقنوت الوتر الخ لا الفجر لانه منسوخ (الدر المختار علی هامش رد المحتا ر باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۶ .ط.س. ج۲ ص۸) ظفیر.

(۲) ولا یقنت لغیره الا لنازلة فیقنت الامام فی الجهریة وقیل فی الکل (درمختار) قوله لا یقنت لغیره ای غیرالوتر الخ قوله فیقنت الا مام فی الجهریة الخ لکن فی الا شباه عن الغایة قنت فی صلاة الفجر الخ قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰة الفجر من غیر بلیة الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۱) ظفیر. (۳) نسائی شریف . (۴) مسلم (ج ۱ ص ۲۲۶) ۱۲ ظفیر.

(۵) وهو ای الو تر ثلاث رکعات کالمغرب حتیٰ لونسی القعود لا یعود ولو عاد ینبغی الفساد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۲ .ط.س. ج۲ ص۵) ظفیر.

(۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸ ۱۲ ظفیر.

(جواب) وتر کی نیت میں یہ کہنا چاہئے کہ نیت کرتا ہوں میں نماز وتر کی، اور اگر واجب اللیل بھی کہہ دیوے تو کچھ حرج نہیں۔ (۱)

نصف سورۃ درمیان میں چھوڑنا کیسا ہے

(سوال ۱٦٤٥) وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اذازلزلت پڑھی اور دوسری میں آدھی والعادیات پڑھی اور تیسری میں آدھی القارعات پڑھی آیا وتر میں خرابی ہوئی یا نہیں۔

(جواب) ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ پوری پوری سورۃ ہر ایک رکعت میں پڑھنا افضل اور بہتر ہے لیکن نماز وتر کی اس صورت میں بھی ہو گئی۔ (۲) فقط۔

وتر میں بھول سے دعا کے پہلے رکوع

(سوال ١٦٤٦) نماز وتر میں رفع یدین اور دعائے قنوت بھول کر امام رکوع میں چلا گیا اور فوراً یاد آنے پر واپس کھڑا ہو کر رفع یدین اور دعائے قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے نماز سے فارغ ہوا۔ نماز ہوئی یا اعادہ کرے۔

مقتدی کا امام کو یاد دلانا کیسا ہے

(سوال ١٦٤٧/٢) اگر امام کو مقتدی نے واپس آنے کو یاد دلایا اور امام نے واپس آکر رفع یدین کر کے اور دعائے قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے ختم کیا تو مقتدی کی نماز میں کچھ فساد تو نہیں ہوا۔

ایک سجدہ کر کے دوسرا سجدہ جب امام بھول جائے

(سوال ١٦٤٨/٣) امام نے ایک رکعت پڑھ کر ایک سجدہ کیا اور تشہد پڑھنے کو بیٹھ گیا دوسرے سجدہ کو کس طور سے مقتدی کو یاد دلانا چاہئے۔ اگر مقتدی اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہتا ہے تو امام کھڑا ہوتا ہے۔

(جواب) (۱) نماز صحیح ہوئی۔ فان عاد الیه وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوٰته الخ وسجد للسهو الخ۔ (۳) در مختار۔

(۲) کچھ فساد نہیں ہوا۔ (۴)

(۳) یاد دلانے سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ سبحان اللہ وغیرہ کہہ کر امام کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ کچھ کمی و بیشی نماز میں ہو گئی۔ اس پر وہ خود غور کر کے یاد کرے گا کہ کیا فعل رہا ہے نہ یہ کہ بعینہ وہ فعل بتلایا جاوے جو کہ فوت ہوا ہے۔ لہٰذا تنبیہ کے لئے سبحان اللہ کہہ دینا کافی ہے اگر اس کو یاد آ گیا فبہا ورنہ بعد نماز کے معلوم ہونے پر نماز کا اعادہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

---

(۱) وکفی مطلق نیة الصلاة وان لم یقل لله لنفل وسنة راتبة وتراویح الخ ولا بد من التعیین عندالنیة الخ لفرض الخ وواجب انه وتر (در مختار) اشار الی انه لا ینوی فیه انه واجب للاختلاف فیه زیلعی ای لایلزمه تعیین الوجوب ولیس المراد منعه من ان ینوی وجوبه لا نه ان کان حنفیا ینبغی ان ینویه لیطابق اعتقاده الخ (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۸۹. ط.س. ج۱ ص۴۱۷) ظفیر. (۲) مع انهم صرّحوا بان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵. ط.س. ج۱ ص۵۴۱) ظفیر. (۳) الدر المختار. باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦۲۷. ط.س. ج۲ ص۹. ۱۲ (٤) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفاتح وآخذ بکل حال (الدر المختار. باب ما یفسد الصلوٰة الخ ج ۱ ص ۵۸۲)

دعائے قنوت کے یاد رہتے ہوئے دوسری دعا پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۴۹)اگر دعا قنوت یاد ہو تو دوسری دعا مثلاً ربنا آتنا الخ پڑھ سکتا ہے یا نہ۔

(جواب)دعائے قنوت یاد ہو تو ربنا آتنا وغیرہ نہیں پڑھ سکتا۔ دعا قنوت ہی پڑھنا چاہئے۔(۱)

حدیث سے دعاء قنوت ثابت ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۵۰)ایک شخص کہتا ہے کہ دعائے قنوت حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے وتر میں دعا قنوت نہیں پڑھی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب)اس شخص کا قول غلط ہے۔ دعائے قنوت مروجہ حدیث سے ثابت ہے اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا احادیث میں وارد ہے۔(۲)

دعائے قنوت سے پہلے ہاتھ اٹھانے کی کیا وجہ ہے

(سوال ۱۶۵۱)وتر کی نماز میں جب قنوت پڑھتے ہیں تو ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہنے کی کیا وجہ ہے۔

(جواب)وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھنے کی یہ وجہ ہے کہ مصنف ابی بکر بن شیبہ میں ایسا ہی وارد ہوا ہے۔ باب تکبیر القنوت ورفع الیدین حدثنا عبد السلام بن حرب عن لیث عن عبدالرحمن بن الا سودعن ابیہ ان عبدالرحمن بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ن اذا فرغ من القراء ۃ کبر ثم قنت فاذا فرغ من القنوت کبرثم رکع ومثلہ عن البراء حدثنا عبدالرحمن بن محمد المحاربی عن لیث عن الا سود عن ابیہ عبداللہ انہ کان یرفع یدیہ اذا قنت فی الوتر مصنف ابی بکر بن شیبہ۔

بوقت ادائیگی وتر کو واجب کہنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۵۲)وتر ادا کرتے وقت وتر کو واجب کہنا چاہئے یا نہیں بعض مولوی منع کرتے ہیں یعنی واجب نہ کہنا چاہئے۔

(جواب)وتر کو واجب کہنا چاہئے۔ وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے۔ لہٰذا ادائے وتر کے وقت واجب کا لفظ کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نہ کہا جاوے تب بھی واجب ہے وتر ادا ہو جائے گی۔(۳)

دعا قنوت میں ملحق بکسر حاء

(سوال ۱۶۵۳)لفظ ملحق جو دعا قنوت میں ہے بکسر حاء بہتر ہے یا بفتح حاء۔

---

(۱)ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ(ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۴.ط.س.ج۲ص۷) ظفیر۔

(۲)وقنت فیہ ویسن الدعاء المشھور ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ یفتی (در مختار) ومنہ ما اخرجہ الا ربعۃ وحسنہ الترمذی انہ علیہ الصلاۃ والسلام کان یقول فی اخر وترہ اللھم انی اعوذ برضاك الخ (ردالمحتار. باب الوتر ج۱ ص .ط.س.ج۲ص۶) ظفیر۔

(۳)وکفی مطلق النیۃ لنفل وسنۃ راتبۃ وتراویح الخ ولا بد من التعیین عند النیہ الخ لفرض الخ واجب انہ وتر (در مختار) اشار الی انہ لا ینوی فیہ انہ واجب للاختلاف فیہ زیلعی ای لا یلزمہ تعیین الواجب ولیس المراد منعہ من ان ینوی وجوبہ لا نہ ان کان حنفیا ینبغی ان ینویہ لیطابق اعتقادہ وان کان غیرہ لا تضرہ تلك ذکرہ فی البحر فی باب الوتر (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ بحث النیۃ ج ۱ ص ۳۸۸ وج ۱ ص ۳۸۹ .ط.س.ج۱ص۴۱۷) ظفیر۔

(جواب) ملحق بکسر حاء بہتر ہے اور اکثر ہے اور بفتح حاء بھی درست ہے۔(۱) فقط۔

قبل قنوت رفع یدین کا ثبوت

(سوال ۱٦٥٤) رفع یدین قبل قنوت در رکعت ثالثۂ وتر از کجا آمدہ و سببش چیست۔

(جواب) از حدیث لا ترفعوا الا یدی الا فی سبع مواطن الخ ۔(۲) رفع یدین بوقت خواندن دعا قنوت ثابت است و تحقیق آں در کتب فقہ وحدیث مذکور است۔(۳) فقط۔

وتروں کے بعد سبحان الملک القدوس اور عید الضحیٰ میں جاتے ہوئے تکبیر بلند آواز سے نہ کہنے والے کا حکم

(سوال ۱٦٥٥) ایک شخص بعد وتروں کے بلند آواز سے سبحان الملك القدوس تین بار نہیں کہتا اور نہ عید الضحیٰ کی نماز کو جاتے ہوئے راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا ہے۔ یہ متبع سنت ہے یا نہیں۔

(جواب) وتر کے بعد بلند آواز سے سبحان الملك القدوس تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ اور بعض روایات میں تیسری مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا آیا ہے۔ پس اس سے تیسری مرتبہ سبحان الملك القدوس کو بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ بہر حال ایسا کرنا مستحب اور بہتر ہے اور تارک پر کچھ طعن وملامت نہ کرنی چاہئے کیونکہ مستحب فعل کو اگر کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ طعن نہیں ہے البتہ اتباع سنت کا مقتضی یہ ہے کہ جیسا آنحضرت ﷺ نے کیا ہے ویسا کرے۔ یعنی خواہ تینوں مرتبہ یا ایک مرتبہ اخیر میں سبحان الملك القدوس کو وتر کے بعد بلند آواز سے کہہ لیا کرے۔(۴) اسی طرح عید الضحیٰ میں تکبیر بالجہر راستہ میں مشروع ومسنون ہے اس کا ترک کرنا بھی خلاف سنت ہے۔(۵) فقط۔

دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے

(سوال ۱٦٥٦) جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اس کو بجائے دعائے قنوت کے سورہ اخلاص پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے کہ جس کو دعائے قنوت نہ آتی ہو تو وہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ پڑھے اور فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں اللھم اغفرلی تین بار پڑھے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ یارب تین بار کہے۔ کذا فی الذخیرۃ۔

....

(۱) وصح الملحق بالكسر بمعنى الحق ملحق بمعنى لا حق (در مختار) اى انه من الحق المزيد بمعنى لحق المجرد فى الشرنبلا لية ان المطرزى صح ان المراد ملحق الفساق بالكفاروالاول اولى الخ (ردالمحتار باب الوتر الخ ج ۱ ص ٦٢٤. ط.س. ج۲ ص۷) ظفير.

(۲،۳) ولا يسن مو كدا رفع يديه الا فى سبع مواطن كما وردبناء على ان الصفاوالمروة واحد نظر اللسعى ثلاثة فى الصلاة تكبيرة افتتاح وقنوت وعيد (د رمختار) والوارد هو قوله صلى الله عليه وسلم لا ترفع الا يدى الا فى سبع مواطن تكبيرة الافتتاح وتكبيرة القنوت الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج ۱ ص ٤٧٣. ط.س. ج۱ ص۵۰۷) ظفير.

(٤) عن ابى بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم فى الوتر قال سبحان الملك القدوس رواه ابو داؤد والنسائى وفى رواية للنسائى عن عبدالرحمن بن ابزى عن ابيه قال كان يقول اذا سلم سبحان الملك القدوس ثلثا وير فع صوته بالثالثة (مشكوٰة باب الوتر ص ۱۱۲) ظفير.

(٥) وقالا الجهربه سنة كالا ضحى الخ ويكبر جهرا اتفاقاً فى الطريق قيل وفى المصلى وعليه عمل الناس اليوم لافى البيت (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۸ و ج ۱ ص ۹۷۸٤. ط.س. ج۲ ص ۱۷۰ ظفير.

شامی۔(۱)اور چونکہ یہ محل دعا کا ہے لہٰذا سورہ اخلاص اس کے قائم مقام نہ ہو گی مگر نماز ہو جاتی ہے۔

تہجد گذار فرض کے ساتھ وتر ادا کر سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۱۶۵۷)جو نمازی تہجد گذار ہیں وہ تہجد کے وقت وتر ادا کرتے ہیں۔ اگر وتر پہلے ہی نماز عشاء کے وقت پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں۔ اکثر آدمی کہتے ہیں کہ وتر کے بعد صبح تک کوئی نماز نہیں ہوتی۔

(جواب)اس میں کچھ حرج نہیں ہے، کہ جو لوگ تہجد گذار ہیں وہ بھی وتر کو بعد عشاء پڑھ لیویں۔ بلکہ یہ احوط ہے۔ پھر اگر اٹھیں تو تہجد پڑھ لیں۔ یہ بات غلط ہے کہ وتر کے بعد پھر نفلیں پڑھی جاویں۔(۲)

دعائے قنوت کے لئے تکبیر اور رفع یدین

(سوال ۱۶۵۸)رفع الیدین مع التکبیر عند القنوت سنت ہے یا نہیں۔

(جواب)شرح منیہ میں علامہ حلبی نے احادیث و آثار دربارہ تکبیر و رفع الیدین عند القنوت نقل کئے ہیں ان سے سنیت اس کی ثابت ہے من شاء التفصیل فلیرجع الیہ۔(۳)فقط۔

بغیر دعاء پڑھے رکوع میں چلا گیا یاد دلانے پر دعا پڑھی پھر دوبارہ رکوع کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۵۹)امام وتر کی تیسری رکعت میں دعا قنوت سہواً چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی کے اللہ اکبر کہنے پر امام کھڑا ہوا اور دعا قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کیا اور آخر نماز میں سجدہ سہو کیا تو وتر ہوئے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں سجدہ سہو سے نماز ہو گئی۔ در مختار میں ہے فان عاد الیہ وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوٰتہ الخ وسجد السھو الخ۔(۴)فقط۔

وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے اور رمضان میں مع الجماعت کا جواز

(سوال ۱۶۶۰)زید کہتا ہے کہ بعد نماز عشاء تین رکعت نماز وتر ایک سلام سے کوئی چیز نہیں اور جماعت کے ساتھ شرع شریف میں ان کی کہیں اصل نہیں اور ان کے منکر اور تارک کو عند اللہ کچھ مواخذہ نہیں۔

(جواب)زید کا قول غلط ہے۔ وتر کی تین رکعت ایک سلام سے احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں اور جماعت وتر کی رمضان شریف میں مستحب ہے اور افضل ہے۔ شامی میں ہے رجح الکمال الجماعۃ بانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اوتوبھم ثم بین العذر فی تاخرہ مثل ما صنع فی التراویح فالو ترکا لتراویح فکما ان

---

(۱)ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ وقال ابو اللیث یقول اللھم اغفرلی یکررھا ثلثا وقیل یقول یا رب ثلاثا ذکرہ فی الذخیرۃ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۴.ط.س.ج۲ص۷)ظفیر.

(۲)وتا خیر الوتر الی اخر اللیل لواثق بالا نتباہ والا فقبل النوم فان افاق وصلی نوافل والحال انہ صلی الوتراول اللیل فانہ الافضل (در مختار) ای اذا اوتر قبل النوم ثم استیقظ یصلی ما کتب لہ ولا کراھۃ فیہ بل ھو مندوب ولا یعید الوترالخ (ردالمحتار . کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۲.ط.س.ج۱ص۳۹۹) ظفیر غفرلہ .

(۳)ثم اذا ارادا القنوت کبرو رفع یدیہ عند نا الخ قال احمد اذا قنت قبل الرکوع کبر قال ابن قدامہ فی المغنی وقدروی ابن عمر انہ کان اذا فرغ من القراء ۃ کبرو فی الذخیرۃ رفع یدیہ حذاء اذنیہ وھو مروی عن ابن مسعود و ابن عمر وابن عباس وابی عبیدۃ والحق وقد تقدم (غنیۃ المستملی ص ۳۹۷) واجبات صلوٰۃ میں مذکور ہے وقراء ۃ قنوت الوترالخ وکذا تکبیر قنوتہ (درمختار) ای الوترالخ وجزم الزیلعی بوجوب السجود بترکہ وینبغی ترجیح عدم الوجوب لانہ الا صلی ولا دلیل علیہ (ردالمحتار. باب صفۃ الصوۃ واجبات الصلوٰۃ ج۱ ص ۴۳۷.ط.س.ج۱ص۴۷۱)ظفیر.

(۴)الد المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل جلد اول ص ۶۲۷. ۱۲ ظفیر.

الجماعة فیها سنة فکذا لك الو تر الخ(۱)۔دیکھئے اس عبارت میں کس وضاحت سے سنیت جماعت وتر کی ثابت فرمائی۔ فویل للمنکر۔فقط۔

جو شخص جماعت سے عشاء نہ پڑھے کیاوہ وتر کاامام بن سکتا ہے

(سوال ۱۶۴۱)جس شخص نے فرض عشاء جماعت سے نہیں پڑھی وہ وتروں میں امام کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے یا نہیں۔روایات فقہیہ اس مسئلہ میں متعارض ہیں۔بعض میں توعدم جواز مصرح ہے۔ وان وجدهم فی الوتر وهو لم یصل العشاء فصلے الوتر معهم لا یجوز وتره فی قولهم . قاضی خان ص ۱۱۳ لکنه اذا لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر کما فی المنیه جامع الرموز ص ۹۷ لکن فی التتارخانیة من التتمةانه سئل علی بن احمد عمن صلی الفرض والتراویح وحده او التراویح فقط هل یصلی الوترمع الا مام فقال لا ثم رایت القهستانی ذکر تصحیح ما ذکره المصنف ره ثم قال لکنه اذا لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر. ردالمحتار. اور بعض روایات میں جواز محرر ہے. واذا لم یصل الفرض مع الا مام قیل لا یتبعه فی التراویح ولا فی الوتر وکذا اذا لم یصل معه التراویح لا یتبعه فی الوتروالصحیح انه یجوز ان یتبعه فی ذلك کله. صغیری شرح منیة المصلی ص ۲۱۰۔اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ عندالاحناف مرجح کون سی روایت ہے اور علت ترجیح کیا ہے۔اور اگر ان روایات میں تطبیق ہو سکتی ہے تو کس طور پر اور برائے تحصیل ثواب جماعت توروایت جواز کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جماعت وتر تابع جماعت تراویح ہے یا تابع جماعت عشاء۔بنابر شق اول ترک جماعت عشاء سے وتروں کاامام کے ساتھ ادانہ کرنا ظاہرا کوئی وجہ وجیہ نہیں رکھتااور بنابر شق ثانی خصوصیت رمضان لغو۔غیر رمضان میں بھی وتر جماعت سے ادا کرنے چاہئیں۔

(جواب) صحیح وراجح روایت صغیری معلوم ہوتی ہے۔طحطاوی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔قوله لبقی الخ قضیة التعلیل فی المسئلة السابقة بقولهم لا نها تبع ان یصلی الوتر بجماعة فی هذه الصورة لانه لیس بتبع للتراویح ولا للعشاء عند الا مام رحمه الله . طحطاوی۔اور شاید کہ روایت عدم جواز مبنی صاحبین رحمہما اللہ کی مذہب پر ہو کہ وہ وتر کو عشاء کے تابع فرماتے ہیں،بخلاف قول امام اعظم کے کہ ان کے نزدیک وتر تابع عشاء کے نہیں ہیں۔پس امام صاحب کے قول پر جواز ظاہر ہے۔فقط۔

وتر میں مسبوق کاامام کے ساتھ دعا پڑھ لیناکافی ہے

(سوال ۱۶۶۲)رمضان شریف میں جب وتر باجماعت پڑھے جاتے ہیں اگر کوئی شخص وتروں کی دوسری رکعت میں شامل ہوا تو یہ شخص دعائے قنوت امام کے ساتھ پڑھے یا جو رکعت اس کی جماعت سے رہی ہوئی ہے اس میں دعائے قنوت پڑھے،جس وقت امام دعائے قنوت کے واسطے ہاتھ اٹھادے یہ اس وقت دعائے قنوت ہی پڑھے یا اور کچھ پڑھے۔

(۱)ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل باب ادراك الفریضة جلد اوّل ص ٦٦٤. ١٢ ظفیر.
(۲)طحطاوی علی الدر المختار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۲۹۷. ١٢ ظفیر.

(جواب)مسبوق صرف امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے پھر قضا رکعت اخیر کے وقت نہ پڑھے۔ واما لمسبوق فیقنت مع امامه. د رمختار. (۱) فقط.

وتر واجب ہے، مخالف وموافق دلائل

(سوال ۱۶۶۳)وتر واجب ہیں یا سنت۔

(جواب)(از جائے دیگر)وتر واجب نہیں بلکہ سنت ہیں۔ چنانچہ ترمذی اور نسائی شریف میں ہے عن علی بن ابی طالب قال لیس الو تر بحتم کھیئة المکتوبة ولکن سنة سننها رسول الله صلی الله علیه وسلم رواه الترمذی والنسائی وحسنه الحاکم . اور سبل السلام شرح بلوغ المرام میں ہے ذهب الجمهور الی انه لیس بواجب اور ابن ماجہ میں ہے ان الوتر لیس بحتم ولا کصلوٰتکم المکتوبة اور تفسیر خازن میں ہے عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ثلاث هن علی فریضة وهن سنة لکم الوتر والسواك وقیام اللیل۔ غرض یہ ہے کہ ان احادیث صحیح سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب نہیں چنانچہ یہی مذہب ہے امام ابو یوسفؒ و محمدؒ کا جو امام ابو حنیفہؒ کے بڑے شاگرد ہیں۔ اور اکثر سلف کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان سب کے بر خلاف امام ابو حنیفہ کا مذہب قوی نہیں ہو سکتا کیونکہ جہاں صحیح حدیث ہو اس کے بر خلاف کسی مذہب پر چلنا سراسر غلطی اور محض تعصب ہے مجیب صاحب نے جو عقبہ ابن عامر کی حدیث سے وجوب کا استدلال کیا بالکل غلط ہے کیونکہ اس حدیث میں وجوب کا کہیں ذکر نہیں صرف حدیث مذکور سے فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نہ وجوب، اگر فضیلت کی حدیث سے وجوب ثابت کرنا ہو تو صبح کی سنتوں کے بارہ میں حضرت ﷺ نے فرمایا، رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیها رواه مسلم۔ ان کو بھی واجب کہنا چاہئے۔ حالانکہ کسی نے ان کو وجوب کا حکم نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ ایسی حدیثیں صرف فضائل کے واسطے ہیں نہ وجوب کے واسطے ایسی حدیثوں سے وجوب ثابت کرنا کم فہمی پر دال ہے اور ابو داؤد میں ہے ان رجلاً من بنی کنانة سمع رجلاً بالشام یدعی ابا محمد یقول ان الوتر واجب قال المخدمی خرجت الی عبادة بن الصامت فاخبر ته فقال عبادة کذب ابو محمد سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول خمس صلوٰت کتبهن الله علی العباد مختصراً ۔ مجیب صاحب کی دوسری حدیث الوتر واجب علی کل مسلم کے یہ معنی ہیں کہ وتر واجب ہیں، کیونکہ واجب بمعنی ثابت ہے۔ دوسری حدیث اس کی تائید کی باب الغسل المسنون میں موجود ہے۔ غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم۔ اگر ہر جگہ واجب کے معنی واجب کے ہوں تو غسل کی حدیث میں بھی واجب ہی کے معنی کرنے چاہئیں حالانکہ اس حدیث کے وجوب کے معنی کسی شارح نے نہیں کئے بلکہ ہر ایک نے اس حدیث کے معنی ثابت کے کئے ہیں کیونکہ غسل جمعہ کسی کے نزدیک واجب نہیں سب کے نزدیک سنت ہے حتیٰ کہ عند الاحناف بھی مسنون ہے۔ اسی طرح حدیث ا لوتر واجب کے معنی ثابت کے ٹھہرے نہ کہ واجب کے۔ جب واجب کے معنی نہ ہوئے اس سے استدلال کرنا غلط ٹھیرا اور وتر کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔ چنانچہ سبل السلام میں ہے والا یجاب قد یطلق علی المسنون تاکیداً کما ذکر فی حدیث غسل الجمعة ۔ طالب حق

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی القنوت للنازلہ جلد اول ص ۶۲۸. ۱۲ ظفیر.

کو اتنا کافی ہے ورنہ دلائل بہت ہیں اگر لکھے جاویں تو مستقل کتاب بن جاتی ہے۔ مفتی صاحب نے نمبر ۳ کی حدیث جو ایک وتر کی ممانعت میں پیش کی ہے وہ بالکل ضعیف ہے اور نہ صحاح ستہ میں موجود ہے۔ صحاح ستہ کی حدیث جو صحیح اور سب کے نزدیک مسلم ہیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ جب صحیح حدیث موجود ہو تو اس سے استدلال کیا جاوے گا چنانچہ نسائی شریف میں ہے **عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوتر رکعة من اخر اللیل** اور ابو داؤد میں ہے **عن ابن ایوب الا نصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یو تر فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل**۔ اس حدیث سے ان لوگوں کے مذہب کی تردید نکلی جو لوگ جزماً تین رکعت وتر کا حکم دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہر طرح اجازت فرمائی تو تحدید کہاں سے نکالتے ہو خواہ مخواہ شریعت مطہرہ عام کو محدود کرنا کیسی نادانی ہے جب رسول مقبول ﷺ جن کے ہم تابعدار ہیں انہوں نے ایک وتر اور تین وتر اور پانچ وتر پڑھنے کی اجازت ورخصت مرحمت فرمائی ہے تو بھلا دوسروں کی بات کس طرح تسلیم کی جائے گی بلکہ اس رخصت کو محدود کرنا تعصب و مذہبی پابندی ہے۔ جس طرح رسول مقبول ﷺ نے رخصت فرمائی اس طرح کیوں نہ فتوے دیا جاوے، چاہے کوئی ایک پڑھے چاہے تین چاہے پانچ اور ابن ماجہ میں ہے **سال ابن عمر رجلاً کیف اوتر قال اوتربواحدة قال انی اخشی ان یقول الناس البتیراء فقال سنة اللہ ورسولہ یرید ھذہ سنة اللہ ورسولہ**۔ دیکھو اس حدیث میں صاف بیان ہے کہ اس شخص نے حضرت ابن عمر کو ایک وتر پڑھنے کا اعتراض کیا مگر حضرت ابن عمر نے اس شخص کی ایک نہ مانی بلکہ یہی کہا کہ نہیں ایک پڑھنا حضرت کی سنت ہے تو بھلا ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ تین سے کم یا زیادہ جائز نہیں۔ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے **وصحہ عن جماعة من الصحابة انھم او تر بواحدة من غیر تقدم نفل قبلھا وفی کتاب محمد بن نصیر وغیرہ باسناد صحیح عن السائب بن یزید ان عثمان قرأ القران لیلة فی رکعة لم یصل غیرھا وفی المغازی ان سعداً او تر بر کعة وفی المناقب عن معاویة انہ اوتربر کعة وان ابن عباس استصوبہ**۔ ان سب اقوال واحادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر طرح رخصت ہے اور بہت دلائل ہیں مگر بسبب عدم گنجائش کے سما نہیں سکتے اتنے کو ہی کافی سمجھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمانبردار ہو جاویں کیونکہ آپ کی فرمانبرداری نجات ہے۔ مفتی صاحب نے التحیات درمیانی کی ثبوت کے واسطے جو حدیث پیش کی ہے اس سے التحیات کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں صرف یہی ہے کہ مثل نماز مغرب کے ہے اس میں التحیات کا کوئی ذکر نہیں مماثلت کے احتمال سے التحیات کا ثبوت نکالنے میں یہاں مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں جیسے کوئی شخص کہے زید مثل شیر کے ہے اب اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زید شیر ہی ہو بلکہ صرف یہ مراد ہے کہ زید کی بہادری مثل شیر کے ہے چنانچہ اس حدیث میں بھی یہی ذکر ہے کہ مثل نماز مغرب کے ہے یعنی عدد میں نماز مغرب کی مثل ہے۔ اگر مماثلت تامہ سمجھتے ہو تو پھر وتروں کو بھی مغرب کی نماز کے مثل فرض عین سمجھنا چاہئے حالانکہ ان کو فرض عین کوئی نہیں قرار دیتا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہاں مماثلت تامہ مراد نہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ اس میں ذکر ہے کہ

نماز مغرب دن کی وتر ہیں اور یہ رات کی وتر ہیں اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مماثلت صرف وتر ہونے میں ہے نہ مماثلت کل۔ ہم خدا کے فضل سے صحاح ستہ وغیرہ میں سے صحیح حدیثیں پیش کرتے ہیں جن میں صریح لفظ ہیں کہ درمیان میں التحیات نہ پڑھنا چاہئے عن ابی ھریرۃ مرفوعاً وموقوفاً لا توتروا بثلاث تشبھوا بصلوٰۃ المغرب وقد صححه الحاکم ۔اور دوسری حدیث عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا انه کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی اخر ھن وروی النسائی من حدیث ابی بن کعب نحوہ و لفظه یو تر بسبح اسم ربك الا علیٰ وقل یایھا الکفرون وقل ھو اللہ احد و لا یسلم الا فی اخر ھن۔ان حدیثوں کے صریح لفظ ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ درمیان میں التحیات کو نہیں بیٹھتے تھے۔ احتمال والی حدیث بھلا کس طرح مقابلہ کر سکتی ہے۔ اصل وتر پڑھنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو وہ جو مذکور ہوئی ہے بغیر التحیات کے اخیر میں سلام پھیرنا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور ایک رکعت علیحدہ پڑھے، یہ صورت بہت بہتر ہے اور اسی کو اکثر لوگوں نے پسند کیا ہے۔ مفتی صاحب نے جو قنوت کے بابت تحریر فرمایا ہے کہ قنوت بعد رکوع مکروہ ہے۔ اور پندرہ دن آنحضرت ﷺ نے ایک قوم پر لعنت کی اس میں قبل اور بعد کا ذکر نہیں۔ خبر نہیں مولوی صاحب نے فتویٰ دینے کے وقت صم بکم ہو کر فتویٰ لکھا ہے کیونکہ صریح حدیث میں لفظ بعد مذکور ہے اور مفتی صاحب نے قبل اور بعد دونوں کی نفی تحریر کر دی۔ حدیث متفق علیہ تحریر ہے عن أبی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا ارادان یدعو علی احد او یدعو لاحد قنت بعد الرکوع الحدیث ۔ درابن ماجہ ۔ عن محمد قال سالت انس بن مالك عن القنوت فقال قنت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بعد الرکوع .عون المعبود وقدروی محمد بن نصر عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان یقنت بعد الرکعة وابوبکر وعمر حتی کان عثمان قنت قبل الرکعة قال المنذری .وفی روایة قال ھذا یقول فی وتر القنوت. ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قنوت بعد رکوع پڑھنا چاہئے مکروہ لکھنا بالکل بلا دلیل اور ضد ہے۔ اگر کوئی قبل رکوع قنوت پڑھے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جائز نہیں۔ کیونکہ طرفین کی حدیثیں موجود ہیں۔ ہر دو جانب کی حدیثوں پر عمل کرنے کے واسطے کبھی قبل رکوع پڑھے اور کبھی بعد رکوع کیونکہ ایک حدیث پر عمل کرنا اور دوسری پر نہ کرنا امر ناگوار ہے۔ مناسب یہی ہے کہ ہر دو پر عمل کریں تاکہ دونوں میں تعارض نہ رہے۔

(الجواب)(از مولوی مشیت اللہ صاحب دیوبندی)

سب سے پہلے عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب میں غور و تنقیح کے بعد تین جزو نکلتے ہیں۔

(۱) وتر سنت ہیں۔ ان کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور جس نے عقبہ بن عامر کی حدیث سے استدلال کیا ہے بالکل غلط ہے کیونکہ اس میں وجوب کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ نیز الوتر واجب علی کل مسلم سے بھی وجوب پر استدلال کرنا باطل ہے کیونکہ یہاں واجب بمعنی ثابت ہے وجوب اصطلاحی نہیں اور واجب اس معنی میں

کثرت سے آتا ہے۔ کما فی باب الغسل المسنون . غسل یوم الجمعة واجب ۔ یہاں سب کے نزدیک واجب بمعنی ثابت ہے کیونکہ غسل یوم جمعہ کو کوئی واجب نہیں کہتا۔

(۲) تین رکعت کی تحدید وتر میں کرنا باطل ہے۔ وتر کا ایک رکعت ہونا بھی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے ثابت ہے۔ چنانچہ نسائی میں ہے عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوتر رکعة من اخر اللیل. اور ابو داؤد میں ہے عن ابی ایوب الا نصاریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یو تر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بو احدة فلیفعل ان دونوں روایتوں سے ان لوگوں کے مذہب کی تردید نکلی جو جزماً وتر تین رکعت بتلاتے ہیں اس پر دلیل لانی چاہئے کہ تین رکعت کی تحدید کہاں سے کرتے ہو۔ نیز حضرت عائشہؓ کی روایت انه کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی اخر ھن سے وتر کو تین رکعت مان کر قعدہ اولیٰ کی نفی ہوتی ہے پھر التحیات درمیانی کا ثبوت کس طرح ہو سکتا ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ سے قنوت بعد الرکوع پڑھنا بھی ثابت ہے۔ بعد الرکوع اور قبل الرکوع دونوں طرح قنوت پڑھنا بلا کراہت جائز ہونا چاہئے۔ پھر بعد الرکوع قنوت پڑھنا مکروہ کس طرح ہوا۔ یہ تین امور ہیں جن کا مجیب صاحب نے التزام کیا ہے اور اپنی کم فہمی کی داد خود دیتے ہوئے لکھا ہے کہ سب روایتوں کے بر خلاف امام ابو حنیفہؒ کا مذہب قوی نہیں ہو سکتا، کیونکہ جہاں صحیح حدیث ہو اس کے بر خلاف کسی مذہب پر چلنا سراسر غلطی اور محض تعصب ہے۔

آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا کہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب روایات صحیحہ سے کتنا قریب تر ہے۔ ابو حنیفہؒ ہی کا کمال فراست اور تفقہ فی الدین ہے جس نے صحیح روایات تو کجا ضعیف روایت کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ امام صاحب موصوف روایات سے تعامل اور قرائن دیکھ بھال لینے کے بعد ایسا پاکیزہ اور عمدہ محل نکالتے ہیں جس کے باعث تمام روایات پر اگرچہ متعارض ہی کیوں نہ ہوں عمل کرنا سہل ہو جاتا ہے۔ غیر متعصب اس کا اندازہ کر سکتا ہے، متعصب معاند کے کبھی یہ بات خیال میں نہیں آسکتی مگر ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ہمیں اس سے مقصود کسی پر طعن و تشنیع نہیں نہ ہمارا یہ شیوہ ہے۔ نہ ہم ایسے بیباک ہیں کہ تعصب کے پردہ میں نمودار ہو کر جس امام کی چاہیں توہین کر ڈالیں، البتہ ہم سے اس جواب فتویٰ کا جواب مانگا گیا ہے اس لئے جو کچھ ہمارے نزدیک حق ہے اس کو نمبر دار تین جزوں پر تقسیم کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں۔ واللہ الموفق للصواب۔

(۱) دربارہ وتر اگرچہ امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ وتر سنت ہیں لیکن صاحب نہایہ جیسے محققین مذہب نے اصح اور راجح روایت وجوب کو قرار دیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ صرف امام موصوف نے وتر کو واجب قرار دیا یا اور حضرات بھی وجوب کے قائل ہیں۔ جناب مجیب صاحب کی خوش فہمی ہے کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ امام ابو حنیفہؒ

اس میں منفرد ہیں۔ کاش کہ شیخ بدر الدین عینی کی اس عبارت سے واقف ہوتے وحکی ابن حزم ان مالکاً قال من ترکه ادب و کانت جرحة فی الشهادة الخ وفی المصنف عن مجاهد بسند صحیح هو واجب لم یکتب الخ وحکی ابن بطال وجوبه عن اهل القران عن ابن مسعود وحذیفة وابراهیم النخعی وعن یوسف بن خالد السمتی شیخ الشافعی وجوبه وحکاه ابن ابی شیبة ایضاً عن سعید بن المسیب وابی عبیدة بن عبدالله ابن مسعود والضحاك . انتهی(۱) پس معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ ہی وجوب وتر کے قائل نہیں ہوئے بلکہ سلف میں سے ایک جماعت ابو حنیفہؒ کی طرح واجب کہتی ہے حتی کہ امام مالک کا بھی رجحان خاطر یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس قسم کے زور دار الفاظ ترک واجب ہی کی نسبت کہے جاسکتے ہیں اور حافظ علیم الدین السخاوی تو معلوم ہوتا ہے کہ فرضیت وتر کے قائل ہوگئے ہیں۔ کما فی حاشیة بحر الرائق واختار الشیخ علیم الدین السخاوی انه فرض وعمل فیه جزءً وساق الا حادیث الدالة علی فرضیة ثم قال فلا یرتاب ذو فهم بعد هذا انها الحقت بالصلوٰت الخمس فی المحافظة . انتهیٰ(۲) اور عجب نہیں امام بخاری رحمۃ اللہ کا رجحان بھی وجوب کی طرف ہو کما اشار الیه الحافظ فی فتح الباری افراده بالترجمة عن ابواب التهجد والتطوع یقتضی انه غیر ملحق بها ثم قال الحافظ ولو لا انه اورد الحدیث الذی فیه ایقاعه علی الدابة الا المکتوبة لکان اشارةً الی انه یقول بوجوبه. انتهیٰ (۳)

حافظ کہنے کو تو کہہ گئے کہ بخاری کا صلوٰۃ وتر اور صلوٰۃ لیل کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ تراجم رکھنا اس کو مقتضی ہے کہ بخاری وتر کو صلوٰۃ لیل کے ساتھ لاحق نہیں کرتے لیکن یہ دیکھ کر بخاری ابواب وتر میں وہ حدیث بھی لائے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے وتر دابہ پر سوار ہونے کی حالت میں پڑھے ہیں۔ فرمانے لگے بے شک وشبہ یہ کہہ دیا جاتا کہ بخاری وجوب وتر کے قائل ہوگئے ہیں اگر بخاری اس قسم کی حدیث نہ لاتے جس میں رسول اللہ ﷺ کا دلبہ پر وتر پڑھنا ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں بخاری یقیناً وجوب وتر کے قائل ہوگئے ہیں۔ اتنی بات تو حافظ بھی مانتے ہیں کہ بخاری کا صلوٰۃ لیل اور وتر کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ ترجمہ لانا اس کو مقتضی ہے کہ بخاری دونوں کو ایک مرتبہ میں رکھنا نہیں چاہتے لیکن یہ صلوٰۃ وتر کے وجوب کے قائل ہوگئے ہیں، بخاری کی اس روایت لانے سے جس میں رسول اللہ ﷺ کا دلبہ پر وتر پڑھنا ثابت ہے۔ اب یہ نسبت ان کی طرف نہیں کی جاسکتی۔ میں کہتا ہوں باوجود اسکے کہ بخاری اس قسم کی حدیث بھی لائے ہیں کہ جس سے نبی کریم ﷺ کا دلبہ پر وتر پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ تاہم یہ بخاری کے اس مقصد کے منافی نہیں جس کو ترجموں کے علیٰحدہ علیٰحدہ لانے میں اشارۃً ذکر کر چکے ہیں کیونکہ تم زیادہ سے زیادہ یہی کہو گے کہ جب بخاری وجوب وتر کے قائل ہو گئے تو ان کو وہ حدیث نہ نکالنی چاہئے تھی جس میں یہ ہے کہ سوار ہونے کی حالت میں دلبہ پر وتر پڑھے گئے ہیں کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وتر واجب ہوں اور دلبہ پر سواری کی حالت میں ادا کئے گئے ہوں۔ اس کے بعد میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس کی دلیل لائیے کہ بخاری کا بھی یہی

---

(۱) عمدة القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۱۲. ۱۲ .
(۲) حاشیه بحر الرائق ج ۲ ص ۴۰. ۱۲ ظفیر.
(۳) فتح الباری ابواب الوتر ج ۲ ص ۳۹۷. ۱۲ ظفیر.

مسلک ہے کہ واجب خواہ حالت سفر ہی میں کیوں نہ ہوں دلبہ پر پڑھنا جائز نہیں۔ بخاری شان اجتہاد رکھتے ہیں۔ عجب نہیں کہ وجوب وتر کے قائل ہو کر دلبہ پر ادا کرنے کو جائز رکھتے ہوں اور بہتر بات یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ بخاری اس حدیث کو لا کر جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دلبہ پر سوار ہو کر وتر پڑھے ہیں اشارہ کر رہے ہیں کہ دلبہ پر وتر کا پڑھے جانا وجوب کے منافی نہیں کیونکہ یہ واقعہ حال لا عموم لہا کے طور پر ہے اور جب معتبر روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریف تھی کہ وتر دلبہ سے اتر کر زمین پر پڑھا کرتے تھے۔ کما فی الطحاوی کی لا محالہ یہ وتر دلبہ کے اوپر کسی عذر شدید کی حالت میں پڑھے گئے ہوں گے اور عذر کی حالت میں واجب تو کیا فرض کا ادا کرنا بھی دلبہ پر متفق علیہ ہے۔ لہذا اس روایت میں وتر کا دلبہ پر پڑھا جانا وجوب وتر کے منافی نہیں واللہ اعلم۔ قائلین بسنیۃ الوتر میں سے ایک جماعت وتر کو بحق نبی کریم ﷺ بطور خصوصیت واجب کہتے ہیں اور پھر آپ کا دلبہ پر ادا کرنا انہوں نے مضر نہیں سمجھا۔ الغرض بخاری کی شان اور ان کی عادت پر نظر کرتے ہوئے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری بھی امام ابو حنیفہ کی طرح وجوب وتر کے قائل ہو گئے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کی نسبت تو بعض معاندین اور متعصبین یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ان کو صحیح روایات کا ذخیرہ نہیں پہنچا۔ امام بخاری کی نسبت کیا کہو گے جو امیر المومنین فی الحدیث ہیں کہ وہ بھی وجوب کے قائل ہو گئے ہیں۔ اب اس قدر فہرست شمار کرنے کے بعد ہمارے مجیب مجتہد کو یہ حق نہیں رہا کہ وہ سبل السلام کی عبارت **ذهب الجمهور الى انه ليس بواجب** ہمارے سامنے پیش کر کے یہ دعویٰ کریں کہ ابو حنیفہؒ اس مسئلہ میں منفرد ہیں۔ صاحب سبل السلام اگر واقعی ہمارے مجیب صاحب کے ہم خیال ہیں تو ان کی یہ عبارت بلا شبہ مقام تحقیق میں نظر انداز کرنے کے قابل ہو گی۔ اور اگر ایسا نہیں بلکہ صاحب سبل السلام کی نفی واجب سے نفی فرضیت مراد ہے اور ہمارے مجیب صاحب کو ظاہری الفاظ سے دھوکہ لگا ہے۔ تب حنفیہ کے مقابلہ میں یہ عبارت ہرگز پیش کئے جانے کے قابل نہیں۔ حنفیہ کب فرضیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وجوب وتر کے دلائل متعدد ہیں۔ عمدۃ القاری میں شیخ بدر الدین عینی نے سب کو بالاستیعاب بیان کیا ہے۔ آپ کے اطمینان خاطر کے لئے مختصر طور پر زیادہ نہیں دو چار یہاں بھی ذکر کئے دیتا ہوں۔ **عن عبدالله بن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال اجعلوا آخر صلوٰتكم بالليل وتراً. رواه مسلم۔**(۱) **وعنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال بادروا الصبح بالوتر. رواه مسلم۔**(۲) **وعن ابى سعيد الخدرى ان النبى صلى الله عليه وسلم قال اوتروا قبل ان تصبحوا. رواه ابى عنه الا البخارى۔**(۳) یہ تین روایتیں ہیں جن میں وتر کی تعلیم بصیغہ امر مذکور ہے۔ اور اگرچہ بنا بر مذہب اہل تحقیق امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا لیکن یہاں امر بالضرور وجوب کے لئے ماننا پڑے گا۔ اس پر منجملہ قرائن متعددہ کے سب سے بڑا اور بہتر قرینہ یہ ہے کہ وتر دراصل وہ نماز ہے جو سورہ مزمل کے نازل ہونے کے وقت فرض کی گئی تھی اور طبقات ابن سعد کی روایت **ان الله ايد كم الليلة صلوٰة. الحديث** سے **والله سبحانه وتعالىٰ اعلم** ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز

---

(۱) مشکوٰۃ باب الوتر ص ۱۱۱.
(۲) ایضاً.
(۳) ایضاً ۱۲.

پہلے سے شفعاً شفعاً فرض تھی ایتار بعد کو فرض کیا گیا۔ **ذکره الخطابی فی معالمه**۔ غرض کہ اس میں شک نہیں کہ یہ نماز ایک وقت میں یقیناً فرض تھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بعد کو اس نماز کا وجوب ولزوم منسوخ ہوا ہے یا تطویل قرأۃ **سوفاقرء واما تیسر من القران** سے تطویل قراءۃ منسوخ ہوگئی ہے اس کا وجوب ولزوم منسوخ نہیں ہوا بد ستور باقی ہے۔ چنانچہ وجوب اور لزوم کے نسخ پر کوئی دلیل صریح موجود نہیں ہے ہاں نسخ فرضیت محتمل ہے لہذا ان تمام وجوہ کی رعایت کرتے ہوئے حنفیہ فرضیت کا دعویٰ نہیں کرتے وجوب اور لزوم کے مدعی ہیں۔ حتیٰ کہ ہماری اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وتر کا وجوب سورہ مزمل کے وقت نزول سے اب تک چلا آرہا ہے منسوخ نہیں ہوا، اور کیونکر کوئی نسخ کا دعویٰ کر سکتا ہے جب کہ نسخ وجوب پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ آپ کے پاس اگر کوئی دلیل ہو تو بسم اللہ، ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے، پیش کیجئے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ انصاف ملحوظ رہے۔ اور اگر ان تمام روایات کے پیش کرنے سے آپ کی تسکین نہ ہو سکی اور یہ معنوی نظر کہ امر وجوب کے لئے ہے ہمارے مجیب مجتہد کے سمجھ میں نہ آئے تو اور سنئے۔ ابو داؤد میں ہے **عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الوتر حق فمن لم یو تر فلیس منا. الوترحق فمن لم یوتر فلیس منا. الوترحق فمن لم یوترفلیس منا**۔(۱) **قال العینی وھذا حدیث صحیح وفیہ ابو المنیب وثقہ ابن معین وقال ابن ابی حاتم ھوصالح الحدیث وقال یحول**۔(۲) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر کو سنتوں کی طرح نہیں رکھا بلکہ تارک کے حق میں وعید شدید فرما کر مادون الفرائض اور مافوق السنن اس کے لئے رتبہ مقرر فرمایا۔ **ولیس ھذا الا لوجوب** امام ابو حنیفہ اسی کو واجب کہتے ہیں۔ فرض اور واجب میں امام صاحب کے یہاں بین فرق ہے **کما فی البحر . وذکر حکایۃ فی البدایع ھی ان یوسف بن خالد السمتی کان من اعیان فقہاء البصرۃ . فسأل ابا حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ .عنہ فقال انہ واجب فقال لہ کفرت یا ابا حنیفۃ ظناً منہ انہ یقول انہ فریضۃ فقال ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ایھولنی اکفارک ایا ی وانا اعرف الفرق بین الفرض والواجب کفرق ما بین السماء والارض ثم بین لہ الفرق بینھما فاعتذر الیہ وجلس عندہ للتعلم ا ہـ**۔(۳) باقی عمرو بن سعد اور عقبہ بن عامر کی روایت **ان اللہ زاد کم صلوٰۃ وھی خیرلکم من حمر النعم الحدیث** سے بھی وجوب پر استدلال کیا گیا ہے اور طریق استدلال یہ ہے کہ ان روایتوں میں مشروعیت وتر کی نسبت خدا تعالیٰ کی جانب کی گئی ہے۔ نیز چونکہ مزید علیہ کی جنس سے زیادتی ہونی چاہئے اور ظاہر ہے کہ فرائض کی جنس سے واجب ہے اس لئے ان روایتوں سے وجوب کی طرف اشارہ سمجھا گیا ہے چنانچہ تعیین اور تحدید اوقات بھی اس روایت میں اس پر دلالت کرتی ہے کہ وتر واجب ہیں یہاں پر پہنچ کر شاید کسی کو بار بار یہ خیال ستائے کہ ان روایات سے وجوب ثابت ہوتا ہے تو چاہئے کہ سنت فجر کو بھی واجب. کہہ دیا جائے کیونکہ سنت فجر کے متعلق بھی انہیں الفاظ کے ساتھ اس قسم کے روایت مروی ہے حالانکہ اس کے وجوب کا کوئی

---

(۱) مشکوۃ باب الوتر فصل ثانی ص ۱۱۳.
(۲) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج۳ص ۴۱۲. ۱۲. ظفیر
(۳) البحر الرائق باب الوتر والنوافل ج ۲ ص ۳۸. ۱۲ ظفیر

قائل نہیں۔ بے شک شبہ کے درجہ میں اگر کوئی بات جاندار ہے تو یہ ہے لیکن بایں ہمہ ابو حنیفہؒ کی وسعت نظر دیکھئے کہ امام موصوف نے جب یہ دیکھا کہ سنت فجر اور وتر میں بالنسبۃ سائر سنن اور نوافل کے اگرچہ الفاظ زوردار استعمال کیے گئے ہیں مگر باوجود اس کے تعامل میں وتر کا سنت فجر سے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے صحابہ میں سے کسی سے سفر و حضر میں احیاناً بھی ترک وتر ثابت نہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ سے باوجود مواظبۃ کے ترک وتر ثابت ہونا مشکل ہے اور جس درجہ آپ نے تارک وتر کے بارہ میں وعید شدید فرمائی ہے۔ تارک سنت فجر کے بارہ میں نہیں فرمائی اس بنا پر امام الائمہ نے دونوں میں یہ فرق کیا کہ وتر کو واجب اور سنت فجر کو سنت مؤکدہ قرار دیا۔ وجوب وتر کے دلائل اور بھی بہت ہیں مگر اس وقت اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہوئے مجیب صاحب کی خدمت میں باادب عرض کرتا ہوں کہ حضرت بلاشبہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ الوتر واجب علی کل مسلم سے وجوب پر استدلال نہیں ہو سکتا کیونکہ بقول آپ کے یہاں واجب بمعنی ثابت ہے وجوب اصطلاحی مراد نہیں۔ یہ اصطلاح امر مستحدث ہے۔ حدیث میں کاہے کو ہونے لگی۔ یہ سب کچھ سہی مگر حضرت یہ تو فرمائیے کہ لیس الوتر بحتم کھیئة المکتوبته ولکن سنة سنھارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی۔(۱) سے وجوب کی نفی اور سنیت وتر پر کیسے استدلال قائم ہو سکتا ہے۔ یہاں آپ نے کس طرح سے پہچانا کہ سنت سے خاص سنت اصطلاحی مراد ہے جو واجب سے مغایر اور اس سے نیچے کا مرتبہ ہے یہاں یہ کیوں نہیں کہتے کہ سنت سے طریقہ مرضیہ مراد ہے جو واجب اور سنت سب کو شامل ہے چنانچہ سیاق اور سباق روایت بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے اس میں اس وجوب کی نفی ہے جو فرض کی طرح ہو مطلق وجوب کی نفی نہیں ۔ ہمیں دکھلایا جائے کہ اس کے کون سے لفظ سے وجوب کی نفی ہوتی ہے۔ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ حدیث میں فرضیت وتر کی نفی کی گئی ہے لیکن یہ کہ سنت سے خاص سنت اصطلاحی مراد ہے جو کہ واجب کو شامل نہیں اور حدیث سے وجوب کی نفی ہوتی ہے یہ کیونکر اور کس قاعدہ سے آپ نے سمجھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مجیب مجتہد کو اپنی قرار داد قاعدہ (حدیث میں الفاظ اصطلاحی مراد لینا باطل ہے اصطلاحی امر مستحدث ہے) سے یہاں پہنچ کر ضرور غفلت ہوئی اس لئے مصداق ہوئے ؎ حفظت شیئاً و غابت عنك اشیاء۔ اور اگر ہمارے مجیب صاحب یہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں الفاظ اصطلاحی ہونا ضروری تو نہیں مگر یہاں سیاق و سباق روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنیت سے سنیت اصطلاحی مراد ہے۔ عام نہیں جو واجب کو بھی شامل ہے۔ جناب والا اولاً تو یہ سیاق و سباق سے نکلتا نہیں بلکہ برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وجوب اصطلاحی کی نفی مقصود نہیں ہے اور اگر ایسا ہی ہے جیسا آپ فرماتے ہیں تو میں بھی کہتا ہوں کہ الوتر واجب میں وجوب اصطلاحی مراد ہے۔ یہاں واجب سے مسنون مراد نہیں ہیں مانتا ہوں کہ الا یجاب قد یطلق علی المسنون تاکیداً مگر یہ کیا ضروری ہے کہ یہاں بھی واجب سے مسنون مراد ہو۔ اس کی آپ دلیل پیش کیجئے۔ ورنہ میں کہتا ہوں اگر آپ کا ویسا ہی سیاق و سباق ہے تو یہاں پر بھی سمجھئے کہ حدیث من لم یوتر فلیس

---

(۱) ترمذی شریف باب ماجاء ان الوتر لیس بحتم ج ۱ ص ۶۰ لیس الوتر بحتم نہیں ہے بلکہ الوتر لیس بحتم ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

منا. رواه احمد۔(۱) اس کو مقتضی ہے کہ الوتر واجب میں واجب سے مسنون مراد نہیں ہے بلکہ وہی مراد ہے جس کے ابو حنیفہؒ قائل ہوئے ہیں کیونکہ عرفاً وجوب بمعنی لزوم مستعمل ہوتا ہے۔ نیز یہ وعید شدید جو امام محمد کی روایت میں ہے ترک واجب ہی پر ہو سکتی ہے۔ غرض یہ کہ حدیث لیس الوتر بحتم کھئیة المکتوبة الحدیث سنیۃ وتر کے استدلال میں کسی طرح پیش کئے جانے کے لائق نہیں رہی ابن ماجہ اور خازن کی روایت سو ہمیں سخت تعجب ہے کہ آپ نے اپنے استدلال میں ایسی ضعیف روایتوں کو کیوں پیش کیا جس میں سے خازن کی روایت تو ساقط الاسناد ہے اور ابن ماجہ کی روایت صحیح طور پر یوں ہے ان الوتر لیس بحتم کصلوتکم المکتوبة۔ (۲) اور یہ حنفیہ کی کسی طرح معارض نہیں ہو سکتی کیونکہ حنفیہ ایسے وجوب کا انکار کرتے ہیں جو فرضیت کی طرح کا ہو۔ اور ابو داؤد کی وہ روایت جس میں یہ ہے ان رجلاً من بنی کنانة سمع رجلاً بالشام یدعی ابا محمد المخدجی یقول ان الوتر واجب قال المخدجی فرحت الی عبادة بن الصامت فاخبر ته فقال عبادة کذب ابو محمد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول خمس صلوٰة کتبهن اللہ علی العباد. انتهیٰ مختصراً (۳) اس میں عبادہ نے فرضیت کی نفی کی ہے۔ واجب اصطلاحی کی نہیں کی۔ صحابہؓ کے عہد میں واجب کا اطلاق فرض پر کیا جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ یوسف بن خالد سمتی نے محض واجب کہنے پر ابو حنیفہؒ کو کافر کہہ دیا جب ابو حنیفہ نے واجب کی حقیقت ان کے سامنے منکشف فرمائی واجب اور فرض میں فرق دکھلایا تب انہوں نے معذرت کی اور تعلیم کی غرض سے بیٹھ گئے۔ ٹھیک اسی طرح سے عبادہ بھی ابو محمد کے واجب کہنے سے یہ سمجھے کہ ابو محمد فرضیت وتر کا قائل ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ ابو محمد نے جھوٹ بولا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ کل پانچ نمازیں فرض ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے (چھٹی کوئی نماز فرض نہیں) یہ تھی اصل حقیقت ہمارے مجیب صاحب اپنی خوش فہمی سے یہ سمجھ بیٹھے کہ عبادہ وجوب اصطلاحی کی نفی فرما رہے ہیں۔ جزو ثانی کو نہیں دیکھا کہ اس سے واجب بمعنی فرض کی نفی مقصود ہے مطلقاً واجب کی نفی مقصود نہیں۔ اس روایت اور مؤطا مالکؒ کی اس روایت سے جس میں یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ کیا وتر واجب ہیں تو انہوں نے فرمایا، اوتر النبی والمسلمون۔(۴) صاف یہ نہ فرمایا کہ واجب ہیں یا واجب نہیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ کے قلوب میں یہ بات راسخ تھی کہ وتر اگرچہ فرض نہیں ہیں سنت بھی نہیں ہیں کیونکہ سنت سے اس مین زیادہ تاکید آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن عمر نے اوتر النبی والمسلمون جواب میں فرمایا یہ نہ فرمایا کہ مسنون ہیں۔ مسنون کہنے سے رک گئے ابو حنیفہؒ اس منشاء کو خوب سمجھے وجوب کے قائل ہو گئے۔ نہ وتر کو سنت قرار دیا نہ فرض۔ وذلك فضل اللہ یو تیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم.

(۲) اس جزو میں حنفیہ کے دو مسئلہ ہیں۔ (۱) وتر تین رکعت ہیں ایک رکعت ہرگز وتر نہیں ہو سکتی (۲) اور یہ

---

(۱) مشکوٰة عن ابی دائود. باب الوتر ص ۱۱۳. ۱۲ ظفیر. (۲) یہ حدیث ترمذی میں انہیں الفاظ کے ساتھ حضرت علیؓ سے مروی ہے دیکھئے ترمذی باب ماجاء ان الوتر لیس بحتم ج ۱ ص ۶۰ لیکن ابن ماجہ میں ان الفاظ کے ساتھ ہے جو مجیب اول نے نقل کیا ہے۔ دیکھئے ابن ماجه باب ماجاء فی الوتر ص ۸۳ ۱۲ ظفیر. (۳) ابو دائود باب من لم یوتر ج ۱ ص ۲۰۱.
(۴،۵) مشکوٰة باب الوتر ص ۱۱۳ الفاظ یہ ہیں۔ اوتر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم واوتر المسلمون ۱۲.

تین رکعت وتر دو قعدوں اور ایک سلام سے ہیں، دو سلام یا ایک قعدہ سے نہیں ہیں۔ یہ دو مسئلہ ہیں جن کا مجیب مجتہد حنفیہ پر الزام رکھتے ہوئے انکار کرتے ہیں حالانکہ اقرب الی الروایات بلاشبہ حنفیہ کا مذہب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض روایات ایسی بھی ہیں جن سے بادی النظر میں وتر کا ایک رکعت ہونا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ ابن عمرؓ کی ایک روایت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوتر رکعة من اخر اللیل رواہ النسائی۔(۱) اور ابو ایوب انصاری کی روایت الوترحق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل۔(۲) اور ابن ماجہ کی روایت سئل ابن عمر رجل فقال کیف اوتر بواحدة قال انی اخشیٰ ان یقول الناس البتیراء فقال سنة اللہ ورسولہ یرید ھذہ سنة اللہ ورسولہ۔(۳) یہ تین روایتیں ہیں جن کو مجیب صاحب نے وتر کی کم از کم ایک رکعت ہونے کے استدلال میں پیش کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ وتر کی ایک رکعت بھی ہوسکتے ہیں حالانکہ ان میں سے ابو ایوب انصاری کی روایت تو موقوف ہے کما صرح بہ الحافظ فی التخلیص وصحح ابو حاتم والزیلعی والدار قطنی فی العلل والبیھقی وغیر واحد . وھو الصواب۔ غرض کہ اس حدیث کا رفع معلول ہے موقوف ہونا صواب ہے۔ رہی ابن ماجہ اور نسائی کی روایت ان کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ ایک رکعت بالا تقدیم شفعہ کے وتر ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صلوٰۃ لیل اور تہجد پڑھتا ہو اس کے حق میں وتر اخیر کی رکعت ہے کیونکہ اس ایک رکعت کے ملانے سے اس کا آخری شفعہ وتر بن گیا یہ نہیں ہوا کہ صرف ایک رکعت وتر بن گئی چنانچہ اس مقصد کی تائید ابن عمرؓ کی دوسری روایت سے جو بخاری میں ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اخشی احدکم الصبح صلی رکعة واحدة تو ترلہ ما قد صلی . انتھیٰ مختصراً(۴) ہوتی ہے اور خود حضرت ابن عمرؓ کا بھی یہ مذہب نہ تھا کہ صرف ایک رکعت وتر ہے بلکہ ان کے نزدیک تین رکعت وتر کو مفصولا بدو قعدہ وبدو سلام پڑھنا جائز تھا۔ چنانچہ طحاوی نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے ان روایتوں کا تو یہ حال تھا، باقی بکثرت روایات صحیحہ ایسی ہیں جن سے وتر کا تین ہی رکعت ہونا ثابت ہے۔ وفی الطحاوی۔ روایات کثیرة تدل عن ان اجماع المسلمین علی ان الوتر ثلث۔ اور تراویح عہد عمر سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ آپ کے اطمینان کے لئے ایسی روایتیں ذکر کرتا ہوں جن سے بالتصریح وتر کا تین رکعت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے عن ابی سلمة عن عبدالرحمن انہ سئل عائشة کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان وغیرہ علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنھن وطو لھن ثم یصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثاً قالت عائشة یا رسول اللہ اتنام قبل ان تو تر فقال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی .(۵) اور صحیح مسلم میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

---

(۱) مشکوٰۃ عن مسلم باب الوتر ص ۱۱۱. ۱۲. (۲) مشکوٰۃ باب الوتر فصل ثانی ص ۱۱۲. ۱۲ ظفیر.
(۳) ابن ماجہ باب ماجاء فی الوتر برکعة ص ۸۳. ۱۲ ظفیر. (٤) مشکوٰۃ باب الوتر فصل اول ص ۱۱۱. ۱۲.
(۵) بخاری باب قیام النبی صلعم باللیل ج ۱ ص ۱۵٤. ۱۲ ظفیر.

انہ رقد عندرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستیقظ وتسوک وتوضا وھو یقول ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیات لا ولی الالباب فقرأ ھؤلاء الایا ت حتی ختم السورۃ ثم قام فصلیٰ رکعتین فاطال فیھما القیام والرکوع والسجود ثم انصرف فنام حتی نفخ ثم فعل ذلک ثلث مرات ست رکعات کل ذلک یستاک ویتوضأ ویقرء ھٰؤلآء الا یات ثم او تر بثلاث۔(۱)اورابوداؤد کے سوا سنن کی تمام کتابوں میں ہے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بسبح اسم ربک الا علیٰ وقل یا یھا الکافرون وقل ھو اللہ احد .ا سنادہ حسن۔(۲)اور ترمذی کی سوا سنن کے تمام کتابوں میں ہے۔ وعن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یو تر بسبح اسم ربک الا علیٰ . وقل یا یھا الکفرون وقل ھو اللہ احد .اسنادہ صحیح ۔(۳)وعن عبدالرحمن بن ابزری انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الو تر فقرأ فی الا ولیٰ بسبح ربک الا علی وفی الثانیۃ قل یایھا لکفرون وفی الثالثۃ قل ھو اللہ احد فلما فرغ قال سبحان الملک القدوس ثلثاً یمد صوتہ بالثالثۃ رواہ الطحاوی واحمد والنسائی واسنادہ . (۴) حسن کما صرح بہ الحافظ فی التلخیص.

ان روایات کے علاوہ اور بھی کثرت سے روایتیں ہیں جن کو بخوف تطویل ترک کرتا ہوں اگر ضرورت سمجھی گئی تو آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کروں گا۔ اس کے بعد میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ان روایات صحیحہ کے بر خلاف ابن ماجہ اور ابو ایوب انصاری کی روایت کو جو دراصل ان کا فتوی معلوم ہوتا ہے مرفوع روایت نہیں۔ معمول بہا بنانا اور جزماً یہ کہنا کہ ایک رکعت بھی وتر ہے کیا یہ تعجب نہیں ہے۔ روایات صحیح کو چھوڑ کر ایک موقوف روایت کے باعث جو در حقیقت ابو ایوب انصاری کا فتویٰ ہے کوئی جری ناعاقبت اندیش ہی ایسا کہہ سکتا ہے کہ ایک رکعت بھی وتر ہے۔ مجتہد کوئی کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔

الحاصل وتر کے ایک رکعت نہ ہونے اور تین رکعت ہونے میں تو کچھ شبہ ہی نہیں اگر گنجائش ہے تو اس میں ہے کہ یہ تین رکعت وتر دو قعدوں اور دو سلام سے ہیں یا صرف ایک قعدہ اور ایک سلام سے۔ حنفیہ ان دونوں صورتوں کے سوا ایک تیسری صورت اختیار کرتے ہیں۔ دو قعدوں اور ایک سلام سے وتر پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور یہ نہیں کہ محض تعصب سے ایسا کیا جارہا ہے بلکہ ہمارے پاس اس پر دلائل موجود ہیں۔ صحیح مسلم ص ۲۵۶ میں ہے ولفظہ مختصراً۔ ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیھا الا فی الثانیۃ فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم ینھض ولا یسلم ثم یقول التاسعۃ ثم یقعد فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم یسلم تسلیماً یسمعنا۔ الحدیث شیخ بدرالدین عینی فرماتے ہیں اگر چہ اس روایت سے یہ ایہام ہوتا ہے کہ نو رکعت دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھی گئی۔ شروع کی سات رکعت میں آپ نے کہیں قعدہ نہیں کیا مگر در حقیقت یہ بات نہیں۔ حضرت عائشہ

---

(۱)مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰۶ . ۱۲ .
(۲)عمدۃ القاری . ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۵ . ۱۲ ظفیر.
(۳)عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۵ . ۱۲.
(۴)نسائی شریف باب کیف الوتر بثلث ج ۱ ص ۲۴۸ و نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۱۹ . ۱۲ ظفیر.

نے لیل کے قعدوں کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ وتر کے پہلے قعدہ کا ذکر فرماتے ہوئے تین رکعت وتر کا بدو قعدہ اور ایک سلام ثبوت دیتی ہیں۔ اتنا فرما کر شیخ بدر الدین عینی ساکت ہو گئے اس کا ثبوت نہیں دیا کہ فی الواقع حضرت عائشہؓ کا یہی مطلب ہے کہ نبی علیہ السلام نے وتر کی دوسری رکعت میں جو مجموعہ رکعات کے اعتبار سے آٹھویں ہوتی ہے قعدہ کیا اور سلام نہ دینے پائے تھے کہ کھڑے ہو کر تیسری رکعت ملا کر قعدہ اخیرہ کے بعد سلام دیا اس کی دلیل نسائی میں ہے۔ یہی روایت متناً وسنداً آئے ہیں حدثنا سعید عن قتادہ عن زرارۃ بن او فی عن سعد بن ھشام ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا حدثتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یسلم فی رکعتی الوتر پس معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ کا مطمح نظر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے وقت دو رکعت پر قعدہ فرماتے تھے اور سلام تیسری رکعت پوری کرنے کے بعد دیتے تھے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حنفیہ کی حجت ہے لیکن حافظ محمد الدین ابو البرکات ابن تیمیہ نے منتقی میں اسی روایت کے نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ امام احمد نے اس کی تضعیف کی ہے۔ حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ روایت دو سندوں سے مروی ہے۔ امام موصوف جس سند کے ساتھ مسند احمد میں لائے ہیں بلا شبہ وہ سند ضعیف ہے امام احمد نے حدیث کی تضعیف نہیں کی سند کی کی ہے کیونکہ تخریج زیلعی میں جہر بالتسمیہ کے موقع میں خود امام احمدؒ سے رکعات وتر میں جواز وصل مروی ہے پس لا محالہ امام احمد نے مسئلہ احمد کے طریق کی تضعیف کی ہے کیونکہ اس میں یزید بن یعفر ہے۔ وھو ضعیف۔ غرض کہ نسائی کی روایت میں کوئی کلام نہیں۔ وہ صحیح الاسناد ہے۔ مستدرک حاکم میں ایک روایت ہے جس کے لفظ یہ ہیں عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یو تر بثلاث لا یقعدالا فی اخر ھن۔(۱) حافظ نے اور تقلیداً ہمارے مجیب صاحب نے اس روایت سے قعدہ اولیٰ کی نفی کی ہے حالانکہ حافظ جمال الدین زیلعی نے تخریج میں تصریح کی ہے کہ مستدرک حاکم میں یہ روایت بایں الفاظ وارد ہے یو تر بثلث لا یسلم الا فی اخر ھن۔(۲) زیلعی اپنی نقل میں ثقہ ہیں۔ مستدرک کے نسخہ میں یہ لفظ ضرور ہوں گے اور مسند احمد کی روایت ضعیف ہی سہی مگر اس کے لفظ یہ نہیں یو تر بثلث لا یفصل بینھن۔ اور نسائی میں ہے عن ابی بن کعب نحوہ ولفظہ یو تر بسبح اسم ربك الا علیٰ ۔ وقل یا یھا الکفرون وقل ھو اللہ احد ولا یسلم الا فی اخرھن۔(۳) یہ روایتیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کی روایت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یو تر بثلث لا یقعد الا فی اخر ھن(۴) کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وتر تین رکعت پڑھتے تھے اور ایسا قعدہ جس میں سلام دیا جاوے اخیر میں کرتے تھے۔ اب تمہیں انصاف سے کہو کہ اس سے قعدہ اولیٰ کی نفی کس طرح نکلی۔ اس روایت کے سوا ایک اور روایت ہے کما فی الطحاویٰ ص ۱۷۲ وعن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا توتروا بثلث واوتروا بخمس او بسبع او بتسع ولا تشبھوا بصلوٰۃ المغرب۔ حافظ اس روایت سے قعدہ اولیٰ

---

(۱) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۴ . ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً بحث. نسائی باب کیف الوتر بثلث ج ۱ ص ۲۴۸.
(۳) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۵ . ۱۲ ظفیر.
(۴) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۴ . ۱۲ ظفیر.

کی نفی پر استدلال کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ تین رکعت وتر ایسی طرح پڑھنے سے جس میں صلوٰۃ مغرب سے مشابہت ہو جائے۔ مثلاً دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے ایک قعدہ اور ایک سلام سے یہ مشابہت نہیں رہتی، اس لئے حدیث سے قعدہ اولیٰ کی نفی اور قعدہ ثانیہ کا ثبوت ہوتا ہے ہمیں سخت تعجب ہے کہ قعدہ اولیٰ کی نفی پر ایسا ضعیف استدلال کیوں کیا گیا ہے۔ حدیث کے جملہ ثانیہ کو کیوں نہیں دیکھا جس سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجرد تین رکعت مت پڑھو جس سے صلوٰۃ مغرب سے مشابہت ہو جائے بلکہ پانچ یا سات یا نو رکعت پڑھا کرو اور وتر کے ساتھ شفع اس سے پہلے ملا لیا کرو تا کہ صلوٰۃ مغرب سے مشابہت نہ رہے ترمذی میں ہے عن ثابت البنانی قال قال انس یا ابا محمد خذعنی فانی اخذت هذا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم واخذ رسول الله صلعم عن ابیه ومن یاخذ عن احداوثق نبی قال ثم صلی بی العشاء ثم صلی ست رکعات یسلم بین الرکعتین ثم او تربثلاث یسلم فی اخر هن .رواه الترمذی سنداً وترك متنه وهذا لمتن بعینه بهذ اللفظ . فی کنز العمال ص ۱۹۶ جلد رابع فی الافعال لا فی الا موال واحال علی الرومانی وابن عسا کر وقال رجاله ثقات۔ یہ روایت بھی حنفیہ کی حجت ہے اس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ وتر تین رکعت ہیں اور یہ تین رکعت دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھی جاتی تھی۔ روایت مرجوعہ اور بھی بہت ہیں جن سے تین رکعت ہونا وتر کا بدو قاعدہ اور ایک سلام معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت اتنے ہی حصہ پر اکتفا کرتا ہوں اور آثار میں بکثرت ایسے ہیں جن سے وتر کا تین رکعت بدو سلام ثابت ہوتا ہے اور ایسے بھی جن سے وتر کا تین رکعت ہونا بدو قعدہ ایک سلام معلوم ہوتا ہے۔ حنفیہ کے یہاں روایات مذکورہ بالا کی بنا پر ثانی راجح ہے۔ اور ایک رکعت وتر ہونا سوائے سعد بن ابی وقاص و معاویہ بن سفیان اور ذی النورین کے اور کسی صحابی سے ثابت نہیں ہے۔ اگر حافظ اس کو جماعت قرار دیتے ہیں تو حافظ کا فرمانا وصح عن جماعة من الصحابة انهم او تروا بواحدة من غیر تقدم نفل قبلها درست ہے تین پر جماعت کا اطلاق کیا جا سکتا ہے لیکن یہ حنفیہ کو مضر نہیں کیونکہ حنفیہ جس امر کے قائل ہیں اس کی تائید میں جم غفیر صحابہ سے آثار مروی ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے حدثنا حفص بن عمرو عن الحسن انہ قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلثة لا یسلم الا فی اخر هن۔(۱) وفیه عمرو بن عبید وهو معتزله۔ عینی میں ہے ولمن قال یو تر بثلث لا یفصل بینهن عمرو علی وابن مسعود وحذیفة وابی بن کعب وابن عباس وانس وابوامامة وعمر بن عبدالعزیز والفقهاء السبعة واهل الکوفة وقال الترمذی ذهب جماعة من الصحابة وغیر هم الیه . آہ۔ جب ترمذی کی تصریح سے صحابہؓ کا ایک[ع] عدد حنفیہ کے موافق معلوم ہوتا ہے تو اب حافظ کی تصریح سے ہمارے مجیب صاحب کو خوش نہ ہونا چاہئے حافظ جس کو جماعت کہہ رہے اس سے دس گنا حنفیہ کی طرف صحابہؓ کا عدد موافق ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اجلہ صحابہ حنفیہ کے موافق ہیں۔ قیل للحسن ان ابن عمر کان یسلم فی

(۱) عمدة القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۴. ۱۲ ظفیر.
ع مراد ایک بڑی جماعت ہے ۱۲ ظفیر۔

الرکعتین من الوتر فقال کان عمر افقه منه و کان ینهض فی الثانیة بالتکبیر .(۱)ان اشیاء کی نگہداشت کے بعد کوئی متعصب معاندہی کہہ سکتا ہے کہ ابو حنفیہ کا مذہب روایات کے خلاف ہے۔ غیر متعصب فہیم کبھی ایسا نہیں کہہ سکتابلکہ جتنی تحقیق وتفتیش کی جائے ابو حنفیہؒ کا مذہب اقرب الی الروایات معلوم ہو تا ہے۔

(۴) یہ جزو مجمل رکھا گیاہے۔ تشریح طلب ہے۔ معلوم نہیں قنوت سے کیا مراد لیا ہے اگر قنوت نازلہ ہے تو حنفیہ بھی کہتے ہیں کہ بعد الرکوع پڑھنا چاہئے اور اگر قنوت وتر مراد ہے تب یہ کہنا صحیح نہیں کہ بعد الرکوع نبی کریم ﷺ سے وتر میں قنوت پڑھنا ثابت ہے کیونکہ جن روایتوں میں قنوت بعد الرکوع پڑھنا ثابت ہو تا ہے ان کا صحیح محمل یہ ہے کہ وہ قنوت نازلہ کا حکم ہے۔ بحر الرائق ج ا ص ۴۰ میں ہے وقنت فی ثالثة قبل الرکوع ابداً لما اخرجه النسائی عن ابی بن کعب انه علیه السلام کان یقنت قبل الرکوع وما فی حدیث انس انه علیه السلام قنت بعد الرکوع فالمراد منه ان ذلك کان منه شهراً فقط بدلیل ما فی الصحیح عن عاصم الا حول سالت انساً عن القنوت فی الصلوٰة قال نعم قلت اکان قبل الرکوع او بعده قال قبله قلت فان فلاناً اخبر نی عنك انك قلت بعده قلا کذب انما قنت رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد الرکوع شهراً۔

پس معلوم ہوا کہ وتر میں قنوت قبل الرکوع پڑھنا چاہئے باقی قنوت نازلہ اس میں قبل الرکوع اور بعد الرکوع دونوں طرح کے اقوال ہیں۔ ردالمحتار میں ہے وهو صرح فی ان القنوت النازلةعند نامختص بصلوٰة الفجر دون غیرها من الصلوٰة الجهریة والسریة وهل القنوت هنا قبل الرکوع او بعد ہ لم ارہ والذی یظهرلی انه یقنت بعد الرکوع لاقبل بد لیل ان ما استدل به الشافعی علی قنوت الفجر فیه التصریح بالقنوت بعد الرکوع حمله علمائنا علی قنوت النازلة ثم رأیت شرنبلا لی فی مراقی الفلاح صرح بانه بعد ہ واستظهر حموی انه قبله والا ظهر ما قلناہ۔(۲)واللہ اعلم۔ اس عبارت سے معلوم ہو تا ہے باوجود اس کے کہ قنوت نازلہ میں دو قول ہیں قبل الرکوع اور بعد الرکوع دونوں طرح پڑھنے کا مشائخ حنفیہ حکم لگاتے ہیں مگر راجح یہ ہے کہ قنوت نازلہ بعد الرکوع پڑھی جائے۔ فقط...... محمد مشیت اللہ الدیوبندی۔

---

(۱)نصب الرایه باب صلوٰة الوتر ج ۲ ص ۱۱۸.
(۲)ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.

فصل ثانی

مسائل قنوت نازلہ

کیا قنوت نازلہ نماز فجر میں درست ہے

(سوال ۱۶۶٤) عندالاحناف نماز فجر میں کس وقت میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت یا اللّٰہم انصر من نصر دین محمد ﷺ یا اور کوئی دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کوئی حنفی جس کو فقہ کا علم نہ ہو یا ہو وہ امام شافعی یا امام احمد یا امام مالک رحمہم اللہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے وہ حنفی پختہ ہو سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) حنفیوں کے نزدیک بوقت نزول حادثہ کے صرف صبح کی نماز میں بعد رکوع کے دوسری رکعت میں بلا ہاتھ اٹھائے دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے اور باقی نمازوں میں جائز نہیں اور بلا نزول حادثہ کے کسی نماز میں کسی وقت جائز نہیں۔ شامی میں ہے قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلا باس به فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم ۔(۱) اور اس کے بعد شامی میں ہے۔ ان قنوت النازلة عند نا مختص بصلوٰۃ الفجر دون غیر ها من الصلوٰت الجهریة والسریة ۔(۲) اور پھر اسی میں ہے وانه یقنت بعد الرکوع لا قبله (۳) ائمہ اربعہ اپنے اپنے مذہب میں سب حق پر ہیں اور ان کا اختلاف از قبیلہ اختلاف امتی رحمۃ ہے اس واسطے کسی مقلد کو جائز نہیں کہ کسی امام کو بنظر حقارت دیکھے بلکہ مقلد کو چاہئے کہ وہ اپنے امام کے مذہب کو صواب محتمل خطاء سمجھے اور دوسرے امام کے مذہب کو غلط محتمل صواب سمجھے۔ درمختار میں ہے فیها لوسئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفنا قلنا وجوباً مذهبنا صواب یحتمل الخطاء ومذهب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب۔(۴) فقط۔

قنوت نازلہ

(سوال ۱/ ۱۶۶۵) قنوت در نماز فجر در موقعہ نوازل خواندہ میشود حوالہ مطلوب است۔

قنوت نازلہ میں ہاتھ باندھے یا نہیں

(سوال ۱۶۶۶/۲) در قنوت مذکورہ امام و مقتدی دست ارسال بکنند یا بند ند چنانچہ در وتری بند ند و آمین بجہر گویند یا خفیہ۔

(الجواب) قنوت در نوازل در صلوٰۃ فجر نزد حنفیہ ثابت و معمول بہ است قال فی الشامی وهو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰۃ الفجر الخ۔(۵)

(۲) امام و جماعت بظاہر درین موقعہ ارسال کنند چراکہ این قنوت بعد الرکوع است کما صرح به فی الشامی

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الوتر والنوافل.ط.س. ج۲ ص. ۱۱ ۱۲ ظفیر.
(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مقدمه ج ۱ ص ٤٥ .ط.س. ج۲ ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۵) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت والنازلة ص ۶۲۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.

والذی یظهرلی ان المقتدی یتابع امامه الا اذا جهر فیؤمن وانه یقنت بعد الرکوع لا قبله الخ۔(۱)۔
و ظاہر است کہ قومہ محل ارسال است نہ محل قبض یدین و قیاس بر وتر نخواہد شد کہ دران قنوت قبل الرکوع است کہ آں محل قراءۃ و محل قبض یدین است و آمین خواہ بجہر بگویند یا باخفاء والثانی اولیٰ لا نہ دعاء والا خفاء بالدعاء اولیٰ۔ فقط۔

عندالاحناف قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے اور صرف نماز فجر میں

(سوال ۱۶۶۷) قنوت نازلہ قبل رکوع پڑھنی چاہئے یا بعد رکوع اور کن کن نمازوں میں اور ہاتھ باندھ کر یا کھول کر یا اٹھا کر اور احناف کے یہاں قنوت وتر قبل رکوع پڑھی جاتی ہے کیا قنوت نازلہ کا حکم اس سے علیٰحدہ ہے کس دلیل سے۔ اور احناف کے یہاں جو یہ قاعدہ ہے کہ ہر ذکر طویل مسنونہ اس میں ہاتھ باندھنا اس کا کیا ماخذ ہے۔ جو ہاتھ باندھنا تکبیر تحریمہ کے بعد ثابت ہے وہ رکوع سے جاتے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اب بعد رکوع کھڑا ہونا جدید ہے اس میں ارسال اور اعتماد آنحضرت ﷺ یا آثار صحابہ سے ثابت ہے یا نہیں ۔ اور امام ابو یوسفؒ کا یہ فعل کہ وہ قنوت ہاتھ اٹھا کر پڑھتے تھے اور صاحب فتح القدیر نے جو ایک روایت بسند ابی ہریرہؓ بیان کی ہے کان النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا رفع راسه من الرکوع من صلوٰۃ الصبح فی الرکعة الثانیة یرفع یدیه فیدعو بهذا لدعاء اللهم اهدنی فیمن هدیت الخ کیا اس حدیث کی وجہ سے ابو یوسف رحمۃ اللہ کے فعل کو قوت ہے یا نہیں۔ اور احناف کا مفتی بہ قول کیا ہے۔

(جواب) قنوت نازلہ بعد الرکوع ہے اور حنفیہ نے صرف نماز صبح میں اس کو اختیار کیا ہے اگرچہ بعض فقہاء نے جملہ صلوٰۃ جہریہ میں بھی جائز رکھا ہے۔(۲) اور کتب فقہ و حدیث سے واضح ہے قنوت صبح جس کو حنفیہ نے نوازل میں غیر منسوخ مانا ہے وہ بعد الرکوع تھا اور اس وقت ارسال اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔(۳) کیونکہ رفع کا جواب صاحب فتح القدیر نے یہ دیا ہے امام ابو یوسفؒ کے استدلال کا کہ ہر دعا میں رفع ہونا یہ کلی نہیں ہے بلکہ مخصوص ہے اس دعا کے ساتھ جو خارج عن الصلوٰۃ ہو۔ ولکل وجهة هو مولیها۔ پس زیادہ بحث کی اس میں ضرورت نہیں ہے ہر ایک قول کی کچھ وجہ نکل سکتی ہے اور نقل روایات کی فرصت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

....

(۱) ایضاً ط.س.ج۲ص۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلا باس به فعله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم واما القنوت فی الصلوٰت کلهاللنوازل فلم یقل به الا الشافعی الخ وهو صریح ان القنوت النازلة عندنا مختص بصلاۃ الفجر دون غیرها من الصلوٰۃ الجهریة والسریة وفی شرح النقایة معزیا الی الغایة وان نزل بالمسلمین نازلة قنت الا مام فی صلاۃ الجهر (ردالمحتار باب الوتر والنوافل فی مطلب فی قنوت النازلة ج ۱ ص ۶۲۸.ط.س.ج۲ص۱۱) وهو قول الثوری واحمد وقال جمهور اهل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوٰۃ کلها ا ه (البحر الرائق باب الوتر والنوافل ج ۲ ص ٤٤) ظفیر.
(۳) وهل القنوت هنا قبل الرکوع ام بعده لم اره والذی یظهرلی ان المقتدی یتابع امامه الا اذا جهر فیؤمن وانه یقنت بعد الرکوع لا قبله بدلیل ان ما استدل به الشافعی علی قنوت الفجر وفیه التصریح بالقنوت بعد الرکوع حمله علمائنا علی القنوت للنازلة ثم رائت الشرنبلا لی فی مراقی انفلاح صرح بانه بعده واستظهر الحموی انه قبله والا ظهر ما قلناه واللہ اعلم (ردالمحتار باب الور والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸.ط.س.ج۲ص۱۱) ظفیر.
(٤)

قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھے اور مقتدی آہستہ آمین کہیں

(سوال ۱۶۶۸) دارالعلوم دیوبند سے جو دعائے قنوت مطبوعہ اس زمانہ میں پڑھنے کے واسطے شائع ہوئی ہے اس کی ترکیب میں دو امر قابل دریافت ہیں۔ اول یہ کہ دعا پڑھنے کے وقت ہاتھ لٹکائے رکھیں یا اٹھاویں جیسا کہ دعا کے واسطے اٹھائے جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مقتدی آمین بالجہر کہیں یا بہ اخفاء۔

(جواب) صبح کی نماز میں بعد رکوع کے جو کہ اس زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے اس میں ہم لوگوں کا معمول یہ ہے کہ ہاتھ لٹکائے رہتے ہیں کیونکہ اس موقعہ پر ہاتھ کا باندھنا نہیں آیا ہے اور اٹھانا بھی حنفیہ کے قواعد سے چسپاں نہیں ہے اس لئے یہی احوط اور بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ چھوڑے رکھیں اور مقتدی آمین بہ اخفاء کہیں۔ (۱) فقط۔

قنوت نازلہ مغرب و عشاء میں درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۶۹) سنا ہے کہ دیوبند میں کوئی فتویٰ چھپا ہے جس میں عشاء کی اخیر رکعت میں دعاء پڑھنا لکھا ہے۔

(جواب) یہاں جو قنوت چھپا ہے اس میں صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کو لکھا ہے اور بعض نے عشاء اور مغرب میں بھی جائز لکھا ہے۔ (۲) فقط۔

فرض نماز میں دفع وبا کے لئے دعا

(سوال ۱۶۷۰) مرض وبا کے دنوں میں فرائض کی جماعت یا خاص مغرب اور فجر کی جماعت میں اخیر رکعت میں رکوع کے بعد امام چند دعائیں رفع وبا کے لئے پڑھتا ہے اور جملہ مقتدی باآواز بلند آمین کہتے ہیں۔ ایسا عمل کرنا فرض جماعت میں شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے کہ کسی حادثہ کے وقت صبح کی نماز میں رکوع سے اٹھ کر امام کو دعا قنوت پڑھنا درست ہے سوائے صبح کے اور نمازوں میں حنفیہ کا مذہب نہیں ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا مذہب ہے اور یہ بھی شامی میں ہے **ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل** ۔ (۳) اس لئے طاعون کے وقت بھی دعا قنوت صبح کی نماز میں رکوع کی بعد پڑھنا درست ہے۔ (۴)

قنوت نازلہ برائے جنگ طرابلس

(سوال ۱۶۷۱) کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس مسئلہ میں کہ موجودہ جنگ طرابلس کے متعلق جو مسلمان اور نصاریٰ میں قائم ہے اگر مسلمانوں کی نصرت اور نصاریٰ کی ہزیمت کے لئے ہندوستان یا برہما میں دعائے قنوت

---

(۱) ان المقتدی یتابع امامه الا اذاجهر فیئومن (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) ظفیر.
(۲) ولا یقنت لغیره الا لنازلة فیقنت الا مام فی الجهریة وقیل فی الکل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الوتر مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱.۱۲ ظفیر.
(٤) ولا یقنت لغیره الا لنازلة فیقنت الا مام فی الجهریة وقیل فی الکل (در مختار) قال فی الصحاح النازلة الشدیدة من شدائد الدهر ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل الخ وهو صریح فی ان قنوت النازلة عندنامختص بصلاةالفجر دون غیرها من الصلوات الجهریة اوالسریة (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) محمد ظفیر الدین غفرله.

پڑھی جاوے تو حنفی مذہب میں مکروہ ہے یا نہیں ؟ اگر مقتدیوں کی ناواقفیت کی وجہ سے امام قنوت کو کسی قدر جہر سے ہاتھ اٹھا کر پڑھے اور حنفی مقتدی خفیہ آمین کہیں تو یہ حنفی مذہب میں مکروہ ہے یا نہیں ؟ کیا نازلہ جنگ وغیرہ میں جو دعا قنوت پڑھی جاتی اس کے لئے شرط ہے کہ خاص خلیفہ یا سلطان پڑھے یا جہاں جنگ قائم ہو وہیں پڑھی جاوے اور دور دور مقامات میں دیگر ائمہ نہ پڑھیں حاشیہ شامی، بحر الرائق، کبیری و فتح القدیر ملاحظہ فرما کے اس کا جواب تحریر فرمایا جائے۔ فقط۔

(جواب) قنوت نازلہ عند الحنفیہ جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔ اور شامی میں ہے کہ امام اگر جہراً قنوت پڑھے تو مقتدی آمیں کہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی امام کا اتباع کرے باقی امام اگر حنفی ہے تو اپنے قاعدہ کے موافق مخفی پڑھے لیکن اگر امام نے بسبب مقتدیوں کی ناواقفیت کے جہر کیا اور مقتدیوں نے آمین کہی تو کراہت نہیں ہے۔ خلیفہ یا سلطان کا قنوت پڑھنا نازلہ کے وقت شرط نہیں ہے۔ **هذا كله في الدر المختار والشامي**۔(۱) دستخط مہر۔

جنگ اٹلی کے موقع سے قنوت نازلہ

(سوال ۱۶۷۲) فی الحال نصاری واٹلی اور مسلمانوں میں جو جنگ ہو رہی ہے اس موقعہ پر قنوت نازلہ کا پانچوں نمازوں میں بعد رکوع رکعت اخیرہ عند الاحناف پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟

(جواب) کلام فقہائے عظام رحمہم اللہ اس بارہ میں مختلف ہے **ولا يقنت لغيره الا لنازلة فيقنت الامام في الجهرية وقيل في الكل**۔ شامی میں ہے **واما القنوت في الصلوٰة كلها للنوازل فلم يقل به الا الشافعي وفيه تحت قوله في الكل الخ قد علمت ان هذا لم يقل به الا الشافعي رحمة الله وعزا في البحر الى جمهور اهل الحديث فكان ينبغي عزوه اليهم لئلا يوهم انه قول في المذهب وفيه ايضا اذا وقعت نازلة قنت الا مام في الصلوٰة الجهرية لكن في الاشباه عن الغاية قنت في صلوٰة الفجر ويؤيده مافي شرح المنية الخ شامي ج ۱ ص ۶۲۸**.

پس معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ صرف صلوٰۃ فجر میں نازلہ کے وقت قنوت پڑھے۔ لا غیر فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن۔

کس امام کے یہاں قنوت نازلہ فجر میں ہے

(سوال ۱۶۷۳) آج کل فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنا کس امام کا مذہب ہے۔

(جواب) ایسے حوادث کے وقت دعائے قنوت صبح کی نماز میں حنفیہ نے بھی جائز لکھی ہے۔(۳) فقط۔ (لماروا ه

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب في القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸. ط.س. ج۲ ص ۱۱. ۱۲ ظفير.
(۲) وقدصرح به الشامي حيث قال وهو صريح في ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية والسرية الخ قنوت نازلہ بعد رکوع پڑھے قبل رکوع نہ پڑھے. قال في الشامي وانه يقنت بعد الركوع لا قبل بدليل ان ما استدل به الشافعي على قنوت الفجر وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع حمله علماء نا على القنوت للنازلة الخ (شامي باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸. ط.س. ج۲ ص ۱۱ . (۳) ولايقنت لغيره الا لنازلة فيقنت الا مام في الجهرية وقيل في الكل (در مختار) وهو صريح عند نا ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوٰة الجهرية والسرية (ردالمحتارباب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸. ط.س. ج۲ ص ۱۱) ظفير.

الامام ابو حنیفه عن ابن مسعود رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یقنت فی الفجر قط الا شهر اواحد الم یرقبل ذالك ولا بعده وانما قنت شهرا یدعو علی قوم من العرب ثم ترکه (البحر الرائق . باب الوتر ج ۲ ص ٤٤ . ظفیر)

قنوت نازلہ جمعہ میں درست ہے یا نہیں

(سوال ١٦٧٤) قنوت نازلہ کا جمعہ میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) بعض روایات کے موافق جن میں تمام جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے کو جائز لکھا ہے جمعہ کی نماز میں بھی درست ہے۔(۱)

قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں اور جائز ہے تو کیوں

(سوال ١٦٧٥) اس زمانہ میں جو دعا نازلہ پڑھی جاتی ہے یہ دعا نماز فجر میں احناف کے نزدیک جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو لیس لك من الا مر شئی کا کیا جواب ہے۔ اور اس دعا نازلہ میں اور قنوت میں جو کہ نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ جب کسی قبیلہ یا قوم کو بد دعا کرنا چاہتے تھے فرق ہے یا نہیں۔

(جواب) بوقت نازلہ دعا قنوت وغیرہ نماز فجر میں باتفاق حنفیہ جائز ہے۔ در مختار میں ہے۔ ولا یقنت لغیره الا لنازلة الخ(۲) وفی الشامی وهو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰة الفجر الخ(۳) وفیه عن شرح المنیة فتکون شرعیته ای شرعیة القنوت فی النوازل مستمرة وهو محمل من قنت من الصحابة بعد وفاته علیه الصلوٰة والسلام وهو مذهبنا وعلیه الجمهور۔(۴) پس جب کہ معلوم ہوا کہ مذہب جمہور ائمہ یہی ہے اور صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھا ہے تو اب کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اس کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ اور آیۃً لیس لك من الا مر شئی کے شان نزول میں اختلاف کثیر ہے۔ قنوت نازلہ میں نزول اس کا متعین نہیں ہے۔ کما صرح به فی المعالم۔ تاکہ جواب کی ضرورت ہو اور امام طحاویؒ کا قول خود شامی میں یہ منقول ہے قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰة الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة اوبلیة فلا باس به فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم. الخ(۵) فقط۔

قنوت نازلہ تمام جہری نمازوں میں ہے یا صرف فجر میں

(سوال ١٦٧٦) حنفیہ کے صحیح مذہب اور ارجح اقوال کے اعتبار سے قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہئے یا تمام جہری نمازوں میں پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھے اور دوسری جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو اس سے جبراً باقی نمازوں میں پڑھوایا جاوے گا یا نہ۔ قنوت نازلہ علاوہ فجر کے دیگر نمازوں میں

---

(۱) فیقنت الامام فی الجهریة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٢٨ .ط.س.ج۲ص ۱۱) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج۱ ص ٦٢٨ .ط.س.ج۲ص ۱۱ ظفیر. (۳) ردالمحتار باب ایضاً .ط.س.ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر. (٤) ایضاً .ط.س.ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر. (٥) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ٦٢٨ .ط.س.ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.

منسوخ ہے یا نہیں اور آنحضرت ﷺ نے قنوت نازلہ کس وقت تک پڑھا ہے جب تک وہ کام پورا ہوا یا پہلے ہی ترک کر دیا۔

(جواب) راجح عند الحنفیہ یہ ہے کہ قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں ہے تمام جہری نمازوں میں اگرچہ بعض کتب سے اس کی بھی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں دعا قنوت نازلہ پڑھے اور دیگر جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو اس پر جبر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تمام جہری نمازوں میں پڑھے کیونکہ یہ عند الحنفیہ مختلف فیہ ہے۔ پس احوط اور معمول اکابرؒ کا صرف نماز فجر ہے۔ **کما فی الشامی بعد نقل کلام الا مام الطحاویؒ. وهو صریح فی ان قنوت النازلة عند نا مختصة بصلوٰة الفجر دون غیرها من الصلوات الجهریه او السریة الخ۔**(۱) اور اس کی کچھ تحدید منقول نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یا آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے جو قنوت بوقت نوازل پڑھا وہ کس وقت تک پڑھا۔ ظاہر یہ ہے کہ رفع نازلہ تک پڑھا ہوگا جو کہ وجہ اس کی مشروعیت کی ہے۔ چنانچہ فقہاء نے بھی اس کی کچھ تحدید نہ کی اور یہ فرمایا **ولا یقنت لغیره الا لنازلة الخ**(۲) در مختار ظاہر الفظ **الا لنازلة** سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت تک وہ نازلہ موجود ہو دعا مذکور مشروع ہے اور حدیث انسؓ میں ہے **ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قنت شهراً ثم ترکه رواه ابو داؤد والنسائی۔**(۳) ایک ماہ کے بعد ترک فرمانا یہ آپ کا یا اس وجہ سے ہو کہ مقصد پورا ہو گیا اور دعا مقبول ہو گئی اور آثار بد دعا ظاہر ہونے لگے یا آپ کو حکم ہو گیا کہ اب ترک کر دیجئے اب ضرورت نہیں رہی۔ بہر حال اب مشروعیت اس کی تا بقاء نازلہ عند الفقہاء مسلم ہے۔ فقط۔

قنوت نازلہ کا جواز اور اس کا ثبوت

(سوال ۱۶۷۷) قنوت نازلہ جو تقریباً سال بھر سے پڑھی جا رہی ہے اس پر بعض مسلمان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا پڑھنا جائز نہیں ہے اور حدیث انسؓ سے اس کا پڑھنا موقوف ہو چکا ہے **وعن انس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قنت شهراً ثم ترکه رواه ابو داؤد۔** ثم ترک سے اس کا چھوڑنا فرض کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں کسی پر لعنت ملامت کرنا یا بددعا کرنا بھی جائز نہیں ہے، حدیث اور قول امام اعظمؒ سے اس کا ثبوت مانگتے ہیں کہ ثم ترکہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا ہو۔

(جواب) در مختار میں ہے **ولا یقنت لغیره الا لنازلة فیقنت امام فی الجهریة وقیل فی الکل الخ** اور رد المحتار معروف بہ شامی میں ہے **(قوله فی الجهریة) یوافقه ما فی البحر والشرنبلالیة عن شرح النقایه عن الغایة وان نزل بالمسلمین نازلة قنت الا مام فی صلوٰة الجهریة وهو قول الثوری واحمد اه وکذا مافی شرح الشیخ اسمعیل عن البنایه اذا وقعت نازلة قنت الا مام فی صلوٰة الجهریة لکن فی الا شباه عن الغایة قنت فی صلوٰة الفجر ویؤیده ما فی شرح المنیه حیث قال بعد کلام فتکون شرعیة ای شرعیة**

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸. ط.س. ج۲ص ۱۱: ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۶۲۸. ط.س. ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) مشکوٰة باب القنوت فصل ثانی ص ۱۱۴. ط.س. ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.

القنوت فی النوازل مستمرة وهو محل قونت من قنت من الصحابة رضی اللہ عنهم بعد وفاته علیه الصلوٰة والسلام وهو مذهبنا وعلیه الجمهور قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰة الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلا باس به فعله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الخ الی ان قال وهو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰة الفجر دون غیرها من الصلوات الجهریة والسریة الخ ۔(۱)ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ عند الحنفیہ بلکہ عند الجمہور قنوت نازلہ بعد وفات آنحضرت ﷺ بھی مشروع ہے پس جو شخص اس کا انکار کرے وہ جملہ ائمہ اہل حق کا مخالف ہے اور کتب دینیہ سے ناواقف ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر قنوت نازلہ منسوخ ہو جاتا تو آپ کی وفات کے بعد صحابہؓ اس کو معمول بہ کیوں بناتے و کفی بهم قدوة اور حدیث انسؓ ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قنت شهراً ثم ترکه سے منسوب سمجھنا قنوت نازلہ کا صحیح نہیں ہے کیونکہ ثم ترکہ کے یہ معنی ہیں کہ مہینہ بھر کے بعد آپ نے اس کو چھوڑ دیا کیونکہ مثلاً ضرورت باقی نہ رہی اور جو غرض تھی وہ حاصل ہو گئی وغیرہ۔ اور لعنت کفار پر آیات واحادیث سے برابر ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لعنة اللہ علی الکافرین۔(۲) ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدیٰ من بعد ما بیّنٰه للناس فی الکتاب اولئك یلعنهم اللہ ویلعنهم اللٰعنون۔(۳)اسی طرح بکثرت آیات واحادیث سے لعنت بر کفار ثابت ہے انکار اس کا سوائے جاہل معاند کے اور کون کر سکتا ہے۔ الغرض حنفیہ کو اپنے ائمہ کے اقوال اور کتب فقہ کی تفصیل و تشریح کو دیکھ کر اس پر عمل کرنا چاہئے۔ منکرین ائمہ یعنی فرقہ غیر مقلدین کی بات سننا نہ چاہئے۔

قنوت نازلہ تمام نمازوں میں اور دعا ہاتھ اٹھا کر

(سوال ۱۶۷۸)ایک مولوی صاحب اہل حدیث نماز پنجگانہ فرائض کی رکعت اخیرہ میں بعد رکوع ہاتھ اٹھا کر امام دعا پڑھتا ہے اور مقتدی بھی ہاتھ اٹھا کر بطریق دعا آمین کہتے ہیں کیا یہ دعا اس طریق سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں
(جواب)ایسا بھی ثابت ہے لہذا اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور حنفیہ نے بھی اس کی اجازت دی ہے۔(۴)اگرچہ زیادہ تر روایات صبح کی نماز میں ہیں۔(۵)فقط۔

---

(۱)ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱.۱۲ ظفیر.
(۲)سورة البقر رکوع ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۳)سورة البقر .رکوع ۱۹. ۱۲ ظفیر.
(٤)ولا یقنت لغیره الا لنازلة فیقنت الا مام فی الجهریة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) ظفیر.
(۵)وهو صریح فی ان القنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غیرها من الصلوات الجهریة او السریة . (ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) ظفیر.

فصل ثالث سنن مؤکدہ وغیر مؤکدہ

مسائل سنن مؤکدہ

فجر کی جماعت کے وقت سنت کہاں پڑھی جائے

(سوال ۱۶۷۹) صبح کی سنتوں کو امام کی قراءۃ سے اس قدر دور پڑھنا چاہیے کہ امام کی آواز نہ آئے حالانکہ مساجد بکثرت چھوٹی ہیں سنت پڑھنے والا کہاں تک نہ سننے کی احتیاط کرے، اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) آواز آنے نہ آنے کی قید نہیں ہے صرف مکان علیٰحدہ ہونا چاہیے۔(۱) فقط۔

نماز فجر کی صفوں میں سنت کی اجازت نہیں

(سوال ۱۶۸۰) فجر کی نماز قائم ہونے کے بعد سنت فجر صف اول یا ثانی میں پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ اگر جائز نہ ہو تو علت عدم جواز تحریر فرمایئے۔

(جواب) علت عدم جواز صورۃً مخالفت جماعت اور حدیث اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ ہے۔ (۲) اور در مختار میں ہے۔ بل یصلیها عندباب المسجد وان وجد مکاناً والا ترکها لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنۃ الخ۔(۳) اور شامی میں ہے فان کان عند باب المسجد مکان صلاها فیه والا صلاها فی الشتوی اوالصیفی ان کان للمسجد موضعان۔(۴) فقط۔

سنت وفرض کے درمیان دنیاوی باتیں اور اس کا حکم

(سوال ۱۶۸۱) زید سنت فجر اور سنت ظہر اور فرضوں کے درمیان کلام دنیاوی کرتا ہے تو سنتوں کا اعادہ ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس میں ثواب کم ہو جاتا ہے۔ سنتوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں وفیه اختلاف ۔(۵)

مسجد کے اندرونی حصہ میں جماعت کی حالت میں باہر سنت کی گنجائش کی دلیل

(سوال ۱۶۸۲) مسجد کے اندر کے درجہ میں جماعت فجر کی ہوتی ہو تو سنتیں باہر کے درجہ میں کس دلیل سے درست ہوں گی جب کہ قراءۃ کی آواز سنائی دیتی ہو تو فاستمعوا پر کس طرح عمل ہوگا۔

(جواب) آثار صحابہؓ سے ایسا ثابت ہے کہ فرض صبح کی قراءۃ کی آواز آتی تھی اور وہ ایک طرف ہو کر صبح کی سنتیں پڑھتے تھے اس لئے امام صاحب نے ایسا حکم دیا کہ علیٰحدہ ہو کر صبح کی سنتیں پڑھ لے پھر شریک جماعت

---

(۱) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والاابان رجا ادراك رکعة الخ لایترکها بل یصلیها عند باب المسجدان وجد مکانا والا ترکها ، لان ترك المکروہ مقدم علی فعل السنة (در مختار) عند باب المسجد ای خارج المسجد کما صرح القهستانی وقال فی العنا یة لا نه لو صلا ها فی المسجد کان متنفلا فیه عند اشتغال الامام بالفریضة وهو مکروہ فان لم یکن علی باب المسجد موضع للصلاة یصلیها فی المسجد خلف سارية من سواری المسجد ، واشد ها کراهة ان یصلیها مخا لطا للصف مخالفا للجماعة والذی یلی ذالك خلف الصف من غیر حائل ا ہ (ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۰ و ج۱ ص ۶۷۱ .ط.س.ج۲ص۵۷) ظفیر.(۲) مشکوٰۃ المصا بیح ، باب الجماعة وفضلها فصل اول ص ۶۶ عن ابی هریرۃ ۱۲ ظفیر.(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۱ .ط.س.ج۲ص۵۷ ۱۲ ظفیر.(۴) ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۱ .ط.س.ج۲ص۵۷ ۱۲ ظفیر.
(۵) ولو تکلم بین السنة والفرض لا یسقطها ولکن ینقص ثوابها وقیل یسقط (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۶ .ط.س.ج۲ص۱۹.

ہو جاوے تا کہ دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں۔(۱)

اگر کسی نے چار رکعت کی نیت توڑ دی تو پھر اس پر کے رکعت واجب ہوں گی

(سوال ۱۶۸۳)سنت مؤکدہ مثل ظہر چار رکعت کی نیت توڑ دی تو اس کو دو رکعت واجب ہیں یا چار۔

(جواب)چار۔(۲)فقط۔

ظہر کی سنت جو فرض کی وجہ سے دو رکعت پر ختم کر دی گئیں بعد فرض چار پڑھی جائیں گی

(سوال ۱۶۸۴)زید ظہر کی سنت پڑھ رہا تھا ابھی ایک رکعت پڑھی تھی کہ جماعت کھڑی ہو گئی اس نے دو رکعت پوری پڑھ کر سلام پھیر دیا تو اس کو فرضوں کے بعد دو رکعت پڑھنی چاہئے یا چار۔

(جواب)اس کو بعد فرض کے چار رکعت سنت ظہر پڑھنی چاہئے(۳)۔فقط۔

ظہر کی جماعت کے وقت آنے والا پہلی سنت کب پڑھے گا۔

(سوال ۱۶۸۵)اگر کوئی شخص ظہر کی نماز کو ایسے وقت آیا کہ جماعت ہو رہی تھی، بغیر سنت پڑھے ہوئے جماعت میں شریک ہوا تو چار سنت کس وقت پڑھے اور کیا نیت کرے قضاء یا ادا؟

(جواب)بعد فرض کے چار سنت پڑھے دو سنت سے پہلے یا پیچھے اور نیت سنت ظہر کی کرے۔(۳)فقط۔

فجر کی سنت رہ جائے تو کہاں پڑھی جائے

(سوال ۱۶۸۶)فجر کی نماز کی سنت فرضوں میں شامل ہونے کی وجہ سے فوت ہو جاویں تو ان کو کس وقت ادا کریں؟

(جواب)در مختار میں ہے **ولا یقضیها الا بطریق التبعیة الخ** (۴)یعنی فجر کی سنتوں کی قضا نہیں ہے مگر جب کہ فرض کے ساتھ ہو اس صورت میں زوال سے پہلے پہلے قضا کرے اور اگر تنہا سنت فوت ہوں تو اس کی قضا نہیں، امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ تو کسی وقت بھی قضا کے قائل نہیں۔نہ قبل طلوع شمس نہ بعد طلوع شمس۔اور امام محمدؒ

---

(۱)وانما خالفناه فی سنة الفجر لشدة تاکد ها علی ما مر علی انها لا تقضی والحدیث المذکور قداوقفه ابن عینیه وحما دبن زید وحماد بن سلمه عن ابی هریرة ولماروی الطحاوی وغیره عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه انه دخل المسجد وقد اقیمت الصلوٰة فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانته وذالك بمحضر حذیفة وابی موسیٰ وقد مرتما مه فی اوقاة المکرهة فکانت سنة الفجر مستثناة بادلة اخری عارضت حدیث ابی هریرة ورجحت علیه (غنیة المستمیٰ ص ۳۷۹ و ص ۳۸۰ . ظفیر.

(۲)وسن مؤکدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعدها بتسلیمة فلو بتسلیمتین لم تنب عن السنة ولذا لونذرها لا یخرج عنه بتسلیمتین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتروالنوافل ص ۶۳۰.ط.س.ج۲ص۱۳) ولا یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی القعدة الاولیٰ فی الا ربع قبل الظهر والجمعة الخ (درمختار) اقول قال فی البحر فی باب صفة الصلاة ان ما ذکر مسلم فیما قبل الظهر لما صرحوابه من انه لا تبطل شفعةُ الشفیع بالانتقال الی الشفع الثانی منها ولو افسدها قضی اربعا (ردالمحتار . باب ایضاً ج ۱ ص ۶۳۳.ط.س.ج۲ص۱۶) ظفیر.

(۳)بخلاف سنة الظهر وکذا الجمعة فانه ان خاف فوت رکعة یترکها ویقتدی ثم یا تی بها علی انها سنة فی وقته ای الظهر قبل شفعة عند محمد وبه یفتی (درمختار) اقول وعلیه المتون لکن رجح فی الفتح تقدیم الرکعتین قال فی الا مداد وفی فتاوی العتابی انه المختار وفی مبسوط شیخ الا سلام انه الا صح لحدیث عائشة انه علیه الصلوٰة والسلام کان اذا فاتته الا ربع قبل الظهر یصلیهن بعد الرکعتین وهو قول ابی حنیفة وکذا فی جامع قاضی خان ا ه والحدیث قال الترمذی حسن غریب فتح (ردالمحتار باب ادرك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۳.ط.س.ج۲ص۵۸)ظفیر غفرله.

(۴)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب السن والنوافل ج ۱ ص ۶۷۲.ط.س.ج۲ص۵۶. ۱۲ظفیر.

فرماتے ہیں کہ بعد طلوع شمس زوال سے پہلے پہلے پڑھنا بہتر ہے۔(۱) فقط۔

جمعہ کے پہلے کی سنت بعد جمعہ

(سوال ۱۶۸۷) جو سنتیں جمعہ کے اول پڑھی جاتی ہیں وہ رہ جائیں تو قضا کرے یا نہیں؟

(جواب) جو سنتیں جمعہ کے اول پڑھی جاتی ہیں اگر ان کو نہ پڑھ سکا تو بعد جمعہ کے پڑھے۔ کما قال فی الدر المختار. بخلاف سنة الظهر و كذا الجمعة الخ ثم ياتي بها على انه سنة فی وقته الخ۔(۲) واللہ اعلم۔

فجر کی سنت کب تک پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۱۶۸۸) سنت فجر کس وقت تک پڑھنا چاہئے ان کی قضا کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر صبح کی جماعت ہو رہی ہے تو اگر ایک رکعت کے ملنے کی امید ہے تو سنتیں صبح کی علیحدہ ہو کر پڑھ لے پھر جماعت میں شریک ہو جاوے۔(۳) اور اگر پہلے نہ پڑھے تو پھر بعد فرضوں کے قبل طلوع آفتاب نہ پڑھے۔ اگر پڑھے تو بعد آفتاب نکلنے کے پڑھے۔(۴) فقط۔

ظہر، مغرب اور عشاء کے بعد نوافل

(سوال ۱۶۸۹) نفل پڑھنا بعد ظہر و مغرب و عشاء سنت سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) سنت سے ثابت ہے۔(۵) فقط۔

فجر کی سنت بعد فرض قبل طلوع آفتاب پڑھنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۹۰) صبح کی سنت قبل طلوع آفتاب بعد جماعت کے پڑھنا کیسا ہے۔ اگر ناجائز ہے تو ظہر کی سنت قبلیہ بھی نہ پڑھنی چاہئے۔

(جواب) بعد فرض صبح کے قبل طلوع آفتاب سنتیں پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی ممانعت حدیث شریف میں آگئی ہے۔ بخاری و مسلم میں بروایت حضرت ابو سعید خدریؓ مروی ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صلوٰة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس ولا صلوٰة بعد العصر حتى تغيب الشمس(۶) اس

---

(۱) واذا فاتته ركعتا الفجر لا يقضيها قبل طلوع الشمس لانه يبقى نفلا مطلقا وهو مكروه بعد الصبح ولو بعد ارتفاعها عن ابی حنيفة وابی يوسف وقال محمد احب الى ان يقضيها الى وقت الزوال (هدايه باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۱۳۶) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س. ج۲ص۵۸ .۱۲ ظفير.

(۳) واذا خاف فوت ركعتي الفجر لا شتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة اكمل والا بان رجا ادراك ركعة لا يدركها ، بل يصليها عند باب المسجدان وجد مكانا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۱ .ط.س. ج۲ص۵۶ .

(۴) ولا يقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده فی الا صح (در مختار) واما اذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالاجماع لكراهة النفل بعد الصبح واما طلوع الشمس فكذا لك عندهما وقال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال (ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س. ج۲ص۵۷) ظفير.

(۵) عن ام حبيبة قالت قال رسول الله صلى الله عليه من صلى فی يوم وليلة ثنتى عشرة ركعة بنى له بيتا فی الجنة اربعا قبل الظهر وركعتين بعد المغرب وركعتين بعد العشاء وركعتين قبل صلوٰة الفجر رواه الترمذی (مشكوٰة باب السنن وفضائلها ج ۱ ص ۱۰۳ ويستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسليمة وان شاء ركعتين وكذا بعد الظهر لحديث الترمذی من حافظ اربع ركعات قبل الظهر واربع بعدها حرمه الله على النار وست بعد المغرب ليكتب من الا وابين بتسليمة او ثنتين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی السنن ج ۱ ص ۶۳۰ .ط.س. ج۲ص۱۳) ظفير.

(۶) مشكوٰة المصابيح . باب اوقات النهی ص ۹۴ .۱۲ ظفير.

حدیث سے بعد الصبح اور بعد عصر نوافل و سنن کی ممانعت معلوم ہوئی اور ظہر کے بعد ممانعت نہیں آئی لہذا ظہر کی سنتیں پہلے اگر رہ جائیں تو بعد فرضوں کے ان کو پڑھ لیوے اور فقہاء حنفیہ لکھتے ہیں ولا يقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده بخلاف سنة الظهر. در مختار اور شامی میں ہے واما اذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالا جماع لكراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما وقال محمدؒ احب الى ان يقضيها الى الزوال الخ۔(۱) فقط۔

ایک رکعت ملنے کی امید پر جماعت فجر کے وقت سنت فجر درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۹۱) شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ اگر فجر کے فرض کی ایک رکعت امام کے ساتھ مل جانے کی امید ہو تو سنتیں ترک نہ کرے یہ صحیح ہے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جب امام قرات شروع کر دیتا ہے تو سنت فجر کا پڑھنا حرام ہے۔ جہاں تک امام کی آواز جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) یہ صحیح ہے کہ اگر فرض باجماعت فجر کی ایک رکعت بلکہ عند المحققین تشہد بھی مل سکے تو علیحدہ ہو کر سنتیں ادا کر کے پھر شامل جماعت ہو جاوے وکذا فی الدر المختار والشامی(۲) اور جو لوگ ایسا کہتے ہیں کہ فجر کے فرضوں کی جماعت شروع ہونے کے بعد مطلقاً سنتیں صبح کی پڑھنی حرام ہیں وہ حنفی نہیں ہیں اور ان کو مذہب حنفی کی خبر نہیں ہے۔ حنفیہ کا یہی مذہب ہے کہ سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو مگر حتی الوسع جماعت سے علیحدہ ہو کر پڑھے والتفصیل فی کتب الفقہ۔

سنتوں کی نیت میں سنت رسول اللہ کہنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۹۲) سنن میں سنت رسول اللہ کہنا کیسا ہے۔

(جواب) وكفى مطلق نية الصلاة وان لم يقل لله لنفل وسنة راتبة الخ در مختار(۳)۔ یعنی سنت و نفل میں مطلق نیت نماز کی بھی کافی ہے اور یقین کرنا کہ سنت فجر ہے یا ظہر احوط ہے۔ اگر سنت رسول اللہ کہے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنت مؤکدہ کا ترک درست نہیں

(سوال ۱۶۹۳) سنت مؤکدہ کو بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر فرصت ہے تو پڑھ لی جاویں اگر فرصت نہ ہو تو نہ پڑھے کچھ حرج نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) سنن مؤکدہ کو ترک نہ کرنا چاہئے۔ حتی الوسع پڑھنا چاہئے۔(۴) البتہ اگر وقت تنگ ہو گیا ہو کہ صرف

---

(۱) ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۲. ط.س. ج ۲ ص ۵۷ ظفير.

(۲) واذا خاف فوت ركعتي الفجر لا شتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة اكمل والا بان رجا ادراك ركعة في ظاهر الرواية وقيل التشهد واعتمده المصنف والشر نبلا لي تبعا للبحر لكن ضعفه في النهر لا يتركها بل يصليها عندباب المسجدان وجد مكانا والا تركها (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۲ . ط.س. ج ۲ ص ۵۶) صرف کی توقع پر رکعت نہ چھوڑے۔ ظفیر۔ (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۸۸ .ط.س. ج ۲ ص ۵۱۷ . ۱۲ ظفير. (۴) ولهذا كانت السنة المؤكدة قريبة من الواجب في لحوق الا ثم كما في البحر ويستوجب تاركها التضليل واللوم كما في التحرير اى على سبيل الا صرار بلا عذر (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب في السنن والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰. ط.س. ج ۲ ص ۱۲) ظفير.

فرض پڑھنے کی مقدار وقت باقی ہو تو اس وقت سنتوں کو چھوڑ دے۔ فقط۔

سنتیں مکان پر پڑھنا

(سوال ۱٦٩٤) سنتیں مکان پر پڑھنے کی فضیلت ہے۔ یہ سنت قبلیہ اور بعد یہ دونوں کے لئے ہے یا کیا۔

بعد مغرب سنتیں

(سوال ۲/۱٦٩٥) بعد مغرب جو چھ رکعت کی ترغیب دی ہے اس کی دو رکعت ادا کرے تو ہو سکتی ہے یا نہ۔

فرائض کے بعد کی سنتیں فوراً پڑھنا چاہئے یا دیر بھی کر سکتا ہے

(سوال ۳/۱٦٩٦) فرضوں کے بعد جو نفل ہیں فرضوں کے بعد فوراً پڑھے یا جب تک وقت باقی ہے پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) (۱) یہ حکم ہر دو سنن کے لئے ہے۔ لیکن اگر بعد فرض کے مکان پر جانے میں راستہ میں یا مکان میں جا کر کچھ حرج واقع ہونے کا احتمال ہے اور امور دنیاوی میں مشغول ہو جانے کا اندیشہ ہے تو پھر مسجد ہی میں سنتیں پڑھ لیوے کیونکہ ایسا بھی ثابت ہے۔(۱)

(۲) یہ چھ رکعت جن کی فضیلت بعد مغرب کے آئی ہے علاوہ مغرب کی دو سنت مؤکدہ کے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ دو سنت مؤکدہ بھی اس میں داخل ہیں اور اگر مغرب کی دو سنت کے بعد صرف دو رکعت نفل پڑھ لیوے تو اس میں بھی ثواب ہے۔(۲)

(۳) جب تک وقت اس نماز کا ہے ان نوافل کا وقت ہے۔(۳) فقط (مگر متصلاً پڑھنا اولیٰ ہے ظفیر)

ظہر کی چار سنتوں کی حیثیت بعد ادائیگی فرض

(سوال ۱٦٩٧) ظہر کے فرض پہلے پڑھ لئے تو اب چار سنت قبلیہ نفل ہو گئی یا سنت مؤکدہ ہی رہی۔

(جواب) جب تک وقت باقی ہے ادا کرنا چار رکعات قبل ظہر کا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر قبل از فرض ظہر چار رکعت سنت قبل ظہر والی ادا نہ کی تو بعد فرض کے ادا کرنی چاہئے۔(۴) فقط۔

اگر بھول سے سنت کی نیت میں فرض کا نام لے لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱٦٩٨) اگر کوئی شخص بوقت ظہر یا فجر بھول کر بجائے سنت مؤکدہ کی نیت کے فرضوں کی نیت باندھ

---

(۱) الا فضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل منهاوالا صح افضلية ماكان اخشع واخلص (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل). ط.س. ج۲ص ۲۲ ظفير. (۲) ويستحب الخ وست بعد المغرب ليكتب من الا وابين بتسليمة او ثنتين او ثلاث والا ول ادوم واشق وهل تحسب المؤكدة من المستحب ويودى الكل بستليمة واحدة اختار الكمال نعم (الدر المختار علي هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٣١. ط.س. ج۲ص۱۳) ظفير. (۳) مگر اچھا یہ ہے کہ متصلاً پڑھ لے۔ کیونکہ فقہاء لکھتے ہیں ويكره تاخير السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختاره الكمال. قال الحلبی ان اريد بالكراهة التنزيهية ارتفع الخلاف وفی حفظی حمله على القليلة (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ٤٩٤. ط.س. ج۲ص ۵۳۰) ظفير. (٤) بخلاف سنة الظهر وكذا لجمعة ان خاف فوت ركعة يتركها ويقتدى ثم يأتى بها على انها سنة فی وقته ای الظهر (در مختار) على انها سنة ای اتفاقا وما فی الخانية وغيرها من انها نفل عنده سنة عندهما فهو من تصرف المصنفين لان المذكور فی المسئلة الاختلاف فی تقديمها او تاخرها والا تفاق على قضائها وهو اتفاق على وقوعها سنة كما حققه فی الفتح وتبعه فی البحر والنهر وشرح المنية (ردالمحتار. باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ٦٧٢ و ج ۱ ص ٦٧٣. ط.س. ج۲ص۵۸) ظفير.

لے تو سنتیں کیونکر ادا کرے۔ نیت توڑ کر پھر سنتوں کی نیت باندھے یا دل ہی دل میں نیت کرے اور فرض بعد کو پڑھے یا کیا کرے۔

(جواب) نیت توڑ کر پھر سے نیت سنتوں کی باندھے اور دوبارہ تکبیر بہ نیت سنت کہے۔(۱)

سنت گھر پر پڑھنا ہی افضل ہے

(سوال ۱۶۹۹) میں سنت فجر گھر پر پڑھ لیتا ہوں اور مطابق روایت در مختار وغیرہما اسی کو افضل سمجھتا ہوں۔ مولوی اشرف علی کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع سنن مؤکدہ کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے تاکہ ایہام یا تشبہ اہل بدعت سے نہ ہو چونکہ اس دیار میں تارکین سنت نہیں ہیں تو کیا یہاں بھی تشبہ اہل بدعت سے ہو گا یا نہ۔

(جواب) احادیث میں سنن ونوافل کے مکان میں ادا کرنے کی جو کچھ فضیلت وارد ہوئی ہے وہ مشہور و معروف ہے اور فقہاء نے بھی سوائے تراویح کے دیگر سنن ونوافل کے مکان میں پڑھنے کو افضل فرمایا ہے۔(۲) اور حضرات اکابر حنفیہؒ مثل حضرت محدث فقیہ گنگوہیؒ کا عمل اسی پر دیکھا گیا اور آپ کے اطراف میں جب کہ کوئی فرقہ اہل بدعت کا ایسا بھی نہیں ہے جو تارک سنن ہو تو پھر اس فضیلت میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ فقط۔

فرض کے بعد اور سنت مؤکدہ سے پہلے تسبیح

(سوال ۱۷۰۰) ایک شخص بعد نماز فرائض قبل سنت تسبیح و آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اور سنت مؤکدہ اس کے بعد ادا کرتا ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ ان نماز فرائض کے بعد دعا سلام پڑھتے تھے اور سنت مؤکدہ بہت جلد ادا کرتے تھے کیونکہ فرشتہ فرض اور سنت دونوں کو بدرگاہ الٰہی لے جا کر پیش کرتے ہیں۔

(جواب) آیۃ الکرسی و تسبیحات کا پڑھنا قبل سنن بھی جائز ہے اور معمول بہ اکابر کا ہے۔ اور احادیث سے دونوں امر ثابت ہیں۔(۳) فقط۔

ظہر کے بعد چار رکعت کا معمول کیسا ہے

(سوال ۱۷۰۱) ایک شخص فرض ظہر سے پہلے چار رکعت سنت ظہر پڑھتا ہے اس کے بعد فرض ظہر ادا کرتا ہے۔ جماعت سے فرض ظہر ادا کرنے کے بعد دو رکعت سنت نہیں پڑھتا بلکہ بجائے دو کے چار رکعت سنت اکٹھی پڑھتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے۔ اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں۔

(جواب) قال ابن الهمام وصرح جماعة من المشائخ انه يستحب اربع بعد الظهر لحديث رووه وهو

---

(۱) رجل افتتح المكتوبة فظن انها تطوع فصلى على نية التطوع حتى فرغ فالصلوٰة هى المكتوبة ولو كان الا مر بالعكس فالجواب بالعكس الخ والنية بدون التكبير ليس بمخرج (عالمگیری كشورى الفصل الرابع فى النية ج ۱ ص ٦٤ و ج ۱ ص ٦٥ ط.س. ج۲ ص٦٦) ظفير. (۲) والا فضل فى النفل غير التراويح المنزل الا لخوف شغل منها والا صح افضلية ما كان اخشع واخلص (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٣٨. ط.س. ج۲ ص۲۲) ظفير.

(۳) وعن المغيرة بن شعبة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقول فى دبر كل صلوٰة مكتوبة لا اله الا الله وحده لا شريك له الخ متفق عليه (مشكوٰة باب الذكر بعد الصلوٰة ص ۸۸) وعن على قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على اعواد هذا المنبر يقول من قرأ اية الكرسى فى دبر كل صلوٰة لم يمنعه من دخول الجنة الا الموت الخ قال اسناده ضعيف (ايضاً ص ۸۹) قال الحلوانى لا باس بالفصل بالا وراد واختاره الكمال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ٤٩٤. ط.س. ج۲ ص ٥٣٠) ظفير.

انه صلی اللہ علیه وسلم قال من صلّٰی اربعاً قبل الظهر واربعاً بعدها حرمه اللہ علی النار .رواه ابو داؤد والترمذی والنسائی ثم اختلف اهل هذا العصر فی انها تغیر غیر رکعتی الراتبة او بهما وعلی التقدیر الثانی قیل تودی بهما بتسلیمة واحدة اولا فقال جماعة لا لانه ان نوی عند التحریمة السنة لم یصدق فی الشفع الثانی اوالمستحب لم یصدق فی السنة ووقع عندی انه اذا صلی اربعاً بعد الظهر بتسلیمة اوثنتین وقع عن السنة و المندوب سواء احسسه الراتبة اولا.فتح القدیر ص ۳۸۶ مصری

پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص استحباب پر عمل کرے فرض ظہر کے بعد صرف چار رکعت پڑھ لیا کرے دو رکعت سنت علیٰحدہ نہ پڑھے۔بنابر تحقیق شیخ ابن ہمام کوئی حرج نہیں۔

ان چار رکعت میں دو رکعت سنت ہی محسوب ہو جائیں گی خواہ ان کی نیت کرے یا نہ کرے البتہ مختار یہ ہے کہ چار رکعت کو بعد فرض ظہر دو سلام سے پڑھ لیا کرے تا کہ کسی کا خلاف ہی نہ رہے اور اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے جس میں یہ ہے عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یصلی قبل الظهر اربعاً و بعدها رکعتین۔(۱) الحدیث۔رواہ مسلم وابو داؤد۔اس روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت مستمرہ یہ تھی کہ دو رکعت سنت بعد فرض ظہر کے پڑھا کرتے تھے اس لئے کمال اتباع سرور کائنات ﷺ،اس میں ہے کہ دو رکعت سنت فرض ظہر کے بعد علیٰحدہ پڑھنے کا اہتمام کرے چار رکعت پر دوام کرنا دو رکعت سنت علیٰحدہ نہ پڑھنا حضرت عائشہؓ کی حدیث پر عمل کرنے سے مانع ہے۔آئندہ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔فقط۔

بعد فرض سنت میں تاخیر کس حد تک درست ہے

(سوال ۱۷۰۲)بعد فرضوں کے سنتوں کی تاخیر کس مقدار تک مستحب ہے اور کس مقدار سے زاید مکروہ ہے۔ حنفیہ کا مفتی بہ قول مع دلائل بیان فرمائیے۔

(جواب)در مختار میں ہے ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ ۔(۲) لیکن مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ تقریبی امر ہے اگر کچھ اس سے زیادہ بھی دعا وغیرہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ فصل بالاوراد میں کچھ مضائقہ نہیں ۔ کما هو معمول مشائخنا قال الحلوانی لاباس بالفصل بالا ورادواختاره الکمال۔(۳) فقط۔

بعد فرض سنت گھر میں پڑھے یا مسجد میں

(سوال ۱۷۰۳)فرضوں کے سنتیں اپنے اپنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہئے یا مسجد میں۔

(جواب)فی الشامی . لا تفاق کلمة المشایخ علی ان الا فضل فی السنن حق سنة المغرب المنزل ای فلا یکره الفصل بمسافة الطریق۔(۴) شامی اور دوسرے موقعہ میں مذکور ہے والا فضل فی النفل غیر

(۱)دیکھئے مشکوٰۃ باب السنن ص ۱۰۴ . ۱۲ ظفیر.(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۴.ط.س.ج۲ص ۱۲.۵۳۰ ظفیر.(۳)ایضاً .ط.س.ج۲ص ۱۲.۵۳۰ ظفیر.(۴)ردالمحتار باب صفة الصلاة تحت قول ویکره تاخیر السنة الا بقدراللهم انت السلام الخ ج۱ص ۴۹۵.ط.س.ج۲ص ۱۲.۵۳۰ ظفیر.

التراویح ا لمنزل الا لخوف شغل عنها والا صح افضلية ماكان اخشع واخلص۔(۱) اس اخیر عبارت سے واضح ہوا کہ جو اخشع واخلص ہو وہی افضل ہے۔ اگر مسجد میں پڑھنے میں خشوع زیادہ ہے اور اخلاص زیادہ ہے اور گھر جا کر پڑھنے میں خوف تاخیر وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں پڑھنا ہی افضل ہے۔ فقط۔

بعد سنن ونوافل دعا انفراداً ہے اجتماعاً ثابت نہیں

(سوال ۱۷۰۴) بعد سنن ونوافل کے بھی دعا کرنا چاہیئے یا نہیں یا سلام پھیرتے ہی اٹھ کر چلا جانا چاہیئے۔ اگر کوئی عالم شخص بعد سنن ونوافل کے دعا نہ کرے اور یوں ہی چلا جایا کرے تو قابل ملامت ہے یا نہیں۔ جو خود بھی دعا نہ کرے اور دوسرے دعا کرنے والوں کو بھی برا بھلا کہے اور دعا سے منع کرے تو وہ قابل ملامت ہے یا نہ۔

(جواب) فرائض کے بعد دعا کر کے متفرق ہو جانا چاہیئے۔ سنن ونوافل کے بعد اجتماعاً دعا کا پابند مقتدیوں کو نہ کرنا چاہیئے۔ فرائض کے بعد کوئی شخص مثلاً گھر جا کر سنتیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو کیوں پابند کیا جاوے۔ الغرض جو ایسا کرے وہ لائق ملامت کے نہیں ہے اور یہ رسم کہ بعد سنن ونوافل کے بطور خود ہر ایک شخص جس وقت فارغ ہو دعا کر کے چلا جاوے یا فرائض کے بعد گھر جا کر سنتیں پڑھے اس میں کوئی تنگی نہ ہونی چاہیئے فقط۔

دو شفعہ والی سنتوں میں قرات

(سوال ۱۷۰۵) سنن مؤکدہ ذی شفعین کے ہر شفعہ میں قرأۃ واجب ہے یا ہر شفعہ اولیٰ میں۔

(جواب) چاروں رکعت میں قرأۃ واجب ہے۔(۲) فقط۔

امام کے محراب سے ہٹ کر سنت پڑھنے کی وجہ کیا ہے

(سوال ۱۷۰۶) امام کا مصلی جماعت سے علیحدہ ہو کر سنت ونوافل ادا کرنے کی اصل علت کیا ہے۔ اگر اس مصلی پر سنت ونوافل ادا کرے تو کیسا ہے۔

(جواب) اب اصل علت ارتفاع اشتباہ ہے اور یہ بہتر ہے کہ بصورت اشتباہ علیحدہ ہو کر سنن ونوافل پڑھے۔(۳) لیکن اگر اس مصلی پر پڑھے تو یہ بھی درست ہے لان بالسلام يحصل الفصل اور جو اصلی علت احادیث میں مذکور ہے کہ خلط فرائض بالنوافل و احتمال گمان زيادة فريضة۔ وہ اب باقی نہیں ہے۔

سنت قبل الجمعہ نہ پڑھ سکے تو کیا کرے

(سوال ۱۷۰۷) چار رکعت سنت قبل جمعہ اگر رہ جائیں تو بعد جمعہ ان کو پڑھے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج۱ ص ۶۳۸ .ط.س. ج۲ ص ۲۲. ۱۲ ظفير.

(۲) وتفرض القراء ة عملا فى ركعتى الفرض الخ وكل النفل للمنفرد ولا ن كل شفع صلاة الخ وكل الوتر احتياطا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۴۴ .ط.س. ج۲ ص ۲۸) ظفير .

(۳) ويكره للامام التنفل فى مكانه لا للموتم وقيل يستحب كسر الصفوف وفى الخانية يستحب للامام التحول ليمين القبلة يعنى يسارا لمصلى لتنفل اوورد وخيره فى المنية بين تحويله يمينا وشمالا واماما وخلفا وذهابه لبيته الخ (در مختار) قوله ويكره الخ بل يتحول الخ وكذا يكره مكثه قاعد ا فى مكانه مستقبل القبلة فى صلاة لا تطوع بعدها والكراهة تنزيهية كمادلت عليه عبارة الخانية وقال لان المقصود من الا نحراف وهوزوال الا شتباه اى اشتباه انه فى الصلوٰة (ردالمحتار قبيل فصل فى القراءة ج ۱ ص ۴۹۵ وج ۱ ص ۴۹۶ .ط.س. ج۲ ص ۵۳۱) ظفير.

(جواب) بعد ادائے جمعہ سنت قبل جمعہ کو ادا کرنا چاہئے۔(۱)

سنت و فرض کے درمیان دنیاوی باتیں موجب نقص ثواب ہے

(سوال ۱۷۰۸)هل الكلام الدنيوى بين السنة التى قبل الظهر والتى قبل الفجر وبين فرضيهما مفسد للسنة ام موجب لا نحطاط ثواب السنة ؟ وايضا الا كل والشرب ؟

(جواب)موجب لنقص الثواب لا مفسدلها. قال فى الدر المختار ولو تكلم بين السنة والفرض لا يقسطها ولكن ينقص ثوابها۔(۲) فقط۔

فجر کی سنت چھوڑ گئی بعد فرض کب پڑھے

(سوال ۱۷۰۹)جس نے صبح کی سنت نہیں پڑھی اور فرضوں میں شریک ہو گیا اب وہ سنت کس وقت پڑھے ؟

(جواب)اب وہ سنتیں بعد نماز فرض کے قضا نہ کی جاویں گی اگر پڑھے تو بعد آفتاب نکلنے کے۔ یہ نفل ہو جاویں گی۔(۳) فقط۔

فجر و مغرب کی سنتوں میں سورہ کافرون اور اخلاص پر مداومت اور اس کا حکم

(سوال ۱۷۱۹)کیا جناب رسول مقبول ﷺ ہمیشہ نماز فجر و مغرب میں یعنی سنتوں میں رکعت اولیٰ میں قل یٰایُّها الکفرون اور رکعت ثانیہ میں قل ھو اللہ پڑھا کرتے تھے اگر کوئی اس پر مداومت کرے تو نماز مکروہ ہو گی یا نہیں۔

(جواب)ہمیشہ ایسا نہیں ہوا کیونکہ حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ سنتوں میں کبھی آپ نے سورہ کافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھی ہے اور کبھی قولوا امنا باللہ الآیۃ اور قل یا ھل الکتاب تعالوا الآیۃ پڑھی ہے۔ کما وردفی الحصن الحصین اور اگر کوئی شخص یہی دونوں سورتیں صبح کی سنتوں میں مستحب سمجھ کر پڑھے تو کراہت نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ کبھی اور کوئی سورۃ یا قولوا امنا الآیۃ وغیرہ پڑھ لیا کرے۔(۴) فقط۔

اگر سنت فجر بعد فرض پڑھ لے تو کیا حرج ہے

(سوال ۱۷۱۱)سنت فجر اگر جماعت ترک ہونے کی وجہ سے نہ پڑھ سکا تو قبل طلوع آفتاب بعد جماعت کے

---

(۱)ولا يقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فانه ان خاف فوت ركعة يتركها ويقتدى ثم ياتي بها على انها سنته في وقته قبل شفعه عند محمد وبه يفتى (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۶۷۲ باب ادراك الفريضة .ط.س.ج۲ص۵۷) ظفير.

(۲)الدر المختار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۹۵ .ط.س.ج۲ص۱۹. ۱۲ظفير.

(۳)واذا خاف فوت ركعتي الفجر لا شتغاله بسنتها تركها والا، لا ولا يقضيها الا بطريق التبعية بقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده (درمختار) اما اذافاتت احدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالا جماع لكراهة النفل بعد الصبح اما بعد طلوع الشمس فكذالك عندهما وقال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال الخ وقالا لا يقضى وان قضا فلا باس الخ وقال الخلاف فى انه لو قضى كان نقلا مبتدأ او سنة كذافى العنايه يعنى مثلا عندهما سنة عنده كما ذكره فى الكافى اسمعيل (ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س.ج۲ص۵۶)

(۴)وكره عند نا وعندمالك تعيين سورة اى غير الفاتحة لصلاة من الصلوات الخ وقيد الطحاوى والا سيجا بى الكراهة فيما اعتقدان الصلوٰة لا تجوز بغير ها واما اذ لم يعتقد ذالك ولازمها بسهو لتها عليه او تبر كا بقراء ة النبى صلى الله عليه وسلم اياها كقراء ة سبح اسم وقل يايها الكفرون والا خلاص فى الوترو قرأة الكافرون والا خلاص فى سنة الفجر والمغرب الخ فلا يكره بل يكون حسنا فتركه مطلقا غير مستحسن الخ (شرح نقايه فصل فى القراء ج ۱ ص ۸۳) ظفير.

پڑھنا کیسا ہے بعض لوگ بعد طلوع پڑھنے کو بہتر بتلاتے ہیں۔

(جواب) فرض پڑھنے کے بعد سنن فجر کا طلوع شمس سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے اگر قضاء ہی کرنی ہے تو طلوع شمس کے بعد کرنی چاہئے ورنہ ضرورت تو اس کی بھی نہیں ہے کیونکہ مستقلاً سنتوں کی قضا نہیں ہے البتہ اگر فرض بھی قضا ہو گئے ہیں تو پھر ان کے ساتھ زوال سے پہلے پہلے سنتوں کی بھی قضا کرے۔ شامی قول در مختار۔ **ولا یقضیھا الا بطریق التبعیة** کے تحت میں لکھا ہے **ای لا یقضی سنة الفجر الا اذا فاتت مع الفجر فیقضیھا تبعاً لقضائه لو قبل الزوال واما اذا فاتت احد ھما فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع الکراھة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذالك عندھما وقال محمدؒ احب الی ان یقضیھا الی الزوال کما فی الدر المختار الخ** ۔(۱) فقط۔

نفل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر

(سوال ۱۷۱۲) جن نماز پنجگانہ کے بعد جو نفلیں پڑھی جاتی ہیں آیا ان کو بالالتزام بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

کیا مسجد پہنچ کر پہلے بیٹھے پھر سنت پڑھے

(سوال ۱۷۱۳/۲) یہاں علی العموم لوگوں کا اعتقاد ہے کہ جب نماز کے لئے مسجد میں جائے تو وضو کر کے پہلے قدرے بیٹھ جائے پھر اٹھ کر نیت نماز کی کرے اور اس کو مثل فرض واجب کے سمجھتے ہیں۔ یہ احادیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) نوافل کو بیٹھ کر پڑھنا اگر کسی عذر کی وجہ سے پایا جاوے تو جائز ہے اور متنفل قائم کے ساتھ فضیلت میں بھی برابر ہوگا۔ **کما فی جامع الرموز نقلاً عن النھایة ان اجر صلوٰة القاعد بعذر یساوی صلوٰة القائم بالا جماع الخ** ۔(۲) اگرچہ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ صورت مذکورہ میں صرف ازالہ ماثم میں صاحب عذر اور سالم برابر ہیں لیکن اول اشہر ہے اور اگر بلا عذر نوافل کو باستثناء شفعہ بعد الوتر کے) قاعداً پڑھنا ہے تو اس صورت میں مع الجواز ثواب میں ضرور تنصیف ہوگی۔ **قال فی الھدایه ویصلی النا فلة قاعداً مع القدرة علی القیام لقوله صلی اللہ علیه وسلم صلوٰة القاعد علی النصف من صلوٰة القائم** (۳) یہ جواز اس صورت میں ہوگا بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی ایسا التزام نہ ہو جس سے دیکھنے والوں کو بیٹھ کر پڑھنے کی سنیت یا وجوب کا گمان ہو جاوے جیسا کہ بعض مقامات میں ظہر اور مغرب کے بعد لوگوں میں دو رکعتوں کا بیٹھ کر پڑھنا رائج ہو گیا ہے اور وہاں کے عوام اس قعود کو شرعاً لازم سمجھتے ہیں ایسے مقامات میں یہ قعود بے شک مکروہ ہے **کما فی الخیریة ج ۱ ص ۳۲۳ کل مباح یودی الی زعم الجھال سنیة امر او وجوبه فھو مکروہ ۵۱، نقلاً عن القنیة۔** پس زید کا اصرار اس قاعدہ میں داخل ہوگا اور اس عادت کے مٹانے کی کوشش ضروری ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۲ ط.س.ج۲ص ۱۲.۵۷ ظفیر.

(۲) جامع الرموز. (۳) ھدایه باب النوافل ج ۱ ص ۱۲.۱۳۳ ظفیر.

نفل بعد الوتر اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس لئے کہ وہ بحدیث قاعداً ثابت ہے۔ فقط۔

(۲) سنت یہی ہے کہ مسجد میں جاتے ہی بدون بیٹھ جانے کے تحیہ مسجد کی دو رکعتیں ادا کرے اور اگر پہلے بیٹھ گیا تو یہ ترک اولیٰ ہوگا۔ حدیث صحیحین کو فقہاء نے ترک اولیٰ ہی پر حمل کیا ہے لیکن بیٹھ کر ادا کرنے کو ضروری سمجھنا دو طرح خلاف مشروع ہے۔ ایک یہ کہ حدیث صحیحین کے خلاف ہے اذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتیٰ یصلی رکعتین۔ دوم قاعدہ مذکور کی رو سے بھی یہ طرز اور یہ طریقہ مکروہ ہوگا۔ کما فی الخیریہ ج ۲ ص ۳۳۳ کل مباح یودی الی زعم الجهال سنية امر او وجوبه فهو مكروه ۱۵ نقلاً عن القنية .

نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۱۳) نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا نہ؟ بعد وتر کے نفل کا کیا حکم ہے۔

(جواب) نوافل اگر بیٹھ کر پڑھے گا بروئے احادیث نصف ثواب ہو جاوے گا۔(۱)

صلوٰۃ الاوابین

(سوال ۱۷۱٤) صلوٰۃ اوابین بیس رکعت پڑھنی چاہئے یا چھ رکعت؟ صحیح کیا بات ہے۔

(جواب) صلوٰۃ اوابین میں دونوں امر صحیح ہیں چھ رکعت بھی آئی ہیں اور بیس بھی۔ جو کچھ کرے بہتر ہے مگر اکثر علماء کا مذہب چھ رکعت پر ہے۔(۲) فقط۔

نفل بعد الوتر بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر

(سوال ۱۷۱۵) وتر کے بعد بیٹھ کر نوافل پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟ اور ان نوافل کو بیٹھ کر پڑھنے میں ثواب اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کھڑے ہو کر پڑھنے میں ہوتا ہے؟

(جواب) بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا ثواب آدھا ہوتا ہے۔ یہ عموماً اور مطلقاً ہے اور آنحضرت ﷺ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ آپ کو پورا ہی ثواب ملتا تھا۔ پس وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنے میں موافق قاعدہ مذکورہ کے آدھا ثواب ہوگا۔ البتہ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ وتر کے بعد بیٹھ کر دو نوافل پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے[ع] کیونکہ آنحضرت ﷺ سے ایسا ہی ثابت ہے حضرت مولانا گنگوہیؒ نوافل بعد الوتر

(۱) ويتنفل مع قدرته على القيام قاعدا ابتداء وبناء (الى قوله) وفيه اجر غير النبي صلى الله عليه وسلم على النصف الا بعذر (در مختار) ففي صحيح مسلم عن عبدالله بن عمرو قلت حدثت رسول الله انك قلت صلاة الرجل قاعداعلى نصف الصلوٰة وانت تصلى قاعداقال اجل ولكنى لست كاحد منكم (الى قوله) حديث البخارى من صلى قائمافهو افضل ومن صلى قاعدا فله نصف اجر القائم الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۷۶۵۲)

(۲) وان تطوع بعد المغرب بست ركعات كتب من الاوابين الخ غنية المستلى ص ۳۶۹ وبعد مغرب دو رکعت سنت وبعد ازاں شش رکعت دیگر مستحب است آں را صلوٰۃ الاوابین گویند و بروایتی بعد مغرب بست رکعت آمدہ (مالا بد منه ص ٦٧) عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى بعد المغرب عشرين ركعة بنى الله له بيتا فى الجنة رواه الترمذى (مشكوٰة باب السنن ص ١٠٤) ظفير.

[ع] وبعد وتر دو رکعت نشستہ خواندن مستحب است۔ در رکعت اولیٰ اذا زلزلت الارض زلزالها و در رکعت ثانیہ قل یایها الکفرون خواند (مالا بدمنه ص ٦٧) محمد ظفير الدين غفرله.

میں بھی اگر بیٹھ کر پڑھے نصف ثواب فرماتے ہیں اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔(۱)

وتر کے پہلے اور بعد نوافل

(سوال ۱۷۱۶) نماز عشاء میں جو چار نفل قبل وبعد وتر ہیں ان میں ترجیح کس کو ہے۔

(جواب) نماز عشاء میں بعد فرض عشاء کے دو سنت مؤکدہ ہیں اس کے بعد چار رکعت یا دو رکعت نفل و مستحب ہیں۔ اس کے بعد وتر پڑھے پھر وتر کے بعد نفل نہیں۔ یعنی جیسا کہ رواج ہے کہ بعد وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے ہیں اس کا حکم نہیں ہے۔ فقط۔

اقامت کے بعد فجر کی سنت کب تک پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۷۱۷) امامت کے بعد سنتیں فجر کی کب تک پڑھ سکتا ہے ؟ اگر سنت نہ پڑھی اور شریک جماعت ہو گیا تو پھر کس وقت سنت پڑھنا چاہئے اور بعد اقامت کے کس جگہ سنت پڑھے ؟

(جواب) صبح کے فرضوں کی تکبیر ہونے کے بعد بھی سنتیں صبح کی پڑھنی چاہئیں لیکن اس جگہ نہ پڑھے جس جگہ فرض ہو رہے ہیں بلکہ اگر جماعت اندر مسجد کے ہے تو باہر فرش پر بلکہ علیٰحدہ فرش سے اگر کوئی جگہ ہو تو وہاں سنتیں پڑھ کر شامل جماعت فرض میں ہو جاوے۔ اگر ایک رکعت فرض کے ملنے کی بھی امید ہے تب بھی سنتیں پڑھ لے۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ التحیات مل جاوے تب بھی پڑھے۔(۲) بہر حال چونکہ تاکید صبح کی سنتوں کی زیادہ ہے اس لئے ان کو نہ چھوڑے لیکن اسی جگہ نہ پڑھے جس جگہ جماعت فرض کی ہو رہی ہے۔(۳) اور اس بارہ میں آثار صحابہؓ موجود ہیں اور تحقیق اس کی شرح منیہ میں ہے اور اگر سنتیں نہ پڑھی اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو بعد فرض کے قبل طلوع شمس سنتیں نہ پڑھے بعد آفتاب نکلنے اور بلند ہونے کے اگر پڑھے اختیار ہے۔ کیونکہ اب وہ نفل ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے۔(۴) فقط۔

---

(۱) يتنفل مع قدرته على القيام قاعد الا مضطجعا الا بعذر ابتداء وكذا بناءً ا بعد الشروع بلا كراهة فى الا صح كعكسه بحرو فيه اجر غير النبى صلى الله عليه وسلم على النصف الا بعذر (درمختار) اما النبى صلى الله عليه وسلم فمن خصائصه ان نا فلته قاعد امع القدرة على القيام كنا فلته قائما نتنى صحيح مسلم عن عبدالله بن عمر وقلت حدثت يارسول الله انك قلت صلوٰة الرجل قاعد اعلى نصف الصلاة وانت تصلى قاعدا قال اجل ولكنى لست كا حد منكم بحر ملخصا (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٥٢ .ط.س. ج ۲ ص ٣٦).

(۲) واذاخاف فوت ركعتى الفجر لا شتغاله بسنتها تركها (الى قوله) والا بان رجاادراك ركعة فى ظاهر المذهب وقيل التشهدواعتمده المصنف والشر نبلا لى تبعا للبحر (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ٦٧٠ .ط.س. ج ۲ ص ٥٦) ظفير.

(۳) لا يتركها بل يصليها عند باب المسجد ان وجد مكانا والا تركها لان ترك المكروه مقدم على فعل السنة (درمختار) قوله باب المسجد اى خارج المسجد (الى قوله) فاذا لم يكن على باب المسجد موضع للصلاة يصليها فى المسجد خلف سارية من سوارى المسجد واشدها كر اهة ان يصليها مخالطا للصف مخالفا للجما عة (ردالمحتار ج ۱ ص ٦٧١ .ط.س. ج ۲ ص ٥٦).

(٤) واما لو فاتت وحد ها فلا تقضى قبل طلوع الشمس (الى قوله) قوله احب الى دليل على انه لو لم يفعل لا لوم عليه الخ وقال الخلاف فى انه لو قضى كان نفلا مبتداء او سنة (ايضا ج ۱ ص ٦٧٢ .ط.س. ج ۲ ص ٥٦) ظفير.

مسائل سنن غیر مؤکدہ

وتر کے بعد نوافل درست ہیں

(سوال ۱۷۱۸) بعض لوگ کہتے ہیں کہ وتر کے بعد کوئی سجدہ نہیں اور نفل جو وتر کے بعد پڑھی جاتی ہے پڑھنا جائز نہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے۔

(جواب) وتر کے بعد نوافل کا پڑھنا جائز ہے۔ چنانچہ بعض صحابہؓ جو عشاء کے بعد وتر پڑھ لیتے تھے وہ آخر رات میں تہجد پڑھتے تھے تو معلوم ہوا کہ وتر کے بعد نوافل ممنوع نہیں ہیں۔ نیز آنحضرت ﷺ نے بعد وتر کے دو رکعت نفل پڑھی ہیں۔ البتہ وتر کے بعد یا کسی نماز کے بعد بلاوجہ تنہا سجدہ کرنا ممنوع ہے۔ جیسا کہ در مختار میں ہے لکنھا تکرہ بعد الصلوٰۃ الخ(۱) فقط۔

رمضان میں تہجد کی جماعت

(سوال ۱۷۱۹) نماز تہجد باجماعت رمضان شریف میں پڑھنا اور اس میں قرآن شریف سننا چاہئے یا نہیں۔

دوسرے نوافل کی جماعت

(سوال ۱۷۲۰/۲) علاوہ تراویح و تہجد کے نوافل باجماعت پڑھنا اور اس میں قرآن مجید کا پڑھنا اور سننا جائز ہے یا نہیں۔

رمضان کے بعد تہجد و نوافل کی جماعت

(سوال ۳/ ۱۷۲۱) علاوہ رمضان شریف کے نوافل و تہجد باجماعت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) اقول و باللہ التوفیق۔ نماز تہجد جماعت کے ساتھ پڑھنا بتداعی مکروہ ہے اور آنحضرت ﷺ نے جو رمضان کی تین راتوں میں بجماعت نماز پڑھی ہے وہ تراویح کی نماز تھی۔ علامہ شامی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور حضرت مولانا حجۃ الواصلین قدوۃ العارفین عمدۃ الفقہاء والمحدثین مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ، گنگوہیؒ نے اپنے رسالہ تراویح میں بھی تحقیق فرمایا ہے چنانچہ بعد نقل حدیث مذکور فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو صلوٰۃ جداگانہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ تہجد کو ہمیشہ منفرداً پڑھتے تھے کبھی بتداعی جماعت نہیں فرمائی الخ۔

اور رسالہ مذکورہ میں دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کے فعل سے صراحۃً ثابت نہیں ہوا کہ جب آپ نے تین روز تراویح پڑھی تو اخیر وقت میں تہجد پڑھایا نہیں۔ واللہ اعلم۔ مگر فعل بعض صحابہؓ سے اس کا نشان ملتا ہے الخ اور پھر تحریر فرماتے ہیں۔ لہٰذا اگر رسول اللہ ﷺ نے تمام رات تراویح پڑھی تو تہجد کا بھی اس میں تداخل ہو گیا الخ الغرض حضرت مولانا قدس سرہ نے یہی تحقیق فرمایا ہے کہ جو نماز باجماعت آنحضرت ﷺ نے رمضان شریف میں تین دن ادا فرمائی۔ وہ تراویح کی نماز تھی اور تہجد کی نماز علیحدہ پڑھی یا

---

(۱) الدر المختار علی ھا مش ردالمحتار باب سجود التلاوۃ مطلب فی سجدۃ الشکر ج ۱ ص ۷۳۱ .ط.س.ج۲ص ۱۲۰
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح ج۱ ص ۶۶۳ .ط.س.ج۲ص۴۸. ۱۲

تداخل ہو گیا اور یہ کہ تہجد کی نماز میں جماعت نہیں ہے اور یہی اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور علماء و فقہاء حنفیہ نے یہی تحقیق فرمایا ہے۔ اور در مختار میں ہے ولا یصلی الو تر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذلك لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحدٍ الخ۔ در مختار اور اس روایت سے جو رمضان شریف میں تطوع بجماعت پڑھنا مفہوم ہوا، مراد اس سے تراویح کی نماز ہے۔ چنانچہ علامہ شامی نے اس موقعہ پر تحریر فرمایا ہے ویؤیده ایضاً ما فی البدایع من قوله ان الجماعة فی التطوع لیست بسنة الا فی قیام رمضان . (۱) ۱ھ شامی۔ اور نیز فرمایا والنفل بالجماعة غیر مستحب لانه لم تفعله الصحابة فی غیر رمضان الخ شامی۔ (۲) اور ظاہر ہے کہ صحابہؓ نے جو جماعت رمضان شریف کی کی ہے وہ تراویح کی جماعت تھی جیسا کہ فعل حضرت عمرؓ و دیگر صحابہؓ سے ظاہر ہے اور قیام رمضان کا اطلاق بھی اس پر کیا گیا ہے۔ فقط۔

رمضان میں بتداعی جماعت نوافل کا حکم

(سوال ۱۷۲۲) ماہ رمضان میں بجماعت تداعی کے ساتھ کون تطوع بلا کراہت جائز ہے۔

تداعی اور کراہت کی تفصیل

(سوال ۱۷۲۳/۲) کتب فقہ کی عبارات میں تداعی سے کیا مراد ہے اور مکروہ سے کیا مراد ہے تحریمی یا تنزیہی۔

رمضان کے علاوہ مہینوں میں کیا وتر کی جماعت درست ہے

(سوال ۱۷۲٤/۳) فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ ہدایہ کی اس قول ولا یصلی الوتر بجماعة فی غیر شهر رمضان علیه اجماع المسلمین کے تحت میں ہے لا نه نفل من وجه والجماعة فی النفل فی غیر رمضان مکروهة۔ پس رمضان کے سوا وتر اگر بجماعت پڑھے جائیں تو کراہت تحریمی ہو گی یا تنزیہی اس میں تداعی اور غیر تداعی میں فرق ہو گا یا نہ۔

رمضان میں تہجد جماعت سے

(سوال ۱۷۲۵/٤) علیٰ ہذا۔ رمضان میں تہجد بجماعت پڑھنے کا کیا حکم ہے

رمضان میں تہجد میں اگر دو چار آدمی مل جائیں

(سوال ۱۷۲٦/۵) اگر کوئی شخص رمضان میں تہجد شروع کرے اور اس کے ساتھ صرف دو یا چار مسلمان آکر اقتداء کریں تو کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱، ۲) قال فی الدر المختار ولا یصلی الو تر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذلك لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحدٍ الخ (۳) ماہ رمضان المبارک میں تداعی کے ساتھ جماعت وتر اور تراویح جائز اور مشروع و مسنون ہے۔ اور باقی نوافل سوائے تراویح کے رمضان شریف میں بھی تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور معنی تداعی کے صاحب در مختار نے بیان فرمائے ہیں بان یقتدی اربعة بواحد ہے۔

(۱) ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ٦٦٤ ط.س. ج۲ ص٤٨. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً ط.س. ج۲ ص٤٩. ۱۲ ظفیر. (۳) ایضاً ص ٦٦٣ ط.س. ج۲ ص٤٨. ۱۲ ظفیر.

(۳) اتفاقاً کبھی ہو تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر مواظبت اس پر کی جاوے تو کراہت تحریمی ہے۔ تداعی کے ساتھ ہو یا بلا تداعی ثم ان کان ذلك احیاناً کما فعل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه کان مباحاً غیر مکروہ . ای تحریمی. وان کان علی سبیل المواظبة کان بدعة مکروھة لا نه خلاف المتوارث شامی۔(۱) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تداعی اور غیر تداعی برابر ہے۔ لفظ بدعۃ کراہت تحریمہ پر دال ہے کما لا یخفی۔

(۴) غیر تداعی کے جائز ہے اور تداعی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے۔(۲)

(۵) ایک یا دو کی اقتداء بلا کراہت جائز ہے اور تین میں خلاف ہے اور اس سے زائد مکروہ ہے (قوله اربعة بواحد) اما اقتداء واحد بواحد اواثنین بواحد فلا یکرہ وثلاثة بواحد فیه خلاف بحر عن الکا فی وھل یحصل بھذ الا قتداء فضیلة الجماعة ظاھر ما قد مناہ من ان الجماعة فی التطوع لیست بسنة یفید عدمه تامل بقی لو اقتدی به واحد اواثنان ثم جاء ت جماعة اقتدوا به قال الرضی ینبغی ان تکون الکراھة علی المتا خرین شامی.(۳) اس سے معلوم ہوا کہ اگر شہرت ہو جانے پر جماعت زیادہ ہونے لگے تو تداعی ثابت ہو گئی اور لازم آ گئی امام کو چاہئے کہ منع کر دے۔ فقط۔

شب قدر اور شب برات و معراج میں نوافل

(سوال ۱۷۲۸) شب قدر۔ شب معراج، شب برات وغیرہ جیسی راتوں میں مسجدوں میں جمع ہو کر نوافل اور وظائف پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) احیاء ان لیالی کا مستحب ہے۔ یہ راتیں عند اللہ بہت متبرک ہیں، ان میں جتنی عبادت کی جائے بہت زیادہ باعث اجر ہے لیکن نوافل با جماعت نہ پڑھنی چاہئیں کیونکہ یہ بدعت و مکروہ ہے۔(۴) بلکہ اپنے اپنے طور سے تلاوت قرآن مجید و نوافل وغیرہ پڑھنی چاہئیں۔ کسی خاص اجتماع کی ضرورت نہیں۔ فقط۔

رات کو آٹھ رکعت نفل ایک سلام سے اور اس کا طریقہ

(سوال ۱۷۲۹) میں نے ایک کتاب رکن دین میں دیکھا ہے کہ شب کو آٹھ رکعت نفل ایک سلام سے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن قعدہ کی نسبت کچھ نہیں لکھا آیا دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا اور اس میں درود و دعا پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

....

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳. ط.س.ج۲ص۴۸. ۱۲.

(۲) دلیل وہی ہے جو پہلے مسئلہ کی نقل کی گئی لیکن شیخ الاسلام حضرت مدنی رمضان میں تہجد بجماعت پڑھا کرتے تھے اور دلیل میں فتح الباری وغیرہ کی عبارت جہاں نقل فرماتے تھے وہاں شامی کی یہ عبارت بھی نقل کرتے تھے۔ والنفل بالجماعة غیر مستحب لا نه لم تفعله فی غیر رمضان (ایضاً) اور فرمایا کرتے تھے تہجد بھی نوافل رمضان ہی میں داخل ہے مفتی علام نے بدعت کے لفظ کی وجہ سے مکروہ تحریمی لکھ دیا جیسا کہ پہلے مسئلہ میں انہوں نے بحث کی ہے لیکن علامہ شامی نے بدائع وغیرہ کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ طریقہ سنت و استحباب کے خلاف ہے چنانچہ اخیر میں وہ خود لکھتے ہیں وھو کا لصریح فی انھا کرا ھة تنزیھه لیکن اگر تہجد کو نوافل رمضان میں شمار کیا جائے اور یقیناً وہ نوافل ہی ہیں اور رمضان جماعت کر لی تو کراہت بھی نہیں واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(۳) ردالمحتار. باب ایضاً ج ۱ ص ۶۶۴. ط.س.ج۲ص۴۹. ۱۲ ظفیر

(۴) واعلم ان النفل بالجماعة علی سبیل التداعی مکروہ علی ما تقدم الخ فعلم ان کلا من صلاة الرغائب لیلة اول جمعة من رجب وصلوٰة البراء ة لیلة النصف من شعبان وصلوٰة القدر لیلة السابع والعشرین من رمضان بالجماعة بدعة مکروھة الخ (غنیة المستملی النوافل ج ۱ ص ۴۱۱) ظفیر.

(جواب) قعدہ ہر دو رکعت کے بعد کرنا چاہئے اور درود شریف اور دعا قعدہ اخیرہ میں پڑھنی چاہیئے۔(۱) فقط۔

نفل لازم کرنے سے لازم نہیں ہوتا

(سوال ۱۷۲۹) کوئی شخص گناہ کرے اور پھر اپنے ذمہ یہ واجب کرلے کہ نماز کے بعد جو نوافل پڑھی جاتی ہیں میں ان کو ضرور پڑھا کروں گا تاکہ نفس گناہ کا ارادہ نہ کرے تو نفل کا پڑھنا اس کے ذمہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) واجب نہیں، واجب یہ ہے کہ توبہ واستغفار کرے۔ فقط۔

نوافل بہ نیت جبر نقصان فرائض

(سوال ۱۷۳۰) ایک شخص نوافل اس نیت سے پڑھتا ہے کہ اس سے فرائض کا جبر نقصان ہوجائے۔ لہذا یہ نیت اس کی صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ مضمون حدیث شریف میں ہے کہ نوافل سے فرائض کا جبر نقصان ہوتا ہے لہذا یہ نیت اس کی صحیح ہے۔(۲) فقط۔

سکینہ کی مراد

(سوال ۱۷۳۱) حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص تہجد کی نماز میں سورہ کہف پڑھ رہا تھا اس کا گھوڑا متصل بندھا ہوا تھا کہ آسمان سے روشنی نیچے کو اترنے لگی الحدیث۔ حضور سے جب ذکر کیا تو فرمایا کہ وہ سکینہ تھی۔ سکینہ کی شرح عند المحققین کیا ہے اور کثرت نوافل سے نزول اس کا ہونا فی زمانہ ممکن ہے یا نہیں۔

(جواب) قال فی اللمعات فی شرح الحدیث المذکور قولہ السکینة هی الطمانینة وهی تجئی بمعنی الرحمة وبمعنی التانی والوقار وقیل هی ما یحصل به السکون وصفاء القلب وذهاب الظلمة النفسانیة ونزول الرحمانیة والحضور والذوق۔(۳) فقط (پس سکینہ کی مراد طمانیت، رحمت اور وہ چیز ہے جس سے سکون وصفائی قلب حاصل ہو اور ظلمت نفسانیہ دور ہو اور جو باعث نزول رحمت ہو حضور قلب سے نمازیں ادا کی جائیں تو اس زمانہ میں بھی یہ چیز حاصل ہوسکتی ہے جسے سکینت کہتے ہیں۔ ظفیر)

آٹھ سے زیادہ نفل کی نیت مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی عیدگاہ میں نفل نماز کا حکم اور مسجد کا اندر وباہر

(سوال ۱۷۳۲) آٹھ رکعت نفل کی نیت باندھنا یا اس سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی۔ عیدگاہ کے فرش پر کیوں اور نماز مکروہ ہے۔ مسجد کی فضیلت اندر باہر کی ایک ہے یا کم وزیادہ۔

(جواب) کتب فقہ میں نوافل کے بارے میں یہ ہے کہ دن کی نفلوں میں چار سے زیادہ اور رات کی نفلوں میں

---

(۱) وتکرہ الزیادة علی اربع فی نفل النهار وعلی ثمان لیلا بتسلیمة لا نه لم یرد والا فضل فیهما الرباع بتسلیمة وقالا فی اللیل المثنی افضل قیل وبه یفتی الخ لان کل شفع صلاة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۲ .ط.س. ج۲ ص ۱۵) ظفیر.

(۲) ویاتی بالسنة مطلقا الخ لکونها مکملات واما فی حقه علیه الصلاة والسلام فلزیادة الدر جات (باب ادراک الفریضة ج ۱ ص .ط.س. ج۲ ص ۶۰) ظفیر. (۳) دیکھئے حاشیہ مشکوٰۃ باب فضائل القرآن ص ۱۸۴ .۱۲ ظفیر.

آٹھ سے زیادہ ایک نیت سے مکروہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رات کو آٹھ رکعت ایک نیت سے پڑھنا بلا کراہت درست ہے البتہ اس سے زیادہ مکروہ ہے اور اس مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ شامی میں کہا کہ بعض مشائخ اس کو مکروہ نہیں کہتے پس معلوم ہوا کہ مختلف فیہ ہے اور یہ علامت کراہت تنزیہی کی ہے۔(۱) اور عیدگاہ کے فرش پر سب نمازیں بلا کراہت جائز ہیں۔ اور مسجد کی فضیلت اندر باہر سے برابر ہے۔(۲) فقط۔

سنن و نوافل گھر میں افضل ہیں اور عذر کی وجہ سے مسجد میں بھی

(سوال ۱۷۳۳) بعد فرض کے سنن اپنے اپنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہئے یا مسجد ہی میں کیونکہ مسجد سے کسی مصلی کا مکان پچاس گز۔ کسی کا سو گز اور کسی کا نصف فرلانگ اور ایک فرلانگ دور ہے اور ظاہر ہے کہ برماو گجرات وغیرہ میں ہر قوم کی عورتیں بے پردہ پھرا کرتی ہیں (سوائے مسلمان عورتوں کے) مسجد سے فرض پڑھ کر گھر کو جاتے ہوئے کسی دوست مسلمان یا مشرک سے ملیں گے۔ کچھ نہ کچھ دنیا کی باتیں کریں گے۔ غرض کہ مسجد سے گھر تک پہنچتے پہنچتے کئی ایک فساد ہیں کیا اس صورت میں سنن کا گھروں میں جا کر پڑھنا افضل ہے یا مسجد ہی میں۔

(جواب) قال فی الدر المختار والا فضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل عنها الخ اور شامی میں ہے . وحیث کان هذا افضل یرا عی مالم یلزم منه خوف شغل عنها لوذهب لبیته او کان فی بیته ما یشغل باله ویقلل خشوعه فیصلیها حینئذٍ فی المسجد لان اعتبار الخشوع ارجح الخ۔(۳) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ سنن و نوافل کے لئے گھر افضل ہے لیکن اگر راستہ میں یا گھر میں یہ خوف ہو کہ دل پریشان ہو جاوے گا اور خشوع حاصل نہ ہوگا یا تکلم بکلام غیر ضروری کی وجہ سے نقصان ثواب میں ہوگا تو ایسی صورت میں مسجد میں پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ زیادہ تر لحاظ خشوع و خضوع کا ہے جس جگہ یہ حاصل ہو وہ افضل ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ الاوابین اور تہجد کی رکعتیں اور تراویح کی نماز

(سوال ۱۷۳۴) صلوٰۃ الاوابین کی کم از کم کے رکعت ہیں اور تہجد کی کے۔ اور تراویح کی جماعت مسجد میں افضل ہے یا مکان پر اور کسی مسجد میں تراویح کی دوسری جماعت افضل ہے یا مکان پر۔

(جواب) صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعت ہیں علاوہ دو سنت مؤکدہ مغرب کے(۴) اور تہجد کی نماز آٹھ رکعت ہیں زیادہ

....

(۱) وتکره الزیادة علی اربع فی نفل النهارو علی ثمان لیلا بتسلیمة لانه لم یر دوالا فضل فیهما الرباع بتسلیمة (درمختار) نعم وقع الا ختلاف بین المشائخ المتاخرین فی الزیادة علی الثمانیة لیلا فقال بعضهم لا یکره والیه ذهب شمس الا ئمة السرخسی الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی لفظة ثمان ج۱ ص ۶۳۲ و ج ۱ ص ۶۳۳ .ط.س.ج۲ص۱۵) ظفیر .

(۲) اما المتخذة لصلاة جنازة او عید فهو مسجد فی حق جواز الا قتداء وان انفصل الصفوف رفقا للناس (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة الخ مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵ .ط.س.ج۲ص۶۵۷) اس سے معلوم ہو کہ یوں نماز پڑھنے کی بدرجہ اولیٰ اجازت ہے ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۸ .ط.س.ج۲ص۲۲ .۱۲ ظفیر.

(۴) وست بعد المغرب لیکتب من الا وابین بتسلیمة اوثنتین اوثلاث والاول ادوم واشق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر و النوافل مطلب فی السنن والنوافل ج ۱ ص ۶۳۱ .ط.س.ج۲ص۱۳) ظفیر.

بارہ تک ہیں اور کم دو رکعت تک۔(۱) نماز تراویح کی جماعت مسجد میں افضل ہے۔(۲) دوسری جماعت تراویح کی مسجد میں نہ ہونی چاہئے۔

نفل با جماعت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۳۵) نفل با جماعت جائز ہے یا نہیں۔ میں نے ایک کتاب میں یہ عبارت پڑھی ہے۔ از مخدوم جہانیان در جامع العلوم است کہ ایشاں بعد از چہار رکعت نماز با امامت نمودند سلطان فیروز شاہ و علماء دراں بودند۔ علمایان گفتند نماز نفل با جماعت نزد امام ابو حنیفہؒ مکروہ است۔ می آورد کہ ایشاں روی مبارک بر بادشاہ آوردند و فرمودند کہ در کتاب کافی است یجوز للمومنین ان یعمل فی العبادات علی مذھب غیرہ وفی المعاملات لا یجوز والتطوع بالجماعۃ یجوز عند الشافعی علمایان بقول ایشان اعتراف نمودند۔ بینوا توجروا۔

(جواب) نفل با جماعت نہ پڑھنی چاہئے کہ صحیح یہی ہے کہ جماعت نفل بتداعی مکروہ ہے اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی جماعت میں ہوں یہ باتفاق مکروہ ہے اور تین مقتدی ہوں تو اس میں خلاف ہے اور ایک یا دو مقتدی ہوں تو کراہت نہیں۔ کذا فی الشامی۔(۳) الحاصل چھوڑنا اس جماعت نفل کا جو بعد عید ہوتی تھی ضروری ہے اور اب جب کہ چھوٹ گئی ہے ہرگز پھر جاری کرنی نہ چاہئے ورنہ بدعت کے جاری کرنے کا گناہ ہوگا۔ کما جاء فی الحدیث۔ اور جو عبارت جامع العلوم کی مخدوم جہانیاں کے حوالہ سے نقل کی ہے وہ حجت نہیں ہے اس سے استدلال کرنا نہ چاہئے۔ فقط۔

نفل کی جماعت بعد تراویح

(سوال ۱۷۳۶) آیا تین آدمی نفل بعد تراویح جماعت سے ادا کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں یا نماز نفل بعد تراویح با جماعت مطلقاً درست نہیں خواہ تعداد میں ادا کرنے والے تین ہوں یا زائد۔

(جواب) نفل کی جماعت سوائے تراویح کے سنت اور مستحب نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں مکروہ اور بعض میں مباح ہے اس لئے فضیلت جماعت کی اور ثواب جماعت کا اس میں حاصل نہیں ہے۔ دو تین مقتدی ہوں تو جماعت کی اجازت ہے مگر جماعت نہ کرنا ہی اولیٰ ہے لہذا مطلقاً نفل کی جماعت نہ کرنی چاہئے۔ در مختار میں ہے ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدرر . ویؤیدہ ایضاً ما فی البدایع من قولہ ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ الافی

---

(۱) وصلاۃ اللیل واقلھا علی مافی الجوھرہ ثمان (در مختار) قید بقولہ علی ما فی الجوھرہ لانہ فی الحاوی القدسی قال یصلی ما سھل علیہ ولو رکعتین والسنۃ فیھا ثمان رکعات باربع تسلیمات (ردالمحتار مطلب فی صلاۃ اللیل ج ۱ ص ٦٤٠ و ج ۱ ص ٦٤١ .ط.س. ج٢ ص ٢٤) ظفیر.

(۲) والجماعۃ فیھا سنۃ علی الکفایۃ الخ فالمسجد فیھا افضل قالہ الحلبی (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار مبحث فی التراویح ج ۱ ص ٦٦١ .ط.س. ج٢ ص ٤٥) وظاھر کلامھم ھنا ان المسنون کفایۃ اقامتھا بالجماعۃ فی المسجد حتی لو اقاموھا جماعۃ فی بیوتھم ولم تقم فی المسجد اثم الکل (ردالمحتار ایضاً). ط.س. ج٢ ص ٤٥ ظفیر.

(۳) ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد (درمختار) قولہ اربعۃ بواحد اما اقتداء واحد بواحد او اثنین بواحد فلا یکرہ وثلاثۃ بواحد فیہ خلاف الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٦٣ و ج ۱ ص ٦٦٤ .ط.س. ج٢ ص ٤٨) ظفیر.

قیام رمضان الخ۔(١)اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے تراویح کے اور کوئی نفل جماعت سے نہ پڑھی جاوے۔

(سوال ١٧٣٧)نماز نفل میں انگلیوں پر شمار کرنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب)اگر ایسے شمار یاد نہ رہے تو انگلیوں پر اشارہ سے شمار کرنا درست ہے(٢)

فرض جہاں پڑھے وہاں سے الگ ہو کر نفل پڑھنا چاہئے

(سوال ١٧٣٨)احادیث سے فرضوں کے بعد جگہ بدل کر سنت نفل پڑھنا مسجد میں ثابت ہوتا ہے یا نہ بعد فرضوں کے جگہ بدل کر سنت نفل پڑھنا جو مسنون ہے۔ یہ صرف مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی مسنون ہے۔

(جواب)قال فی الدر المختار وفی الجوهره. ویکره للامام التنفل فی مکانه لا الموتم وقیل یستحب کسر الصفوف وفی الخانیة یستحب للامام التحول لیمین القبلة یعنی یسار المصلی الخ وفی ردالمحتار قوله لا للموتم ومثله المنفرد لما فی المنیة وشرحها اما المقتدی والمنفرد فانهما ان لبثا اوقام الیٰ التطوع فی مکانهما الذی صلیا فیه المکتوبة جاز والا حسن ان یتطوعا فی مکان اخر الخ قوله وقیل یستحب کسر الصفوف) لیزول الا شتباه عن الداخل المعاین للکل فی الصلوٰة البعید عن الامام وذکره فی البدایع والذخیرة عن محمد ونص فی المحیط علی انه السنة کما فی الحلیة الخ شامی۔(٣)ان عبارات سے واضح ہے کہ عند الحنفیہ بھی کسر صفوف اور آگے پیچھے ہٹ کر سنت و نفل پڑھنا مستحب ہے اور شامی کی عبارت سے جو منفرد کے بارہ میں ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکان میں نماز پڑھنے والے کے لئے بھی تطوع فی مکان آخر بہتر ہے۔ فقط۔

عشاء کی بعد والی سنت کے بعد نفل

(سوال ١٧٣٩)بعد نماز عشاء یعنی بعد فرض دو سنت کے جو دو نفل پڑھتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں یا نہیں۔

(جواب)دو سنت مؤکدہ عشاء کے بعد دو یا چار نفل پڑھنا قبل الوتر مستحب ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے قالت ماصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم العشاء قط فد خل علی الا صلی اربع رکعات اوست رکعات رواه ابو داؤد۔(٤)

عصر و عشاء کے فرض سے پہلے والی سنتوں کے قعدہ اولیٰ میں درود دعا پڑھے یا صرف التحیات

(سوال ١٧٤٠)عصر و عشاء کے قبل کی چار سنتوں میں بیچ کے قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہونا چاہئے

(١)الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ١ ص ٦٦٣.ط.س.ج٢ص٤٨. ١٢ ظفیر.
(٢)وکره تنزیها عدالای والسور فی الیدفی الصلوٰةمطلقا ولو نفلا (درمختار) قوله ولو نفلا بیان الا طلاق وهذا باتفاق اصحابنا فی ظاهر الروایة وعن الصاحبین فی غیر ظاهر الروایة عنهما انه لاباس به وقیل الخلاف فی الفرائض والاکراهة فی النوافل اتفاقاوقیل فی النوافل ولاخلاف فی الکراهة فی الفرائض نهر (ردالمحتار باب ما یکره فی الصلاة ج ١ ص ٦٠٨.ط.س.ج٢ص٦٥٠) ظفیر.(٣)ردالمحتار. باب صفة الصلاة قبیل فصل القراءة ج ١ ص ٤٩٥. ط.س.ج٢ص٥٣٠ (٤)مشکوٰة باب السنن ص ١٠٤ فصل ثانی ١٢ ظفیر.

یا درود شریف بھی پڑھے۔

(۲) اگر چار رکعت نفل کی نیت کی جاوے تو ایسی حالت میں اس کے بیچ کے قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر باقی رکعات پوری کرے یا درود دعا بھی پڑھے۔

(جواب) (۱، ۲) در مختار میں ہے کہ سوائے سنت ظہر و جمعہ کے باقی سنن و نوافل ذات اربع رکعات میں قعدہ اولیٰ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں ثناء و تعوذ پڑھے وفی البواقی من ذوات الا ربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم ویستفتح ویتعوذ .الخ (۱)

وتر کے بعد نفل کس طرح پڑھے

(سوال ۱۷۴۱) وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر اور آپ ﷺ سے کس طرح ثابت ہیں۔

(جواب) دونوں طرح درست ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دو چند ثواب ہے بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے کے اور آنحضرت ﷺ نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے لیکن آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا اور دوسروں کو نصف ثواب ملتا ہے احادیث سے یہ ثابت ہے۔ (۲)

جمعہ کے دن دو پہر میں پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۷۴۲) نماز نفل ٹھیک دوپہر میں خصوصاً جمعہ کے دن پڑھنا امام ابو یوسف کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ در مختار میں لکھا ہے کرہ تحریما الخ استواء الا نفل یوم الجمعة علی قول الثانی المصحح المعتمد کذا فی الا شباہ ونقل الحاوی عن الحلبی ان علیه الفتویٰ۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے وعن ابی یوسف قال یجوز التطوع عند انتصاف یوم الجمعة چونکہ علامہ شامی نے ردالمحتار میں بہت کچھ اختلاف کیا ہے اس وجہ سے بعض منع فرماتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) منع کرنا ہی احوط ہے جیسا کہ شامی میں مذکور ہے۔ (۳)

نماز عشق

(سوال ۱۷۴۳) کوئی دو رکعت نماز عشق اس طرح پڑھے کہ قیام میں بیس دفعہ اللہ کا ذکر قلب پر جیسا کہ خارج میں کرتے ہیں کرلے اس کے بعد رکوع میں دس دفعہ اور قومہ میں دس دفعہ اور سجدہ میں دس دفعہ پھر جلسہ میں دس دفعہ نماز کے بعد درود اللھم صلّ وسلم وبارك علی من اسمه سیدنا محمد عدد ما فی علم اللہ صلوٰةً وائمةً بدوام ملك اللہ کثرت سے پڑھے اس کے بعد دعا مانگے اللھم اجعلنی محبوس محبتك ومسبحون عشقك ومفتون شوقك ومجنون لقائك واعطنی داء محبتك یا اهل المشتاقین وارز قنی

....

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳ .ط.س. ج ۲ ص ۱۶ . ۱۲ ظفیر.

(۲) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعدا لا مضطجعا الا بعذر ابتداء وکذا بناء بعد الشروع بلا کراهة فی الا صح کعکسه وفیه اجر غیر النبی صلی اللہ علیه وسلم علی النصف الا بعذر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۵۳ .ط.س. ج ۲ ص ۳۶) ظفیر. (۳) لکن شراح الهدایة انتصرو القول الا مام واجابو اعن الحدیث المذکور باحادیث النهی عن الصلوٰة وقت الا ستواء فانها محرمة (ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۵ .ط.س. ج ۲ ص ۳۷۳) ظفیر.

داء محبتك یا ارحم الراحمین قلب پر ذکر جیسا کہ بیرون نماز کیا جاتا ہے نماز میں جائز ہے یا نہیں ؟اس طرح کی نماز پڑھنا طریقت اور شریعت میں جائز ہے یا کوئی اور حکم ہے ذرا تحقیق ہو جاوے تو بہت عمدہ ہے۔ نیز نماز میں تصور شیخ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟اس جگہ بعض علماء ایسے تصور کرنے والوں کو کافر کہنے لگے ہیں جو کوئی ایسا کرتا ہے کافر ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز عشق جو آپ نے لکھی ہے بقاعدہ شریعت اس کی کچھ اصل نہیں معلوم ہوتی اور طریقت میں بھی وہی عبادت معتبر ہے جو شریعت میں ثابت ہو اور شرعاً جائز ہو شرعاً بطریق مذکور شریعت میں ایسی نماز نہیں ہے لیکن اس میں کوئی امر کفر و معصیت کا بھی نہیں ہے البتہ خلاف طریق سنت ہے اور چونکہ سوائے ذکر قلبی کے اور کوئی امر زائد اس میں اوراد صلوٰۃ سے نہیں ہے اس لئے کفر کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ البتہ تصور شیخ نماز میں اس طرح عمداً کرے کہ شیخ کی صورت بالقصد پیش نظر کرے تو یہ ناجائز ہے اگرچہ کفر نہیں مگر ایسا کرنا نہیں چاہئے۔ کیونکہ مشائخ رحمہم اللہ جو تصور شیخ کی اجازت دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے شیخ سے ایسی محبت ہو جائے کہ بلا ارادہ شیخ کا خیال دل میں رہے اور تعلق قلبی حاصل ہو جائے۔ نہ یہ کہ بالقصد صورت شیخ کو پیش نظر کرے بلکہ مثال تصور شیخ کی جو جائز ہے ایسی ہونی چاہئے۔ جیسے محبّ عاشق کو اپنے محبوب کا تصور بلا ارادہ رہتا ہے اس میں کوئی اختیار نہیں ہوتا اور یہی ہے وہ ایک خاص (مرتبہ) یعنی فنافی الشیخ۔

پس ضروری ہے کہ نماز میں تصور مذکور سے پرہیز کرے۔ باقی بے اختیار حالت پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا وہ مجبور و معذور ہے۔ نماز عشق میں جو آپ نے لکھی ہے اگر تصور شیخ (بالا ختیار) اور غیر اللہ کی طرف اس میں توجہ نہ ہو تو صرف ذکر قلبی بطریق مذکور علاوہ قراءۃ و تسبیح وغیرہ ضروریات فرائض و سنن و آداب نماز کے ہوں تو اس میں صرف اتنا ہی تامل ہے قیام میں فاتحہ و سورۃ پڑھنے کے بعد ذکر قلبی کے لئے مزید کھڑا رہنا ہے ، رکوع کی طرف جانے میں تاخیر کرنا قواعد شرعیہ کے خلاف ہے حکم یہ ہے کہ قراءۃ فاتحہ و سورۃ کے بعد فوراً رکوع کرے اور (اسی طرح) رکوع میں تسبیح سے فارغ ہو کر فوراً قومہ کرے۔ اسی طرح تمام نماز میں حکم ہے پس یہ تاخیر جو ہر جگہ ذکر قلبی کے واسطے ہوگی نماز شرع کے خلاف ہے۔ لہذا بندہ کے خیال میں احوط یہ ہے کہ ایسا نہ کرے اور قواعد شرعیہ کے موافق نماز پڑھے۔ نماز سے خارج بہت وقت ایسا ہے کہ اس میں حسب دل خواہ جس قدر چاہے ذکر کرے اور کسی بزرگ نے کسی مرید سے علاجاً یہ فعل کرایا ہے تو ضروری نہیں کہ اس کو ہمیشہ کیا کرے۔ فقط والسلام مع الاکرام ،واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

نفل پڑھنے والا کسی دوسرے کے قرآن بآواز بلند پڑھنے کی وجہ سے نماز ترک نہ کرے گا

(سوال ۱۷۴۴) ایک شخص مسجد میں نفل پڑھ رہا ہے۔ دوسرا شخص بلند آواز سے دعا مانگنے لگا اور آیات قرآن شریف پڑھنے لگا تو نفل پڑھنے والا نماز توڑ کر آیتیں سنیں یا نفل پڑھتا رہے اور جس نے نفل کی پرواہ نہ کی اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) نفل نماز پڑھنے والا نماز نہ توڑے اور جس نے بلند آواز سے دعا مانگنی شروع کی اس نے بیجا کیا اسی کو آہستہ

مانگنی چاہئے اور قرآن شریف آہستہ پڑھنا چاہئے نفل نماز پڑھنے والے کو قرآن شریف سننے کی وجہ سے نماز توڑنا نہ چاہئے اوراس میں وہ گنہگار نہ ہوگا۔ گنہگار وہ ہوگا جو ایسے موقعہ پر بلند آواز سے پڑھتا ہے۔(۱) فقط

نوافل میں لمبی قرأۃ

(سوال ۱۷۴۵) نوافل بقرأۃ طویل پڑھنا بہتر ہے یا تلاوت قرآن مجید بہتر ہے۔

(جواب) نوافل بقراءۃ طویلہ افضل ہیں۔(۲) فقط۔

نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اگر شروع صحیح ہو

(سوال ۱۷۴۶) اگر کسی نے نفل نماز شروع کی جب ایک رکعت پڑھ لی تو معلوم ہوا کہ کپڑا ناپاک ہے۔ نماز شروع کرنے کے بعد توڑ دی۔ کیا اس نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ پس جب کہ کسی نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑ دی تو اس پر اعادہ اس نماز کا واجب ہے۔ ہٰکذا فی کتب الفقہ۔ لیکن در مختار میں ہے کہ اگر شروع ہی صحیح نہ ہو تو اعادہ واجب نہیں ہوتا۔ عبارتہ۔ ولزم نفل شرع فیہ الخ شروعاً صحیحاً الخ(۳) چونکہ اس صورت میں شروع ہی صحیح نہیں ہوا اس لئے کہ مصلی کے کپڑے اول ہی سے ناپاک تھے۔ لہٰذا اعادہ اس نماز کا واجب ہوگا۔ فقط۔

عشاء کے پہلے چار سنتیں

(سوال ۱۷۴۷) عشاء سے پہلے چار سنتیں پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) عشاء سے پہلے چار سنت پڑھنا مستحب اور افضل ہے۔ سنت مؤکدہ نہیں ہے۔(۴) کیونکہ سنن مؤکدہ دن رات میں بارہ ہیں چار رکعت قبل ظہر اور دو رکعت بعد ظہر اور دو رکعت بعد مغرب اور دو رکعت بعد عشاء اور دو رکعت قبل فرض صبح۔ یہ کل بارہ ۱۲ رکعت سنت مؤکدہ (۵) ہیں۔ اور قبل عصر چار رکعت یا دو رکعت اور قبل عشاء چار رکعت یا دو رکعت یہ مستحب ہیں۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام. بین کل اذا نین صلوٰۃ (۶) الحدیث۔ فقط۔

---

(۱) الا انه يجب على القارى احترامه بان لا يقرأ فى الا سواق ومواضع الا شتغال فاذا قرأ فيها كان هو المضيع لحرمة فيكون الا ثم عليه دون اهل الا شتغال دفعا للحرج فى الزامهم ترك اسبابهم المحتاج اليها وكذا لو قراء عند من يشتغل بالتدريس او بتكرار الفقه لا نه اذا ابيح ترك الا ستماع الضرورة المعاش الدنيوى فلان يباح لضرورة الا مرا لدينى اولى فيكون الا ثم على القارى هذا اذا سبق الدرس على القراءة (غنية المستملى فصل في احكام زلة القارى فوائد ص ٤٦٥) ظفير.

(۲) وكثرة الركوع والسجود احب من طول القيام كما فى المجتبى ورجحه فى البحر لكن نظر فيه فى النهر من ثلاثة او جه ونقل عن المعراج ان هذا قول محمد وان مذهب الا مام افضلية القيام وصححه فى البدايع قلت وهكذارأيته بنسختى المجتبى معزيا لمحمد فقط فتنبه (در مختار) واقوى دليلا ايضا على افضلية قول القيام انه صلى الله على وسلم كان يقوم اليل الا قليلا وكان لا يزيد على احد عشرة ركعة الخ (ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ٦٣٤) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٤٥ ۱۲ ظفير.

(٤) ويستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسليمة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٣٠. ط.س. ج۲ ص ۱۳) ظفير.

(٥) وسن مؤكدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعد ها بتسليمة الخ وركعتان قبل الصبح وبعد الظهر والمغرب والعشاء (ايضاً). ط.س. ج۲ ص ۱۲ ظفير.

(٦) مشكوٰة المصابيح باب فضل الا ذان فصل اول ص ٦٥. ۱۲ ظفير

تحیۃ المسجد داخل ہوتے وقت پڑھے یا بیٹھنے کے بعد

(سوال ۱۷۴۸)زید جس وقت مسجد میں آتا ہے۔ تو جلسہ کر کے کھڑا ہو کر تحیۃ الوضوو نوافل وغیرہ پڑھتا ہے۔ خالد کہتا ہے کہ اکثر رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لایا کرتے تھے اور اکثر صحابہ جس وقت مسجد میں داخل ہوتے تھے تو دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھ کر جلسہ کرتے تھے۔ اس صورت میں کس کے قول کو ترجیح ہے۔

(جواب)اولیٰ و مستحب یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے وقت اگر وضو ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے پھر بیٹھے۔(۱)اور یہ جو مروج ہو گیا ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر پہلے بیٹھ کر پھر تحیۃ المسجد وغیرہ پڑھتے ہیں اس کی کچھ اصل نہیں ہے فقط۔

صلوٰۃ الاوابین اور اس کی تحقیق

(سوال ۱۷۴۹)مشارق الانوار میں صلوٰۃ اوابین کی نسبت لکھا ہے کہ اواب لغت میں اس وقت کو کہتے ہیں کہ جس وقت اونٹ کے بچے کے پیر گرمی سے جلنے لگیں اور وہ وقت گیارہ ساڑھے گیارہ بجے کا ہوتا ہے۔ تو در حقیقت صلوٰۃ اوابین کا وقت بعد مغرب ہے یا یہ وقت ہے۔ یا دونوں وقت ہیں۔ بر تقدیر ثانی اولویت کس کو ہے۔

(جواب)اوابین کی معنی رجوع الی اللہ کرنے والوں کے ہیں۔ پس اس اعتبار سے جملہ نمازوں کو اوابین کہہ سکتے ہیں۔ لیکن احادیث سے دو وقت کی نوافل پر اطلاق صلوٰۃ اوابین کا آیا ہے ایک صلوٰۃ ضحیٰ پر جیسا کہ سوال میں درج ہے اور دوسرے نوافل بعد المغرب پر جیسا کہ کبیری شرح منیہ میں منقول ہے وان تطوع بعد المغرب بست رکعات فھو افضل لحدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ علیہ السلام قال من صلی بعد المغرب ست رکعات کتب من الا وابین وتلا انہ کان للاوابین غفوراً۔(۲)الآیۃ۔ پس اس حدیث ثانی کی وجہ سے صلوٰۃ اوابین کا اطلاق اکثر نوافل بعد المغرب پر کیا جاتا ہے قال فی الدر المختار ۔ وست بعد المغرب لیکتب من الاوابین الخ۔(۳)اور اس کا انکار نہیں ہے کہ صلوٰۃ ضحیٰ بھی صلوٰۃ اوابین ہے بلکہ اس کو بھی صلوٰۃ اوابین کہہ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عشاء سے پہلے چار سنتیں اور اس کا ثبوت

(سوال ۱۷۵۰)زید کا دعویٰ ہے کہ نماز عشاء سے پہلے چار رکعت سنت کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ملتا آیا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب)در مختار میں ہے ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدھا بتسلیمۃ وان شاء رکعتین

(۱)ویسن تحیۃ رب المسجد وھی رکعتان واداء الفرض وغیرہ وکذا دخولہ بنیۃ فرض او اقتداء یتوب عنھا بلا نیۃ وتکفیہ لکل یوم مرۃ ولا تسقط بالجلوس عند نا (در مختار) والحاصل ان المطلوب من داخل المسجد ان یصلی فیہ لیکون ذالک تحیۃ لربہ الخ والا لزم فعلھا بعد الجلوس وھو خلاف الا ولی الخ اما حدیث الصحیحین اذا دخل احد کم المسجد فلا یجلس حتی یصلی رکعتین فھو بیان للاولی (رد المحتا ر باب الوتر والنوافل مطلب فی تحیۃ المسجد ج ۱ ص ۶۳۵ و ج ۱ ص ۶۳۶ .ط.س.ج۲ص ۱۸) ظفیر.

(۲)غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی النوافل ص ۳۶۹. ۱۲ ظفیر.

(۳)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۱ .ط.س.ج۲ص۱۲. ۱۲ ظفیر.

الخ ۔(۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قبل العصر و قبل العشاء دو یا چار رکعت پڑھنے میں اختیار ہے اور یہ سنن مؤکدہ نہیں ہیں مستحب ہیں چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے مگر پڑھنے میں ثواب ہے اور حدیث بین کل اذانین صلوٰۃ الحدیث (۲) سے استحباب نوافل قبل العشاء بھی ثابت ہیں۔ (البتہ مغرب کے پہلے کوئی نفل عند الاحناف نہیں ہے اور اس کی تائید بریدۃ الاسلمی کی حدیث سے ہوتی ہے۔ ظفیر)

بعد نماز دعائے مروجہ میں شرکت خلاف سنت ہے

(سوال ۱۷۵۱) ادھر یہ قاعدہ ہے کہ امام فرض مغرب پڑھ کر اور سنت یا مزید دو رکعت اور نفل پڑھ کر تین بار دعا کرتا ہے اب زید کو نفل اوابین پڑھنی ہیں کیا وہ سنت کے متصل نفل پڑھنے میں مشغول ہو یا امام کے ساتھ دعا کرے۔ اگر نفل پڑھنی بہتر ہیں تو کس جگہ پڑھے جب کہ امام دعا کر رہا ہے۔

(جواب) وہ شخص جو نوافل اوابین پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ انتظار دعا مرسوم امام کا نہ کرے کیونکہ یہ طریقہ دعا کا خود خلاف سنت ہے اور نوافل جہاں موقعہ دیکھے پڑھ لے۔ فقط۔

سنت مؤکدہ اور فرض کے درمیان نوافل

(سوال ۱۷۵۲) سنت مؤکدہ اور فرض کے درمیان نوافل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ جماعت میں دیر ہو تو نوافل میں مشغول ہونا کیسا ہے۔

(جواب) سنن مؤکدہ پڑھنے کے بعد اگر جماعت میں دیر ہو تو نوافل پڑھنے میں کچھ حرج نہیں۔ سوائے سنت فجر کے اس کے بعد نوافل تا طلوع وارتفاع آفتاب درست نہیں ہیں۔ درمختار میں ہے و کذا الحکم من کراھۃ نفل الخ بعد طلوع فجر سوی سنتہ۔ (۳) پس دیگر اوقات میں مثلاً ظہر کی نماز میں سنن مؤکدہ پڑھنے کے بعد اگر بوجہ تاخیر جماعت کوئی شخص نوافل مین مشغول ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ وہ وقت نوافل کی کراہت کا نہیں ہے۔

عصر کے پہلے چار مستحب

(سوال ۱۷۵۳) عصر کے چار مستحب ہمیشہ چار رکعت سنت مؤکدہ کی طرح پڑھا کرتے تھے۔ ایک صاحب بزرگ فرماتے ہیں کہ خاص کر عصر کے چار مستحب اور نفلوں میں بیچ کے تشہد کے بعد درود شریف اور دعا ضرور پڑھ کر اٹھ کر دو رکعت باقی پڑھے۔

(جواب) درمختار میں ہے کہ سوائے چار سنت قبل ظہر و قبل جمعہ باقی سنن و نوافل درمیان کے تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور شفعہ ثانیہ میں ثناء اور اعوذ بھی پڑھے اس کو شامی نے راجح واقوی کہا ہے۔ اور دوسرا قول درمختار میں یہ لکھا ہے کہ درمیان کے قعدہ میں درود شریف وغیرہ نہ پڑھے۔ مگر اس کو شامی نے ضعیف کہا ہے مگر صاحب تنبیہ نے اس کی تصحیح فرمائی ہے۔ پس اس بنا پر بے شک عصر کے قبل چار سنتوں میں درمیان کے تشہد کے

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰ ط.س. ج۲ ص ۱۳. ۱۲ ظفیر.
(۲) دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح عن البخاری و مسلم باب فضل الاذان ص ۶۵. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۳۴۹. ط.س. ج۲ ص ۳۷۵. ۱۲ ظفیر.

بعد درود شریف اور شفعہ ثانیہ میں ثناء وغیرہ پڑھنا چاہئے۔ باقی اگر کوئی نہ پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے کہ یہ بھی ایک قول ہے وقیل لایاتی فی الکل وصححه فی القنیة .درمختار ۔(۱) فقط۔

قضا شدہ فرائض اگر ذمہ ہوں تو کیا سنت و نوافل اس کے لئے درست ہیں

(سوال ۱۷۵۴) جس کے ذمہ دو تین سال کی فرض نمازیں قضا ہوں اس کے لئے سنن و نوافل جائز ہے یا نہیں۔ اگر سنن و نوافل پڑھے تو ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب) سنن و نوافل پڑھنا اس کو درست ہے اور ثواب ملے گا کیونکہ کوئی عمل صالح کسی عمل کرنے والے کا ضائع نہیں ہوتا۔(۲) فقط۔

سنتوں میں قرات جہری بہتر ہے یا سری

(سوال ۱۷۵۵) نوافل و سنن خاموشی سے پڑھنا بہتر ہے یا گنگنا کر، تاکہ خیالات سے نجات ملے۔

(جواب) دن کی نفلوں اور سنتوں میں آہستہ پڑھنا چاہئے جہر نہ کرے اور نہ گنگناوے۔ البتہ رات کی نفلوں میں اختیار ہے کہ خواہ جہر کرے یا آہستہ پڑھے درمختار میں ہے کمتنفل بالنهار فانه یسر ویخیر المنفرد فی الجهر ان ادی. کمتنفل باللیل منفرداً . الخ درمختار۔(۳) فقط۔

ظہر و مغرب اور عشاء کے بعد کے نوافل پابندی سے پڑھنا ضروری ہے یا کبھی کبھی ترک بھی کرے

(سوال ۱۷۵۶) ظہر، مغرب اور عشاء میں دو رکعت سنت کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہیں۔ یہ نوافل ہمیشہ پڑھنا اور کبھی نہ ترک کرنا اچھا ہے یا کبھی کبھی ترک کرنا مناسب ہے۔

(جواب) نوافل میں اختیار ہے خواہ کبھی ترک کر دے یا ہمیشہ نفل سمجھ کر پڑھتا رہے کہ اس میں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ ان کو کوئی فرض سمجھ لے گا۔ اور پھر بھی بہتر ہے کہ گاہ گاہ ترک کر دے۔(۴)

---

(۱) ولا یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی القعدة الا ولیٰ فی الا ربع قبل الظهر والجمعة وبعدها ولو صلی نا سیا فعلیه السهو وقیل لا، ولا یستفتح اذا قام الی الثالثة منها لا نها لتا کدها اشبهت الفریضة وفی البواقی من ذوات الا ربع یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویستفتح ویتعوذ ولو نذر الا ن کل شفع صلاة وقیل لا یاتی فی الکل وصححه القنیة (درمختار) قوله لان کل شفع صلاة قدمنا بیان ذالك فی اول بحث الواجبات والمراد من بعض الا وجه قوله قیل لا الخ قال فی البحر ولا یخفی ما فیه والظاهر الا ول زاد فی المنح ومن ثم اولنا علیه وحکینا ما فی القنیة بقیل (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳.ط.س.ج۲ص۱۶) ظفیر.

(۲) وسن موکدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعد ها بتسلیمة الخ شرعت البعدیة لجبر النقصان والقبلیة لقطع طمع الشیطان ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء الخ (در مختار) قوله سن مؤکدا ای استنا نا مؤکده الخ ولهذا کانت السنة المئوکدة قریبةمن الواجب فی لحوق الا ثم کما فی البحر ویستو جب تارکها التضلیل واللوم کما فی التحریر (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰.ط.س.ج۲ص۱۲)ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی القراءة ج ۱ ص ۴۹۸.ط.س.ج۲ص۴۵۳.۱۲

(۴) ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسلیمة وان شاء رکعتین وکذا بعد الظهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰.ط.س.ج۲ص۱۳) وبه یظهر ان کون ترك المستحب راجعا الی خلاف الاولی ولا یلزم عنه ان یکون مکروها (ردالمحتار .باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۱۱ .ط.س.ج۲ص۶۵۵) ظفیر.

فصل رابع
مسائل تراویح

رکعات تراویح

(**سوال ۱۷۵۷**) حوالہ اخبار البرید مؤرخہ ۲۵ جون ۱۸ء مطابق ۱۵ رمضان المبارک از کانپور (تراویح کا بیان) بعد نماز عشاء یعنی فرض وسنت کے بعد بیس رکعتیں تراویح پڑھنا مسنون ہے۔ جو لوگ آٹھ یا گیارہ مع وتر بتاتے ہیں غلط ہے۔ اگر آٹھ رکعت تراویح غلط ہے تو اس کے کیا معنی ہیں جو شیخ ابن الہمام حنفی فتح القدیر میں لکھتے ہیں **فحصل من هذا كله ان قيام رمضان سنة احدى عشر ركعة بالوتر فى جماعة فعله عليه السلام ثم تركه لعذر وكونها عشرين سنة الخلفاء الراشدين** افسوس کہ اگر آپ جواز کا فتویٰ نہ دیتے تو غلط بھی نہ کہتے۔ کیونکہ کسی بات کو بغیر تحقیق غلط کہہ دینا انسانیت سے بعید ہے۔ اب فدوی آں جناب سے ملتمس ہے کہ اگر واقعی آٹھ رکعت ثابت نہ ہوں تو مع دلیل تحریر فرمادیں اور ماسوا اس کے بیس رکعت کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے ہم کو بتائیں تاکہ اس کے ثواب سے ہم بھی محروم نہ رہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح حضرت عمرؓ سے ثابت ہے تو اس کا ثبوت صحیح روایت سے پیش کریں۔

(**جواب**) جمہور حنفیہ تمام بیس رکعات تراویح کو سنت مؤکدہ فرماتے ہیں اور یہی محقق وراجح ہے لہٰذا اس بارہ میں علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ کا قول بمقابلہ جمہور حنفیہ کے قابل تسلیم نہیں ہے۔(۱) اور البرید کے حوالہ سے جو آپ نے یہ نقل کیا ہے کہ جو لوگ آٹھ یا گیارہ مع وتر الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ محض آٹھ رکعت تراویح پڑھتے ہیں اور لوگوں کو اسی کا حکم کرتے ہیں اور اس سے زیادہ کو بدعت جانتے ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں یہ غلط ہے تو اس میں امام ابن ہمام رحمۃ اللہ کی تغلیط نہیں ہے بلکہ غیر مقلدوں کی تغلیط مقصود ہے جو بیس رکعت کی بدعت عمری بتلاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔ **قال عليه الصلوٰة والسلام ابتعوا سنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهدين فكيف تكون سنة الخلفاء بدعة**۔ فقط۔

---

(۱) وهي عشرون ركعة الخ بعشر تسليمات (در مختار) وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقا وغربا وعن مالك ست وثلاثون وذكر فى الفتح ان مقتضى الدليل كون المسنون منها ثمانية والباقى مستحبا وتمامه فى البحر وذكرت جوابه فيما علقته عليه (ردالمحتار مبحث التراويح ص ٦٦٠ ط.س.ج۲ ص ۴۵) وذكر في الا ختيار ان ابا يوسف سأل ابا حنيفة عنها وما فعله عمر فقال التراويح سنة مؤكدة ولم يتخرجه عمر من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعا ولم يا مربه الا عن اصل لديه وعهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم (البحر الرائق باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٦) ماحصل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے بیس رکعت صحابہ کے اجماع سے تراویح رائج کیں۔ سوچنا یہ ہے کہ بغیر کسی اصل کے ایسا حکم آپ کیسے کر سکتے تھے۔ پھر مصنف ابن شیبہ طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس ہیں "رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في رمضان عشرين ركعة سوى الوتر" ایک راوی کی وجہ سے جو یقیناً عہد صحابہؓ کے بعد کے ہیں اسے ضعیف قرار دے کر بیس رکعت کا انکار کسی طرح درست نہیں۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث جو رمضان وغیر رمضان دونوں سے متعلق ہے اس سے استدلال کسی طرح درست نہیں اس لئے کہ تراویح صرف دو تین رات پڑھی گئی پھر اس بیس رکعت والی حدیث کے ساتھ اجماع صحابہ ہے اور یہ مسلم ہے کہ آٹھ رکعت تراویح کی بدعت صرف سو سال سے غیر مقلدوں نے جاری کی ہے اس سے پہلے تراویح آٹھ رکعت کہیں جماعت کے ساتھ پڑھنا ثابت نہیں۔ پھر حدیث عائشہ میں چار چار رکعت ایک سلام سے مذکور ہے اور غیر مقلدین دو دو رکعت ایک سلام سے پڑھتے ہیں اس کے لئے آپ حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہ کا رسالہ "رکعات تراویح" مذیل پڑھیں جو مدرسہ مفتاح العلوم مئو ضلع اعظم گڈھ سے شائع ہوا ہے رکعات تراویح پر اس سے بہتر کتاب اب تک دیکھنے میں نہیں آئی ۱۲ ظفیر۔

جامع مسجد میں تراویح کے باوجود بغل والی مسجد میں بھی تراویح درست ہے

(سوال ۱۷۵۸) جب کہ جامع مسجد شہر میں ہمیشہ سے جماعت تراویح ہوتی چلی آئی ہو تو ایک دوسری مسجد میں جو جامع مسجد کے قریب ہے، جماعت تراویح قائم کرنا کیسا ہے کیا اس دوسری مسجد کو ضرار کا حکم ہو گا یا نہیں۔

(جواب) اس دوسری مسجد میں جو کہ جامع مسجد سے قریب ہے جماعت تراویح قائم کرنا طریق سنت کے موافق ہے۔ جماعت تراویح ہر ایک مسجد میں ہونا عمدہ ہے۔ موجب ثواب ہے۔ پس مسجد ضرار کا حکم دینا اس دوسری مسجد کو فتویٰ دینے والے کی جہالت اور عدم واقفیت ہے حکم شریعت سے۔(۱) فقط۔

محلّہ کے لوگوں سے کہنا کہ اپنی مسجد میں تراویح پڑھا کرو کیسا ہے

(سوال ۱۷۵۹) جواب استفتاء پہنچا اس میں بڑی طوالت ہو گئی ہے اور مقدمہ عدالت میں دائر ہے اور لوگوں نے دوسری طرف سے ایک شہادت اس قسم کی دی ہے کہ میں نے اس سے کہا ہے کہ وہ جامع مسجد کی جماعت میں تراویح کے لئے شریک نہ ہو بلکہ یہ محلّہ کی مسجد ہے اس میں جماعت تروایح ہوتی ہی نہیں، قرآن پاک سنے۔ اگرچہ میں نے یہ الفاظ نہیں کہے لیکن جب کہ حلفی شہادت ہو گئی ہے تو اس کو تسلیم کرتے ہوئے بھی مجھے ایک سوال کرنے کی ضرورت ہے کہ کسی شخص سے باستحقاق اہل محلّہ ایسا کہنے سے مسجد کے لئے ضرار کا حکم ہونا چاہئے۔

(جواب) درمختار میں ہے ومسجد حية افضل من الجامع الخ۔(۲) اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ مسجد محلّہ اہل محلّہ کے حق میں جامع مسجد سے افضل ہے اور شامی نے لکھا ہے لان له حقاً عليه فيوديه(۳) یعنی محلّہ والے پر مسجد محلّہ کا حق ہے اور اس کو ادا کرنا چاہئے پس اگر ایک محلّہ والے نے دوسری محلے والے کو ایسا بھی کہا ہو کہ جامع مسجد کی جماعت تراویح میں شریک نہ ہو محلّہ کی مسجد میں جماعت تراویح ہوتی ہے اس میں شریک ہو اور قرآن شریف کو سنو تو یہ بات بے موقع نہیں ہے بلکہ ایسا کہنا اچھا ہے اور ایسا ہی کہنے کا اور کرنے کا شریعت میں حکم ہے کہ محلّہ کی مسجد کو آباد کرنا چاہئے اور جماعت پنجگانہ اور جماعت تراویح وہاں قائم کرنا چاہئے اور دوسرے اہل محلّہ کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہئے۔ پس مسجد ضرار کا حکم دینا مسجد مذکور کو بوجہ مذکور بالکل غلط ہے اور ایسا فتویٰ دینے والے کی جہالت اور عدم علم پر دال ہے ایسا کلمہ مسجد کی نسبت کوئی جاہل بھی نہیں کہہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمادے اور مسلمانوں کو توفیق خیر واتفاق واصلاح فرماوے۔ آمین ان اريد الا الا صلاح وما توفيقي الا بالله۔ فقط۔

رکعات تراویح اور ابن ہمام

(سوال ۱۷۶۰) حضرت آپ نے اس فتویٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ علامہ ابن ہمام کا یہ قول بمقابلہ جمہور حنفیہ کے قابل تسلیم نہیں (بہت خوب) ہم پوچھتے ہیں کہ علامہ ابن ہمامؒ کے اس قول کی تردید جمہور حنفیہ کس دلیل سے کرتے ہیں اتبعو اسنتی وسنة الخلفاء الراشدين والی حدیث پر ہمارا بھی صاد ہے مگر سوال یہ ہے کہ کسی صحیح

---

(۱) وهل المراد انها سنة كفاية لا هل كل مسجد من البلدة او مسجد واحد منها او من المحله ظاهر كلام الشارح الاول واستظهرط الثانى ويظهرلى الثالث الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث صلوٰة التراويح ج ۱ ص ۶۶۰. ط.س. ج۲ص ۴۵) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب فى احكام المسجد جلد اول ص ۶۱۷. ط.س. ج۲ص ۴۵۹. ۱۲ ظفير.

(۳) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة الخ مطلب فى احكام المسجد جلد اول ص ۶۱۷. ط.س. ج۲ص ۶۵۹. ۱۲ ظفير.

حدیث یا روایت سے ثابت بھی ہے یا یوں ہی زبانی خرچ ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ہم آٹھ رکعت کا ثبوت ایسا دیں گے کہ آپ کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی بشرطیکہ بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ لیجئے سر دست ایک حدیث عاجز نقل کرتا ہے۔ پہلی حدیث صحیح بخاری میں ہے **قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن انہ سال عائشۃ کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃً یصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعاً فلاتسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلثاً قالت عائشۃ فقلت یا رسول اللہ اتنام قبل ان تو تر فقال یا عائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی** (بخاری . کتاب التھجد پارہ پانچ) ہاں یہ تو فرمائیں کہ غیر مقلدوں کی تغلیط کیونکر ہوئی۔ ابھی آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ بمقابلہ جمہور حنفیہ کے علاوہ ابن ہمام کا قول قابل تسلیم نہیں۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ اس سے تغلیط غیر مقلدین کی ہوئی نہ کہ ابن ہمام کی۔ مولانا ارشاد خداوندی پر بھی تو عمل کیا کریں۔ جب بولا کرو انصاف سے۔

(جواب) **قال فی شرح المنیۃ تنبیہ علم من ھذہ المسئلۃ ان التراویح عندنا عشرون رکعۃ بعشرتسلیمات وھو مذھب الجمھور وعند مالک ست وثلثون رکعۃ احتجاجاً بعمل اھل المدینۃ وللجمھور مارواہ البیھقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عھد عمر بعشرین رکعۃ وعلی عھد عثمان وعلی مثلہ الخ۔**(۱) اس سے خلفائے راشدین کا طریقہ معلوم ہو گیا اور جمہور حنفیہ کا مذہب بھی معلوم ہو گیا۔ اور حدیث بخاری کا جواب یہ ہے کہ وہ تہجد کی نماز کا بیان ہے تراویح کا نہیں ہے جیسا کہ لفظ ولافی غیرہ اس پر دال ہے۔ کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں لہذا اس سے ایسی نماز مراد لے جاوے گی جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں ہو سووہ نماز تہجد ہے۔ **وفی الدر المختار التراویح سنۃ مؤکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین الخ وھی عشرون رکعۃً قال فی ردالمحتار قولہ وھی عشرون رکعۃ ھو قول الجمھور وعلیہ عمل الناس شرقًا وغرباً** (۲) **الخ وقبیلہ وکیف لا وقد ثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی و سنۃالخفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ کمارواہ ابوداؤد۔** (۳) فقط۔

تراویح کے بعد بآواز بلند درود و سلام کا ثبوت نہیں

(سوال ۱۷۶۱) بعد ادائے چار رکعت نماز تراویح کے جلسہ کر کے اٹھتے وقت بعض دیار میں تسبیح آہستہ پڑھ کر درود بر خواجہ عالم کے بعد بآواز بلند صلوۃ بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ بلند کرتے ہیں اس کی اصل کسی کتاب میں شرعاً پائی جاتی ہے۔ یا نہیں۔

(جواب) اس کی اصل بہ ہیئت کذائیہ شریعت میں کچھ نہیں ہے۔ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ہر ترویحہ تراویح میں یعنی

---

(۱) غنیۃ المستملی ص ۳۸۸ .ط.س.ج۲ص۱۲۰۴۵ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح جلد اول ص ۶۶۰ ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ا ص ۶۵۹ .ط.س.ج۲ص ۴۲ ۱۲ظفیر۔

چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا قرآن شریف پڑھے یا رکعات نفل پڑھے یا کچھ نہ کرے اور شامی میں ہے کہ قہستانی میں ہے کہ بعد ہر ترویحہ کے سبحان ذی الملك والملكوت الخ۔(۱) تین بار پڑھے۔ احقر کہتا ہے کہ کلمہ سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر کی بہت فضیلت احادیث صحیحہ میں وارد ہے اس لئے تکرار اس کا افضل ہے اور یہی معمول و مختار تھا حضرت محدث و فقیہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ فقط۔

تراویح کی بیس رکعتیں

(سوال ۱۷۶۲) رمضان میں تراویح کے رکعت پڑھنی چاہئے۔

(جواب) بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہئے۔(۲) فقط۔

معاوضہ کی نیت ہو اور زبان سے نہ کہے تو کیا اس صورت میں بھی لین دین ناجائز ہے

(سوال ۱۷۶۳) قیام رمضان میں ختم قرآن شریف کے غرض سے حافظ قاری کو لینے دینے کی نیت سے قرآن شریف سننا سنانا اور بعد میں لینا دینا کیسا ہے۔ نیت دونوں کی لینے دینے کی ہوتی ہے بغیر اس کے کوئی سنتا سناتا نہیں۔ اگر کسی مسجد میں قرآن شریف نہ سنا جاوے اور محض تراویح پڑھنے پر اکتفاء کیا جاوے تو وہ لوگ فضیلت قیام رمضان سے محروم ہوں گے یا نہیں۔

(جواب) اجرت پر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں ہے اور اس میں ثواب نہیں ہے اور بحکم المعروف کالمشروط جن کی نیت لینے دینے کی ہے وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے۔(۳) اس حالت میں صرف تراویح پڑھنا اور اجرت کا قرآن شریف نہ سننا بہتر ہے اور صرف تراویح ادا کر لینے سے قیام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جاوے گی۔

کس عمر کا لڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے

(سوال ۱۷۶٤) کتنی عمر کا لڑکا قرآن شریف تراویح میں سنا سکتا ہے۔ ایک لڑکے کی عمر تقریباً سولہ سال ختم ہونے آئی وہ کلام اللہ تراویح میں سنا سکتا ہے یا نہیں۔ اس لڑکے کے مونچھ داڑھی وغیرہ کچھ نہیں اور ایسا لڑکا جو پندرہ سولہ برس کا ہو وہ اگلی صف میں بڑے آدمیوں کے ساتھ کھڑا ہو کر دوسرے کا سن سکتا ہے یا نہ۔ اور اگر تیرہ چودہ سال کا ہو وہ بھی اگلی صف میں کھڑا ہو کر سن سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر دوسری علامت بلوغ کی مثل احتلام وغیرہ کے لڑکے میں موجود نہ ہو تو شرعاً پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا جاتا ہے۔(۴) پس جس لڑکے کو سولہواں سال شروع ہو گیا ہے اس کے پیچھے تراویح اور فرض نماز سب درست ہے۔ اگرچہ بے ریش ہو اور ایسی عمر کا لڑکا اگلی صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور تیرہ یا چودہ

(۱) ردالمحتار مبحث التراويح ج ١ ص ٦٦١. ط.س. ج٢ص٤٦. ١٢ ظفير.

(٢) وهي عشرون ركعة (الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح باب الوتر والنوافل ج ١ ص ٦٦٠. ط.س. ج٢ص٤٥) ظفير.

(٣) وان القراءة بشئى من الدنيا لا تجوز والا خذو المعطى اثمان لان ذالك يشبه الا ستيجار على القراءة ونفس الا ستيجار عليها لا يجوز (الدر المختار باب قضاء الفوائت مطلب فى بطلان الوصية ج ١ ص ٦٨٧. ط.س. ج٢ص٧٣) ظفير.

(٤) بلوغ الغلام بالا حتلام والا حبال والا نزال الخ فان لم يو جدفيها شئى فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدر المختار كتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج٥ ص ١٣٢. ط.س. ج٢ص١٥٣) ظفير.

برس کا امام نہیں ہو سکتا۔(۱) لیکن تراویح میں بتلانے کی وجہ سے اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں۔

تراویح میں ختم قرآن سنت ہے

(سوال ۱۷۶۵) حافظ کو تراویح میں قرآن سنانا واجب ہے یا مستحب۔ در صورت وجوب اگر کوئی شخص پڑھتے وقت ریاء و نمود سے بچنے کی اپنے میں قوت نہ رکھتا ہو تو اس کو سنانا جائز ہے یا نہ۔ در صورت غیر جواز نہ سنانے سے قرآن شریف کا کوئی حق یا مواخذہ اس کے ذمہ باقی رہے گا یا نہیں۔ اگر رہے گا تو چھٹکارہ کی کیا صورت ہے۔

(جواب) تراویح میں قرآن شریف سننا اور سنانا سنت اور مستحب ہے اور خوف ریاء عجب کی وجہ سے چھوڑا نہ جاوے اور حتی الوسع کوشش حصول اخلاص کی کی جاوے اور لوجہ اللہ بلا معاوضہ سنایا جاوے۔ یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور اس میں فضیلت ہے۔(۲) باقی اگر کسی عذر سے تراویح میں کسی حافظ نے قرآن شریف نہ پڑھا اور ویسے تلاوت کرتا رہتا تو مواخذہ سے بری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعها۔ فقط۔

ترویحہ میں مناجات درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۶۶) مولانا کرامت علی جونپوری نے صلوٰۃ تراویح میں بعد ہر ترویحہ کے ایک مناجات لکھی ہے وہ معتبر دلیل سے ثابت ہے یا نہیں۔ اس کو چھوڑ کر دوسری مناجات بھی پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) ہر ترویحہ میں تسبیح و تہلیل اور درود شریف و استغفار وغیرہ درست ہے، کوئی خاص مناجات ضروری نہیں ہے۔ سبحان ذی الملک والملکوت الخ کو شامی وغیرہ میں نقل کیا ہے اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ الخ کا تکرار کرنا زیادہ اچھا ہے۔(۳) فقط۔

تراویح میں قرآن سننے سے قرآن کا ثوب ملتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۶۷) زید کہتا ہے کہ تراویح کے اندر دو چیزیں ہیں۔ اور قراۃ جو فرض ہے دو سنت مؤکدہ۔ جب تراویح کے اندر قرآن شریف پڑھا گیا تو دونوں چیزوں میں سے صرف ایک چیز کا ثواب حاصل ہوا یعنی اگر سنت مؤکدہ کا ثواب حاصل کیا تو قراءۃ کے ثواب سے محروم رہا۔ بعد نماز تراویح اسی وقت کسی سے قرآن پڑھوا کر سن لیا جائے تاکہ دونوں کا ثواب حاصل ہو جاوے۔ زید اسی قسم کے مسائل پر عمل کرنے کی تاکید کرتا ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ قول اس کا غلط ہے۔ تراویح میں قرآن شریف پڑھنے سے قرآن شریف کا بھی ثواب تالی و سامعین کو ہوتا ہے۔ اور جو شخص ایسے مسائل بیان کرتا ہے اور ان پر مصر ہے وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ فقط۔

(۱) لا یصح اقتداء رجل بامرأة وخنثى وصبى مطلقا ولو فى جنازة ونفل على الا صح (در مختار) قال فى الهداية وفى التراويح والسنن المطلقة الخ والمختار انه لا يجوز فى الصلوات كلها (ردالمحتارباب الا مامةج ۱ ص ۵۳۹ .ط.س.ج۲ص۵۷۶) ظفیر. (۲) والختم مرة سنة ومرتين فضيلة وثلاثا افضل ولا يترك الختم لكسل القوم (درمختار اى قرأة الختم فى صلاة التراويح سنة(ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۲ .ط.س.ج۲ص۴۶) ظفیر.

(۳) ويجلس ندبا بين فى اربعة بقدر ها و كذا بين الخامسة والوترو يخيرون بين تسبيح وقراء ة . وسكوت ، وصلاة فرادى (درمختار) قال القهستانى فيقال ثلاث مراة سبحان ذى الملك و الملكوت، سبحان ذى العزت والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحان الملك الحى الذى لا يموت سبوح قدوس رب الملائكة والروح لا اله الا الله نستغفر الله نسألك الجنة ونعوذ بك من النار (ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۱ .ط.س.ج۲ص۴۶) ظفیر.

کیا شیعہ حافظ جماعت میں مل کر لقمہ دے سکتا ہے

(سوال ۱۷۶۸) اگر تراویح میں امام غلطیاں کرتا ہے اور سامع بھی چوک جاتا ہے اور شیعہ حافظ موجود ہے اگر وہ نیت کر کے اقتداء میں آکر بتائے تو عند الحنفیہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر شیعہ ایسا ہے کہ نہ تبرا گو ہے اور نہ منکر صحبت حضرت صدیق ؓ ہے اور نہ قائل قذف حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا ہے تو اس صورت میں لقمہ دینا جائز ہے اس کے بتلانے سے لقمہ لینے والے کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔(۱) اور اگر وہ شیعہ غالی ہے جس میں امور مذکورہ موجود ہوں یعنی تبرائی ہو اور منکر صحبت حضرت خلیفہ اول ہو اور حضرت صدیقہ کے افک کا قائل ہو تو چونکہ ایسا رافضی مرتد و کافر ہے اس لئے اس کے بتلانے سے اور امام کے لقمہ لینے سے نماز امام کی اور اس کے مقتدیوں کی باطل ہو جاوے گی۔(۲) فقط۔

کیا تراویح میں سورہ والضحیٰ کے بعد ہر سورہ کے ختم پر اللہ اکبر کہنا سنت ہے

(سوال ۱۷۶۹) چوں ختم کلام اللہ شریف در تراویح کردہ شود بعض حفاظ بعد سورۃ الضحیٰ تا آخر قرآن بر اختتام ہر سورہ اللہ اکبر می خوانند کہ علاوہ از تکبیر رکوع می باشد و گمان می کنند کہ سنت است۔

(جواب) فقہاء رحمہم اللہ ایں قسم اذکار و ادعیہ را بر خارج از صلوٰۃ یا بر صلوٰۃ نافلہ کہ منفرداً ادا کردہ شود محمول فرمودہ اند فرائض و ہمچنیں در نوافل و سنن کہ با جماعت ادا کردہ شد مکروہ فرمودہ اند، پس قول مانعین دریں بارہ صواب است و قول مجوزین خطا۔ قال فی الدر المختار بل یستمع وینصت الخ وان قرأ الا مام اية ترغيب و ترهيب و كذا الا مام لا يشتغل بغير القران وما ورد حمل على النفل منفرداً الخ (در مختار) قوله حمل على النفل منفرداً افاد ان كلا من الا مام والمقتدى فى الفرض والنفل سواء اما الا مام فى الفرائض فلما ذكرنا من انه صلى الله عليه وسلم لم يفعله فيها وكذا الا ئمة من بعده الى يومنا هذا فكان من المحدثات ولا نه تثقيل على القوم فيكره وما فى التطوع فان كان فى التراويح فكذلك الخ شامى(۳) ج ۱ ص ۳۶۶۔ فقط۔

گھر کے اندر تراویح میں محرم و غیر محرم عورتوں کی اقتداء درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۷۰) شخصے فرض نماز عشاء بجماعت در مسجد در ماہ رمضان ادا نمودہ تراویح و وتر در خانہ خود می خواند و در تراویح ختم قرآن میخواند بعض زنان محرمات وے و بعض زنان غیر محرمات در آں خانہ آمدہ زیر اقتدائے آں حافظ تراویح و وتر ادا می نمایند ایں اقتداء جائز است یا نہ۔

---

(۱) وفتحه على غير امامه الخ بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفا تح واخذ بكل حال الا اذا سمعه المؤتم من غير مصلى ففتح به تفسد صلاة الكل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۸۱. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفير.

(۲) کیونکہ ایسا شیعہ کافر ہے لہذا اس کا لقمہ خارج کا لقمہ ہوا جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ويفسد ها الخ فتحه على غير امامه (ايضاً. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ایسے شیعوں کے کافر ہونے کی صراحت ہے وبهذا ظهر ان الرافضى ان كان ممن يعتقد الا الوهية فى على اوان جبرئيل غلط فى الوحى او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيدة الصديقة فهو كافر الخ (ردالمحتار فصل فى المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸. ط.س. ج ۳ ص ۴۶) ظفير.

(۳) ردالمحتار فصل فى القراءة ص ۵۰۸ و ص ۵۰۹. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶. ۱۲ ظفير.

(جواب) بوجود زنان محرم کراہت مرتفع می شود۔ کما یظہر من عبارۃ الدر المختار۔(۱) وفی رد المحتار۔ وافادان المراد بالمحرم ما کان من الرحم الخ۔(۲) فقط۔

کیا تراویح اس طرح پڑھی جائے کہ پہلی رکعت میں کوئی سورہ ہو اور دوسری میں صرف سورہ اخلاص

(سوال ۱۷۷۱) تراویح کی نماز اس طرح پڑھنا جائز ہے کہ نہیں۔ مثلاً اول رکعت میں سوہ تکاثر دوسری میں سورہ اخلاص یا پہلی میں سورۃ العصر دوسری میں سورہ اخلاص۔

(جواب) تراویح کی نماز اس طرح بھی ہو جاتی ہے مگر اس کو لازم نہ سمجھا جاوے اور پابندی اس کی نہ کی جاوے۔ بالترتیب اگر ہر ایک رکعت میں سورۃ پڑھ دی جاوے تو یہ اچھا ہے۔(۳)

گھر میں تراویح باجماعت ادا کرے اور مسجد نہ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۷۲) تراویح کی نماز گھر میں باجماعت ادا کرنا اور مسجد میں نہ جانا کیسا ہے۔

(جواب) اس صورت میں یہ حکم ہے کہ مسجد میں ادا کریں۔ وظاهر کلامهم هنا ان المسنون کفایة اقامتها بالجماعة فی المسجدحتی لو اقاموها جماعة فی بیوتهم ولم تقم فی المسجد اثم الکل کذافی الشامی(۴) ص ۵۲۱ (لیکن اگر کوئی جماعت سے اس طرح پڑھے کہ مسجد کی جماعت بند نہ ہو تو یہ درست ہے مگر یہ لوگ مسجد کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۰ میں ہے وان صلی احد فی البیت بالجماعةلم ینا لو افضل جماعة المسجد. ظفیر)

چھٹی ہوئی تراویح کی رکعتیں کب پڑھے

(سوال ۱۷۷۳) ایک آدمی مسجد میں اس وقت داخل ہوا کہ نماز عشاء کے فرض ہو چکے تھے اور تراویح میں سے دو چار رکعت ہونے کے بعد شامل ہوا تو اب بقیہ تراویح کس طرح پوری کرے آیا جب امام ہر چہار رکعت پر بیٹھے اس وقت موقع پا کر یا جب امام بیسوں رکعت پوری کر چکے۔ دریں حالت وتر باجماعت پڑھے یا بقیہ تراویح پوری کرنے کے بعد۔

(جواب) اگر درمیان میں موقع ملے امام کے ترویحہ میں بیٹھنے کے وقت اس وقت پڑھ لے ورنہ امام کے ساتھ وتر باجماعت پڑھ کر پیچھے پوری کر لے۔(۵) فقط۔

نابالغ کے پیچھے تراویح درست نہیں

(سوال ۱۷۷۴) تراویح میں اگر نابالغ امام ہو تو بالغین و نابالغین کو اس کی اقتداء جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) کما تکره امامة رجل لهن فی بیت لیس معهن رجل غیره ولا محرم منه کاخته او زوجته اوامته، امااذا کان معهن واحد ممن ذکر او امهن فی المسجد لا یکره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامت ج ۱ ص ۵۲۹ .ط.س. ج۱ ص۵۶۶) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۹ .ط.س. ج۱ ص۵۶۶. ۱۲ ظفیر.

(۳) ثم بعضهم اختار واقل هوالله احد فی کل رکعة وبعضهم اختار واقراء ة سورة الفیل الی اخر القران وهذا احسن القولین لا نه لا یشتبه علیه عد د کرکعات ولا یشتغل قلبه بحفظها کذا فی التجنیس (عالمگیری کشوی فصل فی التراویح ج ۱ ص ۱۱۷ ط.ماجدیه ج۱ ص۱۱۸) ظفیر. (٤) ردالمحتار مبحث فی التراویح ج ۱ ص ۶۶۰ .ط.س. ج۲ ص ٤٥. ۱۲ ظفیر.

(۵) واذا فاتته ترویحة او ترویحتان فلو اشتغل بها یفوته الوتر بالجماعة یشتغل بالوترثم یصلی ما فاته من التراویح وبه کان یفتی الشیخ الامام الا ستاذ ظهیر الدین کذا فی الخلاصه (عالمگیری کشوری باب التراویح ج۱ ص ۱۱۹ .ط.ماجدیه ص ۱۲۰) ظفیر.

(جواب) نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے میں اختلاف ہے مگر اصح یہ ہے کہ جائز نہیں۔(۱) فی المنیة وذکر فی بعض الفتاویٰ انه لا یجوز (ان یئوم البالغین فی التراویح)(۲) فقط۔

نابالغ کی امامت تراویح میں درست نہیں

(سوال ۱۷۷۵) عمر نے بعمر سیزدہ سالہ قرآن حفظ کر کے بہ صحت الفاظی مسجد میں بجماعت مقتدیان تراویح پڑھائی اور فرض ووتر اس کے استاد نے پڑھائے۔ زید کہتا ہے کہ بسبب نابالغی عمر تراویح مقتدیان ناقص ہیں آیا اس صورت میں تراویح صحیح ہوئی یابقول زید ناقص رہی۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ نابالغ سیزدہ سالہ لڑکے کے پیچھے نہ فرائض وواجب صحیح ہیں اور نہ نوافل وتراویح۔ پس قول زید صحیح ہے کہ مقتدیوں کی تراویح نہیں ہوئی۔(۳) فقط

نماز تراویح اور وتر کے بعد دعا ثابت ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۷۶) بعد نماز تراویح دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ اور رمضان شریف میں وتر پڑھ کر دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) بعد ختم تراویح دعا مانگنا درست ہے اور مستحب ہے اور معمول سلف و خلف ہے۔ پھر وتر کے بعد دعا ضروری نہیں ہے ایک بار کافی ہے۔ یعنی ختم تراویح کے بعد کافی ہے۔ فقط۔

تہجد وتراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے

(سوال ۱۷۷۷) تہجد اور تراویح کا پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت ہے تو کے رکعت۔

(جواب) تہجد کی نسبت آیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ رمضان شریف اور غیر رمضان شریف میں گیارہ رکعت تہجد مع الوتر سے زیادہ نہ پڑھتے تھے یعنی اکثر یہ عادت مبارکہ تھی۔(۴) اور تراویح آپ نے تین رات پڑھی ہیں پھر صحابہؓ نے آپ کے بعد اس پر مواظبت فرمائی لہذا تراویح باجماعت سنت ہوگئی۔(۵) والتفصیل فی المطولات فقط۔

....

(۱) ولا یصح اقتداء رجل بامرأة وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازة ونفل علی الاصح .در مختار) قوله ونفل علی الا صح قال فی الهدایة فی التراویح الله ان المطاقه جوزه مشائخ بلخ ولم یجوزه مشائخنا ومنهم من حقق الخلاف فی النفل المطلق بین ابی یوسف ومحمد والمختار انه لا یجوز فی الصلوات کلها ا ه (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۹ و ج ۱ ص ۵۴۰ .ط.س.ج۱ص۵۷۶) ظفیر.

(۲) غنیة المستملی بحث تراویح ص ۳۹۰ . ۱۲ ظفیر.

(۳) والمختار انه لا یجوز فی الصلوات کلها ا ه (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۱ .ط.س.ج۱ص۵۸۸) ظفیر.

(۴) عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه اخبره انه سال عائشه ام المومنین کیف کانت صلوٰة رسول الله علیه وسلم فی رمضان قالت ماکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یزید فی رمضان ولا غیره علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطو لهن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطو لهن ثم یصلی ثلثا الخ (نسائی شریف باب کیف الوتر بثلث ج ۱ ص ۱۹۱) ظفیر.

(۵) عن ابی ذر قال صمنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فلو یقم بنا شیئا من الشهر حتیٰ بقی سبع فقام بنا حتی ذهب ثلث اللیل فلما کانت السادسة لم یقم بنا فلما کانت الخمسة قام بنا حتی ذهب شطر اللیل الخ رواه ابو داؤد وغیره (مشکوٰة باب قیام اللیل) التراویح سنة مؤکده لمواظبة الخلفاء الراشدین للرجال والنساء اجماعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراویح ج ۱ ص ۶۵۹ .ط.س.ج۲ص۴۳) ظفیر.

ترویحہ تراویح میں وعظ کا رواج درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۷۸) عام طور پر مساجد میں نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تسبیح پڑھی جاتی ہے مگر ایک مسجد میں اس کے برخلاف اس قلیل عرصہ میں وعظ کہا جاتا ہے۔ آیا دونوں امر جائز ہیں۔

(جواب) ہر چار رکعت تراویح کے بعد مشروع و مستحب یہ ہے کہ تسبیح و تہلیل درود شریف وغیرہ پڑھیں اگر ضروری وعظ بھی کبھی ہو جاوے جس کی ضرورت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر التزام اس کا ہر ترویحہ میں وعظ ضرور کہا جاوے اچھا نہیں ہے **كما قال في الدر المختار، ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلوٰة فرادى**(۱) الخ در مختار۔ فقط۔

تراویح کے متعلق چند سوالات

(سوال ۱۷۷۹) رمضان شریف میں کلام مجید بلا سامع کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ پانی پت ضلع کرنال میں رواج ہے کہ دو حافظ کلام مجید پڑھتے ہیں دس رکعت میں ایک حافظ اور دس رکعت میں ایک حافظ اس طرح جائز ہے یا نہیں اگر تراویح میں حافظ غلطی سے تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا اور تیسری رکعت میں یاد آنے کے بعد چوتھی رکعت بھی ادا کی تو یہ چار رکعتیں مانی جاویں گی یا دو۔ اگر دو مانی جاویں گی جیسا کہ اشتہار میں ہے تو آخری دو رکعت میں جو کلام مجید پڑھا ہے اس کو لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں اگر حافظ نے کلام مجید شروع کیا اور کسی وجہ سے درمیان میں ایک دو روز نہ پڑھا۔ مثلاً دس پارے تک پڑھا بعد اس کے دوسرے حافظ نے پندرہ پارہ تک پڑھا تو اب حافظ سابق جو شروع کرے تو گیارہویں پارہ سے یا سولہویں پارہ سے شروع کرے۔

(جواب) اگر قرآن شریف خوب یاد ہو بلا سامع کے بھی پڑھنا درست ہے۔ اگر کہیں بھولا یا شبہ ہوا تو بعد سلام کے دیکھ لیوے اور اگر غلطی ہو تو لوٹا لیوے مگر بہتر یہ ہے کہ سامع ہو تا کہ اطمینان رہے۔ اور پانی پت میں جیسا رواج ہے یہاں بھی بعض مساجد میں ایسا ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے۔(۲) اور بصورت چار رکعت پڑھنے کے جو قرآن شریف آخر کی دو رکعت میں ہوا اس کو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) اور جب پہلے حافظ نے دس پارے پڑھے پھر دوسرے نے پندرہ تک پڑھے تو پہلا حافظ جب آوے تو اختیار ہے خواہ سولہویں سے پڑھے یا گیارہویں سے لیکن اپنا قرآن پورا کرنے کے لئے بہتر ہے کہ گیارہویں سے شروع کرے۔ فقط۔

تراویح کے تارک کا حکم

(سوال ۱۷۸۰) جو لوگ تراویح نہیں پڑھتے ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) تراویح عند الحنفیہ سنت مؤکدہ ہیں اور جماعت بھی تراویح میں سنت ہے، تارک اس کے مسئی اور آثم

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج۱ ص ۶۶۱. ط.س. ج۲ ص ۴۶. ۱۲ ظفير.

(۲) والا فضل ان يصلى التراويح بامام واحد فان صلوها با ما مين فالمستحب ان يكون انصراف كلو احد على كمال الترويحة فان انصرف على تسليمة لا يستحب ذالك في الصحيح (عالمگیری کشوری فصل في التراويح ج ۱ ص ۱۱۵. ط. ماجديه ج۱ ص ۱۱۶) ظفير. (۳) وعن ابى بكر الاسكاف انه سئل عن الرجل قام الى الثالثة في التراويح ولم يعقد في الثانية فان تذكر في القيام ينبغي ان يعود ويقعدو يسلم وان تذكر بعد ما سجد للثالثة فان اضاف اليها ركعة اخرى كانت هذه الا ربعة عن تسليمة واحدة (ايضاً ص ۱۱۷)) واذا فسد الشفع وقد قراء فيه لا يعتد بما قرأ فيه ويعيد القراء ة ليحصل له الختم في الصلوٰة الجائزة (ايضاً ج۱ ص ۱۱۶) ظفير.

ہیں۔(۱) فقط۔

شبینہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۸۱) ایک شب میں چند حفاظ کا قرآن شریف شبینہ ختم کرنا درست ہے یا نہ۔

(جواب) قرآن شریف کو ایسی جلدی پڑھنا کہ حروف سمجھ میں نہ آویں اور مخارج سے ادا نہ ہوں ناجائز ہے۔ پس اگر شبینہ میں ایسی جلدی ہوگی تو وہ بھی ناجائز ہے۔ کما فی الدر المختار ویجتنب المنکرات هذر مة القراءة الخ۔(۲) فقط۔

سورۃ اخلاص تراویح کی ہر رکعت میں پڑھنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۸۲) بعض لوگ تراویح میں یہ مقرر کر لیتے ہیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ مع سورہ اخلاص پڑھتے ہیں یہ کراہت سے خالی ہے یا نہ۔

(جواب) شامی نے لکھا ہے کہ واختار بعضهم سورة الاخلاص في كل ركعة الخ۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

حافظ کو تنگ کرنے کے لئے تراویح کے وقت شور و غل جائز نہیں

(سوال ۱۷۸۳) بعض حافظوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو لڑکا نیا محراب سنانے والا ہوتا ہے اس کے سنانے کے وقت جا کر اس کو گھبرانے اور بھلانے کے لئے زور سے پاؤں پیٹتے اور کھنکارتے اور کھانستے ہیں ایسے حافظوں کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اغلوطات سے منع فرمایا ہے یعنی جو امور کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے احتراز لازم ہے۔(۴) فقط۔

قرآن اس قدر تیز پڑھنا مناسب نہیں کہ سمجھ میں نہ آوے

(سوال ۱۷۸۴) بعض حافظ تراویح میں ایسا جلدی قرآن شریف پڑھتے ہیں کہ سوائے یعلمون اور تعلمون کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور بعض مقتدی بھی ایسا پڑھنے کو بوجہ جلدی ختم ہو جانے تراویح کے پسند کرتے ہیں۔ ان دونوں کا کیا حکم ہے۔

(جواب) در مختار میں ہے ویجتنب المنکرات هذلفه القراءة وترك تعوذ وتسمية وطمانية الخ۔(۵) یعنی ختم قرآن میں منکرات سے احتراز کرے یعنی جلدی پڑھنے سے اور اعوذ و بسم اللہ اور اطمینان کے چھوڑنے سے اس سے معلوم ہوا کہ ایسا پڑھنا امر منکر ہے۔ جو بجائے ثواب کے سبب معصیت ہو جاتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) ونفس التراويح سنة على الا عيان عندنا الخ والجماعة فيها سنة على الكفاية الخ وان تخلف واحد من الناس وصلها في بيته فقد ترك الفضيلة (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۱۵) قوله والجماعة فيها سنة على الكفاية الخ افادان اصل التراويح سُنة عين فلو تركها واحد كره (ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج ۱ ص ٦٦٠. ط.س. ج۲ص ٤٥) ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج ۱ ص ٦٦٣. ط.س. ج۲ص ٤٧. ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج ۱ ص ٦٦٢. ط.س. ج۲ص ٤٧. ۱۲ ظفير.
(٤) عن معاوية قال ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الا غلوطات رواه ابو داؤد (مشكوٰة كتاب العلم ص ۹۳۵ ظفير.
(٥) الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ٦٦٣. ط.س. ج۲ص ٤٧. ۱۲ ظفير.

بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر سوچنا کیسا ہے

(سوال ۱۷۸۵) بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول جاتے ہیں تو کبھی حالت قیام میں چپ کھڑے ہو کر سوچنے لگتے ہیں اور کبھی قعدہ میں قبل تشہد یا بعد تشہد سوچنے لگتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

بھولتے وقت اُدھر ادھر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۲/ ۱۷۸۶) بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول کر خاموش تو نہیں ہوتے مگر کبھی اس سورۃ میں اور کبھی اس سورۃ میں ادھر ادھر پڑھتے رہتے ہیں اگر یاد آگیا تو پھر سیدھے پڑھنے لگتے ہیں اور نہ یاد آیا تو کچھ دیر تک پریشان رہ کر رکوع کر کے نماز ختم کر دیتے ہیں۔ مگر یاد آنے اور نہ آنے دونوں صورت میں وہ سجدہ سہو کرتے ہیں آیا سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب)(۱،۲) ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کر لینا چاہئے۔ **والحاصل انه اختلف فی التفکر الموجب السهو فقیل ما لزم منه تاخیر الواجب اوالرکن عن محله بان قطع الا شتغال بالرکن او الواجب قدر اداء رکن وهو الاصح وقیل مجرد التفکر الشاغل للقلب وان لم یقطع الموالات الخ**(۱) فقط۔

تراویح میں غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا

(سوال ۱۷۸۷) بعض پرانے حافظ نئے حافظ کو تراویح میں لقمہ غلط دے کر پریشان کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ بھی انہی اغلوطات میں سے ہے جن کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے۔(۲) فقط

نیت باندھ کر لقمہ دے پھر نیت توڑے یہ کیسا ہے

(سوال ۱۷۸۸) بعض حافظ دوسرے حافظ کا پڑھنا نماز سے خارج بیٹھے سنا کرتے ہیں جب وہ بھول جاتا ہے تو یہ جلدی سے صف میں یا قریب صف کے نیت باندھ کر اس کو بتا دیتے ہیں اور پھر فوراً نیت توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ بعض ناخداترس اسی صورت میں کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ بغیر وضو کے یا پانی پر قدرت ہوتے ہوئے تیمّم کر کے نیت باندھ کر بتا دیتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں لقمہ دینے والے اور لقمہ لینے والے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر نیت باندھ کر بتلا دیں گے تو قاری کی نماز میں کچھ خلل نہ آوے گا مگر اس کو نیت توڑنے کا گناہ ہوگا اور قضا لازم ہوگی اور جو بے وضو بتلایا، یا باوجود پانی کے تیمّم کر کے بتلایا اور قاری نے لے لیا تو اس کی نماز فاسد ہوئی اور مقتدیوں کی بھی نماز فاسد ہوئی۔(۳) فقط

لیٹے لیٹے تراویح کے وقت گفتگو کرنا

(سوال ۱۷۸۹) بعض مقتدی ایسا کرتے ہیں کہ جب حافظ تراویح میں دو تین یا اور زیادہ پارے پڑھتا ہے تو یہ صف سے دور نماز سے باہر خاموش بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں یا چپکے چپکے گپ شپ کیا کرتے ہیں مگر خاموشی کی حالت

---

(۱) رد المحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۷۰۶ تحت قوله واعلم انه اذا شغله الخ ۱۲ ظفیر۔
(۲) عن معاویة قال ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن الا غلوطات رواه ابو داؤد (مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۵) ظفیر۔
(۳) وان فتح علی اما مه لم تفسد (عالگمیری کشوری باب سابع ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۹۰) ظفیر۔

میں بھی قرآن شریف سننا ان کا مقصود ہرگز نہیں ہوتا پس ان کو سننے کا ثواب ملے گا یا کیا اور اس فعل کا شریعت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) ظاہر ہے کہ بات چیت کرنا ایسے وقت گناہ ہے اور مبطل ثواب ہے اور چپ لیٹے لیٹے رہنا اگرچہ بہ نیت سننے کے نہ ہو مگر کان میں آواز آتی ہے تو سننے کا ثواب مل جاوے گا۔(۱) فقط۔

ایک حافظ کا دو مسجدوں میں تراویح پڑھانا

(سوال ۱۷۹۰) بعض حافظ ایسا کرتے ہیں کہ مسجد میں تراویح پڑھا کر آتے ہیں پھر اسی وقت دوسری مسجد میں بھی پڑھا دیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اس کو مکروہ لکھا ہے اگرچہ تراویح ہو جاتی ہیں۔(۲) (عالمگیری میں ناجائز لکھا ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ ظفیر)

ختم قرآن پر الم مفلحون تک پڑھنا مستحب ہے

(سوال ۱۷۹۱) مولانا عبدالحی نے تراویح میں ہم المفلحون تک ختم کرنے کو جائز لکھا ہے یعنی جب قرآن شریف ختم کرے تو اخیر رکعت میں الف لام میم سے مفلحون تک پڑھے اور فتاوی عالمگیری میں بھی ترتیب ختم کی ہم المفلحون تک لکھی ہے صحیح اس بارہ میں کیا ہے اور ایک آیۃ سے دوسری آیت کی طرف منتقل ہونے کیا حکم ہے۔ بعض لوگوں نے مفلحون تک پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔

(جواب) جو کچھ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے اس بارہ میں لکھا ہے وہی صحیح ہے فقہاء حنفیہ نے بھی ختم قرآن میں صرف اسی کو مستحب لکھا ہے کہ سورۃ بقرہ کی شروع کی آیات پر ختم کرے کہ یہ حدیث سے ثابت ہے اس کے سوائے متفرق جگہ آیتوں کو پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے **کما سیجئی عن شرح المنیة لان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال خیر الناس المال المرتحل ای الخاتم المفتح انتهی** (۳) شرح منیہ کبیری فقط۔

چھٹی ہوئی تراویح وتر بعد پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۷۹۲) زید کہتا ہے کہ جس شخص کی بعض تراویح باقی ہوں وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے بعد وتر پڑھنے کے پھر تراویح باقی ماندہ کو پورا کرے۔ عمر کہتا ہے کہ پہلے تراویح باقی ماندہ کو پورا کرے پھر وتر پڑھے جب تک تراویح پوری نہ ہوں وتروں میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو۔ در مختار وغیرہ میں وقت تراویح بعد العشاء بیان کیا ہے۔ خواہ قبل وتر ہو خواہ بعد وتر۔ شارح ہدایہ نے اسی قول کی تصدیق کی ہے شامی میں بھی اسی قول کی تصدیق ہے۔ تحقیق مسئلہ کیا ہے۔

---

(۱) یجب الا ستماع للقراء ۃ مطلقا (درمختار) ای فی الصلاۃ وخارجها (ردالمحتار فصل فی القراء ۃ ج ۱ ص ۵۰۹ ط.س. ج۱ ص۵۴٦) ظفیر.

(۲) عالمگیری میں سوال مذکور کا جواب عدم جواز لکھا ہے۔ الفاظ یہ ہیں امام یصلی التراویح فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لایجوز کذا فی محیط السرخسی، الفتویٰ علی ذالك کذا فی المضمرات (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۰۹ باب التراویح ط.س. ج۱ ص۱۱٦) ظفیر. (۳) دیکھئے ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ فصل فی القرائۃ تحت قوله وان یقراء منکو سا الا اذا ختم الخ (ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج۱ ص۵٤۷) ظفیر.

(جواب) در مختار میں فلو فاته بعضها وقام الا مام الى الو تراو ترمعه ثم صلى ما فاته. (۱) یعنی اگر بعض تراویح اس کی رہ گئی اور امام وتر کے لئے کھڑا ہو تو وتر امام کے ساتھ پڑھ لیوے بعد وتر کے باقی تراویح پوری کر لے اور نیز در مختار میں ہے ووقتها بعد صلوٰة العشاء الى الفجر قبل الوتر و بعده فى الا صح۔ (۲) اس کا حاصل یہ ہے کہ وقت تراویح کا نماز عشاء کے بعد ہے فجر تک وتر سے پہلے اور پیچھے اصح مذہب میں پس جب کہ اصح ہونا اس کا معلوم ہوا تو اب جائے تردد کچھ نہیں۔ فقط۔

تراویح میں مقدار قراءت مسنونہ

(سوال ۱۷۹۳) یکم رمضان کو حافظ محراب سنانے کے لئے تیار ہوا۔ ایک مقتدی نے انکار کیا کہ ہم قرآن شریف نہیں سنتے امام ودیگر مقتدیان نے اسے جواب دیا کہ تم نہیں سنتے ہم سنیں گے۔ اس پر شخص اول نے کہا کہ چھوٹی سورتوں سے پڑھاؤ۔ شخص معترض توانا و تندرست ہے۔ اس صورت میں شرعا کیا ارشاد ہے۔

(جواب) فقہاء نے ایسا لکھا ہے افضل اس زمانہ میں اس قدر پڑھنا ہے تراویح میں کہ مقتدیوں پر بھاری نہ ہو۔ پس شخص مذکور کے قول کو بھی اسی پر حمل کیا جاوے گا کہ مناسب مقتدیوں کے حال کے سورتوں سے تراویح کا پڑھنا ہے نہ یہ کہ قرآن شریف کے سننے سے انکار ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تراویح میں پورا قرآن ختم نہ کراؤ بلکہ سورتوں سے تراویح پڑھو تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ در مختار میں وفى فضائل رمضان للزاهدى افتى ابو افضل الكرمانى والوبرى انه اذا قرأ فى التراويح الفاتحة واية او ايتين لا يكره ومن لم يكن عالماً باهل زمانه فهو جاهل الخ۔ (۳)

دس دس رکعت دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے

(سوال ۱۸۹٤) ایک مسجد میں خطیب امام مقرر ہے۔ تراویح اس قاعدہ سے پڑھاتے ہیں کہ عشاء کے فرض دوسرا شخص پڑھاتا ہے اور تراویح کی دس رکعت میں سواپارہ حافظ صاحب پڑھتے ہیں باقی تراویح کو سورۃ سورۃ تراویح کی جماعت والوں میں سے ایک شخص پڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ حافظ صاحب دوسری مسجد میں جا کر وہی سوا پارہ دس رکعت تراویح میں پڑھاتے ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہ۔

(جواب) قال فى العالمگيريه امام يصلى التراويح فى مسجدين فى كل مسجد على الكمال لا يجوز كذا فى محيط السرخسى۔ (۴) اس روایت سے معلوم ہوا کہ دس دس تراویح دو مسجدوں میں پڑھانا درست ہے مگر کچھ لینا بمعاوضہ قرآن شریف ختم کرنے کے درست نہیں ہے۔ کما ورد اقرؤوا والقران ولا تاكلوا به۔ فقط۔

مرد کی اقتداء عورتیں پردہ کے پیچھے کر سکتی ہیں

(سوال ۱۷۹۵) اگر کوئی امام نماز فرض یا تراویح پڑھاتا ہو اور مستورات کسی پردہ یا دیوار کے پیچھے فاصلہ سے

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح باب الوترو النوافل جلد اول ص ٦٥٩. ط.س.ج٢ص٤٤. ١٢ ظفير. (٢) ايضاً ج١ ص ٦٥٩. ط.س.ج٢ص٤٤. ١٢.
(٣) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر و النوافل مبحث التراويح ج ١ ص ٦٦٢. ط.س.ج٢ص٤٧. ١٢ ظفير. (٤) عالمگیری کشوری فصل فى التراويح جلد اول ص ١١٥. ط.ماجديه ج١ص١١٦. ١٢ ظفير.

مقتدی بن کر نماز پڑھیں تو عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور امام کی نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا۔

(جواب) ان مستورات کی نماز درست ہے۔(۱)

چار رکعت تراویح جس میں قعدہ اولیٰ نہیں کیا

(سوال ۱۷۹۶) اگر امام صلوٰۃ تراویح میں تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا اور چاروں رکعت پوری کر لی لیکن دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا۔ ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنے سے دو رکعت ہوں گی یا چار۔

(جواب) در مختار و شامی بیان تراویح میں اس کی تصریح ہے کہ ایسی صورت میں دو رکعت تراویح ہوتی ہیں فلو فعلها بتسليمة فان قعده لكل شفعة صحت بكراهة والا نابت عن شفع واحد به يفتي . قوله به يفتي . لم ارمن صرح بهذا للفظ هنا وانما صرح به في النهرعن الزاهدى فيما لو صلى اربعاً بتسليمة وقعدة واحدة الخ شامی ص ٤٧٤ ۔(۲) فقط

بسم اللہ کا تراویح میں جہراً پڑھنا کیسا ہے

(سوال /۱۷۹۷) اضلاع پشاور وغیرہ میں بوقت ختم تراویح کسی سورۃ کے اول میں بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جہراً نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے جہر ثابت نہیں اور جزو قرآن ہونا جہر کو مستلزم نہیں۔ حالانکہ علمائے ہندوستان ایک دفعہ جہر کرتے ہیں۔ اور فتاویٰ مولانا عبدالحی صاحب میں ایک بار جہراً پڑھنا مسنون لکھا ہے۔ اس کے جہر کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) جہر بسم الله الرحمن الرحيم ایک جگہ اس لئے ہے کہ وہ تمام قرآن کا جزء ہے۔ اور ایک بھی جہر نہ ہونے میں سامعین کا قرآن سننا پورا نہ ہو گا پس یہ بناء جہر کی معلوم ہوتی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ جزو قرآن شریف ہونا جہر کو مستلزم نہیں مگر چونکہ تمام قرآن شریف کا ختم تراویح میں مسنون ہے اس لئے جہر بالتسمیہ کو بھی سنت کہا گیا ہے۔(۳) فقط۔

ترویحہ میں تسبیحات سراً مناسب ہے

(سوال ۱۷۹۸) تراویح کی ہر چار رکعت میں جو تسبیح پڑھی جاتی ہے سبحان ذی الملك والملكوت الخ امام اور مقتدی جہراً پڑھیں یا سراً یا امام و مقتدیوں کے حکم میں کچھ فرق ہے۔

(جواب) تسبیح مذکور باخفاء پڑھنا بہتر ہے جہر کرنا خصوصاً جہر مفرط کرنا نہ چاہئے امام بھی باخفاء پڑھے اور مقتدی بھی باخفاء پڑھیں۔ کما فی الحدیث۔ يا ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم ولا غائباً الحديث (۴)

---

(۱) كما تكره امامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره لا محرم منه الخ اما اذا كان معهن واحد ممن ذكر او امهن في المسجد لا يكره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۴۹ .ط.س. ج۱ص۵٦٦) ظفير.

(۲) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ج ۱ ص ٦٦٠ وج ۱ ص ٦٦١ ۱۲ ظفير. (ص ۵۲۰ .ط.س. ج۲ص٤٦). (۳) وهي (اى البسملة) اية واحدة من القران كله (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ٤۵۸ .ط.س. ج۲ص٤۹۰) ظفير. (٤) مشكوٰة المصابيح باب ثواب التسبيح الخ فصل اول ص ۲۰۱ .۱۲ ظفير.

تراویح پر بخوشی حافظ کو نذرانہ دینا کیسا ہے

(سوال ۱۷۹۹) ایک مولوی صاحب بہت دیندار پرہیز گار حافظ قرآن ہیں وہ ہر سال رمضان میں ایک قصبہ کی مسجد میں جاکر نماز تراویح میں قرآن شریف سنایا کرتے ہیں پس بعد ختم کے مقتدی وغیرہ حسب مقدار بلا جبر وکراہ وبلا گفتگو حسبۃً للہ حافظ صاحب کو کچھ دیتے ہیں یعنی نقد روپیہ اور حافظ صاحب بھی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا مقصود اس مال اور کسب دینا نہیں ہے میرا مقصود تو ثواب اور ادائے سنت مؤکدہ ہے اور یاد داشت قرآن مجید ہے۔ روپیہ پیسہ ہونا نہ ہونا میرے نزدیک مساوی ہے۔ اور تفسیر عزیزی کی عبارت مندرجہ سوال سے جواز اجرت علی العبادت معلوم ہوتا ہے اس صورت میں شرعاً کیا ہے۔

(جواب) فقہاء نے یہ قاعدہ لکھ دیا ہے کہ **المعروف کا لمشروط کذافی الشامی وغیرہ**۔ پس اگر ان حافظ صاحب کو معلوم ہے کہ ان کو قرآن شریف سنانے پر کچھ روپیہ ملے گا اور لینا دینا معروف ہے تو ان حافظ صاحب کو کچھ لینا قرآن شریف ختم کر کے درست نہیں ہے اور اس میں تالی وسامع دونوں ثواب سے محروم ہیں۔ (۱) اور حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر اس حالت پر محمول ہے کہ اس عبادت پر کچھ لینا دینا معروف نہ ہوتا کہ کلام فقہاء اور ارشاد شاہ صاحب میں تعارض نہ ہو۔ فقط۔

کیا تراویح میں ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ جہراً پڑھنا چاہئے

(سوال ۱۸۰۰) ایک مولوی حافظ قرآن بھی ہیں اور قاری بھی ہیں وہ نماز تراویح میں ہر سورۃ پر بعد از فاتحہ بسم اللہ جہر سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں نہ کوئی قباحت ہے نہ کراہت۔ بالجہر پڑھنے کے ثبوت میں یوں فرماتے ہیں کہ تراویح میں جیسا کہ تکمیل قرآن قراءۃً مقصود اور سنت مؤکدہ ہے ویسا ہی تکمیل قرآن سماعۃً بھی مقتدیوں کے حق میں مقصود ہے لہٰذا تراویح میں جب تک بسم اللہ جہر سے ہر سورۃ نہ پڑھی جاوے گی اختلاف مقتدیوں کے حق میں رفع نہ ہوگا۔ اور اختلاف بھی مجتہدین ہی کا نہیں بلکہ ائمہ قراءۃ کا بھی ہے۔ آیا ہر سورۃ پر بعد از فاتحہ تراویح میں بسم اللہ جہر سے پڑھنا کیسا ہے۔ اور تسمیہ میں قاری حنفی کو اپنے ائمہ مجتہدین کا اتباع کر کے بالسر پڑھنا چاہئے یا ائمہ قراءۃ کے اتباع سے بالجہر پڑھنا چاہئے۔

(جواب) در مختار میں ہے **کما تعوذ سمی الخ سراً الخ قوله سراً الخ قا ل فی الکفایة عن المجتبی والثالث انه لا یجهر بها فی الصلوٰة عندنا خلافاً للشافعی وفی خارج الصلوٰة اختلاف الروایات والمشایخ فی التعوذ والتسمیة قیل یخفی التعوذدون التسمیة والصحیح انه لیتخیر فیهما ولکن یتبع امامه من القراء وهم یجهرون بهما الا حمزة فانه یخفیهما ا ه شامی ج ۱ ص ۳۲۹**۔ (۲) جلد اول۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے اندر حنفیہ کے نزدیک باتفاق بسم اللہ کو سراً پڑھنا چاہئے اس میں حنفیہ میں سے کسی کا خلاف نہیں ہے اور اطلاق صلاۃ شامل ہے نماز فرض اور نفل وتراویح وغیرہ کو اور یہ بھی اس عبارت سے واضح ہوا کہ

---

(۱) وان القراءة لشئی من الدنیا لا تجوزوان الاخذ والمعطی اثمان لان ذالك یشبه الا ستیجار علی القراءة ونفس الاستیجار علیها لا یجوز فكذا ما اشبه الخ ولا ضرور فی جواز الا ستیجار علیٰ التلاوة (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب بطلان الوصه الخ ج ۱ ص ۶۸۷ ط.س. ج۲ ص۷۳) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج ۱ ص ۴۵۷ ط.س. ج۱ ۷۹۰۱۲. ظفیر.

اتباع امام من القراء خارج صلوٰۃ میں ہے نہ صلاۃ میں اور اس پر ہم نے اپنے اساتذہ علماء احناف کو پایا ہے فقط۔

ختم قرآن پر دوسری آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۰۱) رمضان شریف میں ختم قرآن میں حافظ صاحب انیس رکعتوں میں قران پاک ختم کرتے ہیں اور بیسویں رکعت میں الم سے مفلحون تک پڑھ کر اسی رکعت میں یہ آیات پڑھتے ہیں ان رحمة الله قريب من المحسنين. دعوٰهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها سلام الخ عما يصفون۔ تک پڑھ کر رکوع کرتے ہیں یہ جائز ہے یا بدعت۔

(جواب) یہ تو بعض روایات میں آیا ہے کہ ختم قرآن کے بعد الم سے شروع کر کے چند آیات مثل مفلحون تک پڑھ دیا جاوے اور فقہاء نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور یہ مستحب ہے۔(۱) اس کے سواء دیگر آیات کا اس وقت پڑھنا منقول نہیں ہے لہذا ترک کر دینا مناسب ہے۔ فقط۔

عورتوں کی جماعت تراویح

(سوال ۱۸۰۲) چند عورت حافظ قرآن مجید یہ چاہتی ہیں کہ تراویح میں قرآن مجید اپنی جماعت سے ختم کریں ان کا یہ فعل کیسا ہے۔

(سوال ۱۸۰۳/۲) عیدین کی نماز بھی چند عورتیں جماعت سے پڑھ سکتی ہیں یا نہیں۔ کیا عورت عورتوں کی امام بن سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) عورتوں کی جماعت اس طرح کہ عورت ہی امام ہو مکروہ ہے، خواہ تراویح کی جماعت ہو یا غیر تراویح کی سب میں عورت کا امام ہونا عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔(۲)

ایک ماہ کم پندرہ سال لڑکے کی امامت تراویح میں درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۰۴) جس لڑکے کی عمر یکم رمضان ۳۸ھ کو ۱۴ سال گیارہ ماہ کی ہوگی اس کو امامت تراویح جائز ہے یا نہیں۔ نیز وتر میں امامت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر لڑکے میں اور کوئی علامت بلوغ کی مثل احتلام و انزال کے نہ پائی جاوے تو پورے پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً وہ بالغ سمجھا جاتا ہے، پس جس لڑکے کی عمر یکم رمضان شریف کو ۱۴ سال ۱۱ ماہ کی ہو اس کی امامت تراویح اور وتر میں درست نہیں ہے کیونکہ صحیح مذہب حنفیہ کا یہی ہے کہ نابالغ کی امامت فرائض و نوافل اور واجب میں درست نہیں ہے۔(۳) کذا فی الدر المختار و الشامی (البتہ اگر کوئی علامت بلوغ کی پائی جاتی ہو تو

---

(۱) ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوساً الا اذا ختم فيقرأ من البقرة (درمختار) قال في شرح المنية وفي الولوالجية من يختم القران في الصلاة اذا فرغ من المعوّذ تين في الركعة الا ولى يركع ثم يقراء في الثانية بالفاتحة وشئي من سورة البقرة لان النبي صلى الله عليه وسلم قال خير الناس الحال المرتحل اى الخاتم المفتتح ا ه (ردالمحتار فصل في القراءة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج۱ ۵۴۶) ظفير.

(۲) ويكره تحريما جماعة النساء ولو في التراويح (درمختار) افادان الكراهة في كل ما تشرع فيه جماعة الرجال فرضا او نفلا (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۸ .ط.س.ج۱ ۵۶۵) ظفير.

(۳) ولا يصح اقتداء رجل بامراءة وخنثى وصبى مطلقا ولو في جنازة ونفل على الا صح (درمختار) والمختار انه لا يجوز في الصلوات كلها (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۹ .ط.س.ج۱ ص۵۷۶) ظفير.

درست ہوگی۔(۱)(ظفیر)

ترویحہ میں صلوٰۃ بآواز بلند پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۰۵) نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر چند منٹ صلوات پکارا جاتا ہے۔ عند الحنفیہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھنا اور تسبیح و تہلیل اور درود شریف وغیرہ پڑھنا مستحب ہے۔ ہر ایک تسبیح و تہلیل وغیرہ پڑھتا رہے، مل کر اور آواز ملا کر پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ یہ اچھا نہیں ہے۔ فقط۔

تراویح میں دو ۲ دو ۲ کی نیت کرنی چاہئے

(سوال ۱۸۰۶) تراویح میں دو دو کی نیت کرے یا چار چار کی۔

(جواب) تراویح میں دو دو رکعت پر سلام پھیرنا بہتر ہے۔ کما فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

تراویح میں سجدہ تلاوت رکوع سے ادا ہو جائے گا یا نہیں

(سوال ۱۸۰۷) اگر تراویح میں ختم رکوع پر سجدہ تلاوت آوے تو رکوع میں سجدہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔ اور جو شخص خارج نماز سجدہ تلاوت کرے تو سجدہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔

(جواب) رکوع میں اگر نیت سجدہ کی کر لے تو سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے(۳) اور سجدہ میں بلا نیت کے بھی ادا ہو جاتا ہے۔(۴) فقط۔ (تراویح میں سجدہ تلاوت رکوع میں نہیں کرنا چاہئے ظفیر۔)

بسم اللہ کا جہر سے پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۰۸) کیا کوئی روایت ابن مسعودؓ سے ہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کے ساتھ نازل ہوئی ہے احتیاطاً تراویح میں جہر کے ساتھ ہر سورۃ پڑھی جاوے علاوہ بسم اللہ کے۔ اگر جہر سے پڑھا تو گنہگار ہوگا۔

(جواب) اکثر روایات میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرأۃ الحمد سے شروع فرماتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کا جہر نہ فرماتے تھے۔ یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا۔ پس ہر ایک سورۃ کے ساتھ جہر نہ کرنا چاہئے۔ صرف تمام قرآن شریف میں ایک دفعہ کسی سورۃ میں جہر سے پڑھ دیوے۔(۵) والتفصیل فی کتب الفقہ۔ فقط۔

نماز تراویح چار رکعت کے نیت سے پڑھی جائے تو قعدہ اولیٰ و درود وغیرہ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۰۹) تراویح میں اگر چار رکعت کی نیت کی جائے تو قعدہ اولیٰ میں بعد تشہد کے درود شریف اور رکعت

---

(۱) ویجلس ندبا بین کل اربعة بقدرها وكذا بين الخا مسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراء ة وسكوت وصلاة فرادى (الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح ج۱ ص ۶۶۱ .ط.س.ج۲ص۷۶) ظفير.

(۲) وهى عشرون ركعة بعشر تسليمات فلو فعلها بتسليمة فان قعد بكل شفع صحب بكراهة والا نابت عن شفع واحدبه يفتى (الدرالمختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۰ .ط.س.ج۲ص۴۵) ظفير.

(۳) وتو دى بر كوع صلاة اذا كان الركوع على الفور من قراء ة اية اوايتين وكذا لثلاث على الظاهر كما في البحر ان نواه اى كون الركوع لسجود التلاوة على الراجح تودى بسجود كذالك اى على الفور وان لم ينوالخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۷۳۳ .ط.س.ج۲ص۱۱۱) ظفير

(۴) ولو تلاها فى الصلاة سجدها فيها لا خارجها كما مر (ايضاً ج ۱ ص ۷۲۲ .ط.س.ج۲ص۱۱۰) ظفير.

(۵) وكما تعوذ سمى الخ سرا (در مختار) قال فى الكفاية عن المجتبى والثالث انه لا يجهر بها فى الصلاة عندنا الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة فصل ج ۱ ص ۴۵۷ .ط.س.ج۱ص۴۹۰) ظفير.

ثالث میں قبل فاتحہ ثناء پڑھنا چاہیے یا نہیں۔

(جواب) چاہیے کما فی الدر المختار. وفی البواقی من ذوات الا ربع یصلی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذالخ۔(۱) تراویح اگرچہ سنت مؤکدہ ہے لیکن چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ بخلاف ظہر کی چار رکعت سنت کے کہ ان کا ایک سلام سے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور تراویح میں افضل دو دو رکعت پر سلام پھیرنا ہے۔ در مختار میں ہے التراویح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين الخ وهي عشرون ركعة بعشر تسليمات الخ ۔(۲) فقط۔

تیس سال کی عمر والے کے پیچھے تراویح بلا کراہت درست ہے

(سوال ۱۸۱۰) ایک حافظ کے ڈاڑھی مونچھ نہیں ہے اور ان کی عمر ۳۰ سال کی ہے۔ ان کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ نماز بلا کراہت ان کے پیچھے صحیح ہے۔(۳) فقط۔

تراویح میں آٹھ رکعت والی حدیث راجح ہے یا بیس والی

(سوال ۱۸۱۱) رکعات تراویح میں ہر دو احادیث کا مقابلۃً کیا حال ہے۔ آٹھ رکعت والی حدیث جو کتاب قیام الیل لامام محمد بن نصر مروزی میں ہے اور بیس رکعات مصنف ابن ابی شیبہ عام مشہور ہے۔

(جواب) بیس رکعت تراویح والی حدیث امت مرحومہ نے معمول بہ ٹھہرائی ہے۔ لہذا وہی اولیٰ بالعمل ہے اور سنت بیس تراویح ہیں۔(۴) فقط۔

(ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بیس رکعات سے کم تراویح نہیں ہے بیس یا اس سے زیادہ رکعتیں ہیں، آٹھ رکعتوں پر عمل صرف ہندوستان کے غیر مقلدوں کا ہے اور وہ بھی صرف سو سال سے ورنہ ساری امت میں بیس یا زیادہ رکعتوں پر عمل جاری رہا اور اب بھی ہے۔ ظفیر۔)

دوکانوں میں تراویح پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۱۲) کسی بازار کے مصلی محض کاروباز کے نقصان کا اندیشہ خیال کر کے الگ الگ جماعت تراویح کریں یہ فعل ان کا کیسا ہے۔

(جواب) نماز تراویح مسجد میں پڑھنا اور ختم تراویح مسجدوں میں سننا سنت ہے بلا عذر مسجد میں نہ جانا اور دوکانوں پر

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳. ط.س. ج۲ ص۱۶. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۰. ط.س. ج۲ ص۴۳. ۱۲ ظفیر.
(۳) سئل العلامة الخ عن شيخ بلغ من السن عشرين سنة وتجاوز حد الا نبات ولم ينبت عذاره فهل يخرج بذالك من حدالامردية الخ فاجاب بالجواز من غير كراهة ونا هيك به قدوة (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ۵۲۵. ط.س. ج۱ ص۵۶۲) ظفیر.
(۴) التراويح سنة مئوكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين الخ هي عشرون ركعة بعشر تسليمات الخ (در مختار) وهي عشرون ركعة هو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقاوغربا (ردالمحتار مبحث التراويح ج۱ ص ۶۶۰. ط.س. ج۲ ص۴۳) اس مسئلہ کے لئے دیکھا جاوے رسالہ رکعات تراویح۔ مصنفہ شیخ الحدیث حضرت الا ستاذ مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی۔ شائع کردہ مفتاح العلوم مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ ۱۲ ظفیر۔

تراویح پڑھنا ترک سنت ہے۔(۱) فقط۔

جس کی تراویح رہ گئی ہو وہ پہلے وتر جماعت سے پڑھ لے پھر تراویح پڑھے

(سوال ۱۸۱۳) شخصے کہ از و بعض تراویح فوت شدہ بود و در بعض آں اقتداء باامام کرد چوں امام برائے خواندن وتر برخاست شخص مذکور را بناء بر مذہب حنفی چہ حکم است آیا اولاً وتر بدیں امام بر خواند و بعد ازاں تراویح فائتہ را۔ یا نخستین تراویح متروکہ بخواند وبعد ازاں وتر را تنہا ادا نماید ازیں دو صورت اولیٰ وافضل کدام است۔

(جواب) جواب اصل سوال این است کہ بصورت مذکورہ شخص مذکور اولاً وتر بجماعت گزار دو بعد ازان تراویح باقیماندہ اداء نماید لکی تحصل له فضیلة جماعة الوتر فی رمضان کما رجحه الکمال وعلیه عملنا وعمل مشائخنا وقال فی ردالمحتار فی شرح قول الدر المختاروهل الا فضل فی الوترّ الجماعة ام المنزل تصحیحان) رجحه الکمال الجماعة بانه صلی الله علیه وسلم کان اوتر بهم ثم بین العذر فی تاخره مثل ما صنع فی التراویح فالو تر کالتراویح فلما ان الجماعة فیها سنة فکذالك الوتر .بحروفی شرح المنية والصحيح ان الجماعة فيها افضل الخ۔(۲) فقط

کیا بعد تراویح اور بعد ختم قرآن دعا مکروہ ہے

(سوال ۱۸۱٤) فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ تراویح میں اور ختم قرآن کے وقت دعا مکروہ ہے۔

جماعت سے ختم قرآن پر دعا

(سوال ۱۸۱۵/۲) جماعت کے ساتھ قرآن ختم ہونے کے وقت دعا مکروہ ہے اس واسطے کہ اس طرح دعا کرنا رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں۔ یہ دونوں مسائل صحیح ہیں یا نہیں۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ ختم قرآن کے بعد اور ہمیشہ نماز تراویح کے بعد دعا مسنون و مستحب ہے اور حدیث میں ہے کہ یہ وقت اجابت دعا کا ہے اس لئے معمول ہمارے اکابر کا اور مشائخ کا دعا بعد التراویح وبعد الختم ہے۔(۳) فقط

---

(۱) والجماعة فيها سنة على الكفاية فى الا صح فلو تركها اهل مسجد اثموا، لا لو ترك بعضهم وكل ما شرع بجماعة فالمسجد فيه افضل (الدر المختار وان صلى احد فى البيت با لجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد ردالمحتار مبحث التراويح ج۱ ص ٦٦٠. ط.س. ج۲ ص٤٥) ظفير.

(۲) ردالمحتار مبحث التراويح قبيل باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ٦٦٤ وج۱ ص ٦٦٥). ط.س. ج۲ ص٤٨. ١٢ ظفير.

(۳) عن معاذ بن جبل قال اخذ بيدى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انى لا حبك فقلت انا احبك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تدع ان تقول فى دبر كل صلوٰة رب اعنى على ذكرك الخ (مشكوٰة ص۸۸) عن ابى امامة قال قيل يا رسول الله اى الدعاء اسمع قال جوف الليل الا خر و دبر الصلوٰة المكتوبات رواه الترمذى (ايضاً ص ۸۹) ظفير.

ہر ترویحہ میں دعا مسنون ہے یا مستحب

(سوال ۱۸۱۶) ہر چوتھی تراویح کے بعد دعا مانگنی جائز ہے کہ مسنون۔

(جواب) تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد دعا مانگنا تسبیح و تہلیل و درود شریف پڑھنا جائز اور مستحب ہے جو کچھ کرے بہتر ہے کسی خاص امر کی ضرورت اور تخصیص نہیں ہے(۱) لیکن تسبیح جیسے سبحان ذی الملك و الملكوت الخ یا سبحان الله و الحمد لله و لا اله الا الله و الله اكبر۔ پڑھتے رہنا زیادہ اچھا ہے اور معمول اکابر ہے۔(۲) فقط۔

یہ کہنا غلط ہے کہ جو عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ تراویح بھی نہ پڑھے

(سوال ۱۸۱۷) زید کہتا ہے کہ جو لوگ بوجہ عذر شرعی کے روزہ نہیں رکھتے وہ نماز تراویح ضرور پڑھیں ان کو ثواب ضرور ہوگا۔ بکر کہتا ہے کہ شخص معذور یا غیر معذور جو روزہ نہ رکھے وہ تراویح بھی نہ پڑھے بلکہ جو روزہ نہ رکھے ایسے شخص کا تراویح پڑھنا الٹا عذاب ہے۔ ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے۔

(جواب) زید کا قول صحیح ہے بکر غلط کہتا ہے۔(۳) فقط۔

آنحضرت صلعم نے تراویح کے رکعت پڑھیں

(سوال ۱۸۱۸) آنحضرت ﷺ نے اخیر میں تراویح کے رکعت پڑھی ہیں۔

(جواب) بیس تراویح پر اجماع ہے اور احادیث سے ثابت ہے پس بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہئے۔ (۴) فقط (آنحضرت ﷺ نے بھی بیس رکعت تراویح پڑھی۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ يصلي رمضان عشرين ركعة سوى الوتر راوی عبداللہ بن عباس ہیں۔ ظفیر)

کیا ترویحہ میں نصیحتوں کا پڑھ کر سنانا درست ہے

(سوال ۱۸۱۹) کیا تراویح کے ترویحہ میں بجائے تسبیح کے لقمان کی نصیحتیں۔ تذکرہ دربیان ادب استاد و ذکر دوزخ و بہشت وغیرہ وغیرہ کا بیان درست ہے۔

(جواب) یہ بھی درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ وقت تسبیح وغیرہ میں گذارے۔(۵) فقط

ختم تراویح کے دن الم مفلحون کے بعد بعض دوسری آیتوں کا پڑھنا ثابت نہیں ہے

(سوال ۱۸۲۰) اکثر حافظ بروز ختم قرآن شریف در صلوٰۃ تراویح بعد هم المفلحون کے مختلف آیات مثل انا لله وانا اليه راجعون ○وان رحمة الله قريب من المحسنين وغیرہ پڑھتے ہیں اس کا شرعاً ثبوت

---

(۱) ويستحب الجلوس بين الترويحتين قدر ترويحة الخ ثم هم مخيرون في حالة الجلوس انشاء واسبحوا ان شاؤا قعدوا ساكتين . (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۱۴ .ط .ماجدیه ج۱ ص ۱۱۶) ظفیر.

(۲) يجلس ندبابين كل اربعة بقدر ها و كذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقرأوسكوت وصلاة فرادى (درمختار) قوله بين تسبيح قال القهستاني فيقال ثلاث مراةسبحان ذى الملك والملكوت الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۱ .ط.س.ج.۲ ص ۴۶) ظفير. (۳) تراویح کے لئے روزہ شرط نہیں ہے۔ التراويح سنت مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء اجماعا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث في التراويح ج ۱ ص ۶۵۹ .ط.س.ج.۲ ص ۴۳) ظفير. (۴) وهى عشرون ركعة حكمته مساواة المكمل بعشر تسليمات هو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقاو غربا (ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۰ .ط.س.ج.۲ ص ۴۵ ظفير. (۵) ويجلس ندبا بين كل اربعة بقدر ها و كذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراء ت وسكوت وصلاة فرادى (الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج ۱ ص ۶۶۱ .ط.س.ج.۲ ص ۴۶) ظفير.

ہے یا نہیں۔

(جواب)فقہاء نے صرف اس قدر لکھا ہے الا اذا ختم فیقرء من البقرۃ الخ (در مختار) وفی الشامی قال فی شرح المنیر و فی الو لو الجیہ من یختم القران فی الصلوٰۃ اذا فرغ من المعوذ تین فی الرکعۃ الاولیٰ یرکع ثم یقرأ فی الثانیۃ بالفاتحۃ وشئی من سورۃ البقرۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الناس الحال المرتحل ای الخاتم المفتتح الخ ۔(۱)پس ماسوااس کے ثابت نہیں ہے لہٰذا اس پر اصرار کرنا بدعت ومکروہ ہے۔فقط۔

کیاتراویح کے لئے امام مقرر کرنادرست نہیں ہے

(سوال ۱۸۲۱)جس طرح پنج وقتہ نمازوں کے لئے امام کو مقرر کیا جاتا ہے اسی طرح ماہ رمضان میں تراویح کے لئے امام مقرر کرنا جائز ہے یانہ۔

(جواب)چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ الا مور بمقاصد ھا اور یہ بھی ہے المعروف کا لمشروط۔پس اگر کسی حافظ کو ختم قرآن شریف کے لئے تراویح کا امام بنایا جاوے تو ظاہر ہے کہ اس سے مقصود امامت نہیں ہے بلکہ قرآن شریف کا ختم ہے لہٰذا اس پر جو کچھ اجرت دی لی جاوے گی وہ ختم قرآن شریف کی وجہ سے ہے نہ بوجہ امامت محضہ کے۔پس حسب قاعدہ لا یجوز اخذ الا جرۃ علی قراۃ القران تراویح میں ختم قرآن پر اجرت لینادینا جائز نہ ہوگا۔قال فی ردالمحتار. وقال العینی فی شرح الھدایہ ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی اثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قرأۃالا جزاء بالا جرۃ لا یجوز الخ.(۲)شامی ص ۳۵ جلد خامس۔فقط۔

(بلااجرت مقرر کرناامام تراویح کادرست وافضل ہے۔البتہ اجرت پر جائز نہیں۔ظفیر)

غیر مقلد کے پیچھے حنفی اگر تراویح پڑھیں تو بقیہ رکعات کب پوری کریں وتر کے پہلے یابعد

(سوال ۱۸۲۲)اگر امام غیر مقلد ہو اور تراویح بیس رکعت کی بجائے آٹھ رکعت پڑھائے تو حنفیہ کو کس طرح سے بقیہ تراویح پوری کرنی چاہئے آیا وتر امام کے ساتھ پڑھ کر تراویح بقیہ پوری کریں یا وتر چھوڑ کر تراویح پوری کرنے کے بعد۔

(جواب)بقیہ تراویح بعد وتر کے پڑھ سکتے ہیں اور ایسا بھی کرسکتے ہیں کہ وتر امام کے ساتھ نہ پڑھیں بعد پورا کرنے تراویح کے پڑھیں۔(۳)فقط۔

ایک ختم سے زیادہ پڑھناتراویح میں کیساہے

(سوال ۱۸۲۳)تراویح میں حافظ قرآن جو تین چار ختم پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے۔سنت مؤکدہ صرف ایک ختم ہے باقی کا کیا حکم ہوگا۔نیز اگر ایک حافظ چند مساجد میں ختم پڑھے تو کیا حکم ہوگا اور دوسری مسجد والوں کو ثواب ختم کا ہوگا یا نہیں۔

---

(۱)ردالمحتار فصل فی القراۃ قبیل باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج.۱ص۵۴۷.۱۲ ظفیر.(۲)ردالمحتار کتاب الاجارۃ مطلب الاجارۃ فی الطاعۃ ج ۵ ص ۴۷ .ط.س.ج.۲ص۵۶. ۱۲ ظفیر.(۳)والا صح ان وقتھا بعد العشاء الی اخر اللیل قبل الوتر وبعدہ لا نھا نوافل سنت بعد العشاء (ھدایہ باب النوافل فصل قیام رمضان ج ۱ ص ۱۳۴) ظفیر.

(جواب) در مختار میں ہے والختم مرۃً سنة ومرتين فضيلة ثلاثاً افضل الخ۔(۱) اور دوسری مسجد میں بھی دوسرا ختم درست ہے اور دوسری مسجد والوں کو سنت ختم کا ثواب حاصل ہوگا۔ فقط۔

دوسری رکعت میں بھول کر کھڑا ہوگیا۔ پھر یاد آیا تو کیا کرے

(سوال ۱۸۲۴) اگر تراویح کی رکعت ثانیہ میں بجائے بیٹھنے کے کھڑا ہوگیا بعد میں یاد آیا تو کیا کرے۔

(جواب) سجدہ سے پہلے پہلے اگر یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرے واما النفل فيعود مالم يقيده بالسجدة۔(۲) فقط۔

سجدہ تلاوۃ سجدہ نماز سے ادا ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۲۵) اگر امام نے تراویح میں سجدہ تلاوۃ سجدہ صلوٰۃ کے ساتھ ادا کیا یعنی تین سجدے کئے تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز میں جس وقت آیۃ سجدہ کو تلاوۃ کرے اسی وقت سجدہ تلاوت کر لینا چاہئے اور اگر مؤخر کیا اور نماز کے سجدوں کے ساتھ کیا تو سجدہ سہو لازم ہے اور بعد سجدہ سہو کے نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ولذا كان المختار وجوب سجود السهو لو تذكرها بعد محلها الخ شامی باب سجود التلاوة الخ(۳) فقط۔

(قصداً سجدہ تلاوت کا مؤخر کرنا درست نہیں ہے۔ آیت سجدہ کے فوراً بعد یا زیادہ سے زیادہ تین آیت بعد سجدہ تلاوت کر لینا ضروری ہے ورنہ گناہگار ہوگا۔ فعلى الفور لصيرورتها۔

جزءاً منها ويأثم بتا خيرها (در مختار) فوجب ادائها مضيقا كما في البدائع ثم تفسير الفور عدم طول المدة بين التلاوة والسجدة بقراءة أكثر من ايتين اوثلاث حليه (ردالمحتار . باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۷۲۲ ظفير)

کیا تراویح لمبی نہیں ہونی چاہئے

(سوال ۱۸۲۶) ایک شخص جماعت تراویح میں یہ اعتراض کرتا ہے کہ لوگ دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں اس لئے امام کو اتنی لمبی رکعتیں نہ کرنی چاہئے تو امام کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) امام کو قرأۃ ہلکی ہی کرنی چاہئے۔ البتہ ایک دفعہ ختم قرآن شریف تراویح میں ہو جانا سنت ہے۔ ایک ایک پارہ روز ہو جایا کرے اس سے کم نہ ہو۔(۴) فقط۔

تراویح کی چار رکعت کے بعد کیا کرے

(سوال ۱۸۲۷) تراویح میں بعد چار رکعت کے جو جلسہ کرتے ہیں اس جلسہ میں تسبیح پڑھنی چاہئے یا ساکت بیٹھا رہے اور ہر جلسہ میں بعد تسبیحات کے دعا مانگنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔ بعض جگہ اس کا رواج ہے کہ ہر جلسہ

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث فى التراويح ج ۱ ص ۶۶۲. ط.س. ج۲ص ۴۶. ۱۲ ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۶۹۶. ط.س. ج۲ص۸۳. ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۷۲۲. ط.س. ج۲ص ۱۱۰ ۱۲ ظفير. (۴) والختم مرةسنة ومرتين فضيلة وثلاثا افضل ولا يترك الختم لكسل القوم لكن فى الا ختيار الا فضل زماننا قد رما لا ثقل عليهم واقراه المصنف وغيره (الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج ۱ ص ۶۶۲. ط.س. ج۲ص۴۶.) ظفير.

میں تسبیح کے بعد دعا ضرور مانگتے ہیں۔ اور تارک پر ملامت کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) تسبیحات جو ماثور ہیں پڑھیں خاموش نہ رہیں اور ہر ترویحہ میں دعا مانگنا ضروری نہیں ہے۔(۱) اور جب کہ اس کو ضروری سمجھا جاوے اور تارک پر ملامت ہو تو پھر ترک کرنا لازم ہے۔ کما صرح به الفقهاء ۔(۲) فقط۔

تراویح کی پہلی رکعت میں بیٹھنے لگا، مگر اشارہ پاکر کھڑا ہو گیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۲۸) امام تراویح کی پہلی رکعت میں کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھنے کا قصد کرتا تھا کہ پیچھے سے اشارہ کیا گیا اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا، دو رکعت پوری ہونے کے بعد سلام پھیرا سجدہ سہو نہیں کیا نماز ہوئی یا نہ اگر نہیں ہوئی تو علم ہونے پر بجماعت ادا کرے یا تنہا۔

کیا سجدہ سہو ہو گا

(سوال ۱۸۲۹/۲) کیا ایسی صورت میں سجدہ سہو لازم ہے

ذرا سا بیٹھا پھر کھڑا ہو گیا تو کیا سجدہ واجب ہے

(سوال ۱۸۳۰/۳) امام بیٹھنے کے ارادہ سے اللہ اکبر کہتا ہے۔ مقتدی نے بصورت نشست دیکھتے ہوئے بآواز بلند اللہ اکبر کہا امام فوراً دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اس وقفہ میں کوئی کلمہ التحیات کا بھی زبان سے نہیں نکلا، اس وقفہ سے سجدہ سہو لازم نہیں ہو گا۔

پہلی اور تیسری رکعت میں کتنی دیر بیٹھنے سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے

(سوال ۱۸۳۱/۴) اگر پہلی اور تیسری رکعت میں سہواً کھڑا ہو جاوے تو کتنے وقفہ سے سجدہ سہو لازم ہو گا

جلسہ استراحت سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا

(سوال ۱۸۳۲/۵) جلسہ استراحت کرنے سے سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی اور اعادہ کی ضرورت نہ تھی اور سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہوا کیونکہ ایک رکعت کے بعد اگر کسی قدر بیٹھ کر کھڑا ہو جاوے تو اس کو بھی فقہاء نے جائز لکھا ہے چہ جائے کہ محض ارادہ بیٹھنے کا کیا ہو اور پورے طور پر بیٹھا بھی نہ ہو کہ کھڑا ہو گیا تو اس صورت میں نہ سجدہ سہو لازم ہے نہ اعادہ نماز کی ضرورت ہے۔ شامی میں ہے۔ هذا اذا كانت القعدة طويلة اما الجلسة الخفيفة التى استحبها الشافعى فتركها غير واجب عند نابل هو الا فضل الخ۔(۳)

(۱) نماز ہو گئی۔ (۲) نہیں آتا۔(۴) (۳) اس قدر وقفہ سے سجدہ سہو لازم نہ ہو گا۔(۵)

....

(۱) يجلس ندبا بين كل اربعة وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى (درمختار) قوله بين تسبيح قال القهستانى فيقال ثلاث مرات سبحان ذى الملك والملكوت سبحان ذى العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحى الذى لا يموت سبوح قدوس رب الملائكة والروح لا اله الا الله نستغفر الله نسالك الجنة ونعوذ بك من النار كما فى منهج العباد ا ه (ردالمحتار مبحث صلوٰة التراويح ج ۱ ص ٦٦١. ط.س. ج۲ص٤٦) ظفير.

(۲) قال الطيبى من اصر على امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال (مرقاة المفاتيح ج ۲ ص ١٤) ظفير. (۳) ردالمحتار باب صفة الصلاة قبيل مطلب مهم فى تحقيق متابعة الامام ج ۱ ص ٤٣٨. ط.س. ج۱ص٤٦٩ ١٢ ظفير.

(٤) ايضاً. ط.س. ج۲ص٤٦٩

(٥) ايضاً. ط.س. ج۲ص٤٦٩

(۴) طویل قعدہ سے سجدہ سہو لازم آتا ہے جیسے بقدر التحیات پڑھنے کے مثلاً یا اس کے قریب ہو باقی جلسہ خفیفہ سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔(۱)

(۵) اس سے سجدہ سہو لازم نہ آوے گا۔(۲) فقط۔

بعض آیتوں کے بعد تراویح میں بعض کلمات

(سوال ۱۸۳۳) نماز تراویح میں حافظ صاحب بعض سورتوں کے اختتام پر نماز ہی میں بعض الفاظ غیر قرآنیہ عربی میں پڑھتے تھے مثلاً سورہ مرسلات کی آخری آیت **فبای حدیث بعدہ یؤمنون** کے بعد **امنا باللہ** کہتے تھے اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ اس قسم کی دعاؤں کی نماز میں پڑھنے کو منع فرماتے ہیں۔ لیکن اگر نوافل میں ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور تراویح بھی فاسد نہ ہوگی۔(۳) فقط۔

ایک شخص تراویح میں ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ جہر سے پڑھتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۳۴) زید صلوٰۃ تراویح میں ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ جہر سے پڑھتا ہے۔ شرعی حکم کیا ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک نماز میں بسم اللہ کا جہر نہیں ہے اخفاء سنت ہے تراویح ہو یا غیر تراویح البتہ خارج عن الصلوٰۃ جہر و اخفاء میں اتباع اپنے امام کا قراء میں سے کرے۔ شامی میں ہے **والثالث انه لا یجهر بها فی الصلوٰة عند نا خلافاً للشافعی وفی خارج الصلوٰة اختلاف الروایات والمشائخ فی التعوذو التسمیة قیل یخفی التعوذدون التسمیة والصحیح انه یتخیر فیهما ولکن یتبع امامه من القراء وهم یجهرون بهما الا حمزة فانه یخفیهما الخ**(۴) شامی باقی اگر کوئی شخص نوافل میں باتباع اپنے امام کے قراء میں سے جہر کرلے تو اس پر طعن نہ کرنا چاہئے۔ فقط۔

ہر ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۳۵) تراویح کے ہر ترویحہ میں بعد تسبیح و تہلیل کے امام اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا یا صرف مقتدی کا ہاتھ اٹھا کر ہر ترویحہ میں دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ یا بعد ختم تراویح کے دعا مانگنا چاہئے۔

ترویحہ کے بعد دعا سے روکا جائے یا نہیں

(سوال ۱۸۳۶/۲) جو حافظ برابر عادۃً ہر ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہو اس کو ممانعت بالجہر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) وکذا القعدة فی اخر الرکعة الاولیٰ والثالثة فیجب ترکها ویلزم من فعلها ایضاً تاخیر القیام الی الثانیة او الرابعة عن محلة وهذا اذا کانت القعدة طویلة اما الجلسة الخفیفة التی استحبها الشافعی رحمة الله علیه فترکها غیر واجب عند نابل هو الافضل کما سیاتی (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة قبیل مطلب مهم فی تحقیق متابعة الامام ج ۱ ص ۴۳۸ .ط.س.ج۱ص۴۶۹) ظفیر. (۲) ایضاً ۱۲ ظفیر. (۳) والمؤتم لایقرأ مطلقا الخ بل یستمع اذا جهر وینصت اذا اسر الخ وان قرأ الامام ایة ترغیب و ترهیب وکذا الامام لا یشتغل بغیر قران وما ورد حمل علی النفل منفردا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی القراة ج۱ ص ۵۰۹ .ط.س.ج۱ص۵۴۴) ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج ۱ ص ۴۵۷ .ط.س.ج۱ص۴۹۰. ۱۲ ظفیر.

کیا دعا مانگنا منع ہے

(سوال ۱۸۳۷/۳) اگر کوئی حافظ ترویحہ میں دعا بایں خیال مانگتا ہو کہ اس کا ثبوت نہیں ہے۔ اس سے مقتدیوں کا فرمائش کرنا کہ حاضرور مانگیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حافظ کا خلاف امر متقدیان کرنا موجب عدم جماعت تراویح وباعث رنجش عوام ہے تو ایسی صورت میں حافظ موصوف کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) تراویح کے ہر ایک ترویحہ میں تسبیح و تہلیل وغیرہ ادعیہ ماثورہ کا پڑھنا منقول ہے۔(۱) اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا صرف بعد ختم جملہ تراویح یعنی بست ۲۰ رکعت معمول ہے پس ایسا ہی کرنا چاہئے کما ورد ما راہ المومنون حسناً فھو عنداللہ حسن .

(۲) ظاہر یہ ہے کہ اس کو تشدد سے منع نہ کیا جاوے۔

(۳) حافظ موصوف کو اس صورت میں مقتدیوں کا کہنا ماننا ضروری نہیں ہے اور نہ مقتدیوں کو اپنے امام کو ایسا حکم کرنا چاہیے کیونکہ امام متبوع ہوتا ہے نہ تابع۔ کما ورد فی الحدیث انما جعل الا مام لیوتم بہ۔(۲) الحدیث۔ فقط۔

تراویح سنت رسول ہے یا سنت خلفاء راشدین ہے

(سوال ۱۸۳۸) نماز تراویح سنت رسول اللہ ﷺ ہے یا حضرت عمرؓ کی ایجاد ہے۔

(جواب) نماز تراویح سنت ﷺ اور سنت خلفائے راشدین ہے۔(۳)

تراویح میں سجدہ سہو لازم آئے تو کر سکتا ہے

(سوال ۱۸۳۹) اگر تراویح میں ایسا سہو ہو جاوے جس سے سجدہ سہو واجب ہو تو سجدہ سہو کر سکتے ہیں یا نہیں۔

یہ کہنا غلط ہے کہ تراویح میں سجدہ سہو نہیں

(سوال ۱۸۴۰/۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تراویح میں سجدہ سہو ہے ہی نہیں۔ کیا یہ صحیح ہے۔

(جواب)(۱) ترک واجب سے جس طرح تمام نمازوں میں سجدہ سہو لازم ہے تراویح میں بھی لازم ہے۔(۴)

(۲) صحیح نہیں ہے۔ فقط۔

کیا نماز تراویح ایک سلام سے جائز ہو گی

(سوال ۱۸۴۱) رمضان میں تراویح کی نماز ایک سلام سے جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ویجلس بین کل اربعة وکذا بین الخامسة والوتر، ویخیرون بین تسبیح وقراة وسکوت وصلاة فرادی (درمختار) قوله بین تسبیح قال القهستانی فیقال ثلاث مرات سبحان ذی الملك والملکوت الخ (ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۱. ط.س. ج۲ ص ۴۶) ظفیر.

(۲) مشکوٰة باب ما علی الماموم من المتابعة فصل اول ص ۱۰۱ ۱۲ ظفیر.

(۳) التراویح سنة مئوکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین (درمختار) ای اکثرهم لان المواظبة وقعت فی اثناء خلافة عمر رضی الله عنه ووافقه علی ذالك عامة الصحابة و من بعد هم الی یومنا هذا بلا نکیر وکیف لا وقد ثبت عنه صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضو ابا لنواجذ کما رواه ابو دائود بحر (ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۵۹. ط.س. ج۲ ص ۴۳) ظفیر.

(۴) والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۵. ط.س. ج۲ ص ۹۲) ظفیر.

(جواب) تراویح اگر ایک سلام سے اس طریقہ پر پڑھی جائیں کہ ہر شفعہ کے بعد قعود بھی نہیں کیا تو پھر یہ تمام رکعتیں ایک شفع کے قائم مقام ہوں گی۔ اور اگر ہر شفعہ پر قعود کیا ہے تو اگرچہ اس طرح تراویح ادا ہو جاتی ہیں لیکن یہ فعل کراہت سے خالی نہیں۔ سنت یہی ہے کہ بیس رکعات دس تسلیمات کے ساتھ ادا کی جائیں۔ درمختار میں ہے وهی عشرون ركعة بعشر تسليمات فلو فعلها بتسليمةٍ فان قعد لكل شفع صحت بكراهة والا نابت عن شفع به يفتي الخ۔(۱) در مختار مع الشامی جلد اول ص ٤٧٤ وفی البحر لا يخفى ما فيه لمخالفة المتوارث مع تصريحهم بكراهة الزيادة على ثمان فی مطلق التطوع ليلاً فلان يكره هنا اولىٰ الخ. بحر الرائق جلد اول ص ٧٢ فقط۔

تراویح بلاعذر شرعی ترک کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۸٤۲) تراویح کو بلا عذر قصداً ترک کرنا اور یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ نے خود ترک کی ہیں اس لئے ہم بھی ترک کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) تراویح سنت مؤکدہ ہیں بلا عذر ان کو ترک کرنے والا عاصی و گنہگار ہے۔ خلفائے راشدینؓ و جمیع صحابہؓ و سلف صالحین سے ان کی مواظبت ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تو خود فرمایا ہے کہ مجھے خیال ہے کہ کہیں فرض نہ ہو جائیں۔ یہی ایک چیز ہے کہ جس کی وجہ سے آپ نے مواظبت نہیں کی۔ حقیقت میں آپ کا مواظبت نہ فرمانا ہی خود ان کے اہتمام کی بین دلیل ہے۔ کسی شخص کا یہ عذر کرنا کہ نبی کریم ﷺ نے ترک کی ہیں، میں بھی ترک کرتا ہوں قطعاً نا قابل قبول اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔(۲) فقط۔

دو رکعت تراویح کی نیت کی مگر دوسری پر نہ بیٹھا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸٤۳) ایک شخص نے دو رکعت تراویح کی نیت کی اور سہواً دوسری رکعت پر نہ بیٹھا بلکہ تیسری پر بیٹھا اور سجدہ سہو کیا تو ایک رکعت ضائع گئی یا تینوں۔

(جواب) اگر سجدہ سہو کر لیا تو دو رکعت تراویح ہو گئی اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو بوجہ نقصان کے واجب الاعادہ ہے۔(۳) فقط۔

کیا مستقل امام کو حق تراویح ہے یا دوسرے مقررہ حافظ کو

(سوال ۱۸٤٤) بکر ایک مسجد میں امام مقرر ہوا اور حافظ قرآن ہے اور زید بھی حافظ قرآن ہے۔ وہ زمانہ بعید سے اس مسجد میں تراویح پڑھاتا ہے۔ اب بکر کہتا ہے کہ میں اب امام مقرر ہوا ہوں تراویح پڑھانے کا حق مجھ کو ہی ہے اور وہ حافظ کہتا ہے کہ میرا قدیمی حق ہے۔ تو کس کو حق ہے۔

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ج ١ ص ٦٦٠ .١٢ ظفير.

(۲) التراويح سنة مئوكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء اجماعا (در مختار) ووافقه على ذالك عامة الصحابة ومن بعد هم الى يومنا هذا بلا نكيرو كيف لا وقد ثبت عنه صلى الله عليه وسلم عليكم سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ كما رواه ابو دائود(ردالمحتار مبحث صلوٰة التراويح ج ١ ص ٦٥٩) ظفير.

(۳) وذكر الامام الصفار فى نسخته من الا صل انه ان لم يقعد حتى قام الى الثالثة على قياس قول محمد رحمة الله عليه يعود ويقعدو عندهما لا يعود ويلزمه سجود السهو كذا فى الخلاصه (عالمگيرى مصرى باب النوافل ج ١ ص ١٠٦) ظفير.

(جواب)صورت مسئولہ میں جب کہ بکر امام مقرر ہوگیا ہے تو تراویح کی امامت کا حق بھی اسی کو حاصل ہے۔(۱)فقط۔

بعد نماز فرض آنے والے جماعت وتر میں شریک ہوسکتے ہیں

(سوال ۱۸۴۵)دوسہ مرد بعد ادائے نماز فرض کہ امام بجماعت تراویح مشغول است دران مسجد حاضر شدند آں اشخاص نماز فرض بجماعت ادانمایند یا علیحدہ علیحدہ خواندہ شامل جماعت شوند وبازش نماز وتر را باجماعت خوانند یا تنہا۔

(جواب)تکرار جماعت در مسجد محلہ مکروہ است پس آں کسان کہ بعد جماعت فرائض آمدند نماز فرض علیحدہ خواندہ(۲)شامل جماعت تراویح شوند ووتر بجماعت ادا نمایند۔(۳)الغرض شریک شدن اوشاں را بجماعت وتر جائز است۔کما صرح بہ فی الطحطاوی.(۴)فقط۔

پندرہ سال سے زیادہ عمر ہے مگر علامت بلوغ ظاہر نہیں تو امامت کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۴۶)زید کی عمر قمری مہینوں کے اعتبار سے ۱۵سال ۴ماہ کی ہے اور کوئی علامت بلوغ کی بظاہر نہیں ہے توزید کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ درست ہے یانہ۔

(جواب)شریعت میں جب کہ کوئی علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہو تو قمری حساب سے پورے پندرہ برس کی عمر ہونے پر حکم بالغ ہونے کا کردیا جاتا ہے۔درمختار۔(۵)لہٰذا زید کے پیچھے نماز فرائض ونماز تراویح پڑھنا درست ہے۔فقط۔

تراویح وتر سے پہلے بہتر ہے اور بعد میں جائز ہے

(سوال ۱۸۴۷)تراویح وتر سے پہلے پڑھنی چاہئے یا بعد وتر کے ایک شخص پہلے وتر پڑھ کر پھر تراویح پڑھاتا ہے۔

(جواب)طریق مشروع دربارہ تراویح یہ ہے کہ عشاء کے بعد وتر سے پہلے تراویح پڑھ کر پھر وتر پڑھیں۔لیکن اگر تراویح بعد وتر کے پڑھے تو یہ بھی صحیح ہے۔درمختار میں ہے ووقتها بعد صلوٰة العشاء الى الفجر قبل الوتر و بعده فی الا صح الخ۔(۶)فقط۔

تراویح کی ۱۶رکعت پڑھی اور بقیہ چار رکعت تہجد کے وقت تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۴۸)اگر حافظ نے تراویح میں ۱۶رکعت پڑھا اور چار رکعت اس وقت نہ پڑھی کہ کوئی اور پڑھادیتا ہو تو اگر حافظ چار رکعت تہجد میں جماعت سے پڑھادے تو جائز ہے یا نہیں کہ خود تراویح کی نیت کرے اور بقیہ مقتدی

(۱)وعلم ان صاحب البیت ومثله امام المسجد الراتب اولیٰ بالا مامة من غیره مطلقا (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲.ط.س.ج۱ص۵۵۹) ظفیر.(۲)وروی عن انس ان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم کا نوا اذا فاتتهم الجماعة فی المسجد صلوا فی المسجد فرادی (ردالمحتار باب الا ذان مطلب فی کراهة تکرار الجماعة فی المسجد ج ۱ ص ۳۶۷.ط.س.ج۱ص۳۹۶) ظفیر.(۳)وکان رجل قد صلی الفرض وحده فله ان یصلیها مع ذالك الا مام لان جماعتهم مشروعة فله الدخول فیها معهم (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳.ط.س.ج۲ص۴۸) ظفیر.(۴)قوله فلیر اجع الخ قضیة التعلیل فی المسئلة السابقة بقولهم لا نها تبع ان یصلی الوتر بجماعة فی هذه الصورة لانه لیس نمابع للتراویح ولا العشاء عند الا مام رحمة الله تعالیٰ انتهیٰ حلبی (الطحطاوی علی الدر المختار مبحث التراویح ج ۱ ص)ظفیر.(۵)والسن الذی یحکم ببلوغ الغلام والجاریة اذا انتهیا الیه خمس عشرة سنة عند ابی یوسف ومحمد رحمة الله علیه وهو روایة عن ابی حنیفة رحمة الله علیه وعلیه الفتویٰ(عالمگیری مصری کتاب الحجر باب الثانی فصل ثانی ج۵ ص۶۴)ظفر.(۶)الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراویح ج ۱ص ۶۵۹.ط.س.ج۲ص۴۴.۱۲ ظفیر.

تہجد کی یا وہ بھی بقیہ چار رکعتیں تراویح کی نیت سے پڑھیں تو یہ فعل جائز ہے یا نہیں خصوصاً جب کہ تداعی کے ساتھ اجتماع کیا جاتا ہو۔

(جواب) تراویح اگر چار رکعت چھوڑ دی اور آخر شب میں اس کی جماعت کرلی تو درست ہے۔(۱) اور سوائے تراویح کے دیگر نوافل کی جماعت بتداعی یعنی تین چار آدمیوں سے زیادہ کی جماعت درست نہیں ہے مکروہ ہے۔ اسی طرح تہجد کی جماعت بھی مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

شبینہ کا حکم

(سوال ۱۸۴۹) اگر شبینہ یعنی ختم قرآن مجید نفلوں میں جماعت کے ساتھ کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب) اگر شبینہ یعنی ختم قرآن جماعت نفل کے ساتھ ہے تو یہ مکروہ ہے یعنی ناجائز ہے کیونکہ نفل کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جو قریب حرام کے ہے۔ پس ناجائز کہنا اس کو صحیح ہو گیا اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی ہوں اور تین میں اختلاف ہے۔(۳) فقط۔

آنحضرت ﷺ نے رمضان میں جو نماز پڑھی وہ تراویح تھی

(سوال ۱۸۵۰) آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کی تین شبوں میں جو گیارہ رکعتیں نماز نفل باجماعت کبریٰ پڑھی تھی یہ نماز تہجد تھی یا غیر تہجد۔ اگر غیر تہجد تھی تو نماز تہجد کو جس کی ادائیگی پر بوجہ امتثال حکم الٰہی و من اللیل فتهجد به نافلةً لك اور یا یها المزمل قم اللیل کے آپ کے مداومت حاصل تھی۔ بعد نماز مذکور کے آپ نے اس کو ادا فرمایا۔ یا نہیں مفصل و مدلل تحریر فرمائیے۔

(جواب) محققین نے فرمایا کہ وہ نماز تراویح تھی اور چونکہ نوافل میں تداخل ہو جاتا ہے اور ایک نماز دوسری کے قائم مقام ہو جاتی ہے اس لئے اگر کسی شب میں تمام رات تراویح پڑھے تو تہجد بھی اس میں ادا ہو جاتا ہے۔ کمافی السنن وتحیۃ المسجد والوضوء۔ اور تحقیق اس کی حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ، محدث وفقیہہ گنگوہی نے رسالہ الرائے انجیح فی عدد التراویح میں مفصلاً فرمائی ہے اور تمام شبہات کا جواب مدلل اس میں لکھا ہے اس کو دیکھ لیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی شبہ از راہ انصاف باقی نہ رہے گا۔ ان کی تحقیق کا حاصل یہی ہے کہ تین دن جو جماعت کے ساتھ آپ ﷺ نے نوافل پڑھے وہ نماز تراویح تھی، نماز تہجد نہ تھی۔ اور جملہ شبہات واردہ کا اس میں جواب احادیث و آثار سے دیا ہے۔(۴)

وظیفہ کی وجہ سے جماعت تراویح کا ترک درست نہیں

(سوال ۱۸۵۱) ایک شخص عشاء کی سنت اور وتر کے درمیان ایک وظیفہ کا عادی ہے۔ رمضان میں چونکہ وتر

(۱) ووقتها (ای صلاة التراویح) بعد صلاة العشاء الی الفجر قبل الوتر وبعده فی الا صح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۵۹ ط.س. ج۲ص ۴۴) ظفیر (۲) ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذالك لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد الخ (ایضاً باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳ ط.س. ج۲ص ۴۸) ظفیر . (۳) ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذالك لو علی التداعی بان تقتدی اربعة بواحد (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۳ ط.س. ج۲ص ۴۸) ظفیر.

(۴) نیز مسئلہ تراویح کے لئے پڑھے "رکعات تراویح" مذیل شائع کردہ مدرسہ مفتاح العلوم مئو ضلع اعظم گڈھ ۱۲ ظفیر۔

باجماعت ہوتے ہیں تو وظیفہ کب پڑھنا چاہئے اگر وظیفہ پڑھتا رہے بارہ تراویح فوت ہوتی ہیں اور آٹھ ملتی ہیں تو وہ آٹھ تراویح پڑھ کر وتر کی جماعت میں شریک ہو جاوے یا کیا۔ یا جماعت وتر کو چھوڑے یا وظیفہ کو رمضان شریف میں ترک کر دے۔

(جواب)وظیفہ کی وجہ سے جماعت تراویح اور جماعت وتر کو نہ چھوڑنا چاہئے اور تراویح بیس ۲۰ رکعت پڑھنی چاہئے۔(۱)وظیفہ اگر پڑھنا ہو تو بعد وتر کے یا اور کسی وقت پڑھ لے غرض یہ کہ اس وظیفہ کی وجہ سے کسی واجب اور سنت کو ترک نہ کرے بلکہ وظیفہ ہی کو ترک کر دے یا دوسرے وقت پڑھے۔

تراویح کی چار رکعت بعد درود

(سوال ۱۸۵۲)تراویح کی چار رکعت کے بعد جو لوگ درود بر خواجہ عالم کہتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب)تراویح کی چار رکعت کے بعد لوگ کہتے ہیں "درود بر خواجہ عالم" اس طرح کہنے میں کچھ حرج بھی نہیں ہے مگر یہ درود شریف نہیں ہے اور درود شریف پڑھنے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس کی جگہ ﷺ کہہ دیا کریں یا اور کوئی درود شریف پڑھا کریں، یا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا کریں۔(۲)فقط۔

تراویح پڑھے اور دن میں روزہ نہ رکھ سکے

(سوال ۱۸۵۳)جس روز رات کو تراویح پڑھے اگر صبح کو روزہ نہ رکھے تو کیا حکم ہے

(جواب)اگر کوئی عذر ہے مثلاً مرض یا سفر ہے تو روزہ نہ رکھنا مباح و درست ہے کچھ گناہ نہیں اور بے عذر افطار کرنا رمضان کے روزہ کا گناہ کبیرہ ہے اس کا بدلہ تمام عمر کے روزوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ **کما ورد فی الحدیث من افطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقض عنه صوم الدهر کله وان صامه رواه احمد والترمذی وغیرهما الخ**۔(۳)

تراویح میں پورا قرآن پڑھنا افضل ہے

(سوال ۱۸۵۴)تراویح میں پورا قرآن پڑھنا افضل ہے یا سورہ فیل سے تراویح پڑھنا اولیٰ ہے ؟

(جواب)در مختار میں ہے **والختم مرة سنة الخ ولا یترك الختم لکسل القوم** (الدر المختار)(۴)اس کا حاصل یہ ہے کہ ختم قرآن تراویح میں ایک بار سنت ہے اور سستی قوم کی وجہ سے اس کو ترک نہ کریں۔ اسی پر عمل ہے اور یہی معمول بہ ہے۔ باقی تفصیل شروع میں ہے فقط۔

---

(۱)والجماعة فیها سنة علی الکفایة الخ وهی عشرون رکعة الخ بعشر تسلیمات (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۰ ط.س. ج۲ص۴۵) ظفیر.

(۲)یجلس ...... ندبابین کل اربعة بقدر ها وکذا بین الخامسة والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراة وسکوت وصلاة فرادی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۱ ط.س. ج۲ص۴۶)ظفیر.

(۳)مشکوٰۃ ص ۱۷۷. ۱۲ ظفیر.

(۴)الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۲ ط.س. ج۲ص۴۶. ۱۲ ظفیر.

سجدہ تلاوت تراویح میں

(سوال ۱۸۵۵) تراویح میں اگر سجدہ رکوع کے ختم پر آوے یا سورۃ کے ختم پر آوے تو کس طرح ادا کرنا چاہئے۔
(جواب) جس جگہ ختم پر آیت سجدے کی آوے اس کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ فوراً سجدہ تلاوت کر کے پھر اٹھ کر آگے سے چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ دوسری یہ کہ رکوع میں نیت سجدہ تلاوت کی کرے سجدہ ادا ہو جاتا ہے۔ مگر فوراً رکوع کرے۔(۱) فقط (دوسری صورت مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ صرف امام کی نیت کافی نہیں ہے۔ مقتدی کا سجدہ تلاوت رہ جاوے گا اور بعد سلام ادا کرنا ہوگا۔ **ولو نواھا فی رکوعه ولم ینوھا الموتم لم تجزہ ویسجد اذا سلم الا مام ویعید القعدۃ (درمختار)** فوراً سجدہ مستقل کرنا چاہئے ختم سورہ پر سجدہ ہو، تو سجدہ تلاوت سے اٹھ کر دوسری سورت کی دو تین آیتیں پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ **وان کانت السجدۃ اخر السورۃ یقرأ من سورۃ اخریٰ ثم یر کع (ردالمحتار)** رکوع کے ختم پر سجدہ ہو تو سجدہ بعد دوسری رکوع کا کچھ حصہ پڑھ کر نماز کے لئے رکوع کرے واللہ اعلم۔ ظفیر)

صرف لقمہ دینے کے لئے تراویح میں شرکت

(سوال ۱۸۵۶) جو شخص نماز تراویح میں اس نیت سے شریک ہو کہ امام غلطی کر رہا ہے اس کو بتلا کر علیٰحدہ ہو جاؤں گا تو اس نیت سے وہ مقتدی ہو گیا یا نہیں؟ اگر امام کو لقمہ دے کر علیٰحدہ ہو گیا تو امام کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اور شبینہ کا کیا حکم ہے؟
(جواب) مقتدی ہو گیا اور نماز پوری کرنی اس کے ذمہ لازم ہو گئی۔ امام تو لقمہ لے لے گا، اسے کیا خبر کہ یہ بتلا کر علیٰحدہ ہو جاوے گا۔ نماز امام کی ہو گئی۔ اس نیت سے شریک ہونا برا ہے وہ نماز اس کے ذمہ پوری کرنی لازم ہے۔(۲) شبینہ اگر قرآن شریف کو صحیح اچھی طرح پڑھنے کے ساتھ ہو تو عمدہ ہے لیکن جیسا کہ اس زمانہ میں ہوتا ہے اکثر سبب معاصی کا ہوتا ہے ترک کرنا چاہئے۔ فقط۔

دو جگہ ایک شخص تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۵۷) امام اگر دو جگہ تراویح پڑھا دے تو ہو جاتی ہے یا نہیں؟(۲) ۲۷ رمضان شریف کو قرآن شریف ختم کر کے غزل الوداع مسجد میں پڑھی جاتی ہے جائز ہے یا نہیں؟
(جواب) دو جگہ تراویح ہو جاتی ہیں۔(۳) فقط۔ (اگر دونوں جگہ پوری پوری تراویح پڑھا دے تو مفتی بہ قول کے

---

(۱) ولو تلاھا فی الصلاۃ سجدھا فیھا لا خارجھا لما مر (درمختار) والاصل فی ادائھا السجود وھو افضل ولو رکع لھا علی النور جاز والا لا ۱۵ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۲۳ .ط.س. ج۲ ص ۱۱۰) پہلی صورت ہی پر عمل کرے تاکہ سنت طریقہ پر ادائیگی ہو یعنی دو مسنون جہری تکبیروں اور دو مستحب قیام کے درمیان سجدہ تلاوت ادا ہو سکے وھی سجدۃ بین تکبیر تین مسنونتین جھر او بین قیامین مستحبین (درمختار باب سجود التلاوۃ .ط.س. ج۲ ص ۱۰۶) ظفیر.
(۲) ومن شرع فی نافلۃ ثم افسدھا قضا ھا (الی قوله) ولنا ان المودی وقع قربۃ فیلزم الا تمام ضرورۃ صیانۃ عن البطلان (ھدایه باب النوافل ج ۱ ص ۱۳۱) ظفیر.
(۳) ولوام فی التراویح مرتین فی مسجد واحد کرہ (الی قوله) وان صلی فی المسجد ین اختلف المشائخ فیه حکی عن ابی بکر الا سکاف انه لا یجوز یعنی لا یجوز تراویح اھل المسجد الثانی واختارہ ابو اللیث وقال ابو نصر یجوز لا ھل المسجدین جمیعا الخ (غنیۃ المستملی ص ۳۸۹ امام یصلی التراویح فی مسجدین علی الکمال لا یجوز کذا فی محیط السرخسی والفتویٰ علی ذالك کذا فی المضمرات (عالمگیری کشوری.ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۱۶.

مطابق دوسری مسجد والے کی تراویح درست نہ ہوگی۔ عالمگیری میں صراحت ہے حاشیہ پر حوالہ دیکھیں۔ ظفیر)

(۱) یہ درست نہیں فقط۔

تراویح آٹھ رکعت ہے یا بیس رکعت

(سوال ۱۸۵۸) تراویح کی آٹھ رکعت پڑھنی چاہئے یا بیس رکعت؟ مشرح ومدلل تحریر فرمائیے۔ اور فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر میں کیا حکم ہے، صاف تحریر فرماویں اور وتر کی تین رکعتیں کیا اس طرح ہیں کہ دو رکعت پر قعود اولیٰ ہے؟

(جواب) فتح القدیر میں ہے نعم یثبت العشرون من زمن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی المؤطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعة وروی البیہقی فی المعرفة عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعشرین رکعة والوتر قال النووی فی الخلاصة اسنادہ صحیح وفی المؤطا باحدی عشرة رکعة وجمع بینہما بانہ وقع اولاً ثم استقر الا مر علی العشرین فانہ متوارث فتحصل من ہذا کلہ ان قیام رمضان سنة احدی عشر رکعة بالوتر فی فعلہ علیہ الصلوٰة والسلام ترکہ لعذر الخ فیکون سنة وکونہا عشرین سنة الخلفاء الراشدین وقولہ علیہ الصلوٰة والسلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین ندب الی سنتہم (الی ان قال) فتکون العشرون مستحبا. الخ۔ (۲) اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ سنت خلفاء راشدین بیس رکعت تراویح ہے اور آنحضرت ﷺ نے سنت خلفاء راشدین کے اتباع کا حکم فرمایا ہے پس کہنا غیر مقلدین کا کہ بیس رکعت بدعت عمری ہے۔ جہالت ہے۔ حدیث۔ اور شامی میں ہے قولہ وہی عشرون رکعة ہو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا الغرض اس میں کچھ تامل نہیں ہے کہ کمامر عن فتح القدیر۔ پس حنفیہ کے لئے یہ دلیل کافی ہے۔ پس اگر بالفرض یہ بات ثابت ہو کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیس رکعت تراویح کا ہونا صحیح حدیث سے ثابت نہیں تو حضرت عمرؓ کے زمانہ سے تو بالاتفاق صحیح طریق سے ثابت ہے اور سنت خلفائے راشدین خود واجب الاتباع ہے۔ پھر بیس رکعت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

الرای النجیح والحق الصریح نیز ایضاح الادلة مولوی سید اصغر حسین صاحب سے بذریعہ ویلو طلب فرمالیں۔ پہلے دونوں رسالوں میں تراویح کی پوری تحقیق ہے اور حق الامر ظاہر فرمادیا ہے اور ایضاح الادلہ مصنفہ حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ میں مسائل اختلاف رفع الیدین و فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر وغیرہ خوب تشریح کے ساتھ مذکور ہیں۔ احادیث صحیحہ سے مسائل امام صاحب ثابت کئے ہیں۔ غیر مقلد ان کے جوابات سے عاجز ہیں۔ کتب مذکورہ ضرور منگا کر مطالعہ فرمائیں، بندہ کو فرصت اول ان دلائل کے نقل کرنے کی نہیں اور کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ بدون مطالعہ کتب مذکورہ غیر مقلدین کی دھوکہ دہی سے بیچارے مقلدین نجات نہ پاویں گے۔ تین

---

(۱) من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد متفق علیہ (مشکوٰة ص ۲۷ ظفیر)

(۲) فتح القدیر بحث تراویح ج ۱ ص ۴۰۷. ۱۲ ظفیر.

وتروں میں درمیان قعدہ کا ثبوت ایسا بدیہی ہے کہ اس کا انکار اہل حق اور اہل دین کا کام نہیں۔ یہ جرات غیر مقلدین کو ہی ہے۔ صلاۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خشی الصبح صلی واحدة فاوترلہ صلی حدیث صحیح ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ بعد دو رکعت کے تشہد ہے۔ فتح القدیر میں ہے واخرج الحاکم قیل للحسن ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یسلم فی الرکعتین من الوتر فقال عمر کان افقہ منہ نھض بینھن فی الثانیة اس میں دو رکعت کے بعد نہوض مصرح ہے اور نہوض بعد بیٹھنے کے ہوتا ہے۔ نیز فتح القدیر میں ہے قال الطحاوی حدثنا ابو بکر حدثنا ابوداؤد حدثنا ابو خالد قال سالت ابا العالیة عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الوتر مثل صلوٰة الغرب ھذا وتر اللیل وھذا وتر النھار۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وتر مثل صلاۃ مغرب ہیں۔ فقط۔

تراویح میں تین بار قل ھو اللہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۵۹) در تراویح سہ بار قل ھو اللہ خواندن جائز است یا مکروہ؟

بعد ترویحہ مناجات و نوافل جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲/ ۱۸۶۰) در تراویح بعد ترویحہ مناجات و نوافل جائز است یا نہ؟

(جواب) در ترویحہ سہ بار قل اللہ خواندن مکروہ نیست۔ (۲) البتہ لازم پنداشتن آں مکروہ خواہد شد۔ پس التزام آں نباشد۔ (۲) در تراویح بعد ہر ترویحہ دعا و مناجات و ذکر و تسبیح و تحلیل و درود شریف و نوافل ہمہ جائز است۔ (۳) فقط۔

تراویح چھوڑ دینے کا گناہ

(سوال ۱۸۶۱) تراویح قضا کرنے سے گناہ ہو گا یا نہ؟

(جواب) ترک سنت کا گناہ اس کو ہو گا۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تراویح کی رکعتوں میں اختلاف کا فیصلہ

(سوال ۱۸۶۲) فریق اول کہتا ہے کہ نماز رسول اللہ ﷺ کی رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت تھی جیسا کہ حدیث حضرت عائشہ سے ثابت ہے۔ تراویح وغیرہ سب اس میں داخل ہے۔ فریق ثانی کہتا ہے کہ تراویح علیحدہ نماز ہے وتر و تہجد نہیں اس لئے بیس رکعت پڑھنا چاہئے۔ اس میں حق بات کیا ہے؟

(جواب) گیارہ رکعت جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں آئی ہے وہ تہجد اور وتر کی نماز ہے جیسا غیر رمضان کا

---

(۱) فتح القدیر بحث تراویح باب الوتر ج ۱ ص ۳۷۲ و ج ۱ ص ۳۷۳۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) ولا یکرہ تکرار السورة فی رکعة اور کعتین فی التطوع لان باب النفل واسع (الی قولہ) فدل علی جواز التکرار فی التطوع (غنیة المستملی ص ۳۴۳) وقراء ة قل ھو اللہ احد ثلث مرات عند ختم القران لم یستحسنھا بعض المشائخ وقال الفقیہ ابو اللیث ھذا شئی استحسنہ اھل القران وائمة الامصار فلا باس بہ الا ان یکون الختم فی المکتوبة فلا یزید علی مرة (غنیة المستملی ص ۴۶۴) ظفیر۔ (۳) ثم ھم مخیرون فی حالة الجلوس ان شاء واسبحوا وان شاء واقعدوا ساکتین الخ (عالمگیری کشوری ص ۱ ص ۱۱۴۔ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ۱۱۵) ظفیر۔

(۴) وھی سنة للرجال والنساء جمیعا ونفس التراویح سنة علی الاعیان (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۱۴ ج ۱ ص ۱۱۶) ظفیر۔

لفظ اس کا قرینہ صاف موجود ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوتی۔ تراویح بیس رکعت ہیں اور اجماع صحابہ اس پر ہے۔ قال فی الدر المختار .قوله عشرون رکعة هو قول الجمهور وعمل الناس شرقا وغربا۔(۱) مؤطا امام مالکؒ میں یہ حدیث موجود ہے۔ حدثنا مالک عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه فی رمضان بثلث وعشرین رکعة .قوله بثلث وعشرین رکعة قال البیهقی والثلث هو الوتر ولا ینا فیه الروایة السابقة فانه وقع اولاً ثم استقرالا مر علی العشرین فروی البیهقی باسناد صحیح انهم یقومون فی عهد عمر بعشرین رکعة وفی عهد عثمان وعلی مثله۔ (۲) فقط۔

حدیث تراویح

(سوال ۱۸۶۳) حدیث ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جس کو اپنی صحیحین میں بروایت عبداللہ بن جابر قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی شهر رمضان ثمان رکعات واوتر الحدیث نقل کیا ہے اور اگر وہ غیر مقلدین اس کو اپنی حجت گردانتے ہیں تو اس حدیث کی اسناد پورے پور پر مع جرح وقدح تحریر فرماویں۔

(جواب) صحیح ابن خزیمہ وابن حبان یہاں موجود نہیں جن میں ان کی سند کو دیکھا جائے اس روایت کی توجیہ علمائے محققین نے ذکر کی ہے وہ نقل کئے دیتا ہوں۔ فتح القدیر میں ہے قد منا فی باب النوافل عن ابی سلمة ابن عبدالرحمن سالت عائشة رضی الله تعالیٰ عنه کیف کانت صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رمضان فقالت ماکان یزید فی رمصان ولافی غیره علی احدی عشرة رکعة الحدیث الی ان قال نعم ثبتت العشرون من زمن عمر رضی الله تعالیٰ عنه فی المؤطا عن یزید رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه بثلاث وعشرین رکعة وروی البیهقی فی المعرفة عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه بعشرین رکعة والو تر قال النووی (۳) فی الخلاصة اسناده صحیح الخ پس معلوم ہوا کہ بیس رکعت تراویح سنت خلفاء راشدین ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین لہٰذا ضروری ہے کہ سنت خلفاء راشدین کو معمول بہا کرنا چاہئے۔ فقط۔

اگر ایک حافظ ایک ہفتہ میں ایک مسجد میں قرآن تراویح میں ختم کرے دوسرے ہفتہ میں دوسری مسجد میں تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۶۴) بعض حافظ پانچ سات روز میں ایک مسجد میں قرآن شریف تراویح میں پورا ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم تراویح میں سناتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اور دوسری مسجد والوں کی تراویح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ حافظ لوگ اور بعض عالم اس کو جائز بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حافظ کو ایک ختم سنت ہے دوسرا ختم نفل

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوفل .ط.س. ج۲ ص ۴۵.
(۲) غنیة المستملی ص ۳۸۸. ۱۲. (۳) فتح القدیر باب التراویح ص ۴۰۷. ۱۲ ظفیر.

ہے اور مقتدی کے واسطے ختم سنت ہے تو سنت والوں کی نماز نفل والے کے پیچھے کیسے ہوگی؟ اس کی تحقیق فرمائیں۔

(جواب) ایک مسجد میں پانچ سات روز میں قرآن شریف ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم حافظوں کو کرنا درست ہے اور دوسری مسجد والوں کی تراویح صحیح ہیں کیونکہ تراویح کی نماز تمام رمضان شریف میں سنت مؤکدہ ہے پس دوسری مسجد میں جو حافظ نے تراویح پڑھائی وہ بھی سنت مؤکدہ ہوئی۔ اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت مؤکدہ ہوئی۔ لہذا دونوں کی نماز متحد ہوئی۔ علاوہ بریں نفل پڑھنے والے کے پیچھے سنت بھی ہو جاتی ہیں اور یہ شبہ کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت مؤکدہ ہے دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے ساقط ہے کیونکہ نماز امام کی سنت مؤکدہ ہے ختم کے سنت نہ ہونے سے وہ نماز سنت ہونے سے خارج نہیں ہوئی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن افضل اور بہتر اس زمانہ میں یہ ہے کہ امام حافظ ایک ختم سے زیادہ تراویح میں نہ پڑھے تاکہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو کما فی الدر المختار لکن الا ختیار الا فضل فی زماننا قدر مالا یثقل علیھم وفی الشامی ومنھم من استحب الختم فی لیلۃ السابع والعشرین رجاء ان ینا لو الیلۃ القدر الخ۔(۱) فقط۔

تراویح میں بعض آیتیں سہواً چھوٹ جائیں اور امام دوسرے تیسرے دن پڑھ دے تو جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۵) تراویح میں امام کا بعض آیۃ سہواً چھوڑ دینا اور دوسرے تیسرے دن ان آیات کو متفرق طور سے یکے بعد دیگرے پڑھ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور پورے ختم کا ثواب بلا کراہت ہوگا یا مع الکراہت۔ ایک عالم کہتے ہیں کہ پڑھنے والے اور سننے والے کو اگرچہ ثواب ختم کامل جائے گا مگر گناہ بھی ہوگا کیونکہ سورہ مائدہ کی آیتیں سورہ توبہ کے ساتھ پڑھی گئیں، یہ کہنا ان کا صحیح ہے یا غلط؟

نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے والا گناہگار ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۶/۲) نابالغ حافظ کے پیچھے تراویح ہو جاتی ہے یا نہ، اگر کوئی باصرار پڑھے تو اس کو کچھ گناہ ہوگا یا نہیں؟

(جواب) پورے ختم کا ثواب ہو جاوے گا اور جب کہ فراموشی سے ایسا ہوا ہے تو اس میں کچھ گناہ اور کراہت نہیں ہے۔(۲)

(۲) صحیح مذہب کے موافق نابالغ کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ صحیح نہیں ہے۔ اور نماز نہیں ہوتی جو ایسا کرے گا اس کی نماز تراویح وغیرہ نہ ہوگی۔ ہکذا فی الدر المختار والشامی وغیرہما!(۳) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۲. ط.س. ج۲ ص۴۷ ۱۲ ظفیر.

(۲) واذا غلط فی القراۃ فی التراویح فترک سورۃ اوایۃ وقراما بعد ھا فالمستحب ان یقرا المتروکۃ ثم المقروۃ لیکون علی الترتیب کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۱۰. ط.ماجدیہ ج۱ ص۱۱۸) ظفیر.

(۳) ولا یصح اقتداء رجل بامراۃ وخنثی وصبی مطلقا لو فی جنازۃ ونفل علی الا صح (درمختار) قولہ ونفل علی الا صح قال فی الھدایہ وفی التراویح والسنن المطلقۃ جوزہ مشائخ ولم یجوزہ مشائخنا ومنھم من حقق الخلاف فی النفل المطلق بین ابی یوسف ومحمد والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلھا (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۱. ط.ماجدیہ ۱ ص۵۷۶) ظفیر

حافظ کو آمدورفت کا کرایہ دینا اور کھانا کھلانا معاوضہ میں داخل ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۷)ایک حافظ کو شعبان کے آخر میں بلایا گیا اور سب لوگوں نے چندہ کر کے آمدورفت کا کرایہ واقعی دیا اور تمام مہینہ رمضان شریف ان کو عمدہ کھلایا پلایا تو یہ صورت قرآن شریف سننے کی بلا عوض محسوب ہوگی یا یہ صورت ناجائز ہے اور ان کو کچھ زائد اس کے عوض میں نہیں دیا جاتا اگر یہ صورت نہ کی جاوے تو وہ حافظ سناتے نہیں۔

(جواب)آمدورفت کا کرایہ دیکر حافظ کو باہر سے بلانا اور اس کا قرآن شریف بلا معاوضہ سننا جائز اور موجب ثواب ہے اور جب کہ وہ باہر سے آیا ہو اور بلایا ہو مہمان ہے تو اس کو عمدہ کھلانا جائز ہے اور ثواب ہے۔ فقط۔

چودہ برس کے لڑکے کے پیچھے تراویح درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۸)چودہ برس کے لڑکے کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب)چودہ برس عمر کے لڑکے کے پیچھے فرائض اور تراویح کچھ درست نہیں ہے۔ صحیح یہی ہے کہ جب تک لڑکا پورے پندرہ برس کا نہ ہو جاوے اس کے پیچھے تراویح نہ پڑھیں ہدایہ(۱) وشامی وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے البتہ اگر چودہ برس کی عمر میں بلوغیت کے آثار پیدا ہو چکے ہوں اور وہ کہے کہ میں بالغ ہو چکا تو اس کے پیچھے درست ہوگی۔ ظفیر۔

تراویح میں امام وسامع کو برابر کھڑا کرنا کیسا ہے اور سامع کو اجرت دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۹)تراویح میں اگر امام وسامع برابر میں کھڑے ہوں امام کو عذر سماعت ہو یا نہ ہو کیسا ہے اور سامع کو اجرت پر مقرر کرنا کیسا ہے۔

(جواب)اگر کچھ ضرورت ہو مثلاً یہ کہ امام کی سمجھ میں سامع کا بتلانا دور سے نہ آوے تو برابر کھڑا ہونا درست ہے اور بلا ضرورت اچھا نہیں ہے اور سامع کو اجرت پر مقرر کرنا بھی اچھا نہیں ہے بلکہ ناجائز ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے پر اجرت لینا حرام ہے۔

حدیث تراویح کے متعلق سوال

(سوال ۱۸۷۰)عن السائب بن یزید ان عمر بن الخطاب جمع الناس فی رمضان علی ابی بن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعة قال ابن عبدالبر هو محمول علی ان الواحدة الوتر۔ یہ حدیث آپ ﷺ نے بحوالہ عینی جلد دوم صفحہ نمبر ۳۵۷ تحریر فرمائی ہے۔ مہربانی فرما کر یہ بھی تحریر فرمادیں کہ کون سی عینی میں ہے عینی شرح ہدایہ میں یا عینی شرح بخاری اور کس چھاپہ کی صفحہ نمبر ۳۵۷ پر ہے اور کس مسئلہ کے بیان میں ہے۔

(جواب)عن السائب بن زید ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه ابن الخطاب جمع الناس فی رمضان علی ابی ابن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعة الخ قال ابن عبد البر هو محمول علی ان الواحدة للوتر. عینی شرح هدایه جلد خامس کتاب صلوٰة التراویح ص ۱۹۱ مطبوعہ یوسفی میں یوں

---

(۱) ولا یجوز للرجال ان یقتدوا بامراة اوصبی الخ وفی التراویح والسنن المطلقه جوزه مشائخ بلخ ولم یجوز مشائخنا الخ والمختار انه لا یجوز فی الصلوٰت کلها لان نفل الصبی دون نفل البالغ الخ (هدایه باب الامامة ج ۱ ص ۱۱۱) ظفیر۔

نقل فرماتے ہیں قال عبدالبر فی شرح المؤطا روی غیر مالك فی هذ الحدیث احدوعشرون وهو الصحیح (فقط محمد ابراہیم مدرس مدرسہ ہذا)

تراویح سنت ہے یا واجب یا نفل

(سوال ۱۸۷۱) صلوٰۃ تراویح سنت مؤکدہ ہے یا واجب یا نفل۔

(جواب) قال فی الدر المختار التراویح سنة مؤکدة المواظبة الخلفاء الراشدین الخ وفی الشامی وکیف لا وقد ثبت عنه صلی اللہ علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها با النواجذ کما رواه ابو داؤد۔(۱) (پس معلوم ہوا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ ظفیر)

کوئی بیس ۲۰ رکعت تراویح تسلیم کرے اور پھر کبھی تیرہ ۱۳ یا اکتالیس ۴۱ پڑھ لے تو گنہگار ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۸۷۲) اگر کوئی شخص بیس رکعات تراویح کے سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے کبھی گیارہ، تیرہ، اکتالیس رکعتیں پڑھ ڈالے تو کیا گنہگار ہوگا نیز کیا اعداد مذکورہ احادیث میں آئی ہے۔

(جواب) تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہیں اس کا خلاف کرنے والا حنفیہ کے نزدیک تارک سنت ہے۔(۲) (اور سنت کے خلاف کرنا برا ہے۔(۳) اور اعداد مذکورہ حدیث میں آئے ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک تمام احادیث پر پوری بصیرت کے ساتھ غور کرنے کے بعد یہی بیس ۲۰ راجح ہے اور حضرت عمرؓ کی تحریک سے اسی پر صحابہ کا اجماع ہوا۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

پوری تراویح ایک سلام سے

(سوال ۱۸۷۳) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جو مرقوم ذیل ہے۔ زید کہتا ہے کہ بیس تراویح ایک تکبیر اور تسلیم واحد سے جائز ہیں اور بکر کہتا ہے کہ خلاف سنت اور مکروہ ہے اور دلیلیں دونوں کے پاس موجود ہیں۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق۔ تراویح کے مسئلہ میں قول بکر کا حق ہے جیسا کہ درمختار میں ہے فعلها بتسلیمة فان قعد لکل شفع صحت بکراهة وفی الشامی ای صحت عن الکل وتکره ان تعمد وهذا هو الصحیح الخ شامی ج ۱ ص ۶۶۰۔

چھٹی ہوئی آیتوں کو تراویح میں کہاں دہرائے

(سوال ۱۸۷۴) ہمارے ملک میں حافظ عام طور سے جاہل ہیں وہ ایسا کرتے ہیں کہ تراویح میں قرآن شریف پڑھتے ہیں اور سہواً درمیان سے دو تین آیتیں چھوٹ گئیں یا ضمہ، فتحہ، کسرہ چھوٹ گیا تو دوسری رکعت یا دوگانہ

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۵۹۔ ط۔س۔ ج۲ ص۴۳۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) وهی عشرون رکعة بعشر تسلیمات (درمختار) وهو قول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقا وغربا (ردالمحتار۔ باب الوتر و النوافل مبحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۶۰۔ ط۔س۔ ج۲ ص۴۵) ظفیر۔ (۳) ترك السنة لا یوجب فساد اولا سهوا بل اساءة لو عامدا (درمختار) فتارکها یستوجب اساءة ای التضلیل واللوم (ردالمحتار مطلب سنن الصلاۃ ج ۱ ص ۴۴۲۔ ط۔س ج۲ ص ۴۷۴) مفتی۔ سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ زید بیس رکعات بیک سلام کو جائز بلا کراہت کہتا ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ جائز مع الکراہت ہے۔ جمیل الرحمن۔

میں ان چھوٹی ہوئی آیتوں کو پھر پڑھتے ہیں لیکن جس دوگانہ میں یہ آیتیں چھوٹ گئی تھیں اس کا اعادہ نہیں کرتے دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیات کے چھوٹ جانے سے تغیر معنی کے سبب فساد نماز لازم آتا ہے تو اعادہ نماز کا لازم ہے یا نہیں ؟ یا تغیر معنی کی خبر نہ ہونے کی وجہ سے اعادہ لازم نہیں آتا؟

(جواب) اگر قراۃ کی غلطی کسی ایسے دوگانہ میں موقع پر آئی ہو جو فساد صلوٰۃ کا موجب ہو تو اس دوگانہ کا اعادہ ضروری ہے اور اگر ایسی غلطی ہے جو مفسد صلوٰۃ نہ ہو تو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ نماز ہو جاتی ہے۔ پس درمیان میں آیات کے چھوٹنے یا ضمہ فتح کسرہ کی غلطی کرنے میں بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً چند آیات کے درمیان میں چھوٹ جانے سے تغیر معنی نہیں ہوا تو وہ دوگانہ صحیح ہو گیا۔ صرف ختم قرآن کے لئے دوسرے دوگانہ میں ان آیات کا اعادہ کر لیا جائے یہ کافی ہے۔ فقط (واذا غلط فی القرأة فی التراویح فترك سورةً واية ً وقراما بعد ها فالمستحب له ان يقرأ المتروكة ثم المقرواة ليكون على الترتيب كذا فى قاضى خان واذا فسد الشفع وقد قرافيه لا يعتد بما قرا فيه ويعيد القرأة ليحصل له الختم فى الصلوٰة الجائزة الخ فتاوىٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۰ مصری)

تراویح سنانے کی اجرت

(سوال ۱۸۷۵) مردمان زید را برائے خواندن قرآن مجید در نماز تراویح دعوت نمودند و بعد ختم کردن زید سامعین چندہ کردہ قدرے معین فیما بینہم از سکہ انگریزی باو دادند و نیز این دادن در عرف مروج است الا آنکہ ہنگام دادن گفتند کہ این قابل شما نیست و نیت طرفین للہ بود۔ آیا زید را این روپیہ گرفتن درست است یا نہ ؟ و سامعین را دادن روا باشد یا نہ ؟

شبینہ

(سوال ۲/ ۱۸۷۶) ختم قرآن نمودن شریعت بیک شب کہ در عرف بہ ختم شبینہ شہرت دارد چیست ؟

(جواب) اصل اینست کہ بر تلاوۃ قرآن شریف و ختم قرآن حمید اجرت و معاوضہ گرفتن حرام است و ثواب تالی و سامعین را باطل می کند کما فی الشامی كتا ب الا جارة قال تاج الشريعة فى شرح الهداية ان القران بالاجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى (الىٰ ان قال) والا خذ والمعطى اثمان الخ فاذا لم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الى المستاجر الخ (۱) پس اگر در صورت مسئولہ حسب عرف و رواج کہ بمنزلہ شرط صریحی است اگر زید قاری را خیال و ارادہ اخذ مال از سامعین بود و لدادہ سامعین ہم بدادن مقدارے از مال بود درین صورت موافق تصریح فقہاء ثواب قاری و سامعین باطل شد و سنت قرآن شریف ادا نہ شد۔ و اگر در نیت قاری و سامعین گرفتن و دادن روپیہ نہ بود بعد از ختم محض لوجہ اللہ ولابتغاء مرضات اللہ روپیہ بقاری دادند و او قبول کرد جائز خواہد شد فالعبرة لنية القارى والسامعين۔ قال عليه الصلوٰة والسلام انما الا عمال بالنيات ولكل مرى مانوىٰ الحديث (رواہ البخاری وغیرہ)

---

(۱) ردالمحتار كتاب الا جارة ج ۵ ص ۴۷ .ط.س ج ۶ ۱۲.۵۶ ظفیر.

(۲)ور در مختار ودر ردالمحتار گفتہ ویجتنب المنکرات ھذرمۃ القراۃ درمختار.قولہ ھذرمۃ بفتح الھاء وسکون الذال وفتح الراء سرعۃ الکلام والقرأۃ قاموس شامی ج ۱ ص ۶۳. ازیں عبارت معلوم شد کہ اگر در شبینہ سرعت قرائۃ بحد ہذرمہ باشد مکروہ است کہ ہذرمہ قرأۃ از منکرات شمردہ اند۔ فقط۔

تنہا تراویح بآواز پڑھے یا آہستہ

(سوال ۱۸۷۷)مرد تراویح جماعت سے پڑھیں یا علیٰحدہ علیٰحدہ ؟ اگر تنہا پڑھیں تو بلند آواز سے یا آہستہ آہستہ ؟

عورتیں وتر کی جماعت کریں یا نہیں

(سوال ۱۸۷۸/۲)وتر کی جماعت عورتیں کریں یا نہیں ؟

سنت بعد تراویح شروع کریں

(سوال ۳/ ۱۸۷۹)رمضان شریف میں اگر تراویح شروع ہو گئیں تو دو سنت جو بعد فرض کے ہیں یہ پڑھ کر تراویح میں شریک ہو یا بعد میں پڑھے۔

ایک مسجد میں تراویح کی دوسری جماعت

(سوال ۱۸۸۰/۴)تراویح و وتر کی جماعت ہو گئی تو دوسری جماعت کریں یا نہیں ؟

(جواب)والجماعۃ فیھا سنۃ علی الکفایۃ (در مختار . باب التراویح) ویخیر المنفرد فی الجھر ان ادی (الی قولہ) کمتنفل باللیل منفرد ا ص ۵۵۶ (درمختار مخلصاً) فی فصل القراۃ۔ مرد جماعت سے پڑھیں اگر کوئی شخص جماعت سے جاوے اور تنہا پڑھے تو آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے دونوں درست ہے مگر آواز سے بہتر ہے۔

(۲)وتر کی جماعت عورتیں نہ کریں (ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح الخ (درمختار علی الشامی ج ۱ ص ۷۲۸)فقط۔

(۳)فرض اور سنت پڑھ کر تراویح میں شامل ہو۔ (وقتھا بعد صلاۃ العشاء قال الشامی ج ۱ ص ۶۵۹)

(۴)دوبارہ اس مسجد میں نہ کریں[ع] ۔ فقط (لوترک الجماعۃ فی الفرض لم یصلوا لتراویح جماعۃ (درمختار) جمیل الرحمن)

کیا ایک سلام سے بیس رکعت تراویح درست ہے

(سوال ۱۸۸۱)بست رکعت تراویح بیک سلام گذاردن جائز است یا نہ ؟

(جواب)بست رکعت تراویح بیک سلام مکروہ تحریمی است (فلو فعلھا بتسلیمۃ فان قعد لکل شفع صحت بکراھۃ والا نابت عن شفع واحد شامی ج ۱ ص ۶۶. جمیل الرحمن)

ع۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ ایک ہی مسجد میں تراویح کی متعدد جماعتوں کی وہی نوعیت لوٹ آتی ہے جس سے بچانے کے لئے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے متفرق طور پر پڑھنے والوں کو ایک امام کی اقتداء پر جمع فرمایا تھا، عن عبدالرحمن بن عبدالقادر قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا لناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل بصلاتہ الرھط فقال عمرانی اری لو جمعت ھئولاء علی قاری واحد لکان امثل ثم عزم مجمعھم علی ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبیری للحلبی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۸۳ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی مسجد میں متعدد جماعتوں کا سلسلہ حسب ارشاد فاروقی طریق امثل کے خلاف ہے وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوابھا وعضوا علیھا بالنواجذ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی) جمیل الرحمن۔

فصل خامس
مسائل تہجد

جس کی نمازیں قضا ہوں وہ قضا ادا کرے یا تہجد، کون بہتر ہے

(سوال ۱۸۸۲) جس شخص کی نمازیں زیادہ قضاء ہوئی ہوں اس کو تہجد کے وقت یا دیگر اوقات مناسبہ میں نماز تہجد یا نوافل پڑھنی بہتر ہے یا قضاے عمری۔

(جواب) در مختار میں ہے۔ وقضاء الفرض والواجب والسنةفرض و واجب و سنة۔(۱) یعنی فرض کا قضا کرنا فرض اور واجب کا قضا کرنا واجب اور سنت کا سنت ہے حاصل یہ کہ قضا عمری واقعی کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی اور تاخیر اچھی نہیں ہے۔ جہاں تک ہو سکے اور جب وقت ملے فرائض اور وتر کی قضا نماز ادا کی جاوے تو بہتر ہے۔(۲) لیکن صلوٰۃ تہجد جس کی قرآن شریف اور احادیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے افضل الصلوٰة بعد الفريضة صلوٰة الليل (۳) یعنی صلوٰۃ فرائض کے بعد نماز تہجد کی افضل ہے۔ پس اس فضیلت کا اقتضاء تو یہی ہے کہ اس کو ہرگز نہ چھوڑا جاوے۔ اور یہ فضیلت بغیر نوافل قضا نمازوں کے اس وقت پڑھنے سے حاصل نہیں۔ قال فی ردالمحتار. ان التهجد لا يحصل الا بالتطوع فلو نام بعد صلاة العشاء ثم قام فصلى فوائت لا يسمى تهجداً (۴) (ص ۵۰۵) یعنی تہجد نام ہے بعد صلاۃ عشاء آخر رات میں اٹھ کر نوافل پڑھنے کا پس اگر کوئی شخص اس وقت بجائے نفل اپنی دن کی نماز قضا کو پڑھے تو اس کا نام تہجد نہ ہوگا یعنی وہ ثواب جو نماز تہجد کا ہے وہ اس سے حاصل نہیں ہوتا پس ایسی صورت میں اگر زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم دو رکعت پڑھ لیا کریں اور یہ صلوٰۃ تہجد کا کمتر درجہ ہے۔ قال فی ردالمحتار واقل التهجد ركعتان واوسطه اربعة واكثره ثمان (۵) ص ۵۰۵ فقط۔

تہجد میں مختلف دعائیں کب پڑھی جائیں

(سوال ۱۸۸۳) احادیث میں ادعیہ مختلفہ تہجد میں وارد ہیں وہ بعد ثناء ہیں یا تکبیر تحریمہ سے پیشتر۔

(جواب) وہ ادعیہ تکبیر تحریمہ سے پیشتر پڑھنی چاہئے۔(۶) فقط

تہجد بعد عشاء قبل از وتر پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۸۴) جو شخص پچھلی رات میں تہجد پڑھنے پر قادر نہ ہو تو وہ بعد عشاء قبل از وتر نوافل پڑھ لے یا بعد از وتر پڑھے۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب قصاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ .ط.س.ج۲ص۶۶. ۱۲ ظفير.

(۲) وجميع اوقات العمر وقت للقضاء الاالثلا ثة المنهية (در مختار) وهى الطلوع والاستواء والغروب (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ .ط.س.ج۲ص۶۶) ظفير.

(۳) مشکوٰۃ میں مسند احمد سے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے افضل الصلوٰة بعد المفروضة صلوٰة فى جوف الليل رواه احمد (مشكوٰة باب التحريض فى قيام الليل ص ۱۱۰) اور ان مذکورہ الفاظ کے ساتھ کے لئے دیکھئے ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص۶۶۰. ۱۲ ظفير. (۴) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى صلاة الليل ج ۱ ص ۶۴۱ .ط.س.ج۲ص۲۴. ۱۲ ظفير. (۵) ايضاً .ط.س.ج۲ص ۲۴. ۱۲ ظفير.

(۶) عن ابن عباس قال كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا قام من الليل بتهجد قال اللهم لك الحمد انت قيم السموات الخ متفق عليه وعن عائشة قالت كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا قام من الليل افتتح صلاته فقال اللهم رب جبريل الخ (مشكوٰة باب ما يقول اذا قام من الليل ص ۱۰۸) ظفير.

(جواب) حدیث طبرانی کے الفاظ یہ ہیں وما کان بعد صلوٰۃ العشاء فھو من اللیل۔(۱) یہ روایت نوافل قبل الوتر اور بعد الوتر دونوں کو شامل ہے۔ لیکن بہتر قبل از وتر ہے۔ فقط۔

تہجد کی رکعتیں اور قرات

(سوال ۱۸۸۵) زید نماز تہجد بقرأۃ طویل اسطرح سے پڑھتا ہے کہ گاہے ایک پارہ، گاہے دو پارہ، گاہے سہ پارہ ایک رکعت میں پڑھ لیتا ہے باقی تین رکعات میں مختصر سی سورتیں پڑھ کر ختم کرتا ہے یہ کیسا ہے۔

(جواب) نماز تہجد آٹھ رکعت افضل ہے اور بہتر یہ ہے کہ قرأۃ جملہ رکعات میں قریب قریب برابر رکھے اور جائز یہ بھی ہے جو صورت سوال میں مذکور ہے،(۲) فقط۔

تہجد میں ہر رکعت میں سورہ اخلاص ضروری نہیں ہے

(سوال ۱۸۸۶) تہجد کی نماز میں سورہ اخلاص کا ملانا ہر مرتبہ فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے مگر کچھ ضروری نہیں ہے۔ فقط۔

تہجد میں قرات جہری

(سوال ۱۸۸۷) تہجد کی نفلوں میں قرآن شریف پکار کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

(جواب) جائز و مستحب ہے۔(۳) فقط۔

تہجد میں چھوٹی اور لمبی سورت کی قرات

(سوال ۱۸۸۸) تہجد کے نوافل میں جو سورہ اخلاص پڑھی جاتی ہے اول رکعت میں ۱۲ مرتبہ دوسری میں گیارہ دفعہ سلسلہ وار گھٹتی ہے تو ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ مزمل کا پڑھنے والا اعلی رہے گا یا سورہ اخلاص ترتیب مذکور کا۔

(جواب) فرضوں میں تکرار سورۃ کو مکروہ لکھتے ہیں اور نوافل میں درست ہے لہذا سورہ اخلاص کا مکرر پڑھنا تہجد میں درست ہے(۴) لیکن اگر بڑی بڑی سورتیں مثل سورہ یسین و سورہ مزمل وغیرہ کے پڑھے تو یہ اولیٰ ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہوگا۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰ ط.س. ج۲ ص ۲۴) اس حدیث کو نقل کر کے علامہ شامیؒ نقل کرتے ہیں وھذا یفید ان ھذہ السنة تحصل بالتنفل بعد صلوٰۃ العشاء قبل النوم (ایضاً). ط.س. ج۲ ص ۲۴ ظفیر.

(۲) واقلها علی ما فی الجوهرة ثمان ولو جعله اثلاثا فالا وسط افضل ولو انصافا فالا خیر افضل (الدر المختار) قید بقوله عملی ما فی الجوهرة لا نه فی الحاوی القدسی قال یصلی ما سهل علیه ولو رکعتین وسنة فیها ثمان رکعات باربع تسلیمات (ردالمحتار باب الوتر و النوافل مطلب فی صلاة اللیل ج ۱ ص ۶۴۱ ط.س. ج۲ ص ۲۵) ومن التعلیل ان المنفرد یسوی بین الرکعتین فی الجمیع اتفاقا شرح المنیة (ردالمحتار فصل فی القرأة ج۱ ص ۵۰۵ ط.س. ج۱ ص ۵۴۲) ظفیر.

(۳) ویخیر المنفرد فی الجهر الخ کمتنفل باللیل منفرد افلوام جهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراة ج ۱ ص ۴۹۸ ط.س. ج۱ ص ۵۳۳) ظفیر.

(۴) لا باس ان یقرأ سورة ویعیدها فی الثانیة الخ ولا یکره فی النفل شئ من ذالك (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراة ج۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج۱ ص ۵۴۶) ظفیر. (۵) وعن عبدالله بن عمرو بن العاص قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قام بعشر ایات لم یکتب من الغافلین ومن قام بمأته اية كتب من القانتین ومز قام بالف اية كتب من المقنطرین رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰۷) ظفیر.

وقت تہجد

(سوال ۱۸۸۹) تہجد کا وقت کب تک رہتا ہے۔

(جواب) تہجد کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رہتا ہے۔(۱) فقط۔

تہجد کی کتنی رکعتیں افضل ہیں

(سوال ۱۸۹۰) احادیث میں نماز تہجد آنحضرت ﷺ سے زائد سے زائد دس رکعت ثابت ہے اور مع وتر گاہ تیرہ رکعت گاہ گیارہ رکعت گاہ نو رکعت گاہ سات رکعت (مشکوٰۃ شریف) جو شخص تہجد پڑھے وہ بغرض اتباع اسی طرح پڑھے یا مقرر کرلے۔

(جواب) اکثر چونکہ آنحضرت ﷺ نے آٹھ رکعت تہجد پڑھی ہیں اور تین وتر، اس لئے فقہاء حنفیہ نے آٹھ رکعت پر مواظبت کو مستحب فرمایا اور اگر گنجائش نہ ہو تو دو یا چار رکعت بھی کافی ہیں۔ والتفصیل فی الشامی۔(۲) فقط۔

تہجد کی نماز اندھیرے میں

(سوال ۱۸۹۱) تہجد کی نماز اندھیرے میں ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ہو سکتی ہے۔(۳) فقط۔

عشاء بعد فوراً تہجد پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۹۲) اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے یہ خیال کر کے کہ میری آنکھ تہجد کے وقت نہیں کھلے گی اور عشاء کی نماز کے بعد تہجد کی نماز ادا کرلے تو ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

(جواب) ایک حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز عشاء کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں گے وہ نماز تہجد میں شمار ہوں گے اور ثواب تہجد کا اس سے حاصل ہو جاوے گا۔ جیسا کہ شامی میں حدیث طبرانی نقل کی ہے وروی الطبرانی مرفوعاً لا بد من صلوٰۃ بلیل ولو حلب شاۃ وما کان بعد صلوٰۃ العشاء فھو من اللیل وھذا یفید ان ھذہ السنۃ تحصل بالتنفل بعد صلوٰۃ العشاء قبل النوم الخ(۴) فقط۔

تہجد کی رکعتیں کس قدر لمبی ہوں

(سوال ۱۸۹۳) حدیث شریف میں ہے ثم صلی رکعتین طویلتین الخ ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھا الحدیث دوگانہ اول مابعد سے کس قدر طویل تھا۔ مثلاً ایک شخص تہجد میں دوپارہ پڑھنا چاہتا ہے ہر دوگانہ میں کس قدر پڑھے۔

---

(۱) وصلاۃ اللیل الخ لو جعلہ اثلاث فالا وسط افضل ولو انصافا فالا خیر افضل (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلاۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰ .ط.س. ج۲ ص ۲۴) عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فیما بین ان یفرغ من صلوٰۃ العشاء الی الفجر احدی عشرۃ رکعۃ (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰۵ فصل اول) ظفیر. (۲) وصلاۃ اللیل واقلھا علی ما فی الجوھرۃ ثمان (در مختار) قید بقولہ علی مافی الجوھرۃ لا نہ فی الحاوی القدسی قال یصلی ما سھل علیہ ولو رکعتین والسنۃ فیھا ثمان رکعات باربع تسلیمات (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۱ .ط.س. ج۲ ص ۲۵) ظفیر.

(۳) نماز کے لئے روشنی ضروری نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ اندھیرے میں بھی نماز پڑھا کرتے تھے ۱۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰ .ط.س. ج۲ ص ۲۴. ۱۲ ظفیر.

آنحضرت کے قدم کا تورم

(سوال ۱۸۹۴/۲) حدیث میں ہے کہ قیام کیا آنحضرت ﷺ نے حتی تورمت قدماہ الحدیث جب کہ تعداد تہجد آٹھ رکعت تھی تو قدر قراۃ کس قدر تھی کہ پاؤ مبارک پر ورم ہو جاتا تھا۔

قرأۃ فی التہجد کی مقدار صحابہ میں

(سوال ۱۸۹۵/۳) قرأۃ تہجد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آثار سے کس قدر ثابت ہے۔

بعد تکبیر تحریمہ دعائیں

(سوال ۱۸۹۶/۴) چند ادعیہ احادیث میں منقول ہیں کہ بعد تکبیر تحریمہ آنحضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے مثلاً انی وجهت وجهی الخ عند الاحناف قبل از تکبیر تحریمہ پڑھیں یا بعد میں۔

تہجد کے موقع پر پہلے دو ہلکی رکعتیں تہجد کی ہوتی تھی یا تحیۃ الوضوء کی

(سوال ۱۸۹۷/۵) اول دوگانہ تہجد حضور جو خفیفتین لکھا یہ تحیۃ الوضوء میں ہے یا کیا۔

یہ دعا کہاں پڑھی جائے

(سوال ۱۸۹۸/۶) دعاء اللهم اجعل فی قلبی نور االخ منقول ہے یہ دعا بعد تہجد پڑھیں یا اول یا بعد سنت فجر۔

یہ دعا کھڑے ہو کر پڑھی جائے یا بیٹھ کر

(سوال ۱۸۹۹/۷) عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام من اللیل یتھجد اللھم لك الحمد الخ یہ دعا کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر۔

آنحضرت ﷺ کی موافقت کی نیت سے تہجد کبھی کم کبھی زیادہ پڑھی جائیں یا نہیں

(سوال ۱۹۰۰/۸) جو شخص تہجد مطابق آنحضرت ﷺ پڑھنا چاہے تو گاہ دس رکعت گاہ آٹھ رکعت گاہ چھ گاہ چار پڑھے یا روزمرہ آٹھ رکعت پڑھے۔

وقت تہجد

(سوال ۱۹۰۱/۹) وقت تہجد متوسط کون سا ہے۔

(جواب)(۱، ۲) کبھی آنحضرت ﷺ تہجد کی رکعات کو بہت طویل فرماتے تھے۔ کئی کئی پارے ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔(۱) یہی وجہ ورم قدمین مبارکین کی تھی۔ اب اگر کسی کو دو پارے آٹھ رکعت میں پڑھنے ہوں تو اختیار ہے خواہ پاؤ پاؤ ایک ایک رکعت میں پڑھے یا پہلی رکعتوں میں کچھ زیادہ پڑھے اور پچھلی رکعتوں میں کم پڑھے سب

---

(۱) عن حذیفة انه رای النبی صلی اللہ علیه وسلم یصلی من اللیل وکان یقول اللہ اکبر ثلثآ ذوالملکوت والجبروت والکبریاء والعظمة ثم استفتح فقرأ البقرة ثم رکع فکان رکوعه نحوامن قیامه فکان یقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم ثم رفع راسه من الرکوع فکان قیامه نحوا من رکوعه یقول لربی الحمد فکان سجوده نحوا من قیامه فکان یقول فی سجوده سبحان ربی الاعلیٰ ثم رفع راسه وکان یقعد فیما بین السجدتین نحوا من سجوده وکان یقول رب اغفرلی رب اغفرلی فصلی اربع رکعات قرأفیهن البقرة وال عمران والنساء والمائدة اوالانعام شك شعبة رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل فصل ثانی ص ۱۰۶) اس حدیث سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تہجد میں قرات کس قدر لمبی ہوتی تھی کہ از بقرہ تا مائدہ پڑھ جاتے تھے۔ واللہ اعلم . محمد ظفیر الدین . جعله اللہ من الصالحین.

جائز اور سنت ہے۔

(۳) کچھ تحدید اس میں منقول نہیں ہے۔(۱)

(۴) قبل از تکبیر تحریمہ۔(۲)

(۵) یہ بھی احتمال ہے۔(۳)

(۶) جس وقت پڑھ لے بہتر ہے۔

(۷) جس وقت اٹھے اس وقت پڑھ لے۔

(۸) اکثر عادت آنحضرت ﷺ کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی باقی حسب موقع کم وبیش بھی پڑھتے تھے۔

(۹) آخر شب افضل ہے۔ فقط۔

نماز تہجد کی رکعتیں

(سوال ۱۹۰۲) نماز تہجد کی رکعتوں کی ابتدائی اور انتہائی حد کہاں تک ہے۔

ترک تہجد کا نقصان کیا ہے

(سوال ۲/ ۱۹۰۳) نماز تہجد کو شروع کرنے اور سستی کے سبب سے دو چار روز ترک کرنے سے کوئی نقصان مالی وجسمی ہوگا یا نہ ہوگا؟

نماز تہجد کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۱۹۰٤/۳) نماز تہجد کے ادا کرنے کی کیا ترکیب ہے یعنی اس کے واسطے کوئی خاص دعا ہے؟ اور کوئی خاص خاص سورت مقرر ہیں؟ ہم کلام مجید میں سے جو سورتیں چاہیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

نماز اشراق وغیرہ

(سوال ۱۹۰۵/٤) نماز اشراق ونماز چاشت ونماز اوابین ان سب نمازوں کی نیت اور ترتیب سے بھی مطلع فرمایئے گا۔

(جواب) (۱) کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت تہجد میں مسنون ہیں اور شامی میں لکھا ہے کہ اگر

---

(۱) وصلاۃ اللیل اقلها علی فی الجوھرة ثمان ولو جعله اثلاثا فالا وسط افضل ولو انصافا فالا خیر افضل (درمختار) و جعله اثلاثا الخ ای لواراد ان یقوم ثلثه وینام ثلثیه فالثلث الا وسط افضل من طرفیه لان الغفلة فیه اتم والعبادة فیه اثقل واراد ان یقوم نصفه وینام نصفه فقیام نصفه الا خیر افضل الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب صلاۃ اللیل ج ۱ ص ٦٤١ و ج ۱ ص ٦٤٢ .ط.س. ج ۲ ص ۲۵) قرآن پاک میں ہے یا یها المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا اوزد علیه ورتل القرآن ترتیلا . پھر اخیر سورہ میں ہے ان ربك یعلم انك تقوم ادنی من ثلثی اللیل او نصفه او ثلثه (مزمل . ۱ . ۲) ان آیات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا قیام نماز تہجد میں لمبا ہوا کرتا تھا۔ نصف رات یا دو ثلث یا ایک ثلث جو مسلسل نماز میں کھڑا رہے اور یہی اس کا روزانہ معمول ہو تو پھر "حتی تورمت قدماہ" پر کیا اشکال باقی رہ جاتا ہے اور جب قیام لمبا ہوتا تھا تو کھلی بات ہے کہ قرات بھی لمبی ہوتی ہوگی اور یہی بات تھی بھی۔ چنانچہ قرآن نے اعلان کیا "علم ان سیکون منکم مرضی واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل الله واخرون یقاتلون فی سبیل الله فاقرؤا ما تیسر من القرآن (مزمل . ۲) یعنی اتنی قرات کی جائے جو سہل ہو والله اعلم.

(۲) وعن ابی یوسف انه یضم الیه قوله انی وجهت الی اخره الخ وما رواه محمول علی التهجد الخ والا ولی ان یاتی بالتوجه قبل التکبیر (ہدایہ باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۹٦) ظفیر. (۳) عن زید بن خالد الجهنی انه قال لارمقن صلوٰۃ رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی رکعتین خفیفتین ثم رکعتین طویلتین الخ مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ١٠٦) ظفیر.

صرف دو رکعت بھی پڑھ لے تو ثواب تہجد کا حاصل ہو جائے گا(۱) فقط۔

(۲) تہجد شروع کر کے چھوڑنے سے مالی نقصان کچھ نہیں ہوتا اور شرعاً گنہگار بھی نہیں ہوتا لیکن بلا عذر ایسا کرنا مذموم ہے اور نقصان دینی روحانی اس سے حاصل ہوتا ہے اور نقصان جسمانی یہ ہے کہ تیزی و چالاکی جاتی رہتی ہے اور سستی بڑھ جاتی ہے۔(۲)

(۳) تہجد کے لئے خصوصیت کسی سورۃ کی شرعاً نہیں ہے۔ بعض بزرگوں نے جو سورتیں بتلائی یا لکھی ہیں وہ ہرگز لازمی وضروری نہیں، یاد ہوں تو مضائقہ نہیں۔

(۴) اوابین و اشراق و چاشت سب میں صرف نفل نماز کی نیت کر لینا کافی ہے کسی خاص نماز اور وقت کا نام لینا کچھ ضروری نہیں(۳) اور عوام اور ناواقفوں کو لمبی لمبی نیت بتلا کر پریشان کرنا جہالت ہے اور جون سی سورت چاہے پڑھے۔ کتبہ اصغر حسین عفی عنہ الجواب صحیح مہر۔

تہجد کی آٹھ رکعتیں ہیں یا بارہ

(سوال ۱۹۰۶) ایک شخص نے ایک مولوی سے دریافت کیا کہ جناب تہجد کی نماز کی کے رکعات ہیں اور ترتیب اس کی کیا ہے۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ تہجد کی نماز آٹھ رکعت ہیں۔ اس پر

سائل نے کہا کہ بعض کتب میں بارہ رکعات لکھی ہیں اور علماء بھی بارہ رکعت کے قائل ہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے یہ کہا کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور وہ سب کتابیں غلط ہیں اور تم اسلام سے خارج ہو آیا تہجد کی نماز بارہ رکعت حدیث سے ثابت ہے یا نہیں بارہ رکعت کی مجوزین کو جہلاء کہنا درست ہے یا نہیں اور سائل کو خارج از اسلام کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بر تقدیر عدم جواز کلمہ خارج از اسلام (کافر) کا مصداق کون بنے گا اور یہ کلمہ کس پر عائد ہوگا اور اس مولوی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور وتر کی نماز ایک رکعت ثابت ہے یا نہیں اور حدیث عائشہؓ **ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یوتر مانقص من سبع ولاباکثر من ثلث عشرۃ رواہ ابو داؤد** سے جو بعض وتر کو ایک رکعت اور تہجد کو بارہ رکعت ثابت کرتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) تہجد کے بارہ میں روایات مختلف ہیں کم سے کم دو اور چار اور زیادہ سے زیادہ بارہ تک وارد ہوئی ہیں لیکن اکثری طور سے نماز تہجد آنحضرت ﷺ کی آٹھ رکعت تھی اسی بناء پر فقہاء حنفیہ نے فرمایا ہے کہ تہجد میں سنت آٹھ رکعات ہیں۔ درمختار میں ہے **واقلھا علی ما فی الجوھرۃ ثمان الخ قال فی ردالمحتار فی الحاوی القدسی قال یصلی ما یسھل علیہ ولو رکعتین**

---

(۱) قال فی الشامی اقول فیبقی القول بان اقل التھجد رکعتان الخ ایضاً فی رسائل الارکان لبحر العلوم مولانا عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ علی ص ۱۳۵ .ط.س.ج۲ص۲۵ تحت حدیث المسلم عن ابن عبداللہ قال زعم البعض ان ھذا نوع اخر لصلوٰتہ علیہ السلام ان صلوٰۃ اللیل اثناء عشر رکعۃ والوترالخ.ط.س.ج۲ص۲۵ .(۲) وایضاً فی الشامی ذکر فی الحلیہ ایضاً ما حاصلہ انہ یکرہ ترک تھجد اعتادہ بلا عذر لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بن عمر یا عبداللہ یا عبداللہ لا تکن مثل فلان کان یقوم اللیل ثم ترکہ متفق علیہ.شامی ج۱ ص ۷۱۶ و ص ۷۱۷.ط.س.ج۲ص۲۵ .(۳) وفی الکبیری المصلی اذا کان متنفلاً سواء کان ذلک النفل سنۃً مؤکدۃ او غیر ھا یکفیہ نیۃ مطلق الصلوٰۃ ولا بشرط تعین ذلک النفل الخ کبیری ص ۲٤٥. جمیل الرحمن.

والسنة فیھا ثمان رکعات باربع تسلیمات وھذا بناء علی ان اقل تھجدہ صلی اللہ علیہ وسلم کان رکعتین وان منتھاہ کان ثمان رکعات اخذ مما فی المبسوط السرخسی الخ.(۱)اور حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ مالابد منہ میں فرماتے ہیں۔ ونماز تہجد از چار رکعت کمتر نیامدہ واز دوازدہ رکعت زیادہ ہم بہ ثبوت نہ پیوستہ الخ(۲) پس تتبع حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہ رکعت تک تہجد میں ثابت ہیں اور اکثر آٹھ رکعت ہیں، پس انکار کرنا بارہ رکعت کا خود جہل اس قائل کا ہے اور پھر اس پر تکفیر سائل وغیرہ کی کرنا دوسری جہالت ہے اور معصیت سخت ہے کہ خوف کفر ہے۔ حدیث شیخین میں ہے ایما رجل قال لا خیه کافر فقد باء بھا احدھما رواہ الشیخین عن ابن عمر مرفوعاً (۳)اور ہر چند کہ تکفیر قائل میں احتیاط کی جاوے گی بوجہ احتمال تاویل کے لیکن فسق میں اس کے کچھ کلام نہیں ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے الا ان یتوب، اور وتر میں تین رکعت سے کم نہیں ہے، یہی صحیح اور راجح ہے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے اور جن روایات میں ایک رکعت وتر کی وارد ہے اس کی تاویل کی گئی ہے کما ھو المعروف عند العلماء . روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی میں ہے سالتا عائشة بای شئی کان یوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یقرا فی الاولیٰ بسبح اسم ربك الا علیٰ وفی الثانیة بقل یا یھا الکفرون وفی الثالثة بقل ھو اللہ احد والمعوذتین۔(۴)اور بعض روایات میں معوذتین مذکور نہیں ہے اور عدم جواز ایتار بواحدہ کے دلائل شرح منیہ وغیرہ میں مبسوط ہیں۔ نہی عن التبیرا متعدد طرق سے ثابت ہے۔ زیادہ بسط کی اس موقعہ پر گنجائش نہیں ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ تہجد کا وقت

(سوال ۱۹۰۷)صلوٰۃ تہجد کا وقت بعد نصف شب کے ہے یا پہلے جیسا کہ آیت اوا نقص منه قلیلا اوزدعلیه الخ سے معلوم ہوتا ہے یا دونوں وقتوں میں جائز ہے۔ بر تقدیر جواز اولویت کس کو ہے۔

(جواب)بعد عشاء کے جو نوافل پڑھے وہ صلوٰۃ اللیل ہے اور تہجد میں داخل ہے کما فی الشامی وما کان بعد صلوٰۃ العشاء فھو من اللیل وھو یفید ان ھذہ السنة تحصل بالتنفل بعد العشاء قبل النوم الخ قلت قد صرح بذلك فی الحلیة الخ (۵)اور افضل وقت تہجد کا آخیر شب ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ فقط

تہجد کی قضا

(سوال ۱۹۰۸)اگر تہجد کی نماز قضا ہو جائے تو اس کی قضا پڑھنی بارہ بجے سے پہلے درست ہے یا نہیں۔

(جواب) تہجد کی نماز کی قضا نہیں ہے لیکن دوپہر سے پہلے پڑھ لینا اچھا ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱)ردالمحتار .باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰ و ج ۱ ص ۶۴۱.ط.س.ج۲ص۲۵. ۱۲ ظفیر.(۲)مالا بد منه مطبوعه کتب خانه رحیمیه فصل نوافل ص ۶۸. ۱۲ ظفیر.(۳) مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم فصل اول ص ۴۱۱. ۱۲ ظفیر.(۴)مشکوٰۃ باب الوتر ص ۱۱۲.۱۲ ظفیر.(۵)ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰.ط.س.ج۲ص۲۴.۱۲ ظفیر.(۶)وعن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن حزبه او عن شئی منه فقراہ فیما بین صلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ الظھر کتب له کانما قرا من اللیل رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب القصد فی العمل ص ۱۱۰) ظفیر.

نماز تہجد جماعت سے پڑھی جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۰۹) اگر نماز تہجد بعد نماز فرض عشاء مابین سنت و وتر ادا کرے بارہ رکعت یا ۸ یا ۱۰ یا ۶ یا چار اور اکثر آدمی شوقین نماز تہجد ہوں تو اگر اس نماز کو جماعت سے ادا کرے یا اخیر شب میں جماعت سے پڑھ لے تو کچھ حرج یا گناہ تو نہیں۔ سنا گیا ہے معتبر ذرائع سے کہ جناب مولانا گنگوہیؒ نے کہیں لکھا ہے کہ اس نماز کو جماعت سے پڑھ لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مستحبات سے ہے۔

(جواب) معین احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد نماز عشاء قبل النوم اگر نوافل تہجد پڑھ لی جائیں تو ثواب تہجد کا حاصل ہوتا ہے۔ **وهذا يفيد ان هذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلوٰة العشاء قبل النوم**(۱) اور جماعت سے ادا کرنا تہجد کا مکروہ ہے اگر بتداعی ہو، در مختار میں ہے **ای یکره ذلك لو علی سبيل التداعی بان يقتدی اربعة بواحدا لخ**۔(۲) اور حضرت مولانا گنگوہیؒ جماعت تہجد کے جواز کو صحیح نہیں کہتے، حضرت مولانا اس سے منع فرماتے تھے (شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ اسے جائز کہتے تھے۔ مگر صرف رمضان میں، سال کے دوسرے حصوں میں نہیں۔ اور آپ کا رمضان میں اسی پر عمل تھا۔ ظفیر)

فصل سادس
مسائل صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کے اوقات

(سوال ۱۹۱۰) صلوٰۃ التسبیح کی پہلی اور تیسری رکعت میں تسبیح کس وقت پڑھے۔ شافعیہ کے نزدیک جلسہ استراحت میں ہے حنفیہ کے نزدیک کس وقت ہے اور راجح قول کیا ہے۔

(جواب) یہی راجح اور معمول بہ ہے کہ بیٹھ کر تسبیح پڑھ کر اٹھ کر فاتحہ اور سورۃ کے بعد تسبیح ۱۵ دفعہ پڑھے۔(۳)

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت مکروہ ہے

(سوال ۱۹۱۱) صلوٰۃ التسبیح کی جماعت درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جماعت نوافل کی خواہ صلوٰۃ التسبیح ہو یا کوئی دوسرے نوافل اگر بتداعی ہو مکروہ ہے۔(۴) فقط۔

صلوٰۃ التسبیح کا ثواب

(سوال ۱۹۱۲) صلوٰۃ التسبیح کا ثواب رسول اللہ ﷺ نے جیسا کہ اپنے چچا حضرت عباسؓ کو فرمایا تھا اور امتی کو بھی ایسا ہی ثواب ملے گا یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار مطلب فی صلوٰة الليل ج ۱ ص ٦٤٠ ط.س. ج۲ص ۲٤ . ۱۲ ظفير.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی كراهة الا قتداء فی النفل ج ۱ ص ٦٦٣ ط.س. ج۲ص۲۸ . ۱۲ ظفير.
(۳) فبعد انشاء خمسة عشر مرة ثم بعد القراة وفی ركوعه والرفع منه الخ وقال انها المختار من الروايتين والرواية الثانية ان يقتصر فی القيام علی خمسة عشر مرة بعد القراة (ردالمحتار والنوافل مطلب فی صلاة التسبيح ج۱ ص ٦٤۳ ط.س. ج۲ص۲۷ ظفير. (٤) ولا يصلی الو ترولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای يكره ذالك لوعلی سبيل التداعی ان يقتدی اربعة بواحد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٦۳ ط.س. ج۲ص۲۸) ظفير.

صلوٰۃ التسبیح میں سہو

(سوال ۱۹۱۳/۲) صلوٰۃ التسبیح میں اگر سہو ہو جاوے تو سبحان اللہ والحمد للہ سجدہ سہو میں کہے یا سبحان ربی الاعلیٰ کہے، قیام میں سبحان اللہ الخ ۲۵ مرتبہ کہے یا ۱۵ مرتبہ۔ اگر قیام میں ۲۵ مرتبہ کہے گا تو دوسرے سجدہ کے بعد نہ کہے گا۔ یہ درست ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱،۲) حدیث شریف میں ہے ان الاعمال بالنیات . الخ ولکل امر مانوی ۔الحدیث عــہ ۔پس مدار ثواب کا نیت پر ہے۔ اگر لوجہ اللہ خالص نیت سے کوئی پڑھے گا تو اب بھی اسی قدر ثواب ملے گا۔ حضرت عباسؓ کو جو تعلیم فرمائی تھی وہ ان کی خصوصیت نہ تھی جیسے آپ کی دیگر ادعیہ واعمال کی تعلیم وبشارت ثواب عام تھی۔ سجدہ سہو میں سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور قیام میں پندرہ دفعہ سبحان اللہ الخ کہے۔(۱) حاصل یہ ہے کہ صلوٰۃ التسبیح فرض واجب تو ہے نہیں لیکن اگر پڑھے تو اسی طریقہ سے پڑھے جو سلف سے منقول ہے اپنی طرف سے اس میں ایجاد کرنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

آخری جمعہ رمضان میں صلوٰۃ التسبیح باجماعت کا ثبوت نہیں

(سوال ۱۹۱۴) رمضان شریف کے آخر جمعہ میں صلوٰۃ التسبیح باجماعت پڑھائی جاتی ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے۔ امام یہ کہتا ہے کہ جاہل لوگ صلوٰۃ التسبیح نہیں پڑھ سکتے لہذا ان کو امام کی متابعت میں ثواب مل جاوے گا۔ اعتباراً بصلوٰۃ الکسوف والخسوف والا ستسقاء۔

(جواب) اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور اس سے نماز ہائے فوت شدہ کا کفارہ نہیں ہوتا یہ خیال غلط ہے اور امام کا خیال بھی غلط ہے۔ بدعت کا ارتکاب اس خیال سے درست نہیں۔ فقط۔

تسبیح معروفہ کب کب پڑھی جائے

(سوال ۱۹۱۵) صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح معروفہ پندرہ مرتبہ قبل از قرأۃ اور دس بارہ بعد از قرأۃ شامی میں منقول ہے اور حدیث میں بعد سجدہ دویم دس مرتبہ وارد ہے۔ عند الاحناف عمل کس پر ہے اور بعد سجدہ کے اگر پڑھے تو تکبیر کہہ کر پھر پڑھ کر کھڑا ہو یا کیونکر۔

(جواب) شامی نے دونوں صورتیں لکھی ہیں اور دونوں منقول ہیں لیکن بہتر وہ صورت معلوم ہوتی ہے جو موافق احادیث مشہور کے ہے کہ بعد قرأۃ کے پندرہ بار اور سجدہ ثانیہ سے اٹھ کر دس بار تسبیح مذکور پڑھے پھر اٹھے(۲) فقط۔

....

(۱) الررواية الثانية ان يقتصر فى القيام على خمسة عشرة مرة بعد القراة (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب صلوٰة التسبيح ج ۱ ص ٦٤٣ .ط.س.ج۲ ص۲۷) ظفير.

عــہ مشکوٰۃ تکمیل کتاب الایمان ۱۲ ظفیر۔

(۲) عن ابن عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم قال للعباس بن عبدالمطلب يا عباس يا عماه الا عطيك الخ اذا انت فعلت ذالك غفرالله لك ذنبك الخ ان تصلى اربع ركعات فقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة فاذا فرغت من القراة فى اول ركعة وانت قائم قلت سبحان الله والحمد لله الخ خمس عشرة مرة ثم تركع فتقولها وانت راكع عشر ثم ترفع راسك من الركوع فتقولها الخ (مشكوٰة ص ۱۱۷ باب صلوٰة التسبيح) ظفير.

صلوٰۃ تسبیح کے قومہ میں ہاتھ کھلا رکھے

(سوال ۱۹۱۶) صلوٰۃ تسبیح کے قومہ میں ہاتھ باندھے رکھے یا کھلے رکھے۔

(جواب) کھلے رکھنا ہی معمول بہ ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں ایک سلام سے یا دو سے

(سوال ۱۹۱۷) صلوٰۃ تسبیح چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا اولیٰ ہے یا دو سلام کے ساتھ اور اگر تسبیح بجائے دس کے پندرہ دفعہ پڑھ لے بھول کر تو سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہیں۔

(جواب) صلوٰۃ التسبیح دو رکعت یا چار رکعت کی نیت کرے دونوں طرح جائز ہے اگر چار رکعت کی نیت ہو تو درمیان کے قعدہ میں درود شریف پڑھ لیوے اور تسبیح اگر دس کی جگہ پندرہ پڑھ لیوے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ فقط۔

اگر تسبیحات میں ایک جگہ بھول جائے تو دوسری جگہ ادا کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۱۸) صلوٰۃ التسبیح میں اگر کسی موقع کی تسبیح بھول کر دوسرے رکن میں تکبیر کہتا ہوا چلا گیا اور اس رکن میں دوگنی تسبیح پڑھ لی تو سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہ۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سجدہ سہو لازم نہ ہو گا۔ فقط۔

الباب التاسع فی ادراك الفریضة
جماعت میں شریک ہونا

بوقت اقامتِ فرض یہ کیوں حکم ہے کہ منفرد فرض کی نیت توڑ دے مگر سنت و نفل کی نہ توڑے

(سوال ۱۹۱۹) ایک شخص نے اپنے رسالہ رکن الدین میں عالمگیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر کوئی مغرب یا فجر کے فرض علیٰحدہ پڑھ رہا ہو اگر دوسری رکعت کے سجدہ سے پہلے جماعت قائم ہو گئی تو نماز توڑ کر جماعت میں مل جاوے۔ اب شبہ یہ ہے کہ جماعت سنت ہے اور اعمال کے باطل کرنے پر قرآن میں نہی وارد ہے۔ اور فجر کی سنت کے متعلق لکھا ہے کہ جب تک قعدہ اخیرہ کے ملنے کی امید ہے تو سنتیں نہ توڑے۔ اور چار رکعت سنت کے متعلق لکھا ہے کہ اگر تیسری رکعت میں جماعت قائم ہوئی ہے تو چار پوری کر کے شریک جماعت ہو۔ شبہ یہ ہے کہ سنتوں کو فرضوں پر فضیلت کس قاعدے سے حاصل ہے کہ فرض توڑے جاویں اور سنت نہ توڑی جاویں۔

(جواب) یہ ابطال عمل چونکہ واسطے اکمال کے ہے اس لئے جائز ہے۔ اور ممنوع نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور ثواب کا کام ہے۔(۱) اور فجر کی سنتوں میں یہ بھی مسئلہ ہے کہ قعدہ اخیر کے ملنے تک کی بھی امید ہو تو سنتیں پڑھ کر شامل

---

(۱) والقطع وان کان ابطالاً للعمل وهو منهی لقوله تعالیٰ ولا تبطلوا اعمالکم فالا بطال لقصد الا کمال لایکون ابطالا (شرح وقایه باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۲۰۹) ظفیر.

جماعت ہو جاوے تاکہ ثواب بھی مل جاوے اور سنتیں بھی ادا ہو جاویں۔(۱) غرض یہ کہ مسائل مذکورہ صحیح ہیں۔(۲) فقط۔

تکبیر کہنے کے بعد امام کا دیر تک رکے رہنا پھر تحریمہ باندھنا کیسا ہے

(سوال ۱۹۲۰) ایک شخص نے ظہر کی سنتوں کی نیت باندھی، صرف ایک رکعت پڑھی تھی کہ تکبیر ہوگئی جس وقت تک شخص مذکورہ کی چار رکعت پوری ہوئی امام مصلے پر نہیں گیا جب وہ چاروں رکعتیں ادا کر چکا تب امام صاحب مصلے پر پہنچے اور پہلی ہی تکبیر سے نماز ادا کی گئی۔ نماز ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی اور تکبیر کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ کما فی الدر المختار صلی السنة بعد الاقامة او حضر الا مام بعد ها لا یعیدها۔(۳) بزازیہ۔ فقط۔

کن وجوہ سے نماز توڑ سکتا ہے

(سوال ۱۹۲۱) انسان کن کن عذرات سے بلاارتکاب گناہ نماز توڑ سکتا ہے۔

(جواب) در مختار باب ادراک الفریضہ میں اس کی تفصیل کی ہے اس کو دیکھ لیں۔(۴) اور اگر خاص صورت پیش آئی ہو تو اس کو دریافت کر لیں کہ فلاں صورت میں قطع کرنا نماز کا صحیح ہے یا نہیں۔ در مختار میں یہ بھی ہے کہ انجاء غریق و حریق کی وجہ سے توڑنا نماز کا واجب ہے اور ایک درہم کا نقصان ہوتا ہو تو قطع کرنا نماز کا جائز ہے واجب نہیں ہے اور شامی میں کلیہ قاعدہ لکھا ہے ان القطع یکون حراماً ومباحاً ومستحباً وواجباً فالحرام لغیر عذرٍ والمباح اذا خاف فوت مال والمستحب القطع للاکمال والواجب لا حیاء نفس الخ. (۵)

جماعت چھوڑ کر دوسری مسجد میں اس لئے جانا کہ پوری جماعت پائے کیسا ہے

(سوال ۱۹۲۲) ایک شخص مسجد میں آیا جماعت ہو رہی تھی، پھر وہ شخص بایں خیال دوسری مسجد میں چلا گیا کہ وہاں پوری جماعت مل جاوے گی اور ایک شخص قاعدہ اخیرہ میں آیا اور چل دیا، چلا جانا جائز ہے یا نہیں۔

....

(۱) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترك لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراك رکعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلا لی تبعا للبحر لکن ضعفه فی النهر لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مکانا الخ (الد المختار علی هامش ردالمحتار باب اداراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۰. ط.س. ج۲ ص۵۶) ظفیر.

(۲) سوال میں جو اشکال سنت کے نہ توڑنے پر ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فرض اگر پڑھ رہا ہے تو اسے توڑ کر پھر اسے ہی امام کے ساتھ ادا کرے گا۔ تو وہاں ابطال للاکمال ہے۔ بخلاف سنت کے کہ اسے ترک کر کے اسے نہ پڑھے گا بلکہ فرض پڑھے گا تو یہ ابطال للاکمال نہ ہوا، لہذا نہ توڑنے کی صورت میں سنت بھی ادا ہو جائے گی اور فرض کی فضیلت بھی حاصل کرے گا۔ والشارع فی نفل لا یقطع مطلقاً ویتمه رکعتین وکذا سنته الجمعة اذا اقیمت او خطب الا مام یتمها اربعا علی القول الراجح لانها صلاة واحدة ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافا لمارجحة الکمال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار . باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۲۶۸. ط.س. ج۲ ص۵۳) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۱. ط.س. ج۲ ص ۴۰۰ ۱۲ ظفیر.

(۴) یقطعها لعذر احراز الجماعة کما لو ندت دابة او فار قدرها او خاف ضیاع درهم من ماله او کان فی النفل فجئی بجنازة وخاف فوتها قطعه لا مکان قضاء ویجب القطع لنحوا نجاء غریق او حریق ولو دعاه ابو یه فی الفرض لا یجیبه الا ان یستغیث به وفی النفل ان علم انه فی الصلاة فدعاه لا یجیبه الاجابه قائما لان القعود مشروط للتحلل وهذا قطع الا تحلل ویکتفی بتسنیمة واحدة هو الاصح غایة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۶۶. ط.س. ج۲ ص۵۱) ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب ادراك لفریضة ج ۱ ص ۶۶۷. ط.س. ج۲ ص۵۲. ۱۲ ظفیر.

(جواب) بہتر ان کو اسی مسجد میں جماعت میں شریک ہونا ہے۔(۱) فقط۔

فجر کی سنت فرض سے پہلے نہ پڑھ سکے، تو پھر اسے کب ادا کرے

(سوال ۱۹۲۳) جو شخص فجر کی جماعت میں شامل ہو گیا اور سنتیں نہیں پڑھیں وہ بعد فرض کے سنت پڑھے یا سورج کے نکلنے کے بعد پڑھے۔

(جواب) وہ شخص بعد فرض کے آفتاب کے نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اگر چاہے آفتاب نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لیوے یہ بہتر ہے کما فی الشامی واما اذا فاتت وحدھا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع لکراھۃ النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندھما وقال محمد رحمۃ اللہ علیہ احب ان یقضیھا الی الزوال الخ شامی ج ۱ ص ۴۸۲۔(۲)

ایک رکعت پڑھ چکنے کے بعد جماعت ظہر شروع ہو گئی تو دوسری رکعت پوری کر کے جماعت میں شریک ہو جائے

(سوال ۱۹۲۴) ایک شخص ظہر کے وقت قبل جماعت چار رکعت پڑھ رہا ہے۔ ایک رکعت یا دو ادا کر چکا ہے کہ فرض کی جماعت قائم ہوئی تو یہ سنت پڑھنے والا کیا کرے۔ اپنی نماز پوری کرے یا ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو ایک اور رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔ یا دو رکعت پڑھ چکا ہے تو چار پوری کرے یا ہر حال میں اس کو پورا کرنا ہو گا یا چھوڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

(جواب) اگر ایک رکعت سنتوں کی پڑھ چکا ہے تو دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہو جاوے محققین حنفیہ نے اسی کو راجح فرمایا ہے۔ اور دوسرا قول کہ وہ بھی مفتی بہ ہے اس بارہ میں یہ ہے کہ بہر حال چار سنت پوری کرے لیکن محقق ابن ہمامؒ نے قول اول کو راجح فرمایا ہے۔ کذا فی الشامی۔(۳) فقط۔

جماعت چھوڑ کر دوسری مسجد کا امام...... جا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۳۵) ایک شخص مسجد میں ایسے وقت آیا کہ جماعت ہو رہی تھی، وضو کر کے چلا گیا جماعت میں نہیں ملا چونکہ وہ دوسری مسجد کا پابند نمازی ہے یعنی وہی امام مقتدی وہی مؤذن ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اس کے حق میں اس مسجد سے جانا اور یہاں کی جماعت میں شریک ہونا مکروہ

---

(۱) وکذا لوفاتت احدھم تکبیرۃ الا فتتاح اور رکعۃ اور کعتان ویمکنہ ادراکھا فی غیرہ لا یذھب الیہ لانہ صارا محرزا فضیلۃ الجماعۃ فی مسجدہ فلا یترک حقہ (غنیۃ المستملی فصل فی احکام المسجد ص ۵۶۵) وکرہ تحریما للنھی خروج من لم یصل من مسجد اذن فیہ الا لمن ینتظم بہ امر جماعۃ اخری ولمن صلی الظھر والعشاء وحدہ مرۃ فلا یکرہ خروجہ بل ترکہ عند الشروع فی الا قامۃ فیکرہ المخالفۃ الجماعۃ بلا عذر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ج ۱ ص ۶۶۸ وج ۱ ص ۶۶۹ .ط.س. ج۲ ص ۵۴ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب ادراک الفریضہ ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۵۷ ظفیر.

(۳) والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمہ رکعتین وکذا سنۃ الظھر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الا مام یتمھا اربعا علی القول الراجح لانھا صلاۃ واحدۃ ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافا لما رجحہ الکمال (در مختار) حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وھو الراجح لا نہ یتمکن من قضائھا بعض الفرض ولا ابطال فی التسلیمۃ علی الرکعتین فلا یفوت فرض الا ستماع والاداء علی الوجہ الا کمل بلا سبب الخ (ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ج۱ ص ۶۶۸. ط.س. ج۲ ص ۵۳) ظفیر.

نہیں ہے۔(۱)

سنت شروع کرتے ہی جماعت شروع ہو جائے تو کیا کرے

(سوال ۱۹۲۶)ایک شخص جماعت شروع ہونے کے قریب ہی آ کر سنت کی نیت باندھ لیتا ہے فوراً اقامت ہوتی ہے تو وہ دور کعتوں میں الحمد و سورۃ والتحیات وغیرہ کچھ نہیں پڑھتا غالباً سبحان اللہ وغیرہ کہہ لیتا ہو۔ بہر حال سجدہ وغیرہ کر کے سلام پھیر کر امام کے الحمد ختم کرنے سے پہلے شریک جماعت ہو جاتا ہے۔ اس قدر عجلت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)ایسے وقت میں یہ ضروری ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جاوے اور بسبب پانے جماعت کے اگر عجلت اور اختصار کرے تو یہ بھی مناسب ہے لیکن ایسی عجلت درست نہیں ہے کہ فرض قرأۃ وغیرہ متروک ہو جاوے۔(۲)

کوئی نفل کی نیت سے عشاء کی جماعت میں مل گیا تو کیا وہ سنت ووتر بھی دہرائے گا

(سوال ۱۹۲۷)اگر کوئی عشاء کی نماز ادا کر چکا پھر جماعت ہوتے دیکھا تو اس میں بھی شامل ہو گیا۔ اب سنت ووتر پڑھے یا نہیں۔

(جواب)سنت ووتر نہ پڑھے (وہ پہلے ادا کر چکا ہے۔ اور یہ نفل کے حکم میں ہے ظفیر۔)

ریل کے خیال سے نیت توڑ دے تو کیا حکم ہے اور امام کو مختصر کرنے کو کہے یا نہیں

(سوال ۱۹۲۸)ایک شخص نے نجیب آباد کے اسٹیشن کی مسجد میں بروز جمعہ آ کر امام سے یہ کہا کہ ہم ڈیڑھ بجے کی گاڑی سے جارہے ہیں تم چھوٹا خطبہ اور چھوٹی قرأت نماز میں پڑھنا۔ نماز شروع ہونے پر ایک رکعت اچھی طرح ادا ہوئی، دوسری رکعت میں امام نے قرأت شروع کی تھی کہ شخص مذکور کو آمد ریل کا خیال ہوا۔ یہ شخص نیت توڑ کر باہر نکل آیا اور اسٹیشن پر چلا گیا اور جو اس کے ہمراہی مسافر تھے انہوں نے نماز باطمینان پوری کر کے ریل میں سوار ہوئے۔ امام کو چھوٹی قراءت اور خطبہ کا تقاضا کرنا اور نیت توڑنا کیسا ہے۔

(جواب)ایسی حالت میں کہ مقتدیوں میں سے کسی کو بے اطمینانی اور سخت حاجت ہو تو امام کو تخفیف قراۃ و خطبہ میں کرنا بہت اچھا اور مناسب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ امام کو نماز میں تخفیف کرنی چاہئے کہ مقتدی بعض صاحب حاجت ہوتے ہیں الحدیث۔(۳)باقی نماز شروع کر کے توڑنے کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ اگر چار آنہ کا نقصان ہوتا ہو یا ہانڈی ابلنے لگے یا اس کی سواری بھاگ جائے تو نماز توڑنا درست ہے۔ اسی طرح کوئی دوسرا اس قسم

---

(۱)وکرہ تحریما للنهی خروج من لم یصل من مسجد اذن فیه الا لمن ینتظم به امرجماعة اخری او کان الخروج لمسجد فیه ولم یصلو افیه (درمختار) قوله الا لمن ینتظم به امرجماعة اخری بان کان اماما او مؤذنا تتفرق الناس بغیبة الخ وظاهر الاطلاق ان له الخروج ولو عند الشروع فی الإ قامة (ردالمحتار باب ادراك الفریضة مطلب فی کراهة الخروج من المسجد بعد الاذان ج ۱ ص ۶۶۸ .ط.س.ج۲ص ۵۴) ظفیر.(۲)والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمه رکعتین (درمختار) قوله مطلقا ای سوء قید الا ولی بسجدةاولا (ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۶۸) من فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة الخ ومنها القیام الخ ومنها القراة الخ ومنها الرکوع الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۱ .ط.س.ج۲ص۴۴۲) ظفیر.(۳)قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فایکم ماصلی بالناس فلیتجوز فان فیهم الضعیف والکبیر وذا لحاجة متفق علیه (مشکوٰة باب ماعلی الامام) ظفیر.

کا نقصان اور ضرورت پیش آجائے تب بھی قطع کرنا نماز کا درست ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۱)

صبح کی سنت بوقت جماعت پر اعتراض کا جواب

(سوال ۱۹۲۹) ایک شخص طعن کرتا ہے کہ صبح کی سنتیں باوجود جماعت قائم ہو جانے کے حنفی لوگ پڑھتے رہتے ہیں؟

(جواب) امام صاحب کے مذہب کے موافق حدیث اور قرآن شریف دونوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ بعض احادیث میں چونکہ سنت فجر کی زیادہ تاکید آئی ہے اور صحابہؓ کا عمل ایسا رہا ہے کہ فرضوں کے شروع ہونے کے بعد انہوں نے سنتیں صبح کی پڑھی ہیں اور سنتیں پڑھ کر شریک جماعت ہوئے ہیں چنانچہ وہ آثار کتب میں منقول ہیں اور امام نے اس پر عمل فرمایا ہے۔ پھر اعتراض اور طعن فضول ہے اور غلطی ہے۔(۲) فقط۔

ظہر کے پہلے کی سنت فرض کے بعد فوراً پڑھے یا دو رکعت سنت کے بعد

(سوال ۱۹۳۰) اور جو شخص امام کے ساتھ فرض ظہر میں شریک ہو اور سنت رہ گئی ہوں تو سنت کی قضا بعد فرض کے معاً یا سنت ثنائی پڑھ کر اگر اختلاف فقہاء ہے تو اولیٰ اور راجح اور اقویٰ اس میں کیا ہے قضائے سنت رباعی بعد ادائے فرض ظہر معاً یا سنت ثنائی بعد ظہر کے پڑھ کر سنت رباعی قضا کرے۔

(جواب) جو شخص امام کے ساتھ شامل ہوا فرض ظہر میں تو چار رکعت سنت پہلے پڑھے اور دو رکعت بعد کو۔ مگر فتح القدیر نے عکس کو ترجیح دی ہے۔ پس اختیار ہے جو کرے درست ہے۔ اور راجح دو رکعت کو مقدم کرنا ہے۔ ثم یاتی بها فی وقته قبل شفعه عند محمد وبه یفتی (درمختار) اقول وعلیه المتون لکن رجح فی الفتح تقدیم الرکعتین کذا فی الشامی۔(۳)

فجر کی سنت شروع کر دینے کے بعد اقامت ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۹۳۱) ایک شخص نے فجر کی سنت شروع کی دفعتہً مؤذن تکبیر کہنے لگا اور فرض نماز باجماعت شروع ہو گئی تو اس شخص کو نیت توڑ کر جماعت میں شریک ہونا چاہئے یا سنت پوری کر کے۔

(جواب) بعد ادا کرنے سنت کے شریک جماعت ہو۔(۴)

---

(۱) ویقطعها لعذر احراز الجماعة الخ اوخاف ضیاع درهم من ماله (درمختار) ان القطع یکون حراما ومباحا ومستحبا و واجبا فالحرام لغیر عذر والمباح اذ خاف فوت مال (ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ٦٦٦ و ج ۱ ص ٦٦٧. ط.س. ج۲ ص ۵۱) ظفیر.

(۲) عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنه قالت لم یکن النبی صلی الله علیه وسلم علی شئی من النوافل اشد منه تعاهدا علی رکعتی الفجر رواه الشیخان، وعنها عن النبی صلی الله علیه وسلم قال رکعتی الفجر خیر من الدنیا وما فیها رواه مسلم (آثار السنن باب التطوع للصلوات الخمس) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تدعوا رکعتی الفجر ولو طردتکم الخیل رواه احمد وابو داؤد واسناده صحیح (ایضا باب فی تاکید رکعتی الفجر) انما خالفناه فی سنة الفجر لشدة تاکیدها الخ لماروی الطحاوی وغیره عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه انه دخل المسجد وقد اقیمت الصلوٰة فصلی رکعتی الفجر فی المسجد. (۳) ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ٦٧٣. ط.س. ج۲ ص ۵۸. ۱۲ ظفیر. الی اسطوانة وذالك بمحضر حذیفه و ابی موسی　غنیة المستملی (ص ۳۷۹)

(٤) والشارع فی نفل لا یقطع وکذا سنة الظهر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ٦٦٨ باب ادراك الفریضة. ط.س. ج۲ ص ۵۳) ظفیر.

سنت پڑھے بغیر جو جماعت فجر میں شریک ہو وہ اس وقت سنت نہ پڑھے

(سوال ۱۹۳۲) ایک شخص نے سنت فجر کی نہیں پڑھی اور جماعت میں شریک ہو گیا تو بعد جماعت کے فوراً سنت پڑھے یا بعد طلوع آفتاب کے۔

(جواب) بعد فرض کے اسی وقت نہ پڑھے بلکہ بعد آفتاب کے طلوع ہونے اور بلند ہونے کے اگر چاہے پڑھے قال فی الشامی واما اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذالك عندهما وقال محمد احب الی ان یقضیها الی الزوال لخ ۔(۱) فقط۔

جماعت ہوتے وقت فجر کی سنت مسجد سے خارج میں پڑھی جائے

(سوال ۱۹۳۳) ایک مسجد میں چھ صف کی جگہ ہے تو فجر کی سنت کہاں پڑھی جاوے۔ (بوقت جماعت)

(جواب) بہتر یہ ہے کہ سنت فجر کی علیٰحدہ جگہ میں مسجد سے خارج میں پڑھیں۔ اگر ایسا موقع نہ ہو تو جماعت اگر اندر کے درجہ میں ہو رہی ہو تو باہر پڑھیں اور اگر باہر ہو رہی ہے تو اندر پڑھیں مجبوری ایسا بھی درست ہے کہ پیچھے کی صفوف میں سنت پڑھیں۔ بہر حال چھوڑنا سنت کا نہ چاہئے جب تک جماعت کا کوئی جزو مل سکے۔(۲) فقط

فجر کی سنت بوقت جماعت

(سوال ۱۹۳۴) فجر کی سنتوں میں جب کہ تکبیر ہو چکی اور امام نے قرأت شروع کر دی۔ شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ اگر امام کے ساتھ رکعت مل جانے کی امید ہو تو سنتیں ترک نہ کریں یہ صحیح ہے یا نہیں اور بعض مولوی یہ بھی کہتے ہیں کہ سنتیں پڑھنی جب کہ امام نے قرأت شروع کر دی حرام ہیں جس جگہ تک امام کی آواز جاتی ہے اور یہ بھی مطلع فرمایا جاوے کہ جو شخص بلا عذر اور جب کہ یہ بھی معلوم تھا کہ مجھ کو امام کے ساتھ ایک رکعت مل جاوے گی اور پھر وہ جماعت میں شریک ہو گیا تو یہ شخص گنہگار ہے یا نہیں۔

(جواب) جیسا شرح وقایہ میں لکھا ہے ایسا ہی دیگر کتب فقہ میں بھی لکھا ہے بلکہ درمختار اور شامی میں یہ تحقیق کیا ہے کہ اگر امام کے ساتھ التحیات بھی مل سکے تو سنتیں صبح کی پڑھ کر شریک جماعت ہو مگر یہ ضروری ہے کہ جماعت کے برابر یا اس درجہ میں جس میں جماعت ہو رہی ہے۔ کھڑے ہو کر سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اور حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور فقہاء حنفیہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ مسجد کے دروازہ کے پاس یا علیٰحدہ کوئی سہ دری وغیرہ یا حجرہ ہو اس میں سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو، امام اور جماعت کے پاس سنتیں نہ پڑھے۔ امام کی

....

(۱) ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ٦٧٢ .ط.س.ج۲ص۵۷. ۱۲ ظفير. (۲) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراك رکعة لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکها، لان ترك المکروه مقدم علی فعل السنة (درمختار) قوله والاترکها قال فی الفتح وعلی هذا ای علی کراهة صلاتها فی المسجد ینبغی ان لا یصلی فیه اذا لم یکن عند بابه مکان لان ترك المکروه مقدم علی فعل السنة غیر ان الکراهة تتفاوت فان کان الا مام فی الصیفی فصلاته ایاها فی الشتوی اخف من صلاتها فی الصیفی ، وعکسه واشدما یکون کراهة ان یصلیهامخا لطا للصف کما یفعله کثیرا من الجهلة ا ه والحاصل ان السنة فی سنة الفجر ان یا تی بها فی بیته والا فان کان عند باب المسجد مکان صلاها فیه والا صلاها فی الشتوی اوالصیفی ان کان للمسجد موضعان ، والا فخلف الصفوف عند ساریة لکن فیما اذا کان للمسجد موضعان والا مام فی احدهما ذکر فی المحیط انه قیل لا یکره لعدم مخالفة القوم وقیل یکره لانهما کمکان واحد قال فاذا اختلف المشائخ فیه فالا فضل ان لا یفعل قال فی النهر وفیه افادانها تنزیهیة اه لکن فی الحلیة قلت وعدم الکراهة اوجه للآثار التی ذکرنا ها ا ه ثم هذا کله اذا کان الامام فی الصلاة اما قبل الشروع فیاتی بها فی ای موضع شاء (ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ٦٧١ .ط.س.ج۲ص۵٦) ظفير.

قرأۃ کی آواز آنا مانع سنتوں کے پڑھنے کو نہیں ہے۔ آواز آنے نہ آنے پر فقہاء نے مدار سنتوں کے پڑھنے نہ پڑھنے کا نہیں رکھا۔(۱) اور چونکہ صبح کی سنتوں کی تاکید زیادہ آئی ہے اس لئے باوجود علیٰحدہ جگہ ہونے کے سنتوں کا چھوڑنا برا ہے کیونکہ جب شریعت میں یہ ثابت ہے کہ جماعت ہوتے ہوئے سنتیں علیٰحدہ پڑھنا ممنوع نہیں ہے تو پھر بلاوجہ سنتوں کا ترک کرنا اچھا نہ ہوگا۔ فقط۔

جماعت کے وقت پہنچنے والا کیا کرے

(سوال ۱۹۳۵) جماعت ہو رہی ہے پیچھے سے نمازی داخل ہوا اگر آخری سجدہ یا التحیات میں امام ہو تو اس کو جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے یا اختیاری۔ اور اگر صبح کا وقت ہو تو ایسی صورت میں کیا کرے۔

(جواب) صبح کی جماعت ہو یا غیر صبح کی شامل جماعت ہو جاوے۔(۲)

جماعت صبح کے وقت سنت

(سوال ۱۹۳۶) امام صبح کی نماز باآواز بلند پڑھ رہا ہے کوئی شخص مسجد کے حجرہ میں یا صحن کے حجرہ میں سنن صبح ادا کرے مگر آواز قرأۃ امام کی اس کے کانوں میں بخوبی آرہی ہے اور یہ شخص یہ جانتا ہے کہ میں سنن پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جاؤں گا، سنن اس حالت میں پڑھنی جائز ہیں یا نہیں ؟

(جواب) حجرہ میں ایسی حالت میں سنت صبح پڑھنا چاہئے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ آواز قرأۃ امام اس کے کانوں میں پہنچے البتہ یہ ناجائز ہے کہ اسی درجہ میں سنت پڑھے جس میں امام فرض پڑھ رہا ہے۔ **ودليله قال في الشامي والحاصل ان السنة في سنة الفجر ان ياتي بها في بيته والا فان كان عند باب المسجد مكان صلاها فيه والا صلاها في الشتوىٰ والصيفي ان كان للمسجد موضعان والا فخلف الصفوف عند ساريته وايضا قال وينبغي ان لا يصلي فيه اذا لم يكن عند بابه مكان الخ ج ۱ ص ۶۷۱.**

اگر جماعت ہو رہی ہو تو فجر کی سنت کب پڑھے

(سوال ۱۹۳۷) اگر جماعت فجر کی ہو رہی ہے تو سنت پڑھے یا جماعت میں شریک ہو جاوے اور اگر شریک جماعت ہو گیا تو وقت ضرورت کے سنت بعد نماز ادا کرے یا بعد طلوع آفتاب ؟

(جواب) سنت فجر بعد شروع ہونے جماعت کے اگر کوئی جگہ علیٰحدہ مسجد کے ہو پڑھ لے کیونکہ ان کی تاکید بہت وارد ہے بشرطیکہ جماعت میں شرکت کی توقع ہو۔ اور اگر سنت فجر نہ پڑھ سکا تو بعد طلوع آفتاب کے پڑھے فرض کے بعد متصل نہ پڑھے بلکہ بعد طلوع آفتاب کے پڑھے۔ اور اپنے وقت سے ٹل کر سنت مؤکدہ مؤکدہ نہیں رہتی۔ مگر بعد طلوع آفتاب کے پڑھ لینا بہتر ہے۔(۳) ھکذا فی کتب الفقہ فقط۔ کتبہ رشید احمد عفی عنہ ۱۲/۱۶/ ۲۹ھ۔

---

(۱) اذا خاف فوت ركعتي الفجر لا شتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة اكمل ولا بان رجا ادراك ركعة في ظاهر الرواية وقيل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالي تبعا للبحر لكن ضعفه في النهر، لا يتركها بل يصليها عند باب المسجدان وجد مكانا والا تركها (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۱. ط.س. ج۲ ص ۵۶) ظفير. (۲) ولايكون مصليا جماعة اتفاقا من ادرك ركعة من ذوات الا ربع الخ لكنه ادرك فضلها ولو بادراك التشهد اتفاق (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج۱ ص ۶۷۳. ط.س. ج۲ ص ۵۹) ظفير.

(۳) لوماذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالا جماع لكراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما وقال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال كما في الدرو قيل هذا قريب من الا تفاق لان قوله احب الى دليل على انه لوله يفعل لا لوم عليه وقالا لا يقضى وان قضى فلا باس به (الىٰ ان قال). في انه لو قضىٰ كان نفلاً الخ ج ۱ ص ۶۷۲ شامي. ط.س. ج۲ ص ۵۷.

الباب العاشر فی قضاء الفوائت

قضا نمازوں کی ادائیگی

وقت کی تنگی یا بھول جانے کی وجہ سے وقتی نماز قضا سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے

(سوال ۱۹۳۸) اگر کسی شخص کی نماز ظہر قضا ہوگئی اور وہ عصر کو مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ اقامت ہو رہی ہے یا وقت بالکل تنگ ہے یا عصر کا وقت کافی ہے مگر وہ اس کو بھول گیا جس وقت نماز عصر ادا کر چکا تب اس کو یاد آیا کہ میری نماز ظہر قضا ہوگئی۔ اس حالت میں قضائے ظہر بعد عصر کے پڑھ سکتا ہے کہ نہیں۔ اور ایسے ہی صبح کی سنت کہ جب جماعت ہوتی ہو اب اس کو سنت پڑھنی چاہئے یا جماعت میں شریک ہو جاوے۔ اگر جماعت میں شریک ہو گیا تو ان سنتوں کی قضا کس وقت تک پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) اگر بھول گیا یا وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ اگر ظہر کی قضا کرتا ہے تو عصر کا وقت نکل جاوے گا تو ایسی حالت میں عصر صحیح ہو گئی ظہر بعد میں پڑھے۔(۱) اور اگر اقامت ہو رہی ہے اور ظہر پڑھنے کی صورت میں عصر کی جماعت نہ ملے گی تو ظہر پہلے پڑھے اور عصر بعد میں اگرچہ جماعت فوت ہو جائے۔ اور صبح کی جماعت اگر تیار ہے یا ہو رہی ہے تو اگر ایک رکعت ملنے کی اور بقول بعض فقہاء تشہد ملنے کی امید ہے تو سنت فجر پہلے پڑھے پھر شریک جماعت صبح ہو جاوے۔(۲) اور اگر سنت بالکل متروک ہو جاوے اور جماعت میں شریک ہو گیا تو پھر سنت کی قضا نہیں ہے۔ اگر پڑھے تو بعد ارتفاع آفتاب پڑھے نفل ہو جاوے گی(۳) فقط۔

نماز فائتہ کا سبب

(سوال ۱۹۲۹) نماز فائتہ میں سبب جمیع وقت کی طرف منسوب ہوتا ہے اس لئے کہ واجب علیٰ صفات الکمال ثابت ہو۔ میرے غبی ہونے کی وجہ سے اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ سبب کیا چیز ہے۔ اس کے جمیع وقت کی طرف مضاف ہونے کے کیا معنی ہیں۔ ادا میں وجوب علیٰ صفت الکمال نہ ہونا چاہئے اور فائتہ میں ہونا چاہئے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) وقت میں ادا کرنے سے بوجہ تعذر کے جمیع وقت کو سبب نہیں کہہ سکتے بلکہ جزء مقدم متصل بالاداء کو سبب کہا جاتا ہے اور جب وقت گذر گیا اور نماز فوت ہو گئی تو اب تمام وقت کو سبب کہنے میں کچھ دشواری نہ رہی اور وقت سبب ظاہری نماز کا ہے کیونکہ جب وقت آتا ہے حکم نماز پڑھنے کا ہوتا ہے، یہی معنی سببیت کے ہیں مثلاً جب

---

(۱) الا ستثناء من اللزوم فلا یلزم الترتیب اذا اضاق الوقت المستحب حقیقة اذلیس من الحکمة تفویت الوقتیة لتدراك الفائتة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ ر ج ۱ ص ۶۸۱. ط.س. ج۲ص۶۶) ظفیر

(۲) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراك رکعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالی تبعا للبحر (ایضاً باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۰. ط.س. ج۲ص۵۶) ظفیر.

(۳) ولا یقضیها الابطریق التبعیة لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده (درمختار) واما لو اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع لکراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذالك عندهما الخ (ردالمحتار ایضاً). ط.س. ج۲ص۵۷ ظفیر.

ظہر کا وقت آتا ہے حکم ہوتا ہے صلوا صلوٰۃ الظھر وقس علیه۔

نماز روزے کی قضا

(سوال ۱۹۴۰) نماز روزے قضا ہوئے یہ معلوم نہیں کہ کتنی مدت کے قضا ہوئے تو ادا کی کیا صورت ہوگی۔
(جواب) اندازہ کرلے جس قدر مدت کی نماز روزوں کا اندازہ ہو ان کی قضا کرے۔

قضا شدہ نمازوں کی قضا

(سوال ۱۹۴۱) زید کے ذمہ تقریباً ۱۲، ۱۳ سال کے نماز روزہ قضا ہیں جو اس نے دانستہ ادا نہیں کئے اب وہ نماز روزہ مافات کو ادا کرنا چاہتا ہے تو کس صورت سے ادا کرے۔
(جواب) نماز و روزہ کی قضا کرے اندازاً جتنے برسوں کی نماز بعد بلوغ کے اور روزے قضا ہو گئے ہوں اس کو ادا کرے۔ فقط۔

نماز قصر کی قضا قصر ہی ہوگی

(سوال ۱۹۴۴) نماز قصر کی قضا قصر ادا کرنی چاہئے یا پوری۔
(جواب) نماز قصر کی قضا قصر ہی پڑھنی چاہئے۔(۱)

کیا قضا نماز مسجد میں درست نہیں ہے

(سوال ۱۹۴۳) عالمی می فرماید کہ بمسجد صلوٰۃ قضاء گذاردن حرام است و دلیلش این کہ قضا صلوٰۃ معصیت است واظہار معصیت حرام و بمسجد اظہار میشود بخانہ گذاردن باید۔
(جواب) در مختار میں قضا فوائت کو مسجد میں مکروہ لکھا ہے یعنی مکروہ تحریمی اور دلیل یہی ہے کہ نماز کو وقت سے مؤخر کرنا معصیت ہے اس لئے اس کو ظاہر نہ کرے اور علامہ شامی نے اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ غرض یہی ہے کہ اظہار نہ کرے بلکہ ایسی طرح قضا کرے کہ کسی کو خبر نہ ہو اگر مسجد میں بھی قضا کرنے سے معلوم نہ ہو کہ یہ نفلیں پڑھ رہا ہے یا فرض تو مسجد میں بھی درست ہے۔ غرض ایسی طرح قضا کرے کہ حتی الوسع کسی پر اظہار نہ ہو، عبارت شامی یہ ہے وظاھرہ ان الممنوع ھو القضاء مع الا طلاع علیه سواء کان فی المسجد اوغیرہ۔(۲)

قضا عمری کا مروجہ طریقہ ثابت نہیں بے اصل ہے

(سوال ۱۹۴۴) ایک اردو کتاب میں تحریر ہے کہ کفارہ قضا عمری کے لئے نماز بہ ترکیب ذیل ادا کرنی چاہئے۔ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک ایک مرتبہ اور سورہ کوثر گیارہ گیارہ مرتبہ بعد سورہ فاتحہ پڑھے یہ جائز ہے یا مکروہ اور اسی طرح پر اور نمازوں کی نسبت بھی کئی کئی سورۃ مختلف مقامات کی ہر رکعت میں پڑھنے کے لئے تحریر ہے۔
(جواب) اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور اس ترکیب سے نفل پڑھنے میں قضا عمری حاصل نہیں ہوتی۔ اول تو خود

---

(۱) والقضاء یحکی ای یشابه الا داء سفرا وحضرا لانه بعد ما تقرر لا یتغیر. (درمختار) قوله سفرا وحضرا ای لوفاتته صلاۃ السفر وقضا فی الحضر یقضیها مقصودۃ کام لو اداھا (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۴۵. ط.س.ج۲ص۱۳۵) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب قضا الفوائت جلد اول ص ۶۹۰. ط.س.ج۲ص۷۷. ۱۲ ظفیر.

قضاء عمری کی کچھ اصل نہیں ہے بلکہ فقہاء نے اس کو مکروہ لکھا ہے اور ثانیاً اس ہیئت اور کیفیت کے ساتھ پڑھنا قضاعمری کے لئے ثابت نہیں ہے اور یہ طریق قضا کا خلاف قواعد شرعیہ ہے قاعدہ یہ ہے کہ جس قدر نمازیں کسی کے ذمہ فائتہ ہوں بیقین یا بظن غالب ان کو قضا کرے اور محض توہم کی بناء پر قضا عمری ثابت نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ شامی میں درمختار کے اس قول پر وما نقل ان الا مام قضی صلوٰۃ عمر الخ لکھا ہے انه لم یصح ذلك عن الا مام الخ فالوجه کراهة القضاء لتوهم الفساد الخ ص ٤٦٩ ۔(۱)

حیلہ اسقاط

(سوال ۱۹٤٥) اسقاط یعنی حیلہ جوئی کہ جنازہ کی نماز کے قبل یا بعد دیا جاتا ہے ورثان میت پر واجب ہے کہ نہیں وہ حیلہ یہ ہے۔ گیہوں ایک من ساڑھے بارہ سیر اور زر نقد کم از کم سوا روپیہ اور قرآن مجید۔ اور غرض حیلہ دینے والوں کی یہ ہے کہ مردہ کی تمام قضا شدہ روزہ و نماز حج وغیرہ کا یہ کفارہ ہو جاتا ہے اور یہ کل جنازہ کی نماز پڑھانے والے کو دیتے ہیں اور حیلہ لینے والے بیٹھ جاتے ہیں اور ہاتھ میں قرآن شریف لے لیتے ہیں اور ایک دعا بڑی سی پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا۔

(جواب) حیلہ اسقاط مذکور وارثان میت پر واجب نہیں اور ایسی وصیت کو بھی فقہاء نے جائز نہیں رکھا۔ قال فی الدر المختار . ونص علیه فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی فعل الدور وان اوصی به المیت لا نها وصية بالتبرع والواجب علی المیت ان یوصی بما یفی بما علیه ان لم یضق الثلث عنه فان اوصی باقل وامر بالدور وترك بقية الثلاث للورثة او تبرع به لغیر هم فقد اثم بترك ما وجب علیهم۔(۲) فقط۔

صاحب ترتیب پہلے فوت شدہ نمازیں پڑھے گا اگرچہ جماعت ترک ہو جائے

(سوال ۱۹٤٦) اگر صاحب ترتیب مسجد میں آوے اور آگے جماعت ہوتی ہو تو کیا کرے۔ آیا جماعت میں شامل ہو جاوے یا اس سے پہلے جو اس کی ایک نماز قضا ہے اس کو پڑھ کر شامل ہو۔

(جواب) صاحب ترتیب اپنی فوت شدہ نماز پہلے پڑھے اگرچہ جماعت ترک ہو جاوے۔(۳) فقط۔

جس کی نمازیں قضا ہیں وہ نماز کس ترتیب سے پڑھے

(سوال ۱۹٤٧) ایک شخص کے ذمہ چند نمازیں قضا ہیں اب اس کو فجر کی نماز اداء نہیں ملی بلکہ قضا ہو گئی اب یہ پہلے فجر کی نماز پڑھے یا پہلے قضا شدہ نمازیں پڑھے۔

(جواب) اگر قضا نمازیں سابق کی چھ یا اس سے زیادہ ہیں تو ترتیب اس سے ساقط ہو گئی۔ وہ شخص فجر کی نماز فوت

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی الصلوٰۃ علی الدابته ج ۱ ص ٦٥٣ .ط.س. ج۲ ص۳۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب قضا الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ج ۱ ص ٦٨٦ .ط.س. ج۲ ص۷۳. ۱۲ ظفیر.
(۳) الترتیب بین الفرائض الخمسة والوتر اداءً وقضاء لازم الخ فلم یجز فجر من تذکرانه لم یوتر الخ الا اذا اضاق الوقت الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٧٩ .ط.س. ج۲ ص٦٥) ظفیر.

شدہ کو، قبل ادا کرنے فوائت سابقہ کے پڑھ سکتا ہے۔(۱) فقط۔

بہت سی قضا شدہ نمازوں والا کیسے ادا کرے

(سوال ۱۹۴۸) اگر کسی شخص کی بے انتہا نمازیں فوت ہوئی ہیں جس کی تعداد اس کو معلوم نہیں۔ اب اگر وہ شخص صلوٰۃ فائتہ کو ادا کرنا چاہتا ہے ایسی حالت میں اگر وہ تحری کرے یعنی اپنے خیال سے ایک تعداد معین کرے تو کیا یہ ترتیب کے ساتھ ادا کرے گا یا ترتیب کی ضرورت نہ ہوگی۔ اگر ایک ہی وقت میں ایک دن کی پانچوں فائتہ نمازیں پڑھ لی تو جائز ہوگا یا نہیں۔ یعنی نماز وقتی صبح کے پڑھنے کے بعد اب نماز خمسہ جو فوت شدہ ہیں اسی وقت ادا کرنا چاہتا ہے تو یہ صورت جائز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) تحریر کر کے جس قدر سنین وشہور وایام کی نمازیں فوت شدہ تحری میں آویں ان کو قضا کرنا شروع کر دے اور بوقت قضا دل میں نیت اور خیال کرے، یا زبان سے بھی کہہ دے کہ سب سے پہلے ظہر یا عصر وغیرہ قضا کرتا ہوں۔ اسی طرح پھر دوسرے وقت نیت کرے کیونکہ پہلی نماز قضا ہو جانے کے بعد جو اس کے بعد ہے وہ پہلی فائتہ ہو جاوے گی۔ اور جو صورت سوال میں لکھی ہے کہ ایک دن کی تمام نمازیں فوت شدہ ایک وقت میں پڑھ لیا کرے یہ درست ہے فقط۔

ایک سال کی نماز جس کی قضا ہو اس پر ترتیب لازم نہیں

(سوال ۱۹۴۹) ایک شخص کے ذمہ مثلاً ایک سال کی نمازیں قضا پڑھنی ہیں۔ ان نمازوں کے قضا کرنے میں اس پر ترتیب ضروری ہے یا نہیں یعنی ترتیب وار قضا کرے یا جس طرح چاہے اور جب پورے سال کی قضا پڑھ چکے گا تو صاحب ترتیب ہو گا یا نہیں۔ اور کچھ روز تک قضا نماز پڑھی پھر چھوڑ دی تو پھر ما بقی کو پڑھے گا یا اول سے۔ اور درمیان میں چھوڑ دینے سے کچھ خرابی تو نہیں ہے۔

(جواب) قضا کرنے میں اس پر کچھ ترتیب لازم نہیں ہے جس طرح چاہے قضا کر لیوے۔(۲) اور جس وقت کل فوائت ادا کر لے گا صاحب ترتیب ہو جاوے گا۔ بلکہ جس وقت قضا کرتے کرتے چھ نمازوں سے کم مثلاً پانچ نمازیں اس کے ذمہ رہ جاویں گی اسی وقت ترتیب واجب ہو جاوے گی اور جس قدر نمازیں قضا کر لیں وہ ہو گئیں۔ اور اگر درمیان میں قضا پڑھنا چھوڑ دیا اور پھر شروع کیا تو جس قدر بعد قضا سابق باقی رہیں انہیں کو قضا کرنا لازم ہے(۳) فقط

---

(۱) الترتیب الخ لازم الخ الا اذا اضاق الوقت الخ او نسیت الفائتة او فاتت ستة واعتقادیة (درمختار) یعنی لا یلزم الترتیب بین الفائتةوالوقتیة ولا بین الفوائت اذا کانت الفوائت ستا (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج۱ ص ٦٧٩. و ج ۱ ص ٦٨٠.ط.س. ج۲ص٦٥) ظفیر. (۲) ویلزم الترتیب الخ الا اذا اضاق الوقت الخ او فاتت ستة اعتقادیة (درمختار) یعنی لایلزم الترتیب بین الفائتة والوقتیة ولا بین الفوائت اذا کانت الفوائت ستا الخ (ردالمحتار باب قضا الفوائت ج ۱ ص ٦٨٠.ط.س.ج۲ص٦٦) ظفیر. (۳) ولا یعودلزوم الترتیب بعد سقوطه بکثرتها الفوائت بعود الفوائت الی القلة بسبب القضاء لبعضها علی المعتمد لان الساقط لا یعود وکذا لا یعود الترتیب بعد سقوطه بباقی المسقطات السابقة (درمختار) قوله سبب القضاء کما اذا ترك رجل صلاة شهر مثلاثم قضا ها الا صلاة ثم صلی الوقتیه ذا کرالها فانها صحیحة اھ بحر قید بقضاء البعض لا نه لو قضی الکل عاد الترتیب عند الکل قوله علی المعتمد هو اصح الروایتین وصححه ایضاً فی الکافی والمحیط والمعراج وغیره وعلیه الفتویٰ وقیل یعود الترتیب واختاره فی الهدایة ورده فی الکافی والتبیین واطال فیه فی البحر (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٨٤.ط.س.ج۲ص ٧٠) ظفیر.

قصر پڑھتا رہا مگر معلوم ہوا کہ وہ مسافر نہ تھا تو کیا کرے

(سوال ۱۹۵۰) کسی شخص نے عرصہ دو یا تین ماہ کا ہوا اس خیال سے کہ وہ مسافر ہے نماز قصر پڑھی بعد کو معلوم ہوا کہ وہ دراصل مسافر نہ تھا تو کیا اب اسے ان نمازوں کی قضا کرنی ضروری ہے، اگر ہے تو کس طریقہ سے۔

(جواب) ان نمازوں کو قضا کرنا ضروری ہے اور طریقہ قضا کا معروف ہے۔ مثلاً جتنے دنوں کی نماز قصر پڑھی ان کو شمار کر کے وہ سب نمازیں مع وتر کے قضا کریں۔(۱) اور سنتوں کی قضا نہیں ہے۔ فقط۔

اگر وقت میں تمام مرتب قضا کی گنجائش نہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۹۵۱) اگر فجر کے وقت اتنی گنجائش نہ ہو کہ صاحب ترتیب پانچ قضا نمازیں علی الترتیب قضا کر سکے تو صرف دو ایک کو وقتیہ پر مقدم کر سکتا ہے یا سب کو چھوڑ دے۔

(جواب) جس قدر گنجائش ہو ان کو قضا کرے پھر جب صرف وقتیہ کا وقت رہ جاوے تو وقتیہ کو پڑھے کیونکہ تنگی وقت سے بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے۔(۲) فقط۔

قضا میں ترتیب کا مطلب کیا ہے

(سوال ۱۹۵۲) یہ جو کہا جاتا ہے کہ صاحب ترتیب کے ذمہ فوائت اور وقتیہ کے مابین ترتیب فرض ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر فوات کو وقتیہ سے پہلے ادا نہ کرے گا اور قبل قضا فوائت وقتیہ پڑھے گا تو وہ وقتیہ فاسد ہو گی بفساد موقوف کما ھو مفصل فی کتب الفقہ۔(۳) فقط۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کا صحیح طریقہ کیا ہے

(سوال ۱۹۵۳) جو شخص قضا عمری بالترتیب پڑھتا ہے۔ اسے مغرب اور وتر کی نماز کی قضا میں چار رکعتیں تین قعدوں کے ساتھ کس حالت میں پڑھنا چاہئے اور تین رکعتوں میں کیوں نہ ادا کرنا چاہئے۔ برہان الفتاویٰ میں ہے **یصلیها اربعاً بثلاث قعدات الکراهة تنفل ثلاث رکعات فی القنیه رکن الدین انحراف یصلی المغرب والوتر اربعاً بثلاث قعدات** ۔ اس عبارات کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) صحیح مذہب یہ ہے کہ جس کے ذمہ نمازیں قضا ہیں وہ ان کا اندازہ کر کے ان نمازوں کو قضا کرے اور مغرب کی تین رکعت حسب قاعدہ پڑھے اور وتر بھی تین رکعت قاعدہ کے موافق پڑھے۔ اور یہ صورت جو برہان

---

(۱) جب نماز نہیں ہوئی تو سب قضا میں شمار ہوئیں اور یہ طے ہے کہ قضاء الفرض الخ فرض (درمختار) ط.س. ج ۲ ص ۶۶ ظفیر.

(۲) فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت المستحب حقیقة اذ لیس من الحکمة تفویت الوقتیة لتدارک الفائتة ولو لم یسع کل الفوائت فالاصح جواز الوقتیه (درمختار) صورته علیه العشاء والوتر مثلا ثم لم یصل الفجر حتیٰ بقی من الوقت مایسع الوتر و فرض الصبح فقط ولم یسع الصلوات الثلاث فظاهر کلامهم ترجیح انه لا تجوز صلاة الصبح مالم یصل الوتر وصرح فی المجتبی بان الا صح جواز الوقتیه عن البحر لکن قال الرحمتی الذی رایته فی المجتبی الا صح انه لا تجوز الوقتیة ا ه قلت راجعت المجتبی فرایت فیه مثل ما عزاه الیه فی البحر وکذا قال القهستانی جازت وقتیة علی الصبح (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ . ط.س. ج ۲ ص ۶۶) ظفیر. (۳) لو فاتته صلوات رتبها فی القضاء کما وجبت فی الا صل الخ ومن صلی العصر وهو ذا کرانه لم یصل الظهر فهی فاسدة الااذاکان فی اخر الوقت واذا فسدت الفرضیة لا یبطل اصل الصلوٰة عند ابی حنیفه وابی یوسف الخ ثم العصر یفسد فساد موقوفا حتی لو صلی ست صلوات ولم یعد الظهر انقلب الکل جائزا الخ (عالمگیریه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷ ج ۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

الفتاویٰ سے نقل کی گئی ہے قواعد کے موافق صحیح نہیں ہے۔باقی مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ تین قعدے اسی طرح کرے کہ دو رکعت کے بعد قعدہ کرے، پھر تیسری رکعت کے بعد بھی قعدہ کرے تاکہ قعدہ اخیر نہ رہ جاوے اور پھر بوجہ شبہ نفل کے ایک رکعت چوتھی ملا کر قعدہ کرے۔اس طرح تین قعدے ہو جاویں گے۔(۱) مگر صحیح یہ ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے جب کہ واقعی اس کے ذمہ مغرب کی نماز فائتہ اور وتر فائتہ باقی ہیں تو تین رکعت دو قعدہ کے ساتھ پڑھے۔

صرف توبہ سے قضا نمازیں معاف نہیں ہوتیں بلکہ قضا ضروری ہے

(سوال ۱۹۵٤) میری عمر اس وقت پچاس سال کی ہے، اڑھائی سال ہوئے میں نے حج فرض ادا کیا تھا، حج کرنے سے پہلے میں نماز کا پابند نہ تھا اس وقت سے توبہ کر کے نماز ادا کر رہا ہوں تو کیا توبہ کرنے سے میری پچھلی نمازیں معاف ہو گئیں یا نہیں۔

(جواب) جو نمازیں قضا ہو گئی ہیں ان کی قضا فرض ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک روز کی نماز کو بالترتیب قضا کرتے رہیں اور نیت اس طرح کریں کہ وہ پہلی نماز فجر کی ادا کرتا ہوں جس کا وقت میں نے پایا اور اس کو ادا نہ کیا۔ اسی طرح ظہر کی عصر کی مغرب کی الخ اور حساب کر کے بلوغ سے توبہ کے وقت تک جتنے سال بے نمازی میں گذر چکے ہیں ان کی نمازوں کو قضا کریں۔اس کی دلیل یہ ہے **قال اللہ تعالیٰ فی کتابه مرة بعد اخری. اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ.**(۲) اقیموا کا صیغہ امر کا صیغہ ہے اور امر مقتضی وجوب ہے لہٰذا نماز فرض ہو گئی اور جو چیز امر سے فرض ہو جاتی ہے اس سے سبک دوش ہونے کے دو ہی طریقے ہیں۔ تسلیم عین واجب یا اپنی طرف سے مثل واجب کے تسلیم سے، اپنے ذمہ سے اصل واجب کو ساقط کرنے سے **کما قالوا فی حکم الواجب بالا مر انه نوعان اداء وھو تسلیم عین الواجب بسببه الی مستحقه وقضاء وھواسقاط الواجب بمثله من عنده۔**(۳) (حسامی) توبہ سے یا حج سے معاصی معاف ہوتے ہیں فرائض معاف نہیں ہوتے، جیسے اگر کسی نے حج کیا یا توبہ کر لی تو قرض داروں کا قرض ایسا ہی اس کے ذمہ واجب ہے جیسے کہ پہلے تھا اسی طرح حقوق اللہ سے بھی جو قرض ہے وہ بھی ادا کرنے سے ہی ادا ہو گا۔بلکہ یہاں تک علماء نے لکھا ہے کہ توبہ سے نمازوں کی تاخیر کی معصیت معاف ہو گی اور فوراً ادا کرنا لازم ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر پھر قضا کرنے میں تاخیر کی تو از سر نو گنہگار ہو گا **قال فی الشامیه قال الترمذی ھو مخصوص بالمعاصی المتعلقة بحق اللہ تعالیٰ لا العباد ولا یسقط الحق نفسه بل من علیه صلوٰۃ یسقط عن اثم تاخیر ھا لا نفسھا فلو اخرھا بعده تجدد اثم اخر ا ه ثم قال بعد اسطر نقلاً**

(۱) جس عبارت کا سائل نے مطلب پوچھا ہے وہ توہم اور شبہ والی صورت کا حل ہے مثلاً کسی کو مغرب اور وتر کے قضا یا فاسد ہونے کا یقین نہیں ہے بلکہ محض شبہ ہے، ایسی حالت میں چاہئے تو یہی کہ وہ دوبارہ نہ پڑھے **ولا تعاد عند توھم الفساد للنھی،** اور نہ اس کی قضا کی ضرورت ہے لیکن اگر کوئی شبہ کی بنیاد پر اس طرح قضا کرے کہ اگر قضا ہوئی ہے تو وہ ادا ہو گی، ورنہ وہ نفل ہو جائے گی تو اس صورت میں وتر اور مغرب کی ادائیگی کی شکل یہ ہو گی کہ چار رکعت تین قعدوں کے ساتھ پڑھے گا کیونکہ نفل تین رکعت نہیں ہے۔دوسرا قعدہ اس لئے کیا کہ یہ مغرب و وتر کے لئے آخری قعدہ ہے۔اور چوتھی رکعت ملالی اور تیسرا قعدہ اس وجہ سے کیا کہ اگر نفل میں شمار ہو تو درست ہو جائے **لا تعاد عند توھم الفساء للنھی ومانقل ان الامام قضی صلاۃ عمرہ فان صح نقول کان یصلی المغرب والوتر اربعا بثلاث قعدات (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی الصلاۃ الدابة ج۱ ص ٦٥٣ .ط.س.ج۲ص۳۷) ظفیر.**

(۲) بقرہ .۱۳. ۱۲ ظفیر. (۳) حسامی، ۳٤.

عن البحر فليس معنى التكفير كما يتو همه كثير من الناس ان الدين يسقط عنه و كذا قضاء الصلوٰة والصوم والزكوٰة اذ لم يقل احد بذلك ا ه ج ۲ ص ۲۷۶ فقط۔

فوائت کثیرہ کی ادائیگی کے لئے تراویح چھوڑنا درست نہیں

(سوال ۱۹۵۵) فی زمانہ بسوی انحطاط ایسے لوگوں کی تعداد بکثرت ملتی ہے جن کے ذمہ نمازہائے فریضہ فائتہ کی تعداد بہت زیادہ واجب الادا ہے اور ان کے ادا کی کوئی صورت نہیں ہوتی تو کیا ماہ رمضان بجائے تراویح کے فائتہ نمازوں کو بمعہ جماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ صورت جائز نہیں ہے۔ تراویح کو جداگانہ اسی اہتمام و نظم سے بجماعت تراویح ادا کرنا چاہئے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی بہت تعریف فرمائی ہے اور خود بھی عمل فرما کر اسوہ حسنہ جاری فرما دیا۔ پس اس طریق و فعل نبوی ﷺ و طریقہ صحابہ کرامؓ کو اسی طرح اسی کیفیت اور اسی نیت کے ساتھ جاری رکھنا چاہئے اور شریعت غراء میں اس قسم کے تغیرات کو خیال میں نہ لانا چاہئے کہ یہ نہایت قبیح امر ہے اور مصادم سنت ہے اور احداث فی الدین ہے جس کے بارہ میں وعید من احدث فی امرنا هذا ماليس منه فهورد(۱) کافی ہے اعاذنا الله تعالىٰ من مثل هذه الوساوس الشيطانية والهوا جس النفسانية۔ جس کے ذمہ قضا فرائض ہے وہ خود اس کا ذمہ دار ہے اور اگر اس کو خوف خدا تعالیٰ ہے اور شریعت غراء کا تابع ہے تو وہ خود فوائت کو وقتاً فوقتاً ادا کرے گا۔ باقی یہ جائز نہیں ہے کہ اس کے فوائت کی رعائت کی وجہ سے تراویح جیسی سنت مؤکدہ اور شعار رمضان المبارک کو متغیر کر دیا جاوے اور گویا ایک امر مشروع کو جس کو احادیث کثیرہ میں مستقل طور سے نہایت اہتمام سے بیان فرمایا گیا ہے اور اس کے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں، متروک و مبدل کر دیا جاوے اس قسم کا خیال بھی اہل اسلام سے مستبعد معلوم ہوتا ہے۔(۲) فقط۔

فوائت کثیرہ کی ادائیگی کے زمانہ مین اگر کوئی نماز فوت ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۵۶) جب کہ قضائے عمری کا سلسلہ ادائیگی شروع ہوا اور اتفاقاً کوئی نماز بعد نماز قضائے عمری قضا ہو جاوے تو کس سلسلہ سے ادا کروں آیا پہلے وقتی یا قضا۔

قضائے عمری کی نماز میں قرات کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۵۷/۲) قضائے عمری کی تمام رکعات بھری پڑھے یا دو خالی اور دو بھری۔

(جواب) اس میں ترتیب ضروری نہیں ہے اگر وقتی نماز کے وقت میں گنجائش ہے تو ہر دو قضا کی نمازوں کو وقتی سے پہلے بھی پڑھ سکتا ہے اور بعد میں بھی اور دونوں قضا میں یعنی قضا حال اور قضا عمری میں جس کو چاہے پہلے پڑھے اور جس کو چاہے پیچھے۔(۳)

---

(۱) مشكوٰة باب الا عتصام بالسنة ص ۲۷. ۱۲ ظفير. (۲) التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء جميعا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر و النوافل مبحث صلاة التراويح ج ۱ ص ۶۵۹ ۴۳) ظفير.

(۳) فلا يلزم الترتيب اذا اضاق الوقت الخ او نسيت الفائتة الخ او فاتت ست اعتقادية الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۶۲۸۰) ظفير.

(۲) دو بھری اور دو خالی پڑھنی چاہئے۔ البتہ جس وقت بہت سی نمازیں قضا پوری ہو جاویں اور آئندہ کو محض شبہ رہے کہ قضا نماز ذمہ ہے یا نہیں اس وقت چاروں بھری پڑھے(۱) اور عشاء کے ساتھ وتر کی قضا بھی لازم ہے۔ فقط

فوائت ادا کرنا ضروری ہیں مگر نوافل چھوڑنے کی ضرورت نہیں

(سوال ۱۹۵۸) اگر کسی شخص کی دس سال کی نماز چھوٹ گئی اب اس نے توبہ کرلی ہے اور پنج گانہ نماز ادا کرتا ہے اور فرائض و سنن کے علاوہ وتر و تہجد بھی ادا کرتا ہے کیا اسی طرح سنن اور وتر تہجد پڑھتا رہے یا ان کو چھوڑ کر اس وقت کی گذشتہ دس سال کی فوت شدہ نمازوں کے پڑھنے میں صرف کرنا چاہئے۔

(جواب) جو کچھ کرتا ہے یہ بھی کرتا رہے اور فارغ وقت میں فوائت کی قضا کرے مثلاً روزانہ چند نمازوں کی قضا کا اہتمام کرے اور اگر اور وقت نہ ہو تو پھر سنن اور تہجد سے مقدم فوائت کا قضا کرنا ہے۔ اس وقت کو بھی اس میں صرف کرے۔(۲) لیکن وتر کو ترک نہ کرے۔ فقط

نماز عصر و فجر کے بعد فوائت کی ادائیگی درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۵۹) فوت شدہ نمازوں کی قضا بعد نماز عصر و فجر جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس حدیث لا صلوٰۃ بعد الفجر حتیٰ تطلع الشمس ولا صلوٰۃ بعد العصر حتیٰ تغیب الشمس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) قضا فائتہ بعد صلوٰۃ العصر والفجر جائز ہے اور حدیث لا صلوٰۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس ولا صلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس میں نہی نوافل پر محمول ہے۔(۳) فی الحدیث من نام عن صلوٰۃ او نسیها فلیصلها اذا ذکر (فان ذلك وقتها) فان الله تعالیٰ قال اقم الصلوٰۃ لذکری او کما قال صلی الله علیه وسلم(٤)۔ فقط

صاحب ترتیب جمعہ کے پہلے قضا ادا کرے

(سوال ۱۹۶۰) جمعہ کے دن ایک شخص کی نماز صبح قضا ہو گئی۔ وہ جمعہ کی نماز کی لئے جامع مسجد پہنچا تو خطبہ ہو رہا تھا۔ اور وہ شخص صاحب ترتیب نہیں ہے یا صاحب ترتیب ہے تو نماز صبح کس وقت ادا کرے۔

(جواب) صاحب ترتیب کے لئے ضروری ہے کہ پہلے نماز صبح کی قضا کرے کیونکہ صبح کی نماز ادا کئے بغیر اس کا جمعہ صحیح نہ ہو گا۔ اور جو صاحب ترتیب نہیں اس پر خطبہ کا سننا ضروری ہے اس کو جمعہ سے فراغت کے بعد نماز صبح ادا کر لینی چاہئے۔ در مختار میں ہے فلا قضا ء فائتة لم یسقط الترتیب بینهما وبین الوقتیه فانها لا تکره (قوله لاتکره) بل یجب فعلها شامی لضرورة صحة الجمعة والالا (قوله والا لا) ای وان سقط الترتیب

(۱) اس لئے کہ نفل کی تمام رکعتوں میں قرأت ہے وتفرض القرأت عملا فی رکعتی الفرض مطلقا الخ وکل النفل. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٤٤ .ط.س.ج۲ص۲۸) ظفیر. (۲) ای کل صلوٰۃ فاتت عن الوقت بعد وجوبها فیه یلزمه قضائها ، سواء ترك عمداً اوسهوا، او بسبب نوم وسواء کانت الفوائت کثیرة اوقلیلة (عالگمیری مصری باب ۱۱ قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۱۳ .ط.س.ج۱ص۱۲۱) ظفیر. (۳) ویکره ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حق تغرب لماروی انه علیه السلام ونهی عن ذالك ولا باس بان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاة ویصلی علی الجنازة لان الکراهة کانت لحق الفرض لیصیر الوقت کالمشغول به لا لمعنی الوقت فلم تظهر فی حق الفرائض وفیما وجب بعینه الخ. (هدایه فصل فی الا وقات التی تکره فیها الصلوٰۃ ج ۱ ص ۸۱ و ج ۱ ص ۸۲) ظفیر. (٤) مشکوة باب تعمیل الصلوة فصل اول ص ٦١..۱۲ ظفیر.

تکرہ۔(۱) شامی۔ فقط۔

قضاء عمری کا جو طریقہ مروجہ بعض کتابوں میں منقول ہے ثابت نہیں

(سوال ۱۹۶۱) از کتاب انیس الارواح ص ۲۴ مجلس نمبر ۱۳ فرمایا کہ امیر المومنین علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت فرمائی ہے کہ جس شخص کی نمازیں اتنی قضاء ہو گئی ہوں کہ اس کو یاد نہ ہوں پس دوشنبہ کی رات کو پچاس رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور ایک دفعہ سورہ اخلاص پڑھے تو خدا تعالیٰ اس کی گذشتہ نمازوں کا کفارہ کرتا ہے۔ یہ صحیح ہے شرعاً یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ احادیث و فقہ سے یہ ثابت ہے کہ جس قدر نمازیں قضا ہوں ان سب کی قضا کرنی چاہئے اور اگر قضا نمازیں یاد نہ ہوں کہ کس قدر ہیں تو ان کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ اندازہ کرے کہ اس قدر نمازیں میرے ذمہ ہیں اسی قدر قضا کرے۔(۲) اور جو روایت آپ نے کتاب انیس الارواح سے نقل کی ہے اس کی کچھ اصل اور سند معلوم نہیں ہے اور نہ یہ کہ روایت حدیث کی کسی کتاب میں ہے اور یہ روایت اگر ثابت ہو جائے تو اس پر محمول ہے کہ جس قدر نمازیں فوت شدہ اس کو یاد ہوں ان کو قضا کرے اور جو نمازیں لاعلمی سے رہ جائیں ان کے لئے عمل مذکور کرے۔ فقط۔

ایک وقت میں جتنی قضا چاہے ادا کر سکتا ہے

(سوال ۱۹۶۲) اگر کسی شخص کی چار یوم کی نماز قضا ہو جائے تو ایک وقت میں ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) چار دن کی فوت شدہ نمازیں ایک دن میں قضا کر سکتا ہے فقط۔

قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی کے لئے سنن مؤکدہ نہ چھوڑے

(سوال ۱۹۶۳) ایک شخص کی اکثر نمازیں قضا ہو گئیں اب اگر وہ ادا کرنا چاہے تو سنتوں میں فرض فوت شدہ کی نیت کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) فوت شدہ نمازوں کو علیحدہ بہ نیت قضا ادا کرے۔ سنن مؤکدہ میں نیت نہ کرے۔(۳) البتہ اگر نوافل کو چھوڑ کر فوت شدہ نمازوں کو قضا کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۴)

قضا نمازوں میں اس وقت ترتیب نہیں جب وہ صاحب ترتیب نہ ہو

(سوال ۱۹۶۴) قضا نمازوں کی ادا اگر ترتیب سے نہ کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸ . ط.س. ج۲ص ۱۵۸ . ۱۲ ظفير.

(۲) وقضاء الفرض الخ فرض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضا الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ . ط.س. ج۲ص ۶۶) ظفير.

(۳) وسن منوكدا ربع قبل الظهر الخ (درمختار) مئوكدا اى استنانا مئوكدا بمعنى انه طلب طلبا مئوكد زيادة على بقية النوافل ولهذا كانت السنة المئوكدة قريبة من الواجب فى لحوق الا ثم كما فى البحر ويستوجب تاركها التضليل واللوم (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى السنن والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰ . ط.س. ج۲ص ۱۲) ظفير.

(۴) اما المستحب والمندوب فينبغي ان لا يكره تركه اصلا (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب فى بيان السنة والمستحب الخ ج ۱ ص ۶۱۱ . ط.س. ج۲ص ۶۵۳) ظفير.

(جواب) غیر صاحب ترتیب کو یہ جائز ہے کہ جس طرح چاہے غیر مرتب ادا کرے۔(۱)

عشاء کی نماز جو قضا ہے اس کے یاد رہتے ہوئے صبح کی نماز نہیں ہوگی

(سوال ۱۹۶۵) ایک شخص نے عشاء کی نماز ترک کردی اب اس نے صبح کی نماز پڑھی اور عشاء کی نماز جو اس کے ذمہ تھی نہیں پڑھی۔ اس صورت میں اس کی صبح کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) صاحب ترتیب اگر ایسا کرے تو اس کی صبح کی نماز بھی نہ ہوگی چاہئے کہ پہلی عشاء کی نماز پڑھے پھر صبح کی نماز پڑھے۔(۲) فقط (البتہ اگر وقت تنگ ہو اور گنجائش نہ ہو تو صرف وقتی نماز پڑھ لے اور قضا بعد میں ادا کرے۔

کما فی الدر المختار. فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت المستحب . ظفیر)

مغرب کے وقت میں ظہر و عصر کی قضا پہلے کیسے ادا کرے

(سوال ۱۹۶۶) اگر خالی عصر کی، یا ظہر و عصر دونوں نمازیں قضا ہیں۔ عصر مغرب کے وقت ان تینوں نمازوں کو کس طرح ادا کرے جب کہ مغرب کا وقت نماز کے لئے تھوڑا ہے۔ اگر قضا ہوئی نمازوں کو مقدم کرتا ہے تو نماز مغرب کا وقت بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ کس طرح ترتیب جائز ہے۔ اور نیز جب کہ یہ جائز ہے کہ اگر چار یا پانچ نمازوں کی قضا میں ترتیب نہ دے تو جس وقت میں جو نماز وقت کی پڑھے گا نفل شمار ہوگی۔

(جواب) مغرب کا وقت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے رہتا ہے پس ظہر و عصر کو اول قضا کر کے پھر مغرب کی نماز بھی وقت میں پڑھ لے۔ اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر وقتیہ نماز کا وقت تنگ ہو جاوے کہ سوائے وقتیہ کے قضا کی گنجائش نہ رہی تو پھر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اس حالت میں وقتیہ پہلے پڑھے اور قضا بعد میں پڑھے۔(۳)

چند قضائیں ایک وقت میں ادا کرنا درست ہیں یا نہیں

(سوال ۱۹۶۷) چند نمازیں قضا ایک وقت میں پڑھ لینی جائز ہیں یا نہیں۔

(۲) قضا نمازوں میں سے وتر اور عشاء ایک ہی وقت میں پڑھنے ضروری ہیں یا ایک وقت عشاء اور ایک وتر پڑھے۔

(جواب) جائز ہیں۔(۴) (ایک وقت میں کئی وقتوں کی قضا نمازیں ادا کرنی درست ہیں۔ ظفیر)

(۲) علیحدہ علیحدہ بھی قضا کر سکتا ہے۔ ایک وقت میں قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

فوت شدہ دس بیس سال کی نمازیں کس طرح ادا کرے

(سوال ۱۹۶۸) ایک شخص پابندی کے ساتھ پنج وقتی نماز ادا کرتا تھا بعد کو نماز گنڈے دار ادا کرتا رہا یعنی کبھی

---

(۱) فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت او نسیت الفائتة او فاتت ست اعتقادیة الخ بخروج وقت السادسة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۰ .ط.س. ج۲ص۶۶) ظفیر.

(۲) الترتیب بین الفروض الخمسة والوتر اداء وقضاء لازم الخ فلم یجز فجر من تذکرانه لم یوتر لوجوبه عنده الخ (ایضا ج ۱ ص ۶۷۹ .ط.س. ج۲ص۶۵) ظفیر. (۳) الترتیب بین الفروض الخمسة والوتراداء وقضاء لازم الخ فلم یجز فجر من تذکرانه لم یوترالا اذا ضاق الوقت المستحب اذا نسیت الفائتةالخ اوفاتت ست اعتقادیة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۷۹ .ط.س. ج۲ص۶۵) ظفیر.

(۴) لانه علیه السلام اخرها یوم الخندق (درمختار) وذالك ان المشرکین شغلوا رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اربع صلوات یوم الخندق حتیٰ ذهب من اللیل ماشاء الله تعالیٰ فامر بلا لا فاذن ثم اقام فصلی الظهر ثم اقام فصلی العصر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی العشاء (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۷۶ .ط.س. ج۲ص۶۲) ظفیر.

پڑھی کبھی نہ پڑھی اس صورت کی اندازاً تمام نمازیں دس یا بیس سال کی فوت ہوئیں۔ اب ان کے ادا کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

(جواب) جب مدت تک اس نے اہتمام نماز کا ترک کر دیا تھا کبھی پڑھتا تھا کبھی نہ پڑھتا تھا۔ اس تمام زمانہ کی نمازوں کو قضا کرنا چاہئے۔ سہل صورت اس کی یہ ہے کہ ہر ایک فرض وقتی کے ساتھ وہی نماز قضاء کی نیت سے پڑھ لیا کرے اگر دس برس تک نمازیں ترک کی تھیں تو دس برس تک ہر ایک نماز کے ساتھ ایک نماز قضا کر لیا کرے۔(۱)

قضا نماز کے لئے اذان وتکبیر ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۶۹) زید قضا نمازوں کو مسجد میں آہستہ اذان وتکبیر کہہ کر اس نیت سے ادا کرتا ہے۔ مثلاً چار رکعت فرض ظہر پڑھتا ہوں۔ اس صورت میں اذان وتکبیر کہنے کا کیا حکم ہے۔ اور وتر کے لئے اذان وتکبیر کہی جاوے یا نہیں۔

(جواب) جو نماز تنہا مسجد میں قضا کرے تو اس کے لئے اذان واقامت مشروع نہیں ہے۔(۲) اور نیت مذکورہ سے قضاء نماز ہو جاتی ہے۔ اور وتر کے لئے بھی اذان واقامت نہیں ہے۔(۳)

ایک شخص کی بہت دنوں کی نمازیں قضا ہیں اگر وہ سنت کی جگہ فرض کی قضا پڑھا کرے تو یہ کیسا ہے

(سوال ۱۹۷۰) ایک شخص کی بہت برسوں کی نمازیں قضا ہیں۔ اب اگر وہ بجائے سنن کے قضا نمازیں ادا کرے تو کیا حکم ہے۔ قضا نماز افضل ہے یا سنن وقتیہ۔

جس وقت کی قضا ہوا سے اسی وقت ادا کرنا ضروری نہیں ہے

(سوال ۱۹۷۱/۲) جس وقت کی نماز قضا ہے اس کو اسی وقت میں پڑھے یا مثلاً ظہر کو عشاء میں اور عشاء کو ظہر میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) وقتیہ سنن مؤکدہ کو نہ چھوڑنا چاہئے اور فوائت کو اوقات فارغہ میں ادا کرنا چاہئے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ادائے فوائت اہم ہے لیکن اگر دونوں کام ہو سکیں کہ فوائت بھی پڑھے اور سنن مؤکدہ کو بھی نہ چھوڑے تو یہ بہتر ہے

فجر، مغرب او عشاء کی قضا میں قراۃ جہری کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۷۲) فجر اور مغرب اور عشاء کی قضا میں جہراً قرات پڑھ سکتا ہے۔

---

(۱) ولو فاتته صلوات رتبها فی القضاء (الی قوله) لان النبی علیه السلام شغل عن اربع صلوات یوم الخندق قضاهن مرتبا (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.

(۲) ویؤذن ویقیم لفائتة رافعا صوته لو بجماعة (ای فی غیر المسجد) او صحراء لا بیته منفرد اولا فیما یقضی من الفوائت فی مسجد لان فیه تشویشا وتغلیطا ویکره قضا ها فیه لان التا خیر معصیة فلا یظهر ها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ و ج ۱ ص ۳۶۳ .ط.س. ج ۱ ص ۳۹۰) ظفیر.

(۳) وهو سنة مؤکدة للفرائض فی وقتها ولو قضاء لا لغیر ها کعید (در مختار) ای وتر وجنازة الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۶ .ط.س. ج ۱ ص ۳۸٤) ظفیر.

(جواب) اگر ان ہی اوقات میں قضا کرے تو جہراً پڑھ سکتا ہے۔ اگر دن کو قضا کرے تو نہیں کر سکتا۔(۱)

اگر کئی برس کی نماز قضا ہو اور ادا کرنے کا موقع نہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۹۷۳) اگر دو تین برس کی نماز قضا ہو اور اب موقع ادا کرنے کا نہ ملتا ہو تو اس سے چھٹکارا پانے کی کون سی شکل ہے۔

(جواب) سہل صورت اس کی یہ ہے کہ ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز قضا کرے۔ جس قدر برسوں کی نماز فوت ہوئی ہو اتنے برسوں تک ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز جو قضا ہوئی ہو قضا پڑھے۔ بدون قضا کے کوئی صورت سبکدوشی کی نہیں۔ فقط۔

صبح و عصر کی نماز کے بعد قضا پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۷٤) صبح کی نماز اور عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) پڑھ سکتا ہے۔(۲)

رمضان کے اخیر جمعہ میں قضاء عمری کا رواج ثابت نہیں

(سوال ۱۹۷۵) رمضان شریف کے آخر جمعہ میں قضاء عمری برابر میں پڑھی جاتی ہے وہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) رمضان شریف کے آخر جمعہ میں قضاء عمری بطریق مخصوص پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ شامی میں ہے کہ امام صاحب کی طرف اس کو منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور فخر الاسلام اور قاضی خاں سے اس کی کراہت نقل کی ہے لہذا اس کو چھوڑنا چاہئے۔(۳) فقط۔

قضا نماز باجماعت پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۹۷٦) قضا نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب) مسنون ہے۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز کی قضا کا کفارہ کیا ہے

(سوال ۱۹۷۷) اگر صاحب ترتیب سے نماز قضا ہو جاوے تو اس کے لئے کیا کفارہ ہے۔

(جواب) کفارہ اس کا یہی ہے کہ اس نماز کو پڑھ لیوے اور صاحب ترتیب کو ترتیب ضروری ہے کہ وقتیہ سے پہلے پڑھے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویجهر الامام فی الفجر اولی العشائین اداءً وقضاءً الخ ویخیر المنفرد فی الجهر ان ادی فی الخ ویخافت المنفرد حتما ان قضی الجهریة فی وقت المخافتة کان صلی العشاء بعد طلوع الشمس علی الاصح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ٤٩٧ ط.س.ج ۱ ص ۵۳۲......۵۳۳) معلوم ہوا کہ حکم مذکور منفرد کے لئے لکھا گیا ہے ۱۲ ظفیر.

(۲) (وکره نفل) بعد صلاة فجر وعصر ولا یکره قضا فائتة ولو وتر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. کتاب الصلوٰة ج۱ ص ۳٤۸ ط.س.ج۱ ص ۳۸٤) ظفیر.

(۳) وما نقل ان الامام قضی صلاة عمر الخ (درمختار) والجواب اولا انه لم یصح نقل ذالك عن الامام الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦۵۳ ط.س.ج۲ ص ۳۷) ظفیر.

(٤) جاء فی حدیث لیلة التعریس " وامر بلالا فاقام الصلوٰة فصلی بهم الصبح فلما قضی الصلاة قال من نسی الصلاة فلیصلها اذا ذکرها" رواه مسلم (مشکوٰة ص ٦۷) ظفیر.

(۵) من فاتته صلاة قضاها اذا ذکرها وقدمها علی فرض الوقت الخ (هدایه ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.

قضائے فوائت

(سوال ۱۹۷۸) ایک شخص کی تین چار سال کی نمازیں اس طرح قضاء ہوئیں کہ کسی روز عصر کی نہ پڑھی اور کسی روز ظہر کی نہ پڑھی تو ادائیگی کیا ہوگی؟

(جواب) ظن غالب کے موافق ان نمازوں کو قضا کرے۔ فقط۔

صاحب ترتیب کا حکم

(سوال ۱۹۷۹) مغرب کی نماز قضا ہوگئی عشاء پڑھ لی تو اب مغرب کی نماز پڑھ کر وتر و سنت پڑھے یا مغرب کی نماز بعد میں پڑھے۔ اور عشاء کی نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اگر وہ صاحب ترتیب ہے تو اس کی عشاء کی نماز نہیں ہوئی، مغرب پڑھ کر عشاء کے فرض پھر پڑھے اس کے بعد سنت و وتر ادا کرے۔ (۱) فقط۔

قضا نمازوں کا کفارہ

(سوال ۱۹۸۰) اگر کسی سے نمازیں قضا ہوئیں اور وہ شخص مر گیا ہو اور مرتے وقت اپنے وارثوں سے کہہ دیا کہ میری جو نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کے کفارہ میں ایک جلد قرآن شریف کسی طالب علم کو دے دیجیوں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور سجدہ تلاوت کا کفارہ ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر متوفی مالدار تھا اور اس نے وصیت ادا کفارہ نماز وغیرہ کی ہے تو اس کے مال تہائی میں سے کفارہ نماز وغیرہ کا ادا کیا جاوے۔ ایک جلد قرآن شریف کے دینے سے نمازوں کا کفارہ ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ کہنا اس کا لغو ہے۔ (۲) اور علامہ شامی نے کہا و لا رواية فى سجدة التلاوة اى والصحيح انه لا يجب الخ۔ پس معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت کا کفارہ نہیں ہے۔ فقط۔

اسقاط کا مسئلہ

(سوال ۱۹۸۱) اسقاط کا حیلہ جو میت کے لئے کیا جاتا ہے اس کا ثبوت شرعاً بھی ہے یا نہیں۔

(جواب) کچھ نہیں۔ (۳) فقط۔

قضاء الفوائت

(سوال ۱۹۸۲) ایک شخص کی پانچ یا چھ نمازیں برابر قضا ہو گئیں اب اگر وہ وقتیہ نماز پڑھے تو ہو سکتی ہے یا نہ؟

(جواب) چھ نمازیں اگر قضا ہو گئی ہیں تو وہ وقتیہ نماز ہو جاوے گی اور اگر اس سے کم ہیں تو جب تک ان فوائت کو قضا

---

(۱) ومن صلى العصر وهو ذاكر انه لم يصل الظهر فهى فاسدة الا اذا كان فى اخر الوقت وهى مسئلة الترتيب (هدايه قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۹) ظفير.

(۲) اذا مات الرجل وعليه صلوات فائته فاوصى بان يعطى كفارة صلوٰته يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع ولصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله (عالمگيرى كشورى ج ۱ ص ۱۲۳ .ط.س. ج۱ ص۱۲۵) ظفير.

(۳) والواجب على الميت ان يوصى بما يفى بما عليه ان لم يضق الثلث عنه فان اوصى باقل وامر بالدور وترك بقية الثلث للورثة او تبرع به لغير هم فقد اثم بترك ما وجب عليه (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب فى بطلان الوصية بالختمات والتهاليل ج ۱ ص ۶۸۶ .ط.س. ج۲ ص۷۳) ظفير.

نہ کرے گا وقتیہ نماز نہ ہوگی یعنی فساد موقوف کے ساتھ فقط(۱)

صاحب ترتیب کس کو کہتے ہیں

(سوال ۱۹۸۳) صاحب ترتیب بابت نماز کس کو کہتے ہیں؟

(جواب) صاحب ترتیب اس کو کہتے ہیں کہ اس کے ذمہ چھ نمازیں قضا نہ ہوئی ہوں، جو نماز قضا ہوئی بھی ہو اس کو ادا کر لیا ہو وہ صاحب ترتیب ہے یعنی اس کو لازم ہے کہ اگر نماز قضا ہو تو اس کو وقتیہ سے پہلے پڑھے۔(۲) فقط۔

قضا فوراً ادا کرے

(سوال ۱۹۸٤) ایک شخص کو سوتے سوتے دن نکل آیا اس نے اٹھتے ہی فوراً قضا نماز پڑھ لی چنانچہ دوسرے روز بھی سوتے ہوئے دن نکل آیا مگر اس روز اس نے صبح کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھی۔ سونے میں نماز کو تاخیر یا قضا ہو جاوے تو فوراً ہی پڑھنی چاہیے یا دیر کر؟

(جواب) جس وقت آنکھ کھلے اگر وہ وقت نماز کی کراہت کا نہیں ہے تو فوراً اسی وقت نماز قضا پڑھنی چاہیے دوسرے دن جو قضا میں تاخیر کی کہ ظہر کے وقت پڑھی یہ اچھا نہیں کیا۔(۳) فقط۔

قضائے عمری

(سوال ۱۹۸۵) قضائے عمری احتیاطاً پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب) قضا عمری علی توہم الفساد پڑھنا امام صاحب سے ثابت نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے پس جب اصل ہی ثابت نہیں تو اس پر دیگر تفریعات صحیح نہ ہوں گی اور ایسے موقعہ پر کمال و نقصان سے بحث فضول ہے۔(۴) ثبت العرش ثم نقش. فقط۔

قضائے عمری کی ادائیگی

(سوال ۱۹۸٦) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نماز قضا عمری پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرائض پنج گانہ سے پہلے پڑھے یا بعد میں؟ اور اس قدر پابندی کرنا کہ خواہ جماعت ہوتی رہے جب تک قضائے عمری نہ پڑھ لے جماعت میں شامل نہ ہوئے کیسا ہے؟

(جواب) جس قدر نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کو جس طرح چاہے ادا کرے کیونکہ وہ صاحب ترتیب نہیں ہے خواہ وقتیہ سے پہلے پڑھا کرے یا بعد میں یا ایک وقت میں پانچوں نمازیں مع الوتر روزانہ پڑھتا رہے جماعت کو نہ چھوڑے بلکہ جماعت سے قبل پڑھ لیا کرے یا بعد میں پڑھا کرے۔ فقط۔

(ولا یعود لزوم الترتیب بعد سقوطه بکثرتها ای الفوائت بعود الفوائت الی القلة بسبب

....

(۱)ولو فاتتة صلوات رتبها فی القضاء کما وجبت فی الا صل (الی قوله) الا ان یزید الفوائت علی ستة صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب فیما بینُ الفوائت الخ (باب قضا الفوائت هدایه ص ۱۳۷) ظفیر.(۲)ولو فاتته صلوات رتبها فی القضاء کماوجبت فی الا صل (الی قوله) الا ان یزید الفوائت علی سنة صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب الخ (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.(۳)من فاتته صلوات قضی اذا ذکر ها وقدمها علی فرض الوقت (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.(٤)فی العتابیة عن ابی نصر رحمة الله علیه فیمن یقضی صلوات عمره من غیران فاته شئی یرید الا حتیاط فان لا جل النقصان والکراهة فحسن وان لم یکن لذلك لا یفعل (عالگمیری کشوری ج ۱ ص ۱۲۳.ط.س.ج۱ص۱۲۵) ظفیر.

القضاء لبعضها على المعتمد لان الساقط لايعود وكذا لا يعود الترتيب بعد سقوط بباقي المسقطات السابقة من النسيان والضيق ١ ٥ . درمختار(١)

بطور شک جو قضا نمازیں پڑھی جائیں وہ کیا ہوں گی

(سوال ۱۹۸۷) اگر نماز چاشت یا تہجد کے وقت نماز قضا عمری پڑھے اور وہ شخص بطور شک کے قضا پڑھتا ہے حالانکہ اس کے ذمہ یقیناً کوئی نماز فرض نہیں تو یہ نماز چاشت یا تہجد ہوگی یا نفل ہوگی؟ اور اگر نماز مغرب قضا کی تو تین رکعت نفل ہونے سے تو کوئی خرابی نہ ہوگی۔

کسی نے قضا فجر پڑھی حالانکہ اس کے ذمہ قضا نہ تھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۸۸/۲) بعد عشاء چار رکعت نماز سنت ہیں دو مؤکدہ دو غیرہ مؤکدہ پس اگر کسی شخص نے دو مؤکدہ پڑھیں اور دو فجر کے فرض کی قضا تو اس کے ذمہ فجر کی قضا واقع میں نہ ہو تو وہ چاروں سنت ہوں گی؟ اگر ایسا ہے تو فرمائیے ان کا ایک سلام کے ساتھ تو پڑھنا ضروری نہیں ہے؟ فقط۔

(جواب) کچھ اختلاف نہیں اور قضا مغرب میں اس احتمال سے کچھ کراہت نہ ہوگی۔

(في العالمگيرية ج ١ ص ١١٦ عن ابى نصر رحمه الله فيمن يقضى صلوات عمرو من غيرى ان فاته شئى يريد الا حتياط فان كان لاجل النقصان والكراهة فحسن وان لم يكن لذلك لا يفعل والصحيح انه يجوز الا بعد صلوٰة العصر والفجر وقد فعل ذلك كثير من السلف لشبهة الفساد كذا في المضمرات. جميل الرحمن)

(۲) ایک سلام کی شرط اس میں نہیں ہے بلکہ دو رکعت سنت مؤکدہ علیحدہ پڑھنی چاہئے اور دو رکعت غیر مؤکدہ علیحدہ پڑھنی چاہئے۔ پس بصورت نہ ہونے قضاء کے اس کے ذمہ پر یہ دو رکعت نفل ہو جاویں گی اور چار رکعت بعد عشاء ہو جاویں گی۔ فقط (مستفاد مما فی الفتاوی العالمگیریہ ج اص ۱۰۵۔ وصلى ركعتين وهو يظن ان الليل باق فاذا تبين ان الفجر قد كان طلع الى قوله قال المتأخرون تجزيه عن ركعة الفجر . جميل الرحمن.

فجر وظہر اور عصر کی قضا مغرب سے پہلے پڑھے یا بعد میں

(سوال ۱۹۸۹) اگر کسی شخص کی ظہر وعصر قضا ہو گئی تو ان کو مغرب سے پہلے پڑھے یا بعد میں، اور کیا نیت کرے؟

قضا عمری ثابت ہے یا نہیں اور اس کا کیا طریقہ

(سوال ۱۹۹۰/۲) نماز قضا عمری کی کیا ترکیب ہے۔ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) یہ سب نمازیں مغرب سے پہلے پڑھے اور اگر اتنی گنجائش نہیں تو بعد مغرب پڑھے۔ غرض سب نمازیں اسی دن قضا کرے۔ ہر ایک نماز میں اسی کی نیت کرے۔ (لا يجوز اداء الوقتية قبل اداء الفوائت الخ ويسقط الترتيب بضيق الوقت الخ عالمگيريه ج ١ ص ١١٤. جميل الرحمن)

(۲) یہ نماز قضا عمری جیسا کہ مشہور ہے حدیث سے ثابت نہیں۔ جس کے ذمہ واقعی نمازیں قضا ہوں وہ حساب کر کے ان کو پورا کرے (كل صلوٰة فاتت عن الوقت بعد وجو بها فيه يلزمه قضائها الخ فتاوىٰ عالمگيريه ج ١ ص ١١٣ جميل الرحمن)

(١) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ١ ص ٦٨٤ .ط.س.ج٢ص ٧٠. ١٢ ظفير۔

نماز چھوڑنا اور اس سے روکنا کیسا ہے

(سوال ۱۹۹۱) نماز چھوڑنا اور نماز سے روکنا کیسا ہے؟ اور اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

(جواب) ترک نماز کبیرہ گناہ ہے پس حکم کرنا کسی کو ترک صلوٰۃ کا اور منع کرنا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ چھوڑنے والا نماز کا اور منع کرنے والا نماز سے دونوں کو توبہ کرنی چاہئے اور نمازوں کو قضا کرنا چاہئے۔ نکاح اس کا نہیں ٹوٹا مگر توبہ کرے اور اپنے فعل پر نادم ہو اور نماز شروع کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (ومن الكبائر السحر وكتمان الشهادة من غير عذر والا فطار فى رمضان من غير عذر وقطع الرحم وترك الصلوٰة معتمد جوهرة نيره ج ۲ ص ۲۹۵ . جميل الرحمن)

قضاشدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے

(سوال ۱/۱۹۹۲) قضاشدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے

بے شمار قضا نمازوں کا کفارہ کیا ہے

(سوال ۲/۱۹۹۲) اگر نمازیں بوجہ بد قسمتی کے بلا عذر شرعی اس قدر قضا ہوئی ہوں کہ جن کا شمار ناممکن ہو تو کیا کفارہ ہے۔

نمازوں کا کفارہ صدقہ ہی ہے یا کچھ اور

(سوال ۳/۱۹۹۳) اگر اس کا کفارہ صدقہ بھی ہو سکتا ہے غریب و محتاج لوگ کیا کریں

مریض و شیخ فانی کی قضا نمازوں کا کفارہ کیا ہے

(سوال ٤/۱۹۹٤) مریض یا شیخ فانی کی قضاشدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے؟

(جواب) حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ امابعد جواب استفسارات مفصل حسب ذیل گذارش کیا جاتا ہے۔

(۱) قضاشدہ نمازوں کو بعد میں ادا کرنا چاہئے۔ جس کی کوئی نماز کسی عذر یا غفلت سے قضا ہو جائے تو جب یاد آوے اس کو پڑھے اور جس وقت یاد آوے اس وقت کی فرض نماز سے پہلے قضاشدہ نماز کو پڑھنا چاہئے۔ حنفیہ کے نزدیک ترتیب وقتی نماز اور قضا نماز میں ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خندق کے روز چار نمازوں کو ترتیب سے ادا فرمایا ہے اور دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جیسے تم مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھو ایسے ہی تم بھی پڑھو تو جیسے آپ نے ترتیب سے قضاشدہ نمازوں کو ادا فرمایا ایسے ہی ہم کو بھی چاہئے۔(۱)

(۲) اگر قضاشدہ نماز ایسے وقت یاد آئی کہ اگر اس کو ادا کرتا ہے تو وقت میں اس قدر گنجائش نہیں ہے کہ وقتی نماز ادا ہو سکے بلکہ وقتی نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں وقتی نماز کو پہلے پڑھے اور قضاشدہ کو بعد میں پڑھے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر وقت میں وسعت اور گنجائش ہے تو پہلے قضاشدہ نماز پڑھنا چاہئے اور اگر وسعت نہیں

(۱) من فاتته صلوٰة قضا ها اذا ذكر ها وقد مها على فرض الوقت والا صل فيه ان الترتيب بين الفوائت وفرض الوقت مستحق ولو فاتته صلوات رتبها فى القضاء كما وجبت فى الا صل لان النبى صلى الله عليه وسلم شغل عن اربع صلوات يوم الخندق فقضا هن مرتبا ثم قال صلو كما را يتمو نى اصلى (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفير.

ہے تو پہلے وقتی نماز کو ادا کرنا چاہئے۔(۱)

(۳) جب فوت شدہ نمازیں زیادہ ہو جاویں تو ترتیب سے ادا کرنا ساقط ہو جاتا ہے اور خود فوت شدہ نمازوں میں بھی ترتیب کا لحاظ نہیں رہتا۔ اور زیادتی کی حد یہ ہے کہ قضاشدہ نمازیں تعداد میں چھ ہو جاویں جب چھٹی نماز کا وقت گذر جائے تو اب کہا جائے گا کہ فوت شدہ نمازیں زیادہ ہو گئیں۔ پس اس صورت میں ترتیب کا لحاظ نہ رہے گا۔(۲)

(۴) کسی شخص کے ذمہ فوت شدہ نمازیں مدت کی ہیں اور وہ حد کثرت کو پہنچ گئی ہیں، اس نے ان کو ادا کرنا شروع کیا تھا کہ اب شامت اعمال سے اور کچھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب چونکہ اگلی پچھلی فوت شدہ نمازیں زیادہ ہیں تو اس صورت میں پہلے وقتیہ نماز کو پڑھنا جائز ہے کیونکہ بسبب کثرت فوت شدہ نمازوں کی ترتیب نہیں رہی۔(۳)

(۵) اگر کسی نے فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا شروع کیا اور وہ اب کم رہ گئیں یعنی چھ نمازوں سے کم رہ گئیں تو اب پھر مسئلہ ترتیب بحال ہو جائے گا۔(۴)

(۶) اگر قضاشدہ نمازیں بکثرت ہوں کہ جن کہ شمار دشوار ہو تو چاہئے کہ خوب سوچ کر ایک صحیح تخمینہ کرے مثلاً یہ کہ پندرہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں بالغ ہوا اور چار پانچ سال تک نمازیں قضاء کیں یا کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی اور یہ مدت اس شخص کے صحیح اندازہ میں مثلاً چار سال کی ہوئی ہے تو اس شخص کو اپنے زعم کے موافق اس قدر نمازوں کو ادا کر دینا چاہئے۔ آخر دنیا میں کسی شخص کا قرض ذمہ ہو اور تعداد یاد نہ ہو تو اندازہ تخمینہ سے ہی اس کو ادا کرتے ہیں کہ اس کا کچھ اپنے ذمہ نہ رہے ایسے ہی سوچ کر کہ کس قدر دنوں کی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کو ادا کرنا چاہئے اور مناسب یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے زائد کر دے کہ سراسر نفع ہی نفع ہے۔

(۷) قضاشدہ نمازوں کا کفارہ ان کا ادا کرنا اور حق تعالیٰ شانہ، سے عجز اور ندامت کے ساتھ توبہ کرنا ہے، صدقہ دینا نہیں ہے۔ ہاں اگر صدقہ دے تو چونکہ صدقہ سے غضب الٰہی دفع ہوتا ہے تو امید ہے کہ حق تعالیٰ کا جو غصہ بسبب ترک نماز کے تھا وہ نہ رہے اور کسی غریب کی حاجت براری سے رحمت الٰہی متوجہ ہو جائے باقی اصل ادا کرنا نماز کا ہے صدقہ دینے سے نماز ساقط نہ ہوگی۔

(۸) مریض کے متعلق بھی تفصیل سے مسائل کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کس صورت میں کفارہ ہے اور کس صورت میں تخفیف اور کس صورت میں معافی ہے۔ مریض اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجدہ کو ادا کرے۔(۵)

---

(۱) ولو خاف الوقت يقدم الوقتية ثم يقضيها لان الترتيب يسقط بضيق الوقت وكذا بالنسيان وكثرة الفوائت كيلا يودى الى تقوية الوقتية (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفير.

(۲) الا ان يزيد الفوائت على ستة صلوات لان الفوائت قد كثرت فتسقط الترتيب فيما بين الفوائت بنفسها كما يسقط بينهما وبين الوقتية وحد الكثرة ان تصير الفوائت ستا بخروج وقت الصلوٰة السادسة (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۸) ظفير.

(۳) ولو اجتمعت الفوائت والقديمة والحديثة قيل يجوز الو قتية مع تذكر الحديثة لكثرة الفوائت الخ (ايضاً) ظفير.

(٤) ولوقضى بعض الفوائت حتى قل ما بقى عاد الترتيب عند البعض وهو الا ظهر (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۸) ظفير.

(۵) اذا عجز المريض عن القيام صلى قاعدا ويسجد لقوله عليه السلام لعمر ان بن حصين صل قائما فان لم يستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلى الجنب تومى ايماء الخ (هدايه باب صلوٰة المريض ج ۱ ص ۱٤٤) ظفير.

(۹) اگر رکوع وسجدہ کی طاقت بھی نہ ہو تو رکوع وسجدہ کو اشارہ سے ادا کرے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع کے لئے کچھ گردن جھکائے اور سجدہ کے لئے زیادہ جھکائے۔(۱)
(۱۰) کوئی شخص مثل گھڑے یا صندوقچہ وڈیکس وغیرہ کے اپنے سامنے سجدہ کے لئے نہ رکھے بلکہ جس قدر اشارہ کیا جاوے وہی کرے۔(۲) لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔(۳)
(۱۱) اگر مریض کو بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو چت لیٹ کر نماز پڑھے کہ پاؤں اور منہ دونوں قبلہ کی طرف کو ہوں اور رکوع اور سجدہ کے لئے گردن سے اشارہ کرے سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ گردن کو جھکا کر کرے۔(۴)
(۱۸) اگر ایسا مریض تھا کہ نماز کو اشارہ سے پڑھتا تھا رکوع وسجدہ کی قدرت نہ تھی خدا تعالیٰ کی قدرت سے نماز میں اس قدر افاقہ ہوا کہ رکوع وسجدہ کی قدرت ہو گئی تو اس صورت میں سب کے نزدیک نماز کو از سر نو پڑھے۔(۵)
(۱۹) کوئی مریض بیہوش ہو گیا اور پانچ نمازوں کا یا پانچ نمازوں سے کم کا وقت بیہوشی میں گذر گیا تو ہوش آنے کے بعد ان نمازوں کو قضا کرنا چاہئے اور اگر پانچ نمازوں سے زیادہ وقت بیہوشی میں گذرا تو قضا نہیں آئی۔(۶)
(۲۰) ان فقہی تفصیلات سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوتی ہے کہ شریعت میں نماز کی کیا وقعت اور کس قدر تاکید ہے کہ مرض میں بھی اس کو ادا کرنا ضروری ہے)۔ پس ہم کو نہ چاہئے کہ بلا عذر شرعی نماز چھوڑ دیں۔ وائے بر حال ان مسلمانوں کے جو ملازمت، تجارت، زراعت اور لہو ولعب میں وقت گذار دیتے ہیں اور نماز سی محبوب شئی کو جو مسلمان کی امتیاز اور فضیلت کی شان بڑھانے والی ہے دنیا وآخرت میں کام آنے والی چیز ہے۔ قضاء کر دیتے ہیں مسلم کی یہ شان نہ ہونی چاہئے کہ نماز کو کسی حال میں ترک کرے۔
(۲۱) شیخ فانی اس بوڑھے شخص کو کہتے ہیں جو روزہ رکھنے کی طاقت بڑھاپے کے ضعف کی وجہ سے نہ رکھتا ہو ایسے شخص کا یہ حکم ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور فدیہ ادا کرے۔(۷)
(۲۲) فدیہ ایک روزے کا ایک مسکین کو ایک روز کھانا کھلانا ہے۔ جس قدر روزے افطار کرنے۔ ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو دو دفعہ کھانا کھلائے۔ اس کھانا کھلانے کے لئے شریعت نے گیہوں سے نصف صاع اور جو سے پورا صاع مقرر کر دیا ہے کہ اس قدر فقیر کو دے دے۔(۸) صاع تقریباً انگریزی سیر سے کہ جو اسی ۸۰ تولہ کا ہے بقدر ۳ ۱/۲ ہوتا ہے۔

....

(۱) فان لم تستطع الرکوع والسجود اومی ایماء یعنی قاعدا۔ ھدایہ باب صلوٰۃ المریض ص۱۴۴ ج۱۔ ظفیر
(۲) وجعل سجوده اخفض من رکوعه لانه قائم مقامها فاخذ حکما ولا یرفع الی وجهه شئی الخ (ایضاً) ظفیر۔
(۳) بقرہ۔
(٤) وان لم یستطع القعود استلقی علی ظهره وجعل رجلیه الی القبلة واومیٰ بالرکوع والسجود الخ (ایضاً) ظفیر۔
(٥) وان صلی بعض صلوٰته بایماء ثم قدر علی الرکوع والسجود استانف عندهم جمیعا (هدایه باب صلوٰت المریض ج ۱ ص ۱٤٥) ظفیر۔
(٦) ومن اغمی علیه خمس صلوٰة او دونها قضی وان کان اکثر من ذالك لم یقض (ایضاً) ظفیر۔
(٧) فالشیخ الفانی الذی لا یقدر علی الصیام یفطر ویطعم لکل یوم مسکینا کما یطعم فی الکفارة والعجوز مثله (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ج۱ ص ۱۹٤ .ط. ماجدیه ج۱ ص۲۰۷) ظفیر۔
(٨) یطعم لکل یوم مسکینا کما یطعم فی الکفارة کذا فی الهدایة الخ نصف صاع من بر او صاع من تمر او صاعا من شعیر (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ج ۱ ص ۱۹٤ .ط. ماجدیه ج۱ ص۲۰۷) ظفیر۔

(۲۳) شیخ فانی جو روزہ نہیں رکھ سکتا اس سے نماز معاف نہیں ہوتی۔ کھڑے ہو کر پڑھے اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھے۔ بیٹھنے کی طاقت نہیں ہے تو اشارہ سے پڑھے۔(۱) حسب تفصیل مذکورہ بالا۔

(۲۴) جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا ہے اور اس نے مرتے وقت اپنے ورثاء کو وصیت کی تو اس کے وارثوں پر لازم ہے کہ اس کے روزوں کا حساب لگا کر فدیہ حسب تفصیل مذکورہ بالا ادا کر دیں۔ اگر وصیت نہیں کی تو وارث پر ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ ہاں از خود کرے تو یہ احسان ہے اور امید ہے اللہ تعالیٰ کی ذات سے کہ اس کو قبول کرے۔ وصیت ہمارے امام کے نزدیک اس لئے معتبر ہے کہ یہ فدیہ بھی عبادت ہے اور عبادت اپنے اختیار اور ارادہ سے ہونی چاہئے۔ اور جب وصیت کی تو ادا کرنی لازم ہے۔(۲)

(۲۵) جو شخص بحالت مرض اپنے ورثاء کو وصیت کرے کہ مجھ پر اتنی نمازیں قضا ہیں ان کا فدیہ دے دینا تو مشائخ نے اس کو تسلیم کیا ہے اور اس بارہ میں نماز کو روزہ کے مشابہ مانا ہے یعنی یہ کہ ہر نماز کا حکم ایک روزہ کا ہے جو فدیہ ایک روزہ کے لئے ہے وہی ایک نماز کے لئے یعنی ایک نماز کا فدیہ نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو۔(۳)

(۲۶) ولی اور وارث کو اس کی طرف سے روزہ رکھنا نہ چاہیے۔(۴)

(۲۷) آج کل جو اکثر مسلمان اکثر مستطیع بسبب روزے میں تکلیف ہونے کے اپنے آپ کو عاجز سمجھ کر خود اپنے لئے شیخ فانی کا حکم تجویز کر لیا کرتے ہیں یہ سراسر غلط ہے۔ تعیش کی بناء پر تکالیف شرعیہ سے بچنا احکام شرعیہ سے گستاخی ہے ایسا آدمی اگر بادشاہ وقت کی قید میں آجاتا ہے تو وہ اس وقت شیخ فانی کیوں نہیں رہتا سب کچھ کر لیتا ہے۔ پس ایسی جرات سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔

عشاء کی قضا نماز فجر سے پہلے ادا کرے

(سوال ۱۹۹۵) میں آج کل سفر میں بمقام ناگپور ہوں یہاں کے لوگ اکثر عشاء کی نماز قضا کر دیتے ہیں اور اس کو بعد صبح صادق کے فجر کے نماز سے پہلے ادا کرتے ہیں خواہ امام جماعت کرا رہا ہو مگر وہ اول نماز عشاء ادا کر لیویں گے تب نماز فجر پڑھیں گے اگر کسی نے خیال کیا کہ نماز فجر جاتی رہے گی تو وتر تو ضرور ہی پڑھ لیوے گا تب نماز فجر پڑھے گا اور عشاء بعد طلوع آفتاب کے ادا کرے گا۔ ظہر کی نماز قضاء کر دیوے گا اور اس کو عصر کے اخیر وقت میں ہمراہ عصر کے پڑھے گا در انحالیکہ جماعت ہو رہی ہو۔ اس صورت میں کیا مسئلہ ہے۔

نماز عشاء ہو گئی تو کب تک ادا کر سکتا ہے

(سوال ۱۹۹۶/۲) عشاء کی نماز اگر قضا ہو جاوے تو کب تک ادا کر دینی چاہئے۔

(۱) سئل عن الشيخ الفانی هل تجب عليه الفدية كما تجب عليه عن الصوم وهو حی فقال ، لا ، (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج۱ ص ۱۱۷ ،طماجدیه ج۱ ص ۱۲۵) ظفیر. (۲) واذا مات الرجل وعليه صلوات فاوصى بان تعطى كفارة صلوٰته يعطى لكل صلوٰة ، نصف من برو للوترنصف صاع ولصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله الخ فان لم بعض الورثة. وتبرع بعض الورثة يجوز (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۷۷ .ط.ماجديه ج۱ ص ۱۲۵) ظفیر.

(۳) اذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة فاوصى بان تعطى كفارة صلوٰته يعطى لكل صلاة نصف صاع من برو للوترنصف صاع (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۱۷ .ط.ماجديه ج۱ ۱۲۵) ظفیر.

(٤) ولو امر الاب ابنه ان يقضی عنه صلوٰة وصيام ايام لا يجوز عند ناكذا فی التتارخانيه (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۱۷ .ط.ماجديه ج۱ ص ۱۲۵) ظفیر.

صبح صادق کے بعد

(سوال ۳/۱۹۹۷) صبح صادق شروع ہونے کے بعد سجدہ تلاوت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کوئی نماز طلوع آفتاب تک علاوہ فجر کی نماز کے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

ظہر کی قضا عصر سے پہلے کرنی چاہئے یا نہیں

(سوال ۴/۱۹۹۸) ظہر کی نماز قضا ہمراہ عصر کی نماز کے یعنی قبل عصر کی نماز کے ادا کرنا چاہئے یا نہیں۔ یعنی دونوں نمازیں مغرب سے ذرا پہلے ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

جماعت مغرب کے وقت قضا کی ادائیگی درست ہے

(سوال ۶/۱۹۹۹) مغرب کی جماعت ہو رہی ہے اور ایک شخص اپنی پچھلی نماز خواہ ظہر یا عصر ادا کر رہا ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

دو برس کی قضا کب ادا کرے

(سوال ۷/۲۰۰۰) جس شخص کے ذمہ دو برس کی نمازیں قضا ہوں وہ ان کو کس وقت اور کس ترتیب سے ادا کرے۔

(جواب) صاحب ترتیب کے لئے کہ جس کے ذمہ چھ نمازیں یا اس سے زیادہ قضا نہ ہوں یہ حکم ہے کہ جو نماز فوت ہو جاوے اس کو دوسری نماز سے پہلے ادا کر لیوے اور اگر جماعت دوسری نماز کی ہوتی ہو تو اس میں شریک نہ ہو۔ اپنی فائتہ نماز پہلے ادا کرے پھر دوسری وقتیہ نماز ادا کرے۔ مثلاً اگر سو گیا یا کسی وجہ سے عشاء کی نماز فوت ہو گئی اور صبح صادق ہو گئی۔ یا صبح کی جماعت ہونے لگی تو وہ پہلے عشاء کی نماز مع وتر کے پڑھے پھر صبح کی نماز پڑھے اگرچہ جماعت نہ لے۔(۱)

(۲) تحیۃ الوضوء وغیرہ نوافل نہیں پڑھ سکتا۔(۲) اور قضاء نماز کو ادا کر سکتا ہے۔(۳) کذا فی الدر المختار۔

(۳) سجدہ تلاوت کر سکتا ہے اور صلوٰۃ جنازہ اور فائتہ نماز بھی اس وقت درست ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ لایکرہ فائتۃ او سجدۃ تلاوۃ و صلاۃ جنازۃ. الخ.(۴)

(۴) ظہر کی نماز فائتہ عصر سے پہلے پڑھنی چاہئے اس کے بعد عصر پڑھنی چاہئے۔(۵)

(۵) صاحب ترتیب کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ وہ اپنی عصر یا ظہر وغیرہ کی نماز فوائت کو پہلے مغرب سے ادا کر لیوے۔ کما مر تفصیلہ کذا فی الدر المختار۔

---

(۱) من فاتته صلوٰة قضا اذا ذکرها وقدمها علی فرض الوقت الخ ومن صلی العصر وهو ذاکر انه لم یصل الظهر فهی فاسدة الا اذا کان فی اخر الوقت (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷ وج ۱ ص ۱۳۹).
(۲) ویکره ان یتنفل بعد طلوع الفجر باکثر من رکعتی الفجر (هدایه کتاب الصلوٰة فصل فی الا وقات المکروهة ج ۱ ص ۸۲) (۳) ویکره ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس الخ ولا باس بان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوة (ایضاً ج ۱ ص ۸۱) (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج۱ ص ۱۲. ط.س. ج۱ ص ۳۷۵. ظفیر.
(۵) ومن صلی العصر وهو ذاکرانه لم یصل الظهر فهی فاسدة الا اذاکان فی اخر الوقت (باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

(۶) جس شخص کے ذمہ دو برس کی نمازیں قضا ہیں اس پر کچھ ترتیب ادائے فائتہ میں لازم نہیں ہے جس وقت جس قدر نمازیں ادا کر سکے کر لیا کرے خواہ ایسا کرے کہ ہر ایک فرض وقتی کے ساتھ وہی نماز قضاء کر لیا کرے۔ مثلاً ظہر کی نماز کے قبل یا بعد ایک ظہر کی قضاء کر لیا کرے۔ یا زیادہ کی گنجائش ہو زیادہ قضاء کر لیا کرے۔(۱) فقط۔

صبح کی قضا ظہر کی اذان سے پہلے کرے یا بعد

(سوال ۱/۲۰۰۱) اگر صبح کی نماز قضاء ہو گئی اور ظہر کے وقت قضا کرنے کا موقع ملا تو اذان کہہ کر نماز پڑھنی چاہئے یا بلا اذان۔

قضا کے لئے اذان کہی جائے گی یا نہیں، اور ہر نماز کے لئے الگ ہو گی یا ایک کافی ہے

(سوال ۲/۲۰۰۲) اگر نماز پنج وقتی قضا ہو گئی تو کل اوقات میں اذان کہنے کی ضرورت ہے یا ایک ہی وقت۔

(جواب) تنہا شخص کی اگر نماز فوت ہو گئی تو وہ بلا اذان و اقامت کے اس کو قضا کرے۔(۲)

(۲) اگر قضا میں جماعت ہو تو پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہی جاوے باقی نمازوں کے لئے اختیار ہے کہے یا نہ کہے اور اقامت سب کے لئے کہی جاوے۔(۳) فقط۔

پچاس سال کی قضا نمازیں اور اس کی ادائیگی

(سوال ۲۰۰۳) زید کی اکثر نمازیں ابتدائے شباب سے چالیس برس تک قضا ہوئی ہیں اور اب وہ توبہ کے بعد نمازی ہو گیا کیا ان قضا نمازوں کا تدارک توبہ و تضرع سے ہو سکتا ہے یا ہر نماز کے بعد بطور قضاء عمری نماز ادا کرنی چاہئے اور اگر اس کی زندگی تلافی مافات نہ کر سکے تو کیا باوجود توبہ یہ بار عظیم اس کی گردن پر رہے گا۔ حدیث میں تو التائب من الذنب کمن لا ذنب له آیا ہے۔

(جواب) زید کو گذشتہ تمام نمازوں کی قضاء کرنا لازم ہے اور جس طرح آئندہ کی نمازیں اس کے ذمہ فرض ہیں اسی طرح فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا لازم ہے۔(۴) ان کی قضاء کی جو صورت سہل معلوم ہو اختیار کرے کہ ہر ایک وقت کے فرض کے ساتھ وہی نماز قضاء کر لیا کرے یا دو دو چار چار ایک وقت میں قضاء کر لیا کرے اور اگر زندگی میں تلافی مافات نہ ہو سکے تو آخر حالت میں وصیت کرنا ادائے فدیہ کے لئے لازم ہے تا کہ ورثہ بعد میں باقیماندہ نمازوں کا فدیہ ادا کر دیویں اور حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له(۵) کا مطلب یہ ہے کہ نمازوں کی تاخیر کرنے اور وقت پر ترک کرنے کا جو گناہ ہوا وہ توبہ سے معاف ہو جاوے گا۔ اور نیز واضح ہو کہ جیسے حقوق عباد کی توبہ ہے کہ وہ حقوق ادا کرے اور جس کا جو کچھ حق ہے وہ دیوے جب توبہ قبول ہو گی۔ اسی طرح حقوق اللہ مثل نماز و

---

(۱) الا ان یزید الفوائت علی ستة صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب فیما بین الفوائت بنفسها کما یسقط بینهما وبین الوقتیة (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۸) ظفیر. (۲) ویسن ان یوذن ویقیم الفائتة رفعا صوته لوبجماعة او صحراء لابیته منفردا (درمختار) لوبجماعة ای فی غیر المسجد بقرینة ما یذکره قریبا من انه لا یوذن فیه للفائتة (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ .ط.س.ج۱ص ۳۹۰) ظفیر. (۳) ویسن ان یؤذن ویقیم لفائتة رافعا صوته لو بجماعة او صحراء لا بیته منفردا (درمختار) لو بجماعة ای فی غیر المسجد بقرینة مایذکره قریبا من انه لا یؤذن فیه للفائتة (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ .ط.س.ج۱ ۳۹۰) ظفیر. (٤) وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة لف ونشر مرتب وجمیع اوقات العمر وقت للقضاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ .ط.س.ج ۲ ص ۶۶) ظفیر. (۵) مشکوٰة باب التوبه والا ستغفار ص ۲۰۶ ۱۲ ظفیر.

روزہ وزکوٰۃ وغیرہ جوادا نہیں ہوئی ان کی توبہ یہ ہے کہ ان کو اداء کرے پس بدون ادا کئے وہ تائب ہی نہ ہوا جو التائب من الذنب کمن لا ذنب له کے حکم میں داخل ہو واللہ ولی التوفیق۔ فقط۔

احتلام کی حالت میں غسل کر کے نماز ادا کرے اور وقت ختم ہونے کے بعد قضا کرے

(سوال ۲۰۰۴) صبح صادق کو اگر احتلام ہو تو نماز صبح قضاء کرے یا بعد طلوع ہونے آفتاب کے بعد فارغ ہونے غسل کے ادا کرے یا نماز کس طرح ادا کرے۔

(جواب) غسل کر کے صبح کی نماز پڑھے اگر وقت باقی رہے ادا کرے اور اگر وقت باقی نہ رہے تو بعد بلند ہونے آفتاب کے قضاء فرض صبح مع سنت کے کرے۔(۱) فقط۔

بعد بلوغ کی قضا نمازوں کی ادائیگی ضروری ہے

(سوال ۲۰۰۵) قضاء عمری کی صوم وصلوٰۃ فرض ہے یا نہ۔ ایک شخص نے تیس سال سے نماز روزہ کی پابندی کی ہے۔

(جواب) بعد بلوغ کے جس قدر نمازیں اور روزے اس کے فوت ہوئے ان کی قضاء کرے۔(۲) فقط۔

قضاء کی تعداد یاد نہ ہو تو تخمینہ کر کے ادا کرے

(سوال ۲۰۰۶) تین چار سال تک بوجہ بیماری کے ایک شخص کی نمازیں قضاء ہوتی رہیں۔ لیکن تعداد محفوظ نہ رہی۔ بعد بیماری کے نمازیں قضا کیں۔ لیکن ان کی تعداد بھی محفوظ نہ رہی۔ اب کتنی نمازیں لوٹانی چاہئیں۔

(جواب) ایسی صورت میں اندازہ اور تخمینہ کر کے نمازیں قضا کی جاویں۔

قضا ادا نہ ہو سکی اور مرض الموت میں گرفتار ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۰۷) اگر قضا کرنے کی نوبت نہ آئے کہ مرض الموت میں گرفتار ہو جائے اور فدیہ کی طاقت نہ ہو تو مواخذہ سے بری ہونے کی کیا صورت ہے۔

(جواب) فوت شدہ نمازوں کا ادا کرنا یا فدیہ دینا بھی موجب سقوط عذاب ہو سکتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جیسا کہ فرمایا ویغفر مادون ذلك لمن يشاء فقط۔

بعد نماز فجر سورج نکلنے سے پہلے قضا کی ادائیگی درست ہے

(سوال ۲۰۰۸) کوئی شخص بعد فجر کے سورج نکلنے سے پہلے اور بعد عصر کے غروب ہونے سے پہلے قضاء نماز پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) ولا تقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده فى الاصح لورود الخبر بقضائها فى الوقت المهمل (درمختار) قوله لورود الخبر وهو ماروى انه صلى الله عليه وسلم قضاها مع الفرض غداة ليلة التعريس بعد ارتفاع الشمس كما رواه مسلم (ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س.ج ۲ ص۵۷) (۲) وقضاء الفرض الخ فرض الخ وجميع اوقات العمر وقت للقضاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ .ط.س.ج ۲ ص۶۶) ظفير. (۳) وكره نفل الخ بعد صلاة فجر و صلاة عصر الخ ولا يكره قضاء فائتة ولو وترا (الدر المختار على هامش ردالمحتار . كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۷ و ج ۱ ص۳۴۸ .ط.س.ج ۱ ص۳۷۴) ظفير.

نماز عصر جس کی قضا ہو وہ مغرب کے وقت پہلے ادا پڑھے یا قضا

(سوال ۲۰۰۹)اگر کسی شخص کی عصر کی نماز قضاء ہے اور مغرب کا وقت آگیا ہے۔ یہ جماعت میں شامل ہو یا پہلے عصر ادا کرے۔

(جواب)اگر وہ شخص صاحب ترتیب ہے تو پہلے عصر کی نماز پڑھے۔ اگرچہ جماعت مغرب فوت ہو جاوے۔(۱)فقط۔

قضاء باجماعت درست نہیں

(سوال ۲۰۱۰)ایک امام نے قضاء عمری باجماعت پڑھی کیا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔امام اعظم اس کو جائز نہیں فرماتے(۲)

قضا نماز اور روزے صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے

(سوال ۲۰۱۱)کیا صوم وصلوٰۃ فائتہ توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں یا نہ۔

(جواب)صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ قضاء ان کی لازم ہے۔(۳)فقط۔

بعد موت کفارہ نماز

نمازوں کا کفارہ بعد موت ہے یا زندگی میں بھی

(سوال ۲۰۱۲)ایک شخص مریض ہے اس کی نمازیں قضا ہوئی ہیں۔امید صحت کم ہے۔کفارہ نماز حیات میں دیا جاوے یا بعد وفات۔اور کفارہ نماز کیا ہے۔اور کفارہ نماز میں اناج دینا افضل ہے یا نقد یا کتب دینیہ خرید کر مدرسہ اسلامیہ میں داخل کر دی جاویں۔

(جواب)کفارہ نمازوں کا بعد وفات دینا چاہئے۔زندگی میں کفارہ نمازوں کا حکم نہیں ہے۔اور کفارہ ایک نماز کا وزن انگریزی سے پونے دو سیر گندم ہیں۔دن رات میں چھ ۶ نمازیں لینی چاہئیں یعنی مع وتر کے۔(۴) پس ایک دن کی نماز کا کفارہ ساڑھے دس سیر گندم ہوئے اختیار ہے کہ خواہ گندم دیوے یا نقد اور نقد بہتر ہے کہ اس میں سب

---

(۱)ومن فاتته صلوٰۃ قضا اذا ذکر ھاوقد مھا علی فرض الوقت الخ ومن صلی العصر وھو ذاکر انه لم یصل الظھر فھی فاسدۃ الااذا کان فی اخر الوقت (ھدایه. باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷ و ج ۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

(۲)" قضاء عمری" کے نام سے اگر چند مخصوص رکعت بخاص ہیئت وترتیب سے پڑھنا مراد ہے، تو اس کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں، اور اگر قضا شدہ نماز اس کی تعداد کے مطابق پڑھنا مراد ہے تو پھر تعیین ضروری ہے اور اسے بھی علی الاعلان نہیں پڑھنا چاہئے فقہاء صراحت کرتے ہیں ویکرہ قضاء ھافیه لان التاخیر معصیة فلا یظھر ھا (درمختار) لان التاخیر معصیة انما یظھر ایضاً فی الجماعة لا المنفرد الخ کما قد مناہ عن القھستانی علی انه اذا کان التفویت لا مر عام لا یکرہ ذالك للجماعة ایضا لان ھذا التا خیر غیر معصیة ھذا ویظھر من التعلیل ان المکروہ قضاء ھا مع الا طلاع علیھا ولو فی غیر المسجد (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳٦۳.ط.س.ج ۱ص ۳۹۱) ظفیر.(۳)قضاء الفرض الخ فرض (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦۸۰.ط.س.ج ۲ ص ٦٦) ظفیر.(٤)ولو مات وعلیھا صلوات فائتة واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کا لفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ما له الخ ولو فدی عن صلاته فی مرضه لا یصح بخلاف الصوم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦۸۵ و ج ۱ ص ٦۸٦.ط.س.ج ۲ص ۷۲)

حوائج پوری ہو سکتی ہیں۔(۱)اور اگر کتب دینیہ خرید کر دینا چاہیں تو یہ بھی درست ہے۔ لیکن پھر یہ ضروری ہوگا کہ وہ کتب طلبہ کو تقسیم کر دی جاویں اور ان کی ملک کر دی جاویں۔ مدارس میں جس طرح کتب وقف رہتی ہیں اس طریق سے جائز نہیں ہے، اس میں کفارہ ادا نہ ہوگا۔

بے نمازی کی طرف سے ورثہ فدیہ ادا کر دیں تو وہ بری ہو گا یا نہیں

(سوال ۲۰۱۳) زید نے چالیس سال کی عمر میں انتقال کیا اور ایک وقت کی بھی نماز ادا نہ کی اس کے ورثہ چاہتے ہیں کہ اس کی جانب سے کفارہ ادا کریں ایسی حالت میں اگر اس کے ورثاء ادا کریں تو کیا زید بری الذمہ ہو سکتا ہے یا نہیں اور ترک فریضہ کا سوال ہو گا یا نہ۔ بصورت بری الذمہ ہونے کے کیا یہ جواز امراء کو دلیر بناتا ہے یا نہیں۔

(جواب) بلاوصیت میت کے اور بلا مال چھوڑنے کے ورثاء کے ذمہ ادائے کفارہ واجب نہیں ہے۔ اگر تبرعاً کفارہ اس کی نمازوں کا دیوے تو درست ہے اور بہت اچھا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگذر فرماوے۔ اور جو شخص چالیس برس کی عمر میں فوت ہوا اس کے ذمہ تقریباً پچیس برس کی نمازوں کا فدیہ لازم ہے کیونکہ پندرہ برس کی عمر میں بالغ شمار ہوتا ہے۔ بہر حال بحالت موجودہ وارثوں کا فدیہ دے دینا اچھا ہے۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اگرچہ یہ یقین نہیں ہے کہ میت بری ہو جاوے گی مگر کچھ امید براءت کی ہے اور یہ ادائے فدیہ ترک نماز پر دلیر نہیں بنا سکتا کیونکہ اول تو تارک نماز کو کیا یقین ہے کہ اس کے ورثاء فدیہ ادا کریں گے یا نہیں دوسرے بصورت عدم وصیت و عدم مال کے وارثوں کے تبرع سے اور اپنی طرف سے فدیہ ادا کرنے سے براءت یقینی نہیں ہے۔ بہر حال ترک فریضہ معصیت کبیرہ ہے اس کا سوال ضرور ہوگا۔ فدیہ ادا کیا نہ کیا، باقی معافی اللہ کے اختیار میں ہے۔ (۲)ویغفر مادون ذلك لمن یشاء۔ فقط۔

بے نمازی کا کفارہ نماز کب ضروری ہوتا ہے

(سوال ۲۰۱٤) زید بے نماز سود خوار مر گیا۔ بعد مرنے کے بعض علماء نے تخمیناً چھ ماہ کا کفارہ نکال کر کچھ اپنے تصرف میں لے لیا اور کچھ فقیر مسکین کو تقسیم کر دیا۔ ایسا کفارہ نکالنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) فدیہ نماز روزہ کا بدون وصیت میت کے اور بدون چھوڑے مال کے وارثوں پر ادا کرنا لازم نہیں ہے اگر وہ دیویں تو تبرع ہے احتمال ہے کہ فدیہ ادا ہو جاوے گا مگر حکم قطعی نہیں ہو سکتا۔ قال فی الدر المختار۔ ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصیٰ بالکفارة یعطی لکل صلوٰة نصف صاع من برکا لفطرة وکذا حکم الوتروالصوم وانما یعطی من ثلث ماله الخ والشامی زاد فی الا مداد ولم یوص بشئی واراد الولی التبرع الخ واشار بالتبرع الی ان ذالك لیس بواجب علی الولی .(۳)فقط۔

---

(۱)قوله نصف صاع من برای او من دقیقه اوسویقه او صاع تمر او زبیب او شعیر او قیمته وهی افضل عند نا لا سراعها بسد حاجة الفقیر (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٨٦ .ط.س.ج ۲ص۷۲) ظفیر.(۲)ولومات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة ویعطی لکل صلوٰة نصف صاع من برکا لفطرة وکذا حکم الوتروالصوم و انما یعطی من ثلث ماله(در مختار) ای یعطی عنه ولیه الخ ان اَوصی والا فلا یلزم الولی ذالك الخ اما اذالم یوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد فی الزیادات انه یجزیه ان شاء الله تعالیٰ فعلق الا جزاء بالمشیة لعدم النص (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰة عن المیت .ط.س.ج ۲ص۷۲) ظفیر.(۳)ردالمحتار باب قضاء الفوائت. مطلب اسقاط الصلوٰة عن المیت ج ۱ ص ٦٨٥ و ج ۱ ص ٦٨٦ .ط.س.ج ۲ص۷۲ .۱۲ ظفیر.

اگر مرنے والا چھٹی ہوئی نمازوں کے فدیہ کے لئے کہہ جائے تو تہائی مال سے ادا کیا جائے

(سوال ۲۰۱۵) زید مر گیا اور وصیت کی کہ میری قضاء نمازوں کا فدیہ ادا کرنا۔ چنانچہ اکثر مواضع پنجاب میں مردہ کے ساتھ ہی ساتھ اناج وغیرہ لوگ لے جاتے ہیں درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر زید نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے اور وصیت کی ہے کہ میری نمازوں کا فدیہ ادا کرنا، تو ادا کرنا فدیہ کا وارثوں پر لازم ہے۔ تہائی مال تک یہ وصیت نافذ ہوگی۔ درمختار میں ہے ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلوٰة نصف صاع من برکا لفطرة وکذا حکم الوتروالصوم وانما یعطی من ثلث ما له الخ ۔(۱)

روزہ و نماز کے لئے وصیت اور اس کی ادائیگی

(سوال ۲۰۱۶) ایک شخص کی زوجہ نے چھ ماہ کی علالت کے بعد انتقال کیا۔ زوجہ مذکورہ کی ۱۰۔ ۱۲ روز کی نمازیں بیماری میں قضا ہوئی اور ایک ماہ رمضان کے روزے۔ مرتے وقت عورت نے شوہر سے کہا کہ میری اتنی نمازیں اور مہینہ بھر کے روزے قضا ہوئے ہیں اس کا عوض دینا۔ نمازوں کا بدل کیا دیا جاوے مساکین کو کھانا کھلایا جاوے یا نقد دیا جاوے اور روزوں کا عوض کیا ہونا چاہئے۔ اور کیا اس کا خاوند روزے اس کی طرف سے رکھ سکتا ہے۔

(جواب) نمازوں اور روزوں کا فدیہ خواہ نقد دیا جاوے یا غلہ وغیرہ درست ہے۔ ایک نماز کا فدیہ بوزن انگریزی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔ اسی طرح ایک روزہ کا فدیہ بھی اسی قدر ہے۔ پس جملہ نمازوں کا مع وتر کے حساب کر لیویں اور تیس ۳۰ روزوں کا حساب کر لیویں۔ ایک دن رات کی نمازیں چھ ۶ ہوئیں۔ پس ایک دن رات کی نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس سیر گندم یا ان کی قیمت ہوئی۔ مساکین کو تقسیم کر دی جاوے اور تیس روزوں کا ایک من ساڑھے بارہ سیر گندم یا ان کی قیمت ہوئی اور روزہ رکھنا اس کی اس کی طرف سے معتبر نہیں ہے فدیہ ہی دینا چاہئے۔(۲) فقط۔

وصیت کے باوجود جب نمازوں کا کفارہ ورثہ نہ نکالیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۱۷) زید کا انتقال ہوا، ورثہ زید نے بعد انتقال ایک وصیت نامہ تحریر کردہ زید پایا۔ زید متوفی نے تحریر کیا ہے کہ چند سالوں کی نماز کی قضاء اور تقریباً دو ماہ کے روزوں کی قضا مجھ پر واجب الادا ہے۔ میرے مرنے کے بعد میری جائداد متروکہ سے فدیہ ادا کر دیا جائے۔ آیا ورثاء زید کے ذمہ شرعاً وصیت مذکور کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اگر واجب ہے تو ایک نماز کا کتنا فدیہ واجب ہے اور ایک روزہ کا کس قدر۔ اور اگر ورثہ زید نے باوجود جائداد متروکہ زید کے فدیہ ادا نہ کیا تو عنداللہ گنہگار ہوں گے یا نہیں اور زید مواخذہ سے بری ہو گا یا نہیں۔

قضا کی تعداد نہ معلوم ہونے پر اندازہ کر کے فدیہ ادا کرنا چاہئے

(سوال ۲۰۱۸) زید متوفی مذکور نے اپنی قضا نمازوں کے متعلق وصیت نامہ میں تحریر کیا ہے کہ چھ سال کی

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت. مطلب فی اسقاط الصلوٰة ج ۱ ص ۶۸۵ و ج ۱ ص ۶۸۶ .ط.س.ج ۲ ص ۷۲ ۱۲ ظفیر. (۲) ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلاة نصف صاع من برکا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ماله الخ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵ .ط.س.ج ۲ ص ۷۲) ظفیر.

قضا نمازیں میرے ذمہ واجب ہیں جس میں سے تین سال نو ماہ کی قضا، قضا، پڑھ چکا ہوں اور ۵ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ سے روزانہ ایک روز کی نماز کی قضاء پڑھنا شروع کیا ہے۔ اس تحریر کے علاوہ کوئی دیگر تحریر نہیں پائی جاتی کہ کب تک نماز کی قضا ہوئی۔ ممکن ہے کہ جملہ بقیہ نمازیں ادا کر چکے ہوں۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ایک نماز کے علاوہ کوئی اور نماز کی قضا نہیں پڑھی۔ اس صورت میں شرعاً متوفی کے ترکہ میں سے فدیہ ادا کیا جاوے یا نہیں۔ اگر اس صورت میں فدیہ وغیرہ واجب نہ ہو اور کچھ رقم فدیہ میں اداء کر دی گئی ہو تو میت کو ثواب پہونچے گا۔ اور دیگر معصیات کے لئے کفارہ ہوگا یا نہیں۔

فدیہ میں گیہوں کے علاوہ دوسرا غلہ یا قیمت بھی ادا کرنا درست ہے

(سوال ۲۰۱۹/۳) اگر فدیہ میں گیہوں ادا نہ کیا بلکہ قیمت یا دوسرا غلہ مستحقین کو دیا گیا تو یہ فدیہ ادا ہوگا یا نہیں اور گیہوں کے علاوہ دوسرے غلہ کی کتنی مقدار ادا کی جاوے اور فدیہ کے مستحق زیادہ کون لوگ ہیں۔ اگر رقم فدیہ مدارس اسلامیہ میں طلباء کے لئے بھیجی جاوے تو فیس منی آرڈر و دیگر اخراجات فدیہ میں محسوب ہوں گے یا نہ۔

(جواب) جس شخص کے ذمہ نماز یا روزہ واجب الاداہو اور اس کے پاس مال ہو تو اس کو مرتے وقت فدیہ کے لئے وصیت کر جانا واجب ہے اور در صورت وصیت کر دینے اور مال چھوڑ جانے کے ورثہ میت کے ذمہ اس وصیت کا پورا کر دینا ثلث مال میں سے واجب ہے۔ شامی میں ہے **یعطی عنه ولیه ای من له ولایة التصرف فی ماله بوصایة اوورائة فیلزم ذلك من الثلث ان اوصی والا فلا یلزم الوصی ذلك۔**(۱) اور ایک نماز کا فدیہ بقدر صدقہ فطر کے ہے یعنی نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر یا ان کی قیمت اور اتنا ہی ایک روزہ کا ہے۔ لیکن نماز میں ہر روز کی چھ نمازوں کا حساب لگانا چاہئے کیونکہ وتر جو واجب ہے حکم میں فرض کے ہے اور ورثہ میت باوجود وصیت کر جانے میت کے اور چھوڑ جانے مال کے اگر وصیت کو ثلث مال میں سے پورا نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور میت بھی مواخذہ اخروی سے بری نہ ہوگی تاوقتیکہ اللہ معاف نہ فرمادے۔(۲)

(۲) میت کے ذمہ جس قدر نماز و روزوں کا احتمال قوی ہو اس قدر کا فدیہ ثلث مال میں سے دے دیا جاوے اور اس تحریر میں وصیت کا ذکر نہیں ہے تاکہ وجوب فدیہ کا حکم کیا جاوے۔ اس سے پتہ نمازوں کا لگا سکتے ہیں کہ کتنی نمازیں اس نے اس تاریخ سے قضاء کیں اور کتنی اس کے ذمہ باقی ہیں یعنی تاریخ موت کا حساب لگ سکتا ہے۔ لیکن احتیاط اس میں ہے کہ جس تاریخ سے نمازوں کو قضاء کرنا شروع کیا ہے اس تاریخ سے حساب نمازوں کا لگا کر وقت وفات تک پہلی وصیت کے فدیہ صوم و صلوٰۃ کا ادا کر دیا جائے اور اگر فدیہ زیادہ بھی چلا جاوے تو اس کا بھی ثواب میت کو پہنچے گا اور باعث کفارہ گناہوں کا ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ۔ **ان الحسنات یذھبن السیات.**

(۳) فدیہ میں کھانا کھلائیں خواہ اناج وغیرہ دیں یا اس کی قیمت تصدق کریں۔ سب درست ہے اور گیہوں و شعیر وغیرہ کے علاوہ جو چیزیں غیر منصوصہ ہیں جیسے جوار وغیرہ تو ان کو اس قدر دینا چاہئے کہ ان کی قیمت نصف صاع

---

(۱) ردالمحتار باب قضاء الفوائت. مطلب اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ج ۱ ص ۶۸۵ .ط.س.ج ۲ص ۷۲.۱۲ ظفیر.

(۲) ولومات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ماله (درمختار) ای یعطی عنه ولیه ای من له ولا یة التصرف فی ماله بوصایةاو ورثة فیلزمه ذالك من الثلث ان اوصی (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵ .ط.س.ج ۲ص ۷۲) ظفیر.

گندم یا ایک صاع شیر کی قیمت کے مساوی ہو اور صاع کا وزن انگریزی سے تین سیر چھ چھٹانک ہوتا ہے جس کا نصف چھٹانک کم پونے دو سیر ہوا۔(۱) اور اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ و صدقہ فطر کا مصرف ہے (۲) اور زیادہ مستحق اس کے وہ لوگ ہیں جو زیادہ حاجت مند ہیں جیسے مقروض وغیرہ اور اگر مدرسہ میں طلباء کے واسطے بھیجا جاوے تو یہ بھی اچھا مصرف ہے لیکن فیس منی آرڈر وغیرہ اس میں محسوب نہ ہوگی۔ فقط۔

کفارہ کی رقم مسجد یا کنویں میں لگانا درست نہیں اور کفارہ نماز زندگی میں نہیں ہے

(سوال ۲۰۲۰) ایک لڑکی سخت بیمار ہے اس کے ورثاء کا یہ خیال ہے کہ اس کی نماز کا کفارہ اس کی زندگی میں دے دیا جائے۔ اچھا ہونا ناممکن ہے۔ یا اس کی قیمت مکہ میں دے دیں یا پارچہ وغیرہ غرباء کو بنادیں یا کوئی شخص حج کو جاتا ہو اس کو بطور امانت دے دیں کہ وہاں مساکین کو دے دیں یا کسی مسجد میں یا کسی چاہ مسجد میں لگادیں۔

(جواب) مریض کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ اور کفارہ بعد مرنے کے ہی دیا جاتا ہے اس لئے کہ زندگی میں تو حتیٰ الوسع نماز ادا کرنے کا ہی حکم ہے اگرچہ اشارہ وغیرہ سے ہو۔ الحاصل فدیہ اور کفارہ نماز و روزہ کا بعد انتقال کے دینا چاہئے اور یہ بھی شرط ہے کہ میت وصیت کر جاوے پس بعد انتقال کے جس قدر نمازیں اور روزے اس کے ذمہ رہی ہوں ان کا کفارہ اس طرح ادا کرے کہ ہر ایک نماز کے عوض پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی یا ان کی قیمت مساکین کو دیوے۔ اور اسی طرح ایک روزہ کا کفارہ بھی اسی قدر ہے۔(۳) پس وہ قیمت خواہ مساکین و یتامیٰ اور بیوائوں کو تقسیم کرے یا مدرسہ کے طلباء مساکین کو تقسیم کر دیوے یا اس کا کپڑا خرید کر غرباء کو تقسیم کر دیوے یہ سب جائز ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ کسی حج کو جانے والے کو دے دے کہ مکہ معظّمہ یا مدینہ طیبہ کے مساکین کو تقسیم کر دے لیکن بہتر یہ ہے کہ اپنے ہی شہر کے غرباء کو دیوے اور مسجد یا چاہ میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے فقط۔

حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت کیا ہے

(سوال ۲۰۲۱) حیلہ اسقاط کی تین قسم جو فقہ کی معتبر کتابوں میں مرقوم ہے کہ میت کی جملہ قضاء فرائض واجبات وغیرہ شمار کر کے اس کے فدیہ میں جو گندم مقرر ہو تو پھر کچھ گندم لاکر یا مقرر گندم کی قیمت مقرر کر کے پھر ایک شئی ذی قیمت وارث فقیر کو دے اور پھر فقیر وارث کو اور پھر وارث فقیر کو دے۔ اسی طرح تکرار کرتے رہیں حتی کہ فدیہ کی مقرر گندم کی قیمت پوری ہو جاوے تو فدیہ ادا ہو گا یا نہ۔

---

(۱) یعطی لکل صلاۃ نصف صاع من بر کا لفطرۃ و کذا حکم الوتر والصوم (درمختار) قولہ نصف صاع من بر الخ ای اومن دقیقہ او سویقہ او صاع تمر او زبیب او شعیر او قیمتہ وھی افضل عندنا لا سراعھا بسد حاجۃ الفقیر (ردالمحتار . باب قضاء الفوائت المطلب فی اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ج ۱ ص ۶۸۵ ط.س. ج ۲ ص ۷۲) ظفیر.

(۲) ای مصرف الزکوٰۃ والعشر (درمختار) وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیرہ ذالک من الصدقات الواجبۃ کما فی القھستانی (ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹) ظفیر.

(۳) ولومات وعلیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ و کذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ما لہ (درمختار) قولہ علیہ صلوات فائتۃ ای بان کان یقدر علی ادائھا ولو بالایماء فیلزمہ الایصاء والا فلا یلزمہ وان قلت (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ج ۱ ص ۶۸۵ و ج ۱ ص ۶۸۶ ط.س. ج ۲ ص ۷۲) ظفیر.

قرآن مجید فدیہ میں دینا کیسا ہے

(سوال ۲/۲۰۲۲) میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت اس فدیہ میں مقرر گندم کی برابر کر کے ایک مُلّا یا فقیر کو بیع کر دے اور وہ قیمت اس پر قرض کر کے وہ قرض میت کے اس فدیہ مقررہ کے عوض اسی مشتری کو بخش دے۔

قرآن کی قیمت

(سوال ۳/۲۰۲۳) میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت میت کے فدیہ میں مقرر گندم کی برابر کر کے ایک ملایا فقیر کو وہ قرآن مجید یکبارگی اس فدیہ کے عوض بخش دے یہ تینوں صورتیں درست ہیں یا کیا۔

(جواب)(۱،۲،۳) ان میں سے جس حیلہ کو بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ وہ بصورت ناداری وافلاس ورثہ محض تبرع کے طریق سے فقہاء نے لکھا تھا کہ بضرورت اگر ایسا کر لیا جاوے تو امید ہے کہ میت کے ذمہ کے فرائض ادا ہو جاویں مگر اور ان حیلوں میں جو مفاسد پیش آرہے ہیں کہ ورثہ باوجود استطاعت کے فدیہ مال پورا ادا کرنا نہیں چاہتے اور حیلہ کر لیتے ہیں اور اس کے سوائے دیگر مفاسد شرعیہ بھی ان حیلوں میں ہیں جن کی وجہ سے ایسے حیلوں سے منع کیا جاتا ہے۔(۱) فقط۔

وصیت کے بعد تہائی ترکہ سے نمازوں کا فدیہ ضروری ہے

(سوال ۲۰۲۴) والدہ مرحومہ نے بوقت وفات فرمایا تھا کہ میرے زیور میں سے میری نمازوں کا فدیہ دے دینا اس سے خاص فدیہ مراد ہے یا جس قدر بھی ہو سکے۔ اگر فدیہ مراد ہے تو مقدار کا تعین دشوار ہے کیونکہ جو نمازیں ادا نہیں ہوئیں ان کا کوئی حساب و شمار نہیں۔ یا اس کو وصیت سمجھ کر ایک ثلث دے دیا جاوے۔ اور اس کا مصرف کیا ہے۔ مسجد کے فرش و سائبان وغیرہ میں لگایا جا سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر متوفیہ مرحومہ نے کچھ مال چھوڑا ہے تو ان کی وصیت کے مطابق فدیہ نمازوں فوت شدہ کا ایک ثلث ترکہ تک دینا ضروری ہے اور فوائت کا اندازہ اور تحقیق سے جس قدر نمازیں فوت شدہ تخمیناً معلوم ہوں ان کا فدیہ دیا جاوے۔ فی نماز پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت فدیہ میں دیوے اور مصرف اس کا فقراء ہیں مثل زکوٰۃ و صدقات واجبہ کے۔(۲) مسجد کی مرمت و تعمیر و ضروریات وغیرہ میں جس میں تملیک فقیر نہ ہو دینا درست نہیں ہیں۔(۳) فقط۔

مرض الوفات کے روزوں کا فدیہ نہیں ہوتا صرف نمازوں کا ہوتا ہے

(سوال ۲۰۲۵) ایک عورت کا انتقال ہوا۔ تین سال کے نماز روزے قضا ہوئے ہیں جس کی بابت اس نے قبل از

---

(۱) لو لم یترك ما لا یستقرض وارثه نصف صاع مثلا وید فعه لفقیر ثم ید فعه الفقیر للوارث ثم وثم حتی یتم (درمختار) لم یترك مالاً ای اصلا او كان ما اوصی به لا یفی ،زاد فی الا مداد ولم یوص بشئی واراد الولی التبرع الخ واشار بالتبرع ان ذالك لیس بواجب علی الولی ونص علیه فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی فعلی الدوران اوصی به المیت لانها وصیة بالتبرع والواجب علی المیت ان یوصی بما یفی بما علیه ان لم یضق الثلث عنه فان او صی باقل وامر بالدوروترك بقیة الثلث للورثة او تبرع به لغیر هم فقد اثم بترك ما وجب علیه الخ (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰة عن المیت ج ۱ ص ٦٨٦ و ج ۱ ص ٦٨٧ .ط.س.ج ۲ص۷۳) ظفیر.(۲)ولومات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالكفارة یعطی لكل صلوٰة نصف صاع من بر كا لفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ماله الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٨٥ .ط.س.ج ۲ص۷۲) ظفیر.(۳)لایصرف الی بناء نحومسجد ولا الی كفن میت (الدرالمختارعلی هامش ردالمحتارباب المصرف ج۲ ص ٨٥.ط.س.ج ۲ص ۳٤٤) ظفیر

وفات اپنے شوہر کو یہ کہا تھا کہ میری نماز و روزوں کا اناج دے دینا۔ مرحومہ نے کچھ زیور وغیرہ نہیں چھوڑا۔ جس قدر زیور اس کے پاس تھا اس کے متعلق اس کا شوہر یہ کہتا ہے کہ اس کی بیماری کے زمانہ میں فروخت کر کے علاج میں صرف کر دیا اس وجہ سے وہ اس کے صوم و صلوٰۃ کا فدیہ نہیں دیتا۔ کیا اس کے والدین اداء کرنے کے مستحق ہیں یا اس کے شوہر کے ذمہ ہے۔

(جواب) اس صورت میں متوفیہ کے روزے جو مرض میں فوت ہوئے پھر اسی مرض میں وہ مر گئی اور درمیان میں وہ تندرست نہ ہوئی تو ان روزوں کی قضا اس کے ذمہ لازم نہ ہوئی لہذا فدیہ بھی ان کا ساقط ہوا۔ اور نمازوں کی قضاء بے شک لازم ہوئی اور بصورت ادا ہونے کے فدیہ لازم ہوا۔ لیکن جب کہ متوفیہ نے کچھ ترکہ نہ چھوڑا تو فدیہ نمازوں کا ورثاء کے ذمہ اداء کرنا لازم نہیں ہے۔ البتہ اگر والدین وغیرہما تبرعاً دے دیوے تو یہ اچھا ہے اور امید قبول ہے۔(۱) فقط۔

بلا وصیت فدیہ ورثاء میں سے کسی کے ذمہ لازم نہیں

(سوال ۲۰۲۶) جو عورت مری ہے اس کے شوہر، بیٹا والدین موجود ہیں تو اس کے مال سے کون فدیہ دینے میں افضل ہے کیونکہ شوہر کو روزہ نماز قضا ہونے کا حال معلوم ہے۔

(جواب) جو دے دے وہ اچھا ہے۔ بلا وصیت متوفیہ کے واجب کسی کے ذمہ نہیں ہے۔(۲) فقط۔

---

(۱) ولو لم يترك ما لا يستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويدفعه لغير ثم يد فعه الفقير للوارث ثم و ثم حتى يتم (درمختار) قوله لو لم يترك ما لاالخ اى اصلا اوما اوصى به لا يفى ،زاد فى الا مداد او لم يوص بشئى وارادولى التبرع الخ واشار بالتبرع الى ان ذالك ليس بواجب على الولى، ونص عليه فى تبيين المحارم فقال لا يجب على الولى فعل الدور الخ (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۶ .ط.س.ج ۲ ص ۷۳) ظفير.

(۲) اولم يوص بشئى وارا د الولى التبرع الخ واشاربالتبرع الى ان ذالك ليس بواجب على الولى ونص عليه فى تبيين المحارم فقال لا يجب على الولى (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۶ .ط.س.ج ۲ ص ۷۳) ظفير.

الباب الحادی عشر فی سجود السهود

مسائل سجدہ سہو

قرأت کی تکرار سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۲۷) نماز جمعہ میں امام نے پہلی رکعت میں سورہ دہر شروع کی، نصف سورہ پڑھ کر آگے نہ پڑھ سکا۔ دوبارہ سہ بار پڑھ کر اول سے تب پوری ہوئی ایسی صورت میں نماز جمعہ بغیر سجدہ سہو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ کذافی کتب الفقہ۔(۱)

سنت ظہر میں قعدہ اولیٰ بھول جائے اور سجدہ سہو کرلے تو نماز ہوجائے گی

(سوال ۲۰۲۸) اگر ظہر کی چار رکعت سنت میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول جاوے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہوجائے گی یا نہیں اور اگر دو رکعت سنت مؤکدہ پر درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہوگئی۔(۲) اور درود شریف درمیان کے قعدہ میں پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہے۔(۳) فقط۔

بھول سے کوئی سورت شروع کی پھر دوسری سورت پڑھی تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۲۹) امام نے تراویح کے اخیر دوگانہ کی پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے قل اعوذ کہہ کر فوراً تبت یدا کہا تھا کہ ایک مقتدی نے بطور بتلانے کے قل اعوذ برب الفلق پوری سورۃ پڑھ دی۔ اور دوسری رکعت بھی تمام کردی مگر سجدہ سہو نہ کیا تو اس صورت میں نماز صحیح ہوگی یا دوگانہ مذکور کا اعادہ کرنا ہوگا اور یہ کہ سجدہ سہو ضروری ہے کہ نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ کذافی الدرالمختار۔(۴) فقط۔

تاخیر واجب سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۳۰) تاخیر واجب میں سجدہ سہو کے اندر اختلاف ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) دراصل سجدہ سہو ترک واجب سے ہی لازم ہوتا ہے کہ مگر چونکہ تاخیر واجب میں بھی ترک واجب لازم

---

(۱) یکرہ ان یفتح من ساعته کما یکرہ للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی ایة اخری لا یلزم من وصلها ما یفسد الصلوٰۃ اوالی سورۃ اخری اویر کع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم به الزیلعی وغیرہ وفی روایة قدر المستحب کما رجحه الکمال الخ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۲ ط.س.ج ۱ ص۶۲۲) ظفیر.

(۲) ولو ترك القعود الا ول فی النفل سهوا سجدولم تفسد استحسانا لا نه کما شرع رکعتین شرع اربعا ایضاً الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ۱ ص ۷۰۱ ط.س.ج ۲ ص۸۸) ظفیر.

(۳) ولا یزید فی الفرض علی التشهد فی القعدۃ الا ولی اجماعا فان زادعامدا کرہ فتجب الا عادۃ او ساهیا وجب علیه سجود السهو(درمختار) قوله لا یزید فی الفرض ای وما الحق به کالو تروالسنن الرواتب (ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۶ ط.س.ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر.

(۴) وفی القنیة قرافی الا ولی الکافرون وفی الثانیة الم ترو تبت ثم ذکر یتم وقیل یقطع ویبدأ(درمختار) افادان التنکیس اوالفصل بالقصیرۃ انما یکرہ اذا کان عن قصدفلو سهوا فلا کما فی شرح المنیة واذا انتفت الکراهة فاعراضه عن التی شرع فیها لا ینبغی (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س.ج ۱ ص۵۴۷) ظفیر.

آتا ہے اس لئے تاخیر واجب سے بھی سجدہ سہو لازم آتا ہے۔(۱) فقط۔

اخیر رکعتوں میں سورہ ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا

(سوال ۲۰۳۱) فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں اگر کوئی سورۃ ملالے تو تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اخیر کی دو رکعت میں سورۃ ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔(۲) درمختار میں ہے **ولو زاد لاباس به الخ وفی الشامی فکان الضم خلاف الاولیٰ**(۳) فقط۔

اگر پہلی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا اور کھڑا ہوگیا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۳۲) اول رکعت میں اگر کسی نے ایک سجدہ کیا اور کھڑا ہو گیا تو کیا کرے لوٹ کر دوسرا سجدہ کرے یا دوسری رکعت میں تین سجدے کرے اور سجدہ سہو بھی کرے یا نہیں۔

(جواب) جس وقت یاد آوے کہ ایک سجدہ کیا ہے اسی وقت دوسرا سجدہ کرلیوے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔(۴) فقط۔

شبہ پر نماز توڑنا

(سوال ۲۰۳۳) زید کو پہلی رکعت نماز فرض کے بعد شبہ ہوا کہ ایک ہی سجدہ ادا کیا گیا ہے اس لئے اس نے کھڑے کھڑے سلام پھیر کر نماز از سر نو شروع کی یہ فعل اس کا جائز ہے کہ نہیں۔ گناہ کسی قسم کا تو نہیں ہوا۔

ترک واجب کسی رکعت میں بھی ہو آخیر میں سجدہ سہو لازم ہوگا

(سوال ۲ / ۲۰۳۴) کیا یہ ضروری ہے کہ چار رکعت نماز میں کسی بھی رکعت میں ترک واجب کے شبہ میں کل رکعت کے اختتام پر سجدہ سہو کیا جائے یا نماز توڑ کر جب شبہ ہو دوبارہ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

(جواب) کچھ گناہ نہیں ہوا۔(۵)

(۲) شک اور شبہ کا تو اعتبار نہیں ہے۔ **لان الیقین لا یزول بالشک**۔ لیکن اگر ظن غالب و گمان راجح چاروں رکعات میں سے کسی رکعت میں بھی ترک واجب معلوم ہو تو آخر نماز میں سجدہ سہو کرنا لازم ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) ولایجب السجود الا بترک واجب اوتاخیرر کن الخ وفی الحقیقة وجوبه بشئی واحدوهو ترک الواجب کذا فی الکافی (عالمگیری مصری باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۱۸) ظفیر.

(۲) وضم اقصر سورة الخ فی الا ولیین من الفرض وهل یکره فی الا خریین المختار لا (در مختار) ای لا یکره تحریما بل تنزیها لانه خلاف السنة قال فی المنیة وشرحها فان ضم السورة ای الفاتحة ساهیا یجب علیه سجدة السهو فی قول ابی یوسف لتا خیر الرکوع من محله وفی اظهر الروایات لایجب لان القراءة فیهما مشروعة من غیر تقدیر والا قتصار علی الفاتحة مسنون لا واجب اه الخ فلا ینا فی کونه خلاف الا ولی کما افاد فی الحلیة (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷ .ط.س.ج ۱ ص ۴۵۹)(۳) ایضاً. ظفیر.(۴) ولا یجب السهو الا بترک واجب او تاخیره او تاخیر رکن او تقدیمه الخ (عالمگیری مصری باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۱۸ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۲۶) ظفیر.

(۵) واذا شک فی صلاته من لم یکن ذالک ای الشک عادة له الخ کم صلی استانف بعمل منا ف وبا لسلام قاعدا اولی لا نه المحلل وان کثر شکه عمل بغالب ظنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۵ .ط.س.ج ۲ ص ۹۲) ظفیر.(۶) یجب الخ بترک واجب مما مر فی صفة الصلوٰة سهوا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۳ .ط.س.ج ۲ ص ۸۰) ظفیر.

قعدہ اخیرہ میں تحیات دوبارہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا

(سوال ۲۰۳۵) اخیر قعدہ میں دو دفعہ التحیات پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔(۱) فقط۔

آیات کے دہرانے سے سجدہ سہو نہیں لازم ہوتا

(سوال ۲۰۳۶) اگر کسی نے نماز میں قرأت مکرر پڑھی مثلاً کسی نے سورۃ النصر شروع کر کے افواجاً پر ٹھہرا پھر دوبارہ افواجاً فسبح سے ختم کیا سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں۔

بقدر واجب قراءۃ کے بعد قرأۃ میں غلطی مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۳۷/۲) اگر کوئی ضم سورۃ میں آیۃ کے اوپر مثلاً افواجاً پر غلطی ہو تو سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو اس میں لازم نہیں آتا۔(۲)

(۲) سجدہ سہو نہیں آتا لیکن اگر غلطی ایسی ہے جو مفسد صلوٰۃ ہے تو نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر غلطی ایسی ہے جس سے فساد نماز کا حکم ہو تو نہ نماز فاسد ہوگی اور نہ سجدہ سہو لازم ہوگا۔ فقط۔

امام کے ساتھ مسبوق اگر سلام پھیر دے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی سجدہ سہو کافی ہے

(سوال ۲۰۳۸) مسبوق سہواً معیت امام سلام پھیر کر دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے تو نماز فاسد ہوگی یا نہ۔

(جواب) شامی باب سجود السہو میں ہے **قوله والمسبوق يسجد مع امامه قيد بالسجود لا نه لا يتا بعه فى السلام بل يسجد معه ويتشهد. فاذاسلم الامام قام الى القضاء فان كان عامداً فسدت والا لا ولا سجود عليه ان سلم سهواً قبل الا مام او معه وان سلم بعده لزمه لكونه منفرداً حينئذ . بحر . واراد بالمعية المقارنة وهو نادر الوقوع كما شرح المنية۔**(۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ معیت حقیقتاً نادر الوقوع ہے لہذا سلام مسبوق امام کے کچھ بعد ہی ہوگا۔ پس اگر یہ سہواً ہے سجدہ سہو مسبوق پر آخری نماز میں لازم ہے اور نماز ہو جاوے گی۔ فقط۔

جب یہ معلوم نہ ہو کہ سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں تو نمازی کیا کرے

(سوال ۲۰۳۹) بعض مرتبہ نماز میں سہو ہونے پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اور جب کہ علم نہ ہو کہ اس سہو سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے یا نہیں تو سجدہ سہو کر لینا احوط ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ولو كرر التشهد فى القعدة الا ولى فعليه السهو الخ ولو كرره فى العقدة الثانية فلا سهو عليه كذا فى التبيين (عالمگیری مصری . باب سجود السهو الباب الثانى عشر ج ۱ ص ۱۱۹ .ط.ماجدیه ج۱ ص۱۲۷) ظفیر.

(۲) ويجب له تشهد وسلام الخ بترك واجب مما مر (درمختار) بترك واجب اى من واجبات الصلاة الا صلية لاكل واجب الخ (ردالمحتار باب سجودالسهو ج ۱ ص ۶۹۳ .ط.س.ج ۲ ص۷۸) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۶۹۵ و ج ۱ ص ۶۹۶ .ط.س.ج ۲ ص ۸۲.۸۱ ظفیر.

(٤)

ایک رکعت میں دو رکوع کرنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۴۰) ایک رکعت میں اگر دو رکوع کئے جاویں اور سجدہ سہو بھی نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ مثلاً نماز عید الاضحیٰ میں امام صاحب نے ۱۲ تکبیروں کے ساتھ نیت باندھنا فرمایا ہے اور دوسری رکعت میں دو رکوع کے درمیان بقیہ تین تکبیریں ادا کیں اور سجدہ سہو نہ کیا گیا۔ جب امام سے کہا گیا کہ نماز نہیں ہوئی اگرچہ غلطی تسلیم کر لی مگر نماز نہ لوٹائی کیا وہ امام قابل امامت ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز عیدین میں امام صاحبؒ کے مذہب کے موافق ہر ایک رکعت میں تین تین تکبیریں زائد ہیں۔(۱) بارہ تکبیرات نہیں ہیں اور ترک واجب اور تاخیر واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور دو دفعہ رکوع کرنے سے بھی سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہے لیکن نماز عیدین میں بوجہ اژدحام کثیر کے ترک سجدہ سہو سے نماز صحیح ہے۔(۲) فقط۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد مقتدی نے پھر لوٹائی تو دونوں میں کون درست ہوئی

(سوال ۲۰۴۱) مقتدی نے نماز لوٹائی تو ایسی صورت میں اس کی نماز جو جماعت سے پڑھی تھی وہ درست ہوئی یا جو علیٰحدہ پڑھی تھی وہ درست ہے۔

(جواب) اگر ترک واجب وغیرہ کی وجہ سے نماز لوٹائی گئی تو فرض پہلے ادا ہو چکا ہے لوٹانے میں اس کی تکمیل ہے یعنی جو نقصان رہ گیا تھا اس کو پورا کیا گیا ہے اور جبر نقصان کیا گیا ہے۔(۳) فقط۔

فاتحہ اور درمیان قعدہ میں تحیات کے بعد کتنی تاخیر سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے

(سوال ۲۰۴۲) فاتحہ کے بعد اور دوسری رکعت میں تشہد کے بعد اور تیسری رکعت میں کھڑا ہونے کے وقت کتنے توقف سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

(جواب) بقدر ادائے رکن اگر توقف سہواً کیا جاوے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا، در مختار و تاخیر **قیام الی الثالثة بزيادة علی التشهد بقدر رکن الخ**۔(۴) فقط۔

تیسرے سجدہ کی وجہ سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۴۳) کل نماز جمعہ میں ایک نئی صورت پیش آئی یعنی دوسری رکعت میں امام نے دوسرا سجدہ کرنے کے بعد تیسرا سجدہ کرنے کا قصد کیا تو مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا مگر امام سجدہ میں پہنچ گیا جملہ مقتدیوں نے اقتداء کی اکثر مقتدیوں کا بیان ہے کہ امام بلا تکبیر اٹھ گیا اور تشہد ختم کر کے سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرا اس وقت تک

---

(۱) ويصلی الامام بهم رکعتين مثنيا قبل الزوائد وهی ثلاث تکبيرات فی کل رکعة (الدر المختار) هذا مذهب ابن مسعود وکثير من الصحابة ورواية عن ابن عباس وبه اخذ ائمتنا الثلاثة (ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۹.ط.س.ج ۲ص۱۷۲) ظفير.(۲) والسهو فی صلاة العيد والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتا خرين عدمه فی الاوليين لد فع الفتنة کما فی جمعة النحر واقره المصنف وبه جزم فی الدر (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ۱ ص ۷۵.ط.س.ج ۲ص۹۲) ظفير.(۳) ولها واجبات لا تفسد بترکها ونعا دو جوبا الخ والمختار انه جابر للاول لان الفرض لا يتکرر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة مطلب فی واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۴ و ج۱ ص ۴۲۶ .ط.س.ج ۱ص۴۵۶) ظفير.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۴ ۲.ط.س.ج ۲ص ۱۲.۸۱ ظفير.

بجز دو تین مقتدیوں کے بقیہ مقتدی سجدہ ہی میں تھے، السلام کا لفظ سن کر فوراً سجدہ سے اٹھے اور امام کے ساتھ سلام میں شریک ہوئے اور سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی بجز دو تین مقتدیوں کے تمام نے بلا قعود اور تشہد سلام سہو میں امام کی متابعت کی۔ اس کے بعد جھگڑا ہوا۔ اکثر کی رائے یہ ہوئی کہ سب کی نماز ہو گئی اس لئے نماز نہیں لوٹائی گئی۔

تیسرے سجدہ میں اگر اقتدانہ کرے

(سوال ۲/۲۰۴۴) جو مقتدی تیسرے سجدے میں اتباع نہ کرے اس کا کیا حکم ہے۔

مقتدی کو سلام سہو میں اقتدا کرنی چاہئے

(سوال ۳/۲۰۴۵) مقتدی بجز امام کے ساتھ سلام سہو میں اتباع کرنے کے اور کیا کر سکتے تھے۔

(جواب) (۱) اس صورت میں، نماز سب کی ہو گئی کیونکہ جو مقتدی سلام سجود سہو میں شریک امام ہو کر سجدہ میں امام کے ساتھ گئے اور سجدہ سہو کے بعد امام کے ساتھ قعدہ کیا اور تشہد وغیرہ حسب قاعدہ پڑھا تو ان کو یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نہ قعود کیا اور نہ تشہد پڑھا۔(۱)

(۲) اس کی نماز صحیح ہے۔(۲)

(۳) مقتدی مدرک کا یہی حکم ہے اور مسبوق سلام سہو میں امام کے شریک نہ ہو سجدہ میں شریک ہو۔(۳)

امام باوجود تسبیح کے پانچویں رکعت شروع کر دے تو مقتدی اقتدانہ کرے

(سوال ۲۰۴۶) جب امام چار رکعت کے بجائے پانچویں رکعت شروع کر دے اور مقتدیوں کے بار بار متنبہ کرنے پر بھی قعود نہ کرے تو امام کی اقتداء کی جائے یا نہیں۔

(جواب) پانچویں رکعت میں اقتداء نہ کریں۔ در مختار میں ہے کہ اگر امام بغیر قعود اخیرہ پانچویں رکعت کی طرف اٹھا تو مقتدی بیٹھے رہیں اور اس کے لوٹنے کا انتظار کریں۔ اگر وہ لوٹا تو مقتدی اس کے ساتھ ہو جاویں اور اگر امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو مقتدی سلام پھیر کر نماز ختم کر دیں۔(۴) اور اگر امام نے قعدہ اخیرہ نہ کیا اور بلا قعود پانچویں رکعت کی طرف اٹھ گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو پھر مسئلہ معروف ہے کہ کسی کی نماز فرض اداء نہیں ہوئی۔(۵) فقط۔

مغرب میں سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی پھر یاد دلانے پر سورۃ آواز سے تو سجدہ سہو کرے گا یا نہیں

(سوال ۲۰۴۷) امام نے مغرب کی نماز کی نیت باندھ کر سبحانک اور سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی ایک مقتدی نے یاد

....

(۱) نعم تکون المتابعة فرضا بمعنى ان ياتي بالفرض مع امامه اوبعده كما لوركع امامه فركع معه مقارنامعاقبا او شاركه فيه الخ (ردالمحتار مطلب مهم فى تحقيق المتابعة ج ۱ ص ۴۳۹ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۱) ظفير.

(۲) وانه ليس له ان يتا بعه فى البدعة والمنسوخ وما لا تعلق له بالصلاة فلا يتابعه لوزاد سجدة الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب فهم فى تحقيق متابعة الامام ج ۱ ص ۴۳۹ .ط.س. ج ۱ ص) ظفير.

(۳) ولو سلم ساهيا ان بعد امامه لزمه السهو والا لا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة مطلب فى المسبوق ج ۱ ص ۵۶۰ .ط.س. ج ۲ ص ۵۹۹) ظفير. (۴) وان قعد فى الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عادوسلم قام صح ثم الا صح ان القوم ينتظر انه فان عاد تبعوه وان سجد للخامسة سلموالان اتم فرضه ، اذا لم يبق عليه الا السلام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۰ .ط.س. ج ۲ ص ۷۸) ظفير.

(۵) وسها عن القعود الا خير عاد مالم يقيدها بسجدة الخ وان قيدها بسجدة عامدا اونا سيا اوسا هيا او مخطئا تحول فرضه نفلا برفعه الجبهة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸ .ط.س. ج ۲ ص ۸۳) ظفير.

دہانی کی غرض سے الحمد بآواز بلند کہاتب امام نے سورہ فاتحہ کے بعد کی سورۃ کو جہر سے پڑھااور سجدہ سہو کیا۔ سجدہ سہو سے نماز درست ہوئی یا نہیں۔ اور اس حالت میں سجدہ سہو ضروری تھا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اور سجدہ سہو اس صورت میں واجب تھا سجدہ سہو کر لینے سے نماز بلا کراہت صحیح ہوگئی۔(۱) فقط۔

متشابہ لگنے پر آیت کے تکرار سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۴۸) امام نے نماز جمعہ میں سورہ جمعہ پڑھی اور ملک القدوس پر متشابہ لگا، امام سورۃ کو دہراتا رہا۔ اسی دوران میں ایک مقتدی نے لقمہ دیا لیکن امام نے لقمہ کا خیال نہیں کیا اور خود ہی درست پڑھ کر نماز ختم کی، سجدہ سہو نہیں کیا نماز ہوئی یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہ تھا نماز صحیح ہوگئی۔(۲) فقط۔

اخیر رکعت میں بعد تشہد کھڑا ہو کر بیٹھا تو سجدہ سہو کب کرے

(سوال ۲۰۴۹) اگر آخر رکعت میں بعد تشہد کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا تو پھر تشہد پڑھے یا سلام پھیر کر تشہد سجدہ سہو کا پڑھے۔ ایک یہ کہ قیام تام کے بعد فوراً بیٹھ گیا۔ دوسرے کچھ پڑھ کر، تیسرے ختم سورۃ کے بعد ہر سہ حالات کا ایک حکم ہے یا مختلف۔

(جواب) ہر سہ حالت میں بیٹھ کر پھر تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کر کے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔(۳) فقط

نابینا جس کی ایک رکعت امام کی غلطی سے رہ جائے

(سوال ۲۰۵۰) ظہر کی نماز میں امام سہواً درمیانی قعدہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ جماعت میں ایک نابینا بھی تھا وہ اپنی یاد کے موافق تشہد پڑھنے لگا اور بوجہ بے بصر ہونے کے امام کی متابعت نہ کی، الغرض نابینا فرض و واجب ادا کرتا ہوا قعدہ اخیرہ میں امام سے جاملا اور امام کے ساتھ سجدہ سہو بھی کیا پھر امام نے سلام پھیرا تو یہ نابینا اس خیال سے کہ میں پیچھے رہ گیا تھا کھڑا ہو گیا اور ایک رکعت ادا کی جو اس کی پانچویں تھی آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں۔

---

(۱) والجهر فيما يخافت فيه للامام وعكسه لكل مصل فى الا صح تقديره ما تجوزبه الصلاة فى الفصلين وقيل قائله قاضى خان يجب السهو بهما اى با لجهر والمخافتة مطلقا اى قل او كثير (در مختار) وقال فى شرح المنية والصحيح ظاهر الرواية وهو التقدير بما تجوزبه الصلوٰة من غير تفرقة لان القليل من الجهر فى موضع المخافتة عفوايضا (ردالمحتار باب سجود السهو ج ١ ص ٦٩٤ .ط.س.ج٢ص ٨١) ظفير.

(۲) بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ج ١ ص ٥٨٢ .ط.س.ج١ص ٦٢٢) اور سجدہ سہو ترک واجب اور اس کی تقدیم و تاخیر سے واجب ہوتا ہے، جو یہاں پایا نہیں گیا ۱۲ ظفیر۔

(۳) وان قعد فى الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عاد وسلم ولوسلم قائما صح (درمختار) قوله قام اى ولم يسجد قوله عاد ولم اى عاد للجلوس لما مران مادون الركعة محل للرفض وفيه اشارة الى انه لايعيد التشهد وبه صرح فى البحر قال فى الا مداد والعود للتسليم جالساسنة الخ (ردالمحتار باب سجود السهو ج ١ ص ٧٠٠ .ط.س.ج٢ص ٨٧) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں تشہد لوٹایا نہیں جائے گا واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(جواب) اگر اس نابینا نے آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو اس کی نماز ہو گئی۔(۱) فقط۔

عیدین میں تکبیر زائد میں کمی کی تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۰۵۱) زید نے عید کی نماز پڑھائی تو رکعت اولیٰ میں بجائے چار تکبیروں کے تین تکبیریں ادا کی آیا وہ نماز ہوئی کہ نہیں۔

(جواب) تکبیرات عیدین واجب ہیں علاوہ تکبیر افتتاح ورکوع کے تین تین واجب ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی تکبیر چھوڑے گا ترک واجب ہو گا اور ترک واجب سے سجدہ لازم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ نماز عیدین میں سجدہ سہو نہیں ہے لہذا نماز ہو گئی۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فرض کا قاعدہ اخیرہ بھول کر چھوڑ دیا اور پانچویں رکعت ملالی تو کیا وہ نفل ہو جائیں گی

(سوال ۲۰۵۲) جس شخص نے سہو کیا قعدہ اخیرہ سے اور مقید کیا سجدہ سے۔ کہتے ہیں کہ تحول فرضه نفلاً حالانکہ نفلوں میں فرماتے ہیں لان کل شفع من النفل صلوٰة علیحدة بدلیل نقل مع حوالہ صفحہ کتاب و مطبع تحریر فرمائیں۔

(جواب) "فرضه نفلا" (۳) خود مصرح ہے اس کے لئے اور کسی حوالہ کی ضرورت نہیں ہے اور کل شفع من النفل صلوٰةعلیحدة بھی قاعدہ صحیح ہے۔ لیکن یہاں سجدہ سہو سے اس کا انجبار کر دیا گیا۔ فقط۔

ترک سجدہ سہو عمداً اور نسیاناً کا حکم

(سوال ۲۰۵۳) ترک سجدہ سہو بھول میں اور عمداً میں فرق ہے کہ نہیں۔ اگر بھول گیا اعادہ نماز کا کرے یا نہ کرے۔

(جواب) قضا اس نماز کی واجب ہے اور ترک سجدہ سہو عمداً و سہواً برابر ہے۔(۴)

اگر چار رکعت والی نماز میں سہواً تیسری رکعت پر بھی بیٹھ گیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۵۴) اگر کسی نے چار رکعت نماز شروع کی اور تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ گیا تو نماز صحیح ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب ہے نماز صحیح ہے۔

رکوع میں بھول سے سجدہ کی تسبیح پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۵۵) رکوع میں سہواً سجدہ کی تسبیح پڑھے یا بر عکس تو نماز میں کچھ خرابی تو نہ ہو گی۔

---

(۱) یعنی اس پانچویں رکعت میں سجدہ سہو کیا تب تو نماز ہو گئی ورنہ واجب الاعادہ ہے۔ و کذاللاحق لکنه یسجد فی اخر صلا ته ولو سجد مع امامه اعاده (درمختار) ولا حقا بر کعة فسجد امامه للسهو فانه یقضی رکعة بال قراة لانه لا حق ویتشهد ویسجد للسهو الخ (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۶. ط.س. ج۲ ص ۸۳) ظفیر.

(۲) والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الا ولیین لدفع الفتنة کما فی جمعةالبحر واقره المصنف وبه جزم فی الدرر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ص .ط.س. ج۲ ص ۹۲) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸. ط.س. ج۲ ص ۸۵. ۱۲ ظفیر.

(۴) ولها واجبات لا تفسد بتر کها وتعا دوجوبا فی العمدو السهو ان لم یسجد له وان لم بعدها یکون فاسقاآثما (درمختار) قوله ان لم یسجد له ای للسهو (الدر المختارعلی هامش ردالمحتارمطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۵. ط.س. ج۱ ص ۴۵۶) ظفیر.

(جواب) کچھ خرابی نہ ہوگی۔(۱) فقط۔

سجدہ میں رکوع کی تسبیح

(سوال ۲۰۵۶) رکوع کی تسبیح سجدہ میں کہہ رہا تھا، سجدہ ہی میں یاد آنے پر سجدے کی تسبیح کہے یا رکوع کی تسبیح کافی ہوگی۔

(جواب) سجدہ کی تسبیح کہنی چاہئے تا کہ سنت کے موافق ہو(۲)۔

ترک تعدیل اور سجدہ سہو

(سوال ۲۰۵۷) قومہ اور جلسہ بوجہ تعجیل مصلی موافق واجب ادا نہ ہو تو سجدہ سہو واجب ہو گیا یا نہ۔

(جواب) سجدہ سہو اس فعل سے واجب ہوتا ہے جو سہواً ہو اور جو لوگ عمداً وعادۃً قومہ و جلسہ پورا نہیں کرتے اس میں سجدہ سہو نہیں ہے بلکہ ایسی نمازوں کا اعادہ واجب ہے کیونکہ ترک واجب عمداً کرنے سے اعادہ واجب ہوتا ہے۔(۳) فقط۔

سجدہ سہو کے لئے صرف ایک طرف سلام پھیرے

(سوال ۲۰۵۸) جو شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اور کسی رکن کے بھول جانے پر سجدہ کرتے وقت دونوں جانب سلام پھیرے یا صرف دائیں جانب بینوا توجروا۔

(جواب) صرف ایک طرف سلام پھیرے، اگر دونوں طرف پھیر دیا کچھ حرج نہیں تب بھی سجدہ سہو کرے۔(۴) فقط۔

مسبوق نے دونوں طرف سلام پھیر دیا پھر یاد دلانے پر کھڑا ہوا، کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۵۹) ایک شخص دوسری رکعت میں شامل ہوا اور امام کی ہمراہ تینوں رکعت پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیا۔ مقتدیوں میں سے ایک نے کہا کہ تیری رکعت باقی ہے یہ کہنے سے اسے یاد آ گیا اور اس نے کھڑے ہو کر باقی ماندہ ایک رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا اس صورت میں نماز ہو گئی یا نہ۔ مولوی عبدالحی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں اس صورت میں اس کی نماز نہیں ہو گی کیونکہ یاد دلانے والا خارج صلوٰۃ ہے۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر ایسی صورت میں اس کے کہنے سے فوراً اٹھ کھڑا ہوا تو نماز فاسد ہو گئی اور کچھ توقف کر کے خود یاد کر کے اٹھا تو نماز صحیح ہے۔ اگر سجدہ سہو کر لیوے گا نماز بلا کراہت ہو جاوے گی۔ مولانا عبدالحی مرحوم کا فتویٰ غالباً پہلی صورت کے متعلق ہو گا۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویلزمه السهو اذا زاد فی صلاته فعلا من جنسها لیس منها وهذا یدل علی ان سجدة السهو واجبة هو الصحیح لا نها تجب لجبر نقصان تمکن فی العبادة (هدایه باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۴۰) ظفیر. (۲) ویسبح فیه (ای فی الرکوع) واقله ثلاثا فلو ترکه او نقصه کره تنزیها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۱. ط.س. ج۲ ص ۴۹۴) اور یہاں چھوڑا بھی نہیں، بلکہ الفاظ بدل گئے۔ اس سے کچھ حرج نہیں ۱۲ ظفیر. (۳) ولها (ای للصلوٰة) واجبات لا تفسد بترکها وتعاد وجوبا فی العمد والسهو ان لم یعدها یکون فاسقا اثما (درمختار) قوله ان لم یسجدله ای للسهو هذا قید لقوله والسهو اذ لاسجود فی السهو (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۵. ط.س. ج۱ ص ۴۵۶) ظفیر. (۴) یجب له بعد سلام واحد عن یمینه فقط لانه المعهود وبه یحصل التحلیل وهو الا صح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۱. ط.س. ج۲ ص ۷۸) ظفیر. (۵) وفی القنیه قیل لمصل منفرد تقدم فتقدم بامره الخ فسدت صلاته وینبغی ان یمکث ساعة ثم یتقدم برای نفسه (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۳. ط.س. ج۱ ص ۵۷۱) حتی لو امتثل امر غیره فقیل له تقدم فتقدم الخ فسدت بل یمکث ساعة ثم یتقدم برائه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۱. ط.س. ج۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

فاتحہ کے بعد دیر تک خاموش رہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۶۰)اگر امام یا منفرد الحمد پڑھ کر بقدر پڑھنے ایک آیۃ طویل یا سہ آیت قلیل کے دانستہ خاموش کھڑا رہ کر بعد میں ضم سورہ کرے تو اس پر سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں۔

(جواب)سجدہ سہو اس پر لازم ہے۔ کما قال فی الدر المختار وتفکرہ عمداً حتیٰ شغله عن رکن(۱)وتحقیقه فی الشامی۔فقط۔

امام عشاء میں تیسری رکعت میں بیٹھ گیا مگر فوراً کھڑا ہو گیا، تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۶۱)امام عشاء کی نماز میں سہواً تیسری رکعت پر بیٹھا، مقتدی کے بتلانے پر فوراً کھڑا ہو گیا دیر نہیں لگی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں کہ امام دیر تک نہیں بیٹھا فوراً کھڑا ہو گیا سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا اور نماز صحیح ہو گئی۔ کذا فی الشامی۔(۲)فقط۔

سنت قبل الظہر میں قاعدہ اولیٰ بھول جانے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۶۲)کسی شخص نے چار رکعت سنت قبل الظہر کی نیت کی اور قعدہ اولیٰ فراموش کر کے سیدھا کھڑا ہو ابعدہ قعدہ کیا اور آخر میں سجدہ سہو نہ کیا یہ نماز صحیح ہو گی یا نہیں۔ اس پر اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب)سجدہ سہو نہ کرنے کی وجہ سے اعادہ واجب ہے۔(۳)

اگر گھٹنا کھڑا نہیں کیا ہے تو بیٹھ جائے

(سوال ۲۰۶۳)اگر سیدھا کھڑا نہ ہوا اور نہ اس کے گھٹنے زمیں سے علیحدہ ہوئے اس صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے آیا قعدہ کرے یا کھڑا ہو جائے۔

(جواب)قعدہ کرے اور سجدہ سہو واجب نہیں۔(۴)فقط۔

گھٹنے زمیں سے اٹھ گئے مگر سیدھا کھڑا نہ ہوا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۶۴)اگر سیدھا کھڑا نہ ہوا اور گھٹنے زمین سے علیحدہ ہو گئے ہوں کھڑا ہونے اور بیٹھنے کے درمیان کی حالت ہو تو اس کو لوٹ آنا چاہئے یا کھڑا ہو جانا چاہئے اور سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ اور اس کو اعادہ کرنا پڑے گا یا نہیں

(جواب)اس حالت میں لوٹ آنا چاہئے اور قعدہ کرنا چاہئے اور سجدہ سہو واجب نہیں۔ کما فی الدر المختار

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۳.ط.س.ج۲ص ۸۰.۱۲ ظفیر.

(۲)وکذا العقدة فی اخر الرکعة الا ولی او الثالثه فیجب ترکها یلزم من فعلها ایضا تاخیر القیام الی الثالثة او الرابعة عن محله وهذا اذا کانت القعدة طویلة اما الجلسة الخفیفة التی استحبها الشافعی فترکها غیر واجب عند نا (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۳۸ .ط.س.ج۱ص ۴۷۱) ظفیر.(۳)ولها واجبات لا تفسد بترکها وتعادو جو با فی العمد والسهوالخ وهی قراء ة فاتحة الکتاب الخ والقعود الا ول ولوفی نفل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة.ط.س.ج۱ص ۴۵۶) ظفیر.(۴)سها عن القعود الا ول من الفرض ولو عملیا واما النفل فیعود ما لم یقیدها با لسجدة ثم تذکره عاد الیه وتشهد و لا سهو علیه فی الاصح مالم یستقم قائما فی ظاهر المذهب هو الا صله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸ .ط.س.ج۲ص۸۳)

عاد الیه وتشهد ولا سهو علیه فی الا صح مالم یستقم قائماً فی ظاهر المذهب وهو الاصح ۔(۱) فتح۔
اور دوسرا قول اس کے مقابل یہ ہے کہ اقرب الی القعود ہو تو بیٹھ جاوے اور اقرب الی القیام ہو تو نہ بیٹھے اور سجدہ سہو کرے۔ فقط۔

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کی جگہ الحمد للہ پڑھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۶۵) صلوٰۃ التسبیح میں الحمد سے پہلے سبحان اللہ پڑھا گیا اور بجائے تسبیح کے اگر الحمد پڑھی گئی تو سجدہ سہو آوے گا یا نہیں۔

صلوٰۃ التسبیح میں قرأۃ کے بعد رکوع میں چلا گیا

(سوال ۲۰۶۶/۲) صلوٰۃ التسبیح میں قرأت کے بعد بھول کر رکوع میں چلا گیا، رکوع میں یاد آیا اور رکوع میں اس تسبیح کو پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔
(جواب)(۱، ۲) نماز ہو گئی سجدہ سہو واجب نہیں ہوا۔ فقط۔

فاتحہ و قرأت کے درمیان کس قدر تاخیر سے سجدہ سہو ہوتا ہے

(سوال ۲۰۶۷) در بہشتی زیور مرقوم است کہ اگر تاخیر قدر سہ بار سبحان اللہ گفتن درمیان فاتحہ وسورۃ شد سہو واجب میشود و دیگر فقہاء در قدر تسبیح می فرمایند پس کدامے قول معتبر است۔
(جواب) ایں چہ در بہشتی زیور است ہماں است مختار محققین قال فی شرح المنیه ا والصحیح ان قدر زیادة الحرف ونحوه غیر معتبر فی جنس ما یجب به سجود السهوانما المعتبر قدر ما یودی فیه رکن کما فی الجهر من یخافت وعکسه وکما فی التفکر حال الشك ونحوه الخ ص ۳۲۱. فقط۔

مغرب میں اخیر قعدہ کے بعد امام کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۶۸) مغرب کے وقت امام تینوں رکعت پوری کر کے قعدہ اخیرہ سے سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی بیٹھے رہے اور جب کہ چند مقتدیوں نے اللہ اکبر کہا تو امام پھر بیٹھ گیا اور ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کیا، پھر اختلاف ہونے کی وجہ سے دوباہ نماز ادا کی، آیا نماز سجدہ سہو سے ادا ہو گئی یا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔
(جواب) وہ نماز سجدہ سہو ادا کرنے سے صحیح وکامل ہو گئی تھی، دہرانے کی ضرورت نہ تھی۔(۲) فقط۔

عشا کی اخیر رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۶۹) اگر کوئی امام عشاء کی اخیر رکعتوں میں جہر کرے تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ السر فیما یسر والجهر فیما یجهر واجب کا قاعدہ تو سجدہ سہو کو چاہتا ہے اور چونکہ فی نفسہ قرأۃ ان میں واجب نہیں لہذا واجب نہ ہونا چاہئے کیونکہ واجب ماننے سے زیادتی صفت علی الذات لازم آتی ہے۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۷ ط.س. ج۲ ص ۸۳ ۱۲ ظفیر.
(۲) ولوسها عن القعود الا خیر کله او بعضه عاد الخ مالم یقیدها بسجدة لان مادون الرکعة محل الرفض وسجد للسهو لتاخیر القعود (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸ ط.س. ج۲ ص ۸۵) ظفیر.

ظہر کی اخیر رکعتوں میں جہر سے سجدہ سہو

(سوال ۲/ ۲۰۷۰)اور ظہر کی اخیر رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدہ سہولازم ہوگایانہ۔

(جواب)اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا کیونکہ عشاء کی اخرین میں اگر قراءۃ پڑھے تو بسر لازم ہے جیسا کہ شامی میں ویسر فی غیرھا کی تفسیر میں لکھاہےقوله ویسر فی غیرھا وھو ثالثة من المغرب والا خریان من العشاء الخ(۱)پس عشاء کی اخیر میں اگرچہ قراءۃواجب نہیں ہے لیکن اگر قراءۃ کرے تواخفاء لازم ہے۔

(۲)اور ظہر کی اخرین میں جہر کرنے سے بھی سجدہ سہولازم ہوگا۔(۲)فقط۔

عید کی دوسری رکعت میں تکبیر زوائد چھوڑ کر امام رکوع میں گیا پھر رکوع سے اٹھ کر تکبیرات کہی کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۷۱)نماز عیدالاضحیٰ کی دوسری رکعت میں امام نے سہواًبلا تکبیر پکارے ہوئے رکوع کیا، کچھ لوگوں نے تکبیر رکوع بھی ضرور ادا کی اور امام صاحب نے تسبیح رکوع ادا نہیں کی واللہ اعلم بالصواب۔جماعت کثیر تھی یعنی مسجد کی چھت پر بھی مقتدی لوگ تھے پھر امام نے قیام کر کے تکبیرات پکارااور دوبارہ رکوع و قیام کیااور سجود ادا کر کے بدون ادائے سجدہ سہو سلام پھیر دیابصورت مذکورہ بالا نمازبلا کدامی نقص ادا ہوئی یا نہیں۔

(جواب)امام اگربلا تکبیرات زوائد کہے دوسری رکعت کے رکوع میں چلا گیاتواس کونہ چاہئے تھا کہ پھر رکوع سے قیام کی طرف لوٹ کر تکبیرات کہتابلحہ درمختار میں اس کو مفسد صلوٰۃ کہاہےاگرچہ شامی نے کہاکہ صحیح ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوئی کذا نقله عن ابن الھمام فی العود الی القعود الا ول بعد القیام۔(۳)قال فی الدر المختار ولا یعود الی القیام لیکبر فی ظاھر الروایة فلو عاد ینبغی الفساد وفی الشامی وقد علمت ان العود روایة النوادر علی انه یقال علیه ما قاله ابن الھمام فی ترجیح القول لعدم الفسادفیما لو عاد الی القعود الاول بعد ما استقم قائما الخ۔(۴)اور صلوٰۃ عید وجمعہ میں بوجہ اژدحام کثیر کے متاخرین نے یہ فتویٰ دیاہے کہ اگر کوئی سہو ہو توسجدہ سہونہ کرے۔ لئلا یقع الناس فی الفتنة ۔فقط۔

مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں میں کوئی واجب ترک کردے تواس پر سجدہ سہو ہے یانہیں

(سوال ۲۰۷۲)اگر مسبوق امام کے ساتھ ظہر کی چوتھی رکعت میں یا قعدہ آخری میں ملے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر اپنی نماز ادا کرتے ہوئے اس سے کوئی واجب ترک ہو جائے پس وہ مسبوق سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

---

(۱)ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۴۹۷ .ط.س.ج۱ ۵۳۲ ۱۲ ظفیر.

(۲)ولو جھر الا مام فیما یخافت اوخافت فیما یجھر تلزمه سجدتا السھو لان الجھر فی موضعه والمخافتة فی موضعھا من الواجبات الخ (ھدایه باب سجود السھو ج ۱ ص ۱۴۱)ظفیر.

(۳)ای وان استقام قائما لا یعود لاشتغاله بفرض القیام وسجد للسھو لترك الواجب فلو عاد الی القعود بعد ذالك تفسد صلاته لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححه الزیلعی وقیل لا تفسد لکنه یکون مسیئا ویسجد لتا خیر الواجب وھو الا شبه کما حققه الکمال وھو الحق (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب سجود السھو ج ۱ ص ۶۹۷.ط.س.ج۲ص ۸۴) ظفیر.(۴)ردالمحتار باب العیدین ج ۱ص ۷۸۲ .ط.س.ج۲ص۹۲ .۱۲ ظفیر.

(جواب) کرنا چاہئے۔(۱)

قعدہ اخیرہ میں مکرر درود پڑھنے سے سجدہ سہو نہیں ہے

(سوال ۲۰۷۳) اگر کوئی شخص پورا درود ابراہیم یا اس کا نصف اللّٰہم بارک سے حمید مجید تک مکرر قعدہ آخری میں پڑھے اس پر سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں۔

(جواب) نہیں۔(۲)

درود کا کچھ حصہ چھوٹ گیا اور دعا کے بعد اس نے اسے دوبارہ پڑھا تو اس پر سجدہ نہیں

(سوال ۲۰۷۴) اگر اللّٰہم بارک سے حمید مجید تک قعدہ اخری میں سہواً نہ پڑھا جاوے اور دعاء ماثورہ پڑھتے وقت اس کو یاد آوے پس وہ باقی ماندہ دعاء چھوڑ کر درود شریف کی طرف انتقال کرے یا نہیں اور اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) انتقال کرنا مناسب ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں۔(۴)

فرائض کی اخیر رکعتوں میں سورہ ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۷۵) فرائض نماز کی خالی رکعتوں میں اگر کوئی سورۃ سہواً یا قصداً بعد فاتحہ کے پڑھی جاوے تو سجدہ سہو کرنا ہو گا یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو نہیں آتا۔ فقط۔(۵)

چار رکعت والی نماز کی اخیر رکعت میں قراءت

(سوال ۲۰۷۶) چار رکعت والی نماز میں اخیر کی دو رکعت میں ایک آیۃ کے پڑھنے سے قیام ادا ہو جاتا ہے۔ یہ کیا مصلحت ہے کہ آدھی الحمد پڑھی اور دوسری بار پوری کر لی تو اس کے ذمہ سجدہ سہو لازم ہوا اور جو دونوں بار پڑھے تو لازم نہیں آتا۔

(جواب) اخرین میں ترک قراءۃ تمام سورہ فاتحہ پر سجدہ سہو اس قول کے موافق لازم آتا ہے جو وجوب قراءۃ سورہ فاتحہ کے اخرین میں قائل ہیں اور ظاہر الروایۃ کے موافق چونکہ قراءۃ فاتحہ اخرین میں واجب نہیں ہے (۲) تو کل

---

(۱) ویبدا بقضاء ما فاته عكس المسبوق (درمختار) قوله عكس المسبوق اى فى الفروع الا ربعة المذكورة فانه اذا قضى ما فاته يقرا ويسجد للسهو اذا سها فيه (ردالمحتار باب الا مامة مطلب فى احكام المدرك والمسبوق ج ۱ ص ۵۵۷ .ط.س. ج۱ ص ۵۹۵) ظفير. (۲) يجب الخ بترك واجب الخ (درمختار) واحترز بالواجب عن السنة كالثناء والتعوذ نحوها (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۳ .ط.س. ج۲ ص ۸۰ ظفير

(۳) وستها رفع اليدين للتحريمة الخ والصلاة على النبى (صلى الله عليه وسلم) فى القعدة الا خيرة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب سنن الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۵ .ط.س. ج۱ ص ۴۷۴) ظفير

(۴) واكتفى المفترض فيما بعد الا وليين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر ولو زاد لا باس (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۸ .ط.س. ج۲ ص ۵۱۱) ظفير.

(۵) واكتفى المفترض فيما بعد الا وليين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر فلو زاد لاباس وهو مخير بين قراء ة الفاتحة الخ وصحح العينى وجوبها (درمختار) اى ظاهر الرواية ولو زاد لاباس به الخ اى لو ضم اليها سورة لاباس به لان القراء ة فى الاخريين مشروعة من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب فكان الضم خلاف الاولى وذالك لاينا فى المشروعية والاباحة بمعنى عدم الا ثم فى الفعل والترك كما قد مناه (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج۱ ص ۴۷۸) ظفير.

یا بعض سورہ فاتحہ کے ترک سے اخرین میں ان کے نزدیک سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ فقط۔

قراءۃ میں متشابہ کی وجہ دوبارہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۷۷) امام نماز میں پڑھتے پڑھتے بھول جاوے یا متشابہ لگ کر دوسری جگہ کی دو تین آیۃ پڑھے اور پھر یاد آنے پر یا بوجہ بھول جانے کے ابتداء سے قراءۃ پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں اور غلطی سے اگر سجدہ سہو کر لیا تب بھی نماز ہو گی۔(۱) فقط۔

واجب و سنت نماز میں قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود پڑھنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۷۸) سنت اور واجب نمازوں میں قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھ جاوے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔ اور ایسے ہی سنت اور واجب میں قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو جاوے تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آنے پر بیٹھ جاوے یا نہ۔

(جواب) نماز واجب مثلاً وتر میں وہی حکم ہے جو نماز فرض میں ہے۔ پس اس میں اگر قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھ جاوے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور سنن مؤکدہ میں دو قول ہیں لیکن احوط وجوب سجدہ ہے۔(۲) اور قعدہ اولیٰ کے ترک میں وہی احکام ہیں جو فرض کے قعدہ اولیٰ کے ترک میں کہ اگر اقرب الی القعود ہو بیٹھ جاوے اور اگر اقرب الی القیام ہو تو نہ بیٹھے۔ اور آخر میں سجدہ سہو کر لیوے۔(۳) فقط۔

اگر رکعات کے شمار میں سہو ہو تو گمان غالب پر عمل کرے

(سوال ۲۰۷۹) خاکسار کو نماز میں رکعت کی گنتی اور سجدہ میں سہو جاتا ہے تو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اس صورت میں گمان غالب کا اعتبار کر کے اسی پر بناء کیجئے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ولو سلم ساهيا ان بعد اما مه لزمه السهو والا لا الخ ولو ظن الا مام السهو فيسجد له فتا بعه فبان ان لاَ سهو فا لا شبه الفساد لا قتدائه فى موضع الا نفراد (درمختار) وفى الفيض وقيل لا تفسد. وبه يفتى فى البحر عن الظهيرية قال الفقيه ابو الليث فى زماننا لا تفسد لان الجهل فى القراء سالب (ردالمحتار قبيل باب الا ستخلاف ج ۱ ص ۵۶۰. ط.س. ج۱ ۵۹۹) ظفير.

(۲) ولا يزيد فى الفرض على التشهد فى القعدة اولى اجما عافان زاد عامد اكره فتجب الا عادة اوساهيا وجب عليه سجود السهواذا قال اللهم صل على محمد فقط على الذهب المفتى به لا لخصوص الصلاة بل لتاخير القيام (درمختار) قوله لا يزيد فى الفرض اى وما الحق به كالو ترو السنن الرواتب وان نظر صاحب البحر فيها (ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۷۶. ط.س. ج۱ ص ۵۱۰) ظفير. (۳) سها عن القعود الاول من الفرض ولو عمليا اما النفل فيعود ما لم يقيد با لسجدة ثم تذكر عاد اليه وتشهد ولا سهو عليه فى الا صح مالم يستقم قائما فى ظاهر المذهب وهو الا صح والا اى ان استقام قائما لا يعود لاشتغاله بفرض القيام وسجد للسهو لترك الواجب (درمختار) قوله عمليا كالوتر فلا يعود فيه اذا استتم قائما قوله اما النفل فيعود الخ جزم به فى المعراج والسراج و علله ابن وهبان بان كل شفع منه صلاة على حدة ولا سيما على قول محمد بان القعدة الا ولىٰ منه فرض فكانت كالا خيرة وفيها يقعدوان قام حكى فى المحيط فيه خلافا وكذا فى شرح التمرتا شى قيل يعود وقيل لا يعود و فى الخلاصة والا ربع قبل الظهر كالتطوع وكذا الوتر عند محمد وتمامه فى النهر لكن فى التتارخانية عن العتابية قيل فى التطوع يعود ما لم يقيد بالسجدة والصحيح انه لا يعود ا ه واقره فى الا مداد لكن خالفه فى المتن تامل (ردالمحتار .باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۷. ط.س. ج۲ ص ۸۳) ظفير. (۴) واذا شك فى صلاته من لم يكن ذالك اى الشك عادة له الخ كم صلى استانف الخ وان كثر شكه عمل بغالب ظنه ان كان له ظن للحرج والا اخذ بالا قل لتيقنه وقعد فى كل موضع توهمه موضع قعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ۱ ص ۷۰۵ و ج ۱ ص ۷۰۶. ط.س. ج۲ ص ۹۲......۹۳) ظفير.

دورکعت والی نماز میں تشہد پڑھ کر تیسری کے لئے کھڑا ہو جائے اور پھر بیٹھ جائے تو سجدہ سہو ضروری ہے

(سوال ۲۰۸۰)ایک شخص نے دورکعت سنت مؤکدہ یا فرض کی نیت کی جس وقت التحیات پڑھ چکا سہواً کھڑا ہو گیا یعنی تیسری رکعت کو الحمد شریف پڑھنے کے بعد یاد آیا تو بیٹھ کر سلام پھیر دیا وہ نماز ہو گئی یا لوٹائی جائے یا سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ نہ لوٹانی چاہئے اور نہ سجدہ سہو کرنا چاہئے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب)اس صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس میں تاخیر فرض اور ترک واجب ہوا ہے۔ اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز میں نقصان رہا اور اعادہ اس نماز کا واجب ہے اور جس شخص نے یہ مسئلہ بتلایا کہ سجدہ سہو کی ضرورت نہ تھی اور بصورت نہ ہونے سجدہ سہو کے اعادہ نماز کی ضرورت نہیں ہے اس نے غلط مسئلہ بتلایا ہے، اس کو معلوم نہیں ہے۔ پس اس کے قول کا اعتبار نہ کرنا چاہئے۔(۱)فقط۔

مسبوق سے اگر باقیماندہ رکعت میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو لازم ہے

(سوال ۲۰۸۱)مسبوق کو بعد ختم جماعت رکعت باقیماندہ میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

(جواب)سجدہ سہو کرنا چاہئے۔(۲)فقط

رکوع میں تسبیح کی جگہ بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۸۲)اگر رکوع میں بجائے تسبیح کے کوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ جائے تو سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں اور تشہد میں قراءۃ کرنے سے سجدہ سہو آتا ہے یا نہیں۔

(جواب)رکوع میں بجائے تسبیح کے بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو نہیں آتا کیونکہ تسبیح رکوع کی واجب نہیں ہے اور تشہد واجب ہے اس میں ایسا کرنے سے یعنی تشہد کے ترک کرنے سے سجدہ سہو لازم ہو گا۔(۳)فقط۔

سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ لازم ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۸۳)سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں۔

(جواب)پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ کما فی الشامی قوله و كذا ترك تكريرها، فلو قرأها فى ركعة من الا وليين مر تين وجب سجود السهولتاخير الواجب وهو السورة كما فى الذخيرة وغيرها.الخ۔(۴)فقط۔

(۱)ولو سها عن القعود الا خير كله او بعضه عاد الخ وان قعد فى الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عاد الخ وسجد للسهو فى الصورتين لنقصان فرضه بتا خير السلام فى الا ولى وتركه فى الثانية (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸.ط.س.ج۲ص۸۵) ظفير.

(۲)والمسبوق من سبقه الا مام بها اوببعضها وهو منفرد حتىٰ يثنى ويتعوذ الخ فيما يقضيه (درمختار) قوله حتىٰ يثنى الخ تفريع على قوله منفرد فيما يقضيه بعد فراغ امامه حتىٰ لو ترك القراء ة فسدت الخ ويلزمه السجود اذا سها فيما يقضيه (ردالمحتار باب الا مامة مطلب فى المسبوق واللاحق ج ۱ ص ۵۵۷.ط.س.ج۱ص۵۹۶) ظفير.

(۳)ويلزمه اذا ترك فعلا مسنوفا كانه ارادبه فعلا واجبا الخ او ترك قرأة الفاتحة الخ اوالقنوت اوالتشهد او تكبيرات العيدين لانها واجبات (هدايه باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۴۰) ۱۲ظفير.

(۴)ردالمحتار للشامى . باب صفة الصلوٰة مطلب واجبا الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۹.۱۲ ظفير.

رباعی نمازوں کی اخیر رکعتوں میں ضم سورۃ سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۸٤) چار فرضوں کی آخری رکعتوں میں ضم سورۃ کیا تو سجدہ لازم آئے گا یا نہ۔ اس صورت میں اگر تاخیر رکن نہیں ہوئی تو قعدہ اولیٰ میں اللھم صلی علیٰ محمد زیادہ پڑھنے سے کیسے تاخیر رکن ہوتی ہے کہ سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ اور عدم مشروع قراءۃ کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) اخریین میں ضم سورۃ کرنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ اخریین میں اکتفاء فاتحہ پر واجب نہیں ہے کہ زیادتی سے ترک واجب ہوتا ہو بلکہ سورۃ ملانے اور نہ ملانے کا اختیار دیا گیا ہے اگرچہ نہ پڑھنا سورۃ کا اولیٰ اور مسنون ہے بخلاف قعدہ اولیٰ کے کہ اس میں اکتفاء تشہد پر اور درود شریف نہ پڑھنا واجب ہے۔ در مختار میں ہے واکتفی المفترض فیما بعد الا ولیین بالفاتحة فانها سنة علی الظاهر ولوز ادلاباس به . الخ (۱) فقط۔

مسبوق اگر اپنی بقیہ نمازوں میں قعدہ چھوڑ دے تو سجدہ سہو لازم ہوگا

(سوال ۲۰۸۵) مسبوق کو امام کے ساتھ ایک رکعت ملی مغرب کے وقت مسبوق نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت پڑھ کر قعدہ اخیرہ کیا یعنی قعدہ اولیٰ نہ کیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ بدون سجدہ سہو کے نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں اس مسبوق پر سجدہ سہو واجب ہے اور در صورت نہ کرنے سجدہ سہو کے اعادہ نماز کا ضروری ہے۔ (۲) فقط۔

فجر کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد بھول سے کھڑا ہو تو فوراً بیٹھ جائے

(سوال ۲۰۸٦) نماز فجر فرض میں دو رکعت کے بعد سہواً بلا قعدہ کئے کھڑا ہو جاوے اور تیسری رکعت میں الحمد و سورۃ پڑھنے کے بعد یاد آیا تو اسی وقت بیٹھ جائے یا رکعت پوری کرے۔

(جواب) اسی وقت بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو کر لیوے نماز صحیح ہوگی۔ (۳) فقط۔

پہلی رکعت میں ضم سورہ بھول جائے تو کیا کرے

(سوال ۲۰۸۷) سنت یا نفل یا فرض کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سہواً سورۃ نہیں ملائی اور رکوع کر دیا۔ کیا اب قیام کی طرف لوٹے یا سجدے میں جائے۔

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بعد الفصل ج۱ ص ٤٧٧ .ط.س.ج۱ص ۵۱۱ ای ضم الیها سورة لاباس به لان القراء ة فی الا خریین مشروعة من غیر تقدیر والا قتصار علی الفاتحة مسنون لا واجب فکان الضم خلاف الاولی وذالك لاینافی المشروعیة والا باحة بمعنی عدم الا ثم فی الفعل والترك الخ ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ٤٧٧ .ط.س.ج۲ص ۵۱۱) ظفیر.

(۲) والمسبوق یسجد مع امامه مطلقا سواء کان السهو قبل الا قتداء اوبعده ثم یقضی ما فاته ولو سها فیه سجدثانیا (درمختار) ولو سها فیه ای فیما یقضی بعد فراغ الا مام یسجد ثانیا لا نه منفرد والمنفرد یسجد لسهوه(ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ٦٩۵ .ط.س.ج۲ص ۸۲) ظفیر.

(۳) ولو سها عن القعود الا خیر کله او بعضه عاد الخ ما لم یقید ها بسجدة لان مادون الرکعة محل الرفض وسجد للسهولتا خیر القعود(الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ٦٩٨ .ط.س.ج۲ص ۸۵) ظفیر.

(جواب) قومہ کر کے سجدے میں جاوے اور آخر نماز میں سجدہ سہو کرے۔(۱) فقط۔

سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرے اور تشہد پورا پڑھے

(سوال ۲۰۸۸) سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرنا چاہئے یا دونوں طرف۔ اور آدھی التحیات پڑھ کر سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے یا پوری التحیات پڑھ کر اور سجدہ سہو کے بعد پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیرے یا کس طرح کرے۔

(جواب) پوری التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدہ سہو کے کر کے پھر پوری التحیات پڑھ کر درود شریف پڑھ کر سلام پھیرے۔(۲) فقط۔ (درود کے بعد دعا بھی پڑھے۔ ظفیر)

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ ملانا بھول گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی

(سوال ۲۰۸۹) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورۃ ملانا بھول گیا سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو گی یا نہ۔

(جواب) سورۃ ملانا واجب ہے اس کے ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جاوے گی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط۔(۳)

مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۹۰) مسبوق اگر سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو تین صورتیں لکھی ہیں اگر قبل امام یا مع الامام سلام پھیرا ہو تو نماز بلا سجدہ سہو درست ہے۔ اور اگر بعد امام پھیرا تو بلا سجدہ سہو اعادہ لازم ہو گا۔ مع امام کے کیا معنی ہیں

(جواب) امام سے اگر کچھ بھی بعد ہو تو سجدہ سہو مسبوق پر لازم ہو جاتا ہے، اسی لئے شامی میں فرمایا کہ معیتِ حقیقۃ دشوار ہے اور شاذ و نادر ہے اس لئے عموماً وجوب سجدہ سہو کا حکم کیا جاتا ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) علامہ شامی کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں بہتر یہ ہے کہ لوٹ کر سورۃ پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ گویہ صورت بھی درست ہے کہ رکوع کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے جیسا کہ جواب میں مذکور ہے بترك ...... واجب سهواً كركوع قبل قراءة الواجب بوجوب تقديمها ثم انما يتحقق الترك بالسجود فلوتذكرو لوبعد الرفع من الركوع عادثم اعاد الركوع (مختصر امن درمختار) قوله عاد اى الى القيام ليقرء رد المحتار باب سجود السهو ج ١ ص ٦٩٣ .ط.س. ج٢ ص ٨٠) شامی نے دونوں صورتوں کا تذکرہ کیا ہے کہ کل قرات ترک ہو جائے یا صرف سورۃ اما اذا قرأ الفاتحة مثلا ركع فتذكر السورة فعاد فقراها الخ (ايضاً) دوسری جگہ کی عبارت یہ ہے۔ ولو ترك سورة اولى العشاء مثلا ولو عمدا قرا وجوبا وقيل ندبا مع الفاتحة جهرا في الا خريين الخ ولو تذكرها في ركوعه قرا ها واعاد الركوع (درمختار)قوله ولو تذكرها اى السورة قوله قرأها اى بعد عوده الى القيام قوله واعاد الركوع لان ما يقع من القراءة في الصلاة يكون فرضا فير تفض الركوع ويلزمه اعادته لان الترتيب بين القراءة والركوع فرض كما مرفي الواجبات الخ (ردالمحتار فصل فى القرأة ج ١ ص ٤٩٩ وج ١ ص ٥٠٠ .ط.س.ج١ص٥٣٥) ظفير.(٢)وكيفية ابن يكبر بعد سلامه الاول ويخر ساجدا اويسبح فى سجوده ثم يفعل ثانيا كذا لك ثم يتشهد ثانيا ثم يسلم وياتى بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم والدعاء فى قعدة السهو هو الصحيح الخ (عالمگيرى مصرى فى سجود السهو ج ١ ص ١١٧.. ط .ماجديه ج١ص١٢٥) ظفير.(٣)ولو قرأ الفاتحة وحدها وترك السورة يجب عليه سجود السهو(عالمگيرى مصرى سجود السهو ج ١ص ١١٨.طم.ماجديه ج١ص١٢٦)ظفير.(٤)ولو سلم ساهيا ان بعد امامه لزمه السهوو الا لا (در مختار) قوله لزمه السهو لانه منفرد فى هذه الحالة قوله والا لا ، اى وان سلم معه او قبله لا يلزمه لان مقتد فى هاتين الحالتين وفى شرح المنية عن المحيط ان سلم فى الاولىٰ مقارنا لسلامه فلا سهو عليه لانه مقتد به وبعده يلزم لانه منفرد ا ه ثم قال فعلى هذا يراد بالمعية حقيقتها وهونا در الوقوع اه قلت يشير الى ان الغالب لزوم السجود لان الا غلب عدم المعية وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس. (ردالمحتار باب الا مامة قبيل باب الاستخلاف ص ٥٦٠ جلد نمبر ١). ط.س.ج١ص١٩٩ ظفير.

قعدۂ اخیرہ میں بعد ختم درود و دعاء تاخیر سے سلام پھیرا تو کیا سجدہ سہو لازم ہے

(سوال ۲۰۹۱) قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد و درود کے کچھ دیر تک سکوت کیا اور سلام نہیں پھیرا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں اور بصورت وجوب دوبارہ تشہد سجدہ سہو کرے یا کیا۔

(جواب) اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔(۱) فقط۔

لاحق امام کے ساتھ سجدہ سہو نہ کرے گا

(سوال ۲۰۹۲) لاحق ہمراہ امام کے سجدہ سہو کرے گا یا نہیں۔ اگر نہ کرے گا تو اس وقت میں وہ کیا کرے گا۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ لاحق سجدہ سہو امام کے ساتھ نہ کرے بلکہ آخر صلوٰۃ میں کرے اور اس وقت بیٹھا رہے اور اگر امام کے ساتھ بھی سجدہ سہو کرے تو پھر بھی آخر نماز میں دوبارہ سجدہ سہو کرے اور نماز صحیح ہے۔ در مختار۔(۲) فقط۔

اگر ایک سورہ کا کچھ حصہ پڑھ کر دوسری سورت شروع کر دی تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۲۰۹۳) ایک شخص نے نماز فریضہ میں بعد الحمد شریف کے اس رکوع یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ کو کالذین نسوا اللہ تک پڑھ کر دوسری سورۃ شروع کر دی اور بلا سجدہ سہو کے نماز ختم کر دی تو نماز ہوئی یا نہ۔

(جواب) اگر تاخیر بقدر تحریمہ کے نہ ہوئی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔(۳) (اور نماز ہو گئی۔ ظفیر)

ایک بڑی آیت سے نماز ہو جاتی ہے

(سوال ۲۰۹۴) ایک آیت کلاں سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ ایک آیت پڑھ کر بھول گیا اور دوسری سورۃ پڑھنے لگا نماز ہوئی یا نہیں، رکا بالکل نہیں اور سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

قراءۃ بھولنے کے بعد امام کتنی دیر خاموش کھڑا رہے گا تو سجدہ سہو واجب ہو گا

(سوال ۲/ ۲۰۹۵) اگر قراءۃ پڑھتے وقت امام بھول گیا تو کتنی دیر رکنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔

(جواب) (۱) ہو گئی ایک آیۃ طویل یا چھوٹی چھوٹی تین آیتیں سورہ فاتحہ کے ساتھ ملانے سے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سہو بھی لازم نہیں۔(۴) فقط۔

---

(۱) اما لو تفکر فی صلاۃ قبلھا ھل صلاھا ام لا، ففی المحیط انہ ذکر فی بعض الروایات انہ لا سھو علیہ وان اخر فعلا کما لو تفکر من امر من امور الدنیا حتیٰ اخر رکنا الخ (ردالمحتار باب سجود السھو ج ۱ ص ۷۰۷. ط.س. ج۲ ص ۹۴)

(۲) وحکمہ کمو تم فلا یاتی بقراء ۃ ولاسھو ویتغیر فرضہ بنیۃ اقامۃ و ویبدا بقضاء ما فاتہ عکس المسبوق (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا مامۃ مطلب فی المسبوق واللاحق والمدرک ج ۱ ص ۵۵۷. ط.س. ج۱ ص ۵۹۵) ظفیر.

(۳) منشایہ ہے کہ رکوع مذکور کا مذکورہ حصہ پڑھنے کے بعد اگر فوراً دوسری سورۃ شروع کر دی بقدر رکن تاخیر نہیں کی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے واعلم انہ اذا شغلہ ذالک الشک فتفکر قدر اداء رکن ولم یشتغل حالۃ الشک بقراء ۃ ولا تسبیح وجب علیہ سجود السھو (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب سجود السھو ج ۱ ص ۷۰۶. ط.س. ج۲ ص ۹۳) ظفیر.

(٤) وضم اقصر سورۃ کالکوثراوما قام مقامھا وھو ثلاث ایات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبرو استکبر وکذا لوکانت الا یۃ اوالایتان تعدل ثلاثا قصارا (درمختار) وھی ثلاثون حرفا فلو قرأ ایۃ طویلۃ قدر ثلاثین حرفا یکون قداتی بقدر ثلاث ایات الخ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ واجبات الصلوٰۃ ج ۱ ص ٤۲۷. ط.س. ج۱ ص ٤۵۸) ظفیر.

(۲) بقدر ایک رکن کے توقف سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔(۱) فقط۔

اگر خود یقین ہو کہ میں نے رکعات پوری کی ہے اور دوسرے کم کہیں تو کیا کرے

(سوال ۲۰۹۶) ایک شخص کو یقین ہے کہ میں نے چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا ہے۔ لیکن ایک دو آدمی کہتے ہیں کہ تم نے تین رکعت پر سلام پھیرا ہے تو وہ نماز لوٹاوے یا اپنے یقین پر رہے۔

اگر فجر دو کی جگہ چار اور عصر چار کی جگہ چھ پڑھ لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/۲۰۹۷) فجر کی نماز بجائے دو رکعت کے چار رکعت ایسی ہی عصر میں بجائے چار رکعت کے چھ رکعت پڑھ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اگر ہو جاتی ہے تو دو رکعت نفل ہوں گی۔ اور ان دونوں وقتوں میں بوجہ مکروہ ہونے نفل کے مصلی آثم ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس کی نماز صحیح ہے اور اپنے ہی یقین پر اکتفا کرنا کافی ہے۔(۲)

(۲) اس صورت میں اگر اس نے قعدہ اخیرہ کر لیا ہے اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں اور ملالیں تو پھر سجدہ سہو کرنے سے اس کی نماز مکمل ہو جاتی ہے اور یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی اور پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ قال فی الدر المختار وضم الیها سادسة ولو فی العصر وخامسةً فی المغرب ورابعةً فی الفجر به یفتی لتصیر الرکعتان له نفلاً (قوله ولو فی العصر الخ) اشار الی انه لا فرق فی مشروعیة الضم بین الا وقات المکروهة وغیرها لما مران التنفل فیها انما یکره لو عن قصد والا فلا وهو الصحیح۔(۳) شامی۔ فقط۔

سنت میں التحیات کی جگہ فاتحہ پڑھ دی تو سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہیں

(سوال ۲۰۹۸) سنت مؤکدہ میں بجائے التحیات کے فاتحہ پڑھ دی یاد آنے پر التحیات پڑھی تو سجدہ سہو ہے یا نہیں

(جواب) نہیں۔(۴) (اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سورہ فاتحہ تشہد کی جگہ پڑھی یا پہلے سورہ فاتحہ پڑھی پھر تشہد تو دونوں صورتوں میں سجدہ سہو آئے گا اور پہلے تشہد پڑھا پھر فاتحہ تو سجدہ سہو نہیں لازم ہو گا۔ ظفیر)

جہری نماز میں آہستہ پڑھنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۹۹) جمعہ وغیرہ جن نمازوں میں قراءۃ بالجہر کا حکم ہے ان میں اگر بھول کر آہستہ پڑھے تو سجدہ سہو واجب ہو گیا نہیں۔

---

(۱) فلو اتم القراء ة فمکث متفکر اسهواثم رکع الخ سجدللسهو (الدر المختار علی هامش ردالمحتار واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۳۷ .ط.س. ج۱ ص۴۶۹) وتفکره عمد احتی شغله عن رکن (درمختار) واجاب فی الحلیة عن وجوب السجود فی مسئلة التفکر عمدا بانه وجب لما یلزم منه من ترك واجب هوتا خیرا لرکن اوالواجب عما قبله فانه نوع سهو (الدر المختار باب سجود سهو ج ۱ ص ۶۹۳ .ط.س. ج۲ ص ۸۰) ظفیر.

(۲) واختلف الا مام القوم فلو الامام علی یقین لم یعد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۷ .ط.س. ج۲ ص۹۴) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۰ .ط.س. ج۲ ص۸۶. ۱۲ ظفیر.

(۴) واذا قرأ الفاتحة مکان التشهد فعلیه السهو وکذالك اذا قرأ الفاتحة ثم التشهد کان علیه السهو وکذا روی عن ابی حنیفة الخ ولو بدأ بالتشهد ثم بالقراء ة فلا سهو علیه الخ (عالمگیری مصری الباب الثانی عشر فی سجود السهو ج ۱ ص ۱۱۹ .ط.س. ج۱ ص۱۲۷) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں سجدہ سہو ہے۔ و اللہ اعلم ۱۲ ظفیر .

(جواب) جس میں جہر واجب نہیں ہے اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ اور جس میں جہر واجب ہے جیسے جمعہ اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔(۱) مگر جمعہ کے اندر سجدہ سہو کا حکم نہیں ہے۔(۲) وباقی التفصیل یطلب من کتب الفقہ۔ فقط۔

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیرنا اور سجدہ سہو

(سوال ۲۱۰۰) سلام مسبوق کی کون سی صورت میں اس پر سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔ مقارنت کی صورت میں یا بعدیت کی صورت میں بہر حال علت سجدہ سہو کی کیا ہے۔

(جواب) مقارنت حقیقۃ نادر الوقوع ہے یعنی یہ کہ مسبوق کا سلام بالکل امام کے سلام کے ساتھ شروع ہو اور ساتھ ہی ختم ہو اس کا نادر الوقوع ہونا ظاہر ہے اور علت سجدہ سہو کی انفرادی ہے اور جب کہ امام کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد مسبوق نے سہواً سلام پھیرا تو سجدہ سہو اس پر لازم ہے کیونکہ بعدیۃ یہاں محقق ہے۔(۳) فقط۔

درمیان سے آیت کا کچھ حصہ چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۲۱۰۱) سورہ بقرہ کی آخری آیت **لا یکلف اللہ نفساً** سے نماز پڑھنا شروع کیا مگر سہواً **ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا** چھوڑ کر آگے آخیر تک پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور نماز ہوگئی۔(۴) فقط۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد کی جگہ الحمد پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۲) نماز میں زید نے بوجہ ترک واجب سجدہ سہو کیا بعدہ بجائے تشہد الحمد پڑھ گیا یاد آنے پر مکرر سجدہ سہو کرے یا فوراً تشہد شروع کردے۔

(جواب) پھر تشہد پڑھے دوبارہ سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

مقتدی کوئی رکن بھول جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۳) اگر مقتدی امام کے پیچھے کوئی رکن نماز کا بھول جاوے مثلاً رکوع، سجدہ، التحیات بھول جاوے تو اس کو پورا کرے یا سجدہ سہو کرے۔

....

(۱) والجهر فيما يخافت فيه للامام وعكسه لكل مصل فى الا صح والا صح تقديره بقدرما تجوزبه الصلاة فى الفصلين وقيل قائله قاضى خان يجب السهو بهما اى بالجهر والمخافتة مطلقا اى قل او كثر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ص ۶۹۴ و ج ۱ ص ۶۹۵ .ط.س. ج۲ص ۸۱) ظفير. (۲) والسهو فى صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرين عدمه فى الا ولبين لدفع الفتنة كما فى جمعة البحر (ايضاً ج ۱ ص ۷۰۵ .ط.س. ج۲ص۹۲) ظفير. (۳) والمسبوق يسجد مع امامه مطلقا سواء كان السهو قبل الا قتداء او بعده الخ (درمختار) قيد بالسجود لا نه لا يتا بعه فى السلام بل يسجد معه ويتشهد فاذا سلم الا مام قام الى القضاء فان سلم عامد افسدت والالا، ولاسجود عليه ان سلم سهو ا قبل الا مام او معه وان سلم بعده لزمه، لكونه منفرداحينئذ بحرف، واراد بالمعية المقارنة وهونا در الوقوع كما فى شرح المنية (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۶) ظفير. (۴) اس میں کوئی وجہ سجدہ سہو کی نہیں ہے اس لئے کہ کسی واجب کا ترک یا اس کی تقدیم وتاخیر لازم نہیں آئی ۱۲ ظفیر۔ (۵) واذا قرء الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذالك اذا قرء الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو كذا روى عن ابى حنيفة الخ ولو بداء بالتشهد ثم بالقراء ة فلا سهو عليه (عالمگیری مصری باب سجود السهو ج۱ ص ۱۱۹ .ط.س. ج۱ص۱۲۷) ظفير.

(جواب)امام کے پیچھے اگر مقتدی سے کوئی رکن مثل رکوع یا سجدہ کے ترک ہو تواس کو نماز میں یابعد نماز کے پورا کرے اور اگر امام کے پیچھے کوئی واجب ترک ہوا مثل التحیات کے تواس کا اعادہ بعد میں نہیں ہے اور سجدہ سہو بھی اس پرواجب نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار. لا بسهوه اصلا(درمختار) ای لا قبل السلام للزوم مخالفة الا مام ولا بعده لخروجه عن الصلاة بسلام الا مام الخ وروی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم لیس علی من خلف الا مام سهواً الخ (۱)شامی۔فقط۔

چوتھی رکعت کے بعد فوراً کھڑا ہو گیااور پانچویں رکعت بھی پڑھ لی اور سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۴)عشاء کی نماز میں چار رکعت ہونے پر امام کو یہ خیال رہاکہ تین رکعت ہوئی ہیں اس لئے کھڑا ہو گیا بعض مقتدی بیٹھ گئے اور امام کو اشارہ کیا مگر امام نہ بیٹھابلکہ پانچویں رکعت کا رکوع سجدہ کر کے سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی،اس صورت میں امام کی نماز ہوئی یا نہیں اور جو مقتدی قعدہ اخیرہ کی غرض سے اول بیٹھ گئے تھے اور پھر امام کے ساتھ رکوع میں پانچویں رکعت کے شامل ہو گئے تھے،ان کی بھی نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب)امام جب کہ چوتھی رکعت میں نہ بیٹھااور پانچویں رکعت میں کھڑا ہو کر رکوع سجدہ کر کے بیٹھا توبوجہ فوت ہونے قعدہ اخیرہ کے امام کی نماز نہیں ہوئی اور جب کہ امام کی نماز نہیں ہوئی تو مقتدی میں کسی کی بھی نہیں ہوئی، نہ مسبوق کی نہ مدرک کی۔(۲)

تکرار قراءت ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۵)ایک شخص نے ایک ہی رکوع کو مکرر دونوں رکعتوں میں پڑھااور سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں نماز ہو گئی اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔(۳)فقط۔

سجدہ سہو ایک سلام کے بعد ہے یا دونوں کے

(سوال ۲۱۰۶)سجدہ سہو دونوں سلام کے بعد ادا کرے یا ایک سلام کے بعد۔

(جواب)ایک سلام کے بعد ادا کرے فقط۔ دلیله قول در مختار یجب بعد سلام واحد عن یمینه (الی قوله) سجدتان۔واللہ تعالیٰ اعلم۔کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند۔۵ذی الحجہ ۲۹ھ۔

آیت کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۰۷)نماز تراویح میں جو کہ سنت مؤکدہ ہیں کوئی شخص یا پیش امام حافظ (بیس آدمیوں کی جماعت

---

(۱)ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۵ .ط.س.ج۲ص۸۲. ۱۲ ظفیر.
(۲)وان سهى عن القعدة الا خيرة حتى قام الى الخامسة رجع الى القعدة مالم يسجده الخ وان قيد الخامسة بسجدة بطل فرضه عندنا (هدایه باب سجود السهو ج ۱ص ۱۴۲) ظفیر.
(۳)لاباس ان یقرا سورة ویعید ها فی الثانیة (درمختار) افادانه یکره تنزیها وعلیه یحمل جزم القنیة بالکراهة الخ (ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۱ .ط.س.ج۱ص۵۴۶)ظفیر.

میں) اگر ایک آیت کو تین چار مرتبہ پڑھے تو سجدہ سہو ضروری ہے یا نہیں۔ کیونکہ اردو مفتاح الصلوٰۃ ص ۸۲ میں لکھا ہے کہ وہی آیۃ دو تین بار تکرار کی تو سہو کا سجدہ لازم ہے۔ در مختار جلد اول ص ۳۳۸ میں لکھا ہے کہ سہو نماز عیدین، جمعہ، فرض، نفل میں برابر ہے۔ اسی کتاب کے ص ۳۲۰ میں لکھا ہے کہ احتراز کرے تراویح میں غیر مشروع باتوں سے وغیرہ وغیرہ۔ پس ان صورتوں میں سجدہ سہو ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر معہ حوالہ کتب تحریر فرمائیں فقط۔

(جواب) ایک آیۃ کے بار بار پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا اور مفتاح الصلوٰۃ میں جو لکھا ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا۔ شاید وہ اس موقعہ میں ہو کہ صرف ایک آیۃ کو ہی بار بار پڑھا اور کچھ نہ پڑھا یا فقط سورہ فاتحہ پڑھی سورۃ نہ پڑھی تو بسبب ترک واجب کے اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوتا ہے مگر تراویح میں ایسا نہیں ہوتا کہ اور کچھ نہ پڑھا ہو۔ تراویح میں اکثر یہ پیش آتا ہے کہ بسبب یاد نہ آنے اگلی آیت کے ایک آیت کا بار بار اعادہ کیا جاوے اس میں سجدہ سہو لازم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور شامی میں ہے کہ عیدین وجمعہ میں جب مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرنا اولیٰ ہے بل الاولیٰ ترکہ لئلایقع الناس فی فتنۃ اور در مختار میں بھی اس عبارت کے نقل کے بعد جو آپ نے لکھی ہے یہ لکھ دیا ہے کہ مختار اور عند المتاخرین یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(والسهو فى صلوٰة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتا خرين عدمه فى الا وليين (درمختارباب سجود السهو) قال الشامى الظاهر ان الجمع الكثير فيما سواهما كذالك شامى ج ١ص ٧٨٧. جميل الرحمن)

ایک سجدہ کر کے اٹھ گیا کیا کرے

(سوال ۲۱۰۸) نماز میں پہلی رکعت میں دو سجدوں میں سے صرف ایک ہی سجدہ کیا اور کھڑا ہو گیا، بعدہ یاد آیا کہ ایک سجدہ نہیں کیا ہے تو اس حالت میں کیا کیا جاوے؟

(جواب) جس وقت یاد آوے اسی وقت دوسرا سجدہ کرے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کر لیوے۔(۱) فقط۔

تکبیرات زوائد میں اضافہ سے سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۰۹) عیدین کی نمازوں میں بجائے چھ تکبیروں کے غلطی سے نو تکبیریں کہہ دے تو سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۰) امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا پھر متنبہ کرنے پر بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر امام نے سہواً قاعدہ اولیٰ نہ کیا کھڑا ہو گیا بعد متنبہ کرنے کے بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو صحیح قول کے

---

(۱) (لو ترك سجدة من ركعة ثم تذكرها فيها بعدها من قيام اوركوع او سجود فانه يقضيها ولا يقضى هما هو بعد ركعتها من قيام او ركوع او سجود بل يلزمه سجود السهو فحسب كبيرى ص ٢٩١ جميل الرحمن)

(۲) (ويصلى الامام بهم ركعتين مثنيا قبل الزوائد وهى ثلاث تكبيرات فى كل ركعة ولو زاد تابعه الى ستة عشر لانه ما ثور ١٥ در مختار ج ١ ص ٧٨٠ ..ط.س.ج٢ص ١٧٢.

موافق اس کی نماز ہو گئی، لیکن اس کو لوٹنا نہ چاہئے تھا یہ اس نے برا کیا۔ بعض فقہا نے اس صورت میں فساد نماز کا حکم کیا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم۔

فاتحہ کے ساتھ صرف دو چھوٹی آیت پڑھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۱/۱) نماز میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ والعادیات پڑھی مگر صرف اس قدر پڑھ کر رکوع میں چلا گیا والعادیات ضبحاً فالموریات قدحاً، تو اس صورت میں سجدہ سہو آئے گا یا نہیں۔

والعادیات میں فالمغیرات چھوڑ دیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۲/۲) والعادیات بعد الحمد کے پڑھی مگر فالمغیرات صبحا کو چھوڑ کر سب سورت پڑھ دی سجدہ سہو آوے گا یا نہیں۔

بعد درود ودعاء سجدہ سہو کرے یا نہیں

(سوال ۲۱۱۳/۳) اگر سجدہ سہو کرنا تھا مگر درود شریف ودعاء ماثورہ بھی پڑھ گیا تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں ترک واجب ہوا۔ اگر سہواً ایسا ہوا تو سجدہ سہو کرے اور جو سہواً نہیں ہوا تو اعادہ نماز کرے (فی الدر المختار فی بیان واجبات الصلوٰۃ وضم اقصر سورۃ کالکوثر او ما قام مقامهما الخ. جمیل الرحمن)

(۲) اس صورت میں سجدہ سہو نہیں ہے۔

(۳) سجدہ سہو بعد پڑھنے درود سریف کے بھی کرنا چاہئے۔(۲) فقط۔

جہری نماز میں سراً پڑھ دیا پھر جہر سے پڑھ دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۴) امام نے صلوٰۃ جہری میں قراءۃ سراً پڑھی بعد میں اس کو یاد آیا کہ صلوٰۃ جہری ہے۔ وہ تھوڑی سی قرأت پڑھ چکا تھا مگر اس نے پھر شروع ہی سے پڑھی تو اس کی نماز ہو گئی یا نہیں۔ اور سجدہ سہو کرے یا نہیں؟ اور اگر سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہو گئی یا نہیں؟ فقط۔

(جواب) اس کی نماز ہو گئی اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں اور بقدر تین آیت کے اگر سراً پڑھی تھی تو سجدہ سہو لازم ہے ورنہ نہیں اور باوجود وجوب سجدہ کے اگر سجدہ سہو نہ کیا نماز میں نقصان آیا اعادہ واجب ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمٰن۔

نفل وسنت میں سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۱۵) نفل اور سنت اور عیدین کی نمازوں میں سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

---

(۱) والا ای وان استقام قائما لا یعود لا شتغاله بفرض القیام وسجد للسهو لترك الواجب فلو عاد الی القعود بعد ذلك تفسد صلاته لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححه الزیلعی وقیل لا تفسد لکنه یکون مسیئا ویسجد لتا خیر الواجب وهو الا شبه کما حققه الکمال وهوا لحق بحر اه در مختار ج۱ ص ۶۹۷ علی هامش الشامی. ط.س. ج۲ ص ۸۴)

(۲)

(۳) یجب له بعد سلام واحد سجد تان (الی قوله) بترك واجب سهووان تکرر کرکوع قبل قراء ۃ (الیٰ ان قال) والجهر فیما یخافت فیه وعکسه بقدر ما تجوزبه الصلوٰۃ الخ (تنویر ملخصاً سجود السهو ص ۷۷۶. ط.س. ج۲ ص ۷۸)

(جواب) درمختار میں ہے والسهو فی صلاة العیدین والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الاولیین الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ صلوٰۃ عید جمعہ اور فرض و نفل میں ترک واجب سے سجدہ سہو لازم ہے لیکن متاخرین نے کہا ہے کہ عید و جمعہ میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرے واسطے دفع فتنہ کے۔ فقط۔

شافعی کے لئے نماز فجر میں رعایت کیسی ہے

(سوال ۲۱۱۶) حنفی امام شافعی مقتدیوں کی رعایت سے نماز فجر کی دوسری رکعت کے قومہ میں اس قدر توقف کرے کہ شافعی قنوت سے فارغ ہو لیں کیسا ہے۔ اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر نماز اس کے پیچھے پڑھی جاوے تو مکروہ ہو گی یا بلا کراہت۔ اور کن امور میں شافعی مقتدی کی رعایت حنفی امام کو جائز ہے۔ شافعی مقتدی کی رعایت سے حنفی قبل سلام سجدہ سہو کر سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) درمختار میں ہے لکن یندب للخروج من الخلاف لا سیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذهبه الخ۔ (۱) یعنی امام کو رعایت دوسرے مذہب والے مقتدیوں کی مثلاً شافعی المذہب مقتدیوں کی مستحب ہے لیکن بشرطیکہ اپنے مذہب کے مکروہ کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو۔ اور شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی بھی اس میں شامل ہے۔ یعنی اگر اپنے مذہب کے مکروہ تنزیہی کا ارتکاب لازم آتا ہو تو رعایت مقتدیان شافعی المذہب کی مثلاً نہ کرے پس بناءً علیہ امام حنفی نماز فجر میں رکوع سے اٹھ کر قومہ میں برعایت مقتدی شافعی اس قدر توقف نہ کرے وہ دعاء قنوت پڑھ لیوے کہ یہ توقف مکروہ ہے اور شامی میں ہے نعم ذکر نحوه ابن عبدالرزاق فی شرحه علی هذه الشرح کاطالة وقوفه بعد الرفع من الرکوع الخ (۲) یہ مثال دی ہے کہ اس کی ترک اطالۃ وقوف بعد الرکوع واجب ہے پس اس توقف میں ترک واجب ہو گا جو کہ مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہو گی۔ اس طرح قبل سلام سجدہ سہو کرنا حنفی کو برعایت مقتدی نہ چاہئے کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ کما فی الشامی انه لو سجد قبل السلام کره تنزیهاً الخ (۳) ج ۱ ص ۴۹۵ باب سجود السہو۔ فقط۔

چار رکعت والی میں امام نے تین رکعت پر سلام پھیر دیا اور مقتدیوں میں تذکرہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۷) امام نے تین رکعت پڑھ کر سہواً سلام پھیر دیا چار رکعت والی نماز میں اب امام قبلہ رخ بیٹھا ہے اور مقتدیوں میں تذکرہ ہوا کہ کتنی رکعت ہوئی یہ سن کر امام صاحب اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو گئے اور چوتھی رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیرا۔ آیا نماز امام و مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔

(جواب) امام اگر کچھ نہ بولا تھا تو اس کی نماز ہو گئی اور مقتدیوں میں جو نہیں بولے ان کی نماز ہو گئی اور جو مقتدی

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة مطلب فی ندب مراعاة الخلاف الخ جلد اول ص ۱۳۶۔ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۷۔ ۱۲ ظفیر۔ (۲) رد المحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة قبل مطلب مهم فی تحقیق متابعة الامام ج ۱ ص ۴۳۸۔ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۰۔ ۱۲ ظفیر۔
(۳) ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۱۔ ط.س. ج ۲ ص ۷۸۔ ۱۲ ظفیر۔

ان کی نماز نہیں ہوئی وہ اپنی نماز کا اعادہ کریں۔(۱) فقط۔

چھٹی رکعت میں جو ملا اس کی نماز نہیں ہوئی

(سوال ۲۱۱۸) امام پانچویں رکعت میں کھڑا ہو گیا چھ رکعت پوری کر کے سجدہ کر کے سلام پھیر دیا۔ پانچویں رکعت میں ایک آدمی اور شریک ہو گیا تو اس کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) امام چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت ملا لے اور سجدہ سہو کرے فرض اس کے پورے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہ ہو گی۔ کیونکہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں۔(۲) **هكذا في الشامي.**

جمعہ وعیدین میں سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۱۹) جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

(جواب) مختار متاخرین یہ ہے کہ جمعہ و عیدین میں جب کہ مجمع زیادہ ہو سجدہ سہو نہ کرے کذا فی الدر المختار و الشامی۔(۳)۔

صبح کی فرض میں بھول سے التحیات کی جگہ الحمد پڑھی پھر یاد آنے پر التحیات بھی پڑھی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۱۲۰) صبح کے دو فرضوں میں امام نے بجائے التحیات کے سہواً الحمد شریف یا اور کوئی آیت قرآنی پڑھی۔ پھر اس کو یاد آ گیا اور اس نے التحیات پڑھ کر سجدہ کیا، اس صورت میں کیا سجدہ سہو واجب تھا اور نماز ہو گئی یا نہ۔

(جواب) چونکہ تاخیر واجب ہوئی۔ لہٰذا سجدہ سہو واجب ہوا۔ سجدہ سہو سے نماز ہو گئی۔(۴)

امام نے بھول کر پہلے قعدہ میں دونوں طرف سلام پھیر دیا تو باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۲۱) امام نے پہلے قعدہ میں بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو اب باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور دونوں سلام پھیرنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہ۔

(جواب) سہواً دونوں طرف سلام پھیر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی(۵) باقی رکعات پڑھ کر آخر میں سجدہ سہو کر لیوے۔ نماز صحیح ہو گی۔

---

(۱) سلم مصلی الظهر مثلا علی راس الرکعتین توهما اتما مها اتمها اربعا وسجد للسهو لان السلام ساهیا لایبطل لانه دمائه من وجه (درمختار) قوله لانه. دمائه من وجه ای فلذا خالف الکلام حیث کان مبطلا ولو ساهیا (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰٤.ط.س.ج۲ص ۹۱) ظفیر.

(۲) لو اقتدی به مفترض فی قیام الخامسة بعد القعود قدر التشهد لم یصح ولو عاد الی القعدة لانه لما قام الی الخامسة فقد شرع فی النفل فکان اقتداء المفترض بالمتنفل (ردالمحتار. باب سجود سهو ج ۱ ص ۷۰۱.ط.س.ج۲ص۸۸) ظفیر.

(۳) والسهو فی صلاة العیدین والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء المختار عند المتا خرین عدمه فی الا ولیین لدفع الفتنة (درمختار) وفی جمعة حاشیة ابی السعود عن العزمیة انه لیس المراد عدم جوازه بل الاولی ترکه لئلا یقع الناس فی فتنة (ردالمحتار. باب سجود السهو ج۱ ص).ط.س.ج۲ص۹۲ ظفیر المفتاحی.

(٤)

(٥) الا السلام ساهیا للتحلیل ای للخروج من الصلاة قبل اتما مها علی ظن اکمالها فلا یفسد (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار. باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۷۵) ظفیر.

قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھ دے یا سلام پھیر دے تو سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۲۲) چار رکعت کی نماز میں دوسری رکعت کے تشہد میں بعد چند الفاظ درود کے اور زائد پڑھ دیئے تو اس پر سجدہ سہو ہوگا یا نہیں۔ اور اگر دونوں طرف سلام پھیر دے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) سجدہ سہو واجب ہے اگر دونوں طرف سلام پھیر دے تب بھی سجدہ سہو کرے۔(۱)

سجدہ سہو واجب ہو اور وہ یاد آیا دونوں سلام پھیرنے کے بعد تو کیا کرے

(سوال ۲۱۲۳) کسی نماز میں سجدہ سہو واجب ہو جائے اور دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو یاد آ گیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) سجدہ سہو کرے۔(۲)

تین آیتوں سے کم میں بھول جائے تو دوسری سورت ملائے یا نہیں

(سوال ۲۱۲۴) اگر نمازی تین آیتوں سے کم میں قراءت بھول گیا اور دوسری سورت ملالی تو کچھ حرج ہے ؟ اگر ملالی تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔(۳)

سنت فجر میں اگر تیسری رکعت کے لئے بھول سے کھڑا ہو جائے تو کیا کرے

(سوال ۲۱۲۵) کوئی آدمی فجر کی نماز سنت میں پہلی رکعت میں سورہ فلق دوسری سورۃ الناس پڑھے اور بھول کر دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت میں کھڑا ہو جائے تو کیا کرے۔

(جواب) قیام کی حالت میں جب یاد آجاوے بیٹھ جاوے اور تشہد پڑھ کر سجدہ سہو کرے۔(۴)

صرف سورہ فاتحہ یا صرف سورہ پڑھ کر رکوع کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۲۶) اگر کوئی آدمی صبح کی نماز میں صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع میں چلا جاوے یا الحمد چھوڑ کر کوئی سورت پڑھ کر رکوع میں چلا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے نماز ہو گئی۔(۵)

---

(۱) وتا خیر قیام الی الثالثة بزيادة على التشهد بقدر ركن وقيل بحرف وفي الزيلعي الا صح وجوبه باللهم صل على محمد (ايضاً باب سجود السهو ج۱ ص ۶۹۴ .ط.س.ج۲ص ۸۱) ظفير.

(۲) ولو نسى السهو او سجدة صلوتيه او تلاوية يلزمه ذالك ما دام فى المسجد (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۷۰۴ .ط.س.ج۲ص ۹۱) ظفير.

(۳) يكره ان يفتح من ساعة كما يكره للامام ان يلجئه الى بل ينتقل الى اية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوٰة اوالى سورة اخرى (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۲ص ۶۲۲) ظفير.

(۴) سها عن القعود الاول من الفرض عمليا اما النفل فيعود ما لم يقيدبالسجدة ثم تذكره عاداليه وتشهد ولا سهو عليه فى الاصح (درمختار) لا سهو عليه فى الا صح يعنى اذا عاد قبل ان يستتم قائما الخ واما اذا عاد هو الى القيام اقرب فعليه سجود السهو (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ص ۶۹۶ .ط.س.ج۲ص ۸۳) ظفير.

(۵) ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوبا فى العمد والسهو الخ وهى الخ قراء ة فاتحة الكتاب فيسجد للسهو بترك اكثرها لا اقلها لكن فى المجتبى يسجد بترك اية منها وهو اولى الخ وضم اقصر سورة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج۱ ص ۴۲۴ .ط.س.ج۲ص ۴۵۶) ظفير.

سجدہ سہو واجب ہے اور نہ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۲۷) بعد لزوم سجدہ سہو کے نہ کرنے کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) سجدہ سہو اگر واجب ہو اور نہ کیا تو اعادہ نماز کا واجب ہے۔(۱)

چھوٹی ہوئی چیز ادا کرنے کے لئے رکوع سے قیام کی طرف پلٹنا کیسا ہے

(سوال ۲۱۲۸) رکوع سے قیام کی طرف کو ہٹنا بخیال ادا کرنے کسی سنت یا واجب کے جو چھوٹ گیا ہو عام ہے کہ واقع میں کوئی چیز ان ہی دو سے چھوٹی ہو یا نہیں۔ اور قیام کی طرف لوٹنا قصداً یا سہواً ان سب صُورتوں میں رکوع سے قیام کی طرف آنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔ نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے۔(۲) اور دراصل اس حکم میں نماز عید و جمعہ وغیرہ سب برابر ہیں۔ لیکن عیدین و جمعہ میں متاخرین نے ترک سجدہ سہو کو اولیٰ فرمایا ہے بوجہ ازدہام کے۔ فقط۔

تیسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً اٹھ گیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۲۹) امام تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ گیا مقتدی کے الحمد للہ کہنے سے معاً کھڑا ہو گیا اور بیٹھنے میں بوجہ شک کے بانتظار الحمد للہ کچھ نہیں پڑھا تھا بعد میں سجدہ سہو نہ کیا نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اگر جلسہ خفیہ ہوا تھا اور دیر تک نہیں بیٹھا تو سجدہ سہو واجب نہیں تھا۔ نماز ہو گئی۔(۳)

آخری قعدہ کے بعد بھول سے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۱۳۰) نماز کے اندر آخری قعدہ کر کے نمازی کھڑا ہو گیا اور پھر یاد آنے پر بیٹھا تو اب سجدہ سہو کے واسطے وہ التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیرے یا بغیر پڑھے۔

(جواب) دوبارہ التحیات پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قعدہ و تشہد پہلے ہو چکا بیٹھتے ہی سلام پھیر کر سجدہ سہو کر لیوے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام ختم کا پھیرے شامی میں ہے۔ **قوله عاد وسلم الخ وفيه اشارة الى انه لا يعيد التشهد وبه صرح في البحر۔**(۴)

ثنا پڑھ کر رکوع کیا پھر یاد آیا کہ قرات رہ گئی

(سوال ۲۱۳۱) زید نے نیت باندھ کر سبحان یعنی سبحانک اللّٰھم پڑھ کر رکوع کیا، تسبیح پڑھ کر یاد آیا کہ قرات نہیں پڑھی، اب اس کو کیا کرنا چاہئے؟

---

(۱) ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعادوجوبا(الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب واجبات الصلوٰة ج۱ ص ۴۲۴. ط.س. ج۲ ص۴۵۶) ظفير. (۲) ولو نسيه اى القنوت ثم تذكره فى الركوع لا يقنت فيه لفوائت محله ولا يعود الى القيام فى الا صح لان فيه رفض الفرض للواجب فان عاداليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته الخ وسجد للسهو (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتروالنوافل ج۱ ص ۶۲۶. ط.س. ج۲ ص۹) ظفير.

(۳) ويكبر للنهوض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود الراحة ولوفعل لا باس به (درمختار) ولا ينا فى هذا ما قدمه الشارح فى الواجبات حيث ذكر منها ترك قعود قبل ثانية ورابعة لان ذالك محمول على القعود الطويل ولذاقيدت الجلسة هنا خفيفة (ردالمحتار فصل فى بيان تاليف الصلوٰة. ط.س. ج۲ ص۴۹۷) ظفير.

(۴) ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۷۰۰. ۱۲ ظفير.

رکوع بھول گیا

(سوال ۲۱۳۲/۲) مصلی نے نیت باندھ کر قرات پڑھ کر رکوع نہیں کیا بلکہ سجدہ میں چلا گیا۔ دونوں سجدوں کے بعد یاد آیا کہ رکوع نہیں کیا اس کو کیا کرنا چاہئے۔

ایک ہی سجدہ کیا

(سوال ۲۱۳۳/۳) مصلی نے پہلی رکعت میں صرف ایک سجدہ کیا۔ دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میں نے سجدہ ایک کیا ہے اب اس کو کیا کرنا چاہئے۔

پانچویں رکعت کے لئے امام بھول سے کھڑا ہوا تو کیا مقتدی پیروی کرے

(سوال ۲۱۳٤/٤) امام نے چاروں رکعت پڑھ لی اور اخیر قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ نہیں دیا اور نہ لقمہ دینا چاہتا ہے اور مقتدیوں کو معلوم ہے کہ پانچویں رکعت ہے۔ اب مقتدی پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیر دیں یا امام کی اقتدا کریں۔

زید دو رکعت میں امام کے ساتھ آکر مل گیا، امام قعدہ اخیر کر کے سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا لیکن امام نے لقمہ نہیں لیا۔ اب زید کو امام کی تقلید و اقتدا کرنی چاہئے یا کیا؟

لقمہ دینا

(سوال ۲۱۳۵/۵) امام کو تین آیتوں کے اندر متشابہ لگا اب مقتدی لقمہ دیں یا نہیں؟

تین آیت پڑھ چکنے کے بعد لقمہ

(سوال ۲۱۳٦/٦) امام نے الحمد کے بعد تین آیت صحیح پڑھ لی اس کے بعد اور آیتوں میں متشابہ لگا، اب لقمہ دیں یا نہ دیں؟

تمام رکعتوں میں سورۃ ملائی تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۳۷/۷) امام نے تین رکعت یا چار رکعت بھری پڑھ لی اب اس کو سجدہ سہو کرنا چاہئے یا کیا؟

قرأت، نوافل و سنن میں

(سوال ۲۱۳۸/۸) تمام نوافل و سنن و فرائض کی اول دو رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور اخیر کی دو رکعت میں بھی واجب ہے یا نہیں۔ اگر اخیر کی دو رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز درست ہو گی یا نہیں۔

(جواب) (۱) پڑھنا چاہئے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے (المتروك ثلثة انواع فرض وسنة وواجب ففی الاول ان امكنه التدارك بالقضاء يقضى (الى قوله) ولا يجب السجود الا بترك واجب او تاخيره او تاخير ركن الخ (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۲٤) ظفير.

(۲) سجدے سے کھڑا ہو کر رکوع کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ ولا يجب السجود الا بترك واجب اوتاخير ركن او تقديمه او تكراره (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۲٤) ظفير.

(۳) وہ سجدہ اب کرے اور پھر رکعت پڑھ کر اخیر میں سجدہ سہو کرے۔(۱)
(۴) دونوں اختیار ہیں لیکن جو شخص اول سے شریک نہیں وہ اگر اقتداء کرے گا فرض باطل ہو جاوے گا۔(۲)
(۵) نہیں۔(لوقام امامه الی الخامسة فتابعه فان کان الا مام قعد علی الرابعة فسدت صلوٰة المسبوق الخ (غنیة المستملی ج۱ ص ٤٤١) ظفیر.
(۶) اختیار ہے لیکن اگر امام دوسری جگہ سے قرات شروع نہ کرے تو پھر مقتدیوں کو ضرور ہے کہ لقمہ دیں۔(۳)
(۷) اختیار ہے لیکن اگر کوئی ایسی غلطی پڑھے کہ مفسد صلوٰۃ ہو تو ضرور ہے کہ صحیح بتلادیں ورنہ سب کی نماز برباد ہو گی۔(۴) (الایری الی انه علیه السلام قال لا بی هلا فتحة علی (غنیة المستملی ص ٤١٧) ظفیر.
(۸) نہیں۔ولو قرأفی الا خریین الفاتحة والسورة لا یلزمه السهووهو الا صح (عالمگیری کشوری ج ۱ص ۱۲۵) ظفیر.
(۹) نہیں درست ہے۔(ویجب قراء ة الفاتحة وضم السورة او ما یقوم مقامها من ثلث ایات قصار اوایة طویلة فی الا ولیین...... وفی جمیع رکعات النفل والوترهکذا فی البحر الرائق (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ٦٩) ظفیر.

قعدہ آخر میں شبہ ہو کہ قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو کیا کرے

(سوال ۲۱۳۹) نماز کے قعدہ اخیر میں شبہ ہوا کہ قعدہ اولیٰ کیا ہے یا نہیں تو سجدہ سہو کرے یا نہ ؟
(جواب) کرے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سجدہ سہو بعد سلام کرے

(سوال ۲۱٤۰) سجدہ سہو قبل السلام ہونا چاہئے یا بعد سلام ؟ یا امام و منفرد میں کوئی فرق ہے ؟
(جواب) بہتر اور راجح صورت یہی ہے کہ فقط دائیں جانب سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے اور اس میں کوئی فرق امام و منفرد میں معلوم نہیں ہوتا۔فی الدر المختار۔یجب له بعد سلام واحد عن یمینه (الیٰ ان قال) لانه المعهود وبه یحصل التحلل وهو الا صح الخ۔(۵) فقط۔

ترک تشہد اول کا حکم

(سوال ۲۱٤۱) ترک تشہد اول سے نماز ہوئی یا نہیں۔اگر سجدہ سہو بھول کر نہ کیا ہو ؟
(جواب) نماز کا اعادہ واجب ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) فلوترك سجدة من رکعة فتذکرها فی اخر الصلوٰة سجدهاوسجد للسهولترك الترتیب فیه ولیس علیه اعادة ما قبلها (عالمگیری کشوری ج ۱ص ۱۱۵) ظفیر. (۲) ومن جملتها انه لو قام امامه الی الخامسة فتا بعه فان کان الا مام قعد علی الرابعة فسدت صلوٰة المسبوق لا قتدائه فی موضع الا نفراد (غنیة المستملی ص ٤٤١ .ط.س.ج۱ص۱۲۷) ظفیر.
(۳) والفتح ان لم یقرأ قدر الواجب شدة تاکدا لواجب وقربه من الفرض (غنیة المستملی ص ٤١٨.
(٤) وینبغي للمقتدی ان لا یعجل بالفتح وللاما م ان لا یجلئهم الیه بل یرکع (غنیة المستملی ص ٤١٧) ظفیر.
(٥) الدر المختار باب سجود السهو ج۱ ص ۱۰۱ .ط.س.ج۲ص۷۸.۱۲ ظفیر.
(٦) ومنها قراء ة التشهد فانها واجبة فی القعدتین الاولی والاخیرة والی هذا صاحب الهدایه فی باب سجود السهو فاوجب السجود بترك التشهد فی القعدة الا ولی (غنیة المستملی ص ۲۹۰.

سورہ مقدم مؤخر پڑھنے کا حکم

(سوال ۲۱۴۲) نماز میں سورہ مقدم مؤخر پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

شک ہو تو کیا کرے

(سوال ۲/۲۱۴۳) امام کو شک ہوا کہ میں نے ایک سجدہ کیا یا دو۔ اس صورت میں سجدہ سہو کرے یا نماز لوٹا دے؟

بلاضرورت سجدہ سہو

(سوال ۳/۲۱۴۴) بلاضرورت سجدہ سہو کرنے سے نماز دہراوے یا نہ؟

(جواب) سجدہ لازم نہیں مگر عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے ویکرہ الفصل بسورة قصيرة وان يقرء منكوسا (درمختار) (۱)

(۲) اگر ظن غالب کسی جانب نہیں تو ایک سجدہ اور کر کے سجدہ سہو کرے۔ وجب عليه سجود السهو في جميع صور الشك سواء عمل بالتحرى اوبنى على الا قل لكن فى السراج انه يسجد للسهو فى اخذ الا قل مطلقا وفي غلبة الظن ان تفكر قدر ركن الخ درمختار۔(۲)

ترتیب سور کے خلاف قرات کا حکم

(سوال ۲۱۴۵) ترتیب سور کے خلاف پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) سجدہ سہو واجب نہیں قوله بترك واجب اى من واجبات الصلوٰة لا كل واجب اذ لو ترك ترتيب السور لا يلزمه شئى الخ شامي۔(۳) فقط۔

نماز میں قرات بلاترتیل کا حکم

(سوال ۲۱۴۶) ایک شخص نے نماز جہریہ میں قرآن شریف بلاترتیل پڑھا نماز ہوئی یا نہ؟ اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا۔

(جواب) اگر ایسی غلطی نہیں ہوئی جو مفسد نماز ہو تو نماز ہو گئی۔ سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

امام کو سبحان اللہ کہہ کر متنبہ کرنا

(سوال ۲۱۴۷) اگر امام سے سہواً قعدہ اخیرہ ترک ہو گیا اور امام قریب قیام کے پہنچ گیا تو مقتدی کو سبحان اللہ کہتے ہوئے کھڑا ہونا اولیٰ ہے یا بیٹھ کر سبحان اللہ کہے، اولیٰ کیا ہے؟

قعدہ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو گیا پھر یاد آیا تو کیا کرے

(سوال ۲/۲۱۴۸) اگر کوئی قعدہ اخیرہ کو بھول کر کھڑا ہو گیا تو وہ شخص فوراً یاد آتے ہی قعدہ کرے یا بقدر الحمد قیام کر کے۔ فقط۔

(جواب) (۱) بیٹھے ہوئے کہنا اولی معلوم ہوتا ہے جزئیہ کوئی نظر سے نہیں گذرا اور درست ہر دو طرح ہے۔

---

(۱) الدر المختار فصل ويجهر الامام ج۱ ص ۸۱. ط.س. ج۱ ص ۵۴۶.
(۲) ايضاً ج ۱ ص ۱۰۳ . ط.س. ج۲ ص ۸۰ ظفير. (۳) ردالمحتار ابتداء باب سجود السهو ۱۲ ظفير.
(۴) ومنها القراءة بالا لحان ان غير المعنى والالا، الا فى حرف مدولين اذا فحش والالا (الدر المختار ج۱ ص ۹۰) ظفير.

(۲) فوراً یاد آتے ہی قعدہ کرنا چاہئے یعنی جب تک کہ سجدہ نہیں کیا۔ کما هو عامة المعتبرات ولوسها عن القعود الا خير الخ عاد الخ مالم يقيد با لسجدة الخ۔(۱) فقط۔

نماز میں سو جانا

(سوال ۲۱۴۹) نماز میں کوئی شخص اس طرح سو گیا جو مفسد صلوٰۃ نہیں اور اس اثناء میں بقدر سہ تسبیح ادائے فرض میں تاخیر ہو گئی تو سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہ؟

(جواب) قال فی الدر المختار فان اتی بها او با حدها بان قام او رکع او سجداوقعد الا خير نائما يعتدبما اتی به بل يعيده(۲) وهل يسجد لتا خير الركن؟ الظاهر نعم ۔(۳) عبارت شامی مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ سجدہ سہو لازم ہونا چاہئے۔(۳) فقط۔

---

(۱) الدر المختار باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۰۲ .ط.س. ج۲ص۸۵ ۱۲ ظفير.
(۲) الدر المختار باب صفة الصلوٰة ج۱ ص ۷۱ ..ط.س. ج۱ص۴۵۵
(۳) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة. قبيل مطلب واجبات الصلوٰة.ط.س. ج۱ص۴۵۵ . ۱۲ ظفير.

الباب الثانی عشر فی سجود التلاوۃ

(سجدہ تلاوت کب اور کہاں واجب ہوتا ہے)

اگر آیت سجدہ پڑھ کر معنی بھی پڑھے تو کتنے سجدے کرے

(سوال ۲۱۵۰)ایک شخص نے سجدہ تلاوت پڑھ کر معنی پڑھے تو وہ شخص ایک سجدہ کرے یا دو۔

(جواب)ایک سجدہ لازم ہے۔(۱)فقط۔

سجدہ تلاوت میں تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۵۱)ایک واعظ نے دوران تقریر میں سجدہ کی آیت کو جہراً پڑھ دیا لیکن نہ خود سجدہ کیا اور نہ حاضرین کو سجدہ کرنے کو کہا۔ گرفت کرنے سے جواب میں عذراً بیان کیا کہ مجمع عام میں زور سے سجدہ کی آیت پڑھنا مضائقہ نہیں ہے اور بشریت کو خطا اور نسیان لازم ہے کیونکہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فراموشی سے گندم کھایا تھا اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مچھلی کو بھول گئے تھے۔ آیا مقام عذر میں واعظ مذکور کا پیغمبروں کی خطا اور نسیان کو بطور شہادت کے پیش کرنا درست ہوگا یا نہ اور ان کا عذر شرعاً معقول ہے یا نہیں۔

(جواب)شامی میں ہے قوله يجب ای وجوباً موسعاً فی غير صلوٰة الخ .(۲)اس سے معلوم ہوا کہ وجوب سجدہ تلاوت موسع ہے فی الفور واجب نہیں ہے۔ پس واعظ پر گرفت کرنا بے موقع تھا اور جب کہ گرفت کی گئی تو واعظ موصوف بھی عذر کر سکتے تھے۔ کہ اداء سجدہ تلاوت فی الفور واجب نہیں ہے۔ خصوصاً مجمع وعظ میں اور خطاء نسیان انبیاء علیہم السلام کو بطور استشہاد پیش کرنے میں بھی کچھ ممانعت اور حرج نہیں ہے اور حدیث شریف میں بھی ایسا مضمون وارد ہوا ہے۔ فنسی ادم الخ فنسيت ذريته او(۳) کماقال صلی الله عليه وسلم۔ فقط۔

رکوع میں یا سجدہ نماز میں نیت کر لینے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۵۲)اگر امام یا منفرد نے نماز فرض یا تراویح و تہجد وغیرہ میں سورہ اعراف یا سورہ نجم یا سورہ علق یا اور کوئی ایسا رکوع جس میں آیت سجدہ تھی پڑھی اور بجائے سجدہ تلاوت رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کر لی تو امام و مقتدیوں کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا یا نہیں۔ علیٰ ہذا آیت سجدہ کے بعد دو چار آیتیں پڑھ کر امام نے رکوع کیا اور سجدہ تلاوت کی بھی نیت کر لی تو یہ بھی درست ہے یا نہیں۔ سورہ بنی اسرائیل آیت سجدہ کے بعد اور دو آیتوں پر سورہ انشقاق آیت سجدہ کے بعد اور چار آیتوں پر ختم ہوتی ہیں پس ختم سورہ مذکور کے بعد رکوع میں سجدہ کی نیت کر لینے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔

(جواب)اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد فوراً یا دو تین آیت پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں نیت سجدہ تلاوت کی کر لی

---

(۱)يجب بسبب تلاوةاية ای اكثرها مع حرف السجدة (درمختار) قوله بسبب تلاوتها احترزعما لو كتبها اوتهجأ ها فلا سجودعليه(ردالمحتار باب سجودالتلاوة ج۱ ص ۷۱۵.ط.س.ج۲ص۱۰۳)ظفير.
(۲)ردالمحتار باب سجودالتلاوة ج۱ ص ۷۱۵.ط.س.ج۲ص۱۰۳. ۱۲ ظفير.
(۳)مشكوٰة باب الايمان باب القدر فصل ثانی ص ۲۳. ۱۲ ظفير.

سجدہ تلاوت ادا ہو جاوے گا۔(۱)اور مقتدیوں کو بھی نیت کرنے کی ضرورت ہے بدون نیت کے ان کے ذمہ سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا۔(۲)اور تین آیت سے زیادہ میں فوریت منقطع ہو جاتی ہے۔(۳)فقط۔

سورہ حج کا آخری سجدہ اور اس کا حکم

(سوال ۲۱۵۳)سورہ حج کا آخری سجدہ عند الشافعی واجب ہے۔ حالت اقتداء میں حنفی المذہب بھی یہ سجدہ باتباع شافعی المذہب ادا کریں یا نہیں۔ اور جب امام حنفی ہو اور مقتدی شافعی تو مقتدیوں کا یہ سجدہ کیسے ادا ہوگا۔

(جواب)شامی میں ہے کہ متابعت امام شافعی المذہب کی وجہ سے مقتدی حنفی بھی یہ سجدہ اخیرہ سورہ حج کا کرے وظاہرہ انہ یتبعہ فیھا لو کان فی الصلوٰۃ الخ (۴)شامی۔ اور جب کہ امام حنفی ہو تو یہ سجدہ نہ کرے اور مقتدی کے ذمہ سے بھی موافق قواعد حنفیہ کے یہ سجدہ ساقط ہے لیکن اگر شوافع کے نزدیک سجدہ صلوٰتیہ کو بعد میں بھی اداء کرنا جائز ہو تو وہ کر سکتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک تو جو سجدہ نماز میں لازم ہو اور اس کو اس وقت نہ کیا جاوے تو پھر وہ ادا نہیں ہو سکتا۔(۵)فقط۔

نماز میں اگر سجدہ تلاوت بھول جائے

(سوال ۲۱۵۴)اگر نماز میں سجدہ تلاوت بھول جائے اور دوسری رکعت میں یاد آوے تو کس طریق سے ادا کرے۔

(جواب)اگر سجدہ تلاوت اس رکعت میں کرنا بھول گیا جس میں سجدہ کی آیت پڑھی تھی تو دوسری تیسری رکعت میں جب یاد آوے کر لے۔(۶)اور پھر سجدہ سہو کرے۔ فقط۔

نماز میں آیت سجدہ تلاوت پڑھی تو کیا کرنا چاہئے

(سوال ۲۱۵۵)اگر نماز میں کسی نے آیت سجدہ کی پڑھی تو سجدہ کس وقت کرنا چاہئے۔

(جواب)بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے جس وقت آیت سجدہ پڑھے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر بعد میں یاد آیا

....

(۱)تودی برکوع صلوۃ اذا کان الرکوع علی الفور من قراءۃ ایۃ اوایتین وکذا الثلاث علی الظاھر کما فی البحر ان نواہ ای کون الرکوع لسجود التلاوۃ علی الراجح (درمختار) وفی الامداد الاحتیاط قول شیخ الاسلام خواہر زادہ بانقطاع الفور بالثلاث وقال شمس الائمۃ الحلوانی لا ینقطع مالم یقرا اکثر من ثلاث وقال الکمال بن الھمام قول الحلوانی ھوالروایۃالخ (ردالمحتار باب سجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۲۳.ط.س.ج۲ص۱۱۱)ظفیر.

(۲)ولونواھافی رکوعہ ولم ینوھا الموتم لم تجزہ (درمختار) ای لم تجزئیۃ الامام الموتم ولا تندرج فی سجودہ وان نواھا المئوتم فیہ لانہ لما نواھا الامام فی رکوعہ تعین لھا وفی القھستانی واختلفوا فی ان نیۃ الامام کافیۃ کما فی الکافی فلولم ینو المقتدی لا ینوب علی رای فیسجد بعد سلام الامام ویعید القعدۃ الاخری کما فی المنیۃ (ایضاً ج۱ ص ۷۲۴) ظفیر.

(۳)لاینقطع مالم یقرأ اکثر من ثلاث (ردالمحتار باب سجود التلاوۃ.ط.س.ج۲ص۱۱۱......۱۱۲ ظفیر.

(۴)ردالمحتار باب سجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۱۷.ط.س.ج۲ص۱۱۱. ۱۲ ظفیر.

(۵)وھی علی التراخی الخ ان لم تکن صلویۃ فان کانت صلوتیۃ فعلی الفور لصیرورتھا جزء منھا ویا ثم بتا خیرھا ویقضیھا ما دام فی حرمۃ الصلوٰۃ ولو بعد السلام (درمختار) ای نا سیا مادام فی المسجد وروی انہ لا یسجد بعد السلام ناسیا (ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۹)ظفیر.

(۶)المصلی اذا نسی سجدۃ التلاوۃ فی موضعھا ثم ذکرھا فی الرکوع او السجود او فی القعود فانہ یخیر لھا ساجداثم یعود الی ماکان فیہ ویعیدہ استحسانا وان لم یعد جازت صلوٰتہ کذا فی الظھیریۃ فی فصل السھو (عالمگیری کشوری کتاب الصلاۃ باب ثالث عشر فی سجود التلاوۃ ج۱ ص ۱۳۲.ط.س.ج۱ص۱۳۴)

اور اس وقت کیا تو سجدہ سہو لازم ہے۔(۱) فقط۔

سجدہ تلاوت کی تاخیر

(سوال ۲۱۵۶) تاخیر سجدہ تلاوت رواست یانہ؟

(جواب) قال فی الدر المختار وهی علی التراخی. علی المختار(۲) وفی الشامی قوله یجب ای وجوبا موسعا فی غیر صلاة الخ شامی۔(۳) فثبت ان الصحیح فی سجدة التلاوة هو الوجوب علی التراخی وان كان الا فضل هو الا داء علی الفور كذا فی الدر المختار ویكره تاخیرها تنزیها الخ فقط.(۴) (پس معلوم شد کہ تاخیر سجدہ تلاوت در خارج صلوٰۃ رواست۔ ظفیر)

بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بوقت زوال اور بعد نماز عصر سجدہ تلاوت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۵۷) صبح کی نماز کے بعد قبل طلوع آفتاب اور بوقت زوال اور بعد نماز عصر قبل غروب آفتاب سجدہ تلاوت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔ كما فی الدر المختار. لا یكره قضاء فائتة ولو وتراً اوسجدة تلاوة وصلوٰة جنازةٍ۔ (۵) الخ۔

مشین یا پرندہ سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں

(سوال ۲۱۵۸) مشین یا پرندہ کے ذریعہ سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ پرند اور صدی سے آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اور صدی حکایت آواز ہے جو پہاڑ وغیرہ سے بطریق واجب صوت معلوم ہوتی ہے پس اس طریق سے مشین میں سن کر بھی سجدہ واجب نہ ہوگا۔ فقط۔(۶)

بغیر نیت تلاوت بھی آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ واجب ہوگا

(سوال ۲۱۵۹) بغیر نیت تلاوۃ کے اگر آیت سجدہ پڑھی جائے تو سجدہ واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) سجدہ اس صورت میں واجب ہوگا۔(۷) فقط۔

دل میں آیت سجدہ پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا

(سوال ۲۱۶۰) آیت سجدہ دل ہی دل میں دیکھ کر پڑھی جائے تو سجدہ واجب ہے یا نہیں۔

....

(۱) ولو تلافی الصلاة سجدها فیها لا خارجها الخ (در مختار) اما لو سهو اوتذكرها ولو بعد السلام قبل ان یفعل منا فیا یاتی بها ویسجد للسهو. (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۳) ولذا كان المختار وجوب سجود السهو لو تذكرها بعد محلها (ایضاً ج ۱ ص ۷۲۲.ط.س.ج۲ص ۱۱۰) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۹. ۱۲ ظفیر. (۳) رد المحتار . باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۵.ط.س.ج۲ص۱۰۳. ۱۲ ظفیر. (٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود التلاوت ج ۱ ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۹. ۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة (قبیل باب الا ذان) ج۱ ص ۳٤۸.ط.س.ج۱ص۳۷۵. ۱۲ ظفیر.
(٦) لا تجب بسماعه من الصدی والطیر (درمختار) الصدی هو ما یجیبك مثل هو تك فی الجبا والصحاری ونحوهما (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج ۱ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۸) ظفیر.
(۷) یجب بسبب تلاوة ایة ای اكثر ها مع حرف السجدة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار .باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۵.ط.س.ج۲ص۱۰۳) ظفیر.

(جواب) تلاوت کرنا ضروری ہے بغیر تلاوت کے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ قال فی الدر المختار بسبب تلاوۃ الخ۔(۱) فقط۔

مجمع عام میں اگر آیت سجدہ واعظ سے سنی جائے تو سب علیٰحدہ علیٰحدہ سجدہ کریں

(سوال ۲۱۶۱) ایک واعظ نے سیکڑوں کے مجمع میں سجدہ کی آیت پڑھی۔ کیا سجدہ تلاوت سب پر ضروری ہے اگر ہے تو کیا واعظ سب کو باجماعت سجدہ کرا سکتا ہے۔

(جواب) آیت سجدہ کے سننے اور پڑھنے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے لہذا پڑھنے والے پر اور سننے والوں پر سجدہ لازم ہو گیا۔ علیٰحدہ علیٰحدہ سب سجدہ کریں۔(۲)

آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا آگے یاد نہ تھا تو کیا کرے

(سوال ۲۱۶۲) زید حافظ ہے زید نے نماز پڑھی اور آیت سجدہ تلاوت میں آئی، فوراً سجدہ تلاوت کیا۔ بعد سجدہ کے پھر کھڑا ہوا، مگر اس کو آگے قرآن شریف یاد نہیں آیا۔ زید نے سجدہ تلاوت کرتے وقت رکوع بھی نہیں کیا، لا علمی یا بھول سے، آیا زید سجدہ تلاوت سے اٹھ کر رکوع کرے یا کیا کرے۔

(جواب) ایسی حالت میں کہ نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی اور آگے کچھ نہیں پڑھتا ہے تو رکوع ہی میں نیت سجدہ کی کر لینے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس نے سجدہ تلاوت کیا تو بہتر یہ ہے کہ اٹھ کر چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ اور اگر اٹھ کر کھڑا ہو کر فوراً رکوع میں چلا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے نماز صحیح ہے۔(۳) فقط۔

تمام قرآن کے سجدہائے تلاوت اخیر میں ایک ساتھ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۶۳) قرآن شریف کے جمیع سجدہ تلاوت کو بعد ختم قرآن ایک بار کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ بھی جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسی وقت کر لے۔(۴) فقط (مگر تاخیر کی گنجائش اس وقت ہے جب نماز میں نہ ہو نماز میں فوراً ادا کرے گا۔ ظفیر)

سجدہ تلاوت واجب ہے

(سوال ۲۱۶۴) قرآن شریف میں جو سجدہائے تلاوت ہیں وہ واجب ہیں یا فرض۔

---

(۱) قوله بسبب تلاوة احترزعما لو كتبها اوتهجا ها فلا سجود عليه (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۷۱۵. ط.س. ج۲ ص ۱۰۳) ظفير.

(۲) وذكر فى المجتبى ان الموجب للسجدة احد ثلاثة التلاوة والسماع والا ئتمام (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۷. ط.س. ج۲ ص ۱۰٤) ظفير.

(۳) وتودى بركوع وسجود غير ركوع الصلوٰة وسجود ها فى الصلاة وكذا خارجها ينوب عنها الركوع (درمختار) قال فى الحلية والا صل فى ادائها السجود وهو افضل ولو ركع بها على الفور جاز والا لا ا ه اى وان فات الفور لا يصح الخ وفى الحلية اذا سجد اوركع لها على حدة فوراً يعود الىٰ القيام ويستحب ان لا يعقبه بالركوع بل يقرا ايتين او ثلاثا فصا عد اثم يركع (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۳. ط.س. ج۲ ص ۱۱۱) ظفير.

(٤) وهى على التراخى على المختار ويكره تاخيرها تنزيها الخ ان لم تكن صلوٰية (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۱. ط.س. ج۲ ص ۱۰۹) ظفير الدين غفرله.

(جواب) سجدہائے تلاوۃ واجب ہیں۔(۱) فقط۔

بیٹھ کر آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ بیٹھ کر کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱/۲۱۶۵) اگر سجدہ تلاوت بیٹھ کر پڑھے تو سجدہ بیٹھ کر ہی کرے یا کھڑے ہو کر۔

صبح و عصر کے بعد کا سجدہ

(سوال ۲/۲۱۶۶) صبح و عصر کی نماز کے بعد کیا صرف سجدہ کرنا بھی حرام ہے۔

بلا وضو سجدہ تلاوت درست نہیں

(سوال ۳/۲۱۶۷) اگر کسی شخص نے بلا وضو آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت کرے یا نہ۔

(جواب) (۱) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہو کر سجدہ کرے اور سجدہ کر کے کھڑا ہو جاوے (جس حالت میں قرات کی ہو۔ ظفیر) لیکن اگر بیٹھے ہوئے سجدہ تلاوت کرے تب بھی کچھ حرج نہیں۔(۲)

(۲) سجدہ تلاوت وغیرہ درست ہے۔ نماز نفل پڑھنا اس وقت مکروہ ہے۔(۳)

(۳) بعد میں وضو کر کے سجدہ کرے فقط۔(۴) (کیونکہ سجدہ تلاوت واجب ہے اور بلا وضو سجدہ تلاوت کی اجازت نہیں۔ ظفیر)

دوبارہ آیت پڑھنے سے سجدہ تلاوت دوبارہ واجب ہوگا

(سوال ۲۱۶۸) ایک شخص نے نماز میں سورہ سجدہ پڑھی اور سجدہ ادا کیا، پھر کسی وجہ سے نماز دہرانے کی ضرورت ہوئی پھر وہی سورۃ پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہئے یا پہلا سجدہ کافی ہوگا۔

(جواب) پھر سجدہ کر لینا چاہئے۔(۵) فقط۔

اگر سجدہ تلاوت کا کچھ حصہ پڑھے اور کچھ نہ پڑھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۶۹) آیت سجدہ کے آخری الفاظ نہیں پڑھے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ کلمہ پڑھا جس میں سجدہ کا لفظ ہے تو سجدہ تلاوت واجب ہو گیا۔(۶) فقط۔

سجدہ تلاوۃ جن کو ادا نہیں کیا ان کی ادائیگی کی صورت کیا ہے

(سوال ۲۱۷۰) ایک حافظ سوائے رمضان شریف کے کبھی سجدہ تلاوت نہیں کرتا اب وہ ان سجود کو ادا کرنا چاہتا

---

(۱) والسجدة واجبة فی هذه المواضع علی التالی والسامع الخ (عالمگیری مصری الباب الثالث عشر سجود التلاوة ج۱ ص ۱۲۴. ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۳۲) ظفیر. (۲) والمستحب انه اذا ارادان یسجد للتلاوة یقوم ثم یسجدواذا رفع راسه من السجود یقوم ثم یقعد کذا فی الظهیریه (عالمگیری مصری باب سجود التلاوة ج۱ ص ۱۲۷. ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۳۵) ظفیر. (۳) ویکره ان یتنفل بعد الفجر حتیٰ تطلع الشمس وبعد العصر حتیٰ تغرب الخ ولا باس بان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوة ویصلی علی الجنازة (هدایه باب المواقیت ج ۱ ص ۸۱) ظفیر.

(٤) وشرائط هذا السجدة شرائط الصلوٰة الا التحریمه (عالمگیری مصری . باب سجود التلاوة ج۱ ص ۱۲٦. ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۳۵) ظفیر. (۵) وشرط التداخل اتحاد الایة و اتحاد المجلس حتیٰ لواختلف المجلس واتحدت الا یة او اتحد المجلس واختلفت الا یة لا تتد اخل کذا فی المحیط (ایضاً ج۱ ص ۱۲۵. ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۳۷) ظفیر.

(٦) یجب بسبب تلاوة ایة ای اکثرها مع حرف السجدة (درمختار) هذا خلاف الصحیح الذی جزم به فی نور الا یضاح ففی السراج وهل تجب السجدة بشرط قراءة جمیع الایة ام بعضها فیه اختلاف والصحیح انه اذا قرا حرف السجدة وقبله کلمة او بعده کلمة وجب السجود والا فلا الخ (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۵. ط.س. ج۲ ص ۱۰۳) ظفیر.

ہے مگر کفارہ کی طاقت نہیں رکھتا۔

(جواب) اندازہ کر کے سجدہ تلاوت پورے کرے روزانہ جس قدر ہو سکے سجدہ بہ نیت قضاء کر لیا کرے۔ اس کا کفارہ یہی ہے کہ سجدے کرے۔ (۱) فقط۔

سجدہ تلاوت کی اطلاع

(سوال ۲۱۷۱) امام کو پہلے سے یہ کہنا کہ میں فلاں رکعت میں سجدہ تلاوت کروں گا ہوشیار رہو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

سجدہ تلاوت فرض ہے یا واجب اور اس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۲۱۷۲) سجدہ تلاوت فرض ہے یا واجب اور کس طرح ادا کرنا چاہئے یعنی سجدہ میں اور سجدہ شروع کرنے سے پہلے یا بعد سجدہ کے کیا کیا پڑھنا چاہئے۔ اور جب تلاوت قرآن میں مشغول ہو اور آیت سجدہ کی پڑھتا ہے تو اسی وقت دوزانوں ہو کر سجدہ ادا کرے یا کھڑے ہو کر؟

(سوال ۲۱۷۳/۲) نیز اگر ایک دفعہ آیت سجدہ کو بزبان عربی اور بعد میں ترجمہ پر دہرائے اسی طرح کسی کو پڑھاتا ہے یا خود حفظ کرتا ہے جو کہ آیت سجدہ چند دفعہ تلاوت ہو جاتی ہے۔ ان سب صورتوں میں سجدہ تلاوت ایک دفعہ ہو گا یا جدا جدا؟

(سوال ۲۱۷۴/۳) نیز جن وقتوں میں ہر قسم کی نماز پڑھنی مکروہ ہے سجدہ تلاوت دینا جائز ہے؟ مثلاً فجر کے فرضوں کے بعد تا طلوع آفتاب، یا دوپہر یا بعد نماز عصر، ایسا ہی صبح صادق کے وقت فجر کی سنتوں سے پہلے یا سنت اور فرض کے درمیان؟

(سوال ۲۱۷۵/۴) نیز اگر نابالغ بچہ کو سبق پڑھا رہا ہے تو بچہ کی طرف سے خود سجدہ کرے یا معاف ہے؟

(سوال ۲۱۷۶/۵) یا اگر تلاوت کے وقت آیت سجدہ کوئی پڑھنے والے سے سن لیتا ہے اگر اس نے خود بخود سمجھ کر ادا کر دیا فبہا ورنہ اس کا سجدہ نہ ادا کرنا پڑھنے والے پر کوئی باعث گناہ کا ہوتا ہے یا سننے والوں کی طرف سے بھی پڑھنے والا ادا کرے؟

(جواب) سجدہ تلاوت واجب ہے۔ طریق اس کا یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جاوے۔ تین بار یا زیادہ برعایت سبحان ربی الا علی کہہ کر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جاوے سجدہ ادا ہو گیا اگر بیٹھے ہوئے سجدے میں گیا اور بعد سجدے کے پھر بیٹھا رہا تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر سجدے میں جاوے اور سجدے کے بعد کھڑا ہو جاوے۔ (یجب بسبب تلاوۃ ایۃ ای اکثر ھا مع حرف السجدۃ (درمختار) وھی سجدۃ بین تکبیر تین

---

(۱) وھی علی التراخی علی المختار ویکرہ تاخیرھا تنزیھا الخ ان لم یکن صلوٰتیۃ (درمختار) حتی لوا داھا بعد مدۃ کان مودیا اتفاقا لا قاضیا الخ لو تراخی کان اداء مع ان المرجح انہ علی الفور ویا ثم بتا خیرہ (ردالمحتار باب السجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۲۱. ط.س. ج۲ ص۱۰۳) ظفیر.

مسنونتین جهراوبین قیامین مستحبین بلا رفع ید وتشهد وسلام وفیها تسبح السجود (درمختار) جمیل الرحمن.

(۲) ان سب صورتوں میں ایک سجدہ واجب ہوگا (ولو کررها فی مجلس تکررت وفی مجلس واحد لا تتکرر بل کفته واحدة الخ درمختار . سجود التلاوة)

(۳) طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کے وقت سجدہ تلاوت بھی حرام ہے مگر جب کہ آیت سجدہ انہی اوقات میں پڑھی تو سجدہ بھی ان اوقات میں درست ہے اور صبح کی نماز کے بعد تا طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر تا غروب اور بعد صبح صادق سجدہ تلاوت درست ہے۔ ذکره تحریما صلاة ولو علی جنازة وسجدة تلاوة وسهو مع شروق واستواء وغروب الخ وکره نفل الی قوله بعد صلاة فجروصلاة عصر لا قضاء فائتة وسجدة تلاوة وصلوٰة جنازة وکذا بعد طلوع فجر سویٰ سنة الخ (تنویر)

(۴) بچہ نابالغ پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

(۵) سننے والوں پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے نہ کیا تو پڑھنے والے پر کچھ گناہ نہیں ہے اور پڑھنے والا سننے والوں کی طرف سے سجدہ نہیں کرسکتا......

(فالسبب التلاوة وان لم یوجد السماع کتلاوة الا صم والسماع شرط فی حق غیر التالی (درمختار) جمیل الرحمن.)

الباب الثالث عشر فی صلوٰۃ المریض

(بیماروں کے لئے ارکان نماز میں رعایتیں)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے پیچھے کھڑے ہونے والے کی اقتداء درست ہے

(سوال ۲۱۷۷) جو امام نماز بیٹھ کر پڑھاوے مگر اس کو کچھ عذر تکلیف کا بھی ہے جس سے وہ کھڑا نہیں ہو سکتا اور تمام کاروبار کھڑا ہو کر کرتا ہے تو نماز اس کی اور مقتدیوں کی درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر معذور ہے کہ کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر اس کی نماز درست ہے اور اس کے پیچھے مقتدیوں کی نماز بھی درست ہے۔(۱) اور اگر وہ ایسا معذور نہیں ہے بلکہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرنے پر قادر ہے تو اس کی نماز درست نہیں اور اس کے پیچھے مقتدیوں کی نماز بھی صحیح نہ ہو گی۔(۲) فقط۔

ایک ہی چادر میں لپٹ کر نماز درست ہے

(سوال ۲۱۷۸) مریض اگر باعث سردی رزائی یا چادر اوڑھ کر نماز پڑھے کہ سارا جسم مع منہ و سر اس ملبوس سے پوشیدہ ہو اور ستر اس کا مثل زانو یا فخذ یا سرین مکشوف غیر مستور ہو مریض کی نظر سے اور جو شخص اس کے پاس ہو اس کی نظر سے بھی پوشیدہ ہو تو نماز اس مریض کی جائز ہو گی یا نہیں۔

مجبوری کی وجہ سے ناپاک کپڑوں کے ساتھ نماز

(سوال ۲/۲۱۷۹) مریض مجبور اگر نماز مع نجاست ادا کرے تو بعد صحت کے قضاء لازم ہو گی یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز اس مریض کی صحیح ہے۔(۳)

(۲) مجبوری کی حالت میں کپڑا پاک نہ ہو سکے اور نہ رہ سکے نماز اس کی صحیح ہے۔ اور اگر پاک کپڑا بدل سکتا تھا اور نہ بدلا تو قضا لازم ہو گی۔(۴) فقط۔

سخت بیماری میں روزہ و نماز کا ترک اور اس کا کفارہ

(سوال ۲۱۸۰) زید کی دادی کا عرصہ پانچ سال تک ایک ایسے مرض میں مبتلا رہ کر جس کی وجہ سے ان کا ایک ہاتھ پیر بیکار ہو گیا تھا جس کو مرض فالج تجویز کیا جاتا ہے بعمر ۵۸ سال انتقال کیا۔ جس وقت تک وہ چلتی رہیں اور ہوش و حواس قائم رہے اس وقت تک وہ نماز روزہ ادا کرتی رہیں مگر جس وقت سے وہ چلنے پھرنے سے نا قابل اور ہوش و حواس بھی قائم نہ رہے روزہ نماز بھی ترک ہو گیا۔ خود یا کسی کے کہنے سے اگر نماز پڑھنے کے لئے پلنگ ہی پر

---

(۱) ویصح اقتداء القائم بالقاعد الذی یرکع ویسجد لا اقتداء الراکع والساجد بالمومی (عالمگیری مصری باب الامامة ج۱ ص ۷۹. ط. ماجدیه ج۱ ص ۸۵) ظفیر. (۲) من فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة الخ ومنها القیام الخ فی الفرض الخ لقادر علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ۱ ص ۴۱۴. ط.س. ج۱ ص ۴۴۲ ظفیر.

(۳) والشرط سترها عن غیره ولو حکما کمکان مظلم لا سترها عن نفسه به یفتی فلو راها من زیقه لم تفسدوان کره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج۱ ص ۳۸۰. ط.س. ج۱ ص ۴۰۹) ظفیر.

(۴) وان استوعب عذر تمام وقت صلوٰة مفروضة الخ وحکمه الوضو لما غسل ثوبه ونحوه الخ وان سال علی ثوبه فو ق الدر هم جاز له ان لا یغسله ان کان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها ای الصلاة والا الخ فلا یجوز ترك غسله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار احکام المعذور ج۱ ص ۲۸۱. ط.س. ج۱ ص ۳۰۵) ظفیر.

قبلہ رو بٹھادیا جاتا تھا تو نماز پڑھنے لگتی تھی مگر نماز میں ادھر ادھر دیکھتی رہتی تھی۔ لہٰذا بحالت مذکورہ جب کہ اکثر اوقات ان کو پیشاب پاخانہ کی بھی خبر نہ رہتی تھی ان پر نماز روزہ فرض تھا یا نہیں۔ اگر فرض تھا تو اب ان کی ادائیگی کس حساب سے اور کس طرح کی جاوے۔

(جواب) روزہ تو ایسے مرض میں مؤخر ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں فدیہ روزہ کا دینا واجب ہو جاتا ہے۔(۱) اور وہ کافی ہو جاتا ہے نماز ان کے ذمہ فرض ہے البتہ نمازیں جو انہوں نے ایسی حالت میں پڑھیں وہ ہو گئیں (۲) اور جو نماز بالکل نہیں پڑھی اس کا فدیہ وارثوں کو دے دینا چاہئے گو بدون وصیت کے اور بدون اس کے کہ وہ کچھ ترکہ چھوڑیں فدیہ دینا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں ہوتا لیکن فدیہ کا دے دینا بہتر ہے اور امید ہے کہ وہ فدیہ ان کی فوت شدہ نمازوں کا ہو جاوے گا۔(۳) فقط

آنکھیں بنوانے والا نماز کس طرح ادا کرے

(سوال ۲۱۸۱) قدح چشم کے متعلق یہ دریافت کرنا ہے کہ ڈاکٹر بہت تاکید کرتے ہیں کہ سر کو ذرا بھی حرکت نہ ہو۔ نماز کی بابت کیا حکم ہوگا۔ قطعاً ادا نہ کرے اور اگر ادا کرے تو کیسے۔ سر کی حرکت کرنے کی قطعی ممانعت ہے۔ وضو کرے تو کس طور سے یا تیمّم کرے تو کس طرح۔ اور اس کے بعد تین روز تک آنکھ پر پٹی بندھی رہتی ہے اس حالت میں جو وضو کرے یا کسی دوسری وجہ سے تیمّم کرے تو صرف جبڑہ پر مسح کرے یا کل چہرہ پر یعنی کل چہرہ کو نہ دھوئے یا جو جلد جبڑہ سے علیٰحدہ ہے اس کو ہاتھ سے تر کرے اس وجہ سے کہ دھو نہیں سکتا۔

(جواب) شامی میں ہے قوله وان تعذر القعود ولو حكماً كما لو قدر على القعود ولكن بزغ الطبيب الماء من عينيه وامره بالا ستلقاء ايا ماً اجزاء ه ان يستلقي ويرمى لان حرمة الاعضاء كحرمة النفس الخ۔(۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ قعود دشوار ہو اگرچہ حکماً ہو مثلاً یہ کہ بیٹھ سکتا ہے لیکن ڈاکٹر نے اس کی آنکھ بنائی اور اس نے یہ کہا کہ چند دن چت لیٹا رہ تو اس کو یہ کافی ہے کہ چت لیٹا رہے اور اشارہ سے نماز پڑھے اور ظاہر ہے کہ اشارہ میں حرکت سر کی ضروری ہے بدون اس کے نماز نہیں ہو سکتی اور ترک کرنا نماز کا بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ عقل سالم ہے بیہوشی نہیں ہے۔

قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی نے جب آنکھ بنوائی تو اشارہ سے نماز پڑھتے رہے اور ڈاکٹر نے اجازت دے دی تھی اور بظاہر کچھ نقص نہ آیا تھا۔ پس اشارہ سر کی اجازت برائے نماز لینی چاہئے اور اگر اجازت نہ دے تب بھی نماز چھوڑنی نہ چاہئے۔ اور آنکھ پر جب پٹی ہو تو باقی چہرے کے دھوئے اور پٹی پر مسح کرے۔ اور اگر باقی چہرے کو دھونے سے تری کی سرایت آنکھوں کی طرف ہونے کا خوف ہو اور وہ آنکھ کو مضر ہو تو کل چہرے پر بھی

---

(۱) وللشيخ الفانى العاجز عن الصوم الفطر ويفدى وجوبا الخ (درمختار) للشيخ الفانى اى الذى فنيت قوته او اشرف على الفناء ولذاعرفوه بانه الذى كل يوم فى نقص الى ان يموت الخ عن الكرمانى المريض اذا تحقق الياس من الصحة فعليه الفدية لكل يوم من المرض ا ه (ردالمحتار كتاب الصوم فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ .ط.س. ج۱ ص۴۲۷) ظفير. (۲) من تعذر عليه القيام لمرض الخ صلى قاعد او لو مستندا الى وسادة الخ كيف شاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلوٰة المريض ج۱ ص ۷۰۸ .ط.س. ج۲ ص۹۵) ظفير. (۳) ولو مات وعليه صلوٰت فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كا لفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله (درمختار) واما اذا لم يوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد فى الريادات انه يجزيه انشاء الله تعالىٰ (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج۱ ص ۶۸۵ ج۱ ص ۶۸۶ .ط.س. ج۲ ص۷۲) ظفير.

(۴) ردالمحتار باب صلوٰة المريض جلد اول ص ۷۱۱ .ط.س. ج۲ ص۹۹ .۱۲ ظفير.

مسح درست ہے اور باقی اعضائے وضو کو دھونا اور اگر کسی عذر کی وجہ سے تیمّم کرے تو تیمّم موافق قاعدے کے کرے کہ ایک ضرب کے بعد چہرے پر جبڑے کے اوپر کو ہاتھ پھیرے اور دوسری ضرب میں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے(۱)۔ فقط۔

ضعف کی وجہ سے بیٹھ کر نماز درست ہے

(سوال ۲۱۸۲) ایک شخص بہت ضعیف اور کمزور ہے حواس ٹھیک نہیں رہتے، نماز پنجگانہ بیٹھ کر ادا کرتا ہے اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) جس قدر طاقت ہو اسی کے موافق نماز ادا ہو جاوے گی۔ اگر قیام کی طاقت نہ ہو تو قعود سے اور اگر قعود کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرنا صحیح ہے۔(۲) الغرض تکلیف بقدر وسعت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا (۳) الآیۃ فقط۔

وضو یا تیمّم کی طاقت نہ ہو تو نماز فرض ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۸۳) مریض میں اتنی قوت نہیں کہ خود وضو یا تیمّم کر سکے تو اس پر نماز واجب ہے یا نہیں۔

بعض وقت معاون موجود ہو اور بعض وقت نہیں تو کیا کرے

(سوال ۲۱۸۴/۲) اس مریض کو بعض وقت کوئی تیمّم کرانے والا موجود ہوتا ہے۔ اور بعض وقت نہیں تو اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہوگا۔

جب مریض میں قبلہ رخ ہونے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے۔

(سوال ۲۱۸۵/۳) مریض خود قبلہ رخ نہیں ہو سکتا اور کوئی اس کے پاس بھی نہیں تو کیا حکم ہے۔

اخیر وقت میں کئی وقت کی نماز نہیں پڑھی تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۱۸۶/۴) ایک شخص کا انتقال ۲۰ شوال کو ہوا اور رجب سے ۲۰ شوال تک یہ صورت رہی کہ کبھی اس نے نماز پڑھی اور کبھی نہیں حالانکہ اس کو اس قدر قوت رہی کہ پانی مانگ سکے اور سر اٹھا سکے۔

(جواب)(۱، ۲، ۳) ان صورتوں میں دوسرے شخص سے اعانت وضو یا تیمّم وغیرہ میں لے اور بلا وضو تیمّم کے اور بلا استقبال قبلہ کے نماز نہ پڑھے اور نماز ان صورتوں میں ساقط نہیں ہوئی جس طرح اور جس وقت میسر ہو ادا یا قضاء اس نماز کو پڑھے۔(۴)

(۴) اس کے ذمہ وہ نمازیں فرض رہیں اور وصیت کرنا فدیہ کی اس کے ذمہ لازم تھی، پس وصیت ایک ثلث ترکہ سے فدیہ اس کی نمازوں کا ادا کیا جاوے اور ثلث سے زیادہ میں وارثوں کو اختیار ہے اگر وہ چاہیں ادا کر دیں، اور یہ

---

(۱) وحکم مسح جبیرۃ الخ او خرقۃ قرحۃ وموضع فصد وکی ونحو ذلک کعصابۃ جراحۃ کغسل لا تحتھا فیکون فرضا الخ ویجمع الخ معہ ای غسل الاخری الخ ویترک المسح کا لغسل ان ضروالا ، لا یترک (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۵۷ .ط.س. ج۱ ص۲۷۸ . ۱۲ ظفیر. (۲) واذا عجز المریض عن القیام صلی قاعداً یرکع ویسجد الخ فان لم تستطع الرکوع والسجود او مالیماء یعنی قاعداً الخ فان لم یستطع القعود استلقی علی ظہرہ وجعل رجلیہ الی القبلۃ الخ (ہدایہ باب صلاۃ المریض ج۱ ص ۱۴۴) ظفیر. (۳) سورۃ البقرۃ اخیر رکوع ۱۲ ظفیر. (۴) نماز کے لئے چونکہ وضو یا تیمم ضروری ہے، خواہ خود کرے یا دوسروں کے ذریعہ۔ اما الشرائط المجمع علیھا فستۃ الخ الطھارۃ من الحدث الخ اما الطھارۃ من الحدث قد مھا لکونھا اھم الشروط واکدھا حتی انھا لا تسقط ، بحال ولا یجوز الصلوٰۃ بدونھا اصلا بخلاف غیرھا من الشروط (غنیۃ المستملی ص ۱۳) استقبال قبلہ بھی شرط ہے مگر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ عاجز کے لئے جہت پر قدرت ہو وہی کافی ہے ومریض صاحب فراش ،لا یمکنہ ان یحول وجھہ ولیس بحضرتہ احد یوجھہ یجزیہ صلوٰتہ الی حیثما شاء الخ (عالمگیری کشوری کتاب الصلاۃ باب ثالث فصل ثالث ج۱ ص ۶۲ .ط. ماجدیہ ج۱ ص۶۳) ظفیر.

بہتر ہے ورنہ ان پر کچھ گناہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

جسے طاقت نہ ہو وہ نماز کا فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۸۷) جو شخص ناطاقت ہے وہ اپنی عمر کے روزے اور نماز کے قضاء کی بابت فدیہ دینا چاہتا ہے وہ روپیہ مدرسہ دینی میں کس مصرف میں خرچ ہو سکتا ہے اس میں تملیک ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) شیخ فانی کو روزہ کا فدیہ دینا تو درست ہے لیکن(۲) نماز کا فدیہ خود اس کو دینا درست نہیں ہے اور نمازیں اس فدیہ سے ساقط نہ ہوں گی کیونکہ نماز میں یہ وسعت ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھے اور اگر رکوع و سجود کے ساتھ نہیں پڑھ سکا تو اشارہ سے پڑھے(۱) البتہ بعد اس کے مرنے کے جو نمازیں اس کے ذمہ رہ جاویں یا روزے رہ جاویں اور وہ وصیت فدیہ دینے کی کرے اور مال بھی چھوڑ دے تو اس کے وارثوں کے ذمہ فدیہ کا اداء کرنا ضروری ہے اور حکم اس کا زکوٰۃ کا سا ہے تملیک فقیر اس میں ضروری ہے۔ پس اگر مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کے لئے دیا جاوے تو یہ بھی درست ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ علم دین کے طلبہ کی امداد ہے۔ فقط۔

کشتی سے باہر اتر کر نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۱۸۸) ایک مرتبہ میں پیر صاحب کی ملاقات کو گیا میں نے کشتی سے باہر اتر کر نماز پڑھی جائز ہے یا نہ۔

(جواب) صلی الفرض فی فلك جارقاعداً بلاعذر صح لغلبة العجز واساء وقالا لا يصح الابعذر وهو الا ظهر برهان والمربوطة فى الشط كالشط، فى الا صح الخ در مختار(۴) قوله جار اى سائر ا استراز من المربوطة قوله والمربوطة فى الشط كالشط) فلا تجوز الصلوٰة فيها قاعداً اتفاقاً وظاهر ما فى الهداية وغيرها الجواز قائماً مطلقاًای استقرت على الارض اولا وصرح فى الا يضاح يمنعه فى الثانى (اى فى عدم الا ستقرار) حيث امكنه الخروج الحاقاً لها بالدابة نهرو اختاره فى المحيط والبدايع وعزاه فى الا مداد ايضاً الى مجمع الروايات عن المصفى وجزم به فى نورالا يضاح وعلى هذا ينبغى ان لا تجوز الصلوٰة فيها سائرة مع امكان الخروج الى البر وهذه المسئلة الناس عنها غافلون شرح المنية (۵) والمربو طة بلجة البحران كان الريح يحركها شديداً فكا السايرة والا فكالوافقة ويلزم استقبال القبلة عند الا فتتاح وكلمادارت ولوام قوماً فى فلكين مربوطين صح والالا

---

(۱) ولو ما ت وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف من بروكذا حكم الوترو الصوم وانما يعطى من ثلث ما له (درمختار) فلو زادت الو صية على الثلث لا يلزم الولى اخراج الزائد الا باجازة الوارثة (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵. ط.س. ج۲ ص۷) ظفير. (۲) والشيخ الفانى الذى لايقدر على الصيام يفطر و يطعم لكل يوم مسكينا كما يطعم فى الكفارات (هدايه كتاب الصوم باب يوجب القضاء والكفارة ج ۱ ص ۲۰۴) ظفير. (۳) من تعذر عليه القيام اى كله لمرض الخ صلى قاعدا الخ كيف شاء الخ وان تعذر الخ اومأ قاعدا الخ وان تعذر القعود او مأ مستلقيا الخ وان تعذر الا يماء براسه وكثرت الفوائت الخ سقط القضاء عنه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلوٰة المريض ج ۱ ص ۷۰۸. ط.س. ج۲ ص۹۵) ظفير. (۴) الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلوٰة المريض مطلب فى الصلاة فى السفينة ج۱ ص ۷۱۳. ط.س. ج۲ ص۱۰۱. ۱۲ ظفير.

(۵) ردالمحتار باب ايضاً ج۱ ص۷۱۳ و ج۱ ص ۷۱۴. ط.س. ج۲ ص۱۰۱. ۱۲ ظفير.

،در مختار۔(۱) اِن روایات سے واضح ہے کہ کشتی اگر کنارہ پر کھڑی ہو تو وہ اگر زمین پر مستقر نہ ہو تو اس میں جواز صلوٰۃ میں اختلاف ہے ہدایہ وغیرہ میں اس کا جواز منقول ہے اور محیط و بدائع وغیرہ میں عدم جواز کو صحیح کہا ہے اور یہی احوط ہے کما ہو ظاہر۔ فقط۔

بیہوشی کے بعد ہوش آئے تو نمازوں کے لئے کیا کرے

(سوال ۲۱۸۹) اگر کوئی شخص کثرت مرض کی وجہ سے چوبیس گھنٹہ تک بیہوش رہے بعد اس کے کبھی کبھی جب ہوش میں آوے تو بجز اشارہ کے نماز نہیں پڑھ سکتا، آیا نماز فائتہ کی قضا آوے گی یا نہیں۔ اگر قضا آوے گی تو حالت مذکورہ میں اشارہ سے پڑھ لیوے تو کافی ہوگی یا نہیں۔ اور چوبیس گھنٹہ سے زائد بیہوش رہے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) در مختار صلوٰۃ المریض میں ہے ومن جن اواغمی علیہ الخ یوماً ولیلة قضی الخمس وان زاد وقت صلوٰة سادسة لا، للحرج الخ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بیہوش رہا اور چھ نمازیں یا اس سے زیادہ قضا ہو گئیں تو قضاء لازم نہ ہوگی بصورت لزوم قضاء اگر بحالت مرض فوت شدہ نمازوں کو اشارہ سے پڑھ لے گا تو نماز ادا ہو جائے گی۔ (۳) فقط۔

کیا سال بھر کی نماز کا کفارہ صرف ایک نسخہ قرآن ہو سکتا ہے

(سوال ۲۱۹۰) کسی شخص کی سال بھر کی نماز فوت ہو گئی بوقت موت اس نے کہا کہ میری سال بھر کی نمازوں کا کفارہ کے بدلہ ایک قرآن شریف دے دینا کیونکہ میرے میں اتنی طاقت نہیں جو تمام نمازوں کا کفارہ ادا کر دوں۔ کیا ازروئے شرع یہ قرآن شریف اس کی سال بھر کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

(جواب) ایک قرآن شریف سے تمام نمازوں کا کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ ایک دن کی نمازوں کا کفارہ ساڑھے دس سیر گندم بوزن انگریزی یا اس کی قیمت ہے جو کہ قریب ڈیڑھ روپیہ کے ہوتی ہے اور ایک ماہ کی نمازوں کا کفارہ ۴۵؎ ہوا ہے اور بارہ ماہ کا اس سے اندازہ کر لیا جاوے ۵۴۰؎ پس اگر اس شخص کے ترکہ کے ایک ثلث میں اس کی گنجائش ہے تو پورا کفارہ نمازوں کا دینا چاہئے۔ (۴) فقط۔

بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو کس طرح نماز پڑھے

(سوال ۲۱۹۱) جو شخص ایسا لاغر ہو جاوے کہ بیٹھ نہ سکے تو کس طرح سے نماز پڑھے اور سنن ونوافل بھی پڑھے یا فرض بھی۔

---

(۱) الدرا لمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاة المریض ج ۱ ص ۷۱۴ .ط.س. ج۲ ص ۱۰۱ . ۱۲ ظفیر.

(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاة المریض ج ۱ ص ۷۱۴ .ط.س. ج۲ ص ۱۰۲ . ۱۲ ظفیر.

(۳) وان تعذر القعود او ما بالرکوع والسجود مستلقیا علی ظہرہ وجعل رجلیه الی القبلة الخ (عالمگیری کشوری الباب الرابع عشر فی صلوٰة المریض ج ۱ ص ۱۳۴ .ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳٦) ظفیر.

(٤) ولو مات علیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلاة نصف صاع بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ما له الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج۱ ص ٦٨٥ و ج۱ ص ٦٨٦ .ط.س. ج۲ ص ۷۲) ظفیر ...... قیمت کا جو حساب درج ہے وہ ۱۳۴۴ھ کا ہے۔ ہمارے اس زمانہ ۱۳۸۱ھ میں قیمت میں پہلے سے بڑا فرق ہو جائے گا اس لئے کہ آج ساڑھے دس سیر گیہوں کی قیمت کم از کم چار روپے ہوگی، بہر حال گیہوں کا حساب تو وہی رہے گا جو درج ہے لیکن قیمت کا اندازہ وقت کے وقت لگایا جائے گا خواہ کم ہو خواہ زیادہ، اس وقت ساڑھے دس سیر گیہوں کی قیمت کم از کم ۴؎ ہوگی اور اس حساب سے ایک ماہ کی نمازوں کا کفارہ ۱۲۰؎ ہوا اور سال بھر کا پندرہ سو تیرہ روپے دو آنے واللہ اعلم ا ظفیر۔

(جواب)جو شخص بیٹھ کر اشارہ سے بھی نماز نہ پڑھ سکے وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور سنت اور نفل کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ اگر پڑھ سکے تو بہتر ہے نہ پڑھے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔(۱)فقط۔

مرض کی وجہ سے شراب کی پٹی باندھی گئی تو نماز کیسے ادا کرے

(سوال ۲۱۹۲)ایک شخص کے پیر میں زخم ہو گیا......ڈاکٹر نے شراب کا پھاپا باندھ دیا اور تاکید کر دی کہ اس کو کھولا نہ جاوے تو وہ اس پٹی کے بندھے ہوئے پر نماز پڑھ سکتا ہے۔

(جواب)وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لیوے نماز اس کی درست ہے۔(۲)فقط۔

عورت بوقت ولادت نماز کس طرح پڑھے

(سوال ۲۱۹۳)عورت حالت دردزہ میں باوجود یہ کہ ہوش وحواس درست ہوں اور بظاہر بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو مگر رطوبت خون وغیرہ جاری ہو اور بچہ کا کچھ حصہ جسم سے نکلنا باقی ہو اور نماز کا وقت ہو اور وہ محض آداب طہارت یا حرمت نماز کا یا یہ خیال کر کے کہ تمام جسم خون آلودہ ہو گا نماز نہ پڑھے تو گنہگار ہو گی یا نہیں۔ اور نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔

(جواب)ایسی حالت میں اگر وقت نماز کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو وہ عورت وضو کر کے اگر ہو سکے ورنہ تیمّم کر کے نماز ادا کرے اور اس خون کا خیال نہ کرے کیونکہ وہ دم استحاضہ ہے، مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے۔ شامی میں ہے ولو لم تصل تکون عاصیةً لربها (۳)الخ اور شرح منیہ میں ہے فلا یجوز لها تفویت الصلوٰة الخ ۔ فقط۔

ریاح کے مریض کو نماز میں ریاح خارج ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۹۴)اگر کسی شخص کو نفخ کا مرض ہو تو وہ تازہ وضو کر کے نماز ادا کر سکتا ہے اور اگر بحالت نماز ریح خارج ہو جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب)اگر وہ شخص شرعی معذور ہو چکا ہے یعنی یہ مرض خروج ریح کا اس کو اس قدر زیادہ ہے کہ کسی وقت اس کو ایسی نوبت آچکی ہے کہ تمام وقت نماز میں اس قدر مہلت اس کو اس مرض نے نہیں دی کہ وضو کر کے فرض وقت بدون اس عذر کے پڑھ سکا ہو تو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ ایک دفعہ وضو کر کے وقت کے اندر نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ ریح نماز میں خارج ہوتی رہے۔ در مختار۔(۴)فقط۔

---

(۱)وان تعذر القعود ولو حكما او ما مستلقيا على ظهره ورجلا نحو القبلة الخ او على جنبه الا يمن اوالا يسر ووجهه اليها الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المريض ج۱ ص ۷۱۱ وج ۱ ص۷۱۲.ط.س.ج۲ص۹۹) ظفير.

(۲)

(۳)امراة خرج راس ولدها وخافت فوت الوقت توضات ان قدرت والا تيممت وجعلت راس ولدها فى قدر او حفيرة وصلت قاعدة بركوع وسجود فان لم تستطعهما تومى ايماء اى تصلى بحسب طاقتها ولا تفوت الصلوٰة عن وقتها لانها لم تصر نفساء بخروج بعض الو لدما لم ترالدم بعد خروج الولد كله والدم الذى تراه فى حالة الولادة قبل خروج الولد استحاضة لا تضع الصلوٰة فكانت مكلفة بقدر وسعها فلا يجوز لها تفويت الصلوٰة عن وقتها الا ان عجزت بالكلية كما فى سائر المرضى (غنية المستملى شرح المنية ص ۲۶۵و ص ۲۶۶)ظفير.

(٤)وصاحب عذر من به سلس البول لا يمكنه امساكه اواستطلاق بطن اوانفلات ريح الخ ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا يجد فى جميع وقتها زمنا يتوضا ويصلى فيه خاليا عن الحدث ولو حكما الخ وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض ثم يصلى به فيه فرضا ونفلا الخ (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار مطلب احكام المعذور ج۱ ص ۸۰.ط.س.ج۱ص۳۰۵) ظفير.

کنارہ پر بندھی ہوئی کشتی میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۹۵) اگر کشتی کنارہ پر بندھی ہوئی ہو تو کھڑے ہو کر بدون مستقر زمین کے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور خلاصۃ الفتاوی جلد اول ص ۱۹۴ میں ناجائز تحریر کرتے ہیں۔

(جواب) ہدایہ میں ہے والمربوط کالشط ھو الصحیح۔(۱) ومثلہ فی الدر المختار وفی ردالمحتار قولہ والمربوطۃ والشط) فلاتجوز الصلوٰۃ فیھا قاعداً اتفاقاً وظاھر ما فی الھدایۃ وغیرھا الجواز قائماً مطلقاً ای استقرت علی الارض اولا وصرح فی الا یضاح یمنعہ فی الثانی حیث امکنہ الخروج الحاقاً لھا بالھدایۃ الخ۔(۲) معلوم ہوا کہ صحیح یہ ہے کہ کشتی مربوطہ علی الشط میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست ہے البتہ بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن احوط یہ ہے کہ کشتی سے باہر کنارہ پر نماز پڑھے تاکہ خلاف سے نکل جاوے۔ فقط۔

---

(۱) ھدایہ باب صلاۃ المریض ج۱ ص ۱۴۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب صلاۃ المریض . مطلب فی الصلاۃ فی السفینۃ ج۱ ص ۷۱۴ .ط.س.ج۱ص۱۰۱. ۱۲ ظفیر.

الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المسافر

مسافر نماز کس طرح ادا کریں

(نیز اس باب کے دوسرے مسائل)

بلاارادہ اتفاق سے پندرہ دن رہ جائے تو کیا کرے

(سوال ۲۱۹۶) چند اشخاص تجارت پارچہ کو جاتے ہیں اور ایک جگہ قیام کرتے ہیں، قریب کے مواضعات میں پارچہ فروخت کر کے رات کو جائے قیام پر واپس آجاتے ہیں اور نماز کو قصر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا ارادہ قیام کا نہیں پارچہ فروخت ہونے پر چلے جاویں گے۔ ایسی حالت میں اگر پندرہ روز یا زیادہ قیام کی نوبت آجاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ اول پختہ ارادہ پندرہ دن قیام کا وہاں نہ ہو اگرچہ پندرہ دن یا زیادہ اتفاق سے قیام ہو جاوے تو ایسی حالت میں نماز کو قصر کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

جس راستہ سے سفر ہو اسی کا اعتبار ہے

(سوال ۲۱۹۷) اجمیر ہمارے یہاں سے براہ پیادہ بیس کوس ہے اور براہ ریل اسی کوس ہے۔ اگر براہ ریل سفر کریں تو قصر کرنا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اگر ریل کے راستہ سے سفر کرنا ہو تو قصر واجب ہوگا۔(۲)

جہاں باپ مقیم ہو بیٹا پندرہ دن کی نیت کے بغیر قصر نہ کرے گا

(سوال ۲۱۹۸) ایک شخص بسلسلہ روزگار اپنے وطن سے بھر تپور آئے، بھر تپور میں اس کے قیام کو چالیس برس کا عرصہ گذر گیا، اس درمیان میں وہ رخصت لے کر اپنے وطن کو بھی جایا کرتے تھے لیکن کبھی گھر کے آدمیوں کو بھی یہاں پر لے آیا کرتے تھے، بھر تپور میں مکان کرایہ پر لے کر رہتے تھے۔ ان کا لڑکا محمد رفیق ہمراہ تھا اب وہ دہلی روزگار کی غرض سے چلے گئے۔ دہلی میں رہتے ہوئے چار پانچ برس ہو گئے۔ اب اگر محمد رفیق دہلی سے بھر تپور اپنے باپ کے پاس آوے تو نماز پوری پڑھے یا قصر کرے۔

(جواب) بھر تپور میں اگر بہ نیت قیام پندرہ یوم نہ آنا ہو تو نماز قصر کرنی چاہئے کیونکہ بھر تپور وطن اقامت تھا سفر کرنے سے باطل ہو گیا۔(۳) فقط۔

امرتسر چھوڑ کر لاہور کو وطن اقامت بنالیا وہ اب امرتسر میں کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۲۱۹۹) ایک شخص پہلے امرتسر میں رہتا تھا پھر لاہور میں مع بال بچوں کے اور بیوی کے چار برس سے

---

(۱) ولا یزال علی حکم السفر حتیٰ ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما او اکثر الخ ولو دخل مصرا علی عزم ان یخرج غدا او بعد غدو لم ینو مدة الا قامة حتی بقی علی ذالك سنین قصر (هدایه باب صلوٰة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفیر.
(۲) فان قصد بلدة والی مقصده طریقان احدهما مسیرة ثلثة ایام ولیا لیها والا خر دو نها ، فسلك الطریق الا بعد کان مسافرا عندنا هکذا فی فتاویٰ قاضی خان (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۳۶ الباب الخامس فی صلوٰة المسافر. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۳۸) ظفیر. (۳) وطن الا قامة یبطل بوطن الاقامة وبا نشاء السفر وبالوطن الا صلی (عالمگیری کشوری باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۰ . ط.س. ج ۱ ص ۱۴۲) ظفیر.

اقامت گزین ہے اور امر تسر میں کچھ زمین بھی ہے اور بھائی بہن بھی لاہور میں رہتے ہیں اگر امر تسر اور لاہور میں مسافت سفر کی ہو تو اس شخص کو امر تسر میں قصر کرنا ہو گا یا نہیں۔

(جواب) اگر اس شخص نے لاہور کو وطن اصلی بنالیا ہے اور امر تسر کی سکونت ترک کردی تو امر تسر میں اگر پندرہ دن کی اقامت کی نیت نہیں کی تو وہاں قصر کرے گا۔ **کما فی الدر المختار الو طن الا صلی یبطل بمثله اذا لم یبق له بالا ول اهل الخ۔**(۱) فقط۔

مسافت قصر ۴۸ میل ہے

(سوال ۲۲۰۰) منزل کتنے کوس ہو گی۔ انگریزی کوس کے حساب سے نماز کے لئے قصر تین منزل میں کرنا چاہئے یا کیا۔

(جواب) ہمارے نزدیک معمول سفر قصر کے لئے ۴۸ میل ہیں۔ سولہ ۱۶ میل کی ایک منزل قرار دی گئی ہے۔ فقط۔

بوقت اطمینان مسافر سنتیں پڑھے گا

(سوال ۲۲۰۱) مسافر محض فرض ہی ادا کرے یا سنن بھی

(جواب) در مختار میں ہے **ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی خوف وقرار لایاتی بها هو المختار لانه ترك لعذر الخ قیل الا سنة الفجر الخ وفی الشامی قال فی شرح المنية والا عدل ماقاله الهند وانی قلت والظاهر ان ما هو فی المتن هو هذا۔**(۲) ص ۱۵۲ جلد اول شامی۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ مسافر اگر حالت امن میں ہے اور ٹھیرا ہوا ہے تو سنتیں پڑھے اور اگر امن کی حالت نہیں ہے بلکہ سفر کی جلدی ہے اور خوف ہے تو سنتیں چھوڑ دے اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ سنتیں صبح کی پھر بھی نہ چھوڑے۔ فقط۔

مسافر کتنی مسافت پر قضا کرے

(سوال ۲۲۰۲) مسافر کو کتنے کوس پر قصر کرنا چاہئے اور ہر کوس کتنے میل کتنے قدم پختہ کا ہو گا۔

(جواب) سفر اگر تین منزل یعنی تین دن کا ہو تو مسافر پر قصر لازم ہے اور بعض فقہاء نے منازل کے عوض فراسخ اور میل سے تحدید فرمائی ہے۔(۳) اس میں تین قول ہیں۔ بعض نے ۲۱ فرسخ یعنی ۶۳ میل اور بعض نے ۱۸ فرسخ یعنی ۵۴ میل اور بعض نے ۱۵ فرسخ یعنی ۴۵ میل مقرر کئے ہیں اور مفتی بہ قول ثانی یا ثالث ہے۔ قال فی الشامی۔ **ثم اختلفوا فقیل احد وعشرون وقیل ثمانیة عشر وقیل خمسة عشر والفتوی علی الثانی لانه الا وسط**

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) قاصد مسیرة ثلاثة ایام ولیا لیها من اقصر ایام السنة ولا یشترط سفر کل یوم الی اللیل بل الی الزوال والا اعتبار بالفراسخ علی المذهب (درمختار) قال فی النهایة ای التقدیر بثلاث مراحل قریب من التقدیر بثلاثة ایام الخ وکذا ما فی الفتح من انه قیل یقدر باحدو عشرین فرسخا وقیل بثمانیة عشر وقیل بخمسة عشر و کل من قدر عینها اعتقدانه مسیرة ثلاثة ایام (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۴. ط.س. ج۲ ص ۱۲۲) ظفیر.

وفي المجتبى. فتوى ائمة خوارزم على الثالث.(۱)اور مذہب ثالث یہ ہے کہ تین دن میں جس قدر مسافت طے ہوتی ہو عادتاً اس میں قصر واجب ہے اور میل چار ہزار ذراع کا ہے یا چار ہزار قدم کا، کذا فی الشامی۔(۲)

جو حنفی مسافر قصر کی جگہ پوری نماز پڑھے اس کا حکم کیا ہے

(سوال ۲۲۰۳)ایک مسافر حنفی نے نماز میں قصر نہ کیا دریافت کرنے سے جواب دیا کہ جب قصر کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہی نہیں پڑھی اور دل اچاٹ ہو جاتا ہے اس وجہ سے قصر نہیں کرتا مجبوراً قول امام شافعی کو لیتا ہوں اس صورت میں اس مسافر کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) یہ اس مسافر نے برا کیا امام شافعی کے مذہب پر اس بارہ میں حنفی کو عمل کرنا درست نہیں ہے، اپنے مذہب کے موافق ضرور قصر کرے۔ قصر کرنا واجب ہے۔(۳)باقی اگر اس نے تنہا نماز پڑھی تو ہو گئی اور اگر امام ہوا تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی۔(۴)فقط۔

اگر کہیں اولاً پندرہ یوم اقامت کی نیت کی تو آس پاس دورہ میں پوری نماز پڑھنا ہو گی

(سوال ۲۲۰۴)ایک آفیسر کا صدر مقام سکندر آباد ہے جہاں ان کے بال بچے بھی رہتے ہیں اور ان کی ملازمت دوازدہ ماہ کی دورہ کی ہے۔ سکندر آباد سے ایک طرف علاقہ ۳۲ میل اور ایک طرف پانچ میل اور ایک طرف ۲۱ میل اور ایک طرف ۲۲ میل کے قریب قریب ہے۔ دورہ میں کسی جگہ پر دس روز سے زیادہ قیام نہیں ہوتا اور خاص سکندر آباد میں بھی دس روز سے زیادہ قیام نہیں ہوتا۔ اس صورت میں آفیسر مذکورہ بالا کو سکندر آباد یا دیگر مقامات میں نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری کیا حکم ہے۔

(جواب) قاعدہ یہ ہے کہ موضع اقامت میں جب تک پندرہ دن کے قیام کی نیت ایک دفعہ میں نہ ہو اس وقت تک قصر ہی کرنا چاہئے اور دورہ میں چونکہ کوئی مقام مسافت شرعیہ یعنی قصر کے قابل نہیں ہے پس اگر اول سکندر آباد میں نیت اقامت پندرہ دن کی ہو چکی ہے تب تو پھر دورہ میں قصر کہیں نہیں ہے اور اگر سکندر آباد میں ہی اول نیت اقامت پندرہ دن کی نہ ہوئی تھی اور نہ پھر کسی دوسرے مقام میں نیت پندرہ دن کے قیام کی ہوئی تو پھر برابر قصر کرے یعنی سکندر آباد میں بھی اور دورہ میں بھی۔(۵)فقط۔

جہاز کے ملازم کے احکام

(سوال ۲۲۰۵)بعض آدمی دور پردیس مثلاً رنگون وغیرہ جا کر ایسے جہازوں میں نوکری کرتے ہیں جن کا اپنے شہر وبندر کے علاوہ دوسرے شہروں میں آنا جانا نہیں ہوتا بلکہ اسی شہر میں ایک دوسرے جہازوں کی آمدورفت کے لئے

---

(۱)ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ص۱۲۳ ۱۲ ظفیر.
(۲)الفر سخ ثلاثة اميال والميل اربعة الآف ذراع (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷۳۵.ط.س.ج۲ص۱۲۳) ظفیر.(۳)والقصر لازم عندنا الخ والا ثار فی ذالك كثيرة وهی تدل الی ان الفرض ركعتان وان الا تمام منكرو لوكان جائزا بفعله عليه الصلوٰة والسلام مرة تعليما للجواز (غنية المستملی ص ۴۹۹ وص ۵۰۰) ظفیر.
(۴)فلوا تم مسافران قعد فی القعدة الاولی تم فرضه ولكنه اساء لو عا مداً لتا خيرا لسلام وترك واجب القصر واحب تكبيرة افتتاح وخلط النفل بالفرض الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتا ر باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۹. ط.س. ج۲ص۱۲۸) ظفیر.(۵)لايزال علی حكم السفر حتی ينوی الاقامة فی بلدة اوقرية خمسة عشر يوما اواكثر وان نوی اقل من ذالك قصر (هدايه باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۴۸) ظفیر.

راستہ صاف کرنے کا کام کرتے ہیں۔

جو لوگ ہمیشہ گھاٹ پر رہا کرتے ہیں

(سوال ۲/ ۲۲۰۶) اور بعض لوگ ایسے جہازوں کی ملازمت کرتے ہیں جو ہمیشہ گھاٹ ہی پر مربوط رہتے ہیں اور برابر اپنی جگہ پر ثابت رہتے ہیں۔

جو برابر سفر میں رہے

(سوال ۲۲۰۷/۳) بعض لوگ تجارتی جہازوں میں نوکر ہوتے ہیں جن کا کام فقط انتقال من مصر الی مصر ہے کہیں قیام کا اطمینان نہیں، ہاں کبھی کبھی شہر میں ماہ ڈیڑھ ماہ کا قیام بھی ہو جاتا ہے لیکن ملازم اس بارہ میں افسر کے تابع ہوتے ہیں بلکہ ان کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ جہاز کب تک ٹھہرے گا اور کب چھوٹے گا۔ ان تینوں صورتوں میں ملازمین جہاز کو نماز قصر کرنی چاہئے یا پوری پڑھنا چاہئے یا کچھ فرق ہے باہم صورتوں میں۔

(جواب) پہلی اور دوسری صورت میں وہ لوگ مقیم ہیں پوری نماز پڑھیں گے کیونکہ جب وہ کسی شہر رنگون وغیرہ میں بغرض ملازمت گئے اور وہاں پندرہ دن یا زیادہ کی اقامت کی نیت کی اور پھر ایسے جہازوں میں نوکری کر لی کہ جو سفر نہیں کرتے تو وہ مسافر نہیں ہوئے لہذا پوری نماز پڑھیں گے۔

(۳) اور تیسری صورت میں وہ مسافر ہیں نماز قصر کریں گے۔ پہلی دونوں صورتوں میں اتمام صلوٰۃ کی دلیل عبارت درمختار ہے **حتیٰ یدخل موضع مقامه الخ اوینوی اقامة نصف شهر بموضع واحد صالح لها من مصر او قرية الخ**۔(۱) اور تیسرے مسئلہ کی دلیل یہ ہے **فیقصر ان نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر اونوی فيه لكن فی غير صالح كبحر اوجزيرة الخ اولم يكن مستقلاً برايه الخ (در مختار) قوله اولم يكن مستقلاً برايه عطف على قوله ان نوى اقل وصورته نوى التابع الاقامة ولم ينوها المتبوع اولم يدر حاله فانه لا يتم الخ شامی**۔(۲) فقط۔

ایسی اقامت جہاں پندرہ یوم کی نیت نہ ہو قصر کرے

(سوال ۲۲۰۸) زید کا وطن اصلی دہلی میں ہے اور جائے اقامت صدر مقام کانپور میں ہے اور اس کو صدر مقام میں اتفاق قیام کا مدام پندرہ دن سے کم پڑتا ہے تو جائے اقامت میں زید قصر کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) جائے اقامت سے سفر کرنے کے بعد وہ وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے۔(۳) پھر اگر وہاں پندرہ دن قیام کی نیت نہیں کی تو قصر کرنا چاہئے۔ فقط۔

جس کی سکونت دو جگہ ہو وہ نماز کس طرح پڑھے گا

(سوال ۲۲۰۹) ایک شخص دو موضع را برائے سکونت است یک در کوئٹہ و یک در جیکب آباد۔ در گرما کوئٹہ مقیم و در سرما جیکب آباد۔ و در درمیان ہر دو موضع مسافت سفر است۔ اگر برائے کاروبار در جیکب آباد۔ یا کوئٹہ آمد قصر

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۶ و ج۱ص ۷۳۷ .ط.س.ج۲ص۱۲۴. ۱۲ ظفیر. (۲) ردالمحتار باب صلوٰة المسافر ج ۱ص ۷۳۷ و ج ۱ص ۷۳۸.ط.س.ج۲ص۱۲۵.
(۳) وطن الاقامة يبطل بوطن الا قامة وبانشاء السفروالوطن الا صل (عالمگیری کشوری باب صلاة المسافر ج ۱ص ۱۴۰ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۴۲) ظفیر.

کند باتمام خواند۔ عیال واطفال باخود ہر جا کہ می باشد ہمراہ اومی باشند ودر موضع گرما وسرما مکانات وعقار ودیگر سامان گذر است وبس۔

(جواب) اگر ہر دو موضع را وطن اصل وجائے قرار گرفتہ است ودر ہر دو موضع مکان وعقار است واہل وعیال در ہر دو موضع می باشند در ہر دو موضع نماز تمام کند قال فی الشامی من شرح المنیة ولو کان له اهل ببلدتین فاتیهما دخلا صار مقیماً الخ۔ فقط۔

جہاں مسلسل پندرہ یوم اقامت کی نیت نہ ہو قصر کرے

(سوال ۲۲۱۰) ہم لوگ پندرہ سال سے قصبہ تراوڑی میں تجارت کرتے ہیں اور مال لا کر فروخت کرتے ہیں اور یہاں آکر دیہات کو چلے جاتے ہیں۔ مگر مکان کرایہ پر لے رکھا ہے۔ مکان سے جب ہم آتے ہیں چار پانچ مہینہ رہتے ہیں مگر پندرہ روز ٹھہرنا نہیں ہوتا۔ دو روز باہر جاتے ہیں دو روز تراوڑی رہتے ہیں۔ نیت یہ ہوتی ہے کہ چار ماہ رہ کر وطن جائیں گے تو نماز قصر پڑھیں یا پوری۔

(جواب) جب کہ اس جگہ جہاں آپ لوگ بغرض تجارت جاتے ہیں پندرہ دن کے قیام کی نیت نہیں ہوتی بلکہ یہ نیت ہوتی ہے کہ دو چار دن ٹھہر کر باہر دیہات میں پھریں گے۔ کسی گاؤں میں دو دن کسی میں چار دن رہیں گے۔ اسی طرح چار پانچ مہینہ گذارے جاتے ہیں تو اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے کذا فی کتب الفقہ۔ (۱) فقط۔

دو وطن والے کا حکم

(سوال ۲۲۱۱) شخصے دو خانہ می دارد، درمیان ہر دو خانہ مسافت سفر است۔ عیال باخود ہر جا کہ می باشد میدارد۔ اہلیہ یک می دارد ودر یک خانہ۔ پس اگر برائے کاروبار در خانہ دیگر آید کہ عیال باخود نمی آرد قصر کند یا نہ۔

(جواب) اگر ہر دو را وطن اصل شمردہ است وارادہ ترک یکے از انہا نکردہ است ویک مقام را ترک کردہ بدیگر مقام سکونت نگرفتہ است ہر دو وطن اصلی است در ہر یک ازاں نماز تمام کند۔ والتفصیل فی شرح المنیہ۔ (۲) فقط۔

جب معلوم نہ ہو کہ کتنا قیام کرنا ہوگا

(سوال ۲۲۱۲) ہم لوگ فیلڈ پر آئے ہوئے ہیں، ہم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ ہم کو معلوم نہیں ہے کہ ہم اپنے قیام پر کتنی مدت ٹھہریں گے یا کتنا سفر کریں گے مگر اکثر سفر کی بابت معلوم ہے کہ دس پندرہ میل سے زیادہ نہیں چلتے۔ قیام کی بابت یہ ہے کہ اسی جگہ پر مہینہ قیام کریں اسی جگہ سے دس دن کے بعد کوچ کر جائیں۔ غرض ہم لوگ اپنے اختیار میں نہیں، ایسی حالت میں نماز قصر پڑھیں یا پوری جب کہ قیام اور سفر کا کچھ حال معلوم نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں آپ لوگ نماز پوری پڑھا کریں کیونکہ یہ اصل ہے اور حکام کی نیت کا حال معلوم نہیں

---

(۱) لا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما او اکثر وان نوی اقل ذالك قصر (هدایه باب صلوٰة المسافر ج۱ ص ۱۴۸) ظفیر۔ (۲) فالا صلی وهو مولدالا نسان او موضع تاهل به الخ وفی المبسوط هوالذی نشا فیه او توطن فیه او تاهل فقوله او توطن فیه یتناول ما عزم القرار فیه وعدم الا رتحال وان لم یتا هل فعلی هذا لو عزم من له ابوان فی بلد علی القرار فیه وترك الو طن الذی کان قبله له یکون وطناله ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الاقامة به قیل لا یصیر مقیما وقیل یصیره مقیما وهو الا وجه لما مر من حدیث عثمان رضی الله تعالیٰ عنه ولو کان له اهل ببلد تین فایتهما دخلها صارمقیما وان ما تت زوجته فی احد یهما وبقی له فیها ورو عقارالخ (غنیة المستملی ص ۵۰۵) ظفیر۔

ہے۔(۱) فقط۔

مسافر نے ظہر پوری چار رکعت پڑھ لی تو اعادہ واجب ہے

(سوال ۲۲۱۳) مسافر نے سہواً چار رکعت ظہر پڑھی تو نماز کا اعادہ کرے یا نہیں۔

(جواب) اعادہ کرے وجوباً۔(۲)

امام مسافر نے قصداً چار پڑھی تو مقتدی کی نہیں ہوئی

(سوال ۲۲۱۴) امام مسافر نے بالقصد چار رکعت ظہر پڑھی اور جانتا ہے کہ قصر کرنا چاہیئے تو مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔ مقتدی کو بعد ختم نماز علم ہوا کہ قصداً چار پڑھی ہیں تو مقتدی کیا کرے اور امام کا کیا حکم ہے دونوں حنفی ہیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب) مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی اور امام کا فرض ادا ہو گیا۔ اگر قاعدہ درمیانی کر لیا تھا۔ مگر تاخیر واجب کی وجہ سے بصورت نہ کرنے سجدہ سہو کے اعادہ واجب ہے۔(۳) فقط۔

جو جس راستہ سے سفر کرے اسی کا اعتبار ہے

(سوال ۲۲۱۵) تین شخص ایک ایسے مقام کو چلے جس کے مختلف راستے مختلف مسافت رکھتے ہیں۔ ایک شخص براہ راست جو کہ مسافت تیس کوس ہے جاتا ہے۔ دوسرا شخص براہ سڑک پختہ جو چکر کھاتے ہوئے جاتی ہے اور مسافت چھتیس کوس ہے جاتا ہے۔ اور تیسرا شخص بذریعہ ریل جو چکر سے جاتی ہے اور مسافت چالیس کوس ہے جاتا ہے۔ اس صورت میں مسافر نمبر ۲، نمبر ۳ مسافر مانے جاویں گے یا نہیں اور ان کو نماز قصر پڑھنی چاہیئے یا نہیں اور تینوں راستوں میں سے کون سا صحیح مانا جاوے گا۔

کم مسافت سمجھ کر پوری نماز پڑھتا رہا بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا مسافت قصر تھی کیا کرے

(سوال ۲۲۱۶/۲) ایک شخص ایک مقام کو گیا جس کی مسافت بعد تحقیق اپنے خیال میں حد سفر سے کم مسافت خیال کرتا ہے بایں وجہ وہ پوری نماز پڑھتا رہا، چار پانچ روز بعد تحقیق ہوا کہ مسافت حد سفر سے زیادہ ہے تو اس نے پوری نمازیں پڑھی تھیں اس کا اعادہ کرے یا نہیں اور ایک شخص نے ایسے مقام کو جو مسافت شرعی سے کم ہے جو مسافت شرعی پر خیال کر کے قصر کرتا رہا چند روز بعد معلوم ہوا کہ یہ مقام حد سفر سے کم ہے تو وہ ان نمازوں کا اعادہ کرے یا نہ۔

---

(۱) لم یکن مستقلاً برائه كعبدوامرأة اوبلدة ولم ينوها اى مدة الا قامة الخ ولو بقى سنين الخ والمعتبر نية المتبوع لانه . الا صل لا التابع كامراة الخ عبد الخ و جندى اذا يرتزق من الا ميراوبيت المال واجير واسير وغريم وتلميذ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ١ ص ٧٣٨ .ط.س. ج٢ص١٢٦) ظفير. (٢) فلو اتم مسافران تعمد فى القعدة الا ولى ثم فرضه ولكنه اساء لوعا مداً لتاخير السلام وترك واجب القصر الخ وهذا لا يحل كما حرره القهستانى بعد ان فسرساء باثم واستحق النار (درمختار) فعلم ان الا ساء ة هنا كراهة التحريم (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ١ ص ٧٣٩ وج ١ ص ٧٤٠ .ط.س. ج٢ص١٢٨ وكذا كل صلاة اديت مع كراهةالتحريم تجب اعادتها (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ١ص ٤٢٥ .ط.س. ج١ص٤٥٧) ظفير. (٣) فلو اتم مسافر ان قعد فى القعدة الاولىٰ تم فرضه ولكنه اساء الخ وما زاد نفل كمصلى الفجر اربعاوان لم يقعدبطل فرضه (الدر المختار علي هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ١ص ٧٣٩ وج ١ ص ٧٤٠) مقتدی جو مقیم ہوں ان کی نماز اس لئے نہیں ہوئی کہ مفترض کی نماز متنفل کے پیچھے درست نہیں اور صورت مسؤلہ میں امام کی باقیہ دو رکعتیں نفل ہوئیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

حالت سفر کی قضا نمازوں کی ادائیگی بصورت قصر ہی ہوگی

(سوال ۲۲۱۷/۳) سفر میں جو نمازیں قضا ہوئی ہوں ان کو حضر میں پوری پڑھے یا قصر کرے اور سفر میں جو نماز پوری پڑھی گئی ان کو اعادہ کرے یا وہ ہو گئی۔

(جواب) جس راستہ کو جو کوئی سفر کرتا ہے اسی راستہ کا اعتبار ہے۔ لہذا نمبر ۲ نمبر ۳ مسافر شرعی ہیں وہ قصر کریں گے۔(۱)

(۲) پہلا شخص اگر قعدہ درمیان میں بیٹھا ہے تو اس کی نماز فرض ادا ہو گئی اعادہ فرض نہیں ہے اور دوسرا شخص ان نمازوں کا اعادہ کرے۔(۲)

(۳) اس کا حکم یہ ہی ہے کہ سفر کی قضا شدہ نمازوں کو حضر میں بھی قصر کرے(۳) اور جو نمازیں سفر میں پوری پڑھی گئی ان میں اگر قعدہ اولیٰ کر چکا ہے تو وہ ہو گئی۔(۴) فقط۔

معلوم نہ ہو کہ کتنے دن قیام کرنا پڑے تو کیا کرے

(سوال ۲۲۱۸) زید نے بکر کو حکم دیا کہ تم فیلڈ پر جاؤ اور مقام فیلڈ بصرہ قرار دیا لیکن یہ یقین نہیں کہ رہ روز قیام ہو گا یا کم یا زیادہ۔ اور بعض لوگوں کو حکم ملتا ہے کہ تم اس مقام پر مستقل ہو گے اور کسی کو حکم ملتا ہے کہ تم کو جس جگہ سے مانگ آئے گی روانہ کیا جائے گا لیکن پختہ طور پر کسی کو بھی یقین نہیں ہے کہ کتنے روز قیام ہو گا۔ تو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) ایسی حالت تردد میں نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۵) فقط۔

مسافر سنن ونوافل ترک کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۱۹) مسافر کو سنن ونوافل پڑھنے کے بارہ میں کیا حکم ہے اگر ترک کرے گا تو گنہگار ہو گا یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مسافر حالت امن و قرار میں ہو اور عجلت و سیر میں نہ ہو تو سنن ورواتب کو ادا کرے اور اگر امن و قرار کی حالت نہ ہو بلکہ جلدی ہو اور خوف ہو تو سنن کو چھوڑ دے۔ در مختار باب صلوٰۃ المسافر میں

---

(۱) ولو لموضع طریقان احدھما مدۃ السفر والا خرا قل ، قصر فی الا ول ولا الثانی (درمختار) ای ولو کان اختیار السلوک فیہ بلاغرض صحیح خلافا للشافعی کما فی البدائع (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۳۵ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۳)

(۲) فلو اتم مسافران قعد فی القعدۃ الا ولی تم فرضہ ولکنہ اساء الخ واما زاد نفل الخ وان لم یقعد بطل فرضہ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۷۳۹ و ج ۱ ص ۷۴۰ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۸) اور دوسرے شخص نے چار کی جگہ دو پڑھی اس لئے سرے سے اس کی نماز نہیں ہوئی، بقی من المفسدات ارتداد بقلبہ وموت الخ وترک رکن بلا قضاء (ایضاً باب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۸۸ و ج ۱ ص ۵۸۹ .ط.س. ج ۱ ص ۶۲۹) ظفیر.

(۳) والقضاء یحکی ای یشابہ الا داء سفر او حضر الانہ بعد ما تقرر لا یتغیر (درمختار) قولہ سفر او حضر ای فلو فاتتہ صلاۃ السفر وقضا فی الحضر یقضیھا مقصورۃ کما لواداھا وکذا فائتۃ الحضر تقضی فی السفر تامۃ (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۵ .ط.س. ج۲ ص ۱۳۵) ظفیر. (۴) فلو اتم مسافران قعد فی القعدۃ الا ولی تم فرضہ الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۳۹ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۸) ظفیر. (۵) والمعتبر نیۃ المتبوع لانہ الا صل لا التابع کامرأۃ الخ وعبد الخ وجندی واجیر الخ ولا بد من علم التابع بنیۃ المتبوع فلو نوی المتبوع الا قامۃ ولم یعلم التابع فھو مسافر حتی یعلم علی الا صح (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۴ و ج ۱ ص ۷۴۵ .ط.س. ج۲ ص ۱۳۳) او لم یکن مستقلا برائہ الخ اودخل بلدۃ ولم ینوھا ای مدۃ الا قامۃ بل ترقب السفر الخ (ایضاً ج ۱ ص ۷۳۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۶ ظفیر.

ہے ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن و قرار والا بان کان فی خوف وقرار لا یاتی بها هو المختار الخ(۱)فقط۔

جو شخص برابر دورہ میں ہو وہ کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۲۲۲۰) ایک شخص بوجہ ملازمت کسی ایسی جگہ تعینات ہے جہاں ہمیشہ دورہ کرتا ہے اور وہ پندرہ دن کہیں قیام نہیں کرسکتا اس صورت میں جب کہ وہ تین منزل کا سفر کر کے اپنے حلقہ میں پہنچ جاوے تو پھر وہ نماز قصر پڑھے گا یا پوری پڑھے گا۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ وطن اقامت یعنی جس جگہ وہ بوجہ ملازمت وغیرہ کے مقیم ہے جس وقت وہاں سے سفر تین منزل کا کیا جاوے تو وہ وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے پس اگر دورہ تین منزل کا یا زیادہ کا کر کے وہاں یعنی جائے اقامت میں واپس آوے تو اگر پندرہ دن کے قیام کی نیت ہو گی تو نماز پوری پڑھنی ہو گی اور اگر پندرہ دن کے قیام کی نیت نہ ہو تو قصر کرنا ہو گا۔(۲)فقط۔

بلانیت سفر سے قصر نہیں ہے

(سوال ۲۲۲۱) ایک شخص نے سیر کی نیت کی مگر کسی جگہ کی نیت نہیں کی مہینوں اور برسوں سفر میں رہا وہ قصر کرے یا تمام۔

(جواب) وہ شخص کہ جس نے ابتداءً یا کسی موقع سے تین دن کے سفر کی نیت نہیں کی نماز پوری پڑھے قصر نہ کرے۔(۳) ومن طاف الدنیا بلا قصد لم یقصر۔(۴)فقط۔

جو چل پھر کر تجارت کرتا ہے اور کہیں ایک رات سے زیادہ قیام نہیں کرتا وہ کس طرح نماز ادا کرے گا

(سوال ۲۲۲۲) ایک شخص گھر سے باہر تیس چالیس کوس کے فاصلہ پر چالیس یا پچاس یا زیادہ مسافت کے درمیان پھر کر سوداگری کرتا ہے اور کسی شہر میں ایک رات سے زیادہ نہیں رہتا ایسا شخص صوم و صلوٰۃ میں مسافر کا حکم رکھتا ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ شخص مسافر ہے احکام سفر اس پر جاری ہوں گے اور نماز کو قصر کرے گا۔(۵)فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویبطل وطن الاقامة بمثله وبالو طن الا صل وبانشاء السفر (درمختار) قال فی البدائع لوقام خراسان بالکوفةنصف شهر ثم خرج منها الی مکةفقبل ان یسیر ثلاثة ایام عاد الی الکوفة لحاجة فانه یقصر لان وطنه قد بطل بالسفر (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۴۳. ط.س. ج۲ ص ۱۳۲) ظفیر.

(۳) ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة اوقریة خمسةعشر یوما اواکثر وان نوی اقل ذالك قصر الخ (هدایه باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۴۹) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۳. ط.س. ج۱ ص۱۲۲. ۱۲ ظفیر غفرله الله ذنوبه.

(۵) ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما اواکثروان نوی اقل من ذالك قصر الخ ولود خل مصر اعلی عزم ان یخرج غدا او بعد غدولم ینو مدة الا قامة حتی بقی علی ذالك سنین قصر (هدایه باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۴۹) ظفیر.

امام مقیم کی اقتداء جب مسافر تیسری رکعت میں کرے پھر وہ کس طرح نماز پوری کرے

(سوال ۲۲۲۳) امام مقیم ہے جب امام نے ظہر یا عشاء کی دو رکعت پڑھ لی تب مسافر تیسری رکعت میں شامل ہوا۔ دو رکعت امام کی ہمراہ اخیر کی پڑھ کر۔ مسافر ہمراہ امام کے سلام پھیر دے یا اور دو رکعت بھری پڑھ کر سلام پھیرے۔

امام مقیم کی جب مسافر اقتداء کرے تو چار کی نیت کرے یا دو کی

(سوال ۲/۲۲۲٤) امام مقیم ہے، مسافر دو رکعت کی نیت کرے یا چار کی۔

(جواب) (۱) دو رکعت اور پڑھے۔(۱)

(۲) چار کی۔(۲) فقط۔

گارڈ اور ڈرائیور قصر پڑھے گا یا پوری

(سوال ۲۲۲۵) گارڈ لوگ اور ڈرائیور جو سفر کرتے ہیں روزانہ دو سو میل چل کر آٹھ گھنٹہ آرام اور قیام کرتے ہیں اس میں نماز قصر ادا کرے یا اہل اخبیہ کی طرح پوری نماز پڑھے۔

(جواب) ظاہر ہے کہ گارڈ وغیرہ جو روزانہ سفر کرتے ہیں وہ قصر کریں گے اور اہل اخبیہ بھی اہتمام اس وقت کرتے ہیں کہ نیت اقامت کریں اور گارڈ وغیرہ ظاہر ہے کہ نیت اقامت پانژدہ روز کی نہیں کرتے(۳) فی الدر المختار بخلاف اهل الاخبیة نووها فی المفازة فانها تصح فی الا صح الخ۔(۴) فقط۔

خود تجارت ایک شہر میں کرے اور بچے دوسرے شہر میں ہوں تو وہاں کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۲۲۲٦) ایک شخص کی اسی شہر میں دوکان ہے اور اس کے بچے دوسرے شہر میں رہتے ہیں جو ۴۸ میل سے زیادہ مسافت پر ہے اور یہ دوکاندار بچوں کی خبر گیری کے واسطے جایا کرتا ہے۔ آیا وہاں قصر کرے یا نہیں۔

(جواب) قصر کرے۔(۵) فقط۔

زید گھوم کر تجارت کرتا ہے اور سامان ایک جگہ رکھتا ہے لیکن وہاں وہ خود ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں رہتا تو وہ نماز پوری پڑھے یا قصر

(سوال ۲۲۲۷) زید نے اپنا اسباب تجارت اپنے وطن سے سو ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر لے جا کر وہاں ایک مکان کرایہ پر لے رکھا ہے اور اس مقام سے اسباب لے جا کر دیہات و بیرونجات میں فروخت کرتا ہے۔ بیرونجات سے کبھی ہفتہ کبھی دس روز میں اپنے جائے قیام پر واپس آتا ہے۔ دو چار روز یا ایک ہفتہ وہاں قیام کر کے پھر اسباب لے کر چلا جاتا ہے اور اس کو فروخت کر کے آٹھ دس روز میں واپس آتا ہے۔ اسی طرح چار چھ روز گذار کر وطن اصل کو

---

(۱) ان اقتدی مسافر بمقیم اتم اربعاً (عالمگیری مصری باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۱۳۳. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱٤۲) ظفیر. (۲) ایضاً.
(۳) ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة اوقریة خمسة عشر یوما اواکثر (هدایه باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱٤۹) ظفیر. (٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة مسافر ج۱ ص ۷۳۸. ط. س. ج۱ ص ۱۲۷. ۱۲ ظفیر. (٥) لایزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما (هدایه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱٤۹) ظفیر.

واپس آتا ہے۔ زید جس مقام پر اسباب تجارت رکھتا ہے وہ وطن اقامت بن جائے گا یا نہیں اور زید کو نماز قصر ادا کرنی چاہیے یا نہیں۔

(جواب) اگر اول اس جائے اقامت میں پندرہ دن کے قیام کی نیت کرلی ہے تو اس صورت میں وہاں اور قرب وجوار کے دیہات پر جہاں تک مسافت قصر نہ ہو نماز پوری پڑھتا رہے گا اور اگر جائے اقامت میں اول دفعہ بھی پندرہ روز کے قیام کی نیت نہیں کی تو پھر برابر قصر کرے گا۔(۱) فقط۔

بیڑے باندھنے والے جو دریا میں رہتے ہیں قصر کریں یا پوری نماز پڑھیں

(سوال ۲۲۲۸) پنجاب کے آدمی جمنا وغیرہ دریا میں بیڑے باندھتے ہیں یعنی لکڑیاں کڑیاں ٹورو غیرہ جنگلوں میں سے باندھ کر دریا میں بہا کر دوسرے شہروں میں دریا کے راستہ سے لے جاتے ہیں اور غالباً نو مہینہ اسی سفر میں رہتے ہیں کہیں دس روز کہیں بیس روز اور کہیں اس سے کم وزیادہ رہنا پڑتا ہے۔ دریا میں ان کا سفر ہوتا ہے لکڑیوں پر بیٹھے چلے جاتے ہیں جس جگہ لکڑیاں باندھتے ہیں وہاں زیادہ قیام ہوتا ہے، دریا سے باہر آکر کھانا وغیرہ پکا لیتے ہیں ان کے لئے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے اور ان کو نماز قصر پڑھنی چاہیے یا نہیں۔

(جواب) ان کو نماز قصر کرنی چاہیے جب کہ سفر ان کا تین منزل یا اس سے زیادہ ہے اور نماز حتی الوسع وقت پر پڑھنی چاہیے اور بہتر ہو کہ جس طرح کھانے وغیرہ کی ضرورت سے کنارہ اتر کر یہ کام کرتے ہیں اسی طرح نماز کے لئے ایسا کریں۔ (۲) اور ان کی کڑیوں اور تختوں وغیرہ مجتمعہ پر بھی چلے ہوئے نماز پڑھنا درست ہے جیسا کہ کشتی میں۔(۳) فقط۔

جو مسافر وطن پہنچ کر بھی نادانی سے قصر کرتا رہا ہو تو اس پر اور اس کی اقتداء کرنے والے پر اعادہ ضروری ہے۔

(سوال ۲۲۲۹) زید بحالت سفر قصر نماز ادا کرتا ہو اور وطن اصلی پہنچا چونکہ مسئلہ معلوم نہ تھا اس لئے زمانہ قیام وطن میں بھی نماز قصر پڑھتا رہا، امامت کی تب بھی قصر ہی کیا تو امام ومقتدیوں کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) اُس صورت میں جس قدر نمازیں اس نے اپنے وطن اصلی میں قصر کی ہیں ان کا اعادہ کرنا اس کے ذمہ اور ان لوگوں کے ذمہ جنھوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے لازم ہے۔(۴) فقط۔

مقیم مقتدی، مسافر امام کے پیچھے نماز کس طرح پوری کرے گا

(سوال ۲۲۳۰) امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم ہیں اور چار رکعت کی نماز ہے۔ جب امام دو رکعت پوری کر چکا تو اس نے سلام پھیر دیا۔ اب مقتدی الحمد پڑھیں۔ یا ساکت کھڑے ہو کر رکوع کریں۔

---

(۱) ولایزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما اواکثر (عالمگیری مصری ظفیر. ص ۱۳۰ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۹)(۲)وان نوی الا قامة اقل من خمسة عشر یوما قصر (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۱ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۹)ظفیر.(۳)اما الصلوٰة فی السفینة فالمستحب ان یخرج من السفینة للفریضة اذا قدر، واذا صلی قاعدا فی السفینة وهی تجری مع القدرة علی القیام تجوز مع الکراهة الخ (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۳۴ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۴۳)ظفیر.(۴)الوطن الا صلی هو موطن ولا دته او تاهله او توطنه یبطله بمثله اذا لم یبق بالاول اهل فلو بقی لم یبطل بل یتم فیهما (درمختار) ای بمجرد الدخول وان لم ینو اقامة (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷۴۲ و ج۱ ص ۷۴۳ .ط.س.ج۲ص۱۳۱) ظفیر.

(جواب) جب امام مسافر ہے تو مقتدی بقیہ نماز کو بغیر قرات و فاتحہ پڑھے پوری کریں۔ وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعده فاذا قام المقیم الی الاتمام لا یقرأ(۱)

جہاں شادی کرے وہ وطن کے حکم میں ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۳۱) مثلاً زید ساکن دیوبند کا نکاح الہ آباد ہوا تو اب محض نکاح ہو جانے سے الہ آباد زید کا وطن اصل ہو جائے گا یا وہاں سکونت اختیار کرنا بھی شرط ہے۔ صاحب مراقی الفلاح و در مختار وغیرہ محض تزوج کو لکھتے ہیں اور کبیری وغیرہ میں سکونت کی قید لگائی ہے۔ فتوی کس قول پر ہے۔

عورت جب شادی کے بعد والدین کے گھر جائے اور پندرہ دن سے کم کی نیت کرے تو قصر کرے یا پوری پڑھے

(سوال ۲/۲۲۳۲) بعد نکاح جب عورت اپنے شوہر کے یہاں چلی جاوے۔ اگر پھر والدین کے یہاں آوے اور پندرہ یوم سے کم قیام کا ارادہ ہو تو قصر کرے یا اتمام۔

سسرال میں جا کر نماز پوری پڑھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳/ ۲۲۳۳) اگر زید مذکر ساکن دیوبند الہ آباد جا کر اتمام کرے اور مقیمین کو پوری نماز پڑھاوے تو اعادہ کی تو ضرورت نہیں؟

(جواب) (۱) شامی نے قول در مختار اور تاہلہ کی تحت میں شرح منیہ سے نقل فرمایا ہے (۲)۔ ولو تزوج المسافر ببلدو لم ینو الا قامة به فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر مقیما وهو الا وجه الخ اس سے معلوم ہوا کہ محض تزوج سے وہاں مقیم ہو جاتا ہے یہی اصح و اوجہ ہے۔ یعنی وہاں جا کر نماز پوری پڑھنی چاہئے۔

(۲) پوری نماز پڑھے کہ وہ بھی اس کا وطن اصلی ہے۔(۳)

(۳) اس کا حکم اوپر نمبر ا کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ اس کو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

بحالت سفر کب سے قصر واجب ہے اور کیا پوری نماز نہیں پڑھ سکتا

(سوال ۲۲۳۴) بحالت سفر نماز کس وقت واجب ہوتی ہے اور وجوب قصر کی حالت میں اگر برائے ثواب پوری نماز ادا کر لی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جس وقت بارادہ مسافت قصر یعنی تین منزل شہر سے باہر نکلے اور بستی و آبادی سے باہر ہو جاوے اسی وقت سے نماز قصر کرے (۴) اور سفر میں نماز پوری کرنا ممنوع ہے قصر ہی کا حکم ہے اور جو حکم شریعت کا ہے اسی کی پابندی کرنی چاہئے۔(۵) فقط۔

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة المسافر ج ۱ ص ۷۴۰ .ط.س.ج۲ص ۱۳۰. ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صلاة المسافر مطلب فی الوطن الا صلی ووطن الا قامة ج۱ ص ۷۴۲ .ط.س.ج۲ص ۱۳۱. ۱۲ ظفیر. (۳) الوطن الا صلی هو موطن الا صلی هو موطن ولا دته او تاهله او تو طنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار .باب صلاة المسافر مطلب فی الوطن الا صلی الخ ج ۱ ص ۷۴۲ .ط.س.ج۲ص ۱۳۱) ظفیر.

(۴) من خرج من عمارة موضع اقامةمن جانب خروجه الخ قاصدا الخ مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها من اقصر ایام السنة الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صلاة المسافر ج ص ۷۳۲.ط.س.ج۲ص ۱۲۱)

(۵) صلی الفرض الرباعی رکعتین وجو بالقول ابن عباس ان الله فرض علی لسان نبیکم صلاة المقیم اربعا والمسافر رکعتین (درمختار) قوله وجو با فیکره الا تمام عندنا حق روی عن ابی حنیفة انه قال من اتم الصلاة فقد اساء وخالف السنة شرح المنیة (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۵.ط.س.ج۲ص ۱۲۳) ظفیر.

مسافر امام قعدہ اولیٰ اٹھ کر جب تیسری رکعت ملالے تو مقتدی کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۲۲۳۵) مسافر امامت کر دبعد از قعدہ اولیٰ کہ در حق او مفروض است برخاست در رکعت ثالث بسجدہ مقید کرد نماز جماعت مقیمین فاسد گردیدانہ۔ و در در المختار باب المسافر تحت قوله لم يصر مقيماً تحریری کند فلواتم المقيمون صلوٰتهم معه فسدت لا نه اقتداء المفترض بالمتنفل ظهيريه. اى اذا قصد متا بعته اما لو نووا مفارقته ووافقوه صورة فلا فسادافاده الخير الرملى(۲) وايضاً۔ قال صاحب ردالمحتار در منح الخالق حاشیہ بحر الرائق باب مسافر قال الرملی يجب تقييده بما اذا لم ينووا مفارقته اما اذا نووامفارقة لاتفسد صلوتهم وان وافقوه فى الا تمام صورة اذ لا مانع من صحة مفارقته بعد اتمام فرضه الخ ج ۲ ص ۱۴۶ بحر الرائق۔ دریں صورت چہ حکم است۔

(جواب) یہ مسئلہ ایسا ہی ہے جیسا ردالمحتار اور بحر الرائق میں منقول ہے۔ تقیید مذکور ضروری ہے۔ فقط (یعنی پیروی کی نیت سے اگر مقیم پوری کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ظفیر)

مسافر کو مقیم امام کے پیچھے چار کی نیت کرنی چاہئے

(سوال ۲۲۳۶) مسافر کو مقیم کے پیچھے نماز ظہر میں چار رکعت کی نیت کرنا چاہئے یا دو رکعت کی۔ اور جب کہ نماز ظہر میں مقیم کا دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا واجب ہے اور مسافر کا فرض ہے تو کس دلیل سے مسافر کی نماز مقیم کے پیچھے ہو جاتی ہے۔

(جواب) چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے کیونکہ مسافر پر بھی باقتداء مقیم چار رکعت فرض ہو جاتی ہے اور قعدہ اولیٰ (اس پر) فرض نہیں رہتا۔(۳) فقط۔

فوجی قصر کریں یا پوری پڑھیں

(سوال ۲۲۳۷) یہاں پر تقریباً تین سو آدمی رہتے ہیں اور جو آدمی ہیں انگریزوں کے نوکر توپخانہ وغیرہ میں ہیں اور افسروں کو بھی یہ معلوم نہیں کہ یہاں کتنی مدت رہنا ہوگا تو عصر وعشاء وغیرہ کی نماز چار رکعت پڑھیں یا دو رکعت، اگر دو رکعت کا حکم ہو اور چار رکعت پڑھ لیوے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں چار رکعت ہی پڑھنی چاہئے کیونکہ اگر دو رکعت واجب ہوں اور چار پڑھ لی جاویں بشرطیکہ درمیان قعدہ کر لیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے۔ کذا فی کتب الفقہ۔(۴) فقط۔

(۱) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۴۱ ط.س. ج۲ ص ۱۳۰ .۱۲ ظفير.

(۲) وان اقتدى المسافر بالمقيم فى الوقت اتم اربعا لانه يتغير فرضه الى اربع للتبعية (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفير.

(۳) لانه اجتمع فى هذه الصلاة ما يو جب الا ربع وما يمنع فرجحنا ما يوجب الاربع احتياطا (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۳ ط.س. ج۲ ص ۱۲۲) فلو اتم مسافران قعد فى القعدة الاولى تم فرضه الخ وما زاد نفل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۹ ط.س. ج۲ ص۱۲۸) ظفير.

وطن اقامت میں پندرہ دن کی نیت ہو تو پوری پڑھے ورنہ قصر کرے

(سوال ۲۲۳۸) زید کا وطن اصلی الہ آباد ہے اور ملازم انبالہ میں ہے ہمیشہ دورہ میں رہنا پڑتا ہے۔ انبالہ میں صرف دو ایک روز قیام ہوتا ہے اور ضلع کے بعض مقام ۳۶ میل سے زیادہ ہیں اور بعض مرتبہ انبالہ کے قرب وجوار میں دورہ کرنا پڑتا ہے اس کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) وطن اصل زید کا تو الہ آباد ہی رہے گا اور انبالہ وطن اقامت ہے وہاں اگر پندرہ روز قیام کی نیت کی گئی تو پوری نماز پڑھنی ہوگی ورنہ قصر کرنا ہوگا۔(۱) اور انبالہ میں اگر پندرہ روز قیام کی نیت ہوئی اور وہاں نماز پوری پڑھی گئی تو پھر جب انبالہ سے ۴۸ میل سفر کا ارادہ ہو تو قصر کرے ورنہ پوری نماز پڑھے۔(۲) فقط۔

مسافر سہواً چار کی نیت کر لے تو کتنی رکعت ادا کرے

(سوال ۲۲۳۹) مسافر نے سہواً چار رکعت کی نیت باندھی تو دو رکعت پڑھے یا چار اور سجدہ سہو کرے یا نہ۔

مسافر نے امام کو مقیم سمجھا اور اقتدا کی تو کیا کیا جاوے

(سوال ۲/۲۲۴۰) مسافر نے امام کو مقیم سمجھ کر اقتداء کی۔ سلام پھیرنے پر معلوم ہوا کہ امام مسافر تھا، اب وہ امام کے ساتھ سلام پھیر دے یا چار رکعت پوری کرے۔

(جواب)(۱) وہ دو ہی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو نہ کرے۔(۳)

(۲) امام کے ساتھ سلام پھیر دے۔ فقط۔(۴)

وہ گارڈ کالکا سے شملہ جاتا ہے قصر کرے گا یا نہیں

(سوال ۲۲۴۱) ایک شخص ریلوے گارڈ ہے ہر روز کالکا سے شملہ گاڑی لے کر جاتا ہے ۶۰ میل کا فاصلہ ہے تو اس کو نماز پوری پڑھنی چاہئے یا قصر۔ اگر قصر پڑھے تو پہلے سے جو پوری نماز پڑھی گئی وہ ہوئی یا نہیں۔ علاوہ ازیں حالت سفر میں سنتوں کا پڑھنا دشوار ہے صرف ریل سے اتر کر فرض پڑھ سکتا ہے۔ چار منٹ کی مہلت ہوتی ہے اور انجن میں نماز کی جگہ اور گنجائش نہیں۔ اور وہ شخص شملہ اور کالکا دونوں جگہ مسافر شمار ہوگا یا کیا۔

(جواب) اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۵) اور اگر پہلے پوری نمازیں پڑھی گئیں اور درمیان کا قعدہ کیا

---

(۱) اوینوی اقامة نصف شهر حقیقة او حکما الخ بموضع واحد صالح لها الخ فیقصران نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۳۶. ط.س. ج ۲ ص ۱۲۵) ظفیر.
(۲) ویبطل وطن الا قامة بمثله وبا لوطن الاصلی وبا نشاء السفر الخ (ایضاً ج ۱ ص ۷۴۳. ط.س. ج ۲ ص ۱۲۹) ظفیر.
(۳) صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا لقول ابن عباس ان فرض علی لسان نبیکم صلوٰۃ المقیم اربعا والمسافر رکعتین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج ۲ ص ۱۲۳) رہانیت میں عدد کی غلطی اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ لا بد من التعیین عندا لنیة الخ لفرض الخ دون تعیین عدد رکعاته لحصولها ضمنا فلا یضر الخطا فی عددها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ مطلب فی النیة ج ۱ ص ۳۸۸ ج ۱ ص ۳۹۰. ط.س. ج ۱ ص ۴۱۸) ظفیر.
(۴) ایضاً ۱۲ ظفیر.
(۵) ولایزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما اواکثر وان نوی اقل من ذالك قصر (هدایه باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفیر.

گیا تھا تو وہ نماز ہو گئیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۱) اور سنتوں کی قضاء بھی نہیں ہے(۲) اور کالکا اور شملہ دونوں جگہ وہ مسافر شمار ہو گا۔ فقط۔

تین منزل کا سفر ہو تو قصر کرے

(سوال ۲۲۴۲) اگر کوئی شخص ہمیشہ دریائی سفر میں رہے یا جہاز کی نوکری کرے یا مہینہ میں دس روز جہاز سفر کرے اور دس پندرہ روز اپنے مکان پر وہ نماز قصر پڑھے یا پوری۔

(جواب) جس زمانہ میں سفر میں رہے اور جہاز میں سفر کرے بشرطیکہ سفر تین منزل کا ہو تو وہ قصر کرے(۳) اور جس وقت اپنے وطن میں پہنچے اور وطن میں رہے ان دنوں میں نماز پوری پڑھے۔(۴) فقط۔

رات جائے قیام پر گذرے اور دن میں چکر لگائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۴۳) ایک شخص رخصت سے واپس آکر ایک ایسی جگہ متعین ہوا کہ اس کو تین چار میل روزانہ جانا پڑتا ہے مگر رات کو اپنے جائے قیام پر واپس آجاتا ہے وہ مسافر رہے گا یا مقیم۔

(جواب) اگر اس نے اس جگہ متعینہ میں اول پندرہ روز کے قیام کی نیت کر لی تھی تو وہ مقیم ہو گیا۔ پھر اگر روزانہ دو چار میل کہیں جانا پڑے تو اس سے وہ مسافر نہیں ہوتا اس کو نماز پوری ہی پڑھنی چاہئے۔ اور اگر دوسری جگہ کی تبدیلی ہو جاوے تو وہاں بھی یہی حکم ہو گا۔

جہاز کا ملازم جسے معلوم نہیں کہ کہاں کتنے دن رہنا ہو، قصر کرے

(سوال ۲۲۴۴) میں مال جہاز میں ملازم ہوں، جہاز ہمیشہ دور دراز ممالک میں پھرتا رہتا ہے۔ کبھی ایک جگہ دس پندرہ دن، مہینہ دو مہینہ کھڑا رہتا ہے، معلوم نہیں ہوتا کہ کب وہاں سے روانہ ہو گا۔ اور بعض جہاز ایک مقام مقرر سے دوسرے مقام مقرر تک جاتا ہے۔ اور ہم کو چھ سات یا نو دس مہینہ کے بعد یا برس دو برس میں مکان جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ تو ہم کو ایسی حالت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) اس صورت میں جب تک اپنے وطن میں پہنچا نہ ہو نماز کو برابر قصر کرنا چاہئے اور جب وطن پہنچو اس وقت نماز پوری پڑھو اور جو مقرر جگہ سے مقرر جگہ تک جاتا ہے اس کے ملازم کا بھی یہی حکم ہے کہ برابر بحالت سفر

---

(۱) فان صلی اربعة وقعد فی الثانية قدر التشهد اجزته والا خريان فافله ويصير مسيئا لتا خير السلام (عالمگیری کشوری صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۱۳۷ .ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۴۱) ظفیر۔

(۲) ولایقضیها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده الخ بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فانه ان خاف فوت ركعة يتركها ويقتدى ثم ياتى بها على انها سنة فى وقته اى الظهر (درمختار) فلا تقضى بعده لا تبعا ولا مقصودا الخ (ردالمحتار باب ادراك الفريضه ج۱ ص ۶۷۲ .ط.س. ج۲ ص۵۷) ظفیر۔

(۳) ولایزال على حكم السفر حتى ينوى الا قامة فى بلدة او قرية خمسة عشر او اكثر وان نوى اقل من ذالك قصر (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفیر۔

(۴) الوطن الا صلی الخ يبطل بمثله اذا لم يبق له بالاول...... اهل فلوبقى لم يبطل بل فيهما (درمختار) اى بمجرد الدخول وان لم ينوا قامة (ردالمحتار باب صلوٰة المسافر ج۱ ص ۷۴۲ وج۱ ص ۷۴۳ .ط.س. ج۲ ص۱۲۸) ظفیر۔

(۵) وان دخل اولا ما نوى المبيت فيه يصير مقيما ثم بالخروج الى الموضع الا خر لا يصير مسافرالان موضع واقامة الرجل حيث يبيت به (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۸ .ط.س. ج۲ ص۱۲۸) اوینوی الخ اقامة نصف شهر الخ بموضع واحد الخ فيقصران نوى الاقامة فى اقل منه (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۶ .ط.س. ج۲ ص۱۲۵) ظفیر۔

نماز قصر پڑھے۔(۱)

گیا قصر والے راستے سے اور واپسی غیر قصر والے راستے سے ہوئی تو واپسی پر قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۲۴۵) ایک گاؤں کے دوراستے ہیں۔ اگر ریل میں جاوے تو قصر لازم ہے اور پیدل کے قریب راستہ کو جانے سے پوری نماز پڑھے گا۔ اس گاؤں میں ریل سے گیا اور چند روز قیام کیا قصر نماز پڑھتا رہا۔ واپسی کے وقت پیدل راستہ سے آیا تو گھر پہنچنے تک قصر نماز پڑھے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں واپسی میں بھی وہ شخص قصر کرے گا جب تک کہ اپنے وطن میں نہ پہنچ جاوے۔ کیونکہ اس گاؤں میں اس نے پندرہ دن قیام کی نیت نہیں کی تھی اور وہ گاؤں وطن اقامت ہنوز نہیں ہوا تھا۔

دس کوس چل کر نیت سفر فسخ کر دی تو کیا کرے

(سوال ۲۲۴۶) زید سفر کو چلا دس کوس چل کر نیت سفر فسخ کر دی اور وطن واپس ہوا تو واپسی میں نماز قصر پڑھے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں پوری نماز پڑھے۔ عالمگیری میں ہے **اما اذا لم یسر ثلثة ایام فعزم علی الرجوع اونوی الاقامة یصیر مقیماً وان کان فی المفازة**(۳) فقط۔

جو مسافر قصر کو نہ مانے اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۵۲) زید۔ مسافر پر قصر کا معتقد نہیں ہے یا معتقد تو ہے مگر قصر نہیں کرتا۔ ہر دو صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) مسافر بہ سفر شرعی کو قصر کرنا واجب ہے جو شخص قصر کا اعتقاد نہ رکھے یا قصر نہ کرے وہ مبتدع اور عاصی ہے اور تارک واجب ہے **کما بسط فی الاحادیث وتفصیله فی کتب الفقه**۔(۴) فقط۔

سفر میں منزل کا اعتبار ہے یا فرسخ کا

(سوال ۲۲۵۳) **قال فی الهدایه ولا عبرة بالفراسخ وهو الصحیح**(۵) ۵ **وفی الدر المختار. ولا اعتبار علی فراسخ علے المذهب.** انتهیٰ(۶) **وفی حاشیة الهدایة .قوله هو الصحیح احترازاً عن قوله عامة المشائخ لا نه قدروه بالفراسخ ثم اختلفوا فیما بینهم فقیل احد وعشرون فرسخا وقیل ثما نیة عشر وقیل خمسة عشرو الفتویٰ علی ثمانیة عشر کذا فی المحیط**۔(۷) انتہیٰ اور در حاشیہ مالابد منہ لیکن آنست کہ در مذہب حنفیہ اعتبار امیال و فراسخ نیست و در عالمگیری از ہدایہ می آرد و **لا تغیر بالفراسخ** اما چہل و ہشت میل چنانکہ

---

(۱) او دخل بلدة ولم ینوها ای مدة الا قامة بل ترقب السفرغداً اوبعده ولو بقی ذالك سنین (درمختار) قوله ولم ینوها و کذا اذا نواها وهو مترقب السفر کما فی البحر لان حالته تناف عزیمته (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷۳۸ .ط.س. ج۲ص۱۲۶) ظفیر. (۲)ولو لموضع طریقان احدهما مدة السفر والا خر اقل، قصر فی الاول لا الثانی الخ حتیٰ یدخل موضع مقامه الخ اوینوی الخ اقامة نصف شهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵ وج۱ ص ۷۳۶ .ط.س. ج۲ص۱۲۳) ظفیر. (۳)عالمگیری مصری . باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۰ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۹ . ۱۲ ظفیر. (٤)والقصرعندنا واجب کذا فی الخلاصه (عالمگیری صلاة المسافر ج ۱ص ۱۳۰ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۹) ظفیر. (٥)هدایه باب صلاةالمسافر ج۱ ص ۱٤۸ . ۱۲ ظفیر.
(٦)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳٥ .ط.س. ج۲ص۱۲۳ . ۱۲ ظفیر.
(۷)دیکھئے حاشیه هدایه. باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱٤۸ .۱۲ ظفیر.

مصنفؒ اختیار کردہ مذہب شافعی است۔ جب کہ حنفیہ کے نزدیک میل و فرسخ کا اعتبار نہیں تو جہاز کے سفر میں کس طور پر نماز قصر پڑھیں گے۔

(جواب) اصل مذہب بے شک یہ ہے کہ منازل کا اعتبار ہے یعنی تین دن کی مسافت معتبر ہے لیکن ۴۸ میل بھی تین منزل ہوتے ہیں اس لئے معمول بہ یہی ہے۔ اور مالابد منہ میں اس کو اختیار کیا گیا ہے، (۱) اور دریا کے سفر میں کشتی و جہاز کی مسافت کا اعتبار ہے یعنی تین دن میں جس قدر سفر طے ہوتا ہے اعتدال ریح کے ساتھ اس میں قصر کا حکم ہے۔ (۲) فقط۔

خسر کا گھر وطن اصلی نہیں

(سوال ۲۲۵٤) کسے از وطن اصلی خود بہ نیت نکاح بجائے دور بمسافت قصر رفتہ زنے را نکاح کردہ در وطن اصلی خو بیاورد و آں زن بعد نکاح بمکان شوہر خود قریب از بست سال بطور مستندی ماند مگر خانہ پدرش درانجا موجود است، دریں حالت اگر زوجش گاہ بگاہ نیت سفر بخانہ آں خسر یا در اطراف آں برود آیا زوج نماز قصر خواند یا تمام کند و خانہ خسر برائے او وطن اصلی است یانہ۔

(جواب) ہرگاہ آنکہ بلد دیگر نکاح کردہ زوجہ خود را بوطن اصلی خود آورد و خود بموضع تاہل و تزوج یعنی مسکن زوجہ خود اقامت نہ کرد و مستقر نہ شد و نہ زوجہ خود درانجا گذاشت، آں بلد وطن او نہ شدہ است پس بمجرد دخول دران بلد مقیم نخواہد شد و اتمام نماز لازم نخواہد شد بلکہ قصر بکند کذا یظہر من کتب الفقہ۔ و فقہاء کہ موضع تزوج را وطن فرمودہ اند مراد آنست کہ زوجہ او در آں جا مقیم باشد و ہرگاہ زوجہ اش آنجا مقیم نیست و خود نیز درانجا سکونت نکردہ بلکہ زوجہ خود را بوطن خود بیاورد پس محض اقامت خسر و وجود خانہ آں خسر درانجا مفید ایں امر نخواہد شد کہ آں بلد را وطن شوہر گفتہ شود ولو كان له ببلد تين فايتها دخل صار مقيماً فان ماتت زوجته في احداهما وبقي له فيها دور وعقار قيل لا يبقى وطناً له اذا لمعتبر الا هل دون الدار الخ (۳) و نیز در جائیکہ اشتباہ باشد کہ قصر کند یا نہ کند آنجا اتمام نماز احوط است قال في الشامي في موقع الا شتباه . لانه اجتمع في هذه الصلوٰة مايوجب لا ربع وما يمنع فرجحنا ما يوجب الا ربع احتياطاً . (٤) و ظاہر است کہ بصورت اختلاف احتیاط در اتمام نماز است نہ در قصر۔ فقط۔

وطن اصلی سے اگر کسی شہر میں اقامت کی پھر کشتی یا جہاز میں ملازم ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۲٤۷/۱) بعض جہاز راں اور کشتی بان اپنے وطن اصلی سے آکر شہر یا گاؤں میں اولاً کسی جگہ بہ نیت اقامت مقیم ہو جاتے ہیں پھر کچھ دنوں تلاش و کوشش کے بعد کسی جہاز یا کشتی میں ملازم ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ بلا نیت اقامت کسی جگہ ٹھہر جاتے ہیں بعدہ ملازم ہو کر اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں ان پر قصر واجب ہو گیا یا نہیں۔

---

(۱) مگر وقتیکہ قصد کنند دفعۃً واحدۃً سفر چہل و ہشت کردہ را (مالا بدمنه فصل نماز مسافر ص ٦٠) ظفير.

(۲) وانما يعتبر في كل موضع منهما ما يليق بحاله (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۳۰ .ط.ماجديه ج۱ ص۱۳۸) ظفير.

(۳) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ص ۷٤۲ .ط.س.ج۲ص ۱۳۱ .۱۲ ظفير.

(٤) ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله قاصدا ج۱ ص ۷۳۳ .ط.س.ج۲ص ۱۲۲ . ۱۲ ظفير.

جہاں جہاز دو تین ماہ رک جائے وہاں اقامت کی نیت سے مقیم ہو گایا نہیں

(سوال ۲۲۴۸/۲) بعض تجارتی جہاز دور دراز ملکوں سے آکر کسی بندرگاہ میں دو تین ماہ تک مقیم ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں ان کے اہلکار نیت اقامت سے مقیم بن سکتے ہیں یا نہیں۔

مال بوٹ کے ملازم مقیم نہیں

(سوال ۲۲۴۹/۳) بعض مال بوٹ اکثر بندرگاہوں کے پل پر بطور مال گودام کے ہمیشہ بند رہتا ہے اس کے اہل کار جو ممالک غیر کے باشندے ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس میں بودوباش رکھتے ہیں مقیم کہلائیں گے یا مسافر

(جواب)(۱) جو لوگ دور دراز مسافت سے آئے اور کسی جگہ انہوں نے نیت اقامت پانزدہ ۱۵ یوم نہ کی اور پھر ملازم جہاز وکشتی ہو کر سفر کرتے رہے، خواہ قلیل یا کثیر وہ برابر مسافر ہی رہیں گے اور قصر کریں گے۔ بعدم علة الاتمام۔ اور جو لوگ کہیں مقیم تھے یا باہر سے آکر مقیم ہو گئے اور پھر تین دن کے سفر کے ارادہ سے نہیں نکلے وہ پوری نماز پڑھیں گے قصر نہ کریں گے۔(۱)

(۲) شامی میں ہے، والملاح مسافر الخ وسفینة .ایضاً، لیست بوطن ۱ ٥ بحر وظاهره ولو كان ماله واهله معه فیها ثم رايته صريحا في المعراج۔(۲) پس معلوم ہوا کہ وہ اہل کار مقیم نہ ہوں گے مسافر ہی رہیں گے اور نماز قصر کریں گے۔

(۳) مسافر رہیں گے۔ کما مر۔ فقط۔

کتنے منزل کا سفر شرعی ہوتا ہے

(سوال ۲۲۵۰) ایک منزل کتنے کوس یا کتنے میل کی ہوتی ہے۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ سفر شرعی تین منزل کا ہوتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ میلوں کا اعتبار نہیں ہے بلکہ منزلوں کا ہے۔ اور بعض فقہاء نے میلوں کا اعتبار کیا ہے، اس میں تین قول ہیں۔ ایک منزل کے ۲۱ یا ۱۸ یا ۱۵ میل لکھے ہیں اور فتویٰ ۱۸ میل پر ہے اور عند البعض پندرہ ۱۵ میل پر(۳) فقط۔

سفر سے واپسی پر گھر سے علیحدہ بازار میں قیام کرے تو وہ مسافر ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۵۱) ایک شخص مسافرت سے وطن مالوف میں آیا اپنے مسکن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بازار میں درزی کا کام کرتا ہے اور کبھی کبھی دو چار رات بھی وہاں پر رہتا ہے، وہ شخص نماز قصر کرے یا پوری پڑھے۔

(جواب) جس بستی اور آبادی میں وہ رہتا ہے اسی کے خروج ودخول کا نماز قصر وعدم قصر میں اعتبار ہے پس جو بازار

---

(۱) ولا بد للمسافر من قصدمسافة مقدرة بثلاثة ايام حتى يترخص برخصة المسافرين والا لا يترخص ابدا ولو طاف الدنيا جميعها الخ ولا يزال على حكم السفر حتى ينوى الا قامة فى بلدة اوقرية خمسة عشر يوما او اكثر (عالمگیری مصری صلاة المسافر ج ۱ص ۱۳۰.ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۹) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله كبحر (ج۱ ص ۷۳۷.ط.س.ج۲ص۱۲٦) ظفير.

(۳) اعلم ان اقل مدة السفر عند نا مسافة ثلثة ايام من اقصر ايام السنة بالسيرالوسط وهومشى الا قدام ولا بل والبرواعتدال الريح فى البحر الخ وصح صاحب الهداية انه لا يعتبر التقدير بالفراسخ لكن قال المرغينانى وعامة المشائخ قدرها بالفراسخ فقيل احد وعشرون فرسخا وقيل ثمانية عشر فرسخا قال المرغينانى وعليه الفتوىٰ وقال العتابى فى جوامع الفقه هوالمختار وقيل خمسة عشر فرسخا الخ (غنية المستملى صلاة المسافرفى المدة ص ٤٩٧) ظفير.

کہ بستی مذکورہ سے منفصل ہے جیسا کہ بلادجگال میں سنایا گیا ہے اس میں دخول وخروج کا اعتبار نہیں ہے پس شخص مذکور جب تک اس بستی میں اور اس کی عمارات میں داخل نہ ہوگا اس وقت تک قصر کرتا رہے گا۔ قال فی الشامی واما الفناء فهو المكان المعدلمصالح البلد كركض الدواب ودفن الموتىٰ والقاء التراب فان اتصل بالمصر اعتبر مجا وزته وان انفصل بغلوة او مزرعة فلا كما ياتي ۔(۱)فقط۔

باپ بیٹے کے یہاں اور بیٹا باپ کے گھر مسافر ہے یا مقیم

(سوال ۲۲۵۸/۱)ایک شخص اپنے والد کی جائے سکونت سے دور دراز فاصلہ پر رہتا ہے، اگر بیٹا باپ کی جائے سکونت میں یا باپ بیٹے کی جائے سکونت میں جاوے تو قصر پڑھیں گے یا نہیں۔

جس جگہ جائداد ہے وہاں قصر پڑھے یا پوری

(سوال ۲۲۵۹/۲)ایک شخص کی اور اس کے باپ بھائیوں کی جائداد اور مکانات ایک قریہ میں واقع ہیں، پہلے ان مالکان کی رہائش اور سکونت بھی اسی قریہ میں تھی، اب کچھ عرصہ سے دوسری جگہ سکونت منتقل کرلی ہے، ان میں سے ایک شخص فصل کے موقع پر وہاں جاکر آمدنی وصول کرلاتا ہے، توجو شخص وہاں جاتا ہے وہ قصر پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱)جب کہ وطن اصلی ہر ایک کا علیٰحدہ علیٰحدہ ہوگیا ہے تو ہر ایک ان میں سے دوسرے کے وطن میں جانے سے مقیم نہ ہوگا بلکہ قصر نماز پڑھے گا۔(۲)

(۲)اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا وہاں قصد ہے تو قصر پڑھے گا اور اگر پندرہ دن یا زیادہ قیام کے ارادہ سے وہاں جاوے گا تو پوری نماز پڑھے گا۔اور اگر کچھ ارادہ پختہ نہ ہو بلکہ یہی ارادہ ہے کہ دوچار دن میں چلا جاؤں گا یا جب وصول ہوگا چلا جاؤں گا تو برابر قصر کرے گا۔اگرچہ بلاارادہ زیادہ دونوں ٹھہرنا ہوجاوے۔(۳)فقط۔

سفر شرعی میں قصر کے ترک سے گنہگار ہوگا یا نہیں

(سوال ۲۲۶۰)جو شخص سفر میں قصر نہ کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں اگر گنہگار ہے تو کیوں۔کیا ومن تطوع خيراً فلنفسه کا اطلاق اس پر ہوسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)امام صاحبؒ کا مذہب یہ ہے کہ سفر شرعی میں قصر نماز واجب ہے قصداً پوری نماز پڑھنا ممنوع

....

(۱)ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله من خرج من عمارة موضع اقامة ج ۱ص ۷۳۲.ط.س.ج۲ص۱۲۱. ۱۲ ظفير.(۲)ولو وطن الاصلی هو موطن ولا دته اوتاهله او توطنه يبطل بمثله اذا لم يبق له بالا ول اهل (الدر المختارعلى هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤۲.ط.س.ج۲ص۱۲۸)ظفير. ولو كان له اهل ببلدتين فايتهما دخلها صارمقيما فان ماتت زوجته فی احدهما وبقی له فيها دور وعقار قيل لايبقى وطنا له اذا المعتبر الا هل دون الد ار (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤۲.ط.س.ج۲ص۱۲۸) الوطن الا صلی الخ يبطله بمثله اذا لم يبق له بالا ول اهل (درمختار) ای وان بقی له فيه عقار الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷٤۲.ط.س.ج۲ص۱۲۸) ظفير.(۳)ولا يزال على حكم السفر حتى ينوی الا قامة فی بلدة اوقرية خمسة عشر يوما اواكثر (عالمگيری ج۱ ص ۱۳۰.ط.ماجديه ج۲ص۱۳۹) اوينوی الخ اقامة نصف شهر الخ بموضع واحد صالح لها فيقصران نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر الخ او دخل بلدة ولم ينوها ای مدة الا قامة بل ترقب السفر غدا او بعده ولو بقی ذالك سنين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳٦.ط.س.ج۲ص۱۲۵)ظفير.

ہے۔(۱) کیونکہ یہ حدود اللہ سے تجاوز ہے **ومن یتعد حدود اللہ فاؤلئك هم الظالمون**۔(۲) اور **من تطوع خیراً** میں یہ داخل نہیں ہے کیونکہ یہ حکم شارع علیہ السلام کے خلاف کرنا خیر نہیں ہے بلکہ وہ شر ہے۔

مرد سسرال میں مقیم ہوتا ہے یا مسافر

(سوال ۱/ ۲۲٦۱) (الف) زید کا نکاح سہارنپور ہوا جو اس کے وطن سے سو ۱۰۰ میل ہے۔ زید منکوحہ کو وطن لے آیا۔ اگر زید ایسی صورت میں سہارنپور جائے کہ اس کی منکوحہ سہانپور نہ ہو تو زید مقیم ہو گا یا مسافر۔

(سوال ۲/ ۲۲٦۲) (ب) اگر زید کی منکوحہ فوت ہو جائے تو وہ سہارنپور جا کر مقیم ہو گا یا مسافر۔

(سوال ۳/ ۲۲٦۳) (ج) زید ساکن الہ آباد اور ہندہ سکنہ سہارنپور۔ دونوں سفر کرتے ہوئے مراد آباد پہنچے، وہاں دونوں کا نکاح ہو گیا تو زید مراد آباد میں مقیم ہو گا یا مسافر۔

(جواب) در مختار میں ہے **لو کان له اهل ببلدتین فایتها دخلها صار مقیماً فان ماتت زوجته فی احداهما وبقی له فیها دور وعقار قیل لا یبقی وطناً له اذا لمعتبر الا هل دون الدار کما لو تاهل ببلدۃ واستقرت سکناً له ولیس له فیها دار وقیل تبقی الخ**۔(۳) اس سے دوسری صورت یعنی (ب) کا جواب تو واضح ہو گیا کہ زوجہ کے مر جانے کے بعد سہارنپور اس کا وطن اصلی نہ رہے گا خصوصاً جب کہ وہاں اس کا گھر اور زمین بھی نہیں ہے کیونکہ اختلاف جو کچھ ہے وہ بصورت دار و عقار باقی رہنے کے ہے اور اس میں اتمام احوط ہے۔ اور پہلی صورت (الف) میں بھی جب کہ اس کی زوجہ وہاں نہیں ہے تو بظاہر وہاں جا کر مقیم نہ ہو گا۔ اور تیسری صورت (ج) میں بھی مراد آباد ان کا وطن نہ ہو گا اس میں تو کچھ شبہ نہیں ہے صرف شبہ روایت شرح منیہ (۴) کی موافق پہلی صورت میں ہے، لیکن فقہا نے یہ قاعدہ بھی لکھ دیا ہے کہ جہاں شبہ ہو وہاں پوری نماز پڑھے کہ اس میں احتیاط ہے جیسا کہ شامی میں موقع شبہ میں لکھا ہے **لا نه اجتمع فی هذه الصلوٰة ما یوجب الا ربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطاً الخ شامی**۔(۵) فقط۔

پہلا وطن اصلی وطن کے حکم میں ہے یا نہیں

(سوال ۲۲٦٤) ایک شخص کی اراضی مکان ضلع جالندھر میں ہے اور اب وہ مع اہل و عیال بوجہ اراضی ملنے کے ضلع لائلپور میں چلا گیا وہاں سکونت اختیار کر لی۔ چونکہ ضلع جالندھر میں بھی اس کے مکانات اور زمین ہے اس کے انتظام کے لئے اس کو بعد شش ماہ یا اس سے کم و بیش مدت میں آنا پڑتا ہے آیا وہ شخص یہاں آکر نماز پوری پڑھے یا قصر کرے۔

---

(۱) صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا الخ والا کمال لیس رخصة فی حقه بل اسائة (درمختار) قوله وجوبا فیکره الا تمام عندنا حتی روی عن ابی حنیفه انه قال من اتم الصلاة فقد اساء وخالف السنة (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ ص۱۲۳) ظفیر. (۲) سورة البقر رکوع ۲۹ . ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤۲. ط.س. ج۲ ص۱۲۸. ۱۲ ظفیر.

(٤) شرح منیہ کی وہ روایت یہ ہے کہ قال فی شرح المنیة ولو تزوج المسافر ببلدو لم ینوالا قامة به فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر مقیما وهوا لا وجه (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤۲. ط.س. ج۲ ص۱۲۸) ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله قاصدا ص ۱ ض ۷۳۳. ط.س. ج۲ ص۱۲۲) ظفیر.

(جواب)اس میں اصح واحوط یہی ہے کہ وطن اول بھی وطن اصلی ہے۔وہاں نماز پوری پڑھے جیسا کہ بعض فقہاء کے اقوال سے اس کو ترجیح معلوم ہوتی ہے، نیز اس قاعدہ سے بھی اتمام راجح ہے جس کو علامہ شامیؒ نے امام ابو یوسف کے قول کی ترجیح میں نقل کیا ہے کہ جس موقعہ پر قصر اور اتمام میں اشتباہ ہو تو وہاں اتمام کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ احتیاط اسی میں ہے۔وہ عبارت یہ ہے کہ جو شروع صلوٰۃ مسافر میں علامہ نے نقل کی ہے۔ کما فی التجنیس اذا افتتح الصلوٰۃ فی السفینۃ حال اقامۃ فی طرف البحر فنقلتھا الریح ونوی السفریتم صلوٰۃ المقیم عند ابی یوسف رحمہ اللہ خلافاً لمحمدؒ لانہ اجتمع فی ھذہ الصلوٰۃ ما یوجب الا ربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطاًالخ ۔(۱)شامی۔

اپنے موضع سے نکل کر قصر شروع کردے خواہ وہاں سے وہ نظر آتا ہی کیوں نہ ہو

(سوال ۲۲۶۵)اس ملک میں مکانات متصل اور ان میں باغات ہوتے ہیں،باوجود اتصال کے نام مواضعات کے علیٰحدہ علیٰحدہ ہوتے ہیں اگر کسی کو بارادہ سفر اپنے مکان سے نکل کر دوسرے موضع میں پہنچنے کے بعد وقت نماز آگیا ہو اور وہاں سے اپنا موضع بھی نظر آتا ہو تو یہ مسافر قصر کرے یا اتمام۔

(جواب)اس صورت میں وہ شخص قصر کرے گا کیونکہ قصر کے لئے تجاوز کرنا اپنی بستی کی آبادی سے شرط ہے۔ نظر آنا آبادی کا مانع قصر سے نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار من خرج من عمارۃ موضع اقامۃ من جھۃ خروجہ وان لم یجا وز من الجانب الا خر الخ ۔(۲)فقط۔

سفر شرعی کے ارادہ سے نکلنے والا نکلتے ہی قصر شروع کردے

(سوال ۲۲۶۶)ایک شخص نے بمبئی جانے کا ارادہ کیا اور ارادہ گھر سے یہی ہے کہ میں چھ مہینہ رہوں گا۔ تو اب یہ شخص قصر کرے گا یا اتمام۔

(جواب)راستہ میں وہ شخص قصر کرے گا کیونکہ وہ شخص سفر شرعی کے ارادہ سے گھر سے نکلا ہے لہٰذا علت قصر پائی گئی۔باقی جب بمبئی پہنچے گا اور وہاں اس کی نیت چھ ماہ کے قیام کی ہے تو وہاں نماز پوری پڑھے گا۔ کمافی الدر المختار من خرج من عمارۃ موضع اقامۃ الخ قاصداً سیرۃ ثلثۃ ایام ولیالیھا الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوباً الخ حتی یدخل موضع اقامۃ ان سار مدۃ السفر الخ۔(۳)فقط۔

پہلے قیام کی نیت تھی پھر نیت بدل گئی تو قصر کرے گا

(سوال ۲۲۶۷)زید مسافر نے قصبہ میں پندرہ روز قیام کی نیت کر کے چار رکعت پڑھادی مگر عصر کے وقت پندرہ روز قیام کی نیت فسخ کردی اور چار رکعت والی نماز کو دوہی رکعت پڑھنا پڑھانا شروع کردی تو یہ امامت و نمازیں صحیح ہوئی یا نہیں۔ مسافر کو بعد نیت قیام عزم فسخ کرنے پر پوری نماز پڑھنی چاہئے یا قصر۔

(جواب)زید کا پہلے بہ نیت قیام پوری نماز پڑھنا اور بعد کو بوجہ فسخ کرنے نیت قیام کے قصر کرنا درست و صحیح ہے۔

---

(۱)ردالمحتار باب صلاۃ المسافر تحت قولہ قاصدا ج۱ ص ۷۳۳.ط.س.ج۲ص ۱۲۲ ۱۲ ظفیر.
(۲)الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۳۲.ط.س.ج۲ص ۱۲۱. ۱۲ ظفیر.
(۳)الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ص ۷۳۲وج ۱ ص ۷۳۳.ط.س.ج۲ص ۱۲۱.۱۲ ظفیر.

مسافر کو بعد فسخ کرنے نیت قیام قصر ہی پڑھنا چاہئے۔(۱) فقط۔

ارادہ سفر سے آس پاس مختلف دیہاتوں کا اتنا چکر لگائے کہ اس کی مجموعی مسافت، مسافت شرعی کو پہنچ جائے تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۲۶۸) شخصے بارادہ سفر میرودوسفرش دردیہات ومواضع است ویک موضع از موضع آخر چنداں نیست کہ حکم قصر صلوٰۃ بروعائد شود مثلاً بعض موضع ازیک موضع بر مسافت نہ میل است وبعض از بعض یازدہ میل وبعض ہشت میل وبعض شانزدہ میل۔ مثلاً لیکن دورہ او دریں دیہات زائد از مسیرۃ سہ ایام می شود دریں صورت بروقصر واجب است یانہ۔

(جواب) ہرگاہ قصد شخص مذکور بوقت خروج برائے سفر دورہ جمیع دیہات مذکور است کہ مسافتش سہ یوم یازیادہ از مسیرۃ سہ یوم یعنی سہ منزل است قصر بروواجب است من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصداً مسيرة ثلثه ايام ولياليها الخ در مختار(۲) فقط۔

سفر شرعی میں قصر کرے خواہ تھوڑی دور پر قیام ہی کیوں نہ کرنا پڑے

(سوال ۲۲۶۹/۱) میں مسافر مارواڑ کا ہوں اور احمد آباد علاقہ میں چار پانچ ماہ کے ارادہ سے جاتا ہوں مگر کسی کام کی وجہ سے ہر دن کوس دو کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالتا ہوں۔ مثلاً آج یہاں تو کل کسی دوسرے مقام میں دو تین میل کے فاصلہ پر پڑاؤ ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں قصر کرنا چاہئے یانہ۔

جنگل میں ایک ماہ کے ارادہ سے قیام کرے گا تو بھی قصر ہی کرنا ہوگا

(سوال ۲۲۷۰/۲) مسافر باہر جنگل میں ایک ماہ کامل کے ارادہ سے مقیم ہوا تو قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

(جواب)(۱) اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۳)

(۲) جنگل میں مقیم نہیں ہوتا اس لئے اس کو نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۴) فقط۔

سفر میں وتر معاف نہیں اور سنن پڑھنا بھی ثابت ہے

(سوال ۲۲۷۱) ایک شخص مدعی ہے کہ مسافر کے لئے سنن اور وتر معاف ہے اور ترک کرنے سے گناہ نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے سفر میں کبھی نہیں پڑھے ہیں تو یہ دعویٰ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) وتر واجب ہیں ان کا ترک کسی حال میں جائز نہیں ہے مسافر ہو یا مقیم۔ اور سنن کے بارہ میں افضل یہ ہے

....

(۱) ولايزال على حكم السفر حتى ينوى الا قامة فى بلدة خمسة عشر يوما اواكثروان نوى اقل من ذالك قصر (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱٤٩) ولو كان مسافر افى اول الوقت ان صلى صلاة السفر ثم اقام فى الوقت لا يتغير فرضه وان لم يصل حتى اقام في اخر الوقت ينقلب فرضه اربعا، وان لم يبق من الوقت الا قدر ما يسع فيه بعض الصلاة (عالمگيرى مصرى صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۲ .ط.ماجديه ج۱ص۱٤۱) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲ .ط.س.ج۲ص۱۲۱ . ۱۲ ظفير. (۳) اوينوى الخ اقامة نصف شهر حقيقة او حكما الخ بموضع واحد صالح لها من مصر اوقرية الخ فيقصر ان نوى الاقامة فى اقل منه اى من نصف شهر اونوى فيه لكن فى غير صالح كبحر وجزيرة او نوى فيه بموضعين مستقلين الخ او دخل بلدة ولم ينوها اى مدة الا قامة بل ترقب السفر غدا اوبعد ه ولو بقى على ذالك سنين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳٦ .ط.س.ج۲ص۱۲۵) ظفير.

(٤) وصلاحية الموضع حتى نوى الاقامة فى براوبحر او جزيرة لم يصح (عالمگيرى مصرى صلاة المسافر ج۱ ص ۱۳۰ .ط.ماجديه ج۱ص۱۳۹) ظفير.

کہ حالت امن و قرار میں پڑھے اور اگر عجلت ہے تو ترک کردے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۱) اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں سنن پڑھی ہیں۔(۲) فقط۔

جو برابر سفر میں رہے قصر کرے

(سوال ۲۲۷۲) ایک شخص سہارنپور کے ریلوے دفتر میں ملازم ہیں اور ان کا مکان سہارنپور سے ۷۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ان کو چوبیس گھنٹہ ریل گاڑی ہی میں رہنا پڑتا ہے اور انبالہ تک اور ادھر غازی آباد تک جانا ہوتا ہے۔ ان کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) ایسی حالت میں جب تک اپنے وطن اصلی جانا نہ ہو قصر ہی پڑھتے رہیں۔(۳) فقط۔

کشتی اور جہاز پر رہنے والے قصر نماز پڑھیں

(سوال ۲۲۷۳) جو جہاز خلیج میں رات کو کنارہ پر مربوط رہتے ہیں اور دن کو تین مرتبہ نصف ساعت کی مقدار میں اس پار سے اس پار کو آتے جاتے ہیں، آیا اس جہاز کے ملازمین نماز قصر کریں گے یا پوری پڑھیں گے اور وطن اصلی ان لوگوں کا تین روز کا فاصلہ ہے اور یہ لوگ جہاز ہی میں رہتے ہیں، کھانا پینا اور سونا جہاز ہی میں ہوتا ہے۔

(جواب) جو لوگ دور سے آکر جہاز کی ملازمت کرتے ہیں مثلاً تین دن کی مسافت یا زیادہ طے کر کے آکر جہاز میں ملازم ہو جاتے ہیں اور پھر برابر دریا میں جہاز چلاتے رہتے ہیں کسی موضع صالح للاقامۃ میں پندرہ دن کے قیام کی نیت سے قیام نہیں کرتے تو وہ مسافر ہیں نماز قصر پڑھیں، درمختار میں ہے **فیقصر ان نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر اونوی فیه لکن فی غیر صالح کبحر او جزیرة الخ (درمختار) قوله کبحر قال فی المجتبی والملاح مسافر الا عند الحسن وسفینة ایضاً لیست بوطن ا ه الخ**۔(۴) فقط۔

ریلوے ڈرائیور جو انجن پر دوڑ تا رہتا ہے قیام ایک جگہ چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں رہتا کیا کرے

(سوال ۲۲۷۳/۱) ایک ڈرائیور جو کہ ریل گاڑی چلاتا ہے اپنے ہیڈ کوارٹر یعنی مستقر سے روانہ ہو کر سو میل یا کم و بیش دورہ کرتا ہے اور جب اپنی ڈیوٹی پوری کر لیتا ہے تو دوسرے مستقر پر جا کر کم از کم بارہ گھنٹہ یا چوبیس گھنٹہ آرام کرتا ہے پھر چند گھنٹہ بعد دوسری گاڑی لے کر واپس ہوتا ہے۔ جب اپنے پہلے مستقر پر پہنچتا ہے تو یہاں بھی اس کو اتنے ہی قیام کا موقع ملتا ہے تو اس کو ہر دو جگہ قصر کرنا چاہئے یا پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

(جواب) اس کو دونوں جگہ نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن و قرار والا بان کان فی خوف وقرار لایاتی بها هو المختار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص ۱۳۱) ظفیر.

(۲) وروی عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم کان لایتطوع فی السفر قبل الصلوٰة ولا بعدها وروی عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کان یتطوع فی السفر (ترمذی شریف باب ماجاء فی التطوع فی السفر ج ۱ ص ۷۲) ظفیر.

(۳) من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصد ا الخ مسیرة ثلثة ایام ولیالیها الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجو با الخ حتی ید خل موضع مقامه الخ اوینوی الخ اقامة نصف شهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار با ب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲.ط.س.ج۲ص ۱۲۱) ظفیر. (۴) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ص ۷۳۷.ط.س.ج۲ص۱۲۶. ۱۲ ظفیر.

(۵) من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصد الخ مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا الخ فیقصر ان نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲ تا ج ۱ ص ۷۳۷.ط.س.ج۲ص ۱۲۱ ...... ۱۲۳) ظفیر.

ملازم اپنے آقا کے تحت ہے وہ قصر کرے تو یہ بھی کرے

(سوال ۲۲۷۴) ایک شرعی مسافر کسی موضع میں پہنچا اور وہاں کے ایک باشندہ کو بایں شرط ملازم رکھا کہ جب تک میں سفر میں رہوں، تم میرے ساتھ رہنا۔ انتہائی مسافت کچھ بیان نہیں کی۔ اس موضع سے نکل کر پانچ چھ میل کے فاصلہ پر کسی گاؤں میں پہنچا۔ بغیر نیت اقامت چار ہفتہ وہاں رہا اور برابر نماز قصر پڑھتا رہا، اب ملازم کے لئے کیا حکم ہے۔ بہ تبعیت آقا خود بھی قصر کرے گا یا اتمام۔

(جواب) ملازم مذکور اس صورت میں تابع اپنے آقا کے ہے جو نیت آقا کی ہوگی اسی کی متابعت ملازم پر ہوگی، لیکن نیت متبوع کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ در مختار میں ہے **والمعتبر نية المتبوع الخ**(۱) **ولابدمن علم التابع بنية المتبوع الخ وفی ردالمحتار قوله واجيرای مشاهرة او مسانهةً الخ**(۲) پس جب کہ اجیر تابع مستاجر کے ہوتا ہے اسی طرح ملازم مذکور بھی تابع ہوگا کیونکہ وہ بھی اجیر مشاہرۃ ہے۔ فقط۔

چند گاؤں میں چکر کاٹنے سے مسافت پوری ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۷۵) ایک شخص کے چند دیہات ہیں جو اس کے وطن سے ہر ایک مسافت قصر سے کم ہے۔ اگر یہ شخص اپنے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا جس سے مسافت قصر پوری ہو جاتی ہے اور اسی قصد سے وطن سے گیا ہو تو اس شخص کے لئے احکام سفر ثابت ہوں گے یا نہیں۔

(جواب) اس پر احکام قصر ثابت ہوں گے۔ فقط۔(۳)

غیر مقلدین کا تین میل پر قصر کرنا اور ان کی مستدل حدیث کی تاویل

(سوال ۲۲۷۶) عند الفقہاء ۴۸ میل پر دوگانہ مسافر پڑھتا ہے اور غیر مقلد تین میل پر دوگانہ پڑھتے ہیں۔ ثبوت میں حضرت انسؓ کی حدیث پیش کرتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے تین میل پر دوگانہ پڑھا ہے، اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) تین منزل (جس کے ۴۸ میل ہوتے ہیں) کی مسافت کا ارادہ ہو تو شہر سے باہر نکلتے ہی قصر شروع ہو جاتا ہے (۴) اور یہی تاویل ہے اس حدیث شریف کی جس میں یہ آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ شریف سے باہر تین میل پر قصر کیا یعنی ارادہ آپ کا دور کا تھا مگر تین میل پر مدینہ سے نکل کر وقت نماز کا ہوا تو آپ نے قصر نماز پڑھی۔ فقط۔

اجیر اگر اپنے وطن میں پہنچے تو وہ مقیم کے حکم میں ہوگا خواہ اس کا مالک ساتھ ہی کیوں نہ ہو

(سوال ۲۲۷۷) اجیر مشاہرۃ یعنی ملازم اگر سفر کرتا ہو امع اپنے آقا کے اپنے موضع میں پہنچے تو قصر کرے گا یا

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤٤. ط.س. ج۲ ص۱۳۳ ۱۲.
(۲) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷٤٥. ط.س. ج۲ ص۱۳٤ ۱۲ ظفير.
(۳) فاذا قصد بلدة والى مقصده طريقان احدهما مسيرة ثلاثة ايام ولياليها , الاخر دونها فسلك الطريق الابعد كان مسافرا عندنا هكذا فی فتاوىٰ قاضی خان (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۰. ط. ماجديه ج۱ ص۱۳۸) ظفير.
(٤) من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصدا الخ مسيرة ثلاثة ايام وليا ليها الخ ولا اعتبار بالفراسخ على الذهب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ ص۱۲۱) ظفير.

پوری نماز پڑھے گا۔ فتاوی حمادیہ میں ہے عبد سافر مع مولیٰ فدخلا فی وطن العبد لا یصیر ان مقیمین . اما العبد فلا نہ تابع واما المولیٰ لم توجد نیۃ الا قامۃ ولا دخول الوطن الا صلی ۔ یہ مسئلہ عبد ہی کے ساتھ مخصوص ہوگا یا اجیر کا بھی یہی حکم ہے۔

(جواب) اجیر مشاہرۃً اگرچہ بلحاظ تبعیت عبد کے حکم میں ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ وطن اقامت میں اگر یہ صورت پیش آئے تو عبد کی طرح اس کی نیت کا بھی اعتبار نہ ہوگا۔ اس کی اقامت وسفر کا مدار مستاجر کی نیت پر ہے لیکن وطن اصلی میں یہ صورت نہیں کیونکہ وہاں تو پہنچتے ہی سفر باطل ہو جاتا ہے۔ نیت وعدم نیت کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ لہذا اگر اجیر مستاجر کے ساتھ اپنے وطن اصلی میں پہنچے تو سفر فوراً باطل ہو جائے گا اور اس کے علاوہ اور جگہ متبوع کی نیت کے تابع رہے گا۔ در مختار میں ہے والمعتبر نیۃ المتبوع لانہ الا صل لا التابع کامرأۃ وفاھامھرھا المعجل وعبد الخ واجیر الخ مع زوج و مولیٰ ومستاجر الخ۔(۱) فقط۔

مقتدی مسافر مقیم امام کے پیچھے کتنی رکعت کی نیت کرے

(سوال ۲۲۷۸) امام مقیم ہے، مقتدی مسافر تو کیا مقتدی چوگانہ نیت کرے یا دوگانہ۔

(جواب) مسافر کو اقتداء مقیم کی جائز ہے اور مقتدی مسافر امام مقیم کی اتباع کی وجہ سے چار رکعت پڑھے گا اور چار ہی رکعت کی نیت کرے گا۔ در مختار میں ہے واما اقتداء المسافر بالمقیم فیصح فی الوقت ویتم الخ۔(۲)

ایک شہر چھوڑ کر دوسرے میں چلا گیا اب پہلے میں آئے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۷۹) ایک شخص نے کسی وجہ سے اپنے اہل وعیال کو الف شہر سے ب شہر کو بھیج دیا اور وہ الف شہر کے گردونواح میں مسافت طے کر کے وقت گذارتا ہے۔ اگر وہ شخص الف شہر میں آئے جہاں اس کا کرایہ کا مکان مقفل ہے تو وہاں وہ مقیم کہلایا جائے گا یا مسافر۔

دوسرے جب وہ شخص ب شہر میں جائے جہاں اس کے کل عزیز واقارب ہیں مگر وہاں اس کا قیام دس روز سے بھی کم ہے اور اسے الف شہر واپس آنا ہے جہاں وہ مستقل طور پر قیام پذیر ہے تو ایسی صورت میں وہ ب شہر میں مقیم سمجھا جائے گا یا مسافر؟ اس کو ہر طرح کا آرام ب شہر میں ہے اور الف شہر میں اس کے اہل وعیال عارضی طور پر چلے گئے ہیں۔

(جواب) معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وطن اصلی ب شہر ہے جہاں اس کے کل عزیز واقارب ہیں۔ پس اگر اس کا وطن اصلی ب شہر ہی ہے تو وہاں پہنچتے ہی فوراً نماز پوری پڑھنی چاہئے اور الف شہر میں اگر وہ بوجہ ملازمت رہتا ہے تو وہ وطن اقامت ہے اگر وہاں پندرہ دن یا زیادہ کے قیام کی نیت ہو تو نماز پوری پڑھے ورنہ قصر کرے۔ حاصل یہ ہے کہ وطن اصلی میں نماز پوری پڑھنی چاہئے اگرچہ ایک دوروز کو وہاں آوے، اور وطن اقامت میں اگر پندرہ دن کی نیت قیام کی

(۱) الد المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۴ و ج ۱ ص ۷۴۵ شامی میں ہے قولہ واجیر ای مشاھرۃ او مسانھۃ الخ (ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۷۴۵ ط.س. ج ۲ ص ۱۳۴) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۱ ط.س. ج ۲ ص ۱۳۰۔ ۱۲ ظفیر.

ہو تو پوری نماز پڑھنی چاہئے ورنہ قصر کرے اور وطن اصلی وہ ہے اس کی پیدائش ہے اور والدین رہتے ہیں اور نکاح ہوا ہے غرض جس جگہ کا وہ اصلی رہنے والا ہے وہ وطن اصلی ہے جب تک اس کو چھوڑ کر دوسرا وطن نہ بنالیوے وہی وطن اصلی رہے گا۔(۱) فقط۔

کس قدر سفر پر قصر ہے

(سوال ۲۲۸۰) نماز قصر کس قدر سفر میں ہے

(جواب) تین منزل سفر پر قصر واجب ہے۔(۲)

قصر نہ کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں

(سوال ۲۲۸۱) نماز قصر نہ کرے تو گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) گنہگار ہوتا ہے۔(۳)

قصر کی حالت میں سنت ووتر ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۸۲) قصر کی حالت میں سنت ووتر ہے یا نہیں۔

(جواب) وتر پڑھنے ضروری ہیں اور سنتوں کو بھی اطمینان و فرصت میں نہ چھوڑے۔(۴)

ظہر و عصر ایک وقت میں سفر کے اندر جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۸۳) نماز ظہر و عصر سفر کی حالت میں ملا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایک وقت میں دونوں کو پڑھنا جائز نہیں۔(۵)

بطور دورہ سفر کرنے والے پر قصر ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۸۴) ملازمت کی حالت میں جو لوگ سفر بطور دورہ کرتے ہیں ان پر قصر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) تین منزل کا سفر ہو تو قصر لازم ہے۔ یعنی دورہ میں اخیر تک جہاں جانے کا ارادہ ہے، وہ اگر تین منزل دور ہے تو قصر کرنا چاہئے(۶)۔

قصر کرنے والے امام نے نماز پوری پڑھ لی تو امام و مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱/۲۲۸۵) ایک مسافر قصر پڑھنے والا نماز عشاء کا امام ہو اور بجائے قصر کے پوری چار رکعت نماز پڑھی وہ نماز امام و مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔

....

(۱)الوطن الاصلی هو موطن ولادته او تاهله او توطنه يبطل بمثله اذا لم يبق له بالاول واهل فلو بقی لم يبطل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج۱ ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص۱۳۱) ظفير.(۲)السفر الذی يتغير به الا حكام ان يقصد مسيرة ثلثة ايام وليا ليها بسير الا بل ومشی الا قدام الخ والسير المذكور هو الوسط (هدايه باب صلاة المسافرج۱ ص ۱۴۸)ظفير.(۳)وفرض المسافر فی الرباعية ركعتان لا يزيد عليها الخ وان صلی اربعا وقعد فی الثانية قدر التشهد اجزاته الا وليان عن الفرض والا خريان له نافلة (هدايه ايضاً) .(۴)وبعضهم جوز للمسافرترك السنن والمختار انه لا ياتی بها فی حال الخوف وياتی بها فی حال القرار والامن (عالمگيری ج۱ ص ۱۳۰.ط.ماجديه ج۱ص۱۳۹) ظفير.(۵)ولا جمع بين فرضين فی وقت بعذر سفرو مطر خلافاللشافعی وما رواه محمول علی الجمع فعلا ، لا وقتا فان جمع فسد و لو قدم الفرض علی وقته وحرم لوعكس ای اخره عنه وان صح بطريق القضاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة قبيل باب الا ذان ج۱ ص ۳۵۴ و ج۱ ص ۳۵۵. ط.س.ج۱ص ۳۸۱)ظفير.(۱)اقل مسافة تتغير فيها الا حكام مسيرة ثلاثة ايام الخ والقصر واجب (عالمگيری باب فی صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۲۹.ط.ماجسيه ج۱ص۱۳۸) ظفير.

ریل کے سفر میں پوری نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲/۲۲۸۶) دوسرے یہ کہ اگر قصر کرنے والا اس خیال سے کہ سفر ریل آرام کا ہے قصر نہ کرے تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟

(جواب) امام اگر دو رکعت پر بیٹھ گیا ہے تو اس کی نماز ہوگئی اور مقتدیوں نے اگر اس کے ساتھ ساتھ نماز پوری کی تو ان کی نماز نہیں ہوئی۔ کما مر الشامی۔ **فلو اتم المقیمون صلاتهم معه فسدت لانه اقتد المفترض بالمتنفل ای اذا قصدوا متابعة الخ۔**(۱)

(۲) قصر کرنا مسافر کو لازم ہے کہ ریل کا سفر آرام دہ ہے۔ پوری نماز پڑھنا درست نہیں۔(۲) فقط۔

ساٹھ میل کی دوری پر جانا ہو تو قصر کرے یا نہیں

(سوال ۱/۲۲۸۷) زید نے اپنے وطن اصلی سے ب شہر کو جو ۶۰ میل سے زائد فاصلہ پر ہے جاتا ہے مگر اس کی نیت بروقت روانگی ۱۵ یوم سے زیادہ ب شہر میں قیام کرنے کی ہے ایسی صورت میں راہ میں اسے قصر کرنا چاہئے یا نہیں۔

پندرہ دن قیام کے بعد چلے گا تو سفر یہاں سے شمار ہوگا یا پہلے شہر سے

(سوال ۲/۲۲۸۸) مثلاً زید ب پہلے شہر سے بعد قیام زائد از ۱۵ یوم ج شہر کو جائے تو قصر کرنے کے لئے فاصلہ کا شمار ب شہر سے کیا جائے گا یا زید کے وطن اصلی سے۔

مقیم مسافر کے پیچھے چار رکعت کی نیت کرے

(سوال ۳/۲۲۸۹) مقیم کو مسافر امام کے پیچھے مثلاً نماز عصر میں چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے یا دو رکعت کی۔

(جواب)(۱) نماز کو قصر کرنا چاہئے۔(۳)

(۲) اس صورت میں فاصلہ کا شمار ب شہر سے کیا جاوے گا۔(۴)

(۳) چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے، دو رکعت اپنی امام کے ساتھ اور دو بعد میں پڑھے گا۔(۵) فقط

جہاں نکاح ہو کیا وہ مطلقاً وطن اصلی کے حکم میں ہے

(سوال ۱/۲۲۹۰) در مختار میں وطن اصلی میں اس جگہ کو بھی لکھا ہے او تاہله، یعنی نکاح کرنے کی جگہ، تو کیا مطلقاً وہ جگہ جہاں نکاح ہوا ہے وطن اصلی ہے یا اس کا کچھ اور مطلب ہے۔ اور اس کی کیا تفصیل ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۱ .ط.س. ج۲ص ۱۳۰ ۱۲ ظفیر.

(۲) والقصر لازم عند نا الخ وهی تدل علی ان الفرض رکعتان وان الا تمام منکر ولو کان جائز الفعله علیه الصلاة والسلام مرة تعلیما للجواز (غنیة المستملی فصل صلاة المسافر ص ۴۹۹) ظفیر.

(۳) من خرج من عمارة موضع اقامة قاصدامسیرة ثلاثة ایام ولیا لیها الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲ .ط.س. ج۲ص ۱۲۱)

(۴) ویبطل الا قامة بمثله و بالوطن الا صلی وبا نشاء السفر (ایضاً ج ۱ ص ۷۴۳ .ط.س. ج۲ص ۱۳۲) ظفیر.

(۱) وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعده فاذا قام المقیم الی الا تمام لایقرا ویسجد للسهو فی الا صح لانه کاللا حق والقعد تان فرض علیه وقیل لا (ایضاً ج۱ ص ۷۴۰ .ط.س. ج۲ص ۱۳۰) ظفیر.

عورت کا وطن اصلی سسرال ہے یا والدین کا گھر اور اگر کوئی وطن اقامت سے دس بارہ میل سفر کرے تو مسافر ہوگا یا نہیں

(سوال ۲/۲۲۹۱) عورت کا وطن اصلی اس کی سسرال ہے یا والدین کا گھر وطن ولادت سے کیا مراد ہے، مطلقاً یا وہ جگہ جس کو عرف میں وطن کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی جگہ ملازم ہو اور اس کا وطن وہاں سے سفر شرعی کی مسافت پر ہو تو اگر یہ شخص ملازمت کی جگہ سے دس بارہ میل کا سفر کرے تو مسافر ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) وطن اصلی کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ وطن قرار ہو یعنی وہاں رہنا مقصود ہو پس موضع تاہل یعنی تزوج وطن اصلی اسی وقت ہوتا ہے کہ وہاں رہنا مقصود ہو اور اس کی زوجہ وہاں رہتی ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر کسی جگہ سے نکاح کر کے عورت کو لے آیا تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن ہو جاوے۔ حاصل یہ ہے کہ جس جگہ اس کی زوجہ رہتی ہے اور اس کو وہاں رہنا مقصود ہے تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔ اگر دو زوجہ دو شہروں میں رہتی ہیں تو دونوں وطن اصلی ہیں۔ ولو کان ببلدتین فایتهما دخل صار مقیماً۔(۲) شامی۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ زوجہ کا وہاں رہنا اور ہونا بہتر ہے۔ محض نکاح کر کے کہیں سے لے آنا یہ سبب وطن بننے کا نہیں ہے۔

(۲) عورت تابع مرد کے ہے شوہر اس کا اس کو جہاں رکھے وہی اس کا وطن ہوگا (۳) وطن ولادت وہ ہے جہاں وہ پیدا ہوا اور اس کے والدین وہاں رہتے ہیں، ملازمت کی جگہ جہاں وہ مقیم ہے اور بوجہ اقامت کے نماز پوری پڑھتا ہے تو جب تک وہاں سے مسافت شرعیہ کے سفر کے ارادہ سے نہ نکلے گا قصر نہ کرے گا۔(۴)

سرکاری ملازم جو اڑتالیس یا ساٹھ میل کے اندر دورہ کرتا ہے قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۲۹۲) زید ملازم سرکاری ہے اس کے رہنے کا مقام الف ہے مگر اس کو کبھی تو صرف اطراف میں یعنی ۴۸ میل کے اندر اور کبھی پچاس، ساٹھ، اسی میل تک دورہ کرنا پڑتا ہے اور دورہ میں چھ روز یا آٹھ روز یا دس روز گذر جاتے ہیں۔ رہنے کے مقام کو واپس نہیں آتا۔ اس صورت میں قصر کرے یا نہ۔

(جواب) اگر گھر سے نکلنے کے وقت اس نے ارادہ کیا تھا کہ اس دورہ میں منتہائے سفر فلاں مقام ہے کہ جو اڑتالیس میل یا زیادہ جائے رہائش سے ہے تو قصر لازم ہے ورنہ نہیں۔

الہ آباد سے بمبئی دو چار ماہ قیام کی نیت سے روانہ ہوا تو راستہ میں قصر کرے گا یا نہیں

(سوال ۲۲۹۳) زید الہ آباد سے بمبئی کو روانہ ہوا، مگر بمبئی دو چار ماہ رہنا چاہتا ہے اس صورت میں راستہ میں قصر کرے گا یا پوری پڑھے گا۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) والمعتبر نية المتبوع لانه الا صل لا التابع كامراة وفاها مهر المعجل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴٤) ظفير ويبطل وطن الا قامة بمثله وبالوطن الا صلى وبانشاء السفر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۴۳. ط.س. ج۲ ص ۱۳۳) ظفير.

(جواب) راستہ میں قصر کرے گا۔(۱)

قصر سے متعلق چند سوالات

(سوال ۲۲۹٤/۱) اگر کوئی شخص وطن سے باہر بیالیس ۴۲ میل پر جا ٹھہرے اور اس جگہ پر پندرہ روز یا کم کا ارادہ مقیم ہونے کا ہو تو نماز قصر کرنی جائز ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۲۹۵/۲) جہاں فرض قصر ہیں وہاں سنت اگر نہ پڑھیں گناہ تو نہیں ہے۔

(سوال ۲۲۹٦/۳) حالت سفر میں دو نمازوں کا ایک جگہ جمع کر کے جیسا کہ ظہر کی عصر کے ساتھ عشاء کی مغرب کے ساتھ یکجا پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) تین دن کی مسافت پر قصر ہوتا ہے۔ اڑتالیس میل اس کا اندازہ کیا گیا ہے۔ وہاں جا کر اگر پندرہ دن قیام کا ارادہ ہے تو نماز پوری پڑھے اس سے کم قیام کا ارادہ ہے تو قصر کرے۔

(۲) گناہ نہیں لیکن حالت قیام میں سنتوں کا پڑھنا اچھا ہے۔(۲)

(۳) اگر اس طرح جمع کرے کہ ظہر اپنے اخیر وقت میں ہو اور عصر اپنے اول وقت میں تو یہ جمع درست ہے۔ یہ جمع صورتاً ہے حقیقتاً نہیں یعنی ایسا نہ کرے کہ عصر کو ظہر کے وقت میں ظہر کے ساتھ پڑھے، یا ظہر کو قضاء کر کے عصر کے وقت میں عصر کے ساتھ پڑھے یہ درست نہیں ہے۔(۳)

گھر سے کتنے فاصلہ پر جا کر قصر شروع کرے

(سوال ۲۲۹۷/۱) گھر سے کتنے فاصلہ پر جا کر قصر کر سکتا ہے۔

ریلوے ملازم جو برابر سفر میں رہے کیا کرے

(سوال ۲۲۹۸/۲) بندہ ریلوے ملازم ہے اور ہمیشہ سفر میں رہتا ہے کسی جگہ دو دن کسی جگہ چار دن اور کسی جگہ دو تین ماہ متواتر رہنے کا بھی اتفاق ہوتا ہے ایسی حالت میں نماز پوری پڑھوں یا قصر۔

قصر کے حکم کے باوجود اگر پوری نماز پڑھی جائے تو جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۹۹/۳) اگر میں اس رعایت یعنی قصر کا مستحق ہوں اور پھر بجائے دوگانہ کے پوری نماز ادا کروں تو جائز ہے یا نہیں

حالت سفر میں سنن مؤکدہ و وتر کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۰۰/٤) ایسی حالت میں سنن مؤکدہ، وتر اور نوافل کی ادائیگی کا کیا حکم ہے۔

---

(۱) من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصدا الخ مسيرة ثلثة ايام ولياليها الخ صلى الفرض الرباعى ركعتين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲. ط.س. ج۲ ص ۱۲۱) قوله قاصدا اشاربه مع قوله خرج الى انه لو خرج ولم يقصد او قصد ولم يخرج لايكون مسافرا (ردالمحتار ج۱ ص ۷۳۳. ط.س. ج۲ ص ۱۲۲) ظفير)

(۲) ويأتى المسافر بالسنن ان كان فى حال امن وقرار والا لا ياتى بها الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷٤۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱) ظفير.

(۳) ولا يجوز الجمع عند نا بين الصلاتين فى وقت واحد سوى الظهر والعصر بعرفة والمغرب والعشاء بمزدلفة (غنية المستملى ص ۵۰۷) ظفير.

مغرب کی فرض میں قصر ہے یا نہیں اور ہے تو کیا

(سوال ۲۳۰۱/۵) مغرب کے تین فرضوں کا کیا حکم ہے۔

(جواب)(۱) اس کا نام قصر ہے، سفر میں نماز قصر کرنے کا حکم ہے یعنی جو نماز چار رکعت ہے سفر میں دو رکعت پڑھی جاتی ہیں مغرب اور صبح کی نماز میں قصر نہیں ہے۔ شرط قصر یہ ہے کہ تین منزل سفر کا ارادہ ہو یا اس سے زیادہ کا اور تین منزل کا اندازہ اڑتالیس میل سے کیا گیا ہے۔

(۲) آپ جیسے سفر کرنے والے کے لئے جب کہ سفر تین منزل کا یا اس سے زیادہ ہو یہ حکم ہے کہ اگر کسی جگہ پندرہ دن کے قیام کا یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھیں ورنہ قصر کرتے رہیں۔(۱)

(۳) مسافر شرعی کو جیسا کہ آپ کا سفر ہے، جب تک کسی بستی میں پندرہ دن یا زیادہ کے قیام کا ارادہ نہ ہو تو نماز قصر کرنا واجب ہے پوری نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ یہ جائز نہیں ہے۔(۲)

(۴) سنن مؤکدہ حالت اطمینان میں پڑھنا چاہئیں اگر عین سفر میں ہو اور جلدی ہو تو نہ پڑھے اور فرض ہر حال میں پڑھنا چاہئے۔(۳)

(۵) مغرب میں قصر نہیں ہے۔(۴) فقط۔

میدان جنگ کے سپاہی جن کو علم نہیں ہوتا کیا کریں

(سوال ۲۳۰۲) ہم لوگ میدان جنگ میں شامل ہیں لیکن دس روز کہیں بیس روز کہیں ٹھہرنا ہوتا ہے اور ہم کو پہلے سے کوئی اطلاع نہیں ہوتی، چاہے ایک روز میں گھر چلے آویں یا دس برس تک نہ آویں، اس صورت میں نماز قصر پڑھیں یا نہ اور سنتیں بھی پڑھیں یا کیا اور جمعہ کی بابت کیا حکم ہے۔

(جواب) ایسی حالت میں نماز قصر ہی ادا کرنی چاہئے۔(۵) اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر حالت اطمینان میں ہوں تو سنتوں کا اداء کرنا بہتر ہے ورنہ ترک کر دی جاویں۔ در مختار میں ہے کہ مسافر اگر حالت امن و قرار میں ہو تو سنتیں مؤکدہ پڑھے اور اگر امن و قرار نہ ہو تو نہ پڑھے اور امام ہندوانیؒ فرماتے ہیں کہ ٹھہرنے کی حالت میں سنتیں پڑھے اور چلنے کی حالت میں نہ پڑھے(۶) کذا فی الشامی۔ اور مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ اگر کہیں موقعہ ملے اور جمعہ پڑھے تو اچھا ہے ضروری نہیں ہے، اگر جمعہ پڑھ لیا تو ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اور اگر جمعہ نہ پڑھا تو ظہر

(۱،۲) من خرج من عمارة اقامة قاصد امسيرة ثلاثة ايام الخ صلي الفرض الرباعي ركعتين وجو با الخ حتى يدخل موضع مقامه الخ او ينوى الخ اقامة نصف شهر حقيقة او حكما (درمختا باب صلاة المسافر. ط.س. ج۲ ص ۱۲۱) ظفير.

(۳) وياتى المسافر بالسنن ان كان فى حال امن وقرار والا لا ياتى بها هو المختار (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱) ظفير.

(٤) صلى الفرض الرباعى ركعتين (درمختار) واحترز بالفرض عن السنن والوتروبالرباعى عن الفجر والمغرب (ردالمحتار ج۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ ص ۱۲۳) ظفير.

(۵) ولو دخل مصر اعلى عزم ان يخرج غدا اوبعد غدولم ينو مدة الاقامة حتى بقى على ذالك سنين قصر الخ واذادخل العسكر فنووالا قامة بها قصر وكذا اذا حاصر وا فيها مدينة او حصنا الخ (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱٤۹) ظفير.

(٦) وياتى المسافر بالسنن ان كان فى حال امن وقرار الا بان كان خوف و فرار لاياتى بها هو المختار (درمختار) وقال الهندوانى رحمة الله عليه الفعل حال النزول والترك حال السير الخ والا عدل ماقاله الهندوانى رحمة الله عليه (ردالمحتار باب صلوٰة المسافر. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱) ظفير.

کی نماز پڑھنی چاہئے۔(۱)

ایک دائرہ میں برابر گردش کرتا ہو مگر وہ مقامات تین دن کی مسافت پر نہ ہوں تو کیا کرے

(سوال ۲۳۰۳) دورہ میں مجھ کو اطراف دیہات میں پھرنا پڑتا ہے اور مسلسل بیس روز پچیس روز یا دس روز جیسی صورت ہو میں اپنے مستقر سے باہر رہتا ہوں مگر کسی ایک مقام پر ایک ہفتہ سے زائد قیام کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن یہ مقامات مستقر سے تین دن اور تین رات کی مسافت پر نہیں ہوتے بلکہ مستقر کے اطراف ایک دائرہ میں گردش رہتی ہے مسلسل مسافت کا لحاظ کیا جائے تو سفر مدت مقررہ سے بڑھ جاتا ہے اور تمام سفر کا لحاظ کیا جائے تو بہت زیادہ مسافت ہو جاتی ہے۔ اندریں صورت نماز میں قصر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) چونکہ مجموعہ مسافت مدت سفر شرعی سے زیادہ ہے اس لئے مستقر تک لوٹنے تک اس صورت میں نماز کو قصر کرنا چاہئے۔ قال فی الدر المختار حتیٰ یدخل موضع مقامه ان سارمدة السفر الخ قوله ان سارمدة السفر. قید بقوله حتی یدخل ای انما یدوم علی القصر الی الدخول ان سارثلثة الخ۔(۲)

مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھے گا یا نہیں

(سوال ۲۳۰۴) مسافر امام کے پیچھے اگر مقتدی مقیم نماز پڑھ رہا ہے تو جب امام نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا تو یہ چاروں پوری کرے گا۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ دو بعد کی رکعتوں میں فاتحہ پڑھے یا نہیں۔

(جواب) بعد کی دو رکعت میں کچھ نہ پڑھے بلکہ خاموش کھڑا ہو کر رکوع کر دے۔(۳)

سسرال میں قصر کرے یا پوری پڑھے......

(سوال ۲۳۰۵/۱) سسرال میں دس کوس کا فاصلہ ہے تو زید کو سسرال پہنچ کر پوری نماز پڑھنا چاہئے یا قصر کرنا؟

مسافر امام نے پوری نماز پڑھ لی تو مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۳۰۶/۲) مسافر امام نے سہواً پوری نماز پڑھ لی تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

پوری نماز سفر میں پڑھنے کی نیت

(سوال ۲۳۰۷/۳) مسافر نے منت مانی کہ سفر میں دو چار روز تک پوری نماز پڑھا کروں گا تو منت کے دنوں کی نماز پوری پڑھے یا قصر کرے؟

(جواب)(۱) سسرال میں پہنچنے پر پوری نماز پڑھے۔ کما فی الشامی۔ قوله اوتاهله ای تزوجه قال فی شرح المنية(۴) ولو تزوج المسافر ببلدولم ینوالا قامةبه فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیرمقیما وهو الا وجه

....

(۱)ولا تجب الجمعة علی مسافر الخ فان حضر وافصلوا مع الناس اجزاء هم عن فرض الوقت الخ (هدایه باب الجمعه ج۱ ص ۱۵۲) ظفیر. (۲)ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۶.ط.س.ج۲ص ۱۲۴. ۱۲ ظفیر.

(۳)وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعد ه فاذا قام المقیم الی الا تمام لا یقرا ولا یسجد للسهو فی الا صح لانه کاللاحق والقعد تان فرض علیه وقیل لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۰.ط.س.ج۲ص ۱۳۰) ظفیر. (۴)غنیة المستملی ص ۵۰۵. ۱۲ ظفیر.

الخ (دس کوس مسافت قصر نہیں ہے اس لئے صورت مسئولہ میں قصر کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ظفیر)

(۲) مقتدیوں کی نماز فاسد ہوئی۔ شامی ج ۱ ص ۳۹۱ ولو اقتدی مقیمون بمسافر واتم بهم بلا نية اقامة وتابعوه فسدت صلاتهم لكونه متنفلا فى الا خريين۔

(۳) قصر کرنا چاہئے یہ منت اس کی لغو ہے کہ معصیۃ ہے اور خلاف شرع ہے قصداً پوری نماز پڑھنے میں گنہگار ہوگا اور مقیم کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی۔ كما مر فلواتم مسافران قعدفى الا ولى تم فرضه واساء الخ۔ در مختار۔(۱) فقط۔

مقیم نے مسافر امام کی ایک رکعت کے بعد اقتداء کی تو کس طرح نماز پوری کرے

(سوال ۲۳۰۸) مقیم نے مسافر کی اقتداء اس وقت کی کہ امام مسافر ایک رکعت پڑھا چکا تھا تو اب بعد سلام امام مسافر کے مقیم کو کس طرح نماز پڑھنی چاہئے؟

(جواب) اول دو رکعت خالی پڑھے اور تیسری رکعت میں قراءۃ پڑھے۔(۲) فقط۔

مسافر جمعہ میں امام ہو سکتا ہے

(سوال ۲۳۰۹) مسافر جمعہ میں امام ہو سکتا ہے یا نہ؟

(جواب) مسافر امام جمعہ ہو سکتا ہے۔(۳) فقط۔

قصر کی دلیل ہر حال میں

(سوال ۲۳۱۰) ہر سفر میں باوجود امن و امان کے بھی ضرور نماز نماز قصر ہی پڑھنا واجب ہے ثابت نہیں ہوتا دلیل وجوب تحریر فرمائیے۔

(جواب) دلیل وجوب یہ حدیث وعن يعلى بن امية قال قلت لعمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه انما قال الله تعالىٰ ان تقصروامن الصلوٰة ان خفتم ان يفتنكم الذين كفر وافقد امن الناس فقال عمر عجبت مما عجبت منه فسالت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صدقة تصدق الله به عليكم فاقبلو صدقته. رواه مسلم ۔(۴) حاصل یہ کہ یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ حضرت حق تعالیٰ فرماتا ہے نماز قصر کرو اگر تم کو خوف کفار کے فتنہ کا ہو۔ پس اب لوگ مامون ہیں وہ خوف نہیں ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ مجھے یہ شبہ پیش آیا تھا۔ سو میں نے حضرت رسول مقبول ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا یہ اللہ کا انعام ہے اس کو قبول کرو۔

ریل میں قصر کتنی مسافت پر کرے

(سوال ۲۳۱۱) ریل کے سفر میں کتنی مسافت پر قصر کرنا چاہئے؟

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۰۹.ط.س.ج۲ص۱۲۸. ۱۲ ظفير.

(۲) ولو اقتدى المقيم بالمسافر صح (الى قوله) فاذا صلى المسافر ركعتين يسلم ويقوم المقيم فيتم صلوٰته بغير قراء ة فى الاصح الخ بخلاف المسبوق (غنية المستملى ص ۵۰٤) ظفير.(۳) ويجوز للمسافر والعبد والمريض ان يؤم فى الجمعة (هدايه ج ۱ ص ۱۵۲) ظفير.(٤) مشكوٰة ص ۱۱۸ . ۱۲ ظفير.

(جواب)اگر تین منزل پیادہ کا سفر ہو تو ریل میں بھی اس مسافت پر قصر کرنا چاہئے۔ مثلاً ۴۸ میل کا سفر ہو تو قصر درست ہے اور ضروری ہے۔(۱) فقط۔

آنحضرت نے سفر میں کے رکعت پڑھی

(سوال ۲۳۱۲)جناب رسول اللہ ﷺ نے سفر میں دو رکعت نماز پڑھی تھی یا چار رکعت ؟اور نیز غزوات میں آپ نے دو رکعت پڑھی ہیں۔ آج کل کے روشن خیال لوگوں کے اعتقاد میں صرف دو ہی رکعت نماز فرض ہے چار رکعت نہیں ہیں۔ اس مسئلہ کو مفصل ارقام فرمادیں۔

(جواب)جناب رسول اللہ ﷺ کا بوقت سفر یا غزوات میں چار رکعت کی جگہ دو رکعت پڑھنا بسبب قصر کے ہے۔ سفر شرعی میں چار رکعت کی جگہ دو رکعت فرض ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں ہے **واذا ضربتم فی الا رض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ الایۃ وفی الحدیث عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه وعن ابن عمر قالا سن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صلاۃ السفر رکعتین وھو تمام غیر قصر**(۲) الحدیث۔ فقط۔

قصر کی حالت میں سنت ووتر

(سوال ۲۳۱۳)قصر میں سنتیں و وتر پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص دورہ میں ہے کہ روزانہ کوچ و مقام ہوتے ہیں ایسی حالت میں قصر کرے یا نہ ؟ از روطن سے کس قدر فاصلہ پر ہوئے تب قصر لازم ہے۔

(جواب)در مختار میں ہے **ویأتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی خوف وفرار لا یاتی بھا ھو المختار**۔(۳) حاصل یہ ہے کہ مسافر اگر کسی جگہ ٹھہرا ہوا ہے اور عجلت نہیں ہے تو سنتیں پڑھے اور اگر سفر کی جلدی ہے یا خوف ہے تو سنتیں چھوڑ دے۔ پھر کہا کہ عند البعض سنت فجر پھر بھی نہ چھوڑے۔(۴) اگر جائے اقامت سے دورہ میں اتنی دور کا ارادہ کر کے چلا ہے جو تین منزل یعنی ۴۸ میل ہے تو تمام دورہ میں قصر کرتا رہے پھر جب واپس جائے اقامت میں آوے اور کم از کم پندرہ دن کے قیام کی نیت ہو نماز پوری پڑھے۔(۵) فقط۔

قصر کے لئے گھر بنانا معتبر نہیں

(سوال ۲۳۱۴)ایک شخص کی سکونت وطن اصلی میں ہے دوسرے شہر میں فقط زوجہ ثانیہ کے قیام و سکونت کے لئے مکان بنایا، بعد چند سال کے بوجہ ناموافقت آب و ہوا کے زوجہ ثانیہ کو وطن اصلی میں لے جانا پڑا اور اس

....

(۱)اعلم ان اقل مدۃ السفر عندنا مسا فۃ ثلثۃ ایام من اقصر ایام السنۃ بالسیر الوسط (الی قوله) وعامۃ المشائخ قدروھا بالفراسخ الخ (غنیۃ المستملی ص ۴۹۷) ظفیر.

(۲)مشکوٰۃ باب صلاۃ السفر ص ۱۱۹. ۱۲ اخرجه مسلم فی صحیحه عن مجاھد عن ابن عباس قال فرض اللّٰہ الصلوٰۃ علی لسان نبیکم فی الحضر اربع رکعات وفی السفر رکعتین (نصب الرایه ج ۱ ص ۱۸۹) ظفیر.

(۳)دیکھئے الدر المختار مجتبائی باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۱۱۸ .ط.س.ج۲ص ۱۳۱.

(۴)وقیل یصلی سنۃ الفجر خاصۃ وقیل سنۃ المغرب ایضاً بحر (ردالمحتار ج۱ ص .ط.س.ج۲ص ۱۳۱)

(۵)من خرج من عمارۃ موضع اقامۃ قاصد امسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیا لیھا الخ اوینوی اقامۃ نصف شھر حقیقۃ او حکما (الی قوله) اتم مختصرا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۱۰۷ .ط.س.ج۲ص ۱۲۱. ۱۲ ظفیر.

دوسرے شہر کے مکان کو مقفل کر دیا۔ بعض اسباب خانہ داری بھی اب تک یہیں ہیں اور زوجہ کا پھر یہاں آنا بھی مشکوک ہے۔ اس صورت میں اگر وہ شخص کسی ضرورت سے مسافت طے کر کے اس دوسرے شہر میں آئے تو اس کو قصر کرنا ہوگا یا چار رکعت پوری ادا کرنا ہوں گی۔

(جواب) اس حالت میں اس کو قصر کرنا ہوگا۔ کما فی شرح المنیۃ اذا لمعتبر الاھل دون الدار (۱) وھکذا فی ردالمحتار۔ فقط۔

وہ مسافر جو پندرہ دن کی نیت نہ کرے

(سوال ۲۳۱۵) ایک شخص اپنے مکان سے چھتیس کوس پر تجارت کرتا ہے اس طور سے کہ کسی شہر میں مکان لے کر رہتا ہے اور باہر دیہات میں بغرض پھیری ہر روز جاتا ہے اور شام کو قیام گاہ پر واپس آتا ہے۔ بعض دفعہ ایک دو روز کسی گاؤں میں رہنا ہوتا ہے۔ اس صورت میں نماز قصر کرے یا پوری پڑھے ؟

(جواب) اگر پندرہ روز زیادہ اس مقام میں قیام کی نیت ہے تو نماز پوری پڑھنی چاہئے۔ نیت قیام کے بعد اگر بطور پھیری دو دو چار چار کوس کے فاصلہ پر دیہات میں جاوے اور شام کو جائے قیام پر لوٹ آوے تو اس سے قصر نماز کا حکم نہیں ہوتا پوری ہی نماز پڑھنی چاہئے لیکن اگر اس مقام جس میں مکان کرایہ پر لیا پندرہ روز قیام کا ارادہ نہیں بلکہ اول سے ہی یہ ارادہ ہے کہ فلاں مقام میں جو چھتیس کوس سے مکان لے کر دیہات میں پھرا کروں گا اور اس جائے قیام میں قیام نہ کروں گا تو پھر قصر کرے۔ (۲) فقط۔

سفر میں اس نیت سے کہ خدا جانے کب واپسی ہونا ہو، کیا کرے

(سوال ۲۳۱۶) ایک شخص بایں خیال لمبے سفر میں روانہ ہوا کہ خدا جانے میں کب واپس آؤں۔ وہ قصر کرے یا نہ ؟

(جواب) اس کو نماز قصر کرنی چاہئے یعنی دو رکعت پڑھنی چاہئے جب تک، کہ پندرہ دن کے قیام کا ارادہ کسی شہر میں نہ کرے۔ (۳) فقط۔

سسرال جو تین منزل پر ہے قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۳۱۷) زید اگر اپنی سسرال میں جاوے جو تین منزل پر ہے قصر کرے گا یا نہ۔ یعنی پندرہ روز سے کم کے ارادہ سے جاوے اسی طرح اگر ہندہ اپنی سسرال میں بارادہ کم از پندرہ یوم جاوے جو تین منزل پر ہے قصر کرے گی یا نہ ؟

(جواب) قال فی الدر المختار الوطن الا صلی ھو موطن ولا دتہ او تاھلہ او توطنہ الخ قولہ او تاھلہ ای تزوجہ قال فی شرح المنیۃ ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الا قامۃ بہ فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر

---

(۱) غنیۃ المستملی ص ۵۰۶ ۔ ۱۲ ظفیر۔ (۲) عن عبداللہ بن عمر قال اذا کنت مسافرا فوطنت نفسک علی اقامۃ خمسۃ عشر یوما فاتم الصلوٰۃ وان کنت لا تدری متی تظعن فاقصر (غنیۃ المستملی ص ۵۰۱) ظفیر۔ (۳) لو دخل مصر اعلی عزم ان یخرج غدا او بعد غدولم ینو مدۃ الا قامۃ حتیٰ بقی علی ذالک سنین قصر لان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقام باذر بیجان ستۃ اشھر وکان یقصر ومن جماعۃ الصحابۃ مثل ذالک (ھدایہ باب صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفیر۔

مقیما وھوالا وجه الخ(۱)شامی۔اس سے معلوم ہوا کہ زید اور ہندہ صورت مذکورہ میں نماز پوری پڑھیں۔فقط۔

بلا قصد سفر

(سوال ۲۳۱۸)اگر پیمائش کرتے ہوئے آس پاس کے گاؤں میں پھرنا ہو اور جائے قیام سب جگہ تین منزل سے کم ہے اور پیمائش کرتے ہوئے اس گاؤں سے اس گاؤں میں اور اس سے تیسرے اور چوتھے میں تو اس طرح فاصلہ بہت سے گاؤں کا تین منزل سے بہت زیادہ ہو جاوے گا یا کچھ نہ معلوم ہو تو نماز کے قصر کا کیا حکم ہے؟

(جواب)اس طرح پیمائش میں پھرنے سے جب کہ اول ارادہ تین منزل کے سفر کا نہیں ہے یا معلوم نہیں ہے اگرچہ پھرتے پھرتے زیادہ ہو جاوے نماز کے قصر کا حکم نہیں ہے نماز پوری پڑھنی چاہئے۔(۲)فقط

کیا قصر کے لئے شہر سے نکلنا ضروری ہے

(سوال ۲۳۱۹)اگر کسی بروطن اقامت مقیم گردیدہ است وہر گاہ ارادہ رفتن وطن اصلی کند قصر صلوٰۃ لازم آمد یانہ ازبلد اقامت بیروں شدن شرط است؟

(جواب)بیروں شدن ازبلد اقامت بہ قصد سفر شرعی شرط قصر است محض از ارادہ رفتن قصر لازم نخواہد شد۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن۔

مسافر پوری نماز بھول سے پڑھ لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۲۰)مسافر دوسری رکعت پر بیٹھ کر کھڑا ہوا۔ اور چاروں رکعتیں پوری کرلیں تو اس کی نماز ہوگئی یا نہیں اور وہ گنہگار ہوا یا نہیں؟

(جواب)مسافر نے اگر قعدہ درمیاں کرلیا اور لاعلمی سے نماز پوری پڑھی تو نماز ہوگئی اور گناہ بھی نہیں ہوا۔ قصداً اگر ایسا کرے تو گنہگار ہے نماز ہوگئی اور اگر (مسافر)امام مقیم کا ہوا تو مقیم کی نماز نہ ہوگی اس کو اطلاع کردینا لازم ہے (لو اتم مسافر ان قعد فے القعدة الاولی تم فرضه ولکنه اساء لو عامداد رمختار علی الشامی ص ۸۲۵ (ما زاد نفل لمصلی الفجر اربعا ایضاً) لا یصح الا قتداء (الی قوله) ولا مفترض بمتنفل درمختار علی ھامش الثانی ص ۶۰۶.)

دوراستے ہوں اور قصر والے راستہ سے جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۲۱)ایک شخص ایک جگہ سے سفر کرے اور جس جگہ جائے اس کے دوراستے ہیں۔ ایک راستہ سے مسافت قصر ہے اور دوسرے راستہ کی مسافت کم ہے۔ پس اگر یہ شخص اس جگہ اس راستہ سے جائے جو مسافت قصر ہے تو اس کو قصر صلوٰۃ جائز ہوگا یا نہیں؟ یعنی جواز قصر کے لئے ان دونوں مسافتوں میں کون سی مسافت کا اعتبار

---

(۱)دیکھئے ردالمحتار باب صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص ۱۳۱.۱۲ فالاصلی وھو مولد الانسان او موضع تاھل به قصد التعیش به لا الارتحال عنه (غنیة المستملی ص ۵۰۵) ظفیر.

(۲)ومن طاف الدنیا بلا قصد لم یقصر (الدر المختار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۰۷.ط.س.ج۲ص ۱۲۲) ظفیر.

(۳)المعتبر فی السفرا مران احدھما عزم السیر وثانیھا الخروج من البلد فان جاوز بیوت المصر غیر قاصد للسفر لا یکون مسافراً وان جاوزھا قاصدا مدة مادون السفر لا یکون سفرا اه (بنا یه شرح الھدایه) ھو ان قصد سیرا وسطا ثلاثة ایام ولیا لیھا وفارق بیوت بلده ا ه شرح وقایه . (مولانا مفتی سید مھدی حسن صاحب)

ہو گا، جس راستہ کو چلا اس کا یا اقل مسافت کا ؟ اور مسافت قصر کتنی ہے ؟

(جواب) جس راستہ سے سفر کیا اس راستہ کی مسافت کا قصر و عدم قصر میں اعتبار ہے اگر اس راستہ سے چلا جس کو چلا تین منزل یعنی ۳۶ (چھتیس کوس یا اڑتالیس میل اس مسافت پر قصر لازم ہے اگرچہ دوسرے راستہ کو وہ اس سے کم ہو (اذا قصد بلدة والی مقصده طریقان احدهما مسیرة ثلثة ایام ولیا لیها والا خر دونها فسلك الطریق الا بعد کان مسافر عندنا وان سلك الا قصر یتم. عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۶. جمیل الرحمن)

میرٹھ سے دہلی جانے والا قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۳۲۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ شرعی مسافت سفر انگریزی میل کے حساب سے جس کی مقدار سترہ سو ساٹھ گز کی ہے اور میرٹھ سے دہلی کا سفر کرنے والا قصر نماز پڑھے گا یا پوری جب کہ دونوں کے درمیان مسافت ۴۵ میل ہے اور شہر سے ۴۲ میل ہے۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ تین دن یعنی تین منزل کے سفر میں قصر کرنا پس میرٹھ سے دہلی اگر تین منزل ہے قصر کر سکتا ہے ورنہ نہیں اور فراسخ اور میلوں کا ظاہر مذہب کے موافق اعتبار نہیں ہے۔ جن مشائخ نے فراسخ کا اعتبار بغرض سہولت عوام کیا ہے اس میں تین قول ہیں اکیس فرسخ یعنی ۶۳ میل شرعی یا اٹھارہ ۱۸ فرسخ یعنی چون میل شرعی یا پندرہ ۱۵ فرسخ یعنی ۴۵ میل شرعی اور فتوی ثانی یا ثالث قول پر دیا گیا ہے۔ کذا فی رد المحتار۔ اور میل شرعی چار ہزار ذراع کا اور ذراع چھ قبضہ یعنی تقریباً آٹھ گرہ کا انگریزی ذراع مروج زمانہ ہذا سے ہے۔ پس میل شرعی دو ہزار گز کا ہوا اور میل انگریزی جب کہ سترہ سو ساٹھ گز کا ہے تو فی میل دو سو چالیس گز کا تفاوت میل انگریزی اور میل شرعی میں ہوا تو ۴۵ میل شرعی قریب پچاس میل انگریزی کے ہو گا اور فراسخ کے اعتبار کرنے پر کم از کم مسافت قصر پچاس میل ہو گی۔ لیکن جب کہ اعتبار کرنا فراسخ کا اصل مذہب کے خلاف ہے تو اب مدار منازل پر ہو گا اور یہ امر عرف اور عادت اور تجربہ پر موقوف ہے اور یہ بھی کتب فقہ میں موجود ہے کہ تین دن کے سفر سے یہ مراد ہے کہ اقصر ایام سفر میں صبح سے زوال تک جس قدر مسافت طے ہو سکے وہ مقدار میلوں کی معتبر ہو گی۔ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے حضرات اساتذہ نے روزانہ بارہ کوس کا سفر یعنی سولہ میل اختیار فرمایا ہے، کیونکہ روزانہ اگر چھ گھنٹہ سفر کے لئے مقرر کئے جاویں تو فی گھنٹہ دو کوس پیادہ آدمی متوسط چال سے طے کر لیتا ہے۔ اس اعتبار سے مسافت قصر ۴۸ میل یعنی ۳۶ کوس کو قرار دیا ہے۔

تم المجلد الرابع بتوفیق الله تعالیٰ وعونه وکرمه فالحمدلله رب العلمین والصلوٰة والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ اله وصحبه اجمعین ویلیه المجلد الخامس.

انا العاجز المفتقر الیٰ رحمة الله تعالیٰ محمد ظفیر الدین المفتاحی، غفر له الله ذنوبه الخفی والجلی

المرتب الفتاوی دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین

الباب الخامس عشر
فی صلاۃ الجمعۃ
مسائل نماز جمعہ

جس گاؤں کی آبادی سوا سو گھر کی ہو اس میں جمعہ و عید درست نہیں

(سوال ۲۳۲۱) گاؤں میں سوا سو گھر ہوں، وہاں جمعہ اور عید ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ گاؤں چھوٹا ہے اس میں جمعہ و عید درست نہیں۔(۱) فقط

قصبہ کے حدود میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۳۲۲) اگر قصبہ کے نواح میں کوئی جمعہ پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر قصبہ کے حدود میں جمعہ پڑھیں تو صحیح ہے، اور جو دیہات متصل قصبہ کے ہیں ان میں جائز نہیں ہے اور مراد حدود قصبہ سے فناء شہر ہے جس میں قصبہ کے کاروبار ہوتے ہوں، جیسے رکض خیل وغیرہ(۲) فقط۔

جہاں تحصیل دار ہو اور دو ہزار آبادی ہو، جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۳۲۳) جس شہر میں تحصیل دار وغیرہ رہتے ہوں اور اس کی مردم شماری دو ہزار یا اس کے قریب ہو، اس کو مصر کہنا جائز ہے یا نہیں اس کے نواح میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) فقہاء نے تصریح کی ہے کہ بڑے قریہ اور قصبہ میں جمعہ واجب الادا ہے پس شہر مذکور قریہ کبیرہ میں داخل معلوم ہوتا ہے لہٰذا اس میں جمعہ اور اس کے فناء میں درست ہے۔(۳) فقط

فناء مصر

(سوال ۲۳۲٤) فناء مصر کے میل تک ہوتی ہے

(الجواب) فناء مصر کے لئے میلوں کی تعداد معتبر نہیں ہے بلکہ فناء مصر وہ ہے کہ جو مصالح مصر کے لئے اور کار ہائے مصر کے لئے مہیا ہو، کدفن الموتیٰ ورکض الخیل والدواب و جمع العساکر والخروج للرمی وغیر ذلک۔(۴) شامی۔ فقط۔

---

(۱) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷٤۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر.

(۲) ویشترط لصحتہا المصر الخ او فناءہ وھو ما حولہ اتصل بہ اولا لا جل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷٤۷ و ج ۱ ص ۷٤۹. ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر

(۳) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (ردالمحتار. باب الجمعہ ج ۱ ص ۷٤۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸ ظفیر.

(٤) وفناءہ ما اتصل بہ لا جل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل (در مختار) اعلم ان بعض المحققین اھل الترجیح اطلق الفناء عن تقدیرہ بمسافۃ وکذا محرر المذھب الامام محمد وبعضھم قدرہ بھا (ردالمحتار ج ۱ ص ۷٤۹. ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر.

ہندوستان کے شہر میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۳۲۵) بعض شخصوں نے لوگوں کو نماز جمعہ سے روک رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ شرائط جمعہ ہندوستان میں پائی نہیں جاتیں اس لئے نہ شہر میں جمعہ ہو سکتا ہے اور نہ قصبہ میں، کیا یہ ان کا کہنا درست ہے۔

(الجواب) قصبہ، شہر اور قریہ کبیرہ میں بلا ارتیاب جمعہ واجب وادا ہو جاتا ہے مانعین ومنکرین جمعہ غلطی پر ہیں اور تارک فرض ہیں قال فی ردالمحتار وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة اللتی فیها اسواق الخ وفیه قبیله وبهذا ظهر جهل من یقول لا تصح الجمعة فی ایام الفتنة مع انها تصح فی البلاد التی استولی علیها الکفار کما سنذکره۔(۱) الخ فقط۔

خطبہ کی جگہ قرآن کا رکوع کافی ہے

(سوال ۲۳۲۶) اگر بجائے خطبہ کے کوئی قرآن شریف کا رکوع پڑھ دیا جائے تو جمعہ درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں ہے و کفت تحمیدة او تهلیلة او تسبیحة (۲) الخ یعنی خطبہ کے لئے کافی ہے، ایک دفعہ الحمد للہ پڑھنا یا لا اله الا الله پڑھنا یا سبحان الله پڑھنا اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا رکوع پڑھنے سے خطبہ فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن اس پر اکتفاء کرنا خلاف سنت ہے۔ سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جاویں۔ ویسن خطبتان (۳) فقط۔

تین چار سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

(سوال ۲۳۲۷) ہمارے گاؤں میں تخمینا تین چار سو آدمی بستے ہیں اور ضروریات وغیرہ کچھ نہیں ملتیں، ایسے گاؤں میں عند الحنفیہ نماز جمعہ وعیدین واجب اور ادا ہوتی ہے یا نہ اور قول اکبر مساجد کی حد ناقص وغیرہ صحیح ومزیف ومنقوض عند المحققین ہے یا نہ۔

(الجواب) ایسے گاؤں میں موافق مذہب حنفیہ نماز جمعہ وعیدین صحیح نہیں ہے کما فی الشامی وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة اللتی لیس فیها قاض الخ وقال قبیله وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة اللتی فیها اسواق الخ ردالمحتار جلد اول۔(۴) اور اکبر مساجد کی عدم وسعت کی تعریف منقوض ومزیف ہے کما قال فی شرح المنیة فکل تفسیر لا یصدق علی احد هما فهو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختاره جماعة من المتاخرین کصاحب المختار والوقایة وغیرهما وهو ما لو اجتمع اهله فی اکبر مساجده لا یسعهم فانه منقوض بهما اذ مسجد کل منهما یسع اهله وزیادة الی ان قال فلا یعتبر هذا التعریف (۵) فقط۔

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸۔ ط۔ س۔ ج ۲ ص ۱۳۸۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۵۸۔ ط۔ س۔ ج ۲ ص ۱۴۸۔ ۱۲ ظفیر۔
(۳) ایضاً۔ ط۔ س۔ ج ۲ ص ۱۴۸۔ ۱۲ ظفیر۔
(۴) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸۔ ط۔ س۔ ج ۲ ص ۱۳۸۔ ۱۲ ظفیر۔
(۵) غنیۃ المستملی۔ باب الجمعہ ص ۵۱۱۔ ۱۲ ظفیر۔

مؤذن کا خطیب کو بعض جملے پڑھ کر عصا دینا درست نہیں

(سوال ۲۳۲۸) علاقہ مدراس کی چند بستیوں میں یہ عادت مستمرہ ہے کہ مؤذن بروز جمعہ قبل از خطبہ ہاتھ میں عصا پکڑے ہوئے یہ الفاظ پڑھتا ہے الجمعة عید للفقراء والمساکین قال النبی صلے اللہ علیه وسلم اذا صعد الخطیب المنبر فلا صلاۃ ولا کلام ولغی الخ بعد اس کے مؤذن خطیب کے ہاتھ میں عصا پکڑواتا ہے۔ اس کو بعض علماء منع کرتے ہیں اور بدعت سیئہ کہتے ہیں اور بعض جائز و مستحب کہتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) اس کے متعلق علامہ شامی نے آخر میں یہ لکھا ہے اقول کون ذلك متعارفاً لا یقتضی جوازہ عند الا مام القائل بحرمة الکلام ولو امر بمعروف واورد سلام استدلالاً بما مرو لا عبرة بالعرف الحادث اذا خالف النص الخ(۱) اس سے معلوم ہوا کہ ممانعت ارجح ہے، پس قول مانعین صواب ہے۔

تکبیر کے وقت درود جہر سے پڑھنا ثابت نہیں

(سوال ۲۳۲۹) علیٰ ہذا مؤذن نماز کی تکبیر واقامت کے پہلے درود جہریہ کے پڑھنے کو بعض منع کرتے ہیں اور بعض اس کو مستحب قرار دیتے ہیں، کون سا قول صحیح ہے۔

(الجواب) شامی میں مواضع استحباب درود شریف میں لکھا ہے۔ وعند الا قامہ(۲) یعنی تکبیر کہنے کے وقت بھی درود شریف مستحب ہے لیکن جہر کی قید اس میں نہیں ہے اور جہر کو فقہاء نے سوائے ان مواضع کے جہاں جہر وارد ہے منع کیا ہے۔ پس بہتر ہے کہ درود شریف آہستہ پڑھے۔(۳) فقط۔

جہاں جمعہ جائز نہیں وہاں پڑھنے سے گناہ ہوگا

(سوال ۲۳۳۰) جس بستی میں تخمیناً دو ہزار آدمی آباد ہوں وہاں جمعہ وعیدین جائز ہے یا نہیں اور جس جگہ شرعاً جمعہ وعیدین جائز نہیں وہاں جمعہ وعیدین پڑھنے سے وہ لوگ گنہگار ہوں گے یا نہیں۔ جمعہ وعیدین کی ادائیگی کے لئے کتنی مردم شماری ہونی چاہئے، فقہاء یہ شرط کہاں سے لگاتے ہیں کہ جمعہ وعیدین کے لئے تین آدمیوں کا ہونا ماسوائے امام کے شرط ہے، حالانکہ جمعہ وعیدین کے واسطے جماعت شرط ہے اور جماعت کے لئے دو آدمی کافی ہیں۔ نیل الاوطار میں ہے اما الا ثنان فبانضمام احدھما الاخر یحصل الا جتماع وقد اطلق الشارع علیھا اسم الجماعة فقال الاثنان فما فوقھما جما عة۔ اس حدیث کا کیا جواب ہے۔

(الجواب) قال فی الدر المختار المعروف بالشامی وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة اللتی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیر التی لیس فیھا قاض الخ شامی (۴) باب الجمعہ ...... ان عبارات سے ظاہر ہے کہ جمعہ قصبات اور بڑے قریہ میں ادا ہوتا۔ اور در مختار باب العیدین

(۱) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۹ مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ط.س. ج۲ ص ۱۶۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب صفه الصلوٰة فصل فی تالیف الصلاة مطلب نص العلماء علی استحباب الصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وسلم فی مواضع ص ۴۸۳　۱۲ ظفیر (۳) ومستحبة فی کل اوقات الا مکان الخ وازعاج الا عضاء برفع الصوت جهل وانما هی دعاء له والدعاء یکون بین الجهر والمخافتة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ایضاً ج ۲ ص ۴۸۳ و ج ۱ ص ۴۸۵ ط.س. ج۲ ص　ظفیر (۴) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸ ط.س. ج۲ ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر.

میں ہے وفی القنیہ صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانه اشتغال بما لا یصح لا ن المصر شرط الصحۃ قوله صلوٰۃ العید) ومثله الجمعة ۔(۱) اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جس میں شرائط جمعہ نہیں پائی جاتی اگر نماز جمعہ و عیدین ادا کی جاوے گی تو وہ لوگ گنہگار ہوں گے، باقی یہ کہ دو ہزار آدمی جس بستی میں ہوں وہ قریہ کبیرہ ہے یا نہیں۔ سو ظاہر یہ ہے کہ وہ قریہ کبیرہ ہے۔ اگر اس میں بازار اور دوکانیں ہوں تو جمعہ وہاں ادا ہوگا ورنہ نہیں آدمیوں کی تعداد صحیح روایات سے ثابت نہیں ہے بلکہ عرفاً جس کو قریہ کبیرہ سمجھیں وہ قریہ کبیرہ ہے، اور جس کو قریہ صغیرہ سمجھیں وہ قریہ صغیر ہے، اور در مختار میں ہے والسادس الجماعۃ واقلها ثلثة رجال الخ سوی الا مام بالنص لانه لا بد من الذکر وهو الخطیب وثلثة سواه بنص فاسعوا الیٰ ذکر الله۔(۲) اس عبارت سے جماعت جمعہ میں سوائے امام کے تین کا ہونا نص سے ثابت کیا ہے، یعنی آیت فاسعوا الی ذکر الله سے اور جیسا کہ نیل الا وطار میں ہے، یہ مذہب صاحبین کا ہے۔ امام صاحب سے نص قرآنی کی وجہ سے احتیاطاً تین ہونا شرط کیا۔

خطبہ جمعہ میں وعظ درست ہے یا نہیں

(سوال **۲۳۳۱**) خطبہ جمعہ میں قران شریف کا وعظ جائز ہے یا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا کیا معمول تھا۔

(الجواب) خطبہ جمعہ میں وعظ کہنا رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دستور اور طریق نہ تھا یعنی سوائے عربی زبان کے خطبہ میں دوسری زبان داخل نہیں ہوئی، لہذا اردو فارسی پڑھنا خطبہ میں مکروہ ہے۔(۳)

کیا ہندوستان میں جمعہ و عیدین درست ہے

(سوال **۲۳۳۲**) ہندوستان میں جمعہ و عیدین جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ہندوستان کے شہروں اور قصبوں اور بڑے قریوں میں جمعہ صحیح ہے اور چھوٹے قریہ میں درست نہیں ہے۔(۴) کمامر۔ فقط۔

احتیاط الظہر کا حکم نہیں ہے

(سوال **۲۳۳۳**) ہندوستان میں بعد ادائے جمعہ احتیاط الظہر ہے یا نہیں۔

(الجواب) احتیاط الظہر نہیں ہے، شہروں وغیرہ میں اس لئے کہ وہاں جمعہ صحیح ہے۔(۵) اور قریہ صغیرہ میں جمعہ ادا نہیں ہوتا وہاں نماز ظہر با جماعت پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

(۱) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ط.س. ج۲ص ۱۶۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب جمعه ج ۱ ص ۷۶۰ و ج ۱ ص ۷۶۱ ط.س. ج۲ص ۱۵۱ ظفیر.
(۳) لا یشترط کونها بالعربیة فلو خطب بالفارسیة او بغیرها جاز کذا قالوا والمراد بالجواز فی حق الصلوٰۃ بمعنی انه یکفی لا داء الشرطیة وتصح به الصلوٰۃ لا الجواز بمعنی الا باحة المطلقه فانه لا شك فی ان الخطبة بغیر العربیة خلاف السنة المتوارثة من النبی صلی الله علیه وسلم و الصحابة رضی الله تعالی عنه فیکون مکروها تحریما الخ (عمدة الرعایه علی هامش شرح الوقایه باب الجمعة ج ۱ ص ۲۳۲).
(۴) فلو الولاة کفارا یجوز للمسلمین اقامة الجمعة (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۴ ط.س. ج۲ص ۱۴۴) ظفیر
(۵) وفی البحر وقد افتیت مرارا بعدم صلاة الاربع بعدها بنیة اخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضیة الجمعة وهو الا حتیاط فی زماننا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۷ ط.س. ج۲ص ۱۳۷) ظفیر.

پہلی اذان جمعہ کے بعد بیع جائز نہیں

(سوال ۲۳۳٤) آج کل نماز جمعہ کے لئے دو اذان ہوتی ہیں، ایک پہلے اور دوسری خطبہ کے شروع سے پہلے تو کس اذان کے بعد بیع ناجائز ہے۔

(الجواب) قال فی الدر المختار ووجب سعی الیها وترك البیع ولو مع السعی وفی المسجد اعظم وزراً بالا ذان الا ول فی الا صح . وفی الشامی قلت وسیذکر الشارح فی اخر البیع الفاسد انه لا باس به ای بالبیع لتعلیل النهی بالا خلال بالسعی فاذا انتفی انتفی الخ. ط.س. ج۲ ص ۱٦۱ عبارات مذکورہ سے دونوں باتوں کا جواب معلوم ہو گیا کہ اذان اول سے ہی سعی الی الجمعۃ واجب ہو جاتی ہے اور بیع ممنوع ہو جاتی ہے اور یہ کہ جب سعی الی الجمعۃ فوت نہ ہو تو بیع درست ہے۔ فقط۔

پانچ سو یا ڈیڑھ ہزار آبادی میں جمعہ نہیں

(سوال ۲۳۳۵) ایک گاؤں میں پانچ سو کی آبادی ہے، یہاں جمعہ درست ہے یا نہیں۔ اگر دوسرے گاؤں میں ڈیڑھ ہزار کی آبادی ہو اس میں بھی جمعہ درست ہے یا نہیں۔ ان ہر دو گاؤں کے درمیان ایک بزرگ کی خانقاہ ہے اس میں جمعہ درست ہے یا نہیں۔ کس قدر آبادی کے لحاظ سے جمعہ درست ہوتا ہے۔

(الجواب) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض الخ۔(۱) شامی جلد اول باب الجمعۃ۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ بڑے گاؤں میں جمعہ ہوتا ہے جو مثل قصبہ کے ہو اور اس میں بازار اور دوکانیں ہوں اور چھوٹے قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا۔ پس اس قاعدہ فقیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں گاؤں میں جمعہ صحیح نہیں ہے اور درمیان میں مزار جو بزرگ کا ہے وہاں بھی جمعہ درست نہیں ہے۔ مکرر واضح ہو کہ قصبہ کی آبادی کم از کم چار پانچ ہزار آدمی کی ہوتی ہے پس جو گاؤں ایسا بڑا ہو گا اس میں جمعہ صحیح ہو گا فقط۔

پہلے شہر تھا پھر اجڑ کر چار سو آبادی رہ گئی تو جمعہ جائز نہیں

(سوال ۲۳۳٦) بستی شیخپورہ جو کسی زمانہ میں بڑا بھاری شہر تھا، سکھوں نے اس کو لوٹا اور تباہ کیا، جس کی موجودہ حالت یہ ہے کہ کل ساڑھے چار سو آدمی آباد ہیں، دو ۲ دکانیں پرچون کی ہیں نہ کوئی بازار ہے اور نہ کوئی ضروری شے ملتی ہے، زمیندار مسلمان ہیں۔ دریا کے قرب وجوار کے باعث کئی گاؤں کے مردے وہاں پھنکتے آتے ہیں۔ آیا ایسی جگہ شرعاً جمعہ جائز ہے یا نہ۔ کسی جگہ کا زمانہ سابق میں شہر ہونا اور دوسری جگہ کے مردوں کا وہاں آکر پھنکنا یا دفن ہونا شرائط جواز جمعہ میں سے ہے یا نہیں۔ شرائط جمعہ مثلاً سلطان یا نائب سلطان وغیرہ ہندوستان میں مفقود ہیں لہذا ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ جائز نہ ہونا چاہئے۔

(الجواب) فی الحال جب کہ آبادی موضع شیخ پورہ کی کل ساڑھے چار سو آدمیوں کی ہے یا فرض کرو اس سے کچھ زیادہ

---

(۱) رد المحتار۔ باب الجمعہ ج ا ص ۷۷٤. ط.س. ج۲ ص ۱۳۸ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ایضاً۔ ج ا ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص ۱۳۸ - ۱۲ ظفیر۔

ہو اور بازار وغیرہ وہاں نہیں ہے نہ ضروری اشیاء وہاں ملتی ہیں تو وہ موضع یقیناً قریہ صغیرہ ہے جس میں فقہاء نے جمعہ پڑھنا ناجائز اور مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ شامی میں ہے وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض الخ(۱) اور در مختار باب العیدین میں ہے منقول قنیہ سے صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریما الخ شامی میں ہے ومثلہ الجمعۃ۔(۲) کسی زمانہ سابقہ میں موضع مذکور کا شہر یا قصبہ ہونا یا قرب وجوار کے مردے کفار و مسلمین کے وہاں آکر پھنکنا یا دفن ہونا علامت اس موضع کی شہر ہونے یا جمعہ کے جائز ہونے کی نہیں ہے یہ محض کسی کا غلط بیان ہے کہ دوسرے دیہات قرب وجوار کے مردوں کا وہاں دفن ہونا یا پھنکنا دلیل جواز جمعہ ہے اس کی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے (اور سوال میں یہ لکھنا کہ ہندوستان میں شرائط جمعہ میں سے سلطان یا نائب سلطان وغیرہ مفقود ہیں اس لئے ہندستان میں کسی جگہ بھی جمعہ درست نہ ہونا چاہئے) یہ غلط ہے، اور کتب فقہ کی عبارات و تصریحات سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے یہ شرط وہاں ہے کہ بادشاہ اسلام کا ہو تو وہ خود امام جمعہ ہونا چاہئے یا اس کا نائب اور ماذون اور جس جگہ بادشاہ اسلام کا نہ ہو وہاں تراضی مسلمین سے جس کو امام جمعہ مقرر کرلیں وہ امام جمعہ ہو جاتا ہے اور نماز جمعہ وہاں واجب وادا ہو جاتی ہے در مختار میں ہے ونصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود ذکر امامع عدمھم فیجوز للضرورۃ ، وقال فی الشامی فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیاً بتر اضی المسلمین الخ۔(۳) فقط۔

شہر اور قصبات میں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے

(سوال ۲۳۳۷) بلاد وقصبات میں جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ضرور پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) بلاد وقصبات میں چونکہ جمعہ بلا شبہ وبلا تردد ہو جاتا ہے لہذا جمعہ کے بعد احتیاط الظہر نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ در مختار میں صاحب بحر کا فتویٰ نقل فرمایا ہے وفی البحر وقد افتیت مراراً بعدم صلوٰۃ الا ربع بعد ھا بنیۃ اخر ظھر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ و ھو الا حتیاط فی زماننا الخ(۴) فقط۔

جمعہ میں جلدی مطلوب ہے

(سوال ۲۳۳۸) انجمن اسلامیہ انبالہ کے زیر اہتمام ایک جامع مسجد ہے جس میں انجمن کی طرف سے ایک امام مقرر ہیں، چند مرتبہ ان سے کہا گیا کہ بنظر استحباب نماز جمعہ میں جلدی نہ کی جائے اور بموجب احکام حنفیہ کافی انتظار کے بعد نماز جمعہ ادا کی جائے۔ آیا امام کا جمعہ کو جلدی پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) حنفیہ کے نزدیک موافق قول جمہور جمعہ میں ابراد یعنی تاخیر مشروع نہیں ہے بلکہ جمعہ کو بعد زوال کے جلد پڑھنا بہتر ہے قال فی الشامی لکن جزم فی الا شباہ من فن الا حکام انہ لا یسن لھا الا براد الخ (۵) پس معلوم ہوا کہ امام کا یہ فعل کہ جمعہ کو جلد پڑھتے ہیں موافق شریعت کے ہے۔ لہذا انجمن وغیرہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ امام کو تعجیل جمعہ سے منع کریں۔ فقط۔

---

(۱) رد المحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ ط.س. ج۲ ص۱۳۸، ۱۲ ظفیر۔(۲) رد المحتار باب العیدین ج ۱ص ۷۷۵ ط.س. ج۲ ص ۱۶۷ ۱۲ ظفیر۔(۳) رد المحتار باب الجمعہ ج ۱ص ۷۵۴ ط.س. ج۲ ص ۱۴۴ ۱۲ ظفیر۔
(۴) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ج ۱ص ۷۴۷ ۱۲ ظفیر۔(۵) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ص ۲۴۰ ۱۲ ظفیر۔ ط.س. ج۲ ص ۱۳۸

جمعہ کے لئے مستحب وقت

(سوال ۲۳۳۹) بموجب عقائد حنفیہ آج کل جمعہ کے لئے مستحب وقت کیا ہے

(الجواب) حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جمعہ میں تعجیل مستحب ہے۔ ابراد یعنی تاخیر جو کہ ظہر کی نماز میں موسم گرما میں مستحب۔ ہے وہ جمعہ میں نہیں ہے بلکہ جمعہ کو جلد ادا کرنا مستحب ہے اور احادیث سے بھی جمعہ کی تعجیل ہی ثابت ہوتی ہے۔ پس زوال کے بعد مثلاً ساڑھے بارہ بجے اذان جمعہ ہونی چاہئے، پھر دس پندرہ منٹ بعد خطبہ، اور اس کے بعد نماز ہونی چاہئے، مثلاً ایک بجے تک یہ سب کام ہو جاویں یا کسی قدر کم وپیش ہو۔ قال فی ردالمحتار لکن جزم فی الا شباہ من فن الا حکام انہ لا یسن لھا الا براد الخ ثم قال و قال الجمھور لیس بمشروع لانھا تقام بجمع عظیم فتاخیرہ مفض الی الحرج(۱) شامی جلد اول ص ۲۴۵۔ پس ایسے امور میں امام کو اوقات مستحب کی رعایت چاہئے۔ متولی کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے، اور متولی کو ہدایات دینے کی حاجت بھی نہیں ہے۔ جو اوقات نمازوں کے مستحب ہیں امام خود انکی رعایت رکھے گا فقط۔

قعدہ جمعہ میں ملنے سے نماز جمعہ ادا ہو گئی

(سوال ۲۳۴۰) ایک شخص نماز جمعہ کے قعدہ میں شامل ہوا تو کیا نماز جمعہ ادا ہوئی یا کیا۔

(الجواب) نماز جمعہ ادا ہو گئی۔(۲)

اذان ثانی کے بعد زبان سے نہ دعا پڑھی جائے اور نہ جواب دیا جائے

(سوال ۲۳۴۱) بعد اذان خطبہ جمعہ دعا پڑھنا اور جواب اذان دینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اذان خطبہ کا جواب دینا اور دعاو سیلہ پڑھنا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ فی الدر المختار۔ قال وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الا ذان بین یدی الخطیب ۔(۳) فقط۔

جمعہ فی القریٰ

(سوال ۲۳۴۲) آج کل جمعہ فی القریٰ کے جواز و عدم جواز میں علماء احناف کی رائیں مختلف ہیں، بعض حضرات اس طرف گئے ہیں کہ جمعہ دیہات میں پڑھنا چاہئے اور بعضے جمعہ فی القریٰ کے منافی ہیں اور مصر کی تعریف امر مختلف فیہ معلوم ہوتا ہے۔ فریق اول جو جواز جمعہ فی القریٰ کے قائل ہیں، تعریف مصر کی یوں کرتے ہیں کہ وہ موضع جس میں دو ہزار کی آبادی ہو اس کو ہم مصر کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے وہ موضع جس کے باشندگان وہاں کی بڑی سے بڑے مسجد میں نہ سماسکیں۔ فریق دویم کہتے ہیں کہ مصر وہ جگہ ہے جس میں بازار و غیرہ ضروریات ملتی ہوں۔ یہ

(۱) ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ در سعادت ص ۳۴۰ و ص ۳۴۱ ۔ط۔س۔ ج۲ ص ۳۶۷ ۔۱۲۔ ظفیر۔
(۲) ومن ادر کہا (ای الجمعۃ) فی تشہد او سجود سھو علی القول بہ فیھا یتمھا جمعۃ الخ وینوی جمعۃ لا ظھرا (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۶۷ ۔ط۔س۔ ج۲ ص ۱۵۷ ۔ ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ ۔ط۔س۔ ج۲ ص ۳۹۹ ۔۱۲ ظفیر۔

شرائط تو جس مذہب امام اعظمؒ ہیں اور مفقود ہیں۔ لہٰذا وہ موضع جہاں صفت فریق اول نہ پائی جاتی ہو وہاں کے لوگ مذہب ائمہ ثلاثہ عمل کریں تو جائز ہوگا یا نہیں کیونکہ آج کل بہت سے مسئلوں میں امام شافعی کی تقلید کا حکم بغرض رفع فتنہ دیا جاتا ہے جیسا کہ مسئلہ مفقود میں۔ اس مسلک میں عمل در آمد مسلک فریق اول کیا جاوے جیسا کہ قریہ ہند میں جاری ہے جائز ہے یا نہیں اور جس جگہ یہ شرائط مفقود ہیں وہ لوگ از روئے مذہب شافعی نماز جمعہ ادا کریں تو جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) دیہات دو قسم کے ہیں قریہ کبیرہ اور قریہ صغیرہ، قریہ کبیرہ کو حکم قصبہ وشہر قرار دے کر فقہاء نے اس میں وجوب جمعہ کا فتویٰ دیا ہے، کما فی الشامی۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ (۱) ص ۷۴۸ جلد اول۔ اور قریہ صغیرہ میں باتفاق فقہاء حنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے، کما فی الشامی وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة الخ (۲) وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیة صلوٰة العید فی القری تکره تحریماً ای لانه اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحة (۳) وفی الشامی قوله صلوٰة العیدو مثله الجمعه الخ (۴) باقی رہا یہ کہ جس قریہ میں دو ہزار آدمی آباد ہوں اور وہاں دوکانیں بھی ہوں تو اگر اس کو قریہ کبیرہ قرار دیا جائے تو مستبعد نہیں ہے۔ تین چار ہزار آدمی آباد ہوں تو اس کے قریہ کبیرہ ہونے میں شبہ نہیں معلوم ہوتا۔ اکبر مساجد میں وہاں کے مکلفین کے نہ سمانے کی تعریف ضعیف ہے جیسا کہ شارح منیہ نے اس کو بیان فرمایا ہے کہ یہ تعریف خود حرمین شریفین کی مسجدوں پر صادق نہیں آتی۔ کما ہو ظاہر۔ اور حنفیہ کو مذہب دیگر ائمہ اس مسئلہ میں عمل کرنے کی فقہاء نے اجازت نہیں دی۔ اور ہم لوگ پابند ہیں اس امر کے کہ جس جگہ اور جس مسئلہ میں ہمارے فقہاء نے فتویٰ غیر کے مذہب پر دے دیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں فقہاء حنفیہ نے فتویٰ امام مالک رحمۃ اللہ کے مذہب پر دے دیا ہے اس پر عمل کیا جاوے گا۔ اسی طرح جس مسئلہ میں تصریح فقہاء کی ہے وہاں عمل کر سکتے ہیں اور جس جگہ تصریح ان حضرات کی نہیں ہے وہاں عمل نہیں کر سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خطبہ جمعہ کے شروع میں تعوذ وتسمیہ

(سوال ۲۳۴۲) خطبہ جمعہ کے شروع میں اعوذ اور بسم اللہ جہر سے پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) خطبہ کے شروع میں اعوذ اور بسم اللہ جہر سے نہ کہے۔ (۵) فقط

دیہاتیوں پر جمعہ فرض نہیں

(سوال ۲۳۴۴) ماقولکم ایها العلماء الکرام من الا حناف العظام فی هذه المسئلة ان صلوٰة الجمعة واجبة علی اهل القری ام لا . بینوا بجواب شاف وتوجروا بثواب واف۔

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ مطبوعہ در سعادت ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸ . ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب الجمعہ مطبوعہ در سعادت ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸ . ۱۲ ظفیر۔
(۳، ۴) ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۵ ، ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷ . ۱۲ ظفیر۔ (۵) ویبدأ بالتعوذ سراً (در مختار) ای قبل الخطبة الا ولی بالتعوذ سراً ثم بحمد الله تعالی والثناء علیه (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۹ . ط.س. ج ۲ ص ۱۴۹) ظفیر.

(الجواب)(از بعض علماء)الجمعة علی اهل القریٰ لیست بواجبة لقوله علیه السلام لا جمعة ولا تشریق ولا صلوٰة فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینة عظمیة فے فتح القدیر ان قوله تعالیٰ فاسعوا الی ذکر الله لیس علے اطلاقه اتفاقاً بین الا ئمة اذ لا یجوز اقامتها فی البوادی اجماعاً ولا فے کل قریة عند الشافعی فکان خصوص المکان مراداً بالا جماع فقدر الشافعی القریة الخاصة وقدرنا المصر وهو اولی لحدیث علی رضی الله عنه وهو لو عورض بفعل غیره کان علی مقدماً علیه فکیف ولم یتحقق معارضة ماذکرنا ایاه ولهذا لم ینقل عن الصحابة انهم لما فتحوا لبلا دو اشتغلوا بنصب المنا بروالجمع الا فی الا مصار دون القریٰ ولو کانت لنقل ولو احاداً وایضاً ان الجمعة فرضت علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو بمکة قبل الهجرة کما اخرجه الطبرانی عن ابن عباس رضی الله عنه فلم یکن اقامتها من اجل الکفار فلما ها جرا لنبی صلے الله علیه وسلم ومن ها جرمعه من اصحابه الی المدینه بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بنی عمر و بن عوف بضع اربعة عشر ایام ولم یصل الجمعة فهذادلیل علی عدم الجمعة فی القری والا صلے رسول الله صلی الله علیه وسلم الجمعة ومع ان البخاری روی فی صحیحه کان الناس یتنا وبون وفی روایة یتنا ولو ن الجمعة من منازلهم والعوالی فیا تون فی الغبار فیصیبهم الغبار ویخرج من العرق الحدیث وفی القدوری لاتصح الجمعة الا فی مصر جامع اوفی مصلی المصر ولا تجوز فی القری وقال المولا نابحر العلوم فی ارکانه تحت قوله تعالیٰ یایها الذین امنوا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة الخ المراد من وذروالبیع ای یحرم البیع ویجب السعی الی الجمعة بعد سماع النداء ثم ان البیع قد یطول الکلام فیه فیفوت الخطبة والجمعة لان التجار لا یترکون صفقا تهم فی هذا الزمان فلذا منع من النداء الا ول فالبیع والشراء فی المصر ظاهر وقال ایضاً فیه ویکره للمریض وغیره من المعذورین ان یصلوا الظهر یوم الجمعة بجماعة ولا باس بالمجاعة للظهر للقروی لان الجمة جامعة للجماعات فی المصر فعلم ان المصر شرط بوجوب الجمعه مشروع لا نه جاء التوارث من لدن رسول الله صلے الله علیه وسلم الی هذا الآن ان لا یصلی الجمعة اهل البدو والقری فالعمل علی قول صاحب القدوری لازم علی المقلدین لا ن قوله مطابق لمذهب الحنفی واتبعوه ورجحوه جمهور فقهاء المحققین ولم ینکره احد من علماء الحنفیین کما فی ردالمحتار فعلینا اتباع مارجحوه وما صححوه کما لوا فتو نا فی حیاتهم الحق احق بالا تباع والمقلدالذی یخالفه فحکمه غیر جائز کما فی در المختار واما مقلد الذی فلا ینفذ قضاه بخلاف مذهبه اصلاً فشرط المصر لصحة الجمعة محقق عند جمهور الحنفیة بلا انکار احد لکنّ الا ختلاف بینهم فی تعریف المصر البتته فقال الا مام الشافعی موضع فیه بنیان غیر منتقلة ویکون المقیمون اربعین رجلاً من اصحاب المکلفین فاذا کان کذلك لزمت الجمعة واختلف الروایات فی مذهبنا ففی ظاهر الروایت بلدة لها امام او قاض یصلح لا قامة الحدود وفے فتح القدیر

قال الا مام ابو حنیفة بلدة فیها سلك واسواق ووال ینتصف المظلوم من الظالم وعالم یرجع الیه من الحوادث وفی روایة عن الا مام ابی یوسف المصر موضع ...... یبلغ المقیمون فیه عدداً لا یسع اکبر مساجد ایاهم فی الهدایة هو اختیار البلخی وبه افتی اکثر المشائخ لما راؤفساداهل الزمان والو لا ة وعنه ایضاً کل موضع فیه یسکن عشرة الاف رجل وعنه ایضاً ان کل موضع له امیر وقاض ینفذ الا حکام ویقیم الحدود وهو اختیار الکرخی کذا فی الهدایة وقال بعضهم هو ان یعیش کل محترف بحرفة من سنة الی سنة من غیر ان یحتاج الی حرفة اخری وقال بعضهم هو ان یکون بحال لو قصد هم عدد یمکنهم دفعه وقال بعضهم ان یولد فیه کل یوم ویموت فیه انسان وقال بعضهم هو ان لا یعرف عدد اهله الا بکلفةومشقةفمختار اکثر الفقهاء مراعة لضرورة ، زماننا والمفتی به عند جمهور المتاخرین فی تعریف المصر الروایة المختار للبلخی ای مالا یسع اکبر مساجده اهله المکلفون بها وقال ابو شجاع هذا احسن ماقیل فیه وفی الولوالجیة وهو صحیح بحر وعلیه مشی فی الوقایة ومتن المختار وشرحه وقدمه فی متن الدر رعلی القول الاخر وهو ظاهره تو جیحه وایده صدر الشریعة بقوله لظهور التوانی فی احکام الشرع سیماً فی اقامة الحدود فی الا مصار فکل موضع یصدق علیه التعریف المذکور فهو مصر تجب الجمعة علی اهله والا فلا تجب سواء ذلك الموضع یتعارف بقریة اودونها غیر المصر فالان هی لاحقة فی حکم المصر شرعاً لا عرفاً لتطبیق تعریف المتاخرین وهذا احسن وما لا یصدق علیه التعریف المذکور فهو لیس بمصر شرعاً وعرفاً ففی لفظ القریة اعتبار ان شرعاً بحیث توسم به وبحیث لا ترسم ففی الاول تصح الجمعة وهی مدینة عظیمة او قریة کبیرة وفی الثانی لا تصح الجمعة وهی قریة صغیرة ومفازة ومثلها کما یدل علیه عبارة القهستانی وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیر فیها اسواق وفی البحر لا تصح فی قریة ولا مغازة لقول علی رضی اللہ عنه. لا جمعة ولا تشریق و لا صلوٰة خطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع اومدینة عظیمة ثم قال فلا تجب علی غیر اهل المصر کذافی الطحطاوی فبینهما عموم وخصوص فتنبه بالدلائل المذکورة فرضیة الجمعة مخصصة بالا جماع فان صلی الجمعة اهل قریة لا یقال لها مصر شرعاً لا یسقط الظهر عن ذمته وان صلی الظهر فرادی یعصی بکبیرة لترك الواجب ایّ الجماعة الظهر باداء جماعة النفل وهذا من قباحة عظیمة فان الجمعة جامعة للجماعات وفی اداء الظهر بالجماعة تفریق الجماعة عن الجمعة وتقلیلها فیکون ذلك فی حقهم کسائر الا یام فی جواز اداء الظهر بالجماعة من غیر کراهة مجالس الا برار فالقول لمن یقول ما الفرق بین الجمعة والظهر غیر الخطبتین وصحت الجمعة بلا کراهة فی کل موضع مثلا الظهر سواء کان ذلك الموضع مصراً وقریةً او غیره وتارکها بلا عذر فاسق وعاص ومر دود و قائله ضال ومضل لیس من المقلدین وعلی المقلدین الا جتناب عن اقواله وافعاله ومصاحبته . واللہ اعلم وعلمه احکم۔ کتبہ ابوالفیض محمد حبیب الرحمٰن غفر لہ۔

(۲) جواب از حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب۔

بے شک قریہ صغیرہ میں عند الحنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے اور قریہ صغیرہ میں جمعہ پڑھنے والے مرتکب امر مکروہ ممنوع کے ہیں اور قریہ کبیرہ اور قصبات میں جمعہ صحیح ہے، کما فی ردالمحتار عن القهستانی . وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر (۱) وفی باب العیدین من الدر المختار صلوٰة العید فی القری تکره تحریماًوفی الشامی قوله (صلوٰة العید) ومثله الجمعة الخ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

(۳) جواب از حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب۔ مدرس دارالعلوم۔

عبارات اصحابنا فی تفسیر المصر کلها متوافقة فی المعنی وانما اختلفت التعبیرات والا لفاظ فاشتراط القاضی فی ظاهر الروایة بناءً علی اشتراط المصر لنفاذ القضاء فی ظاهر الروایة ایضاً کما فی ا لتنویر من باب القضاء وتعریف المتاخرین بانه لا یسع اه مبنی علی تعدد المساجد هناك لکثرةالا بنیة فال الی القریة الکبیرة وفی العنایة زیادة مالا یسع اکبر مساجده اهله المکلفین بها حتی یحتاجوا الیٰ بناء مسجد جامع والحاصل ان تفسیر المصر محول علی العرف واللغة .نعم فی بعض عباراتهم ان القریة الصغیرة مجتهد فیها عندنا فینفذ قضاء القاضی الشافعی بصحتها علے الحنفی فی ضمن دعویٰ صحیحة لا اذاکانت فتویٰ لا دعوی من حاضر علی حاضر۔ کتبہ محمد انور عفا اللہ عنہ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند۔

اذان ثانی ممبر کے پاس دی جائے

(سوال ۲۳۴۵) اذان ثانی جمعہ عند المنبر ہونی چاہئے یا علیٰ باب المسجد یا خارج عن المسجد۔ اگر عند المنبر ہونی چاہئے تو اس کی کیا سند ہے، حدیث ابو داؤد سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہ اذان دروازہ مسجد پر ہوتی تھی اور مولانا عبدالحی صاحب نے اپنے فتاویٰ کے ص ۱۹۴ میں نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اذان ثانی خارج عن المسجد ہونی چاہئے۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) جمعہ کی اذان ثانی حنفیہ کے نزدیک مسجد میں منبر کے پاس ہونا سنت ہے اور یہی متوارث ہے۔ زمانہ رسول اللہ ﷺ اور زمانہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جیسا کہ شراح ہدایہ نے اس کو پوری طرح ثابت اور محقق کیا ہے اور ابو داؤد کی تاویل اور جواب حنفیہ کی طرف سے مفصل شائع ہو چکا ہے بہت سے رسائل اور فتاویٰ میں اس کو مفصل لکھا گیا ہے، آپ ان رسائل اور فتاوے مطبوعہ کو منگا کر دیکھیں بندہ کو ان کے نقل کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ حنفیوں کو اس میں چوں وچرا کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ تمام کتب فقہ معتبرہ میں اس اذان کو منبر

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷. ۱۲ ظفیر۔

کے پاس خطیب کے سامنے ہونے کو لکھا ہے۔(۱)فقط۔

دو مسجدیں جو قریب قریب ہوں دونوں میں نماز جمعہ درست ہے

(سوال ۲۳۴۵)دو مسجدیں متصل اور قریب قریب واقع ہیں، آیا ان دونوں میں جمعہ درست ہے یا نہیں۔

(الجواب)دونوں میں نماز جمعہ صحیح ہے۔ کذا فی الدر المختار(۲)فقط۔

قصبہ اور بڑی آبادی

(سوال ۲۳۴۶)قہستانی کی عبارت و تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ فیھا اسواق سے مفہوم ہوتا ہے کہ نماز جمعہ قریہ صغیرہ میں عند الحنفیہ درست نہیں اور قریہ کبیرہ تعریف مصر کے تحت میں واقع ہے، لہذا ملتجی ہوں کہ قریہ صغیرہ و کبیرہ کی تفصیلی تعریف بدلائل بیان کریں، اور مالا یسع الخ مصر کے اجمالی تعریف ہے۔ اور قریہ کبیرہ کے لئے کس قدر مکلفین ہونے چاہئیں اور جیسا کہ مفقود کے بارہ میں احناف نے ضرورتاً امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے، جمعہ کے بارے میں مذہب شافعی کو اختیار کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب)قہستانی کی عبارت مذکورہ فی السوال جس موقعہ پر شامی میں منقول ہے اس کے بعد یہ عبارت بھی منقول ہے وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات والظاھر انہ ارید بہ کراھۃ النفل بالجماعۃ الا تریٰ انّ فی الجواھر لو صلوا فی القریٰ لزمھم اداء الظھر الخ (۳)شامی جلد اول باب الجمعۃ۔ اور در مختار باب العیدین میں ہے وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرطا لصحۃ الخ شامی میں ہے۔ قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعۃ(۴)ص ۵۵۵ شامی جلد اول۔

ان عبارات سے واضح ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں اور قریہ کبیرہ میں صحیح ہے اور قریہ کبیرہ کی تعریف کچھ نہ کرنا اور قصبات کے ساتھ اس کو بیان کرنا اس طرف مشیر ہے کہ مدار اس کا عرف پر ہے اور اہل عرف قریہ صغیرہ و کبیرہ کے فرق کو جانتے ہیں اور یہ کہ قریہ کبیرہ مثل قصبہ کے ہونا چاہئے، اس لئے یہاں کے علماء محققین نے یہ فرمایا ہے کہ جو قریہ باعتبار آبادی کے قریب قصبہ صغیرہ کے ہو اس میں جمعہ صحیح ہوگا اور قصبہ صغیرہ میں ان اطراف میں تین چار ہزار آدمی ہوتے ہیں یا کم و بیش، اور تعریف مالا یسع الخ در حقیقت حد حقیقی مصر کی نہیں ہے ورنہ منقوض ہونا اس کا ظاہر ہے کہ وہ چھوٹے سے چھوٹے قریہ پر صادر آتی ہے اور بعض اوقات بڑے سے شہر پر صادق نہیں آتی جیسا کہ خود حرمین شریفین کی مساجد پر صادق نہیں آتی کیونکہ مسجد حرام تمام اہل مکہ سے بلکہ باہر والوں کو ملا کر بھی کبھی نہیں بھرتی اور وسعت اس میں باقی رہتی ہے کما ہو مشاہد۔ اور یہ نقض اس

---

(۱)ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای الخطیب (الدر المختار) قولہ ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای علی سبیل السنیۃ کما یظھر من کلامھم (رد المحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۷۰ ط.س. ج۲ص۱۶۱) ظفیر۔

(۲)وتودی (ای الجمعۃ) فی مصرو احد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذھب وعلیہ الفتویٰ (درالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعۃ) ظفیر ج ۱ ص ۷۵۵ ط.س. ج۲ص۱۴۴

(۳)شامی باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ ط.س. ج۲ص۱۳۸ ۱۲ ظفیر۔

تعریف پر شارح عنیہ نے بھی بیان فرمایا ہے معلوم ہوا کہ یہ تعریف حقیقی مصر کی نہیں بلکہ علامت مصر کی باعتبار غالب کے ہے کیونکہ بڑے بڑے شہروں میں جہاں مردم شماری بہت زیادہ ہوتی ہے غالبًا ایسا ہوتا ہے کہ وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں بھی وہاں کے تمام مکلفین نہیں سما سکتے پس محقق ہو کہ تعریف مذکور عام تعریف نہیں ہے۔ رہا یہ کہ اس مسئلہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کر کے ان کی قیود کے موافق قریہ میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ بندہ نے اس کی تصریح کلام فقہاء سے نہیں دیکھی اور عمل کرنا دوسرے امام کے مذہب پر، اس جگہ ہم لوگوں کے لئے صحیح ہو سکتا ہے کہ ہمارے فقہاء نے تصریح فرمائی ہو۔ فقط۔

الجواب صواب۔ اور بعض عبادات فتاویٰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ عند الحنفیۃ مجتہد فیہ نہیں، البتہ کسی دعویٰ میں بعد تو فر شرائط دعویٰ کے مجتہد فیہ ہے۔ فتویٰ اور دیانت میں۔ فقط محمد انور عفا اللہ عنہ۔

اردو زبان میں خطبہ احتیاط کے خلاف ہے

(سوال ۲۳۴۷) ایک دو دفعہ جناب کو دربارہ اردو نظم وغیرہ خطبہ تکلیف دی مگر اس طرف توجہ نہیں کی خاص اشخاص سے کہا گیا انہوں نے فرمایا کہ بڑے بڑے عالم خود کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ حدیث نبوی یقرء القرآن ویذکر الناس ہے اور مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ میں اس کے ترجمہ اور تشریح میں صاف لکھا ہے کہ غیر عربی زبان میں نصیحت خطبہ میں درست ہے اور عیدین کے خطبہ میں حکم ہے کہ احکام قربانی وعید الفطر سمجھائے جائیں اور یہ بغیر ملک کی زبان کے ممکن نہیں۔

(الجواب) خطبہ چونکہ سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں سلف سے ثابت نہیں اس لئے غیر زبان عربی کو اس میں محققین نے مکروہ و بدعت کہا ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں چونکہ احکام عیدین بتلانے مقصود ہوتے ہیں تو وہ خارج عن الخطبہ سمجھے جاتے ہیں گویا خطبہ عربی کا علیحدہ ہو گیا اور یہ احکام خطبہ سے علیحدہ بتلائے جاتے ہیں اور خطبہ جمعہ کے اندر حیثیت نماز کی بھی ملحوظ ہوتی ہے اور نماز میں ترجمہ قرآن شریف کا صحیح اور معتبر مذہب اور راجح قول کے درست نہیں ہے اور قول ضعیف ومرجوح کا اعتبار نہیں ہے۔ بہر حال احتیاط اس میں ہے کہ ایسے مختلف فیہ امر میں احتیاط کی جاوے۔ اور غیر عربی کو ترک کیا جاوے، باقی جیسا کوئی کرے اس کی رائے ہے۔ دوسروں پر حجت نہیں ہے۔(۲)

(نماز ہر دو صورت درست ہوگی۔ ظفیر)

رمضان میں جمعہ الوداع ثابت نہیں

(سوال ۲۳۴۸) رمضان شریف کے اخیر جمعہ میں الوداع پڑھنا خطبہ میں کیسا ہے۔

(الجواب) خطبۃ الوداع اخیر رمضان المبارک میں ثابت نہیں ہے اور پڑھنا اس کا مناسب نہیں ہے۔

(۱) رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ۱۲ ظفیر۔

(۱) ولا یشترط کونها بالعربیة فلو خطب بالفارسیة او بغیرها جاز کذا قالوا، والمراد بالجواز هو الجواز فی حق الصلوٰة بمعنی انه یکفی لاداء الشرطیة وتصح بها الصلوٰة، لا الجواز بمعنی الا باحة المطلقة فانه لا شك فی ان الخطبة بغیر العربیة خالف السنة المتوارثة من النبی صلی اللہ علیه وسلم والصحابة (عمدة الرعایه علی حاشیه شرح الوقایه باب الجمعة ج ۱ ص ۲۴۲) ظفیر۔

اگر خطبہ میں صحابہ کا ذکر نہ آئے تو بھی خطبہ درست ہوگا

(سوال ۲۳۴۹)ایک شخص امام جمعہ خطبہ اولیٰ میں حمد و ثناذات باری و خطبہ آخر میں آیات قرآنی و درود شریف پڑھے، ذکر آل اطہار و صحابہ کبار نہیں کرتا۔ ایسی حالت میں نماز جائز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب)ذکر خلفائے راشدین و آل اطہار خطبہ میں مستحب ہے اس کے ترک سے خطبہ توادا ہو جاتا ہے لیکن ترک مستحب لازم آتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر خلفائے راشدین و آل اطہار بھی کرے، قال فی الدر المختار۔ ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین الخ فتاویٰ(۱)

اذان خطبہ کا جواب زبان سے درست نہیں

(سوال ۲۳۵۰)اذان خطبہ کا جواب دینا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے۔

(الجواب)جمعہ کی اذان ثانی کی اجابت اور اس کے بعد دعا ہاتھ اٹھا کر ممنوع ہے۔ کمافی الدر المختار۔(۲)فقط۔

ایسا گاؤں جس کی آبادی ۱۲۵۴ہے اس میں جمعہ

(سوال ۲۳۵۱)ایک بڑا گاؤں جس کی آبادی ۱۲۵۴آدمیوں کی ہے اور مدرسہ اور مسجدیں بھی ہیں اور اس علاقہ کے گردونواح کے لوگ اس کو قدیم سے بڑا گاؤں سمجھتے ہیں اس میں جمعہ جائز ہے یا نہ۔

(الجواب)علامہ شامی نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ قریہ کبیرہ میں جمعہ فرض ہے اور ادا ہو جاتا ہے۔ عبارت اس کی یہ ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ۔(۳)اس عبارت سے فرق مابین القریۃ الکبیرۃ والصغیرۃ ظاہر ہو گیا کہ قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے اور صغیرہ میں نہیں ہوتا اور عرف میں جس کو قریہ کبیرہ سمجھیں وہ قریہ کبیرہ ہے۔ اور جس کو قریہ صغیرہ سمجھیں وہ قریہ صغیرہ ہے۔ فقط۔

افضل کے رہتے ہوئے دوسرے کو امام بنانا

(سوال ۲۳۵۲)چند مقتدیان جہال بر امام مسجد کہ عالم است عداوتے دنیاوے گرفتہ بجائے او بغیر از نفس منشئی دیگر کہ از علم دین چنداں خبر دار نیست مقرر کردہ نماز عیدین ادامی نمایند امامتش شرعاً چہ حکم دارد۔ بوجہ فساد دنیاوی در مسجد دیگر جمعہ و نماز پنجگانہ خواندن چہ حکم دارد۔

(الجواب)در کتب فقہ مسطور است۔ والا حق بالامامۃ الا علم باحکام الصلوٰۃ ۔(۴)پس باوجود موجود بودن عالم بمسائل نماز دیگرے را کہ نہ چناں باشد امام مقرر کردن ترک فضیلت است و تعدد در جمعہ در مصر واحد جائز است پس اگر آں بلدہ کہ دراں بازار است مصر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ است کہ حکم مصر دارد نماز جمعہ و عیدین دراں ادامی شود و تعدد جمعہ ہم رواست نماز جمعہ در ہر دو مسجد ادامی شود۔ اما نفسانیت دربارہ نماز قبیح است ضد و نفسانیت را بگذارند و خالصاً للہ نماز ہر دو مسجد ادا کنند واللہ تعالیٰ الموفق والمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ فقط

(۱)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۵۹ .ط.س. ج۲ص۱٤۹ . ۱۲ ظفیر .
(۲)حوالہ پہلے گذر چکا ۱۲ ظفیر .(۳) ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷٤۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸ . ۱۲ظفیر .
(٤)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۰ .ط.س. ج۱ص۵۵۷ .۱۲ ظفیر .

پچاس آدمی میں نماز جمعہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۳۵۳) حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا قول حجۃ اللہ البالغہ میں قابل عمل ہے یا نہ وہ یہ کہ جس قریہ میں پچاس آدمی مرد مسلم ہوں اس میں نماز جمعہ درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ حنفیہ کا مذہب نہیں ہے، حنفیہ کو اپنے مذہب کے فقہ کی کتابوں کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ حضرات محققین کے کلام سے حجت نہ لانا چاہئے۔ فقط۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ مکروہ تحریمی ہے

(سوال ۲۳۵۴) بصورت عدم جواز اگر کوئی شخص نہ مانے اور پڑھے تو کیا حرج واقع ہوگا۔

(الجواب) جس قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے وہاں جمعہ کو تحریمی لکھا ہے کذا فی المختار والشامی۔(۱)

بوقت ضرورت صفیں چیر کر آگے جانا درست ہے

(سوال ۲۳۵۵) امام و مؤذن جامع مسجد و عیدگاہ کے اگر امور متعلقہ ضروریہ متعلق نماز کی وجہ سے اول وقت منبر اور مصلی پر نہ جا سکیں بلکہ بعد جمع ہونے نمازیوں کے صفوں کو چیر کر اور گردنوں کو پھلانگ کر مصلی پر جانا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے لا باس بالتخطی مالم یا خذ الامام فی الخطبة ولم یوذا حداً الخ۔(۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو ایذا ء نہ ہو تو تخطی درست ہے، خصوصاً بضرورت مذکورہ امام و مؤذن کو آگے جانا صفوف چیر کر درست ہے الاان لا یجد الا فرجة امامه فتخطی الیها للضرورة(۳) فقط۔

صف سیدھی کرنے کے لئے پکار کر کہنا درست ہے

(سوال ۲۳۵۶) بعد خطبہ جمعہ کے قبل تکبیر تحریمہ کے زید نے آواز سے کہا صف سیدھی کر لو۔ بکر کہتا ہے کہ زید کی نماز نہیں ہوئی آیا صف سیدھی کرنے کے لئے کہنا مستحب اور درست ہے، اور نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) صف سیدھی کرنے کے لئے کہنا مستحب و مسنون ہے، بکر کا قول غلط ہے(۴) نماز ہوگئی۔ فقط۔

دو ہزار کی آبادی میں جمعہ

(سوال ۲۳۵۷) موضع کھیڑہ میں دو مسجد ہیں اور موضع ڈنڈولی اور کھیڑہ میں ایک گاڑی کا فاصلہ ہے۔ موضع ڈنڈولی میں مسجد نہیں ہے، ڈنڈولی کے مسلمان کھیڑے مساجد میں نماز کو آتے ہیں، مردم شماری دونوں جگہ کی دو ہزار کی ہے تو عند الحنفیہ وہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) صلاة العيد فی القریٰ تكره تحريما ای لا نه اشتغال بما لا يصح (د رمختار) ومثله الجمعة (ردالمحتار باب صلاة العيدين ج ۱ ص ۷۷۵ .ط.س. ج۲ص۱۶۷) .

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۷۲ .ط.س. ج۲ص۱۶۳ . ۱۲ ظفير.

(۳) ايضاً ۱۲ ظفير.

(٤) وينبغي ان يامرهم بان يتو اصواء ويسد وا الخلل ويسووا منا كبهم (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۱ .ط.س. ج۲ص۵۶۸) ظفير.

(الجواب) اگر وہ دونوں گاؤں عرف میں ایک ہیں اور ایک ہی سمجھے جاتے ہیں اور کل آبادی دونوں گاؤں کی دو ہزار آدمیوں کی ہے اور وہ بڑا قریہ سمجھا جاتا ہے تو جمعہ وہاں صحیح ہے۔ کمافی الشامی وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ(۱) فقط۔

گاؤں میں جمعہ

(سوال ۲۳۵۸) ہمارے گاؤں میں تین مسجدیں ہیں۔ دو میں حنفی ایک میں اہل حدیث۔ اہل حدیث کی مسجد میں جمعہ ہوتا ہے، حنفی لوگ جمعہ نہیں پڑھتے۔ پس حنفیوں کو اہل حدیث کے ساتھ جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ گاؤں بڑا ہے کہ اس میں بازار وغیرہ ہے جس کی وجہ سے وہ قصبہ سا معلوم ہوتا ہے تو عند الحنفیہ بھی وہاں جمعہ صحیح ہے(۲) اور چند جگہ بھی جمعہ جائز ہے۔ پس اگر وہ بستی ایسی ہے کہ جمعہ اس میں عند الحنفیہ صحیح ہے تو حنفیوں کو لازم ہے کہ اپنی مسجد میں علیٰحدہ جمعہ پڑھیں، غیر مقلدوں کے ساتھ شریک نہ ہوں۔ اور اگر وہ گاؤں چھوٹا ہے تو اس میں جمعہ حنفیہ کے نزدیک درست نہیں، وہاں جمعہ نہ پڑھیں نہ اپنی مسجد میں نہ غیر مقلدوں کے ساتھ شامی میں لکھا ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جس میں بازار اور دوکانیں ہوں جمعہ ادا ہوتا ہے۔ اور چھوٹے قریہ میں ادا نہیں ہوتا۔(۳)

ایک آبادی کے اندر جمعہ باری باری سے کئی مسجدوں میں

(سوال ۲۳۵۹) ہمارے قصبہ میں تین مسجد ہیں اور ہر سہ مساجد میں نماز جمعہ علیٰحدہ علیٰحدہ ہوتی تھی اب چند ماہ سے لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ایک جمعہ کی نماز قدیم مسجد میں اور آئندہ جمعہ کی نماز دوسری مسجد میں ہو چنانچہ باری باری سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جمعہ ہر ایک مسجد میں صحیح ہے اور یہ صورت جو سوال میں درج ہے کہ ایک دفعہ جمعہ ایک مسجد میں ہوا اور دوسرا جمعہ دوسری مسجد میں اور تیسرا جمعہ تیسری مسجد میں یہ بھی دراصل درست ہے اور نماز جمعہ صحیح ہوتی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جو مسجد ان میں سے بڑی ہو اور یا قدیم ہو اس میں جمعہ قائم کیا جاوے اور اس کو جامع مسجد قرار دیا جاوے کیونکہ یہ صورت تناوُکی جو سوال میں درج ہے پسندیدہ نہیں ہے اور اس میں بوئے نفسانیت معلوم ہوتی ہے وافادان المساجد تغلق یوم الجمعة الا الجامع۔(۴) در مختار۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے لئے خاص مسجد جامع موضوع ہے۔ اگرچہ دوسری مساجد میں بھی جمعہ صحیح ہے۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ ط.س. ج۲ ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر. (۲) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر. (۳) وتقع فرضا فی القری الکبیرۃ والقصبات التی فیھا اسواق (الی قولہ) فیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض الخ (ردالمحتار باب الجمعہ جلد اول ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر. (۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۶۶. ط.س. ج۲ ص۱۵۷. ۱۲ ظفیر.

جنگلی مقام میں جمعہ درست نہیں

(سوال ۲۳۶۰) ایک جنگلی مقام پر اپنے اپنے کام کے ذریعہ سے تقریباً پچیس ۲۵، تیس ۳۰ مسلمان کم از کم ۶ چھ ماہ کے مستقل قیام کے لئے مجتمع ہیں درانحالیکہ اس مقام پر نہ کوئی آبادی سابق تھی اور نہ کوئی مسجد ان مذکورہ بالا مسلمانوں نے جو قریب قریب کل شہروں میں ایک پھونس کے چھپر کو نامزد کر کے نماز جمعہ کا باقاعدہ بندوبست کیا جس میں مذکورہ بالا تعداد سے زیادہ اور کبھی اس سے کچھ کم کئی جمعہ تک لوگ شریک ہوتے رہے اور ناواقف مسلمانوں کو ارکان نماز وغیرہ کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔ کل کے جمعہ میں ایک نو آمدہ شخص یہ کہہ کر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوا کہ یہاں جمعہ ناجائز ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(الجواب) واقعی موافق روایات کتب فقہ کے اس موقع پر نماز جمعہ صحیح نہیں ہے۔ نماز جمعہ کی صحت اور وجوب کے لئے مصر یعنی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ یعنی بڑا گاؤں شرط ہے، پس ایسے موقع پر نماز ظہر باجماعت بجائے جمعہ کے پڑھا کریں اور اسی میں تلقین و تعلیم مسائل شرعیہ کرتے رہیں۔ درمختار اور شامی میں ہے کہ قریہ صغیرہ میں نماز جمعہ و عیدین مکروہ تحریمی ہے (۱) اور جہاں بالکل آبادی ہی نہ ہو اور وہ جگہ کسی بڑی آبادی کے قریب نہ ہو وہاں باتفاق جمعہ صحیح نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

دو ہزار کی آبادی میں نماز جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۳۶۱) موضع پلہری میں چالیس گھر مسلمانوں کے ہیں سو مکان سے زیدہ ہنود کے ہیں تخمیناً دو ہزار کی آبادی ہے ، ہفتہ میں دو مرتبہ بازار لگتا ہے۔ تین دو کاندا مستقل ضرورت کی چیزیں ہمیشہ فروخت کرتے ہیں۔ دو مساجد ایک عید گاہ ہے۔ اس موضع میں جمعہ کی نسبت کیا حکم ہے، جمعہ ادا کریں یا ظہر۔ اکثر جمعہ کے بعد ظہر پڑھ لیا کرتے ہیں۔

(الجواب) حنفیہ کا مذہب جمعہ کے بارے میں یہ ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے۔ اور قریہ کبیرہ میں اور قصبہ میں جمعہ واجب و ادا ہوتا ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق (۳) الخ اور موضع مذکور فی السوال بظاہر بڑا قریہ ہے وہاں جمعہ صحیح ہو جاوے گا، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

عرفات میں آں حضرت ﷺ کے جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ

(سوال ۲۳۶۲) مولوی محمد اسمٰعیل اہل حدیث کہتا ہے کہ بمقام عرفات حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے بوجہ خطبہ حج پڑھنے کے جمعہ ادا نہیں کیا اور فتح الدین حنفی کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرفات میں بباعث جنگل ہونے کے جمعہ ادا نہیں فرمایا، دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے۔

---

(۱) وتکرہ تحریما صلاۃ العید فی القری الصغیرۃ (در مختار) ومثله الجمعة (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ط.س. ج۲ ص۱۶۷) ظفیر. (۲) ولا جمعة بعرفات فی قولهم جمیعا لانها فضاء (هدایه باب الجمعه ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ ص۱۳۸ .۱۲ ظفیر.

(۴) آبادی کی مردم شماری کی بنیاد پر کئی سوالات آئے ہیں اور ہر ایک کے جواب میں مفتی علام قدس سرہ نے اس کا لحاظ رکھا ہے کہ وہ آبادی وہاں کے لوگوں کی نظر میں قصبہ یا بڑی آبادی کے طور پر مشہور ہے یا نہیں۔ پھر اس میں شہرت کی بو پائی جاتی ہے یا نہیں، اگر یہ دونوں باتیں موجود ہوں تو جمعہ جائز ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم محمد ظفیر الدین غفرلہ۔

(الجواب) فتح الدین حنفی کا قول صحیح ہے۔ کما صرح بہ الفقہاء(۱) فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی کے بعد کی دعا

(سوال ۲۳۶۳) اذان ثانی جمعہ کے بعد دعا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اذان ثانی جمعہ کی اجابت اور اس کے بعد دعاء امام ابو حنفیہ رحمۃ اللہ کے نزدیک درست نہیں ہے۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام اذا خرج الا مام فلا صلاة ولا كلام كذافی(۲) الهدايه وفی الدر المختار وينبغی ان لايجب بلسانه اتفاقاً فی الا ذان بين يدی الخطيب الخ(۳)

دونوں خطبوں کے درمیان دعا

(سوال ۲۳۶۴) بین الخطبتین جمعہ سامعین کی دعا کا حکم کیا ہے۔

(الجواب) زبان سے نہ کریں اگر دعا کریں دل میں کرلیویں(۴) فقط۔

گاؤں میں شہر کی اذان کی آواز آتی ہو تو بھی ان پر جمعہ ضروری نہیں

(سوال ۲۳۶۵) ایک گاؤں شہر سے ایک میل سوا میل کے فاصلہ پر ہے اذان کی آواز آتی ہے گاؤں والوں پر شہر میں آکر جمعہ پڑھنا فرض ہے یا نہ۔

(الجواب) جمعہ گاؤں والوں پر فرض نہیں ہے اگرچہ وہ گاؤں شہر کے قریب ہو اور اذان کی آواز بھی آتی ہو۔(۵) فقط۔

شہر کے باغ اور جنگل میں نماز جمعہ درست ہے

(سوال ۲۳۶۶) جنگل یا باغ میں تین آدمی جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ جنگل، میدان یا باغ شہر کے متعلق یا متصل ہو کہ فناء مصر میں داخل ہو تو جمعہ وہاں ہو سکتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک امام کے سوا تین مقتدی جمعہ کے لئے ہونا ضروری ہیں۔(۶) فقط۔

غیر عربی خطبہ میں اختلاف

(سوال ۲۳۶۷) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خطبہ میں آیت وحدیث کے معنی بیان کرنا اور لوگوں کو سمجھانا درست ہے۔ جناب والا کے فتاویٰ بھی ان کو دکھلائے مگر وہ فرماتے ہیں کہ مسویٰ مصفیٰ شرح مؤطا حدیث کی کتاب ہے۔ ہم کو کسی فقہ کی کتاب کا حوالہ چاہئے۔ شامی وغیرہ میں جواز لکھتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کا خطبہ بلاد عجم میں اور

---

(۱) ولا جمعة بعرفات فی قولهم جميعاً لا نها فضاء (هدايه باب الجمعه ج ۱ ص ۱۵۱) ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۱. ط.س. ج۱ص۱۹۹۔ ۱۲ ظفير.
(۳) اذا خرج الا مام فلا صلاة ولا كلام الى تما مها (در مختار) الى تمامها اى الخطبة (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ص ۷۶۸. ط.س. ج۲ص۱۶۱.) ظفير.
(۴) ومن كان مقيما بمو ضع بينه وبين المصر فرجة من المزارع والمراعى نحو والقلع ببخارا . لا جمعة على اهل ذالك المواضع وان كان النداء يبلغهم (عالمگیری كشوری . باب الجمعة ج ۱ ص ۱۴۳ .ط. ماجديه ج۱ص۱۴۵) ظفير.
(۵) وكما يجوز اداء الجمعة فی المصر يجوز اداء هافی فناء المصر (عالمگیری كشوری باب الجمعه ج ۱ ص ۱۴۳. ط. ماجديه ج۱ص۱۴۵) ظفير.

صحابہؓ کا کہاں کہاں پڑھا گیا۔ اور خطبہ میں نماز کی شان نہیں ہے۔ شامی جلد اول ص ۳۵۷ میں بحوالہ در مختار درج ہے۔ وعلى هذا الخلاف الخطبة وجميع اذ كار الصلوٰة۔ اور خطبہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک بتمامہ ہر زبان میں جائز ہے۔ (بغیر عجز) خلافاً لصاحبیہ۔ و قال الشامی بل سیاتی مایفید الاتفاق علی ان العجز غیر شرط۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ اور عجم میں خطبہ کون سا پڑھا گیا ہے اور کہاں۔

(الجواب) خطبہ کے ترجمہ میں یہ بات ہے کہ اگر ترجمہ نہ کیا جاوے تو اس میں بالاتفاق کچھ شبہ نہیں اور ترجمہ کرنے میں اختلاف ظاہر ہے۔ ہم لوگ فقہاء کے کلام سے کراہت سمجھتے ہیں اور خلاف عمل صحابہ کو بدعت جانتے ہیں آج کل کے بعض لوگ اس کو نہیں مانتے اور عبارت وعلیٰ ہذا الخلاف الخطبۃ الخ کا مطلب یہ ہے کہ یہ خلاف صحت و عدم صحت میں ہے کراہت و عدم کراہت میں نہیں ہے چنانچہ شامی میں صحت کی تصریح کر کے کراہت کی تصریح کر دی و علیٰ هذاالخلاف لو سبح بالفارسية في الصلوٰة او دعا او اثنى على الله تعالى الى ان قال اى يصح عنده لكن سياتى كراهة الدعاء بالا عجمية(۱) ص ۳۲۵ جلد اول اور اس دوسرے موقعہ پر صاف کہہ دیا والظاهر ان الصحة عنده لا تنفى الكراهة الخ ص ۳۵۰ جلد اول فی شرح قولہ ودعا بالعربیۃ۔ الغرض اگر غور کیا جاوے اور تجسس کیا جاوے گا تو کلام فقہاء سے کراہت ترجمہ اردو فارسی کی ثابت ہو جاوے گی اور اگر نہ ہو تو ہمارے لئے حضرت شاہ ولی اللہ کا لکھ دینا بھی کافی ہے کوئی اگر نہ مانے تو وہ جانے مگر یہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ خطبہ عربی میں بلا ترجمہ بلا شبہ و بلا اختلاف جائز بلا کراہت ہے اور ترجمہ کرنے میں شبہ کراہت کا ان کو بھی رہے گا جو کہ راجح عدم کراہت کو جانتے ہیں۔ بہر حال خطبہ کی صحت میں تو کچھ تامل نہیں ہے۔ فقط۔

ملک کفار میں جمعہ اور اس کے متعلق سوالات

(سوال ۲۳۶۸) اولاً تحریر حال ملک ٹرانسوال کرتا ہوں کہ اسولہ ذیل کے جواب میں سہولت ہو، یہاں پر حکومت کفار ہے اور یہاں کے باشندے بھی کفار ہیں ہاں کچھ لوگ مسلمان شافعی المذھب بھی ہیں باقی مسلمان انڈیا کے تاجر وغیرہ ہیں مگر مجموعہ مسلمان کفار کی نسبت بہت کم ہیں۔ گاؤں کا تو میں ذکر نہیں کرتا مگر اس ملک کے شہروں میں تخمیناً مفصلہ ذیل تعداد مسلمانوں کی ہوگی کسی جگہ دس بیس کسی جگہ تیس چالیس کسی جگہ اسی سو۔ سوائے ایک شہر کے میرے خیال کے موافق کہیں چار سو پانسو کا مجمع نہ ہوگا۔ مساجد کا یہ حال ہے کہ کہیں تو کرایہ پر مکان لیا ہوا ہے اس میں نماز جمعہ و عید ادا کی جاتی ہے اور کسی جگہ ایک مسجد ہے اگر بوجہ قلت وہ بھی نہیں بھرتی البتہ ایک جگہ میں تین مسجدیں ہیں اور مسلمانوں کی جماعت بڑی ہے، تخمیناً پان سو سے کم نہ ہوگی نماز جمعہ و عید سب جگہ ادا کی جاتی ہیں۔ عید کے موقعہ پر جو مسلمان گاؤں میں رہتے ہیں شریک نماز ہو کر تعداد بڑھا دیتے ہیں، میرے علم میں یہاں کبھی اسلامی حکومت نہیں ہوئی اور حکام کی طرف سے کوئی حکم شرعی یہاں جاری نہیں مگر نماز جمعہ و عید کو منع نہیں کرتے جس جگہ کے واسطے یہ تحریر کی جاتی ہے وہ بھی یہاں شہروں میں سے ایک شہر ہے

---

(۱) رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ (تحت قول و جمیع اذ کار الصلوٰۃ) جلد اول ص ۳۵۱۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۴۸۴ ۱۲ ظفیر۔
(۲) رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی الدعاء بغیر العربیۃ جلد اول ص ۳۸۶۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۵۲۱۔ ۱۲ ظفیر۔

اور ایک مسجد بھی ہے تعداد مسلمانوں کی ساٹھ ستر سے زیادہ نہ ہو گی۔ سوالات ذیل کے جواب درکار ہیں

(سوال ۲ /۲۳٦۹) جمعہ کے ادا کے لئے شہر شرط ہے یا نہیں۔

(سوال ۲/ ۲۳۷۰) شہر کس کو کہتے ہیں، اکبر مساجد کی تعریف روایت مذہب ہے یا نہیں۔

(سوال ٤/ ۲۳۷۱) جب قدرت اجرائے حدود شرط ہے اور بالفعل ضرور نہیں تو تو ولی کی وجہ سے تعریف مذکور کو اختیار کرنا اور ظاہر مذہب کو ترک کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

(سوال ۵/ ۲۳۷۲) علماء حنفیہ کے اختلاف کی وجہ سے احتیاطی تجویز ہوئی مگر جہاں حنفی مذہب کے موافق تحقق شرط نہ ہو اور دیگر مذاہب کے موافق تحقق ہے وہاں کیوں جائز نہیں۔ خروج عن الاختلاف کی علت دونوں جگہ موجود ہے یعنی وہاں بھی جمعہ اور احتیاطی پڑھ لینا چاہئے۔

(سوال ۵/ ۲۳۷۳) کل موضع لہ امیر و قاض الخ سے استدلال عدم جواز جمعہ پر دار الحرب میں ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ٦/ ۲۳۷٤) کیفیت مذکورہ کی رو سے کہاں جمعہ جائز ہے اور کہاں نہیں۔

(سوال ۷/ ۲۳۷۵) جہاں جائز نہیں ان کو منع کیا جائے یا نہیں اور ان کے ظہر کا کیا حکم ہے۔

(سوال ۸/ ۲۳۷٦) جہاں بادشاہ مسلمان نہ ہو وہاں جمعہ کا کیا حکم ہے اور حکومت کفار میں جمعہ کیونکر جائز ہے۔

(سوال ۹/ ۲۳۷۷) یہ ملک دار الحرب ہے یا نہ۔

(سوال ۱۰ /۲۳۷۸) دار الحرب کی کیا تعریف ہے اور کس طور سے دار الحرب دار الاسلام بنتا ہے اور دار الاسلام دار الحرب۔

(سوال ۱۱/ ۲۳۷۹) جہاں شروط جمعہ نہ پائی جاویں وہاں عید کی نماز کا کیا حکم ہے اگر جائز نہیں تو پڑھنے سے کیا خرابی ہے اگر اپنے مذہب کے طور پر واجب نہیں تو دوسرے مذہب مثل شافعی رحمۃ اللہ کے مذہب پر تو واجب ہے اور خروج عن الاختلاف ہو جاوے گا۔

(سوال ۱۲/ ۲۳۸۰) ہماری جگہ شہر گنی جاتی ہے، ایک مسجد بھی ہے وہاں کے مصلی اس کو بھر نہیں سکتے یہاں جمعہ کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) قال فی ردالمحتار . مع (۱) انها تصح فی البلاد التی استولیٰ علیها الکفار کما سنذکره ص ۵۳۷ جلد اول (۱). (۲) وفی ص ۵٤۱ فلو الولاة کفاراً یجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر القاضی بتراضی الملسمین الخ۔ (۲) (۳) وفیه ایضاً وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ۔ (۳) (۴) وفیما ذکر نا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیر التی لیس فیها قاض ومنبر الخ (۳) (۵) وفی الدر المختار باب العیدین تجب صلاتها فی الا صح علی من تجب علیه الجمعة

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الجمعہ مطبوعہ در سعادت ج ا ص ۷۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر۔
(۲) ایضاج ا ص ۷۵۴. ط.س. ج ۲ ص ۱٤٤. ۱۲ ظفیر۔ (۳) ایضاج ا ص ۷۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر۔
(۴) دیکھئے ردالمحتار باب الجمعہ مطبوعہ در سعادت ج ا ص ۷۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر

بشر ائطها المتقدمة سوی الخطبة فانها سنة بعد ها وفی القنیة العید فی القریٰ تکره تحریماً ای لا نه اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحة الخ(۱)قوله صلوٰة العید ومثله الجمعة الخ شامی. (۲)

روایت ثالثہ ورابعہ ردالمحتار سے واضح ہے کہ شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہو جاتا ہے اور امر عرف پر مفوض ہے اور اہل عرف کو معلوم ہے کہ شہر کون سا ہے اور قصبہ کیا ہے اور قریہ صغیرہ وکبیرہ میں کیا تمیز ہے اور فرق ہے۔ اور روایت خامسہ در مختار شامی سے یہ معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں عیدین اور جمعہ مکروہ تحریمی ہے کہ اس میں ترک جماعت فرض ظہر اور ارتکاب جماعت نفل لازم آتا ہے اور روایت اولیٰ وثانیہ سے معلوم ہوا کہ جن بلاد پر کفار مسلط ہیں وہاں بلاتردد جمعہ لازم ہے مسلمان اپنی جماعت میں سے کسی کو امام جمعہ بنادیں جمعہ ادا و صحیح ہو جاوے گا۔ احتیاط الظہر کے بارہ میں صاحب در مختار نے صاحب بحر کا یہ فتویٰ نقل فرمایا ہے وفی البحر وقد افتيت مراراً بعدم صلوٰةالا ربع بعد ها بنيه آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الا حتياط فی زماننا واما من لايخاف عليه مفسدة فالا ولیٰ ان تكون فی بيته خفيةً ۔(۳)الخ۔ اب سوالات کا جواب نمبر دار بالاجماع تحریر ہے۔

(۱) جمعہ کے وجوب وادا کے لئے مصر شرط ہے اور شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ سب حکم مصر ہیں۔

(۲، ۳) شہر عرفاً ظاہر ہے اور فقہاء کا اس میں جو کچھ ارشاد اور تفصیل ہے وہ بھی کتب فقہ میں موجود ہے۔ اکبر مساجد کی تعریف کو شرح منیہ میں مزیف کہا ہے۔

(۴) جب کہ اپنے مذہب کے موافق جمعہ فی القریٰ مثلاً مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ روایت خامسہ میں مذکور ہوا تو احتیاط الظہر مع ادائے جمعہ اس کی مکافات کب کر سکتی ہے وہاں تو ظہر کو جماعت سے پڑھنا چاہئے اور جمعہ کو ترک کرنا چاہئے ورنہ ارتکاب مکروہ تحریمی کا لازم آوے گا۔

(از ۵ تا ۱۰) بلاد کفار میں جمعہ کا صحیح ہونا روایت نمبر او نمبر ۲ سے واضح ہو گیا۔ پس جن بلاد پر کفار مسلط ہیں ان میں جو بڑے شہر اور قصبات اور بڑے قریہ ہیں وہاں بموجب روایت نمبر ۳ جمعہ بلا شبہ وبلاتردد درست ہے احتیاط الظہر کی حاجت نہیں اور جو قریہ صغیرہ ہیں وہاں جمعہ صحیح نہیں وہاں ظہر باجماعت پڑھنی چاہئے۔ الغرض بلاد کفار ہونے کی وجہ سے مسئلہ جمعہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جیسے بلاد اسلام میں شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے اور قریہ صغیرہ میں نہیں ہوتا ایسے ہی بلاد کفار میں بھی یہی تفصیل ہے۔ رسالہ اوثق العریٰ دربارہ جمعہ مئولفہ حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ مرسل ہے اس سے جملہ مطالبہ متعلقہ جمعہ واضح ہو جاویں گے۔

(۱۱) جمعہ وعیدین کی شرائط سوائے خطبہ کے متحد ہیں۔ کمامر۔ پس جہاں عیدین کی نماز صحیح نہیں وہاں جمعہ کی نماز بھی صحیح نہیں اور جہاں جمعہ کی نماز صحیح نہیں وہاں عید کی نماز صحیح نہیں کما مر فی الروایة الخامسه۔

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین ج اص ۷۷۴ وج اص ۷۷۵ ط.س. ج۲ص ۱۶۶ . ۱۲ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب العیدین ج اص ۷۷۵ ط.س. ج۲ص ۱۶۷ . ۱۲ظفیر
(۳) علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج اص ۷۴۷ ط.س. ج۲ص ۱۳۷ . ۱۲ظفیر۔

(۱۲) جو بلدہ شہر گناہ جاتا ہے وہاں بلاشبہ جمعہ صحیح ہے اور شہر ہونا آبادی کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے اگرچہ کفار آباد ہوں اور مسلمان قلیل ہوں۔ فقط۔

خطیب کا بوقت خطبہ عصا لینا

(سوال ۲۳۸۱) خطیب کو خطبہ کے وقت لاٹھی لینا کیسا ہے، بعض مکروہ کہتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ سنت ہے۔ جواب بحوالہ کتاب ہونا چاہئے۔

(الجواب) در مختار میں ہے خلاصہ سے ویکرہ ان یتکی علی قوس او عصا(۱) الخ اور شامی میں ہے حدیث سے کہ تکیہ لگانا عصا یا قوس پر ثابت ہے اور قہستانی نے محیط سے نقل کیا ہے کہ لینا عصا کا سنت ہے۔(۲) پس شاید تطبیق کی یہ صورت ہو کہ ضرورت ہو تو لاٹھی ہاتھ میں رکھ لے کچھ حرج نہیں ہے اور اگر ضرورت نہ ہو تو نہ لیوے۔ فقط۔

جب آبادی تین ہزار ہو تو جمعہ درست ہے

(سوال ۲۳۸۲) موضع سوجڑو ضلع مظفر نگر میں تقریباً تین ہزار مردم شماری یا کچھ کم ہے اور بازار اس موضع میں نہیں ہے اور کوئی سودا وغیرہ کپڑا یا غلہ یا دوا بھی نہیں ملتی اور موضع کو شہر سے فصل کوس سوا کوس کا ہے ایسے دیہات میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں تصریح کی ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جمعہ صحیح ہے عبارت اس کی یہ ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارة الی انهالا تجوز فی الصغیرة (۳) الخ پس قریہ مذکورہ بظاہر قریہ کبیرہ ہے کہ آبادی اس کی تین ہزار کے قریب ہے، لہذا جمعہ پڑھنا اس میں واجب ہے اور صحیح ہے۔ فقط۔

قبل جمعہ وعظ اور قبل وعظ باآواز درود

(سوال ۱ / ۲۳۸۳) بروز جمعہ قبل خطبہ عربی وعظ کہنا اور قبل وعظ باآواز بلند مع سامعین درود شریف پڑھنا علی الدوام کیسا ہے۔

خطبہ میں آنحضرت صلعم کے نام پر خطیب کا درود پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲ / ۲۳۸٤) خطبہ میں جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی آوے تو خطیب کا آنحضرت ﷺ کے نام کے بعد ﷺ کہنا کیسا ہے۔

(الجواب)(۱) خطبہ کے اندر وعظ اردو میں کہنا یا ترجمہ خطبہ کا اردو میں کرنا مکروہ ہے، اسی طرح اس موقع پر التزام جہر درود شریف کا کرنا ثابت نہیں ہے۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ جس وقت خطیب منبر پر جاوے مؤذن اذان کہے اور اذان کے ختم ہونے پر خطیب خطبہ عربی کا شروع کر دے اور خطبہ میں سوائے عربی زبان کے اردو فارسی نظم و

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۷۲. ط.س. ج۲ ص۱۶۳. ۱۲ ظفیر.
(۲) ونقل القهستانی عن عید المحیط ان اخذ العصا سنة کا لقیام وفی روایة ابی داؤد انه صلی الله علیه وسلم قام فی الخطبه متکئا علی عصا او قوس (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۷۲. ط.س. ج۲ ص۱۶۳) ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الجمعه جلد اول ص ۷٤۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر.

نثر نہ پڑھے فقط۔(۱)

(۲) خطبہ میں جہاں نام آنحضرت ﷺ کا آوے خطیب درود شریف پڑھے اور سامعین دل دل میں درود شریف پڑھیں حکم شرعی یہ ہے۔(۲) فقط۔

خطبہ سے پہلے باآواز تمام لوگوں کا درود پڑھنا ثابت نہیں

(سوال ۲۳۸۵) ایک مولوی صاحب جمعہ کے وقت مسجد میں سنتوں سے فارغ ہو کر منبر پر بیٹھ جاتے ہیں اور خود درود شریف اونچے سے پڑھتے ہیں اور سامعین بھی پڑھتے ہیں، پھر کھڑے ہو کر وعظ کہتے ہیں، پھر مئوذن اذان دیتا ہے اور مولوی صاحب عربی میں خطبہ پڑھتے ہیں اور جماعت ہوتی ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ وعظ سے پہلے جو درود شریف تقریباً گیارہ ۱۱ مرتبہ پڑھا جاتا ہے وہ کیسا ہے۔ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ یہ منع ہے لیکن میرے نزدیک امتناع کی کوئی بات نہیں، آپ فرمائیے کہ کیسا ہوا۔ پہلا کارڈ بھی ملاحظہ فرمالیجئے کہ پہلا یہی سوال ہے یا وہ جو آپ نے جواب دیا ہے۔

(الجواب) پہلے جو کچھ لکھا گیا تھا وہ اس بناء پر تھا کہ اکثر لوگ خطبہ میں وعظ کا طرز اختیار کر لیتے ہیں اور خطبہ کا ترجمہ وغیرہ نثر و نظم میں پڑھتے ہیں یہ مکروہ ہے۔ باقی جوبات آپ نے دریافت کی ہے کہ خطبہ سے پہلے اور اذان میں یدی الخطیب سے بھی پہلے وعظ کہا جاوے اس میں کچھ حرج نہیں اور وعظ شروع کرنے سے پہلے درود شریف پڑھنے میں بھی دراصل کچھ حرج نہیں ہے، لیکن امام اور سامعین کا علی الدوام بالجہر درود شریف پڑھنا اور اس کا التزام کرنا قواعد شرعیہ کی رو سے مکروہ اور بدعت ہے اس لئے کہ امر غیر لازم کو لازم کر لینا، یا اس کے ساتھ معاملہ لازم کا سا کرنا جس سے دیکھنے والوں اور سننے والوں کو اس وقت خاص میں اس کا التزام ضروری معلوم ہو جائز نہیں ہے۔(۳) فقط۔

رسول اللہ کا قبا میں قیام اور نماز جمعہ کی بحث

(سوال ۲۳۸۶) جناب مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ میں تحریر فرماتے ہیں، اول نزول آپ کا قباء میں ہوا اور وہاں چودہ روز...... آپ نے اقامت فرمائی۔ الی قولہ الشریف) مگر آپ نے قباء میں اقامت جمعہ نہ فرمائی الی آخر عبارۃ الشریفہ قباء میں اقامت جمعہ نہ فرمانے کی کوئی وجہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر نہیں فرمائی اور نہ احسن القریٰ میں کچھ توضیح فرمائی۔

اب مخالفین غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تاریخ خمیس شرح مواہب الدنیہ و تفسیر طبری وغیرہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایام اقامت قباء میں جمعہ پڑھا ہے، نہ پڑھنا کسی کتاب میں نہیں ہے۔ وطال لسانہم علی مولانا۔ ہجرت کے وقت قباء میں آپ کا جمعہ نہ پڑھنے کی دلیل مع صفحہ و سطر تحریر فرمائیں۔

---

(۱) وعلی هذا الخلاف الخطبة وجميع اذا كار الصلوٰة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة ۱ ص ۴۵۱ .ط.س. ج ۱ ص ۴۸۴) فانه لا شك فی ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبی صلی الله عليه وسلم والصحابة فيكون مكروها تحريما وكذا قراءة الا شعار الفارسية والهندية فيها (عمدة الرعايه. حاشيه شرح وقايه ج ۱ ص ۲۴۲) ظفير.

(۲) والصواب انه يصلی علی النبی صلی الله عليه وسلم عند سماع اسمه فی نفسه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۸ .ط.س. ج ۲ ص ۱۵۹) ظفير

(۳) قال رسول الله صلی الله عله وسلم من احدث فی امرنا هذا ماليس منه فهو رد (مشكوٰة ص ۲۷)

(الجواب) یہ بالکل غلط ہے کہ قباء میں آپ کی اقامت جمعہ نہ فرمانے کی کوئی دلیل مولانا علیہ الرحمۃ نے تحریر نہیں فرمائی اور نہ صاحب احسن القریٰ نے کچھ توضیح کی مولانا مرحوم نے خود بھی اوثق العریٰ میں بخاری ص ۱۲۲ جلد اول کی حدیث اس کی دلیل میں نقل فرمائی ہے اور صاحب احسن القریٰ نے بھی اس کی توضیح کی ہے۔ دیکھو احسن القریٰ ص ۹۔ مگر آپ نے قباء میں اقامت جمعہ نہ فرمائی اور نہ اہل قباء کو امر اقامت جمعہ فرمایا۔ نہ اس پر سرزنش کی کہ مدینہ میں برابر جمعہ ہوتا ہے، تم نے اب تک کیوں جمعہ قائم نہیں کیا۔ حالانکہ قباء اور دیگر عوالی میں مسلمان بکثرت موجود تھے مگر کسی وقت میں وہاں جمعہ نہیں پڑھا گیا۔ چنانچہ بخاری ص ۱۲۲ جلد اول وغیرہ۔ کتب حدیث میں روایت ہے **عن ابن عباس ان اول جمه جمعت فی الا سلام بعد جمعة جمعت فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم بالمدینة لجمعة جمعت بجواثاقریة من قری البحرین** اس روایت صحیحہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عوالی ومنازل میں جمعہ نہیں ہوتا تھا۔ ورنہ جواثا میں اولیت جمعہ جو روایت میں مذکور ہے غلط ہو جائے گی انتہی قولہ الشریف۔ اور یہ اپنی عبارت میں صاحب احسن القریٰ نے اوثق العریٰ ہی کی عبارت کا خلاصہ کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو اسلام میں ہوا ہے وہ مقام جواثا میں ہوا ہے۔ پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے قباء میں اس سے پہلے اقامت جمعہ فرمائی ہے اور اس بخاری وابوداؤد کی روایت صریحہ صحیحہ سے بڑھ کر کون سی دلیل چاہئے جس کے متعلق اہل حدیث کہتے ہیں کہ مولانا نے کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ تفسیر طبری اور تاریخ الخمیس اور شرح مواہب الدنیہ میں آپ کا قباء میں اقامت جمعہ فرمانا مروی ہے تو اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ ان کو شرمانا چاہئے کہ صحیح بخاری کی روایت کا مقابلہ تاریخ الخمیس وغیرہ کتب سیر سے کرتے ہیں۔ کہاں بخاری کی روایت اور کہاں سیر کی غیر معتبر روایتیں۔ اگر بالفرض تمام کتب سیر متفق ہو کر بھی اس کا خلاف کرتیں تب بھی مسلمان کے لئے ضروری تھا کہ بخاری کی حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پرواہ نہ کی جائے چہ جائے کہ تاریخ وسیر کی کتابیں بھی متفق ہو کر روایت بخاری کی ہمنواء ہیں۔ سب کی سب اس کی تصریح کرتی ہیں کہ آپ نے قباء میں اقامت جمعہ نہیں فرمائی بلکہ وہاں سے چودھویں روز روانہ ہو کر مدینہ کی آبادی کے قریب بنی سالم میں آکر اقامت جمعہ فرمائی ہے۔ دیکھو فتح الباری۔ سیرت ابن ہشام۔ تاریخ طبری وغیرہ۔ باقی رہا ان کا تین کتابوں تفسیر طبری اور تاریخ الخمیس اور شرح مواہب الدنیہ سے اقامت جمعہ فی القباء کا نقل کرنا۔ سو تینوں کے متعلق مفصل عرض ہے۔ تفسیر طبری میں تو نزول قباء کے واقعہ ہی سے تعرض نہیں کیا اور اگر کسی کو دعویٰ ہے تو صفحہ تحریر کرے، پھر نہ معلوم کیسے تفسیر طبری پر بہتان باندھا ہے، البتہ تاریخ طبری میں آپ کے قباء میں تشریف لے جانے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ لیکن اس میں بجائے اس کے کہ قباء میں اقامت جمعہ منقول ہوتی صراحۃً اس کا انکار مروی ہے۔ دیکھو تاریخ طبری جلد ثانی ص ۲۵۵ سن ۱ ہجری کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں **فمن ذلك تجميعه صلے الله عليه وسلم باصحابه الجمعة فی اليوم الذی ارتحل فيه من قباء و ذلك ان ارتحاله عنها كان يوم الجمعة عامداً الی المدينة فادر كته الصلوٰة صلوٰة الجمعة فی بنی سالم بان عوف ببطن وادلهم قد اتخذ اليوم فی ذلك**

الموضع مسجداً فیما بلغنی و کانت هذه الجمعة اول جمعة جمعها رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الا سلام الخ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے چودھویں روز قباء سے روانہ ہو کر اقامت جمعہ بنی سالم میں فرمائی ہے اور یہی جمعہ آپ کا پہلا جمعہ ہوا ہے۔ الحاصل تفسیر طبری میں تو اس کا نام نہیں، اور تاریخ طبری میں ہے تو ان کے بالکل خلاف اور ہمارے بالکل موافق۔

(۲) شرح مواہب الدنیہ معروف بہ (زرقانی) میں بے شک ایک ضعیف سی روایت میں ہے کہ آپ نے مدت اقامت قباء میں اقامت جمعہ فرمائی ہے جس کی تضعیف خود زرقانی کے قول سے مترشح ہوتی ہے۔ کیونکہ کہتا ہے "قیل کان یصلی الجمعة فی مسجد قباء مدة اقامته" لفظ قیل خود تضعیف کی طرف اشارہ ہے سو اس کا جواب حضرت مولانا مد ظلہ العالی نے احسن القریٰ میں پوری تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے دیکھو احسن القریٰ ص ۸۸ فرماتے ہیں۔ خیر ان خرافات و فضولیات سے قطع نظر کر کے یہ عرض کرتا ہوں کہ عبارت زرقانی قیل کان یصلی الجمعة الخ اول تو کسی طرح قابل استناد و لائق اعتبار نہیں حتیٰ کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ قائل کون ہے اس کا تو موقع کیا ہے کہ قائل کیسا ہے معتبر یا غیر معتبر ۔ علیٰ ہذا القیاس۔ سند کا نشان بھی نہیں اس کا تو ذکر کیا ہے کہ سند متصل ہے یا منقطع، صحیح ہے یا ضعیف، معتبر ہے یا غیر معتبر۔ دوسرے یہ قول شاذ جمیع روایات معتبرہ اور اتفاق اہل سیر کے جس کو مجیب خود نقل کرتے ہیں صریح مخالف و معارض ہے۔ جملہ روایات میں یہی مذکور ہے کہ بوقت ہجرت آپ نے بنی سالم یعنی حرہ بنی بیاضہ میں پڑھا حتیٰ کہ اہل تفسیر و اہل سیر جو روایات حدیث نقل فرماتے ہیں ان میں صراحۃً یہ روایت منقول ہے فمر علی بن سالم فصلی فیهم الجمعة ببنی سلام وهو اول جمعة صلاها رسول الله صلی الله علیه وسلم الی قوله الشریف۔

(۳) اس کے سواء ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ حسب ارشاد اکابر اور تصریحات معتد بہ امر محقق ہے کہ عوالی میں کبھی جمعہ نہیں ہوا اور ہمارے ہر دو مجیب بھی اس کو تسلیم فرماتے ہیں اب اس قول شاذ و مجہول کی وجہ سے یہ قصہ بھی بالکل گاؤ خورد ہو جائے گا اور ان تمام تصریحات کے مخالف اب یہ کہنا پڑے گا کہ عوالی میں بے شک جمعہ ہوا۔ واللہ اعلم۔

خطبہ کوئی دے اور امامت کوئی کرے یہ درست ہے

(سوال ۲۳۸۷) خطبہ کی اجازت امام جمعہ نے جمعہ کے دن کسی کو تعظیماً دی خطیب نے خطبہ کے بعد امام جمعہ سے یا کسی اور شخص سے باجازت امام جمعہ کی نماز پڑھوائی تو صلوٰۃ جمعہ بکراہت ادا ہوگی یا بلا کراہت۔

(الجواب) در مختار میں ہے لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لا نهما کشئی واحد فان فعل الخ جاز الخ قوله لا نهما) ای الخطبة والصلوٰة کشئی واحد لکونهما شرطاً و مشروطاً ولا تحقق للمشروط بدون شرطه فالمناسب ان یکون فاعلهما واحد الخ۔(۱) شامی باب الجمعہ۔ پس معلوم ہوا کہ بہتر اور مناسب

(۱) رد المحتار باب الجمعہ جلد اول ص ۷۱ ۔ط.س. ج۲ ص ۱۶۲ ۔ ۱۲ ظفیر۔

یہ ہے کہ خطبہ اور نماز ایک شخص پڑھاوے۔ لیکن اگر خطبہ کوئی پڑھے اور امام دوسرا ہو تو یہ بھی درست ہے۔ اور نماز میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ یہ فعل بلاضرورت غیر اولیٰ ہے۔ فقط۔

جمعہ کے اذان ثانی کے جواب میں بحث

(سوال ۲۳۸۸) جو اذان جمعہ کے رو منبر کے پاس ہوتی ہے اس کا جواب مقتدیوں کی بنابر مذہب صحیح مفتی بہ دینا جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام اور علامہ شامی کے حکم بالکراہت کا کیا مطلب ہے جو انہوں نے مجیب اذان منبری پر بنابر مذہب امام ابو حنیفہ کے لگایا ہے۔ نیز کلام سے مراد دینی ہے یا دنیاوی۔ اور اگر جواب دینا جائز نہیں تو پھر حدیث معاویہؓ کا کیا مطلب ہے جس کو بخاری نے کتاب الجمعہ باب یجیب الامام بلسانہ میں روایت کیا ہے جس میں اذان ممبری کے جواب کی تصریح موجود ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کثیرہ اجابت اذان کے بارہ میں وارد ہیں جو اپنے عموم کے اعتبار سے اجابت اذان منبری کو بھی شامل ہیں پھر حکم کراہت کیسا۔ نیز کوئی ایسا صحیح و صریح مخصص بھی موجود نہیں جس سے احادیث عموم کی تخصیص کرلی جائے اور اذان منبری کے جواب کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ ادھر حنفیہ وجوب اجابت کے بھی قائل ہیں نیز اذا خرج الخ۔ امام زہری کا قول ہے لہٰذا احادیث متصلۃ الاسناد کا مخصص و معارض نہیں ہو سکتا تاکہ ان کا عموم باطل کر سکے جو احادیث کا منطوق صریح ہے۔ ادھر صحابہؓ سے کنا نتحدث وغیرہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ خروج امام کے بعد اور قبل شروع خطبہ تحدث پایا جاتا تھا۔

(الجواب) اذان جمعہ بین یدی الخطیب کا جواب دینا مذہب راجح واحوط واصح درست نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب اتفاقاً فی الا ذان بین یدی الخطیب الخ ۔ باب الا ذان(۱) وفی باب الجمعة من ردالمحتار واجابة الاذان حینئذ مکروهة(۲) الخ اور کلام کو عام رکھنا احوط ہے کما هو منقول عن علیؓ وابن عباس و ابن عمر (۳) اور مقتضائے احادیث صحیحہ بھی یہ ہے لما اخرج الستة عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قلت لصا حبك یوم الجمعة انصت والا مام یخطب فقد لغوت ۔ وهذا یفید بعبارته منع الا مر بالمعروف مع انه واجب وبدلا لته منع صلوٰة النفل والقراء ة والا ذکار لا نه اذا منع الواجب فالنفل اولیٰ. بالمنع ویرجح علی سائر الا حادیث الدالته علی جواز تحیة المسجد او ابا حة الکلام لانه محرم والمحرم مرجح علی المبیح (۴) اور اس میں اگرچہ قید والامام یخطب کی ہے مگر قبل شروع فی الخطبہ بعد صعود علی المنبر بھی یہ حکم ہونا ظاہر ہے لا ن الکلام یمتد طبعاً ولا ن الکلام یجر الی الکلام (۵) شرح منیہ للحلبی۔ وفیه قبیله واذا صعد الا مام علی المنبر یجب علی

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ .ط.س. ج۱ص۳۹۹ ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتارباب الجمعة مطلب فی حکم المرقی الخ جلد اول ص ۷۶۹ .ط.س. ج۲ص۱۶۰ ۱۲ ظفیر
(۳) واخرج ابن ابی شیبة فی مصنفه عن علی و ابن عباس وابن عمر کانون یکرهون الصلوٰة والکلام بعد خروج الا مام (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۷ .ط.س. ج۲ص۱۵۸) ظفیر.
(۴) غنیة المستملی باب الجمعه البحث الثانی ص ۵۱۹ و ص ۵۲۰ . ۱۲ ظفیر.
(۵) ایضاً ص ۵۲۰ . ۱۲ ظفیر.

الناس ترك الصلوٰة النافلة لما تقدم من كراهتها عند الخطبة ويجب ترك الكلام ايضاً عند ابی حنيفة رضی الله تعالیٰ عنه وقالا يباح الكلام حتی يشرع فی الخطبة الخ(۱)الخ والخلاف فی الكلام يتعلق بالآخرة اما غيره فيكره اجماعاً در مختار (۲)ولا بی حنيفة ؒ ماذكر ابن ابی شيبة فی مصنفه عن علی وابن عباس وابن عمر كانوا يكرهون الصلوٰة والكلام بعد خروج الا مام ولان الكلام ايضاً قديمتد طبعاً فان الكلام يجر الی الكلام فكان المنع احوط ص ۵۱۹ شرح منية الكبير. اور حديث معاويه رضی اللہ عنہ کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اس اذان کی اجابت کو قیاس کیا ہے۔ دیگر اوقات کی اذان کی اجابت پر جیسا کہ بعد اجابت اذان ان کا یہ فرمانایایها الناس انی سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم علی هذا المجلس حين اذن المئوذن يقول ما سمعتم منی من مقالتی۔(۳)اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ بوقت اذان ثانی جو بین یدی الخطیب ہوتی ہے اس موقع پر نہیں ہو سکتی جس کی طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے بلکہ آنحضرت ﷺ اس وقت منبر پر تھے تو معلوم ہوا کہ یہ دوسرے اوقات کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ذکر فرماتے ہیں توجب کہ صحابہ جلیل القدر مثل علی وابن عباس وابن عمر حضرت معاویہؓ کے اس عمل کے خلاف کے عامل تھے اور بوقت صعود امام علی المنبر صلوٰۃ وکلام کو مطلقاً مکروہ سمجھتے تھے تو ان کبار صحابہؓ کا عمل راجح ہوگا اور پھر مبیح و محرم کے تعارض کا مقتضے بھی ترجیح کراہت و حرمت ہے اور جو جواب حضرت معاویہؓ کے اس عمل کا دیا گیا ہے وہی جواب جملہ روایات دالۃ علی استحباب الاجابۃ اووجوبہا کا ہے اور حنفیہ وجوب یا استحباب اجابت سے خود اس موقعہ کو مستثنیٰ فرماتے ہیں اور یہ اوپر معلوم ہوا کہ اذا خرج الا مام الخ محض زہریؒ کا قول نہیں ہے بلکہ صحابہ کبار سے بھی یہ منقول ہے اور قول صحابی ایسے موقع پر بحکم مرفوع ہوتا ہے کمابین فی موضعہ اور بعض صحابہؓ کا کنا نتحدث وغیرہ فرمانا حضرت علی وابن عباس وابن عمر کے قول و فعل پر راجح نہیں ہو سکتا۔ الغرض احوط انصات ہے کما ذكر الزيلعی ان الا حوط الا نصات۔ شامی۔(۴)فقط۔

بارش کے زمانہ میں جمعہ کی نماز باجماعت گھر میں پڑھ سکتا ہے

(سوال ۲۳۸۹) در ایام باراں بوجہ کثرت بارش و آب فراواں راہ چلیدن از حد بیکراں دشوار گزار می شود مسجد ہم قدرے از مسکن دور است تادراں ہنگام ادائے صلوٰۃ جمعہ را شرعاً چہ حکم دارد۔ آیا دراں ہنگام تکلیف مالا نہایۃ کشیدہ برائے صلوٰۃ جمعہ بمسجد رفتن ضرور باشد یا تادی صلوٰۃ بمکان کافی کند یا نہ۔

(الجواب) تعدد صلوٰۃ جمعہ علی القول مفتی بہ صحیح است پس اگر بعذر مطر رفتن بمسجد جامع دشوار باشد بجائے دیگر نماز جمعہ گذاردن بجماعت مشروعہ (وآں سہ مرد است علاوہ امام۔ در مختار) صحیح است(۵)فقط۔

---

(۱)ایضاً ص ۵۱۹ ۱۲ ظفیر. (۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه مطلب فی حكم المرقی الخ ج۱ ص ۷۶۹ .ط.س. ج۲ص ۱۶۰. ۱۲ ظفير. (۳)بخاری كتاب الجمعه باب يجيب الا مام بلسانه ۱۲ ظفير.
(٤) ردالمحتار باب الجمعة تحت قوله ولا كلام ج ۱ ص ۷٦۸ .ط.س. ج۲ص۱۵۸ ۱۲ ظفير.
(۵)وتودی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا علی المذهب وعليه الفتوی دفعاً للحرج(الدر المختار علی هامش ردالمحتار .باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۵ .ط.س. ج۲ص ۱٤٤) ظفير.

جو لوگ پنجگانہ نماز نہیں پڑھتے ان کی نماز جمعہ بھی درست ہے

(سوال ۲۳۹۰) جو لوگ نماز پنجگانہ نہیں پڑھتے صرف نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ان کی نماز جمعہ صحیح ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) نماز جمعہ بلا شبہ صحیح ہے اگرچہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے۔(۱) فقط

جامع مسجد کی نماز میں ثواب کی زیادتی صرف فرض سے متعلق ہے

(سوال ۲۳۹۱) مجموعہ خطب میں مرقوم ہے کہ مسجد جامع میں ایک رکعت کا ثواب پانچ سو رکعت کی برابر ہے، یہ ثواب صرف فرض کی جماعت اولیٰ کے ساتھ مخصوص ہے یا سنت اور نفل میں بھی یہی ثواب ہے جب کہ وہ جامع مسجد میں پڑھے۔

(الجواب) یہ ثواب صرف نماز فرض کی جماعت اولیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، نماز سنت اور نفل میں نہیں۔ ان کو گھر میں پڑھنا افضل ہے اور یہی آنحضرت ﷺ کا دائمی عمل اور حکم تھا اگر نوافل میں بھی یہی گراں قدر ثواب ہوتا تو آپ گھر میں نہ پڑھتے اور نہ حکم کرتے۔ اور یہ مضمون حدیث کا ہے۔(۲) فقط۔

سنت والوں کا انتظار خطیب کے لئے ضروری نہیں

(سوال ۲۳۹۲) جب جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا اور اتفاقاً دو چار اشخاص جو دیر سے آئے تھے نماز سنت پڑھتے ہیں منبر کی داہنی یا بائیں جانب تو اس وقت خطیب کو خطبہ شروع کرنا کیسا ہے۔ جو شخص وقت مذکورہ میں خطبہ پڑھنے کو حرام قرار دے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) خطیب کو انتظار کرنا سنت پڑھنے والوں کی فراغت کا لازم نہیں ہے، جس وقت وقت مقرر ہو جائے خطیب خطبہ کے لئے کھڑا ہو سکتا ہے اس پر کچھ مواخذہ اور گناہ نہیں ہے کیونکہ متبوع ہے تابع نہیں ہے۔ مقتدیوں کو تو یہ حکم ہے کہ جس وقت خطیب خطبہ کے لئے منبر پر جاوے نوافل و سنن نہ پڑھیں لیکن خطیب کو یہ حکم نہیں ہے کہ وہ فراغت کا انتظار کرے اور اگر دو چار منٹ کا وہ انتظار کرے تو اس میں کچھ حرج بھی نہیں ہے، لیکن انتظار نہ کرنے سے گنہگار نہ ہوگا۔ فی حدیث الصحیحین انما جعل الا مام لیئوتم بہ (۳)۔ الحدیث وفی الدر المختار. واذا خرج الا مام فلا صلاۃ ولا کلام الخ(۴) پس جو شخص بحالت مذکورہ خطبہ پڑھنے کو حرام قرار دے وہ خاطی ہے اور مسائل شرعیہ سے واقف نہیں ہے اس کی بات کی طرف التفات نہ کیا جاوے۔ فقط۔

---

(۱) وان فاتته اکثر من صلوات یوم ولیلۃ اجزأته التی بداء بها (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۸) ظفیر.

(۲) والا فضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل عنها (الدر المختار) قوله والا فضل شمل ما بعد الفریضۃ وما قبلها لحدیث الصحیحین علیکم بالصلوٰۃ فی بیوتکم فان خیر صلاۃ المرء فی بیته الا المکتوبة الخ (ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ۶۳۸. ط.س. ج۲ ص ۲۲) ظفیر.

(۳) مشکوٰۃ باب ما علی الماموم من المتابعة وحکم المسبوق. فصل اول ص ۱۰۱. ۱۲ ظفیر.

(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه جلد اول ص ۷٦۷. ط.س. ج۲ ص ۱۵۸. ۱۲ ظفیر.

جمعہ کے دن اذان اول سے پہلے اور بعد نماز تجارت درست ہے

(سوال ۲۳۹۳) جمعہ کے دن مسلمان سوداگروں اور دوکانداروں کو دوکان کھولنا چاہئے یا نہیں۔ اگر دوکانداروں اور پیشہ وروں کو اپنے کام کرنے کی اجازت ہے تو کس وقت سے کس وقت تک۔

(الجواب) جمعہ کے روز جملہ کاروبار خرید و فروخت وغیرہ اذان اول تک جائز ہے اور اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے وکرہ البیع عند اذان الاول۔ پس اذان کے ہوتے ہی جملہ کاروبار ترک کر کے جمعہ کے لئے حاضر ہونا چاہئے۔(۱) اذان اول سے پہلے اہل پیشہ اپنا پیشہ اور دوکاندار ان خرید و فروخت کریں تو اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔ فقط۔

(اسی طرح نماز جمعہ سے فراغت کے بعد بھی بیع و شراء میں لگ سکتے ہیں۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشر وافی الارض وابتغوا من فضل اللہ . ظفیر)

بقدر ضرورت عربی پڑھ کر اردو میں وعظ خلاف سنت ہے۔

(سوال ۲۳۹۴) خطبہ جمعہ عربی میں مختصر پڑھ کر اردو یا اور کسی ملکی زبان میں وعظ کہنا کیسا ہے۔ اکثر علماء حنفی وعظ خطبہ میں کہتے ہیں۔

(الجواب) خطبہ تمام عربی میں ہونا سنت ہے اور یہ امر کہ کچھ خطبہ عربی کا پڑھ کر پھر اردو میں بطریق وعظ خطبہ کے اندر کچھ کہنا خلاف سنت اور بدعت ہے سلف سے ایسا ثابت نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے مصفی شرح موطا میں لکھا ہے کہ صحابہؓ باوجود یہ کہ بلاد عجم میں تشریف لے گئے مگر خطبہ سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں مخاطبین کے سمجھانے کیلئے نہیں پڑھا پس عمل مستمر صحابہؓ کا دلیل ہے اس کی کہ تمام خطبہ عربی میں ہونا چاہئے۔(۲) فقط۔

بڑی آبادی میں جمعہ واجب الادا ہے

(سوال ۲۳۹۵) ایک قریہ عظیمہ بڑا جس میں تین ہزار دو سو ۳۲۰۰ آدمی آباد ہیں اور چند دوکانیں بھی وہاں موجود ہیں پس موافق مذہب حنفیہ کے اور فقہ کی کتابوں کے وہاں جمعہ ہوتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ صحیح ہے اور واجب واداء ہوتا ہے کیونکہ وہ قریہ کبیرہ ہے اور قریہ کبیرہ میں موافق تصریح شامی کے جمعہ صحیح ہوا ہے کذا فی المختار وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ۔(۳)۔

---

(۱) ووجب سعی الیھا وترک البیع الخ بالاذان الاول فی الا صح وان لم یکن فی زمن الرسول بل فی زمن عثمان وافا د فی البحر اطلاق الحرمۃ علی المکروہ تحریما (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۷۰ ط.س. ج۲ ص ۱۶۱) ظفیر.

(۲) ایضاً ۱۲ ظفیر۔

(۳) ردالمحتار باب الجمعہ ج ا ص ۷۴۸ ط.س. ج۲ ص ۱۳۸ . ۱۲ ظفیر۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں خواہ وہاں دوکان کیوں نہ ہو

(سوال ۲۳۹۶) جس گاؤں میں تین چار صد آدمی علاوہ عورت و بچے آباد ہوں اور چار پانچ دوکانیں ہوں وہاں نماز جمعہ ادا کرنی چاہئے یا ظہر باجماعت۔

(الجواب) اس پر قصبہ اور شہر کی تعریف صادق نہیں آتی اور گاؤں میں جمعہ جائز نہیں، لہذا وہاں ظہر باجماعت ادا کرے ترک ظہر وہاں حرام اور معصیت ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۱) فقط۔

شرائط جمعہ نہ ہونے کی صورت میں روکنا

(سوال ۲۳۹۷) جامع مسجد میں بروز جمعہ جماعت جمعہ کی ہو رہی تھی، ایک مولوی صاحب نے وہاں آکر تمام نمازیوں کو بآواز بلند کہا کہ فوراً اے حنفیوں جمعہ کی نماز سے نیت توڑ دو ورنہ کافر ہو جاؤ گے کیوں یہاں نماز جمعہ جائز نہیں ہے، اس کا پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ آیا کس کس مقام پر کس شرائط سے نماز جمعہ جائز ہے اور کہاں ناجائز۔ اگر کسی مقام پر کلیۃً شرائط جمعہ موجود نہ ہوں وہاں جمعہ پڑھنے سے گناہ اور کفر تو عائد نہیں ہوتا اور وہ مولوی صاحب نماز توڑوانے کے مجاز تھے یا نہ، اگر نہیں تھے تو ان کو کیا گناہ ہوا۔

(الجواب) حنفیہ کا مذہب جمعہ کے بارہ میں یہ ہے کہ شہر اور قصبہ اور بڑے قریہ میں جس میں دو چار ہزار آدمی آباد ہوں اور ضروری اشیاء کی دوکانیں ہوں وہاں جمعہ واجب ہے اور ادا ہوتا ہے البتہ چھوٹے قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا اس میں جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی لکھا ہے،(۲) لیکن کفر وہ بھی نہیں ہے۔ پس اگر وہ بستی جس میں جمعہ ہو رہا تھا قصبہ یا بڑا قریہ تھا تو جمعہ اس میں واجب تھا اور صحیح تھا توڑوانا جمعہ کا وہاں حرام تھا، وہ مولوی صاحب غلطی پر تھے جنہوں نے جمعہ توڑوایا توبہ کریں۔ اور اگر وہ چھوٹا گاؤں تھا تو بے شک جمعہ پڑھنا وہاں مکروہ تحریمی تھا، توڑوانا جمعہ کا اچھا ہوا۔ پس یہ سوال میں لکھنا چاہئے تھا کہ وہ جگہ جہاں کا یہ قصہ ہے کیسی بستی ہے چھوٹی یا بڑی آبادی وہاں کس قدر ہے اور بازار اور دوکانیں ہیں یا نہیں۔ ردالمختار۔ معروف شامی باب الجمعہ میں ہے۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ۔(۳)

جمعہ کے دن قبل جمعہ ناخن تر شوانا

(سوال ۲۳۹۸) صحیح بخاری کتاب الجمعہ۔ حدیث سلمانؓ یتطھر ما استطاع الخ کی شرح میں شراح میں منجملہ طہارت کے حجامت کو بھی داخل کیا ہے اور حدیث ابو ہریرہ مرفوعاً کان یقلم اظفارہ ویقص شاربہ یوم الجمعۃ قبل ان یخرج الی الصلوٰۃ اخرجہ البزار والطبرانی والبیھقی بسند حسن ھکذا فی الدر المنثور (سیوطی ج ۱ ص ۱۱۲ صریح دال ہے کہ قبل نماز جمعہ کے حجامت بنانا مسنون ہے۔ حالانکہ سند میں ابراہیم بن قدامہ واقع ہے۔ میزان الاعتدال میں لا یعرف اور فتح الباری میں سندہ ضعیف لکھا ہے۔ اور وہی سیوطی کی جامع صغیر میں

(۱) صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریما (در مختار ومثلہ الجمعۃ (رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷) ظفیر. (۲) صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریما (درمختار) ومثلہ الجمعۃ (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر.

ضعف کا نشان لگا ہوا ہے۔ لیکن صاحب فتح نے لسان المیزان اور حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ابراہیم مذکور کو لکھا ہے ذکرہ ابن حبان فی الثقات اھ اشباہ ودر مختار وغیرہ میں بعد نماز جمعہ کے جماعت بنانا افضل لکھا ہے واسطے مشابہت احرام کے اور غنیۃ شرح منیہ نقلا عن السروجی قبل نماز جمعہ کے مستحب لکھا ہے اور شامی نے حظر واباحت بعد جمعہ کے حجامت بنانے کو خلاف حدیث ابوہریرہ کے بتلایا ہے۔ آیا حدیث ابوہریرہ جس کو سیوطی نے بسند حسن لکھا ہے فی الواقع صحیح ہے یا نہیں اور جامع صغیر پر جو نشان صحت اور ضعف کے ہیں کس نے لگائے ہیں اور حجامت بنانا قبل جمعہ کے افضل ہے یا بعد جمعہ کے اور جو بعدیت کے قائل ہیں ان کی تعلیل درست ہے یا نہ۔

(الجواب) صنیع شامی رحمۃ اللہ سے ترجیح اسی کو معلوم ہوتی ہے کہ تقلیم اظفار وغیرہ قبل جمعہ ہونا چاہئے تاکہ موافق ہو جاوے حدیث کے۔ نیز غسل کا پہلے مسنون ہونا بھی اسی کو مقتضی ہے اور جن فقہاء رحمہم اللہ نے بعد جمعہ کو افضل کہا ان کی نظر اس پر ہوئی لما فیہ معنی الحج الخ یا اس پر لینالہ برکۃ الجمعۃ لیکن ظاہر ہے کہ قواعد مذہب اور فعل آنحضرت ﷺ قبلیت کو مقتضی ہے وعلیہ عمل مشائخنا رحمهم الله مثل الشيخ العلامه المحقق القطب الگنگوهي قدس سره وغیرہ من المحققین رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور اس کو فقہاء اور محدثین نے طے کر دیا ہے کہ حدیث ضعیف پر بھی فضائل اعمال میں عمل صحیح ہے اور اس حدیث کا ضعیف تو متفق علیہ بھی نہیں ہے، بعض نے حسن کہا اور بعض نے ضعیف۔ فقط۔

فناء مصر کی تعریف

(سوال ۲۳۹۹) ایک گاؤں شہر سے ایک میل کی مسافت پر ہے فناء شہر سے بالکل جدا ہے بعض فقہاء نے تعریف فناء کو معتبر سمجھا ہے تو ان کے نزدیک وہاں جمعہ واجب نہیں مگر جنھوں نے تقدیر الفناء بالمسافت فرمائی ان کے قول کے مطابق وہاں جمعہ واجب ہے کیونکہ موضع مذکور ایک فرسخ کے اندر ہے اور فرسخ پر بہتوں کا فتویٰ ہے آیا اس گاؤں میں جمعہ واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) تحدید بالفراسخ مطلقاً معتبر نہیں بلکہ اعتبار فناء مصر میں اس کا ہے کہ وہ جگہ مصالح مصر کے لئے ہے یا نہیں۔ اگر مصالح مصر کے لئے نہیں ہے بلکہ جداگانہ قریہ ہے تو اس کا حکم دربارہ جمعہ مستقل ہے یعنی اگر وہ قریہ کبیرہ ہے جمعہ اس میں واجب وادا ہوگا ورنہ نہیں قال فی الشامی والتعریف احسن من التحدید الخ۔(۱) فقط۔

ایک مسجد میں تعدد جمعہ مکروہ ہے

(سوال ۲۴۰۰) ایک مسجد میں دو جمعہ جائز ہیں یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷٤۹ ۱۲ ظفیر . پوری عبارت اس طرح هے . او فناء وهو ما حوله اتصل به لا جل مصالحه كدفن الموتى وركض الخيل والمختار للفتوى تقديره بفرسخ ذكره الوالجى (در مختار) اعلم ان بعض المحققين اهل الترجيح اطلق الفناء عن تقديره بمسافة وكذا محرر المذهب الامام محمد و بعضه قدره بها وجملة اقوالهم فى تقديره ثمانية اقوال او تسعة ، غلوة ميل ، ميلان ، ثلاثة فرسخ ، فرسخان ،ثلاثة سماع الصوت ، سماع الاذان ، والتعريف احسن من التحديد لا نه لا يوجد ذالك فى كل مصر وانما هو بحسب كبرا لمصر و صغره الخ فالقول با لتحديد بمسافة يخالف التعريف المتفق على ماصدق بانه المعد لمصالح المصر الخ (ردالمحتار .باب الجمعة ج ۱ ص ۷٤۹ .ط.س. ج۲ ص۱۳۸ ۔۔۔ ۱۳۹) ظفیر۔

(الجواب) تعدد جمعہ ایک شہر میں دو مسجدوں میں یا زیادہ میں عند الحنفیہ درست ہے۔ کمافی الدر المختار۔ وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذھب وعلیہ الفتویٰ۔ وفی ردالمحتار قوله مطلقاً ای سواء کان المصر کبیراً او الخ و سواء کان التعدد فی مسجدین او اکثر الخ۔(۱) لیکن ایک مسجد میں تعدد جماعت مکروہ ہے۔ پس دوسری جماعت جمعہ کی اس صورت میں مکروہ ہے جیسا کہ تمام نمازوں کی جماعت ثانیہ کو اس مسجد میں جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور خصوصاً جمعہ پڑھنے کے بعد جامع مسجد کو بند کر دینے کا حکم دیا ہے شامی میں ہے والظاھر انہ یغلق ایضا۔ بعد اقامة الجمعة لئلا یجتمع به احد بعدها الخ(۲)

اذان ثانی مسجد کے اندر درست ہے

(سوال ۲٤۰۱) جمعہ میں اذان ثانی یعنی اذان خطبہ کہاں پر ہونا چاہئے۔ ایک عالم صاحب یہاں پر تشریف لائے اور انہوں نے جمعہ کی اذان ثانی منبر کے نزدیک ہونا ناجائز ٹھہرایا اور یہ فرمایا کہ اذان ثانی قریب دروازہ مسجد یعنی صحن مسجد کے کنارے پر خطیب کے سامنے ہونا چاہئے۔ یہ صحیح ہے یا کیا۔

(الجواب) جمعہ کی اذان ثانی مسجد میں بین یدی الخطیب ہونی معروف اور مسنون ہے، ہمیشہ سے اسی پر عمل درآمد علماء و فقہاء کا رہا ہے اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے پس اس اذان کو مسجد میں منع کہنا صحیح نہیں ہے چنانچہ تحقیق اس کی بہت رسالوں اور فتوؤں میں کی گئی ہے۔ ہدایہ در مختار وغیرہ میں یہ مسئلہ موجود ہے(۳) اس کو دیکھ لیا جاوے۔ فقط۔

جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز

(سوال ۲٤۰۲) اگر چند آدمی جماعت جمعہ نہ پاویں تو ظہر با جماعت پڑھیں یا علیٰحدہ علیٰحدہ۔

(الجواب) علیٰحدہ علیٰحدہ ظہر پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔(٤) فقط۔

جب نہ خطبہ کی کتاب ہو اور نہ زبانی یاد ہو تو کیا کرے

(سوال ۲٤۰۳) اگر کسی مسجد میں خطبہ موجود نہ ہو اور نہ زبانی یاد ہو تو بغیر خطبہ نماز جمعہ پڑھی جاوے یا نماز ظہر پڑھی جاوے۔

(الجواب) خطبہ جو فرض ہے وہ ایک دفعہ سبحان الله یا الحمد لله یا الله اکبر کہنے سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کی نزدیک بقدر تین آیت یا بقدر تشہد سے خطبہ ادا ہو جاتا ہے پس اگر خطبہ معروفہ یاد نہ ہو تو قدر مذکور پر اکتفاء کر کے جمعہ کی نماز ادا کی جائے۔(۵) اور جس جگہ واجب ہے یعنی شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۵ .ط.س. ج۲ ص ۱٤٤ .۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً .ط.س. ج۲ ص ۱۵۲ .۱۲ ظفیر. (۳) واذا صعد الامام المنبر وجلس اذن المؤذن بین یدی المنبر بذالك جری التوارث (ھدایه باب الجمعه ج ۱ ص ۱۵٤) ظفیر ویوذن ثانیا بین یدی الخطیب ای علی السبیل السنیة کما یظھر من کلامھم رملی (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۷۰ .ط.س. ج۲ ص ۱٦۱) ظفیر. (٤) وکذا اھل مصر فاتتھم الجمعة فانھم یصلون الظھر بغیر اذان ولا اقامة ولا جماعة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص).ط.س. ج۲ ص ۱۵۷ (۵) الشرط الرابع الخطبة وعلیه الجمھور ورکنھا مطلق ذکر الله تعالیٰ بینھما عندابی حنفیة وعندھما ذکر طویل یسمی خطبة وسنتھا کونھا خطبتین بجلسة بینھما تشتمل کل منھما علی الحمد والتشھد والصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وسلم والا ولی تلاوة اية وعلی الوعظ ایضاً الخ (غنیة المستملی ص ۵۱۵ ظفیر.

جمعہ چھوڑا نہ جاوے(۱) فقط۔

مسجد پہنچتے ہی سنت پڑھی جائے

(سوال ۲۴۰۴) جمعہ میں اگر کوئی شخص مسجد جاوے تو پہلے کچھ دیر بیٹھ کر سنت وغیرہ پڑھنا چاہئے یا فوراً جانے کے ساتھ ہی سنت وغیرہ پڑھنا چاہئے۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے اذا دخل احدکم المسجد فلیر کع رکعتین قبل ان یجلس(۲) اس کا حاصل یہ ہے کہ جب کوئی شخص تم میں سے مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے اور یہ دو رکعت تحیۃ المسجد ہیں جو کہ مستحب ہیں بہر حال اس سے یہ معلوم ہوا کہ مسجد میں جا کر بیٹھنے سے پہلے نوافل یا سنتیں پڑھنی چاہئیں وہذا مذہب الفقہاء۔ فقط۔

قصبات میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۴۰۵) ایک مقام پر مسلمانوں کی آبادی اتنی ہے کہ وہ جب وہاں کی مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو سب نہیں آسکتے۔ کل آبادی میں دو سو پچاس مکانات ہیں جن میں ۹۵ گھر مسلمانوں کے ہیں اور سترہ دکان ہیں جس میں کپڑے برتن مٹھائیاں وضروری اشیاء میسر ہو سکتی ہیں آیا اس آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں ہے کہ جمعہ قصبات اور بڑے قریہ میں جس میں بازار ہوا ادا ہوتا ہے۔ پس اگر آبادی اس قریہ کی مثل چھوٹے قصبہ کی مثلاً تین چار ہزار آدمیوں کی ہے اور اس میں بازار بھی ہے تو جمعہ وہاں واجب اور ادا ہوتا ہے ورنہ نہیں اور مالایسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین الخ یہ تعریف حقیقی اور کلی نہیں ہے کہ جس جگہ یہ تعریف پائی جاوے وہاں جمعہ واجب ہو جاوے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ (۳) فقط۔

جہاں جمعہ جائز ہے وہاں مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۴۰۶) ایک شہر کی چند مساجد میں جمعہ جائز ہے پس علاوہ مسجد کے کسی کارخانہ یا مکان میں مثل مسجد کے جمع ہو کر جمعہ پڑھیں تو کیسا ہے، کیا جمعہ کے لئے مسجد ضروری ہے۔

(الجواب) امصار وقصبات میں جمعہ کی ادا ہونے کے لئے مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔ علاوہ مساجد کے دوسرے مکانات اور کارخانوں میں اور میدانوں میں بھی جمعہ صحیح ہے۔ کمافی الدر المختار۔ وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذھب وعلیہ الفتویٰ(۴) فقط۔

---

(۱) ان صلوٰۃ الجمعۃ فرض عین علی کل من استکمل شرائط وجوبھا (غنیۃ المستملی ص ۵۰۸) ظفیر۔
(۲) مشکوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ فصل اول ص ۶۸
(۳) رد المختار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۴۸ ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر۔
(۴) الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۵۵ ط.س. ج ۲ ص ۱۴۴. ۱۲ ظفیر۔

خطبہ کے وقت زور سے دعائیں اور درود نہ پڑھا جائے

(سوال ۲۴۰۷) خطبہ میں آیت ان الله وملئكة يصلون على النبى الآیہ سن کر مقتدی درود شریف پڑھتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق کا نام سن کر رضی اللہ عنہ زور سے یا آہستہ پکارنا اور الهم ايدا لا سلام الخ اور دیگر ادعیہ سن کر آمین جلی و خفی کہنا جائز ہے یا نہیں، اور سرخ رومال ریشمی ہو یا غیر ریشمی دستار باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں

(الجواب) فقہاء نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت خطیب آية ان الله وملئكة يصلون على النبى الآیہ پڑھے تو سامعین اپنے دل میں درود شریف پڑھیں زبان سے اور آواز سے نہ پڑھیں۔ شامی میں ہے وكذلك اذا ذكر النبى صلى الله عليه وسلم لا يجوز ان يصلى عليه بالجهر بل بالقلب وعليه الفتوىٰ الخ (۱) اور در مختار میں ہے والصواب انه يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم عند سماع اسمه فى نفسه الخ (۲)

پس سوائے درود شریف بکیفیت مذکورہ کے اور کچھ پڑھنا سامعین کو نہ چاہئے۔ نہ رضی اللہ عنہ زور سے کہیں اور نہ آمین جہر سے کہیں اور نہ زبان سے کہیں۔ اگر دل میں کہہ لیں بلا زبان کے، تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور ریشمی دستار و رومال سے نماز پڑھنا یا پڑھانا مکروہ ہے۔ (۳) فقط۔

فناء کی تعریف میں اختلاف اور راجح قول

(سوال ۲۴۰۸) مولوی عبدالجبار مرحوم اپنے فتاویٰ ص ۶۱ میں جمعہ فی القریٰ کی نسبت حنفیہ کا مذہب تحریر فرماتے ہیں اور وہ موضع کہ مسافت میں ۴۸ میل سے کم ہو اگرچہ وہ قریہ چھوٹا ہی ہو وہ بھی مصر کا حکم رکھتا ہے۔ مواہب الرحمٰن اور اس کی شرح برہان میں لکھا ہے ويو جبها ابو يوسف على من كان داخل حد الا قامة الذى من فارقه يصير مسافراً او من وصل اليها يصير مقيما وهو الاصح اور عمدہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے قال فی معراج الدرایہ انه اصح ماقيل فيه۔ کیا اس روایت کا بھی معنی و مطلب یہی ہے جو مولوی صاحب مرحوم نے تحریر کیا ہے یا کچھ اور۔ اور اس کا معنی و مطلب واضح طور پر لکھیں۔

(الجواب) یہ روایت عند المحققین من الحنفیہ صحیح و مختار نہیں ہے جیسا کہ شامی نے کہا ان بعض المحققين اهل الترجيح اطلق الفناء عن تقديره بمسافة وكذا محرر المذهب الا مام محمد رحمه الله وبعضهم قدره بها و جملة اقوالهم فى تقديره ثمانية اقوال او تسعة غلوة ، ميل ، ميلان، ثلثة ، فراسخ فرسخان ،ثلاثة، سماع الصوت، سماع الا ذان والتعريف احسن من التحديد الخ۔ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ محققین نے تقدیر بالمسافت نہیں کی اور تحدید سے تعریف عمدہ ہے اور تعریف فناء مصر کی یہ ہے کہ جو مصالح مصر مثل دفن موتی و رکض خیل وغیرہ کے لئے مہیا ہو۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۸ .ط.س. ج۲ص۱۵۸ . ۱۲ ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۸ ۱۵۹ .۱۲ ظفير.
(۳) لان الصلوة فى الحرير ...... مكروهة للرجال (شرح حموى على الا شباه والنظائر ص ۱۹۷) ظفير.
(۴) ردالمحتار. باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۹ .ط.س. ج۲ص۱۳۹ .۱۲ ظفير.

ہندوستان میں دار الحرب ہونے کی صورت میں بھی جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۴۰۹) اگر ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا جاوے تو جمعہ فرض ہے یا نہیں۔ اور بادشاہ مسلم ہونے کی شرط کا کیا جواب ہوگا۔

(الجواب) جمعہ پھر بھی فرض ہے اور بادشاہ مسلمان کا ہونا اس کیلئے شرط نہیں ہے شامی میں ہے فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین الخ ۔(۱) ص ۵۴۰۔

جو قلعہ فناء مصر میں ہے اس میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۴۱۰) ایک قلعہ جس میں ۵۰۰ آدمی رہتے ہیں اور ایک دوکان بھی ہے، سب اشیاء نہیں مل سکتیں اور سرکاری ہسپتال بھی ہے، ڈیڑھ میل کے قریب ایک بڑا قصبہ ہے وہاں سب اشیاء ملتی ہیں۔ قصبہ کے اندر جاکر نماز جمعہ پڑھنے کا پلٹن کو حکم نہیں تو قلعہ میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ظاہر یہ ہے کہ وہ قلعہ فناء قصبہ مذکورہ میں داخل ہے اور نماز جمعہ اس میں صحیح ہے۔ کما فی عامۃ کتب الفقہ من جواز الجمعۃ فی المصر و فناء المصر (۲) فقط۔

شہر میں تعدد جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۴۱۱) ایک شہر کی جامع مسجد میں ایک عالم صاحب امام اور حافظ قرآن موجود ہیں، زید ایک حافظ کو لڑکوں کی تعلیم کے لئے مقرر کرے اور مسجد سے علیٰحدہ ہو کر اور اہل برادری کو علیٰحدہ کر کے حافظ مذکور کے پیچھے دوسری مسجد میں جو ایک فاحشہ کی بنوائی ہوئی ہے جمعہ و تراویح کراوے اور جامع مسجد کی جماعت سے کہے کہ تم کو اس مسجد میں آنا چاہئے۔ اس مسئلہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) حنفیہ کا صحیح و مفتیٰ بہ مذہب یہ ہے کہ ایک شہر میں چند جگہ جمعہ صحیح ہے، کمافی الدر المختار وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذہب وعلیہ الفتویٰ (۳) اور یہ بھی حکم شرعی ہے کہ جو مسجد قائم ہوگئی اور وقف ہوگئی اس کا آباد کرنا اور آباد رکھنا مسلمانوں کو لازم ہے (۴) اور یہ بھی مسلم ہے کہ مال غیر طیب مسجد میں لگانا مکروہ ہے (۵) لیکن اس کا گناہ مال غیر طیب لگانے والے پر ہوگا اس سے اس مسجد کی مسجدیت باطل نہ ہوگی۔ پس ایسی صورت کرنی چاہئے کہ مال غیر طیب جو اس مسجد میں لگایا گیا ہے اس کا معاوضہ حلال آمدنی سے اس مال غیر طیب لگانے والے کو دے دیا جاوے تاکہ وہ مسجد مال غیر طیب سے پاک ہو جاوے اور جو مسجد مسلمانوں کی بنا کردہ ہے اس کو مسجد ضرار نہ کہنا چاہئے کیونکہ مسجد ضرار منافقین کفار کی بنائی ہوئی تھی اور نیت ان کی خراب تھی مسلمانوں کی طرف سے حسن ظن کرنا چاہئے اور بد ظنی نہ کرنی چاہئے ۔قال اللہ تعالیٰ

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۵۴ ط.س. ج ۲ ص ۱۴۴ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) ویشترط لصحتها الخ المصر الخ او فناء ہ وهو ما حوله اتصل به او لا الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۹ ط.س. ج ۲ ص ۱۳۷ ...... ۱۳۸) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۵ ط.س. ج ۲ ص ۱۴۴ ۔ ۱۲ ظفیر. (٤) لو لم یکن لمسجد منزله موذن فانه یذهب الیه ویوذن فیه ویصلی ولو کان وحده لان له حقا علیه فیو دیه (ردالمحتار مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۲۱۷ ط.س. ج ۲ ص ۱۵۹) ظفیر.

(۵) قال تاج الشریعة امالوا نفق فی ذالک ما لا خبیثا اومالا سببه الخبیث والطیب فیکره لان الله تعالیٰ لا یقبل الا الطیب فیکره تلویث بیته بما لا یقبله (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها مطلب احکام المسجد ج ۱ ص ٦۱٦) ظفیر.

الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم . الآیۃ۔(۱)
(ترجمہ) اے ایمان والو بچو بہت سے گمانوں سے، بے شک بعض گمان گناہ ہیں وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام فان الظن اکذب ۔الحدیث (۲) (ترجمہ) بے شک بد گمانی جھوٹی بات ہے۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم انما الا عمال بالنیات ولکل امرء ما نوی۔(۳) الحدیث (ترجمہ) مدار اعمال کا نیت پر ہے اور ہر ایک شخص کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔ پس اگر دونوں مسجدوں میں جمعہ ہو تو دونوں جگہ صحیح ہے کسی پر طعن اور بد ظنی نہ کرنی چاہئے اور مسلمانوں کو باہم اتفاق سے رہنا چاہئے اور جماعت پنج وقتہ دونوں مسجدوں میں کرنا ضروری ہے کیونکہ کسی مسجد کو غیر آباد رکھنا نہ چاہئے اور جماعت تراویح بھی دونوں مسجدوں میں ادا کرنا عمدہ ہے، لیکن یہ برا ہے کہ دوسری مسجد کے نمازیوں کو اس غرض سے توڑا جاوے کہ پہلی مسجد ویران ہو جاوے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے مسلمانوں سے کہ دونوں مسجدوں کو آباد رکھو۔ کچھ یہاں نماز پڑھو اور کچھ وہاں۔ الغرض اتفاق اور اتحاد محمود ہے اور اختلاف وافتراق قبیح ومذموم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ . واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الآیۃ ۔(۴) فقط۔

عصا کے سہارے خطبہ مکروہ نہیں ہے

(سوال ۲۴۱۲) خطیب کو بوقت خطبہ پڑھنے کے عصا لینا مسنون ہے یا مکروہ۔ در مختار میں مکروہ لکھتے ہیں۔ حدیث شریف سے سنت ہونا معلوم ہوتا ہے تطبیق کی کیا صورت ہے

(الجواب) در مختار میں خلاصہ سے کراہۃ اتکاء علی القوس والعصا نقل کی ہے لیکن حلیہ میں اس کو بوجہ مخالفت حدیث رد کر دیا ہے اور قہستانی نے محیط سے نقل کیا ہے ان اخذ العصا سنۃ کالقیام۔(۵)

پس شامی وغیرہ کی تحقیق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اخذ عصا کو مکروہ نہ کہنا چاہئے اور تطبیق کی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے جو علامہ مجد الدین فیروز آبادی سے سوال میں منقول ہے کہ منبر بننے سے پہلے عصا کا لینا ثابت ہے پھر بعد منبر بننے کے متروک ہو گیا۔ بعض فقہاء نے اسی بنا پر مکروہ کہا ہوگا۔

جہاں گائے کی قربانی نہ ہوتی ہو وہاں بھی نماز جمعہ و عید درست ہے

(سوال ۲۴۱۳) ریاست نیپال میں جہاں گائے کی قربانی مہاراجہ کے حکم سے بند ہے نماز جمعہ و عیدین ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز جمعہ و عیدین وہاں صحیح ہے اور ادا ہو جاتی ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) سورۃ الحجرات .
(۲) مشکوٰۃ
(۳) مشکوٰۃ قبیل کتاب الایمان ۱۲ ظفیر ۔
(۴) النساء۔
(۵) دیکھئے رد المحتار۔ باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۷۲ . ط.س. ج ۲ ص ۱۶۳ . ۱۲ ظفیر ۔
(۶) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق (رد المحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ . ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸) ظفیر ۔

سنت بوقت خطبہ درست نہیں

(سوال ۲۴۱۴) ایک شخص جمعہ کے خطبہ کے وقت دو رکعت سنت پڑھ لیتا ہے اور دوسرا شخص اس کو منع کرتا ہے۔ سنت پڑھنے والا احادیث صحیحین پیش کرتا ہے۔ ایک حدیث میں پیغمبر خدا ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا جو خطبہ کے وقت آیا تھا کہ اٹھ اور دو رکعت نماز پڑھ لے۔ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن ایسے وقت آوے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس کو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ لے اور منع کرنے والا آیۃ کریمہ واذا قرء القرآن الآیۃ پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خطبہ سننا فرض ہے۔ پس بوقت خطبہ سنت پڑھنا درست نہیں ہے۔

(الجواب) امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہی ہے کہ خطبہ کا سننا فرض ہے اور اس وقت نماز نفل وغیرہ پڑھنا ممنوع ہے۔ لقولہ تعالیٰ واذاقرء القرآن فاستمعو الہ وانصتوا۔(۱) اور نزول اس آیت کا نماز کے بارہ میں ہے یا خطبہ کے بارہ میں، ان دونوں قول کو مفسرین اور محققین نے نقل فرمایا ہے۔ صاحب جلالین نے خطبہ میں اس کا نزول لکھا ہے اور صاحب کمالین نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کو سند کیا ہے اور دیگر روایات دربارہ نزول فی الصلوٰۃ بھی نقل فرمائی ہیں۔ بہر حال خطبہ بھی اس حکم میں داخل ہے اور صاحب کبیری نے خطبہ کے وقت نماز کی ممانعت روایات حدیث و آثار سے ثابت فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں ولابی حنیفۃؒ ماذکرابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن علی وابن عباس وابن عمر کانوا یکرھون الصلوٰۃ والکلام بعد خروج الامام (الی ان قال) اخرج الستۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قلت لصاحبك یوم الجمعۃ انصت فقد لغوت وھذا یفید بعبادتہ منع الا ...... بالمعروف مع انہ واجب وبدلالتہ منع صلوٰۃ النفل والفراءۃ والاذکارلانہ اذا منع الواجب فالنفل اولی بالمنع ویرجح علی سائر الاحادیث الدالۃ علی جواز تحیۃ المسجد اوا باحۃ الکلام لانہ محرم والمحرم مرجح علی المبیح (۲) الی آخر ما قال، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

پس دیکھئے اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ حدیث منع کو ترجیح ہے۔ حدیث جواز پر اس وجہ سے کہ وہ یعنی حدیث منع محرم ہے اور حدیث جواز مبیح۔ اور محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے۔ اور نیز علمائے محققین نے حدیث جواز کا یہ بھی جواب دیا ہے کہ وہ واقعۂ خاص ہے اور آنحضرت ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ نے خاص شخص کو کسی خاص وجہ سے اجازت دے دی حکم عام وہی ہے جو دیگر احادیث و نصوص سے ثابت ہے یعنی ممنوع ہونا نماز وغیرہ کا بوقت خطبہ۔ فقط۔

دوسری زبان غیر عربی میں خطبہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک

(سوال ۲۴۱۵) امام اعظمؒ جو بلا عذر زبان عربی کے سواء دوسری زبان میں خطبہ پڑھنے کو جائز فرماتے ہیں، یہ حدیث کے مخالف ہے، اس سے کیا مراد ہے۔

(الجواب) امام صاحب کی مراد اداء مع الکراہت ہے۔ کما صرح بہ الفقہاء فقط

(۱) الاعراف ۲۰۴۔

(۲) غنیۃ المستملی المعروف بالکبیری ص ۵۲۰ باب الجمعۃ ۱۲ ظفیر۔

رمضان کے آخری جمعہ میں الوداع الفراق ثابت نہیں

(سوال ۲۴۱۶) خطبہ جمعہ اخیرہ رمضان المقدس جو کلمات حسرت وافسوس الوداع الوداع اور الفراق الفراق پر مشتمل ہے، یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(الجواب) ثابت نہیں ہے۔(۱) فقط۔

اس قلعہ میں جمعہ درست نہیں جس میں آمدورفت کی عام اجازت نہیں

(سوال ۲۴۱۷) ایک قلعہ میں آمدورفت کے لئے عام اجازت نہیں ہے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس قلعہ میں جمعہ جائز نہیں ہے، باہر جائز ہے جہاں عام لوگ شریک ہو جائیں۔

(الجواب) اذن عام بے شک صحت جمعہ کے لئے شرط ہے، پس جب کہ اس قلعہ میں عام نمازیوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے تو وہاں جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ کذا فی الدر المختار والشامی وغیرہما(۲) فقط۔

جمعہ کے لئے کتنے نمازیوں کی موجودگی ضروری ہے

(سوال ۲۴۱۸) جمعہ کی نماز ایک مسجد میں دوازدہ ماہی دو بجے ہوتی ہے اور اکثر کثیر تعداد میں نمازی ہوتے ہیں لیکن گذشتہ جمعہ میں نماز کا وقت ہو گیا اور نمازی مع امام کے چار تھے، ایسی حالت میں جمعہ کی نماز شروع کر دینی چاہئے یا کوئی خاص تعداد ہے کہ جس کا انتظار جمعہ کے لئے کرنا چاہئے، یعنی چار آدمیوں کی موجودگی میں خطیب خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جاوے یا نہیں یا سات آدمیوں کا لازمی طور پر انتظار کرنا چاہئے۔

(الجواب) جمعہ کی جماعت کے لئے تین مقتدی کا ہونا ضروری ہے۔ پس اگر صرف تین آدمی علاوہ امام کے موجود ہوں تو امام خطبہ شروع کر دیوے اور نماز جمعہ کی ادا کرے، نماز جمعہ صحیح ہوگی۔ کما فی الدر المختار والسادس الجماعة واقلها ثلثة رجال ولو غير الثلاثة الذين حضر واالخطبة سوى الا مام الخ (۳) در مختار وکذا فی الشامی۔ فقط۔

گاؤں اور جنگل میں جمعہ درست نہیں

(سوال ۲۴۱۹) دس بیس آدمی کہیں سفر کر رہے ہیں لیکن سفر شرعی نہیں ہے یا دس بارہ کوس پر کوئی رات جارہی ہے تو راستہ میں ان لوگوں کو جمعہ پڑھنا چاہئے یا گاؤں میں جاکر مسجد ہی میں پڑھیں جس میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔

(الجواب) گاؤں اور جنگل میں جمعہ درست نہیں ہے۔ جمعہ اسی جگہ صحیح ہوتا ہے جس جگہ شرط صحت پائی جاوے یعنی وہ بستی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ ہو۔ کما فی الشامی تقع فرضاً فی القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الخ وفيما ذكرنا اشارة الى انها لا تجوز فی الصغيرة الخ ۔(۴) فقط۔

---

(۱) وعلى هذا الخلاف الخطبة وجميع اذكار الصلاة (در مختار) ركن سياتي كراهة الدعاء بالا عجمية (ردالمحتار صفة الصلوٰة فصل ج ۱ ص ۴۵۱ ۔ط.س. ج۲ ص ۴۸۴) ظفیر

(۲) والسابع الاذن العام من الامام وهو يحصل بفتح ابواب ...... دين الخ فلو دخل امير حصنا او قصره واغلق بابه وصلى باصحابه لم تنعقد ولو فتحه واذن الناس بالدخول جاز (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۶۱ ۔ط.س. ج۲ ص ۱۵۱) ظفیر۔

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۰ ۔ط.س. ج۲ ص ۱۵۱ ۔ ۱۲ ظفیر

(۴) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸ ۔ط.س. ج۲ ص ۱۳۸ ۔ ۱۲ ظفیر

جمعہ میں خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور قرات مسنون

(سوال ۲۴۲۰) جمعہ میں قرائت طویل ہونی چاہئے یا خطبہ۔

(الجواب) خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور قرات موافق سنت کے ہونی چاہئے جیسے سورہ سبح اسم ربک الاعلی وغیرہ(۱) فقط۔

ترک جمعہ گناہ ہے

(سوال ۲۴۲۱) اگر کوئی شخص ڈاکخانہ کا ملازم ہو اور بوجہ ملازمت جمعہ نہ پڑھ سکتا ہو تو اس موقعہ پر جمعہ ترک کرنے سے کچھ گناہ تو نہیں ہوگا اگرچہ مسجد بالکل قریب ہو۔

(الجواب) ایسی حالت میں کہ جمعہ فرض ہو جمعہ کا ترک کرنا سخت گناہ ہے اور کبیرہ گناہ ہے اور ترک جمعہ پر حدیثوں میں وعید شدید وارد ہوئی ہے ایک حدیث میں یہ مضمون ہے کہ جو لوگ جمعہ ترک کرتے ہیں چاہئے کہ وہ ترک جمعہ سے باز آویں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا۔ پھر وہ غافلین میں سے ہو جاویں گے۔(۲) پس حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے کہ شہر اور قصبہ میں رہتے ہوئے جمعہ ترک نہ ہو اور اگر کبھی اتفاق سے مجبوری ترک ہو گیا تو ظہر کی نماز ادا کرلینی چاہئے اور ترک جمعہ سے توبہ کرلینی چاہئے۔(۳) فقط۔

امام جمعہ کے لئے باہر جائے یا ظہر کی امامت کرے

(سوال ۲۴۲۲) گاؤں کے امام جمعہ کے دن دوسرے قصبہ یا شہر وغیرہ میں جمعہ پڑھنے کے واسطے چلے جاتے ہیں تو امام کو اپنے گاؤں میں جماعت ظہر کرانی بہتر ہے یا دوسری جگہ جاکر جمعہ پڑھنا۔ دینیات کی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ جس نے تین یا چار جمعہ ترک کئے گویا اس نے اسلام کو پیٹھ دی۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

(الجواب) یہ حدیث شریف میں وعید ترک جمعہ پر آئی ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جس جگہ جمعہ فرض ہو اور پھر کوئی شخص بلا عذر جس پر کہ جمعہ فرض ہے جمعہ ترک کرے تو اس کے لئے یہ وعید ہے۔ اور قریہ صغیرہ جہاں جمعہ فرض نہیں ہے اور جمعہ وہاں ادا نہیں ہوتا وہاں یہ وعید اور یہ حکم نہیں ہے بلکہ ان کے لئے یہ حکم ہے کہ ان کو گاؤں میں ظہر باجماعت پڑھنی چاہئے لیکن اگر کوئی شخص قصبہ یا شہر میں جاکر جمعہ پڑھے تو یہ بہت ثواب کی بات ہے اور جو شخص قصبہ یا شہر میں نہ جاوے وہ گاؤں میں ظہر کی نماز پڑھے اس کو اس قصبہ وغیرہ میں جاکر جمعہ نہ پڑھنے سے کچھ گناہ نہ ہوگا۔(۴) فقط۔

---

(۱) ویسن خطبتان خفیفتان وتکرہ زیادتہما علی قدر سورۃ من طوال المفصل (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۵۸. ط.س. ج۲ ص۱۴۸) ظفیر.

(۲) عن ابن عمر و ابی ہریرۃ انہما قالا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی اعواد منبرہ لینتہین اقوام عن ودعہم الجمعات اولیختمن اللہ علی قلوبہم ثم لیکونن من الغافلین رواہ مسلم (باب وجوبہا فصل اول ج ۱ ص ۱۲۱) ظفیر. (۳) قال اللہ تعالیٰ. یایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (سورۃ الجمعۃ ۲) ظفیر. (۴) ومن لا تجب علیہم الجمعۃ من اہل القری والبوادی، لہم ان یصلوا الظہر بجماعۃ یوم الجمعۃ باذان اقامۃ (عالمگیری مصری. الباب السادس عشر فی الجمعۃ ج ۱ ص ۱۳۶. ط. ماجدیہ ج۲ ص ۱۴۵) ظفیر.

خطبہ میں کیا کیا پڑھا جائے

(سوال ۲۴۲۳) خطبہ نماز جمعہ میں بعد جلسہ استراحت درمیانی کس قدر خطبہ پڑھنا چاہئے اور اس میں کیا کیا مضامین ہوں، کیا صرف چند کلمات حمد اور ایک آیت قرآنی سے خطبہ ثانیہ پورا ہو جائے گا اور کیا نعت حضور سرور عالم ﷺ درود شریف و ذکر خلفاء کبار و اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و دعاء مؤمنین کے ترک سے کچھ نقصان واقع نہ ہوگا۔

(الجواب) شامی میں ہے کہ خطبہ اولیٰ میں اللہ کی حمد و ثنا اور شہادتین اور درود شریف اور وعظ و نصیحت وغیرہ کے مضامین ہونے چاہئیں۔ پھر لکھا ہے والثانیۃ کالاولیٰ یعنی دوسرا خطبہ بھی مانند پہلے خطبہ کے ہے۔ یعنی وہی امور اس میں بھی ہونے چاہئیں لیکن بجائے وعظ و تذکیر کے دعا مسلمانوں کے لئے کی جاوے اور ذکر خلفائے راشدین وغیرہم کا بھی مستحب ہے۔(۱) فقط۔

امام نے حالت خطبہ میں کسی کی تعظیم کی اور اسے منبر پر لے آیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۴۲۴) امام نے بحالت خطبہ بند کر کے کسی کی تعظیم کی اور اس کو منبر پر چڑھادیا، پھر خطبہ باقی ادا نہیں کیا، نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) نماز ہوگئی(۲) مگر آئندہ ایسا کرنا نہ چاہئے۔

سلطان المعظم کا نام خطبہ میں لینا اور دعاء کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۴۳۵) سلطان المعظم کا نام لے کر خطبہ جمعہ و عیدین میں اصلاح و ترقی و نصرت علی الاعداء کی دعاء کرنا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوز القهستانی ویکره تحریماً وصفه بما لیس فیه الخ اور شامی میں ہے بل لا مانع من استحبابه فیها کما یدعی لعموم المسلمین فان فی صلاحه صلاح العالم الخ ۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ دعا مذکورہ جائز بلکہ مستحب ہے۔ فقط۔

کالاپانی میں جمعہ جائز ہے۔

(سوال ۲۴۲۶) میں آج کل بسلسلہ ملازمت اس مقام میں ہوں جو ہندوستان میں کالاپانی کہا جاتا ہے۔ یہاں تقریباً ۱۲ ہزار قیدی ہیں اور دو ہزار آزاد ہیں کل تعداد آزاد مسلمانوں کی پانچ سو سے کم ہے۔ یہاں بازار ہے کل اشیاء ضروری خوردنی و پوشیدنی میسر آتی ہیں۔ آیا یہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ویسن خطبتان خفیفتان الخ ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین (در مختار) ویبداء ای قبل الخطبة الاولی بالتعوذ سراثم بحمد الله تعالیٰ والثناء علیه والشهادتین والصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم والعظة والتذکیر والقراءة قال فی التجنیس والثانیة کالا ولی الاان یدعوا للمسلمین مکان الوعظ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹. ط. س. ج ۲ ص ۱۴۸ ...... ۱۴۹) ظفیر. (۲) کفت تحمیدة او تحلیلة او تسبیحة للخطبة المفروضة مع الکراهة و قالا، لا بد من ذکر طویل الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتارباب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۸. ط.س. ج۲ص۱۴۸ ...... ۱۴۹) ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹ ط.س. ج۲ص۱۴۸ ...... ۱۴۹. ۱۲ ظفیر.

یہاں کی بعض مساجد میں امام قیدی ہیں، کیا آزاد لوگوں کی نماز ان کے پیچھے درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز جمعہ مقام مذکور میں جائز ہے، وہاں نماز جمعہ ادا کرنا چاہئے۔(۱) اور امام قیدی کے پیچھے غیر قیدی کی نماز صحیح ہے۔(۲) فقط۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں خواہ مصلحت ہی کیوں نہ ہو

(سوال ۲۴۲۷) ایک گاؤں میں جماعت احمدی کا بہت زور تھا، بندہ نے وہاں اشاعت اسلام کی، ایک برس میں وہ تمام اہل گاؤں راہ راست پر آئے اور سوائے سات آٹھ آدمیوں کے کہ وہ اس راہ پر پختہ ہیں اور مسجد میں ہمارا دخل ہو گیا ہے، ان کو جگہ نہیں دیتے چونکہ گاؤں مذکور چھوٹا ہے شرائط جمعہ کی نہیں پائی جاتیں صرف مقابل کے دور کرنے کو اگر چند عرصہ مصلحتاً جمعہ پڑھا جاوے تو شرعاً کیا حکم ہے اور آپ کوئی جائز طریقہ فرماویں جس سے ان کی سمجھ میں آجاوے۔

(الجواب) چھوٹے گاؤں میں حنفیہ کے مذہب میں جمعہ قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جمعہ ادا نہیں ہوتا بلکہ مکروہ ہوتا ہے۔(۳) تو کسی رعایت کی وجہ سے فعل مکروہ کو اختیار کرنا اور جماعت فرض ظہر کو ترک کرنا لائق نہیں ہے۔ پس ان لوگوں کو دوسرے طریق سے سمجھا دیجئے۔ اور کبھی کبھی مجمع کر کے یا بروز جمعہ مجمع کر کے ظہر کی نماز پڑھ کر ان کو بطریق وعظ سمجھا دیا کیجئے۔ اور مسائل بتلا دیجئے۔ فقط۔

الوداع وغیرہ پڑھنا شعار روافض سے ہے

(سوال ۲۴۲۸) رمضان شریف میں آخری جمعہ کو ایسا خطبہ پڑھنا جس میں الفاظ الفراق یا الوداع یا شہر رمضان جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا خطبہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ علماء نے اس سے منع فرمایا ہے، اور اس کو شعار روافض کا لکھا ہے۔(۴) فقط۔

گاؤں والوں کو شہر میں جا کر جمعہ ادا کرنا ضروری نہیں

(سوال ۲۴۲۹) آیا حدیث میں یہ حکم آیا ہے کہ گاؤں والے اتنی دور جا کر جمعہ پڑھیں کہ شام تک گھر لوٹ آویں ورنہ گنہگار ہوں گے ہم لوگ کاشتکار ہیں، ہم کو کبھی فرصت ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی۔ ہم گنہگار ہیں یا نہیں۔

(الجواب) گاؤں والوں کو شہر میں جا کر جمعہ پڑھنا ضروری نہیں ہے چاہے شہر کتنا ہی نزدیک ہو۔ ہاں اگر بسہولت کوئی شخص جا سکے تو شہر میں جمعہ جا کر پڑھنا ثواب کا کام ہے اور اگر نہ جاوے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مدینہ طیبہ کے قرب و جوار میں جو دیہات تھے وہاں سب لوگ ہمیشہ مسجد نبوی میں جمعہ

(۱) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ص ۷۴۸.ط.س.ج۲ص۱۳۸)ظفیر.(۲) وشرط لا فتراضها اقامة الخ بمصر الخ وعدم حبس الخ ان اختار العزیمة وصلاها وهو مکلف الخ وقعت فرضا عن الوقت الخ ویصلح للامامة فیها من صلح لغیر ها فجازت لمسا فرو عبداو مریض الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ص ۷۶۲ و ج ۱ ص ۷۶۴.ط.س.ج۲ص۱۵۳......۱۵۵) ظفیر.
(۳)صلاۃ العید فی القری تکره تحریما (در مختار) ومثله الجمعة (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ص ۷۷۵.ط.س.ج۲ص۱۶۷) ظفیر.(٤)قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم "من احدث فی امرنا ما هذا لیس منه فهو رد رواه مسلم (مشکوٰۃ ص ۲۷) ظفیر".

پڑھنے نہ آتے تھے بلکہ کبھی کوئی اور کبھی کوئی آتا جس کو فرصت ہوئی اور دل چاہا وہ آجاتا تھا اور جس کو موقع ملا وہ نہ آتا تھا۔ پس اب بھی یہی حکم ہے۔(۱) فقط۔

کارخانہ میں جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۴۳۰) میں کارخانہ موٹر کمپنی میں ملازم ہوں۔ دوپہر کو صرف ایک گھنٹہ کی اجازت خورد نوش کے لئے ملتی ہے ایسی صورت میں جب کہ مسجد جامع ہے بہت فاصلہ پر ہے خورد نوش اور جمعہ کی نماز سے فراغت دشوار ہے تو اگر اسی کارخانہ جائے ملازمت پر نماز جمعہ ادا کی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ کارخانہ موٹر کا اس شہر کے متعلقات سے ہے جس میں جامع مسجد ہے یعنی فناء شہر میں واقع ہے جیسا کہ شہر سے باہر کوٹھیاں اور کارخانے اسی شہر کے متعلقات ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں چند آدمی مل کر نماز جمعہ اسی کارخانہ میں ادا کر سکتے ہیں کیونکہ نماز جمعہ جیسا کہ شہر میں صحیح ہوتی ہے اسی طرح شہر کے متعلقات بیرون شہر میں بھی صحیح ہے۔(۲) فقط۔

آیت جمعہ قطعی الدلالۃ ہے

(سوال ۲۴۳۱) یا یھا الذین امنو اذا نودی لصلوٰۃ الآیۃ۔ آیت کریمہ مطلق ہے یا مقید قطعی ہے یا ظنی۔

(الجواب) فرضیت جمعہ کے بارہ میں آیت قطعی الدلالۃ ہے۔(۳) لیکن باتفاق ائمہ و مجتہدین عام اور مطلق نہیں بلکہ مخصوص و مقید ہے اور مشروط ہے ساتھ شرائط کے جن کی تفصیل کتب فقہ ہدایہ در مختار وغیرہ میں درج ہے۔(۴) فقط۔

نیت جمعہ

(سوال ۲۴۳۲) نماز جمعہ کی نیت اس طور سے درست ہے یا نہیں نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتی الجمعۃ فرض اللہ تعالیٰ متوجھاً الی جھۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔

(الجواب) نیت نماز جمعہ بکیفیت مذکورہ صحیح ہے۔ فقط۔

احاطۂ مکان کی مسجد میں جمعہ

(سوال ۲۴۳۲) اس طرف اکثر لوگ احاطۂ مکان میں ایک چار چھ ہاتھ مربع مکان دیوار یا ٹٹی کا بنام اللہ گھر یا مسجد کے بلا لحاظ پابندی نماز بناتے ہیں یہ مکان ضرورۃً ادھر ادھر بھی ہٹا لیا جاتا ہے اور کبھی کھود بھی ڈالتے ہیں۔ غرض ایسی عرفی مسجدوں میں جو بڑی سے بڑی مسجد تھی اس میں لوگوں سے جمعہ کی جماعت تیا کر لی اور واعظ لوگ آئے

---

(۱) ومن لا تجب علیھم الجمعۃ من اھل القری والبوادی لھم ان یصلوا الظھر بجما عۃ یوم الجمعۃ باذان واقامۃ (عالمگیری مصری الباب السادس عشر فی الجمعۃ ج ۱ ص ۱۳۶ .ط.س.ج۲ص۱۴۵) ظفیر.

(۲) وکما یجوز اداء الجمعۃ فی المصر یجوز اداء ھافی فناء المصر وھو الموضع المعد لمصالح المصر متصلا بالمصر (عالمگیری مصری باب الجمعہ ج ۱ ص ۱۳۵ .ط.س.ج۲ص۱۴۵) ظفیر.

(۳) ھي (ای الجمعۃ فرض عین یکفر جاحدہ لثبوتھا بالدلیل القطعی (در مختار) وھو قولہ تعالیٰ یا یھاالذین امنوا اذا نودی بالصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الخ (ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۴۷ .ط.س.ج۲ص۱۳۶).

(۴) ویشترط بصحتھا سبعۃ اشیاء المصر الخ (ایضاً ج ۱ ص ۷۴۷ .ط.س.ج۲ص۱۳۷) ظفیر.

انہوں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جمعہ پڑھا اور پڑھتے ہیں ایسی حالت میں عندالاحناف جمعہ پڑھنے والے مصیب ٹھہریں گے یا خاطی۔

(الجواب) اگر وہ بستی جس مکان واحاطہ مذکورہ ومسجد مذکور واقع ہے شہر یا قصبہ ہے جس میں عندالاحناف جمعہ واجب وادا ہوتا ہے اور بوقت نماز جمعہ دروازہ احاطہ کا کھلا ہوا ہے اور اذن عام ہے تو صحت صلوٰۃ جمعہ میں کچھ شبہ وتردد نہیں ہے(۱) فقط۔

قبل خطبہ وعظ درست ہے

(سوال ۲۴۳۴) گاؤں میں جامع مسجد میں قبل نماز جمعہ وعظ کہنا مکروہ ہے یا نہ اور وان لا یتحلق الناس یوم الجمعة قبل الصلوٰة فی المسجد کا کیا حکم ہے

(الجواب) اگر وقت میں گنجائش ہے اور کچھ ضرورت ہے تو قبل نماز جمعہ وعظ کہنا مکروہ نہیں ہے اور اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے مسجد میں نمازی حلقہ باندھ کر نہ بیٹھیں اور جس وقت خطبہ شروع ہو اس وقت خطبہ سنیں۔ فقط۔

جہاں شوافع کے نزدیک جمعہ جائز ہے کیا حنفی امام شافعی کے مذہب پر عمل کر سکتا ہے

(سوال ۲۴۳۵) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اس گاؤں میں جمعہ جائز ہے جس میں ۴۰ نمازی ہوں۔ ایسے گاؤں میں حنفیہ کو امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) حنفیہ کو اس صورت میں امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ حنفیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ وعیدین کی جائز نہیں ہے بلکہ در مختار وشامی میں قنیہ سے نقل کیا ہے کہ گاؤں میں جمعہ وعیدین کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ فقط۔(۲)

دروازہ میں کھڑے ہو کر خطبہ خلاف سنت ہے

(سوال ۲۴۳۶) اگر خطیب دروازہ مسجد میں کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے کہ مقتدی اور سامعین امام کی پشت کی طرف بھی ہوں تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ خلاف سنت ہے، حکم یہ ہے کہ بوقت خطبہ مقتدیان خطیب کے سامنے ہوں۔(۳) فقط۔

شہر کے نواح میں کام کرنا ترک جمعہ کے لئے عذر نہیں

(سوال ۲۴۳۷) اگر کاشتکاران وغیرہ آبادی سے ایک ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر قلبہ رانی وچاہ سے آب پاشی کرتے ہیں اور نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے اور کہتے ہیں کہ جنگل سے آبادی میں آنے اور نماز جمعہ میں شریک ہونے سے ہمارا کام بند ہو جاتا ہے۔ یہ عذر ان کا معتبر ہے یا نہیں۔

---

(۱) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق (ردالمحتار باب جمعة ج ۱ ص ۷۴۸) والسابع الاذن العام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۱. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر.

(۲) صلاة العید فی القریٰ تکره تحریما (در مختار) ومثله الجمعة (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ ص۱۶۷) ظفیر. (۳) عن ابن عمر قال کان النبیﷺ صلے الله علیه وسلم یخطب خطبتین کان یجلس اذا صعد المنبر وعن عبدالله بن مسعود قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا استویٰ علی المنبر استقبلنا ہ بوجوهنا رواه الترمذی (مشکوٰة باب الخطبه ص ۱۲۴) ظفیر.

(الجواب) یہ عذر ترک جمعہ کا شہر کے رہنے والے کاشتکاران وغیرہ کو جو اسی شہر میں جنگل میں کار زراعت میں مشغول ہیں نہیں ہو سکتا۔(۱) فقط۔

جامع مسجد میں گنجائش نہ رہے تو کیا عید گاہ میں جمعہ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے

(سوال ۲۴۳۸) کثرت نمازیان سے مسجد جامع میں اس قدر وسعت نہیں ہے جو کل نمازیان کے لئے کافی ہو سکے ایسی حالت میں اگر عید گاہ میں نماز جمعہ پڑھی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) بصورت موجودہ نماز عید گاہ میں درست ہے اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ ایک شہر میں چند مسجدوں میں جمعہ صحیح ہے۔(۲) فقط۔

بیک وقت کئی مسجد میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۴۳۹) شہر کی جامع مسجد میں جس وقت نماز جمعہ ہوتی ہے ٹھیک اسی وقت دیگر مساجد میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مفتی بہ مذہب کے موافق دوسری مساجد میں بھی جمعہ اس وقت صحیح ہے(۳) فقط

منبر کا درمیان صف میں رکھنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۴۰) یہاں پر نمازیوں کی کثرت اور مسجد کی تنگی کی غرض سے اور آواز دور پہنچانے کی غرض سے منبر دیوار قبلہ سے ہٹا کر رکھا جاتا ہے جس صورت میں بعض صفوف خطیب کے پس پشت ہو جاتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) سنت یہ ہے کہ بروز جمعہ منبر محراب کے پاس ہو اور خطیب اس پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور مقتدیان اس کے سامنے ہوں۔ کما فی البدایع من السنة ان یستقبل الناس بوجهه ویستدبر بالقبلة (۴) انتھی۔ پس بوجہ ضرورت سنانے لوگوں کے اس سنت کو ترک نہ کرنا چاہئے کہ سب کا سننا ضروری نہیں ہے۔ اور کثرت نمازیان کی صورت میں سب کو سنانا دشوار ہے۔ فقط۔

---

(۱) بان وجوبها مختص باهل المصر والخارج عن هذا الحدليس اهله اقات وهو ظاهر المتون وفی المعراج انه اصح ما قيل (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲. ط.س. ج۲ ص ۱۵۲) ظفير والا صح وجوبها على مكاتب ومبعض واجير ويسقط من الا جربحسابه لو بعيد اوالا لا (الدر المختار على هامش ردالمحتار بابب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۳. ط.س. ج۲ ص ۱۵۲) ظفير.

(۲) وتودى فى مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب وعليه الفتوىٰ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۵. ط.س. ج۲ ص ۱۴۴) ظفير.

(۳) وتودى فى مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب وعليه الفتوىٰ (ايضاً. ط.س. ج۲ ص ۱۴۴)

(۴) دیکھئے بدائع الصنائع فصل فی الجمعة ج ۱ ص ۲۶۳ ۱۲. اذا جلس على المنبر (در مختار) ومن السنة ان يخطب عليه اقتداء به صلى الله عليه وسلم بحروان يكون على يسار المحراب قهستانى (باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰) ظفير.

مصر کی تعریف میں اختلاف

(سوال ۲۴۴۱) مولوی عبد الشکور صاحب اپنے رسالہ علم الفقہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مقامات معروفہ ذیل مصر ہیں۔ (۱) جو مقام کسی مصر مقام سے اس قدر فاصلہ پر ہو کہ وہاں سے کوئی شخص نماز جمعہ پڑھنے کے لئے مصر مقام میں جاوے اور نماز پڑھ کر دن ہی دن میں اپنے گھر واپس آجاوے تو یہ مقام بھی مصر ہے۔ از شوح سفو السعادۃ (۲) وہ مقام مصر ہے کہ جہاں مرد مسلمان مکلّف اس قدر آباد ہوں کہ اس مقام کی بڑی مسجد میں نہ سما سکیں از بحر الرائق۔ یہ تعریف صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) یہ حنفیہ کا مذہب مفتی بہ نہیں ہے، گویا مؤلف نے بعض اقوال نقل کر دیئے ہیں کہ ایسا بھی بعض کا قول ہے اور شاید صاحب سفر السعادۃ کے نزدیک یہی راجح ہو مگر حنفیہ کا مذہب معتمد بہ نہیں ہے۔ کما یظھر من کتب الفقہ (۲) یہ تعریف مصر کی منقوض ہے۔ کما صرح بہ فی شرح (۱) المنیہ یہاں بھی مؤلف صاحب نے مذہب راجح کو چھوڑ کر بعض روایات کو اختیار کیا ہے۔ فقط۔

بوقت خطبہ جمعہ پنکھا کرنا اور ننگے سر بیٹھنا کیسا ہے

(سوال ۲۴۴۲) بوقت خطبہ جمعہ پنکھا ہلانا اور ننگے سر بیٹھنا درست ہے یا نہ۔

(الجواب) یہ اچھا نہیں ہے۔ فقط۔ (۲)

فناء مصر میں جو گاؤں ہو اس میں جمعہ

(سوال ۲۴۴۳) شہر سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا گاؤں واقع ہے اور شہر گاؤں کے درمیان باغیچہ اور نہر اور احاطہ گھوڑوں کے رہنے کا ہے۔ اس چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ مصر اور فناء مصر کی صحیح تعریف کیا ہے۔ گھوڑوں کے احاطہ کے متعلق ملازموں کے مکانات ہیں، ان مکانات میں مسجد ہے اس مسجد میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مصر کی تعریف میں اختلاف ہے لیکن بظاہر مدار عرف پر ہے، عرفاً جو شہر اور قصبہ ہو اور آبادی اس کی زیادہ

---

(۱) والفصل فی ذالک ان مکۃ والمدینۃ مصر ان ، تقام بھما الجمعۃ من زمنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی الیوم فکل موضع کان مثل احدھما فھو مصر (غنیۃ المستملی ص ۵۱۱ آگے بعض لوگوں نے بڑی مسجد کے ساتھ مصر کی جو تعریف کی ہے اس کا رد کرتے ہیں . فکل تفسیر لا یصدق علی احدھما فھو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایہ وغیر ھما وھو ما لواجتمع اھلہ فی اکبر مساجد لا یسعھم فانہ منقوض بھما اذ ل مسجد منھما یسع اھلہ وزیادۃ (ایضاً) مصر کی تعریف جو صاحب ہدایہ نے کی اس کی صحت کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں والحدا لصحیح مااختار صاحب الھدایۃ انہ الذی لہ امیر و قاض ینفذ الا حکام ویقیم الحدود الخ (ایضاً) تحفۃ الفقہاء میں امام صاحب سے تعریف نقل کی ہے . عن ابی حنفیۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیھا سکک واسواق ولھا رساتیق وفیھا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ اوعلم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث ھذا ھو الاصح (ایضاً) ظفیر.

(۲) وکل ماحرم فی الصلوۃ حرم فیھا ای فی الخطبۃ خلاصہ وغیرھا فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا اورد سلام وامرا بمعروف بل یجب علیہ ان یستمع علیہ ویسکت بلا فرق بین قریب وبعید (در مختار) ظاھرہ انہ یکرہ الا شتغال بما یفوت السماع وان لم یکن کلاما (ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۶۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۵۹) ظفیر.

ہو اور بازار و گلیاں اس میں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں وہ شہر ہے۔(۱)اور فناء مصر وہ جگہ ہے جو شہر کے متصل شہر کی ضروریات مثل رکض خیل وغیرہ کے لئے ہو۔(۲)وہ چھوٹا گاؤں جس کا ذکر سوال میں ہے اس میں عند الحنفیہ صحیح نہیں ہے اور وہ احاطہ گھوڑوں کا اگر متعلق شہر ہے تو فناء مصر ہے اور اس کے پاس جو ملازموں کے مکانات ہیں وہاں جمعہ صحیح ہے۔ فقط۔

خطبہ میں سلطان المعظم کا نام لینا درست ہے

(سوال ۲۴۴۴)ایک امام مسجد خطبہ ثانی جمعہ میں خلیفہ کا نام نہیں لیتا۔ ہمارے ساتھ ناحق جھگڑا کرتا ہے اور کہتا ہے اس وقت کوئی خلیفہ نہیں ہے، اس صورت میں جو حکم شرعاً ہو اس سے مطلع فرمائیں۔

(الجواب)خلیفۃ المسلمین یعنی سلطان المعظم کا نام خطبہ میں لینا چاہئے اور ان کے لئے دعاء نصرت و فتح کرنی چاہئے یہ عین اسلامی خدمت ہے اور تمام عساکر اسلامیہ کے لئے فتح و نصرت کی دعا کرنی چاہئے اور مسلمانوں کو حضرت سلطان المعظم کو اپنا خلیفہ سمجھنا ضروری ہے(۳)اور یہ کہنا کہ اس وقت کوئی خلیفہ نہیں ہے غلط ہے، ایسی باتیں مسلمانوں کو کہنا اور افعال خلاف اسلام کرنا اور کفار و نصاریٰ سے اختلاط و موالات رکھنا حرام ہے اور ترک موالات ضروری اور لازمی اور فرض مذہبی ہے(۴)فقط۔

نماز جمعہ میں خطبہ کی حیثیت

(سوال ۱ /۲۴۴۵)نماز جمعہ میں خطبہ فرض ہے یا واجب یا سنت۔

خطبہ کی غلطی سے نماز میں نقص نہیں آتا

(سوال ۲/۲۴۴۶)اور خطبہ میں غلطی ہو جانے سے نماز میں تو کچھ نقص نہیں ہوتا۔

(الجواب ۱و۲)جمعہ میں خطبہ فرض ہے اور خطبہ کی غلطی ہو جانے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔(۵)

فرضیت جمعہ کا منکر کافر ہے

(سوال ۱/۲۴۴۷)زید کہتا ہے کہ آیت جمعہ ظنی ہے اس لئے نماز جمعہ فرض نہیں۔ منکر فرضیت جمعہ پر کیا حکم ہے

---

(۱)في التحفة عن ابی حنفية رضی الله تعالیٰ عنه انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظلوم بحشمته وعلمه اوعلم غيره يرجع الناس اليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الا صح (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸.ط.س.ج۲ص۱۳۷) ظفير.

(۲)اوفناء ه وهوما حوله اتصل به اولا، لا جل مصالحه كدفن الموتى وركض الخيل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ص ۷۴۹.ط.س.ج۲ص۱۳۸) ظفير.

(۳)اماما اعتيد في زماننا من الدعاء للسلاطين العثمانية ايدهم الله تعالیٰ كسلطان البرين والبحرين وخادم الحرمين الشريفين فلا مانع منه (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ص ۷۶۰.ط.س.ج۲ص ۱۵۰) ظفير.

(۴) یہ سن ۱۳۴۰ھ کی بات ہے اس زمانہ میں خلیفۃ المسلمین ترکی میں تھے۔ اب سن ۱۳۸۱ھ ہے اب خلیفۃ المسلمین باقی نہ رہے۔ سلطان عبدالحمیدؒ کے بعد پھر کوئی ان کی جگہ خلیفۃ المسلمین کی حیثیت سے نہ بیٹھا، اس لئے ہمارے اس دور میں کسی کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جب بھی کوئی خلیفۃ المسلمین منتخب کر لیا جائے گا اس کا نام خطبہ میں لیا جا سکے گا۔ واللہ اعلم ۱۲ظفیر۔

(۵)ويشترط لصحتها سبعة اشياء الا ول المصر الخ والرابع الخطبة فيه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۷.ط.س.ج۲ص۱۳۷) ظفير.

جمعہ کی فرضیت میں تاویل غلط ہے

(سوال ۲/۲۴۴۸)زید کہتا ہے کہ قرآن میں ظن باقی ہے اور نماز جمعہ سے مراد قرون اولیٰ میں صرف جہاد کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا تھا پس یہ نماز فرض نہیں ہے۔

(الجواب)منکر فرضیت جمعہ کافر ہے اور آیۃ فرضیت جمعہ قطعی ہے اور ظنیت شرائط میں ہے نہ کہ اصل نماز جمعہ میں۔(۱)

(۲)زید کا قول غلط ہے اور پہلے لکھا گیا کہ فرضیت جمعہ کا منکر کافر ہے، البتہ جمعہ امصار و قصبات و قریہ کبیرہ میں فرض ہوتا ہے دیہات صغیرہ میں فرض نہیں ہے اور ادا نہیں ہوتا۔ کما فصل فی کتب الفقه (۲) فقط۔

قلعہ جس میں عام داخلہ کی اجازت نہیں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۴۹) قلعہ میگزین میں جمعہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس دلیل سے۔اس قلعہ میں بلا ٹکٹ کے کوئی بھی نہیں جاسکتا۔نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے جو حکم ہو اس سے مطلع فرمائیں اور جگہ کے علماء عدم جواز پر ہیں۔

(الجواب)اقول وباللہ التوفیق۔اس مسئلہ کے متعلق روایۃ در مختار و رد المحتار یہ ہے۔ والسابع الا ذن العام من الامام ويحصل بفتح ابواب الجامع للوا ردين كا فى ولا يضر غلق باب القلعة لعدوا ولعادة قديمة لان الا زن العام مقرر لا هله وغلقه لمنع العدو لا المصلى نعم لولم يغلق لكان احسن كما فى مجمع الا نهر معز يالشرح عيون المذاهب قال وهذا اولىٰ مما فى البحر و المنح فليحفظ . فلود خل امير حصناً او قصره واغلق بابه وصلے باصحابه لم تنعقد ولو فتحه واذن للناس بالدخول جاز وكره الخ (درمختار) قوله الاذن العام اى ان يأ ذ الناس اذنا عاما بان لا يمنع احداً ممن تصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذى تصلے فيه وهذا مراد من فسرالا ذن العام بالا شتهار (الى ان قال) واعلم ان هذا الشرط لم يذكر فى ظاهر الرواية ولذا لم يذكره فى الهداية بل هو مذكور فى النوادر ومشى عليه فى الكنز والو قاية والنقاية والملتقى وكثير من المعتبرات قوله وهذا اولىٰ مما فے البحر و المنح . ما فى البحر والمنح هو ما فرعه فے المتن بقوله فلود خل امير حصنا اى انه اولىٰ من الجزم بعد م الا نعقاد. قوله او قصره. قلت وينبغى ان يكون محل النزا ع مااذا كانت لا تقام الا فى محل واحد اما لو تعددت فلا ، لانه لا يتحقق التفويت كما افاده التعليل تامل وقال قبيله وفى الكافى التعبير بالدار حيث قال و الا ذن العام وهوان تفتح ابواب الجامع ويوذن للناس حتى لو اجتمعت جما عة فى الجامع واغلقو ا الا بواب وجمعوا لم يجز وكذا السلطان اذا ارادان يصلى بحشمه فى دُر ه فان فتح بابها واذن للناس اذنا عاما جازت صلوٰته شهدتها العامة اولا . وان لم يفتح

---

(۱)هى فرض عين يكفر جاحد ها لثبوتها بالدليل القطعى كما حققه الكمال وهى فرض مستقل اكد من الظهر وليست بدلا عنه (در مختار) قوله بالدليل القطعى وهو قوله تعالىٰ يا ايها الذين امنو اذا نودى للصلوٰة من يوم الجمعة فاسعوا الا ية وبا لسنة وبالا جماع (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷.ط.س.ج۲ص۱۳۶) ظفير.

(۲)وتقع فرضا فے القصبات والقرى الكبيرة التى فيها اسواق الخ تجوز فے الصغيرة . التى ليس فيها قاض ومنبر الخ ولو صلوا فى القرى لز مهم اداالظهر (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸.ط.س.ج۲ص۱۳۸) ظفير.

ابواب الدار واغلاق الا بواب واجلس البوابین لیمنعوا عن الدخول لم تجز لان اشتراط السلطان للتحرز عن تفویتها علی الناس وذا لا یحصل الا بالا ذن العام اه قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل واحد الخ .(۱)شامی۔

پس روایت مذکورہ سے صاحب بصیرت کو اتنی بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر قلعہ کا دروازہ بسبب عادۃ مستمرہ کے بند رہتا ہے اور قلعہ کے اندر رہنے والوں کو شرکت جمعہ کی اجازت ہے تو قلعہ کے اندر جمعہ صحیح ہے خصوصاً جب کہ علت عدم جواز جمعہ فی الحصن جو کہ تفویت جمعہ قلعہ سے باہر والوں کے لئے ہے پائی نہیں جاتی کیونکہ قلعہ سے باہر شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوتا ہے۔ کما صرح فی السوال الساق۔ اور حسب روایت مفتی بہا ایک شہر میں چند جگہ جمعہ درست ہے کما فی الدر المختار وغیرہ. وتو دی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذهب وعلیه الفتویٰ۔(۲) پس جب کہ علت عدم جواز صورت موجودہ مذکورہ میں موجود نہیں ہے اور جواز جمعہ کا حکم کرنے میں قلعہ کے اندر کام کرنے والوں کو بھی جمعہ کی نماز اور فضیلت جمعہ حاصل ہو سکتی ہے اور اس میں یسر اور سہولت بھی ہے اور یہ مطلوب فی الدین ہے، کما قال تعالیٰ یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔(۳)وفی الحدیث الدین یسر. او کما قال صلی الله علیه وسلم ۔ تو اگر حسب تصریح در مختار وشامی قلعہ مذکورہ میں جواز جمعہ کا فتوی دیا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور اذن عام کے اشتراط کی روایات اس کے منافی نہیں ہیں۔ کیونکہ شرط مذکور کی وجہ یہی ہے کہ لوگوں کو جمعہ سے روکا نہ جائے اور ان کا جمعہ فوت نہ ہو۔ پس جب یہ وجہ موجود نہ ہو تو پھر صحت جمعہ میں کیا تردد ہو سکتا ہے۔ اور اس جزئیہ سے فلو دخل امیر حصنا او قصرہ الخ سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ وجہ عدم جواز تفویت جمعہ عن الناس ہے کیونکہ اقامت بموجودگی امیر کے ظاہر ہے کہ سوائے امیر کے کوئی نہ کرے گا اور جب اس نے دروازہ بند کر لیا اور باہر سے آنے والوں کو اجازت شرکت جمعہ نہ دے تو اس صورت میں باہر والوں کا جمعہ بالکل فوت ہوگا۔ وهو المانع عن الجواز۔ اور جب کہ یہ خوف باقی نہ ہو اور تفویت جمعہ عن الناس قلعہ میں جمعہ پڑھنے کی صورت میں متصور نہ ہو تو پھر حسب تصریح علامہ شامی جواز جمعہ فی القلعہ میں کچھ تردد نہیں ہو سکتا قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الانی محل واحد اما لو تعددت فلا، لانه لا یتحقق التفویت کما افاده التعلیل تامل .ط.س. ج ۲ ص ۱۵۲ ۔(۴)قوله لم تنعقد. یحمل علی ما اذا منع الناس فلا یضر اغلاقه لمنع عدو او لعادة کمامر. قلت ویوئده قول الکافی واجلس البوابین الخ . فتامل۔(۵) اور اس میں چونکہ دقت نظر اور غور وفکر کی ضرورت

(۱) ردالمحتار علی ہامش الدر المختار ج ۱ ص ۷۶۱ وج ۱ ص ۷۶۲ باب الجمعۃ. طبع س۔ ج ۲ ص ۱۵۲۔
(۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۵۵ .ط.س. ج ۲ ص ۱۴۴. ۱۲ ظفیر۔
(۳) سورۃ البقرہ رکوع ۲۳۔ ۱۲ ظفیر۔ (۴) بخاری۔ باب الدین یسر ج ۱ ص ۱۶ ظفیر۔
(۵) دیکھئے رد المحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۶۲. ط.س. ج ۲ ص ۱۲ ظفیر۔

تھی اس لئے تامل کا امر کیا۔ اور فقہاء حنفیہ یہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ قوۃ دلیل مرجح قوی ہے۔ بالجملہ بند نہ کرنا دروازہ کا احسن ہے اور احوط ہے۔ کما مر عن الدر المختار نعم لو لم یغلق لکان احسن الخ لکو نہ ابعد عن الخلاف۔ لیکن کلام جواز جمعہ میں نہیں جو کہ حسب روایات مذکورہ و تعلیل مذکور ثابت ہے۔(۱) فقط۔

یہ کہنا غلط ہے کہ صحابہ نے نماز جمعہ سے روکا

(سوال ۲۴۵۰) چند لوگ جہالت سے بیان کرتے ہیں کہ نماز جمعہ صرف رسول اللہ ﷺ نے پڑھی ہے، آپ کے اصحاب نے نہیں پڑھی بلکہ بعض صحابہ نے لوگوں کو اس نماز سے روکا ہے۔ ایسا کہنے والوں پر شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ قول ان لوگوں کا غلط ہے۔ نماز جمعہ رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی ہے اور صحابہؓ کرام نے بھی پڑھی ہے اور فرضیت نماز جمعہ کی مسلمانوں پر نص قطعی سے ثابت ہے اور شرائط فرضیت نماز جمعہ کی کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ فقط۔

اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جیل میں جمعہ

(سوال ۲۴۵۱) مذہب اور اعلاء کلمۃ اللہ کی وجہ سے خالصۃً للہ مسلم کی اسیری داخل جہاد ہے یا نہیں۔ اور کیا نماز جمعہ جیل میں بھی فرض ہو گی، اگر نہیں تو جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہو گیا یا نہیں۔

(الجواب) اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کوشش کرنا اور اس پر اسیر ہونا داخل ثواب ہے اور خلافت اسلامیہ کے لئے کوشش کرنا ایک قسم کا جہاد ہے اور قیدی و اسیر پر جمعہ فرض نہیں ہے لیکن اگر موقع جمعہ میں شامل ہونے کا اس کو مل جاوے تو نماز ظہر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اور جمعہ کی فرضیت کے لئے اور جمعہ کے شرائط میں سے ہے عاقل و بالغ ہونا اور تندرست و آزاد ہونا اور قید میں نہ ہونا وغیرہ ...... پس اگر کوئی شخص اسیر ہے اور جمعہ سے روکا جاتا ہے تو اس پر جمعہ فرض نہیں ہے۔(۲) فقط۔

بعد نماز جمعہ دعاء مختصر مانگی جائے یا طویل

(سوال ۲۴۵۲) امام کو بعد نماز جمعہ دعاء مختصر مانگنی چاہئے یا مطول۔

(الجواب) زیادہ طول نہ دینا چاہئے۔(۳) فقط۔

جمعہ میں نابینا کی امامت

(سوال ۲۴۵۳) نابینا کے پیچھے جمعہ صحیح ہے یا نہیں اور چونکہ اس پر جمعہ فرض نہیں تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) تین سال ہوئے کلکتہ سے ایک سوال اسی طرح کا آیا تھا، اور پوچھا تھا کہ کار خانوں کے اندر جہاں اذن عام نہیں ہے جمعہ جائز ہے یا نہیں، بعض علماء ناجائز کہتے ہیں۔ حالانکہ عرصہ سے ہم لوگ پڑھتے آرہے تھے۔ پھر کار خانہ میں جمعہ کے سلسلہ میں اپنی مجبوری لکھی تھی کہ اس کے بغیر چارہ کار نہیں خاکسار نے جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ یہاں دار الافتاء میں اور لوگوں کو تذبذب تھا اور ان کا رجحان قفل کرنا جائز کا تھا۔ مگر میں نے اسی انداز دلائل سے جواز ثابت کیا تھا اور بحث و تمحیص کے بعد صدر مفتی صاحب نے بھی تصویب کی تھی، الحمد للہ کہ آج اس کی تائید حضرت مفتی العلامؒ سے میسر آئی ۱۲ ظفیر۔

(۲) وشرط لافتراضها تسعة تختص بها اقامة بمصر الخ وصحة الخ وحريه الخ وذكورة الخ ووجود بصر الخ وعدم حبس الخ ان اختار العزيمة وصلاها وهو مكلف بالغ عاقل وقعت فرضا عن الوقت(الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج۱ ص ۷٦۲ و ج ۱ص ۷٦۳ و ج۱ ص ۷٦٤.ط.س.ج۲ص ۱۵۳) ظفير.

(۳)ويكره تاخيرالسنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ص ٤۹٤.ط.س.ج۲ص ۵۳۰)ظفير.

(الجواب) نابینا کے پیچھے جمعہ صحیح ہے، ہدایہ میں ہے لا تجب الجمعة على المسافر الخ ولا اعمیٰ فان حضر و افصلوا مع الناس اجزاهم عن فرض الوقت ويجوز للمسافر الخ ان يوم فی الجمعة ۔(۱) فقط۔

بڑی آبادی میں مسلمان تھوڑے بھی ہوں تو جمعہ جائز ہے۔

(سوال ۲٤٥٤) جہاں ہم لوگ رہتے ہیں اس ملک کا نام لیسوٹھولینڈ ہے اور اس ملک کے باشندے کرسٹان ہیں، مسلمان صرف ساٹھ آدمی ہیں جنگل میں ایک مسجد بنائی ہے تو یہاں پر جمعہ و عیدین کی نماز درست ہے یا نہیں۔ جمعہ میں دس بارہ آدمی ہوتے ہیں۔

(الجواب) جب کہ وہ بستی بڑی ہے اور بمنزلہ شہر یا قصبہ کے ہے اگرچہ آبادی مسلمانوں کی نہ ہو تو وہاں جمعہ و عیدین کی نماز صحیح ہے اور فرض ہے اور ادا ہو جاتی ہے اگرچہ جماعت جمعہ وغیرہ میں دس بارہ آدمی ہوں اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر جمعہ کی نماز میں امام کے سوائے تین آدمی بھی ہوں تو جمعہ ہو جاتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ جگہ جہاں جمعہ وغیرہ پڑھا جاوے بڑی بستی ہو، یا اس کے متعلقات میں سے ہو کیونکہ بڑی بستی کے جنگل میں بھی نماز جمعہ و عیدین صحیح ہے۔(۲) فقط۔

کسی ریاست کے رئیس کے لئے جمعہ کے خطبہ میں دعا درست نہیں۔

(سوال ۲٤٥٥) کسی ریاست کا رئیس جو صوم و صلوٰۃ و احکام شریعت کا پابند نہ ہو وہ بروز جمعہ خطبہ میں بجائے نام خلیفۃ المسلمین کے اپنا نام پڑھوائے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) خطبہ میں سلطان اسلام و خلیفۃ المسلمین کے لئے دعا کرنا فقہاء نے لکھا ہے اور یہ طریق جو سوال میں درج ہے کہ رئیس کے لئے دعاء کرنا یہ جائز نہیں ہے،(۳) باقی نماز و خطبہ ہو جاتا ہے۔ فقط۔

کارخانہ کے اندر جہاں عام اجازت نہیں جمعہ جائز ہے۔

(سوال ۲٤٥٦) ایک کارخانہ ریل کا مقام ہوڑہ (مضافات ہوڑہ) ہوڑہ سے دو میل ہے، تقریباً اسی نوے ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔ وہاں کوئی مسجد نہیں۔ ہاں نماز کے لئے ہر شخص جہاں چاہتا ہے پنجگانہ نماز ادا کرتا ہے لیکن جمعہ ایک کثیر جماعت سے جس جگہ ایک خالی میدان پایا پڑھ لیا جاتا ہے۔ حکام کارخانہ سے روک ٹوک نہیں بلکہ درخواست دے کر اذن حاصل کیا گیا ہے، ایسے مقام پر جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ جائز نہیں اس لئے کہ اذن عام نہیں بلکہ کارخانہ والوں کو اجازت ہے کارخانہ والوں کو صرف ظہر کی نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ کیونکہ صبح سات بجے سے ساڑھے چار بجے تک کام کا وقت ہوتا ہے تو اس صورت میں ظہر کی نماز وہاں ادا ہوتی ہے یا نہ اور جمعہ کی نماز کی کیا حکم ہے۔

---

(۱) ہدایہ باب الجمعہ ج ۱ ص ۱۵۲۔ ۱۲۔

(۲) وتقع فر ضا فی القصبات والقرى الكبيرة التی فيها اسواق الخ (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٤٨. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸) ظفير. (۳) ويندب ذكر الخلفاء الراشدين والعمين لا الدعاء لا للسلطان وجوزه القهستانی ويكره تجريما وصفه بما ليس فيه (درمختار) قوله وجوزه القهستانی الخ و عبارته ثم يد عو لسلطان الزمان بالعدل والاحسان الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹. ط.س. ج ۲ ص ۱٤۹) ظفير

(الجواب) جمعہ وہاں درست ہے اور کاخانہ والوں کو اذن ہونا کافی ہے اور کارخانہ والوں کی جماعت وہاں جمعہ کر سکتی ہے۔(۱) اور پنج گانہ نمازوں کے لئے تو کسی حاکم کے اذن کی ضرورت ہی نہیں ہے، لہذا اظہر وہاں پر ہر ایک شخص کی ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔

فسادی امام کے پیچھے جمعہ

(سوال ۲۴۵۷) ایک امام مسجد نے مطلقہ ثلثہ کا نکاح مطلق سے بلا حلالہ کے کردیا اور کہا کہ میرے نزدیک یہ واحدہ رجعیہ ہے۔ اس کو سمجھانے کے لئے شرح وقایہ دکھلایا گیا تو اس نے شرح وقایہ صحن مسجد میں پھینک دیا اور خطبہ میں اخباری تقریریں پڑھتا ہے تو دوسری مسجد میں علیٰحدہ جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگ امام اول ہی کے پیچھے پڑھنا چاہتے ہیں۔

(الجواب) علیٰحدہ بھی جمعہ پڑھنا جائز اور درست ہے۔ اور اگر امام اول کے پیچھے مسجد اولیٰ میں پڑھیں تو یہ بھی درست ہے۔ غرض یہ کہ امام اول اگر فسادی شخص ہے اور اس کے علیٰحدہ کرنے میں فتنہ ہے تو اسی کے پیچھے نماز پڑھ لیں ہر طرح درست ہے۔ اور اگر امام اول کے علیٰحدہ کرنے میں کچھ فتنہ نہیں ہے اور وہ صاف طور سے توبہ نہ کرے تو اس کو علیٰحدہ کر کے امام ثانی مقرر کیا جاوے۔(۲) فقط۔

امیر اگر کسی آبادی کو مصر بنادے تو وہاں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۴۵۸) ربذہ گاؤں تھا یا کیا، یہاں حضرت ابوذر کا جمعہ پڑھنا خلیفہ ثالث اور اکثر جلیل القدر صحابہ کا اس پر نکیر نہ فرمانا ثابت ہے یا نہیں۔

(الجواب) ربذہ کے متعلق شرح منیہ میں منقول ہے وعن محمد ان کل موضع مصره الا مام فهو مصر حتى لوانه بعث الى قرية نائباً لا قامة الحدود والقصاص تصير مصراً فاذا عزله تلحق بالقرى ووجه ذلك ماصح انه كان لعثمان عبد اسود امير على الربذة يصلى خلفه ابو ذر و عشرة من الصحابة الجمعة وغيرها ذكره ابن حزم فى المحلى۔(۳) فقط۔

جمعہ کے دن بھی زوال کے وقت نماز درست نہیں

(سوال ۲۴۵۹) بعض لوگ جمعہ کے دن عین دوپہر کے وقت قبل اذان دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز دوپہر کے وقت یہ دو رکعت مکروہ نہیں۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) صحیح یہ ہے کہ زوال کے وقت کوئی نماز درست نہیں ہے، سب نمازیں فرض وواجب وسنت ونفل اس

---

(۱) قلت وينبغى ان يكون محل النزاع ما اذا كانت لا تقام الا فى محل واحدامالو تعددت فلا، لانه لا يتحقق التفويت كما افاده التعليل (ردالمحتار باب الجمعة ج۱ ص ۷۶۲. ط.س. ج۲ ص ۱۵۲)ظفير.

(۲) قال اصحابنا لا ينبغى ان يقتدى بالفاسق الا فى الجمعة لانه فى غيرها يجد اما ما غيره اه قال فى الفتح وعليه فيكره فى الجمعة اذا تعددت اقامتها فى المصر على قول محمد المفتى به لا نه بسبيل الى التحول (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج۲ ص ۵۶۰)ظفير.

(۳) غنية المستملى بحث شروط جمعه ص ۵۱۲. ۱۲ ظفير.

وقت مکروہ تحریمی ہیں، البتہ امام ابو یوسفؒ سے مثل امام شافعی کے روایت جواز کی ہے لیکن ظاہر ہے کہ ایسے مواقع میں حرمت کو ترجیح ہوتی ہے لان المحرم مقدم علی المبیح۔(۱)فقط۔

خطبہ جمعہ و عیدین کے شروع میں بسم اللہ جہر کے ساتھ نہ پڑھی جائے

(سوال ۲۴۶۰) خطبہ جمعہ یا عید کے شروع میں بسم اللہ بآواز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) کسی خطبہ سے پہلے بسم اللہ بجہر نہ پڑھے بلکہ آہستہ پڑھے عند الحنفیہ یہی سنت ہے اور جہر کرنا خلاف سنت ہے۔(۲)فقط۔

خطبہ جمعہ و عیدین میں مصطفیٰ کمال اور امیر امان اللہ کے لئے دعا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۶۱) خطبہ جمعہ یا عیدین میں امیر کابل اور کمال پاشا وغیرہ کا نام لے کر دعا کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) خطبہ میں سلطان المعظم اور مصطفیٰ کمال پاشا اور امیر امان اللہ صاحب کے لئے دعائیہ کلمات کہنا اور نام لینا درست اور مستحب ہے۔(۳)فقط۔

فناء مصر سے باہر جمعہ درست نہیں

(سوال ۲۴۶۲) ایک آبادی قصبہ سیوہارہ سے سوا سو قدم آگے ہے عیدگاہ اس قصبہ کی دو چند اس آبادی سے آگے ہے لیکن چوکیدار اور چوکیدارہ علیحدہ ہے۔ اس آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ وہ علیحدہ گاؤں شمار ہوتا ہے اور نام بھی جدا ہے اور چوکیدار وغیرہ اس کا علیحدہ ہے تو وہ فناء مصر میں شمار نہ ہوگا اور جمعہ وہاں صحیح نہیں ہے۔(۴)فقط۔

اذان جمعہ کے پہلے الصلوٰۃ والسلام پکارنا درست نہیں

(سوال ۲۴۶۳) اذان جمعہ سے پہلے کانوں پر ہاتھ رکھ کر الصلوٰۃ و السلام علیکم یا رسول اللہ . الصلوٰۃ والسلام علیک یاآدم صفی اللہ بآواز بلند پکارنا اور ضروری جاننا اس کا کیسا ہے

(الجواب) اس کی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے پس التزام کرنا اس کا اور ضروری جاننا حسب قواعد فقہ ناجائز ہے۔(۵)

---

(۱) وکرہ تحریما الخ صلاۃ مطلقا ولوقضاء او واجبة او نفلا الخ مع شروق الخ واستواء الا یوم الجمعة علی قول الثانی المصحح المعتمد کذا فی الا شباہ ونقل الحلبی عن الحاوی ان علیہ الفتویٰ (در مختار) لکن لم یعول علیہ فی شرح المنیة والا ملداد علی ان ھذا لیس من لامواضع التی حمل فیھا المطلق علی المقید کما یعلم من کتب الا صول وایضاً فان حدیث النھی صحیح رواہ مسلم وغیرہ فیقدم بصحة واتفاق الا ئمة علی العمل بہ وکونہ حاظر او لذا منع علماء ناعن سنة الوضوء وتحیة المسجد و رکعتی الطواف ونحو ذالک فان الحاظر مقدم علی المبیح (ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۳ و ج ۱ ص ۳۴۴ .ط.س. ج۲ص ۳۷۰) ظفیر.

(۲) فیبداء با لتعوذ سرا (در مختار) ای قبل الخطبة الا ولی بالتعوذ سر اثم بحمد اللہ تعالیٰ (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۵۹ .ط.س. ج۲ص ۱۴۹) ظفیر (۳) ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین الا الدعاء للسلطان وجوزہ القھستانی ویکرہ تحریما وصفہ بما لیس فیہ (در مختار) قولہ وجوزہ القھستانی الخ عبارتہ ثم ید عو لسلطان الزمان بالعدل والا حسان متجنبافی مدحہ عما قالوا الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹ .ط.س. ج۲ص ۱۴۹) ظفیر.

(۴) لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیھا قاض ومنبر الخ ولو صلوا فی القریٰ لزمھم اداء الظھر (ردالمحتار .باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ص ۱۳۸) ظفیر. (۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد (مشکوۃ باب الا عتصام ص ۲۷) ظفیر.

اذان ثانی جمعہ میں حی علی الفلاح میں پورا بدن شمال کی طرف پھیر دینا ثابت نہیں

(سوال ۲٤٦٤) اذان ثانی جمعہ کے وقت جس وقت حی علی الصلوٰۃ کہے بایاں پیر آگے کو بڑھا کر کل بدن جانب شمال پھیر دینا، اسی طرح حی علی الفلاح کے وقت کرنا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) اس کا کچھ ثبوت احادیث وفقہ سے نہیں ہے۔(۱) فقط۔

کیا جمعہ میں منبر پر ہی خطبہ ضروری ہے

(سوال ۲٤٦٥) بوجہ ازدہام اور مجمع کے اگر اصل منبر پر خطبہ جمعہ کا نہ پڑھا جاوے بلکہ لکڑی کے منبر پر یا مکبرہ پر امام خطبہ جمعہ اور عیدین کا پڑھے تو جائز بلا کراہت ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں قول در مختار واذا جلس علی المنبر الخ کی شرح میں لکھا ہے ومن السنة ان یخطب علیه اقتداءً به صلی الله علیه وسلم بحر . وان یکون علی یسار المحراب ۔(۲) الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ جو منبر عادۃً بیسار محراب پر ہوتا ہے اسی پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اگر مکبرہ وغیرہ پر پڑھے گا تو خلاف سنت ہوگا اور ہجوم کی رعایت کہاں تک ہو سکتی ہے کیونکہ سب کا سننا دشوار ہے۔ فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی ثابت ہے

(سوال ۲٤٦٦) اذان ثانی جو خطبہ کے وقت خطیب کے روبرو ہوتی ہے آنحضرت ﷺ اور خلفاء رضی اللہ عنہم کے عہد میں یہی طریقہ تھا یا کیا۔

(الجواب) اسی طرح سے کہی جاتی تھی ویوذن ثانیاً بین یدیه (در مختار) ای علی سبیل السنۃ۔ شامی۔(۳) پس لفظ علی سبیل السنۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریق سنت کے موافق ہے اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا تھا۔ فقط۔

عورتوں کی شرکت نماز جمعہ میں مکروہ ہے

(سوال ۲٤٦۷) عورتیں شہر کی جامع مسجد میں پردہ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کر سکتی ہیں یا نہیں۔ جمعہ کے بہانے سے وعظ ونصیحت بھی سن لیتی ہیں۔

(الجواب) عورتوں کے لئے احتیاط اور پردہ کی زیادہ ضرورت ہے اور جلب نفع سے دفع مضرت مقدم ہے، اسی لئے فقہاء نے عورتوں کو جماعت وجمعہ وعیدین ووعظ کی مجالس میں شامل ہونے کو مکروہ فرمایا ہے۔ در مختار ویکره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعید و وعظ مطلقاً ولو عجوزا علی المذهب (٤) المفتی به لفساد الزمان الخ . فقط۔

---

(۱) لہٰذا اس رسم سے بچنا ضروری ہے۔ اذان میں منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔ ویستقبل بهما (ای الاذان والاقامة) القبلة ولو ترك الاستقبال جاز ویکره واذا انتهی الی الصلاة والفلاح حول وجهه یمینا وشمالا وقدماه مکانهما (عالمگیری کشوری باب الاذان ج ۱ ص ٥٤) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ پاؤں اٹھا کر پڑھنا اور پھرنا خلاف سنت ہے۔

(۲) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ص ۷۷۰ ط.س. ج۲ص ۱٦۱ . ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ص ۷۷۰ ط.س. ج۲ص ۱٦۱ . ۱۲ ظفیر.

(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ٥۲۹ ط.س. ج۲ص ٥٦٦ . ۱۲ ظفیر.

ایک سلام پھیر دینے کے بعد جمعہ میں شرکت درست نہیں

(سوال ۲٤٦٨) امام کے ایک سلام پھیرنے کے بعد نماز جمعہ میں شریک ہونے سے جمعہ ادا ہوگا یا نہیں۔
(الجواب) نماز جمعہ صحیح نہ ہوگی، وہ شخص ظہر کی نماز پڑھے۔ فقط(۱)

خطبہ کے وقت کوئی نفل و سنت نماز نہ پڑھی جائے

(سوال ۱/۲٤٦۹) امام کے خطبہ پڑھتے ہوئے اگر کوئی آوے تو خطیب کا اس کو یہ کہنا کہ دو رکعت پڑھ لیجئے جائز ہے یا نہیں۔

خطیب منبر پر پہنچ کر لوگوں کو اندر بیٹھنے کو کہہ سکتا ہے

(سوال ۲/۲٤٧٠) خطیب کا خطبہ شروع کرنے سے پہلے منبر پر سے لوگوں کو یہ کہنا کہ پہلی صف میں آجایئے جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) (۱) خطبہ کے وقت کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے اور نہ خطیب کسی کو حکم کرے دو رکعت نماز کے پڑھنے کا۔ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام۔ یعنی جس وقت امام خطبہ پڑھنے کو اٹھے اور منبر پر بیٹھے اس وقت سے نماز اور کلام سب ممنوع ہے۔(۲)
(۲) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کذا فی الشامی۔(۳) فقط۔

منبر کے جس زینہ سے چاہے خطیب خطبہ دے سکتا ہے

(سوال ۲٤٧۱) خطیب منبر کے کون سے زینہ پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے۔ کسی درجہ پر کھڑے ہونے میں کسی کی بے ادبی ہے یا نہیں۔
(الجواب) اس میں شرعاً کچھ تحدید نہیں ہے جونسے درجہ پر کھڑا ہو جاوے جائز ہے اور سنت صعود علی المنبر ادا ہو جاوے گی۔ شامی میں ہے ومن السنة ان یخطب علیه اقتداءً به صلی الله علیه وسلم الخ وبحث بعضهم ان ما اعتید الآن من النزول فی الخطبة الثانیة الی درجة مصلی ثم العود بدعة قبیحة شنیعة الخ۔(٤) پس اس سے زیادہ اس میں کچھ قید شرعاً نہیں ہے، دوسرے یا تیسرے جس درجہ پر کھڑا ہو جاوے درست ہے اور اس میں کچھ سوء ادبی کسی کی نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) وتنقطع التحریمة بتسلیمة واحدة برهان وقدمر (در مختار) ای فی الواجبات حیث قال وتنقضی قدوة بالا ول قبل علیکم علی المشهود عندنا خلافا للتکملة اه فلا یصح الا قتداء به بعد ها لا نقضاء حکم الصلاة (ردالمحتار باب صفة لا صلاة بعد الفصل ج ۱ ص ٤۹۰ ط.س. ج۲ ص۵۲۵) ظفیر الصدیقی۔
(۲) اذا خرج الا مام من الحجرة ان کان والا فی فقیامه للصعود فلا صلاة ولا کلام الی تمامها (در مختار) قوله فلا صلاة شمل السنة وتحیة المسجد بحر (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷٦۷ ط.س. ج۲ ص۱۵۸) ظفیر۔
(۳) وکل ما حرم فی الصلاة حرم فی الخطبة الخ فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا او رد سلام او امرا بمعروف (درمختار) الا اذا کان من الخطیب کما قدمه الشارح (ردالمحتار الجمعة ج ۱ ص ۷٦۸) ویکره تکلمه فیها الا لا مر بمعروف لا نه منها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۹ ط.س. ج۲ ص۱۵۹) ظفیر۔
(٤) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۷۰ ط.س. ج۲ ص۱٦۱. ۱۲ ظفیر۔

ملازمان کمپنی کارخانہ کے کسی کمرہ میں جمعہ ہو کر جمعہ پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۱/ ۲۴۷۲) ہم لوگ ملازمان کمپنی کارخانہ، کارخانہ کے ایک کمرہ میں نماز ادا کرتے ہیں۔ چونکہ جامع مسجد تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور ہم لوگ نوکری کی وجہ سے وہاں نہیں جاسکتے لہذا اس کمرہ میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں

(سوال ۲/ ۲۴۷۳) نماز جمعہ کے لئے مسجد شرط ہے یا نہیں اور وہ کمرہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں۔

(الجواب) (او ۲) وہ کمرہ مسجد کا حکم نہیں رکھتا اور مسجد شرعی وہ نہیں ہے لیکن جمعہ اور جماعت اس میں درست ہے کیونکہ جماعت اور جمعہ کے لئے مسجد ہونا شرط نہیں۔(۱)

جمعہ میں اذان ثانی کا ثبوت

(سوال ۲۴۷۴) اذان دوم جو خطیب کے روبرو مسجد میں کہی جاتی ہے اس کی کیا سند ہے۔ ابو داؤد سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہ اذان دروازہ مسجد پر ہوتی تھی۔

(الجواب) ہدایہ میں ہے واذا صعد الا مام المنبر جلس واذن المئوذن بین یدی المنبر بذالك جری التوارث۔(۲) وعن السائب بن یزید قال کان النداء یوم الجمعة اوله اذا جلس الا مام علی المنبر علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بكر رضی الله تعالیٰ عنه و عمر رضی الله تعالیٰ عنه فلما كان عثمان و کثر الناس زادالنداء الثالث علی الزوراء . رواه البخاری۔(۳) اور دروازہ مسجد میں ہونے سے مراد قریب دروازہ کے بھی ہو سکتی ہے جو کہ منافی مسجد میں ہونے کے اور سامنے منبر کے ہونے کے نہیں ہے۔ وتحقیقه فی المطولات۔ فقط۔

وجوب جمعہ کے باوجود جمعہ چھوڑنا حرام ہے

(سوال ۲۴۷۵) جس شہر میں اسی ہزار لوگ بستے ہوں اور چار پانچ بازار موجود ہوں اشیاء ضروریہ ملتی ہیں اگر وہاں کوئی قصداً جمعہ ترک کرے تو وہ فاسق ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ ایک بستی ایسی ہے کہ اس میں اسی ہزار آدمی آباد ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ ایک بہت بڑا شہر ہے کیونکہ اس قدر آبادی بڑے بڑے شہروں میں ہوتی ہے پس وہاں جمعہ کے فرض ہونے میں کچھ تردد نہیں ہے اور جمعہ کا چھوڑنا وہاں حرام ہے لہذا تارک جمعہ اس جگہ فاسق ہو گا۔(۴)

---

(۱) ویشترط لصحتها سبعة اشیاء الا ول المصر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۷ ط.س. ج ۲ ص ۱۳۷) ان میں مسجد کو شرائط میں شمار نہیں کیا گیا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) ہدایہ باب الجمعہ ج ۱ ص ۱۵۴۔ ۱۲ ظفیر۔

(۳) دیکھئے حاشیہ ہدایہ باب الجمعہ ج ۱ ص ۱۵۴، ۱۲ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں وفی روایة البخاری ، النداء الثانی وزاد ابن ماجة علی دار فی السوق یقال له الزوراء وسمیت ثالثا لا ن الا قامة تسمی اذا ناله فتح القدیر (ایضاً ظفیر .

(۴) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸ ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸) ظفیر .

جمعہ کی فرض و سنت نمازیں

(سوال ۲۴۷۶) نماز جمعہ کی مع فرائض و سنن کے کتنی رکعت ہیں بعد جمعہ کے چار فرض ہیں یا نہیں۔

(الجواب) جمعہ کی نماز کی کیفیت اس طرح ہے اول چار رکعت سنت پھر دو فرض جمعہ کے امام کے ساتھ پھر چار رکعت سنت بعد جمعہ کے پڑھے اور اگر دو رکعت بعد چار سنت کے پڑھے یعنی کل چھ رکعت سنت بعد جمعہ کے پڑھے تو یہ اچھا ہے۔ کمافی بعض الروایات۔ اور جمعہ کے بعد ظہر کے چار فرض نہیں ہیں۔ وہ نہ پڑھے۔ کذا فی الدرالمختار نا قلاً عن البحر۔(۱) فقط۔

بنگلہ زبان میں خطبہ مکروہ ہے

(سوال ۲۴۷۷) بعض مسلمان حاکموں کی طرف سے بنگلہ زبان میں خطبہ شائع ہوا ہے جس کو کہیں بزور حکومت دباؤڈال کر جاری کر رہے ہیں اور کبھی خطیب کو ہٹا کر خود امام بن جاتے ہیں تو ایسی صورت میں خلاف سنت ہونے کے سواء مصالح دینیہ کے لحاظ سے کیا خرابی ہوگی۔

(الجواب) اگر تمام خطبہ بنگلہ زبان میں ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور صاحبینؒ کی روایت میں بلا عجز عن العربی خطبہ صحیح نہ ہوگا اور جب کہ صحیح نہ ہوگا تو نماز جمعہ نہ ہوگی کیونکہ خطبہ شرائط نماز جمعہ میں سے ہے اور اگر اصل خطبہ عربی میں رہے وراس کو پڑھ کر بنگلہ میں ترجمہ کیا جاوے تو یہ بھی خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ کماحققہ الشیخ ولی اللہ الدہلویؒ فی المسویٰ والمصفی شرح المؤطا۔ در مختار میں ہے۔ وشرطا عجزہ وعلی ھذا الخلاف الخطبة وجميع اذكار الصلوٰة وفی ردالمحتار وعلیٰ هذه الخلاف لوسبح بالفارسية فی الصلوٰة اودعاء الخ ای يصح عنده لكن سياتی كراهة الدعاء بالا عجمية الخ(۲) ج۱ص ۳۲۵ فقط

شرائط جمعہ

(سوال ۲۴۷۸) ایک اشتہار میں لکھا ہے کہ شرائط صحت جمعہ چھ ہیں ان میں چار فرض ہیں۔ وقت ظہر۔ جماعت۔ خطبہ۔ اذن عام اور دو واجب ہیں مصر اور سلطان۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ عالمگیری کا حوالہ دیا ہے۔

(الجواب) شرائط جمعہ میں یہ تفریق غلط ہے کہ چار شرطیں فرض ہیں اور دو واجب شرائط سب موقوف علیہ ہوتی ہیں اور سب فرض ہیں۔ چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں کہ فرض داخل کو رکن کہتے ہیں اور فرض خارجی کو شرط، لہذا یہ تفصیل کرنا کہ بعض شرائط فرض ہیں اور بعض واجب ہیں بالکل مہمل اور غلط ہے۔ اور عالمگیریہ میں ایسا نہیں ہے اور کسی کتاب میں نہیں ہے اور ایسا ہو نہیں سکتا۔(۳) فقط۔

---

(۱) وفی البحر وقد افتيت مرارا بعدم صلاة الا ربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الا حتياط فی زماننا (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ .ط.س. ج۲ ص۱۳۷) ظفیر

(۲) دیکھئے ردالمحتار صفة الصلوٰة فصل (فی تاليف الصلوٰة) ج۱ ص ۴۵۱ .ط.س. ج۲ ص ۴۸۴ . ۱۲ ظفیر

(۳) ويشترط لصحتها سبعة اشياء المصر الخ والثانی السلطان الخ والثالث وقت الظهر الخ والرابع الخطبة فيه الخ والخامس كونها قبلها الخ والسادس الجماعة الخ والسابع الا ذن العام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۳۷) الشرط لغة العلامة اللازمة وشرعا ما يتو قف عليه الشئی ولا يدخل فيه (در مختار) اعلم ان المتعلق بالشئی اما ان يكون داخلافی ما هية فيسمی ركنا الخ او خارجاعنه فاما ان يوثر فيه الخ فيسمی علة اولا يو ثر فاما ان يكون موصلا اليه فی الجملة كالوقت فيسمی سببا اولا يوصل اليه فما ان يتو قف الشئی عليه الخ فيسمی شرطا او لا يتو قف كالا ذان فيسمی علامة (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳ .ط.س. ج۲ ص ۴۰۲) ظفیر.

اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہئے

(سوال ۲٤۷۹) تمام بلاد ہند میں اذان ثانی جمعہ مسجد کے اندر قریب منبر ہوا کرتی ہے عرب کے متعلق علم نہیں قاضی خان میں اذان داخل مسجد کو مکروہ لکھا ہے اور اندرون مسجد اذان کہنے کا ثبوت صریح الفاظ میں کچھ نظر نہیں آتا۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویوذن ثانیا بین یدیه الخ (۱) هکذا فی الهدایة وغیرها من کتب الفقه اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے قوله ویوذن ثانیا بین یدیه ای علی سبیل السنیة۔ (۲) پس معلوم ہوا کہ سنت اذان ثانی جمعہ میں یہ ہے کہ خطیب کے سامنے منبر کے قریب مسجد میں ہو اور یہی عام بلاد عرب و عجم میں سلفاً و خلفاً معمول بہ ہے و ما راہ المسلمون حسناً فهو عندالله حسن اور اذان اولیٰ جمعہ اور اذان صلوات خمسہ کو جو مسجد سے باہر کہنا مستحب لکھا ہے وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ بلند جگہ اذان ہو تاکہ آواز دور تک پہنچے اور کراہت کلمات اذان کی مسجد میں کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ جو کلمات اذان کے ہیں وہ سب اقامت میں مع شئی زائد ہیں۔ پس جب کہ اقامت کسی کے نزدیک مسجد میں مکروہ نہیں ہے تو اذان کیسے مکروہ ہو سکتی ہے۔ اور نیز اذان کے کلمات ذکر اللہ ہے اور مساجد نماز اور ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہے۔ کما ورد فی الحدیث پس اذان خطبہ میں چونکہ صرف اعلام حاضرین مقصود ہوتا ہے کیونکہ اعلام عام تو پہلی اذان میں ہو چکا ہے لہٰذا اس کا بین یدی الخطیب مسجد میں ہونا انسب اور احب ہے اور شامی کی تصریح سے اس کا سنت ہونا معلوم ہوا اور متبادر بین یدیہ سے یہی ہے کہ خطیب کے سامنے اور اس سے قریب ہو۔ فقط۔

بوقت خطبہ چندہ درست نہیں

(سوال ۲٤۸۰) خطبہ کے وقت ٹین کا ڈبہ لے کر مسجد کے مصارف کے لئے پیسے جمع کرنا اور ٹین کے ڈبہ کی آواز سے نمازیوں کا خیال منتشر ہوتا ہے یہ شرعاً کیسا ہے؟

(الجواب) خطبہ کے وقت جب کہ نماز اور درود شریف پڑھنے کی بھی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے تو اس وقت چندہ جمع کرنا اور ڈبہ لئے پھرنا اور نمازیوں کو مشغول کرنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ج ا ص ۷۷۰ ط.س. ج ۲ ص ۱٦۱

(۲) ایضاً ط.س. ج ۲ ص ۱٦۱. ۱۲ ظفیر

(۳) اذا خرج الا مام الخ فلا صلاة ولا كلام الى تمام مها الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷٦۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۵۸) ظفیر۔

جمعہ فرض عین ہے

(سوال ۲۴۸۱)جمعہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ۔

(الجواب)جمعہ فرض عین ہے۔ کماورد فی الحدیث۔ الجمعۃ واجبۃ علی کلی محتلم(۱)فقط۔

بڑے قصبہ کے پاس گاؤں ہو تو اس میں جمعہ درست نہیں

(سوال ۲۴۸۲)قصبہ رضا گنج کے متصل ایک موضع حسن گنج واقع ہے جس کی حدود قصبہ مذکورہ سے علیٰحدہ ہیں اور مستقل موضع ہے۔ لیکن رضا گنج کا ڈاکخانہ و مویشی خانہ اندر حدود حسن گنج کے ہے۔ آیا باوجود علیٰحدہ ہونے حدود آبادی حسن گنج کے حسن گنج کو رضا گنج کا فناء قرار دے کر جمعہ حسن گنج میں ہو سکتا ہے نہیں۔

(الجواب)جب کہ موضع حسن گنج مستقل اور جداگانہ قریہ ہے اور وہ قریہ صغیرہ ہے تو اس میں موافق تصریحات فقہاء کے جمعہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ شامی میں تفریح ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی (ان قال) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ(۲)وفی باب العیدین من الدر المختار وتکرہ صلوٰۃ العیدین فی القری تحریماً وقال فی الشامی ومثلہ الجمعہ الخ۔(۳)اور عبارت سوال سے ظاہر ہے کہ موضع حسن گنج فناء رضا گنج سے نہیں ہے تاکہ موضع مذکورہ میں بوجہ فناء مصر ہونے کے جمعہ صحیح ہو۔ فقط۔

ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت

(سوال ۲۴۸۳)جمعہ کے متعلق جو مصر کی تعریفیں فقہاء نے بیان فرمائی ہیں ان میں سے کس کے مطابق ہندوستان میں جمعہ فرض ہے۔ یہاں جس جگہ جمعہ پڑھتے ہیں بعد میں ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں۔

(الجواب)ہندوستان میں جمعہ پڑھنے کی وجہ اور وجوب کی دلیل فقہاء کی وہ عبارتیں ہیں جو فرضیت جمعہ فی بلاد الحرب میں صریح ہیں فی الشامی فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین(۴) الخ وفیہ قبیلہ بھذ اظھر جھل من یقول لا تصح الجمعۃ فی ایام الفتنۃ مع انھا تصح فی البلاد التی استولی علیھا الکفار الخ (۵) وعبارۃ القھستانی وتقع فرضاً۔ فی القصبات

---

(۱)عن طارق بن شھاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ . باب وجوبھا ص ۱۲۱) ھی (ای الجمعۃ)فرض عین یکفر جا حدھا لثبوتھا بالدلیل القطعی کما حققہ الکمال (در مختار) قولہ بالدلیل القطعی وھو قولہ تعالیٰ یا یھا الذین آمنوا اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الایۃ و بالسنۃ والاجماع (ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ص ۷۴۷ .ط.س. ج۲ص۱۳۶)ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۴۸.ط.س. ج۲ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ .ط.س. ج۲ص۱۶۷ . ۱۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ص ۷۵۴ .ط.س. ج۲ص ۱۴۴ .۱۲ ظفیر.

(۵)ایضاً ج۱ ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸ . ۱۲ ظفیر.

والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ (۱) شامی۔ پس معلوم ہوا کہ بناء وجوب و صحت وعدم صحت جمعہ بڑا ہونا اور چھوٹا ہونا آبادی کا ہے اور جس کو عرف میں شہر اور قصبہ کہتے ہیں وہی مصر ہے اور تعریفیں سب لوازمات شہر کے بیان میں ہیں کہ عرفاً شہر میں یہ امور لازماً ہوتے ہیں۔ اصل بجیاد شہرت پر ہے اور جب کہ قصبات اور قری کبیرہ اور شہروں میں جمعہ بلا شبہ وبلا تردد صحیح ہے تو بموجب روایت بحر وفی البحر وقد افتلیت مراراً یعدم صلوٰۃ الا ربع بعدھا بنیۃ اخر ظھر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الا حتیاط فی زماننا الخ(۲) احتیاط الظہر پڑھنا خلاف احتیاط ہے۔ فقط۔

اخیر جمعہ دہلی کی جامع مسجد میں ایک رسم ہے کار ثواب نہیں

(سوال ٢٤٨٤) عام لوگ اپنے گاؤں کی مساجد کو چھوڑ کر آخری جمعہ میں جامع مسجد دہلی میں جاتے ہیں کیا انہیں زیادہ ثواب ملتا ہے۔

(الجواب) اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے جامع مسجد میں اگرچہ ثواب زیاد ہے لیکن اپنے محلّہ اور گاؤں کی مسجد کا بھی حق ہے اس کو نہ چھوڑنا چاہئے۔ (۳) فقط۔

بوقت خطبہ سامعین کی توجہ

(سوال ٢٤٨٥) خطبہ جمعہ کے وقت سامعین کو چارزانو بیٹھنا یا پنکھے سے ہوا کرنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ خطبہ کے وقت سوائے سننے خطبہ کے اور کسی کام میں مشغول نہ ہونا چاہئے۔ (۴) فقط۔

فناء شہر میں کھیت کے اندر بھی جمعہ درست ہے

(سوال ٢٤٨٦) شہر کے کھیت وغیرہ میں تین اشخاص کی موجودگی میں جمعہ جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) شہر سے متصل باہر جنگل میں اگر جمعہ کی نماز پڑھیں اور امام کے سواء تین مقتدی ہوں تو عند الحنفیہ میں جمعہ صحیح ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) ط.س. ج۲ ص١٣٧. ١٢ ظفیر. شامی باب الجمعۃ ص٥٣٨ ج ١

(٢) الدر المختار علی ھامش ردالمحار باب الجمعۃ ج ١ ص ٧٤٧ ١٢ ظفیر.

(٣) ومسجد حیہ وان قل جمعہ افضل من الجامع وان کثر جمعہ اہ (ردالمحر باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا مطلب فی احکام المسجد ج ١ ص ٦١٧) ظفیر.

(٤) واذا خرج الا مام الخ فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامھا الخ وکل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فیھا ای فی الخطبۃ خلاصہ وغیرھا فی حرم اکل وشرب و کلام الخ (ایضاً باب الجمعہ ج ١ ص ٧٦٨. ط.س. ج۲ ص١٥٧) ظفیر.

(٥) ویشرط لصحتھا الخ المصر الخ او فناء ہ وھو ما حولہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعۃ ج ١ ص ٧٤٧ و ج ١ ص ٧٤٩. ط.س. ج۲ ص١٣٧) ظفیر.

دو مستقل گاؤں ایک کے حکم میں نہیں

(سوال ۲۴۸۷) ضلع کمرلا میں ایک بڑی بستی ہے جس کے دو حصہ ہیں اور ہر حصہ علیٰحدہ نام سے مشہور ہے اور دونوں باہم متصل ہیں دونوں میں بجز راستہ کوئی حد فاصل نہیں ہے اور دونوں بستیوں کی آبادی مجموعی طور پر چار پانچ ہزار آدمی ہے اور ان میں عام مفتی مولوی سرکاری ملازم و شریف ورذیل ہر قسم کے آدمی رہتے ہیں اور باہم مکانات بھی ایسے متصل ہیں کہ بلا دقت پیدل جاسکتے ہیں اور اس میں گلی و کوچہ و صدر راستے بھی ہیں اور احکام شرع کا اجراء بھی ماتحتی گورنمنٹ رہ کر ہوتا ہے اور کھانے پینے کی اشیاء بھی ہر وقت ملتی ہیں اور اس بستی کے قریب پاؤ میل پر ایک بڑا بازار ہے اس میں بھی ہر وقت ہر قسم کی ضروریات ملتی ہیں اور اس بازار میں سرکاری پولیس تھانہ، قاضی خانہ، شفاخانہ، ڈاکخانہ اور اسٹیشن جہاز وغیرہ سب موجود ہیں اور ان دونوں بستیوں میں علاوہ اور مساجد کے سات مساجد ایسی ہیں کہ ان میں جمعہ ہوتا ہے اور جمعہ کے وقت ہر مسجد نمازیوں سے بھر جاتی ہیں اور بستی ہذا میں جمعہ قدیم سے ہوتا ہے۔ ایک مولوی صاحب بستی ہذا کے یہ کہتے ہیں کہ اس بستی میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا تو تحریر فرماویں کہ بستی ہذا میں جمعہ درست ہے یا نہ۔ بحوالہ کتب تحریر فرماویں۔

(الجواب) یہ تو ظاہر ہے کہ جمعہ کی صحت و عدم صحت کا مدار اجتماع شرائط و عدم پر ہے۔ پس صورت مسئولہ میں جب کہ دو گاؤں علیٰحدہ علیٰحدہ نام کے ساتھ مشہور و موسوم ہیں اور انفرادی طور پر کسی ایک میں صحت جمعہ کی صلاحیت نہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ دونوں کو ایک فرض کرکے لزوم جمعہ کا حکم لگادیا جائے کیونکہ اس میں کوئی خفاء نہیں کہ حضرات فقہاء نے دو مستقل مستقل بستیوں میں جمعہ کے صحیح ہونے اور نہ ہونے کا مدار فصل اور عدم فصل پر نہیں رکھا بلکہ حقیقی مدار ہر ایک بستی کی صلاحیت و عدم صلاحیت پر ہے یعنی اگر ہر بستی میں صحت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہیں تو جمعہ صحیح ہے ورنہ نہیں۔ حقیقت میں یہ بڑی اصولی غلطی ہے کہ صرف جمعہ کے شوق میں دو مستقل آبادیوں کو ایک بنانے میں پیمائش شروع ہو جاتی ہے۔ بات یہی ہے کہ جب کہ یہ دو گاؤں مستقل ناموں کے ساتھ موسوم ہیں تو پھر احکام شرعیہ میں بھی اس کے استقلال کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ البتہ اگر واقعی دو بستیاں نہیں بلکہ محلے ہیں اور دونوں محلوں کا بحیثیت مجموعی کوئی دوسرا نام ہے تو پھر یہ صرف راستوں کا فاصلہ بھی صحت جمعہ کی لئے مخل نہیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں اور بظاہر نہیں ہے تو یقیناً ایسی بستیوں میں جمعہ صحیح نہیں۔ فرضیت جمعہ کے حامیوں کو اس پر بے محل اور غیر شرعی اصرار کی ضرورت نہیں۔ کتبہ الرحمٰن عثمانی۔

(الجواب) از حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب۔ اصل یہ ہے کہ عند الحنفیہ جمعہ و عیدین کی نماز شہر یا قریہ ایسے بڑے میں فرض اور صحیح ہوتی ہے جس میں بازار ہو یا قصبہ میں صحیح ہوتی ہے اور اس بڑے قریہ میں ضروریات کی اشیاء مل سکتی ہوں۔ قال فی ردالمحتار نقلاً عن القہستانی وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ الکبیرۃ التی فیها اسواق الخ وفیماذکرنا اشارۃ الی انها لا تجوز فی الصغیرۃ الخ(۱) وفی الدر المختار صلوٰۃ العیدفی القریٰ تکرہ تحریماً الخ و مثله الجمعة . شامی(۲) پس جب کہ ہر دو مذکور بستیوں میں سے

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ ص ۱۶۷ ۱۲ ظفیر۔

ایسی بڑی نہیں ہے کہ اس میں شرط صحت جمعہ پائی جائے تو دونوں بستیوں کو ایک سمجھ کر جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ پس جواب مذکورہ بالا صحیح ہے۔ فقط عزیز الرحمٰن مفتی دار العلوم۔

قیام جمعہ کے لئے کتنی آبادی ہونی چاہئے

(سوال ۲۴۸۸) جس گاؤں میں احناف کے نزدیک جمعہ جائز ہے تو اس میں کم از کم کتنی آبادی ہونی چاہئے۔
(الجواب) تین چار ہزار آدمی کی آبادی ہونی چاہئے۔ فقط۔

تیرہ سو آبادی جہاں تمام اشیاء ملتی ہوں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۴۸۹) موضع لُٹن پور جس کی کل آبادی تیرہ سو کی ہے اور ضروریات کی کل اشیاء مل جاتی ہیں۔ دو مسجدیں ہیں اس موضع میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) اس موضع میں جب کہ وہ قریہ کبیرہ کی حد میں آتا ہے اور دوکانیں اور بازار اس میں ہے جمعہ پڑھنا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ فقط۔(۱)

خطبہ کے شروع میں بسم اللہ

(سوال ۲۴۹۰) جمعہ کے روز خطبہ کے اول بآواز بلند اعوذ اور بسم اللہ منبر پر پڑھنا کیسا ہے۔
(الجواب) خطبہ سے پہلے جہراً اعوذ اور بسم اللہ نہ پڑھے۔ یہ منقول اور معمول نہیں ہے در مختار میں ہے ویبدأ بالتعوذ سراً الخ فقط۔(۲)

منبر پر خطبہ ہونا سنت ہے

(سوال ۲۴۹۱) خطبہ منبر پر پڑھنا ضروری ہے یا نہیں (۲) اگر ضروری ہے تو خلاف کرنے سے خطبہ یا نماز میں کچھ نقصان آوے گا یا نہیں (۳) اور خلاف کرنے والے پر کچھ اعتراض ہو سکتا ہے یا نہیں (۴) آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی میں منبر بن جانے کے بعد کبھی منبر سے علیٰحدہ خطبہ پڑھا ہے یا نہیں۔
(الجواب) (۱ تا ۴) خطبہ منبر پر پڑھنا سنت ہے فرض اور واجب نہیں ہے اگر بلا کسی عذر کے خطیب نے نیچے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا تو اس نے خلاف سنت کیا اور ترک سنت کی وجہ سے مستحق ملامت ہوا کما قال فی الدرالمختار

---

(۱) فقہاء نے مردم شماری کی کوئی تعداد بیان نہیں کی ہے بلکہ صرف یہ بتایا ہے کہ شہر یا بڑی آبادی ہو جہاں ضروریات سے متعلق چیزیں ملتی ہوں۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۱۴۸ .ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸) آبادی کا اندازہ بعد میں لگایا گیا ہے۔ صرف آبادی کا انداز تین چار ہزار لکھا ہے جیسا کہ اس سے پہلے والے جواب میں موجود ہے۔ اور شہریت بھی ہو تو اس وقت آبادی بارہ تیرہ سو بھی کافی ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار۔ باب الجمعہ ج ا ص ۵۹۷ .ط.س. ج ۲ ص ۱۴۹ ظفیر۔

وحکمها ای السنة ،ا یو جر علی فعله ویلام علی ترکه الخ(۱)اور خطبہ ونماز صحیح ہوگئی۔اور اگر کسی عذر کی وجہ سے خطبہ منبر پر نہ پڑھا اور نیچے کھڑے ہو کر پڑھا تو اس پر کچھ ملامت بھی نہیں ہے۔ کما قال فی ردالمحتار فی التحریران تارکها یستوجب التضلیل واللوم اه والمراد الترك بلا عذر علی سبیل الا صرار الخ (۲)ص ۱۷ جلد اول شامی۔ ومن السنة ان یخطب علیه اقتداءً به صلی الله علیه وسلم بحر وان یکون علی یسار المحراب قهستانی و منبره صلی الله علیه وسلم کان ثلث درج الخ۔ ردالمحتار شامی (۳)جلد اول ص ۱۵۲۔ فقط۔

بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے

(سوال ۲٤۹۲) قاضی خاں ص ۸۸ جلد اول مصطفائی واذاقال الخطیب فی الخطبة یا ایها الذین امنوا صلوا علیه الایة یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی نفسه(۲) ہدایہ ص ۱۰۱ جلد اول مجتبائی الا ان یقراء الخطیب قوله تعالیٰ یا یها الذین امنوا صلوا علیه الآیة یصلی السامع فی نفسه سراً۔ مفتی بہ اور اصح قول کیا ہے۔ آیا خطیب یہ آیت پڑھے تو درود آہستہ پڑھا جائے یا دل میں اور آہستہ پڑھنا زبان سے جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زبان سے نہ پڑھا جاوے دل میں پڑھا جاوے یہی حق ہے۔ اور جملہ عبارات کا یہی مفاد ہے۔(۴)

خطبہ جمعہ سننا واجب ہے

(سوال ۲٤۹۳) جمعہ کا خطبہ سننا فرض ہے یا واجب۔ زید خطبہ سننے نہیں پایا اور نماز جمعہ میں شامل ہوا۔ اسی طرح جواب اذان کا دینا واجب ہے۔ زید نے جواب اذان کا نہیں دیا تو اب کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) خطبہ جمعہ کا فرض ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ ضرور ہونا چاہئے اور سننا خطبہ کا ان لوگوں پر واجب ہے(۵) جو کہ خطبہ کے وقت حاضر ہوں۔ پس اگر کوئی شخص خطبہ کے ختم ہونے کے بعد آیا اور جماعت جمعہ میں شامل ہو گیا اس کی نماز ہو گئی اور خطبہ میں حاضر نہ ہونے اور نہ سننے کی وجہ سے جو قصور ہوا اور تاخیر آنے میں ہوئی اس سے استغفار اور توبہ کرے اور آئندہ کو احتیاط رکھے۔ اور اذان کا جواب دینا صحیح قول پر مستحب ہے

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة مطلب فی السنة و تعریفها ج ۱ ص ۹٦ ط.س. ج۱ص ۱۰٤ .۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار کتاب الطهارة مطلب فی السنة و تعریفهما ج ۱ ص ۹٦ .ط.س. ج۲ص ۱٦۱ . ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰ ۱۲ ظفیر.

(٤)والصواب انه یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم عند سماع اسمه فی نفسه(در مختار) وکذا لك اذا ذکر النبی صلی الله علیه وسلم لا یجوز ان یصلوا علیه با لجهر بل با القلب وعلیه الفتوی رملی الخ قوله فی نفسه بان یسمع نفسه او یصح الحروف فافهم فسروه به وعن ابی یوسف قلبا انتمالا لا مری الا نصات والصلوٰة علیه صلی الله علیه وسلم کما فی الکرم مانی الخ (ردالمحتار باب الجمه ج ۱ ص ۷٦۸ .ط.س. ج۲ص ۱۵۱) ظفیر.

(۵)وکل ماحرم فی الصلوٰة حرم فیها ای فی الخطبة الخ بل یجب علیه ان یستمع ویسکت الخ وکذا یجب الا ستماع لسائر الخطب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٦۸ .ط.س. ج۲ص ۱۵۱) ظفیر.

اور جو لوگ قائل بوجوب ہیں(۱) ان کے قول کے موافق ترک اجابت سے جو گناہ ہوا اس کے لئے توبہ و استغفار کرے۔ فقط۔

جہاں عربی نہ سمجھتے ہوں اردو کی اجازت ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۹۴) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں سامعین عموماً چونکہ عربی زبان نہیں سمجھتے اس لئے خطبہ جمعہ اردو میں پڑھنا چاہئے اور نثر کی نسبت نظم زیادہ موثر ہوتی اس لئے نظم زیادہ مناسب ہے۔ شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جمعہ کا خطبہ نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ اس کے خاص خاص احکامات، خاص خاص لوازمات اور مخصوص شرطیں ہیں، وہ عام وعظوں اور تقریروں کی طرح سے نہیں کہ ہر زبان میں جس طریق سے چاہے کہہ دیا جائے، اس کی خصوصیت کے متعلق شریعت کے قطعی اعلانات موجود ہیں۔ حضرات فقہاء کا فیصلہ ہے کہ جو افعال و حرکات بحالت نماز ممنوع ہیں خطبہ میں بھی حرام ہیں۔ سامعین خطبہ کے لئے اس وقت کھانا، پینا، بولنا، یہاں تک کہ سلام کا جواب دینا اور ذکر و تسبیح پڑھنا بھی جائز نہیں۔ وکل ماحرم فی الصلوٰۃ حرم فیھا ای فی خطبۃ (خلاصہ و غیرھا) فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا اورد سلام الخ اس طرح کی قیودات بتارہی ہیں کہ خطبہ کی مجلس صرف وعظ و تذکیر کی مجلس نہیں بلکہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے نماز کی طرح ہے۔ پس یہ نہیں ہو سکتا کہ شرط صلوٰۃ کسی محدث طریقے غیر عربی زبان سے ادا کی جائے۔ حجاز کے مخاطب عربی تھے اس لئے خطبہ ہی سے وعظ و تذکیر کا بھی کام لیا جاتا تھا لیکن غیر عرب اگر عربی نہیں سمجھ سکتے تو ان کی خاطر خطبہ کی شرعی زبان نہیں چھوڑی جا سکتی۔ وعظ و نصیحت او تفہیم خطبہ کے سوائے دوسرے وقتوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ صحابہ کرام کا بلاد عجم میں وردود ہوا مگر کسی ایک واقعہ سے بھی یہ ثابت نہیں کہ ان عجمیوں کی خاطر جمعہ کے خطبہ کی زبان بدلی گئی ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ اسی حقیقت کو سمجھ کر فرمارہے ہیں (کہ عربی بودن نیز بجہتِ عمل مستمر در مشارق و مغارب باوجود آنکہ دربسیارے از اقالیم مخاطبان عجمی بودند۔ مسوی مصفی شرح موطا امام مالک(۲)) اسی خصوصیت کے سلسلہ میں خطبہ کا اختصار بھی ہے۔ مختلف احادیث میں بصراحت موجود ہے کہ جہاں تک بھی ہو خطبہ کو مختصر کرنا چاہئے اگر موجودہ وسعت نظم و نثر کو قبول کر لیا جائے تو اس شرط صلوٰۃ کی حقیقت ایک دو گھنٹہ کی گرم مجلس کے سوا کچھ بھی نہ رہے گی لہٰذا جمعہ کا خطبہ خالص عربی اور مختصر و جامع الفاظ میں ہونا چاہئے۔ اردو یا کسی دوسری زبان میں اگر کچھ کہنا ہو تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہے۔ نماز اور خطبہ کے درمیان کوئی تقریر یا لیکچر فصل کا باعث اور سنت کے خلاف ہے۔ فقط۔

---

(۱) اما الاجابة فظاهر الخلاصة وفتاوی قاضی خان والتحفة وجوبها وقول الحلوانی الاجابة بالقدم فلو اجابه بلسانه ولم یمش لا یکون مجیبا، ولو کان فی المسجد لیس علیه ان یجیب باللسان. وجه حاصله نفی وجوب الاجابة باللسان وبه صرح جماعة وانها مستحبة حتی قالوا نال الثواب والا فلا اثم ولا کراهة (غنیة المستملی فصل فی الاذان ص ۳۶۳) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۹. ط.س.ج ۲ ص ۱۵۹

(۳) مسوی مصفی ج ۱ ص ۱۵٤. ۱۲ ظفیر۔

یہ غلط ہے کہ غیر تنخواہ دار کی امامت درست نہیں

(سوال ۲۴۹۵) ہم لوگ اپنے قصبہ میں حافظ قرآن کے پیچھے نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ امسال ایک مولوی صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ نماز جمعہ اداء ہونے کا مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان اپنا امام جمعہ مقرر کر لیویں جب جمعہ ادا ہوتا ہے۔ امام مذکور بلا تنخواہ نماز جمعہ و پنجوقتی پڑھاتے تھے۔ اب ایک ماہ سے مولوی مذکور نے جمعہ بند کرا یا اور یہ کہتے ہیں کہ جب تک مسجد میں امام تنخواہ دار مقرر نہ ہو جمعہ ادا نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ امام مذکور کے پیچھے جو بلا تنخواہ نماز پڑھاتے ہیں نماز ادا ہوتی ہے اور صحیح ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) امام کے مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس کو کہہ دیا جاوے کہ نماز جمعہ پڑھا دو وہ جمعہ پڑھا سکتا ہے اور نماز جمعہ اس کے پیچھے صحیح ہے پس جو حافظ صاحب نماز پنج وقتہ اور جمعہ پڑھاتے تھے ان کے پیچھے جمعہ کی نماز صحیح ہے تنخواہ دار ہونا امام کا ضروری نہیں ہے بلکہ بلا تنخواہ والا امام زیادہ مستحق امامت کا ہے اس کے پیچھے بلا شبہ نماز جمعہ وغیرہ صحیح ہے۔ غرض یہ ہے کہ جیسا کہ اور نمازوں کا حکم ہے کہ جو شخص لائق امام ہونے کے ہو وہ امام ہو جاوے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ فقط۔

خطبہ جمعہ سے پہلے سورۃ کہف

(سوال ۲۴۹۶) جمعہ کے خطبہ سے پہلے مسجد میں سورۃ کہف بآواز بلند پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) سورہ کہف کا پڑھنا جمعہ کے روز مستحب ہے لیکن ایسا جہر نہ کرے کہ دوسرے پڑھنے والوں کے ساتھ تزاحم ہو، اسی وجہ سے فقہاء نے چند لوگوں کو ایک جگہ قرآن شریف جہراً پڑھنے سے منع کیا ہے۔(۱) کہ یہ آیت و اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا(۲) کے منافی ہے فقط۔

نوکری کی وجہ سے ترک جمعہ درست نہیں

(سوال ۲۴۹۷) ملازم پوسٹ آفس اگر تنہا ہے اور وہ بلا کسی کی سپردگی کے آفس چھوڑ کر نہیں جا سکتا تو وہ جمعہ کس طرح پڑھے یا ظہر ادا کرے۔

(الجواب) جمعہ کا چھوڑنا نوکری کی مجبوری کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔(۳) باقی اگر جمعہ نہ پڑھ سکے تو پھر اس کو ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے۔(۴)

خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۴۹۸) اللّٰھم اعز الاسلام الخ پڑھتے وقت منبر سے اترنا اور اللّٰھم انصر الخ پڑھتے وقت منبر پر چڑھنا جائز

---

(۱) یکرہ للقوم ان یقرؤا القرآن جملة لتضمنها ترك الا ستماع والا نصات الما مور بهما كذا فى القنية (عالمگیری مصری کتاب الکراهية باب رابع ج ۵ ص ۳۲۹ ط.س.ج۲ص۳۱۷) ظفیر.

(۲)

(۳) هى فرض عين يكفر جاحدها لثبوتها بالدليل القطعى كما حققه الكمال (در مختار) بالدليل القطعى وهو قوله تعالىٰ يا ايها الذين امنوا اذا نودى للصلوٰة من يوم الجمعة فاسعوا الاية وبا لسنة وبالا جماع الخ قول القدورى ومن صلى الظهر يوم الجمعة فى منزله ولا عذر له كره وجازت صلاته ..... (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ ط.س.ج۲ص۱۳۶) ظفير.(۴) وحرم لمن لا عذر له صلاة الظهر قبلها اما بعدها فلا يكره في يومها بمصر لكونه سببا لتفويت الجمعة وهو حرام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۵ ط.س.ج۲ص۱۵۵) ظفير.

ہے یا نہیں۔

(الجواب)اس عمل کی کچھ اصل نہیں ہے۔ فقط۔

نماز جمعہ میں جب خطیب و امام نہ آئے تو دوسرے کا امام بنانا درست ہے

(سوال ۲۴۹۹)نماز خطبہ میں وقت مقررہ پر نہ خطیب صاحب حاضر ہوئے نہ نائب خطیب۔ آدھا گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد متولی صاحب دوسرے شخص کو خطبہ اور نماز پڑھانے کا حکم دے سکتے ہیں یا نہیں۔
(۲)دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں، وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔
(۳)خطیب صاحب ہمیشہ پنجوقتہ نماز میں غیر حاضر رہتے ہیں اور تجارت کرتے ہیں ان کے پیچھے اقتداء کرنا درست ہے یا نہیں

(الجواب)(اور۲)دے سکتے ہیں اور دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے اور وہ نماز صحیح ہے۔(۳)نماز درست ہے۔ فقط۔

تارکین جمعہ کے لئے ظہر کی جماعت جائز نہیں

(سوال ۲۵۰۰)چند اشخاص صلوٰۃ جمعہ میں شریک نہیں ہو سکے اس مسجد میں صلوٰۃ وقتی کی جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب)در مختار میں ہے و کذا اهل مصر فاتتهم الجمعة فانهم يصلون الظهر بغير اذان ولا اقامة ولا جماعة الخ وفي الشامي قال في الو لوالجية ولا يصلي يوم الجمعة جماعة بمصر الخ شامی۔(۱)پس معلوم ہوا کہ جن لوگوں کا جمعہ فوت ہو جاوے وہ لوگ ظہر کی جماعت نہ کریں تنہا تنہا پڑھیں۔

ایک مسجد میں دوبار جمعہ مکروہ ہے

(سوال ۲۵۰۱)امام نے یا غیر امام نے جمعہ کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھی، اس کے بعد پانچ چھ آدمی آئے۔ اب یہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھیں یا ظہر کی۔ اگر ظہر کی پڑھیں تو اسی مسجد میں یا دوسری مسجد میں علٰحدہ علٰحدہ پڑھیں اور اگر یہ بقیہ لوگ جمعہ کی نماز کسی مکان میں یا میدان میں پڑھیں تو درست ہے یا نہیں۔

(الجواب)در مختار میں ہے کہ یوم جمعہ میں ادائے ظہر بجماعت مکروہ تحریمی ہے۔(۲)اور اس مسجد میں جس میں جمعہ ہو چکا ہے جمعہ بھی دوبارہ نہ پڑھیں(۳)بلکہ اگر کسی دوسری جگہ جماعت جمعہ ہوتی ہو تو وہاں جمعہ ادا کریں ورنہ ظہر تنہا تنہا ادا کریں اور جمعہ کے لئے مسجد ہونا شرط نہیں ہے کسی مکان میں اور میدان شہر میں بھی جمعہ ادا ہو سکتا ہے۔(۴)فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷٦٦. ط.س. ج۲ص ۱۵۷ ۱۲ ظفیر.
(۲)وكره تحريما لمعذورين و مسجون و مسافر اداء ظهر بجماعة في مصر قبل الجمعة وبعدها الخ وكذا هل مصر فاتتهم الجمعة فانهم يصلون الظهر بغير اذان ولا اقامة ولا جماعة (الدرا لمختار على هامش ردالمحتارباب الجمعة ج۱ ص ۷٦٦ .ط.س. ج۲ص ۱۵۷) ظفير. (۳)والظاهر انه يغلق ايضاً بعد اقامة الجمعة لئلا يجتمع فيه احد بعدها(ردالمحتارباب الجمعة ج ۱ ص ۷٦٦ .ط.س. ج۲ص ۱۵۲) ظفير. (٤)وتودى في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب وعليه الفتوىٰ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب. الجمعة ج ۱ ص ۷۵۵ .ط.س. ج۲ص ۱٤٤) ظفير.

جمعہ میں بھی لقمہ دینا لینا درست ہے

(سوال ۲۰۰۲)امام پہلی رکعت میں تین آیات کے اندر بھول گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا امام نے لقمہ لے لیا اور سجدہ سہو کر لیا، نماز کو دہرانا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) نماز صحیح ہو گی دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ لقمہ دینا اور لقمہ لینا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔

تشہد میں جو شریک ہو جائے وہ جمعہ پڑھے

(سوال ۲۰۰۳)جمعہ کے آخری قعدہ میں دو نمازی شریک ہوئے بعد سلام انہوں نے دو رکعت جمعہ کی پڑھ لی یہ صحیح ہے یا ان کو ظہر پڑھنی چاہئے تھی۔

(الجواب) صحیح یہی ہے کہ جو لوگ جمعہ کی نماز کے تشہد میں شریک ہوں وہ جمعہ کی نماز ہی پوری کریں ظہر نہ پڑھیں پس نماز ان لوگوں کی صحیح ہو گئی۔(۲) فقط۔

جمعہ میں لاحق نماز کیسے پوری کرے

(سوال ۲۰۰٤)ایک شخص جمعہ کی نماز دوسری رکعت میں شامل ہوا اس کا وضو ٹوٹ گیا، وہ وضو کرنے گیا واپس آیا تو امام نے سلام پھیر دیا وہ اپنی نماز کس طرح پوری کرے۔

(الجواب)وہ شخص واپس آکر ایک رکعت باقی ماندہ جمعہ کی پوری کر کے قعدہ کر کے سلام پھیر دے۔ نماز جمعہ اس کی ادا ہو جاوے گی۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔(۳)

بعد آغاز خطبہ پنکھے کا حکم

(سوال ۲۰۰۵)جمعہ کا خطبہ شروع ہو جانے کے بعد پنکھا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) خطبہ کی حالت میں چپ چاپ ساکت رہنا اور سننا خطبہ کا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے من مس الحصا فقد لغا کہ جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگا دیا اس نے بھی لغو کیا اور ثواب سے محروم رہا پس حالت خطبہ میں پنکھا کرنا اسی وجہ سے منع لکھا گیا ہے اور در مختار میں ہے **و کل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فیھا** ۔اور جو چیز حرام ہے نماز میں حرام ہے خطبہ میں۔ فقط۔

ایک شہر میں تین مسجدوں میں جمعہ

(سوال ۲۰۰٦/۱)ایک شہر میں تین مسجدیں ہیں، ایک ایک میل کے فاصلہ پر اور تینوں میں جمعہ ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟ جامع مسجد مختصر تھی اس وجہ سے اس کو شہید کرا کر جامع مسجد وسیع تیار کرائی ہے اکثر کہتے ہیں کہ جمعہ ایک مسجد میں ہو اور اکثر کہتے ہیں کہ تینوں مسجدوں میں جمعہ ہونا چاہئے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

---

(۱)بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذبكل حال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س. ج۲ص۶۲۲) ظفير .(۲)ومن ادركها فى التشهد او سجود سهو على القول به فيها يتمها جمعة الخ كما يتم فى العيد الخ (الدر المختار على هامش رد المحتا رباب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۷ .ط.س. ج۲ص۱۵۷) ظفير .(۳)ومن سبقه الحدث فى الصلوٰة انصرف الخ وتوضا وبنى الخ (هدايه باب الحدث فى الصلوٰة ج ۱ ص ۱۱۵)ظفير.

جامع مسجد میں تمام آدمی نہیں آسکتے تو کیا کرے

(سوال ۲/۲۵۰۷) جامع مسجد میں تمام آدمی نہیں آسکتے کیا کرنا چاہئے۔

ملازم جو جامع مسجد نہیں جاسکتے نزدیک والی مسجد میں جمعہ پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۳/۲۵۰۸) اکثر لوگ ملازم ہیں جامع مسجد تک نہیں پہنچ سکتے نزدیک کی مسجد میں فراہم ہو سکتے ہیں ایسے لوگوں کے واسطے کیا ارشاد ہے

(الجواب)(۱) جمعہ ہر جگہ درست ہے، تینوں مسجدوں میں جمعہ ہو جاتا ہے۔(۱)

(۲) بہتر یہ ہے کہ جمعہ ایک جگہ جامع مسجد یعنی بڑی مسجد میں ہو۔

(۳) اگر ایک مسجد میں سب نمازی جمعہ کے نہ آسکیں دوسری مسجد میں جمعہ کرلیں۔

(۴) ایسے لوگ قریب کی مسجد میں جمعہ پڑھ لیں، الغرض جمعہ ایک شہر و قصبہ میں چند جگہ جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ اگر کچھ دقت نہ ہو تو ایک جگہ پڑھیں(۲) فقط۔

دو ہزار کی آبادی میں جمعہ

(سوال ۲۵۰۹) موضع پلواڑہ میں دو ہزار آدمی ہیں اور موضع محمد پور میں جو پلواڑہ کے ملحق ہے ایک ہزار آدمی ہیں اور کپڑے و عطار کی دوکان دونوں جگہ ہے اس صورت میں دونوں جگہ جمعہ ہو سکتا ہے یا ایک جگہ ؟

(الجواب) معلوم ہوتا ہے کہ موضع پلواڑہ بڑا گاؤں ہے محمد پور ایسا نہیں ہے۔ پس اچھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف پلواڑہ میں جمعہ پڑھ لیا کرے البتہ یہ دونوں گاؤں ایک ہی سمجھے جاتے ہیں تو دونوں جگہ جمعہ صحیح ہے۔(۳) فقط۔

حالت خطبہ میں امام کو پیسے دینا اور اس کی طرف پیسے پھینکنا درست نہیں

(سوال ۲۵۱۰) جب امام خطبہ پڑھتا ہے تو بعض آدمی ممبر پر امام کے لئے دو آنہ یا چار آنہ یا روپیہ وغیرہ پھینکتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور امام کو اس کا لینا جائز ہے یا کیا؟

(الجواب) خطبہ کی حالت میں یہ فعل ناجائز ہے اور روکنا ان لوگوں کو اس حرکت سے لازم ہے۔(۴) باقی امام کے حق میں اس کا لینا جائز ہے۔ فقط۔

تین ہزار کی آبادی میں جمعہ

(سوال ۱/۲۵۱۱) دو گاؤں کے درمیان ایک کوس کا فاصلہ ہے اور پہلے گاؤں کی آبادی تین ہزار کی ہے اور

---

(۱) وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا (الدر المختار) علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۵ ط.س. ج۲ص۱۴۴) شامی میں ہے دفعا للحرج ای لان فی الزام اتحاد المواضع حرجابینا لا ستدعائه طویل المسافة الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۵ ط.س. ج۲ص۱۴۵) ظفیر. (۲) ولا جل ان الجمعة جامعة للجماعات قال الا مام ابو یوسف لا یجوز تعدد الجمع فی مصر واحد (الی قوله) وقال الا مام محمد ورواه عن الا مام ابی حنیفه وهذه الروایة هی المختارة وعلیه الفتوی انه یجوز تعدد الجمعة مطلقا الخ (رسائل الارکان ص ۱۱۸) ظفیر. (۳) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۴۸ ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر. (۴) حدیث میں ہے من مس الحصا فقد لغا در مختار میں ہے وکل ماحرم فی الصلوة حرم فیها ای فی الخطبة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۶۸ ط.س. ج۲ص۱۵۹)ظفیر.

دوسرے گاؤں میں تین مسجدیں ہیں اور جمعہ ہوتا ہے پہلے گاؤں اور دوسرے گاؤں میں جمعہ فرض ہے یا نہیں ؟

سنتیں بعد الجمعہ

(سوال ۲۰۱۲/۲) جمعہ کے بعد جو چھ سنتیں ہیں یہ ظہر کی سنتیں ہیں یا جمعہ کی ؟

(الجواب)(۱) پہلا گاؤں بڑا ہے اس میں جمعہ فرض ہے اور دوسرا گاؤں بھی اگر ایسا ہی بڑا ہے تو وہاں بھی فرض ہے۔(۱)

(۲) یہ جمعہ کی سنتیں ہیں۔(۲) فقط۔

خطبہ جمعہ و عیدین میں تسمیہ

(سوال ۲۰۱۳) خطبہ جمعہ میں یا عیدین کے افتتاح میں بسم اللہ جہراً پڑھی جاوے یا سراً؟

(الجواب) در مختار میں ہے ویبدا بالتعوذ سراً شامی میں ہے۔(۳) ای قبل الخطبة الاولی بالتعوذ سراً ثم بحمد الله والثناء عليه الخ جہر بسم اللہ کا ثابت نہیں ہے۔ لہذا جہراً بسم اللہ نہ پڑھی جاوے۔

یوم جمعہ میں فرض ہے یا ظہر

(سوال ۲۰۱۴/۱) جمعہ کی روز فرض وقت جمعہ ہے یا ظہر ؟ اور جمعہ قصر ظہر ہے یا کیا؟

جمعہ کے لئے شرائط ہیں

(سوال ۲۰۱۵/۲) جمعہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً ہر جگہ فرض ہے یا مقید بالشرائط ؟

چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہوگی یا نہیں

(سوال ۲۰۱۶/۳) ایسی بستی میں جہاں کوئی تعریف مصر کی صادق نہ آتی ہو امام صاحبؒ کے نزدیک جمعہ پڑھنا مسقط ظہر ہے یا نہیں ؟

جمعہ کے لئے شرط سلطان

(سوال ۲۰۱۷/٤) جمعہ کے لئے شرط سلطان جو اصحاب متون لکھتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے یا نہ ؟

سلطان نہ ہو تو جمعہ کا حکم

(سوال ۲۰۱۸/۵) امام صاحب سے کوئی تصریح ہے کہ جہاں شرط سلطان نہ ہو وہاں بھی جمعہ پڑھو اور ظہر چھوڑ دو ؟

متاخرین کے قول پر عمل

(سوال ۲۰۱۹/٦) متاخرین کے قول پر عمل کرنے والا امام ابو حنیفہؒ کا مقلد رہے گا یا نہیں ؟

نمبردار قاضی کے قائم مقام ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۲۰/۷) نمبرداران چوکیداران واماماں مساجد کا ہونا شرط مصر یا سلطان کے پائے جانے میں کافی ہے یا

---

(۱) وتقع فی القصبات والقری الكبيرة التی فيها اسواق (رد المحتار ج ۱ ص ۷٤۸ ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفير.

(۲) والسنة قبل الجمعة اربع وبعدها اربع وعند ابی يوسف السنة بعد الجمعة ست ركعات والا فضل ان يصلی اربعاثم ركعتين للخروج عن الخلاف (غنية المستملی ص ۳۷۲) ظفير. (۳) دیکھئے ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۹ ۱۲ ظفیر.

نہیں ؟ یعنی امیر قاضی جو حدود مصر میں ملحوظ ہیں ان کی بجائے نمبر دار یا پیش امام ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

احتیاط الظہر

(سوال ۲۵۲۱/۸) اگر کوئی حنفی بوجہ تعدد جمعہ یا اشتباہ فی المصر کے بعد جمعہ ظہر پڑھ لے تو کیا وہ مذہب سے خارج ہو جاتا ہے ؟

ظہر بعد جمعہ

(سوال ۲۵۲۲/۹) کسی فقہ کی معتبر کتاب میں بوقت اشتباہ فی المصر بھی ظہر بعد جمعہ پڑھنا منع لکھا ہے ؟

(الجواب)(۱) صحیح یہ ہے کہ فرض وقت ظہر ہے اور جمعہ بدل ہے لا ن فرض الوقت عند نا الظهر لا الجمعة الخ شامی جلد اول فی بحث النية۔ جمعہ قصر ظہر نہیں ہے بلکہ اس اعتبار سے فرض مستقل ہے کہ اس سے ظہر ساقط ہو جاتی ہے۔

(۲) معتبر بالشرائط ہے۔(۱)(۳) نہیں۔(۲)

(۴) کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ہو تو اس کا اذن ضرور ہے اور اگر نہ ہو تو جس کو امام مقرر کر لیا جاوے وہ امام جمعہ ہو سکتا ہے اور جمعہ صحیح ہے۔(۳)

(۵) بعد اس کے کہ فقہاء کسی امر کو مفتی بہ مذہب میں قرار دیں تو ہمیں اس کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ امام صاحب سے یہ قول صراحۃً منقول ہے یا نہیں۔ اما نحن فعلينا اتباع مارجحوه وصحوه الخ (در مختار) قال فی الشامی قوله واما نحن يعنى اهل الطبقة السابعة وهذا مع السوال والجواب ماخوذ من تصحيح الشيخ قاسم قوله كما لو افتوا فى حياتهم اى كما نتبعهم لو كانوا احياء وافتونا بذالك فانه لا يسعنا مخالفتهم الخ۔(۴) اور معراج الدرایہ میں مبسوط سے منقول ہے فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصيرا لقاضى قاضيا بتراضى المسلمين ويجب عليهم ان يلتمسوا وليا مسلماً . انتهى(۵) وفی الدر المختار ونصب العامة الخطيب غير معتبر مع وجود من ذكر اما مع عدهم فيجوز للضرورة در مختار۔(۶)

(۶) ضرور رہے گا۔

(۷) محض یہ امور کافی نہیں بلکہ یہ ضروری ہے کہ وہ بستی یا شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ مثل قصبہ کے ہو کہ اس میں بازار و دوکانیں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں کما صرح بہ فی الشامی وغیرہ۔

---

(۱) ويشترط لصحتها سبعة اشياء الا ول المصر الخ (در مختار باب الجمعه. ط.س. ج۲ ص ۱۳۷) ظفیر.
(۲) ولو صلوا فی القرى لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر.
(۳) واذن السلطان اوماموره باقامتها (در مختار) واما فى بلاد عليها ولا ة كفار فيجوز للمسلمين اقامة الجمعة والا عياد ويصير القاضى قاضيابتراضى المسلمين ويجب عليهم طلب وال مسلم ا ه (ردالمحتار باب القضا ج ۳ ص ۳۵۰. ط.س. ج۲ ص۱۷۵)(۴) ردالمحتار مقدمه مطلب فى طبقات الفقهاء ج ۱ ص ۷۲. ط.س. ج۱ ص۷۷. ۱۲ ظفیر.
(۵) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۴. ط.س. ج۲ ص۱۴۴. ۱۲ ظفیر.
(۶) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۴. ط.س. ج۲ ص۱۴۳. ۱۲ ظفیر.

(۸) مذہب سے خارج نہیں ہوتا۔
(۹) جب کوئی جگہ مفتی بہ قول کے موافق محل جمعہ قرار پا گئی تو پھر وہاں ظہر بعد جمعہ پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تعدد جمعہ کے خلاف کی وجہ سے کوئی شخص ظہر احتیاطی پڑھے، اور جب یہ منع تو وہ بھی منع ہوگا۔ فقط۔

خطبات جمعہ ہر ماہ کا علیحدہ ہونا ضروری نہیں

(سوال ۲۵۲۳) خطبہ جمعہ ہر ماہ علیحدہ بودن ضروریست یانہ؟
(الجواب) خطبہ ہر ماہ علیحدہ بودن ضرور نیست۔(۱) فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی

(سوال ۲۵۲۴) جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر کہنے کا کیا حکم؟ کیا مکروہ ہے؟ بریلی کے فتویٰ میں اس کی ممانعت کی گئی ہے اور حدیث ابی داؤد سے استدلال کیا گیا ہے۔
(الجواب) بریلی کے اس فتویٰ کے متعدد جوابات شائع ہو چکے ہیں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے مفصل جواب طبع ہو کر شائع ہوا ہے وہاں سے طلب کر کے اس کو دیکھ لیں۔ تحقیق یہ ہے کہ اذان ثانی جمعہ مسجد میں ہونا مکروہ نہیں ہے اور عبارت کتب فقہ لایؤذن فی المسجد اذان ثانی یوم جمعہ کے بارہ میں نہیں ہے۔ نیز غرض اس عبارت سے یہ ہے کہ اذان نماز پنجگانہ میں غرض اعلام ہے اس لئے بلند جگہ منارہ وغیرہ اس کے لئے مسنون ہے اور مراد اس عبارت سے یہ ہے کہ اذان پنجگانہ مسجد میں اس طرح کہنا کہ اس میں اعلام نہ ہو، مثلاً اندر کے درجہ مسجد میں اذان کہنا خلاف سنت ہے۔ بہر حال اذان جمعہ اس میں داخل نہیں ہے۔ لتصریح الفقهاء بخلافه ۔(۲) اور حدیث ابو داؤد خارج عن المسجد ہونے میں نص نہیں ہے کیونکہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ علی قرب باب المسجد مراد لیا جاوے اور اس کے ثبوت میں بھی کلام کیا گیا ہے۔ فقط۔

حدیث لا صلوٰۃ و لا کلام

(سوال ۲۵۲۵) حدیث اذا خرج الا مام فلا صلوٰۃ و لا کلام سے اس کلام سے مراد مطلق کلام ہے یا کلام دنیاوی؟ فقہاء کی عبارات سے کلام دنیاوی مراد معلوم ہوتی ہے کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے کلام دنیاوی منع ہے۔ تسبیح اذکار وغیرہا منع نہیں۔ اب اس بناء پر خطبہ کی اذان کا جواب دینا یا دعا وسیلہ پڑھنا جائز ہوگا چنانچہ بعض عبارات سے صاف ظاہر ہے واما الكلام فانما يكره منه قبل شروع الخطبة الدنيوى لا الذى كا الا ذكار والتسبيح وبعد الشروع فيها يكره مطلقا هذا هو ا لا صح كما فى النهاية وغيره فلا تكره اجابة الا ذان الذى يوذن بين يدى الخطيب وقدثبت ذلك من فعل معاويةؓ فى صحيح البخارى ولا دعاء الوسيلة الماثورة بعد ذلك الا ذان هذا عند ابى حنيفةؒ وعندهما لا باس بالكلام اى الدنيوى اذا خرج

---

(۱) كماروت ام هشام اخذت ق والقرآن المجيد من فى رسول الله صلى الله عليه وسلم يقراء بها كل جمعة رواه مسلم قال شراح الحديث كان سورة ق فى مدة كانت ام هشام حاضرة ولم يكن دائما (رسائل الا ركان ص ۱۱۶) ظفير.
(۲) ويوذن ثانيا بين يديه اى الخطيب (الى قوله) اذا جلس على المنبر (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۰ ط.س. ج۲ص۱۶۱) قوله يوذن ثانيا بين يديه اى على سبيل السنية كما يظهر من كلامهم (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۰ ط.س. ج۲ص۱۶۱) ظفير.

الا مام قبل ان یشرع فی الخطبة فاذا نزل قبل یکبر لا ن الکراهة للاخلال بالا ستماع ولا استماع ههنا بخلاف الصلاة فانها قد تمتد کذا فی الهداية . اس میں قول مفتی بہ اور صحیح کیا ہے ۔ جائز ھے یا مکروہ۔؟

(الجواب) حدیث اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام، میں ہمارے حضرات کا مسلک کلام کو رکھنا ہے جیسا کہ طلاق حدیث سے ظاہر ہے اور صلاۃ کے ساتھ اس کا منضم فرمانا اور بھی اس کا موئد ہے اور خلاف صاحبین کا قبل شروع فی الخطبہ میں مشہور ہے اور امام صاحب کے نزدیک بھی بعض فقہاء نے کلام دینی کو بعد خروج امام قبل خطبہ جائز نقل کیا ہے لیکن مذہب مشہور امام صاحب کا یہی ہے کہ بعد خروج امام کلام مطلقا ممنوع ہے خواہ دینی ہو یا دنیاوی اور نصوص فقہاء بہت سے اس پر دال ہیں کہ امام صاحب کلام کو عام لیتے ہیں پس اگر بعض فقہاء نے قبل خطبہ کلام دین کو جائز رکھا ہے اور اس کو اصح فرمایا ہے جیسا کہ عنایہ وبنایہ سے منقول ہے تو انہوں نے مذہب صاحبین رحمہما اللہ کو اختیار فرمایا ہے۔باقی مذہب امام اعظمؒ کا یہی ہے کہ کلام مطلقاً مکروہ ہے اور اجابت اذان بین یدی الخطیب مکروہ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے جو تخطیہ صاحب در مختار کا کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے اور آپ نے جو عبارت مولانا موصوف کی نقل فرمائی ہے اور اس کے آخر میں کذا فی الہدایہ ہے۔ ہدایہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حوالہ بجنسہا صحیح نہیں ہے کما لا یخفی علی من طالع الہدایۃ۔اب احقر بعض وہ عبارات لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے امام صاحبؒ کا خلاف مطلق کلام میں ہے دنیاوی ہو یا دینی اور امام صاحب مطلق کلام کو بعد خروج امام منع فرماتے ہیں اور نیز یہ کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ ہے۔ در مختار باب الجمعہ میں ہے وقالا لا باس بالکلام قبل الخطبة وبعدها واذاجلس عند الثانی والخلاف فی الکلام یتعلق بالاخرة اما غیره فیکره اجماعا . وعلی هذا فالترقية المتعارفة فی زماننا تکره عنده لا عندهما واماما یفعله الموذنون حال الخطبة من الترضی ونحوه فمکروه اتفاقا وتمامه فی البحر والعجب ان المرقی ینهی عن المعروف بمقتضی حدیثه ثم یقول انصتوا رحمکم الله قلت الا ان یحمل علی قولهما فتنبه(۱)(در مختار)قوله الا ان یحمل علی قولهما لا نه یقول ذلك قبل الخطبة وهما یحملان قوله صلی الله علیه وسلم والا مام یخطب . علی الشروع فیها حقیقة فحینئذ لا یکون المرقی مخالفا لحدیثه بقوله انصتوا . اما علی قول الا مام من حمل قوله یخطب علی الخروج للخطبة بقرینة ماروی اذا خرج الامام فلا صلوة ولا کلام فیکون مخالفا لحدیثه الذی یرویه ویکره الخ . ردالمحتار. (۲) شامی. وفی الشامی ایضاً قبیله والظاهر ان مثل ذلك یقال ایضا فی تلقین المرقی الا ذان للمئوذن والظاهران یکون الکراهة علی المئوذن دون المرقی لان سنة الا ذان الذی بین یدی الخطیب تحصیل باذان المرقی فیکون المئوذن مجیبا لاذان المرقی واجابة الا ذان حینئذ مکروهة الخ. (۳)

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتارج ۱ ص ۷۶۹ ،ط.س. ج۲ص۱۵۹......۱۶۰......۱۶۱ .
(۲) ردالمحتارج ۱ ص ۷۶۹ .ط.س.ج۲ص۱۵۹......۱۶۰......۱۶۱.۱۲ ظفیر.

شامی کے اس قول "واجابۃ الاذان حینئذ مکروھۃ" سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کراہتہ حنفیہ کے نزدیک ایسی مسلم ہے اور معروف ہے کہ اس میں کسی کو کچھ تأمل اور خلاف نہیں ہے پس اس سے صحت اس قول صاحب در مختار کی جوباب الاذان میں ہے واضح ہوتا ہے وینبغي ان لایجیب بلسانه اتفاقافی الاذان بین یدی الخطیب۔ البتہ اتفاقاً کے لفظ سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ کراہتہ امام صاحب کے قاعدہ کے موافق ہے نہ صاحبین کے قول کے۔ مگر جواب اس کا یہ ہے کہ غرض صاحب در مختار کی یہ ہے کہ مشائخ نے بالاتفاق اس بارہ میں قول امام صاحب کو اختیار فرمایا ہے اور بالاتفاق فتویٰ کراہتہ اجابت اذان ثانی جمعہ کا دیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ اگرچہ قاعدہ صاحبین کا اس کے جواز کو مقتضی ہو مگر ان سے تصریح اس کے جواز کی منقول نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ اگر کراہتہ منقول ہو اور اسی قول صاحب در مختار کو اس بارہ میں حجت سمجھا جاوے کہ ہم اعلم بمذہب الاصحاب، اس صورت میں اتفاقاً کے معنی امام صاحب اور صاحبین کے اتفاق کے ہوں گے۔ اور جب کہ ایسا بڑا شخص اس اتفاق کو نقل فرماتا ہے تو ہم کو محض اس بنا پر کہ صاحبین کا مذہب اس کو مقتضی نہیں انکار شایاں نہیں ہے۔ احقر کہتا ہے کہ مقتضی قول صاحبین بھی اس اجابت کی کراہت کو ہے کیونکہ آخر کلمہ اذان کی اجابت بعد ختم اذان کے ہے جو وقت شروع فی الخطبہ کا ہے۔ نیز اجابت کے ساتھ دعاوسیلہ بھی ہوتی ہے جو بعد اذان اور اجابت اذان کے ہے اور وہ وقت شروع فی الخطبہ کا ہے اور وہ بالاتفاق وقت کراہت کلام دینی و دنیاوی کا ہے اور اس میں بحث کرنا کہ امام بھی اجابت کرے گا اور دعاوسیلہ پڑھے گا تو شروع فی الخطبہ نہ ہو جو صاحبین کے نزدیک اجابت کو مکروہ کہا جاوے محل تأمل ہے کیونکہ اذان کے ختم ہونے کے بعد خطبہ کا شروع ہونا متوارث ہے اور دعویٰ امام کی اجابت کا کرنا خود فرع ثبوت کی ہے حالانکہ تصریح فقہاء کی اس کے خلاف ہے۔ الحاصل تخطیہ در مختار کے قول کا عجب در عجب ہے۔ اور علامہ شامی کی تصریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کراہت اجابت اذان بین یدی الخطیب ایک مسلم امر ہے جیسا کہ سیاق عبارت سے واضح ہے۔ آخر میں یہ عرض ہے کہ بصورت اختلاف احوط بھی یہی ہے کہ اجابت کو ترک کیا جاوے۔ فقط۔

تیرہ سو آبادی میں جمعہ

(سوال ۲۵۲۶) ایک موضع کی آبادی بارہ سو تیرہ سو کی ہے اور اکثر دوکانیں بھی ہیں اور ضروریات بھی دستیاب ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے یہاں جمعہ وعیدین ہوتے ہیں، اس قریہ میں جمعہ وعیدین کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) قریہ مذکورہ بڑا قریہ ہے اس میں جمعہ واجب و ادا ہو جاتا ہے۔ شامی میں ہے۔ وتقع فرضا فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیها اسواق قال ابو القاسم هذا بلا خلاف اذا اذن الوالی والقاضی ببناء المسجد الجامع واداء الجمعه الخ۔(۱) فقط۔

(سوال ۲۵۲۷) خطبہ میں نظم یا نثر زبان غیر عربی میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بادلائل تحریر فرمادیں۔

(الجواب) چونکہ مقصود خطبہ سے ذکر اللہ ہے نہ کہ وعظ بلکہ یہ ضمنی شے ہے اسی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے کہ اگر فقط خطبہ میں ذکر اللہ ہو اور پند وغیرہ کا ذکر نہ ہو تو بھی جائز ہے۔ ولنا ان الخطبة ذکر و المحدث

(۱) رد المحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر۔

والجنب لا یمنعان الخ. مبسوط۔(۱)

قال صاحب الهداية فان اقتصر على ذكر الله تعالىٰ جاز عند ابى حنيفة (۲)وفى بعض كتب الفقه يصح الا قتصار فى الخطبة على ذكر خالص لله تعالىٰ عند ابى حنيفةؒ ان عبارات سے مضمون بالا کا ثبوت ہوتا ہے پس جب خطبہ اصل میں محض ذکر کا نام ہے تو اس کی ضرورت نہیں رہی کہ خطیب بعض سامعین کی وجہ سے قرآن اور رسول اور جنت کی زبان کو چھوڑ کر اردو انگریزی جاپانی فارسی پشتو زبان میں خطبہ پڑھے سلف صالحین صحابہ و تابعین و ائمہ کا تعامل باوجودیکہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ملک فارس میں تشریف فرما ہوئے مگر فارسی میں خطبہ نہ پڑھا بلکہ عربی میں پڑھا۔ کمانقلہ شاہ ولی الدہلویؒ دلالت کرتا ہے کہ خطبہ عربی میں ہونا چاہئے اور غیر عربی مثلاً اردو وغیرہ میں جائز مگر خلاف سنت رسول اللہ ﷺ و تعامل صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدینؒ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ لکھنوی نے عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ میں باب الجمعہ میں تحریر فرمایا ہے کہ خطبہ اردو نظم و نثر میں جائز ہے مگر مکروہ تحریمی ہے۔(۳)فقط۔

عید و جمعہ کا اجتماع

(سوال ۲۵۲۸) عید اور جمعہ اگر ایک دن میں جمع ہو جاویں تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ نہ پڑھا جاوے اور صحیح مسلم کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ اور نماز جمعہ پڑھنی چاہئے یا نہ؟

(الجواب) اس حدیث کی تفتیش مسلم شریف میں کی گئی مگر پتہ نہیں چلا بے شک ابوداؤد شریف میں عبداللہ بن الزبیر کا فعل نقل کیا گیا ہے۔ مگر ذرا غور کرنا چاہئے کہ ایک صحابی کے فعل سے نبی کریم ﷺ کے قول اور فعل کو چھوڑ دینا خلاف انصاف ہے حضرت کے زمانہ میں بھی یہ اتفاق پیش آیا مگر آپ نے جمعہ ادا کیا اور آپ نے گاؤں کے لوگوں کو کہہ دیا کہ تم جانا چاہو تو چلے جاؤ ہم جمعہ ادا کریں گے، ابوداؤد وغیرہ میں موجود ہے اور عبداللہ بن زبیر کے فعل کی علماء نے تاویل کی ہے لہذا جمعہ ضرور ادا کرنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جمعہ کی نماز قرآن شریف سے ثابت ہے اس کو ایک فعل صحابی سے ترک کر دینا یا تخصیص کرنا عقل سلیم کا کام نہیں ہے۔ فقط۔

گاؤں میں جمعہ

(سوال ۲۵۲۹) گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہ؟ اور حدیث جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ "لا جمعۃ ولا تشریق" الخ اس پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہ؟

(الجواب) چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے اور حضرت علیؓ کی حدیث پر عمل کرنا عند الحنفیہ لازم

(۱) مبسوط ج ۲ ص ۲۶.
(۲) هدایه ج ۱ ص ۱۵۱ ۱۲.
(۳) دیکھئے مصفی مسوی ج ۱ ص ۱۵۳.
(٤) فلو خطب بالفارسية اوبغيرها جاز كذا قالوا والمراد با لجواز هو الجواز فى حق الصلوٰة بمعنى انه يكفى لا داء الشرطية وتصح بها الصلوٰة لا الجواز بعنى الا باحة المطلقة فانه لا شك فى ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبى والصحابة فيكون مكروها تحريما وكذا قراء ة الا شعار الفارسية والهندية فيها (حاشيه شرح وقايه ج ۱ ص ۲٤۲)ظفير.

ہے۔ مصر شرط وجوب واداء جمعہ ہے۔(۱) فقط۔

بعد اذان ثانی مناجات

(سوال ۲۵۳۰) جمعہ کے روز بعد اذان ثانی مناجات کرنا کیسا ہے ؟

(الجواب) مکروہ ہے اور ممنوع ہے۔ در مختار میں ہے وینبغی ان لا یجب بلسانہ اتفاقافی الا ذان بین یدی الخطیب باب الاذان(۲) وفی الشامی واجابة الا ذان حینئذ مکروهة۔(۳) اور حدیث شریف میں ہے اذا خرج الا مام فلا صلاة ولا کلام الخ(۴) پس معلوم ہوا کہ بعد ثانی جمعہ دعاو مناجات زبان سے نہ کرے فقط۔

خطبہ کی حالت میں دوسرا کام

(سوال ۲۵۳۱) آنحضرت ﷺ نے خطبہ کی حالت میں امام حسنؓ کو گرتے دیکھ کر خطبہ قطع کر کے ان کو اٹھایا، اب ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ خصوصیت ہے آنحضرت ﷺ کی۔ یا یہ کہ ایسی حالت ہو کہ اندیشہ ہے بچہ کے چوٹ لگنے کا تو ایسی حالت میں اب بھی خطیب کو ایسا کرنا درست ہے جیسا کہ در مختار میں بعض مواقع میں نماز قطع کر دینے کا حکم ہے ویجب القطع لنحو انجاء غریق او حریق۔(۵) فقط۔

بادشاہ اسلام نہ ہونے کی صورت میں جمعہ

(سوال ۲۵۳۲) جس جگہ بادشاہ اسلام نہ ہو وہاں جمعہ نہیں ہوتا یہ صحیح ہے یا نہ ؟

(الجواب) یہ غلط خیال ہے کہ جہاں بادشاہ اسلام نہیں وہاں جمعہ نہیں ہوتا بلکہ جمعہ ہو جاتا ہے۔ شامی میں اس کی تصریح موجود ہے۔(۶) فقط۔

گاؤں میں جمعہ

(سوال ۲۵۳۳) ایک گاؤں میں باوجود عدم جواز جمعہ اکثر لوگ اس وجہ سے جمعہ پڑھتے ہیں کہ ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اس صورت جمعہ کے حامی شرعاً ماخوذ ہیں یا نہیں ؟

(۲) ایک شخص بوجوہ عدم جواز جمعہ فی القریٰ نماز جمعہ پڑھنے کے لئے چار میل مسافت طے کر کے ایک قصبہ میں جمعہ پڑھتے ہیں اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

---

(۱) ویشترط لصحتها سبعة اشیاء الا ول المصر (در مختار باب الجمعه .ط.س.ج۲ص۱۳۷) ظفیر.
(۲) الدر المختار باب الا ذان ج ۱ ص ۶۵ .ط.س.ج۲ص۳۹۹. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۹ مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ۱۲ ظفیر.
(۴) دیکھئے ردالمختار ج ۱ ص ۷۶۷ باب الجمعه .ط.س.ج۲ص۱۵۸. ۱۲ ظفیر.
(۵) ویباح قطعها لنحو قتل حیة (الی قوله) ویجب لا غاثة ملهوف و غریق و حریق الخ (الدرالمختار باب مایفسد الصلوٰة ج۱ ص ۹۳) ظفیر. (۶) (والسلطان الی قوله) والا طلاق مشعر بان الا سلام لیس بشرط وهذا اذا امکن استیذ انه والا فالسلطان لیس بشرط فلو اجتمعوا علی رجل وصلوا جاز (جامع الرموز باب الجمعه ج ۱ ص ۱۱۶) مع انها تصح (الجمعة) فی البلاد التی استولی علیها الکفار کما سنذ کره (ردالمحتار باب الجمعه.ط.س.ج۲ص۱۳۸) فلو الولاة کفار ایجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیهم ان یلتمسوا والیا مسلما(ایضاً ج ۱ ص ۷۵۴.ط.س.ج۲ص۱۴۴) ظفیر.

(الجواب)(۱) جس گاؤں میں بوجہ اس کے چھوٹا ہونے کے عند الحنفیہ درست نہیں ہے اس میں کسی خیال سے بھی جمعہ نہ پڑھنا چاہئے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسی جگہ جمعہ پڑھنے سے گنہگار ہوتے ہیں اور ظہر کی جماعت کے ترک کا گناہ بھی ان پر ہے۔(۱)

(۲) یہ اچھا ہے کہ جمعہ دوسرے قصبہ میں جا کر ادا کرے اس میں ثواب ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ دیہات کے لوگ مدینہ شریف میں جمعہ پڑھنے آتے تھے۔ فقط۔

مولانا نانوتویؒ کی نماز جمعہ دیہات میں

(سوال ۲۵۳٤) اکثر لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا مولوی محمد قاسمؒ اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے نماز جمعہ دیہات میں ادا کی ہے اگر یہ بات خلاف ہوتی تو وہ کیوں کرتے؟

(الجواب) اصل یہ ہے کہ فقہ کی معتبر کتابوں مثل ہدایہ و شرح وقایہ و در مختار و شامی سے یہ ثابت ہے کہ ادائے جمعہ اور وجوب جمعہ کے لئے مصر شرط ہے اور شامی میں نقل فرمایا ہے کہ قصبہ قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے کہ کیونکہ وہ بھی حکم میں شہر اور مصر کے (۲) ہے اور در مختار اور شامی میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ درست نہیں ہے اور اس میں کراہت تحریمیہ (۳) ہے پس حضرت حاجی شاہ امداد اللہ قدس سرہ یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ، نے اگر دیہات میں جمعہ پڑھا ہوگا تو وہ بڑا گاؤں ہوگا اور حضرت مولانا گنگوہی خلیفہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ، نے اپنے پیر اور پیر بھائی کے حالات سے زیادہ واقف تھے ان کا فتویٰ آپ نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ کیسے تشدد سے چھوٹے دیہات میں جمعہ کو منع فرماتے تھے اور اس بارہ میں کتاب بھی لکھی ہے۔ اگر بالفرض اختلاف علماء بھی اس میں تسلیم کیا جاوے تو پھر بھی احتیاط ترک جمعہ فی القریٰ میں ہے کیونکہ مکروہ امر سے بچنا سنت اور مستحب کے کرنے سے مقدم ہوتا ہے۔ فقط۔

جمعہ کے لئے جامع مسجد ہونا شرط نہیں

(سوال ۲۵۳۵) ایک شخص نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے کہ نمبر (۴)

ادائے جمعہ کے لئے جامع مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔

(الجواب)...... کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ بے شک جمع کے لئے جامع مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔ شہر کی دوسری مسجد میں یا شہر کے میدان میں بھی جمعہ ہو سکتا ہے مگر جمعہ کے لئے یہ شرط ہے کہ شہر یا قصبہ ہونا چاہئے اور بڑا گاؤں جو مثل قصبہ کے ہو وہ بھی اس حکم میں ہے۔ چھوٹے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ درست نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز (ای الجمعۃ) فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر خطیب کما فی المضمرات والظاہر انہ اریدبہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القریٰ لزمہم اداء الظہر (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷٤۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر. (۲) تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷٤۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸). (۳) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر و خطیب الخ والظاہر انہ ارید بہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لوصلوا فی القری لزمہم اداء الظہر (ایضاً ج ۱ ص ۷٤۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر. (٤) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (الی قولہ) وفیما ذکرنا اشارۃ انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص۷٤۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر.

حدیث عبداللہ بن مسعودؓ میں ہے۔ لاجمعۃ ولا تشریق الخ الافی مصر جامع الحدیث۔ فقط۔

کمزور پر جمعہ

(سوال ۲۵۳۶) جو آدمی ضعیف ہو اور اس قدر فاصلہ یا بلند جگہ پر جہاں جامع مسجد واقع ہو نہ جاسکتا ہو، وہ نماز جمعہ کہاں ادا کرے۔

(الجواب) جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہو جمعہ ادا کرلیوے جامع مسجد میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اوقات خطبہ میں سنن

(سوال ۲۵۳۷) جمعہ کے خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا کیسا ہے؟

(الجواب) خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا درست نہیں ہے۔ جس وقت سے امام منبر پر جاوے اور خطبہ شروع کرے اس وقت سے نماز وغیرہ سب ممنوع ہوجاتی ہے لقوله عليه السلام اذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام ۔(۱) فقط۔

ایک شہر میں کئی جگہ جمعہ درست ہے یا نہیں اور چند دوسرے سوالات

(سوال ۲۵۳۸) چند جگہ بستی میں جمعہ ہونے سے ثواب میں تو کچھ نہیں کمی آتی؟ اکیلے امرد کو جماعت میں شریک کرنے سے نقصان تو نہیں آتا؟ تعلیم خداوندی میں تقیید مثل آج کل مدارس کے درست ہے یا نہیں؟ مدرسین پر جرمانوں کا قاعدہ قانون سے مدلل شرح فرمائیے۔ مدرسین کا ماہوار لینا درست ہے یا نہیں؟ متعصب عالم کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایک شہر میں چند جگہ جمعہ درست ہے اس سے ثواب جمعہ میں کچھ کمی نہیں آتی۔ در مختار میں ہے وتودى فى مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب وعليه الفتوىٰ الخ در مختار۔(۲) امرد کا جماعت میں شریک ہونا درست ہے اور امرد اگر نابالغ ہو اور تنہا ہو تو اس کو بھی شریک جماعت کرلینا جائز ہے۔ کذا فی الشامی۔(۳) دینی مدارس میں اگر انتظام و پابندی اوقات وغیرہا مثل انگریزی مدارس کے کیا جاوے کچھ حرج نہیں ہے۔ جرمانہ مالی شریعت میں درست نہیں ہے البتہ مدرسین و ملازمین کی تنخواہ حسب قاعدہ وضع ہوسکتی ہے اور مدرسین کو عیدی وغیرہ لینا اطفال سے حسب عرف درست ہے عالم کے پیچھے نماز افضل ہے اور عالم کو دین میں متعصب ہونا ہی چاہئے تعصب کے معنی پختگی فی الدین کے ہیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا مکبر کے لئے امام کی اجازت ضروری ہے

(سوال ۲۵۳۹) جمعہ یا عیدین کی نماز میں بلا اجازت امام کے از خود تکبیر پکار کر رکوع سجدہ میں کہنا تاکہ اور نمازیوں کو سہولت ہو، جائز ہے یا نہیں؟ ایک عالم امام کہتے تھے کہ بلا اذن امام کے تکبیر پکارنے سے مکبر کی

---

(۱) واذا خرج الا مام (الى قوله) فلا صلاة ولا كلام الى تمامها (الدر المختار . باب الجمعه ج ۱ ص ۱۱۳ . ط.س. ج۲ ص۱۵۸) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۵ . ط.س. ج۲ ص۱۴۴ . ۱۲ .
(۳) يصف الخ الرجال الخ ثم الصبيان ظاهره تعدد هم فلو واحد دخل الصف (در مختار مختصر) وكذا لو كان المقتدى رجلا وصبيا يصفهما خلفه لحديث انس الخ (ردالمحتار ج۱ ۵۳۴ . ط.س. ج۲ ص۵۶۸ ...... ۵۷۱) ظفير۔

نماز نہیں ہوتی یہ صحیح ہے یا غلط؟

(الجواب) نمازیوں کی سہولت اور اطلاع کی وجہ سے تکبیر پکار کر کہنا درست ہے امام کے اجازت کی ضرورت نہیں ہے، یہ قول کسی عالم کا کہ بدون اجازت امام تکبیر پکار کر کہنا مقتدی کو جائز نہیں ہے اور اس کی نماز اس سے فاسد ہو جاتی ہے الخ غلط ہے۔ فقط۔

جس قصبہ کی مردم شماری پچیس سو ہو، اس میں جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۵۴۰) ایک جگہ جس کی آبادی زمانہ غدر سے پہلے آٹھ نو ہزار تھی اور ایک صوبہ دار بھی رہتا تھا، تحصیل بھی تھی۔ بعد غدر تحصیل بھی موقوف ہو گئی اور صوبہ دار کا رہنا بھی موقوف ہو گیا اور رفتہ رفتہ حوادثات زمانہ سے پچیس سو آدمی رہ گئے ہیں اور اشیاء ضروری معمولی اب بھی بہم پہنچتی ہیں اور گیارہ مسجدیں وہاں پر موجود ہیں اور ہفتہ میں ایک روز بازار بھی لگتا ہے اور جامع مسجد تیار ہو رہی ہے، اس صورت میں وہاں پر جمعہ ہو جائے گا یا نہیں؟

(الجواب) اس بستی میں جس کا ذکر سوال میں ہے جمعہ واجب الادا ہوتا ہے وہاں جمعہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ در حقیقت وہ آبادی قصبہ ہے اگرچہ حوادثات زمانہ سے آبادی اب کم ہو گئی ہے اور قریہ کبیرہ کی برابر اب بھی ہے وہاں آبادی موجود ہے۔ شامی میں ہے کہ قصبات اور قریہ کبیرہ میں عند الحنفیہ جمعہ ادا ہوتا ہے، بناءً علیہ اس آبادی میں جمعہ پڑھنا چاہئے۔(۱) فقط۔

جمعہ کا وقت

(سوال ۲۵۴۱) در مختار میں منقول ہے کہ نماز جمعہ کے وقت سے کسی کو آگاہی نہیں، علماء کا اتفاق اس بات پر ہو چکا ہے کہ بوقت ظہر نماز جمعہ ادا کی جائے نماز جمعہ کا کون سا وقت ہے؟

(الجواب) در مختار کی عبارت یہ ہے وجمعۃ کظھر اصلاً واستحباباً اس کا حاصل یہ ہے کہ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے۔(۲) سائل نے جو یہ لکھا ہے کہ در مختار میں لکھا ہے کہ نماز جمعہ کے وقت سے کسی کو آگاہی نہیں ہے الخ یہ بالکل غلط ہے۔ در مختار میں کہیں ایسا نہیں ہے۔

جمعہ کہاں جائز ہے

(سوال ۲۵۴۲) دس پانچ آدمی مل کر دس بارہ کوس کے فاصلہ پر کسی کام کو گئے اور اس عرصہ میں جمعہ کا دن آ گیا وہاں پر ان کو جمعہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(الجواب) نماز جمعہ کے وجوب و ادا کے لئے مصر یا فناء مصر شرط ہے یعنی شہر یا قصبہ یا بڑے قریہ میں جمعہ ہو سکتا ہے چھوٹے گاؤں اور جنگل میں جہاں کچھ آبادی نہ ہو جمعہ نہیں ہوتا البتہ وہ جنگل قریب شہر یا قصبہ سے ہو کہ وہ فناء مصر میں داخل ہو اس میں جمعہ ہو سکتا ہے۔(۳) فقط

---

(۱) وتقع (الجمعة) فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق(ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸)ظفیر.(۲)والثالث وقت الظهر فتبطل الجمعة بخرو جه مطلقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۷) ظفیر.(۳)ویشترط بصتحها المصر الخ اوفناء ه (در مختار.ط.س. ج۲ص۱۳۷) وتقع (الجمعة) فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر و خطیب (رد المحتار ص ۷۴۸ باب الجمعه.ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر

جمعہ کے بعد کتنی سنتیں ہیں اور کس ترتیب سے

(سوال ۲۵۴۳) نماز جمعہ میں فرضوں کے بعد چار سنتیں پڑھے یا چھ ۶ اگر چھ پڑھے تو پہلے دو پڑھے یا چار؟
(الجواب) چھ بہتر ہیں۔ چار پہلے اور دو پیچھے! (۱) فقط

گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی

(سوال ۲۵۴۴) اگر کوئی شخص گاؤں میں نماز جمعہ ادا کرے تو اس کے ذمہ سے ظہر ساقط ہو جائے گی یا نہیں اور ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟
(الجواب) چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ ادا کرنے سے ظہر ساقط نہیں ہوتی اور ایسا کرنا در مختار میں مکروہ تحریمی لکھا ہے (۲) فقط۔

آبادی کے بڑے ہونے میں جملہ اقوام کا اعتبار

(سوال ۲۵۴۵) قریہ پرسولی شہر سے سترہ میل کے فاصلہ پر ہے اور مسلمانان کی مردم شماری مع مرد وزن ۳۰۰ کی ہے اس قریہ میں مسجد بھی ہے نماز جمعہ وعیدین ہمیشہ سے ہوتی ہے مدرسہ سرکاری وڈاک خانہ بھی ہے۔ ہفتہ میں دو بازار ہوتے ہیں دس بیس دوکانیں بھی ہیں اور بارہ قریہ اس قریہ کے متعلق ہیں جن کی مردم شماری ۳۰۰۰ ہے اور خاص قریہ کی مردم شماری ہر قوم ۱۵۰۰ کی ہے جمعہ وہاں درست ہے یا نہیں؟
(الجواب) قریہ کے بڑے چھوٹے میں جملہ اقوام کی مردم شماری کا اعتبار ہوتا ہے جس قریہ کی مردم شماری باعتبار جملہ اقوام کے کثیر ہے وہ قریہ کبیرہ ہے جمعہ واجب الادا ہوتا ہے جیسا کہ شامی میں اس کی تصریح ہے پس اگر وہ قریہ بڑا شمار ہوتا ہے تو حسب تصریح فقہاء اس میں جمعہ وعیدین کی نماز درست ہے۔ (۳) فقط

دو ہزار سے زیادہ آبادی میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۵۴۶) قصبہ سلیم پور بستی متصل قصبہ سہنسپور قریب ایک میل جس میں جمعہ واجب ہے اور اس کے متصل گڑھی ہے کہ ہر دو بستیاں کے درمیان ایک باغ ہے اور پانچ وقت اذان کی آواز آتی ہے اور دونوں جگہ کی مردم شماری چار ہزار پانچ سو کی ہے۔ سلیم پور کی مردم شماری دو ہزار تین سو ہے اور گڑھی کی دو ہزار دو سو ہے۔ سلیم پور میں غدر سے پہلے تحصیل تھی اور مردم شماری بھی قریب سات ہزار کی تھی لیکن حوادث وانقلاب کی وجہ سے آبادی کم ہو گئی ہے تاہم ہر قسم کی ضروریات دستیاب ہوتی ہیں لہٰذا جمعہ وعیدین واجب ہیں یا نہیں۔
(الجواب) سلیم پور اب بھی قریہ کبیرہ ہے اور قریہ کبیرہ میں جمعہ واجب الادا ہوتا ہے کما صرح بہ الشامی۔ پس سلیم پور میں جمعہ پڑھنا چاہئے۔ اور اسی طرح گڑھی میں جمعہ ہو سکتا ہے فقط

---

(۱) وسن مئو كدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بتسليمة (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب النوافل ج ۱ ص ۶۲۰ وذكر في الاصل واربع قبل الجمعة واربع بعد ها الخ وذكر الطحاوى عن ابى يوسف انه قال يصلى بعدها ستا الخ ينبغى ان يصلى اربعا ثم ركعتين (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۸۵) ظفير. (۲) وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز (الجمعة) فى الصغيرة التى ليس فيها قاض ومنبر وخطيب الخ الا ترى ان فى الجواهر لو صلوا فى القرى (الصغيرة لزمهم الظهر (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) وفى القنيه صلاة العيد فى القرى تكره تحريما لا نه اشتغال بما لا يصح (درمختار) قوله صلاة العيد و مثله الجمعة (ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ ص۱۶۷) ظفير.
(۳) وتقع فرضا فى القصبات والقرى الكبيرة التى فيها اسواق الخ (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفير.

تیرہ سو آبادی جس میں بازار ہو جمعہ جائز ہے

(سوال ۱/۲۵٤۷) بندہ جس جگہ اب تعینات ہوا ہے وہ پہلے کوئی گاؤں یا شہر نہیں تھا بلکہ بوجہ ریل کے اسٹیشن کے یہاں گودام ہے اور گاڑیاں ریل کی تین طرف کی یہاں آتی جاتی بدلتی ہیں۔ بیس بائیس سال سے اسٹیشن کے سامنے سڑک لاہور تا پشاور کے اوپر دو کانات آباد ہوئی تھی پھر یہاں منڈی اس قسم کی ہو گئی کہ دور دور یہاں سے سوداگری کا مال مثل گھی، چاول، گندم وغیرہ جاتا ہے، اب اس جگہ مکانات تمام پختہ بن گئے اور آبادی بھی ۱۳۰۰ سو کی ہو گئی، تمام قسم کی ضروریات یہاں سے مل سکتی ہیں اور تھانہ و مدرسہ سرکاری بھی موجود ہے، اور آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ جمعہ میں پچیس تیس آدمی ہو جاتے ہیں۔ جمعہ یہاں پڑھا جاوے یا نہ؟

آبادی سے تھوڑی دور پر گھر میں جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۲/۲۵٤۸) اور جو لوگ اس مسجد سے زیادہ فاصلہ پر رہتے ہیں مثلاً ۴۰۰ گز یا ۵۰۰ گز کہ اذان کی آواز وہاں نہیں پہنچ سکتی وہ اگر مسجد کی جگہ گھر میں مخصوص کر لیں اور ۶۔۷ آدمی جماعت سے نماز پڑھیں تو کیا وہ مخصوص جگہ گھر میں مسجد کا حکم رکھے گی یا کیا؟

(الجواب)(۱) جمعہ اس بستی میں جس کا ذکر سوال میں ہے واجب ہے اور ادا ہو جاتا ہے، پس وہاں جمعہ پڑھنا چاہئے۔(۲) وہ مخصوص جگہ گھر کی مسجد کا حکم نہ رکھے گی۔(۳) لیکن نماز اگر جماعت سے وہاں پڑھی جاوے گی جماعت کا ثواب حاصل ہوگا۔ فقط۔

پہلے شہر تھا اب دوڈیڑھ ہزار آبادی ہے کیا جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۵٤۹) جو جگہ پہلے شہر ہو اور اب آبادی کم ہو کر دوڈیڑھ ہزار آدمی رہ گئے ہوں اس میں جمعہ جائز ہے یا نہ اگر جائز ہے تو موجودہ حالت کے لحاظ سے یا قدیمہ حالت کے

(الجواب) قریہ کبیرہ جس میں بازار ہوں وہ مثل قصبہ کے ہوتا ہے اور مصریہ کی شان اس میں پائی جاتی ہے۔ پس جو بستی پہلے بڑا شہر ہو اور اب اس میں دوڈیڑھ ہزار آدمی رہ گئے ہوں اور بازار و دوکانیں وغیرہ اس میں ہوں اس میں جمعہ واجب ہے وہ درحقیقت مصر ہے اس میں جمعہ ہونے میں کچھ تردد معلوم نہیں ہوتا اور قریہ کبیرہ کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ مثل قصبہ کے معلوم ہوتا ہے۔(۴)

خطبہ جمعہ فرض ہے یا سنت

(سوال ۱/۲۵۵۰) خطبہ جمعہ فرض ہے یا سنت۔

بوقت خطبہ کسی قسم کا ذکر جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲/۲۵۵۱) بوقت خطبہ کس قسم کا ذکر جائز ہے یا خاموش رہنا چاہئے۔

---

(۱) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٤۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر. (۲) وتقع الجمعة فرضا فی القصبات والقریٰ الکبیرة التی فیها اسواق الخ (ردالمحتار ج۱ ص ۷٤۸ ۹ظفیر. (۳) ولا یکره ما ذکر فوق بیت جعل فیه مسجد بل ولا فیه لا نه لیس بمسجد شرعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ٦۱٥ .ط.س. ج۲ص٦٥۷)ظفیر. (٤) وتقع فرضا فی القصبات والقریٰ الکبیرة التی فیها السواق الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۷٤۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر.

جمعہ سے پہلے کی سنت خطبہ سے پہلے نہ پڑھ سکا اب کیا کرے

(سوال ۲۰۰۲/۳) نماز جمعہ سے پہلے جو چار سنت ہیں وہ رہ گئیں اور نماز جمعہ کا خطبہ شروع ہو گیا۔ ان چار رکعت کو کس وقت پڑھے؟

(الجواب) (۱) خطبہ میں (۱) فرض مطلق ذکر ہے یہاں تک کہ اگر بقدر الحمد للہ۔ یا سبحان اللہ کہہ لیا فرض خطبہ ادا ہو جاوے گا مگر سنت یوں ہے کہ دو خطبہ ہوں۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ و **کفت تحمیدة او تهليلة او تسبيحة للخطبة المفروضه مع الكراهة الخ ويسن خطبتان. الخ**(۲)

(۲) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خاموش ہو کر سننا چاہئے۔ کسی قسم کا ذکر و تسبیح و نماز وغیرہ اس وقت نہ چاہئے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔ (۳)

(۳) خطبہ شروع ہونے کے بعد سنت نہ پڑھے بعد نماز جمعہ کے پڑھے۔ دوسرے خطبہ کے وقت بھی نہ پڑھے۔

شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک احاطہ ہے اس میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۰۳) ایک احاطہ بارہ میل ہے اور اس سے ایک میل کے فاصلہ پر شہر آباد ہے تو اس احاطہ میں جمعہ درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ احاطہ شہر کے فناء میں شمار ہے تو جمعہ وہاں صحیح ہے۔ (۴)

صوبہ بنگال کے دیہاتوں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۰٤) ماقولكم رحمهم الله ۔ دریں مسئلہ کہ فی اعمال در صوبہ بنگال جم غفیر در دیہات نماز جمعہ ادامی کنند صرف بایں وجہ کہ از ایام ماضیہ ہر خاص و عام نماز جمعہ بایں چنیں قریہ ادا کردہ می آیند۔ و گروہ از علماء حنفیہ آن دیار میگویند کہ کہ نزد امام ابو حنیفہؒ اگرچہ در دیہات نماز جمعہ روا نیست مگر بایں مسئلہ بتقلید امام شافعیؒ در قریہ نماز جمعہ می گزاریم پس قول ایشاں چگونہ است و نماز جمعہ ہر خاص و عام و گروہے موصوفاں از علماء کرام ادا شود یا نہ۔ بر مسلک حنفیہ جواب مدلل تحریر فرمایند۔

(الجواب) جمعہ باتفاق حنفیہ مخصوص بمصر است در قریٰ جائز نیست **كذا فى الهدايه صلوٰة الجمعة لا تصح الا فے مصر جامع** اور مصلی المصر ولا تجوز فے القریٰ۔ (۵) و منقول از امام ابو حنفیہ دربیان مصر این ست کہ بازار

---

(۱) خطبہ ادائے جمعہ کی صحت شرط ہے۔ ويشترط لصحتها سبعة اشياء الا ول المصر الخ والرابع الخطيب فيه (الدر المختار باب الجمعة. ط.س. ج۲ ص۱۳۷).

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۸ .ط.س. ج۲ ص۱٤۸) ظفير.

(۳) اذا خرج الا ام من الحجرة ان كان والا فقيامه للصعود فلا صلاة ولا كلام الى تمامها (در مختار) قوله فلا صلاة شمل السنة وتحية المسجد الخ قوله لا كلام اى من جنس كلام الناس اما التسبيح ونحوه فلا يكره وهوالاصح كما فى النهاية والعناية وذكر الزيلعي ان الاحوط الا نصات ومحل الخلاف قبل الشروع اما بعده فالكلام مكروه تحريما باقسامه كما فى البدائع وقال البقالى فى مختصره واذا شرع فى الدعاء لا يجوز للقوم رفع اليدين ولا تامين باللسان جهرا فان فعلوا ذلك اثمواو قيل اساء وا . ولا اثم عليهم والصحيح هوالا ول وعليه الفتوى (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٦۸ .ط.س. ج۲ ص۱۵۸) ظفير.

(٤) ويشترط لصحتها المصر او فناء ه (در مختار . باب الجمعه. ط.س. ج۲ ص۱۳۷) ظفير.

(۵) هدايه باب صلوٰة الجمعة ج۱ ص ۱۵۰. ۱۲ ظفير.

کوچہاو حاکم نافذ کنندہ حدود داشتہ باشد۔ کذا فی المواہب للطر ابلسی۔ مگر چوں تسلط کفار غالب شد و حاکم اسلام مفقود شد پس تحقیق شرط حاکم نافذ کنندہ مفقود شد۔ پس اگر قریٰ مسئول عنہما بازار و کوچہا میدارند پس بموجب روایت مذکورہ جمعہ و اعیاد آنجا بوجود شرائط دیگر انہما بلا شبہ روایت والا لما فی الشمنی فلا یودی فی مفازہ لما روی البیہقی فی المعرفۃ وعبدالرزاق وابن ابی شیبۃ فی مصنفیہا عن علی انہ قال لا جمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ الفطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او لمدینہ ولا نہ کان المدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کثیرۃ ولم ینقل عنہ علیہ لسلام انہ امر باقامۃ الجمعۃ فیہا انتہیٰ۔ وظاہر است کسانیکہ نماز جمعہ در دیہات بتقلید شافعیہ ادامی کنند در نماز پنجگانہ و شرائط تعداد و دیگر مسائل بر مسلک شافعیہ عمل نمیکنند ایں راتلفیق میگویند و تلفیق نزد فقہاء باطل است پس قول بعض علماء حنفیہ درباره جواز صلوٰۃ جمعہ در دیہات بتقلید شافعی ہر گز صحیح و درست نیست و نماز جمعہ او شاں نزد حنفیہ صحیح نمی شود و نہ نزد شافعیہ۔ پس گناہ ترک نماز ظہر و قیام جمعہ بصورت عدم جواز او بر وئے لازم می آید فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بنگال میں جہاں آبادیاں ملی ہوئی ہیں جمعہ جائز نہیں

(سوال ۲۵۵۵) ملک بنگال موضعات متصل واقع اند واز قدیم الایام دراں مواضع جمعہ نمی خوانند اکنوں بعض ملایان بنگال گویند کہ دریں دیار بلا شک جمعہ جائز است۔ مردماں منتظر فتوی ہستند۔

(الجواب) در قریہ صغیرہ عند الحنفیہ جمعہ واجب نیست و اداء نمی شود۔ کما فی الدر المختار المعروف بالشامی۔ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض و منبر و خطیب کما فی المضمرات والظاہر انہ ارید بہ الکراہۃ النفل بالجما عۃالا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر(۱) الخ ص ۵۳۷ وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیۃ صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریماً قال فی الشامی قولہ صلاۃ العید الخ ومثلہ الجمعۃ۔(۲) الخ وازیں روایات معلوم شد کہ در قری صغیرۃ جمعہ صحیح نیست و اداء ظہر لازم است و جمعہ ادرء کردن در قریہ مکروہ تحریمی است و در دیہات بنگال چنانچہ حال آنہا معلوم شدہ قریہ صغیرہ است بہیچ وجہ جمعہ در آنہا صحیح نیست فقط۔

دونوں خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۵۶) دونوں خطبے جمعہ کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے یا نہیں

(الجواب) دونوں خطبوں کے درمیان اگر دعا مانگے دل سے مانگے، زبان سے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اس حالت میں درست نہیں ہے۔(۳)

خطبہ سے پہلے وعظ کہنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۵۷) ایک مولوی صاحب قبل از نماز جمعہ بوقت ادائیگی سنت وعظ فرمایا کرتے ہیں جس سے سنت

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ص۱۶۷. ۱۲ ظفیر. (۳) اذا خرج الا مام فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامہا الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۶۷. ط.س. ج۲ص۱۵۸) ظفیر

پڑھنے والوں کو دقت ہوتی ہے ایسی حالت میں سنت ادا کریں یا وعظ سنیں۔

(الجواب) ایسے وقت کے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو اور بعض سنتوں سے رہ جاویں وعظ کہنا ہی نہ چاہئے۔ کیونکہ فقہاء یہ تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر بالجہر یا تلاوت قرآن بالجہر سے اگر نمازیوں کی نماز میں کچھ خلل واقع ہو تو اس طرح ذکر اللہ وغیرہ نہ کرنا چاہئے فما ظنکم بالوعظ ...... اول تو ایسے وقت میں واعظ کو وعظ ہی نہ کہنا چاہئے اور اگر وہ وعظ کو نہ چھوڑے تو سنت قبل جمعہ کو جو کہ سنت مؤکدہ ہیں۔(۱) نہ چھوڑیں ضرور پڑھیں۔

جمعہ کی نماز فرض ہے یا نہیں اور خطبہ اس کا سننا کیسا ہے

(سوال ۲۵۵۸) دو رکعت جمعہ فرض ہے یا کیا اور خطبہ اولیٰ و ثانی فرض ہیں یا کیا اور سننا واجب ہے یا نہ اور خطبہ کے وقت باتیں کرنا اور نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) جمعہ دو رکعت فرض ہیں(۲) اور خطبہ مطلقاً فرض ہے۔(۳) اور دو ہونا خطبہ کا یعنی دو خطبے پڑھنا سنت ہے۔(۴) اور تمام خطبہ کا سننا فرض ہے۔(۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں باتیں کرنا اور نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔
اذا خرج الا مام فلا صلوٰۃ ولا کلام الی تمامها ۔(۶)

اذان ثانی منبر کے سامنے مسجد میں ہو یا باہر

(سوال ۲۵۵۹) اذان ثانی جمعہ منبر کے قریب مسجد میں ہونا افضل ہے یا مسجد سے باہر دروازہ مسجد پر اور سنن ابی داؤد کے لفظ علی باب المسجد سے کیا مراد ہے۔

(الجواب) اذان ثانی جمعہ کی منبر کے سامنے مسجد میں مسنون ہے۔(۷) اور تفصیل اس کی اور تاویل حدیث ابو داؤد کی رسائل میں جو اس بارہ میں شائع ہوئے ہیں موجود ہے ان کو دیکھ لیا جاوے۔

نماز جمعہ کی یہ ترتیب صحیح ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۶۰) نماز جمعہ دار الحرب میں جائز سمجھنے پر بندہ اس طرح پڑھتا ہے۔ اول خطبہ سے چار رکعت سنت بعد خطبہ باجماعت دو رکعت فرض پھر چار رکعت سنت لیکن اگر مسجد میں ایسے وقت داخل ہوں کہ خطبہ شروع ہے تو خطبہ سنا جاتا ہے اور پھر دو فرض اس کے بعد پہلی والی چار رکعت سنت اور بعد فرض کے چار رکعت سنت ادا کرتا ہوں بس۔ جائز ہے۔ اسی طرح ہے اگر نہیں تو کیوں۔

(الجواب) اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ یہ ٹھیک ہے اور اگر جمعہ کے بعد چھ سنت بھی پڑھ لیا کرے تو بہتر ہے۔

---

(۱) وسن موکدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة (در مختار) ولهذا كانت السنة المئوكدة قريبة من الواجب فى لحوق الا ثم ويستوجب تاركها التضليل واللوم (ردالمحتار مطلب فى السنن النوافل ج ۱ ص ۶۳۰ .ط.س. ج۲ ص ۱۲) ظفير.
(۲) هى فرض عين يكفر جا حدها لثبوتها بالدليل القطعى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۳۶).
(۳) ويشترط لصحتها الخ الخطبة فيه (ايضاً ج ۱ ص ۷۵۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۴۷ باب الجمعه .
(۴) ويسن خطبتان بجلسة بينهما (ايضاً ج ۱ ص ۸۵۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۴۸).
(۵) يجب عليه ان يستمع (درمختار) حيث قال اذا لا ستماع فرض كما فى المحيط او واجب الخ (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۵۹) ظفير .(۶) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۵۸ .۱۲ ظفير مفتاحى .(۷) ويوذن ثانيا بين يديه اى الخطيب الخ اذا جلد على المنبر (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۰ .ط.س. ج۲ ص ۱۶۱ باب الجمعه) ظفير.

مصر کی صحیح تعریف کیا ہے

(سوال ۲۵٦۱) عند الاحناف وجوب جمعہ کے لئے مصر تو یقیناً شرط ہے لیکن چونکہ تعریف مصر میں اختلاف عظیم ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ تعریف معتبر و مفتی بہ کون سی ہے اور اس کا ماخذ کیا ہے مدلل بیان فرما دیں۔ وہ قریہ جس کی آبادی ۱۲۰۰ یقیناً ہے اور پانچ مساجد بھی ہیں اور تمام حوائج اہل قریہ بھی دستیاب ہوتی ہیں اور صاحب ہدایہ کی تعریف هذا وعنده انهم اذ اجتمعوا فی اکبر مساجد هم لم یسعهم کا بعینہ مصداق ہے اور صاحب شرح وقایہ کی عبارت هذا ولا یسع اکبر مساجده اهله مصریہ بھی انطباق ہے علاوہ بریں چونکہ قریہ مذکور میں شریف اہل علم آباد ہیں ان کی وجہ سے گرد و نواح کے اہل دیہات برائے شرکت جمعہ جمع ہوتے ہیں اور خوب مجمع ہو جاتا ہے لہذا بیان فرمائیے کہ قریہ مذکور میں بنابر تعریف صاحب ہدایہ و شرح وقایہ جمعہ جائز ہے یا نہ۔ ناجائز ہونے کی صورت میں دلیل اعراض عن التعریفین و ماخذ قول مفتی بہ تحریر فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔

(الجواب) مصر کی یہ تعریف وهو ما لا یسع اکبر مساجد اهل المکلفین بها منقوض ہے۔ صحیح یہ ہے کہ عرفاً وہ بستی شہر یا قصبہ کہلائی جاتی ہے کی مستحق ہو اور قریہ کبیرہ جو مثل قصبہ کے ہو اور ضروریات مردماں وہاں ملتی ہوں وہ بھی بحکم مصر ہے۔ شامی میں ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرة اللتی فیها اسواق الی ان قال وفیها وذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة اللتی لیس فیها قاض ومنبر و خطیب الخ شامی۔(۱) وفی باب العیدین من الدر المختار عن القنیه صلاة العیدفی القری تکره تحریماً ای لا نه اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحة(۲) در مختار شامی میں ہے ومثله الجمعة الخ(۳)

پس معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں ہے حالانکہ تعریف مالا یسع اکبر مساجدہ الخ بہت سے قریوں پر صادق آتی ہے اس لئے شامی نے اس تعریف کے ذیل میں نقل فرمایا ہے قولہ وما لا یسع هذا یصدق علی کثیر من القریٰ الخ اور اس تعریف پر یہ بھی نقض کیا گیا ہے کہ حرمین شریفین کی مسجد حرام اور مسجد نبوی اس تعریف سے خارج ہوئی جاتی ہیں کیونکہ وہاں مالا یسع صادق نہیں آتا بلکہ ان مساجد میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ وسعت ہے۔ کذا فی شرح المنیہ۔ الخ(۴)

حضرت قاسم العلوم اور مسئلہ جمعہ

(سوال ۲۵٦۲) حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ قیام صلوٰۃ جمعہ فی القریٰ کو جائز ہونے کا محقق و مصدق ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔ واگر کسی در دیہی جمعہ قائم کند دست گریبانش نہ زنند کہ اول ایں شرط مصر بودن ظنی الخ

---

(۱) ردالمحتارباب الجمعه ج ۱ ص ۷٤۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸. ۱۲.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ص۱٦۷. ۱۲.
(۳) ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۵ ط.س. ج۲ص۱٦۵ ٤) والفصل فی ذالك ان مکة والمدینة مصر ان تقام بها الجمعة من زمنه علیه الصلوٰة والسلام الی الیوم فکل موضع کان مثل احدهما فهو مصر الخ حتیٰ التعریف الذی اختاره جماعة من المتاخرین کصاحب المختار و الوقایه وغیرهما وهو ما اجتمع فی اکبر مساجده لا یسعهم فانه منقوض بهما اذ کل مسجد منهما یسع اهله وزیادة الخ (غنیة المستملی ص ۵۱۱) ظفیر

حالانکہ یہ جمہور کے خلاف ہے تطبیق کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) حنفیہ کا مذہب معلوم و معروف ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا کیونکہ ان کے نزدیک جمعہ کے لئے مصر شرط ہے اور تحقیق اس کی اور دلائل قوی اوثق العریٰ واحسن القریٰ میں...... موجود ہیں ان کتابوں کو دیکھا جاوے۔ باقی حضرت مولانا نانوتوی کا یہ فرمانا، دست و گریبانش نہ زنند الخ اس وجہ سے ہے چونکہ یہ مسئلے مابین الائمہ مختلف فیہما ہے اور دلائل ظنیہ پر مبنی ہے اس لئے جمعہ فی القریٰ قائم کرنے والے سے لڑائی جھگڑا اور طعن و تشنیع نہ کریں کہ فروعی اختلافات میں محققین کا یہی مسلک ہوتا ہے کہ نزاع وجدال اس میں مناسب نہیں ہے۔

چار ہزار کی آبادی میں جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۵۶۳) جس کی آبادی چار ہزار آدمیوں کی ہو اور ایک میل کے فاصلہ پر اسٹیشن ہے اور اس کی وجہ سے بازار بھی قائم ہو گیا ہے۔ تھانہ اور مدرسہ بھی ہے اور بازار کی آبادی تین ہزار کی ہو گئی ہے مجموعہ آبادی موضع اور اسٹیشن و بازار کی سات ہزار ہے اس صورت میں اس موضع میں جمعہ و عیدین پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

(الجواب) ایسی بستی میں نماز جمعہ و عیدین واجب ہے اور ادا ہو جاتی ہے کیونکہ شامی نے تصریح کی ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جمعہ فرض ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ بستی مذکورہ بڑا قریہ ہے۔(۱)

چھوٹی آبادی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال ۲۵۶۴) اور قریہ ہندواڑہ کل نود مکان از قوم زمینداراں واقع است در چنیں قریہ جمعہ ممنوع است یا نہ۔

(الجواب) در شامی از قہستانی آوردہ وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنااشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرةالتی فیها لیس فیها قاض و منبرو خطیب الخ (۲) ازیں عبارت واضح گردیدہ کہ در قریہ مذکورہ کہ کل نود مکان دراں است جمعہ ادا نمی شود کہ ایں چنیں قریہ، قریہ صغیرہ است نہ قریہ کبیرہ ونہ قصبہ۔ هذاما علیه المحققون۔

بڑے قصبہ میں جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۵۶۵) ضلع ہزارہ میں ایک موضع موسوم بہ ششکاری ہے جس میں چار مسجد ہیں اور بازار میں تقریباً اسی ۸۰ دوکانیں ہیں اور تھانہ ڈاکخانہ وغیرہ معمولی محکمات بھی ہیں بڑے بڑے حکام کے اترنے کی جگہ ہے اور یہاں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ ایک صاحب موضع مذکورہ میں نماز ادا کرنے سے مانع ہیں۔ ایسے قریہ میں نماز جمعہ ادا کرنے کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ قصبات اور قریہ کبیرہ میں نماز جمعہ فرض ہے اور ادا ہوتی ہے اور یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹے قریہ میں باتفاق علماء حنفیہ جمعہ نہیں ہوتا بلکہ چھوٹے قریہ میں جمعہ پڑھنا گویا نفل کو جماعت کثیرہ کے ساتھ بتداعی ادا کرنا ہے جو باتفاق فقہاء مکروہ ہے اور قریہ کا چھوٹا بڑا ہونا مشاہدہ سے اور کثرت و قلت آبادی سے معلوم ہوتا ہے جس قریہ میں تین چار ہزار آدمی آباد ہوں گے ظاہراً وہ قریہ کبیرہ بحکم قصبہ

---

(۱) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ (شامی باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر. (۲) ردالمحتارباب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر ۱۲.

ہو سکتا ہے، اور اس سے کم آبادی ہو تو وہ قریہ صغیرہ کہلائے گا۔ شامی میں قہستانی سے منقول ہے۔

وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرة التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبرو خطیب الخ شامی باب الجمعه۔(۱)

وفی باب العیدین من الدر المختار . صلاۃ العید فی القری تکره تحریما ای لانه اشتغال بما لا یصح. قال فی الشامی قوله. صلاۃ العید ومثله الجمعة۔(۲)

جامع مسجد کی بجائے محلّہ کی مسجد میں جمعہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۵٦٦) بعض لوگ جامع مسجد کو چھوڑ کر محلّہ کی مسجد میں جمعہ پڑھتے ہیں کیا حکم ہے۔

(الجواب) ایک شہر میں جمعہ چند جگہ بھی صحیح مذہب کے موافق صحیح ہے کذا فی الدر المختار(۳) وغیرہ۔ لیکن بلاوجہ جامع مسجد کو چھوڑنا اچھا نہیں ہے البتہ اگر کوئی فتنہ وغیرہ کا اندیشہ ہو تو خیر ورنہ حتی الوسع جمعہ ایک جگہ جامع مسجد میں ہونا اچھا ہے اور موجب ثواب عظیم ہے۔

قریہ میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط ہو گیا نہیں

(سوال ۲۵٦۷) قریہ میں عندالحنفیہ جمعہ جائز ہے یا نہ اور گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا یا نہ۔

(الجواب) قال فی الدر المختار وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا یجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر الخ والظاهر انه ارید به الکراهة لکراهة النفل بالجماعةالا تری ان فی الجواهر لوصلوا فے القریٰ لزمهم اداء الظهر الخ شامی ص ۵۳۷ باب الجمعة وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیة صلوٰة العید فے القری تکره تحریماً ای لانه اشتغال بما لا یصح لا ن المصر شرط لصحة قوله صلوٰة العید و مثله الجمعة(۴) الخ شامی۔ ان عبارات سے واضح ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے اور ادا نہیں ہوتا اور اگر پڑھیں تو ظہر ساقط نہ ہو گی۔

ڈھائی ہزار کی آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۵٦۸) موضع راکھیڑہ میں مسلمانوں کی آبادی ڈھائی ہزار کی ہے، چار مسجدیں ہیں اور بزازوں و عطاروں کی بہت دوکانیں ہیں اور ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اس گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا کیا۔

(الجواب) ظاہر او بڑا گاؤں ہے اور بڑے قریہ میں جمعہ عندالحنفیہ واجب وادا ہوتا ہے۔ کما فی الشامی . و تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة الخ۔(۵)

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعه ج۱ ص ۷٤۸ . ط.س. ج۲ ص۱۳۸ . ۱۲ ظفیر. (۲) ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۷۵ . ط.س. ج۲ ص۱٦۷ . ۱۲ ظفیر. (۳) وتو دی (الجمعة) فی مصر ولحد بمواضع کثیرة مطلقا علی المذهب وعلیه الفتوی (الدر المختار) لان جواز التعدد وان کان ارجح واقوی دلیلا لکن فیه شبهة قویة لا نه خلافه مرویة عن ابی حنیفة ایضا واختاره الطحاوی (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۵ . ط.س. ج۲ ص۱٤٤) ظفیر. (٤) ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۷۵ . ط.س. ج۲ ص۱٦۷ . ۱۲ ظفیر. (۵) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٤۸ . ط.س. ج۲ ص۱۳۸ . ۱۲ ظفیر.

بازاروں کے آس پاس کے مستقل گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۶۹) موضع چھوٹا متصل بازار کمتول کے مواقع ہے اور بازار کی آبادی تین چار ہزار سے کم نہیں ہے ضرورت کی تمام چیزیں ملتی ہیں آیا موضع مذکورہ فناء مصر قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ قرب وجوار کے مسلمان وہاں جاکر جمعہ ادا کریں یا اپنے اپنے موضع میں پڑھیں اور اہل قریہ اپنے موضع میں جمعہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ وہ موضع مستقل نام سے مشہور ہے اور شہر کے اغراض کے لئے نہیں ہے تو وہ فناء مصر نہیں ہے فالقول بالتحدید بمسافته یخالف التعریف المتفق علی ما صدق علیه بانه المعد لمصالح المصر فقد نص الائمة علی ان الفناء ما اعد لد فن الموتی لحوائج المصر بر کض الخیل والدواب و جمع العسا کر و الخروج للرمی وغیره ذلك الخ (ردالمحتار)(۱)

قرب وجوار میں جو دیہات صغیرہ ہیں وہاں کے باشندے اپنے اپنے دیہات میں ظہر پڑھیں وہاں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے۔(۲) البتہ اگر شہر میں جائیں تو وہاں جمعہ پڑھیں۔(۳)

کیا دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر آنا ضروری ہے

(سوال ۲۵۷۰) دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر میں آنا ضروری ہے یا نہیں اور اگر نہ آویں تو آثم ہوں گے یا نہ۔

(الجواب) شہر کے قرب وجوار کے دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر میں آنا ضروری نہیں ہے اور نہ آنے سے وہ آثم نہ ہوں گے۔(۴) فقط۔

ان عبارتوں کا مطب کیا ہے

(سوال ۲۵۷۱) اختلفوا فی تفسیر المصر قال فی النهایه . اختلفوا فیه فعن ابی حنیفهؒ هو ما یجتمع فیه مرافق اهله ۔ اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ وعن ابی حنیفهؒ هو بلدة کبیرة فیها سکك و اسواق ولها رساتیق۔ ان عبارات کا مطلب تحریر فرمائیں۔

(الجواب) جو کچھ عبارات مختلفہ مصر کی تعریف میں وارد ہیں حاصل ان کا ایک ہے، وہ یہ کہ مصر بڑے شہر کو کہا جاتا ہے جس میں بازار و دوکانیں ہوں اور ضروریات ملتی ہوں۔ وغیرہ۔

چھوٹی بستی میں کسی مصلحت کی وجہ سے بھی جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۵۷۲) ایک بستی میں لوگ جمعہ کا شوق رکھتے ہیں مگر مذہب امام اعظم کی وجہ سے نماز ظہر ہی مثل دیگر ایام کے فرض عین تصور کر کے باجماعت ادا کرتے ہیں، اب تردد یہ ہو رہا ہے کہ آٹھویں دن لوگ جمعہ کے

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعه ج۱ ص ۷۴۹. ط.س. ج۲ص ۱۳۹ ظفیر.

(۲) وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر الخ الا تری ان فی الجواهر لوصلوا فی القری لزمهم اداء الظهر (ردالمختار باب الجمعة ج ۱ص ۷۴۷ و ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸) وفی الخانیة المقیم فی موضع من اطراف المصران کان بینه وبین عمران المصر فرجة من مزارع لا جمعة علیه وان بلغه النداء (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲. ط.س. ج۲ص۱۵۳) ظفیر .(۳) وشرط لا فترط اضها (ای الجمعة) اقامة بمصر (در مختار) (قوله اقامة) خرج به المسافر وقوله بمصر اخرج الاقامة فی غیره الا ما استثنی بقوله فان کان یسمع النداء الخ ثم ظاهر روایة اصحابنا لا تجب الا علی من یسکن المصر او ما یتصل به فلا تجب علی اهل السواد و لو قریبا وهذا اصح ما قیل فیه (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۲. ط.س. ج۲ص ۱۵۳) ظفیر.

خیال سے جمع ہو جاتے ہیں اور مسائل وغیرہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔ آیا اگر اس لحاظ و مفاد دین کو مد نظر رکھ کر جمعہ ادا کریں تو ظہر ذمہ سے ساقط ہو جاوے گی اس موضع کی آبادی چار سو کی ہے اور اس کے متصل دوسرا قریہ ہے جس کی آبادی دو ہزار کی ہے۔

(الجواب) حنفیہ کو امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنی چاہئے، اپنے امام کے مذہب کے موافق قریہ صغیرہ میں جمعہ نہ پڑھنا چاہئے، ظہر باجماعت ادا کرنی چاہئے، اور وہ قریہ جس میں چار سو آدمی آباد ہیں قریہ صغیرہ ہے اور دوسری بستی جو اس کے قریب ہے جس میں دو ہزار آدمی آباد ہیں اس کی وجہ سے وہ قریہ صغیرہ قریہ کبیرہ نہ ہوگا۔ شامی جلد اول باب الجمعہ میں ہے۔ **وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر و خطیب کما فی المضمرات الخ** (۱) ردالمحتار۔ شامی جلد اول ص ۷۵۳۔

مصر کی مفتی بہ تعریف کیا ہے اور ہندوستان میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(**سوال ۲۵۷۳**) جمعہ اور عیدین کی نماز گاؤں میں جائز ہے یا نہیں اور مصر کی تعریف کون سی مفتی بہ ہے اور مسلمان قاضی یا والی کی شرط کے متعلق کیا فتویٰ ہے اور بلاد ہند میں جمعہ واجب ہے یا نہیں۔ جس بستی میں آٹھ ہزار گھر ہوں وہ گاؤں ہے یا شہر۔ بر تقدیر جواز جمعہ احتیاط الظہر کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(**الجواب**) گاؤں اگر بڑا ہو مثل قصبہ کے اور اس میں بازار اور دکانیں ہوں تو اس میں عند الحنفیہ جمعہ و عیدین کی نماز درست ہے اور فرض ہے اور اگر چھوٹا ہے تو اس میں جمعہ و عیدین کی نماز درست نہیں ہے۔ کما فی الشامی باب الجمعه **وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارة الی انها لا تجوز فی الصغیرة الخ** اور مصر کی تعریف میں اختلاف ہے جو کہ کتب فقہ میں مذکور ہے، اس کا فیصلہ بھی شامی کی عبارت مذکورہ سے ہو گیا ہے کہ قصبہ اور بڑا قریہ شرعاً مصر ہے اور چھوٹا گاؤں مصر نہیں ہے زیادہ تفصیل مصر کے بارے میں کتب فقہ میں ملاحظہ فرماویں، اور شامی میں یہ تصریح ہے کہ وہ بلاد جن میں کفار کا تسلط ہے ان میں جمعہ صحیح ہے اور امام مسلمین کا نہ ہونا باعث عدم جواز جمعہ نہیں ہے، بلکہ مسلمانان اپنا امام مقرر کر لیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کذا فی الشامی (۲) اور جس بستی میں آٹھ ہزار گھر ہیں یا آٹھ سات ہزار آدمی آباد ہیں وہ قصبہ اور شہر ہے اور وہاں بلاشبہ نماز جمعہ ادا ہوتی ہے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔

(مصر کی جو تعریف شرح وقایہ وغیرہ میں نقل کی گئی ہے **انهم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجد هم لم یسعهم یامالا یسع فی اکبر مساجده اهل مصر**، یہ صحیح نہیں ہے علامہ شامی نے صراحت کی ہے قوله مالا یسع الخ **هذا یصدق علی کثیر من القری** یعنی (۳) اگر اس تعریف کو صحیح مان لیا جائے تو بہت سے چھوٹے دیہاتوں اور گاؤں پر بھی یہ تعریف صادق آئے گی، حالانکہ ان میں جمعہ درست نہیں ہے، پھر یہ بھی کہا گیا

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸ مطبوعه درسعادت. ط.س. ج۲ ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار للشامی باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸. (۳) فلو الولاة کفارایجوز للمسلمین اقامة الجمعة و یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیهم ان یلتمسوا والیا مسلما ۱ ه (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۴. ط.س. ج۲ ص ۱۴۴ ۱۲ ظفیر. (۴) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷. ط.س. ج۲ ص ۱۳۷

ہے کہ اس تعریف وہاں مالایسع (جس میں سارا شہر نہ سما سکے) صادق نہیں آتا، اس لئے کہ ان مسجدوں میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ گنجائش ہے۔ چنانچہ شرح المنیہ میں ہے حتیٰ التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایہ وغیرھما وھو ما لوا جتمع اھلیہ فی اکبر مساجدہ لا یسعھم فانہ منقوض بھما اذ مسجد کل منھما یسع اھلہ وزیادۃ ۔ غنیۃ المستملی ص۵۱۱۔ اس لئے متاخرین کی تعریف صحیح نہیں کہی جاسکتی۔ تعریف(۱) ایسی جامع ہو جو ہر طرح درست رہے (ظفیر)

بارہ سو جس قریہ کی آبادی ہے اس میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۷۴) یہاں ایک موضع سمریا ہے جس کی آبادی قریب بارہ سو کے ہے اس میں سے مسلمان قریب بارہ سو کے نہیں ہیں بلکہ کل مسلمان آٹھ سو نو سو ہوں گے اور یہاں نہ کوئی بازار ہے نہ ڈاکخانہ، نہ کچہری بلکہ ہر وقت ہر قسم کی ضرورتیں بھی یہاں پوری نہیں ہوسکتیں ہاں چھ سات معمولی معمولی دوکانیں ہیں۔ ایک دوکان کپڑے کی ہے اس میں محض معمولی کچھ کپڑے مارکین وململ وغیرہ ملتا ہے اس دوکان میں مال قریب پچاس روپے کے ملتا ہے اور ایک دوکان حلوائی کی ہے اور یہاں صرف ایک ہی مسجد ہے جس میں جمعہ کے روز ساٹھ ستر نمازی جمع ہو جاتے ہیں اور اس موضع میں مدرسہ بھی ہے جس میں اسی پچاسی طالب علم رہتے ہیں تو اس وقت موضع سمریا میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں، زید کہتا ہے کہ یہاں برابر پہلے سے جمعہ کی نماز ہوتی رہی ہے اب کس طرح ترک کردیں۔

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ موضع مذکور جس کی آبادی قریب بارہ سو کے ہے قریہ کبیرہ نہیں ہے بلکہ قریہ صغیرہ ہے جس کو فقہاء نے بحکم قصبہ لکھا ہے۔ لہذا حسب قواعد فقہیہ وتصریح فقہاء موضع سمریا میں ظہر باجماعت ہونا چاہئے جمعہ پڑھنا اس میں صحیح نہیں ہے جیسا کہ ردالمحتار شامی میں ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ اللتی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ۔ (۲)

دو ہزار آٹھ سو کی آبادی میں جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۵۷۵) موضع رلدھنہ میں دو ہزار آٹھ سو آبادی ہے اور یہاں پر پیٹھ لگتی ہے یعنی کل چیزیں تو فروخت نہیں ہوتیں ہاں نمک مرچ ترکاری بکتی ہے۔ سولہ دکانیں نمک مرچ گڑ چاول والوں کی کہیں آباد ہیں ایک جگہ پر بازار کی شکل میں نہیں، چار مسجدیں اس جگہ ہیں اور دو مسجدوں میں جمعہ ہوتا ہے۔ اب فرمائیے کہ یہ قصبہ کا حکم رکھتا ہے یا گاؤں کا۔ اور حنفیوں کی نماز غیر مقلدین کے پیچھے ہوسکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) آپ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ موضع رلدھنہ میں قریب تین ہزار آدمیوں کے آباد ہیں، بندہ کے خیال میں وہ بڑا قریہ ہے اور شامی میں لکھا ہے کہ بڑے قریہ میں جمعہ واجب وادا ہوتا ہے۔ عبارت اس کی یہ ہے

---

(۱) صاحب درمختار نے متاخرین کی تعریف نقل کرنے کے بعد لکھا ہے وظاھر المذھب انہ کل موضع لہ امیر و قاض یقدر علی اقامۃ الحدود کما حررناہ فیما علقنا علی الملتقی (در مختار) قولہ ظاھر المذھب الخ قال فی شرح المنیۃ والحد الصحیح ما اختارہ صاحب الھدایہ انہ الذی لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود الخ (ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۴۸۔ ط۔س۔ ج۲ ص۱۳۷) ظفیر۔

(۲) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸۔ ط۔س۔ ج۲ ص۱۳۸۔ ۱۲ ظفیر۔

وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ(۱) اگرچہ موضع مذکور میں بازار نہیں ہے مگر باعتبار آبادی کے اس کو ملحق بالقصبہ کر سکتے ہیں اور حنفیوں کی نماز غیر مقلدوں کے پیچھے ہو جاتی ہے مگر احتیاط بہتر ہے فی الواقع جہاں تک ہو سکے ان لوگوں کو امام نہ بنایا جاوے۔(۲) فقط واللہ اعلم۔

ڈیڑھ ہزار آبادی میں جمعہ کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۷۶) جس کسی بستی میں تقریباً مسلمان وہندو کل ڈیڑھ ہزار ہوں اور تین مسجدیں اور پختہ عمارتیں بھی ہوں اور ہفتہ میں بازار بھی لگتا ہو اور دس پانچ معمولی دوکانیں ہو اور اکثر اشیاء مثل غلہ اور کپڑا اور دواء وغیرہ مل سکتی ہوں تو ایسے قریہ میں نماز جمعہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) مدار جمعہ کے وجوب وعدم وجوب کا قریہ کا بڑا چھوٹا ہونا فقہاء نے لکھا ہے اور قریہ کبیرہ وہ ہے جو مثل قصبہ کے ہو کہ آبادی اس کی تین چار ہزار ہو اور بازار ہو۔ پس قریہ مذکورہ باعتبار آبادی قریہ کبیرہ معلوم نہیں ہوتا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وہاں ظہر باجماعت پڑھیں۔(۳)

بعد جمعہ سنت کی کتنی رکعت ہیں

(سوال ۲۵۷۷) نماز جمعہ کے بعد کتنی سنت ہیں۔

(الجواب) فقہاء حنفیہ جمعہ کے بعد چار سنت مئوکدہ لکھتے ہیں اور بعض روایات میں چھ رکعت آتی ہیں۔ لہٰذا احتیاط یہ ہے کہ چھ رکعت پڑھیں ورنہ چار ضرور پڑھیں۔(۴)

قریہ کبیرہ کے لئے آبادی سے کیا مراد ہے

(سوال ۲۵۷۸) قریہ کبیرہ چار ہزار آدمی کی آبادی کو لکھا ہے۔ مراد خانہ شماری ہے یا مردم شماری ہے۔

(الجواب) مراد مردم شماری ہے یعنی سب آدمی رہنے والے اس گاؤں کے چھوٹے بڑے، مرد وعورت، ہندو مسلمان تین چار ہزار ہیں۔ پس جو ایسا گاؤں ہو گا وہ بڑا گاؤں ہے اور بڑے گاؤں میں فقہاء نے جمعہ فرض لکھا ہے۔ کما فی الشامی۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ الخ (۵) فقط۔

خطبہ میں آنحضرت ﷺ کے نام پر درود پڑھیں یا نہیں

(سوال ۱ /۲۵۷۹) خطبہ میں جب نام نامی آنحضرت ﷺ کا آوے تو سامعین درود پڑھیں یا نہیں؟ خفیہ پڑھیں یا جہر سے، یا قطعی نہ پڑھیں؟

دونوں خطبوں کے درمیان مقتدی دعا مانگے

(سوال ۲ /۲۵۸۰) اور ایک خطبہ پڑھ کر امام جب بیٹھے اس وقت مقتدی دعا ہاتھ اٹھا کر مانگیں یا دل میں یا قطعی نہ

---

(۱) ومخا لفا کشا فعی لکن فی وتر البحر ان یتقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمھا لم یصح وان شك کرہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۶ .ط.س. ج۱ص ۵۶۲......۵۶۳) ظفیر۔

(۲) وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرہ التی فیھا اسواق (الی قولہ) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر۔

(۳) وسن الخ قبل الظھر و الجمعۃ وبعدھا اربعۃ بتسلیمۃ (شرح وقا یہ باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۲۰۰) ظفیر۔

(٤) ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷٤۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸ . ۱۲ ظفیر۔

مانگیں؟

(الجواب)(۱)درمختار میں لکھا ہے والصوب انه یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم عند سماع اسمه فی نفسه وقال فی الشامی وکذا اذا ذکر النبی صلی الله علیه واله و سلم لا یجوز ان یصلوا علیه بالجهر بل بالقلب وعلیه الفتویٰ الخ دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا نام جس وقت خطبہ میں سنے دل میں درود شریف پڑھے جہراً نہ پڑھے اور زبان سے بھی نہ پڑھے دل میں خیال کر لیوے۔ فقط۔

(۲)اور جس وقت خطیب جلسہ درمیان کرے اس وقت سامعین کچھ دعا زبان سے نہ مانگیں، اگر مانگیں دل میں مانگیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وبتو (۱) فیق اللہ اقول حاشیہ شامی کی عبارت سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ اگر دعا مانگے تو دل سے مانگے زبان سے نہیں۔ لیکن شرح منیہ میں ہے اذا قرء الامام ان الله وملئکته یصلون علی النبی الا یة فعن ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله انه ینصت و عن ابی یوسف رحمة الله انه یصلی سراً وبه اخذ بعض المشائخ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طرفین کا مسلک یہ ہے کہ خاموش رہے اور امام ابو یوسف کا قول ہے کہ آہستہ درود پڑھے اور شامی معراج سے نقل کرتے ہیں کہ قلب سے دعا مانگے جس کا ماحصل سکوت ہی ہے اس لئے کہ سر امیں ادائے لفظ زبان سے ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا اگر کوئی آہستہ زبان سے بھی درود پڑھ لے تو اس پر نکیر نہیں کی جاسکتی کہ امام ابو یوسفؒ اور بعض مشائخ اس کی اجازت دیتے ہیں لیکن عبادات میں مسلک امامؒ کی رعایت رکھتے ہوئے سکوت ہی کو ترجیح ہے۔ فقط

جمعہ کی دوسری اذان کے متعلق بحث

(سوال ۲۵۸۱) تمام مساجد میں جو بروز جمعہ قبل خطبہ اذان دوم دی جاتی ہے سو یہ عند المحدثین مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ کتاب المدخل میں بڑی شدومد سے مکروہ لکھا ہے اور منجملہ ان کے بھی فقہاء کے قول پر خاص ممبر کے قریب بالتصریح لکھا نہیں پایا۔ بین یدیہ کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ اس کا مطلب سامنے مسجد کے منار پر یا مسجد کے احاطہ میں اذان دی جائے تو کیا حرج ہے؟

(الجواب) کتب فقہ میں اس بارہ میں ارقام فرماتے ہیں ویئوذن ثانیاً بین یدیه ای الخطیب درمختار شامی میں ہے قوله ویئوذن ثانیاً بین یدیه ای علیٰ سبیل السنیة کما یظهر من کلامهم(۲) پس جب کہ فقہاء حنفیہ خطیب کے سامنے اذان کو سنت فرماتے ہیں تو غیر اہل مذہب کی تحریر کی وجہ سے اس میں تذبذب کرنا درست نہیں ہے۔ اور بین یدیہ کا لفظ تو اسی وقت صادق آتا ہے کہ امام کے سامنے مؤذن اذان کہے وہذا ہوالتوارث۔ فقط۔

جمعہ کے متعلق دو گروہ اور اس کا تصفیہ

(سوال ۲۵۸۲) جمعہ کے بعد احتیاط الظہر پڑھنے والوں کے دو فریق ہیں ایک جمعہ کو فرض بالکل نہیں مانتا اور

(۱) امام ابو یوسف کی روایت اور طرفین کے مسلک کے سلسلہ میں الصواب اور لا یجوز کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عبادات میں علی الاطلاق فتویٰ امام کے قول پر ہوتا ہے، اصل جواب ہی پر عمل ہوگا۔ اس تسہیل در جعت کی ضرورت نہیں۔

جمعہ کو محض شعائر اسلام بتاتا ہے اور دوسرا فریق جمعہ کو تو فرض مانتا ہے اور احتیاط الظہر بھی پڑھتا ہے اب یہ امر قابل استفسار ہے کہ ان دونوں فریق کے پیچھے اس شخص کی نماز جو جمعہ کو فرض مانتا ہے اور احتیاط الظہر نہیں پڑھتا، ہو جاوے گی یا نہیں؟ یا کس فریق کے پیچھے ہوگی اور کس کے پیچھے نہ ہوگی؟ اقتداء القوی بالضعیف دونوں فریق کے پیچھے لازم آتی ہے یا ایک فریق کے پیچھے۔ فقط بینوا توجروا

(الجواب) جو فریق جمعہ کو فرض نہیں مانتا وہ صریح غلطی پر ہے اور خاطی ہے در مختار میں ہے فرض عین یکفر جا حدها لثبوتها بالدليل القطعي كما حققه الكمال۔(۱) یعنی جمعہ فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے کیونکہ جمعہ کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے جیسا کہ شیخ کمال الدین ابن ہمامؒ نے اس کی تحقیق کی ہے۔ اور شامی نے ابن ہمام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے جمعہ کی فرضیت ثابت کرنے میں تطویل اس لئے کی کہ بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ مذہب حنفیہ عدم فرضیت جمعہ کا ہے الخ

دیکھئے علامہ موصوف نے اس شخص کو جو فرضیت جمعہ کا قائل نہ ہو جاہل فرمایا۔ اور منکر فرضیت جمعہ کا یہ قول کہ بادشاہ اسلام نہیں ہے اس لئے فرض نہیں ہے۔ یہ بھی اس کی مذہب حنفیہ سے جہالت ہے۔ کیونکہ در مختار میں تصریح ہے کہ بادشاہ اسلام کے نہ ہونے کی صورت میں جس کو عام اہل اسلام جمعہ وغیرہ کے لئے متعین و مقرر کرلیں کافی ہے، عبارت اس کی یہ ہے امامع عدمهم فيجوز للضرورة اور شامی میں ہے فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير ا القاضي قاضياً بتراضي لمسلمين الخ شامی ج ۱ ص ۷۵٤۔

الغرض جو شخص فرضیت جمعہ کا قائل نہیں ہے اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ اور جو شخص فرضیت جمعہ کا قائل ہے اور احتیاط الظہر پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ اگرچہ حق یہ ہے کہ شہر اور قصبوں اور ہر بڑے قریہ میں جمعہ ہوتا ہے وہاں احتیاط الظہر کی حاجت نہیں ہے بلکہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسے مواقع میں (جہاں جمعہ جائز ہے) احتیاط الظہر نہ پڑھیں تاکہ کسی کو عدم فرضیت جمعہ کا شبہ وخیال نہ جاوے۔ در مختار میں صاحب بحر کا فتویٰ اس طرح نقل کیا ہے وفي البحر قد افتيت مراراً بعدم صلوٰة الا ربع بعدها بنية اخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضيت الجمعة وهو الا حتياط في زماننا(۲) الخ۔ لیکن بایں ہمہ اگر کوئی شخص فرضیت جمعہ کا قائل ہے اور احتیاط الظہر پڑھتا ہے تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ فقط۔

گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۸۳) جمعہ گاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟ شرائط جواز وعدم جواز کیا ہیں؟ جس گاؤں میں عید ہوتی ہو وہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ جمعہ اور عید کی شرطوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں، اگر ہے تو کیا ہے؟ جس گاؤں کی آبادی ساڑھے چار سو کے قریب ہو اور مالیت لاکھ کے قریب ہو اور کل مذاہب کے باشندے ہوں مگر مسلمان زیادہ ہوں، خانگی ضروریات کی چیزیں سب مل سکتی ہوں ایسے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ آیت وحدیث کے

(۱) شامی ط. س. ج ۲ ص ۱۳٦
(۲) شامی ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷

مطابق مطلع فرمائیں۔ مصر کا حال اور یہ کہ مصر کتنی آبادی کو کہتے ہیں مصر کی شرطیں کیا کیا ہیں، مفصل تحریر فرمائیں؟

(الجواب) چھوٹے گاؤں میں جس کی آبادی ایک دو ہزار آدمیوں کی بھی نہ ہو عند الحنفیہ جمعہ جائز نہیں ہے۔ جمعہ کی ادا اور وجوب کے لئے عند الحنفیہ مصر کی شرط ہے اور مصر شہر اور قصبہ کو کہتے ہیں جہاں بازار اور کوچے ہوں اور ہر قسم کی دوکانیں ہوں۔ اور بڑے قریہ کو بھی حکم مصر کا دیا گیا ہے۔ مگر صورت مسئولہ میں جس گاؤں کا ذکر ہے کہ اس میں صرف ساڑھے چار سو آبادی کی آبادی ہے وہ چھوٹا گاؤں ہے اس میں جمعہ درست نہیں ہے اور جس گاؤں میں جمعہ درست نہیں وہاں عید بھی درست نہیں ہے۔ شرائط وجوب واداء جمعہ اور عید کے ایک ہیں کچھ فرق نہیں ہے۔ ہکذا فی الدر المختار وغیرہ پس وہاں عید کی نماز بھی نہ پڑھنی چاہئے اور نہ جمعہ پڑھنا چاہئے۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھنی چاہئے۔ حنفیہ کا مذہب یہی ہے جیسا کہ جملہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فقط۔

قال العلامة الشامی ناقلا عن القهستانی وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق (الی ان قال) وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة الخ۔ شامی جلد اول۔ وقال فی الدر المختار . تجب صلوتهما فی الا صح بشر انطها المتقدمة الخ (در مختار علی هامش الشامی . جلد اول ص ۷۷٤) ط۔س۔ج ۲ ص ۱۳۴

جمعہ در قریہ

(سوال ۲۵۸٤) در قریہ صغیرہ نماز جمعہ جائز است یا نہ؟ و دراں جا کہ سلطان یا نائب سلطان نہ باشد جمعہ رواست یا نہ؟ وتعریف قریہ بیان فرمایند۔

(الجواب) در قریہ صغیرہ بمذہب امام ابو حنیفہؒ اقامت جمعہ درست نیست و تحقیق وتفصیل آں بکتب فقہ وغیرہ مبسوط است از آنجا دریابند و در قریہ کبیرہ کہ اسواق وکوچہا دراں باشند جمعہ ادا می شود، کما صرح بہ الشامی۔ و در تعریف ہماں قول معتبر است کہ اسواق وکوچہا دراں باشند وعادت مقام حکام باشند۔ و در حقیقت تعریف شہر و قریہ حاجت بیان ندارد آنچہ عرفاً آں را شہر نامند شہر است وآنچہ آنرا قریہ دانند قریہ است اما ایں قدر ہست کہ قصبہ و قریہ کبیرہ ہم حکم مصر دارد واقامت جمعہ دراں جائز است۔ اگر سلطان یا نائب سلطان نباشد در امصار جمعہ واجب است۔ کما صرح بہ الشامی۔ درانجا مسلمین امامے معین ومقرر سازند آنہم کافی است۔ شامی جلد اول باب جمعہ رابا ید دید و در امصار وقصبات وقریہ کبیرہ کہ اقامت جمعہ دراں باواجب است حاجت احتیاط الظہر نیست وصاحب در مختار از بحر فتویٰ عدم جواز احتیاط الظہر نقل فرمودہ است ہماں احوط است۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ۔

بحث جمعہ در سوال وجواب

(سوال ۲۵۸۵) علماء دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ضلع ارکان میں جانب غربی جنوبی میں ایک محکمہ ہے اور شرقی شمال جانب میں ایک بلند پہاڑ ہے اور تمام بستیاں اس طرح واقع ہیں کہ ہر ایک بستی دوسری بستی

سے علیحٰدہ علیحٰدہ ہے۔ بستیوں کے درمیان نصف کوس پون کوس ایک کوس ڈیڑھ کوس کا فاصلہ ہے اور کہیں باغات کا فاصلہ ہے ہر ایک بستی میں مردم شماری دو ہزار ڈیڑھ ہزار اور اس سے کم وبیش ہوتی اور اس محکمہ کے بعض حصوں میں منصفی، تھانہ، ڈاکخانہ، بازار، مدرسہ عربیہ، اسکول سرکاری ہوتے ہیں مگر بازار دائمی نہیں ہے۔ اب گذارش یہ ہے کہ اتحاد منصفی کی وجہ سے کل محکمہ متحد کہلا سکتا ہے یا نہیں اگر متحد ہے تو ہر بستی میں جمعہ جائز ہے یا کسی ایک خاص حصہ میں جائز ہوگا؟ اگر جائز نہ ہو تو کیوں نہ ہو جب کہ صاحب در مختار نے مصر کی جو تعریف کی ہے وہ تعریف یقیناً صادق آتی ہے۔ اور اگر اس تعریف کو تسلیم نہ کیا جائے تو شامی وغیرہ نے جو تعریف کی ہے وہ تعریف کیوں قابل تسلیم ہو اور ائمہ ثلثہ کے مذہب کے مطابق جواز جمعہ کا فتویٰ حنفی المذہب ضرورت کی وجہ سے دے سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق۔ مذہب حنفی جمعہ کے بارہ میں یہ ہے کہ مصر یعنی شہر میں واجب ہوتا ہے قریہ صغیرہ میں واجب نہیں ہوتا اور قصبہ اور قریہ کبیرہ بھی جس میں بازار و دوکانیں وغیرہ ہوں مصر کے حکم میں ہے وہاں بھی جمعہ درست ہے۔ کما صرح بہ الشامی۔ پس علیحٰدہ علیحٰدہ بستیاں جن کے درمیان باغات وغیرہ کا فاصلہ ہے اور ان کے نام علیحٰدہ علیحٰدہ ہیں وہ سب قریہ صغیرہ ہیں ان میں جمعہ درست نہیں ہے اور منصفی کے اتحاد کی وجہ سے یہ سب قریے ایک بستی کے حکم میں نہیں ہو سکتے البتہ ان میں جو جگہ اور بستی ایسی ہو کہ اس میں آبادی کم از کم دو ہزار آدمیوں کی ہو اور اس میں بازار و دوکانیں ہوں اور عرفاً وہ شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں سمجھا جاتا ہو اس میں جمعہ صحیح ہے۔ صاحب در مختار کی تعریف مالایسع اکبر مساجد اہل المکلفین بہا، بے شک اوسع ہے اور اس کی نسبت شامی نے لکھا ہے ہذا اصدق علی کثیر من القریٰ۔ مگر یہ تعریف ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے، نیز یہ مخدوش ہے اس لئے کہ چھوٹی سے چھوٹی بستی اور قریہ صغیرہ پر بھی کبھی صادق آسکتی ہے اور کبھی بڑے شہر پر بھی صادق نہیں آتی جیسا کہ صاحب شرح منیہ نے فرمایا کہ حرمین شریفین پر یہ تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ وہاں لایسع کا اطلاق نہیں آسکتا بلکہ ہمیشہ مسجدیں خالی و فارغ رہ جاتی ہیں۔ بہر حال بااین ہمہ جس جگہ در مختار کی یہ تعریف صادق آجائے اور بہت سے فقہاء کے فتاویٰ کی بنا پر اس جگہ جمعہ کر لیا جائے تو گنجائش ہے۔ کما فی الدر المختار علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء۔ فقط۔

خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھی جائیں یا نہیں

(سوال ۲۵۸۶) خطبہ شروع ہونیکے بعد سنتیں پڑھنا کیسا ہے؟

(الجواب) خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں نہ پڑھیں نہ اول خطبہ کے وقت نہ دوسرے خطبہ کے وقت کما جاء فی الروایات اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام (۱) فقط (رواہ الطبرانی فی معجمہ عن ابن عمر مرفوعاً کما فی فتح الباری)

آیت صلوا علیہ وسلموا پر باآواز درود پڑھنا کیسا ہے

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۶۷۔ ط۔ س۔ ج ۲ ص ۱۵۸۔ ۱۲ ظفیر

(سوال ۱/۲۵۸۷) یہاں کے مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ خطبہ میں جب امام آیت یا ایھا الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما الآیۃ پڑھتا ہے تو سب مقتدی درود شریف زور سے پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں ؟

اذان خطبہ کا جواب اور اس کے بعد دعا

(سوال ۲/۲۵۸۸) خطبہ کی اذان کا جواب دیتے ہیں اور بعد ختم اذان کے دعا پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

ختم سنت کے بعد اجتماعی دعا بدعت ہے

(سوال ۳/۲۵۸۹) نماز ختم ہونے کے بعد جب امام سنتوں سے فارغ ہو جاتا ہے تو زور زور سے دعا مانگتا ہے اور جو مقتدی فارغ ہو چکے ہوتے ہیں وہ اس کے ساتھ دعا میں شریف ہوتے ہیں یہ دعا لمبی چوڑی ہوتی ہے اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ان امور متذکرہ بالا کا کیا حکم ہے ؟

(الجواب) (۱) یہ جائز نہیں ہے بلکہ کتب فقہ لکھا ہے کہ اس وقت درود شریف دل سے پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔(۱) لا یصلوا علیه بالجهر بل بالقلب . شامی ص ۵۷۰ھ۔

(۲) یہ بھی جائز نہیں ہے۔قال فی الدر المختار . وینبغی(۲) ان لا یجب بلسانه اتفاقاً فے الاذان بین یدی الخطیب ج ۱ ص ۳۷۱ ط.س. ج۲ ص ۳۹۹۔

(۳) یہ امر بھی سنت سے ثابت نہیں لہذا بدعت ہے اس کو ترک کیا جائے۔بدعت کی مذمت میں احادیث بکثرت وارد ہیں اور قبح اس کا ظاہر ہے اور جس امر سے نمازیوں کی نماز میں خلل ہو اس کو فقہاء منع لکھتے ہیں پس اصرار کرنا ایک امر بدعت پر نہایت مذموم ہے قال علیه الصلوٰۃ والسلام کل بدعة ضلالة الحدیث وقال علیه السلام من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد الحدیث . فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیہاتوں میں جمعہ

(سوال ۲۵۹۰) اکثر مسلمان این دیار بقریٰ سکونت می دارند ہر قریہ دوسہ ہزار مردماں می باشند مگر در ہر مسجد جامع زید از بست وبس وپنج حاضر نمی شود چہ دریں دیار مسجد جامع در یک قریہ متعدد است۔ در چنیں قریہ نماز جمعہ گذاردن باید یانہ ؟ احتیاط الظہر خانم یانہ ؟ اکثر قریہ ہا متصل است اگر بنام فرق گشتے یک قریہ گفتہ می شد در چنیں حال ایں چنیں قریٰ متصل را ایک موضع شارم یا متعدد ؟

(الجواب) اگر قریہ کبیرہ ہو تو نماز جمعہ اس میں درست ہے۔ شامی میں قہستانی سے منقول ہے وتقع فرضاً فے

---

(۱) وكذالك اذا ذكر النبی صلی الله علیه وسلم لا یجوز ان یصلی علیه بالجهر بل بالقلب وعلیه الفتویٰ رملی (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۸ ط.س. ج۲ ص ۱۵۸) ظفیر .

(۲) ولا تلتفت الی مافی باب الجمعة من عمدة الرعاية وحاشية الهداية للفاضل اللكهنوی من قوله فلا تكره اجابة الاذان الذی یؤذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذلك من فعل معاویة فی صحیح البخاری الخ فان الطبرانی فی معجمه كما فی فتح الباری روی عن ابن عمر مرفوعا اذا خرج الا مام فلا صلاة ولا كلام الحدیث والكلام بعمومه لكونه نكرة واقعة تحت النفی شامل لا جابة الا ذان بین یدی الخطیب ایضا ولا یعارضه فعل معاویة رضی الله تعالیٰ عنه لانه كان اماما كما فی البخاری ایضا وجاز للامام ان یجیب بلسانه وحدیث ابن عمر ورد فی حق المؤتمین ومنعوا عن الكلام عند خروج الا مام من المنزل او المقصورة فخروجه مانع للسامعین عن الكلام لا الامام فانه المتكلم علی المنبر وهو خارج عن حدیث ابن عمر وداخل فی حكم حدیث معاویة رضی الله تعالیٰ عنه فال تعارض كما لا یخفی والفرق بین ابن عمر وبین معاویة معلوم مثبت فی موضعه هذا والتفصیل موضع اخر ۱۲

القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیھا اسواق ج ۱ ص ۷۴۸ الخ۔ اور احتیاط الظہر وہاں جائز نہیں ہے اور اگر قریہ صغیرہ ہے تو جمعہ وہاں نہ پڑھیں۔ ظہر باجماعت ادا کریں۔ نام کے بدلنے سے قریہ علحدہ ہو جاتا ہے۔ فقط کتبہ رشید احمد بند شہر الجواب صحیح۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

عصا کے سہارے خطبہ بعد منبر مسنون کیوں ہے

(سوال ۲۵۹۱) جب بعد بن جانے منبر کے لاٹھی پر سہارا دے کر خطبہ پڑھنا منقول نہیں تو یہ سنت کیوں ہے؟

(الجواب) جب آنحضرت ﷺ نے لاٹھی پر سہارا دے کر خطبہ پڑھا تو سنت ہو گیا۔ کسی چیز کے سنت ہونے کے لئے مواظبت شرط نہیں۔ اور جس سنت پر ہمیشگی ہو وہ سنت مئوکدہ ہو جاتی ہے۔ کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بوقت خطبہ اذان سے پہلے یہ کلمات کہنے کیسے ہیں۔

(سوال ۲۵۹۲) وقت خطبہ کے اذان سے پہلے واستووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے؟

(الجواب) وقت خطبہ جو اذان خطیب کے سامنے ہو اس کے شروع میں اس لفظ کے کہنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر امام بوقت تکبیر تحریمہ ایسا کہے تو مضائقہ نہیں۔ فقط۔

جمعہ کہاں جائز ہے مصر کی تعریف کیا اور سر ہند میں جمع کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۹۳) مذہب حنفیہ کے نزدیک جمعہ کہاں پر جائز ہے؟ مصر کس کو کہتے ہیں اور کیا شرائط ہیں؟ مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) جہاں پر مدفون ہیں وہاں پر جمعہ پڑھا ہے آیا جمعہ وہاں پر جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مذہب حنفیہ کا جو تمام کتب فقہ حنفیہ میں مذکور یہ ہے کہ جمعہ کے ادا ہونے اور واجب ہونے کے لئے مصر شرط ہے اور مصر کہتے ہیں شہر کو اور قصبہ اور بڑا قریہ بھی حکم شہر میں ہے۔ کذا فی الشامی۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ نہیں ہوتا وہاں ظہر باجماعت پڑھنی چاہئے اور بڑے قریہ اور قصبہ اور شہر یا متعلقات شہر میں جمعہ پڑھنا چاہئے وہاں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔

جس جگہ مزار حضرت مجدد الف ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ متعلق شہر سرہند کے ہے لہذا وہاں جمعہ درست ہے۔ اگر گاؤں چھوٹا ہو اور دکانیں وغیرہ وہاں نہ ہوں تو جمعہ نہ پڑھنا چاہئے اور اگر دوکانیں بازار وہاں موجود ہیں تو جمعہ پڑھنا چاہئے۔

مگر آنکہ اگر حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بالتصریح وبالتخصیص موضع مذکور میں جمعہ جائز فرمایا ہے تو وہاں جمعہ پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ ضرور ہے اس وقت وہاں شرائط جمعہ پائی گئی ہوں گی، اب جمعہ چھوڑنے

(۱) قال فی ردالمحتار فی روایۃ ابی داؤد . انہ صلی اللہ علیہ وسلم قام ای فی الخطبۃ متو کئا علی عصا او قوس ا ہ ونقل القہستانی عن عید المحیط ان اخذ العصا سنۃ کالقیام ج ۱ ص ۷۷۲ ط.س. ج ۲ ص ۱۶۳ فقط ...... (اور مسلم جلد ج ۲ ص ۴۰۵ پر حدیث ذکر دجال میں ہے) فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوتہ قعد علی المنبر (الی) وطعن بمخصر تہ فی المنبر ہذہ طیبۃ ہذہ طیبۃ الحدیث۔ اس حدیث سے منبر بیٹھنے کے بعد دست مبارک میں عصا لے کر منبر پر خطبہ فرمانا ثابت ہے۔

کی کوئی وجہ نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ۔

بوقت خطبہ تعوذ و تسمیہ آہستہ کیوں پڑھتے ہیں

(سوال ۲۵۹۴) خطبہ کے شروع میں اعوذ بسم اللہ آہستہ کیوں پڑھتے ہیں؟

(الجواب) جہرا اعوذ باللہ و بسم اللہ کا پڑھنا اس جگہ ثابت نہیں ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن۔

بحث احتیاط الظہر

(سوال ۲۵۹۵) احتیاط الظہر پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر درست نہیں ہے تو مولانا اشرف علی صاحب نے بہشتی گوہر صفحہ ۱۰۳ میں جو مسئلہ لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

مسئلہ :۔ بعض لوگ جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی پڑھا کرتے ہیں چونکہ عوام کا اعتقاد اس سے بہت بگڑ گیا ہے ان کو مطلقا منع کرنا چاہئے البتہ اگر کوئی ذی علم پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے۔

(الجواب) مسئلہ دربارہ احتیاط الظہر یہی ہے جو کہ مولانا اشرف علی صاحب نے بہشتی گوہر میں لکھا ہے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بوقت سنت وعظ

(سوال ۲۵۹۶) قبل نماز جمعہ و خطبہ ایک واعظ جامع مسجد میں ہمیشہ وعظ کہتا ہے اور سنت پڑھنے والے ہمیشہ سنت پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی لڑکے نابالغوں سے قرآن شریف پڑھوایا جاتا ہے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے ایسے مواقع میں وعظ اور قرآن شریف پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ رفع الصوت بالذکر جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو یا نائمین کو ایذا ہو ممنوع ہے۔ فی الشامی ولا یعارض ذلک حدیث خیر الذکر الخفی لانہ حیث خیف الریاء او تاذی المصلین او النیام فان خلا مماذکر فقال بعض اہل العلم بان الجہر افضل شامی پس ہر گاہ ذکر اللہ کے ساتھ جہر کرنے کو منع کیا گیا ہے۔ نمازیوں کی تکلیف کی وجہ سے پس وعظ کو منع کرنا بدرجہ اولیٰ ہے۔ اسی طرح قرآن شریف جہر سے پڑھوانا اور اس موقع پر کہ نمازی نماز پڑھ رہے ہیں اور قرآن شریف پکار کر پڑھنے سے ان کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے ممنوع ہے، فقط۔

بین الخطبتین دعا

(سوال ۲۵۹۷) ماقولکم دام فضلکم فی الدعا برفع الیدین فی الجلسۃ الحنفیۃ بین الخطبتین لیوم الجمعۃ ہل لہ ثبوت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فالا تباع فی فعلہ ام فی ترکہ وعلی الثانی فہل ہو جائز ام مکروہ وعلی الثانی فہل کراہیۃ تنزیہۃ ام تحریمیۃ افیدونا بالنقل الصریح ۔ رحمکم اللہ۔

---

(۱) ویبداء بالتعوذ سراً قال الشامی ای قبل الخطبۃ الا ولی الخ شامی ج ۱ ص ۷۴۷ ط.س.ج۲ص۱۴۹) جمیل الرحمن. (۲) نعم ان ادی الی مفسدۃ لا تفعل جہارا والکلام عند عدمہا ولذا قال المقدسی نحن لا نامر بذلک امثال ہذہ العوام بل ندل علیہ الخواص (شامی جلد اول ص ۷۵۴ باب الجمعہ . تحت قول صاحب الدر المختار فصلی بعدہا اخر ظہر الخ.

(الجواب)نفس الدعا مع قطع النظر عن رفع اليدين في هذه الجلسة مما لم يثبت عنده صلى الله عليه وسلم كما صرح به المحدث الدهلوىؒ في شرح سفر السعادت و شرح المشكوٰة حيث قال آنحضرت صلى الله عليه وسلم۔ درمیان دو خطبہ بہ نشستے وخاموش بودی ودعاء از آں حضرت ﷺ دریں وقت بہ ثبوت نہ رسیدہ قال فی غایة الا وطار۔ طحاوی فرماتے ہیں کہ اس جلسہ میں کوئی دعا آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نفس دعا منقول نہیں ہے چہ جائیکہ رفع الیدین الخ فلا تباع ترکہ غایة الا وطار۔ شرح در مختار میں ہے کہ ہاتھ آٹھانا بھی درمیان خطبتین کے دعا کے واسطے غیر مشروع ہے۔ اور جامع الخطیب میں ہے کہ ہاتھ اٹھانا درمیان خطبتین کے دعا کے واسطے حرام ہے الخ فعلم من هذه النقول ان الدعا برفع اليدين في الجلسة المذكورة غير مشروع و مكروه تحريم وعلينا اتباع ما صر حوابه كما افتوا ولعل الا صل في ذلك مارواه الترمذي في صحيحه حدثنا احمد من ينع حدثنا حصين قال سمعت عمارة بن رويبة وبشربن مروان يخطب فرفع يديه في الدعا فقال عمارة قبح الله هاتين اليدين القصيرتين لقدرايت رسول الله صلى الله عليه وسلم وما يزيد على ان يقول هكذا واشارهيثم بالسبابةقال ابو عيسىٰ هذا حديث حسن صحيح قال ابو الطيب في شرح هذا الحديث واشارته صلى الله عليه وسم لعلها كانت وقت التشهد اى التوجه والله تعالىٰ اعلم وقال النووى فيه ان السنة ان لا ترفع اليد في الخطبة وهو قول مالك رح واصحابنا وغيرهم وحكى القاضى عن بعض السلف وبعض المالكية ابا حة لان النبى صلى الله عليه وسلم رفع يديه في خطبة الجمعة حين استسقى واجاب الا ولون بان هذا الرفع كان لعارض ففى التحرير المختار لرد المحتار على قوله قلت قد صرح به في الدر ايضاً من كتاب صفة الصلوٰة بعد كلام ان ترك السنة المئوكدة قريب من الحرام وان تاركها يستوجب التضليل واللوم اه فكما ان بشيربن مروان ارتكب امرا مكروها تحريما حتى التحقق اللوم والدعاء عليه بقوله قبح الله هاتين اليدين القصير تين بسبب اتيانه فعلا في الخطبة لم يفعله صلى الله عليه وسلم وترك السنة النبوى صلى الله عليه وسلم كذلك من يرفع يديه في الجلسة الخفيفة بين الخطبتين للدعاء يستحق ان يدعىٰ عليه ويقال في حقه قبح الله هاتين اليدين اه لانه صلى الله عليه وسلم لم يفعله فهو تارك للسنة النبوية صلى الله عليه وسلم ومرتكب امر مكروه تحريما اذلالؤم على الفعل المباح والمكروه تنزيها الذى مرجعه خلاف الاولىٰ . فقط .

الباب السادس عشر فی صلاۃ العیدین

عید گاہ میں بآواز تکبیر نہ کہی جائے

(سوال ۲۵۹۸) اکثر جگہ عید گاہ میں نماز سے پہلے باربار تکبیر بآواز بلند پڑھا کرتے ہیں تاکہ لوگ دور سے سن کر جلدی چلے آویں، اس طرح سے پکار کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) قال عطاء اخبر نی جابر بن عبداللہ ان لا اذان للصلاۃ یوم الفطر حین یخرج الا مام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شئی لا نداء یومئذ ولا اقامۃ(۱) رواہ مسلم۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدین کے دن عید گاہ میں کوئی آواز اور تکبیر وغیرہ بغرض بلانے لوگوں کے نہ کہی جاوے۔

جماعت میں تفریق کرنے والے کی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۵۹۹) ایک شخص کو یہاں کے لوگوں نے برائے عید وجمعہ خطیب وامام مقرر کر رکھا ہے۔ سب لوگ اس امام سے خوش ہیں۔ اب ایک شخص نے بوجہ فساد مچانے کے دعویٰ کیا کہ میں نماز پڑھاؤں گا۔ لوگوں نے روکا جب کچھ نہ چل سکی تو اس مفسد نے دو چار آدمی ساتھ لے کر تھوڑے سے فاصلے سے جماعت شروع ہوتے ہی ان آدمیوں کے ساتھ علیٰحدہ جماعت کرلی۔ اب یہ تحریر فرمائیے کہ ان مفسدوں کی نماز ہوئی کہ نہیں۔

(الجواب) نماز اس مدعی امامت اور مقتدیوں کی ہوگئی۔(۲) مگر وہ گنہگار ہوئے اس تفریق وفساد کی وجہ سے۔

عید کا خطبہ کسی نے دیا اور نماز کسی نے پڑھائی تو بھی نماز ہوگئی

(سوال ۲۶۰۰) نماز عید ایک شخص نے پڑھائی اور خطبہ دوسرے شخص نے پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں ہوئی۔

(الجواب) نماز ہو جاتی ہے مگر بہتر ومناسب یہ ہے کہ خطبہ ونماز ایک شخص پڑھائے۔ فی الدر المختار۔ لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب فان فعل الخ جاز الخ (۳) فقط

عید فطر کے دن بوجہ بارش نماز عید نہ ہو سکے تو دوسرے دن پڑھی جائے

(سوال ۲۶۰۱) نماز عید الفطر اس روز بوجہ بارش نہ ہو تو دوسرے روز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں۔

(الجواب) جائز ہے۔

دو فریق نے دو جگہ نماز عید ادا کی تو بھی درست ہوگی

(سوال ۲۶۰۲) نماز عید کی ایک فریق عید گاہ میں پڑھتا ہے اور دوسرا فریق بوجہ عناد کے شہر سے باہر علیٰحدہ پڑھتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز عید شہر سے باہر عید گاہ میں پڑھنا مستحب ہے اگر دو فریق نے دو جگہ نماز عید پڑھی تو دونوں کی نماز ہوگئی۔(۵)

---

(۱) مشکوٰۃ باب العیدین فصل ثالث ص ۱۲۷

(۲) تودی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ العیدین ج ۱ ص ۷۸۳) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۷۱ ط.س. ج۲ص۱۶۲. ۱۲ ظفیر۔

(٤) ویؤخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ العیدین ج ۱ص ۷۸۳ ط.س. ج۲ص۱۷۶) ظفیر۔

(۵) ثم خروجه الی الجبانۃ الخ والخروج الیھا ای الجبانۃ لصلاۃ العید سنۃ وان وسعھم المسجد الجامع الخ وتودی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلوٰۃ العیدین ج ۱ص ۷۷۶ وج ۱ ص ۷۸۳ ط.س. ج۲ص۱۶۸......۱۶۹) ظفیر۔

عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد

(سوال ۲۶۰۳) عیدین کی نماز بارہ تکبیر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویصلی بھم الامام رکعتین مثنیاً قبل الزواید وھی ثلث تکبیرات فی کل رکعة الخ وفی الشامی فا لعمل الان بما ھوا لمذھب عندنا کذا فی شرح المنیة شامی۔ (۱) جلد اول۔ باب العیدین۔ اس معلوم ہوا کہ حنفی اپنے مذہب کے موافق ہر رکعت تین تکبیرات زوائد پر اکتفاء کرے زیادہ نہ کہے۔ فقط۔

عیدین کی نماز کے لئے باہر نکلنا سنت ہے

(سوال ۲۶۰۴) ماقولکم ایھا العلماء الکرام رحمکم اللہ ودام فضلکم فی ان الخروج الی المصلے یوم العیدین لصلوٰتھا مستحب ام سنة مئوکدة وان ما تعریف المصلی وما حکمہ وما شرائط وجوھما واذا ثھما واین یصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰة العیدین مدة عمرہ الشریف بینوا المسائل الخمسة بعبارة واضحة بحوالةالکتاب فتصیبوا اجراً جزیلاً من اللہ العزیز الوھاب۔

(الجواب) وھو الملھم للصواب الخروج الی المصلی یوم العیدین لصلوٰتھما بالقول المعتبر و الصحیح عند عامة الفقھاء سنة مئوکدة لا مستحب وان کان بعضھم قائلین باستحبابہ لکن الصحیح والمعتبر عندھم کونہ ای کون الخروج الی المصلی یوم العیدین سنة مئوکدة(۲) کما حققہ العلامة مولانا عبدالحی رحمہ اللہ فی کتابہ المسمی بمجموعة الفتاوی تحت جواب السوال المھندس بھندسة نمبر ۱۸۷ علی الصفحة المھندسة بھندسة ص ۳۷۵ و ص ۳۷۶ بھذہ العبارة ھو المصوب بعض فقھاء قائل باستحباب آن شدہ اند لیکن صحیح و معتبر نزد ایشاں بودنش سنت مئوکدہ است در بحر الرائق از تجنیس نقل می سازدو الخروج الی الجبانتہ سنتہ الصلوٰة العیدین وان کان یسعھم المسجد الجامع عند عامة المشائخ ھوا لصحیح انتھیٰ . وھمچنیں است در نبرازیہ وجامع الرموز و منح الغفار شرح تنویر الا بصار وغیرہ واز کتب احایث و سیر ثابت است کہ آنخضرت ﷺ دائما برائے نماز عیدین بصحرا تشریف می بردندوفی عمرہ بجز یک مرتبہ بعذر بارش گاہے در مسجد خود کہ از جملہ اماکن بدرجہا افضل است نماز عیدین ادا نفر مودہ اند و خلفائے راشدین ہم بریں مواظبت فرمودہ اندوایں مواظبت نہ بر سبیل عادت بودونہ بوجہ ضرورت بلکہ بر سبیل عبادت تابوجہ کثرت جمعیۃ تزاید ثواب گردو وشوکت اسلام ظاہر گردو ھذا اية للسنةعلی سبیل التاکید و فی موضع اخر من ھذا الکتاب تحت جواب السوال المھندس بھندسة ص ۱۹٤ و ص ۳۸۵ و ص ۳۸٦ ھکذا الجواب خروج الی لجبانۃ۔ برائے نماز عیدین سنت مئوکدہ است چنانچہ محشی شرح وقایہ مولوی عبدالحی دام فضلہ برحاشیہ شرح وقایہ عمدۃ الرعایۃ تحریر فرمودہ اند قال فی شرح الوقایہ حبب یوم الفطر ان یا کل قبل صلوٰة ویستاك ویغتسل ویتطیب ویلبس احسن ثیابہ ویودی فطرتہ ویخرج الی المصلی غیر مکبر جھراً فی طریقہ. انتھی

(۱) ردالمحتار باب صلوٰة العیدین مطبوعہ عثمانیہ ج ۱ ص ۷۸۰ .ط.س. ج۲ ص ۱۷۲ . ۱۲ ظفیر.

(۲) والخروج الیھا ای الجبا نتہ لصلاة العید سنة الخ ھو الصحیح (در مختار) قال فی الظھیریة وقال بعضھم لیس بسنة الخ . والصحیح ھوالاول (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷٦ و ج ۱ ص ۷۷۷ .ط.س. ج۲ ص ۱٦۹ .) ظفیر.

قوله حبب بصيغة المجهول من التحبيب والمراد به اعم من السنة المئوكدة والمستحب فا ن بعض الا مور المذكورة عدوه من السنن المئوكدة وغير قوله يستاك هذا من السنن العامة عند كل وضوء ومستحب عند كل صلوٰة فيكون مستحباً وسنةايضاً في العيدين بالطريق الاوليٰ قوله ويودى فطرته بالكسراى صدقة الفطرو هوان كان ادائها واجباً لكن ادائها قبل الخروج الى المصلى مسنون هو المنقول عن ابن عمر قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الفطر ان نوديها قبل خروج الناس الى الصلوٰة اخرجه البخارى ومسلم قوله ويخرج الى المصلےٰ بصيغة المفعول هو مو ضع في اصل حراء يصلى فيه صلوٰة العيدين ويقال له الجبا نة ومطلق الخروج من بيته الى الصلوٰة وان كان واجباً بناءً على ان ما يتم به الواجب واجب لكن الخروج الى الجبانة سنة مئوكدة وان وسعهم المسجد الجامع فان صلوا في مساجد المصر من غير عذر جازت صلوٰتهم وتركوا السنة هذا هو الصحيح كما فى الظهيرية وفي الخلاصة والخانية السنة ان يخرج الا مام الى الجبانة ويستخلف غيره ليصلى فى المصر با لضعفاء بناءً على ان صلوٰة العيدين فى موضعين جائزة بالا تفاق انتهى والا صل فيه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يخرج الى المصلى ولم يصل صلوٰة العيدين في مسجده مع شرفه الا مرة بعذر المطر كما بسطه ابن القيم في زاد المعاد والقسطلانى فى مواهب اللدنية و غير هما والا حاديث في هذا اللباب مخرجة فيكتب السنن وغيرها وقدو قع النزاع بين العلماء فى عصر نا في ان الخروج الى المصلى سنة ام مستحب فافتى اكثرهم بانه سنة مئوكدة وهذا هو القول المنصور الموافق لكتب الاصول والفروع المطابق لما عليه الجمهور وقيل انه مستحب وقول باطل لاوجه له وافرط بعضهم فقال انه واجب وهو قول مردود ولا عبرة به وللتفصيل مقام اخر انتهىٰ و قال فى الدر المختار وندب يوم الفطر اكله الى قوله واداء فطرته صح عطفه علےٰ اكله لان الكلام كله قبل الخروج ومن ثم اتى بكلمة ثم خروجه ليفيد تراخيه عن جميع مامرما شيئاً الى الجبانة وهى المصلى العام والواجب مطلق التوجه والخروج اليها اى الى الجبانة لصلوٰة العيد سنة وان يسعهم المسجد الجامع وهوا الصحيح.

والمجيب مصيبٌ فيمااجاب محمد عباس على ، هذا الجواب موافق للسنة والكتاب حرره الفقير محمد محسن الجونفورى الجواب صحيح والراى نجيح لا شبهة فى ان مقتضى الا دلة الشرعية هوكون الخروج الىٰ المصلى سنته مئوكدة والقول بالا ستحباب ليس بمعتبر عند اولى الالباب حرره الراجى عفوربه القوى ابو الحسنات محمد عبدالحى تجاوز الله عن ذنبه الجلى والخفى.

واما تعريف المصلى قد مرفى ضمن هذا الجواب واما حكمه اى حكم المصلى كحكم سائر المساجد واما شرائط ادائهما ووجوبهما هى شرايط الجمعة وجوباً واداءً سوى الخطبة كما

قال فی شرح الوقایة شرط لها شروط الجمعة وجوباً واداءً الا الخطبة واما المواضع الذی کان یصلی النبی صلی اللہ علیه وسلم فیه صلوٰة العیدین هو موضع فی الصحراء خارج المدینة المنورة فی جانب الغربی من المسجد النبوی صلی اللہ علیه وسلم وبینه وبین المسجد الشریف الف اذرع کما قال مولانا محمد عبدالحی فی کتابه المذکور ص۲۶ جلد نمبر ۳ بهذہ العبارة قوله از عادات نبوی ﷺ آن بود کہ بطرف مصلی تشریف می بردند و آں مکانے است بیرون مدینہ منورہ جانب غربی مسجد شریف و میان وے و مسجد شریف ہزار ذراع است۔ کما قال ابن حجر۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عیدین کے نماز کے بعد دعا

(سوال ۲۶۰۵) آنحضرت ﷺ بعد نماز عیدین دعا مانگتے تھے یا نہیں۔

(الجواب) عام طور سے نماز کے بعد دعا مانگنا وارد ہوا ہے لہذا عیدین کی نماز کے بعد بھی دعا مانگنا مسنون و مستحب ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ عیدین میں سجدہ سہو کا حکم اور فرض سے واجب کی طرف واپسی

(سوال ۲۶۰۶) صلوٰۃ عید میں امام سہواً بعض تکبیرات واجبہ چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا بعدہ رکوع سے لوٹ کر قومہ میں آکر تکبیر کہی اور پھر رکوع میں گیا۔ تو اس صورت میں نماز صحیح ہو گئی یا اعادہ واجب ہے یا سجدہ سہو لازم ہے۔ اور اگر تکبیر چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے اور سجدہ سہو عیدین میں اور جمعہ میں کرنے نہ کرنے کے بارہ میں معمول بہ کیا ہے۔ اور عود من الفرض الی الواجب مفسد صلوٰۃ ہے یا کیا۔ اور سجدہ سہو لازم نہیں تھا مگر شبہۃً کر لیا کہ شاید کوئی موجب سہو واقع ہوا ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) صحیح یہ ہے کہ نماز ہو گئی مگر ایسا کرنا نہ چاہئے تھا۔ در مختار میں ہے کما لو رکع الا مام قبل ان یکبر فان الا مام یکبر فی الرکوع ولا یعود الی القیام لیکبر فی ظاهر الروایة فلو عاد ینبغی الفساد ۔ شامی میں اس پر کہا ہے وقد علمت ان العود روایة النوادر علی انه یقال علیه ما قاله ابن الهمام فی ترجیح القول بعدم الفساد فیما لو عاد الی القعود الاول بعد ما استتم قائما بان فیه رفض الفرض لا جل الواجب وهو وان لم یحل فهو با لصحة لا یخل ۔(۱) شامی۔ ج ا ص ۱۲ ۵۶۱۔ اور تکبیرات کا بالکل چھوٹ جانا یا بطریق مذکور قومہ میں ادا کرنا باعتبار ترک واجب برابر ہے اور نماز دونوں صورت میں ہو جاتی ہے۔ ایسے امور کے ترک پر دراصل سجدہ سہو لازم ہوتا ہے اور سجدہ سہو سے اس کا انجبار ہوتا ہے لیکن جمعہ اور عیدین میں فقہاء نے ترک سجدہ سہو کو اختیار فرمایا ہے جیسا کہ در مختار میں والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الا ولین لدفع الفتنة الخ(۲) وهکذا فی الشامی۔ اور تحقیق ابن ہمام سے یہ بھی واضح ہوا کہ ترک فرض الی الواجب مفسد صلوٰۃ نہیں ہے اور در صورتیکہ سجدہ سہو لازم نہ ہو اور غلطی اور شبہ سے کر لیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

(۱) ردالمحتار باب العیدین جلد اول ج ۱ ص ۷۸۲ مطبوعه در سعادت. ط.س. ج۲ ص ۱۷۴ ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۵ .ط.س. ج۲ ص۹۲. ۱۲ ظفیر.

عیدین کے بعد نماز دعا اور اس سلسلہ میں اکابر کا مسلک

(سوال ۲۶۰۷) الرشید نمبر ا ماہ رجب المرجب سن ۱۳۳۵ھ جلد چہارم میں اس طور کا ایک مسئلہ ہے جواب میں لکھا ہے مع حوالہ عبارت شامی و حصن حصین وغیرہ کہ اتباع رسول اللہ ﷺ نماز عیدین کے بعد دعا کرنے میں ہے اس کے ترک میں نہیں اور خطبہ کے بعد اتباع سنت دعا نہ کرنے میں ہے مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحیؒ میں ایک استفتاء اسی مضمون کا ہے جس کے جواب میں مولانا نے خود لکھا ہے کہ روایات حدیث سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز عید سے فراغت کر کے خطبہ پڑھتے تھے اور بعد اس کے معاودت فرماتے تھے۔ دعا مانگنا بعد نماز یا بعد خطبہ کے آپ سے ثابت نہیں ہے۔

ایسے ہی صحابہ کرام و تابعین عظام سے ثبوت اس کا نظر سے نہیں گزرا بہشتی گوہر میں عیدین کی نماز کے بیان میں مرقوم ہے۔ مسئلہ۔ بعد نماز عیدین یا بعد خطبہ دعا مانگنا نبی ﷺ سے اور ان کے صحابہ و تابعین سے منقول نہیں، اور اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی۔ لہٰذا الغرض اتباع دعا نہ مانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے۔ ایسی حالت میں ہم لوگوں کے لئے واجب العمل کیا ہے۔

(الجواب) ہمارے حضرات اکابر مثل حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اور حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ اور دیگر حضرات اساتذہ مثل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صدر مدرس سابق مدرسہ ہذا (دار العلوم دیوبند) اور حضرت مولانا محمود حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا (دار العلوم دیوبند) وغیرہم کا یہی معمول رہا ہے کہ بعد عیدین کے بھی مثل تمام نمازوں کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے اور احادیث سے بھی مطلقا نمازوں کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے اس میں عیدین کی نماز بھی داخل ہے لہٰذا راجح ہمارے نزدیک یہی ہے کہ دعا بعد نماز عیدین بھی مستحب ہے۔ اور مولانا عبدالحی صاحب کا فتویٰ بندہ نے بھی دیکھا تھا۔ محض اس وجہ سے کہ عیدین کی نماز کے بعد دعا کا ذکر نہیں ہے، دعا کا نہ ہونا معلوم نہیں ہوتا اور دیگر احادیث سے سب نمازوں کے بعد دعا ہونا ثابت ہے پس اس کو بھی اس پر محمول کیا جاوے گا کیونکہ جب کلیۂ استحباب دعا کا بعد صلوٰۃ ثابت ہو گیا تو اب یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ہر نماز کے بعد تصریح وارد ہو، کما ہو ظاہر۔ اور بہشتی گوہر میں بھی غالباً مولانا عبدالحیؒ صاحب کے فتوے کے اتباع سے ایسا لکھا گیا ہے۔ بندہ کے نزدیک وہ مسلم نہیں ہے۔ فقط۔

خطبہ عیدین کی ابتدا تکبیر سے مستحب ہے

(سوال ۲۶۰۸) خطبہ عیدین کے آغاز میں تکبیر کہہ کر شروع کرنا مسنون ہے۔ تکبیر خطبہ کے طور پر بالجہر کہے یا آہستہ اور پھر خطبہ شروع کرے۔

(الجواب) خطبہ عیدین میں یہ مستحب لکھا ہے کہ پہلے خطبہ کو شروع کرنے سے پہلے نو بار تکبیر بالجہر متواتر پڑھے اور دوسرے خطبہ کی اول سات دفعہ تکبیر بالجہر کہے در مختار میں ہے ویستحب ان یستفتح الاولیٰ بتسع تکبیرات تتری ای متتابعات والثانیة بسبع هو السنة الخ(۱) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج۲ ص ۱۷۵. ۱۲ ظفیر.

عادل گواہوں کی شہادت پر نماز عیدین

(سوال ۲۶۰۹) بعض لوگوں نے جمعرات کو اور بعض نے جمعہ کو نماز عید الضحیٰ پڑھی اور اس زمانہ میں کہ عادل کی صفت مفقود ہے شرائط عادل وغیرہ ہونا گواہان رویت ہلال کو ضروری ہے یا کلمہ شہادت پڑھ دینے کے بعد کافی شہادت متصور ہوگی اور جن لوگوں نے جمعرات کو نماز عید الضحیٰ کی پڑھی وہ نماز ہوئی یا نہیں اور جنہوں نے جمعہ کو پڑھی وہ ہوئی یا نہ۔ اور کیا گیارہویں بارہویں تاریخ کو بھی نماز عید الاضحیٰ ہو سکتی ہے۔

(الجواب) عدالت گواہان کی ثبوت رویت ہلال کے لئے ضروری ہے اور جب کہ گواہ عادل نہ ہوں تو ان کی گواہی پر اعتماد کر کے پنجشنبہ کو نماز عید الاضحیٰ نہ پڑھنی چاہئے تھی اور وہ نماز نہیں ہوئی۔(۱) جن لوگوں نے جمعہ کو نماز پڑھی وہ حق پر ہیں۔ اور یہ صحیح ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے گیارہ بارہ تاریخ کو بھی ہو سکتی ہے۔(۲) فقط۔

عیدین میں خطبہ کہاں سے دے

(سوال ۲۶۱۰) عیدین کے خطبہ میں امام کس جگہ کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے، بعض مولوی کہتے ہیں کہ جس جگہ نماز پڑھے اسی جگہ خطبہ پڑھے دوسری جگہ خطبہ پڑھنا جائز نہیں۔

(الجواب) بعد نماز عیدین کے امام منبر پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے یہی سنت ہے۔ نماز اور خطبہ کی جگہ ایک نہیں ہوتی نماز پڑھانے کے لئے امام نیچے کھڑا ہوتا ہے اور خطبہ منبر پر جا کر پڑھتا ہے۔(۳) فقط۔

دو عادل گواہ کی گواہی سے رویت ثابت ہو جاتی ہے

(سوال ۲۶۱۱) زید و عمر نے جن میں بظاہر کوئی خرابی نہیں ہے عید الاضحیٰ کا چاند انتیس ۲۹ کو دیکھا اور قاضی کے پاس شہادت دی قاضی نے شہادت کو تسلیم کر کے حکم دے دیا۔ ایک گروہ نے تیس کے چاند کے حساب سے عید کی اور ایک گروہ نے انتیس کے حساب سے اور ایک گروہ نے دونوں دن نماز پڑھی اس صورت میں قاضی اور گروہ مذکور کے لئے کیا حکم ہے اور شاہدین کے لئے کیا۔

(الجواب) اگر دو گواہ عادل نے شہادت رویت ہلال کی دی تو رویت ثابت ہو گئی سب کو وہاں اسی کے موافق عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرنی چاہئے تھی، جنہوں نے باوجود عدالت شہود اس شہادت کے موافق عمل نہ کیا غلطی کی لیکن اگر شہود با قاعدہ شرعیہ عادل و متقی پرہیزگار نہ تھے تو پھر اس پر عمل نہ کرنے والے حق پر تھے۔ واضح ہو کہ قاضی شرعی اس زمانہ میں ایسا نہیں ہے جس کا حکم باوجود گواہوں کے عادل و ثقہ نہ ہونے کے نافذ مانا جائے۔(۴) فقط۔

....

(۱) للصوم مع غیم وغبار خبر عدل او مستور الخ لا فاسق اتفاقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصوم ج ۱ ص ۱۲۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۸۵) ظفیر.

(۲) لکن هنا یجوز تاخیرها (ای فی صلاة الاضحی) الی اخر ثالث ایام النحر بلا عذر مع الکراهة وبه ای بالعذر بدونها (الدر المختار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج ۲ ص ۱۸۶) ظفیر.

(۳) وما سنّ فی الجمعة ویکره یسن فیها ویکره الخ وان یکبر قبل نزوله من المنبر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۲. ط.س. ج ۲ ص ۱۷۵) ظفیر.

(۴) ولو کانو ابلدة لا حاکم فیها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلین مع العلة للضرورة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۸۶) ظفیر.

یوم النحر میں جملہ شرائط صوم کی رعایت مستحب ہے

(سوال ۲٦۱۲) یوم النحر میں یعنی دسویں ذی الحجہ کو قبل نماز عید صرف نہ کھانا پینا مسنون ہے یا کہ جملہ شرائط صوم رعایت رکھنا ضروری ہیں آیا جماع سے بھی احتراز چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) جملہ شرائط صوم کا لحاظ قربانی سے پہلے مستحب ہے اور در مختار میں ہے کہ قربانی سے پہلے نہ کھانا مستحب ہے اگر چہ وہ قربانی نہ کرے اور اگر کھالیوے تو کچھ کراہت نہیں ہے۔(۱) اور شامی میں ہے یندب الا مساك عما یفطر الصائم ۔(۲) یعنی رکنا ان اشیاء سے مستحب ہے جن سے روزہ افطار ہو جاوے۔ فقط۔

عید کا خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور خطبہ سننا واجب ہے

(سوال ۲٦۱۳) زید نے خطبہ مولانا عبدالحی لکھنوی عید میں پڑھا جس کے ہر دو خطب کی طوالت تخمیناً چھ صفحے ہوئی۔ اس پر عمر اعتراض کرتا ہے کہ اتنے بڑے خطبے کے سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے فوراً چلا آنا چاہئے، کیا شرعاً اتنے بڑے خطبے کے سننے کا وہ حکم نہیں ہے جو ایک مختصر کے سننے کا ہے۔

(الجواب) در مختار میں ہے وتکرہ زیاد تهما علی قدر سورة من طوال المفصل وفی الشامی قوله وتکره الخ عبارة القهستانی وزیادة التطویل مکروهة الخ ۔(۳)

اور مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث مروی ہے وعن عمار قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان طول صلوٰة الرجل وقصر خطبة مئنة من فقهه فاطیلوا الصلوٰة واقصروا الخطبة وان من البیان سحراً رواہ مسلم (۴) پس معلوم ہوا کہ زیادہ دراز کرنا خطبہ کا مکروہ ہے لیکن خطبہ جس قدر بھی ہو سننا اس کا ضروری ہے۔

کراہت خطبہ کے دراز کرنے والے کے حق میں ہے سننے والوں پر تمام خطبہ کا سننا واجب ہے۔ در مختار میں ہے وکذا یجب الا ستماع لسائر الخطب کخطبة نکاح وخطبة عید وختم علی المعتمد الخ ۔(۵) فقط۔

اچھا یہ ہے کہ خطیب و امام ایک ہی شخص ہو

(سوال ۲٦۱٤) عیدین میں امام و خطیب دو مختلف شخص مقرر ہوئے ہیں یعنی ایک شخص امامت کراتا ہے دوسرا شخص خطبہ پڑھتا ہے کیا یہ فعل جائز ہے کیا آنحضرت ﷺ یا صحابہؓ کے زمانے میں ایسی نظیر پائی جاتی ہے۔

(الجواب) یہ فعل جائز ہے کہ ایک شخص امام ہو اور خطیب دوسرا، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ جو امام ہو وہ ہی خطبہ

---

(۱) ویندب تاخیرا کله عنها وان لم یضح فی الا صح ولو اکل لم یکره ای تحریما (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة العیدین ج ۱ ص ۷۸٤ ط.س. ج۲ ص۱۷٦ ...... ۱۷۷) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صلاة العیدین (ج ۱ ص ۷۸٤ ط.س. ج۲ ص۱۷٦) ۱۲ ظفیر

(۳) ردالمحتار باب الجمعه (ج ۱ ص ۷۵۸ ط.س. ج۲ ص۱٤۸) ۱۲ ظفیر.

(٤) مشکوٰة باب الخطبة والصلوٰة فصل اول ص ۱۲۳ ۔ ۱۲ ظفیر.

پڑھے۔ کذا فی الدر المختار(۱) فقط۔

چھ زوائد تکبیرات کا عیدین میں ثبوت

(سوال ۲۶۱۵) رسول اللہ ﷺ کا عیدین کی نماز کو چھ تکبیروں کے ساتھ پڑھنا یا چھ تکبیروں کے ساتھ نماز ادا کرنے کا حکم دینا ثابت ہے یا نہیں۔

(الجواب) شرح منیہ میں کہا کہ عیدین کی ہر ایک رکعت میں تین تکبیریں علاوہ تکبیر افتتاح کے بہت سے جلیل القدر صحابہؓ سے ثابت ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔ والتحقیق فی المطولات۔(۲) فقط۔

جو عیدگاہ آبادی کے بڑھنے سے آبادی کے اندر آگئی وہ صحرا کے حکم میں نہیں ہے۔

(سوال ۲۶۱۶) عیدگاہ قدیم بوجہ بڑھنے آبادی کے اندر آگئی ہے اور اس میں نماز پنجگانہ باذان وجماعت ہوتی ہے، اب چند لوگ اتباعاً للسنت صحرا میں صلوٰۃ العیدین کے مجوز ہیں اس صورت میں کیا حکم شرعاً ہے۔

(الجواب) نماز عیدین کے لئے مسنون طریقہ یہی ہے کہ صحراء میں آبادی سے باہر پڑھیں لہذا جو لوگ اس کے مجوز ہیں کہ اس کے آبادی سے باہر صحراء میں نماز عید ادا کی جاوے وہ حق پر ہیں، عیدگاہ قدیم جو کہ مسجد نماز پنجگانہ ہوگئی اور بستی کے اندر آگئی وہ بحکم جبانہ یعنی صحراء نہیں رہی۔(۳) فقط۔

بچے جماعت عیدین میں کہاں کھڑے ہوں

(سوال ۲۶۱۷) عیدگاہ میں بچوں کا جماعت کے اندر کھڑے ہونا یا نمازی کے سامنے بیٹھنا اور امام کے داہنے بائیں نابالغ بچوں کو کھڑا کرنے میں کیا خرابی ہے۔

(الجواب) نابالغ بچوں کے لئے حکم تو یہ ہے کہ اگر جماعت میں شامل ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں خواہ عیدین کی جماعت ہو یا دیگر نمازوں کی۔ اگر بوجہ مجبوری جیسا کہ عیدگاہ میں پیش آتی ہے بچے جماعت کے اندر کھڑے ہو جاویں یا نمازی کے آگے بیٹھ جاویں یا دائیں بائیں کھڑے ہو جاویں تو نماز ہو جاتی ہے، لیکن یہ خلاف سنت ہے اور مکروہ تنزیہی ہے(۴) فقط۔

نماز عیدین میں عورتوں کی جماعت مکروہ ہے

(سوال ۲۶۱۸) عیدین کی نماز میں گوشہ نشین عورتوں کو مکان میں اداء کرنا جائز ہے یا نہیں اور عورتوں کو مردوں کی مانند جماعت سے نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو عورت امام ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو عورت امام صف میں عورتوں کی برابر کھڑی ہو یا مردوں کے امام کے مانند۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج۱ ص ۷۶۹ ۱۲ ظفیر ۳ ولا ینبغی ان یصلی غیرا لخطیب لا نہا کشئی واحد فان فعل بان خطب صبی باذن السلطان وصلی بالغ جاز ہو المختار (در مختار ولا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لان الجمعة مع الخطبة کشئی واحد فلا ینبغی ان یقیمها اثنان وان فعل جاز (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۱ .ط.س. ج۲ ص۱۶۲) ظفیر. (۲) دیکھئے غنیة المستملی باب العیدین ۱۲ ظفیر.

(۳) والخروج الیها ای الجبانة لصلوٰة العیدین سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح (الدر المختار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷٦ .ط.س. ج۲ ص۱٦۹) ظفیر. (٤) ویصف الخ الرجال الخ ثم الصبیان ظاهرة تعدد هم فلو واحد دخل الصف (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب اللامامة ج ۱ ص ۵۳٤ .ط.س. ج۲ ص۵٦۸...... ۵۷۱) ظفیر.

(الجواب) در مختار میں ہے ویکرہ تحریما جماعۃ النساء (۱) الخ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ فرض وواجب میں ہو یا سنت و نفل میں، کذا فی الشامی، پھر اگر عورتیں جماعت کریں باوجود کراہت تحریمی کے تو امام ان کا وسط میں برابر عورتوں کے کھڑی ہو آگے نہ ہو۔ کمافی الدر المختار فان فعلن تقف الامام وسطھن فلو تقدمت اثمت الخ (۲) پھر آگے یہ لکھا ہے کہ عورتوں کو مردوں کی جماعت میں جمعہ وعیدین کے لئے آکر شریک ہونا بھی مکروہ ہے۔ (۳) فقط۔

قبرستان میں عید کی نماز جب کہ قبر سامنے نہ ہو

(سوال ۲۶۱۹) ایک مقام میں نماز عید کی مقبرہ میں ہوتی ہے امام کے سامنے دیوار ہوتی ہے اور مقتدیوں کے سامنے نہیں۔ یہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی سمجھا جائے گا جیسا کہ مرور بین یدی المصلی کی صورت میں ہے یا نہیں۔

(الجواب) قبور اگر کسی مصلی کے سامنے بھی ہوں گی تو اس کی نماز میں کراہت ہوگی۔ قال فی الشافی لا باس بالصلوٰۃ فیھا اذا کان فیھا موضع اعدللصلوٰۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ کما فی الخانیۃ ولا قبلۃ الی قبر حلیہ۔ (۵) فقط

تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے نہیں ہے

(سوال ۲۶۲۰) تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے امام صاحب کے نزدیک نہیں ہیں۔

(سوال) نماز عید کے بعد گھر پر آکر نوفل وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) گھر پر واپس آکر نوافل پڑھنا درست ہے کما فی الدر المختار وان تنفل بعد ھا فی البیت جاز الخ۔ فقط۔ (۲)

رکوع سے اٹھ کر تکبیرات زوائد کہنا

(سوال ۲۶۲۱) نماز عید الضحیٰ میں امام دوسری رکعت میں تکبیرات زوائد بھول کر رکوع میں چلا گیا۔ پہلی دوسری صف والے رکوع میں شریک ہوئے، دوسرے درجہ والے اور مسجد کے جو ملحق مکان والے تھے بسبب بے خبری کے امام کی تکبیر رکوع وقیام کو تکبیرات زوائد سمجھ کر تکبیریں کہتے رہے امام نے رکوع سے سر اٹھا کر قیام میں تکبیرات زوائد کہی مقتدیوں نے بھی تکبیریں امام کے ساتھ کہیں، پھر امام نے رکوع دوبارہ کیا اس میں سب

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار . باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۸. ط.س.ج۱ص۵۶۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) افادان الکراھۃ فی کل ماتشرع فیہ جماعۃ الرجال فرضا او نفلا (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ صل ۵۲۸. ط.س.ج۱ص۵۶۵) ظفیر.(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۹. ط.س.ج۱ص۵۶۵. ۱۲ ظفیر.(٤) ویکرہ حضور ھن الجماعۃ ولو لجمعۃ و عید (ایضاً ط.س.ج۲ص۵۶۶) ظفیر.(۵) ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج۱ ص ۳۵۳ قبیل مطلب تکرہ الصلوٰۃ فی الکنیسۃ .ط.س.ج۱ص ۳۸۰. ۱۲ ظفیر.
(٦) ویجب تکبیر التشریق الخ عقب کل فیض ادی بجماعۃ الخ مستحبۃ خرج جماعۃ النساء والعراۃ لا العبید (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العیدین. مطلب فی تکبیر التشرایق ج ۱ ص ٤٧٤ و ج ۱ ص ۷۸۶. ط.س.ج۲ص۱۷۷) ظفیر.(٦) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۸. ط.س.ج۲ص۱۷۰. ۱۲ ظفیر

مقتدی شریک ہوئی امام نے موافق مذہب متاخرین سجدہ سہو نہ کیا تو اس صورت میں اگر یہ نماز دوبارہ پڑھ لی جائے تو کچھ کراہت تو نہیں ہے۔

(الجواب) اس صورت میں علامہ شامی نے عدم فساد صلوٰۃ کی تصحیح اور تصریح کی ہے بلکہ عود الی القیام روایت نوادر کی لکھی ہے اور بدائع میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ لیکن ظاہر الروایت یہ ہے کہ ایسی حالت میں امام قیام کی طرف عود نہ کرے بہر حال نماز اس صورت میں ہو گئی اور سجدہ سہو موافق فتوی متاخرین کے نماز عیدین میں نہیں ہے بہذا یہ حکم کیا جاوے گا کہ نماز ہو گئی اور اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور اعادہ میں تشویش جماعت و انتشار ہے اس لئے جس وجہ سے سجدہ ساقط ہو گیا اعادہ کا حکم بھی نہ کیا جاوے گا۔(۱) فقط۔

بلا عذر عید کی نماز دروازہ پر پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۶۲۲) نماز عید بیازار یا مسجد بلا عذر بارش وغیرہ یا بر در خانہ خود خواندن جائز دارند یانہ۔ بر تقدیر ثانی مکروہ تحریمی یا تنزیہی بادلہ صریح وحوالہ کتب تحریر فرمایند۔

مکروہ تحریمی کے لئے دلیل کی ضرورت

(سوال ۲ / ۲۶۲۳) برائے اثبات مکروہ تحریمی نص صریح ضرور است یانہ۔

(الجواب)(۱) در مختار میں ہے والخروج الیها ای الجبانة لصلوٰة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح الخ (۲) وفی شرح المنية الکبیر الخروج الی المصلی وهی الجبانة سنة وان کان یسعهم الجامع وعلیه عامة المشائخ لما ثبت انه علیه الصلاة والسلام کان یخرج یوم الفطر و یوم الا ضحی الی المصلی الخ ۔(۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نماز عیدین کے لئے خروج الی المصلی سنت مئوکدہ ہے پس بلا عذر اس کو چھوڑنا مکروہ ہے، اور شامی میں بحر سے نقل کیا ہے کہ سنت مئوکدہ کا چھوڑنا مکروہ تحریمی ہونا چاہئے، الحاصل ان السنة ان کانت مئوکدة قویة لا یبعد کون ترکها مکروها تحریماً وان کانت غیر مئوکدة فترکها مکروہ تنزیها الخ (۴) ج ا ص ۴۳۹۔ فقط۔

(۲) مکروہ تحریمی بلکہ مکروہ تنزیہی کے اثبات کے لئے دلیل خاص کی ضرورت ہے، شامی میں ہے اقول لکن صرح فی البحر فی صلاة العید عند مسئلة الا کل بانه لا یلزم من ترك المستحب ثبوت الکراهة اذلا بدلها من دلیل خاص الخ (۵) ص ۴۳۹۔ فقط۔

تاشا اور نفیری بجاتے عیدگاہ جانا اور امام کے سر پر چتر کا سایہ کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۶۹۴) مصلیان عیدین کا امام کے ساتھ تاشا و نفیری وغیرہ بجواتے ہوئے جانا اور بعد نماز عیدین بوقت

---

(۱) وقد علمت ان العود روایة النوادر علی انه یقال علیه ماقاله ابن الهمام فی ترجیح القول بعدم الفساد فیما لو عاد الی القعود الا ول بعد ما استتم قائما الخ (ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۸۲ تحت قول فلو عاد ینبغی الفساد. ط.س. ج۲ ص ۱۷٤) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷٦. ط. س. ج ۲ ص ۱٦۹ . ۱۲ ظفیر. (۳) غنیة المستملی باب العید ص ۵۲۹ ۱۲ ظفیر. (٤) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب فی بیان السنته والمستحب (ج ۱ ص ٦۲۲. ط.س. ج۲ ص ٦۵۳) ۱۲ . (۵) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب فی بیان السنة والمستحب والمندوب الخ ج ۱ ص ٦۱۱. ط.س. ج۲ ص ٦۵۳. ۱۲ ظفیر

خطبہ امام کے سر پر چتر کا سایہ کرنا شرعاً کیسا ہے۔

(الجواب) تاشا و نفیری وغیرہ بجانا حرام ہے ایسا کرنے والے خطاوار و گنہگار ہیں(۱) اور بوقت خطبہ خطیب کے سر پر چتر کرنا بھی نہیں چاہئے۔ یہ امر خلاف آداب خطبہ و استماع خطبہ ہے۔ فقط۔

جو قربانی نہ کرنا چاہتا ہو وہ پہلے حجامت بنوا سکتا ہے

(سوال ۲۶۲۵) جس شخص پر قربانی واجب نہیں ہے اس کے لئے حجامت کرانا کس وقت مسنون و مستحب ہے بعد از نماز یا قبل از نماز۔

(الجواب) صحیح مسلم میں حدیث مروی ہے قال(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیه وسلم اذا دخل العشر واراد بعضکم ان یضحی فلا یا خذن شعراً ولا یقلمن ظفراً فھذا محمول علی الندب۔(۳) شامی وفی روایة من رای ھلال ذی الحجة واراد ان یضحی فلا یا خذ من شعرہ ولا من اظفارہ رواہ مسلم حاصل یہ ہے کہ جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ بعد نماز بقر عید کے قربانی کر کے ناخن اور بال کتروائے اور حجامت بنوائے اور جو شخص قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کے لئے یہ مستحب نہیں ہے وہ نماز سے پہلے بھی حجامت بنوا سکتا ہے فقط۔

بازار صحرا کے حکم میں نہیں ہے

(سوال ۱/۲۶۲۶) بازار کو جبانہ قرار دے سکتے ہیں یا نہیں۔

بازار میں صلوٰۃ عید

(سوال ۲/۲۶۲۷) بازار میں صلوٰۃ عیدین بلا کراہت درست ہے یا نہ۔

بازار میں شارع عام کے سامنے نماز عید

(سوال ۳/ ۲۶۲۹) جس بازار میں صلاۃ عیدین ادا کی جاتی ہے اگر اس کے مقابل شارع عام ہو تو وہاں نماز جائز ہے یا نہیں۔

راستہ پر صلوٰۃ عید

(سوال ۴/۲۶۲۹) اگر بازار عین راستہ پر ہو تو اس بازار میں راہ پر صلوٰۃ عیدین درست ہے یا نہیں۔

دہلیز میں نماز عید

(سوال ۵/۲۶۳۰) اگر جبانہ نہ ملے تو دہلیز میں صاف چٹائی بچھوا کر بلا کراہت نماز ہو گی یا نہ۔

فناء مسجد میں نماز عید

(سوال ۶/۲۶۳۱) اگر جبانہ نہ ملے تو فناء مسجد یا مسجد میں نماز عیدین پڑھنا بلا کراہت درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) ودلت المسئلة ان الملاھی کلھا حرام الخ قال ابن مسعود صوت للھو والغناء ینبت النفاق فی القلب الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة ج ۱ ص ط.س.ج۲ص۳۴۸) ظفیر. (۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب فی الاضحیة ص ۱۲۷ . ۱۲ ظفیر. (۳) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۸ .ط.س.ج۲ص ۱۸۱ . ۱۲ ظفیر.
(۴) مشکوٰۃ المصابیح باب فی الاضحیة ص ۱۲۷ . ۱۲ ظفیر.

(الجواب)(۱)ثم خروجه ماشياً الى الجبانة وهى المصلى العام الخ . در مختار اى فى الصحراء۔(۱)
معلوم ہوا کہ جبانہ مصلی عام ہے جو صحراء میں ہو پس بازار جبانہ نہیں ہے۔
(۲)بازار میں اگر مسجد ہے یا کوئی جگہ ممر الناس سے علیٰحدہ ہے اور شور وشغب سے خالی تو وہاں نماز میں کچھ کراہت نہیں ہے۔
(۳)شارع عام کے سامنے اگر کوئی آڑ دیوار وغیرہ نہ ہو تو ایسی جگہ نماز مکروہ ہے وتکرہ الصلوٰۃ فی طریق العامۃ شرح منیہ(۲) مگر نماز ہو جاتی ہے۔
(۴)قد مر حکمہ فی نمبر ۳۔
(۵)بلا کراہت درست ہے۔
(۶)بلا کراہت درست ہے۔(۳)فقط۔

عرفہ نویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں

(سوال ۲۶۳۲)ایام عرفہ کتنے ہیں اور کس مہینہ اور تاریخ کو ہوتے ہیں۔
(الجواب)عرفہ کا دن ایک ہے یعنی نویں تاریخ ذی الحجہ کی۔(۴)فقط۔

سورۃ فاتحہ یاد دلانے پر تکبیرات زوائد پھر قرأت

(سوال ۲۶۳۳)نماز عید میں امام نے تکبیر تحریمہ کے بعد سورہ فاتحہ شروع کی، الحمد للہ رب العلمین کہنے کے بعد مقتدی کے یاد دلانے پر تکبیرات ثلاثہ کہیں اور پھر بعد تکبیرات ثلاثہ دوبارہ قرات شروع کی اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں۔
(الجواب)اس صورت میں نماز ہوگئی۔ کذا فی الشامی۔(۵)فقط۔

دعا بعد صلوٰۃ عید بدعت نہیں ہے

(سوال ۲۶۳۴)دعا بعد صلوٰۃ عیدین را بعض مکروہ گویند و بعض بدعت و بعض گویند کہ مستحب است۔
(الجواب)دعاء بعد الصلوٰت مسنون و مستحب است و در احادیث وارد شدہ است کما نقلہا فی الحصن الحصین وغیرہ۔ پس در صلوٰت صلوٰۃ عیدین ہم داخل و شامل است بدعت گفتن آنرا صحیح نیست واکابر امت مثل حضرت مولانا رشید احمد محدث وفقیہ گنگوہی رو جمیع اکابر و اساتذہ ما بعد نماز عیدین مثل صلوات مکتوبات دعا فی فرمودند پس ہر کہ آنر

---

(۱) ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷٦. ط.س. ج۲ص۱٦۸ . ۱۲ ظفير.
(۲)غنية المستملى ص ۳٤۹ ۱۲ ظفير.
(۳)الخروج الى المصلى وهى الجبانة سنة الخ فان ضعف القوم عن الخروج امر الامام من يصلى بهم فى المسجد (غنية المستملى ص ۵۳۹. ط.س. ج۲ص۱٦۹ ۱۲ ظفير.
(٤)خطب الا مام سابع ذى الحجة الخ ثم التاسع بعرفات (شرح وقايه كتاب الحج ج ۱ ص ۳۳۳ قوله ثم التاسع اى ثم يخطب فى يوم عرفة (عمدة الرعايه فى حل شرح وقايه ج ۱ ص ۳۳۳ كتاب الحج) ظفير.
(۵)كما لوركع الامام قبل ان يكبر فان الا مام يكبر فى الركوع ولا يعود الى القيام ليكبر فى ظاهر الرواية فلو عاد ينبغى الفساد (درمختار) وقد علمت ان العود رواية النوادر على انه يقال عليه ما قاله ابن الهمام فى ترجيح القول بعدم الفساد فيمالو عاد الى القعود الا ول بعد استم قائمابان فيه رفض الفرض لا جل الواجب وهو وان لم يحل فهو بالصحة لا يخل (ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۸۲. ط.س. ج۲ص۱۷٤) ظفير.

بد عدت گفتہ صحیح نیست۔(۱)فقط۔

نماز عید کے پہلے یا بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۶۳۵)چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ خواندن نماز نفل در عید گاہ قبل یا بعد نزد علماء حنفیہ رواست یا نہ ؟

(الجواب)در مختار میں ہے ولا یتنفل قبلها مطلقا وكذالايتنفل بعدها في مصلها(۲)قال الشامي قوله وكذا لا يتنفل الخ لما في الكتب الستةعن ابن عباس ؓ انه صلى الله عليه وسلم خرج فصلى بهم العيد لم يصل ولا بعدها وهذا لقي بعدها محمول عليه في المصلى (۳)الخ واللہ اعلم۔فقط۔

مفسد صلوٰۃ قرائت کی صورت میں دوسری جماعت کر سکتا ہے

(سوال ۲۶۳۶)اگر عیدین کا امام غلط خواں ہے تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں اور دوسرا امام نہیں ہو سکتا کیونکہ عوام الناس نہیں چاہتے لہذا شہر کی مسجدوں میں نماز عیدین پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب)عیدین کی نماز مسجدوں میں بھی صحیح ہے(۴)اگر عیدین کا امام ایسی غلطی کرتا ہے کہ جس سے فساد نماز ہو تو مسجد میں جدا جماعت کر لینا چاہئے اور اگر ایسی غلطی نہیں کرتا جو مفسد صلوٰۃ ہو اور علیحدہ ہونے میں فتنہ ہو تو اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیں۔(۵)فقط۔

تکبیرات تشریق فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ ہے

(سوال ۲۶۳۷)ایام تشریق میں تکبیر ہر نماز فریضہ کے بعد کہی جاتی ہے۔زید کہتا ہے کہ ایک مرتبہ کہنا واجب ہے اور عمر کہتا ہے کہ تین مرتبہ کہنا چاہئے،اس صورت میں حق پر کون ہے۔

(الجواب)تکبیر تشریق ایک دفعہ کہنا واجب ہے اس سے زیادہ واجب نہیں ہے اور در مختار میں عینی سے نقل کیا ہے کہ زیادہ کہنے میں فضیلت اور ثواب ہے کچھ حرج نہیں ہے۔(۶)لیکن شامی میں ابو السعود سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ سے زیادہ کہنا خلاف سنت ہے پس بہتر ہے کہ ایک دفعہ پر اکتفاء کیا جائے۔عبارت شامی کی یہ ہے ان الا تیان بہ مرتین خلاف السنۃ الخ ج ا ص ۵۶۳ شامی۔

---

(۱)ويد عوويختم بسبحان ربك (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفته الصلوٰة ج ۱ ص ۴۹۵ ط.س. ج۱ص ۵۳۰) عن ام عطية قالت امرنا ان نخرج الحيض يوم العيدين وذوات الخدور فيشهدن جما عة المسلمين ودعوتهم وتعتزل الحيض (مشكوٰة باب العيدين ص ۱۲۵)ظفير.(۲)الدر المختار باب العيدين ج ۱ ص ۱۱۴ ط.س. ج۲ص۱۶۹ — ۱۷۰) ظفير.(۳)وتودى بمصر واحد بمواضع كثيرة اتفاقا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۸۳ ط.س. ج۲ص۱۷۶) ظفير.(۴)الفاسق اذا كان يئوم يوم الجمعة وعجز القوم عن منعه قال بعضهم يقتدى به في لاجمعة ولا تترك الجمعة بامامة رفي غير الجمعة يجوز ان يتحول الى مسجد اخر ولا يا ثم به (عالمگيرى مصرى في الا مامة ج ۱ ص ۸۱ ط.ماجديه ج۱ص۸۶)ظفير.(۵)ولا يجوز امامة الا لثغ الذى لا يقدر على التكلم ببعض الحروف الالمثله اذا لم يكن من يقدر على التكلم بتلك الحروف فاما اذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها فسدت صلا ته وصلاة القوم الخ ايضا ج ۱ ص ۸۰ ط.س.ج۲ص) ظفير.(۶) ردالمحتار باب العيدين ويجب تكبير التشريق في الا صح للامربه مرة وان زادعليها يكون فضلا قال العينى صفته الله اكبر الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين مطلب في تكبير التشريق ج ۱ص ۷۸۴ و ج ۱ ص ۷۸۵ ط.س.ج۲ص۱۷۷ — ۱۷۸)ظفير.

بارہ تکبیرات کے ساتھ عیدین کی نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۳۸)احناف عیدین کی نماز بارہ تکبیروں سے پڑھیں تو ہوگی یا نہیں۔

(الجواب)حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیرات زوائد ہیں،ان کو بارہ تکبیریں نہ کہنا چاہئے اور نماز بہر حال صحیح ہے۔(۱)

تکبیرات زوائد کے ترک سے اعادہ جماعت

(سوال ۲۶۳۹)زید نے عید کی نماز پڑھائی لیکن تکبیرات زوائد کہنا بھول گیا۔جب سلام پھیرا تب مقتدیوں نے کہا کہ نماز نہیں ہوئی۔تب زید نے ثانیا نماز پڑھی ان دونوں نمازوں میں کون سی نماز ہوئی۔یہ نماز ایسی چھوٹی مسجد میں ہوئی ہے کہ جس میں امام کی قرات کی آواز آخر صف تک جاسکتی ہے۔

(الجواب)نماز پہلی ہو گئی تھی مگر ترک واجب کی وجہ سے ناقص ہوئی تھی سجدہ سہو سے اس کا انجبار ہو جاتا اور چونکہ مجمع زیادہ نہ تھا جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے اس لئے ایسے موقع میں عیدین کی نماز میں بھی اگر سہو ہو جاوے تو سجدہ سہو کرنا چاہئے لیکن چونکہ سجدہ سہو نہ کیا گیا اس لئے اعادہ لازم تھا جو کہ ہو گیا۔پس اعادہ نماز کر لینے کے بعد اب کچھ نقصان نماز میں نہ رہا اور یہ ثانی جماعت اور مکمل پہلی نماز کی ہو گئی۔(۲)فقط۔

عید کی نماز کے لئے مقتدیوں کا انتظار

(سوال ۲۶۴۰)عید کی نماز کے لئے مقتدیوں کا کس وقت تک انتظار کیا جاوے

(الجواب)وقت نماز عیدین کا زوال سے پہلے پہلے ہے پس اس وقت تک یعنی قبل زوال تک انتظار کرنے کا مضائقہ نہیں ہے اس کے بعد نہیں(۳)فقط۔

عیدین میں تکبیرات زوائد عند الحنفیہ چھ ہیں

(سوال ۲۶۴۱) چھاونی لاہور میں سابق امام جامع مسجد فرماتے تھے کہ نماز عیدین کی صحیح بخاری میں بارہ ۱۲ تکبیریں لکھی ہیں۔فی رکعت چھ۔اس صورت میں صحیح حکم کیا ہے۔

(الجواب)حنفیہ کے نزدیک نماز عیدین میں تکبرات زوائد چھ ہیں،یعنی ہر ایک رکعت میں تین تین۔اور حدیث ابوداؤد سے یہ ثابت ہے وعن سعید بن العاص قال سئات ابا موسیٰ وحذیفة کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیه سلم یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسیٰ کان یکبرا ربعاً (فی الرکعة الا ولی مع تکبیرة الا حرام وفی الثانیة مع تکبیرة الرکوع) تکبیرہ علی الجنائز فقال حذیفة صدق رواہ ابو داؤد۔پس مذہب حنفیہ موافق اس حدیث کے ہے۔حنفی(۵)کو اس کے خلاف نہ کرنا چاہئے۔(۴)فقط۔

---

(۱)ویصلی الامام بهم رکعتین مثنیا قبل الزوائد وهی ثلاث تکبیرات فی کل رکعة ولو زاد تابعه الی سته عشر لانه ماثور (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۹ .ط.س. ج۲ ص۱۷۲) ظفیر.

(۲)والسهوفی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عندالمتاخرین عدمه فی الا ولیین لد فع الفتنة کما فی جمعة البحر واقره المصنف وبه جزم فی الدرر (در مختار) لکنه قیده محشیها الوا فی بما اذا حضر جمع کثیر والا فلا داعی الی الترک (ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۷۵ ظفیر .(۳)ووقتها من الا رتفا ع قد ر رمح فلا تصح قبله الخ الی الزوال باسقاط الغایة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۹ .ط.س. ج۲ ص ۱۷۱)ظفیر.

(٤)دیکھئے مشکوٰة مع حاشیه باب صلوٰة العیدین ص ۱۲۶ ۱۲ ظفیر.(۵) تفصیل کے لئے دیکھئے غنیة المستملی باب العیدین ص ۵۲۷ .۱۲ ظفیر.

نماز عید کے لئے نقارہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۴۲) برائے نماز عید نقارہ کوبی جائز است یا نہ۔

(الجواب) اگر بقصد تفخر و تلہی است ممنوع است واگر بہ نیت تنبہ است جائز است ومن ذلک ضرب النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلاباس بہ الخ (۱) در مختار) فقط۔

عیدین میں تکبیرات زوائد کی بحث

(سوال ۲۶۴۳) بخاری، ترمذی، مشکوٰۃ میں ثابت ہے کہ عیدین کی نماز میں بارہ تکبیرات ہیں یعنی رکعت اول میں سات قبل از قراءۃ اور رکعت اخری میں پانچ بعد از قراءۃ۔ نیز ترمذی میں ایک حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود سے نو تکبیرات کے ثبوت میں مروی ہے یعنی رکعت اول میں پانچ قبل از قراءۃ اور رکعت اخری میں چار بعد از قراءۃ مگر فی زمانہ دستور العمل یہ ہے کہ عیدین کی نماز میں چھ تکبیرات پڑھی جاتی ہیں جو مذکورہ احادیث کے سراسر خلاف ہے، ان احادیث سے بہتر اور افضل کون سی حدیث ہے جس سے چھ تکبیرات کا جواز ثابت ہوتا ہے اور احادیث مذکورہ کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے عن سعید بن العاص انہ سالہ ابا موسیٰ الا شعری وحذیفۃ بن الیمان کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الا ضحی والفطر فقال ابو موسی کان یکبر اربعاً فی الرکعۃ الا ولی مع تکبیرۃ الا حرام وفی الثانیۃ مع تکبیرۃ الر کوع تکبیرہ علی الجنائز فقال حذیفۃ صدق. رواہ ابو داؤد (۲) والتفصیل فی کتب الفقہ۔ اور جس روایت میں نو تکبیر دونوں رکعت میں وارد ہیں اس سے مراد بھی چھ تکبیرات زوائد ہیں کیونکہ اول رکعت میں تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع داخل ہے اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع داخل ہے۔ فقط۔

تکبیرات تشریق کی قضا نہیں

(سوال ۲۶۴۴) اگر تکبیرات تشریق قضا ہو گئی تو ان کو پھر ادا کرے یا اس کے تارک پر کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔

(الجواب) تکبیرات تشریق اگر اس وقت ترک ہو گئی تو پھر ان کی قضاء نہیں ہے توبہ کرنے سے گناہ اس کے ترک کا معاف ہو جاوے گا۔ (۳)

عید گاہ میں غیر مقلد اگر پہلے نماز پڑھ لیں تو اس کا اعتبار نہیں

(سوال ۲۶۴۵) امام حنفی کی بلا اجازت بطور ضد کے فرقہ غیر مقلد مصلے حنفی پر ان کے امام سے پہلے نماز پڑھ کر چلے آویں تو امام مقررہ کی جماعت کی فضیلت میں کچھ کمی تو نہ ہوگی۔

(الجواب) غیر مقلدین کو ایسا کرنا ناجائز ہے اور ان کی جماعت کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور حنفیوں کی جماعت جو بعد میں ہوئی وہ معتبر ہے اس کی فضیلت اور ثواب میں کچھ کمی نہ آوے گی۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحۃ قبیل فصل فی اللبس ج ۵ ص ۳۰۶. ط.س. ج۲ ص ۳۵۰. ۱۲ ظفیر. (۲) مشکوٰۃ شریف باب صلوٰۃ العیدین ص ۱۲٦ تفصیل کے لئے دیکھئے غنیۃ المستملی باب العیدین ص ۵۲۷ ۱۲ ظفیر (۳) عقب کل فرض بلا فصل الخ (درمختار) فلو خرج من المسجد او تکلم عامد ا او ساھیا اوحدث عامد اسقط عند التکبیر(ردالمحتار باب العیدین مطلب فی تکبیر التشریق ج ۱ ص ۷۸٦. ط.س. ج۲ ص ۱۷۷...... ۱۷۹) ظفیر.

جدید عید گاہ بنانا

(سوال ۲۶۴۶) عرصہ دراز سے موجودہ عید گاہ ایک ہندو کی ملکیت میں قائم ہے۔ حق ملکیت ترک کر دیا ہے مگر آبادی سے ایک میل زاید فاصلہ ہونے کے علاوہ موسم باراں میں راستہ ناقص ہوتا ہے۔ حسب منشاء مسلمانان قصبہ جدید عید گاہ مسلمانوں کی ملکیت میں بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اور سابقہ عید گاہ شہید کر کے ملبہ جدید عید گاہ میں لگایا جائے یا نہیں۔ جدید عید گاہ تیار ہونے کے بعد سابقہ عید گاہ کی زمین مالک کے خواہش کے مطابق اس کو دے دی جائے یا مسلمان اپنے قبضہ میں رکھے۔

(الجواب) اگر اس ہندو نے اپنی ملکیت ترک کر دی تھی اور مسلمانوں کو وہ زمین برائے عید گاہ دے دی تھی تو وہ زمین وقف ہو گئی اس کا ملبہ وغیرہ دوسری عید گاہ میں لگانا اور اس کو ہندو کو واپس دے دینا جائز نہیں ہے۔ فقط۔

ایک شہر میں دو عید گاہ

(سوال ۲۶۴۷) اگر ایک شہر میں دو عید گاہ ہوں اور دو جگہ نماز عیدین کی ہو تو کیا حکم ہے۔

آبادی سے باہر کی عید گاہ میں نماز عید افضل ہے

(سوال ۲۶۴۸/۷) ایک حصہ کی عید گاہ بیرون شہر ہو اور دوسرے حصہ کی عید گاہ شہر میں ہو تو کون سی عید گاہ میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

(الجواب) دو عید گاہ ہونے میں اور دو جگہ نماز عیدین ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۱)

(۲) سنت طریق کے موافق شہر سے باہر نماز عیدین ادا کرنا بہتر ہے اور اس میں فضیلت ہے بہ نسبت شہر میں ادا کرنے کے۔(۲) فقط۔

قصابوں کی بنائی ہوئی عید گاہ میں نماز درست ہے

(سوال ۲۶۴۹) یہاں پر قصابان نے عید گاہ بنائی ہے اس میں غیر قصابان کی نماز عید صحیح ہے یا نہیں اور عید گاہ آج کل میں بنی ہوئی ہے، کیا آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی تھا یا نہیں۔

(الجواب) غیر قصابان کی نماز عیدین اس عید گاہ قوم قصابان میں صحیح ہے اور آنحضرت ﷺ عیدین کی نماز باہر جنگل میں عید گاہ میں جا کر ادا فرماتے تھے اور یہی سنت ہے۔(۳) فقط۔

تکبیرات تشریق جماعت کے بعد ہے تنہا پڑھنے کے بعد نہیں ہیں

(سوال ۲۶۵۰) زید ایام تشریق کی تکبیریں جو بعد نماز واجب ہیں ہر نماز میں بھول جاتا ہے اور زید تنہا نماز پڑھتا ہے۔ آیا تکبیر نہ کہنے سے نماز میں کچھ نقصان ہوتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایام تشریق کی تکبیریں ان لوگوں پر واجب ہوتی جو جماعت سے نماز ادا کریں اور اگر کوئی شخص تنہا نماز

---

(۱) وتودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج۲ ص ۱۷۶) ظفیر.

(۲) ثم خروجه الخ ماشیا الی الجبانة وهی المصلی العام والخروج الیها الی الجبانة لصلاة العید سنة (در مختار) ای فی الصحرائے (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶. ط.س. ج۲ ص ۱۶۸) ظفیر.

(۳) والخروج الیها ای الجبانة لصلاة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶. ط.س. ج۲ ص ۱۶۹) ظفیر.

پڑھے تو اس پر تکبیر کہنا واجب نہیں ہے اور اس کی نماز میں تکبیر نہ کہنے سے کچھ نقصان نہیں آتا(۱) فقط۔

عیدین میں دعا تکبیر کے بعد بغیر ارسال ہاتھ باندھ لے

(سوال ۲۶۵۱) نماز عیدین میں تکبیرات ثلثہ زوائد میں سے ہر ایک کے کہنے کے بعد ارسال یدین کرے گا اور تیسری تکبیر کے بعد ارسال یدین کر کے تب دونوں ہاتھ باندھے گا یا بلا ارسال۔

(الجواب) نماز عیدین میں تکبیرات ثلثہ زوائد میں پہلی رکعت میں دو تکبیر میں ارسال یدین کر کے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے کیونکہ یہ وقت قراءۃ کا ہے اور دوسری رکعت میں تیسری تکبیر کے بعد ارسال یدین کرتے ہوئے رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جاوے۔(۲) فقط۔

اگر کچھ لوگ عذر کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا کریں تو درست ہے

(سوال ۲۶۵۲) ایک شخص قاضی امام مسجد عید گاہ میں باجہ کے ساتھ جاتا ہے چند لوگوں نے اس کو منع کیا لیکن اس نے نہیں مانا۔ چنانچہ وہ لوگ عید گاہ میں جا کر شریک جماعت نہیں ہوئے بلکہ مسجد میں کسی کو امام بنا کر عید کی نماز پڑھی، وہ لوگ مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) ان لوگوں کی نماز (جو مذکور قاضی کے ساتھ جا کر عید گاہ میں نماز میں شریک نہ ہوئے اور مسجد میں کسی کو امام بنا کر نماز عید ادا کی) صحیح ہے۔ کیونکہ عید کی نماز مسجد شہر میں بھی ادا ہو جاتی ہے مگر سنت یہ ہے کہ عیدین کی نماز باہر جنگل میں جا کر ادا کی جاوے۔ کما فی الدر المختار والخروج الیها ای الجبانة لصلوٰة سنة و ان وسعهم المسجد الجامع الخ وفی الشامی تحت قوله ای الجبانة وهو المصلی العام. ای فی الصحراء بحر عن المغرب . شامی۔(۳) فقط۔

ہندو کی زمین عید گاہ کے لئے قبول کرنے کی صورت

(سوال ۲۶۵۳) قصبہ سیانہ کی عید گاہ کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے، اس کے گرد ایک سیٹھ ہندو کی اراضی ہے انہوں نے دینے کا وعدہ کر لیا ہے تو ان کے عطیہ اراضی میں تصرف کے جواز کی کیا صورت ہے۔

عید گاہ وقف کا کوئی حصہ کسی کو نہیں دیا جا سکتا

(سوال ۲/۲۶۵٤) جس جانب میں سیٹھ موصوف اپنی زمین صحن عید گاہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں اس طرف کی دیوار رخ کعبہ سے صحیح کرنے میں ایک مثلث شکل کا گوشہ عید گاہ قدیم کے فرش کا علیحدہ ہو جاتا ہے اس کو سیٹھ صاحب اپنے کھیت میں شامل کرنا چاہتے ہیں لہذا یہ گوشہ ان کو دینا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ویجب تکبیر التشریق مرة الخ عقب کل فرض بلا فصل ادی بجماعة مستحبة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸٤ و ج ۱ ص ۷۸٦ .ط.س. ج۲ص ۱۷۷ ...... ۱۷۹) ظفیر.

(۲) ووضع الرجل یمینه علی یسارة تحت سرته الخ کما فرغ عن التکبیر بلا ارسال فی الاصح وهو سنة قیام الخ له قرار فیه ذکر مسنون فیضع حالة الثناء وفی القنوت وتکبیرات الجنازة لا یسن فی قیام بین رکوع وسجود لعدم القرار لا بین تکبیرات العید لعدم الذکر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة فصل تالیف الصلاة ج ۱ ص ٤٥٥ .ط.س. ج۲ص ٤٨٦ ...... ٤٨٨ ویرفع یدیه فی الزوائد الخ ولیس بین تکبیراته ذکر مسنون ولذا یرسل یدیه (در مختار) ای فی اثناء التکبیرات ویضعهما بعد الثالثة الخ (باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۲ .ط.س. ج۲ص ۱۷٤) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷٦ .ط.س. ج۲ص ۱۷۵ مگر باجہ کے ساتھ جانا گناہ ہے۔ اس سے ان لوگوں کو توبہ کرنا چاہئے ۱۲ ظفیر۔

(الجواب)(۱)اس کے جواز کی صورت بلااختلاف یہ ہے کہ سیٹھ صاحب اراضی مذکور بقدر حاجت علیحدہ کر کے نشان لگا کر کسی مسلمان کی ملک کر دیں۔ پھر وہ مسلمان اس آراضی کو وقف کر دے کیونکہ خود سیٹھ صاحب کے وقف کے جواز میں حسب روایات فقہیہ تردد ہے۔
(۲)دے دینا عیدگاہ موقوفہ کے کسی حصہ کا اور گوشہ کا درست نہیں ہے کیونکہ وقف میں کوئی ایسا تصرف ہبہ وبیع یا مبادلہ کا درست نہیں ہے۔(۱)فقط۔

عیدگاہ پیدل جانا سنت ہے پیسے نچھاور کرانا درست نہیں

(سوال ۲۶۵۵)عیدگاہ میں برائے نماز عید سوار ہو کر جانا اور آنا اور اپنے اوپر سے پیسہ دونی وغیرہ پھنکوانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)سنت یہ ہے کہ عیدگاہ میں پیادہ جاوے سوار ہو کر جانا خلاف سنت لکھا ہے۔ اور واپسی میں اگر سوار ہو کر آوے تو اس کو جائز لکھا ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲)اور نچھاور کرنا بھی درست نہیں ہے۔ فقط۔

عید کی نماز جیل میں

(سوال ۲۶۵۶)عیدین کی نماز جیل میں ہو گی یا نہیں۔

(الجواب)جمعہ اور عیدین کی نماز جیل خانہ میں واجب نہیں ہے۔(۳)اور ادا ہونے میں بھی کلام ہے۔(۴)فقط۔

بعد زوال عید کی نماز درست نہیں، عذر کی وجہ سے دوسرے دن پڑھنے کی اجازت

(سوال ۲۶۵۷) کثرت بارش کی وجہ سے عید الاضحیٰ کی نماز وقت معین پر نہیں پڑھی، پس اس صورت میں دوسرے یا تیسرے روز ادا کرنا چاہئے مگر جاہل اور ناواقف لوگوں نے اسی روز دو یا تین بجے نماز ادا کی، نماز ہوئی یا اعادہ کرنا چاہئے۔

(الجواب)قال فی الدر المختار وتوخر بعذر کمطرالی الزوال من الغد فقط. فوقتها من الثانی کالاول ولوتکون قضاءً لا اداءً الخ وفی الشامی قوله فقط. راجع الی قوله بعذر فلا تئوخر من غیر عذر والی قوله الی الزوال فلا تصح بعد والی قـــوله من الغد فلا تصح فیما بعدغد ولو بعذر

---

(۱)فاذا اتم الوقف ولزمه لا یملك ولا یملك ولا یعارولا یرهن (در مختار) لا یملك ای لا یکون مملوکه لصاحبه ولا یملك ای لا یقبل التملیك لغیره بالبیع ونحوه (ردالمحتار الوقف ج ۱ ص ۵۰۷ .ط.س. ج۲ص ۳۵۱......۳۵۲)ظفیر.
(۲)ثم خروجه الخ ما شیا الی الجبانة الخ ولا باس بعوده راکبا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶و ج ۱ ص ۷۷۷ .ط.س. ج۲ص۱۶۸) ظفیر.
(۳)وشرط لا فتراضها تسعة تختص بها اقامة بمصر الخ وصحة الخ وعدم حبس الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۴ .ط.س. ج۲ص ۱۵۲) ظفیر.
(۴)اذن عام کی شرط چونکہ نہیں پائی جاتی ہے اس لئے بعض لوگوں کا رجحان عدم جواز ہے، لیکن خاکسار کا ذاتی رجحان جواز کی طرف ہے۔ موجودہ دور میں جب کہ ایک شہر میں تعدد جمعہ کے جواز پر فتویٰ اور عمل دونوں ہے "اذن عام" کی شرط محض لغو ہے۔ در مختار اور شامی میں جو بحث مذکور ہے اس سے بھی جواز ہی ثابت ہوتا ہے "اذن عام" کی بحث ختم کرتے ہوئے علامہ شامی رقمطراز ہیں: قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل واحد. اما لو تعدد فلا . لانه لا یتحقق التفویت کما افاده التعلیل تامل (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲ .ط.س. ج۲ص ۱۵۲) خود مفتی علام نے باب الجمعۃ میں بند قلعہ کے اندر جمعہ کا جواز ثابت کیا ہے اور پوری بحث کی ہے۔ جو بغور مطالعہ کرنا چاہئے ۱۲ظفیر۔

الخ. شامی۔(۱) پس واضح ہوا کہ بعد زوال کے جو نماز ضحیٰ ہوئی وہ صحیح نہیں ہوئی اگلے دن...... قبل زوال قضاء کرنا چاہئے تھا اور بعد اس کے قضاء جائز نہیں ہے۔ فقط۔

نماز عیدین واجب ہے اور تکبیرات زوائد بھی

(سوال ۲۶۵۸) عیدین کی نماز میں چھ تکبیریں واجب ہیں یا نماز دوگانہ بھی واجب ہے اگر کوئی امام اس طرح نیت کرائے کہ دو رکعت نماز نفل عید الضحیٰ مع چھ تکبیرات واجب کے۔ چونکہ نفل کا لفظ کہلایا گیا تو نماز درست ہوئی یا نہ۔

(الجواب) نماز عیدین کی بھی واجب ہے اور تکبیرات عیدین بھی واجب ہیں۔(۲) آئندہ نیت میں نماز نفل نہ کہنا چاہئے بلکہ واجب کہنا چاہئے یا دل میں یہ خیال کرنا چاہئے۔ اور نماز اس صورت میں بھی ہوگئی، اس لئے کہ نفل کا لفظ کہنے سے نماز میں فساد نہیں آیا۔(۳) فقط۔

تکبیرات تشریق صرف ایک مرتبہ کہنا سنت ہے

(سوال ۲۶۵۹) تکبیر تشریق کا ایک مرتبہ سے زیادہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے، زیادہ کہنا خلاف سنت ہے۔

حدیث عید میں دعوت کا کیا مطلب ہے

(سوال ۲۶۶۰) وعن ام عطية قالت امرنا ان نخرج الحيض يوم العيدين وذوات الخدور فيشهدن جماعة المسلمين و دعوتهم وتعتزل الحيض عن المصلى۔ لفظ دعوتھم سے کیا مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

(الجواب) لفظ دعوتھم عام ہے جو دعا بعد نماز ہوگی وہ بھی اس میں داخل ہے اور منسوخ کہنا اس کا غلط ہے۔

عید میں بعد خطبہ دعا نہیں

(سوال ۲۶۶۱) بنگال میں دستور ہے کہ بعد نماز عیدین دعا کر کے خطبہ پڑھتے ہیں، خطبہ تمام کر کے پھر دعا کرتے ہیں یہ تغیر سنت ہے یا نہیں۔

(الجواب) خطبہ کے بعد پھر دعا نہیں ہے، اس معمول کو چھوڑ دینا چاہئے۔ صرف نماز کے بعد دعا کریں کہ جو ثابت ہے۔

وقف عیدگاہ میں تصرف درست نہیں

(سوال ۲۶۶۲) بادشاہی عیدگاہ جس کے تحت میں انعامی زمین ہے اور سرکار سے خطیب کے سوائے انعام زمین

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۸۳. ۱۲ ظفیر.

(۲) تجب صلاتهما في الا صح على من تجب عليه الجمعة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷٤. ط.س. ج۲ ص۱٦٦) ظفير.

(۳) ولو علم ولم يميز الفرض من غيرة ان نوى الفرض في الكل جاز (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة، ج ۱ ص ۳۸۸. ط.س. ج۱ ص٤۱۸) ظفير.

کے خلعت عیدین بھی ملتی ہے۔ آبادی شہر کی وجہ سے عیدگاہ مذکور آبادی میں آگئی ہے مگر اب تک اس عیدگاہ میں نماز عیدین پڑھی جاتی ہے، زمین عیدگاہ بالکل کھلی ہوئی ہے اس میں کسی قسم کی عمارت نہیں ہے اب اگر اس عیدگاہ میں کچھ عمارت کی جائے تو عیدگاہ کی حیثیت بگڑ جاتی ہے اور عیدگاہ نہیں رہتی تو اس میں عمارت بنانا جائز ہے یا نہ۔ عمارت بنانے سے انعام زمین کے ضبط ہونے کا اندیشہ ہے۔ فقط۔

(الجواب) وہ عیدگاہ وقف ہے اس میں کوئی تصرف تعمیر مکان وغیرہ۔ کا درست نہیں۔(۱) البتہ اگر نمازیوں کے آرام کے لئے دھوپ اور بارش سے بچنے کے لئے کوئی درجہ مسقّف کر دیا جائے مثل مسجد کے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

تعمیر عیدگاہ میں ہندو کا روپیہ لگانا جائز ہے

(سوال ۲۶۶۳) تعمیر عیدگاہ میں ہنود کا روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز ہے۔ فقط۔

عیدگاہ کی زمین فروخت نہیں کی جا سکتی

(سوال ۲۶۶۴) کھنڈوہ میں عیدگاہ کے قریب پھر کی کھدان ہے جو پہلے بہت فاصلہ پر تھی مگر اب اس قدر قریب ہو گئی ہے کہ جس وقت پتھر میں سرنگ لگایا جاتا ہے عیدگاہ کی دیواریں ہل جاتی ہیں جس سے اس کے گرنے کا احتمال ہے لہذا اگر سرکار زمین اور عمارت عیدگاہ کا معاوضہ دیوے تو دوسری جگہ عیدگاہ بنائی جا سکتی ہے اور موجودہ عیدگاہ کو سرکار اپنے کام میں لا سکتی ہے یا نہیں۔ (۲) عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں۔

(الجواب) عیدگاہ وقف ہوتی ہے اور مسجد کے حکم میں ہے۔ یہ تصرف کرنا درست نہیں ہے۔(۲) فقط۔

عیدگاہ میں کھیل تماشا درست نہیں

(سوال ۲۶۶۵) عیدگاہ کے اندر اعلان عام کر کے کھیل تماشوں اور کشتی کا کام کرنا یا ہارمونیم باجہ کے ساتھ گانا بلا اجازت متولی عیدگاہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) عیدگاہ بہت سے امور میں بحکم مسجد ہے اس لئے عیدگاہ میں کھیل تماشہ اور کشتی وغیرہ کا کرنا اور ہارمونیم باجا بجانا اور گانا یہ جملہ امور محرمہ حرام اور ناجائز ہیں۔ متولی عیدگاہ ہرگز ان امور کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتا اور بلا اجازت یا با جازت متولی بھی کسی کو ارتکاب ان امور کا کرنا عیدگاہ میں درست نہیں ہے۔ ہکذا فی الدر المختار

---

(۱) فاذا تم الوقف ولزم لایملك ولا یملك ولا یعار ولا یرهن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الوقف ج ۱ ص ۵۰۷. ط.س. ج ۲ ص ۳۵۱......۳۵۲) ظفیر.

(۲) اذا تم الوقف ولزم لا یملك ولا یملك ولا یعار ولا یرهن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الوقف ج ۱ ص ۵۰۷. ط.س. ج ۲ ص ۳۵۱......۳۵۲) ظفیر.

والشامی(۱) فقط۔

عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد اور اس کی خلاف ورزی کا اثر

(سوال ۲۶۶۶/۱) عید کی نماز کے وقت امام صاحب نے بجائے چھ تکبیر کے نو تکبیر کی نیت بندھوائی اور نماز پڑھاتے وقت صرف سات تکبیریں پکاریں، یہ نماز درست ہوئی یا نہیں۔ افضل نماز عیدین میں چھ تکبیریں ہیں یا زائد۔

خطبہ عید میں نور نامہ وغیرہ درست نہیں

(سوال ۲۶۶۷/۲) امام نے نماز عید پڑھا کر خطبہ شروع کیا اور خطبہ طویل پڑھا اور مقتدی دھوپ میں رہتے ہیں اور امام نے خطبہ میں نور نامہ اور وفات نامہ پڑھا، یہ کیسا ہے۔

(الجواب) نماز ہوگئی اور تکبیرات زواید ہر ایک رکعت میں تین تکبیریں ہیں یعنی کل چھ تکبیرات زواید ہیں اس سے زیادہ مذہب حنفیہ کا نہیں ہے۔(۲)

(۲) خطیب کو ایسا کرنا مکروہ و ممنوع ہے خطبہ میں اختصار کرنا چاہئے خصوصاً ایسے وقت میں بہت اختصار کرنا چاہئے(۳) اور وفات نامہ اور نور نامہ وغیرہ پڑھنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

جنھوں نے عید کی نماز میں رکوع نہیں کیا ان کی نماز نہیں ہوئی

(سوال ۲۶۶۸) عید الفطر کی دوسری رکعت میں امام تکبیرات زوائد بھول کر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی کھڑے رہے اور امام سجدہ میں چلا گیا پھر مقتدی بھی سجدے میں چلے گئے اور رکوع اکثر مقتدیوں کا نہیں ہوا۔ امام نے سجدہ سہو کر لیا تو نماز امام اور مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئی تو کس وقت قضا کر سکتے ہیں۔

(الجواب) اس صورت میں امام کی نماز اور ان مقتدیوں کی جنھوں نے رکوع کر لیا ہے ہوگئی اور ان لوگوں کی جنھوں نے رکوع نہیں کیا نماز نہیں ہوئی، وہ دو رکعت بعد میں پڑھ لیں۔(۴) فقط۔

تکبیرات تشریق گاؤں میں کہی جائیں

(سوال ۲۶۶۹) گاؤں میں تکبیرات تشریق پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ علمائے کشمیر میں اس بارہ میں اختلاف ہے، کس کا قول صحیح ہے۔

(الجواب) امام ابو حنیفہؒ اہل قریہ پر تکبیر تشریق واجب نہیں فرماتے اور صاحبینؒ واجب فرماتے ہیں، در مختار میں

---

(۱) اما المتخذ لصلاة جنازة او عيد فهو مسجد في حق جواز الا قتداء الخ لا في حق غير به يفتي نها يه ، فحل دخوله لجنب وحائض كفناء مسجد الخ (در مختار قال في البحر ظاهره انه يجوز الو طئ والبول والتخلي فيه ولايخفى ما فيه فان الباني لم يعده لذالك فينبغي ان لا يجوز الخ (ردالمحتارباب ما يفسدالصلوة وما يكره فيها مطلب في احكام المسجد ج ۱ ص ۱۶۵ ط.س. ج۲ص۲۵۷) ظفير . (۲)وهي ثلاث تكبيرات في كل ركعة ولوز ادتابعه الى ستة عشر لا نه ماثور (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۹و ج ۱ ص ۷۸۰ .ط.س.ج۲ص۱۷۲)ظفير .

(۳)عن جابربن سمرة قال كانت للنبي صلى الله عليه وسلم خطبتان يجلس بينهما يقرء القرآن ويذكر الناس فكانت صلوته قصدا وخطبته قصدا رواه مسلم وعن عمارقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان طول صلوة الرجل وقصر خطبة اى مئنته من فقهه فاطيلوا الصلوة واقصر والخطبة رواه مسلم (مشكوة باب الخطبة والصلوة ص ۱۲۳) ظفير .

(۴) كما لو ركع امامه فركع معه مقارنا او معا قبا و شاركه فيه فلو لم يركع اصلا الخ بطلت صلاته (ردالمحتار باب صفتة الصلوة مهم متا بعة الا مام ج ۱ ص ۴۳۹ .ط.س. ج۲ص۴۷۱) ظفير .

ے ویجب تکبیر التشریق الخ علی امام مقیم بمصر وعلی مقتد مسافرقروی الخ وقالا بوجوبه فور کل فرض مطلقاً ولو منفرداً او مسافراً او امراءۃً لا نه تبع المکتوبة الخ وعلیه الاعتماد والعمل والفتویٰ فی عامة الا مصار وکافة الا عصار الخ (قوله مقیم بمصر) فلا یجب علی قری ولا مسافر الخ علی الا صح بحر عن البدایع ای الا صح علی قول الا مام الخ قوله وعلیه الا عتماد الخ هذا بناء علی انه اذا اختلف الا مام وصاحباه فالعبرۃ لقوۃ الدلیل وهوالا صح . (۱)شامی. ان عبارات سے معلوم ہوا کہ معتمد اور احوط اس بارہ میں قول صاحبینؒ ہے۔ کہ اہل قریہ پر واجب ہے کہ تکبیر تشریق کہیں۔ فقط۔

عیدین کا خطبہ صفوں کے درمیان منبر رکھ کر درست ہے یا نہیں

(سوال ۱ /۲۶۷۰) خطبہ عیدین میں بوجہ کثرت آدمیوں کے امام اپنی جگہ سے صفوف کے درمیان کس مخبرہ پر جا کر خطبہ پڑھے تو یہ جائز ہے یا مکروہ۔

عیدگاہ میں آواز ملا کر جہر سے تکبیر درست نہیں

(سوال ۲ /۲۶۷۱) عیدگاہ میں جا کر اس طور پر تکبیر کہنا کہ اول ایک شخص تکبیر کہے اس کے بعد اور لوگ آواز ملا کر متفقہ طور پر تکبیر کہیں، اسی طرح نماز تک یہ سلسلہ جاری رکھیں، یہ شرعاً جائز بلا کراہت ہے یا مع الکراہت۔

(الجواب)(۱) ظاہر یہ ہے کہ جائز ہے بلا کراہت جب کہ اس کی ضرورت ہے۔(۲)

(۲) یہ جائز نہیں ہے اور اس میں کراہت ہے۔ کذ اور دفی الاحادیث عن ابن عباس وجابر بن عبدالله قالا لم یکن یوذن یوم الفطر ولا یوم الا ضحی ثم سالته یعنی عطاءً بعد حین عن ذالك فاخبر نی قال اخبرنی جابر بن عبدالله ان لااذان للصلوٰۃ یومالفطر حین یخرج الا مام ولا بعدما یخرج ولا اقامة ولا نداء ولا شئی ولا نداء یومئذ ولا اقامة . رواه مسلم (۳) فقط۔

عیدین کی تکبیرات زوائد میں اگر ارسال نہ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۷۲) امام در نماز عید الفطر پنج تکبیر زواید خواندو بعد ہر تکبیر دست بر ناف بست یعنی ارسال نہ کردہ امام تنہا خطبہ ونماز در محراب خواند میاں ہر دو تکبیر درود شریف خواندو دعاء خواست ودر خطبہ قراءۃ غلط کرد نمازش درست خواہد شدیا چہ۔

(الجواب) ایں امور کہ ازاں امام صادر شد موجب فساد صلوٰۃ نیست البتہ خلاف سنت است پس آئندہ اورا تاکید کردہ شود کہ سہ تکبیرات زوائد در ہر رکعت بگوید و دست بر داشتہ تکبیر گوید وارسال یدین کند و آنچہ در کتب فقہ حنفیہ

---

(۱) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸٤. ط.س. ج۲ ص۱۷۷......۱۸۰.

(۲) باب العیدین میں کهیں کوئی صراحت نهیں ملی، مگر باب الجمعه میں صراحت هے اذا جلس علی المنبر فاذا اتم اقمیت (در مختار) قوله المنبر هوالارتفاعومن السنة ان یخطب علیه اقتداء به صلی الله علیه وسلم بحرون یکون علی یسار المحراب قهستانی (ردالمحتار باب الجمعه ج۱ ص ۷۷۰. ط.س. ج۲ ص۱۶۱) اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت نہیں اور منبر رکھ کر خطبہ دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے یوں سنت یہ ہے کہ محراب کے پاس ہی ہو۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۳) مشکوٰۃ باب العیدین فصل ثالث ص ۱۲۷ ۱۲ ظفیر.

مذکورامت موافق آں عمل کند(۱)فقط۔

بعد نماز عید آں حضرت ﷺ سے دعا ثابت ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۷۳)بعد نماز عیدین یا بعد خطبہ کے نبی کریم ﷺ کا دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں عن ام عطیة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یخرج لا بکار والعواتق الخ فی العیدین الحدیث۔ زید کہتا ہے کہ اس حدیث سے بعد نماز عیدین وخطبہ کے دعا مانگنا ثابت ہے، یہ صحیح ہے یا نہ۔

(الجواب)اس حدیث سے بعد خطبہ وغیرہ کے دعا مانگنا ثابت نہیں ہے کیونکہ مراد دعوۃ المسلمین سے اجتماع المسلمین ہے اور خطبہ وغیرہ ہے البتہ بعد نماز عیدین دعاء مانگنا ان احادیث کے عموم سے ثابت ہے جن میں بعد الصلوٰۃ دعا مانگنا مستحب معلوم ہوتا ہے اور نماز عیدین کے اس سے مستثنی ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور وہ احادیث حصن حصین وغیرہ کتب احادیث میں مذکور ہیں۔(۲)البتہ خطبہ کے بعد دعا مانگنا وارد نہیں ہوا۔ نہ خصوصاً نہ عموماً۔

تکبیرات تشریق کے سلسلہ میں امام صاحبؒ کا قول احوط ہے یا صاحبینؒ کا

(سوال ۲۶۷۴)تکبیرات تشریق کے بارہ میں امام صاحبؒ کا یہ مذہب ہے کہ مقیم ہو اور شہر میں ہو اور فرض نماز جماعت مستحبہ سے پڑھے اس پر تکبیر تشریق واجب ہے اور صاحبینؒ مطلقاً واجب فرماتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت یا منفرد یا مسافر۔ اس صورت میں احوط اور اولیٰ کیا ہے۔

(الجواب)یہ ظاہر ہے کہ صاحبین کا قول احوط ہے اور عمل کرنا اس پر مختار اور احوط ہے مگر وجوب کے بارے میں اکثر علماء نے مذہب امام صاحبؒ کو اختیار فرمایا ہے یعنی وجوب انہی شرائط کے ساتھ باقی اگر منفرد ومسافر وغیرہ تکبیر تشریق کہہ لیویں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ اس پر بھی فتویٰ دیا گیا ہے(۳)فقط۔

محض نیت سے بغیر عمل نماز نہیں ہوتی

(سوال ۲۶۷۵)چند لوگ عیدگاہ اس وقت پہنچے کہ نماز ہو چکی تھی، امام صاحب نے کہا کہ چونکہ تم لوگ نماز پڑھنے کی نیت سے آئے تھے تمہاری نماز ہو چکی اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی۔ کیا نماز کی نیت کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے عیدگاہ میں دوبارہ نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب)مفتی بہ یہ قول ہے کہ تعدد نماز عیدین درست ہے۔ یعنی چند جگہ ایک قصبہ وشہر میں نماز عیدین ہو جاتی ہے پس جو لوگ بعد میں آئے ان کو یہ جائز تھا کہ علاوہ عیدگاہ کے دوسری جگہ کسی میدان یا کسی مسجد میں نماز عید ادا کر لیتے کیونکہ اس عیدگاہ میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے، اور یہ غلط ہے کہ محض نیت کر لینے سے نماز

---

(۱)ویرفع یدایه فی الزوائد الخ ولیس بین تکبیراته ذکر مسنون ولذا یرسل یدیه (درمختار) ای فی اثناء التکبیرات ویضعهما بعد الثالثة کما فی شرح المنیة لان الوضع سنة قیام طویل فیه ذکر مسنون (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۲۔ط۔س۔ج۲ص۱۷۴......۱۷۵) ظفیر۔(۲)عن ثوبان رضی الله تعالی عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا انصرف من صلوٰته استغفر ثلثا وقال اللهم انت السلام ومنك السلام تبارك یا ذالجلال والا کرام رواه مسلم (مشکوٰة ص ۸۸) ظفیر۔(۳)ویجب تکبیر التشریق الخ علی امام مقیم بمصرو علی مقتد مسافر او قروی او امراء ة بالتبعیة الخ والا بوجوبه فور کل فرض مطلقا ولو منفرد او مسافر ا او امرائة لانه تبع للمکتوبة الخ وعلیه الا عتماد والعمل والفتوی فی عامة الا مصارو کافة الا عصار (در مختار) قوله لانه تبع للمکتوبة فیجب علی کل من تجب علیه الصلوٰة المکتوبة قوله وعلیه الا عتماد الخ هذا بناءً اعلی انه اذا اختلف الا مام وصاحباه فالعبرة لقوة الدلیل وهو الا صح (ردالمحتار . باب العیدین مطلب فی تکبیر التشریق ج ۱ص ۷۸۴۔ط۔س۔ج۲ص۱۷۷......۱۸۰) ظفیر۔

ہو جاتی ہے پس جن لوگوں نے نماز نہیں پڑھی ان کی نماز نہیں ہوئی مگر اب اس کی قضاء بھی نہیں ہے امام صاحب سے یہ غلطی ہوئی کہ ان کو ایسا مسئلہ بتلایا۔(۱) فقط۔

عیدین میں تفریق جماعت امامت کی خاطر درست نہیں

(سوال ۲۶۷۶) عیدین کا امام بننے کے لئے جماعت کو توڑ کر دوسری جماعت کرنا درست ہے یا نہ اور دونوں کی نماز ہو گی یا نہ۔

(الجواب) تفریق جماعت کرنا اچھا نہیں ہے اگر چہ اس وجہ سے کہ تعدد جماعت عیدین جائز ہے یعنی ایک شہر میں کئی جگہ نماز عیدین ہو سکتی ہے، دونوں کی نماز ہو گئی۔(۲) فقط۔

عیدین کا وجوب اور قضانہ ہونے کی وجہ

(سوال ۲۶۷۷) نماز عیدین واجب ہے یا نفل۔ اور اس کی قضاء کیوں نہیں ہے حالانکہ وتر کی قضاء ہے

(الجواب) عید کی نماز واجب ہے۔(۳) اور اگر کسی شخص سے جماعت عیدین فوت ہو جائے تو پھر اس کی قضاء نہیں ہے کیونکہ اس میں جماعت شرط ہے اور وتر میں جماعت شرط نہیں ہے اور اس میں تحدید وقت بھی نہیں ہے۔(۴) فقط۔

عیدین کی نماز سے پہلے یا بعد میں نوافل نہیں

(سوال ۲۶۷۸) عیدین کی نماز سے پہلے یا پیچھے نوافل پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نہیں چاہئے(۵) فقط۔

عید الفطر کی نماز عذر کی وجہ سے اگلے دن درست ہے

(سوال ۲۶۷۹) عید الفطر کا چاند یوم جمعہ کو بوجہ ابر نظر نہیں آیا شنبہ کی صبح کو سات بجے تحقیق ہو گیا کہ آج عید ہے روزے افطار کر لئے گئے لیکن دیہات میں خبر نہ ہونے کی وجہ سے نماز عید یکشنبہ کو پڑھی، لہذا یہ نماز ہوئی یا نہ۔

(الجواب) عید الفطر کی نماز عذر کی وجہ سے اگلے دن پڑھ سکتے ہیں، پس یکشنبہ کو بھی نماز عید ہو گئی۔ کما فی الدر المختار وتوخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد الخ وفی الشامی قوله کمطراد خل فیه ما اذا لم یخرج الا مام وما اذا غم الهلال فشهد وابه بعد الزوال او قبله بحیث لا یمکن جمع الناس الخ شامی۔(۶) فقط۔

---

(۱) ولا یصلیها وحده ان فاتت مع الا مام الخ ولو امکنه الذهاب الی امام اخر فعل لا نها تودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج۲ ص۱۷۶) ظفیر۔

(۲) لا نها تودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (ایضا. ط.س. ج۲ ص۱۷۶) ظفیر۔

(۳) تجب صلا تهما فی الا صح علی من تجب علیه الجمعة بشرائطها المتقدمة سوی الخطبة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۷٤ ط.س. ج۲ ص۱۶۶۔

(٤) ولا یصلیها وحده ان فاتت مع الا مام الخ ولو امکنه الذهاب الی امام اخر فعل لا نها تودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج۲ ص۱۷۶) محمد ظفیر الدین غفرله۔

(٥) ولا یتنفل قبلها مطلقا الخ وکذا لا یتنفل بعد ها فی مصلاها فانه مکروه عند العامة وان تنفل بعد ها فی البیت جاز (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ص ۷۷۷ و ج ۱ ص ۷۷۸. ط.س. ج۲ ص۱٦۹ ...... ۱۷۰) ظفیر۔

(٦) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج۲ ص۱۷٦. ۱۲ ظفیر۔

نماز عیدین کی نیت میں لفظ سنت کہا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۶۸۰) عید کی نماز اس طرح نیت کر کے پڑھی۔ نیت کرتا ہوں دو رکعت سنت عید الفطر ہمراہ چھ تکبیروں کے۔ اس صورت میں نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس طرح نیت کرنے سے نماز صحیح ہے کیونکہ بعض فقہاء نے نماز عید کو سنت کہا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ واجب ہے۔(۱) اس لئے احوط یہ ہے کہ واجب کا لفظ کہے لیکن اگر نیت میں سنت کا لفظ کہہ دیا تب بھی نماز صحیح ہے۔ فقط۔

نماز عیدین کے لئے بھی فرش کا پاک ہونا ضروری

(سوال ۲۶۸۱) جو جگہ غیر محفوظ ہے اور پاک وصاف نہیں ہے وہاں عید کی نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) جگہ کا پاک ہونا صحت نماز کے لئے شرط ہے۔ اگر ناپاک جگہ میں نماز عیدین وغیرہ پڑھی گئی تو وہ صحیح نہیں ہوئی۔ فقط۔

عید کے بعد چار رکعت نفل جماعت سے پڑھنے کا رواج غلط ہے

(سوال ۲۶۸۲) ہمارے یہاں عیدین کی نماز کے بعد چار رکعت نفل جماعت سے پڑھتے ہیں، آیا یہ نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) عیدین کی نماز کے بعد جماعت سے نوافل پڑھنا درست نہیں ہے(۲) فقط

چھوٹے گاؤں میں عیدین درست نہیں

(سوال ۲۶۸۳) ایک موضع جو کہ تقریباً چالیس پچاس گھر کی آبادی کا ہے، ایک مسجد پختہ قدیم ہے اس میں ہمیشہ نماز پنجگانہ وعیدین ہوتی ہے، اب اہل موضع کی خواہش ہے کہ عیدین کے لئے ایک عید گاہ قائم کر لیں تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے موضع میں جمعہ وعیدین کی نماز صحیح نہیں ہوئی، درمختار ( ) شامی۔

---

(۱) وتجب صلا تهما فی الا صح (در مختار) قوله فی الا صح مقابله القول با نها سنة وصححه النسفی فی المنا فع لکن الا ول قوله لا کثرین کما فی المجتبی ونص علی تصحيحه فی الخانية والبدائع والهداية والمحيط والمختار الکا فی لنسفی وفی الخلاصة هو المختار لانه صلی الله علیه وسلم واظب علیها وسماها فی الجامع الصغير سنة لان وجوبها ثبت بالسنة حليه الخ (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷٤ .ط.س.ج۲ ص۱٦٦) ظفیر.

(۲) والشرط الخ شرعا ما يتو قف علیه الشئی ولا يد خل فيه هی ستة طهارة بد نه الخ من حدث بنو عيه وخبث مانع الخ وثوبه الخ ومكانه ای موضع قدمیه او احد يهما الخ و موضع سجوده اتفاقافی الا صح الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳ و ج ۱ ص ۳۷٤ .ط.س. ج۲ ص۲ ٤٠) ظفیر.

(۳) ولا يتنفل قبلها مطلقا الخ وكذا لا يتنفل بعد ها فی مصلا ها فانه مكروه عند العامة (ايضاً باب العیدین ج۱ ص ۷۷۷ .ط.س. ج۲ ص۱٦۹ ...... ۱۸۰)ظفیر. (٤) ولا يصلی الو تر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای يكره ذالك لو علی سبيل التداعی (ايضاً باب الو تر والنوافل ج ۱ ص ٦٦۳ .ط.س. ج۲ ص٤۸).

(۵) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الكبيرة التی فيهاسواق الخ وفيما ذكرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغيرة التی ليس فيها قاض ومنبر الخ ولو صلوافی القری لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار باب الجمعة ج۱ ص ۷٤۸ .ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر.

عید گاہ کے بہہ جانیکا خطرہ ہے تو کیا اس کا ملبہ اکھیڑا جاسکتا ہے

(سوال ۲۶۸٤) ایک عید گاہ متصل دریا واقع ہے اگر امسال سیلاب آیا تو عید گاہ کے شہید ہو جانے کا خوف ہے کیونکہ سیلاب کی وجہ سے ہمیشہ زمین کٹتی رہتی ہے۔ ایسی صورت میں عید گاہ کی اینٹیں اکھیڑ کر دوسری جگہ انہیں اینٹوں سے عید گاہ بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ عید گاہ کے معدوم ہو جانے کا یقین ہے تو مسلمانوں کے لئے گنجائش ہے کہ اس کا تمام سامان منتقل کر کے دوسری جگہ عید گاہ تعمیر کر لیں۔ لیکن یہ پہلی جگہ بھی اگر بچ گئی تو بدستور وقف رہے گی اس میں کسی کا تصرف جائز نہیں (۱)

قبرستان میں جو عید گاہ بنی ہو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۸۵) جو عید گاہ قبرستان میں بنی ہوئی ہو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جائز ہے۔(۲) فقط۔

ضحیٰ صحیح ہے یا اضحیٰ

(سوال ۲۶۸۶) ضحیٰ اور اضحیٰ میں کون سا صحیح ہے ، اگر ضحیٰ کہہ کر نماز پڑھے تو نماز ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب) بقر عید کے لئے عربی میں لفظ یوم الاضحیٰ موضوع ہے الاضحیٰ (۳) قربانی کے معنی میں ہے۔ الضحیٰ کہنا یا ضحیٰ کہنا بقر عید کو غلط ہے مگر نماز ہو جاتی ہے

ایک شخص نے دو جگہ عید کی امامت کی کون سی جگہ جائز ہوئی

(سوال ۲۶۸۷/۱) زید نے دو جگہ عید کی نماز پڑھائی تو ان دونوں میں سے کون سی ہوئی۔

اجرت پر عیدین و جمعہ کی نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۸۸/۲) عیدین یا جمعہ کی نماز کی اجرت لے کر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) زید عیدین یا جمعہ کی نماز دو دفعہ نہیں پڑھا سکتا اگر ایسا کیا پچھلے مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ امام کی دوسری نماز نفل ہوئی اور متنفل کے پیچھے مفترض یا واجب پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوئی۔(۴)

(۲) امامت پر اجرت لینا فقہاء نے جائز لکھا ہے۔(۵) فقط۔

عیدین میں دعا کس وقت جائز ہے بعد نماز یا بعد خطبہ

(سوال ۲۶۸۹) عیدین میں دعا کس وقت مانگے آیا بعد نماز کے یا بعد خطبہ کے۔

(الجواب) عیدین کی نماز کے بعد مثل دیگر نمازوں کے دعا مانگنا مستحب ہے ، خطبہ کے بعد دعا مانگنے کا استحباب

---

(۱) کا لمسجد اذا خرب واستغنی عنه اهل القریة فرفع ذالك الی القاضی فبا ع الخشب وصرف الثمن الی مسجد اخر جاز الخ فمنهم من افتی بنقل بناء المسجد و منهم من افتی بنقله ونقل ماله الی مسجد اخر الخ (ردالمحتار کتاب الوقف ' احکام المسجد مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوه ج۳ ص ٥١٤ .ط.س.ج۲ص۳٥۹) ظفیر.(۲) وکذا تکره فی اما کن کفوق کعبة ومزبلة ومجزرة ومقبرة الخ (در مختار) ولا باس بالصلاة فیها (ای المقبرة) اذا کان فیها موضع اعد للصلاة ولیس فیه قبر ولا نجاسة کما فی الخانیة (ردالمحتار ج۱ ص ۳٥۳ .ط.س.ج۲ص ۳۸۰) ظفیر.(۳) دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج٥ ص ۲۷۱ .ط.س.ج٦ص۳۱۱......۱۲۳۱۲ ظفیر.(٤) ولا مفترض بمتنفل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص٥٤۲ .ط.س.ج۱ص٥۷۹) ظفیر.(٥) ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القران والفقه والا مامة والا ذان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الا جاره جلد پنجم .ط.س.ج٦ ص٥٥ ظفیر.

کسی روایت سے ثابت نہیں ہے اور عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنا استحباب ان ہی حدیثوں وروایات سے معلوم ہوتا ہے جن میں عموماً نمازوں کے بعد دعا مانگنا وارد ہوا ہے اور دعا بعد الصلوٰۃ مقبول ہوتی ہے۔ حصن حصین میں وہ احادیث مذکور ہیں اور ہمارے حضرات اکابر کا یہ ہی معمول رہا ہے۔ بندہ کے نزدیک جو علماء عیدین کی نماز کے بعد دعا مانگنے کو بدعت یا غیر ثابت فرماتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عموماً نمازوں کے بعد دعا کا استحباب ثابت ہے۔(۱) پھر عیدین کی نمازوں کا استثناء کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور وہ احادیث معروف و مشہور مشکوٰۃ شریف و حصن حصین مذکور ہیں ان کی نقل کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط۔

عیدین کی نماز مسجد میں جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۹۰) جو لوگ عیدین کو جمعہ مسجد میں پڑھتے ہیں ان کی نماز ہو جاتی ہے۔

(الجواب) نماز ہو جاتی ہے مگر عید گاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ عید گاہ میں بلا عذر نماز عیدین نہ پڑھنا خلاف سنت ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ عیدین کا خطبہ منبر پر پڑھنا درست نہیں

(سوال ۲۶۹۱) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ خطبہ عیدین منبر پر کھڑے ہو کر پڑھنا درست نہیں ہے بلکہ خطبہ عیدین زمین پر کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے۔

(الجواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نماز عیدین عید گاہ اور صحرا میں پڑھنا افضل اور مستحب ہے اور منبر کے وہاں لے جانے میں اختلاف نقل کیا ہے، علامہ شامی نے کہا کہ منبر لے جانا عید گاہ میں مکروہ ہے۔ البتہ اگر وہاں عید گاہ میں منبر بنا لیا جاوے اور تعمیر کر لیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے، غیر مقلدین کا یہ کہنا غلط ہے کہ خطبہ عیدین میں منبر پر کھڑا ہو کر پڑھنا نا جائز ہے۔(۲) فقط۔

عید کے دن نوافل

(سوال ۲۶۹۲) عیدین کے روز نوافل پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) عیدین کی نماز سے پہلے تو مطلقاً نوافل مکروہ ہیں اور بعد عیدین کے نماز کا یہ حکم ہے کہ عید گاہ میں نہ پڑھیں، اگر گھر میں آکر پڑھ لیں تو درست ہے۔ در مختار میں ہے **ولا یتنفل قبلھا مطلقاً الخ وکذا لا ینتفل بعدھا فی مصلا ھا فانہ مکروہ عند العامۃ وان تنفل بعد ھا فی البیت جاز . الخ** ۔(۴) فقط۔

---

(۱) ویستحب ان یستغفر ثلاثا الخ وید عو ویختم بسبحان ربك (الدر المختار . علی ھامش ردالمحتار . باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۵ . ط.س. ج۱ ص ۵۳۰) ظفیر.

(۲) والخروج الیھا ای الجبانة لصلاة العید سنة وان وسعھم المسجد الجامع ھو الصحیح (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶ . ط.س. ج۲ ص ۱۶۹) ظفیر.

(۳) ولا باس باخراج منبر الیھا لکن فی الخلاصة لا باس ببنا ئه دون اخراجه (در مختار) ومثله فی الخانیة فا نھما قالا لا یخرج المنبر الی الجبانة یوم العید واختلف المشائخ فی بنائه فی الجبانة قیل یکرہ وقیل لا فدل کلا مھما علی انه لا خلاف فی کراھة اخراجه الیھا وانما الخلاف فی بنائه فیھا ویمکن حمل الکراھة علی التنزیھیة وھی مرجع خلاف الاولیٰ المفاد من کلمة لاباس غالباً فلا مخالفة فافھم وفی الخلا صة عن خواھر زادہ ھذا ای بناء ہ حسن فی زماننا (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۷ . ط.س. ج۲ ص ۱۷۰ ..... ۱۶۹) ظفیر غفرله.

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۷ و ج ۱ ص ۷۷۸ ۱۲ ظفیر.

عید پڑھنے کے بعد نفل کی نیت سے دوبارہ عید پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۶۹۳) زید ایک جگہ امامت عید اضحیٰ کرا کر اپنے کسی بڑے بزرگ کے یہاں گیا تھا، وہاں اس روز عید نہیں ہوئی، دوسرے روز نماز ہوئی تو زید عید کی نماز میں نفل نیت سے مقتدی ہو گیا۔ زید گنہگار ہو گا یا نہ۔

(الجواب) نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہو جانے سے زید پر کچھ گناہ نہیں ہوا، کیونکہ شرعاً بعض مواضع میں ایسا کرنے کا حکم ہے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے کہ جس نے ظہر اور عشاء پڑھی ہو اور بوقت اقامت جماعت وہ مسجد میں ہو تو وہ جماعت کو چھوڑ کر وہاں سے نہ نکلے اور بہ نیت نفل جماعت میں شامل ہو جائے۔(۱)

عیدین مختلف مسجدوں میں

(سوال ۲۶۹۴) جمعہ اور عیدین کی نماز مختلف مساجد میں ادا ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) پڑھ سکتے ہیں کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ جس بستی میں ایک جگہ جمعہ و عیدین جائز ہے وہاں چند جگہ بھی جائز ہے۔(۲) البتہ بہتر یہ ہے کہ ایک جگہ جمعہ و عیدین پڑھیں۔ اور عیدین کی نماز باہر صحراء میں پڑھنا مسنون ہے۔(۳) فقط۔

تکبیرات زوائد میں ہاتھ باندھا نہ جائے

(سوال ۲۶۹۵) تکبیرات زوائد عیدین میں ہاتھ باندھنا چاہئے یا نہ۔

(الجواب) تکبیرات زوئد عیدین میں ہاتھ نہ باندھا جاوے۔(۴) فقط۔

بعد نماز عید نوافل بدعت ہے

(سوال ۲۶۹۶) نماز عید سے فراغت کے بعد جماعت سے یا تنہا نوافل پڑھنا شرعاً کیسا ہے۔

(الجواب) بعد ادائے نماز عید نوافل جماعت سے یا تنہا عیدگاہ میں پڑھنا بدعت و ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔(۵)

رشوت کی آمدنی سے عیدگاہ بنانا کیسا ہے

(سوال ۲۶۹۷) میرے خسر کے یہاں رشوت اور کاشت کی آمدنی مخلوط ہے، انہوں نے ایک عیدگاہ تیار کرائی ہے، اس عیدگاہ میں نماز پڑھنا اور ان کا کھانا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس عیدگاہ میں نماز صحیح ہے اور ان کا کھانا کھانا اچھا نہیں۔(۶)

---

(۱) والا لمن صلی الظہرو العشاء وحدہ مرۃ فلا یکرہ خروجہ الخ الا عند الشروع فی الا قامۃ فیکرہ لمخا لفتہ الجماعۃ بلا عذر بل یقتدی متنفلا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ادراک الفریضہ ج ۱ ص ۶۶۸. ط.س. ج۲ ص۵۵) ظفیر۔
(۲) در مختار میں ہے وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا (برحاشیہ ردالمحتار ج ۱ ص ۸۴۳. ط.س. ج۲ ص۱۷۶) ظفیر. (۳) در مختار میں ہے والخروج الیہا ای الجبا نۃ سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع ہو الصحیح ج۱ ص ۷۷۶. ط.س. ج۲ ص۱۶۹) جبانۃ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ماشیا الی الجبانۃ وہی المصلی العام) ای فی الصحراء (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۶) ظفیر. (۴) ثم یکبر ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بسکتۃ قدر ثلث تسبیحات (الی قولہ) ویرفع یدیہ عند کل تکبیرۃ منہن و یرسلہما فی اثنائہن الخ فاذا قام الی الرکعۃ الثانیۃ یبتدی بالقراء ۃ ثم یکبر بعد ہا ثلث تکبیرات علی ہیئۃ تکبیرۃفی الا ولی (غنیۃ المستملی ص ۵۲۵)ظفیر. (۵) ولا یتنفل قبلہا مطلقا (الی قولہ) و کذا لا یتنفل بعد ہا فی مصلہا فانہ مکروہ عند العامۃ (الدر المختار ج ۱ ص ۱۱۴. ط.س. ج۲ ص۱۷۰ ... ۱۶۹ باب العید)ظفیر. (۶) اکل الربوا و کا سب الحرام اہدی الیہ او اضافہ وغالب ما لہ حرام یقبل ولا یا کل مالم یخبر ان ذلک المال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ (عالمگیری مصری ج ۵ ص ۳۵۵. ط.س. ج۵ ص۳۴۳) ظفیر.

نماز عیدین جامع مسجد میں

(سوال ۲۶۹۸) عیدین کی نماز جامع مسجد میں ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟ عید گاہ میں امام بدعتی ہے۔

(الجواب) عیدین کی نماز جامع مسجد میں بھی ادا کرنا درست ہے، لیکن مسنون و افضل صحراء میں ادا کرنا ہے اگر عید گاہ میں امام بدعتی ہے، دوسری جگہ صحرا میں اس سنت کو ادا کریں۔(۱) فقط۔

نماز عیدین میں مقتدی زیادہ شافعی المذہب ہوں تو امام کس طرح نماز پڑھاوے

(سوال ۲۶۹۹) عیدین میں امام حنفی ہے اور نصف مقتدی سے زائد شافعی ہیں اور نصف سے کم حنفی ہیں تو امام کو کس مذہب کے موافق نماز پڑھانی چاہئے؟

(الجواب) عیدین کی نماز میں امام حنفی اپنے مذہب کے موافق تکبیرات زوائد کہے یعنی تین تکبیرات ہر ایک رکعت میں علاوہ تکبیر افتتاح و رکوع کے مقتدی جو شافعی المذہب ہیں وہ اپنے مذہب کے موافق تکبیرات پوری کر لیں اگر ان کے نزدیک یہ جائز ہو کہ امام حنفی کے پیچھے تکبیرات پوری کر لی جاویں۔ الغرض امام حنفی کو ان کے مذہب کا اتباع ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر امام ان کی رعایت سے ان کے مذہب کے موافق تکبیرات کہے گا تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ و یصلی الامام بهم رکعتین مثنیا قبل الزوائد وهی ثلث تکبیرات فی کل رکعة ولو زاد تابعه الی ستة عشر لا نه ماثور۔ (در مختار)(۲) باب العیدین اور کتاب الطہارۃ میں ہے۔ لکن یندب للخروج من الخلاف لا سیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروه مذهبه۔(۳) فقط۔

عید گاہ آبادی سے باہر جس سمت میں بھی ہو کوئی مضائقہ نہیں

(سوال ۲۷۰۰) نماز عیدین کی کس سمت میں پڑھنا اولیٰ ہے اور عید گاہ بنا کر نمود قائم کرنا کیسا ہے کچھ حرج تو نہیں ہے۔

(الجواب) شریعت میں عید گاہ کے لئے تخصیص کسی جانب کی نہیں ہے بلکہ مسنون صرف یہ ہے کہ شہر سے باہر جا کر نماز عیدین ادا کی جائے اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ عید گاہ بنائی جاوے اور نمود قائم کی جائے کہ اس جگہ نماز عید ادا کیا کریں گے۔(۴) فقط۔

عیدین کے لئے اذان وغیرہ نہیں ہے

(سوال ۲۷۰۱) عیدین میں اذان و تکبیر یا الصلاۃ کہنے کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) عن ابن جریج قال اخبرنی عطاء عن ابن عباس و جابر بن عبدالله قالا لم یکن یوذن یوم

---

(۱) والخروج الیها ای الجبا نته لصلاة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح (الدر المختار ج ۱ ص ۱۱۴. ط.س. ج۲ ص۱۶۹ باب العیدین) ظفیر.

(۲) الدر المختار . باب العیدین ج ۱ ص ۱۱۵. ط.س. ج۲ ص۱۷۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار ج۱ ص .

(۴) عن ابی سعید الخدری قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یخرج یوم الفطر والا ضحی الی المصلی (مشکوٰة باب العیدین ص ۱۲۵) بود آنحضرت که بیرون می آمد روز عید فطر او در عید قربان بسوئے مصلی که جائی مشهور است در مدینه بیرون شهر که آنجا عید می گزار ندو الآن گردآن چهار دیواری کشیده اند...... (اشعة اللمعات ج۱ ص ۶۳۸) ظفیر.

الفطر ولا یوم الا ضحی ثم سا لته یعنی عطاءً بعد حین عن ذلك فاخبر نی قال اخبرنی جابر بن عبدالله ان لا اذان للصلاة یوم الفطر حین یخرج الامام والا بعد ما یخرج والا قامة ولا نداء ولا شئی . لا نداء یومئذ ولا اقامة رواه مسلم ۔(۱) وفی الدر المختار ، لا یسن لغیرها کعید(۲) الخ۔ اس حدیث وفقہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عیدین میں اذان اور تکبیر اور نداء الصلاۃ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ مسنون طریقہ یہی ہے۔ (۳) فقط۔

تکبیرات تشریق

(سوال ۲۷۰۲) ماقولکم رحمکم الله فی تکبیرات ایام التشریق عقب المکتوبات وهوانه اذا سلموا منها یکبر الا مام منهم اولاً مرةً وح یستمع من خلفه ساکتین واذا فر غ منه فیشر عون فی التکبیر بالجهر بالا صوات المتحدة والا وزان الواحدة مرةً ثم الا مام ثم من خلفه ثانیا وهکذا ثلاث مرات متعا قبة واهل العلم فی هذه البلاد فی هذه المسئلة فرقتان فر قة تقول ان هذه العادة هی المشروعیة الخ وفرقة تقول ان هذه العادة لم تکن فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم فالکیفیة المشروعة فی هذه التکبیرات ان یکبر کل و احد من الا مام والما موم لنفسه علی وجه الا ستقلال من غیر اجتما ع فی الا صوات الخ فالحق فی هذه المسئلة فی ای الفریقین ؟

(الجواب) اقول وبالله التوفیق ان قول الفرقة الثانیة هو الحق الثابت بالسنة والتورث وان قال بعضهم با لا تیان به ثلث مرات قال فی الدر المختار نقلا عن الحموی ان الاتیان به مرتین خلاف السنة الخ فالا قتصار علی السنة اولی واجب وعن الا حداث فی الدین ابعد الخ ۔(۴) فقط۔

بعد خطبہ دعا ثابت نہیں

(سوال ۲۷۰۳) بعد نماز عیدین دعامانگنا کیسا ہے ؟ اور بعد خطبہ کے دعامانگنا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) عیدین کی نماز کے بعد دعامانگنا تو مثل تمام نمازوں کے مسنون ومستحب ہے، مگر خطبہ کے بعد دعامانگنا ثابت اور جائز نہیں ہے۔(۵) فقط۔

عورتوں کا عید گاہ جانا

(سوال ۲۷۰٤) عورتوں کو مثل مردوں کے عیدگاہ میں نماز کے لئے جانا درست ہے یا نہ ؟

(الجواب) اس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے عورتوں کا جماعت میں شریک ہونے کے لئے مسجد و عیدگاہ میں جانا ممنوع ومکروہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں ہی یہ ممنوع ہو چکا تھا۔ کماورد فی الاحادیث۔ در مختار میں

---

(۱) مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۷

(۲) الدر المختار ج ۱ ص ٦۲ .ط.س.ج۲ص۳۸۵باب الاذان.

(۳) مذکورہ حدیث کے ترجمہ کے ضمن میں لکھا ہے ، نه بود اقامة ونه آواز دادن چنا نکه گویند الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما نند آں (اشعة اللمعات ج ۱ ص ٦٤٦) ظفیر. (٤) ردالمحتار باب العیدین فی تکبیر التشریق ۱۲ .ط.س.ج۲ص۱۷۸ ظفیر .

(٥) عن ام عطیة قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین و ذوات الخدور فیشهد ن جماعة المسلمین ود عو تهم الخ الحدیث متفق علیه (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲٥) ظفیر.

ہے ویکرہ حضور هن الجماعة ولو لجمعة وعید و وعظ (۱) مطلقا ولو عجوز الیلا علی المذهب المفتی به لفساد الزمان واستثنی الکمال بحثا العجائز المتفانیة الخ فقط۔

عیدین کی نماز واجب ہے یا نفل

(سوال ۲۷۰۵) ایک امام صاحب عیدین کی نماز کو نفل نماز قرار دیتے ہیں اور لوگوں میں عید کی نماز کے قبل اعلان کیا کہ نفل نماز کی نیت کرو واجب کی نیت نہ کرنا اسی سال یہ مسئلہ ایجاد کیا ہے۔ پس صحیح کیا ہے؟

(الجواب) عید کی نماز کی نیت نماز واجب کی کرنی چاہئے نہ نفل کی کیونکہ نماز عید کی واجب ہے۔ قال فی الدرالمختار. تجب صلوٰتهما فی الا صح قال الشامی وقد ذکرنا مراراً انها بمنزلة الواجب ج ۱ ص ۷۷٤ الخ۔ پس امام صاحب مذکور کی یہ جہالت اور ہٹ دھرمی ہے کہ وہ لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ نفل نماز کی نیت کرو، حدود اللہ کے بدلنے کے در پے ہونا سخت جہالت ہے۔ نہ معلوم اس میں ان کا کیا فائدہ ہے۔ اس سے احتراز کریں اور نماز واجب کی نیت کریں۔ فقط کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

عید گاہ کہاں ہونی چاہئے

(سوال ۲۷۰٦) عید گاہ شہر کی بائیں جانب ہونی بہتر ہے یا کسی اور جانب؟

(الجواب) عید گاہ کے لئے کوئی جانب شہر کی مقرر نہیں ہے، جس طرف سہولت ہو اور موقع ہو اسی طرف عید گاہ بنائی جائی۔ فقط۔

عید گاہ میں جہر سے تکبیر کہنا کیسا ہے۔

(سوال ۲۷۰۸) عید کے دن کی نماز سے پہلے عید گاہ میں یا مسجد میں پکار پکار کر (جہر سے) تکبیر کہنا درست ہے یا نہیں؟ بعض جگہ یہ دستور ہے کہ جب تک لوگ نماز عید کے لئے جمع ہوتے ہیں ایک شخص ان جمع شدہ اشخاص میں سے پکار کر تکبیر کہتا ہے پھر اس کے جواب میں سب مجمع کا مجمع تکبیر کہنے لگتا ہے۔ یہ عید گاہ یا مسجد میں پکار کر تکبیر کہنے کی رسم جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے اور مکروہ ہے تو تکبیر کہنے والوں کو منع کرنا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) عید الفطر میں فقہاء کرام عید گاہ یا مسجد میں تکبیر کہنے کو منع فرماتے ہیں اور عید الاضحیٰ میں روایات مختلفہ ہیں بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ صرف راستہ میں کہے اور بعض فرماتے ہیں عید گاہ میں بھی درست ہے، مگر نہ اس طرح کہ ایک آدمی اول پکار کر تکبیر کہے اور اس کے جواب میں سب مجمع تکبیر کہنے لگے۔ در مختار میں ولا یکبر فی طریقها الخ . شامی میں ہے. قوله فی طریقها لیس التقیید به للا حتراز عن البیت اوالمصلی وانما هو لبیان المخالفة بین عید الفطر والا ضحی فان السنة فی الا ضحی التکبیر فی الطریق کما سیاتی الخ۔ (۲)

کبیری شرح منیہ میں اس بارہ میں آثار مختلف نقل کئے ہیں۔ (حیث قال) نعم روی الدار قطنی موقوفا عن نافع ان ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه کان اذا غدا یوم الفطر ویوم الا ضحی

(۱) الدرالمختار باب الا مامة ج ۱ ص ۸۳. ط.س. ج۲ ص ٥٦٦. ۱۲ ظفیر. (۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۷ ط.س. ج۲ ص ۱۷٦، ۱۲ ظفیر.

یجهر بالتکبیر حتیٰ یاتی المصلی ثم یکبر حتی یاتی الا مام وقال البیهقی الصحیح وقفه علی ابن عمرو هو قول صحابی قدعارضه قول صحابی اخر روی ابن المنذر عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه انه سمع الناس یکبرو ن فقال لقائده اکبر الا مام قیل لا قال افجن الناس ادرکنا مثل هذا الیوم مع النبی صلی الله علیه وسلم فما کان احد یکبر قبل الامام فیبقی مفاد الا یة بلا معارض (۱) الخ اور آیہ سے مراد یہ آیۃ ہے واذ کر ربك فی نفسك تضر عاوخیفة ودون الجهر الا یة حیث قال قبیله و لابی حنیفة رحمه الله ان رفع الصوت بالذکر بدعة مخالف للامر فی قوله تعالیٰ واذ کر ربك فی نفسك تضر عاوخیفة ودون الجهر ...... الا ماخص بالا جماع الخ.(۲)

ثم ذکر الجواب عن استدلال الصاحبین . اور در مختار میں ہے (وقال الجهربه سنة کان کالاضحی وهی روایة عنه ووجهها ظاهر قوله تعالی ولتکملوا العدة ولتکبر والله علی ماهداکم ووجه الا ولی ان رفع الصوت بالذکر بدعة) فیقتصر علی مورد الشرع الخ (قال الشامی فیقتصر علی مورد الشرع) وهو ما فی البحر عن القنیة التکبیر جهراً فی غیر ایام التشریق لا یسن الا بازاء العدوا واللصوص الخ (۳) الغرض یہ صورت جو سوال میں ہے اختراع ہے اس کو ترک کرنا چاہئے اور روکنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

غیر مقلدوں کے متعلق سوال

(سوال ۲۷۰۸) غیر مقلدوں کے استدلال۔ نماز عیدین[۱]۔ میں دونوں رکعتوں میں بارہ تکبیریں کہنی رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہیں نماز عید[۲] میں دونوں رکعتوں میں تکبیریں قبل قرائۃ کے کہنی رسول خدا ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہیں۔ قراءۃ[۳] آنحضرت ﷺ کی نماز عیدین میں اور نماز جمعہ میں خاص تھی نہ کہ عام چہارم[۴] رسول خدا ﷺ سے نماز عید الفطر کا وقت بمقدار سورج کے دو نیزہ چڑھنے اور عید الاضحیٰ میں بقدر یک نیزہ کے ثابت ہے۔

اول و دوم کی دلیل : عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یکبر فی الفطر والا ضحیٰ فی الا ولی سبعاً وفی الثانیة خمساً وایضا روی هذا الحدیث عن عمرو بن شعیب عن ا بیه عن جده رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یکبر فی الفطر فی الا ولی سبعاً وفی الثانیة خمساً وعن عبدالله بن عمرو بن العاص قال قال النبی صلی الله علیه وسلم التکبیر فی الفطر سبع فی الاولیٰ وخمس الثانیة القراء ة بعد هما کلتیهما ورری هذا الحدیث ایضاً عن عمرو بن شعیب الخ ان تینوں سے بارہ تکبیریں کہنا نماز عیدین کی دونوں رکعتوں میں قبل قراءۃ کے ثابت ہو گیا۔

---

(۱) غنیة المستملی ص ۵۲۵.
(۲) ایضاً.
(۳) دیکھئے ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۷۸. ط.س. ج۲ ص ۱۷۰. ۱۲ ظفیر.

سوم کی دلیل : عن النعمان بن بشیرؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقراء في العيدين وفي الجمعة بسبح اسم ربك الاعلىٰ وهل اتاك حديث الغاشية۔

دعویٰ چہارم کی دلیل : عن جندبؓ قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي بنا يوم الفطر والشمس على قدر رمحين والا ضحى على قدر رمح الخ۔

(الجواب) کذب اور دروغ گوئی غیر مقلدین کا خاصہ ہے۔ بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ فلاں امر خلاف سنت ہے، گویا تمام کتب احادیث پر ان کو مہارت ہے ہم لوگوں کو غیر مقلدوں کے قصوں میں پڑھنے کی فرصت نہیں ہے اور جواب ان کے اقوال کاذبہ کا اس وجہ سے لکھنا فضول ہے کہ اس گروہ کا حال مثل روافض کے ہے کہ اعتراضات کے جوابات بار بار ہو چکے ہیں انہیں اعتراضات کو وہ پھر ناواقفوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، پس حنفیان متبع سنت کو ضرور ہے کہ اس فرقہ اہل اہواء ضال و مضل سے پرہیز کریں اور ان کے شبہات واعتراضات واہیہ کو نہ سنیں اور بالا جمال یہ سمجھ لیں کہ جماعت کثیرہ حنفیوں کی جن میں بڑے بڑے فقہاء وعلماء واولیاء اللہ ہوئے ہیں، گمراہی پر اور خلاف سنت وخلاف حق نہیں ہو سکتے۔ ہو نہ ہو یہی فرقہ باطلہ مصداق من شذ شذ في النار کا ہو تو ہو مگر تعجب ہے ان حنفیوں سے کہ باوجود علم ایسے لوگوں سے ربط ضبط رکھیں اور ان سے مسائل کی تحقیق کے درپے ہوں۔ جاننا چاہئے کہ مذہب امام ابو حنیفہؒ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے کسی مسئلہ میں خلاف نہیں ہے۔ مگر ہر شخص میں قابلیت اس کے سمجھنے اور معلوم کرنے کی نہیں ہے بڑے بڑے متجر علماء اس پر آگاہ و مطلع ہوتے ہیں نہ عقل کے دشمن۔ پس احناف کو اس کے درپے ہونا نہ چاہئے۔ ان کا کام تقلید کا ہے جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کو کسی متدین عالم سے تحقیق کر لیں۔ بالاختصار جملہ سوالات کے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱ و ۲) چھ تکبیرات نماز عیدین میں موافق سنت نبوی کے ہیں، صرف ایک دلیل منجملہ بہت سے دلائل کے تحریر کی جاتی ہے اور اول رکعت میں تکبیر قبل قراءت کہنا اور رکعت ثانی میں بعد قراءت کے موافق سنت رسول اللہ ﷺ کے ہے قال صاحب فتح القدير وفي ابي دائود . ما يعارضها وهوان سعيد ابن العاص رضي الله تعالىٰ عنه سأل ابا موسى الا شعري رضي الله تعالىٰ عنه وحذيفة بن اليمان رضي الله تعالىٰ عنه كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبر في الا ضحى والفطر فقال ابو موسىٰ رضي الله تعالىٰ عنه كان يكبر اربعاً تكبيره على الجنائز فقال حذيفة رضي الله تعالىٰ عنه صدق فقال ابو موسىٰ رضي الله تعالىٰ عنه كذا لك كنت اكبر في البصرة حيث كنت عليهم الخ سكت عنه ابو داؤد الخ قال الترمذي قدروي عن ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه انه قال في التكبير في العيد تسع تكبيرات في الاولىٰ خمساً قبل القراء ة وفي الثانية يبد اء بالقراءة ثم يكبر اربعا مع تكبيرة الركوع وقدروي عن غير واحد من الصحابة نحو هذا و هذا اثر صحيح قاله بحضرة جماعة من الصحابة رضي الله تعالىٰ عنه ومثل هذا يحمل على الرفع لا نه مثل نقل اعداد الركعات الخ فتح القدير ج ۱ ص ٤٤ اور مجیب کا فتح القدیر سے استدلال لانا اس کی کم فہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ جملہ اس کے مدعی پر منطبق نہیں ہے اور اس سے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی نہیں ہوتی۔

وفی ابو داؤد ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سأل اباو اقد اللیثی ماذا کان یقراء بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی الا ضحی والفطر قال کان یقراء فیھا بقاف والقران المجید واقتربت الساعۃ وانشق القمر (ابو داؤد شریف) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدین میں سورہ قاف و سورہ قمر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے، اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ نماز عیدین میں قرات سبح اسم اور ہل اتاک کے ساتھ مخصوص تھی۔

اس پر اجماع منعقد ہے کہ وقت عید بعد بلند ہونے آفتاب کے ایک یا دو نیزہ سے زوال تک ہے۔ قال صاحب الدر المختار ووقتھا من ارتفاع قدر رمح الی الزوال. فقط کتبہ رشید احمد عفی عنہ.

الجواب صحیح . بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عیدین میں الصلاۃ الصلاۃ کہنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۰۹) عیدین میں اذان و تکبیر یا الصلاۃ کہنے کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) عن ابن جریج قال اخبر نی عطاء عن ابن عباس وجابر بن عبداللہ قالا لم یکن یؤذن یوم الفطر ولا یوم الا ضحی ثم سألتہ یعنی عطاءً بعد حین عن ذلک فاخبرنی قال اخبرنی جابر بن عبداللہ ان لا اذان للصلاۃ یوم الفطر حین یخرج الا مام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شئی لا نداء یومئذو لاا قامۃ . رواہ مسلم(۱) وفی الدر المختار . لا یسن لغیرھا کعید الخ۔(۲)

اس حدیث اور فقہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عیدین میں اذان تکبیر اور نداء الصلاۃ الصلاۃ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ مسنون طریقہ یہی ہے۔

الباب السابع عشر فی الاستسقاء
بارش طلب کرنے کا طریقہ

کیا نماز استسقاء جماعت کے ساتھ مستحب ہے یا بغیر جماعت

(سوال ۲۷۱۰) نماز استسقاء بجماعت سنت و مستحب است یا بلاجماعت۔

(الجواب) قال فی ردالمحتار باب الا ستسقاء ناقلا عن شرح المنیہ فالحاصل ان الا حادیث لما حتلف فی الصلوٰۃ بالجماعۃ وعدمھا علی وجہ لا یصح بہ اثبات السنیۃ لم یقل ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ بسنیتھا ولا یلزم منہ قولہ بانھا بدعۃ کما نقلہ عنہ بعض المتعصبین بل ھو قائل بالجواز اہ قلت والظاھران المراد بہ الندب والا ستحباب لقولہ فی الھدایۃ قلنا انہ فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مرۃ وترکہ اخری فلم یکن سنۃ آہ . ای لان السنۃ ماواظب عیہ والفعل مرۃ مع الترک اخری یفید

(۱)
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۷. ط.س. ج ۲ ص ۳۷۵. ۱۲ ظفیر۔

الندب (۱) تامل ص ۷۵۶ شامی جلد اول۔ وفی الدر المختار وقالا تفعل کا لعید الخ وعلیه العمل (۲) اس عبارت سے واضح ہو اکہ امام صاحب کے نزدیک بھی جماعت استسقاء مستحب ہے اور صاحبین رحمہما اللہ قائل سنیت جماعت کے ہیں۔ لہذا نماز استسقاء با جماعت پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

نماز استسقاء کا وقت

(سوال ۱ / ۲۷۱۱) زید کہتا ہے کہ جب عصر کا وقت ہو جائے تو صلوٰۃ استسقاء نہیں پڑھنی چاہئے۔

بعد نماز استسقاء دعا الٹے ہاتھوں مانگی جائے

(سوال ۲/ ۲۷۱) بعد نماز استسقاء دعا الٹے ہاتھوں سے مانگی جاوے یا کیسے یا سیدھے ہاتھوں سے مانگے۔

(سوال ۲۷۱۳/۳) کیا نماز استسقاء مسلمان حاکم یا خطیب یا قاضی کے سواء کوئی نہ پڑھے اور کیا ان کا شریک ہونا شرط ہے۔

(الجواب)(۱) نماز استسقاء کا عمدہ وقت صبح کا وقت ہے بعد ارتفاع شمس نماز و خطبہ دعا کی جاوے۔ حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ایسے ہی وقت تشریف لے جانا نماز استسقاء کے لئے ثابت ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ قالت عائشة فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حين بدء حاجب الشمس (۳) الحدیث۔

(۲) عام دعاؤں میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ بطون کف کی طرف مواجہت ہو اور حدیث شریف میں حکم عام یہ ہے کہ کماورد اذا سئلتم الله فاسئلو ابطون اكفكم (۴) اسی لئے حنفیہ نے استسقاء کی دعا کو بھی اسی قاعدہ عام کے تحت میں رکھا ہے لیکن اگر تفاولاً اس دعا میں ظہر الکف اوپر کو اور بطون الکف نیچے کو ہوں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور حدیث میں دونوں طرح آیا ہے۔ ایک روایت میں ہے فاشا ربظهر كفه الى السماء (۵) اور دوسری روایت میں ہے قائماً يد عو يستسقى رافعاً يديه قبل وجهه .الحديث۔ (۶) پس حنفیہ نے اصل اسی ثانی حدیث کو رکھا ہے اور حدیث اول کو تفاول پر حمل کیا ہے لہذا تفاولاً ایسا جائز ہے اور اصل سنت وہی ہے جو ہر ایک دعا میں ثابت ہے۔ (۷)

(۳) یہ شرط نہیں ہے بلکہ جس کو امام بنادیویں جائز ہے مگر بہتر ہے کہ کسی صالح متقی عالم کو امام بناویں۔ فقط۔

نماز استسقاء میں جماعت و خطبہ اور قلب رداء کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۱۳) استسقاء میں جماعت کا شرعاً کیا حکم ہے ؟ اور نماز کے بعد خطبہ اور قلب رداء کا کیا حکم ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارہ میں کیا قول ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کا کیا اختلاف ہے اور فتویٰ کس قول پر ہے ؟

(الجواب) استسقاء میں امام صاحب رحمہم اللہ جماعت مسنون نہیں فرماتے اور منع بھی نہیں فرماتے بلکہ ندب اور

(۱و ۲) ردالمحتار باب الاستسقاء ج ۱ص ۷۹۱ .ط.س. ج۲ص ۱۸٤ . ۱۲ ظفیر.
(۳)مشکوٰۃ باب الاستسقاء فصل ثالث ص ۱۳۲ ۱۲ .
(٤)
(۵)مشکوٰۃ باب الاستسقاء عن مسلم ص ۱۳۱ ۱۲ ظفیر.
(٦)مشکوٰۃ عن ابی داؤد الترمذی والنسائی ونحوه باب الاستسقاء ص ۱۳۱ . ۱۲ ظفیر.
(۷) هو دعاء واستغفار (درمختار) وذالك ان يدعو الامام قائما مستقبل القبلة رافعا يديه والناس قعود مستقبلين (ردالمحتار باب الاستسقاء ص ۷۹۰ - ج ۱) ظفیر۔

استحباب کے قائل ہیں کیونکہ امام صاحب سے جو جواز منقول ہے اس سے مراد ندب واستحباب ہے کما فی الشامی . والظاهران المراد الندب و الا ستحباب لقوله فی الهداية قلنا انه فعله عليه الصلوٰة والسلام مرة وتركه اخرى فلم يكن سنة ا ه اى لا ن السنة ما واظب عليه والفعل مرة مع الترك اخرى يفيد الندب تامل شامی ج ۱ ص ۷۹۱ .ط.س. ج۲ ص ۱۸٤۔ پس جب کہ جماعت نماز استسقاء کی امام صاحب کے

نزدیک مندوب ومستحب ہے اور صاحبین کے نزدیک سنت ہے تو بہتر ہے کہ نماز استسقاء جماعت سے پڑھی جائے اور خطبہ بھی پڑھا جائے قال الشامی وقال محمد رحمة الله عليه يصلی الا مام او نائبه ركعتين كما فی الجمعة ثم يخطب ای يسن له ذلك والاصح ان ابا يوسف رحمة الله عليه محمد رحمة الله عليه نهر . شامی ج ۱ ص ۷۹۱.ط.س. ج۲ص ۱۸٤ الغرض خطبہ کی سنیت یا استحباب علی اختلاف القولین۔ جماعت استسقاء کی سنیت یا استحباب کے ساتھ متلازم ہے۔ امام صاحب کے نزدیک جماعت مستحب و مندوب ہے کما يظهر عن الا ستدلال بفعله عليه الصلوٰة والسلام مرة وتركه اخرى اور صاحبین جب کہ جماعت کی سنیت کے قائل ہیں تو خطبہ کو بھی مسنون فرماتے ہیں اور جب کہ معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول صاحبین ہے تو مسنون ہے کہ جماعت استسقاء کی معہ خطبہ کے ادا کی جائے جماعت سے استسقاء کی نماز پڑھنا اور خطبہ کو ترک کرنا یہ ایک نئی بات ہے جو کسی مذہب وقول پر چسپاں نہیں ہوتی (قلب رداء بھی ثابت ہے) وقد نقل فی الشامی ان فی قلب الرداء الفتوى على قول محمد حيث قال واختار القدوری حول محمد رحمه الله لانه عليه الصلوٰة والسلام فعل ذلك. نهر. وعليه الفتوىٰ كما فی شرح درالبحار .ط.س. ج۲ص ۱۸٤ وفی الدرا لمختار فی رسم المفتی واما نحن فعلينا اتباع مارجحوه وما صححوه كما لو افتوا فی حياتهم مقدمة در مختار (علی الشامی) ص ۷۲ وفيه ايضاً واما العلامات للافتاء فقوله وعليه الفتوىٰ وبه يفتى وبه ناخذ . مقدمه در مختار شامی ص ٦٦و ص ٦٧ وفی الشامی وعن هذا تراهم قدير . جحون قول بعض اصحابه على قوله كما رجحوا قول زفرؒ وحده فی سبع عشرة مسئلة فتتبع مارجحوه لانهم اهل النظر فی الدليل فقط فقط والله اعلم۔

کتاب الجنائز

فصل اول : موت کے وقت مرنے والوں سے سلوک

موت کے وقت چت لٹانا کیسا ہے

(سوال ۲۷۱۴) مختصر کے بارہ میں صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔ واختار فی بلادنا الا ستلقاء لا نه ایسر من خروج الروح کیا حدیث وتعامل صحابہؓ سے یہ ثابت ہے اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) تعامل سلف و توارث خلف یہی ہے جس کو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے البتہ استلقاء کے ساتھ ساتھ چہرہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے کہ احادیث کی تصریحات اور علل فقہاء دونوں اسی کو مقتضی ہیں۔ شق ایمن کی قید کسی حدیث واثر سے صراحۃً نہیں نکلتی پس اسلم طریقہ یہی ہے کہ توجہ قبلہ مع الاستلقاء ہو بہر کیف جس صورت میں سہولت ہو عمل کیا جاوے۔ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی خلاف سنت نہیں کہا جا سکتا۔ نقل فی البحر عن المبتغیٰ والا صح انه یوضع کما تیسر لا ختلاف المواضع والا ما کن(۱) انتھیٰ وفیه ایضاً وذکر فی المحیط واختیر الا ستلقاء الخ وفی(۲) الفتح ثم اذا القی علی القفا یر فع راسه قلیلاً لیصیر و جهه الی القبلة دون السماء(۳) وفیه ایضاً تحت قوله والا ول هو السنة اما توجیهه فلا نه علیه الصلاة والسلام لما قدم المدینة سئل عن البراء بن معرور فقا لوا تو فی واوصی بثلث لك واوصی ان یو جه الی القبلة لما احتضر فقال علیه الصلاة والسلام اصاب الفطرة الخ واما ان السنة کونه علی شقه الا یمن فقیل یمکن الا ستدلال علیه بحدیث النوم.(۴)فتح القدیر جلد اول. قلت فهذه دلالة صریحة ان التوجیه مع شقه الا یمن لا نص فی الحدیث علیه . فقط.

غسل اور موت کے وقت قبلہ رو کر دینے کی حدیث

(سوال ۲۷۱۵) کوئی حدیث اس مضمون کی جس سے یہ ثابت ہو کہ میت کو غسل دینے کے وقت روبقبلہ تختہ پر رکھنا چاہئے اور قریب المرگ شخص کو روبقبلہ کر دینا چاہئے بیان فرمائی جائے۔

(الجواب) قریب المرگ شخص کو متوجہ الی القبلۃ کرنے کے بارہ میں شرح منیہ میں یہ حدیث منقول ہے۔ براء بن معرور کی وصیت کے قصہ میں واوصیٰ ان یوجهه الی القبلة لما احتضر فقال علیه الصلوٰة والسلام اصاب الفطرة الحدیث رواه الحاکم وقال صحیح والسنة ان یکون علی شقه الا یمن کما هوا السنة فی النوم الخ ص ۵۳۳ کبیری اور خاص غسل میت کے وقت روبقبلہ کرنا کسی حدیث میں نظر نہیں آیا اور فقہاء کرام بھی کوئی حدیث اس بارے میں نقل نہیں فرماتے اس ہی وجہ سے اختلاف بھی ہے۔ در مختار اور شامی میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ جس طرف کو لٹانا سہل اور آسان ہو اس طرح غسل کے لئے لٹاویں اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ قبلہ کی طرف طولاً لٹادیں اور بعض نے فرمایا کہ عرضاً لٹادیں جیسا کہ قبر میں رکھتے ہیں، در مختار میں ہے

---

(۱) البحر الرائق کتاب الجنائز ج ۲ ص ۱۷۰ ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً ۱۲ ظفیر.
(۳) فتح القدیر باب الجنائز ج ۲ ص ۶۸ ۱۲ ظفیر.
(۴) فتح القدیر باب الجنائز ج ۲ ص ۶۸ ۱۲ ظفیر.

ویوضع کما تیسر فی الا صح علی سریر الخ وقیل یو ضع الی القبلة طو لا وقیل عرضا کما فی القبر الخ شامی ج ۱ ص ۴۹۴ ،اور شرح منیہ میں ہے قال فی المبسوط والبدائع والمر غینانی یوضع علی التخت طولاً القبلة الخ وقال الا سبیجابی لا روایة فیه عن اصحابنا والعرف ان یوضع علی قفاه طولا نحوا لقبلة هذا ان التسع المکان والا فالا صح انی وضع کما تیسر قاله صاحب البدایع والمر غینانی الخ فقط.

تلقین لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی بحث

(سوال ۲۷۱۶)حدیث لقنوا مو تا کم لا اله الا الله کا مطلب کیا ہے، آیا صرف لا اله الا الله کی تلقین کی جاوے یا محمد رسول اللہ کی بھی۔

(الجواب)محمد رسول الله بھی کہہ دیوے تو کچھ حرج نہیں ہے اور اگر صرف لا اله الا الله کی تلقین پر اکتفا کرے تو یہ بھی جائز ہے۔(۱)فقط۔

تلقین کس وقت کی جائے

(سوال ۲۷۱۷) تلقین مردہ را بوقت نزع اولیٰ است یا بعد دفن ؟یا بعد ہر دووقت ؟

(الجواب)عند الحنفیه تلقین مرده بوقت نزع هست کما فی الدر المختار ویلقن ندبا وقیل وجوبا بذکر الشهادتین (الی قوله) عنده قبل الغر غرة الخ ولیکن اگر بعد دفن هم کند مضایقه نیست قال فی الشامی وانما لا ینهی عن التلقین بعد الدفن لا نه لا ضرر فیه نفع لان المیت یستانس بالذکر علی ماورد فی الا ثار .الخ فقط والله تعالیٰ اعلم. کتبه عزیز الرحمن عفی عنه مفتی مدرسه هذا.

نزع کے وقت عورت کو مہندی لگانا ناجائز ہے

(سوال ۲۷۱۸)عورت کو نزع کے وقت مہندی لگانا مسنون ہے یا نہیں۔

(الجواب)یہ نہ مسنون ہے اور نہ درست ہے بلکہ ناجائز ہے۔(۲)

---

(۱)ویلقن ند با وقیل وجو با بذکر الشهادتین لان الا ولی لا تقبل بدون الثانیة عنده قبل الغرغرة(در مختار)قال فی الا مداد وانما اقتصرت علی ذکر الشهادة تبعا للحدیث الصحیح الخ وان قال فی المستصفی وغیره ولقن الشهادتین لا اله الا الله محمد رسول الله وتعلیله فی الدر بان الا ولی بدون الثانیة لیس علی اطلاقه لا ن ذالك فی غیر المومن ولهذا قال ابن حجر من الشافعیة وقول جمع یلقن محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم ایضاً لان القصد موته علی الا سلام ولا یسمی مسلما الا بهما مردو د بانه مسلم وانما المراد ختم کلامه بلا اله الا الله الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۷۹۵.ط.س.ج۲ص ۱۹۰ . ظفیر.

(۲)ولا یسرح شعره ای یکره تحریما ولا یقص ظفره الا المکسور ولا شعره ولا یختن (در مختار) کما فی القنیة ان التزیین بعد موتها ولا متشاط وقطع الشعر لا یجوز (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۳.ط.س.ج۲ص۹۸...... ۱۹۷) ظفیر.

فصل ثانی : میت کو غسل دینا

جنبی مر جائے تو ایک غسل کافی ہے یا نہیں اور لڑکی کو غسل کون دے

(سوال ۲۷۱۹) جنابت کی حالت میں اگر کوئی شخص مر جاوے تو اس کے لئے ایک غسل کافی ہے یا جنابت کا غسل دے کر دوبارہ غسل میت دیا جاوے گا۔ اگر نابالغہ لڑکی مر جائے اور وہاں کوئی غسالہ نہ ہو تو اس کا شوہر یا اور کوئی محرم اسے غسل دے سکتا ہے یا نہیں اور اگر اتفاق سے کوئی محرم بھی نہ ہو تو غیر محرم اس کے غسل کا مجاز ہے یا نہیں یا ایسی مجبوری کی صورت میں بلا غسل و کفن وغیرہ دفن کر دی جائے گی۔

(الجواب) ایک غسل کافی ہے لیکن میت اگر جنبی تھا تو اس کو مضمضہ واستنشاق بھی کرالیا جاوے۔ کما فی الدر المختار ولو کان جنباً او حائضا او نفساء فعلا (امر المضمضة والا ستنشاق) اتفاقاً(۱) اور شامی نے اس میں بحث کی ہے لیکن بہر حال احتیاط اسی میں ہے۔(۲) اور نابالغہ لڑکی اگر غیر مراہقہ ہے تو اس کو ہر ایک مرد اور عورت غسل دے سکتا ہے قال فی الفتح الصغیر والصغیرة اذا لم یبلغا حد الشھوة یغسلھما الرجال والنساء(۳) اور مراہقہ کا حکم اس بارہ میں مثل بالغہ کے ہے اور بالغہ عورت کو سوائے عورتوں کے اور کوئی غسل نہیں دے سکتا، شوہر بھی نہیں دے سکتا بلکہ اگر کوئی محرم موجود ہے تو وہ اس عورت کا تیمم کرادے اور غیر محرم کپڑا اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر تیمم کرادے اور کفن پہنا کر نماز پڑھ کر دفن کریں۔ در مختار میں ہے ماتت بین رجال اوھو بین نساء یممه المحرم فان لم یکن فالاجنبی بخرقة الخ(۴) وفیه ایضاً ویمنع زوجھا من غسلھا ومسھا الخ(۵) فقط۔

عورت کو شوہر غسل نہیں دے سکتا ہے البتہ دیکھ سکتا ہے

(سوال ۲۷۲۰) زن متوفیہ را نظر کردن و غسل دادن برائے شوہر جائز است یا نہ۔

(الجواب) نظر کردن شوہر زوجہ متوفیہ خود را جائز است و غسل دادن جائز نیست ویمنع زوجھا من غسلھا لا من النظر الیھا علی الاصح. در مختار(۶) و آنچہ بر جواز غسل زوجہ از فعل حضرت علیؓ کہ حضرت فاطمہؓ را بعد وفات او شان غسل دادہ اند استدلال کردہ میشود صاحب در مختار آنرا بدیں طور جواب دادہ است کہ فعل حضرت علیؓ مخصوص بایشان است کہ علاقه زوجیت اوشان بعد وفات باقی است لقوله علیه الصلوٰة والسلام کل سبب ونسب ینقطع بالموت الا سببی ونسبی(۷) و در شامی از شرح مجمع نقل کردہ کہ حضرت فاطمہؓ را ام ایمن غسل دادہ است نہ حضرت علیؓ پس ایں جواب ثانی احسن از استدلال مذکور۔(۸) فقط

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۱. ط.س. ج۲ ص۱۹۶. ۱۲ ظفیر.
(۲) قوله ولو كان جنبا الخ نقل ابو لسعود عن شرح الكنز للشلبی ان ماذكره الخلخالی ای فی شرح القدوری من ان الجنب يمضمض ويستنشق غريب مخالف لعامة الكتب ا ه قلت وقال الرملی ايضاً فی حاشية البحر اطلاق المتون والشروح والفتاوی يشمل من مات جنبا ولم ارمن صوح به لكن الا طلاق يد خله والعلة تقتضيه ا ه وما نقله ابو السعود عن الزيلعی من قوله بلا مضمضة واستنشاق ولو جنبا صريح فی ذالك لكنی لم اره فی الزيلعی (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۱. ط.س. ج۲ ص۱۹۶) (۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبيل مطلب فی الكفن ج ۱ ص ۸۰۶. ط.س. ج۲ ص۲۰۱. ۱۲ (٤) الدر المختار باب صلاة الجنائز قبيل مطلب فی الكفن ج ۱ص ص ۸۰۶. ط.س. ج۲ ص۲۰۱. ۱۲ (۵) ایضاً ج۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص۱۹۸. ۱۲ (٦) الدر المختار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۳. ۱۲ (۷) قلنا هذا محمول على بقاء الزوجية لقوله عليه السلام كل سبب و نسب ينقطع بالموت الا سببی ونسبی (ایضاً ج ۲ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص۱۹۸) ظفير. (۸) قال فی شرح المجمع لمصنفة فاطمةؓ غسلتها ام أيمن حاضنة صلى الله عليه وسلم ورضی عنها فتحمل رواية الغسل لعلی رضی الله عنه علی معنی التهيئة والقيام التام باسبابه (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص۱۹۸) ظفير.

حالت جنابت میں ایک عورت مر گئی، غسل کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۲۷۲۱) ایک عورت بحالت جنابت مر گئی غسل کا کیا طریقہ ہے۔
(الجواب) حالت جنابت میں مر جانے سے اس کے غسل میں کچھ تفاوت نہ ہوا جیسا کہ دیگر اموات کو غسل دیا جاتا ہے اسی طرح میت جنبی کو غسل دیا جاوے گا۔ البتہ در مختار میں امداد الفتاح سے نقل کیا ہے کہ میت جنبی کے غسل میں مضمضہ واستنشاق بھی کرایا جاوے لیکن شامی نے اس کو رد کیا ہے اور زیلعی سے نقل کیا ہے کہ غسل میت بلا مضمضہ واستنشاق ہے۔(۱)

میت کے سرمہ لگانا اور کنگھی کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۲۲) میت کی آنکھوں میں سرمہ لگانا اور سر میں کنگھی کرنا بعد کفنانے کے درست ہے یا نہیں
(الجواب) درست نہیں ہے۔ در مختار میں ہے ولا یسرح شعرہ ای یکرہ تحریماً وفی الشامی عن القنیة ان التزیین بعد الموت والا متشاط وقطع الشعر لا یجوز الخ۔(۲) فقط۔

عورت خاوند کو اور خاوند بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱ / ۲۷۲۳) عورت اپنے خاوند کو اور خاوند اپنی عورت کو غسل دے سکتے ہیں؟ احسن طریقہ بلا ضرورت کیا ہے؟

محرم عورتوں کو مرنے کے بعد غسل دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲/ ۲۷۲٤) علاوہ منکوحہ کے مرد دیگر محرم عورتوں کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں۔
(الجواب) (۱) عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو غسل نہیں دے سکتا البتہ دیکھنے کی اجازت ہے۔(۳)
(۲) غسل نہیں دے سکتا بلکہ ایسے موقع پر تیمم کرانے کا حکم(۴) فقط۔

خنثی مشکل کو غسل کون دے

(سوال ۲۷۲۵) خنثیٰ مشکل کو غسل کون دے سکتا ہے۔
(الجواب) خنثیٰ مشکل کو غسل کوئی نہیں دے سکتا، نہ مرد اور نہ عورت بلکہ اس کو تیمم کرایا جاوے گا۔ ویمم الخنثی المشکل لو مراهقاً در مختار۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویوضا من یومر بالصلاة بلا مضمضة واستنشاق وقیل یفعلان بخرقة وعلیه العمل الیوم ولو کان جنبا او حائضا او نفساء فعلا اتفاقا تتمیما للطهارة کما فی امداد الفتاح (در مختار) نقل ابو السعود عن شرح الکنز للشبلی انماذکره الخلخالی ای فی شرح القدوری من ان الجنب یمضمض ویستنشق غریب مخالف لعامة الکتب اه (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۱. ط.س. ج۲ ص۹٦...... ۱۹۵) ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص۹۸...... ۱۹۷ ۱۲ ظفیر.
(۳) یمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر الیها علی الا صح وهی لا تمنع من ذالك (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص۱۹۸ ظفیر.
(٤) اذا کان للمرأة محرم یممها بیده واما الاجنبی فبخرقة علی یده ویغض بصره (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص۲۰٦) ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰٦. ط.س. ج۲ ص۲۰٦. ۱۲ ظفیر.

جسے غسل دینا نہ آئے اگر وہ غسل دے دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۲۶) جس شخص کو میت کو غسل دینا نہ آتا ہو اور وہ میت کو غسل دے دے تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس پر گناہ شرعاً نہیں ہے لیکن حتی الوسع غسل میت اس شخص سے کرانا چاہئے جو طریق سنت کے موافق میت کو غسل دے۔ فقط۔

میت کے غسل کے لئے گھر کے برتنوں میں پانی گرم کرنا اور غسل دینا درست ہے

(سوال ۲۷۲۷) آج کل کے لوگوں کا یہ بھی طریقہ ہے کہ میت کے غسل دینے کے لئے اپنے گھر کے پاک برتن استعمال نہیں کرتے، یہ رسم کیسی ہے۔

(الجواب) گھر کے پاک برتنوں میں پانی گرم کرنے اور غسل دینے میں کچھ حرج نہیں ہے فقط۔

اگر عورت مردوں میں یا مرد عورتوں میں مر جائے تو غسل کی کیا صورت ہوگی

(سوال ۲۷۲۸) اگر عورت مردوں میں مر جاوے اور کوئی عورت نہ ہو۔ یا مرد عورتوں میں مر جاوے اور کوئی مرد نہ ہو تو غسل اور تجہیز و تکفین کی کیا صورت ہوگی۔

(الجواب) در مختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے ماتت بین رجال اوھو بین نساء یممه المحرم فان لم یکن فالا جنبی بخرقة الخ یعنی کوئی عورت مردوں میں مر گئی یا مرد عورتوں میں مر گیا تو اگر کوئی محرم موجود ہے تو وہ بلا خرقہ کے تیمم کرادے اور اگر محرم نہیں ہے تو اجنبی شخص خرقہ کے ساتھ تیمم کرادے۔ فقط۔

شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۷۲۹) فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ شوہر اپنی بیوی متوفیہ کو غسل نہیں دے سکتا ہے لیکن بلوغ المرام میں بحوالہ نسائی و ابن ماجہ میں لکھا ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اے عائشہ اگر تم پہلے میرے سے انتقال کر جاؤ گی تو میں خود اپنے ہاتھ سے تم کو غسل دوں گا، یہ فرمانا کیسا ہے۔ عالمگیری کا لکھنا صحیح ہے یا کیا۔

(الجواب) جیسا کہ عالمگیری میں ہے ایسا ہی در مختار و شامی وغیرہ کتب فقہ میں ہے۔ اور حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور آنحضرت ﷺ کا فرمانا آپ کی خصوصیات میں سے ہے اسی طرح حضرت علی کا غسل دینا حضرت فاطمہ کو ان کی خصوصیت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہی جواب دیا۔(۲) کذا فی الشامی۔

غسل دینے کے لئے مردہ کو کیسے لٹائیں

(سوال ۲۷۳۰) میت کو غسل دیتے وقت اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس کو روبقبلہ ہونے کے لئے مشرق مغرب لٹاتے ہیں، اسی طرح بہتر ہے یا شمال جنوب، کون سا طریقہ مسنون ہے۔

(الجواب) دونوں طرح درست ہے اور دونوں طریق موافق شریعت کے ہیں کذا فی الشامی۔(۳) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰٦ ط.س. ج۲ ص ۲۰۱ .۱۲ ظفیر.

(۲) فتحمل روایة الغسل لعلی علی معنی التھیا والقیام التام باسبا به ولئن تثبت الروایة فھو مختص به الا تری ان ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه لما اعتراض علیه بذالك اجابه اما علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال ان فاطمة زوجتك فی الدنیا والاٰخرة فادعا الخصوصیه دلیل علی ان المذھب عندھم عدم الجواز (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳ ط.س. ج۲ ص۱۹۸) (۳) دیکھئے ردالمحتار للشامی ج۱ ص ۸۰۰ ط.س. ج۲ ص۱۹۵ باب الجنائز ۱۲ ظفیر.

غیر دیندار سے میت کو غسل دلانا اچھا نہیں

(سوال ۲۷۳۱) آج کل لوگوں نے یہ طریق پکڑ لیا ہے کہ میت کو فقیروں سے غسل دلاتے ہیں اور ان کے یہاں پیشہ زناکاری وغیرہ کا ہوتا ہے، صوم وصلوٰۃ کے قریب نہیں جاتے اور احکام غسل کو بھی پورا نہیں کر سکتے، ایسے لوگوں کا غسل، دینا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے لوگوں سے غسل دلانا اچھا نہیں ہے، غسل دینے والا صالح شخص ہونا چاہئے۔(۱)

میت کو غسل دیتے وقت پیر کس طرف ہو۔

(سوال ۲۷۳۲) میت کو نہلاتے وقت پیر کس طرف ہونے چاہئیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبلہ کی طرف میت کے پیر ہونے چاہئیں۔

(الجواب) یہ بھی ایک قول ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف اور سر بجانب شمال اور پیر بجانب جنوب ہوں۔(۲) فقط

مردہ کے غسل کی ہیئت کیا ہو

(سوال ۲۷۳۳) وقت غسل میت کے پیر کس جانب کئے جاویں۔

(الجواب) فی الدر المختار ویوضع کما مات کما تیسر فی الا صح علی سریری مجمر الخ قال فی الشامی وقیل یوضع الی القبلۃ طولاً و قیل عرضاً کما فی القبر .(۳) افادہ فی بحر الخ جلد اول ص ۵۷۳ کتاب الجنائز. اس عبارت سے واضح ہوا کہ بعض نے فرمایا ہے کہ غسل کے وقت میت کو قبلہ کی طرف پیر کر کے لٹا دیں اور بعض نے فرمایا کہ منہ قبلہ کی طرف کر کے لٹادیں جیسا کہ قبر میں، لیکن صحیح تر یہ ہے کہ جو طریق آسان ہو اور سہل ہو ویسا کریں۔ معمول یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف کرتے ہیں فقط۔

بوقت غسل آنحضرت ﷺ کے پیر کس طرف تھے

(سوال ۲۷۳٤) وقت غسل رسول اللہ ﷺ کے پیر کس طرف تھے اور سر کس طرف۔

(الجواب) یہ امر کہیں منقول نہیں ہے کہ وقت غسل آپ کے پیر کس طرف تھے اور سر کس طرف۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد دربارہ خانہ کعبہ کہ یہ تمہارا قبلہ ہے زندگی میں اور مرنے کے بعد اس طرف مشیر ہے کہ جیسے قبر میں میت کو رکھا جاتا ہے اسی طرح غسل کے وقت لٹادیں جیسا کہ اب معمول ہے۔ فقط۔

مرنے کے بعد شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو دیکھ سکتی ہے

(سوال ۲۷۳۵) اگر بیوی مر جاوے تو خاوند کو بعد الموت بیوی کا دیکھنا جائز ہے یا نہیں یا برعکس صورت ہو یعنی خاوند مر جاوے تو اس کے شوہر کو مرنے کے بعد دیکھنا اس کا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر زوجہ مر جاوے تو اس کے شوہر کو مرنے کے بعد دیکھنا اس کا جائز ہے، اسی طرح عکس اس کا درست ہے۔ کذا فی الدر المختار (۴) وغیرہ۔

---

(۱) والا ولی فی الغاسل ان یکون اقرب الناس الی المیت فان لم یحسن الغسل فاھل الا مانۃ والورع (غنیۃ المستملی ص ۵۳۷)(۲) ویوضع کما مات کما تیسر فی الا صح علی سریری مجمر وترا (در مختار) وقیل یوضع الی القبلۃ طول وقیل عرض کما فی القبرا فادہ فی البحر (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۷۹۹ و ص ۸۰۰ .ط.س. ج۲ص ۱۹۵

(۳) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۰۰ .ط.س. ج۲ص ۱۲۱۹۵ ظفیر.

(٤) ویمنع زوجھا من غسلھا ومسھا لا من النظر الیھا علی الا صح الخ وھی لا تمنع من ذالک ولو ذمیۃ (الدر المختار باب صلاۃ الجنائز ج۱ ص ۸۰۳ .ط.س. ج۲ص۱۹۸) ظفیر.

خنثیٰ کو غسل عورت دے یا مرد

(سوال ۲۷۳۶) ایک میت کو جس کا ستر مرد اور عورت دونوں کا ہو تو اس کو غسل مرد دے یا عورت۔
(الجواب) اگر میت خنثیٰ مشکل ہے تو اس کو غسل نہیں دیا جائے گا، نہ مرد غسل دے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جاوے و تیمم لخنثی المشکل ولو مراھقا الخ در مختار (۱)

مردے کو کیوں غسل دیتے ہیں

(سوال ۱ / ۲۷۳۷) مردہ کو غسل دینے کی کیا وجہ ہے

مسلمان لاش کو غیر مسلم چھو سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۲ / ۲۷۳۸) مسلمان کی لاش غیر مسلم مس کرے یا مسلمان کے لئے استغفار کرے، یا اس کے جنازہ کی نماز پڑھے تو اس کو ممانعت کرنا ضروری ہے۔
(الجواب) (۱) مردہ کو غسل دینے سے غرض اس کی نظافت اور اظہار حرمت وغیرہ ہے۔ (۲)
(۲) مسلمانوں کو جوان کے ذمہ فرض ہے غسل اور نماز جنازہ وغیرہ اس کو پورا کر لیں پھر اگر کوئی کافر مس کرے یا استغفار کرے یا اپنے طور پر نماز جنازہ پڑھے اس سے نہ کسی کو کچھ ضرر نہ کچھ نفع۔ اگر قدرت ہو منع کریں ورنہ خاموش رہیں۔ (۳)

غسل جو چاہے دے یا متعین آدمی اور غسل دینے والے پر غسل ضروری نہیں

(سوال ۲۷۳۹) غسل دینے والا مقرر ہونا چاہئے یا عام دے سکتے ہیں جب کہ وہ مسائل غسل سے واقف ہو اور غسل دینے والے کو بعد غسل دینے کے غسل کرنا ضروری ہے یا مسنون۔
(الجواب) ہر ایک واقف شخص غسل دے سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وہ شخص غسل دے جو کچھ عوض اور اجرت نہ لے۔ (۴) اور مردے کو غسل دینے والے پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

شوہر اپنی عورت کے جنازہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۴۰) ایک عورت منکوحہ نے انتقال کیا، مرحومہ کے شوہر کو قبر میں اتارنا اور جنازہ کو ہاتھ لگانا درست اور جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) عورت کے مرنے کے بعد اس کا شوہر اس سے اجنبی ہو جاتا ہے اور علاقہ نکاح منقطع ہو جاتا ہے اس لئے غسل دینا اور ہاتھ لگانا فقہاء نے ممنوع لکھا ہے کما یجئی عن الدر المختار۔ لیکن دیکھنا اور جنازہ کو اٹھانا درست ہے اور قبر میں اتارنا بھی بضرورت درست ہے کیونکہ قبر میں اتارنے میں کفن حائل ہوتا ہے لہذا کفن کے

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۶ .ط.س. ج۲ص ۲۰۱ . ۱۲ ظفیر.
(۲) غسل کی وجہ فقہاء نے لکھی ہے لتنجسه بالموت قیل نجاسة خبث وقیل حدث (در مختار) وقدروی فی حدیث ابی ہریرۃ سبحا ن اللہ المومن لا ینجس حیا ولا میتا الخ وقد اخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتنجسوا موتاکم فان المسلم لا ینجس حیا لا میتا وقال صحیح علی شرط البخاری و مسلم فیتر جح القول بانه حدث الخ فانما یطهر بالغسل کرامة للمسلم (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۷۹۹ .ط.س. ج۲ص ۹۴...... ۱۹۳) ظفیر.
(۳) قال اللہ تعالیٰ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۱۲ ظفیر.
(۴) والا فضل ان یغسل المیت مجانا الخ (الدر المختار عل ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج۱ ص ۸۴ .ط.س. ج۲ص ۱۹۹) ظفیر.

اوپر کو ہاتھ لگانا بضرورت درست ہے۔ یعنی جب کہ کوئی محرم موجود نہ ہو اور اگر محرم موجود ہو تو وہی قبر میں اتارے۔ قال فی الدر المختار ویمنع زوجها عن غسلها ومسها لا من النظر الیها الخ وفی الشامی ناقلاً عن الخانیة انه اذا کان للمراء ة محرم یمسها بیده واما الاجنبی فبخر قته علی یده الخ (۱) فقط۔

میت کو غسل کس طرح دیا جائے

(سوال ۲۷۴۱) اگر میت کو غسل دینا ہو تو کس صورت سے دیویں؟ کیا یہ سنت ہے یا فرض یا واجب؟ اور کس طور سے نہلاویں؟ اور جو شخص بلا ترکیب میت کو غسل دیوے اور خوب پانی بدن مردہ پر ترادے اور قاعدہ غسل سے ناواقف ہو تو اس کا غسل ٹھیک ہوا یا نہیں۔

(الجواب) میت کے غسل کی کیفیت یہ ہے کہ استنجاء کرانے کے بعد اس کو وضو کرائی جاوے اور اس کا سر اور اس کے تمام بدن پر بیری کے پتوں میں پکا ہوا پانی ڈالا جائے اور اس کا سر اور ڈاڑھی خطمی سے دھوئی جاوے اور بائیں کروٹ پر لٹا کر داہنی کروٹ کی طرف پانی بہادیا جاوے پھر داہنی کروٹ کی طرف لٹا کر بائیں کروٹ دھوئی جاوے پھر اس کو کسی سہارے سے بٹھا کر اس کے پیٹ کو آہستہ سے ملا جاوے جو کچھ نجاست نکلے اس کو دھویا جاوے پھر اس کو لٹا کر تمام بدن پر پانی بہادیا جاوے۔ اس میں سنت و فرض غسل سب ادا ہو جاویں گے اور فرض صرف ایک بار بدن کا دھونا ہے۔ باقی سب امور سنت ہیں۔ بلا ترتیب اگر میت کو غسل دیا گیا تو غسل ادا ہو گیا مگر بہتر یہ ہے کہ موافق سنت کے غسل دیا جائے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ فقط۔

میت کے غسل دینے کے لئے کیسا پانی ہونا چاہئے

(سوال ۲۷۴۲) یہ مشہور ہے کہ میت کے غسل دینے کے لئے پہلا پانی بیری کے پتوں کا جوشاندہ اور دوسرا پانی مع کافور کے جوشاندہ تیسرا پانی خالص بغیر جوش دادہ ہو۔ (اس میں صحیح کیا ہے؟)

(الجواب) شامی نے غسل میت کے بارہ میں یہ تفصیل کی ہے کہ پہلے خالص پانی سے غسل دیا جائے پھر بیری کے پتوں کا پکا ہوا پانی پھر کافور ملا ہوا پانی ڈالا جائے۔ اور فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اول دو مرتبہ بیری کے پتوں کا پکا ہوا پانی اور تیسرا کافور ملا ہوا۔ (۱) فقط۔

مجبوری میں شوہر اپنی مردہ عورت کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۴۳) زید اپنی عورت میت کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں (یعنی جب کہ کوئی عورت وہاں موجود نہ ہو)۔

(الجواب) شامی میں ہے کہ مرد اپنی عورت مردہ کو تیمم کرادے، اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر غسل نہ دیوے کیونکہ عورت کو غسل عورت ہی دے سکتی ہے مرد اگرچہ محرم ہے تب بھی تیمم ہی کرادے۔ قال فی الشامی

---

(۱) ذکر شیخ الاسلام ان الاولیٰ بالقراح ای الماء الخالص والثانیة بالمغلی فیه سدر والثانیة بالذی فیه کافور قال فی الفتح والاولیٰ ان الا ولیین بالسدر کما هو ظاهر الهدایة لما فی ابی داؤد بسند صحیح ان ام عطیة تغسل بالسدر مرتین والثالث بالماء والکافور (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۲۔ ط.س. ج۲ ص۱۹۷) ظفیر۔

فلا یغسل الرجل المراء ۃ وبالعکس ا ہ ونقل عن الخانیۃ انہ اذا کان للمراء ۃ محرم یممھا بیدہ واما الا جنبی فبخر قۃ علی یدہ ویغض بصرہ عن ذرا عھا وکذا الرجل فی امرانہ الا فی غض البصر اہ ولعل وجھہ ان النظر خف من المس مجاز لشبھۃ الا ختلاف۔ شامی ج ا ص ۸۰۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ۔

جذامی کو غسل دیا جائے یا نہیں

(سوال ۲۷۴۴) جذامی کو غسل دیا جائے یا نہیں۔

(الجواب) جذامی شخص اگر فوت ہو جائے اس کو غسل دیا جائے جیسا کہ تمام مسلمانوں کو دیا جاتا ہے اور تجہیز و تکفین کر کے اس کے جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔

حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینا کیسا تھا

(سوال ۲۷۴۵) زید کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ نے حضرت فاطمہؓ کو غسل دیا ہے ہم کیوں نہیں دے سکتے۔ بچوں کا ماں کے لب و پیشانی کو بوسہ دینا بھی جائز ہے، دوسرا فریق کہتا ہے کہ زید کے اقوال مردود ہیں۔ حضرت علیؓ کا اپنی زوجہ کو غسل دینا خصوصیات سے تھا۔

(الجواب) علامہ شامی نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینے کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ شرح مجمع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ کو حضرت ام ایمن نے غسل دیا ہے حضرت علی کو غاسل کہنا مجازاً ہے کہ انہوں نے سامان غسل مہیا فرمایا اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو وہ خصوصیت حضرت علیؓ کی ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ان فاطمۃ زوجلك فی الدنیا والا خرۃ اور دلیل خصوصیت دوسری حدیث بھی ہے کل سبب ونسب ینقطع الا سببی ونسبی بہر حال شوہر کو غسل دینا اپنی زوجہ کو درست نہیں ہے۔ زید کا قول غلط ہے اور دوسرا فریق جو غسل زوج اور تقبیل و مس زوج کو حرام کہتا ہے اس کا قول صحیح و معتبر ہے باقی بچوں کا اپنی ماں کو بوسہ دینا اور چومنا اس بحث سے خارج ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ ماں اپنے بچوں کی محرمہ ہے اور بچوں کو اپنی ماں کو ہاتھ لگانا اور تقبیل وجہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔ اسی طرح ماں باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ یہ معاملہ کرنا درست ہے۔ بہر حال شوہر کو کسی طرح افعال مذکورہ اپنی زوجہ میت کے ساتھ درست نہیں ہے۔ فقط۔

فصل ثالث : مردوں کے کفن کا بیان

کفن پہنانے کے بعد امام کی چٹھی دینا بے اصل ہے

(سوال ۲۷۴۶) میت کو بعد کفن پہنانے کے امام مسجد کی چٹھی لکھ کر دونوں ہاتھوں میں دینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) بالکل بے اصل ہے۔ ایسے لغو فعل سے بچنا چاہئے۔(۱) فقط۔

زندگی میں اپنے لئے کفن اور قبر تیار کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۴۷) کسی شخص کو اپنی زندگی میں کفن اور قبر تیار کر لینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویحفر قبراً لنفسه وقیل یکره والذی ینبغی انه لا یکره تهیئه نحو الکفن بخلاف القبر۔(۲) ص ۱۲۹ اور شامی کے نزدیک راجح یہ ہے کہ قبر کا کھدوانا جائز ہے و فی التتار خانیة ولا باس به و یوجر علیه هکذا عمل عمر بن عبد العزیز والربیع بن خیثم و غیر هاشامی)۔(۳) فقط۔

لڑکے اور لڑکیوں کی کفن کی تعداد کیا ہے

(سوال ۲۷۴۸) لڑکے اور لڑکیوں کا کفن کی تعداد کیا ہے۔

(الجواب) لڑکوں اور لڑکیوں کا کفن بالغین کے موافق ہو تو بہتر ہے اور جائز یہ بھی ہے کہ ایک یا دو کپڑا ہو والمراهق کا لبالغ و من لم یراهق ان کفـ ـی واحد جاز ۔ در مختار اقول قوله فحسن اشارة انه لو کفن بکفن البالغ یکون احسن ۔ رد المحتار شامی(۴) فقط۔

عورت کے کفن میں سینہ بند اوپر رہنا چاہئے یا نیچے۔

(سوال ۲۷۴۹) مرد اپنی زوجہ متوفیہ کو دیکھ سکتا ہے یا نہ ؟ اور قبر میں اتار سکتا ہے یا نہ ؟ اور عورت بھی اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے یا نہ ؟ عورت کے کفن میں خرقہ یعنی سینہ بند سب کپڑوں کے اوپر رہنا چاہئے یا قمیص کے نیچے ؟ اوپر نیچے سے کیا مطلب ہے ؟

(الجواب) مرد اپنی زوجہ کو بعد وفات دیکھ سکتا ہے اور قبر میں اتار سکتا ہے اور عورت بھی اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے خرقہ سینہ کا لفافہ کے نیچے اور قمیص کے اوپر ہونا چاہئے یعنی لفافہ نظر میں سب سے اوپر رہے اس کے بعد سینہ بند اور اگر لفافہ کے اوپر رکھ دیا جب بھی خرابی نہیں ہے جائز ہے۔ اول لفافہ بچھانا چاہئے تا کہ لپیٹنے کے بعد اوپر رہے۔(۵)

ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر الیها علی الا صح (الی قوله) وهی لا تمنع من ذلك .(۶) در مختار۔

دوبارہ نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۵۰) نماز جنازہ پڑھ کر جب میت کو دفن کر دیا جائے تو پھر اس میت کی قبر پر نماز جنازہ جائز ہے یا نہ ؟ اگر جائز ہے تو جن لوگوں نے پہلے نماز جنازہ پڑھی تھی وہ بھی نماز میں شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں اور پہلا ہی امام نماز

---

(۱) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد متفق علیه (مشکوٰة باب الا عتصام ص ۲۷)
(۲) الدر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵ .ط.س. ج۲ ص ۲۴۴. ۱۲ (۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵ .ط.س. ج۲ ص ۲۴۴. ۱۲ (۴) ردالمحتار ج ۱ ص ۸۰۹ .ط.س. ج ۲ ص ۲۰۳
(۵) وهی تلبس لدرع ویجعل شعرها الخ (الی قوله) والخمار فوقه ای الشعر تحت اللفافة (د رمختار) تربط الخرقة علی الثدیین فوق الاکفان یحتمل ان یرادبه تحت اللفافة وفوق الا زار والقمیص وهوالظاهرآه . (ردالمحتار ج ۱ ص ۸۰۹ .ط.س. ج۲ ص ۲۰۴) (۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۰۳ .ط.س. ج۲ ص ۱۹۸. ۱۲ ظفیر.

جنازہ دوبارہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر پہلی نماز ولی نے پڑھی یا اس کی اجازت سے دوسرے نے پڑھائی اور ولی شامل جماعت ہوا تو پھر کسی دوسرے کو دوبارہ اس میت پر یا اس کی قبر پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے وان صلی هو ای الولی بحق الخ لا یصلی غیره بعده۔(۱) الخ اور اگر ولی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی تو اس کو اعادہ کا حق ہے لیکن جو لوگ پہلے نماز پڑھ چکے ہیں۔ وہ شریک نہ ہوں۔(۲) فقط۔

کفن کے متعلق مذکور تصریح درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۵۱) کفن مسنون میت مرد کے لئے صرف تین کپڑے کفنی۔ ازار چادر ہیں عورت کے واسطے پانچ کپڑے، دوپٹہ و سینہ بند علاوہ کفن مذکور کے ہیں اور پیمائش کفنی گردن سے لے کر ٹخنوں تک ازار یعنی تہبند سر سے پیروں تک اور چادر ایک ہاتھ زیادہ تہبند سے طول میں اور عرض ازار و چادر کا اس قدر کہ میت اچھی طرح لپٹ سکے اور دوپٹہ ہاتھ بھر اور سینہ بند سینہ سے لے کر رانوں تک، آیا یہ تصریح مذکور صحیح ہے یا غلط۔

اوپر کی چادر اور دستانے کفن میں داخل ہیں یا خارج

(سوال ۲۷۵۲/۲) اوپر کی چادر اور دستانہ وغیرہ جو غسال کے واسطے [illegible] جاتے ہیں وہ داخل کفن ہیں یا نہیں۔

(الجواب)(۱) کفن عورت و مرد کی جو تفصیل آپ نے لکھی ہے صحیح ہے [illegible] موافق ہے تفصیل کتب فقہ کے۔

(۲) چارپائی کے اوپر کی چادر اور دستانہ غسال کے داخل کفن نہیں [illegible] لیکن چادر اوپر کی اس وجہ سے مستحسن ہے کہ میت کو عزت کے ساتھ لے جانا چاہئے اور دستانہ بوجہ ضرورت [illegible] سل و مس عورت ضروری ہے۔ فقط

میت کو کفناتے وقت اس کے ہاتھ کہاں رکھے جائیں

(سوال ۲۷۵۳) میت کو کفناتے وقت دونوں ہاتھ شکم پر رکھ دیویں یا سیدھے کر کے رانوں کی برابر رکھ دیں۔

(الجواب) دونوں ہاتھ سیدھے کر کے برابر میں کر دیئے جائیں۔(۳) فقط۔

کفن میں عمامہ دینا مکروہ ہے۔

(سوال ۲۷۵٤) عالموں کے کفن میں عمامہ دینا سنت ہے یا نہیں

(الجواب) درمختار میں ہے وتکره العمامة للمیت فی الا صح مجتبیٰ. واستحسنها المتا خرون للعلماء والا شراف الخ وفی الشامی والا صح انه تکره العمامة بکل حال الخ ۔(۵) پس معلوم ہوا کہ کراہت عمامہ ہی راجح ہے۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۲٦.ط.س.ج۲ص۲۲۳. ۱۲ ظفیر.

(۲) وفیه حکم صلاة من لا ولا یة له کعدم الصلاة الخ (درمختار) والمراد یصلی علیه الولی ان شاء لا جل حقه لا لا سقاط الفرض (ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦.ط.س.ج۲ص۲۲۳.) ظفیر.(۳) دیکھئے ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰٦.ط.س.ج۲ص۲۰۲. ۱۲ ظفیر.(٤) ویوضع یداه فی جانبیه لا علی صدره لانه من عمل الکفار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۳ .ط.س.ج۲ص۱۹۸) ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰٦ و ج ۱ ص ۸۰۷ .ط.س.ج۲ص۲۰۲. ۱۲ ظفیر.

مرد و عورت کی کفنی میں گریبان کس طرف کیا جائے

(سوال ۲۷۵۵) میت مرد ہو یا عورت قمیص کا گریبان پیچھے گردن کی طرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مرد اور عورت کی کفنی میں اگر مساوات ہو تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ بہت سے فقہاء نے درع اور قمیص کو مترادف فرمایا ہے اور جن فقہاء نے ان میں فرق کیا ہے تو اس سے بھی لزوم اس کا ثابت نہیں ہے بلکہ شرح منیہ میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ امر عادت پر موقوف ہے۔ اب چونکہ عادت یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کا شق گریبان سینہ پر ہوتا ہے اس لئے دونوں کی کفنی میں یہ درست ہے اور اگر فرق مذکور کیا جائے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ یہ فرق لازم نہیں ہے۔(۱) فقط۔

جنازہ کے اوپر چادر ڈالنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۵۶) میت پر مسنون کفن کے علاوہ اکثر مرد پر لنگی عورت پر کوئی اور رنگدار دوپٹہ میت کے وارث اپنی عزت کے لئے ڈالتے ہیں جو بعد دفن گورکن لے لیتا ہے۔ یہ کپڑا مسنون ہے یا نہیں نیز امام اس کپڑے کو اتروا کر نماز جنازہ پڑھاتے ہیں ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مسنون کفن کے علاوہ مرد اور عورت کے جنازہ پر سفید چادر ڈال دینے میں تو کچھ حرج نہیں ہے جیسا کہ عام رواج ہے لیکن عورت کے جنازہ پر رنگدار کپڑا ڈالنا اچھا نہیں ہے لیکن جب کہ وہ پاک ہے تو نماز پڑھنے کے وقت اس کے ساتھ نماز پڑھنا بھی جائز ہے نماز کے لئے اس کے اتارنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اول سے رنگ دار کپڑا نہ ڈالا جاوے کیونکہ مستحب یہ ہے کہ میت پر سفید کپڑا ہو۔(۲) فقط۔

کفن میں تہبند دینا کیسا ہے اور قبر میں بند کھول دینا چاہئے۔

(سوال ۲۷۵۷) میت مرد کو کفن میں تہبند دینا چاہئے یا نہیں اور مردہ کو لحد میں رکھ کر بند کفن کے کھولنا کیسا ہے۔

(الجواب) مرد میت کے لئے تین کپڑے سنت ہیں۔ کرتہ۔ تہبند۔ چادر یعنی جس کو پوٹ کی چادر کہتے ہیں جس میں میت کو لپیٹا جاتا ہے اور اس پر گرہ لگائی جاتی ہے،(۳) وہ سب گرہ لحد میں رکھ کر کھول دینی چاہئے جیسا کہ مروج ہے۔ پس یہ طریقہ موافق سنت کے ہے۔(۴) فقط۔

بعد تدفین تلقین

(سوال ۲۷۵۸) در مختار کی روایت ولایلقن بعد تلحیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تلقین کرنا نہ کرنا بعد دفن کے برابر

---

(۱) والقمیص من المنکب الی القدم والدرع هو القمیص الا انه الذی یفتح جیبه علی الصدر والقمیص یفتح جیبه علی الکتف وقد کان القمیص من عادة الرجال والدرع من عادة النساء فی الحیاة فکذا فی الموت (غنیة المستملی فصل فی الجنائز بحث ثالثه تکفینیه ص ۵۳۷ و ص ۵۳۸) ظفیر غفرله.

(۲) ولا باس فی الکفن ببر دو کتان وفی النساء بحریر ومزعفر و معصفر بجوازه بکل ما یجوز لبسه حال الحیاة واحبه البیاض (در مختار) والجدید والغسیل فیه سواء(ردالمحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۰.ط.س.ج۲ص ۲۰۵)ظفیر.

(۳) ویسن فی الکفن ازار وقمیص ولفافة (در مختار) قوله ازارهو من القرن الی القدم الخ واللفافة تزید علی مافوق القرن والقدم لیلف فیها المیت وتربط من الا علی والا سفل(ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۶.ط.س.ج۲ص ۲۰۲) معلوم ہوا تہبند نام ہے چھوٹی چادر کا۔ اس کے علاوہ الگ سے کوئی تہبند نامی چیز نہیں ہے ۱۲۔

(٤) ویستحب ان یدخل من قبل القبلة الخ و تحل العقدة للا ستغناء عنها ویسوی اللبن علیه والقصب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی دفن المیت ج ۱ ص ۸۳۶ و ج ۱ ص ۸۳۷.ط.س.ج۲ص۲۳۵) ظفیر.

ہے۔ مگر شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد دفن کے تلقین نہ کرنا معتزلہ کا مذہب ہے۔ شامی ذکر فی المعراج انه ظاهر الرواية ثم قال وفی...... الكافی عن الشيخ الزاهد الصفار ا ن هذا علی قول المعتزلة لا ن الا حياء بعد الموت عندهم مستحيل اما عند اهل السنة فالحديث ای لقنوا مو تا كم الحديث۔ پوری تشریح سے مطمئن فرمائیے۔

(الجواب) معتزلہ کا قول تلقین بعد التلحید کی ممانعت اور استحالہ کا ہے، اور اہل سنت و جماعت کے مذہب کا حاصل یہ ہے کہ ممنوع نہیں ہے بلکہ حسب تحقیق محققین اولیٰ تلقین بعد التلحید ہے اور فی الحقیقت حدیث لقنوا موتاکم مجاز پر محمول ہے یعنی قریب الموت کو میت فرمایا ہے۔ لیکن اگر حقیقت پر حمل کیا جاوے تو کچھ استحالہ نہیں ہے اور وہ بھی جائز ہے یعنی تلقین بعد التلحید بھی جائز ہے اور اس میں کچھ استحالہ اور ممانعت نہیں ہی کما یقوله المعتزلة۔(۱) فقط۔

نماز جنازہ کے لئے جائے نماز اور اس کا حکم

(سوال ۲۷۵۹) جائے نماز میت کی شریعت میں کیا حقیقت ہے اور جو امام نماز میت کی پڑھاوے اور وہ اس جائے نماز کو لے کر خواہ اپنے مصرف میں لائے یا کسی دوسرے کو دے دے یہ شریعت میں کیسا ہے۔ اگر امام جائے نماز میت کی لے کر اپنا کوئی کپڑا بنائے اور اس کو پہن کر نماز پڑھائے، نماز ہو گی یا نہیں اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) جاء نماز کفن میں داخل نہیں ہے۔(۲) اس کو کفن میں داخل نہ سمجھا جاوے باقی ولی میت وہ کپڑا جس کو دے دیوے وہ مالک ہو جاوے گا مگر اول تو اس کپڑے جائے نماز کے رکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کسی نے غلطی سے رکھ لیا تو اس کو مالک یعنی ولی یا خود رکھے یا کسی محتاج کو دے دیوے اگر ولی میت نے امام کو وہ کپڑا دے دیا اور امام نے اس سے کوئی کپڑا بنا کر پہنا اور نماز پڑھائی تو نماز اس کے پیچھے درست ہے۔ فقط۔

ہندو کے بنے ہوئے کپڑے کا کفن دینا درست ہے

(سوال ۲۷۶۰) ہندوستان میں ہندو وغیرہ کپڑا بنتے ہیں ان کے بنے ہوئے کورے کپڑے کا میت کو کفن دینا اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) درست ہے۔(۳) فقط۔

مرد کے لئے رنگین کفن کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۶۱) مرد کے لئے رنگین کفن کا کیا حکم ہے

---

(۱) ولا يلقن بعد تلحيده وان فعل لاينهى عنه وفی الجوهرة انه مشروع عنداهل السنة الخ ومن لايسئل ينبغی ان لايلقن والاصح ان الانبياء لايسئلون ولااطفال المومنين (درمختار) قال فی شرح المنية ان الجمهور علی ان المراد منه مجازه ثم قال وانما لاينهى عن التلقين بعدالدفن لانه لاضرر فيه بل فيه تقع فان الميت يستانس بالذكر علی ماورد فی الاثار (ردالمحتار باب الجنائز ج: ۱ ص: ۷۹۷)

(۲) کفن کی جو صراحت کتب فقہ و حدیث میں ہے اس میں جائے نماز کا کہیں ذکر نہیں ہے ویسن فی الکفن ازار و قمیص ولفافة الخ (دیکھیے الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۶. ط.س. ج ۲ ص ۲۰۲) ظفیر۔

(۳) خواہ کوئی بنے پاک ہونا شرط ہے۔ اور یہ بازار میں جو کپڑے بکر بکنے کے لئے آتے ہیں حکماً پاک ہیں جب تک اس کے ناپاک ہونے کا علم نہ ہو۔ ولو شك فی نجاسة ماء او ثوب وطلاق او عتق لم يعتبر و تمامه فی الا شباه (در مختار) فی التتار خانية، من شك فی انائه او ثوبه او بد نه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر الخ وكذا ما يتخده اهل الشرك اوا لجهلة من المسلمين كا لسمن والخبز و الاطعمة والثياب ا ه ملخصا (ردالمحتار كتاب الطهارة قبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص) ظفير۔

(الجواب) در مختار میں ہے واحبہ البیاض۔(۱) یعنی محبوب تر اور پسندیدہ تر کفن سفید ہے اور شامی میں مز عصفر اور معصفر کپڑا مرد کے کفن میں مکروہ لکھا ہے۔(۲) فقط۔

میت مرد عورت کے لئے کفن کے کتنے کپڑے ہیں

(سوال ۲۷۶۲) میت مرد اور عورت کے لئے کفن کے کتنے کپڑے سنت ہیں۔

(الجواب) مرد کے لئے تین کپڑے کفن میں سنت ہیں، ازار و قمیص اور لفافہ اور عورت کے لئے پانچ، قمیص اور ازار اور خمار اور لفافہ اور سینہ بند۔(۳) لفافہ اول بچھایا جاوے پھر قمیص پھر ازار۔ اور عورت کے لئے لفافہ کے اوپر قمیص پھر خمار یعنی اوڑھنی پھر ازار پھر سینہ بند اور بعض کتب میں ہے کہ سینہ بند قمیص کے اوپر اور لفافہ کے نیچے۔(۴) فقط۔

کعبہ کے غلاف کا کفن میں دینا اور قبر میں رکھنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۶۳) کعبہ شریف کے غلاف کے نیچے کی تہ سے میت کو کفن دینا جائز ہے یا نہیں اور اوپر کے غلاف کے ٹکڑے کو جس پر کلمہ شریف لکھا ہوتا ہے میت کے ساتھ قبر میں رکھنا کیسا ہے۔

(الجواب) اس کے پارچہ متبرکہ سے کفن میت کرنا جائز ہے اور موجب برکات ہے اور کلمہ شریف لکھا ہوا غلاف کا ٹکڑا میت کی چھاتی پر رکھ کر دفن کرنا بھی اگرچہ درست ہے مگر بہتر یہ ہے کہ میت کے سینہ پر غلاف خانہ کعبہ کا ایسا ٹکڑا رکھا جاوے جس پر کلمہ شریف نہ ہو، لخوف تلویثہ کما علل بہ فی الشامی۔ فقط۔

جمعہ کے دن مرنے والے کی نماز جنازہ کی تاخیر کا رواج غلط ہے

(سوال ۲۷۶٤) عوام میں مروج ہے کہ شب جمعہ میں یا جمعہ کی صبح کو میت ہو جاتی ہے تو اس کی تجہیز و تکفین جلدی نہیں کرتے اس وجہ سے کہ جمعہ پڑھ کر بہت لوگ نماز جنازہ پڑھیں گے۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہئے جمعہ کی نماز کا انتظار نہ کرنا چاہئے مسئلہ یہ ہے۔(۵)

قمیص کسے کہتے ہیں

(سوال ۲۷٦٥) فقہ کی کتابوں میں کفن کے بیان میں ازار۔ لفافہ۔ قمیص لکھا ہے۔ ازار و لفافہ تو دو بڑی چھوٹی چادریں ہیں، قمیص کیا ہے۔ کس صورت اور وضع کا، کہاں سے کہاں تک کا۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مراد اس سے تہبند ہے۔ قمیص کے کیا معنی ہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱، ص ۸۱۰ .ط.س. ج۲ص۲۰۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) ولا با س بالکفن ببرود و کتان وفی النسائی بحریر ومز عضرو معصفر (در مختار) وقولہ فی کفن النساء واحترزعن الرجال لانہ یکرہ لھم ذلك (ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۹.ط.س. ج۲ص۲۰۵. ۱۲ ظفیر. (۳) السنۃ ان یکفن الرجل فی ثلثۃ اثواب ازارو قمیص ولفافۃ الخ وتکفن المراء ۃ فی خمسۃ اثواب درع وازار خمار و لفافۃ وخرقۃ تربط فوق ثدییھا (ھدایہ فصل فی التکفین ج ۱ص ص. ۱٦۱ ظفیر. (٤) ثم تبسط اللفافۃ اولا ثم یبسط الا زار علیھا ویقمص و یوضع علی الا زار ویلف یسارہ ثم یمین ثم اللفافۃ کذالك وھی تلبس الدر ع ویجعل شعرھا ضفیر تین علی صدر ھا فوقہ ای الدر ع تربط الخرقۃ علی الثديين فوق الا کفان یحتمل ان یرادبہ تحت اللفافۃ وفوق الأزار والقمیص وھو الظاھر ا ہ وفی الاختیار تلبس القمیص ثم الخمار فوقہ ثم تربط الخرقۃ فوق القمیص (ردالمحتار باب الجنائز مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۸ و ج ۸۰۹.ط.س. ج۲ص ۲۰٤)ظفیر. (۵) وکرہ تاخیر صلاتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظم بعد صلاۃ الجمعۃ الا اذا خیف فوتھا بسبب دفنہ (در مختار) والا فضل ان یعجل بتجھیزہ کلہ من حین یموت بحر (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۳.ط.س. ج۲ص ۲۳۲) ظفیر.

(الجواب) قمیص کے معنی کرتہ کے ہیں، اردو میں اس کو کفنی کہتے ہیں اور تہبند ازار کا ترجمہ ہے۔ قمیص کی نسبت شامی میں لکھا ہے والقمیص من اصل العنق الی القدمین بلاد خریص و کمین (۱) (ترجمہ) اور کرتہ یعنی کفنی گردن سے قدمین تک ہونا چاہئے بدون کلیوں اور بدون آستینوں کے صورت قمیص کی یہ ہے کہ قریب اڑھائی گز کپڑا لے کر اس کو دوہرا کر کے درمیان میں سے اس قدر پھاڑا جائے کہ سر اس میں آجائے اور گردن سے قدمین تک ہونا چاہئے۔

مرد و عورت کا کفن

(سوال ۲۷۶۶) مرد و عورت کے واسطے کتنا کفن کافی ہے اور اوپر کی چادر اگر مستعار ڈال دی جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور اوپر کی چادر کا کون مستحق ہے۔

(الجواب) مرد کے کفن میں تین کپڑے اور عورت کے لئے پانچ مستحب ہیں۔(۲) اور وہ چادر جو اوپر ڈالی جاتی ہے کفن میں داخل نہیں ہے۔ جو غریب شخص ہے وہ اگر اس چادر کو خرید کر نہ ڈالے بلکہ اپنی یا کسی کی چادر مستعار لے کر ڈال دے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے پھر وہ چادر جس کی ہے اس کو دے دی جاوے اور اگر خرید کر ڈالی گئی ہے جیسا کہ رواج ہے تو وہ حق کسی شخص کا نہیں ہے بلکہ ملک ڈالنے والے کی ہے چاہے خود رکھے یا کسی محتاج کو دے دے۔ فقط۔

نصرانی والدہ کی تکفین عیسائی مذہب کے مطابق کرانا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۶۷) ایک نصرانی عورت مسلمان ہو گئی ہے مگر اس کی والدہ اب تک اپنے عیسائی دین پر قائم ہے اور اپنی لڑکی کے یہاں رہتی ہے، اس نے اپنی لڑکی کو وصیت کی کہ اگر میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اسی طریقہ سے دفنایا اور کفنایا جائے جیسے دین عیسوی میں طریقہ ہے۔ اگر اس کی والدہ مر جائے تو اسے اس وصیت کو بذات خود پورا کرنایا کسی اور سے پورا کرانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں حکم شریعت کا یہ ہے کہ مسلمان مرد یا عورت اپنے قریب رشتہ دار والدین وغیرہ کو جو کہ کفر پر مرے بطریق سنت تجہیز و تکفین نہ کرے بلکہ ناپاک کپڑے کی طرح دھو کر اور کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال دے۔ پس صورت مسئولہ میں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے وصیت پر عمل نہ کرنا چاہئے۔ کما قال فی الدر المختار ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه الکافر الا صلی الخ من غیر مراعات السنة فیغسله غسل الثوب النجس ولیفه فی خرقة ویلقیه فی حفرہ الخ۔(۳)

بعد موت میاں بیوی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں

(سوال ۲۷۶۸) زوج اور زوجہ بعد وفات احدہما کے دوسرے کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) دیکھنا ایک دوسرے کو درست ہے۔ در مختار میں ہے ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۶ .ط.س. ج۲ص۲۰۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) کفن الرجل سنة ازار و قمیص لفافة الخ کفن المرأة سنة درع و ازار و خمار ولفافة وخرقة تربط بها ثدیا ها (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۵۰) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبیل مطلب فی حمل المیت ج ۱ ص ۸۳۲ .ط.س. ج۲ص۲۳۰. ۱۲ ظفیر.

الیھا علی الا صح الخ و ھی لا تمنع من ذلك۔(۱) فقط۔

کفناتے وقت اگر مردہ سے نجاست نکلے تو غسل کے دہرانے کی ضرورت نہیں

(سوال ۲۷۶۹) مردہ کو نہلا کر کفناتے وقت اگر پاخانہ نکل جاوے تو غسل لوٹایا جاوے گا یا نہیں۔

(الجواب) غسل نہ لوٹایا جاوے صرف ناپاکی کو دھو دیا جاوے۔(۲) فقط۔

غیر محرم عورتیں مردہ مرد کو نہیں دیکھ سکتیں

(سوال ۲۷۷۰) مردہ کی رونمائی محرم و غیر محرم عورتوں کو کرنا جائز ہے یا نہیں

(الجواب) غیر محرم عورتوں کو جیسا کہ زندگی میں اجنبی مرد کا چہرہ دیکھنا ممنوع ہے مرنے کے بعد بھی ممنوع ہے۔فی حدیث ابن ام مکتوم فعمیا وان انتما الستما تبصر انه ۔(۳) الحدیث۔

تکفین کی بچی ہوئی رقم کس مصرف میں خرچ کی جائے

(سوال ۲۷۷۱) سال گذشتہ جب وبائی بخار کی شدت تھی تو یہ دیکھ کر کہ مساکین اہل اسلام کثرت سے بخار وبائی کا شکار ہوتے تھے اور بوجہ افلاس سامان تجہیز و تکفین میسر نہ آتا تھا۔ بعض اہل اسلام نے باہم چندہ کیا اس غرض سے کہ جو غریب مسلمان وبائی بخار میں مرے اگر بالکل مفلس ہو تو اس کو مفت کفن دیا جاوے اور جو کچھ بھی استطاعت رکھے اس کو رعایت قیمت پر کفن دیا جاوے چنانچہ کچھ رقم اس کام سے بچ گئی آیا یہ باقی ماندہ رقم کسی اور مصرف میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ رقم غریب بیوہ عورتوں اور محتاجوں کو تقسیم کر دی جاوے کیونکہ دینے والوں کی طرف سے ظاہر ہے کہ باقیماندہ رقم کے متعلق اس کی اجازت ہے یا اولاً جو لوگ غریب فوت ہوں ان کی تجہیز و تکفین میں صرف کریں اور پھر حسب ضرورت غرباء کی خوراک و پوشاک میں امداد کریں۔ الغرض وہ رقم صدقہ و خیرات کی گئی ہے اس کو ایسی ہی کاموں میں صرف کریں اور اصل تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے وہ چندہ دیا تھا ان سے ہی دریافت کر لیا جاوے جس مصرف میں وہ کہیں اس میں صرف کیا جاوے لیکن اگر یہ دشوار ہو تو چونکہ فقراء پر صدقہ و خیرات کرنے کی ان کی طرف سے دلالۃً اجازت ہے اس لئے عام فقراء و غرباء و مساکین کو وہ رقم دے سکتے ہیں۔ اور تجہیز و تکفین غرباء میں صرف کرنا اور بھی اچھا ہے کہ اس کے لئے وہ رقم جمع ہوئی تھی اور اس کی تخصیص شریعت سے کچھ نہیں ہے کہ اسی بخار وبائی میں جو فوت ہوئے انہیں کے لئے خاص سمجھا جاوے بلکہ جب وہ وبائے عام بفضل خدا تعالیٰ رفع ہو گئی تو عام اموات غرباء کی تجہیز و تکفین میں اس کو صرف کرنا درست ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳.ط.س.ج۲ص۱۹۸ ۱۲ ظفیر.

(۲) ولا یعا دغسله لا وضوء ه بالخارج منه لا ن غسله ماوجب ترفع الحدث الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ص ۸۰۲.ط.س.ج۲ص۱۹۷) ظفیر.

(۳) مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبة ص ۲۶۹. ۱۲ ظفیر.

(٤) فعلی المسلمین تکفینه فان لم یقدر واسأ لوا الناس له ثوباً فان فضل شئی رد للمتصدق ان علم والا کفن به مثله والا تصدق به (در مختار) قلت فی مختارات النوازل لصا حب الھدایة فقیر مات فجمع من الناس الدراھم و کفنوه وفضل شئی ان عرف صاحبه یرد علیه والا یصرف الی کفن فقیراخرا ویتصدق به (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی صلاۃ الجنازۃ ج ۱ص ۸۱۰ و ج ۱ص ۸۱۱.ط.س.ج۲ص۲۰۶) ظفیر.

حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینے کی وجہ

(سوال ۲۷۷۲) مولانا عبدالحی صاحب نفع المفتی میں ص ۱۴۲ میں فرماتے ہیں اذا ماتت الزوجة حرم على الزوج ان يغسلها او يمسها۔ تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو کیوں غسل دیا اور عکس بھی جائز ہے، کما فعلت بسيدنا ابوبكر الصديقؓ زوجته اسماء بنت عميس۔

(الجواب) فقہاء احناف نے لکھا ہے کہ یہ خاص ہے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے ساتھ جیسا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ مسعودؓ کے اعتراض پر یہ جواب دیا اما علمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان فاطمة زوجتك في الدنيا والا خرة الخ شامی۔(۱) اور عکس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ شوہر کے مرنے پر عورت پر عدت لازم ہے جو علامات نکاح میں سے ہے۔ پس بقاء علاقہ نکاح مقتضی اس کو ہے کہ عورت اپنے شوہر میت کو مس کر سکتی ہے اور غسل دے سکتی ہے۔ در مختار میں ہے وهي لاتمنع من ذلك الخ اى من تغسيل زوجها دخل بها اولا كما في المعراج ومثله في البحر عن المجتبى قلت اى لانها تلزمها عدة الوفات لو لم يد خل بها وفي البدايع المراة تغسل زوجهالان ابا حة الغسل مستفادة بالنكاح فتبقى مابقى النكاح والنكاح بعد الموت باق الى ان تنقضي العدة بخلاف ما إذا ماتت فلا يغسلها لا نتها ء ملك النكاح لعدم المحل فصار جنبياً الخ۔(۲) شامی ج ۱ ص ۵۷۶۔ فقط۔

کفن اور غسل میں کوئی نقص ہو تو مؤاخذہ میت پر نہیں

(سوال ۲۷۷۳) میت کی تجہیز و تکفین اور غسل میں کسی قسم کی بے احتیاطی ہو یعنی مثلاً ناجائز قیمت کا کفن خریدا جاوے یا غسل کے پانی میں کسی قسم کی نجاست ہو تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی اور میت پر تو کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوگا اور جس ذات سے اس قسم کی بے احتیاطی ہوئی ہو اس کی معافی کی کیا صورت ہے اور اب اس متوفی کے لئے کیا دعا کرے یا کیا ایصال ثواب کی تدبیر کرے۔

(الجواب) میت پر اس وجہ سے کچھ مواخذہ نہیں ہے وہ مجبور اور معذور ہے۔(۳) اور جس سے بے احتیاطی ہوئی وہ توبہ واستغفار کرے اور میت کے لئے دعا مغفرت کرے اور اس کو ثواب پہنچاتا رہے۔ فقط۔

کفنائے ہوئے مرد میت پر چادر ڈال کر لے جانا کیسا ہے

(سوال ۲۷۷۴) مسلمان مرد میت کا جنازہ لے جاتے وقت چادر وغیرہ سے پردہ کر کے یعنی میت کو چادر اڑھا کر لے جانا چاہئے یا نہیں۔ اس کا ثبوت حدیث وفقہ میں ہو تو مطلع فرماویں۔

(الجواب) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ماراه المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن و في الدر المختار ولا باس بالزيادة على الثلاثة ويحسن الكفن لحديث ، حسنوا اكفان الموتى الحديث۔(۴) لہذا چونکہ میت کے اوپر چادر ڈالنے میں تحسین میت واعزاز میت ہے اور حسب روایت فقہ اس میں کچھ حرج نہیں

(۱،۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص۱۹۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) ارشاد ربانی ہے لا تزر وازرة وزرا خرى (القران) ظفیر.
(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلوة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۷. ط.س. ج۲ ص ۲۰۲. ۱۲ ظفیر.

ہے اور یہ امر معروف بین المسلمین ہے ان وجوہ سے اس میں کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ فقط۔

تجہیز و تکفین کے اخراجات

(سوال ۲۷۷۵) زید نے انتقال کیا دو لڑکے اور چار دختر اور ایک زوجہ چھوڑی، جن میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں نابالغ تھیں بعد انتقال زید کے اس کے بڑے لڑکے نے زید کی تجہیز و تکفین کے متعلق کل اخراجات اپنی جیب خاص سے کی، نیز اپنی دونوں بہنوں اور ایک بھائی نابالغ کی شادی اپنی جیب خاص سے کی۔ ایسی صورت میں زید کے متروکہ میں سے اس کی تجہیز و تکفین کا خرچ اور نابالغوں کی شادی کا خرچ پانے کا مستحق ہے یا نہیں اور زید کے ترکہ سے ہر ایک وارث کو کس قدر حصہ ملے گا۔

(الجواب) تجہیز و تکفین کا خرچ موافق سنت کے لے سکتا ہے۔(۱) اور جو کچھ اس نے زیادہ محتاجوں اور برادری کے کھانا کھلانے وغیرہ میں صرف کیا وہ نہیں لے سکتا اور نابالغوں کی شادی میں جو اپنے پاس سے خرچ کیا وہ نہیں لے سکتا اور تقسیم ترکہ زید اس صورت میں اس طرح ہوگی کہ بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث ترکہ زید کا چونسٹھ سہام ہو کر آٹھ سہام اس کی زوجہ کو اور چودہ چودہ سہام ہر ایک پسر کو، اور سات سات سہام ہر ایک دختر کو ملیں گے۔

مردہ کو سلا ہوا پائجامہ اور ٹوپی کفن میں دینا کیسا ہے

(سوال ۲۷۷۶) مردہ کو مرد ہو یا عورت پائجامہ و ٹوپی تاگے سے سی کر کفنانے کے وقت پہناتے ہیں یہ کیسا ہے۔

(الجواب) سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پائجامہ اور ٹوپی کفن مسنون سے علیٰحدہ دیا جاتا ہے تو یہ بالکل فضول ہے اور ناجائز ہے، ٹوپی اور پائجامہ کفن میں داخل نہیں ہیں اور نہ ثابت ہیں۔ قال فی شرح المنیة السنة ان یکفن الرجل فی ثلثة اثواب قمیص وازار و لفافة الخ۔ پائجامہ اور ٹوپی کفن میں نہیں ہے، مردہ کو نہ پہنائے جاویں اور کچے تاگے اور پکے تاگے سے سینا برابر ہے، کسی تاگہ سے بھی نہ سیا جائے۔ تہبند بغیر سلا ہوا دیا جاوے۔(۲) فقط رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نابالغ کا کفن

(سوال ۲۷۷۷) نابالغ بچوں کو مثل بالغ کے کفن دینا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) درست ہے۔(۳) فقط۔

میت کے اوپر کی چادر کیا کی جائے

(سوال ۲۷۷۸) بعض ولی میت کے اوپر کی چادر گورستان ہی میں موجود فقیر کو خیرات کر دیتے ہیں، لیکن بعض ولی میت مسجدوں میں بھیج دیتے ہیں، کارپرداز مسجدوں کے اس چادر کو برسوں دوسری میت لاوارث مسکین کے انتظار میں صندوق میں بند رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس صورت میں کبھی کیڑا بھی نقصان کر دیتا ہے اور لگ جاتا ہے۔

---

(۱) الاول یبدأ بتکفینه وتجهیزه من غیر تبذیر ولا تقتیر (سراجی ص ٤) ظفیر۔ (۲) لفظ ازار سے بے سلے تہبند کا ہونا ثابت ہے اس لئے کسی نقل اور روایت فقہی کی ضرورت نہیں، مراد بے سلے تہبند سے یہ ہے کہ تھیلا بنا کر نہ پہنایا جائے۔ البتہ اگر عرض کم ہو تو سی کر ڈبل عرض بنانا درست ہے ۱۲ جمیل۔ (۳) قوله فحسن اشارة الی انه لو کفن بکفن البالغ یکون احسن لما فی الحلیة عن الخانیة والخلاصة الطفل الذی لم یبلغ حد الشهوة الا حسن ان یکفن فیما یکفن فیه البالغ الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۰۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۰٤) ظفیر۔

جب کوئی لاوارث مسکین مرتا ہے تو انہیں چادروں کا کفن اس کے لئے بنا دیتے ہیں ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہ بعض لوگ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ میت کے ساتھ جو فقیر خیرات لینے کو جاتا ہے اس چادر کا مستحق وہی فقیر ہے اس قسم کی چادر یا کوئی کپڑا اگر امام مسجد یا مؤذن طالب علم مسکین کے مصرف میں خرچ کیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔ امام مسجد اگر اس چادر کو بلا حکم کار پرداز مسجد کے کسی طالب علم مسکین کو دے دے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ چادر ملک اولیاء میت کی ہوتی ہے، یعنی جس نے میت کو کفن دیا اور وہ چادر میت پر ڈالی وہ اس کی ملک ہے پس جس غرض کے لئے وہ چادر کار پرداز ان مسجد کے پاس بھیجی جاوے ویسا ہی کیا جاوے۔ اگر اولیاء میت نے وہ چادر اسی لئے بھیجی ہے کہ کسی لاوارث میت کا کفن اس سے کیا جاوے تو اس چادر کو اسی کام کے لئے رکھا جاوے اور اس کا خیال نہ کیا جاوے کہ کیڑا نہ لگ جاوے یا گل نہ جاوے کیونکہ اس میں دینے والے کی نیت اور غرض کا اعتبار کیا جاوے گا۔ اور اگر مالک چادر نے وہ چادر اس لئے دی ہے کہ کسی مسکین کو یا طالب علم کو دی جاوے تو ویسا ہی کیا جاوے اپنی طرف سے کوئی امر خلاف امر و نیت مالک نہ کیا جاوے اور یہ کہنا کہ یہ حق اس فقیر کا ہے جو جنازہ کے ساتھ جاتا ہے یا اس قبرستان میں مقیم ہے جس میں وہ میت مدفون ہوتا ہے غلط ہے کسی خاص شخص کا اس میں کچھ حق نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ جو کچھ کیا جاوے

وہ بامر و اجازت مالک چادر کیا جاوے۔ اس کی اجازت کے خلاف کوئی امر نہ کیا جاوے اور اگر مالک چادر نے کار پرداز مسجد کی رائے پر چھوڑ دیا ہے تو جیسا وہ مناسب سمجھے کرے۔ اس کے خلاف اجازت کسی دوسرے کو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط۔

فصل رابع

جنازہ اٹھانے کا بیان

جنازہ لے جانے میں پہیئے والا تابوت استعمال کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۷۹) شملہ کا قبرستان شہر سے ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے، امراء کے جنازہ کے علاوہ غرباء طبقہ کے جنازہ کے ہمراہ جانا جانے والوں کے لئے وبال جان ہو جاتا ہے کیونکہ امراء کے ساتھ کثیر تعداد اشخاص کی ہوتی ہے اور غرباء کو اجرت دینے پر بھی قلی دستیاب نہیں ہوتے اور یہی تکلیف لاوارثوں کے جنازہ کے ساتھ ہوتی ہے، شہر کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ایک تابوت اس قسم کا بنایا جاوے جس میں پہیئے لگے ہوئے ہوں۔ آیا مذکورہ بالا تکالیف کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس تابوت کا استعمال ناجائز تو نہیں ہے۔

(الجواب) جنازہ کے اٹھانے میں سنت یہ ہے کہ جنازہ کے چارپاؤں کو چار آدمی اٹھاویں اور مونڈھوں پر رکھیں۔ درمختار میں یہ طریق میت کے اٹھانے کا بیان کر کے فرمایا کہ پشت پر اٹھانا یا جانور کے اوپر رکھ کر لے جانا مکروہ ہے الخ اور یہی حکم ہے گاڑی پر لے جانے کا بھی (۱) لیکن مجبوری وبضرورت ایسا کرنا درست ہے۔ کذا فی الشامی۔ (۲) فقط۔

ٹراموے پر مردہ کو لے جانا کیسا ہے

(سوال ۲۷۸۰) یہاں پر قبرستان شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، لوگ میت کو اٹھا کر اتنی دور پیدل نہیں لے جا سکتے تھے، اس لئے سرکار نے ایک ڈبہ ٹراموے ریل کا خاص مسلمانوں کی میت لے جانے کے لئے بنایا۔ اس میں میت کو اس صورت سے لے جاتے ہیں کہ میت کو گاڑی کے اگلے حصہ میں رکھ کر سب لوگ پیچھے بیٹھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو گاڑی میں چار آدمی اٹھائے رکھیں۔ یا نیچے رکھ دیں اور کتنا اونچا رکھیں۔

(الجواب) جس وقت کوئی عذر نہ ہو تو مستحب وسنت یہ ہے کہ جنازہ کو چار آدمی اٹھا کر لے جاویں اور سواری وغیرہ پر لے جانا مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار اذا حمل جنازة وضع ندباً مقدمها على يمينه ثم مئوخرها على يمينه ثم مقدمها على يساره ثم مئوخرها الى ان قال، ولذا كره حمله الى ظهر الدابة الخ ۔(۳) لیکن اگر ضرورت اور عذر ہو جیسا کہ صورت سوال میں ہے کہ قبرستان بہت دور ہے اور پیدل چلنا جنازہ اٹھانے والوں کا اتنی دور دشوار ہے تو بحالت مجبوری یہ صورت جو سوال میں درج ہے درست ہے۔(۴) یعنی میت کو گاڑی کے اگلے حصہ میں رکھ لیا جاوے اور سب لوگ پیچھے بیٹھ جائیں یہ جائز ہے اور گاڑی میں رکھنے کے لئے چار آدمیوں اور دو آدمیوں کی کچھ قید نہیں ہے جتنے آدمی اٹھا کر رکھ دیں درست ہے لیکن گاڑی تک لے جانے والے اور

---

(۱) ويكره عند نا حمله بين عمودى السرير بل يرفع كل رجل قائمة باليد لا على العنق كالا متعة ولذا كره حمله على ظهر دابته (الدر المختار باب صلاة الجنائز مطلب فى حمل الميت ج ۱ ص ۸۳۳. ط.س. ج۲ ص ۲۳۱) ظفير. (۲) قوله ويكره عند نا الخ لان السنة التربيع وما نقل عن بعض السلف من الحمل بين العمودين ان ثبت فلعا رض كضيق المكان او كثرة الناس او قلة الحاملين كما بسطه فى فتح القدير (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فى حمل الميت ج ۱ ۸۳۳. ط.س. ج۲ ص ۲۳۱) ظفير. (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۳. ط.س. ج۲ ص ۲۳۱ ۱۲ ظفير. (٤) وما نقل عن بعض السلف من الحمل بين العمود ين ان ثبت فلعارض كضيق المكان او كثرة الناس او قلة الحاملى (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ص ط.س. ج۲ ص ۲۳۱) ظفير.

اٹھانے والے جنازہ کے چار ہونے چاہئیں، اس لئے بہتر ہے کہ وہی چار گاڑی میں رکھیں اور پھر جس وقت گاڑی سے اتار کر قبرستان تک لے جاویں تب بھی چار ہی آدمی لے جاویں اور گاڑی میں رکھنے میں پھر اس کی ضرورت نہیں کہ قدموں سے اونچا رکھیں۔ فقط۔

جنازہ اٹھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے

(سوال ۲۷۸۱) دریں ملک چہل قدمی میت دو طور میکنند یک بر دوشہا جنازہ بر داشتہ قدر دہ قدم می روند پس چہار کس دیگر پایہا جنازہ بیگیرند ہمچنیں دہ دہ قدم بر داشتہ می نہند دوپا بہا دیگر میگیرند۔ دیگر یک کس پا یہا بدل می کند دیگراں نے وایں کساں پایہا جنازہ در دست میگیرند و بر دوشہا می دارند، ایں ہر دو صورت جائز است یا نہ؟

(الجواب) مستحب آنست کہ مردمان علی سبیل البدلیۃ جنازۃ بر دارند و ہر یک کس جنازہ بر دارندہ اول مقدمہ جنازہ را بر دوش یمین خود بر دارد و بعد ازاں موخر جنازہ را بر دوش یمین بر دارد و بعد ازاں مقدم جنازہ بر دوش یسار خود بردارد و بعد ازاں مئوخرش را بر دوش یسر خود بر دارد و دہ دہ قدم ضروری نیست اگر میسر شود بہتر است وگرنہ حرجے نیست۔ (۱) فقط۔

انتقال کے بعد زوجہ کو کندھا دینا درست ہے

(سوال ۲۷۸۲) بعد انتقال زوجہ کے شوہر اس کو دیکھنا یا چھونا یا کندھا دینا چاہے تو دے سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو دیکھ سکتا ہے اور ہاتھ لگانا اس کے بدن کو بدون کپڑے وغیرہ کے ممنوع ہے اور اس کے جنازہ کا اٹھانا اور کندھا دینا جائز و درست ہے۔ (۲) فقط۔

جنازہ کی پیچھے بلند آواز سے کلمہ یا اشعار پڑھنا درست نہیں

(سوال ۲۷۸۳) ایک فتویٰ مطبع حمیدی پریس احمد آباد سے شائع ہوا ہے جس میں جنازہ کے پیچھے رفع صوت سے کلمہ طیبہ اور اشعار نعتیہ اور قراءۃ قرآن شریف کا پڑھنا مستحب قرار دیا ہے اور عبارت کتب فقہ معتبرہ کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حکم سلف میں تھا اب بسبب بدلنے زمانے کے یہ حکم نہ رہا۔ اس صورت میں شرعاً حکم کیا ہے۔

(الجواب) قال فی الدر المختار کما کرہ فیھا رفع صوت بذکراو قراء ۃ فتح . قولہ کما کرہ قیل تحریماً وقیل تنزیھاً کما فی البحر عن الغایۃ وفیہ عنھا وینبغی لمن تبع الجنازۃ ان یطیل الصمت وفیہ عن الظھیریۃ فان ارادان یذکر اللہ تعالیٰ یذکرہ فی نفسہ بقولہ تعالیٰ انہ لا یحب المعتدین ای الجاھرین بالدعاء وعن ابراھیم انہ کان یکرہ ان یقول الرجل وھو یمشی معھا استغفر والہ غفراللہ لکم اہ قلت واذا کان ھذا فی الدعاء والذکر فما ظنک بالغناء الحادث فی ھذا الزمان انتھیٰ . ردالمحتار (۱) اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین اور فقہاء و محققین اس موقع پر ذکر جہر وغیرہ سے منع فرماتے ہیں۔

---

(۱) واذا حمل الجنازۃ وضع ندبا مقدمھا علی یمینہ عشر خطوات الخ ثم وضع مئوخرہ علی یمینہ کذا لک ثم مقدمھا علی یسارہ ثم موخرھا الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی حمل المیت ج ۱ ص ۸۳۳. ط.س. ج۲ ص ۲۳۱) ظفیر. (۲) ویمنع زوجھا من غسلھا ومسھا لا من النظر الیھا علی الا صح (الد المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلوۃ الجنائز ج ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص۱۹۸) ظفیر.

وهو الا حوط الا وفق بالقواعد الشرعية۔ فقط۔

غیر مسلم پڑوسی کے جنازہ کے ساتھ جانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۸٤) اگر کوئی نصرانی جار یا کسی اور وجہ سے اس سے تعلق ہو گیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس کے جنازہ کی ہمراہ ان کے قبرستان تک جا سکتا ہے یا نہیں۔ علیٰ ہذا۔ اسی طرح اگر مسلمان مر جاوے تو وہ نصرانی اس کے جنازہ کے ہمراہ قبرستان تک جا سکتا ہے۔ یا نہیں۔

(الجواب) بضرورت ایسا کرنا جائز ہے کما وردان النبی صلی الله علیه وسلم عادیهودیاً مرض فی جواره هدایه۔(۲) وفی النوادر جار یهودی او مجوسی مات ابن له او قریب ینبغی ان یعزیه ویقول اخلفه الله علیك خیراً منه واصلحك الخ ص ۳٤۸ باب حظر وابا حة۔(۱)

روزہ دار مر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۸۵) روزہ دار اگر روزہ سے مر جاوے اور روزہ افطار نہ کرے تو اس کی موت کیسی ہے۔

(الجواب) شامی میں ہے کہ روزہ دار اگر صبر کرے اور روزہ افطار نہ کرے اور مر جاوے تو اس کو ثواب ملتا ہے گنہگار نہیں ہے۔(۲)

ناپاک جنازہ کو کندھا لگائے یا نہیں

(سوال ۲۷۸٦/۱) جنازہ کے ہمراہ کاندھا نجس آدمی کو دینا جائز ہے یا نہیں

جنازہ کا سرہانہ آگے رکھا جائے

(سوال ۲۷۸۷/۲) جنازہ مکان سے تا گورستان پہلے پائی بعدہ، سرہانہ۔ یہ قاعدہ درست ہے یا نہیں۔ چونکہ جدید قاعدہ امام جامع مسجد شکوہ آباد نے بتلایا ہے۔ پہلے سرہانہ نکال کر تا گورستان لے جانا ممنوع ہے۔ یہ درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) درست ہے۔(۳)

(۲) آگے سرہانہ رکھنا چاہئے یہ موافق سنت کے ہے اور آگے پائی رکھنا اور پیچھے سرہانہ رکھنا درست نہیں ہے۔ یہ امر خلاف سنت ہے۔(٤) فقط۔

اعمال کا اثر مردہ کے وزن پر نہیں ہوتا

(سوال ۲۷۸۸) اکثر جسیم آدمی کی لاش سبک ہوتی ہے اور لاغر وجود آدمیوں کی گراں۔ کیا گرانی اعمال صالحہ اور

---

(۱) ردالمحتار ۔ باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) هد ایه اخرین کتاب الکراهیة مسائل متفرقه ج ٤ ص ٥٨ ٤ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج ٥ ص ۳٤۱ ۱۲ ظفیر۔
(٤) ویوجر لو صبر مثله سائر حقوقه تعالیٰ فافساد صوم و صلاة الخ (ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱٥۸) ظفیر عفا الله عنه .
(٥) جنازہ اٹھانے والے کے لئے پاک ہونا شرط نہیں ہے البتہ نماز کے لئے پاک ہونا ضروری ہے ۱۲ ظفیر۔
(٦) وفی حالة المشی با لجنازة یقدم الراس کما فی المضمرات (عالمگیری مصری باب الجنائز فصل رابع ج ۱ ص ٥۲)

سبک اعمال بد کا نشان ہے یا بر عکس پایا گیا۔
(الجواب) اس گرانی اور سب کی وجہ سے کچھ حکم نہیں کر سکتے۔ یہ امر مفوض بحکم الٰہی ہے کہ عند اللہ کون اچھا ہے اور کون برا۔ فقط۔

مرنے والی عورت کا ولی شوہر نہیں عصبہ ہیں

(سوال ۲۷۸۹) احد الزوجین کے مر جانے سے ان کے باہمی تعلقات قطع ہو جاتے ہیں یا نہ، یعنی عورت مر جائے تو خاوند اسے دیکھ سکتا ہے یا نہ اور اس کے جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے یا نہ، اور ولی عورت کا اس کا خاوند ہے یا ماں باپ بھائی۔
(الجواب) عورت کے مرنے سے خاوند کے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں اسی لئے غسل اور مس کرنا (چھونا) درست نہیں ہے، مگر دیکھنے کی اجازت فقہاء نے دی ہے اور مرد کے مرنے سے عورت کے تعلقات عدت تک منقطع نہیں ہوتے۔ اسی لئے عورت اپنے شوہر متوفی کو غسل دے سکتی ہے اور جنازہ کو کندھا دینا تو ہر ایک عورت متوفیہ کے جنازہ کو درست ہے۔ اپنی عورت متوفیہ کے جنازہ کو بھی درست ہے اور ولی عورت متوفیہ کا اس کا باپ اور اس کے بھائی وغیرہ عصبات ہیں۔ شوہر ولی نہیں ہے۔(۱)

جنازہ لے کر دس دس قدم چلنا ثابت ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۹۰) جنازہ لے کر جو چالیس قدم دس دس قدم لوگ گنتے ہیں یہ صحیح حدیث سے ثابت یا نہ؟
(الجواب) یہ حدیث در مختار میں نقل کی ہے من حمل جنازۃ اربعین خطوۃ کفرت عنه اربعین کبیرۃ۔(۲)
اور شامی نے اس حدیث کو زیلعی سے نقل کیا ہے اور بحر میں بدائع سے منقول ہے اور شرح منیہ میں کہا ہے کہ اس کو حضرت ابو بکرؓ نے روایت کیا ہے(۳) پس اگر ضعیف بھی ہے تو عمل درست ہے۔ فقط۔

اگر قبرستان مشرق میں ہو تو پہنچانے وقت میت کا سر کدھر رکھا جائے

(سوال ۲۷۹۱) اگر قبرستان مشرق کی جانب ہو تو میت کو لے جاتے وقت سر کس طرف ہو۔
(الجواب) قبرستان خواہ کسی طرف ہو مشرق کی جانب ہو یا مغرب کی، یا شمال و جنوب کی طرف ہو بہر حال سرہانہ چارپائی کا آگے کی طرف ہونا چاہئے یعنی میت کا سر آگے ہونا چاہئے۔(۴)

گاڑی پر جنازہ لے جانا مکروہ ہے

(سوال ۲۷۹۲) میت کو قبرستان تک اعرابہ پر لے جانا کیسا ہے۔
(الجواب) در مختار میں ہے ویکرہ عندنا حمله بین عمودی السریر بل یرفع کل رجله قائمة بالید علی العنق کا لا متعة ولذا کره حمله علی ظهرو دابة۔(۵) الخ ازیں عبارت معلوم شد کہ در عرابہ داشتن میت را

---

(۱) ثم الولی بترتیب عصوبة الا نکاح الا الاب فیقدم علی الا بن اتفاقا(الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٤. ط.س. ج۲ص ۲۲۰) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی حمل المیت ج ۱ ص ۸۳۳. ط.س. ج۲ص ۲۳۱. ۱۲ ظفیر. (۳) ردالمحتار مطلب حمل المیت ج۱ ص ۸۳۳ ۱. ط.س. ج۲ص ۲۳۱. ۱۲ ظفیر. (٤) وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الراس کذا فی المضمرات (عالمگیری کشوری. باب الجنائز ج ۱ ص ۱۵۹) ظفیر
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۰. ط.س. ج۲ص ۱۹۵. ۱۲ ظفیر.

مکروہ است کمالایظہر من قولہ کالا متعہ وبضرورت وعذرانچہ سہل باشد جائزاست۔ فقط۔

جنازہ کے پیچھے چلے

(سوال ۲۷۹۳) جنازہ کے آگے چلنا افضل ہے یا پیچھے۔

(الجواب) وندب المشی خلفها۔ درمختار ۔(۱) اور مختار اور مستحب ہے جنازہ کے پیچھے چلنا۔ فقط۔

جنازہ کے دور کے راستہ سے لے جانا اچھا نہیں ہے

(سوال ۲۷۹٤) مولوی اسحٰق صاحب نے وعظ میں یہ فرمایا ہے کہ جنازہ دور دراز کے راستہ سے نہ لے جانا چاہئے، یہ صحیح ہے یا نہ۔

(الجواب) مقتضی الفاظ حدیث عجلوا به۔(۲) اور عبارت درمختار ویسرع فی جهازه۔(۳) وحدیث ابی ہریرۃ اسرعوا بالجنازۃ۔(۴) الحدیث کا بے شک یہ ہے کہ بلاضرورت ایسے دور دراز راستہ سے جنازہ کو لے جانا کہ جس میں دفن میں تاخیر لازم آوے اچھا نہیں ہے۔ اور خلاف مستحب ہے

غسل کے وقت میت کا سر کدھر ہو

(سوال ۲۷۹۵) غسل کے وقت میت کا سر کدھر ہونا چاہئے۔

(الجواب) میت کے غسل کے وقت جس طرح سہولت ہو میت کو رکھیں۔ ہر طرح درست ہے۔ خواہ سر قبلہ کی طرف ہو یا پیر، یا شمال کو یا جنوب کو ہو، کذا فی الدر المختار اور بہتر یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہو، مانند قبر کے۔(۵)

بیوی کے جنازہ کو بوسہ نہیں دے سکتا

(سوال ۲۷۹٦) اگر کسی کی اہلیہ فوت ہو جاوے تو وہ اس کو بوسہ دے سکتا ہے یعنی شوہر زوجہ کو بوسہ دے سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو مس نہیں کر سکتا، پس بوسہ لینا بھی جائز نہیں ہے ویمنع زوجها من غسلها و مسها لا من النظر الیها علی الا صح الخ در مختار۔(٦)

بوقت غسل میت میں ہیئت اچھی کیا ہے

(سوال ۲۷۹۷) بوقت غسل کیفیت وضع میت طولاً الی القبلۃ وجنوباً وشمالاً منقول ہے، دونوں صورتیں جائز ثابت ہیں لیکن مستفتی دو امر کا استفتاء کرنا چاہتا ہے۔ (۱) دونوں صورتوں سے افضل اور زیادہ تر قابل اعتماد کون سی ہے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کا غسل کس طرح تھا۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۴ ۔ط.س. ج۲ ص ۲۳۱ . ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۷۹۹ ۱۲ ظفیر. ط.س.ج ۲ ص ۱۹۳

(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۷۹۹.ط.س. ج۲ ص ۱۹۳ ۱۲ ظفیر.

(۴) مشکوٰۃ باب المشی بالجنازۃ ص ۱٤٤ ۱۲ ظفیر.

(۵) ویوضع کما مات کما تیسر فی الا صح وقیل یو ضع الی القبلۃ طولا وقیل عرضا کما فی القبر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۰ .ط.س. ج۲ ص ۱۹۵)ظفیر.

(٦) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳ .ط.س. ج۲ ص۱۹۸ . ۱۲ ظفیر.

(الجواب) فقہاء نے راجح اور اصح اسی کو فرمایا ہے کہ جو طریق آسان ہو اسی کو اختیار کیا جائے۔ کذا فی الدر المختار۔
اور شرح منیہ میں فرمایا والعرف ان یوضع علی قفاہ طولا نحوا القبلة ھذا ان اتسع المکان الا فالاصح انہ یوضع کما تیسر الخ۔(۱) اور اس سے پہلے یہ لکھا ہے وقال الا سبیجابی لارواية فيه عن اصحابنا الخ۔(۲) اور آنحضرت ﷺ کے غسل کی کیفیت جو منقول ہے اس میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ بوقت غسل آپ کو کس طرح لٹایا گیا تھا۔ اسی لئے غالباً فقہاء نے یہ فرمایا ہے کہ جو صورت سہل ہو اس کو اختیار کیا جائے، اور ہمارے بلاد میں معروف یہ ہے کہ حتی الوسع سر شمال کو اور پیر جنوب کو کر کے لٹادیا جاتا ہے جیسا کہ صلاۃ مریض کی ایک صورت یہ بھی ہے اور طریقہ موافق ہے حدیث قبلتکم احیاءً او امواتاً(۳) کے جیسا کہ قبر میں رکھنے میں اس کی رعایت کی گئی ہے اور اس کو سنت فرمایا ہے۔

لے جاتے وقت جنازہ کا سرہانہ آگے ہو

(سوال ۲۷۹۸) جنازہ کو بوقت لے جانے قبرستان کے کس رخ لے جانا چاہئے یعنی مردے کے پاؤں کس جانب ہوں اور سر کس جانب؟
(الجواب) جس طرف کو جاویں آگے سرہانہ چارپائی کا رکھیں۔(۴) فقط۔

بعض عبارت کا مطلب

(سوال ۲۷۹۹) عالمگیری باب حمل جنازہ میں (علی طریق التعاقب) کی کیا صورت ہے اور عبارت قاضی خاں لیطوف کل واحدمنھم علی جوانبھا الاربع الخ سے جنازہ کے چاروں جانب ایک دفعہ طواف کرنا مسنون معلوم ہوتا ہے۔
(الجواب) اس سے غرض صرف یہ ہے کہ جنازہ کے چاروں پائے اٹھائے جاویں، یہ سنت ہے اور اس لئے دور کی ضرورت ہے، نہ یہ کہ دور وطواف جنازہ کا مقصود ہو۔(۵) ہذا وہم باطل۔

نامحرم عورت کے جنازہ کو کندھا دینا درست ہے

(سوال ۲۸۰۰) عورت نامحرم کے جنازہ کو کندھا دینا کیسا ہے (الف) کندھا چاروں پاؤں کا دینا ضروری ہے یا نہ، اور ہر پائے کو کتنی دور اٹھانا احسن ہے
(الجواب) عورت نامحرم کے جنازہ کو کندھا دینا بھی مستحب ہے اور ثواب ہے اور چاروں پاؤں کو اٹھانا مستحب ہے۔ ہر ایک پائے کو دس قدم اٹھانا بہتر ہے اور ورنہ جیسے میسر ہو درست ہے۔(۶)

---

(۱) ویوضع کما مات کما تیسر فی الا صح (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج۱ ص ۸۰۰. ط.س. ج۲ ص ۱۹۵) ظفیر۔ (۲) غنیة المستملی فصل فی الجنائز ص ۵۳٤ ۱۲ ظفیر
(۳) ایضاً ۱۲ ظفیر۔ (٤) درمختار میں ہے واذا حمل الجنازة وضع ندبا مقدمها علی یمینه الخ ثم وضع مؤخرها علی یمینه (در مختار) (قوله ندبا) لان فيه ايثار اليمين والمقدم علی اليسار والمئوخر (ردالمحتار باب صلاۃ الجنازة ج۱ ص ۸۳۳. ط.س. ج۲ ص ۲۳۱) ظفیر۔ (۵) فاذاحمل الجنازة وضع ندبا مقدمها وكذا المؤخر علی يمينه ثم وضع مؤخرها علی يمنه كذالك ثم مقدمها علی يساره ثم مؤخرها كذا لك (الدر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۱۲۳ و ج ۱ ص ۱۲٤ ط.س. ج۲ ص ۲۳۱) ظفیر۔
(۶) واذا حمل الجنازة وضع ندبا مقدمها علی یمینه عشر خطوات الخ ثم مؤخرها الخ ثم مقدمها علی یساره الخ ثم مؤخرها الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صلاۃ الجنائز، حمل المیت ج ۱ ص ۸۳۳. ط.س. ج۲ ص ۲۳۱) ظفیر

نامحرم عورت کا اٹھانا درست ہے

(سوال ۲۸۰۱) محرم عورت کا جنازہ مردوں کو اٹھانا کیسا ہے

(الجواب) عورت کا جنازہ غیر محرم مردوں کو اٹھانا درست ہے اور ثواب ہے۔

جنازہ کے ساتھ جائے نماز لے جانا بے اصل ہے

(سوال ۲۸۰۲) جنازہ کے ساتھ جاء نماز لے جانا کیسا ہے۔

(الجواب) جائے نماز کفن میں داخل نہیں ہے۔ یہ بے اصل ہے اور اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مسلمان کا ہندو میت کے ساتھ جانا اور کفن دفن میں شریک ہونا مباح ہے

(سوال ۲۸۰۳) مسلمان کو ہندو کے جنازہ کے ساتھ جانا اور اس کا کفن دفن کرنا جائز ہے یا نہیں اور ہندو کو مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه الکافر الا صلی الخ عند الاحتیاج فلوله قریب فالا ولی ترکه لهم الخ(۱) اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قریب رشتہ دار کافر کو عند الضرورت کفن دفن کر سکتا ہے اور شریک جنازہ ہو سکتا ہے لیکن بلا ضرورت اچھا نہیں ہے۔ پس جب قریب رشتہ دار کافر کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ بلا ضرورت اس کے دفن و کفن کا متکفل اچھا نہیں تو غیر قریب میں بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہے اور آگے جو کچھ ان کے مذہبی رسوم ادا کرنے کی بابت سوال میں لکھا ہے اس کی حرمت میں کچھ تامل اور کلام نہیں۔ اور اگر کوئی ہندو کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جاوے ملاقات وغیرہ کی وجہ سے تو اس کو روکا نہ جاوے کہ اخلاق اہل اسلام سے یہ بعید ہے۔ فقط۔

قرآن شریف جنازہ کے ساتھ لے جانا خلاف سنت ہے

(سوال ۲۸۰٤) میت کے ہمراہ قرآن شریف اس کی چارپائی پر رکھ کر قبرستان تک لے جاتے ہیں یہ کیسا ہے۔

(الجواب) یہ طریق خلاف سنت ہے اور ناجائز ہے، اس کو بالکل ترک کیا جائے۔(۲) فقط۔

جنازہ پر شوخ رنگ کی چادر ڈالنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۰۵/۱) جنازہ پر سرخ زرد وغیرہ شوخ رنگ کی چادر ڈالنا کیسا ہے؟

جنازہ کیلئے بھاری پلنگ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۰٦/۲) جنازہ کے لئے بھاری پلنگ رکھنا جس کو ہر شخص نہ اٹھا سکے جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) یہ مکروہ ہے۔(۳)

(۲) جواز میں تو کچھ کلام نہیں ہے مگر ہلکی چارپائی رکھنا بہتر ہے جس کو سب اٹھا سکیں اور کندھا دے سکیں۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز جلد اول قبیل مطلب فی حمل المیت ص ۸۳۲. ط.س. ج۲ ص ۲۳۰. ۱۲ ظفیر. (۲) کتاب و سنت میں کہیں اس کا ثبوت نہیں ہے، اور نہ فقہاء نے لکھا ہے بلکہ جو طریقہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے منقول ہے، اس کے خلاف ہے واللہ اعلم ظفیر

(۳) یستحب فیه البیاض الخ ویکره للرجل المزعفر والمعصفر والحریر ولا یکره للنساء اعتبار ابحال الحیاة (غنیة المستملی ص ۳۸ فی تکفینه) یہ کفن کا حکم ہے جس طرح زندگی میں بعض مخصوص رنگین کپڑے مرد کے لئے ۔۔۔ ہیں اسی طرح مرنے کے بعد بھی مکروہ ہوا ۱۲ ظفیر۔

جنازہ کے ساتھ نعت، درود یا قرآن آواز کے ساتھ پڑھنا ثابت نہیں

(سوال ۲۸۰۷) جنازہ کے ساتھ ساتھ کلمہ توحید یا قرآن شریف یا درود شریف یا نعت وغیرہ بلند آواز سے پڑھنا شرعاً ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت نہیں تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ طریقہ سلف صالحین صحابہؓ و تابعینؒ وائمہ مجتہدینؒ سے ثابت نہیں ہے لہذا بدعت و مکروہ ہے اور تصریحات و قواعد فقہیہ سے اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے لہذا ترک کرنا اس کا لازم ہے۔(۱) فقط۔

میت کا بانس کی ارتھی پر لیجانا درست نہیں

(سوال ۲۸۰۸) جنازہ کو تابوت میں لے جانا یا چارپائی پر لے جانا آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اس کا رواج تھا نہیں یہاں کے لوگ بانس کی سیڑھی تیار کر کے اس پر میت کو مثل ہنود کے لے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ میت کو قبرستان لے جانے کا درست ہے یا نہیں

(الجواب) مثل ہندوؤں کے جنازہ مسلمان کو بانسوں کی ارتھی پر لے جانا درست نہیں ہے۔ مسلمان کے جنازہ کو عزت و احترام کے ساتھ لے جانا چاہئے اور میت کو سر پر لے جانے کا رواج آنحضرت ﷺ سے اب تک ہے اور جنازہ اسی تخت یا چارپائی کو کہتے ہیں جس پر میت ہو قال الا زهری لا يسمى جنازة حتى يشد الميت عليه مكفناً الخ ردالمحتار۔(۲) فقط۔

عورت کے دفن و کفن کا خرچ کس کے ذمہ ہے

(سوال ۲۸۰۹) کفن دفن متوفیہ کا خرچ کس کے ذمہ ہے

(الجواب) اس صورت میں کفن دفن کا خرچ بذمہ شوہر ہے قال في الدر المختار واختلف في الزوج والفتوىٰ على وجوب كفنها عليه عند الثاني وان تركت مالاً خانيه ورجحه في البحر الخ وذكر في شرح المنية عن شرح السرجيه لمصنفها ان قول ابي حنيفه كقول ابي يوسف(۳) رحمة الله عليه۔ فقط۔

مشرق کی طرف جنازہ لے جانے پیر کا قبلہ کی طرف ہونا درست ہے

(سوال ۲۸۱۰) اگر جنازہ مشرق کی طرف لے جاویں تو سر میت کا قبلہ کی طرف کریں یا مشرق کی۔ اگر سر مشرق کی طرف کریں تو قبلہ کی جانب پاؤں میت کے ہوتے ہیں۔

(الجواب) میت کا سر آگے ہی کرنا چاہئے اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ پیر میت کے قبلہ کی طرف ہوں۔(۴) فقط۔

---

(۱) قال النبي صلى الله عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد متفق عليه (مشكوٰة باب الاعتصام ص ۲۷)

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۹۵ .ط.س. ج۲ ص۱۸۹ ۱۲ ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۱۰ وعبارتها اذا ماتت المراء ة ولا مال لها قال ابو يوسف يجبر الزوج على كفنها الخ وقال محمد لا يجبر الزوج والصحيح الاول ا ه (ردالمحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۸۱۰ .ط.س. ج۲ ص۲۰۶) ظفير.

(۴) في حالة المشي بالجنازة يقدم الراس كذا في المضمرات (عالمگيرى مصرى في حمل الجنازة ج۱ ص ۱۵۲ .ط.ماجديه ج۱ ص۱۶۲) ظفير.

فصل خامس

نماز جنازہ

نماز جنازہ کے بعد بیٹھنے کا غلط رواج

(سوال ۲۸۱۱) نماز جنازہ کے بعد اکثر سلام پھیر کر بیٹھ جاتے ہیں اور الحمد و درود شریف وغیرہ پڑھ کر جناب رسول اللہ ﷺ اور اصحاب اربعہؓ کی ارواح پاک کو بخش کر حاضر میت کی ارواح کو بخشتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جنازہ کی نماز کے بعد اور کوئی دعا مشروع نہیں ہے، پس یہ فعل بعد نماز جنازہ کے نہ کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

طاعون کی وجہ سے کوئی بھاگ جائے اور وہ وہاں مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

(سوال ۲۸۱۲) بے نمازی یا جو لوگ طاعون سے بھاگ جاتے ہیں اگر وہ دوسری جگہ جا کر مر جاویں تو ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے یا نہ؟

(الجواب) نماز جنازہ ان کی پڑھنی چاہئے۔(۲)

نماز کا تارک کافر نہیں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

(سوال ۲۸۱۳) عمر نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کر کے نماز کی پابندی کی تاکید کی سب نے اپنی غفلت اور سستی پر نادم ہو کر نماز پڑھنے کا وعدہ کیا، لیکن زید نے کہا کہ میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں تم کو کیا، مجھ کو اتنی مہلت اور فرصت بوجہ ملازمت کے نہیں ملتی کہ نماز پڑھوں الخ زید کی اس گفتگو سے امر شرعی کی توہین لازم آتی ہے یا نہ؟ اگر زید قبل توبہ مر جائے تو نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہ؟ شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ جو مسلمان باوجود فرض جاننے نماز کے سستی سے نماز پڑھی اور اسے کوئی نماز کے لئے بلائے اور وہ پھر بھی نماز نہ پڑھے، تو ایسا شخص کافر ہے اس کو تین دن کی مہلت توبہ کے لئے دی جائے۔ اگر توبہ نہ کرے تو تلوار سے قتل کیا جائے اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے۔ یہ صحیح ہے یا نہ؟

(الجواب) حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ حنبلی مذہب کے ہیں یعنی امام احمد ابن حنبلؒ کے مذہب کے پیرو ہیں، ان کا مذہب یہی ہے جو انہوں نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ و دیگر ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ تارک نماز فاسق ہے اور واجب التعزیر ہے کافر نہیں ہے، لہٰذا اس کے جنازے کی نماز پڑھی جاوے لقوله علیه الصلوٰة والسلام صلوا علی کل برو فاجر الحدیث ۔ پس زید اس صورت میں فاسق ہے اس کو چاہئے کہ توبہ

---

(۱) ولا يدعو للميت بعد صلاة الجنازة لا نه يشبه الزيادة في صلاة الجنازة (مرقاة المفاتيح ج ۲ ص ۳۲۹) ظفير.
(۲) هي فرض على كل مسلم (در مختار. ط.س. ج ۲ ص ۲۱۰) ظفير.

کرے اور نماز شروع کرے اور جنازہ کی نماز کا حکم اوپر مذکور ہوا کہ پڑھنی چاہئے۔ البتہ اگر زجراً ایسے لوگ شریک نہ ہوں جو مقتدا ہیں اور دوسرے لوگ نماز پڑھ لیں تو تنہا ایسا کرنا درست ہے۔ فقط۔

بچہ زندہ پیدا ہوا مگر پھر مر گیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۱٤) ایک شخص کے گھر میں لڑکا زندہ پیدا ہوا۔ جو ۳-۴ گھنٹہ بعد فوت ہو گیا، انہوں نے اس کو بلا ادائے نماز جنازہ دفن کر دیا غسل بھی نہیں دیا۔ اس صورت میں نماز جنازہ کا کیا حکم ہے اور ان لوگوں کے لئے کیا جرم اور کیا سزا ہے۔

(الجواب) جو بچہ زندہ پیدا ہوا اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے،(۱) بدون نماز کے دفن کر دینے سے وہ لوگ جن کو اطلاع ہوئی گنہگار ہوئے اور حکم ایسے جنازہ کی نماز کا جو بلا نماز کے دفن کر دیا گیا یہ ہے کہ اس کی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک کہ گمان اس کے پھٹنے اور گلنے کا نہ ہو اس کی تحدید بعض علماء نے تین دن فرمائی ہے اور صحیح یہ ہے کہ کچھ مدت مقرر نہیں ہے۔ جب تک کہ پھٹنے کا گمان نہ ہو اس وقت تک نماز پڑھنا فرض ہے۔(۲) پس اب جب کہ وہ مدت بھی گذر گئی تو ان لوگوں پر گناہ رہا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ اور استغفار کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں بس یہی کافی ہے اس سے زیادہ کچھ تشدد ان لوگوں پر نہ کیا جاوے، کیونکہ بوجہ جہل کے ایسا ہوا۔ فقط۔

جب میت بلا غسل وبلا نماز دفن کر دیا تو کیا اس کی قبر پر نماز جنازہ درست ہے

(سوال ۲۸۱۵) میت را بلا غسل وبلا اداء نماز جنازہ دفن کردند، آیا بغیر از غسل بر قبر وی نماز جنازہ خواندن جائز است یا نہ؟

(الجواب) بروایت ابن سماعہ تا سہ روز یا تا عدم ظن تفسخ میت بر قبر او نماز ادا کردہ شود بعد ازاں ساقط می شود فی الدر المختار اوبها بلا غسل فی الشامی هذا روایة ابن سماعه والصحیح انه لا یصلی علی قبره فی هذه الحالة الخ ثم قال وقال الكرخی یصلی وهو الا ستحسان(۳) فقط۔

خود کشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

(سوال ۲۸۱٦) جو شخص خود کشی کرے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے یا نہیں۔

(الجواب) اس میں اختلاف ہے اور پڑھنے پر بھی فتویٰ ہے کما فی الدر المختار من قتل نفسه ولو عمدا یغسل ویصلی علیه به یفتی۔(۴) فقط۔

---

(۱) ومن ولد فمات یغسل ویصلی علیه الخ ان استهل ای وجد منه ما یدل علی حیاته بعد خروج اکثره (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۸۲۸. ط.س. ج ۲ ص ۲۲۷) ظفیر۔

(۲) وان دفن واهیل علیه التراب بغیر صلاة اوبها بلا غسل الخ صلی علی قبره استحسانا مالم یغلب علی الظن تفسخه من غیر تقدیر هو الا صح (درمختار) لانه یختلف باختلاف الاوقات جراو برد اوا لمیت سمنا وهز الا وامکنة بحر وقیل یقدر بثلاثة ایام وقیل عشرة وقیل شهر (ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۸۲٦. ط.س. ج ۲ ص ۲۲٤) ظفیر۔

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦ و ج ۱ ص ۸۲۷. ط.س. ج ۲ ص ۲۲٤ ۱۲ ظفیر۔

(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۵. ط.س. ج ۲ ص ۲۱۱. ۱۲ ظفیر۔

جنازہ کی صفوں میں سجدہ کی جگہ چھوڑنا بے اصل ہے

(سوال ۲۸۱۷) مشہور ہے کہ جنازہ کی نماز میں صف بندی کرتے وقت صفوں کے درمیان ایک سجدہ کی جگہ چھوڑنی چاہئے اس کی کیا اصل ہے۔

(الجواب) اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور کچھ ضرورت نہیں ہے۔(۱) فقط۔

عورت جنازہ کی نماز پڑھا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۱۸) عورت جنازہ کی نماز پڑھا سکتی ہے یا نہ۔

(الجواب) یہ تو ظاہر ہے کہ عورت مردوں کی امام نہیں ہو سکتی، لیکن جنازہ کی نماز کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر عورت مردوں کی امام جنازہ کی نماز میں ہوئی تو اگرچہ امامت اس کی صحیح نہیں ہوئی اور مردوں کی نماز اس کے پیچھے نہیں ہوئی مکروہ ہے لیکن چونکہ خود اس کی نماز ہو گئی ہے اس لئے فرضیت ساقط ہو گئی کیونکہ جنازہ کی نماز اگر صرف ایک عورت بھی پڑھ لے تو فرض کفایہ ادا ہو جاتا ہے لسقوط فرضها الخ درمختار بواحد کما لو امت امرأة الخ ای امت رجلاً فان صلاتها تصح وان لم یصح الا قتداء بها ۔(۲) فقط۔

کیا دوبارہ نماز جنازہ درست ہے

(سوال ۲۸۱۹) نماز جنازہ دوبارہ پڑھنے کے واسطے کیا حکم ہے اور مردہ کا منہ وقت دفن دکھانا کیسا ہے؟

(الجواب) جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنی درست نہیں اور اس میں کچھ تفصیل ہے جو کتب فقہ میں مذکور ہے کہ اگر پہلے ولی نے نماز نہیں پڑھی اور نہ اس کی اجازت سے نماز پڑھی گئی بلکہ ایسے لوگوں نے نماز پڑھی کہ جن کو حق تقدم نہیں تھا تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر ولی اول نماز پڑھ لے تو پھر دوسروں کو اجازت نہیں کہ مکرر نماز پڑھیں۔ درمختار میں ہے وان صلی هو ای الولی بحق بان لم یحضر من یقدم علیه لا یصلی غیره بعده الخ وفیه ایضاً لان تکرارها غیر مشروع۔(۳) الخ اور منہ دیکھنا میت کا درست ہے لیکن کفن میں ڈھکنے کے بعد کھولنا چہرہ کا اچھا نہیں ہے۔

حرام کار کی نماز جنازہ

(سوال ۲۸۲۰) زید نے ہندہ سے نکاح کیا بعد میں زید نے ہندہ کی بہن حقیقی حفیظن سے بھی نکاح کر لیا۔ دونوں بہنیں زید کے نکاح میں ہیں، زید حفیظن کو الگ نہیں کرتا، اب مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اور اگر زید مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) زید کا نکاح حفیظن سے نہیں ہوا۔(۴) زید کو چاہئے کہ حفیظن کو علیحدہ کر دے اور توبہ کرے ورنہ سخت عاصی و فاسق رہے گا اور مسلمانوں کو اس سے متارکت لازم ہے کھانا پینا اس کے ساتھ چھوڑ دیں اور برادری سے علیحدہ کر دیں۔ البتہ جس وقت توبہ کر لے اور حفیظن کو چھوڑ دے اس وقت اس سے ملیں جلیں اور اگر زید اس حالت

(۱) جب اس میں سجدہ نہیں ہے تو پھر جگہ چھوڑنے کا حاصل کیا ہوگا ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۲. ط.س. ج۲ص۲۰۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۲۱. ط.س. ج۲ص۲۲۳. ۱۲ ظفیر.
(٤) حرمت علیکم امهاتکم الخ وان تجمعوا بین الا ختین (النساء)

مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔ یعنی ہر ایک نیک وبد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ فقط۔

نماز جنازہ کے لئے وصیت اور اس کا حکم

(سوال ۲۸۲۱) ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز فلاں شخص پڑھاوے، کسی وجہ سے وہ شخص نماز نہ پڑھاسکا بلکہ دوسری شخص نے نماز پڑھائی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) نماز درست ہو گئی اور فرض ادا ہو گیا۔(۱) فقط۔

قادیانی کی نماز جنازہ درست نہیں

(سوال ۲۸۲۲) ایک شخص قادیانی ہو گیا اس کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھی جاوے یا نہیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے یا نہیں۔

(الجواب) وہ کافر و مرتد ہے اگر مرے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں، اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کریں۔(۲) فقط۔

بعد نماز جنازہ پھر گھر میں لا کر دعا کرنا بدعت ہے

(سوال ۲۸۲۳) نماز جنازہ کے بعد میت کو گھر میں لا کر دعا مانگتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ میت کے جنازہ کی نماز ہو گئی تو پھر گھر آکر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا نہ چاہئے کہ یہ بدعت ہے۔ فقط۔

نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہیں مگر پانچ کہنے والا کافر نہیں

(سوال ۲۸۲٤) ایک شخص سنی نماز جنازہ میں پانچ تکبیرات پڑھتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں۔

(الجواب) پانچ تکبیرات کا کہنا نماز جنازہ میں عند الحنفیہ مشروع نہیں ہے، نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں اور جس روایت میں پانچ تکبیر وارد ہوئی ہیں وہ منسوخ ہے لیکن اس وجہ سے تکفیر مسلمان کی نہ کی جاوے۔(۳) البتہ روافض سبی کو بعض فقہاء نے کافر کہا ہے۔ وتفصیلہ فی کتب الفقہ۔ فقط۔

نماز جنازہ جوتے میں نہ پڑھی جائے

(سوال ۲۸۲۵) نماز جنازہ جوتے سے جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) وفی الکبری المیت اذا اوصی بان یصلی علیه فلان فالوصیة باطلة وعلیه الفتوی عالمگیری مصری ج۱ ص۱۵۳

(۲) اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب (در مختار) ای لا یغسل ولا یکفن (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۳. ط.س. ج۲ ص ۲۳۰) ظفیر.

(۳) وهی اربع تکبیرات الخ یرفع یدیه فی الا ولیٰ فقط الخ ویثنی بعدها الخ ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم کما فی التشهد بعد الثانیة الخ وید عو بعد الثالثة الخ ویسلم بلادعاء بعد الرابعة الخ ولو کبرا مامه خمسا لم یتبع لا نه منسوخ (در مختار) لان الا ثار اختلف فی فعل رسول الله فروی الخمس والسبع والتسع واکثر من ذلك الا ان اخر فعله علیه الصلوٰة والسلام کان اربع تکبیرات فکان ناسخالما قبله عن الامداد وفی الزیلعی انه صلی الله علیه وسلم حین صلی علی النجاشی کبرا ربع تکبیرات وثبت علیها الی ان توفی فنسخت ما قبلها (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷ و ج ۱ ۸۱۸. ط.س. ج۲ ص ۲۱۲) ظفیر.

(الجواب) جوتوں کا چونکہ اعتبار نہیں ہوتا اس وجہ سے جوتہ پہن کر یا جوتہ پر پیر رکھ کر نماز جنازہ نہ پڑھے۔(۱)

ولد الزنا کے کان میں اذان اور اس کی نماز جنازہ کا حکم

(سوال ۲۸۲۶) ولد الزنا کے کان میں اذان دینا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔

(الجواب) کان میں اذان کہنا مستحب ہے۔(۲) اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلو علی کل بر و فاجر الحدیث۔(۳) پس ولد الزنا کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہئے۔ کذا فی کتب الفقہ۔(۴) فقط۔

نماز جنازہ سے کسی کو روکا نہ جائے

(سوال ۲۸۲۷) ایک شخص ایک عورت منکوحہ کو چرا کر لے گیا، پھر اس عورت سے ایک فرزند پیدا ہوا چند ماہ کے بعد فوت ہو گیا اور وہ شخص جنازہ میں شریک ہو گیا امام کو لازم ہے کہ اس کو نماز جنازہ سے روک دے یا نہیں۔

(الجواب) نماز جنازہ سے منع نہ کرے کہ یہ فرض کفایہ ہے اور ادائے فرض سے روکنا کسی مسلمان کو اگرچہ وہ فاسق ہو جائز نہیں ہے۔(۵) فقط۔

رنڈیوں کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے

(سوال ۲۸۲۸) نماز جنازہ رنڈیوں اور میراثیوں کی جائز ہے یا نہیں اور ضروری ہے یا غیر ضروری۔

(الجواب) نماز جنازہ ان لوگوں کی بھی ضروری ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر۔ الحدیث(۶) فقط۔

جس نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو اس کی بھی نماز جنازہ ضروری ہے

(سوال ۲۸۲۹) جس شخص کو لوگوں نے کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا ہو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز بلکہ ضروری ہے۔(۷)

بے نمازی مردے کو گھسیٹنے کی بات غلط مشہور ہے

(سوال ۲۸۳۰) یہ بات مشہور ہے کہ جس شخص کو اس کی مدت العمر میں لوگوں نے کبھی نماز نہ پڑھتے دیکھا ہو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جاوے اور چالیس قدم تک گھسیٹ کر جب نماز پڑھی جاوے در حقیقت یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ قول غلط مشہور ہے۔ نماز جنازہ ہر ایک نیک و بد کی پڑھنی چاہئے، اور گھسیٹنا درست نہیں اس کے لئے

---

(۱) ثم الشرط الخ شرعا ما يتوقف عليه الشئى ولا يد خل فيه هى ستة طهارة بدنه الخ ومكانه اى موضع قدميه او احدهما ان رفع الا خرى وموضع سجود اتفاق فى الا صح (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفير. (۲) لا يسن لغيرها (در مختار) اى من الصلوات والا فيندب للمولود (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵) ظفير. (۳) شرح فقه اكبر للملا على قارى ص ۱۲۹۱ ظفير.

(۴) وهى فرض على كل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع الطريق الخ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۱۰) ظفير. (۵) والصلاة عليه فرض كفاية بالا جماع (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱. ط.س. ج ۲ ص ۲۰۷) ظفير. (۶،۷) والصلوٰة واجبة على كل مسلم برا كان او فاجر اوان عمل الكبائر رواه ابوداؤد (مشكوٰة باب الا مامة ص ۱۰۰) ظفير.

استغفار کرنا چاہئے ذلیل نہ کرنا چاہئے کہ آخر کلمہ گو مسلمان ہے فقط۔

مسجد جماعت میں نماز جنازہ مکروہ ہے

(سوال ۲۸۳۱) حنفیوں کے نزدیک ان مساجد میں کہ جن میں فرائض باجماعت ہوتے ہیں جنازہ کی نماز، جنازہ مسجد میں رکھ کر جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)قال فی الدر المختار و کرهت تحریماً وقیل تنزیهاً فی مسجد جماعةٍ هو ای المیت فیه وحده او مع القوم واختلف فی الخارجة عن ا لمسجد وحده اومع بعض القوم والمختار الکراهة مطلقاً خلاصه بناءً علی ان المسجد انما بنی للمکتوبة وتو ابعها الخ وهو الموافق لا طلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاة له قال فی ردالمحتار قوله فلا صلاة له هذه روایة ابن ابی شیبة وروایة احمد و ابی داؤد. فلا شئی له وابن ماجه فلیس له شئی وروی فلا اجر له وقال عبدالبر هی خطاء فاحش و الصحیح فلا شئی له (۱)الخ وفیه قبیله من صلی علی میت فی مسجد یقیتضی کون المصلی فی المسجد سواء کان المیت فیه اولا فیکره ذلك اخذاً منه منطوق الحدیث ویؤیده ماذکر ه العلامة قاسم فی رسالة من انه روی ان النبی صلی الله علیه وسلم لم نعی النجاشی الی اصحابه خرج فصلی علیه فی المصلی قال ولو جازت فی المسجد لم یکن للخروج معناً اه مع ان المیت کان خارج المسجد شامی ج ۱ ص ۵۹٤. باب صلوٰة الجنائز۔ ان روایات سے واضح ہے کہ عند الحنفیہ مسجد جماعت میں نماز جنازہ مکروہ ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔(۲) فقط۔

حضرت سعدؓ کا واقعہ اور اس کا جواب

(سوال ۲۸۳۲) مسلم شریف کی حدیث ذیل ہم حنفیوں کے لئے قابل حجت اور واجب العمل ہو سکتی ہے یا نہیں عن ابی سلمة بن عبدالرحمن ان عائشةلما توفی سعد بن ابی وقاص قالت ادخلوا به المسجد الخ۔

(الجواب) نہیں ہو سکتی، وہ مؤل ہے اور مبنی علی العذر ہے علاوہ بریں دیگر حضرات نے اس پر انکار فرمایا ہے۔(۳)

لاعلمی کی وجہ سے اگر بچہ پر نماز جنازہ ترک کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۳۳) ایک شخص کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی اور زندہ رہ کر مر گئی لاعلمی کی وجہ سے بلا نماز جنازہ دفن کی

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۲۷ و ج ۱ ص ۸۲۸ .ط.س.ج۲ص ۲۲٤ ...... ۱۲۲۲٦ ظفیر۔

(۲)ایضاً ج ۱ ص ۸۲۸ .ط.س. ج۲ص۲۲٦.

(۳)ویظهر ان الا ولی کونها تنزیها اذا الحدیث لیس هونصا غیر مصروف ولا قرن النعل بوعید (حاشیه مشکوٰة ص ۱٤۵) اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی کو ترجیح ہے، واللہ اعلم ظفیر۔

(٤)پوری حدیث اس طرح ہے قالت ادخلوابه المسجد حتی اصلے علیه فانکرذالك علیها فقالت والله لقد صلی الله علیه وسلم علی النبی ابنی بیضاء فی المسجد سهیل واخیه رواه مسلم (مشکوٰة باب المثی بالجنازة والصلوٰة علیها ص ۱٤۵) وردته عائشة رضی الله تعالیٰ عنه یجوز ان یکون ذالك بضرورةدعت الیه، وقدیروی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان معتکفا لهذا صلی فی المسجد وایضا قالوا ان مصلی المسجد کان مکانا متصل المسجد فیحتمل ان روایة الصلوٰة فی المسجد با عتبار کونه قریبا من المسجد. اللمعات (حاشیه مشکوٰة ص ۱٤۵)ظفیر۔

گئی۔ چوتھے پانچویں روز علم ہونے پر جنازہ پڑھا گیا۔ بستی کے لوگوں نے عداوت سے اس کو علیٰحدہ کر دیا اور اسے تنگ کرتے ہیں، اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) در مختار میں ہے کہ جو بچہ زندہ پیدا ہو، اور بعد میں مرے اس کو غسل دے کر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے،(۱) اور یہ بھی در مختار میں ہے کہ اگر بغیر نماز کے مردہ کو دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر پر نماز جنازہ اس وقت تک پڑھنی چاہئے کہ میت کے پھٹنے اور گلنے کا گمان نہ ہو۔ اور اس کا اندازہ ہر ایک زمین کی حالت پر ہو سکتا ہے، اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ تین دن تک اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں اور بعض نے کہا دس دن تک۔(۲) بہر حال یہ جو کچھ کہا گیا کہ اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے یہ حکم شرعی ہے اس کی وجہ سے نماز پڑھنے والوں کو مطعون کرنا اور تنگ کرنا اور ان سے مقاطعت اور متارکت کرنا حرام اور ناجائز ہے اور ایسا کرنے والے عاصی و فاسق ہیں۔ فقط۔

جمعہ کے دن نماز جنازہ سنت کے پہلے

(سوال ۲۸۳۴) چھاؤنی انبالہ کی جامع مسجد میں جب کوئی جنازہ آجاتا ہے جمعہ کے روز تو اس کی نماز جمعہ کے فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھ لیتے ہیں اور جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ صورت کہ جنازہ باہر مسجد سے رہے اور نمازی مسجد میں اس کو بعض فقہاء نے جائز فرمایا ہے۔ لیکن اصح یہ ہے کہ یہ صورت بھی مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ باقی یہ کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد نماز جنازہ پڑھیں اور سنت جمعہ کی بعد نماز جنازہ کے پڑھیں یہ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

جو شخص نماز و روزہ سے روکے اور حج و تلاوت سے منع کرے اس کی نماز جنازہ پڑھنی درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۳۵) زید مدعی ہے کہ وہ اپنے کامل صوفی و عارف ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے اور اپنے مریدوں کو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، تلاوت قرآن مجید وغیرہ سے منع کرتا ہے۔ اپنے طالب کو کہتا ہے کہ مرشد کو سجدہ تعظیمی کرے اور مستورات کو بے پردگی کی ہدایت کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مومنین کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید کا دعویٰ مخالف ہے نصوص قطعیہ صریحہ کے اور اس کے کلمات سے انکار شریعت ظاہر ہے۔ اور ان کا نماز و روزہ و زکوٰۃ وغیرہ قطعیات سے خود کفر ہے۔(۳) اور تجویز سجدہ لغیر اللہ کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

---

(۱) ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه ان استهل اى وجد منه ما يد ل على حياته بعد خروج اكثره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۸ و ص ۸۲۹. ط.س. ج۲ ص ۲۲۷) ظفير.

(۲) حوالہ کئی جگہ گذر چکا ۱۲ ظفیر۔

(۳) وكرهت تحريما وقيل تنزيها في مسجد جماعة هو اى الميت فيه وحده او مع القوم واختلف فى الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم و المختار الكراهة مطلقا الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب صلاة الجنائز مطلب فى كراهة صلاة الجنازه فى المسجد ج ۱ ص ۸۲۷. ط.س. ج۲ ص ۲۲٤...... ۲۲۵) ظفير.

(٤) من قال لا اصلى جحودا او استخفا فا او على انه لم يؤمر اوليس بواجب فلا شك انه كفر فى الكل . (شرح فقه اكبر ص ۲۰۹) ظفير.

لا تسجدو اللشمس و لا للقمر و اسجدوا لله الذی خلقهن۔(۱) الآیۃ۔ پس زید جو کہ قائل ہے کلمات کفریہ کا اور معتقد ہے اعتقادات کفریہ محدثہ و محرمہ کا وہ عارف و صوفی نہیں ہے بلکہ ملحد و مضل ہے اور مصداق حدیث اتخذوا رؤساً جھا لاً فضلوا و اضلوا(۲) کا ہے۔ پس اس کو پیر بنانا اور اس سے بیعت ہونا حرام ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

اور اگر شخص مذکور اسی اعتقاد پر مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور اہل اسلام کے قبرستان میں دفن نہ کریں۔ فقط۔

رضاعی بہن سے نکاح کرنا کرانا کفر نہیں اس کی نماز جنازہ درست ہے

(سوال ۲۸۳۶) ایک مسلمان فوت ہوا بعض اشخاص نے اس کو کافر کہہ کر نماز جنازہ ترک کر دی اور جنہوں نے پڑھی ان کو ملامت کی اور کافر کہا اس وجہ سے کہ متوفی کا میلں جول اپنے بیٹے سے تھا اور بیٹا کافر تھا اس لئے کہ اس کے بیٹے نے جس عورت سے نکاح کیا اس نے اس کی والدہ کا دودھ پیا تھا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں بیٹے پر حکم کفر کا نہ ہوگا اور باپ فوت شدہ پر بھی حکم کفر کا نہ ہوگا لہذا نماز جنازہ اس کی پڑھنی واجب و فرض ہے۔ لقوله علیه الصلوٰة والسلام صلوا علی کل برو فاجر الحدیث۔(۳) پس جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی انہوں نے موافق حکم شریعت کے عمل کیا اور جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی اور پڑھنے والوں کو ملامت کی وہ غلطی پر ہیں اور عاصی ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے۔ فقط۔

ہندو مسلم ایک جگہ جل کر مر جائیں تو کس طرح نماز جنازہ پڑھی جائے

(سوال ۲۸۳۷) چند اشخاص ہندو اور مسلمان آگ میں جل کر مر گئے اور کسی عضو سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ ہندو ہے یا مسلمان تو نماز جنازہ کیونکر پڑھی جاوے۔

(الجواب) مسلمان کی نیت سے نماز پڑھی جاوے۔ کذا فی الشامی۔(۴)

بان کی چارپائی پر جنازہ رکھ کر نماز جنازہ جائز ہے

(سوال ۲۸۳۸) بان سے بنی ہوئی چارپائی جس پر نماز جائز نہیں ہے اس پر میت کو رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہ۔ اگر نجس ہو تو کپڑا پاک اس پر ڈال دینا کافی ہے یا نہیں۔

(الجواب) چارپائی بان سے بنی ہوئی پر نماز بھی جائز ہے اور جنازہ اس پر رکھا ہوا ہو تو اس کو آگے رکھ کر نماز جنازہ صحیح ہے، اگر نجس ہو تو پاک کپڑا بچھا کر مردے کو رکھا جاوے۔

---

(۱) حم السجدہ ۰ . ۱۹ . ظفیر . (۲) حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں حتی اذا لم یبق علیما اتخذ الناس رؤسا جھا لا فسئلو ا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلو متفق علیه (مشکوٰة کتاب العلم فصل اول ص ۳۳) ظفیر . (۳) شرح فقه اکبر ص ۹۱ ۱۲ ظفیر (۴) اختلط موتانا بکفا روالا علامة اعتبر الا کثر فان استروا غسلوا واختلف فی الصلوٰة علیهم ومحل وقتهم کدفن ذمیة حبلی من مسلم قالو والاحوط دفنها علی حدة (در مختار) اختلف فی الصلوٰة علیهم قال فی الحلیة فان کان بالمسلمین علامة فلا اشکال فی اجراء احکام المسلمین علیهم والا فلو المسلمون اکثر صلی علیهم دینوی بالدعاء المسلمین الخ (ردالمحتار باب الجنائز ج۱ ص ۸۰۵ . ط.س. ج۲ ص ۲۰۰ ..... ۲۰۱) ظفیر .

ایسے جنازہ پر نماز نہیں پڑھی گئی جس کے اسلام میں شبہ تھا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۳۹) ایک بھنگن مسلمان ہوئی، عرصہ کے بعد پھر وہ اپنے اصلی مذہب میں چلی گئی، پھر مسلمان ہوئی علیٰ ہذا تین مرتبہ اس نے ایسا کیا، پھر مسلمان ہو کر بھی اس نے بجز شراب خوری وزنا کے اس نے کوئی کام موافق شریعت کے نہیں کیا بلکہ اپنے بھائی کی بیماری میں ایک بکرا ماتارانی پر چڑھایا اور سجدہ بھی اس کو کیا، وہ عورت چند یوم بیمار رہ کر مر گئی، اہل محلہ نے مجھ سے نماز جنازہ کے لئے کہا، میں نے انکار کر دیا اور نماز جنازہ نہیں پڑھی، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) حدیث شریف میں حکم ہے صلوا علی کل بر وفاجر (الحدیث) یعنی ہر ایک نیک وبد کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اس لئے اس نو مسلمہ عورت کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے تھی اگرچہ وہ فاسقہ فاجرہ ہو، پس اگر اس کے جنازہ کی نماز بعض مسلمانوں نے ادا کر لی تھی تو خیر، ورنہ سب گنہگار ہوئے۔ توبہ کریں۔ فقط

نماز جنازہ کی صفیں

(سوال ۲۸۴۰) ہمارے ملک میں یہ مسئلہ شائع ہے کہ جنازہ پڑھنے کے وقت مقتدی فاصلہ سے کھڑے ہوتے ہیں، کیا نماز جنازہ اور دوسری نمازوں میں فرق ہے۔

(الجواب) اس بارہ میں جنازہ کی نماز اور دوسری نمازوں میں کچھ فرق نہیں ہے صف متصل ہونی چاہئے درمیان میں فاصلہ چھوڑنا مکروہ ہے۔(۱) فقط۔

غیر مقلد کی نماز جنازہ میں شرکت درست ہے

(سوال ۲۸۴۱) ایک شخص عالم فاضل غیر مقلد مر جائے اور غیر مقلد ہی اس کے جنازہ کی نماز پڑھائے اور اس غیر مقلد کے پیچھے عالم حنفی اقتداء کرے باوجود یہ کہ قبل ازیں لوگوں کو ان کے میل جول سے منع کرتا رہا ہو تو اس حنفی پر کچھ مواخذہ ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) یہ فعل اس عالم حنفی کا کہ غیر مقلد امام کے پیچھے غیر مقلد متوفی کے جنازہ کی نماز ادا کی قابل مواخذہ نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل برو فاجرو صلوا علی کل برو فاجر. الحدیث(۲) حاصل اس کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر ایک نیک وبد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ پس غیر مقلد کافر تو نہیں ہیں جو اس قدر تشدد اس میں کیا جاتا ہے۔ بے شک یہ ضروری ہے کہ غیر مقلدوں کے فساد عقائد کی وجہ سے حتی الوسع ان کو امام نہ بنایا جائے لیکن اگر اتفاق ایسا ہو گیا کہ غیر مقلد امام ہے اور اس کے پیچھے نماز کسی نے پڑھ لی خصوصاً جنازہ کی نماز تو اس میں اس نماز پڑھنے والے حنفی پر طعن و تشنیع بیجا ہے اور ناجائز ہے اور اس کی تفسیق اور تضلیل ناروا ہے۔ فقط۔

---

(۱) وینبغی ان یامرهم بان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا مناکبهم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸) ظفیر.

(۲) شرح فقه اکبر ص ۱۲۹۱ ظفیر.

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا

(سوال ۲۸۴۲) نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں، جائز ہے تو کون سی تکبیر کے وقت۔

(الجواب) سورہ فاتحہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک نماز جنازہ میں پڑھنا درست نہیں ہے مگر بہ نیت دعا پڑھے تو درست ہے اور محل اس کا تکبیر اولیٰ کے بعد ہے۔(۱)

نماز عید کے وقت جنازہ آجائے تو کیا کرنا چاہئے

(سوال ۲۸۴۳) اگر نماز جنازہ اور عیدین کی نماز مجتمع ہو جائیں تو بعد نماز عید نماز جنازہ پڑھی جائے یا خطبہ۔

(الجواب) نماز جنازہ خطبہ سے پہلے پڑھنی چاہئے، اس سے فراغت کے بعد پھر خطبہ پڑھا جائے کیونکہ جنازہ کی نماز فرض ہے اور خطبہ عید سنت ہے۔ ظاہر ہے کہ فرض سنت سے مقدم ہوتا ہے۔ **قال الشامی فی تحت قول در المختار وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ وذلك بفرضیتها وسنیة الخطبة. شامی. جلد اول۔**(۲)

عید گاہ میں نماز مکروہ نہیں

(سوال ۲۸۴۴) عید گاہ میں نماز جنازہ مکروہ ہے یا نہ۔

(الجواب) کتب فقہ میں تصریح کی ہے کہ نماز جنازہ مسجد جماعت میں مکروہ ہے یعنی جس مسجد میں پانچویں وقت کی جماعت ہوتی ہو یا جمعہ اور پنجوقتی نماز باجماعت ہوتی ہو۔ چنانچہ در مختار میں ہے **وکرهت تحریماً وقیل تنزیهاً فی مسجد جماعة الخ۔**(۳) پس اس قید فی مسجد جماعۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ عید گاہ میں جماعت جنازہ جائز ہو۔ لیکن احوط یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کہ بانی عید گاہ نے اس کو جنازہ کی نماز کے لئے نہیں بنایا تو نماز جنازہ اس میں نہ پڑھنی چاہئے۔ البتہ جو مسجد نماز جنازہ کے لئے ہی مخصوص کی گئی ہو اس میں درست ہے۔ فقط

یہ کہنا کہ میری نماز جنازہ نہ پڑھنا کفر نہیں ہے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

(سوال ۲۸۴۵) ایک شخص فوت ہوا اس نے اپنی حیات میں یہ الفاظ کہے تھے کہ میرے جنازہ پر کوئی نماز نہ پڑھے ورنہ آخرت میں دامن گیر ہوں گا۔ اس پر بعض نے قسم کھائی تھی کہ ہم نماز نہ پڑھیں گے چنانچہ اکثروں نے نماز سے انکار کیا بایں خیال کہ یہ الفاظ کفر کے ہیں مگر احقر نے میت کے قول کو جہالت پر محمول کر کے نماز پڑھی اور قسم والوں کو کفارہ یمین بتادیا یہ درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے تھی یہ قول اس کا کفر نہ تھا۔ لہذا جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی یہ درست ہوا۔ اور اگر قسم کھانے والوں میں سے کسی نے نماز جنازہ اس کی پڑھی تو ان پر کفارہ یمین واجب ہونا آپ نے صحیح بتلایا۔ فقط

جس امام کے پیچھے وقتی نماز نہ پڑھے جنازہ میں اس کی امامت

(سوال ۲۸۴۶) اگر دو چار شخص کسی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھتے ہوں تو ان کی نماز جنازہ امام مذکور کے پیچھے

---

(۱) وعین الشافعی الفاتحة فی الاولی وعند نا تجوز بنية الدعاء وتكره بنية القراء ة لعدم ثبوتها فيها عنه عليه السلام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷). ط.س. ج۲ص۲۱۳...... ۱۲۲۱۴ ظفير.

(۲) ردالمحتار للشامی باب العيدين ج ۱ص ۷۷۵ .ط.س. ج۲ص۱۲۱۶۷ ظفير.

(۳) الدر المختار باب الجنائز مطلب صلاة الجنائزة فی المسجد ج ۱ص ۸۲۷ .ط.س. ج۲ص ۱۲۲۲٤ ظفير.

ہو جاتی ہے یا نہیں۔
(الجواب) اس کے پیچھے نماز جنازہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اس امام کے عیوب نقص شرعی کی وجہ سے اس کو امامت سے علیٰحدہ کر دیا ہے یعنی اس وجہ سے کہ وہ فاسق ہے تو اس کی امامت تمام نمازوں میں مکروہ ہے جنازہ کی نماز میں بھی مکروہ ہے۔(۱)

اگر کوئی نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ہو تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۸۴۷) اگر بستی میں کوئی میت ہو گئی اور نماز جنازہ پڑھانے والا کوئی نہ ہو یا اگر کوئی آدمی پڑھا ہوا بھی ہو مگر نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا تو کیا کرنا چاہئے۔
(الجواب) نماز میت کی ضرور ہونی چاہئے۔ کم سے کم ایک آدمی بھی نماز جنازہ پڑھ لے گا تو فرضیت ادا ہو جائے گی ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔(۲) فقط۔

عورت کی نماز جنازہ شوہر کے حکم سے ہو گی یا باپ کے

(سوال ۲۸۴۸) ایک عورت فوت ہوئی اس کا شوہر اور باپ دونوں موجود ہیں تو نماز جنازہ کے لئے کس کی اجازت معتبر ہو گی۔
(الجواب) اس صورت میں باپ کا حق ہے خود نماز جنازہ پڑھا دے یا کسی کو اجازت دے۔ در مختار میں ہے ثم الولی بترتیب عصوبة الا نکاح الخ وله الخ الاذن لغیره فیها لا نه حقه فیملك ابطاله الخ درمختار واقره الشامی۔(۳)

منکرات کی وجہ سے نماز جنازہ ترک نہ کی جائے۔

(سوال ۲۸۴۹) اگر کسی کے پیرو مرشد کے جنازہ کے آگے اہل ہنود باجہ بجادیں اور اہل خانہ کے منع کرنے کے باوجود وہ باز نہ آویں تو ایسی صورت میں عام مسلمانوں کو اور علماء کو اس جنازہ میں شرکت کرنی چاہئے یا نہیں۔
(الجواب) شامی میں منقول ہے کہ اتباع جنازہ منکرات کی وجہ سے نہ چھوڑا جاوے بلکہ منکرات سے منع کیا جاوے ولا تترك لما یحصل عندها من منکرات ومفا سد کا ختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلك لان القربات لا تترك لمثل ذلك بل علی الا نسان فعلها و انکار البداع بل واز التها ان امکن اه قلت ویو ید ذلك ما مرمن عدم ترك اتباع الجنازة وان کان معها نساء نائحات(۴) فقط۔

شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۲۸۵۰) زید نے نماز جنازہ پڑھائی پھر چند قدم چل کر معلوم ہوا کہ ذکر کے اوپر قطرہ پیشاب آگیا اور بعد دفن اس نے تنہا نماز قبر پر پڑھ لی تو وہ نماز ہو گئی یا نہیں۔
(الجواب) پہلی ہی نماز ہو گئی تھی، ایسے شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔(۵) اور دوبارہ قبر پر نماز جنازہ نہ پڑھنی چاہئے فقط۔

(۱) ویکره امامة عبدا لخ وفاسق (الدر المختار علي هامش ردالمحتار باب الامامة ج۱ ص ۵۲۳ .ط.س.ج۱ص۵۵۹)
(۲) والصلاة علیه الخ فرض کفایة بالا جماع (ایضا ج۱ ص ۸۱۱ .ط.س.ج۲ص۲۰۷) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۳۲ و ج۱ ص ۸۲۴ .ط.س.ج۲ص۲۲۰ ۱۲
(۴) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی زیارة القبور ج ۱ص ۸۴۳ .ط.س.ج۲ص۲۴۲ ۱۲ ظفیر.
(۵) وشك بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضو ج۱ ص ۱۴۰ .ط.س.ج۱ص۱۵۰) ظفیر.

رات میں نماز جنازہ

(سوال ۲۸۵۱) رات کو نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں

(الجواب) رات میں نماز جنازہ درست ہے۔(۱) فقط۔

مردہ کی ہڈیوں پر غسل و نماز نہیں

(سوال ۲۸۵۲) ایک شخص جنگل میں فوت ہوا، پانچ روز بعد مخبر معلوم ہوئی لیکن مردہ کا تمام جسم دستیاب نہیں ہوا صرف سر کی کچھ ہڈیاں ملی ہیں وہ بھی سرکار کے قبضہ میں ہیں۔ اس مردہ کی تجہیز و تکفین کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) اس صورت میں ان ہڈیوں کے غسل و کفن کی کوئی صورت نہیں، پس ان ہڈیوں کو جب کہ وہ سرکار سے مل جاویں ویسے ہی کسی جگہ دفن کر دیا جائے۔ درمختار میں ہے **وجد راس ادمی او احد شقیه لا یغسل ولا یصلی علیه بل یدفن الا ان یوجد اکثر من نصفه ولو بلا راس**۔(۲) الخ فقط۔

چارپائی پر رکھ کر نماز جنازہ

(سوال ۲۸۵۳) نماز جنازہ چارپائی پر جائز ہے یا نہ اور جو کہ فتاوی عبدالحی میں مذکور ہے کہ حضرت ﷺ کی نماز جنازہ سریر پر پڑھی گئی تھی آیا اس سریر سے یہی چارپائی مراد ہے یا تختہ مراد ہے۔ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے جنازہ میں چاریار کبار سب موجود تھے یا نہیں اور جنازہ کس نے پڑھایا تھا۔ چارپائی کا اس لئے لکھا گیا کہ علمائے کرام اس جگہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کے لئے میت کا زمین پر رکھنا شرط ہے جو کہ شامی وغیرہ کتب فقہ میں مذکور ہے یا سند تحریر فرماویں۔

(الجواب) جائز ہے۔ **کما ھو معمول فی السلف والخلف**۔(۳) فقط۔

مسجد میں نماز جنازہ اس طرح کہ نعش باہر ہو

(سوال ۲۸۵۴) ایک مسجد کے نمازی چاہتے ہیں کہ محراب کی جگہ ایک چھوٹا دروازہ بنایا جاوے اور اس میں کواڑ لگائے جائیں اور میت کو باہر محراب مسجد کے سامنے رکھا جاوے اور دروازہ کھولا جاوے۔ اس طریق سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) صحیح و مختار یہ ہے کہ اس سے کراہت مرتفع نہیں ہوتی۔ (کمافی الدرالمختار) **والمختار الکراھة مطلقاً الخ ای سواء کان المیت فیه او خارجه ھو ظاھر الروایة الخ شامی۔ وھو الموافق لا طلاق**.

---

(۱) وکرہ تحریما صلوٰۃ ولو علی جنازۃ الخ مع شروق واستواء وغروب (در مختار) قوله علی جنازة ای اذا حضرت فی ذالك الوقت. (ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص. ط.س. ج۱ ص ۳۷۰) ظفیر.

(۲) ایضاً ج ۱ ص ۸۰٤. ط.س. ج۲ ص ۳۷۰. ۱۲ ظفیر.

(۳) ووضعه و کونه ھو ا واکثره امام المصلی الخ فلا تصح علی غائب و محمول علی نحو دابة وموضوع خلفه (در مختار) علی نحو دابة ای المحمول علی ایدی الناس فلا تجوز الا من عذر الخ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص. ط.س. ج۲ ص ۲۰۸) اس سے معلوم ہوا کہ چارپائی پر جنازہ رکھ کر اگر نماز جنازہ پڑھی جائے تو جائز ہے اس لئے کہ یہ دابہ اور آدمی کی جیسی جاندار چیز نہیں ہے اور چارپائی پر ہونا حکماً زمین پر ہی ہونا ہے۔ آنحضرت ﷺ پر نماز جنازہ جس وقت پڑھی گئی تھی اس وقت آپ کا جسم مبارک جس سریر پر تھا اس سے کیا مراد ہے صراحتاً کچھ معلوم نہ ہو سکا۔
آپ کی نماز جنازہ کی امامت کسی نے نہیں کی تھی، انفراداً لوگوں نے پڑھی تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ طریقہ بتایا تھا ۱۲ ظفیر۔

حدیث ابی داؤد. من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ لہ۔(۱)فقط۔

نماز جنازہ کے بعد دعا مشروع نہیں

(سوال ۲۸۵۵)عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم المیت فاخلصوا لہ الدعاء (ابوداؤد و ابن ماجہ) عن واثلۃ بن الا سقع قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رجل من المسلمین فسمعتہ یقول اللّٰھم ان فلان بن فلان فی ذمتک وحبل جوارک فقہ من فتنۃ القبر وعذاب النار وانت اھل الوفاء والحق اللھم اغفرلہ وارحمہ انک انت الغفور الرحیم۔(ابوداؤد و ابن ماجہ) جنازہ کے بعد دعاء مشروع نہیں ہے یا ہے۔

(الجواب) نماز جنازہ کے بعد دعا مشروع نہیں ہے۔(۲)اور ان احادیث میں دعا سے مراد نماز جنازہ کی دعا ہے یعنی پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز جنازہ پڑھو تو اس کے اندر دعاء جنازہ اخلاص کے ساتھ، اسی طرح دوسری حدیث میں صاف یہ موجود ہے کہ دعا نماز جنازہ مراد ہے۔فقط۔

قبرستان کی مسجد میں نماز جنازہ

(سوال ۲۸۵۶) ہمارے قبرستان میں ایک مسجد ہے جس کی تین محرابیں اور دو منار ہیں، کرسی کسی قدر اونچی ہے، صحن پختہ ہے، چڑھنے کے لئے مشرق کی طرف زینہ ہے مگر چھت اور چھپر نہ ہونے کی وجہ سے طرف ثانی اسے چبوترہ کہتے ہیں جب سے وہ بنی ہے برابر اذان وجماعت اس میں ہوتی چلی آئی ہے اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ہم اس میں سن ۱۳۳۶ھ تک نماز جنازہ بھی ادا کرتے رہے آیا نماز جنازہ اس میں جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نزاع مذکور کے بارہ میں امر فیصلہ کن مختصراً یہ ہے کہ اگر چبوترہ مذکورہ جس میں محرابیں وغیرہ ہیں بغرض ادائے نماز پنجگانہ بجماعت بنالیا گیا ہے اور اسی لئے وقف کیا گیا ہے تو وہ مسجد جماعت حسب اصطلاح فقہاء ہے اور مسجد جماعت میں عند الحنفیہ نماز جنازہ مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار و کراھۃ تحریماً وقیل تنزیھا فی مسجد جماعۃ ھو ای المیت فیہ وحدہ او مع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ او مع بعض القوم والمختار الکراھۃ مطلقاً خلاصہ بناءً اعلی ان المسجد انما بنی المکتوبۃ وتو ابعھا الخ لا طلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلوٰۃ لہ الخ ۔(۳)وفی شامی مزید تفصیل لہذا فلیراجع۔

اور اگر وہ چبوترہ بغرض نماز جنازہ بنایا گیا ہے تو اس میں نماز بلا کراہت درست ہے، کما ھو مذکور فی کتب الفقہ واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ او عید فھو مسجد فی جواز الا قتداء الخ لا فی حق غیرہ الخ۔
(۴)پس لفظ المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ سے جواز صلوٰۃ جنازہ اس میں واضح ہوتا ہے باقی یہ امر کہ وہ چبوترہ پنجگانہ نمازوں کے

(۱) دیکھئے ردالمحتار۔باب صلاۃ الجنائز۔مطلب فی کراھۃ صلاۃ الجنازہ فی المسجد ج ۱ص ۸۲۷ .ط.س.ج۲ص ۱۲۲۲۴ ظفیر.(۲)ولا یدعو للمیت بعد صلاۃ الجنازۃ لا نہ یشبہ الزیادۃ فی صلاۃ الجنازۃ(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۳۶۹)ظفیر.(۳)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار .باب صلاۃ الجنائز ج ۱ص ۸۲۷ .ط.س.ج۲ص ۲۲۴. ۱۲ ظفیر.(٤)ایضاً باب ما یفسد الصلوٰۃ مطلب فی احکام المسجد ج ۱ص ۶۱۵.ط.س.ج۱ص۶۵۷. ۱۲ ظفیر.

لئے بنایا گیا ہے یا نماز جنازہ کے لئے بنایا گیا ہے باقی اور واقف کی نیت اور اس کے زمانہ کے اور اس کے بعد کے ازمنہ کے تعامل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس کو واضح وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو وہاں کے رہنے والے ہیں اس کو کوئی دور کا شخص متعین نہیں کر سکتا۔ ہاں اس قدر ضرور کہا جا سکتا ہے بصورت اشتباہ واحتمال الامرین احوط یہ ہے کہ نماز جنازہ اس میں نہ پڑھی جاوے، کیونکہ پڑھنے میں احتمال حصول کراہت مذکورہ ووعید مذکور فی الحدیث ہے اور نہ پڑھنے میں کچھ حرج اور اندیشہ نہیں ہے بلکہ اس میں اتقاء عن الشبہات ہے جو کہ احادیث میں مامور بہ ہے۔

ہندو مسلمان ایک گھر میں جل کر مر گئے اور کوئی علامت باقی نہیں رہی تو جنازہ کی کیا صورت ہو گی

(سوال ۲۸۵۷) دو ہندو اور ایک مسلمان ایک مکان میں رہتے تھے اتفاقاً آگ لگ کر سب جل کر مر گئے، کوئی علامت امتیازی باقی نہ رہی مسلمان کی نماز کیونکر پڑھی جائے۔

(الجواب) دونوں کو سامنے رکھ کر مسلمان کی نیت سے اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں۔(۱) فقط

بعد نماز جنازہ قبل از دفن دعا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۵۸) میت پر نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد قبل از دفن دعا کرنا جائز ہے یا بدعت۔ اور الفی کے بارہ میں بھی کتب حدیث یا فقہ سے کوئی ثبوت ملتا ہے یا نہیں

(الجواب) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ دعا ہے واسطے میت کے لہذا اور کوئی دعا بعد نماز جنازہ کے مشروع نہیں ہے۔ شامی میں ہے فقد صرحوا عن اخر هم بان صلوٰة الجنازة هی الدعا للميت۔(۲) الخ وفی خلاصة الفتاوی لا يقوم بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة۔(۳) وفی البزازية لا يقوم بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة۔(۴) وفی شرح المشكوٰة ولا يد عوللميت بعد صلوٰة الجنازة لا نه يشبه الزيادة فی صلوٰة الجنازة(۵) پس معلوم ہوا کہ میت کے جنازہ کے بعد اور کچھ دعا نہ کرے کہ صلوٰۃ جنازہ خود دعا للمیت ہے۔

اور الفی یعنی کرتہ جس کو قمیص کہتے ہیں کفن میں سنت ہے۔ درمختار میں ہے ویسن فی الكفن له ازار وقميص ولفافة.(۶) الخ اور حدیث متفق علیہ میں ہے اتی رسول الله صلى الله عليه وسلم عبدالله بن ابی بعد ما ادخل حضرته فامر به فاخرج فوضعه علی ركبتيه فنفث فيه من ريقه ولبسه قميصه قال وكان كسا عباساً قميصاً رواه البخاری ومسلم عن جابر . (۷) اور امام ابن ہمام نے امام نخعی کی روایت سے بیان کیا،

(۱) لو لم یدر (مسلم ام کافر ولا علامة فان فی دارنا غسل وصلی عليه والا لا (درمختار) ان العلامة مقدمة وعند فقدها يعتبر المكان فی الصحيح لانه يحصل به غلبة الظن كما فی النهر عن البدائع وفيها ان علامة المسلمين اربعة الختان والخصاب وليس السواد وحلق العانة ا ه قلت فی زما ننا لبس السوادلم يبق لامة للمسلمين (ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبيل مطلب فی الكفن ج ۱ ص ۸۰۵ .ط.س. ج۲ص ۲۰۰ ...... ۲۰۰۱) ظفير .(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱٤ تحت قوله وركنه التكبيرات الخ .ط.س. ج۲ص ۱۲۲۱۰ ظفير .(۳) خلاصة الفتاوی الفصل الخامس فی الجنائز ج ۱ ص ۲۲۵ . ۱۲ ظفير .(٤) فتاوی البزازيه ص .(٥) مرقاة شرح مشكوٰة باب المشی بالجنازة والصلوٰة عليها فصل ثالث ج ۱ ص ۳٦۹ .(٦) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰٦ .ط.س. ج۲ص۲۰۲ . ۱۲ ظفير .
(۷) دیکھئے مرقاة باب غسل الميت وتكفينه فصل اول ج ۲ ص ۳٤٥ . ۱۲ ظفير.

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كفن فى حلة يمانية وقميص . الحديث۔(۱)فقط

غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں

(سوال ۲۸۵۹)غائبانہ نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔

(الجواب)جنازہ غائب پر عند الحنفیہ نماز صحیح نہیں ہے۔در مختار میں ہےفلا تصح على غائب۔(۲)الخ۔

ڈاکواور باغی وغیرہ کی نماز جنازہ کیوں جائز نہیں۔

(سوال ۲۸۶۰)قطاع الطریق باغی وغیرہ کی جنازہ کی نماز کی کیوں ممانعت ہے۔

(الجواب)اس سے غرض عبرت اور تنبیہ دوسروں کو کرنی ہے۔شامی میں ہےوانما لم (۳)يغسلوا ولم يصل عليهم اهانة لهم وزجراً لغير هم عن فعلهم(۴)الخ۔

مرتکب کبیرہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے مگر کافر کی نہیں

(سوال ۲۸۶۱)مرتکب کبیرہ اور کفر اگر قبل توبہ کے مر جاوے تواس کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہےیانہ اور توبہ کے لئے یہ ضروری ہےیانہیں کہ کسی پیر کے ہاتھ پر توبہ کی جاوے۔

(الجواب)مرتکب کبیرہ کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی اور کافر کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے گی اور اس پر حکم کفر کانہ لگایاجاوے بسبب روایت عدم کفر کے تواس کے جنازہ کی نماز بھی پڑھی جاوے گی کما مر صلوا على كل بر و فاجر اور جس سےکوئی کلمہ کفر سر زد ہوااور پھر اسے توبہ کرلی اور تجدید اسلام کی اگر چہ کسی پیر کے ہاتھ پر نہ ہووہ مسلمان ہو گیااس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی۔(۵)فقط۔

ڈاکوڈاکہ زنی کی حالت میں ماراجائے تونماز جنازہ پڑھی جائے گی یانہیں

(سوال ۱/ ۲۸۶۲)مسلمان ڈاکواگر ڈاکہ زنی کی حالت میں ماراجائے توکیااس کاایمان قائم رہے گااور اس کی نماز جنازہ جائز ہے۔

زانی کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یانہیں

(سوال ۲۸۶۳/۲)مسلمان زنا کی حالت میں مر جاوے توکیااس کاایمان قائم رہے گااور اس کی نماز جنازہ جائز ہے۔

(الجواب)(۱ و ۲)وہ شخص فاسق ہے کافر نہیں ہےاس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی۔لقوله عليه الصلوٰة والسلام صلوا على كل برو فاجر۔الحدیث۔فقط۔

---

(۱)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۳.ط.س.ج۲ص۲۰۹. ۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤ طس ج ۲ ص ۲۰۹۔
(۳)وهي فرض على كل مسلم مات خلا اربعة بغاة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤.ط.س.ج۲ص۲۱۰) ظفير.(٤)زانی کی نماز جنازہ توضرور پڑھی جائے گی مگرڈاکو کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی وهي فرض على مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع طريق الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤ و ج ۱ ص ۸۱٥.ط.س.ج۲ص۲۱۰)ظفير.

مسلمان مردہ کی نماز جنازہ کب نہیں پڑھی جائے گی

(سوال ۲۸٦٤) مسلمان مردہ کی جنازہ کی نماز کن وجوہ سے نہ پڑھنا چاہئے۔

(الجواب) بغاۃ اور قطاع طریق وغیر ہما کے لئے یہ حکم ہے کہ ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے، در مختار میں ہے وہ چار ہیں۔باغی، قاطع طریق، مکابر اہل عصبہ۔ قاتل احد الابوین۔ عبارت اس کی یہ ہے وهي فرض على كل مسلم مات خلا اربعة بغا ة وقطاع طريق الخ ومكابر في مصر ليلاً بسلاح وخناق الخ وفيه ايضاً من قتل نفسه ولو عمداً يغسل ويصلى عليه به يفتى الخ لا يصلى على قاتل احد ابو يه . درمختار(۱)

اگر ولی غیر عالم کو امام بنا کر نماز جنازہ پڑھ لے تو کیا اعادہ کرے گا

(سوال ۲۸٦٥) ولی نے اگر نماز جنازہ کسی غیر عالم کو امام بنا کر پڑھ لی ہو تو اعادہ نماز جنازہ کا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق۔ ولی کے نماز پڑھ لینے کے بعد راجح واحوط یہی ہے کہ اعادہ نہ کیا جاوے كما حققه في الشامي وان صلى الو لى لم يجز لا حد ان يصلى بعده ا ه ونحوه في الكنز وغيره . فقوله لم يجز لا حد يشمل السلطان ثم رايت في غاية البيان قال مانصه هذا على سبيل العموم حتىٰ لا تجوز الا عادة لا للسلطان ولا لغيره۔(۱) اور چونکہ تکرار نماز جنازہ عند الحنفیہ مشروع نہیں ہے اس لئے بھی احوط بصورت اختلاف روایات عدم اعادہ ہے۔(۲) فقط

مخنث کی نماز جنازہ

(سوال ۲۸٦٦) مخنث متوفی کے جنازہ کی نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) مخنث متوفی کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے۔(۳) فقط۔

صرف رافضی کے نماز جنازہ پڑھ لینے سے فرض ساقط ہو جائے گا یا نہیں

(سوال ۲۸٦۷) نماز جنازہ تنہا رافضی کے پڑھنی سے فرض کفا یہ اہل سنت کے ذمہ سے ادا ہو گا یا نہیں اور اہل سنت کو اقتداء رافضی کی جائز ہے یا نہیں۔ اور نماز جنازہ میں صبی اہل سنت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) رافضی اگر غالی ہے کہ رفض اس کا حد کفر کو پہنچا ہوا ہے تو اس کے تنہا نماز جنازہ پڑھنے سے فرض کفایہ ادا نہ ہو گا اور اس کی اقتدا بھی درست نہیں ہو گی۔(۵) اور صبی کی اقتداء بھی کسی نماز میں درست نہیں ہے۔(٦) فقط۔

عید کی نماز سے پہلے اگر جنازہ آجائے تو پہلے عید پڑھی جائے

(سوال ۲۸٦۸) عید کی نماز سے قبل اگر کوئی جنازہ آجائے تو پہلے نماز جنازہ پڑھی جاوے یا عید کی۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤ و ج ۱ ص ۸۱۵ .ط.س.ج۲ص۱۲۲۱۰ ظفير. (۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦ .ط.س.ج۲ص۲۲۳.۱۲ ظفير .

(۳) ولذا قلنا ليس لمن صلى عليهاان يعيد مع الولى لان تكرار ها غير مشروع (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦.ط.س.ج۲ص۲۲۳)ظفير. (٤) وهي فرض على كل مسلم مات خلا اربعة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤.ط.س.ج۲ص۲۱۰)ظفير.

(۵) وان انكر بغض ما علم من الدين ضرورة كفر بها الخ فلا يصح الا قتداء به اصلاً (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲٤.ط.س.ج۱ص۵٦۱) ظفير. (٦) ولا يصح اقتداء رجل بامرأة وخنثى وصبى مطلقاً ولو في جنازة (در مختار) الصبى اذا ام صلاة الجنازة ينبغي ان لا يجوز وهو الظاهر (ردالمحتار باب الا مامة مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل لصبى وحده ج ۱ ص۵۳۹.ط.س.ج۱ص۵۷٦......۵۷۷) ۱۲ ظفير.

(الجواب) در مختار میں ہے کہ عیدین کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے اداء کریں پھر جنازہ کی نماز پڑھیں پھر خطبہ عیدین کا پڑھا جاوے وتقدم صلوٰتها علی صلوٰة الجنازة الخ وتقدم صلوٰة الجنازة علی الخطبة۔(۱) فقط۔

میت کو غسل دینے کے بعد خود غسل کرنا ضروری نہیں ہے

(سوال ۲۸۶۹) ایک شخص میت کو بے وضو غسل دیتا ہے، غسل دے کر بغیر نہانے کے جنازہ پڑھاتا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز جنازہ وپنجگانہ جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) غسل میت کے بعد خود غسل کرنا ضروری نہیں ہے، اور اگر وضو کر کے وہ نماز جنازہ پڑھاوے یا فرائض پنجگانہ میں امام ہو تو نماز اس کے پیچھے درست ہے۔ فقط

نماز جنازہ میں "الدعاء للمیت" کہنا ضروری نہیں

(سوال ۲۸۷۰) نماز جنازہ میں "الدعاء لہذا المیت" کہنا سنت ہے یا ضروری۔

(الجواب) "الدعاء لہذا المیت" کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نماز جنازہ کی نیت کرنا کافی ہے۔(۳) فقط۔

بلا نماز جنازہ اگر میت دفن کر دی جائے تو کتنے دن تک نماز کی اجازت ہے

(سوال ۲۸۷۱) اگر میت بلا نماز پڑھے دفن کر دی جائے تو اس کی نماز کتنے عرصہ تک پڑھنی جائز ہے، تین روز تک یا زیادہ۔

(الجواب) صحیح یہ ہے کہ تین دن کی قید نہیں ہے بلکہ جس وقت تک میت کو پھٹنے اور گلنے کا خیال غالب نہ ہو اس وقت تک قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ در مختار میں ہے وان دفن بغیر صلوٰة الخ صلی علی قبره الخ مالم یغلب علی الظن تفسخه الخ من غیر تقدیر الخ هو الا صح(۴) فقط۔

ایک میت کی نماز جنازہ کئی مرتبہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۷۲) ایک میت کے جنازہ کی نماز دو تین بار پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) اگر نماز جنازہ اس جنازہ کی اس شخص نے پڑھائی ہے جس کا حق ہے تو پھر کوئی دوسرا شخص دوبارہ نماز نہیں پڑھا سکتا۔ کما فی الدر المختار وان صلی من له حق التقدم (الی ان قال) لا یعید الخ ج۱ ص۸۲۶ شامی۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ ص۱۶۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) ویندب الغسل من غسل المیت (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ص ۸۰۶. ط.س. ج۲ ص۲۰۲) ظفیر.
(۳) ومصلی الجنازة ینوی الصلاة لله تعالیٰ وینوی ایضاً الدعاء للمیت لانه الواجب علیه فیقول اصلی لله داعیا للمیت (در مختار) ووجهه ما ذهب الیه المحقق ابن الهام حیث قال المفهوم من کلامهم ان ارکانها الدعاء والقیام والتکبیر لقولهم ان حقیقتها هی الدعاء وهو المقصود منها اه الخ وان قلنا انه لیس برکن فیها علی ما اختاره في البحر وغیره الخ فالضمیر فی قوله لانه الواجب یعود علی الدعاء الخ او ما علی القول بالسنیة فلان المراد بالدعاء ما هیة الصلوٰة لا نفس الدعاء الموجود فیها لما علمت انه حقیقتها الدعاء الخ وان لم یتلفظ بالدعاء، قوله فیقول الخ بیان للنیة الکاملة اه قلت وفی جائز الفتاوی الهندیة عن المضمرات ان الامام والقوم ینوون ویقولون نویت اداء هذه الفریضة عبادة لله تعالیٰ الخ (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی النیة ج ۱ ص ۳۹۳. ط.س. ج۲ ص۴۲۳) ظفیر. (٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦ و ج ۱ ص ۸۲۷. ط.س. ج۲ ص۲۲۳. ۱۲ ظفیر.

سلام ہاتھ چھوڑ کر پھیرنا چاہئے یا باندھے ہوئے

(سوال ۲۸۷۳) زید کہتا ہے کہ نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیرنا چاہئے اور عمر اس بارہ میں زید کی سخت مخالفت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مقام پر ارسال درست نہیں ہے۔ پس صورت مسئولہ میں کس کا قول صحیح ہے؟

(الجواب) زید کا قول قاعدہ فقہیہ کے موافق ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم نے سعایہ جلد ثانی باب صفة الصلوٰۃ میں بالتصریح بیان کیا ہے ومن ههنا يخرج الجواب عما سئلت فی سنة ست وثمانين ايضاً من انه هل يضع مصلی الجنازة بعد التكبير الا خير من تكبير اته ثم يسلم ام يرسل ثم يسلم وهوانه ليس بعد التكبير الا خير ذكر مسنون فيسن فيه الا رسال انتهى۔ سعایہ مطبوعہ مصطفائی ص ۱۵۹ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ ابوالقاسم محمد عبدالسلام مدرس مدرسہ انجمن ہدایت الاسلام مالیگاؤں۔

جواب قابل تامل ہے۔ واللہ اعلم کتبہ ابوالا مجد محمد عبدالعلیم۔ عفی عنہ۔ پہلا جواب قواعد سے درست ہے جزئی نہیں دیکھی، واللہ اعلم اشرف علی عفی عنہ تھانوی۔

اقول وبہ نستعین عمر کا قول صحیح ہے اور تصریح فقہاء رحمہم اللہ کے موافق ہے حيث قال فی الدر المختار يضع حالة الثناء وفی القنوت وتكبيرات الجنازة ۔ پس لفظ تکبیرات ہر چہار تکبیرات کو عام ہے چوتھی تکبیر کو اس سے کسی نے مستثنیٰ نہیں فرمایا اور قاعدہ وضع ید کے بھی موافق ہے اور عمل امت کے مطابق ہے۔ واضح ہو کہ جنازہ کی ہر تکبیر کے بعد ذکر مسنون ہے، اول کے بعد ثنا اور دوسری کے بعد درود شریف، تیسری کے بعد دعا، چوتھی کے بعد تسلیم۔ ان میں سے ہر ایک ذکر مسنون ہے۔ (در مختار میں ہے وهو ای الوضع سنة قيام (الی ان قال) فيه ذكر مسنون) قال فی الشامی قوله فيه ذكر مسنون ای مشروع فرضا كان او واجبا او سنة . شامی ص ٤٥٥ باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص اور در مختار میں بھی باب الجنائز میں ہے ويسلم بلا دعاء بعد الرابعة قال الشامی قوله بلا دعاء هو ظاهر المذهب وقيل يقول اللهم ربنا اتنا فی الدنيا حسنة الخ الحاصل زید جو بعد تکبیر رابع ارسال کا قائل ہے یہ قول روایۃً صحیح نہیں ہے عمر کا قول جو کہ وضع کا قائل ہے صحیح ہے۔ چوتھی تکبیر کے بعد ذکر کے مشروع ہونے میں کلام نہیں اگر خلاف ہے تو دعا کی مشروعیۃ میں ہے اور ذکر عام ہے جو سلام کو بھی شامل ہے۔ اور فقہاء کا عموماً تکبیرات جنازہ میں وضع کو مسنون فرمانا دلیل کافی ہے۔ بغیر تصریح خلاف کے خلاف کرنا صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یا فرض عین

(سوال ۲۸۷٤) نماز جنازہ میں نیت فرض کفایہ کی کرے یا عین فرض کی؟ اور جس وقت میت حاضر ہو جائے اس وقت نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یا فرض عین ہو جاتی ہے۔

(الجواب) جس وقت جنازہ حاضر ہو جائے اس وقت بھی نماز اس کی فرض کفایہ ہی رہتی ہے۔ فقط والصلاة عليه صفتها فرض كفاية بالا جماع ا ه (در مختار)

انسان کی زندگی میں جو عضو اس سے علیحدہ ہو جائے اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۷۵) اگر انسان کے جسم سے کوئی عضو علیحدہ ہو جائے اور وہ انسان زندہ ہے تو اس عضو پر بھی نماز جنازہ ہونی چاہئے یا نہیں؟ اور اگر جسم علیحدہ علیحدہ ہو جائے کہ سر علیحدہ اور دھڑ علیحدہ اور ان حصوں میں سے ایک کا پتہ ملتا ہے دوسرا نہیں ملتا یعنی دھڑ ہے تو سر نہیں اور سر ہے تو دھڑ نہیں ایسی حالت میں نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) جو عضو زندہ انسان سے علیحدہ ہو جائے اس پر نماز جنازہ نہیں ہے اور تنہا سر ملے تو بھی جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ اگر سر کے سوا باقی جسم موجود ہے تو دھڑ کی نماز جنازہ پڑھائی جائے۔ الغرض قاعدہ یہ ہے کہ نصف سے زائد ملے تو جنازہ کی نماز ہے ورنہ نہیں ہے۔ كذا في الدر المختار وجد راس ادمى اوا حد شقيه لا يغسل ولا يصلى عليه الا ان يوجد اكثر من نصفه ولو بالراس. در مختار ج ۱ ص ۸۰٤ والله تعالىٰ اعلم

. كتبه عزيز الرحمن عفى عنه . مفتى مدرسه عربيه ديوبند .بروز سه شنبه ۸ ذى الحجه ۱۳۳۰ھ

خاوند کا بیوی کی نماز جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے

(سوال ۲۸۷٦) خاوند کو اپنی زوجہ متوفیہ کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) شوہر کو اپنی زوجہ متوفیہ کی جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے ضرور پڑھنی چاہئے۔ فقط والله اعلم . قوله عليه الصلوٰة والسلام لعائشة رضى الله تعالىٰ ام المئومنين لو مت قبلى فغسلتك كفنتكِ وصليت عليك الحديث. مشكوٰة ص ٥٤٥.

مرے ہوئے بچے کا دفن کفن

(سوال ۲۸۷۷) اگر مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو کفن دفن کیا جاوے اور نام رکھا جاوے یا نہیں

(الجواب) مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو نام رکھا جاوے اور غسل دیا جاوے، ولايستهل غسل وسمى عند الثانى وهو الا صح۔ در مختار۔(۱) فقط۔

بالغین مرد و عورت کی دعا میں کوئی تمیز نہیں

(سوال ۲۸۷۸) در نماز جنازہ بالغین تمیز مرد از زن ضروری است یا نہ؟

(الجواب) در نماز جنازہ بالغین تمیز مرد و زن ضرور نیست کہ دعاء مرد و زن یکے است۔(۲)

نماز جنازہ کیا تمام حاضرین پر ضروری ہے

(سوال ۲۸۷۹) زید کہتا ہے کہ جس قدر مردمان ہمراہ جنازہ ہیں وہ سب نماز جنازہ پڑھیں خواہ طہارت ہو یا نہ ہو اور کپڑا پاک ہو یا نہ ہو اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ نماز جنازہ جملہ حاضرین کو پڑھنی چاہئے کیونکہ یہ نماز بھی فرض ہے یعنی فرض کفایہ کہ بعض کے کرنے سے باقی لوگوں پر سے ساقط ہو جاتی ہے لیکن فرض سب پر ہے۔ پس نماز جنازہ سبھی حاضرین کو

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص . ط.س. ج۲ ص۲۲۸ ۱۲ ظفیر.

(۲) ثم يكبر اخرويد عو للميت وجميع المسلمين الخ وعن رسولا الله صلعم انه يقول اللهم اغفر لحينا و ميتنا الخ (عالمگیری مصری ج ۱ ص ١٦٤)

پڑھنی چاہئے اور طہارت ثوب وبدن شرط ہے پس ناپاک کپڑے سے اور بے وضو نہ پڑھے۔(۱) فقط۔

بھول سے امام نے بلاوضو نماز جنازہ پڑھادی تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۸۸۰) نماز جنازہ امام نے سہواً بلاوضو پڑھائی بعد جنازہ جانے کے امام کو علم ہوا کہ وضو نہیں تھا ایسی حالت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں نماز جنازہ نہیں ہوئی، در مختار میں ہے **فلو ام بلا طھارۃ والقوم بھا اعیدت**۔(۲) الخ لہٰذا نماز جنازہ کا اعادہ چاہئے تھا اور اس حالت میں دفن کرنے کے بعد قبر پر اس وقت تک نماز پڑھنا لازم ہے کہ میت کے سڑنے اور پھٹنے کا گمان غالب نہ ہو اور بعض فقہاء نے تین دن کی تحدید کی ہے اور اگر یہ مدت گذر چکی ہے تو اب کچھ نہیں ہو سکتا۔(۳) فقط۔

تیسری تکبیر کے بعد دعا کی جگہ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۸۱) نابالغ کی نماز جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد بجائے دعاء کے فاتحہ پڑھنا کہاں تک صحیح ہے۔

(الجواب) نابالغ کے جنازہ کی نماز کا طریق یہ ہے کہ پہلی تکبیر کی بعد سبحانک اللّٰھم الخ پڑھے اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعاء **اللّٰھم اجعلہ لنا فرطاً الخ** اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا تیسری تکبیر کے بعد ضروری نہیں ہے اور اگر بطریق دعا سورہ فاتحہ کو پڑھے تو درست ہے۔(۴) وعلیہ حمل ماورد فی الحدیث۔ فقط۔

ایک شخص نے نماز جنازہ میں ثناء و دعا کی جگہ قل ہو اللہ اور انا اعطینٰک الکوثر پڑھا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۸۲) ایک شخص بے علم نماز جنازہ پڑھاوے اور بجائے دعاء کے قل ہو اللہ اور انا اعطینٰک سے نماز پڑھاوے، اس کے لئے کیا حکم ہے، نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صوت میں نماز جنازہ ہو گئی، لیکن اس نے برا کیا کیونکہ قرآن شریف کی آیتوں اور سورتوں کا پڑھنا نماز جنازہ میں مکروہ ہے سوائے فاتحہ کے کہ اس میں خلاف ہے پس آئندہ سے ایسے شخص کو امام نہ ہونا چاہئے اور اس کو بھی چاہئے کہ ثناء و دعا جنازہ یاد کرلے۔ اور کچھ سزا نہیں ہے۔(۵) فقط۔

ایک امام نے چار کی جگہ پانچ تکبیر کہہ دی، نماز جنازہ ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۸۸۳) کسے امام نماز جنازہ بود پنج تکبیرات بجائے چہار تکبیرات گفت نماز او و مقتدیانش صحیح شد یا نہ

---

(۱) وشرط صحتھا شرائط الصلوٰۃ المطلقۃ الخ (غنیۃ المستملی ج ۱ ص ۵۳۹) ظفیر۔

(۲) الدر المختا ر علی ھامش ردالمحتار . جلد اول ص ۸۱۲ .ط.س. ج۲ ص۲۰۸ . ۱۲ ظفیر. (۳) وان دفن واھیل علیہ التراب بغیر صلاۃ الخ صل علی قبرہ استحسانا مالم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر ھو الا صح (در مختار) وقیل یقدر بثلاثۃ ایام (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۲۶ .ط.س. ج۲ ص ۲۲۴) ظفیر. (٤) وصلاۃ الجنازۃ اربع تکبیرات ولو ترک واحدۃ منھا لم تجز صلاتہ فیکبر للافتتاح ویقول سبحانک اللھم الخ ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکبر اخری وید عو للمیت وجمیع المسلمین الخ فان کان المیت صبیا عن ابی حنیفۃ انہ یقول اللھم اجعلہ لنا فرطاالخ ھذا اذا کان یحسن فان لا یحسن یاتی بای دعاء شاء ثم یکبر الرابعۃ ثم یسلم تسلیمتین الخ ولا یقراء فیھا القرآن ولو قراء الفاتحۃ بنیۃ الدعا فلا باس بہ (عالمگیری مصری فی الصلوٰۃ علی المیت ج ۱ ص ۱۵٤ .ط. ماجدیہ ج۱ ص ۱۵٤) ظفیر. (٥) ولا یقراء فیھا القرآن ولو قراء الفاتحۃ بنیۃ الدعاء فلا باس بہ الخ (عالمگیری مصری فی الصلاۃ علی الجنازۃ ج ۱ ص ۱۵٤ .ط. ماجدیہ ج۱ ص ۱۵٤) ظفیر.

واعادہ باید یا نہ۔

(الجواب) نماز اوو نماز مقتدیانش صحیح است واعادہ آں لازم نیست کما فی الدر المختار ولو کبر امامه خمساً لم یتبع لا نه منسوخ فیمکث المؤتم حتی یسلم معه اذا سلم به یفتی . قوله وبه یفتی رجحه فی فتح القدیر بان البقاء فی حرمة الصلاة بعد فراغها لیس بخطاء مطلقاً انما الخطاء فی المتابعة فی الخامسة ـ(۱) بحر ،شامی۔ پس معلوم شد کہ دریں صورت نماز ہمہ صحیح است ومقتدی متابعت امام در تکبیر خامس نکند۔ فقط۔

جوتے پہن کر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۸٤) نماز جنازہ امام ومقتدیوں کو جوتے پہن کر یا جوتہ کے اوپر پیر رکھ کر جائز ہے یا نہ ؟

(الجواب) جوتہ مستعملہ جو ناپاک جگہ پر رکھا جاتا ہے اس جوتہ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھنی جائز نہیں ہے اور اس جوتہ کے اوپر پیر رکھ کر بھی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ جس طرح تمام نمازیں مستعملہ ناپاک جوتہ کے ساتھ جائز نہیں ہیں اسی طرح جنازہ کی نماز بھی درست نہیں ہے کیونکہ پاکی لباس اور جوتہ وغیرہ کی ہر ایک نماز میں شرط ہے۔(۲) فقط۔

نماز جنازہ میں جو دو تکبیر کے بعد ملا وہ کیسے نماز پوری کرے

(سوال ۲۸۸۵) اگر امام نماز جنازہ میں دو تکبیر کہہ چکا ہے اور پھر کوئی شریک ہوا تو وہ امام کے ساتھ سلام پھیرے یا باقی دو تکبیر پوری کرے۔

(الجواب) باقی دو تکبیر کہہ کر سلام پھیرے۔(۳) فقط۔

اہل حرمین کی طرح اگر مسجد میں جنازہ کی نماز ادا کی جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۸٦) نماز جنازہ در مسجد خواندن جائز است یا مکروہ۔ اہل حرمین شریفین کہ در حرم مطہرہ مسجد نبوی بعین صحن مسجد نبوی نماز جنازہ می خوانند اگر تمسکا بفعلہم در صحن مسجد نماز جنازہ ادا کردہ شود بلا کراہت جائز است یا نہ۔

(الجواب) در مسجد جماعت ادائے صلوٰۃ جنازہ مکروہ است بناءً علی ان المسجد انما بنی للمکتوبۃ وتوابعها کنافلة وذکر وتدریس علم۔(۴) وهو الموافق لاطلاق حديث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاة له (در مختار)(۵) باوجود تصریح فقہاء احناف بکراہت نماز جنازہ در مسجد درین دربارہ از عمل اہل حرمین استدلال کردہ قائل بجواز آں در ہمہ بلاد وہمہ اوقات شدن صحیح نخواہد بود۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷ و ج ۱ ص ۸۱۸ .ط.س. ج۲ ص ۲۱٤ . ۱۲ ظفیر.

(۲) ثم الشرط الخ شرعا ما يتوقف عليه الشئى ولا يدخل فيه هى ستة طهارة بدنه الخ من حدث بنوعيه الخ وخبث مانع كذالك الخ ومكانه اى موضع قدميه الخ وموضع سجوده اتفاقا فى الا صح (الدر المختار على هامش ردا لمختار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳ و ج ۱ ص ۳۷٤ .ط.س. ج۲ ص ٤٠۲) ظفير (۳) والمسبوق ببعض التكبيرات لا يكبر فى الحال بل ينتظر تكبيرا لامام ليكبر معه للا فتتاح الخ والمسبوق لا يبدا بما فاته وقال ابو يوسف يكبر حين حضر كما لا ينتظر الحاضر فى احال التحريمة بل يكبر اتفاقا للتحريمة لا نه كالمدرك ثم يكبر ان ما فاتهما بعد الفراغ نسقا بلا دعاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۹ .ط.س. ج۲ ص ۲۱۲) ظفير. (٤) وكرهت تحريما وقيل تنزيها فى مسجدجماعة هو الميت فيه وحده او مع القوم واختلف فى الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الكراهة مطلقا بناء على ان المسجد بنى للمكتوبة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۷ .ط.س. ج۲ ص ۲۲٤ ...... ۲۲۵) ظفير. (۵) ايضاً .ط.س. ج۲ ص ۲۲۵ ...... ۱۲۲۲٦ ظفير.

نماز جنازہ پڑھنے کی وصیت

(سوال ۲۸۸۷) کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ نماز جنازہ اس کی فلاں شخص پڑھاوے بوجہ تقویٰ اور دیانت کے۔ یہ وصیت صحیح اور معتبر ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) کسی کو مقرر کرنا کہ میری صلاۃ جنازۃ فلاں پڑھاوے، یہ وصیت باطل ہے۔ شامی جلد اول ص ۶۵۰ والفتویٰ علی بطلان الوصیة لغسله والصلوٰة علیه۔(۱) فقط۔

نماز جنازہ کی اجرت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۸۸) ایک شخص نے عمر بھر نماز روزہ نہیں کیا۔ بعد مرنے کے ایک عالم نے مشکل سے پانچ روپے فدیہ کے لے کر نماز جنازہ پڑھائی۔ ایسا فدیہ لینا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس مسلمان بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض تھا۔ لقوله علیه الصلوٰة والسلام صلوا علی کل برو فاجر ۔(۲) الحدیث۔ اور معاوضہ لینا اور فدیہ لینا نماز جنازہ کا حرام ہے۔ یہ لینے والے کی جہالت ہے اور طمع دنیاوی نے اس کو اندھا کر دیا ہے کہ جنازہ مسلمان کی نماز پڑھنے پر اجرت لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمادے۔(۳) فقط۔

عید گاہ میں نماز جنازہ درست ہے

(سوال ۲۸۸۹) عید گاہ جو ایک جگہ محدود ہے جیسے دیوبند کی عید گاہ یہ حکم میں مسجد کے ہے یا نہیں اور اس میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض مولویوں نے اس کو مسجد قرار دی ہے کہ عید گاہ بھی حکم میں مسجد کے ہے اور نماز جنازہ پڑھنے کو منع کر دیا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں بحوالہ کتاب تحریر ہو۔ بعض قصبات میں قبرستان کے متصل ہی عید گاہ بنی ہوئی ہے وہاں عیدین کی نماز ہوتی ہے اور نماز جنازہ بھی وہاں ہوتی ہے اور ایک مدت دراز سے ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ اب بعض حضرات نے عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکا ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) در مختار میں ہے واما المتخذ لصلوٰة جنازة او عید فهو مسجد فی حق جواز الا قتداء وان انفصل الصفوف وقفاً با لناس لا فی حق غیره به یفتیٰ فحل دخوله الجنب وحائض کفناء مسجد و رباط ومدرسة ومساجد حیاض و اسواق الخ(۴) وایضاً فیه فی الجنائز و کراهة تحریماً وقیل تنزیهاً فی مسجد جماعة الخ قوله فی مسجد جماعة) ای المسجد الجامع و مسجد المحلة الخ ۔(۵) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ عید گاہ میں ادا کرنا درست ہے خاص کر وہ عید گاہ کہ اس کو دونوں کاموں کے لئے بنائی ہو عیدین کے لئے بھی اور جنازہ کے ادا کیلئے بھی تو اس میں ادائے نماز جنازہ بلا کراہت وبلا تردد درست ہے لیکن اگر اس وجہ سے کہ بعض فقہاء نے عید گاہ کو من جمیع الوجوہ مسجد کا حکم دیا ہے،

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۴. ط.س. ج۲ ص ۲۲۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) شرح فقه اکبر ص ۱۲۹۱ ظفیر. (۳) ولا تصح الا جارة لعسب التیس الخ ولا لا جل الطاعات الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الا جارة جلد خامس ص ۴۶. ط.س. ج۶ ص ۵۵) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵. ط.س. ج ۱ ص ۶۵۷. ۱۲ ظفیر.
(۵) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی کراهت صلاة الجنازة فی المسجد ج ۱ ص ۸۲۷ ط.س. ج۲ ص ۲۲۴...... ۲۲۵. ۱۲ ظفیر.

جیسا کہ علامہ شامی نے نقل کیا ہے نماز جنازہ اس میں ادا کرنے سے احتیاط کی جاوے خصوصاً جب کہ دوسرا موقعہ ادائے نماز جنازہ کے لئے موجود ہو تو یہ بہتر واحوط ہے۔ **قال فی الشامی ومقابل هذا المختار ماصححه فی المحیط فی مصلی الجنازة انه لیس له حکم المسجد اصلاً وما صححه تاج الشریعت ان مصلی العید له حکم المسا جدالخ۔** فقط۔

بے نمازی کی نماز جنازہ کیوں پڑھی جائے

(**سوال ۲۸۹۰**) جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ نیک اور بد اور بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اس کو ہم نے تسلیم کیا کیونکہ نہ پڑھنے میں گنہگار ہوں گے لیکن اس صورت میں نمازی اور بے نمازی میں فرق ہی کیا رہا۔ جو لوگ بے نمازی ہیں وہ کہتے ہیں کہ نمازی اور بے نمازی کا ایک ہی درجہ ہے ہم تمہاری نصیحت نہیں مانتے اب ہم کو کیا کرنا چاہئے

(**الجواب**) حدیث شریف میں آیا ہے **صلوا علی کل برو فاجر۔ الحدیث۔** یعنی نماز پڑھو ہر ایک نیک وبد کے جنازہ کی۔ پس جب کہ حدیث میں یہ آگیا ہے اور فقہاء رحمہم اللہ نے بھی یہی لکھا ہے تو پھر اس میں تردد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ۔ اور وجہ یہ ہے کہ فاسق و فاجر جو کہ مسلمان ہے اللہ کی رحمت سے اس کو بھی ناامید نہ کرنا چاہئے۔ اور بعد مرنے کے اس کے لئے بھی دعا مغفرت کرنی چاہئے اور نماز جنازہ کی دعا ہے میت کے لئے۔ اور حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ مرنے کے بعد کسی کو برا نہ کہو کیونکہ جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا اس کی جزاء یا سزا ان کو وہاں ملے گی۔ زندہ لوگوں کو بھی یہی چاہئے کہ مسلمان میت کے لئے دعا مغفرت کریں اگر اللہ تعالیٰ اس گنہگار کو بخش دے تو کسی کا کیا حرج ہے۔ اور قرآن شریف میں ہے **قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور الرحیم۔**(۱) یعنی اے محمد ﷺ فرما دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے کہ زیادتی کی اپنے نفسوں پر یعنی ظلم اور معصیت کی ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے۔ بے شک اللہ بخشے گا تمام گناہ بالضرور وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ باقی اس مضمون کو کہاں تک لکھا جاوے اس میں کچھ وہم اور فکر نہ کریں جو حکم ہے اس کو کرنا چاہئے۔ بے نمازی کو نماز کی نصیحت بھی کرنی چاہئے اور زندگی میں اس کو ہر طرح ڈرانا بھی چاہئے لیکن جب مر جاوے تو اس کی خیر خواہی کرنی چاہئے اور اس کے لئے اللہ سے دعا کرنی چاہئے یعنی اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگذر فرمادے اور ہمارے گناہوں سے بھی درگذر فرمادے۔ فقط۔

نجس زمین پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(**سوال ۲۸۹۱**) نماز جنازہ مسجد کے باہر جہاں نجس پڑا رہتا ہے پڑھائی جاتی ہے، وہ جگہ پاک نہیں رہتی۔ ایسی جگہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(**الجواب**) زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ **کما فی الحدیث زکوة الارض یبسها۔**(۲) پس جب کہ

---

(۱) سورة الزمر. ۳. (۲) مشکوٰة باب ثواب التسبیح التحمید و التهلیل فصل ثانی ص ۲۰۱ ۱۲ ظفیر.

زمین خشک ہو اور ظاہرا اس پر کچھ نجاست نہ ہو تو وہاں نماز جنازہ درست ہے، اگر خشک زمین پر کچھ نجاست خشک پڑی ہوئی ہو، چاہئے کہ اس کو علیحدہ کر دیا جاوے۔ فقط۔

اوقات ثلثہ مکروہہ میں نماز جنازہ کس طرح درست ہے

(سوال ۲۸۹۲) جناب کے ایک خط کی نقل بندہ کے پاس آئی اس میں لکھا ہے کہ صلوٰۃ جنازہ کو اوقات ثلثہ میں ادا کرنا چاہئے اور یہ دلیل لکھی ہے ثلث لایؤخرون اور حدیث عقبہ بن عامر کو مقابل قرار دے کر تطبیق فرمائی ہے اور تاویل کر دی ہے۔ احقر کو اس میں شبہ ہے کہ حدیث "ثلث لایؤخرون" صریح دلالت نہیں کرتی اس بات پر کہ اوقات مکروہہ میں صلوٰۃ جنازہ پڑھی جاوے اور حدیث حضرت عقبہ ابن عامرؓ کی صریح دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اوقات ثلثہ میں صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھے۔ دوسرا شبہ یہ ہے کہ اگر مباح اور منہی میں تقابل ہو تو منہی کو ترجیح دی جاتی ہے، پھر کس طرح اوقات ثلثہ مکروہہ میں صلوٰۃ جنازہ بلا کراہت تنزیہی ادا ہو گی۔

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر حضور جنازہ جو کہ سبب ہے جوب صلوٰۃ جنازہ کا عین اوقات ثلثہ میں ہو تو حنفیہ کے نزدیک نماز کو مؤخر کرنا نہیں چاہئے بلکہ افضل یہ ہے کہ فوراً ادا کر لی جاوے اور اگر حضور جنازہ اوقات ثلثہ سے پہلے ہو چکا ہے تو حنفیہ کے نزدیک اوقات ثلثہ میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ وجہ فرق کی یہ ہے کہ صورت اولیٰ میں وجوب ناقصاً ہوا اور ادا بھی ناقصاً ہوئی۔ اور صورت ثانیہ میں وجوب کاملاً تھا اور ادا ناقصاً ہوئی الخ مکروہ تحریمی ہوئی۔ بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک بالکل صحیح نہیں ہوئی۔ پس اصل صلوٰۃ جنازہ میں یہی ہے کہ مؤخر نہ کی جائے جیسا کہ حدیث ثلث لایؤخرون (۱) سے معلوم ہوتا ہے ہاں جس جگہ مانع موجود ہو وہاں تاخیر کی جائے گی۔ جیسا کہ صورت ثانیہ میں جو ہم نے ذکر کی یعنی اس صورت میں جس میں حضور جنازہ اوقات ثلثہ سے پہلے ہوا ہو۔ پس حدیث (۲) عقبہ بن عامر کی اس صورت پر محمول ہو گی اور حدیث ثلث لایؤخرون پہلی صورت پر یعنی اس پر جس میں حضور جنازہ ان ہی اوقات میں ہو۔ گویا ہر ایک کے عموم میں دوسری روایت سے تخصیص کی گئی کیونکہ خبر واحد کی تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے۔ اور قیاس اسی کے موافق ہے الغرض اس تعلیل کے موافق جو پہلے لکھی گئی ہے دونوں حدیثوں کا محمل متعین کیا گیا۔ اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ حدیث عقبہ کی صریح ہے اور حدیث ثلث لایؤخرون صریح نہیں۔ کیونکہ حدیث عقبہ اوقات ثلث کے ذکر میں بلا شبہ صریح ہے لیکن اس میں یہ تصریح نہیں کہ حضور جنازہ کس وقت میں ہوا، اور حدیث ثلث لایؤخرون اگرچہ حضور جنازہ کے ذکر میں صریح ہے مگر اوقات ثلثہ کے ذکر میں صریح نہیں۔ اور یہ شبہ کہ اباحت و حرمت میں حرمت کو ترجیح ہوتی ہے، یہ جب ہے جب کہ مبیح محرم متعارض ہوں اور کوئی دوسری وجہ ترجیح مبیح کی نہ ہو اور مسئلہ مذکورہ میں معلوم ہو چکا ہے کہ ایک صورت میں مبیح کو ترجیح ہونی چاہئے اور ایک میں محرم کو اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ طلوع و غروب کے وقت بعض روایات سے

---

(۱) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا علی ثلث لاتؤخرھا الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ فصل ثانی ص ۶۱) ظفیر۔

(۲) عن عقبہ بن عامر قال ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھا نا ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظھیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس الغروب حتی تغرب رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب اوقات النھی فصل اول ص ۹۴) ظفیر۔

فجر و عصر کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور بعض سے اباحت۔ تو صدر شریعت وغیرہ نے فجر میں حدیث تحریم کو ترجیح دی اور عصر میں حدیث اباحت کو۔ اسی طرح یہاں بھی کوئی اشکال نہیں۔ اب بعض عبارات فقہیہ نقل کرتا ہوں جس میں مضمون بالا کی بھی تصریح ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ صورتیں مذکورتین میں سے صورت اولیٰ میں تاخیر کا بلا کراہت جائز ہونا بلکہ افضل عدم تاخیر کا ہونا کن کن محققین کی رائے ہے۔ علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ در مختار کے قول وفی التحفة الا فضل ان لا توخر الجنازة کے تحت میں لکھتے ہیں وما فی التحفة اقره فی البحر والنهر والفتح والمعراج الحديث ثلث لايؤخرون منها الجنازة اذا حضرت وقال في شرح المنية والفرق بينها وبين سجدة التلاوة ظاهر لان التعجيل فيها مطلوب مطلقاً الا لمانع وحضورها فی وقت مكروه بخلاف سجدة التلاوة لان التعجيل لا يستحب فيها مطلقاً ردالمحتار جلد اول ص ۲۷۵۔ فقط۔

عید گاہ میں جنازہ قبل نماز آجائے تو کس وقت جنازہ پڑھا جائے

(سوال ۲۸۹۳) اگر کوئی جنازہ عید کے روز احاطہ مسجد عید گاہ کے اندر قبل از نماز عید لاکر رکھا جائے تو نماز جنازہ کس وقت پڑھنی چاہئے، اگر بعد نماز عید پڑھی جاوے تو خطبہ سے پہلے یا بعد میں۔

(الجواب) در مختار میں ہے وتقدم صلوٰتها على صلوٰة الجنازة اذا اجتمعا لانه واجب عيناً الخ وتقدم صلوٰة الجنازة على الخطبة الخ۔(۲) اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ جنازہ نماز عیدین کے بعد پڑھنی چاہئے اور خطبہ سے پہلے پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۹٤) جنازہ کی نماز میں فاتحہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ فتاویٰ عالمگیریہ میں جواز لکھا اور قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ، نے بھی اپنے وصیت نامہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔

(الجواب) فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اگر بہ نیت دعا سورہ فاتحہ جنازہ کی نماز میں پڑھیں تو درست ہے یہی مطلب عالمگیریہ کی روایت کا اور قاضی صاحب کی تحریر کا ہے۔ فقط۔

جنازہ میں شریک نہ کرنے کی وصیت

(سوال ۲۸۹۵) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔ دو شخص آپس میں حقیقی بھائی ہیں، بڑے بھائی نے ایک تیسرے شخص سے یہ وصیت کی کہ میرا چھوٹا بھائی میری تجہیز و تکفین میں شریک نہ ہو تو اس صورت میں چھوٹا بھائی تجہیز و تکفین میں اس کی شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ وصیت ناجائز ہے و باطل اس پر عمل نہ ہونا چاہئے بلکہ میت کے چھوٹے بھائی کو واسطے ادائے حقوق اسلام و وصل رحم کے اگرچہ دوسرے لوگ تجہیز و تکفین کرنے والے کافی موجود ہوں شریک ہونا چاہئے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم على المسلم خمس رد السلام وعيادة المريض واتباع

---

(۱) ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳٤۷ ط.س. ج۲ ص۳۷٤. ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۷۵ ط.س. ج۲ ص۱٦۷. ۱۲ ظفیر۔

الجنازة واجابة الدعوة تشميط العاطس (۱) الحديث. قال فى الدر المختار اوصى بان يصلى عليه فلان (الى ان قال) اويطين قبره او يضرب على قبره قبة او لمن يقرء على قبره شيئاً فهى باطلة الخ. (۲)

نماز جنازہ میں تکرار درست نہیں

(سوال ۲۸۹۶) جنازہ کی نماز مکرر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) جنازہ کی نماز کا تکرار درست نہیں ہے یعنی جب کہ ایک بار ولی نے نماز پڑھ لی یا ولی کی اجازت سے نماز ہو گئی تو اب دوبارہ نماز اس کی نہ پڑھی جاوے حنفیہ کا مذہب یہی ہے۔ (۳)

ایک ماہ کے لڑکے کو بغیر نماز و کفن دبا دینا درست نہیں

(سوال ۲۸۹۷) ایک شخص نے اپنا ایک ماہ کا لڑکا بدون غسل وبدون نماز جنازہ دفن کر دیا، بعدہ دوسرے شخص نے بھی اسی طرح اپنے لڑکے کو دبا دیا۔ ایسا کرنے والوں کے لئے کیا سزا ہے۔

(الجواب) شرعی حکم یہ ہے کہ ایسے بچوں کو غسل دینا اور نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ان کو آئندہ تاکید اور تنبیہہ کی جاوے کہ پھر ایسا نہ کریں اور جو کچھ پہلے کیا اس سے توبہ کریں۔ اور کوئی سزا ان کے لئے مقرر نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

مرد و عورت پر ایک ساتھ نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۹۸) ایک میت مرد اور ایک میت عورت دونوں بالغ ہر دو کا جنازہ ایک دفعہ پڑھنا جائز ہے یا نہ۔ زید نے ہر دو میت مذکورہ کا جنازہ آگے پیچھے رکھ کر پڑھایا۔ اور بکر نے کہا کہ میت مؤنث کو علیحدہ کر کے اس پر پھر نماز پڑھی جانی تھی۔

(الجواب) دونوں کا جنازہ ایک دفعہ پڑھنا درست ہے اگر چہ بہتر یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھیں، لیکن بصورت کثرت اموات ووباء عام جواز پر عمل کرنے میں یعنی ایک دفعہ سب جنازوں کی نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ درمختار میں ہے واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰة الخ اولى وان جمع جاز الخ۔ (۵) پس جب کہ ہر دو جنازہ پر ایک دفعہ نماز ہو گئی تو بکر کا نماز جنازہ عورت کو اعادہ کرنا خلاف مشروع ہوا کیونکہ جنازہ کی نماز جب ایک بار ہو جاوے تو دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ (۶) پس یہ بکر کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ فقط۔

نماز جنازہ کے بعد کپڑے پر دھبہ دیکھا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۹۹) ایک شخص نے امام ہو کر نماز جنازہ پڑھائی پھر اس نے اپنے کپڑے پر دھبہ دیکھا اور غسل کی

---

(۱) مشكوٰة باب عيادة المريض ص ۱۳۳. (۲) الدر المختار كتاب الوصايا ج ۲ ص ۳۲۲. ط.س. ج۲ص۶۶۶. ۱۲ ظفير. (۳) ثم عدم جواز صلوٰت غير الولى بعده مذهبنا وبه قال مالك (غنية المستملى ص ۵۴۲) وان صلى من له حق التقدم (الى قوله) او من ليس له حق التقدم وتابعه الولى لا يعيد (در مختار. ط.س. ج۲ص۲۲۳) ظفير. (۴) اگر گمان غالب ہو کہ لاش پھٹی نہ ہو گی تو اس حالت میں اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی اس کے بعد نہیں، وان دفن واهيل عليه التراب بغير صلاة او بها بلا غسل او ممن لا ولاية له صلى على قبره مالم يغلب على ظنه تفسخه من غير تقدير هو الا صح (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۲۶. ط.س. ج۲ص۲۲۴) ظفير. (۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۱. ط.س. ج۲ص۲۱۸. ۱۲ ظفير. (۶) وان صلى الولى لم يجز لا حد ان يصلى بعده (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص۸۲۶. ط.س. ج۲ص۲۲۳) ظفير

حاجت معلوم ہو گئی تو وہ نماز درست ہو گئی یا دوبارہ قبر پر پڑھے۔

(الجواب) اس صورت میں نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھی جاوے اگر دفن ہو چکا تو اس کی قبر پر نماز پڑھنی چاہئے یعنی پھٹنے سے پہلے اور بعض نے تین دن تک کا حکم دیا ہے، یعنی تین دن کے اندر اندر نماز قبر پر درست ہے پھر نہیں(۱)۔

کئی جنازوں کی نماز ایک ساتھ

(سوال ۲۹۰۰) دو تین میت کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز ہے جیسا کہ در مختار میں ہے و اذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰة علی کل واحدة اولی من الجمع الی ان قال و ان جمع جاز الخ۔(۲)

ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھنا چاہئے

(سوال ۲۹۰۱) ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) پڑھنی چاہئے۔(۳) فقط۔

غسل جمعہ کی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہ ہو تو کیا وہ گنہگار ہوا

(سوال ۲۹۰۲) ایک شخص بوجہ غسل جمعہ وغیرہ ضروریات کے نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا تو گنہگار ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر بعض لوگوں نے نماز جنازہ ادا کر لی تو جو شخص شریک نہیں ہوا وہ گنہگار نہ ہو گا۔(۴) مگر یہ ضرور ہے کہ اس ثواب سے محروم رہے گا۔ فقط۔

نماز جنازہ خطبہ عید کے پہلے ہے یا بعد

(سوال ۲۹۰۳) اگر عید الضحیٰ عید الفطر کے روز کوئی موت ہو جاوے اور جنازہ عید گاہ میں اس وقت پہنچے جب نماز پڑھ چکے ہوں تو نماز جنازہ قبل از خطبہ پڑھنے میں کچھ نقص شرعی تو نہیں ہے۔ یہاں بعد خطبہ کے پڑھی گئی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں لکھا ہے کہ نماز عیدین نماز جنازہ سے پہلے پڑھیں اور نماز جنازہ خطبہ سے پہلے پڑھیں، (۵) لیکن اگر خطبہ کے بعد پڑھی گئی تب بھی نماز ہو گئی کچھ وہم نہ کریں فقط۔

جو مسلمان عورت کافر کے گھر مری اور کافرانہ رسوم ادا کئے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

(سوال ۲۹۰٤) ایک مسلمان عورت کسی کافر کے ساتھ کفر کے رسم و رواج کے موافق نکاح کر کے رہی اور اس

---

(۱) وان دفن واهيل عليه التراب بغير صلاة او بها بلا غسل او ممن لا ولاية له صلى على قبره استحسانا ما لم يغلب على الظن تفسخه من غير تقدير (در مختار) وقيل يقدر بثلاثة ايام (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۷. ط.س. ج۲ ص ۲۲٤) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۱. ط.س. ج۲ ص۲۱۸. ۱۲ ظفير. (۳) وهى فرض على كل مسلم مات خلا اربعة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤. ط.س. ج۲ ص ۲۱۰) ظفير. (٤) والصلوٰة عليه فرض كفاية با لا جماع (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۱۱. ط.س. ج۲ ص۲۰۷. ۱۲ ظفير.

(٥) وتقدم صلوٰتها على صلوٰة الجنازة اذا اجتمعا لا نه واجب عيناً الخ وتقدم صلوٰة الجنازة على الخطبة الخ (الدر المختار هلى هامش ردالمحتار باب العيدين ج۱ ص ۷۷٥. ط.س. ج۲ ص۱٦۷) ظفير.

کافر کے ساتھ رہی ان کے بت خانہ میں جا کر مذہبی رسوم پوجاپاٹ وغیرہ بھی ادا کرتی رہی ایسی عورت کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) چونکہ تکفیر مسلم میں احتیاط تام لازم ہے اور حتی الوسع کسی مسلمان کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ نیز فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ تکفیر کے ہوں اور صرف ایک وجہ اور وہ بھی ضعیف اسلام کی ہو تو اس کو مسلمان ہی سمجھنا چاہئے اور اہل اسلام کا معاملہ اس کے ساتھ کرنا چاہئے اگرچہ عنداللہ وہ کافر ہو مگر ہم کو اس کے ساتھ معاملہ مسلمانوں کا سا کرنا لازم ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے روی الطحاوی عن اصحابنا لا یخرج الرجل من الا یمان الا جحود ما ادخله فیه ثم ماتیقن انه ردة یحکم بها وما یشك انه ردة لا یحکم بها اذ الاسلام الثابت لا یزول بالشك مع ان الا سلام یعلو وینبغی للعالم اذا رفع الیه هذا ان لا یبا در بتکفیر اهل الا سلام مع انه یقضی بصحة اسلام المکره الخ وفی الفتاویٰ الصغریٰ الکفر شئی عظیم فلا اجعل المؤ من کافراً متی وجدت روایةً انه لا یکفر اه وفی الخلاصة وغیره اذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنعه فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر الخ ومثل هذهٖ الروایات کثیره۔(۱) اس لئے جب تک اس عورت کا مرتد ہونا بے یقین معلوم نہ ہو اور وہ اپنے کو مسلمان ہی کہتی رہے تو اس کے مرنے پر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اور اس کو مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے صلو اعلے کل بر و فاجر الحدیث قال فی شرح المنیه رواه الدار قطنی و علله بان مکحولاً لم یسمع من ابی هریرة ومن دونه ثقات وحاصله انه مرسل وهو حجة عندنا وعند مالك وجمهورا لفقهاء ص ۴۷۹۔

اسلام سے جو قوم تعلق رکھے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور وہ مسجد میں آسکتے ہیں

(سوال ۲۹۰۵) جو لوگ دائی کا پیشہ کرتے ہیں اور یہ کام بھی کرتے ہیں کہ بیل وغیرہ جو مر جاتے ہیں وہ لوگ اس کی کھال نکال کر دباغت کر کے فروخت کرتے ہیں، یہ قوم بہت رذیل سمجھی جاتی ہے لہذا اس قوم کو کھانے پینے اور جمعہ وعیدین میں شریک نہیں کرتے اس کی نسبت کیا حکم ہے اور ایسی قوم کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ نہ پڑھنے والوں پر کیا حکم ہے اور جو لوگ اس عالم پر طعن و تشنیع اور سب وشتم کرتے ہیں اور برا کہتے ہیں وہ کیسے ہیں۔

(الجواب) ان لوگوں کو جبکہ وہ مسلمان ہیں جمعہ اور جماعت سے اور مسجد میں آنے سے منع نہ کرنا چاہئے ورنہ مانعین مصداق وعید ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعیٰ فی خرابها۔(۲) کے ہوں گے اور نماز جنازہ ان کی میت کی پڑھنی لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل برو فاجر الحدیث۔(۳) رواه الدار قطنی وفی الدرالمختار وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بغاة

(۱) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج۴ ص۲۲۳ ...... ۲۲۴. ۱۲ ظفیر.
(۲) البقره. ر کوع ۱۴ ......
(۳) دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۱۲۹۱ ظفیر۔

وقطاع طریق الخ۔(۱) پس ظاہر ہے کہ مسلمانان مذکورین نہ بغاۃ ہیں اور نہ قطاع طریق وغیرہ ہیں لہذا ان کے جنازہ کی نماز بقول فقہاء فرض ہوئی اور جس عالم نے اس فرض کو ادا کیا وہ مثاب وماجور ہے اس کو برا کہنا اور سب وشتم کرنا فسق ومعصیت ہے کما ورد سباب المسلم فسوق (۲) پس طاعنین فاسق وفاجر ہیں، توبہ کریں۔ فقط۔

رنڈی کی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے

(سوال ۲۹۰۶) ایک مولوی صاحب نے ایک رنڈی کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور کچھ نذرانہ بھی ملا، چند روز بعد مولوی صاحب نے نماز جمعہ کے قبل اپنے اس فعل کی تائید میں بطور وعظ کے فرمایا کہ مجھ کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ عورت کون ہے اور جو پیسہ مجھ کو معاوضہ میں ملا اس کو ایسے ہی کاموں میں صرف کر دوں گا۔ مثلاً پاخانہ اٹھانے والی بھنگن کو دے دوں گا۔ اور ہم تیراک ہیں تیرنے کے ذریعہ سے غرقاب ہونے سے بچ سکتے ہیں۔ جاہل نہیں بچ سکتے۔ صوت مسئولہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) مسلمان رنڈی کے جنازہ کی نماز شرعاً پڑھنی ضروری ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔(۳) یعنی ہر ایک نیک وبد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ اور جو پیسہ ان مولوی صاحب کو ملا اگر وہ حرام آدمی کا تھا تو وہ کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا یہ کہنا ان کا غلط ہے کہ حرام آمدنی کو حاصل کر کے پاخانہ وغیرہ اٹھانے میں صرف کر دیا جاوے گا کیونکہ خواہ کھانے میں صرف کرے یا کپڑے میں یا حجام کی اجرت میں دے یا بھنگی کی اجرت وغیرہ میں سب برابر اور ناجائز ہیں اور حرام آمدنی والے کو یہ حیلہ بے شک بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ قرض کے طریق سے اشیاء خریدے یا کسی سے روپیہ پیسہ قرض لے کر خریدے تو یہ کھانا ان بعض کے نزدیک درست ہے۔ پھر اس قرض کو خواہ اپنی آمدنی حرام سے ادا کرے یا حلال سے وہ پہلا کھانا حلال ہے۔ یہ بعض کا قول ہے اور بعض مطلقاً حرام فرماتے ہیں۔ اور ان مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ہم تیراک ہیں یعنی ہم کو حرام پیسہ مضر نہیں ہے غلط ہے اور بیہودہ خیال ہے۔(۴) فقط۔

مقتدی کا فریضہ کیا ہے

(سوال ۲۹۰۷) جنازہ کی نماز میں مقتدی کا فریضہ کیا ہے۔

(الجواب) مقتدی کو بھی وہی پڑھنا ہے جو امام کو۔ جنازہ کی نماز کی ترکیب کسی اردو رسالہ میں دیکھ لی جائے مختصر یہ کہ اول تکبیر کے بعد سبحانک اللھم الخ اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام(۵)...... فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤. ط.س. ج۲ ص ۲۱۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) مشکوٰۃ . باب حفظ اللسان والغیبة والشتم ص ٤۱۱ ۱۲ ظفیر. (۳) شرح فقه اکبر ص ۹۱ ۱۲ ظفیر. (٤) المکاس مثلا یا خذ من احدشینا من المکس ثم یعطیه اخر ثم یا خذه من ذالك الا خرا خر فهو حرام (ردالمحتار باب البیع الفاسد مطلب الحرمة تتعدد ج ٤ ص ۱۸۰. ط.س. ج٥ ص۹۸)ظفیر. (٥) فیکبر للافتتاح ویقول سبحانك اللهم الخ ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ثم یکبر اخری وید عو للمیت وجمیع المسلمین (ای قوله) ثم یکبر الرابعة ثم یسلم تسلیمتین(عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱٦۱. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱٦٤) ظفیر.

مسلمان زانیہ کا بچہ جو ہندو سے ہو اس کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱ / ۲۹۰۸) مسلمان عورت زانیہ ہندو کے پاس ہے اس سے جو اولاد ہو اور مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہئے یا نہ؟

بے نمازی کی نماز جنازہ ترک کرنا کیسا ہے

(سوال ۲/ ۲۹۰۹) تارک صلوٰۃ کی نماز جنازہ تنبیہاً ترک کرنا کیسا ہے؟ اور پڑھنا منع ہے یا کیا؟

(الجواب) (۱) پڑھنی چاہئے لکن الا ولا دمسلمین تبعالا مھم۔

(۲) تارک صلوٰۃ کے جنازہ کی ممانعت کہیں نظر سے نہیں گذری بلکہ فقہا کے اقوال اور حدیث صلوٰ علی کل بر و فاجر سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نماز پڑھنی چاہئے فقط۔

بے نمازی پر نماز جنازہ عبرتاً نہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۹۰۹) عبرۃ کی غرض سے بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا اور بغیر نماز کے اس کو دفن کر دینا کیسا ہے، مستحسن ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ فعل جائز و مستحسن نہیں ہے بلکہ حرام اور ترک فرض ہے مسلمان بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا مثل نمازی کے فرض ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر۔ الحدیث۔ اور فقہاء رحمہم اللہ نے جنازہ کی نماز سے جن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے جیسے بغاۃ وغیرہم ان میں فساق و بے نمازیوں کو شمار نہیں کیا۔ پس فرض شرعی کا ترک بخیال عبرت درست نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

تاڑی پینے والے کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱/ ۲۹۱۱) تاڑ کے درخت کے پھل اور رس میں نشہ ہوتا ہے۔ شراب سے کسی قدر کم نشہ کی چیز یعنی تاڑی وغیرہ کا کھانا پینا کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کے ہمراہ کھانا پینا اور اس کے جنازہ کی نماز کا کیا حکم ہے؟

سود خور کی نماز جنازہ

(سوال ۲ / ۲۹۱۲) سود کا لین دین کیسا ہے؟ اور جو شخص سود لے اس کے جنازہ کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور اس سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟

(الجواب) (۱) نشہ کی چیز کا کھانا پینا حرام ہے اور اس کے ساتھ کھانا پینا نہ چاہئے۔ اور جنازہ کی نماز پڑھیں۔ (۲)

(۲) جنازہ کی نماز کا وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ باقی سود لینا دینا حرام ہے اور ایسے شخص سے علیٰحدہ رہنا چاہئے۔ فقط۔

ہندوؤں کے نابالغ بچہ پر نماز جنازہ نہیں ہے

(سوال ۲۹۱۳) ہندو کے نابالغ بچے کی میت پر نماز جنازہ پڑھنا حدیث سے ثابت ہے یا نہ۔

(الجواب) نہیں۔ (۳) فقط۔

---

(۱) وھی (ای صلاۃ الجنازۃ) فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ او قطاع طریق الخ (الد المختار علی ھامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۱٤. ط.س. ج۲ ص ۲۱۰) ظفیر. (۲) وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ الخ (درمختار. ط.س. ج۲ ص ۲۱۰) ظفیر. (۳) وشرطھا ای لصلوٰۃ الجنازۃ ستۃ، اسلام المیت الخ کصبی سبی مع احد ابویہ لا یصلی علیہ لا نہ تبع لہ ای فی احکام الدنیا لا العقبی لما مرا نھم خدم اھل الجنۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۱. ط.س. ج۲ ص ۲۰۷) ظفیر.

بدبو کے بعد نماز جنازہ

(سوال ۲۹۱۴) جس مردہ میں بوجہ دو تین روز پڑے رہنے کے بدبو ہو جاوے اس کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہ۔
(الجواب) اگر اس کے جنازہ کی نماز پہلے نہیں پڑھی گئی تو فرض ہے کہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے۔(۱)

نماز جنازہ عصر و مغرب کے درمیان درست ہے

(سوال ۲۹۱۵) جنازہ کی نماز مابین عصر و مغرب جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) مابین عصر و مغرب کے جنازہ کی نماز مکروہ نہیں ہے کما فی الدر المختار لا یکرہ قضاء فائتۃ الخ و صلاۃ جنازۃ۔(۲)

بے نمازی کی لاش گھسیٹنا جائز نہیں

(سوال ۲۹۱۶) ایک شخص مر گیا ہے جس نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی تھی اس کی نماز جنازہ چالیس قدم بذریعہ رسی کے کھینچ کر ایک دوسرے شخص نے پڑھائی ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے۔
(الجواب) واقعی رسی میں باندھ کر بے نمازی مسلمان کے کھینچنے کا شریعت سے حکم نہیں ہے، ایسا نہ کرنا چاہئے تھا اس کے لئے استغفار کرنا چاہئے۔ اور نماز جنازہ بے نمازی مسلمان کی پڑھنی چاہئے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام. صلوا علی کل برو فاجر. الحدیث(۳)

میت روزہ دار کی نماز جنازہ

(سوال ۲۹۱۷) ایک شخص روزہ دار مرض ناگہانی میں مبتلا ہو جاوے اور روزہ افطار نہ کرے اور اسی میں مر جاوے تو بکر کہتا ہے کہ اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے۔ صحیح ہے یا نہ۔
(الجواب) نماز جنازہ اس شخص کی پڑھنی چاہئے بکر کا قول غلط ہے، وہ گنہگار نہیں ہوا، شامی میں منقول ہے کہ ایسی صورت میں وہ ماجور ہوتا ہے ویو جر لو صبر و مثلہ سائر حقوق اللہ تعالی کا فساد صوم و صلوٰۃ الخ (۴)

بنجارے مسلمان ہیں ان کی نماز جنازہ پڑھی جاوے اور وہ نماز میں شامل ہو سکتے ہیں

(سوال ۲۹۱۸) ملک نماڑ میں اکثر قوم مسلمانان بنجارہ دنداف ہیں یہ قوم عیدین کی نماز میں شامل ہوا کرتے ہیں۔ مگر ہولی، دیوالی، سہرہ اور جس قدر ہنود کے تہوار ہیں ان میں بشوق و رغبت شامل رہتے ہیں اور بتوں کی پوجا پرستش ہمیشہ کیا کرتے ہیں اور ہنود کا لباس پہنتے ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ ہم لوگ بالکل ہندوں میں چھپتے ہیں یہ اقوام روزہ، نماز و کلمہ کلام سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ شادی بیاہ ہنود کے مشابہ کرتے ہیں آیا ان کا نکاح اور نماز جنازہ پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) ایسے جاہل لوگوں کو بتدریج اور رفتہ رفتہ کلمہ اسلام کا اور احکام اسلام کے بتلانا اور سکھلانا چاہئے۔

---

(۱) وان دفن واھیل علیہ التراب بغیر صلاۃ صلی علی قبرہ مالم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر ھو الا صح (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار. باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۷۲۶. ط.س. ج۲ ص ۲۲۴. (۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۸. ط.س. ج۱ ص ۳۷۵ ۱۲ ظفیر. (۳) شرح فقہ اکبر ص ۹۱ ۱۲ محمد ظفیرالدین الصدیقی. (۴) ردالمحتار کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸. ط.س. ج۲ ص ۴۲۱. ۱۲ ظفیر.

قال الله تعالی ادع الی سبیل ربك بالحکمة والمو عظة الحسنة وجادلهم باللتی هی احسن ۔(۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے راستہ اور دین کی طرف حکمت کے ساتھ اور نصیحت حسنہ کے ساتھ لوگوں کو بلانا چاہئے اور طریق حسن کے ساتھ ان کو سمجھانا اور منوانا چاہئے اور رسوم کفریہ اور شرکیہ کو ان سے چھوڑوانا چاہئے اور نماز جنازہ ان کی پڑھنا چاہئے اور نکاح پڑھنا چاہئے اور نکاح سے پہلے ان سے کفر و شرک و معاصی سے توبہ کرالینی چاہئے۔ اسی طرح ہمیشہ ان سے توبہ کرانی چاہئے اور ان میں سے جو مریض ہو اس سے بالخصوص مرض الموت میں توبہ کرالینی چاہئے تاکہ اس کے جنازہ کی نماز میں شبہ نہ رہے۔ فقط۔

بلا وضو نماز جنازہ جائز نہیں

(سوال ۲۹۱۹) ایک شخص کہتا ہے کہ نماز جنازہ میں اگر محدث بے وضو بھی شریک ہو کر پڑھ لیویں تو کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ غلط ہے کہ نماز جنازہ بلا وضو جائز ہے، بلا وضو یا بلا تیمّم کے نماز جنازہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ اگر امام کھڑا ہو جاوے اور کوئی آدمی ایک یا چند ایسے وقت آویں کہ اگر وضو کریں گے تو تکبیرات فوت ہو جاویں گی تو ان کو تیمّم کر کے شریک ہو جانا درست ہے۔ کما فی الدر المختار وجاز لخوف فوت صلوٰة جنازة ای کل تکبیراتها الخ در مختار فی الشامی قوله وجاز لخوف فوت صلوٰة جنازة) ای ولو کان الماء قریبا الخ۔(۲) فقط۔

مختلف بچوں کے احکام

(سوال ۲۹۲۰/۱) بچہ مشرک کا ہے جو قبل بلوغ مر گیا۔

(سوال ۲۹۲۱/۲) دوسرا وہ بچہ ہے کہ زید اس کا قریبی یا بعیدی رشتہ دار ہے مگر اس بچہ کے والدین پیدا ہونے کے بعد مرتد ہو گئے۔

(سوال ۲۹٤۲/۳) تیسرا وہ بچہ ہے کہ بعد پیدا ہونے کے حالت اسلام میں والدین میں سے ایک فوت ہو گیا اور ایک مرتد ہو گیا۔ اب یہ بچہ کس کے تابع رہے گا۔ اور یہ تینوں بسبب پرورش زید کے کلمہ طیبہ بخوبی پڑھ سکتے ہیں مگر اتنی عقل اور تمیز نہیں کہ اسلام کی شرطیں سمجھ سکیں۔ اور اگر یہ تینوں بچے قبل بلوغ فوت ہو جائیں تو تجہیز و تکفین مثل مسلمانوں کے کریں گے یا نہیں اور سب کا حکم برابر ہے یا باہم کچھ فرق ہے۔

(الجواب) نابالغ بچہ کفر و اسلام میں تابع اپنے والدین کے ہوتا ہے۔ کما فی الدر المختار والشامی۔ قوله لتبعیته لابویه در مختار ای فی الا سلام والردة . شامی۔(۳) اور اگر ان میں سے یعنی والدین میں سے کوئی مسلمان ہو تو بچہ اس کے تابع ہو کر مسلمان سمجھا جاوے گا کما فی الدر المختار والو لدیتبع خیر الا بوین دیناً الخ(۴) اور بچہ کافر کا اگر ممیّز یعنی سات برس کا ہو جاوے تو اس کا اسلام لانا صحیح اور معتبر ہے۔ کما فی الدر المختار او اسلم

(۱) سورہ نحل ۱٦ . (۲) ردالمحتار باب الیتیم جلد اول ص ۲۲۳ . ط.س. ج۲ ص ۲٤۱ . ۱۲ ظفیر.
(۳)
(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ٥٤۱ . ط.س. ج۲ ص ۱۹٦ . ۱۲ ظفیر.

الصلبی وهو عاقل ای ابن سبع سنین صلی علیه وفیه ایضاً والعاقل الممیز وهو ابن سبع سنین الخ۔ (۱)در مختار۔ پس پہلا بچہ جو کہ مشرک کا ہے وہ اگر سات برس کا ہو کر کلمہ اسلام پڑھ کر مرا ہے تو اس کو مسلمان سمجھا جائے اور تجہیز و تکفین اس کی مثل مسلمانوں کے کی جاوے اور دوسرا بچہ بوجہ مرتد ہو جانے والدین کے ارتداد میں ان کے تابع ہوا۔ لیکن اگر سات برس کا ہو کہ وہ کلمہ اسلام پر پلے تو مسلمان ہو جاوے گا اور اس حالت میں نے سے اس کی تجہیز و تکفین مثل مسلمانون کے ہو گی اور نماز جنازہ پڑھی جاوے گی اور تیسرا بچہ خیر الابوین یعنی مسلمان کے تابع ہو کر مسلمان سمجھا جاوے گا اور مثل مسلمانوں کے اس کی تجہیز تکفین و نماز جنازہ ہو گی۔ فقط

اگر نماز جنازہ ہوئی اور کوئی ایک شخص کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو قابل ملامت نہیں

(سوال ۲۹۲۳) ایک میت کو ایسے میدان میں لایا گیا جس میں مدرسہ کے طلبا بکثرت کھیلا کرتے تھے اور وہ میدان بارش سے تر تھا اور نم دار تھا۔ بندے کے پاؤں میں موزے تھے۔ ان کی حفاظت کی وجہ سے نماز جنازہ میں پہلو تھی کی اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہوا یہ گناہ ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر دوسرے مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو تارک پر کچھ ملامت اور مؤاخذہ نہیں ہے۔ (۳) لیکن یہ ضروری ہے کہ محض موزوں کی حفاظت کی وجہ سے نماز جنازہ سے پہلو تھی کرنا اچھا نہیں۔ آئندہ اس کے احتیاط کی جاوے۔ فقط۔

مقتدی امام کے ساتھ نماز جنازہ میں دعاء وغیرہ پڑھے

(سوال ۲۹۲٤) کیا نماز جنازہ میں مقتدی امام کے تابع ہو کر ثناء و صلوٰۃ و دعاء برابر ادا کرے یا مقتدی پر فقط سکوت ہے بعد فراغ از نماز جنازہ اسی ہیئت صفوف میں رہ کر یا بعد تغیر ہیئت صفوف گرد میت کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور مکرر سہ کرر اسی طرح دعاء کرنا جائز ہے یا نہیں مذہب حنفی کے مطابق بہ ثبوت سند ارشاد فرمایا جاوے۔ بعض علماء نے باستناد روایت فتاویٰ عالمگیری جو فصل خامس ص ۱۷ مطبوعہ مصر میں ہے والا مام والقوم فیه ای فیما ذکر قبل من التکبیرات و دعاء الافتتاح والصلوة علی النبی ﷺ والدعاء وغیر ذٰلك كذا فی الکافی مقتدی کو بھی متابعت کا حکم دیا ہے اور باسناد روایت ذیل سے منع کیا ہے۔ خلاصۃ الفتاویٰ قلمی میں ہے لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة الخ ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ولا یدعو للمیت بعد صلوٰة الجنازة لا نه یشبه الزیادة فی صلوٰة الجنازة۔ اسی طرح نور الانوار اور انوار حنفیہ اور جامع الرموز اور محیط میں موجود ہے۔ ان روایات میں مطلقاً دعا بعد الجنازہ کو ممنوع قرار دیا ہے خواہ ہیئت صفوف میں ہو یا نہ ہو۔ کیا ہر دو استناد متعلق ہر دو مسئلہ صحیح ہیں۔

(الجواب) یہ ہر دو استناد متعلق ہر دو مسئلہ صحیح ہیں۔ نماز جنازہ میں مقتدی بھی مثل امام کے ثناء و صلوٰۃ و دعا پڑھتا ہے اور نماز جنازہ کے بعد پھر دعا ہاتھ اٹھا کر مانگنا ثابت نہیں ہے اور فقہاء نے اس سے منع فرمایا ہے، اور بقول ملا علی قاری رحمۃ اللہ زیادہ فی صلوٰۃ الجنازہ کا شبہ ہوتا ہے اور صلوٰۃ الجنازہ خود دعاء للمیت ہے فلا یشرع الدعاء الا خر بعد ها

(۱) الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۲. ط.س. ج۲ ص ۲۳۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً ج ۳ ص ۴۲۳ ۱۲ ظفیر مفتاحی. (۳) الصلاة علی الجنازة فرض کفایة اذا قام به البعض واحدا کان او جماعة ذکرا کان او انثی سقط عن الباقین واذا ترك الکل اثموا هکذا فی التاتارخانیه (عالمگیری مصری باب الجنائز فصل خامس ج۱ ص ۴۵۲. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۶۲) ظفیر.

نماز جنازہ کی امامت کس کا حق ہے

(سوال ۲۹۲۵) ایک شخص حنفی ایک مسجد کا امام ہے وہ دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نماز جنازہ میرے سوا کوئی نہیں پڑھا سکتا۔ کیا وہ شخص ولی میت پر بھی مقدم ہے اور یہ دعویٰ اس کا کیسا ہے، اور نماز جنازہ کی امامت میں احق بالامامت کون ہے۔

(الجواب) کتب فقہ حنفیہ میں امامت نماز جنازہ میں یہ ترتیب لکھی ہے ویقدم فی الصلوٰۃ علیه السلطان ان حضر اونائبه وهوا میرالمصر ثم القاضی الخ ثم امام الحی الخ ثم الولی الخ ۔(۱) یعنی امامت نماز جنازہ کے لئے سب سے مقدم بادشاہ ہے اگر موجود ہو، یا اس کا نائب، پھر قاضی، پھر امام مسجد محلّہ الخ در مختار۔ اور یہ بھی در مختار میں ہے کہ تقدیم امام حی ولی پر استحباباً ہے اگر باوجود امام حی کے ولی نماز پڑھا دیوے تو یہ بھی درست ہے اور یہ بھی در مختار اور شامی میں ہے کہ اگر ولی افضل ہر امام سے تو ولی کی امامت اولیٰ ہے۔ بہر حال یہ دعویٰ امام مذکور کا جو سوال میں مذکور ہے مطلقاً (بلا تفصیل) غلط ہے۔(۲)

بوقت زوال واستواء وغروب نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۲۶) اگر بوقت طلوع وغروب واستواء آفتاب جنازہ حاضر شود بلا انتظار وقت مباح دریں اوقات نماز جنازہ ادا کردن جائز است یا نہ بلا کراہت جائز است یا مع الکراہت۔

(الجواب) اگر جنازہ دریں اوقات حاضر شود بلا انتظار وقت مباح نماز جنازہ گزاردن دراں اوقات جائز است بلا کراہت تحریمی و در شامی گفتہ کہ کراہت تنزیہی است کہ مُنْش غیرہ اولیٰ است یعنی بہتر این است کہ در وقت مباح نماز گزارند فی الدر المختار فلو وجبنا فیها لم یکره فعلهما ای تحریماً (در مختار) قوله ای تحریماً افاد ثبوت الكراهة التنزيهية وفى التحفه ما يدل على نفى الكراهة التنزيهة ايضاً (٤) فقط.

بعد نماز جنازہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے

(سوال ۲۹۲۷) نماز جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ اور مقتدیوں کو دعا مانگنا چاہئے یا نہ۔

(الجواب) نماز جنازہ خود دعا للمیت ہے اس کے بعد اور کوئی دعا ماثورہ منقول نہیں۔(۵) امام و مقتدی سب اس کو ترک کر دیں کہ خلاف سنت فعل کا التزام درست نہیں ہے۔

طاعون والی جگہ نماز جنازہ کے لئے جانا کیسا ہے اور اطباء کا جانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۲۸) جس جگہ طاعون ہو وہاں نماز جنازہ پڑھانے کے لئے جنازہ درست ہے یا نہیں جب کہ اس سے بلا جائے نماز جنازہ نہ ہو، ایسے موضع میں اطباء کو جانا کیسا ہے۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۳. ط.س. ج۲ ص ۲۲۱۹ ۱ ظفیر.
(۲) وتقديم امام الحى مندوب فقط بشرط ان يكون افضل من الولى والا فالولى اولى كما فى المجتبى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۵۳۲. ط.س. ج۲ ص ۲۲۰) ظفير.
(۳) قال فى شرح المنية الا صل ان الحق فى الصلاة للولى الخ (ردالمحتار ص ۸۲۳. ط.س. ج۲ ص ۲۲۰) ظفير.
(٤) ردالمحتار كتاب الصلوٰة جلد اول ج ۱ ص ۳٤۷. ط.س. ج۲ ص ۳۷٤. ۱۲ ظفير.
(۵) ويسلم بلا دعاء بعد الرابعة (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۱۷. ط.س. ج۲ ص ۲۱۳) فقد صرحوا عن اخرهم بان صلاة الجنازة هى الدعاء للميت اذهو المقصود منها (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۱٤. ط.س. ج۲ ص ۲۱۰)ظفير.

(الجواب) قال فی الدر المختار مسائل شتی من اخر الکتاب واذا خرج (اودخل فیھا شامی) من بلدة بھا الطاعون فان علم ان کل شئی بقدر ۃ اللہ فلا باس بان یخرج ویدخل وان کان عندہ انہ لوخرج نجاولو دخل ابتلیٰ کرہ لہ ذلک فلا یدخل ولا یخرج صیانةً لا عتقادہ وعلیہ حمل النھی فی الحدیث الشریف مجمع الفتاویٰ الخ ۔(۱) اس عبارت سے واضح ہوا کہ جس کا اعتقاد درست ہو خروج عن موضع الطاعون کو سبب نجات اور دخول کو سبب ابتلاء وہلاک نہ جانتا ہو تو اس کے حق میں خروج ودخول ممنوع نہیں ہے اور ادائے نماز جنازہ تو فرض کفایہ ہے اس کے لئے وہاں بغرض ادائے نماز جانا ضروری ہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ اگر نہ جائے گا تو نماز جنازہ نہ ہوگی۔ اسی طرح اطباء کو بھی بغرض علاج وہاں جانا درست ہے۔

اگر کچھ لوگ نماز جنازہ نہ پڑھیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۲۹) اتفاق سے کوئی لڑکی نابالغہ فوت ہوئی اور نماز جنازہ کے لئے سب لوگ جمع ہوئے اور وہ علماء بھی جمع ہوئے جنھوں نے پردہ کی تنبیہہ کی تھی لیکن حاضر جنازہ ہو کر نماز نہ پڑھی، واپس چلے آئے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) نماز جنازہ نابالغ و بالغ کی فرض کفایہ ہے، بعض کی اداء سے باقیوں کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ پس اگر نماز جنازہ اس نابالغہ کی ہوگئی ہے تو وہ لوگ جنھوں نے نماز جنازہ میں شرکت نہ کی عاصی نہیں ہیں۔ اور اگر اس نابالغہ کے جنازہ کی نماز بالکل نہیں پڑھی گئی تو جو لوگ موجود تھے اور جن کو علم اس کی موت کا ہوا اور نماز جنازہ نہ پڑھی وہ سب گنہگار ہوئے۔ قال فی الدر المختار والصلوٰۃ علیہ صفتھا فرض کفایة الخ وفی ردالمحتار وما شروط وجوبھا فھی شروط بقیة الصلوات من القدرة والعقل والبلوغ والا سلام مع زیادة العلم بموتہ تامل الخ ۔(۲) وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع طریق الخ۔(۳) اور ظاہر ہے کہ وہ قومیں جو پردہ نہیں کرتیں ان چار میں داخل نہیں ہیں، خصوصاً نابالغہ کی وہ مکلف پردہ کی نہیں ہے پس ترک کرنا اس کی جنازہ کی نماز کا نہایت قبیح ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے صلوا علی کل برو فاجر الحدیث.

جن لوگوں کو نماز جنازہ نہیں آتی صرف اقتدا اور تکبیر سے نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۲۹۳۰) اگر مقتدی در صلوٰۃ جنازہ بوجہ ندانستن یا بوجہ فراموشی ثناء وصلوٰۃ ودعاء را نخواند فقط بامام بعد نیت اقتداء تکبیرات اربعہ را بگوید نماز او بوجہ ضرورت ہمچوں نماز مسبوق صحیح خوہد شد یا نہ۔

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مسائل شتی ۔ ج ۵ ص ۔ ط.س.ج٦ص۷۵۷.۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار .باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱.ط.س.ج۲ص۲۰۷.۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤.ط.س.ج۲ص۲۱۰ ۱۲ ظفیر.

(الجواب)قال فی الدر المختار . فی الصلوٰۃ الجنازۃ ورکنھا شئیان التکبیرات الا ربع والقیام الخ۔(۱) پس معلوم شد کہ بناءاعلی ہذہ الروایۃ نماز ش صحیح است۔وانظر ما قال الشامی بتحقق ما قالہ المحقق ابن الہمام رحمہ اللہ۔

شیعہ کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۳۱)اہل سنت والجماعت کو شیعہ میت کی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہ۔

(الجواب)جو شیعہ غالی ہیں کہ ان کی تکفیر کی گئی ہے ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنی چاہئے جیسے تبرا گو ہیں ان کی نماز نہ پڑھی جاوے۔

سائبان مسجد میں جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۳۲)جس مسجد میں پنجوقتہ نماز ہوتی ہے اس مسجد کے اندر یا سائبان میں میت کو رکھ کر اگر نماز جنازہ پڑھیں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اگر قبرستان میں مسجد ہو اور اس میں نماز پنجوقتہ نہ ہوتی ہو اور وہ نماز جنازہ کے لئے بنائی گئی ہو تو اس مسجد میں نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز پڑھنا جنازہ کی مسجد جماعت میں مکروہ ہے جیسا کہ در مختار میں ہے وکراھتہ تحریماً وقیل تنزیھاً فی مسجد جماعۃ ھو ای المیت فیہ وحدہ او مع القوم الخ۔(۲)اور جو مسجد جنازہ کے لئے ہی بنائی گئی ہے وہ درحقیقت حکم مسجد میں نہیں ہے،اس میں نماز جنازہ درست ہے۔کما فی الدر المختار واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ او عید فھو مسجد فی حق جواز الا قتداء لا فی حق غیرہ بہ یفتی . نھایہ الخ(۳)

غائب مردہ پر نماز جنازہ درست نہیں

(سوال ۲۹۳۳)میت غائب پر نماز جنازہ صحیح ہے یا نہیں

(الجواب)میت غائب پر عندالحنفیہ نماز صحیح نہیں ہے۔(۴)

---

(۱)ایضاً ج ۱ص ۸۱۳.ط.س.ج۲ص۲۰۹. ۱۲ ظفیر.

(۲)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۲۷.ط.س.ج۲ص۲۲٤......۲۲۵ ۱۲ ظفیر.

(۳)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ٦۱۵.ط.س.ج۱ص٦۵۷. ۱۲ ظفیر.

(٤)فلاتصح علی غائب و محمول علی دابۃ الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۳.ط.س.ج۲ص۲۰۹. ۱۲ ظفیر.

اگر جسم کا ایک حصہ جل گیا ہو تو کیا اسے غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں

(سوال ۲۹۳۴) مکان میں آگ لگ جانے کی وجہ سے اگر اکثر حصہ میت کا جل جاوے اور جو باقی ہو وہ بھی سیاہ مانند کوئلہ کے ہو گیا ہو، چہرہ ندارد ہو تو اس کو غسل و کفن دی جاوے اور نماز کو یونہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا ہو تو اس کی اقتداء فی الصلوٰۃ کا کیا حکم ہے۔ بصورت عدم جواز غسل و کفن و نماز جنازہ کے ایسے امام کو جس نے بلا غسل و کفن اور نماز کے مذکورہ بالا لاش کو دفنا دیا۔ اگر کوئی شخص خود غرضی اور شرارت کی وجہ سے خواہ مخواہ عوام میں ذلیل اور رسوا کرنے کے درپے ہو تو اس کی کیا سزا ہے۔

(الجواب) مسئلہ اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر اکثر حصہ کا باقی ہو یعنی نصف سے زیادہ باقی ہو اگرچہ بدون سر کے باقی ہو تو اس کو غسل دیا جاوے اور نماز اس پر پڑھی جاوے۔ اور اگر زیادہ حصہ جسم میت کا جل کر خاکستر ہو گیا اور کم حصہ باقی ہے تو غسل و نماز کچھ لازم نہیں ہے۔ درمختار میں ہے **وجدر اس ادمی اواحد شقیه لا یغسل ولا یصلی علیه بل یدفن الا ان یو جد اکثر من نصفه ولو بلا رأس الخ**(۱) پس جب کہ اس میت کا اکثر حصہ جل کر خاکستر ہو گیا تو غسل و نماز اس کی واجب نہیں ہے ویسے ہی دفن کر دینا چاہئے اور جس امام نے ایسا کیا کہ بوجہ مذکورہ بلا غسل و نماز اس کو دفن کرا دیا اس پر کچھ مواخذہ نہیں اور اس کی امامت میں کچھ خلل اور کراہت نہیں ہے اور اعتراض کرنا اس کے اس فعل پر اگر خود غرضی سے اور عداوت کی وجہ سے ہے تو سخت گناہ اور معصیت ہے اس سے توبہ کرے اور اگر بوجہ جہل کے ہے تو معذور ہے لیکن جاہل کو کسی عالم سے مسئلہ دریافت کرنا چاہئے خود ہی کوئی حکم نہ کر دینا چاہئے فانما شفاء العی السوال یعنی شفا جہل سے دریافت کرنا ہے جاننے والوں سے **قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون**۔(۲) فقط۔

چوہڑوں کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۳۵) چوہڑوں کا نکاح اور جنازہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز نہیں ہے مسلمان اس سے احتراز کریں۔(۳)

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز. ج: ۱ ص: ۸۰۴. ط.س.ج ۱ ص ۲۰۰

(۲) سورۃ النحل. ۱۲

(۳) والصلوٰۃ علیه فرض کفایة الخ وشرطها ستة. اسلام المیت وطهارته (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز. ج: ۱ ص: ۸۱۱ ط.س.ج ۲ ص ۲۰۷

تعزیت کے دنوں میں صاحب تعزیت کے گھر سے کھانا کیسا ہے

(سوال ۲۹۳۶) درایام ہائے ثلثہ تعزیت خورد ونوش از خانہ صاحب تعزیت جائز است یا نہ اور کشمیر عام مسلمانان مساوی وانند۔ قال فی الدر المختار ویحل لمن طال مقامه او مسافة لالمن لم يطل مسئله مذكوره مفتى به است يا نه.

(الجواب) علامہ شامی دریں موقعہ فرمودہ اقول قدمنا ان القول الاول وهو الاصح وظاهره الا طلاق ويئويده ما فى اخر الجنائز من فتح القدير حيث قال ويكره اتخاذ الضيافته من الطعام من اهل الميت لانه شرع فى السرور لا فى الشروع وهى بدعة مستقبحة الخ(۴) پس معلوم شد کہ حکم ویحل لمن طال مقامہ الخ متفرع بر قول غیر اصح است وحسب تصریح علامہ صاحب فتح القدیر ایں اتخاذ طعام مکروہ وبدعت مستقبحہ است۔

نماز جنازہ میں بین الصفوف فاصلہ

(سوال ۲۹۳۷) نماز جنازہ میں بین الصفوف کس قدر بعد لازمی ہے۔

(الجواب) نماز جنازہ کی صفوں کے درمیان زیادہ فاصلہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قریب قریب صفوف کر لینی چاہئیں۔(۵) فقط۔

آنحضرت صلعم کی نجاشی پر غائبانہ نماز جنازہ

(سوال ۲۹۳۸) جنازہ کی نماز غائبانہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنی درست نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ نے جو نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی تو جنازہ نجاشی کا سامنے کر دیا گیا تھا۔ یاوہ خصوصیت تھی آنحضرت ﷺ کی۔ دوسروں کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۶) فقط۔

اگر تیسری تکبیر کی بعد سورہ فاتحہ پڑھی جائے کیا حکم ہے دعا کی جگہ یارب یارب کافی نہیں

(سوال ۲۹۳۹) فاتحہ کو صلوٰۃ جنازہ میں بعد تکبیر ثالث کے اگر بجائے دعاء بہ نیت دعاء پڑھا جاوے عند الحنفیہ بلا کراہت جائز ہے یا نہیں، بالتصریح تحریر فرمایئے۔ اگر بجائے ادعیہ بعد تکبیر ثالث لفظ یارب یارب کہہ دیا جاوے تو دعاء کا کام دے گا یا نہ۔ کسی کتاب میں اس کے متعلق کچھ لکھا ہے یا نہیں۔

(الجواب) سورہ فاتحہ کو بہ نیت دعاء پڑھنا عند الحنفیہ مکروہ نہیں ہے، مکروہ بہ نیت قراءۃ قرآن پڑھنا ہے، اور

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۴. ط.س. ج۲ ص۲۴۲. ۱۲ ظفير.
(۲) سورة النحل ۱۲ (۳) والصلاة عليه فرض كفاية الخ واشرطها ستة اسلام الميت وطهارته (الدرا لمختارعلى هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۱۱. ط.س. ج۲ ص۲۰۷) ظفير. (۴) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۴۱ و ج ۱ ص ۸۴۲. ط.س. ج۲ ص ۲۴۰. ۱۲. (۵) اس لئے کہ اس میں سجدہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے کہ درمیان میں کافی فاصلہ کی ضرورت پڑے ۱۲ ظفیر۔ (۶) فلا تصح على غائب الخ وصلاة النبى صلى الله عليه وسلم على النجاشى لغوية وخصوصية (در مختار) قوله لغوية اى المراد بها مجرد الدعاء وهو بعيد قوله او خصوصية او رفع سريره حتى راه عليه الصلوة والسلام بحضر ته فتكون صلاة من خلفه على ميت يراه الامام وبحضر ته دون الما مومنين و هذا غير مانع من الا قتداء (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۳. ط.س. ج۲ ص ۲۰۹) ظفير.

موقعہ سورہ فاتحہ کا بعد تکبیر اول کے ہے (۱) والظاهر انها حينئذ تقوم بعد الثناء على ظاهر الرواية من انه ليسن بعد الا ولىٰ التحميد الخ شامی۔ (۲) پس تکبیر ثالث کے بعد اس کا محل نہیں ہے۔ فقط۔ اگر دعا ماثورہ یاد نہ ہو بعد تکبیر ثالث اللهم اغفر لنا الخ جیسا کہ سابقاً شامی سے نقل کیا گیا تھا۔ (۳) اور یارب یارب یارب پر اکتفاء کرنا کسی کتاب میں نہیں دیکھا گیا۔ اور اس میں نماز جنازہ اگرچہ ہو جاوے گی مگر سنت دعا حاصل نہ ہوگی قال فی الشامی قوله ويد عوا بعد الثالثة اى لنفسه وللميت وللمسلمين لكى يغفرله فيستجاب دعاء ه فى حق غيره ولا ن من سنة الدعاءان يبداء بنفسه قال تعالىٰ رب اغفرلى ولو الدى الخ . (۴) فقط .

نماز جنازہ کی ترکیب کیا ہے اور مقتدی کیا کیا پڑھے

(سوال ۲۹۴۰) ہمارے یہاں جنازہ کی نماز میں جب امام اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھتا ہے تو مقتدی بھی تکبیر کہہ کر باندھ لیتے ہیں پھر جب تحمید پڑھ کر امام اللہ اکبر کہتا ہے تو مقتدی بھی اشارہ سے کہتے ہیں پھر امام درود شریف پڑھ کر اللہ اکبر کہتا ہے، ایسا ہی مقتدی کرتے ہیں، پھر امام درود شریف کے بعد اللہ اکبر کہہ کر اگر میت بالغ ہے یا نابالغ اور مذکر ہے یا مئونث جو دعا پڑھی جاتی ہے دعا پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیرتا ہے، اسی طرح سے مقتدی بھی کرتے رہتے ہیں۔ اسطور سے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مقتدیوں کا سوائے اللہ اکبر کے کچھ نہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جنازہ کی نماز میں چار تکبیرات میں پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللهم الخ پڑھنا چاہئے اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا ماثورہ جو کتابوں میں لکھی ہوئی ہے پڑھنی چاہئے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دینا چاہئے اور یہ تمام افعال امام اور مقتدیوں کو سب کو کرنا چاہئے۔ مقتدی بھی امام کے ساتھ ساتھ جو امام پڑھتا ہے پڑھیں۔ (۵) البتہ جس کو دعا ماثورہ یاد نہ ہو وہ اس کی جگہ اللهم اغفرلنا ولو الدينا و للمومنين و المئومنات پڑھے۔ (۶) فقط۔

فاجرہ کی نماز جنازہ پڑھنی درست ہے

(سوال ۲۹۴۱) ایک عورت محض نام کی مسلمان ایک اہل ہنود کی بیوی بن کر رہی اور کئی سال تک اس سے ہم بستر رہی اور شراب و کباب و کفر و شرک میں جیسا کہ اہل ہنود کے یہاں رسم ہے مبتلا رہی۔ اسی عرصہ میں اس کا انتقال ہو گیا کسی مسلمان نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ ایک میاں جی جو کہ قاضی بھی کہلاتا ہے طمع نفسانیت سے اس کی نماز جنازہ پڑھاوی ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

(۱) وعين الشافعي الفاتحة فى الاولى وعندنا تجوز بنية الدعاء وتكره بينة القراء ة لعدم ثبوتها فيها عنه عليه السلام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۱۷. ط.س. ج۲ ص۲۱۳...... ۲۱۴) ظفير.

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷. ط.س. ج۲ ص۲۱۳...... ۲۱۴. ۱۲ ظفير.

(۳) ثم افاد ان من لم يحسن الدعاء بالماثور يقول اللهم اغفر لنا ولو الدنيا وله وللمومنين والمومنات (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۱۶. ط.س. ج۲ ص۲۱۲) ظفير. (۴) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۱۶. ط.س. ج۲ ص۲۱۲ . ۱۲ ظفير. (۵) وصلاة الجنازة اربع تكبيرات الخ فيكبر للافتتاح ويقول سبحانك اللهم ثم يكبر اخرى ويصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ثم يكبر اخرى ويد عو للميت وجميع المسلمين الخ وليس بعد التكبيرة الرابعة قبل السلام دعاء الخ والا مام والقوم فيه سواء (عالمگيرى مصرى باب حادى عشر ج ۱ص ۱۵۴ . ط.س. ج۲ ص۱۶۴) ظفير. (۶) فان لا يحسن ياتى باى دعاء شاء ثم يكبر رابعة (ايضاً) ثم افادان من لم يحسن الدعاء بالماثور يقول اللهم اغفر لنا ولو الديناوله وللمومنين والمومنات (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۶. ط.س. ج۲ ص۲۱۲) ظفير.

(الجواب) زناکاری کا فرو مسلمان سے گناہ کبیرہ ہے اسی طرح شراب خواری حرام قطعی ہے مرتکب ان افعال کا فاسق ہے کافر نہیں ہے اور اگر عبادت کرنا اور پوجنا بتوں کو اور پرستش غیر اللہ کی اس کی ثابت ہو جاوے تو پھر اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنی تھی۔(۱) یہ اس میانجی سے غلطی ہوئی اور خطا ہوئی توبہ کرے لیکن وہ کافر نہیں ہوا، لہذا نکاح اس کا فسخ نہیں ہوا اور اگر پوجنا بتوں کا اس عورت مسلمہ کا ثابت نہیں ہے محض قیاس اور گمان سے ایسا کہا گیا ہے تو پھر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی ہی چاہئے تھی۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام صلوا على كل برو فاجر الحديث۔ یعنی ہر ایک نیک وبد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔(۲) فقط۔

دوبارہ نماز جنازہ گناہ ہے یا نہیں

(سوال ۲۹٤۲/۱) ایک بستی میں مسلمان متوفی کا جنازہ پڑھا گیا۔ جب دوسری بستی میں اس کو لے جاویں جس جگہ اس کی سکونت تھی اس جگہ کے مسلمان بطور ہمدردی اگر دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں جو کہ نامشروع ہے تو دوبارہ جنازہ پڑھنے والوں پر گناہ لازم آتا ہے یا نہیں۔ اگر گناہ ہوتا ہے تو صغیرہ یا کبیرہ یا مستحق ثواب ہوتے ہیں۔

جنازہ کے ساتھ نعت پڑھنا بدعت ہے

(سوال ۲۹٤۳/۲) مسلمان کے جنازہ کے ساتھ نعت رسول اللہ ﷺ کی پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) (۱) جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنی غیر مشروع اور ناجائز ہے اور ظاہر ہے کہ فعل غیر مشروع اور حرام کا مرتکب گناہگار ہوتا ہے نہ مستحق ثواب کا اور فعل حرام گناہ کبیرہ ہے۔ ولا يصلى على ميت الا مرة واحدة والتنفل بصلوٰة الجنازة غير مشروع الخ(۳)

(۲) جنازہ کے ساتھ اشعار نعت وغیرہ پڑھنا غیر مشروع اور بدعت ہے ترک کرنا اس کا لازم ہے۔(۴) فقط۔

بچہ کے جنازہ میں جب یہ معلوم نہ ہو کہ لڑکا ہے یا لڑکی تو کیا کرے

(سوال ۲۹٤٤) بچہ کی نماز جنازہ میں جب مسبوق کو یہ معلوم نہ ہو کہ میت لڑکا ہے یا لڑکی تو اس کے لئے کیا دعا پڑھے۔

(الجواب) اللهم اجعله لنا فرطاً بضمير مذکر پڑھ دیوے کیونکہ مؤنث کی طرف بھی بتاویل شخص راجع ہو سکتی ہے اور بضمیر مؤنث پڑھنا بھی درست ہے بتاویل نفس(۵) فقط

اگر کفن کوئی ہندو دے دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۹٤٥) ایک مسلمان فوت ہوا، اس کے کفن کی قیمت اس کے ایک ہندو دوست نے دے دی تو اس میں کچھ خرابی نہیں ہوئی۔

---

(۱) وشرطها اسلام الميت وطهارته الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱. ط.س. ج۲ ص۲۰۷) ظفير. (۲) وهي فرض على كل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع الطريق الخ (ايضا ج ۱ ص ۸۱٤. ط.س. ج۲ ص۲۱۰) ظفير. (۳) عالمگيرى مصرى باب حادى عشر فى الجنائز فصل خامس ج ۱ ص ۱۵۳. ط.س. ج۲ ص۱۶۳. ۱۲ ظفير. (٤) وعلى متبعى الجنازة الصمت ويكره لهم رفع الصوت بالذكر و قراءة القرآن (عالمگيرى باب حادى عشر فى الجنائز فصل رابع ج ۱ ص ۱۵۲. ط.س. ج۲ ص۱۶۲) ظفير.
(۵) ولا يستغفر للصبى ولكن يقول اللهم اجعله لنا اجرا الخ (هدايه باب الجنائز فصل ج ۱ ص ۱۶۳) ظفير.

(الجواب) کچھ خرابی نہیں ہے۔

نماز جنازہ کے لئے قبرستان میں گھر بنانے میں کچھ مضائقہ نہیں

(سوال ۲۹۴۶) برائے صلوٰۃ جنازہ قبرستان میں گھر بنانا اور اس میں نماز جنازہ پڑھنا اور وقت دفنانے میت کے وہاں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں اور اس میں تشبہ ممنوع ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر محض نماز جنازہ پڑھنے کے لئے اور بارش دھوپ وغیرہ میں بیٹھنے کے لئے کوئی مکان قبرستان میں بنایا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور اس میں کچھ تشبہ ممنوع نہیں ہے لیکن قبرستان میں نماز جنازہ کے جواز کے لئے یہ ضروری ہے کہ سامنے قبریں نہ ہوں اور بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ دوسری جگہ پڑھیں۔(۱) فقط۔

جنازہ کے پیچھے تہلیل وغیرہ درست نہیں

(سوال ۲۹۴۷) ذکر خلف الجنازہ مثل تہلیل اور قرائت سورہ ملک وغیرہ میں مفتی بہا کیا ہے۔

(الجواب) یہ ثابت نہیں اور بہ ہیئت اجتماعیہ بالجہر ایسا کرنا خلاف عمل سلف صالحین ہے لہذا اس کو ترک کیا جاوے۔(۲)

نماز جنازہ میں نابالغ کی امامت

(سوال ۲۹۴۸) نابالغ کے پیچھے جنازہ کی نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ولا یصح اقتداء ارجل بامراء ۃ و خنثی و صبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونقل علی الا صح۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کے پیچھے نماز جنازہ صحیح نہیں ہے۔

بعد نماز جنازہ دعا

(سوال ۲۹۴۹) فی الدعاء بعد صلوٰۃ الجنازہ رفع الیدین وقد وقع الا ختلاف بین العلماء فمنهم من قال از سنۃ حسنۃ وتار که فاسق و فاجر و فیهم من قال انه مکروه بینوا توجروا۔

(الجواب) قال فی الشامی فقد صر حوا عن اخر هم بان صلوٰۃ الجنازۃ هی الدعاء للمیت اذ هو المقصود الخ(۴) ولم یروعن السلف الدعاء بعد ها بهیئة اجتماعیة فالا ولی الا قتصار علیها وان لم یفسق فاعله و کیف یجوز ان یقال لتارك البدعة انه فاسق فاجرو الفاسق من ینسبه الی الفسق.

نماز جنازہ کتاب دیکھ کر

(سوال ۲۹۵۰) چند مسلمان نماز جنازہ کتاب دیکھ کر پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس طرح نماز جنازہ نہیں ہوتی، اگر کسی کو دعائیں یاد نہ ہوں محض تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ سلام

---

(۱) ولا باس بالصلوٰۃ فیها (ای فی المقبرة) موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیه قبر ولا نجاسة کما فی الخانیة ولا قبلة الی قبر حلیه (ردالمحتار کتاب الصلاۃ قبیل مطلب فی الصلاۃ فی الارض المغصوبة ج ۱ ص ط.س. ج۱ ص ۳۸۰) ظفیر.

(۲) کره کما کره فیها رفع صوت بذکرا و قراء ۃ (در مختار) وینبغی لمن تبع الجنازة ان یطیل الصمت وفیه عن الظهیرة فان اراده ان یز کر الله تعالی فی نفسه الخ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵. ط.س. ج۲ ص ۲۳۳) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۹. ط.س. ج۲ ص ۵۷۶......۵۷۸. ۱۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤. ط.س. ج۲ ص ۲۱۰. ۱۲ ظفیر.

پھیر دے، کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کما فی الشامی واما الشروط التی ترجع الی المصلی فهی شروط بقیة الصلوٰة الخ (۱) ج ا ص ۵۸۲۔

ہندو بچہ جسے مسلمان نے خریدا، اس کی نماز جنازہ اور دفن کفن درست نہیں

(سوال ۲۹۵۱) ایک عورت کافرہ نے اپنے چار ماہ کے بچہ کو بعوض مبلغ دس روپے کے ایک مسلمان کے ہاتھ بیچ کیا، چودہ روز بعد بچہ مر گیا۔ مسلمان موصوف نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی، اس صورت میں نماز پڑھنے پڑھانے والے پر حکم شرعی کیا ہے اور بیع انسان کی ہندوستان میں جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اس بچہ کے جنازہ کی نماز درست نہ تھی جب کہ اس کے والدین کافر تھے۔ البتہ اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہو جاتا تو اس کے جنازہ کی نماز واجب تھی اور خریدنا اس بچہ کا صحیح نہیں ہوا، یہ فعل اس مسلمان کا بوجہ جہالت کے خلاف شرع واقع ہوا، آئندہ ایسا نہ کرے اور اس فعل سے جو گناہ ہوا اس سے توبہ کرے۔ قال فی الدر المختار . کصبی سبی مع احد ابویه لا یصلی علیه الخ۔ (۲)

کیا نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں جائز ہیں

(سوال ۲۹۵۲) پانچ تکبیر نماز جنازہ میں جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) پانچ تکبیر جنازہ میں درست نہیں ہیں کہ وہ منسوخ ہو گئی ہیں، چار سے زیادہ تکبیرات نہ کہے اگرچہ امام زیادہ بھی کہے تب بھی اس کا اتباع نہ کرے خاموش کھڑا رہے در مختار میں ہے۔ ولو کبر امامه خمساً لم یتبع لانه منسوخ فیمکث الموتم حتی یسلم معه اذا سلم به یفتی۔ (۳) فقط۔

بدعتیوں کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے

(سوال ۲۹۵۳) مسلمان جہال ایں دریا کہ در رسوم کفار مبتلا اند و عادات و رسوم کفار دارند مگر کلمہ گو ہستند و خود را مسلمان می گویند کافر اند یا نہ؟ و نماز جنازہ شاں ادا کردہ شود یا نہ۔

(الجواب) مسلمانان جہال راکہ در رسوم کفار مبتلا اند و عادات و رسوم کفار دارند مگر کلمہ گو ہستند و خود را مسلمان می گویند کافر نباید گفت و نماز جنازہ شاں ادا باید کرد و اصلاح ایشاں باید کرد۔

ایک ہندو اور ایک مسلمان ایک مکان میں جل گئے کس طرح نماز جنازہ ادا کی جائے

(سوال ۲۹۵۴) ایک مکان میں دو آدمی رہتے ہوں، جنمیں ایک ہندو ہو، دوسرا مسلمان، اور بحکم خداوندی اس مکان میں آگ لگ جائے جس سے دونوں آدمی جل جائیں کہ ان کا گوشت و پوست باقی نہ رہے اور ان کے وارثان کسی علامت سے شناخت نہ کر سکیں کہ کون سا ہندو ہے اور کون سا مسلمان۔ دونوں کے ورثاء اس پر متفق ہیں کہ اگر شناخت ہو جائے تو دونوں کے ساتھ ان کے اپنے اپنے دین کے مطابق تجہیز و تکفین کی جائے از روئے شریعت ہم کو شناخت کی کوئی ایسی علامت بتائی جائے کہ کوئی شک باقی نہ رہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱. ط.س. ج۲ص۲۰۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۱. ط.س. ج۲ص۲۲۸ ... ۲۲۹ ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز جلد اول ص ۸۱۷ .ط.س. ج۲ص۲۱۴. ۱۲ ظفیر.

(الجواب) صورت مسئولہ میں جب کہ شناخت کی کوئی علامت باقی نہیں رہی ہے تو ان کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کے متعلق شرعاً یہ حکم ہے کہ ان دونوں کو غسل دیا جائے اگر وہ قابل غسل ہوں اور دونوں کو کفن پہنایا جائے اور نماز جنازہ مسلمان کے جنازہ کی نماز کی نیت سے پڑھی جائے۔ جو ان میں سے مسلمان ہے اس کی نماز جنازہ ہو جائے گی۔ کافر کی نہ ہوگی هكذا فصله وحققه في الشامي . كتاب الجنائز . اقول بتو فيق الله قال في الدر المختار . اختلط موتا نا بكفار ولا علامة اعتبر الا كثر فان استووا غسلوا واختلف في الصلوٰة عليهم الخ قال الشامي بعد ذكر التفصيل عن شرح مختصر الطحاوى للا سبيجابى في قوله اعتبر الاكثر لكن يغسلون ويكفنون الخ ثم قال قوله واختلف في الصلوٰة عليهم فقيل لا يصلى عليهم (الى ان قال) وقيل يصلى عليهم ويقصد المسلمين الخ۔(۱)

شرابی زانی کو شرکت جنازہ سے روکا نہ جائے

(سوال ۲۹۵۵) ایک شخص شارب الخمر و آکل مال سرقہ و زانی و تارک صلوٰۃ و مانع زکوٰۃ از شمولیت جنازہ مسلمان منع کیا جاوے یا نہیں۔ اور مواکلت و مشاربت کی جاوے یا نہیں۔ ایک مولوی نے ایسے شخص کو جنازہ سے نکالکر جنازہ پڑھا اور وہ مولی جنازہ کو دعا کہتا ہے۔ لیکن دوسرا مولی جنازہ کو عبادت کہہ کر فتویٰ دیتا ہے کہ اس شخص کو جنازہ اور دوسری عبادات سے نہیں روکنا چاہئے آیا صلوٰۃ جنازہ دعا ہے یا عبادت اور اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے۔

(الجواب) صلوٰۃ جنازہ نماز بھی ہے اور دعا بھی ہے اور عبادت ہونا اس کا ظاہر ہے کیونکہ صلوٰۃ جنازہ فرض کفایہ ہے، پس جو امر فرض ہے وہ عبادت کیسے نہ ہوگا عبادت ہونا اس کا اظہر من الشمس ہے اور فرض سے روکنا کسی مسلمان کو اگرچہ وہ فاسق اور مرتکب کبائر مثل سرقہ و زنا و شرب خمر وغیرہ کا ہو جائز نہیں ہے لہذا اس کو شرکت نماز جنازہ اور دیگر عبادات سے منع کرنا جائز نہیں ہے۔(۲) اور اگر وہ مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز بھی مسلمانوں کو پڑھنی چاہئے۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام صلوا على كل برو فاجر الحديث۔(۳) فقط۔

چارپائی پر رکھے ہوئے جنازہ کی نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۵٦) جنازہ خواندن بر میتیکہ موضوع است بر چارپائی جائز است یا نہ۔

(الجواب) از جائے دیگر، جائز است بلکہ اولیٰ۔ نیز چناں است قیاساً علی حالۃ الحمل فی الدر المختار۔ وان کان کبیرا احمل علی الجنازۃ انتہی۔ شیخ ابن الہمام تصریح کردہ کہ آنحضرت ﷺ نماز جنازہ معاویہ مزنی کہ بر سریر بود خواندہ اند و ہم شیخ ممدوح در حاشیہ ہدایہ فی فصل الصلوٰۃ علی المیت می آورد واما صلوٰۃ علیہ السلام علی النجاشی فلا نه رفع سريره له حتىٰ راه عليه السلام بحضرته فيكون صلوٰة من خلفه على ميت يراه الا مام وبحضرته دون المامومين وهذا غير مانع من الا قتداء انتهىٰ(۴) وفي حواشي الكنز ثم المراد بالمكان الذى اشترطت

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۵ ط س ج ۲ ص ۲۰۰ ..... ۲۰۱ . ۱۲ ظفير.

(۲) فعلى المسلمين تكفينه الخ والصلاة عليه صفتها فرض كفاية بالا جماع فيكفر منكرها لا نه انكر الا جماع (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۱ . ط.س. ج۲ ص ۲۰٦ ..... ۲۰۷) ظفير) (۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في صلاة الجنازه ج ۱ ص ۸۱۱ . ط.س. ج۲ ص ۲۰٦ ..... ۲۰۷ . ۱۲ ظفير.

(٤) فتح القدير مصرى ج ۱ ص ٤٥٦ ۱۲ ظفير الدين المفتاحى.

طهارته اما الجنازة اوالارض ان لم يكن جنازة فطها رة الارض تشترط اذا وضع الميت بدون الجنازة اما بالجنازة فعدم اشتراط طهارة الارض (۱)متفق عليه . انتہی وجنازہ سریر میت راگویند درانواع بارک اللہ می آرو۔ ایر زمین وے منجاء کھٹن شرط جنازہ آئی۔ منجی تھیں بنہ تے رکھن شرط نہیں سمائے۔ انتہی در ترمذی شریف درباب ماجاء این يقوم الا مام من الرجل والمراء ة مِیٔ ارَدّ حد ثنا عبدالله بن منير عن سيعد بن عامر عن همام عن ابى غالب قال صليت مع انس بن مالك على جنازة رجل فقال حيال راسه ثم جاؤا بجنازة امراء ة من قريش فقالوا يا ابا حمزة صل عليها فقام حيال وسط السرير فقال له العلاء بن زياد هكذار ايت رسول الله صلى الله عليه وسلم قام على الجناة مقامك منها ومن الرجل مقامك منه قال نعم فلما فرغ قال احفظوا .(۲) وکسانیکہ حکم وفتوی میدہند کہ میت راز سریر پائیں نمودہ بر زمین نہادہ جنازہ خواندہ شود شاید ایں مغالطہ از عبارات بعض اسفہاء قوم است کہ عبارات مبہمہ و موہمہ آوردہ اند چنانکہ وضعه اى على الارض او على الا يدى قريباً منه بالا على محمول على دابة او غيرها لا ختلاف المكان بالميت كا لا مام حالانکہ مراد از وضع علی الارض اعم است از ینکہ حقیقۃ باشد یا حکماً و مراد از محمول بر غیر دابہ آنست میت محمول باشد بر چیزے جاندار کہ اور اہنوز بر زمین ز نہادہ باشند چنانکہ میت بر ادبہ باشد کہ اور اگاوان یا خران یا اسپان می کشند یا بر اکتاف مرداں باشد کہ اور ابر زمین نہ نہادہ اند و میت راکہ مثل مامی گویند مثل بودن آں در بعض وجوہ مراد است نہ من کل الوجوہ وگرنہ مرداں نماز جنازہ زناں و کودکاں جائز نہ بودی چراکہ امامت زن و کودک جہت مرداں ہر گز درست نیست فی الکبیری۔ هو كا لامام من بعض الوجوه انتهىٰ . قال مفتى السند العلامة الهما يونى نور الله مضجعه فى فتاواه المراد بوضع الميت على الارض اعم من انيكون حقيقةً اوحكماً اما الوضع الحقيقى فكما اذا كان نفس الميت موضوعاً على الارض واما وضع الحكمى فكما اذا كان سرير الميت موضوعاً على الارض ووزان السرير مع الميت وزان الكوز مع الماء ووزان الصندوق مع المتاع ووزان الحقة مع الدرة فاذا وضع الكوز او الصندوق على شئى فالو ضع وان تعلق حقيقة بالكوز والصندوق لكنه تعلق بالماء والمتاع ايضاً حكماً ولذ اترى العلماء ينسبون السرعة والوضع عن الا عناق على الميت وان تعلق حقيقة بالسريرى قال العلامة العينى فى شرح الكنز فى فصل الصلوٰة على الميت ويعجل به اى يسرع بالميت وقت المشى بحديث لا يضطرب على الجنائزةبلا خبب وهو عدو سريع وبلاجلوس قيل وضعه اى قيل وضع الميت عن اعناق الرجال انتهىٰ درغایۃ الاوطار ترجمہ درالمختار می آرد۔ پس نہیں درست ہے نماز اوپر مردہ غائب کے بسبب نہ پائی جانے شرط موجودگی کے اور نہ اس پر جو اٹھایا ہوا ہو (مثل سواری پر کسی گاڑی یا جانور یا لوگوں کے مونڈھوں پر ہو بسبب نہ پایا جائے) شرط رکھے جانے کے زمین پر انتہی پس ازیں روایات مجہ واحادیث صحیحہ معلوم شد کہ نماز جنازہ بر میتیکہ موضوع علی السریر باشد با بلا کراہت جائز است بلکہ اولیٰ چنان است ہذا۔ فقط۔

(۱)

(۲) دیکھئے ترمذی ، باب ماجاء اين يقوم الا مام ج ۱ ص ۱۳۴ ۱۲ ظفیر. صدیقی.

(الجواب) صحیح حق۔ تجوز الصلوٰۃ علی المیت وھو علی السریر الموضوع علی الارض کما ھو معروف و معمول فی عامۃ البلاد۔ فقط واللہ تعالیٰ...... کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ ۲۰ رجب سن ۳۷ھ۔

مسجد کے چبوترہ پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۹۵۷/۱) مسجد کے چبوترہ پر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

بوقت نماز جنازہ ولی کی اجازت درست ہے......

(سوال ۲۹۵۸/۲) جو کہ وقت نماز جنازہ کے مالک سے اجازت لی جاتی ہے درست ہے یا نہ۔

(الجواب) (۱) مسجد کے فرش پر نماز جنازہ مکروہ ہے، مسجد سے بالکل خارج ہونی چاہئے۔

(۲) ان لوگوں کو جو ولی کی موجودگی میں امامت کا حق نہیں رکھتے ان کو ولی سے اجازت لینی چاہئے۔

عیدین کی نماز پڑھنے والا بے نمازی ہے اس کی جنازہ درست ہے۔

(سوال ۲۹۵۹/۱) بے نمازی کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ عیدین کی نماز پڑھنے والا نمازی ہے یا نہیں؟

نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو بعد میں کتنے دنوں تک نماز پڑھی جا سکتی ہے

(سوال ۲۹۶۰/۲) اگر کسی کی نماز جنازہ نہ پڑھی ہو تو بعد دفن کے بعد کئی روز تک پڑھ سکتے ہیں۔

(الجواب) (۱) بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ غرض ہر ایک ایسے گنہگار مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اگرچہ وہ زانی و شرابی و بے نمازی فاسق ہو۔(۱) صرف عیدین کی نماز پڑھنے والا اور پنجوقتی نماز نہ پڑھنے والا بے نمازی ہے۔

(۲) تین دن تک نماز پڑھنے کا حکم ہے۔(۲) فقط۔

نماز کے وقت جنازہ آجائے تو کیا کرے

(سوال ۲۹۶۱) ظہر کے وقت یا کسی دوسرے وقت اگر جنازہ آوے تو پہلے فرض اور سنت پڑھ کر پھر نماز جنازہ پڑھے یا فرضوں کے بعد اور سنت سے پہلے یا کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) در مختار میں اول یہ نقل کیا ہے کہ صلاۃ جنازہ سنتوں سے مقدم کرے اور شامی میں ہے کہ سنت ظہر اور عشاء اور جمعہ سے پہلے پڑھے۔ پھر در مختار میں لکھا ہے لکن فی البحر عن الحلبی الفتویٰ علی تاخیر الجنازۃ عن السنۃ. الخ(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ نماز جنازہ کو سنت کے بعد ادا کرے۔ اس پر پھر کچھ شبہ کیا ہے غرض یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ جیسی ضرورت ہو ویسا کر لیا جاوے کچھ حرج نہیں ہے

جس بچہ کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ مردہ ہے یا زندہ اس کی نماز جنازہ

(سوال ۲۹۶۲/۱) ایک بچہ پورے ایام کا پیدا ہوا نہ معلوم وہ زندہ پیدا ہوا یا مردہ اس کی نماز جنازہ ہوگی یا نہیں۔

---

(۱) ھی (صلاۃ الجنازۃ) فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ الخ (در مختار. ط.س. ج۲ ص ۲۱۰).....

(۲) ومن دفن ولم یصل علیہ صل علی قبرہ مالم یغلب علی الظن انہ تفسخ (غنیۃ المستملی ص ۵۴۶) وقیل یقدر بثلاثۃ ایام وقیل عشرۃ وقیل شہر ط عن الحموی (ردالمحتار باب الجنائز. ط.س. ج۲ ص ۲۲۴) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ج ۱ ص　　ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷. ۱۲ ظفیر.

مردہ بچہ کی نماز جنازہ نہیں ہے

(سوال ۲۹۶۳) ایک عورت حاملہ کو پورے ایام ہونے کے بعد دردزہ ہو کر بچہ پیدا ہوا نہ معلوم وہ زندہ یا مردہ پیدا ہوا، اندازاً صرف چار پانچ انگل لا بنا ہوگا۔ ناک کان ایک ہاتھ پیر ناخن وغیرہ وغیرہ کل جسم انسان تھا، آنکھیں بند تھیں اس کو بھنگن سے پھنکوادیا گیا ایسے بچہ کی نماز اور کفن شرعی ہوتا اور باقاعدہ قبر میں دفن ہوتا یا کیا۔

(الجواب)(۱) اگر کوئی علامت زندہ پیدا ہونے کی معلوم ہوتی تو نماز پڑھی جاوے ورنہ نہیں۔

(۲) اگر ایسا بچہ مردہ پیدا ہوا تو نماز اس کی نہ پڑھی جاوے، لیکن کفن و دفن کرنا چاہئے پھنکوانا نہ چاہئے۔(۱)

ہیجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

(سوال ۲۹٦٤) ہیجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں۔ اور اگر پڑھی جائے تو کیسی پڑھی جائے۔

(الجواب) پڑھی جاوے جیسے اور مسلمانوں کی پڑھی جاتی ہے۔(۲) فقط۔

نماز جنازہ میں تکرار مشروع نہیں

(سوال ۲۹٦٥) حضرت صلعم نے حضرت حمزہؓ پر ستر یا کئی بار نماز جنازہ پڑھی یا دعا کی اور حضرت ﷺ پر صحابہؓ نے ستر یا کئی بار نماز یا دعا کی۔ امام اعظمؒ پر بعد غسل قاضی بغداد نے دعا رحمت کی اور جنازہ پر چھ بار قبل دفن اور بعد دفن بیس روز تک نماز پر نماز پڑھی۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے جنازہ پر پچپن ۵۵ دفعہ نماز جنازہ کی ہوئی مرقومہ بالا باتیں صحیح ہیں یا نہیں۔ مرقومہ بالا چاروں موقعہ میں پہلی نماز تو فرض کفایہ ہے اور باقی نمازیں مستحب ہیں یا کیا۔ اگر مستحب ہیں تو فرض نماز کے بعد مستحب دعاؤں کے لئے اجتماع و اہتمام اور دعا پر دعا کرنا مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں یا کیا۔ کیا فعل رسول اللہ ﷺ اور فعل صحابہؓ بھی معمول ہو یا اتفاقی کبھی بدعت سیئہ ہوتا ہے۔

(الجواب) عند الحنفیہ تکرار صلوٰۃ جنازہ مشروع نہیں ہے۔ در مختار میں ہے **ولا ای وان صلی من له حق التقدم کقاض اونائبه او امام الحی او من لیس له حق التقدم وتابعه الولی لا یعید الخ وان صلی هو ای الولی بحق بان لم یحضر من یقدم علیه لا یصلی غیره بعده الخ۔**(۴) **در مختار۔ وفیه قبیله ولذاقلنا لیس لمن صلی علیها ان یعید مع الولی لان تکرارها غیر مشروع الخ وفی الدر المختار وان صلی الولی لم یجز لا حد ان یصلی بعده** (۵) **الخ وفی الهامش للمصنف ان تاویل صلوٰة الصحابة علی النبی صلی الله علیه وسلم ان ابابکر رضی الله تعالیٰ عنه کان مشغولا بتسویة الا مور وتسکین الفتنة فکانوا یصلون علیه قبل حضوره وکان الحق له فلما فرغ صلی علیه ثم لم یصل احد بعده۔**(٦) اس عبارت

(۱) ومن ولد ومات یغسل ویصلی علیه الخ ان استهل ای وجد منه ما یدل علی حیاته بعد خروج اکثره الخ والا غسل وسمی الخ وادرج فی خرقة ودفن ولم یصل علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۸ و ج ۱ ص ۸۲۹ و ج ۱ ص ۸۳۱. ط.س. ج۲ ص ۲۲۷...... ۲۲۸) ظفیر۔

(۲) ومن ولد فمات یغسل ویصلی علیه ان استهل والا یستهل غسل وسمی وادرج فی خرقة ودفن ولم یصل علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ۸۲۸. ط.س. ج۲ ص ۲۲۷...... ۲۲۸) ظفیر۔

(۳) وهی فرض علی کل مسلم مات خلا بغاة وقطاع طریق الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤. ط.س. ج۲ ص ۲۱۰) ظفیر۔

(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦. ط.س. ج۲ ص ۲۲۳. ۱۲ ظفیر۔

(۵) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦. ط.س. ج۲ ص ۲۲۳. ۱۲ ظفیر۔

(٦) هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۵. ط.س. ج۲ ص ۲۲۲. ۱۲ ظفیر۔

سے تاویل نماز صحابہؓ تو معلوم ہو گئی باقی رسول اللہ ﷺ کی نماز چندبار حضرت حمزہؓ پر اگر ثابت ہو تو وہ خصوصیت رسول اللہ ﷺ کی ہے دوسروں کے لئے یہ مشروع نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ صلوٰتک سکن لھم اور امام اعظمؒ کے جنازہ پر یا حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے جنازہ پر اگر بالفرض نماز کا تکرار ہوا ہو تو یہ فعل تکرار کرنے والوں کا حجت نہیں ہے۔ حنفیہ پر اس سے الزام نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیزالرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند۔

(الجواب)(۲) نبی کریم ﷺ پر تکرار صلوٰۃ آپ کی خصوصیت ہے اور حضرت حمزہؓ پر نماز مکرر ہوئی ہی نہیں۔ ایک ہی نماز ان پر ہوئی ہے۔ پھر اور شہداء پر۔ لیکن جنازہ سید الشہداء کا وہاں رکھا رہا۔ اس شمول کو راوی نے ستر نماز سے تعبیر کیا ہے اور نماز سے مراد تکبیر لی ہے۔ باقی سوال میں کوئی روایت حدیثی یا مذہبی نہیں جس کا جواب دیا جاوے۔ فقط احقر انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ۔

مسلمان ہو گیا مگر اپنے کو ظاہر نہ کیا وہ مسلمان ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۶۶) ایک شخص قوم ہندو خفیہ طور پر مسلمان ہے، نماز وغیرہ احکام شرع ادا کرتا ہے لیکن ظاہر حال میں وہ ہندو ہے اور اپنے والدین اہل ہنود کے گھر میں رہتا ہے اور کھاتا پیتا ہے لیکن بوجہ شادی یا تقسیم جائداد یا کسی اور وجہ سے وہ ظاہرا مسلمان نہیں ہوا، کیا وہ مسلمان کہلائے جانے کا مستحق ہے اور اس کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ اس نے کلمہ توحید پڑھ لیا اور احکام اسلام کو قبول کر لیا مسلمان ہو گیا۔ عند اللہ وہ مسلمان ہے۔ اس کو مسلمان سمجھنا چاہئے۔(۱) فقط (اور نماز اس کی پڑھنی چاہئے)(۲)

جو بچہ زندہ پیدا ہوا اس کی نماز جنازہ اور کفن ضروری ہے

(سوال ۲۹۶۷) ایک عورت کو صرف چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا، یہ بچہ بوقت پیدائش زندہ تھا۔ پیدائش کے بعد کچھ حرکت کرنے اور دو ایک مرتبہ رونے کی آواز کرنے کے بعد صرف چند منٹ زندہ رہ کر مر گیا۔ بچہ کے والدین نے اس کو چمارن سے ایک برتن میں رکھ کر بلا کفن و غسل کے دفن کرا دیا آیا ایسے بچہ کو غسل و کفن دینا اور نماز جنازہ اس کی پڑھ کر دفن کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اور اس کے والدین کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس بچہ کو غسل و کفن دینا اور اس پر نماز پڑھنا ضروری تھا۔(۳) اس کے والدین سے یہ غلطی ہوئی۔ اب اس کا کفارہ توبہ کرنا اور استغفار کرنا ہے۔ فقط۔

دوپہر کے وقت جب جنازہ ہو تو پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے یا جنازہ کی

(سوال ۲۹۶۸) یہاں ایک اعلیٰ عہدہ دار کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا، نماز جنازہ وغیرہ کی شرکت کے لئے نو بجے کا وقت مشتہر کیا گیا تھا چنانچہ وقت معینہ پر لوگ آگئے، لیکن یہاں پر خلاف امید کئی گھنٹہ کی دیر لگ گئی بہت سے آدمی کھانا کھا کر نہیں گئے تھے وہ دل ہی دل میں گھبرا رہے تھے۔ گیارہ بجے کے بعد جنازہ اٹھا اور بارہ بجے قبرستان میں

---

(۱) والایمان ھو الاقرار ای بلسانہ بالتحقیق والتصدیق ای بالجنان (شرح فقہ اکبر ص ۱۰۳) ظفیر۔
(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علی کل بر وفاجر (شرح فقہ اکبر ص ۹۱) ظفیر۔ (۳) ومن استھل بعد الولادۃ سمی وغسل وصلی علیہ (ھدایہ باب الجنائز فصل فی الصلوٰۃ علی المیت ج۱ ص ۱۶۳) ظفیر۔

پہنچ گیا قبر بالکل تیار تھی۔ اکثر لوگوں نے چاہا کہ اول نماز جنازہ پڑھ لی جاوے مگر زید نے اصرار کیا کہ اول ظہر کی نماز پڑھی جائے اس کے بعد نماز جنازہ۔ آیا ایسی حالت میں جب کہ بارہ بجے ہوں اور لوگ بھی گھنٹوں سے رکے ہوئے ہوں اور قبر بھی تیار ہو تو اول نماز جنازہ پڑھنا بہتر ہے یا نماز ظہر۔

(الجواب) اس میں دونوں قول ہیں۔ تقدیم فرض وقت جنازہ کی نماز پر اور تقدیم نماز جنازہ فرض وقت پر۔ چنانچہ در مختار میں ہے لکن فی البحر قبیل الا ذان عن الحلبی الفتویٰ علی تاخیر الجنازة عن السنة واقره المصنف کا نه الحاقاً لهابالصلوة لکن فی اخر احکام دین الا شباه و ینبغی تقدیم الجنازة والکسوف حتی علی الفرض ما لم یضق وقتهالخ(۱) اور اسی طرح دونوں قول شامی میں مذکور ہیں پس جب کہ اس بارہ میں دونوں طرح کے اقوال ہیں یعنی بعض فقہاء نماز جنازہ کی تقدیم کا حکم کرتے ہیں اور بعض فرض وقت اور سنن مئوکدہ کی تقدیم کا حکم کرتے ہیں تو جیسا موقع اور جیسی ضرورت ہو ویسا کیا جاسکتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں بہتر یہ تھا کہ نماز جنازہ پہلے ادا کی جاتی کیونکہ ظہر کی نماز کا وقت بہت باقی تھا اور جنازہ میں تاخیر زیادہ ہو چکی تھی۔ فقط

شیعہ کی نماز جنازہ

(سوال ۲۹۶۹) شیعہ کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا کیا، اور ان سے میل جول کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) شیعہ کا وہ فرقہ جو سب شیخین نہ کرے اور اصحاب کو برا نہ کہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے افک کا قائل نہ ہو اور کوئی عقیدہ کفر یہ نہ رکھتا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جاوے اور اگر اہل سنت و جماعت بھی ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں یا پڑھاویں تو کچھ حرج نہیں ہے اور کوئی تعزیر اس پر نہیں اور میل جول ان سے منع نہیں۔

چند جنازے مردوں عورتوں اور بچوں کے جمع ہوں تو کیسے نماز جنازہ پڑھی جاوے

(سوال ۲۹۷۰) چند جنازے مردوں، عورتوں اور لڑکے لڑکیوں کے ایک ہی جگہ جمع ہوں تو ان سب کی نماز کس طرح پڑھی جاوے۔

(الجواب) بہتر یہ ہے کہ علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھے اور اگر سب کی نماز اکٹھی پڑھی یہ بھی درست ہے۔ اگر بالغین اور نابالغین دونوں قسم کے جنازے ہوں تو دونوں کی دعا پڑھے۔(۲)

(سوال ۲۹٤۰/۱) امان میت قبر میں چاہے جتنی مدت کے لئے ہو، رکھنا طریقہ مسنون ہے یا نہیں۔

شیعی اور شافعی کی اقتداء جنازہ میں جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۷۱/۲) حنفی مقتدی کو نماز جنازہ میں اقتدا شافعی یا شیعہ امام کی درست ہے یا کیا۔

(الجواب)(۱) یہ مسنون نہیں اور درست بھی نہیں ہے۔

(۲) شافعی امام کی اقتداء حنفی کو درست ہے اور شیعہ امام کی اقتداء درست نہیں ہے

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ ص ۱٦۷. ۱۲ ظفیر.

(۲) واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلاة علی کل واحدة اولی من الجمع وان جمع جاز الخ (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۱۲۸. ط.س. ج۲ ص ۲۱۸) ظفیر.

چوتھے روز قبر پر نماز کیوں جائز نہیں

(سوال ۲۹۷۲) تین روز تک قبر مردہ پر نماز پڑھی جاتی ہے چوتھے روز کیوں نہیں پڑھ سکتے۔
(الجواب) چونکہ بعد اس مدت کے غالباً مردہ کا جسم سالم نہیں رہتا ہے اس لئے یہ حکم ہے(۱)

دو جنازہ ایک بار

(سوال ۲۹۷۳) دو جنازہ یکجا پڑھے جا سکتے ہیں یا نہ جیسا کہ مرد و عورت یا عورت بچہ یا بچی یا مرد و لڑکا لڑکی۔
(الجواب) بہتر یہ ہے کہ ہر ایک جنازہ کی نماز علیحٰدہ علیحٰدہ پڑھے، اگر اکٹھی پڑھی یہ بھی درست ہے۔(۲)

بعد عید قبل خطبہ نماز جنازہ

(سوال ۲۹۷٤) بعد ادائے عید قبل از خطبہ صلوٰۃ جنازہ بکراہت جائز ہے یا بلا کراہت یا خلاف اولیٰ ہے۔
(الجواب) در مختار میں ہے کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے ہونی چاہئے اور جنازہ کی نماز خطبہ سے پہلے ہونی چاہئے۔ پس مقدم کرنا نماز جنازہ کا خطبہ عیدین پر ضروری ہے۔(۳)

نماز جنازہ میں اخیر تکبیر سے پہلے ایک سلام پھرا، پھر یاددہانی پر تکبیر کہی کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۷۵) نماز جنازہ میں تکبیر اخیر کہے بغیر ایک طرف سلام پھیر ا بعد یاددہانی تکبیر کہی اور پھر سلام پھیرا، تو کیا نماز ہو گئی۔
(الجواب) اس صورت میں نماز ہو گئی۔(۴) فقط۔

اجرت پر جو نماز جنازہ پڑھی گئی جائز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۹۷٦) صلوٰۃ جنازہ با اجرت خوانده شود آیا صلوٰۃ جنازہ ادا شود یا نہ از مصلیان فرض کفایہ ساقط شود یا نہ۔
(الجواب) صلوٰۃ جنازہ ادا شود و فرضیت ساقط شود لیکن اخذ اجرت بر آن حرام و معصیت است در حق آخذ و آنچہ معروف است نیز حکم مشروط شده حرام خواہد شد۔(۵) فقط۔

دھوپ کی شدت کی وجہ سے فرش مسجد پر جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۱/۲۹۷۷) رمضان المبارک کے الوداعی جمعہ کو جامع مسجد میں جنازہ آیا، نمازیوں کی بہت زیادہ کثرت

---

(۱) صلى على قبره استحسانا ما لم يغلب على الظن تفسخه (در مختار) انه دار الا مربين التفسخ المقتضى عدم الصلوٰة وبين عدمه الموجب لها الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۷. ط.س. ج۲ ص ۲۲٤) ظفير.
(۲) اذا اجتمعت الجنائز فا فراد الصلوٰة على كل واحدة اولى من الجمع الخ وان جمع جاز (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۲۱. ط.س. ج۲ ص۲۱۸)ظفير.
(۳) وتقدم صلاتها على صلاة الجنازة اذا اجتمعا لا نه واجب عينا والجنازة كفاية وتقدم صلاة الجنازة وعلى سنة المغرب وغيرها والعيد على الكسوب لكن فى البحر قبيل الاذان عن الحلبى الفتوىٰ على تاخير الجنازة عن السنة واقره المصنف الخ (در مختار) قوله على الخطبة اى خطبة العيد وذالك لفرضيتها وسنية الخطبة وكذا يقال فى سنة المغرب (ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ ص۱٦۷) (٤) وركنها شيئان التكبيرات الا ربع الخ والقيام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۱۳. ط.س. ج۲ ص۲۰۹) ظفير.
(۵) ولا يجوز اخذ الا جرة على الطاعة كالمعصية وفيه ان اخذ الا جرة على الطاعة لا يجوز مطلقا عند المتقد مين واجازه المتاخرون على تعليم القرآن والا ذان والا مامة للضرورة كما بين فى محله ومقتضاه عدم الجواز هنا وان وجد غيره لانه طاعة تعين اولا ولا يختص عدم الجواز بالواجب نعم الا ستيجار على الواجب غير جائز اتفاقاالخ وعبارة الفتح ولا يجوز الاستيجار على غسل الميت ويجوز على الحمل والدفن واجازه بعضهم فى الغسل ايضاً (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰٤. ط.س. ج۲ ص۱۹۹ ...... ۲۰۰)ظفير.

تھی۔ نماز جنازہ اگر بیرون مسجد پڑھائی جائے گی تو صفیں سید ھی نہ ہوں گی بوجہ قبروں اور درختوں کے اور نہ نمازی آسکیں گے۔ اور دھوپ تکلیف دہ تھی، اس صورت میں نماز جنازہ فرش مسجد پر پڑھنا جائز ہے یا نہ اور ثواب ہو گا یا نہ۔

اس عذر کے باوجود باہر جنازہ پڑھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۷۸/۲) جو شخص باوجود عذرات مذکورہ کے جنازہ کو مسجد سے باہر کر کے نماز جنازہ پڑھاتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

بلاعذر مسجد میں نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۷۹/۳) اگر کوئی عذر نہ ہو بلکہ اتفاقیہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھ لی جائے تو نماز جنازہ ہو گی یا نہیں۔

(الجواب)(۱) صحیح یہ ہے کہ نماز جنازہ فرش مسجد پر بصورت مذکورہ مکروہ ہے، اور حدیث شریف میں ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے سے ثواب حاصل نہیں ہوتا۔(۱)

(۲) ایسا ہی حکم شریعت ہے کہ جنازہ کو مسجد سے باہر لے جاکر نماز ادا کرنی چاہئے اور عذرات مذکورہ سے کوئی عذر سبب جواز نماز جنازہ در مسجد نہیں ہو سکتا حنفیہ کا صحیح مذہب یہی ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں ہر حال مکروہ ہے۔(۲)

(۳) نماز جنازہ ادا ہو جاوے گی اور فرض کفایہ ساقط ہو جاوے گا۔ لیکن ثواب حاصل نہ ہو گا۔(۳) فقط۔

(۴) در مختار میں ہے وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ وعلی سنۃ المغرب وغیرہ الخ قولہ وغیرہ کسنۃ الظھر والجمعۃ والعشاء الخ (۴) شامی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی فرضوں کے بعد پہلے صلوٰۃ جنازہ ادا کر کے پھر سنتیں پڑھیں۔ فقط۔

جہاں پر چہار طرف قبریں ہوں نماز جنازہ یا نماز فرض پڑھنا مکروہ ہے

(سوال ۲۹۸۰) آگے پیچھے چاروں طرف قبور ہوں وہاں فرض یا نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۵)

ہیجڑوں کی نماز جنازہ اور مسلمان قبرستان میں ان کی تدفین درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۸۱) قوم ہیجڑا جو لواطت وغیرہ کی کمائی کھاتے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا اور ان کی کمائی سے خیرات لینا کیسا ہے۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک نیک وبد کی جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اور فقہاء نے بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ سوائے بغاۃ وغیر ہم کے جن کو فقہاء نے مستثنیٰ فرمایا ہے ہر ایک مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے۔(۶) اگرچہ فاسق وبدکار ہو، پس قوم ہیجڑا کو رجو کہ مسلمانوں کی اقوام

(۲،۱) وکرھت تحریما وقیل تنزیھا فی مسجد جماعتہ ھو ای المیت فیہ وحدہ او مع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ او مع بعض القوم والمختار الکراھۃ مطلقا الخ وھو الموافق الا طلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ لہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۶۷ ط.س. ج۲ ص ۲۲٤ ـ ۲۲۵) ظفیر. (۳) من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ لہ (در مختار) و روایۃ احمد وابی داؤد فلا شئی لہ وابن ماجہ فلیس لہ شئی وروی فلا اجر نہ وقال ابن عبدالبرھی خطا فاحش والصحیح فلا شئی لہ الخ ولیس الحدیث نھیا غیر مصروف ولا مقرونا لو عید لان سلب الاجرلا یستلزم ثبوت استحقاق العقاب الخ لا نہ علم قطعا انھا صحیحۃ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۲۸. ط.س. ج۲ ص۲۲٦) ظفیر. (٤) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ص ۷۷۵ . ط.س. ج۲ص۱۲۱٦۷ ظفیر. (۵) وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ وفی طریق ومزبلۃ ومجزرۃ ومقبرۃ ومغتسل وحمام الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ص ۳۵۲) ظفیر. (٦) وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع طریق الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ص ۸۱٤. ط.س. ج۲ص ۲۱۰) ظفیر.

میں سے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اگر چہ افعال شیعہ کے ارتکاب کی وجہ سے وہ فاسق ہیں اور نماز پڑھ کر ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے اور ماسوا اس کے ان کی مجالس میں شریک ہونا اور دعوت کھانا وغیرہ درست نہیں ہے صرف ان کی تجہیز و تکفین جو کہ حق اسلام ہے کر دینی چاہئے۔ ویسے ان سے علیحدگی چاہئے فقط۔ (اور مسلمان قبرستان میں دفن درست ہے)

جس بچہ کا مرد یا عورت ہونا کسی وجہ سے معلوم نہ ہو تو اس کے لیے کیا دعا پڑھی جائے

(سوال ۲۹۸۲) ایک عورت کے جنگل میں بچہ پیدا ہوا اور ماں کی بیہوشی میں جانور بچہ کا دھڑ کھا گیا تو نماز میں لڑکے کی دعا پڑھیں یا لڑکی کی۔

(الجواب) لڑکے کی دعا پڑھنی چاہئے، اور اگر لڑکی کی دعا بھی پڑھ دے تو بھی جائز ہو جائے گی۔(۱)

نماز جنازہ ہو جانے کے بعد اگر کچھ آجائیں تو پھر وہ نہیں پڑھ سکتے

(سوال ۲۹۸۳) جو شخص نماز جنازہ پڑھ چکا ہو بعد میں دس پانچ آدمی ناواقف آجائیں تو ان کو پھر نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے یا نہ۔

(الجواب) پھر نہیں پڑھا سکتا کیونکہ جنازہ کی نماز مکرر نہیں ہوتی۔(۲) فقط۔

نماز جنازہ نہ جاننے والے جنازہ میں شریک ہوں یا نہیں

(سوال ۲۹۸۴) جو لوگ جنازہ کی نماز نہیں جانتے وہ لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوں یا نہیں، شریک ہوں تو کیا پڑھیں۔

(الجواب) جو لوگ ترکیب نماز جنازہ کی نہیں جانتے وہ بھی شریک نماز ہو جاویں اللہ اکبر امام کے ساتھ کہتے رہیں اور دعا ماثور اگر یاد نہ ہو تو اللهم اغفرلنا ولو الدينا وله وللمومنين والمومنات دعا ماثور کی جگہ پڑھ لینا بھی درست ہے۔(۳)

جنازہ میں تاخیر بہتر نہیں

(سوال ۲۹۸۵) جنازہ تیار کرنے میں عمداً دیر کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) در مختار میں ہے واذا مات تشد لحياة وتغمض عيناه الى ان قال ويسرع في جهازه وفى حديث ابى داؤد رحمه الله فاذا مات فآذ نوني حتى اصلى عليه وعجلوابه . الحديث۔(۴) پس معلوم ہوا کہ میت کی تجہیز و تکفین میں دیر کرنا نہ چاہئے، تعجیل مستحب ہے۔ فقط۔

---

(۱) ولا يستغفر للصبي ولكن يقول اللهم اجلعه لنا فرطا واجعله لنا اجراوذخرا الخ (هدايه باب الجنائز فصل في الصلوٰة ج ۱ ص ۱۶۳) اس لئے کہ مذکر کی ضمیر میت کی طرف لوٹے گی اور مئونث کی بتاویل نفس، نفس کی طرف ۱۲ ظفیر۔
(۲) ولذا قلنا ليس لمن صلى عليها ان يعيد مع الولى لان تكرارها (اى صلاة الجنازة) غير مشروع (در مختار) وان صلى الولى لا يجز لا حد ان يصلى بعده الخ حتى لا يجوز الا عادة لا للسلطان ولا لغيره (ردالمحتار باب الجنائز ج۱ ص ۸۲۶. ط.س. ج۲ ص۲۲۳) ظفير۔
(۳) ثم افادان من لم يحسن الدعاء بالماثور يقول اللهم اغفرلنا ولو الدينا وله وللمئومنين والمومنات (ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۱۶ .ط.س. ج۲ ص۲۱۲. ۱۲ ظفير۔
(۴) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۷۹۸ .ط.س. ج۲ ص۱۹۳. ۱۲ ظفير۔

خود کشی کرنے والوں کی نماز جنازہ

(سوال ۲۹۸۶) جو شخص خود کشی کرے اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں ہے من قتل نفسه ولو عمداً یغسل ویصلی علیه۔(۱) (ترجمہ) جس نے اپنے آپ کو مار ڈالا اگرچہ عمداً ایسا کیا ہو اس کو غسل دیا جاوے اور نماز اس کی پڑھی جاوے۔ فقط

پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے یا جنازہ کی

(سوال ۲۹۸۷) بعد زوال کے پہلے ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے یا جنازہ کی اور بالخصوص ولی کے لئے۔ اور اولیٰ کیا ہے۔

(الجواب) پہلے ظہر کی نماز مع سنت کے پڑھ لیں اس کے بعد جنازہ کی نماز پڑھیں ولی اور غیر ولی سب کے لئے حکم برابر ہے لیکن اگر کسی ضرورت سے جنازہ کی نماز پہلے پڑھ لی جاوے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ پہلے ظہر کی نماز پڑھ لیں۔ کذا فی الدرالمختار۔(۲) فقط۔

جنازہ کی صف متصل ہونی چاہئے

(سوال ۲۹۸۸) مقتدی نماز جنازہ میں ایک دوسرے سے فاصلہ کے ساتھ کھڑے ہوں یا مثل صلوٰۃ وقتیہ کے متصل ہو کر کھڑے ہوں۔

(الجواب) صف متصل ہونی چاہئے مثل جماعت فرائض وقتیہ کے۔ فقط

دو چار جنازہ ایک ساتھ

(سوال ۲۹۸۹) دو چار جنازہ کی نماز ایک ساتھ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ نماز جنازہ میں ایک دو تکبیر فوت ہو جانے سے مقتدی بعد سلام امام کے خالی تکبیر کہے یا دعا بھی پڑھے۔

(الجواب) ایک ساتھ دو چار دس بیس جنازوں کی نماز پڑھنا درست ہے اور سب کی نماز ادا ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بہتر علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھنا ہے۔ درمختار میں ہے واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰۃ علی کل واحدۃ اولی الخ وان جمع جاز الخ۔(۳) اور جو شخص نماز جنازہ میں بعد میں آکر شامل ہوا وہ بعد فراغ امام صرف تکبیرات کہہ کر سلام پھیر دے، دعا نہ پڑھے۔ اگر جنازہ کے اٹھ جانے کا اندیشہ ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ کما فی الدرالمختار۔(۴) فقط

چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان دعا ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۹۰) نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان کوئی دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض کتب احناف میں جائز لکھا ہے اور بعض میں ناجائز۔

(الجواب) ظاہر مذہب حنفیہ یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا نہیں ہے لہٰذا ترک ہی احوط ہے اگرچہ جواز کی بھی روایات ہیں۔ درمختار میں ہے ویسلم بلا دعاء الخ وفی الشامی قوله بلا دعاء هو ظاهر المذهب۔(۵)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۵. ط.س. ج۲ص ۲۱۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) وتقدم صلاتها علی صلاة الجنازة اذا اجتمعا الخ لکن فی البحر قبیل الا ذان عن الحلبی الفتویٰ علی تاخیر الجنازة عن السنة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ص ۱۶۷) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز جلد اول ص ۸۲۱. ط.س. ج۲ص ۲۱۸. ۱۲ ظفیر.

(٤) ثم یکبر ان مافاتهما بعد الفراغ ان خشیارفع المیت علی الا عناق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۲۰. ط.س. ج۲ص ۲۱۶.) ظفیر.

(۵) رد المحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷. ط.س. ج۲ص ۲۱۳. ۱۲ ظفیر.

غروب آفتاب کے وقت نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۹۱/۱) شخصے نماز جنازہ بوقت غروب می خواند، آیا شخص مذکور مصیب است و نماز جنازہ اجرے ہست یانہ۔ و نماز جنازہ را اعادہ کردن لازم است یانہ۔

اوقات مکروہہ میں جنازہ آجائے تو اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۹۲/۲) اگر جنازہ در وقت مکروہ رسید آیا رسیدن مذکور زیر مفہوم اذا حضرت داخل است یانہ۔

(الجواب)(۱) آں شخص در ادائے نماز جنازہ مصیب است و اجر نماز جنازہ مراورا حاصل است و حاجت اعادہ نیست بلکہ اعادہ جائز نیست لما مر من الروایات ونقل فی الشامی عن شرح المنیة بخلاف ظهور هافی وقت مکروہ الخ ای تجوز الصلوٰۃ علیها فیٰ هذه الصور بلا کراهة۔(۱)

(۲) داخل نیست۔ فقط۔

صرف عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں یا نہیں اور مردوں کے ساتھ جماعت میں ملنے کا کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۹۹۳) صرف عورتیں جنازہ کی نماز پڑھ سکتی ہیں یا نہیں اور عورتوں کا شریک ہونا مردوں کی جماعت میں درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے کہ تنہا عورتوں کی جماعت جنازہ میں مکروہ نہیں ہے اور نماز جنازہ ادا ہو جاتی ہے بلکہ تنہا ایک عورت بھی نماز جنازہ پڑھ لیوے تو فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ واعلم ان جماعتهن لا تکره فی صلوٰة الجنازة شامی (۳) اور حاضر ہونا عورتوں کا مردوں کی جماعت میں مطلقاً مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار ویکره حضور هن الجماعة الخ۔(۴) فقط۔

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ تحت قوله وفی التحفة الا فضل ان لا تو خر الجنازة ج ۱ ص ۳۴۶ .ط.س. ج۲ ص ۱۶۷ . ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب الامامة تحت قوله ویکره تحریما جماعة النساء ولو فی التراویح فی غیر صلاة جنازة لا نها لم تشرع مکررة ج ۱ ص ۵۲۸ .ط.س. ج۲ ص ۵۶۵ . ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۹ .ط.س. ج۲ ص ۵۶۶ . ۱۲ ظفیر

(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلات الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ .ط.س. ج۲ ص ۵۶۶ . ۱۲ ظفیر.

فصل سادس
قبر، دفن اور ان کے متعلقات

ریتیلی زمین میں خشت خام سے لحد تیار کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۹۹٤) ریتلی زمین میں قبر قائم نہیں رہ سکتی فورا بعد تیار ہوئے کے یا مٹی ڈالتے وقت گر جاتی ہے ایسی صورت میں اگر خشت خام سے لحد تیار کی جائے تو یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں

(الجواب) ایسی حالت اور صورت میں پکی اینٹ سے لحد قائم کرنا جائز ہے اور اس میں سنت لحد ادا ہو جاوے گی اور کچھ کراہت نہ ہوگی کیونکہ خشت خام کے رکھنے کا اور اس سے لحد کے منہ بند کرنے کا حکم حدیث وفقہ سے ثابت ہے اور آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک میں خشت خام استعمال کی گئی ہیں، پس اگر ضرورت مذکورہ کی وجہ سے ہر جانب لحد میں خشت خام رکھی جاوے تو یہ بلا شبہ جائز اور مستحب ہے جیسا کہ عبارات کتب فقہ سے ظاہر ہے۔ ویسوی اللبن علیه الخ در مختار۔(۱) ای علی اللحدبان یسد من جهة القبر ویقام اللبن فیه الخ جلد شامی۔(۲) ولاباس باتخاذ تا بوت ولو من حجر او حدید له عند الحاجة کر خاوة الا رض الخ در مختار وفی ردالمحتار قوله ولا باس باتخاذ تابوت الخ ای یرخص ذلك عند الحاجة والاکره کما قد مناه انفاً قال فی الحلیة نقل غیر واحدعن الا مام ابن الفضل انه جوزه فی اراضیهم لرخاوتها وقال لکن ینبغی ان یفرش فیه التراب وتطین الطبقة الا ولی ممایلی المیت ویجعل اللبن الخفیف علی یمین المیت ویصاره لیصیر بمنزلة اللحدو المراد بقوله ینبغی یسن الخ . (۳)

شامی کی اس عبارت کے آخر حصہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حصہ جو سوال میں درج ہے عین مطابق سنت ہے اور کسی قسم کی کراہت کا اس میں شبہ نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقتاً لحد ہی ہے۔ صرف خوف گر جانے لحد کے روک اس کی کے لئے پکی اینٹیں ہر طرف قائم کی گئی ہیں جو کہ خلاف سنت نہیں پس اس عمل کے ذریعہ سے عمل بالسنۃ بخوبی حاصل ہوگا...... وہو المطلوب۔ فقط۔

ورثاء میت سے اسٹامپ لکھانا کہ فاتحہ کی اجازت نہ ہوگی اور قبر کی علامت رہے گی کیسا ہے

(سوال ۲۹۹۵) ایک قبر کسی مقام پر جو کہ جدید اور چندروز کی ہے جولوگوں نے ورثاء میت سے بجز ایک اسٹامپ لکھالیا اور اس شرط پر دفن کی اجازت دی کہ ورثاء کو کسی قسم کی اجازت فاتحہ وغیرہ کی نہ دی جاوے گی اور قبر کا نشان بھی اس طرح سے قصداً مٹادیا جاوے گا کہ کوئی علامت قبر کی باقی نہ رہے گی تاکہ لوگ اس پر نماز بھی پڑھ سکیں اور لوگوں کی آمد ورفت میں بھی وہ قبر مانع نہ ہو اور نہ نماز میں حارج ہو۔ لہذا کسی قبر کی علامت مٹانا بوجہ عذر مذکور اور ورثاء سے جبر ایسا اسٹامپ لکھوانا ازروئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں اور جدید قبر کی علامت مٹانے والے از روئے شرع خاطی ہیں یا نہیں۔

(الجواب) قبر کو مسنم یعنی بشکل سنام ابل (کوہان اونٹ) کرنا مسنون اور مستحب ہے اور بعض نے اس کو لازم وواجب کہا ہے ویسنم ندباوفی الظهیریة وجوباقدر شبر (ای اکثر شیئاقلیلا۔بدائع۔ شامی۔ قوله ویسنم ای یجعل ترابه مرتفعاعلیه

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۹ .ط.س.ج۲ص۲۳٦ . ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلات الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ .ط.س.ج۲ص۲۳٦. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ .ط.س.ج۲ص۲۳٦. ۱۲ ظفیر.

کسنام الجمل۔ بماروی البخاری عن سفیان التمار انہ رای قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسنماً الخ۔ شامی۔(۱) اور یہ بھی درمختار میں ہے ویخیر المالک بین اخراجہ ومساواتہ بالارض الخ۔(۲) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی مملوکہ زمین میں اگر بلا اجازت اس کے مالک کے میت کو دفن کر دیا جاوے تو مالک کو اختیار ہے کہ اس میت کو وہاں سے نکلوا دے یا زمین برابر کرا دے صورت قبر نہ رکھے۔ پس کسی کی مملوکہ زمین میں اگر کسی میت کو دفن کرنے کا ارادہ ہو تو اور مالک اس قسم کی شرائط لگا دے تو ہو سکتا ہے اور قبرستان موقوفہ میں کوئی ایسا نہیں کر سکتا اور شرط مذکور نہیں لکھوا سکتا۔ فقط

دفن کے بعد مردہ نہیں نکالا جاسکتا

(سوال ۲۹۹۶) قبر سے مردہ کسی صورت میں نکالا جاسکتا ہے یا نہیں، اگر نکالا جائے تو وہ کیا مجبوری ہوگی۔

(الجواب) درمختار میں ہے ولا یخرج منہ بعد اھا لۃ التراب الالحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ ویخیر المالک بین اخراجہ و مساواتہ بالارض کما جاز زرعہ والبناء علیہ اذا بلی وصار ترابا الخ۔(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ میت کو قبر سے بعد مٹی ڈالنے کے نہ نکالا جاوے مگر حقوق عباد کی وجہ سے کہ مثلاً زمین مغصوبہ اور غیر کی زمین میں بدون مالک کی اجازت کے دفن کر دیا جاوے الخ سو مالک کو اختیار ہے کہ میت کو نکلوا دے یا زمین کو برابر دے اور نشان قبر کانہ کرنے دے الخ پس یہی جواب ہے سوال مذکور کا۔ فقط۔

غیر کی زمین میں بلا اجازت دفنانا کیسا ہے

(سوال ۲۹۹۷) اگر کوئی شخص غیر کی زمین میں بدون دریافت کرنے مالک کے مردہ دفن کر دے تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے اور مردہ کو عذاب ہوگا یا نہیں اور مالک زمین کو اجر و ثواب ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) اگر غیر کی زمین میں بلا اجازت اپنا مردہ دفن کر دے تو حکم اس میں یہ ہے کہ مالک زمین یا اس مردے کو نکلوا دے یا زمین کو برابر کر دے اور اپنے کام میں لاوے، مردہ کو کچھ عذاب اس میں نہیں ہے۔ اور اگر مالک رضا مندی سے اجازت دے دے تو اس کو ثواب ہے، درمختار میں ہے ویخیر مالک بین خراجہ ومساواتہ بالارض کما جاز ذرعہ والبناء علیہ اذا بلی وصار تراباً زیلعی۔ (٤) در مختار۔ فقط۔

شیعہ عورت کا کفن دفن

(سوال ۲۹۹۸) اگر کسی اہل سنت کے گھر میں شیعہ عورت ہو اور وہ مر جائے تو اس کا گور و کفن کرنا چاہئے یا نہیں اور نماز جنازہ اس کو پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) شیعہ کئی قسم کے ہوتے ہیں، بعض شیعہ غالی ہیں جن کی تکفیر کی گئی ہیں پس اگر وہ عورت اس فریق میں سے ہے تو اس کے جنازہ کی نماز وغیرہ کچھ نہ کرنا چاہئے بلکہ مثل کفار کے گڑھے میں دبا دینا چاہئے۔ اور اگر ایسی نہیں ہے بلکہ محض تفضیلیہ ہے تو وہ مسلمان ہے۔ مسلمانوں کی طرح اس کی تجہیز و تکفین کرنی چاہئے اور نماز جنازہ پڑھنی چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳٦ .ط.س. ج۲ص۲۳۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ص ۸٤٠.ط.س. ج۲ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ص ۸۳۹ و ج ۱ ص ۸٤٠.ط.س. ج۲ص۲۳۳. ۱۲
(٤) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃالجنائز ج ۱ص ۸٤٠.ط.س. ج۲ص۲۳۷. ۱۲ ظفیر.
(۵) بخلاف ماذا کان یفضل علیاً او یسب الصحابۃ فانہ مبتدع لا کافر (ردالمحتار باب المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸.ط.س. ج۳ص٤٦) ظفیر.

جو قبر بیٹھ گئی ہو اس پر مٹی ڈالنے کا ثبوت کیا ہے

(سوال ۲۹۹۹) قبر جو بیٹھ گئی ہو یا بلکل زمین کی برابر ہو کر متمیز نہ ہوتی ہو اس پر مٹی ڈالنا مستحب ہے تاکہ زمین سے متمیز ہو جاوے اور حفاظت قبر من الاہانت یعنی وطی وغیرہ نہ ہو سکے۔ اس کی سند شامی وغیرہ کتب فقہ سے مرحمت فرمائی جاوے۔

(الجواب) یہ تصریح شامی وغیرہ میں نہیں دیکھی گئی کہ جو قبر بیٹھ گئی ہو اس پر پھر مٹی ڈالنا مستحب ہے، البتہ جواز اس کا علت سے ثابت ہو سکتا ہے جو کہ کتابت علی القبر کے جواز میں منقول ہے۔ شامی میں ہے وان احتیج الی الکتابة حتی لا یذهب الا ثرو لا یمتهن فلا باس به الخ۔(۱) ج ۱ ص ۱۰۱ اور نیز شامی و شرح منیہ میں ہے ولا یزاد علی التراب الذی خرج من القبر وتکره الزیادة وعن محمد لاباس بها(۲) سو اگرچہ روایت بوقت حثی تراب فی القبر ہے لیکن اس کے عموم سے یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ دوسری مٹی قبر پر ڈالنا موافق روایت امام محمد کے لاباس میں داخل ہے۔ فقط۔

حاملہ کا بچہ پیٹ چاک کر کے نکالا جائے یا نہیں

(سوال ۳۰۰۰) اگر حاملہ عورت چار ماہ یا چھ ماہ یا سات ماہ یا نو ماہ کے اثناء میں انتقال ہو جائے تو اس کے بچہ کو پیٹ چاک کر کے نکالا جائے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں لکھا ہے کہ اگر حاملہ عورت مر جاوے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو کر حرکت کرتا ہو تو اس کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ کو نکالا جاوے، پس جس وقت حمل کو اتنی مدت ہو جاوے کہ بچہ پیٹ میں حرکت کرنے لگے اور ماں کے مرنے پر بھی اس میں حرکت و اضطراب باقی ہو اس وقت یہ حکم ہے جو مذکور ہوا۔ کسی مدت کی قید نہیں ہے۔ بلکہ اگر نواں مہینہ بھی حاملہ کو ہو اور اس کے مرنے پر بچہ پیٹ میں حرکت کرتا اور اضطراب کرتا ہوا معلوم نہ ہو تو پیٹ کو چاک نہ کیا جاوے گا بلکہ مدار بچہ کے زندہ ہونے پر اور حرکت و اضطراب پر ہے نہ کسی مدت پر چنانچہ عبارت در مختار کی یہ ہے حامل ماتت وولدها حی یضطرب شق بطنها من الا یسر و یخرج ولدها الخ۔(۳) ترجمہ اس کا یہ ہے کہ حاملہ عورت مر گئی اور بچہ اس کا پیٹ میں زندہ ہے کہ حرکت کرتا ہے تو بائیں جانب سے عورت کے شکم کو چاک کر کے بچہ کو نکالا جاوے۔ فقط۔

لحد کی وسعت اور اونچائی کیا ہو

(سوال ۳۰۰۱) لحد قبر کی کتنی فراخ اور کتنی اونچی ہونی چاہئے۔ لحد کے بارے میں اسی قدر حکم ہے کہ وسیع اور فراخ ہو جس میں مردہ اچھی طرح لٹادیا جاوے اور کوئی خاص تحدید لحد کے بارہ میں نہیں ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ لحد اس قدر اونچی ہو کہ میت اس میں بیٹھ سکے، یہ کچھ ضروری شرط نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۷. ۱۲ ظفیر.

(۲) غنية المستملي شرح منيه المصلي (۵۵٤) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۶. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علي هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۰. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۸. ۱۲ ظفیر.

(٤) واللحدان يحفر في جانب القبلة من الارض حفيرة فيو ضع فيها الميت وينصب عليها اللبن ويلحد لانه السنة وصفته يحفر القبر ثم يحفر في جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيها الميت ويجعل ذالك كالبيت المسقف (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵ و ج ۱ ص ۸۳٦. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۵ ...... ۲۳٦) ظفیر.

قبر پر تختوں کی جگہ پتھروں کا استعمال کیسا ہے

(سوال ۳۰۰۲) قبر پر بعوض تختوں کے پتھر جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ ضرورت جائز ہے۔(۱) فقط۔

قبر کے سلسلہ میں غلط رواج

(سوال ۳۰۰۳) میت کو دفن کرتے وقت مسلمانوں کے ہاتھ مٹی سر کے نیچے اور اہل ہنود کے ہاتھ کی مٹی پیر کے نیچے رکھ کر اوپر تختہ رکھ کر قبر تیار کرتے ہیں یہ امر جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مسلمان میت کے لئے لحد بنانا مسنون ہے اور اگر لحد تیار نہ ہو سکے بوجہ نرم ہونے زمین کے تو قبر کے درمیان صندوق شق کھود کر اس میں میت کو رکھ کر اوپر تختہ یا پتھر رکھ دیں یہ بھی درست ہے۔(۲) باقی امور جو خلاف سنت ہیں ان کو ترک کیا جاوے۔ فقط۔

قبر کے اطراف کا پختہ کرنا اور پتھر لگانا کیسا ہے۔

(سوال ۳۰۰۴) زید حفاظت اور علامت کے لئے اپنے والد مرحوم کی قبر کے اطراف اربعہ کو پختہ اور بیچ میں کچی اور سنگ مرمر پر تاریخ کندہ کرانا چاہتا ہے، کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں صحیح مسلم کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وان يكتب عليها وان يبنى عليها رواه مسلم۔(۴) یعنی منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے پختہ کرنے سے اور ان پر کچھ لکھنے سے اور تعمیر کرنے سے۔ پس صورت مذکورہ فی السوال شرعاً درست نہیں ہے۔ فقط۔

پختہ قبر کا ہموار کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۰۵) زید کی دوکان کے صحن میں ایک قبر پرانی کچی ہے، بعض لوگوں نے زید کے پیچھے اس قبر کو پختہ کرا دیا ہے، ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے چراغ روشن کئے جائیں گے اور پرستش کی جائے گی۔ زید کو شرعاً اس قبر کو اکھاڑ کر ہموار کر دینا واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید اس قبر کو اکھاڑ کر برابر کر سکتا ہے اور اس کو ایسا کرنا درست ہے بلکہ پختہ باقی رکھنا اس قبر کا جائز نہیں ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویسوی اللبن علیه والقصب لا الا جرالمطبوخ والخشب لو حوله او فوقه فلا یکره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ ص ۲۳۶ ظفیر.

(۲) وحفر قبر فی غیر دار مقدار نصف قامة فان زاد فحسن ، ویلحد و لا یشق الا فی ارض رخوة الخ ولا باس باتخاذ تابوت ولو حجر او حدید له عند الحاجة کر خاوة الارض الخ ویسوی اللبن علیه والقصب علیه الخ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵ و ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ ص ۲۳۳......۲۳۷) ظفیر.

(۳) لہٰذا سوال میں جس رسم کا ذکر ہے وہ بدعت ہے، اسے ترک کر دینا ضروری ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

(٤) مشکوٰة باب دفن المیت ص ۱٤۸ و ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸. ط.س. ج۲ ص ۲۳۷ . ۱۲ ظفیر.

(۵) ولا یطلی للنهی عنه ولا یطین ولا یرفع علیها بناء (در مختار) ای لا یطلی بالجص بالفتح قوله لا یرفع ای یحرم لو للزینة ویکره لو للا حکام بعد الدفن (ردالمحتار ص ۸۳۹. ط.س. ج۲ ص ۲۳۷) لما فی صحیح مسلم عن جابر قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیه (ایضاً ج ۱ ص ۸۳۸. ط.س. ج۲ ص ۲۳۷) ظفیر.

جس قبر میں ہڈی نکلے اس میں نیا مردہ دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۰۶) ایک قبر کھودی اس میں سے مردہ کی ہڈی نکلی، اس میں نیا مردہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر جدید میت کو اس میں دفن کرنا درست ہے۔(۱)

وقف قبرستان کی زمین کرایہ پر دینا اور عورت کو جاروب کشی کے لئے مقرر کرنا درست نہیں ہے

(سوال ۳۰۰۷) ہندہ بطور جاروب کش ایک بزرگ کے مزار پر ہے۔ مزار کے قریب مسلمانوں کی قبریں ہیں، مسلمانوں کی قبروں کو مسمار کر کے اور زمین کو ہموار کر کے اس کو ایک انجمن کے ذریعہ سے چکی چلانے کے واسطے کرایہ پر دیا۔ کیا یہ فعل اس کا جائز ہے۔ کیا بزرگوں کے مزار پر عورت کو جاروب کش مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) پرانی قبور کو برابر کرنا اور اس میں تعمیر و زراعت وغیرہ کرنا فقہاء نے درست لکھا ہے۔(۲) اور عورت کو مزار پر جاروب کش مقرر کرنا درست نہیں ہے۔(۳) فقط۔

مردہ کو دوسری جگہ لے جا کر دفن کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۰۸) مردہ کو بموجب وصیت اس کے غیر وطن میں مرا ہو اس کے وطن میں لے جا کر دفن کرنا اور وطن ۵۰ میل فاصلہ پر ہو کیا یہ بالکل حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی۔ ولی وطن میں ہو اس خیال سے لے جانا درست ہے یا نہ بعض احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو صحابہ کرام نے مکہ معظمہ میں لا کر دفن کیا۔ یہ فعل صحابہ ہے۔ جواز کے لئے اتنی حجت کافی ہے یا نہیں۔ شامی و در مختار میں لاباس بہ لکھا ہے۔ غرض میری یہ ہے کہ اس کے متعلق بڑا فتنہ ہوا ہے، لہذا جواز یا عدم جواز جو جانب راجح ہو، مفصل طور سے تحریر فرمائیں۔

(الجواب) قال فی شرح المنية الكبير، ويستحب فی القتيل والميت دفنه فی المكان الذی مات فيه فی مقابرا ولئك القوم وان نقل قبل الدفن قدر ميل او ميلين فلا بأس به قيل هذا التقدير عن محمد يدل على ان نقله من بلدالی بلد لايجوز اومكروه ولان مقابر بعض البلدان ربما بلغت هذه المسافة ففيه ضرورة ولا ضرورة فی النقل البلد اخر وقيل يجوز ذالك ما دون السفرلما روى ان سعد بن

---

(۱) كما جاز زرعه والبناء عليه اذا بلى وصار ترابا (در مختار) زرعه ای القبر ولو غير مغصوب وكذا بجوزدفن غيره عليه (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۰ .ط.س. ج۲ص۲۳۸) قال فی الفتح ولا يحفر قبر لدفن اخر الا ان بلى الاول فلم يبق له عظم الا ان لا يوجد فتضم عظام الاول ويجعل بينهما حاجز من تراب الخ فالا ولى اناطة الجواز بالبلاد اذلا يمكن ان يعد لكل ميت قبر لا يد فن فيه غيره وان صار الا ول ترابا لا سيما فی الا مصار الكبيرة الجامعة والا لزم ان تعم القبور و السهل والو عر على ان المنع من الخضر الى ان لا يبقى عظم عسر جدر الخ (ردالمحتار مطلب فی الدفن ج ۱ ص ۸۳۵ .ط.س. ج۲ص۲۳۳) ظفير. (۲) كما جاز زرعه والبناء عليه اذا بلى وصار ترابا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۰ .ط.س. ج۲ص۲۳۸). (۳) فراتم ولزم لايملك ولايعارولا يرهن (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الوقف .ط.س. ج۲ص۵۳۱) ظفير. (٤) وبزيارة القبور وهو للنساء (در مختار) وقيل تحرم عليهن الخ وان كان للاعتبار والترحمه من غيره بكاء الخ فلا باس اذا كن عجائز ويكره اذا كن شواب كحضور الجماعة فی المساجد اه وهو تو فيق حسن (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ص ۸٤۳ .ط.س. ج۲ص۲٤۲) اس سے معلوم ہوا کہ جاروب کشی عورت کی بدرجہ اولیٰ جائز نہ ہوگی کہ فتنہ کا اندیشہ ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

وقاص مات فی قریة علی اربعة فراسخ من المدینة فحمل علی اعناق الرجال الیها وقیل لا یکره فی مدة السفر ایضاً واما بعد الدفن فلا یجوز اخراجه الخ. (۱)اور شامی نے در مختار کے اس قول فلا باس بنقله قبل دفنه کی شرح میں لکھا ہے قیل مطلقاً وقیل الی مادون مدة السفر وقیده محمد وبقدر میل او میلین لا ن مقابر البلد ربما بلغت هذه المسافة فیکره فیما زاد قال فی النهر عن عقد الفرایدهو الظاهر الخ۔(۲)ان عبارات سے واضح ہے کہ قبل دفن میت کے نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز اور مکروہ اور ظاہر اُمر اد ان کی مکروہ تحریمی ہے۔ اور صاحب نہر کا اس کو ہو الظاهر کہنا اس کی ترجیح کو مقتضی ہے۔ فقط۔

قبر میں قبلہ رخ کرنا اور داہنی کروٹ پر لٹانا

(سوال ۳۰۰۹) میت کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف کرنا ضروری ہے یا کہ داہنی کروٹ پر لٹانا سنت ہے؟

(الجواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے ویوجه الیها وجوباً یعنی میت کو متوجہ کیا جاوے قبلہ کی طرف اور یہ واجب ہے اور شامی میں لکھا ہے لکن صوح فی التحفه بانه سنة۔(۳) یعنی تحفہ میں یہ تصریح کی ہے کہ قبلہ کی طرف میت کو متوجہ کرنا سنت ہے، اور در مختار میں ہے وینبغی کونه علی شقه الا یمن۔(۴) اور لائق ہے ہونا میت کا داہنی کروٹ پر۔ فقط۔

دفن کی بعد ستر قدم ہٹ کر دعا بدعت ہے

(سوال ۳۰۱۰) میت کو دفن کر کے ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

(الجواب) میت کو دفن کر کے ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگنا بدعت اور مذموم اور ناجائز ہے۔

کفن پر کلمہ لکھنا

(سوال ۳۰۱۱) میت کی کفنی پر کلمہ شریف مٹی سے لکھا کرتے ہیں اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد ایک خام اینٹ پر کلمہ شریف لکڑی سے لکھ کر میت کے سر کے پاس مغرب کی جانب رکھتے ہیں۔ نیز مٹی کے چند چھوٹے چھوٹے ڈھیلوں پر ایک شخص موجودین میں سے قل شریف پڑھ کر کل ڈھیلوں کو میت کے ساتھ لحد میں ڈالتے ہیں یہ امور جائز ہیں یا کیا۔

(الجواب) یہ سب امور خلاف شریعت ہیں اور ان کی کچھ اصل نہیں ہے۔ ایسی رسوم کو چھوڑنا چاہئے۔

قبر کے پٹاؤ میں پختہ کونڈا دینا کیسا ہے

(سوال ۳۰۱۲) قبر کے پٹاؤ میں مٹی کا پختہ کونڈا دینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویسوی اللبن علیه والقصب لا لا جر المطبوخ والخشیب لو حوله اما فوقه فلا یکره الخ۔(۵) اس عبارت سے واضح ہے کہ پکی اینٹ اور کونڈا آگ میں پکا ہوا قبر کے ماحول رکھنا مکروہ ہے

---

(۱) غنية المستملی ص ۵۶۳. ۱۲.
(۲) ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸٤٠. ط.س. ج۲ ص۲۳۹. ۱۲ ظفیر.
(٤،۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ و ج ۱ ص ۸۳۸. ط.س. ج۲ ص۲۳٦. ۱۲ ظفیر

اور ضرورت ہو تو درست ہے۔ قال مشائخ بخارا لا یکرہ الا جر فی بلدتنا للحاجة الیه لضعف الاراضی۔(۱) شامی۔ فقط۔

بول وبراز والی زمین میں مٹی ڈال کر قبر بنانا کیسا ہے

(سوال ۳۰۱۳) جس گڑھے میں عرصہ سے بول وبراز پڑتا ہے اس میں مٹی ڈال کر اس کے بعد اس میں مردہ دفن کرنا درست ہے یا نہ؟

(الجواب) حدیث شریف میں ہے ذکوۃ الارض یبسھا یعنی نجس خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ پس جب کہ اس گڑھے میں مٹی ڈال دی جاوے گی اور وہ زمین خشک ہے تو وہ پاک ہے اس میں میت کو دفن کرنا درست ہے۔

قبر پر اذان دینا بدعت ہے

(سوال ۳۰۱۴) اذان قبر میت پر مسنون ہے یا بدعت سیئہ تحریمیہ ہے اگر مسنون ہو تو عبارت در مختار باب الاذان وباب الجنازہ وعبارت مائۃ مسائل وعبارت تفسیر مظہر العجائب وعبارت توشیخ وعبارت درر البحار بالحروف و الصفحہ نقل فرما کر بالتصریح جواب دینا۔ اور اگر بدعت سیئہ تحریمیہ ہو تو وجوہات زید کہ اذان ذکر ہے۔ اذان تلقین بعد الدفن ہے۔ اذان منکر نکیر کے وقت نفع دیتا ہے۔ اذان تکبیر ہے جو سعد بن معاذ کی قبر پر ہوئی ہے۔ اور حدیث اذا رائیتم الحریق فکبروا سے ثابت ہے۔ اذان دعا ہے اذان عمل صالح ہے اذان سبب اجابت دعا ہے۔ اذان ذکر رسول اللہ ہے اذان سبب رحمت ہے۔ اذان وحشت میت کی دافع ہے۔ اذان غم، وہم کو دافع ہے۔

(الجواب) قبر پر اذان کہنا خلاف سنت اور بدعت سیئہ ہے جیسا کہ تصریحات فقہاء سے ثابت ہے اور وجوہات جو زید بیان کرتا ہے سب باطل ہیں اور اس کی عدم تدبر اور جہل پر دال ہیں۔ اذان بے شک ذکر ہے لیکن جس ذکر کے لئے جو موقع شارع علیہ السلام نے مقرر فرما دیئے ہیں ان کو وہی رکھنا لازم ہے ورنہ یہ تعدی عن حدود اللہ ہو گا من یتعد حدود اللہ فاولئك هم الظالمون۔ احداث فی الدین یہی ہے کہ دین میں اپنی رائے اور قیاس سے تخصیصات اور تقییدات مقرر کرنا اور جو موقع کسی ذکر کا نہیں ہے اس کو اس موقعہ میں معمول بہ بنانا۔ عن نافع ان رجلاً عطس الی جنب ابن عمر فقال الحمد لله و السلام علی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابن عمرو انا اقول الحمد لله و السلام علی رسول الله ولیس هکذا علمنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نقول الحمد لله علی کل حال۔(۲) صاحب لمعات اس کی شرح میں لکھتے ہیں قوله لیس هکذا ای لکن لیس المسنون فی هذه الحال هذا القول وانما الذی علمنا فیه ان نقول الحمد لله علی کل حال فقط من غیر زیادة السلام فیه الی ان قال فالزیادة فی مثله نقصان فی الحقیقة کما لایزاد فی الا ذان بعد التهلیل محمد رسول الله وامثال ذلك کثیرة انتهی (۳) پس معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے اس قسم کے

---

(۱)
(۲) مشکوۃ المصابیح باب العطاس والتثاؤب فصل ثالث ص ۴۰۶ ۱۲ ظفیر۔
(۳) حاشیہ مشکوۃ باب العطاس والتثاؤب ص ۴۰۶ ۱۲ ظفیر۔

اختراعات کرنا در حقیقت تشریع جدید ہے۔ قیاسات زید کے بعینہ ایسے ہیں کہ کوئی شخص مغرب کی نماز میں مثلاً تین رکعت کی چار رکعت مقرر کرے کہ اس میں قرآن کا پڑھنا اور رکوع و سجود و تسبیح و تحمید وغیرہ ہیں کہ جملہ عبادات واذکار ہیں۔ الحاصل مبتدعین کا یہی حال ہے کہ ایسے ہی استدلالات سے امور محدثہ مخترعہ فی الدین کو جائز کہا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بدعت اور مبتدع کی نہایت مذمت فرمائی۔ قال علیه الصلوٰة والسلام ما احدث قوم بدعته الا رفع مثلها من السنة فتمسك بسنة خير من احداث بدعة (۱) وعن ابراهيم بن ميسرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من وقرصا حب بدعة فقد اعان على هدم الا سلام رواه البيهقي في شعب (۲) الا يمان مرسلاً۔ پس اذان قبر پر کہنا اپنے قیاسات فاسدہ کی بناء پر احداث فی الدین ہے۔ شامی میں ہے تنبيه في الا قتصار على ماذكر من الوار دو اشارة الى انه لايسن ذان عن ادخال الميت في قبره كما هو المعتاد الا ن وقد صرح ابن حجر في فتاواه بانه بد عة وقال من ظن انه سنة قياساً على ندبهما للمولود الحاقاً لخاتمة الا مر بابتدائه فلم يصب ا ه . وقد صرح بعض علمائنا وغير هم بكراهةالمصافحة المعتادة عقب الصلوات مع ان المصافحة سنة وما ذاك الا لكونها لم تنوثر في خصوص هذا الموضع فالمواظبة عليها فيها هوم العوام بانها سنة فيه ولذا منعوا عن الا جتماع لصلوٰة الرغائب التى احد ثها بعض المتعبدين لا نها لم تو ثر على هذه الكيفية في تلك الليالي المخصوصة وان كانت الصلوٰة خير موضوع . (۳) انتهىٰ فقط۔

پرانی قبر پر مٹی ڈالنے میں مضائقہ نہیں

(سوال ۳۰۱۵) جو قبر بیٹھ جائے یا گر جائے اس کو پوری قبر از سر نو تیار کراتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

(الجواب) اس میں کچھ حرج نہیں۔ (۴)

قبر مکمل ہونے کے بعد اگر کوئی آئے اور مٹی ڈالے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۱۶) اگر میت کو مٹی دینے کے بعد کوئی شخص آوے تو بعد میں اس کو مٹی دینا جائز ہے یا نہ ؟

(الجواب) قبر کے مکمل ہو جانے کے بعد پھر مٹی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

پرانی قبر میں مردہ دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۱۷/۱) اگر اتفاقیہ قبر کھودتے ہوئے لحد میں جا کر کسی کہنہ مردہ کی ہڈیاں یا نعش نکل آوے تو اس لحد میں مردہ جدید رکھا جائے یا دوسری قبر کھود کر رکھا جاوے۔ اور دیدہ و دانستہ پرانی قبر میں مردہ دفن کرنا کیسا ہے۔

جو بچہ مردہ پیدا ہوا سے دفن کیا جاوے

(سوال ۳۰۱۸/۲) جو بچہ مردہ پیدا ہو اس کو قبر میں لحد کھود کر رکھا جاوے یا گڑھا کھود کر کفار کی طرح دبا دیا جاوے۔

(الجواب) (۱، ۲) دیدہ و دانستہ پرانی قبر کو بحالت موجودگی میت کے بدون ضرورت کے کھودنا جائز نہیں، اور اگر اتفاقاً قبر کھودتے ہوئے دوسری میت کی ہڈیاں نکلیں تو ان کو ایک طرف کریں اور کسی قدر بیچ میں پردہ رکھ کر دوسری میت کو دفن کریں یہ جائز ہے کیونکہ مردہ کے بوسیدہ ہونے کے بعد جواز ہی مختار ہے۔ چنانچہ شامی میں یہ

---

(۱) مشکوٰة باب الا عتصام بالكتاب والسنة فصل ثالث ص ۳۱ ۱۲۔ (۲) ایضاً ۱۲ ظفیر۔
(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب دفن الميت ج ۱ ص ۸۳۷۔ ط س ج ۲ ص ۲۳۶ (٤) حوالہ پہلے گذر چکا ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

نقل اقوال علماء کے یہ لکھا ہے فا الا ولی انا طة الجواز بالبلاء اذا لا یمکن ان یعد لکل میت قبر لا یدفن فیه غیرہ الخ۔(۱) ج ا ص ۹۳۳ اور قبل البلاء ایسا کرنا ناجائز قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں وما یفعله جهلة الحفارین من نبش القبور التی لم تبل اربابها واد خال اجانب علیهم فهو من المنکرا لظاهر۔(۲) فقط۔

(۲) گڑھا کھود کر مردہ کو اس میں ڈالنا صرف کافر یا مرتد کے لئے کہا گیا ہے۔ اولاد المسلمین کے لئے جب کہ وہ مردہ پیدا ہوں ایسا کرنا کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ صرف نماز اور کفن کے متعلق یہ ذکر کرتے ہیں ادرج فی خرقة و دفن ولم یصل علیه ا ه در مختار (۳) بلکہ دفن کا اطلاق اور حفر کانہ کہنا مشعر ہے کہ دفن معہود ہی مراد ہے۔ فقط۔

بغلی قبر کی اونچائی کتنی ہو

(سوال ۳۰۱۹) قبر بغلی ہو یا ہودا ہو۔ بغلی یا ہودا تو اتنا گہرا ہوتا ہے جس میں انسان بیٹھ جاوے لیکن یہ سند أفرمائیے کہ بغلی یا ہودے سے اوپر کتنا گہرا کھودنا چاہئے مفصل تحریر فرمائیے کہ جھگڑا رفع ہو کر فیصلہ ہو۔

(الجواب) حدیث شریف میں اس بارہ میں یہ وارد ہوا ہے او حفر وا وسعوا واعمقوا واحسنوا۔ یعنی قبر کو کھودو اور اس کو وسیع کرو اور گہری کرو اور اچھا کرو۔ فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ وحفر قبرہ مقدار نصف قامة فان زاد فحسن۔(۴) در مختار۔ یعنی۔ مقدار گہرائی قبر کی آدھی قد کے برابر ہو اور شامی میں ہے کہ اگر پورے قد کی برابر گہرائی قبر کی ہو تو بہت اچھا ہے۔ الغرض ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدھے قد کی برابر ہو اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ پورے قد کی برابر ہو، اور لحد کے بارے میں اسی قدر ہے کہ وسیع ہو کہ میت کو اس میں لٹادیا جاوے، اس میں یہ قید بھی ضروری نہیں ہے کہ اتنی گہری ہو کہ میت اس میں بیٹھ سکے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ کچھ کم ہو تب بھی کچھ حرج نہیں ہے اور ہمارے مذہب میں لحد کا ہونا یعنی بغلی کا ہونا افضل ہے۔ یعنی قبر کے اندر ایک جانب کو لحد کھودی جاوے جس میں میت کو رکھا جاوے۔ باقی اس میں جھگڑا کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ مختصر یہ ہے کہ قبر گہری کی جاوے اور اس میں لحد بنائی جاوے تو یہ بہتر ہے اگر زمین کے نرم ہونے کی وجہ سے درمیان میں شق کردیوے یعنی قبر کے درمیان میں ایک گہرا گڑھا کھودا جاوے جس میں میت کو رکھ کر اس پر بانس یا کچی اینٹیں رکھ دی جاویں جس سے وہ ڈھک جاوے یہ بھی درست ہے۔ پھر اوپر مٹی ڈال دی جاوے۔ پس یہ طریقہ قبر کھودنے کا ہے اس میں کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہے۔

جو قبر کھل جائے اسے کس طرح بند کیا جائے

(سوال ۱ / ۳۰۲۰) پہاڑی ملک میں قبریں صندوقی بنائی جاتی ہیں اور تختہ سال چھ ماہ میں گل کر ٹوٹ جاتے ہیں اور نعشیں اکثر کھل جاتی ہیں۔ یہ قبریں کیونکر بند کی جائیں آیا اوپر سے لکڑی لگا کر مٹی بھری جائے یا یوں ہی نعش پر مٹی ڈالی جائے۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی دفن المیت ج ۱ ص ۸۳۵ ط.س. ج۲ ص ۲۳۴. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً. ط.س. ج۲ ص۲۳۳. ۱۲ ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۰ ط.س. ج۲ ص ۲۳۴. ۱۲ ظفیر. (٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵ ط.س. ج۲ ص ۲۲۸.

کثرت بارش والی جگہ میں تختہ کی جگہ پتھر

(سوال ۳۰۲۱/۲) چونکہ تختے قبروں میں لگانے سے بوجہ کثرت بارش کے بہت جلد کھل جاتی ہیں تو بجائے تختوں کے پتھر کی سلیں لگانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) بہتر یہ ہے کہ لکڑی یا پتھر رکھ کر مٹی ڈالی جائے۔(۱) فقط۔

(۲) درست ہے۔(۲) فقط۔

دفن کرنے کے بعد قبر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے

(سوال ۳۰۲۲/۱) اگر میت کو دفن کرتے ہوئے نصف قبر کی تیاری پر قبر بیٹھ جائے تو کیا کرنا چاہئے۔

مردہ رکھنے کے بعد قبر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے

(سوال ۳۰۲۳/۲) قبر میں مردہ کو رکھ کر مٹی دے کر تیاری کے وقت قبر بیٹھ جائے تو مردہ کو نکال کر دوسری قبر میں رکھا جائے یا کیا۔

(الجواب)(۱،۲) پہلی صورت میں دوسری جگہ قبر کھودی جاوے یا اسی کو صاف کر کے درست کی جاوے اور دوسری صورت میں میت کو نہ نکالا جاوے اوپر سے مٹی درست کردی جائے کیونکہ اخراج المیت عن القبر بعد الدفن اس وجہ سے درست نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار ولایخرج منه بعد اھا لة التراب الا الحق ادمی الخ۔(۳) فقط۔

پرانی قبر میں مردہ کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۲٤) پرانی قبر میں میت کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) پرانی قبر جس میں نشان میت کا باقی نہ رہے اس میں دوسری میت کو دفن کرنا درست ہے۔ کما فی الشامی وقال الزیلعی ولو بلی المیت وصار تراباً جاز دفن غیرہ فی قبرہ الخ باب الجنائز۔(۴) فقط۔

دوسرے کے مکان میں جنازہ کو غسل دینا کیسا ہے

(سوال ۳۰۲۵) ایک مکان بنا ہوا تھا مگر دروازہ نہیں تھا۔ مکان کے قریب راستہ میں ایک دیوانی عورت مر گئی چند مسلمانوں نے اس کی میت اٹھا کر مکان مذکور کے اندر لحد کھود کر اور اس کو غسل و کفن دے کر لے گئے۔ اس فعل کی اجازت مالک مکان سے نہیں لی، یہ فعل کیسا ہوا۔ مالک مکان کو بہت ناگوار ہوا۔

(الجواب) یہ ایک ضروری کام سب مسلمانوں کے ذمہ فرض تھا، مالک مکان کی ناگواری نہایت بے موقع ہے اس کے مکان میں اس سے کیا نقص آگیا۔ فقط۔

(۱،۲) ولابأس باتخا ذتابوت ولو حجر او حدید له عند الحاجة کرخاوةالا رض الخ وتحل العقدة الخ ویسوی اللبن علیه والقصب لا الا جر المطبوخ والخشب لو حوله اما فوقه فلایکره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳٦ ط.س. ج۲ ص ۲۳٤) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹ ط.س. ج۲ ص۲۳۷. ۱۲ ظفیر.

(٤) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی دفن المیت ج ۱ ص ۸۳۵ ط.س. ج۲ ص۲۳۳. ۱۲ ظفیر.

عذر کی وجہ سے مردہ کو تابوت میں ڈال کر دفن کرنا اور بعد میں دوسری جگہ لے جا کر دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۲۶) اگر بوجہ عذر کے مردہ کو تابوت میں رکھ کر گھر میں دفن کرے اور بعد میں زائل ہونے عذر کے اس تابوت کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) دفن کے بعد میت کو یا اس کے تابوت کو قبر سے نکالنا درست نہیں ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق ادمی کان تکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة(۱) در مختار۔

میت پر ہر شخص کتنی مٹی ڈالے

(سوال ۳۰۲۷) میت کو دفن کر کے ہر شخص کو کتنی مٹی ڈالنی چاہئے۔

(الجواب) اس میں کچھ تحدید نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ تین دہوتر مٹی ڈالے۔(۲) فقط

مردہ کے جسم پر مٹی ڈال دینا خلاف سنت ہے

(سوال ۳۰۲۸) اس اطراف میں میت کو اس طرح دفن کرتے ہیں کہ ایک گڑھا تیار کر کے اس میں میت کو قبلہ رو سلا دیتے ہیں اور لحد یا شق وغیرہ نہیں کرتے بلکہ ویسے ہی مٹی ڈالتے ہیں ایسا کرنا کہاں تک درست ہے۔

(الجواب) در مختار میں ویلحد الخ قوله ویلحد لانه السنة الخ شامی۔(۳) پس معلوم ہوا کہ لحد کھودنا سنت ہے اور لحد کے متعذر ہونے کی صورت میں شق ہونا چاہئے بلا لحد اور شق کے میت پر ایسے ہی مٹی ڈال دینا خلاف سنت ہے۔ پس جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ تارک سنت ہیں ان کو طریقہ سنت بتلا دینا چاہئے (۴) اور آئندہ کو نصیحت کرنی چاہئے کہ ایسا نہ کریں بلکہ طریقہ سنت کے موافق دفن کریں۔ جاہلوں کو احکام شریعت کی تعلیم کرنا علماء کے ذمہ ہے۔ یہ غفلت ان علماء کی ہے جنہوں نے ان کو طریقہ مسنونہ سے دفن کی تعلیم نہ کی ہو فقط۔

قبر پختہ کرنے اور قبہ بنانے کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے

(سوال ۳۰۲۹) قبر کو پختہ بنانے اور ان پر قبہ وغیرہ بنانا احادیث سے ثابت ہے یا نہیں اور ایک بالشت کی برابر اگر بطور آثار بنادی جائے تو اس میں کچھ حرج تو نہیں۔ حضور ﷺ کا روضہ مبارک کب سے بنایا گیا ہے۔ اور بنے ہوئے کو گرانا کیسا ہے۔

(الجواب) قبر کو پختہ بنانے اور اس پر کچھ بنا کرنے کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن تجصیص القبوروان یکتب علیها وان یبنی علیها ۔رواہ

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹ .ط.س.ج۲ص۲۳۷.۱۲.

(۲) ویستحب حثیه من قبل راسه ثلاثا (درمختار) حثیه ای بیدیه جمیعا (ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۸.ط.س.ج۲ص۲۳۶) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵ ۱۲ ظفیر.

(٤) وحفر قبره فی غیر دار مقدار نصف قامة فان زاد فحسن الخ ویسوی اللبن علیه والقصب لا الا جرا لمطبوخ والخشب لو حوله اما فوقه فلا یکره الخ ویهال التراب علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵.ط.س.ج۲ص۲۳۳......۲۳۵ و صفة الشق ان تحفه حفیرة کالنهروسط القبرو یبنی جانباه باللبن او غیره ویوضع المیت فیه ویسقف (عالمگیری مصری فصل سادس دفن ج ۱ ص ۱۵۵ .ط.س.ج۲ص۱۶۵......۱۶۶) ظفیر.

مسلم ۔(۱)اور شامی میں نقل کیا ہے وقيل لا يكره البناء اذا كان الميت من المشايخ والعلماء والسادات الخ(۲) لیکن قبور کے انہدام کا حکم فقہاء رحمہم اللہ نے کہیں نہیں کیا اور بعض آثار سے ثبوت قبہ کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام کی قبر پر پہنچے اور وہاں دو رکعت نفل پڑھی اور انہدام قبہ کا حکم نہیں فرمایا۔ لہذا یہ فعل انہدام قبات کا جس نے کیا اچھا نہ کیا اور قبر پر کوئی علامت رکھنا خود آں حضرت ﷺ کے فعل سے ثابت ہے۔ کم ورد فی الصحاح۔(۳)اور اثر حضرت عمرؓ سے معلوم ہوا کہ ان کے زمانہ میں بھی وجود قبہ کا تھا۔ والتفصيل في كتب السير۔ فقط۔

قبر کی سرہانے اور پاتانے بعض مخصوص آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۳۰)جب مردہ کو قبر میں رکھ دیتے ہیں اور قبر تیار ہو جاتی ہے اس وقت دو آدمی ایک مردہ کے سر کی طرف کھڑا ہو کر سورہ بقرہ کی اول کی تین آیتیں پڑھتا ہے اور انگلی سے اشارہ بھی کرتا ہے اور دوسرا پیروں کی طرف کھڑا ہو کر سورہ بقرہ کا اخیر رکوع پڑھتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے مردہ کو کچھ ثواب ہوتا ہے یا نہیں۔ حدیث سے اس کا ثبوت ہے یا نہیں۔ انگلی سے قبر کی طرف اشارہ کرنا کیسا ہے۔ جو لوگ نہیں پڑھتے وہ مورد عتاب ہیں یا نہیں یعنی جو اس کے تارک ہیں وہ کچھ گنہگار ہیں یا نہیں۔

(الجواب) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ قبور کے سرہانے سورہ بقر کی اول کی آیتیں اور پیروں کی طرف سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں پڑھنا مستحب ہے، شامی میں ہے و كان ابن عمر يستحب ان يقر اعلى القبر بعد الدفن اول سورة البقرة و خاتمها۔(۴)اور مشکوٰۃ شریف میں اس روایت کو مرفوع کیا ہے آنحضرت ﷺ کی طرف پھر نقل کیا بیہقی سے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے ابن عمر پر(۵)بہر حال اس روایت سے اس فعل کا استحباب ثابت ہوا لیکن انگلی رکھنے کا قبر پر کچھ ثبوت نہیں ہے اور جب کہ یہ معلوم ہوا کہ یہ فعل مستحب ہے تو اگر کوئی نہ کرے تو موجب طعن و عتاب نہیں ہے۔ اور تارک گنہگار نہیں ہے۔ فقط۔

حاملہ عورت مر جائے تو کس طرح دفن کیا جائے

(سوال ۳۰۳۱)جب عورت حاملہ کا انتقال ہو جائے تو اس کو مع بچہ کے دفن کیا جاوے یا عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکالا جاوے۔

(الجواب) عورت حاملہ اگر مر جائے تو دیکھا جائے کہ اگر بچہ پورا ہے اور پیٹ میں زندہ ہے کہ حرکت کرتا ہے تو متوفیہ عورت کا پیٹ چاک کر کے زندہ بچہ کو نکال لیا جاوے، اور اگر بچہ میں ابھی جان ہی نہیں پڑی یا پڑی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مر گیا زندہ نہیں اور کوئی حرکت اس میں نہیں ہے تو اس متوفیہ حاملہ کو مع بچہ کے دفن کر دیا

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۷. ۱۲ ظفیر. (۳) اخرجه ابو داؤد باسناد جيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حمل حجرا فوضعه عند راس عثمان بن مظعون وقال اتعلم به قبر اخى وادفن اليه من مات من اهلى (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۸ ظفیر. (٤) ردالمحتار باب صلاة الجنائز تحت قول "ويستحب حثيه" الخ ج ۱ ص ۸۳۸. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۷. ۱۲ ظفیر. (۵) فقد ثبت انه عليه الصلوٰة والسلام قراء اول سورة بقرة عند راس ميت واخرها عند رجليه (ردالمحتار ج ۱ ص ۸٤۳. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۷) ظفیر.

جاوے در مختار میں ہے حامل ماتت و ولدها حی یضطرب شق بطنها من الا یسر ویخرج ولدها ولو بالعکس وخیف علی الام قطع واخرج الخ۔(۱)

دفن کی وصیت کا حکم کیسا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لاش کالے جانادرست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۳۲) میرے بھائی عرصہ سے بیمار تھے، مرض یہاں تک ترقی کر گیا کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی، ایسی حالت میں مریض نے یہ وصیت کی کہ مجھ کو میرے باغ میں دفن کرنا۔ میں حکیم کو لینے گیا تھا میری عدم موجودگی میں میرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ میں موجود نہیں تھا برادری کے اور بھائیوں نے مرحوم کو اس کی وصیت کے خلاف دوسری جگہ دفن کر دیا، اب میں اپنے بھائی کی قبر اکھاڑ کر اس کی نعش یا ہڈیاں جو کچھ ہو بموجب اس کی وصیت کے باغ میں دفن کر سکتا ہوں یا نہیں اگر نہیں تو بروز قیامت مجھ سے وصیت کے بارے میں مواخذہ اور مجھے گناہ ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اس کی نعش یا ہڈیوں کو نکال کر باغ میں دفن کرنا درست نہیں ہے میت کی قبر کو اس وجہ سے ادھیڑنا اور کھودنا حرام ہے۔(۲) ایسی وصیت کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔ اور آپ پر کچھ گناہ دوسری جگہ دفن کرنے کی وجہ سے نہیں ہوا(۳) فقط۔

دفن کے بعد اذان درست نہیں

(سوال ۱/۳۰۳۳) مردے کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان کہنا درست ہے یا نہ؟

بعد دفن تلقین درست ہے یا نہیں

(سوال ۲/۳۰۳۴) بعد دفن کے تلقین کرنا جائز ہے یا نہ اگر جائز ہے تو کس طرح

(الجواب)(۱) درست نہیں۔ کذا فی الشامی۔(۴)

(۲) تلقین بعد الدفن کو فقہاء نے جائز رکھا ہے۔(۵) فقط۔

عذاب قبر

(سوال ۳۰۳۵) عذاب قبر برحق ہے یا نہیں اور عذاب قبر کب ہوتا ہے۔

(الجواب) عذاب قبر حق ہے اور اس وقت شروع ہو جاتا ہے جس وقت دفن کر کے واپس آتے ہیں۔(۶) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰.ط.س.ج۲ص۲۳۸. ۱۲ ظفیر.

(۲) واما نقله بعد دفنه فلا مطلقاً (ردالمحتار باب صلوة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰.ط.س.ج۲ص۲۳۹.) ولا یخرج منه بعد اهالة التراب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ص ۸۳۹) ۱۲ ظفیر. (۳) اوصی بان یصلی علیه فلان او یحمل بعد موته الی بلد اخر او یکفن فی ثوب کذا الخ فهی باطلة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الوصایا ج ۵ ص ۵۸۴.ط.س.ج۲ص۶۶۶ ظفیر. (۴) فی الا قتصار علی ماذکر من الوارد اشارة انه لا یسن الا ذان عنداد خال المیت فی قبره کما هو المعتاد الا ن وقد صرح ابن حجر فی فتاویه بانه بد عة (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷.ط.س.ج۲ص۲۳۵) ظفیر. (۵) قال فی شرح المنیة الجمهور علی ان المراد محازة ثم قال وانما لا ینهی عن التلقین بعد الدفن لا نه لا ضرر فیه بل فیه نفع الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی التلقین بعد الموت ج ۱ص ۷۹۷.ط.س.ج۲ص۱۹۱) ظفیر. (۶) وضغطة القبر حق الخ وعذابه ای ایلا مه حق للکفار کلهم اجمعین و بعض المسلمین ای عصاة المسلمین فقد ور دان القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النیران رواه الترمذی (شرح فقه اکبر ص ۱۲۲) ۱۲ ظفیر.

بعد دفن دعا

(سوال ۳۰۳۶) میت کے لئے دعا کرنا کہ جواب منکر نکیر میں ثابت قدم رہے اور تخفیف کے لئے کلمہ پڑھنا بعد دفن کے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ جائز ہے کلمہ پڑھتے رہیں اور میت کے لئے جواب منکر و نکیر میں ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہیں۔(۱) فقط۔

اگر کسی گھر میں ہندو مسلمان جل کر مر جائیں اور تمیز نہ رہے تو کیا کیا جائے

(سوال ۳۰۳۷) ایک گھر میں دس پانچ ہندو اور دس پانچ مسلمان تھے، آگ لگ کر سب جل گئے اور کوئی نشانی ایسا نہیں جو پہچانا جائے۔ اب کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) اگر مسلمان زیادہ تھے تو سب مردوں کو مسلمانوں کی طرح کفن دے کر نماز پڑھے جائے اور نماز میں صرف مسلمانوں کی نیت کی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے جائیں اور اگر کافر زیادہ تھے تو بھی یہی معاملہ کیا جائے مگر مقابر مشرکین میں دفن کئے جائیں۔ اور اگر کسی مستقل علیحدہ جگہ میں ان کا قبرستان بنادیا جائے تو احتیاط ہے۔(۲)(در مختار باب غسل میت)

ہندو مسلمان جو ایک مکان میں جل جاویں

(سوال ۳۰۳۸) ایک مکان میں ہندو اور مسلمان جل جاویں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کو آپ نے لکھا ہے، مگر ہندو کہتے ہیں کہ ہمارے مردے ہم کو دو تو کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) ہندو اگر کہتے ہیں تو ان سے کہہ دیا جاوے کہ وہ پہچان کر اپنے مردوں کو لے جاویں۔ فقط۔

شیعوں اور ہیجڑوں کے قبرستان میں تدفین

(سوال ۳۰۳۹) جو زمین گورستان کی قیمت دے کر ہر مذہب و فرقہ اختیار تدفین کا رکھتا ہے اس میں معزز حنفی کو دفن کرنا جہاں شیعہ ہیجڑے وغیرہ وغیرہ دفن ہوں کیسا ہے۔

(الجواب) بہ ضرورت درست ہے لیکن اگر قرب صالحین کا نصیب ہو سکے تو یہ اچھا ہے۔(۳) فقط۔

بچہ والدین کے تابع ہوتا ہے

(سوال ۳۰۴۰) زید کو شیعہ سمجھ کر اس کا مردہ گورستان میں دفن نہ ہونے دینا۔ مردہ زید کا صرف تین سال کا تھا وہ معصوم تھا یا نہ اگر معصوم تھا تو اس کے دفن میں کیا حرج تھا۔

(الجواب) ایسا بچہ تابع اپنے والدین کے سمجھا جاتا ہے۔ اگر والدین میں سے اس کے کوئی بھی مسلمان اور سنی ہو تو

---

(۱) ویستحب حثیه من قبل راسه ثلاثا وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراء ة بقدر ماینحر الجزور ویفرق لحمه (در مختار) لما فی سنن ابی دائود کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا فرغ من دفن المیت ووقف علی قبره وقال استغفرو الاخیکم واسائلو ا الله التثبت فانه الان یسئل (ردالمحتار باب الجنائز .ط.س.ج۲ص۲۳۶).

(۲) اختلط موتا نا بکفار ولا علامة اعتبرا الا کثر فان استو واغسلو واختلف فی الصلا ة علیهم ومحل دفنهم کدفن زمیة حبلی من مسلم قالوا والا حوط دفنها علی حدة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۰۵.ط.س.ج۲ص۲۰۱) ظفیر. (۳) والا فضل الدفن فی المقبرة التی فیها قبور الصالحین (عالمگیری مصری ج ۱ص ۱۵۶ فصل فی الدفن.ط.س.ج۲ص۱۶۶ .۱۲ ظفیر.

بچہ کو بھی مسلمان سنی کہا جاوے گا۔(۱) فقط۔

مزارات و قبے بنانا اور اندرون مکان دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۴۱) مزارات سلاطین واولیاء کرام پر جو قبے تعمیر ہیں موافق کتاب کے ہیں یا ان میں کچھ کلام ہے۔ اگر باتباع قبہ مزار پر انوار آنحضرت ﷺ کے بزرگوں کے مزار پر قبے قائم کریں تو جائز ہوگا یا ناجائز اور میت کو یا کسی بزرگ کو اندرون مکان مسقف دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) قبہ بنانا یا مکان میں دفن کرنا سوائے انبیاء کے اور کسی کو جائز نہیں شامی جلد اول ص ۲۶۰ ولا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیراً لاختصاص هذه السنة بالانبیاء الخ ویهال التراب علیه وتکره الزیادة علیه من التراب لانه بمنزلة البناء۔(۲) لما فی صحیح مسلم عن جابر قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یحصص القبر والقبروان یبنی علیه۔(۳)

قبر کی حفاظت کی غرض سے چہار دیواری بنوانا کیسا ہے

(سوال ۳۰۴۲) اگر کسی بزرگ کا مزار مبارک ایسی جگہ پر واقع ہو کہ وہاں پر راستہ عوام الناس وحیوانات وغیرہ ہو ایسی صورت میں اگر اس کی حفاظت کے لئے چہار طرف دیوار پختہ بنوادی جائے یا جنگلہ بنوادیا جائے اس طور سے کہ اس کے چاروں کونوں پر ستون پختہ ہو جائیں اور درمیان میں لکڑی لگ جائے تو یہ دونوں صورت جائز ہیں یا نہیں، اگر جائز ہے تو کون سی صورت اولیٰ ہے۔ اور دیگر ضروریات کی وجہ سے اس کے چہار طرف فرش پختہ بھی بنوانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں ہے وعن ابی حنیفة یکره ان یبنی علیه بناء من بیت اوقبة او نحوذالك لماروی جابر نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیها وان یبنیٰ علیها رواه مسلم وغیره انتهیٰ(۴) پس قبر کے گرد چہار دیواری پختہ یا چبوترہ پختہ یا ستون بنانا مکروہ ہے۔

قبر میں کیچڑ بنوا کر دفن کرنا غلط ہے

(سوال ۳۰۴۳) ایک مسلمان میت کی قبر کے اندر یعنی لحد میں پانی ڈالا گیا اور پھر مٹی ڈال کر لت پت کر دیا تب اس میں چٹائی ڈال کر میت کو لٹایا قاضی صاحب کہتے ہیں کہ اس طرح دفن کرنے سے قبر کا حساب کتاب نہیں ہوتا، شرعاً قاضی کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) قاضی صاحب کا خیال غلط ہے اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ لحد میں گارا کر کے اور اس پر چٹائی بچھا کر میت کو رکھا جاوے اور اس طریق کو یوں سمجھنا کہ اس طرح دفن کرنے سے حساب وکتاب میت سے کچھ نہیں ہوتا، بالکل بے اصل بات ہے اور جہالت کا خیال ہے اور اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور اس عقیدہ سے بطریق مذکور دفن کرنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) والو لدیتبع خیر الا بوین دینا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۴۱. ط.س. ج۳ص۱۹۹. ۱۲ ظفیر. (۲) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۳۶. ط.س. ج۲ص۲۳۵. ۱۲ ظفیر. (۳) مشکوٰة باب دفن المیت ص ۱۴۸ ۱۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی دفن المیت ج۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج۲ص۲۳۷. ۱۲ ظفیر.

بلارضامندی کسی غیر کی ملکیت میں مردہ دفن کرنا نہیں چاہیئے

(سوال ۳۰۴۴) جوایک گاؤں ملکیت زمینداری ہے اس میں مردہ دفن کرنا بلا قیمت کے جائز ہے یا نہیں، اور حاکم حکم دیتا ہے کہ مردہ بلا قیمت دفن کرو، زمیندار رضامند نہیں تب بھی بلا قیمت رکھنا حکماً جائز ہے یا نہیں۔ اگر چند زمیندار رضامند ہیں اور چند رضامند نہیں تب بھی بلا قیمت دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جن کی ملکیت ہے ان کی اجازت اور رضامندی سے دفن کر سکتے ہیں۔ جو لوگ رضامند ہیں وہ اپنے حصہ میں اس زمین کو لگا کر اس کام کے لئے دیویں تاکہ پھر کسی کو گنجائش انکار کی نہ رہے۔ حکام یہ کام کر سکتے ہیں کہ ان زمینداروں کا حصہ علیحدہ کر دیویں جو کہ رضامند ہیں وراس میں اموات دفن کئے جاویں۔ فقط۔

مٹی ہوئی قبر کو تازہ کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۴۵) مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے عارضہ طاعون میں رحلت کی، ۲۲ صفر سن ۱۳۳۶ھ میں۔ اب مولوی صاحبؒ کے والد نے قبر کھدوائی اور کہا کہ نہ کفن ہے نہ ہڈی ہے۔ از سر نو خالی قبر بنا کر تیار کر دی آیا خالی قبر پر فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہ۔ ڈیڑھ سال میں مردہ کی کیا حالت ہو جاتی ہے۔ ایسا کرنے میں کچھ گناہ تو نہیں ہے۔

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ اس قدر عرصہ تک مردہ کی ہڈی اور جسم اور کفن کہاں رہ سکتا ہے، سب خاک ہو جاتا ہے اور چونکہ قبر مولوی صاحب کی وہی تھی جس میں وہ دفن ہوئے تھے اگرچہ وہ خاک ہو گئے تو اس کی نشانی کی تجدید بغرض علامت اور سلام وفاتحہ خوانی کے درست ہے(۱) فقط۔

حیات النبی اور تجہیز و تکفین میں تطبیق

(سوال ۳۰۴۶) آنحضرت ﷺ کا حیات ہونا مسلمات اہل سنت وجماعت سے ہے پھر قبض روح و تجہیز و تکفین و تدفین وغیرہ امور منافی حیات معلوم ہوتے ہیں۔ اگر حیات انبیاء مثل حیات شہداء عند اللہ ہونا کہا جاوے تو مابین کیا فرق ہوگا۔

(الجواب) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات شہداء کی حیات سے بھی اقویٰ واتم ہے اور مراد اس حیات سے حیات دنیاوی ظاہری نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: انک میت وانھم میتون۔ لہٰذا احکام اموات ظاہر یہ سب پر جاری ہوتے ہیں۔

اس مسئلہ کی پوری تحقیق "آب حیات" مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ، میں مذکور ہے اس کو دیکھ لیں۔

مرنے کے وقت کا اعتبار

(سوال ۳۰۴۷) ایک شخص کا انتقال بوقت عصر ہوا اور رات کو گیارہ بجے دفن کیا اس کو کون سے دن گن سکتے ہیں۔

(الجواب) منشاء رسول معلوم نہیں ہوا اگر مثلاً اس قسم کا جھگڑا ہے کہ ثواب جمعہ کا ملتا ہے یا نہیں تو یہ مرنے پر

---

(۱) قوله وبزيارة القبوراى لاباس بها بل يندب ج۱ ص ۸۴۳. ط.س. ج۲ ص ۲۴۲) ظفير.

ہے یعنی مرنے کے وقت کا اعتبار ہے۔(۱)اور مردہ کے دن ورات کو عدد وغیرہ کے لئے شمار کرنا جائز ہے جس وقت انتقال ہوا ہے وہی وقت شمار ہوگا۔اور سویم، چہارم، دسویں کے لئے شمار کرنا گناہ ہے۔فقط۔

مسلمان بھنگی کی مسجد میں حاضری اور ان کے لئے نماز جنازہ اور ان کا قبرستان میں کفن ودفن

(سوال ۳۰۴۸) کلمہ گو حلال خور کو مسجد میں نماز کے لئے آنے دینا چاہئے یا نہیں اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور جنازہ میں شریک ہونا اور اپنے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے یا نہیں، اور ان کو دعوت دینا اور ان کے یہاں دعوت کھانا اور اگر وہ لوگ صاف ستھرے ہیں تو ان کو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھلا کر کھلا سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) اس کو مسجد میں آنے سے روکنا نہ چاہئے۔اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے۔اور شریک جنازہ ہونا اور کرنا چاہئے،(۲)اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے اور ان کی دعوت قبول کرنا اور کھانا درست ہے اور ان کو اپنے گھر کھلانا اور ان کی دعوت کرنا جائز ہے اور جب کہ ہاتھ ان کے پاک وصاف ہوں تو اپنے ساتھ دستر خوان پر ان کو کھانا کھلانا جائز ہے۔(۳)اور یہ جملہ امور فقہ وحدیث سے ثابت ہیں۔فقط۔

ایسا لڑکا جس کا باپ مسلمان اور ماں غیر مسلمہ ہو مر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۴۹) ایک لڑکا بعمر یک سالہ جس کا باپ مسلم اور ماں غیر مسلمہ ہے انتقال کر گیا اس کو قبرستان اہل اسلام میں دفن کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) وہ لڑکا مسلمان ہی سمجھا جائے گا لان الولد یتبع خیر الا بوین۔(۴)لہذا اس کو مقبرہ اہل اسلام میں ہی دفن کرنا چاہئے۔فقط۔

قبر میں اتارنے کے بعد دکھانا ثابت نہیں

(سوال ۳۰۵۰) میت کو لب گور یا قبر میں اتارنے کے بعد کفن کھول کر ورثاء وغیرہ کو صورت دیکھنا ثابت ہے یا نہ۔

(الجواب) ثابت نہیں ہے۔(۵)فقط۔

قبر میں بیر کی شاخ ڈالنی

(سوال ۳۰۵۱/۱) مردہ کو دفن کرنے کے بعد مردہ کے سینہ کے برابر قبر کے اوپر بیر کی ڈالی گاڑ دینا درست ہے یا نہیں۔

---

(۱)سوال مذکور میں عصر کے وقت کا اعتبار ہوگا۔ ابتداء العدة فی الطلاق عقیب الطلاق وفی الوفاة عقیب الوفاة (عالمگیری مصری جلد اول باب العدة ج۱ ص ۴۷۵ .ط.س. ج۲ص ۵۳۱) ظفیر .(۲)ارشاد ربانی ھے ، انما المومنون اخوة اور ان اکرمکم عند الله اتقاکم (الحجرات . ۲) .(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز تحت قوله کصبی سبی مع احد ابویه ج ۱ ص ۸۳۱ .ط.س. ج۲ص۲۲۹ .) ۱۲ ظفیر .(۴)قال الله تعالیٰ .ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها الخ (بقره) وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوا علی کل برو فاجر (شرح فقه اکبر) وفی الدر المختار علی هامش ردا لمحتار . وھی فرض علی کل مسلم خلا اربعة بغاة وقطاع طریق الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۱۴ .ط.س. ج۲ص ۲۱۰) ظفیر .(۵)البته کفن کے بند کھول دینے کی اجازت ھے وتحل العقدة لا ستغنا عنها (در مختار) لانها تعقد لخوف الا نتشار عند الحمل (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۳۷ .ط.س. ج۲ص۲۳۶) ظفیر.

قبر کی دیوار پر کلمہ شہادت

(سوال ۳۰۵۲/۲) مردہ کو قبر میں رکھنے سے پہلے قبر کی دیواروں میں کلمہ شہادت انگلی شہادت سے لکھ دینا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) درست ہے۔(۱) فقط۔

(۲) بغیر سیاہی وغیرہ کے اگر صرف انگلی سے اشارہ کردے اس طرح کہ نشان دیواروں پر حروف کا نہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور شامی میں ہے نقلاً عن فوايد السروجى ان مما يكتب على جبهة الميت بغير مداد بالمسبحة بسم الله الرحمن الرحيم وعلى الصدر لا اله الا الله محمد رسول الله الخ ۔(۲) یعنی میت کی پیشانی پر انگشت مسجدہ سے بدون سیاہی کے بسم الله الرحمن الرحيم اور سینہ پر لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم لکھ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ پس یہ بنسبت دیواروں پر لکھنے کے اولیٰ ہے فقط۔

جہاں سکھ عیسائی دفن ہوتے ہوں مسلمان کو دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۵۳) ایسے قبرستان میں کہ جہاں ہندو مسلمان، سکھ، عیسائی دفن ہوتے ہیں مسلمانوں کا دفن کرنا اور نماز جنازہ وہاں پڑھنا جائز ہے یا نہیں بصورت عدم جواز مکروہ ہے یا حرام۔

(الجواب) مسلمان میت کو ایسے قبرستان میں جہاں ہندو سکھ عیسائی بھی مدفون ہوں اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ ہے جب کہ دوسری جگہ علیٰحدہ دفن کرنے کی مل سکتے اور اگر مجبوری ہو کہ سوائے قبرستان مذکور کے جو کہ مخلوط ہے اور کوئی جگہ دفن کی نہیں ہے اور خالص مسلمانوں کا قبرستان وہاں نہیں ہے تو بہ مجبوری اسی قبرستان مذکور میں دفن کر دیا جاوے اور نماز جنازہ پڑھنا بھی وہاں مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہ کوئی جگہ صاف ہو کہ جہاں نشان قبور کے نہ ہوں اور آگے قبلہ کی طرف کوئی قبر نہ ہو تو نماز جنازہ وغیرہ وہاں درست ہے۔ شامی میں ہے۔ ولا باس بالصلوٰة فيها اذا كان فيها موضع اعد للصلوٰة وليس فيه قبرو لا نجاسة كما فى الخانية ولا قبلة الى قبر حليه۔(۳) فقط۔

بعد دفن میت لوگوں کو نصیحت درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۵۴) فتح الباری میں حضرت انس کی روایت ہے عن انس رضى الله تعالىٰ عنه قال اتى النبى صلى الله عليه وسلم بجنازة فلما قام يكبر سال صلى الله عليه وسلم هل على صاحبكم دين قالو انعم دينار ان فعدل النبى صلى الله عليه وسلم قال صلوا على صاحبكم فقال على رضى الله عنه دينه على رهانك كما فككت رهان اخيك انه ليس من ميت بموت وعليه دين الا وهو مر تهن بد ينه ومن فك رهان ميت فك الله رها نه يوم القيامة فقال بعض القوم يا رسو ل الله هذا لعلى خاصة ام للمسلمين عامة قال بل للمسلمين عامة ۔ اس حدیث سے بعد نماز قبل دفن اس جگہ دعاء کرنی اور وعظ اور نصیحت و تعلیم و تعلم مخاطبین موجودین سنت ہے یا نہیں۔

---

(۱) اگر اس سے کوئی فائدہ پیش نظر ہو ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۷ و ج ۱ ۸٤۸ ط.س. ج۲ص ۲٤۷. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار كتاب الصلوٰة قبيل مطلب تكره الصلوٰة فى الكنيسة ج ۱ ص ۳۵۳ ط.س. ج۲ص ۳۸۰. ۱۲ ظفیر.

(الجواب) تعلیم مسائل دین میں کسی وقت بھی کچھ روک نہیں ہو سکتی لیکن دعا بعد صلوٰۃ الجنازہ بہئیت موسومہ اس سے کسی طرح ثابت نہیں ہے اور ایجاد واختراع والتزام مالا یلزم ہے اور ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعد صلوٰۃ جنازہ دعا کی ہو(۱)۔فان صلوٰۃ الجنازۃ هو الدعاء للمیت وفیها دعاء جامع ماثور لا یساویه دعاء فقط۔

دفن میت کے بعد دعا

(سوال ۳۰۵۵) بعد فراغ دفن میت رسم عام ہے کہ جملہ حاضرین کھڑے ہو کر فاتحہ بہ بسط الیدین پڑھتے ہیں یہ رسم مسنون ثابت بالحدیث ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس بارہ میں حدیث شریف میں اس قدر وارد ہے وعن عثمان قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه وقال استغفروا لا خیکم واسئلوا الله له التثبت فانه الآن یسئل رواه ابوداؤد وغیره۔(۲)

مردہ کی قبر میں کس طرح لٹائیں

(سوال ۳۰۵۶) شامی وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ میت کو قبر میں دائیں کروٹ قبلہ رخ لٹائیں حالانکہ یہاں تعامل اور توارث یہ ہے کہ چت لٹا کر قبلہ رخ کر دیتے ہیں۔دریافت طلب دو امر ہیں۔اول یہ کہ تعامل وہاں کیا ہے، دوم یہ کہ اگر تعامل صحیح ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے۔

(الجواب) تعامل یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ چت لٹا کر قبلہ کی طرف کر دیا جاتا ہے ہدایہ میں ہے ویوجه القبلة بذلك امر رسول الله صلی الله علیه وسلم (۳) اور تنویر الابصار متن درمختار میں ہے ویوجه الیها اور درمختار میں یہ لفظ بڑھایا ہے وینبغی کونه علی شقه الا یمن ۔(۴) لفظ ویوجه الیها سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ قبلہ کی طرف متوجہ کیا جائے خواہ کروٹ دے کر یا بلا کروٹ کے اور جس حدیث سے اس بارہ میں استدلال کیا گیا ہے اس کے الفاظ بھی اس پر دال ہیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے کیونکہ اس میں یہ لفظ ہے قبلتکم احیاءً او امواتاً (۵) یعنی خانہ کعبہ کو قبلہ احیاء واموات کا فرمایا۔اس وجہ سے میت کا منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے باقی تمام میت کو داہنی کروٹ پر کرنا اس میں شک نہیں کہ یہ عمدہ ہے کما صرح به الفقهاء۔لیکن اگر منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے اور داہنی کروٹ پر لٹانا مشکل ہو تو یہ توجه الی القبلة یعنی منہ قبلہ کی طرف کر دینا بھی کافی معلوم ہوتا ہے۔فقط۔

(عالمگیری میں بھی دائیں کروٹ پر لٹانے کی صراحت موجود ہے ویوضع فی القبر علی جنبه الا یمن مستقبل القبلة . عالمگیری مصری الباب الحادی والعشرون ج ۱ ص ۱۵۵) ظفیر۔

---

(۱) ویدعو بعد الثالثة الخ ویسلم بلا دعاء بعد الرابعة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷ .ط.س. ج ۲ ص ۲۱۲ ...... ۲۱۳) ۱۲ ظفیر۔

(۲) مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر فصل ثانی ص ۲۶ ۱۲ ظفیر غفرله الله ذنوبه والجلی۔

(۳) هدایه باب الجنائز ج ۱ ص ۱۶۲ ۱۲ ظفیر۔

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز .مطلب فی دفن المیت. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۶ . ۱۲ ظفیر .

(۵) ردالمحتار باب الجنائز مطلب فی دفن المیت تحت قوله ویوجه الیها وجوبا .ط.س. ج ۲ ص ۲۳۶ . ۱۲ ظفیر .

شیعوں کو ممبر بنانا اور قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۵۷) مقام ٹیلہ ملک برما میں انجمن مسلم کمیٹی قائم ہے جس کے اغراض و مقاصد میں ابھی صرف انتظام تجہیز و تکفین میت مسافرین و نادار مسلمان ہے، جس میں پانچ ممبر ہیں اس میں اثناعشری ہیں کیا ایسے شخص کو ممبر بنانا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ فتاویٰ مولانا عبدالحی اور فتاویٰ مولانا عبدالشکور صاحب میں لکھا ہے کہ شیخین کو گالی دینے سے کفر لازم نہیں آتا، کیا یہ ٹھیک ہے۔

(الجواب) شیخین کو سب و شتم کرنے والے روافض کو بہت سے فقہاء نے کافر لکھا ہے[1] اور جو روافض حضرت عائشہ صدیقہؓ کے افک کے قائل ہیں یا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صحابیت کے منکر ہیں یا حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں۔ در مختار میں[2] شامی پس ایسے روافض کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے اور ممبر بنانا ان کو درست نہیں ہے۔ فقط۔

شیعوں کی تدفین مسلمانوں کے قبرستان میں اور ان کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۵۸) اگر شیعہ اثنا عشری فرقہ کی میت لاوارث ہو تو ہم اس کو انجمن کے روپیہ سے جو اسی کام کے لئے ہے تجہیز و تکفین کر سکتے ہیں اور اپنے قبرستان میں اس کو دفن کر سکتے ہیں۔ اور شیعہ اثناء عشری سے انجمن میں چندہ لے سکتے ہیں اور اس کو ممبر بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) روافض کا وہ فرقہ جو بسبب سب شیخین و تکفیر صحابہؓ کافر ہے۔ ان کی تجہیز و تکفین میں امداد کرنا اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں ہے اور ان سے بالکل متارکت اور مقاطعت کی جاوے تاکہ ان کو تنبیہ ہو اور وہ سنبھل جاویں۔(۳) فقط۔

قبر میں کنکریاں رکھوانے کا رواج غلط ہے

(سوال ۳۰۶۹) یہاں عام دستور ہے کہ میت کے ساتھ قبر میں کنکریاں رکھتے ہیں اس غرض سے کہ میت منکر نکیر کو یہ جواب دے کر دیکھو میرے وارثوں نے میرے لئے اس قدر قرآن شریف پڑھوائے ہیں اور ہم بخشے گئے، تم جاؤ۔ اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں۔

(الجواب) کنکریوں کے رکھنے کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور یہ بدعت ہے۔(۴) اور جو خیالات کنکریوں کے رکھنے میں کر رکھے ہیں یہ جہالت کی باتیں ہیں اس سے کچھ نفع نہیں ہے۔

---

(۱) وقد ذکر فی کتب الفتاویٰ ان سب الشیخین کفر، وکذا نکار امتهما کفر (شرح فقه اکبر ج ۱ ص ۱۸۸) ظفیر.
(۲) وبهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الا لوهیة فی علیؓ وان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیقؓ ویقذف السیدة الصدیقةؓ فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة (ردالمحتار . کتاب النکاح فصل فی المحرمت ج ۲ ص ۳۹۸. ط.س. ج۳ص ۴۶) ظفیر غفر الله الصمد.
(۳) وبهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الا لوهیة فی علیؓ وان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیقؓ او یقذف السیدة الصدیةؓ فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة الخ (ردالمحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸. ط.س. ج۳ص ۴۶).
(۴) من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد متفق علیه (مشکوٰة باب الا عتصام ص ۲۷ ظفیر.

مردہ کو دفن کرنے کے بعد پھر نکالنا درست نہیں ہے

(سوال ۱/۳۰۶۰) ایک مردہ کو ایک جگہ امانت کر کے دفن کیا بعد چند روز کے وہاں سے نکال کر اور جگہ لے گئے اور دفن کر دیا یہ صورت بندہ کی نگاہ سے نہیں گذری، مہربانی فرما کر تحریر فرمادیں کہ یہ صورت کون سی کتاب میں ہے اور یہ صورت درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) دفن کرنے کے بعد شرعاً نکالنا میت کا قبر سے اور دوسری جگہ دفن کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الخ ۔(۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ دفن کرنے کے بعد میت کا نکالنا درست نہیں ہے اور یہ حکم عام ہے اس سے کہ امانتاً دفن کیا جاوے یا نہیں اور امانتاً دفن کرنا شریعت سے ثابت نہیں۔

مسجد کے باہر قبلہ کی طرف قبرستان بنانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲/۳۰۶۱) مسجد کے باہر قبلہ کی طرف دس یا بارہ ہاتھ کے اندر قبر بنانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مسجد کی دیوار غربی سے باہر جو زمین مسجد سے اور مسجد کے اوقاف سے خارج ہے اس میں قبر کرنا ممنوع و مکروہ نہیں ہے۔

بانس پر بوریا ڈال کر مٹی ڈالنا درست ہے

(سوال ۳۰۶۲) میت کو قبر میں رکھ کر اس پر بوریا ڈال کر مٹی ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ہدایہ میں ہے ولا باس بالقصب وفی الجامع الصغیر ویستحب اللبن والقصب لا نه صلی الله علیه وسلم جعل علی قبره طن۔ لفظ طن کے کیا معنی ہیں۔

(الجواب) یہ صورت دفن کی صحیح ہے اور طن کے معنی حزمة من القصب ہے۔قاموس قال فی الدر المختار ویسوی اللبن علیه والقصب لا الا جرا لخ (درمختار) ونصوا علی استحباب القصب فیها کاللبن . شامی جنائز (۲) فقط۔

جذامی کی لاش کہاں دفن کی جائے

(سوال ۱/۳۰۶۳) جذامی کی نعش مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کی جائے یا علیحدہ،

جذامی کی لاش جلانا جائز نہیں

(سوال ۲/۳۰۶۴) اور اس کو نمک ڈال کر جلایا جائے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنی چاہئے۔(۳)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ص۲۳۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) دیکھئے ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ص۲۳۶. ۱۲ ظفیر.

(۳) اس لئے کہ یہ بھی مسلمان ہے، پھر سوچنا چاہئے کہ وہاں مردوں میں بھی جذام مرض متعدی بن کر پھیلے گا؟ جب یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ مشرکانہ توہم کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جلانے کی بات مشرکانہ رسم کا تاثر ہے۔ مسلمان کے لئے دفن کرنا ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(۲) یہ حکم شرعاً نہیں ہے بلکہ مثل دیگر اموات اہل اسلام کے اس کو بھی دفن کیا جائے۔(۱)

قبر پر مکان کی صورت بنانا درست نہیں

(سوال ۳۰۶۵) ایک قبر کا ٹین ہوا سے اڑ گیا جو قبر مذکور کی حفاظت کے لئے تھا تاکہ برف اور بارش سے محفوظ رہے۔ اب دوبارہ وہی ٹین اس قبر پر ڈلوانا جائز ہے یا نہیں، یا اس ٹین کو کسی مسجد وغیرہ میں لگا دینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) قبر وغیرہ پر بناء کی چونکہ ممانعت ہے اس لئے پھر اس ٹین کو قبر پر قائم نہ کیا جائے بلکہ جس نے وہ ڈالا تھا وہ اسی کی ملک ہے وہ جہاں چاہے اس کو لگا سکتا ہے اور کام میں لا سکتا ہے۔(۲) فقط۔

دریابرد ہونے والی لاش نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا

(سوال ۳۰۶۶) اگر قبر دریا برد ہو جاوے تو میت کو اس میں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ولا يخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق ادمی، كان تكون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة الخ۔(۳) پس معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ فی السوال میں میت کا نکالنا درست نہیں ہے۔

دفن کرنے کے بعد سورہ بقرہ کا اول و آخر کس طرح پڑھا جائے

(سوال ۳۰۶۷) دفن کرنے کے بعد اول سورہ بقرہ اور آخر سورہ مذکور کا پڑھنا جو مسنون ہے جہر سے پڑھا جائے یا بلا جہر۔

(الجواب) بلا جہر پڑھ جائے۔ فقط۔

بزرگ کی قبر پر پختہ چہار دیواری بنانا درست نہیں

(سوال ۳۰۶۸) ایک بزرگ فوت ہوئے ان کی قبر پر چہار دیواری پختہ و نیز ایک مکان پختہ چھوٹا بنا دیا جاوے یا نہیں۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بنوانا نہیں چاہئے کیونکہ اس طرح شاید بدعت ہونے لگے۔

(الجواب) پختہ چہار دیواری قبر پر بنوانا جائز نہیں ہے۔(۴) اور یہ خیال صحیح ہے کہ رفتہ رفتہ کچھ بدعات وہاں ہونے لگیں گی اور بانی کو بھی گناہ کا حصہ ملے گا۔ فقط۔

---

(۱) وعن عائشه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كسر عظم الميت كسره حيا رواه مالك وابو داؤد ابن ماجه (مشكوٰة باب الدفن ص ۱۴۹) قال الطيبي اشارة الى انه لا يهان الميت كما لا يهان الحي الخ وقد اخرج ابن ابي شيبة عن ابن مسعود اذى المومن في موته كاذاه في حياته ذكره في المرقاة (حاشيه مشكوٰة ص ۱۴۹) اس سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان لاش کا جلانا درست نہیں ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) ولا يجصص للنهي ولا يطين ولا يرفع عليه بناء وقيل لا باس به وهو المختار (درمختار) قوله لا يرفع عليه بناء اى يحرم لو للزينة ويكره لو للاحكام بعد الدفن و اما قبله فليس بقبر الخ وعن ابي حنيفه يكرها ان يبنى عليه بناء من بيت او قبة او نحو ذالك لما روى جابر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وان يكتب عليه وان يبنى عليها رواه مسلم وغيره (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۷) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۷ ...... ۲۳۸ ۱۲ ظفير.

(۴) ولا يجصص للنهي عنه ولا يطين ولا يرفع عليه بناء وقيل لا باس به وهو المختار (در مختار فقوله لا باس به المناسب ذكره عقب قوله ولا يطين الخ واما البناء عليه فلم ار من اختار جوازه الخ وعن ابي حنيفة يكره ان يبنى عليه بناء من بيت او قبة او نحو ذلك لماروى جابر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وان يكتب عليها وان يبنى عليها رواه مسلم وغيره (ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۷) ظفير.

موت سے پہلے قبر تیار کرنے میں مضائقہ نہیں

(سوال ۳۰۶۹) اگر بحالت مریض ہونے کے تیاری قبر و کفن وغیرہ بغرض سہولت عمداً اس طرح کی جائے کہ مریض کو خبر نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ ہے یا نہیں۔

(الجواب) پہلے سے قبر اور کفن کے تیار کرنے میں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے۔(۱)

قبر میں اتارنے کے بعد منہ دیکھنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۷۰) میت کو قبر میں اتارنے کے بعد منہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) قبر میں اتارنے کے بعد پھر منہ دیکھنا نہ چاہئے۔ فقط۔

جمعہ کی رات یا صبح کو جو مرے اسے جمعہ کی جماعت کے انتظار میں رکھنا مکروہ ہے

(سوال ۳۰۷۱) اگر جمعہ کی صبح کو کوئی مسلمان انتقال کرے تو اس کو جمعہ کی نماز سے پہلے دفن کرنا اولیٰ ہے یا زیادتی ثواب کے خیال سے جمعہ کی نماز کے ساتھ اس کی نماز پڑھی جاوے۔

(الجواب) در مختار میں ہے کہ اگر جمعہ کی رات یا صبح کو کوئی شخص مرے تو اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جاوے اور تاخیر نہ کی جاوے کہ جمعہ کے بعد بڑے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ ہو یہ مکروہ ہے بلکہ چاہئے کہ حتی الوسع قبل جمعہ ہی دفن کیا جاوے البتہ اگر جمعہ کا وقت قریب آگیا ہو اور پہلے دفن کرنے میں جمعہ کے فوت ہونے کا خوف ہو تو پھر بعد جمعہ کے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جاوے۔ عبارت در مختار کی یہ ہے وکرہ تاخیر صلوٰته ودفنه ليصلى عليه جمع عظيم بعد صلوٰة الجمعة الا اذا خيف فوتها بسبب دفنه الخ ۔(۲) فقط۔

میت کو گھر میں دفن کرنا درست ہے مگر بہتر نہیں

(سوال ۳۰۷۲) میت کو مکان مسکونہ میں دفن کرنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) گھر میں دفن کرنا بھی جائز ہے مگر بہتر ہے کہ قبرستان موقوفہ میں دفن کیا جائے۔(۳) فقط۔

مرد عورت کے لئے ایک قبرستان درست ہے

(سوال ۳۰۷۳) بعض جگہ عورتوں کے قبرستان مردوں سے علیحدہ احاطہ کھینچ کر بناتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے مسلمان مردوں اور عورتوں کی قبریں ایک قبرستان میں ہو سکتی ہیں۔ فقط۔

---

(۱) يحفر قبراً لنفسه وقيل يكره والذى ينبغى ان لا يكره تهنية نحوا لكفن بخلاف القبر (در مختار قوله يحفر الخ وفى التتار خانية لا باس به ويو جر عليه هكذا عمل عمر بن عبدالعزيز والربيع بن خيثم وغيرهما (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤٥ ط.س. ج۲ص ۲٤٤) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۳ ط.س. ج۲ص ۲۳۲ . ۱۲ ظفير.

(۳) ولا ينبغى ان يدفن الميت فى الدار ولو كان صغيرا، لا ختصاص هذه السنة بالا نبياء (در مختار) قوله فى الدار، كذا فى الحلية عن منية المفتى وغيرها وهو اعم من قول الفتح ولا يدفن صغير ولا كبير فى البيت الذى مات فيه فان ذالك خاص بالانبياء بل ينقل الى مقابر السلمين اه ومقتضاه انه لا يدفن فى مدفن خاص كما يفعله من يبنى مدرسة ونحوها ويبنى له لقربها مدفنا تامل (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳٦ و ج ۱ ص ۸۳۷ ط.س. ج۲ص ۲۳۵) ظفير.

صندوق میں ڈال کر دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۷٤) بعض شخص میت کو بعد کفن پہنے کے ایک صندوق چوبی میں رکھ کر دفن کرتے ہیں اور زمین کی سپردگی میں دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جس مدت تک سپرد کرتے ہیں اس وقت تک نعش میت کی گلتی سڑتی نہیں اس کی شریعت میں کچھ اصل ہے یا نہیں۔ اور صندوق میں رکھ کر دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ اور ایسا کرنا جائز نہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں باعتقاد مذکور وہ گنہگار ہیں البتہ ان زمینوں میں جو کہ نرم اور کمزور ہیں، تابوت رکھنا جائز ہے غرض کہ اس کی اجازت بھی بضرورت ہے ورنہ یہ بھی بے ضرورت مکروہ ہے۔ کما فی الخانیة وحکی عن الشیخ الا مام ابی بکر محمد بن فضل انه جوز اتخاذ التابوت فی بلاد نالرخاوة الارض الخ . (۱) وهکذا فی الدر المختار . فقط.

مسجد کی زمین میں مردہ دفن کرنا درست نہیں مگر جو دفن ہو گیا اس کو نکالا نہ جائے

(سوال ۳۰۷۵) اس شہر میں ایک جامع مسجد ہے اور کچھ زمین مسجد ہی کے قریب مسجد ہی کی مملوکہ ہے۔ اس مسجد کا پریذیڈنٹ منشی عبد اللہ نامی تھا اب وہ فوت ہو گیا اور وہ بہت علانیہ سود خوار آدمی تھا تو ایسے فاسق فاجر کو بعض لوگوں نے اسٹنٹ صاحب بہادر کو بھکا کر کہ عام مسلمان راضی ہیں۔ مسجد کی اس مملوکہ زمین میں دفن کرا دیا اور بطرز نصاری یعنی لکڑ کے بکس میں بند کر کے دفن کیا تو مسجد کی زمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) مسجد کی زمین میں دفن کرنا اس کو جائز نہ تھا۔ لیکن بعد دفن کے وہاں سے نکالا نہ جاوے، البتہ بضرورت مسجد اس قبر کو برابر کرنا جائز ہے اور بعد ایک زمانے کے جب کہ میت خاک ہو جائے اس جگہ مکان وغیرہ مسجد کا بنانا بھی درست ہے در مختار و شامی۔ (۲) فقط

مسجد کے سامنے دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۷٦) مسجد کے سامنے مردوں کو دفن کرنا اور قبریں بنانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر مسجد کے قریب کوئی خاص جگہ دفن موتی کے لئے بنادی گئی ہے تو وہاں دفن کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، دفن ایسی ہی جگہ کرنا چاہئے کہ جو جگہ خاص اسی لئے ہو۔ (۳) فقط۔

مکان کی بنیاد میں لاش نکلے تو کیا کیا جائے

(سوال ۳۰۷۷) ایک مکان کی بنیاد کھودتے وقت ایک نعش مرد مسلمان کی سالم نمودار ہوئی ہے آیا وہ نعش اسی جگہ دفن رہے یا وہاں سے نکال کر قبرستان میں دفن کی جاوے۔

(الجواب) نعش مذکور کو اسی جگہ رکھنا چاہئے کیونکہ منتقل کرنا نعش کا اس جگہ سے جس جگہ وہ دفن ہے بلا ضرورة شدیدہ جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے واما نقله بعد دفنه فلا مطلقاً (۴) البتہ اگر وہاں اس نعش کا رکھنا

---

(۱) ولا باس باتخاذ تابوت ولو حجرا وحدید له عند الحاجة کرخاوة الارض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳٦. ط.س. ج۲ص ۲۳٤) ظفیر. (۲) قال الزیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره فی قبره وزرعه والبناء علیه اه (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵. ط.س. ج۲ص ۲۳۳) ظفیر.
(۳) ویستحب فی القتیل والمیت دفنه فی المکان الذی مات فیه فی مقابر اولئك القوم الخ (غنیة المستملی مسائل متفرقه ص ۵٦۳) ظفیر. (٤) ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبیل مطلب فی الثواب علی المصیبة ج ۱ ص ۸٤۰. ط.س. ج۲ص ۲٤۰. ۱۲ ظفیر.

دشوار ہے اور خوف بے حرمتی کا ہے مثلاً یہ کہ عین بنیاد میں وہ نعش ہے یا اور کوئی مجبوری ایسی ہی ہے تو پھر یہ بھی جائز ہے کہ دوسری جگہ قبرستان میں اس کو دفن کر دیا جاوے تاکہ احترام میت کا باقی رہے۔ فقط۔

جنازہ پر شال ڈالنا اور اسے چھتری برائے سایہ لگانا کیسا ہے

(سوال ۳۰۷۸/۱) مردہ کے جنازہ پر شال وغیرہ ڈالنا اور دھوپ کی وجہ سے چھتری لگا کر قبرستان تک لے جانا درست ہے یا نہیں۔

ایسی حالت میں نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

(سوال ۳۰۷۹/۲) ایسی حالت میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں اور اس فعل کو بدعت کہنا کیسا ہے اور اس فعل کی وجہ سے نمازیوں وغیرہ کی تکفیر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

نماز جنازہ روکنا جائز نہیں

(سوال ۳۰۸۰/۳) ایک عالم نے اسی وجہ سے نہ تو خود نماز پڑھی اور دوسرے لوگوں کو بھی نماز سے باز رکھا اور جواز صلوٰۃ کا انکار کیا اس پر شرعاً کیا حکم ہے۔

میت کو نہلانے کے لئے اس برتن میں پانی گرم کرنا جائز ہے جو کھانے کا ہے

(سوال ۳۰۸۱/٤) میت کو غسل کا پانی کھانا پکانے کے ظروف میں گرم کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) یہ امور بدعت اور ناجائز ہیں ایسے تکلفات جنازہ کے ساتھ جائز نہیں ہیں، میت کو سایہ اس کے اعمال کا ہوتا ہے کما ورد انما یظله عمله پس چھتری کا سایہ کرنے کی میت کو ضرورت نہیں ہے اور یہ بدعت اور ناجائز ہے اور شال وغیرہ ڈالنا میت پر رسوم کفار اور رسوم جاہلیت سے ہے۔ وعن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تغالوا فی الکفن فانه یسلب سلباً سریعاً(۱) رواہ ابو داؤد۔

(۲) نماز جنازہ پڑھنا اس حالت میں درست ہے اور بدعت کہنا اور اس فعل کو صحیح ہے لیکن اس وجہ سے تفسیق اور تکفیر مسلمان کی صحیح نہیں ہے۔

(۳) یہ اس سے غلطی ہوئی، نماز جنازہ پڑھنا اس کا جائز بلکہ ضروری تھا۔ قال علیه الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث۔(۲) (۴) جائز ہے۔ فقط۔

قبرستان میں دفن کرنے کے بعد پھر نکالنا درست نہیں

(سوال ۳۰۸۲) زید جس کو مرے ہوئے عرصہ تین چار سال کا ہو گیا اور وہ مغصوبہ زمین میں دفن نہیں ہوا بلکہ عام قبرستان میں دفن ہوا۔ اب اس کو قبر سے نکال کر اور لاش وہڈیوں کو کفن پہنا کر جنازہ کی نماز پڑھ کر سات آٹھ میل کے فاصلہ پر لے جا کر دفن کر دیا یہ فعل کیسا ہے اور اس فعل کے مرتکب کی امامت وبیعت درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) مشکوٰۃ باب غسل المیت و تکفینه ص ۱٤٤. ۱۲ ظفیر.
(۲) شرح فقه اکبر ص ۹۱ ۱۲ ظفیر.

(الجواب) فقہاءؒ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ میت کو بعد دفن کرنے کے سوائے چند مخصوص صورتوں کے نہ نکالا جاوے چنانچہ در مختار کی عبارت یہ ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق ادمی کان تکون الارض مغصوبةً او اخذت بشفعة (۱) الخ۔ اور شامی میں ہے وکما اذا سقط فی القبر متاع او کفن بثوب مغصوب او دفن معه مال قالواولو کان المال درهماً بحر. قال الرملی واستفید منه جواب حادثة الفتاوی امراء ة دفنت مع بنتها من المصاع والا متعة المشترکة ارثاً عنها بغیبة الزوج انه ینبش لحقه الخ۔ (۲) الغرض اخراج میت بعد الدفن کے چندوجوہ اور مصالح ہو سکتے ہیں اس لئے جس بزرگ نے ایسا کیا ہے اس سے مصلحت اس کی دریافت کی جاوے شاید کوئی وجہ جواز کی اور کوئی مصلحت اور ضرورت ہو۔ کتب احادیث میں مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے اپنے والد کو چندہ ماہ کے بعد ان کی قبر سے نکال کر علیٰحدہ دفن کیا محض اس وجہ سے کہ وہ کسی دوسری میت کے ساتھ ایک قبر میں مدفون تھے۔ الغرض اس قسم کے واقعات صحابہؓ سے بھی منقول ہیں، لہذا بدون دریافت عذر اعتراض میں جلدی نہ کرنی چاہئے۔ فقط۔

قبر پر پھلواری لگانا اور پھل کھانا کیسا ہے

(سوال ۳۰۸۳) مقابر میں جو قبریں ہموار ہو جاتی ہیں ان پر پھلواری لگانے میں کچھ حرج تو نہیں اور خوردنی اشیاء اس پر کھالینا کیسا ہے۔

(الجواب) پرانی قبور پر ایسا کرنا درست ہے اور پھل کے کھانے میں اس وجہ سے کہ وہ درخت قبر پر ہے کچھ حرج نہیں ہے۔ (۳) البتہ اگر قبرستان وقف ہے تو اس کے پھلوں کے متعلق جو کچھ شرط یا تعامل ہو ویسا کرے یعنی اگر فروخت کرنے کی شرط ہو تو بلا قیمت نہ کھاوے یا فقراء کے لئے وقف ہے تو غنی نہ کھاوے۔ فقط۔

عورتوں کے دفن کے وقت پردہ

(سوال ۳۰۸٤) جب کوئی عورت مر جاتی ہے تو بوقت دفن پردہ کیا جاتا ہے یہ حکم سب عورتوں کے لئے ہے یا پردہ والی عورتوں کے لئے۔

(الجواب) یہ حکم یعنی عورت کے دفن کرتے وقت پردہ کا حکم سب عورتوں کے لئے ہے۔ (۴) فقط۔

قبر کی گہرائی کیا ہو

(سوال ۳۰۸۵/۱) صندوقی قبر کی گہرائی جو نصف قامت مراد ہے تو یہ کل قبر کی گہرائی ہے یا کیا۔

کیا فرشتے کی وجہ سے قبر گہری کھودی جاتی ہے

(سوال ۳۰۸٦/۲) قبر میں جو فرشتے آکر میت کو بٹھاتے ہیں کیا اس وجہ سے قبر کو گہرا کھودا جاتا ہے یا کیا۔

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج۲ ص۲۳۸ .. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب ایضاً ج۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج۲ ص۲۳۸ . ۱۲ ظفیر. (۳) ولو ملی المیت وصارترا با جاز دفن غیره فی قبره وزرعه والبناء علیه کذا فی التلبیین (عالمگیری مصری فی القبر والدفن ج ۱ ص ۱۵٦ .ط. ماجدیه ج۱ ص۱٦٦) ظفیر. (٤) ویسجی ای یعظی قبرها ولو خنثی لا قبره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۳۷. ط.س. ج۲ ص۲۳٦ . ظفیر.

(الجواب)(۱) فقہاء کی مراد نصف قامت گہرائی سے کل قبر کی گہرائی مراد ہے اور یہ ادنیٰ درجہ گہرائی کا ہے اس سے زیادہ پورے قامت تک بہتر ہے اور علت اس کی یہ ہے کہ بدبو باہر نہ پھیلے اور درندوں سے محفوظ رہے والمقصود منه المبالغة فی منع الرائحة ونبش السباع شامی۔(۱)

(۲) قبر کو گہرا کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے جیسا کہ شامی سے منقول ہوا اور اس عالم میں میت کے بٹھانے کے لئے گہرائی مذکور کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ عالم اس عالم کے مثل نہیں ہے۔ فقط۔

دفن کرنے کے بعد اذان درست نہیں

(سوال ۳۰۸۷) میت کو دفن کرنے کے بعد اذان دینا کیسا ہے

(الجواب) ردالمحتار المعروف بالشامی جلدا ول کتاب الجنائز میں ھے فی الا قتصار علی ما ذکر من الوارد اشارة الی انه لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبره الخ۔(۲) اس عبارت سے واضح ہوا کہ اذان دفن کے بعد مشروع نہیں بلکہ بدعت ہے۔ فقط۔

مردہ کو قبر میں خوشبو لگانا کیسا ہے

(سوال ۳۰۸۸) مردے کو قبر میں خوشبو لگانا کیسا ہے۔

(الجواب) کچھ حرج نہیں۔(۳) فقط۔

قبر سے نعش نکالنا اور دوبارہ نماز جنازہ ممنوع ہے

(سوال ۳۰۸۹) زید کے والد کے انتقال کو پندرہ سال ہوئے اس کا غسل اور تجہیز و تکفین بدستور شرع شریف کی گئی بعد عرصہ مذکورہ کے زید نے اپنے والد کی نعش کو بلا ضرورت قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنے کا ارادہ کیا اور دوبارہ نماز جنازہ پڑھی۔ اور اس فعل کو جائز بتلاتا ہے اور ناواقف لوگ منع کرنے والے کو کفار اور وہابی کہتے ہیں شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) بلا ضرورت نعش کو قبر سے نکالنا بھی ممنوع ہے۔(۴) اور نماز دوبارہ پڑھنا بالکل غیر مشروع ہے ہرگز درست نہیں ہے۔(۵) پس یہ فعل اس شخص کا بہت برا ہے اور منع کرنے والے کو برا کہنا اور مشرک وہابی و بدعتی کہنا جہالت و گمراہی ہے اس سے توبہ کرنے لازم ہے اور آئندہ ایسی حرکت نہ کی جاوے۔ فقط۔

تدفین کے بعد ہاتھ دھونا اگر مٹی لگی ہو درست ہے

(سوال ۳۰۹۰) مردہ کو قبر میں رکھ کر مٹی دینے کے بعد ہاتھ دھونا جائز ہے یا نہ۔ بکر جائز کہتا ہے اور زید ناجائز بتلاتا ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵. ط.س. ج۲ص ۲٤٤. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار . باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ص۲۳۵. ۱۲ ظفیر. (۳) ویوضع الحنوط فی راسه ولحية وسائر جسده (عالمگیری مصری ج ۱ص ۱٦۱ . ط. ماجدیه ج۱ص۱٦٦) ظفیر. (٤) ولا یخرج عنه ب۳عد اها لة التراب الالحق ادمی کان تکون الارض مغصوبة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۳۹. ط.س. ج۲ص۲۳۸) ظفیر. (٥) ولایصلی علی میت الا مرة واحدة والتنفل بصلاة الجنازة غیر مشروع کذا فی الایضا ح (عالمگیری مصری صلاة الجنازة ج ۱ ص ۱٥۳ . ط. ماجدیه ج۱ص ۱٦٤) ظفیر.

(الجواب) اس بارہ میں بکر کا قول صحیح ہے، ہاتھ دھونے میں اس صورت میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ ممانعت اس کی نہیں ہے۔ ناجائز کہنا بلا دلیل ہے۔ فقط۔

مردہ جنوباً شمالاً کیوں دفن کرتے ہیں

(سوال ۳۰۹۱) مردہ کو جنوباً شمالاً کیوں دفن کرتے ہیں۔

(الجواب) مردہ کو شمالاً جنوباً دفن کرنا اس طریق سے کہ منہ قبلہ کی طرف کو ہو مسنون ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ مکرمہ قبلہ ہے زندگی میں بھی وبعد مرنے کے بھی "حیث ورد قبلتکم احیاءً او امواتاً "(۱) اور یہ تفاؤلاً ہے کیونکہ مسلمان کی طرف یہی گمان کرنا چاہئے کہ وہ ایمان اور اسلام پر فوت ہوا ہے۔ فقط۔

دفن کرتے وقت تین مٹھی مٹی ڈالنا

(سوال ۳۰۹۲) میت کو دفن کر کے تین مٹھی مٹی کی قبر میں ڈالنا کیسا ہے۔

(الجواب) تین تین مٹھی مٹی کی قبر میں ڈالنا تمام حاضرین کو مستحب ہے۔ کذا فی العالمگیری۔(۲) وغیرہ۔ فقط۔

مردہ کے سرہانے قل ہو اللہ پڑھ کر مٹی ڈالنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۹۳/۱) مردہ کے سرہانے قل ہو اللہ پڑھ کر مٹی رکھنی کیسی ہے

قبر میں کھجور کی ٹہنی رکھنی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۹٤/۲) مردہ کے لحد میں کھجور کی ٹہنی رکھنی کیسی ہے۔

(الجواب) (۱) درست نہیں ہے اور ثابت نہیں ہے۔(۳)

(۲) اس کی ضرورت نہیں ہے، اور علماء محققین نے اس سے منع فرمایا ہے۔ فقط۔

دہلی کا مردہ دیوبند میں دفن ہو سکتا ہے

(سوال ۳۰۹۸) اگر کسی شخص کا وصال دہلی میں ہو تو اس کو مثلاً دیوبند میں لے جا کر دفنانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) درست ہے۔(۴) فقط۔

بعد دفن درخت کی شاخ گاڑنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۹٦/۱) بعد دفن میت قبر پر شاخ درخت تخفیف عذاب کے لئے گاڑنا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ویوجه الیها وجوبا وینبغی کونه علی شقه الا یمن (در مختار) بحدیث ابی دائود والنسائی ان رجلا قال یا رسول الله ماالکبائر قال هی تسرع فذکر منه استحلال البیت الحرام قبلتکم احیاء وامواتا ا ه قلت وجهه ان ظاهره التسویة بین الحیاة والموت فی وجوب استقباله (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۳۷ .ط.س. ج۲ ص ۲۳۵ ...... ۲۳٦) ظفیر.

(۲) ویستحب لمن شهد دفن المیت ان یحثو فی قبره ثلث حثیات من التراب بیدیه جمیعا ویکون من قبل راس المیت ویقول فی الحثیة الاولی "منها خلقنکم " وفی الثانیة "وفیها نعید کم" وفی الثالثة "ومنها نخرجکم تارة اخری کذافی الجوهرة النیره (عالمگیری کشوری باب صلاة الجنائز فصل سادس ج ۱ ص ۱٦۳ .ط. ماجدیه ج۱ ص ۱٦٦) ظفیر.

(۳) مستحب طریقہ یہ ہے کہ سر کی جانب سے تین لپ مٹی دونوں ہاتھوں سے ڈالے اور پہلے میں "منها خلقنکم" دوسرے میں "وفیها نعیدکم" اور تیسرے میں "ومنها نخرجکم تارة اخری" پڑھے۔ ویستحب حثیه من قبل راسه ثلاثا (درمختار) لما فی ابن ماجة عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی علی جنازة ثم اتی القبر فحثی علیه من قبل راسه ثلاثا شرح المنیة قال فی الجوهر وقال فی الحثیة الا ولی منها خلقنکم وفی الثانیة وفیها نعید کم وفی الثالثة ومنها نخر جکم تارة اخری الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸ .ط.س. ج۲ ص ۲۳٦) ظفیر.

(٤) ولا باس بنقله قبل دفنه (الدر المختار علی ها مش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۰ .ط.س. ج۲ ص ۲۳۹)

آنحضرت ﷺ کی قبر پر شاخ گاڑی گئی تھی یا نہیں

(الجواب)(۱)علماء حنفیہؒ نے و نیز محققین نے اس کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھا ہے اور رفع عذاب کو آپ کی برکت کی وجہ سے مخصوص کیا ہے لہٰذا احوط اس کا ترک کرنا ہے۔(۱)
(۲) یہ ثابت نہیں ہے۔ فقط۔

ساتویں فصل
تعزیت کے بیان میں

قبرستان سے آکر ورثاء میت کو صبر کی تلقین کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۹۷) یہاں ہمیشہ سے یہ رواج ہے کی میت کے دفن کرنے کے بعد قبر سے واپس آکر وارث میت کو تسلی و تشفی اور صبر کی تلقین کیا کرتے ہیں۔ اب بعض اصحاب یہ فرماتے ہیں کہ دفن کی واپسی پر وارث میت کے گھر آنا نہیں چاہئے۔ یہ بدعت ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔
(الجواب) شامی میں اس کو مکروہ لکھا ہے ویکرہ له الجلوس فی بیته حتیٰ یا تی الیه من یعزی هل اذا فرغ ورجع الناس من الدفن فلیتفر قوا ویشتغل النا س با مورهم وصاحب البیت بامره۔(۲) فقط۔

حضرت فاطمہؓ کا آنحضرت کی وفات پر غم

(سوال ۳۰۹۸) شوہر کے سواء کسی دوسرے کے مرنے پر تین دن سے زیادہ غم کرنا ناجائز ہے لیکن جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کی وفات پر چھ ماہ تک غم کرتی رہیں اس کی توجیہ کیا ہوگی۔
(الجواب) رنج و غم بے اختیاری ہے اس میں شرعاً کچھ تحدید نہیں اور روک بھی نہیں ہے ممنوع یہ ہے کہ لباس ماتمی وغیرہ پہنا جائے، سو یہ ثابت نہیں۔

مسافر کے لئے تعزیت کی اجازت تین دن بعد

(سوال ۳۰۹۹) در بہشتی گوہر است تعزیت بعد از سہ روز مکروہ است مگر برائے کسے کہ در سفر باشد پس کراہیت نیست۔ ایں از کدام کتاب منقول است۔
(الجواب) ایں در کتاب در مختار است وتکره بعد ها الا لغائب الخ۔(۳) فقط۔

کیا دوبارہ تعزیت مکروہ ہے اور خط کے بعد مشافہۃً تعزیت کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۰۰) ایضاً، در کتاب مذکور است دوبارہ تعزیت مکروہ است۔ جناب اگر بذریعہ خط تعزیت دادہ شد بار

---

(۱) ویوخذ من ذالك ومن الحدیث ندب وضع ذالك للاتباع ویقاس علیه ما اعتید فی زماننا من وضع اغصان الا س ونحوو وصرح بذالك ایضاً جماعة من الشافعیة وهذا اولی مما قاله بعض الما لکیة من ان التخفیف عن القبرین ببرکة یده الشریفة صلی الله علیه وسلم او دعائة لهما فلا یقاس علیه غیره وقدذکر البخاری ان بر یدة بن الخصیب او صی بان یجعل فی قبره جرید تان والله اعلم (ردالمحتار قبیل باب الشهید مطلب وضع الجدید الخ ج۱ ص ۸٤٦ ط.س. ج۲ ص ۲٤٥) ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸٤۲ ط.س. ج۲ ص ۱۲۲٤۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسم کے طور پر آکر بیٹھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی تلقین صبر کے لئے اپنے تعلق کی وجہ سے آئے تو یہ مکروہ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز بعد مطلب کراهیة الضیافة ج ۱ ص ۸۸۲ ط.س. ج۲ ص ۲٤۱. ۲. ۱ ظفیر۔

دیگر تعزیت مشافہۃ بلسان بلاکراہت جائز است یانہ۔

(الجواب) فی الدر المختار ایضاً وتکرہ التعزیة ثانیا۔(۱) این عام است کہ اولا بکتابت و ثانیاً بالمشافہ باشد یابر عکس۔ فقط۔

تعزیت کی مدت کب تک ہے

(سوال ۳۱۰۱) فاتحہ خوانی اور تعزیت کتنے دن تک کن لفظوں سے مسنون ہے۔ ماتم والوں کے گھر پر یا مسجد میں۔

(الجواب) تعزیت تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے مگر جو شخص اس وقت نہ ہو وہ بعد میں کر سکتا ہے۔ تعزیت میں تسلی کے کلمات ہوں یعنی اس قسم کے کہ صبر کرو اللہ تم کو اس صبر کا اجر دے گا وغیرہ۔ اور تعزیت کے لئے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے بلکہ گھر پر ہو۔(۲) فقط۔

آٹھویں فصل
زیارت قبور اور ایصال ثواب میں

مستورات کا قبروں پر نہ جانا ہی بہتر ہے

(سوال ۳۰۷۲) جو شخص مستورات کو اپنے ہمراہ قبرستان میں لے جاکر زیارت قبور کراوے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) صحیح بات یہی ہے کہ عورتوں کو قبروں پر نہ جانا چاہئے کیونکہ ان میں صبر کم ہوتا ہے وہ وہاں جزع وفزع کریں گی۔ باقی اس میں اختلاف ہے۔ راجح یہی ہے کہ عورت زیارت قبور کو نہ جاوے۔(۳) فقط۔

بعد نماز جنازہ ایصال ثواب

(سوال ۳۱۰۳) بعد نماز جنازہ قبل دفن اولیاء میت مصلیوں سے کہتے ہیں کہ آپ لوگ تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر میت کو اس کو ثواب بخش دیویں۔

(الجواب) ایصال ثواب میں کچھ حرج نہیں ہے پس اگر بعد نماز جنازہ کے تمام لوگ یا بعض سورہ اخلاص کو تین بار پڑھ کر میت کو ثواب پہنچاویں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۴) البتہ دعا کو بعد نماز جنازہ کے فقہاء نے مکروہ لکھا

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز بعد مطلب کراهية الضيافة ج ۱ ص ۸۸۲ ۔ ط ۔ س ۔ ج ۲ ص ۲۴۱ ۔ ظفیر

(۲) ولا باس الخ بالجلواس لها في غير مسجد ثلاثة ايام اولها افضلها وتكره بعده لغائب ويقول عظم الله أجرك واحسن عزاء ك وغفرلميتك (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبيل مطلب في زيارة القبور ج ۱ ص ۸۴۲ . ط.س. ج ۲ ص ۲۴۱) ظفير. (۳) وبزيارة القبور ولو للنساء لحديث كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزروها (در مختار) قوله ولو للنساء وقيل تحرم عليهن والاصح ان الرخصة ثابتة لهن بحر وجزم في شرح المنية بالكراهة الخ فلا باس اذا كن عجائز ويكره اذ كن شاب كحضور الجماعة في المساجد(ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في زيارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳ . ط.س. ج ۲ ص ۲۴۲) ظفير. (۴) ويقرا يس وفي الحديث من قراء الا خلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطى من الا جر بعدد الا موات (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراء ة للميت ج ۱ ص ۸۴۴ . ط.س. ج ۲ ص ۲۴۲) ظفير.

ہے کیونکہ نماز جنازہ خود دعاء للمیت ہے،(۱) پس اس کے بعد اور کوئی دعا مشروع نہیں ہے۔(۲) فقط۔

ایک چیز کا ثواب متعدد وقت متعدد آدمیوں کو پہنچانا کیسا ہے

(سوال ۳۱۰٤) اگر ثواب کلام مجید یا طعام یا کسوت ایک وقت میں ایک شخص کو پہنچادے پھر دوسرے وقت دوسری میت کو اور تیسرے وقت تیسری میت کو پہنچادے تو یہ ثواب تینوں میتوں کو پہنچے گا یا میت اول کو پہنچ کر منقطع ہو جاوے گا، ثانی اور ثالث کو کچھ نہ ملے گا۔

(الجواب) ایک وقت میں اگر چند اموات کو ثواب پہنچادے تو سب کو پہنچتا ہے لیکن اگر اول وہ ثواب ایک میت کو پہنچادیا تو پھر دوسرے وقت میں اسی صدقہ وکلام مجید کا ثواب دوسری میت کو نہیں پہنچا سکتا کیونکہ وہ ثواب اول میت کو پہنچ گیا۔(۳) فقط۔

کئی آدمیوں کے نام ایصال ثواب کرنے سے ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے یا برابر

(سوال ۳۱۰۵) وصول ثواب الی ارواح الموتی میں تقسیم ہے یا مساوات، مثلاً ایک ختم کلام مجید کا پڑھ کر تین شخصوں کی روحوں کو ایصال ثواب کیا۔ آیا ہر ایک کو علی السویہ پورے پورے ختم کلام مجید کا ثواب ملے گا یا منقسم ہو کر۔ ایک ختم کے ثواب میں تینوں آدمیوں کو ملے گا بینوا توجروا۔

(الجواب) شامی میں دونوں قول نقل کئے ہیں۔ قیاس کے موافق تقسیم ہونا چاہئے کما قال فی ردالمحتار ویوضحه انه اهدی الکل الی اربعة یحصل لکل منها ربعه فکذا لواهدی الربع لواحد و ابقیٰ الباقی لنفسه الخ۔(٤) پھر ابن حجر مکی سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک جماعت نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ ایک کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور اس کو وسعت فضل کے لائق کہا ہے۔(۵) فقط۔

اگر ایصال ثواب میں والدین کے ساتھ اور تمام لوگوں کو شریک کرے تو سب کو ثواب ملے گا۔

(سوال ۳۱۰٦) ایک شخص نے سورہ فاتحہ یا اور کوئی سورۃ یا دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے باپ یا ماں یا پیر یا استاد کی روح کو ثواب سب معی مؤمنین و مؤمنات کے بخشا۔ یہ ثواب باپ ہی کی روح کو پہنچا یا سب کو اسی طرح ثواب پہنچایا جائے یا خاص کر کے یعنی باپ ہی یا استاد ہی کا نام لیا جاوے تب پورا ثواب ملے گا۔

(الجواب) اگر سب کو ثواب پہنچایا سب کو پہنچا حصہ رسد ثواب سب کو پہنچتا ہے۔(٦) اور بہتر سب کو شریک کرنا ہے(۷) فقط۔

---

(۱) مصلی الجنازة ینوی الصلاة لله تعالیٰ وینوی ایضاً الدعاء للمیت الخ (ایضاً باب شروة الصلوٰة ج ۱ ص ۳۹۳)،ظفیر۔
(۲) ویسلم بلادعاء بعد الرابعة (ایضاً باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷.ط.س.ج۲ص۲۱۲) ظفیر۔
(۳) نعم اذا فعله لنفسه ثم نوی جعل ثابه لغیره لم یکف الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۸٤٤.ط.س.ج۲ص۲٤۳) ظفیر۔
(٤) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۵.ط.س.ج۲ص۲٤۳. ۱۲ ظفیر.(۵) لکن سئل ابن حجر مکی عما لو قراء لا هل المقبرة (الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم اویصل لکل منهم مثل ثواب ذالك کا ملا فاجاب بانه افتی بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل (ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸٤۵.ط.س.ج۲ص۲٤٤)ظفیر.(٦) سئل بن حجر المکی عما لو قراء لا هل المقبرة الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم او یصل لکل منهم مثل ثواب ذالك کاملا فاجاب بانه افتی جمع بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۵.ط.س.ج۲ص۲٤٤).(۷) بل فی زکاة التتارخانیة عن المحیط الا فضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمومنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شئی (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطب فی القراء ة للمیت ج ۱ ص ۸٤٤.ط.س.ج۲ص۲٤۳)ظفیر۔

بے نمازی کو بھی ثواب پہنچانے سے پہنچتا ہے

(سوال ۳۱۰۷) اگر کوئی شخص بے نمازی مر جائے اور اس کی روح کو صدقہ وغیرہ کا ثواب پہنچادیں تو پہنچتا ہے یا نہیں

(الجواب) جو مسلمان مرا ہے اس کو ثواب پہنچ سکتا ہے۔ بے نمازی مسلمان کو بھی پہنچ سکتا ہے۔(۱) فقط۔

ایصال ثواب میں فلان ابن فلاں کہنا ضروری ہے یا صرف نام کافی ہے

(سوال ۳۱۰۸) ایصال ثواب فلاں ابن فلاں کہنے کی ضرورت ہوگی یا محض اس کا نام لے لینا کافی ہوگا، اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو ایصال ثواب کا کیا طریقہ ہوگا۔

(الجواب) فلاں ابن فلاں کہنا مناسب ہے۔ لیکن اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو صرف اسی کا نام لینا کافی ہے، نیت میں جو کچھ ہے اللہ کو معلوم ہے۔ اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو کچھ حرج نہیں ہے۔(۲) فقط۔

خیرات کس کو دی جائے

(سوال ۳۰۱۹) جس شخص کو کھانا یا نقدیا کپڑا دیا جاوے وہ کس صفت کا ہونا چاہئے۔ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو یا کچھ ضروری نہیں۔ غیر پابند صوم وصلوٰۃ کو دینے سے ایصال ثواب ہوگا یا نہیں۔ اور کافر یا صاحب نصاب کو کھلانے اور دینے سے ایصال ثواب ہوگا یا نہ۔

(الجواب) ثواب ہر ایک محتاج کو دینے میں ہے لیکن مسلمان پابند صوم وصلوٰۃ کو دینے میں زیادہ ثواب ہے۔(۳) باقی تفصیل ان امور کی فقہ کی کتابوں میں ہے، زبانی کسی عالم سے دریافت کر لیا جاوے۔(۴) فقط۔

سماع موتی کے سلسلہ میں شاہ عبد العزیزؒ کی طرف ایک غلط بات کا انتساب

(سوال ۳۱۱۰) کفایہ۔ عنایہ۔ فتح شامی وغیرہ میں سماع موتی کا مذہب احناف کے مطابق انکار ہے اور شوافع قائل ہیں۔ حدیث قلیب بدر وغیرہ کی تاویل دور از کار کرتے ہیں۔ لہٰذا شاہ عبد العزیز۔ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ انکار سماع موتی قریب بکفر است۔ اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔

(الجواب) حدیث قلیب بدر کی تاویل کو دور از کار کہنا نہایت قبیح ہے۔ قرن صحابہ میں تاویل کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ تاویل فرمائی ہے اور آیۃ قرآنیہ کے مطابق کرنے کے لئے حدیث میں اگر وہ تاویل کی جاوے جو قرین قیاس اور منقول عن الصحابہ ہے تو اس کو دور از کار کیسے کہہ سکتے ہیں۔(۴) یا للعجب ویا لضیعۃ الادب۔ اور

---

(۱) وفی البحر من صام اوصلی او تصدق وجعل ثوابه لغیره من الا موات والا حیاء جازو یصل ثوابها الیهم عند اهل السنة کذافی البدائع (ردالمحتار ج ۱ ص ۸٤٤. ط.س. ج۲ ص ۲٤۳) ظفیر.

(۲) فی الحدیث من قراء الا خلاص احدعشر مرة ثم وهب اجرها للاموات (در مختار) و فی شرح اللباب ویقراء من القران ماتیسر له من الفاتحة و اول البقرة الی المفلحون الخ ثم یقول اللهم اوصل ثواب ماقراناه الی فلان او الیهم ا هس (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراء ة للیت واهداء ثوابهاله ج ۱ ص ۸٤٤. ط.س. ج۲ ص ۲٤۲) ظفیر.

(۳) قال النبی صلی الله علیه وسلم فاطعموا طعامکم الا تقیاء واولو معروفکم المومنین رواه البیهقی (مشکوة باب الضیافة ص ۳٦۹) ظفیر.

(٤) واجابو ا عن هذا الحدیج تارة بانه مردود عن عائشةؓ قالت کیف یقول رسول الله صلی الله علیه وسلم ذالك والله یقول وما انت بمسمع من فی القبور انك لا تسمع الموتی الخ (مرقاة المفاتیح ج ٤ ص ۲٤٦) ظفیر.

حضرت شاہ صاحب کی طرف منسوب کرنا اس قول کا جو آپ نے نقل کیا ہے غلط ہے۔ شاہ صاحب کا کوئی ایسا فتوی سند معتبر سے ثابت نہیں۔ حضرت شاہ صاحب جیسے بزرگ ایسے مسئلہ میں جس میں صحابہ وائمہ و مجتہدین کا اختلاف ہو اور نصوص متعارض ہوں کیسے انکار کر سکتے ہیں اور سماع کو قریب بکفر فرما سکتے ہیں۔ پس قول مذکور کو منسوب بہ شاہ صاحب کہنا محض غلط اور بے اصل ہے ایسی بات کبھی زبان سے نہ نکالنی چاہئے اور اس کی تغلیط کرنی چاہئے۔ فقط

کیا شرکت میں ثواب پہنچانا مناسب نہیں

(سوال ۳۱۱۱) میں اپنی سابقہ معلومات سے تلاوت قرآن کا ثواب بروح پاک رسول اللہ ﷺ بشراکت دیگر انبیاء وبزرگان دین ودوست آشنا ورشتہ داران کی ارواح کے ہدیہ کرتا رہا ہوں۔ ایسا مطالعہ میں آیا ہے کہ اشتراک بہتر نہیں افراد بہتر ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوب نمبر ۱۸ جلد سوم از مکتوبات شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ آئندہ مجھ کو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

(الجواب) یہ مضمون مکتوب نمبر ۱۸ کا نہیں ہے بلکہ مکتوب نمبر ۲۸ صفحہ ۶۷ جلد سوم کا یہ مضمون ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مستقل طور سے بلا شرکت غیر ایصال ثواب کیا جاوے کہ دیگر میت کو بواسطہ آپ کے ثواب پہنچاوے بہتر تو یہی ہے۔ رہا یہ کہ شرکت میں ثواب پہنچانا کیسا ہے، سو ظاہر ہے کہ ہر طریق سے جائز ہے اس میں کسی کو کلام نہیں ہے۔(۱) فقط۔

قبور کا طواف درست نہیں

(سوال ۳۱۱۲) زید کہتا ہے کہ طواف قبور جائز ہے اور استدلال میں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا قول بیان کرتا ہے۔ آیا زید کا قول صحیح ہے یا نہیں۔ عبارت شاہ صاحب کی کیا ہے۔ اور زید بھی کہتا ہے کہ اگر طواف قبور کامل شخص کرے تو اہل قبر کو فائدہ پہنچتا ہے یہ بھی صحیح ہے یا نہیں اور طواف کرنے والا اور جائز کہنے والا آثم ہو عید ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید کا قول غلط ہے۔ طواف عبادت مختصہ بالکعبۃ الشریفہ ہے غیر کعبہ کا طواف جائز نہیں ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی عبارت بندہ کے اس وقت پیش نظر نہیں ہے اور نہ کتاب مذکور بندہ کے پاس ہے جو اس کو دیکھا جاوے۔ بہر حال وہ تصوف میں ہے اگر اس میں کچھ ہو بھی تو اس سے مسائل شرعیہ میں استدلال نہیں ہو سکتا اور معلوم نہیں کہ وہ کس محل پر اور کس طرز پر ہے اور انھوں نے اس کا جائز ہونا بھی لکھا ہے یا نہیں ہم کو حکم اتباع شریعت کا ہے اور ظاہر ہے کہ شریعت میں سوائے خانہ کعبہ کے کسی کے لئے طواف کعبہ کی اجازت نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وعھدنا الی ابراھیم واسمعیل ان طھرا بیتی للطائفین و العاکفین و الرکع السجود(۲) الآیۃ۔ فقط۔

---

(۱) قال یستحب اهداء هاله صلی الله علیه وسلم قلت وقول علمائنا له ان یجعل ثواب عمله لغیره یدخل فیه النبی صلی الله علیه وسلم فانه احق ذالك الخ (ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز مطلب فی اهداء ثواب القراءة للنبی صلی الله علیه وسلم ج ۱ ص ۸٤٥. ط.س. ج۲ص ۲٤٤) ظفیر. (۲) بقرہ۔ ۱۵۔

استمداد اہل قبور سے جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۱۳) استمداد من اہل القبور کے جواز کی حنفیہ کے یہاں کوئی صورت ہے یا نہیں۔

(الجواب) استمداد من اہل القبور اگر اس عقیدہ کے ساتھ ہے کہ وہ متصرف فی الامور ہیں جیسا کہ عوام کا عقیدہ ہے تو یہ درست نہیں ہے بلکہ اس میں خوف کفر ہے۔ شامی میں ہے ومنها انه ان ظن ان الميت يتصرف في الا مور دون الله تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر۔(۱) الخ اور اگر مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے ذریعہ سے دعا کی جاوے کہ یا اللہ میرا فلاں کام فلاں بزرگ کی برکت سے پورا فرمادے تو یہ جائز ہے فقط۔

ایصال ثواب کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۱٤/۱) اجلاس القاری علی القبور وہو المختار صاحب فتح القدیر ص ۳۰۱ فتاویٰ قاضی خاں ص ۸۷ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۳ مجمع الانہر ص ۱۸۸ درر الحکام ص ۱۶۸ خلاصۃ القاری ص ۳۴۴ فتاویٰ غیاثیہ ص ۴۵ فوائد سمیہ ص ۱۴۴ کبری ص ۵۶۴ صغیرہ روح البیان۔ فتاویٰ مصریہ در المختار وغیرہ کتب فقہ میں بعلامت فتویٰ مذکور ہے۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔

بعض روایتوں کے متعلق سوال

(سوال ۳۱۱٥/۲) تصد قوا لموتاكم قبل الدفن الخ تفدوا لموتا كم بعد الدفن الخ . شرح برزخ وزاد الآخرۃ وغیرہ کتب فقہ میں ہے۔ دستور یہاں پر یہ ہے کہ ورثہ میت حسب مقدور حفاظ او قراء و علماء و طلباء و دیگر فقراء و مساکین کو دعوت دے کر جمع کر کے خیرات کبھی تو بعد الدفن اور کبھی قبل الدفن اور کبھی بعد جنازہ اور کبھی قبل جنازہ واسطے آسانی اور فائدہ مردے کے دے دیا کرتے ہیں اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں ہے والسنة ان يتصدق ولى الميت قبل مضى الليلة الا ولى بما تيسرا لخ۔ کیا یہ روایتیں صحیح ہیں اور یہ صورت مسئولہ جائز ہے یا کیا۔

مظاہر حق کے حوالہ سے ایک مسئلہ کی تصدیق

(سوال ۳۱۱٦/۳) مظاہر حق جلد دوم باب النذور میں ہے، فاتحہ بزرگاہ دین اور نذر و نیاز ان کی درست اور جائز لکھی ہے اور کھانا اس کا روا ہے۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔

(الجواب) (۱) لوجہ اللہ میت کو قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا عمدہ ہے اور اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔ لیکن استیجار علی التلاوۃ جیسا کہ مروج ہے یہ درست نہیں ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے في الولو الجية لو زار قبر صديق او قريب له وقراء عنده شيئاً من القرآن فهو حسن اما الوصية بذلك فلا معنى لها ولا معنى ايضاً لصلة القارى لا ن ذلك يشبه استيجاره على قراء ة القرآن وذلك باطل ولم يفعله احد من الخلفاء۔(۲) الخ والتفصيل في باب الا جارة الفاسدة ۔ پس یہ وجوہ ہیں جن کی وجہ سے اس زمانہ میں اجلاس

(۱) ردالمحتار قبیل باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۷۵ مطلب فی النذر الذی یقع للاموات. ط.س. ج۳ ص ۷۳۹. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار کتاب الا جارۃ مطلب فی الا ستیجار علی الطاعات ج ۵ ص ٤۷ .ط.س. ج٦ ص ۵۷. ۱۲ ظفیر.

القاری کو منع کیا جاتا ہے۔

(۲) یہ روایات بے اصل ہیں اور وہ خرابی احتیاج علی التلاوۃ یہاں بھی ہے۔ اور یہاں المعروف کالمشروط مسئلہ ہے اور ایسے پڑھنے سے ثواب نہیں ہوتا۔ کما حققہ فی الشامی بما لا مزید علیہ۔

(۳) ایصال ثواب برائے اموات کے استحباب میں کچھ تامل نہیں ہے بلا قیود و رسوم مخترعہ کے ایصال ثواب الی الاموات جائز ہے۔(۱) یہی مطلب عبارت مظاہر حق کا نہیں ہے۔ فقط

سوالاکھ درود شریف ۲۵ آدمیوں کو بخشا تو کیسے ثواب پہنچے گا۔

(سوال ۳۱۱۷) اگر سوالاکھ درود شریف ایک شخص نے پڑھے اور ثواب اس کا پچیس موتی کو پہنچانا ہے تو فرمایئے کہ ہر موتا کو ثواب سوالاکھ پہونچے گا یا اس کے ۲۵ حصے ہو کر ہر ایک کو پہنچے گا۔

(الجواب) پچیس حصے ہو کر ہر ایک میت کو پانچ ہزار کا ثواب پہنچے گا۔ اور بعض علماء نے یہ فرمایا ہے کہ ہر ایک کو پورا ثواب ملے گا و الاول اقیس والثانی اوسع۔ کذا فی الشامی۔(۲)

قرآن مجید کی ثواب رسانی کیسے کی جائے

(سوال ۳۱۱۸) کیا قرآن مجید کے ثواب رسانی کی بھی یہی صورت ہوگی۔

(الجواب) یہی صورت ہوگی۔

ثواب مردوں کو کس طرح پہنچتا ہے

(سوال ۳۱۱۹) ثواب کس ذریعہ سے موتی کو پہنچتا ہے۔

(الجواب) بذریعہ ملائکہ کے یا جس ذریعہ سے حق تعالیٰ چاہے پہنچاتا ہے۔

ایصال ثواب ارواح موتی کو

(سوال ۳۱۲۰) ارواح موتی کو وقت ثواب پہنچنے کے سوائے تفریح کے اور کیا معلوم ہوتا ہے۔

(الجواب) اعمال صالحہ کا جس قسم کا ثواب ہے وہی پہنچتا ہے۔

کیا مردہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ ثواب فلاں کی طرف سے ہے

(سوال ۳۱۲۱) کیا اس میت سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تیرے فلاں عزیز یا احباب نے یہ تحفہ بھیجا ہے اور قائل اس کا کون ہوتا ہے وہ فرشتہ ہے یا اور کوئی۔

(الجواب) ایسا بھی وارد ہوا ہے کہ اس سے کہا جاتا ہے اور کہنے والا فرشتہ ہوتا ہے۔(۳)

---

(۱) وفی البحر من صام او صلی او تصدق و جعل ثوابه لغیره من الاموات والا حیاء جاز و یصل ثوابها الیهم عند اهل السنة والجماعة کذا فی البدائع (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراءة للمیت ج ۱ ص ۸۴۴ ط.س. ج۲ص۲۴۳) ظفیر. (۲) سئل بن حجر المکی عما لو قراء لا هل المقبرة الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم او یصل لکل منهم مثل ثواب ذالك کاملا ، فاجاب بانه افتی جمع بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراءة للمیت ج ۱ ص ۸۴۵ ط.س. ج۱ص۲۴۴) ظفیر.
(۳)

کیا قیامت سے پہلے روح انسانی قبر میں رہتی ہے

(سوال ۱/۳۱۲۲) زید کہتا ہے کہ مرنے کے بعد قیامت تک انسان کی روح قبر ہی میں رہتی ہے۔ یہ درست ہے یا نہیں

مرنے کے بعد عذاب جسم کو ہوتا ہے یا روح کو یا دونوں کو

(سوال ۲/۳۱۲۳) مرنے کے بعد عذاب روح کو ہوتا ہے یا جسم کو یا دونوں کو۔

(الجواب) (۱) قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اصلی اس کا علیین یا سجین (۱) ہے۔

(۲) عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے۔ (۲) فقط۔

عہد نامہ لکھوا کر مردہ کے ساتھ قبر میں رکھنا کیسا ہے

(سوال ۳۱۲٤) مردہ کی ساتھ عہد نامہ وغیرہ لکھوا کر قبر میں ساتھ رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز نہیں ہے اس کو فقہاء نے منع فرمایا ہے۔ بخوف تلویث بالنجاستہ اس کی تفصیل شامی میں ہے۔

بعد نماز جنازہ ایصال ثواب اور مباح کام پر اصرار

(سوال ۳۱۲۵) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جز خامس مصری ص ٥٤٨ وفی روایة لهماانه وضع عمر علی سریره فتکفنه الناس ید عون ویثنون ویصلون علیه قبل ان یرفع وانا فیهم فلم یرعنی الا جل قد اخذ منکبی من ورائی فالتفت فاذا هو علی بن ابی طالب فترحم علی رضی الله تعالیٰ عنه . عمر رضی الله تعالیٰ عنه . الخ۔

(۲) کفایه باب الجنائز . روی ان رجلاً فعل هکذا بعد الصلوٰة فراه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال اد ع استجب لك۔

(۳) عنایة باب الجنائز . روی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رای رجلاً فعل هکذا بعد الفراغ من الصلوٰة فقال اد ع. الخ۔

(٤) قسطلانی کے جزء رابع میں حاشیہ پر شرح مسلم امام نووی مصری ص ۳۰٦ قوله حفظت من دعائه ای علمنیه بعد الصلوٰة فحفظته۔

(۵) ردہایۃ ص ۲۰ و نیز در شرح برزخ ارقام نمودہ تصدق وخواندن قرآن مجید بر میت ودعاء در حق او قبل

---

(۱) قاضی ثناء اللہؒ اس طرح کی تمام حدیثیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں وحافظ ابن حجر عسقلانی میگوید که ارواح مسلمانان در علیین و ارواح کفار در سجیین وهو یك روح رابا جسد خود اتصالے باشد معنوی که مشابه آں اتصال نیست که درحیات دنیا بود .بلکه اگر مشابهت دا ده شود بحال خفته داده شد لیکن آں اتصال خفته قوی تراست ، شیخ جلال الدین سیوطیؒ گفته که بایں تقریر آنچه در حدیث آمد که جائے قرار شاں در علیین وسجیین است و آنچه ابن عبدالبراز جمهور نقل کرده که نزدیك قبور اند جمع می شوند الخ (تذکرة الموتی و القبور ص ۲۳۸) ثم اعلم ان الروح لها بالبدن خمسة انواع الخ والرابع تعلقها به فی البرزخ فانها وان فارقته وتجروت عنه فانها لم تغارقه فراقا کلیاً بحیث لا یبقی لها الیه التفات البة فانها وارادة الیه وقت سلام المسلم علیه و ورد انه یسمع خفق نعا لهم حین یولون عنه وهذا الرد اعادة خاصة لا یو جب حیوة البدن قبل یوم القیامة (شرح فقه اکبر ص ۱٥٤) ظفیر. (۲) والحاصل انااحکام الدنیا علی الا بدان والا رواح تبع لها ، واحکام البرزخ علی الا رواح والا بدان تبع لها واحکام الحشر والنشر علی الا رواح والا جساد جمیعا (شرح فقه اکبر ص ۱٥٤) ظفیر. (۳) وفی فتاوی المحقق ابن الجحر المکی الشافعی عن کتابة العهد الخ هل یجوزولذالك اصل ؟ فاجاب الخ قد افتی ابن الصلاح بانه لا یجوز الخ خوفا من صدید المیت الخ (ردالمحتار قبیل باب الشهید ج ۱ ص ۸٤۷ .ط.س. ج۲ ص ۲٤٦) ظفیر.

بر داشتن جنازہ پیش از دفن سبب نجات از احوال آخرت وعذاب قبر است۔

(۶) رفاہ المسلمین ص ۹۶ : مروی ہے کہ مردے کو گور میں رکھتے وقت آنحضرت ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه۔

(۷) جوہر نیرہ۔ حتی یودوا حقه بالصلوٰة عليه والدعاء له انتهىٰ۔

(۸) شامی۔ وصول القراءة اللميت اذكانت بحضرته او دعى له عقبها ولو غائبا لان محل القراءة تنزيل الرحمة والبركة والدعاء عقبها اوحى للقبول۔

(۹) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرئوايٰس على موتاكم۔

(۱۰) نماز مترجم مولانا ابو البشیر صاحب ص ۸۵۔ بعد نماز جنازہ کے سب لوگ بیٹھ کر قل شریف گیارہ بار اور الحمد شریف دس بار پڑھ کر میت کی ارواح کو بخشیں۔

(۱۱) تنبیہ الغافلین ص ۳۷ اچھا طریقہ ثواب رسانی کا مردہ کے حق میں یہ ہے کہ قبل دفن کے جس قدر ہو سکے کلمہ یا قرآن شریف یا درود یا کوئی سورۃ پڑھ کر ثواب بخشے۔

(۱۲) مظاہر حق کتاب الجنائز تحت حدیث ابن عباسؓ یعنی سورہ فاتحہ نماز جنازہ میں پڑھے جیسے کہ حدیث ابن عباسؓ کی میں گذرا۔ یا جنازہ پر بعد از نماز کے یا پہلے نماز کے بہ قصد تبرک پڑھی ہو۔

(۱۳) امام محمود بدر الدین عینی شرح صحیح بخاری میں زیر باب موعظۃ المحدث عند الغیر بیان فرماتے ہیں :۔ مصلحة الميت ان يجتمعوا عنده لقراءة القرآن والذكر فان الميت ينتفع به۔

(۱۴) مشکوٰۃ ص ۱۱۶۔عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حضرتم المريض اوالميت فقولوا خيراً فان الملائكة يومنون على ما تقولون۔

(۱۵) جواہر النفیس شرح در الکیس ص ۱۳۲ :۔ وفي نافع المسلمين رجل رفع يديه بدعاء الفاتحة للميت قبل الدفن جاز۔

(سوال) مرقومہ بالا دلائل سے بعد سلام نماز جنازہ کے بایصال ثواب بسورہ فاتحہ واخلاص سنت ثابت ہوتا ہے یا مستحب یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ صرف ثبوتی پوچھتا ہوں بلا اجتماع واہتمام اور ضروری جانے۔

(الجواب) امور مستحبہ ومباحہ اصرار والتزام سے بدعت ہو جاتے ہیں۔عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه ولا يجعل احدكم للشيطان شيئاً من صلوٰته يرى ان حقاً عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه لقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيرا ينصرف عن يساره . قال القارى في المرقاة في شرح هذا الحديث من اصر على امر مندوب و جعله عذماً ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة و منكرانتهىٰ (۱) وفي العالمگيرية . وما يفعل عقيب الصلوٰة مكروه لا ن الجهال يعتقد ونها سنة واجبة وكل مباح يودى اليه فمكروه (۲) انتهىٰ .

(۱) مرقاة المفاتيح ج ۲ ص ۱٤ . ۱۲ ظفير (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم . کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۲۶ صفر ص ۱۳۳۵ھ.

ایصال ثواب

(سوال ۱۳۲۶) میت کو ثواب صدقہ وخیرات کا پہنچتا ہے یا نہیں۔ اور دعا زندوں کی مردوں کے لئے نافع ہے یا نہیں۔

(الجواب) میت کو ثواب صدقہ وخیرات وتلاوت قرآن شریف وغیرہ کا پہنچتا ہے۔ اہل سنت وجماعت اصل ایصال ثواب میں متفق ہیں۔ عبادات بدنیہ میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور امام احمد اور جمہور سلف وخلف عبادات بدنیہ میں وصول ثواب کے قائل ہیں اور امام شافعی اور امام مالک عدم وصول کے قائل ہیں صدقات مالیہ کے ثواب میں کچھ اختلاف نہیں ہے اس میں سب متفق ہیں۔

دلائل ایصال ثواب الی المیت کے اور اس امر کے کہ اموات کو احیاء کی دعاء اور صدقہ وخیرات سے اور قرآن شریف وغیرہ کا ثواب پہنچانے سے نفع ہوتا ہے بکثرت ہیں اماالایات فمنها رب ارحمهما كما ربياني صغيرا . رب اعفر لی ولو الدی ولمن دخل بیتی مو منا وللمومنين والمومنات. ربنا اغفر لنا ولا خوانان الذين سبقو نا بالا يمان واما الا حاديث فعن سعدبن عبادة فانه قال يا رسول الله ان ام سعد ماتت فای الصدقة. افضل قال عليه السلام الماء فحفر بيرا وقال هذه لام سعد اخرجه. ابو دائود . نسائی .مشكوٰة ص قال القونوی والا صل فی ذالك عند اهل البيته ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰةً او صوماً او حجاً او صدقةً او غيرها والشافعی رحمه الله جو زهذا فی الصدقة والعبادةالمالية وجوده فی الحج واذا قراء علی القبر و للميت اجرا لمستمع ومنع وصول ثواب القرآن الی الموتی وثواب الصلوٰة والصوم وجميع الطاعات والعبادات غيرالمالية وعند ابی حنيفة رحمة الله عليه واصحابه رحمهم الله تعالیٰ يجوز ذالك ويصل ثوابه الی الميت واتمسك المانع من ذالك بقوله تعالیٰ وان ليس للانسان الا ماسعی و بقوله عليه الصلوٰة والسلام اذا مات ابن ادم انقطع عمله الحديث و الجواب ان الا ية حجة لنا لان الذی اهدی ثواب عمله لغيره سعی فی ايصال الثواب الیٰ ذلك الغير فيكون له ما سعی هذه الاية ولا يكون له ماسعاالابوصول الثواب اليه فكانت الآية حجة لنا لا علينا واما الحديث فيدل علی القطاع عمله ونحن نقول به وانما الكلام فی وصول الثواب غيره اليه والموصل للثواب الی الميت هو الله تعالیٰ سبحانه لان الميت لا يسمع بنفسه والقرب والبعد سواء فی قدرة الحق سبحانه.(شرح فقه اكبر لملا علی القاری) فقط.

قبروں پر دعا مانگنا درست ہے یا نہیں۔

(سوال ۳۱۲۷) قبور فقراء واولیاء وصلحاء پر فاتحہ خوانی کے بعد جو لوگ دعا مانگتے ہیں یہ اگر درست ہے تو کس طریقہ سے۔

(الجواب) اس طرح دعا مانگنا درست ہے کہ یا اللہ برکت اپنے نیک بندوں کے میری حاجت پوری فرما۔(۱) فقط۔

عورت کو قبر پر جانے کی اجازت ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۲۸) میری ہمشیرہ کی قبر مردانہ مکان میں ہے۔ میری والدہ زنانہ مکان سے جو بہت قریب ہے اس کی قبر پر جانا چاہتی ہیں کسی قسم کی آہ وبکا اور بے صبری وغیرہ نہ ہوگی جانا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) بعض فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے بشرطیکہ آہ وبکا نہ ہو۔ لیکن احوط نہ جانا ہی ہے۔(۲) فقط۔

ثلث قرآن تین بار پڑھ کر ایصال ثواب کرے تو پورے قرآن کا ثواب ہوگا یا نہیں

(سوال ۳۱۲۹) اگر کسی شخص کو پورا قرآن یاد نہ ہو صرف دس پارے یاد ہوں اور وہ ان کو تین مرتبہ پڑھے تو اس صورت میں پورے قرآن شریف کا ثواب میت کو پہنچ جاوے گا یا صرف دس ہی کا۔

(الجواب) پورے قرآن شریف کا ثواب تو اس سے حاصل نہ ہوگا البتہ دس پارہ کا سہ گونہ ثواب حاصل ہو جاوے گا۔ بہر حال اگر پورا قرآن شریف نہ ہو سکے تو یہ ہی بہتر ہے کہ دس پاروں کو بار بار پڑھے اور ثواب پہنچاوے۔ ثواب میت کو پہنچ جاوے گا۔ فقط۔

(سوال ۴۰۰۰) میت کو نفل کا ثواب پہنچا سکتا ہے ؟

(الجواب) پہنچا سکتا ہے ؟(۳)

میت کی نیکی کا بطور رواج بعد نماز جنازہ تذکرہ کیسا ہے

(سوال ۳۱۳۰) اگر شخصے از اہل اسلام بمرد بعد از نماز جنازہ بسبب جہالت وعدم تعارف ورثاء میت از مسائل شرعیہ مولوی صاحب بدستور دلالت علی الخیر وتبلیغ حکم شرعیہ وارث مردہ را بریں امر تلقین دہد کہ تو نیکی مردہ را بروبروئے جماعت موجودہ بیان کن وہمہ را بر سعادتش گواہ کن پس وارث مردہ برخاستہ افعال جمیلہ او بیان کند وبر اعمال حسنہ او ہمہ حاضرین را شاہد گرداند اگرچہ در زندگی چنداں عمل خیر ازو مصدر نہ شدہ باشند بلکہ گاہے گاہے۔

ایں جائز است یا نہ چنانچہ حضور ﷺ فرمودہ انتم شہداء اللہ فی الارض **عن انس قال مروا بجنازة فاثنوا عليها خيراً فقال النبي صلى الله عليه وسلم وجبت ثم مروا باخرى فاثنوا عليها شراً فقال وجبت فقال عمر ماوجبت فقال هذا اثنيتم عليه خيراً فوجبت له الجنة وهذا اثنيتم عليه شراً فوجبت له النار انتم شهداء الله في الارض . مشكوٰة باب المشي بالجنازة۔**

(الجواب) حاصل ایں حدیث کہ از مشکوٰۃ شریف نقل کردہ شد ایں است کہ میتے کہ مردماں بروثناء خیر کنند واز

---

(۱) ويجوز التوسل الى الله تعالىٰ والا ستغاثة بالا نبياء والصالحين بعد موتهم (بريقه محموديه ج ۱ ص ۲۷۰) ظفير.

(۲) وبزيادة القبور ولو للنساء لحديث كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزودوها (در مختار) قوله بزيارة القبوراى لاباس بها بل تندب الخ وقوله ولو للنساء و قيل تحرم عليهن والا صح ان الرخصة ثابته لهن بحر، وجزم فى شرح المنيةبا لكراهة الخ وقال لخير الرملى ان كان ذالك لتجديد الحزن والبكاء والندب على ماجرت به عادتهن فلا تجوز الخ وان كان للاعتبار والترحم من غير بكاء الخ فلا باس اذكن عجائز ويكره اذا كن شواب كحضور الجماعة فى المساجد (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فى زيارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳ رد المختار ۲۴۲) ظفير.

(۳) وفى البحر من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الا موات والا حياء جازو يصل ثوابها اليهم عنداهل السنة (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۴ رد المختار ۲۴۳) ظفير.

نیکی یاد کنند او جنتی است کہ وآں میت کہ احد مر دماں بگویند آں بہ است وددوزخی است در دیگر روایت است کہ محاسن مردگان ذکر کردہ شوند نہ بدی او شاں ولیکن ایں تکلفات کہ در سوال مذکور است کہ یتصنع و تکلف آنچہ آں میت از کارہائے خیر نہ کردہ است بدو نسبت کردہ شوند دار تکاب کذب بے وجہ کردہ شود ماذون شرعی نیست البتہ اں میت آنچہ از کارہائے نکو کردہ است اگر تذکرہ او شود و آں امور راذ کر کردہ شودنہ مبالغہ دراں کردہ شود ونہ کتمان حق کردہ شود۔ پس ایں تلقین کہ مولوی صاحب مذکور بور ثاء میت میکنند ثابت نیست و در تکلف داخل است کہ نہی ازاں در کلام الٰہی مذکور است وما انا من المتکلفین ۔ فقط۔

قبر پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا

(سوال ۳۱۳۱) قبر پر کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ وغیرہ کا پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) شرح شرعۃ الاسلام میں ہے قال فی الا حیاء والمستحب لزیارۃ القبور ان یقف مستد بر القبلة مستقبلاً لو جه المیت الخ۔(۱) اس روایت سے اور نیز دیگر احادیث سے جو زیارۃ قبور کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ہاتھ اٹھانا ایصال ثواب کے وقت ثابت نہیں ہے۔ فقط۔

فاتحہ بزرگان کے لئے تاریخ کی تعیین ضروری نہیں ہے۔

(سوال ۳۱۳۲) فاتحہ بزرگان دین کسی خاص تاریخ پر کرنی چاہئے یا جب ممکن ہو۔ کیا خاص تاریخ پر کرنے سے ثواب زیادہ ملتا ہے۔

(الجواب) خاص تاریخ کی ضرورت نہیں ہے۔(۲) اور نہ اس میں ثواب کی زیادتی ثابت ہے۔ فقط۔

ایصال ثواب کس دن افضل ہے

(سوال ۳۱۳۳) ایصال ثواب میت کے لئے پہلا روز افضل ہے یا دوسرا او تیسرا وغیرہ یا سب ایام ایصال ثواب میں برابر ہیں یا تیسرے اور دسویں روز کی قید بدعت ہے۔

(الجواب) پہلے روز اور تیسرے روز اور دہم و چہلم کی قید کو اڑا دینا چاہئے شرعاً یہ تخصیصات ایصال ثواب کے لئے وارد نہیں ہیں لہذا بدعت و حرام ہیں بلا قید کسی تاریخ کے اور دن کے جب چاہے ایصال ثوب کر دیں۔ چوتھے یا پانچویں یا ساتویں دن یا اور کسی دن بلا تخصیص کھانا وغیرہ فقراء کو دے دیں۔ یہ رسوم اور تخصیصات جو عوام نے مقرر کر رکھی ہیں۔ کچھ اصل نہیں ہے۔ ہر ایک دن ایصال ثواب کے لئے برابر ہے۔(۳) فقط۔

بعد نماز جنازہ ایصال

(سوال ۳۱۳٤) بعد نماز جنازہ قبل دفن چند مصلیوں کا ایصال ثواب کے لئے سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار آہستہ آواز سے پڑھنا اور امام جنازہ یا کسی نیک آدمی کا دونوں ہاتھ اٹھا کر مختصر دعا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) شرح شرعیة الا سلام فصل فی سنن العیادة وحقوق المیت ص ۵۸۰. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الا ول والثالث وبعد الا سبوع الخ و اتخاذ الدعوة . لقراء ة القرآن وجمع الصلحاء لا جل الا کل یکرہ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی زیارۃ القبور ج ۱ ص ۸٤۲.ط.س.ج۲ص ۲٤۰) ظفیر.

(۳) ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الا ول والثالث وبعد الا سبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم وا تخاذ الدعوة لقراء ة القران وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراء ة سورة الا نعام او الا خلاص الخ (ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ص ۸٤۲.ط.س.ج۲ص ۲٤۰)ظفیر.

(الجواب)اس میں کچھ حرج نہیں ہے لیکن اس کو رسم کر لینا اور التزام کرنا مثل واجبات کے اس کو بدعت بنادے گا۔ کما صرح بہ الفقہاء فقط۔

ماہ رجب میں ایصال ثواب

(سوال ۳۱۳۵)ماہ رجب میں اکثر اصحاب مردہ کو بذریعہ تبارک ثواب پہنچایا کرتے ہیں اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں، اور طریقہ صحیح کیا ہے۔

(الجواب)اس کی کچھ اصل نہیں ہے، بلا کسی قید کے جس دن چاہے فقراء کو کھانا وغیرہ کھلا کر اور نقد دے کر ثواب میت کو پہنچادیا جاوے۔(۱)

قرآن پڑھوانے کا رواج

(سوال ۳۱۳۶)اس طرف رواج عام ہے کہ اگر کوئی شخص مر جاوے تو بعد دفن کے قرآن شریف پڑھواتے ہیں جمعہ تک، اور ملانے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قیامت تک حساب منکر نکیر وضغطہ قبر رفع ہو جاتا ہے۔ آیا بعد دفن کے قبر پر قرآن پڑھوانا جائز ہے یا نہیں

(الجواب)اجرت معروفہ یا مشروطہ پر جو قرآن شریف میت کے لئے پڑھواتے ہیں اس میں محققین نے لکھا ہے کہ میت کو ثواب نہیں پہنچتا کیونکہ جب پڑھنے والے کو ثواب نہ ہوا بوجہ نیت اجر و عوض کے تو میت کو کہاں سے پہنچے گا۔(۲)البتہ اگر کوئی شخص للہ قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچادے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ثواب میت کو ملے گا۔ خواہ مکان پر پڑھ کر ثواب پہنچاوے یا قبر پر۔

ایصال ثواب میں آنحضرت کا واسطہ

(سوال ۱۳۳۷) ایصال ثواب میں واسطہ جناب رسول اللہ ﷺ کا دیوے یا نہیں، یعنی واسطہ کیے ہوئے ثواب طعام یا کلام کا مردہ کو پہنچتا ہے یا نہیں۔

(الجواب)ایصال ثواب ہر دو طرح جائز ہے، ہر طرح پر ثواب پہنچتا ہے۔ فقط

کیا ایصال سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

(سوال ۳۱۳۸)جو شخص فوت ہو چکا ہو اور زندگی میں صغائر و کبائر کا مرتکب تھا۔ اب اگر اس کی اولاد اس کو بے شمار قرآن شریف کے ختم اور دوسرے برکت والے کاموں کے چند لاکھ پڑھ کر بخشے اور صدقہ خیرات بہت سا کرے تو کیا اس شخص کے صغائر و کبائر معاف ہو جائیں گے یا صرف صغائر معاف ہوں گے۔

(الجواب)در مختار میں ہے وقال عیاض اجمع اھل السنة والجماعة ان الکبائر لایکفر ھا الا التوبة ولا قائل بسقوط الدین ولو حقاً للہ تعالیٰ کدین صلاة وزکوٰة الخ۔(۳)اس پر بھی اتفاق ہے کہ طاعات و

---

(۱)صرح علمائنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما او صدقة او غیرها (ردالمحتار صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤٤ .ط.س. ج۲ص۲٤۳) ظفیر.

(۲)وان القراءة لشيء من الدنیا لا تجوزوان الا خذوا المعطی اثمان الخ (ردالمحتار مطلب فی بطلان الوصیة بالختمات والتهلیل ج ۱ ص .ط.س. ج٦ص٥٧) ظفیر. (۳)

حسنات سے کفارہ صغائر کا ہوتا ہے نہ کبائر کا کما فی الحدیث الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة و رمضان الی رمضان مکفرات لما بینھن اذا اجتنبت الکبائر (۱) کما قال اللہ تعالی ان الحسنات یذھبن السیئات فالمراد بالسیات الصغائر و عفو الکبائر محول الی مشیة اللہ تعالیٰ کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذلك لمن یشآء۔ فقط۔

تیسرے دن چنے پڑھنے کی رسم

(سوال ۳۱۳۹) تیسرے دن جو میت کے لئے چنے پڑھے جاتے ہیں اور قرآن شریف دو یا زیادہ ختم کئے جاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ اور اگر بجائے تیسرے دن کے مثلاً چوتھے دن یا دوسرے دن چنے پڑھے جائیں تو پھر بھی رسم پڑ جاوے گی اس وقت کیا حکم ہوگا۔ اور کھانا آگے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور گیارہویں کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ رسم تیسرے دن چنے پڑھنے کی اور ختم شریف کی خیر القرون میں ثابت نہیں ہوئی اور اب اس کا التزام اس درجہ ہو گیا ہے کہ عوام اس کو ضروری سمجھتے ہیں اس لئے اس کو ترک کرنا چاہئے اور اس رسم کو توڑنا چاہئے پھر جب اور کوئی دن اسی طرح لازم ہو جاوے اور رسم ہو جاوے اس کو بھی چھوڑنا ضروری ہو جاوے گا اور جو طریقہ سلف سے ثابت نہ ہو اس کو لازم کر لینا اگرچہ اعتقادنہ ہو صرف عملاً ہو وہ بھی واجب الترک ہے۔ (۲) اور فاتحہ آگے کھانا رکھ کر بھی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح گیارہویں بھی جائز نہیں ہے۔ جملہ رسوم اس قسم کے جن کو شارع علیہ السلام اور آپ کے صحابہ وائمہ دین نے نہیں کیا اور اس کا حکم نہیں کیا، ناجائز ہیں اور بدعت ہیں۔ مگر کفر و شرک نہیں ہیں۔

مال حرام سے فاتحہ

(سوال ۱۳٤۰) اگر کوئی مال حرام سے فاتحہ اولیاء کرام کرے اور امید ثواب کی رکھے تو کیسا ہے۔

(الجواب) حرام مال صدقہ کر کے امید ثواب رکھنا معصیت ہے۔ وہ شخص گناہگار ہوتا ہے۔ (۳)۔

کفن پر کلمہ شہادت لکھوانا

(سوال ۱۳٤۱) میت کے کفن پر کلمہ شہادت پنڈول سے لکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) کفن میت پر یا سینہ پر یا جبہ پر انگشت سے بغیر سیاہی بعد الغسل قبل تکفین جائز ہے۔ شامی جلد اول ص ٦٦٦ نعم نقل بعض المحشین عن فوائد الشرحی ان مما تکتب علی جبھة المیة بغیر مدار الاصبع المسجة بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلی الصدر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وذالك بعد الغسل قبل التکفین. واللہ اعلم. (٤)

---

(۱)

(۲) وفی البزازیة ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث الخ واتخاذا لدعوة القرائة القرآن الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۲. ط.س. ج۲ ص ۲٤۰) ظفیر۔

(۳) لا یقبل اللہ الا الطیب (مشکوة باب الصدقة ص ۱٦۷) ظفیر۔

(٤) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فیما یکتب علی کفن المیت ج ۱ ص ۸٤۷. ط.س. ج۲ ص ۲٤۲. ۱۲ ظفیر۔

قبر میں شجرہ رکھنا درست نہیں

(سوال ۳۱۴۲) شجرہ پیران عظام میت کے ساتھ اندرون قبر رکھنا جائز ہے یا ناجائز یا موجب بے ادبی ہے۔
(الجواب) شجرہ پیران عظام رکھنا قبر میں جائز نہیں، اس واسطے کہ سواء اکفان میت کے ساتھ کوئی چیز رکھنا جائز نہیں۔ شامی جلد اول ج ا ص ۶۵۹ ولا یجوزان یوضع فیه مضربة۔(۱)

سماع موتی

(سوال ۳۱۴۳) سماع موتی میں محققین حنفی کا کیا مذہب ہے اور قرآن وحدیث سے کیا ثابت ہے۔
(الجواب) انك لا تسمع الموتی وغیرہ نصوص سے عدم سماع موتی ظاہر ہے فان عدم الا سماع یستلزم عدم السماع وهو قول محققی الحنفیه۔(۲) فقط۔

طریقہ ایصال ثواب بدنیہ کیا ہے

(سوال ۳۱۴۴) طریقہ ایصال ثواب بدنیہ چیست وثواب عبادت بدنیہ بمیت برسدیانہ۔
(الجواب) نزد حنفیہ ثواب طاعات بدنیہ مثل تلاوت قرآن شریف و تسبیح و تہلیل از احیاء باموات می رسد پس صورت ایصال ثواب ایں است کہ ولی میت از قاریان وغیر ہم بگوید کہ شما اللہ ثواب کلام اللہ بفلاں میت بہ بخشید یا او شاں خوسلا امر ولی ثواب تلاوت قرآن شریف وغیرہ باموات بہ بخشند مگر باید کہ غرض قاریان کہ ایصال ثواب باموات می کنند اخذ معاوضہ واجرت از ولی میت نباشد وگرنہ ثواب نیست۔ فقط۔

کفن پر عہد نامہ لکھنا کیسا ہے

(سوال ۱/۳۱۴۵) عہد نامہ بر کفن میت نوشتن ثابت است یانہ؟ اگر ہست بہ سیاہی بہتر ہست یا بہ خاک؟ علامہ شامی از بزازیہ نقل کردہ است وقد افتی ابن الصلاح بانه لا یجوز ان یکتب علی الکفن یٰس والکهف ونحوها خوفا من صدید المیت (الی ان قال) فالمنعهنا الاولیٰ پس معلوم شد کہ عہد نامہ۔ وغیرہ اگر بنو پسند از سیاہی ننویسند کہ ایں خوب نیست بلکہ از انگشت بلا مداد نویسد۔ کما فی الشامی ایضاً ان مما یکتب علی جبهة بغیر مداد بالا صبح بسم الله الرحمن حیم الخ شامی ص ۸۹۵۔

کیا روح گھر میں آتی ہے اور ثواب کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۳۱۴۶) میت کی روح مکان پر آتی ہے یا نہیں مساکین کو کھانا کھلا کر میت کو کس طرح ثواب پہنچانا چاہئے؟
(الجواب) روح مکان پر نہیں آتی اس کو کچھ ثبوت نہیں ہے، ایسا خیال اور عقیدہ نہ رکھے۔ اور ایصال ثواب کلام مجید وکلمہ طیبہ سے اور کھانا فقراء کو کھلا کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے یہ درست، طریقہ اس کا یہ ہے کہ کھانا پکا کر فقراء کو کھلاوے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی جاوے کہ اس کا ثواب فلاں میت کی روح کو پہنچے اور صرف نیت ہونا ایصال ثواب کی کافی ہے۔ اسی طرح کپڑا و نقد فقراء کو دے کر نیت ثواب میت کی کی جاوے اور قرآن مجید وکلمہ

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۶ .ط.س. ج۲ص ۲۳۲ .۱۲ ظفیر.
(۲) حوالہ گذر چکا ۱۲۔

طیبہ پڑھ کر ثواب میت کو پہنچایا جاوے۔(۱) فقط۔

ایک غلط رسم

(سوال ۳۱۴۷) واکثر مواضع چاٹگام رسم است کہ مردماں چوں بعد مدفون میت از کارسازی قبر فارغ شوند پس خوندکارے جانب شمال قبر نزد سرہانہ میت بایستد وہم شخصے دیگر جانب مغرب قبر کہ برابر میانہ قبر فتیلہ پر آب گرفتہ بایستد اوہمہ آب فتیلہ را حسب اشارہ خوندکار برسطح قبر سہ دفعہ از کف خود می افشاند۔ صور تش ہمیں است کہ خوندکار صاحب ہیچ دعاء خواندہ از انگشت دست راست خود از جانب سر میت بطرف پائے او اشارہ کند پس مرد فتیلہ گر مسطور بمطابق خودن کار ہیچ دعاء خواندہ فتیلہ گر آب بقیہ را بطریق مذکور می افشاند۔ حاصل آنکہ این عمل سہ بار کردہ شود خیال مردماں بریں آب افشاں ہمیں است کہ ازیں تخفیف عذاب میت خواہد شد این رسم جائز است یا چہ۔

(الجواب) ایں رسم وایں طریق آب افشاندن بر قبر از رسول اللہ ﷺ واز صحابہ و تابعین وائمہ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ثابت نہ شدہ ناجرم طریق محدث است کہ لازم الترک است وآنچہ دراحادیث دربارہ اندا ختن آب بر قبر آمدہ است نہ بایں طریق ورسم خاص اس ونہ خواندان چیزے بوقت اندا ختن آب وارد شدہ است لاجرم مجموعہ ایں رسم محدث است واندا ختن آب بر قبر ممکن است کہ برائے امساک غبار وتراب باشد وہمیں راجح است کما اختارہ فی الدر المختار و ممکن است کہ برائے تفاول بنزول رحمت باشد۔ بہر حال خواندن چیزے بوقت اندا ختن آب ثابت نہ شدہ است ودر نفس اندا ختن آب بر قبر مضائقہ نیست بل مندوب است ولاباس برش الماء حفظاً لتربہ عن الاندراس در مختار (۲) وخواندن اول سورۃ بقرہ بجانب راس وآخر سوہ بقرہ بجانب قدم، از عبداللہ بن عمرؓ منقول است و مستحب است ولیکن نہ بآں کیفیت کہ در سوال مذکور است الحاصل کیفیتے کہ در سوال مذکور است بدعت است محدث است۔

ایصال ثواب کرنے والے کو ثواب ملتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۴۸) زید نے قرآن شریف پڑھا اور عمرو کے نام سے ایصال ثواب کر دیا۔ اب زید کو اس پڑھنے کا کس قدر ثواب ملے گا؟

(الجواب) قرآن شریف کا ثواب تو عمرو کو ملے گا باقی اس وجہ سے کہ زید نے ایک کام کیا اس کو اس کا بدلہ دس گونہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مل سکتا ہے اخلاص شرط ہے بدون اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں الا للہ الدین الخالص، من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ فقط۔

---

(۱) صرح علماء نا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب علمه لمیره صلاة او صوما او صدقه او غیرها (الی قوله) وفی البحر من صام او صل او تصدق وجعل ثوابه لغیر مین الا موات والا حیاء جازو یصل ثوابها الیهم عند اهل السنة والجماعة کذا فی البدائع (ردالمحتار ج ۱ص ۸٤٠٤) در مختار میں ہے وفی الحدیث من قراء الا خلاص احد عشر مرة ثم وهب اجر ها للاموات اعطی من الا جر شامی ج ۱ص ۸٤٤.ط.س.ج۲ص۲٤۳) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸.ط.س.ج۲ص۲۳۷. ۱۲ ظفیر. (۳) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امر نا هذا ما لیس منه فهو رد رواه مسلم (مشکوٰة باب الا عتصام ص ۲۷) ظفیر.

قبر میں حمائل رکھنا

(سوال ۳۱۴۹) ایک بزرگ کی قبر میں بوقت دفن کرنے کے ایک حمائل شریف اور مہر نقرئی ایک شخص نے رکھ دی ہے، شرح شریف اس بارہ میں کیا ارشاد فرماتی ہے؟

(الجواب) قرآن شریف اور مہر نقرئی قبر سے نکالی جاوے یہ فعل برا ہوا جس نے ایسا کیا برا کیا یہ فعل جائز نہ تھا وکمااذاسقط فی القبرمتاع او کفن بثوب مغصوب اودفن معه مال وقالوا کان المال درهماالخ شامی۔(۱)

اولیاء کے مزارات پر حاضر ہو کر دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۵۰) بزرگان دین کی درگاہ میں حاضر ہونا اور ان سے یہ کہنا کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں ہمارے لئے دعا کیجئے کہ خداوند عالم فلاں غرض پوری کرے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں اولیاء اللہ کو مزارات پر جانے سے خبر ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس بارہ میں مشروع یہ ہے کہ زیارت کے وقت سلام موافق طریقہ معروف کے کرے اور اہل قبور کے لئے دعا مغفرت کرے اور اگر کچھ پڑھ کر ان کی ارواح کو ثواب پہنچادیوے تو بہت اچھا ہے اور اگر کچھ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے کرے مثلاً اس طریق سے کہ یا اللہ ان کی برکت سے میری حاجت پوری فرما۔ ان بزرگوں سے یہ نہ کہے کہ تم دعا کرو۔ سماع موتی خود مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ حنفیہ سماع موتی کا انکار کرتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی مذہب ہے۔ اور آیات قرآنیہ اس پر دال ہیں لہذا اس طرح ان سے خطاب کر کے نہ کہے کہ تم دعا کرو بلکہ خود اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعاء مغفرت اور رفع درجات کی دعاء کرے اور اگر ان کے ذریعہ سے اپنی حاجات کے پورا ہونے کے لئے بھی دعا کرے تو مضائقہ نہیں۔ حصن حصین میں مذکور ہے کہ صالحین کے وسیلہ سے دعا کرنا مستحب ہے کہ حق تعالیٰ ان کی برکت سے دعا قبول فرماوے۔(۲) فقط۔

بعد جنازہ سورہ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کی رسم

(سوال ۳۱۵۱) ہمارے یہاں بعد نماز جنازہ تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر میت کو بخشتے ہیں تاکہ اس کو ختم قرآن کا ثواب ملے یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) فقہاء رحمہم اللہ نے نماز جنازہ کے بعد دوبارہ دعا کرنے کو مکروہ اور ممنوع لکھا ہے۔(۳) کیونکہ نماز جنازہ خود دعا للمیت ہے اس میں اور کسی ایجاد وایزاد کی حاجت نہیں ہے لہذا بعد نماز جنازہ فوراً اس کا التزام کہ تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے اچھا نہیں ہے۔ دوسرے وقت یا اپنے دل میں بلا اعلان والتزام کے اگر ثواب کسی سورۃ کا پہنچادیوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط۔

سوالاکھ کلمہ پڑھ کر ایصال ثواب کی روایت کہاں ہے۔

(سوال ۳۱۵۲) سوالاکھ دفعہ کلمہ شریف پڑھ کر اگر میت کو بخشا جاوے تو امید مغفرت کی ہے یہ روایت کون سی

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج۲ ص۲۳۸. ۱۲ ظفیر. (۲) وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بانبیائه والصالحین من عباده (حصن حصین آداب الدعاء ص ۱۸) ظفیر. (۳) ولا یدعو للمیت بعد صلاة الجنازة لانه یشبه الزیادة فی صلاة الجنازة (مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح ج ۲ ص ۳۶۹) ظفیر.

کتاب میں ہے۔ لا الہ اللہ پڑھنا چاہئے یا محمد رسول اللہ بھی ملایا جاوے۔

(الجواب) یہ روایت کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گذری۔ بعض مشائخ نے اس کو نقل فرمایا ہے لہٰذا عمل اس پر درست ہے اور معمول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کا نہیں، بلکہ صرف لا الہ الا اللہ کا اور کبھی کبھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملانے کا ہے، اور حدیث ترمذی و ابن ماجہ میں ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ۔(۱) الحدیث فقط

مردہ سے دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۵۳) ایک صاحب فرماتے ہیں کہ کسی مردہ شخص کی خواہ نبی ہو یا ولی کسی امر میں دعاء کرانا یا ان سے کسی قسم کی مدد طلب کرنا بدعت ہے اور اس کی دلیل میں یہ حدث پیش کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد قحط کے زمانہ میں حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جب حضرت ﷺ حیات تھے تو ہم ایسے موقعہ پر ان سے دعاء کراتے تھے۔ اب وہ حیات نہیں، آپ ان کے چچا ہیں آپ چل کر دعاء کریں۔ اسی طرح امیر معاویہؓ بھی جب کبھی ایسا واقعہ پیش آتا یا کوئی ضرورت ہوتی تو صحابہؓ سے دعاء کراتے، اگر مردہ سے دعاء کرانا بدعت نہیں یا اس کا حکم ہے تو حضرت عمرؓ نے آنحضرت ﷺ کے مزار پر جا کر ان سے دعاء کیوں نہیں کرائی۔

(الجواب) ثابت سنت اور طریق سلف یہ ہے کہ زیارت قبور کے وقت دعاء للاموات اور ایصال ثواب حسنات بسوئے اہل قبور کرے۔ نہ یہ کہ خود ان صاحب قبور سے دعاء کو کہے کہ میرے لئے دعا کرو یا ان سے کہے کہ میرا فلاں کام کردو یہ ثابت نہیں ہے غایت یہ کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی وساطت سے دعا کرے مثلاً یہ کہ یا اللہ بہ برکت فلاں بزرگ صاحب قبر کے میری حاجت پوری فرما اور دعاء قبول فرما وغیرہ فقط۔

فاتحہ وزیارت کی اطلاع مرد کو ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱/۳۱۵٤) جب کہ میت کے اعزاہ فاتحہ دلاتے ہیں تو میت کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۲/۳۱۳٦) جب میت کے اعزاء قبرستان جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں اس کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۳/۳۱۳۷) اگر میت کی طرف سے قربانی یا حج کرلیا جاوے تو کیا اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے فلاں عزیز نے یہ کام کرلیا ہے۔

(الجواب)(۱) اگر معلوم ہوتا ہو تو کچھ عجب نہیں ہے۔(۲)

(۲) ایسا بھی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔(۳)

(۳) ایسا بعض روایات میں وارد ہے کہ میت کو یہ معلوم ہوتا ہے یعنی ملائکہ بتلاتے ہیں۔

---

(۱) مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح والتحمید فصل ثانی ص ۲۰۱) ۱۲ ظفیر. (۲) وانما الکلام فی وصول ثواب غیرہ الیه والموصل للثواب الی المیت هو الله تعالیٰ سبحانه لان المیت لا یسمع بنفسه والقرب والبعد سواء (شرح فقه اکبر ص ۱۵۹) ظفیر. (۳) وفی شرح اللباب لملاحی قاری ثم من اداب الزیارة ماقالوا من انه یاتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل راسه لا نه اتعب لبصر المیت (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی زیارة القبور ج ۱ص ۸٤۳ ط.س. ج۲ص ۲٤۲) ظفیر.

عذاب سے بچانے کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۳۱۵۵) اگر میت عذاب میں مبتلا ہو تو اس کی نجات کے لئے اعزاء کو کون سا فعل کرنا چاہئے۔
(الجواب) قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور صدقہ و خیرات سے ثواب پہنچادے یہی ذریعہ میت کو کچھ نفع پہنچنے کا ہے۔(۱) فقط۔

میت کے لئے دعا کس کس وقت درست ہے

(سوال ۳۱۵۶) یہاں مدت سے یہ رسم ورواج ہے کہ کفنانے کے بعد میت کو جنازہ میں رکھ کر جمع ہو کر اہتمام کے ساتھ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ پھر نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد جنازہ اٹھانے سے پہلے سب لوگوں کو روک کر امام کے ساتھ فاتحہ پڑھتے ہیں پھر علاوہ اس دعا کے جو بعد فراغ دفن متصل پڑھی جاتی ہے اس وقت بھی لوگوں کو روک کر فاتحہ ہوتی ہے۔ جب واپسی میں قبرستان کے دروازے پر پہنچتے ہیں بعض جگہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب غسل کے لئے میت کو رکھتے ہیں تب بھی جمع ہو کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور دروازہ قبرستان پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مکان پر بھی رسم فاتحہ بجالاتے ہیں یعنی اول تین موقع پر فاتحہ پڑھنے کا عام رواج ہے اور پچھلی دو موقعوں پر فاتحہ پڑھنے کا عام رواج نہیں ہے یعنی کہیں ہے اور کہیں نہیں۔ لیکن اب ایک عالم صاحب تشریف لائے ان سے دریافت کیا گیا تو وہ یہ فرماتے ہیں کہ ان مختلف اوقات میں اس کیفیت کے ساتھ فاتحہ پڑھنا بدعت خلاف سنت ہے بالخصوص جب کہ تارک کو قابل ملامت بھی سمجھتے ہیں اور دلیل یہ بتلاتے ہیں کہ حسب تصریح علامہ شامی وغیرہ کہ صلوٰۃ جنازہ خود دعاء للمیت ہے چنانچہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۴۱ میں تحریر ہے فقد صرحوا عن اخرهم بان صلوٰة الجنازة هي الدعاء للميت اذهو المقصود منها انتهى۔ اور فاضل اجل علامہ ملا علی مکی حنفی رحمۃ اللہ تعالےٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے باب الجنائز میں تحت حدیث مالک ابن ہبیرہ تحریر فرماتے ہیں ولا يدعى للميت بعد صلوٰة الجنازة لانه يشبه الزيادة فى صلوٰة الجنازة اور بعض کتب میں محیط سے نقل کیا ہے لا يقوم الرجل بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة اور کبیری سے منقول ہے فی السراجية اذا فرغ من الصلوٰة لا يقوم بالدعاء اور یوں کہتے ہیں کہ بعد دفن متصل قبر پر دعا مانگنا کتب احادیث میں جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور باقی ادعیہ مروجہ کا ثبوت کتب احادیث وفقہ واقوال محققین علماء سے ثابت نہیں۔ پس اور باقی ادعیہ مروجہ کا ثبوت کتب احادیث وفقہ واقوال محققین علماء سے ثابت نہیں۔ پس ارشادہ ہو کہ ان عالم صاحب کا یہ فرمانا صحیح ہے یا نہیں اور خدا و رسول کے حکم کے موافق میت کے مرنے کے وقت سے بعد دفن مکان پر واپسی تک جمع ہو کر کن کن موقعوں پر شرع شریف میں دعا مانگنے کا ثبوت ہے۔ یا یہ ہے کہ ہر شخص علاوہ نماز جنازہ کے بلاالتزام مالا یلزم اور بلا اہتمام و فکر اجتماع اپنی خوشی سے جب چاہے میت کے واسطے دعاء خیر کرے۔
(الجواب) ان عالم صاحب کا قول صحیح ہے اور موافق ہے قواعد و نصوص کے اور تصریحات فقہاء ان کے قول کی مؤید ہیں۔ صلوٰۃ جنازہ خود دعا للمیت ہے اس کے سواء اور کسی موقعہ پر فاتحہ مذکور کا علی وجہ الاجتماع ثبوت نہیں ہے

---

(۱) وفي البحر من صام او صلى او تصدّق وجعل ثوابه لغيره من الا موات والا حياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة و الجماعة الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فى القراءة للميت ج ۱ ص ۸٤٤. ط.س. ج۲ ص۲٤۳) ظفیر.

مسند احمد ج ۴ ص ۳۵٦ میں عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے ثم کبر علیها اربعاً ثم قام بعد الرابعة قدر ما بین التکبیرتین یدعو ثم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یصنع فی الجنازة هکذا ۔اور فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۲۲ میں ہے وفی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی قبر عبداللہ ذی النجادین. الحدیث. وفیه لما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً یدیه. اخرجه ابو عوانة فی صحیحة۔ فقط۔

ایصال ثواب ثابت ہے مگر دن مقرر کرنا بطور رسم درست نہیں

(سوال ۳۱۵۷) موتی کو ایصال ثواب کی نیت سے کچھ خیرات دینے اور قرآن مجید تلاوت کر کے بخشنے کا قرآن و حدیث میں کیا حکم وارد ہے۔ اگر کوئی موتی کو بغرض ایصال ثواب خیرات دیوے اور تلاوت قرآن کرے تو کیا واقعی اس کا ثواب موتی کو پہنچ کر عذاب کی تخفیف یا درجات عالیہ کا حصول قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

دن مقرر کرے فاتحہ خوانی سہ ماہی ششماہی وغیرہ عرس کرنا بزرگوں کی قبروں سے استمداد کرنا اور منت مراد مانگنا آیا درست ہے اور کیا موتی اور عالم میں کچھ تصرف کر سکتے ہیں۔

(الجواب) اموات کو ثواب صدقات و قرآن شریف کا پہنچنا اور اموات کو احیاء کے دعاء واستغفار سے نفع پہنچنا نصوص قرآنی اور احادیث سے ثابت ہے کما فصله فی کتب الفقه۔ انکار اس کا جہل اور معصیت اور خرق اجماع ہے۔(۱) البتہ ایصال ثواب کے لئے شریعت میں کوئی دن مقرر نہیں ہے لہذا دہم چہلم ششماہی برسی اور عرس و فاتحہ خوانی مروجہ یہ سب رسوم خلاف شریعت ہیں اور بدعت ہیں اور قبروں سے استمداد اور منت اور طلب مراد سب ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کا کوئی تصرف اور اختیار نہیں۔

آیت لیس للانسان الا ما سعی کا صحیح مفہوم اور ایصال ثواب

(سوال ۳۱۵۸) آیت لیس للانسان الا ما سعی اور قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم . من عمل صالحاً فلنفسه ومن اساء فعلیها کیا ان آیات سے موتی کو ایصال ثواب کرنے کا بطلان ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) شرح فقہ اکبر میں اس اعتراض (متعلق آیته ولیس للانسان الا ماسعی آیة) کو نقل کر کے یہ جواب دیا ہے کہ اس آیت سے ایصال ثواب ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب یہ فرمایا کہ ہر ایک انسان کے وہ ہے جو اس نے سعی کی تو ثواب پہنچانے والا سعی کرتا ہے اعمال خیر کا ثواب پہنچانے میں اموات کو۔ لہذا وہ سعی اس کی رائیگاں نہ جاوے گی بموجب اس آیت کے اور جس کو اس نے ثواب پہنچایا وہ پہنچے گا۔(۲) انتہی۔

---

(۱) ویقراء یٰس وفی الحدیث من قراء لا خلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات (در مختار) قوله ویقراء یٰس لم اورد من دخل المقابر فقراء سورة یٰس خفف اللہ عنهم یومئذ وکان له بعددمن فیها حسنات الخ صرح علماء نافی باب الحج عن الغیر بان الانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما او صدقة او غیرها کذا فی الهدایة الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤٤ .ط.س.ج۲ص۲٤۲)ظفیر۔

(۲) اختلف فی العبادات البدنیة کا لصوم و الصلوٰة و قراء ة القرآن والذکر فذهب ابو حنیفة واحمد وجمهور السلف الی وصولها الخ واستدلا له بقوله سبحانه وان لیس للانسان الا ما سعی مدفوع بانه لم ینف انتفاع الرجل بسعی غیره وانما نفی ملکه بغیر سعیه وبین الامرین فرق بین فاخبر اللہ تعالیٰ انه لا یملك الا سعیه واما سعی غیره فهو ملك لسعیه فان شاء ان یبذله لغیر وان شاء یبقه لنفسه وهو سبحانه لم یقل لا ینتفع الا بما سعی الخ (شرح فقه اکبر ص ۱٦۰) ظفیر۔

اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ ما سعی سے سعی ایمانی مراد ہے یعنی جس نے سعی ایمان حاصل کی یعنی ایمان لایا اور مومن مرا اسی کو دوسروں کے ثواب پہنچانے سے ثواب پہنچ سکتا ہے نہ کافر کو اور جب کہ احادیث صحیحہ سے ثواب پہنچنا اموات کو ثابت ہو گیا تو پھر ایسے شہادت واہیہ کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ ہی معنی قرآن شریف کے خوب سمجھتے تھے اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ الانسان سے مراد کافر ہے یعنی کافر کو ثواب نہیں پہنچتا۔ فقط۔

قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۳۱۵۹) قبر پر قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) ایصال ثواب میت کے لئے قبر پر قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا درست ہے۔ کذا فی الشامی۔(۱) فقط۔

دفن کرنے والے کا مرنے والے کے گھر اسی دن کھانا کھانا کیسا ہے

(سوال ۳۱۶۰) ایک شخص مر گیا اس کے جو دفن کرنے والے ہیں اسی روز اس کے گھر کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) میت کے گھر والوں کے لئے جو اقرباء میں سے کھانا آوے اس کا کھانا اہل میت کو درست ہے (دفن کرنے والے کا اہل میت کو کھانا پکانے پر مجبور کرنا اور کھانا مکروہ ہے۔)(۲) ظفیر۔

تمام مسلمانوں کو ایصال کرنا درست ہے

(سوال ۳۱۶۱) زید بعد تلاوت قرآن مجید ثواب اس کا بتوسط آنحضرت ﷺ و ازواج مطہرات و جملہ بزرگان دین کو بخش کر اپنے خاندان کے جملہ مردوں اور جمیع مؤمنین و مؤمنات کی روح کو بخش دیتا ہے ایسا کرنا چاہئے یا نہیں اور بہتر طریقہ ایصال ثواب کا کیا ہے۔

(الجواب) یہ طریقہ ایصال ثواب کا جس طرح زید کرتا اچھا ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور زید کو بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔(۳) فقط۔

تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھ کر بخش دے تو کیا ختم قرآن کا ثوب ملے گا

(سوال ۳۱۶۲) ایک مولوی صاحب وعظ میں فرمارہے تھے کہ اگر ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر جملہ مومنین کو ثواب بخش دے گا تو ہر ایک کو علٰحدہ علٰحدہ ایک کلام مجید کا ثواب پہنچے گا یہ صحیح ہے یا

(۱) وبزيارة القبور الخ يقول السلام عليكم الخ وقراء يس (در مختار لما ورد من دخل المقابر فقراء سوره يس خفف الله عنهم يومئذ الخ (ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز مطب فى زيارة القبور (ج ۱ ص ۸٤۳ .ط.س.ج۲ص ۲٤۲) ۱۲ ظفير.

(۲) وتر غيبهم فى الصبر وبا تخا ذ طعام لهم (در مختار) قا ل فى الفتح ويستحب لجيران اهل الميت والا قرباء الا باعد تهئية طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله صلى الله عليه وسلم اصنعو الآل جعفر طعاما فقد جارهم ما يشغلهم حسنه الترمذى وصححه الحاكم ولا نه بر معروف الخ وقال ايضاً وقال يكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع فى السرور لا فى الشرور وهى بدعة مستقبحة الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۲۱۸ .ط.س.ج۲ص ۲٤۰) ۱۲ ظفير.

(۳) ويقراء من القرآن وما تيسر له من الفاتحة الخ ثم يقول اللهم او صل ثواب ما قراء نا ه الى فلان اواليهم الخ الا فضل لمن يتصدق نفلا ان ينوى لجميع المومنين و المومنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شئى (ردالمحتار باب صلاة الجنائز زيارة القبور ج ۱ ص ۸٤٤ .ط.س.ج۲ص ۲٤۲) ظفير.

نہیں۔

(الجواب) اس میں فقہاء کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ ہر ایک میت کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ تقسیم ہو کر پہنچتا ہے اور اس دوسرے قول کو موافق قیاس کے لکھا ہے، اور اللہ کے فضل سے بعید نہیں ہے کہ ہر ایک کو پورا پورا ثواب پہنچے(۱) اور یہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سورہ قل ہو اللہ کے ایک دفعہ پڑھنے سے ایک تہائی قرآن کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔(۲) فقط۔

کفن پر کلمہ لکھنا بے ادبی ہے

(سوال ۳۱۶۳) کفن میت پر کلمہ شریف لکھنے کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) کلمہ شریف لکھنے میں سوء ادبی ہے اور ملوث بالنجاست کرنا ہے اس لئے محققین نے اس سے منع کیا ہے۔(۳)

قبرستان میں پہنچ کر کیا کرنا چاہئے

(سوال ۳۱۶۴) قبرستان میں پہنچ کر کیا پڑھنا چاہئے اور درود شریف پڑھنا چاہئے کہ نہیں کیونکہ بعض کا خیال ہے کہ درود شریف صرف آنحضرت ﷺ پر مخصوص ہے۔

(الجواب) درود شریف بھی پڑھ سکتے ہیں اور طریق مشروع زیارت قبور کا یہ ہے کہ کہے السلام علیکم یا اهل القبور انتم لنا سلف وانا انشاء الله بکم لا حقون یغفر الله لنا ولکم اس کے بعد اگر قل ہو اللہ وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچاوے تو یہ بھی اچھا ہے۔(۴) فقط۔

زبان سے ایصال ثواب کے لئے کیا کہا جائے

(سوال ۳۱۶۵) اور وقت ثواب رسانی کے اگرچہ نیت کا ہونا کافی ہے لیکن زبان سے جو کہا جائے وہ کن الفاظ سے وقت پہنچانے ثواب کے کہا جائے۔

(الجواب) یہ کہا جائے کہ یا اللہ اس عمل کا ثواب فلاں کو پہنچادے۔(۵) فقط۔

---

(۱) والا فضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمومنات لا نها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شئی (ردالمحتار صلاة الجنائز مطلب فی القراءة للمیت ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ ص۲۴۳) سئل ابن حجر المکی عما لو قرء لا هل المقبرة الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم اویصل لکل منهم ثواب ذالك کاملا فاجاب بانه افتی جمع بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل (ایضاً ج ۱ ص ۸۴۵. ط.س. ج۲ ص۲۴۳) ظفیر. (۲) وعن ابن عباس وانس بن مالك قالا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا زلزلت تعدل نصف القرآن وقل هو الله احد تعدل ثلث القران وقل یا ایها الکافرون تعدل ربع القران رواه الترمذی (مشکوٰة کتاب فضائل القران ص ۱۸۸) ظفیر. (۳) وفی فتاوی المحقق ابن حجر المکی لشافعی سئل عن کتابة العهد علی الکفن وهو لا اله الا الله الخ والقیاس المذکور ممنون لان القصد ثم التمیز و هنا ك التبرك الخ فلا یجوز تعریضها للنجاسة (ردالمحتار مطلب فیما یکتب علی کفن المیت ج۱ ص ۷۴۷. ط.س. ج۲ ص۲۴۶) ظفیر. (۴) قال فی الفتح والسنة زیارتها قائما ولادعاء عند ها قائما کما کان یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم الخ وفی شرح اللباب ویقراء من ما تیسر له من الفاتحة و اول البقرة الی المفلحون واية الکرسی وامن الرسول وسورة یس وتبارك الملك وسورة التکاثر و الا خلاص اثنی عشرة مرة اوا حدی عشرة او سبعا او ثلاثا یقول اللهم او صل ثواب ما قرانا ه الی فلان او الیهم (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳ و ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ ص۲۴۲) ظفیر. (۵) ویقره من القران ما تیسر من الفاتحة الخ ثم یقول اللهم او صل ثواب ما قراء نا ه الی فلان اوالیهم (ردالمحتار باب الجنائز مطلب زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ ص۲۴۲) ظفیر.

اپنی زندگی میں کلمہ اور قرآن پڑھ کر اپنے لئے رکھا تو کیا مرنے کے بعد اس کا ثواب ملے گا

(سوال ٣١٦٦) اگر کسی شخص نے اپنے لئے سوا لاکھ کلمہ شریف اور ایک قرآن کا ثواب اپنی زندگی میں واسطے اپنی مغفرت کے امانت رکھا ہو بعد مرگ وہ ثواب اس کو پہنچے گا یا نہیں۔

(الجواب) کیوں نہیں (ضرور ملے گا)(۱)

ثواب پہنچانے والے کو بھی ثواب ملتا ہے

(سوال ٣١٦٧) ثواب پہنچانے والے کو بھی کچھ ثواب یا نیکی ملتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) ثواب ملتا ہے۔ (۲) فقط۔

قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے

(سوال ٣١٦٨) زید متبع شریعت ہے لیکن بکر نے ایک مرتبہ بچشم خود دیکھا کہ زید ایک بزرگ کے مزار پر گیا اور قبر پر پیروں کی طرف پیشانی رکھ دی اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر داہنی جانب کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی۔ زید کا یہ فعل جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) زید کا یہ فعل بے شبہ ناجائز اور حرام ہے اور عام و خاص کسی کے لئے درست نہیں۔ (۳) فقط۔

اہل ہنود کے بچے جہاں دفن ہوں وہاں پہنچ کر کچھ پڑھنا درست نہیں

(سوال ٣١٦٩/١) جس جگہ اہل ہنود کے صرف بچے ہی دفن ہوں وہاں اگر کوئی مسلمان آوے تو کچھ پڑھے یا خاموش رہے۔

ہنود کے بچے جنتی ہیں یا جہنمی

(سوال ٣١٧٠/٢) وہ بچے ہنود کے جنتی ہیں یا جہنمی۔

(الجواب) (۱، ۲) نابالغ بچے اہل ہنود کے جو مرتے ہیں وہ جنتی ہیں (۴) اور اہل ہنود کے قبرستان میں جہاں بچے ہی مدفون ہوں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۵) فقط۔

رات میں زیارت قبور جائز ہے یا نہیں

(سوال ٣١٧١) رات کے وقت قبور کی زیارت کرنا یعنی مردوں کے واسطے کچھ پڑھ کر بخشنا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) قال فی البحر من صلی او صام او تصدق و جعل ثوابه لغیره من الا موات والا حیاء جاز و یصل ثوابها الیهم عند اصل السنة والجماعة کذا فی البدائع وبهذا علم انه لا فرق بین ان یکون المجعول له میتا او حیاء والظاهر انه لا فرق بین ان ینوی عند الفعل للغیر او یفعله لنفسه (ردالمحتار باب الجنا ئز مطکلب فی القراء ة للمیت ج ۱ ص ٨٤٤. ط.س. ج۲ ص۲٤۳) ظفیر. (۲) وفی الحدیث من قراء الا خلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الا جر بعد د الا موات الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراء ة للمیت ج ۱ ص ٨٤٤. ط.س. ج۲ ص۲٤۲) ظفیر.
(۳) وکذا ما یفعلون من تقبیل الا رض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی به اثمان لا نه یشبه عبادة الوثن وهل یکفران علی وجه العبادة والتعظیم وان علی وجه التحیة لا ، وصار اثماء مرتکبا للکبیرة وفی الملتقط التواضع لغیر الله حرام (در مختار) وقال شمس الا ئمة السرخسی ان کان السجود لغیر الله تعالیٰ علی وجه التعظیم کفر، اه قال القهستانی وفی الظهیریة یکفر بالسجدة مطلقا (ردالمحتار کتاب الحظروالا باحة فصل فی الا ستبراء ج ٥ ص .ط.س. ج٦ ص۳٨۳) ظفیر. (٤) وتوقف الا مام الا عظم فی سوال اطفال الکفرة ودخولهم الجنة وغیره حکم بذالك فیکونون خدم اهل الجنة (شرح فقه اکبر ص ۱۲۱) (٥) صرف مسلمانوں کے قبرستان میں پڑھنے کا حکم ہے۔ ظفیر۔

(الجواب) جائز ہے، لا طلاق قوله عليه الصلوٰة والسلام الا فزوروها .الحديث (۱) فقط۔

زیارت کرنے والوں کی اطلاع مردہ کو

(سوال ۳۱۷۲) اکثر کتب فقہ معتبرہ مثلاً شامی طحطاوی علی المراقی الفلاح۔ فتح القدیر میں محمد بن واسع کا فیصلہ یا قول اس طرح درج ہے فقد قال محمد بن واسع الموتی یعلمون بزوارهم یوم الجمعة ویوماً قبله ویوماً بعد شامی باب زیارة القبور . وهكذافی الطحاوی علی المراقی الفلاح۔ وشرح الصدور للعلامه السيوطی وفتح القدیر۔ مگر علاوہ شامی کی باقی کتب میں لفظ بلغنی ہے جو دلالت کرتا ہے کہ محمد بن واسع کو کسی غیر سے یہ قول پہنچا ہے اور شامی میں لفظ بلغنی نہیں ہے جو دلالت کرتا ہے کہ یہ فیصلہ یا حکم خود محمد بن واسع کا ہے ۔عبارت شامی کو معتبر سمجھا جاوے یا دیگر کتب کو کیا یہ فیصلہ درست ہے۔

(الجواب) شامی کی عبارت کا یہ مطلب لینا چاہئے فقد قال محمد بن واسع(۲) نا قلاً عن السلف الخ پس اس صورت میں کچھ تعارض مابین عبارت شامی وعبارت دیگر کتب نہ رہے گا جس کی وجہ سے کسی کی تغلیط کی جاوے بلکہ تطبیق دونوں میں ہو گئی اور ظاہر یہی ہے کہ محمد بن واسع اس قول کو سلف سے نقل فرمارہے ہیں از خود نہیں کہتے پس لفظ بلغنی کو بحالہ رکھنا چاہئے اور پہلی عبارت میں تاویل کرنی چاہئے۔ فقط۔

صاحب زکوٰۃ کو ثواب کی نیت سے کھلانا کیسا ہے

(سوال ۳۱۷۳) ایک مولوی اور حافظ صاحب زکوٰۃ ہیں۔ ان کو بزرگ سمجھ کر کھانا کھلایا جاوے اور اس کا ثواب نبی کریم ﷺ وخلفائے راشدین اور اپنے احباب کی ارواح کو پہنچانا درست ہے یا نہیں اور ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) فقراء کو کھلانے میں زیادہ ثواب ہے اگر اخلاص نیت کے ساتھ ہو۔

قبر کے گرداگرد پختہ کرنا

(سوال ۱/ ۳۱۷٤) لحد کو خام رکھنا اور باقی گرداگرد قبر کو پختہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔

مزار کے پہلو میں مسجد بنانا کیسا ہے

(سوال ۲/ ۳۱۷٥) پہلو مزار پر مسجد بنانا اور مستفیضان کی لئے حجرہ تیار کرنا کیسا ہے۔

بزرگان دین کی قبریں پختہ کیوں بناتے ہیں

(سوال ۳/ ۳۱۷٦) متقدمین وبزرگان دین کے جو مقابر بلاد عرب وہندوغیرہ میں موجود ہیں علماء نے ان کی پختگی کیسے جائز فرمائی؟

(الجواب)(۱) وعن جابر قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیها وان توطأ رواه(۳) الترمذی وفی الدر المختار لا الآجر المطبوخ الخ ۔(۴)

---

(۱) دیکھئے مشکوٰۃ باب زیارة القبور فصل اولی ص ۱٥٤ .ط.س.ج۲ ص ۲٤۲ . ۱۲ ظفیر.
(۲) سوال میں جو عبارت نقل کی ہے جواب میں اسی کا حوالہ ہے اس کے لئے دیکھئے ردالمحتار بابصلاة الجنائز مطلب فی زیارت القبور ج ۱ ص ۸٤۳) ۱۲ ظفیر . (۳) ترمذی، باب ماجاء فی کراهية تجصيص القبور والكتابة عليها ۱۲ ظفیر.
(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ .ط.س. ج۲ ص ۲۳۲ . ۱۲ ظفیر.

اس حدیث اور روایت کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ کسی میت کی قبر کو پختہ کرنا درست نہیں ہے اور تعویذ قبر کو خام چھوڑنا اور گرداگرد پختہ کرنا بھی درست نہیں ہے۔

(۲) قریب مزار کے مسجد کو ہونا اور حجروں کا ہونا کچھ حرج نہیں ہے۔ قبر سامنے نمازی کے نہ ہو تو قبرستان میں نماز پڑھنے میں کچھ نہیں ہے

(۳) حکم شرعی حدیث مذکور نمبرا و روایت فقہیہ مذکورہ نمبرا سے واضح ہو گیا اور علامہ شامی نے بدائع سے نقل فرمایا ہے قوله المطبوخ صفة كا شفة قال في البدائع لانه يستعمل للزينة ولا حاجة للميت اليها ولانه مما مسته النار فيكره ان يجعل على الميت تفا' و لا ۔(۱) اس روایت بدائع سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ پختہ اینٹ قبر پر لگانا دو وجہ سے مکروہ ہے، ایک یہ کہ میت کو زینت اور آراستگی کی ضرورت نہیں دوسرے وہ آگ میں پکی ہے، تفاولا میت کے قریب ایسی چیز نہ رکھی جائے جس کو آگ میں پکایا ہو۔ اور بزرگان دین نے اس کو پسند نہیں فرمایا، کسی دوسرے شخص نے اگر کسی بزرگ کی قبر کو پختہ کر دیا تو اس میں اس بزرگ کے ذمہ کچھ مؤاخذہ نہیں۔

کلام مجید اور کتب تفسیر ہدیہ کر کے ثواب پہنچانا

(سوال ۳۱۷۷) ہندہ بیوہ عورت اپنے شوہر متوفی کی روح کو ثواب پہنچانا چاہتی ہے اور ہندہ خود مالک و مختار ہے، کوئی لڑکا وغیرہ نہیں ہے لہذا جس طرح جائز ہو ویسا کہا جاوے کلام مجید و تفسیر و حدیث شریف کی کتابیں ہدیہ لے کر کسی عالم یا حافظ یا طالب علم کو دے کر موتی کو ثواب بخشنا جائز ہے یا نہیں اور کچھ روپیہ مسجد کی مرمت اور مدارس اسلامیہ میں دے کر موتی کو ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہ۔ یا بلا تاریخ مقررہ کے دعوت عالم حافظ نمازی وغیرہ کی کر کے کھانا کھلا کر موتی کو ثواب بخش دینا جائز ہے یا جو طریقہ مناسب ہو اس طریق سے کیا جاوے۔

(الجواب) یہ طریقے ثواب رسانی کے عمدہ اور مستحسن ہیں خواہ مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کی امداد کے لئے کچھ نقد و کپڑا وغیرہ دیں یا کتب حدیث و تفسیر و فقہ خرید کر مدرسہ میں وقف کر دیں تاکہ طلبہ ان سے ہمیشہ نفع اٹھاتے رہیں اور میت کو ہمیشہ ثواب پہنچتا رہے اور بلا تعین تاریخ اور دن فقراء کو کھانا کھلانا اور ثواب میت کو پہنچانا بھی درست ہے اور میت کو ثواب پہنچے گا۔ اور قرآن شریف و کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب پہنچانا بھی اچھا ہے۔(۲)

مردہ دفن کرنے سے پہلے قبرستان سے جانا چاہئے تو کیا ورثاء میت سے اجازت ضروری ہے

(سوال ۳۱۷۸) جنازہ کی نماز پڑھ کر میت کو دفنانے سے پہلے اگر کوئی شخص قبرستان سے جانا چاہے تو میت کے ورثاء سے اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں

(الجواب) اجازت لینے کی ضرورت نہیں البتہ دفنا نے سے پہلے چلے آنے میں بنسبت بعد دفنانے کے آنے سے

---

(۱) ردالمحتار باب الجنائز مطلب في دفن الميت ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ص ۲۳٦ ۱۲ ظفير.

(۲) صرح علماء نا الخ بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوما او صدقة او غيرها كذا في الهداية (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراءة للميت ج ۱ ص ۸٤٤. ط.س. ج۲ص ۲٤۳) ظفير.

ثواب کم ہو جاتا ہے۔(۱) فقط۔

قرآن خوانی اور ایصال ثواب کے لئے تیسرے دن کی قید ضروری نہیں

(سوال ۳۱۷۹) میت کے سویم کے دن قرآن پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اصل یہ ہے کہ اگر قرآن شریف بلا معاوضہ پڑھ کر میت کو ثواب پہنچایا جائے تو ثواب پہنچتا ہے۔(۲) مگر کسی دن اور تاریخ کی تخصیص نہ ہو اور اگر اس طور سے ہو جیسا کہ اکثر اس زمانہ میں مروج ہے کہ تیسرے دن بچوں اور بڑوں سے قرآن شریف پڑھوا کر ان کو پیسے وغیرہ تقسیم کئے جاتے ہیں تو یہ جائز نہیں ہے اور اس میں میت کو ثواب نہیں پہنچتا۔ فقط۔

نویں فصل
متفرقات

میت کی تعظیم کے لئے اٹھنا کیسا ہے

(سوال ۳۱۸۰) میت کی تعظیم کو اٹھنا کیسا ہے

(الجواب) میت کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہونا حدیث شریف میں آیا ہے، لہذا اس میں کچھ حرج نہیں ہے(۴) فقط۔

قبر پر خوبصورتی کے لئے پھول ڈالنا کیسا ہے

(سوال ۳۱۸۱) اگر کوئی شخص قبر پر پھول بطور خوبصورتی کے رکھ دے تو کچھ حرج ہے یا نہیں۔

(الجواب) قبر پر پھول وغیرہ ڈالنا نہ چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) لما فی ابن ماجة عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم صلي علی جنازة ثم اتی القبر فحثی عليه (ردالمحتار باصلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸) عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من اتبع جنازة مسلم ايمانا واحتسابا وكان معده حتی يصلی عليها ويفرغ من دفنها فانه يرجع من الا جر بقيراطين كل قيراط مثل احد ومن صلی عليها ثم رجع قبل ان تدفن فانه يرجع بقيراط . متفق عليه (مشكوة باب المشی بالجنازة الخ ص ۱٤٤) ظفير.

(۲) وفی شرح اللباب ان يقراء من القران ما تيسر له من الفاتحة واول البقرة الی المفلحون واية الكرسی وامن الرسول وسورة يس الخ ثم يقول او صلی ثواب ما قراء نا ه الی فلان او اليهم (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراء ة للميت ج ۱ ص ۸٤٤ .ط.س. ج۲ص۲٤۳)

(۳) ويكره اتخاذا الطعام فی اليوم الا ول والثالث وبعد الا سبوع الخ واتخاذ الدعوة لقراء ة القرآن الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۲ .ط.س. ج۲ص ۲٤۰) ظفير.

(٤) عن عبدالرحمن بن ابی ليلیٰ قال كان سهل بن حنيف وقيس بن سعد قاعدين بالقادسية فمر عليهما بجنازة فقا ما فقيل لهما انها من اهل الذمة فقالا ان رسول الله صلی الله عليه وسلم مرت به جنازة فقام فقيل له انها جنازة يهودي فقال اليست نفسا متفق عليه (مشكوة باب المشی بالجنازة ص ۱٤۷) اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث اس مضمون کی اسی باب میں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قیام کا حکم تھا پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا لیکن جواز پھر بھی باقی رہا، اور یہ کھڑا ہونا در اصل خالق النفس اور ملائکہ کی تعظیم کے لئے ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۵) یوں رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، وضع الورد و الريا حين علی القبور حسن وان تصدق بقيمة الو رد كان احسن (عالمگيری كتاب الكراهية باب السادس عشر ج ۵ ص ۳٦۳ .ط.س. ج۵ص ۳۵۱) اس سے معلوم ہوا کہ اچھا یہ ہے کہ اس کی قیمت ایصال ثواب کی نیت سے صدقہ کر دی جائے اور اس زمانہ میں چونکہ پھول چادر چڑھانے کا رواج ہے اور اسے کار ثواب سمجھ لیا گیا ہے اس لئے یہ سب بدعات میں داخل ہیں اور ان سے اجتناب ضروری۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر مفتاحی۔

ادائے قرض اگر مرنے کے کچھ دنوں بعد ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۸۲) زید متوفی کے ذمہ قرض باقی رہ گیا اس کے ورثاء نے کسی قدر عرصہ گذرنے کے بعد ادا کیا تو قبل ادا کرنے کے عدم ادائے قرض کا عذاب قبر میں ہوتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر قبل ادائے دین عذاب قبر ہوا ہوگا تو وہ عذاب ادائے دین کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ مرتفع ہوگیا حتیٰ الوسع ادائے دین میت میں جلدی کی جائے کیونکہ احادیث میں دین کے متعلق سخت وعید وارد ہے۔(۱) فقط۔

کسی ولی کی قبر پر قصد کر کے جانا کیسا ہے

(سوال ۳۱۸۳/۱) کسی بزرگ یا ولی یا پیر کے مزار پر قصد کر کے اور سفر کر کے جانا کیسا ہے۔

اپنے والدین کے مزار پر غیر ملک میں جانا کیسا ہے

(سوال ۳۱۸٤/۲) لڑکا اپنے والدین کی مزار پر غیر ملک میں جا سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) بغیر کسی خاص دن کی تعیین کے اگر کبھی چلا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔(۲) اولیاء اللہ کے مزارت پر جانا برکت سے خالی نہیں۔ (۲) جا سکتا ہے۔(۳) فقط۔

روح کے گھر میں آنے کی روایت محقق نہیں

(سوال ۳۱۸۵) شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ مفید المفتی میں روح کے تعلق کی بابت فرماتے ہیں کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ روایت ہے ابو ہریرہؓ سے اذا مات المومن دار روحه حول داره شهرا فينظر الى خلفه من ماله كيف يقسم ماله و كيف يو دى دينه فاذا تم شهر رد الى حضرته فيدور حول قبره حولاً وينظر روحه من يدعوله ويحزن عليه فاذا تم سنة رفع الى حيث يجمع الخلائق الى يوم ينفخ في الصور. انتهىٰ۔ اور مولانا عبد الحی صاحب بجواب استفتاء نمبر ۱۳۱۷ ارقام فرماتے ہیں، ظاہر الاحادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد قبض کے روح علیین کو جاتی ہے۔ روایت بزازیہ میں ہے فاذا خرجت روحه وضعت على ذالك المسك والريحان وذهب به الى عليين اور یہ امر کہ ایک چلہ گھر میں اور ایک سال قبر پر رہ کر علیین کو جاتی ہے ثابت نہیں ہے، اس میں محقق قول کون ہے۔

(الجواب) اس میں محقق قول یہ ہے کہ جو کہ مولانا عبد الحی صاحب مرحوم نے لکھا ہے۔(۴)

---

(۱) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مطل الغنى ظلم متفق عليه (باب المشكوٰة الا نظار والا فلاس فصل اول) اى تاخيره اداء الدين عن وقته الى وقت ظلم فان المطل منع اداء ما استحق اداء ه وهو حرام من المتمكن (مرقاة شرح مشكوٰة باب ايضاً ج ۳ ص ۳۳۷) ظفير.

(۲،۳) بزيارة القبور ولو للنساء لحديث كنت نهيتكم عن زيارة القبور الان فزوروها ويقول السلام عليكم دار قوم مومنين وانا انشاء الله بكم لا حقون ويقرأيٰس الخ (در مختار) قوله بزيارة القبور اى لا باس بها بل تندب كما فى البحر الخ و تزا ر فى كل سبوع كما فى مختارات النوازل ، قال فى شرح الباب المناسك الا ان الا فضل يوم الجمعة والسبت والا ثنين والخميس الخ وفيه ويستحب ان يزور شهداء جبل احدا لخ قلت استفيد منه ندب الزيارة وان بعد محلها الخ (ردالمحتار باٰصلاة الجنائز مطلب فى زيارة القبر ج ۱ ص ۸٤۳ ط.س. ج۲ ص ۲٤۲) ظفير.

(٤) اخرج البزاز بسند صحيح عن ابى هريرة رفعه الخ ان المومن تصعد روحه الى السماء فتاتيه ارواح المومنين الخ عن الحسن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مات العبد تلقى روحه ارواح المومنين (شرح الصدور ص ٦٠) ظفير.

جمعہ کو فاسق مر جائے تو حساب ہو گا یا نہیں

(سوال ۳۱۸۶) اگر جمعہ کے روز فاسق و فاجر مر جائے اس سے حساب منکر نکیر کا اور ضغطہ قبر کا ہو گا یا نہیں، اور روز جمعہ کے بعد پھر عود کرے گا یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے مامن مسلم یموت یوم الجمعة اولیلة الجمعة الا وقاه الله فتنة القبر۔(۱) قال القاری فی شرح المرقاة فتنة القبر ای عذابه وسواله وهو یحتمل الا طلاق والتقیید الاول هو الا ولی بالنسبة الی فضل المولی۔(۲) اور اس کے بعد شارح موصوف نے چند روایات اس بارہ میں نقل فرمائی ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ پھر عذاب نہ ہو گا۔ اور شامی میں نقل ہے کہ جمعہ کے روز عذاب منقطع ہو کر پھر نہ ہو گا۔(۳) فقط۔

میت کے روح گھر میں آتی ہے یا نہیں اور خواب میں کیوں آتی ہے

(سوال ۳۱۸۷) میت کی روح مکان میں آتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں آتی تو خواب میں کیوں نظر آتی ہے۔

(الجواب) خواب میں کسی میت کا نظر آنا اور اس کو مقتضی نہیں ہے کہ اس کی روح مکان میں آوے بلکہ خواب میں نظر آنا بسبب تعلق روحانیت کے ہے مکان سے اس کو کچھ تعلق آنے کا نہیں ہے۔ بہت سے زندہ لوگوں کو جو دور دراز پر ہیں خواب میں دیکھا جاتا ہے، پس خواب کا قصہ جدا ہے، اجسام ظاہری کا اتصال اس کے لئے ضروری نہیں ہے عالم ارواح دوسرا عالم ہے۔ فقط۔

بے نمازی کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے اس کو گھسیٹا نہ جائے

(سوال ۳۱۸۸) بعض دیہات و شہر میں بے نمازی کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے بلکہ اس کو باندھ کر گھسیٹتے ہیں۔ یہ عمل شریعت میں درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر ۔(۴) یعنی ہر ایک نیک و بد کی نماز جنازہ پڑھو۔ پس یہ عمل ان لوگوں کا درست نہیں ہے کہ بے نمازی کے جنازہ کو گھسیٹ اور بلا نماز دفن کریں، ایسا کرنا حرام ہے۔

صاحب مزار سے دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۸۹) بروئے مذہب احناف بزرگان دین کے مزارات پر جا کر یہ عرض کرنا کہ آپ مقبول خداوندی ہیں، آپ ہمارے لئے دعا کر دیجئے کہ ہماری فلاں مراد پوری ہو جائے۔ یہ جائز ہے یا نہ۔

امام اعظمؒ کے نزدیک بعد وفات بزرگان دین سنتے ہیں یا نہیں

(سوال ۳۱۹۰/۲) امام صاحب کے نزدیک بزرگان دین بعد وفات زائرین کی باتیں سنتے ہیں یا نہیں۔

---

(۱) مشکوٰة باب الجمعة عن الترمذی وغیره ۱۲ ظفیر۔
(۲) مرقاة شرح مشکوٰة باب الجمعه ج ۲ ص ۱۱۲ ۔ ۱۲ ظفیر۔ (۳) ثم ذکران من لا یسئل ثمانیة الشهید الخ والمیت یوم الجمعة اولیلتها (ردالمحتار باب الجنائز ۔ مطلب ثمانیة لایسئلون فی قبورهم ۔ط.س. ج۲ ص ۱۹۲ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۴) شرح فقه اکبر ص ۹۱ ۱۲ ظفیر۔

کیاامام صاحبؒ نے کسی کو قبر سے التجا کرنے سے روکا تھا

(سوال ۳۱۹۱/۳) کیا یہ صحیح ہے کہ امام صاحب موصوف نے کسی شخص کو کسی قبر پر اہل قبر سے کچھ عرض و معروض کرتے دیکھا تو فرمایا کہ تو ایسے سے التجا کرتا ہے جو سن بھی نہیں سکتا۔

امام صاحب کی تائید میں جو آیت ہو یا حدیث پیش کی جائے

(سوال ۳۱۹۲/٤) اگر کوئی آیت یا حدیث امام صاحب کے قول کے تائید میں ہو تو وہ بھی تحریر فرمایئے۔

(الجواب)(۱ تا ۴) سماع موتی میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہؓ کے زمانہ سے ہے۔ بہت سے ائمہ سماع موتی کے قائل ہیں اور حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں جن سے عدم سماع موتی معلوم ہوتا ہے۔ مگر امام صاحبؒ سے کوئی تصریح اس بارہ میں نقل نہیں کرتے اور استدلال عدم سماع کا آیتہ انك لاتسمع الموتی وغیرہ سے کرتے ہیں۔ اور مجوزین کا استدلال حدیث ما انتم باسمع منهم الخ اور حدیث سماع قرع نعال سے ہے اور آیت مذکورہ کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نفی سماع قبول کی ہے۔ غرض یہ کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔(۱) اور قول فیصل ہونا اس میں دشوار ہے۔ پس عوام کو سکوت اس میں مناسب ہے جب کہ علماء کو بھی اس میں تردد ہے اور دلائل فریقین موجود ہیں اور جب کہ سماع موتی میں اختلاف ہوا تو اس میں بھی اختلاف ہوا کہ بزرگان دین کے مزارات پر اس طرح دعا کرنا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میری فلاں حاجت پوری فرمادے۔ یہ بھی مختلف فیہ ہوگا۔ البتہ احوط یہ ہے کہ اس طرح دعا کرے کہ یااللہ اپنے اس نیک بندے کی برکت سے میری دعا قبول فرما اور میری حاجت پوری فرما۔(۲)

فرشتوں کے متعلق غلط عقیدہ

(سوال ۳۱۹۳) ایک شخص حالت سکتہ میں تھا، عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کر لے گئے اور دوزخ میں ڈال دیا، اس کے بعد خداوند عالم نے عزرائیل علیہ السلام سے کہا کہ تم سے غلطی ہوئی اسی نام کا ایک دوسرا شخص ہے اس کی روح قبض کر لاؤ اس کو چھوڑ دو مگر فرشتوں نے نہیں چھوڑا۔ مردہ کو علم ہو گیا، اس نے چیخ و پکار کی۔ آخر فرشتوں نے توشہ کی روٹیاں جو جنازہ کے ساتھ رکھی جاتی ہیں رشوت لے کر چھوڑ دیا۔ کیا فرشتوں کا حکم عدولی کرنا اور رشوت لینا اور ایسی غلطی کرنا ممکن ہے۔

(الجواب) ملائکہ کرام کے بارے میں وارد ہے لا یعصون الله ما امرهم ویفعلون ما یئو مرون.(۳) یعنی وہ کسی امر میں اللہ کے حکم کا خلاف نہیں کرتے اور ان کو جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں، پس ان کی نسبت ایسا اعتقاد غلط اور باطل اور کذب وافتراء ہے۔ فقط۔

مرنے کے بعد روح کہاں رہتی ہے اور قبر میں سوال وجواب

(سوال ۳۱۹٤) مرنے کے بعد جو سوال وغیرہ ہوتے ہیں تو روح مرنے کے بعد آسمان پر چلی جاتی ہے پھر قبر

---

(۱) حوالہ گذر چکا ۱۲ ظفیر۔
(۲) دکرہ قوله بحق رسلك وانبیائك و اولیائك او بحق البیت لا نه لا حق للخلق علی الخالق تعالیٰ (در مختار) قوله کره الخ هذا لم یخا لف فیه ابو یوسف بخلاف مسئلة المتن السابقة الخ وجاء فی الا ثار مادل علی الجواز (ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج ٥ ص ٣٤٩. ط.س. ج٦ص ٣٩٧) ظفیر .(۳) سورة التحریم. ۱

میں لائی جاتی ہے یا جسم میں بند کردی جاتی ہے۔

(الجواب) جسم سے روح کو تعلق رہتا ہے۔(۱) فقط

غیر انسانوں کی ارواح

(سوال ۳۱۹۵) انسانوں وغیرہ کے سوابا قی حیوانات کی ارواح کہاں رہتی ہیں۔

(الجواب) حدیث میں ہے کہ حیوانات بعد ایک دوسرے سے بدلہ لینے دینے کے فنا کردیئے جائیں گے۔(۲) فقط۔

بوہرے کے عقائد اور ان کے متعلق چند سوالات

(سوال ۳۱۹۶) یہاں ہر ایک فرقہ ہے جس کو بوہرے کہتے ہیں۔ یہ لوگ داؤدی شیعہ ہیں ان میں ایک جماعت ایسی تیار ہوئی ہے جو اس کے لئے جدو جہد کررہی ہے کہ مذکور فرقہ میں اصلاح ہو جائے۔ تمام فرقے سورت کے ملا طاہر سیف الدین کے ماتحت ہیں جن کو آسمان کے نیچے خدا مانا جاتا ہے، نعوذ باللہ۔ اس اصلاح کن جماعت نے ملا مذکور کے خلاف علم جہاد بلند کیا ہے، اس لئے تمام فرقہ نے انہیں خارج از جماعت کردیا ہے، اس اصلاح پسند جماعت کے خیالات مجملاً حسب ذیل ہیں۔

قرآن کو مکمل کہنا۔ صحابہ کرام پر تبرا کرنا سخت گناہ ہے، ملا مذکور کو ایک انسان کی حیثیت سے زیادہ مرتبہ دینا معصیت ہے۔ ملا مذکور کی بیعت کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ سراسر لغو اور بیہودہ خیال ہے۔ غرض کہ ان میں اور اہل سنت میں یہ فرق ہے کہ وہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مقلد نہیں۔ علاوہ ازیں موجودہ تحریک خلافت کے بہت بڑے موید او سرگرم کارکن ہیں۔ اس اصلاح پسند جماعت کا یہاں صرف ایک گھر ہے، چند روز ہوئے ان کے یہاں ایک بیوی کا انتقال ہو گیا جو کہ خود بھی ایسی ہی روشن خیال تھی، قوم نے چونکہ ان سے مقاطعت کرلی ہے اس لئے کوئی ان کی میت میں نہیں آیا، اس لئے اہلسنت نے باقتضائے اخوت اسلامی میت کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی اور امداد کی اور جنازہ کی نماز بھی پڑھی ہم لوگوں نے میت کے ولی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی جو کہ اصلاح پسند جماعت کا سر گروہ ہے۔

نماز جنازہ پڑھانے کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ امام نے کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھی پھر نماز کی نیت کی پانچ تکبیروں کے ساتھ اور جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اسی طرح نماز پڑھی فرق اس قدر ہے کہ ہاتھ میں کتاب لے کر پڑھی، پانچ تکبیرات سے۔ عوام اعتراض کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی وہ اہل سنت سے خارج ہو گئے...... دریافت طلب امور درج ذیل ہیں۔

---

(۱) واختلاف کردہ اند کہ عذاب در قبر بزندہ گردانیدن میت است یا در مقابلہ داشتن روح باوے یا بنوعی دیگر کہ پروردگار تعالیٰ خواہد و ما را بدریافت کنہ حقیقت آں راہ نباشد وحق آنست کہ باحیاء است، چنانکہ ظاہر احادیث دال است بر اں الخ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۳ ا باب اثبات عذاب القبر) ظفیر۔

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتودن الحقوق الی اهلها یوم القیامة حتی یقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء رواه مسلم (باب الظلم ص ۴۳۵) وهذا تصریح بحشر البهائم یوم القیامة واعادتها کما اهل التکلیف من الا دمیین والا طفال الخ واما القصاص من القرناء للجلحاء فلیس فمن قصاص التکلیف بل هو قصاص مقابلة الخ (مرقة ج ۴ ص ۷۶۱) ظفیر.

(۱) میت کی اس کسمپرسی میں ہمارا کیا فرض تھا۔
(۲) مذکورہ بالا عقائد والے کے پیچھے فرض و سنت اور نماز جنازہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔
(۳) شیعہ کے پیچھے نماز فرض و نماز جنازہ ہو سکتی ہے یا نہیں
(۴) بصورت جواز لعن طعن کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے۔
(۵) بصورت عدم جواز مصلی کافر یا گنہگار ہوئے۔

(الجواب) اہل سنت و جماعت کے نزدیک نماز جنازہ کے لئے وہی جملہ شرائط ہیں جو دیگر نمازوں کے لئے ہیں۔ سوئے قراءۃ ورکوع و سجود وغیرہ کے جو کہ کتب فقہ میں مذکور ہیں اور جو امور دیگر نمازوں کو فاسد کرتے ہیں وہی نماز جنازہ کو فاسد کرتے ہیں، جیسا کہ شامی میں ہے۔ **وفی البحر ویفسد هاما یفسد الصلوٰة الا المحاذات الخ**۔(۱) پس کتاب ہاتھ میں رکھ کر اور اس میں دیکھ کر نماز جنازہ پڑھانا مفسد صلوٰۃ ہے، لہذا وہ نماز نہیں ہوئی۔ باقی جو خیالات و عقائد سوال میں اصلاح پسند جماعت کے لکھے ہیں یہ جہاں تک بھی ہیں صحیح ہیں اور اہل سنت و جماعت کے قریب ہیں سوائے اس کے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید سے علیٰحدہ رہنا بھی ایک آزادی کا سامان ہے اور عدم تقلید اکثر مقضی ہو جاتی ہے اہل سنت و جماعت کی مخالفت کی طرف۔ بہر حال جو کچھ اصلاح ہو سکے اس میں سعی کرنا مناسب ہے۔ اور جملہ مدارج اسلام کے طے کر کے اہل سنت و جماعت ہی ہونا چاہئے۔(۲) اور اصلاح پسند جماعت کی میت کی اگر اہل سنت و جماعت نے تجہیز و تکفین میں اعانت کی تو یہ شرعاً ممنوع نہیں ہے بلکہ بحالت مذکورہ ضروری تھا اور ایسی کس مپرسی کی حالت میں اہل سنت و جماعت اہل اسلام کو یہی لازم تھا کہ وہ تجہیز و تکفین اس میت کی کریں اور اس کی ہر قسم کی امداد کریں۔ البتہ نماز کا امام اس شخص کو بنانا جس نے بطریق مذکور نماز پڑھائی جو کہ شرعاً جائز نہیں ہوئی، جائز نہیں تھا اور جب کوئی امام اس گروہ میں کا شخص ہوا تھا تو اس کو نماز حسب قاعدہ اہل سنت و جماعت پڑھنی چاہئے تھی، ورنہ اہل سنت و جماعت کو اس کے پیچھے نماز میں شرکت نہ کرنی چاہئے تھی، خیر جو کچھ ہو لیا سو ہو لیا لعن طعن کرنے کی ان کو ضرورت نہیں ہے، آئندہ اس میں احتیاط کرنی چاہئے اور جب کہ اصلاح پسند جماعت نے اصلاح کرنے کی ہمت کی ہے تو پوری طرح اصلاح کرنی چاہئے کیونکہ فقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت ہی ہے۔(۳) ازروئے حدیث شریف کے سر مو اس جماعت سے علیٰحدہ ہونا چاہئے۔

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست میان دیدہ اگر نیم مو است بسیار است

شیعہ یا بوہرہ کے لئے ایصال ثواب اور ان کی نماز جنازہ میں شرکت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۹۷) شیعہ یا بوہرہ کی نماز جنازہ یا قرآن خوانی بغرض ایصال ثواب یا تعزیت کے وقت دعا مغفرت کرنا یا

---

(۱) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی صلاۃ الجنازۃ ج ۱ ص ۸۱۱. ط.س. ج۲ ص۲۰۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلث و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه و اصحابی رواه الترمذی (مشکوٰة باب اعتصام ص ۳۰) ظفیر.
(۳) وبهذا ظهران الرافضی ان کان ممن یعتقد الا لوهیة فی علی وان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفة التواطع المعلومة من الدین بالضرورة الخ (ردالمحتار النکاح فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸. ط.س. ج۳ ص ۴۲).

میت کی ہمراہ قبرستان تک جانا اہل سنت والجماعت کو درست ہے یا نہیں۔
(الجواب) نماز جنازہ پڑھنا اور مغفرت ان کے لئے کرنا درست نہیں ہے۔ اور قبرستان تک جانے نہ جانے میں یا تعزیت ادا کرنے نہ کرنے میں اپنے مصالح اور ضرورت کے موافق عمل درآمد کرے۔(۱) فقط۔

شیعہ کا جنازہ رسماً زمین پر رکھنا کیسا ہے

(سوال ۳۱۹۸) جب شیعہ جنازہ کو قبرستان تک لے جاتے ہیں تو راستہ سے ہٹا کر جنازہ زمین پر پانچ منٹ کے واسطے رکھ دیتے ہیں ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) یہ توقف بلاوجہ شرعی جائز نہیں ہے۔ احادیث میں جنازہ کو جلد لے جانے کا حکم ہے۔(۲) فقط۔

ڈرانے کے لئے یہ حکم نکالنا درست ہے کہ جو پنجوقتی نماز نہ پڑھے گا اس کی نماز جنازہ جائز نہیں

(سوال ۳۱۹۹) میں نے لوگوں کو نماز کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایک حکم نکالا ہے وہ یہ کہ تارک نماز کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ ایسا حکم دینا تخویفاً و تحدیداً جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) ایسا حکم کرنا درست نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے صلوا علیٰ کل بر و فاجر الحدیث۔ اور ظاہر ہے کہ تارک نماز بھی فاسق فاجر ہے، کافر عند الجمہور نہیں ہے، اور فقہاء نے باغی وغیرہ کو جو مستثنیٰ کیا ہے اس میں بھی تارک نماز اور ہر ایک فاسق کو داخل نہیں کیا، لہذا بالکل بلا ادائے نماز جنازہ مسلمانوں کو دفن کر دینا درست نہیں ہے، اس طرح لونڈی بھڑوں کو جو مسلمان کہلاتے ہیں بدون نماز کے دفن کر دینا یا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا جائز نہیں ہے، البتہ عبرت کے لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ تارک نماز وغیرہ فساق کی نماز مقتدا لوگ نہ پڑھیں بلکہ عوام لوگوں سے کہہ دیں کہ تم نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دو تاکہ تارکین نماز کو آئندہ و عبرت ہو۔ کما ورد فی الحدیث۔(۳) فقط۔

بحث سماع موتی

(سوال ۳۲۰۰) آپ کا فتویٰ پہنچا، حال معلوم ہوا، جواباً گذارش ہے کہ جب میت کو زائر کا علم و ادارک ہے اور سماع نہیں، یہ ایک ایسا عقیدہ لاینحل ہے کہ خاکسار کی سمجھ میں نہیں آتا میت کو زائرین کا علم ہو اور ادراک بھی ہو اور سماع نہ ہو یہ عجیب تماشا ہے، بجز دیکھنے اور سننے کے علم یا ادراک نہیں ہوتا پھر اموات کس طرح معلوم کر لیتی ہیں۔
(الجواب) اس بارہ میں بندہ نے وہی لکھا ہے جو حضرت عائشہؓ نے فرمایا تھا جب ان سے یہ کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے اہل قلیب بدر کے بارہ میں فرمایا ہے ما انتم باسمع منھم کہ تم اموات سے زیادہ سننے والے نہیں ہو تو

(۱) ویقال فی تعزیة المسلم بالکا فراعظم اللہ اجرك واحسن عزاك الخ (عالمگیری جنائز ج ۱ ص ۱۵۷ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۶۷) ظفیر.
(۲) ویسرع بها بلا خبب الخ وکره تاخیر صلاته ودفنه لیصلی علیه جمع عظیم بعد صلاة الجمعة (در مختار) للحدیث اسرعوا بالجنازة فان کانت صالحة قدمتموها الی الخیر و ان کانت غیر ذالك فشر تضعونه عن رقابکم (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی حمل الجنازة ج ۱ ص ۸۳۳ .ط.س. ج ۲ ص ۲۳۱) ظفیر.
(۳) عن سلمة بن الاکوع قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا تی بجنازة فقالوا صل علیها فقال هل علیه دین قالو الا فصلی علیها ثم اتی بجنازة اخری فقال هل علیه دین قیل نعم قال هل ترك شیئاً قالوا ثلثة دنانیر فصلی علیها ثم اتی بالثالثة فقال علیه دین قالوا ثلثة دنا نیر ، قال ترك شیئا قالوا لا، قال صلوا علی صاحبکم فقال ابو قتادہ صل علیه یا رسول اللہ وعلی دینه فصلی علیه رواه البخاری (مشکوة باب الانظار والافلاس ص ۲۵۲) ظفیر.

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ماانتم باعلم منہم یعنی یہ کہ تم ان سے زیادہ نہیں جانتے۔ غرض کے علم اور ادراک نہیں ہو سکتا، بہروں کو علم اور ادراک ہوتا ہے اور سماع نہیں ہوتا، پس ان قصوں میں نہ پڑیں اور اس کو کسی عالم سے سمجھ لیں اور یہ مسئلہ جان لیں کہ قرآن شریف میں سماع موتی کا انکار کیا گیا ہے۔ لہذا حدیث شریف میں تاویل کرنا مناسب ہے۔(۱)فقط۔

سماع موتی کی بحث

(سوال ۳۲۰۱) متعلق نمبر ۲۸۳۶ مندرجہ رجسٹر سن ۳۹ھ۔ شک یہ ہے کہ تمام فقہاء حنفیہ عدم سماع اموات کا مسئلہ تحریر فرمارہے ہیں، اور آپ نے بھی ایک جگہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ عدم سماع اموات امام صاحب کا مذہب ہے، پھر بعد میں واسطی کا قول ہے، وہی قول فقہاء نقل کرتے ہیں اور اس پر کسی قسم کی جرح وقدح نہیں کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سماع اموات کا مسئلہ درست ہے اور عدم سماع کا غلط، لہذا محمد بن واسع ناقل عن السلف ہے وہ کون ہے اور کس مذہب کا شخص ہے۔

(الجواب) محمد بن واسع تابعین میں سے ہیں جو کہ ائمہ مجتہدین میں سے سابق ہیں، اس لئے ان کو حنفی یا شافعی کچھ نہیں کہہ سکتے جیسا کہ صحابہ کو۔ اور علم زائرین کا اموات کو ہونا سماع موتی کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ سماع موتی دوسری چیز ہے اور علم ادراک امر آخر ہے، خود حضرت عائشہ صدیقہؓ جو سماع موتی کی منکر ہیں، بدلیل قولہ تعالیٰ انك لا تسمع الموتی۔(۲)(حدیث ما انت باسمع منهم)(۳)جو اہل قلیب بدر کے بارہ میں وارد ہے، اور مثبتین سماع موتی اس سے دلیل پکڑتے ہیں کی تاویل باعلم منہم کے ساتھ کرتی ہیں۔(۴)فقط۔

عورت کے پیٹ سے بچہ کا کچھ حصہ نکلا اور وہ مر گئی

(سوال ۳۲۰۲) عوت کے پیٹ سے لڑکے کا ایک پیر پیدا ہوا اور دونوں مرگئے تو لڑکے کو اس کے پیٹ سے جدا کیا جاوے یا ایک ہی غسل وکفن میں دفن کریں۔

(الجواب) لڑکے کو جدا نہ کیا جاوے، صرف عورت کا غسل وکفن ونماز پڑھنا کافی ہے۔ فقط۔

عشرہ محرم میں مرنے والے کی بحث

(سوال ۳۲۰۳) مشہور ہے جو شخص عشرہ محرم میں فوت ہوا اس سے عشرہ کے اندر عذاب قبر نہیں ہوتا۔

---

(۱) حوالہ کی بقدر ضرورت تفصیل پہلے گذر چکی وہاں دیکھ لیا جائے واجا بو هذا الحديث بانه مردود من عائشه قالت كيف بقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ذالك والله تعالىٰ يقول ما انت بمسمع من في القبور وانك لا تسمع الموتى، اقول و الحديث المتفق عليه لا يصح ان يكون مردودا، لا سيما ولا منا فاة بينه وبين القران فان المراد من الموتى الكفار والنفى، منصب على نفى النفع لا على مطلق السمع كقوله تعالى، صم بكم عمى فهم لا يعقلون، اوعلى نفى الجواب المترتب على السمع (مرقاة باب حكم الا سراء ج ٤ ص ٢٤٦) ظفير. (٢)سورة النمل . ٦.

(٣)فاطر . ٣. (٤)قال النبى صلى الله عليه وسلم والذى نفس محمد بيده ماانتم باسمع لما اقول منهم وفى رواية ماانتم با سمع منهم ولكن لا يجيبون وفى شرح مسلم للنووى قال الما زرى قيل ان الميت يسمع عملا بظاهر هذا الحديث وفيه نظر انه خاص فى حق هولاء ورد عليه القاضى وقال يحمل سماعهم على ما يحمل عليه سماع الموتى فى احاديث عذب القبر وفتنته التى لا مد فع لها وذا لك باحيائهم او احياء اجزاء منهم يعقلون به ويسمعون فى الوقت الزى يريده الله قال الشيخ هذا هو المختار قال ابن الهمام فى شرح الهداية اعلم ان اكثر من مشائخ الحنفية على ان الميت لا يسمع الخ (مرقاة ج ٤ ص ٢٤٦) ظفير.

حساب ہوتا ہے، بعد دس روز کے حساب وغیرہ ہوگا۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ بات غلط ہے عشرہ محرم میں مرنے والے کے لئے یہ نہیں آیا کہ دس دن تک عذاب قبر وغیرہ نہ ہوگا، البتہ رمضان شریف میں اور جمعہ کے دن میں مرنے والے کے لئے یہ بشارت حدیث میں آئی ہے۔(۱) فقط۔

جمعرات کو روح کا گھر میں آنا تحقیقی بات نہیں

(سوال ۳۲۰٤) بہت سے علماء کی زبانی سنا ہے کہ جمعرات کو روح اپنے اقرباء کے گھر آتی ہے اور ثواب کی امیدوار ہوتی ہے اور جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ کچھ تحقیقی بات نہیں۔ فقط۔

کافر کا بچہ جو مسلمان کے پاس مر جائے

(سوال ۳۲۰۵) ایک بچہ جس کے ماں باپ کافر تھے ایک مسلمان کے پاس پلتا تھا۔ مسلمان چونکہ لاولد تھا اس بچہ کو متنبٰی کر لیا۔ بچہ کے ماں باپ کافر بوجہ افلاس و عدم استطاعت پرورش مسلمان سے کچھ نذرانہ لے کر بچہ کو اس کے حوالہ کر کے کہیں چلے گئے اور بچہ صغیر السن اور بالکل بے شعور تھا، چند روز بعد مر گیا، اس لڑکے پر نماز پڑھی جائیگی اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا یا نہیں۔

(الجواب) قاعدہ فقہیہ کے مطابق وہ بچہ کافر سمجھا جائے گا اس لئے کہ بچہ کو مسلمان سمجھنے کے لئے یا اسلام احد الابوین کا شرط ہے یا تبعیت یا خود اس بچہ کا بحالت شعور و تمیز اسلام لانا اور جب کہ ان جوہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے تو حسب قواعد فقہیہ وہ بچہ مسلمان نہ سمجھا جائے گا۔ کذا فی الدر المختار۔(۲)

دسویں فصل
احکام شہید میں

بیماری میں مرنے والا شہید ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۰۶) خورشید خاں پسر رحمان خان، قوم پٹھان معمولی بیماری میں فوت ہوا، رحمان خاں پدر اس کا بعمر تخمینا قریب ایک سو سولہ تھا، زوجہ خورشید خان نے جس کا عقد ثانی پسر رحمان خاں سے ہوا تھا، رحمان خان کو بھکا کر ایک نویست نامہ بطور وقف اراضی باغ موضع نور پور پرگنہ دیوبند اس مضمون کا تحریر کرالیا کہ یہ باغ مذکور جس میں اقرار خورشید خاں کا ہے اس کا خرچ روشنی کے واسطے وقف کر دیا، اس کی آمدنی سے خرچ روشنی وغیرہ ہوا کرے گی اور متولی اپنے بعد پوتی کو کیا، اب سوال یہ ہے کہ معمولی بیماری میں فوت ہونے والے کو شہید کہتے ہیں یا نہیں اور خورشید خاں پر بحالت موجودہ اطلاق لفظ شہادت ہو سکتا ہے یا نہیں، اور قبر پر روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۱) ثم ذکران من لا یسئل ثما نیة الشهید الخ والا طفال والمیت یوم الجمعة او لیلتها (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۹۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۹۲) ظفیر. (۲) کصبی سبی معی احد ابویه لا یصلی علیه لانه تبع له ای فی احکام الدنیا الخ وان سبی بدونه فهو مسلم تباع للدار او للسابی او به فاسلم او اسلم الصبی وهو عاقل ای ابن سبع سنین صلی علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبیل مطلب حمل المیت ج ۱ ص ۸۳۱ .ط.س. ج۲ ص ۲۲۸) ظفیر.

(الجواب) معمولی بیماری میں مرنے والے کو شہید نہیں کہتے اور اس پر حکم شہادت کا نہیں لگایا جاتا۔(۱) اور قبر شہید کی ہو یا غیر شہید کی، ولی کی ہو یا عاصی کی روشنی مروجہ کرنا ایسی قبر پر درست نہیں ہے۔(۲) اور وقف کے اندر چونکہ یہ ہوتا ہے کہ بالآخر مصارف اس کے فقراء ہوتے ہیں، اس لئے یہ وقف صحیح ہو گیا اور متولی جس کو رحمان خاں نے اپنے بعد بنایا وہ متولی ہو گیا اور رہے گا۔ فقط۔

آنحضرت کو سید الشہداء کہنا درست ہے یا نہیں اور آپ کی حیات شہداء سے بڑھ کر ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۰۷) حضرت رسول اللہ ﷺ سید الشہداء ہیں یا نہیں، نیز شہداء کی حیات کے متعلق جو قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کو مردے مت کہو کیا یہ حیات شہداء ہی کے ساتھ مخصوص یا نہیں اور آنحضرت ﷺ اس حیات میں شہداء سے افضل ہیں یا نہیں۔

(الجواب) آنحضرت ﷺ افضل الانبیاء والمرسلین ہیں اور جب کہ آپ جملہ انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل ہیں تو جملہ صدیقین اور شہداء سے بھی افضل ہیں اور ان کے سردار ہیں اس میں کچھ جائے تردد اور شک نہیں ہے۔ کما قیل۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لیکن ظاہر میں آپ شہید نہیں ہوئے تاکہ سید الشہداء کا لفظ آپ کے لئے استعمال کیا جائے آنحضرت ﷺ نے حضرت حمزہ کو جو کہ شہید ہوئے تھے سید الشہداء کا لقب عطا فرمایا ہے، کما ورد فی الا حادیث۔(۳) پس ایسا سوال آپ کا قلت علم و تدبر پر مبنی ہے ایسا سوال نہ کرنا چاہئے، اور انبیاء علیہم السلام کی حیات خصوصاً آنحضرت ﷺ کی حیات شہداء کی حیات سے افضل واعلیٰ ہے اور بحث اس کی طویل ہے۔(۴) فقط۔

شہادت حکمیہ

(سوال ۳۲۰۸) زید مسلمان سید پابند صوم و صلوٰۃ دیندار مگر غریب مرد تھا، جو چنگی میں ماہوار ملازم محرر پونڈ تھا۔ وہ بمرض نمونیہ چھ روز بحالت سفر و تنہائی بیمار رہ کر فوت ہو گیا، ایسی موت کو غریب کی موت کہا جائے گا، اور زید شہید مرا یا نہیں موت الغربة شهادة ابن ماجه۔

مردہ کے لئے زندہ ہونے کی دعا

(سوال ۳۲۰۹/۲) زید فوت ہو گیا، زید کے بھائی کا یہ عقیدہ ہے کہ دعا میں بہت بڑی طاقت اور بڑا اثر ہے اور وہ حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ زید کو دوبارہ زندہ فرما دے اور وہ اپنے عزیز و اقارب سے آملے۔ یہ خیال زید کے بھائی کا صحیح ہے یا نہیں۔

---

(۱) ثم الا حسن فی تعریف الشهید الحكمی علی قول ابی حنيفة انه مسلم مكلف طاهر علم انه قتل ظلما قتلا لم يجب به مالا ولم يرتث (غنية المستملی ص ۵۵۵) ظفير . (۲) وما يوخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الی ضرائح الا ولياء الكرام تقربا اليهم فهو بالاجماع باطل و حرام (الدرالمختار علی هامش ر دالمحتار كتاب الصوم مطلب فی النذر الذی يقع للاموات ج ٤ ص ۱۷۵ .ط.س. ج۲ ص ٤٣٩) ظفير . (۳) عن علی قا ل رسول الله صلی الله عليه وسلم سيد الشهداء حمزة بن عبدالمطلب (فتح الباری تحت باب قتل حمزة بن عبدالمطلب ج ۱ ص ٤٨٢ ظفير) (٤) نبی الله حی يرزق رواه ابن ماجه (مشكوٰة باب الجمعه فصل ثالث) ظفير۔

(الجواب)(۱)اس صورت میں مصداق حدیث شریف موت الغربۃ شہادت کاانشاء اللہ تعالیٰ ہے، اور شہادت حکمیہ زید کو حاصل ہے۔(۱)

(۲)زید کے بھائی کا یہ خیال صحیح نہیں ہے اور اس کو ایسی دعا نہ کرنی چاہئے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ شہداء اللہ تعالیٰ سے اس کی تمنا کریں گے کہ پھر دنیا میں زندہ ہو کر جاویں اور پھر اللہ تعالیٰ کے راستہ مارے جائیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ نہیں ہو سکتا جو مر گیا وہ پھر دنیا میں نہیں لوٹایا جاتا۔ الخ فقط۔

پانی میں ڈوب کر مرجائے یا جہاد میں یا مرض ہیضہ وطاعون میں کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۱۰) شہید یعنی جو پانی میں ڈوب کر مرے یا جہاد میں، یا مرض ہیضہ وطاعون میں مر جاوے تو اس کو غسل وکفن دیا جاوے یا نہیں۔

(الجواب) جو شخص پانی میں ڈوب کر مرے یا ہیضہ وطاعون میں مرے وہ حکمی شہید ہے، اس کو غسل وکفن ہونا چاہئے اور شہید فی سبیل اللہ جو کہ حقیقی شہید ہے اس کو حسب شرائط فقہاء غسل وکفن نہیں ہے۔(۲)

ایک پاگل نے ایک عورت کو کڑھائی سے مار کر شہید کر دیا اس کو غسل دیا جائے یا نہیں

(سوال ۳۲۱۱) ایک مجنون نے اپنی عورت کے سر میں کڑھائی مار کر سر پھاڑ دیا عورت مر گئی عورت کو غسل دینا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) وہ عورت شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جاوے بلا غسل کے نماز اس پر پڑھ کر دفن کر دیا جاوے لحدیث زملو هم بكلومهم ودمائهم رواه احمد، شامی(۳) فقط۔

جو دیوار کے نیچے دب کر مر جائے انہیں غسل دیا جائے گا

(سوال ۳۲۱۲) ایک مسلمہ عورت حیض ونفاس سے پاک غسل کردہ آتش بازی کا سامان چکی میں پیس رہی تھی اس میں آگ لگ گئی مکان گر گیا، اس حادثہ سے چند منٹ پہلے چار شخص خدام خلافت نہر سے غسل کر کے اس مکان میں آئے تھے یہ پانچوں آدمی دب کر مر گئے بغیر غسل کے ان کو دفن کیا گیا مگر دعائے مغفرت جنازہ پڑھا گیا۔

(الجواب) حریق وغریق اور جس پر دیوار وغیرہ گر جائے اور وہ مر جاوے یہ سب شہید آخرت ہیں ان کو غسل دینا لازم ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو تیمم کرنا چاہئے تھا اور بلا غسل دفن کر دینے کی حالت میں ان کے لئے حکم یہ تھا کہ بعد دفن کر دینے کے دوبارہ نماز جنازہ قبر پر پڑھی جاتی کیونکہ جو نماز بلا غسل ہوئی وہ نماز معتبر نہیں ہوئی۔ بعد دفن کر

---

(۱) فالمرتث شهيد الاخرة وكذا الجنب الخ والغريق والحريق والغريب (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب الشهيد ج ۱ ص ۸۵۲. ط.س. ج۲ ص ۲۵۲) ظفير.

(۲) فينزع عنه ما لا يصلح للكفن ويزاد ان نقص الخ وينقص ان زاد لا جل ان يتم كفنه المسنون ويصلى عليه بلا غسل ويدفن بدمه وثيابه الخ وكل ذالك فى الشهيد الكامل والا فالمرتث شهيد الاخرة وكذا الجنب ونحوه ومن قصد العد وفاصاب نفسه والغريق والحريق والمهدوم عليه والمبطون والمطعون الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الشهيد ج ۱ ص ۸۵۱ و ج ۱ ص ۸۵۲) ظفير غفر الله الصمد.

(۳) ويصلى عليه بلا غسل ويدفن بدمه وثيابه لحديث زملو هم بكلو مهم (در مختار لقوله صلى الله عليه وسلم فى شهداء احد زملو هم بكلو مهم ودمائهم رواه احمد . كذا فى شرح المنية (ردالمحتار باب الشهيد ج ۱ ص ۸۵۱) ظفير.

دینے کے چونکہ غسل متعذر ہو گیا اس لئے غسل ساقط ہو گیا لہذا نماز دوبارہ ان کی قبور پر پڑھنی چاہئے تھی مگر یہ حکم صلوٰۃ علی القبر کا تفسخ میت سے پہلے پہلے تھا جس کی تقدیر عند البعض تین دن ہے اور اصح عدم تقدیر ہے بوجہ اختلاف وقت تفسخ کے اختلاف امکنہ واز منہ وغیرہ کی وجہ سے درمختار میں ہے وان دفن واهيل عليه التراب بغير صلوٰة او بها بلا غسل صلى على قبره استحساناً مالم يغلب على الظن تفسخه من غير تقدير و هو الا صح (ور) لا نه يختلف باختلاف الاوقات حراً وبرداً وا الميت سمناً وهزا لاً ولا مكنة بحر وقيل يقدر بثلاثة ايام الخ شامی (۱). وفى باب الشهيد من الد ر المختار و كل ذلك فى الشهيد الكامل الخ قوله في الشهيد الكامل وهو شهيد الدين والا خرة . وشهادة الدنيا بعدم الغسل الالنجاسة اصابته غير دمه وشهادة الاخرة بنيل الثواب الموعود للشهيد الخ شامی ۔(۲) اس سے معلوم ہوا کہ شہید آخرت کے لئے ثواب موعود آخرت میں حاصل ہو گا اور دنیا میں اس کو حکم شہادت کا دربارہ عدم غسل وغیرہ نہ دیا جاوے گا۔

جو مردہ زخمی ہو اس کو غسل دینا کیسا ہے

(سوال ۳۲۱۳) جس مردہ کے جسم میں بوجہ قتل کے زخم ہوں اس کو غسل دینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر اس کو ظلماً قتل کیا گیا ہے تو وہ شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جاوے گا اور نماز پڑھنی چاہئے۔(۳) فقط۔

چوروں نے قتل کر دیا شہید ہوا یا نہیں

(سوال ۳۲۱٤) جو آدمی خانگی کام کو گاؤں میں جاتا ہے چوروں نے راستہ میں اس کو قتل کر دیا یہ مسلمان ہے شہید کہلاوے گا یا نہیں اور غسل ونماز کی نسبت کیا حکم ہے ؟

(الجواب) وہ شخص شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے ويصلى عليه بلا غسل و يدفن بدمه وثيابه الخ(٤) درمختار۔

منکر نکیر کن لوگوں سے سوال نہیں کریں گے

(سوال ۳۲۱۵/۱) شہادت صغریٰ پانے والے شہداء سے سوالات منکر نکیر ہو گے یا نہیں۔

شہادت اخروی پانے والے کا جسم گلتا سڑتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۱٦/۲) شہادت صغریٰ پانے والے شہداء کے جسم قبر میں گلیں سڑیں اور ریزہ ریزہ ہوں گے یا نہیں۔

حقیقی شہید کے جسم کے متعلق کیا فرماتے ہیں

(سوال ۳۲۱۷/۳) شہادت کبریٰ پانے والوں کے اجسام کے متعلق کیا حکم ہے۔

(الجواب) شامی میں منقول ہے کہ آٹھ شخصوں سے سوال منکر نکیر نہ ہو گا ایک ان میں سے شہید ہے اور طاعون

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦ و ج ۱ ص ۸۲۷ .ط.س. ج۲ص۲۲٤ . ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الشهيد ج ۱ ص ۸۵۲ .ط.س. ج۲ص ۲۵۰ ...... ۲۵۱ ۱۲ ظفیر.
(۳) الشهيد هو كل مكلف مسلم طاهر قتل ظلما ولم يجب بنفس القتل مال والى قوله ويصلى عليه بلا غسل ويدفن بدمه وثيابه (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ج۱ ص ۸۵۱ .ط.س. ج۲ص۲٤۷) ۱۲ ظفير.
(٤) الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۵۱ .ط.س. ج۲ص ۲۵۰ . ۱۲ ظفير.

میں مرنے والا اور مرابط وغیرہ۔(۱)

(۲، ۷)انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حدیث شریف میں وارد ہے **ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الا نبیاء**۔(۲)باقی سوائے انبیاء علیہم السلام کے دوسروں کے بارے میں ایسا وارد نہیں ہے۔ فقط۔

کافروں کی شرارت روکنے میں جو مسلمان کام آئیں وہ شہید ہیں یا نہیں

(سوال ۱/۳۲۱۸)اس وقت کافر ہندوستان میں مسلمانوں کو ذلیل کرنا اور اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے امور مذہبی میں مداخلت کرتے ہیں اگر مسلمان ان کی شرارت روکنے میں کام آجاویں تو وہ شہید ہوں گے یا نہیں۔

محرم وعرس میں ہندو کے حملہ سے مسلمان مریں ان کا کیا حکم ہے

(سوال ۲/۳۲۱۹) محرم اور عرس اور میلہ وغیرہ میں اگر ہندو حملہ آور ہوں اور مسلمان ضائع ہو جائیں تو کیا حکم ہے۔

ہندو خفیہ طور پر مسلمانوں کو مار ڈالیں تو وہ شہید ہیں یا نہیں

(سوال ۳/۳۲۲۰)اگر ہندو خفیہ طور سے حملہ کریں یا کوٹھوں پر چڑھ کر نقصان پہنچائیں اور مسلمان مارے جائیں تو کیا حکم ہے۔

(الجواب)(۱، ۲، ۳)ان سب صورتوں میں جو مسلمان مارے جاویں گے وہ شہید ہوں گے کیونکہ جو مسلمان ظلماً کافروں کے ہاتھ سے مارا جاوے وہ شہید ہوتا ہے۔(۲)فقط۔

اولیاء اللہ مرنے کے بعد زندہ رہتے ہیں یا نہیں

(سوال ۳۲۲۱) حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے یا نہیں بہر صورت دلیل کیا ہے۔

(الجواب)وباللہ التوفیق۔ سب ہی مرنے والے ہیں **انک میت وانہم میتون** جو کہ مسلم ہے پھر اسی حیات روحانی میں درجات انبیاء علیہم السلام کی حیات قوی تر ہے، اس کے بعد شہداء کی، پھر جملہ مؤمنین و مؤمنات کی درجہ بدرجہ اور نصوص صرف انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات میں وارد ہیں۔ حدیث شریف میں ہے **ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الا نبیاء فنبی اللہ حی یرزق** .(۳) **الحدیث. او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم** اور شہداء کے بارہ میں قرآن شریف میں ہے **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عندربھم یرزقون فرحین بما اتاھم اللہ من فضلہ**.(۴) الآیۃ. پس اس قسم کی تصریح

---

(۱)ذکر ان من لا یسئل ثمانیۃ الشہید والمرابط، والمطعون والموت زمن الطاعون بغیرہ اذا کان صابرامحتسبا الصدیق والا طفال والمیت یوم الجمعۃ او لیلتہا والقاری کل لیلۃ تبارک الملک الخ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب ثما نیۃ الا یسئلون فی قبور ہم ج۱ ص ۷۹۷ و ج ۱ ص۷۹۸ .ط.س. ج۲ص ۱۹۲) ظفیر.

(۲)ھو کل مکلف مسلم طاھر الخ قتل ظلما بغیر حق بجارحۃ الخ وکذا یکون شہیدا لوقتلہ با غ او حربی او قاطع طریق ولو تسببا او بغیر آلۃ جارحۃ فان مقتولھم شہیدالخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الشہید ج ۱ ص ۸۴۸ .ط.س. ج۲ص ۲۴۷) ظفیر. (۳)اور بھی کو حیات روحانی حاصل رہتی ہے، کیونکہ مدار ثواب و عتاب کا حیات روحانی پر ہے۔

(۴) —

کوئی اولیاء اللہ کے لفظ کے ساتھ وارد ہونا یاد نہیں ہے لیکن جب کہ شہداء کے لئے حیات کی تصریح ہے اور شہداء بھی اولیاء اللہ ہیں تو اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے لئے بھی تصریح حیات کی ہوگی یایوں کہا جاوے کہ جب کہ شہداء کے لئے حیات کی تصریح ہے تو چونکہ اولیاء اللہ بھی بحکم شہداء ہیں بلکہ بعض اولیاء شہداء سے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں جیسے صدیقین کہ وہ اولیاء اللہ کی ایک جماعت ہے، شہداء سے افضل ہے کما قال اللہ تعالیٰ اولئٹ مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ الآیۃ۔ اس آیت میں انبیاء کے بعد شہداء سے پہلے صدیقین کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ بظاہر یہ ترتیب مقتضی افضلیت صدیقین کو شہداء پر ہے اس لئے اولیاء اللہ کے لئے بھی یہ خاص حیات علی حسب المراتب ثابت ہے۔ فقط۔

مرنے کے بعد اولیاء اللہ کے فیوض باقی رہتے ہیں

(سوال ۳۲۲۲) اولیاء اللہ کی تصرفات اور ان کے فیوض وانوار وبرکات بعد وصال بھی موجود رہتے ہیں یا بعد موت ظاہری وہ سب ختم ہو جاتے ہیں۔

(الجواب) اور فیوض وبرکات ان کے بعد ممات کے باقی رہتے ہیں مثلاً یہ کہ ان کی زیارت اور قرب سے زائرین کو برکات حاصل ہوں اور ان پر بھی درود رحمت ہو کیونکہ جب وہ اولیاء موردرحمت الٰہی ہیں تو جو شخص ان کی زیارت کرے گا وہ بھی حسب المراتب مستفیض ان کی برکات سے ہوگا۔ باقی یہ کہ وہ تصرفات کرتے ہیں یا نہیں اور ان کو کچھ اختیار دیا گیا ہے یا نہیں اس میں عقیدہ کو صحیح رکھنا لازم ہے۔ متصرف عالم میں سوائے اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ، کے کوئی نہیں ایک ذرہ بدون اس کے حکم وارادہ کے نہیں حرکت کر سکتا اور جو کچھ حق تعالیٰ نے ہر ایک کے لئے مقدر فرمادیا ہے وہی ہوتا ہے اس کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے۔

تم الجزء الخامس من "فتاویٰ دار العلوم دیو بند مدلل و مکمل" بعون اللہ تعالیٰ وتو فیقہ ویلیہ الجزء السادس اولہ کتاب الزکوٰۃ. تحت اشراف حکیم الاسلام مولانا القاری الحافظ محمد طیب صاحب دامت فیوضہ مدیر دار العلوم دیو بند علی ید العبد الجانی محمد ظفیر الدین المفتاحی . ۱۵ ربیع المنود سن ۱۳۸۵ھ. فالحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ و سلام عبادہ الذین اصطفی

کتاب الزکوٰۃ

پہلا باب شرائط اور صفت زکوٰۃ

زکوٰۃ کا حکم کب نازل ہوا

(سوال ۱) زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں کتنی جگہ آیا ہے؟ کون سن ہجری میں حکم نازل ہوا۔

(جواب) درمختار و شامی میں ہے کہ زکوٰۃ کا حکم کلام مجید میں نماز کے ساتھ ۳۲ جگہ آیا ہے، نماز کے علاوہ ذکر آیا ہو تو اس کو نہیں لکھا، قرآن شریف دیکھ لیا جائے، اور ہجرت کے دوسرے سال میں فرضیت زکوٰۃ ہوئی ہے، قال فی الدر المختار قرنها بالصلوٰة فی اثنین و ثمانین موضعا فی التنزیل (الی ان قال) و فرضت فی السنة الثانية قبل فرض رمضان الخ قال الشامی و صوابه اثنين و ثلاثين۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک مسئلہ کی تحقیق

(سوال ۲) غایۃ الاوطار میں لکھا ہے کہ غنی سے مراد یہاں وہ ہے جو صاحب نصاب ہو یعنی جس کو ستاون روپے کا مقدور ہو خواہ اس قدر نقد ہو یا جنس چنانچہ باغ یا زمین یا رہنے کے مکان کے سوا دوسری حویلی اتنی مالیت کی ہو۔ ایسے شخص کو نذر کی چیز کھانا جائز نہیں۔ آیا ایسے شخص پر قربانی اور صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں اور یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں بھی اختلاف ہے، اور یہ جو غایۃ الاوطار میں ہے امام ابو یوسفؒ کا مذہب ہے، اور امام محمدؒ کا مذہب یہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ سوائے نقدین کے زمین وغیرہ سے صاحب نصاب نہیں ہوتا۔(۲) فقط

نابالغ کے مال پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۳) نابالغ کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) وشرط افتراضها عقل بلوغ و اسلام . د ر مختار . فلا تجب على مجنون وصبى لا نها عبادة محضة وليسا مخاطبين بها الخ رد المحتار (۳) وفى الهدايه وليس على الصبى والمجنون زكوٰة خلافاً للشافعى فانه يقول هى غرامة مالية فتعتبر بسائر المئون كنفقة الزوجات الخ ولنا انها عبادة فلا تتادى الا بالاختيار تحقيقا لمعنى الابتلاء والا ختيار لهما لعدم العقل (۴) الخ۔ عبارات مرقومہ سے واضح ہے کہ نابالغ شرعی کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور نصوص سے صبی کا غیر مکلف ہونا اور مرفوع القلم ہونا ثابت ہے۔ قال عليه الصلوٰة والسلام رفع القلم عن ثلثة عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبى حتىٰ يبلغ وعن المجنون حتى يفيق الحديث۔(۵) او کما قال رسول اللہ ﷺ۔ اور عدم وجوب صلوٰۃ و صیام وحج وغیرہ۔ جملہ عبادات نابالغ بھی

---

(۱) رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۲ .ط.س. ج ۲ ص ۲۵۶ . ۱۲ ظفير

(۲) وذكر فى الفتاوىٰ فيمن له حوانيت و دور للغلة لكن غلتها لا تكفيه وعيا له انه فقير ويحل له اخذ الصدقة عند محمد وعند ابى يوسف لا يحل الخ سئل محمد عمن له ارض يزرعها اوحانوت يستغلها او دار غلتها ثلاثة الا ف ولا تكفى لنفقته ونفقة عياله سنت يحل له اخذ الزكوة وان كانت قيمتها تبلغ الو فاوعليه الفتوىٰ وعندهما لا يحل اھ رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ .ط.س. ج ۲ ص ۳۴۸) (۳) رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۴ .ط.س. ج ۱ ص ۲۵۸ . ۱۲ ظفير

(۴) هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۸ . ۱۲ ظفير (۵) دیکھئے نصب الرايه كتاب الزكوة ج ۲ ص ۳۳۳ . ۱۲ ظفير

دلیل عدم وجوب زکوۃ کی ہے اس پر، اور حدیث حتیٰ لا تاکله الصدقة باوجود عدم صحت کے ماول ہے۔ فقط

مقدار نصاب کیا ہے اور زکوٰۃ ہر سال ہے یا صرف ایک مرتبہ

(سوال ۴)زکوۃ میں زیور کتنے روپیہ کا، چاندی یا سونا ہو اور ایک مرتبہ زکوۃ نکال دیئے سے تاعمر معافی ہوگی یا نہیں۔ اور انگریزی سکہ کی رو سے نصاب کتنے روپیہ کا ہوتا ہے۔ مثلاً چالیس روپیہ کا زیور ہے اس میں زکوۃ ہے یا نہیں۔ یا اس سے کم میں اور زائد میں ہے یا نہیں۔

(جواب) زیور میں زکوٰۃ واجب ہے۔ نصاب چاندی کا دوسو درہم یعنی بقدر ۵۲ ½ تولہ کے سکہ رائج الوقت سے ہے اور نصاب سونے کا ساڑھے سات تولہ سنا ہے اور اگر زیور دونوں طرح کا ہو تو سونے کی قیمت کر کے چاندی میں شامل کر کے زکوۃ ادا کی جائے زکوۃ میں چالیسواں حصہ دینا واجب ہے یعنی اڑھائی روپیہ سیکڑہ کے حساب سے، زکوۃ سال بھر کے بعد ادا کرے۔(۱) اور زکوۃ ہر سال دینی لازم ہے۔(۲) فقط (ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت نصاب ہے۔ پہلے چونکہ چاندی سستی تھی اس لئے نصاب عام طور سے کبھی چالیس روپے ہوتے تھے اور کبھی ساڑھے باون روپے مگر اس وقت ۵۲ ½ تولہ چاندی کی قیمت تین روپے تولہ کے حساب سے ما معصے ۵پ ہوگی اس لئے کہا جائے گا کہ جس کے پاس حوائج اصلیہ کے علاوہ پیسے باقی رہے وہ صاحب نصاب ہے۔ اس وقت چالیس روپے کے زیور میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (واللہ اعلم۔ ظفیر)

جب یہ پتہ نہ ہو کہ کب سے وہ نصاب والا ہے تو کیا کرے

(سوال ۵　)ایک صاحب کے والد بزرگوار نے انتقال کیا اور اس کے حصہ میں منجملہ اور اشیاء کے کچھ زیور بھی آیا اور اس قدر تھا کہ جس پر زکوۃ فرض نہیں تھی، کچھ روز بعد انہوں نے اور زیور گھڑوا کر اس میں شامل کیا۔ اور کچھ زیوران کے بچوں کا اس میں شامل ہوا۔ کل ۹۵ تولہ ہوا۔ اور ٹھیک معلوم نہیں کہ دوسال سے یا چار سال سے یہ ۹۵ تولہ ہوا ہے۔ تو آیا اب وہ زکوۃ پچھلے سالوں کی بھی ادا کرے یا اسی سال کی۔

(جواب) گمان غالب کے موافق جس وقت سے وہ زیور ۹۵ تولہ ہو گیا ہے اسی وقت سے زکوۃ اس کی ادا کرنی چاہئے۔ سنین ماضیہ کی زکوۃ بھی دی جائے اور گمان غالب سے سوچ لیا جاوے یا قرائن سے اندازہ لگایا جاوے اور احتیاطاً کچھ زیادہ ہی مدت لگالی جاوے۔ مثلاً اگر اڑھائی برس کا گمان ہو تو تین برس سمجھ کر تین سال کی زکوۃ دی جائے۔ علیٰ ہذا القیاس کچھ زیادہ ہو جائے تو بہتر ہے، ثواب زیادہ ہے اور کم ہو جانے کی صورت میں خوف عتاب ہے۔ اور زکوۃ کل زیور کی جو موجود ہے دی جاوے گی بحساب اڑھائی روپے سیکڑہ کے۔(۳)۔ فقط

---

(۱)فاذا كانت مائتين وحال عليها الحول ففيها خمسة دراهم الخ وليس فيما دون عشرين مثقالا من ذهب صدقة فاذا كانت عشرين مثقالا عليها نصف مثقال الخ وفى تبر الذهب والفضة عليهما واها نيهما الزكوة (هدايه باب زكوة المال ج ١ ص ١٧٦ و ص ج ١ ص ١٧٧) ظفير

(۲)وتجب على الفور عند تمام الحول الخ (عالمگيرى كتاب الزكوة. ط. ماجديه ج ١ ص ١٧٠) ظفير.

(۳)اى سبب افترا ضها ملك نصاب حولى الخ تام الخ او شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فى ملكه وتنمية المال كالدراهم والدنا نير (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ٢ ص ٦ و ج ٢ ص ١٣ . ط. س. ج ٢ ص ٢٥٩). ظفير.

دختر کے روپے میں زکوٰۃ

(سوال ۱/ ۶) دختر کے روپیوں پر جو کسی دوست نے دیئے زکوٰۃ ہے یانہیں۔

مال کی ہر قسم کی زکوٰۃ علیحدہ علیحدہ وقتوں میں درست ہے یا نہیں

(سوال ۲/ ۷) مال کی سب قسموں کی زکوٰۃ علیحدہ علیحدہ وقتوں میں دینادرست ہے یانہیں۔

کتابیں جو مروۃً دی جاتی ہیں ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۳/ ۸) کتابیں کبھی فروخت کرتا ہے اور کبھی مروۃً دی جاتی ہے، ان پر زکوٰۃ ہے یانہیں۔

قرض حسنہ کی زکوٰۃ

(سوال ۴/ ۹) روپیہ جو کسی کو قرض حسنہ دیا اس پر زکوٰۃ ہے یانہیں۔

(جواب) (۱) اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔(۱)

(۲) علیحدہ علیحدہ اوقات میں جدا جدا سامان واسباب کی زکوٰۃ دینا درست ہے۔

(۳) اگر دراصل وہ کتب تجارت کے لئے ہیں گو کسی کو مروۃً بلا قیمت بھی دے دی جاوے تو زکوٰۃ ان پر لازم ہے۔(۲)

(۴) بعد وصول کے اس کی زکوٰۃ ادا کی جاوے گی، اگر قبل وصول زکوٰۃ دے دیوے تو یہ بھی درست ہے۔(۳) فقط۔

جس کے پاس صرف پانچ سو روپیہ ہے، اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۰) زید کے پاس پانچ سو روپیہ ہے لیکن نہ مکان ہے نہ مقروض ہے نہ دیگر جائداد۔ روزگار کرنا اور گذران کرنا روپیہ مذکور سے مکان بنانے کا ارادہ ہے، اس مال کی زکوٰۃ زید پر واجب ہے یانہیں۔

(جواب) زکوٰۃ اس کی واجب ہے۔ ہر سال بعد ختم سال زکوٰۃ دینا فرض ہے۔(۴) فقط۔

مہر مانع زکوٰۃ نہیں ہے

(سوال ۱۱) ایک شخص کے پاس مثلاً دس ہزار روپے ہیں۔ اس پر رقم زکوٰۃ اڑھائی سو روپیہ ہوئی مگر زوجہ کا مہر پانچ ہزار قرض ہے اس لئے سوا سو روپیہ زکوٰۃ دے گا آیا یہ درست رہا یا کوئی اس میں خلجان ہے۔ دوسری بات اس سے صعب ہے ادائے زکوٰۃ میں خیال نہ رہا اور پورے دس کی زکوٰۃ دیتا رہا جو رقم زیادہ دی گئی اس کو کس طرح وصول کرے، آیا چند سال زکوٰۃ ادا نہ کرے جب تک پوری وصول نہ ہو جائے۔ گویا پیشگی ادا کی گئی حیلہ کی ضرورت نہیں خطفہ عقوبت نہ رہے۔

(جواب) مہر مئوجل جیسا کہ اب عموماً ہوتا ہے صحیح مذہب کے موافق مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے، یعنی یہ دین مہر موجل روپیہ موجودہ سے وضع نہ کیا جاوے۔ گا بلکہ تمام روپیہ موجودہ کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے پس جس کے پاس دس ہزار

---

(۱) الزکوٰۃ وجبۃ علی الحرا لعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیہ الحول (ھدایہ کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر۔

(۲) وفی عرض تجارۃ قیمتہ نصاب الخ ربع عشر۔ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ج۲ ص ۴۱، ط.س. ج۲ ص۲۹۸)

(۳) ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضیٰ (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص۳۰۶)

(۴) الزکوٰۃ واجبۃ علی الحرا لعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیہ الحول (ھدایہ کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۷) فاذا کانت مأتین وحال علیہ الحول ففیھا خمسۃ دراھم الخ (ایضاً ج ۱ ص ۱۷۶) ظفیر۔

روپیہ مثلاً موجود ہے اور پانچ ہزار کا قرض مہر موجل زوجہ کا اس کے ذمہ ہے تو وہ شخص پورے دس ہزار روپیہ کی زکوٰۃ اڑھائی سو روپے ادا کرے گا، لہذا جو زکوٰۃ دس ہزار روپے کی وہ دیتا رہا وہ پوری زکوٰۃ ہے اس میں زکوٰۃ سے زیادہ کچھ نہیں دیا گیا جس کے لئے واپسی کے حیلہ کی ضرورت ہو یا آئندہ زکوٰۃ نہ دے کر اس کو محسوب کیا جاوے۔ شامی میں دین مہر موجل کی بحث کرتے ہوئے لکھا ہے والصحیح انہ غیر مانع۔(۲) فقط

امانت کے روپے سے زکوٰۃ ادا کرائی جا سکتی ہے

(سوال ۱۲) زید کے پاس کچھ روپیہ عمر کا امانت موجود ہے عمر باہر گیا ہوا، زید کو لکھتا ہے کہ میری امانت سے زکوٰۃ فریضہ ادا کر دی جائے، زید نے مبلغات مذکورہ کا حساب کر کے اس طرح تقسیم کیا کہ مبلغات واجب الاداء کی قیمت سے کچھ دینی کتابیں لے کر مصرف زکوٰۃ میں دے دی اور کچھ نقد ادا کر دی۔ یہ وکالت جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس طریق سے زکوٰۃ ادا کر دینا درست ہے اور زکوٰۃ عمر کی ادا ہو گئی۔ لصحۃ الوکالۃ(۳) فقط۔

ٹکٹ اور نوٹ سے زکوٰۃ ادا ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳) اگر ٹکٹ یا نوٹ در حساب زکوٰۃ دادہ شود، ادامی شود یا نہ۔

(جواب) نوٹ رابمنزلہ وثیقہ میگویند از دادن نوٹ آں وقت زکوٰۃ ادا خواہد شد کہ معطی لہ، زر نقد بعوض آں بگیرد حاصل آنکہ زکوٰۃ از مال ادا باید کرد و نوٹ و ٹکٹ مال نیست۔(۴) فقط۔

زکوٰۃ ہر سال دی جائے گی

(سوال ۱۴) جس مال کی زکوٰۃ ایک سال ادا کر دی گئی ہو اس مال کی نسبت دوسرے سال بھی زکوٰۃ دینا چاہئے یا نہیں جب کہ اس مال سے کوئی منافع نہیں ہوتا اور نہ کوئی تجارت کی جاتی ہے۔

(جواب) جس روپے اور زیور پر ایک سال زکوٰۃ دی گئی جب دوسرا سال پورا ہو گا پھر زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ ہر سال زکوٰۃ واجب الاداء ہوتی ہے خواہ اس روپے سے کچھ نفع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔(۵) فقط

عورت بغیر اطلاع شوہر اپنے زیور و سامان کی زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵) جس عورت کے پاس زیور جہیز کا ہو وہ بغیر اطلاع خاوند کے زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) فارغ عن دین لہ مطالب من جہۃ العباد سواء کان للہ کزکاۃ وخراج اوللعبد ولو کفالۃ او متوجلا ولو صداق زوجتہ المؤجل (در مختار) والصحیح انہ غیر مانع (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۶ و ج ۲ ص ۷ ط.س. ج۲ص ۲۶۰)

(۲) رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۷ ط.س. ج۲ص ۱۲۲۶۱ ظفیر.

(۳) وشرط صحۃ ادائھا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ حکما (الدر المختار علی ہامس رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۴ ط.س. ج۲ص ۲۶۸) ظفیر

(۴) وجاز دفع القیمۃ فی زکاۃ وعشر وخراج و نذر و فطرۃ (ایضاً باب زکوٰۃ الغنم ج ۲ ص ۲۹ ط.س. ج۲ص ۲۸۵) نوٹ وٹکٹ کو مال سے خارج قرار دینا قابل غور ہے، بالخصوص اس زمانہ میں جب کہ چاندی کا سکہ سرے سے پایا ہی نہیں جاتا، سارا کاروبار حکومت اور پبلک دونوں میں نوٹ پر موقوف ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

(۵) وشرط ای شرط افتراض ادائھا حولان الحول وھو فی ملکہ وتنمیۃ المال الدراھم والدنانیر لعینھا للتجارۃ باصل الخلقۃ فتلزم الزکوٰۃ کیفما امسکھما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۳ ط.س. ج۲ص ۲۶۷) ظفیر.

(جواب) جہیز کا زیور عورت کا مملوکہ ہے (۱) اس کی زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم ہے خاوند سے اجازت لینے اور اطلاع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

امین پر مال امانت کی زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۶) مال متروکہ میت کا ابھی وارثوں پر تقسیم نہیں ہوا ہے، امین کی زیر تحویل ہے اور وارث سب بالغ ہیں، بعض کے حصے مقرر اور بعض کے ابھی مقرر نہیں ہوئے، اس مناقشہ میں سال کامل گذر گیا۔ اس صورت میں مال مذکورہ کی زکوٰۃ امین پر واجب الادا ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ مال کی بذمہ مالکوں کے لازم ہوئی ہے امین کے ذمہ زکوٰۃ نہیں، بلکہ اگر وہ مال سونا چاندی ہے تو وارثوں پر بقدر حصہ زکوٰۃ لازم ہے جس وقت ان کے پاس ان کا حصہ پہنچ جاوے گا اور مال زکوٰۃ بقدر نصاب ان کے پاس تو زمانہ گذشتہ کی زکوٰۃ بھی ان کے ذمہ لازم ہوگی۔ فی الدر المختار الا الذهب والفضة والسائمة لما فی الخانية لو رث سائمة لزمه زكوتها بعد حول نواه او لا الخ۔ (۲) فقط۔

بغرض حفاظت جو رقم کسی کو دی اس پر زکوٰۃ کب سے ہے

(سوال ۱۱۷) زید نے اپنے بھائی عمر کو پانچ سو روپے بغرض حفاظت دیا اور کہا کہ چاہے تم اس کو اپنے کاروبار میں لگا کر نفع اٹھاؤ یا نقصان اور چاہے ایسا ہی رکھے رکھو۔ عمر نے بعد چار سال کے زید کی اجازت سے چھ سو روپے کا مکان رہنے کے لئے زید کو خرید دیا، پانچ سو وہ اور ایک سو اپنی طرف سے قیمت دے دی، زید پر ان چار سال کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ اور صرف پانچ سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی یا کیا حکم ہے۔

(جواب) ان چار سال کی زکوٰۃ لازم ہوگی اور صرف پانچ سو روپے کی ہوگی۔ (۳) فقط

مدرسہ کے چندہ میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے

(سوال ۱۱۸) مدرسہ کے چندہ پر جب سال بھر گذر جائے، اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) مدرسہ کا چندہ جو بقدر نصاب جمع ہو جاتا ہے اور سال بھر اس پر گذر جاتا ہے اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (۴) فقط

مال حرام سے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۱۱۹) مال حرام سے زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں

(جواب) مال حرام تمام کو صدقہ کرنا بشرط لازم ہے، زکوٰۃ اس میں نہیں ہے، مگر خلط مال حرام کا موجب ملک ہے۔ اس وقت اس میں زکوٰۃ بھی لازم ہوگی۔ (۵) فقط

---

(۱) جهز ابنه بجها زو سلمها ذالک ليس له الا استرد ادمنها ولا لو رثته بعده ان سلمها ذالک فی صحته بل تختص به وبه يفتى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳. ط.س. ج۳ص۱۵۵) ظفير
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۸. ط.س. ج۲ص۲۷۳. ۱۲. ظفير.
(۳) ولو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ص۲۶۶) ظفير
(۴) وسببه اى سبب افتراضها ملک نصاب حولی (در مختار) قوله ملک نصاب فلازكوة فی سوائم الوقف والخيل المسبلة لعدم الملک. (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۹. ط.س. ج۲ص۲۵۹) ظفير
(۵) ولو خلط السلطان المال المغصوب بما له ملكه فتجب الزكوة فيه ويورث عنه لان الخلط استهلاک اذا لم يمكن تمييزه عند ابی حنيفه رضى الله تعالىٰ عنه وقوله ارفق اذقلما يخلو مال عن غصب وهذا اذا كان له مال غيرما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفى دينه والا فلا زكوة كما لو كان الكل خبيثا كما فی النهر (در مختار) فی القنية لو كان الخبيث نصا بالا تلزمه الزكوة لان الكل واجب التصدق عليه فلا يفيد ايجاب التصدق ببعضه (رد المحتار باب زكوة الغنم قبيل مطلب فی التصدق من المال الحرام ج ۲ ص۳۳ و ج ۲ ص ۳۴. ط.س. ج۲ص۲۹۰) ظفير

مکان کی مالیت پر زکوۃ ہے یا آمدنی پر

(سوال ۲۰/۱) زید کے پاس جائداد مالیتی ایک لاکھ کی ہے جس کی آمدنی کرایہ چار سو روپے ماہوار ہے۔ زکوۃ مالیت پر دیوے یا آمدنی پر۔

زیور ونقد زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۱/۲) علاوہ جائداد وکرایہ کی آمدنی کے زیور ونقد بھی ہے اس پر علیحدہ زکوۃ دینا چاہئے یا نہیں۔

زکوۃ کس حساب سے دی جائے اور کب

(سوال ۲۲/۳) زکوۃ کس نرخ سے اور کس وقت کس ماہ میں دینا چاہئے۔

(جواب) (۱) مالیت زمین و جائداد پر زکوۃ نہیں ہے بلکہ کرایہ وغیرہ کی آمدنی جو جمع ہو اور خرچ وغیرہ کے بعد سال پورا ہونے پر باقی رہے اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

(۲،۳) اور زیور ونقد پر بھی زکوۃ واجب ہے۔ زکوۃ کی شرح یہ ہے کہ چالیسواں حصہ روپیہ وزیور وغیرہ کا دینا واجب ہے یعنی اڑھائی روپے سیکڑہ۔(۲) فقط

بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا

(سوال ۲۳) بیوی اگر صاحب نصاب ہو تو اس کی وجہ سے شوہر بھی صاحب نصاب سمجھا جاوے گا یا نہ اور زکوۃ اور قربانی کس کے ذمہ ہے؟

(جواب) بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا اور قربانی وغیرہ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔(۳) فقط۔

قرض دار جس کی ذاتی آمدنی بھی ہے اس پر زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۴) ایک شخص کے ذمہ دو ہزار روپے قرض ہیں اور کچھ سرمایہ اور آمدنی بھی ہے جو قرض سے کم ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ قرض اس کے ذمہ سرمایہ وآمدنی سے زیادہ ہے تو زکوۃ اس پر واجب نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ولا زكاة على مكاتب واثاث المنزل و دورا لسكنى ونحوها (در مختار) قوله ونحوها كثياب البدن الغير المحتاج اليها و كالحوانيت والعقارات (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۰ ط.س. ج۲ ص ۲۶۵) ظفير

(۲) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم الخ واللازم في مضروب كل منهما و معموله ولو تبرا وعليا مطلقا وفى عرض تجارة قيمة نصاب الخ هن ذهب اوورق الخ ربع عشر (الدرا لمختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۳۸. ط.س. ج۲ ص ۲۹۵) ظفير

(۳) الزكوة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول الخ (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۷) ظفير

(۴) ومن كان عليه دين يحيط بما له فلا زكوة عليه (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۸) ظفير

صاحب نصاب کی تعریف

(سوال ۱/۲۵) صاحب نصاب کس کو کہتے ہیں

جس کے پاس ۳۶ تولہ چاندی اور پانچ تولہ سونا ہو وہ صاحب نصاب ہے یا نہیں

(سوال ۲/۲۶) اگر کسی شخص کے پاس ۳۶ تولہ ۵ ماشہ ۴ رتی چاندی یا ۵ تولہ ۲ ماشہ ۴ رتی سونا ہو تو وہ صاحب نصاب ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۳/ ۴۹, ۳۲) تملیک کس کو کہتے ہیں۔

(جواب ۱ تا ۳) نصاب چاندی کا ساڑھے باون تولہ چاندی اور نصاب سونے کا ساڑھے سات تولہ ہے۔ پس جس کے پاس اس سے کم چاندی یا سونا ہو تو وہ صاحب نصاب نہیں ہے۔(۱) اور تملیک کے معنی مالک بنانا ہے۔ فقط

مہتمم مدرسہ کے پاس جو رقم مدرسہ کی جمع رہتی ہے اس میں زکوٰۃ نہیں

(سوال ۲۷) مہتمم مدرسہ کے پاس جو رقم مدرسہ کی جمع رہتی ہے اس میں زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔(۲)۔ فقط

قرض کی زکوٰۃ وصولی کے بعد دی جائے گی

(سوال ۲۸) ایک شخص نے قرض حسنہ دیا ہے اس کی زکوٰۃ دینی چاہئے یا نہیں اور بعض ایسا ہے کہ جس کے عوض میں کچھ زیور گروی رکھا ہے اور بعض ایسا کہ اس کے عوض کچھ زیور نہیں رکھا، کیا حکم ہے۔ اگر کسی کے پاس کچھ روپیہ جمع ہے اس کی زکوٰۃ دی جاتی ہے اور ہمیشہ سال بہ سال کچھ اور روپیہ بھی ملتا اور جمع ہوتا رہتا ہے مگر یہ پچھلا روپیہ کچھ اتنا نہیں ہے کہ پہلے میں کچھ معتد بہ زیادتی کرے تو اگر اس جمع شدہ روپے میں سے ہمیشہ زکوٰۃ دی جاوے تو شاید کبھی ایسا وقت بھی آوے کہ زکوٰۃ نکالتے نکالتے اتنا باقی رہ جاوے کہ نصاب سے کم ہو جاوے۔ اس شبہ کا جواب مرحمت ہو۔

(جواب) قرض جو دیا گیا ہے اگر وہ تنہا یا دوسرے روپے موجود کے ساتھ مل کر بقدر نصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن ادا کرنا زکوٰۃ کا بعد وصول قرض کے لازم ہوتا ہے اگر قبل از وصول بھی زکوٰۃ دے دی جاوے گی تو ادا ہو جاوے گی۔ اور وہ قرض جس کے عوض کچھ زیور رہن رکھا ہو اور وہ قرض جس کے عوض کچھ رہن نہ رکھا ہو حکم زکوٰۃ میں دونوں برابر ہیں۔ دونوں کی زکوٰۃ بعد وصول کے ہی لازم ہوتی ہے۔(۳) اور وہ شبہ جو آپ نے لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ روپیہ جمع شدہ زکوٰۃ دیتے دیتے جب نصاب سے کم ہو جاوے گا اس وقت زکوٰۃ آئندہ کو ساقط ہو جاوے گی۔ اور جب تک بقدر نصاب روپیہ موجود ہے تو زکوٰۃ واجب ہونا خلاف عقل نہیں ہے کیونکہ جو شخص مالک نصاب ہے وہ شرعاً اور عرفاً غنی کہلاتا ہے۔(۴)

---

(۱) لیس فیما دون مائتی درهم صدقة الخ فاذا کانت مائتین وحال علیه الحول ففیها خمسة دراهم الخ لیس فیما دون عشرین مثقالا من ذهب صدقة فاذا کانت عشرین ففیها نصف مثقال (هدایه باب زکوٰة المال ج ۱ ص ۱۷۶ و ج ۱ ص ۱۷۷) ظفیر

(۲) وسببه ای سبب افتراضها ملک نصاب حولی (در مختار) قوله ملک نصاب فلا زکوٰة فی سوائم الوقف والخیل المسبلة لعدم الملک. (رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۹. ط.س. ج۲ ص ۲۵۹) ظفیر

(۳) فتجب زکاتها اذا تم نصا باوحال الحول لکن لا فور ابل عند قبض اربعین درهما من الدین القوی کقرض و بدل مال تجارة (درمختار) اذا تم نصابا، الضمیر فی تم یعود للدین المفهوم من الدیون والمراد اذا بلغ نصابا بنفسه او بما عنده مما یتم به النصاب (رد المحتار باب زکوٰة المال ج ۲ ص ۴۷. ط.س. ج۲ ص ۳۱۵) ظفیر

(۴) الزکوٰة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصاب تا ماوحال علیه الحول الخ ولا بد من ملک مقدار النصاب لانه صلی الله علیه وسلم قدر السبب به (هدایه کتاب الزکوٰة ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر

اور غنی کو محتاجوں کی خبر گیری اور ان کو اپنے پاس سے کچھ دینا مروت اور عقل کا مقتضی ہے۔(۱)

رہن کے ذریعہ جو روپیہ قرض لیا گیا اگر وہ سال بھر رکھا رہے تو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۹) اگر کسی شخص نے مبلغ سو روپے رہن رکھے اور یہ روپیہ سال بھر تک رکھا رہا اور اس خیال سے رکھا ہوا ہے کہ شاید کسی وقت اس کے ادا کرنے کی ضرورت ہو جائے اور بعض حصہ اس میں سے ضرورت پر صرف بھی کر لیوے تو اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس سوال کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ کسی شخص نے سو روپے قرض لئے اور اپنی زمین وغیرہ اس میں رہن رکھی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ شخص جس نے سو روپے لئے ہیں، سو روپے کا مقروض ہے اور مدیون ہے اور مدیون پر بقدر دین کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ پس اگر اس شخص کے پاس اور کچھ روپیہ وزیور وغیرہ علاوہ اس روپے کے بقدر نصاب نہیں ہے تو اس روپے کی زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔(۲)

مہر میں جو زیور دیا گیا اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے

(سوال ۳۰) وقت نکاح جو زیور عورت کو خاوند کی طرف سے مہر میں دیا گیا اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے۔

(جواب) جب کہ وہ زیور عورت کو مہر میں دیا گیا تو وہ مالک اس کی ہوگئی۔ پس زکوٰۃ اس زیور کی بھی اسی کے ذمہ ہوگی، نہ بذمہ شوہر کے(۳)۔فقط۔

نوتہ والے روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۱/۳۱) زید کا ایک ہزار روپیہ نوتہ میں گیا ہوا تھا۔ دس برس کے بعد وصول ہوا تو کیا حکم ہے۔

ہزار روپیہ ہو مگر پانچ سو نوتہ کا باقی ہو تو اس پر کیا زکوٰۃ ہوگی

(سوال ۲/۳۲) زید کے پاس ہزار روپے ہیں اور پانچ سو روپے بر رواج برادری نوتہ دینا ہے تو اس صورت میں کس قدر روپے کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔

(جواب) (۱) ایسے روپے کی زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے دینا لازم ہے نہ قبل از وصول۔(۴)

(۲) اس صورت میں زید کو ایک ہزار روپے کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔(۵)۔فقط

---

(۱) اسلام کے اس قانون کا منشا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ روپے جمع کر کے بیکار نہ رکھ چھوڑیں بلکہ اسے کاروبار میں یا کھیت وزمین میں لگائے رکھیں تا کہ ملک اور قوم کا فائدہ ہو اور زکوٰۃ بار نہ گذرے نقد جمع رکھنے سے ملک اور قوم کا سراسر نقصان ہے۔ ہدایہ میں زیور کی زکوٰۃ کے مسئلہ میں لکھا ہے ان السبب مال نام و دليل النماء موجود هوا لا عد اد للتجارة خلقة و الدليل هو المعتبر (هدايه باب زكوة المال ج ۱ ص ۱۷۷) جس کا ماحصل یہ ہوا کہ جب اس روپے میں یا سونا چاندی میں نمو اور بڑھنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اب آپ یا کوئی اسے روک رکھے، اور جو کام ہے اس سے نہ لے تو یہ روکنے والے کا قصور ہے زکوٰۃ کے وجوب کا سبب زیادتی نہیں ہے، واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

(۲) كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكوة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن البيع وضمان المتلفات وارش الجراحة وسواء كان الدين من النقود او المكيل او الموزون الخ (عالمگیری مصری بولاق كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۷۲) ۱۲ ظفير.

(۳) وشرط افتراض ادائها حولان الحول وهو في ملكه الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج ۲ ص ۲۶۷)

(۵،۴) نیوتہ کے سلسلہ میں پہلی بحث یہ ہے کہ قرض کے حکم میں ہے یا ہبہ کے۔ اگر قرض کے حکم میں ہے تو بعد وصول گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ اسی طرح نیوتہ کی جو رقم ذمہ میں باقی ہے، زکوٰۃ کے حساب کے وقت یہ رقم وضع کر لی جائے گی اور بقیہ کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ اور نیوتہ کو قرض یا ہبہ قرار دینے کا مدار رسم ورواج پر ہے، بعض برادریوں میں بطور قرض یہ رقم دی جاتی ہے اور حساب لکھا جاتا ہے اور بعد میں شادی کے موقع پر ضروری طور پر وصول کیا جاتا ہے اور بعض برادریوں میں حساب وکتاب نہیں لکھا جاتا اگر مل گیا تو لے لیا ورنہ اس کا تذکرہ بھی نہیں ہوتا گویا یہ بطور ہبہ ہوتا ہے سئل فيما يرسله الشخص الى غيره في الاعراس ونحوها هل يكون حكمه حكم القرض فيلزمه الوفاء به ام لا اجاب (بقیہ اگلے صفحہ پر)

زید کا مال والدین اور بھائی کے قبضہ میں رہا اب اس کے تصرف میں آیا وہ زکوٰۃ کب سے دے

(سوال ۳۳) زید کا مال اس کے والدین اور بڑے بھائی کے قبضہ میں رہا ہے، سن بلوغ سے اس وقت تک کہ اب زید کی عمر ۲۲ سال ہے، اسی وجہ سے زکوٰۃ وقربانی زید اپنی طرف سے ادا نہیں کرسکا۔ اب زید اپنے کل مال پر قادر وقابض ہوا ہے اور اپنے ذمہ کی زکوٰۃ وقربانی ادا کرنا چاہتا ہے تو کیسے ادا کرے اور کب سے کب تک کی ادا کرنا چاہئے۔

(جواب) آئندہ کو جب سے اس کے قبضہ میں مال آیا ہے زکوٰۃ ادا کرے گذشتہ زمانہ کی لازم نہیں ہے۔(۱)۔ فقط۔

بذریعہ حیلہ زکوٰۃ لینی درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۴) اگر غنی برائے زکوٰۃ گرفتن بکدام وجہ حیلہ سازد چنانچہ مال خود را ملک زوجہ وغیرہ مثل ولد صغیر سازد تا بایں حیلہ صدقہ بگیرد، آیا ایں حیلہ کردن جائز است وصدقہ گرفتن او را حلال می باشد یا نہ واز ذمہ مصدق ساقط میشود یا نہ۔

(جواب) بدیں حیلہ صدقہ گرفتن او را حلال خواہد شد اگر چہ ایں حیلہ مکروہ است لانہ لا زکوٰۃ علی الواھب اتفاقاً لعدم الملک وھی من الحیل ومنھا ان یھبہ لطفلہ قبل اتمام بیوم در مختار ۔(۲) کتاب الزکوٰۃ ۔(ودر کراہت وعدم کراہت حیلہ اسقاط زکوٰۃ اختلاف بین الصاحبینؒ معروف است فی الشامی۔) قال ابو یوسفؒ لا یکرہ لانہ امتناع عن الوجوب لا ابطال حق الغیرو فی المحیط انہ الا صح وقال محمد یکرہ واختارہ الشیخ حمید الدین الضریر لان فیہ اضراراً با لفقراء الی ان قال وقیل الفتویٰ فی الشفعۃ علی قول ابی یوسف وفی الزکوٰۃ علی قول محمد وھذا تفصیل حسن الخ (شامی ج ۲ ص ۲۷ باب زکوٰۃ الغنم)

نصاب زکوٰۃ مفتی بہ کیا ہے

(سوال ۳۵) نصاب زکوٰۃ میں اختلاف ہے قول مفتی بہ کیا ہے۔

(جواب) حساب وزن سبعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کا نصاب ہے۔ کیونکہ دوسو درہم بوزن سبعہ اسی قدر ہوتے ہیں۔(۳)

(گذشتہ صفحے کا بقیہ حصہ) ان کان العرف بانھم یدفعونہ علی وجہ البدل یلزم الوفاء بہ، مثلیا فبمثلہ وان قیمیا فبقیمتہ وان کان العرف خلاف ذالک بان کانوا یدفعونہ علی وجھہ الھبۃ ولا ینظرون فی ذالک الی اعطاء البدل فحکمہ حکم الھبۃ فی سائر احکامہ الخ (رد المحتار کتاب الھبۃ قبیل باب الرجوع ج ۴ ص ۷۰۷) (مفتی علامؒ کے دونوں نمبر کے جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہبہ قرار دیا ہے۔ اگر ہبہ کا بدلہ ہبہ آ گیا تو اب آئندہ کی زکوٰۃ بشرط نصاب دے ورنہ نہیں اور نیوتہ کی رقم جو ذمہ میں ہے چونکہ ہبہ کے حکم میں ہے لہٰذا اسے حساب میں وضع قرار نہیں دیا۔ اس لئے کہ فقہاء صراحت کرتے ہیں فلاز کاۃ علی مکاتب الخ و مدیون للعبد بقدر دینہ فیز کی الزائد ان بلغ نصاربا (الدر المختار علی ھامش رد المختار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۸ و ج ۲ ص ۹ ولو کان الدین علی مقر ملی او مفلس الخ فوصل الی ملکہ لزم زکاۃ ما مضی (ج ۲ ص ۱۲) فتجب زکاتھا اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین درھما من الدین القوی کقرض الخ (باب زکاۃ المال ج ۲ ص ۴۷ و ج ۲ ص ۴۸) محمد ظفیر الدین غفرلہ۔

(۱) عند قبض مائتین منہ لغیرھا ای من بدل مال لغیر تجارۃ وھو المتوسط کثمن سائمۃ وعبید خدمۃ ونموھما مما ھو مشغول بحوائجہ الا صلیۃ کطعام وشراب واملاک ویعتبر ما مضی من الحول قبل القبض فی الا صح (در مختار) اما لمتوسط ففیہ روایتان فی روایۃ الا صل تجب زکوٰۃ فیہ ولا یلزمہ الا داء حتیٰ یقبض مائتی در ھم فیز کیھا وفیٰ روایۃ ابن سماعۃ عن ابی حنیفۃ لا زکوٰۃ فیہ حتیٰ یقبض ویحول علیہ الحول لانہ صار مال الزکوٰۃ فان فصار مال کالحادث ابتداء الخ وعلی روایۃ ابن سماعۃ لا یزکیھا عن الماضی والا عن الحال الا یمضی حول جدید بعد القبض ردالمحتار باب زکوٰب المال ج ۲ ص ۴۸. ط.س. ج۲ ص ۳۰۵) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۵. ط.س. ج۲ ص ۳۲۴.

(۳) نصاب الذھب عشرون مثقالا والفضۃ مائتا درھم، کل عشر دراھم وزن سبعۃ مثاقیل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ج ۲ ص ۳۸. ط.س. ج۲ ص ۲۹۵) ظفیر۔

کرایہ کے مکان پرزکوٰۃ ہے یانہیں

(سوال ۳۶) آں مکان کہ کرایہ اودہ روپیہ ماہانہ باشد بر قیمت آں مکان زکوٰۃ لازم است یا بر کرایہ اوزکوٰۃ لازم است۔

(جواب) بر قیمت آں مکان زکوٰۃ لازم نیست۔ اگر کرایہ بقدر نصاب جمع شود وحول بگذرد زکوٰۃ آں زر نقد واجب خواہد شد۔ (۱) فقط۔

مہر کا روپیہ جو شوہر کے ذمہ ہو اس پر زکوٰۃ ہے یانہیں

(سوال ۳۷) ایک عورت کا مہر ڈھائی سو روپے چونکہ شوہر کے پاس روپیہ نہیں اس وجہ سے اس نے مہر ادا نہیں کیا تو اس صورت میں عورت کے ذمہ مہر کی زکوٰۃ واجب ہے یانہیں۔

(جواب) زکوٰۃ اس پر قبل الوصول واجب نہیں ہے۔ (۲)۔ فقط۔

کھیت کی قیمت پرزکوٰۃ نہیں ہے

(سوال ۳۸) ہندہ کے پاس ایک کھیت ہزار روپیہ قیمت کا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یانہیں۔ اور کھیت کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا پیداوار میں۔

(جواب) اس کھیت کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (۳) زمین اگر عشری ہو تو اس کی آمدنی پر یعنی جس قدر غلہ اس میں پیدا ہوا اس پر عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔ لیکن اگر زمین عشری نہ ہو تو کچھ واجب نہیں ہوتا۔ (۴) فقط۔

کمائی کر جس کے پاس بقدر نصاب جتنا بچے سال گذرنے کے بعد اس کی زکوٰۃ دے

(سوال ۳۹) ایک شخص کے پاس چار سو ساٹھ روپیہ کھانے پینے سے بچ گئے اور اس پر سال گذر گیا تو وہ شخص چار سو ساٹھ کی زکوٰۃ دے یا چار سو کی۔

(جواب) پورے چار سو ساٹھ روپے کی زکوٰۃ دیوے۔ (۵)

نقد مال اور خرچ وغیرہ کی زکوٰۃ کس طرح دے

(سوال ۴۰) زید نے دو سو روپے لگا کر تجارت کے بعد سال کا حساب کیا تو رقم ذیل اس کے پاس نکلی۔ سو روپے نقد ہے سوا سو روپے کا مال تخمیناً ہے۔ ڈیڑھ سو روپے کا مال قرض بیچا ہے۔ یا جو رقم نقد سال آخر میں موجود ہے۔ اور جو سال بھر میں اس رقم سے خرچ کیا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یانہیں۔ ظروف مستعملہ جو گاہے گاہے فروخت کر ڈالتا ہے ان پر زکوٰۃ ہے یانہیں

---

(۱) ولا (زکوٰۃ) فی ثیاب البدن الخ ودور السکنی ونحوها (در مختار) ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیها وکالحوانیت والعقارات (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۰ . ط.س. ج۲ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر.

(۲) وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعده ای بعد القبض من دین ضعیف، وهو بدل غیر مال کمهر ودیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ج ۲ ص ۴۹ . ط.س. ج۲ص ۳۰۵) ظفیر

(۳) وشرطه ای شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فی ملکه وتنمیة المال کالدراهم والدنانیر لعینهما للتجارة باصل الخلقة الخ او السوم بقید الاتی اونیة التجارة فی العروض (الدر المختار علی هامش رد المحتار ، کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۳ . ط.س. ج۲ص ۲۵۹) ظفیر

(۴) والنوع الثانی سرط المحلیة وان تکون عشریة فلا عشر فی الخارج من ارض الخراج الخ (عالمگیری مصری . بولاق زکوٰۃ الزروع ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر

(۵) واللازم فی مضروب کل منهما الخ وفی عرض تجارة قیمته نصاب الخ ربع وفی کل خمس بحسابه ففی کل اربعین درهما درهم وفی کل اربعة مثاقیل قیراطان وما بین الخمس الی الخمس عفو وقالا مازاد بحسابه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب زکوٰۃ المال ج ۲ ص ۴۲ . ط.س. ج۲ص ۲۹۷-۲۹۸) ظفیر

(جواب) آخر سال میں جس قدر روپیہ نقد اور مال تجارت موجود ہے سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اور جو رقم بذمہ دوسروں کے قرض ہے اس پر بھی زکوٰۃ ہے۔ مگر ادا کرنا زکوٰۃ کا اس پر بعد وصول کے ہے جو رقم وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ ساقط ہے اور معاف ہے اور جو مال سال بھر کے اندر ختم سال سے پہلے خرچ ہو گیا اس کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے، اور ظروف مستعملہ جو بغرض تجارت نہیں خریدے گئے ان پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے، البتہ ان میں سے جو ظروف فروخت کر دیئے اور اس کی قیمت شامل رقم موجودہ ہے اس کی زکوٰۃ دی جاوے گی۔ (۱)

جس مالک نصاب پر دین مہر مال سے زیادہ ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۴۱) ایک شخص مالک نصاب ہے لیکن اس کے ذمہ دین مہر اس مال سے زیادہ ہے کیا دین مانع زکوٰۃ ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ دین مہر مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے، زکوٰۃ لازم ہے۔ کما فی الشامی والصحیح انہ غیر مانع. جلد ثانی. (۲)

گذشتہ سال کی زکوٰۃ فرض ہے

(سوال ۱/ ۴۲) مال ماحصل سال گذشتہ ذی نصاب کو زکوٰۃ دینا فرض ہے یا نہیں

جو مکان کرایہ پر ہے اس کی زکوٰۃ کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۲/ ۴۳) مکان جو کرایہ مبلغ دس روپے ماہوار کا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

مکان سے جو کرایہ آئے اس کی زکوٰۃ

(سوال ۳/ ۴۴) جو کرایہ مکان مذکور کا بقدر نصاب ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

زیورات جو برابر نہ پہنے جائیں ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۴/ ۴۵) جو زیورات طلائی ونقرئی ماہ دو ماہ رکھ دیا اور دو ماہ تین ماہ برابر پہنا گیا، اور وہ زیور بقدر نصاب بلکہ زیادہ ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) مال ماحصل سال گذشتہ کی ذی نصاب کو زکوٰۃ دینا فرض ہے و من کان لہ نصاب فاستفاد فی اثناء الحول من جنسہ ضمہ الیہ ہدایہ ص ۱۷۵

(۲) جس مکان کا کرایہ بقدر نصاب ہے اس کے کرایہ میں زکوٰۃ آوے گی مکان پر زکوٰۃ نہیں ہے ولا فی ثیاب البدن واثاث المنزل ودور السکنی ونحوھا ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیھا کالحوانیت والعقارات شامی جلد ۲ ص ۸ مطبوعہ ہند)

(۳) جب روپیہ برابر دو سو درہم کے ہو جاوے جس قسم کا ہو کرایہ مکان ہو یا زمین کا یا اور کسی وجہ سے ملک میں آ جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے لیس فی مادون مائتی درھم صدقۃ فاذا کان مائتین وحال علیھا الحول ففیھا خمسۃ دراھم. ہدایہ ص ۱۷۶

(۴) زیور سونے وچاندی کا جب بمقدار نصاب ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہے استعمال کرے یا نہ کرے وفی تبر الذھب

---

(۱) ومن کان لہ نصاب فاستفاد فی اثناء الحول من جنسہ ضمہ الیہ وزکاہ بہ الخ لان المجانسۃ ھی العلۃ فی الاولاد والارباح لان عند ھا یتعسر التمییز فیعسر اعتبار الحول لکل مستفاد وما شرط الحول الا للتیسیر (ہدایہ باب صدقۃ السوائم فصل فی الخیل ج ۱ ص ۱۷۵) ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوۃ ما مضی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۲) ظفیر۔

(۲) رد المحتار کتاب الزکوۃ تحت قول الماتن اومؤجلا ج ۲ ص ۷۔ ط.س. ج۲ص ۲۶۱.۱۲ ظفیر

والفضة وحليهما واناً نيهما زكوٰة . هدايه ص ۱۷۷ فقط۔

مندرجہ ذیل اشیاء میں سے کن چیزوں پر زکوٰۃ ہے

(سوال ۱/۴۶) ایک شخص کے پاس اشیاء مندرجہ ذیل ہیں، کن کن اشیاء پر زکوٰۃ آئے گی۔ جائداد اراضی، برتن مویشی، پارچہ جات، زیور قیمتی ایک ہزار روپیہ، غلہ ہر قسم، نقد دو ہزار، دیگر اسباب خانگی۔

قرض دار پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲/۴۷) شخص مذکور پر قرضہ بھی ہے اور موجودہ نقدی سے زیادہ ایسے قرض دار ہونے کی حالت میں کیا زکوٰۃ دینا لازم ہے۔

(جواب) (۱) ان اشیاء مذکورہ میں سوائے زیور ونقد کے اور کسی سامان خانگی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ اراضی میں موافق شرائط کے عشر واجب ہوتا ہے اور مویشی میں اگر وہ سائمہ ہوں حسب قاعدہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ باقی اشیائے استعمالی برتن یعنی ظروف و پارچہ پوشیدنی وغلہ خوردنی میں زکوٰۃ نہیں ہے(۱) والتفصيل فی كتب الفقه۔

(۲) مدیون پر بقدر دین زکوٰۃ ساقط ہے اور اپنا دین کسی پر ہو تو وصول کے بعد زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ فقط۔ (۳)

خرید کردہ قیمت پر زکوٰۃ ہوگی یا موجودہ نرخ پر

(سوال ۱/۴۸) زکوٰۃ مال خرید کردہ پر ہوگی یا موجودہ نرخ پر۔

سال کی بچت پر زکوٰۃ کس حساب سے واجب ہے

(سوال ۲/۴۹) سال کی نقد بچت پر کس حساب سے زکوٰۃ واجب ہے

(جواب) (۱،۲) زکوٰۃ کے ادا کے وقت جو قیمت ہے اس کا اعتبار ہوگا اور زکوٰۃ کا حساب یہ ہے کہ چالیسواں حصہ زکوٰۃ ئیں دینا لازم ہے۔ (۴) فقط۔

مالدار بچہ کے مال میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۵۰) مالدار بچہ کے مال کی زکوٰۃ اس کے مال میں سے دینی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز نہیں۔ (۵) فقط۔

عورت کے زیور، سواری کے گھوڑے اور ہل جوتنے کے بیلوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۵۱) عورت کے زیور، سواری کے گھوڑے، ہل جوتنے کے بیلوں پر زکوٰۃ لازم ہے یا نہیں۔

---

(۱) رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۰ .ط.س. ج۲ص ۲۶۵ ۱۲ ظفير

(۲) ولا فی ثياب البدن المحتاج اليها لدفع الحر والبرد واثاث المنزل ودور السكنى ونحوها الخ وشرطه اى شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فی ملكه وتنمية المال كالدرا هم والدنانير لعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوة كيفما امسكهما وللنفقة او السوم بقيد الآتى اونية التجارة فی العروض (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۳ .ط.س. ج۲ص ۲۶۴) واللازم فی مضروب، كل منهما اى الذهب والفضة ومعموله ولو تبرا او حليا مطلقا (ايضا باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۱ .ط.س. ج۲ص ۲۶۷-۲۶۸) ظفير (۳) فلا زكوة على مكاتب الخ ومديون للعبد بقدر دينه فيز كى الزائد ان بلغ نصابا (ايضاً كتاب الزكوة ج ۲ ص ۹ .ط.س. ج۲ص ۲۶۳) لو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى. (ايضاً ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ص ۲۶۶) ظفير (۴) وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء اجماعا وهو الا صح ويقوم فی البلد الذى المال فيه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۰ .ط.س. ج۲ص ۲۸۶) ظفير

(۵) وليس على الصبى والمجنون زكوة الخ لنا انها عبادة فلا تتاوى الا بالا ختيار تحقيقا لمعنى الا بتلاء ولا اختيار لهما (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۸) ظفير

(جواب) عورت کے زیور پر زکوٰۃ لازم ہے۔ (۱) اور سواری کے گھوڑے اور زراعت کے بیلوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (۲) فقط

امارت شرعیہ بہار کے بیت المال میں اگر زکوٰۃ نہ بھیجے بلکہ خود تقسیم کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱ / ۵۲) مقام پھلواری ضلع پٹنہ میں صوبہ بہار واڑیسہ کے لئے بیت المال وامیر شریعت مقرر کئے گئے ہیں۔ مبلغین زکوٰۃ وعشر کے لئے بھیجے گئے، لیکن اکثر جگہوں سے وصول نہیں ہوتا بلکہ حاضرین حق در فقراء ومساکین پر تقسیم کر دیتے ہیں بیت المال میں نہیں بھیجتے تو زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے قال اللہ تعالیٰ انما الصدقت للفقراء والمساکین۔ (۳) الآیۃ

اثاث البیت کی مراد

(سوال ۲ / ۵۲) شریعت میں اثاث البیت کا اطلاق کن اشیاء پر ہوتا ہے، کیا ظروف اور پہنے اوڑھنے کے کپڑوں پر بھی اثاث البیت کا اطلاق ہوسکتا ہے یا نہیں

(جواب) اثاث البیت کا اطلاق ان سب اشیاء پر ہوتا ہے۔ (۵) فقط

زکوٰۃ کے نقد روپے اگر اپنے روپے میں ملالے اور زکوٰۃ بتدریج دے دے تو یہ کیسا ہے

(سوال ۵۳) نقود میں چونکہ تعیین نہیں ہے پس اگر زکوٰۃ کا پیسہ اپنے مال میں ملا دیا جاوے اور پھر وقتاً فوقتاً بہ نیت ادائے زکوٰۃ اور غیر زکوٰۃ خرچ کیا جائے تو صاحب زکوٰۃ کی زکوٰۃ کس وقت ادا ہوگی جس وقت اس نے وکیل کو سپرد کیا ہے یا جب کہ مصرف کے پاس پہنچ گیا۔ اور جب کہ وکیل نے اپنے پیسہ میں ملا لیا اور بہ نیت خیرات مصرف زکوٰۃ، اور غیر مصرف مثلاً سادات یا غنی مجہول پر خرچ کرتا رہا حتیٰ کہ اس زکوٰۃ کے پیسہ سے بدر جہا زیادہ خرچ ہوا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نقود میں عدم تعیین مطلقاً نہیں ہے بلکہ امانات وصدقات وغیرہ میں نقود متعین ہیں جیسا کہ اشباہ ونظائر میں ہے لایتعین فی المعاوضات الخ و یتعین فی الا مانات و الهبة و الصدقة۔ (۶) اور ایسا ہی شامی میں ہے پس زکوٰۃ کی رقم بدون اجازت مزکی کے اپنے مال میں ملانی جائز نہیں ہے، اور زکوٰۃ مزکی اس وقت ادا ہوگی کہ مصرف کے پاس پہنچ جاوے، اور اگر وکیل نے اپنے روپے میں مؤکل کی رقم زکوٰۃ کو ملا لیا، پس اگر یہ ملانا مؤکل کی اجازت سے ہے تو جس وقت رقم زکوٰۃ علیحدہ کر کے بہ نیت زکوٰۃ مزکی طرف سے دے گا اس وقت زکوٰۃ اس کی ادا ہوگی اور اگر

---

(۱) وفی تبر الذهب والفضة وحليهما واوا نيهما الزكوة (هدايه باب زكوة المال ج ۱ ص ۱۷۷) ظفير

(۲) وليس فی دور السكنى وثياب البدن واثاث المنازل و دواب الركوب وعبيد الخدمت وسلاح الا ستعمال زكوة لانها مشغولة بالحاجة الا صلية ليست بنا مية ايضاً (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۹ . ط.س. ج ۲. ط.س. ج ۲ ص ۲۶۵) ظفير

(۳) لیکن بہتر یہ ہے کہ امیر شریعت کے ذریعہ ہی ظاہر اموال کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔ نقد کی زکوٰۃ بطور خود بھی دے سکتا ہے ۱۲ ظفیر)

(۴) ولو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ . ط.س. ج ۲ ص ۲۶۶) ظفير.

(۵) ولا ثياب البدن المحتاج اليها لدفع الحرو البرد واثاث المنزل (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۰ . ط.س. ج ۲ ص ۲۶۴) فليس فی دور السكنى الخ وكذا طعام اهله وما يتحمل به من الاوانى اذا لم يكن من الذهب والفضة الخ والات المحترفين (عالمگيرى كشورى كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۷۰ . ط.ماجديه ج ۱ ص ۱۷۲) ظفير.

(۶) الا شباه و النظائر ص

بلا اجازت موکل کے وکیل نے ایسا کیا تو اس کی زکوۃ ادا نہ ہوگی اور جو کچھ وکیل فقراء وغیرہم کو دے گا وہ وکیل کی طرف سے ہبہ یا صدقہ ہوگا۔ درمختار میں ہے۔ ولو خلط زکوٰۃ موکلیۃ ضمن وکان متبرعاً قال فی الشامی قولہ ضمن وکان متبرعاً الخ لا نہ ملکہ بالخلط وصار مودیاً مال لنفسہ قال فی التتارخانیۃ الا ؤاوجد الاذن اواجاز الما لکان اھ ای اجاز ا قبل الدفع الی الفقیر لما فی البحر لوادی زکوٰۃ غیرہ بغیر امرہ فبلغہ فاجاز لم یجز لانھا وجدت نفاذاً علی المتصدق لا نھا ملکہ ولم یصرنا ئباً عن غیرہ فنفذت علیہ لکن قدیقال تجزی عن الآمر مطلقاً لبقاء الاذن بالدفع قال فی البحر ولو تصدق عنہ بامرہ جاز الخ ثم قال فی التتار خانیۃ اووجدت دلالۃ الا ذن بالخلط کما جرت العادۃ بالا ذن من ارباب الحنطۃ نجلط ثمن الغلات ۔(۱) الخ۔ فقط۔

خاص ضرورت کے لئے جو رقم جمع کرے اس پر زکوۃ

(سوال ۵۴) اگر اپنی بہت سی ضروریات کو بند کر کے کسی خاص ضرورت کے لئے روپیہ جمع کیا جائے تو اس پر زکوۃ آوے گی یا نہیں۔

(جواب) بعد سال بھر کے اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۲) فقط۔

وکیل نے دوسرے مستحق کو زکوۃ دے دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۵) اگر زید عمر کو زکوۃ کا وکیل بنادے کسی خاص مستحق زکوۃ مثلاً خالد کو دینے کے لئے اگر عمر، بکر کو کہ وہ بھی مستحق زکوۃ ہے دے دے تو زید کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے وھذا حیث لم یا مرہ بالدفع الی معین اذ لو خالف ففیہ قولان حکا ھما فی القنیۃ (۳) الخ حاصل یہ ہے کہ اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ قول ہے کہ زکوۃ ادا ہو جاوے گی اور دوسرا یہ کہ ادا نہ ہوگی اور وکیل ضامن ہوگا پس احتیاط یہ ہے کہ دوسرے کو نہ دے بلکہ اسی کو دے جس کو موکل نے معین کیا ہے۔(۴) فقط

بیس ہزار قرض ہو اور بچت نہ ہو تو زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۶) زید نے بمبئی کپڑے کی کمپنی میں بیس ہزار کا حصہ روپیہ قرض لے کر خرید کر لیا ہے، اس وقت زید پر زکوۃ فرض ہے یا نہیں جب کہ اس کو کچھ بچت بوجہ ادائیگی قرض کے نہیں ہے۔

(جواب) اس صورت میں جب کہ بقدر مال موجود کے اس کے ذمہ قرض ہے اور بچت کچھ نہیں ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۵) فقط۔

....

(۱) رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۴ ۔ط۔س۔ ج۲ص ۲۶۹ ۔ ۱۲ ظفیر

(۲) شرط افتراض ادائھا حولان الحول وھو ملکہ وتنمیۃ المال کالدراھم والدنانیر لعینھما للتجارۃ باصل الخلقۃ فتلزم الزکوٰۃ کیفما امسکھما ولو للنفقۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۳ ص ۱۳ ۔ط۔س۔ ج۲ص ۲۶۷) ظفیر

(۳) رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۵ ۔ط۔س۔ ج۲ص ۲۶۹ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(۴) وھنا الوکیل انما یستفید التصرف من الموکل وقد امرہ بالدفع الی فلان فلا یملک الدفع الی غیرہ کما لوا وصی لزید بکذا لیس للوصی الدفع الی غیرہ۔ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۵ ۔ط۔س۔ ج۲ص ۲۶۹) ظفیر

(۵) فلا زکوٰۃ علی مکاتب الخ و مدیون للعبد بقدر دینہ فیز کی الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۸ و ج ۲ ص ۹ ۔ط۔س۔ ج۲ص ۲۶۳) ظفیر

اگر ایک سال کی زکوٰۃ نہ دی تو دوسرے سال وہ کیا کرے

(سوال ۵۷) اگر کوئی شخص صاحب نصاب ایک سال زکوٰۃ دینے سے بوجہ غفلت قاصر رہا تو دوسرے سال کس حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔

(جواب) دوسرے سال اس کو اس سال کی اور پچھلے سال کی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ اور حساب یہ ہے کہ پچھلے سال ختم سال پر جس قدر مال وروپیہ وغیرہ ہو اس کی زکوٰۃ دیوے اور اس سال جس قدر روپیہ وغیرہ ہے اس کی زکوٰۃ دیوے۔ (۱) فقط۔

عورت کو زیورات والدین نے دیئے ان کی زکوٰۃ عورت پر ہے یا اس کے شوہر پر

(سوال ۵۸) زید کی زوجہ کو جو زیور والدین سے ملا ہے اس کی زکوٰۃ زید پر ہے یا زوجہ پر زید کو اتنی آمدنی نہیں ہے کہ وہ زکوٰۃ دے سکے، اور جب زید کو آمدنی ہو جاوے تو اس کو یہ معلوم نہیں کہ زیور کس قدر ہے، آیا اندازہ سے زکوٰۃ دے سکتا ہے اور اگر کئی برس کی زکوٰۃ حساب کرنے سے زیادہ رقم ہو جاوے تو متفرق طور سے ادا کر سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) زکوٰۃ زید کی زوجہ کے ذمہ ہے وہی ادا کرے، زید کے ذمہ اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے اور جب زید کو وسعت ہو جاوے اور وہ اپنی زوجہ کی طرف سے زکوٰۃ دینا چاہے تو وہ بھی دے سکتا ہے اور زیور کا اندازہ کر لیا جاوے اس اندازہ کے موافق زکوٰۃ دی جائے اور کئی برس کی زکوٰۃ متفرق طور سے تھوڑی تھوڑی دینا بھی درست ہے۔ (۲) فقط۔

زیور کا والدہ کو مالک بنا دیا تو زکوٰۃ کس پر ہے

(سوال ۵۹) ایک شخص نے اپنی والدہ کو زیور بنوا کر دیا اور اس پر والدہ کو کلی اختیار دے دیا، تو اس کی زکوٰۃ والدہ پر عائد ہوگی یا بیٹے پر؟

(جواب) جب کہ اس نے زیور اپنی والدہ کی ملک کر دیا تو اس کی زکوٰۃ اس کی والدہ کے ذمہ واجب ہے۔ (۳) اور اگر لڑکا چاہے تو اس کی طرف سے ادا کر سکتا ہے۔ فقط

سال پورا ہونے کے دو تین ماہ تاخیر سے زکوٰۃ کی رقم دے تو یہ کیسا ہے

(سوال ۶۰) گذشتہ رمضان شریف میں زیور کی زکوٰۃ واجب الادا تھی مگر روپیہ آمدنی کا دو تین ماہ بعد ملنے والا تھا۔ تو یہ وقفہ کرنا درست ہے یا نہ۔

(جواب) یہ وقفہ درست ہے۔ (۴) فقط۔

زمین کی قیمت بقدر نصاب ہے مگر پیداوار نہیں تو کس کا اعتبار ہوگا

(سوال ۶۱) شخصی قدر اراضی کہ قیمتش زائد از نصاب اضحیہ وصدقہ فطر باشد لیکن پیداوارے سالانہ بنصاب نمی

---

(۱) وافتر اضها عمری ای علی التراخی وصححه البا قانی وغیره وقیل فوری ای واجب علی الفور وعلیه الفتویٰ الخ فیا ثم بتاخیر ها بلا عذر وتر دشهادته (ایضا ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر.

(۲) وافتر اضها عمری ای علی التراخی (در مختار) قال فی البدائع وعلیه عامة المشائخ ففی ای وقت ادی یکون مودیا للواجب (رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر

(۳) الزکوة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما اوحال علیه الحول (هدایه کتاب الزکوة ج ۱ ص ۱۶۷ .ط.س. ج۲ص) ظفیر

(۴) وافتراضها عمری ای علی التراخی (درمختار) قال فی البدائع وعلیه عامة المشائخ ففی ای وقت ادی یکون مودیا للواجب (رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر.

رسد۔ دریں صورت کدام جہت معتبر ومعتمد است، جہت قیمت یا پیداوار

(جواب) دریں صورت اختلاف است مابین امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ امام محمدؒ می فرمایند کہ ایں چنیں نصاب مذکور مانع از اخذ زکوٰۃ نیست وصدقہ فطر واضحیہ بروواجب نیست۔ وامام ابو یوسفؒ نصاب مذکورہ را مانع از اخذ زکوٰۃ می فرمایند وصدقہ فطر واضحیہ بروواجب می گویند واساتذہ کرام قول امام ابو یوسفؒ احوط دانستہ بروعمل پسند فرمودہ اند وقول امام محمدؒ اوسع است و فقہاء فتوی براں دادہ اند:۔ انه تجب على كل مسلم ذى نصاب فاضل عن حاجة الا صلية كدينه و حوائج عياله وان لم يتم كما مروبه اى بهذا النصاب تحرم الصدقة وتجب الا ضحيه الخ وذكر فى الفتاوىٰ له حوانيت و دور الغلة لكن غلتها لا تكفيه ولعيا له انه فقير ويحل له اخذ الصدقة عند محمد وعند ابى يوسف لا يحل۔(۱) فقط۔

شرکت کی تجارت میں جوز کوٰۃ نکلی اگر دوسرا شریک نہیں دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۲) عرصہ تقریباً سات سال کا ہوا کہ زید اور بکر نے ایک دوکان شراکتی تجارت کی شروع کی تھی۔ شراکت کرنے کے وقت زید اور بکر کا باہمی معاہدہ یہ ہوا تھا کہ زکوٰۃ اپنے اپنے روپیہ کے مطابق ادا کی جاوے گی۔ چنانچہ اسی طور سے عرصہ چہار سال تک عمل درآمد رہا۔ ایک سال میں تقریباً دو ہزار روپیہ زکوٰۃ کے نام صرف ہوا تو بموجب معاہدہ کے زید کے ذمہ مبلغ دوصد پچاس روپیہ نکلے، اور بکر کے ذمہ ایک ہزار سات سو پچاس روپے نکلے تو اب زید اپنے حصہ کا روپیہ دینے سے انکار کرتا ہے تو شرعاً اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں جس قدر زید کے روپیہ کی زکوٰۃ ادا کی گئی وہ زید کے ذمہ ہے اس کے حساب میں لگائی جائے گی اور جو رقم بکر کے ذمہ واجب ہے وہ بکر کے حساب میں لگائی جائے گی۔ زید کا انکار کرنا معتبر نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے وان تعدد النصاب تجب اجماعاً ويترا جعان بالحصص الخ (در مختار) قوله ان تعدد النصاب، اى بحيث يبلغ قبل الضم مال كل واحد بانفراده نصاباً فانه يجب حينئذ على كل منهما زكوة نصابه(۲) الخ شامى ج ۲ ص ۳۵ (ه)۔ فقط۔

مندرجہ ذیل استعداد رکھنے والے پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۶۳) زید مقروض ہے ہر سال اس کی آمدنی اس کو کفایت نہیں کرتی، اکثر جائداد بیع کر کے خرچ چلاتا ہے صاحب عیال کثیر ہے۔ تعلیم میں بہت خرچ ہوتا ہے۔ زید کے پاس علاوہ سامان خانہ داری کے کچھ زیور طلاء ونقرہ ظروف وصندوق وپارچہ وغیرہ ہے تو زید پر زکوٰۃ صدقہ فطر، قربانی۔ فاتحہ محرم۔ حج۔ فاتحہ شب برات۔ اور امداد اعزاء وغرباء واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) زیور ونقد اگر اس قدر ہے کہ بعد ادائے قرضہ بقدر نصاب باقی رہے تو اس باقی پر زکوٰۃ واجب ہے۔(۳) اور صدقہ فطر واضحیہ اس پر واجب ہے اور حج کی قدر اگر زیور ونقد باقی رہے تو حج بھی فرض ہے باقی فاتحہ محرم اور فاتحہ

---

(۱) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ص۳۳۸. ۱۲ ظفير. (۲)دیکھئے رد المحتار للشامى كتاب الزكوة ، باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۷. ط.س. ج۲ص ۳۰۴. ۱۲ ظفير(عه)رد المحتار مجتبائى دهلى ۱۲. ط.س. ج۲ص ۲۶۰
(۳)فلا زكوة على مكاتب الخ و مديون للعبد بقدر دينه فيز كى الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار على هامش رد المختار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۹. ط.س. ج۲ص ۲۶۳) ظفير.

شب برات وغیرہ کسی پر واجب نہیں ہے بلکہ جائز بھی نہیں ہے اور امداد غرباء واقرباء جب ہے کہ اپنے اہل وعیال کے خرچ سے زیادہ ہو۔ فقط۔

قرض مجرا کر کے بقیہ مالیت کی زکوٰۃ دی جائے

(سوال ۶۴) ہندہ کے پاس دوسو پچاس روپیہ بھر چاندی اور تہتر روپیہ بھر سونا ختم سال پر جمع ہے جس کی بازاری قیمت ایک ہزار سات سونواسی روپیہ ہے اور خاوند متوفی کی جائداد سے سو روپیہ ماہوار پاتی ہے جس کی بابت آٹھ سو روپیہ بقایا ہے اور ۳۵۷ قرضہ ہے۔ ہندہ مذکورہ نے بہ شراکت زید ایک اراضی خریدی ہے جس کی قیمت بارہ تیرہ سو روپے بائع کو دی مگر بائع روپے سے انکاری ہوگیا جس کی بابت نالش کی جائے گی۔ وصول مذبذب ہے۔ ہندہ نے زید سے کہہ دیا ہے کہ اگر روپیہ نہ ملے میں ذمہ دار ادائیگی کی ہوں۔ اب کل رقم ہندہ کے ذمہ ہوگی اور زکوٰۃ میں مجرا ہوگی یا نصف۔

(جواب) اس صورت میں جو قرضہ بذمہ ہندہ ہے وہ مجرا کر کے باقی کی زکوٰۃ ہندہ کے ذمہ واجب ہے اور قرضہ متنازعہ میں سے نصف قرضہ جو بذمہ ہندہ ہے اس وقت مجرا کیا جائے گا۔ (۱) فقط۔

بیٹا جو مال باپ کے تصرف میں دے دے اس کی زکوٰۃ کس پر ہے

(سوال ۶۵) زید نے اپنا کمایا ہوا مال ماں باپ کے پاس رکھ دیا اور والد کو اختیار تام حاصل ہے تو زکوٰۃ کس پر واجب ہے اور ایک مال والد اور ولد دونوں نے کمایا، والد کے قبضہ میں ہے اور وہی متصرف ہے۔ زکوٰۃ کس پر واجب ہے۔

(جواب) جو مالک ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یعنی ولد پر (۲) اور دوسری صورت میں چونکہ والد کو تمام تصرفات وانتظامات کے متعلق اختیار تام حاصل ہے۔ تو پھر زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی انہی کے ذمہ ہے۔ فقط۔

بارہویں مہینہ میں جس روپیہ سے مکانات خرید لے کیا اس پر بھی زکوٰۃ ہے

(سوال ۶۶) ایک شخص کے پاس ہزار روپیہ ہے، جو حاجات ضروریہ سے زائد ہے جب اس پر گیارہ ماہ گزرے تو اس نے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے مکانات یا اور مال خرید لیا تو اس پر اس روپیہ کی زکوٰۃ ہے یا نہ۔

(جواب) جب تک حولان حول نہیں ہوا اور اس نے مکان یا وہ سامان خرید لیا جس میں زکوٰۃ نہیں ہے تو اس روپیہ کی زکوٰۃ ساقط ہوگئی۔ (۳) فقط۔

سو روپے دو بھائی اور دو بہن میں ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں

(سوال ۶۷) ایک شخص کے پاس حاجت اصلیہ سے زائد سو روپے ہیں اور اس کے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں مگر وہ اس روپے کے لینے کے بارہ میں کچھ کہتے بھی نہیں اور انکار بھی نہیں کرتے تو اس شخص پر اس روپے کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

---

(۱) ومنها الفراغ عن الدين قال اصحابنا رحمهم الله تعالىٰ كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكوة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن المبيع الخ و سواء كان الدين من النقود (عالمگیری مصری كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۲ ط.ماجديه ج ۱ ص ۱۷۲) ومديون للعبد بقدر دينه فيز كى الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۹ ط.س. ج ۲ ص ۲۶۳) ظفير.

(۲) الزكوة واجبة على حر مسلم عاقل بالغ اذا ملك نصابا ملكا تاما (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۵)

(۳) ولا بد من الحول لانه لا بد من مدة يتحقق فيها النماء وقدر السرع بالحول لقوله صلى الله عليه وسلم لا زكوة فى مال حتىٰ يحول عليه الحول (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۸) ظفير.

(جواب) اگر سو روپے تنہا اس کی ملک ہیں تو زکوٰۃ اس پر واجب ہے اور اگر وہ ترکہ پدری ہے اور دو بھائی اور دو بہن اس میں ...... شریک ہیں تو ان میں سے کسی کے حصہ میں بقدر نصاب نہیں آتا لہٰذا کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں اور اس میں اس بھائی اور دونوں بہنوں کا حصہ ہے ۳۳ ⅓ روپے ایک بھائی کے اور اسی قدر دوسرے بھائی کے اور اسی قدر ہر دو بہنوں کے ہیں۔(۱) ان کے نہ لینے سے ان کا حق ساقط نہیں ہوا۔ فقط۔

جتنی زکوٰۃ واجب ہو اس سے زیادہ دینا کیسا ہے

(سوال ۶۸) زکوٰۃ حساب سے تین یا چار روپے ہو اور وہ اس کے بجائے ایک دو روپیہ زیادہ دے دیوے تو کیا زکوٰۃ اس کی بیکار ہو جائے گی۔

(جواب) اس صورت میں ثواب زیادہ ہوا۔ زکوٰۃ بھی ادا ہو گئی اور ایک روپیہ زیادہ دینے کا ثواب زیادہ ہوا۔ فقط۔

بارہ سو روپے جس کے پاس ہوں وہ گیارہ سو کا مقروض ہے تو کتنے کی زکوٰۃ دے

(سوال ۶۹) زید کے پاس سال بھر بارہ سو روپے رہے لیکن گیارہ سو روپے کا قرض دار ہے، اگر بکر اس کا والد اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دے تو ایک سو روپے کی کرے یا گیارہ سو کی۔

(جواب) اس صورت میں صرف ایک سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی گیارہ سو روپے قرض میں مستثنیٰ ہوں گے۔(۲)

وکیل زکوٰۃ میں تصرف نہیں کر سکتا ہے

(سوال ۷۰) وکیل مال زکوٰۃ کو اپنے تصرف میں لا کر اس کے بجائے اپنے پاس سے زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) وکیل کو یہ تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ جو روپیہ زکوٰۃ کا اس کے پاس آئے اس کو فقراء کو دیوے۔(۳) فقط۔

کیا زکوٰۃ کے لئے کوئی مہینہ متعین ہے

(سوال ۷۱) زکوٰۃ دینے کے لئے کون سا مہینہ معین ہے۔

(جواب) ادائے زکوٰۃ کے لئے شرعاً کوئی مہینہ یا کوئی دن مقرر نہیں البتہ بعض مہینوں اور دنوں کی فضیلت کو اس میں دخل ضرور ہے، یعنی جو مہینہ فی نفسہ متبرک ہے۔ جیسے رمضان شریف کہ اس میں صدقات وغیرہ کی ادائیگی بھی افضل ہے ہاں ضرورت اس کی ہے کہ جس مہینہ میں ادائے زکوٰۃ واجب ہے اس مہینہ میں ادا کرے اور پھر اس مہینہ کو مقرر کر لے۔ شرعۃ الاسلام میں ہے ...... **يعين صاحب المال لزكوته شهراً لا يجاوزه لما فيه من التاخير ومن اخر الزكوٰة بعد وجوبها عليه من غير عذر ياثم**۔(۴) الخ فقط۔

مالک کے مال سے نفع اٹھانے والے زکوٰۃ ادا کر دیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۷۲) ایک شخص جو مالک نصاب ہے اور جو اس کی ملکیت ہے اس سے دوسرے لوگ نفع اٹھاتے ہیں۔ کیا اگر زکوٰۃ مالک نصاب دوسرے لوگ جو نفع اٹھاتے ہیں اگر اکٹھے تمام کے تمام نکال لیں تو اس صورت میں مالک نصاب کی طرف سے فریضہ زکوٰۃ کا ادا ہوتا ہے یا نہیں۔

---

(۱) ليس فيما دون مائتى درهم صدقة الخ (هدايه باب زكوٰة المال ج ۱ ص ۱۷۶) ظفير۔
(۲) ومن كان عليه دين يحيط بماله فلا زكوٰة عليه الخ وان كان اكثر من دينه زكى الفاضل اذا بلغ نصابا بالفراغة عن الحاجة والمراد به دين له مطالب من جهة العباد الخ (هدايه كتاب الزكوٰة ج ۱ ص ۱۶۸) ظفير۔ (۳) ولو خلط زكوٰة موكلية ضمن (ايضا ج ۲ ص ۴۱) ظفير۔ (۴) شرح شرعة الاسلام فصل فى سنن الزكوٰة والصدقة ص ۱۵۸، ۱۲ ظفير

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ مالک نصاب کے ذمہ واجب ہے لیکن اگر اس کے امر اور اجازت سے اس کی طرف سے وہ لوگ زکوٰۃ ادا کردیں جو نفع اٹھاتے ہیں تو مالک نصاب کی طرف سے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی و کذا لو امر غیرہ بالدفع عنه جاز . شامی جلد ۲۔(۱) فقط۔

سال بھر خرچ کے بعد جو غلہ رہ گیا اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۷۳) جو غلہ سال بھر کے خرچ کے بعد باقی رہ گیا ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس غلہ میں جو سال بھر کے کھانے کے لئے خریدا اور بعد ختم سال باقی رہ گیا۔ زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔(۲) فقط۔

کیا اراضی باغ زیورات کی طرح باعث زکوٰۃ ہوں گے اور قرض ہو تو کیا کیا جاوے

(سوال ۷۴) زید جس کی صحرائی آراضی کی آمدنی دس من پختہ غلہ سالانہ ہے اور غلہ مختلف قسم کا ہے اور آمدنی ثمر باغ بھی بیس روپے سالانہ کی ہے اور مکان سکونتی بھی پختہ ہے اور وہ ملازم سرکار بمشاہرہ ستر روپے ماہوار ہے اور ایک گھوڑی قیمتی ایک سو روپے بھی اس کی ملکیت میں ہے۔ زید عیال دار ہے اور مقروض تین سو روپے سودی اور ایک سو پچاس روپے بلا سودی کا ہے اور اس کی کچھ صحرائی آراضی بعوض چار سو پچیس روپے رہن ہے اس کی عورت کے پاس زیور نقرئی سو روپے کا اور طلائی تین سو روپے کا ہے، زید کے مال پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ زیور جو زید کی زوجہ کے پاس ہے زید کی ملکیت میں ہے اور زید اس سے زیادہ قرض دار ہے تو زید کے ذمہ صورت مسئولہ میں زکوٰۃ دینا فرض نہیں ہے۔(۳) فقط۔

زرعی جائداد پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۷۵) اگر کسی شخص کے پاس زرعی جائداد ہے اور قرض بھی دینا ہے، لیکن اگر جائداد کی قیمت ٹھہرائی جائے تو قرض کم ہے، ایسے شخص کے پاس اگر کچھ زیور ہو تو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ زیور وغیرہ کی قیمت قرض سے بہت کم ہے۔

(جواب) اس پر زکوٰۃ لازم نہیں۔(۴) فقط۔

انگریزی روپے سے نصاب کی مقدار کیا ہے

(سوال ۷۶) اس روپیہ انگریزی سے نصاب کی صحیح مقدار کیا ہے؟

(جواب) دو سو درہم مقدار نصاب ہے۔ انگریزی روپیہ سے چون روپے دوانے تقریباً ہوتے ہیں۔(۵) (یہ سن ۱۳۳۵ھ کی بات ہے۔ اب چاندی گراں ہے، اس وقت ۵۰/۸ ہوتے ہیں۔ ظفیر)

---

(۱) رد المحتار للشامی کتاب الزکوة ج۲ ص ۱۵ . ط.س. ج۲ ص ۲۶۹ . ۱۲ ظفیر۔

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجة الا صلية فليس فی دور السكنى وثياب البدن و اثاث المنزل الخ وكذا طعام اهله (عالمگیری كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۲۱ . ط.س. ج۲ ص ۱۷۲) ظفیر.

(۳) فلا زكوة على مكاتب الخ ومديون للعبد بقدر دينه فيزكى الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۸ . ط.س. ج۲ ص ۲۶۳) ظفیر.

(۴) ولا فی ثياب البدن الخ ودور السكنى ونحوها (در مختار) قوله ونحوها كثياب البدن غير المحتاج اليها وكا لحوانيت والعقارات (رد المحتار للشامی كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۰ . ط.س. ج۲ ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر

(۵) آج کل دو سو درہم کی قیمت (اگر چاندی تین روپے بھر ہے، تو) ایک سو ساڑھے ستاون ہوگی۔ اتنی بات ذہن نشین رہے کہ دو سو درہم کا وزن ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، چاندی کی قیمت کے گھٹنے بڑھنے سے روپے کا نصاب بدلتا رہے گا واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

سوروپے کی زکوٰۃ کیا ہے

(سوال ۷۷) سوروپے میں سے کتنی زکوٰۃ نکالنی چاہئے مشہور فیصدی ۲½ ہے، تو یہ صحیح ہے۔

(جواب) ۲½ فیصدی حساب صحیح ہے، کیونکہ چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں واجب ہے۔(۱)

دلہن کو جوزیور دیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس پر ہے

(سوال ۷۸) بعض اقوام میں نابالغ اولاد کا نکاح کر دیتے ہیں۔ دولہا کا باپ دلہن کو جوزیور چڑھاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے۔

(جواب) وہ زیور جو دولہا کا باپ دیتا ہے وہ زیور ہمارے عرف میں دلہن کی ملک نہیں ہے لہذا اس کی زکوٰۃ دولہا کے باپ کے ذمہ ہے۔ (جہاں عرف میں وہ زیور دلہن کی ملک قرار پاتا ہے اس کی زکوٰۃ دلہن پر ہوگی۔ ظفیر)

مندرجہ ذیل صورت میں کتنے کی زکوٰۃ دے

(سوال ۷۹) زید کے پاس شروع سال میں ایک ہزار چھ سوروپے کا مال بایں تفصیل تھا کہ تین سوروپے کا مکانات تعمیر کردہ وخرید کردہ اور آٹھ سوروپے لوگوں کے ذمہ قرض اور پانچ سوروپے کا پارچہ تجارتی موجود ہے تو اس صورت میں زید کو کس قدر رقم کی زکوٰۃ دینی چاہئے؟ اور چار سوروپے کا ساہوکاری قرض ہے۔

(جواب) مکان تعمیر کردہ وخرید کردہ میں زکوٰۃ نہیں ہے، پانچ سوروپے کے مال موجودہ پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن چار سو روپے جو ساہوکار کے ہیں اس میں سے وضع کر کے ایک سوروپے کی زکوٰۃ فی الحال ادا کرنا واجب ہے۔(۲) اور آٹھ سو روپے جو دوسروں کے ذمہ قرض ہے اس کی زکوٰۃ بھی واجب ہے مگر ادا کرنا اس کی زکوٰۃ کا بعد وصول کے ہے اگر فی الحال دے دیوے یہ بھی درست ہے۔

زکوٰۃ میں مہینہ کا اعتبار ہے یا تاریخ کا

(سوال ۸۰) زکوٰۃ کے حساب کے لئے کوئی تاریخ معینہ کا اعتبار ہے یا مہینہ کا کیونکہ اس میں بڑا فرق ہوجاتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے، تاریخ مقرر کرے یا ماہ۔

(جواب) زکوٰۃ کے حساب کے لئے تاریخ کا اعتبار ہے، جس تاریخ کو سال پورا ہوجاوے اسی تاریخ میں ...... زکوٰۃ واجب ہوگی جس وقت بھی زکوٰۃ ادا کرے گا اعتبار اسی تاریخ وجوب کا رہے گا۔ اگلے سال اسی تاریخ میں زکوٰۃ واجب ہوجاوے گی جس تاریخ پر پچھلے سال واجب ہوئی ہے۔(۳) فقط۔

نابالغ کے مال میں جو شرکت میں ہے زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۸۱) مستقیم وعبدالحلیم دو بھائی شاملات ہیں عبدالحلیم فوت ہوکر لڑکا نابالغ چھوڑا، لڑکے کے مال پر مستقیم قابض ہے، بطور ولی و سرپرست کے مستقیم اپنے حصہ کی زکوٰۃ دیتا ہے۔ کیا وہ عبدالحلیم متوفی کے حصہ کی بھی

---

(۱) لیس فیما دو ن مائتی درھم صدقة الخ فاذا کانت مائتین وحال علیها الحول فیها خمسة دراھم (ھدایه باب زکوٰۃ المال ج ۱ ص ۱۷۶) ظفیر.

(۲) ومن علیه دین یحیط بما له فلا زکوٰۃ علیه الخ وان کثر من دینه زکی الفاضل اذا بلغ نصابا (کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۸) ظفیر. (۳) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من استفاد مالا فلا زکوٰۃ فیه حتی یحول علیه الحول رواه الترمذی (مشکوٰۃ ص ۱۵۷) ظفیر وسببه ملک نصاب حولی لحولا نه علیه (در مختار) ای الحول القمری لا الشمس (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۵. ط.س. ج ۲ ص ۲۵۹) ظفیر.

زکوٰۃ دیوے یا نہیں۔

(جواب) عبدالحلیم کے فوت ہونے کے بعد اس کا ترکہ نابالغ لڑکوں کی ملک ہوگیا اور نابالغ کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے پس مستقیم ان لڑکوں کے مال کی زکوٰۃ نہ دے صرف اپنے حصہ کی دیوے۔(۱) فقط۔

نابالغین کی جو امانت والدین کے پاس ہو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۸۲) نابالغین کا حصہ جو بطور امانت ان کے والدین کے پاس ہو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار وشرط افترا ضها عقل وبلوغ الخ فلا تجب علی مجنون وصبی الخ شامی۔(۲)

جو پیداوار کھانے کے لئے بھی کافی نہ ہو کیا اس میں بھی زکوٰۃ ہے

(سوال ۸۳) بسا اوقات پیداوار میں اس قدر غلہ بھی نہیں ہوتا جس کی قیمت خرچ شدہ رقم کے برابر ہو ایسی صورت میں زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے۔

(جواب) جو کچھ پیدا ہوا اس کا دسواں حصہ نکالنا چاہئے، خواہ کم ہو یا زیادہ، مثلاً اگر سو من غلہ پیدا ہوا تو دس من دیا جائے اور اگر دس من پیدا ہوا تو ایک من دیا جاوے۔(۳)

جس روپے کے وصول ہونے کی امید نہیں کیا اس پر بھی زکوٰۃ ہے۔

(سوال ۸۴) زید تجارت کرتا ہے اور لوگوں کے ذمہ اس کا قرض باقی ہے، بعض ان میں سے فرار ہوگئے اور بعض بالکل غریب ہیں جن سے وصول ہونے کی امید نہیں ہے۔ اب زید اس روپے کی زکوٰۃ ادا کرے یا نہیں۔

(جواب) قرض میں جو روپیہ ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے ادا کرنا واجب ہوتی ہے، پس جو روپیہ وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہ ہوئی۔(ولو کان الدین علی مقر ملئی اؤ علی معسر او مفلس ای محکوم با فلاسه او علی جاحد علیه بینة وعن محمد لازکوٰة وهوا لصحیح لا ن البینة قد لا تقبل او علم به قاض الخ فوصل الی ملکه لزم زکوٰة مامضی (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲)ظفیر۔

سال میں جو رقم گھٹتی بڑھتی رہی اس کی زکوٰۃ کیسے ادا ہوگی

(سوال ۸۵) زید کے پاس ابتداء سال میں، مثلاً ایک ہزار روپیہ تھا، اثنائے سال میں کم وبیش ہوتا رہا۔ آخر میں دس ہزار ہوگیا تو کس قدر روپے کی زکوٰۃ واجب ہے۔

(جواب) آخر سال کا اعتبار ہے، اس صورت میں دس ہزار روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔(۴) فقط۔

---

(۱) وشرط افتراضها عقل بلوغ اسلام وحریة (درمختار) قوله بلوغ قال فی البحر و خرج المجنون والصبی فلا زکوٰة فی مالهما کما لاصلاة علیهما للحدیث المعروفه رفع القلم عن ثلاث (طحطاوی ج ۱ ص ۳۸۹) ظفیر۔

(۲) رد المحتار کتاب الزکاة ج ۲ص ۴ .ط.س. ج۲ص۲۵۸. ۱۲ ظفیر۔

(۳) قال ابو حنیفة فی قلیل ما اخرجته الا رض و کثیره العشر سواء سقی سیحا او سقته السماء الا القصب والحطب والحشیش. (هدایه ج ۱ ص ۱۸۳) ظفیر۔

(۴) والمستفادو لوبیهبة وارث وسط الحول یضم الی نصاب من جنسه فیزکیه بحو ل الا صل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوٰة الغنم ج ۲ ص ۳۱. ط.س. ج۲ص۲۸۸) ظفیر۔

گھر کا زیور تمام گھر والوں پر تقسیم ہو کر نصاب بنے گا یا مجموعہ

(سوال ۸۶) یہ جو یہاں پر رواج ہے کہ مرد و عورت و اولاد ہوشیار نابالغ یا بالغ سب اکٹھے رہتے ہیں اور گھر بار کا کام کرتے ہیں وہ سب کے سب تمام ضروریات دنیاوی اپنی اسی پیشہ کے وصولی (آمدنی) سے ادا کرتے ہیں یہاں تک کہ جو کچھ عورت کو اس کے ماں باپ وغیرہ دیتے ہیں وہ بھی اپنے اپنے زوج و اولاد سے علیحدہ نہیں رکھتی ہے مثلاً اس طرح پر بسر اوقات کرنے والے تین شخص ہیں۔ زوج، زوجہ، بیٹا۔ پس اگر ان کی تمام ضروریات سال کی ان کے پیسہ کے وصول سے ادا ہو کر باون روپے کا زیور یا نقد یا دیگر مال ہو تو مالک فقط زوج ہی ہوگا یا زوجہ و بیٹے کا بھی حصہ سمجھا جائے گا؟ یا تا حیات زوج زوجہ۔ بیٹے کا حصہ شریعت میں نہیں ہے؟ بعض ایسے اشخاص ہیں کہ اگر مالک فقط زوج ہی سمجھا جائے تو اہل نصاب ہوتا ہے، اور اگر زوجہ و بیٹے کے حصہ کا حساب لگایا جاوے تو حد زکوٰۃ کو نہیں پہنچتے۔

(جواب) وہ سب مال شوہر کا ہے سوائے اس کے جو زوجہ کو اس کے ماں باپ کے یہاں سے ملا ہو، اس کی مالک زوجہ ہے اور جب کہ ملک شوہر کی قدر نصاب کو پہنچ جاوے تو بعد حولان حول اس پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

آلات تجارت میں زکوٰۃ

(سوال ۸۷) آلات تجارت مثل کشتیاں و جہازات اور بیل گاڑیاں اور اونٹ گاڑیاں نقل اموال تجارت کے واسطے اور دوکاندار کے گھر وغیرہ اموال کے بیع کے واسطے، یہ سب آلات عروض تجارت میں شامل ہوں گے یا آلات محترفہ ہیں۔

(جواب) یہ اشیاء آلات محترفہ میں داخل ہیں ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ و کذلک الات المحترفین الخ (ای لا زکوٰۃ فیھا)۔(۱)

جو روپیہ دھوکہ سے غریب کو دے دیا نیت سے زکوٰۃ ہوگی یا نہیں

(سوال ۸۸) زید نے ایک سو ساٹھ روپے عمر کے پاس بھیجے اور لکھ دیا کہ سو روپے تمہارے ہیں اور ساٹھ روپے خالد کے لڑکوں کے ہیں۔ زید سے حروف کے پڑھنے میں غلطی ہوئی، اس بنا پر وہ یہ سمجھا کہ سو روپے خالد کے لڑکوں کے ہیں اور ساٹھ میرے ہیں۔ چنانچہ اس نے سو روپے خالد کے لڑکوں کو دے دیئے۔ خالد کے لڑکے غنی نہیں ہیں اور عمر کے لڑکوں سے چالیس روپے لینا مناسب نہیں سمجھتا لہذا وہ روپیہ زکوٰۃ میں مجرا ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ روپیہ ان کے پاس موجود ہے تو نیت زکوٰۃ کی ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔ درمختار میں ہے کما لو دفع بلا نیة ثم نوی و المال قائم فی ید الفقیر. الخ۔(۲)

نصاب زکوٰۃ کیا ہے

(سوال ۸۹) نصاب زکوٰۃ کیا ہے مفصل تحریر فرمائیے۔

(جواب) نصاب نقرہ ساڑھے باون تولہ ہوتا ہے، کیونکہ شریعت میں دراہم کے اندر وزن سبعہ معتبر ہے اس کی تصریح کتب فقہ میں ہے اور وزن سبعہ یہ ہے کہ دس دراہم برابر سات مثقال کے ہوں اس حساب سے دو سو درہم برابر ۱۴۰ (ایک سو چالیس) مثقال کے ہوئے اور مثقال وزن معروف ساڑھے چار ماشہ ہے چنانچہ اس کی تصریح بہت جگہ موجود

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۱. ط.س. ج۲ص۲۶۵ ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ص۲۶۸ ۱۲ ظفیر۔

ہے اور علماء کبار نے اس کو اختیار کیا ہے۔ پس دوسو درہم برابر ۶۳۰ ماشہ کے ہوئے، اس کو ۱۲ پر تقسیم کرنے سے ۵۲ ½ تولہ خارج قسمت نکلا، یہی نصاب فقہ ہے۔ (۱) فقط۔

مکان وغیرہ کی زکوٰۃ کا حکم

(سوال ۹۰) ایک شخص کے بہت سے مکان ہیں کرایہ پر دیا کرتا ہے۔ ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ بیل گاڑی وغیرہ کرایہ کی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ اس عبارت کا کیا مطلب ہے اویوا جرد اره التی للتجارة بعرض من العروض؟

(جواب) عبادت اویوا جرداره التی للتجارة بعرض من (۲) العروض جودار کے ساتھ للتجارہ کی قید لگائی گئی ہے یہی معتبر ہے یعنی جو دار تجارۃ کے لئے بنایا گیا ہے۔ یا خریدا گیا ہے اس کی اجرت میں جو عرض حاصل ہو اس میں زکوٰۃ لازم ہے اور خود اس دار کی قیمت میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اور اگر مکانات رہنے کے لئے بنائے گئے ہیں یا خریدے گئے ہیں اور ان کو کرایہ پر دے دیا تو اس صورت میں مکانات کی قیمت میں زکوٰۃ لازم نہ ہوگی بلکہ کرایہ پر بشرائطہا زکوٰۃ لازم ہوگی اور یہی حکم بیل اور گاڑی کا ہے اور علامہ شامی نے جو کچھ اس قول کی شرح میں نقل کیا ہے اس کو ملاحظہ کیا جاوے، جامع کی روایت کی تصحیح کیا ہے علامہ کے نزدیک اسی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جامع کی روایت کی تفصیل یہی ہے جو اوپر معلوم ہوئی ہے۔ (۳) فقط۔

زکوٰۃ خریداری کی قیمت پر دی جاتی ہے یا جس قیمت پر پہنچ جاتی ہے

(سوال ۹۱/۱) ایک شخص نے کچھ کتابیں تاجرانہ نرخ سے خریدیں یا اپنے پریس میں چھاپیں اور ہزار روپیہ میں اس کو پڑ گئیں، مگر بازار میں دو ہزار کی ہیں تو زکوٰۃ دو ہزار کی دینا چاہئے؟ اس کی بابت سوالات ہیں۔

بازار سے کیا مراد ہے مقامی یا کوئی اور

(سوال ۹۲/۲) لاگت میں مال ایک ہزار کا ہے، مگر بازار میں دو ہزار کا ہے، اس بازار سے مراد کیسا بازار ہے؟ آیا خاص مقامی بازار ہے یا شہر وقصبہ کا؟

عطر میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۹۳/۳) عطر و روغن جو بغرض تجارت تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس حساب سے؟

عطر و روغن کی زکوٰۃ لاگت پر دی جائے یا بکری پر

(سوال ۹۴/۴) عطر و روغن اکثر بذریعہ پارسل وی. پی بیرونجات میں روانہ ہوتا ہے اور بہت کم قنوج میں بھی فروخت ہوتا ہے ایسے مال پر اختتام سال پر کس حساب سے زکوٰۃ دی جائے گی۔ آیا لاگت کے حساب سے یا جس حساب سے مال بیرونجات میں روانہ ہوتا ہے؟

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے رد المحتار ج ۲ ص ۳۸ ط.س. ج۲ ص۲۹۵ .۱۲ ظفیر (۲) دیکھئے الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۳ .ط.س. ج۲ ص۲۶۷ ۱۲ ظفیر (۳) قوله او یواجرداره التی الخ قال فی البحر لکن ذکر فی البدائع الا ختلاف فی بدل منافع عین معدة للتجارة ففی کتاب الزکوة الا صل انه للتجارة بلا نیة وفی الجامع ما یدل علی التوقف علی النیة و صحح مشائخ بلخ روایة الجامع لا ن العین وان کانت للتجارة لکن قد یقصد ببدل منا فعها المنفعة فتو جر الدابة لینفق علیها والدار للعمارة فلا تصیر للتجارة مع التردد الا بالنیة ا ه قید بقوله اللتی للتجارة اذا لوکانت للسکنی مثلاً لا یصیر بدلها للتجار ة بدون النیة فاذا نوی یصح ویکون من قسم الصریح (رد المحتار ج ۲ ص ۱۳ .ط.س. ج۲ ص۲۶۷) ظفیر

ختم سال کے بعد کل مال موجودہ عطر وروغن وغیرہ وزن کرلیا جاتا ہے اور بحساب لاگت میزان لگاکر اس پر زکوۃ دی جاتی ہے۔ مثلاً ایک عطر چھ ٦ آنہ تولہ کی لاگت کا ہے اور اس کو آٹھ آنہ تولہ فروخت کیا گیا تو زکوۃ بحساب لاگت ٦ آنہ تولہ کے دی جاوے گی یا آٹھ آنہ تولہ کے؟

(جواب)(١) اس سے مراد اس مقام کا بازار مراد ہے کہ جس میں وہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(٢) جب کہ قیمت اس عطر کی اور روغن کی بقدر نصاب ہو زکوۃ اس پر واجب ہے۔

(٣) زکوۃ اس حساب سے دی جاوے گی جو قیمت اس کی بازار میں ہے اور مراد اس بازار سے وہ بازار ہے جس میں وہ مال ہے۔ کما فی الدر المختار ویقوم فی البلدالذی المال فیه (در مختار علی هوامش الشامی ج ٢ ص ٣٠ باب زکوٰۃ الغنم)

(٤) جس حساب سے بکری ہوتی ہے اس حساب سے قیمت عطر وروغن کی لگائی جاوے۔ اگر نقد دینے میں نقصان معلوم ہو تو سہولت وہی طریق ہے جو القاسم میں مذکور ہے کہ بعینہ عطر وروغن کا چالیسواں حصہ نکال دیوے خواہ اس کو فروخت کر کے وہ قیمت فقراء کو تقسیم کردیوے یا عطر وروغن ہی تقسیم کردیوے۔ فقط۔

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن۔

قرض کی زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ٩٥) ایک شخص نے ایک ہزار روپیہ قرض دیا اور ٣٠٠ (سہ صد) ماہوار قسط سے لیتا ہے تو زکوۃ اس روپے پر ہے جو قرض ہے یا نہیں؟

(جواب) جس قدر وصول ہوتا رہے اس کی زکوۃ سب سالوں کی دینی لازم ہے یعنی بعد وصول قرض گذشتہ ایام کی زکوۃ بھی دینی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن

(واعلم ان الدیون عند الا مام ثلاثة قوی ومتوسط وضعیف فتجب زکاتها اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فور ابل عند قبض اربعین درهما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارة الخ (در مختار علی الشامی ج ٢ ص ٨

حولان حول

(سوال ٩٦) حولان حول برائے وجوب زکوۃ از کدام وقت معتبر است۔

(جواب) حولان حول بعد تمام شدن نصاب معتبر است لا ن حولان الحول علی النصاب شرط لکونه سبباً . شامی ج ٢ ص ١٤. جمیل الرحمن.

گوٹہ پر زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ٩٧) بر گوٹہ ٹھپہ کہ سیم وزر دراں می باشد زکوۃ واجب است یا نہ؟

(جواب) بر گوٹہ ٹھپہ کہ سیم وزر دراں باشد زکوۃ دراں واجب است (واللازم فی مضروب کل منهما ومعموله (در مختار) قال الشارح قوله ومعموله ای ما یعمل من نحو حلیة سیف او منطقة او لجام او سرج او الکواکب فی المصاحف والا وانی وغیرها اذا کانت تخلص بالا ذابة (بحر شامی ج ٢ ص ١٤) جمیل.)

دوسرا باب

زکوٰۃ کی ادائیگی

روپے کے عوض اٹھنّی چونّی دینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے

(سوال ۹۸) ایک شخص کے ذمہ پانچ روپے زکوٰۃ کے واجب ہیں اس نے ادائے زکوٰۃ میں مثلاً دس اٹھنی یا بیس چونی نکال کر دی تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگئی۔(۱)

نوٹ کے بارے میں وجوب اور ادائیگی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

(سوال ۹۹) نوٹ کے بارے میں وجوب وادائے زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

(جواب) نوٹ جب کہ بقدر نصاب ہوں زکوٰۃ واجب ہے اور زکوٰۃ روپیہ سے ادا ہوگی۔ اگر نوٹ زکوٰۃ میں دیا گیا تو جس وقت وہ شخص اس کو روپیہ سے بدل لے گا اس وقت زکوٰۃ ادا ہوجاوے گی۔(۲) فقط۔

زکوٰۃ کی رقم چوری ہوگئی تو کیا دوبارہ زکوٰۃ نکالے

(سوال ۱۰۰) ایک شخص نے زکوٰۃ مال کی نکالی اور مال زکوٰۃ ایک جگہ رکھ دیا، وہاں سے کسی چور نے چرالیا تو تو زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ اس کی ادا نہیں ہوئی، پھر زکوٰۃ دینی چاہئے۔(۳)

جو قرض تھوڑا تھوڑا آ تا رہا اس کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے

(سوال ۱۰۱) زکوٰۃ اس قرض کی جو وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا آ تا رہا ہے کس طرح دی جائے اور اگر دو سو میں سے پچاس وصول ہوئے بعد دو سال کے اور ۲۵ تین سال کے بعد تو پچاس کی دو سال کی اور ۲۵ کی تین سال کی علیٰ ہذا القیاس۔ اسی طرح ادا کی جائے یا کس طرح۔ اور اگر مقروض نے روپیہ کے بدلہ میں غلہ وغیرہ دے دیا اور وہ اشیاء گھر میں خرچ ہوگئی تو ان کی قیمت کی زکوٰۃ اسی طرح دو سال یا تین سال کی بھی دی جاوے یا کس طرح اور اگر قرض میں زمین دی گئی تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

زکوٰۃ میں گھر کا کپڑا وغیرہ دینا کیسا ہے

(سوال ۱۰۲) زکوٰۃ میں بجائے روپے غلہ یا کپڑا اپنے گھر سے دیوے بازار کے بھاؤ سے تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا کیا، اور اگر بازار سے خرید کر دے تب کیا حکم ہے

(جواب) (۱) جس وقت جس قدر قرض وصول ہوتا جاوے اس وقت تک کی مع پچھلے سالوں کے زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ اگر قرض کے عوض غلہ وصول ہوا تو گذشتہ سالوں کی اصل قرض کی جس کے بدلہ میں غلہ آیا ہے زکوٰۃ

---

(۱) جس طرح روپیہ سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے اٹھنی چونی سے بھی ہوتی ہے اس لئے کہ یہ بھی رائج الوقت سکہ کے حکم میں ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) ہمارے اس دور (سن ۱۹۶۶ء) میں نوٹ گو قانونا حوالہ یا وثیقہ ہے مگر عملاً اور عرف عام میں سکہ اور ثمن خلقی کے حکم میں ہے اس لئے کہ روپے کی کئی سال سے صورت بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ سارا کاروبار اور سارے معاملات انہی نوٹوں سے انجام پاتے ہیں۔ لہذا خاکسار کی ذاتی رائے یہ ہے کہ نوٹوں سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے۔ کوئی دس روپے کے نوٹ کے دس روپے تلاش کرے تو اسے اس وقت نہیں مل سکتے ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۳) ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (در مختار) فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکوٰة ولو مات کانت ومیراثا عنه (رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۵. ط.س. ج ۲ ص ۲۷۰) ظفیر

دیوے۔(۱) آئندہ کو غلہ خوردنی پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

اور اگر زمین قرض میں آئی تب بھی قرض وصول ہو گیا۔ گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔(۲)

(۲) دونوں صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہوگئی، خواہ گھر سے غلہ و کپڑا وغیرہ حساب کر کے دیوے یا بازار سے خرید کر دیوے۔(۳)

مدرسہ کے مہتمم کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۳) مدرسہ دیو بند میں یا کسی اور اسلامی انجمن میں جب زکوٰۃ کا روپیہ بھیجا جاتا ہے، اس پر کسی مسکین مستحق کا قبضہ نہیں ہوتا بلکہ مہتمموں کے قبضہ میں دی جاتی ہے اور وہ مہتمم بھی مسکین نہیں ہوتے، اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(جواب) مدارس میں جو رقم زکوٰۃ کی آتی ہے اس میں مہتمم مدرسہ ایسی صورت کر لیتے ہیں جس سے معطی کی زکوٰۃ ادا ہونے میں کچھ شبہ نہ رہے، وہ یہ کہ اس رقم زکوٰۃ کو اول کسی مسکین کو جو مصرف زکوٰۃ ہو دے دی جاتی ہے اور اس کی ملک کر دی جاتی ہے پھر وہ شخص مدرسہ کے مصارف کے لئے مہتمم مدرسہ کو دے دیتا ہے چونکہ زکوٰۃ میں تملیک مسکین ضروری ہے۔(۴) اس لئے طریقہ مذکورہ پہلے ہی کر لیا جاتا ہے تاکہ کچھ شبہ نہ رہے۔ علاوہ بریں طلبہ و مساکین عمدہ مصرف زکوٰۃ کے ہیں ان کی خوراک و پوشاک میں رقم زکوٰۃ صرف کرنا بلاشبہ درست ہے اور مدارس میں زکوٰۃ کا روپیہ طلبہ و مساکین کے مصارف میں صرف ہوتا ہے۔ بہر حال آپ کچھ تردد نہ کیجئے، بے تکلف رقم زکوٰۃ سے امداد طلبہ فرمائیے کہ اس میں اجر مضاعف ہے۔ فقط۔

حرام کمائی میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۴) زید یا ہندہ نے ناجائز کمائی سے کچھ مال حاصل کیا، اب وہ اپنے اس پیشہ سے تائب ہو گئے اور وہ اپنے مال سے زکوٰۃ صدقات و خیرات نکالتے ہیں...... اور حلال کمائی سے ایک پیسہ نہیں تو کیا اس کی یہ زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ جائز ہوگا۔

(جواب) مال حرام میں زکوٰۃ واجب ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس دوسرا مال حلال بھی ہے اور اس میں حرام کو ملا دیا تو امام صاحب کے نزدیک زکوٰۃ اس پر لازم ہے اور اگر دوسرا مال حلال بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ اس پر لازم نہیں بلکہ وہ کل مال واجب التصدق ہے۔ یعنی جب کہ لوٹانا مالکوں یا ان کے وارثوں پر متعذر رہو۔ درمختار میں ہے ولو خلط السلطان المال المغصوب بما له ملكه فتجب الزكوة فيه ويورث عنه الخ وهذا اذا كان له مال غير ما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفى دينه والا فلا زكوٰة كما لوكان الكل خبيثا الخ

---

(۱) اعلم ان الديون عند الامام ثلاثة قوى متوسط وضعيف فتجب زكاتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقوض ومال تجارة فكلما قبض اربعين درهما يلزمه درهم (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۷، ج ۲ ص ۴۸. ط.س. ج۲ ص۳۰۵) ظفير.

(۲) لو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص۲۶۶) ظفير.

(۳) وجاز دفع القيمة فى زكوة وعشر وخراج وفطرة ونذر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم (ج ۲ ص ۲۹. ط.س. ج۲ ص۲۸۵) ظفير.

(۴) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا اباحة (در مختار باب المصرف) وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هويكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ ص۳۴۴) ظفير.

اورشامی میں قنیہ سے لو کان الخبیث نصابا" لا یلزمه الزکوۃ لان الکل واجب التصدق علیه فلا یفید ایجاب التصدق ببعضه(۱) الخ اور مسجد بنانا مال حرام سے درست نہیں ہے اور مدرسہ میں طلبہ پر صدقہ کرنا بصورت نہ ملنے مالکوں کے یا ان کے ورثہ کے درست ہے۔ فقط۔

نوٹ دینے سے زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۵) نوٹ چونکہ مال نہیں ہے اس بنا پر شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جس کے پاس صرف نوٹ ہی ہوں اس پر زکوۃ واجب نہیں ہونی چاہئے اور اگر نوٹ زکوۃ میں ادا کیا جائے تو زکوۃ ادا نہ ہو۔ اور اگر زکوۃ کا روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کیا اور اس پر مرسل الیہ کو نوٹ ملے تو زکوۃ ادا نہ ہونی چاہئے۔

(جواب) زکوۃ اس وجہ سے واجب ہے کہ ان نوٹوں کی رقوم کا روپیہ خزانہ سرکاری میں موجود مودع ہے جیسا کہ کسی کا روپیہ خزانہ میں ہو زکوۃ واجب ہوتی ہے۔(۲) اور نوٹ جو زکوۃ میں دیا جائے جس وقت اس کا روپیہ کر کے روپیہ پر قبضہ کر لیا گیا ہو تو زکوۃ ادا ہو جاتی ہے علی ہذا۔ جس کو بذریعہ منی آرڈر بھیجا جاوے اور مرسل الیہ کو نوٹ وصول ہو تو جس وقت مرا سل الیہ اس نوٹ کا روپیہ بھنالیوے گا زکوۃ ادا ہو جاوے گی عرض نوٹ وثیقہ ہے روپے کا۔(۳)

(موجودہ وقت میں نوٹ کو روپیہ کی جگہ تسلیم کر لینا چاہئے، اس لئے کہ اب روپے کا رواج نہیں رہا۔ بھنانے کی شرط اس دور میں لگانا بے سود ہے، عرف عام نے نوٹ کو اندرون ملک روپیہ تسلیم کر لیا ہے۔ ظفیر)

زکوۃ کی رقم الگ کردی تھی کچھ تقسیم کی اور کچھ چوری ہوگی، کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۶) ایک شخص نے زکوۃ نکالی اور نیت کر لی اور تقسیم کرنا شروع کیا، کچھ روپیہ تقسیم کر دیا تھا اور کچھ چوری ہو گیا، اب اس کی زکوۃ ادا ہوئی یا نہیں۔

(جواب) جس قدر روپیہ چوری ہوا، اس قدر روپیہ پھر دینا چاہئے (۴) فقط۔

غصب اور رشوت کے مال پر زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۷) غصب و رشوت کے مال پر زکوۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ سب مال خیرات کرنا چاہئے جب کہ مالکوں اور ان کے وارثوں کا پتہ نہ لگے۔(۵) فقط۔ (اس میں زکوۃ نہیں ہے۔ ظفیر)

حدیث کی کتابوں پر زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۷) حدیث کی کتابیں جو ہزار پانچ سو روپیہ کی ہوں زکوۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) جو کتابیں تجارت کے لئے نہ ہوں بلکہ پڑھنے اور دیکھنے اور مطالعہ کے لئے ہوں ان میں زکوۃ نہیں ہے(۱) فقط۔

---

(۱) دیکھئے رد المحتار ج ۲ ص ۳۳، ج ۲ ص ۳۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۹۱. ۱۲ ظفیر (۲) وکذا لودیعة عند غیر مصارفه (درمختار) فلو عند مصارفه تجب الزکوۃ (رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج ۲ ص ۲۶۶) ظفیر. (۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (الدر المختار علی هاش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۱۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ظفیر. (۴) ومقارنته بعزل ماوجب کله او بعضه ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (الدر المختار) فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکوۃ (رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۵. ط.س. ج ۲ ص ۲۶۹، ظفیر الصدیقی. (۵) والا فلا زکوۃ کما لوکان الکل خبیثا کما فی النهر (در مختار) فی القینة لوکان الخبیث نصابا لایلزمه الزکاة لان الکل واجب التصدق علیه فلا یفید ایجاب التصدق ببعضه اه و مثله فی البزازیة (رد المحار باب زکوۃ الغنم ج ۲ ص ۳۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۹۱) ظفیر.

زکوۃ کی رقم بذریعہ رجسٹری بھیجی گئی مگر موصول نہ ہوئی کیا کیا جائے

(سوال ۱۰۸ ۱) مبلغ دس روپے کا نوٹ مد زکوۃ سے برائے امداد مظلومین سمرنا بصیغہ رجسٹری بھیجا گیا جب عرصہ تک رسید نہ آئی تو مکتوب الیہ کو بطور یاددہانی لکھا گیا، وہاں سے جواب آیا مجھ کو یاد نہیں کہ بذریعہ رجسٹری تمہارا کوئی نوٹ آیا ہے، مکتوب الیہ بہت بڑے اور معتبر آدمی ہیں، ایسی حالت میں زکوۃ ادا ہوگئی یا دوبارہ دس روپے جمع کرنے ہوں گے۔

(جواب) اس صورت میں وہ زکوۃ یعنی دس روپے کی رقم پھر دینی چاہئے۔ (۲) فقط۔

بیوہ کا قرض اس نیت سے ادا کرنا کہ زکوۃ میں وضع کرلوں گا کیسا ہے

(سوال ۱۰۹ ۱) ایک عورت بیوہ مستحق زکوۃ ہے اگر کوئی شخص اس عورت کا قرض اس نیت سے ادا کردے کہ آئندہ زکوۃ میں اس روپے کو وضع کرتا رہے گا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح سے قرض ادا کردینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی بلکہ ادائے قرض کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جس قدر روپیہ دینا ہو وہ روپیہ اس بیوہ کو دے کر اس کی ملک کردی جاوے پھر اس سے لے کر اس کے قرض میں دے دیا جاوے۔ اس طرح زکوۃ بھی ادا ہو جاوے گی اور قرض بھی ادا ہو جاوے گا۔ (۳)

مدرسہ میں روپیہ جمع کرانے سے زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۰ ۱) اوقاف میں بلکہ خاص مدارس اسلامیہ میں بغیر قبض کرانے طلباء وغیرہم کے کسی کی معرفت خزانہ میں یا خزانچی کے سپرد کرنے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوۃ اسی وقت ادا ہوگی جس وقت طلباء کو وہ رقم کسی صورت سے پہنچ جاوے، مثلاً کپڑا یا کھانا نقد ان کی ملک کر دی جاوے اور مدارس میں اکثر ایسا کرلیا جاتا ہے کہ مہتمم مدرسہ و کارکنان مدرسہ اول ہی رقم زکوۃ کی تملیک کرا کر خزانہ میں رکھتے ہیں تاکہ پھر حسب ضرورت صرف کرتے رہیں۔ (۴)

بلا طلب دینے سے زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۱ ۱) کوئی شخص زکوۃ کا روپیہ کسی مستحق کو بلا اس کے طلب کرنے اور کہنے کے دے دے تو زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زکوۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ جس کو زکوۃ دی جاوے اس پر ظاہر کردینا ضروری نہیں ہے، البتہ وہ محل اور مصرف زکوۃ ہونا چاہئے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) فلا زکوۃ علی مکاتب الخ ولا فی ثیاب البدن الخ وکذا الکتب وان لم تکن لا ھلھا اذا لم تنو للتجارۃ غیر ان الا ھل له اخذا لزکوۃ وان ساوت نصبا الا ان تکون غیر فقه وحدیث وتفسیر الخ وفی الا شباہ الفقیه لا یکون غنیا بکتبه المحتاج الیھا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۴۰ و ج ۲ ص ۱۱. ط.س. ج۲ص ۲۶۳) ظفیر۔

(۲) والا یخرج عن العھدۃ بالعزل بل بالا داء للفقراء (در مختار) فلوضاعت لا تسقط عن الزکوۃ (رد المحتار کتاب الزکاۃ ج ۲ ص ۱۵. ط.س. ج۲ص ۲۷۰) ظفیر۔

(۳) وحیلة الجواز ان یعطی مدیونه الفقیر زکوۃ ثم یاخذ ھا عن دینه (درمختار) قوله حیلة الجواز ای فیما اذا کان له دین علی معسر الخ (رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفیر۔

(۴) ولا یخرج عن العھد با لعزل بالا داء للفقراء (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۵. ط.س. ج۲ص ۲۷۰) ظفیر۔ (۵) وشرط صحة ادا ئھانیة مقارنة له للاداء (الدر المختار والمراد مقارنتھا للدفع الی الغقیر (رد المحتار۔ کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ص ۲۶۸) ظفیر۔

جس قرض کے وصول کی امید نہ تھی دفعۃً مل گئی تو کیا کرے

(سوال ۱۱۲) اگر قرض کے وصول کی امید نہ رہی ہو اور پھر مثلاً دس برس کے بعد وصول ہو جاوے تو پچھلے سالوں کی زکوٰۃ بھی واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) جس وقت قرضہ وصول ہو جاوے اس وقت پچھلے سالوں کی زکوٰۃ بھی دینا واجب ہے اور جس سے وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ اس وقت واجب نہیں لیکن اگر کبھی وصول ہو گیا تو پچھلے برسوں کی بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔(۱) فقط۔

مشین کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۳) زید نے یک صد روپے کی مشین خریدی اس پر زکوٰۃ دینی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (فلیس فی دورالسکنی وثیاب البدن واثاث المنازل و دواب الرکوب وعبیدة الخدمة وسلاح الا ستعمال زکوٰة وکذا طعام اهله وما یتحمل به من الا وانی اذا لم یکن من الذهب والفضة الخ وکذا الات المحترفین (عالمگیری کتاب الزکوٰة مصری بولاق ج ۱ ص ۱۷۳ . ظفیر)

کرایہ کی نیت سے جو مکان خریدا اس کی زکوٰۃ

(سوال ۱۱۴) زید نے ایک مکان خریدا نہ نیت تجارت اور نہ نیت سکونت بلکہ بہ نیت کرایہ چنانچہ وہ مکان کرایہ پر دیا۔ جس کی آمدنی چھ سو روپے سالانہ ہے آیا زکوٰۃ آمدنی پر ہو گی یا مکان پر یا دونوں پر۔ اور یہ مکان عروض میں شامل ہو گا یا عقار میں یا سکنائی میں۔

(جواب) کرایہ پر مکان چلانے کے لیے لینا یعنی کرایہ پر دینے کے لئے مکان خریدنا یہ بھی تجارت کے لئے ہی خریدنا ہے پس زکوٰۃ اس کی قیمت پر واجب ہو گی۔ درمختار میں ہے والا صل ان ماعدا الحجرین والسوائم انما یزکی بنیة التجارة بشرط عدم المانع المودی الی المثنی وهو کسب المال بالمال بعقد شراء او تجارة قوله ماعدا الحجرین الخ وما عدا ما ذکر کالجوا هر والعقارات والمواشی العلوفة والعبید والثیاب والا متعة ونحو ذلک من العروض۔(۲) شامی (قوله ماله یبعه) ای یو جره الخ شامی۔(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجارہ پر دینے کے لئے خریدنا بھی تجارت کے لئے خریدنا ہے۔ فقط (خاکسار کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، تفصیل حاشیہ پر دیکھیں۔ ظفیر)

لڑکا باپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۵) جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اور اس کو ادا کرنا ناگوار ہے اور اس کا ایک لڑکا بالغ ہے وہ باپ کے پاس سے بذریعہ منی آرڈر منگا کر زکوٰۃ ادا کردے، باپ کی طرف سے تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

---

(۱) ولوکان الدین علی مقر ملئی او مفلس الخ فوصل الی ملکه لزم زکوٰة مامضی (ایضاً کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۲ . ط.س. ج۲ص۲۶۶) ظفیر. (۲) رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۸ . ط.س. ج۲ص۲۷۳ . ۱۲ ظفیر (۳) رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۷ . ط.س. ج۲ص۲۷۲ . کرایہ پر دینے کے لئے جو گھر خریدا جائے اس کی قیمت پر اصولاً زکوٰۃ نہیں ہونی چاہئے ولو اشتری قدور امن صفر یمسکها ویواجرها لا تجب فیها الزکوٰة کما لا تجب فی بیوت الغلة الخ کذا فی فتاوی قاضی خان وکذالک العطار لو اشتری القواریر ولو اشتری جوالق لیواجرها من الناس فلا زکوٰة فیها لا نه اشتراها للغلة لا للمبا یعة کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری مصری فصل ثانی فی العروض ج ۱ ص ۱۷۸ . ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۸۰) معلوم ہوا کہ آمدنی کے لئے خریدنا تجارت میں داخل نہیں بلکہ بیچنے کے لئے خریدنا تجارت ہے۔ واللہ اعلم . ظفیر)

(جواب) اس صورت میں باپ کی زکوٰۃ کے ادا ہونے کی یہ صورت ہے کہ لڑکا باپ سے اجازت لے لے کہ میں تمہاری طرف سے زکوٰۃ ادا کر دیا کروں یا یہ کہ روپیہ منگانے کے بعد یا پہلے اس کو اطلاع کر دے اور اجازت لے لے اور اگر روپیہ منگانے سے پہلے اجازت طلب کرنے میں احتمال ہو کہ باپ شاید اجازت نہ دے تو روپیہ منگانے کے بعد اس کو اطلاع کرے اور اجازت طلب کرے کہ میں آپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اس کے بعد محتاجوں کو باپ کی طرف سے زکوٰۃ کی نیت سے وہ رقم دے دیوے۔(۱)

زکوٰۃ دینے والا فقیر سے کہے کہ للہ یہ رقم میرے بیٹے کو دے دو تو زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں

(سوال ۱۱۶) اگر عوام یہ حیلہ کریں کہ کسی مصرف زکوٰۃ کو زکوٰۃ دے کر یہ کہے کہ تم میرے بیٹے کو للہ دے دو تو انہیں اس حیلہ کی اجازت ہوگی یا نہیں۔ اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) یہ حیلہ جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ کذا فی الدر المختار۔(۲)

زکوٰۃ نکال کر علیحدہ کر دے اور بتدریج خرچ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۷) اگر زکوٰۃ نکال کر علیحدہ رکھ لی جائے بطور امانت کے اور پھر اس کو آہستہ آہستہ مستحق اشخاص کو دیتا رہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

اگر زیادہ خرچ ہو جائے تو زیادہ آئندہ کی زکوٰۃ میں محسوب ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۱۸) اگر اس رقم سے زائد خرچ ہو جاوے تو اس زیادہ خرچ شدہ رقم کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں محسوب کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) یہ جائز ہے کذا فی الدر المختار۔(۳)

(۲) اگر زائد رقم بہ نیت زکوٰۃ دی گئی تو وہ سال آئندہ کی زکوٰۃ میں محسوب ہو جاوے گی کما فی الدر المختار ولو عجل ذو نصاب زکوٰۃ سنین او لنصب صح۔(۴) الخ۔

قرض کی زکوٰۃ اگر ادا کرتا رہے تو ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۱۹) زید نے بکر کو پانچ سو روپیہ قرض دیا اور اس کی زکوٰۃ سالانہ ادا کرتا ہے کیا زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا وصولی ہونے پر کل مدت کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔

(جواب) ادا ہو جاتی ہے۔(۵) الخ فقط۔

آلات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۰) آلات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں، جیسے سلائی کی مشین وغیرہ۔

---

(۱) وشرط صحة ادائها نية مقارنة له اى للاداء ولو كانت المقارنة حكما كما لو دفع بلا نية ثم نوى الخ (الدر المختار على هامش ردا لمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴ .ط.س. ج۲ ص۲۶۸) ظفير (۲) وحيلة التكفين التصدق بها على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ۱۶ .ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفير۔ (۳) او مقارنة بعزل ما وجب كله او بعضه ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (ايضاً ج ۲ ص ۱۵) (۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص۳۶ .ط.س. ج۲ص ۲۶۹-۲۷۰) ظفير (۵) ولو عجل ذو نصاب زكوته اسنين او لنصب صح لو جود السبب الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۶ .ط.س. ج۲ص۲۶۶) ولو كان الدين على مقر الخ فو صل الى ملكه لزم زكوة مامضى (كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ص ۲۹۳) اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ سال بسال دیتا رہا تو مزید دینے کی ضرورت نہیں واللہ اعلم ۱۲۔

(جواب) آلات محترفین پرزکوٰۃ نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے و کذا لک الات المحترفین ۔(۱) الخ فقط۔

جومکان سال میں چھ ماہ کرایہ پر چلے اس کا کیا حکم ہے۔

(سوال ۱۲۱) جومکان مسکونہ یا دوکان سکونت ذاتی وغیرہ سے بالکل خالی رہتی ہے یا سال بھر میں تخمیناً چھ ماہ کرایہ پر بھی چڑھ جاتی ہے اس پرزکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پرزکوٰۃ واجب نہیں۔(۲)

دلالی کے پیشہ سے جورقم جمع کی اس پرزکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۲) زید دلالی کرتا ہے اور مشتری سے کہتا ہے فلاں ملنے دیتا ہے مگر میں نے اس کو نہیں دی۔ مشتری اس ترغیب سے خرید لیتا ہے اور زید کو اجرت دلالی کی دے دیتا ہے، زید کے پاس ایسی اجرت سے بقدر نصاب روپیہ جمع ہوگیا ہے تو زید پرزکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت مں زید جھوٹ بولنے کی وجہ سے گنہگار ہوا اور حدیث شریف میں ہے کہ ایسی بیع میں برکت نہیں ہوتی لیکن زید اس ثمن کا مالک ہوجاتا ہے۔(۳) اور زکوٰۃ لازم ہوگی۔(۴) فقط۔

جھوٹی دلالی سے جومال جمع کیا اس پرزکوٰۃ ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۲۳) زید نے عمر سے کہا کہ یہ بکر کا مال ہے خالد اس کے بیس روپے دیتا تھا مگر میں نے اس کو نہیں دیا، درحقیقت خالد پندرہ روپے دیتا تھا۔ عمر نے اس ترغیب سے مال خرید لیا اور ۴؍ دلالی کے دیدیئے، زید کے پاس اسی طریقہ سے قابل زکوٰۃ کے مال جمع ہوگیا تو زید کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) واجب ہے۔(۵)

مہتمم مدرسہ کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں

(سوال ۱۲۴) مہتمم کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی یا نہیں۔

(جواب) مہتمم کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی جس وقت مستحقین کو پہنچے گی اس وقت زکوٰۃ ادا ہوگی ۔(۶)

(منتظمین مدارس حیلہ تملیک کے بعد خزانہ میں جمع کرتے ہیں حیلہ کے وقت زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے۔ ظفیر)

ایک چیز کی قیمت لگا کر زکوٰۃ میں دی بعد میں قیمت زیادہ لگی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۵) ایک شخص نے ایک کرتہ زکوٰۃ میں دیا اور اس کی قیمت دینے کے وقت آٹھ آنے لگائی، دینے کے بعد

---

(۱) ولا زکوٰۃ فی ثیاب البدن الخ وکذالک الا ت المحترفین (ایضاً ج ۲ ص ۱۰ و ج ۲ ص ۱۱ .ط.س. ج۲ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر.

(۲) فلا زکوٰۃ علی مکاتب الخ واثاث المنزل ودور السکنی ونحوها (در مختار) کالحوانیت والعقارات (رد المحتار کتاب الزکاۃ ج ۲ ص ۱۰ .ط.س. ج۲ص ۲۶۳-۲۶۵) ظفیر

(۳) واما الدلال فان باع العین بنفسه باذن ربها فاجرته علی البائع وان سعی بینهما وباع المالک بنفسه یعتبر العرف (در مختار) فتجب الد لالة علی البائع اوالمشتری او علیهما بحسب العرف جامع الفصولین (رد المحتار کتاب البیوع فصل فیما ید خل فی البیع تبعا قبیل مطلب فیحبس المبیع الخ ج ۴ ص ۵۷ .ط.س. ج۲ص ۵۶۰) ظفیر.

(۴) الزکوٰۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا تا ما وحال علیه الحول (هدایه کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر. (۵) الزکوٰۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا تا ما وحال علیه الحول (هدایه کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۶۷) ظفیر. (۶) اونوی عند الدفع للوکیل ثم دفع الوکیل بلا نیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۴ .ط.س. ج۲ص ۲۶۸) ظفیر.

معلوم ہوا کہ اس کی قیمت بارہ آنے ہے تو اس صورت میں بارہ آنے زکوۃ میں محسوب ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) ظاہر ہے کہ اگر وہ کرتہ معطیٰ لہ کے پاس موجود ہو تو بارہ آنے زکوۃ میں شمار کر سکتا ہے۔ فقط

کرایہ کے مکان پر زکوۃ

(سوال ۱۲۶) کرایہ کے جو مکانات ہیں ان کے کرایہ پر زکوۃ ہے یا ملکیت پر۔

قرضہ کی زکوۃ بعد وصولی

(سوال ۱۲۷) قرضہ جو قابل وصول ہے اس پر بھی زکوۃ دی جاوے یا قرضہ کے وصول پر؟ اور جو قرضہ فی الحال قابل وصول ہے لیکن شاید کچھ عرصہ کے بعد غیر قابل وصول ہو جاوے، یا بعض قرضہ اقساط کے ساتھ وصول ہو اس کے واسطے کیا ارشاد ہے۔

(جواب) (۱) کرایہ پر زکوۃ ہے جب کہ کرایہ بقدر نصاب ہو بعد سال بھر کے زکوۃ واجب ہوگی۔ (۱)

(۲) بعد وصولی قرضہ کے زکوۃ دینا واجب ہوتا ہے لیکن اگر قبل از وصول دے دی جاوے تو یہ بھی جائز ہے۔ جو قرضہ اب قابل وصول ہے اور بعد میں شاید قابل وصول نہ رہے اس میں بھی یہی حکم ہے جو گزرا کہ زکوۃ کا ادا کرنا واجب اسی وقت ہوتا ہے جب وصول ہو جاوے لیکن اگر فی الحال دے دے گا تب بھی درست ہے۔ اور قرض اگر باقساط وصول ہو تو جس قدر وصول ہوتا جاوے اس کی زکوۃ ادا کرتا رہے اور اگر ایک دفعہ کل کی زکوۃ دے دے خواہ پہلے یا پیچھے یہ بھی درست ہے۔ فقط۔ (۲)

زکوۃ کی رقم جو چوری ہوگئی اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۸) ایک شخص نے ماہ رمضان میں زکوۃ نکالی، کسی قدر اس میں تقسیم کر دی اور کچھ روپیہ رکھ لیا، اس غرض سے کہ وقتاً فوقتاً دیتا رہوں گا۔ اور ایک جگہ روپیہ رکھ دیا۔ کچھ اس میں سے چوری ہو گیا اور کچھ رکھ کر بھول گیا اب اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) اس قدر زکوۃ پھر ادا کرے۔ (۳) فقط۔

جائز و ناجائز ملی ہوئی رقم کی زکوۃ کس طرح دی جائے

(سوال ۱۲۹) زید روزگار پیشہ ہے اور راشی بھی ہے زید مال رشوت میں اصل تنخواہ کا روپیہ جمع کرتا رہا اور ایک رقم کثیر ہوگئی مگر اندازاً یہ یاد ہے کہ مال رشوت بھی رقم میں زیادہ ہے تو زید پر اس کل مال کی زکوۃ واجب ہوگی یا نہ؟ اور جب دونوں قسم کا مال مخلوط ہو کر گڈ مڈ ہو گیا تو اس روپیہ میں سے بقدر ضرورت لے کر حج کر سکتا ہے یا نہ جب کہ زید کو اس کا علم ہے کہ تنخواہ کا روپیہ بقدر صرف حج ہے؟

(جواب) امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ مال حرام کو اپنے مال حلال مثلاً تنخواہ کے روپے میں ملا دینے سے کل کی زکوۃ

---

(۱) ولا فی ثیاب البدن واثاث المنزل ودور السکنی ونحو ها (در مختار) قوله نحوها ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیها و کا لحوانیت والعقارات (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰ . ط.س. ج۲ص ۲۶۴-۲۶۵) ولو کان الدین علی مقرملئی (الی قوله) فوصل الی ملکه لزم زکوة مامضی الخ (در مختار. ط.س. ج۲ص ۲۶۶) ظفیر

(۲) وشرط صحة ادائها نیة مقارنة له (الی قوله) او مقارنة بعزل ماوجب کله او بعضه ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (درمختار) فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکوة (رد المحتار ج ۲ ص ۱۵ . ط.س. ج۲ص ۲۶۸) ظفیر

واجب ہوگی بشرطیکہ اس کی تنخواہ کا روپیہ اس قدر ہو کہ اس مال حرام کا معاوضہ ان لوگوں کو جن سے لیا ہے یا ان کے ورثہ کو دے سکے یا اس کو ادا کر کے باقی بقدر نصاب بچے۔ اور جب کہ اکثر مال حرام ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔(۱) بلکہ اس رقم حرام کا کل کا صدقہ کرنا بصورت تعذر لوٹانے کے مالکوں کو لازم ہے۔ اور اگر تنخواہ کی رقم اس قدر ہے کہ اس سے حج کر سکتا ہے تو اس کو علیحدہ کر کے اس سے حج کرلے، یہ درست ہے۔(۲) فقط

جس سے زکوٰۃ کی رقم تقسیم کرنے کو کہا اس نے خود خرچ کرلی

(سوال ۱۳۰) زید نے عمر کو لکھا کہ زکوٰۃ کا روپیہ فلاں فلاں کو تقسیم کر دینا، عمر نے وہ روپیہ زکوٰۃ خود رکھ لیا اور صرف کرلیا۔ اگر زید اب اجازت دے دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وللوکیل ان یدفع لو لدہ الفقیر وزوجتہ لا لنفسہ الا اذا قال ربھا ضعھا حیث شئت وفی الشامی وھذا حیث لم یامرہ بالدفع الی معین الخ۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ ہرگاہ زید نے معین کر دیا تھا کہ فلاں فلاں کو زکوٰۃ دینا تو اس صورت میں عمر کو اس کا خلاف کرنا درست نہیں ہے اور خود رکھ لینے اور صرف کر لینے میں زکوٰۃ زید کی ادا نہیں ہوئی اس کے ذمہ ضمان اس روپیہ کی واجب ہے اور بعد صرف کر لینے کے زید کا جائز رکھنا کافی نہیں ہے اور اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔(۴) فقط۔

ڈگری کے ذریعہ جو مال ملے اس کی زکوٰۃ کب سے واجب ہوگی

(سوال ۱۳۱) زید ایک موضع کا مالک وقابض ومتصرف تھا حاکم وقت نے کسی وجہ سے وہ موضع زید سے چھین کر عمر کو دیدیا، عمر نے زید کو کسی قدر زمین کا پٹہ کاشت کے لئے اسی سالہ کر دیا بعدہ اس کی اولاد کاشت کرتی رہی پھر عمر نے اولاد زید کو بے دخل کرا دیا اور کئی سال تک اس کی پیداوار کھاتا رہا بالآخر ورثہ زید نے اپنی ملکیت قدیم اور پٹہ کے قدیم ہونے کا ثبوت عدالت میں دیا اور اسی قدر اراضی کی ملکیت کی ڈگری پائی۔ نیز جتنے سال عمر کا قبضہ رہا اور وہ پیداوار اراضی کھاتا رہا اس کے زر واصلات کی ڈگری بھی ورثہ زید کو ملی منجملہ ورثاء زید کے مسماۃ بیوہ ہے جو صاحب نصاب نہیں اور مصرف زکوٰۃ ہے اس کو بہت سا حصہ اراضی اور زر واصلات کا ملنے والا ہے جو اجراءِ ڈگری پر غالباً مل جاوے گا۔ اب یہ امر قابل استفسار ہیں۔

(الف) زر واصلات مسماۃ کو مقدار نصاب سے بہت زیادہ موصول ہوگا۔ پس اس کی زکوٰۃ مسماۃ مذکورہ پر روز وصول زر سے واجب ہوگی یا گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی دینا چاہئے اور چونکہ پیداوار اراضی سے یہ کل رقم مسماۃ کو یکمشت نہ ملتی بلکہ فصل فصل پر یا سالانہ پس سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ اسی حساب سے دیوے کہ جس قدر رقم پر جس قدر مدت روز وصول رقم سے متصور ہو سکے یا کس طرح؟۔

---

(۱) ولو خلط السلطان المال المغصوب بما له ملكه فتجب الزكاة فيه ويورث عنه (الى قوله) وهذا اذا كان له لمال غيرما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفى دينه والا فلا زكوة كما لو كان الكل خبيثا (در مختار) فى القينة لو كان الخبيث نصابا لا يلزمه الزكوة لا ن الكل واجب التصدق عليه فلا يفيد ايجاب التصدق ببعضه الخ (رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۳. ط.س. ج۲ص۲۹۰)

(۲) ويجتهد فى تحصيل نفقة حلال فانه لا يقبل بالنفقة الحرام كما ورد فى الحديث مع انه يسقط الفرض عنه معها الخ. (رد المحتار طلب فى من حج بمال حرام ج ۲ ص ۱۹۱. ط.س. ج۲ص۴۵۶. ۱۲ ظفير.

(۳) دیکھئے در المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ص۲۶۹ كتاب الزكوة ۱۲ ظفير.

(ب) ایسی صورت میں ہر میعاد اجرائے ڈگری کے تین سال ہیں اور نہیں معلوم کہ کل حصہ وصول ہو یا جز، یا بالکل نہ ہو۔ مسماۃ مصرف زکوۃ ہے یا نہیں؟

(جواب) (الف) جس وقت سے ڈگری ہوئی مسماۃ کے ذمہ زکوۃ روپیہ واجب سدہ کی اسی وقت سے لازم ہوگی اور ادائے زکوۃ بعد وصول روپیہ لازم ہوگی۔

(ب) اور وہ مسماۃ بعد ڈگری محل زکوۃ نہیں رہی اگر ضرورت ہو قرض لیوے بعد وصول روپیہ قرض ادا کر دیوے اور بقدر قرض میں زکوۃ واجب ہوگی۔ قال فی الدر المختار ومغصوب (ای ولا تجب فی مغصوب) لا بینة علیه فلو بینة تجب لما مضی قال الشامی ای تجب بعد قبضه من الغاصب لما مضی من السنین قال وینبغی ان یجری هنا ما یاتی مصححا عن محمدؒ من انه لا زکوٰة فیه لا ن البینة قد لا تقبل فیه اھ شامی ج ۲ ص ۱۱۔

گذشتہ سالوں کی زکوۃ ضروری ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲) (الف) پچھلے سالوں کی زکوۃ دینا ضروری ہے یا نہیں؟

(ب) رہنے کے گھر کے علاوہ دوسرے دو تین مکان ہیں ان کی زکوۃ دینا چاہئے یا نہیں اور دی جائے تو کس حساب سے؟

(ج) قرضہ جو وصول ہوتا ہے اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

(د) ایک شخص نہ نماز پڑھتا تھا نہ زکوۃ دیتا تھا، اب وہ زکوۃ دینا چاہتا ہے کیونکر دے؟ اور سال گذشتہ کی زکوۃ کس طرح ادا کرے؟

(جواب) (الف) پچھلے سالوں کی زکوۃ دینا ضروری ہے۔

(ب) ان مکانوں کی قیمت میں زکوۃ نہیں ہے اگر کرایہ بقدر نصاب حاصل ہو کر اس پر سال بھر گزر جاوے اس روپے پر زکوۃ آوے گی۔

(ج) قرضہ جب وصول ہو اس کی زکوۃ دینی چاہئے۔

(د) جب کہ اس کے مال پر سال گذر چکا ہو اور مال بقدر نصاب ہے تو فوراً زکوۃ دینا چاہئے اور پچھلے سالوں کی بھی جب سے مال ہے زکوۃ دینا لازم ہے فقط۔

(الف) فانه دین فی ذمته قال فی الدر المختار ج ۲ ص ۲ علی هامش الشامی فی بیان شرائط وجوب الزکوٰة فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد سواء کا ن الله کزکاة الخ

(ب) ومنها (ای من شرائط وجوب الزکوٰة) کون النصاب نا میا (فتاویٰ عالمگیریه ج ۱ ص ۱۷۱)

(ج) ولو کان الدین علی مقر ملی او علی معسر (الی) فوصل الی ملکه لزم زکوة ما مضی (در مختار علی الشامی ج ۲ ص ۱۳ و تفصیل الدیون مع احکامها مذکور فی موقعه جمیل الرحمن)

جو روپے زکوۃ کی نیت سے رکھے ہوں اگر وہ غائب ہو جائیں تو زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۳) زکوۃ کا نیت کیا ہوا روپیہ کھویا جاوے یا کوئی چرالیوے تو زکوۃ ادا ہوگی یا پھر ادا کرنی پڑے گی؟

(جواب) زکوٰۃ ادانہیں ہوئی پھرادا کرنی چاہئے۔(۱) فقط۔

رمضان کے علاوہ مہینوں میں زکوٰۃ نکال سکتے ہیں

(سوال ۱۳۴) رمضان شریف کے علاوہ مہینوں میں بھی زکوٰۃ نکال سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) رمضان شریف کے علاوہ اور مہینوں اور دنوں میں زکوٰۃ دینا درست ہے، رمضان شریف کی اس میں کچھ تخصیص نہیں ہے، بلکہ جس وقت سال بھی مال پر پورا ہوا اسی وقت زکوٰۃ دینا بہتر ہے۔ البتہ جن کا سال رمضان شریف میں پورا ہو وہ رمضان شریف میں دیویں، یہ ضرور ہے کہ رمضان شریف میں زکوٰۃ دینے میں ثواب ستر گونا زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اکثر لوگ اپنا حساب مال کا رمضان شریف میں ہی کرتے ہیں۔

گھر کے آدمی پر زکوٰۃ کی نیت سے خیرات کردی تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۵) جس شخص کو زکوٰۃ دینی ہوا گر اس کے گھر کے آدمی کچھ بہ نیت زکوٰۃ کسی کو نہ دیں اور مالک کو اطلاع دیں تو چونکہ وہ لینے والے کے ہاتھ سے خرچ ہو چکا ہوگا بوقت اطلاع مالک کے وہ زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتا ہے یا نہ اور گھر والوں نے کسی کو کچھ قرض دیا اور مالک نے بوقت اطلاع اس میں زکوٰۃ کی نیت کرلی تو وہ زکوٰۃ میں محسوب ہوگا یا نہ۔

(جواب) اگر مالک نے پہلے سے اپنے گھر کے آدمیوں کو اجازت دے رکھی ہے زکوٰۃ کے ادا کرنے کی تب تو جس وقت اس کے گھر کے آدمیوں نے بہ نیت زکوٰۃ کسی کو کچھ دیا زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر ایسا نہیں تو پھر مالک کے اجازت دینے تک اگر وہ روپیہ اس کے پاس موجود ہو جس کو دیا گیا تو نیت زکوٰۃ صحیح ہوگی اور زکوٰۃ ادا ہوگی اور اگر خرچ ہو گیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور قرض دیئے ہوئے روپیہ میں نیت زکوٰۃ کی صحیح نہیں ایسی صورت میں فقہا نے لکھا ہے کہ اس سے وصول کر کے پھر بہ نیت زکوٰۃ اس کو دے دے (۲) فقط۔

زکوٰۃ کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۶) زید مدرسہ عالیہ دیوبند کو مبلغ چار۴ روپے بمد زکوٰۃ دینا چاہتا ہے اگر بذریعہ منی آرڈر بھیجے تو اداء زکوٰۃ میں کچھ خرابی تو نہیں۔

(جواب) بذریعہ منی آرڈر بھیج دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ مہتمم صاحب کو لکھ دیوے کہ یہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے۔

حیلہ سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۷) حیلہ مذکور سے زکوٰۃ معطی ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔ اگر زکوٰۃ نہ ادا ہوگی تو اس کا ضمان صرف کرنے والے پر ہوگا یا نہیں۔

اراکین مدرسہ کیسے ہوں

(سوال ۱۳۸) اسلامی مدارس کے اراکین پابند صوم وصلوٰۃ ہونے چاہئیں اور وضع قطع ان کی موافق شرع شریف ہونی چاہئے یا نہیں۔

---

(۱) ولا یخرج من العھدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (درمختار) فلو ضاعت لا تسقط عنہ الزکوٰۃ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۵ ط.س. ج ۲ ص ۲۷۰) ظفیر۔

(۲) وشرط صحۃ ادائھا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ حکما کما لو دفع بلا نیۃ ثم نوی و المال قائم فی ید الفقیر الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۴ ط.س. ج ۲ ص ۲۶۸) ظفیر

ظاہر حال جن کا خلاف شرع ہو وہ اراکین مدرسہ ہوسکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۱۳۹) جو لوگ پابند صوم وصلوٰۃ ہیں اور ظاہر حال ان کا خلاف شرع ہو وہ اسلامی مدارس کے ارکان شرعاً ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب)(۱) ادا ہوگئی۔(۱)

(۲) جب کہ زکوٰۃ ادا ہوگئی ضمان کسی پر واجب نہ ہوگی۔

(۳) وہ لوگ باشرع ہونے چاہئیں۔

(۴) ایسے لوگوں کو اراکین مدارس بنانا درست نہیں ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی مذکورہ صورت میں نہیں ہوئی

(سوال ۱۴۰) زید نے عمر سے زکوٰۃ کے لئے کہا کہ کچھ روپیہ زکوٰۃ کا دے دو میں مدرسہ یا طلبہ کے خرچ میں لگا دوں گا، عمر نے زید کے کہنے سے کچھ روپیہ دے دیا اور کوئی تفصیل بیان نہیں کی، اتفاق سے زید کو روپے کی ضرورت اپنے خرچ ذاتی کے لئے ہوئی، جو روپیہ زکوٰۃ آیا ہوا رکھا تھا بطریق قرض لے کر خرچ کر لیا اور بعد چند ایام کے اس کی طرف سے نیت زکوٰۃ کی کر کے مدرسہ میں دے دیا زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟ اگر زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی تو اب کس طریق سے ادا کی جاوے؟ جو روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دیا ہو اس کا کیا حکم ہے؟ اور زید میں اس قدر قوت نہیں ہے کہ عمر کی ملک روپیہ کر دے، البتہ وہ عمر سے یہ کہہ سکتا ہے کہ روپیہ تمہارا زکوٰۃ کا خرچ ہو گیا تھا اور روپیہ تمہاری طرف سے دے دیا ہے۔

ادائیگی زکوٰۃ کی ایک صورت

(سوال ۱۴۱) زید نے عمر کو کچھ روپیہ چند اشیاء خریدنے کے لئے دیا، اس میں کچھ اشیاء خرید کر بھیج دیں اور باقی روپے کو اپنے ذاتی خرچ میں لگا لیا۔ جس وقت روپیہ دیا تھا کوئی ذکر اس روپے کا نہیں آیا تھا کہ اگر تم کو ضرورت ہو خرچ کر لینا لیکن اگر اس وقت ذکر آتا تو چونکہ معاملہ واحد ہے غالباً انکار نہ کرتے زید نے باقی ماندہ روپے کو یہ کہلا بھیجا کہ جس قدر روپیہ بچا ہوا ہے وہ مد زکوٰۃ میں شمار کریں اور مد زکوٰۃ میں خرچ کریں اس کے لکھنے پر جواب آیا کہ مد زکوٰۃ میں دیدیا ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

زکوٰۃ کا روپیہ اپنی ضرورت میں خرچ کر لیا پھر ادا کر دیا

(سوال ۱۴۲) ماہ رمضان میں زکوٰۃ کا روپیہ علیحدہ رکھ دیا بعد چند ایام کے اس کو اپنی ضرورت میں خرچ کر لیا پھر بہ نیت زکوٰۃ ادا کر لیا۔ یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ اور زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟ اور ثواب مہینہ رمضان کا ہوگا یا نہیں؟

زکوٰۃ کے روپے بطور قرض خرچ کر دیئے

(سوال ۱۴۳) زید نے چند جگہ سے زکوٰۃ کا روپیہ جمع کیا اور اپنے خرچ میں بطریق قرض لے کر خرچ کیا۔ زید صاحب نصاب ہے لیکن اس قدر طاقت نہیں کہ دفعتاً روپیہ زکوٰۃ کا ادا کرے۔ روپیہ زکوٰۃ اس طریق سے ادا کر رہا ہے کہ کچھ ماہوار اپنے خرچ میں سے کم کر کے زکوٰۃ میں دیتا ہے۔ اس طریق سے زکوٰۃ دونوں کی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ یا جو صورت ادائیگی کی ہو شرعاً اس سے مطلع فرمادیں۔

---

(۱) وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذافي تعمير المسجد الخ (در مختار كتاب الزكوة. ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفير.

زکوٰۃ میں حیلہ

(سوال ۱۴۴۴) اکثر مدارس میں چندہ دوامی بہت کم ہے اور مد زکوٰۃ وصدقہ واجبہ مثل کفارہ وچرم قربانی وغیرہ وغیرہ جمع ہوتا ہے چونکہ چندہ دوامی سے مدرسین کی تنخواہ پوری نہیں ہوتی اور زکوٰۃ کا روپیہ جمع ہوتا ہے، اس لئے اراکین مدرسہ نائب مہتمم سے اس طرح حیلہ کراتے ہیں کہ کسی غریب شخص کو وہ روپیہ دے کر مالک بنا دیتے ہیں اور اس سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ تم اپنی طرف سے مدرسہ میں دے دو۔ اس طرح حیلہ کر کے زکوٰۃ کا روپیہ مدرسین کی تنخواہ میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) (۱) اس صورت میں عمر کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، زید کو عمر کا روپیہ دینا چاہئے اور اب بعد خرچ ہو جانے روپے کے عمر سے اجازت لے لینا مفید سقوط زکوٰۃ نہیں ہے۔ **قوله والمال قائم فی ید الفقیر بخلاف ما اذا نوی بعد هلاکه الخ. بحر . شامی.**

(۲) اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ (درمختار میں ہے **وشرط صحة ادا ئها نية مقارنة له اى للاداء ولو كانت المقارنة حكما...... اونوى عند الدفع للوكيل ثم دفع الوكيل بلا نية** (شامی ج ۲ ص ۱۴۷)

(۳) یہ فعل جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہوگئی مگر ماہ رمضان المبارک میں دینے کا ثواب نہیں ہوا۔ (درمختار میں ہے **وشرط صحة ادائها نية مقارنة له اى للاداء ولو كانت المقارنة حكما**۔ شامی ج ۲ ص ۱۴۔ ظفیر)

(۴) پہلے زکوٰۃ دینے والوں سے یہ صورت بیان کر دے پھر ان کی اجازت کے بعد ان کی طرف سے زکوٰۃ دیا کرے تو ادا ہو جائے گی۔ (۱)

(۵) یہ حیلہ درست ہے اور بعد اس حیلہ کے تنخواہ مدرسین میں خرچ کرنا اس روپے کا جائز ہے اور جس قدر روپے کا حیلہ چاہے ایک وقت کر ے اس میں قدر نصاب کی شرط لازمی نہیں ہے صرف اولیٰ غیر اولیٰ کا فرق ہے اور حیلہ کرنے والوں اور کرانے والوں کو کچھ گناہ نہیں، نیت صالحہ پر ثواب کی امید ہے۔ (۲) فقط۔

---

(۱) قالی فی التار خانية الااذا وجد الا ذان اواجاز الما لكان اه اى اجاز قبل الدفع الى الفقير (رد المحتار ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۶۹) ظفير.

(۲) وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج ۲ ص ۲۷۱) ظفير.

تیسرا باب

جانوروں کی زکوٰۃ

زراعت یا دودھ کے لئے جانور جو ہیں کیا ان پر زکوٰۃ ہے

(سوال ۱۴۵) زراعت کے لئے کوئی شخص جانور پالے اور ان کے ساتھ گائے بھینس بھی متعدد رکھے تا کہ ان کے دودھ سے اہل وعیال کو غذا ہو اور بچے ان کی زراعت میں کام آویں تو کیا ایسے جانوروں کی ہر سال زکوٰۃ نکالنی چاہئے جب کہ جانور وسیع جنگل میں رکھے گئے ہیں اور سرکار میں اس اراضی کا مقررہ محصول ادا کیا جاتا ہے۔

(جواب) زراعت کے لئے جو جانور پرورش کئے گئے ہوں اگر چہ سائمہ ہوں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور دودھ پینے اور نسل حاصل کرنے وغیرہ کے لئے جو جانور پالے جاویں اور وہ سائمہ ہوں ان میں زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ نصاب کو پہنچ جاویں۔(۱) فقط۔

جن مختلف جانوروں کو چارہ گھر کھلایا جاتا ہے ان میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۶) میرے پاس دو بھینس ایک بھینسا سترہ گائے تین بیل بچہ گائے تیرہ کل چھتیس ۳۶ جانور ہیں۔ جن کو گھاس شب کو ملازموں سے کٹوا کر کھانے کو دی جاتی ہے اور دانہ بھی دیا جاتا ہے ایسے جانوروں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) ان جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسا کہ شامی میں ہے اذ لو حمل الکلاء الیها فی البیت لا تکون سائمة(۲) الخ فقط۔

ان جانوروں کی زکوٰۃ جو استعمال میں ہوں

(سوال ۱۴۷) بیل جو زراعت کے اور گھوڑے سواری کے اور گائے دودھ پینے کی ان جانوروں میں زکوٰۃ ہے یا کیا؟

(جواب) ان جانوروں کی زکوٰۃ نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) هی الرعیة وشرعا المکتغیة بالرعی المباح فی اکثر العام لقصد الدر والنسل الخ والزیادة والسمن لیعم الذکور فقط لکن فی البدائع لو اسامها اللحم فلا زکاة فیها کا لوا سامها للحمل والر کوب . (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب السائمة ج ۱ ص ۲۰ . ط.س. ج ۲ ص ۲۷۵) ظفیر.

(۲) رد المحتار باب السائمة ج ۲ ص ۲۰ . ط.س. ج ۲ ص ۲۷۵ . ۱۲ ظفیر.

(۳) ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الا ستعمال زکوة (هدایه ج ۱ ص ۱۹۶ . ط.س. ج ۲ ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر.

بکریوں کی زکوٰۃ

(سوال ۱۴۸) بکریوں کی زکوٰۃ میں بچوں کی زکوٰۃ آوے گی اور بچے بڑوں کے ساتھ شمار ہوں گے یا نہیں؟
(جواب) بڑوں کے ساتھ شمار ہوں گے، زکوٰۃ سب کی آوے گی۔(۱)

جانوروں کی زکوٰۃ

(سوال ۱۴۹) ایک شخص کے پاس چار بھینس اور چار بیل۔ تین گائے ایک گھوڑا۔ ایک اونٹ تخمیناً ایک ہزار روپے کی مالیت کے ہیں، ان کو گھاس مول خرید کر کھلایا جاتا ہے، کیا ان جانوروں میں زکوٰۃ شرعی ہے یا نہیں؟
(جواب) اگر وہ جانور تجارت کے لئے نہیں ہیں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔(۲) فقط۔

---

(۱) ولا فی حمل (الی قوله) الا تبعا لکبیر (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۶. ط.س. ج۲ص ۲۸۲) ظفیر۔
(۲) ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل و دواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الا ستعمال زکوة لانها مشغولة بالحاجة الا صلیة (هدایة ج ۱ ص ۱۶۹. ط.س. ج۲ص ۲۶۴-۲۶۵ ولا فی ثیاب البدن (الی قوله) ونحوها و کذا الکتب وان لم تکن لا صلها اذا لم تنو للتجارة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۰. ط.س. ج۲ص ۲۶۴-۲۶۵) وشرطه حولان الحول وتنمیة لمال کالدر اهم والدنا نیر الخ اونیة التجارة (در مختار مختصرا. ط.س. ج۲ص۲۶۷ ظفیر.

چوتھا باب

سونا، چاندی اور نقد کی زکوٰۃ

سونے چاندی کے نصاب میں اس قدر تفاوت کیوں ہے

(سوال ۱۵۰) زکوٰۃ ان لوگوں پر واجب ہے جن کے پاس ۵۲ ½ تولہ چاندی یا ۷ ½ تولہ سونا سال بھر تک رہا ہو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ۵۲ ½ تولہ چاندی کو ۷ ½ تولہ سونے سے کیا نسبت ہے مثلاً چاندی کا نرخ اگر روپے تولہ ہے تو اس کی قیمت صرف ۵۲ روپے آٹھ آنے ہوتی ہے اور اگر سونے کا نرخ ۳۰ روپے تولہ ہو تو اس کی قیمت ۲۲۵ روپے ہو جاتے ہیں۔ کیا پہلے زمانہ میں مذکورہ بالا وزن سونے اور چاندی کی قیمت برابر ہوا کرتی تھیں۔

(جواب) زمانہ آنحضرت ﷺ میں اس کے بعد بھی ایک زمانہ تک چاندی اور سونے کی قیمت میں تقریباً اسی قدر تفاوت تھا جس قدر ان کے نصاب میں تفاوت ہے۔ اس زمانہ میں ایک دینار سونے کا دس درہم نقرہ کی قیمت کے برابر تھا۔ اس حساب سے سونا تقریباً دس روپے تولہ ہوتا تھا۔ (۱)

ماہوار کے حساب سے زکوٰۃ کی ادائیگی کیسی ہے

(سوال ۱۵۱) ہر مہینہ حساب کر کے زکوٰۃ ماہوار ادا کرنا کیسا ہے۔

(جواب) بطریق مذکور ادا کرنا زکوٰۃ کا درست ہے۔ (۲)

چاندی کی زکوٰۃ میں کس نرخ کا اعتبار ہوگا

(سوال ۱۵۲) چاندی یا زیور چاندی کا خرید اجب کہ نرخ ۱۲ فی تولہ تھا، سال گزرنے پر چاندی کا نرخ عہ؍ فی تولہ ہو گیا یا اس کے برعکس صورت پیش آوے۔ زکوٰۃ نرخ خریداری پر لگائی جائے یا نرخ بازار پر۔

(جواب) چاندی یا سونے یا زیور پر زکوٰۃ باعتبار وزن کے آتی ہے۔ جب چاندی ساڑھے باون تولہ ہو جاوے چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا اس میں سے دینا واجب ہے قیمت کا اس میں لحاظ نہیں، سو روپے یا سو تولہ چاندی میں عہ۸؍ یعنی اڑھائی تولہ چاندی زکوٰۃ میں دینا لازمی ہے۔ (۳) (قیمت لگا کر دینا ہو تو جو قیمت زکوٰۃ نکالنے کے وقت چاندی کی وہاں کے بازار میں ہو، اس حساب سے ادا کرے، خرید کے دن کا حساب معتبر نہ ہوگا۔ ظفیر)

جس کے پاس سونا چاندی میں ایک کا نصاب ہو دوسرے کا نہیں تو وہ کیا کرے

(سوال ۱۵۳) ایک شخص کے پاس سونے اور چاندی میں سے ایک کا نصاب ہے دوسری کا نہیں اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔ ایک کو دوسرے کے تابع کرنے کی جزئیات کتب فقہ میں وہ پائی جاتی ہیں وہ دونوں کا نصاب پورا نہ ہو۔

---

(۱) وفی الهداية كل دينار عشرة دراهم فی الشرع (رد المحتار باب زكوٰة المال ج ۲ ص ۴۲) اس سے پہلے ھے حاصله ان الدينار اسم للقطعة من الذهب المضروبة المقدرة بالمثقال فاتحا دهما من حيث الوزن (ايضاً ج ۲ ص ۳۹) اس سے معلوم ہوتا ہے پہلے جو قیمت بیس مثقال سونے کی تھی وہی قیمت دوسو درہم کی بھی تھی، اب بہت تفاوت ہے حکم میں چونکہ صراحت ہے اس لئے کوئی ردو بدل ہو نہیں سکتا۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(۲) وان قدم الزكوٰة على الحول وهو مالك النصاب جاز (هدايه قبيل زكوٰة المال ج ۱ ص ۱۷۶) ظفير۔

(۳) والمعتبر وزنهما اداء دوجوبا لا قيمتهما واللازم فی مضروب كل منهما و معموله ولو تبرا اوحليا الخ ربع عشر الخ (الدر المختار) قوله لا قيمتهما نفی لقول زفر باعتبار القيمة فی الاداء وهذا ان لم يئو دمن خلاف الجنس والا اعتبرت القيمة اجماعا كما عاهت (رد المختار ج ۲ ص ۴۰. ط.س. ج ۲ ص ۲۹۷-۲۹۸) ظفير۔

(جواب) اس صورت میں بھی ایک کو دوسرے کے ساتھ ملا کر کل کی زکوٰۃ ادا کی جاوے۔ (۱)
(یعنی ایک کے نصاب کی وجہ سے جب وہ صاحب نصاب ہو گیا تو دوسری چیز خواہ نصاب سے کم ہو اس کی زکوٰۃ بھی اس پر ضروری ہے۔ اس کا چالیسواں حصہ بھی زکوٰۃ میں دینا ہوگا واللہ اعلم۔ ظفیر)

نوٹ کی زکوٰۃ

(سوال ۱۵۴) نوٹ کو وثیقہ قرض خیال کر کے اس کی زکوٰۃ وصول نقد پر موقوف رہے گی یا بالفعل اختتام سال پر ادا لازم ہوگی۔

(جواب) وجوب ادائے زکوٰۃ وصول نقد پر ہی ہوگا اور نفس وجوب پہلے سے ثابت ہے لہذا اگر قبل وصول بھی زکوٰۃ دیدے گا درست ہے اور ایسا ہی کرنا بھی چاہئے کیونکہ بعد وصول نقد بھی جملہ سنین ماضیہ کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگا۔ (۲)
(موجودہ دور میں نقد کا انتظار بے سود ہے اس وجہ سے کہ نقد پایا نہیں جاتا، اس لئے نوٹ اگر نصاب بھر ہیں تو اس پر زکوٰۃ اور اس کی ادائیگی واجب ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر)

زیور پر زکوٰۃ ہے یا نہیں اور وجوب مرد پر ہے یا عورت پر

(سوال ۱۵۵) میری اہلیہ کے پاس تین چار سو روپے کی مالیت کا زیور ہے جو اس کی ملک ہے، کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے، اس کی ادائیگی کا کون ذمہ دار ہے۔ میری اہلیہ کے پاس کوئی ذریعہ آمدنی نہیں جس سے وہ زکوٰۃ ادا کر سکے تو زکوٰۃ کی ادائیگی کیسے ہو، آیا وہ اپنے زیور میں سے کچھ حصہ بقدر زکوٰۃ فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کرے۔

(جواب) زکوٰۃ اس زیور کی ہر سال ادا کرنا واجب ہے، اگر اور کوئی صورت ادائیگی زکوٰۃ کی میسر نہ ہو تو بالضرور ایسا کیا جاوے گا کہ زیور کا کچھ حصہ بقدر زکوٰۃ میں دیا جائے گا کہ یہ فرض اللہ کا ہے اور وہ زیور جب کہ ملک زوجہ ہے تو اسی کے ذمہ۔ (۳)

ادائے زکوٰۃ لازم ہے۔ فقط (وہ زیور بیچ کر ادا کرے یا شوہر سے لے کر ادا کرے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔ ظفیر)

بیوہ کے نقد روپے پر زکوٰۃ ہے گو وہ ضرورت مند نہ ہو

(سوال ۱۵۶) ایک بیوہ عورت کے پاس صرف ڈھائی ہزار روپیہ نقد ہے اور دو لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (۴) فقط

---

(۱) ویضم الذهب الى الفضة، وعكسه بجا مع الثمنية قيمة (در مختار) وفي البدائع ايضا ان ما ذكر من وجوب الضم اذا لم يكن كل واحدمنهما نصابا بان كان اقل فلو كان كل منهما نصابا تاما بدون زيادة لا يجب الضم بل ينبغيا ن يودي كل واحد زكوة فلو ضم حتىٰ يودى كله من الذهب او الفضة فلا باس به عند نا (رد المحتار باب زكوة الما ل ج ۲ ص ۴۵ و ص ۴۶). ط.س. ج۲ ص ۳۰۳. ظفير. (۲) ولو كان الدين الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضىٰ (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص ۲۶۶-۲۶۷) (۳) الزكاة واجبة على الحرا لعاقل البالغ المسلم، اذا ملك نصابا ملكاتاما وحال عليه الحول لقوله تعالىٰ واتو الزكوة ولقوله صلى الله عليه وسلم ادوا زكوة اموا لكم وعليه اجماع الا مة والمراد بالواجب الفرض (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص ۱۶۷) وفي تبرا لذهب والفضة و حليهما و اوانيهما الزكوة (ايضاً ج ۱ ص ۱۷۷) ظفير. (۴) وتنمية المال كالدر اهم والدنا نير لعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوة كيفما امسكهما ولو للنفقة (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۳. ط.س. ج۲ ص ۲۶۷) ظفير.

دوسوتولہ چاندی کی زکوٰۃ

(سوال ۱۵۷) دوسوتولہ چاندی کی کیا زکوٰۃ ہوگی، اگر نقد قیمت ادا کرنا چاہیں تو پانچ روپے دیویں یا تین روپے دوآنے جو پانچ تولہ چاندی کی قیمت ہے اگر پیسے کی چاندی خرید کر دیویں تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اگر روپے سے زکوٰۃ ادا کی جاوے تو صورت مذکورہ میں پانچ روپے دینے چاہئیں اور اگر پانچ تولہ چاندی خرید کردے دی جاوے، جتنے کی بھی آوے تو یہ بھی جائز ہے۔(۱) فقط۔

کیا سونے چاندی دونوں کے زیورات نصاب میں ملائے جائیں گے

(سوال ۱۵۸) کسی کے پاس بیس پچیس روپے کا سونے کا زیور ہے اور ستائیس روپے کا چاندی کا زیور ہے تو ان کی قیمت کو ملا کر زکوٰۃ دینی چاہئے یا نہیں اور اگر نصاب سے پانچ چھ روپے زیادہ ہوں تو اس کی بھی زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں۔

(جواب) سونے اور چاندی کا زیور جب کہ نصاب کو پہنچ جاوے یعنی ساڑھے باون روپے کا ہو تو اس کی زکوٰۃ اس پر واجب ہے اور نصاب سے جو زائد سونا چاندی ہے اس کی بھی زکوٰۃ دے۔ غرض کل موجودہ زیور نقد کی زکوٰۃ دیوے۔(۲) فقط۔

سونے چاندی کا نصاب ہندوستانی وزن سے

(سوال ۱۵۹) آنجناب نے سونے چاندی کا نصاب ہندوستان کے وزن اور روپے سے کس قدر لکھا ہے، روپیہ کتنے ماشہ کا قرار دیا گیا ہے اور کتنے روپے بھر نصاب ہوتا ہے۔

(جواب) چاندی کا نصاب دوسودرہم ہے بوزن سبعہ یعنی دس درہم برابر سات مثقال کے ہوں۔ (۳) اس کے وزن کا جو حساب روپیہ اور تولہ ماشہ سے کیا گیا تو ساڑھے باون تولہ ہوتا ہے، پس اگر روپے کا وزن پورا ایک تولہ کا ہے تو ساڑھے باون روپے نصاب زکوٰۃ کا ہے (آج کل ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تین روپے تولہ کے حساب سے ایک سو ساڑھے ستاون روپے ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمارے اس زمانہ سن ۱۳۸۵ھ میں ۱۵۷/۵۰ نصاب ہوا۔ ظفیر) اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جو برابر ساڑھے سات تولہ کے ہوتا ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونا ہو تو نصاب پورا ہے، اور یہ حساب اس طرح کیا گیا کہ مثقال کو ساڑھے چار ماشہ کا قرار دیا گیا جیسا کہ معروف ہے۔ پس دوسودرہم بوزن سبعہ ۱۴۰ مثقال کے برابر ہوگئے اور باعتبار ماشہ کے ۶۳۰ ماشہ ہوگئے اس کو ۱۲ پر تقسیم کرنے سے ۵۲ ½ تولہ خارج قسمت ہوئی۔ فقط۔

---

(۱) ویعتبر فیهما ان یکون المودی قدر الواجب وزنا الخ ولو ادی من خلاف جنسه یعتبر القیمة بالاجماع کذا فی التبیین (عالمگیری مصری کتاب الزکوة باب ثالث ج ۱ ص ۱۶۷ . ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۷۸) ظفیر۔

(۲) واللازم فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرا اوحلیا مطلقا الخ وفی عرض التجارة قیمته نصاب الخ ربع عشر الخ ویضم الذهب الی الفضة وعکسه بجامع الثمنیة قیمة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۴۱ و ج ۲ ص ۴۵ . ط. س. ج ۲ ص ۲۹۷-۲۹۸) یہ واضح رہے کہ ساڑھے باون روپے نصاب سن ۱۳۳۸ھ میں تھا جب چاندی روپے تولہ تھی، اس لئے کہ اصل نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، اس وقت اس کی قیمت کم از کم ایک سو ستاون روپے ہے۔ لہٰذا نصاب روپے کا یہی ہوگا۔ اور اگر چاندی اور گراں ہوگی تو اسی اعتبار سے روپے کا نصاب بڑھتا چلا جائے گا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۳) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا دراهم عشر دراهم وزن سبعة مثاقیل والدینا رعشرون قیراطا والدراهم اربعة عشر قیراطاوالقیراط خمس شعیرات فیکون الدرهم الشرعی سبعین شعیرة والمثقال مائة شعیرة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۳۸ و ج ۲ ص ۳۹ . ط. س. ج ۲ ص ۲۹۵) ظفیر۔

سونے چاندی کے زیورات کی زکوٰۃ

(سوال ۱۶۰) الف کے پاس کچھ زیور چاندی اور کچھ زیور سونے کے ہیں، قرض واجب الادا بھی وہ اپنے ذمہ رکھتا ہے، چنانچہ زیور چاندی اہلیہ خود ۱۴۲ ½ تولہ زیور چاندی دختران نابالغہ خود ۵۴ ½ تولہ اور زیور سونا اہلیہ خود ۵ تولہ ۱۱ ماشہ ۴ رتی، اس کے علاوہ ۸ عدد ساورن سکہ مضروب سونا بھی موجود ہے، دوسرے لوگوں پر مع ۹۷/۲ قرض واجب الاداء بھی لینا رکھتا ہے، تقریباً ۱۶۲/۴ کا خود بھی قرض دار ہے یعنی دوسرے لوگوں کا اس پر قرض ہے۔ صورت مذکورہ میں اس پر زکوٰۃ واجب الاداء کتنی ہے۔ ساورن کی قیمت محسوب ہوگی یا وزن شامل زیورات سونا ہوگا۔

(جواب) چاندی کے زیور کا مجموعہ ۱۹۶۳/۴ تولہ ہوا اور سونے اور اشرفیوں کی قیمت روپے سے کرکے وہ بھی اس میں شامل کیا جائے اور کل مجموعہ میں سے ۱۶۲ روپے قرض ہے وہ کم کردیا جائے جو کچھ باقی رہے اس کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ دیا جاوے۔(۱) اور قرض جو لوگوں کے ذمہ اس کا ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے واجب الاداء ہوگی۔(۲) فقط۔

جو زیور ہمیشہ نہیں پہنے جاتے ان پر بھی زکوٰۃ ہے

(سوال ۱۶۱) جو زیور ایسے ہیں کہ ہمیشہ نہیں پہنے جاتے بلکہ بعض موسم میں پہنے جاتے ہیں ان پر اگر زکوٰۃ واجب ہے تو قیمت خرید پر یا نرخ موجودہ پر، مع اجرت کے یا بلا اجرت۔

(جواب) زکوٰۃ اس زیور پر واجب ہے اور زکوٰۃ وزن پر واجب ہے یعنی جس قدر تولہ چاندی یا سونا ہے اس کا حساب کرلیا جاوے۔(۳)

(زیور کی قیمت کا اعتبار نہیں اس لئے کہ قیمت میں سونار کی اجرت گل بوٹے سب داخل ہوتے ہیں بلکہ وزن کا اعتبار ہوتا ہے، چاندی کے زیور کا نصاب ۵۲ ½ تولہ ہے اور سونے کا ساڑھے سات تولہ۔ صاحب نصاب جب ہوگا...... اور زکوٰۃ میں پیسے دینا چاہے تو زکوٰۃ نکالتے وقت جو نرخ ہوگا اس کے حساب سے ادا کرے گا۔ خریدنے کے زمانے کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً کسی عورت کے پاس پہلے زمانہ کے خرید کئے ہوئے سو تولہ چاندی کے زیورات ہیں جو اس نے کل سو روپے میں لئے تھے، زکوٰۃ میں ڈھائی تولہ چاندی آئی، اب اس کی قیمت اس وقت تین روپے تولہ کے حساب سے ساڑھے سات روپے دیئے جائیں گے جو اس وقت بازار کا بھاؤ ہے ڈھائی روپے زکوٰۃ میں دینا درست نہیں ہے۔

جس کے پاس بقدر نصاب دونّی چونّی ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۲) اگر کسی کے پاس حاجت اصلی سے زائد نصاب کی قیمت سے زائد سوائے سونے چاندی کے دوسرے سکے ہیں مثلاً چار سو پانچ سو روپے کی دونی چونی یا تانبہ کے پیسے ہیں نقد روپیہ نہیں تو اس پر بعد سال گزرنے کے زکوٰۃ کا

....

(۱) تجب فی کل مائتی درهم خمسة دراهم وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال مضرو باکان اولم یکن مصوغا اوغیر مصوغ حلیا کان للرجال اوللنساء تبرا کان اوسكة كذا فی الخلاصة عالمگیری مصری . کتاب الزکاة باب ثالث (فصل اول ج ۱ ص ۱۶۷ ط.ماجدیه ج ۱ ص ۱۷۸) ومدیون للعبد بقدر دینه فیزکی الزائد ان بلغ نصابا (در مختار) قوله بقدر دینه متعلق بقوله فلا زکوة (رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۹ .ط.س. ج۲ ص ۲۶۳) ظفیر. (۲) ولو کان الدین علی مقرو ملئی او علی معسر ...... الخ فوصل الی ملکه لزم زکوٰة مامضی (الدر المختار علی هامش رد المحتار . کتاب الزکاة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ ص ۲۶۶) ظفیر. (۳) والمعتبروز نهما اداء ووجوبا لا قیمتهما (در مختار) ای من حیث الوجوب یعنی یعتبر فی الوجوب ان یبلغ وزنهما نصابا نهر حتی لو کان له ابریق ذهب او فضة وزنه عشرة مثاقیل او ماءة درهم وقیمته لصیاغته عشرون او مائتان لم یجب فیه شئی اجماعا قهستانی (رد المحتار باب زکوٰة المال ج۲ ص ۴۰ .ط.س. ج۲ ص ۲۹۷) ظفیر

حکم ہے یا نہیں۔

(جواب) غیر سونے اور چاندی میں وجوب زکوٰۃ کے لئے نیت تجارت شرط ہے وتفصیله فی کتب الفقه .(۱) فقط (دونی چونی بطور حوالہ ہے اس لئے اس میں بلانیت تجارت بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ظفیر)

زکوٰۃ کا روپیہ بیمہ بھیجا جائے یا منی آرڈر سے

(سوال ۱۶۳) بہشتی زیور میں ہے کہ کسی نے زکوٰۃ کا روپیہ دوسرے کو ادا کرنے کے لئے دیا اور اس نے اپنے خرچ میں اٹھالیا بعد میں اپنے پاس سے ادا کیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور منی آرڈر میں بھی یہی صورت ہوتی ہے تو اگر زکوٰۃ کا روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجا جاوے تو کیا زکوٰۃ ادا ہوگی یا بذریعہ بیمہ بھیجنا چاہئے۔

(جواب) یہ احوط ہے کہ بیمہ کے ذریعہ سے بھیجا جاوے لیکن منی آرڈر کے ذریعہ سے بھیجنا بھی درست ہے اور اس کی تاویل ہوسکتی ہے۔فقط۔

کمائے ہوئے روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۱۶۴) اپنے کمائے ہوئے روپے کی زکوٰۃ نکالنی واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) روپیہ جب کہ بقدر نصاب جمع ہوجاوے اور سال بھر اس پر گزر جائے تو اس کی زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔(۲)

جو رقم حج کے لئے دی اور اس پر سال گزر گیا۔اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶) زید نے اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی کہ میرے مال میں سے چار سو روپے سے میری طرف سے حج کرانا اور ایک ہزار روپیہ میں فقراء کو کھانا کھلانا۔بعد مرنے زید کے بیٹوں نے ایک ہزار روپے میں کھانا کھلا دیا تھا لیکن حج اب تک ان چار سو روپے سے نہیں کرایا۔ایک سال بھی گزر گیا۔اب اس روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے یا نہیں اور چودہ سو روپے ثلث کل سے بھی کم ہے۔

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۳)

مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ

(سوال ۱۶۶) مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ ہے یا قیمت پر۔

(جواب) جو مکان کرایہ پر چلانے کے لئے خریدے گئے ان مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔(۴) فقط۔

جن زیورات میں غش ملا ہوتا ہے ان کی زکوٰۃ

(سوال ۱۶۷) ہمارے ملک میں جو زیور طلاء بنتا ہے اس میں تیسرا حصہ غش کا ملایا جاتا ہے۔ایسے زیور کا کس حساب

---

(۱) شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فی ملکه او تنمیة المال کالدراهم والدنانیر لعینهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزکاة کیفما امسکهما ولو للنفقة اوا لسوم الخ او نیة التجارة فی العروض (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۳ .ط.س. ج۲ص۲۶۷) ظفیر.

(۲) الزکوٰة واجبة علیٰ لحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول (هدایه کتاب الزکاة ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر. (۳) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم کل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقیل الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۳۸ .ط.س. ج۲ص۲۹۵) ظفیر.

(۴) وکذالک العطار لو اشتری القواریر لو اشتر جو الق لیوا جرها من الناس فلازکوة فیها لانه اشتراها للغلة لا للمبایعة کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری الفصل الثانی فی العروض ج ۱ ص ۱۶۸ .ط.ماجدیه ج۱ ص۱۸۰) ظفیر.

سے زکوٰۃ دی جائے۔

(جواب) جس میں غالب سونا ہو یعنی نصف سے زائد سونا ہو وہ سونے کے حکم میں ہے اور مثل خالص سونے کے اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔(۱) فقط۔

حج کے لئے جو روپیہ کئی سال سے رکھا ہوا ہے اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۸) ایک عورت نے عرصہ چھ سال سے دو آدمیوں کی آمد و رفت حج کا خرچ علیحدہ نکال کر رکھ دیا ہے امسال حج کو جانا چاہتی ہے، آیا اس روپے پر تمام سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ دینا واجب ہے جب تک وہ روپیہ خرچ نہ ہو جائے اس وقت تک تمام سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔(۲) فقط۔

دو عبارتوں میں تطبیق

(سوال ۱۶۹) صاحب نصاب ۵۲½ روپیہ یا چاندی ۵۲½ تولہ کے مالک ہونے سے ہو جاتا ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں پچاس روپے نقد یا اس قیمت کا مال زاید از حاجات اصلیہ اس میں تطبیق مطلوب ہے۔

(جواب) فتاویٰ رشیدیہ میں تقریبی حساب پر عمل فرمایا ہے، درہم کو پورے چار آنہ کا قرار دے کر پچاس روپے لکھے گئے اور حساب سے ایک درہم ۳ ماشہ ۱⅕ رتی کا ہوتا ہے اس کے حساب سے ۵۲½ تولہ ہوتے ہیں۔ اگر رتی کے کسر کو چھوڑ دیا جائے اور درہم کو ۳ ماشہ کا قرار دیا جائے تو پھر دو سو درہم کے پورے پچاس تولہ ہوتے ہیں۔ احتیاط اس میں ہے کہ پچاس تولہ کو نصاب سمجھ لیا جاوے اور زکوٰۃ ادا کی جاوے۔(۳) فقط۔

زیورات نقد تمام میں زکوٰۃ واجب ہے اور یہ مستحقین پر خرچ ہوگا

(سوال ۱۷۰) زکوٰۃ کے مسئلہ میں ایک مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ بڑھتے ہوئے مال پر زکوٰۃ ہے اور جو زیور و روپیہ وغیرہ دفن ہوا اور کبھی استعمال میں نہ آتا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور میرا کہنا یہ کہ سب مال پر زکوٰۃ ہے، استعمال میں آتا ہو یا نہ آتا ہو، دفن ہو یا نہ ہو، مستحق اس کے محتاج ہیں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ خصوصیت محتاج کی نہیں ہے بلکہ پہلے اس کے عیال و اطفال جو اس سے متعلق و وابستہ ہیں جن کی کچھ آمدنی نہیں، انہیں کی پرورش و تعلیم وغیرہ میں صرف کرنا چاہئے ان سے بچے تو یتیم و مساکین محتاجوں کو دیا جائے۔

(جواب) اس مسئلہ میں حق یہی ہے جو آپ کہتے ہیں نقد روپیہ اور زیور، غرض سونے چاندی کی ہر چیز اور سکہ پر زکوٰۃ بعد حولان حول لازم و فرض ہے اگرچہ وہ دفن ہو یا استعمال میں نہ آتا ہو۔ کہ نقد میں فقہاء نمو تقدیری ثابت فرماتے ہیں جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے،(۴) اور تمام طلبہ عربی خواں اس سے واقف ہیں ایسی بھاری غلطی جو وہ مولوی

---

(۱) وغالب الفضة والذهب فضة وذهب (در مختار) ای فتجب زکاتهما لا زکوة العروض. (رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۴۲. ط.س. ج۲ ص ۳۰۰) ظفیر۔

(۲) الزکوة واجبة علی الحر العاقل البالغ لمسلم اذا ملک نصابا ملکاتا ماوحال علیه الحول (هدایه کتاب الزکوة ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر۔ (۳) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم کل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقیل والدنانیر عشرون قیراطا والدرهم اربعة عشر قیراطا والقیراط خمس شعیرات فیکون الدرهم الشرعی سبعین شعیرة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۳۸ و ج ۲ ص ۳۹. ط.س. ج۲ ص ۲۹۵) ظفیر۔

(۴) واللازم فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرا او حلیا مطلقا الخ من ذهب او فضة الخ ربع عشر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۳۱ و ج ۲ ص ۴۲. ط.س. ج۲ ص ۲۹۷-۲۹۸) ظفیر۔

صاحب کرتے ہیں، کوئی طالب علم نہیں کر سکتا اور مصرف زکوۃ کے محتاج و مساکین ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ انما الصدقت للفقرآء والمساکین الآیۃ اپنے بچوں اور زوجہ کو اور ماں باپ کو زکوۃ دینا تمام فقہا حرام کہتے ہیں اور زکوۃ اس میں ادا نہیں ہوتی۔ فقط

بہشتی زیور کی ایک عبارت کا مطلب

(سوال ۱۷۱) بہشتی زیور کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے (جب فقط چاندی یا فقط سونا ہو تو وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں)

(جواب) اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً چاندی وزن میں دوسو درہم یعنی ساڑھے باون تولہ ہے جو کہ نصاب زکوۃ ہے لیکن قیمت کا اعتبار کیا جاوے تو نصاب سے کم ہوتی ہے یعنی قیمت اس کی ساڑھے باون روپے کی نہیں ہے پس اس لئے کہا کہ اعتبار وزن کا ہے زکوۃ واجب ہوگی۔ (۱) فقط۔

سونے کی زکوۃ چاندی سے

(سوال ۱۷۲) سونے کی زکوۃ اگر چاندی سے دیوے تو زکوۃ دینا درست ہے یا نہیں اور چاندی کی زکوۃ کس طرح دینی چاہئے۔

(جواب) سونے کی زکوۃ چاندی سے دیوے تو قیمت دینا درست ہے اور اگر چاندی کی زکوۃ چاندی سے ہی دیوے تو جس قدر چاندی زکوۃ میں واجب ہے وہ پوری ادا کرے، مثلاً اگر بیس تولہ چاندی زکوۃ میں دینی واجب ہوئی ہے تو اگر روپیہ زکوۃ میں دے تو بیس ہی دیوے، یہ نہیں کہ بیس تولہ چاندی کی قیمت مثلاً اگر پندرہ روپے ہے تو پندرہ ہی دے دے یہ درست نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

جو زیور والد و خسر سے ملا ہے اس میں زکوۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۱/۱۷۳) نعیمہ کے خسر کے والد محمد اکرم جو کہ نعیمہ کی ہر قسم کی ضرورتیں بجائے اس کے شوہر علی اصغر کے پوری کرتے ہیں مبلغ چار سو روپے کے قرض دار ہیں اور محمد اکرم کے پاس سالانہ اتنی بچت نہیں کہ ان پر زکوۃ واجب ہو البتہ نعیمہ کے پاس مبلغ تین سو روپے کے زیورات ہیں جن کو اس نے اپنے والد اور اپنے خسر کے والد سے پایا ہے تو نعیمہ پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں۔

جو زیور صرف پہننے کے لئے دیئے گئے ہیں اس میں زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲/۱۷۴) علی اصغر نعیمہ کے شوہر نے نعیمہ کو دو سو روپے کے زیورات دیئے اور کہا کہ یہ میرے ہیں جب چاہوں گا لے لوں گا اس کو تمہیں محض زیب و زینت کے لئے دیتا ہوں تو نعیمہ کو اس قسم کے زیورات پہننا جائز ہے یا نہیں اور زکوۃ علی اصغر شوہر پر واجب ہے یا نعیمہ پر۔

(جواب) (۱) نعیمہ پر زکوۃ اس زیور کی واجب ہے جو کہ اس کا مملوکہ ہے۔ (۳)

---

(۱) و المعتبر وزنهما اداء ووجوبا لا قيمتهما (درمختار) ای من حيث الاداء يعتبر فی الوجوب ان يبلغ وزنهما نصابا نحو حتی لو كان له ابريق ذهب او فضة وزنه عشرة مثاقيل اومائة درهم وقيمة لصيا غته عشرون او مائتان لم يجب فيه شئی اجما عا قهستانی الخ لا قيمتهما الخ وهذا ان لم يؤدمن خلاف الجنس (رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۰. ط.س. ج۲ ص۲۹۷) ظفير. (۲) والمعتبر وزنهما اداء ووجوبا لاقيمتهما (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۰. ط.س. ج۲ ص۲۹۷) ظفير. (۳) وسبب افتراضها ملک نصاب حولی تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۵. ط.س. ج۲ ص۲۶۷) وفی تبر الذهب والفضة وحليهما و اوانيهما الزكوة (هدايه باب زكوة المال ج ۱ ص ۱۷۷) ظفير.

(۲) اس کی زکوٰۃ علی اصغر پر واجب ہے نعیمہ پر واجب نہیں اور نعیمہ کو اس کا پہننا درست ہے۔(۱) فقط۔

ان زیورات کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے جس میں نگ وغیرہ جڑے ہوئے ہوں

(سوال ۱۷۵) زید اپنی زوجہ کے زیور کی زکوٰۃ دینا چاہتا ہے، مشکل یہ ہے کہ بعض زیور میں چپڑا ابھرا ہوا ہے اور بعض زیور میں نگ جڑے ہوئے ہیں اور چپڑا اور نگ نکالا جاوے تو زیور خراب ہو جائے گا اور اگر زرگر سے اندازہ کرایا جاوے تو پوری طرح پتہ نہیں چل سکتا، اگر سونا نصاب سے کم ہے تو اس کی زکوٰۃ بشمول چاندی کے دی جائے گی یا سونے کی زکوٰۃ علیحدہ دی جائے گی اور زکوٰۃ سونے و چاندی کی ایک چیز سے نکالی جاوے یا سونے کی زکوٰۃ سونے سے دی جاوے اور چاندی کی زکوٰۃ چاندی سے دی جاوے۔ اگر زکوٰۃ میں کوئی زیور نکالا جاوے تو کچھ حرج تو نہیں ہے۔

(جواب) اندازہ صحیح کرا کے زیور سونے و چاندی کی زکوٰۃ دینی چاہئے یہ درست ہے مگر اندازہ کرنے والے سے کہہ دیا جاوے کہ جہاں تک ہو احتیاط کو مدنظر رکھے۔ مثلاً زیادہ سے زیادہ جس قدر چاندی و سونا اس میں معلوم ہو اس کا لیا جاوے اور سونے کو ایسی صورت میں قیمت کر کے چاندی کو شامل کر کے چاندی سے زکوٰۃ دی جاوے، خواہ دونوں کی زکوٰۃ سونے سے دی جاوے۔ الغرض ایک چیز سے زکوٰۃ دینا درست ہے۔ ۲؁ فی سیکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ دی جاوے اور زکوٰۃ میں اگر زیور ہی دے دیا جاوے کچھ حرج نہیں ہے۔(۲) فقط۔

شوہر کی اجازت کے بغیر زیور بیچ کر زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۶) ہندہ کے ذمہ بابت زیورات کئی سال کی زکوٰۃ واجب ہے ہندہ کے پاس سوائے اس کے کہ کچھ زیور فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کرے اور کوئی آمدنی نہیں ہے یا ہندہ کا خاوند ادا کر دے۔ مگر ہندہ جب اپنے خاوند سے کہتی ہے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ ادا کرے گے اور زیور کے فروخت کرنے پر راضی نہیں ہے، ایسی صورت میں اگر ہندہ بلا اجازت شوہر و بلا رضامندی خاوند کچھ حصہ زیور کا فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کر دے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ زیور شوہر کا دیا اور بنوایا ہوا ہے اور اس نے زوجہ کی ملک نہیں کیا جیسا کہ عرف ہے تو اس کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ ہے عورت پر اس کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ اگر شوہر اس کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ گنہگار ہوگا، عورت گنہگار نہ ہوگی اور اگر وہ زیور عورت کے جہیز میں اس کے والدین کی طرف سے آیا ہوا ہے تو وہ اس کی ملک ہے اسی میں سے کچھ حصہ فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کرے اور شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) فقط۔

کامدار کپڑوں کی زکوٰۃ

(سوال ۱۷۷) ہندوستان کی عورتوں کے کپڑے قیمتی زربفت، مشجر، کامدانی، بنارسی گوٹا ٹھپہ مصالحہ کے رہتے ہیں، ان میں چاندی کے تار ضرور ہوتے ہیں ایسے کپڑوں کی زکوٰۃ کس طرح مشخص کی جائے۔ ان میں اس بات کا انداز

---

(۱) الزکوٰۃ واجبۃ علی الحرا لعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیہ الحول (ھدایہ کتاب زکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر۔ (۲) ویضم الذھب الی الفضۃ وعکسہ بجامع الثمنیۃ قیمۃ وقالا بالا جزاء الخ (در مختار) قولہ یضم الخ عند الا جتماع اما انفراد احدھما فلا تعتبرا لقیمۃ اجما عابدائع لان المعتبر وزنہ اداء و وجوبا کما مرو فی البدائع ایضا ان ماذکر من وجوب الضم اذا لم یکن کل واحد منھما نصابا بان کان اقل فلو کان کل ھما نصاباتا ما بدون زیادۃ لا یجب الضم بل ینبغی ان یودی منھما نصابا من کل واحد زکاتہ ، فلو ضم حتیٰ یودی کلہ من الذھب او الفضۃ فلا باس بہ عند ناولکن یجب التقویم بما ھو انفع للفقراء رواجا والا یودی من کل منھما ربع عشر (رد المحتار باب زکوٰۃ المال ج ۲ ص ۴۵ و ج ۲ ص ۴۶ .ط.س. ج ۲ ص ۳۰۳) ظفیر۔ (۳) الزکوٰۃ واجبۃ علی الحرا لعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیہ الحول (ھدایہ کتاب الزکاۃ ج ۱ ص ۱۶۷) ظفیر۔

کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ چاندی کتنی ہے۔

(جواب) جوتار زری کے بنارسی کپڑوں وغیرہ میں ہیں ان کا اندازہ خود کر کے یا جاننے والوں سے کرا کر زکوٰۃ دینی چاہئے اور گوٹے ٹھپہ کا بھی اندازہ کرالینا چاہئے۔ اس کا اندازہ سہل ہے کہ مثلاً ٹھپہ کا ویسا تھان تول کر دیکھ لیا جائے کہ کس قدر وزن کا ہے۔ الغرض ایسے مواقع میں اندازہ کافی ہے۔ اندازہ حتیٰ الوسع ایسا کیا جائے کہ کمی نہ رہے، چاہے کچھ زیادتی ہو جائے۔(۱) فقط۔

شوہر جب بیوی کو مالک بنادے تو زکوٰۃ کس پر ہے

(سوال ۱۷۸) شوہر نے نکاح سے چند سال بعد زیور کا مالک زوجہ کو بنا دیا اور چار سال بعد زکوٰۃ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ تاریخ ملکیت یاد نہیں تو کیا کرے۔ خاوند و بیوی کے مال میں امتیاز نہ ہو تو زکوٰۃ کی نیت کس کو کرنی چاہئے۔

(جواب) جب کہ شوہر نے اس زیور کا مالک زوجہ کو بنا دیا تو زکوٰۃ بذمہ زوجہ ہے، وہی نیت کرے۔ اگر شوہر اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرے یہ بھی درست ہے۔

زیورات کی زکوٰۃ کب سے دے

(سوال ۱۷۹) زید زکوٰۃ روپے کی دیتا ہے اور زیور کی زکوٰۃ بہ خیال اس کے کہ زیور استعمال ہے نہیں دی اور اب چونکہ عند الدریافت معلوم ہوا کہ رستگاری اس میں ہے کہ زیور کی بھی زکوٰۃ دی جاوے۔ زید کو یہ یاد نہیں ہے کہ میں صاحب نصاب زکوٰۃ کب سے ہوا اور کب سے روپے کی زکوٰۃ دینی شروع کی اور بہت کچھ زیور اس میں سے فروخت بھی ہو چکا کہ جس کا روپیہ آیا البتہ اس کی زکوٰۃ بھی دی گئی اور کچھ باقی ہے اور نرخ سونے و چاندی کا بھی مختلف طور پر کم وبیش ہوتا رہا اور زید کا قلب بھی یہ گواہی نہیں دیتا کہ مجھ کو زکوٰۃ زیور کی کب سے دینی چاہئے پس ایسی صورت میں زید کو زکوٰۃ زیور کی کب سے اور کس نرخ سے دینی چاہئے۔

(۲) رواج یہاں اس طور پر ہے کہ جو زیور شادی میں دلہن کو دیا جاتا ہے اور اس طریقہ سے دیا جاتا ہے کہ اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ملک کیا گیا یا نہیں۔ زید اور اس کی بیوی دونوں لاولد مر گئے، صرف زید کا باپ اور زید کی بیوی کے باپ و بھائی بہن وغیرہ حیات ہیں تو اب اس زیور کے لینے کا مستحق کون ہے اور زکوٰۃ کب سے دی جاوے گی۔

(جواب) زیور کی زکوٰۃ بھی دینی لازم اور فرض ہے، جب سے زیور کا ملک ہوا اسی وقت سے زکوٰۃ دینی چاہئے اندازہ کر لیا جاوے اور اندازہ سے کچھ دن زیادہ ہو جائیں تو بہتر ہے کم نہ ہوں۔ اور جو زیور زوجہ کو چڑھایا جاتا ہے شوہر کی طرف سے وہ اس زمانہ کے عرف کے موافق زوجہ کی ملک نہیں ہوتا بلکہ شوہر کی ملک ہوتا ہے۔ بعد مرنے شوہر کے اس کی زوجہ اور والدین کو حسب حصص شرعیہ ملے گا اور زوجہ کے حصہ میں جو کچھ آوے گا وہ اس کے باپ کو ملے گا، باپ کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہیں اور زکوٰۃ اسی وقت سے دی جاوے گی جس وقت سے وہ زیور تیار ہوا۔(۲) فقط۔

نوٹ بھنانے پر بٹہ لینا کیسا ہے اور نوٹ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۰) نوٹ کو بھنانے پر بٹہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کسی کے پاس صرف نوٹ ہوں تو ان پر حولان حول

---

(۱) وفی تبر الذهب والفضة وحليهما واوانيهما الزكوة (هدايه باب زكوة المال فصل فى الذهب ج ۱ ص ۱۷۷) ظفير.

(۲) وفی تبر الذهب والفضة وحليهما واوانيهما الزكوة الخ لنا ان السبب مال نام و دليل النماء موجود وهوا لا عداد للتجارة خلقة (هدايه باب زكوة المال ج ۱ ص ۱۷۷) ظفير.

ہونے سے زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) بہ ضرورت نوٹ بھنانے میں بٹہ دینا جب کہ کوئی صورت پورا روپیہ ملنے کی نہ ہو درست ہے اگر چہ اصل قاعدے سے بٹہ لینا دینا نوٹ پر درست نہیں لیکن بضرورت و مجبوری بٹہ دینا درست ہے اور لینا درست نہیں ہے۔(۱) اور نوٹوں پر حولان حول ہونے پر زکوٰۃ لازم ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

سونے چاندی کے زیور ملا کر نصاب پورا ہوتا ہے تو زکوٰۃ آئے گی یا نہیں

(سوال ۱۸۱) ایک عورت کے پاس کچھ زیور چاندی کا ہے اور کچھ سونے کا، مگر دونوں نصاب سے کم ہیں دونوں کو ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہے تو زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں

(جواب) اس صورت میں قیمت کا حساب لگا کر زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً سونے کو چاندی کی قیمت میں کر کے کل مجموعہ کو دیکھا جاوے گا۔ اگر نصاب چاندی کا پورا ہو گیا تو زکوٰۃ لازم ہوگی۔(۳) فقط

(سوال ۱۸۲) زید ایک کارخانہ میں نوکر ہے اس کو شعبان کی دس بارہ تاریخ کو دو ماہ کی تعطیل سالانہ ملا کرتی ہے اور وہ رمضان شریف کی پندرہ تاریخ کو صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کا فریضہ ادا کیا کرتا ہے۔ شعبان اور رمضان کی تنخواہ بوقت حاضری شوال ملے گی، آیا پندرہ رمضان ۱۳۳۵ھ کو ہی ان دونوں مہینوں کی تنخواہ کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے یا ۱۳۳۶ھ کے رمضان شریف میں بشرط بقا ان کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

(جواب) شعبان اور رمضان کی تنخواہ جو ابھی وصول نہیں ہوئی اس کی زکوٰۃ رمضان موجودہ میں واجب نہیں ہے۔ سال آئندہ کے ختم پر اگر وہ روپیہ وصول ہو کر باقی رہا تو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگی۔(۴)

سونے کی قیمت بازار کے نرخ سے ہوگی

(سوال ۱۸۳) زید کے گھر میں کچھ سونے کا زیور ہے جس کا مالک زید ہے۔ سونے کا نرخ دلی کا تو اور ہے اور بازار میں زیور کا نرخ گراں اور۔ اگر اچھا زیور بیچنے جاوے تو بھی یقیناً ایک ثلث کم بازار کے نرخ سے بکتا ہے تو آیا کس نرخ کے حساب سے وہ زکوٰۃ دیوے کیونکہ بازار والوں کا دینے کا نرخ اور ہے اور لینے کا اور۔ اگر فقراء کو سونا زکوٰۃ میں دیا جاوے تو فقراء کا سخت نقصان ہوتا ہے۔ بازار والے ان سے کم قیمت کو خریدتے ہیں۔

(جواب) جو نرخ بازار میں ایسے سونے کا ہے یعنی جس قیمت کو دکاندار فروخت کرتے ہیں وہ قیمت لگا کر زکوٰۃ دیوے اور اگر سونا ہی زکوٰۃ میں دیوے تو سونے موجودہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیوے یہ بھی درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی اگر چہ فقراء کسی قیمت کو فروخت کر دیں۔(۵) فقط

(۱) الضرورات تبیح المحذورات (الاشباه و النظائر ص)

(۲) شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فی ملکه وثمنیة المال کالدراهم والدنانیر لعینهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزکوٰة کیفما امسکهما ولو للنفقة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۳. ط.س. ج۲ ص۲۶۷) ظفیر. (۳) وتضم قیمة العروض الی الثمنین والذهب الی الفضة الخ وضم احدی النقدین الی الاخر قیمة مذهب الامام الخ حتی ان من کان له مائة درهم وخمسة مثاقیل ذهب تبلغ قیمتها مائة درهم فعلیه الزکوٰة عنده (البحر الرائق ج۲ ص ۲۳۰. ط.س. ج۲ ص ۲۳۰) ظفیر. (۴) وشرطه ای شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فی ملکه الخ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوٰة. ط.س. ج۲ ص۲۶۷) (۵) وجاز دفع القیمة فی زکوٰة الخ وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الاداء الخ ویقوم فی البلدالذی المال فیه (ایضاً باب زکوٰة الغنم ج۱ ص ۳۰. ط.س. ج۲ ص۲۸۵) واللازم فی مضروب کل منهما الخ ربع عشر (ایضا باب زکوٰة المال ج ۲ ص ۴۱. ط.س. ج۲ ص۲۹۷-۲۹۸) ظفیر

بتدریج جو آمدنی بڑھی اس کی زکوۃ کیسے ادا کی جائے

(سوال ۱۸۴)ایک شخص کو ماہواری سال بھر رجب ۱۳۳۵ھ سے جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ تک مختلف طور پر مبالغ بچت ہوتے رہتے ہیں جن کی مجموعی تعداد اور بچت ماہواری قابل زکوۃ رقم ہو جاتی ہے اور اس کے اس سرمایہ میں اضافاً جمع ہوتی رہتی ہے جن کی زکوۃ سالانہ وہ ہمیشہ دیتا رہتا ہے- آیا اس متفرق رقوم بچت سالانہ کی زکوۃ کس طرح ادا کرے جب کہ شعبان میں عہ۱ رمضان میں عہ۲ شوال میں عہ۵ علیٰ ہذا القیاس جمادی الثانی تک ما/ یا صما/ تو اب رجب میں کس طرح زکوۃ کا حساب کر کے ادا کرے۔

(جواب)اگر وہ شخص رجب ۱۳۳۵ھ میں مثلاً صاحب نصاب تھا کہ پچاس ساٹھ یا زیادہ نقد یا زیور یا مال تجارت اس کے پاس موجود تھا، اس کے بعد شعبان میں عہ ،رمضان میں عـــہ ،شوال میں صـــہ ، اور رقوم بچت ہو کر جمع ہوتی رہی اور جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ تک مثلاً صما/ ہو گئے تو اس وقت تمام صما/ ۵۰۰ کی زکوۃ اس کو ادا کرنا لازم ہے اور اگر رجب ۱۳۳۵ھ میں اس کے پاس روپیہ و زیور وغیرہ نصاب کی قدر موجود نہ تھا تو جس وقت اس کے پاس مال بقدر نصاب ہو جاوے اس وقت سے سال شروع ہوگا اور پھر درمیان سال کی زیادہ رقوم سب ختم سال پر جمع ہو کر کل روپے کی زکوۃ دی جاوے گی۔ مثلاً صورت مسئولہ میں اگر جب ۱۳۳۵ھ میں اس کے پاس ایک روپیہ بھی جمع نہ تھا، شعبان میں ۲۰ جمع ہوئے ،رمضان میں تیس ہو گئے اور شوال میں اسّی روپے ہو گئے تو اس وقت وہ صاحب نصاب ہو گیا۔ اس کے بعد کی رقوم سب جمع ہوتی رہیں گی اور شوال ۱۳۳۶ھ میں جملہ رقوم کی زکوۃ دینی ہوگی۔ اس مسئلہ کو کسی عالم سے زبانی سمجھ لو۔(۱)

کوئی روپیہ قرض لے کر رکھ دے تو زکوۃ کس کے ذمہ ہے

(سوال ۱۸۵)ایک شخص کسی سے قرض حسنہ دو چار صد روپیہ لے کر ایک سال تک اپنے پاس رکھ لیتا ہے آیا اس روپے کی زکوۃ دائن نکالے یا مدیون (قرضہ دہندہ یا مقروض)

(جواب)اس روپے کی زکوۃ دائن کے ذمہ لازم ہے، جب اس کے پاس وہ روپیہ واپس چلا جاوے گا اس کو سال گزشتہ کی زکوۃ اس روپے کی دینی ہوگی۔(۲) فقط

سونا چاندی کی زکوۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہے

(سوال ۱۸۶)اگر کسی شخص نے اپنے زیور کی زکوۃ میں دو تولہ چاندی یا سونا نکالا، اگر وہ عوض اس سونے یا چاندی کے اس کی قیمت ادا کرنا چاہے تو اس میں عام نرخ کا اعتبار ہے جس قیمت سے وہ سونا چاندی فروخت ہوا ہے اس نرخ کا اعتبار کیا جاوے گا۔

---

(۱) والمستفاد ولوبهبة اوارث وسط الحول يضم الى نصاب من جنسه فيزكيه بحول الاصل الخ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۲۱ .ط.س. ج۲ ص۲۸۸) ظفير.
(۲) ولو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (ايضا كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۳ .ط.س. ج۲ ص۲۶۶)

(جواب) دوتولہ چاندی اگر زکوۃ میں لازم ہوئی تو اس کو دوتولہ چاندی ہی ادا کرنا ضروری ہے، خواہ چاندی کی ڈلی دیوے یا روپیہ سکہ دار دیوے یعنی یہ درست نہیں ہے کہ چاندی دوتولہ کی قیمت اگر پونے دوروپے ہو تو پونے دوروپے دیدیوے بلکہ پورے دوروپے ہی دینا چاہئے اور جورتی کی اس میں کمی ہے وہ بھی پوری کرے۔ اور اسی طرح اگر چاندی کی قیمت زیادہ ہو مثلاً ایک تولہ چاندی کی قیمت سوروپے ہے تو سوا روپیہ دینا اس کے ذمہ لازم نہیں ہے۔ تبرعاً زیادہ دیدیوے تو اس کو اختیار ہے اور اگر سونا ایک تولہ مثلاً زکوۃ کو لازم ہوا تو اس کو اختیار ہے کہ خواہ سونا دیوے یا اس کی قیمت روپے سے جو بازار میں ہے دیوے۔ مثلاً اگر ایک تولہ سونا بازار میں تیس روپے قیمت کا ہے تو تیس روپے دے دینے سے زکوۃ ادا ہو جاوے گی۔(۱) فقط

حصہ کی چیز خود زکوۃ میں اسی کو لوٹا دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۷) زید کی ہمشیرہ ہندہ کا انتقال ہوا۔ ترکہ میں زید نے بھی کچھ زیور پایا اور اس کو ہمشیرہ کی زکوۃ واجب میں شرعاً دینے کے لئے اپنے بڑے بھائی بکر کو دے دیا۔ بکر نے یہ دیکھ کر کہ زید خود مصرف زکوۃ ہے اور بہت مقروض ہے اس زیور کو فروخت کر کے اس کی قیمت زید کو بہ نیت زکوۃ ہمشیرہ دے دی۔ اس صورت میں زکوۃ ادا ہوئی یا نہیں۔ شبہ یہ ہے کہ زید موکل ہے اور بکر صرف وکیل ہے اور وکیل کا فعل عین موکل کا فعل ہوتا ہے تو یہ صورت ہوگئی کہ زید گویا خود ہی زکوۃ دیتا ہے اور خود ہی رکھ لیتا ہے

(جواب) وہ زیور جو زید کو ترکہ ہمشیرہ میں سے میراث میں ملا وہ مملوکہ زید کا ہے اور جب کہ زید کے وکیل نے اس کو فروخت کر کے پھر زید کو ہی دے دیا تو اس طرح زکوۃ ادا نہیں ہوئی، کیونکہ اس صورت میں زید کا مملوکہ روپیہ زید کے پاس ہی رہا۔(۲)

نقد اور زیورات کی زکوۃ

(سوال ۱۸۸) زید کے پاس مبلغ ایک سو پچاس کا زیور طلائی ونقرئی اور سات گنیاں قیمتی ایک سو پانچ موجود ہیں۔ یہ روپیہ مکان میں رکھا ہوا ہے۔ زیور مستورات گاہے بگاہے پہنتی ہیں۔ اس کو کس قدر روپیہ اور کب اور کیوں بمعہ زکوۃ دینا چاہئے۔ زکوۃ کا عمدہ مصرف کیا ہے۔

---

(۱) والمعتبروزنهما اداء ووجوبا لاقيمتهما (در مختار) وهذا ان لم يؤدمن خلاف الجنس والااعتبرت القيمة اجماعا كما علمت ردالمحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۰ و ج ۲ ص ۴۱ .ط.س. ج۲ص۲۹۷) وجاز دفع القيمة فى زكوة و عشر و خراج وفطرة ونذر و كفارة غيرالاعتاق (در مختار) ثم ان هذا غير مقيد بغير المثلى فلا تعتبر القيمة فى نصاب كيلى اووزنى فاذا ادى اربعة مكائيل اودراهم جيدة عن خمسة رديئة اوزيوف لايجوز عند علمائنا الثلاثة الاعن اربعة الخ وهذا اذا ادى من جنسه فالمعتبر هوالقيمة اتفاقا الجودة فى المال الربوى عندنا لمقابلة بخلاف جنسه ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۲۹) ظفير.

(۲) ولا يدفع المزكى زكوة ماله الى ابيه وجدلا وان علا ولا الى ولده ولاالى ولد ولده وان سفل لان منافع الاملاك بينهم متصلة فلا يتحقق التمليك على الكمال (هدايه باب من يجوز دفع الصدقات اليه ج ۱ ص ۱۸۸) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ .ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفير

(جواب) زید کے پاس اس صورت میں کل نقد وزیور دو سو پچپن روپے کا ہوا۔ پس زید کو زکوٰۃ میں اڑھائی روپے سیکڑہ کے حساب سے چھ روپے چھ آنے ہر سال نکالنی چاہئے، اور اگر کسی سال کم یا زیادہ ہوجاوے تو اسی حساب سے کمی وبیشی زکوٰۃ میں ہوجاوے گی ایک سو روپے پر ۲½ زکوٰۃ کے واجب ہوتے ہیں بعد سال بھر کے خواہ زیور ہو یا نقد، یا سامان تجارت۔(۱) اور مصرف زکوٰۃ کے فقراء ومساکین اور یتیم بچے اور بیوہ عورتیں وغیرہ ہیں اور جو زیادہ محتاج ہو اور رشتہ دار بھی ہو اس کو دینا زیادہ اچھا ہے۔ اور مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کے لئے بھیجنا بھی زیادہ ثواب رکھتا ہے۔(۲) فقط۔

جس روپے سے مکان خریدا کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے

(سوال ۱۸۹) ایک شخص نے پانچ سو روپے میں ایک مکان خریدا۔ گھر والوں نے اس میں جانا پسند نہیں کیا اس وجہ سے اس نے فروخت کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اس صورت میں اس پانچ سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہے، یا نہیں۔

(جواب) اس پانچ سو روپے کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے، جس سے مکان خریدا گیا۔ جس وقت تک وہ روپیہ موجود تھا اور مکان نہ خریدا تھا اس وقت تک کی زکوٰۃ لازم تھی، جب مکان خریدلیا اس وقت سے زکوٰۃ اس کی ساقط ہوگئی۔(۳) اور جس وقت مکان فروخت ہوکر نقد روپیہ حاصل ہوگا تو بعد حولان حول اس پر زکوٰۃ لازم ہوجاوے گی۔(۴) فقط۔

جو روپیہ مالک اراضی کو رہن میں دیا گیا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۰) جو روپیہ رہن آراضی میں مالکان آراضی کو دیا ہے اس کی زکوٰۃ ہر سال ادا کرنی ہوگی یا بعد وصول ہونے کے اور بر تقدیر ثانی پچھلے تمام سالوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے لازم ہے اور پچھلے سالوں کی زکوٰۃ بھی دینی ہوگی۔ کذا فی الدر المختار۔ (۵) فقط۔

صرف زیور کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۱) جس عورت کے پاس سو روپیہ کا زیور تھا جب تک وہ صاحب مال رہی زکوٰۃ دیتی رہی اب وہ غریب ہوگئی مگر زیور بجنسہ موجود ہے، آیا عورت مذکورہ کو زکوٰۃ دینا لازمی ہے یا نہیں۔

---

(۱) وشرط افتراض ادائها حولان الحول وهو في ملكه و تنمية المال كالدراهم والدنا نير لعينهما للتجارة فتلزم الزكوٰة كيفما امسكهما (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۳ ط.س. ج۲ص۲۶۷) واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولو تبرا اوحليا مطلقا الخ ربع عشر (ايضاً باب زكوٰة المال ج ۲ ص ۳۱ ط.س. ج۲ص۲۹۷-۲۹۸) ظفير

(۲) ومصرف الزكوٰة الخ وهو فقير هو من له ادنى شئى اى دون نصاب الخ و مسكين الخ وفى سبيل الله الخ وابن السبيل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص۳۳۹) ظفير

(۳) ولا زكوٰة في ثياب البدن الخ واثاث المنزل ودور السكنى ونحوها (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ص ۱۰) ظفير. (۴) وشرطه اى شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو في ملكه وتنمية المال كا الدراهم والدنا نير لعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما امسكهما ولو للنفقة (ايضاً ج ۲ ص ۱۳ ط.س. ج۲ص۲۶۷) ظفير.

(۵) ولو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوٰة مامضى (ايضاً ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج۲ص۲۶۶) ظفير

(جواب) اگر زیور اس کا بقدر نصاب ہے تو اس کے ذمہ زیور کی زکوٰۃ دینا لازم ہے اور اس کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔(۱) فقط

جو روپیہ ملازمت کی ضمانت کے لئے سرکار میں جمع کیا ہے اس پر زکوٰۃ ہوگی

(سوال ۱۹۲) ایک شخص نے بغرض ضمانت ملازمت مبلغ ایک سو روپیہ سرکار میں جمع کیا، جب تک وہ شخص ملازم رہے گا اس وقت تک اس کو ضمان واپس نہیں ملے گا، جب پنشن لے گا یا کسی وجہ سے برخاست ہوگا تب وہ روپیہ اس کو دیا جائے گا۔ اب اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ اگر واجب ہے تو بعد واپسی کے یا ہر سال اس کو زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا۔

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ بعد واپسی کے تمام گذشتہ سالوں کی ادا کرنا لازم ہے، اگر اس خیال سے کہ بعد واپسی کے بہت برسوں گذشتہ کی زکوٰۃ دینی پڑے گی اور رقم کثیر ہو جاوے گی۔ ہر سال موجودہ روپے کے ساتھ زکوٰۃ دے دیا کرے تو یہ بھی درست ہے۔(۲) فقط۔

جواہرات کے زیورات میں زکوٰۃ نہیں

(سوال ۱۹۳/۱) جو زیور خالص جواہرات کا ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

ایسے طلائی زیورات کی زکوٰۃ جس میں جواہرات جڑے ہوں

(سوال ۱۹۴/۲) جو زیور طلائی ہو اور اس میں جواہرات بھی جڑے ہوں تو اس کی زکوٰۃ کس طریقہ سے ہونی چاہئے۔

اس زیور کی زکوٰۃ جس میں ایک حصہ چاندی اور دو حصہ جواہرات ہوں

(سوال ۱۹۵/۳) جس زیور میں ایک حصہ چاندی اور دو حصہ جواہرات ہوں اس کی زکوٰۃ کس حساب سے ہوگی۔

(جواب) (۱) درمختار میں ہے لا نها زكوة فى اللآلى والجواهر وان ساوت الفاً اتفاقاً الا ان تكون للتجارة الخ (۳) پس زیورات جواہرات کے تجارت کے لئے نہیں ہیں تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۲) اس زیور کی قیمت کر کے زکوٰۃ ادا کرے۔(۴)

(۳) اگر زکوٰۃ میں چاندی دیوے تو اس زیور کی چاندی کا اندازہ کر لے، جس قدر چاندی اس میں ہو اس کا چالیسواں حصہ دیدیوے۔(۵) فقط۔

سونے چاندی کی قیمت نہ معلوم ہونے کی صورت میں پیشتر کی قیمت سے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۹۶) اگر قیمت سونے چاندی کی صحیح معلوم نہ ہو اندازہ کر کے دو چار مہینہ پیشتر کی قیمت ذہن میں رکھ کر زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

---

(۱) واللازم فى مضروب كل منهما اى الذهب والفضة ومعموله ولو تبرا اوحليا مطلقا. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۱. ط.س. ج۲ص۲۹۷-۲۹۸) ظفير.

(۲) وكذا الوديعة عند غير معارفه (در مختار) فلو عند معارفه تجب الزكوة (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ص۲۶۶) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوة قبليل باب السائمة ج ۲ ص ۱۸. ط.س. ج۲ص۲۷۳. ۱۲ ظفير

(۴، ۵) واللازم فى مضروب منهما و معموله ولو تبرا اوحليا مطلقا الخ ربع عشر الخ وغالب الفضة والذهب فضة و ذهب وما غلب غشه منهما يقوم ويشترط فيه النية الا اذا كان يخلص منه ما يبلغ نصا با او اقل وعنده ما يتم به الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۳۲ و ج ۲ ص ۴۳. ط.س. ج۲ص۲۹۷-۲۹۸) ظفير.

اصل تو یہی ہے کہ ادائے زکوٰۃ کے وقت جو قیمت ہو اس کی تفتیش کر کے اسی کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے۔ مگر چونکہ دو چار مہینہ میں کوئی مزید فرق نہیں ہوتا اس وجہ سے اگر جانب احتیاط کو پیش نظر رکھ کر اس طریقہ سے زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔(۱) فقط۔

عورت کا جو زیور رہن ہے اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے

(سوال ۱۹۷) اگر عورت کا زیور ضرورت کے وقت رہن کیا جاوے تو اس کی زکوٰۃ بذمہ عورت ہوگی، یا بذمہ خاوند۔

(جواب) اس کی زکوٰۃ عورت کے ذمہ ہے۔(۲) فقط۔

کسی کی اچانک موت پر گورنمنٹ وارثان کو جو روپیہ دیتی ہے اس کی زکوٰۃ

(سوال ۱۹۸) تصادم ریل سے زید کا انتقال ہو گیا۔ ریلوے کمپنی نے زید کی جان کے معاوضہ میں اس کے والدین۔ بیوہ۔ اور تین یتیم نابالغ بچوں جن میں دو لڑکیاں ۴، ۳ سالہ اور ایک لڑکا ڈیڑھ سالہ کی پرورش کے لئے تیس ہزار ۳۰۰۰۰ روپے کے نوٹ دیئے اس شرط پر کہ سولہ ہزار کے نوٹ ڈاکخانہ میں رکھ دیئے جائیں۔ دس سال کے بعد لڑکیوں کی شادی اور لڑکے کی اعلیٰ تعلیم میں خرچ کئے جائیں۔ جب تک بچوں کی پرورش و تعلیم کا خرچ ماں کے حصہ کے چھ ہزار روپے میں سے جو بغرض حفاظت پوسٹ آفس میں رکھا ہے، ہوا کرے۔ اس صورت میں بچوں اور بیوہ کی رقوم پر زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں

(جواب) بچے جب تک نابالغ ہیں ان کے حصہ کے روپے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔ وشرط افتراضها عقل وبلوغ الخ قال في الشامي فلا تجب على مجنون وصبي الخ(۳) اور بیوہ اور والدین کے حصہ میں جو روپیہ آیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور بچے جس وقت بالغ ہو جاویں تو ان کے حصے کے روپے پر بھی زکوٰۃ وقت بلوغ سے واجب ہو جاوے گی۔(۴) فقط۔

کاروبار میں جو روپیہ لگا ہو اس کی زکوٰۃ

(سوال ۱/۱۹۹) جب کہ روپیہ اس قسم کے کاروبار میں لگایا جائے کہ اس میں زیادہ تر لینا اور دینا ہو اور زر نقد یا مال تجارت کی صورت میں یا تو بہت تھوڑا حصہ اصل کا رہے یا اس پر پورا برس کسی حال میں نہ گزرے تو زکوٰۃ کس رقم پر واجب الاداء ہوگی۔

جائداد اور مکان ذاتی جو ضرورت سے زیادہ ہوں اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

(سوال ۲/۲۰۰) جب کہ جائداد یا مکان ذاتی ضرورت سے زیادہ ہوں اور ان سے کرایہ کی آمدنی ہو تو زکوٰۃ جائیداد کی قیمت پر ہوگی یا آمدنی پر۔

کرایہ کی زمین پر جو جائیداد ہو اس کی زکوٰۃ

(سوال ۳/۲۰۱) اگر کرایہ کی زمینوں پر جائداد بنائی جائے اور اس کی حیثیت یا قیمت اسی وقت تک ہو جب تک

---

(۱) وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء وفي السوائم يوم الاداء اجماعا وهو الاصح (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۰ ط.س. ج۲ ص ۲۸۶) ظفير.

(۲) الزكوة واجبة على حر مسلم عاقل بالغ اذا ملك نصابا ملكا تاما (هدايه كتاب الزكوة ج ۱ ص) ظفير.

(۳) رد المحتار الزكوة ج ۲ ص ۱۲۴ ط.س. ج۲ ص ظفير.

(۴) دیکھئے رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۴ ط.س. ج۲ ص ۲۵۸)

جائداد اس زمین پر قائم ہے تو زکوٰۃ کس طرح ادا ہوگی۔

سرکاری کاغذوں پر جو روپیہ لگایا گیا اس کی زکوٰۃ

(سوال ۲۰۲/۴) جو روپیہ سرکاری کاغذوں یا اس قسم کے دوسرے کاغذات پر لگایا جائے اس کے واپس ہونے کی میعاد تو بہت زیادہ ہو یا کچھ ہو ہی نہیں تو زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے۔

(جواب) (۱) ختم سال پر دیکھا جاوے جس قدر مال تجارت ونقد روپیہ موجود ہو اس سب کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے۔(۱) اور جو رقوم لوگوں کے ذمہ قرض ہیں ان کی زکوٰۃ بھی واجب ہے مگر ادا کرنا بعد وصولی کے واجب ہوتا ہے۔ایام گذشتہ کی زکوٰۃ بھی بعد وصولی کے دینی لازم ہے۔(۲)

(۲) جائیداد کی قیمت پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی بلکہ کرایہ کی آمدنی پر جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جاوے اور اس پر تنہا یا دیگر رقوم موجودہ کے ساتھ سال پورا ہو جاوے زکوٰۃ لازم ہوگی۔(۳)

(۳) اس کا جواب بھی وہی ہے جو نمبر ۲ کا ہے۔کرایہ کی آمدنی جو جمع ہو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی حسب شرط مذکور ہے نمبر ۲۔(۴)

(۴) یہ سوال تشریح طلب ہے۔فقط۔

ڈاکخانہ میں جمع شدہ روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۲۰۳/۱) جو روپیہ ڈاکخانہ میں تین سال سے جمع ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

بنک کے روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۲۰۴/۲) جو روپیہ کسی بنک کو بطور قرض دیا گیا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

گورنمنٹ کو جو روپے قرض دیئے گئے ہیں اس کی زکوٰۃ

(سوال ۲۰۵/۳) جو روپیہ گورنمنٹ کو قرض دیا گیا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

لین دین والے روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۲۰۶/۴) جو روپیہ لین دین میں لگایا جاتا ہے اور قرض دیا جاتا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱تا۴) ان سب صورتوں میں زکوٰۃ کا حکم یہ ہے کہ بعد وصول ہونے کے سنین گذشتہ کی بھی زکوٰۃ دینی واجب ہوگی۔(۵) فقط۔

زیور کی زکوٰۃ ہر سال

(سوال ۲۰۷) زیور میں ہر سال زکوٰۃ دینا چاہئے یا ایک دفعہ۔

---

(۱) وقیمة العرض للتجارة تضم الی الثمنین لا ن الکل للتجارة وضعا وجعلا الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوٰة المال ج ۲ ص ۴۵ .ط.س. ج۲ص ۳۰۱۳)

(۲) ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکه لزم زکوٰة ما مضی (ایضاً کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ص ۲۶۶) ظفیر. (۳) ولا زکوٰة فی ثیاب البدن الخ واثاث المنزل و دورالسکنی ونحوها وکذا الکتب (درمختار) قوله ونحوها ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیها وکالحوانیت و العقارات (رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۰ .ط.س. ج۲ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر. (۴) فاذا کانت مائتین وحال علیها الحول ففیها خمسة دراهم (هدایه با ب زکوٰة المال ج ۱ ص ۱۷۶) ظفیر.

(۵) وفی مقربه تجب مطلقا سواء کان ملیا او معسرا او مفلسا کذا فی الکافی (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰة باب اول ج ۱ ص ۱۶۴ .ط.س. ج۲ص ۱۷۳) ولو کان الدین علی مقرملئی الخ فوصل الی ملکه لزم زکوٰة مامضی (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ص ۱۲ .ط.س. ج۲ص ۲۶۶) ظفیر

(جواب) زیور کی زکوٰۃ ہر سال دینا چاہئے۔(۱)

زیور کی زکوٰۃ

(سوال ۲۰۸) میرے پاس زیور ہے جو ۵۳ روپے کی مالیت ہے اور یہ اندازہ کافی سے بہت زیادہ کیا گیا ہے۔ بازار کی قیمت سے زیادہ قیمت لگائی ہے اس پر دو سال گزر چکے ہیں جس کی زکوٰۃ میں نے پانچ روپے دے دیئے ہیں اور میرے پاس ساٹھ روپے موجود ہیں، اس پر بعد سال گزرنے زکوٰۃ آوے گی یا کیا؟ اور جو روپیہ قرض میں ہے اس پر علیحدہ سال گزرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(جواب) زیور کی زکوٰۃ جو پانچ روپے نکالتے ہو یہ ٹھیک سے کچھ زیادہ ہی ہے یہ بہت اچھا ہے۔ ساٹھ روپے جو نقد موجود ہیں اس کی زکوٰۃ بھی لازم ہے، اس پر علیحدہ سال گزرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ زیور پر جب سال گذرا اسی وقت اس کی زکوٰۃ بھی لازم (۲) ہوگی۔ اسی طرح جو روپیہ قرض ہے اس پر بھی علیحدہ سال گزرنے کی ضرورت نہیں۔ مگر زکوٰۃ اس کی بعد وصول ہونے کے واجب الاداء ہوتی ہے قبل از وصول دی جاوے تو اور بھی اچھا ہے۔(۳)

دوسو درہم کے کتنے روپے ہوتے ہیں

(سوال ۲۰۹) دوسو درہم شرعی چند روپیہ؟

(جواب) دوصد درہم شرعی پنجاہ و دو نصف تولہ بوزن سبع می باشد پس یک درہم شرعی بوزن سبع سہ ماشہ و ۱/۵ رتی باشد اگر کسر رتی را ساقط کنند و سہ ماشہ گیرند۔ پنجاہ روپیہ می باشد بناء علیہ بعضے حضرات کسر را انداختہ اند و پنجاہ روپیہ را نصاب فرمودہ اند (ایں حساب در سن ۱۳۳۲ھ بود، و دراں زماں سیم ارزاں بود، دریں زماں کہ سیم سہ روپیہ تولہ است نصاب یک صد و پنجاہ و ہفت و نصف روپیہ باشد، خلاصہ ایں است کہ مدار بر ثمن سیم است۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

پیسوں اور اکنیوں میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۰) کسی شخص کے پاس پچاس روپے کے پیسے اور پچاس روپے کی اکنیاں ہیں حالانکہ وہ خرچ کے لئے ہیں اور حولان حول اس پر ہوگیا ہے تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) پیسے اور اکنیاں جو تجارت کی نہیں ہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے (اگر یہ کسی صاحب نصاب کے پاس ہوں گی تو اس کی زکوٰۃ بھی اس پر حولان حول کے بعد ضروری ہوگی۔ ظفیر)

جائداد قسط پر بیچی تو زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۲۱۱) زید نے اپنی کچھ حقیت بایں شرط فروخت کی کہ اس کا زر ثمن بدفعات ادا کیا جاوے اور زر ثمن اور اس کی ادائیگی کے زمانہ کا تعین ہو چکا ہے۔ بیع جائز ہو چکی لیکن چونکہ حقیت مال ایسی ہے جس پر نصاب نہیں اور اس کا بدل ایسا ہے جس پر نصاب ہے تو اس صورت میں زر ثمن مقبولہ فریقین پر نصاب ہوگا یا رقومات مقررہ پر جو بائع کو ملے اور جس قدر ملے اس کے واسطے سال کا گذرنا ضروری ہے، یا تاریخ بیع سے حساب لگا کر ادا کرنا ہوگا۔

(جواب) جس وقت جس قدر حصہ ثمن کا وصول ہوگا اسی وقت سے اس کا سال لگایا جاوے گا۔ بعد سال بھر کے ادائے

(۱، ۲) فاذا کانت مائتین وحال علیها الحول ففیها خمسة دراهم (هدایه ج ۱ ص ۱۷۶) ظفیر. (۳) ولو کان الدین علی مقر ملئی (الی قوله) فوصل الی ملکه لزم زکوة مامضی. (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج ۲ ص ۲۶۶) ظفیر.

زکوٰۃ واجب ہوگی اور بعض روایات میں بقدر وصول مقدار نصاب زکوٰۃ لازم ہوگی اور اسی کو ظاہر الروایۃ اور مفتی بہ قرار دیا گیا ہے اور بعض روایات میں قول اول کی تصحیح کی گئی ہے وھو الا قیس کذا فی الشامی۔(۱)

کتنی مالیت کے زیور میں زکوٰۃ ہے

(سوال ۲۱۲) کس قدر مالیت کے زیور طلائی خواہ نقری پر زکوٰۃ واجب ہے اور کس قدر مالیت سے وہ صاحب نصاب ہوگا۔

(جواب) زیور چاندی کا ساڑھے باون تولہ اور زیور سونے کا ساڑھے سات تولہ کا جس کے پاس ہو وہ صاحب نصاب ہے اور زکوٰۃ اس پر واجب ہے۔(۲) فقط

باؤنڈ وغیرہ کی صورتوں میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۳) زید کے پاس اپنے حوائج ضروریہ کے علاوہ بطور پس انداز ایسا روپیہ بھی ہے جس کی بابت زکوٰۃ دینا فرض ہے لیکن جب کہ زید اس روپے کو بکر کے پاس امانت رکھ دے اور یا زید نے بجائے نقد روپے کے یا سونے چاندی کے کرنسی نوٹ لے کر اپنے پاس رکھے ہیں یا زید نے اس روپے کے باؤنڈ خریدے ہوں، جو ایک قسم کا کاغذ قرضہ ہے۔ یا زید وہ روپیہ کسی کو قرض بلا سود یا سود سے دیا ہے اور یا زید نے اس روپے کو بنک میں جمع کیا ہے یا پرامیسری نوٹ خریدتے ہیں اور یا اس سے روپیہ کاغذات ریلوے شیرز خرید لئے ہیں اور یا وہ روپیہ کسی تجارت میں لگایا ہے۔ مذکورہ بالا آٹھ صورتوں میں بھی زکوٰۃ واجب الادا ہے یا نہیں۔

(جواب) ان سب صورتوں میں زکوٰۃ واجب الادا ہے لیکن قرض دینے کی صورت میں بعد وصول کے گذشتہ زمانہ کی زکوٰۃ بھی لازم ہوتی ہے۔ ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکه لزم زکوٰۃ مامضی الخ . درمختار۔(۳)

دوسرے کی طرف سے زکوٰۃ کی ادائیگی

(سوال ۲۱۴) زید نے کچھ روپیہ اپنے باپ عمر کو اس طرح دیا کہ موضع ملازمت میں ہمیشہ بطور خرچ ماہوار کے اپنے باپ کو دیتا رہا اور اس کے پاس بھیجتا رہا۔ عمر نے وہ تمام روپیہ خرچ نہیں کیا بلکہ تھوڑا خرچ کیا اور زیادہ باقی رکھا حتی کہ اس کی مقدار زیادہ ہوگئی اور یہ روپیہ عمر نے اس خیال سے بچایا کہ زید کے کام آوے گا۔ زید کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ کو اس روپے کی زکوٰۃ دینی چاہئے، عمر نے کہا یہ روپیہ تمہارا ہے میرا نہیں ہے، میں اس کی زکوٰۃ نہ دوں گا۔ سوال یہ ہے کہ زید پر اس روپے کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر زید ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ بالتفصیل بیان فرمائیں۔

(جواب) زید نے جو روپیہ ماہواری خرچہ کے طور سے اپنے باپ عمر کو دیا اور اس کے پاس بھیجا، عمر اس کا مالک ہوگیا۔

---

(۱) فتجب زکاتها اذاتم نصابا وحال علیه الحول لکن لا فور ابل عند قبض اربعین درهما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارة الخ (در مختار) والحاصل ان مبنی الا ختلاف فی الدین المتوسط علی انه هل یکون مال زکوة بعد القبض او قبله فعلی الا ولی لا بد من مضی حول بعد قبض النصاب وعلی الثانی ابتداء الحول من وقت البیع الخ (رد المحتار ج ۲ ص ۴۷. ط.س. ج۲ ص ۳۰۵) باب زکوة المال) ظفیر.

(۲) لیس فیما دون مائتی درهم صدقة الخ و لیس فیما دون عشرین مثقالا من ذهب صدقة (هدایه زکوة المال ج ۱ ص ۱۷۲) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۲ .ط.س. ج۲ ص ۲۶۶. ۱۲ ظفیر.

پھر جو کچھ روپیہ عمر نے بچایا (اگر چہ اس خیال سے بچایا ہو کہ یہ روپیہ زید کے کام آوے گا) اس کا مالک عمر ہے اور بقدر نصاب ہو جانے پر سال بھر کے بعد اس کی زکوٰۃ عمر پر واجب ہے۔ لیکن اگر زید عمر کی طرف سے عمر کی اجازت سے زکوٰۃ گذشتہ زمانہ کی اور آئندہ کی ادا کرے تو درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ زید کو چاہئے کہ عمر کو اطلاع کر دے کہ میں زکوٰۃ اس روپے کی زمانہ گزشتہ کی ادا کرتا ہوں اور آئندہ بھی ادا کرتا رہوں گا آپ مجھ کو اجازت دے دیجئے فی الشامی قال فی التتارخانیه الا اذا وجد الا ذن او اجاز الما لكان ای اجاز قبل الدفع الی الفقیر الخ (شامی ج ۲ ص ۱۴)

کھیتی کی آمدنی پر زکوٰۃ جو مختلف طور پر آتی ہے

(سوال ۲۱۵) زید گرہست آدمی ہے۔ کھیتی گرہستی کا کاروبار ہوتا ہے لہذا کھیتی گرہستی کے ذریعہ سے مثلاً دوسو روپے آمدنی ہوئی ہم نے برس گذرنے سے زکوٰۃ مال مذکور کی ادا کر دی۔ اب پھر برس گزرنے نہیں پایا کہ اور روپیہ کھیتی گرہستی کے ذریعہ سے آیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نئے مال پر سال گزرنے سے زکوٰۃ واجب ہوگی یا اگلے سال میں شریک کر کے زکوٰۃ سب کی ادا کی جائے گی۔ لہذا مال مستفاد پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ عام مال مستفاد پر زکوٰۃ واجب ہے یا کسی خاص مال پر؟

(جواب) جو روپیہ سال کے اندر زیادہ ہوا اور پہلے سے دوسو روپے مثلاً موجود تھے، درمیان سال کے اور روپیہ کھیتی کے ذریعہ سے حاصل ہوا تو سال اس کا وہی معتبر ہوگا جو اصل دوسو روپے کا ہے۔ الغرض جس وقت پہلے روپے کا سال پورا ہو جائے تمام مال کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ مال مستفاد کے لئے جدید سال کی ضرورت نہیں۔ کما فی الدر المختار والمستفاد ولو بهبة او ارث وسط الحول یضم الی جنسه ویز کیه بحول الا صل فقط (۱)

جمع شدہ روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۲۱۶) ایک شخص نے آٹھ سال تک آٹھ سو روپے جمع کئے۔ ہر سال سو روپے بڑھتے تھے اور زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی صرف نو روپے ادا کئے ہیں اور آٹھ سال کے ختم پر سب روپیہ خرچ ہو گیا۔ اس صورت میں وہ کس طریقہ سے اور کس قدر روپیہ زکوٰۃ کا ادا کرے؟

(جواب) اس مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ اس کے ذمہ سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ لازم ہے، اور یہ فرض اللہ کا ہے جس وقت روپیہ ہو، ایک دفعہ یا چند دفعہ کر کے اس کو پورے کر دے سال اول میں ۲ء۸ سال دوم میں صر سال سوم میں معہ۸ سال چہارم میں عـہ ۸ پنجم میں عـہ ۸ سال ششم میں عـہ ہفتم میں معـہ ۸ ہشتم میں عـہ ۸ کل لعـہ ۹ روپے زکوٰۃ کے اس کے ذمہ ہوئے، اس میں سے لعہ روپیہ وضع کر کے باقی لـہ ۸ روپے ہوئے خواہ بتدریج یا ایک بار ادا کرے۔ (۲) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۱. ط.س. ج ۲ ص ۲۸۸ ۱۲ ظفیر.

(۲) وافتراضها عمری علی التراخی وصححه البا قانی وقیل فوری ای واجب علی الفور و علیه الفتویٰ فیا ثم بتاخیرها بلا عذر (در مختار) قوله عمری قال فی البدائع وعلیه عامة المشائخ ای فی ای وقت ادیٰ یکون مودیا للواجب ویتعین ذالک الوقت للوجوب و اذا لم یود الی اخر عمره یتضیق علیه الوجوب حتیٰ لو لم یرد حتیٰ مات یا ثم (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ ۱۲ ط.س. ج ۲ ص ۲۷۱ ظفیر.

پانچواں باب

سامان تجارت کی زکوٰۃ

پنساری کی دوکان کی زکوٰۃ اندازاً درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۷)زید پنسارہ کی دوکان کرتا ہے اس میں چونکہ سیکڑوں سودا ہوتا ہے اس وجہ سے اخیر سال میں وزن نہیں کرسکتا، اندازہ سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ادا ہوجاتی ہے یا نہیں۔

(جواب)اندازہ کرنے میں حتیٰ الوسع یہ لحاظ رکھے کہ کچھ زیادہ اندازہ لگایا جائے تا کہ زکوٰۃ میں کمی نہ رہے کیونکہ درحقیقت اگر اندازہ کم ہوا تو اس قدر زکوٰۃ ذمہ پر واجب رہے گی۔(۱)

کمپنی کے حصص خریداری میں جو رقم لگائی اس پر زکوٰۃ ہے یا صرف اس کے منافع پر

(سوال ۲۱۸)زید نے ایک کمپنی کے پندرہ حصے پانچ ہزار کے خریدے اس میں جو کچھ نفع ہوتا ہے وہ سالانہ تقسیم ہوکر حصہ داروں کو ملتا ہے، زید کو بھی پانچ سو روپے ملے۔آیا زید کے ذمہ پانچ ہزار کی زکوٰۃ دینا لازم ہے، یا منافع سالانہ کی رقم پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔

(جواب)زید کو اس رقم پانچ ہزار کی زکوٰۃ بھی دینی لازم اور فرض ہے۔کذا فی الدرالمختار۔(۲)

اگر زکوٰۃ متفرق طور پر دیتا ہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۹)زید نے چار ہزار روپیہ تجارت میں لگایا اب اس کے پاس پانچ ہزار ہوگئے، اس نے زکوٰۃ نکالنے کا یہ طریقہ کیا ہے ۴؍۸ روزانہ نکالتا ہے اور مساکین کو تھوڑا بہت دے دیا کرتا ہے۔بعد ختم سال حساب کرکے کمی کو پورا کردیتا ہے۔یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)یہ طریقہ زکوٰۃ نکالنے کا شرعاً درست ہے اور زکوٰۃ اس سے ادا ہوجاتی ہے۔(۳)فقط۔

قرض سے جو تجارت کی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۰)زید نے گیارہ سو روپے لے کر قرض تجارت شروع کی، ذاتی سرمایہ کچھ نہیں تھا، تو کیا زید پر زکوٰۃ لازم ہے۔

(جواب)ابھی کچھ زکوٰۃ اس پر لازم نہ ہوگی۔جب گیارہ سو سے زیادہ بقدر نصاب اس کے پاس حاصل ہوجائے اس وقت زاید کی زکوٰۃ دیوے۔(۴)فقط۔

سوداگر کے پاس جو مال موجود ہے اس کی قیمت خریداری کا اعتبار ہوگا یا موجودہ بھاؤ کا

(سوال ۲۲۱)سوداگر کے پاس مال موجود ہے اب زکوٰۃ دینا چاہتا ہے سال بھر کے بعد۔تو اس مال کی قیمت خرید کا اعتبار ہوگا یا بازار کے بھاؤ کا لحاظ ہوگا۔

---

(۱)الزکوٰۃ واجبة في عروض التجارة كالغلة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصاب من الورق والذهب (عالمگیری. کتاب الزکوٰۃ. باب ثالث فصل دوم ج ۱ ص ۱۲۸ .ط ماجدیه ج ۱ ص ۱۷۹) ظفیر.

(۲)كالدراهم والدنا نير لعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوة كيفما امسكهما (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۳ .ط.س. ج ۲ ص ۲۶۷) ظفير.

(۳)وشرط صحة ادائها نية مقارنة له اى للاداء ولو كانت المقارنة بعزل ما وجب كله او بعضه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴ .ط.س. ج ۲ ص ۲۶۸)ظفير.

(۴)فلا زكوة على مكاتب الخ و مديون للعبد بقدر دينه فيز كى الزائد ان بلغ نصابا (ايضاً كتاب الزكوة ج ۲ ص ۹ .ط.س. ج ۲ ص ۲۶۳) ظفير.

(جواب) مال تجارت کی جو قیمت بازار میں بوقت زکوٰۃ دینے کے ہے اسی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کی جاوے، خواہ قیمت خرید سے زیادہ ہو یا کم۔(۱)

دواخانہ کی زکوٰۃ کس طرح نکالی جائے

(سوال ۲۲۲) زید دواخانہ یونانی کی دوکان کرتا ہے۔ جس میں ہزار دوائیں ہیں جو کہ فروختگی میں ماشہ دو ماشہ نکلتی ہیں جس کا باقاعدہ حساب رہنا مشکل ہے، ان دواؤں کی زکوٰۃ کس طرح دینی چاہئے۔ اگر علیٰحدہ علیٰحدہ وزن کر کے قیمت لگائی جائے تو ایک مدت چاہئے۔

(جواب) حساب کرنا تو زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے مگر تمام ادویہ کو علیٰحدہ علیٰحدہ وزن کرنا اور قیمت لگانا دشوار ہے تو ایسا کیا جائے کہ سالانہ موجود میں سے جس قدر فروختگی کی میزان ہو اس کو منہا کیا جاوے۔ الغرض اندازہ کر لینا مال موجودہ کا ضروریات میں سے ہے۔(۲) فقط۔

تجارت کی زکوٰۃ اور اس رقم کی زکوٰۃ جس سے زمین خریدی

(سوال ۲۲۳) جو روپیہ تجارت میں لگایا جاوے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے اور جو روپیہ خرید اراضی پر صرف کیا جائے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اور سامان تجارت اس سے خریدا گیا ہے اس تمام پر زکوٰۃ واجب ہے جب کہ وہ نصاب کو پہنچ جاوے۔ اور سال گزر جاوے کذافی عامة کتب الفقه۔ اور زمین و مکان بھی اگر تجارت کے لئے خریدا جاوے مثلاً زمین و مکان کرایہ پر دیا جاوے اس کے کرایہ کی آمدنی پر بعد پورا ہونے نصاب کے زکوٰۃ ہے اور تفصیل ان مسائل کی کتب فقہ میں ہے۔(۳) فقط۔

آٹے کی مشین کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۴) ایک شخص نے آٹا پینے کی مشین لگائی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) اس مشین کی قیمت پر زکوٰۃ ہے۔ فقط۔(۴)

کتاب کی زکوٰۃ لاگت پر ہے یا موجودہ قیمت پر اور زکوٰۃ میں کتابیں نکالنا کیسا ہے

(سوال ۲۲۵) کتاب مرقات الصرف کی چھپائی میں مبلغ مالنہ ۱۳۰ روپے لاگت آئی ہے۔ منافع لگا کر قیمت رکھی گئی ہے وہ بھی تاجرانہ ۴/ جز تاجرانہ ۶/۔ اب میرا حسابی سال ختم ہو گیا۔ زکوٰۃ اصل لاگت پر دی جائے یا قرارداد نفع سمیت رقم پر مجھے وثوق نہیں کہ ما حصل کیا اور کب ہوگا۔ نیز یہی کتاب مستحقین کو بمد زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) وعنده تعتبر قيمة يوم الوجوب وقالا يوم الا داء الخ ويقوم فى البلدالذى المال فيه (در مختار) وفى المحيط يعتبر يوم الا داء بالا جماع وهوالاصح (رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۰. ط.س. ج۲ ص ۲۸۶) ظفير.

(۲) وفى عرض تجارة قيمة نصاب الخ من ذهب اوفضه مضروبة الخ مقوما باحدهما الخ ربع عشر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۱ و ج ۲ ص ۴۲. ط.س. ج۲ ص ۲۹۸) ظفير. (۳) ولا زكوة فى مكاتب الخ و اثاث المنزل ودور السكنى ونحوها (در مختار) اى كثياب البدن الغير المختار اليها كالحوانيت و العقارات (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۰. ط.س. ج۲ ص ۲۶۳-۲۶۵) ظفير. (۴) خاکسار کے نزدیک اس مشین کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے، ولو اشترى قدو را من صفر يمسكها ولو اجرها لا تجب فيها الزكوة كما لا تجب فى بيوت الغلة كذا فى فتاوىٰ قاضى خان و كذالك العطار لو اشترى القوارير واشترى جوالق ليواجرها من الناس فلا زكوة فيها لانه اشتراها للغلة لا للمبايعة كذافى محيط السرخسى (عالمگيرى مصرى، فصل ثانى فى العروض ج ۱ ص ۱۶۸ ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۸۰) ظفير.

(جواب) کتاب مذکور کی چھپائی میں جو ما سنہ ۱۳۰ھ ہو اختم سال پر آپ کو اسی قدر روپے کی زکوٰۃ دینی لازم ہے اور زکوٰۃ میں آپ کتاب مذکور بھی دے سکتے ہیں۔ کتاب کی قیمت وہی لگائی جائے جو لاگت ہے۔ فقط۔

خریداروں کے ذمہ جو رقم ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۶) تاجروں کو تجارت میں سال کے بعد مال مہاجن کا منہا کر کے باقی روپیہ جو منافع کا زیادہ ہوتا ہے اور وہ اکثر خریداروں کے ذمہ باقی رہا کرتا ہے اس روپے میں بھی زکوٰۃ ہوگی یا نہیں اگر زکوٰۃ کا روپیہ علیحدہ نکالا جاوے اور جملہ مال میں سے کبھی کبھی روپیہ دو روپیہ کر کے سال بھر میں زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) جو روپیہ قرض میں ہے اس کی زکوٰۃ واجب ہے اور ادائے زکوٰۃ بعد وصول لازم ہوتی ہے۔ درمختار۔ اور اگر زکوٰۃ کا روپیہ بہ نیت زکوٰۃ علیحدہ نہیں نکالا گیا تھا تو جس وقت روپیہ دو روپیہ کسی کو دے اس وقت نیت زکوٰۃ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔ درمختار۔ (۱)

جس تاجر کے پاس نقد بھی ہو، مال بھی ہو اور بقایا بھی، وہ کس طرح زکوٰۃ ادا کرے

(سوال ۲۲۷) ایک تاجر تقریباً دس ہزار روپے نقد تحویل میں رکھتا ہے اور تقریباً پانچ ہزار کا مال تیار رکھتا ہے اور اس مال میں سے اکثر مال تبدیل ہوتا جاتا ہے اور تقریباً دو ہزار کا مال کارخانہ پر مکمل رکھتا ہے اور تقریباً پانچ ہزار روپے لوگوں کے ذمہ بقایا ہے جو بتدریج وصول ہوتا ہے۔ لہذا شرعاً صرف نقد تحویل کی جو گھر میں موجود ہے زکوٰۃ دیوے یا مال اور بقایا کی بھی۔

(جواب) نقد اور مال تجارت موجودہ اور اس روپے کی جو لوگوں کے ذمہ ہے سب کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ البتہ جو روپیہ لوگوں کے ذمہ ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے گذشتہ سال کی بھی لازم ہوتی ہے۔ مثلاً اگر قرض دو برس کے بعد وصول ہوا تو بعد وصول کے دونوں سال کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگا۔ پس اگر قبل از وصول بھی دے دے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ بہر حال زکوٰۃ سب کی لازم ہے خواہ نقد ہو خواہ مال تیار شدہ یا غیر تیار شدہ اور خواہ لوگوں کے ذمہ قرض ہو، اور جو قرض اپنے ذمہ ہو اس کو منہا کر لیا جاوے گا۔ (۲) فقط۔

جس مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے اس کی زکوٰۃ

(سوال ۲۲۷) جس مال کی قیمت بدلتی رہے یا بسا اوقات قیمت خرید سے بھی کم ہو جاوے اور مال فروخت ہونے کی کوئی صورت نہ ہو کیونکر اس کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔

(جواب) جس وقت پورا سال مال تجارت پر ہو جاوے تو جو قیمت اس مال کی اس وقت ہو اس کا حساب کر کے چالیسواں دیوے خواہ نقد سے یا اس مال موجود میں سے (۳) فقط۔

---

(۱) وشرط صحة ادائها نية مقارنه له اى اللاداء ولو كانت المقارنة حكما كما لودفع بلا نية ثم نوى والمال قائم فى يد الفقير الخ جاز (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ ص۲۶۸) ظفير.

(۲) وشرط اى شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فى ملكه وتنمية المال كا لدراهم والدنا نير لعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوة كيفما امسكهما ولو للنفقة الخ ونية التجارة فى العروض واما صريحا الخ او دلالة (الدر المختار على هامش رد المحتار. كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۳) فلا زكوة على مكاتب الخ و مديون .ط.س. ج۲ ص۲۶۷)

(۳) وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الا داء اجماعا ويقوم فى البلدالذى المال فيه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۰. ط.س. ج۲ ص۲۸۶) ظفير.

تجارت میں جو نفع ہو اور جو خرچ ہوا سب کی زکوٰۃ دے یا کیا کرے

(سوال ۲۲۸) ایک سوداگر ایک ہزار روپے سے تجارت شروع کرتا ہے اور سال بھر کے بعد جب حساب کرتا ہے تو اس کے پاس ڈیڑھ ہزار روپے کا مال موجود ہے اور سال بھر تک وہ اس میں سے اپنا خرچ بھی ساتھ ساتھ کرتا رہا ہے تو کیا اس کو اب زکوٰۃ بموجب حکم شریعت سال بھر کا خرچ نکال کر دینی چاہئے یا کہ ڈیڑھ ہزار کی پوری بغیر نکالے خرچ سال آئندہ ادا کرنی چاہئے۔

(جواب) اب اس کو ڈیڑھ ہزار کی زکوٰۃ ادا کرنی لازم ہے كذا في الدر المختار۔(۱)

تجارتی کمپنی کے حصص خریدے اور حصص کی قیمت مختلف وقتوں میں مختلف رہی تو کس کا اعتبار ہوگا

(سوال ۱/۲۲۹) ایک شخص نے تجارتی کمپنی کے حصص خریدے۔ جب کمپنی شروع ہوئی تھی اس وقت ایک حصہ پانچ سو روپے کا تھا اور جس وقت اس نے حصے خریدے اس وقت ایک حصہ کی قیمت ایک ہزار تھی اور اس وقت ایک حصہ کی قیمت پانچ سو روپے ہے تو یہ شخص کس قدر زکوٰۃ دیوے۔

جس تاجر کے روپے کی مختلف نوعیت ہو وہ کیسے زکوٰۃ ادا کرے

(سوال ۲/۲۳۰) ایک شخص کپڑے کی تجارت کرتا ہے پانچ ہزار کا مال ہے جو اس کے پاس ہے۔ اس نے جو ادھار بیچا ہے اس میں سے پانچ ہزار کے آنے کی توقع یقینی ہے اور تین ہزار کے وصول ہونے میں شک ہے اور ایک ہزار کے وصول ہونے کے بالکل امید نہیں۔ اور یہ شخص چار ہزار کا مقروض ہے، اس صورت میں کس قدر رقم کی زکوٰۃ دینی چاہئے۔

سرکار جو ٹیکس لیتی ہے وہ زکوٰۃ میں محسوب ہوگا یا نہیں

(سوال ۳/۲۳۱) سرکار تجارت کے منافع پر اور مکانات کے کرایہ پر ٹیکس لیتی ہے، یہ زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتا ہے یا نہیں

(جواب) (۱) جو قیمت اس وقت ہے یعنی پانچ سو روپے کی زکوٰۃ دیوے۔(۲)

(۲) جس قدر مال ونقد موجود ہے اس کی زکوٰۃ اس وقت ادا کرے اور جو مال ادھار فروخت ہوا ہے اور قیمت اس کی لوگوں کے ذمہ قرض ہے اس کی زکوٰۃ ادا کرنا وصول ہونے پر واجب ہوگی۔ جس قدر وصول ہوتا رہے اس کی زکوٰۃ دیتا رہے۔(۳) اور جس قدر اس کے ذمہ قرض ہے اس کو مال موجودہ میں سے منہا کرے باقی کی زکوٰۃ ادا کرے۔(۴)

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول من جنسه ضمه اليه وزكاه به (هدايه كتاب الزكاة فصل في الخيل ج ۱ ص ۱۷۵) ظفير.

(۲) وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء ويقوم في البلدالذى المال فيه (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۰ ط.س. ج ۲ ص ۲۸۶) ظفير.

(۳) ولو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج ۲ ص ۲۶۲) فتجب زكاتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فور ابل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض اربعين درهما يلزمه درهم (ايضا باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۷ و ج ۲ ص ۴۸ ط.س. ج ۲ ص ۳۰۵) ظفير.

(۴) فلا زكوة على مكاتب الخ و مديون للعبد بقدر دينه فيز كى الزائد ان بلغ نصابا (ايضاً كتاب الزكوة ج ۲ ص ۹ ط.س. ج ۲ ص ۲۶۳) ظفير.

(۳) ٹیکس میں جو کچھ روپیہ دیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہوسکتا، زکوٰۃ علیحدہ ادا کرنی چاہئے۔(۱) فقط۔

تجارت کے لئے چاول ہو تو اس کی زکوٰۃ کیسے نکالی جائے

(سوال ۲۳۲) ایک شخص کے پاس سال بھر سے تجارت کے واسطے چاول رکھے ہیں تو زکوٰۃ کیسے نکالے۔

(جواب) قیمت چاول کی کر کے روپے سے زکوٰۃ ادا کر دیوے۔ فقط۔

تجار جو مال بیو پاری کے حوالے کرتے ہیں اس کی زکوٰۃ

(سوال ۲۳۳) اکثر تجار اپنا تجارتی مال بیو پاریوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور اس کی قیمت کا ادا ہونا قرائن قویہ سے متیقن بھی ہے ایسی صورت میں قیمت معہود نصاب زکوٰۃ میں محسوب ہوگی یا نہ۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آج تاجروں کے پاس مال آیا اور کل بیو پاری بطور قرض کے اٹھا لے گئے۔

(جواب) اس مال کی زکوٰۃ واجب ہے مگر بعد وصول ہونے کیا اداء کرنا زکوٰۃ کا واجب ہوتا ہے اور گذشتہ زمانہ کا بھی لحاظ زکوٰۃ میں کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کئی برس میں وہ روپیہ وصول ہو تو سنین ماضیہ کی زکوٰۃ بھی اداء کرنا لازم ہے۔(۲) فقط۔

تجارت میں سال کے اندر مختلف اوقات میں جو نفع ہوتا ہے کیا سب کی زکوٰۃ دی جائے گی

(سوال ۲۳۴) زید نے کچھ رقم عمر کو تجارت کے واسطے دی اور عمر نے اس رقم سے تجارت شروع کی، سال ختم ہونے سے معلوم ہوا کہ اس میں منافع ہوا، تو اصل رقم کی زکوٰۃ کے علاوہ منافع کی رقم جو کہ ایک سال میں روزانہ تھوڑی تھوڑی جمع ہوئی ہے۔ اس رقم پر پہلے سال میں زکوٰۃ دینی لازم ہے یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ مال مستفاد پر اصل کے ساتھ زکوٰۃ واجب ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب کہ نصاب پہلے سے موجود ہو تو اس پر جو کچھ نفع ہوگا ختم سال پر اس کی بھی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ لیکن جس کا اصل روپیہ ہے اس پر اس کے حصہ منافع کی زکوٰۃ بھی لازم ہوگی اور عمر جس کا محض نفع میں حصہ ہے اور اصل روپیہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے تو اس کے ذمہ منافع کی زکوٰۃ جب کہ وہ نفع بقدر نصاب ہو بعد حولان حول کے لازم ہوگی۔(۳) فقط۔

جس دکان کا حساب نہیں ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۲۳۵) زید کی دوکان جب سے قائم ہوئی ہے، اس وقت تک کوئی ایسا حساب مرتب نہیں ہوا جس سے اس کی مالیت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ ایسی حالت میں زکوٰۃ ادا کرنے کی کون سی صورت اختیار کرے۔ سنین ماضیہ کی زکوٰۃ جو اس نے ادا نہیں کی اس کا کیا حکم ہے۔

---

(۱) اخذ البغاۃ والسلاطین الجائرۃ زکوٰۃ الخ لا اعادۃ علی اربابھا انہ صرف الما خوذ فی محلہ الا تی ذکرہ وان لا یصرف فیہ فعلیھم فیما بینھم وبین اللہ (درمختار ویظھر لی ان اھل الحرب لوغلبوا علی بلدۃ من بلا دنا کذالک لتعلیلھم (شامی باب زکوٰۃ الغنم ج ۲ ص ۳۲ ط.س. ج۲ ص ۲۸۸)

(۲) فتجب زکوتھا اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فور ابل عند قبض اربعین درھما من الدین القوی کقرض وبدل ما ل تجارۃ فکلما قبض اربعین درھما یلزمہ درھم (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ج ۲ ص ۴۷ و ج ۲ ص ۴۸). ط.س. ج۲ ص ۳۰۵ ظفیر.

(۳) والمستفادولو بھبۃ اوارث وسط الحول یضم الی نصاب من جنسہ بحول الاصل (در مختار) قولہ اوارث ادخل فیہ المفاد بشراء اومیراث اووصیۃ وما کان حاصلا من الا صل کالا ولا دوالربح الخ قولہ یضم الی نصاب الخ واشار الی انہ لا بد من بقاء الاصل حتیٰ لوضاع استانف للمستفاد حولا منذ ملکہ (رد المحتار باب زکاۃ الغنم ج ۲ ص ۳۱ ط.س. ج۲ ص ۲۸۸) ظفیر.

(جواب) حساب کر کے زکوۃ ادا کرنی چاہیے اور سنین ماضیہ کی بھی زکوۃ ادا کرے۔(۱)

نقد اور مال تجارت پر زکوۃ

(سوال ۲۳۶) عطار خانہ کی دوکان ہے، ہزاروں ادویہ ہیں اور بساط خانہ اور جوتے وغیرہ ہیں اگر تخمیناً قیمت لگائی جائے اور زائد کر کے لگائی جائے تو تو خلاف شرع ہوگا یا کیا۔ قرض تھوڑی تھوڑی مقدار میں ہے کسی کے ذمہ ۴ یا ۸ کسی کے ذمہ پانچ روپے۔ بہت سے لوگ نادہند ہیں جس سے امید وصولیابی نہیں ہے، اس طرح پر سودو سو روپے سو پچاس آدمی کے ذمہ ہیں۔ کسی کو چار مہینہ ہوئے کسی کو آٹھ کسی کو دس اگر کسی سے دو برس کے یا تین برس کے بعد وصول ہو تو زکوۃ کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ادویہ اور سامان بساط خانہ کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس وقت بازار میں ان کی قیمت ہے۔ اسی قیمت پر زکوۃ دی جاوے گی۔(۲) اور قرض کی زکوۃ بعد وصول کے واجب الاداء ہوتی ہے۔ پس آخر سال تک جس قدر رقم وصول ہو کر شامل رقم موجودہ و مال موجودہ ہو جاوے اس سب کی زکوۃ ادا کرے اسی طرح جو اس کے بعد وصول ہوتا ہے اس کو سال آئندہ کے حساب میں شامل کرے۔(۳) فقط۔

اسباب تجارت کی قیمت میں کس نرخ کا اعتبار ہوگا

(سوال ۲۳۷) اسباب تجارت پر زکوۃ دینے میں اعتبار نرخ خریداری کا کیا جاوے یا جو نرخ اس وقت بازار میں ہے۔

(جواب) اسباب تجارت پر زکوۃ اس قیمت کے اعتبار سے دی جاوے گی جو نرخ بازار کے موافق ہے اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر نرخ خرید کے موافق زکوۃ دے اور باعتبار نرخ بازار زیادہ واجب ہوئی تھی تو باقی زکوۃ اس کے ذمہ رہی اس کو ادا کرے۔(۴) فقط۔

جائداد کی قیمت پر زکوۃ نہیں، قرض بوقت ادائیگی زکوۃ وضع ہوگا

(سوال ۲۳۸) ایک شخص کے پاس جائداد قیمتی پچاس ہزار منافع فی سال کی ہے اور سامان تجارتی بیس ہزار کا ہے اس میں ڈھائی تین ہزار روپے سالانہ منافع ہوتا ہے۔ اور وہ شخص کبھی تین ہزار روپے چھ ماہ کے واسطے قرض بھی لیتا ہے۔ ان سب صورتوں میں زکوۃ کا کیا حکم ہے اور اس کے ذمہ مہر بھی چاہتا ہے۔

(جواب) سامان تجارت جو بیس ہزار کا ہے مثلاً اس پر کل پر زکوۃ واجب ہے۔ چالیسواں حصہ اس کا ہر سال بھر میں زکوۃ کا نکالا کرے یعنی فی سیکڑہ ڈھائی روپیہ زکوۃ دینا چاہیے۔(۵) اور جائداد کی قیمت پر زکوۃ نہیں ہے۔(۶) اس کے

---

(۱) وفی عرض تجارة قیمته نصاب الخ من ذهب ومن فضه الخ ربع عشر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب زکاة المال ج ۲ ص ۴۱. ط.س. ج۲ ص ۲۹۸) ظفیر.

(۲) وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الاداء اجماعا وهو الاصح ویقوم فی البلد الذی المال فیه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة الغنم ج ۲ ص ۳۰. ط.س. ج۲ ص ۲۸۶) ظفیر.

(۳) ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکه لزم زکوة مامضی (ایضاً کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص ۲۶۶) ظفیر. (۴) وفی عرض تجارة قیمته نصاب الخ من ذهب او ورق الخ مقوما باحدهما ان استویا فلو احدهما اروج تعین التقویم به الخ ربع عشر (در مختار) وقدم الشارح عند قوله وجاز دفع القیمة انها تعتبر یوم الوجوب وقالا یوم الاداء کما فی السوائم ویقوم فی البلد الذی المال فیه الخ (رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۴۱ و ج ۲ ص ۲۴. ط.س. ج۲ ص ۲۹۸-۲۹۹) ظفیر. (۵) وفی عرض تجارة قیمته نصاب الخ من ذهب اوورق ای فضه مضروبة (فافاد ان التقویم انما یکون بالمسکوک عملا بالعرف) ربع عشر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوة المال ج ۲ ص ۴۱ و ج ۲ ص ۴۲. ط.س. ج۲ ص ۲۹۸-۲۹۹) (۶) ولا زکوة فی ثیاب البدن الخ واثاث المنزل و دور السکنی ونحوها (در مختار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۰. ط.س. ج۲ ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر.

نفع میں جو روپیہ حاصل ہوا اور سال بھر گذر جائے اس کی زکوٰۃ دیوے اور تین چار ہزار کا روپیہ جو اس کے ذمہ قرض ہو جاتا ہے، اگر ختم سال پر بوقت زکوٰۃ ادا کرنے کے اس کے ذمہ قرض ہو تو اس کو مجرا کیا جاوے گا باقی ماندہ سامان تجارت اور نقد روپیہ وزیور وغیرہ کی زکوٰۃ دیوے۔ (۱) اور دین مہر وضع نہ کیا جاوے گا وہ مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے کما فی الشامی والصحیح انہ غیر مانع۔ (۲) یعنی صحیح یہ ہے کہ دین مہر موجل مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے۔ فقط۔

قرضہ وضع کے بعد جو مال کی قیمت ہو اس کی زکوٰۃ دی جائے اور قیمت موجودہ نرخ پر لگائی جائے

(سوال ۲۳۹) تجارت میں اگر بعد ادائے قرضہ...... مثلاً ایک ہزار روپے کا مال دوکانداری ہو تو کیا اس ایک ہزار پر زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ لیکن دوکانداری کا مال ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس کو فروخت کیا جائے اور دوکان چھوڑنے کا قصد ہو تو کبھی ایک روپے کا مال ایک روپے میں فروخت نہیں ہوتا۔ اس مال کی قیمت ادائے زکوٰۃ کے وقت وہی محسوب ہوگی جو اس کی اصلی قیمت بوقت موجودہ خرید ہے۔ یا وہ قیمت محسوب کرنی چاہئے جو دوکان چھوڑنے کے وقت مل سکتی ہے اور اس پر زکوٰۃ دینا چاہئے۔

جو قرض ہے اس کی زکوٰۃ وصولی کے بعد ہے

(سوال ۲/۲۴۰) مثلاً ایک سو روپے کا مال دوکان میں موجود ہے اور پانچ سو روپے دوسرے اشخاص پر قرض بطور اوکا ہی ہیں جس میں یقینی طور پر سب کا وصول ہونا غیر ممکن ہے تو کیا مال موجودہ ایک سو روپے پر زکوٰۃ دینی چاہئے، یا رقم قرض پر بھی۔

(جواب) (۱) قرضہ دادنی کے ادا کرنے کے بعد اگر ایک ہزار روپے کا مال مثلاً بچے تو ختم سال پر اس کی زکوٰۃ دینی چاہئے اور زکوٰۃ قیمت مال موجودہ نرخ موجود کے حساب سے واجب ہوگی۔ دوکان چھوڑنے کی حالت میں جو کمی پر مال فروخت ہو اس کا خیال نہ کیا جاوے گا بلکہ نرخ بازار موجودہ مال کا اعتبار ہوگا۔ (۳)

(۲) ایک سو روپے موجودہ کی زکوٰۃ ختم سال پر فی الحال دینا لازم ہے اور پانچ سو روپے جو قرض یافتنی ہے اس میں سے جس قدر وصولی ہوتا جاوے اس کی زکوٰۃ سال گذشتہ وحال کی سب دینی لازم ہوگی۔ غرض یہ ہے کہ قرض یافتنی پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن دینا زکوٰۃ کا بعد وصول قرض کے لازم ہوتا ہے۔ اور اگر فرض کرو کہ قرض دو سال کے بعد وصول ہوا تو بعد وصول کے دونوں سال کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ (۴) اور جو روپیہ وصول نہ ہوگا اس کی زکوٰۃ ساقط ہو جاوے گی۔ (۵) فقط۔

---

(۱) ومدیون للعبد بقدر دینه فیز کی الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۹. ط.س. ج۲ ص ۲۶۳) ظفیر.

(۲) رد المحتار کتاب الزکوٰة تحت قوله اومؤجلا ج ۲ ص ۱۲۷. ط.س. ج۲ ص ۲۶۱ ظفیر.

(۳) الزکوٰة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق والذهب الخ وتعتبر القیمة عند حولان الحول الخ اذا کان له مائتا قفیز حنطة للتجارة تساوی مائتی درهم فتم الحول ثم زاد السعر او انتقص فان اوی من عینهما ادی خمسة اقفزة وان ادی القیمة تعتبر قیمتها یوم الوجوب الخ وعند هما یوم الا داء وکذا کل مکیل او موزون او معدود الخ (عالمگیری کتاب الزکاة باب ثالث فصل دوم ج ۱ ص ۱۶۸. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۷۹) ظفیر.

(۴) واما سائر المدیون المقربها فهی علی ثلاث مراتب الخ قوی وهو مایجب بدلا عن سلع التجارة اذا قبض اربعین زکی لما مضی (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰة باب اول ج ۱ ص ۱۶۴. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۷۳)

(۵) ولا (زکاة) فی مال مفقود الخ و دین کان جحده المدیون سنین ولا بینة له الخ والا صل فیه حدیث علیؓ لا زکوٰة فی مال الضمار وهو مالا یمکن الا نتفاع به مع بقاء الملک (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۱ و ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص ۲۶۶) ظفیر.

منافع کی زکوٰۃ اصل کے ساتھ دی جائے گی

(سوال ۲۴۱) کیا تجار قبل تمام سال جو منافع ہوتا ہے اس کو اصل روپے کے ساتھ ملا کر کل کی زکوٰۃ نکالیں یا صرف اصل کی زکوٰۃ نکالی جاوے۔

(جواب) درمیان کے جو منافع ہوئے وہ ختم سال اصل مال پر زکوٰۃ دینے کے لئے شمار و معتبر کئے جائیں گے۔ (۱) فقط۔

دوکان کی نقد وادھار کی زکوٰۃ کیسے دی جائے

(سوال ۲۴۲) زید نے ایک دوکان آٹھ ہزار روپے سے کی اور اسی آٹھ ہزار روپے میں سے تین ہزار روپے ادھار میں ہو گئے اور پانچ ہزار کا مال دوکان میں باقی ہے۔ اب زکوٰۃ مال موجودہ ہی پر ہے یا ادھار پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ ادھار کا روپیہ سال وار کل وصول نہیں ہوتا، تھوڑا تھوڑا روپیہ مثلاً ۶۰۰۔۷۰۰ وصول ہوتا ہے اور پھر اتنا ہی ہو جاتا ہے۔

(جواب) ادھار کی زکوٰۃ دینا واجب تو اس وقت ہوتا ہے کہ وہ روپیہ وصول ہو جاوے اور اس وقت پچھلے زمانہ کی بھی زکوٰۃ دینی لازم ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ کل مال ادھار موجودہ کی زکوٰۃ کا حساب کر کے ختم سال پر دے دیوے تا کہ بار بار بوقت وصول ادھار کے حساب کرنے کی دقت پیش نہ آوے۔ (۲) فقط۔

مضاربت کے روپے کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے

(سوال ۲۴۳) ایک شخص نے دوسرے کو مضاربت کے واسطے روپیہ دیا تھا اس نے روپیہ لے کر ایک دو سال تجارت کیا اور رب المال کو منافع بالکل نہیں بلکہ خود رکھ لیا اور رب المال نے اس روپے کی زکوٰۃ بھی ادا کر دی، تو مالک روپے کو اصل روپیہ مع زکوٰۃ کے لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مضاربت اگر صحیحہ ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اصل روپیہ اور جو کچھ نفع معین ہوا نصف یا ثلث وہ مالک روپے کو ملے گا۔ پس مضارب نے جب کہ خیانت کی اور روپیہ دینے سے انکار کیا تو وہ اصل روپیہ مع حصہ منافع کے لینے کا مستحق ہے اور زکوٰۃ ایسے روپیہ کی بعد وصول ہونے کے واجب الاداء ہوتی ہے۔ لیکن اگر قبل از وصول مالک نے زکوٰۃ ادا کر دی تو وہ محسوب ہو جاتی ہے۔ پس جو روپیہ زکوٰۃ کا مالک نے ادا کیا اس کو مضارب سے نہیں لے سکتا فتجب زكوٰتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهماً من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض اربعين درهماً يلزمه درهم۔ (۳) الخ درمختار و فيه لو عجل ذونصاب زكوٰته لسنين او لنصب صح در مختار . فقط۔ (۴)

جو مکان کرایہ پر چلانے کے لئے خریدا ہے اس کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا آمدنی پر

(سوال ۲۴۴) ایک شخص کے پاس سکونتی مکان کے علاوہ بطور جائداد کے ایک مکان ہے اور یہ مکان صرف اس لئے خرید کیا ہے کہ اس صورت میں روپیہ محفوظ رہے اور کرایہ سے اپنا خرچ چلتا رہے۔ اس مکان کی زکوٰۃ ہر سال دی

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول من جنسه ضمه اليه وزكاه به. (هدايه كتاب الزكاة فصل فى الخيل ج ۱ ص ۱۷۵) ظفير. (۲) واعلم ان الدين عند الامام ثلاثة ، قوى ومتوسط وضعيف فتجب زكاتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين در هما من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض اربعين درهم يلزمه درهم ا(الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوٰة المال ج ۲ ص ۴۷ و ج ۲ ص ۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۳۰۵) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوٰة المال ج ۲ ص ۴۷. ط.س. ج ۲ ص ۳۰۵. ۱۲ ظفير.

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكاة الغنم ج ۲ ص ۳۶. ط.س. ج ۲ ص ۲۹۳. ۱۲ ظفير.

جائے یا نہیں۔ اگر دے تو قیمت پر یا آمدنی پر۔

(جواب) اس صورت میں مکان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ بلکہ کرایہ کا روپیہ نصاب کے قدر یا زیادہ جمع ہوگا اس پر سال گزر جاوے گا اس کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگی۔ (۱) فقط

مال تجارت کی زکوٰۃ

(سوال ۲۴۵) تجارت کا مال گڑ ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح دینی چاہئے۔

(جواب) گڑ کی قیمت کر کے چالیسواں حصہ زکوٰۃ دی جاوے۔ (۲) یا گڑ ہی زکوٰۃ میں دے دیا جاوے۔ فقط۔

قرض نفع کے ساتھ

(سوال ۲۴۶) زید پارچہ کا بیوپار کرتا ہے۔ زید نے بکر کو چار سو روپے کا پارچہ فی صدی ۲ منافع پر ایک ماہ کی مدت کے وعدہ پر دیا اور کہہ دیا کہ اگر حسب وعدہ رقم ادا ہوگئی تو فبہا ورنہ بعد مدت مقررہ کے ایک روپیہ فی صدی منافع دینا ہوگا۔ بکر بھی اس بات پر رضامند ہوگیا۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ جائز نہیں ہے بلکہ حرام اور سود ہے۔

مضاربت پر جو تجارت ہو رہی ہے اس کی زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے

(سوال ۲۴۷) زید کا روپیہ بکر کی محنت، دونوں مل کر کاروبار کرتے ہیں اور نفع نقصان کے دونوں ذمہ دار ہیں، اب دونوں مل کر زکوٰۃ ادا کریں یا کیا۔

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ بذمہ زید واجب ہے اور بکر کو جب نفع کا روپیہ بقدر نصاب حاصل ہو جاوے اور سال بھر گزر جاوے تو اس کے ذمہ اس روپے کی زکوٰۃ واجب ہے۔

بیوپاریوں کو جو مال بھیجا جاتا ہے اور روپیہ سال بھر بعد ملتا ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۲۴۸) جو مال بیوپاریان کو منافع لگا کر روانہ کیا جاتا ہے اس کا روپیہ کبھی سال بھر میں کبھی ڈیڑھ سال میں وصول ہوتا ہے اس کی زکوٰۃ مع منافع کے نکالی جاوے یا بغیر منافع، اور کبھی بیوپاری سال بھر کے بعد مال واپس بھی کر دیتے ہیں اور ان سے روپیہ مشکل سے وصول ہوتا ہے۔

(جواب) جو مال بیوپاری کو دیا جاتا ہے اس کی جو کچھ قیمت مع منافع اس سے مقرر ہوئی ہے اس قیمت پر بعد وصول کے زکوٰۃ واجب ہے جس قدر وصول ہوتا جاوے اس کی زکوٰۃ ادا کی جاوے اور جو وصول نہ ہوا اس کی زکوٰۃ کچھ لازم نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

تاجر ادھار نقد دونوں کی زکوٰۃ دے یا صرف نقد کی

(سوال ۲۴۹) ایک شخص تاجر ہے اور اس کا کچھ روپیہ ادھار میں ہے اور کچھ اس کے پاس نقد موجود ہے تو وہ زکوٰۃ

---

(۱) فلا زكوة على مكاتب الخ واثاث المنزل ودور السكنى ونحوها (در مختار) قوله ونحوها اى كثياب البدن الغير المحتاج و كالحوانيت والعقارات (رد المحتار الزكوة ج ۲ ص ۱۰. ط.س. ج۲ص ۲۶۳-۲۵۶) ظفير.

(۲) واللازم فى مضروب كل منهما (الى قوله) وفى عرض تجارة قيمة نصاب من ذهب اوورق مقوما باحدهما ربع عشر (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۴۱. ط.س. ج۲ص۲۹۷-۲۹۸) ظفير.

(۳) فتجب زكاتها تم نصابا وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقوض وبدل مال تجارة (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۷. ط.س. ج۲ص ۳۰۵) ظفير.

تمام روپے کی ادا کرے یا جس قدر اس کے پاس موجود ہے۔

(جواب) تمام روپے کی زکوٰۃ ادا کرے لیکن جس قدر روپیہ قرض میں ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے ادا کرنی لازمی ہوتی ہے۔ بعد وصول کے گذشتہ ایام کی بھی زکوٰۃ دینا لازم اور واجب ہے۔(۱) فقط

ادھار دو سال بعد وصول ہوا تو گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۰) مثلاً ادھار سے دو سال کے بعد روپیہ وصول ہوا تو زکوٰۃ دونوں سال کی ادا کرے یا ایک سال کی۔

(جواب) دونوں سال کی زکوٰۃ ادا کرے۔(۲) فقط۔

جس ماہ زکوٰۃ ادا کرتا تھا اس سے ایک ماہ پہلے وہ نکل گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۵۱) اگر تمام روپیہ تجارت میں صرف ہو گیا اور یہ شخص رمضان میں زکوٰۃ ادا کیا کرتا تھا اور روپیہ شوال میں وصول ہوا تو اس سال کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی یا نہیں اور کب ہوگی۔

(جواب) اس سال کی زکوٰۃ بھی ادا کرے۔ شوال میں جو روپیہ وصول ہوا اس کی زکوٰۃ بعد وصول ادا کرنا لازم ہے لیکن پچھلے سال کی بھی ادا کرنا لازم ہے۔

درمیان سال میں جو وصول ہوا اس کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے

(سوال ۲۵۲) اگر درمیان سال میں روپیہ وصول ہو تو اس کی زکوٰۃ اسی وقت دینی ہوگی یا رمضان شریف میں۔

(جواب) جس وقت وصول ہو تو اس وقت زکوٰۃ دینا لازم ہے لیکن اگر پہلے یا پیچھے دے دے تب بھی درست ہے، حساب اول سے ہی لگے گا۔ فقط۔

اسامی سے وصول میں جو رقم خرچ ہوئی اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۳) ایک اسامی سے نالش کر کے ستر روپے وصول ہوئے، اور چالیس روپے عدالت میں خرچ ہوئے اور ان چالیس روپے کی زکوٰۃ ادا کر چکا تھا اب کل ستر روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی یا بعد منہائے خرچ۔

(جواب) کل روپے کی زکوٰۃ ادا ہوگی خرچ منہا نہ ہوگا۔ فقط۔

(۱، ۲) ولو كان الدين على مقر مليء الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى. (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص۲۶۶) ظفير.

چھٹا باب عشر

پیداوار کی زکوٰۃ

لگان والی زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۴) جس شخص کے پاس ذاتی زمین نہ ہو اور وہ لگان پر زمین لے کر کاشت کرائے اور اس کے پاس لاگت بھی نہ ہو بلکہ سودی قرض لے کر صرف کرے تو ایسی صورت میں اس کے اوپر پیداوار میں سے عشر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) قول صاحبین کے موافق زمین عشری کا عشر بذمہ مستاجر ہے، فی الدر المختار وقال علی المستاجر (۱) اور باب العشر میں یہ بھی ہے ویجب مع الدین الخ ان روایات کے موافق عشر پیداوار کا اس پر واجب ہے۔ فقط۔

لگان اور سینچائی والی زمین میں کیا عشر آئے گا

(سوال ۲۵۵) زید نے ایک زمیندار سے بیس روپے سالانہ لگان پر کاشت کرنے کے لئے زمین کی ہے اور پینتیس روپے اس کی سینچائی وغیرہ میں صرف ہوئے ہیں۔ پیداوار سو روپے کی ہے تو زید کو اس میں سے کس قدر زکوٰۃ دینی ہوگی۔

(جواب) اس صورت میں اگر زمین عشری ہے تو دسواں حصہ پیداوار کا اس کو فقراء کا دینا چاہئے، جس قدر پیداوار ہوئی مثلاً سو روپے کی، اسی کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔ (۲) فقط

مزارعت والی زمین میں عشر

(سوال ۲۵۶) الف نے اپنی زمین جو بارانی ہے، عمر کو اس شرط پر کاشت کو دی کہ کاشت پر تخم جس قدر خرچ ہوگا وہ میں ادا کردوں گا اور پیداوار بحصہ نصف تقسیم کرلیں گے۔ لگان سرکاری بھی الف ادا کیا کرتا ہے۔ کل پیداوار زمین بالا سے بائیس من غلہ حاصل ہوا جو نصف حصہ ۱۱ من الف کو ملا۔ اجرت کلیانہ تقریباً ایک من۔ اس کے علاوہ مشترکہ دے دی گئی۔ گویا کل پیداوار زمین ہذا ۲۳ من ہوئی۔ کیا الف پر عشر واجب ہے اور کس قدر ساری پیداوار کا عشر الف مالک زمین ہی ادا کرے یا صرف اپنے اپنے حصہ کا دیں گے یا لگان والی زمین کی وجہ سے عشر ساقط ہو جاوے گا۔

(جواب) زمین عشری میں اگر وہ زمین زراعت پر دے دی جاوے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے تو عشر زمیندار کاشتکار پر بقدر اپنے اپنے حصہ کے واجب ہوتا ہے۔ (۴) اور ایک من جو اجرت میں مشترک صرف ہوا اس کا عشر دونوں پر واجب ہے اور یہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ جو زمین خراجی ہو اس میں عشر واجب نہیں ہوتا۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوۃ باب العشر ج ۲ ص ۷۴. ط.س. ج۲ ص ۳۳۴. ۱۲ ظفیر

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۶۷ ۱۲. ط.س. ج۲ ص ۳۲۶ ظفیر

(۳) وکذا یجب العشر فی مسقی سماء سیح کنهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶. ط.س. ج۲ ص ۳۲۶) ظفیر.

(۴) وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (در مختار) والحاصل ان العشر عند الامام علی رب الارض مطلقا وعندهما کذالک لو البذر منه ولو من العامل فعلیهما وبه ظهر ان ماذکره الشارح هو قولهما، اقتصر علیه لما علمت من ان الفتوی علی قولهما بصحة المزارعة لکن ماذکر من التفصیل یخالفه ما فی البحر والمجتبی الخ وغیرها من ان العشر علی رب الارض عنده، علیهما عندهما من غیر ذکر هذا لتفصیل وهو الظاهر لما فی البدائع من ان المزارعة جائزة عندهما والعشر یجب فی الخارج والخارج بینهما فیجب العشر علیهما (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵ و ج ۲ ص ۷۶. ط.س. ج۲ ص ۳۳۵) ظفیر.

زمیندار پر عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۷) ہندوستان میں جو لوگ زمیندار ہیں اور خود کاشت نہیں کرتے، رعایا کاشت کرتی ہے، زمیندار کو جو روپیہ رعایا سے ملتا ہے اس میں سے مال گزاری سرکاری ادا کر کے باقی زمیندار اپنے صرف میں لاتے ہیں، ایسے زمینداروں پر بعد ادائے مال گذاری کے کیا اور بھی کوئی حق شرعی خراج وغیرہ ادا کرنا لازم ہے یا کیا۔

باغ میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۸/۲) اسی طرح جن لوگوں کے پاس آم وغیرہ کے باغ ہیں ان کو بھی کوئی حق شرعی اگر ادا کرنا ہے تو اس کی صراحت فرمائی جاوے۔

(جواب) (۱) جس اراضی میں خراج یعنی محصول سرکاری دیا جاتا ہے ان میں عشر یعنی دسواں حصہ دینا ضروری نہیں ہے، اگر دیوے بہتر ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ دوسروں سے کاشت کرانے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نقد روپے پر بطریق اجارہ زمین دی جاوے۔ دوسرے یہ کہ بٹائی غلہ پر دی جاوے۔ ثانی صورت میں اگر تخم مزارع کا ہے تو ہر ایک مالک و مزارع اپنے اپنے حصہ کے غلہ میں سے دسواں حصہ دیویں۔ اور پہلی صورت میں اجر مستاجر پر ہے اور یہ قول صاحبین کا ہے اور اس پر درمختار میں فتویٰ نقل کیا ہے والعشر علی الموجر کخراج موظف وقال علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی، وبقولهما ناخذو فی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة(۱)(در مختار) وفی الشامی قوله ارض غیر الخراج. اشارالی ان المانع من وجوبه کون الارض خراجیة لانه لا یجتمع العشروالخراج(۲)الخ ج ۲ ص ۴۹ باب العشر۔

(۲) اس میں بھی وہی حکم ہے جو نمبر ۱ میں ہے کہ اگر اس زمین میں محصول سرکاری دیا جاتا ہے تو باغ کے پھلوں پر عشر نہیں ہے۔(۳) فقط۔

حکومت جو محصول لیتی ہے وہ عشر یا خراج کے درجہ میں ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۹) زمین مزروعہ ہندوستان جواب زیر حکومت انگریزوں کے ہے عشری ہے یا خراجی، بہر دو تقدیر جب کہ ٹھیکہ ادا کیا جائے عشر فرض ہوگا یا خراج یا کچھ نہیں۔ بصورت وجوب جن زمینوں پر سرکار نہر کا پانی پہنچاتی ہے اور آب پاشی بصورت قیمت پانی کے لیتی ہے ایسی زمین کا عشر دینا ہوگا یا نصف عشر۔ اور بصورت وجوب کیا یہ ہوسکتا ہے کہ بقدر ٹھیکہ سرکاری کاٹ کر باقی کا عشر فرض ہو۔

اور ریاست بہاولپور کی زمین کا حکم جس کا حکمراں مسلمان ہے امور مستفسرہ مذکورہ میں باقی زمین جیسا ہے یا کہ متفادت۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب العشر ج ۲ ص ۴۷ و ج ۲ ص ۷۵. ط.س. ج۲ ص ۳۳۴. ۱۲ ظفیر

(۲) دیکھئے ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۲۶ ط.س. ج۲ ص ۳۲۵ ۱۲ ظفیر

(۳) دلیل بظاہر وہی ہے جو مجیب علام نے پہلے مسئلہ میں نقل کی بقولہ ارض غیر الخ اشارالی ان المانع من وجوبه کون الارض خراجیة لانه لا یجتمع العشر والخراج (ردالمختار باب العشر ج ۲ ص ۲۶. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۵) مگر خاکسار کے خیال میں یہ دلیل درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ صرف سرکار کا محصول لینا محصول کو خراجی نہیں بنا تا جیسا کہ اگلے جواب میں خود مجیب علام نے یہ بات صاف کردی کہ سرکار جو محصول لیتی ہے وہ خراج نہیں کہلاتا ہے۔ پس معلوم ہوا یہ جواب ہندوستان کی موجودہ پوزیشن کے تحت ہے کہ یہاں کی زمین میں دارالحرب ہونے کی وجہ سے نہ عشر ہے نہ خراج۔ لہذا حوالہ میں جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ غالباً تسامح ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(جواب) عبارت شامی میں یہ تصریح ہے کہ اراضی ہندوستان میں عشر وخراج کچھ نہیں، نہ وہ عشری ہیں نہ خراجی۔ پس جو کچھ سرکار محصول لیتی ہے وہ خراج نہیں کہلاتا۔ عبارت شامی یہ ہے فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ باب الركاز ۔(۱) جہاں عشر واجب ہوتا ہے وہاں کل پیداوار کا عشر واجب ہوتا ہے کچھ وضع نہیں ہوتا اور جن اراضی میں پانی کا محصول دیا جاوے ان پر نصف عشر ہے۔ اور ریاست اسلامیہ میں عشر دینا چاہئے۔

ہندوستان کے باغوں میں عشر نہیں

(سوال ۲۶۰) آم کے باغوں میں کیری بالکل چھوٹے کچے آم توڑ کر چٹنی وغیرہ کھانے لگتے ہیں تو عشر کا اندازہ کیا ہوگا اور کس طرح ادا کریں یا عشر نہیں۔

(جواب) روایات فقہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں اور باغوں میں عشر نہیں ہے۔ فقط (کیونکہ یہ ملک دارالحرب ہے اور دارالحرب کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی۔ (فان ارضها ليست ارض خراج او عشر . ظفير)

ہندوستان کی زمین کے متعلق استفسار

(سوال ۲۶۱) آپ نے استفسار نمبر ۶۸۳ (مندرجہ بالا) میں تحریر فرمایا ہے کہ روایت فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں اور باغوں میں عشر نہیں ہے، اس میں شبہ یہ ہے کہ الامداد شعبان میں لکھا ہے کہ پیداوار میں جس سے آمدنی حاصل کرنا مقصود ہو عشر واجب ہوتا ہے۔ خواہ غلہ ہو خواہ پھل۔ پس کھیت اور باغ دونوں میں واجب ہے۔ اسی قسم کا جواب حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ کا منقول ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس بارہ میں پہلے بے شک احقر نے بھی یہی لکھا ہے جو آپ نے نقل فرمایا اور الامداد وغیرہ میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔ اب چند مدت ہوتی ہے کہ شامی جلد ثانی باب الرکاز میں یہ عبارت نظر پڑی جو ذیل میں درج ہے اور جس کا حاصل یہ ہے کہ اراضی دارالحرب نہ عشری ہیں نہ خراجی۔ یہ مسئلہ فقہاء کے نزدیک متفق علیہ اور مسلم معلوم ہوتا ہے اس عبارت کے دیکھنے کے بعد اس کی اصل معلوم ہوئی جو حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ نے مالا بدمنہ میں تحریر فرمایا ہے کہ مسائل عشر اس کتاب میں اس وجہ سے نہیں لکھے گئے کہ یہاں کی زمینیں عشری نہیں ہے یا یہاں کی زمینوں پر عشر نہیں ہے۔ اوکما قال۔ الغرض تشریح شامی کے بعد اور تحقیق قاضی صاحب مرحوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب احقر یہ کہنے لگا کہ ہندوستان کی زمینیں عشری نہیں ہیں بایں ہمہ احتیاط عشر نکالنے میں ہے وہ عبارت یہ ہے۔ قال في فتح القدير قيد بالخراجية والعشرية ليخرج الدار فانه لا شئى فيها لكن ورد عليه الا رض اللتى لا وظيفة فيها كا المفازة اذيقتضى انه لاشئى فى الماخوذ منها وليس كذلك فالصواب ان لا يجعل ذلك لقصد الا حتراز بل للتصيص على ان وظيفتهما المستمرة لا تمنع الا خذمما يو جد فيهما (الى ان قال) واقول يمكن الجواب بان المراد بالعشرية والخراجية ماتكون وظيفتها العشرا والخراج سواء كانت بيدا حداولا ، فتشمل المفازة وغيره ها بد ليل ما قد مناه عن الخانية من ان ارض الجبل عشرية فيكون المراد الا حتراز بها عن دار الحرب ويدل عليه انه فى متن در ر البحار غير بمعدن غير الحرب فعلم ان المراد معدن ارضنا ولهذا قال القهستانى بعد قوله فى ارض خراج او عشر الا حصر فى ارضنا سواء كانت جبلاً او سهلاً مواتاً او

(۱) رد المحتار باب الركاز ج ۲ ص ۲۱ .ط.س. ج ۲ ص ۳۱۹ . ۱۲ ظفير

ملکاً و احترز به عن داره وارضه وارض الحرب آه . ثم رایت عین ماقلته فی شرح الشیخ اسمٰعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر (۲) الخ

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارض حرب نہ عشری ہے نہ خراجی۔ اس لئے اب بوجہ تصریح فقہاء ہندوستان کی اراضی سے عشر کی نفی لکھنی پڑتی ہے اور اس کے خلاف اب تک کہیں دیکھا نہیں کہ اراضی حرب میں وجوب عشر کی تصریح ہو۔ لہذا پہلے جو فتویٰ حسب قواعد عامہ وجوب عشر کا دیا جاتا تھا اب اس کو چھوڑنا پڑا۔ فقط۔

جو زمین پہاڑ کے پانی سے بعد محنت سیراب ہوئی اس میں نصف عشر ہے یا عشر

(سوال ۲۶۲) ایک قطعہ زمین جو پہاڑ کے پانی سے سیراب ہوتی ہے مگر محنت ومشقت سے بند دے کر سیراب کی جاتی ہے تو شرعاً اس پر عشر واجب ہے یا نصف عشر۔

(جواب) شامی باب الرکاز میں ہے واحترزبه عن داره وارضه وارض الحرب اه.ثم رایت عین ماقلته فی شرح الشیخ اسمٰعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجدفی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ (۲) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینیں نہ عشری ہیں نہ خراجی۔ اور اگر یہ صورت دارالاسلام کی زمین میں ہوتو وہاں بصورت مذکورہ عشر لازم ہوگا کیونکہ مسقی سماء وسیح میں عشر واجب ہوتا ہے۔ کذافی الدرالمختار۔ (۳) فقط

زمیندار کون ہے اور عشر سے متعلق تفصیل کیا ہے

(سوال ۲۶۳) زمیندار وہی ہے جو حاکم وقت کو خراج دیتا ہے یا اور کوئی اور جس نے اس سے اجرت پر لیا وہ مستاجر ہے یا نہیں۔ زمیندار خود مالک ہے یا سرکار سے مستاجر ہے۔ عشر کے لئے ملک شرط ہے یا نہیں۔ مستاجر اور مزارع پر عشر واجب ہونے کے لئے عشری زمین شرط ہے یا نہیں۔

(جواب) زمیندار وہی ہے جو سرکار کو خراج دیتا ہے اور مالک زمین زمیندار ہے اور عشر کے لئے ملک شرط ہے لیکن مزارعۃ واجارہ کی صورت میں صاحبینؒ کا مذہب جو کہ مفتی بہ ہے یہ ہے کہ مزارعۃ میں زمیندار اور مزارع دونوں پر بقدر حصہ عشر واجب ہے اور اجارہ کی صورت میں عند الصاحبین مستاجر پر عشر واجب ہے۔ ... امام صاحبؒ موجر پر عشر واجب فرماتے ہیں۔ بعض فقہاء نے امام صاحبؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے لیکن اس زمانے میں صاحبینؒ کے مذہب پر فتویٰ دینا اقرب ہے۔ اور درمختار میں حاوی سے منقول ہے۔ وبقولهما نا خذو فی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة الخ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) رد المحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج۲ص ۳۱۹. ۱۲ ظفیر
(۲) ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج۲ص ۳۲۰ ۱۲ ظفیر
(۳) وتجب فی مسقی سماء ای مطر وسیح کنهر بلا شرط نصاب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۲. ط.س. ج۲ص ۳۲۶) ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵. ط.س. ج۲ص ۳۳۴. ۱۲ ظفیر

ہندوستان کی زمین میں احتیاطاً عشر دینا چاہئے

(سوال ۱/ ۲۶۴) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی اور عشر میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں جو کہ زمینداران کاشتکاری کرتے ہیں اور اراضی کا لگان سرکار کو دیتے ہیں اور جس قدر ان کو منظور ہوتا ہے اپنی کاشت میں رکھتے ہیں جو اراضی خود کاشت کرتے ہیں اس کی پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ زکوٰۃ غلہ وتجارت کے مال میں سے جو نکالی جاتی ہے اس میں سال کی قید ہے یا غلہ تیار ہونے پر۔ اور زکوٰۃ پوری غلہ کے حساب سے دی جاوے یا خرچ اخراجات منہا کر کے۔

قرض ہو تو عشر واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۲/ ۲۶۵) ایک شخص مقروض ہے جو کچھ روپیہ اخراجات سے بچتا ہے وہ قرض میں ادا کرتا ہے مگر جو گھر میں کھیتی ہوتی ہے اس غلہ سے وہ زکوٰۃ نکالتا ہے وہ درست ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) ردالمحتار الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں کوئی زمین عشری اور خراجی نہیں ہے۔ بناء علیہ جو محصول سرکار لیتی ہے اس کو خراج نہ کہیں گے اور جب کہ کوئی زمین ہندوستان کی عشری نہیں ہے تو عشر بھی واجب نہ ہوگا۔ (۱) لیکن اگر احتیاطاً مسلمان اپنی آراضی کا عشر دیویں تو اچھا ہے اور عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا جس جگہ واجب ہے کل پیداوار پر واجب ہے اور جس وقت غلہ پیدا ہو اسی وقت واجب ہے، سال کی قید اس میں نہیں ہے، اور مال تجارت میں سال بھر کے بعد زکوٰۃ لازم آتی ہے، اور زمین عشری اگر مزارعت پر دی جاوے تو اس کی پیداوار میں عند الصاحبین حسب حصہ ہر ایک پر یعنی کاشتکار اور مالک زمین پر عشر لازم آتا ہے اور اجارہ کی صورت میں امام صاحب موجر پر اور صاحبین مستاجر پر عشر لازم فرماتے ہیں۔ (۲)

(۲) درمختار باب العشر میں ہے ویجب مع الدین۔ (۳) یعنی عشر باوجود قرض کے بھی لازم ہوتا ہے۔ پس جس جگہ عشر لازم ہے وہاں وجوب عشر کے لئے دین مانع نہیں ہے اور جہاں عشر واجب نہیں ہے وہاں بھی دے دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کما ہو ظاہر فقط

زراعت سے جو غلہ پیدا ہوتا ہے کیا اس میں عشر ہے جب کہ مال گذاری سرکار لیتی ہے

(سوال ۲۶۶) اشیاء کاشت، دھان، گندم، تل، سرسوں، سن، پاٹ وغیرہ زراعت کی زکوٰۃ کیونکر دینی ہوگی۔ زمین مزروعہ کا خزانہ سالانہ تو زمیندار کو دیا جاتا ہے۔ اب پیداوار میں عشر یا زکوٰۃ دینے کا کیا طریقہ ہے۔

(جواب) دسواں حصہ یا بیسواں حصہ کل پیداوار کا دینا یہ عشر اور نصف عشر کہلاتا ہے اور جس زمین کا محصول سرکار لیتی ہے اس میں عشر و نصف نہیں ہے (۴) (منشاء یہ ہے کہ ہندوستان دارالحرب ہے، اس لئے عشر نہیں ہے، یہ مطلب نہیں ہے سرکاری محصول کی وجہ سے عشر نہیں ہے، یا سرکاری محصول عشر کے قائم مقام ہے۔ ۱۲ ظفیر)

---

(۱) ویحتمل ان یکون احتراز اعما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰) ظفیر.

(۲) والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر وفی الحادی وبقولهما نا خذو فی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۴ و ج ۲ ص ۷۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۳۴) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۷ .ط.س. ج ۲ ص ۳۲۶ ۱۲ ظفیر.

(۴) ویحتمل ان یکون احتراز اعما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار . باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱ .ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰) ظفیر.

کیا پیداوار میں چالیسواں حصہ نکالنا چاہئے

(سوال ۲۶۷) اگر کوئی زمین کسی غیر مذہب کی ہو یعنی ہندو کی، اس کے بعد کسی نصاریٰ نے اس پر قبضہ کرلیا ہو تو اس کی پیداوار میں چالیسواں حصہ نکالنا چاہئے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

(جواب) زمین کی پیداوار میں مالک زمین پر دسواں حصہ آتا ہے یا بیسواں چالیسویں حصہ کے دینے کا حکم زمین کی پیداوار میں نہیں ہے۔(۱) ویسے بطریق صدقہ نفلی جس قدر چاہیں دیدیں مگر فرض نہیں ہے۔ فقط

معافی زمین عشری ہے یا نہیں اور عشر کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۲۶۸) زید کے قبضہ میں کچھ زمین معافی ہے۔ یہ عشری ہے یا نہیں۔ زید نے زمین مذکورہ کو اگر خود کاشت کی تو اس پر بلا لحاظ صاحب نصاب ہونے کے اگر زکوۃ واجب ہوگی تو کس قدر۔ اور اگر زید نے یہ معافی زمین کسی غیر شخص کو لگان یا بٹائی پردے دی تو بھی زکوۃ دینی ہوگی یا نہیں۔ اگر دینی ہوگی تو کس قدر اور ایک کو یا دونوں کو۔

(جواب) روایت شامی باب الرکاز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان جیسے بلاد کی اراضی عشری وخراجی نہیں ہے اور احتیاط اس میں ہے کہ اس زمین کی پیداوار میں عشر دیا جاوے یعنی اگر خود کاشت کی ہے تو تمام پیداوار کا عشر خود ادا کرے اور اگر کسی کو مزارعت یعنی بٹائی پر دی ہے تو بقدر حصہ ہر ایک عشر دیوے اور نقد اجارہ پر دینے میں عشر بذمہ موجر ہے یا مستاجر علی اختلاف القولین۔(۲) فقط۔

(سوال ۲۶۹) میرے پاس کچھ زمین ہے کسی زمین کا خراج ہندو زمیندار کو دیتا ہوں اور کسی زمین کا خراج مسلمان زمیندار کو دیتا ہوں اب ہم کو عشر دینا ہوگا یا نہیں۔ میں زمین کو بٹائی پر دیتا ہوں۔ مگر بیج عامل دیتا ہے۔ اس حالت میں کس حساب سے عشر دینا ہوگا۔ اگر نصف بیج میں دوں اور نصف عامل دے تب کس حساب سے دینا ہوگا۔

(جواب) شامی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ اراضی دارالحرب میں خراج وعشر کچھ نہیں ہے۔(۳) اور جن اراضی عشریہ میں عشر لازم ہے اور فرض ہے اس میں فتویٰ اس پر لکھا ہے کہ مزارعت کی صورت میں زمیندار مالک پر بقدر حصہ عشر لازم آتا ہے۔ یعنی جس قدر غلہ جس کے حصہ میں آوے وہ اس کا عشر ادا کرے۔(۴) فقط۔

عشر و چالیسویں میں کیا فرق ہے

(سوال ۲۷۰/۱) عشر اور چالیسویں میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔

کاشتکاری جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۱/۲) کاشتکاری کرنا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) یجب العشر الخ فی مسقی سماء ای مطر وسیح الخ ویجب نصفه فی مسقی غرب الخ و دالیة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب العشر ج ۲ ص ۶۶. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۵) صورت مسئولہ میں زمین چونکہ غیر مسلم کی ہے اس لئے اس میں عشر نہ ہوگا۔ واخذ الخراج من ذمی غیر تغلبی اشتری ارضا عشریة من مسلم وقبضها منه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۰. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۹) ظفیر۔ (۲) والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر وفی الحاوی وبقولهما ناخذ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۴. ط.س. ج ۲ ص ۳۳۴) ظفیر مفتاحی. (۳) احترازا عما وجدنی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰) ظفیر. (۴) وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۳۵) ظفیر.

مال گذاری والے کھیت کی پیداوار میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۳/ ۲۷۲) کاشتکاری (جس کی مالگذاری سرکار کو دی جاتی ہے) میں عشر یا چالیسواں دینا واجب ہے یا نہیں۔

مذکور تینوں قسموں میں سے کون سی زمین عشری ہے

(سوال ۴/ ۲۷۳) زید تین قسم کی کاشت کرتا ہے۔ اولاً یہ کہ وہ کسی رئیس امیر سے کچھ کاشت لئے ہوئے ہے جس کی پیداوار کے نصف نصف حصے آپس میں تقسیم ہوتے ہیں۔ مال گذاری مالک دیتا ہے۔ دوم یہ کہ زید اپنی زمین مملوکہ میں کاشت کرتا ہے۔ اس کی مال گذاری زید ہی سے متعلق ہے۔ سوم یہ کہ زید کے پاس معافی زمین ہے اس میں کاشت کرتا ہے اور مال گذاری دینا نہیں پڑتی۔ تینوں صورتوں میں زید پر عشر دینا واجب ہے یا نہیں۔

عشر فرض ہے یا واجب یا مستحب

(سوال ۵/ ۲۷۴) عشر چالیسواں دینا فرض ہے یا واجب ہے یا مستحب۔

عشر ہر فصل پر ہے یا سال میں ایک مرتبہ

(سوال ۶/ ۲۷۵) عشر چالیسواں سال بھر میں ایک مرتبہ دینا چاہئے یا ہر فصل پر۔

عشر کے مصارف کیا ہیں

(سوال ۷/ ۲۷۶) عشر۔ چالیسواں کے مصارف کون ہیں؟

(جواب) (۱ تا ۷) کاشتکاری جائز ہے جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی تفصیل موجود ہے اور جو صورتیں کاشتکاری کی سوال میں لکھی ہیں وہ سب درست ہیں۔ (۱) اور عشر دسواں حصہ زمین کی پیداوار کا ہے اور چالیسواں حصہ زکوۃ میں دینا ہوتا ہے جو کہ روپیہ اشرفی۔ مال تجارت وغیرہ پر لازم ہوتا ہے۔ پس زمینوں کی پیداوار میں سے جو دسواں حصہ پیداوار کا دینا ہوتا ہے اس کا نام عشر ہے اور روپے وغیرہ میں سے بعد سال بھر کے جو چالیسواں حصہ دیا جاتا ہے وہ زکوۃ ہے۔ اور شامی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں پر عشر نہیں ہے، لیکن جس جگہ عشر لازم ہوتا ہے وہاں ہر ایک فصل پر زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ مثلاً دس من میں سے ایک من دینا لازم ہوتا ہے اور زکوۃ روپے وغیرہ کی سال بھر میں ایک دفعہ دینا فرض ہے اور عشر جس جگہ لازم ہے وہاں ہر ایک فصل پر جو آمدنی زمین کی ہو اس میں سے عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا دینا لازم ہے۔ (۲) اور مصارف عشر اور زکوۃ کے فقراء و مساکین وغیرہ ہیں۔ (۳) فقط۔

سبزی میں زکوۃ ہے یا نہیں اور ہے تو کتنی

(سوال ۲۷۷) سبزی میں اگر زکوۃ واجب ہے تو کس قدر۔

(جواب) امام صاحب کے نزدیک عشر جو کہ زمین کی پیداوار کی زکوۃ ہے سبزیوں اور ترکاریوں پر آتا ہے مگر جب تک شرائط عشر محقق نہ ہوں عشر واجب نہیں ہوتا اور ہندوستان کی آراضی کے عشری ہونے میں تردد واختلاف ہے۔ (۴) فقط۔

(۱) وعندهما جائزة والفتوىٰ على قولهما لحاجة الناس (عالمگیری كتاب المزارعة ج ۵ ص ۲۳۵. ط. ماجديه ج۵ص۲۳۵)

(۲) يجب العشر الخ في ارض غير الخراج الخ بلا شرط نصاب الخ وبلا شرط بقاء وحولان حول (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶. ط.س. ج۲ص۳۲۵) ظفير.

(۳) مصرف الزكوة والعشر الخ هو فقير وهو من له ادنى شئى اى دون نصاب الخ (ايضاً باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص۳۳۹) ظفير. (۴) احتراز عما وجدفي دارالحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج۲ص۳۲۰) ظفير.

مزارعت والی زمین میں عشر کس پر ہے

(سوال ۲۷۸) حکم خراج مقاسمہ عقد مزارعت (بٹائی) سے سرفراز فرمایئے گا کہ سب مالک زمین پر ہے یا مزارع پر بھی بالحصہ ہے جیسا کہ حکم عشر ہے اگر دونوں پر مثل عشر ہے تو شامی کی اس عبارت (ثم اعلم ان هذا كله فى العشر اما الخراج فعلى رب الارض اجماعاً كما فى البدايع)(۱) کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) شامی جلد ثالث باب العشر والخراج والجزیہ میں درمختار کے قول وهواى الخراج نو عان خراج مقاسمة الخ کی شرح میں ہے وقد تقرران خراج المقاسمة كالعشر لتعلقه بالخارج ولذايتكرر بتكور الخارج فى السنة وانما يفارقه فى المصرف . فكل شئى يو خذ منه العشر او نصفه يوخذ منه خراج المقاسمة وتجرى الا حكام التى قررت فى العشر وفاقاً وخلافاً الخ۔(۲) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبارت منقولہ شامی ثم اعلم ان هذا كله فى ا لعشر اما الخراج فعلى رب الارض اجماعاً كما فى البدايع میں خراج سے مراد خراج موظف ہے نہ خراج مقاسمۃ اور اصل مسئلہ کے متعلق ایک روایت شامی باب الرکاز صفحہ ۴۵ میں یہ بھی ہے ولهذا قال القهستانى بعد قوله فى ارض خراج او عشرا لاحضر فى ارضنا سواء كانت جبلاً او سهلاً مواتاً او ملكاً واحترز به عن داره وارضه وارض الحرب اهـ . ثم رأيت عين ما قلته فى شرح اسمٰعيل حيث قال ويحتمل ان يكون احترزاً عما وجدفى دارالحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی اراضی نہ عشری ہیں اور نہ خراجی۔ فقط۔

زمیندار کی موروثی زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۹) کوئی شخص زمین کو زمیندار سے لے کر کاشت کرتا ہے اور زمانہ دراز گزرنے کی وجہ سے کاشتکار موروثی ہوگیا۔ زمین نہر سے سیراب کی جاتی ہے اور اس کا محصول بھی دیا جاتا، اس زمین پر عشر ہے یا نہیں۔

(جواب) اس زمین کی پیداوار میں عشر نہیں ہے۔(۴) (منشا یہی ہے کہ دارالحرب کی زمین عشری نہیں ہے۔ ظفیر)

خراجی زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۰) خراجی زمین میں عشر واجب ہے یا نہیں

(جواب) یہ مسئلہ متفق علیہا بین الحنفیہ ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتا لہذا خراجی زمین میں عشر کے وجوب کا فتویٰ دینا ان کے نزدیک صحیح نہ ہوگا۔(۵) یہ امر آخر ہے کہ اگر اس زمین سے جو کہ عشری ہے حکام نے خراج لے لیا تو ما بینہ و بین اللہ اس شخص کو عشر دیدینا چاہئے، اور یہ احتیاط ہے اور یہ امر بھی محقق ہے کہ امام مجتہد کا کسی روایت سے استدلال کرنا اس حدیث کی صحت اور حجیت کی دلیل ہے فقط۔

---

(۱) رد المحتار كتاب الزكوة باب العشر ج ۲ ص ۴۷. ط.س. ج۲ص۳۳۵ ۱۲ ظفير صديقى

(۲) دیکھئے ردالمحتار كتاب الجهاد باب العشرو ا لخراج والجزيه ج ۳ ص ۳۵۹..ط.س.ج۴ص۱۸۵ ۱۲ ظفير صديقى.

(۳) رد المحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱.ط.س. ج۲ص۳۲۰ ۱۲ ظفير

(۴) احتراز اعما وجد فى دار الحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ (رد المحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱.ط.س.ج۲ص۳۲۰) ظفير. (۵) اشار الى ان المانع من وجوبه كون الارض خراجية لانه لا يجتمع العشر والخراج (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶.ط.س.ج۲ص۳۲۵) ظفير.

جس زمین کا محصول سرکار لیتی ہے کوئی خاص بچت نہیں اس میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۱) وہ زمین جس کی پیداوار سے بمشکل محصول سرکاری ادا ہوسکتا ہے یا بہت معمولی بچت ہوتی ہے، اس پر عشر فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی زمین میں عشر واجب نہیں ہے اور روایت شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کسی زمین پر بھی عشر واجب نہیں ہے کیونکہ دارالحرب کی اراضی کو عشری اور خراجی کچھ نہیں شمار کیا جاتا ہے۔ (۱) فقط۔

نہری زمین میں عشر ہے یا نصف عشر

(سوال ۲۸۲) نہری زمینوں میں عشر ہے یا نصف عشر۔

(جواب) نہری زمینوں میں جن میں پانی کا محصول دیا جاتا ہے نصف عشر واجب ہوتا ہے۔ کما فی الدر المختار ویجب نصفه فی مسقی غرب ودالية الخ وفی کتب الشافعية اوسقاه بماء اشتراه وقواعد نا لا تاباه الخ۔ (۲) فقط۔

جس زمین کی اجرت پر سینچائی ہو اس میں عشر ہے یا نصف عشر

(سوال ۲۶۳) کل اراضی نہری کہ از سعی نصاری معمور شدہ است وقبل ازیں بالکل ویران بود۔ آنچہ پیداوار شدی بہ سبب باران شدی واکنوں آب بذریعہ نہر در ہر جامی رود ورسد وخراج ہم بگیرند بعض مولوی گویند کہ کل اراضی نہری در حکم عشر است کہ عشر دادہ می شود وبعض عکس آں وبعض از بست یک حصہ۔ کدام قول راجح وکدام مجروح است۔

(جواب) در شامی آوردہ کہ در آراضی دارالحرب عشر وخراج نیست ازیں روایت معلوم شدہ کہ در اراضی ہندوستان عشر واجب نیست (۳) ونیز فقہاء تصریح فرمودہ اند کہ اگر در زمیں عشری ماء انہار دادہ شود کہ محصول آن وقیمت آں بہ سرکار دادہ می شود دراں نصف عشر یعنی بستم حصہ واجب می شود (۴) وایں نیز تصریح است کہ عشر باخراج جمع نمی شود۔ (۵) فقط۔

جس کھیت پر کھیتی میں چھ سو خرچ کیا اور آٹھ سو پیدا تو اس میں زکوۃ کیا آئے گی

(سوال ۱/۲۸۴) ایک کاشتکار نے اپنی زمین میں چھ سو روپے کل اخراجات کھیتی کے لگا کر پیداوار آٹھ سو روپے کی حاصل کی تو اس پر زکوۃ کتنی رقم کی واجب ہوگی۔

جس زمین میں خسارہ رہا اس میں عشر ہوگا یا نہیں

(سوال ۲/۲۸۵) اسی طرح دوسری زمین میں چھ سو روپے لگا کر فصل پر کل پانچ سو روپے کی پیداوار ہوئی یعنی اصل لاگت سے بھی یک صد روپے کا نقصان رہا تو اب زکوۃ کی کیا شکل ہوگی۔

---

(۱) دیکھئے شامی باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۸.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۸ و ج ۲ ص ۶۹. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۸. ۱۲ ظفیر۔

(۳) دیکھئے ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰، ۱۲ ظفیر۔

(۴) ویجب نصفه فی مسقی غرب ای دلو کبیر ودالية ای دو لاب لکثرة المئونة الخ بلا رفع مئون الخ الزرع وبلا اخراج البذر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۸ و ج ۲ ص ۶۹. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۸) ظفیر.

(۵) لا نه لا یجتمع العشر والخراج (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶. ط.س. ج ۲ ص ۳۲۵) ظفیر۔

سینچائی والی زمین میں کیا عشر ہے

(سوال ۲۸۶/۱) ایک کاشتکار مندرجہ سوال نمبر ا کے مطابق تمام اخراجات زمین برداشت کرتا ہے اور بذریعہ موٹھ چاہ سے پانی دے کر کھیت سے فصل حاصل کرتا ہے وہ زکوٰۃ کس طرح پر ادا کرے۔

(جواب) (۱-۲-۳) جن اراضی میں عشر واجب ہے ان میں کل پیداوار کا عشر نکالنا واجب ہے، بدون وضع کرنے اخراجات کے۔ کما فی الدر المختار بلا رفع مئون الزرع الخ(۱) اور مزارعت میں کاشتکار اور مالک زمین پر بقدر حصہ عشر واجب ہے اور شامی کی روایت باب الرکاز سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالحرب کی زمینوں میں عشر نہیں اور نمبر ۳ میں ایک دوسری تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ اس میں بیسواں حصہ نکالنا واجب ہے۔ (۲) باقی جواب بدستور مذکور ہے فقط۔

کیا ادائے عشر میں طلب عامل شرط ہے

(سوال ۲۸۷) زید کہتا ہے کہ ادائے عشر کے واسطے طلب عامل شرط ہے۔ جب تک عامل طلب نہ کرے ادا کرنا واجب نہیں۔

(جواب) زید کا قول صحیح نہیں ہے۔ صاحب زمین عشری اگر خود اس کا عشر ادا کر دے تو یہ بھی درست ہے ویسقط عن صاحب الارض کما لوادی بنفسه الخ. شامی۔ (۳) البتہ یہ بحث جداگانہ ہے کہ دارالحرب میں عشر واجب ہوتا ہے یا نہیں۔ شامی نے تصریح کی ہے۔ باب الرکاز میں ہے کہ دارالحرب کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالحرب میں عشر واجب نہیں ہے اگر استحساناً دے دے تو بہتر ہے۔ فقط۔

ہندوستان کی زمین میں عشر نہ ہونے کی مفصل بحث اور علماء دیو بند کا عمل

(سوال ۲۸۸) مفتی صاحب۔ السلام علیکم میں دو روز سے بیحد کوفت میں ہوں اللہ تعالیٰ سہل کر دے، میں آج تک غافل رہا اور میرے ذہن میں تھا کہ عشر غلہ بجوز کوٰۃ واجب الادا ہے۔ غلہ آنے پر معمولاً للہ کچھ دیا جاتا تھا با حتیاط، دسواں حصہ وصول کا نہیں دیا گیا سالہائے گذشتہ کا کیا کروں، کچھ حساب کتاب نہیں۔ کیا معاف کیا جا سکتا ہے۔ مدرسہ میں غلہ بھیجنا دشوار ہے قیمت بھیج سکتا ہوں۔ نصف عشر کے کیا معنی ہیں، میں عشر دوں یا نصف۔ املاک کا عموماً غلہ مقرر ہے۔ وصول ہوتا ہے اور بڑی مقدار رہ جاتی ہے جو نالشیں کر کے نقدی میں وصول ہوتا ہے۔ اس نقدی کا رقم کے ساتھ زکوٰۃ نقد میں ادا ہونا ہے۔ غالباً اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

(جواب) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والا نامہ پہنچا۔ پہلے ایک زمانہ تک یہی علم رہا کہ ہندوستان کی عشری زمینوں میں عشر واجب ہے، اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تحریرات کے موافق یہ فیصلہ کیا اور بہت جگہ فتویٰ دیا کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمینوں کو عموماً عشری ہی سمجھنا چاہئے اور عشر دینا چاہئے کیونکہ اراضی عشریہ میں عشر یا نصف عشر کا نکالنا بحکم آیۃ واتوا حقه یوم حصاده۔ (۴) مثل زکوٰۃ کے فرض ہے۔ پھر کچھ زمانہ کے بعد مالا بدمنہ (۵) میں

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۹. ط.س. ج۲ص۳۲۸ ۱۲ ظفیر.
(۲) وما سقی بغرب اودالية او سانية ففيه نصف العشر علی القولين لان المئونة تكثر فيه وتقل فيما يسقی بالسماء اوسيحاوان سقی سيحاوبدالية فالمعتبر اكثر السنة كما هو فی السائمة (هدايه باب زكوة الزروع و الثمار ج ۱ ص ۱۸۴)
(۳) رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۷ تحت قول الماتن ولذا كان للامام اخذه جبرا. ط.س. ج۲ص۳۲۶. ۱۲ ظفير
(۴) سوره انعام، رکوع ۴
(۵) وهمچنیں احکام عشر زمین عشری که دریں دیار نیست الخ مذکورنکرده شد (مالا بدمنه. کتاب الزکوٰۃ ص ۹۴)

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحقیق اور تصریح نظر پڑی کہ ہم نے اپنی کتاب میں زکوٰۃ کے مسائل کے ساتھ عشر کے احکام اس وجہ سے نہیں لکھے کہ ان دیار میں زمینیں عشری نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ قاضی صاحبؒ کا یہ حکم فرمانا کہ یہاں عشری زمینیں نہیں ہیں اس زمانہ کا متفقہ مسئلہ ہوگا کیونکہ قاضی صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ م" ۱۱۷۶ھ" کے خاص تلمیذ اور حضرت شاہ عبد العزیزؒ وغیرہ حضرات کے ہمعصر ہیں۔ اور سب حضرات باہم متفق ہیں، باہم کوئی خلاف نہیں ہے، ضروری ہے یہ مسئلہ اس زمانہ کا متفق علیہ مسئلہ ہوگا کہ ہندوستان میں عشری زمینیں نہیں ہیں۔ پھر اس کے ساتھ عموماً یہ معمول دیکھ کر کہ کوئی اپنے بزرگوں میں عشر کا اہتمام مثل زکوٰۃ کے نہیں کرتا، تعجب ہوتا تھا اور تردد بھی ہوتا تھا اور گویا حضرت قاضی صاحب کی تحقیق کی تائید ہوتی تھی کہ ایسا بھی کیا ہے کہ سب بزرگوں نے عشر کا اہتمام چھوڑ دیا۔ ضرور کوئی بات ہے جس کی وجہ سے عملاً یہ متروک ہوگیا ہے۔ چند سال ہوتے ہیں کہ مولانا محمد انور شاہ صاحب یا اور کسی صاحب نے یہ فرمایا کہ شامی باب الرکاز میں یہ روایت ہے کہ دارالحرب کی زمینوں میں عشر واجب نہیں ہے۔ وہاں کی اراضی نہ عشری ہیں نہ خراجی۔ اس روایت کو دیکھا اور اس کو دیکھ کر حضرت قاضی ثناء اللہ (پانی پتی) کی تحریر کی وجہ معلوم ہوئی کہ یہی وجہ ہے کہ وہ حضرات ہندوستان کی زمینوں کو عشری نہیں سمجھتے کیونکہ ہندوستان کو وہ حضرات دارالحرب سمجھتے تھے۔ شامی باب الرکاز کی عبارت یہ ہے **واحترز به عن داره وارضه وارض الحرب الخ فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ**(۱) اور عبارت مالا بدمنہ کی یہ ہے:۔ وتفصیل نصاب اجناس سوائم وقدر واجب آں طول دارد و دریں دیار ایں اموال بقدر وجوب زکوٰۃ نمی باشد لہذا مسائل زکوٰۃ آں مذکور نہ کردہ شد و ہمچنیں احکام عشر زمین عشریہ کہ دریں دیار نیست و مسائل عاشر کہ بہ طرق و شوارع باشد کہ مذکور نکردہ شد۔ (۲)

اس کے بعد ایک اشکال یہ باقی رہتا ہے کہ حضرت اقدس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وجوب عشر کا حکم فرماتے تھے، اور تحریراً و تقریراً اس کو ظاہر فرمایا ہے۔ غالباً جناب کو بھی یاد ہوگا یا معمول حضرت کا معلوم ہوگا۔ اور اس میں شک نہیں نصوص آیات و احادیث کا مقتضی بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ امام صاحب جمیع ما اخرجت الارض میں وجوب عشر کا حکم فرماتے ہیں اور جیسا کہ زکوٰۃ دارالحرب میں ساقط نہیں ہوتی بلکہ صاحب مال بطور خود ادا کرتا ہے۔ اسی طرح عشر بھی ہر جگہ واجب ہونا چاہئے۔ ہاں چونکہ عشر کے وجوب کے لئے زمین کا عشری ہونا ضروری ہے اور جب کہ یہ کہا جاوے کہ دارالحرب کی اراضی عشریہ نہیں ہیں تو پھر وجوب عشر کی بھی کوئی وجہ نہیں ہوگی۔ اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا قول و فعل احتیاط پر مبنی کہا جاوے۔ چنانچہ ہمارے مرشد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ، (مہتمم دارالعلوم دیوبند) بھی اپنے خاص لوگوں کو عشر نکالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور اس بناء پر حضرت والد ماجد صاحب جو کچھ محاصل غلہ میں سے بقدر حصہ بندہ کو دیا کرتے تھے کہ وہ دس بیس دھڑی تقریباً ہوتا تھا تو بندہ گھر کہہ دیتا تھا کہ دس دھڑی میں سے ایک دھڑی اللہ واسطے دے دو۔ (۲) قیمت عشر دینا جائز ہے۔ (۳) (۳) نصف عشر بیسواں حصہ ہے۔ اور یہ فرق پانی کی قیمت وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی اراضی عشریہ میں اصل عشر یعنی دسواں

---

(۱) رد المحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱۔ ط.س. ج۲ص ۳۲۰، ۱۲ ظفیر

(۲) دیکھئے "مالا بدمنہ" از قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ ص ۹۴ و ص ۹۵ در کتاب الزکوۃ ۱۲ ظفیر

(۳) حتیٰ یجوز اداء قیمة (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۳)۔ ط.س. ج۲ص ۳۳۲۔ ۱۲ ظفیر

حصہ پیداوار کا دینا واجب ہے لیکن اگر زمین کو پانی دینے میں مزدوری زیادہ صرف ہوئی اور مشقت ہوئی اور خرچ بڑھ گیا تو بجائے عشر کے نصف عشر دینا واجب رہ جاتا ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے **ویجب فی مسقی سماء ای مطر و سیح الخ ویجب نصفه فی مسقی غرب ای دلو کبیر و دالیة ای دولاب لکثرة المئونة وفی کتب الشافعیة اوسقاه بماء اشتراه وقواعد نالاً تاباه**(۱) اور علامہ شامی نے کہا کہ وجہ یہی ہے کہ جب خرچ زیادہ ہوگا بجائے عشر کے نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب رہ جائے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہندوستان کی زمین میں عشر واجب ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۹) فقہاء نے جو یہ فرمایا ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے، یہ ان کا فرمانا حکومت مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کہ جس زمین کا خراج لیا جائے اس کا عشر نہیں لیا جاسکتا۔ یا کہ حکومت غیر اسلام کے لئے بھی یہی حکم ہوگا۔ شامی جلد ثانی میں تصریح ہے کہ کفار حربی جب ہمارے ملک پر غالب آجائیں تو ان کا بھی وہی حکم ہوگا جو بغاۃ کا ہے یعنی اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ جس طرح باغیوں کے لینے سے مالک سے ساقط ہوجاتی ہے ایسا ہی متغلب حربی کے لینے سے بھی ساقط ہوجاتی ہے۔ علامہ کی یہ رائے قابل قبول ہے یا نہیں۔ غرض کہ ہندوستان کی زمین میں عشر واجب ہے یا خراج۔

(جواب) علامہ شامی نے باب الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ دارالحرب کی اراضی نہ خراجیہ ہیں اور نہ عشریہ یعنی نہ وہاں خراج واجب ہے اور نہ عشر۔ کفار نے جو کچھ خراج لیا گویا وہ خراج شرعی نہیں ہے اور نہ واجب ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں جب کہ اس کو دارالحرب کہا جائے جیسا کہ محققین کی رائے ہے عشر واجب نہیں ہے۔ احتیاطاً اگر کوئی دے دے تو یہ امر آخر ہے اور اس کی تائید حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تصریح سے بھی ہوتی ہے جو کہ انہوں نے مالا بدمنہ میں فرمائی کہ ہم نے مسائل عشر اس لئے نہ لکھے کہ ان بلاد میں عشر واجب نہیں ہے۔ پس اگر ہندوستان کی زمینوں کو عشری اور خراجی کہا جاتا تو پھر یہ حکم یہاں بھی جاری ہوتا کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ مولانا عبدالحی مرحوم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے کہ ہندوستان میں جس زمین کا خراج لیا جاتا ہے اس پر عشر نہیں ہے اور اسی قاعدے سے استدلال فرمایا ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے، اور علامہ شامی کی یہ تحقیق **ویظهر لی ان اهل الحرب لو غلبوا علی بلدة من بلادنا کذلک الخ**(۲) صحیح معلوم ہوتی ہے۔ عبارت باب الرکاز یہ ہے **واحترز به عن داره وارضه وارض الحرب ثم رأیت عین ما قلته فی شرح الشیخ اسمٰعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ.** ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰(۳) ص ۴۵ جلد نمبر ۲۔ شامی۔ فقط۔

افیون میں عشر واجب ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۰) افیون مال متقوم ہے یا نہیں اور اس میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) **اقول وباللہ التوفیق**۔ اس صورت میں صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ افیون مال متقوم ہے اور اس میں عشر واجب ہے

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۸ و ج ۲ ص ۶۹. ط.س. ج۲ص۳۲۶-۳۲۸. ۱۲ ظفیر
(۲) رد المحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج۲ص۱۲۲۸۸ ظفیر
(۳) قال ابو حنیفة فی قلیل ما اخرجته الارض وکثیره العشر سواء سقی سیحا او سقته السماء الا القصب والحطب والحشیش (هدایه ج ۱ ص ۱۸۳. ط.س. ج۲ص) ظفیر.

دھان کی زکوٰۃ

(سوال ۲۹۱) دھان جو زمین میں پیدا ہوتا ہے اس کی زکوٰۃ کا کیا حساب ہے؟

(جواب) دھان کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے، جو کچھ پیداوار زمین کی ہو اس میں سے دسواں حصہ دیا جاوے۔

تمباکو کی پیداوار پر عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۲) اگر کسی شخص نے اپنی زمین میں تمباکو بویا تو اس کی پیداور میں عشر لازم ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اگر عشری زمین ہے تو عشر اس میں لازم ہوگا۔ (۱) فقط۔

زمین عشری کی تعریف اور مہاجن سے لی ہوئی زمین اور ہندوستان کی دوسری زمین کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۳) زمین عشری کی کیا تعریف ہے اور کیا اپنی طرف سب زمین عشری ہے اور سب کا عشر دینا واجب ہے حالانکہ سرکار بھی مال گذاری لیتی ہے اور جو زمین مہاجن سے مسلمان نے لی ہے اس کی آمدنی پر بھی عشر لیا جاوے اور عشر مالک کے ذمہ ہے یا کاشتکار کے، اگر مالک خود کاشت کرے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) عشری زمین کا مطلب یہ ہے کہ جس زمین میں عشر واجب ہو وہ عشری ہے۔ (۲) جس وقت پورا حال نہ معلوم ہو جیسا کہ اس وقت ہے تو عموماً یہ حکم کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمین عشری سمجھی جاتی ہے اور کفار کی مملوکہ اراضی ''خراجی'' پس مسلمان کے پاس جو زمین مثلاً معافی کی چلی آتی ہے یا اس نے کسی مسلمان سے خریدی ہے وہ عشری ہے اور جو زمین کافر سے خریدی ہے وہ خراجی رہے گی اور بعض حضرات نے ایسا بھی لکھا ہے کہ جب سرکار سب زمینوں کا محصول لیتی ہے تو سب خراجی ہی ہیں، مگر مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ مسلمان اپنی اراضی مملوکہ میں عشر نکالیں۔ زمین اگر اجارہ پر دی گئی تو امام صاحب، کے نزدیک عشر مالک پر ہے۔ رقم اجارہ میں سے دسواں حصہ صدقہ کرے، اگر مالک خود کاشت کرے تو تمام پیداور کا دسواں حصہ نکالے۔ محصول سرکاری وغیرہ کچھ وضع نہ ہوگا۔ (۳) فقط۔

خودکاشت میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۴) بکر اپنی تھوڑی سی مملوکہ زمین خود کاشت کرتا ہے اور وہ ذریعہ رزق اس کے بال بچوں کا ہے اس پر کی پیداوار میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) عشر و نصف عشر اس پر واجب ہے (لیکن ہندوستان کو اگر دارالحرب مان لیا جائے تو واجب نہیں جیسا کہ گذرا۔ ظفیر)

---

(۱) وقال ابو حنيفة في قليل ما اخرجته الارض و كثيره العشر الخ (هدايه باب زكوٰة الزروع و الثمار ج ۱ ص ۱۸۳) ظفير
(۲) عشری زمین ایسی زمین کہلاتی ہے جس کے مالک مسلمان ہوگئے یا قوت کے ذریعہ سے کوئی خطہ فتح کیا گیا اور اس کی زمین مجاہدین پر تقسیم کردی گئی ہو وكل ارض اسلم اهلها او فتحت عنوة و قسمت بين الغانمين فهي ارض عشر (هدايه باب العشر و الخراج ج ۲ ص ۵۶۷) ظفير۔
(۳) والعشر على الدوجر كخراج موظف (درمختار) اى لواجر الارض العشرية فالعشر عليه من الاجرة كما فى التتار خانية (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۴. ط.س. ج۲ ص ۳۳۴.
(۴) اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكوٰة الا موال كالسوائم والعشر والخراج لا اعادة على اربابها ان صرف الماخوذ فى محله الا تى ذكره وان لا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخارج الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۳۲. ط.س. ج۲ ص ۲۸۸) ظفير۔

جس غلہ کی زکوٰۃ نہ نکلی ہو وہ حلال ہے یا حرام

(سوال ۲۹۵) زید نے غلہ میں دسواں حصہ زکوٰۃ نہیں نکالی تو وہ غلہ حرام ہوگا یا حلال۔

(جواب) وہ غلہ حلال ہے۔ زید زکوٰۃ نہ دینے سے گناہگار اور فاسق ہوجاوے گا۔

کاشتکار و زمیندار کی زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ

(سوال ۲۹۶) مسلمان زارعین پر خواہ زمیندار ہوں یا کاشتکار پیداوار زراعت میں یکساں زکوٰۃ فرض ہے یا کچھ فرق ہے، اور کس قدر زکوٰۃ دینی چاہئے۔

کل پیداوار میں زکوٰۃ ہے یا لگان کاٹ کر

(سوال ۲۹۷) ممالک متحدہ آگرہ واودھ میں کوئی اراضی ایسی نہیں ہے جو پرتہ مال گذاری سرکار سے مستثنیٰ ہو۔ پس بحالت متذکرہ زمیندار یا کاشتکار کو پیداوار اراضی سے غلہ بقدر قیمت رقم مال گذاری سرکار یا لگان زمیندار خارج کر کے بقیہ غلہ پر زکوٰۃ دینی چاہئے یا کل پیداوار پر بلامنہائی رقم مال گذاری وغیرہ۔

(جواب) (۱) زمین کی پیداور کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے، یہ عشر کہلاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ زمین عشری ہو خراجی نہ ہو، مزارعت کی صورت میں یعنی بٹائی کی صورت میں عشر دونوں پر ہے یعنی جس قدر غلہ مالک زمین کے حصہ میں آوے اس کا عشر وہ دیوے اور جس قدر کاشتکار کے حصہ میں آوے اس کا عشر وہ دیوے۔

(۲) زمین عشری ہے تو کل پیداوار کا دسواں حصہ دینا چاہئے، خرچ سرکاری وغیرہ منہا نہ کیا جاوے۔ (۲) فقط۔

عشر و خراج کے جمع نہ ہونے کا مطلب کیا ہے

(سوال ۲۹۸) مولانا عبدالحی صاحب در مجموعہ فتاویٰ جلد دوم ص ۳۱۸ نوشتہ اند کہ ہر کہ در زمین مملوکہ خود بآب باراں کاشت کرد عشر غلہ برو واجب الاداء است مگر در صورتیکہ کہ خراج زمین مذکورہ بحاکم وقت دادہ شود دراں وقت عشر ساقط است بحکم عبارت ردالمحتار وغیرہ کہ لا یجتمع العشر مع الخراج انتھی تفصیل ایں مسئلہ چگونہ است وقولہ لا یجتمع العشر مع الخراج چہ معنی دارد۔

(جواب) معنی قوله لا یجتمع العشر مع الخراج انه لا یوخذ من الارض الخراجیة العشر ولا من العشریة الخراج ولکن ان اخذ من العشریة الخراج فهل یسقط العشر فهو محل تامل۔ پس ظاہر آنست

---

(۱) اخذ البغاة والسلاطین الجائرة زکوة الاموال کالسوائم والعشر والخراج لا اعادة علی اربابها ان صرف الماخوذ فی محله الاتی ذکره وان لا یصرف فیه فعلیهم فیما بینهم وبین الله اعادة غیر الخراج الخ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۳۲. ط.س. ج۲ص۲۸۸) ظفیر۔

(۲) قال ابو حنیفة فی قلیل ما اخرجته الارض وکثیره العشر سواء سقی سیحا او سقت السماء الا القصب والحطب الخ وسقی بغرب او دالیة او سانیة ففیه نصف العشر (هدایه باب زکوة الزروع ج ۱ ص ۱۸۳. ط.س. ج۲ص۳۳۵) ظفیر

(۳) وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (در مختار) ان العشر علی رب الارض عنده وعلیهما عند هما الخ وهو الظاهر لما فی البدائع من ان المزارعة جائزة عند هما والعشر یجب فی الخارج والخارج بینهما فیجب العشر علیهما (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵) ظفیر۔

(۴) وتجب فی مسقی سماء وسیح بلا شرط نصاب وبقاء وحولان حول الخ یجب العشر ویجب نصفه فی مسقی غرب ودالیة لکثرة المئونة الخ بلا رفع مئون الزرع وبلا اخراج البذر لتصریحهم بالعشر فی کل الخارج (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶. ط.س. ج۲ص۳۲۴-۳۲۶) ظفیر۔

کہ مولانا عبدالحیٔ صاحب مرحوم حکم زمین خراجی نوشتہ اند کہ اگر از زمین خراجی حکام خراج گرفتند ادائے عشر لازم نخواہد شد لیکن اگر از زمین عشری خراج گرفتہ شد ظاہر آن است کہ دیانۃً بذمہ مالک ادائے عشر لازم است۔(۱)

سرکاری محصول کی وجہ سے عشر ساقط ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۹) سرکار زمین سے جو محصول لیتی ہے اس سے عشر ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) عشری زمین سے محصول لینا مسقط عشر نہیں ہے هذا هو الا حتياط(۲) ہاں اگر زمین عشری ہی نہ ہو بلکہ خراجی ہو تو محصول دے دینا کافی ہے، یعنی عشر اس میں واجب نہیں ہے۔

مذکورہ تین قسموں میں سے کس میں عشر ہے

(سوال ۳۰۰) میرے پاس تین قسم کی زمین ہے ان میں سے کون سی زمین پر خراج ہے اور کون سی پر عشر یا کیا۔ قسم اول جنگل سرکاری پڑا ہوا تھا سرکار میں درخواست کی گئی وہ مجھے ملی اور میری ملک میں ہے۔ قسم دوم۔ ایک کافر سے خریدی گئی جو میری ملک ہے۔ قسم سوم۔ سرکاری زمین مثلاً ایک سال یا زیادہ کے لئے زراعت کے واسطے دی جاتی ہے۔

(جواب) در قسم اول زمین عشر لازم است لان العشر اليق بالمسلم وما اسلم اهله طوعاً اوفتح عنوة وقسم بين جيشنا والبصرة ايضاً باجماع الصحابة عشرية لا نه اليق بالمسلم.(در مختار . قوله لانه اليق بالمسلم) ای لما فيه من معنى العبادة ردالمحتار وفيه ولو ان المسلم اوا لذمی سقاها مرةً بماء العشرو مرة بماء الخراج فالمسلم احق بالعشر والذمى بالخراج۔(۳) ودر قسم دوم خراج است او اشترىٰ مسلم من ذمى ارض خراج يجب الخراج الخ در مختار۔(۴) ودر قسم سوم عشر در خارج لازم است لا نهم صرحوا بان الملك غير شرط فيه هل سبب وجوبه الارض النامية وشرطه ملك الخارج ای لا ملك الارض كما فی الاراضى الموقوفة كذافی ردالمحتار۔(۵)

عشری اور خراجی زمین

(سوال ۳۰۱) کون سی زمین عشری اور کون سی خراجی ہے۔ اگر زمین عشری سے خراج سرکاری لے لیا جاوے تو عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اراضی مملوکہ مسلمانان را کہ حال آنہا معلوم نیست احتیاطاً عشری باید شمرد وعشر از انہا باید داد واز زمین عشری اگر خراج گرفتہ شود عشر ساقط نمی شود۔(۶)

کیا جس زمین پر خراج ہے اس میں عشر نہیں

(سوال ۳۰۲) الفاروق مصنفہ مولانا شبلی نعمانی کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس زمین پر خراج ہو اس پر عشر

(۱، ۲) اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكوة الا موال الظاهرة كالسوائم والعشر والخراج لا اعادة على اربابها ان صرف الماخوذ فی محله الا تى ذكره وان لا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج (الدرا لمختار على هامش ردالمحتار. باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۲. ط.س. ج۲ ص۲۸۸) ويظهر لی ان اهل الحرب لو غلبوا على بلدة من بلا دنا كذالك(رد المحتار. ايضاً. ط.س. ج۲ ص۲۸۸) ظفير.(۳) رد المحتار كتاب الجهاد باب العشر و الخراج والجزيه ج ۳ ص ۳۵۱ .ط.س. ج۴ ص۱۷۶. ۱۲ ظفير(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الجهاد باب العشر والخراج و الجزيه ج ۳ ص ۳۵۴ .ط.س. ج۲ ص ۱۹۱. ۱۲ ظفير(۵) دیکھئے ردالمحتار، كتاب الجهاد باب العشر والخراج والجزية ج۳ ص ۳۵۲ .ط.س. ج۲ ص۱۷۸ ۱۲ ظفير صديقی.(۶) وما اسلم اهله طوعا او فتح عنوة وقسم بين جيشنا الخ عشرية (الدرا لمختار على هامش ردالمحتار كتاب الجهاد باب العشر و الخراج و الجزيه ج ۳ ص ۳۵۰)

واجب نہ تھا۔ بینواتوجروا۔

(جواب) فقہاء حنفیہ نے ایسا ہی لکھا ہے کہ جس زمین سے محصول لیا جاوے اس میں عشر نہیں ہے۔(۱)

نئی آباد زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان زمینوں کے بارے میں جو ہنوز نو آباد ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں جیسے ملک پنجاب میں شہر لائل پور و سرگودھا کی آباد شدہ و شہرہ منٹگمری کی اب آباد ہو رہی ہے کہ آیا ان زمینوں پر عشر ہے یا نہیں باقی بحیثیت محنت و مشقت و محصول سرکاری کے لحاظ سے تو یہ چاہی زمین سے زیادہ ہیں اس لئے کہ چاہی زمین کا محصول تو ۴ر کنال ہے پنجاب میں اور ان زمینوں کا محصول عہ کنال ہے اور علیٰ ہذا القیاس اضافہ محنت کہ کبھی انسان...... تحصیل نفع...... بالکلیہ نہیں کرسکتا۔

(جواب) شامی میں منقول ہے احترازاً عما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ (۳) اس روایت کے موافق عشر لازم نہیں۔ لیکن اگر ایسی اراضی دارالاسلام میں ہوں گی تو عشری ہوں گی ان میں عشر دینا لازم ہوگا۔ لہذا اگر احتیاطاً دیا جاوے تو عشر دیا جائے۔

کھیتی کا عشر صاحب نصاب پر واجب ہے یا سبھوں پر

(سوال ۳۰۴) کھیتی کا عشر صاحب نصاب پر واجب ہے یا سب پر اور جو فقیر مانگنے والے ہیں اگر وہ صاحب نصاب ہیں تو ان کو عشر و زکوۃ دینا درست نہیں۔

عشری زمین پر جو مزدوری خرچ ہوئی ہے کیا عشر میں اس کا حساب بھی ہوگا

(سوال ۳۰۵) عشری زمین میں جو مزدوروں کو مزدوری ادا کی گئی ہے تو اس کا حساب عشر میں وضع کیا جاوے گا یا کہ نہیں۔

(جواب) عشر میں مزدور کی مزدوری اور دیگر اخراجات کا حساب نہیں ہوتا یعنی مزدوروں کی مزدوری وغیرہ کی وجہ سے عشر میں کمی نہ ہوگی (۴) لہذا دسواں حصہ اس میں سے دینا چاہئے۔ درمختار میں ہے بلا رفع مئون ای کاف الزرع وبلا اخراج البذر لتصریحهم بالعشر فی کل الخارج۔(۵)

عشری زمین کون سی ہے اور جس زمین کا لگان دیا جاتا ہے اس میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۶) عشری زمین کسے کہتے ہیں، جو لوگ زمینداروں کو مالگذاری ادا کرتے ہیں ان لوگوں پر کس حساب سے غلہ میں صدقہ واجب ہے۔

---

(۱) ولا یوخذ العشر من الخارج من ارض الخراج لا نهما لا یجتمعان (ایضاً کتاب الجهاد باب العشر و الخراج والجزیه ج ۳ ص ۳۶۵ ط.س. ج۴ص ۱۹۲) ظفیر.

(۳) رد المحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱ ط.س. ج۲ص ۳۲۰. ۱۲ ظفیر

(۴) قال ابو حنیفة فی قلیل ما اخرجته الا رض و کثیره العشر سواء سقی سیحا او سقته السماء الا القصب والحطب والحشیش (هدایه باب زکوة الزروع و الثمار ج ۲ ص ۱۸۳) ظفیر

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۹ ط.س. ج۲ص۳۲۸. ۱۲ ظفیر

(جواب) شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمین عشری وخراجی نہیں ہیں اگر احتیاطاً عشر دے تو بہتر ہے اور جو لوگ زمیندار کو مال گذاری ادا کرتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ عشر کس پر واجب ہے۔ امام صاحب زمیندار پر واجب فرماتے ہیں اور صاحبین مستاجر پر اور در مختار میں ہے وبقولهما نا خذ (۱) اور شامی نے بھی بعد تفصیل وتحقیق کے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے و مفتیٰ به و ماخوذ به کہا ہے حیث قال فلا ينبغي العدول عن الافتاء بقولهما في ذلك (۲)

چارہ والی زمین میں عشر کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۷) اگر بیلوں کے چارہ کے واسطے کسان چند کھیت بودے تو آیا اس کھیتی میں عشر دینا چاہئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب) عشر ان کھیتی میں بھی جو جانوروں کے چارہ کے لئے ہے اور غلہ (یا چارہ) اس میں پیدا ہوا واجب ہے، اگر زمین بارانی ہے تو دسواں حصہ اور آب پاشی کی زمین سے بیسواں حصہ نکالنا واجب اور اگر کھیت کو بلا دانہ اور بلا پختگی کے کاٹ کر جانوروں کو کھلایا جائے یعنی گھاس کو ہی کھلایا جائے تو عشر واجب نہیں عہ۔ فقط

يجب العشر في مسقى سماء اى مطرو سيح كنهر بلا شرط نصاب الى قوله الا فيما لا يقصد به استغلال الارض نحو حطب الخ در مختار (باب الزكوة وفي الجوهرة ج ۱ ص ۲۸) اذا اتخذ ارضه مقصبة او مشجرةً اومنبتاً للحشيش وساق اليه الماء ومنع منه الناس يجب فيه العشر الخ. جميل الرحمن)

ہندوستان کی زمین کا عشری ہونا اور قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(سوال ۳۰۸) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا نہیں؟ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ نے مالا بدمنہ میں لکھا ہے کہ زمین عشری دریں دیار نیست۔ الخ۔

(جواب) یہ محقق نہیں کہ حضرت قاضی صاحبؒ نے مالا بدمنہ میں یہ الفاظ زمین عشری کہ دریں دیار نیست الخ کس بنا پر تحریر فرمائے ہیں۔ (۳) باقی ظاہر نصوص اور روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی مملوکہ زمین کا اصل وظیفہ عشر ہے۔ شاید قاضی صاحب نے اس بنا پر نفی عشر کی فرمائی ہو کہ سرکار نے محصول مقرر فرما دیا ہے لہذا وہ آراضی خراجی ہوگئی اور خراجی زمین میں عشر نہیں ہے لیکن اول تو کل اراضی ایسی نہیں ہے کہ ان پر محصول مقرر ہو معافیات بھی ہیں شاید قاضی صاحب کے قرب و جوار میں معافیات نہ ہوں ثانیاً اگر زمین عشری سے خراج لے لیا جاوے تو عشر اس سے ساقط نہیں ہوتا بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ اراضی میں موافق تشریح مولانا اشرف علی صاحب در پرچہ القاسم عشر واجب کہا جاوے۔

---

(۱) پوری عبارت یہ ہے والعشر على الموجر كخراج موظف وقالا على المستاجر كمستعير مسلم وفي الحاوي وبقولهما ناخذ الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵ .ط.س.ج۲ ص ۳۳۴ .ظفیر۔

(۲) دیکھئے ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۵۷ تحت قول وبقولہما ناخذ ۱۲ ظفیر۔

عہ یعنی اگر کھیت غلہ کے لئے بویا لیکن تبدیل ارادہ سے کاٹ کر کھلا دیا تو عشر واجب نہیں ورنہ بقصد چارہ اگر بویا ہے تو عشر واجب ہے جیسا کہ عبارات مذکورہ سے ظاہر ہے۔

(۳) بعد میں مفتی علام کو یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ وہ اس لئے یہاں عشر کو واجب نہیں فرماتے تھے کہ یہ ملک دار الحرب کے حکم میں تھا۔ اس کی تفصیل مفتی علام کے اپنے قلم سے گذر چکی ہے ۱۲ ظفیر۔

عشر پیداوار پر ہوتا ہے جس وقت زمین عشری میں کچھ غلہ وغیرہ پیدا ہوا ہو اور حاصل ہو اسی وقت عشر لازم ہے حولان حول شرط نہیں ہے پانی کا محصول نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) نہ ہوگا عشر (دسواں حصہ) ہی واجب ہے جیسا کہ عموماً روایات فقہیہ اس پر دال ہیں۔ وتجب فی مسقی سماء ای مطرو سیح ای نهر الخ درمختار .فقط.

(قال الشامی قد صرحوا بان فرضية العشر ثابتة بالكتاب والسنة والا جماع والمعقول وبانه زكوٰة الثمار والزروع (الى ان قال) لعموم قوله تعالىٰ انفقوا من طيبات ما كسبتم ومما اخرجنا لكم من الارض وقوله تعالىٰ واتو احقه يوم حصاده وقوله صلى الله عليه وسلم ما سقت السماء ففيه العشر وما سقى بغرب او دالية ففيه نصف العشر الخ شامی ج ۳ ص ۳۵۳)ظفیر

یہاں کی زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۹) ہماری زمین میں عشر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو انگریز لوگ جو چار آنہ فی کنال ہم سے لیتے ہیں اس کو خراج کہا جائے گا یا چٹی؟ اگر چٹی کہا جائے گا تو کس رو سے؟ اور ثانیاً یہ کہ عشر کے لئے شرط ہے زمین کا عشری ہونا کہ کسی بادشاہ اسلام۔ نے اگر عشری رکھا ہو تو وہ عشری ہوگی تو ہند اور پنجاب کی زمین پر کسی تواریخ سے معلوم نہیں ہوتا کہ فلاں بادشاہ نے یہاں عشر رکھا ہے خصوصاً جہانگیر و اکبر بادشاہ یا گذشتہ جو گذر چکے ہیں۔ ثالثاً یہ کہ دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ اگر دارالحرب ہے تو کیا دارالحرب میں عشر واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر دارالاسلام ہے تو کن شرائط سے دارالاسلام ہے؟ الغرض یہاں کے بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ یہاں ہرگز عشر نہیں ہے، بعض عشر کے قائل ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

(جواب) درمختار میں ہے ما اسلم اهله طوعا او فتح عنوة و قسم بين جيشنا الخ عشرية لا نه اليق بالمسلم وفى ردالمحتار ولو قال بيننا لشمل ما اذا قسم بين المسلمين غير الغانمين فانه عشرى لان الخراج لا يوظف على المسلم ابتداء قهستانى در منتقى . شامی جلد ۳ ج ۳ ص ۳۵۱ وفیه ای الدر المختار ولو ترک ای السلطان العشر لا يجوز اجماعاً ويخرجه بنفسه للفقراء . در مختار۔(۱) شامی میں ہے وذكره فى الزكوٰة لانه منها قال فى الفتح قيل ان تسميته زكوٰة على قولهما لا شترا طهما النصاب والبقاء بخلاف قوله وليس بشئى اذلا شک انه زكوٰة حتى يصرف مصارفها واختلا فهم فى اثبات بعض شروط لبعض انواع الزكوٰة و نفيها لايخرجه عن كونه زكوٰة الخ (شامی باب العشر ج ۲ ص ۶۵ ۹ظفیر۔

ان عبارات سے چند امور معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ مسلمان کی آراضی کا اصل وظیفہ عشر ہے۔ دوم یہ کہ اگر بادشاہ عشر نہ لیوے تو عشر ساقط نہیں ہوتا بلکہ خود مالک زمین کو عشر نکالنا چاہئے اور فقراء کو دینا چاہئے۔ سوم یہ کہ عشر بھی زکوٰۃ ہے پس جب کہ اصل وظیفہ مسلم کا عشر ہے تو جو اراضی مملوکہ مسلمین ہیں تو یا اصل میں عشری تھی کہ سلاطین اہل اسلام نے ان کو فتح کر کے مسلمانوں کو دے دی تھی یا ان کا حال سابق کچھ معلوم نہیں ان دونوں صورتوں میں اس میں عشر لازم ہے۔ اگر درحقیقت کسی زمین میں عشر مقرر ہونا چاہئے۔ بادشاہ اسلام نے یا غیر نے عشر مقرر نہ کیا اس سے عشر ساقط نہیں ہوتا اور وہ زمین عشری ہونے سے خارج نہیں ہوتی۔ اور جب کہ عشر بمنزلہ زکوٰۃ ہے تو جیسا کہ زکوٰۃ

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر و الخراج والجزیه ج ۳ ص ۳۶۶ .ط.س. ج۲ ص ۲۷ ۱ ۲ ۱ ظفیر۔

اموال ہر جگہ واجب ہے بلاد اسلام ہوں یا غیر، اسی طرح عشر بھی ہر جگہ لازم ہوگا اور واضح ہو کہ زمین عشری سے اگر خراج لے لیا جاوے تب بھی عنداللہ عشر ساقط نہیں ہوتا لہذا صاحب زمین کو عشر نکال کر فقراء کو دینا چاہئے۔ الحاصل احوط یہی ہی کہ مسلمان اپنی اراضی کی پیداوار زمین سے عشر ادا کریں(مــ) فقط۔

جس زمین کا ٹیکس دینا پڑتا ہے اس میں عشر

(سوال ۳۱۰) جس زمین کی ملکیت ہوگئی اور بیچنے کا اختیار ہے راجاؤں کو خراج دینے پڑتے ہیں اور اراضی آسمانی پانی سے سیراب ہوتی ہے، اس پر عشر ہے یا نہیں۔

(جواب) عشر لازم ہے۔(۱)

زمین عشری کی تعریف

(سوال ۳۱۱/۱) زمین عشری کس کو کہتے ہیں اور اس کی کیا کیا شرائط ہیں؟

خراجی زمین

(سوال ۳۱۱/۲) زمین خراجی کسے کہتے ہیں اور اس کے کیا شرائط ہیں؟

ہندوستان کی زمین کا حکم

(سوال ۳۱۲/۳) ہندوستان کی زمین بحالت موجودہ خراجی ہے یا عشری؟ جب گورنمنٹ برطانیہ نے بعد عذر کے سلطنت کی باگ اپنے قبضہ واقتدار میں لی تھی تو اس وقت اعلان عام کیا تھا کہ تمام اراضی ضبط کرلی گئی اور کسی کا حق نہیں ہے۔ اگر صاحب اراضی دعویٰ کر کے ثبوت پیش کرے تو اس کو حسب تجویز حاکم دی جاوے گی چنانچہ جن مالکان اراضی نے دعویٰ کر کے بینہ قائم کئے ان کو وہی اراضی یا بعوض ان کو دیگر اراضی عطا ہوئی اور بعض کو کسی امر کے صلہ میں زمین عطا ہوئی اور مال گذاری سرکاری جو سالانہ زمینداروں سے بادشاہ وقت لیتا ہے مقرر کردی اور بعض کو معاف کردی۔

عشر کاشتکار پر ہے یا زمیندار پر

(سوال ۳۱۳/۴) برتقدیر وجوب عشر یا نصف عشر کاشتکار پر عشر یا نصف عشر واجب ہوگا یا زمیندار پر؟ کاشتکار وہ ہے جو زمین کی جملہ خدمت کرتا ہے اور مالک اراضی یعنی زمیندار اس سے نصف یا ثلث پیداوار کا بحیثیت شرائط جنس پیداوار سے یا غیر جنس سے لیتا ہے اور سرکاری مال گذاری زمیندار ادا کرتا ہے۔

(مــ) احقر جمیل الرحمٰن مرتب غفرلہ عرض کرتا ہے کہ اراضی مملوکہ زمینداران پر حکومت کے قبضہ کی شکل میں بھی عبارات فقہیہ سے وجوب عشر معلوم ہوتا ہے فی الشامی قدر صرحوا (الی ان قال) وبان الملک غیرشرط فیه بل الشرط ملک الخارج شامی ج ۳ ص ۳۵۲ .ط.س. ج ۲ ص ۱۷۸ یعنی وجوب عشر میں پیداوار کی ملک کا اعتبار ہے نہ کہ زمین کی ملکیت کا علیٰ ہذا۔ کاشت کار پر عشر فرض ہے۔ زمیندار پر نہیں ہے والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر وفی الحاوی وبقولهما ناخذ شامی ج ۲ ص ۵۷۔ ط.س. ج ۲ ص ۳۳۴

(۱) اخذ البغاة والسلاطین الجائرة زکوة لا موال الظاهرة کالسوائم والعشر والخراج لا اعادة علی اربابها ان صرف الما خوذ فی محله الا تی ذکره وان لا یصرف فیه فعلیهم فیما بینهم وبین الله اعادة غیر الخراج (درمختار) ویظهر لی ان اهل الحرب لو غلبوا علی بلدة من بلا دنا کذالک (رد المحتار باب زکوة الغنم ج ۲ ص ۳۲ .ط.س. ج ۲ ص ۲۸۸۔ ۱۲ ظفیر.

جس زمین کی مال گذاری دی جائے

(سوال ۵/۳۱۴) جس اراضی کی مال گذاری ادا کی جاتی ہے وہ خراجی ہے یا عشری؟

مال گذاری معاف زمین کا عشر

(سوال ۶/۳۱۵) جس اراضی کی مال گذاری معاف ہے اس کی دو قسمیں ہیں، اول وہ اراضی کسی دوسری اراضی کے عوض میں ہے یعنی اس اراضی کی مال گذاری دوسری اراضی میں محسوب ہوتی ہے۔ دوم وہ اراضی کسی امر کے صلہ میں یا جائداد کے عوض میں عطا ہوئی ہے تو یہ ہر دو قسم اراضی معاف شدہ مال گذاری خراجی ہوگی یا عشری۔

عشری کی مختلف حیثیت

(سوال ۷/۳۱۶) کسی گاؤں کی بعض حصہ اراضی کی پیداوار کا دارومدار صرف آسمانی پانی پر ہے اور اس کی آب پاشی نہیں ہوتی اور بعض حصہ کی آب پاشی چاہات وتالاب وغیرہ وغیرہ سے ہوتی ہے اور بعض اراضی کی پیداوار اور بارش وآب پاشی دونوں سے ہوتی ہے یعنی صرف بارش پر اکتفاء کرنے سے پیداوار کم ہوتی ہے اگر اس میں آب پاشی کر دی جاوے تو پیداوار زیادہ ہوتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس اراضی کی آب پاشی ہوا کرتی تھی، وقت پر بارش ہونے سے آب پاشی کی ضرورت نہیں ہوتی تو ان سب صورتوں میں بر تقدیر وجوب عشر، عشر واجب ہوگا یا نصف عشر؟

(جواب)(۱) فی الدر المختار ما اسلم اهله طوعا او فتح عنوة وقسم بين جيشنا والبصرة عشرية۔(۱) پس ایسی زمین عشری ہے جب تک درمیان میں کسی غیر مسلم کی ملکیت متخلل نہ ہو جاوے۔

(۲) اس میں بھی تفصیل ہے مناسب مقام ایک قسم یہ بھی ہے کہ کسی وقت غیر مسلم اس کا مالک ہو جاوے۔

(۳) ضبط کرنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک قبضہ مالکانہ، اگر یہ ہوا ہے تو وہ زمین عشری نہیں رہی، دوسرا قبضہ ملکانہ و حاکمانہ ومنتظمانہ اور احقر کے نزدیک قرائن سے اسی کو ترجیح ہے، اگر ایسا ہوا ہے تو اراضی عشریہ بحالہا عشری رہیں۔ البتہ اگر پہلے سے وہ اراضی عشری نہیں تھی یا سرکار نے کوئی دوسری زمین اس کی زمین کے عوض میں دے دی یا کسی صلہ میں اس کو کوئی زمین دی کہ چونکہ وہ دینے کے قبل استیلاء سے سرکار کی ملک ہوگئی تھی لہذا وہ عشری نہ رہی۔

(۴) والعشر على الموجر كخراج موظف وقالا على المستاجر كمستعيرمسلم وفى الحاوى وبقولهما ناخذ وفى المزارعة ان كان البذر من رب الا رض فعليه ولو من العامل فعليهما بالحصة در مختار (۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر زمین کرایہ پر ہے تو بقول مفتیٰ بہ کاشتکار پر اور اگر بٹائی پر ہے اور تخم بھی کاشتکار کا ہے تو زمیندار اور کاشتکار دونوں پر اپنے اپنے حصہ کی قدر ہے۔

(۵) مالگذاری کے اوپر اس کا مدار نہیں اگر کوئی زمین عشری ہو اور اس پر مالگذاری مقرر کر دی جائے تو وہ عشری رہے گی۔

(۶) اس کا جواب بھی مثل جواب نمبر ۵ کے ہے۔

(۷) ويجب اى العشر فى مسقى سماء او سيح كنهر (الى قوله) ويجب نصفه فى مسقى غرب اى ودلو كبير ودالية اى دولاب لكثرة المؤنةوفى كتب الشافعية او سقاه بماء اشتراه وقواعد تالا تاباه ولو سقى سيحا و بآلةاعتبر الغالب ولو استو يا فنصفه وقيل ثلثة اربا عه(۳)در مختار . قلت واختلف

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر والخراج والجزیہ ج ۳ ص ۳۵۰. ط.س. ج ۴ ص ۱۷۶ ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۶۸ .ط.س.ج ۲ ص ۳۳۴۔
(۳) الدر المختار باب العشر ج ۲ ص ۱۳۹ .ط.س.ج ۲ ص ۳۲۶-۳۲۸ . ۱۲ ظفیر.

الترجیح والا حتیاط فی الثانی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارانی زمین میں عشر ہے اور آب پاشی چاہ وتالاب میں نصف عشر اور جس زمین کی آب پاشی دونوں طرح ہوتو اس میں غالب کا اعتبار ہے اگر دونوں برابر ہوں تو نصف پیداوار میں عشر اور نصف میں نصف عشر۔ فقط۔

کافر سے خریدی ہوئی زمین کا عشر

(سوال ۳۱۷) جو زمین کسی کافر سے خریدی گئی اس میں عشر ہے یا نہیں؟

پھل میں عشر

(سوال ۲/ ۳۱۸) باغ کے ثمر یا سوختہ میں عشر واجب ہے یا نہیں؟

کرایہ میں عشر

(سوال ۳/ ۳۰۹) جائداد سکنائی کے کرایہ میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

جائداد بحق مدرسہ کا عشر

(سوال ۴/ ۳۱۰) جس جائداد پر حق سرکاری نہیں بلکہ ابواب بحق ڈاکخانہ، شفاخانہ، مدرسہ، سڑک قائم ہیں تو یہ اخراجات داخل عشر ہوں گے یا نہیں؟ اور عشر میں منہا ہوں گے یا نہیں؟

(جواب) (۱) اس صورت میں وہ زمین خراجی ہی رہتی ہے عشر لازم نہیں ہوتا۔ قال فی الشامی فصار شراء المسلم من الذمی بعد ما صارت خراجیة فتبقی علی حالها الخ شامی۔(۲) ج۲۔

(۲) باغ کے ثمر میں عشر واجب ہے سوختہ میں نہیں۔(۳)

(۳) نہیں۔

(۴) یہ حقوق منہا نہ ہوں گے بلکہ کل پیداوار کا عشر واجب ہوگا۔ فقط۔

---

(۲) رد المحتار ج ۲ ص ۷۱. ط.س.ج۲ص۳۲۹

(۳) قال ابو حنیفة فی قلیل ما اخرجته الارض وکثیرة العشر سواء سقی سیحا او سقته السماء الا القصب والحطب والحشیش (هدایه ج ۱ ص ۱۸۳) ظفیر.

ساتواں باب

مصارف زکوٰۃ

مسکین کی تعریف

(سوال ۳۱۱۱) مسکین کس کو کہتے ہیں۔

(جواب) جو شخص مالک نصاب نہ ہو اور وہ محتاج ہو اس کو فقیر اور مسکین کہتے ہیں اور کتب فقہ میں اس کی پوری تفصیل لکھی گئی ہے۔(۱)

صاحب زکوٰۃ نے جب اجازت دے دی ہو تو پھر دریافت کی ضرورت نہیں

(سوال ۳۱۲) میں جس کے یہاں ملازم ہوں اس نے زکوٰۃ نکالی اور یہ کہا کہ تین روپے تم خود لے لینا۔ تو اب میں بلا دریافت کئے لے سکتا ہوں یا نہیں۔

(جواب) جب کہ اس نے یعنی مالک نے اجازت دے دی تو لینا درست ہے، بہ نیت زکوٰۃ لے کر اپنے کام میں لاوے۔(۲) فقط

کیا زکوٰۃ کی رقم تجارت میں لگائی جاسکتی ہے

(سوال ۱/۳۱۳) کیا زکوٰۃ کا روپیہ تجارت میں لگایا جاسکتا ہے اور اس سے جو منافع ہو وہ اپنے ذاتی صرف میں لایا جاسکتا ہے جب کہ اصل مامون ومحفوظ ہو۔

موجودہ رقم سے زکوٰۃ دے یا الگ سے بھی دے سکتا ہے

(سوال ۳۱۴/۲) زید کے پاس دوسو روپے ہیں آیا منجملہ اس رقم کے پانچ روپے زکوٰۃ دینا چاہئے یا یہ کہ زید اصل اپنے پاس رکھ کر اور علیحدہ سے کچھ انتظام کر کے قرض وغیرہ سے پانچ روپے زکوٰۃ دے دے۔

(جواب)(۱) اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی زکوٰۃ کے روپیہ کا مالک بنانا ایسے مسلمان کو جو کہ مالک نصاب نہ ہو اور سید نہ ہو ضروری ہے۔(۳)

(۲) یہ اختیار ہے کہ خواہ ان دوسو روپے میں سے زکوٰۃ کا دے دے یا علیحدہ اس کے پاس ہوں تو اس میں سے دے دے لیکن اگر اس کے پاس دوسو روپے سے کچھ زیادہ ہوگا تو اس زاید کی زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہوگی اور قرض لینے کی ضرورت نہیں ہے غرض نتیجہ یہ ہے کہ جس قدر روپیہ اس کے پاس ہے اس کی زکوٰۃ حساب کر کے اس میں دے دے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ومسکین من لا شئی له علی المذهب لقوله تعالیٰ او مسکیناً ذا متربة وایة السفینة للترحم (در مختار) قوله علی المذهب من انه اسواء حالا من الفقیر وقیل علی العکس والاول اصح بحر وهو قول عامة السلف اسمٰعیل وافهم با لعطف انهما صنفان وهو قول الامام وقال الثانی صنف واحد (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۰ .ط.س.ج۲ص ۳۳۹) اس سے معلوم ہوا کہ اصطلاح میں مسکین اسے کہا جاتا ہے جیسے کچھ نہ ہو، بالکل بدحال ہو اور جو صاحب نصاب نہ ہو مگر کھاتا پیتا ہو تو اصطلاح میں اسے فقیر کہتے ہیں فقیر وهو من له ادنی شئی ای دون نصاب (ایضاً) اردو کے محاورہ میں مسکین اور فقیر ایک معنی میں بولا جاتا ہے یعنی جو مستحق زکوٰۃ هو والله اعلم ۱۲

(۲) وللوکیل ان یدفع لولده الفقیر وزوجة لا لنفسه الا اذا قال ربها ضعها حیث شئت (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ص ۱۴ و ج ۲ ص ۱۵ .ط.س.ج۲ص ۲۶۹) ظفیر

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ .ط.س.ج۲ص ۳۴۴) ظفیر

(۴) واللازم فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرا الخ وفی عرض تجارة قیمته نصاب الخ ربع عشر (ایضاً باب زکوٰة المال ج ۲ ص ۳۱ .ط.س.ج۲ص ۲۹۷-۲۹۸) ظفیر

زکوٰۃ کی رقم سے کپڑا بنا کر دیا جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۵) زکوٰۃ کے روپے میں سے مستحق زکوٰۃ کو اگر کپڑے بنا کر دیئے جائیں تو جائز ہے یا نقد دینا ضروری ہے۔

(جواب) زکوٰۃ کے روپے سے کسی مستحق کو کپڑے بنا کر دیئے جاویں تو یہ بھی درست ہے۔

جس کو زکوٰۃ کی رقم تقسیم کے لئے دی گئی ہے وہ اپنی مسکین بیوی کو اس میں سے دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۶) زید نے عمر کو زکوٰۃ کا روپیہ دیا کہ وہ مستحق پر تقسیم کر دے عمر صاحب نصاب ہے مگر زوجہ اس کی مسکین ہے تو عمر اپنی زوجہ کو زید کی زکوٰۃ میں سے کچھ دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں عمر اپنی زوجہ کو زکوٰۃ کا روپیہ دے سکتا ہے۔(۱)

خوشدامن کو زکوٰۃ دینی درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۷) خوش دامن کو زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اپنی خوش دامنہ کو جب کہ وہ مالک نصاب نہ ہو زکوٰۃ دینا جائز اور درست ہے مگر اس کو بالکل مالک بنا دیا جاوے جہاں چاہے خرچ کرے۔(۲)

بغیر زکوٰۃ کا نام لئے رقم دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں

(سوال ۳۱۸) اگر اپنا عزیز زکوٰۃ کے نام سے روپیہ لیتا ہوا شرماوے اس کو اس طرح سے کہہ کر زکوٰۃ دینا (کہ اس کے کپڑے بنوا لینا بچوں کے کپڑے بنوا دینا) درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح دینی درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے، اپنی نیت دل میں زکوٰۃ کی کر لینا کافی ہے جس کو دی جاوے اس پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) فقط۔

رقم مسکین کے ہاتھ میں نہ دی اس کے حکم سے ٹکٹ خرید کر دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں

(سوال ۳۱۹) ایک سیٹھ صاحب زکوٰۃ اس طرح مسکینوں، مسافروں کو دیتے ہیں کہ جس جگہ مسافر مسکین کو جانا ہوتا ہے اپنے آدمی کو اس کے ہمراہ بھیج کر اسٹیشن سے ٹکٹ دلا دیتے ہیں اور نقد پیسے اس کے ہاتھ میں نہیں دیتے۔ اگر مسافر کسی عذر کی وجہ سے نہ جاوے اور ٹکٹ ردی ہو جاوے تو اس سیٹھ صاحب کی زکوٰۃ ادا ہو گی یا نہیں۔

(جواب) وہ آدمی سیٹھ صاحب کا جب کہ اس مسکین کی اجازت سے ٹکٹ خریدتا ہے تو وہ آدمی نائب اور وکیل اس مسکین کا قبض زکوٰۃ اور خرید ٹکٹ میں ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ آدمی وکیل اور نائب سیٹھ صاحب کا ہے لہذا زکوٰۃ سیٹھ صاحب مذکور کی اس صورت میں ادا ہو جاتی ہے کہ پھر اگر وہ مسافر بوجہ کسی عذر کے سفر میں نہ جاوے اور ٹکٹ ردی

---

(۱) وللوکیل ان یدفع لولده الفقیر وزوجته لا لنفسه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ص ۲۶۹) ظفیر

(۲) ولا الی من بینهما ولاد (در مختار) وقید بالو لا دلجواز ه لبقیة الا قارب کالا خوة والا عمام والا خوال الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ص ۳۴۶) ظفیر

(۳) ولا یجوز اداءالزکوٰۃ الا بنیة مقارنة للاداء او مقارنة لعزل مقدار الواجب الخ ایضاً ج ۱ ص ۱۷. ط.س. ج۲ص ۲۷۰. ظفیر.

ہو جاوے تب بھی زکوۃ ادا ہو چکی (۱) فقط۔

مدرسہ میں زکوۃ کہاں اور کس طرح خرچ ہوگی

(سوال ۳۲۰) اگر مدرسہ کی حالت تنزل پر ہو تو اس میں مال زکوۃ صرف کرنا کس طرح اور کس مد میں درست ہے۔

(جواب) ایسی صورت میں حیلہ تملیک کر کے زکوۃ کے روپے کو جس مد میں چاہیں صرف کر سکتے ہیں اور حیلہ تملیک یہ ہے کہ زکوۃ کا روپیہ کسی ایسے شخص کی ملک کر دیا جائے جو کہ مالک نصاب نہ ہو پھر اس کی طرف سے مصارف زکوۃ میں صرف کر دیوے۔ (۲) فقط۔

والد کی زندگی میں بطور میراث جو ملے وہ مانع زکوۃ ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۱) والد کی زندگی میں جو چیز وراثت میں ملے گی وہ مانع زکوۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) والد کی حیات میں اس کی اولاد مالک اس کے مال کی نہیں ہے لہذا وہ مانع عن اخذ الزکوۃ و اولاد بالغین کے لئے نہیں ہے۔ فقط۔

زکوۃ کے روپے سے کتابیں خریدے اور اپنے مطالعہ میں رکھے کیا حکم ہے

(سوال ۱/۳۲۱) زکوۃ کے روپے سے کتابیں خرید کر بغرض مسائل دیکھنے کے اپنے پاس رکھنے سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

زکوۃ کی رقم سے کتاب خرید کر پڑھنے کی عام اجازت دے دے مالک نہ بنائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/۳۲۲) اگر زکوۃ کے روپے سے کتابیں خرید کر اپنی ملک میں رکھیں جس کو ضرورت ہو وہ دیکھ لے مگر کسی کو لے جانے کی اس طور سے اجازت نہیں کہ وہ مالک بن جائے اس حالت میں زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس صورت میں زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ (۳)

(۲) اس صورت میں بھی زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ (۴)

زکوۃ کا روپیہ بنک میں رکھے اور بوقت ضرورت صرف کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱/۳۲۴) ایک شخص کو زکوۃ کا روپیہ بطور چندہ وصول ہوتا ہے اور وہ اس روپے کو بنک میں بطور امانت رکھ دیتا ہے۔ پھر وقتاً فوقتاً بنک سے اس روپے کو لے کر زکوۃ کے مصرف میں صرف کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ بنک میں سب کا روپیہ مخلوط رہتا ہے اس صورت میں زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں۔

حیلہ کی رقم زکوۃ کے ذریعہ تبلیغ میں خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۲/۳۲۵) بعض حضرات زکوۃ کا روپیہ تبلیغ کے لئے دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ حیلہ کر لیا جاوے جب کہ تملیک میں لینے والا اور دینے والا دونوں بخوبی جانتے ہیں کہ تملیک مقصود نہیں ہے تو کیا اس حیلہ سے زکوۃ بھی ادا

---

(۱) الا اذا وكله الفقراء (در مختار) لانه كلما قبض شيئا ملكوه (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ ص ۲۶۹) ظفير.

(۲) حيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما و كذا في تعمير المسجد (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفير.

(۳، ۴) وشرط صحة ادائها نية مقارنة له اى لا داء الخ ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالا داء للفقراء (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ ص ۲۶۸) و مصرف الزكوة الخ هو فقير هو من له ادنى شئى اى دون نصاب الخ ويشترط ان يكون الصرف تمليكا (باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۸۵) ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹

ہوجاتی ہے اور وہ روپیہ اس غرض کے لئے جائز بھی ہوجاتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) اس میں ضرورت اس کی ہے کہ بعد حیلہ تملیک کے اگر داخل کیا جاوے تو زکوٰۃ اس کی ادا ہوگئی ورنہ نہیں۔(۱)

(۲) یہ حیلہ فقہاء نے لکھا ہے اور شرعاً جائز ہے اور یہ امور جن کو آپ نے لکھا ہے مانع اس حیلہ سے نہیں ہیں یعنی باوجود ان جملہ خیالات کے یہ حیلہ صحیح ہے اور اس حیلہ کا کرلینا ضروری ہے تاکہ زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ فوراً ادا ہوجائے پھر مہتمم وغیرہ منتظمین کو اختیار ہوجاتا ہے کہ جس مصرف مناسب میں چاہیں صرف کریں۔(۲)

زکوٰۃ میں جو رقم واجب ہوئی اس کے بدلے کتاب تقسیم کردی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۶) میں تجارت پیشہ شخص ہوں، اس سال کی زکوٰۃ کی جتنی رقم نکلی تھی اس کی بجائے میں نے کتابیں طلباء کو دے دی ہیں زکوٰۃ ادا ہوگئی اور کوئی نقص تو اس میں نہیں ہے۔

(جواب) اس صورت میں کتابوں کی قیمت مذکورہ لگا کر کتابیں زکوٰۃ میں دینا درست ہے اس طرح زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے اور کچھ نقص اس میں نہیں ہے۔(۳)

اگر لینے والے کو زکوٰۃ کی خبر نہ ہو تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۳۲۷) مدارس میں زکوٰۃ کے روپے سے چندہ دیا جاتا ہے اور دینے والے کہتے ہیں کہ ہم زکوٰۃ کا روپیہ دیتے ہیں مگر لینے والا نہیں جانتا کہ کیسا روپیہ ہے، اس میں زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح لوگوں کا روپیہ مدرسہ میں دینا درست ہے مگر لینے والے کو چاہئے کہ وہ اس طرح صرف کرے کہ جس میں دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوجاوے۔(۴) فقط۔

زکوٰۃ کے روپے سے طلبہ کو کتابیں دلانا کیسا ہے

(سوال ۳۲۸) زکوٰۃ کے روپے سے طلبہ کو کتابیں یا پارے دلا دینا درست ہے یا نہیں

(جواب) جائز ہے۔(۵) فقط۔

زکوٰۃ کا غلہ بیچ کر کپڑا بنا دینا درست ہے

(سوال ۳۲۹) اگر کوئی زکوٰۃ کا غلہ فروخت کرکے کسی مسکین کو کھانا کھلا دے یا کپڑے بنا دے تو درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) اس لئے کہ وہ روپیہ اب زکوٰۃ کا باقی نہ رہا بلکہ کسی شخص معین کی ملکیت میں داخل ہوگیا، زکوٰۃ حیلہ کے وقت ادا ہوچکی واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

(۲) حیلہ کے مسائل کا حوالہ بار بار دیا جاچکا ہے، حیلہ کی اصل یہ ہے کہ قانونی اور اصولی بات طے ہوجاتی ہے مثلاً زکوٰۃ کا مصرف فقیر و مستحق ہے اور وہ اسے مل گئی اب وہ بحیثیت مالک ہونے کے جو چاہے کرسکتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ حیلہ خواہ مخواہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ زکوٰۃ کے مصارف متعین ہیں، حیلہ کے بعد جو اصل مستحقین ہیں وہ عملاً محروم رہ جاتے ہیں اس لئے حیلہ کی صورت انتہائی مجبوری میں اختیار کرنی چاہئے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر غفرلہ۔

(۳) وجاز دفع القیمة فی زکوٰة وعشر و خراج و فطرة و نذر (الدر المُختار علی هامش ردالمحتار باب زکوٰة الغنم ج ۲ ص ۲۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۸۵) ظفیر.

(۴) وشرط صحة ادا ئها نیة مقارنة للاداء الخ او نوی عند الدفع للوکیل ثم دفع الوکیل بلا نیة او مقارنة بعزل ماوجب کله او بعضه (الدر لمختا ر علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۶۸) ظفیر

(۵) یصرف المز کی الی کلهم او الی بعضهم الخ تملیکا لا ابا حة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ظفیر

(جواب) درست ہے۔(۱)

نہر زبیدہ کی صفائی میں زکوٰۃ خرچ کرنا درست نہیں

(سوال ۳۳۰) نہر زبیدہ کی صفائی میں زکوٰۃ کا روپیہ اگر صرف کیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی محتاج کو اس کا مالک بنایا جاوے اسی وجہ سے فقہاء لکھتے ہیں کہ مسجد کی تعمیر میں بھی صرف کرنا زکوٰۃ کا درست نہیں۔ پس نہر مذکور کی صفائی میں خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔(۲)

زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ کی تعمیر درست نہیں

(سوال ۳۳۱) زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ کی تعمیر کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ یا مسجد کی تعمیر کرانا درست نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ میں تملیک فقراء شرط ہے بدون مالک بنانے فقراء کے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳) ہکذا فی کتب الفقه و الحیلة (۴) لمثل هذه الا فعال مذکورة فی الدر المختار وغیره۔

مصارف زکوٰۃ

(سوال ۳۳۲/۱) ایک شخص کی سالانہ آمدنی دس من غلہ اور صہ روپیہ نقد ہے اور دو بہن بھائی کھانے والے ہیں اور آمدنی کبھی وصول ہوتی ہے کبھی نہیں، تو یہ شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں؟

آمدنی والے کو زکوٰۃ

(سوال ۳۳۳/۲) ایک شخص کی آمدنی ۵۰ یا ۶۰ روپے ہے تو یہ شخص بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) لے سکتا ہے(۵)

(۲) اس صورت میں وہ غنی ہے زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔(۶) فقط۔

بغیر بتائے ہوئے زکوٰۃ کے روپے دیدینا کیسا ہے

(سوال ۳۳۴/۱) زید چونکہ غنی ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے لہذا اگر زید اپنے چچازاد بھائی بہن کو جو کہ مفلس اور محتاج ہیں زکوٰۃ دے اور ان کو نہ بتلائے کیونکہ اگر ان کو یہ خبر ہوگئی کہ یہ زکوٰۃ ہے تو وہ ناراض ہوں گے ایسی صورت میں اگر زید ان کو زکوٰۃ دے اور نہ بتلائے کہ یہ زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ کے ادا ہونے میں کوئی کلام تو نہیں۔

---

(۱) وجاز دفع القیمة فی زکوٰة وعشر و خراج (ایضاً کتاب الزکوٰة باب الغنم ج ۲ ص ۲۹ .ط.س. ج۲ ص ۲۸۵) ظفیر

(۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة الخ لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت (ایضاً باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ .ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة کما مر ، لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۸۵ .ط.س. ج۲ ص ۳۴۴.

(۴) وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تمعیر المسجد وتمامه فی حیل الا شباه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۱۶ .ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر.

(۵) مصرف الزکوٰة الخ فقیر الخ ای دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰ .ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر.

(۶) ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجة الا صیلة (ایضاً ج ۲ ص ۸۸ .ط.س. ج۲ ص ۳۴۷) یہ سن ۱۳۳۲ھ کی بات ہے، اب چالیس پچاس روپے کمانے والا غنی نہیں ہو سکتا واللہ اعلم ظفیر.

صلہ رحمی کا ثواب ملے گا یا نہیں

(سوال ۲/۳۳۵) اوراس زکوٰۃ کے دینے میں علاوہ ادائے فرض زید کو صلہ رحمی کا بھی ثواب ملے گا یا نہیں؟

نہ بتانے کا مواخذہ ہے یا نہیں

(سوال ۳، ۴/۳۳۶) چونکہ زید نے زکوٰۃ کی خبر انہیں نہیں دی اور قرینہ سے جانتا ہے کہ اگر انہیں معلوم ہوتا تو نہ لیتے یا ناراضی ظاہر کرتے اس لئے زید پر مواخذہ ہے یا نہیں۔ زید چونکہ اسی زکوٰۃ دینے میں رواجا شرما شرمی صلہ رحمی سے گریز کرنا چاہتا ہے، اس لئے زید پر مواخذہ شرعی یا کم از کم ملامت تو نہیں۔

(جواب)(۱) زکوٰۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ دینے والے کی نیت زکوٰۃ کی ہو اور جس کو دی جاوے وہ محل اور مصرف زکوٰۃ کا ہو یہ شرط نہیں کہ اس کو اطلاع زکوٰۃ کی بھی کی جاوے۔ پس اگر زید اپنے اعمام یا بنی اعمام کو جو محتاج اور مصرف زکوٰۃ ہیں، زکوٰۃ دے اور ان سے یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی وشرط صحة ادائها نية مقارنة للاداء . در مختار ، قوله نية الخ اشار الى انه لا اعتبار للتسمية فلو سما ها هبة او قرضا تجزية فى الا صح الخ شامى۔(۱)

(۲) صلہ رحمی کا بھی ثواب ملے گا۔ کما جاء فی الحدیث قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصدقة على المسكين صدقة وهى على ذى الرحم ثنتان صدقة وصلة رواه احمد الترمذى وغير هما. (مشكوة باب افضل الصدقة ص ۱۷۱) ظفير۔

(۳) کچھ مواخذہ نہیں۔

(۴) کچھ مواخذہ اور ملامت نہیں بلکہ حدیث سابق سے ظاہر ہوا کہ صلہ رحمی بھی ہے اور زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے گی اور دوہرا ثواب اس کو ملے گا۔

مانگنا جن پر حرام ہے ان کو زکوٰۃ کی رقم دینا کیسا ہے

(سوال ۳۳۷) بر شخصیکہ سوال شرعاً حرام است اورادادن چہ حکم دارد؟

حکم چرم قربانی

(سوال ۳۳۸) قیمت چرم قربانی حکم صدقات فریضہ دارد یا نافلہ؟

(جواب)(۱) ویاثم معطيه ان علم بحاله لا عانته على المحرم (۲) درمختار اور شامی میں شرح مشارق سے یہ نقل کیا ہے کہ قیاس یہی ہے کہ دینے والا آثم ہو، لیکن اس کو ہبہ علی الغنی خیال کر کے دینے والے کو آثم نہ کہا جاوے گا، پھر اس میں بھی کچھ بحث کی ہے۔ بہر حال باوجود علم حال سائل وغنا اس کو دینا اچھا نہیں ہے۔ فقط۔

زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کے ایصال ثواب کے لئے دینا کیسا ہے

(سوال ۳۳۹) زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کو دینا اس طور سے کہ اس کی طرف سے کھانا پکوا کر فقیروں کو دیا جائے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کو دینا جس طریق سے آپ نے لکھا ہے درست نہیں ہے، (۳) مردہ کی طرف سے اس

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۶۸ ۱۲ ظفیر

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۹۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۵۵ ظفير.

(۳) ولا يكفن بها ميت لانعدام التمليک وهوا لركن (هدايه كتاب الزكوة ...... ج ۱ ص ۱۸۸) ظفير

روپے کا کھانا پکوا کر کھلایا جائے یا کپڑا محتاجوں کو دیا جائے، غرض یہ ہے جس طرح دیا جائے اپنی طرف سے ہی زکوٰۃ کی نیت سے دیا جاوے اس کا ثواب کسی میت کو نہ پہنچایا جائے۔

پیشہ ور فقیروں کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۴۰) جو لوگ سوال پیشہ ہیں ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے فقیروں کو جن کا پیشہ مانگنے کا ہے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ اکثر متمول ہوتے ہیں، دینا درست نہیں ہے۔

ہندو فقیر کو دینا کیسا ہے

(سوال ۳۴۱) ہندو فقیر کو اللہ کے واسطے دینا یا زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ہندو فقیر محتاج کو اللہ کے واسطے دینا درست ہے لیکن زکوٰۃ کا روپیہ ہندو کو دینا درست نہیں ہے۔(۱)

زکوٰۃ کے روپے سے غریب لڑکیوں کی تعلیم درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۴۲) زکوٰۃ کے روپے سے غریب لڑکیوں کی تعلیم مذہبی وتدریس جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے یعنی کسی محتاج کو اس کا مالک بنادینا چاہئے، پس غریب لڑکیوں کو اگر نقد یا کپڑا یا کھانا زکوٰۃ سے دے دیا جاوے تو درست ہے۔ لیکن معلّمہ کی تنخواہ یا دیگر ملازمین کی تنخواہ دینا زکوٰۃ سے درست نہیں ہے۔(۲) اور باقی زکوٰۃ کے مسائل کی تحقیق اور اس کے مصارف کی تفصیل دہلی کے علماء سے پوری طرح تحقیق کر لئے جاویں، یا بہشتی زیور وغیرہ کتابوں میں دیکھ لیا جاوے، تحریر میں سب امور کا لانا اور سمجھنا دشوار ہے۔

زکوٰۃ کے مال سے کھانا پکا کر دینا یا کوئی چیز خرید کر دینا کیسا ہے

(سوال ۳۴۳) زکوٰۃ کے مال کا کھانا پکا کر کھلا دیا جائے یا کوئی چیز خرید کر دی جائے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) درست ہے۔

ان رشتہ داروں میں سے کسے زکوٰۃ دینا درست ہے

(سوال ۳۴۴) اپنے ماں باپ یا خوش دامن وخسر یا خالہ زاد، یا چچا زاد یا برادر وہمشیرہ خوردان کی اولاد ان میں سے کس کس کو زکوٰۃ کی رقم دینی یا نہ دینی چاہئے۔

(جواب) ان مذکورین میں سے سوائے ماں باپ کے سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔(۳) فقط۔

بے نمازی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۴۵) بے نماز کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ بے نماز محتاج ومصرف زکوٰۃ ہے تو دینا اس کو درست ہے۔(۴)

---

(۱) ولا یجوز ان یدفع الزکوۃ الی ذمی ویدفع الیہ ماسوی ذالک من الصدقۃ (ھدایہ کتاب الزکوۃ ..... ج ۱ ص ۱۸۷)

(۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ کما مر فلا تصرف الی بناء نحو مسجد والی کفن میت وقضاء دینہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر

(۳) ولا الی من بینھما ولا دالخ (در مختار) وقید بالو لاد لجوازہ لبقیۃ الاقارب کالاخوۃ والاعمام والاخوال الفقراء بل ھم اولی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸٦. ط.س. ج۲ ص ۳۴٦) ظفیر

(۴) انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ (ھدایہ ج ۱ ص ۱۸٦) ظفیر.

جسے زکوٰۃ دے کیا اسے اطلاع کرنا بھی ضروری ہے

(سوال ۳۴۶) جس کو زکوٰۃ دے اس کو مطلع کرنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔
(جواب) ضروری نہیں۔

داماد اور بھائی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۴۷) داماد اور بھائی بہن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) جائز ہے۔(۱)

نابالغ کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۴۸) نابالغ کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔
(جواب) ہو جاتی ہے۔(۲)

اقارب میں سے زکوٰۃ کس کو دینا درست ہے

(سوال ۳۴۹) زکوٰۃ کا مال کس کو اقارب میں سے نہیں دیا جاتا۔
(جواب) سوائے اصول وفروع وزوجین کے سب اقرباء کو دے سکتا ہے۔(۳)

صحرائی جائداد والے کو ادائیگی قرض کے لئے زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۰) اگر کوئی شخص مقروض ہے اور اس کے پاس صحرائی جائداد ہے تو مال زکوٰۃ سے اس کا قرض ادا کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اگر ادا کیا جاسکتا ہے تو زیادہ سے زیادہ کتنا روپیہ اس کے قرض میں دیا جاسکتا ہے۔
(جواب) مال زکوٰۃ قرض میں محسوب ہوگا۔ مثلاً اس صورت میں روپیہ جو موجود ہے وہ قرض کے ادا کے لئے مقرر کیا جاوے گا نہ جائداد صحرائی۔ درمختار میں ہے ولو له نصب صرف الدين لا يسرها قضاءً ا الخ شامی میں ہے کان يكون عنده دراهم ودنا نير وعروض التجارة وسوائم يصرف الدين الى الدر اهم والدنا نير الخ۔(۴)

مدرسہ میں زکوٰۃ اور اس کا مصرف

(سوال ۳۵۱) یہ مدرسہ چند دنوں سے جاری ہوا ہے۔ اب لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں صدقات اور زکوٰۃ عشر وغیرہ دے دیا جاوے تو کون شخص اس کے مصرف ہو سکتے ہیں، مثلاً جو مدرس غنی ہے وہ تنخواہ اس میں سے لے سکتے ہیں یا نہیں۔
(جواب) زکوٰۃ اور عشر تمام صدقات واجبہ جیسے صدقہ فطر اور کفارات مدرسوں کی تنخواہ میں دینا درست نہیں۔ طلباء مساکین وغرباء کے صرف میں جائز ہے پس اگر مدرسہ میں زکوٰۃ آوے تو اول اس کو تملیک کسی فقیر غیر مالک نصاب کو

---

(۱) دیکھو ص ۲۰۵
(۲) دفع الزكوة الى صبيان اقاربه برسم عيد او الى مبشر اومهدى الباكورة جاز (در مختار) قوله الى صبيان اقاربه اى العقلاء والا فلا يصح الا بالدفع الى ولى الصغير (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲. ط.س. ج ۲ ص ۳۵۶) ظفير
(۳) ولا الى من بينهما ولاد او بينهما زوجية (در مختار) وقيد بالو لاد لجوازه لبقيه الا قارب (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۲. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۶) ظفير
(۴) بظاہر سوال سے جواب کو کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا ۱۲ ظفیر۔

کردیا جاوے، پھر اس کی طرف سے مدرسہ کے مصارف میں صرف کردیا جاوے۔(۱)

تعمیر درس گاہ میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا کیسا ہے

(سوال ۳۵۲) ایک صاحب انجمن کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا چاہتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ آیا زکوٰۃ کا روپیہ طلبہ وتعمیر درسگاہ اور تنخواہ مدرسین میں صرف ہوسکتا ہے۔

(جواب) طلباء کے مصارف خوراک و پوشاک وغیرہ میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا چاہئے، تعمیر درس گاہ اور تنخواہ مدرسین میں سے کسی مد میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف نہیں ہوسکتا مگر اس حیلہ سے کہ وہ روپیہ کسی غیر صاحب نصاب کی ملک کرا دیا جاوے کہ زکوٰۃ ادا ہوجاوے، پھر وہ شخص اپنی طرف سے تعمیر مدرسہ وغیرہ میں صرف کردے۔(۲)

زکوٰۃ کی رقم سے ارباب مدرسہ قرض دے سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۳۵۳) مہتمم مدرسہ یا اراکین مدرسہ کو بلا اجازت معطیین کے زکوٰۃ یا دیگر صدقات میں سے قرض دینا یا قرض لے کر اور مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ کو حیلہ کے ذریعہ تنخواہ میں خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۵۴) مہتمم یا اراکین مدرسہ اس حیلہ سے کہ اول قیمت چرم قربانی یا زکوٰۃ بلا اجازت عطا کنندگان کے کسی طالب علم کو دے دے پھر ان سے واپس لے کر تنخواہ مدرسین وملازمین میں صرف کردے، یہ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) ظاہر ہے کہ جائز نہیں ہے۔(۳)

(۲) ایسے حیلہ کو فقہاء نے جائز رکھا ہے کذا فی الدرالمختار۔(۴)

زکوٰۃ سے مدرسہ کے ملازمین کی تنخواہ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۵) ہمارا ارادہ ہے کہ ایک مدرسہ بنادیں اور اس کے اخراجات یعنی تنخواہ مدرسین وغیرہ اور طلبہ کا خرچ سب مد زکوٰۃ سے دیں۔ کیا تنخواہ ملازمین مد زکوٰۃ سے دینی درست ہے۔

(جواب) معلم کو تنخواہ میں زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست نہیں۔ زکوٰۃ بلا کسی معاوضہ تعلیم وغیرہ کے مساکین اور غرباء کو دینا اور ان کو مالک بنانا ضروری ہے ھکذافی کتب الفقہ۔(۵)

مالک نصاب معلم کو زکوٰۃ وعشر وغیرہ دینا درست ہے یا نہیں اگر وہ عیالدار ہو

(سوال ۳۵۶) ایک شخص صاحب زکوٰۃ ہے اگر وہ ایسے شخص کو مال زکوٰۃ دیوے جو تعلیم وتعلم کے کام میں ہمیشہ مصروف ہے۔ قدر نصاب کے خود بھی مال رکھتا ہے۔ ہاں عیالدار ضرور ہے۔ آیا اس شخص مذکور سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی

---

(۱) وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۶ .ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفیر

(۲) ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالا داء للفقراء (رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۵ .ط.س. ج۲ص ۲۷۰

(۳) دیکھئے شامی کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۶ .ط.س. ج۲ص ۲۷۱.

(۴) انما لصدقات للفقراء والمساکین الخ (هدایه ج ۱ ص ۱۸۶) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (در المختار باب المصرف) ظفیر.

(۵) ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجة الا صلیة من ای مال کان (در مختار) فان کان له فضل عن ذالک (ای الحاجة الا صلیة) تبلغ قیمة مائتی درهم حرم علیه اخذالصدقة (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ .ط.س. ج۲ص ۳۴۷

ہےاور یہ مدرس عیال دار مصرف غلہ عشر وچرم قربانی کا ہوسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ وہ معلم مالک نصاب ہے زکوٰۃ دینا اس کو درست نہیں اور زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔اور استاد مدرسہ جو مالک نصاب ہے وہ بھی مصرف زکوٰۃ نہیں ہے۔(۱) قیمت چرم قربانی اسی کو دینا درست ہے، جس کو زکوٰۃ دینا درست ہے اس کو چرم قربانی اور عشر بھی دینا درست ہے اور جس کو یہ دینا درست نہیں اس کو چرم قربانی وعشر بھی درست نہیں۔(۲) اگر مدرسہ میں زکوٰۃ وغیرہ صدقات واجبہ طلبہ مساکین کے لئے دی جائے تو درست ہے۔طلبہ ومساکین پر وہ روپیہ صرف ہوسکتا ہے۔(۳) فقط۔

زکوٰۃ طلبہ پر خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۵۷) اگر روپیہ زکوٰۃ در مصارف مدرسہ مثلاً خورد ونوش ولباس وکتب وغیرہ طلبہ مساکین ادا کردہ شود زکوٰۃ ادا خواہد شد یا نہ و برائے یک طالب عالم صد روپیہ صرف کردن جائز است یا نہ و برائے تنخواہ مدرسین وملازمین از زکوٰۃ کدام حیلہ است۔

(جواب) در زکوٰۃ تملیک فقراء شرط است پس طلبہ اگر مساکین باشند در خوراک ولباس شاں صرف کردن زر زکوٰۃ درست است، وکتب اگر از زر زکوٰۃ خریدہ ملک اوشاں کردہ شد اینہم صحیح است،(۴) اگر...... بدیں طور یک طالب علم صد روپیہ صرف شوند صحیح شد و برائے تنخواہ مدرسین وملازمین ایں حیلہ جواز است کہ اولاً از زکوٰۃ بہ شخصے مسکین دادہ شود و آنکس بعد ملک از جانب خود در تنخواہ مدرسین وغیرہ بدہد ایں جائز است۔(۵) فقط

زکوٰۃ کی رقم سے مدرسین کی تنخواہ دینا اور مدرسہ کا مکان بنانا کیسا ہے

(سوال ۳۵۸/۱) زکوٰۃ کسی مدرسہ میں دینا جائز ہے یا نہیں،اور مدرسین کی تنخواہ میں یا تعمیر مدرسہ میں صرف کرنا کیسا ہے۔

یتیم لڑکی جو خادمہ کی حیثیت سے ہے اس کا زیور بنانا کیسا ہے

(سوال ۳۵۹/۲) زید کے یہاں ایک یتیم لڑکی صرف روٹی کپڑا پاتی ہے تو زید زکوٰۃ کے روپے سے اس کے لئے کچھ کپڑا یا زیور بنا سکتا ہے اور جو عورت زکوٰۃ کو معاوضہ خدمت کا سمجھے اس کو دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) زکوٰۃ کا روپیہ مدرسہ کی تعمیر میں اور مدرسین کی تنخواہ میں بدون حیلہ کے صرف کرنا درست نہیں ہے۔(۶) البتہ طلبہ کی خوراک و پوشاک میں صرف ہوسکتا ہے۔

---

(۱) (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۰. ط.س. ج۲ ص ۳۴۷ ظفیر.

(۲)مصرف الزکوٰۃ والعشر الخ ہو فقیر (در مختار) وہو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذالک من الصدقات الوجبہ کما فی القہستانی(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر

(۳)مصرف الزکوٰۃ الخ ہو فقیر الخ مسکین الخ فی سبیل اللہ وہو منقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبہ العلم الخ (ایضاً ج ۲ ص ۸۳. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر.

(۴)مصرف الزکوٰۃ الخ ہو فقیر الخ و مسکین الخ وفی سبیل اللہ الخ یصرف الزکی الی کلہم اوالی بعضہم الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ (در مختار) فلا یکفی الا طعام الا بطریق التملیک(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر

(۵)وحیلۃ التکفین بہا التصدق علی فقیر ثم ہو یکفن فیکون الثواب لہما وکذا فی تعمیر المسجد و تما مہ فیحیل الا شباہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار . کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر عفی عنہ.

(۶)ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ فلا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴)

(۲) اور یتیم لڑکی جس کی تنخواہ مقرر نہیں کی گئی صرف روٹی کپڑا دینا مقرر کیا ہے اس کو زیور زکوٰۃ سے بنوا دینا درست ہے، یا اس کو نقد دیدے یہ بھی درست ہے۔(۱) کپڑا جو اس کا مقرر ہے وہ زکوٰۃ میں سے نہ بنادے۔ اور اس دوسری عورت خادمہ کو دینا درست نہیں ہے جو اس کو معاوضہ اپنی خدمت کا سمجھے گی۔ فقط۔

مالدار صدقہ ونذر......اور زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۰) مالدار کو صدقہ اور زکوٰۃ اور نذر کا مال لینا کیسا ہے

(جواب) حرام ہے۔(۲) فقط۔

خبر نہ ہونے کی وجہ سے مالک نصاب کو زکوٰۃ دی بعد میں معلوم ہوا تو کیا کرے

(سوال ۳۶۱/۱) مال زکوٰۃ یا فطرہ یا دیگر صدقات واجبہ اگر ایسے شخص کو دیں کہ وہ مالک نصاب ہو لیکن دینے والے کو خبر نہ ہو۔

غنی کے نابالغ محتاج اولاد کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے

(سوال ۳۶۲/۲) یا ان اطفال بالغین کو دیں کہ خود مفلس محض ہوں لیکن والدین ان کے ذی نصاب ہوں تو جائز ہے یا نہیں اور زکوٰۃ وغیرہ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) (۲،۱) اگر دینے والے کو اس کے صاحب نصاب ہونے کا علم نہ ہو تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی وان بان غناه الخ لا يعيد الخ (در مختار)(۳) اور غنی کی محتاج اولاد صغار کو زکوٰۃ وغیرہ صدقات واجبہ دینا درست نہیں ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔(۴) فقط۔

مجبور سید زکوٰۃ لے یا نہیں

(سوال ۳۶۳) جس سید کے کنبہ بہت ہو اور وہ نابینا حاجت مند ہو تو اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق اور ظاہر الروایۃ کے مطابق سید کو کسی حال میں زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے کما فی الدر المختار . ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع۔(۵) فقط (ایسے مجبور سید کو بطور حیلہ زکوٰۃ لینے کی گنجائش ہے

کسی بھی خدمت کے معاوضہ میں زکوٰۃ لینا اور دینا درست نہیں ہے

(سوال ۳۶۴) دافع زکوٰۃ کا پسر حافظ ہے اور وہ رمضان میں قرآن پاک سناتا ہے مسجد کے پیش امام جو حافظ ہیں اور سنانے والے کے استاد بھی ہیں وہ پیچھے سنتے ہیں ایسی صورت میں رقم زکوٰۃ سے بطور نذرانہ کچھ پیش امام کو دینا جائز ہوگا یا نہیں۔

---

(۱) مصرف الزكوة الخ هو فقير الخ و مسكين الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفير. (۲) ولا الى غنى يملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الا صلية من اى مال كان (در مختار) فان كان له فضل عن ذلك تبلغ قيمته مائتى درهم حرم عليه اخذ الصدقة (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ص ۳۴۷) مصرف الزكوة (درمختار) وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذالك من الصدقات الواجبة كما فى القهستانى (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفير. (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲. ط.س. ج۲ص ۳۵۲. ۱۲ ظفير (۴) ولا الى طفله (در مختار) اى الغنى (ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰. ط.س. ج۲ص ۳۴۹) ظفير (۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰ و ج ۲ ص ۹۱. ط.س. ج۲ص ۳۵۰) ظفير

(جواب) ان حافظ صاحب سامع کو زکوۃ دینا بمعاوضہ اس سننے کے جیسا کہ دستور ہے جائز نہیں ہے اور درحقیقت یہ نذرانہ نہیں ہے بلکہ معاوضہ ہے اس خدمت سننے قرآن شریف کا۔ (۱) فقط۔

تعمیر مسجد میں زکوۃ کا روپیہ لگانا درست نہیں

(سوال ۱/۳۶۵) زکوۃ کا روپیہ تعمیر مسجد میں خرچ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

احاطہ تکیہ میں زکوۃ کی رقم صرف ہوسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۲/۳۶۶) ایک تکیہ میں ایک مسجد واقع ہے اور اس تکیہ کے چار طرف تالاب ہے تو اگر بغرض حفاظت اراضی تکیہ جس میں ایک مسجد بھی واقع ہے، زکوۃ کا روپیہ احاطہ تکیہ کی دیوار یا گل اندازی میں صرف کریں تو صرف ہوسکتا ہے یا نہیں

(جواب) (۱،۲) دونوں جگہ زکوۃ کا روپیہ صرف کرنا درست نہیں ہے۔ **کما فی عامة کتب الفقه** (۲) فقط۔

پیش امام کو زکوۃ لینا کیسا ہے

(سوال ۳۶۷) پیش امام جو کہ صاحب نصاب اور سید وغیرہ بھی نہ ہو مال زکوۃ لے سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) زکوۃ وفطرہ وغیرہ صدقات واجبہ بلا معاوضہ فقراء کو دینا ضروری ہے، پس امام کو معاوضہ امامت اس میں سے دینا اور اس کو لینا درست نہیں ہے۔ (۳) فقط۔ (البتہ اگر یہ رقم مشاہرہ کے علاوہ الگ سے محتاج سمجھ کر دی جائے اور وہ مستحق زکوۃ ہے۔ تو درست ہے۔ ظفیر)

سید کو زکوۃ لینا درست نہیں اور نہ صاحب نصاب کو

(سوال ۱/۳۶۸) زید کا چچا قوم کا سید ہے غریب آدمی ہے دو سو روپے کا قرض دار ہے، سود بڑھتا جاتا ہے، دو لڑکیاں نابالغہ ہیں۔ اور زید کی چچی قوم کی پٹھان ہے، سو روپے کا زیور موجود ہے جو کہ پچیس روپے میں گروی ہے۔ زید اپنے چچا یا چچی وغیرہ کو مال زکوۃ دے سکتا ہے یا نہیں۔

کسی مستحق زکوۃ کو زکوۃ کی رقم دے کہ وہ سید کو دے دے یہ جائز ہے

(سوال ۲/۳۶۹) کسی غیر مذہب مستحق کو مال زکوۃ اس شرط پر دینا کہ تم زید کے چچا کو دے دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱،۲) سید غریب کو زکوۃ دینے کے جواز کی یہ صورت ہے کہ کسی غریب شخص کو جو کہ سید نہ ہو زکوۃ دی جاوے اور اس کو مالک بنا دیا جاوے پھر وہ اپنی طرف سے اس سید کو دے دیوے، یہ صورت جواز کی ہے اور درمختار میں یہ حیلہ جواز کا لکھا ہے۔ (۴) اور چچی پٹھان کے پاس جب کہ زیور سو روپے کا موجود ہے تو اس کو زکوۃ دینا درست ہے مگر بحالت موجودہ درست نہیں ہے کیونکہ پچیس روپے قرض کے وضع کرکے پھر بھی نصاب باقی رہتا ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) انما الصدقات للفقراء و المساكين الخ (هدايه باب من يجوز دفع الصدقات ج ۱ ص ۱۸۶) ظفير

(۲) ولا يجوز ان يبنى بالزكوة المسجد وكذا لقناطر، و السقايات واصلاح الطرقات وكرى الانهار والحج و الجهاد، و كل مالا تمليك فيه (عالمگيری مصری كتاب الزكوة باب السابع فى المصارف ج ۱ ص ۱۸۸) ظفير.

(۳) قال الاصل فيه قوله تعالىٰ انما الصدقات للفقراء الخ (هدايه باب من يجوز دفع الصدقات اليه ج ۱ ص ۱۸۶) یہ فقراء اور دوسرے مستحقین کا حق ہے لہذا معاوضہ میں دینا درست نہ ہوگا ۱۲ ظفیر۔

(۴) و حيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذافى تعمير المسجد (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج ۲ ص ۲۷۱) ظفير.

(۵) ولا الى غنى يملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الا صلية من اى مال كان (ايضاً باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۷) ظفير.

(نصاب ۵۲ ½ تولہ چاندی یااس کی قیمت ہے۔اس وقت قیمت ۵۲ ½ تولہ کی دوسوروپے ہے۔

زکوٰۃ کی رقم حافظ کومشاہرہ میں دینادرست نہیں ہے

(سوال ۱/۳۷۰)اپنی زکوٰۃ میں سے اگر کسی حافظ کوجوعام طور پر تعلیم قرآن شریف دے نوکر رکھ لوں تو جائز ہے یانہیں اور ایسے نوکر سے اپنے لڑکے کو بلاتنخواہ پڑھواسکتاہوں یاعلیحدہ اجرت دوں۔

زکوٰۃ کاروپیہ طلبہ مدرسہ پر کس طرح صرف کیا جائے

(سوال ۲/۳۷۱)مدرسہ میں جوروپیہ زکوٰۃ کا آتا ہے اس کومہتمم مدرسہ نقد طلبہ کودے یا کتابیں اور کپڑا خرید کر بھی دے سکتا ہے یانہیں۔

بذریعہ منی آرڈرروپیہ بھیجنے سے زکوٰۃ کیسے اداہوتی ہے

(سوال ۳/۳۷۲)زکوٰۃ کاروپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے میں بجنسہ روپیہ تو پہنچتانہیں پھر بھیجنے والے کی زکوٰۃ کیسے اداہوگی
(جواب)(۱)جائزنہیں۔کمافی الدرالمختار۔(۱)
(۲)نقددے خواہ کپڑاخرید کرتقسیم کردے یا کتابیں خرید کردے سب جائزہے۔(۲)
(۳)زکوٰۃ اس طرح بذریعہ منی آرڈر بھیجنے میں اداہوجاتی ہے کیونکہ مالک کی طرف سے مبادلہ کی اجازت ہوجاتی ہے۔(۳)فقط۔

مندرجہ مستحقین میں زکوٰۃ کسے دینااچھاہے

(سوال ۱/۳۷۳) زکوٰۃ ہمشیرخود،قریشی یتیم،قریبی یتیم وغریب،ہمسایہ غریب بیوہ عورت،مقروض آدمی،مسکین مثلاً لولے،لنگڑے،اندھے عالم،امام مسجد مدرسہ یتامیٰ ودینیہ ان سب کی موجودگی میں کس کاحق اول ہے۔

صدقہ کازیادہ حق دارکون ہے

(سوال ۲/۳۷۴)صدقہ خیرات کازیادہ حق دارکون ہے۔

نذرنیاز کاکھاناکسے دیاجائے

(سوال ۳/۳۷۵)نیازیانذرجوخداتعالیٰ کے نام کی مانی جائے اوروہ طعام کی صورت میں دی جائے اس کے لئے حق دار مقدم کون ہے۔

اولیائے کرام کے ایصال ثواب کے لئے کسے دینابہتر ہے

(سوال ۴/۳۷۶)لوگ جووقتاً فوقتاً اولیاء کرام یا بزرگان دین کی ارواح کے ثواب پہنچانے کے لئے صدقہ وخیرات کرتے ہیں اس میں مقدم مستحق کون ہے۔
(جواب)(۱)زکوٰۃ کامصرف غریب محتاج شخص ہے جومالک نصاب نہ ہو،اگراپناقریبی رشتہ دارسوائے اصول وفروع

---

(۱)ولا الی طفلہ (در مختار) ای الغنی الخ فا فا دان المراد بالطفل غیر البالغ ذکرا کان اوانثی فی عیال ابیہ اولا علی الا صح لما انہ یعد غنیا بغناہ نھر(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰ ط.س.ج۲ص۳۴۸) ظفیر.

(۲)وجاز دفع القیمة فی زکوة وعشر و خراج وفطرة نذر و کفارة غیر الا عتاق وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقا لا یوم الاداء الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب زکوة الغنم ج ۲ص ۲۹ ط.س.ج۲ص۲۸۵) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س.ج۲ص۳۴۴) ظفیر.

کے محتاج ہوتو اس کو دینا زیادہ ثواب ہے مثلاً بھائی بہن غریب ہوں تو ان کے دینے میں ثواب زیادہ ہے اور عالم محتاج ہوتو اس کو دینا بھی درست ہے۔(۱) اور امام مسجد کو بمعاوضہ امامت دینا درست نہیں ہے۔

(۲) قریبی رشتہ دار زیادہ احق بالصدقہ ہے۔(۲)

(۳) اس میں رشتہ داروں کو مقدم کرے اس کے بعد عام محتاجوں کو دینا چاہئے۔

(۴) اس میں بھی وہی رعایت رکھی جائے جو باقی صدقات میں ہے کہ اقرباء مساکین کو مقدم کرے۔(۳) فقط۔

جوطلبہ قوانین مدرسہ کی پابندی نہیں کرتے ان کو زکوۃ دی جائے یانہیں

(سوال ۳۷۷) قواعد مدرسہ جو طلبہ پر ضروری ہیں اگر وہ ان کے پورا کرنے میں کمی کریں تو زکوۃ جو ان کو دی جاتی ہے وہ ادا ہو جاتی ہے یانہیں۔

(جواب) قاعدہ مدارس کا یہ ہے کہ زکوۃ کے مال کی اول تملیک کرادی جاتی ہے، پھر اس مالک کی طرف سے روپیہ مدرسہ کے مصارف کے لئے لے لیا جاتا ہے لہذا قواعد مدرسہ طلبہ کے متعلق جاری کرنے میں زکوۃ کی ادائیگی میں کچھ فرق نہیں ہوتا زکوۃ پہلے ہی بوقت تملیک ادا ہو جاتی ہے۔(۴) فقط۔

زکوۃ وعشر مسجد میں صرف کرنا درست نہیں

(سوال ۱/۳۷۸) زکوۃ وعشر وصدقہ عیدالفطر و بقرعید وعقیقہ ومنت، ان سب مدوں کے مال سے مسجد بنانا یا مسجد میں چراغ جلانا وغیرہ ضروریات میں صرف کرنا جائز ودرست ہے یانہیں۔

زکوۃ کسے دینا بہتر ہے

(سوال ۲/۳۷۹) مال مذکورہ کو مدرسہ اسلامیہ میں دینے کا زیادہ ثواب ہے یا اس فقیر کو جو زکوۃ کی آمدنی نشہ کی چیزوں میں صرف کرے۔

(جواب)(۱) زکوۃ وعشر وصدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ کو مسجد کی تعمیر ومرمت وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں اس میں تملیک فقراء ضروری ہے۔(۵)

(۲) ایسے فقیروں کو نہ دیا جاوے جو کہ اس کو معصیت میں صرف کریں، مدرسہ کے طلبہ کو دینا زیادہ ثواب ہے کہ وہ علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ فقط۔

---

(۱) مصرف الزکوۃ الخ هو فقیر وهو من له ادنی شئی الخ و مسکین الخ یصرف المز کی الی کلهم اوالی بعضهم الخ و کره نقلها الا الی قرابته بل فی الظهیریة لا تقبل صدقة الرجل وقرابة محاویج حتیٰ یبداء بهم فیسد حاجتهم او احوج او اصلح اواورعاوا نفع للملسمین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹و ج ۲ ص ۹۳. ط.س. ج۲ص ۳۳۹-۳۵۲) ظفیر (۲) بل فی الظهیر یة لا تقبل صدقة الرجل وقرابة محاویج حتی یبدابهم فیسد حاجتهم (ایضا ج ۲ ص ۹۳)

(۳) عن ابی هریرة مرفوعا الی النبی صلی الله علیه وسلم قال یا امة محمد والذی بعثنی بالحق لا یقبل الله صدقة من رجل وله قرابته محتاجون ویصرفها الی غیرهم اه و فی القریب جمع بین الصلة والصدقة الخ وفی القهستانی والا فضل اخوته واخواته ثم اولادهم ثم اعمامه وعماته ثم اخواله وخالاته ثم ذوار حامه ثم جیرانه ثم اهل سکنه ثم اهل بلده (رد المحتار باب ایضاً ج ۲ ص ۹۳ و ج ۲ ص ۹۴. ط.س. ج۲ص ۳۵۳) ظفیر. (۴) ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیرا المسجد (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۵ و ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ص ۲۷۰-۲۷۱)(۵) مصرف الزکوة (درمختار) وهو مصرف ایضا لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبة الخ (رد المحتار باب المصرف ص ۷۹) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة ولا یصرف الی بناء نحو مسجد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ب اب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ص ۳۳۹-۳۴۴) ظفیر

زکوٰۃ کے روپے میں سے قرض دینا اور تجارت میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۳۸۰) کسی نے سو روپے مثلاً زکوٰۃ کے نکال کر علیحدہ رکھ دیئے لیکن اسی کے قبضہ میں رہے بلا کسی کی تملیک کرائے ہوئے وہ اس روپے میں سے کسی کو قرض دے سکتا ہے یا نہیں یا زکوٰۃ کے روپے کو تجارت میں لگا دے اور نفع کو بھی زکوٰۃ والوں کا حق سمجھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جب تک وہ روپیہ جو بہ نیت زکوٰۃ علیحدہ رکھ دیا ہے فقراء ومساکین کو نہ دے دیا جاوے اور ان کو مالک نہ بنا دیا جاوے اس وقت تک وہ روپیہ صاحب نصاب کی ملک ہے۔ (۱) اگر اس کو کسی کو قرض دے دیوے یا تجارت میں لگا دیوے درست ہے لیکن پھر جس وقت وہ روپیہ بعد واپس لینے کے یا اور روپیہ اپنے پاس سے زکوٰۃ میں دیوے تو پھر نیت زکوٰۃ کی کرنی چاہئے اور تجارت میں جو نفع ہو وہ روپیہ والے کا ہی ہے۔ فقط۔ (صورت مسئولہ میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، زکوٰۃ کی رقم سے بلا تملیک مستحق تجارت میں لگانا اور قرض دینا درست نہیں ہے۔ ظفیر)

طلبہ کو زکوٰۃ دینے کے لئے ان کی اہلیت کی تفتیش کی جائے یا نہیں

(سوال ۳۸۱/۱) زکوٰۃ طلبہ کو دینا بلا قید اہلیت زکوٰۃ جائز ہے یا نہیں، یعنی یہ دیکھنا...... کہ وہ صاحب نصاب ہے یا سید ہے یا قریشی ہے اور یہ خیال کرنا کہ ان کے ماں باپ پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں یا نہیں۔ اگر ان کے ماں باپ یا پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں لیکن لڑکوں کو کتابیں کپڑے نہیں دیتے تو ایسے سامان کا دینا ان طلبہ کو جائز ہے یا نہیں۔

جن طلبہ کے متعلق معلوم نہیں کہ مستحق ہیں یا نہیں اسے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۸۲/۲) اگر مہتمم کو یہ معلوم نہ ہو کہ ان کے ماں باپ یا پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں یا نہیں تو ایسی حالت میں طالب علم کی استعانت مد زکوٰۃ سے جائز ہے یا نہیں۔

تاجر کی تملیک جو سر دست صاحب نصاب نہیں

(سوال ۳۸۳/۳) جو شخص صاحب نصاب نہیں ہے اور تجارت کرتا ہے، اور اس میں صرف منافع اس کو ملے گا جس کی مقدار اس کو معلوم نہیں ہے اور اس پر پورا سال بھی نہیں ہے۔ احتمال ہے کہ پچاس سے زائد ہو ایسی حالت میں اس کی تملیک جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) یہ قید طلبہ میں بھی ہے کہ وہ بھی مصرف زکوٰۃ ہوں یعنی مالک نصاب نہ ہوں، سید نہ ہوں۔ اور اگر وہ طلبہ نابالغ ہیں تو ان کے والدین صاحب نصاب اور غنی نہ ہوں۔ بالغ کے لئے تو ماں باپ کا غنی ہونا مانع نہیں ہے جب کہ وہ خود فقیر ہوں اور زکوٰۃ سے کپڑے یا کتابیں اسی وقت دینا درست ہے، کہ وہ مصرف ہوں غنی نہ ہوں، اور اغنیا کی اولاد صغار نہ ہوں۔ (۲) ان کی تحقیق کر لینی چاہئے۔ (۳)

(۲) معلوم کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر طالب علم خود کہے کہ میں غریب ہوں اور میرے والدین بھی غریب ہیں تو

---

(۱) ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء لفقراء (در مختار) قوله لا یخرج عن العهدة بالعزل) فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکوٰة ولو مات، کان میراثاً عنه(رد المحتار کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۵ .ط.س. ج۲ص ۲۷۰) ظفیر(۲) ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجة الاصلیة من ای مال کان الخ ولا الی طفله بخلاف ولده الکبیر الخ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ و ج ۲ ص ۹۰ .ط.س. ج۲ص ۳۴۷)(۳) لو دفع تحرلم یجز ان اخطاء (ایضاً ج ص ۹۳ .ط.س. ج۲ص ۳۵۳)

موافق اس کے کہنے کے اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔(۱)
(۳) ایسی حالت میں اس کو اس وقت زکوٰۃ دینا درست ہے۔(۲) اور جب اس کو نفع مل جاوے گا اور وہ بقدر نصاب ہوگا تو اگر چہ سال بھر نہ گزرے تو پھر اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ فقط۔

زکوٰۃ اور صدقہ فطر وغیرہ، غیر مسلم کو دینا کیسا ہے

(سوال ۳۸۴) مال زکوٰۃ اور گوشت قربانی اور صدقہ فطر اور صدقہ نذر اللہ غیر مذہب والوں کو دینا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) مال زکوٰۃ غیر مذہب والوں کو دینا درست نہیں ہے، کما ورد تو خذ من اغنیائهم الحدیث۔(۳) البتہ سوائے مال زکوٰۃ کے صدقہ نذر اللہ یا گوشت قربانی اور صدقہ فطر غیر مذہب والوں کو دینا درست ہے۔ کما فی الدرالمختار وجاز دفع غیر ها الخ ای غیر الزکوٰۃ الیه ای الذمی ولو واجباً کنذر و کفارة وفطرة الخ(۴) فقط۔ (مگر مسلمان فقراء کو دینا بہتر ہے۔(۵) ظفیر)

جن کے مندرجہ ذیل اوصاف ہوں ان کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۸۵) کچھ روپیہ زکوٰۃ کا یہاں کے مساکین کے لئے رکھ لیا تھا لیکن چندروز سے ارادہ بدل گیا، وجہ یہ ہوئی کہ اکثر یہاں کے لوگ محض نام کے مسلمان ہوتے ہیں کوئی بات ان میں مسلمان کی نہیں ہے عقائد، عبادات، معاملات سب خراب ہیں۔ عقائد کی یہ حالت ہے کہ ایک قوم یہاں فقیر ہے جو بہت مشرک سمجھی جاتی ہے، ان کی حالت یہ ہے کہ ایک شخص جو میرے یہاں ملازم ہے چوری وغیرہ کے تذکرہ پر کہنے لگے کہ صاحب اگر آپ کا غلہ وغیرہ میں چوری کرتا ہوں تو دوسرے جنم میں بیل ہو کر آپ کا دانہ دانہ بھروں۔ یہ حالت اچھے لوگوں کی ہے عوام تو ان سے بڑھ کر ہیں، ایسے شخص کو مسلمان کہنا یا مسلمان کا برتاؤ کرنا کیسا ہے، شرک بدعت، تعزیہ پرستی وغیرہ ان کا کام ہے۔ اللہ ورسول کو جانتے ہی نہیں۔ نماز نہ روزہ جھوٹ، فریب، زنا، چوری کو برا نہیں جانتے بچنا تو درکنار بعث بعد الموت کو جانتے ہی نہیں۔ ایسی حالت میں ان کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے۔ اگر جائز ہو تو خیر۔ ورنہ شاہ آباد اور آرہ کے مظلومین کی حالت تو آپ نے اخباروں میں دیکھی ہوگی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ان کے پاس بھیج دوں لیکن وہاں بھی مذکورہ بالا شبہ ہے بلکہ گمان غالب ہے کہ وہ اس سے بدتر حالت میں ہوں گے۔ اس صورت میں کیا کیا جاوے۔
(جواب) اپنی بستی کے ان لوگوں کو جن کا حال آپ نے لکھا ہے زکوٰۃ دینا درست ہے۔ پس جو کچھ رقم آپ نے زکوٰۃ کی ان لوگوں کے لئے رکھی ہے وہ انہیں کو دینا درست ہے کیونکہ اپنے اہل شہر غرباء کا بھی حق ہے بلکہ زیادہ حق ہے اور شاہ آباد کے مظلومین اگر چہ زیادہ مستحق ہیں مگر اس میں خرچ کرنے والے کی بے احتیاطی کا اندیشہ ہے جس

(۱) اذاشک و تحری فوقع فی اکبر رائه انه محل الصدقة فد فع الیه اوسأل منه فدفع اوراه فی صف الفقراء فد فع فان ظهر محل الصدقة جاز بالا جماع وكذاان لم يظهر حاله عنده (عالمگیری مصری باب المصارف ج ۱ ص ۱۹۰) ظفیر
(۲) مصرف الزکوٰۃ الخ هو فقیر و هو من له ادنی شئی ای دون نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰. ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفیر.
(۳) آگے ہے وترد علی فقراء هم
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲. ط.س. ج۲ص ۳۵۱. ۱۲ ظفیر
(۵) واختلفوا فی صدقة الفطر والنذر والکفارات قال ابو حنیفة و محمد رحمهما الله تعالیٰ یجوز الا ان فقراء المسلمین احب الینا کذا فی شرح الطحاوی (عالمگیری مصری باب سابع فی المصارف ج ۱ ص ۱۸۸) ظفیر.

سے یہ خوف ہے کہ زکوٰۃ ادا نہ ہو، کیونکہ ادائے زکوٰۃ میں تملیک فقراء کی شرط ہے جس کی وجہ سے کسی مسجد اور مکان وغیرہ کی مرمت ودرستی میں صرف اس کا درست نہیں ہے اور تجہیز وتکفین میت میں بھی صرف کرنا درست نہیں ہے۔ پس معلوم نہیں کہ جس کے پاس رقم بھیجی جاوے گی وہ اس شرط کا پورا لحاظ کرے گا یا نہ کرے گا۔ اور وہ مصارف زکوٰۃ سے پوری طرح واقف ہو یا نہ ہو۔ آپ کے اہل شہر جن کا حال آپ نے لکھا ہے اگر چہ خرابی ان کے اعمال اور عقائد کی ظاہر ہے مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کہ وہ کلمہ گو اور مدعی اسلام ہیں اگر چہ اعمال وعقائد ان کے خراب ہوں تو عموماً ان کی تکفیر کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں جس خاص شخص سے کوئی کلمہ موجب کفر سنا گیا یا اس کا حال محقق طور سے معلوم ہوگیا کہ اس کے عقاید کفریہ ہیں تو اس پر حکم کفر کر دیا جاوے گا۔ مگر عموماً عام مسلمانوں پر ایسا حکم نہ کیا جاوے گا۔ پس جب حکم کفر عموماً ان پر عائد نہیں کیا جاسکتا تو زکوٰۃ دینا ان کو درست ہے کہ غریب ومحتاج ہیں اور اپنے پڑوسی ہیں زکوٰۃ کے دینے میں اسی جزو کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ اپنے شہر کے ہیں۔ غریب محتاج ہیں اس سے زیادہ کنج وکاؤ کی حاجت نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے ارادہ کیا صدقہ دینے کا (عام ہے کہ وہ صدقہ نفل ہو یا فرض) یعنی زکوٰۃ اول دن چور کو دیا گیا، پھر دوبارہ زانیہ عورت کو دیا گیا، پھر غنی کو دیا گیا، اس کو اس کا افسوس ہوا تو اس کو خواب میں یہ کہا گیا کہ تیرے تینوں صدقے قبول ہوئے کہ چور کو شاید عبرت ہو وہ چوری سے تائب ہو جائے اور زانیہ زنا سے توبہ کر لیوے اور غنی کو نصیحت ہو کہ وہ بھی صدقہ زکوٰۃ وغیرہ دینے لگے۔(۱) انتہی مختصراً۔ اور تینوں صورتوں میں ہمارے فقہاء حنفیہ بھی ادائے زکوٰۃ کے قائل ہیں۔ درمختار میں ہے **دفع بتحر لمن یظن مصرفاً فبان انه عبده او مکاتبه او حربی ولو مستامناً اعادها لما مر وان بان غناه او کونه ذمیاً او انه ابوه اوابنه اوامراته او هاشمی لا یعید لانه اتی بما فی وسعه الخ** (۲) باب المصرف درمختار۔ فقط۔

اپنے عزیز یتیموں پر زکوٰۃ خرچ کی جائے یا نہیں

(سوال ۳۸۶) دو یتیم بچے اپنے ایک عزیز کے پاس رہتے ہیں، اگر زکوٰۃ کے روپے سے وہ شخص ان بچوں کو کپڑے بنا دے تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کے روپے سے ان بچوں کو کپڑے بنا دینا درست ہے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ (۳) فقط۔

بچے والی عورت کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۸۷) ایسی عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں جس کے تین بچے ہوں اور بوجہ اپنے خاوند کی عیاشانہ زندگی کے اور شراب خواری کی وجہ سے نہایت ہی عسرت میں ہے۔

(جواب) اس عورت کو جب کہ وہ محتاج ہے اور مالک نصاب نہیں ہے زکوٰۃ دینا درست ہے بلکہ ایسے محتاج بچوں والی عورت کو زکوٰۃ دینے میں زیادہ ثواب ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح باب الانفاق و کراهیة الامساک فصل اول عن ابی هریرة ص ۱۶۵ ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲ و ج ۲ ص ۹۳. ط.س. ج۲ص ۳۵۳. ۱۲ ظفیر
(۳) ولا الی من بینهما ولاد (در مختار) وقید بالولادلجوازه لبقیة الاقارب کالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ص ۳۴۶) ظفیر۔
(۴) مصرف الزکوة الخ هو فقیر وهو من له ادنی شئی ای دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰. ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفیر۔

سید کی بیوہ جو شیخ ہو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں

(سوال ۳۸۸) ایک عورت شیخ اور اس کا شوہر سید تھا وہ مر گیا۔ چند بچے اور بیوہ چھوڑی ہے، اب اس عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔ عورت نہایت مفلس ہے اور میری رشتہ دار ہے۔ دوسری ایک عورت قوم شیخ شوہر سید زندہ ہے عورت مفلس ہے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور زکوٰۃ منی آرڈر میں روانہ کرنے سے ادا ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ان دونوں عورتوں کو جو کہ مفلس ہیں زکوٰۃ دینا درست ہے۔ شوہر کے سید ہونے کی وجہ سے عورت کو جو کہ خود مفلس ہے اور مالک نصاب نہیں ہے زکوٰۃ دینا منع نہیں ہے بلکہ زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور قرابت دار مفلس کو زکوٰۃ دینے میں ثواب زیادہ ہے اور سوائے اولاد و ماں باپ اور زوجین کے سب قرابت دار مفلسوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ (۱) اور منی آرڈر کے ذریعہ سے زکوٰۃ کا روپیہ بھیجنے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔

جس طالب علم کے والد صاحب نصاب ہوں اسے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۸۹) طالب علم بقدر سہ یا چہار یا پنج میل برائے طلب علم سفر کردہ باشد و در خانہ خود ے نصاب باشد آیا مستحق گرفتن زکوٰۃ ہست یا نہ۔

(جواب) گرفتن زکوٰۃ او را جائز است قال فی الدرالمختار وابن السبيل وهو كل من له مال لامعه وفی الشافعی . والحق به كل من هو غائب عن ماله وان كانه فی بلده لان الحاجة هی المعتبرة وقد وجدت لانه فقيريداً وان كان غنياً ظاهراً الخ (۲) ص ۶۲ ، ص ۶۸ جلد ثانی شامی . فقط.

زکوٰۃ کا روپیہ مدرسہ کے فرش میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۹۰) زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ میں فرش لگانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کے روپے سے فرش مسجد اور مدرسہ کا بنانا درست نہیں ہے زکوٰۃ اس میں ادا نہ ہوگی۔ (۳) اور حیلہ جواز کا بضرورت یہ ہے کہ وہ روپیہ زکوٰۃ کا اول کسی ایسے شخص کو تملیک کر دیا جائے جو کہ صاحب نصاب نہ ہو پھر وہ شخص اپنی طرف سے اس روپے سے فرش بنا سکتا ہے۔ هكذافی كتب الفقه ۔ (۴) فقط۔

پیشہ ور گداگروں کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۳۹۱/۱) ایسے پیشہ ور گداگروں کو جو محنت و مزدوری کر سکتے ہوں زکوٰۃ کا روپیہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

خیرات فقیروں میں تقسیم کرنا

(سوال ۳۹۲/۲) اکثر مقامات پر جمعرات کے دن فقیروں کو غلہ، روپے تقسیم کئے جاتے ہیں اور فقیروں میں مستحقین وغیر مستحقین کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہوتا پس اس طریقے پر خیرات کرنا جائز ہے یا نہیں اور ایسی

---

(۱) ومصرف الزكوة الخ هو فقير هو من له ادنى شئى اى دون نصاب او قدر نصاب غير نام مستغرق فی الحاجة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب مصرف زكوة ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰ .ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ولا الى من بينهما ولا د (در مختار) قيدبالوولادلجواز ه لبقية الا قارب الخ بل هم اولىٰ لانه صلة وصدقة(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶ .ط.س. ج۲ص ۳۴۶) ظفير. (۲)ايضا ج ۲ ص ۸۴ .ط.س. ج۲ص ۱۲۳۴۳ ظفير.

(۳)ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا اباحة ولا يصرف فی نحو بناء مسجد ولا الى كفن ميت الخ (الدر المختار علی هامش رد المختار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ .ط.س. ج۲ص ۳۴۴)ظفير.

(۴)وحيلة التكفين ان يتصدق بها على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما و كذافی تعميرا لمسجد (ايضاً كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶ .ط.س. ج۲ص ۲۷۱)ظفير.

خیرات سے کوئی ثواب حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں۔

جوگدا گرنا جائز کاموں میں رقم خرچ کریں ان کو دینا کیسا ہے

(سوال ۳/۳۹۳) جن گداگروں کی نسبت گمان غالب ہو کہ وہ لوگ خیرات یا زکوۃ لے کرنا جائز کاموں میں صرف کرتے ہیں تو ان لوگوں کو خیرات یا زکوۃ دینا گناہ ہے یا نہیں۔

زکوۃ کا بہترین مصرف

(سوال ۴/۳۹۴) زکوۃ کا بہترین مصرف موجودہ زمانہ کے حالات کے لحاظ سے کیا ہے۔

مکاتب و مساجد میں صرف کرنا کیسا ہے

(سوال ۵/۳۹۵) زکوۃ کا روپیہ مساجد و مکاتب اور یتیم خانوں میں صرف کرنا کیسا ہے۔

طلبہ کو مد زکوۃ سے وظائف دینا کیسا ہے

(سوال ۶/۳۹۶) زکوۃ کے روپے سے طلبہ کو وظائف دیئے جاسکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اولاً چند امور تمہیداً لکھے جاتے ہیں ان کے بعد جواب سوالات نمبروار لکھا جائے گا۔ تمہید اول مصارف زکوۃ وصدقات واجبہ فقراء و مساکین وغیرہ ہما ہیں جو آیت انما الصدقات للفقراء و المساکین۔(۱) الآیۃ میں مذکور ہیں۔
دوم:۔ زکوۃ اور صدقات واجبہ میں تملیک یعنی مالک بنانا شرط ہے جیسا کہ للفقراء کے لام سے یہ مطلب مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ لام تملیک کا ہے اور فقہاء حنفیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ زکوۃ میں مالک بنانا محتاج کا شرط ہے، جس جگہ تملیک نہ پائی جاوے گی وہاں صرف کرنے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی جیسے تعمیر و مرمت مساجد یا تعمیر مدارس وغیرہ یا تکفین میت کہ ان چیزوں میں صرف کرنے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔(۲)
سوم:۔ یہ کہ جن مصارف میں صرف کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی جیسے تعمیر مساجد وغیرہ و تکفین میت ان میں صرف کرنے کے لئے فقہاء نے یہ حیلہ لکھا ہے کہ اول کسی ایسے شخص کو جو مالک نصاب نہ ہو رقم زکوۃ اس کی ملک کردی جائے بعد مالک ہونے کے وہ شخص کو جو مالک نصاب نہ ہو رقم زکوۃ اس کی ملک کردی جائے بعد مالک ہونے کے وہ شخص اپنی طرف سے تعمیر و مرمت مسجد وغیرہ یا تکفین میت میں صرف کردیوے کما فی الدر المختار و حیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما و کذا فی تعمیر المسجد (۳) اور حیلہ میت پر کفن ڈالنے کا مال زکوۃ سے یہ ہے کہ کسی فقیر کو مال زکوۃ دیا جاوے پھر وہ اپنی طرف سے میت کے کفن میں صرف کرے۔ سو حاصل ہوگا ثواب دونوں کو اور یہی حیلہ ہے تعمیر مسجد وغیرہ میں صرف کرنے کا اور شامی نے کہا کہ دونوں کو ثواب حاصل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ زکوۃ دینے والے کو زکوۃ دینے کا ثواب حاصل ہوگا اور کفن ڈالنے کا ثواب اس فقیر کو ہوگا جس نے اپنی طرف سے کفن ڈالا۔(۴) اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ زکوۃ دینے والے کو تکفین کا بھی ثواب ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے الدال علی الخیر کفا عله۔(۱) ایسا ہی طحطاوی میں اور امام سیوطی نے جامع صغیر میں یہ

---

(۱) سورۃ توبہ. (۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة لا یصرف الی نحو بناء مسجد والا الی کفن میت (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵.ط.س.ج۲ص۳۴۴) ظفیر (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوة ج ۲. ص ۱۶.ط.س ج۲ص ۲۷۱،۱۲ ظفیر (۴) ای ثواب الزکوة للمزکی وثواب التکفین للفقیر (رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۶.ط.س.ج۲ص ۲۷۱) ظفیر

روایت نقل کی ہے لو مرت الصدقة علی یدی مائة لکان لهم من الا جر مثل اجر المبتدی من غیر ان ینقص من اجره شیئاً (۲) (ترجمہ) اگر صدقہ سو ۱۰۰ ہاتھوں پر کو گذرے تو ہر ایک کو ان میں سے ابتداء دینے والے کے برابر ثواب ہوگا۔ بدون اس کے کہ ابتداء کرنے والے کے ثواب میں کچھ کمی ہو اور سو ہاتھوں پر گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنے والے نے کسی کو صدقہ دیا، پھر اس نے دوسرے کو دے دیا اور اس نے تیسرے کو دے دیا اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔

چہارم:۔ یہ کہ اگر کسی کو محتاج سمجھ کر زکوٰۃ دی گئی اور بعد میں ثابت ہوا کہ جس کو زکوٰۃ دی گئی وہ غنی صاحب نصاب تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی دوبارہ دینا لازم نہیں اور دینے والے کو ثواب پورا ہوا۔ درمختار میں ہے دفع بتحر لمن یظنه مصرفاً فبان عبده الخ اعادوان بان غناه الخ لا یعید۔ (۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اپنے گمان میں کسی کو مصرف سمجھا اور وہ مصرف سمجھ کر اس کو زکوٰۃ دی تو اگر بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ زکوٰۃ دینے والے کا غلام ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے، اور اگر اس کا غنی صاحب نصاب ہونا ظاہر ہوا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی دُوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحیح بخاری و مسلم سے نقل کیا ہے ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قا ل قال رجل لا تصدقن بصدقة فخرج بصدقة فوضعها فی ید سارق فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلة علی سارق فقال اللهم لک الحمد علی سارق لا تصدقن بصدقة فخرج بصدقة فوضعها فی ید زانیة فاصبحوا یتحد ثون تصدق اللیلة علی زانیة فقال اللهم لک الحمد علی زانیة لا تصد قن بصدقة فخرج بصدقةفو ضعها فی ید غنی فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلة علی غنی فقال اللهم لک الحمد علی سارق وزانیة وغنی فاتی فقیل له اما صد قتک علی سارق فلعله ان یستعف عن سرقته واما الزانیة فلعلها ان تستعف عن زنا ها واما الغنی فلعله یعتبر فینفق مما اعطاه الله متفق علیه ولفظه للبخاری۔ (۴) اس حدیث سے جیسا کہ غنی کو بوجہ لاعلمی کے زکوٰۃ و دیگر صدقات کے ادا ہو جانے کا علم ہوا، ویسا ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ سارق اور زانیہ کو بوجہ لاعلمی کے زکوٰۃ وصدقات دینے سے ثواب حاصل ہوگا اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔

اور شامی میں ہے کہ جس کو زکوٰۃ دی جائے اگر وہ صورت فقیرانہ ومفلسانہ رکھتا ہے یا فقیروں کے ساتھ ہو کر آیا، یا اس نے سوال کیا اور اس پر زکوٰۃ دینے والے نے اس کو زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اگرچہ بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ غنی تھا اور مصرف زکوٰۃ نہ تھا عبارت شامی یہ ہے واعلم ان المدفوع الیه لو کان جالساً فی صف الفقراء یصنع صنعهم او کان علیه زیهم اوساله فاعطاه کانت هذه الا سباب بمنزلة التحری کذا فی المبسوط حتی لو ظهر غناه بعد لم یعد۔ (۵)

پنجم:۔ یہ کہ تندرست کمانے اور محنت کی طاقت رکھنے والے کو اور اس شخص کو جس کے پاس ایک دن کا کھانے کو ہو،

(۱، ۲) ردالمحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۶۔ ط.س. ج۲ ص ۲۷۱۔ ۱۲ ظفیر
(۳) الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲۔ ط.س. ج۲ ص ۳۵۳۔ ۱۲ ظفیر
(۴) مشکوة باب الا نفاق وکراهیة الا مساک فصل اول عن ابی هریرة ص ۱۶۵ ۱۲ ظفیر
(۵) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲۔ ط.س. ج۲ ص ۳۵۳۔ ۱۲ ظفیر

سوال کرنا حرام ہے اور تندرست کمانے کی طاقت رکھنے والے کو عند البعض دینا بھی گناہ ہے لیکن طالب علم وغیرہ کو بوجہ مشغولی تحصیل علم باوجود صحیح مکتسب ہونے کے دینا اور اس کو لینا درست ہے۔ درمختار میں ہے و لا یحل ان یسئل شیئاً من القوت من له قوت یومه بالفعل او بالقوة كالصحيح المكتسب ويا ثم معطيه ان علم بحاله لاعانته على المحرم ولو سال للكسوة اولا شتغاله عن الكسب بالجهاد اوطلب العلم جاز لو محتاجاً (۱) اور عند البعض کی قید اس لئے لگائی گئی کہ بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ قیاس اگر چہ اس کو مقتضی ہے کہ ایسے لوگوں کو دینا گناہ ہو لیکن بتاویل ہبہ اس کو جائز کہہ سکتے ہیں اور غنی اور غیر محتاج کو ہبہ کرنے میں گناہ نہیں ہے لیکن ظاہر ہے کہ زکوٰۃ میں یہ تاویل نہیں چل سکتی۔ الغرض حاصل یہ ہے کہ باوجود علم کے دینا نہ چاہئے اور لاعلمی میں دیا جاوے تو اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ ان تمہیدات کے بعد جواب مسائل نمبروار تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) اگر وہ گدا گر بصورت حال محتاج معلوم ہوتے ہیں تو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی اگر چہ فی الحقیقت وہ مستحق نہ ہوں۔ (۲)

(۲) دینے والے کو بہ قاعدہ انما لا عمال بالنيات ثواب حاصل ہوگا اور زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے گی۔

(۳) گمان غالب اگر ایسا ہے تو بے شک ان کو زکوٰۃ و خیرات دینا ناجائز ہے اور گناہ ہے کیونکہ یہ اعانت علی المعصیۃ ہے اور اعانت علی المعصیۃ حرام ہے۔ قال الله تعالىٰ وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعا ونوا على الا ثم والعدوان (المائدح . ۱)

(۴) طالبان علم دین اس زمانہ میں بہترین مصارف زکوٰۃ سے ہیں، چنانچہ فی سبیل اللہ میں فقہاء نے طالب علم کو داخل فرمایا ہے اور طلبہ ابن سبیل میں بھی داخل ہیں۔ (۳) اور رسول اللہ ﷺ نے طالبان علم دین کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور تاکید فرمائی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ من خرج فی طلب العلم فهو فی سبيل الله۔ (۴) وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الناس لكم تبع وان رجالاً يا تونكم من اقطار الا رض يتفققهون فى الدين فاذا اتوكم فاستوا اصوا بهم خيراً رواه الترمذی۔ (۵)

(۵) مساجد کا حکم تمہید دوم سے معلوم ہوا کہ مال زکوٰۃ کو تعمیر و مرمت مساجد اور فرش وغیرہ ضروریات مساجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے مگر بہ حیلہ مذکورہ تمہید سوم لیکن مکاتب و مدارس دینیہ اور یتیم خانوں کے طلبہ و یتامی غرباء کو زکوٰۃ دینا درست ہے اور بہترین مصارف میں سے ہے۔ (۶)

(۶) دیئے جا سکتے ہیں۔ (۷) فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۵ .ط.س.ج۲ص ۳۵۴.۲ ا ظفير
(۲) واعلم ان المدفوع اليه لوكان جالسا فى صف الفقراء يصنع صنعهم اوكان عليه ذيهم او ساله فاعطاه كانت هذه الا سباب بمنزلة التحرى كذا فى المبسوط حتىٰ لو ظهر غناه بعد لم يعد(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲ .ط.س.ج۲ص ۳۵۲) ظفير . (۳)مشكوة المصابيح كتاب العلم فصل ثانى ص ۳۴ ۱۲ ظفير
(۴) ایضاً
(۵) حوالہ گذر چکا
(۶)وفى سبيل الله الخ وقيل طلبة العلم الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳ .ط.س.ج۲ص ۳۴۳)

نیوتہ کا بقیہ روپیہ نصاب برابر ہو مگر وصول نہیں ہوا ہے تو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۳۹۷) ایک شخص کے نیوتہ کا روپیہ ہے جو نصاب کو پہنچتا ہے اور وہ وقت معہود پر ملے گا لیکن اس وقت وہ فقیر اور مسکین ہے۔ ایک شخص نے اس کو زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا تھا، آیا اس کی زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نیوتہ کا روپیہ جو لوگوں کے ذمہ ہے اس کے نہ آنے اور وصول ہونے اور نہ ہونے میں تردد ہے اس لئے اگر اس کو زکوٰۃ دی جاوے گی ادا ہو جائے گی کیونکہ سر دست وہ فقیر ہے۔ (۱) فقط۔

جس عالم کے پاس کتب خانہ ہو اسے زکوٰۃ لینا کیسا ہے

(سوال ۳۹۸) مال زکوٰۃ عالم کو جس کے پاس نقد بالکل نہیں مگر کتب خانہ جمع ہے، لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) عالم کے پاس اگر ضرورت سے زیادہ کتابیں نہیں ہیں مثلاً ہر فن کی کتابوں کا ایک ایک نسخہ ہے تو اس کو زکوٰۃ لینا درست ہے اور اگر ایک نسخہ سے زیادہ کئی کئی نسخے ہر ایک کتاب کے ہیں یا فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ علوم دینیہ کے سوا دیگر فنون معقولات و تاریخ وغیرہ کی کتابیں نصاب کے قدر ہیں تو اس کو زکوٰۃ لینا درست نہیں ہے۔ شامی نے یہ تفصیل مذکور لکھی ہے، اور یہ بھی اس میں ہے کہ کتابیں جو بہ نیت تجارت نہ ہوں وہ عالم کے پاس ہوں یا غیر عالم کے اور ضرورت کے موافق ہوں یا زیادہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اس شخص کو جس کے پاس کتابیں ہیں زکوٰۃ لینے اور نہ لینے کے بارے میں وہ تفصیل ہے جو اوپر لکھی گئی۔ (۲)

بھائی بہنوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۹۹) ایک شخص بحیات والدین صاحب زکوٰۃ عسیر المعاش طویل الکنبہ اور قلیل المدخل اپنے نابالغ بھائی بہنوں کو جو قوت و کسوۃ سے تنگ رہتے ہیں تو وہ ان کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں اور اگر والدین صاحب زکوٰۃ نہیں تو اس صورت مین وہ اپنے برادران و ہمشیر گان نابالغ کو زکوٰۃ دیوے یا نہیں۔

(جواب) بھائی بہنوں کو جو کہ مالک نہیں ہیں تو پھر اگر چہ والدین غنی بھی ہوں تب بھی ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ فقط (وکذا الی البنت الکبیرۃ اذا کان ابوھا غنیاً لان قدر النفقۃ لا یغنیھا وبغنی الاب والزوج لا تعد غنیۃ کذا فی الکافی . عالمگیری باب المصرف ج ۱ ص ۱۸۹) ظفیر۔

ماہوار آمدنی کافی ہو مگر صاحب نصاب نہیں تو زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۰) جس شخص کی ماہواری آمدنی معقول ہو لیکن سال بھر تک اس کے پاس قدر نصاب جمع نہیں رہتا اور وہ صاحب زکوٰۃ نہیں ہے ایسے شخص کو مال زکوٰۃ یا صدقہ نافلہ سے دینا اور اس کو لینا کیسا ہے۔

---

(۱) ویجوز صرفھا الی من لا یحل له السوال اذا لم یملک نصابا . (عالمگیری مصری باب المصارف ج ۱ ص ۱۸۹) ظفیر

(۲) ولا زکوۃ فی ثیاب البدن الخ ودور السکنی ونحوھا وکذا الکتب وان لم تکن لا ھلھا اذا لم تنو للتجارۃ غیر ان الاھل له اخذ الزکوۃ وان ساوت نصبا الا ان تکون غیر فقه و حدیث و تفسیر او تزید علی نسختین ھو المختار الخ وفی الا شباہ الفقیه الا یکون غنیا بکتبه المحتاج الیھا ، الا فی دین العباد فتباع له (در مختار) استدراک علی التعمیم الماخوذ من قوله وان لم تکن لا ھلھا ای ان الکتب لا زکاۃ فیھا علی الا ھل وغیرھم من ای علم کانت لکونھا غیر مية وانما الفرق بین الا ھل وغیرھم فی جواز اخذ الزکوۃ والمنع عنه فمن کان من اھلھا اذا کان محتاجا الیھا للتدریس والحفظ والتصحیح فانه لا یخرج بھا عن الفقر فله اخذ الزکوۃ ان کانت فقھا او حدیثا او تفسیرا ولم یفضل عن حاجته نسخ تساوی نصابا کان یکون عنده من تصنیف نسختان وقیل ثلاث لان النسختین یحتاج الیھا التصحیح کل من الا خری والمختار الا ول ای کون الزائد علی الزائد علی الواحدۃ فاضلاً عن الحاجۃ واما غیر الا ھل فانھم یحرمون بالکتب من اخذ الزکوۃ الخ (رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۰ و ج ۲ ص ۱۱ . ط.س. ج۲ ص ۲۶۴-۲۶۵) ظفیر.

مسلمان سپاہی پرزکوۃ کی رقم خرچ کرنا کیسا ہے۔

(سوال ۴۰۱) جنگ میں جو مسلمان سپاہی مجروح ہوتے ہیں ان کی ضروریات کا سامان مال زکوۃ سے خرید کر بھیجنا یا نقد روپیہ اس واسطے بھیجنا کہ ان کی ضروریات میں صرف کیا جاوے درست ہے یا نہیں زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس کو مال زکوۃ یا صدقہ نافلہ دینا درست ہے اور اس کو لینا بھی جائز ہے۔ (۲)

(۲) زکوۃ میں تملیک فقیر ضروری ہے یعنی مالک بنانا ایسے شخص کو جو مالک نصاب نہ ہو لازم ہے پس اگر مجروحین مسلمین کے پاس پہنچنا زکوۃ کا جو کہ مالک نصاب نہ ہوں یقین ہے تو زکوۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔ (۳) فقط۔

زکوۃ کے روپے۔سے چاول خرید کر فقیروں کو بھیک دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے

(سوال ۴۰۲) زکوۃ کے روپے سے چاول خرید کر سال بھر تک فقیروں کو بھیک دینے سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ادا ہو جاوے گی۔ (۴) فقط۔

انجمن یا مدرسہ کو زکوۃ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۳) انجمن یا مدرسہ اسلامیہ میں زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوۃ میں فقراء کا مالک بنانا ضروری ہے، بدون اس کے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔ (۵) پس اگر انجمن میں طلبہ محتاج ہوں تو ان کو زکوۃ دینا درست ہے اور ملازمین انجمن اور واعظین کی تنخواہ میں زکوۃ دینا درست نہیں ہے اس میں بہت احتیاط کرنی چاہئے، زکوۃ کا مال خاص محتاجوں کی ملک میں بلا کسی معاوضہ کے جانا چاہئے انجمن کے مختلف اخراجات میں زکوۃ کا مال خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی اور مدارس اسلامیہ میں جو زکوۃ کا روپیہ آتا ہے وہ بھی خاص طلبہ مساکین کی خوراک و پوشاک میں صرف ہوتا ہے، کسی مدرس وملازم کی تنخواہ میں دینا یا تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے۔ فقط۔

بلا تملیک مطبخ سے کھانا دینا کیسا ہے

(سوال ۴۰۴) اگر مہتمم مدرسہ زکوۃ کے روپے سے مطبخ قائم کرے اور بلا تملیک طلبہ مدرسہ کو کھانا کھلائے تو اس صورت میں تملیک ہو جائے گی یا نہیں۔ حالانکہ طلبہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے کھانے کو لے جاویں یا جس کو جی چاہے کھلا دیں۔ اگر نہیں تو کون سی ایسی صورت ہوگی جس سے زکوۃ کا روپیہ اپنے مصرف میں صرف ہو۔

(جواب) زکوۃ میں تملیک ضروری ہے اور یہ صورت طلبہ کو کھانا کھلانے کی جو آپ نے لکھی ہے تملیک کی صورت نہیں ہے اس طرح زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ اول نقد روپیہ یا اجناس زکوۃ کی تملیک کرادی جائے پھر اس کی طرف سے داخل مدرسہ کر کے کھانا طلبہ کو کھلایا جائے۔ (۶) فقط۔

---

(۱) ولا الی من بینهما ولا د (در مختار) قید بالولاد لجواز ہ لبقیة الا قارب کالا خوة والا عمام والا خوال الفقراء بل هم اولی لا نه صلة وصدقة (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۲. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر.
(۲) ویجوز دفعها الی من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی (عالمگیری باب المصارف ص ۱۸۹) ظفیر. (۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر. (۴) وجاز دفع القیمة فی زکوة وعشر الخ (ایضاب باب الغنم ج ۲ ص ۲۹. ط.س. ج۲ ص ۲۸۵) ظفیر. (۵) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (ایضا باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر. (۶) وحیلة التکفین ان یتصدق بها علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذافی تعمیر المسجد (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر

بھنگ وافیون کے عادی کو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۴۰۵) ایک شخص نہایت مفلس اور غریب ہے لیکن بھنگ وافیون وغیرہ کا از حد مرتکب ہے اس کو زکوٰۃ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ کتاب تنبیہ الغافلین میں یہ حدیث لکھی ہے۔ فرمایا حضرت ﷺ نے من اطعم شارب الخمر لقمة سلط الله عليه حية وعقرباً في قبره۔(۱)

(جواب) یہ ظاہر ہے کہ صدقات وخیرات صلحاء کو دینا افضل ہے جیسا کہ وارد ہوا ولیا كل طعامكم الا برار یعنی چاہئے کہ تمہارا کھانا نیک لوگ کھاویں۔ لیکن فاسق و فاجر شراب خوار جب کہ مفلس ہے اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے اگر چہ بہتر یہ ہے کہ صلحاء فقراء کو دیوے اور کتاب مذکور سے جو حدیث نقل کی ہے اس کا حال بندہ کو معلوم نہیں کہ وہ ثابت ہے یا نہیں، اگر ثابت ہوتو اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ شارب الخمر کو اگر محبت کے ساتھ کچھ کھلا دے پلا دے تو ایسی وعید کا مستحق ہے۔ بہر حال اداز کوٰۃ میں کچھ تامل نہیں۔ بہتر ہونا اور نہ ہونا دوسری بات ہے۔ اور مفلس محتاج اگر چہ فاسق ہو اس کے دینے میں بھی ثواب ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ کہ ہر ایک ذی روح کے دینے میں اجر ہے۔(۲) فقط۔

(البتہ اگر یہ یقین ہو کہ وہ شراب پینے پر یہ رقم صرف کرے گا تو اسے دینا درست نہیں ہے، ولا تعاونوا على الا ثم والعدوان ارشاد ربانی ہے. ظفیر)

گھر پر صاحب نصاب ہے اور پردیس میں مفلوک الحال تو وہ زکوٰۃ لے یا نہیں

(سوال ۴۰۶) اگر کوئی شخص اپنے مکان پر صاحب نصاب ہے اور وطن سے باہر سودوسوکوس پر ہے وہاں صاحب نصاب نہیں بلکہ تنگ دست ہے اور امامت کرتا ہے اس کے سوا اور کوئی ذریعہ گذر کا نہیں ہے، ایسے شخص کو زکوٰۃ وصدقہ فطر اور قربانی کی کھال کا روپیہ لینا جائز ہوگا یا نہیں۔

(جواب) مسافر اگر سفر میں تنگ دست ہو اس کو زکوٰۃ وغیرہ دینا اور لینا درست ہے(۳) لیکن امام مسجد کو بوجہ امامت کے زکوٰۃ وصدقہ فطر و قیمت چرم قربانی لینا اور دینا درست نہیں ہے۔(۴)

دختر کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۰۷) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کیا۔ بکر قرضدار ہے، اسی وجہ سے زوجہ کے نفقہ کا متحمل نہیں ہوسکتا، اگر زید اپنی لڑکی کو زکوٰۃ دے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ دینا اپنی دختر کو جائز نہیں ہے، درمختار میں ہے ولا الى من بينهما ولا دالخ . باب المصرف (۵) فقط۔

---

(۱) تنبیہ الغافلین للسمر قندی باب الزجر عن شرب الخمر ص ۷۳ ۱۲ ظفیر

(۲) مصرف الزكوة الخ هو فقير هو من له ادنى شي اى دون النصاب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفیر.

(۳) وابن السبيل وهو كل من له مال لا معه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۴. ط.س. ج۲ص ۳۴۳) ظفیر

(۴) الاصل فيه قوله تعالىٰ انما الصدقات للفقراء والمساكين الخ (هدايه ج ۱ ص ۱۸۶) ظفیر.

(عه) عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصدقة ان تشبع كبدا جائعا قال الطيبي يعم المومن والكافر والناطق وغيره اه (مرقاة المصابيح باب افضل الصدقة ج ۲ ص ۳۸۹) ظفیر صدیقی.

(۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ص ۳۴۶. ۱۲ ظفیر.

قرابت دار مستحق بے نمازی ہو اور غیر قرابت دار نمازی تو زکوٰۃ کسے دی جائے

(سوال ۱/ ۴۰۸)دو قرابت دار تندرست مسلمان مسکین عیالدار بے نمازی کو زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں اور اجنبی نمازی، رشتہ دار بے نمازی سے افضل ہے یا نہیں۔

بدعتی کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲/ ۴۰۹) جو جاہل مسلمان ارکان اسلام سے ناواقف ہوں اور تعزیہ داری وغیرہ بدعات میں رہتے ہوں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اہل قرابت جو محتاج ہیں ان کو زکوٰۃ دینا زیادہ ثواب ہے اور نماز کی ان کو نصیحت کرے، اور اگر وہ عمل نہ کرے ان پر گناہ ہے۔(۱)

(۲) ان جہلاء میں جو محتاج وفقیر ہیں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔(۲) فقط۔

موجودہ زمانہ میں سید کو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۴۱۰) اس زمانہ میں جب کہ خمس کا نام بھی لوگ بھول گئے، غریب اولاد رسول ﷺ کو زکوٰۃ عند امام ابوحنیفہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب صحیح یہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی جب کہ خمس الخمس بھی بنی ہاشم کو نہیں دیا جاتا، زکوٰۃ دینا ان کو یعنی سادات بنی ہاشم کو درست نہیں جیسا کہ درمختار میں ہے، **ولا الی بنی هاشم الی ان قال ثم ظاهر المذاهب اطلاق المنع** (درمختار) یعنی **سواء فی ذلک کل الا زمان وسواء فی ذلک دفع بعضهم بعض غیرهم لهم الخ ردالمحتار شامی جلد ۲ باب المصرف** (۳) فقط۔

مسجد، مدرسہ اور داماد کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۱۱) مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں زکوٰۃ کو صرف کرنا کیسا ہے، داماد اگر غریب ہو اس کو دینا خواہ اس کی بیوی صاحب نصاب ہو، یا کسی مستحق کو دی جائے، غرباء کو کھانا کھلایا جاوے۔

(جواب) مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں زکوٰۃ کو صرف کرنا درست نہیں ہے۔(۴) اور اولاد کو دینا بھی درست نہیں ہے۔(۵) اور داماد اگر صاحب نصاب نہ ہو اس کو دینا درست ہے۔(۶) اور اگر دیگر مستحقین یعنی فقراء و مساکین و یتامیٰ کو دینا بھی درست اور اس روپے کا کھانا پکا کر تقسیم کر دینا بھی درست ہے مگر بٹھا کر نہ کھلاوے بلکہ ان کو تقسیم کر دے اور

---

(۱) ولا الی من بینهما ولاد (در مختار) وقید بالولاد لجواز ہ لبقیة الا قارب کالا خوۃ والا عمام والا خوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة وفی الظهیریة ویبدا فی الصدقات بالا قارب ثم الموالی ثم الجیران الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر.

(۲) مصرف الزکوٰۃ الخ هو فقیر وهو من له ادنی شئی ای دون نصاب الخ (ایضاً ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر. (۳) دیکھئے ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰ و ج ۲ ص ۹۱. ط.س. ج۲ ص ۳۵۰، ۱۲. ظفیر (۴) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة ولا یصرف الی بناء نحو مسجد الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر

(۵) ولا الی بینهما ولاد (در مختار) ای بینه وبین المدفوع الیه لان منافع الا ملاک بینهم متصلة الخ ای اصله وان علا کا بویه الخ وفرعه وان سفل الخ کا ولاد الاولاد الخ ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر

(۶) قید بالولاد لجوازہ لبقیة الا قارب الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر

مالک بنادیوے۔ پھر خواہ وہ وہاں اس کو کھالیں یا اپنے ساتھ لے جاویں(۱) فقط۔

بھانجہ کو زکوۃ دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۲) ایک شخص کے پاس دوسوڈھائی سوروپے نقد ہیں خرچ سے علیحدہ اور اسی قدر زیور ہے مگر استعمال میں نہیں آتا تو یہ شخص اپنے مال کی زکوۃ فیصدی اڑھائی روپے نکال کر اپنے بھانجہ کو دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) سب زیور اور نقد کی زکوۃ بحساب ۲½ سیکڑہ دینی چاہئے، بھانجہ نادار و مفلس کو زکوۃ دینا درست ہے ماموں اپنے مال کی زکوۃ اپنے بھانجہ کو دے سکتا ہے۔(۲) فقط۔

مسجد کے کنوئیں میں زکوۃ کا پیسہ لگانا کیسا ہے

(سوال ۱/۴۱۳) ایک کنواں نصف مسجد کے فرش میں ہے تو اس میں زکوۃ کا پیسہ لگانا جائز ہے یا نہیں۔

گاؤں کے کنوئیں میں زکوۃ کی رقم نہیں لگا سکتے

(سوال ۲/۴۱۴) گاؤں میں ایک کنواں بنانے کی ضرورت ہے تو اس میں زکوۃ کا پیسہ لگانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱،۲) دونوں صورتوں میں کنوئیں کی تعمیر میں زکوۃ کا روپیہ پیسہ صرف کرنا درست نہیں ہے۔(۳) فقط۔

بیوہ کی تنخواہ زکوۃ سے دینی درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۵) کسی مسماۃ بیوہ کی تنخواہ ماہانہ مقرر کی جائے اور نیت یہ ہو کہ یہ تنخواہ زکوۃ میں سے دی جاوے گی جو آئندہ واجب الادا ہوگی۔ یہ کارروائی اس حیثیت سے ادائے زکوۃ کے واسطے کافی ہے یا کیا۔

(جواب) ادائے زکوۃ کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس وقت اس بیوہ کو ماہوار کچھ دیا جاوے یا اس کے دینے کے لئے کچھ روپیہ مثلاً سال بھر چھ ماہ کا علیحدہ رکھ دیا جاوے اور بوقت علیحدہ کرنے کے نیت زکوۃ کی کی جاوے، پھر وقتاً فوقتاً اگر اس میں سے اس بیوہ کو کچھ دیا جاوے گا تو پھر نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے زکوۃ ادا ہو جاوے گی(۴)۔

زکوۃ سادات کے لئے کب درست ہے

(سوال ۴۱۶) عام طور سے مشہور ہے کہ زکوۃ و صدقہ کا مال آل محمد ﷺ کے لئے حرام ہے۔ حال میں ایک صاحب نے یہ فرمایا کہ ایسا مال آل محمد ﷺ کے لئے بعض حالات میں مباح بھی ہے اور اندریں باب علماء نے فتویٰ دے دیا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ کن حالات میں مال زکوۃ و صدقہ سادات بنی فاطمہ کے لئے حرام ہے اور اگر مباح ہے تو کن حالات میں۔

(جواب) مفتی بہ مذہب یہی ہے کہ سادات کو اس زمانہ میں بھی زکوۃ اور صدقات واجبہ مثل قیمت چرم قربانی و صدقہ فطر وغیرہ دینا حرام ہے اور زکوۃ وغیرہ ادا نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ (ایضاً ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر

(۲) ولا الی من بینھما ولاد (در مختار) قید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الا قارب کالا خوۃ والا عما مھم والا خوال الفقراء بل ھم اولی لا نہ صلح وصدقۃ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶ ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر۔

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ ولا یصرف الی بناء نحو مسجد والا الی کفن میت (در مختار) نحو مسجد کبناء القنا طر والسقا یات واصلاح الطرقات وکری الا نھا ر والحج والجھاد وکل مالا تملیک فیہ زیلعی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر۔

(۴) وشرط صحۃ ادائھا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۴ ط.س. ج۲ ص۲۶۸) ظفیر۔

ان هذه الصدقات انما هی اوساخ الناس و انها لا تحل لمحمد ولا لآل محمد رواه مسلم (۱) اور درمختار میں ہے ولا الی بنی هاشم الخ ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع الخ،(۲) وهكذا فی الشامی۔ پس یہ قول صحیح نہیں ہے جو کہ کسی نے کہا کہ بعض حالات میں مباح ہے۔

زکوٰۃ کے......روپے کا جمع کرنا اور اسے تجارت میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۴۱۷) اگر چند اشخاص دولت مند کئی ہزار روپے زکوٰۃ کا جمع کر کے چند فقیر لوگوں کے سپرد اس غرض سے کریں کہ وہ روپیہ حقداران زکوٰۃ کو حسب ضرورت دیتے رہیں، وہ لوگ جن کی سپردگی میں مال زکوٰۃ دیا گیا ہے وہ اس مال کو بڑھانے کی غرض سے تجارت میں لگا سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) یہ جائز ہے کہ ایک شخص یا چند اشخاص اپنے مال کی زکوٰۃ کا روپیہ بنیت زکوٰۃ سے علیحدہ کر کے رکھیں یا کسی کے سپرد کر دیں کہ وہ شخص حسب ضرورت اس رقم زکوٰۃ کو فقراء و مساکین پر صدقہ کرتا رہے۔ (۳) مگر اس شخص کو یہ درست نہیں ہے کہ اس مال زکوٰۃ کو تجارت میں لگاوے۔ فقط۔

سو روپے آمدنی ہو اور تین سو خرچ تو اسے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۱۸) ایک شخص کو سو روپے سالانہ کی آمدنی اپنے مکان سے ہے اور خرچ اس کا تین سو روپے سالانہ کا ہے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ شخص مصرف زکوٰۃ ہے، اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (۴) كذا فی الشامی . كتاب الزكوة۔ فقط۔

مستحق کو رقم نہ دی بلکہ اس کے گھر کی مرمت میں خرچ کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۱۹) زید، زکوٰۃ کا روپیہ بکر کو دینا چاہتا ہے مگر بکر موجود نہیں، زید نے زکوٰۃ کا روپیہ بکر کے مکان کی مرمت وغیرہ میں لگا دیا اور بکر کو خط لکھ دیا کہ ہم نے اس قدر روپیہ تمہارے کام میں صرف کر دیا ہے جس کے وصول کرنے کا تم سے کوئی دعویٰ نہیں۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

اجازت لے کر اس کے کام میں صرف کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۲۰) زید نے بکر کو خط لکھا کہ اس قدر روپیہ ہم تمہارے فلاں کام میں خرچ کرنا چاہتے ہیں اور تم سے کبھی وصول کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ بکر نے لکھ دیا کہ کر دو، تب زید نے زکوٰۃ کا روپیہ مکان وغیرہ کی مرمت میں لگا دیا، اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ یہ ضروری ہے کہ بکر کو اول وہ روپیہ زکوٰۃ کا دے کر اس کو قطعی طور

---

(۱) مشكوة باب عن لا تحل له الصدقة فصل اول ص ۱۶۱ . ۱۲ ظفير

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰ و ج ۲ ص ۹۱). ط.س. ج۲ص ۳۵۰. ۱۲ ظفير

(۳) وشرط صحة ادائها نية مقارنة له اى للاداء الخ او مقارنة بعزل ما وجب كله او بعضه الخ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴ .ط.س. ج۲ص ۲۶۸) ظفير

(۴) ولا الى غنى يملك قدر نصاب فارغ عن حاجة الاصلية (در مختار) قال فى البدائع قدر الحاجة هو ما ذكره الكرخى فى مختصره فقال لا باس ان يعطى من الزكوة من كان له مسكن وما يتاثث به فى منزله وخادم و فرس و سلاح وثياب البدن وكتب العلم ...... ان كان من اهله الخ وذكر فى الفتاوى فيمن له حوانيت و دور الغلة لكن غلتها لا تكفيه وعياله انه فقير ويحل له اخذ الصدقة عند محمد وعليه الفتوى (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ .ط.س. ج۲ص ۳۴۷) ظفير

سے مالک بنادیا جاوے، پھر وہ اپنی طرف سے مکان بنادے یا مرمت کرے۔(۱)

(۲) اس صورت میں بھی زکوٰۃ ادانہ ہوگی۔ الغرض جس کو زکوٰۃ دی جاوے پہلے اس کو مالک بنادیا جاوے بشرطیکہ وہ مالک نصاب نہ ہو۔(۲) فقط۔

قیمت چرم قربانی اور صدقہ جمع کر کے بتدریج سال بھر میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۱) قیمت چرم قربانی و صدقہ فطر جمع کر کے سال بھر تک بتدریج خرچ کرنا یا صدقہ فطر کی قیمت دوسری جگہ بھیجنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) درست ہے(۳) فقط

سید کا قرضہ زکوٰۃ سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۲) ایک سید کے ذمہ ایک مسلمان کا قرضہ ہے، آیا وہ قرضہ مد زکوٰۃ سے ادا کر سکتا ہے۔

ہندو مفلس کا قرضہ زکوٰۃ سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۳) ایک ہندو مفلس کے ذمہ کسی غریب مسلمان کا قرضہ ہے، یہ قرضہ زکوٰۃ سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۲،۱) ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ کے روپے سے قرضہ ادا نہیں کیا جا سکتا(۴) فقط۔

ممالک یورپ میں تبلیغ پر زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۲۴) ممالک یورپ میں اشاعت و تبلیغ اسلام کے کام میں زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں

(جواب) اس میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، زکوٰۃ کے بارے میں پوری احتیاط لازم ہے، زکوٰۃ میں مالک بنانا محتاج کو ضروری ہے۔(۵) فقط۔

حیلہ کے ذریعہ اصول و فروع پر زکوٰۃ صرف کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۲۵) مزکی اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے اصول و فروع کو جو مصرف زکوٰۃ نہیں ہیں، بحیلہ تملیک الغیر زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں، ایسا حیلہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

(جواب) کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وقد منا ان الحیلة ان یتصدق علی الفقیر ثم یا مرہ بفعل ھذہ الا شیاء(۶) الخ لیکن شامی میں ہے کہ اصول و فروع کو اس حیلہ سے زکوٰۃ دینا مکروہ تحریمی ہے فرع یکرہ ان یحتال فی صرف الزکوٰۃ الی والدیہ المعسرین بان تصدق بھا علی فقیر ثم صرفھا الفقیر الیھما کما فی القنیة قال فی شرح الوھبا نیة وھی شھیرة مذکورة فی غالب الکتب(۷) الخ ص ۶۳ شامی ج ۲۔ فقط۔

(۲،۱) ولا یخرج عن العھدة بالغول بل بالا داء للفقراء (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الزکوٰة ج۲ ص ۱۵ ط.س. ج۲ص ۲۷۰) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (ایضا باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) (۳) وافتراضھا عمری علی التراخی وصححه الباقانی وغیرہ ط.س. ج۲ ص ۲۷۱.

(۴) ولا الی بنی ھاشم الخ ثم ظاھر المذھب اطلاق المنع (در مختار) سواء فی ذالک کل الا زمان وسواء فی ذالک دفع بعضھم لبعض ودفع غیرھم لھم (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰ و ج ۲ ص ۹۱ ط.س. ج۲ص ۳۵۰) ولا تدفع الی ذمی لحدیث معاذ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲ ط.س. ج۲ص ۳۵۱) ظفیر

(۵) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا یصرف الی بناء نحو مسجد الخ (ایضا ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر

(۶) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶ ط.س. ج۲ص ۳۴۵. ۱۲ ظفیر

(۷) رد المحتار باب المصرف تحت قوله ولا الی من بینھما ولاد ج ۲ ص ۸۷ ط.س. ج۲ص ۳۴۶. ۱۲ ظفیر

زکوٰۃ اسلامی عمارتوں پر لگ سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۶) زکوٰۃ کا روپیہ اسلامیہ مدارس دینی یا دنیوی، دینی مشترکہ یا اسلامی بورڈنگ ہاؤس یا سوائے مساجد کے دیگر اسلامی عمارتوں پر لگ سکتا ہے یا نہیں۔

تبلیغی جلسے پر زکوٰۃ صرف کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۲۷) تبلیغ اسلام کے لئے اگر جلسے یا مجالس قائم کی جائیں جن کی غرض محض پبلک کو دعوت الی الحق ہو ان کے اخراجات میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

مبلغین کا تقرر زکوٰۃ کی رقم سے درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۸) فی زمانہ جب کہ جہالت کا زور ہے مبلغین کا تقرر زکوٰۃ کے روپے سے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) زکوٰۃ کا روپیہ ان تعمیرات میں نہیں لگ سکتا۔ زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ کسی محتاج کو اس کا مالک بنایا جاوے خواہ وہ طالب علم مسکین ہو یا کوئی دوسرا محتاج ہو۔(۱)

(۲) ان کاموں میں بھی زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لگ سکتا۔(۲)

(۳) جائز نہیں ہے۔(۳) فقط۔

مدرس وطالب علم کو زکوٰۃ لینا کیسا ہے

(سوال ۴۲۹) مدرس اور طالب علم کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں، اگرچہ وہ غنی ہو، قال فی الدر المختار ان طالب العلم یجوز له اخذ الزكوٰة ولوغنيا اذا فرغ نفسه لا فادة العلم واستفادته لعجزه عن الكسب والحاجة داعية الى مالا بد منه۔

(جواب) اقول قدرده في رد المحتار بقوله وهذا الفرع مخالف لا طلاقهم الحرمة في الغني ولم يعتمده احد. قلت وهو كذلك والا وجه تقييده بالفقير ويكون طلب العلم مرخصا لجواز سواله من الزكوٰة وغيرها وان كان قادرا على الكسب الخ(۴) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ طالب علم غنی کو زکوٰۃ دینا درست نہیں، طالب علم کی مشغولی کی وجہ سے صرف یہ رخصت ہے کہ کسب میں مشغول ہونا اس کو ضروری نہیں ہے، زکوٰۃ لے سکتا ہے بوجہ فقر کے اور مدرس غنی کو عدم جواز کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ تنخواہ میں زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے اور بوجہ غناء کے بھی درست نہیں۔ فقط۔

صاحب نصاب کو حج کے لئے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۳۰) ایک شخص صاحب نصاب ہے اس کو حج کے لئے زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

(جواب) اس شخص کو جو کہ صاحب نصاب ہے زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا اباحة لا يصرف الى بناء نحو مسجد الخ (الدر المختار) كبناء القناطر والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الا نهار والحج والجهاد وكل مالا تمليك فيه زيلعي (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ظفير. (۲،۳) ان دونوں کی دلیل بھی وہی ہے جو اوپر نقل کی گئی ۱۲ ظفیر

(۴) دیکھئے رد المحتار باب المصرف تحت قوله والحاجة داعية ج ۲ ص ۸۱. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۰ ۱۲ ظفیر

(۵) ولا الى غني يملك قدر نصاب فارغ عن حاجة الا صلية من اى مال كان (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۷) ظفير

بہو پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۱/۱/۴۳۱) زید زکوٰۃ کا روپیہ یا اس سے کپڑا خرید کر اپنے بیٹے کی زوجہ کو دے سکتا ہے یا نہیں۔

(۲) زید نے پسر کی زوجہ کے لئے کپڑا بنایا، ابھی اس کو دیا نہیں تو اب بہ نیت زکوٰۃ اس کو وہ کپڑا دے سکتا ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ دو سال میں ادا کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳/۴۳۲) زید کو پندرہ روپے زکوٰۃ دینی ہوتی ہے اگر تیس روپے دے دیوے تو دو سال کی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) (۱) زید اپنے بیٹے کی زوجہ کو زکوٰۃ دے سکتا ہے جب کہ وہ مصرف زکوٰۃ ہو اور کپڑا وغیرہ بھی زکوٰۃ کے روپے سے بنا کر دے سکتا ہے۔(۱)

(۲) وہ کپڑا بہ نیت زکوٰۃ اپنی بہو یعنی زوجہ پسر کو دے سکتا ہے۔

(۳) یہ درست ہے اس صورت میں دو سال کی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔(۲) فقط۔

خادمہ کو محتاجی کی وجہ سے زکوٰۃ و فطرہ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۳۳) زکوٰۃ یا فطرہ کے دام، اپنی خادمہ کھانا پکانے والی کو اگر غریب ہو، دے سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اپنی خادمہ پکانے والی کو زکوٰۃ و فطرہ اس وجہ سے دینا کہ وہ محتاج و غریب ہے اور تنخواہ میں نہ دی جاوے تو یہ درست ہے البتہ تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے۔(۳) فقط۔

(وکذا ء اجزاء ہ) ما یدفعه الی الخدم من الرجال والنساء فی الا عیاد وغیرها بنیة الزکوٰة۔ عالمگیری باب المصارف ج ۲ ص ۱۹۰. ظفیر)

نابالغ کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۳۴) نابالغ کو زکوٰۃ دی جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نابالغ محتاج کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے(۴) فقط۔

(اگر وہ قبضہ کرنے کو جانتا ہو کہ لے کر پھینک نہ دے، ورنہ اس کے ولی کے سپرد کرنی چاہئے۔ ظفیر)

مستحق کو لڑکی کی شادی کے لئے زکوٰۃ کی رقم دینی درست ہے

(سوال ۱/۴۳۵) ہندہ پر اس کے زیور کی زکوٰۃ دو سال کی واجب ہے جو قریب چالیس روپے کے ہوتی ہے اس کے پاس ایک لڑکی کئی سال سے رہتی ہے جس کو اس نے قرآن شریف پڑھایا ہے اور اس کے کھانے کے کپڑے وغیرہ صرفہ بھی برداشت کرتی ہے اور وہ لڑکی ہندہ کا کام بھی کرتی ہے اس لڑکی کے والدین جو مستحق زکوٰۃ ہیں اور اس کی

---

(۱) ولا الی من بینهما ولاد (در مختار) قید بالولا د لجوازہ لبقیة الا قارب الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۷. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر (۲) ولو عجل ذو نصاب زکاته لسنین او لنصب صح لو جود السبب (الد ر المختار علی هامش رد المحتار باب الغنم ج ۲ ص ۳۶. ط.س. ج۲ ص ۲۹۳) ظفیر (۳) ولا الی مملوکه ای الغنی (در مختار) احترز به عن مملوک الفقیر فیجوز دفعها الیه (رد المختا ر باب المصرف ج ۲ ص ۸۹. ط.س. ج۲ ص ۳۴۸) یہاں گو مملوک سے غلام مراد ہے مگر حکم عام ہے مصرف الزکوٰة الخ هو فقیر وهو من له ادنیٰ شئی ای دون نصاب (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر (۴) دفع الزکوٰة الی صبیان اقاربه برسم عید الخ جاز (در مختار) قوله الی صبیان اقاربه ای العقلاء والا فلا یصح الا بالدفع الی ولی الصغیر (رد المحتار باب المصر ج ۲ ص ۹۵. ط.س. ج۲ ص ۳۵۶) معلوم ہوا کہ نابالغ اس عمر میں ہو کہ وہ پیسے کو جانتا ہو، ضائع نہ کرے۔ ظفیر۔

شادی کرنے والے ہیں۔ ہندہ چاہتی ہے کہ زکوۃ کا روپیہ اس لڑکی کی شادی میں اس کو زیور یا برتن یا کپڑے بنادے تو اس کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

یہ کہنا کہ اس سے لڑکی کا زیور بنادو

(سوال ۲/ ۴۳۶) یا زکوۃ کا روپیہ لڑکی کے والدین کو دے کر کہہ دیا جاوے کہ اس لڑکی کی شادی میں زیور وغیرہ میں صرف کردیں۔

بغیر ہدایت روپیہ دینا

(سوال ۳/ ۴۳۷) اگر کچھ ہدایت نہ کی جاوے اور روپیہ زکوۃ کا دے دیا جاوے تو کیا حکم ہے۔

اگر کچھ دیا جائے

(سوال ۴/ ۴۳۸) اگر کل رقم اس کے واسطے صرف نہ کی جاوے بلکہ کوئی جز وصرف کیا جاوے تو کیا حکم ہے۔

لڑکی کو نقد دیا جاوے تو کیا حکم ہے

(سوال ۵/ ۴۳۹) اگر قبل یا بعد شادی کے اس لڑکی کو نقد دے دیا جائے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱،۲) اس لڑکی کے والدین کو زکوۃ کا روپیہ دے دیا جاوے کہ وہ اس لڑکی کے نکاح میں صرف کردیں، یہ درست ہے اور خود اس لڑکی کو اگر برتن وغیرہ خرید کردے دیئے جاویں تو یہ بھی درست ہے۔ (۱)

(۳) کچھ ہدایت کی جاوے یا نہ کی جاوے ہر طرح درست ہے

(۴) کل رقم بھی صرف کرنا اور دینا جائز ہے

(۵) یہ بھی جائز ہے۔ فقط

فدیہ روزہ رمضان کا ایک فقیر کو دیا جائے یا دو کو

(سوال ۴۴۰) ایک شخص کے پاس تخمیناً چار روپے نقد قیمت فدیہ روزہ رمضان شریف کی جمع ہے وہ ایک ہی مسکین کو دی جائے یا دو کو بھی دے سکتے ہیں۔ دو مسکین کے دینے میں ادائیگی فدیہ میں تو کچھ نقصان نہیں آتا۔

(جواب) ایک شخص کو دینا اس کا ضروری نہیں ہے کئی اشخاص مساکین کو بھی دینا درست ہے۔ فدیہ میں اس سے کچھ نقصان لازم نہ آوے گا۔ (۲)

عیسائی اور ہندو یا ان کے مدرسہ کو زکوۃ دینی درست نہیں

(سوال ۴۴۱) کیا ہندو محتاج کو یا ہندو مدرسہ میں زکوۃ دینے سے ادا ہو جاتی ہے اور اسی طرح عیسائی شخص اور مدرسہ کے لئے کیا حکم ہے۔

---

(۱) مصرف الزکوۃ الخ ھو فقیر وھو من لہ ادنی شئی ای دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجۃ ومسکین من لا شئی لہ الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ج ۲ ص ۸۰. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر.

(۲) مصرف الزکوۃ (در مختار) وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر الخ (رد المحتار باب المصرف ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) یصرف المزکی الی کلھم اوالی بعضھم ولو واحد امن ای صنف کان . (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۴. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، زکوٰۃ مسلمان محتاج کو دینی ضروری ہے۔ (۱) فقط۔

فدیہ کی رقم مستحق اصول وفرع یا شوہر کو دینا کیسا ہے

(سوال ۱/ ۴۴۲) ہندہ فوت ہوئی اور اس نے مثلاً سو روپے کے متعلق یہ وصیت کی کہ یہ رقم میری چار سو قضا نمازوں کے فدیہ میں دے دی جاوے تو وصی کو اس رقم کا حاجت مند اصول وفرع یا زوج ہندہ کو دے دینا جائز ہے یا نہیں۔

پوری رقم ایک شخص کو دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲/ ۴۴۳) اس رقم کا کسی ایک مستحق کو یک بارگی دفعتاً دے دینا روا ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ کا فدیہ وصی کے اصول وفرع کو دینا کیسا ہے

(سوال ۳/ ۴۴۴) زید نے وصیت کی کہ میرے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے، بعد میری وفات کے میرے ترکہ سے ادا کر دینا تو وصی کو اس رقم زکوٰۃ کا زید کے حاجت مند اصول وفرع کو دے دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور اس طرح وصی اپنے حاجت مند اصول وفرع کو یہ رقم زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں۔

وکیل مؤکل کے اصول وفرع پر خرچ کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴/ ۴۴۵) زید نے اپنی حیات میں کسی کو وکیل کیا کہ یہ رقم زکوٰۃ کی مستحقین پر تقسیم کر دو تو وکیل اس کو زید کے اصول وفروع محتاجین پر تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور اسی طرح اپنے اصول وفروع پر بھی تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) ہندہ کے اصول وفروع وزوج کو دینا جائز نہ ہوگا۔ (۲)

(۲) اس میں وہی تفصیل ہے جو درمختار میں ہے و کرہ اعطاء فقیر نصاباً او اکثر الا اذا کان المدفوع الیہ مدیوناً او کان صاحب عیال بحیث لو فرقہ علیہم لا یخص کلاً او لا یفضل بعد دینہ نصابا فلا یکرہ فتح (۳)

(۳) زید کے اصول وفروع کو دینا درست نہیں ہے۔ (۴) اور وصی اپنے اصول وفروع فقراء کو دے سکتا ہے وللوکیل ان یدفع لو لدہ الفقیر وزوجتہ الخ درمختار۔ (۵)

(۴) زید کے اصول وفروع کو نہیں دے سکتا اور اپنے اصول وفروع فقراء کو دے سکتا ہے۔ کما مر۔ فقط۔

---

(۱) ولا تدفع (ای الزکوۃ) الی ذمی لحدیث معاذ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲ ط۔س۔ ج۲ ص ۳۵۱) حدیث معاذ یہ ہے جو فتح القدیر سے شامی نے نقل کی ہے ولفظ الحدیث علی مافی الفتح من روایۃ اصحاب الکتب الستۃ "انک ستاتی تو ما اھل کتاب فادعھم الی شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ فان ھم اطاعوک لذالک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم خمس صلوات فی کل یوم ولیلۃ فانھم اطاعوک لذالک فاعلمھم ان اللہ افتراض علیھم صدقۃ تو خذ من اغنیائھم فترد علی فقرائھم" الخ و ضمیر فقرائھم للمسلمین فلا تدفع الی من کان من الموافعۃ کافرا او غنیا و تدفع الی من کان منھم مسلما فقیرا بوصف الفقر (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳ ط۔س۔ ج۲ ص ۳۴۲) ظفیر۔

(۲) ولا یدفع المذکی زکوۃ مالہ الی ابیہ وجدہ وان علا ولا الی ولدہ وان سفل الخ ولا تدفع المراۃ الی زوجھا (ھدایہ باب من یجوز دفع الصدقات ج ۱ ص ۱۸۸) ظفیر

(۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۴ ط۔س۔ ج۲ ص ۳۵۳۔ ۱۲ ظفیر

(۴) ولا الی من بینھما ولاد (الدر المختار) الی اصلہ وان علا کا بویہ واجدادہ وجداتہ من قبلھا وفرعہ وان سفل الخ کا ولاد الاولاد الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶ ط۔س۔ ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر

(۵) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۴ و ج ۲ ص ۱۵۔ ۱۲ ظفیر۔

بذریعہ حیلہ تملیک مدرسہ کے ملازمین پر زکوٰۃ خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۴۶) ایک مدرسہ جس میں مستطیع اور غیر مستطیع طلبہ تعلیم پاتے ہیں مد زکوٰۃ سے جو روپیہ حاصل ہو کسی نادار طالب علم کو دے دیا جاوے وہ اس روپے کو اپنی جانب سے مدرسہ میں دے سکتا ہے یا نہیں اور اس کا صرف کرنا مدرسین و ملازمین پر ہوسکتا ہے یا نہیں۔ علاوہ وہ اس کے کوئی دوسری صورت جواز ہوسکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس حیلہ تملیک کے بعد یعنی کسی نادار طالب علم کی ملک کر دیا جاوے اور وہ اس کو داخل مدرسہ کر دیوے۔ ملازمین اور مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرنا اس مال زکوٰۃ کا درست ہے۔(۱) فقط۔

غنی کے بالغ لڑکے کو قیمت چرم قربانی دینا درست نہیں

(سوال ۴۴۷) زید غنی ہے اور قربانی کرتا ہے اس کا ایک لڑکا بالغ غریب ہے زید اپنے لڑکے مذکورہ کو قربانی کا چمڑا یا اس کی قیمت دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) چمڑے کا دے دینا جائز ہے اور قیمت چرم قربانی کا دینا درست نہیں مثل زکوٰۃ کے(۲) فقط۔

مدرسہ کے طلبہ اور عمارت وغیرہ پر زکوٰۃ خرچ ہوسکتی ہے یا نہیں۔

(سوال ۴۴۸) ایسے مدارس میں جن میں حنفی اور دینی نیز انگریزی زبان بطور زبان دانی حسب ضرورت پڑھائی جائے۔ زکوٰۃ کا روپیہ مثلاً خوراک طلباء و تنخواہ مدرسین و عمارت وغیرہ میں خرچ ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اگر مہتمم کی ملک کر دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کا روپیہ خوراک و پوشاک طلبا مساکین میں خرچ ہوسکتا ہے اگرچہ وہ صنعت و حرفت و علم دین کے ساتھ انگریزی بھی بغرض زبان دانی سیکھتا ہو۔(۳) اور تنخواہ مدرسین و تعمیر مساجد و مدارس میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا درست نہیں ہے اور اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادا کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی محتاج کو بلا معاوضہ اس کا مالک بنا دیا جاوے۔(۴) فقط۔

بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(سوال ۴۴۹) کفایہ وغیرہ میں اس زمانہ میں بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز لکھا ہے، یہ قول آپ کے نزدیک کیسا ہے۔

(جواب) احقر فتویٰ منع پر ہی دیتا ہے، اگر ضرورت ہو تو تملیک کر کے بنی ہاشم کو دے دی جاوے۔ کما قال صاحب الدر المختار ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع الخ(۵) فقط۔

جس مدرسہ میں تنخواہ کے علاوہ کوئی مدنہ ہو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

(سوال ۴۵۰) زکوٰۃ ایسے مدارس اسلامیہ میں دینا جس میں علاوہ تنخواہ مدرسین صاحب نصاب کے دوسرا مدنہ ہو جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) وحيلة الجواز ان يعطى مديونه الفقير زكوته ثم يا خذها عن دينه وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذافي تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفير. (۲) ولا الى من بينهما ولاد (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۲. ط.س. ج۲ص ۲۴۶) ظفير. (۳) مصرف الزكوة الخ هو فقير وهو من له ادنى شئى اى دون نصاب الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفير (۴) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا ولا يصرف الى تعمير بناء نحو مسجد الخ (ايضا ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفير. (۵) الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۰. ط.س. ج۲ص ۳۵۰. ۱۲ ظفير

(جواب) جائز نہیں ہے اور زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔(۱) فقط۔

کیا عالم غنی اور مالدار طلبہ کو زکوٰۃ دینا درست ہے

(سوال ۴۵۱) درمختار میں ہے وبهذه التعليل يقوى مانسب الواقعات من ان طالب العلم يجوز له اخذ الزكوة ولو غنيا اذا فرغ نفسه لا فادة العلم الخ۔ اور نواب صدیق حسن خان کتاب روضۃ الندیہ میں لکھتے ہیں ومن جملة سبيل الله الصرف فى العلماء الذين يقومون بمصالح المسلمين الدينية فان لهم فى مال الله نصيباً سواء كانوا اغنياء او فقراء الخ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم غنی اور طلبا اغنیاء کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اس کی تائید ایک حدیث میں بھی ہے عن ابى سعيد ان النبى صلى الله عليه وسلم قال تحل الصدقة للغنى اذا كان فى سبيل الله عزوجل اخرجه ابو داؤد الطيالسى ص ۲۹۲۔

(جواب) اقول وبالله التوفيق۔ عالم غنی مالک نصاب کو زکوٰۃ وصدقات واجبہ دینا اور اس کو لینا صحیح مذہب کے موافق جائز نہیں ہے اور فی سبیل اللہ میں اگرچہ طالب علم داخل ہو سکتے ہیں لیکن محتاج ہونا اس کا شرط ہے كما نقل الشامى عن البدايع اذا كان محتاجاً (۲) الخ وفيه ايضاً قوله لا يملك نصاباً

قيد به لان الفقر شرط فى الاصناف كلها الا العامل وابن السبيل اذا كان له فى وطنه مال بمنزلة الفقير (۳) الخ وفيه ايضاً عن النهر على ان الا صناف كلهم سوى العامل يعطون بشرط الفقر الخ ص ۸۴ جلد ثانى، شامى پس باوجود ان تصریحات کے عالم غنی کو جائز نہیں کہ وہ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ لیوے اور بصورت اختلاف روایات بھی ارجح نہ لینا ہوگا۔ کما ہو ظاہر۔ فقط۔

اہل سمرنا اور تھریس مصرف زکوٰۃ ہیں یا نہیں

(سوال ۱/ ۴۵۲) سمرنا اور تھریس کے لئے زکوٰۃ کو مصرف قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

سمرنا وتھریس کے لئے کام کرنے والوں کی تنخواہ

(سوال ۲/ ۴۵۳) سمرنا اور تھریس کے جو چندے وصول کئے جاتے ہیں ان میں سے مقررین اور محصلین وواعظین کی تنخواہ اور محصول ڈاک دیا جاتا ہے تو شرعاً زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں۔ نیز چندہ میں زکوٰۃ وغیرہ زکوٰۃ کو مخلط کر دیا جاتا ہے۔

(جواب) (۱) سمرنا اور تھریس کے مظلومین و بیوگان ویتامیٰ جو کہ مفلس ومحتاج غیر مالک نصاب ہیں وہ بالیقین مصرف زکوٰۃ وجمیع صدقات واجبہ ہیں بلکہ بہتر مصارف ہیں اسی طرح تمام ترک جو محتاج ومظلوم ہیں وہ بھی عمدہ مصرف زکوٰۃ و صدقات واجبہ ہیں۔ اس میں کچھ جائے شک وتردد نہیں ہے۔ كما قال الله تعالىٰ انما الصدقات للفقراء والمساكين . الآية. توبه ع ۸)

(۲) ان چندوں میں جو زکوٰۃ دی جاتی ہے وہ اس وقت ادا ہوگی جس وقت مظلومین مساکین سمرنا وغیرہ کے پاس پہنچ جاوے گی اور خلط کرنا جو کہ باجازت چندہ دہندہ ہے مانع عند اداء الزکوٰۃ نہیں ہے گویا وکلاء یعنی قابضین چندہ کو اجازت

---

(۱) مصرف الزكوة الخ هو فقير الخ و مسكين الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفير۔ (۲) وهذا الفرع مخالف لا طلا قهم الحرمة فى الغنى ولم يعتمده احدط قلت وهو كذالک ولا وجه تقييده بالفقير ويكون طلب العلم مرخصاً لجواز سواله من الزكاة وغيرها وان كان قادر اعلى الكسب الخ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۱. ط.س. ج۲ ص ۳۴۰) ظفير. (۳) ردا لمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۴. ط.س. ج۲ ص ۳۷۳. ۱۲ ظفير. (۴) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳. ط.س. ج۲ ص ۳۷۳. ۱۲ ظفير

ہے کہ خلط کر دیں اور پھر زکوۃ کو علیحدہ کر کے صاحب نصاب کی طرف سے...... مساکین کو پہنچا دیں۔ (۱) مگر اس قسم کے شبہات وترددات کی وجہ سے بہتر ہے کہ یہاں حیلہ تملیک کر لیا جاوے تا کہ پھر کسی مد میں صرف کرنے میں کچھ حرج نہ رہے۔ فقط۔

معذور مستحق استاذ کو زکوۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۵۴) آج کل زکوۃ کا روپیہ عموماً مدارس اسلامیہ میں بھیجا جاتا ہے لیکن میرے استاد معذور اور صاحب عیال و مقروض ہیں تو میرے لئے بہتر ہے یا نہیں کہ زکوۃ کا روپیہ ان کو دوں۔

(جواب) بے شک یہ بہتر اور موجب اجر وثواب ہے کہ زکوۃ کا روپیہ بقدر ضرورت اپنے استاد صاحب عیال کو دیا جاوے اور باقی دیگر غرباؤ مساکین وطلبہ مساکین کو دیا جاوے۔ (۲) مدارس اسلامیہ اس زمانہ میں اس وجہ سے زیادہ تر مستحق ایسی خدمت کے ہیں کہ طلبہ مساکین مہمانان رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان کے بارے میں فاستو صوابھم خیرا۔ (۳) حدیث شریف میں وارد ہے یعنی آنحضرت ﷺ نے ان کی خدمت و مدارات کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور ان کے ذریعہ سے اشاعت علم دین ہے جو صدقہ جاریہ ہے۔ الغرض سبھی کو حتی الوسع تھوڑا تھوڑا پہنچانا چاہئے۔

اپنے باندی غلام کو زکوۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۵۵) اپنے یہاں جو لونڈی غلام ہوں ان کو زکوۃ دینا درست ہے یا نہیں

(جواب) اپنے باندی غلام کو زکوۃ دینا درست نہیں ہے اور جو لوگ شرعی باندی غلام نہیں ہیں جیسا کہ ہندوستان کے اکثر خادم وخادمہ جو گھروں میں رہتے ہیں۔ اور وہ باندی غلام نہیں ہیں ان کو زکوۃ دینا جب کہ وہ محتاج ہوں درست ہے۔ (۴)

مدرسہ کا طالب علم

(سوال ۴۵۶) کوئی طالب علم مدرسہ اسلامیہ میں داخل ہو کر نصاب نظامیہ درسی کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور اسی شوق علم میں ترک وطن کر کے مسافر ہوا تو ایسے طالب علم کی جاگیر وتعلیم کی نسبت شرعاً کوئی قید ہے یا نہیں یا وہ مستحق جاگیر وتعلیم کا ہے۔

(۲) طالب علم مذکور کی حیثیت ذاتی کچھ نہیں ہے، ایسا طالب علم مستحق جاگیر وتعلیم کا ہے یا نہیں۔

(۳) طالب علم مذکور صرف عربی مذہبی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مورث صرف بصورت تعلیم انگریزی امداد خرچ کرنے کو تیار ہے، ایسا طالب علم مجبوراً مستحق تعلیم وجاگیر کا ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولو خلط زكاة موكلية ضمن وكان متبرعاً الا اذا وكله الفقراء (در مختار) قوله ضمن وكان متبو عالانه ملكه بالخلط وصار مود يا مال نفسه قال فى التتار خانية الا اذا وجد الا ذن اواجاز الما لكان اه اى اجاز قبل الدفع الى الفقير الخ (رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ص۲۶۹) ظفير.

(۲) مصرف الزكوة الخ هو فقير الخ و مسكين الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص۳۳۹) لانه لو نقلها الى فقير فى بلد اخراورع و اصلح كما فعل معاذ رضى الله عنه لا يكره ولهذا قيل التصدق على العالم الفقير افضل كما فى المعراج (البحر الرائق باب المصرف ج ۲ ص ۲۵۰) ظفير.

(۳) مشكوة باب العلم ص ۱۲۳۴ ظفير.

(۴) ولا الى ذمى الخ وعبده ومكاتبه و مدبره وام ولده اى لا يجوز الدفع الى هولاء لعدم التمليك اصلاً فى غير المكاتب ولعدم تمامه فيه (البحر الرائق باب المصرف ج ۲ ص ۲۴۴. ط.س. ج۲ص۲۵۱) وكذا اجزاه مايد فعه الى الخدم من الرجال والنساء فى الا عياد وغيرها بنية الزكوة (عالمگيرى باب المصارف ج ۱ ص ۱۹۰) ظفير.

(۴) طالب علم کی حیثیت ذاتی کی تحقیقات لازمی ہے یا محض طالب علم ہونے کی وجہ سے تعلیم وجاگیر کا مستحق ہے۔
(۵) مدرسہ اسلامیہ میں جاگیر خالی ہیں لیکن مستحق طالب علم کو محروم کیا اور غیر مستحق کو دیا، یہ جائز تھا یا نہیں۔
(۶) جوابواب آمدنی جاگیر طلباء کے لئے ہیں۔ وہی تنخواہ مدرسین کے لئے بھی ہیں دونوں کے لئے حکم واحد ہے یا کیا۔
(جواب) (۱) جب کہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے اگر چہ اس کے گھر پر مال ہو تو اس کو زکوٰۃ اور خیرات دینا درست ہے۔(۱)
(۲) ایسا طالب علم مصرف زکوٰۃ وصدقات واجبہ ہے۔(۲)
(۳) مستحق ہے۔(۳)
(۴) محض طالب علم ہونے کی حیثیت سے بلا تحقیق مستحق وظیفہ وجاگیر کا ہوسکتا ہے۔(۴)
(۵) باوجود گنجائش کے مستحق طالب علم کو محروم کرنا بلا وجہ برا ہے۔
(۶) طلبہ کے لئے زکوٰۃ وخیرات کی آمدنی صرف ہوسکتی ہے اور مدرسین کی تنخواہ میں زرزکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔(۵) ان کی تنخواہ چندہ دوامی ویکمشت سے علاوہ زکوٰۃ کے دی جاتی ہے۔ فقط۔

جس کے پاس صرف ایک جانور رہو اسے زکوٰۃ لینا کیسا ہے

(سوال ۴۵۷) ایک شخص کے پاس صرف ایک جانور چالیس پچاس روپے قیمت کا ہے اس کو زکوٰۃ وصدقہ وغیرہ لینا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) اس کو زکوٰۃ وغیرہ لینا جائز ہے۔(۶)

یتیم خانہ کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

(سوال ۴۵۸) یتیم خانہ میں زکوٰۃ کا روپیہ دینا جائز ہے یا نہیں کیونکہ نابالغ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے
(جواب) نابالغوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے، پس یتیم خانہ میں یتامی کے خرچ کے لئے زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست ہے فقط (۶)

مستحق زکوٰۃ مہتمم کو زکوٰۃ دی جائے اور وہ کتاب وغیرہ خرید کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۵۹) اگر کسی مدرسہ اسلامیہ کا مہتمم مالک نصاب نہ ہو اگر لوگ اس کو زکوٰۃ اور چرم قربانی دیں اور مہتمم

---

(۱) تا (۴) والغنی لا یمنع من تنا ولها عند الحاجة کابن السبیل بحر عن البدائع بهذا التعلیل بقوی مانسب للواقعات من ان طالب العلم یحوزله اخذ الزکوة ولو غنیا اذا فرغ نفسه لا فادة العلم واستفادته لعجزه عن الکسب والحاجةداعیة الی مالا بد منه (در مختار) وفی المبسوط لا یجوز دفع الزکوة الی من یملک نصابا الا طالب العلم والغازی ومنقطع الحج لقوله علیه الصلوة والسلام یجوز دفع الزکوة لطالب العلم وان کان له نفقة اربعین سنة اه (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۱. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۰) یوں عامل ومسافر کے سوا اور لوگوں کے لئے فقر کی شرط ضروری قرار دی گئی ہے لا ن الفقر شرط فی الا صناف کلها الا العامل وابن السبیل اذا کان له فی وطنه مال بمنزلة الفقیر (البحرالرائق باب المصرف ج ۲ص ۲۴۲. ط.س. ج ۲ص ۳۴۳) ظفیر.
(۵) مصرف الزکوة الخ هو فقیر وهو من له ادنی شئی ای دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة (ایضاً ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۰. ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹) ظفیر
(۱) وان کان عند طعام شهر و هو یساوی مائتی در هم یجوز صرف الزکوة الیه الخ (الفتاویٰ الخانیة علی هامش الفتاوی الهندیة باب رفیمن توضع فیه الزکوة ج ۱ ص ۲۶۶) ظفیر۔
(۶) مصرف الزکوة الخ هو فقیر الخ و مسکین الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹) بلوغ کی قید نہیں ہے اس لئے نابالغ، بالغ دونوں کو دینا جائز ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

اس پر خود قابض ہو کر اس روپے سے طلبہ کے لئے کتابیں خریدے اور ان کی خوراک و پوشاک میں صرف کرے اور مدرسین کو تنخواہ دے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح حیلہ تملیک کر کے رقم زکوٰۃ و قیمت چرم قربانی مدرسین و ملازمین کو تنخواہ میں صرف کرنا اور کتابیں خرید کر مدرسہ میں وقف کرنا اور طلبہ کی خوراک ولباس میں صرف کرنا درست ہے۔ چنانچہ درمختار کتاب الزکوٰۃ میں یہ حیلہ ذکر کیا ہے، وحیلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا في تعمير المسجد و تمامه في حيل الا شباه الخ كتاب الزكوة در مختار۔(۱) فقط۔

مستحق بالغ لڑکے کو زکوٰۃ دی جائے گی خواہ اس کا باپ مستحق زکوٰۃ نہ ہو

(سوال ۴۶۰) جو مصرف زکوٰۃ نہیں اس کا لڑکا بالغ جو اس کے ساتھ کھاتا ہے وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں

(جواب) فقیر کا لڑکا جو کہ خود بھی مالک نصاب نہیں ہے مصرف زکوٰۃ وغیرہ ہے۔(۲) (جواب کے الفاظ میں مسامحت ہے ،ماحصل یہ ہے جو شخص مستحق زکوٰۃ نہیں ہے اس کے نابالغ لڑکے کو زکوٰۃ دینی درست ہے جو مالک نصاب نہیں۔ظفیر)

مصارف فدیہ کی تفصیل

(سوال ۴۶۱/۱) مصارف فدیہ مفصل تحریر فرمایئے اور فدیہ کی رقم مندرجہ ذیل مصارف میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں غرباؤ مساکین مکہ معظمہ، مظلومین سمرنا، خلافت کمیٹی، تعمیر چاہات مسافر خانہ ومساجد وغیرہ، خرید کتب احادیث برائے مدرسہ، فدیہ کی رقم میں سے کسی عالم یا مولوی مستحق زکوٰۃ کو ہزار پان سو روپے کی کتابیں خرید کر دینا جائز ہے یا اسے نقد روپیہ دے دیا جاوے کہ وہ خود کتابیں خرید کرلے۔

فدیہ یتیم خانے میں

(سوال ۴۶۲/۲) فدیہ کی رقم کسی یتیم خانہ کے مصارف میں دی جاسکتی ہے یا نہیں اور کسی یتیم نابالغ کے ولی کو اس نابالغ کے صرف کے لئے دے دینا جائز ہے یا نہیں۔

فدیہ مفلس قرض دار کو

(سوال ۴۶۳/۳) فدیہ کی رقم سے کسی مفلس قرض دار کا قرض جائز ادا کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ وہ قرض خود ادا کر دیا جاوے یا اس روپے سے دے کر ادا کر دیا جاوے

فدیہ سے کتب کی خریداری برائے مدرسہ

(سوال ۴۶۴/۴) فدیہ کی رقم سے مدرسہ دینیات کی خرید کتب وغیرہ میں صرف کیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) فدیہ واجبہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں اس میں محتاج و مفلس کو مالک بنانا ضروری ہے خواہ وہ غرباؤ مساکین مکہ معظمہ ہوں یا مظلومین سمرنا وغیرہ، ان کی ملک ہو جانا ضروری ہے۔ پس جن مصارف میں تملیک کسی کی نہیں ہوتی ان مصارف میں صرف کرنا اس رقم فدیہ کا درست نہیں ہے جیسے تعمیر مسجد و مدرسہ و

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س.ج۲ص ۲۷۱. ۱۲ ظفير.
(۲) ولا يجوز الى صغير والده غنى فان كان الا بن كبيرا جاز (الفتاوىٰ الخانيه على هامش عالمگيرى ج ۱ ص ۲۶۶ باب فيما توضع فيه الزكوة) ظفير.

چاہ، کتب احادیث وفقہ وغیرہ اس میں صرف کرنا بلا کسی کی تملیک کے جائز نہیں ہے اور یہی حکم انگورہ فنڈ خلافت کمیٹی کا ہے کہ اس میں زکوٰۃ وفدیہ واجبہ صرف نہیں ہوسکتا۔ مگر اس حیلہ سے کہ کسی غیر مالک نصاب کی ملک کر کے اس کی طرف سے انگورہ فنڈ وغیرہ میں دے دیا جاوے۔ (۱)

(۲) یتیم نابالغ مفلس کے مصارف میں صرف کرنے کے لئے اس کے ولی کو دے دینا درست ہے۔

(۳) اس رقم سے خود قرض ادا کر دینا کسی مقروض مفلس کا درست نہیں ہے البتہ اس مقروض مفلس کو دے دینا درست ہے کہ وہ اپنا قرض ادا کر دیوے۔ (۲)

(۴) خرید کتب وغیرہ اس رقم سے درست نہیں۔ (۳) البتہ کسی مدرسہ کے طلبہ مساکین کے مصارف میں صرف کرنا اس رقم کا درست ہے۔ فقط۔

بذریعہ تملیک درس گاہ کی تعمیر میں زکوٰۃ صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۶۵) اگر کوئی صاحب زکوٰۃ علم دین کی ان ضروریات میں امداد کرنا چاہے جہاں زکوٰۃ کا روپیہ صرف نہیں ہوسکتا، مثلاً تعمیر درس گاہ یا تعمیر دارالطلبہ وغیرہ، اور تملیک کرا کر زکوٰۃ کا روپیہ صرف کردے تو اس کی زکوٰۃ اس صورت میں بلاشبہ ادا ہوجائے گی یا نہیں اور علمی امداد کی نیت سے ایسی صورت اختیار کرنے میں معطی کو علم دین کی امداد کا ثواب بھی ملے گا یا نہیں یا فقط ادائے زکوٰۃ ہی کا ثواب ملے گا۔ فقط۔

(جواب) اس صورت میں زکوٰۃ بلاشبہ ادا ہوجائے گی، اور شامی میں منقول ہے کہ بطریق مذکور زکوٰۃ دینے میں معطی کو بھی ثواب علم دین کی امداد کا ملے گا یقال ان ثواب التکفین یثبت للمز کی ایضاً لا ن الدال علی الخیر کفاعله و ان اختلف الثواب کماً و کیفاً قلت و اخرج السیوطی فی الجامع الصغیر لو مرت الصدقة علی یدی مائة لکان لهم من الا جر مثل اجر المبتدی من غیر ان ینقص من اجره شئی الخ فقط۔ (۴)

صدقہ فطر جس پر واجب ہے وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱/ ۴۶۶) جس پر صدقہ فطر واجب ہے، وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

غریب جو مال دار کے ساتھ کھانا پکائے مصرف زکوٰۃ ہے

(سوال ۲/ ۴۶۷) مالدار اور غریب ایک ساتھ کھانا پکاتے ہیں، غریب مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) نہیں۔ (۵)

(۲) وہ غریب مصرف زکوٰۃ ہے۔ (۶) فقط۔

---

(۱) مصرف الزکوة الخ وهو مصرف ایضا لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة الخ وهو فقیر الخ و مسکین الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ص ۳۳۹-۳۴۴) وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد الخ (ایضاً کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفیر. (۳،۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفیر. (۴) رد المحتار الزکوة ج ۲ ص ۱۲. ۱۲ ظفیر.
(۵) ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجته الا صلیة من ای مال کان (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ ط.س. ج۲ص ۳۴۷) ظفیر. (۶) مصرف الزکوة الخ هو فقیر الخ و مسکین الخ (ایضاً ج ۱ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفیر.

جس بیوہ کے پاس ۳۰۔۴۰ بیگہ زمین ہو اسے زکوۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۱/۲۶۸۴) ایک بیوہ عورت کے پاس ۳۰۔۴۰ بیگہ زمین ہے مگر گرانی وخشک سالی کی وجہ سے اس کے پاس گذارہ کے موافق آمدنی نہیں، اگر کوئی رشتہ دار اس کو زکوۃ دے دے تو ادا ہوگی یا نہیں۔

کافی آمدنی والے مقروض کو زکوۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۲/۲۶۹۴) جس شخص کو آمدنی کافی ہو لیکن وہ مقروض ہو اور قرض ادا نہ کر سکے تو اس کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب)(۱) اس صورت میں زکوۃ ادا ہو جاوے گی۔(۱)

(۲) اس صورت میں بھی زکوۃ ادا ہو جاوے گی۔(۲) فقط۔

زکوۃ سے کتب خانہ کے لئے کتابیں خریدنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۰۴) مال زکوۃ سے اگر کوئی شخص کسی مدرسہ اسلامیہ کے کتب خانہ کے واسطے جو محتاج طلبہ کے لئے قائم کیا جائے کتابیں خریدے اس سے مدرسین اور دیگر اغنیاء استفادہ حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) زکوۃ میں تملیک محتاج شرط ہے، بدون تملیک یعنی مالک بنانے کے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ پس اول تو رقم زکوۃ ویسے غرباء طلباء کو تقسیم کرے اور اگر کپڑے یا کتابیں اس میں بنادے یا خریدے تو وہ مملوک غرباء کی کر دیوے۔ یعنی ان کو دے دیوے اور تقسیم کر دیوے۔ کسی مدرسہ کے کتب خانہ میں وہ کتب رکھنے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔(۳) فقط۔

زکوۃ کی رقم کیا ان مواقع میں دی جائے

(سوال ۲۷۱۴) زکوۃ کی رقم کسی بیت المعذورین یا محتاجین میں معذوروں اور محتاجوں کی امداد کے لئے دی جا سکتی ہے یا نہیں۔

(۲) کیا کسی ایسے فنڈ میں رقم زکوۃ بھیجتے ہوئے یہ شرط لگانا ضروری ہے کہ یہ رقم مسلمانوں ہی پر صرف کی جائے کیونکہ اگر اس کا یقین نہ ہو تو غالب ظن تو یہی ہے کہ ایسے فنڈ سے بلا لحاظ مذہب فائدہ پہنچایا جاتا ہوگا۔

(جواب)(۱،۲) زکوۃ میں مسلمان محتاج کو مالک بنانا رقم زکوۃ کا ضروری ہے، پس جس موقعہ میں یہ شبہ ہو کہ مسلمانوں کو پہنچے گی یا غیر اہل اسلام بھی اس میں شریک ہوں گے اور کسی کی ملک نہ کیا جاوے گا تو ایسے مواقع میں حیلہ

---

(۱) وذکر فی الفتاوی فیمن له حوانیت ودور الغلة لکن غلتها لا تکفیه و عیاله انه فقیر و یحل له اخذ الصدقة عند محمد وفیها سئل محمد عمن له ارض یزرعها او حانوت یستغلها او دار غلتها ثلاثة الا ف ولا تکفی لنفقته ونفقة عیاله سنه یحل له اخذ الزکوة وان کانت قیمتها تبلغ الو فا وعلیه الفتوی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۸) ظفیر

(۲) ومنها الغارم وهو من لزمه دین ولا یملک نصابا فاضلا عن دینه او کان له مال علی الناس لا یمکنه اخذه والدفع الی من علیه الدین والی من الدفع الی الفقیر (عالمگیری باب المصارف ج ۱ ص ۱۸۸) ظفیر.

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیک لا اباحة فلا یصرف الی بناء نحو مسجد (در مختار کبناء القناطر والتقایات و صلاح الطرقات و کری الا نهار والحج والجهاد وکل مالا تملیک فیه زیلعی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ہمارے اس زمانہ میں بعض دیندار تاجر کتب مدرسہ کے ہاتھ کتابیں اس طرح بیچتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں فی کتاب اتنی قیمت لوں گا اور اس کے ساتھ مال زکوۃ سے خریدی ہوئی کتاب اس تعداد میں مفت کتب خانہ کے لئے دوں گا، جو لوگ ایسا معاملہ کرتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس سے ان کی زکوۃ ادا نہیں ہوتی اور اس شرط فاسدہ کی وجہ سے ہو بیع بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم ظفیر

تملیک یہاں کرلیا جاوے اور پھر وہاں روپیہ زکوٰۃ کا دیا جاوے۔(۱) فقط۔

غنی طالب علم مستحق زکوٰۃ نہیں

(سوال ۲۷۴۲) طالب علم غنی غیر مسافر مستحق زکوٰۃ وفطرہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) طالب علم غنی کو زکوٰۃ دینا اور اس کو لینا جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے اور زکوٰۃ ادا نہ ہوگی چنانچہ علامہ شامی نے فرع جواز اخذ کی نقل کر کے لکھا ہے وهذا الفرع مخالف لا طلا قهم الحرمة فی الغنی ولم یعتمده احد قلت وهو كذالک ولا وجه تقییده بالفقیر۔(۲) الخ وقال بعده قوله لا یملک نصاباً قید به لان الفقر شرط فی الا صناف كلها الا العامل وابن السبیل اذا كان له مال فی وطنه بمنزلة الفقیر۔(۳) الخ ثم قال للاتفاق علی ان الا صناف كلهم سوی العامل یعطون بشرط الفقر الخ شامی۔(۴) پس معلوم ہوا کہ طالب علم غنی غیر مسافر کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دینا جائز نہیں ہے اور ادا نہ ہوگا۔ فقط۔

قیمت چرم قربانی کیا فوراً فقیر کے حوالہ کرنا ضروری ہے

(سوال ۲۷۴۳) قیمت چرم قربانی بجز دوصول مستحقین کو دے دی جائے یا اندوختہ کر کے بتدریج اس سے مستحقین کا تکفل کیا جائے تو کچھ قباحت تو نہیں ہے۔ اگر اس اندوختہ سے کوئی تجارت کر کے اس کے منافع سے مستحقین کی کفالتی کی جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں، اگر چرم قربانی جمع کر کے کسی مہتمم مدرسہ کی ملک قرار دی جائے یا کسی کے اختیار میں دے دی جائے تو اس سے وہ مالک یا مختار مدرسین علوم دینیہ کی تنخواہ دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) بہتر ہے کہ بجز دوصول مستحقین کو دے دی جاوے، طلبہ ہوں یا غیر طلبہ اور مدارس میں دے کر اگر طلبہ کے خرچ کے لئے رکھا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور اس اندوختہ سے تجارت کرنا اور اس کا نفع مستحقین کو پہنچانا درست نہیں ہے بلکہ اس قیمت چرم قربانی کو صدقہ کرنا فقراء پر واجب ہے اور مالک بنانا ان کو شرط ہے،(۵) اور مہتمم مدرسہ کو جو کہ مالک نصاب ہو دینا جائز نہیں ہے البتہ اگر مہتمم مدرسہ کو وکیل اس کا بنایا جاوے کہ وہ اس قیمت کو اپنے پاس رکھے اور اپنی تحویل میں لیوے اور وقتاً فوقتاً طلبہ کی ضروریات میں صرف کرے تو یہ جائز ہے اور ملازمین اور مدرسین کی تنخواہ دینا اس میں سے جائز نہیں البتہ بعد حیلہ تملیک ایسا ہو سکتا ہے جیسا کہ زکوٰۃ کا حکم ہے۔ فقط۔

مستحق دوست کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے

(سوال ۲۷۴۴) ایک شخص صاحب نصاب ہے اور وہ زکوٰۃ اپنے مال سے علیحدہ کر کے اپنے کسی رفیق کو دیتا ہے بلکہ اس رقم زکوٰۃ سے اس رفیق کے فائدہ کے لئے تجارت کرتا، آیا وہ زکوٰۃ تنہا ایک رفیق کو جو ایک قبیل دار ہے، درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولا تدفع الی ذمی لحدیث معا ذ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲ .ط.س. ج۲ص ۳۵۱) ظفیر وحیلة التكفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یكفن فیكون الثواب لهما وكذا فی تعمیرا لمسجد الخ (ایضاً كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۶ .ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفیر.
(۲) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۱ .ط.س. ج۲ص ۳۴۰. ۱۲ ظفیر
(۳) ایضاً ج ۲ ص ۸۳ .ط.س. ج۲ص ۳۴۳
(۴) ایضاً ج ۲ ص ۸۴ .ط.س. ج۲ص ۳۴۳
(۵) مصرف الزكوٰة الخ وهو مصرف ایضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغیره ذالک من الصدقات الواجبة الخ هو فقیر وهو من له ادنی شئی ای دون نصاب الخ ویشترط ان یكون الصرف تملیكا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ .ط.س. ج۲ص ۳۳۹-۳۴۴) ظفیر.

(جواب) یہ تو شرعاً درست ہے کہ کسی صاحب حاجت غیر مالک نصاب صاحب عیال کو زیادہ رقم زکوۃ کی دے دیوے لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ رقم اس شخص کو دے دی جائے اور اس کو مالک کر دیا جائے۔ پھر چاہے وہ تجارت میں لگا دے یا خرچ کرے۔ پس یہ صورت جو سوال میں درج ہے کہ صاحب نصاب خود ہی اس رفیق کے لئے رقم زکوۃ کو تجارت میں لگا دیوے درست نہیں ہے اور اس سے زکوۃ ادا نہ ہوگی بلکہ صورت جواز یہ ہے کہ پہلے وہ رقم زکوۃ اس رفیق کو دے دی جاوے پھر چاہے تو وہ رفیق اپنی طرف سے تجارت میں لگانے کے لئے اس کو دے دیوے جس نے زکوۃ دی ہے۔(۱) فقط

جائیداد مانع اخذ زکوۃ نہیں اگر اس سے اخراجات پورے نہیں ہوتے

(سوال ۴۷۵) ایک شخص کی جائداد قیمت کے اعتبار سے نصاب زکوۃ سے بہت زیادہ ہے مثلاً سودوسو روپے منافع کی ہے لیکن سال بھر میں منافع خرچ ہو کر کچھ نہیں بچتا بلکہ حوائج ضروری بمشکل پورے ہوتے ہیں تو ایسے شخص کو زکوۃ لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے سئل محمد رحمه الله عمن له ارض یزرعها او حانوت یستغلها او دار غلتها ثلثة الاف و لا تکفی لنفقة و نفقة عیا له سنةً یحل له اخذ الزکوٰة الخ(۲) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس شخص کو زکوۃ لینا درست ہے۔

جس طالب علم کے پاس دوسو روپے ہوں اس پر زکوۃ ہے یا نہیں اور وہ زکوۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۷۶) ایک طالب علم مسافر ہے جس کے پاس مبلغ دوسو روپے نقد اس کے مملوکہ اس کے گھر میں ہیں۔ مکان مسکونہ ذاتی نہیں، یعنی اپنی ملک نہیں، مبالغ مذکورہ پر قدرت نامہ ہے جس وقت اور جہاں چاہے منگا سکتا ہے ایسی حالت میں مبالغ مذکورہ پر زکوۃ ہے یا نہیں اور ایسے طالب علم کو زکوۃ لینا اور اپنے مصارف میں لانا جائز ہے یا نہیں۔ نیز مسجد میں جو کھانا آتا ہے وہ کھانا اور مسجد کے تیل سے مطالعہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار باب المصرف میں ہے وابن السبیل وهو کل من له مال لا معه۔(۳) الخ پس طالب علم مسافر مذکور کو اس روایت کے موافق زکوۃ لینا درست ہے مگر ایسے شخص کو زکوۃ لینا اور صدقہ کا کھانا اور تیل وغیرہ لینا اچھا نہیں بلکہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسا شخص قرض لے کر اپنی کارروائی کرے اور اپنے روپے میں سے ادا کر دیوے۔ کما فی الشامی . والا ولی له ان یستقرض ان قدر و لا یلزمه ذلک الخ شامی۔(۴) اور زکوۃ اس روپے کی اس کے ذمہ بعد ملنے روپے مذکور کے سنین ماضیہ کی بھی لازم ہوگی۔(۵) فقط۔

غیر مسلم کے قبضہ سے مساجد کی واگذاری کے لئے زکوۃ کے روپے خرچ نہیں کر سکتے

(سوال ۴۷۷) ہمارے شہر میں چند مساجد اور مقابر غیر مسلم کے قبضہ میں آ گئے ہیں اور ان میں نہایت بے ادبی ہوتی

---

(۱) مصرف الزکوٰة الخ هو فقیر هو من له ادنی شئ ای دون نصاب الخ ویشترط ان الصرف تملیکا الخ اعطاء فقیر نصاب او اکثر الا اذا کان المدفوع الیه مدیونا او کان صاحب عیال بحیث لو فرقه علیهم لا یخص کلا او لا یفضل بعد دینه نصاب فلا یکره فتح. (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹-۳۴۴-۳۵۳)
(۲) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ ص ۳۴۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۴. ط.س. ج۲ ص ۳۴۳. ۱۲ ظفیر۔
(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۴. ط.س. ج۲ ص ۳۴۳
(۵) ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکه لزم زکوٰة مامضی (ایضاً کتاب الزکاة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص ۲۶۶)

ہے آیا ان کو چھوڑانے میں زکوۃ کا روپیہ کام آسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوۃ کے روپے سے یہ کام نہیں ہوسکتا کیونکہ زکوۃ کے اداء ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی محتاج یا چند محتاجوں اور مساکین کو بلا معاوضہ اس روپے کا مالک بنادیا جاوے۔(۱) فقط

محتاج اقرباء دوسری بستی میں ہوں تو کیا کرے

(سوال ۴۷۸) زید کے اقرباء واحباب محتاج ہیں مگر دوسری بستی میں ہیں تو زید کو زکوۃ ان کو دینی چاہئے یا اپنی بستی کے محتاجوں کو یا مدارس اسلامیہ کے طلبہ کو دے۔ غرض کہ کس کو دینا زیادہ بہتر ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے کہ دوسری بستی کی طرف زکوۃ کو منتقل کرنا مکروہ ہے، مگر جب کہ دوسری بستی میں اس کے اہل قرابت ہوں یا زیادہ محتاج ہوں الخ پس اہل قرابت کا خیال مقدم ہے اگرچہ وہ دوسری بستی میں ہوں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے، لا يقبل الله صدقةً من رجل وله قرابة محتاجون الى صلته(۲) الحدیث الحاصل اپنے شہر کے محتاجوں کو بھی دیوے اور اپنے اہل قرابت کو دیوے، اگرچہ وہ دوسری بستی میں ہوں، اور مدارس کے طلبہ کو بھی دیوے اگرچہ وہ دوسری بستی میں ہوں۔ غرض یہ ہے کہ سب کا خیال رکھے اور اگر گنجائش زکوۃ کے روپے پیسے میں ہے تو حتی الوسع ہر ایک صاحب حاجت اور اہل قرابت کو دیوے اور اگر گنجائش کم ہو تو اہل قرابت کو مقدم کرے پھر دوسرے محتاجوں اور طلبہ کا خیال کرے۔(۳) فقط۔

علماء صاحب نصاب جو اپنا مال بیوی کی ملک کردیں انہیں زکوۃ لینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۷۹) جو علماء تعلیم وتعلم میں مشاغل ہوں اور صاحب نصاب ہوں ان کو اخذ زکوۃ جائز ہے یا نہیں، اگر وہ اپنا مال زوجہ کی ملک کردے تو اس حیلہ سے اخذ زکوۃ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جو مولوی صاحب نصاب ہوں ان کو زکوۃ لینا منع ہے اور حیلہ مذکور کے بعد زکوۃ لینا ظاہر فتویٰ کی رو سے جائز ہوجاوے گا۔(۴) فقط

(مگر اس کا یہ فعل نہایت برا اور قابل مواخذہ ہے۔ ظفیر)

فدیہ کی رقم نیک کام میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۴۸۰) متوفی کے ذمہ چھ سال کے روزے قضاء تھے، اس کے وارث فدیہ ادا کرنا چاہتے ہیں، فی روزہ مقدار غلہ کی کس قدر ہے کیا ایک وقت میں تمام غلہ یا اس کی قیمت ایک شخص کو دینا یا کسی نیک کام میں صرف کرنا مثل تیار مسجد یا موسم سرما میں غرباء کو جڑاول بنادینا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا (ايضاً باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر

(۲) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۳ .ط.س. ج۲ ص ۳۵۳ ۲۳ ا ظفیر.

(۳) وكره نقلها الا الى قرابته بل فى الظهيرية لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج حتىٰ يبدابهم فيسد حاجتهم اواحوج او اصلح اوا ورع او نفع للمسلمين (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۳ .ط.س. ج۲ ص ۳۵۳) ظفیر.

(۴) ولا الى غنى يملك قدر نصاب فارغ من حاجته الا صلية من اى مال كان .(الدرا لمختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ .ط.س. ج۲ ص ۳۴۷) ظفیر.

(جواب) ایک روزہ کا فدیہ انگریزی تول سے پونے دوسیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔(۱) مثلاً اگر نوسیر ایک روپے کے گندم فروخت ہوتے ہیں تو قریب ۳ر کے ایک روزہ کا فدیہ ہوا۔ پس ایک سال کے تیس روزوں کا فدیہ صہ۱۰/۱۲ ہوئے اور چھ سال کے روزوں کا فدیہ [illegible] ہوئے۔(۳) یہ رقم فقراء اور مساکین کو تقسیم کردی جاوے، ایک شخص کو دینا ضروری نہیں ہے اور ایک وقت میں بھی دینا ضروری نہیں ہے۔ اور تعمیر مسجد وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے اور یہ جائز نہیں کہ موسم سرما میں اس رقم سے لحاف بنا کر یا کمبل خرید کر فقراء کو تقسیم کردیئے جاویں۔ فقط

زکوٰۃ کی رقم جلسہ تبلیغ پر خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۸۱) اکبرآباد ضلع بجنور میں ۴۰۔۵۰ کس خاکروب آباد ہیں اور ملحقات میں ہنود آباد ہیں۔ ہنود نے تقریباً پانچ ہزار چمار جمع کر کے جلسہ کیا، ان لوگوں کو عام طور سے مسلمانوں سے علیحدگی کی تبلیغ دی کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھا جاوے، اس کے خلاف میرا ارادہ یہ ہے کہ اکبرآباد میں جلسہ کر کے چند مقرروں کو بلایا جاوے اور آگرہ وغیرہ میں چار مقرروں کو بلایا جاوے اور ہنود سے علیحدہ رہنے کی دعوت دی جاوے اور اکبرآباد کے خاکروبوں کو مسلمان ہونے کی دعوت دی جاوے لیکن اکبرآباد میں اس جلسہ کے اخراجات کے واسطے روپیہ نہیں ہے اگر شرعاً اجازت ہو تو پیشگی زکوٰۃ کی مد سے روپیہ فراہم کر کے جلسہ میں خرچ کیا جاوے۔

(جواب) زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ تملیک فقراء ہو یعنی محتاجوں کو اس کا مالک بنا دیا جاوے اور اگر تملیک فقراء نہ ہوگی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳) پس اگر سوائے زکوٰۃ کے اور کوئی صورت چندہ کی نہیں ہے تو زکوٰۃ کے روپے کو اس کام میں خرچ کرنے کی جواز کی یہ صورت ہے کہ رقم زکوٰۃ کا مالک اول کسی ایسے شخص کو بنا دیا جاوے کہ وہ مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ اپنی طرف سے جلسہ مذکورہ کے مصارف میں صرف کردے تو اس صورت میں زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے گی اور جلسہ کے مصارف کا بھی انتظام ہو جائے گا اور اس کی تشریح زبانی کسی واقف سے کرلیں وہ اس صورت تملیک کو پوری طرح سمجھا دیں گے۔(۴) فقط۔

فدیہ کا تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۸۲) ایک شخص بہت مالدار مرا اس کے ذمہ بہت سی نمازیں اور روزے تھے اور مرتے وقت وصیت وغیرہ کچھ نہیں کی اب اس کی ورثاء بالغین خاص اپنے ذاتی مال میں سے اس کے روزہ نماز کا حساب لگا کر پورا فدیہ ادا کرتے ہیں تو کیا اس صدقہ کی رقم کا تعمیر مساجد میں لگا دینا جائز ہوگا یا نہیں۔

(جواب) یہ تو ظاہر ہے اور مسلم ہے کہ فدیہ صیام وصلوٰت بصورت ترک مال و وصیت ادا کرنا ورثہ پر لازم اور واجب

---

(۱) ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية الخ وفدى لزوما عنه اى عن الميت وليه الذى يتصرف فى ماله كا لفطرة قدرا الخ بوصية من الثلث (در مختار) هى مثل الفطرةمن حيث الجنس وجواز اداء القيمة (رد المحتار) فصل فى العوارض لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۲۰ و ج ۲ ص ۱۶۱ ط.س. ج۲ص ۴۲۴) نصف صاع الخ من برا ودقيقه او سويقه او زبيب الخ او صاع تمراو شعير الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الفطرة ج ۲ ص ۱۰۳ ط.س. ج۲ص ۳۶۴)

(۲) یہ حساب اور بھاؤ سن ۱۳۴۲ھ کا ہے، اب غلہ بہت گراں ہو چکا ہے اس لئے قیمت بہت بڑھ جائے گی۔ کسی واقف سے حساب کرالیا جائے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليک الخ ولا يصرف فى بناء نحو مسجد الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفير۔

(۴) وحيلة التكفين ان يتصدق بها على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶ ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفير۔

ہے اور اس حالت میں یہ صدقات واجبہ میں سے ہے کہ مصرف اس کا وہی ہے جو کہ مصرف زکوٰۃ ہے اور تملیک فقراء وغیرہم اس میں مثل زکوٰۃ کے شرط ہے کما فی الشامی فی باب مصرف الزکوٰۃ وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ کما فی القسستانی ۔ (۱) اور جس صورت میں کہ میت نے مال نہ چھوڑا ہو، یا مال چھوڑا ہو مگر وصیت نہ کی ہو تو اس کی نسبت فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ ورثا اگر تبرعاً فدیہ اس کی نمازوں اور روزوں کا ادا کریں تو اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو وہ بھی میت کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ ہو جاوے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ کافی ہو جاوے گا۔ تو فقہاء رحمہم اللہ نے تبرعاً فدیہ ادا کرنے کے بارے میں یجزیہ انشاء اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ (۲) اس لئے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شرائط فدیہ واجب کی ہیں وہی اس میں ملحوظ رکھنی چاہئے، مثلاً مقدار فدیہ کی وہی ہوگی جو کہ بصورت وصیت ہوگی۔ اسی طرح اس کا مصرف وہی ہونا چاہئے جس طرح فدیہ واجبہ کا ہے اور تملیک یا اباحت بھی اسی طرح ہونی چاہئے جس طرح فدیہ واجبہ میں ہے جیسا کہ شامی جلد اول باب قضاء الفوائت فدیہ کے بیان میں ہے ثم اعلم انہ اذا اوصی لفدیۃ الصوم بحکم بالجواز قطعاً لانہ منصوص علیہ واما اذا لم یتطوع بھا الوارث فقد قال محمدؒ فی الزیادات انہ یجزیہ انشاء اللہ تعالیٰ فعلق الاجزاء بالمشیۃ لعدم النص الخ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ فدیہ کی حیثیات کا اس تبرع میں لحاظ کرنا چاہئے۔ البتہ اگر فدیہ صیام وصلوات کا ادا کرنا ورثہ کو مقصود نہیں ہے صرف ثواب خیرات پہنچانا ہے تو اس صورت میں مسجد وغیرہ کے مصارف خیر کی تعمیر وغیرہ میں جو کچھ صرف کرے گا اور اس عمل خیر اور صدقہ کا میت کو پہنچاوے گا، وہ ثواب میت کو پہنچے گا، مگر فدیہ صیام وصلوات کے ادا ہو جانے اور میت کے سبکدوش ہو جانے کی ان فرائض سے امید نہ رکھنی چاہئے۔ فقط۔

خیرات فدیہ میں محسوب ہوگا یا نہیں

(سوال ۴۸۳) ایک عورت نے بیماری کی حالت میں اپنے شوہر کو وصیت کی کہ میری نماز اور روزہ قضا شدہ کا فدیہ میرے مرنے کے بعد ادا کرنا، اس وصیت کے بعد وہ فوت ہوگئی۔ اس کے خاوند نے دفن کرنے سے پہلے کچھ نقدہ اور کپڑا وغیرہ خیرات کیا مگر بوجہ لاعلمی کے اس نے فدیہ کی نیت نہیں کی، علاوہ اس کے آٹھ سات یوم تک اپنی حیثیت کے موافق صدقہ خیرات کرتا رہا۔ یہ صدقہ اور خیرات فدیہ میں محسوب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) وصیت کرنے کی صورت میں اور مال متروکہ چھوڑنے کی صورت میں ادائے فدیہ نماز وروزہ بذمہ ورثہ واجب ہوتا ہے اور فدیہ واجبہ کا حکم مثل زکوٰۃ کے ہے کہ نیت اور تملیک فقراء وغیرہ احکام زکوٰۃ اس پر مترتب ہوتے ہیں۔ پس جب کہ شوہر نے اس خیرات اور صدقہ میں جو اس نے یوم وفات میں یا اس کے بعد کیا، نیت ادائے فدیہ کی نہیں کی لہذا اداء فدیہ اس کے ذمہ واجب رہا۔ جس قدر مقدار فدیہ معلوم ہوئی ہے اس کو بہ نیت فدیہ فقراء کو تقسیم کرے، اور جو کچھ بلا نیت فدیہ خیرات کر چکا وہ اس میں محسوب نہ ہوگا۔ ھکذا فی الدر المختار والشامی وغیرھما۔ (۴)

---

(۱) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س.ج اص ۳۳۹ ۱۲ ظفیر
(۲) رد المحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۲). ط.س. ج۲ص ۷۲. ۱۲ ظفیر
(۳) ایضاً ج ۱ ص ۶۸۲ .ط.س. ج۲ص ۷۲. ۱۲ ظفیر
(۴) مصرف الزکوٰۃ الخ وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبات الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ .ط.س. ج۲ص ۳۳۹-۳۴۴) ظفیر

سرکاری شفاخانہ میں زکوۃ کا روپیہ بذریعہ حیلہ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱ / ۴۸۴) اگر گورنمنٹ کی امداد سے کوئی شفاخانہ کھولا جاوے، اس میں زکوۃ کا روپیہ حیلہ کر کے دینا جائز ہے یا نہیں۔

مسلم شفاخانہ میں زکوۃ کا روپیہ لگانا کیسا ہے

(سوال ۲ / ۴۸۵) اور اگر کوئی شفاخانہ خاص مسلمان مساکین کے لئے کھولا جاوے تو ایسے شفاخانہ میں زکوۃ کا روپیہ حیلہ کر کے دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اصل یہ ہے کہ زکوۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جس شخص غریب کی ملک کی جاوے وہ سید نہ ہو، در مختار میں ہے تملیک جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیر غیر هاشمی ولا مولاه انتهی۔(۱) ملخصاً۔ اور چونکہ زکوۃ میں تملیک فقیر مسلم شرط ہے اس لئے تجہیز و تکفین میت یا تعمیر مسجد و مدرسہ وغیرہ میں اس کا صرف کرنا درست نہیں ہے اور اس کے جواز کا حیلہ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اول زر زکوۃ کسی فقیر کی ملک کر دی جائے پھر اس سے کہا جاوے کہ وہ اپنی طرف سے مواقع مذکورہ میں وامثالہا میں صرف کر دے۔ درمختار کتاب الزکوۃ میں ہے۔ وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد وتمامه فی حیل الاشباه الخ ۔(۲) پس اس حیلہ مذکورہ سے ہر دو صورت مسئولہ فی السوال میں زکوۃ کا روپیہ خرچ ہو سکتا ہے اور زکوۃ ادا ہو جاوے گی صورت اس کی یہ ہے کہ اول وہ رقم زکوۃ کسی ایسے محتاج مسلمان کی ملک کر دی جائے جو کہ مصرف زکوۃ ہو، پھر اس سے کہا جاوے کہ وہ اپنی طرف سے شفاخانہ مذکورہ میں دے دیوے کیونکہ اب وہ زکوۃ کا روپیہ نہیں رہا بلکہ زکوۃ مالک کی اس محتاج شخص کو دینے سے ادا ہو گئی اور وہ مالک اس کا ہو گیا، اب اس کو اختیار ہے کہ وہ جس موقعہ پر چاہے اس کو صرف کرے۔ فقط۔

زکوۃ کے روپے سے حج کرانا کیسا ہے

(سوال ۱ / ۴۸۶) زکوۃ کے روپے سے لوگوں کو حج کرانا کیسا ہے۔

زکوۃ کے روپے سے قرآن خرید کر امیر وغریب میں تقسیم کرنا

(سوال ۲ / ۴۸۷) زکوۃ کے روپے سے قرآن خرید کر امیروں اور غریبوں اور لڑکوں کو تقسیم کرنا کیسا ہے۔

زکوۃ کے روپے سے باؤلی بنانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳ / ۴۸۸) زکوۃ کے روپے سے باؤلی بنانا درست ہے یا نہیں۔

ایک آدمی کو کتنی زکوۃ دی جائے

(سوال ۴ / ۴۸۹) ایک آدمی کو کتنی زکوۃ دینی چاہئے۔

(جواب) (۱) اگر حج کرنے والے کی وہ روپیہ ملک کر دیا جائے کہ وہ اپنا حج کرے یا جس خرچ میں چاہے لاوے تو یہ

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴ ۱۲ ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۶ ط.س. ج ۲ ص ۲۷۱ ۱۲ ظفیر

درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔(۱)

(۲) قرآن شریف زکوٰۃ کے روپے سے خرید کر اگر غریب لڑکوں یا بڑوں کو تقسیم کر دیئے جاویں تو یہ جائز ہے اور زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، وہ پھر دینی ہوگی۔(۲)

(۳) زکوٰۃ کے روپے سے ایسا کام کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ وہ زکوٰۃ کے ادا ہونے کی یہ شرط ہے کہ غرباء کو اس کا مالک بنادیا جاوے، مسجد یا مدرسہ اس سے بنانا چاہا و باؤلی وغیرہ میں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اس کو پھر زکوٰۃ دینی لازم ہے۔(۳)

(۴) ایک آدمی محتاج کو نصاب سے کم زکوٰۃ دینی چاہیئے، نصاب کی قدر دینا مکروہ ہے، لیکن اگر وہ مقروض ہو تو نصاب یا نصاب سے زیادہ دینا بھی درست ہے۔(۴) فقط۔

زکوٰۃ سے مدرس، مئوذن وغیرہ کو مشاہرہ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۹۰) مال زکوٰۃ سے مدرسین مدرسہ یا مئوذن وامام کو مشاہرہ دینا درست ہے یا نہیں۔ چونکہ یہ لوگ دین کی خدمت انجام دیتے ہیں ان کی امداد زکوٰۃ سے ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اور امام صاحب نے تملیک کی شرط کیوں لگائی ہے۔ انما الصدقات للفقراء الخ میں لام منفعت کے لئے بھی ہوسکتا ہے، اس کو تملیک پر محمول کرنے کا کیا منشاء ہے، اس بارے میں کوئی صریح حدیث ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ میں تملیک فقراء وغیر ہم شرط ہے جیسا کہ آیت انما الصدقات للفقراء الآیۃ سے مستفاد ہے کیونکہ اول تو صدقہ کا لفظ ہی تملیک فقیر کو چاہتا ہے اور پھر لام تملیک اس کی صریح دلیل ہے، اور نفع کے لئے کہنا بھی اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ نفع تام بعد تملیک کے مملک لہ کو ہوسکتا ہے اور حدیث تو خذ من اغنیائھم وترد الی فقرائھم (۵) بھی اس کی دلیل ہے، کیونکہ ''توخذ'' سے خروج عن ملک الاغنیاء ثابت ہے اور ''تردالیٰ فقرائھم'' ملک فقراء کو مقتضی ہے۔ بہر حال جب کہ زکوٰۃ میں تملیک فقراء ضروری ہوئی اور صدقہ کا لفظ اس کو چاہتا ہے کہ بلا کسی معاوضہ کے ہو، ورنہ صدقہ نہ رہے گا تو ملازمین و مدرسین کی تنخواہ میں دینا زکوٰۃ کا جائز نہ ہوا، اور ایسے مصارف میں صرف کرنے کے لئے حیلہ تملیک ضروری ہے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ چنانچہ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں ولا یبنی بھا مسجد ولایکفن بھا میت لانعدام التملیک وھو الرکن۔(۶) فتح القدیر میں ہے قولہ لانعدام التملیک وھو الرکن، فان اللہ تعالیٰ سماھا

---

(۱) وکرہ اعطاء فقیر نصابا او اکثر الا اذا کان المدفوع الیہ مدیونا اوکان صاحب عیال بحیث لو فرقہ علیھم لا یخص کلا اولا یفضل بعد دینہ نصاب فلا یکرہ فتح (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۵۳) اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کو اتنی رقم زکوٰۃ سے حج کے لئے دینا مکروہ ہے، گو وہ فقیر مالک ہونے کے بعد اس سے حج کرے تو جائز ہوگا مگر زکوٰۃ کے روپے سے حج کرنا، کرانا مصارف زکوٰۃ کے منشاء کے سراسر خلاف ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔ واللہ اعلم ۱۲۔

(۲) مصرف الزکوٰۃ الخ ھو فقیر الخ و مسکین الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (ایضاً ج ۲ ص ۷۹) ظفیر۔

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ کما مر لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینہ (در مختار) نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانھار والحج والجھاد وکل مالا تملیک فیہ زیلعی (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۴) ظفیر۔

(۴) وکرہ اعطاء فقیر نصابا الا اذا کان المدفوع الیہ مدیونا اوکان صاحب عیال الخ لا یکرہ (ایضا ج ۲ ص ۹۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۵۳) ظفیر۔ (۵) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۲. ۱۲ ظفیر۔

(۶) ھدایہ باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ج ۱ ص ۱۸۸. ۱۲ ظفیر۔

صدقةً وحقيقة الصدقة تمليک المال من الفقير الخ فتح. ولا يدفع الى مدبره ومكاتبه الخ لفقدان التمليک الخ۔ (۱) دیکھئے صاحب ہدایہ جگہ جگہ عدم تملیک کو علت عدم جواز قرار دیتے ہیں۔ فقط۔

زکوۃ سے مبلغین کو وظائف دینا کیسا ہے

(سوال ۴۹۱) زکوۃ سے مبلغین انجمن تبلیغ وطلباء کو وظائف دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طلباء ومساکین کو وظیفہ دینا زکوۃ سے جائز ہے۔ (۲) اور مبلغین کی تنخواہ دینے میں حیلہ تملیک ضروری ہے (بغیر حیلہ دینا درست نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کے لئے تملیک شرط ہے۔ ظفیر)

امام کو اجرت میں عشر دینا درست نہیں

(سوال ۴۹۲) امام کو اجرت میں عشر کا دینا جائز ہے یا نہیں اور ناجائز کہنے والے کو جو شخص معتزلہ کہے اس کے لئے کیا حکم ہے

(جواب) مصرف عشر کا وہی ہے جو مصرف زکوۃ کا ہے جیسا کہ شامی باب مصرف زکوۃ میں لکھا ہے وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر و الكفارة والنذر وغير ذلک من الصدقات الواجبة الخ (۳) پس جیسا کہ زکوۃ کو اجرت امامت میں دینا ناجائز ہے، اسی طرح عشر وصدقہ فطر بھی اجرت امامت میں دینا ناجائز ہے اور اس صورت میں عشر وصدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ ادا نہ ہوں گے اور عدم جواز کے قائلین تمام فقہاء عظام ہیں، پس کافر و معتزلہ کہنے والا قائلین عدم جواز کا سخت خاطی اور فاسق وظالم ہے اور قول اس کا غلط اور باطل ہے۔ فقط۔

جائیداد کے باوجود گذارہ نہ ہو تو زکوۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۹۳) نابالغان کے پاس کافی جائداد ہے، لیکن نابالغ ہونے کی وجہ سے گذارہ نہیں چلتا ان کو زکوۃ دینا یا ان کا قرضہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ان نابالغوں کا گذارہ جب کہ ان کی جائداد کی آمدنی سے نہیں ہوتا تو ان کو زکوۃ کا روپیہ دینا درست ہے، کما نقل عن محمدؒ، كذافي الشامي (۴)، اور ان کا قرض اس طرح ادا کرنا جائز ہے کہ اول زکوۃ کا روپیہ ان یتیموں کی ملک کر دیا جاوے، پھر وہ اپنے قرض میں دے دیں یا ان سے کہہ کر خود ان سے وہ روپیہ لے کر ان کا قرض ادا کر دیا جاوے

کافروں کو زکوۃ دینا درست نہیں۔

(سوال ۴۹۴) زکوۃ کا دینا کافروں کو درست ہے یا نہیں اور آیۃ کریمہ انما الصدقت للفقراء الآیۃ سے کیا مراد ہے۔

(جواب) زکوۃ کی تعریف درمختار وغیرہ میں یہ کی ہے تمليک جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير الخ (۵) اس

---

(۱) فتح القدير باب من يجوز دفع الصدقات اليه ص ۲۳. ۲۰. ۱۲ ظفير.
(۲) مصرف الزكوة الخ هو فقير الخ و مسكين الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹) ظفير
(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج ۲ ص ۳۳۹. ۱۲ ظفير.
(۴) سئل محمد عمن له ارض يزرعها او حانوت يستغلها اودار غلتها ثلاثة الاف ولا تكفى لنفقته ونفقة عياله سنة يحل له اخذ الزكوة وان كانت قيمتها تبلغ الوفا وعليه الفتوى (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ ط.س. ج ۲ ص ۳۴۸ ظفير
(۵) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۳ و ج ۲ ص ۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۵۶-۲۵۷. ۱۲ ظفير

کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ اپنے مال کا ایک حصہ معینہ جو کہ شارع علیہ السلام نے معین فرمایا ہے مثلاً چالیسواں حصہ، مسلمان محتاج کو دیا جاوے اور اس کو مالک بنادیا جاوے، پس معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے اداء کے لئے یہ شرط لازمی ہے کہ مسلمانوں کو دی جاوے جو کہ مصرف زکوٰۃ ہوں، اور آیۂ کریمہ انما الصدقت للفقراء والمساکین (۱) الآیۃ میں فقراء ومساکین سے مراد مسلمان فقراء ومساکین ہیں، باجماع امت۔ البتہ نفلی صدقہ ذمیوں، یعنی کافروں کو دیا جاسکتا ہے، ایسا ہی لکھا ہے درمختار میں ہے وجاز دفع غیرھا وغیر العشر والخراج الیه ای الذمی، (۲) یعنی زکوٰۃ وعشر وخراج سوائے دوسرے صدقات ذمی (کافر) کو دینا درست ہے۔ فقط۔

زکوٰۃ غیر ممالک میں بھیجنا کیسا ہے

(سوال ۴۹۵) کیا زکوٰۃ کا روپیہ غیر ممالک اسلامی، میں بھی بھیجا جاسکتا ہے اور غیر ممالک کے مسلمانوں کی امداد میں صرف ہوسکتا ہے۔

زکوٰۃ سے اپنی طرف سے حج کرانا کیسا ہے

(سوال ۴۹۶) کیا زکوٰۃ کے روپے سے حج کرایا جاسکتا ہے، اگر کرایا جاسکتا ہے تو کیا اپنے عزیز واقارب کو بھی کراسکتے ہیں

(جواب) (۱) زکوٰۃ کا روپیہ غیر ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں محتاجوں کو دینا بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے جن کو دیا جاوے وہ مالک نصاب نہ ہوں اور ان کو مالک بنادیا جاوے اور اولیٰ یہ ہے کہ اپنے ملک بلکہ اپنے شہر کے غرباء فقراء کو تقسیم کیا جاوے (۳)

(۲) زکوٰۃ کے روپے سے اپنا حج کرانا درست نہیں ہے، البتہ یہ جائز ہے کہ کسی فقیر کو زکوٰۃ کے روپے کا مالک بنایا جاوے...... پھر خواہ وہ اپنا حج کرے یا دیگر مصارف میں صرف کریں اس کو اختیار ہے۔ غرض یہ ہے کہ زکوٰۃ کے روپے میں مالک بنادینا محتاج کو شرط ہے بدون اس کے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (۴) (مگر اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم رہے کہ ایک شخص کو اتنی رقم دینا کراہت سے خالی نہیں۔ ظفیر)

قیمت چرم قربانی میں تملیک

(سوال ۱/۴۹۷) مدرسہ کے مہتمم چرم قربانی اپنی جانب سے فروخت کرکے داخل تحویل مدرسہ کردیتا ہے کیا اس میں تملیک شرط ہے اور بلا تملیک مثل دیگر مدات کے وہ صرف کرسکتا ہے یا نہیں۔

بلا تملیک خرچ کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۹۸/۲) اگر مہتمم مدرسہ نے بلا تملیک اس قیمت چرم کو صرف کردیا تو قربانی کنندہ کو دوبارہ چرم قربانی کی

---

(۱) سورہ توبہ رکوع ۸

(۲) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۲، اس سے پہلے یہ عبارت ہے ولا تدفع الی ذمی لحدیث معاذ (ایضاً). ط.س. ج۲ ص ۳۵۱. ظفیر.

(۳) وکرہ نقلھا الا الی قرابة الخ او احوج او اصلح او اورع اوا نفع للمسلمین (در مختار) قوله کرہ نقلها ای من بلد الی بلد اخر لا ن فیه رعایة حق الجواز فکان اولی زیلعی والمتبادر منه ان الکراهة تنزیهیة تامل فلو نقلها جاز لان المصرف مطلق الفقراء (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۳. ط.س. ج۲ ص ۳۵۳) ظفیر۔

(۴) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة لا یجوز الی بناء نحو مسجد (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر

قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

(جواب)(۲،۱) مہتمم مدرسہ کو چاہئے کہ چرم قربانی کے فروخت کرنے کے بعد ان کی قیمت کی تملیک مثل زکوٰۃ کے کر کے مدرسہ کے جس مصرف میں چاہے صرف کرے اگر مہتمم مدرسہ نے اس قیمت کو بلا حیلہ تملیک ایسے مصرف میں صرف کیا جو مصرف قیمت چرم قربانی وزکوٰۃ نہیں ہے، مثلاً ملازمین ومدرسین کی تنخواہ میں دے دیا تو قربانی کنندہ کو اس قیمت کی قدر صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر طلبہ کے مصرف میں صرف کیا تو قربانی ادا ہوگی دوبارہ اس قیمت کا صدقہ کرنا مالک پر واجب نہ ہوگا۔ (۱) فقط۔

زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ کے لئے مکان خریدنا جائز نہیں

(سوال ۴۹۹) زید وعمر وغیرہ کی طرف سے ایک مدرسہ اسلامیہ جاری ہے، اب ان کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ وہ مدرسہ کا خرچ نہیں اٹھا سکتے اور زکوٰۃ کے روپے سے مکان خرید کر اس کی آمدنی سے تنخواہ مدرسین وغیرہم کی دینا چاہتے ہیں، یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کے روپے سے مکان خریدنا بغرض مذکور شرعاً جائز نہیں ہے اس میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی لیکن فقہاء نے اس قسم کے امور کے جواز کی یہ صورت لکھی ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ اول کسی ایسے شخص کی ملک کر دیا جاوے جو کہ مصرف زکوٰۃ ہو یعنی وہ شخص مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ شخص اس روپے کو اپنی ملک اور قبضہ میں لے کر غرض مذکور میں صرف کرے۔ (۲) فقط۔

شوہر کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۰/۱) ہندہ اپنے شوہر کی اولاد کو جو اس کی پہلی بیوی سے ہے، زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں۔

جس کے پاس زیادہ مکان ہو وہ مصرف زکوٰۃ ہے

(سوال ۵۰۱/۲) کسی کے پاس علاوہ رہنے کے دوسرا مکان ہے جس کی قیمت نصاب سے زیادہ ہے تو وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں اور اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) دے سکتی ہے۔ (۳)

(۲) اگر اس کے پاس علاوہ مکان کے اور مال بقدر نصاب نہیں ہے اور کرایہ کی آمدنی اس کے پاس بقدر نصاب جمع نہیں ہے اور وہ حاجت مند ہے اور وہ دوسرا مکان تجارت کے لئے نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

ملک نصاب مطلقاً مانع اخذ زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۲) ملک نصاب مطلقاً مانع اخذ زکوٰۃ مفروضہ ہے یا نہیں اور جو شخص عالم غنی کے لئے زکوٰۃ لینا جائز کہتا

---

(۱) دیکھئے رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۶ ظفیر ۱۲. ط.س. ج۲ص ۲۷۱.

(۲) وحيلة التكفين التصدق بها على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفير.

(۳) ولا الى من بينهما ولاد (در مختار) قيد بالولاد لجواز لبقية الا قارب (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ص ۳۴۶) ظفير

(۴) وفيها سئل محمد عمن له ارض يزر عها او حانوت يستغلها او دار غلتها ثلاثة الاف ولا تكفى لنفقته ونفقة عياله سنة يحل لا اخذ الزكاة وان كانت قيمتها تبلغ الوفا وعليه الفتوى (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ص ۳۴۸)

ہے یعنی نصاب کو مطلقاً مانع نہیں کہتا اس کا قول صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) مطلق ملک نصاب مانع اخذ زکوٰۃ مفروضہ نہیں۔ عامل ساعی اور عاشر کے لئے اخذ زکوٰۃ کو جائز رکھا گیا ہے اگرچہ وہ غنی بھی ہوں۔ اسی طرح طالب علم کے لئے فقہاء کی عبارات میں اخذ زکوٰۃ کا جواز پایا جاتا ہے، کما فی الدر المختار وبھذا التعلیل یقوی مانصب للواقعات من ان طالب العلم یجوز له اخذ الزکوٰۃ ولو غنیاً اذا فرغ نفسه لا فادۃ العلم واستفادته لعجزہ عن الکسب والحاجۃ داعیۃ الی مالا بد منه کذا ذکرہ المصنف الخ در مختار باب المصرف۔ (۱) یعنی جو شخص علم شرعی کے پڑھنے میں اپنے آپ کو کسب و پیشہ سے فارغ رکھ کر علوم شرعیہ کے حاصل کرنے میں یا دوسروں کو اس سے مستفید کرنے میں مشغول ہے، اس شخص کو اخذ زکوٰۃ جائز ہے۔ اگرچہ وہ صاحب نصاب بھی کیوں نہ ہو، رہا یہ کہ عالم غنی جس کے کمانے کے ذرائع موجود ہوں اس کے لئے زکوٰۃ کے اخذ کا جواز عبارات فقہاء سے نہیں نکلتا بلکہ طالب علم کے حق میں بشرائط مذکورہ بالا اجازت دے دی گئی ہے، اور علامہ شامی نے طالب علم غنی صاحب نصاب کے لئے بھی اخذ زکوٰۃ کی حرمت کو راجح فرمایا ہے اور اس جزئیہ واقعات کو ضعیف اور غیر معتبر قرار دیا ہے حیث قال وھذا الفرع مخالف لا طلاقھم الحرمۃ فی الغنی ولم یعتمدہ احدٌ قلت وھو کذلک والا وجه تقییدہ بالفقیرویکون طلب العلم مرخصاً لجواز سواله من الزکوٰۃ وغیرھا وان کان قادراً علی الکسب اذ بدونه لا یحل له السوال الخ۔ (۲) فقط۔

بیوی اور خاوند کو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں

(سوال ۵۰۳) خاوند بیوی کو یا بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے تو جائز ہے یا نہیں

(جواب) جائز نہیں ہے۔ (۳) فقط

مسافر کا قرض زکوٰۃ سے ادا کیا جائے یا نہیں

(سوال ۵۰۴) میں اہل نصاب مالدار ہوں میرے مال کی زکوٰۃ کا روپیہ میرے وطن میں موجود ہے، کیا اس روپے سے کسی ایسے شخص کا قرض ادا ہو سکتا ہے جو عالم ہو، شریف ہو، مسافر ہو، بال بچہ دار ہو مقروض ہو۔

(جواب) اگر وہ عالم مسافر مالک نصاب نہیں ہے بلکہ مقروض ہے اور سید نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا اور اس قدر روپیہ زکوٰۃ کا دینا جس سے اس کا قرض اتر جاوے درست ہے کما قال اللہ تعالیٰ انما الصدقت للفقراء والمساکین . الایۃ۔ (۴) فقط۔

زکوٰۃ حیلہ کے ذریعہ مدرسہ پر خرچ کرنا کیسا ہے

(سوال ۵۰۵) زید نے اس نیت سے زکوٰۃ وصدقات کا روپیہ جمع کیا کہ حیلہ تملیک کر کے یتیموں پر اور مدرسہ اسلامیہ کے معلموں کی تنخواہ میں صرف کریں گے، یہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۱ . ط.س. ج۲ص ۳۴۰ . ۱۲ ظفیر

(۲) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۱ . ط.س. ج۲ص ۳۴۰ ۱۲ ظفیر. (۳) ولا الی من بینھما ولا د الخ اوزوجیۃ ولو مبانه وقالا ھی تدفع لزوجھا. (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ .ط.س. ج۲ص ۳۴۶) ولایدفع المزکی زکوٰۃ ماله الی ابیه الخ ولا الی امراء ته للاشتراک فی المنافع عادۃ ولا تدفع المراء ۃ الی زوجھا عند ابی حنیفۃ لما ذکرنا وقالا تدفع الیه لقوله علیه السلام لک اجران اجرا لصدقۃ واجر الصلۃ قاله لا مراء ۃ ابن مسعود وقد سألته عن التصدق علیه قلنا ھو محمول علی النافلۃ (ھدایه باب من یجوز دفع الصدقات الیه ج ۱ ص ۱۸۸) ظفیر (۴) سورہ توبه رکوع ۸.

(جواب) حیلہ تملیک کے بعد زکوٰۃ وصدقات واجبہ کا مدرسہ کے ملازمین ومعلمین کی تنخواہ میں صرف کرنا درست ہے۔ (۱) فقط۔

فی سبیل اللہ میں کون لوگ داخل ہیں

(سوال ۵۰۶) آیۃ کریمہ انما الصدقت للفقراء الآیۃ میں وفی سبیل اللہ میں کون کون سے مصارف داخل ہیں، عملہ ودفتر انجمن ہائے تبلیغ وحفاظت اسلام کی تنخواہ اور مصارف خوراک وسفر وغیرہ اس میں داخل ہیں یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے وفی سبیل وھو منقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبۃ العلم فسرہ فی البدایع بجمیع القرب الخ(۲) غرض یہ ہے کہ فی سبیل اللہ میں بے شک موافق تفسیر صاحب بدایع کے جملہ مصارف خیر داخل ہیں لیکن جو شرط ادائے زکوٰۃ کی ہے وہ سب جگہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ بلا معاوضہ تملیک محتاج کی ہونی ضروری ہے اس لئے حیلہ تملیک اول کر لینا چاہئے تاکہ تملیک کے بعد تبلیغ وغیرہ کے ملازمین کی تنخواہ وغیرہ میں صرف کرنا اس کا درست ہوجاوے۔ فقط۔

مالک نصاب بیوہ عورت کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

(سوال ۵۰۷) ایک عورت بیوہ کے پاس مال زکوٰۃ دینے کے لائق ہے، اس کے کئی چھوٹے بچے ہیں، ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جو عورت مالک نصاب ہے اس کو اور اس کے نابالغ بچوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے، اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انما الصدقات للفقراء والمساکین . الآیۃ۔ (۳) فقط۔

صرف اراضی ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۸/۱) جس کے پاس اراضی ہو اور نقد روپیہ نہ ہو اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں۔

مسافر زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۹/۲) اگر مسافر اپنے وطن سے روپیہ منگا سکے تب بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر گذر کے موافق جائداد اور زمین نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ وصدقہ لینا درست ہے۔ (۴)

(۲) مسافر کو زکوٰۃ لینا درست ہے جب کہ اس کے پاس مال بقدر نصاب نہ ہو اگرچہ اس کے مکان پر ہو۔ (۵) فقط۔

کسی مدرسہ کے نام سے زکوٰۃ وصول کر لایا وہ مدرسہ قائم نہ ہوا تو کیا کرے

(سوال ۵۱۰) کسی نے زکوٰۃ، فطرہ، قربانی کا روپیہ وصول کیا تھا کہ فلاں جگہ مدرسہ قائم کروں گا، وہ مدرسہ کسی سبب

---

(۱) وحیلۃ التکفین بھا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما وکذافی تعمیر المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۶ . ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۳ . ط.س. ج۲ ص ۳۴۳ ۱۲ ظفیر

(۳) سورہ توبہ رکوع ۸.

ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجتہ الا صلیۃ من ای مال کان (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ . ط.س. ج۲ ص ۳۴۷) ظفیر.

(۴) سئل محمد عمن لہ ارض یزرعھا او حانوت یستغلھا او دار غلتھا ثلاثۃ الا ف ولا تکفی لنفقتہ ونفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوٰۃ وان کانت قیمتھا تبلغ الو فا (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸ . ط.س. ج۲ ص ۳۴۸) ظفیر.

(۵) ابن السبیل وھو کل من لہ مال لا معہ الخ یصرف المزکی الی کلھم اوا لی بعضھم (در مختار) قولہ ابن السبیل ھو المسافر سمی بہ للزومہ الطریق (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۴ . ط.س. ج۲ ص ۳۴۳) ظفیر

سے قائم نہیں ہوا تو دوسرے مدرسہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں، اگر بالکل خرچ نہ کرے تو عنداللہ ماخوذ ہوگا یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کو اس کے مصرف میں صرف کر دینا چاہئے، اگر ایک مصرف میں کسی وجہ سے صرف نہیں ہو سکا تو دوسرے میں صرف کر دے جس کا بہترین مصرف طلبہ علم دین ہیں، اگر یہ شخص اس کو اس کے مصرف میں صرف نہیں کرے گا تو عنداللہ ماخوذ ہوگا، اس کو اس کے خرچ کرنے کا کوئی حق نہیں۔(۱) فقط۔

بے نمازی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۱) بے نمازیوں کو مال زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں انجمن نعمانیہ ہندلاہور کے ماہواری رسالہ میں لکھا ہے کہ بے نمازی خواہ کتنا ہی مسکین ہو اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، دوبارہ ادا کرنی واجب ہوگی۔

(جواب) بے نمازی محتاج کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے کیونکہ عندالحنفیہ ترک نماز سے مسلمان کافر نہیں ہوتا، البتہ ترک نماز فسق اور گناہ کبیرہ ہے، مگر کفر نہیں ہے، لہذا تارک نماز کو جب کہ وہ محتاج ہو زکوٰۃ دینا درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور اکثر ائمہ کا یہی مذہب ہے کہ تارک نماز کافر نہیں ہے۔(۲)

غیر مقلدوں کا عقیدہ ہے کہ تارک نماز کافر ہو جاتا ہے اور جمہور اہل سنت کے نزدیک وہ حدیث ماول ہے جس میں ترک نماز پر کفر کا اطلاق آیا ہے۔ فقط

زکوٰۃ کا استعمال افطار صوم میں درست ہے یا نہ

(سوال ۵۱۲) استعمال زکوٰۃ برائے افطار صوم جائز است یا نہ۔

(جواب) اگر بطور اباحت باشد چنانچہ دستور عام ہمان است جائز نیست کذا فی الدرالمختار تحت قوله تمليک خرج الا باحة فلو اطعم يتيماً ناوياً الزكوٰة لاتجزية الا اذا دفع اليه المطعوم كما لو كسا ه بشرط ان يعقل القبض۔(۳) واگر مقدار واجب را از جنس مطعوم ومشروب بدیں طور ادا کند کہ فقراء ومساکین را بوقت افطار بطور تملیک میدہد وآنہا تعقل قبض ہم داشتہ باشند اندریں صورت زکوٰۃ ادا تواند شد ومراد از تعقل قبض آنکہ آں چناں طفل خرد را نہ دہد کہ تعقل قبض ندارد۔ کما مر من الدرالمختار فقط۔

زیورات کی زکوٰۃ عورتیں کہاں سے نکالیں

(سوال ۵۱۳) زیورات چونکہ عورتوں کی ذاتی ملکیت ہوتے ہیں، اس کی زکوٰۃ کا باران کے مردوں پر کیوں ڈالا جاتا ہے، اور اگر عورت خود ادا کرے تو کیسے، کیونکہ اس کے پاس سوائے زیورات کے اور کچھ نہیں ہے۔

(جواب) جو زیور زوجہ کا مملوکہ ومقبوضہ ہے اور بقدر نصاب ہے اس کی زکوٰۃ اس عورت کے ذمہ ہی واجب ہے اگر اس کا شوہر تبرعاً اس کی طرف سے دے دے یا عورت اس سے لے کر دے دے یا جو خرچ اس کا شوہر اس کو دیتا ہے اس

---

(۱) ولا يجوز دفع الزكوٰة الى من يملك نصابا من اى مال كان (عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۹) ولو كيل ان يدفع لولده الفقير وزوجته لالنفسه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ص۲۶۹) ظفیر۔

(۲) وتارک الصلوٰة عمد اكسلاً يضرب ضرباشديد احتى يسيل منه الدم الخ ولا يقتل بمجرد ترک الصلوٰة والصوم مع الا قرار بفرضيتها الا اذا جحد افتراض الصلاة او الصوم لانكا رما كان معلوما من الدين اجماعا الخ (مراقی الفلاح على هامش الطحطاوى قبيل باب الوتر ج ۱ ص ۲۰۴) ظفیر۔

(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۳. ط.س. ج۲ص۲۵۶-۲۵۷. ۱۲ ظفیر۔

میں سے ادا کر دے تو یہ جائز ہے اور اگر کچھ بھی نہ ہو سکے تو پھر اس عورت کو اسی زیور میں سے زکوۃ دینی پڑے گی۔ (۱) فقط۔

اسلامیہ اسکول میں زکوۃ دینی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۴) انجمن امدادی اسلامیہ اسکول کا لکانے ایک زنانہ مدرسہ واسطے تعلیم نسواں تیار کیا ہے جس کی وجہ سے انجمن ہذا مبلغ آٹھ سو روپے کی قرض دار ہے، ظاہرا ادائیگی کی کوئی صورت نہیں، زکوۃ وصدقہ فطر اس قرضہ کی ادائیگی میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) رقم زکوۃ وصدقہ فطر بعد حیلہ تملیک کے اس قرض کی ادائیگی میں صرف ہو سکتی ہے اور حیلہ تملیک درمختار میں یہ لکھا ہے کہ اول وہ رقم زکوۃ وغیرہ ایسے شخص کی ملک کر دی جائے جو مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ شخص اپنی طرف سے مدرسہ مذکورہ میں دے دے کہ اس رقم سے قرض ادا کیا جائے اور دیگر ضروریات مدرسہ میں صرف کی جاوے۔ (۲) فقط۔

زکوۃ غیر مستحق کو دینا درست نہیں

(سوال ۵۱۵) زکوۃ اور چرم قربانی وصدقہ فطر کا روپیہ برادری کے چودھری اگر جبراً وصول کر کے غیر مستحقین کو دیویں تو جائز ہے یا نہیں

(جواب) جائز نہیں۔ (۳) فقط۔

مالدار پیشہ ور فقراء کو زکوۃ کی رقم دینا درست نہیں ہے

(سوال ۵۱۶) ہمارے یہاں مساکین فقراء ایسے نہیں جو صدقہ فطر لینے کے قابل ہوں، چونکہ آج کل فقراء مالداروں سے بدر جہا بہتر ہیں اور خاص کر قصبہ ہذا کے فقیر صاحب نصاب ہیں اور ان پر زکوۃ فرض ہے، اگر شرعاً یہی حکم ہو کہ ایسے فقراء کو زکوۃ وغیرہ دی جائے تو ہم کو کوئی عذر نہیں ہے، اور اگر ایسے فقراء کو دینا جائز نہیں تو مدرسہ اسلامیہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے نام کے فقراء کو جو مالدار صاحب نصاب ہیں صدقۃ الفطر وزکوۃ ودیگر صدقات واجبہ نہ دینا چاہئے (۴) بلکہ مدرسہ میں لے کر طلباء مساکین وغرباء پر صرف کرنا چاہئے اور اگر تملیک فقیر کے بعد مدرس کی تنخواہ میں دیا جاوے تو درست ہے، اور تملیک فقیر کی یہ صورت ہے کہ صدقۃ الفطر یا زکوۃ پہلے ایسے شخص کی ملک کر دی جائے جو کہ واقعی فقیر ہو اور مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ اپنی طرف سے اس کو داخل مدرسہ کر دے۔ فقط

وکیل خود زکوۃ لے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۷) زید نے عمرو کو وکیل بنایا کہ مبلغ دس روپے مستحقین زکوۃ کو میری طرف سے دے دو۔ اتفاقاً عمرو خود ہی

---

(۱) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم الخ والمعتبر وزنهما اداء و وجوبا لا قيمتها واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولو تبرا او خليا مطلقا الخ عشر ربع الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۴۰ و ج ۲ ص ۴۱. ط.س. ج۲ص۲۹۴-۲۹۸) ظفیر

(۲) وحيلة التكفين التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا في تعمير المسجد الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ص ۲۷۱) ظفیر.

(۳) قال الله تعالیٰ انما الصدقات للفقراء والمساكين الخ.

(۴) مصرف الزكوة الخ هو فقير وهو من له ادنى شئى اى دون نصاب الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفیر.

فقیر ہو گیا، اور وکیل بنانے کے وقت وہ غنی تھا تو کیا عمر اس حالت فقر میں وہ زکوٰۃ جو موکل نے مستحقین کے لئے دی تھی خود اپنے صرف میں لاسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) وکیل کو موکل کی زکوٰۃ اپنے صرف میں لانا اور خود رکھ لینا جائز نہیں ہے مگر جب کہ اس نے یہ کہہ دیا کہ جو کہ جہاں چاہے صرف کر۔ کما فی الدر المختار وللو کیل ان یدفع لولده الفقیر و زوجته لالنفسه الا اذا قال ربها ضعها حیث شئت الخ۔(۱) پس اگر بعد میں وکیل فقیر ہو گیا اور موکل نے یہ کہا تھا کہ جس جگہ چاہے صرف کر لو تو وہ خود رکھ سکتا ہے۔ فقط۔

بذریعہ حیلہ زکوٰۃ کے روپے سے قبرستان کے لئے زمین خریدنا کیسا ہے

(سوال ۵۱۸) ایک شخص زکوٰۃ کے روپے سے قبرستان کے لئے زمین خرید کر وقف کرنا چاہتا ہے اس طور پر کہ زکوٰۃ کا مال کسی محتاج کو دے دیا جائے اور وہ زمین خرید کر قبرستان کے لئے وقف کر دے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں، اگر ادا ہوگی تو ثواب صرف محتاج کو ہوگا یا زکوٰۃ دہندہ کو بھی۔

(جواب) اس طریق سے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی، اول کسی محتاج کو وہ روپیہ زکوٰۃ کا دے دیا جاوے اور اس کو مالک بنا دیا جاوے، پھر اس کو یہ مشورہ دیا جاوے کہ وہ اس روپے سے زمین خرید کر برائے قبرستان وقف کر دے تو یہ صورت جائز ہے لیکن بعد مالک ہونے کے اس کو اختیار ہے کہ وہ ایسا کرے یا نہ کرے، اور اگر وہ ایسا کرے تو ثواب دونوں کو ہوگا۔(۲) فقط۔

عقیقہ کے چرم کی قیمت اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۹) پوست عقیقہ فروخت کر کے قیمت اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) نہیں لاسکتے۔(۳) فقط۔

جو اپنے مفلس قرابتدار کو زکوٰۃ نہ دے

(سوال ۵۲۰) جو لوگ خویش مفلس کو چھوڑ کر دوسروں کو زکوٰۃ دیتے ہیں ان کا یہ عمل کیسا ہے۔

(جواب) مقدم وہ لوگ ہیں جو خویش و اقارب غریب مفلس ہیں ان کے بعد دوسرے شہر کے غرباء و فقراء ہیں۔ تھوڑا تھوڑا جس جس کو ہو سکے دے دے، کچھ اقرباء محتاجوں کو دے اور کچھ دوسرے غرباء کو دے، الحاصل زکوٰۃ پر

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۴ و ج ۲ ص ۱۵ ط س ج ۲ ص ۲۶۹ ۱۲ ظفیر

(۲) وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما و کذا فی تعمیر المسجد و تمامه فی حیل الاشباه (در مختار) قوله ثم هو یکفن ای الفقیر یکفن والظاهر ان له ان یخالف امره لانه مقتضی صحة التملیک، قوله فیکون الثواب لهما ای ثواب الزکوة للمزکی و ثواب التکفین للفقیر وقد یقال ان ثواب التکفین یثبت للمزکی ایضا لان الدال علی الخیر کفاعله واختلف الثواب کما و کیفا ط قلت واخرج السیوطی فی الجامع الصغیر لو مرت الصدقة علی یدی مائة لکان لهم من الاجر مثل اجر المبتدی من غیر ان ینقص من اجره شیئ (رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۲ ط س ج ۲ ص ۱-۲) ظفیر

(۳) اس لئے کہ بیچنے کے بعد اس کی قیمت واجب التصدق ہوتی ہے جس طرح قربانی کے جانور کی کھال کی قیمت واجب التصدق ہے۔ ویتصدق بجلدها او یعمل منه نحو غربال وجراب الخ او یبدله بما ینتفع به باقیا کما مر لا بمستهلک کخل ولحم و نحو کدراهم فلن بیع اللحم او الجلد به ای بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه. (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الاضحیة ج ۵ ص ۲۸۷ ط س ج ۶ ص ۳۲۹)

ایک غریب ومفلس کو دینے سے ادا ہو جاتی ہے۔لیکن اقارب غرباء کو دینے میں ثواب زیادہ ہے۔(۱) فقط۔

اہل نصاب کے بچوں کو زکوٰۃ سے وظیفہ دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۲۱) اہل نصاب کے بچوں کو زکوٰۃ کی مد سے وظیفہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) غنی صاحب نصاب کے بچوں کو زکوٰۃ کی رقم سے وظیفہ دینا جائز نہیں ہے۔(۲) فقط۔

بھائی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۲۲) اپنے چھوٹے بھائی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں اور بعد بلوغ بھی تاوقتیکہ وہ خود کمانے کے لائق نہ ہو زکوٰۃ کی رقم بدستور اس پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) بھائی نادار کو جو کہ مالک نصاب نہ ہو زکوٰۃ دینا جائز ہے مگر زکوٰۃ میں مالک بنانا ضروری ہے، لہذا جو کچھ بمد زکوٰۃ اپنے بھائی کے کام میں لگایا جائے اس کا اس کو مالک کر دیا جائے، مثلاً کبھی کچھ نقد روپیہ بہ نیت زکوٰۃ اس کو دے دیا جائے اور کبھی کپڑا خرید کر اس کو دے دیا، اسی طرح دوسری اشیاء خوردنی وغیرہ میں کیا جاوے اور بالغ ہونے کے بعد بھی جب تک وہ نادار رہے رقم زکوٰۃ اس کو دینا درست ہے۔(۳) فقط۔

محتاج بالغ شاگرد کو زکوٰۃ دے کر تنخواہ میں لے لینا کیسا ہے

(سوال ۵۲۳) ایک مالدار نے اپنے لڑکے کی تنخواہ معلم کو دی اور کچھ باقی ہے وہ معلم کو نہیں دیتا ہے اور دیتا ہے تو بہت تاخیر کر کے، اس حالت میں معلم لڑکے مذکور بالغ محتاج کو زکوٰۃ کا روپیہ دے کر اپنی تنخواہ میں لے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ لڑکا شاگرد بالغ محتاج ہے تو معلم اس کو زکوٰۃ دے سکتا ہے، پھر وہ لڑکا اگر چاہے معلم کو اس کی تنخواہ میں دے دیوے مگر معلم جبر نہیں کر سکتا چاہے وہ لڑکا دیوے یا نہ دیوے، اگر دیوے تو معلم کو لینا درست ہے۔(۴) فقط۔

حیلہ کے ذریعہ مدرسہ کو زکوٰۃ کے روپے دینا

(سوال ۵۲۴) ایک مدرسہ اسلامیہ قصبہ ہذا میں کھولا گیا ہے، تنخواہ معلمین کی چندہ سے دی جاتی ہے، قصبہ بہت چھوٹا ہے یہاں کے مسلمان متمول نہیں ہیں، مدرسہ کا قیام مشکل ہے، ایسے مدرسہ میں واسطے دینے تنخواہ معلمین کے زکوٰۃ سے اگر مالدار لوگ اگر کچھ رقم دے دیں تو جائز ہے یا نہیں۔ اگر کسی ایک شخص کو اس کام کے واسطے مقرر کیا جاوے جو مال زکوٰۃ کا لے کر مدرسہ میں دیوے، اول تو وہ مال شرعاً اس کا ہو جاوے گا پھر وہ مدرسہ میں دیوے یا نہیں،

---

(۱) وکره نقلها الا الی قرابته بل فی الظهرية لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج حتى يبداء بهم فيسد حاجتهم (در مختار) عن ابی هريرة مرفوعا الی النبی صلی الله عليه وسلم انه قال يا امة محمد والذی بعثنی بالحق لا يقبل صدقة من رجل وله قرابة محتاجون الی صلته ويصرفها الی غيرهم والذی نفسی بيده لا ينظر الله اليه يوم القيامة والمراد بعدم القبول عدم الاثابة عليها وان سقط بها الفرض لان المقصود منها سد خلة المحتاج وفی القريب جمع بين الصلة والصدقة .(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۹۳ و ج ۲ ص ۹۴ .ط.س. ج ۲ ص ۳۵۳) ظفير.

(۲) ولا يجوز دفعها الی ولد الغنی الصغير كذا فی التبيين (عالمگيری مصری باب المصارف ج ۱ ص ۱۷۷)ظفير.

(۳)ولا الی من بينهما ولا د (درمختار) قيد بالولاد لجوازه لبقية الا قارب كالا خوة والا عمام والا خوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقه (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶ .ط.س. ج ۲ ص ۳۴۶) ظفير.

(۴)وحيلة التكفين ان يتصدق بها علی فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فی تعمير المسجد (الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶ .ط.س. ج ۲ ص ۲۷۱) ظفير.

اور چند آدمی اگر ایک شخص کو مال زکوٰۃ دے دیں تو وہ صاحب نصاب ہو جاوے گا۔ غرض یہ ہے کہ زکوٰۃ میں جو تملیک شرط ہے وہ زکوٰۃ مدرسہ میں دینے کی وجہ سے اٹھ سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ میں جو تملیک فقراء وغیرہم ضروری ہے یہ شرط کسی وقت اور کسی طرح ساقط نہیں ہو سکتی،(۱) مدارس کے طلباء غرباء کو البتہ زکوٰۃ دینا درست ہے اور معلمین وملازمین مدرسہ کی تنخواہ میں دینا درست نہیں ہے لیکن ایسے مواقع کے لئے یہ حیلہ جواز کا ہے کہ مال زکوٰۃ اول کسی ایسے شخص کی ملک کر دیا جاوے جو مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ اپنی طرف سے مدرسین وملازمین کی تنخواہ میں دے دے یا مہتمم مدرسہ کو اس غرض کے لئے دے دیوے،(۲) اور ایک شخص کو اگر اتنا مال زکوٰۃ کا دیا گیا کہ وہ صاحب نصاب ہو گیا تو پھر اس کو زکوٰۃ لینا درست نہیں ہے۔ لیکن جب وہ اس کو خرچ کر دے اور صاحب نصاب نہ رہے تو پھر اس کو زکوٰۃ دینا اور اس کو زکوٰۃ لینا درست ہے۔ فقط

قربانی کی کھال سے دیگ وغیرہ خریدنا جائز نہیں

(سوال ۱/۵۲۵) ایک محلہ کے آدمیوں کا چرم قربانی(۳) بنانا جائز ہے یا نہیں؟

مسجد کے لئے سائبان بنانا کیسا ہے

(سوال ۲/۵۲۶) جامع مسجد کے لئے سائبان جمعہ کے لئے بنانا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی چرم قربانی کے روپے سے۔

غسل خانہ میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۳/۵۲۷) غسل خانہ یا سقاوہ میں چرم قربانی کا روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

چرم قربانی اپنے استعمال میں

(سوال ۴/۵۲۸) قربانی کرنے والا چرم قربانی کو اگر اپنے خرچ میں لگاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) جائز نہیں ہے بلکہ بعد فروخت کرنے کے فقراء پر صدقہ کرے، قیمت چرم قربانی کا تصدق ضروری ہے۔

(۲) یہ بھی جائز نہیں ہے۔

(۳) یہ بھی درست نہیں ہے۔

(۴) چرم قربانی کو قبل از فروخت اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اور استعمالی چیزیں بنا سکتا ہے مگر بعد فروخت کرنے کے قیمت اپنے صرف میں نہیں لا سکتا۔ فقط۔

(قال فی الدر المختار فان بیع اللحم اوالجلد به ای بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه ج ۵ ص ۲۸۷ علی هامش رد المحتار کتاب الا ضحیه)

تنخواہ میں دینا

(سوال ۵۲۹) مہتمم کو ملازمین کی تنخواہ میں دینا کیسا ہے

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة ولا یصرف الی بناء نحو مسجد والی کفن میت (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۵ ط.س. ج۲ص ۳۴۴) ظفیر

(۲) وحیلة التکفین ان یتصدق بها علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما و کذافی تعمیر المسجد (ایضاً کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفیر

(۳) باتفاق فروخت کر کے کوئی شئی خریدکرنا جس سے محلہ والوں کو نفع رہے مثل دیگ یا فرش کے۔

مدرسین کو لینا درست نہیں

(سوال ۲ / ۵۳۰) مدرسین کو باوجود علم اس امر کے کہ تنخواہ چرم قربانی سے مہتمم دیتے ہیں تنخواہ لینی جائز ہے یا نہیں۔ شرائط مندرجہ بالا اور یہ سب امور درست ہیں یا نہیں؟ اور قربانی جائز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) مہتمم مدرسہ کو ملازمین کو تنخواہ قیمت چرم قربانی سے دینا بلا حیلہ تملیک ناجائز ہے۔

(۲) مدرسین کو باوجود علم کے لینا اس کا تنخواہ میں ناجائز ہے۔

ان رشتہ داروں میں کون مصرف زکوٰۃ ہیں

(سوال ۱ / ۵۳۱) حقیقی بہن بھائی و چچا و پھوپھو و نانا و خالہ و ماموں۔ ان میں کون مصرف زکوٰۃ ہے اور کون نہیں؟

مدیون کو معاف کردینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

(سوال ۲ / ۵۳۲) کسی شخص کو بہ نیت اسکے قرض دیا گیا کہ اگر یہ دے دے گا تو لے لیا جاوے گا، ورنہ نہیں، تو ایسا شخص مقروض ہے یا نہیں، اور دہندہ اگر اس روپے کو بہ نیت زکوٰۃ معاف کردے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی

(سوال ۳ / ۵۳۳) مرد اپنی عورت کو یا عورت اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) نانی نانا نہیں، باقی سب مصرف ہیں۔

(۲) وہ شخص مقروض ضرور ہے اور زکوٰۃ اس طرح ادا نہ ہوگی (لو وھب دینه من فقیر و نوىٰ زکوٰۃ دین اخر له علی رجل اخر او نوی زکوٰۃ عین لم یجز کذا فی الکافی عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۹۔)

(۳) نہیں۔ (ولا الی من بینهما ولا د ولو مملو کالفقیر او بینهما زوجیة در مختار علی هامش الشامی ج ۲ ص ۸۶۔)

چرم عقیقہ کی قیمت سید کو دینا کیسا ہے

(سوال) چرم عقیقہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت سید کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) چرم عقیقہ فروخت کر کے اس کی قیمت سید کو دینا جائز نہیں ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اطلاع ضروری نہیں

(سوال ۵۳۴) شرکاء ضحیہ نے گاؤ ذبح کر کے اپنا حصہ لے لیا اور چرم کو ایک شخص کے پاس چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا، اس نے اس چرم کو ایک طالب علم کو دے دیا اب ایک شریک نے یہ کہلا بھیجا کہ وہ چرم کسی کو دے دو، اب اس کا اس شریک کو یہ اطلاع دینا کہ وہ ایک طالب علم کو دے دیا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) اس اطلاع کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ مقصد اس کا بہر حال پورا ہو گیا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) فی الشامی ج ۵ ص ۲۸۵ ط.س. ج۲ ص ۳۲۶ لو اراد بعضهم (ای بعض شرکاء الاضحیة) العقیقة عن ولد (الی ان قال) فاذا قصد بها (ای العقیقة) الشکرا و اقامة السنة فقد (ابرادالقربة الخ وفی جامع الرموز ج ۳ ص ۴۵۸ فان بیع الجلد (ای جلد الاضحیة) الی قوله یتصدق بثمنه لان القربة انتقلت الیه الخ) چونکہ عقیقہ بھی قربت میں قربانی کے مثل ہے، اس لئے بعلت قربت قربانی کی کھال کی قیمت واجب التصدق ہے اس لئے علت کی بنا پر قیمت چرم عقیقہ بھی واجب التصدق ہے۔

فطرہ کن لوگوں کا حق ہے

(سوال ۵۳۵) صدقۂ فطر کن کن لوگوں کا حق ہے؟ بنی ہاشم کو بھی دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بنی ہاشم، بنی ہاشم، سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ دیگر مذاہب کے سائل کو دینے کا کیا حکم ہے؟

(جواب) صدقۂ فطر محتاجوں کو دینا چاہئے، مسلمان ہو یا کافر، ذمی مثلاً ہندو بنی ہاشم کو صدقۂ فطر دینا جائز نہیں ہے، نہ بنی ہاشم، بنی ہاشم سے لے سکتا ہے۔ دیگر مذاہب کے سائل غیر حربی کو اس کا دینا درست وجائز ہے۔ فقط

فی الدرالمختار وجاز دفع غیرھا (زکوٰۃ) وغیرالعشر و الخراج الیہ ای الذمی ولو واجباً کنذر وفطرۃ خلافا للشافی الخ وفی الشامی قولہ للثانی حیث قال ان دفع سائر الصدقات الواجبۃ الیہ لا یجوز اعتباراً بالزکوٰۃ وصرح فی الھدایۃ وغیرہ بان ھذاروایۃ عن الثانی وظاھرہ ان قولہ المشہور کقولھما. وایضاً فی الشامی تحت قولہ وبہ یفتیٰ قلت لکن کلام الھدایۃ وغیرھا یفید ترجیح قولھما وعلیہ المتون) ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۲۹) ظفیر

قیمت چرم مسجد میں لگانا درست نہیں

(سوال ۵۳۶) زید کہتا ہے کہ چرم قربانی مسجد میں لگانا چاہئے اور عمر کہتا ہے کہ چرم قربانی مئوذن کو یا کسی یتیم کو دینا چاہئے، یہاں پر ہمیشہ قربانی کا چمڑہ مئوذن کو دیا جاتا تھا، امسال بعض لوگوں نے اس کو فروخت کیا اور مسجد بنانے میں صرف کرنے کا خیال ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ کس کا حق ہے؟

(جواب) چرم قربانی مئوذن کو اس کی اجرت اذان وخدمت مسجد کے عوض میں دینا اور مسجد کی تعمیر وضروریات میں لگانا درست نہیں ہے بلکہ جب کھال کو فروخت کیا گیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہوگیا اور اس کو انہی مصارف میں صرف کرنا ضروری ہوگیا جو صدقات واجبہ کے مصارف ہیں اور تملیک متحقق ہوجائے۔ پس مئوذن کو حق خدمات مسجد و اجرت اذان کے طور پر دینا درست نہیں ہے۔ اگر وہ غریب آدمی ہو اور مالک نصاب نہ ہو تو اس کو بطور صدقہ دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ سید نہ ہو۔

قال فی الدر المختار لا یصرف الی بناء نحو المسجد الخ قال فی الشامی قولہ نحو مسجد کبناء القنا طروا لسقایات و اصلاح الطرقات وکری الا نھا ر. الی ان قال و کل مالا تملیک فیہ(ج ۲ ص ۸۵ علی ھامش رد المحتار)

پس صورت مسئولہ میں نہ قول زید کا درست ہے نہ عمر کا، البتہ اگر مسجد میں ضرورت ہے تو اس قیمت چرم قربانی کو کسی غریب کو جو سید نہ ہو دے کر اور مالک بنا کر پھر ضروریات مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، بغیر اس طریق کے درست نہیں۔ کتبہ رشید احمد عفی عنہ، الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ (مساجد کی مرمت وتعمیر میں صرف کرنا ہو تو حیلہ تملیک کے بغیر کرنا درست نہیں ہے۔ (ان الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یا مرہ بفعل ھذہ الا شیاء شامی ج ۲ ص ۸۶ ، وفی الدر المختار مصرف الزکوٰۃ والعشر قال الشامی ھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر و الکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ شامی ج ۲ ص ۷۹ وفی الدر المختار فی باب الا ضحیہ فان بیع اللحم والجلدبہ ای بمستھلک او بدراھم لجلد تصدق بثمنہ الخ . جمیل الرحمن)

قربانی کی کھال بیچ کر مسکینوں کو کھانا دینا کیسا ہے

(سوال ۵۳۷) قربانی کا چرہ اہل قربانی فروخت کر کے کھانا مسکینوں کو کھلا سکتا ہے یا کپڑا بنا سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) کپڑا خرید کر مساکین کو دینا درست ہے اور کھانا کھلانا بھی درست ہے بشرطیکہ ان کو مالک اس کھانے کا کر دیا جاوے (ودلیلة ماقال فی الدر المختار فان بیع اللحم اوالجلد به ای بمستهلک او بدرهم تصدق بثمنه در مختار ج ۵ ص ۲۸۷ وایضاً قال فی الجلد الثانی اذا رفع الیه المطعوم کما لو کساه بشرط ان یعقل القبض قال فی رد المحتار تحت قوله بشرط ان یعقل القبض لان التملیک فی التبرعات لا یحصل الابه فهو جزء من مفهومه)

طرابلس کے مصیبت زدوں کو چرم قربانی کی رقم بھیجنا کیسا ہے

(سوال ۵۳۸) ملک طرابلس الغرب کے پس ماندگان ومصیبت زدگان یتیم و بیوہ عورتوں کو بطور امداد قیمت چرم قربانی وغیرہ بھیجنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) چونکہ قیمت چرم قربانی کی تملیک فقراء کو واجب ہے اس لئے بغیر حیلہ شرعی اس کے ذمہ سے بری نہیں ہو سکتا، یہاں کسی کو مالک کر دینا چاہئے وہ اپنی طرف سے وہاں بھیج دے گا تو بلا تردد درست ہو جائے گا، البتہ اگر وہ لوگ جن کے پاس روپیہ بھیجا تا ہے اس کو علیحدہ رکھ کر مصرف زکوۃ میں صرف کریں تو پھر یہاں سے کسی قسم کی تدبیر کی ضرورت نہیں ہے

چرم قربانی کی قیمت سے مسجد وعیدگاہ وغیرہ کی تعمیر درست نہیں

(سوال ۵۳۹) کیا فرماتے ہیں علماء کبار وفضلاء نامدار اس بارے میں کہ قربانی کے جانوروں کی کھال کو بیچ کر اس کے روپے پیسے کو مسجد وعیدگاہ یا مدرسہ اور اسکول وغیرہ امور خیر میں صرف کرنا اور اس سے مدرسوں اور ماسٹروں کو تنخواہ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر عدم جواز حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟ اور اس کا حکم مثل صدقات واجبہ کے ہے یا نہیں؟ اور جو شخص ایسا کام کرتا اور لوگوں کو اس کے لئے ترغیب دیتا ہے اس پر شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب) قیمت چرم قربانی کو مدرسہ، اسکول وعیدگاہ ومسجد کی تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے اور مدرسین اور ماسٹروں کو اس سے تنخواہ دینا بھی جائز نہیں ہے، بلکہ حرام ہے، کیونکہ قیمت چرم قربانی واجب التصدق ہے اور تملیک فقیر اس میں بھی زکوۃ کی طرح ضروری ہے اور واجب کا ترک حرام ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے فان بیع اللحم والجلد به ای بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه الخ در مختار کتاب الاضحیه(۱) وفی باب المصرف منه ومن الشامی باب المصرف ای مصرف الزکوة والعشر الی قوله هو فقیر الخ قال الشامی قوله ای مصرف الزکوة والعشر الخ وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة کما فی القهستانی۔(۲) پس معلوم ہوا کہ قیمت چرم قربانی وصدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ کا حکم مثل زکوۃ کے ہے کہ تملیک فقیر اس میں ضروری ہے، جو شخص جائز کہتا ہے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتا ہے وہ جاہل اور ناواقف ہے۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ کتبہ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ دار العلوم دیوبند۔ ۱۸ ذی قعدہ سن ۱۳۳۰ھ۔

---

(۱) ج ۵ ص ۲۸۷ ط.س. ج ۶ ص ۳۲۸. ۱۲ ظفیر
(۲) ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج ۲ ص ۳۲۸ ۱۲ ظفیر

ہلال احمر کو چندہ دینا کیسا ہے

(سوال ۵۴۰) حامداً ومصلیاً، سلطنت عثمانیہ دنیا میں مسلمانوں کی بڑی سلطنت ہے جو محافظ حرمین شریفین ہونے کی وجہ سے مسلمانان عالم کی ہمدردی کی مستحق ہے۔ اس وقت اس سلطنت کو ایک سخت خونریز جنگ سے سابقہ پڑا ہوا ہے جس میں مجروحین اور شہیدوں کی مقدار زیادہ ہوگئی ہے۔ تمام مہذب سلطنتیں مجروحین کی مرہم پٹی اور شہیدوں کے پسماندہ یتیموں اور بیوگان کی امداد کے لئے خیراتی چندہ دینا انسانی فرض خیال کرتی ہیں۔ مسلمانوں میں قسطنطنیہ سے لے کر ہندوستان کے چھوٹے بڑے شہروں تک میں جس جگہ بھی اس مقصد کے لئے جس قدر انجمنیں روپیہ جمع کررہی ہیں سب ہلال احمر کہلاتی ہیں۔ ہلال احمر قسطنطنیہ کے صدر حسین حلمی پاشا ہند کے تمام مسلمانوں سے ہلال احمر کے لئے چندہ مانگ رہے ہیں، ۱۲۸ اکتوبر کا تار جو انہوں نے کلکتہ دیا ہے اس کے بعض الفاظ یہ ہیں "ہم مسلمانان ہند کی گرم جوشانہ ہمدردی اور خیر خواہی کے مستحق ہیں اور اس طرح ہم کو اپنے کثیر التعداد زخمیوں کی راحت کے لئے مالی امداد کا کچھ کم یقین نہیں ہے۔ محبان سلطنت عثمانیہ اور مسلمانان انگلستان ہم کو چار شفاخانوں کا ضروری سامان بھیج رہے ہیں۔ انجمن ہلال احمر کو امید ہے کہ ہندوستان کے مسلمان بھائی ہیں ہسپتالوں کے اخراجات پورے کرنے میں شرکت کریں گے۔"

جنگ طرابلس کے شروع میں ہز ایکسلنسی وائسرائے اس قسم کے چندوں کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کرچکے ہیں اور بمبئی کے ۱۲۶ اکتوبر کے جلسہ میں پولیس کمشنر بمبئی جیسا ذمہ دار شخص اظہار ہمدردی کے لئے شریک ہوا اور تیس روپے چندہ دیا۔ ایسے حالات دیکھ کر مسلمانوں کو شرعی حکم سے مطلع کرنا ضروری سمجھتا ہوں، اس لئے تمام علماء سے عموماً اور علماء دیوبند سے خصوصاً امید ہے کہ مفصلہ ذیل سوالوں کا جواب مشرح اور صاف لکھ دیں تاکہ تمام مسلمانوں کو اپنے فرض کے ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔

(الف) ہلال احمر میں چندہ دینا ہر ایک مسلمان کے ذمہ کس درجہ ضروری ہے؟

(ب) زکوٰۃ وصدقات واجبہ اور چرم قربانی یا اس کی قیمت ہلال احمر کے لئے کس طرح دے سکتے ہیں؟

(ج) تمام مساکین یا محتاجوں یا علمی تحریکوں (قومی مدارس ہوں یا مذہبی) میں جہاں اب تک صدقات وغیرہ مختلف قسم کے چندے صرف کئے جاتے ہیں ہلال احمر کے مقابلہ میں زیادہ مستحق سمجھے جائیں گے یا نہیں؟

(جواب) (الف) ہلال احمر یعنی مجروحین اہل اسلام اور ان کی بیوگان اور یتیم بچوں کے لئے مسلمانوں کو چندہ دینا اور اپنا مال بھیج کر ان کی مدد کرنا فرض ہے، ان کی امداد خواہ مال سے ہو یا زخمیوں کی مرہم پٹی اور ان کی کھانے پینے کی خبر گیری سے ہو، ضروری ہے۔ احادیث کثیرہ معتبرہ صریحہ اس کی بابت موجود ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد میں ہے۔ عن حزیم بن فاتک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انفق فی سبیل اللہ کتب لہ بسبع ماء ۃ ضعف رواہ الترمذی والنسائی وعن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصدقات ظل فسطاط فی سبیل اللہ ومنحۃ خادم فی سبیل اللہ او طروقۃ فحل فی سبیل اللہ۔ رواہ الترمذی۔ [1]

---

(۱) وتمامہ عن علی وابی الدرداء وابی ہریرۃ وابی امامۃ وعبداللہ بن عمرو جابر بن عبداللہ و عمران بن حصین رضی اللہ عنہم اجمعین کلہم یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من ارسل نفقۃ فی سبیل اللہ واقام فی بیتہ فلہ بکل درہم سبعما ۃ درہم ومن غزا فی سبیل اللہ وانفق فی وجہہ ذالک فلہ بکل درہم سبعماء ۃ الف درہم ثم تلا ہذہ الآیۃ واللہ یضاعف لمن یشاء رواہ ابن ماجۃ.

وبالاختصار فی السند والمتن) من ارسل نفقة فی سبیل اللہ واقام فی بیته فله بکل درهم سبعماۃ درهم الحدیث . رواہ ابن ماجة . مشکوۃ شریف کتاب الجهاد ف ٣ ص ٣٣٥۔خلاصہ روایات مذکورہ کا یہی ہے کہ جب دشمن مسلمانوں سے لڑنے کو موجود ہوں اور ان پر ظلم کرنا چاہیں تو سب صدقات میں افضل صدقہ یہ ہے کہ ان مسلمانوں کی مدد جس طرح ہو سکے فرض ہے، خواہ ان کو سایہ کے لئے خیمہ دے دے یا خدمت کرنے کو کوئی خادم بھیج دے، یا سواری کو اونٹنی دے دے۔ ایک درہم سے ان کی مدد اور ہمدردی کرے گا تو سات سو درہم کا ثواب ملے گا فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ترکوں کے پاس ہلال احمر کے واسطے روپیہ کافی نہ ہو جائے گا اس حد تک یہ فرضیت باقی رہے گی اور چلتی رہے گی، مثلاً مسلمانان ہند اگر روپیہ کافی جمع کردیں تو یہ فرضیت آگے کو نہ چلے گی، ورنہ اسی طرح شرقاً وغرباً یہ فرضیت تمام دنیا کے مسلمانوں پر عام ہوگی۔ اب ہندوستان کے مسلمان...... یہ دیکھ لیں کہ ہلال احمر کو مالی امداد کی حاجت ہے یا نہیں؟ اگر حاجت نہیں ہے تو پھر ہلال احمر کی مالی امداد فرض عین نہ ہوگی۔ اگر مالی امداد کریں گے تو حسب روایات سابقہ ثواب عظیم ہوگا اور نہ کریں گے تو گنہگار نہ ہوں گے اور اگر ہلال احمر کو مالی امداد کی حاجت ہے تو جس مسلمان کو یہ خبر پہنچے گی اس پر فرض عین ہوگا کہ ان کی اعانت مالی کرے اور سب مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ حسب روایات سابقہ مال سے یا دعا سے جس طرح ممکن ہو ان کی اعانت کریں اور جو مسئلہ سے واقف ہیں وہ ناواقفوں کو اس حکم فرض عین سے مطلع کریں ورنہ گنہگار ہوں گے۔

(ب) زکوۃ اور صدقات واجبہ مثل صدقہ فطر اور چرم قربانی وغیرہ ان سب کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی کو مالک بنادیا جائے اگر کسی ایسے مصرف خیر میں صرف کئے جائیں گے جس میں تملیک نہ ہوئی ہو تو ادا نہ ہوں گے۔ مثلاً تعمیر مسجد یا خرید کتب فقہیہ برائے استعمال طلبہ۔ اس لئے اس کی سہل صورت یہ ہے کہ زکوۃ وصدقات مذکورہ کسی ایسے حاجت مند کو بطریق تملیک دے دیئے جائیں کہ وہ اپنی خوشی سے ان کو ہلال احمر کے چندے میں دے دے......

چنانچہ جملہ مدارس اسلامیہ میں ان صدقات وزکوۃ کو اسی صورت سے صرف کرتے ہیں اور اس ضرورت شدیدہ کی حالت میں یہی افضل ہے کہ زکوۃ وصدقات کو اس طریقہ سے ہلال احمر کے چندہ میں دیا جائے (یصرف الی کلهم او بعضهم تملیکا لا الی بناء مسجد وکفن میت وقضاء دینه ، تنویر بحواله در عن الشامی ج ٢ ص ٥.)

(ج) عام مساکین اور علمی سلسلے خواہ قومی ہوں یا مذہبی ان سب کے مقابلہ میں اور اس ضرورت شدیدہ کی حالت میں ہلال احمر بے شک زیادہ مستحق ہے جیسا کہ روایات حدیث وفقہ سے ظاہر ہوتا ہے، اس لئے مسلمانان ہند کو ضروری ہے کہ جب تک ضرورت موجودہ باقی رہے اس وقت تک صدقات مذکورہ میں ہلال احمر کو اور سب موقعوں سے مقدم سمجھیں۔ ہاں کوئی موقعہ اگر فوری ضرورت شدیدہ کا درپیش ہو مثلاً کوئی شخص آنکھوں کے سامنے بھوکا مرتا ہے تو اس کا استثناء ظاہر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند)

جواب مبین ثواب ہے اور (ب) میں جو تملیک کی شرط ہے وہ بہت زیادہ اہتمام کے قابل ہے، اور احقر کا معمول تملیک میں ایک خاص طریق ہے جس کو میں راجح سمجھتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اول کوئی مسکین کسی سے قرض لے کر چندہ میں دے دے پھر صدقہ دینے والا اپنی رقم اس کو بہ تملیک حقیقی دے دے، پھر وہ مسکین اس رقم سے اپنا قرض ادا کردے تو اس طریق سے حیلہ کا بھی ارتکاب کرنا نہیں پڑتا۔ کتبہ...... اشرف علی (التھانویؒ)

قربانی ترک کر کے قربانی کی رقم بلقانی مسلمانوں کو دینا درست نہیں

(سوال ۱۵۴۱) امسال قربانی کا تمام وکمال روپیہ اپنے بلقانی بے بس بھائیوں کی مرہم پٹی اور ان کی بیوگان و یتامی کی امداد کے لئے ترک بھیج دیا جائے اور ایسی حالت میں جب کہ اسلام کے دروازہ پر قیامت بپا ہے قربانی نہ کی جائے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) قربانی کرنا ضروری ہے، وہ صورت مذکورہ سوال سے ادا نہ ہوگی البتہ یہ درست ہے کہ قربانی کی جائے اور قیمت چرم قربانی کو وہاں بھیج دیا جائے اور اس کا اہتمام کیا جائے۔ اور کیا اچھا ہو کہ جن لوگوں پر قربانی واجب ہے وہ اپنا تمام و کمال نصاب وہاں بھیج دیں کہ قربانی ہی ذمہ پر نہ رہے اللہ تعالیٰ...... مسلمانوں کو اگر ایسی توفیق دے تو اس سے بہتر کیا ہے الحاصل یہ درست نہیں کہ صاحب نصاب مالک رہیں اور قربانی نہ کریں۔ فقط واللہ اعلم۔ (لو تصدق بهاحية في ايام النحر لا يجوز لان الا ضحية الاراقة) (الجوهر النير ه كتاب الا ضحية ج ۲ ص ۲۵۲) عالمگیری میں ہے ومنها ان لا يقوم غيرهامقامها في الوقت حتى لو تصدق بعين الشاة او قيمتها في الوقت لا يجزئه عن الا ضحية ج ۵ ص ۲۹۳۔ اس لئے ایک واجب کو ترک کر کے اس کی قیمت چندہ میں دینا کسی طرح درست نہیں ہے۔ (واللہ اعلم۔ ظفیر)

مدیون پر عشر ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۴۲) مدیون پر عشر واجب ہے یا نہیں؟ اگر دوسرا اس کو دے دے تو وہ لینے کا مستحق ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں عشر کا مال لگانا درست ہے یا نہیں؟ اور مدارس اسلامیہ میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) مدیون پر عشر واجب ہے، كما في الدر المختار ويجب مع الدين الخ اور دوسرا شخص اگر اس کو دے گا تو دیکھا جائے گا کہ بعد ادائے دین وہ مالک نصاب رہتا ہے یا نہیں، اگر بقدر نصاب اس کے پاس بعد ادائے دین باقی نہ رہے تو لینا درست ہے۔ مسجد کی تعمیر ومرمت میں عشر کا مال لگانا درست نہیں ہے مگر بعد حیلۂ تملیک کے جائز ہے۔ اسی طرح مدرسہ کی تعمیر وغیرہ میں لگانا جائز نہیں ہے، لیکن طلبہ کے لئے دینا جائز ہے کیونکہ اس میں تملیک شرط ہے جیسا کہ زکوٰۃ میں۔ فقط۔

(قال في العالمگيرية جلد نمبر ۱ وشرط ادائه ما مر في الزكاة) وفي الجوهرة النيرة في بيان مصارف الزكاة لا تدفع الى غنى وفيها ولا يدفع الى بنى هاشم وفيها ولا يد فع المزكي زكوته الى ابيه وجده وان علا ولا الى ولده وان سفل وفيها ...... ولا يبنى بها مسجد ولا يكفن بها ميت الخ ولا يبنى بها السقايات ولا يحفر بها الآبار ولايجوز الا ان يقبضها فقير لانها تمليك ولا بد فيها من القبض (الجوهر النيره ج ا ص ۱۳۱ وج ا ص ۱۳۲) ظفير.

آٹھواں باب

صدقہ فطر

صدقہ فطر کی مقدار میدہ اور چاول سے کتنی ہے

(سوال ۵۴۳) صدقہ فطر میدہ گندم سے کس قدر دیا جاوے اور چاول سے کس قدر۔

(جواب) صدقہ فطر اگر گندم کے میدہ سے دیا جائے تو نصف صاع دینا چاہئے کما فی الدر المختار نصف صاع من براو دقیقه الخ(۱) والتفصیل فی الشامی، اور اگر چاول دیئے جاویں تو اس قدر دینا چاہئے کہ نصف صاع گندم کی قیمت کے مساوی ہو ومالم ینص علیه کذرة وخبز یعتبر فیه القیمة الخ در مختار۔(۲) فقط۔

عہد نبوی میں فطرہ کب نکالا جاتا تھا

(سوال ۵۴۴) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صدقہ فطر پیشتر نماز سے نکالا جاتا تھا یا نہیں یا کچھ دنوں تک جمع رہتا تھا اس کے بعد محتاجوں کو تقسیم کیا جاتا تھا۔ اگر تقسیم کرنے میں تاخیر نہ فرماتے تھے تو فی زمانہ ایک جگہ کے سردار کے پاس صدقہ فطر جمع ہونا ضروری ہے اور سردار یا نائب سردار جب مرضی ہو تقسیم کرتے ہیں، یہ عمل کیسا ہے۔

(جواب) درمختار میں لکھا ہے ویستحب اخراجها قبل الخروج الی المصلی بعد طلوع فجر الفطر عملا بامره وفعله علیه الصلوٰة والسلام الخ ۔(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم اور فعل کے موافق۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے قال رسول الله صلی الله علیه وسلم زکوٰة الفطر صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین وامربها ان تودی قبل خروج الناس الی الصلوٰة . الحدیث. رواه البخاری و مسلم ۔(۴) اس حدیث متفق علیہ سے صراحۃً ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز عید کے لئے جانے سے پہلے صدقہ فطر کے نکالنے کا حکم فرمایا ہے۔(۵) پس ثابت ہوا کہ جو کچھ عمل ان سرداروں کا ہے خلاف سنت ہے اور بے اصل ہے۔ فقط۔

کسی غریب کے ذمہ اگر کچھ بقایا ہو تو کیا اسے فطرہ میں محسوب کر سکتے ہیں

(سوال ۵۴۵) ایک شخص کا قرض کسی کے ذمہ ہے اور مدیون مفلس نادار ہے، اگر دائن صدقہ فطر میں اس قرض کو مجرا کر لیوے تو کیا صدقہ فطر ادا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس طرح صدقہ فطر ادا نہ ہوگا۔ بلا وصول کے دین میں مجرا کر لینے سے زکوٰۃ وفطرہ ادا نہیں ہوتا۔ ایسی

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۳ . ط.س. ج۲ ص ۳۶۴ ۱۲ ظفیر

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۱۰۴ . ط.س. ج۲ ص ۳۶۴ . ۱۲ ظفیر

(۳) ایضاً ج ۲ ص ۱۰۶ . ۱۲ ظفیر

(۴) مشکوٰة باب صدقة الفطر فصل اول ص ۱۶۰ ۱۲ ظفیر

(۵) اور صحابہ کرام کا اسی پر عمل تھا والا ولی الا ستدلال بحدیث البخاری و کانوا یعطون قبل الفطر بیوم او یومین ، قال فی الفتح وهذا مما لا یخفی علی النبی صلی الله علیه وسلم ، بل لا بد من کونه باذن سابق فان الا سقاط قبل الوجوب مما لا یعقل فلم یکونوا یقدمون علیه الا بسمع اه (رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۶ . ط.س. ج۲ ص ۳۶۷) ظفیر

صورت میں فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اس کو دے کر پھر اپنے دین میں وصول کر سکتے ہیں مگر دینا ضرور چاہئے۔ (۱) فقط۔

اسی تولہ کے سیر سے نصف صاع کی مقدار کیا ہے

(سوال ۵۴۶) نصف صاع کا وزن ۸۰ تولہ کے سیر کے حساب سے ایک سیر ۱۱ چھٹانک ہوتا ہے یا کم وبیش۔

(جواب) صدقہ فطر اگر گندم سے دیا جائے تو نصف صاع واجب ہے۔ (۲) اور نصف صاع بوزن انگریزی کہ ایک سیر ۸۰ تولہ کا ہو۔ پونے دو سیر ہے۔ فقط۔

کیا صدقہ فطر کی مقدار سوا سیر گندم ہے

(سوال ۵۴۷) صدقہ فطر کی مقدار سوا سیر نمبری سے کم ہوتی ہے۔ کذا فی عمدۃ الرعایہ۔ پھر بعض لوگوں کا پونے دو سیر کہنا کس کتاب سے ثابت ہے۔

(جواب) صدقہ فطر اموافق وزن سبعہ کے مثقال کو ۴ ½ ماشہ کا قرار دے کر جیسا کہ معروف ہے، انگریزی وزن سے تقریباً پونے دو سیر گندم ہوتا ہے اور حساب اس کا کر لیا گیا ہے، یہی احوط بھی ہے۔ (۳) فقط۔

مولانا عبدالحی اور وزن صاع

(سوال ۵۴۸) مولوی عبدالحی صاحب محشی شرح وقایہ نے زکوٰۃ کے باب میں لکھا ہے کہ مثقال ۳ر ماشہ ایک رتی کا ہوتا ہے، اس حساب سے صاع کا وزن دو سیر گیارہ تولہ چھ ماشہ کا ہوتا ہے۔ اور نصف صاع کا ایک سیر پانچ تولہ نو ماشہ کا ہوا، یہ غلط ہے یا صحیح۔

(جواب) یہ وزن جو مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے مثقال کا لکھا ہے، یہ درہم کا وزن ہے اور اس میں کسر رتی کی چھوڑ دی گئی۔ اور وزن مثقال کا ماشہ کا ہوتا ہے جیسا کہ عموماً مشہور ہے اور علماء دہلی نے یہی وزن شمار کیا ہے۔ غیاث اللغات میں نے بھی اسی کو صحیح کہا ہے مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے الخ ترجمہ غیاث۔ پس بناء اعلیہ ۷۲۰ مثقال کو جو کہ وزن صاع کا ہے ساڑھے چار ماشہ میں ضرب دینے سے تین ہزار دو سو چالیس (۳۲۴۰) ماشہ ہوئے، ان کے تولہ بنائے، ۲۷۰ تولہ ہوئے۔ ۸۰ پر اس کو تقسیم کرو تو تین سیر ڈیڑھ پاؤ بوزن اسی صاع کا وزن ہوا، یہی یہاں معمول بہ ہے اور یہی صحیح ہے۔ وزن سبعہ سے بھی حساب کیا گیا، ایسا ہی نکلتا ہے اور صدقۃ الفطر میں احتیاط بھی اسی میں ہے۔

صدقہ فطر رمضان میں دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۴۹) صدقہ فطر رمضان المبارک کے عشرہ اولیٰ اور وسط یا اخیر میں بھی دینا درست ہے یا نہیں۔ اور ایسے ہی مالک مال کی زکوٰۃ شروع اور درمیان سال کے بھی، اور جس شخص کے پاس قرض سے زیادہ یا کم زیور یا نقد بمقدار نصاب ہے ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار با ب المصرف ج ۲ ص ۸۵۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۳۴۴) وحیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یا خذھا عن دینہ ولو امتنع المدیون مدیدہ و اخذ ھا لکونہ ظفر بجنس حقہ (درمختار) قولہ حیلۃ الجواز الخ ای فیما اذا کان لہ دین علی معسر وار ادان یجعلہ زکوۃ الخ (رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۶۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۲۷۱) ظفیر۔

(۲) نصف صاع فاعل یجب من براودقیقہ او سویقہ الخ الدر المختار علی ھامش رد المحتار۔ باب صدقۃ الفطر ج ۲ ص ۱۰۳۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۳۶۴) ظفیر

(۳) ھوای الصاع المعتبر ما یسع الفا وار بعین درھما من ماش وعدس انام قدر بھما لتسا ویھما کیلا و وزنا والتفصیل فی الشامی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب صدقۃ الفطر ج ۲ ص ۱۰۴۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۳۶۵ ظفیر۔

(جواب) صدقہ فطر رمضان شریف میں دینا درست ہے خواہ کسی عشرہ میں دیوے(۱) اور ایسے ہی زکوۃ بھی سال سے پہلے دینا جائز ہے۔(۲) اور جس کے پاس قرض سے زائد زیور و نقد وغیرہ بقدر نصاب موجود ہے اس پر زکوۃ واجب ہے اور اگر قرض کے ادا کے بعد بقدر نصاب باقی نہ رہے یعنی قرض سے زائد بقدر نصاب موجود نہ ہو تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳) فقط۔

صدقہ فطر میں قیمت دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۵۰) صدقہ فطر میں بجائے اناج کے قیمت اور پیسہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ بعض مولوی کہتے ہیں کہ بجائے اناج کے قیمت دینا ایسا ہی ہے جیسے قربانی کے بدلہ روپیہ دے دے۔

(جواب) صدقہ عید الفطر میں بجائے غلہ کے قیمت اس کی دینا بلا کراہت درست ہے اس کا حکم قربانی جیسا نہیں ہے۔(۴) قربانی کی جگہ ایام اضحیہ میں قیمت دینا جائز نہیں ہے۔(۵) فقط

فطرہ میں کہاں کی قیمت کا اعتبار ہوگا

(سوال ۵۵۱) اما بعد، فان المصر بعید من مکاننا واقع فی مسافة اربعة عشر میلاً وفی قریتنا سوق کبیر یوجد فیه الا شیاء الضروریة المحتاجة الیها کثیر ابل بعض الا شیاء النادرة الغیر الضروریة ایضاً بقیمة فاحشة بانسبة الی المصرونحن نبیع ونشتری فیه دائماً الا احیاناً نبتاع ونشتری من المصر ایضاً علی سبیل الندرة اوالبر غیر موجود فی ذلک السوق موجود فی المصر والدقیق موجود فیها لکن فی السوق یباع بغبن وفی المصر برخص فهل یجوز لنا ان نخرج صدقة الفطر بقیمة المصر او نخرج قیمة البر الموجود فی المصرام لا۔

(جواب) یعتبر قیمة البر فی صدقة الفطر بقدر ما یکون فی بلد المعطی لا مایکون فی المصر البعید۔(۶) فقط۔

مالک زمین پر صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں

(سوال ۵۵۲) ایک شخص زمیندار جس کے پاس اس قدر زمین ہے کہ وہ اس میں سے کچھ بیچ کر اپنا قرضہ ادا کر سکتا ہے اور پھر بھی کسی قدر زمین جس سے بہ مشکل گذارہ ہو سکے بچ سکتی ہے، آدمی عیالدار ہے، کیا اس پر فطرہ واجب ہے یا نہیں؟

---

(۱) والمستحب ان یخرج الفطرة یوم الفطر قبل الخروج الی المصلی الخ فان قد مها یوم الفطر جاز لانه ادی بعد تقرر السبب فاشبه التعجیل فی الزکوٰة ولا تفصیل بین مدة و مدة هو الصحیح (هدایه باب صدقة الفطرة ج ۱ ص ۱۹۳) ظفیر

(۲) وان قدم الزکوٰة علی الحول وهو مالک للنصاب جاز لانه ادی بعد سبب الوجوب فیجوز (هدایه کتاب الزکوٰة فصل فی الخیل ج ۱ ص ۱۷۶) ظفیر۔

(۳) ومن کان علیه دین یحیط بماله فلا زکوٰة علیه الخ وان کان ماله اکثر من دینه زکی الفاضل اذا بلغ نصابا (هدایه کتاب الزکوٰة ج ۱ ص ۱۶۸) ظفیر۔

(۴) دفع القیمة ای الدراهم افضل من دفع العین علی المذهب المفتی به جو هره وبحر عن الظهیریة وهذا فی السعة اما فی الشدة فدفع العین افضل کما لا یخفی (الدر المختار علی هامش رد المحتار با ب صدقة الفطرة ج ۲ ص ۱۰۶ ط.س. ج ۲ ص ۳۶۶) ظفیر

(۵) ومنها انه لایقوم غیرها مقامها فی الوقت حتی لو تصدق بعین الشاة او قیمتها فی الوقت لا یجزئه عن ا لا ضحیة (عالمگیری کتاب الا ضحیة ج ۵ ص ۲۹۳) ظفیر۔

(۶) وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشرو خراج وفطرة الخ و تعتبر القیمة یوم الوجوب الخ ویقوم فی البلد الذی المال فیه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوٰة الغنم ج ۲ ص ۲۹ و ج ۲ ص ۳۰ ط.س. ج ۲ ص ۲۸۵) ظفیر

(جواب) اس پر وجوب فطرہ واضحیہ میں اختلاف ہے، احتیاط یہی ہی کہ فطرہ ادا کرے اور قربانی کرے اور اگر نہ کرے تو گنہگار نہ ہوگا، کیونکہ مفتی بہ قول کے موافق اس پر فطرہ وقربانی واجب نہیں ہے۔(۱) فقط۔

جس کے پاس دوسو درہم کی زمین ہو اس پر فطرہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۵۵۳) ایک شخص کے پاس زمین خراجی جس کو وہ خود کاشت کرتا ہے، قیمت اس کی دوسو درہم سے زاید ہے مگر اس کی پیداوار ایک ماہ کی خوراک سے زائد نہیں، اس پر صدقۃ فطر اور قربانی واجب ہے یا نہیں، یہ زمین حاجت اصلیہ کے اندر داخل ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پر صدقۃ فطر وقربانی واجب نہیں ہے۔ امام محمدؒ کے قول کے موافق۔ اور شامی نے کہا کہ فتوی اسی پر ہے، اور ایسی زمین جس میں زراعت کرتا ہے اور اس کی آمدنی اس کو اور اس کے عیال کو کافی نہیں ہے، حاجت اصلیہ میں داخل ہے وفیها سئل محمد رحمة الله عليه عمن له ارض يزرعها وخانوت يستغلها او دار غلتها ثلثة الاف ولا تكفى لنفقة عياله سنة يحل له اخذ الزكوة وان كانت قيمتها تبلغ الوفا وعليه الفتوى وعندهما لا يحل۔(۲) شامی۔

تقسیم کے بعد اگر صاحب نصاب نہ ہو تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے

(سوال ۵۵۴) چار بھائیوں کا مال مشترک ہے اگر تقسیم کیا جائے تو کسی کا حصہ بقدر نصاب نہیں ہے قربانی واجب ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں کہ کسی ایک بھائی کا حصہ قدر نصاب کو نہیں پہنچتا کسی پر فطرہ اور قربانی واجب نہ ہوگی۔(۳) فقط

دوسرے شہر کے نرخ کا فطرہ میں اعتبار نہیں

(سوال ۵۵۵/۱) اپنے شہر کا نرخ گندم وغیرہ چھوڑ کر دوسرے شہر کی قیمت سے صدقۃ فطر ادا کرنا معتبر ہے یا نہیں۔

گیہوں اور اس کے ستو اور آٹے میں کچھ فرق ہے یا نہیں

(سوال ۵۵۶/۲) گیہوں اور آٹا وستو میں صدقۃ فطر کے بارہ میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔

مثقال، دینار اور درہم کا وزن کیا ہے

(سوال ۵۵۷) مثقال ودینار اور درہم کا وزن کیا ہے۔

(جواب)(۱) اپنے شہر کی قیمت کا اعتبار ہے، دوسرے شہر کی قیمت کا اعتبار نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) سئل محمد عمن له ارض يزرعها او حانوت يستغلها او دار غلتها ثلاثة الاف لا تكفى لنفقته ونفقة عياله سنة يحل له اخذ الزكوة وان كانت قمتها تبلغ الوفا وعليه الفتوى وعندهما لا يحل اه' (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج۲ ص۳۴۸) على كل حرمسلم الخ ذى نصاب فاضل عن حاجته الاصلية كدينه و حوائج عياله وان لم ينم وبه اى بهذا النصاب تحرم الصدقة وتجب الاضحية . (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۹۹. ط.س. ج۲ ص ۳۵۹-۳۶۰) ظفير

(۲) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۱۲،۸۸ ظفير.

(۳) تجب الخ على كل حرمسلم الخ ذى نصاب فاضل عن حاجة الاصلية الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب صدقه الفطر ج ۲ ص ۹۹. ط.س. ج۲ ص ۳۵۹-۳۶۰) ظفير.

(۴) ويقوم فى البلدالذى المال فيه ولو فى مفازة ففى اقرب الامصار اليه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۰. ط.س. ج۲ ص ۳۸۶) ظفير

(۲) گیہوں وگیہوں کا آٹا وستو بھی نصف صاع ہونا چاہئے یا اس کی قیمت دیوے۔(۱)

(۳) مثقال ودینار ساڑھے چار ماشے، درہم تین ماشہ ۱⅕ رتی ایک ماشہ ۸ رتی سرخ کا ہوتا ہے۔(۲) فقط۔

اگر کسی کے ذمہ روپے باقی ہوں اور فطرے میں اس کو چھوڑ دے تو فطرہ ادا ہوگا یا نہیں

(سوال ۵۵۸) زید کے پاس میرا روپیہ ہے اور وہ دے نہیں سکتا، اس کو یہ کہہ دیا کہ تمہارے پاس جو روپیہ ہے وہ تم کو صدقہ فطر میں دیتا ہوں، اس سے صدقہ فطر ادا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس طرح صدقہ فطر ادا نہ ہوگا جیسا کہ زکوٰۃ بھی اس طرح ادا نہیں ہوتی۔ اس کا طریق فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اس کو صدقہ فطر یا زکوٰۃ دے کر پھر اس سے اپنا قرض وصول کر لیا جاوے۔(۳) فقط۔

مندرجہ مسائل درست ہیں یا نہیں

(سوال ۵۵۹) ایک مولوی صاحب نے کتاب تالیف کی ہے اور مؤلف کتاب موصوف پکے حنفی وسنی ہیں، اس کتاب میں صدقہ فطر کے بیان میں لکھا ہے کہ صدقہ فطر اپنی طرف سے ادا کرے اور غلام باندی کی طرف سے بھی ادا کرے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے بھی ادا کرے اگر چہ غنی نہ ہو اور اپنی بیوی اور لڑکے لڑکی کی طرف سے صدقہ فطر کا دینا جائز نہیں، اگر وہ صاحب نصاب ہیں تو خود دیویں، یہ مسئلہ صحیح اور عبارت درست ہے یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ بیوی کی طرف سے اور ولد کبیر کی طرف سے اس کے ذمہ صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے، لیکن اگر ادا کر دیوے تو درست ہے جب کہ وہ اس کے عیال میں ہوں، یعنی صدقہ فطر ادا ہو جاوے گا۔ پس کتاب مذکور میں بجائے ''جائز نہیں'' کے یہ لکھنا چاہئے تھا کہ واجب نہیں ہے جیسا کہ درمختار وشامی میں ہے لاعن زوجته وولده الكبير العاقل ولوادى عنهما بلا اذن اجزا استحسانا ً للاذن عادةً اى ولو فى عياله الخ۔(۴) درمختار وشامی نے تصریح کی ہے لا يجب عليه الخ(۵) وفيه ايضا ً قال فى البحر وظاهر الظهيرية انه لوادى عمن فى عياله بغير امره جاز مطلقاً بغير تقييد بالزوجة والولد الخ ۔(۶) ج۲ ص۵۷ شامی۔ فقط۔

جو جوان لڑکے اپنی کمائی باپ کو دیتے ہیں، ان پر فطرہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۵۶۰) ایک شخص کے دو لڑکے ہیں اور وہ دونوں سال بھر میں دو تین سو روپے کماتے ہیں اور اپنے والد کو دے دیتے ہیں، گھر کا مالک ان کا باپ ہے، ان کے پاس باپ سے علیحدہ ایک حبہ نہیں، اور ان دونوں کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، تو ایسی حالت میں ان دونوں بھائیوں پر زکوٰۃ یا صدقہ فطر یا قربانی واجب ہے یا نہیں یا ان کے باپ پر ان کے طرف سے بھی واجب ہے۔

(۱) نصف صاع من براو دقيقه او سويقه اوزبيب الخ او صاع تمر او شعير ولو رديئا وما لم ينص عليه كذرة وخبز يعتبر فيه القيمة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۳ و ج ۲ ص ۱۰۴ . ط.س. ج۲ ص۳۶) ظفير.

(۲) والدينار عشرون قيرا طاالخ والمثقال ماء ة شعيرة فهو در هم وثلاث اسباع درهم (ايضا ً باب زكوٰة المال ج ۲ ص ۳۹). ط.س. ج۲ ص۲۹۵-۲۹۲ ظفير.

(۳) واداء الدين عن العين وعن دين سيقبض لا يجوز وحيلة الجواز ان يعطى مديونه الفقير زكوٰته ثم يا خذها عن دينه ولو امتنع المديون مديده واخذها لكونه ظفر بجنس حقه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۶ . ط.س. ج۲ ص ۲۷۱) ظفير. (۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۲ و ج ۲ ص ۱۰۳ . ط.س. ج۲ ص۳۶۳) ظفير (۵) رد المحتار باب صدقة الفطر تحت قوله لا عن زوجته ج ۲ ص ۱۰۳ . ط.س. ج۲ ص۳۶۳ . ۱۲ ظفير (۶) ايضاً ص ۱۰۳ . ط.س. ج۲ ص۳۶۳ ظفير

(جواب) ان پر زکوٰۃ اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے۔(۱) فقط۔

صدقہ فطر کا وزن بحساب انگریزی سیر ہے

(سوال ۵۶۱/۱) صدقہ فطر کا وزن بحساب انگریزی سیر کے کتنا ہوتا ہے۔ حاشیہ شرح وقایہ میں دوسو باون تولہ کا صاع لکھا ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

چالیس روپے کے سیر سے سوا تین سیر گندم دیا تو فطرہ ادا ہوا یا نہیں

(سوال ۵۶۲/۲) ہمارے یہاں چالیس روپے کے وزن کا سیر ہوتا ہے، اگر صدقہ فطر میں سوا تین سیر گندم ادا کیا گیا تو ادا ہوا یا نہیں، اگر ادا نہیں ہوا تو جس قدر کمی رہی اسی کو پورا کیا جاوے یا دوبارہ ادا کرے۔

چاول وغیرہ فطرہ میں کتنا دے

(سوال ۵۶۳/۳) چاول، جوار، باجرا، صدقہ میں نصف صاع دے یا پورا صاع۔

(جواب) (۱، ۲) ہم نے جو مثاقیل سے حساب صاع کیا ہے تو دوسوستر تولہ کا ایک صاع ہوتا ہے، بلکہ دراہم کے حساب سے ۳ تولہ اور زیادہ ہوتا ہے یعنی دوسوتہتر ۲۷۳ تولہ کا ایک صاع ہے۔ پس بوزن انگریزی ایک صاع برابر تین سیر اور ڈیڑھ پاؤ اور آدھی چھٹا نک کے ہے...... پس احتیاطاً جو اور خرما سے ساڑھے تین سیر بوزن انگریزی صدقہ فطر دینا چاہئے اور گندم سے پونے دوسیر بوزن انگریزی صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے اور اگر سیر چالیس روپے بھر کا ہے تو ساڑھے تین سیر گندم صدقہ فطر میں دینا چاہئے اور ۳ تولہ کے قریب، اس سے کم ہو تو وہ بھی درست ہے، اور کم دینے کی صورت میں جو کچھ کمی رہے اسی کو پورا کر دینا کافی ہے

(۳) چاول یا جوار باجرا اگر صدقہ فطر میں دیا جاوے تو اتنا دینا چاہئے کہ اس کی قیمت پونے دوسیر گندم کی قیمت کے برابر ہو جاوے کیونکہ غیر منصوص میں منصوص کی قیمت کا پورا ہونا ضروری ہے۔ کذا فی الدر المختار (۲) فقط۔

پورٹ بلیر جہاں قیدیوں کی آبادی ہے اور قانوناً اعانت منع ہے تو کیا ان کو صدقہ فطر دے سکتے ہیں

(سوال ۵۶۴/۱) میں پورٹ بلیر میں ہوں جہاں ہندوستان سے ملزمان حبس بعبور دریائے شور بھیجے جاتے ہیں، قانوناً ان قیدیوں کو کسی طرح اعانت کرنا منع ہے، ان کو صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

جہاں قیدیوں کے سوا کوئی نہیں وہاں صدقہ فطر کیسے ادا ہوگا

(سوال ۵۶۵/۲) یہاں قیدیوں کے سوائے اور کوئی مسکین نہیں تو کس طرح صدقہ فطر ادا کیا جائے

(جواب) (۱، ۲) ان کو صدقۃ الفطر دینا جائز ہے۔(۳) فقط۔

کیا قیدیوں کا مساکین میں شمار ہے

(سوال ۵۶۶) کیا قیدیوں کا مساکین میں شمار ہے۔

(جواب) جب کہ ان کے پاس بقدر نصاب مال نہ ہوں تو وہ مساکین ہیں اور ان کو صدقہ فطر دینا درست ہے۔(۴)

---

(۱) تجب الخ علی کل مسلم الخ ذی نصاب فاضل عن حاجته الا صلیة الخ وبه تحرم الصدقة وتجب الا ضحیة ونفقة المحارم (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۹۹. ط.س. ج۲ ص ۲۵۹-۲۶۰) ظفیر.

(۲) وما لم ینص فیه کذرة وخبز یعتبر فیه القیمة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج۲ ص ۳۶۴) ظفیر. (۳) قوله مصرف الزکوٰة الخ وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر الخ هو فقیر وهو من له ادنیٰ شئی ای دون نصاب الخ و مسکین من لا شئی له الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج۲ ص ۷۹و ج ۲ ص ۸۰. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر. (۴) فقیر وهو من له ادنی شئی دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة (ایضاً). ط.س. ج۲ ص ۳۳۹. ظفیر.

صدقہ فطر کن لوگوں پر واجب ہے

(سوال ۵۶۷) زید کہتا ہے صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل بالغ اور اس کی اولاد صغار پر اس کے ذمہ واجب ہے، عمر کہتا ہے کہ صدقہ فطر ان لوگوں کے ذمہ ہے جو روزہ رکھتے ہیں اور عاقل بالغ ہیں۔

(جواب) زید کا قول صحیح ہے اور عمر غلط کہتا ہے۔ مسئلہ وہی ہے جو کہ زید کہتا ہے۔ صدقہ فطر ہر ایک مسلمان عاقل بالغ پر اپنی طرف سے اور اولاد صغار کی طرف سے واجب ہے۔(۱) فقط

کیا گیہوں کی جگہ بنگال میں چاول وغیرہ فطرہ میں دیا جا سکتا ہے

(سوال ۵۶۶) بنگال کے بعض مولویوں نے فتویٰ دیا ہے کہ عرب میں گندم، جو، انگور، خرما ہوتا تھا اس واسطے فطرہ میں اس کا حکم دیا گیا۔ ہم لوگوں کے یہاں دھان، چاول قائم مقام گندم، جو، انگور خرما کے ہے۔ لہذا ایک صاع دھان آدھا صاع چاول دینے سے یا اس کی قیمت دینے سے صدقہ فطر ادا ہوگا، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) فقہاء حنفیہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ سوائے منصوص کے اگر دوسری اجناس سے صدقہ فطر ادا کرے تو قیمت منصوص کی برابر ہونا ضروری ہے مثلاً دھان یا چاول اگر دیوے تو اس قدر دیوے کہ اس کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کی قیمت کی برابر ہو جاوے۔ **فھو الا حوط. کذافی الدر المختار**۔(۲) فقط۔

فطرہ اہل نصاب پر واجب ہے

(سوال ۵۶۷) صدقہ فطر ہر روزہ دار کو دینا واجب ہے یا صرف اہل زکوٰۃ کو۔

(جواب) صرف اہل نصاب کو صدقہ فطر دینا واجب ہے، مگر زکوٰۃ کے نصاب میں اور صدقہ فطر کے نصاب میں فرق ہے یعنی صدقہ فطر میں مال نامی ہونا شرط نہیں ہے۔(۳) فقط۔

سال بھر کی خوراک یا دو بیگہ زمین ہو تو فطرہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۵۶۸/۱) عید الفطر کے دن ہمارے پاس سال بھر کی خوراک جس کی قیمت سو روپے ہے، موجود ہے یا دو بیگہ زمین ہمارے پاس ہے جس کی قیمت سو روپے ہے تو اس صورت میں صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں۔

دودھ کے لئے جو گائے ہے وہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے یا نہیں

(سوال ۵۶۹/۲) دودھ پینے کیلئے جو گائے رکھی جاتی ہے وہ حوائج اصلیہ سے زائد ہے یا نہیں۔

صدقہ فطر میں حوائج اصلیہ کا مراد کیا ہے

(سوال ۵۷۰/۳) صدقہ فطر میں جو فاضل عن حوائج الاصلیہ کی قید ہے اس سے وہی حوائج اصلیہ مراد ہیں جو وجوب زکوٰۃ میں ہیں یا اور کچھ۔

---

(۱) یخرج ذالک عن نفسه لحدیث ابن عمر قال فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكوٰة الفطر على الذكر والانثى الحديث ويخرج عن اولاده الصغار الخ ومما ليكه (هدايه باب صدقة الفطر ج ۱ ص ۱۹۰) ظفیر۔

(۲) نصف صاع فاعل يجب من براودقيقه او سويقه او زبيب الخ او صاع تمرا وشعير و لو رديئا وما لم ينص عليه كذرة وخبز يعتبر فيه القيمة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۳ ط.س. ج ۲ ص ۳۶۴) ظفیر۔

(۳) تجب موسعاً فى العمر عندا صحابنا وهو الصحيح الخ وقيل مضيقافى يوم الفطر عينا فبعده يكون قضاء على كل مسلم الخ ذى نصاب فاضل عن حاجته الاصلية الخ وان لم ينم (ايضا باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۹۹ ط.س. ج ۲ ص ۳۵۸) ظفیر

بالغ لڑکے کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں

(سوال ۴/۵۷۱) بالغ لڑکا جو ساتھ کھاتا ہے اس کی جانب سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) یہ غلہ حوائج اصلیہ میں سے ہے اس کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔ اور دیگر زمین جس کی قیمت سو روپے ہے اس کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب ہے۔(۱)

(۲) وہ حوائج اصلیہ میں سے ہے۔

(۳) وہی حوائج اصلیہ مراد ہیں۔

(۴) بالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں ہے۔(۲)

صاع سے بغدادی مراد ہے یا مدنی

(سوال ۱/۵۷۲) بر مذہب حنفی صدقۂ فطر صاع بغدادی کے حساب سے دیا جاتا ہے یا صاع مدنی کے حساب سے، اور دونوں صاع کا کیا وزن ہے

فطرہ میں گیہوں کتنی مقدار میں دیا جائے

(سوال ۲/۵۷۳) برقول مفتی بہ کس قدر گیہوں صدقۂ فطر میں دینا چاہئے۔ ایک مولوی صاحب ایک سو پینتالیس تولہ بتلاتے ہیں اور ایک مولوی ساڑھے بانوے تولہ بتلاتے ہیں، اس میں کون سا قول معتبر و مفتی بہ ہیں۔

(جواب) (۱، ۲) شامی میں لکھا ہے کہ اختلاف طرفینؒ کا اور امام ابو یوسفؒ کا لفظی ہے، انجام دونوں کا ایک ہے، اور بندہ نے جو حساب صاع اور نصف صاع کا کیا ہے، تو نصف صاع بوزن انگریزی کہ سیر اسی ۸۰ تولہ کا لیا جاوے ۱۳۵ تولہ کا ہوتا ہے جو کہ قریب پونے دو سیری کے بوزن انگریزی ہوتا ہے، پس صدقۂ فطر میں پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت احتیاطاً دینا چاہئے۔ قیل لا خلاف لا ن الثانی قدرہ بوطل المدینة لانه ثلثون استاراً والعراقی عشرون واذا قابلت ثمانيةً بالعراقی بخمسة وثلث بالمدینی وجدتهما سواءً وهذا هوالاشبه لا ن محمداً لم يذكر خلاف ابی یوسف ولو كان لذكره لا نه اعرف بمذهبه۔(۳) الخ وفی الشامی ایضاً اعلم ان الصاع اربعة امداد والمد رطلان والر طل نصف من والمن بالدراهم مائتان وستون درهما و بالاستار اربعون والاستار بالدراهم ستة ونصف .(۴) الخ ایک استار ۴½ مثقال اور مثقال ۳/۸ تولہ کا، پس چالیس استار مساوی ۶۷½ کے ہوئے یہ ایک من یا ایک مد ہے۔ اور من اور مد برابر ہیں۔ پس دو مد یعنی نصف صاع مساوی ۱۳۵ تولہ کے ہوئے۔ فقط۔

نصف صاع کے مقدار ۸۲ تولہ کے سیر سے کیا ہوتی ہے

(سوال ۵۷۴) نصف صاع کی مقدار ۸۲ تولہ کے سیر سے کتنی اور اسّی تولہ کے سیر سے کتنی ہوتی ہے۔ اگر من کے بھاؤ سے نصف صاع کی قیمت نکالی جائے تو مثلاً نصف صاع کی قیمت ۶ ہوتی ہے، اور اگر نصف صاع بازار سے خریدا

---

(۱) تجب (صدقة الفطر) علی كل حر مسلم الخ ذی نصاب، فاضل عن حاجته الا صلية كدينه وحوائج عياله وان لم ينم الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۹۸). ط.س. ج۲ص ۲۵۹-۲۶۰ ظفیر۔

(۲) لا عن زوجته وولده الكبير العاقل ولوادی عنهما بلا اذن اجزاء استحساناً (ایضاً ج ۲ ص ۱۰۲. ط.س. ج۲ص ۳۶۳) ظفیر .(۳) رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج۲ص ۳۶۵. ۱۲ ظفیر۔

(۴) رد المحتار باب صدقة الفطر مطلب فی تحرير الصاع المدوالمن والرطل ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج۲ص ۳۶۵. ۱۲ ظفیر۔

جائے تو ہرگز چھ آنہ کو نہ ملے گا بلکہ سات آنہ یا ساڑھے چھ آنہ کو ملے گا تو کس حساب سے قیمت دی جائے۔

(جواب) انگریزی سیر یعنی اسی تولہ کے وزن سے ایک صاع سوا تین سیر اور آدھ پاؤ اور نصف چھٹا نک ہوتا ہے اور نصف صاع پونے دوسیر کے قریب ہوتا ہے، بیاسی تولہ کے سیر سے اس کا حساب کرلیا جاوے، قریب ایک چھٹا نک کے کم ہوگا۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ پونے دوسیر کی قیمت لگالی جائے، کیونکہ کچھ زیادہ ہوجائے تو اچھا ہے۔ پس جو قیمت پونے دوسیر گندم کی اس وقت بازار میں ہو، وہ دی جاوے اور فقیر کے نفع کا خیال رکھا جائے۔ فقط۔

جہاں گیہوں پیدا نہیں ہوتا، وہاں کہاں کی قیمت کا اعتبار ہوگا

(سوال ۵۷۵) جس جگہ گیہوں پیدا نہیں ہوتا کیا وہاں صدقہ فطر گیہوں کے حساب سے دینا ہوگا اور گیہوں کی قیمت کس ملک کی معتبر ہوگی۔

(جواب) جہاں گیہوں پیدا نہیں ہوتا مثلاً چاول پیدا ہوتا ہے تو وہاں اس قدر چاول صدقہ فطر میں دیوے کہ اس کی قیمت نصف صاع گندم کے برابر ہوجاوے، اور قیمت اسی ملک اور شہر کی معتبر ہے جس جگہ صدقہ فطر دیا جاوے۔ (۱) فقط۔

جہاں فقراء نہ ہوں، وہاں فطر کس وقت نکالا جائے

(سوال ۵۷۶) جس ملک میں شرعی فقراء نہ ہوں، وہاں کے لوگ صدقۃ الفطر عید کے روز نماز سے پہلے نکال کر علیحدہ رکھ لیں یا کسی شخص معتمد کو دے دیں، بعد از اں دوسرے محتاج ملک کو روانہ کئے جائیں تو مستحب ادا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) صدقہ فطر قبل خروج الی الصلوٰۃ فقراء کو دینا مستحب ہے، پس اس صورت میں کہ صدقہ فطر علیحدہ کر کے رکھ دیا جاوے اور فقراء کو نہ دیا جاوے مستحب ادا نہ ہوگا۔ اور یہ عادۃً محقق نہیں ہوسکتا کہ کسی ملک میں فقراء نہ ہوں، اگر فی الواقع ایسا ہو تو پھر دوسری جگہ کے فقراء کو بھیجنا چاہئے، اور بوجہ عذر کے وہ شخص تارک مستحب نہ کہلائے گا۔ (۲)

جو اتنا کھیت رکھتا ہو کہ سال بھر کھا پی نہیں سکتا اس پر فطرہ ہے یا نہیں

(سوال ۵۷۷) شخصی مالک نصاب ذہب وفضہ نیست ولیکن نزد او یک گنڈ یا دو گنڈ از زمین است کہ قیمتش پنجاہ و دو روپیہ میشود وآنچہ از اں از قسم غلہ وغیرہ می آید خوراکی نیم سال وا کثر سال میشود آیا بر آں کس صدقہ فطر دادن باشد وخوردن آں حرام۔

(جواب) موافق روایت صحیحہ مفتی بہا صدقۃ الفطر بر آں کس واجب نیست واوخود محل ومصرف زکوٰۃ وصدقات است کذا فی الشامی وفیها سئل محمد رحمه الله عمن له ارض یزرعها او حانوت یستغلها او دار غلتها ثلاثة الاف ولا تکفی لنفقته ونفقة عیاله سنة یحل له اخذ الزکوٰة الخ۔ (۳) ص ۶۵ جلد نمبر ۳ شامی۔ فقط

مندرجہ ذیل صورت کی تحقیق

(سوال ۵۷۸) شامی جلد ثانی ص ۷۱ تحت قول در مختار (فافرغ عن حاجته) وفیها سئل محمد عمن له ارض

---

(۱) وما سواه من الحبوب لا یجوز الا بالقیمة (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰة باب ثامن ج ۱ ص ۷۹، ط ماجدیه ج ۱ ص ۱۹۲) ویقوم فی البلدالذی المال فیه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوٰة الغنم ج ۲ ص ۳۱. ط.س. ج ۲ ص ۲۸۶)

(۲) والمستحب للناس ان یخرجوا الفطرة بعد طلوع الفجر یوم الفطر قبل الخروج الی المصلی (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰة. باب ثامن صدقه فطر ج ۱ ص ۱۸۰. ط.س. ج ۲ ص ۱۹۲) ظفیر.

(۳) رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۸. ط.س. ج ۲ ص ۳۴۸. ۱۲ ظفیر.

یزرعها او حانوت یستغلها اودار غلتها ثلاثة الاف ولا تکتفی لنفقته ونفقة عیاله سنة یحل له احد الزکوة وان کانت قیمتها تبلغ الو فاعلیه الفتویٰ وعندهما لا یحل۔ (۱) اگر علیہ الفتویٰ صحیح ہے تو آپ نے پہلے لکھا تھا کہ جس کی دو بیگہ زمین ہے جس کی قیمت سو روپیہ ہے، اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے، اس کا کیا جواب ہے۔

(جواب) شیخین کے مذہب کے موافق صدقہ فطر کا وجوب احتیاطاً پہلے لکھا گیا تھا وہ بھی صحیح ہے، اور اگر امام محمدؒ کے قول مفتی بہ کو لیا جاوے تو یہ بھی درست ہے۔ فقط۔

ایک اشکال کا جواب

(سوال ۵۷۹) بعد سلام سنت الاسلام عرض پرداز ے کہ اجوبہ مسئلہ ہائے مسئولہ بروقت رسید واز بس سرفرازی وامتنان بخشید مگر دربارہ زکوۃ فضہ ہنوز خدشہ باقیست وجہش اینست کہ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم، در عمدۃ الرعایہ نوشتہ اند ''مقداران (یعنی مائتا درہم) سی وشش تولہ وپنج ونیم ماشہ است وبحساب مبالغ روپیہ ہائے چہر دار سکہ انگریزی تخمیناً واحتیاطاً سی ونہ روپیہ۱۲ از یں عبارت دو خدشہ پیدا شدہ است، یکے اینکہ جناب ایشاں ۵۲½ تولہ می فرمایند ومولانا مرحوم سی وشش تولہ وپنج ونیم ماشہ فرمودہ اند دفع معارضہ آں از یں حقیر متصور نیست۔ دیگر ایں کہ مولانا مرحوم فرمودہ اند سی وشش تولہ ۵½ ماشہ نمی دانم۔ ازاں قدر چہ فضہ چہ گونہ سی ونہ روپیہ می شود حالانکہ ہر روپیہ انگریزی وزن یک تولہ دارد در دلم می گذرد کہ شاید شئی مغشوش را از سکہ انگریزی وضع کردہ اند۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وهم در حا شیه الدر المختار مطبوعه نو لکشوری محشی چنیں نوشته اند فیکون الدر هم سبعة عشر طولجة ونصف طولجة ای رتی لانها اربع شعیرة ولثمان رتی ماشه فیکون الدرهم ماشتین و واحد ونصف رتی فیکون من الذی هو ما بها درهم اربعماة وسبعة و ثلاثین ماشة ونصف ماشه ولا نتهیٰ عشرة ماشه قوله فیکون النصاب منها بحساب التوله ستة وثلثین توله وخمسة ماشه بحساب الروبیةالساهنه التی هی احدی عشرة ماشه تسعة وثلثین روپیه و ثمان ماشه فیحکم تسهیلا علیٰ اربعین روپیه (۲) الخ درہم در حاشیہ راہ نجات دیدہ ام کہ ۵½ تولہ بحساب قدیم الزمان ست یعنی بنارسی۔ ایں شک راحل فرمایند۔

(جواب) وجہ فرق در تحریر مولانا عبدالحی صاحب وتحقیق صاحب راہ نجات وغیرہ ایں است کہ مولوی عبدالحی صاحب مثقال را چہار ونصف ماشہ غالباً تسلیم نہ کردہ اند وہرگاہ مثقال چہار ونصف ماشہ تسلیم کردہ نہ شود۔ کما ہو معروف ومذکور فی اکثر الکتب۔ پس حسب اوزان سبعہ کہ شرعاً معتبر است وزن درہم سہ ماشہ ۱/۵ رتی می شود ودو صد درہم مساوی ۵۲½ تولہ میشود۔ روپیہ مروجہ از یک تولہ سہ رتی کم می باشد فقط رشید احمد بلند شہر۔ الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نصاب زکوۃ ومثقال کا وزن

(سوال ۵۸۰) غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار میں لکھا ہے مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اور نصاب زکوۃ ساڑھے باون

---

(۱) ایضاً ۱۲ ظفیر

(۲) حاشیہ در مختار نولکشوری میں علی اربعین روپیہ کے بعد یہ عبارت اور ہے ویکون المثقال ثلث ماشه وواحد رتی فیکون النصاب من الذهب الذی هو عشرون مثقالا ثلث وستین ماشه ونصف ماشه ومن التوله خمس توله و ماشتین ونصف ماشه فیحکم علی خمسه و ربع توله والله اعلم در مختار نو لکشوری ج ۱ ص ۸۷ باب زکوۃ المال

تولہ لکھی ہے۔عمدۃ الرعایہ حاشیہ وقایہ میں مثقال کو تین ماشہ ایک رتی کا لکھا ہے اور نصاب زکوۃ ۳۶ تولہ ۵ ماشہ۔یہاں پر پہلے صدقہ فطر دو سیر گندم فی کس انگریزی وزن سے دیتے تھے،اب ایک مولوی صاحب فی کس سوا سیر کو کہتے ہیں۔

(جواب) مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ کا ہونا یہی صحیح ہے۔ترجمہ غیاث اللغات میں مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔اگرچہ اس میں بہت اختلاف ہے مگر قوی یہی ہے۔انتہیٰ پس عمدۃ الرعایہ میں جو مثقال کو تین ماشہ ایک رتی کا لکھا ہے، یہ وزن درہم کا ہے کیونکہ شرع میں درہم کا وزن وہ معتبر ہے جو وزن سبع کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی سات مثقال برابر دس درہم کے ہوجاویں۔پس سات مثقال کا وزن بحساب فی مثقال ۴½ ماشہ ساڑھے اکتیس ماشہ ہوا،اس کو دس پر تقسیم کیا تو فی درہم تین ماشہ اور ۱⅕ رتی ہوا اسی وجہ سے غیاث میں درہم کو ساڑھے تین ماشہ کا لکھا ہے۔تقریباً ایسا لکھا ہے۔**الغرض صحیح اور احوط یہی ہے جو غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں لکھا ہے اور نصاب زکوٰۃ ساڑھے باون تولہ چاندی اور ساڑھے سات تولہ سونا ہے۔شامی کی تحقیق سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور حساب مذکور سے نصف صاع تقریباً** پونے دو سیر بوزن انگریزی ہوتا ہے۔پس فطرہ ایک شخص کا گیہوں سے پونے دو سیر ہوتا ہے،دو سیر دے دیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے،زیادہ ثواب ہے مگر پونے دو سیر سے کم کرنا نہ چاہئے۔

شامی جلد ثانی باب صدقۃ الفطر میں ہے،قولہ وھو ای الصاع الخ اعلم ان الصاع اربعة امداد و المد رطلان والرطل نصف من والمن بالدراهم مائتان وستون درهما وبالاستار اربعون والاستار بكسر الهمزه بالدراهم ستة ونصف وبالمثاقيل اربعة ونصف كذا فى شرح درر البحار فالمد والمن سواء الخ۔(۱) اس تحقیق کا حاصل یہی ہے جو بندہ نے لکھا ہے۔ایک من یعنی ایک مد کا وزن چالیس استار اور ایک استار ۴½ مثقال،پس کل ایک سو اسی مثقال ہوئے،اس کے ماشہ ۸۱۰ ہوئے اور وہ مساوی ۶۷½ تولہ کے ہے، یہ ایک مد کا وزن ہے پس دو مد یعنی نصف صاع ۱۳۵ تولہ کے برابر ہوئے اور یہ بوزن انگریزی ۱سیر ۱۱ ہوتا ہے یعنی چھٹانک کم پونے دو سیر۔اور دوسرے حساب سے جو شامی کی عبارت میں من کا وزن دراہم سے لکھا ہے یعنی ایک من ۲۶۰ درہم کا اس حساب سے نصف ۳ تولہ زیادہ ہوتا ہے۔اسی بنا پر پونے دو سیر کا حکم کردیا جاتا ہے۔فقط۔

اسی تولہ کے وزن سے نصف صاع کے وزن میں اختلاف کا حل

(سوال ۵۸۱) اسّی کے سیر سے صاع اور نصف صاع کا کیا وزن ہے، مفتاح الجنۃ میں نصف صاع ایک سیر بارہ چھٹانک کا لکھا ہے۔اور لغات کشوری میں ایک سیر ساڑھے نو چھٹانک کا لکھا ہے،اب کس قول پر عمل کرنا چاہئے۔

(جواب) اسی تولہ کے سیر سے حساب صاع اور نصف صاع کا کتابوں کے موافق ہم نے کیا ہے،اس کے موافق صاع قریب ساڑھے تین سیر کے اور نصف قریب پونے دو سیر کے ہوتا ہے۔شامی اور درمختار وغیرہ میں ایسا ہی ہے،اس میں احتیاط ہے۔(۲) فقط

بستی میں گندم نہ ملے تو شہر کے نرخ سے فطرہ ادا کرنا کیسا ہے

(سوال ۵۸۲) اگر کسی شخص کی بستی میں گندم نہ ملے اور آٹا زیادہ قیمت کو ملتا ہو اور شہر میں گندم کا نرخ ارزاں ہو تو

---

(۱) رد المحتار باب صدقه الفطر ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج۲ص۳۶۵۔

(۲) وهو الصاع المعتبر مايسع الفا واربعين درهما من ماش او عدس انما قد ربهما لتسا ويهما كيلا ووزنا (در مختار) اعلم ان الصاع اربعة امداد والمد رطلان والرطل نصف من والمن بالدراهم مائتان وستون درهما (رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج۲ص۳۶۵)ظفیر

شہر کی قیمت سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے یا کیا۔

(جواب) اپنی بستی کی قیمت کے حساب سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے۔ اگر وہاں گندم نہ ملیں تو آٹے کی قیمت کا حساب کرنا چاہئے یا جو اور چھوہارے کے صاع کی قیمت کا حساب کرنا چاہئے۔ غرض جو جنس منصوص وہاں ملتی ہو اس کی قیمت کا حساب کیا جاوے۔(۱)

فطرے میں گیہوں کے بدلے نصف صاع چاول دینا کیسا ہے

(سوال ۵۸۳) فطرہ میں اگر بجائے گندم کے نصف صاع چاول دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے، اگر قیمت نصف صاع چاول کی نصف صاع گندم کے برابر ہو، یا زیادہ ہو۔(۲) فقط۔

ایک شخص کا فطرہ کئی شخصوں کو دینا کیسا ہے

(سوال ۵۸۴) فطرہ یک شخص بچند کس وبالعکس دادن جائز ست یا نہ۔

(جواب) قال فی الدر المختار وجاز دفع کل شخص فطرته الیٰ مسکین او مسا کین علی ما علیه الاکثر به جزم فی الوالو الجیة والخانیة والبدایع والمحیط و تبعهم الزیلعی فی الظهار من غیر ذکر خلاف وصححه فی البرهان فکان هو المذهب الخ کما جار دفع صدقة جما عة الی مسکین واحد بلا خلاف یعتد به الخ (۳) پس معلوم شد کہ فطرہ یک کس بچند کس وبالعکس دادن جائز است۔

زمیندار پر فطرہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۵۸۵) ہر قسم کے زمیندار خواہ اسکے پاس ملک کی زمین تھوڑی ہو یا زیادہ صدقۃ الفطر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ نہیں کہ زمین تھوڑی ہو یا زیادہ اس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاوے بلکہ یہ ضروری ہے کہ حاجات اصلیہ سے زیادہ ہو، اس قدر زمین ہو کہ قیمت اس کی دوسو درہم یعنی ۵۲½ تولہ ہو جو قریب للعہ۸/ روپے کے ہوتے ہیں۔ درمختار در نصاب فاضل من حاجتہ الاصلیۃ الخ (اب ۵۲ ½ تولے چاندی کی قیمت چار روپے کے حساب سے ما/ ۲۱۰ عــہ ہوگی۔

فطرہ میں گیہوں کی قیمت کے برابر چاول یا چنا دینا درست ہے

(سوال ۵۸۶) صدقہ فطر میں گیہوں کی جو قیمت ہوتی ہے اس کے چاول یا چنا دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔

جہاں جو غلہ رائج ہو اس کا نصف صاع فطرہ میں کافی ہے یا نہیں

(سوال ۵۸۷) صدقہ فطر کا نصاب گیہوں کا نصف صاع اور جو کا ایک صاع مقرر ہے، بعض علماء بنگالہ کہتے ہیں گیہوں پر منحصر نہیں، جو غلہ جہاں زیادہ تر رائج ہو اس میں سے نصف صاع ہی کافی ہے۔ چنانچہ بنگال میں چاول زیادہ رائج ہیں لہذا چاول کا نصف صاع کافی ہے۔

---

(۱) نصف صاع من بر او دقیقه او سویقه او زبیب الخ اوصاع تمر او شعیر الخ وما لم ینص علیه کذرة و خبز یعتبر فیه القیمة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۳ . ط.س. ج۲ ص ۳۶۴) ظفر

(۲) وما لم ینص علیه کذرۃو خبز یعتبر فیه القیمة (الدر المختار باب صدقة الفطر ج ۱ ص ۱۴۵ . ط.س. ج۲ ص ۳۶۴) ظفیر

(۳) الدر المختار مجتبائی باب صدقة الفطر ج ۱ ص ۱۴۵ . ط.س. ج۲ ص ۳۶۴ ۱۲ . ظفیر۔

(جواب) یہ کلیہ ان صاحبوں کا غلط ہے۔ گندم منصوص فی الحدیث ہے اور اگر چاول منصوص نہیں، پس اتنی قیمت کا چاول ادا کرنا ہوگا جو نصف صاع گندم کی قیمت کے برابر ہو جاوے اور معین چاول دینا جائز نہیں۔

جواب مفتی صاحب

جواب صحیح ہے۔ غیر منصوص میں قیمت کا لحاظ ضروری ہے، مثلاً اگر چاول دیوے تو اس قدر دیوے کہ اس کی قیمت نصف صاع گندم کی قیمت کے برابر ہو اور یہ جو جواب میں لکھا ہے کہ معین چاول دینا جائز نہیں، اس کا یہ مطلب ہوگا کہ چاول بلا اعتبار قیمت گندم دینا جائز نہیں۔ لعدم ورد النص بہ فکان کالذکوۃ الخ اس سے واضح ہے کہ غیر منصوص کا دینا باعتبار قیمت منصوص کے درست ہے۔

غریبوں پر فطرہ واجب نہیں

(سوال ۵۸۸) گاؤں کے غریب لوگوں پر عید کا فطرہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) غریب لوگوں پر جو مالک نصاب نہیں ہیں، صدقہ فطر واجب نہیں ہے، البتہ جن لوگوں کے پاس بقدر پچاس باون روپے کی قیمت کی زمین یا مکان رہنے کے مکان سے جدا ہو یا زیور وغیرہ اس قدر ہے، ان کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہے۔ فقط۔

(قال فی الدر المختار فی باب صدقة الفطر علی کل حر مسلم ذی نصاب فاضل عن حاجته الاصلیة کدینه و حوائج عیاله وان لم ینم ج ۲ ص ۹۸ . علی هامش رد المحتار)

عورت کا فطرہ کس پر واجب ہے

(سوال ۵۸۹) عورت کا فطرہ کس پر واجب ہے مرد کیا باپ پر؟ یا شوہر پر مہر میں سے دیوے؟ عورت کے پاس مال ہو یا نہ ہو

(جواب) عورت جب صاحب نصاب ہو تو فطرہ اسی پر واجب ہے، اگر شوہر ادا کردے گا تو ادا ہو جاوے گا، باپ پر واجب نہیں۔

(ولا یودی عن زوجة ولا عن اولاد الکبار وان کانوا فی عیاله ولوادی عنهم اوعن زوجته اجزا هم استحسا نا کذا فی الهدایة عالمگیریه ج ۱ ص ۱۹۱)

صاع کا وزن

(سوال ۵۹۰) نصف صاع کا وزن اصلی کیا ہے اس کی پوری تحقیق کیا ہے۔ اپنے حضرات کا کیا عمل ہے۔

الجواب صاع

کی تحقیق شامی نے اس طرح کی ہے اعلم ان الصاع اربعة امداد والمد رطلان والرطل نصف من والمن بالدراهم مائتان وستون درهما وبالاستار اربعون والا ستار بکسر الهمزة بالدراهم ستة ونصف وبالمثاقیل اربعة ونصف کذا فی شرح درر البحار فالمد والمن سوا الخ۔ (۱) اس تحقیق سے ظاہر ہے ایک استار ساڑھے چار مثقال کا ہے اور مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو چالیس استار جو ایک مد کا وزن ہے ۸۱۰ ماشہ ہوا اس طرح ۴۰ + ۴½ = ۱۸۰ مثقال + ۴½ = ۸۱۰ ماشہ ÷ ۱۲ = ۶۷½ تولہ پس جب کہ ۶۷½ تولہ ایک کا

(۱) رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۴ . ط.س. ج ۲ ص ۳۵۹-۳۶۰. ۱۲ ظفیر

وزن ہوتو صاع چار مد کا ہوتا ہے۔ صاع کا وزن ۲۷۰ تولہ ہوا، جو بوزن اسی تین سیر اور ڈیڑھ پاؤ...... ہوا، پس نصف صاع ایک چھٹانک کم پونے دوسیر ہوتا ہے، اسی بناء پر پونے دوسیر گندم بوزن اسی صدقہ فطر دینے کا حکم کیا جاتا ہے، مولوی عاشق الٰہی صاحب نے معلوم ہوتا ہے کہ ایک چھٹانک کی کمی کردی ہے جیسا کہ پونے دوسیر کا حکم کرنے والوں نے ایک چھٹانک زیادہ کردیا ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ زیادہ کرنا اچھا ہے کم کرنا درست نہیں اور جس نے وزن نصف صاع ایک سیر تین چھٹانک کہا ہے، وہ تحقیق شامی کے موافق صحیح نہیں ہے۔ فقط۔

فطرہ کسی ایک شخص کو دینا افضل ہے یا کئی کو

(سوال ۵۹۱) فطرہ گیہوں کا ایک شخص کو دینا افضل ہے یا کئی کو؟

(جواب) کئی شخصوں کو دینا بھی درست ہے مگر افضل یہ ہے کہ ایک کا صدقہ ایک مسکین کو دیا جاوے (وجاز دفع کل شخص فطرته الی مسکین او مسا کین الیٰ قوله کتفریق الزکوٰۃ والا مر فی حدیث اغنو هم للندب فیفید الا ولویة الخ)(۱)

منصوص اشیاء کے علاوہ دوسری چیزیں فطرہ میں

(سوال ۵۹۲) چہ می فرمایند علماء دین اندریں کہ درصدقہ فطر بجائے حطہ وشعیر دانہ ارزدادن جائیکہ طعام شاں چاول ست جائز ست یانہ؟ شخصے میگوید کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ برجواز فتویٰ دادہ دعویش صحیح یا باطل، تحقیق وتفتیش فرمایند۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ منصوص ہے کہ سوائے حطہ وشعیر وغیرہ منصوص کے جو اشیاء غیر منصوص ہیں جیسے چاول نخود باجرا جوار وغیرہ اس میں قیمت کا لحاظ ہے یعنی چاول نخود وغیرہ مثلاً اس قدر دیوے کہ قیمت اس کی نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر وغیرہ کو پہنچ جاوے۔ وما لم ینص علیه كذرة خبز يعتبر فيه القيمة الخ (در مختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۴ وغیرہ) پس جس جگہ چاول کھائے جاتے ہیں ان کو چاہئے کہ اس قدر چاول فطرہ میں دیوے کہ قیمت ان کی نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر کو مثلاً پہنچ جاوے حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی بندہ کو کچھ تحقیق نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

وجوب فطرہ اور قربانی

(سوال ۵۹۳) صدقہ فطر اور قربانی کن لوگوں پر واجب ہے اور صدقہ فطر کے مستحق کون لوگ ہیں؟ روزہ دار یا عوام الناس؟ اور جو شخص مقروض ہو اس پر صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) صدقہ عید الفطر ادا کرنا اس شخص کے ذمہ واجب ہے جو صاحب نصاب غنی ہو یعنی مالک پچاس[۳] ساٹھ کی

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۱۰۶ . ط.س. ج ۲ ص ۳۶۷ . ۱۲ ظفیر

(۲) تجب (ای صدقة الفطر الی قوله) علی کل حر مسلم ولو صغیرا مجنونا حتی لو لم یخرج جها ولیهما وجب الا داء بعد البلوغ ذی نصاب فاضل عن حاجته الا صلیة کدینه وحوائج عیاله وان لم ینم کم مر وبه ای بهذ النصاب تحرم الصدقة کما مر وتجب الا ضحیة ونفقة المحارم علی الراجح (درمختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۹۹ . ط.س. ج ۲ ص ۳۵۹-۳۶۰) ظفیر

(۳) نصاب ۵۲½ تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہے۔ اب اس زمانہ میں ۵۲½ تولے چاندی کی قیمت دوسودس روپے ہوں گے [illegible]

زمین یا نقد وغیرہ کا ہو، اور جو شخص ایسا نہیں اس پر صدقہ فطر واجب نہیں۔ (۱) اور صدقہ فطر محتاج شخص کو دیا جاوے، بہتر ہے کہ نیک لوگوں کو جو نمازی روزہ دار ہوں ان کو دیوے، لیکن اگر غیر روزہ داروں کو جو محتاج ہیں دیا جاوے تب بھی صدقہ فطر ادا ہو جاتا ہے اور قربانی بھی انہی لوگوں پر واجب ہے جو غنی مالک نصاب ہوں، اور جن پر قرض زیادہ ہے کہ قرض اگر ادا کردیں تو بقدر نصاب ان کے پاس نہ بچے گا تو ان پر صدقہ فطر اور قربانی واجب نہیں ہے۔ فقط۔

صاع کی تحقیق

(سوال ۵۹۴) فطرہ عید کا وزن کیا ہے؟ اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے آٹھ رطل کا ایک صاع مقرر کیا ہے اور ایک مولوی صاحب نے دو سیر چھ چھٹانک وزن صاع کا بیان فرمایا ہے۔ صحیح کیا ہے؟

(جواب) وزن صاع وہی صحیح ہے جو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے، اسی پر فتویٰ اور عملدرآمد ہے (۱) وزن انگریزی سے وزن صاع کا قریب آدھ پاؤ اور ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے اور نصف صاع پونے دو سیر ایک چھٹانک ہوتا ہے اس کے موافق یہاں صدقہ فطر ادا کیا جاتا ہے اور اسی میں احتیاط ہے۔ ان مولوی صاحب نے جو دو سیر چھ چھٹانک وزن صاع کا بیان کیا ہے صحیح نہیں، جن لوگوں نے اس کے موافق صدقہ فطر ادا کیا ان کو چاہئے کہ جو کچھ باقی رہا اس کو بھی ادا کریں۔ فقط۔

نصف صاع کا وزن

(سوال ۵۹۵) نصف صاع کا وزن اصلی کیا ہے اور اس کی پوری تحقیق کیا ہے؟ اپنے حضرات کا اس پر عمل نہیں دیکھا۔

(جواب) صاع کی تحقیق شامی میں اس طرح کی ہے اعلم ان الصاع اربعة امداد و المدر طلان والرطل نصف من اوالمن بالدراهم مائتان وستون درهما ً وبا لا ستار اربعون والا ستار بكسر الهمزة بالدراهم ستة ونصف بالمثاقيل اربعة ونصف كذافى شرح در رالبحار فالمد والمن سواء الخ ۔(۲) اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ ایک استار ساڑھے چار مثقال کا ہے اور مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو چالیس استار جو ایک مد کا وزن ہے ۸۱۰ ماشہ ہوا۔ اس طرح ۴۰ × ۴½ = ۱۸۰ مثقال × ۴½ = ۸۱۰ ماشہ ÷ ۱۲ = ۶۷½ تولہ پس جب کہ ساڑھے سڑسٹھ تولہ ایک مد کا وزن ہوا تو صاع چار مد کا ہوتا ہے، صاع کا وزن ۲۷۰ تولہ ہوا جو بوزن اسی تین سیر اور ڈیڑھ پاؤ ہوا لیس نصف صاع ———— ایک چھٹانک کم پونے دو سیر ہوتا ہے۔ اس بنا پر پونے دو سیر گندم بوزن اسی صدقہ فطر دینے کا حکم کیا جاتا ہے۔ مولوی عاشق الٰہی صاحب نے معلوم ہوتا ہے کہ ایک چھٹانک کی کمی کردی ہے۔ جیسا کہ پونے دو سیر کا حکم کرنے والوں نے ایک چھٹانک زیادہ کردیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ زیادہ کرنا اچھا ہے کم کرنا درست نہیں اور جس نے وزن نصف صاع ایک سیر تین چھٹانک لکھا ہے وہ تحقیق شامی کے موافق صحیح نہیں ہے۔ فقط۔

مصارف صدقہ فطر

(سوال ۵۹۶) مصرف زکوۃ وصدقہ فطر اور چرم قربانی ایک ہیں یا کچھ فرق ہے؟ اگر سادات کو اور ماں باپ کو زکوۃ یا

---

(۱) اعلم ان الصاع اربعة امداد و المدر طلان والر طل نصف من والمن بالدر اهم مائتان وستون درهما وبا لا ستار اربعون والا ستار بكسر الهمزة بالدراهم ستة ونصف الخ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج۲ص۳۶۵) ظفیر۔
(۲) رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۴. ط.س. ج۲ص۳۶۵. ۱۲ ظفیر.

صدقہ فطر یا قیمت چرم قربانی دے دے تو ادا ہوجاوے گی یا نہیں؟

(جواب) مصرف زکوۃ وصدقۃ الفطر اور قیمت چرم قربانی ایک ہے یعنی جن لوگوں کو زکوۃ دینا درست نہیں ہے ان کو صدقہ فطر اور قیمت چرم قربانی دینا بھی درست نہیں ہے۔ (۱) سادات کو زکوۃ دینے کے بارہ میں صحیح فتویٰ یہ ہے کہ ناجائز ہے (۲) اصول وفروع کو اگر عمداً یعنی باوجود ان کو پہنچانے کے صدقہ فطر یا قیمت چرم قربانی دے دی گئی تو وہ صدقہ فطر وغیرہ ادا نہیں ہوا (۳) دوبارہ دیوے، یہی حکم زکوۃ کا ہے، لیکن اگر اندھیرے میں یہ سمجھ کر کہ یہ کوئی محتاج ہے، زکوۃ وصدقہ فطر وغیرہ دے دیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ جس کو دیا ہے وہ غنی ہے یا باپ ہے یا دادا ہے یا بیٹا پوتا ہے تو زکوۃ وفطرہ وغیرہ ادا ہوگیا، دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہے (۴) لیکن مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے باپ وغیرہ کو دینے سے زکوۃ وغیرہ ادا نہ ہوگی، دوبارہ دینا چاہئے۔ فقط۔

امام مسجد کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں

(سوال ۵۹۷) امام کو صدقہ فطر دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) امامت کی وجہ سے اس کو فطرہ دینا جائز نہیں ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) وصدقة الفطر كا لزكوة فى المصارف فى كل حال (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۸ . ط.س. ج۲ ص ۳۶۹)

(۲) ولا تدفع الى بنى هاشم الخ (هدايه ج ۱ ص ۱۸۸) ظفير

(۳) ولا يدفع المزكى زكوة ماله اى ابيه وجده وان علا (هدايه ج ۱ ص ۱۸۸) ظفير.

(۴) قال ابو حنيفة و محمد اذا دفع الزكوة الى رجل يظنه فقير اثم بان انه غنى او هاشمى او كافرا او دفع فى ظلمة فبان انه ابوه او ابنه فلا اعادة عليه (هدايه ج ۱ ص ۱۸۹) ظفير.

(۵) وصدقة الفطر كا لزكوة فى المصارف كل حال (الدر المختار على هامش رد المحتار. ط.س. ج۲ ص ۳۶۹) ظفير.

نواں باب

متفرق مسائل زکوٰۃ

کسی کو سو روپیہ قرض دیا ۴۵ سال بعد وصول ہوا تو زکوٰۃ کس طرح ادا کرے

(سوال ۵۹۸) ایک شخص نے دوسرے کو سو روپے قرض دیا، مدیون نے بعد ۴۵ سال کے روپیہ ادا کیا تو اب زکوٰۃ کس قدر دینی چاہئے۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ قرض کی زکوٰۃ بعد وصولیابی کے پچھلے سالوں کی دینی لازمی ہے، سو روپے کے ۲/۱-۲ ہیں۔ پھر ہر سال کم ہوتی جاوے گی، یہاں تک کہ جب نصاب پورا نہ رہے گا زکوٰۃ ساقط ہے۔(۱) فقط۔

جس کی ادائیگی کا ظن غالب نہ ہو کیا کرے

(سوال ۵۹۹) صاحب زکوٰۃ کے ذمہ مبلغ عـــــہ روپے واجب الادا تھے، اس نے مبلغ عـــــہ تو یقیناً ادا کر دیئے اور مبلغ پانچ میں شک ہے کہ ادا کئے یا نہیں، تو پانچ روپے اس کے ذمہ ادا کرنے ضروری ہیں یا نہیں۔

(جواب) جب کہ غلبہ ظن ادا کرنے کا نہیں ہے اور غلبہ ظن کا ہی اعتبار ہے تو اس کو وہ پانچ روپے باقی ماندہ ادا کرنا چاہئے۔

ایک شخص زکوٰۃ ادا کئے بغیر مر گیا تو اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

(سوال ۶۰۰) عمر صاحب نصاب تھا اس کے ذمہ مال کی زکوٰۃ واجب الادا تھی، مگر وہ زکوٰۃ ادا کئے بغیر ایک نابالغ لڑکا چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ کیا اب عمر کی عورت اس مال میں سے سابقہ باقی ماندہ اور حال کی زکوٰۃ ادا کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) بدون وصیت متوفی کے مال متروکہ مشترکہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتی کیونکہ وارث نابالغ لڑکا بھی ہے، اس کے حصہ میں بلا وصیت کے یہ تصرف نہیں ہو سکتا (۲) فی الدر المختار واما دین الله تعالیٰ فان اوصی به وجب تنفیذه شامی میں کہا ہے وذلک کالزکوٰۃ والکفارات الخ. جلد خامس ۔(۳) فقط۔

گوٹے اور جڑاؤ زیور میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۶۰۱) گوٹے اور جڑاؤ زیور میں زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) گوٹہ جب کہ بقدر نصاب ہو جاوے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے، یا اگر نصاب چاندی وغیرہ کا موجود ہو تب بھی گوٹے کا اندازہ کر کے اس میں شامل کر کے زکوٰۃ دینی چاہئے اور جڑاؤ زیور میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔(۴) فقط۔

نوٹوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۶۰۲) گورنمنٹی نوٹ سند مال ہے عین مال نہیں تو اگر کسی شخص کاروباری کے مثلاً ہزار روپے کے نوٹ ہوں اور اس پر سال بھی گذر جائے اور اس کی حاجات ضروریہ سے زائد رکھے رہیں تو آیا روپیوں کی زکوٰۃ کے ساتھ جو

---

(۱) ولو كان الدين الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة مامضى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۲ ط.س. ج۲ ص ۲۶۶-۲۶۷ ظفیر) (۲) ولو مات فاداء ها وارثه جاز (در مختار) فى الجواهرة اذا مات من عليه زكاة فطرة او كفارة او نذر لم توخذ من تركته عندنا الخ وان اوصى تنفذ من الثلث (رد المحتار باب صدقة الفط ج ۲ ص ۹۸ ط.س. ج۲ ص ۳۵۹) (۳)

(۴) واللازم فى مضروب كل منهما ومعموله ولو تبرا او حليا مطلقا مباح الا ستعمال اولا ولو للتجمل والنفقة لا نهما خلقا اثما نا فيز كيهما كيف كانا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ج ۲ ص ۴۱ ط.س. ج۲ ص ۲۹۷-۲۹۸) ظفير.

مقدار نصاب ہوں ان نوٹوں کی بھی زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں، اگر ہوگی تو نوٹ کی زکوٰۃ میں نوٹ دینا چاہتا ہے کیونکہ نقد کرانے میں بہت بٹہ دینا پڑتا ہے، مثلاً فی ہزار پندرہ روپے بٹہ دینا ہوتا ہے اور نوٹ دینے میں احتمال ہے کہ شاید زکوٰۃ ہی ادا نہ ہو جیسا کہ مولانا اشرف علی صاحب نے الامداد ماہ صفر میں تحریر فرمایا ہے۔

(جواب) ان نوٹوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر زکوٰۃ میں نوٹ دیا تو اس سے زکوٰۃ ادا ہونے کی وہی صورت ہے جو الامداد صفر میں ہے کہ جن کو وہ نوٹ زکوٰۃ میں دیا جس وقت وہ اس کا روپیہ وغیرہ لے کر قبضہ کرے گا زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی اور کتابوں میں نوٹ کا ذکر نہیں ہے تاکہ عبارت کسی کتاب کی لکھی جاوے۔ فقط

پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ

(سوال ۶۰۳) پراویڈنٹ فنڈ کا روپیہ جو بعد اختتام ملازمت ملتا ہے اگر اس پر زکوٰۃ کا حکم ہے تو جس سے فی الحال ممکن نہ ہو وہ کیا کرے۔

(جواب) ملازمان کی تنخواہ میں سے جو کچھ روپیہ وضع ہوتا ہے اور پھر اس میں کچھ رقم ملا کر بوقت ختم ملازمت ملازموں کو ملتا ہے وہ ایک انعام سرکاری سمجھا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ گذشتہ برسوں کی واجب نہیں ہوتی۔ آئندہ کو بعد وصول کے جب سال بھر نصاب پر گذر جاوے گا، اس وقت زکوٰۃ دینا لازم ہوگا۔ (۱) فقط۔

پراویڈنٹ فنڈ کے سود کا حکم

(سوال ۶۰۴) گورنمنٹ کی طرف سے ایک قاعدہ پراویڈنٹ فنڈ کا ہے جس میں ملازمین کی تنخواہ میں سے کچھ حصہ اس کی تنخواہ کا جس قدر ملازم جمع کرنا پسند کرے وضع کر کے فنڈ میں جمع کیا جاتا ہے اور اس رقم جمع شدہ پر سرکار بخوشی سود دیتی ہے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) سود لینا تو کسی سے جائز نہیں ہے، البتہ سرکار جو بطور انعام وضع شدہ رقم تنخواہ کے ساتھ اسی قدر یا جس قدر ہو ملا کر دیتی ہے اس کا لینا جائز ہے اور نیز یہ بھی حکم کیا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا روپیہ بنک وغیرہ میں جمع ہے وہ اس کے سود کو وہاں نہ چھوڑیں اور کفار کی امداد نہ کریں بلکہ وہاں سے لے کر غرباء وفقراء ومساکین کو دے دیں۔ فقط۔

پراویڈنٹ فنڈ اور بنک کی رقموں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۶۰۵) فتویٰ نمبر ۲۵۲۰ پہنچا۔ آیا پراوڈنٹ فنڈ بنک یا ڈاکخانہ کی رقموں پر زکوٰۃ دینا واجب ہے یا نہیں۔ بنک و ڈاکخانہ کی رقمیں تو جمع کرنے والے کے قبضہ واختیار میں رہتی ہیں یعنی جب وہ چاہے روپیہ نکال سکتا ہے مگر پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ایسی ہے کہ جو ملازمت ترک کرنے یا وفات کے بعد مل سکتی ہے، پس اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ دیگر یہ کہ جناب نے سود کو ناجائز لکھا ہے کہ سود لینا تو کسی سے جائز نہیں ہے، اور پھر فرماتے ہیں کہ بنک وغیرہ سے سود لے کر غرباء کو دے دینا چاہئے جبکہ سود ناجائز ہے تو ایسی ناجائز رقم غرباء کو دینا کہاں تک جائز ہو سکتا ہے۔

---

(۱) وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعده ای بعد القبض من دین صعیف وهو بدل غیر مال کمهر ودیة وبدل کتابة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوٰة المال ج ۲ ص ۴۹. ط.س. ج۲ ص۳۰۵) ظفیر۔

(جواب) اس رقم پر زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے اور وصول کے بعد سال بھر گذر جانے پر واجب ہوتی ہے،(۱) اور باوجود عدم جواز سود کے جو یہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ بنک وغیرہ میں وہ رقم نہ چھوڑے بلکہ وہاں سے لے کر غرباء وفقراء ومساکین کو دے دی جاوے، اس کی وجہ ایک خاص ہے، وہ یہ کہ اگر وہ رقم وہاں چھوڑی جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ وہ رقم پادریوں کو دی جاتی ہے جس سے وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مرتد بنانے میں وہ روپیہ خرچ کرتے ہیں اور حکم شریعت کا یہ ہے من ابتلی ببلیتین فلیختر اھو نھما یعنی جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو وہ اہون اور کمتر کو اختیار کرے۔ پس سود کا لینا بھی اگرچہ گناہ ہے مگر نہ ایسا جیسا کہ مسلمانوں کے مرتد بنانے اور بے دین کرنے میں امداد دینا اس لئے اس میں اس اہون طریق کو اختیار کیا گیا ہے۔ فقط۔

تنخواہ کا جو حصہ فنڈ کے نام پر کٹ جاتا ہے اس کی زکوٰۃ

(سوال ۶۰۶) زید ملازم ریلوے ہے اس کی تنخواہ کا ۱۲/۱ حصہ ہر ماہ میں کٹ کر فنڈ میں جمع ہوتا ہے اور ریلوے اس فنڈ کے روپے سے قرض دے کر سود لیتی ہے، اس فنڈ کے کل روپے پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ بعد وصول کے آئندہ لازم ہوگی۔(۲)

زکوٰۃ ادا کی مگر شرعاً ادا نہ ہوئی تو کچھ ثواب ملے گا یا نہیں

(سوال ۶۰۷) اگر زکوٰۃ ادا کی جاوے اور کسی شرعی وجہ سے وہ ادا نہ ہو تو کچھ ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب) ثواب ملے گا۔ فقط(۳)

اجارہ کی زمین پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۶۰۸) جو زمین منافع پر لی جاوے اور روپیہ چند سال کا پیشگی ادا کردے اس پر زکوٰۃ دینی پڑے گی یا نہیں۔

(جواب) جو زمین ٹھیکہ پر یعنی اجارہ پر لی جاوے اور ہر سال کی اجرت معین کر کے چند سال کی اجرت پیشگی دے دی جائے تو یہ درست ہے اور اس روپے کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے فقط۔

زکوٰۃ کی نیت سے جو مختلف رقمیں خرچ کی جاتی ہیں ان سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۶۰۹) میں نے زکوٰۃ کا ایک کھاتہ علیحدہ رکھ لیا۔ اب جو کچھ محتاجوں پر خرچ کرتا ہوں اس پر لکھ لیتا ہوں۔ مثلاً ایک لاوارث کے کفن میں پانچ روپے صرف کیا اس کو لکھ لیا اور جس قدر راہ خدا میں مسکینوں غریبوں کی خبر گیری کی وہ سب لکھتا رہا اور وقت دینے کے دل میں نیت زکوٰۃ کی بھی کر لی۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) مسکینوں اور غریبوں کو متفرق طور سے جو کچھ بہ نیت زکوٰۃ دیا جاوے جیسا کہ آپ کرتے ہیں جائز ہے اور زکوٰۃ اس میں ادا ہو جاتی ہے، لیکن لاوارث میت کے کفن میں جو کچھ صرف کیا گیا وہ زکوٰۃ میں محسوب نہ ہوگا وہ

(۱) وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعد ہ ای بعد القبض من دین ضعیف وھو بدل غیر مال کمھر و دیۃ الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ج ۲ ص ۴۹. ط.س. ج۲ص۳۰۶) ظفیر

(۲) ولا زکوۃ علی مکاتب الخ ولا فی مال مفقود الخ وما اخذ مصادرۃ ثم وصل الیہ بعد سنین لعدم النمو (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۱۱. ط.س. ج۲ص۲۶۳) واعلم الدیون عندالا مام ثلاثۃ قوی و متوسط وضعیف فتجب زکاتھا اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فورا بل عند قبض اربعین درھما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارۃ فکھما قبض اربعین درھما یلزمہ درھم الخ وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعدہ ای بعد القبض من دین ضعیف وھو بدل غیر مال کمھر و دیۃ الخ (ایضا باب زکوۃ المال ج ۲ ص ۴۷. ط.س. ج۲ص۳۰۵) ظفیر

(۳) ان اللہ یضیع اجر المحسنین (القرآن)

صدقہ نفلی رہے گا زکوۃ میں زندہ فقیر کو مالک بنانا شرط ہے۔ فقط۔

جواہرات وغیرہ پر زکوۃ نہیں ہے

(سوال ۶۱۰) جواہرات مثلاً ہیرا، زمرد، لعل، یاقوت وغیرہ پر زکوۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے کہ جواہرات میں زکوۃ نہیں ہے مگر جب کہ وہ تجارت کے لئے ہوں لا زكوٰة فى اللآلى والجواهر الخ الا ان تكون للتجارة الخ درمختار۔(۱) فقط۔

زکوۃ کی رقم بذریعہ ڈاک بھیجنے میں فیس کہاں سے دی جائے

(سوال ۶۱۱) زکوۃ کا روپیہ اگر بذریعہ منی آرڈر روانہ کیا جاوے تو فیس منی آرڈر اس میں سے دینا جائز ہے؟

(جواب) بذریعہ منی آرڈر بھیجنا زکوۃ کے روپے کا درست ہے مگر فیس منی آرڈر علیحدہ اپنے پاس سے دینی چاہئے (۲)

مہر کے مقروض پر زکوۃ واجب ہے

(سوال ۶۱۲) مہر کے مقروض پر زکوۃ آوے گی یا نہیں؟

(جواب) شامی میں ہے والصحيح انه غير مانع (۳) یعنی صحیح یہ ہے کہ دین مہر مؤجل وجوب زکوۃ سے مانع نہیں ہے یعنی زکوۃ اس پر مال موجودہ بقدر نصاب کے واجب ہوگی۔

زکوۃ غریب کو دے کر اپنے قرض میں لے لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۱۳) زید کا ایک شخص پر روپیہ قرض ہے اور وہ شخص مفلس ہے۔ زید یہ حیلہ کرتا ہے کہ اپنے روپیوں کی زکوۃ نکال کر اس مقروض کو دیتا ہے اور پھر اس سے قرض وصول کر لیتا ہے یہ زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ادا ہو جاوے گی۔(۴) فقط۔

بلانیت جو رقم فقیروں کو دی گئی اس سے زکوۃ ادا ہوئی یا نہیں

(سوال ۶۱۴) ایک شخص صاحب زکوۃ نے کسی وقت بہ نیت ادا ادائے زکوۃ کوئی تعین رقم کا بلحاظ مالیت نہیں کیا اور اللہ پاک کے نام خیرات کافی مقدار سے دیتا رہا لیکن کبھی نیتاً یا خیالاً زکوۃ کے نام سے نہیں دیا۔ اگر پچھلے سالوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوئی تو کیا یکمشت ادا کرنا لازم ہے اور جب کہ گذشتہ سالوں کی مالیت بھی کم وبیش ہوتی رہی تو اب کس معیار پر گذشتہ سالوں کی مقدار بہ ہیئت مجموعی مقرر کی جائے۔

(جواب) جو رقوم بلانیت زکوۃ خیرات کی گئی، وہ زکوۃ میں محسوب نہیں ہوئی، اور زکوۃ ...... ادا نہیں ہوئی۔(۵) گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے اور اندازہ ہر سال کا تقریبی جو کچھ غالب گمان میں ہو وہ قائم کر لینا چاہئے اور بتدریج ادا کرنا بھی اس زکوۃ کا درست ہے، یکمشت دینا لازم نہیں۔ فقط

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۸. ط.س. ج۲ص۲۷۳) ۱۲ ظفير.

(۲) ولا يخرج (المزكى) عن العهدة بالعزل بل بالا داء للفقراء (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة.ط.س. ج۲ص۲۷۰) او ریہ مسلم ہے کہ فیس منی آرڈر فقراء کو نہیں ملتی اس لئے وہ زکوۃ میں نہیں شمار ہوگی واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.(۳) رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۷ ۱۲ ظفير.(۴) واداء الدين عن العين وعن دين سيقبض لا يجوز وحيلة الجواز ان يعطى مديونه الفقير زكوته ثم يا خذها عن دينه ولو امتنع المديون مديده واخذ ها لكونه ظفر بجنس حقه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶. ط.س. ج۲ص۲۷۰) ظفير.(۵) وشرط صحة ادائها نية مقارنة له اى للاداء ولو كانت المقارنة. حكما الخ ولا يخرج عن العهدة بالعلل بل مالا داء للفقراء. (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۴. ط.س. ج۲ص۲۶۸) ظفير.

گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ جو شرعاً ادا نہیں ہوئی اس کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے

(سوال ۶۱۵) میں نے جو عرصہ بیس پچیس سال سے زکوٰۃ دی ہے تو ایسے شخصوں کو دی ہے جو میرے ذمہ سے ادا نہیں ہوئی یعنی اپنے پوتوں اور ہمشیرہ اور لڑکی وغیرہ غریب کو۔ مگر اب میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی بات ایسی مجھ کو بتا دی جائے کہ جو سال گذر چکے ہیں ان کی زکوٰۃ میرے ذمہ سے ادا ہو جاوے مگر مجھ کو یہ یاد نہیں کہ جو سال گذر چکے ہیں فلاں سال میں اس قدر روپیہ میرے پاس تھا اور فلاں سال میں اس قدر روپیہ تھا بلکہ یہ مجھ کو خوب معلوم ہے کہ اس روپے میں سے خرچ ہوتے ہوتے بہت تھوڑا سا باقی رہا ہے۔ اور نہ میں نے اس روپے سے کسی قسم کی تجارت وغیرہ کی ہے بلکہ اس میں سے خرچ ہی کرتا رہا ہوں اس صورت میں کیا کیا جاوے جو گذشتہ زکوٰۃ میرے ذمہ سے ادا ہو جائے۔

(جواب) گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ جو ادا نہیں ہوئی اس کی ادائیگی کی اب اس کے سوائے اور کچھ صورت نہیں ہوسکتی کہ اپنے خیال میں ان برسوں کا اندازہ کیا جاوے کہ ہر سال میں کتنا کتنا روپیہ تخمیناً موجود تھا۔ اور نیز واضح ہو کہ بہن اور بہن کی اولاد جو غریب ہوں ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے، البتہ بیٹوں پوتوں اور پوتیوں اور نواسیوں اور نواسوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ (۱) پس یہ بھی اندازہ کیا جاوے کہ کس قدر پوتوں اور لڑکیوں کو دی گئی ہے اور کس قدر بہن کو۔ کیونکہ جو بہن کو دی گئی وہ ادا ہو گئی اور جو اولاد یا اولاد کی اولاد کو دی گئی وہ ادا نہیں ہوئی، الغرض اس اندازہ سے جس قدر روپیہ ہر سال میں موجود ہونا خیال میں آوے اس کی زکوٰۃ کا حساب کرا کر اس کو ادا کر دیا جاوے اور حتی الوسع تخمینہ ایسا کیا جاوے کہ اپنے خیال کے موافق اس میں کمی نہ رہے کچھ زیادہ ہی ہو جاوے کہ احتیاط اسی میں ہے۔ فقط

جو قرضہ حکومت کو دیا گیا ہے اس کی زکوٰۃ کب واجب ہوگی

(سوال ۶۱۶) زید نے سرکار کو سو روپے بطور قرضہ کے دیئے تھے، ابھی وصول نہیں ہوئے۔ ایک سال کے بعد امید وصول کی ہے تو اس کی زکوٰۃ زید کے ذمہ بعد وصول کے واجب الادائیگی یا قبل وصول کے ہر سال زکوٰۃ دینا چاہئے۔

(جواب) ایسے قرض کی زکوٰۃ بعد وصول کے واجب الادا ہوتی ہے، وصول سے پہلے زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے، لیکن اگر زکوٰۃ اس کی قبل وصولیابی کے دیدیوے تو ادا ہو جاوے گی۔ بعد وصول کے پھر دینی نہ آوے گی۔ کذا فی کتب الفقہ۔ (۲) فقط۔

کسی مسکین کے لئے زکوٰۃ سے ماہوار مقرر کرنا کیسا ہے

(سوال ۶۱۷) کسی شخص مسکین کا زکوٰۃ سے مثلاً ایک روپیہ ماہوار مقرر کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ (۳) فقط۔

کیا غلہ کی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے گا

(سوال ۶۱۸) غلہ کی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا بعد فروخت کرنے غلہ کے کیا حکم ہے۔

---

(۱) ولا الی من بینهما ولاد (درمختار) وقید بالولاد لجوازه لبقیة الاقارب کالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة (ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۶. ط.س. ج۲ ص ۳۴۶) ظفیر۔

(۲) ولو کان الدین الخ فوصل الی ملکه لزم زکوة مامضی (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱۲. ط.س. ج۲ ص ۲۶۶-۲۶۷) ظفیر۔

(۳) ومقارنة بعزل ماوجب کله اوبعضه ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (ایضا) ط.س. ج۲ ص ۲۷۰۔

(جواب) اس صورت میں غلہ کی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا بعد حولان حول لازم ہے۔(۱) فقط۔

جبراً عشر و چندہ مدرسہ میں لینا کیسا ہے

(سوال ۶۱۹) جبراً عشر و چندہ وصول کر کے مدرسہ و مکتب میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جبر کرنا صدقۂ نفلی میں درست نہیں ہے

زکوٰۃ کا روپیہ کسی نے خرچ پر دے دیا کیا حکم ہے

(سوال ۶۲۰) ایک شخص کے پاس مہتمم مدرسہ نے کچھ روپیہ زکوٰۃ کا طلبہ کے واسطے رکھ دیا تھا، اس کو کچھ ضرورت پڑی اس نے دو روپے بلا اجازت مہتمم مدرسہ اپنے خرچ میں صرف کر لیا اور پھر ادا کر دیا، اس کے واسطے کیا حکم ہے۔

(جواب) اس کو صرف کرنا جائز نہ تھا، لیکن ادا کرنے کے بعد وہ بری ہو گیا۔

مدفون روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۶۲۱) جو روپیہ زمین میں مدفون ہے اور اس سے کسی قسم کا نفع نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

(جواب) اس روپے کی زکوٰۃ ہر سال دینی چاہئے۔(۲)

انجمن زکوٰۃ

(سوال ۶۲۲) ایسی انجمن قائم کرنا جس میں مال زکوٰۃ مساکین پر صرف ہوتا ہو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) درست ہے۔

قرض روپے کی زکوٰۃ

(سوال ۶۲۳) قرض میں جو روپیہ پڑا ہوا ہے اور وہ بقدر نصاب ہے اور سال بھر گذر گیا ہے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں

(جواب) قرض میں جو روپیہ پڑا ہوا ہے اور بقدر نصاب ہے اور سال بھر گذر گیا ہے تو اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے ادا کرنا واجب ہوتی ہے، جس قدر وصول ہوتا جاوے اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی، جو روپیہ مارا جاوے گا اس کی زکوٰۃ بھی ساقط ہو جاوے گی۔(۳)

قرضہ کی زکوٰۃ بعد وصول

(سوال ۶۲۴) قرضہ جو قابل وصول ہے اس پر زکوٰۃ دی جاوے یا قرضہ کے وصول پر؟ اور جو قرضہ فی الحال قابل وصول ہے لیکن شاید کچھ عرصہ کے بعد غیر قابل وصول ہو جاوے، یا بعض قرضہ اقساط کے ساتھ وصول ہو اس کے واسطے کیا ارشاد ہے۔

(جواب) بعد وصول قرضہ کے زکوٰۃ دینا واجب ہوتا ہے لیکن اگر قبل از وصول دے دی جاوے تو یہ بھی جائز ہے۔ جو قرضہ اب قابل وصول ہے اور بعد میں شاید قابل وصول نہ رہے اس میں بھی یہی حکم ہے جو گذرا۔

---

(۱) تجب فی کل مائتی درہم خمسة دراهم الخ (عالمگیری کتاب الزکاة باب ثالث ج ۱ ص ۱۶۷ . ط.س. ج ۲ ص ۱۷۸) ظفیر (۲) ولا فی مال مفقود (الی قوله) ومد فون ببریة نسی مکانه ثم تذکره ...... بخلاف المدفو ن فی (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲ . ط.س. ج ۲ ص ۲۶۶) ظفیر صدیقی.
(۳) ولو کان الدین علی مقر ملئی (الی قوله) فوصل الی ملکه لزم زکاة مامضی (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲ . ط.س. ج ۲ ص ۲۶۶-۲۶۷) ظفیر.

قرض روپے کی زکوٰۃ کب ادا کی جائے

(سوال ۶۲۵) خالد نے عابد کو روزگار کے واسطے قرض روپیہ دیا، عابد نے روزگار میں نقصان پایا، روپیہ خالد کا صرف ہوگیا اپنا مکان عابد نے خالد کو رہن لکھ دیا۔ اب خالد اس روپے کی زکوٰۃ کیوں کر ادا کرے۔

(جواب) قرض میں جو روپیہ ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے ادا کرنا واجب ہوتی ہے، پس جو روپیہ وصول نہ ہوا اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہ ہوئی۔

صدقہ کا ثواب مالک خانہ کو ملے گا یا سب گھر والوں کو

(سوال ۶۲۶) اگر کسی گھر میں نو دس آدمی ہیں اور ایک شخص کا اختیار تمام چیز پر ہے اور مختار سب کی خوشی سے بنا گیا ہے، اگر وہ صدقہ دے گا تو اس کو ہی ثواب ملے گا یا تمام گھر والوں کو۔

(جواب) جب کہ صدقہ خیرات سب کے مال مشترکہ سے ان کی اجازت سے ہے تو سب کو ثواب ملے گا۔

پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ اور اس کے سود کا حکم

(سوال ۶۲۷) میں گورنمنٹ انگریزی میں دس روپے ماہوار کا ملازم ہوں دس آنے میری تنخواہ اور پانچ آنے عطیہ گورنمنٹ جملہ پندرہ آنے ماہوار میرے نام سے سونگ بنک میں جمع ہوتے ہیں، کچھ سود بھی ماہوار اس مجموعہ پر لگتا ہے، میں جمع کرنا اور سود لینا نہیں چاہتا، مگر یہ قاعدہ مقررہ قبول نہیں کیا جاتا، حسب قاعدہ معینہ وہ مجموعہ بحالت ملازمت مل بھی نہیں سکتا۔ عدم ملازمت کی صورت میں وہ کل مجموعہ مع سود یکجا وصول ہوگا۔ اصل وسود کی کچھ تشریح نہ ہوگی۔ اس صورت میں مجموعہ موجودہ بنک کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے یا نہیں۔ اب شرع شریف کا اس بارہ میں میرے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب) جو کچھ وصول ہو اس میں سے بقدر سود صدقہ کر دیا جاوے کیونکہ روپیہ (میں تمیز[1] متعذر رہے اور زکوٰۃ بعد وصول کے لازم ہوگی۔ اس وقت سے زکوٰۃ کا حساب کیا جاوے گا جس وقت اس وضع کردہ رقم کی مقدار نصاب کو پہنچ جاوے۔ فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔

پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ اور اس کی حقیقت

(سوال ۶۲۸) بعض ملازمت ہائے انگلیشیہ میں ایک طرز پراویڈنٹ فنڈ کا جاری ہے۔ پراویڈنٹ فنڈ یہ ہے کہ تنخواہ ملازمین میں سے ایک مقدار ہر ماہ کٹتی رہتی ہے وہ روپیہ رقم جمع ہو کر بوقت علیحدگی خود ملازم یا درصورت فوت اس کے ورثہ کو ملتا ہے اس سوال میں خاص بریلی کالج کی بحث ہے جس کے قواعد میں ابتداءً یہ تھا کہ اگر ملازم چاہے تو پانچ فی صدی اپنی تنخواہ میں سے پراویڈنٹ فنڈ میں جمع کرتا رہے، لیکن جب کہ بعض ملازمین نے اس قاعدے پر اعتراض کر کے پوری تنخواہ لینی چاہی تو کمیٹی منتظمہ کالج نے قاعدہ مذکورہ کے بجائے اجبار کر دیا جس سے ہر ملازم کی تنخواہ میں سے ماہانہ رقم وضع ہونے لگی اور اختیار نہیں رہا کہ کبھی وہ حالت ملازمت میں بجز صورت علیحدگی یا فوت ہونے کے رقم مجرا کر وہ لے سکے۔ یہ رقم مجرا شدہ وقتاً فوقتاً الہ آباد بنک میں ہر ملازم کے نام کے آگے تعداد رقم مجرا شدہ ششماہی اور سالانہ لکھی جانے لگی اور اس میں منافع دومی خانہ میں لکھا جانے لگا۔ اور تیسرے خانہ میں رقم مجرا شدہ کے برابر رقم

---

(۱) رجسٹر میں اس جگہ عبارت اس طرح درج ہے "کیونکہ وہ سندر ہے" اس عبارت کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آیا، اس لئے بعد استصواب بین القوسین الفاظ زیادہ کر دیئے گئے ہیں۔

اور لکھی جانے لگی۔ کمیٹی منتظمہ ملکہ گورنمنٹ کا عطیہ خاص اپنی طرف سے یہ رقم ملازم کالج کے لئے تھی اور ہے۔ یعنی وقت علیٰحدگی ملازم کے مجموعہ تینوں رقم کے ملنے کا قاعدہ ہوا۔ لیکن رقم مجرا شدہ از تنخواہ کے ملنے کا وقت علیٰحدگی ہر حال میں وعدہ تھا اور ہے۔ پرائی رقم عطیہ کے ملنے کو کمیٹی نے اس بات کے ساتھ مشروط کیا کہ وقت علیٰحدگی ملازم کے اول کمیٹی کی طرف سے رزیلوشن تجویز ہوگی۔ آیا اس ملازم کی رقم عطیہ ملے یا نہیں۔ حکم ہونے پر رقم مذکورہ عطیہ ملازم کو دی جاوے گی ورنہ نہیں۔ یہ طریقہ پنشن کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جو بوقت پیری یا علیٰحدگی ملازم کو امداد دے سکے اور ساتھ میں ایک نوع دباؤ یا لالچ دلانے کی صورت میں بھی ہے، اور ترغیب پروفیسران اور معلمان کالج کے لئے وفاداری گورنمنٹ کی کہ ان کا روپیہ جز تنخواہ جو جمع ہو کر زائد رقوم ہو کر ہزاروں تک ہو کر کمیٹی کے اختیار و قبضہ میں رہتا ہے، اگر وہ وفادار نہ بنیں تو ان رقوم سے ہاتھ اٹھاویں بالجملہ دوم اگست سن ۱۹۱۵ء کو ایک پروفیسر کو رقم مبلغ ایک ہزار سات سو چون روپے چودہ آنے ایک پائی۔ مجموعہ ہر سہ مدات مذکورہ یعنی رقم مجرا شدہ از تنخواہ مبلغ چھ سو نوے روپے بامنافع مذکورہ تعدادی دو سو اٹھائیس روپے دس آنے آٹھ پائی رقم عطیہ از جانب کمیٹی مساوی رقم اول تعدادی چھ سو نوے روپے بحمدہ تعالیٰ عطاء ہوا، اور روپیہ پروفیسر کے ہاتھ میں آ گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا رقم پر بعد حولان حول زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم وواجب ہوگی یا سر دست زکوٰۃ سنین ماضیہ کی واجب ہے؟

(جواب) ہر سہ رقم کے وصول ہونے کے بعد حولان حول ہونے پر زکوٰۃ دینا واجب ہوگا، سنین ماضیہ کی زکوٰۃ کسی رقم کی بھی لازم نہ ہوگی۔ رقم منافع ورقم عطیہ پر تو عدم وجوب زکوٰۃ ظاہر ہے کہ ابھی ملک مزکی میں نہیں آئی اور رقم مجرا شدہ کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ شان مصادرہ موجود ہے اور اجبار اس کی دلیل ہے اور معروض سقوط میں ہونا اس کا مستبعد نہیں۔ والا صل فیه حدیث علی لا زکوٰة فی مال الضمار .درمختار قوله حدیث علی رضی الله تعالیٰ عنه کذا عزاه فی الهدایة الی علی ولیس بمعروف وانما ذکره سبط ابن الجوزی فی اثار لا نصاف عن عثمان وابن عمر کذافی شرح النقایة الملا علی قاری رحمة الله علیه . شامی .(۱) فقط۔

ایصال ثواب کے لئے صدقہ جاریہ کی بہتر صورت کیا ہے

(سوال ۶۲۹) ایک شخص دو صد روپیہ اپنے والدین مرحوم کے مکافات گناہ کے لئے دوامی سلسلہ کی صورت میں قائم کر کے اللہ کی راہ میں دینا چاہتا ہے، احسن صورت صرف کی کون سی ہے۔

(جواب) ایصال ثواب کے لئے صدقہ جاریہ کی صورت بہتر ہے تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کو ثواب پہنچتا رہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ روپیہ مذکورہ کتب دینیہ حدیث وفقہ وتفسیر کی خرید کر کے مدرسہ دینیہ میں داخل کر دی جاویں کہ اس کا نفع عظیم ہے یا روپیہ مذکورہ سے کوئی جائیداد خرید کر اس کو وقف کر دیا جائے اور آمدنی اس کی کسی مدرسہ دینیہ کے طلبہ مساکین اور یتامیٰ اور اقرباء غرباء پر تقسیم کر دی جائی کہ اس قدر فلاں کو اور اس قدر فلاں کو دی جاوے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له رواه مسلم ۔(۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کی اعانت میں جو کچھ صرف کیا جاوے گا وہ بھی صدقہ جاریہ ہے اور ثواب اس کا ہمیشہ متوفی کو پہنچتا رہے گا۔ فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۲ . ط.س. ج۲ ص ۲۶۷ . ۱۲ ظفیر
(۲) مشکوۃ کتاب العلم فصل اول ص ۳۲ . ۱۲ ظفیر.

کتاب الصوم

پہلا باب

روزہ کی نیت، روزہ کی قسمیں اوراس کی حیثیت

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

روزہ کی نیت

(سوال ۱) زید صبح کو سوگیا۔ قریب ۱۱-۱۲ بجے کے آنکھ کھلی تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) رمضان شریف کے روزہ کی نیت یا نفل روزہ کی نیت دن میں نصف نہار شرعی سے پہلے صحیح ہے یعنی ۱۱ بجے تک تقریباً صحیح ہے۔(۱) فقط۔

رمضان میں بلاعذر شرعی کھانے والے کی مثال

(سوال ۲) مولوی صاحب نے ایک شخص کو رمضان میں بلا عذر شرعی کھاتے پیتے دیکھ کر کہا کہ خنزیر خور ہے اور رمضان میں کھانا حرام ہے اور جس کو کھاتے دیکھتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ سور کھا رہا ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ رمضان میں بلا عذر شرعی کھانا حرام ہے یا گناہ کبیرہ۔

(جواب) بلاعذر رمضان شریف میں دن کو کھانا پینا بے شک قطعاً حرام ہے اور کھانے والا مرتکب حرام فعل کا ہے اور گناہ کبیرہ کا ہے اور تشبیہاً اس کو خنزیر خور کہنا صحیح ہوسکتا ہے یعنی جیسا کہ خنزیر خور حرام خور اور مرتکب حرام فعل اور گناہ کبیرہ کا ہے، اسی طرح رمضان شریف میں بلاعذر کھانے والا حرام خور اور مرتکب فعل حرام اور گناہ کبیرہ کا ہے اور مثل خنزیر خور کے ہے۔ (۲) فقط۔

مسافر مریض رمضان میں نفل کی نیت سے روزہ رکھے تو فرض ہوگا یا نفل

(سوال ۳) مسافر یا مریض اگر رمضان میں بہ نیت نفل روزہ رکھے تو نفل ہوگا یا فرض۔

(جواب) شامی میں ہے **وحاصله ان المريض والمسافر لو نويا واجباً اخر وقع عنه ولو نو يا نفلاً او اطلقا فعن رمضان الخ** . ((۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مریض اور مسافر اگر نفل کی نیت کریں تو رمضان کا روزہ ہوگا اور اگر واجب آخر کی نیت کریں تو واجب آخر ہوگا۔) **وفيه تفصيل واختلاف**۔(۴) فقط۔

اوقات سحری کے بعد کھانا جائز نہیں

(سوال ۱/۴) زید کہتا ہے کہ ناواقف لوگ جو اوقات سحری سے خبر نہیں رکھتے۔ جب تک اذان نہ سنیں کھا پی سکتے ہیں۔ اگر

---

(۱) فيصح اداء صوم رمضان الخ من الليل الخ الى الضحوة الكبرى لا بعد ها (در مختار) قوله الى الضحوة الكبرى المراد بها نصف النهار الشرعي وهو من استطارة الضوء فى افق المشرق الى غروب الشمس والغاية غير داخلة فى المغيا (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۲ . ط.س. ج ۲ ص ۳۷۷) نیت سے مراد دل کا ارادہ ہے۔ زبان سے ادائیگی ضروری نہیں ہے۔ اس لئے اگر ارادہ رات میں کر کے سویا تھا، تو پھر کوئی مزید ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) اعلم ان صوم رمضان فريضة لقوله تعالىٰ كتب عليكم الصيام وعلىٰ فرضته انعقد الا جماع ولهذا يكفر جاحده (هدايه كتاب الصوم ج ۱ ص ۱۹۳) ظفير.

(۳) رد المحتار للشامى كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۷ . ط.س. ج ۲ ص ۳۷۸ . ۱۲ ظفير

(۴) ديكھئے رد المحتار ايضاً ج ۲ ص ۱۱۷ . ط.س. ج ۲ ص ۳۷۸ . ۱۲ ظفير.

مؤذن نے اذان میں دیر کی تو مؤذن کا قصور ہے۔

صبح صادق کے بعد کھانے کی اجازت نہیں

(سوال ۲/۵) زید کہتا ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں کچھ کھانے پینے کو موجود ہے، صبح صادق ہوگئی، وہ اس ہاتھ کی خوراک کھا پی سکتا ہے، اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) (۱) صبح صادق کے بعد کھانا پینا درست نہیں، خواہ اذان ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، اس بارے میں بہت احتیاط کرنے چاہئے۔(۱)

(۲) اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صبح صادق کا ہونا یقینی نہ ہو۔(۲) فقط۔

عرفہ کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۶) بتاریخ ۹ ذی الحجہ بروز عرفہ روزہ رکھنا کیسا ہے۔

(جواب) مستحب ہے اور اس میں بہت ثواب ہے۔(۳) فقط۔

نفل اور نذر روزے کی نیت کب کرے

(سوال ۷) نفلی روزہ میں یا نذر میں نیت کب سے کرے۔

(جواب) نفلی روزہ میں اور نذر معین اور رمضان شریف کے روزے کی رات سے نیت کرے، یا صبح کو، نصف النہار شرعی تک کرے، درست ہے اور باقی روزوں میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔(۴) فقط۔

نذر کے روزہ میں قضا کی نیت کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۸) ایک شخص کے ذمہ کچھ روزے قضاء کے تھے اور کچھ نذر کے۔ پہلے قضاء کے رکھنے شروع کئے، جب وہ ختم ہو گئے تو نذر کے رکھے، مگر رات کو نذر کی نیت یاد نہ رہی، قضاء کی نیت کر لی۔ دن کو یاد آیا تو نذر کا روزہ ادا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) نذر معین میں دن کو دوپہر تک نیت ہو سکتی ہے۔(۵) اور نذر مطلق میں یعنی جس میں کوئی دن اور تاریخ مقرر نہ کی جائے، رات سے نیت اس روزہ کی ضروری ہے پس صورت مسئولہ میں اگر نذر مطلق کا روزہ ہے تو وہ بہ نیت قضاء

---

(۱) وشرعاً امساک عن المفطرات الا تیة حقیقة او حکما الخ فی وقت مخصوص وهو الیوم (در مختار) ای الیوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب (ردالمحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۰ .ط.س. ج۲ص ۳۷۱) ظفیر

(۲) او تسحر اوا فطر یظن الیوم الخ لیلا والحال ان الفجر طالع والشمس لم تغرب الخ قضی فی الصور کلها فقط (الدر المختار علی هامش باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۳ .ط.س. ج۲ص۴۰۵) ظفیر.

(۳) صیام یوم عرفة احتسب علی الله ان یکفر السنة التی قبله والسنة التی بعده رواه مسلم (مشکوة باب صیام التطوع ص ۱۷۹) والمندوب کا یام البیض عن کل شهر الخ وعرفة ولو لحاج لم یضعفه (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴ .ط.س. ج۲ص۳۷۵) ظفیر.

(۴) فیصح اداء صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیة من اللیل الخ الی الضحوة الکبری لا بعدها الخ والشرط للباقی من الصیام قرآن النیة للفجر ولو حکما وهو تبییت النیة الضرور وتعیینها لعدم تعیین الوقت (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۶ .ط.س. ج۲ص۳۷۷) ظفیر.

(۵) فیصح اداء صوم رمضان والنذر المعین والنفل نیة من اللیل فلا تصح قبل الغروب ولا عنده الی الضحوة الکبری لا بعدها الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۶ .ط.س. ج۲ص۳۷۷) ظفیر.

ادا نہ ہوگا۔ نذر کا روزہ پھر رکھنا ہوگا۔(۱)فقط۔

جمعہ کا اکیلا روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۹) جمعہ کا اکیلا روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں خاص کر جو عرفہ ذی الحجہ جمعہ کو ہو تو روزہ رکھے یا نہیں، ایک واعظ نے جمعہ کا روزہ رکھنا حرام فرمایا ہے۔ واعظ درست کہتا ہے یا غیر درست؟

(جواب) واعظ کا کہنا درست نہیں ہے۔ جمعہ کا روزہ مستحب ہے۔ بعض فقہاء نے اس خیال سے کہ روزہ کے ضعف کے باعث فرض نماز میں کچھ خلل واقع نہ ہو جائے، منع فرمایا ہے، ورنہ ویسے اس کے استحباب میں کوئی شک نہیں۔ اور فقہاء احتیاطاً فرماتے ہیں کہ ایک روزہ اس سے اول یا اس کے بعد رکھ لے، اگر تنہا رکھے تو کچھ حرج نہیں۔ قال الشامی فی کتاب الصوم فکان الا حتیاط ان یضم الیه یوما اخر (الی ان قال)لان فیه وظائف فلعله اذا صام ضعف عن فعلها۔(۲)فقط۔

عرفہ کا روزہ حاجی لوگ کیوں نہیں رکھتے

(سوال ۱۰) ماہ ذی الحجہ میں عرفہ کے دن یعنی نویں تاریخ کو جو روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے تو اس روز حاجی لوگ خاص عرفات میں روزہ کیوں نہیں رکھتے، اس کی وجہ کیا ہے۔

(جواب) سفر کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ روزہ رکھنے کے سبب سے کہیں افعال حج کے ادا کرنے میں ضعف کے باعث خلل واقع نہ ہونے لگے۔(۳) واللہ اعلم (یوں اگر حاجی کو عرفات کے فرائض کی ادائیگی میں خلل نہ ہو اور وہ کمزوری محسوس نہ کرے تو وہ بھی عرفہ کا روزہ رکھ سکتا ہے۔ جیسا کہ حاشیہ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ ظفیر)

---

(۱)والشرط للباقی من االصیام ای من انواعه الخ وهو قضاء رمضان ولنذر المطلق الخ قرآن النیة للفجر و لو حکما وهوتبییت النیة الخ (ایضاً).ط.س.ج۲ص ۳۸۰. ظفیر.

(۲)رد المحتار للشامی کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴ . پوری عبارت یه هے والمندوب کایام البیض عن کل شهر ویوم الجمعة ولو منفرداً وعرفة ولو لحاج لم یضعفه (در مختار) قوله یوم الجمعة ولو منفرداً . صرح به فی النهر وکذا فی البحر فقال ان صومه بانفراده مستحب عند العامة کالا ثنین والخمس الخ ولا باس بصوم ، یوم الجمعة عند ابی حنیفة و محمد لماروی عن ابن عباس انه کان یصومه ولا یفطر الخ (رد المحتار ایضاً.ط.س.ج۲ص۳۷۵) ظفیر.

(۳)والمندوب کا یام البیض الخ وعرفة ولو لحاج لم یضعفه (در مختار) صفة لحاج ای ان کان لا یضعفه عن الوقوف بعرفات ولا یحل بالداعوة محیط فلواضعفه کره (رد المحتار کتاب ج ۲ ص ۱۱۴ .ط.س.ج۲ص۳۷۵) ظفیر.

دوسرا باب

رویت ہلال، اختلاف مطالع اور قول منجمین وغیرہ

رمضان کے چاند کی شہادا ایک مرد اور تین عورتیں دیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۱/۱۱) ماہ رمضان ۲۹ کو شہر خیر پور میں گرد وغبار کے باعث عوام نے چاند نہ دیکھا۔ بعد نماز مغرب کے حافظ اللہ بخش اور تین عورتیں شہادت دیتی ہیں کہ ہم نے یقیناً چاند دیکھا ہے اللہ بخش کہتا ہے کہ میں اوروں کو پکارتا مگر کوئی نہیں پہنچا، حتیٰ کہ چاند بادل میں آ گیا ان کا حال محلّہ والوں سے دریافت کیا گیا۔ سب نے یہ کہا، ہم کو ان کو کوئی شکایت نہیں۔ دریں صورت اس شہادت کو معتبر سمجھ کر افطار کا حکم دینا جائز ہے یا نہیں۔

عدالت کی تعریف موجودہ دور میں

(سوال ۲/۱۲) عدالت کی تفسیر جو فی زماننا معتبر ومعمول بہ ہو تحریر فرمائیے۔

عدالت کی تعریف فقہ میں

(سوال ۳/۱۳) کتب فقہ میں عدالت کی تفسیر یہ لکھی ہے:
ملکۃ تحمل علی ملازمۃ التقویٰ والمروۃ والشرط ادناھا ترک الکبائر الخ لیکن اس زمانے میں اگر ایسا کوئی نہ ملے تو جن معاملات میں یہ شرط کی گئی ہے اس کا فیصلہ کیونکر کیا جائے۔

اختلاف زمانہ میں سے عدالت کی تفسیر میں فرق آئے گا یا نہیں

(سوال ۴/۱۴) اختلاف عصر سے عدالت کی تفسیر میں فرق آ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر وہ دو شخص چاند دیکھنے والے نمازی پرہیزگار ہیں، فسق وفجور ان کا ظاہر نہیں ہے تو ان کی گواہی پر افطار درست ہے۔(۲)

(۲،۳،۴) عدل کی وہی تفسیر اب بھی ہے جو فقہاء نے لکھی ہے وہی معتبر ہے اختلاف عصر سے عدالت کی تعریف میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، جس جگہ عدالت فقہاء نے شرط کی ہے، وہاں ایسی ہی عدالت کی ضرورت ہے، اور جہاں مستور کی گواہی بھی کافی ہے، جیسے روزہ رکھنے میں اور اثبات رمضانیت میں وہاں ثبوت عدالت کی ضرورت نہیں، مگر فسق بھی ظاہر نہ ہو۔ کما فی الشامی۔ لان المراد بالعدل من ثبتت عدالته ولا ثبوت فی المستور اما مع تبین الفسق فلا قائل به عندنا الخ ۔(۳) فقط۔

چار یا دو آدمی آ کر کہیں کہ ہم نے فلاں شہر میں سنا کہ چاند ہو گیا ہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵) تار کی خبر ہلال عید ورمضان کے بارے میں معتبر ہے یا نہیں، یا آدمی معتبر کہیں گے اگر کہیں کہ فلاں شہر میں چاند ۲۹ کو دیکھا گیا، ہم نے وہاں کے باشندوں سے سنا ہے، اور اگر دو آدمی جو پابند صوم وصلوٰۃ نہیں ہیں، چاند کی گواہی دیں تو معتبر ہوتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۳ .ط.س. ج۲ص ۱۲،۳۸۵ ظفیر

(۲) وشرط للفطر مع العلة والعد الة نصاب الشهادة ولفظ اشهد وعدم الحدفی قذف الخ ولو كانوا ببلدة لا حاكم فيها صاموا يقول ثقة وافطر واباخبار عدلين مع العلة لضرورة (درمختار) قوله نصاب الشهادة ای علی الا موال وهو رجلان او رجل وامر اتان (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴ .ط.س. ج۲ص۳۸۶) ظفیر.

(۳) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ .ط.س. ج۲ص ۱۲،۳۸۶ ظفیر.

(جواب) تار کی خبر شرعاً قابل اعتبار کے نہیں ہے، اس پر روزہ رکھنا اور عید کرنا درست نہیں ہے، اور دو آدمیوں کا یہ کہنا کہ فلاں شہر میں چاند ہوا ہے۔ لیکن دیکھنے والے سے انہوں نے نہیں سنا یہ بھی معتبر نہیں ہے(۱) اور بے نمازی کی شہادت رمضان وعید کے بارہ میں معتبر نہیں ہے۔(۲) فقط۔

چاند دیکھنے والے پر جرح کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۶) چاند دیکھنے والے کی خبر، نیز اس کی شہادت دینے والوں کی شہادت کے لئے فجر اور مشاہدین کی صرف عقیدی اور عملی حالت کی جانچ لینا کہ وہ غیر مسلم اور فاسق نہ ہوں، کافی رہا کہ ان کو ایسی باتیں کہنی جس سے ان کو ذلت اور شکستگی دل حاصل ہو، مثلاً یہ کہنا، کیا تمہاری بینائی بڑی تیز تھی، کیا تمہاری چار آنکھیں تھیں، اور کیفیت روایت دریافت کرنی کہ چاند موٹا تھا یا باریک اور اونچا یا نیچا، اور دونوں گوشے برابر تھے یا ایک کھڑا اور ایک پڑا۔ اور کون سا گوشہ کھڑا تھا۔ یہ ضروری ہے یا نہ۔ یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) چاند دیکھنے والے کی خبر اور شہادت معتبر ہونے کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ وہ عادل وثقہ ہو یا فاسق بین الفسق نہ ہو، باقی امور کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) اور مسلمان کو ذلیل ودل شکستہ کرنا، ایسی باتیں کہہ کر درست نہیں ہے۔

فساق وفجار کی شہادت قبول کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۷) ۲۹ رمضان المبارک کا چاند یہاں نہیں دیکھا گیا، صرف دو چار آدمیوں فساق وفجار کہ جو نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں، انہوں نے شہادت دی کہ ہم نے چاند دیکھا ہے، چونکہ وازروئے شرع شریف قابل شہادت دینے کے نہ تھے، اس لئے ان کی شہادت مقبول نہ ہوئی۔ لہذا روزہ تاریخ ۳۰ کا بھی رکھنا پڑا۔ بعد میں خبر مل گئی کہ چاند ۲۹ کا ہوا تھا اب وہ لوگ اور بعض لکھے پڑھے بھی یہ کہتے ہیں کہ عید کے روز شیطان روزہ رکھتا ہے۔ لہذا جس نے روزہ رکھا وہ بھی شیطان ہو گئے اور گنہگار ہوئے۔ اب دریافت طلب یہ امور ہیں کہ آیا ایسے شخصوں کی شہادت معتبر ہے، اور جنہوں نے روزہ نہیں رکھا ان کو کیا ثواب ملا، اور کیا جنہوں نے روزہ رکھا وہ واقعی شیطان کے گروہ میں ہیں۔

(جواب) بوجہ غیر معتبر ہونے شہادت کے جن لوگوں نے تیس رمضان کا روزہ رکھا، انہوں نے حق کیا اور سنت کی پیروی کی معترض جہال ضلال ہیں جب تک حجت شرعیہ پوری نہ ہو جائے قابل اعتبار نہیں، اور ایسے کھلے فساق وفجار کی شہادت کسی طرح قابل اعتبار نہیں، اور ایسے کھلے فجار وفساق کی کبھی نہ سننی چاہئے۔ روزہ رکھنے والے متبعین سنت ہیں، اور بلا حجت معتبرہ جنہوں نے روزہ نہ رکھا وہ عاصی ہوئے، اگرچہ بعد میں بوجہ ثابت ہو جائے رویت ۲۹ کے ان پر قضا وکفارہ نہ آوے گا ۔(۴) فقط۔

---

(۱) فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب اذا ثبت بطریق موجب کما مر (در مختار) قوله بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف اذا اخبران اهل بلدة کذا راء وه لانه حکایة (رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲. ط.س. ج۲ص ۳۹۴) ظفیر.

(۲) لا فاسق اتفاقا (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴. ط.س. ج۲ص ۳۸۵) ظفیر.

(۳) خبر عدل او مستور الخ لا فاسق اتفاقا (درمختار) لان المراد بالعدل من ثبت عدالته ولا ثبوت فی المستور اما مع تبین الفسق فلا قائل به عندنا (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴. ط.س. ج۲ص ۳۸۵) ظفیر.

(۴) ولا یصام یوم الشک هو یوم الثلاثین من شعبان الخ والا بان ظهرت (رمضانیته) فعنه ای عن رمضان (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۹ و ج ۲ ص ۱۲۰. ط.س. ج۲ص ۳۸۱) ظفیر.

لاعبرة لاختلاف المطالع کا مطلب

(سوال ۱۸) لاعبرة لاختلاف المطالع کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) یہ مطلب ہے کہ جب طریق موجب یعنی شہادت معتبرہ سے دوسرے شہر کی رویت ثابت ہوجائے تو وہاں والوں پر بھی حکم اس کا ہوجائے گا۔

رویت ہلال کے سلسلہ میں صرف خط کافی ہے یا نہیں

(سوال ۱۹) نقل خط حضرت مولانا عبدالرحیم صاحبؒ رائے پوری

المخدوم المکرّم جناب حضرت مولانا مولوی عزیز الرحمٰن صاحب مدفیوضہم

از احقر عبدالرحیم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اس وقت باعث تصدیق یہ امر ہے کہ یہاں پر اب تک کوئی خبر رویت ہلال ماہ مبارک بجز حکیم جمیل الدین صاحب کے خط کے اور کوئی نہیں، اس وجہ سے تشویش ہے کہ کیا کیا جاوے۔ حکیم صاحب کے خط کا مضمون یہ ہے کہ یہاں ایک مسلمان پابند صوم وصلوٰۃ مستور الحال نے میرے سامنے اس مضمون کی شہادت دی کہ شنبہ ۲۹ شعبان کو میں نے خود رمضان کا چاند دیکھا ہے اور میرے یہاں ایک عورت نے بھی۔

مولانا عبدالغفار صاحب کا خط جو شاگرد حضرت مولانا گنگوہی ہیں، اور عالم باعمل ہیں گورکھپور سے آیا اور یقین ہے کہ وہ ان ہی کا خط تھا، اس میں چاند کے متعلق یہ مضمون تھا...... گورکھپور میں ایک مسلمان نمازی نے شنبہ کو رویت ہلال کی شہادت دی، بقاعدہ شرع شہادت تسلیم ہوکر اعلان ہوا۔ اکثر لوگوں نے یکشنبہ سے روزہ شروع کردیا میرے نزدیک دونوں شہادتیں معتبر ہیں۔ یہ حکیم صاحب کا مضمون ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی خبر نہیں۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ جواب جلد مرحمت ہو۔

(جواب) از بندہ احقر عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بعالی خدمت، فیض درجت، مخدوم محترم عالم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب مدفیضہ، بعد ہدیہ سلام مسنون عرض ہے والا نامہ کل بروز شنبہ ۲ رمضان المبارک کو وصول ہوکر باعث عزت ہوا۔ رویت ہلال ماہ مبارک کے متعلق جو خبر جناب مولوی حکیم جمیل الدین صاحب کے ذریعہ معلوم ہوئی ہے وہ جناب کے لئے موجب عجب نہیں ہے۔ یہ تو ہمارے فقہائے کرام کو مسلم ہے کہ اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کے لئے لازم وثابت ہوجاتی ہے لیکن بشرطیکہ اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کو کسی طریق ملزم وموجب سے پہنچ جاوے۔ اور علامہ شامی نے اس طریق موجب عمل کو تین طرق کے ساتھ مفسر ومشرح فرمایا ہے، ان ہر سہ طرق میں سے صورت موجودہ میں کوئی طریق محقق نہیں ہے۔ عبارت درالمختار وردالمختار یہ ہے۔

فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب در مختار، قوله بطریق موجب کا ن یتحمل اثنان الشهادة اویشهد علی حکم القاضی اویستفیض الخبر بخلاف ما اذااخبرا ان اهل کذا راوه لانه حکایة الخ۔(۱) ردالمختار۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی اختلاف المطالع ج ۲ ص ۱۳۲ ط.س. ج۲ ص ۳۹۳. ۱۲ ظفیر۔

اول اور ثانی کی نفی اس صورت میں ظاہر ہے اور اسی طرح طریق ثالث کا منفی ہونا بھی اظہر ہے۔ کیونکہ بطریق استفاضہ وتواتر جناب تک اور ہم تک وہ خبر رویت نہیں پہنچی بس اب صرف اخبار اس امر کا ہے کہ فلاں شہر میں رویت کے گواہی گذری جس کو علامہ موصوف نے موجب عمل نہیں قرار دیا۔ اور جب کہ طریق موجب ثبوت رویت کا نہیں پایا گیا تو اس پر عجب کرنا درست نہیں ہے۔ الحاصل اب تک یہاں بھی کوئی خبر ایسی نہیں پہنچی جو شرعاً مفید حکم صوم ہمارے لئے ہو جائے۔ یہ خبر جو حکیم صاحب کی ہے اس سے بہتر یا اس کے مساوی بھی کوئی خبر نہیں ہے۔ آئندہ جو حکم حضرت کے نزدیک راجح قرار پاوے اس سے مطلع فرماویں۔ جناب حکیم صاحب۔ (۱) و برادرم مولوی حبیب الرحمٰن (۲) صاحب کی رائے بھی یہی ہے۔ مورخہ ۲۱ رمضان المبارک سن ۱۳۳۴ھ راقم احقر عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

خط کی اطلاع پر رویت ہلال مانا جائے یا نہیں

(سوال ۲۰) نقل خط ثانی مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری۔

المخدوم المکرم جناب حضرت مولانا مولوی عزیز الرحمٰن صاحب مد فیوضہم۔

از حقر عبدالرحیم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ایک عریضہ ملفوف اس سے قبل اس مضمون کے متعلق جناب کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ غالباً پہنچا ہوگا، مگر اس میں فقط مولوی جمیل الدین صاحب کے خط کا مضمون تھا، آج یہ دوسرا عریضہ مع خط حکیم جمیل الدین صاحب ووالا نامہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب ارسال خدمت ہیں۔ جناب ان دونوں کو ملاحظہ فرما کر بواپسی ڈاک جواب سے مطلع فرما ویں اور ان دونوں خطوں کو واپس کر دیں۔ مقصود ان کے ارسال سے یہ ہے کہ یہ دونوں شہادتیں جناب کو تسلیم ہیں یا نہیں۔ بنا بر تسلیم اگر ۳۰ رمضان کو رویت ہلال نہ ہو تو اس کے حساب سے عید کو لیوے یا نہیں۔ رمضان کا ہونا تو اس سے مسلم ہے، اس میں تو کسی کو کلام نہیں، باقی کلام عید میں ہے کہ کیا کرنا چاہئے۔ لہذا جناب اس عریضہ کو ملاحظہ فرماتے ہی جو رائے ہو اس سے فوراً مطلع فرمادیں، سخت انتظار ہے۔ جمعرات سے قبل یا جمعرات تک اس کا جواب یہاں پہنچ جاوے تاکہ جو رائے قرار پاوے اس سے جمعہ کے روز عوام لوگوں کو مطلع کر دیا جاوے۔

(جواب) بحضرت مخدوم العالم مکرم محترم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب مد فیوضہم۔

بہ ہدیہ سلام مسنون عرض ہے پہلے والا نامہ کا جواب ارسال خدمت بابرکت ہو چکا ہے۔ کل دوسرا والا نامہ مع خط حکیم جمیل الدین صاحب سلمہ، ووالا نامہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب سلمہ، پہنچا، بندہ نے اور دیگر حضرات موجودین نے بغور دیکھا۔ رائے وہی قرار پائی جو پہلے ظاہر کی گئی ہے۔ ہمارے لئے یہ خطوط حجت ملزم نہیں ہیں، اور وجوہ اس کی مخفی نہیں ہیں۔ شہادت غازی پور وحکم گورکھپور باقاعدہ نہیں ہوئی، پھر اس کو سبب ثبوت رمضانیت ہمارے حق میں کیسے تسلیم کیا جاوے اور پھر عید کا حکم اس پر مرتب کرنا اور بھی محل بحث ہے بہرحال اگر صدق قرائن وغیرہ کا خیال کیا جاوے تو غایۃ اسکی ''جواز عمل'' نکلتا ہے، یہ وجوب ولزوم۔ پھر ایسی حالت میں اعلان عید اس حساب پر کرنا مناسب نہیں۔ خدا تعالیٰ کرے کہ اختلاف مرتفع رہے اور ہلال فطر پر اتفاق ہو جاوے۔ آئندہ جو

---

(۱) اس کی مراد غالباً مولانا حکیم محمد حسن صاحب برادر حضرت شیخ الہند ہیں۔
(۲) مفتی علام رحمۃ اللہ کے بھائی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی سابق نائب مہتمم دار العلوم دیو بند۔

ارشاد عالی اور رائے مبارک ہو مطلع فرماویں۔ والسلام۔ راقم عزیز الرحمٰن عفی عنہ،

رویت ہلال کے بارے میں تار برقی کی خبر معتبر ہے یا نہیں

(سوال ۲۱) تار برقی کے ذریعہ رویت ہلال کی خبر معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) تار برقی کی خبر رویت ہلال کے بارے میں شرعاً معتبر نہیں ہے ایسی خبروں میں روزہ افطار کرنا درست نہیں۔ (۱)

۲۹ کو ابر کی وجہ سے جب چاند نظر نہ آئے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲) اگر ابر کی وجہ سے ۲۹ شعبان کو چاند نہ دیکھا جائے تو روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں۔

(۲) اگر بحالت شکوک قصداً روزہ رکھا جاوے تو عذاب ہے یا ثواب۔

(جواب) (۱) درست نہیں کما فی الدر المختار ولا یصام یوم الشک الخ قال علیہ السلام من صام یوم الشک فقد عصا ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۲)

(۲) گناہ ہے۔

ہندو کے پانی سے روزہ کھولنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۳) ایک شخص روزہ دار نے ایک ہندو سے پانی لے کر روزہ افطار کیا، ایک شخص کہتا ہے کہ روزہ جاتا رہا۔ وہ پانی حرام ہے، ہندو لوگ کافر ہیں۔

(جواب) اس روزہ دار کا ہندو مذکور سے پانی لے کر وقت پر روزہ افطار کرنا جائز و حلال ہے۔ جھگڑا کرنے والے کا جھگڑا غلط ہے، اس کو جھگڑا کرنا نہ چاہئے یہ اس کی ناواقفیت ہے اور بے عملی کی بات ہے۔

دو شخص عادل کی شہادت سے روزہ رکھا گیا تو تیس پورا کر کے افطار کرے یا نہیں

(سوال ۲۴) دو شخص عادل کی شہادت پر روزہ ماہ رمضان کا رکھا گیا، بعد تیس روز کے افطار واجب ہے یا کہ جائز اور یہ عبارت درمختار بعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل الفطر حل الفطر کا مفاد وجوب ہے یا کہ جواز۔

(جواب) جب کہ رمضان شریف کا روزہ عادلین کی شہادت پر رکھا گیا اور تیس تاریخ کو ابر و غبار ہے تو افطار بعد تیس دن کے واجب ہے۔ اور مفاد حل الفطر کا اس صورت میں وجوب ہے قال فی الشامی والحاصل انہ اذا غم شوال افطروا اتفاقا اذا ثبت رمضان بشهادة عدلين فى الغيم او لصحو الخ۔ (۳) اور درمختار کی اس عبارت سے کچھ پہلے ہے جاز لهذا القاضى ان يحكم بشهادتهما (۴) واقع ہے، اس پر ردالمحتار نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ جاز وجوب کے منافی نہیں ہے کما قولہ جاز۔ الظاهران المراد بالجواز الصحة فلا ينا فى الوجوب تامل۔ (۵)

---

(۱) فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم روية اولئک بطريق موجب (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم مطلب فى اختلاف المطالع ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س.ج۲ص ۳۹۴) ظفير

(۲) الدر المختار كتاب الصوم مبحث فى صوم يوم الشک ج ۲ ص ۱۱۹ .ط.س.ج۲ص ۳۸۱. ۱۲ ظفير.

(۳) رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۹ .ط.س.ج۲ص ۳۸۱. ۱۲

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ ط-س- ج۲ ص ۳۹۰

(۵) رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ .ط.س.ج۲ص ۳۹۰. ۱۲ ظفير.

ثقہ لوگوں نے چاند دیکھا اور کچھ لوگوں نے روزہ رکھا اور کچھ نے نہیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۵) فرقہ قلیلہ لیکن ثقہ روز پنجشنبہ ہلال دیدہ، روزۂ نخستین داشت پس بعد تمام سی ۳۰ روز بہ یکشنبہ عید نمود، فرقہ ثانیہ بہ شنبہ روزۂ اول داشت وروز دوشنبہ عید کردہ تخطیہ فرقہ اولیٰ کہ ہر دووقت برویت ہلال کارور زیدہ است میکند کہ روزہ و عید شما بر دو برخطاست۔ پس دریں صورت صواب چیست؟ و برخطا کیست؟ وحکم روزہ یکشنبہ پسین چیست؟ و بر مفطر ان جمعہ اولیٰ قضاء است یانہ؟

(جواب) ہرگاہ رویت ہلال رمضان بروز پنجشنبہ برویت ثقات ثابت شد سی ۳۰ روز تمام کردہ بروز یکشنبہ عید کردہ شد تخطیہ فرقہ اولیٰ روانیست وروزہ یکشنبہ پسین کیسانے راکہ رویت پنجشنبہ تر داوشان ثابت شدروانیست وافطار جمعہ اولیٰ بحق اوشان جائز نیست وقضاء آں روزہ لازم است ولیکن واضح باد کہ رویت نہار رااعتبار نیست مثلاً اگر بروز جمعہ ہلال دیدہ شدان ہلال شب آئندہ است نہ شب گذشتہ۔(۱) دریں صورت روزہ جمعہ اولیٰ درست نیست بلکہ بروز شنبہ یکم رمضان خواہد شد وہمچنیں حساب معروفہ کہ چہارم رجب یکم رمضان است مثلاً ایں حساب ہم قابل عمل وقابل اعتبار نیست۔ چوں معلوم شدہ بود کہ در بعض بلاد کشمیر ایں امر ہم محل نزاع شدہ است۔ ازیں وجہ چند کلمہ متعلق آن تحریر کردہ شد۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

شہادت پر افطار کا حکم

(سوال ۲۶) ایک مولوی صاحب کے روبرو چار شہادتوں سے ثابت ہوا کہ پنجشنبہ کو تیسویں رمضان ہے، بناء علیہ مولوی صاحب موصوف نے حکم دیا کہ روز جمعہ عید فطر کریں اور جن لوگوں نے پنجشنبہ سے ابتداء صوم کی ہے ایک روزہ قضاء رکھیں، زید نے اس حکم کی مخالفت کی۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(جواب) **ولو كانوا ببلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلين مع العلة للضرورة الى ان قال و قبل بلا علة جمع عظيم يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبرهم وهو مغوض الى رائي الامام من غير تقدير بعد د على المذهب وعن الا مام انه يكتفى بشا هدين واختاره فى البحر وصحح فى الا قضية الا كتفاء بواحد ان جاء من خارج البلدا وكان على مكان مر تفع و اختاره ، ظهير الدين**(۲) **الخ وقال فى الشامي واعتمده فى الفتاوى الصغرى ايضاً وهو قول الطحاوى الخ**۔(۳) الغرض شامی نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر قرائن سے صدق خبر مظنون ہو تو اس پر بھی عمل کر سکتے ہیں **وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به شامى**(۴) **وقال قبله والظاهر انه يلزم اهل القرى الصوم بسماع المدافع اورؤية القنا ديل من المصر لانه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن الخ**۔(۵) فقط۔

---

(۱) رويته بالنهار للية الأتية مطلقا (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم مطلب فى روية الهلال نهاراً ج ۲ ص ۱۳۰. ط.س. ج۲ ص ۳۹۲) ظفير
(۲) ايضاً ، كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۵. ط.س. ج۲ ص ۳۸۶
(۳) رد المحتار ايضاً ص ۱۲۷. ط.س. ج۲ ص ۳۸۸. ۱۲ ظفير.
(۴) رد المحتار كتاب الصوم تحت قوله ولو كانوا ببلدة لا حاكم ج ۲ ص ۱۲۵. ط.س. ج۲ ص ۳۸۶. ۱۲ ظفير.
(۵) ايضاً ۱۲ ظفير.

رویت ہلال

(سوال ۲۷) رویت ہلال رمضان سن ۱۳۳۲ھ در ہندوستان وکشمیر بروز جمعہ شب شنبہ واقع است مفتیان شرع براں فتویٰ داده است الا فرقہ ایست کوہستانی کہ رویت ہلال مذکور بروز پنجشنبہ شب جمعہ ثابت میکند، باخبار غیر ثقہ میگویند کہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہ چناں است کہ جمعہ فرض است برمسائل فقہ عمل نہ کنند، چوں بفتوی صدر ۲۹ صیام مطلع صاف بود اکثر مردماں رویت ہلال نکرده اند، البتہ ۳۰ صیام روز یکشنبہ چونکہ مطلع صاف بود عموماً رویت کرده دوشنبہ عید نموده اندان فرقہ کہ جمعہ قرار داده اند بلحاظ آں بلا رویت ہلال عام مسلمان بروز یکشنبہ از جماعتی یکے مفتی شده فتویٰ افطار داد وعید نموده اند چنانچہ یک کس ملفوف ہذا ارسال است کہ می گویند قبل از زوال رویت ہلال بروز یکشنبہ کرده ہماں وقت عید نموديم دریں باب انہار اقضاء روز یکشنبہ است یا کفاره مع القضاء؟ فتوی ہمچو ایں مفتی دریں باب نافذ است یا نہ؟ فقط اس شخص کا بیان یہ ہے، ہم نے بروز یکشنبہ قبل از زوال بوقت چاشت چاند دیکھا، اسی پر عید کیا اور ہم چاند دیکھنے والے تقریباً بیس آدمی تھے۔

(جواب) باخبار غیر معتبره یا رویت ہلال در نہار ورویت ہلال شب گذشتہ ثابت نمی شود پس اعتماد کردن بریں دلائل ضعیفہ وعید کردن بروز یکشنبہ بلا رویت ہلال در شب آں حرام ومعصیت است وبر مفطر اں قضاء آں روزه لازم است۔ واما الكفارة فلا لا ختلاف الا مام ابی یوسف رحمه الله فيما قبل الزوال ولیکن اگر بعد ازاں رویت ہلال شود بروز شنبہ بعد الغروب یعنی در شب یکشنبہ از جائے ثابت شود پس بسبب آنکہ اختلاف مطالع معتبر نیست قضاء روزه یکشنبہ ساقط شود چنانچہ دریں جا ہمیں قصہ پیش آمده است کہ موافق رویت ایں بلاد بروز دوشنبہ عید کرده شد یعنی بعد صیام سی ۳۰ روز بعد ازاں محقق شد کہ در بعض بلاد رویت ہلال شوال بروز شنبہ شده است وبروز یکشنبہ عید کرده شده، وبینندگان ہلال ثقہ ومعتبر انداز بنده نیز ملاقی شده اند بیان کرده اندو در چند جا ہمیں قصہ پیش آمد، لہذا عید یکشنبہ ثابت شد وآنانکہ بلا حجت شرعیہ بروز یکشنبہ افطار صیام کرده، عید کرده بودند قضاء صوم از ایشاں ساقط شد وحساب تقویم ویا حساب ''ابجز وبوز'' ویا اول رمضان الماضی خامس رمضان الآتی ویا رابع رجب غرۂ رمضان ونحو آں ہیچک قابل اعتبار نیست وبارہا ایں حساب را در عمر خود غلط یافتیم وعلی ہذا ہر کس کہ بروز یکشنبہ بریں بناء عید کرده سعید نموده الا آنکہ حسب اتفاق در بعض بلاد ہند حسب رویت عید بروز یکشنبہ ثابت شده فطر براں از شخص مذکور قضا ساقط است نہ بوجہ صحیح بودن خیال آنکس حسب اتفاق ہمیں عام اوروئيته بالنهار لليلة الآتية مطلقا على المذهب(۱) در مختار قوله وروية بالنهار الخ اى سواء روى قبل الزوال او بعده وقوله على المذهب اى الذى هو قول ابى حنيفة و محمد رحمهما الله تعالىٰ (الى ان قال) والمختار قولهما شامی۔(۲) پس بوقت چاشت چاند دیکھنے سے اس روز عید کرنا جائز نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۰. ط.س. ج۲ ص ۳۹۲ مطلب فی روية الهلال نهارا۔
(۲) رد المحتار ايضا. ط.س. ج۲ ص ۳۹۲. ۱۲ ظفير۔

رویت ہلال میں کن لوگوں کا اعتبار ہے

(سوال ۲۸)۲۹ شعبان کو ہلال رمضان دس مسلمانوں اور گیارہ ہنود نے دیکھا منجملہ مسلمانوں کے ایک شخص متشرع پابند صوم وصلوٰۃ تھا اور باقی فاسق مقطوع اللحیہ تھے بوجہ داڑھی نہ ہونے کے زید نے شہادت قبول نہیں کی، ایسے شخصوں کی شہادت مفید ثبوت ہلال رمضان ہے یا نہیں؟ اور روزہ توڑنے والوں اور روزہ نہ رکھنے والوں پر کفارہ آوے گا یا قضاء؟

(جواب) اگر ۲۹ شعبان کو ابر تھا تو ایک عادل یا مستور الحال کی شہادت سے بھی ہلال رمضان ثابت ہوجاتا ہے۔(۱) پس اگر ایک شخص بھی ان دیکھنے والوں میں متشرع پابند صوم صلاۃ مجتنب عن المنہیات تھا تو اس کے بیان پر حکم روزہ کرنا لازم تھا ۔اگر ایک شخص بھی ایسا نہ تھا تو پھر زید نے جو اس کے قول کو قبول نہ کیا حق کیا۔ روزہ توڑنے والوں اور نہ رکھنے والوں پر کفارہ نہیں ہے، اب صرف قضاء اس روزہ کی لازم ہے جب کہ محقق ہوگیا ہے کہ ۲۹ شعبان کو چاند ہوا ہے۔ فقط۔

فاسق کی شہادت پر روزے کا حکم

(سوال ۲۹)ولو شهد فاسق و قبلها الا مام وامر الناس بالصوم فافطر هو اوواحد من اهل بلده قال عامة المشائخ تلزمه الكفارة كذا فى الخلاصة۔ اس عبارت میں وجوب کفارہ امام پر کس وجہ سے ہے اور اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

(جواب) اس عبارت عالمگیری کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہلال رمضان کی گواہی ایک فاسق نے دی اور امام نے اس کو قبول کر کے لوگوں کو حکم روزہ کا کردیا تو اس کے بعد اگر وہ خود افطار کرے یا اور کوئی شخص اہل شہر میں سے روزہ توڑ دے تو کفارہ لازم ہوگا وجہ اس کفارہ لازم ہونے کی یہ ہے کہ جب کہ فاسق کی گواہی کو امام نے قبول کرلیا اور روزہ کا حکم کردیا تو رمضان ثابت ہوگیا۔ کیونکہ فاسق کی گواہی کو اگر امام دربارہ رمضان شریف قبول کرے تو معتبر ہے اور رمضان ثابت ہوجاتا ہے، اس کے بعد اگر کوئی شخص روزہ توڑے گا تو کفارہ لازم ہوگا تو وجہ کفارہ افطار روزہ رمضان ہے۔ فقط۔

دن میں چاند کا حکم

(سوال ۳۰)اگر در نہار رویت شود روزہ افطار باید کرد یا نہ، وبر مفطر ان قضا ولازم آید یا کفارہ؟

(جواب) رویت ہلال در نہار معتبر نیست، آں ہلال شب آئندہ است نہ شب گذشتہ، پس افطار براں جائز نیست قضاء برمفطر اں لازم است وکفارہ لازم نیست بسبب شبہۃ الاختلاف۔(۲) فقط۔

---

(۱)للصوم مع علة كغيم و غبار خبر عدل او مستورعلى ماصححه البزازى الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۳ كتاب الصوم.ط.س.ج۲ص۳۸۵.۱۲ ظفير۔
(۲)ورویة بالنهار لليلة الا تية مطلقا على المذهب (در مختار) قوله رويته بالنهار الخ اى سواء رؤى قبل الزوال او بعده الخ (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۳۰ مطلب فى روية الهلال نهاراً (۱). ط.س.ج۲ص۳۹۲ ظفير.
(عه)عالمگیری مصری باب ثانی رویت هلال ج ۱ ص ۱۹۸.۱۲ ظفير.

تیس کے حساب سے روزہ شروع ہونے کے بعد بذریعہ خط شہادت آئی کہ ۲۹ کا چاند دیکھا گیا ہے اب کیا حکم ہے

(سوال ۳۱) ایک شہر اور نیز اس سے قرب وجوار میں ۲۹ شعبان یوم شنبہ کو نہایت غلیظ ابر تھا، اس روز اس شہر میں نیز اس کے قرب وجوار میں چاند نہیں دیکھا گیا اور نہ کہیں سے خبر آئی۔ مجبوراً شعبان کے ۳۰ یوم پورے کر کے اگلے روز یعنی دوشنبہ کو روزہ رکھا گیا۔ رمضان کے ختم سے دو تین یوم قبل ایک شہر سے جو کہ ایک مہینہ کے رستہ سے زیادہ دور تھا۔ یہ خبر بذریعہ خط آئی کہ یہاں ۲۹ شعبان کو ابر تھا، مگر دو شخصوں کی شہادت پر رمضان کی پہلی یکشنبہ کو قرار دی گئی، جس کے پاس خط آیا وہ بھی عالم تھے۔ چنانچہ مکتوب الیہ اس خط کو لے کر قاضی شہر کے پاس جو کہ عالم ودیندار ہیں، آئے اور کہا کہ میں اس شخص کو خوب جانتا اور پہچانتا ہوں کہ یہ خط اسی شخص کا ہے، علاوہ بریں ایک اور جگہ سے آدمی آیا، اس نے کہا کہ وہاں کے مفتی صاحب نے اپنی جگہ منگل کی عید کا اعلان کر دیا ہے، لہذا ہمارے نزدیک یکشنبہ کو پہلی رمضان قرار دینے میں کوئی شک نہیں ہے اس حساب سے آج یوم دوشنبہ کو ۳۰ رمضان ہے۔ لہذا آج یہ اعلان کر دینا چاہئے کہ آج چاند ہو یا نہ ہو کل عید کا دن ہے اور روزہ حرام ہے۔

قاضی صاحب نے قبل اس کے کہ اپنی رائے کا اظہار کریں شہر کے ایک بڑے مشہور عالم سے جو وہاں کے مفتی بھی ہیں اور شہر کے لوگ اور ان کو اپنا پیشوا جانتے ہیں مشورہ لیا انہوں نے فرمایا میرے نزدیک یہ خبر قابل اعتبار نہیں ہے۔ قاضی صاحب نے بناءً علیہ کہ اول تو علمائے حنفیہ کا اس میں بڑا اختلاف ہے چنانچہ بعض کے نزدیک اختلاف مطالع غیر معتبر ہے قطعاً اور بعض کے نزدیک معتبر ہے اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ جن دو مقاموں میں ایک مہینہ کی مسافت ہو ایسے مقاموں میں ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لئے ملتزم نہ ہوگی، اور اس سے کم میں حکم ایک مقام کا دوسرے مقام کے لئے لازم ہوگا چنانچہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے اهل بلدة اذا راؤ الهلال هل يلزم فى حق كل بلدة اختلفوا فيه فبعضهم قالو الا يلزم فانما المعتبر فى حق اهل بلدة رويتهم وفى الخانية لا عبرة با ختلاف المطالع قال القدورى ان كان بين البلدتين . لا يختلف به المطالع يلزم و ذكر الحلوانى انه صحيح من مذهب اصحابنا انتهىٰ۔ اور جامع الرموز میں ہے اقل ما يختلف به المطالع شهر اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں ہے قوله كما ذهب اليه صاحب التجريد و هو الا شبه لان انفصال الهلال من شعاع الشمس يختلف باختلاف المطالع كما فى دخول الوقت وخروجه وهذا مثبت فى علم الافلاک والهئة و اقل ماتختلف فيه المطالع مسيرة شهر كما فى الجواهر انتهىٰ [1] اور صاحب ہدایہ مختار النواز ل میں لکھتے ہیں اهل البلدة صاموا لتسعة و عشرين يوما بالروية واهل بلدة اخرى صاموا ثلثين بالروية فعلى الا ول قضاء يوم اذا لم يختلف المطالع بينهما اما اذا اختلف لا يجب القضاء اور جن علمائے نے مطلقاً اختلاف مطالع کو معتبر سمجھا ہے انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ روی کریب ان ام الفضل بعثه الى معاوية رضى الله تعالىٰ عنه بالشام قال فقدمت الشام وقضيت حاجتها واستقبل على رمضان وانا بالشام فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فى اخر الشهر

(۱) الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصوم ص ۳۵۹ . ۱۲ ظفیر

فسا لنی عبدالله ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه ، متی رایتم الهلال فقلت رایناه لیلة الجمعة فقال انت رایته فقلت نعم وراه الناس وصاموا وصام معاوية فقال لکنا رایناه لیلة السبت فلا نزال نصوم حتی تکمل ثلثین اونراه فقلت او لا یکتفی روية معاوية وصیامه فقال لا هكذا امر نا رسول الله صلی الله علیه وسلم رواه الجماعة الا البخاری وابن ماجه (منتقیٰ) اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مصفی شرح موطا مطبوعہ فاروقی کے ص ۲۲۶ پر تحریر فرماتے ہیں (مسئلہ) اگر ہلال دریک شہر دیدہ شد ودر دیگر شہر تفحص کردند ونہ دیدند، اگر آں شہر قریب است لازم است حکم رویۃ ایشان واگر بعید است لازم نیست بحسب حدیث ابن عباس وبقیاس بر مسئلہ فطر وحج کہ در حدیث منصوص شدہ وظاہر آن است کہ بعد مسافت قصر است وایراد نہ کردہ شد کہ مسافت قصر را بامر ہلال ہیچ تعلق نیست زیرا کہ مشروعیۃ اکتفاء ہر ناحیہ برویۃ خود از جہۃ حرج است در تکلیف بابلاغ اخبار نہ از جہت اختلاف مطالع وعادۃ قاضیہ است ببلوغ اخبار در مواضع قریبہ، پس اگر از آخر شہر یکہ دران رویت متحقق شد بر دو مرحلہ باشد حکم آں لازم است۔ پس ان عبارات سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اول بہت سے علماء اختلاف مطالع کو معتبر سمجھتے ہیں، اور جو علماء اس کے قائل بھی ہیں کہ اہل مشرق کی رویت سے اہل مغرب کے لئے رویت ثابت ہوجاتی ہے، وہ بھی خط اور تار کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ الخط یشبہ الخط۔

مفتی صاحب نے ان تمام علماء کے اقوال کو پیش نظر رکھ کر نہایت غور خوض کے بعد یہ رائے دی کہ یہ چیزیں طریق موجب میں داخل نہیں ہیں۔ چنانچہ قاضی صاحب نے اعلان عید سے انکار کردیا جس پر قاضی کی مخالفت کی گئی اور بعض لوگوں نے ان کو اعلان عید کے لئے مجبور کرنا چاہا، لیکن قاضی صاحب اعلان سے متفق نہ ہوئے۔ شرعاً ان لوگوں کا قاضی صاحب کے خلاف یہ رویہ کیسا ہے۔

(۲) کیا رمضان وعید میں خط کا بالکل اعتبار نہیں ہے اور اگر ہے تو وہ کون سی صورتیں اور طریقے ہیں کہ جن سے خط کا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق۔ یہ امر ظاہر ہے اور کتب حنفیہ سے ثابت ہے کہ حالت ابر وغبار میں ایک شخص عادل یا مستور کی گواہی سے بھی رمضانیت ثابت ہوجاتی ہے، پس دو عادل یا مستور کی گواہی سے بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی، اور یہ بھی مسلم ہے کہ صحیح ومختار مذہب کے موافق اختلاف مطالع ہلال صوم وفطر میں معتبر نہیں۔ اہل مغرب کی رویت سے اہل مشرق پر حکم ثابت ہوجاتا ہے اور جب کہ معتبر وراجح وظاہر الروایۃ ومفتیٰ بہ عدم اعتبار مطالع ہے تو پھر اس میں بحث کرنا ہم مقلدوں کو بے موقع ہے، کیونکہ فقہائے محققین کی ترجیح ہمارے لئے کافی حجت ہے۔ درمختار میں ہے واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب و علیه اکثر المشائخ و علیه الفتویٰ بحر عن الخلاصة وفی رد المحتار للشامی وظاهر الرواية الثانی وهو المعتمد عند نا وعند المالکية وعند الحنا بلة (ج ۲ ص ۱۳۲ و ۱۳۳ کتاب الصوم) البتہ اہل مغرب کی رویت اہل مشرق کے لئے ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اہل مشرق کو طریق موجب سے اہل مغرب کی رویت متحقق ہوجائے اور طریق موجب کی تشریح ردالمحتار میں اس طرح کی گئی ہے کہ دو شاہد یہاں آکر دوسرے شہر کی رویت بیان کریں یا وہاں کے عالم وقاضی کے حکم کو دو شاہد بیان کریں یا خبر اس شہر کی رویۃ کی عام ومستفیض ہوجاوے۔ بظاہر صورت مسئولہ میں ان ہر سہ امور میں سے کوئی امر نہیں پایا گیا اس لئے قاضی صاحب کا اس پر حکم رمضانیت نہ کرنا موافق شریعت کے ہے، اعتراض ان پر بے محل ہے اور مجبور کرنا غیر مناسب ہے باقی

جن حضرات نے اس خط کو معتبر مان کر اس پر حکم کیا وہ بھی صحیح ہے کیونکہ جن مواقع میں تزویید کا گمان نہ ہو وہاں فقہاء نے خط کو معتبر مانا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ باہمی خط وکتابت میں احتمال تزویر بہت بعید وضعیف ہے، شامی (جلد رابع کتاب القاضی الی القاضی میں ج ۴ ص ۴۹۰) میں اس کی تصریح ہے قال فی الفتح من الشهادات ان خط السمسار والصراف حجة للعرف الجاری، به قال البیری هذا الذی فی غالب الکتب حتی المجتبی فقال فی الا قرار و اما خط البیاع والصراف و السمسار فهو حجة وان لم یکن مصدراً معنو نا یعرف ظاهرا بین الناس و کذا مایکتب الناس فیما بینهم یجب ان یکون حجةً للعرف اھ اور اس سے پہلے شامی میں یہ بھی ہے کہ خط کا غیر معمول بہ یا غیر معتمد ہونا قضاء کے اعتبار سے ہے یعنی قاضی اس پر حکم نہ کرے گا بوقت منازعت، لیکن یہ نہیں کہ مطلقاً خط غیر معتبر ہے وفی الا شباه لا یعمل بالخط (در مختار) قال الشامی عبارة الا شباه لا یعتمد علی الخط ولا یعمل بمکتوب الوقف الذی علیه خطوط القضاة الماضین الخ قال البیری المراد من قوله لا یعتمدای لا یقضی القاضی بذالک عند المنازعة لان الخط مما یزور ویفتعل الخ وذکر العلامة البعلی فی شرحه علی الا شباه ان للشارح العلامة الشیخ علاؤالدین رسالة حاصلها بعد نقله مافی الا شباه وان ابن شحنة وابن وهبان جز ما بالعمل بد فتر الصراف ونحوة لعلة امن التزویر کما جز م به البزازی والسرخسی وقاضی خان (شامی) تحت قول الماتن ویلحق به المبر ات باب کتاب القاضی الی القاضی) (۱) الحاصل جس جگہ تزویر سے امن ہو، وہاں فقہاء نے خط پر عمل کرنے کو لکھا ہے۔ پس جس کے نزدیک خط معروف ہو اور تزویر سے مامون ہو وہ اس پر عمل کر سکتا ہے، لہٰذا ان لوگوں پر بھی اعتراض نہیں ہے جنہوں نے بوقت مذکور خط پر عمل کیا۔

(۲) جب کہ یہ امر محقق ہوا کہ بصورت امن عن التزویر خط کا اعتبار اور وہ معمول بہ ہے تو اگر کوئی عالم یا قاضی یہ لکھ کر بھیجے کہ میرے سامنے شہادت معتبرہ رویۃ ہلال کے متعلق گذری اور میں نے اس کو قبول کر لیا اور اس پر حکم کر دیا، تو جو لوگ اس کو پہچانتے ہیں یا قرائن سے معلوم ہو کہ اس کو خط ہے کوئی وجہ تزویر کی اور دھوکہ دہی کی نہیں ہے تو ان لوگوں کو اس پر عمل کرنا جائز ہے، گویا اس عالم نے ان کے سامنے یہ بیان کر دیا کہ میں نے ایسا حکم کر دیا۔

عید کے چاند کے لئے کتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے

(سوال ۳۲) عید کے چاند کے ثبوت کے لئے کتنے آدمیوں کی شہادت ضروری ہے؟

(جواب) مطلع اگر صاف ہو فطر میں مجمع کثیر کی شہادت کی ضرورت ہے اور اگر غبار و ابر ہو تو دو مرد ثقہ یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کی ضرورت ہے (ان کان بالمساء علة ای فی الفطر) لا تقبل الا شهادة رجلین اور جل و امرأ تین ویشرط فیه الحریة ولفظ الشهادة الخ وان کانت مصحیة لا یقبل الا قول الجماعة کما فی هلال رمضان . جمیل الرحمن)

حساب ہیئت کی بنیاد پر دورہ شروع کر دینا کیسا ہے

(سوال ۳۳) قصبہ نگرام میں ہفتہ کو ۲۹ رجب تھی جس کے حساب سے ہفتہ ہی کو یکم رمضان شریف ہوتی ہے۔ نیز قواعد ہیئت سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ ایک فریق نے بغیر چاند دیکھے روزہ رکھا اور دوسرے فریق نے یوم شک

(۱) رد المحتار مطلب لا یعمل بالخط ج ۴ ص ۴۸۹ . ط.س. ج۵ ص ۴۳۵. ظفیر صدیقی

میں ۱۱ بجے تک انتظار چاند کی خبر کا کر کے روزہ افطار کر دیا کانپور وغیرہ سے خبر رویت باقاعدہ نہیں آئی تھی۔ فریقین میں سے کون حق پر ہے؟ دوسرے فریق نے مولی صاحب کا حکم سے افطار کیا ہے۔

(جواب) اس صورت میں روزہ افطار کرنے والا فریق حق پر ہے، قاعدہ شرعیہ کے مطابق وہی ہے جو ان عالم صاحب نے کیا کہ تیس شعبان جو یوم الشک ہے اس میں انتظار کر کے روزہ افطار کیا اور کرایا۔ فریق اول جنہوں نے مجرد قواعد علم ہیئت و تجربہ پر روزہ رکھا غلطی پر ہے۔ درمختار میں ہے ولا عبرة بقول المؤقتين ولو عدولا على المذهب فقط (ووجهه ما قلناه ان الشارع لم يعتمد الحساب ، بل الغاه بالكلية بقوله نحن امة امية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا الخ (شامی ج ۲ ص ۱۲۶ و ج ۲ ص ۱۲۵ ظفير صديقی)

ہلال فطر میں نصاب شہادت اور شہادت میں عدل کی شرط

(سوال ۳۴) ہلال فطر کے ثبوت میں نصاب شہادت بحالت غیم وغیرہ کافی ہے یا نہیں۔ عدل شہادت میں شرط ہے یا کیا۔ بعض کتب میں جو عدل کی تفسیر ترک الکبائر الخ سے منقول ہے فی زمانہ وہ معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) اس مسئلہ میں یہ تفصیل ہے کہ ہلال فطر کے ثبوت کے لئے بحالت ابر وغبار نصاب شہادت وعدالت ضروری ہے۔ کما فی الدر المختار و شرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ (۱) اور شامی میں قبول شہادت مستور درباره صوم کی تشریح میں ہے اما مع تبين الفسق فلا قائل به عند نا الخ (۲) وفيه من كتاب القضاء وما في القنية والمجتبىٰ من قبول ذى المروة الصادق فقول الثانى وضعفه الكمال بانه تعليل فى مقابلة النص فلا يقبل واقره المصنف ا ه قلت قدمنا الفاً عن البحر ان ظاهر النص انه لا يحل قبول شهادة الفاسق قبل تعرف حالة فاذا ظهر للقاضى من حالة الصدق وقبله يكون موافقا للنص الخ (۳) وقال قبيله وقولهم بوجوب السوال عن الشاهد سراً وعلانيةً طعن الخصم او لاً فى سائر الحقوق على قولهما المفتى به يقتضى الا ثم بتركه الخ۔ (۴)

اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو فاسق ذی جاہ ومروت کو مستثنیٰ فرمایا ہے باجود اس کی تضعیف کے وہ بھی مقید ہے، اس حالت کے ساتھ کہ ظن غالب قاضی کو اس کے صدق کا ہو۔ قال فان لم يغلب على ظن القاضى صدقه بان غلب كذبه عنده اوتساويا فلا يقبلها اى لا يصح قبولها اصلاً (۵) شامی وفى الدرالمختار واستثنىٰ الثانى الفاسق ذا الجاه والمرؤة فانه يجب قبول شهادته بزازيه الى ان قال قلت سيجئى تضعيفه فراجعه الخ قوله واستثنى الثانى) اى ابو يوسف من الفاسق الذى يا ثم القاضى بقبول شهادته والظاهر ان هذا ممايغلب على ظن القاضى صدقه الخ شامی (۶) ص ۳۰۰ کتاب القضاء۔ پس باجود ان تصریحات کے عدالت شہود منصوصہ کو ساقط الاعتبار کرنا اور فساق کی شہادت کو کافی سمجھنا خلاف نص ومخالف روایت فقہیہ معتبرہ کے ہے۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ . ط.س. ج۲ ص ۳۸۶ . ۱۲ ظفير غفر الله ذنوبه.
(۲) رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ . ط.س. ج۲ ص ۳۸۵ ۱۲ ظفير .
(۳) رد المحتار كتاب القضاء قبيل مطلب فى قضاء العدو على عدوه ص ۴ ص ۴۱۶ . ط.س. ج۵ ص ۳۵۶ ۱۲ ظفير.
(۴) ايضاً ط.س. ج۵ ص ۳۵۶ . ۱۲ ظفير . (۵) رد المحتار كتاب القضا قبيل مطلب فى قضاء العدو على عدوه ج ۴ ص ۴۱۲ . ط.س. ج۵ ص ۳۵۶ . ۱۲ ظفير (۶) ايضا ط.س. ج۵ ص ۳۵۶ . ۱۲ ظفير.

رمضان یا عید کے چاند کی خبر

(سوال ۳۵) رمضان یا عید کے چاند کی خبر بذریعہ تار معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) تار کی خبر شرعاً معتبر نہیں ہے۔(۱) فقط۔

جنتری یا تار پر اعتراض درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۶) ۲۹ شعبان کو ابر کے باعث کسی نے چاند نہیں دیکھا اور جنتری وغیرہ میں ۲۹ کا چاند لکھا ہے اور سب لوگوں کا یہی خیال ہے کہ چاند ۲۹ کا ہوگا۔ اس صورت میں جنتری اور تار پر اعتبار کر کے پہلی رمضان مان لینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں تیس دن شعبان کے پورے کر کے اس کے بعد پہلی رمضان کو قائم کرنا چاہئے۔ کما ورد فی الحدیث اور جنتری اور تار پر اعتبار نہ کرنا چاہئے۔(۲) قال علیه الصلوٰة والسلام صوموا لرو یته وا فطر والرو یته . الحدیث(۳) فقط۔

باعتبار ہیئت چاند کا اعتبار درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۷) ایک مضمون مولوی نظام الدین حسن صاحب کا اخبار میں چھپا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان اگر علم ہیئت سیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ الشمس والقمر بحسبان کی کس قدر تصدیق ہوتی ہے۔ پنجشنبہ ۵ جولائی سن ۱۹۱۷ء کو ۸۔۹ دقیقہ تین گھنٹہ پر قبل ظہر خسوف یعنی چاند گرہن ہوا۔ اس وقت عمر قمر کی چودہ روز سے زائد تھی اور اس روز ۱۵ رمضان سن ۱۳۳۵ھ میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا۔ غرہ رمضان المبارک میں بوجہ عدم رویت کے فرضیت صوم نہیں ہو سکتی تھی لیکن ہلال اور بدر کے مشاہدہ سے کوئی شبہ نہیں رہتا ہے کہ جمعہ ۲۰ جولائی کو ۳۰ رمضان المبارک ہے اور اس روز اگر مطلع صاف نہ ہو تو رویت کی حاجت نہیں ہے۔ بلحاظ علم ہیئت اور مشاہدہ شنبہ ۲۱ جولائی سن ۱۹۱۷ء کو غرہ شوال سن ۱۳۳۵ھ ہونا لازم ہے اور اس روز صوم شنبہ حرام ہے۔

(جواب) قال فی الدر المختار ولا عبرة بقول الموقتین ولو عدو لاعلی المذهب قال فی الوهبا نیة وقول اولی التوقیت لیس بموجب وقیل نعم الخ وفی الشامی عن المعراج لا یعتبر قولهم بالا جماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسه وفی النهر فلا یلزم بقول الموقتین انه ای الهلال یکون فی السماء لیلة کذا الخ(۴) ج ۲ ص ۹۲ شامی۔

پس معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ تحریر مذکور فی السوال صحیح نہیں ہے اور بدون رویت وشہادت معتبرہ کے جمعہ کو

---

(۱) فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهدا علی حکم القاضی اویستفیض الخبر بخلاف ماذا اخبر ا ان اهل بلدة کذاراوه لانه حکایة (رد المحتار قبیل باب مایفسد الصوم وما لا یفسده ج ۲ ص ۱۳۲ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۲) ظفیر.

(۲) ولا عبرة بقول الموقتین ولو عد ولا علی المذهب (در مختار) ای فی وجوب الصوم علی الناس بل فی المعراج لا یعتبر قولهم بالا جماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل علی حساب نفسه (رد المحتار کتاب الصوم مطلب لا عبرة بقول الموقتین ج ۲ ص ۱۲۵ . ط.س. ج ۲ ص ۳۸۷) ظفیر۔(۳) مشکوٰة باب رویة الهلال فصل اول عن ابی هریرة ص ۱۷۴ اس کے بعد یہ بھی جملے آئے فان غم علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلثین متفق علیه (ایضاً . ط.س. ج ۲ ص ۳۸۷) ظفیر.

(۴) رد المحتار الصوم مطلب لا عبرة بقول الموقتین (ج ۲ ص ۱۲۵ و ج ۲ ص ۱۲۶) ظفیر عفی عنه.

جو کہ ۲۹ رمضان ہے چاند تسلیم نہ ہوگا اور شنبہ کو عید نہ ہوگی البتہ اگر جمعہ کو حسب قاعدہ گواہی رویت کی گذر گئی تو شنبہ کو عید ہوگی ورنہ نہیں۔(۱) غرض یہ ہے کہ جمعہ کو ۲۹ رمضان شریف ہے، جو قاعدہ ۲۹ تاریخ کا ہے وہی یہاں بھی جاری ہوگا۔ فقط۔

بذریعہ تحریر رویت ہلال کی خبر آئے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۸) ایک تحریر قصبہ سکندر آباد سے جس میں رویت ہلال عید کی شہادت معتبرہ تھی بدست ایک شخص معتبر کے قصبہ جہاجر پہنچی اور شخص مذکور قصبہ ہذا کا رہنے والا ہے اور تاریخ ۲۸ و ۲۹ رمضان کو سکندر آباد موجود تھا اور تمام واقعات ساعت رویت کے اس نے اپنے کان سے سنی اور وہی شخص تحریر مذکور لے کر آیا، اپنے علم کو ظاہر کیا اور تحریر ہذا پیش کی اس صورت میں عید بروز شنبہ کی گئی اور روزے افطار کئے گئے اور قصبہ والوں نے شخص مذکور کو و نیز تحریر ہذا کو معتبر سمجھ کر یقین کیا، اس صورت میں قصبہ والوں نے فعل جائز کیا یا کیا۔ منجملہ مردمان قصبہ کے دو تین شخصوں نے یقین نہیں کیا، باوجود یہ کہ شنبہ کی شام تک متواتر خبریں رویت کی دہلی وغیرہ سے پہنچی۔ اس کا جواب مرحمت فرمائیے۔

(جواب) اس صورت میں روزہ افطار کرنا اور عید کرنا صحیح و معتبر ہوا، اور تحریر مذکور معتبر ہے اس کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ جن لوگوں نے روزہ افطار نہ کیا اور عید نہ کی وہ غلطی پر ہیں، ان کا روزہ بھی نہیں ہوا، کیونکہ وہ دن عید کا تھا، آئندہ ایسا نہ کریں(۲)

ہلال عید میں مستور الحال کی شہادت معتبر ہے یا نہیں

(سوال ۳۹) آج یوم شنبہ برویت ہلال یہاں عید ہوئی۔ رویت ہلال رمضان اور عید میں مستور الحال کی شہادت معتبر ہے یا نہیں۔ مثلاً بے نمازی ہو، روزہ قصداً نہ رکھتا ہو، سود خوار ہو۔ جھوٹی شہادت عدالت میں دینے والا ہو۔ اگر مستور الحال ہو تو کیا اس کے احوال کی تفتیش کی جاوے۔

(جواب) رویت ہلال رمضان وعید میں مستور الحال کی گواہی معتبر ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ فسق گواہ کا ظاہر نہ ہو، یعنی بے نمازی نہ ہو، خلاف شرع امور کا مرتکب نہ ہو، پس جب کہ ظاہر حال گواہ کا یہ ہو کہ اس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں ہے تو گواہی اس کی بلا تحقیق حال قبول کر لینا درست ہے۔ (۳) فقط۔

تار کی خبر پر جن لوگوں نے روزہ توڑ دیا، اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۴۰) تار کی خبر پر بعض لوگوں نے روزہ توڑ دیا یہ فعل ان کا کیسا ہے؟

---

(۱) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ (در مختار) اى على الا موال وهو رجلان او رجل وامرأتان (رد المحتار) وقبل بلا علة جمع عظيم يقع العلم الشرعى الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ و ج ۲ ص ۱۲۶ . ط.س. ج۲ ص۳۸٦) ظفير.

(۲) واختلاف المطالع الخ غير معتبر الخ فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اولٰئك بطريق موجب (درمختار) كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهد اعلى حكم القاضى او يستفيض الخبر (رد المحتار قبيل باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۲۳۱ و ج ۲ ص ۲۳۲ . ط.س. ج۲ ص۳۹۲) ظفير.

(۳) للصوم مع علة كغيم وغبار خبر عدل او مستور على ماصححه البزازى على خلاف ظاهر الرواية لا فاسق اتفاقا (در مختار) لا قوله فى الديانات غير مقبول الخ وقول الطحاوى او غير عدل محمول على المستور كما هو رواية الحسن لا ن المراد بالعدل من ثبتت عدالته ولا ثبوت فى المستور اما مع تبين الفسق فلا قائل به عندنا (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۳ و ج ۲ ص ۱۲۴ . ط.س. ج۲ ص۳۸۵) ظفير.

(جواب) بلا تحقیق وبدون شہادت شرعیہ کے محض تار کی خبر پر روزہ توڑنا اور عید کرنا جائز نہ تھا،(۱) لیکن چونکہ جمعہ کی رویت اور شنبہ کی عید محقق ہوگئی ہے اور بہت جگہ سے رویت کی خبریں آئیں۔ دیوبند میں بھی رویت ہوئی، اس لئے اب ان لوگوں پر جنہوں نے شنبہ کو روزہ نہ رکھا اور عید کی کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ تار کی خبر تنہا معتبر نہیں ہے۔ لیکن اگر قرائن سے صدق اس کا محقق ہو تو عمل کرنا اس پر درست ہے۔ ایک جگہ کی رویت سب جگہ معتبر ہے اگر ثابت ہو جاوے جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کے لئے لازم ہو جاتی ہے، اگر ان کو ثبوت اس کا پہنچ جائے۔(۲) فقط۔

کیا جماعت کے لئے رویت ہلال میں عدالت شرط ہے

(سوال ۴۱) فقہاء نے تحریر فرمایا ہے کہ واسطے ثبوت ہلال عید فطر و عید الضحیٰ کے، بحالت تکدر مطلع نصاب شہادت کے ساتھ عدالت شرط ہے۔ اگر نصاب پر دو یا تین مرد زاید ہو جاوے تو شرط عدالت ساقط ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) جماعت کے لئے عدالت اس وقت شرط نہیں ہے کہ جماعت عظیمہ ہو کہ جن کی خبر پر بوجہ تواتر غلبہ ظن حاصل ہو جاوے۔(۳) قال فی رد المحتار، **الجمع العظیم جمع یقع العلم بخبر هم ویحکم العقل بعدم توا طئهم علی الکذب**(۴) فقط۔

شہادت بسلسلہ چاند اور فیصلہ

(سوال ۴۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں صورت کہ ایک شہر میں ہلال عید الفطر کے متعلق مختلف شہادتیں اہل اسلام کی قاضی شہر کے پاس گذریں، لیکن قاضی صاحب نے ان سے ایک ایک کو علیحدہ بلا کر کہ دوسرا گواہ نہ سنے، دقیق جرح کی کہ چاند تم نے کس جگہ دیکھا، اس کے دونوں کنارے کس جانب تھے، اس کے پاس کوئی تارہ تھا یا نہیں، اوپر نیچے بادل تھا یا نہیں اور تھا تو کتنے فصل پر تھا اور کس رنگ کا تھا وغیرہ وغیرہ۔ ان سوالات میں جہاں بھی دو شاہدوں کے درمیان ذرا اختلاف ہوا ان کی شہادت رد کردی۔ آخری بلخ وکاؤ چند شہادتیں ہر طرح سالم اور جرح میں بے عیب مضبوط قائم رہیں اور صبح ۷ بجے قاضی صاحب نے ان شہادتوں کو معتبر قرار دے کر افطار صیام کا فتویٰ دیا اور ساتھ ہی اس کے یہ فرمایا کہ چونکہ دیہات میں عام اطلاع کا ہونا اس وقت مشکل ہے لہذا دوگانہ عید الفطر کل کو ادا کیا جائے گا۔ ہر چند کہ بعض اہل اسلام و اہل علم نے کہا بھی کہ تاخیر بلا عذر صحیح نہیں ہے اس لئے آج دوگانہ ضرور ادا ہونا چاہیئے مگر قاضی صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور فرمایا کہ یہ تاخیر بلا عذر نہیں ہے بلکہ اطلاع عام کے عذر سے ہے لہذا کل کو دوگانہ عید بلا کراہت صحیح ہے۔ چنانچہ عام مسلمانان شہر اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے، مگر بعض لوگوں نے تاخیر کو جائز سمجھ کر عید گاہ میں دوگانہ ادا کیا اور سوسوا سو مسلمان اس میں شریک بھی ہوئے۔ عام اہل اسلام نے یوم آئندہ حسب اعلان قاضی صاحب کی اقتدا میں دوگانہ ادا کیا۔ دریافت طلب یہ امور ہیں۔

---

(۱) وشرط للفطر مع العلة والعلدالة نصاب الشهادة (در مختار) ای علی الا موال و هو رجلان او رجل و امرا تان (رد المحتار الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ . ط.س. ج۲ص ۳۸۶)

(۲) فیلزم اهل المشرق بروية اهل المغرب اذا ثبت عندهم روية اولئک بطریق موجب (الدرا لمختار علی هامش رد المحتار .
قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۲۵ . ط.س. ج۲ص ۳۹۲) ظفیر.

(۳) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ وبلا علة جمع عظیم (در مختار) ای ان شرط القبول عند عدم علة فی السماء لهلال الصوم اوا لفطر او غیرهما الخ اخبار جمع عظیم الخ قال ح ولا یشترط فیهم الا سلام والعدالة الخ وعدم اشتراط الا سلام له لا بدله من نقل صریح (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۶ . ط.س. ج۲ص ۳۹۲) ظفیر.

(۴) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۶ . ط.س. ج۲ص۳۸۷-۳۸۸. ۱۲ ظفیر.

قاضی کو جرح کا حق ہے یا نہیں

(سوال ۱/۴۳) قاضی صاحب کو گواہان رویت ہلال سے اس قسم کی باریک جرح کرنے کا شرعاً کہاں تک حق حاصل ہے

تاخیر درست ہے یا نہیں

(سوال ۲/۴۴) صورت مذکورہ میں جو تاخیر ہوئی وہ شرعاً بعذر رہوئی یا بلا عذر خصوصاً جب کہ ۵ گھنٹہ کا وقت ملا اور شہر و متعلقات شہر کی اطلاع کے لئے وہی ہدایت جو افطار صوم کے لئے عمل میں آئی، اطلاع دوگانہ عید کے لئے بھی کافی تھی یا کم ازکم بذریعہ منادی دوگھنٹہ میں پورا اعلان کیا جاسکتا تھا۔

اہل قریہ کی رعایت میں نماز عید مئوخر کرنا کیسا ہے

(سوال ۳/۴۵) اہل دیہات کو اطلاع دینا یا ان کی رعایت میں صلوٰۃ عید کو یوم الغد پر مئوخر کرنا کہاں تک صحیح ہے۔

قاضی کی مخالفت میں جو دوگانہ ادا کی گئی اس کا حکم

(سوال ۴/۴۶) اس تاخیر کی صورت میں جن مسلمانوں نے قاضی صاحب کے خلاف اپنا دوگانہ اسی دن عیدگاہ میں ادا کیا وہ برسرحق ہوئے یا برسر باطل اور ان کو ایسا کرنا ضروری یا جائز تھا یا اتباع کرنا قاضی صاحب کے حکم کا لازم تھا۔

یوم الغد کی نماز کا کیا حکم ہے

(سوال ۵/۴۷) یوم الغد میں قاضی صاحب نے اور مسلمانان نے جو نماز پڑھی، وہ صحیح ہوئی یا باطل اور ادا ہوئی یا قضاء اور مکروہ ہوئی یا بے عیب۔ امید کہ بدلائل فقہیہ شرعیہ مفصل بیان فرما کر ماجور عندالناس ہوں۔

(جواب) اس قسم کی تحقیق و تدقیق شہود سے صحیح نہیں ہے۔ **قال فی الشامی ولا یکلف الشاهد الی بیان لو ن الدابة لا ن سئل عما لا یکلف الی بیانه**۔ (۱) پس جب کہ حقوق عباد میں ایسی تدقیق صحیح نہیں ہے تو حقوق اللہ میں بدرجہ اولیٰ درست نہیں ہے۔ الا بوجہ وجیہ۔

(۲،۳) یہ تاخیر بلا عذر ہوئی جو صحیح نہیں ہے، کیونکہ اہل شہر کی اطلاع کے لئے وقت کافی تھا، (۲) اور اہل دیہات جن پر نماز عید واجب نہیں ہے، ان کو اطلاع نہ ہونا عذر تاخیر کا نہیں ہوسکتا کہ ان کی شرکت ضروری نہیں ہے۔ (۳)

(۴) انہوں نے حق کیا اور ان کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا، کیونکہ بلا عذر تاخیر میں عید الفطر کی نماز نہیں ہوتی۔ **کما فی الدر المختار فالعذر ههنا ای فی الا ضحیٰ لنفی الکراهة وفی الفطر للصحه الخ** (۴)۔

---

(۱)

(۲) وتئو خر بعذر کمطرا لی الزوال من الغد فقط (در مختا) قوله بعذر کمطرالخ دخل فیه ما اذا لم یخرج الا مام واما اذا غم الهلال فشهدوا به بعد الزوال او قبله بحیث لا یمکن جمع الناس، قوله فقط راجع الی قوله بعذر فلا تؤخر من غیر عذر (رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۳۸۳ .ط.س. ج۲ص ۱۷۶)

(۳) تجب صلاتهما فی الا صح علی من تجب علیه الجمعة بشرائطها المتقدمة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۴ .ط.س. ج ۱ ص ۱۶۶) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۴ .ط.س. ج۲ ص ۱۷۶ ۱۲. ظفیر

(۵) وہ نماز جو اگلے دن بلا عذر مئوخر کی گئی صحیح نہیں ہوئی، اگر بعذر ہوتی تو صحیح ہوتی لیکن وہ بھی قضاء ہوتی نہ اداء۔ کما فی الدر المختار ، وتکون قضاءً لا اداءًا۔(۱)فقط۔

خط اور تار کی خبر پر روزہ رکھا جائے یا نہیں

(سوال ۴۸)۲۹ اگر رمضان یا شوال کا چاند نظر نہ آوے اور دو معتبر شہادتیں بھی حسب تصریح فقہاء نہ مل سکیں تو کیا تار اور خط کی خبر پر اعتماد کر کے روزہ رکھ سکتے ہیں، یا نماز عید پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) محض خبر تار یا خط پر اعتماد کر کے روزہ رکھنے یا افطار کرنے کا شرعاً حکم نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ خبر تار یا خط مصدق ہوجاوے یا موید ہوجاوے، دوسرے قرائن صدق کے ساتھ تو اس پر عمل کرنا درست ہے۔(۲)فقط۔

تیس رمضان کو چاند نظر نہ آئے تو کیا کرے

(سوال ۴۹)فیمن تم ثلثین یوماً من رمضان ولم یرهلال شوال فصام بعده یوماً حتیٰ رای الهلال فی الصبح قبل الزوال ایضاً اتی التلغراف من بمبئی فی یوم الجمعة وقت غروب الشمس فافطر بعضهم۔

(جواب) قال فی الدر المختار وبعد صوم ثلثین بقول عدلین حل الفطر الخ ولو صاموا بقول عدل حیث یجوز وغم هلال الفطر لا یحل علی المذهب خلافاً لمحمدؒ لکن نقل ابن الکمال عن الذخیرة انه ان غم هلال الفطر حل اتفاقاً وفی الزیلعی الا شبه ان غم حل والا لا (۳) وفیه ایضاً ورویته بالنهار للیلة الا تیه مطلقاً علی المذهب ذکره الحدادی۔(۴) و التلغراف لیس بحجة شرعیة۔(۵)فقط۔

متواتر خط و تار سے رویت ہلال ثابت ہوگی یا نہیں

(سوال ۱/۵۰) بحالت ابر وغبار یا مطلع صاف نہ ہونے کے اگر متواتر خطوط یا تار آویں لیکن الفاظ طریق موجب کے نہ ہوں، مثلاً یہ لکھا ہو کہ یہاں فلاں دن چاند ہوا تو ان خطوط و تار کا اعتبار صوم وافطار وعیدین میں ہوگا یا نہیں۔

کیا خطوط و تار بھیجنے والے کا عادل ہونا شرط ہے

(سوال ۲/۵۱) جیسا کہ متواتر شہادت کے لئے عادل ہونا شرط نہیں ہے، اسی طرح متواتر خطوط و تار میں بھی کاتب کا عادل ہونا شرط ہے یا نہیں۔

کیا متواتر خطوط میں شناخت ضروری ہے

(سوال ۳/۵۲) تار میں کوئی شناخت نہیں ہوتی لیکن خطوط میں دستخط یا طرز تحریر یا قرائن مضامین سے شناخت ہوجاتی ہے۔ آیا متواتر خطوط میں بھی شناخت کی ضرورت ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳۔ط.س. ج۲ص۱۷۶۔ ۱۲ ظفیر.

(۲)فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذاثبت عندهم بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهد اعلی حکم القاضی اولیستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبرا ان اهل بلدة کذا راء ه لانه حکایة (رد المحتار قبیل باب مایفسد الصوم وما لا یفسده ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۲) ظفیر.

(۳)الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۹ .ط.س. ج۲ص ۳۹۱. ۱۲ ظفیر

(۴)ایضاً ج ۲ ص ۱۳۰ وفی الشامی ای سواء روی قبل الزوال او بعده (رد المحتار باب ایضا .ط.س. ج۲ص ۳۹۱)

(۵)فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهدا علی حکم القاضی اویستفیض الخبر بخلاف ما اذا خبران اهل بلدة کذا راوه لانه حکایة(رد المحتار قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۲) ظفیر.

مستور کا تار یا خط کافی ہے یا نہیں

(سوال ۵۳/۴) رمضان میں بحالت ابر جیسا کہ ایک مستور کی شہادت کافی ہے ایسا ہی ایک کاتب مستور کا خط یا تار بھی کافی ہے یا نہیں۔

خبر متواتر کی شہرت پر خبر آئے تو کیا کرے

(سوال ۵۴/۵) اگر بحالت ابر متواتر خبر مشہور ہوئی کہ فلاں فلاں شہر میں فلاں دن عید ہے یا متواتر خطوط سے معلوم ہوا کہ فلاں دن عید ہے، یا صرف دو مقام سے ایک ایک خط آیا، لیکن یہ نہیں معلوم کہ چاند ہوا یا وہاں بھی محض شہرت کی وجہ سے عید ہے تو ہم اس خبر پر عمل کریں یا نہیں۔

(جواب) لفظ ردالمحتار جو بذیل طریق موجب لکھا ہے یہ ہے **او یستفیض الخبر**(۱) پس جب کہ خبر مستفیض ومتواتر ہو جاوے گی لائق قبول ہوگی اور عمل کرنا اس پر واجب ہوگا۔

(۲) تواتر میں عدالت کا لحاظ نہیں ہے۔(۲)

(۳) تواتر جبھی ہوگا کہ خطوط میں شناخت پائی جاوے۔

(۴) کافی نہیں۔

(۵) جب کہ خبر مستفیض ہوگی عمل اس پر واجب ہے۔ فقط۔(۳)

پانچ مسلمان شہادت دیں تو عید ہوگی یا نہیں

(سوال) ۲۹ رمضان کو پانچ آدمی مسلمان روزہ دار نے چاند دیکھا اور امام سے آ کر کہا تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں چاند ثابت ہو گیا عید کرنی چاہئے۔(۴)

ایک شخص کی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۵) ایک شخص مسلمان نے جو شریعت کا پابند نہیں ہے، اور دو شخص چماروں نے ۲۹ شعبان کو چاند دیکھنا بیان کیا ہے، اس صورت میں رویت ہلال ثابت ہے یا نہیں۔ اور روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) مطلع صاف ہونے کی صورت میں ایک شخص مسلمان کی گواہی سے رویت ہلال ثابت نہ ہوگی اور ہندو چماروں کی گواہی بھی اس بارہ میں معتبر نہ ہوگی۔ بہر حال صورت مذکورہ میں چاند کا دیکھنا شرعاً ثابت نہیں ہوا اور وہ روزہ لازم نہیں ہوا۔(۵)

---

(۱) رد المحتار قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲. ط.س. ج۲ص ۳۹۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) لکن لما کانت بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها ان اهل تلک البلدة صاموا یوم کذا لزم العمل بها الخ (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸. ط.س. ج۲ص ۳۹۰) ظفیر. (۳) نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب (در مختار) قال الرحمتی معنی لا ستفاضة ان تاتی من تلک البلدة انهم صاموا عن رؤیة لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعه الخ (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ و ج ۲ ص ۱۲۹. ط.س. ج۲ص ۳۹۰) ظفیر. (۴) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ ولو کانوا ببلدة لا حاکم فیها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلین مع العلة للضرورة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ و ج ۲ ص ۱۲۵. ط.س. ج۲ص ۳۸۶) ظفیر. (۵) وقبل بلا علة جمع عظیم یقع العلم الشرعی وهو غلبة الظن بخبر هم وهو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بعد د علی المذهب وعن الامام انه یکتفی بشاهدین واختاره فی البحر الخ (در مختار) ای ان شرط القبول عند عدم علة فی السماء الهلال الصوم الفطر او بغیر هما الخ فلا یقبل خبر الواحد الخ (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۶. ط.س. ج۲ص ۳۸۷-۳۸۸) ظفیر.

رویت ہلال پر شہادت

(سوال ۵۶) کسی مولوی عادل معتبر نے یہ تحریر کیا کہ ہمارے گاؤں میں رویت ہلال عید الفطر ہوئی ہے، بہت لوگوں نے دیکھا ہے مگر سات آدمی جو میرے نزدیک معتبر تھے حلف اٹھا کر بیان کیا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور یوم ابر کا تھا۔ ایک شخص کے ہاتھ یہ تحریر روانہ کی۔ مولوی مکتوب الیہ نے دو معتبر مسلمانوں کو تحقیق کے لئے روانہ کیا اور وہ تحریر بھی دے دی۔ ان دونوں نے مولوی کاتب کو تحریر دکھا کر پوچھا کہ واقعی تمہارے گاؤں میں رویت ہوئی ہے اور یہ تمہارا خط ہے۔ اس نے کہا کہ واقعی یہ خط میرا ہے اور سات معتبر گواہوں نے حلفاً گواہی دی ہے اور دوبارہ تحریر لکھی کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور ایسا کہا۔ ان دونوں نے دوبارہ مولوی مکتوب الیہ کے پاس آ کر بیان کیا کہ مولوی کاتب نے ایسا کہا ہے۔ مگر خط اول و ثانی میں اپنا کوئی حکم تحریر نہ کیا صرف نقل شہادت کر دی۔ مولوی مکتوب الیہ نے اس خط ثانی کو دیکھ کر اور ان دونوں سے دریافت کر کے حکم عید فطر کا دے دیا۔ یہ حکم دینا صحیح ہوا یا نہیں۔

(جواب) مولوی مکتوب الیہ کا حکم افطار کر دینا اس صورت میں درست ہے۔ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے فتویٰ کے تحت میں یہ صورت واقعہ کی داخل ہے۔(۱) فقط۔

بلا علت دو کی شہادت معتبر ہے یا نہیں

(سوال ۵۷) بہ ثبوت شہادت دو مرد باوجود بلا علت ہونے مطلع کے ہلال شوال کی اگر شہادت دیں تو معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر ابر اور گرد و غبار آسمان پر کچھ نہ ہو تو جمع عظیم کی شہادت ضروری ہے جس سے غلبہ ظن حاصل ہو جاوے۔ کما فی الدر المختار وقبل بلا علة جمع عظیم یقع العلم الشرعی وهو غلبة الظن بخبر هم وهو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بعد د علی المذهب وعن الا مام انه یکتفی بشاهدین و اختاره فی البحر الخ۔(۲) فقط۔

تار کی خبر پر عید درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۸) بمبئی، کراچی، سکھر وغیرہ کی شہادت پر پانی پت کرنال اور متصل والے دیہات نے شنبہ کو عید کر لی ہے، آیا تار کی خبر پر عید کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو روزہ کی قضاء لازم ہے یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب مفتی بہ و معتبر یہ ہے کہ اگر کسی جگہ بھی رویت ثابت ہو جاوے، اگر چہ وہ کتنی ہی دور جگہ ہو، اگر چہ ہزاروں کوس پر ہو تو یہاں والوں پر بھی حکم روزہ افطار کا اس کے موافق ہو جاوے گا، جیسا کہ فقہ کی معتبر کتاب درمختار میں ہے واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب وعلیه اکثر المشائخ وعلیه الفتوی

---

(۱) ولو کانوا ببلدة لا حاکم فیها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلین مع العلة للضرورة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۵ ط.س. ج۲ ص۳۸۶) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۶ ط.س. ج۲ ص۳۸۷، ۳۸۸۔ ۱۲ ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۱ ط.س. ج۲ ص۳۹۳ ۱۲ ظفیر۔

فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب الخ۔ (۳) اور جب کہ خبر رویت مستفیض ہوجاوے۔ یعنی ہر طرف سے ایسی خبریں آویں کہ چاند ہوگیا اور ظن غالب اس کے صدق کا ہوجاوے تو اس پر عمل کرنا سب کو لازم ہے ہوتا ہے۔ کذا فی رد المحتار (۱) پس اس ماہ رمضان المبارک میں پنجشنبہ کو پہلا روزہ ہونے کی خبریں ایسی متواتر ہوگئی ہیں کہ ان پر عمل کرنا ضروری ہوگیا اور جن لوگوں نے جمعہ کو پہلا روزہ رکھا ان پر ایک روزہ کی قضاء لازم ہے اور عید کرنا شنبہ کو ضروری تھا، کیونکہ جمعہ کو تیس رمضان کی تھی، اور اس میں کچھ شبہ نہ رہا، لہذا الحکم فاذا غم علیکم فاکملوا العدة ثلثین (۲) شنبہ کو عید کرنا ضروری ہوگیا۔ فقط۔

متعدد تار سے مفتی کو یقین ہوجاوے تو کیا کرنا چاہئے

(سوال ۵۹) اگر متعدد تار جمع ہوجائیں اور مفتی کو یقین بھی ہوجائے تو شرعاً رویت ہلال ثابت ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں کہ مفتی کو ظن غالب چاند ہونے کا ہوجاوے اس پر حکم کرنا جائز ہے۔ (۳)

تار خط کی بنیاد پر عید جائز ہے یا نہیں

(سوال ۶۰) تار اور خط کی خبر سے عید کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) تنہا تار یا خط کی خبر پوری معتبر نہیں ہے لیکن اگر خبریں بہت سی ہوکر مفید علم ظنی ہوجاویں تو ان پر عمل کرنا جائز ہے۔ (۴)

ٹیلیفون کی خبر معتبر ہے یا نہیں

(سوال ۶۱) چند مسلمان ایک شہر سے جو ۴۹ میل کے فاصلہ پر ہے بذریعہ ٹیلیفون رمضان مبارک کے چاند کی خبر دیتے ہیں اور ان کی آواز بھی پہچانی جاتی ہے۔ شرعاً یہ خبر معتبر ہوگی یا نہیں۔

(جواب) محض تار اور ٹیلیفون کی خبر شرعاً حجت نہیں ہے البتہ اگر اس کے ساتھ دیگر قرائن اور خبریں بھی موجود ہوں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے، چنانچہ اس دفعہ اگرچہ اکثر جگہ بدھ کو رمضان شریف کا چاند نہیں دیکھا گیا لیکن کثرت سے خبریں رویت کی اور پنجشنبہ کا پہلا روزہ ہونے کی آ گئی، اس لئے پنجشنبہ سے پہلا روزہ ہونا تسلیم ہوگیا او شنبہ کو عید کرنا ضروری ہوگیا۔ اور جن لوگوں نے پہلا روزہ جمعہ کو رکھا ان پر ایک روزہ کی قضا لازم ہے۔ (۵) فقط۔

باوجود مطلع صاف ہونے کے تیس چالیس کی گواہی معتبر ہے یا نہیں

(سوال ۶۲/۱) دو ہزار آدمیوں سے صرف تیس چالیس آدمی باوجود مطلع صاف ہونے کے رویت ہلال کی شہادت دیں تو عند الشرع معتبر ہے یا نہیں۔

---

(۱) قولہ بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهدا علی حکم القاضی اویستفیض الخبر (رد المحتار باب ایضاً ج ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۴) نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب (در مختار) فی الذخیرة قال شمس الائمة الحلوانی الصحیح من مذهب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اهل البلدة الاخری یلزمهم حکم هذه البلدة الخ (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ .ط.س. ج۲ص ۳۹۰) ظفیر۔

(۲) مشکوٰة باب رویة الهلال فصل اول ص ۱۷۴ . ۱۲ ظفیر. (۳، ۴) نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب مجتبی وغیره (درمختار) معنی الاستفاضة ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعدد دون کل منهم یخبر عن اهل تلک البلدة انهم صاموا عن رویة لا مجرد لشیوع الخ (ردالمحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۹ .ط.س. ج۲ص ۳۹۰) (۵) نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم فی الصحیح من المذهب مجتبی وغیره (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ .ط.س. ج۲ص ۳۹۰) ظفیر۔

بیس آدمیوں کی شہادت پر اعلان اور پھر انحراف

(سوال ۲/۶۳) جو شخص بیس آدمیوں کی شہادت مان کر رویت ہلال سے متفق ہو کر اعلان کرائے اور پھر اپنے قول سے منحرف ہو جائے اس کا کیا حکم ہے۔

مطلع جب صاف ہو تو کتنے آدمی کی شہادت ضروری ہے

(سوال ۶۳/۳) مطلع صاف ہونے کی حالت میں شہادت کی انتہا کہاں تک ہے۔

(جواب) (۱،۲،۳) اس شہر کا عالم یا قاضی اگر اس کو تسلیم کرے اور ظن غالب ان لوگوں کے صدق کا ہو جاوے تو ان کی شہادت پر حکم کرنا صحیح ہے اور جب کہ بیس آدمیوں کی شہادت سے غلبہ ظن حاصل ہو گیا اور اس کا اعلان کر دیا تو پھر اس کے خلاف حکم نہ کرنا چاہئے یہ غلطی ہے کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ سے دو کی شہادت بھی مطلع صاف ہونے کی صورت میں قبول ہونا مروی ہے، بلکہ اگر اونچی جگہ سے اور شہر سے باہر ایک معتبر شخص بھی گواہی دے باوجود مطلع صاف ہونے کے تو اس کی گواہی کا بھی اعتبار ہو جاتا ہے وقبل بلا علة جمع عظيم يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبرهم وهو مفوض الى راى الا مام من غير تقدير بعد د على المذهب وعن الا مام انه يكتفى بشاهدين واختاره في البحر وصحح في الا قضية الا كتفاء بواحد ان جاء من خارج البلد او كان على مكان مرتفع الخ در مختار۔(۱)

متعدد آدمی کسی بستی میں رویت بیان کریں تو باہر سے آنے والے اسے مانیں یا نہیں

(سوال ۶۴) بندہ بضرورت مدرسہ یہاں آیا میرے سامنے چند آدمیوں نے رویت ہلال رمضان شریف بیان کی۔ یہاں اکثر لوگوں نے ۲۹ شعبان یوم جمعہ کو چاند دیکھا اور شنبہ کا پہلا روزہ ہوا۔ اب مجھ کو وطن پہنچ کر اس پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں رویت ہلال جمعہ ثابت ہے اور شنبہ کا روزہ ہونا محقق ہے۔ آپ کو وطن پہنچ کر اس کے موافق لوگوں کو حکم کرنا چاہئے۔ یک شنبہ کو تیس رمضان قرار دے کر بہر حال دوشنبہ کو حکم عید کرنا چاہئے۔(۲) فقط۔

دو کی شہادت پر جو افطار کرے اس پر قضا و کفارہ ہوگا یا نہیں

(سوال ۶۵) ۲۹ شعبان بروز یکشنبہ بعض اشخاص نے چاند دیکھا تھا، اکثر اشخاص نے روزہ رکھا اور چند اشخاص نے نہیں رکھا آج بروز منگل چند اشخاص نے عید الفطر کا چاند دیکھا جس میں دو شہادت معتبر ہیں، اس پر بہت سے اشخاص نے روزہ افطار کیا اور چند اشخاص نے افطار نہیں کیا افطار کرنے والوں پر کوئی کفارہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ شہادت معتبرہ سے رویت ہلال ثابت ہو گئی تو افطار کرنا ضروری تھا۔ پس افطار کرنے والوں پر کوئی مئواخذہ اور کفارہ نہیں ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۶. ط.س. ج ۲ ص ۳۸۷. ۳۸۸ ۱۲ ظفير.
(۲) واما فى السواد اذا راى احدهم هلال رمضان يشهد فى مسجد قرية وعلى الناس ان يصوموا بقوله بعد ان يكون عدلا اذا لم يكن هناك حاكم يشهد عنده الخ (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب ثانی ج ۱ ص ۱۸۵. ط.س. ج ۲ ص ۱۹۸)
(۳) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ (در مختار) اى على الا موال وهو رجلان اورجل وامرأتان (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴. ط.س. ج ۲ ص ۳۸۶) ظفير.

دو شخص کی شہادت اور مختلف تاروں کی اطلاع پر افطار کا حکم درست ہے یا نہیں

(سوال ۶۶) دو شاہدوں کی شہادت اور خبر مستفیض یعنی ہفتدہ عدد تار متفرق مقامات مثلاً کلکتہ، مکہ مکرمہ۔ جدہ۔ بمبئی۔ کوئٹہ۔ سکھر وغیرہ بلاد مختلفہ سے تاروں اور خبروں کی بنا پر فتویٰ دیا گیا افطار صوم کا۔ اس صورت میں افطار کرنا روزہ کا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) افطار روزہ دریں صورت واجب نیست بلکہ در جواز افطار ہم بمجرد خبر تار تردد است کہ خبر تار ظاہر است کہ حسب قواعد شرعیہ اعتبار ے ندارد البتہ بوجہ تعارف بلاد اگر خبر تار را مئوید شمردہ شود یا بوجہ تعدد تار ظن غالب پیدا شود مفید جواز افطار فی تواند شد، پس ہر کہ روزہ افطار نہ کرد و روزہ قائم داشت گنہگار نمی شود۔ (۱) فقط۔

جس کا چاند دیکھنا معتبر قرار نہ دیا گیا اور اس نے روزہ رکھا، تیس روزے پورے کرنے کے بعد بھی چاند نہ ہونے کی صورت میں اکتیسواں روزہ رکھنا ہوگا

(سوال ۶۷) ایک شخص نے رمضان کا چاند دیکھا کسی وجہ سے گواہی اس کی مقبول نہ ہوئی مگر اس نے قاعدہ شرعیہ کے موافق روزہ رکھ لیا اور سب لوگوں کا رمضان ایک روزہ بعد شروع ہوا۔ جب اس کے تیس روزے ہو گئے اور سب کے انتیس ہوئے اور چاند نظر نہ آیا تو اب اس کو اگلے روز روزہ رکھنا یعنی اکتیسواں روزہ رکھنا واجب ہے یا نہیں، اگر نہ رکھے گا تو گنہگار ہوگا یا نہیں اور اگر توڑے گا تو قضا واجب ہوگی یا کفارہ۔

(جواب) اس پر اکتیسواں روزہ رکھنا واجب ہے، لیکن توڑ دے گا تو صرف قضا واجب ہوگی۔ (۲) فقط۔

۲۹ رمضان کو بعد زوال چاند نظر آئے تو کیا کرے

(سوال ۶۸) رمضان کی ۲۹ تاریخ کو بعد زوال چاند شوال دیکھا گیا۔ اب باقی ماندہ دن روزہ رکھے یا دیکھتے ہی توڑ دے
(جواب) روزہ رکھے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۳) فقط۔

چاند کے سلسلہ میں دور دراز شہر کا اعتبار ہوگا یا نہیں

(سوال ۶۹) امرت سر وغیرہ میں بابت رویت ہلال رمضان و عید الفطر وغیرہ کے اختلاف رہا ہے تو ہم ساکنان منڈلہ سی پی کو دوسرے شہر والوں کی جن کا حد فاصل دور دراز ہے متابعت کر کے عمل کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کے لئے لازم ہو جاتی ہے و برعکس۔ اگر بطریق معتبر ثابت ہو جاوے کذافی الشامی وفی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیرہ معتبر علی ظاہر المذہب فیلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب اذا ثبت

---

(۱) فیلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب اذا اثبت عندھم رویۃ اولئک بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشھادۃ اویشھد اعلی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ، ماذا اخبران اھل بلدۃ کذا را وہ لانہ حکایۃ (رد المحتار قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۴) ظفیر.
(۲) راء ی مکلف ھلال رمضان اوالفطر و رد قولہ بدلیل شرعی صام مطلقا وجوبا وقیل ند بافان افطر قضی فقط فیھما لشبھۃ الرد (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۲۱۲) ج ۲ ص ۱۲۳ .ط.س. ج۲ص ۳۸۴)
(۳) ورویتہ بالنھار للیلۃ مطلقا علی المذھب (در مختار ای سواء روی قبل الزوال او بعدہ (رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی رویۃ الھلال نھارا ج ۲ ص ۱۳۰ .ط.س. ج۲ص ۳۹۲) ظفیر.
(۴) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۱ و ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۴. ۱۲ ظفیر.
(۵) بطریق موجب ، کان کان یتحمل الشھادۃ اثنان اویشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر (رد المحتار ایضاً). ط.س. ج۲ص ۳۹۴. (۶) مشکوۃ باب رویۃ الھلال ص ۱۷۴. ۱۲ ظفیر صدیقی.

عندهم روية اولئک بطریق موجب (۴) وفصل الشامی ذلک الطریق الموجب فلینظر فیه (۵) اور حدیث صحیح صوموا لرویته وافطر والرویته (۶) کا مقتضی بھی یہی ہے کیونکہ خطاب صوموا، اور افطروا کا عام ہے سب کیلئے۔ حاصل یہ ہے کہ جس وقت رویت ہلال ہو جاوے اگرچہ کہیں ہو، سب کو روزہ وافطار اس کے موافق کرنا چاہئے، یعنی جب کہ رویت ثابت ہو جاوے کما ہو ظاہر۔ فقط۔

ایک چاند آج صبح کو مشرق میں نظر آئے تو کل شام کو دوسرے ماہ کا چاند دیکھا جانا ممکن ہے یا نہیں

(سوال ۷۰) ایک چاند آج صبح کو جانب مشرق نظر آوے تو کل شام کو دوسرے مہینہ کا دیکھا جانا ممکن ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ولا عبرة بقول الموقتین (در مختار) ای فی وجوب الصوم علی الناس بل فی المعراج لا یعتبر قولهم بالا جماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحاسب نفسه الخ۔ (۱) پس جب کہ اہل توقیت واہل نجوم واہل حساب کا بھی شرح میں اعتبار نہیں تو عوام کا طعن کرنا بر بناء مذکور کس طرح ...... صحیح ہو سکتا ہے اور بقاعدہ حساب بھی اگر آج صبح کو چاند مشرق میں نظر آوے تو اگلے دن شام کو رویت ہلال ہو سکتی ہے۔ کما ہو مشاہد۔ فقط۔

غیر معتبر کی شہادت قابل قبول نہیں

(سوال ۷۱) اگر کسی شہر میں مطلع صاف نہ ہو اور دو شخص ضعیف البصر غیر عادل جن کو عوام الناس غیر معتبر سمجھیں شہادت دیں اور امام جامع مسجد ان کی شہادت پر فتویٰ دے کر پنجشنبہ کو عید الاضحیٰ کی نماز ہوگی۔ عوام الناس دونوں شاہدوں کا غیر عادل اور غیر معتبر ہونا بیان کریں اور امام صاحب کہیں کہ شہادت میں عدالت کی شرط نہیں محض دو کلمہ گو کلمہ پڑھ کر حلف سے شہادت دیں گے تو ہم مان لیں گے۔ شہادت دو فاسقوں کی بھی مقبول ہوتی ہے اور دوسرا عالم جمعہ کی عید کا فتویٰ دے، اس صورت میں پنجشنبہ کی نماز عید الضحیٰ اور قربانیاں جائز ہوئیں یا نہیں۔

(جواب) عدالت گواہان کی، ثبوت رویت ہلال کے لئے ضروری ہے غیر معتبر اور غیر عادل گواہوں کی گواہی سے عید الضحیٰ ثابت نہیں ہوتی۔ (۲) اس صورت میں جو پنجشنبہ کو عید ہوئی وہ صحیح نہیں ہوئی اور قربانی بھی درست نہیں ہوئی۔ جمعہ کو عید کرنے والے اور قربانی کرنے والے حق پر ہیں۔ فقط۔

شہادت علی القضا

(سوال ۷۲) فی رد المحتار . بخلاف الشهادة علی الشهادة فی سائر الا حکام حیث لا تقبل مالم یشهد علی شهادة کل رجل رجلان او رجل و امراتان الخ وفی الدر المختار احکام هلال الفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ ا شهد وعدم الحد فی قذف لتعلق نفع العبدل لکن لا تشترط الدعوی (۳) وان سقط لفظ الشهادة للضرورة لکن یبقی بقیة الا حکام کما مرمن رد المحتار بخلاف الشهادة علی الشهادة فی سائر الا حکام ای فی غیر احکام هلال رمضان۔

ان روایات پر نظر کر کے حسب ذیل مسئلہ کا کیا جواب ہوگا۔ زید نے رویت شوال کی با قاعدہ شہادت لے کر

---

(۱) رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۵ مطلب لا عبرة بقول الموقتین . ط.س. ج۲ ص۳۸۷ ۱۲ ظفیر.

(۲) للصوم مع علة کغیم و غبار خبر عدل او مستور الخ لا فاسق اتفاقا (در مختار) اما مع تبین الفسق فلا قائل به عند نا (رد المحتار کتاب الصوم ج ۳ ص ۱۲۳ و ج ص ۱۲۴ .ط.س. ج۲ ص۳۸۵) ظفیر وهلال الا ضحیٰ وبقیة الا شهرا التسعة کالفطر علی المذهب الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۳۰ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۱ ظفیر.

(۳) ایضا ج ۲ ص ۱۲۴ . ط.س. ج۲ ص۳۸۶ ۱۲ ظفیر.

اپنے شہر الہ آباد میں افطار کا حکم دیا۔ اب بکر جو اس وقت الہ آباد میں مقیم تھا، شہر کانپور میں جا کر اس بات کی خبر دی کہ زید نے الہ آباد میں با قاعدہ شہادت لے کر افطار کا حکم دیا ہے، اب تم لوگ بھی افطار کر لو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کانپور کے لوگ صرف بکر کی شہادت پر افطار نہیں کر سکتے، کیونکہ فطر میں عدد بھی شرط ہے مگر شبہ یہ ہے کہ بکر کی شہادت چونکہ شہادت علی القضاء ہے جو حکم میں شہادت علی الشہادۃ کے ہے، اس لئے اب صرف ایک اور شخص کی شہادت کی ضرورت افطار صوم کے لئے ہوگی یا تین اور شخصوں کی۔ کیونکہ حسب روایت اول چونکہ فطر کے لئے دو شخصوں کی شہادت کی ضرورت ہے اور شہادت علی الشہادۃ کی صورت میں ہر شخص کے لئے دو دو ہونا چاہئے۔ اس لئے بکر کے علاوہ تین شخصوں کی شہادت علی الشہادت کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ نیز جو دو شخص شہادت علی الشہادت ایک شخص کی دیں وہی دو شخص دوسرے شخص کی شہادت علی الشہادت دیں تو کافی ہے یا نہیں۔ کیا دوسری و تیسری روایت سے یہ معلوم ہوا کہ ہلال رمضان کے اثبات کے لئے لفظ اشہد شرط ہے اور ہلال فطر کے لئے نہیں حالانکہ ہلال رمضان کے اثبات کے لئے بھی دیکھا جاتا ہے کہ گواہ سے یہ نہیں کہلایا جاتا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا ہے گو معنی ضرور سمجھے جاتے ہیں۔ پس قاضی کو ہلال رمضان کی رائے سے شہادت کے وقت کیا لفظ اشہد کا ترجمہ لفظاً کہلانا ضروری ہے۔ و نیز کیا تیسری روایت سے یہ ثابت ہوا کہ شہادت علی الشہادت کی صورت میں بھی ثبوت ہلال رمضان کے لئے صرف ایک شاہد کی ضرورت ہے۔ بخلاف ثبوت ہلال فطر کے کہ چار شخصوں کی ضرورت ہے۔ کمامر۔

(جواب) شہادت علی الشہادت میں دو گواہ دونوں شاہدوں کے گواہ ہو سکتے ہیں جیسا کہ عبارت ہدایہ مشمولہ سے واضح ہے اور شہادت علی حکم القاضی میں بھی دو گواہ کافی ہیں جیسا کہ عبارت شامی منقولہ میں تصریح ہے۔

اثبات ہلال رمضان میں لفظ اشہد کی ضرورت نہیں ہے اور فطر میں ضرورت ہے۔ کما صرح بہ فی الدر المختار وحققہ الشامی۔ عبارات متعلقہ جواب ہذا۔

وقبل بلا دعوی وبلا لفظ الخ للصوم مع علةالخ خبر عدل الخ(۱) ويجوز شهادة شاهدين على شهادة شاهدين. وقال الشافعیؒ لا يجوز الا الا ربع على كل اصل اثنان الى ان قال ولنا قول علیؓ لا يجوز على شهادة رجل الا شهادة رجليلن ولان نقل شهادة الا صل من الحقوق فهما شهدا بحق ثم شهدا بحق اخر۔(۲) وقال فى الدر المختار فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذاثبت عندهم رؤية اولئک بطريق موجب الخ وفى رد المحتار قوله بطريق موجب كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهدا على حكم القاضى او يستفيض الخبر الخ۔(۳) ج ۲ ص ۹۲ وفى الدر المختار وقبل بلا لفظ اشهد وبلا حكم و مجلس قضاء الخ للصوم مع علة كغيم و غبار خبر عدل الخ(۴) وفيه وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد الخ ۔(۵) فقط۔

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۳. ط.س. ج۲ ص۳۸۵. ۱۲ ظفير.
(۲) هدايه باب الشهادة على الشهادة ج ۳ ص ۱۵۴. ۱۲ ظفير. (۳) رد المحتار قبيل باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲. ط.س. ج۲ ص۳۹۴. ۱۲ ظفير غفر الله ذنوبه الجلى والخفى. (۴) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۳. ط.س. ج۲ ص۳۸۶. ۱۲ ظفير. (۵) الدر المختارعلى هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴. ط.س. ج۲ ص۳۸۶. ۱۲ ظفير.

دو معتمد کی شہادت پر افطار درست ہے یا نہیں

(سوال ۷۳) یہاں سے بروز منگل چند اشخاص نے یہ شہادت دی کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور ان میں دو شخص ایسے ہیں جو کہ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں، ان کی شہادت پر روزہ افطار کر لیا اور عید کی یہ جائز ہوا یا نہ، اور اس روزہ کی قضا کی جائے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں گواہی دو گواہوں کی جنہوں نے چاند دیکھنا بیان کیا اور وہ نمازی ہیں معتبر ہے، بحالت ابر ان کی گواہی سے افطار کرنا اور عید کرنا درست ہوا اس روزہ کی قضا لازم نہیں ہے۔ ہٰکذا فی کتب الفقہ۔ (۱) فقط۔

ثبوت ہلال کی اطلاع بذریعہ ڈاک

(سوال ۷۴) ایک شہر کے اندر ثبوت رویت ہلال کا بہم پہنچ گیا اور اس بستی کے علماء نے رویت ہلال کو شائع کر دیا اور اس حکم کو بذریعہ ڈاک دوسرے شہر کے مفتی کے پاس بھیج دیا وہ اس فتوے کی بناء پر اس حکم کو جاری کر سکتا ہے جو ڈاک کے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ یا موافق قانون کتاب القاضی الی القاضی خاص شاہد لے کر آویں۔

(جواب) ایسے امور میں خط کا اعتبار ہوتا ہے جب کہ قرائن اس کے صدق کے موجود ہوں اور بناوٹ کا شبہ نہ ہو۔ (۲) فقط۔

تیس شعبان سے تیس روزے پورے کر کے افطار کرنا کیسا ہے

(سوال ۷۵) تیسویں شعبان کو زید نے فرض نیت سے روزہ رکھا اور پھر تیس روزے پورے رکھنے کے بعد یعنی تیسویں رمضان کو بدون رویت وشہادت شرعی کے محض جنتری کے حساب سے یا اپنی رائے سے اس نے فرض روزہ توڑ ڈالا اور سب کو برملا فتویٰ دیا کہ آج عید کرنا جائز ہے۔ کیونکہ تیس روزے کامل ہو گئے ہیں اور جنتری میں بھی لکھا ہے۔ چاند تو ہوا ہے صرف ابر کی وجہ سے رویت کا ثبوت نہیں پایا گیا۔ یہ بات سن کر اکثر لوگوں نے بے دھڑک روزہ توڑ کر عید کر لی۔ اور عمر نے رویت رمضان کے بعد فرض روزہ رکھا اور کامل تیس روزے رکھنے کے بعد شوال کا چاند دیکھ کر عید کی۔ اس صورت میں کون مخطی ہے اور کون مصیب ہے، اور جو مخطی ہے اس پر روزہ کی قضاء واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زید خطا پر ہے اور مصیب عمر ہے اور روزہ کی قضا کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر بعد میں دوسری جگہ کی رویت زید کے گمان کے مطابق ہو گئی اور اس کا ثبوت با قاعدہ ہو گیا تو قضاء لازم نہیں ورنہ لازم ہے۔ (۳)

---

(۱) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة (در مختار) ای علی الاموال وهو رجلان او رجل و امراتان (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۴ .ط.س. ج۲ ص ۳۸۶) ظفیر

(۲) فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب (در مختار کان کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهد اعلی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف اذا اخبران اهل بلدة کذا راوه لانه حکایة (رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ ص ۳۹۴)

نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ .ط.س. ج۲ ص ۳۹۰) ظفیر

(۳) و بعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل الفطر الخ ولو صاموا بقول عدل حیث یجوز و غم هلال الفطر لا یحل علی المذهب (در مختار) والحاصل انه اذا غم شوال افطر واتفاقا اذا ثبت رمضان بشهادة عدلین فی الغیم او لصحوا ، وان لم یغم فقیل یفطرون مطلقا وقیل لا ، وقیل یفطرون ان غم رمضان ایضا والا لا (رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۹ .ط.س. ج۲ ص ۳۹۰) اور صورت مسئولہ میں تو اس نے اٹکل پچو رکھا تھا اس لئے قضا واجب ہے ۱۲ ظفیر۔

تیس روزے پورے کئے

(سوال ۷۶) یہاں رائے پور میں نماز عید الفطر بوجہ ابر ۲۹ رمضان المبارک کو چاند نہ ہونے کی وجہ سے باتفاق رائے مسلمانوں نے تیس روزے پورے کر کے پنجشنبہ کو پڑھی گئی اس کے بعد ۲۹ شوال بروز پنجشنبہ ذلقعدہ کا چاند بھی بوجہ ابر نظر نہیں آیا، علی ہذالقیاس ذی الحجہ کا چاند بھی ۲۹ ذیقعدہ کو ابر کی وجہ سے نظر نہیں آیا۔ اس وجہ سے عید الضحیٰ میں اختلاف ہوا، یعنی ایک گروہ نے ایک مہینہ ۲۹ اور ایک مہینہ ۳۰ کا شمار کر کے بغیر شہادت رویت ہلال یہ رائے قرار دی کہ سہ شنبہ کو عید الضحیٰ ہونی چاہئے۔ غرض سہ شنبہ کو نماز عید الضحیٰ پڑھی گئی، دوسرے گروہ نے ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آنے اور شہادت رویت نہ ملنے کے باعث دونوں مہینے شوال و ذیقعدہ تیس تیس دن کے شمار کر کے چہار شنبہ کو عید الاضحیٰ پڑھی، دونوں گروہ میں کس کا فعل شریعت کے موافق ہے۔

(جواب) قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ اگر ۲۹ کو چاند نظر نہ آوے اور کسی دوسرے جگہ سے بھی معتبر ذریعہ سے خبر رویت کی نہ آوے تو تیس دن پورے کر کے دوسرا مہینہ شروع کیا جائے، لہذا شریعت کے موافق ان لوگوں کا ہے جنہوں نے بصورت مذکورہ تیس تیس دن پورے کئے۔ جنہوں نے بلا کسی ثبوت کے ایک چاند ۲۹ کا اور ایک تیس کا فرض کر کے بقرعید کی وہ خطا پر ہیں، اگر چہ سہ شنبہ کو بقرعید ہونا رویت کے موافق محقق ہوگیا ہے۔ چنانچہ دیوبند اور اس کے اطراف میں بھی شنبہ کو رویت ہلال ذی الحجہ کی ہوئی اور یکشنبہ کو یکم ذی الحجہ قرار پائی اور سہ شنبہ کو بقرعید ہوئی، اور نص اس بارہ میں حدیث معروف صوموالرویته وافطر والرویته الحدیث(۱) ہے فقط۔

تار کی خبر پر عید کرنا کیسا ہے

(سوال ۷۷) اگر کوئی رئیس مسلم اپنے حکام مسلم کو یہ تار دے کہ چاند ہوگیا، اس تار پر روزہ افطار کرنا اور عید کرنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خبر شرعاً معتبر نہیں ہے اور محض ایسے تار پر افطار کرنا درست نہیں ہے اور تحقق اس کی کتب فقہ میں ہے۔ شامی میں طریق موجب جس سے دوسروں پر رویت لازم ہو جاوے۔ یہ تحریر فرمایا ہے کہ دو معتبر مرد شہادت کے متحمل ہوں یا حکم قاضی کی گواہی دیں یا خبر متواتر ہو جاوے، سو ظاہر ہے کہ تار میں ان وجوہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

خط پر افطار درست ہے یا نہیں

(سوال ۷۸) کسی عالم سے خط کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ رویت ۲۹ کو ہوئی تو یہ حجت ہے یا نہیں۔

(جواب) خط حجت نہیں ہے، لیکن اگر قرائن سے صدق اس کا معلوم ہو تو عمل اس پر درست ہے۔ (۳) فقط۔

بعد میں ۲۹ کا چاند ثابت ہو جائے تو کیا کرے

(سوال ۷۹) ۲۹ شعبان کو جادرہ سے رویت ہلال کا یہاں تار آیا تھا مگر ہم نے اس پر عمل درآمد نہیں کیا، بعدہ اخباری

---

(۱) مشکوۃ باب رویت ہلال ص ۱۷۴۰ . ۱۲ ظفیر

(۲) اذا ثبت عندھم رویة اولئک بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشھادة او یشھدا علی حکم القاضی اولیستفیض الخبر (رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ ص ۳۹۴) ظفیر.

(۳) اذا ثبت عندھم رویة اولئک بطریق موجب (در مختار) کا ن یتحمل اثنان الشھادة او یشھد ا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر (رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ ص ۳۹۴) ۱۲ ظفیر۔

خبروں سے بعض جگہ ۲۹ شعبان کی رویت کا حال معلوم ہوا۔ سوال یہ ہے کہ اب ۳۰ جون کو یکم شوال ہمارے واسطے بھی ضرور ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ۲۹ شعبان یوم جمعہ کی رویت ہلال رمضان المبارک عام شہادات اور اخبار متواترہ سے ثابت اور محقق ہوگئی ہے اور شنبہ کو پہلا روزہ ہونا مسلم ہوگیا ہے۔ پس جن لوگوں نے شنبہ کو روزہ نہیں رکھا ان پر قضاء اس روزہ کی لازم ہے۔ اور عید کا چاند اگر شنبہ کو نظر نہ آیا تو یکشنبہ کو تیس رمضان ہو کر روزہ دوشنبہ ۳۰ جون کو عید کرنا ضروری ہے۔ (۱) فقط۔

اختلاف مطالع عند الاحناف

(سوال ۸۰) احناف کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو کتنی دور تک کی خبر رویت ہلال کی اگر موجب طریقہ سے ثابت ہو تو قبول کی جائے گی۔ اور اگر اختلاف معتبر ہے تو ایک مطلع کی حد شرعاً کیا ہے۔ پھر وہ صورت یعنی اعتبار اختلاف یا عدم اعتبار حکم رویت کا تمام ملک کے واسطے یکساں ہے یا جدا۔ ایک شہر کے مفتی یا دیندار عالم کے نزدیک رویت ہلال کا ثبوت بموجب شرع شریف ہو۔ اور وہ اس رویت کے ثبوت کی خبر دوسرے شہر کے مفتی یا دیندار عالم کو بذریعہ آلہ
ٹیلیفون کے کرے جس میں خبر دہندہ اور مخبر الیہ ایک دوسرے کی آواز کو اچھی طرح سنتے اور پہچانتے ہیں اور تکلم کے وقت غیر کا واسطہ بھی نہیں ہوتا اور مخبر الیہ کو اس خبر کی تصدیق میں کسی طرح کا شک نہیں رہتا تو اس خبر پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں

(جواب) حنفیہ کے نزدیک اختلاف مطالع مطلقاً معتبر نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر اہل مغرب کو چاند نظر آوے تو وہ اہل مشرق کو لازم ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ بطریق موجب ان کو رویت اہل مغرب کی معلوم اور ثابت ہو جائے۔ قال فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیر معتبر علی ظاهر المذهب الخ فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب الخ (۲) اور در المختار میں طریق موجب کی تشریح اس طرح کی گئی ہے کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبر ا ان اهل بلدة کذا راوه لانه حکایة الخ (۳) پس اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ تار اور ٹیلیفون کے ذریعہ سے جو خبر رویت دوسرے شہر کی معلوم ہوگی وہ معتبر نہیں ہے کیونکہ طریق موجب کی تینوں صورتوں میں سے یہ کسی میں داخل نہیں ہے۔ فقط۔

اختلاف مطالع اور غلط خبر پر اعتماد

(سوال ۸۱) شہر کٹک میں زید نے کلکتہ سے آکر کہا کہ کلکتہ ذکریا مسجد کے امام نے بمبئی کی خبر رویت ہلال ۲۹ ذی قعدہ پر جمعہ کے دن بقر عید مقرر کی ہے، لہذا آپ لوگ بھی جمعہ کی نماز مقرر کیجئے۔ زید کے کہنے پر جامع مسجد کے چند مصلی بیوپاری نے جمعہ کی نماز کا اعلان کیا، اس کے بعد عمر آیا اور مذکور مصلیوں کو جمع کر کے کہا کہ آپ لوگوں نے

---

(۱) نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الا خری لزمهم علی الصحیح الخ وبعد صوم ثلاثین بقول عد لین حل الفطر (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۸ و ج ۲ ص ۱۲۹. ط.س. ج۲ ص ۳۹۰) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم . مطلب فی اختلاف الطالع ج ۲ ص ۱۳۱ و ج ۲ ص ۱۳۲ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۳) ۱۲ ظفیر.

(۳) رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی اختلاف المطالع ج ۲ ص ۱۳۲ . ط.س. ج۲ ص ۳۹۳. ۱۲ ظفیر.

بغیر کسی عالم کی شہادت کے کس طرح اعلان عیدالاضحی کا کردیا۔ اس کے بعد خالد آیا اور موجودہ لوگوں کو سختی کے ساتھ کہا کہ پہلے فیصلہ کے خلاف کرنے میں سخت خرابی ہوگی، اگر ۹ تاریخ میں مسلمان اتفاق کر کے نماز عیدالاضحی پڑھ لیں تو جائز ہوگا غرض کے خالد کے دباؤں میں اکثر آدمیوں نے نماز عیدالاضحی جمعہ کو پڑھی۔ اب بمبئی سے یہ تحقیق ہوئی کہ وہاں نماز عید شنبہ کو ہوئی، اس صورت میں شرعی مجرم زید ہے یا مصلی اور خالد کی نسبت کیا حکم ہے، اور اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں جب کہ کتب فقہ سے ثابت ہے کہ ارض بلغار میں ۲۳ گھنٹہ دن اور ایک گھنٹہ رات ہے تو اختلاف مطالع معتبر ہونا چاہئے۔ تار کی خبر معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے یعنی اختلاف مطالع تو درحقیقت واقع ہے لیکن شرعاً اس کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ پس اگر اہل مغرب چاند دیکھ لیں اور ان کی رویت کی خبر اہل مشرق کو بطریق موجب پہنچ جاوے تو اہل مشرق بھی اس پر عمل کریں گے کما قال فی الدر المختار اختلاف المطالع الخ غیر معتبر علے ظاهر المذهب الخ فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب الخ شامی نے ردالمحتار میں فرمایا قوله بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهد اعلی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ماذا اخبر اان اهل بلدة کذارا وه لانه حکایة الخ ص ۹۶ و ص ۹۷ جلد ثانی شامی ۔(۱)

اس عبارت سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ صورت سوال میں خالد خطاء پر تھا اور زید کے کہنے پر جن لوگوں نے جمعہ کی بقرعید کا اعلان کیا وہ بھی خطاء پر تھے کیونکہ اس صورت میں کوئی شہادت معتبرہ بمبئی کی رویت کی نہ تھی محض اتنی خبر پر کہ زید نے آکر یہ کہہ دیا کہ کلکتہ میں بمبئی کی خبر پر بقرعید کا اعلان بروز جمعہ ہوا ہے، اہل کٹک کو جمعہ کو بقرعید کرنا جائز نہ تھا بلکہ بوجہ جہالت کے لوگوں نے زید کے کہنے پر ایسا کیا اور خالد نے پھر اس کی تائید اپنی جہالت سے کی ولیکن جو کچھ ہوگیا، خالد وغیرہ کو اپنی غلطی کا اقرار اور اس پر ندامت اور توبہ کرنا لازم ہے اور آئندہ کو ایسی خبر پر عمل نہ کرنا چاہئے بلکہ جب تک بطریق معتبر شرعاً رویت کی دوسری جگہ سے نہ آوے اس وقت تک اس پر عمل نہ کریں اور بعد اس کے کہ معتبر طریق سے دوسری جگہ کی خبر رویت ہلال کی آجاوے تو اس پر عمل کرنا چاہئے۔ کما مر عن الدر المختار ان اهل المشرق یلزمهم برویة اهل المغرب۔(۲) اور خبر تار شرعی قواعد سے معتبر اور واجب العمل نہیں ہے۔ لیکن اگر دیگر قرائن سے یا تعداد اخبار سے ظن غالب اس کے صدق کا ہوجاوے تو اس پر عمل کرنا درست ہے کیونکہ ظن غالب کا ہی اس بارہ میں اعتبار ہوتا ہے اسی لئے اگر خط سے ظن غالب حاصل ہوجاوے تو اس پر بھی عمل کرنا درست ہے اور خط کا اس بارہ میں اعتبار کیا گیا ہے، جب کہ معلوم ہو کہ یہ خط اسی شخص کا ہے جس کے نام سے آیا ہے اور الخط یشبه الخط اس موقعہ پر ملحوظ نہ ہوگا کما صرح به الفقهاء من اعتبار الخط فی المعاملات.(۳) فقط.

---

(۱) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۳. ۱۲ ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۲ص ۳۹۴. ۱۲ ظفیر

(۳) وفی الا شباه لا یعمل بالخط الا فی مسئله کتاب الا مان ویلحق به البرا آت و دفتر بیاع وصراف وسمسار وجوزه محمد لراو وقاض وشاهدان تیقن به قیل و به یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب کتاب القاضی الی القاضی ج ۴ ص ۴۸۹ .ط.س. ج۵ص ۴۳۵ ظفیر صدیقی.

تیسرا باب

یوم الشک یعنی چاند نظر نہ آنے کی صورت میں تیسویں شعبان کا روزہ

۲۹ شعبان کو چاند نظر نہ آیا مگر اس امید پر کہ شاید چاند کی خبر آجائے کوئی روزہ رکھ لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۲) انتیسویں شعبان کو اگر بوجہ ابر چاند نظر نہ آیا تو تیس شعبان کو اس نیت سے روزہ رکھنا کہ اگر چاند کی خبر آ گئی تو یہ روزہ رمضان ہو جاوے گا ورنہ نفل ہوگا۔ جائز ہوگا یا نہیں۔ اور اگر چاند کی خبر آ گئی تو یہ روزہ رمضان کا ہو جاوے گا یا نہیں۔

(جواب) اس تردد کے ساتھ روزہ رکھنا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص پر عاصی کا اطلاق فرمایا ہے کما ورد من صام یوم الشک فقد عصیٰ اباالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم (۱) اور یہ محمول اس شخص پر ہے جو بہ نیت فرض اس دن روزہ رکھے یا اس طرح جو سوال میں درج ہے اور اگر شخص بہ نیت نفل رکھے تو درست ہے۔ بہر حال اگر چاند کی خبر آ گئی تو وہ روزہ رمضان شریف کا ہو جاوے گا، الا بان ظہرت فعنہ ای عن رمضان۔ درمختار۔ (۲)

۲۹، ۳۰ چاند میں اختلاف کی وجہ کسی کے روزے تیس ہوئے اور کسی کے ۲۹ کس کا اعتبار کیا جائے

(سوال ۸۳) رویت ہلال رمضان میں اختلاف ہوا، بعض جگہ انتیسویں کے حساب سے روزہ رکھا گیا بعض جگہ تیس کے حساب سے۔ جن لوگوں نے ۲۹ کے حساب سے روزہ رکھا ان کے نزدیک تو تیس روزے رمضان شریف کے ہو گئے، صبح کو عید ہے، کیونکہ ان کے تیس روزے پورے ہو گئے اور جنہوں نے ۳۰ دن شعبان کے پورے کر کے روزہ رکھا ہے ان کے نزدیک انتیس تاریخ رمضان کی ہے اور ان تاریخوں میں ابر ہے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) اختلاف مطالع کا عندالحنفیہ اعتبار نہیں۔ اگر ایک جگہ انتیس کا چاند ہوا اور وہ شرعاً ثابت ہو گیا تو دوسری جگہ بھی اسی حساب سے روزہ لازم ہوگا۔ جن لوگوں کو بعد میں اطلاع ہوئی اور انہوں نے تیس کے حساب سے روزہ رکھا تھا تو وہ بھی انتیس والوں کے موافق عید کریں اور ایک روزہ پہلے قضاء کریں۔ اور اگر انتیس والوں نے بلا ثبوت شرعی روزہ رکھ لیا تو ان کا پہلا روزہ معتبر نہیں ہوا، ان کو چاہئے کہ تیس والوں کا اتباع کریں اور ان کے موافق عید کریں۔

الغرض جیسا کہ ایک جگہ ثابت ہوگا اور شرعاً معتبر مانا جاوے گا، دوسری جگہ لازم ہو جاوے گا۔ مثلاً اگر ثابت ہو گیا کہ بدھ کو یکم رمضان ہوئی تو جمعرات سے روزہ رکھنے والوں کو ایک روزہ کی قضاء لازم ہوگی۔ اور جمعہ کو سب کو عید کرنا ضروری ہے اور یہ خیال کرنا کہ جمعہ کو جو چاند نظر آیا وہ اس شب کا ہے شرعاً معتبر نہیں ہے اور یہ خیال غلط ہے، قال فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیر معتبر علی ظاہر المذہب وعلیہ اکثر المشائخ وعلیہ الفتوی الخ فیلزم اہل المشرق برویۃ اہل المغرب اذا ثبت عندھم رویۃ اولئک بطریق

---

(۱) دیکھئے رد المحتار کتاب الصوم مبحث فی یوم الشک ج ۲ ص ۱۲۱۔ ط۔س۔ ج۲ص ۳۸۱۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم مبحث فی یوم الشک ج ۲ ص ۱۲۰۔ ط۔س۔ ج۲ص ۳۸۱۔ پوری عبارت یہ ہے ولا یصام یوم الشک ہو یوم الثلاثین من شعبان الخ الانفلا ویکرہ غیرہ ولو صامہ لو اجب اخر کرہ تنزیہا ولو جزم ان یکون عن رمضان کرہ تحریما ویقع عنہ فی الا صح ان لم تظہر رمضانیتہ والا بان ظہرت فعنہ (ایضاً) ظفیر۔

موجب . الخ(۱)فقط۔

۲۹ شعبان کے چاند میں اختلاف ہوا، کسی نے ۲۹ کے حساب سے روزہ رکھا تو عید کب کرے

(سوال ۸۴) ایک عورت پابند صوم وصلوٰۃ نے میرے روبرو شہادت دی کہ اس نے شعبان کا چاند معہ اپنی بہو کے دوشنبہ کو دیکھا اس حساب سے بدھ کو ۳۰ شعبان ہوئی، چونکہ بہت جانچ کے بعد مجھے اس کے بیان پر یقین ہوا اس لئے میں پنجشنبہ سے بعد تکمیل ثلاثین ماہ شعبان کے روزہ رکھا۔ بھوپال میں قاضی صاحب اور مفتی صاحب میں اختلاف ہے۔ مفتی صاحب رویت ماہ رمضان کا اعتبار کرتے ہیں اور قاضی صاحب تکمیل ثلاثین شعبان پر فتویٰ دیتے ہیں۔ اب مجھ غریب کو کیا کرنا چاہئے، صوم وافطار کے بارے میں۔

(جواب) قال فی الشامی لو صام رائی هلال رمضان واکمل العدة لم یفطرا لا مع الا مام لقوله علیه الصلوٰة والسلام صومکم یوم تصومون وفطر کم یوم تفطرون . رواه الترمذی وغیره. والناس لم یفطر وانی مثل هذاالیوم فوجب ان لا یفطر نهر۔(۲) اس عبارت سے اور نیز دیگر عبارات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شخص مذکور سب کے ساتھ صوم وفطر میں شریک رہے، جیسا سب کریں ویسا وہ بھی کرے۔ فقط۔

شک کی وجہ سے تیس شعبان کا روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۸۵) شعبان کی ۳۰ تاریخ کو احتیاطاً اس نیت سے روزہ رکھنا کہ اگر کہیں باہر سے رمضان کا چاند ہونے کی خبر آجاوے گی تو روزہ فرضی ادا ہو جاوے گا ورنہ نفل، آیا یہ صورت جائز ہے بلا بحث مکروہ ونا مکروہ کے۔ ایک واعظ صحاح ستہ کی حدیث کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ ایسا روزہ قطعی ناجائز ہے اور ایسا روزہ رکھنے والا گناہ گار ہے، کیا کوئی حدیث امتناع کی صحاح ستہ میں ہے، اگر ہے تو علماء کو اس کے جواز وعدم جواز میں اختلاف کیوں ہے اور بعض فقہاء نے حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے اس کو کیونکر جائز قرار دیا۔

(جواب) وہ حدیث ممانعت کی یہ ہے من صام الیوم الذی یشک فیه فقد عصی ابا القاسم صلی الله علیه وسلم ، رواه ابو داؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجه والدارمی۔(۳) اس لئے حنفیہ یہ لکھتے ہیں کہ یوم الشک میں یعنی ۳۰ شعبان کو روزہ رکھنا عوام کے لئے مکروہ ہے اور خواص کو درست ہے، اور جو شخص نیت روزہ یوم الشک میں تردد نہ کرے بلکہ قطعی طور سے نفل کی نیت کرے، وہ خواص میں سے ہے اور حدیث من صام الخ کا جواب درمختار میں یہ دیا ہے کہ فلا اصل لہ یعنی مرفوع ہونا اس کا بے اصل ہے لیکن موقوفاً ثابت ہے۔ فقط۔

۲۹ شعبان چاند کسی وجہ سے نظر نہ آئے تو کیا کرنا چاہئے

(سوال ۸۶) ۲۹ شعبان کو چاند نہ دیکھا گیا بوجہ ابر کے اور کسی جگہ سے خبر بھی نہ ملی اکثر آدمیوں نے اندازاً وعقلاً روزہ رکھ لیا، یعنی شنبہ کو اس صورت میں روزہ رکھنا جائز ہے یا کیا؟

(جواب) اس صورت میں بھی مسئلہ یہ ہے کہ ۲۹ کو بسبب ابر وغیرہ کے چاند نظر نہ آوے اور کوئی خبر پختہ باقاعدہ چاند دیکھنے کی بھی نہ آوے تو اگلے دن روزہ رکھنا نہ چاہئے کیونکہ وہ یوم الشک ہے اور یوم الشک کے روزہ کی ممانعت آئی ہے،

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار قبیل ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۱ و ج ۲ ص ۱۳۲. ط.س. ج۲ص ۳۹۴.۳۹۳. ۱۲ ظفیر. (۲) رد المحتار کتاب الصوم بعد مبحث یوم الشک ج ۲ ص ۱۲۳. ط.س. ج۲ص ۳۸۱. ۱۲ ظفیر
(۳) مشکوٰة باب رویت الهلال ص ۱۷۴. ۱۲ ظفیر صدیقی.

اس روز روزہ مکروہ ہے۔(۱) البتہ دس گیارہ بجے دن تک انتظار کرنا چاہئے کیونکہ اگر خبر آ گئی تو روزہ رکھیں، ورنہ افطار کردیں ، اگر کسی نے روزہ رکھا بدون کسی گواہی وخبر کے تو اس نے برا کیا لیکن اگر بعد میں ثابت ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہے تو روزہ رمضان کا ادا ہو گیا۔ اس پر قضا لازم نہ آوے گی اور جس نے روزہ نہیں رکھا وہ قضا کرے گا۔(۲)

یوم شک کا دن اگر رمضان کی پہلی تاریخ ثابت ہوگئی تو کیا فرض ادا ہوگا

(سوال ۸۷) یوم شک کا کسی نے روزہ رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ پہلی رمضان تھی تو یہ روزہ رمضان میں شمار ہوگا یا نہیں۔

(جواب) رمضان کے فرض روزے میں محسوب ہوگا۔ قضا کی ضرورت نہیں۔(۳) فقط۔

یوم الشک کے روزہ کا کیا حکم ہے

(سوال ۸۸) روزہ داشتن بروز شک بہ نیت رمضان چہ حکم دارد؟ واگر شخصے بہ نیت مذکورہ روزہ داشت افطارش جائز است یا ناجائز و نیز برمفطر قضاء وکفارہ لازم است یا نہ؟

(جواب) روزہ داشتن درروز شک بہ نیت رمضان ناجائز ومنہی عنہ ومکروہ تحریمی است، فی الحدیث۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال لا تقد موا رمضان بصوم يوم او يومين الا رجل كان يصوم صوماً فليصم وقال فی الدر المختارلو جزم ان يكون عن رمضان كره تحريماً وفی رد المحتار كره تحريماً للتشبه باهل الكتاب لا نهم زا د وافی صومهم وعليه حمل حديث النهی عن التقديم بصوم يوم اويومين بحر انتهیٰ (۴) وفی الجوهرة فان صام يوم الشک بنية رمضان فلا خلاف بين العلماء انه لا يجوز انتهیٰ(۵) وقال فی البحر واختلفوا فی الصوم قال بعضهم يكره ويا ثم كذافی الفتاوی الظهيرية انتهیٰ (۶) وقال فی المستخلص شرح الكنز ولا يصام يوم الشک الا تطوعا لقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذی شک فيه انه من رمضان او من شعبان الا تطوعا ثم قال اعلم ان هذه المسئلة علی وجوه احدها ان تصوم بنية رمضان وهو مكروه لما روينا ولا نه تشبيه باهل الكتاب لا نهم زادوا فی مدة صو مهم ثم ان ظهر اليوم من رمضان يجزيه لا نه شهد الشهر وصامه وان ظهرانه من شعبان كان تطوعا لكن اساء بارتكاب المنهی عنه وان افطر لم يقضه لا نه المظنون انتهیٰ۔(۷)۔

شک نیست کہ ازیں عبارت مذکورہ روشن ومبرہن آنست کہ دریں روز روزہ داشتن بہ نیۃ رمضان ناجائز است و روزہ دارندہ آثم وگنہگار، پس بنا براں درجواز افطار آں شکے نیست كما هو ظاهر علی من له عقل سليم ورای مستقيم ولا قضاء علی المفطر لما قدمناه عن المستخلص وهو المذكور فی جميع الكتب ولا كفارة عليه لما فی المتون لا كفارة با فساد الصوم غير رمضان الخ۔

---

(۱) ولا يصام يوم الشک وهو يوم الثلاثين من شعبان الخ الا نفلا ويكره غيره الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۹ و ج ۲ ص ۱۲۰. ط.س. ج۲ص ۳۸۱ ۱۲ ظفير. (۲) ولا يصام يوم الشک الخ الا نفلا الخ بان ظهرت فعنه ای عن رمضان (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۰. ط.س. ج۲ص ۳۸۱) ظفير. (۳) ولا يصام يوم الشک الخ الا نفلا الخ والا بان ظهرت فعنه ای عن رمضان (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۰. ط.س. ج۲ص ۳۸۱) ظفير.

(۴) والا بان ظهرت فعنه ای عن رمضان (رد المحتار كتاب الصوم مطلب فی صوم يوم الشک ج ۲ ص ۱۱۹. ط.س. ج۲ص ۳۸۰. ط.س. ج۲ص ۳۸۱. ۱۲ (۵) رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۰ ۳۸۱. ۱۲ ظفير.

(۶) البحر الرائق كتاب الصوم ج ۲ ص ۲۸۵. ۱۲ ظفير

(۷) مستخلص الحقائق شرح كنز الدقائق كتاب الصوم ج ۱ ص. ط.س. ج۲ص ۲۶۵ ۱۲ ظفير.

چوتھا باب

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

روزہ کی حالت میں مسواک کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱/۷۹) آیا بحالت روزہ مسواک کرنا جائز ہے یا نہیں۔

روزہ میں منجن کا استعمال کیسا ہے

(سوال ۲/۸۰) جب کہ مسوڑھوں سے خون اور مواد نکلتا ہو تو کسی ایسے منجن کا جو حابس خون اور دافع مواد ہو استعمال جائز ہے یا نہیں۔

منجن کے استعمال سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۳/۸۱) منجن کے استعمال سے روزہ تو نہیں ٹوٹے گا؟

(جواب) (۱) جائز ہے۔(۱) (۲) جائز ہے۔(۲) (مگر منجن مل کر فوراً منہ دھولے اور کلی کرلے تا کہ اس کا اثر پیٹ میں نہ جائے اور منجن ایسا ہو کہ عادتاً پیٹ میں نہ پہنچتا ہو، مگر بچنا اچھا ہے، اس لئے کراہت تنزیہی تو بہر حال ہے۔ظفیر)

(۳) نہیں۔(۳) فقط۔

روزہ کی حالت میں سر میں تیل جذب کرنا کیسا ہے

(سوال ۸۲) روزہ میں سر میں تیل جذب کرنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) درست ہے بلا کراہت۔ کما فی الشامی وسیاتی ان کلا من الکحل والدھن غیر مکروہ الخ (۴)۔

سحری کے وقت پان منہ میں رکھ کر سو گیا اور اسی حالت میں صبح کی تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۳) ایک شخص نے سحری کے وقت پان کھایا اور کلی نہیں کی، پان کی سرخی منہ میں تھی کہ شخص مذکور سو گیا، صبح کو نیند سے ہوشیار ہوا تو اسی وقت سرخی فوراً تھوک دی اور کلی کرلی تو روزہ درست ہوا یا نہیں۔

(جواب) درست ہو گیا مگر احتیاط یہ ہے کہ اس روزے کی قضا کرلیوے۔(۵)

کیا روزہ کی حالت میں منجن مکروہ ہے

(سوال ۸۴) روزہ میں منجن سے دانت صاف کرنا اگر مکروہ ہے تو کیوں؟

(جواب) احتیاط کے ساتھ اگر منجن ملے اور دانتوں کو صاف کرے کہ حلق کے اندر کچھ نہ جاوے تو مکروہ نہیں ہے یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے خلاف اولیٰ ضرور ہے جس کا مفاد کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ شامی میں ہے قولہ و کرہ لہ

(۱) و لا باس بالسواک الرطب بالغداۃ والعشی للصائم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر خلال الصائم السواک من غیر فصل (ھدایہ باب مایوجب القضاء والکفارۃ ج ۲ ص ۲۰۳) ظفیر. (۲) ومضغ العلک لا یفطر الصائم لانہ لا یصل الی جو نہ (ایضاً) ظفیر. (۳) ایضاً ۱۲ ظفیر. (۴) رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۴. ۱۲ او ادھن اوا کتحل اوا حتجم وان وجد طعمہ فی حلقہ الخ لم یفطر (در مختار) قولہ ان وجد طعمہ فی حلقہ ای طعم الکحل او لدھن کما فی السراج الخ قال فی النھر لان الموجود فی حلقہ اثر داخل من المسام الذی ھو خلل البدن والمفطر انما ھو الداخل من المنا فذ للاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجد بردہ فی باطنہ انہ لا یفطر (ایضاً ج ۲ ص ۱۳۳ و ج ۲ ص ۱۳۴. ط.س. ج ۲ ص ۳۹۵. ۳۹۶) ظفیر.

(۵) و کرہ لہ ذوق شئی و کذا مضغۃ بلاعذر (درمختار) الظاھر ان الکراھۃ فی ھذہ الاشیاء تنزیھیہ (ردالمحتار مطلب فیما یکرہ للصائم ج ۲ ص ۱۵۳. ط.س. ج ۲ ص ۴۱۶ ظفیر

ذوق شئی الخ الظاهر ان الكراهة فى هذه الاشياء تنزيهية۔(۱) فقط

روزہ میں رومال بھگو کر سر پر ڈالنا کیسا ہے

(سوال ۸۵) ایک شخص قصداً روزہ میں بڑا رومال بھگو کر اس لئے اوڑھتا اور ہر روز سر پر باندھتا ہے کہ روزہ میں تخفیف ہو، آیا اس کا روزہ مکروہ ہوتا ہے یا نہیں۔ مالا بدمنہ مکروہ لکھتے ہیں اور بخاری شریف میں یہ ہے، فی باغتسال الصائم وبلّ ابن عمر ثوباً فالقى عليه وهو صائم.

(جواب) درمختار میں ہے وكذالاتكره حجامة وتلفف بثوب مبتل ومضمضة اواستنشاق اواغتسال للتبرو عندالثانی وبه يفتى (۲) الخ اور شامی میں ہے۔ قوله وبه يفتى لان النبى صلى الله عليه وسلم صب على راسه الماء وهو صائم من العطش اومن الحر رواه ابوداؤد وكان ابن عمر يبل الثوب ويلفه عليه وهو صائم (۳) الخ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح و مفتی بہ یہی ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔ فقط

کیا روزہ دار کا پانی میں گوز کرنا مکروہ ہے

(سوال ۸۶) صائم کا پانی کے اندر رہ کر گوز کرنا مکروہ ہے۔ عالمگیریہ۔ کیا یہی معتبر ہے

(جواب) عالمگیریہ میں معراج الدرایہ سے اس کی کراہت نقل کی ہے اور عدم فساد صوم پر اتفاق ہے۔ پس ضرورت میں معذور ہوگا اور بلا ضرورت شدید بالاختیار اس سے بچنا بہتر ہے۔ (۴) فقط

بھیگے ہوئے نسوار کا منہ میں ڈالنا کیسا ہے؟

(سوال ۸۷) نسوار در آب تر در دہان دادن مردم روزہ دار را جائز است یا نہ

(جواب) قال فى الدرالمختار اوذاق شيئا بفمه وان كره لم يفطر الخ قوله وان كره الا لعذر كماياتى (۵)، شامی وايضاً فى الدرالمختار، كره له ذوق شئى كذا مضغه بلاعذر (۶) الخ پس معلوم شد کہ نسوار در دہان دادن بدون آنکہ در حلق داخل شود مکروہ است وبعذر جائز است وفى الشامى وذكر الزند ويسى اذا فتل السلكة وبلّها بريقه ثم امرها ثانياً فى فمه ثم ابتلع ذلك البزاق فسد صومه (۷) الخ الغرض احتیاط دریں بارہ خوب است ونشاید نسوار در دہان انداختن کہ خوف فساد صوم است۔ فقط

تمباکو کا پتہ جلا کر اس کی راکھ سے رمضان میں دانت صاف کرنا کیسا ہے

(سوال) بعض عورتیں تمباکو کا پتہ جلا کر اس کی راکھ اور مسی منہ میں رمضان شریف میں دن کو استعمال کرتی ہیں، یہ کیسا ہے؟ روزہ میں خلل ہے یا نہ۔

(جواب) اگر دانتوں کو مل کر دھویا جاوے اور کلی کر لی جائے کہ پیٹ میں اس کا اثر نہ جاوے تو روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا۔

---

(۱) ردالمختار باب مايفسد الصوم ومالا يفسده ج ۲ ص ۱۵۳ . ط.س. ج۲ص۴۱۶. ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش ردالمختار باب مايفسد السوم ومالايفسده مطلب فيما يكره للصائم ج ۲ ص ۱۵۲ . ط.س. ج۲ص۴۱۹ . (۳) ردالمختار باب ايضاً ج ۲ ص ۱۵۲ . ط.س. ج۲ص۴۱۹ . ۱۲ ظفير

(۴) ولوفسا الصائم اوضرط فى الماء لايفسدا لصوم ويكره له ذالك هكذافى معراج الدراية (عالمگيرى كشورى الباب الثالث فيما يكره للصائم ج ۱ ص ۱۹۷ . ط.س. ج۲ص۱۹۹) ظفير

(۵) ردالمختار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۸ . ط.س. ج۲ص۴۰۰، ۱۲ ظفير

(۶) الدرالمختار على هامش ردالمختار باب ايضاً ج ۲ ص ۱۵۳ . ط.س. ج۲ص۴۱۶، ۱۲ ظفير

(۷) ردالمختار باب مايفسد اصلوم ج ۲ ص ۱۳۸ . ط.س. ج۲ص۴۰۰.

نکسیر پھوٹنے سے روزہ میں تو کوئی نقص نہیں واقع ہوتا

(سوال ۸۹) روزہ میں نکسیر پھوٹ گئی۔ حتیٰ کہ اس کا اثر تھوک میں بھی پایا گیا، روزہ میں تو کچھ نقص واقع نہیں ہوا؟

(جواب) اس سے روزہ میں کچھ خلل نہیں آیا۔ فقط

رمضان میں آٹھ دس دفعہ غسل کرنا کیسا ہے

(سوال ۹۰) روزہ میں آٹھ دس دفعہ غسل کرنا کیسا ہے؟

(جواب) جائز ہے۔ (۱) فقط

ختانین کے ملنے سے روزہ جاتا ہے یا نہیں

(سوال ۹۱) زید نے روزہ میں دن کو بیوی کا بوسہ لیا یا بغل گیر ہوا، یا ایک نے دوسرے کی ختانین کو مس کیا جس سے شہوت پیدا ہوگئی پھر دونوں علیحدہ ہو گئے۔

(جواب) اس صورت میں روزہ ہو گیا، مگر جوان آدمی کو ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

روزہ میں تر کپڑا پہننا اور بار بار غسل کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۹۲) روزہ میں تر کپڑے پہننا اور تین چار مرتبہ غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ روزہ میں کچھ فرق تو نہیں آتا۔

(جواب) اس سے روزہ میں کچھ فرق نہیں آتا۔ (۳) فقط

ٹیکہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(سوال ۹۳) اگر حالت روزہ میں ٹیکہ لگایا جاوے جو کہ اکثر ملازمین سرکار کے بازو میں یا کسی اور جگہ بدن پر لگایا جاتا ہے اور چونکہ نشتر ٹیکہ لگانے والے میں زہر لگا ہوا ہوتا ہے، بدن میں زہر کا اثر ہو کر تپ ہوتا اور تمام بدن بے کار ہو جاتا ہے، آیا روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

(جواب) اس کا روزہ ہو جاتا ہے، فاسد نہیں ہوتا۔ (۴) فقط

آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ میں کچھ نقصان تو نہیں آتا

(سوال ۹۴) اگر روزہ کی حالت میں کوئی دوا ڈالی جاوے تو روزہ میں نقصان آتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) عن ابی حنیفة انه یکره للصائم المضمضة ولاستنشاق بغیر وضوء وکره اغتسال وصب الماء علی الراس والاستقاع فی الماء والتلفف بالشوب المبلول وقال ابویوسف لایکره وهوالاظهر کذافی محیط السرخی (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب ثالث ج ۱ ص ۱۸۶ ط.س. ج۲ص۱۹۹. ظفیر)

(۲) ولاباس بالقبلة اذا من علی نفسه الخ ویکره اذا لم یامن الخ والمباشرة الفاحشة مثل التقبیل فی ظاهر الروایة (هدایه باب مایوجب القضا ج ۱ ص ۱۹۹) والمباشره الفاحشة ان یتعانقا وهما متجردان ویمس فرجه فرجها وهو مکروه بلاخلاف هکذافی المحیط (عالمگیری. مصری، کتاب الصوم باب ثالث ج ۱ ص ۱۸۷ ط.س. ج۱ ص ۲۰۰) ظفیر

(۳) ولواکتحل لم یفطر لانه لیس بین العین والدماغ منفذوالدمع یترشح کالعرق والداخل من المسام لاینافی کما لواغتسل بالماء البار داهدایه باب مایوجب القضا والکفارة ج ۱ ص ۱۹۹ عن ابی حنیفة الا کره الاغتسال وصب الماء علی الراس والاستقاع فی الماء والتلفف بالشرب المبلول وقال ابو یوسف لایکره وهوالاظهر کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب ثالث ج ۱ ص ۱۸۶ ط.س. ج۲ص۱۹۹) ظفیر، (۴) واقطرنی احلیله ماء اودهنا الخ لم یفطر (درمختار) لان العلقمن الجانبین الوصول الی الجوف وعدمه بناء علی وجود المنفذ وعدمه الخ (ردالمختار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۷ ط.س. ج۲ص۳۹۹) وما وصل الی الجوف اوالی الدماغ من المخارق الاصلیة کالانف والاذن والدبر فوصل الی الجوف اوالدماغ فسد صومه الخ واما ماوصل الی الجوف اوالی الدماغ من غیرالمخارق الاصلیة لایفسد (البدائع الصنائع ج ۲ ص ۹۳) ظفیر

(جواب) اس صورت میں روزہ میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ روزہ صحیح (۱) ہے۔ فقط

دودھ پلانے سے عورت کا روزہ یا اس کا وضو نہیں ٹوٹتا ہے

(سوال ۹۵) اگر زنے فرزند خود را در روزہ یا وضو شیر داد وضو یا روزہ شکستہ شود یا نہ۔

(جواب) وضو و روزہ اش باطل نمی شود (۲)۔ فقط

انجکشن سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

(سوال ۹۶) زید روزہ دار کے بدن کے اندر بذریعہ پچکاری ایک دورتی دوا چڑھائی تو روزہ رہا یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں روزہ اس کا فاسد نہیں ہوا جیسا کہ تصریحات فقہاء سے واضح ہوتا ہے۔ (۳) فقط

ریت منہ میں گیا اسے تھوک دیا تو اب شبہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا

(سوال ۱ / ۹۷) منہ میں ریت پہنچا اور تھوک دیا بعد میں تھوک نگل گیا اور پھر دانتوں میں ریت معلوم ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ریت اندر بھی گیا ہے تو اس سے روزہ ٹوٹا یا نہیں۔

دانت کے خون سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

(سوال ۹۸/۲) رمضان میں دانتوں سے خون نکلتا ہے تھوک نگلنے کے بعد ذائقہ معلوم ہوا بعد کو جو تھوکا تو خون غالب تھا اس صورت میں روزہ ٹوٹا یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (۴)

(۲) اوخرج الدم من بين اسنانه ودخل حلقه يعنى ولم يصل الى جوفه اما اذا وصل فان غلب الدم اوتساويا وافسد والا لا (۵) الخ درمختار۔ اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے ظاهر اطلاق المتون انه لايفطروان كان الدم غالباً على الريق وصححه فى الوجيز (۶) الخ الحاصل بعض فقہاء نے اس میں عدم فساد روزہ کو صحیح کہا ہے اور اکثر نے فساد روزہ کا حکم کیا ہے۔ لہذا اس میں احتیاط رکھے۔ فقط۔

عورت اپنی شرم گاہ میں خشک دوا رکھے تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں

(سوال ۹۹) اگر عورت بوجہ بیماری بطور فرزجہ دوائے خشک فرج میں رکھے تو مفسد صوم ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولواقطر شيئا من الدواء فى عينه لايفسد صومه عندنا الخ (عالمگيرى مصرى كتاب الصوم باب رابع ج ۱ ص ۱۹۰ ط ماجديه ج۲ ص ۲۰۳) ظفير

(۲) روزہ تو اس لئے نہیں باطل ہوگا کہ دودھ باہر نکل رہا ہے اور روزہ نام ہے مفطرات کے روکنے کا۔
وشرعاً امساک من المفطرات الا تية حقيقة او حكما الخ فى وقت مخصوص الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۰ ط.س. ج۲ ص ۳۷۱) ظفير.

(۳) وما وصل الى الجوف اوالى الدماغ من المخار ق الا صلية كالانف ولا ذن والدبر الخ فسدصومه الخ اما ماوصل الى الجوف اوالى الدماغ عن غير المخارق الا صلية بان دواى الجائفة والآمة فان داواها بدواء يابس لا يفسد لانه لم يصل الى الجوف ولا الى الدماغ (بدائع الصنائع كتاب الصوم ج ۲ ص ۹۳) ظفير.

(۴) او بقى بلل فى فيه بعد المضمضة وابتلعه مع الريق كطعم ادوية الخ اوا بتلع ما بين اسنانه وهو دون الحمصة لا نه تبع لريقه الخ لم يفطر (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۴ ط.س. ج۲ ص ۳۹۶.

(۵) الدر المختار على هامش رد المحتار باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۴ ط.س. ج۲ ص ۳۹۶) ظفير

(۶) رد المحتار باب ايضاً ج ۲ ص ۱۳۴ ط.س. ج۲ ص ۳۹۶ ۱۲ ظفير.

(جواب) روزہ میں اس سے احتیاط کی جائے۔(۱) فقط۔

ہونٹ پر جو تھوک آئے اس کے نگلنے کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۰) خارج ہونٹ پر جو بزاق آتا ہے اس کو نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کما لو ترطب شفتاہ بالبزاق عند الکلام ونحوہ فابتلعہ او سال ریقہ الی ذقنہ الخ فاستنشفہ الخ لم یفطر۔(۲) فقط۔

تالاب میں کسی کو اخراج ریح ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۱) اگر کوئی روزہ دار غسل کرنے کے لئے نہر یا تالاب میں اترے اور اثنائے غسل میں اس کے پیچھے کی راہ سے ہوا نکلے تو اس کے روزہ میں کچھ خلل آوے گا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں مطلقاً روزہ نہ ٹوٹے گا، کما ہو ظاہر (مگر یہ مکروہ ہے۔ظفیر) لان الصوم یفسد من داخل لا من خارج (۳) فقط۔

روزہ دار ناک میں نسوار ڈال سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۲) صائم کو منہ میں یا ناک میں نسوار ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نہیں چاہئے۔فقط۔

روزہ کی حالت میں مقعد کے اندر زخم پر یا بواسیر کے مسوں پر مرہم یا تیل لگانے سے روزہ ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۰۳) اگر روزہ دار روزہ کی حالت میں مقعد و مبرز کے اندر زخم میں اور بواسیر کے مسوں کے زخم میں مرہم یا تیل انگلی سے اندر لگاوے یا اندر سے خوب دھووے تو روزہ صحیح ہوگا یا نہیں۔

(جواب) روزہ اس کا صحیح ہے۔مگر احتیاط بہتر ہے۔(۴) فقط۔

غوطہ لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور تمبا کو سونگھنے سے ٹوٹ جاتا ہے

(سوال ۱۰۴) تالاب میں غوطہ لگانے سے روزہ جاتا رہتا ہے یا نہیں؟ اور تمبا کو سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) لوادخل اصبعہ فی استہ اوا لمراءۃ فی فرجہا لا یفسد وھو المختار الا اذا کانت مبتلۃ بالماء والدھن فحینئذ یفسد لو صول الماء اوالدھن الخ وھذ تنبیہ حسن یجب ان یحفظ لان الصوم انما یفسد فی جمیع الفصول اذا کان ذاکر اللصوم والا فلا (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب رابع ج ۱ ص ۱۹۱ .ط. ماجدیہ ج۲ص۳۰۴) والوا دخلت قطنۃ ان غابت فسدو ان بقی طر فہا فی فرجہا الخارج لا ، (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب مایفسد الصوم.ج ۲ ص ۱۳۵ .ط.س. ج ۲ ص ۳۹۷) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب مایفسد الصوم وما لا یفسدہ ج ۲ ص ۱۳۸ .ط.س. ج۲ص ۴۰۰ . ۱۲ ظفیر۔

(۳) عالمگیری میں اسے مکروہ لکھا ہے ولو فساد الصائم او ضرط فی الماء لا یفسد الصوم ویکرہ لہ ذالک ھکذا فی معراج الدرایۃ (عالمگیری کشوری کتاب الصوم باب ثالث ج ۱ ص ۱۹۷ .ط.ماجدیہج ۱ ص ۱۹۹) ظفیر۔

(۴) اوادخل اصبعہ الیابسۃ فیہ ای فی دبرہ او فرجہا ولو مبتلۃ فسد الخ ولو بالغ فی الا ستنجاء حتیٰ بلغ موضع الحقنۃ فسد (در مختار) قولہ ولو مبتلۃ فسد لبقاء شئی من البلۃ فی الد اخل وھذا لوادخل الا صبع الی موضع الحقنۃ (رد المحتار باب مایفسد الصوم وما لا یفسدہ ج ۲ ص ۱۳۵ .ط.س. ج ۲ ص ۳۹۷)
اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صورت مسئول میں اگر اندر اس حد تک دوا پہنچ جائے یا پانی جہاں سے معدہ اسے جذب کر لیتا ہے یا وہ خود معدہ میں پہنچ جاتا ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اسی وجہ سے حضرت مفتی علامؒ نے احتیاط کو بہتر کہا ہے، اس لئے کہ اس کا لحاظ وخیال ہر شخص کے لئے ممکن نہیں۔واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(جواب) تالاب میں غسل کرنے سے اور غوطہ لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور تمبا کو سونگھنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، کیونکہ اجزاء تمبا کو کے دماغ و حلق میں جاتے ہیں۔

عورت کا روزہ دودھ پلانے سے نہیں ٹوٹتا

(سوال ۱۰۵) ماں بحالت صوم اپنے بچے کو دودھ پلاوے۔ تو مفسد صوم ہے یا نہیں۔

(جواب) مفسد صوم نہیں ہے۔(۱) فقط۔

سرمہ اور تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(سوال ۱۰۶) روزہ کی حالت میں سر میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگانا جس کو عادت ہو یا بلا عادت، جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) روزہ کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ لگانا اور سر میں تیل لگانا جائز اور درست ہے خواہ عادت ہو یا نہ ہو۔(۲) فقط۔

روزہ کی حالت میں بوس و کنار کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۷) کیا روزہ کی حالت میں زوجہ سے بوس و کنار کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ امور جائز ہیں مگر جوان آدمی کوئی ایسا فعل روزہ کی حالت میں نہ کرے جس میں خوف ہو کہ وہ فعل مفضی الی الجماع ہو جاوے گا کما لمباشرۃ الفاحشۃ ۔(۳) فقط۔

رمضان میں سونے والے نے دانت میں خون دیکھا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۸) رمضان میں دوپہر کو ایک شخص سوتا تھا، جب اٹھا تو اس کے دانت میں خون تھا یہ یقین نہیں کہ سوتے وقت خون پیٹ میں گیا یا نہیں۔ اب روزہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب) اس صورت میں روزہ نہیں جاتا۔(۴) فقط۔

---

(۱) هو ای الصوم الخ امساک عن المفطرات الا تية حقيقة او حكما الخ فی وقت مخصوص الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۰۹ . ط.س. ج ۲ ص ۳۷۱) اس سے معلوم ہوا کہ روزہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام ہے، جس میں نیت بھی پائی جائے۔ لہذا دودھ پلانے میں ان میں سے کوئی بات پائی نہیں جاتی ۱۲ظفیر۔

(۲) اوا دهن او اكتحل الخ لم يفطر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۳ . ط.س. ج ۲ ص ۳۹۵) ظفیر.

(۳) ولا باس بالقبلة اذا امن على نفسه اى الجماع اوالا نزال ويكره اذا لم يامن . (هدايه باب مايوجب القضا الخ ج ۱ ص ۱۹۹) ظفیر.

(۴) واخرج الدم من بين اسنانه و دخل حلقه يعنى ولم يصل الى جوفه الخ (در مختار) ظاهر اطلاق المتن انه لا يفطر (ردالمحتار باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۴ . ط.س. ج ۲ ص ۳۹۶) ظفیر.

پانچواں باب
وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے

رمضان میں جنابت کا غسل صبح میں کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۹) رمضان میں جنابت کا غسل صبح کو کرنے سے روزہ میں تو کچھ نقص نہیں آتا، اور ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اس سے روزہ میں کچھ خلل اور خرابی لازم نہیں آتی ۔ فی الدر المختار اوا صبح جنباً الخ لم یفطر الخ ۔(۱)

مسوڑوں کا خون اندر جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۰) مسوڑوں کے خون اور مواد کے اندر چلے جانے سے روزہ قائم رہے گا یا نہیں۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ اس روزہ کی قضا لازم ہوگی اما اذا وصل ای الی جوفه فان غلب الدم او تساویا فسد الخ در مختار ۔(۲) فقط۔

پان کی سرخی نگلنے سے روزہ رہا یا ختم ہو گیا۔

(سوال ۱۱۱) زید نے بعد سحر پان کھایا، دن نکلنے پر پان کی سرخی تھوک میں موجود ہے، ایسے تھوک کو نگلنا مفسد صوم ہے یا نہیں اگر ہے تو ہر صورت میں چاہے کلی غرارہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، سرخی کم ہو یا زیادہ ہو۔ اور اگر نہیں تو ہر صورت میں یا خاص اس صورت میں کہ کلی غرارہ خوب کر لیا ہو اور سرخی خفیف مغلوب باقی رہی ہو جس کا ازالہ ناممکن یا دشوار ہو، پھر یہ بات بھی قابل سوال ہے کہ پان کی سرخی ایسی ہے بھی کہ جس کا ازالہ دشوار یا ناممکن ہو یا نہیں۔

(جواب) باہر سے اگر رنگ کا اثر تھوک میں ہو جاوے اور اس تھوک کو نگل جاوے تو وہ مفسد صوم ہے کما یظهر من قوله الا ان یکون مصبوغاً وظهر لونه فی ریقه وابتلعه ذاکراً الخ در مختار ۔(۳) لیکن پان جو صبح صادق سے پہلے کھایا اور اس کے اجزاء منہ میں نہ رہے اور کلی وغیرہ کر کے منہ کو صاف کر لیا تو پھر اگر صبح کو تھوک میں سرخی کا اثر باقی ہوا اور اس کو نگل جاوے تو اس میں فساد صوم کا حکم نہ ہوگا جیسا کہ آگے عبارت سابقہ سے جس جگہ در مختار میں والقطر تین من دموعه او عرقه (۴) ہے، وہاں شامی نے یہ تحقیق کی ہے اما الواصل الی الحلق من المسام فالظاهر انه مثل الریق فلا یفطر وان وجد طعمه فی جمیع فمه تامل ۔(۵) پس جیسا کہ تھوک مخلوط بملوحۃ الدموع میں فساد صوم کا حکم نہیں ہے، مخلوط بالون المذکور میں بھی نہ ہوگا، لیکن احتیاط ضروری ہے اور حتی الوسع کچھ اثر باقی نہ چھوڑنا چاہئے، خوب منہ کو صاف کر لینا چاہئے اور موقع اشتباہ میں قضاء کرنا اس روزہ مشتبہ کی احوط ہے ۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم و ما لا یفسده ج ۲ ص ۱۳۸ ط.س. ج۲ص ۴۰۰ ۔ ۱۲ محمد ظفیر الدین غفرله۔

(۲) پوری عبارت یہ ہے او خرج الدم من بین اسنانه ودخل حلقه یعنی ولم یصل الی جوفه اما اذا وصل فان غلب الدم او تساویا فسد والا لا، الا اذا وجد طعمه (در مختار) قلت ومن هذا یعلم حکم من قلع ضرسه فی رمضان ودخل الدم الی جوفه فی النهار ولو نائما فیجب علیه القضاء الخ (رد المحتار باب مایفسد الصوم وما لا یفسده ج ۲ ص ۱۳۴ ط.س. ج۲ص ۳۹۶) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۸ ط.س. ج۲ص ۴۰۰ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(۴) ایضاً ج ۲ ص ۱۴۱ ط.س. ج۲ص ۴۰۳ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(۵) رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۲ ط.س. ج۲ص ۴۰۴ ۔ ۱۲ ظفیر۔

حقہ پینے سے روزہ ٹوٹتا ہے، کیا ثبوت ہے

(سوال ۱۱۲) حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس کا ثبوت قرآن وحدیث وفقہ سے کس طرح ہوسکتا ہے۔

(جواب) حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کما فی الشامی وبه علم حکم شرب الدخان و نظمه شر نبلا لی فی شرحه علی الوهبانية . ويمنع من بيع الدخان وشربه وشاربه في الصوم لا شک يفطر ويلزمه التكفير لو ظن نا فعاً كذا دافعاً شهوات بطن فقروا۔(۱) فقط۔

ناک میں دواڈالنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۳) انداختن دواء در بنی مبطل صوم است یانہ۔ ونیز نسوار انداختن بدنداں بدون آنکہ اثرش در جوف وحلق برسد مفطر صوم است یانہ۔

(جواب) از استعاط انداختن دواوغیرہ در بنی بطلان صوم ووجوب قضاء مصرح است کما فی الدر المختار او استعط فی انفه شیئاً الخ قضیٰ الخ (۲) اما انداختن نسوار بدندن بدون آنکه اثرش در جوف و حلق رسد مفطر صوم نیست کما فی الذوق، ولیکن احتیاط در ترک آں است کما ہوظاہر۔ فقط۔

شرم گاہ کے دخول سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(سوال ۱۱۴/۱) دخول سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۱۵/۲) اگر دخول کیا اور منی نہیں آئی تو کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ لازم آتا ہے دخول فرج سے۔(۳)

(۲) دخول فی احد السبیلین میں منی آوے یا نہ آوے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاو کفارہ لازم ہے۔(۴) فقط۔

ہاتھ سے منی نکالنا مفسد صوم ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۶) اگر کوئی شخص روزہ میں ہاتھ سے منی زائل کرے تو روزہ ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اذا ستمنی کفه الخ قضیٰ۔(۵) فقط۔ (ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ نفس یہ فعل بہت برا ہے اس پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ ظفیر)

بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہوگیا کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۷) ایک شخص نے ماہ رمضان میں دن کو اپنی زوجہ سے بوس وکنار کیا جس سے انزال ہوگیا، اس صورت میں اس پر قضا واجب ہے یا کفارہ بھی۔

(جواب) اس صورت میں صرف قضاء اس روزے کی لازم ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ض ۱۳۴. ط.س. ج۲ص۳۹۵. ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۰. ط.س. ج۲ص۴۰۲. ۱۲ ظفیر. (۳) او ذاق شيئا بفمه وان كره لم يفطر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۸. ط.س. ج۲ص۴۰۰) ظفیر. (۴) وان جامع المكلف ادميا مشتهى في رمضان اداء او جومع و توارت المشفة في احد السبيلين انزل اولا الخ قضى الخ و كفر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ما يفسد الصوم ج ۱ ص ۱۴۷. ط.س. ج۲ص۴۰۹) ظفیر. (۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۱ ص ۱۴۲. ط.س. ج۲ص۳۹۹. ۱۲ ظفیر. (۶) اوقبل ولو قبلة فاحشة الخ او لمس ولو بحائل لايمنع الحرارة او استمنى بكفه او بمباشرة فاحشة ولو بين المرائتين فانزل الخ قضى في الصوم كلها فقط (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص. ۱۴۲. ط.س. ج۲ص۳۹۹) مگر اس کے ساتھ رمضان کا احترام ضروری ہے، وہ اس کے بعد دن میں کچھ کھائے پئے نہیں ظفیر۔

کان میں تیل ڈالنے سے روزہ کیوں ٹوٹتا ہے

(سوال ۱۱۱۸) صائم کان میں تیل کیوں نہیں ڈال سکتا جب کہ پانی جانے میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(جواب) ہدایہ میں وجہ فرق یہ بیان فرمائی ہے کہ پانی میں وصول مافیہ صلاح البدن الی الجوف نہیں ہے، بخلاف دہن کے، اس کو دیکھ لیا جاوے۔(۱)۔ اور یہ بھی وجہ فرق کی ہوسکتی ہے کہ پانی سے احتراز دشوار ہے اور اس میں ضرورت ہے۔ فقط

نسوار سونگھنے اور حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(سوال ۱۱۱۹) حقہ نوشیدن و نسوار شمیدن در انف مفسد صوم است یا نہ۔

(جواب) حقہ نوشی مفسد صوم است و نسوار شمیدن در انف نیز مفسد صوم است قال فی الشامی وبه علم حکم شرب الدخان و نظمه فی شرح الوهبانية:۔

ویمنع من بیع الدخان وشربه وشاربه فی الصوم لا شک یفطر۔(۲) فقط۔

دوا سونگھنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۱۲۰) ''اٹلوس'' ایک دوا ہے کہ نوسادر اور چونا ملا کر شیشی بھر کر ناک سے لگا کر سونگھا جاتا ہے، اس کی تیزی دماغ تک پہنچتی ہے، اس کے سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں روزہ اس کا ٹوٹ گیا قضاء لازم ہے۔ کما فی الدر المختار ومفاده انه لو ادخل حلقه الدخان افطرای دخان کان ولو عوداً او عنبراً لو ذاکراً لا مکان التحرز عنه الخ (۳) وتحقیقه فی الشامی (۴) فقط۔

روزہ دار دن میں کنکری نگلے یا کھانا کھائے یا جماع کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۲۱) زید نے روزہ رکھا، پھر دن کو ایک کنکری نگلی یا بیوی سے جماع کیا، یا کھانا کھایا تو کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں زید کے ذمہ صرف قضاء لازم ہے، کفارہ نہیں ہے۔(۵) (تفصیل حاشیہ میں دیکھئے۔ ظفیر)

---

(۱) ومن حتقن الخ او اقطرنی اذا نه فطر لقوله صلی الله علیه وسلم الفطر مما دخل ولو جود معنی الفطر وهو وصول ما فیه صلاح البدن الی الجوف والا کفارة علیه الخ ولو افطر فی اذنیه الماء او دخلهما لا یفسد صومه لا نعدام المعنی (ای اصلاح البدن) والصورة بخلاف ما ذا ادخله الدهن (هدایه باب مایوجب القضاء والکفارة ج ۱ ص ۲۰۲)

(۲) رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۴) تحت قول الماتن لوادخل حلقه الد خان افطر ط.س. ج ۲ ص ۳۹۵. ۱۲ ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۹۵. ۱۲ ظفیر.

(۴) "قوله لو ادخل حلقه الدخان ای بای صورة کان الا دخال حتی لو بنجور بنجوره فاواه الی نفسه واشتمه ذاکر الصومه افطر لامکان التحرزه عنه وهذا مما یغفل عنه کثیر من الناس ولا یتوهم انه کشم الور دو مائه والمسک لو ضوح الفرق بین هواء تطیب بریح المسک وشبهه و بین جو هر دخان وصل الی جونه بفعله امداد (رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۳ و ج ۲ ص ۱۳۴. ط.س. ج ۲ ص ۳۹۵) ظفیر.

(۵) کنکر نگلنے کی صورت میں تو یہی جواب ہے، او ابتلع حصاة ونحوها مما یا کله الا نسان او یعافه او یستقذره الخ قضی فی الصور کلها فقط (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۰ و ج ۲ ص ۱۴۴. ط.س. ج ۲ ص ۴۰۳) اور اگر عمداً جماع کیا یا کھایا پیا تو کفارہ بھی واجب ہے بشرطیکہ رمضان میں ایسا کیا، ورنہ نہیں و ان جامع المکلف ادمیا مشتهی فی رمضان اداء او جو مع و توارت الحشفة فی احد السبیلین انزل اولا، او اکل او شرب غذاء الخ عمداً الخ قضی فی الصور کلها و کفر (ایضا ج ۲ ص ۱۴۷. ط.س. ج ۲ ص ۴۰۹) البتہ غیر رمضان تھا تو صرف قضا ہے کفارہ نہیں، یا یہ صورت ہوئی کہ رمضان میں پہلے کنکر نگل لی پھر اس کے بعد جماع کیا اور کھایا تو بھی صرف قضا واجب ہے ۱۲ ظفیر۔

روزہ میں حقہ پینے سے کفارہ واجب ہوتا ہے یا صرف قضا

(سوال ۱۲۲) روزہ میں حقہ پینے سے قضا لازم ہوتی ہے یا کفارہ بھی۔

(جواب) حقہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے، اور بعض صورتوں میں کفارہ بھی لازم ہوتا ہے۔(۱) فقط (یعنی اگر اسے نفع بخش سمجھا تب تو کفارہ وقضا دونوں لازم ہوں گے ورنہ صرف قضا۔ ظفیر)

بیوی کا کوئی بوسہ لے اور اس کو انزال ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۳) ایک شخص نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لیا اور اپنے عضو تناسل کو اس کے پیٹ پر رکھ کر رگڑا دیا اس وجہ سے انزال ہو گیا، بلا ارادہ ایسا ہو گیا تو اس صورت میں قضاء مع کفارہ ہے، یا بلا کفارہ۔

(جواب) اس صورت میں صرف قضاء اس روزہ کی لازم آوے گی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ کذا فی الدر المختار الشامی (۲) فقط۔

صبح کے وقت منہ سے پان وغیرہ نکلے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۴) ماہ صیام میں صبح کے وقت منہ میں پان یا تمبا کو یا اور کوئی شے سحری کے وقت کی ڈلی ہوئی نکلی تو روزہ ہو جائے گا یا قضا لازم ہے۔

(جواب) احتیاط قضا کرنے میں ہے، گو حکم قطعی قضا کا نہ ہو۔ (۳) فقط۔

بیوی کے ساتھ لپٹنے سے انزال ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۱۲۵) ایک شخص نے ماہ رمضان میں روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے لپٹنا شروع کیا اور کچھ دیر تک لپٹتا رہا چند منٹ بعد اس کو انزال ہو گیا۔ آیا اس پر اس روزہ کا کفارہ لازم ہے یا محض قضا۔

(جواب) اس صورت میں محض قضا اس روزہ کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں کذا فی الدر المختار۔ (۴) فقط۔

۲۹ کا چاند نہ دیکھا گیا بعد میں تحقیق ہوئی تو قضا ضروری ہے

(سوال ۱۲۶) ۲۹ شعبان یوم جمعہ کو ضلع بھاگلپور کے قرب وجوار میں چاند نہیں ہوا اور انہوں نے روزہ نہیں رکھا تو ان پر شنبہ کے روزہ کی قضا لازم ہے یا نہیں۔

(جواب) شنبہ کا روزہ ہونا محقق ہو گیا ہے پس جن لوگوں نے شنبہ کا روزہ نہیں رکھا ان کو اس روزہ کی قضاء کرنی پڑے گی۔ (۵) فقط۔

---

(۱) انه لوادخل حلقه الدخان افطر (در مختار) ويمنع من بيع الدخان وشربه وشعار به فى الصوم لا شك يفطر ويلزمه التكفير لو ظن نا فعا كذا دا فعا شهوات بطن فقر روا (رد المحتار باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۳ و ج ۲ ص ۱۳۴ . ط.س. ج۲ص۳۹۵)ظفير .(۲)او وطئى امراء ة ميتة الخ او فخذا وبطنا او قبل ولو قبلة فاحشة بان يد غدغ او يمص شفتيها الخ فانزل الخ قضى فى الصور كلها فقط (اى بدون كفارة) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم باب مايفسد الصوم الخ ج۲ ص ۱۴۲ و ج ۲ ص ۱۴۴ . ط.س. ج۲ص۴۰۴) ظفير .(۳)او ذاق شيئاً بفمه وان كره لم يفطر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب مايفسد الصوم وما لا يفسد ج ۲ ص ۱۳۸ . ط.س. ج۲ص۴۰۰) ظفير .(۴)اوقبل ولو قبلة فاحشة بان يد غدغ او يمص شفتيها او لمس ولو بحائل لا يمنع الحرارة او استمنى بكفه او بمبا شرة فاحشة ولو بين المرائتين فانزل قيد للكل حتى لو لم ينزل لم يفطر الخ قضى فى الصور كلها فقط (در مختار) اى بدون كفارة(رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۲ و ج ۲ ص ۱۴۴ . ط.س. ج۲ص۳۹۹) ظفير .(۵) جب رمضان ہونا ثابت ہو گیا اور اس نے روزہ نہیں رکھا تو اس کی قضا بہر حال فرض ہے، چنانچہ یوم شک کے روزے کے سلسلہ میں صراحت ہے والا بان ظهرت فعنه اى عن رمضان (رد المحتار کتاب الصوم ج۲ص۱۲۰. ط.س. ج۲ص۳۹۱)

روزہ کی حالت میں احتلام کے بعد افطار کرلیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۷) ایک شخص کو روزہ میں احتلام ہوگیا۔ پھر اس نے بغیر دریافت کئے خود ہی افطار کر ڈالا اس صورت میں کفارہ آتا ہے یا نہیں۔

(جواب) احتلام سے اگرچہ روزہ نہیں جاتا لیکن اگر کسی نے غلطی سے یہ سمجھ کر کہ روزہ جاتا رہا، افطار کرلیا تو کفارہ نہیں صرف قضا لازم ہے کما فی الشامی واحترز بہ عما لو فعل ما یظن الفطر بہ کما لو اکل او جامع نا سیا او احتلم او انزل بنظر او ذرعہ القئ فظن انہ افطر فاکل عمداً فلا کفارۃ للشبھۃ الخ شامی(۱) فقط

ایک نوکر نے کام کی شدت کی وجہ سے افطار کرلیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۸) زید فورس میں نوکر ہے، حالت روزہ میں اس کے افسر نے ایک ایسا حکم دیا کہ جس کی رو سے اس کو سخت دھوپ میں کہ جس سے اس کی تندرستی کا اندیشہ تھا، دیہات میں دوادوش کے لئے جانا پڑا۔ زید مسئلہ سے ناواقف تھا، لہذا اس نے روزہ افطار کرلیا، آیا وہ کفارہ سے بچ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر شدت پیاس وغیرہ سے اندیشہ ہلاکت یا مرض تھا تو کفارہ اس سے ساقط ہے۔(۲) فقط۔

مجبوری میں افطار سے کفارہ نہیں آتا

(سوال ۱۲۹) ایک شخص ایماندار حافظ قرآن شریف نے رمضان المبارک میں دو دن بخار کے ساتھ روزہ رکھا، تیسرے دن بھی اس نے نیت روزہ کر کے روزہ شروع کیا، لیکن بوجہ شدت بخار کے اسے تیسرا روزہ افطار کرنا پڑا۔ اس کے بعد وہ دس دن برابر بیمار رہا اور دس دن روزہ نہ رکھ سکا۔ شرعاً ایسے شخص پر کفارہ آتا ہے یا قضاء اور ایماندار شخص کی رائے روزہ افطار کرنے میں معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) اس شخص پر صرف قضاء اس روزہ کی اور نیز ان روزوں کی جو اس کے بعد افطار کئے لازم ہے، کفارہ لازم نہیں ہے، کیونکہ اس بارہ میں خود روزہ دار مریض کا غلبہ ظن بھی معتبر ہے۔ درمختار میں ہے او مریض خاف الزیادۃ لمرضہ الخ بغلبۃ الظن بامارۃ او تجربۃ او باخبار طبیب حاذق مسلم مستور ۔(۳) فقط۔

قضا خود ادا کرنا ضروری ہے

(سوال ۱۳۰) کسی عورت سے ماہ صیام کے روزے قضا ہو جاویں، اس کا شوہر رکھ دے تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب) عورت کو ہی روزے رکھنے چاہئیں، شوہر کے رکھنے سے عورت کے روزے ادا نہ ہوں گے۔(۴) فقط۔

ایک عبارت کا مفہوم

(سوال ۱۳۱) وکذا الا ستمناء بالکف وان کرہ تحریماً الخ ۔ دوسری عبارت اسی باب میں ہے او لمس ولو بحائل لا یمنع الحرارۃ او استمنی بکفہ الخ فانزل قید للکل حتی لولم ینزل لم یفطر الخ اول عبارت سے

---

(۱) رد المحتار للشامی باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۹ تحت قولہ فعل ما لا یظن الفطر بہ.ط.س.ج۲ص ۴۱۱.۱۲ ظفیر.(۲)قد ذکر المصنف منھا خمسۃ وبقی الا کراہ زخوف ھلاک اونقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید (رد المحتار فصل العوارض ج ۲ ص ۱۵۸ .ط.س.ج۲ص ۴۲۱) ظفیر.(۳)الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ .ط.س.ج۲ص ۴۲۲. ۱۲ ظفیر.(۴)العبادۃ المالیۃ کزکاۃ وکفارۃ تقبل النیابۃ عن المکلف مطلقا الخ والبدنیۃ کصلاۃ وصوم لاتقبلھا مطلقا.(الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۶.ط.س.ج۲ص۵۹۷) ظفیر.

شبہ ہوتا ہے کہ استمناء بالکف سے افطار نہیں ہوتا اور دوسری عبارت سے تفصیل سمجھ میں آرہی ہے کہ بصورت انزال افطار ہوتا ہے ورنہ نہیں، ان میں تطبیق کی کیا صورت ہے۔

(جواب) پہلی عبارت کا تعلق ماقبل کے ساتھ ہے، وہ یہ ہے او جامع فیما دون الفرج ولم ینزل یعنی فی غیر السبیلین کسرۃ وفخذ و کذا الا ستمناء بالکف وان کرہ تحریما۔(۱) اوپر کی قید ولم ینزل سے معلوم ہوا کہ و کذا لاستمناء بالکف میں بھی عدم انزال کی قید ہے۔ چنانچہ علامہ شامی نے اس موقعہ پر لکھا ہے قولہ و کذا الاستمناء بالکف ، ای فی کونہ لا یفسد لکن ھذا اذا لم ینزل اما اذا انزل فعلیہ القضاء کما سیصرح بہ وھو المختار کما یاتی۔(۲) اس سے تطبیق بھی ہوگئی اور مسئلہ مفتی بہ بھی معلوم ہوگیا کہ استمناء میں انزال سے روزہ افطار ہوتا ہے اور صرف قضاء لازم آتی ہے۔

غیر رمضان کا روزہ قصداً توڑ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۲) ان رجلا کان صائما لا جل الحنث فی الیمین فتحقق ناقض الصوم بالقصد والاختیار ا یجب علیہ القضاء والکفارۃ معاً ام القضاء۔ فقط۔

(جواب) یجب علیہ قضاء الصوم الذی افسدہ لانہ افسد الصوم الواجب وقد قال فی الدر المختار ، او افسد غیر صوم رمضان الخ قضی الخ (۳) وکفارۃ الیمین ایضاً واجبۃ علیہ کذا فی الدر المختار (۴) فقط۔

بیوی کے پاس صرف بیٹھنے سے انزال ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۳) ایک شخص رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی زوجہ کے پاس بیٹھا اور کمزوری کی وجہ سے اس کو انزال ہوگیا تو اس پر قضاء ہے یا کفارہ آئے گا۔

(جواب) اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی زوجہ کے پاس بیٹھے اور کمزوری کی وجہ سے اس کو انزال ہو جائے تو اس صورت میں قضاء اس روزے کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔(۵) فقط۔

روزے دار کے سامنے اگربتی جلانا کیسا ہے

(سوال ۱۳۴) رمضان شریف میں یوم جمعہ روزہ داروں کے سامنے اگربتی جلانا کیسا ہے۔

(جواب) درمختار شامی، مفسدات صوم میں یہ لکھا ہے کہ اگر روزہ دار نے اپنے حلق میں قصداً دھواں داخل کیا اور اس کو روزہ یاد ہے تو روزہ اس کا ٹوٹ جاوے گا۔ درمختار میں ہے انہ لو دخل حلقہ الدخان انظر ای دخان کان ولو عوداً او عنبراً لو ذاکرا لا مکان التحرز عنہ اور شامی میں ہے قولہ انہ لو ا دخل حلقہ الدخان) ای بای صورۃ کان الا د خال حتیٰ لو تبخر بنجورہ فاواہ الیٰ نفسہ واشتمۃ ذاکراً لصومہ افطر لا مکان التحرز عنہ الخ ولا یتوھم انہ کشم الور دو مائہ والمسک لو ضوح الفرق بین ھواء تطیب بریح المسک وشبھہ

---

(۱) دیکھئے الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۶۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۳۹۸۔

(۲) رد المحتار باب ما یفسد الصوم ، وما لا یفسدہ ج ۲ ص ۱۳۶ و ج ۲ ص ۱۳۷۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۳۹۹۔ ۱۲ ظفیر.....

(۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار، باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۱ ۱۲ ظفیر. (۴) والمنعقدۃ ما یحلف علی امرتی المستقبل ان یفعلہ فی المستقبل او لا یفعلہ واذا حنث فی ذالک لزمتہ الکفارۃ لقولہ تعالیٰ لا یوا خذ کم اللہ باللغو فی ایمانکم لکن یو اخذ کم بما عقد تم الا یمان (ھدایہ کتاب الا یمان ج ۲ ص ۴۵۵) ظفیر. (۵) او قبل ولو قبلۃ فاحشۃ بان ید غدغ او یمص شفتیھا او لمس الخ فانزل الخ قضی فی الصور کلھا . الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۲۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۳۹۹) ظفیر

و بین جوهر دخان وصل الی جو فه بفعله الخ(۱) فقط۔

چھپ کر مسلمان ہونے والا اگر روزہ توڑ دے تو قضا و کفارہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۵) ایک ہندو باطن میں اسلام لے آیا چنانچہ روزہ رمضان شریف بھی رکھا، بعدہ افشائے راز کی وجہ سے روزہ توڑ دیا، پھر کھلم کھلا مسلم ہو گیا تو کیا اس پر کفارہ لازم آئے گا۔

(جواب) جب کہ وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آیا اور تمام احکام اسلام کو قبول کر لیا تو وہ عند اللہ مسلمان ہو گیا۔ اگر چہ لوگوں پر اس کا اسلام ظاہر نہ ہوا، پس اگر روزہ رمضان شریف رکھ کر اس نے توڑ ڈالا تو کفارہ اس پر لازم آئے گا۔(۲) فقط۔

مریض نیت کے باوجود افطار کر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۶) ایک شخص رمضان شریف میں مریض تھا، بعض دن روزہ رکھتا تھا اور بعض دن افطار کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز روزہ کی نیت کی پھر بعد نماز صبح افطار کر لیا تو اس صورت میں قضاء واجب ہے یا کفارہ۔

(جواب) اس صورت میں اس روزہ کی قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا، کیونکہ وہ پہلے سے مریض ہے، لہذا اس کو افطار کرنا جائز تھا تم انما یکفران نوی لیلاً ولم یکن مکرها ولم یطرء مسقط کمرض وحیض الخ(۳) در مختار اور کفارہ شبہ سے بھی ساقط ہو جاتا ہے قوله کمرض ای مبیح الا فطار الخ شامی(۴) پس جب کہ اس کو مرض موجود تھا جو کہ افطار کو مباح کرتا تھا تو اس صورت میں بھی کفارہ اس پر لازم نہ ہوگا۔ فقط۔

صرف جمعہ کا روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۱۳۷) تنہا جمعہ کا روزہ نفلی رکھنا مکروہ ہے یا نہیں نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جمعہ کا روزہ رکھنا تنہا مکروہ نہیں ہے۔

ولا باس بصوم یوم الجمعة عند ابی حنیفة ومحمد لما روی عن بن عباس انه کان یصومه ولا یفطر الخ(۵) اور حدیث نہی محمول ہے اس پر کہ اقامت جمعہ و غسل وغیرہ سے ضعف نہ ہو جاوے۔ پس جس کو یہ خوف نہ ہو اس کے لئے مکروہ نہیں ہے اور معتبر یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک روزہ پہلے یا پیچھے ملا لیوے جیسا کہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے لا یصوم احدکم یوم الجمعة الا ان یصوم قبله او یصوم بعده متفق علیه۔(۶) مشکوٰۃ۔ فقط۔

پیاس کی شدت کے خوف سے روزہ چھوڑ دینے سے صرف قضا واجب ہوگی یا کفارہ بھی

(سوال ۱۳۸) رمضان شریف ۳۷ھ میں اور میرے متعلقین اپنے لڑکے متوفی کی بیماری سے بے آرام اور

---

(۱) رد المحتار باب مایفسد الوصم ج ۲ ص ۱۳۳ و ج ۲ ص ۱۳۴. ط.س. ج۲ص ۳۹۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) اذا اکل متعمدا ما یتغذی به او یتداوی به یلزمه للکفارة الخ (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب رابع فصل ثانی ج ۱ ص ۱۵۲. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۰۵) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش. رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۵۰ و ج ۲ ص ۱۵۱. ط.س. ج۲ص ۴۱۲) ظفیر.
(۴) رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۵۱. ط.س. ج۲ص ۴۱۳. ۱۲ ظفیر.
(۵) رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴ تحت قوله الماتن والمندوب الا یام البیض من کل شهرو یوم الجمعة ولو منفردا. ط.س. ج۲ص ۳۷۵. ۱۲ ظفیر.
(۶) مشکوة باب صیام التطوع فصل اول ص ۱۷۹. ۱۲ ظفیر.

اس کے غم سے پریشان وغمگین تھے، تراویح پڑھ کر نیت روزہ کی پختہ کر لی اور سو گئے حتی کہ سحر کا پتہ نہ رہا۔ بوقت صبح صادر بیدار ہوئے وقت بیداری کے سبب پیاس کے زبان میری خشک تھی جس سے معلوم ہوا کہ آج مجھ سے روزہ تمام نہیں ہوسکتا ،اس وجہ سے میں نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا، انہوں نے کہا کہ اگر تم سے روزہ تمام نہیں ہوسکتا تو روزہ چھوڑ دو۔ ایک روزہ قضاء رکھ لینا، میں نے اور گھر والوں نے روزہ چھوڑ دیا۔ بوقت پوچھنے مسئلہ کے مجھے اس قدر پیاس نہ تھی کہ اگر فی الحال روزہ چھوڑوں تو مریض یا قریب المرگ ہوجاؤں بلکہ بوجہ سخت گرم موسم کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بوقت زوال یا بعد زوال مریض ہوجاؤں۔ اس صورت میں قضا واجب ہے یا کفارہ بھی۔ اگر کفارہ واجب ہے تو مولوی صاحب پر کچھ تعزیر شرعی ہے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وبقی الا کرا ہ و خوف هلاک او نقصان عقل ولو بعطش او جو ع شدید ولسعة حیة الخ (۱) اور نیز اس کے کچھ بعد ہے۔ او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خا ف المرض (در مختار) ای بغلبة الظن کما یاتی الخ (۲) شامی۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اگر زید کو اور نیز اس کے گھر والوں کو یہ خوف بظن غالب تھا کہ وہ روزہ پورا نہ کر سکیں گے اور مرض یا ہلاکت کا خوف تھا تو اس صورت میں ان پر صرف قضا اس روزہ کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے، اور جن مولوی صاحب نے افطار روزہ کا حکم دیا ہے، وہ بھی غالباً اسی بناء پر ہوگا ،لہذا ان پر بھی کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ اور جب یہ سب قیود اس وقت ہیں کہ روزہ کی نیت کر لی ہو۔ اور اگر روزہ کی اس دن نیت نہ کی ہو اور پھر بوجہ خوف مذکور نیت روزہ کی نہ کی تو اس صورت میں کفارہ کا واجب نہ ہونا ظاہر تر ہے اور مصرح فی کتب الفقہ (۳) ہے فقط۔

تمبا کو منہ میں رکھنا کیسا ہے

(سوال ۱۳۹)ماقولکم رحمکم الله فی رجل امسک النتن المعروف فی فمه ولم یبتلع عینه ولا لعابه ولم یصلا الی جوف هل یفسد صو مه ام لا وهل یکون من قبل ذکره۔

(جواب) امساک النتن فی الفم لا یجوز فی الصوم لا نه لا یخلو عن وصوله الی الحق والجوف عادة والعادة مکمة فا لحذر من ان یا کل التنبا ک بهذه الو سو ستفی نها ر رمضان کیف وقد قالوا فی مضغ العلک کما فی الشامی وانما قید ہ بذلک ای با بیض لان الا سو د وغیره الممضو غ وغیرا الملتئم یصل منه شئی الی الجوف (۴) ولهذا یمنع عن شرب دخانه ویحکم انه مفطر و فی النباک خاصیة فی الا نجذاب الی الجوف الا تری ان امساکه فی الفم لغیر المعتادین یوثر تا ثیرا عظیما من دور ان الراس وانکسار الا عضاء فما هو الا وصول اثره الی الدماغ والجوف

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸ ط.س. ج۲ص ۴۲۱ ۱۲

(۲) دیکھئے رد المحتار فصل العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ ط.س. ج۲ص ۴۲۲ ۱۲ ظفیر .

(۳) وجو بها ای الکفارة مقید بما یاتی من کونه عمدا الخ وبما اذا نوی لیلا (رد المحتار باب یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ ط.س. ج۲ص ۴۰۹ ظفیر. ولم ینوفی رمضان کله صوما ولا فطر الخ اوا صبح غیر نا و للصوم فاکل عمدا الخ قضی فی الصور کلها فقط (در مختار واما عندنا فلا بد من النیة لان الواجب الا مساک بجهة العبادة ولا عبادة بدون نیة فلوا مسک بدونها لا یکون صائما ویلزمه القضاء دون الکفارة الخ لان الکفارة انما تجب علی من افسد صومه والصوم هنا معدوم . (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۱ ط.س. ج۲ص ۴۰۳) ظفیر صدیقی.

ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم. فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ.
الجواب صواب محمد انور[1] عفا اللہ عنہ

قصداً روزہ توڑے پھر بیمار ہو جائے یا عورت کو حیض آ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۰۰) جو شخص قصداً روزہ توڑے، پھر بیمار ہو جائے یا عورت حائضہ ہو جاوے تو ان کا کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟
(جواب) کفارہ ساقط ہو جاتا ہے (انما یکفران نوی لیلاً ولم یکن مکرھا ولم یطرء مسقط کمرض وحیض. (در مختار ج ۲ ص ۱۵۱ علی ھامش رد المحتار ظفیر.)

(۱) یعنی بحر العلوم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ المتوفی سن ۱۳۵۲ھ سابق صدر المدرسین دار العلوم دیو بند۔

چھٹا باب

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

قصداً روزہ توڑ دینے سے قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

(سوال ۱۴۱) یہ جوفقہ کی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ رمضان شریف میں بلاعذر شرعی قصداً روزہ توڑنے سے قضاء اور کفارہ واجب ہے، آیا قضاء و کفارہ، مجموعاً اکسٹھ روزے رکھے یا کفارہ و قضاء ایک ساتھ صرف ساٹھ روزے رکھنے سے دونوں ادا ہوجاویں گے۔

(جواب) رمضان شریف کا روزہ قصداً توڑنے سے کفارہ اور قضاء دونوں لازم ہوتے ہیں، یعنی ایک روزہ قضاء کا اور ساٹھ روزے کفارہ کے واجب ہیں جیسا کہ درمختار میں ہے وان جامع فی رمضان الخ او اکل و شرب غذاءً او دواءً عمداً الخ قضی و کفر الخ (۱) اور شامی میں ہے وانما قدم القضاء اشعاراً بانہ ینبغی ان یقدمہ علی الکفارۃ الخ (۲) فقط۔

کفارہ یاد ہومگر قضا روزوں کی تعداد یاد نہ ہوتو کیا کرے

(سوال ۱۴۲) کسی شخص کے ذمہ چند رمضان کے روزوں کا کفارہ ہو کہ تعداد بھی یاد نہ ہو، ایسے ہی نماز کی قضاء یاد نہ ہو کہ کے سال کی ذمہ ہیں تو کیسے ادا کرے قسموں کے کفارے اگر بہت ذمہ ہوں اور تعداد یاد نہ ہوتو کیا کرنا چاہئے، آیا سب کی طرف سے ایک کفارہ کافی ہوگا یا نہیں۔

(جواب) نماز اور روزوں کا اندازہ کرکے قضاء کرے اور کفارہ میں تداخل ہوسکتا ہے، (۳) یعنی ایک کفارہ سے سب کے مواخذہ سے بری ہوجائے گا شامی میں ہے وفی البغیۃ کفارات الایمان اذا کثرت تداخلت ویخرج بالکفارۃ الواحدۃ عن عھدۃ الجمیع الخ۔ (۴)

جماع میں انزال نہ ہوتو بھی کفارہ ہے

(سوال ۱۴۳) ان رجلاً جامع مع امراتہ فی نھار رمضان وکان الثوب الغلیظ مطویاً علی ذکرہ فانخرق الثوب وکان الذکر فی فرج امراتہ فخرج الذکر من الثوب وصار فی فرجھا بلا ثوب وعلم ذلک لھما بعد ساعۃ فلم یرالا بعد علمھما بہ فی المجامعۃ حتی افترقا علیھما الکفارۃ ام لا۔

(جواب) تجب الکفارۃ ایضاً فی ھذہ الصورۃ کما فی الدرالمختار وان جامع المکلف ادمیاً مشتھیً فی رمضان اداءً لما مر اوجومع و توارت الحشفۃ فی احد السبیلین انزل او لا قضی و کفر الخ۔ (۴) فقط

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ ط.س. ج۲ص ۴۰۹. ۱۲ ظفیر. (۲) رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۹ ط.س. ج۲ص ۴۱۱. ۱۲ ظفیر. (۳) رمضان کے روزوں کے کفارہ میں ظاہر الروایۃ کے مطابق صرف جماع کی وجہ سے اور وہ بھی رمضان میں ہوتو تداخل نہیں ہے بقیہ میں تداخل ہے ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیہ واحدۃ ولو فی رمضانین عند محمد وعلیہ الاعتماد بزازیۃ ومجتبی واختار بعضھم للفتویٰ ان الفطر بغیر الجماع تداخل والا لا (در مختار) قولہ ولم یکفر للاول اما لو کفر فعلیہ اخری قولہ وعلیہ الاعتماد نقلہ فی البحر عن الاسرار ونقل قبلہ عن الجوھرۃ لو جامع فی رمضانین فعلیہ کفارتان وان لم یکفر للاولیٰ فی ظاھر الروایۃ وھوالصحیح (رد المحتار باب مایفسد الصوم مطلب فی الکفارۃ ج ۲ ص ۱۵۱ ط.س. ج۲ص ۴۱۳) ظفیر. (۴) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ وج ۲ ص ۱۴۹ ط.س. ج۲ص ۴۰۹. ۱۲ ظفیر.

شدت پیاس میں پانی پی لیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۴) ہندہ کو رمضان میں پچیس ہو رہی تھی، سویاں توڑتی تھی، اس کو روزہ میں پیاس شدت کی لگی تو پانی پی لیا۔ ہندہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ رمضان کا روزہ توڑنے سے کفارہ ساٹھ روزہ لگا تار رکھنے پڑتے ہیں اب ہندہ ایک روزہ رکھے یا کفارہ واجب ہے اور کفارہ کے روزوں میں ایام حیض ونفاس اور ایام بیماری مستثنٰی ہیں یا از سر نو روزہ رکھنا شروع کرے ۔فقط۔

(جواب) اگر ہندہ روزہ رکھ سکتی تھی اور مرض ایسا نہ تھا جس میں روزہ نہ رکھ سکے اور اس نے عمداً روزہ یاد ہوتے ہوئے پانی پی لیا اس کے ذمہ قضاء اور کفارہ لازم ہے۔(۱) اور کفارہ افطار کے روزوں میں حیض کا آنا مانع تتابع سے نہیں ہے۔ بعد انقطاع حیض کے فوراً پھر روزہ رکھنا شروع کرے۔ حیض سے پہلے روز بھی شمار میں آجائیں گے اور نفاس مانع تتابع سے ہے، یعنی نفاس کے بعد از سر نو دو ماہ کے روزے رکھنا ضروری ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

رمضان کے قضا روزے توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے

(سوال ۱۴۵) زید کے ذمہ رمضان شریف کا روزہ تھا، اس نے شوال میں وہ روزہ رکھ کر توڑ دیا تو قضاء آوے گی یا کفارہ ساٹھ روزوں کا آوے گا۔

(جواب) قضائے رمضان کے روزے کے توڑنے سے کفارہ نہیں آتا(۳)

مسافر سفر میں انتقال کر گیا تو اس کے روزہ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۶) ایک شخص رمضان شریف میں مسافر ہوا اور روزہ نہیں تھا، وہ انتقال کر گیا، اس کے روزہ کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اس کے ذمہ قضاء روزہ کی لازم نہیں ہوئی اور فدیہ یا وصیت بالفدیہ بھی لازم نہیں ہوتی۔(۴) فقط۔

لواطت سے کفارہ وقضا دونوں لازم آتے ہیں

(سوال ۱۴۷) زید نے ماہ رمضان المبارک میں کسی لڑکے سے لواطت کی، انزال بھی ہو گیا۔ اب زید پر قضاء رمضان شریف کے روزہ کی آوے گی یا کفارہ بھی آوے گا۔

(جواب) اس صورت میں قضاء وکفارہ دونوں لازم ہیں۔(۵) فقط۔

---

(۱) وان جامع الخ اواکل او شرب غذاء الخ اودواء الخ عمداً الخ قضى فى الصور كلها وكفر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ ط.س. ج۲ص ۴۰۹) ظفير.

(۲) صام شهرين الخ متتابعين قبل المسيس الخ وكذا كل صوم شرط فيه التتابع فان افطر بعذر كسفرو نفاس بخلاف الحيض الخ او بغيره او وطئها الخ ، استانف الصوم (در مختار) قوله بخلاف الحيض فانه لا يقطع كفارة قتلها وافطار ها لا نها لا تجد شهرين خاليين عنه الخ (رد المحتار باب الكفارة ج ۲ ص ۷۹۹ و ج ۲ ص ۸۰۰ ط.س. ج۲ص ۴۷۶) ظفير.

(۳) وان جامع الخ فى رمضان اداء لما مر (در مختار) اى من ان الكفارة انما وجبت لهتك حرمة شهر رمضان فلا يجب بافسادقضائه ولا بافساد صوم غيره (رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ ط.س. ج۲ص ۴۰۹) ظفير.

(۴) فان ما توا فيه اى فى ذالک العذر فلا تجب عليهم الوصيةبالفدية لعدم ادراكهم عدة من ايام اخر (در مختار) اى فلم يلزمهم القضاء و وجوب الوصية فرع الزوم القضاء (رد المحتارفصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۶۰ ط.س. ج۲ص ۴۲۳) ظفير.

(۵) وان جا مع المكلف ادميا مشتهى فى رمضان اداء او جو مع وتوارت الخشفةفى احد السبيلين اى القبل اوالد برو هوالصحيح فى الدبرو المختار انه بالا تفاق الخ (رد المحتار باب ما يفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ ط.س. ج۲ص ۴۰۹) ظفير.

روزہ کی حالت میں کسی بزرگ کا تھوک تبرکاً چاٹ لینے سے قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے یا ایک

(سوال ۱۴۸) اگر کوئی شخص روزہ میں کسی بزرگ کا تھوک تبرکاً چاٹ لے تو روزہ ٹوٹ جاوے گا یا نہیں۔ اور اس پر قضا لازم آوے گی یا نہیں۔

(جواب) روزہ ٹوٹ جاوے گا اور قضاء و کفارہ اس پر لازم ہوگا۔ کما فی الشامی ولو بزاق حبیبه او صدیقه وجبت کما ذکره الحلوانی لانه لا یعافه الخ رد المحتار جلد ثانی کتاب الصوم (۱) فقط۔

ایک شخص نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا مگر دوسروں نے نہیں مانا اس نے بھی روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۹) اگر کسی شخص نے ۲۹ شعبان کو رمضان شریف کا چاند دیکھا اور قول اس کا مانا نہیں گیا لیکن اس نے روزہ رکھ لیا اور پھر توڑ دیا تو اس پر صرف قضاء لازم ہوگی یا کفارہ بھی۔

(جواب) اس صورت میں صرف قضاء اس روزہ کی اس کے ذمہ لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار ای هلال رمضان او لفطر ورد قوله الخ صام فان افطر قضی فقط الخ در مختار ۔ (۲)

سحری نہ کھانے کی وجہ سے متردد رہا کہ روزہ رکھوں یا نہیں، پھر توڑ دیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۰/۱) رمضان میں بوجہ آنکھ نہ کھلنے کے سحر نہ کھایا ظہر کے وقت تک ارادہ مشکوک رہا کہ آج روزہ رکھوں یا نہ رکھوں، ظہر کے وقت افطار کر دیا تو قضاء لازم ہے یا کفارہ بھی۔

دوپہر میں نیت کر کے روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۱/۲) اگر بوقت دوپہر نیت کر لی اور پھر افطار کر دیا تو کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) اس صورت میں صرف قضاء لازم ہے کیونکہ نیت روزہ کی پختہ طور سے اس نے نہیں کی تھی۔ کذا فی الدر المختار۔ (۳)

(۲) اس صورت میں بھی صرف قضاء لازم ہوگی کفارہ لازم نہیں ہے کما صرح فی الدر المختار او اصبح غیر ناو للصوم فاکل عمداً ولو بعد النیة قبل الزوال لشبهة خلاف الشافعی الخ۔ (۴) اور شامی میں ہے کہ یہ مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور مذہب صاحبین کا یہ ہے کہ قبل زوال یعنی قبل نصف نہار شرعی (شامی) اگر نیت روزہ کی کر لی تھی اور پھر افطار کیا تو قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے لیکن صحیح عدم لزوم کفارہ ہے۔ (۵) فقط۔

تیسویں کو ظہر کے بعد چاند دیکھا گیا تو وہ کیا کرے اور بصورت افطار اس پر قضا ہے یا کفارہ بھی

(سوال ۱۵۲) تیسویں رمضان کو ظہر کے بعد چاند دیکھے تو روزہ توڑنا جائز ہے یا نہیں اگر کوئی شخص روزہ توڑ دے تو اس پر قضا یا کفارہ واجب ہے یا نہیں اور اگر قبل الزوال چاند دیکھے تو کیا حکم ہے۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم وما لا یفسد ج ۲ ص ۱۴۸ . ط.س. ج۲ص ۴۱۰ . ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۲ و ج ۲ ص ۱۲۳ . ط.س. ج۲ص ۳۸۴ . ۱۲ ظفیر. (۳) او اصبح غیر نا و للصوم. فاکل عمداً ولو بعد النیة قبل الزوال شبهة خلاف الشافعی الخ قضی فی الصور کلها فقط (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج۲ ص ۱۴۱ . ط.س. ج۲ص ۴۰۳ . ۴۰۲) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۱ ص ۱۴۱ . ط.س. ج۲ص ۴۹۳ . ۱۲ ظفیر. (۵) قوله لشبهة خلاف الشافعی فان الصوم لا یصح عنده بنیة النهار قوله قبل الزوال هذا عند ابی حنیفة وعندهما کذالک ان کل بعد الزوال وان کان قبل الزوال تجب الکفارة لانه فوت امکان التحصیل فصار کغاصب الغاصب ای لانه قبل الزوال کان یمکنه انشاء النیة وقد فوته بالا کل بخلاف ما بعد الزوال والا ول ظاهر الروایة کما فی البدائع رد المحتار باب مایفسد الصوم ج۲ ص ۱۴۱ . ط.س. ج۲ص ۴۰۳)

(جواب) وہ چاند اگلی رات کا ہے لہذا روزہ توڑنا درست نہیں ہے اور قضاء و کفارہ اس پر واجب ہے، بعد الزوال تو باتفاق رائے ائمہ ثلاثہ قضاو کفارہ واجب ہے، اور قبل الزوال چاند دیکھنے میں امام اعظمؒ اور امام محمدؒ قضا و کفارہ واجب فرماتے ہیں اور یہی مختار ہے، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ چاند جو..... قبل الزوال دیکھا جاوے گذشتہ شب کا ہے اور افطار کرنا روزہ کا لازم ہے لیکن اوپر معلوم ہوا کہ مختار و مفتی بہ قول امام اعظم اور محمدؒ کا ہے۔ شامی میں بعد نقل اختلاف فرمایا و المختار قولھما(۱) فقط۔

اخیر دن میں کوئی چاند دیکھے اور روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۳) اگر رمضان شریف کی تیسویں تاریخ کو زوال کے بعد کچھ دن رہے کسی نے چاند دیکھا اور یہ خیال کر کے کہ جب چاند ہو گیا تو رمضان نہیں ہے، روزہ توڑ ڈالا تو اس نے صحیح و درست کیا یا اس پر قضاء و کفارہ بھی لازم ہے۔

(جواب، جائے دیگر) صورت مسئولہ میں ایک مجیب نے جواب لکھا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ چاند لیل مستقبلہ کا ہے، اور روزہ افطار کرنے کو موجب قضاء قرار دیا ہے نہ موجب کفارہ، اور صورت مسئولہ کو اس پر قیاس کیا ہے اذا تسحر علی یقین ان الفجر لم یطلع او افطر علی یقین ان الشمس قد غربت الخ پس اس پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:۔

(جواب) (حضرت مفتی صاحب) قول وباللہ التوفیق. وروية بالنهار لليلة الا تية مطلقاً الخ ای سواء روی قبل الزوال او بعده وقوله علی المذهب ای الذی هو قول ابی حنیفة و محمدؒ الخ وقال ابو یوسف ان کان بعد الزوال فکذالک وان کان قبله فهو لليلة الماضية الی ان قال والمختار قولهما الخ شامی (۲) ج۲ص۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ بعد الزوال اگر تیس تاریخ کے دن کو چاند نظر آیا تو باتفاق ائمہ ثلاثہ وہ شب آئندہ کا ہے شب گذشتہ کا نہیں ہے، پس وہ دن باتفاق رمضان شریف کا دن ہے لہذا دن کو افطار کرنے سے قضاء و کفارہ دونوں باتفاق لازم ہوں گے، کیوں بعد الزوال میں شبہ اختلاف کا بھی نہیں ہے اور یہ جہل اس مضطر کا مسئلہ سے سبب سقوط کفارہ کا نہ ہوگا اور قیاس اس کا مسئلہ اذا تسحر علی یقین ان الفجر لم یطلع او افطر علی یقین ان الشمس قد غربت الخ (۳) پر صحیح نہیں ہے کیونکہ اس مسئلہ میں غروب کا یقین ہے اور یہاں عدم غروب کا یقین ہے فاین هذا من ذالک۔ فقط

غروب آفتاب سمجھ کر افطار کر لیا مگر افطار کے بعد سورج نظر آیا تو کیا کرے

(سوال ۱۵۴) ایک روز رمضان شریف میں بہت زور گھٹا تھی، یہ سمجھ کر کہ افطار کا وقت ہو گیا اور سورج غروب ہو گیا، روزہ افطار کر لیا، بعد افطار کے سورج نکل آیا تو کیا حکم ہے۔

---

(۱) روية بالنهار لليلة الا تية مطلقا على المذهب ذكره الحدادى (در مختار) ای سواء روى قبل الزوال اور بعده وقوله على المذهب ای الذی هو قول ابی حنيفة و محمد قال فی البدائع فلا يكون ذالک اليوم من رمضان عند هما وقال ابو يوسف ان كان بعد الزوال فكذالک وان كان قبله فهو لليلة الماضية ويكون اليوم من رمضان الخ و المختار قولهما (رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۳۰. ط.س. ج۲ص ۳۹۲) ظفير.
(۲) دیکھئے رد المحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۳۰. ط.س. ج۲ص ۳۹۲. ۱۲ ظفير.
(۳) دیکھئے۔ رد المحتار كتاب الصوم باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۳ و ج ۲ ص ۱۴۴. ط.س. ج۲ص ۴۰۵ اور الجوهرة النيرة كتاب الصوم ج ۱ ص ۱۴۸. ۱۲ ظفير صديقى.

(جواب) اس روزہ کی قضا لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔ اور کچھ گناہ بھی نہیں ہوا، مگر اس روزہ کی قضاء ضرور کرنی چاہئے۔ (۱) فقط۔

مباشرت سے جب انزال نہ ہو تو صرف قضا واجب ہے یا کفارہ بھی

(سوال ۱۵۵) ایک شخص نے روزہ کی حالت میں دن کو اپنی بیوی سے مباشرت کی مگر انزال نہیں ہوا۔ اس حالت میں کفارہ واجب ہوا یا کیا۔

(جواب) اگر دخول ہوا قضا و کفارہ لازم ہے، انزال ہو یا نہ ہو۔ کما فی الدر المختار وان جامع الخ او جومع و توارت الحشفة فی احدالسبیلین انزل اولا الخ قضی و کفر الخ (۲) فقط۔

غیر روزہ دار شوہر نے روزہ دار بیوی سے جماع کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۶) ایک مرد بے روزہ ماہ رمضان میں اپنی بیوی روزہ دار سے اس گمان پر کہ شاید روزہ سے نہیں ہے، صحبت کرتا ہے، بیوی نے سمجھا کہ میرا روزہ مرد کو معلوم ہے اور شاید روزہ میں مباشرت جائز ہوگی۔ تاہم مرد سے دریافت کیا، مرد فوراً علیحدہ ہو گیا۔ اب کفارہ کس کے ذمہ ہے۔

(جواب) اس صورت میں اگر دخول ہو گیا تو کفارہ عورت پر لازم ہے وان جامع الخ او جومع وتوارت الحشفة فی احد السبیلین الخ قضی و کفر الخ (۳) اور اگر ایک دفعہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا نہیں کھلا سکتا تو یہ درست ہے کہ ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلاتا رہے یا روزانہ اس کو قیمت نصف صاع گندم کی دیتا رہے یا ساٹھ مسکینوں کو اس طرح قیمت تقسیم کرے کہ ہر ایک مسکین کو ایک فطرہ کی قیمت یعنی نصف صاع گندم پونے دو سیر کی قیمت دیوے۔ (۴) فقط۔

مباشرت فاحشہ سے جس کو انزال ہو جائے اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۷) روزہ رمضان کی حالت میں کسی نے مباشرت فاحشہ کی جس سے انزال ہو گیا۔ بعد ازاں گھنٹہ دو گھنٹہ جماع کیا یا کھانا وغیرہ کھایا، ایسی حالت میں کفارہ اس کے ذمہ ہوگا یا نہیں۔

(جواب) مباشرت فاحشہ کے ساتھ اگر انزال ہو جاوے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس کے بعد کھانا کھانے اور جماع کرنے سے کفارہ لازم نہ آوے گا۔ قال فی الدر المختار او لمس ولو بحائل لایمنع الحرارة واستمنی بکفه او بمباشرة فاحشة فانزل الخ قضیٰ الخ (۵)

لواطت میں حشفہ اگر غائب ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۸) اگر کسی شخص نے روزہ کی حالت میں لواطت کی اور سر ذکر غائب ہو جائے لیکن انزال نہ ہو تو رمضان

---

(۱) اذا تسحر وھو یظن ان الفجر لم یطلع فاذا ھو قد طلع او افطر و ھو یری ان الشمس قد غربت فاذا ھی لم تغرب الخ علیه القضاء ولا کفارة علیه (ھدایه باب ما یوجب القضاء والکفارة ج ۱ ص ۲۰۷ ط.س. ج ۲ ص) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ ط.س. ج ۲ ص ۴۰۹. ۱۲ ظفیر

(۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ ط.س. ج ۲ ص ۴۰۹. ۱۲ ظفیر۔

(۴) حوالہ گذر چکا ہے ۱۲ ظفیر۔ (۵) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۲ ط.س. ج ۲ ص ۴۰۴. ۱۲ - اگر صرف مرد کو مباشرت فاحشہ میں انزال ہوا تو صرف اسی کا روزہ فاسد ہوگا، عورت کا نہیں، اور اگر اسے بھی انزال ہوا تو اس کا بھی روزہ فاسد ہوگا۔ اور مرد نے اس طرح فاسد ہونے کے بعد اگر بیوی سے جماع کیا تو اس پر تو کفارہ نہیں ہے۔ لیکن اس کی بیوی بخوشی جماع پر آمادہ ہوئی ہے تو اس پر کفارہ بھی ہوگا بشرطیکہ پہلے اس کا روزہ فاسد نہ ہوا تھا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

شریف کے روزہ کا کفارہ دینا واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) لواطت کرنے میں جب کہ حشفہ غائب ہوگیا اگر چہ منی نہ نکلی یعنی انزال نہ ہوا، قضا اور کفارہ لازم ہے **کما فی الدر المختار وان جامع الملکف ادمیاً مشتهیً فی رمضان اداءً لما مر او جومع و توارث الحشفه فی احد السبیلین انزل او لا الخ قضی فی الصور کلها و کفر الخ** (۱) درمختار۔ فقط۔

صبح صادق کے وقت دودھ پی لیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۵۹) اگر کوئی شخص صبح صادق کے وقت دودھ پی کر روزہ رکھے اس پر اسی روزہ کی قضا واجب ہے یا اس کے عوض ساٹھ روزہ رکھنا اس پر واجب ہوگا۔

(جواب) اگر رمضان شریف کا روزہ ہے اور صبح صادق کا ہو جانا اس کو معلوم ہے اور پھر دودھ پیا ہے تب تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہے۔ (۲) اور اگر اس کو صبح صادق کا ہونا معلوم نہ تھا اس نے یہ سمجھ کر دودھ پیا اور سحری کھائی کہ ابھی صبح نہیں ہوئی تو صرف قضاء اس پر لازم ہے، کفارہ واجب نہیں ہے (۳) فقط۔

رمضان کے روزہ میں بخار کی وجہ سے افطار کرنا پڑا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۶۰) اگر کسی کو رمضان شریف کے روزہ میں بخار ہوا اور بوجہ شدت پیاس کے روزہ افطار کرلیا تو قضا واجب ہے یا کفارہ۔

(جواب) قضا لازم ہوگی، کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (۴) فقط

نہ جاننے کی وجہ سے کوئی رمضان کے دن میں بیوی سے جماع کرے یا ہاتھ سے منی نکال لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۶۱) جو شخص رمضان المبارک میں روزہ سے ہو اور اس کو یہ معلوم نہیں کہ اپنی بیوی سے صحبت کرنے سے کفارہ لازم ہوتا ہے، اس نے صحبت کر لی یا ہاتھ سے منی نکال دی دونوں صورتوں میں کفارہ لازم ہوا یا نہیں، اور بہتر روزہ رکھنا ہے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

(جواب) پہلی صورت میں کفارہ لازم ہے، (۵) اور دوسری صورت میں یعنی **استمناء بالکف** میں کفارہ نہیں ہے صرف قضاء اس روزہ کی لازم ہے۔ (۶) اور کفارہ میں اگر غلام آزاد کرنے کی قدرت نہ ہو، **کما فی هذه البلاد** تو دو ماہ کے روزے پے در پے رکھنا چاہئے۔ اطعام ستین مسکیناً سے دو ماہ کے روزے مقدم ہیں اور جب روزوں کی طاقت نہ ہو

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار . باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ . ط.س. ج۲ص۴۰۹. ۱۲ ظفیر. (۲) او اکل او شرب غذا او دواء الخ عمداً الخ قضی الخ و کفر (الدر المختار علی هامش رد المحتار . باب مایفسد الصوم الخ ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۸ و ج ۲ ص ۱۴۹ . ط.س. ج۲ص۴۰۹) ظفیر. (۳) او شرب نا ئما او تسحر او جا مع علی ظن عدم الفجر الخ قضی فی الصور کلها فقط . (در مختار) ای بدون کفارة (رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۹ و ج ۲ ص ۱۴۴ . ط.س. ج۲ص۴۰۹) ظفیر. (۴) وبقی الا کراه و خوف هلاک او نقصان عقل و لو بعطش او جوع شدید الخ الفطر یو م العذر الخ و قضو الزوما ما قدر وابلا فدیة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۱ ص ۱۵۸ . ط.س. ج۲ص۴۲۱) ظفیر. (۵) وان جامع المکلف ادمیا مشتهی فی رمضان اداء او جو مع وتوارث الحشفة فی احد السبیلین انزل او لا الخ قضی فی الصور کلها وکفر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ . ط.س. ج۲ص۴۸۹ ظفیر. (۶) وکذا الا ستمناء بالکف (در مختار) ای فی کونه لا یفسد لکن هذا اذا لم ینزل اما اذا نزل فعلیه القضاء (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۲ . ط.س. ج۲ص۳۹۹) او استمنی بکفه الخ فانزل قضی فی الصور کلها فقط ایضاً ج ۲ ص ۱۴۲) ظفیر.

تو اس وقت ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانے کی یا ہر ایک کو بقدر فطرہ کے غلہ یا اس کی قیمت دینے کی اجازت ہے۔(۱)فقط۔

پیاس کی شدت یا سفر کی وجہ سے روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۲) روزہ دار تشنگی شدید سے روزہ توڑ دیوے یا سفر میں روزہ توڑ دیوے اس کے لئے کیا تعزیر ہے۔

(جواب) پیاس اگر ایسی شدید ہے کہ اس میں مر جانے کا اندیشہ ہے یا عقل جاتے رہنے کا خوف ہے تو اس حالت میں افطار کرنا جائز ہے اور بعد میں اس روزہ کی قضاء لازم ہے اور اسی طرح سفر میں بروز سفر روزہ توڑنا نہ چاہئے لیکن اگر توڑ دیا قضاء لازم ہے کفارہ نہیں (۲) کذا فی الدر المختار فقط۔

ہلاک ہونے کا اندیشہ تھا افطار کر لیا تو اب کیا کرے

(سوال ۱۶۳) زید کو ہلاک ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے اس نے روزہ افطار کر لیا تو اب کفارہ واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں کفارہ واجب نہ ہوگا۔(۳)فقط۔

سفر میں روزہ توڑنا پڑا تو اس پر کیا واجب ہے

(سوال ۱۶۴) زید و بکر گیارہ بجے شب کو سفر کو روانہ ہوئے جس کی مسافت اسی میل سے زائد تھی اور نیت روزہ کی کر لی تھی منزل پر پہنچ کر بوجہ تشنگی وشدت گرمی بدحواس ہو گئے اس لئے مجبوراً تین بجے دن کو روزہ افطار کر لیا۔ ایسی صورت میں قضا لازم آئے گی یا کفارہ۔

(جواب) اس صورت میں صرف قضا لازم آوے گی نہ کفارہ۔ درمختار میں ہے وبقی الا کراہ و خوف ھلاک او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید او لسعة حية الخ۔(۴)فقط

روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کسی نے کچا گوشت یا چاول کھا لیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۵) ایک شخص نے روزہ کی حالت عمداً لحم خام یا چاول کھائے اس شخص پر قضاء واجب ہے یا کفارہ۔

(جواب) عمداً کچا گوشت یا چاول کھانے سے قضاء وکفارہ لازم ہے، ولکن یشکل علی ذلک وجوب الکفارة باکل اللحم النیی ولو من میتة الا اذا امتن ودوّد فانی لم ارمن ذکر فیه خلافاً مع انه اشدعیانة من اللقمة المخرجه ۔(۵) الخ رد المحتار ثم اجاب عن الا شکال۔

رمضان کے دن میں بیوی سے صحبت کرنا کیسا ہے، اور رات میں کب تک اجازت ہے

(سوال ۱۶۶) رمضان میں خاوند اپنی بیوی کے پاس دن میں اگر جاوے تو کس قدر گناہ اور کیا کفارہ ہے۔ اور رات کے وقت وہ کب سے کب تک اپنی بیوی کے پاس جا سکتا ہے اور کس وقت اس کو پاک صاف ہو جانا چاہئے۔

(جواب) دن میں اپنی بیوی سے صحبت کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس میں کفارہ مع قضاء کے واجب ہے اور کفارہ یہ ہے

---

(۱) وکفر الخ ککفارة المظاهر (در مختار) ای مثلها فی الترتیب فیعتق او لافان لم یجد صام شهرین متتا بعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصوم مطلب فی الکفارة ج ۲ ص ۱۵۰ . ط.س. ج۲ص ۴۱۲) ظفیر.

(۲) وبقی الا کراہ وخوف هلاک او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید او لسعة حية الخ الفطر الخ وقضوا لزوماما قدر وابلا فدية (الد المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸ . ط.س. ج۲ص ۴۲۱) ظفیر. (۳) وبقی الا کراه وخوف هلاک الخ الفطر الخ (ایضا) . ط.س. ج۲ص ۴۲۱ .(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸ . ط.س. ج۲ص ۴۲۱) ظفیر.(۵) رد المحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد . ج ۲ ص ۱۴۸ . ط.س. ج۲ص ۴۱۰ . ظفیر.

کہ غلام آزاد کرے، وہ نہ ہو سکے تو ساٹھ روزے متواتر رکھے، وہ نہ ہو سکے تو ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھانا کھلاوے۔ (۱) اور رات میں بعد غروب آفتاب کے صبح صادق سے پہلے پہلے صحبت کرنا درست ہے (۲) اور غسل بعد صبح کے بھی کرسکتا ہے۔ (۳) فقط۔

سویرے آنکھ کھلی سحری نہیں کھائی اور نہ روزہ کی نیت کی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۷) آج صبح ۴ بج کر ۱۳ منٹ پر سحری کھانے کے لئے آنکھ کھلی، پیلی بالکل پھٹ گئی تھی، چاندنا خوب ظاہر ہورہا تھا، ایک شخص نے بدانست روزہ نہیں رکھا اور نیت روزہ نہیں کی آیا اس کو روزہ رکھنا واجب تھا یا نہیں۔ اس روزے کی بجائے اس کو ایک ہی روزہ رکھنا پڑے گا یا زیادہ۔ ایک عورت جس نے وقت مذکورہ میں سحری کھائی اس کا روزہ ہوا یا نہیں اس کو ایک روزہ رکھنا ہوگا یا نہیں ایک شخص جس کی نیت روزہ شام سے کافی نہ تھی اس بناء پر روزہ نہیں رکھا کہ اس کو پندرہ میل کا سفر پیدل چلنا ہے روزہ نہیں رکھا جاوے گا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں جب کہ اول ہی نیت روزہ کی نہیں کی گئی تھی اور روزہ بھی اس دن نہ رکھا صرف قضاء یعنی ایک روزہ اس کے عوض اس کے ذمہ لازم ہے کفارہ لازم نہیں ہے، البتہ روزہ اس کو رکھنا ضروری اور فرض تھا لیکن جب کہ نہیں رکھا اور نیت نہیں کی تو قضاءً صرف ایک روزہ اس کے ذمہ لازم ہوا۔ اور وہ عورت جس نے وقت مذکورہ پر سحری کھائی چونکہ اس وقت صبح صادق خوب ہوگئی تھی اس لئے وہ روزہ اس کا نہیں ہوا قضاء اس روزہ کی اس کے ذمہ لازم ہے اور کفارہ ساقط ہے اور پندرہ میل کا سفر اگرچہ افطار روزہ کو مباح نہیں کرتا لیکن جب کہ نیت روزہ کی نہ کی گئی تھی، تو صرف قضا اس کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں۔ (۴) فقط

کفارہ صوم گندم کتنا دیا جائے

(سوال ۱/ ۱۶۸) کفارہ صوم میں پکے ہوئے گندم دیئے جائیں تو کس قدر۔

روٹیاں دی جاسکتی ہیں یا نہیں

(سوال ۲ ...... ۱۶۹) روٹیاں بغیر سالن دی جاسکتی ہیں یا نہیں۔

(جواب) (۱) پکا ہوا کھانا کھلانا بھی جائز ہے۔ دو وقت پیٹ بھر کر کھلایا جاوے۔ (۵)

(۲) اگر بے سالن کے وہ لوگ پیٹ بھر لیں تو یہ بھی درست ہے۔ (۶) فقط۔

---

(۱) وان جامع الملكف ادميا مشتهى فى رمضان اى نهار او جومع و توارت الحشفة فى احدا السبيلين الخ قضى الخ وكفر الخ ككفارة المظاهر (در مختار) اى مثلها فى الترتيب ويعتق اولا فان لم . يجد صام شهرين متتابعين فان لم يستطع اطعم ستين مسكينا الخ (رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ و ج ۲ ص ۱۴۹ . ط.س. ج۲ص ۴۰۹) ظفير.
(۲) واحل لكم ليلة الصيام الرفث الى نسائكم هن لباس لكم وانتم لباس لهن (الى قوله تعالى) حتى يتبين لكم الخطى الا بيض من الخيط الا سود من الفجر (بقره ۲۳۰) ظفير. (۳) او صبح جنبا الخ لم يفطر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۱ ص ۱۳۸ . ط.س. ج۲ص ۴۰۰) ظفير. (۴) اوا صبح غير ناو للصوم فاكل عمدا الخ او تسحرا وا فطريظن اليوم الخ ليلا والحال ان الفجر طالع الخ قضى فى الصور كلها فقط (در مختار) اى بدون كفارة (رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۱ و ج ۲ ص ۴۴. ط.س. ج۲ص ۴۰۳. ۴۰۵) ظفير. (۵) فان عجز عن الصوم لمرض الخ اطعم ستين مسكينا ولو حكما الخ كالفطرة قدر او مصرفا او قيمة ذالک من غير المنصوص الخ وان ارادوا الا باحة فغداهم وعشاهم الخ او طعم غدائين او عشا ئين الخ واشبعهم جاز بشرط ادام فى خبز شعير وذرة لا بر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفارة ج ۲ ص ۸۰۱ و ج ۲ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ص ۴۷۶)(۶) وفى التتار خانية والمستحب ان يغديهم ويعشيهم بخبز معه ادام (رد المحتار باب الكفارة ج ۲ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ص ۴۷۶) ظفير.

سفر میں شدت لو کی وجہ سے روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۰) اگر کسی شخص کو ماہ رمضان میں ایسا سفر پیش آوے جس سے وہ شرعاً مسافر نہیں ہوسکتا، اس وجہ سے وہ روزہ کی حالت میں سفر کرے اور دوپہر میں سخت دھوپ اور لو کی وجہ سے بے برداشت ہوکر روزہ توڑ دے تو اس کو قضا، کرنا چاہئے یا کفارہ لازم ہوگا۔

(جواب) اس صورت میں اس شخص پر کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضاء لازم ہوگی۔(۱) فقط۔

سحری بعد بیوی سے ہم بستر ہوا پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہوچکی تھی تو کیا کرے

(سوال ۱۷۱) ایک شخص نے رمضان میں بعد فارغ ہونے کھانے سحری کے ایسے وقت اپنی بیوی سے صحبت کی کہ جو اس کو علم ہوگیا تھا کہ صبح صادق ہوگئی تھی اور پھر اس نے روزہ بھی رکھ لیا ہے اور وہ اس کو بہتر سمجھتا ہے اس صورت میں قضا آوے گی یا کفارہ ہے۔

(جواب) اس صورت میں اگر بعد میں ظاہر ہوا کہ واقعی صبح صادق ہوگئی تھی تو قضاء اس روزہ کی اس شخص کے ذمہ لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہوا، قال فی الدر المختار او تسحر وافطر یظن الیوم الخ لیلاً الخ قال فی الشامی وقوله لیلاً لیس بقید لانه لو ظن الطلوع واکل مع ذلک ثم تبین صحة ظنه فعلیه القضاء و لاکفارة الخ (۲) لیکن یہ فعل اس کا جائز نہ تھا کہ باوجود علم صبح صادق ہوجانے کے ایسا کیا، اور اس کو اچھا سمجھنا خطاء اور جہل کی بات ہے اور معصیت ہے، اس سے توبہ کرے اور آئندہ ایسا نہ کرے ولیس له ان یاکل لان غلبة الظن کالیقین۔(۳) شامی۔ فقط۔

جس پر کفارہ لازم ہے اس کی قیمت ادا کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۷۲) زید کے ذمہ روزہ رمضان کا کفارہ ہے لیکن نہ وہ ساٹھ روزے پے در پے رکھ سکتا ہے اور نہ ساٹھ مساکین کو دو وقت کھانا کھلاسکتا ہے، آیا اس صورت میں قیمت ادا کرسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر ساٹھ مسکینوں کو نقد دے دیوے اس طرح کہ ہر ایک مسکین کو قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کی دیوے تو کفارہ ادا ہوجاوے گا۔ کما فی الدر المختار فان عجز عن الصوم الخ اطعم ستین مسکیناً کالفطرة قدراً او مصرفاً او قیمة ذلک الخ (۴) فقط۔

آتش زدگی کی وجہ سے روزہ توڑنا پڑا اس کے لئے کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۳) گاؤں میں رمضان المبارک میں سخت آگ لگی بعض مرد اور عورتوں نے روزے توڑ دیئے ان پر صرف قضاء لازم ہے یا کفارہ بھی۔

(جواب) اگر اس آتش زدگی میں شدت بھوک وپیاس یا خوف جان کی وجہ سے روزہ توڑا تو ان پر صرف قضاء لازم ہوگی

---

(۱) وبقی الاکراہ وخوف هلاک او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید الخ الفطر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸. ط.س. ج۲ ص ۴۲۱) ظفیر.
(۲) دیکھئے رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۳. ط.س. ج۲ ص ۴۰۵. ۱۲ ظفیر.
(۳) رد المحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۱۴۳. ط.س. ج۲ ص ۴۰۵ ۱۲ ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۸. ط.س. ج۲ ص ۴۰۲) ظفیر.

کفارہ واجب نہ ہوگا۔ کذا فی المختار۔ (۱) فقط۔

بے خبری میں فجر کی اذان کے بعد سحری کھائی تو اب کیا کرے

(سوال ۱۷۴۴) ہندہ نے رمضان شریف میں فجر کی اذان ہونے کے بعد سحری کھالی اور ہندہ کو مطلق خبر نہ تھی کیا حکم ہے۔

(جواب) اس روزہ کی قضاء کر لینی چاہیئے کیونکہ وہ روزہ نہیں ہوا صرف قضاء اس روزہ کی واجب ہے کفارہ لازم نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

(۱) وبقی الاکراہ و خوف وھلاک او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید او لسعة حیة الخ الفطر وقضوا الزوما (الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۸. ط.س. ج۲ ص ۴۲۱) ظفیر۔

(۲) اذا تسحر وھو یظن ان الفجر لم یطلع فاذا ھو قد طلع الخ علیه القضاء الخ ولا کفارة علیه لان الجنایة قاصرة لعدم القصد (ھدایه باب ما یوجب القضاء ج ۱ ص ۲۰۷. ط.س. ج۲ ص) ظفیر۔

ساتواں باب

روزے کا کفارہ

روزے کے کفارہ میں کیا بہتر ہے

(سوال ۱۷۵) درکفارہ صوم عتق رقبہ یا اطعام شصت مساکین یا دو ماہ پیاپے روزہ داشتن است ازیں ہرسہ حکم برتر ومحکم تر دو ماہ پیاپے روزہ داشتن امر افضل است، اگر چہ توانائی عتق رقبہ داشتہ باشد یا قوت اطعام شصت مساکین داشتہ باشد۔

(جواب) ایں ہرسہ امور در کفارہ ترتیب دارد واجب اند۔ اول تحریر رقبہ اگر آن ممکن نباشد روزہ دو ماہ متواتر واجب است اگر آن ہم متعسر باشد اطعام ستین مسکین لازم است، پس حاصلش آنکہ باوجود قدرت اعتاق صیام جائز نیست وباوجود طاقت صیام اطعام جائز نیست، کما ہو منصوص فی النص (۱) فقط۔

کفارہ میں اگر کسی طالب علم کو دو ماہ کا کھانا کھلا دے تو ادا ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۷۶) کسی طالب علم کا کھانا دو ماہ کے لئے روزے کے کفارہ میں مقرر کرنا یعنی ساٹھ وقت کا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) روزے کے کفارہ میں ساٹھ دن ایک طالب علم کو دونوں وقت بٹھا کر پیٹ بھر کر کھانا کھلا دینا درست ہے اور اس سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے مگر بیٹھا کر کھلانا چاہئے کیونکہ دینے میں ہر روز پوری مقدار نصف صاع گندم یا اس کی قیمت دینے کی ضرورت ہے۔ (۲) فقط۔

کفارہ صوم کی رقم مدرسہ کے ٹاٹ یا تعمیر مسجد میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۱۷۷) اگر دو روزے رمضان شریف کے قصداً قضا ہو جاویں تو ان کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ اگر اس کھانے کی قیمت سے مدرسہ میں ٹاٹ خرید کر دیدیوے یعنی فرش طلباء کے لئے انتظام کر دے تو جائز ہے یا نہیں۔ اور تعمیر مسجد میں صرف کرنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ایک روزہ رمضان کا قصداً توڑنے میں ساٹھ روزے پے در پے رکھنے کا حکم ہے، علاوہ ایک روزہ قضاء کے۔ پس دو روزوں کا کفارہ ۱۲۰ دن کے روزے ہیں۔ اور اگر اس قدر روزوں کی طاقت نہ ہو تو پھر ایک روزہ کے عوض ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا یا ہر ایک مسکین کو نصف صاع گندم یعنی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت دینا

---

(۱) وکفر الخ ککفارة المظاهر الثابتة با لکتاب واما هذه فبالسنة ومن ثم شبهوها (در مختار) قوله کفارة المظاهر مر تبط بقوله وکفرای مثلها فی الترتیب فیعتق اولا ، فان لم یجد صام شهرین متتا بعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا لحدیث الا عرابی المعروف فی الکتب الستة الخ ولا فرق فی وجوب الکفارة بین الذکر والا نثی والحر والعبدو السلطان وغیره الخ فی التشبیه اشارة الی انه لا یلزم کو نها مثلها من کل وجه فان المسیس فی اثنا ئها یقطع فی کفارة الظهار مطلقا عمدا او نسیا نالیلا او نهارا للا یة بخلاف کفارة الصوم والقتل فانه لا یقطعه فیهما الا الفطر بعذر او بغیر عذر الخ والحاصل انه لا یقطع التتابع هنا الوطی لیلا عمداً او نهارا نا سیا بخلاف کفارة الظهار (رد المحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم الخ مطلب فی الکفارة ج ۲ ص ۱۵۰ .ط.س. ج۲ص ۴۱۲) ظفیر.

(۲) فان عجز عن الصوم الخ اطعم ای ملک ستین مسکینا الخ وان غداهم وعشا ه الخ جاز الخ کفا جاز لوا طعم واحد استین یوما (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفارة ج ۲ ص ۸۰۱ و ج ۲ ص ۸۰۳.ط.س. ج۲ص۴۷۶) ظفیر.

ضروری ہے۔ مدرسہ کا ٹاٹ وغیرہ خریدنا یا مرمت وتعمیر مدرسہ یا مسجد کرنا اس سے درست نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

ایک روزے کے کفارہ میں ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے

(سوال ۱۷۸) زید نے ماہ رمضان روزہ کی حالت میں ایک عورت سے زنا کیا۔ اب وہ توبہ کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ متواتر ایک سال کے روزہ کفارہ کے مجھ میں رکھنے کی طاقت نہیں، ہر مہینہ میں دو چار روزے رکھ لیا کروں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) رمضان شریف کے ایک روزے کے توڑنے کے کفارہ میں دو مہینہ کے روزے متواتر رکھنے کا حکم ہے، پس اس کو چاہئے کہ ساٹھ روزے پے درپے رکھے درمیان میں روزہ توڑنے سے کفارہ ادا نہیں ہوسکتا اور جس میں روزوں کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا چاہئے۔ (۲) فقط۔

روزہ کا کفارہ توبہ سے معاف ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۷۹) زید نے کہ جس کو کفارہ کا علم نہ تھا اپنی عورت سے روزہ کی حالت میں ہم بستری کی تو ان پر جو کفارہ واجب ہوا ہے وہ اس کو کسی طرح ادا نہیں کر سکتے، اس صورت میں ان کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ادائے قضاء و کفارہ اس صورت میں ضروری ہے، توبہ بھی جبھی قبول ہوگی۔ اگر دو مہینے کے روزوں کی پے درپے طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادیویں **فان لم یستطع فاطعام ستین مسکینا۔ الآیۃ**۔ (۳) فقط

فدیہ صوم میں ایک ماہ ایک فقیر کو کھانا دیا جائے اور بقیہ ایام کا ایک دفعہ دے دیا جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۰) فدیہ صوم میں اگر ایک ماہ یا کم وبیش، ایک مسکین کو کھانا دیا جائے اور بقایا ایک ماہ یا کم وبیش کی قیمت اسی کو ایک دفعہ ایک دن دے دی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کفارہ میں تو ایک محتاج کو ایک دن میں زیادہ دینے سے ایک دن کا فدیہ ادا ہوتا ہے، مثلاً قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں، یا روزہ کے کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کا حکم ہے، تو ان میں اگر ایک فقیر کو ایک دن میں زیادہ مقدار دے گا تو ایک دن کا ادا ہوگا زیادہ محسوب نہ ہوگا۔ اور شیخ فانی جس کو رمضان کے روزوں کا فدیہ دینا درست ہے، اس میں اگر ایک محتاج کو کئی روزوں کا فدیہ دیدیوے تو ادا ہوجاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے **وبلا تعدد فقیر** ۔ شامی میں ہے۔ **قوله وبلا تعدد فقیر الخ ای بخلاف کفارۃ الیمین للنص فیها علی التعدد الخ**۔

---

(۱) وان جامع المکلف الخ او اکل او شرب غذاء او دواء الخ عمداً الخ قضی الخ وکفر الخ ککفارۃ الظاهر (در مختار) ای کفر مثلها فی الترتیب ویعتق اولا فان لم یجد صام شهرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۹ و ج ۲ ص ۱۵۰. ط.س. ج۲ ص ۴۰۹) مصرف الزکوٰۃ الخ وهو ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبۃ الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ و ج ۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفیر۔

(۲) وان جامع المکلف او میا مشتهی فی رمضان اداء او جومع وتوارت الحشفۃ فی احد السبیلین انزل اولا الخ عمدا الخ قضی الخ وکفر اللکفارۃ المظاهر (در مختار) مرتبط بقوله وکفرای مثلها فی الترتیب فیعتق اولا، فان لم یجد صام شهرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا (رد المحتار باب مایفسد ج ۲ ص ۱۴۹ و ج ۲ ص ۱۵۰. ط.س. ج۲ ص ۴۰۹) ظفیر

(۳) سورۃ المجادلہ رکوع ۱ ...... وان جامع المکلف ادمیا مشتهی فی رمضان اداء او جومع وتوارت الحشفۃ الخ عمدا الخ قضی الخ او کفر الخ الکفارۃ المظاهر الثابتۃ بالکتاب (در مختار) فیعتق اولاً فان لم یجد صام شهرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا (رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۹ و ج ۲ ص ۱۵۰. ط.س. ج۲ ص ۴۰۹) ظفیر۔

چونکہ آپ نے تصریح نہیں فرمائی کہ آپ کی مراد کفارہ صوم کا ہے جو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیا جاتا ہے، یا جو شخص عاجز روزے رمضان کے رکھنے سے ہے وہ جو فدیہ ادا کرتا ہے وہ مراد ہے، اول اور ثانی کے حکم میں فرق ہے، کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا یا اناج، یا نقد دیوے یا ایک مسکین کو ساٹھ دن دیوے، یہ ضروری ہے۔ ایک مسکین کو ایک دن میں زیادہ دے گا تو ایک دن کا ہی ادا ہوگا۔ الحاصل کفارہ میں تعدد فقراء کا یا تعدد ایام کا ضروری ہے اور فدیہ میں تعداد فقراء ایام کی ضرورت نہیں ہے۔

افطار کی خبر میں کتاب القاضی الی القاضی کے شرائط کیا ہیں

(سوال ۱۸۱) خبر افطار ماہ رمضان میں آیا کتاب القاضی الی القاضی کے شرائط ملحوظ ہیں یا نہیں۔ اگر ملحوظ ہیں تو کون سی جزئی ہے اور خبر تار کی معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) قال فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیر معتبر الخ فیلزم اهل المشرق بروية اهل المغرب اذا ثبت عندهم روية اولئک بطریق موجب الخ وقال صاحب رد المحتار فی شرح قوله بطریق موجب كان یتحمل اثنان الشهادة اویشهد اعلی حکم القاضی او یستفیض الخبر (۲) الخ فظهرانه لا حاجة الی کتاب القاضی الی القاضی فی اخبار الصوم والا فطار لا نه لیس بطریق متعین للایجاب۔

خبر تار، صوم وافطار میں شرعاً معتبر نہیں ہے۔ لیکن اگر قرائن دیگر بھی موجود ہوں تو مفید عمل ہو سکتے ہیں۔

کفارہ صوم میں بچے شریک ہوجائیں تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۱۸۲/۱) کفارہ صوم میں اگر آٹھ دس برس کے بچے بھی کھانا کھانے میں شریک ہو جائیں تو کفارہ ادا ہوگا یا نہیں۔

دو دن کر کے کھلائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۳/۲) اگر پندرہ کو ایک روز اور باقی کو دوسرے روز کھلایا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

مہتمم مدرسہ کی وکالت

(سوال ۱۸۴/۳) مدرسہ کا مہتمم کفارہ کا کھانا کھلانے کا وکیل ہو کر طلباء کو خوراک میں روپیہ کو صرف کرتا ہے جو کفارہ ادا کرنے کی نیت سے رکھے ہیں۔ وہ کپڑا خرید کر دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) آٹھ دس برس کے بچوں کو جو کہ قریب البلوغ نہ ہوں کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا البتہ اگر ان کو مقدار کفارہ تملیکاً دے دے، مثلاً نصف صاع گندم یا اس کی قیمت ہر ایک بچہ کی ملک کر دی جاوے تو درست ہے کذا فی الدر المختار اور در شامی قال فی الدر المختار، ولا یجزی غیر المراهق بدایع۔ (۳)

---

(۱) رد المحتار ج ۲ ص ۱۶۳ کتاب الصوم فصل فی العوارض. ط.س. ج۲ ص ۳۹۳. ۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار مطلب فی اختلاف المطالع ج ۲ ص ۱۳۱ و ج ۲ ص ۱۳۲ کتاب الصوم. ط.س. ج۲ ص ۳۹۳. ۱۲
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفارة ج ۲ ص ۸۰۲ فالشرط فی طعام الا باحة کلتان مشبعتان لکل مسکین ولو کان فیهم شبعان قبل الا کل او صبی غیر مراهق لم یجز ۱۲ رد المحتار ج ۲ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص ۴۷۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) درست ہے۔(۱)

(۳) اس طرح کرسکتا ہے کہ کفارہ کے پورے روپے کا کپڑا خرید کر محتاج طلبہ کی ملک کردے یہ درست ہے ہے۔(۲) فقط۔

روزہ کا کفارہ ادا کررہا تھا ایک روزہ نہ ہوا تو کیا کرے

(سوال ۱۸۵) ایک شخص کفارہ کے روزے ادا کرتا ہے اگر اتفاق سے فجر کی اذان کے وقت سحری کھالیوے تو روزہ درست ہوگا یا نہیں، دس روزے رکھ چکا ہے اگر روزہ نہیں ہوا تو از سرنو روزے رکھے یا نہیں۔

(جواب) اعتبار صبح صادق کا ہے اذان کا نہیں ہے، پس اگر صبح صادق ہوجانے کے بعد اس نے سحری کھائی ہے تو وہ روزہ نہ ہوگا اور جب کہ وہ روزہ نہ ہوا تو تتابع جو کہ شہرین متتابعین سے ثابت ہے فوت ہوگیا لہذا اس کو از سرنو روزہ رکھنا چاہئے۔

(۲) اور اس صورت میں جب کہ روزہ سے عاجز نہیں ہے اطعام درست نہیں ہے فان عجز من الصوم لمرض لا یرجی جبرء ہ او کبیر اطعم ستین مسکینا در مختار (۳) فقط۔

کفارہ صوم میں تداخل درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶) کفارہ صوم میں تداخل جائز ہے یا نہیں، یعنی اگر زید کے اٹھارہ روزے رمضان بلا عذر عمداً قضا ہوئے تو آیا ہر ایک روزہ کا جدا جدا کفارہ دینا ہوگا یا ایک کفارہ سب کے لئے کافی ہوگا۔

(جواب) ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ ہر ایک روزہ کا کفارہ علیحدہ علیحدہ لازم ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ایک کفارہ کافی ہے اور اس کی بھی تصحیح کی گئی ہے، لیکن ظاہر الروایۃ کو ترجیح ہے، درمختار میں ہے ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیہ واحدۃ ولو فی رمضانین عند محمد رحمۃ اللہ وعلیہ الا عتماد (۴) الخ اور شامی میں ہے قولہ وعلیہ الا عتماد ونقلہ فی البحر عن الا سرار ونقل قبلہ عن الجوہرہ لو جامع فی رمضا نین فعلیہ کفارتان وان لم یکفر للاولی فی ظاهر الروایۃ وھو الصحیح اھ قلت فقد اختلف الترجیح کما تری ویتقوی الثانی بانہ ظاہر الروایۃ ۔(۶)

روزہ کا کفارہ مسجد مدرسہ کو دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۷) ایک شخص کے ذمہ روزہ کا کفارہ ہے اگر وہ ساٹھ مسکینوں کے کھانے کا خرچ کسی مسجد یا مدرسہ میں دیدیوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد اور مدرسہ میں دینا درست نہیں ہے، اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔(۷) البتہ مدرسہ میں اگر طلبہ کے

---

(۱) ولو اطعم مسکینا واحد استین یوم کل یوم اکلتین مشبعتین جاز (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۵۳۲ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۵۱۴) ظفیر۔

(۲) کالفطرۃ قدر او مصرفا او قیمۃ ذالک من غیر المنصوص (در مختار والحاصل ان دفع القیمۃ انما یجوز لو دفع غیر المنصوص (رد المحتار ج ۲ ص ۸۰۲ ط س ج ۲ ص ۴۷۸) ظفیر۔

(۳) صام شہرین الخ متتابعین قبل المسیس الخ وکذا کل صوم شرط فیہ التتابع فان افطر بعذر الخ او بغیرہ الخ استانف الصوم (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفارۃ ج ۲ ص ۷۹۹ و ج ۲ ص ۸۰۰ ط س ج ۲ ص ۴۷۶۔

(۴) الدر المختار علی ہامش رد المحتار ، باب الکفارۃ ج ۲ ص ۸۰۱ ط س ج ۲ ص ۴۷۶ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(۵) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم مطلب فی الکفارۃ ج ۲ ص ۱۵۱ ط س ج ۲ ص ۴۱۳۔ ۱۲ ظفیر۔

(۶) رد المحتار باب مایفسد الصوم مطلب فی الکفارۃ ج ۲ ص ۱۵۱ ط س ج ۲ ص ۴۱۳۔ ۱۲ ظفیر۔

(۷) مصرف الزکوۃ والعشر (در مختار) وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبۃ(رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط س ج ۲ ص ۳۳۹) ظفیر۔

کھلانے میں لگادیوے تو درست ہے بشرطیکہ ساٹھ طلبہ کو دونوں وقت کھلا دے، یا بقدر فطرہ ہر ایک کو نصف صاع گندم یا اس کی قیمت دیوے۔فقط۔

کفارہ کی معافی کی کوئی صورت بتائی جائے

(سوال ۱۸۸) ایک شخص نے رمضان شریف کے دو فرض روزے ضائع کر دیئے، اس نے بحکم مولوی محمد حسن صاحب روزے رکھنے شروع کر دیئے اور تیس روزے رکھ لئے، مگر وہ بڑھئی کا کام کرتا ہے، اگر کوئی صورت سہولت کی ہو تو تحریر فرمائیے۔

(جواب) جب کہ کفارہ بوجہ افساد صوم رمضان کے بلا عذر واجب ہو گیا تو پھر کوئی صورت اس میں سقوط کفارہ کی اور سہولت کی بحالت موجودہ نہیں ہے، کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔فقط۔

کئی روزوں میں موجب کفارہ کام کیا، تو سب کے لئے ایک کفارہ کافی ہے یا نہیں

(سوال) زید نے چند روزے اپنے کسی فعل موجب کفارہ سے قضا کئے تو اس کو ایک کفارہ کافی ہوگا یا نہیں۔

(جواب) ایک کفارہ کافی ہوگا۔(۱)

کفارہ کے درمیان بقرعید آ گئی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۹) اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے روزے کا کفارہ ادا کر رہا ہے، درمیان میں عیدالاضحیٰ کا دن واقع ہو تو چونکہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے تو مکفر کو کیا حکم شرعاً ہے۔شروع سے پھر روزہ رکھے یا کیا کرے۔

(جواب) شروع سے پھر روزے دو ماہ کے متواتر رکھے قال فی الدر المختار صام شهرين الخ متتابعين ليس فيها رمضان وايام نهى عن صومها وكذا كل صوم شرط فيه التتابع الخ قوله وكذا كل صوم الخ ككفارة قتل وافطار الخ (۲) شامی ج ۲ ص ۵۸۱۔فقط۔الخ۔

کفارہ میں روزے کے بجائے فدیہ دے دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۰) زید کے ذمہ ایک کفارہ رمضان کا ہے اور وہ دو ماہ کے روزے نہیں رکھ سکتا، تو اگر زید دارالعلوم میں ایک طالب علم کے لئے ادنیٰ درجہ کی دو ماہ کی خوراک کی جو فیس ہے وہ بھیج دے تو کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔یا اگر زید کسی غریب کو تین پاؤ آٹا روزانہ دو ماہ تک دیدیوے اور لکڑی ترکاری کے لئے کچھ پیسے دیدیوے تو کفارہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں

(جواب) روزہ میں تکلیف ہونے کی وجہ سے یہ درست نہیں ہے کہ روزہ کو چھوڑ کر اطعام مساکین کی طرف رجوع کرے کیونکہ اس میں ومن لم يستطع کی قید ہے۔(۳) جس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں طاقت ہی روزے کی نہ ہو یعنی بوجہ مرض لاعلاج کے یا بوجہ شیخ فانی ہونے کے۔اس وقت اطعام درست ہے فان عجز عن الصوم لمرض

---

(۱) ولو تكرر فطره ولم يكفر للأول يكفيه واحدة ولو فى رمضانين عند محمد و عليه الا عتماد بزازيه مجتبى وغيرهما واختار بعضهم للفتوىٰ ان الفطر بغير الجماع تداخل و الا لا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب مايفسد الصوم ج ۲ ص ۱۵۱ .ط.س. ج۲ص ۴۱۳) ظفير.

(۲) دیکھئے رد المحتار باب الكفارة ج ۲ ص ۷۹۹ و ج ۲ ص ۸۰۰ .ط.س. ج۲ص ۴۷۶-۴۷۷ ا ظفير.

(۳) ككفارة المظاهر (در مختار) فيعتق اولافان لم يجد صام شهرين متتا بعين فان لم يستطع اطعم ستين مسكينا لحديث الاعرابى المعروف فى الكتب السته (رد المحتار باب مايفسد الصوم مطلب فى الكفارة ج ۲ ص ۱۵۰ .ط.س. ج۲ص ۴۱۲) ظفير.

لا یرجی برء ہ او کبر یطعم ستین مسکیناً الخ (۱) پھر جب دو ماہ کے روزہ سے عاجز ہو بوجہ بڑھاپے یا مرض شدید لاعلاج کے تو ساٹھ مسکینوں کو طعام ضروری ہے اس کی دو صورتیں ہیں کہ یا ہر ایک مسکین کو آدھا صاع گندم یعنی اسی ۸۰ کے تول سے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہر ایک مسکین کو دیوے، یا ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے۔ پس تین پاؤ آٹا روزانہ کسی غریب کو دو ماہ تک دینے سے کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ پونے دو سیر آٹا یا گندم یا اس کی قیمت دینے سے ادا ہوگا۔ اسی طرح کسی طالب علم کو مجملاً روپیہ بھیج دینے سے کفارہ ادا نہ ہوگا، بلکہ یہ لکھا جاوے کہ ساٹھ آدمیوں کو ایک دن دونوں وقت یا ایک آدمی کو دو ماہ تک دونوں وقت پیٹ بھر کہ بہ نیت کفارہ کھانا کھلایا جاوے اور اس میں جو کچھ صرف ہو وہ مجھ سے لے لیا جاوے۔ (۲) فقط۔

کفارہ کے روزوں کے درمیان عید بقرعید کا دن آ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۱) جواب استفتاء نے معزز فرمایا آج تینتالیسواں روزہ ہے، ایام عیدالاضحیٰ آ گئے ہیں، آیا متواتر روزہ رکھتا رہوں یا عید کے روز نہ رکھوں، دیگر ایں کہ دو روزہ ساقط ہوئے تھے ان کا کفارہ ساٹھ روزے ہوں گے یا فی روزہ ساٹھ کے حساب سے ۱۲۰ ہوں گے۔

(جواب) عیدالاضحیٰ کے دن اور تین دن اس کے بعد تیرہ تاریخ تک روزہ نہ رکھنا چاہئے اور اس فاصلہ کی وجہ سے متواتر روزوں میں فرق آوے گا، لہذا کفارہ میں جو پہلے روزے رکھے گئے ہیں وہ شمار نہ ہوں گے۔ ۱۳ تاریخ ذی الحجہ کے بعد ۱۴ تاریخ سے پھر روزے رکھنے چاہئے اس وقت سے ساٹھ روزے متواتر رکھنے سے ایک روزہ کا کفارہ ادا ہوگا۔ آپ کو کفارہ کے لئے ایسے وقت میں روزے رکھنے شروع کرنے چاہئیں تھے کہ درمیان میں عید نہ آتی۔ اب جو روزہ آپ کے عید سے پہلے ہوں گے وہ کفارہ میں شمار نہ ہوں گے کیونکہ کفارہ میں ساٹھ روزے متصل ہونا ضروری ہیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک روزہ کا کفارہ ساٹھ روزے برابر ایک دفعہ رکھ لئے جائیں اور اس کے بعد کچھ توقف کیا جائے اور کچھ دنوں روزہ شروع نہ کیا جائے۔ پھر دوسرے روزہ کا کفارہ شروع کیا جائے اور ساٹھ روزے متواتر رکھ لئے جاویں۔ (۳) اور ایک دفعہ ہی ایک سو بیس روزے برابر رکھے جائیں تو یہ بھی درست ہے الغرض یہ ضروری ہے کہ ساٹھ روزوں کے درمیان میں کسی دن افطار نہ ہو اور کوئی روزہ درمیان میں قضا نہ ہو۔ (۴) فقط۔

کفارہ صوم کی اگر طاقت نہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۹۲) کفارہ صوم میں اگر طاقت دو ماہ کے روزوں کی نہ رکھتا ہو کیا حکم ہے؟

(جواب) کفارہ صوم میں اگر دو ماہ کے روزوں کی پے در پے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مساکین کو دو وقت کھانا کھلاوے یا ہر ایک مسکین کو ساٹھ میں سے بقدر فطرہ گندم وغیرہا یا اس کی قیمت دے دے یہ بھی جائز ہے کہ ایک مسکین کو

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفارات (ج ۲ ص ۱۰۸). ط.س. ج۲ص۴۷۶. ۱۲ ظفیر۔
(۲) ولو حکما الخ کالفطرۃ قدر او مصرفا الخ وان ارا دالا باحۃ فغداہم وعشاہم الخ و اشبعہم الخ کما جاز لو اطعم واحد استین یوما الخ (در مختار) قولہ کالفطرۃ قدرا ای نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر الخ (رد المحتار باب الکفارات ج ۲ ص ۸۰۲). ط.س. ج۲ص۴۷۶ظفیر. (۳) ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیہ واحدۃ ولو فی رمضانین عند محمد وعلیہ الا عتماد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۵۱. ط.س. ج۲ص۴۱۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دونوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر. (۴) صام شہرین الخ متتابعین قبل المسیس لیس فیہما رمضان وایام نہی عن صومہا وکذا کل صوم شرط فیہ التتابع فان افطر بعذر کسفر و نفاس بخلاف الحیض الخ استانف الصوم الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتارباب الکفارۃ ج ۲ ص ۷۹۹). ط.س. ج۲ص۴۷۶ ظفیر۔

ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلاتا رہے۔(۱) فقط۔

کفارہ واجب ہے مگر روزے کی طاقت نہیں تو کیا فدیہ دے سکتا ہے

(سوال ۱۹۴۳) ایک شخص کے ذمہ چند رمضان کے کفارے ہیں جو باغوائے شیطانی اس کے ذمہ ہوئے۔ ہر ایک کے لئے پیہم دو ماہ روزے رکھنے کی بوجہ کمزوری جسم اس میں طاقت نہیں، البتہ مسکینوں کو فدیہ کفاروں کا دینے پر آمادہ ہے اور وہ بھی طالبان مدرسہ دیوبند کو، پس ایک کفارہ کے لئے کس قدر روپیہ بھیجے۔

(جواب) ایک روزے کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا یا ہر ایک مسکین کو نصف صاع گندم یعنی پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی یا اس کی قیمت دینا۔ پس اگر قیمت سے کفارہ ادا کرے تو ایک روزے کا کفارہ قریب انیس روپے کے ہوتا ہے لیکن یہ روزہ رمضان کا رکھ کر توڑا جاوے اس کا کفارہ اس قدر ہے۔ اور اگر رمضان شریف کے روزے رکھے ہی نہیں ہیں تو تیس روزہ کی قضا تیس روزے ہی لازم ہیں اور فدیہ دینا درست نہیں ہے۔(۲) فدیہ کا حکم اس وقت ہے کہ شیخ فانی ہو یا ایسا بیمار ہو کہ اچھے ہونے کی امید نہ ہو، وہ فدیہ ادا کر سکتا ہے اور جس کے ذمہ روزے ہیں اور اس نے زندگی میں ادا نہیں کئے، تو بوقت مرض الموت اگر وہ وصیت کرے کہ میرے مال میں سے فدیہ روزوں کا ادا کیا جائے تو فدیہ اس کے مال میں سے ادا کیا جاوے گا۔ زندگی میں فدیہ دینا سوائے شیخ فانی کے و مرض لا علاج کے اوروں کو دینا درست نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) کفارة الفطر و کفارة الظهار واحدة وهي عتق رقبة مومنة او کافرة فان لم یقدر علی العتق فعلیه صیام شهرین متتا بعین وان لم یستطع فعلیه اطعام ستین مسکینا، کـ مسکین صاعا من تمراو شعیر او نصف صاع من حنطة الخ (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۰۱ .ط.س. ج۲ ص ۲۱۵) ظفیر.

(۲) وان جامع المکلف ادمیا مشتهی فی رمضان اداء او جومع وتوارت الخشفة فی احد السبیلین انزل اولا، اواکل او شرب غذاء الخ او دواء الخ عمدا الخ قضیٰ، فی الصور کلها وکفر الخ ککفارة المظاهر (در مختار) قوله وان جامع الخ شروع فی القسم الثالث وهو مایوجب القضاء و الکفارة ووجوبها مقید بما یا تی من کونه عمدا لا مکرها ولم یطرا مبیح کحیض ومرض بغیر صنعه وبما اذا نوی لیلا قوله ککفارة المظاهر ای مثلها فی الترتیب فیعتق اولا فان لم یجد صام شهرین متابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۷ او ج ۲ ص ۱۵۰ .ط.س. ج۲ ص ۴۰۹، ۴۱۳) اطعم ستین مسکین الخ کا لفطرة قدر او مصرفا او قیمة ذالک من غیر المنصوص (در مختار) کالفطرة قدرا ای نصف صاع من براو صاع من تمراد شعیر الخ (رد المحتار باب الکفارة ج ۲ ص ۱۰۸ و ج ۲ ص ۸۳ .ط.س. ج ۲ ص ۴۷۶) فی مسکین پونے دو سیر گندم کے حساب سے ساٹھ مسکینوں کے دو من پچیس سیر ہوتے ہیں۔ اس وقت بازار نرخ ۶۰ فی من کے حساب سے اس کی قیمت ۱۵۷.۵۰ ہوتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کے حساب سے قیمت لکھی ہے، بہر حال قیمتیں بدلتی رہتی ہیں ۱۲ ظفیر۔

(۳) فان ما توافیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة لعدم ادراکهم عدة من ایام اخرو لو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیة الخ وفدی لزوما عنه ای عن المیت ولیه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۶۰ .ط.س. ج۲ ص ۴۲۴) ظفیر.

آٹھواں باب

وہ صورتیں جن کی وجہ سے روزہ توڑنا یا نہ رکھنا درست ہے اور جن صورتوں میں فدیہ واجب ہوتا ہے

شیخ فانی اور بوڑھے ضعیف کی رعایت

(سوال ۱۹۴) شیخ فانی یا بیمار بوڑھے ضعیف مایوس الحیات کو رمضان شریف کے روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص بوڑھا ضعیف شیخ فانی نہ ہو اس کو فدیہ دینا درست نہیں ہے اور اگر وہ فدیہ دے گا تو پھر بھی روزوں کی قضا اس کے ذمہ لازم ہے۔ البتہ جو شخص شیخ فانی ہو وہ فدیہ ہر ایک روزے کا نصف صاع گندم یا اس کی قیمت دیوے۔(۱) فقط

حاملہ عورت کی رضاعت کی مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ پھر حمل ہو گیا یہ کیا کرے

(سوال ۱۹۵) ایک حاملہ عورت بوجہ اندیشہ نقصان حمل روزہ رکھنے سے محروم رہی اور بعد وضع حمل بوجہ رضاعت کے معذور رہی اور رضاعت کی مدت پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ حمل پھر قرار پا گیا، اسی طرح پر تواتر قائم ہو گیا تو اب حاملہ روزہ کس طرح رکھے، جب اس کا تواتر حمل قائم نہ رہے، اس وقت گذشتہ سالوں کے روزے رکھے یا کفارہ ادا کرے۔

(جواب) اگر حالت حمل میں اس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے یا بچہ کی طرف سے اندیشہ ہے تو جس وقت اس کا تواتر حمل منقطع ہو اسی وقت قضاء کرے۔(۲) فقط۔

دمہ کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا اور اب بھی مرض ہے تو کیا کرے

(سوال ۱۹۶) زید رمضان شریف میں بعارضہ کھانسی و دمہ مبتلا تھا، ایک روزہ رکھ کر پھر نہیں رکھ سکا، چنانچہ وہی مرض اب بھی ہے، اگر زید مذکور ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دے تو معافی رمضان شریف کے روزوں کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) زید مریض بمرض مذکور کے ذمہ قضاء روزوں کی لازم ہے فدیہ دینا کافی نہیں ہے، یعنی قضاء اس سے ساقط نہ ہوگی بلکہ جس زمانہ میں وہ مرض نہ ہو اس وقت قضاء کرے اور فدیہ ایک روزہ کا ایک مسکین کو دونوں وقت کھانا کھلانا ہے یا بقدر صدقہ فطر کے غلہ یا قیمت دینا۔ مگر یہ فدیہ شیخ فانی کے حق میں درست ہے، دیگر بیماروں کو قضاء روزہ کی کرنا لازم ہے۔ درمختار میں ہے وقضوا لزوما ما قدر وا بلا فدية۔(۳) فقط۔

شدت مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا اور اسی میں فوت ہو گیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۷) زید بوجہ شدت مرض کے روزہ رمضان رکھنے سے معذور رہا اور اسی حالت بیماری میں انتقال ہو گیا۔

---

(۱) وللشيخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ويفدى وجو با الخ كا لفطرة (الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ و ج ۲ ص ۱۶۴ . ط.س. ج۲ ص۴۲۷) ظفير.

(۲) لمسافر سفر اشرعيا او حامل او مرضع اما كانت او ظئر ا على الظاهر خافت بغلبة الظن على نفسها او ولدها الخ وقضوا لزوما ما قدروا بلا فدية (در مختار) اى من تقدم حتى الحامل والمرضع وغلب الذكور فاتى بضمير هم (رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ . ط.س. ج۲ ص ۴۲۱ . ۴۲۲) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ، باب فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۰ . ط.س. ج۲ ص۴۲۳ . ۱۲ ظفير.

بوقت انتقال وصیت کی کہ اس رمضان کا فدیہ دے دینا۔ پس اس صورت میں آیا فدیہ دیا جاوے یا نہیں۔

(جواب) ان روزوں کا فدیہ دینا واجب نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۱) فقط

کن عذروں کی وجہ سے روزہ توڑا جاسکتا ہے

(سوال ۱۹۸) انسان کن کن عذرات سے بلا کفارہ روزہ توڑ سکتا ہے۔

(جواب) مرض اور سفر وغیرہ اور خوف زیادتی مرض وغیرہ اعذار کی وجہ سے روزہ توڑ سکتا ہے اور کفارہ نہیں آتا، اور بلا عذر رمضان کا روزہ رکھ کر توڑنا موجب کفارہ ہے۔ لیکن وجوب کفارہ میں وہی شرط ہے جو عبارت مذکورہ بالا انما یکفر الخ میں مذکور ہے۔(۲)

مسافر روزے کے بدلہ فدیہ دے دے اور قضا نہ رکھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۹) مسافر نے سفر میں چند روزے نہیں رکھے اور فدیہ دے دیا، اگر ان روزوں کی قضا کرے تو اس پر کچھ گناہ تو نہیں ہے۔

(جواب) ان روزوں کی بعد میں قضا کرنا ضروری ہے۔ فدیہ کافی نہیں ہے جیسا کہ آیت فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر (۳) سے ثابت ہے۔

دردزہ کی وجہ سے افطار کرلیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۰) حالت صوم رمضان میں عورت حاملہ کو دردزہ ہوا تشنگی غالب ہونے پر روزہ افطار کردیا اور قریب عصر کے وضع حمل بھی ہوگیا، اس صورت میں عورت پر کفارہ واجب ہوگا یا صرف قضاء۔

(جواب) اس صورت میں صرف قضاء اس روزہ کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے ثم انما یکفر ان نوی لیلاً ولم یکن مکرها ولم یطر امسقط کمر ض وحیض الخ در مختار۔(۴) اور ظاہر ہے کہ نفاس مثل حیض کے ہے مسقط صوم ہونے میں۔ فقط۔

دودھ پلانے والی عورت روزہ رکھے یا نہیں

(سوال ۲۰۱) جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اس کو روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں جب کہ عورت کمزور ہے۔

(جواب) اگر بچہ کی طرف سے یا اس عورت کی طرف سے اندیشہ ہو کہ عورت کے روزہ رکھنے کی وجہ سے بچہ ہلاک ہوجاوے گا یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہوجاوے گی یا اس کے دودھ نہ رہے اور بچہ ہلاک ہوجائے گا تو اس صورت میں عورت رمضان شریف میں روزہ افطار کرے اور بعد میں قضاء کرے کما فی الدر المختار او حامل ومرضع

---

(۱) فان ما توافیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الو صیة بالفدیة لعدم ادراکهم عدة من ایام اخر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۲۰ .ط.س. ج۲ص ۴۲۳ـ۴۲۷) ظفیر.

(۲) ومنها السفر الذی یبیح الفطر الخ ومنها المرض المریض اذا خاف علی نفسه التلف او ذهاب عضو یفطر بالا جماع وان خاف زیادة العلة وامتداده فکذا لک عندنا الخ ومنها حبل المراء ة وارضا عها الخ ومنها الحیض والنفاس الخ ومنها العطش والجوع کذا لک اذا خیف منها الهلاک او نقصان العقل الخ ومنها کبر السن فالشیخ الفانی الذی لا یقدر علی الصیام یفطر ویطعم لکل یوما مسکینا (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ج ۱ ص ۱۹۳ و ج ۱ ص ۱۹۴ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۰۶ـ۲۰۷) ظفیر.

(۳) سورة البقرة . رکوع ۲۳.

(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۱ ص ۱۵۰ .ط.س. ج۲ص ۴۱۳ـ۴۱۲ ظفیر.

خافت بغلبة الظن علی نفسها او ولدها الخ الفطر الخ ۔(۱) فقط ۔

روزے قضا ہو گئے مگر صحت کلی نہ ہوئی تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۰۲) ایک شخص فوت ہو گیا اس پر سات روز کی نمازیں بوجہ مرض کے فوت ہو گئی ہیں اور دو ماہ کے روزے قضا ہو گئے ہیں، مرض سے کافی صحت نہ ہونے کی وجہ سے معالج روزہ رکھنے سے روکتا رہا، اگر اس کے وارث اس کی طرف سے کفارہ ادا کر دیویں تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر اس مرض سے صحت نہ ہوئی تھی جس میں روزے فوت ہوئے اور اسی مرض میں انتقال ہو گیا تو ان روزوں کی قضا لازم نہیں ہوئی لہذا ان کا فدیہ ادا کرنا بھی لازم نہیں ہے ۔(۲) البتہ نمازوں کا فدیہ وارثوں کو ادا کر دینا چاہئے ۔ اگرچہ میت نے وصیت نہ کی ہو، امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کفارہ نمازوں کا ہو جاوے گا سات دن کی نمازیں ۴۲ ہوئیں مع وتر کے اور ہر ایک نماز کا فدیہ مثل صدقۂ فطر کے پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی یا ان کی قیمت دینی چاہئے ،(۳) اور روزوں کا فدیہ اگرچہ واجب نہیں ہے لیکن اگر دے دیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے، میت کو ثواب پہنچ جاوے گا اور فدیہ ایک روزہ کا مثل ایک نماز کے ہے ۔ فقط ۔

مرض شدید میں مبتلا جس کو صحت کی امید نہیں ہے، وہ کیا کرے

(سوال ۲۰۳) ایک شخص کئی سال سے مرض شدید میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے تین سال سے متواتر رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھ سکا اور اس سال بھی روزے کی طاقت نہیں اور آئندہ بھی صحت کی امید نہیں ، حالت دن بدن خراب ہوتی جارہی ہے، اب اس کی خواہش ہے کہ اپنی زندگی میں اگلے پچھلے تمام روزوں کا فدیہ ادا کرے ۔ تو فرمائیے کہ وہ فدیہ فی روزہ کتنا ہونا چاہئے اور اس کی ادا کی کیفیت کیا ہونی چاہئے ۔ اگر تین سالی فدیہ اس طرح ادا کر دے کہ نوے ۹۰ محتاجوں کو کھانا پکوا کر دے دے تو درست ہے یا نہیں ۔ کسی ایک محتاج کو دو یا دو سے زیادہ روزوں کا فدیہ ادا کیا جا سکتا ہے یا نہیں ۔

(جواب) ہر ایک روزہ کے بدلہ نصف صاع گندم یعنی بوزن انگریزی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت محتاج کو دے، اور اگر کھانا کھلاوے تو دو وقت کھلا دے حسب حیثیت جس قدر وہ کھلا وے ۔ غرض یہ کہ پیٹ بھر کر کھلا دے ۔ تین سال کا فدیہ اگر ایک دن نوے ۹۰ مساکین کو دونوں وقت بٹھا کر پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیوے تو فدیہ ادا ہو جاوے گا ۔ اور ایک محتاج کو ایک دن میں ایک روزہ سے زیادہ کا فدیہ نہ دے ۔(۴) فقط ۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۹). ط.س. ج۲ص ۴۲۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) فان ماتو ا فیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة لعدم ادارکهم عدة من ایام اخر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ۱۶۰. ط.س. ج۲ص ۴۲۳. ۴۲۴. ۱۲ ظفیر.
(۳) اذا مات الرجل وعلیه صلوات فائتة فاوصی بان تعطی کفارة صلواته یعطی لکل صلاة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع .... من ثلث ماله الخ وفی فتاوی الحجة وان لم یوص لو رثته وتبرع بعض الو رثة یجوز الخ (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۱۷) ط.ماجدیه ج ۱ ص ۱۲۵ ظفیر.
(۴) فان عجز عن الصوم لمرض لا یرجی برؤه او کبر اطعم ای ملک ستین مسکینا ولو حکما ولا یجزی غیر المراهق کا لفطرة قدر او مصر فا ای نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیرا ودقیق او قیمة ذالک من غیر المنصوص وان اراد الا باحة فغداهم وعشا هم او غداهم واعطاهم قیمة العشاء او عکسه الخ واشبعهم جاز الخ کما جاز لو اطعم واحد استین یوما لتجدد الحاجة ولو ابا حة کل الطعام فی یوم واحد دفعة اجزاه عن یوم ذالک فقط الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفاره ج ۲ ص ۸۰۱ و ج ۲ ص ۸۰۲ و ج ۲ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ص ۴۷۶) ظفیر.

معاش کے لئے جومحنت کرنا پڑتی ہے کیا اس کی وجہ سے روزہ رمضان چھوڑا جاسکتا ہے

(سوال ۲۰۴) روزہ رمضان کہ فرضیت اومئوکد بالقرآن والحدیث و اجماع امت است بعذر کارہائے معاش ہمچو کشتکاری وخبازی ودیگر افعال شدید کہ درموسم گرما انسان راچنداں تشنگی می دہندا کثر مردم کارنیز می کنند وروزہ نیزمی دارند و بعض مردم کاہل روزہ نمی دارند وقضا بعدآں نمی شوندآیا گذاشتن روزہ بدیں عذر چہ حکم دارد۔

(جواب) ازیں عذر ہاروزہ رمضان شریف قضاء کردن درست نیست بلکہ لازم است کہ در رمضان المبارک ایں چنیں اعمال شاقہ نکند کہ نوبت قضاء کردن روزہ برسد قال۔ فی الدر المختار لا یجوز ان یعمل عملاً یصل به الی الضعف فیخبز نصف النهار ویستریح الباقی ، فان قال لا یکفینی کذب باقصر ایام الشتاء فان اجهد الحر نفسه بالعمل حتی مرض فافطر ففی کفارته قولان الخ۔(۱)فقط۔

اسّی سالہ بوڑھا جس میں روزہ کی طاقت نہ ہووہ کیا کرے

(سوال ۲۰۵) ایک شخص کی عمر تقریباً اسی سال سے زائد ہے اور پابند صوم وصلوٰۃ ہے۔اس وقت اس میں صوم کی طاقت نہیں تو وہ رمضان میں افطار کر کے فدیہ دے سکتا ہے تو کس قدر دے۔ اگر شیخ فانی افطار کرے اور اس کے پاس سامان فدیہ نہیں ہے تو کیا کرے۔

(جواب) شخص مذکور جو کہ عاجز ہے روزہ رکھنے سے فدیہ روزوں کا ادا کرسکتا ہے۔ایک روزہ کا فدیہ مثل فطرہ کے ہے اور اگر فدیہ دینے کی طاقت نہ ہوتو یہ فرض اللہ کا اس کے ذمہ ہے جس وقت طاقت ہواس وقت فدیہ ادا کرے یا بوقت مرنے کے وصیت کرے،یعنی اگر زندگی میں فدیہ ادانہ کرسکے تو مرتے وقت وصیت کرے کہ میرے ترکہ میں سے فدیہ روزوں کا ادا کیا جاوے۔(۲)فقط۔

ایسا تندرست جس میں روزہ کی طاقت نہیں ہے وہ کیا کرے

(سوال ۲۰۶) ایک شخص دیکھنے میں جوان اور تندرست ہے اور کسی قسم کی علالت ظاہرہ اس کو نہیں ہے مگر کمزور بہت ہے اور رمضان شریف کا روزہ اس سے نہیں رکھا جاتا،روزہ رکھنے سے اس کو بہت کمزوری ہوتی ہے،اگر وہ روزہ ترک کردے گا تو گنہگار ہوگا یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ شیخ فانی کو روزہ نہ رکھنا اور فدیہ دے دینا درست ہے،اور شیخ فانی کے یہ معنی ہیں کہ اس کی قوت فنا ہوگئی ہو اور روزہ کی طاقت نہ ہو پس اگر وہ شخص خلقتاً ایسا ضعیف وکمزور ہے کہ کسی طرح روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس کو

---

(۱)الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده ج ۲ ص ۱۵۷ ۱۲ والذی ینبغی فی مسئلة المحترف حیث کان الظاهر ان مامرمن تفقهات المشائخ لا من منقول المذهب ان یقال اذا کان عنده ما یکفیه وعیا له لا یحل له الفطر لانه یحرم علیه السوال من الناس فالفطر اولی والا فله العمل بقدر ما یکفیه ولو اداه الی الفطر یحل له اذا لم یمکنه العمل فی غیر ذالک مم الاینو یه الی الفطر (رد المحتار باب ایضا) قوله قولان قال الشر نبلا لی صورته صائم اتعب نفسه فی عمل حتی اجهد العطش فافطر لزمته الکفارة وقیل لاوبه افتی البقالی ، وظاهر ہ وهوالذی فی الشر نبلا لیة عن المنتقی ترجیح وجوب الکفارة (رد المحتار باب ایضا ج ص ۱۵۸ .ط.س. ج۲ص ۴۲۰) ظفیر.

(۲)وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا ولوفی اول الشهر وبلاتعدد فقیر کالفطرة لو موسرا والا فیستغفر الله هذا اذا کان الصوم اصلا بنفسه الخ ومتی قدر قضی (در مختار) وقوله ویفدی وجو بالان عذره لیس بعر ضی للزوال حتیٰ یصیرالی القضاء فوجبت الفدیة نهر ثم عبارةالکنز وهو یفدی اشارة الی انه لیس علی غیره الفداء لان نحوالمرض والمسفرفی عرضة الزوال فیجب القضاء وعند العجز بالموت تجب الوصیة بالفدیة (رد المحتار فصل العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ .ط.س. ج۲ص۴۲۷) ظفیر.

درست ہے کہ روزہ نہ رکھے اور فدیہ دے دیوے ۔ درمختار میں ہے وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوباً الخ اور شامی میں ہے قولہ وللشیخ الفانی الخ ای الذی فنیت قوتہ او اشرف علی الفناء الخ ۔(۱) فقط۔

ایک بوڑھا جو کمزور ہے مگر روزہ رکھ سکتا ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۷) زید ایک ایسا بوڑھا شخص ہے کہ اس کے ہوش وحواس وقوائے جسمانی سب درست ہیں، زید مذکور نے رمضان شریف کے ۲۶ روزے رکھے، ستائیسویں روزے کی نیت کی دو تین گھنٹہ گذرنے کے بعد اتفاقاً بکر آ گیا۔ زید نے بکر سے اپنے ضعف کی شکایت کی ایسی صورت میں کہ کسی قسم کی دقت درپیش نہ تھی، بکر نے اس بات پر زور دیا کہ تم کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ بکر کے کہنے سے زید نے افطار کر دیا تو زید پر کفارہ واجب ہے۔

(جواب) سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ زید شیخ فانی نہیں ہے جس کو روزہ نہ رکھنا اور فدیہ روزوں کا دینا درست ہو، لہذا جس شخص نے اس کو روزہ نہ رکھنے کا حکم کیا اس نے سخت غلطی اور خطا کی اور یہ کہنا اس کا کہ تم کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے یہ اس کے جہل کی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر شیخ فانی بھی رکھ لیوے تو ناجائز نہیں ہے غایت یہ ہے کہ اس کو افطار کرنا درست ہے۔ مگر زید شیخ فانی ہی نہیں ہے کہ اس کے لئے افطار کرنا درست ہو...... درمختار میں ہے وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی الخ اور شامی میں لکھا ہے قولہ وللشیخ الفانی الذی فنیت قوتہ او اشرف علی الفناء ولذا عرفوہ بانہ الذی کل یوم فی نقص الی ان یموت الخ ۔(۲) اس سے معلوم ہوا کہ زید پر شیخ فانی کی تعریف صادق نہیں آتی۔ پس زید پر اس صورت میں کفارہ واجب ہے اور بکر گنہگار ہوا۔ جس نے اس کا روزہ افطار کرایا، وہ توبہ کرے اور آئندہ ایسا حکم کسی کو بلا علم کے نہ بتلا دے فقط۔

جان کنی کی حالت میں روزہ

(سوال) اگر کوئی روزہ دار جانکنی کے عالم میں ہو تو اس کو روزہ افطار کرا کر شربت دینا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں روزہ افطار کرا دینا چاہئے اور شربت وغیرہ دینا چاہئے۔

شیخ فانی کی تعریف

(سوال ۱/۲۰۸) شیخ فانی کس عمر میں ہو جاتا ہے؟

بوجہ کمزوری روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو کیا کرے

(سوال ۲/۲۰۹) بوجہ کمزوری کے روزہ رمضان شریف تو بہ تکلف ادا کئے لیکن گذشتہ چند سالوں کے ادا کرنے کی طاقت نہ ہونے سے فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر رکھنا چاہے تو بتدریج ادا کرے یا متواتر ادا کرنے ہوں گے؟

(جواب) (۱) شیخ فانی اس قدر بوڑھا ہو کہ اس میں بالکل قوت نہیں رہی اور قریب موت کے پہنچ گیا ہے۔ عمر کی کوئی

---

(۱) دیکھئے رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ ۔ط.س. ج۲ ص ۴۲۲. ۱۲ ۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں ہے بلکہ عارضی طور پر مرض کی وجہ سے ایسا ہے تو افطار کی اجازت ہے اور بعد صحت قضا واجب ہے۔ او مریض خاف الزیادۃ لمرضہ وصحیح خاف المرض الخ الفطر یوم العذر الخ وقضوا لزوما ، ما قدروا بلا فدیۃ وبلا ولاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار وفصل فی العوارض المبیحۃ بلکہ شیخ کے لئے بھی حکم ہے کہ بعد میں وہ اگر روزہ رکھنے پر قادر ہو جائے گا قضاء کرے گا، شیخ فانی کے حکم کے بعد مذکور ہے ومتی قدر قضی لان استمرار العجز شرط الخلفیۃ (در مختار) قولہ متی قدر ای الفانی الذی افطر وفدی (رد المحتار فصل العوارض المبیحۃ ج ۲ ص ۱۶۴)ظفیر. (۲) رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ ۔ط.س. ج۲ ص ۴۲۲. ۱۲ ظفیر.

تحدید نہیں ہے، قوت وعدم قوت پر دارومدار ہے۔(۱)

(۲) جب تک روزہ رکھ سکے اگر چہ بتکلف ہو، روزہ رکھے، قضاء کے روزے متواتر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، متفرق رکھے۔ فدیہ دینا اس وقت تک کافی نہیں ہے جب تک بالکل طاقت روزہ رکھنے کی نہ رہے اور کسی طرح روزہ نہ رکھ سکے(۲) فقط۔

ماہ رمضان المبارک کے روزہ کا فدیہ

(سوال ۲۱۰) ماہ رمضان المبارک کا فدیہ ایک آدمی کا کس قدر ہوتا ہے؟ اور میزان وفارسی پڑھنے والوں کو اگر فدیہ دیا جاوے تو اس میں ثواب ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) ایک ماہ رمضان کا فدیہ اسی کے وزن ۵۲ ½ سیر گندم ہوتے ہیں۔ ایک روزہ کا فدیہ پونے دوسیر ہے، اسی کے وزن سے، اور اس وقت قیمت ۲۵ سیر گندم کی تقریباً صہ ہوتے ہیں۔ میزان اور فارسی پڑھنے والوں کو فدیہ دینے میں ثواب ضرور ہے، مگر حدیث پڑھنے والوں کو دینے میں زیادہ ثواب ہے(۳) فقط۔

حالت روزہ میں شدت پیاس سے فوت ہوگیا مگر روزہ افطار نہ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں۔

(سوال ۲۱۱) ایک شخص حالت صوم میں شدت پیاس اور بھوک سے فوت ہوگیا ہے اس کو یہ کہا گیا کہ ایسی حالت میں شرع نے اجازت افطار کی دی ہے لیکن اس نے نہ مانا اور فوت ہوگیا، اس کے جنازہ کے جواز وعدم جواز کا جواب معہ حوالہ کتب تحریر فرمائیے۔

(جواب) اس صورت میں اگر حالت صوم میں وہ شخص فوت ہوگیا تو ماجور ہے (یعنی اجر وثواب پائے گا) عاصی نہیں ہوا۔ پس اس کے جنازہ کی نماز کے جواز...... میں کچھ شبہ نہیں ہوسکتا ہے(۴) فقط۔

سفر میں روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۲۱۲) جس طرح نماز میں قصر ہے اسی طرح روزہ میں بھی ہے یا نہیں۔ یعنی اگر سفر میں پوری نماز پڑھے تو گنہگار ہے۔ کیونکہ کفران نعمت ہے اگر روزہ رکھے تو اس وقت تو گنہگار نہ ہوگا کیونکہ یہ کفران نعمت ہے یا نہیں۔ روزہ کے متعلق کیا حکم ہے، اگر سفر میں روزہ رکھے تو ثواب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) روزہ کے لئے سفر میں یہ حکم ہے کہ بعد میں قضاء ان روزوں کی کرلو جو سفر میں نہ رکھے ہوں **فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر**۔(۵) نماز کے لئے حدیث شریف میں یہ حکم آ گیا ہے کہ اس تخفیف کو قبول کرو لہٰذا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ امر کو وجوب کے لئے لیتے ہیں کہ قصر کرنا نماز میں ضروری فرماتے ہیں،

---

(۱) وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجو با الخ (در مختار) قولہ العاجز عن الصوم ای عجز امستمر اکما یاتی، اما لو لم یقدر علیہ لشدۃ الحر کان لہ ان یفطر ویقضیہ فی الشتاء فتح (رد المحتار ج ۲ ص ۱۶۳ کتاب الصوم)

(۲) ایضاً .ط.س. ج۲ص۴۲۷ ۱۲ ظفیر.

(۳) وفی سبیل اللہ وھو منقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبۃ العلم وفسرہ فی البدائع بجمیع القرب الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۳.ط.س. ج۲ص ۳۴۳) ظفیر.

(۴) رد المحتار فصل فی العوارض ص ۱۵۸ .ط.س. ج۲ص ۴۲۱ میں ہے ویوجر لو صبرو مثلہ سایر حقوق اللہ تعالیٰ کا فساد صوم و صلوۃ الخ فقط.

(۵) سورۃ البقرہ، رکوع ۲۳.

اور روزے کے لئے نص سے اختیار ثابت ہوتا ہے کہ چاہو رکھو، چاہو پھر قضا کرلو۔ اگر سفر سہولت کا ہے اور روزہ میں کچھ دشواری نہیں ہے تو بہتر روزے رکھنا ہے جیسا کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وان تصوموا خیر لکم (۱) درمختار میں ہے ویندب لمسافر الصوم لایة وان تصوموا خیر لکم والخیر بمعنی البر لا افعل تفضیل ان لم یضرہ فان شق علیه او علی رفیقه فالفطر افضل لموافقة الجماعة الخ (۲) پس معلوم ہوا کہ سفر میں بحالت عدم مشقت روزہ نہ رکھنے کی فضیلت اور خیریت خود خدا تعالیٰ نے فرمادی اور نماز میں قصر نہ کرنے میں کفران نعمت آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی حکم خدا تعالیٰ کا ہے۔ فقط۔

ایک دن کا سفر ہو تو روزہ افطار کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۳) ایک روز کے سفر میں بھی روزہ قضا کرسکتا ہے یا تین ہی روز کے سفر میں قضا کرسکتا ہے اور کم میں نہیں کرسکتا؟

(جواب) تین دن کا سفر ہو جب ہی روزہ افطار کرنا مسافر کو درست ہے اس سے کم کے سفر میں روزہ افطار کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ نماز قصر کرنا تین دن سے کم سفر میں درست نہیں ہے، درمختار میں ہے لمسافر سفراً شرعیاً ولو بمعصیة الخ (۳)

روزہ کی وجہ سے موت واقع ہوئی اور افطار نہیں کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۴) ایک شخص صائم صوم رمضان میں مضطر ہوگیا، لیکن روزہ افطار نہ کیا اور اور روزہ کی حالت میں فوت ہوگیا، اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) شامی میں ہے کہ صائم اگر مضطر ہوا اور روزہ افطار نہ کیا تو ماجور ہے ویو جر لو صبر و مثله سائر حقوقه تعالیٰ کا فساد صوم الخ ص ۱۱۵ . کتاب الصوم (۴) جلد ثانی . فقط.

بوڑھا دائم المرض رمضان میں کیا کرے

(سوال ۲۱۵) جو شخص پچاس پچپن برس کی عمر میں ہو اور دائم المریض ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اس میں شرع شریف کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ایسے مریض کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر رمضان شریف میں روزہ نہ رکھ سکے تو اس وقت نہ رکھے بعد میں جب صحت ہو اور طاقت روزہ کی ہو روزوں کی قضا کرے ہمت روزوں کی نہ ہونا افطار کرنے کا جائز نہیں کرتا بلکہ درحقیقت اس میں طاقت روزہ کی نہ ہو اور کسی طرح روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا ازدیاد مرض کا خوف ہو اس وقت افطار کرنا درست ہوتا ہے اور پھر قضا لازم ہوتی ہے (۵) اور فدیہ کا حکم خاص شیخ فانی کے لئے ہے اس میں شخص مذکور داخل

---

(۱) سورة البقرة رکوع ۲۳.

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۲۰ . ط.س. ج۲ص۴۲۳. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸ . ط.س. ج۲ص۴۲۱. ۱۲ ظفیر

(۴) رد المحتار کتاب الصوم . فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۸ . ط.س. ج۲ص۴۲۱. ۱۲ ظفیر.

(۵) او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض الخ الفطر یوم العذر الخ قضوا لزو وما قدروا بلا فدیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۲۰ . ط.س. ج۲ص۴۲۲) ظفیر.

نہیں (۱) فقط۔

بوڑھا ذیابیطس میں گرفتار رمضان میں کیا کرے

(سوال ۲۱۶) جب کہ زید کی عمر ۵۸ برس کی ہے اور وہ کئی سال سے مرض ذیابیطس میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے کمزوری و نقاہت روز افزوں ہے اور بوجہ غلیان تشنگی جو اس مرض میں بہ شدت ہوا کرتی ہے روزہ رکھنا دشوار ہے، خصوصاً سخت گرمی کے موسم میں۔

(جواب) ایسے مریض پر کہ وہ روزہ نہ رکھ سکے بوجہ ضعف و مرض کے افطار کرنا یعنی روزہ نہ رکھنا رمضان شریف میں درست ہے لیکن جب تک توقع صحت کی ہو فدیہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ بعد صحت کے قضاء لازم ہے، پھر اگر صحت کی امید نہ رہے اور مرض کا ازالہ نہ ہو تو ان روزوں کا فدیہ دیوے۔ ہر ایک روزے کا فدیہ مثل صدقہ فطر کے ادا کرے۔ درمختار میں ہے او مریض خاف الزيادة لمرضه الخ الفطر الخ وقضوا لزوماً ما قدر وابلا فدية الخ وللشيخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر و يفدى و جوباً (۲) الخ وفى الشامى عن القهستانى عن الكرمانى المريض اذا تحقق الياس من الصحة فعليه الفدية لكل يوم ۔ (۳) فقط۔

مرض ضیق میں مبتلا رمضان میں کیا کرے

(سوال ۲۱۷) زید کو مرض ضیق شدید ہے تمبا کو نوشی کی طرح ایک دوا کا دخان سینہ میں بار بار کشید کرنے سے بلغم خارج ہو کر دم درست آتا ہے ورنہ سخت مصیبت ہوتی ہے، اور کوئی دوا مفید نہیں، یہ مجرب ہے۔ دن میں کئی دفعہ بار بار کشید دخان مفسد صوم کی نوبت آتی ہے۔ غرض روزہ نہیں رکھ سکتا، زید جوان ہے دوا پیتا رہتا ہے تو تندرست رہتا ہے سب کام کرتا ہے کیا فدیہ صوم کافی ہے۔

(جواب) فدیہ دینا اس کو کافی نہیں ہے جس وقت دورہ ضیق نہ ہو، قضاء کرے، کذا فی الدر المختار (۴) وغیرہ فقط۔

حالت تردد میں جب نماز قصر کرتا ہے تو روزے میں کیا کرے

(سوال ۲۱۸) جو لوگ حالت تردد میں قصر نماز پڑھتے ہیں ان کو رمضان شریف میں روزہ قضا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) مسافر کو جب تک وہ کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت نہ کرے اور تردد میں ہو، نماز قصر کرنا چاہئے اور روزہ کو بھی وہ افطار کر سکتا ہے بعد میں قضا کرے۔ غرض جس حالت میں نماز قصر جائز ہے۔ روزہ کا افطار کرنا بھی درست ہے (۵)۔

بخار شدید میں افطار کی اجازت ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۹) روزہ کی حالت میں اگر بخار شدید ہو اور تشنگی کی وجہ سے صائم مضطر اور بے قرار ہو تو ایسی حالت میں

---

(۱) وللشيخ الفانى العاجز عن الصوم الفطر ويفدى وجوبا (در مختار) للشيخ الفانى اى الذى فنيت قوته او اشرف على الفناء ولذا عرفوه بانه الذى كل يوم فى نقص الى ان يموت الخ (رد المحتار ايضا ج ۲ ص ۱۶۳ ط.س. ج۲ ص ۴۲۷)
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم فصل فى لعوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۳ ط.س. ج۲ ص ۴۲۲. ۱۲ ظفير. (۳) رد المحتار كتاب و فصل ايضاً ج ۲ ص ۱۶۳ ط.س. ج۲ ص ۴۲۷. ۱۲
(۴) او مريض خاف الزيادة لمرضه وصحيح خاف الضعف بغلية الظن بامارة او تجربة الخ الفطر الخ وقضو الزوما ما قدر وابلا فدية (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۹ و ج ۲ ص ۱۶۰ ط.س. ج۲ ص ۴۲۲) ظفير. (۵) لمسافر سفر اشرعياوبو بمعصية الخ الفطر الخ و قضوا لزوما (در مختار) قوله سفر اشرعيا اى مقدر افى الشرع لقصر الصلوة ونحوه (رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۵۸ و ج ۲ ص ۱۶۰ ط.س. ج۲ ص ۴۲۱) ظفير.

روزہ افطار کر دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر خوف ہلاکت یا زوال عقل ہو تو ایسی حالت میں افطار کرنا درست لکھا ہے۔ اور نیز اگر کسی طرح وہ روزہ نہیں پورا کر سکتا اور عاجز ہے تو بھی افطار کر سکتا ہے۔(۱) فقط۔

شدید پیاس ہو تو روزہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۲۰) اگر پیاس شدید ہو تو روزہ چھوڑنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) رمضان شریف کے روزے میں اگر پیاس اس درجہ شدید ہو کہ خوف ہلاکت یا نقصان عقل ہو تو افطار جائز ہے اور اس صورت میں فتویٰ مفتی کا (در بارہ افطار) جائز ہے اور جو شخص یہ کہے کہ بلا کفارہ مفتی کے پیچھے نماز جائز نہیں، وہ خطا پر ہے اور قول اس کا غلط ہے(۲) فقط۔

بیمار افطار کر سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۲۱) نیاز مند بعارضہ گرمی و بخار شدید بیمار ہے لیکن کسل وگرانی اعضاء حتیٰ کہ نماز میں اٹھنا بیٹھنا متعذر ہو جاتا ہے۔ کیا اس حالت میں افطار جائز ہے۔

(جواب) آپ کے جو مرض کی حالت ہے اس میں طبیب حاذق مسلم کی رائے کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اگر طبیب روزہ کو مضر بتلا دے تو ترک کر دیا جاوے ورنہ نہیں(۳) فقط۔

عمر رسیدہ فدیہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۲۲) ایک شخص جس کی عمر ستر ۷۰ برس کی ہے، وہ بوجہ امراض کے بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اب ایک برس سے اس کو کوئی مرض نہیں لیکن طاقت روزے کی نہیں ہے اور بوجہ مسکنت فدیہ دینے سے مجبور ہے، اب اس شخص کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) شیخ فانی جو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے اس کو فدیہ دینا لازم ہے اور فدیہ اس کے ذمہ دین ہے۔ جس وقت ہو ادا کرے ورنہ مرتے وقت وصیت کرے کہ اس کے ورثہ اس کے ترکہ میں سے فدیہ دیویں۔(۴) فقط۔

بیمار جو اسی بیماری میں مر گیا تو اس پر فدیہ ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۳) ایک شخص رمضان میں بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور رہا اور بعد رمضان بھی چھ سات ماہ تک بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ اس کے ذمہ ان روزوں کا فدیہ دینا واجب ہے یا نہیں۔

---

(۱) لمسافر الخ او مریض خاف الزيادة لمرضه وصحيح خاف المرض الخ الفطر (در مختار) خاف الزيادة او ابطاء البرء او فساد عضو او وجع العين الخ (رد المحتار فصل فی العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۵۹ . ط.س. ج۲ ص ۴۲۱) ظفير.

(۲) قد ذكر المصنف منها خمسة وبقى الا كراه وخوف هلاك اونقصان عقل ولو بعطش او جوع شديد و لسعة حية (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۵۸ . ط.س. ج۲ ص ۴۲۰) ظفير.

(۳) او مريض خاف الزيادة لمرضه و صحيح خاف المرض الخ بغلبة الظن با مارة او تجربة وبا خيار طبيب حاذق مسلم الخ الفطر الخ وقضوا لزوما (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ . ط.س. ج۲ ص ۴۲۲) ظفير.

(۴) وللشيخ الفانى العاجز عن الصوم الفطر ويفدى وجوبا (در مختار) وعند العجز بالموت تجب الوصية بالفدية (ردالمختار فصل فی العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ . ط.س. ج۲ ص ۴۲۷) ظفير.

(جواب) اس کے ذمہ ان روزں کا فدیہ لازم نہیں ہوا، کذا فی الدر المختار(۱) وغیرہ فقط۔

روزے رکھنے سے جو بیمار ہوجاتا ہے وہ کیا کرے

(سوال ۲۲۴) ایک شخص صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے لیکن رمضان شریف شروع ہونے پر تین چار روزے رکھنے سے فوراً بیمار ہوجاتا ہے غریب آدمی عیالدار ہے، دواوغیرہ کرنے کی یا مساکین کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتا اور اگر جاڑوں میں بھی روزہ کی قضا کرتا ہے تب ویسا ہی بیمار قریب المرگ ہوجاتا ہے، اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) ایسے مریض کے لئے جو روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو اور ہمیشہ رمضان شریف کے روزے رکھنے سے یا قضاء کرنے سے اس کا مرض بڑھتا ہو اور کسی طرح روزہ نہ رکھ سکتا ہو، فدیہ دینا فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ کذا فی الدر المختار والشامی(۲) فقط۔

زچہ یا کمزور عورت روزے کے بدلے فدیہ دے دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۵) زچہ یا کمزور عورت جو روزہ نہ رکھ سکے فدیہ دے دے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں فدیہ دینا کافی نہیں ہے۔ اگر فدیہ دے دیا اور پھر صحت ہوگئی اور قوت آ گئی تو اس روزہ کی قضاء کرنا لازم ہے۔(۳) فقط۔

بیماری کی وجہ سے جو روزہ قضاء ہوا، اس کا کفارہ

(سوال ۲۲۶) زید سال رمضان المبارک میں سخت علیل ہوگیا، مسلمان معالج نے روزہ رکھنے سے زید کو منع کر دیا۔ چنانچہ اس نے پورے ماہ کے روزے نہیں رکھے، بعد اختتام ماہ مبارک بھی زید کی صحت قابل اطمینان نہیں رہی، اب پھر ماہ مبارک قریب ہے اور امسال بھی روزہ رکھنے کی ممانعت ہے گذشتہ روزوں کا کفارہ کس طور پر ادا کیا جاوے اور اب کے رمضان میں کیا شکل اختیار کی جاوے جس سے روزہ کا کفارہ ادا ہوتا رہے۔

(جواب) زید کو فدیہ روزوں کا دینا اس صورت میں درست نہیں ہے بلکہ انتظار صحت کرے اور بوقت صحت روزوں کی قضا کرے اور اگر فدیہ روزوں کا دے دے گا تو وہ تبرع ہوگا اور صدقہ نفلی ہوگا، بعد تندرست ہونے کے قضا روزوں کی اس کے ذمہ لازم ہوگی۔ البتہ آخر حیات تک اگر وہ روزوں کی قضاء نہ کر سکے تو اس کو وصیت ادائے فدیہ کی کرنی چاہئے تاکہ بعد وفات اس کے مال میں سے فدیہ ادا کیا جاوے درمختار میں ہے لمسافر الخ او مریض الخ الفطر یوم العذر لا السفر و قضوا لزوما ما قدر وبلا فدیة فان ماتوا فیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة ولو ما توا بعد ز وال العذر وجبت الوصیة ای بالفدیة بقدر ادر اکهم عدة من ایام اخر

---

(۱) او مریض خاف الزیادة لمرضه الخ الفطر الخ فان ما توا فیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الوصیة با لفدیة لعد م ادرا کهم عدة من ایام اخر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۰ .ط.س. ج۲ص ۴۲۲) ظفیر غفر الله ذنوبه.

(۲) مثله ما فی القهستانی عن الکرمانی ، المریض اذا تحقق الیاس من الصحة فعلیه الفدیة لکل یوم عن المرض (رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ .ط.س. ج۲ص۴۲۷) ظفیر.

(۳) والحامل والمرض اذا خافتا علی انفسها او ولدیهما افطرتا وقضتا دفعا للحرج ولا کفارة علیها لانه افطار بعذر ولا فدیة علیهما (هدایه ، باب ما یوجب القضاء والکفاره فصل ج ۲ ص ۲۰۴۰ .ط.س. ج۲ص) ظفیر.

(۱)فقط۔

بیمار جس کے لئے طبیب کا حکم ہو کہ دوا ضرور پیئے وہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۷) اگر بیمار نے روزہ رکھ لیا ہو اور صحت و تندرستی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور طبیب کی رائے ہو کہ وہ ضرور پیئے تو وہ روزہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے مریض کو افطار صوم کی شرعاً اجازت ہے، مریض کا غلبہ ظن یا طبیب مسلم کا خبر دینا اس شرعی رخصت کے لئے کافی ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے ومنها المرض المريض اذا خاف على نفسه التلف او ذهاب عضو يفطر بالا جماع وان خاف زيادة العلة وامتداوه فكذلك عندنا وعليه القضاء اذاافطر كذا فى المحيط ثم معرفة ذالك باجتهاد المريض والا جتها د غير مجردا لو هم بل هو غلبة ظن عن امارة او تجربة اوبا خبار طبيب مسلم الخ. غير ظاهر الفسق كذافى فتح القدير (۲) وفى البحر طلق المرض فشمل ما اذا مرض قبل طلوع الفجرا و بعده بعد ما شرع الخ بحر الرائق ۔(۳)(مطبوعہ مصر) افطار اپنے معنی کے لحاظ سے شروع نہ کرنے اور شروع کر کے توڑ دینے دونوں پر صادق ہے۔ مسئولہ صورت میں افطار کے یہی دوسرے معنی ہیں۔ مریض کو اگر مرض کی زیادتی کا خوف ہے تو وہ افطار کر سکتا ہے۔ یعنی شروع کرنے کے بعد اس کو فسخ کر دینے کا اختیار ہے فقہ کی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ مسافر کو روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے یعنی اس کے لئے جائز ہے کہ بحالت سفر روزہ نہ رکھے۔ یہ معنی نہیں کہ رکھنے کے بعد توڑ سکتا ہے، یہاں افطار کا لفظ اپنے پہلے معنی یعنی شروع نہ کرنے پر بولا گیا ہے، حاصل یہ کہ افطار کا لفظ عام ہے۔ شروع نہ کرنے اور شروع کرنے کے بعد افطار کرنے پر بولا جاتا ہے فقط۔

دودھ پلانے والی عورت کے لئے افطار درست ہے

(سوال ۲۲۸) ایک عورت جس کی گود میں تین مہینہ کی بچی ہے اور دودھ بہت کم ہے اور سحری کا کھانا ہضم نہیں ہوتا وہ روزے رمضان کے افطار کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور پھر قضاء متواتر رکھنا ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) اس عورت کے لئے روزوں کا افطار کرنا درست ہے، مگر بعد میں قضاء کرنا ضروری ہے، جس وقت بچی بڑی ہو جاوے اور اس کا دودھ چھوٹ جاوے اس وقت قضاء کرے۔ بہر حال غرض یہ ہے کہ جس وقت اتنی طاقت آ جاوے کہ روزہ رکھ سکے اس وقت قضاء کرے فدیہ کافی نہ ہوگا۔ (۴) اور روزوں کی قضاء کا متواتر رکھنا ضروری نہیں ہے۔ متفرق رکھے جا سکتے ہیں۔ (۵) فقط۔

نذر کا روزہ بوجہ خوف بیماری نہ رکھ سکے تو کیا کرے

(سوال ۲۲۹) ایک عورت نے نذر کی کہ اگر میرے اولاد ہو، خداوند کریم مجھ کو اولاد بخشے تو نو ماہ کے روزے رکھوں

---

(۱)الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۰ . ط.س. ج۲ص ۴۲۱، ۴۲۲) ظفير.
(۲)عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ج ۱ ص ۱۹۳ ط.ماجدیه ج ۱ ص۲۰۷ . ۱ . ۲ ظفير.
(۳)البحر الرائق ج ص ۳۰۳ . ط.س. ج۲ص ۲۸۱.
(۴)ومنها حبل المراء ة وارضا عها الحامل والمرضع اذا خافتا على انفسها او ولدها افطر تا وقضتا ولا كفارة عليهما كذا فى الخلاصة (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ج ۱ ص ۱۹۳ . ط.س. ج۲ص۲۰۷) ظفير.
(۵)او مرضع الخ خافت على نفسها او ولدها الفطر الخ وقضو الزومالخ بلا ولاء (در مختار) اى موالاة بمعنى المتابعة الخ (رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۶۰ . ط.س. ج۲ص ۴۲۲) ظفير.

گی اب اس کے اولاد ہونے لگی اور نذر کے روزے رکھ نہیں سکتی، جب روزہ رکھتی ہے بیمار ہو جاتی ہے، لہذا وہ عورت فدیہ دے سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں ان روزوں کا رکھنا لازم ہے جس وقت ممکن ہو رکھے اور جب کہ رکھنے سے بالکل ناامید ہو جاوے اس وقت فدیہ کی وصیت کرے (۱) فقط۔

کسی نے اپنے نذر کے روزے پورے نہیں کئے اور انتقال ہو گیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۰) زید نے ایک ماہ کے روزے کی نذر کی۔ بیس روزے پورے ہوئے تھے کہ انتقال ہو گیا، اب اس کے ذمہ دس روزے جو باقی ہیں اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہے۔

(جواب) اگر زید نے کچھ مال چھوڑا ہو اور وصیت ادائے فدیہ کی کر گیا ہو تو دس روزوں کا فدیہ زید کے ترکہ میں سے دیا جاوے اور اگر زید نے وصیت نہیں کی تو اگر تبرعاً اس کے ورثاء اس کے روزوں کا فدیہ ادا کردیں تو یہ اچھا ہے اور امید ہے کہ متوفی کے روزوں کا کفارہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو جاوے۔ (۲) فقط۔

رمضان شریف میں ایام حیض شروع ہونے کے بعد روزہ افطار کردے یا نہیں

(سوال ۲۳۱) رمضان میں بوجہ ایام جس وقت روزہ کی قضاء معلوم ہو اسی وقت افطار کرے یا شام تک روزہ کو پورا کرے پورا کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ روزہ قضا نہیں ہوا۔ اور اسی طرح جب غسل طہر ہو تو بقیہ دن میں کچھ کھاوے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں کھانے پینے سے شام تک رکنے کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر دن میں حیض منقطع ہو گیا تو شام تک رکنا کھانے پینے سے اس کو ضروری ہے۔ درمختار میں ہے کمسا فرا قام وحائض ونفساء طهر تا قال فی رد المحتار ، والا صل فی هذه المسائل ان کل من صار فی اخر النهار بصفة لو کان فی اول النهار علیها للزمه الصوم فعلیه الا مساک الخ۔ (۳) فقط۔

فدیہ شیخ فانی کے لئے ہے

(سوال ۲۳۲) میری والدہ بعارضہ زکام ہر سال مبتلا رہتی ہیں روزہ رکھ نہیں سکتیں، تو اگر بعوض روزہ اناج دے دیا کریں تو روزہ رمضان ادا ہو جاویں گے یا نہیں۔

(جواب) جب تک شیخ فانی کے درجہ کو نہ پہنچے فدیہ دینا اناج وغیرہ سے درست نہیں ہے۔ قضا روزوں کی لازم ہے۔ یعنی اگر ماہ رمضان میں بوجہ مرض روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں قضا کرنا چاہئے۔ (۴)

---

(۱) ولو اخر القضاء حتی صار شیخا فانیا او کان النذر بصیام الا بد فعجز الخ فله ان یفطرو یطعم لکل یوم مسکینا علی ماتقدم (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب سادس ج ۱ ص ۱۹۶ .ط.س. ج۲ص ۲۰۹) ظفیر.

(۲) ولو قال مریض لله علی ان صوم شهر افمات قبل ان یصح لا شئی علیه وان صح ولو یوما ولم یصم لزمه الو صیة بجمیعه علی الصحیح کا لصحیح اذا نذر ذالک ومات قبل تمام الشهر لزمه الو صیة با لجمیع بالا جما ع (الدر المختار علی هامش ردالمختار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۷۳ و ج ۲ ص ۱۷۴ .ط.س. ج۲ص ۴۳۷) ظفیر.

(۳) رد المحتار باب ما یفسد الصوم ج ۲ ص ۱۴۵ و ج ۲ ص ۱۴۶ .ط.س. ج۲ص ۴۰۸. ۱۲ ظفیر.

(۴) او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض الخ الفطر یوم العذر الخ وقضو الزو ما قدر وابلا فدیة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض ج ۲ص ۱۵۹ .ط.س. ج۲ص ۴۲۲) ظفیر.

بیمار پر قضا ضروری ہے فدیہ کافی نہیں ہوتا

(سوال ۲۳۳) ہم میں کا ایک بیمار اس دفعہ رمضان شریف کے روزے رکھنے سے معذور ہے لہذا اطعام مسکین والا فدیہ کس صورت میں ادا کیا جاوے۔ کیونکہ یہاں اول تو کوئی مسکین نظر نہیں آتا اور بصد جدوجہد اگر تلاش کرنے پر کوئی نکل بھی آئے تو وہ غیر روزہ دار ہوتا ہے۔ لہذا فرض کس طرح ادا کیا جاوے۔

(جواب) بیمار سے جو روزے فوت ہوں ان کی قضا بعد میں رکھنا ضروری ہے۔ فدیہ سے کام نہیں چلتا۔ اگر فدیہ دے دیا تب بھی قضا لازم ہے۔ چونکہ فدیہ اس صورت میں کافی نہیں ہے، اس لئے فدیہ کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱) باقی جہاں فدیہ درست ہے۔ مثلاً شیخ فانی کو تو وہاں بے نمازی اگر محتاج ہو اس کو فدیہ دیا جا سکتا ہے۔ (۲) فقط۔

اختلاج کی وجہ سے جو روزہ پر قادر نہیں، وہ کیا کرے

(سوال ۲۳۴) عمر کو اختلاج یا اور کوئی مرض ہے جس سے اس کو روزے کی مطلق برداشت نہیں ہوتی، اس کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) روزہ معاف نہیں ہو سکتا، اگر کسی قوی شرعی عذر کی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں قضاء کرنا واجب ہے۔ (۳) فقط۔

روزہ رکھنے سے جس کی بیماری بڑھ جاتی ہے وہ کیا کرے

(سوال ۲۳۵) ایک شخص خونی بواسیر میں دو ماہ سے مبتلا ہے، اور وہ نفل روزہ بھی رکھا کرتے ہیں۔ جب روزہ رکھتے ہیں خون آنے لگتا ہے اور مسے بھی پھول جاتے ہیں اور بڑی تکلیف ہوتی ہے لہذا روزہ نہ رکھے تو ہو نہیں سکتا اور رکھے تو یہ تکلیف پھر اس کو رمضان شریف میں کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) ایسے مریض کو رمضان شریف میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے پھر جب تندرست ہو جائے اور قابل روزہ رکھنے کے ہو جائے تو اس وقت قضاء کرے فدیہ دینا اس کو کافی نہیں ہے، البتہ ایسے مریض کو جس کا مرض دائمی ہو جائے اور صحت سے ناامید ہو فدیہ دینا جائز ہے۔ شامی میں ہے **المریض اذا تحقق الیاس من الصحۃ فعلیہ الفدیۃ لکل یوم من المرض** (۴) اور درمختار میں ہے اور **مریض خاف الزیادۃ لمرضہ الخ وقضوا لزوماً ما قدروا وابلا فدیۃ الخ۔** (۵) فقط۔

اسّی سالہ بوڑھا فوت شدہ نماز اور روزہ کا فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۳۶) زید کی عمر ہشتاد سال کی ہو چکی اور نقاہت جسمانی وضعف پیرانہ سالی اس پر اس قدر طاری ہے کہ وہ

---

(۱) او مریض خاف الزیادۃ لمرضہ وصحیح خاف المرض الخ الفطر الخ وقضو الزوما ما قدر وا بلا فدیۃ وبلا ولاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۰ ط.س. ج۲ص ۴۲۲) ظفیر۔

(۲) وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجو با الخ کالفطرۃ الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ ط.س. ج۲ص۴۲۷)

(۳) او مریض خاف الزیادۃ لمرضہ الخ الفطر الخ وقضو الزوما ما قدر وا بلا فدیۃ (الدر المختار رعلی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۰ و ج ۲ ص ۱۶۱ ط.س. ج۲ص ۴۲۲۔۴۲۷) ظفیر۔

(۴) رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ ط.س. ج۲ص۴۲۷. ظفیر۔

(۵) الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المیحۃ لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۰ ط.س. ج۲ص ۴۲۲۔۴۲۷) ظفیر۔

روزہ رکھنے پر یا فوت شدہ نمازوں کی قضاء پڑھنے پر قادر نہیں وہ چاہتا ہے کہ اس کے بدلہ میں فدیہ ادا کرے، کیا وہ اپنی حیات میں فدیہ ادا کرسکتا ہے۔

(جواب) شیخ فانی جس میں بالکل طاقت روزہ کی نہ ہو وہ روزوں کا فدیہ اپنی حیات میں دے سکتا ہے (۱) اور نمازوں کا فدیہ زندگی میں دینا درست نہیں ہے، نماز کی قضاء ہی کرنی چاہئے۔ اگر مرتے دم تک ادا نہ ہوں تو بوقت مرگ وصیت کرنی چاہئے کہ میرے مال میں سے میرے ورثہ فدیہ ادا کریں۔ ھکذا فی کتب (۲) الفقہ۔ فقط۔

حالت سفر میں روزہ نہیں رکھا اور نہ بعد میں قضا کی گنہگار ہوا یا نہیں اور جو ہمیشہ سفر میں رہے وہ قضا کیسے کرے گا۔

(سوال ۲۳۷) ایک شخص جہاز میں نوکر تھا، اس نے اپنے کو مسافر سمجھ کر دو تین رمضان روزے نہیں رکھے اور نہ بعد میں قضا کئے، اسی حالت میں مر گیا وہ گنہگار رہے یا نہیں۔ جو ریل یا جہاز میں ملازم ہوتا ہے وہ ہمیشہ سفر میں رہتا ہے روزہ قضا کرنے کی کیا صورت ہے۔

(جواب) وہ مسافر جب تک کسی ایک مقام پر پندرہ دن قیام کی نیت نہ کرے گا مسافر ہی رہے گا اور مسافر کو روزہ افطار کرنا بحالت سفر درست ہے مگر بعد سفر ختم ہونے کے قضاء ان روزوں کی لازم ہے، اگر قضاء نہ کرے گا اور بدون وصیت فدیہ کے مر گیا تو اس پر مواخذہ رہے گا۔ (۳) فقط

بلاعذر اگر فدیہ دے اور روزہ نہ رکھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۸) ایک شخص بلا عذر شرعی کے رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتا۔ ایک مسکین کو روزمرہ کھانا کھلا دیتا ہے روزہ ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طریق سے روزہ اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتے اور آیۃ وعلی الذین یطیقو نہ فدیۃ طعام مسکین منسوخ ہے یا ماؤل ہے (۴) فقط۔

حالت غشی میں روزہ دار کیا کرے

(سوال ۲۳۹) حالت غشی میں توڑا جاوے یا نہیں اگر کوئی پانی وغیرہ ڈالدے تو اس پر کچھ گناہ ہے۔ اگر ہے تو کیا کفارہ ہے۔ پانی ڈالنا بہتر ہے، اور مرض والا اس کے عوض بعد میں ایک روزہ ادا کرے یا کیا۔

(جواب) کتب فقہ میں ہے کہ یوم حدوث غشی کے روزہ کی قضاء نہیں ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ اس نے اس دن نیت

---

(۱) وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجو باالخ کالفطرۃ (الدر المختار علی ہاش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ج ۱ ص ۱۲۳ .ط.س. ج۲ص۴۲۷) ظفیر.

(۲) من تعذر علیه القیام الخ صلی قاعدا و لو مستندا الی وسادۃ او انسان فانه یلزمه ذالک علی المختار کیف شاء الخ وان تعذر ا الخ وا ماء قاعدا الخ وان تعذر القعود و لو حکما او ما مستلقیا الخ ان تعذر الا یمآء براسه وکثرت الفرائت الخ سقط القضاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلوٰۃ المریض.ط.س. ج۲ص۹۵) ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر (در مختار) بان کان یقدر علی ادائها ولوبا لا یماء فیلزمه الا یصاء بها والا فلا یلزمه . رد المحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵ .ط.س. ج۲ ص۷۲) ظفیر.

(۳) لمسافر سفر اشر عیا الخ الفطر یوم العذر الا السفر و قضو الزوما ما قدروا الخ ولو ما تو ابعد زوال العذر وجبت الوصیة الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العورض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۸ و ج ۲ ص ۱۶۰ .ط.س. ج۲ ص ۴۲۱)

(۴) البقرہ رکوع ۲۳ فذهب اکثرهم الی ان الایة منسوخة ..... وذالک انهم کانوا فی ابتداء الا سلام مخیرین الخ ثم نسخ المتخیر ونزلت العزیمة الخ (تفسیر مظهری ج ۲ ص ۱۷۸) ظفیر.

روزہ کی کی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ غشی والے کا روزہ توڑوانا ضروری نہیں ہے، جائز ہے(۱) البتہ اگر طبیب دوا دینے کی ضرورت سمجھے تو اس کا روزہ توڑوانا اور اس کے منہ میں پانی، دوا وغیرہ ڈالنا ضروری ہے اور اگر کسی نے غشی والے کے منہ میں پانی یا دواء ڈالی تو وہ گنہگار نہیں ہے، اور اس روزہ کی قضاء مریض پر لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔(۲) فقط

زمیندار کو سخت گرمی میں افطار کی اجازت ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۰) کیا زمیندار فصل ربیع کے وقت سخت گرمی کے اندر روزہ نہ رکھیں اور بعد میں قضاء کریں تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے وعلی هذا الحصادا ذا لم يقدر عليه مع الصوم ويهلك الزرع بالتاخير لا شک فی جواز الفطر والقضاء الخ ۔(۳) پس جب کہ کاشتکار وزمیندار کو ایسی مجبوری ہو تو افطار کرنا اور پھر قضا کرنا درست ہے۔ فقط۔

ضعف دماغ کا مریض افطار کرسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۱) زید بعارضہ ضعف دماغ مبتلا ہے جس کی وجہ سے رعشہ میں مبتلا ہو رہا ہے اور وقتاً فوقتاً ہو جایا کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ نہایت دقت سے اپنی ملازمت کا کام انجام دیتا ہے۔ روزہ رکھنے سے مجبور ہے۔ بحالت صوم کوئی کام نہیں کرسکتا، اور بحالت انجام دہی کام ملازمت روزہ نہیں رکھ سکتا، ایسی حالت میں روزہ رکھے یا کفارہ دے یا قضاء کرے۔

(جواب) مریض کو روزہ افطار کرنا اس وقت جائز ہوتا ہے کہ زیادتی مرض کا اندیشہ ہو اور تکلیف بڑھنے کا خوف ہو، ایسی حالت میں اس کو افطار کرنا درست ہے اور بعد میں قضا لازم ہے۔ فدیہ دینا اس کو جائز نہیں ہے۔ كما فی الدر المختار او مريض خاف الزيادة لمرضه الخ وقضوا لزوماً ما قدر وا بلا فدية الخ۔(۴) فقط۔

شدت مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا اور مر گیا، تو اب کیا کیا جائے

(سوال ۲۴۲) مریض اگر شدت مرض سے روزہ رمضان نہ رکھ سکے اور انتقال کر جائے تو اس کے ورثاء کفارہ کس طرح ادا کریں۔

(جواب) مریض کو اگر اس قدر مہلت نہیں ملی اور صحت نہیں ہوئی کہ وہ ان دنوں میں روزوں کی قضا کر سکے تو اس کے ذمہ قضاء ان روزوں کی لازم نہیں ہوئی۔ اور وارثوں کے ذمہ کفارہ بھی لازم نہیں ہوا۔(۵) فقط۔

---

(۱) وقضى ايام اغمائه ولو كان الاغماء مستغرقاً للشهر لندرة امتداده سوى يوم حدث الاغماء فيه فى ليلته فلا يقضيه الا اذا علم انه لم ينوه (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۸ . ط.س. ج۲ص ۴۳۲ ظفير.

(۲) او مريض خاف الزيادة لمرضه وصحيح خاف المرض وخادمة خافت الضعف بغلبة الظن بامارة وتجربة او باخبار طبيب حاذق مسلم مستور. (الدرا لمختار على هامش رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۵۹ . ط.س. ج۲ص ۴۲۲) ظفير.

(۳) رد المحتار باب مايفسد الصوم تحت فروعه ج ۳ ص ۱۵۷ . ط.س. ج۲ص ۴۲۰ . ۱۲ ظفير .

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۵۹ و ج ۲ ص ۱۶۰ . ط.س. ج۲ص ۴۲۲) ظفير.

(۵) فان ما توافيه اى فى ذالک العذر فلا تجب عليهم الوصية بالفدية لعدم ادراكهم عدة من ايام اخر (الدر المختار على هامش رد المحتار . باب مايفسد الصوم . فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۶۰ . ط.س. ج۲ص ۴۲۳ . ۴۲۴) ظفير.

نواں باب

متفرقات یعنی روزے کے مختلف مسائل

شوال کے چھ روزے مسلسل رکھے جائیں یا متفرق

(سوال ۲۴۳) درشوال شش روزہ متصل داشتن مکروہ است یانہ یا شش روزہ متفرق دارد۔

(جواب) قال فی الدرالمختار وندب تفریق صوم الستّ من شوال ولا یکرہ التتا بع علی المختار۔ (۱) یعنی مستحب است متفرق کردن شش روزہ شوال راوتتابع ہم مکروہ نیست،علی القول المختار۔فقط۔

نفل روزہ کتنی تعداد میں مسلسل رکھنا ضروری ہے

(سوال ۲۴۴) عالے میئر ماید کہ ہرروزہ نفل یک ودو نباید داشت کہ مشابہت بصوم یہود می شود بالخصوص صوم عاشوراء محرم ازنہم تایازدہم باید داشت وعلی ہذا،ہرصوم کم ازسہ یوم نباید داشت تامشابہت نہ آید۔

(جواب) عاشوراء کے روزہ کے بارے میں یہ حکم ہے کہ تنہا روزہ رکھنا عاشوراء کا مکروہ تنزیہی ہے یعنی غیر اولیٰ ہے،اس کے ساتھ ایک روزہ اور رکھے نویں کا یا گیارہویں کا اور شنبہ کے روزہ میں بھی فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور رکھے۔شنبہ کا روزہ تنہا نہ رکھے بوجہ مشابہت یہود کے وہ شنبہ کا روزہ تعظیماً رکھتے تھے۔(۲) باقی یہ نہیں ہے کہ کوئی روزہ نفلی تنہا نہ رکھے بلکہ پیر اور جمعرات کا تنہا تنہا روزہ رکھنا حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔اور یہ بھی قول غلط ہے کہ تین روزہ سے کم نہ رکھے بلکہ جو روزہ تنہا مکروہ ہے جیسا کہ عاشوراء کا روزہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور رکھنے سے کراہت مرتفع ہوجاتی ہے دوروزے ہوجانا کافی ہے،چنانچہ وہ روایت جو صوم عاشوراء کے متعلق ان مولوی صاحب نے نقل فرمائی ہے اس میں بھی یہ لفظ ہے ویصوم التاسع من الحرم ویوم عاشوراء اوالحادی عشر الخ۔(۳) اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صوم عاشوراء کے ساتھ نویں محرم کا روزہ رکھے یا گیارہویں کا۔پس معلوم نہیں کہ یہ وہ کہاں سے کہتے ہیں کہ تین دن سے کم نفلی روزہ نہ ہوں،یہ بالکل غلط ہے۔عموماً ایک روزہ نفل کا درست ہے جیسا کہ پیر اور جمعرات کا روزہ منفرداً حدیث شریف میں وارد ہے اور جمعہ کا روزہ بھی منفرداً علی الاصح مستحب ہے،درمختار میں ہے والمندوب کا یام البیض من کل شہر ویوم الجمعۃ ولو منفرداً وعرفۃ ولو لحاج الخ قولہ منفرداً صرح بہ فی النہر و کذا فی البحر فقال ان صومہ بانفراد مستحب عند العامۃ کالا ثنین والخمیس۔(۴) فقط۔

نابالغ کا روزہ رکھنا بہتر ہے یا پڑھنے میں محنت کرنا

(سوال ۲۴۵) نابالغ طلباء کو رمضان کے روزے رکھنا بہتر ہیں یا درس میں سعی کرنا جب کہ روزہ رکھنے سے ان کو ضعف ہوتا ہے اور وہ تعلیم میں مصروف رہتے ہوں۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مطلب فی صوم الست من شوال ج ۲ ص ۱۷۱ .ط.س.ج۲ص۴۳۵ .۱۲ ظفیر۔

(۲) ونفل کغیر ہما یعم السنۃ کصوم عاشوراء مع التاسع (در مختا) ویستحب ان یصوم یوم عاشوراء بصوم یوم قبلہ او یوم بعدہ لیکون مخالفا لا ھل الکتاب الخ وقولہ وعا شوراء وحدہ ای مفرداعن التاسع اوعن الحادی عشر لانہ تشبہ بالیہود قولہ وسبت وحدۃ للتشبہ بالیہود (ردالمحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۳ و ج ۲ ص ۱۱۴ .ط.س.ج۲ص۳۷۵) ظفیر

(۳) ط.س.ج۲ص۳۷۵

(۴) ردالمحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴ .ط.س.ج۲ص۳۷۵ .۱۲ ظفیر۔

(جواب) درمختار میں ہے وان وجب ضرب ابن عشر علیها بیدلا بخشبة لحدیث مروا اولا دکم بالصلوٰة وهم ابناء سبع واضربوهم علیها وهم ابناء عشر قلت والصوم کا لصلوٰة علی الصحیح کما فی صوم القهستانی معزیا للزاهدی وفی حظرا لاختیار انه یومر با لصوم والصلوٰة وینهی عن شرب الخمر لیالف الخیر ویترک الشر الخ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکوں کا حکم روزہ کے بارے میں مانند نماز کے ہے کہ سات برس کی عمر سے نماز روزہ کا حکم کیا جاوے اور دس برس کی عمر میں مار کر نماز روزہ رکھوایا جاوے، پس چاہئے کہ رمضان شریف میں بچوں سے تحصیل علم کی محنت کم لی جاوے۔ (۲) اس وجہ سے مدارس اسلامیہ میں عموماً رمضان شریف کی تعطیل کردی جاتی ہے۔

شوال کے چھ روزے کب شروع کرے

(سوال ۲۴۶) ماہ شوال میں جو چھ روزے نفلی رکھے جاتے ہیں ان روزوں کو عید کے اگلے ہی روز سے شروع کردے یا کیا اگر عید سے اگلے روز شروع نہ کیا تو باقی مہینہ میں رکھے یا نہیں۔

(جواب) شوال کے چھ روزے شش عید کے نام سے مشہور ہیں درمختار میں لکھا ہے کہ متفرق رکھنا ان کا بہتر اور مستحب ہے اور پے در پے رکھنا بھی مکروہ نہیں۔ وندب تفریق صوم الست من شوال ولا یکره التتابع الخ۔ (۳) فقط

رجب کا روزہ ثابت ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۷) ۲۷ رجب کو جو روزہ رکھتے ہیں یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں، اس کو بعض لوگ ہزارہ روزہ کہتے ہیں۔

(جواب) ستائیسویں رجب کے روزے کو جو عوام ہزارہ روزہ کہتے ہیں اور ہزار روزوں کی برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ فقط۔

شطرنج کھیلنا روزے کے ثواب کو گھٹا دیتا ہے

(سوال ۲۴۸) ایک واعظ نے بیان کیا کہ جو شخص روزہ میں شطرنج کھیلے گا، اس کو روزہ کا ثواب کامل نہ ملے گا اور حالانکہ شطرنج کھیلنا امام شافعیؒ کے نزدیک جائز اور حضرت ابو ہریرہؓ کا کھیلنا ثابت ہے یہ قول اس کا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) واعظ مذکور کا قول صحیح ہے۔ جس روزہ میں شطرنج اور لہو ولعب میں مشغول رہا اور معصیت کا ارتکاب کیا اور روزہ کا ثواب نہ ملے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه . رواه البخاری (۴) وفی حدیث اخر . کم من صائم لیس له من صیامه الا الظماء وکم من قائم لیس له من قیامه الا السهر رواه الدار می (۵) قال الطیبی فان الصائم اذا لم یکن محتسبا

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۲۶. ط.س. ج۲ص ۳۵۲. ۱۲.
(۲) ویو مرا لصبی با لصوم اذا اطاقه ویضرب علیه ابن عشر کا لصلوٰة فی الا صح (در مختار) قوله یضرب ای بید لابخشبة ولا یجا وز الثلاث کما قیل فی الصلوٰة (ردالمحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم ولا یفسد ج ۲ ص ۱۴۷. ط.س. ج۲ص ۴۰۹) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار . مطلب فی صوم الست من شوال ج ۲ ص ۱۷۱. ط.س. ج۲ص ۴۳۵ ۱۲ ظفیر
(۴) مشکوٰة باب تنزیه الصوم ص ۱۷۶ ظفیر .
(۵) دیکھئے مشکوٰۃ معہ حاشیہ باب تنزیہ الصوم ص ۱۷۷، ظفیر

او لم يكن مجتنبا من الفواحش من الزور والبهتان والغيبة ونحوها من المناهی فلا حاصل له الا الجوع والعطش الخ(۱) وفی الدر المختار وكره تحريما اللعب بالنردو كذا الشطرنج(۲) الخ وفی الشامی فهو حرام كبيرة عندنا الخ (۳) پس جب کہ کتب فقہ میں تصریح ہے شطرنج...... کھیلنے کی کراہت اور حرمت کی، تو حنفیہ کے لئے کوئی عذر باقی نہیں ہے۔ امام شافعیؒ (۴) کے قول سے حنفیہ کو حجت لانا صحیح نہیں ہے اور حضرت ابو ہریرۃؓ کا شطرنج کھیلنا ثابت نہیں ہے۔ فقط۔

غیر کی افطاری سے افطار کرنے کا ثواب

(سوال ۲۴۹) ایں کردن کہ افطار صوم بر افطاری غیر نباید کرد کہ ثواب صوم صاحب طعام را می رسد، صحیح است یا نہ۔

(جواب) ایں عقیدہ فاسد است کہ افطار بر افطاری غیر نباید کرد کہ ثواب صوم صاحب طعام را میر سد (۵) فقط۔

رویت ہلال کی خبر ۱۲ بجے ملے تو کیا کرے

(سوال ۲۵۰) اگر رویت ہلال کی خبر بارہ بجے کے بعد ملے تو روزہ کو افطار کر دیوے یا تمام کرے۔

(جواب) رویت ہلال کی خبر جس وقت بھی پختہ طور سے پہنچ جاوے خواہ غروب آفتاب سے تھوڑا ہی پہلے ہو بشرطیکہ شہادت معتبرہ ہو محض تار وغیرہ کی خبر نہ ہو تو روزہ فوراً افطار کر دینا چاہئے۔ بصورت روزہ نہ افطار کرنے کے گنہگار ہوگا۔ (۱) فقط۔

شہادت شرعی پر افطار کا حکم دے دیا اور کسی نے افطار نہ کیا تو یہ کیسا ہے

(سوال ۲۵۱) اگر مولوی صاحب نے شہادت شرعی رویت ہلال کی گذرنے پر حکم عید کا دے دیا اور محض ایک شخص نے روزہ افطار نہ کیا تو کیا حکم ہے۔

(جواب) وہ شخص گنہگار ہوا توبہ کرے (۷) فقط۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا بہتر ہے

(سوال ۲۵۲) روزہ افطار کرنا چھوہارے یعنی کھجور سے بہتر ہے یا دودھ پیڑے سے۔

---

(۱) دیکھئے مشکوۃ معه حاشيه باب تنزيه الصوم ص ۱۷۷ ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحظر والاباحة ج ۵ ص ۳۴۷ فصل فی البيع

(۳) ردالمحتار باب ايضاً ج ۵ ص ۳۴۷ فصل في البيع

(۴) یہ قول بھی درست نہیں ہے کہ امام شافعیؒ شطرنج کھیلنا جائز فرماتے ہیں۔ حافظ ابن القیمؒ نے جواز کے قول کی تردید کی ہے۔ دیکھئے اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۵ الفاظ یہ ہیں قال الشافعی فی اللعب بالشطرنج انه لهو سبه الباطل اكرهه ولا يتبين لی تحريمه فقد نص على كراهة وتوقف فی تحريمه فلا يجوز ان ينسب اليه والى مذهبه ان العب بها جائز انه مباح فانه لم يقل هذا و لا ما يدل عليه ۲ ظفير.

(۵) حدیث نبوی ہے من فطر فيه صائما كان له مغفرة لذنوبه وعتق رقبة من النار و كان له مثل اجره من غير ان ينتقص من اجره شئ (مشكوة ص ۱۷۴)

(۶) ولو كانوا ببلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة وافطر وا باخبار عدلين مع العلة للضرورة (درمختار) قوله وافطروا الخ عبارة غيره لا باس بان يفطروا والظاهران المراد به الوجوب (ردالمحتار كتاب الصوم ج ۱ ص ۱۲۵ .ط.س. ج ۲ ص ۳۸۶) ظفير.

(۷) وافطر وا باخبار عدلين مع العلة (در مختار) والظاهر المراد به الوجوب (ردالمحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۵ ط.س. ج ۲ ص ۳۸۶) ظفير.

(جواب) کھجور اور چھوہارے سے افطار کرنا افضل ہے۔(۱) فقط۔

ہندو کی چیز سے افطار کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۳) ایک ہندو مشرک ہر ماہ رمضان میں دودھ اور کھانڈ اور برف خرید کر مسلمانوں کے حوالہ کر دیتا ہے، اس سے روزہ افطار کرنے میں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

رنڈی اور ہندو کی افطاری سے افطار کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۴) کسی کی بھیجی ہوئی افطاری سے روزہ افطار کرنے کا کیا حکم ہے (۲) کسی ہندو کی بھیجی ہوئی افطاری سے روزہ افطار کرنے کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) خلاف تقویٰ ہے گو از راہ فتویٰ بصورت عدم علم حرمت درست ہے۔(۲)

(۲) درست ہے۔(۳) فقط۔

نفل روزہ کے ایام میں رمضان کی قضا کرنے سے کیا قضا اور نفل دونوں کا ثواب ہوگا

(سوال ۲۵۵) اگر کسی شخص نے رمضان کی قضاء ایسے ایام میں کی کہ ان میں نفلی روزہ بھی مستحب اور سنت ہے تو ثواب نفلی روزہ کا بھی ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں وہ روزے قضاء کے ہوئے، نفلی روزے کا ثواب اس میں نہ ہوگا۔ فقط۔

افطار کا ثواب

(سوال ۲۵۶) چار شخص افطاری کے لئے چار روٹی لائے اور ایک جگہ رکھ دی، پانچ سات آدمیوں نے اوپر کی روٹی سے روزہ افطار کیا تو باقی تینوں کو بھی افطاری کا ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب) ان تینوں کو بھی ثواب ملے گا۔ فقط۔

عید کے دن روزہ حرام ہے

(سوال ۲۵۷) عید کے روز روزہ حرام ہے یا نہیں اور جس کو عید ہونا معلوم نہ ہوا اور اس نے روزہ رکھا تو صحیح ہے یا نہیں اور اگر شخص مذکور بلا عذر شرعی روزہ افطار کر لے تو قضا یا کفارہ واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) جس کو عید ہونا معلوم نہ ہوا اور ثبوت عید اس کے نزدیک نہ ہوا ہو اور حکم عید بطریق موجب اس کے نزدیک ثابت نہ ہوا ہو تو اس کو روزہ رکھنے میں گناہ نہ ہوگا اور اس کے حق میں حرمت نہ ہوگی اگر چہ درحقیقت وہ روزہ نہیں ہوا کیونکہ عید الفطر کا دن روزہ کا محل نہیں ہے، اور جس نے باوجود عدم علم اس دن رزہ نہ رکھا اور افطار کیا اور بعد میں عید ہونا اس دن کا محقق ہوگیا تو قضاء اس روزہ کی اور کفارہ اس پر لازم نہ ہوگا۔ فقط۔

---

(۱) عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یفطر قبل ان یصلی علی رطبات فان لم تکن رطبات فتمیرات فان لم تکن تمیرات حسا حسوات من ماء رواہ الترمذی وابو داؤد (مشکوٰۃ کتاب الصوم باب بعد باب رویة الهلال ص ۱۷۵) ظفیر

(۲) سئل الفقیه ابو جعفر عمن اکتسب ما له من امراء السلطان وجمع المال من اخذ الغرامات لمحرمات وغیرہ ذالک هل یحل لمن عرف ذالک ان یاکل من طعامه، قال احب الی ان لا یا کل منه ویسعه حکما ان یاکله ان کان ذالک الطعام لم یکن فی ید المطعم غصبا اور شوۃ اہ ای ان لم یکن عین الغصب او لر شوۃ لا نه لم یملکه فهو نفس الحرام فلا یحل له و لا غیرہ (ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ الغنم مطلب فی التصدیق من المال الحرام ج ۲ ص ۳۵ ط.س. ج۲ ص ۲۹۲)

(۳) پاک وحلال غذا ہے اس لئے کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ ظفیر۔

مریض کے لئے دواء سے روزہ کا افطار کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۸) جو شخص مریض ہو وہ دواء سے رمضان شریف میں روزہ افطار کرسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ شخص دواء سے روزہ افطار کرے اس میں کچھ حرج نہیں ہے

قضا کے لئے حیلہ اختیار کرنا مذموم ہے۔

(سوال ۲۵۹) اگر قصداً روزہ سے بچ کر حیلہ سفر یا مرض وغیرہ کر کے روزہ قضاء کرے تو جائز ہے یا نہیں

(جواب) مسافر شرعی اور مریض کو افطار کرنا درست ہے۔(۱) اور حیلہ کرنا مذموم اور قبیح ہے۔فقط۔

بغیر سحری روزہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۰) بغیر سحری کھائے روزہ درست ہے یا نہیں

(جواب) سحری کھانا روزہ کے لئے مستحب ہے۔ پس بلا سحری کے بھی روزہ ہوجاتا ہے۔(۲) فقط۔

رمضان شریف سے پہلے ایک دو روزہ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۲۶۱) رمضان شریف کا چاند دیکھنے سے قبل ایک یا دو روزہ رکھنا کیسا ہے۔

(جواب) ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے کہ رمضان کے شروع ہونے سے پہلے کوئی روزہ نہ رکھا جائے، حدیث شریف میں ہے **صوموا لرویته وافطر والرویته** (۳) فقط۔

سحری کے بعد بیوی سے ہم بستری جائز ہے

(سوال ۲۶۲) رمضان المبارک میں سحری کھانے کے بعد اپنی بیوی سے ہم بستر ہوسکتا ہوں یا نہیں، بعد کو غسل کا وقت کب تک رہتا ہے۔

(جواب) رمضان شریف میں سحری کھانے کے بعد اگر صبح صادق ہونے میں دیر ہو تو اپنی زوجہ سے جماع کرنا درست ہے۔ غرض یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہلے جماع سے فراغت ہوجانی چاہئے۔ غسل چاہے صبح ہونے کے بعد ہو۔ روزہ میں کچھ نقصان نہ آوے گا۔(۴) آج کل صبح صادق ۴ بج کر ۴۳ منٹ پر ہے ریلوے ٹائم سے اور آخر اپریل تک سوا چار بجے صبح صادق ہوگی اور آخر رمضان شریف تک صبح صادق چار بجے سے دو چار منٹ کم پر ہوگی۔فقط (صبح صادق کا وقت ہر جگہ ایک نہیں ہوتا۔ظفیر)

سال بھر روزے رکھنا کیسا ہے

(سوال ۲۶۳) عید الضحیٰ وعید الفطر کا روزہ افطار کر کے باقی تمام سال یعنی بارہ ماہ روزہ رکھنا، ایک قضاء نہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) لمسافر سفرا شرعیا ولو بمعصیة الخ او مریض خاف الزیادة لمرضه الخ الفطر الخ وقضو الزو ما قدروا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحة ج ۲ ص ۱۵۸ و ج ۲ ص ۱۵۹ ط.س. ج۲ص ۴۲۲) واشار باللام الی مخیر ولکن الصوم افضل ان لم یضره (ردالمحتار ایضا) ظفیر. (۲) ویستحب السحور وتاخیره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۵۶ ط.س. ج۲ص ۴۱۹) ظفیر. (۳) مشکوة المصابیح، باب رویت الهلال ص ۱۲۱۷۴ ظفیر. (۴) احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم (بقره) والرفث المذکور هو الجماع ولا خلاف بین اهل العلم فیه (احکام القرآن للجصاص ج ۱ ص ۲۲۷) وکذا لا یفطر لو جامع عامدا قبل الفجر و نزع فی الحال عند طلوعه (ردالمحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص ۱۳۵ ط.س ج۲ص۳۹۷) ظفیر.

(جواب) سال بھر میں پانچ روزے رکھنا ممنوع ہے۔(۱) عید الفطر، عید الضحیٰ اور تین دن ایام تشریق کے باقی تمام برس روزے رکھنا درست ہے، لیکن یہ اچھا نہیں ہے کہ ہمیشہ روزے رکھے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ روزے بھی رکھتے تھے اور افطار بھی کرتے تھے، پس ایسا ہی کرنا موافق سنت کے ہے۔ فقط۔

افطار ونماز مغرب کا حکم دینا کیسا ہے اور اس کا صحیح وقت کیا ہے

(سوال ۲۶۴) نماز مغرب وافطار روزہ کا حکم ایسے وقت دینا جب کہ چند حصار مسلمانوں کو غروب آفتاب میں کلام ہو، کیسا ہے، اور ان دونوں کا صحیح وقت کیا ہے، اور اس کی شناخت مقرر کردہ علماء کیا ہے۔

(جواب) یہ امر تجربہ اور مشاہدہ پر موقوف ہے اور جاننے والے اس کے ہر وقت میں موجود رہتے ہیں اور صحیح گھڑی ہے اور جنتری طلوع وغروب سے بھی اس میں مدد ملتی ہے۔ پس جو جنتری طلوع وغروب کی صحیح ہو اور اس کا تجربہ ہو چکا ہو، صحیح گھڑی سے اس کے مطابق افطار ونماز مغرب کا حکم کیا جاوے گا اور اکثر زمانوں میں مشاہدہ اور علامات سے بھی معلوم ہو جاتا ہے فقط۔

روزہ دار نے حقہ سے افطار کیا تو روزہ ہوا یا نہیں

(سوال ۲۶۵) جس شخص نے تمام دن روزہ رکھا اور بوقت اذان حقہ پی کر بے ہوش ہو گیا، اس کا روزہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کا روزہ ہو گیا۔(۳) فقط۔

فرض روزہ کی قضا باقی رہنے کی صورت میں نفل روزہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۶) فرض روزہ جو قضا ہو گیا تھا اس کو ادا کرنے کے قبل نفل روزہ رکھا تو جائز ہے یا نہیں

(جواب) جائز ہے، وہ روزہ نفل ہو جاوے گا۔(۴) فقط۔

ایام سرما میں قضاء رکھنے سے ثواب میں کمی نہیں ہوتی

(سوال ۲۶۷) جن لوگوں کے روزے ماہ رمضان میں بسبب عذر کے قضا ہو جاتے ہیں، ان کو موسم سرما میں ادا کرنے سے ثواب میں کمی تو نہ ہوگی۔

(جواب) ایام سرما میں قضا روزوں کی کرنے سے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔(۵) فقط۔

بے نمازی کا روزہ ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۸) جو شخص رمضان شریف میں روزے رکھتا ہو اور نماز نہ پڑھتا ہو اس کا روزہ ہوتا ہے یا نہیں۔

---

(۱) والمكروه تحريما كالعيدين وتنزيها كعا شوراء وحدة الخ وصوم دهره (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۴ ط س ج ۲ ص ۳۷۵) ظفير.

(۲) فقال عمر يا رسول الله كيف من يصوم الدهر كله قال لا صام ولا افطر اوقال لم يصم ولم يفطر الخ (مشكوة باب صيام التطوع ج ص ۱۷۹) ظفير.

(۳) اس لئے کہ روزہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت کے ساتھ کھانا پینا اور جماع کے چھوڑ دینے کا نام ہے اور اس پر اس نے عمل کیا وشرعا امساك عن المفطرات الا تية حقيقة او حكما الخ في وقت مخصوص وهو اليوم الخ مع النية المعهودة (در مختار) قوله هو اليوم اى اليوم الشرعى من طلوع الفجر الى الغروب (ردالمحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۰ ط س ج ۲ ص ۳۷۱) ظفير.

(۴) ولذا جاز التطوع قبله (قبل قضاء رمضان بخلاف قضاء الصلوة (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۶۰ ط س ج ۲ ص ۴۲۳) ظفير.

(۵) لمسافر الخ او مريض الخ الفطر يوم العذر الخ وقضوا لزوما ما قدر وابلا فدية وبلا ولاء (ايضا ج ۲ ص ۱۶۰ ط س ج ۲ ص ۴۲۲. ۴۲۳) ظفير.

(جواب) روزہ ہوجاتا ہے اور ترک نماز کا گناہ رہتا ہے۔ نمازوں کی قضا اس کے ذمہ فرض ہے۔(۱)

رمضان کے روزوں کے بعد کون سے روزے افضل ہیں اور نمازوں میں کون سے نوافل

(سوال ۲۶۹) بعد روزہ رمضان کے زیادہ ثواب والے کون کون سے روزے ہیں، اور بعد فرائض وسنن کون سے نوافل زیادہ ثوب والے ہیں۔

(جواب) حدیث صحیح مسلم میں ہے افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم وافضل الصلوٰة بعد الفريضة صلوٰة الليل رواه مسلم (۲) فقط۔

(یعنی رمضان کے روزوں کے بعد محرم کے روزوں کا درجہ ہے اور فرض نمازوں کے بعد رات کی نفل نمازوں کا۔ ظفیر)

افطار کا وقت کیا ہے

(سوال ۲۷۰) ماہ رمضان شریف کا روزہ کس وقت افطا کرنا چاہئے۔

(جواب) روزہ غروب آفتاب کے بعد افطار کرنا چاہئے، گھڑی سے اس کا وقت مختلف ہوتا رہتا ہے، اس سے کوئی مستقل وقت کی تعیین نہیں ہوسکتی۔(۳)

شعبان میں کون سا روزہ ضروری ہے اور کب سے ممنوع

(سوال ۲۷۱) شعبان میں کس تاریخ کا روزہ فرض ہے یا مسنون ہے۔ نیز یہ روایت کہ اس ماہ میں سوائے ۱۳ تاریخ کے اور روزہ رکھنا جائز یا ممنوع ہے، کہاں تک صحیح ہے۔

(جواب) ماہ شعبان میں کسی تاریخ اور دن کا روزہ فرض اور واجب نہیں ہے اور تیرہ شعبان کے روزے کی کوئی خاص فضیلت حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے البتہ یہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہو اور پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھو، پس پندرہویں تاریخ شعبان کا روزہ مستحب ہے، اگر کوئی رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) دونوں فرض الگ ہیں۔ ایک دوسرے پر موقوف نہیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) مشكوٰة باب صيام التطوع فصل اول ص ۱۷۸ ۱۲ ظفير

(۳) هو امساک عن المغطرات حقيقة او حكما فى وقت مخصوص وهواليوم (در مختار) وقال فى ردالمحتار اى اليوم الشرعى من طلوع الفجر الى الغروب الخ ج ۲ ص ۱۱۰ .ط.س.ج۲ص ۳۷۱) (۴) عن على عن النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا كانت ليلة نصف شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها (الترغيب والترهيب كتاب الصوم ج ۲ ص ۳۰) ظفير صديقى.

دسواں باب

اعتکاف اور اس کے مسائل

کسی بڑے قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی کی ذمہ داری ختم نہ ہوگی

(سوال ۲۷۲) بڑے قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی جو اس قصبہ کے متصل ہو، وہاں کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنت کفایہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں؟

(جواب) بڑے قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنت کفایہ ادا نہ ہوگی۔ (۱) فقط۔

معتکف مسجد میں مریض دیکھ کر نسخہ لکھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۳) معتکف مسجد میں مریض کو دیکھ کر یا حال سن کر نسخہ لکھ سکتا ہے یا نہیں۔ ایسے اگر معتکف ضرورت طبعی سے باہر جائے تو باہر کسی مریض کے پوچھنے پر دوا بتا سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) معتکف مریض کو مسجد میں دیکھ کر اور حال سن کر نسخہ لکھ سکتا ہے۔ اور علاج کر سکتا ہے اور معتکف اگر بہ ضرورت طبعی باہر مسجد سے ہے اور کوئی مریض حال کہے اور دوا پوچھے تو بتلانا جائز ہے۔ (۲) فقط۔

معتکف کا غسل خانہ مسجد میں برائے ٹھنڈک غسل کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۴) معتکف کے واسطے محض تبرید اور دفع گرمی کی وجہ سے غسل خانہ مسجد میں غسل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) معتکف اعتکاف نفل کو درست ہے۔ (۳) فقط۔

معتکف مسجد میں متعین جگہ میں رہے یا بدل سکتا ہے

(سوال ۲۷۵) معتکف اپنے لئے مسجد میں جگہ مقرر کر لیتا ہے تو اس کو اس جگہ رہنا چاہئے یا مسجد میں جہاں چاہے وہاں رہے۔

معتکف گوشہ صحن مسجد میں غسل کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۶) معتکف غسل جمعہ کے لئے مسجد کے باہر تو جا نہیں سکتا گوشہ صحن میں جو خارج مسجد کے قریب ہو یا فصیل پر غسل جمعہ کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) تمام مسجد میں جہاں چاہے بیٹھے کچھ حرج نہیں ہے۔ (۴)

---

(۱) وسنة متوكده فى العشرا لاخير من رمضان اى سنة كفاية كما فى البرهان وغيره لا قتر انها بعدم الا نكار على من لم يفعله من الصحابة (در مختار) اى سنة كفاية نظير ها اقامة التراويح بالجماعة فاذا قام بها البعض سقط الطلب عن الباقين (ردالمحتار باب الا عتكاف ج ا ص ١٧٧ ط.س. ج ٢ ص ٢٤٢) ظفير.

(٣) خص المعتكف باكل وشرب ونوم وعقد احتاج اليه لنفسه او عيا له فلو لتجارة كره (در مختار) لكن قال فى متن الو قاية ويأكل اى المعتكف ويشرب وينام ويبيع ويشترى فيه لا غيره قال ملا على فى شرحه اى لا يفعل غيرا لمعتكف شيئا من هذه الا مور فى المسجد اه ومثله فى القهستانى (ردالمحتار باب الا عتكاف ج ٢ ص ١٨٤ و ج ٢ ص ١٨٥ ط.س. ج ٢ ص ٤٤٧) ظفير.

(٤) هذا كله فى الا عتكاف الواجب اما فى النفل فلا باس بان يخرج بعذر ويتبرد فى ظاهر الرواية وفى التحفه لا باس فيه بان يعود المريض ويشهد الجنازة (عالمگيرى باب الاعتكاف ج ١ ص ١٩٩ ط س. ج ٢ ص ٢١٣) ظفير.

(٥) وخص المعتكف باكل وشرب الخ (در مختار) اى فى المسجد والباء داخلة على المقصود عليه بمعنى ان المعتكف مقصور على الا كل ونحوه فى المسجد (ردالمحتار باب لا عتكاف ج ٢ ص ١٨٤ ط س. ج ٢ ص ٤٤٧) ظفير.

(۲) کرسکتا ہے(۱) فقط (مگر اس طرح غسل کرے کہ مستعمل پانی مسجد میں نہ گرے۔ظفیر۔

معتکف تفریحی غسل کرسکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۷۷) معتکف واجب اور نفل غسل کے سوا گرمی کی وجہ سے تبرید کے لئے غسل کرسکتا ہے یا نہیں۔شرح مشکوٰۃ میں واجب اور نفل غسل کی اجازت دی ہے۔

کیا معتکف اپنے اعتکاف کی جگہ سے باہر سوسکتا ہے

(سوال ۲۷۸) معتکف،معتکف کے بغیر مسجد ہی میں شب کے وقت دوسری جگہ سوسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) درمختار میں ہے و غسل لو احتلم(۲) معلوم ہوا کہ اعتکاف واجب میں غسل واجب کے سوا اور کسی غسل کے لئے نکلنا درست نہیں ہے،البتہ اگر مسجد میں موقع غسل کا ہو تو پھر تبریداً بھی ہوسکتا ہے اور موافق قاعدہ و اما النفل فله الخروج(۳) یعنی اعتکاف نفل میں مطلقاً خروج درست ہے لا نه منه لا مبطل ۔(۴) غسل تبرید کے لئے بھی نکلنا درست ہے

(۲) معتکف جس مسجد میں معتکف ہے اس تمام مسجد میں جس جگہ چاہے وہ رہ سکتا ہے اور سوسکتا ہے۔ کما یظهر من حده بانه لبث فی مسجد جما عة الخ وقید الخروج المحتلم للغسل بعدم امکان الغسل فی المسجد حیث قال و غسل لو احتلم و لا یمکنه الا غتسال فی المسجد . الخ (۶) فعلم ان المسجد کله معتکفه فقط.

نفل اعتکاف قطع کرنے سے قضاء واجب ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۹) نفل اعتکاف سے اگر بہ ضرورت شدید قبل از یوم ولیلہ باہر آئے تو قضاء اس کی واجب ہوگی یا نہیں اور اگر یوم ولیلہ سے زائد ٹھہر کر باہر آیا لیکن ختم ماہ صیام سے قبل تو بھی یوم ولیلہ قضاء کے واسطے کافی ہوگا یا نہ،یا زائد کی ضرورت ہوگی۔

(جواب) اعتکاف نفل کو قضاء کردینے سے قضا لازم نہیں آتی خواہ ایک دن رات سے قبل قطع کیا ہو یا بعد ایک دن رات کے جس قدر ادا ہوگیا وہ ہوگیا کیونکہ بر بناء روایت اصل ادنی مدت اعتکاف کی ایک ساعت ہے اور اس کے لئے صوم بھی شرط نہیں ہے بخلاف اعتکاف واجب کے کہ اس کے قطع کردینے سے قضا لازم آتی ہے اور صوم اس کے لئے شرط ہے۔(۷) فقط۔

---

(۱) لا یمکنه الا غتسال فی المسجد (درمختار) فلو امکنه من غیران یتلو ث المسجد فلا باس به ، بدائع ای بان کان فیه بر کة ماء او موضع معد للطهارة او اغتسل فی انا بحیث لا یصـ ـب المسجد الماء المستعمل (ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۰ ط.س. ج۲ص۴۴۵) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۰ ط.س. ج۲ص۴۴۵ ۱۲ ظفیر

(۳) ایضا ۱۲ ظفیر

(۴) ایضا ۱۲ ظفیر

(۵) ایضا ۱۲ ظفیر

(۶) ایضا ۱۲ ظفیر

(۷) فلو شرع فی نفله ثم قطعه لا یلزمه قضاءه لا نه لا یشترط له الصوم علی الظاهر من المذهب وما فی بعض المعتبرات انه یلزم بالشروع مفرع علی الضعیف قاله المصنف وغیره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۷۹ ط.س. ج۲ص۴۴۴ فلو خرج ولو نا سیا ساعة الخ بلا عذر فسد فیقضیه (در محتار) ای لو واجبا با لنذر اما التطوع لو قطعه قبل تمام الیوم فلا الخ (ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۲ ط.س. ج۲ص۴۴۷) ظفیر

گرمی کی وجہ سے مسجد سے باہر غسل کرنا معتکف کے لئے کیسا ہے۔

(سوال ۲۸۰) معتکف محض ٹھنڈا ہونے کے واسطے بوجہ شدت گرما اگر غسل کرنا چاہے تو مسجد سے باہر آنا جائز ہے یا مسجد کے کونے پر کھڑا ہو کر غسل کرے۔

(جواب) مسجد سے باہر جانا معتکف کو غسل تبرید کے لئے درست نہیں ہے اگر مسجد کے فرش کے کونہ پر غسل کرے تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۱)

بحالت اعتکاف مجبوری کی وجہ سے حقہ پینا کیسا ہے

(سوال ۲۸۱) بوجہ نفخ اور کثرت ریاح اگر کوئی شخص حقہ کا عادی ہو اور فرض کرلیا جاوے کہ اس کا بدل سریع الاثر دستیاب نہ ہو تو ایسا شخص بحالت اعتکاف مسجد سے باہر نکل کر حقہ پی سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) معتکف کا کھانا پینا سب مسجد میں ہوتا ہے لہذا باہر نکلنا بغرض حقہ نوشی جائز نہ ہوگا۔ باقی یہ کہ حقہ نوشی مسجد میں مکروہ ہے تو اس وجہ سے اس کو ترک اعتکاف کرنا چاہئے کیونکہ سنت کی ادا کی وجہ سے ارتکاب مکروہ درست نہیں ہے(۲) فقط۔

غصباً جو حصہ مسجد میں لے لیا گیا ہے معتکف کا اس میں رہنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۲) زید نے عمر، بکر و خالد کے راستہ حویلی مملوکہ سے فرش مسجد میں غصباً جو جگہ داخل کرلی ہے، اس جگہ میں جو ظاہر سب فرش مسجد معلوم ہوتا ہے، معتکف کا بلا ضرورت ٹھہرنا یا وضو کے واسطے اس جگہ بیٹھنا معتکف کو جائز ہے یا نہیں، یا اس جگہ بیٹھنے سے اعتکاف ٹوٹ جاوے گا اور قضا اس کی واجب ہوگی۔

(جواب) ظاہر ہے کہ جو جگہ غصباً مسجد میں داخل کی گئی ہے وہ مسجد نہیں ہوئی، معتکف کو بحالت اعتکاف وہاں جانا اور بیٹھنا مفسد اعتکاف ہوگا اور اعتکاف واجب کی قضاء بھی لازم ہوگی۔(۳) فقط۔

معتکف جب مسجد سے باہر جائے گا تو اس کا اعتکاف باقی نہ رہے گا

(سوال ۲۸۳) معتکف اگر مسجد سے باہر کسی ملازمت کی ضرورت سے جاوے تو اعتکاف باقی رہے گا یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں اعتکاف باقی نہ رہے گا ٹوٹ جاوے گا والتفصیل فی کتب الفقہ (۴) فقط

بیسویں کی رات کا ایک حصہ گذرنے کے بعد اعتکاف شروع کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۴) اگر معتکف، اعتکاف میں بیسویں کی رات کا کچھ حصہ گذر نے جانے کے بعد داخل ہو تو کیا عشرہ اخیرہ کی سنت ادا نہ ہوگی۔

(جواب) اس صورت میں عشرہ اخیرہ کا پورا اعتکاف نہ ہوا، اور وہ سنت پوری ادا نہ ہوئی۔(۵) فقط۔

---

(۱) وحرم علیہ ای علی المعتکف اعتکا فا واجبا اما النفل فلہ الخروج الخ الخروج الا لحاجة الانسان طبعیة کبول وغائط وغسل لو احتلم ولا یمکنہ الاغتسال فی المسجد (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۸۰. ط.س. ج۲ص ۴۴۴) ظفیر.

(۲) فیفہم منہ حکم النبات الذی شاع فی زماننا المسمی بالتتن فتنبہ وقد کرہہ شیخنا العمادی فی ہدیتہ الحاقا لہ بالثوم والبصل بالاولی (الدر المختار ہامش ردالمحتار کتاب الاشربة ج ۵ ص ۴۰۷. ط.س. ج۲ص ۴۶۰) ظفیر

(۳) فلو خرج ولونا سیا ساعة زمانیة بلا عذر فسد فیقضیہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۸۲. ط.س. ج۲ص۴۴۷) ظفیر. (۴) ایضا ۱۲ ظفیر. (۵) وسنة مئوکدة فی العشر الاخیرمن رمضان ای سنة کفایة (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الاعتکاف ج۲ص ۱۷۷. ط.س. ج۲ص ۴۴۲) وعند الائمة الاربعة انہ ید خل قبل غروب الشمس ان اراداعتکاف شھر اوعشر (مرقاة باب الاعتکاف ج ۲ ص۵۰۷. ط.س. ج۲ص ۵۷۰) ظفیر.

عذر کی وجہ سے اعتکاف نہ کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۵) ایک مولوی صاحب مسافر دو سال سے یہاں سکونت پذیر ہیں۔ اعتکاف کے بہت فضائل بیان فرماتے ہیں اور خود اعتکاف میں نہیں بیٹھتے اور یہ عذر بیان کرتے ہیں کہ میرے مکان میں ہمراہ رہنے کے لئے کوئی نہیں ہے۔ یہاں میرے خویش واقارب نہیں ہیں، میرے گھر کے متصل ایک خالی میدان ہے، عورت اور بچے بہت گھبراتے ہیں اور کبھی کبھی گھر میں پتھر آ کر گرتے ہیں، یہ عذر مولوی صاحب کے قابل قبول ہیں یا نہیں۔

(جواب) بوجہ اعذار مذکور کے اعتکاف کو ترک کرنا گناہ نہیں ہے اور موجب ملامت بھی نہیں ہے۔ درمختار باب الاعتکاف میں ہے وسنة مئوكدة فى العشر الا خير من رمضان اى سنة كفاية الخ لا قتر انها بعدم الانكار على من لم يفعله من الصحابه(۱) وهكذا فى الشامى ۔فقط۔

عشرہ اخیرہ رمضان کا اعتکاف واجب ہے یا نفل

(سوال ۲۸۶) عشرہ اخیرہ رمضان المبارک کا اعتکاف نفل ہے یا واجب۔

(جواب) عشرہ اخیرہ رمضان المبارک کا اعتکاف سنت مئوکدہ کفایہ ہے۔ یہ قسم واجب اور نفل دونوں سے جداگانہ ہے اور ممتاز ہے۔ كما فصله فى الشامى۔(۲) فقط۔

معتکف کے لئے مسجد کا فصیل صحن میں داخل ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۷) اعتکاف کرنے والے کے لئے مسجد کی فصیل مسجد کے صحن میں داخل ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں بانی مسجد کی نیت کا اعتبار ہے اگر اس نے اس فصیل کو داخل مسجد سمجھا تو داخل ہے ورنہ خارج۔ اور اکثر ایسا سمجھا جاتا ہے کہ جو فصیل فرش مسجد سے ملی ہوئی ہے وہ داخل مسجد ہوتی ہے اور دوسری ف کی فصیل خارج ہوتی ہے۔ فقط

اکیسویں شب میں اعتکاف میں بیٹھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۸) جو شخص اکیسویں شب کو سحری کھا کر صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اس کا اعتکاف صحیح ہوگا یا نہیں۔ احاطہ مسجد کی زمین مسجد میں داخل ہے یا نہیں اور معتکف کو مسجد سے نکل کر صحن یا احاطہ میں بیٹھنا بلا ضرورت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) سنت یہ ہے کہ بیسویں تاریخ کو غروب سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے لیکن اگر اس کے بعد کسی وقت میں بھی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو جائے تب بھی صحیح ہے۔ لیکن عشرہ کامل کی فضیلت اس صورت میں حاصل نہ ہوگی نبی کریم ﷺ نے عشرہ کامل کا اعتکاف کیا ہے جو کہ بیسویں تاریخ کی شام ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ (۳) غرض کہ صورت مسئولہ میں یہ اعتکاف صحیح ہو گیا۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردا لمختار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۷۷ ط.س. ج۲ص ۴۴۲، ۱۲ ظفير.

(۲) وسنة مئو كدة فى العشر الا خير ميں رمضان اى سنة كفاية الخ لا قترانها بعدم الا نكار على من لم يفعله من الصحابة الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۷۷ ط.س. ج۲ص ۴۴۲) ظفير.

(۳) وسنة موكدة فى العشير الا خير من رمضان (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۷۷ ط.س. ج۲ص ۴۴۲ وعند الائمة الاربعة انه يد خل قبل غروب الشمس ان اراد اعتكاف شهر او عشر (مرقاة باب الا عتكاف ج ۲ ص ۵۷۰) ظفير

مسجد کا اطلاق صرف مسجد کی سہ دری اور فرش پر ہی ہوتا ہے اور یہی شرعاً مسجد ہوتی ہے۔ معتکف کے لئے جائز نہیں کہ اس سے تجاوز کرے۔ اگر ایسا کیا گیا تو اعتکاف باطل ہو جائے گا اور معتکف کے لئے مناسب نہیں کہ بدکلامی اور جھگڑا کرے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ معتکف کے لئے اچھی باتوں کے سواء کلام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ اول تو مسجد میں بغیر اعتکاف بھی ایسے کلام کی اجازت نہیں۔ پھر خصوصاً اعتکاف کے بعد تو اور بھی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ درمختار میں ہے۔ وکرہ تحریماً الخ تکلم الا بخیرو هو ما لا اثم فیه الخ (۱) معتکف کو چاہئے کہ تلاوت قرآن مجید وغیرہ میں مشغول رہے کہ اعتکاف کی غرض اصل انابت الی اللہ ہی ہے قال فی البحر قالوا ویلازم قراء ۃ القران والحدیث والعلم والتدریس وسیر النبی صلی الله علیه وسلم وقصص الا نبیاء وحکایات الصالحین وکتابة امور الدین الخ۔ (۲) فقط۔

حالت اعتکاف میں معلم مسجد میں پڑھا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۹) معلم معتکف مسجد میں لڑکوں کو تعلیم دے سکتا ہے یا نہیں۔

معتکف تالاب میں آکر غسل کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۰) معتکف مسجد سے نکل کر تالاب میں وضو کرے تو جائز ہے یا نہیں اور غسل ضروری کے سوا تالاب میں غسل کرنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) قال فی الدر المختار عن الوهبا نیة ویفسق معتادالمرور بجا مع ومن علم الا طفال فیه ویوزرالخ قوله ومن علم الا طفال الذی فی القنیة انه یا ثم ولا یلزم منه الفسق ولم ینقل عن احد القول به ویمکن انه بناه علی انه بالا صرار علیه یفسق افاده الشارح ، قلت بل فی التتار خانیة عن العیون جلس معلم او وراق فی المسجد فان کان یعلم او یکتب باجر یکره الا لضرورة .وفی الخلاصة تعلیم الصبیان فی المسجد لا باس به لکن استدل فی القنیة بقوله علیه السلام جنبوا مساجد کم صبیا نکم ومجانینکم الخ ردالمحتار۔ (۳) الحاصل راجح یہ ہے کہ بلا ضرورت تعلیم اطفال مسجد میں مکروہ ہے اور ممکن ہے کہ الا الضرورت سے معتکف کو مستثنیٰ کیا ہو۔

(۲) اور بحالت مذکورہ معتکف کو مسجد سے باہر نکل کر تالاب میں وضو کرنا جائز نہیں ہے اور غسل ضروری کے سوائے دوسرے غسل کے لئے وہاں جانا بھی درست نہ ہوگا۔ هکذا یفهم من الدر المختار والشامی کبول وغایط و غسل لواحتلم ولا یمکنه الا غتسال فی المسجد در مختار . قوله ولا یمکنه فلوامکنه من غیر ان یتلوث المسجد فلا باس به الخ ردالمحتار (۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردا لمختار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۵ ط.س. ج۲ص ۴۴۹ ۱۲ ظفیر.
(۲) یکره تحریما صمت الخ کقراء ۃ وتکلم الا بخیر قرآن وحدیث وعلم و تدریس فی سیر الرسول علیه السلام وقصص الا نبیاء علیهم السلام وحکایات الصالحین وکتابة امور الدین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۸۵ .ط.س. ج ۲ ص ۴۴۹) ظفیر
(۳) ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج ۵ ص ۳۷۸ .ط.س. ج۲ص ۳۷۸
(۴) ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۰ .ط.س. ج۲ص ۴۴۵ .۱۲ ظفیر.

معتکف کا برآمدہ مسجد میں نکلنا یا نہانا وغیرہ کیسا ہے۔

(سوال ۱ ۲۹) اگر معتکف بلا عذر برآمدہ مسجد میں نکل جاوے تو اس کے اعتکاف میں کچھ خلل اور حرج ہوگا یا نہ اور معتکف کے لئے برآمدہ مسجد میں وضو یا غسل کرنا کیسا ہے۔

کیا اعتکاف دس روز سے کم ہوسکتا ہے

(سوال ۲ ۲۹) اعتکاف دس روز سے کم میں ہوسکتا ہے یا نہیں۔

اگر ایک آبادی کا آدمی دوسری آبادی میں اعتکاف کرے تو کس آبادی سے سنت اداء ہوگی

(سوال ۲۹۳) اگر ایک گاؤں کا آدمی دوسرے گاؤں میں جا کر اعتکاف کرے تو سنت کفایہ کون سے گاؤں والوں کے سر سے ساقط ہوگی اور کچھ دے کر اعتکاف کرانا کیسا ہے۔

(جواب)(۱) اگر اعتکاف منذور ہے تو باطل ہو جاوے گا اور اگر اعتکاف نفل ہے تو باطل نہ ہوگا۔ اس لئے کہ فقہاء نے اعتکاف واجب کے ہوتے ہوئے مسجد سے باہر نکلنے کو حرام قرار دیا ہے اور اعتکاف نفل میں مباح کہا ہے کما فی الدر المختار وحرم علیه ای علی المعتکف اعتکافاً واجباً (اما النفل فله الخروج لا نه منه له لا مبطل) الخروج الا لحاجة الا نسان وفی الشامی قوله اما النفل ای الشامل للسنة المئو کدة۔(۱) ج ۲ ص ۱۳۵ وفیه ایضاً لو شرع فی المسنون اعنی العشر الا واخر الخ (۲) وفی الخلاصة لو اعتکف الرجل من غیر ان یوجب علی نفسه ثم یخرج من المسجد لا شئ علیه خلاصه ج ۱ ص ۲۷۲ ان عبارات سے ثابت ہوا کہ اعتکاف نفل میں خروج من المسجد مبطل نہیں ہے بلکہ منہی ہے، نیز یہ کہ اعتکاف مسنون وہی ہے جو رمضان کے عشر اواخر میں ہو۔ نیز یہ کہ اعتکاف مسنون یعنی اعتکاف رمضان میں بھی مسجد سے خارج ہونے کا وہی حکم ہے جو اعتکاف نفل میں ہے یعنی یہ کہ خروج من المسجد نہ حرام ہے اور نہ اعتکاف کے لئے وہ مبطل بلکہ وہ منہی ہے۔ البتہ نبی کریم ﷺ سے اگر ایسا خروج ثابت نہ ہو تو طریقہ مسنون کے خلاف ہوگا۔ اعتکاف واجب میں اگر غسل کی ضرورت پیش آ گئی اور مسجد میں غسل نہ کر سکتا ہو تو خارج مسجد میں غسل کرنا جائز ہے اور یہی حکم وضو کا بھی ہے

(۲) اعتکاف مسنون دس روز سے کم نہیں ہے۔ کما فی الشامی والحاصل ان الوجه یقتضی لزوم کل یوم شرع فیه عندهما بناءً علی لزوم صومه بخلاف الباقی لان کل یوم بمنزلة شفع من النافلة الربا عیة وان کان المسنون هو اعتکاف العشر بتمامه، تامل (۳) ج ۲ ص ۱۳۵ اور اعتکاف نفل علاوہ از اعتکاف مسنون رمضان کے ایک ساعت کا بھی ہوسکتا ہے کما فی الدر المختار قال وعلیه الفتویٰ۔

(۳) تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ فقہاء کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گاؤں کے لوگوں سے ساقط ہوگا جس میں معتکف نے ،اعتکاف کیا، اس لئے کہ اعتکاف علی الاشہر سنت کفایہ ہے جس کا تعلق ہر بستی کے لوگوں کے ساتھ ہے۔ پس جیسے کہ ترک سے وہی لوگ مسئی ہوں گے۔ اسی طرح اداء سے وہی لوگ بری بھی ہوں گے وفی جامع الرموز وقیل سنة علی الکفایة حتی لو ترک فی بلدة لا ساؤا ہ ص ۱۶۴ ظاہر ہے کہ اسی عبارت میں اساءت کا تعلق اہل بلدہ کے ترک اعتکاف کے ساتھ قرار نہیں دیا گیا بلکہ متروک فی البلدہ ہو جانے سے اہل بلدہ کو مسئی قرار

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۰ ط.س. ج ۲ ص ۴۴۴ . ۱۲ ظفیر
(۲) ردالمحتار باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۸۰ ط.س. ج ۲ ص ۴۴۴ . ۱۲ ظفیر
(۳) ردالمحتار باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۸۰ ط.س. ج ۲ ص ۴۴۴ . ۱۲ ظفیر

دیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اگر اجنبی آدمی بھی معتکف ہو جائے تو اس صورت میں بھی اعتکاف کا متروک فی البلد ہونا صادق نہیں آتا، جس سے یہ لازم آتا ہے کہ اہل بلدہ سے سنت ادا ہو جاوے گی، اور اجرت دے کر اعتکاف کرانا جائز نہیں کیونکہ عبادات کے لئے اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہے۔ کما هو[1] مبسوط فی الشامی فصل فی الجنائز والا جارات۔ اگر بدون ٹھہرائے اجرت کے اعتکاف کرایا اور اعتکاف کرا کے اجرت دینا وہاں معروف بھی نہ ہو تو یہ جائز ہے بلکہ یہ امر بالمعروف میں داخل ہوگا۔ فقط۔

اعتکاف کی حالت میں دوسری مسجد میں قرآن سنانے جانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۴) زید ہمیشہ اخیر عشرہ رمضان المبارک میں معتکف ہوتا ہے۔ امسال تازہ حالت یہ پیش آئی کہ زید کو نواب صاحب کے مکان پر قرآن شریف تراویح میں سنانے کے لئے جانا پڑتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر اعتکاف کے وقت یہ نیت کر کے کہ میں تراویح میں قرآن شریف سنانے جایا کروں گا تو یہ جائز ہے۔ (۲) فقط۔

حالت اعتکاف میں ڈاکخانہ کا کام کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۹۵) بندہ کے پاس ڈاکخانہ کا کام ہے، کیا اعتکاف کی حالت میں ڈاکخانہ کا کام کر سکتا ہوں جب کہ زبانی گفتگو نہ کی جاوے۔

(جواب) مسجد میں رہنا معتکف کا اعتکاف کے لئے ضروری ہے۔ بدون اس کے اعتکاف نہیں ہو سکتا۔ درمختار میں ہے فاللبث هو الركن والكون فی المسجد الخ وحرم عليه ای علی المعتكف الخ الخروج الا لحاجة الانسان طبعية كبول وغائط وغسل لو احتلم الخ او شرعية كعيد واذان لو موذناً و باب المنارة خارج المسجد والجمعة وقت الزوال الخ۔ (۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ معتکف کو مسجد میں رہنا ضروری ہے۔ بول و براز اور غسل جنابت اور جمعہ وغیرہ کے لئے نکلنا جائز ہے۔ بناءً علیہ مسجد کے اندر ڈاکخانہ کا کام کرنا ضرورت کی وجہ سے زبانی گفتگو کرنا جائز ہے۔ (۴) لیکن ڈاکخانہ کے کام کی وجہ سے مسجد سے نکلنا مفسد اعتکاف ہے۔ اور اعتکاف کی حالت میں خاموش رہنا ضروری نہیں۔ البتہ بلا ضرورت اور فضول گفتگو مکروہ ہے، اور وعظ کرنا اور جماعت کرانا معتکف کے لئے بلاشبہ جائز بلکہ موجب اجر وثواب ہے۔ (۵) فقط۔

کسی نے بیماری کی وجہ سے اخیرہ عشرہ رمضان میں اعتکاف توڑ دیا اب وہ کیا کرے

(سوال ۲۹۶) رمضان شریف کے آخر عشرہ کا اعتکاف کیا درمیان میں بیمار ہو کر اعتکاف توڑ دیا۔ اب بعد صحت کے اس اعتکاف کی قضاء کرے یا نہیں؟ اور روزہ بھی قضا کرے یا نہیں؟ اور بیماری میں پانچ روزے قضاء ہوئے۔

---

(۱) ولا يجوز اخذ الا جرة على الطاعة كالمعصية (ردالمحتار باب صلاة الجنائز بحث غسل ج ۱ ص ۸۰۴ .ط.س. ج۲ص۱۹۹) ظفير. (۲) قوله شرط وقت النذر والا لتزام ان يخرج الى عيادة المريض وصلاة الجنازة وحضور مجلس العلم يجوز له ذالک كذا فی التتار خانية (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب سابع ج ۱ ص ۱۹۹ .ط ماجديه ج ۱ ص ۲۱۲) ظفير. (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۷۷ و ج ۲ ص ۱۸۰ .ط.س. ج۲ص ۴۴۰. ۱۲ ظفير صديقی. (۴) وخص المعتكف باكل وشرب ونوم وعقد احتاج اليه لنفسه او عياله فلو لتجارة كره الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۸۴ .ط.س. ج۲ص۴۴۸) ظفير
(۵) الا بخير وهو مالا اثم فيه الخ كقراء ة قرآن وحديث وعلم و تدريس فی سير الرسول عليه السلام وقص الا نبياء عليهم السلام و حكايات الصالحين وكتابة امور الدين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا عتكاف ج ۲ ص ۱۸۵ .ط.س. ج۲ص۴۴۹) ظفير.

اعتکاف میں وہ روزہ ادا ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وشرط الصوم لصحة الاول اتفاقا فقط علی المذهب قوله لصحة الاول ای النذر شامی ۔(۱) فلو شرع فی نفله ثم قطعه لا یلزمه قضائه لانه لا یشترط له الصوم علی الظاهر من المذهب الخ اما النفل فله الخروج (۲) قوله اما النفل ای الشامل للسنة المتوکدة طحطاوی شامی الخ (۳) ان روایات سے یہ ظاہر ہے کہ اعتکاف عشرہ اخیرہ رمضان کی قضاء لازم نہیں ہوتی۔ علامہ شامی نے محقق ابن ہمام کا اس میں خلاف بھی نقل کیا ہے۔ لیکن اکثر متون و شروح اسی پر ہیں کہ اعتکاف عشرہ اخیرہ رمضان واجب نہیں ہے اور قضاء سوائے واجب کے لازم نہیں ہوتی اور نفل بھی شروع کرنے سے اگرچہ لازم ہو جاتی ہے مگر اعتکاف میں اسی قدر واجب ہوگا جو اقل نفل ہے۔ بہر حال مقتضی ان روایات کا یہ ہے کہ اعتکاف کی قضا اور صرف انہیں پانچ روزوں کی قضا لازم ہے جو قضا ہوئے ہیں اور ایک روزہ پہلی تاریخ رمضان کا جو نہیں رکھا گیا اس کی قضا لازم ہے اور اگر اعتکاف کی بھی قضا کرے تو وہ روزہ رمضان کے جو قضا ہوئے ہیں اس میں وہ اعتکاف بھی ہو سکتا ہے، تو گویا اس صورت میں کل دس روزے رکھے جاویں۔ چھ روزے قضاء رمضان کے ہو جاویں گے اور باقی چار روزے اور رکھنے چاہئیں۔

---

(۱) الدر المختار باب الاعتکاف ج ۱ ص ۱۵۶. ط.س. ج۲ص ۴۴۲.
(۲) ردالمحتار رباب ایضا ج ۲ ص ۱۷۷. ط.س. ج۲ص ۴۴۲
(۳) الدر المختار باب الاعتکاف ج ۱ ص ۱۵۷. ط.س. ج۲ص ۴۴۳.
(۴) ردالمحتار باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۸۰. ۱۲ ظفیر قدتم کتاب الصوم.

باب اول

کتاب المناسک

حج کی فرضیت، کیفیت اوراس کی ادائیگی

صحرائی جائداد بیچ کر حج کو جانا ضروری ہے یا نہیں

(سوال ۱) ایک شخص کے پاس روپیہ نقد نہیں ہے لیکن اس کے نام جائیداد صحرائی اس قدر ہے کہ اس میں سے کچھ جزو حصہ جائداد فروخت کر کے واسطے سفر خرچ حج بیت اللہ شریف اور نیز گھر والوں کے واسطے انتظام روپے کا ہوسکتا ہے۔ اس شخص پر حج فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر جائداد صحرائی اس قدر ہے کہ اس کی آمدنی اور پیداوار اس کے اور اس کے عیال کے خرچ سالانہ سے زیادہ نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہیں ہے اور فروخت کرنا زمین کا اس کے ذمہ لازم نہیں (۱) فقط

صاحب استطاعت ہونے پر پہلے کار خیر کرے یا حج کرے

(سوال ۲) زید کہتا ہے کہ میرا ارادہ ہے کہ خداتعالیٰ اگر مجھے روپیہ دے تو میں اپنے بھائیوں کے ساتھ صلہ رحمی کروں (وہ تنگ دست ہیں) اور وسعت ہونے پر کنواں اور مسجد بنواؤں۔ اگر خدا تعالیٰ اس کو مال عطا فرماویں تو وہ پہلے حج ادا کرے یا اپنے بھائیوں کو روپیہ دے یا مسجد یا کنواں بناوے۔

ناجائز روپے سے حج فرض ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۳) ایک شخص کے پاس سود چوری وغیرہ کا اس قدر روپیہ ہے کہ اس پر حج فرض ہے، اس سے حج کرے یا نہ کرے، اگر کرے تو حج ادا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) (۱) جب روپیہ ہوجاوے اور حج فرض ہوجاوے تو پہلے حج کرے پھر غریب بھائیوں کی امداد، پھر مسجد و چاہ بنوائے (۲) (خطبنار سول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال ایها الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا. مشکوٰۃ ص ۲۲۰. ظفیر)

(۲) حج فرض اور کرے حج ادا ہو جائے گا اور جن لوگوں کا روپیہ ناجائز طور سے لیا ہے ان کو یا ان کے ورثہ کو اس قدر روپیہ دیوے یا معاف کراوے ورنہ صدقہ کرے۔ فقط

مکان نہ ہو تو مستطیع حج کرے یا مکان بنوائے

(سوال ۴) ہمارے پاس مکان نہیں ہے تو مکان میں روپیہ خرچ کرسکتا ہے یا حج کرنا فرض ہے۔

---

(۱) هو فرض علی مسلم حر صحیح بصیر ذی زاد فضلا عما بلا بد منه الخ وحرر فی النهر انه یشترط بقاء راس مال لحر فته (در مختار) کتاجر و دهقان ومزارع کما فی الخلاصة وراس المال یختلف باختلاف الناس (بهر) قلت والمراد ما یمکنه الا کتساب به قدر کفا یة وکفایة عیا له لا اکثرلانه لا نها یقله (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۶. ط.س. ج۲ ص ۴۵۵. ۴۵۶) ظفیر.

(۲) حج فرض ہونے کے بعد پہلے اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ بقیہ چیزوں کا درجہ اس کے بعد ہے عن ابی هریرة قال سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم ای العمل افضل قال ایمان بالله و رسوله قیل ثم ماذا قال الجهاد فی سبیل الله قیل ثم ما ذا قال حج مبرور متفق علیه (مشکوٰۃ کتاب المناسک ص ۲۲۱) ظفیر.

(جواب) جب کہ روپیہ حج کے موافق موجود ہے تو حج کرنا فرض ہے، مکان بنانا ضروری نہیں (۱) فقط۔

جائداد رہن کرکے حج کرنا کیسا ہے

(سوال ۵) میں حج کو جانا چاہتا ہوں، نقد میرے پاس نہیں ہے، البتہ جائداد ہے، کیا اس جائداد کو رہن کرکے اس روپیہ سے حج کو جاسکتا ہوں اور حج کرسکتا ہوں۔

(جواب) اگر حج فرض ہو چکا ہے تو قرض لے کر حج کر سکتے ہو (۲) اور رہن کرنا جائداد کا اس طرح کہ نفع اس کا مرتہن لیوے جائز نہیں ہے اور اگر منافع زمین کا مرتہن نہ لیوے تو درست ہے۔ (۳) فقط۔

بھیک مانگ کر حج کرنا کیسا ہے

(سوال ۶) بھیک مانگ کر حج کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ جائز نہیں ہے (۵)

ایک مالدار نے بچہ کی شادی میں روپیہ خرچ کردیا پھر دولت جمع نہ ہوئی تو حج کا کیا حکم ہے

(سوال ۷) ایک شخص کے پاس اس قدر مال تھا کہ وہ حج کرسکتا تھا لیکن اس نے حج تو نہ کیا بلکہ وہ روپیہ اپنی اولاد کے بیاہ میں خرچ کردیا۔ اب مفلس ہوگیا، اور وہ تمام عمر مفلس رہے اور مال جمع نہیں کیا اور مرگیا تو کیا تارک حج مرا اور گنہگار مرا۔

(جواب) اس پر حج فرض ہو چکا تھا۔ اگر بلا حج مرگیا، تارک حج فرض ہوا اور گنہگار رہوا۔ (۶)

اگر صرف مکہ جانے بھر روپیہ ہو مدینہ کا خرچ نہ ہو تو حج فرض ہوا یا نہیں

(سوال ۸) اگر کسی شخص کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ صرف حج کرسکتا ہے اور مدینہ منورہ نہیں جا سکتا تو اس پر حج فرض ہے یا نہیں۔ یا انتظار کرے کہ مدینہ منورہ کا بھی خرچ ہو جاوے۔

---

(۱) وقد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام (در مختار) فقد يقال ان الحج نفسه الذى هو زيارة مكان مخصوص الخ ليس حراما بل الحرام هو انفاق المال الحرام ولا تلازم بينهما كما ان الصلاة فى الارض المغصوبة تقع فرضا الخ قال فى البحر ويجتهد فى تحصيل نفقة حلال فانه لا يقبل با لنفقة الحرام كما ورد فى الحديث مع انه يسقط الفرض عنه معها الخ (ردالمحتار كتاب الحج مطلب فيمن حج بمال حرام ج ۲ ص ۱۹۱ ط.س. ج۲ص ۴۵۶) ظفير.

(۲) هو فرض بشرط حرية وبلوغ وعقل وصحة وقدرة وز ادورا حلة وفضلت عن مسكنه وعما لا بد منه (كنز) وفى قوله وما لا بد منه اشارة الى ان المسكن لا بد ان يكون محتاجا اليه للسكنى فلا تثبت الا ستطاعة بداريسكنها الخ (البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۷ ط.س. ج۲ص ۳۱۱) وكزا لو كان عنده مالو اشترى به مسكنا وخادما لا يبقى بعده ما يكفى للحج لا يلزمه خلاصه (در مختار) والذى رأيته فى الخلاصة هكذا اوان لم يكن له مسكن ولا شئى من ذالک وعنده دراهم تبلغ به الحج وتبلغ لثمن مسكن وخادم و طعام وقوت و جب عليه الحج وان جعلها فى غيره اثم اه لكن هذا اذا كان وقت خروج اهل بلده كما صرح به فى الباب اما قبله فيشترى به ماشاء لا نه قبل الوجوب (ردالمحتار كتاب الحج ج۲ ص ۱۹۷ ط.س. ج۲ص ۴۶۲)

(۳) قوله وسعه ان يستقرض ويحج اى جاز ذالک وقيل يلزمه الا ستقراض (ردالمحتار كتاب ا لحج ج ۲ ص ۱۹۲ ط.س. ج۲ص ۴۵۷)

(۴) يكره للمرتهن ان ينتفع بالرهن وان اذ ن له الراهن وعليه يحمل ماعن محمد عن اسلم من انه لا يحل للمرتهن ذالک ولو بالا ذن (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التصرف فى الرهن ج ۵ ص ۴۶۲ ط.س. ج۲ص ۵۲۲) ظفير.

(۵) واما القدرة على الزاد والراحلة فالفقهاء على انه من شرط الو جوب فلا وجوب اصلا يتعلق بالفقير لا شتراط الا ستطاعة فى اية الحج (البحر الرائق كتاب الحج ج ۲ ص ۳۳۵) اور حدیث ہے السوال ذل اور حضرت ابوذر فرماتے ہیں امرنى خليلى بسبع امرنى بحب المساكين الخ وامرنى ان لا اسئال احداشيئا (مشكوة باب فضل الفقر ص ۴۴۹) ظفير.

(۶) هو (اى الحج) فرضا الخ مرة الخ على الفورعند الثانى الخ ولذا اجمعوا انه لو تراخى كان اداءً وان ثم بموته قبلة (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۸۹ ط.س. ج۲ص ۴۵۵، ۴۵۶) ظفير.

(جواب) حج فرض ہو گیا انتظار نہ کرنا چاہئے (۱)

مالدار حج کرے یا اولاد کی شادی

(سوال ۹) اگر کسی شخص کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ وہ حج کر سکتا ہے اور عیالدار بھی ہے تو اس کو اولاد کا نکاح کرنا واجب ہے یا حج کرنا۔

تین سو پچاس روپے جس کے پاس ہوں اس پر حج ہے یا نہیں

(سوال ۱۰) ایک شخص کے پاس مبلغ ما صہ روپیہ جمع ہے آیا اس پر حج فرض ہے یا نہیں چونکہ روپیہ نا کافی معلوم ہوتا ہے اس لئے اس کا ارادہ کنواں بنوانے کا ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے، اگر روپیہ کافی نہ ہو تو سال آئندہ کا انتظار ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر یہ محقق ہو جائے کہ ما صہ روپے میں صرف مکہ معظمہ کی آمد و رفت اور وہاں تا زمانہ حج قیام کے لئے کافی ہو جاوے گا تو حج اس پر فرض ہو گیا۔ کیونکہ حج کے فرض ہونے کے لئے مدینہ شریف کی آمد و رفت کے خرچ کا لحاظ نہ کیا جاوے گا۔ اور اگر کرایہ جہاز وغیرہ کی تحقیق سے یہ معلوم ہو کہ ما صہ روپیہ صرف مکہ معظمہ کی آمد و رفت کے خرچ کو بھی کافی نہیں ہے تو پھر حج فرض نہیں ہوا۔ اس صورت میں اس روپے کو دوسرے کار خیر مثل تعمیر چاہ وغیرہ میں صرف کرنا درست ہے۔ اور بہ صورت نہ فرض ہونے حج کے سال آئندہ کا انتظار لازم نہیں ہے۔ (۲) فقط

ایک شخص کے پاس چھ سو روپے ہیں تو وہ حج کرے یا مکان بنوائے

(سوال ۱۱) ایک شخص کے پاس چھ سو روپیہ ہے اور وہ شخص تین برس سے ارادہ حج کا رکھتا ہے اور اس شخص کے یہاں شریعت کے مطابق پردہ نہیں ہے اور مکان بھی ایسا نہیں کہ پردہ کر سکے تو یہ شخص اس حالت میں کیا کرے۔ مکان بنوائے یا حج کو جاوے۔ اور مکان بنوانے میں روپیہ صرف ہو جانے کا بھی خوف ہے۔

(جواب) اگر چھ سو روپے میں حج کا خرچ اور اہل و عیال کا خرچ واپس آنے تک پورا ہو سکے تو حج اس پر فرض ہے، حج (۱) کرے۔ (۳) فقط۔

اگر مکہ تک کا ہی خرچ ہو مدینہ کا نہ ہو تو حج کرے یا نہیں

(سوال ۱۲) بندہ کی والدہ زندہ ہے اور حج کو دل چاہتا ہے، والدہ کہتی ہیں کہ یا تو مجھ کو ساتھ لے چل یا میرے مرنے کے بعد حج کو جانا۔ اگر میں ساتھ لے جاؤں تو روپیہ اتنا نہیں ہے کہ مدینہ شریف تک دونوں جا سکیں، مکہ شریف تک جا سکتے ہیں، اس صورت میں مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اگر اس قدر روپیہ موجود ہے کہ مکہ شریف تک دونوں جا سکتے ہوں تو حج فرض ہے۔ آپ اپنی والدہ کو لے کر

---

(۱) هو الخ مرة الخ على الفور للعام الاول عند الثانى الخ على مسلم الخ مكلف الخ عما لا بد منه كما مر فى الزكوة الخ (ردالمختار كتاب الحج ج ۲ ص ۲۸۹ . ط.س. ج ۲ ص ۴۵۶) ظفير.

(۲) على مسلم الخ ذى زاد الخ وراحلة الخ فضلا عما لا بدله منه وفضلا عن نفقة عياله الخ الى حين عوده الخ (الدرالمختار) قوله ذى زادا فادانه لا يجب الا بملك الزاد و ملك اجرة الراحلة (ردالمختار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۳ و ج ۲ ص ۱۹۴ ; ط.س. ج ۲ ص ۴۵۸ ، ۴۵۹) تین ساڑھے تین سو روپے میں حج سن ۱۳۳۷ھ میں ممکن تھا اور اسی زمانہ کا فتویٰ ہے۔ اب تو حج میں کم از کم دو ڈھائی ہزار نقد روپے خرچ پڑتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(۳) على مسلم الخ ذى زاد الخ راحلة الخ و فضلا عن نفقة عيا له الخ الى حين عوده (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۳ . ط.س. ج ۲ ص ۴۵۸) ظفير.

حج کرالاویں تاکہ فرض ادا ہو جاوے۔(۱) فقط۔

حج مقدم ہے یا تعمیر مسجد

(سوال ۱۳) زید صاحب نصاب ہے اور ان کی مسجد بھی خراب ہے تو پہلے حج کرے یا مسجد کی تعمیر کراوے اور نیت اس نے دونوں کی کرلی ہے اور روپیہ اتنا ہے کہ ایک کام کرسکتا ہے۔

(جواب) حج فرض ہے، پہلے حج کرنا چاہئے اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو مسجد بھی تعمیر کرادی جاوے، وہ کار ثواب ہے۔(۲) فقط۔

شوہر نے جو روپیہ دیا وہ بیوی کا ہے حج کے لئے کافی ہے تو حج کرے

(سوال ۱۴) ایک عورت کو اس کا لڑکا اور شوہر سات روپیہ ماہوار دیتے ہیں، عورت نے بہت کم خرچ کیا اور حج کے لئے روپیہ جمع کیا۔ اب اس کا شوہر مرگیا تو جو روپیہ عورت نے حج کے لئے جمع کیا تھا وہ عورت کا ہے یا لڑکے کا۔

(جواب) جو روپیہ اس عورت کے شوہر اور لڑکے نے اس کو دیا اس روپیہ کی وہ عورت مالک ہوگئی، اگر وہ روپیہ اتنا ہے کہ حج کے سفر کے لئے کافی ہے اور اس کے محرم کا خرچ بھی اس میں پورا ہوسکتا ہے تو اس عورت کے ذمہ حج فرض ہے اپنے محرم کے ساتھ حج کو جانا چاہئے۔(۳) فقط۔

حج کب فرض ہوتا ہے اور عورت بغیر محرم جاسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵) عورت کو بغیر کسی محرم کے حج کو جانا جائز ہے یا نہیں اور عورت پر حج کس وقت فرض ہوتا ہے اور مرد پر کس وقت فرض ہوتا ہے۔

(جواب) عورت کو حج کو جانا بدون کسی محرم شوہر وغیرہ کے جائز نہیں ہے۔ اور عورت پر حج اس وقت فرض ہوتا ہے کہ اس کے پاس اس قدر روپیہ ہو کہ دونوں کا خرچ وہ اٹھا سکے(۴) یعنی اپنا خرچ اور محرم کا خرچ اٹھا سکے اور مرد کے ذمہ حج اس وقت فرض ہوتا ہے کہ علاوہ اپنے خرچ کے اپنے اہل وعیال کے لئے مدت سفر کا خرچ کافی چھوڑ جاوے اور جو کچھ قرضہ ہو وہ سب ادا کردے۔(۵) فقط۔

عورت نے غیر محرم کے ساتھ حج ادا کرلیا تو فرض ساقط ہوا یا نہیں

(سوال ۱۶) عورت نے غیر محرم کے ساتھ جاکر حج ادا کرلیا تو جو فرض اس کے ذمہ تھا وہ ساقط ہوگیا یا نہ اور عورت پر غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کا گناہ ہے یا نہیں۔

---

(۱) فرض الخ علی حر الخ مکلف الخ ذی زاد الخ ور احلۃ الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۴. ط.س. ج۲ ص ۴۵۵-۴۵۷) ظفیر.

(۲) فرض مقدم ہے . ہو فرض مرۃ علی الفور فی العام الاول عند الثانی واصح الروایتین عن الامام ومالک واحمد فیفسق وترد شہادتہ بتاخیرہ الخ الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۰ . ط.س. ج۲ ص ۴۵۶) ظفیر

(۳) ویعتبر فی المرأۃ ان یکون لہا محرم تحج بہ الخ ونفقۃ المحرم علیہا لانہا تتوسل بہ الی اداء الحج. (ہدایہ کتاب الحج ج ۱ ص ۲۱۵. ط.س. ج۲ ص ۴۶۲) ظفیر. (۴) ومنہا المحرم للمراۃ شابۃ کانت او عجوزا اذا کان بینہا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ ایام الخ وتجب علیہا النفقۃ والراحلۃ فی مالہا للمحرم لحج بہا (عالمگیری مصری کتاب المناسک باب اول ج ۱ ص ۲۶۴) (۵) ومنہا القدر علی الزاد والراحلۃ الخ وتفسیر ملک الزادو الراحلۃ ان یکون لہ مال فاضل عن حاجۃ وہو ماسوی مسکنہ ولبسہ وخدمہ واثاث بیتا قدر ما یبلغہ الی مکۃ ذاہبا وجائیا راکبا، لا ما شیاوسوی ما یقضی بہ دیونہ ویمسک لنفقۃ عیالہ ومرمہ مسکنہ و نحوہ الی وقت انصرافہ کذا فی محیط السرخسی ویعتبر فی نفقتہ ونفقۃ عیالہ الوسط من غیر تبذیر ولا تقتیر کذا فی التبیین (عالمگیری مصری. کتاب المناسک باب اول ج ۱ ص ۲۰۳. ط. ماجدیہ ج۲ ص ۲۵۷) ظفیر.

(جواب) حج اس کا ادا ہو گیا اور فرض ساقط ہو گیا، اور غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کا گناہ اس پر ہوا تو بہ واستغفار کرے۔ در مختار میں ہے ولو صحت بلا محرم جاز مع الکراهة الخ۔(۱) فقط۔

والدہ کی ناراضی کی حالت میں حج کو چلا جائے تو کوئی نقص تو نہیں

(سوال ۱۷) ایک شخص نے اپنی والدہ کی نافرمانی کی اور بحالت ناراضی والدہ حج کو چلا گیا۔ واپس آ کر بھی معافی نہیں چاہی۔ والدہ کا انتقال ہو گیا تو اس کے حج میں کچھ فرق آیا یا نہیں۔

(جواب) اس شخص کا حج تو ادا ہو گیا وہ ایک مستقل عبادت تھی جو ادا کرنے سے ادا ہو گئی، لیکن ماں کی ناراضگی کا جو گناہ اس کی گردن پر ہے اب اس کی مکافات اس کے علاوہ کیا ہو سکتی ہے کہ توبہ واستغفار کے بعد اس پر ایصال ثواب کرے موت کے بعد ایصال ثواب ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اور اس کو اس کا نفع پہنچتا ہے۔(۲) فقط

معالج ضرر کے خیال سے حج سے روکے تو کیا کرے

(سوال ۱۸) زید اپنی استطاعت وغیرہ کے خیال سے ادائے فریضہ حج کے لئے تیار ہے لیکن اس سے وہ اطباء جو اس کے اکثر مالک رہتے ہیں، یہ رائے دیتے ہیں کہ سفر دریا کا مضر ہوگا ثانیاً یہ کہ ملک کے بہت سے حضرات ابن سعود نجدی کی حکومت کی وجہ سے حج کو نہ جانے کی رائے ظاہر کر رہے ہیں، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) جو لوگ ابن سعود نجدی کے تسلط حرمین شریفین پر ہونے کی وجہ سے حج کو جانے اور حج نہ کرنے کی رائے دیتے ہیں وہ راہ صواب سے دور ہیں اور سخت غلطی پر ہیں۔ اور حکم صریح ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلاً(۳) کے خلاف کرتے ہیں اور جس پر حج فرض ہو اور وہ تندرست ہو اور سفر کی طاقت اور قدرت رکھتا ہو اس کو حج کرنا چاہئے اور کسی طبیب کے اس کہنے سے کہ تمہارے لئے دریا کا سفر مضر ہوگا فرض حج کو ترک نہ کرنا چاہئے(۴) فقط۔

جو شخص زکوٰۃ نکالے اس کا حج کے لئے جانا کیسا ہے

(سوال ۱۹) جو صاحب نصاب ہیں مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور حج کے لئے تیار ہیں ان کا حج کو جانا کیسا ہے۔

(جواب) اگر کوئی شخص ایک فرض ادا نہ کرے اور دوسرا فرض ادا کرے تو ظاہر ہے کہ جو فرض ادا کیا جائے گا وہ ادا ہو جاوے گا اور جو فرض ادا نہ ہوگا اس کا گناہ رہے گا۔ بناءً علیہ حج اس کا ادا ہو جاوے گا۔ فقط۔

شاہ ابن سعود کی حکومت میں حج درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۰) سلطان ابن سعود کے تسلط کے بعد سے ارض حجاز میں کامل امن وامان ہے جس کی تصدیق امسال کے حجاج کرتے ہیں لیکن بعض حضرات

سعود کے ہدم قبات واعلان ملوکیت حجاز کی بناء پر اس وقت تک حج کے التواء کا مشورہ دے رہے ہیں جب تک حجاز سے

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحج ص ۲۰۰ .ط.س. ج۲ص۴۶۵. ۱۲ ظفير

(۲) قد يتصف بالحرمة كالحج بما ل حرام و با لكراهة كا لحج بلا اذن ممن يجب استيذانه (در مختار قوله ممن يجب استيذ انه كاحد ابويه المحتاج الى خدمته الخ (ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص).ط.س. ج۲ص۴۵۶ ظفير.

(۳) آل عمران . ۱۰ .

(۴) الحج واجب على الا حرار البا لغين والعقلا ء الا صحاء اذا قدر واعلى الزا دو الراحلة فاضلا عن المسكن وما لا بد منه وعن نفقة عيا له الى حين عوده وكان الطريق امنا وصفه بالوجوب وهو فريضة محكمة ثبتت فرضيتها بالكتاب وهو قوله تعالىٰ ولله على الناس حج البيت الا ية (هداية كتاب الحج ج ۱ ص ۲۱۳) ظفير.

ابن سعود کی حکومت کا اخراج نہ ہو اور منہدم قبہ جات کی تعمیر نہ ہو شرعاً یہ مشورہ صحیح ہے یا نہیں، درصورت ثانی وہ مستطیع حضرات جن پر حج فرض ہو چکا ہے صرف اس مشورہ پر عامل ہو کر ادائیگی فرض میں تاخیر کر دیں اور اس توقف میں خدا نخواستہ اگر موت کے شکار ہو جائیں تو عند اللہ ماخوذ ہوں گے یا نہیں۔

(جواب) یہ مشورہ مانعین حج کا صحیح نہیں ہے اور ایسا مشورہ دینے والے عاصی ہیں، التواءِ فریضہ حج کسی طرح اس صورت میں جائز نہیں ہے، اور جن لوگوں پر حج فرض ہو چکا ہے اگر وہ بدون حج کے یا وصیت بالحج کے فوت ہو جاویں گے تو عند اللہ وہ ماخوذ ہوں گے اور اس وعید کے مستحق ہوں گے جو کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس پر حج فرض ہوا اور اس نے حج ادا نہ کیا اور وہ مر گیا تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے اللہ تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں ہے۔(۱) والعیاذ باللہ تعالیٰ جل ذکرہ۔ فقط

حالت ملازمت میں وجوب حج سے پہلے ایک شخص حج کر چکا ہے کیا اب استطاعت کے بعد پھر حج کرے گا۔

(سوال ۲۱) ایک شخص ملازم ہو کر حج کو گیا، بعد چند سال کے وہ صاحب نصاب ہو گیا تو کیا دوبارہ اس پر حج فرض ہو گا یا نہیں۔

(جواب) دوبارہ اس پر حج فرض نہ ہو گا۔ حج فرض ادا ہو چکا درمختار (۲) فقط۔

شاہان کفار و مشرکین کے اثر میں والی حجاز ہو تو کیا حج جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۲) جب کہ کفار و مشرکین کا اثر خانہ کعبہ و جزیرہ عرب پر ہے اور انہیں کے حسب الاشارہ وہاں کی حکومت حرکت کرتی ہے تو کیا اس حالت میں حج جائز ہے۔

(جواب) بصورت مذکورہ حج فرض ہے پس جن لوگوں پر حج فرض ہے ان کو حج کرنا ضروری ہے قال اللہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً (۳) فقط۔

مستطیع فوراً حج نہ کرے تو گنہگار ہو گا یا نہیں

(سوال ۲۳) شخصی توفیق زاد راحلہ حج میدار د در قلب ارادہ صادق میدارد مگر بسبب گردش زمانہ تاخیر واقع می شود بموجب روایت فوراً آثم میشود دو وجوہ ذیل رفع اثم او می کنند یا نہ۔ اگر در آخر عمر ادا کرد فبہا اگر فوت شد فرض از و ساقط شد یا نہ و وجہ ضعیف مقابل اصح است و یک قوی است وجہ ضعیف قول امام محمد علیہ الرحمۃ انہ علی التراخی شامی باب الحج ص ۲۲۶ ایں وجہ برائے رفع اثم است نہ سقوط فرض۔ وجہ ضعیف قول صاحب قیل واختلف فی سقوطہ اذا لم یکن بد من رکوب البحر فقیل یسقط وقال الکرمانی ان کان الغالب فیہ السلامۃ من موضع جرت العادۃ برکوبہ یجب والا فلا وھو الاصح شامی باب حج ص ۳۳۳۔ وجہ قوی در رکوب بحر بسبب چکر و سر گردانی

---

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زاداً وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یہودیا او نصرانیا الحدیث (مشکوٰۃ کتاب الحج فصل ثانی ج ۲ ص ۲۲۲) ظفیر۔

(۲) ھو الخ فرض الحج مرۃ لان سبب البیت وھو واحد والزیادۃ تطوع (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۰ ط. س. ج۲ ص ۴۵۵، ۴۵۶) ظفیر۔

(۳) عمران . ۱۰ .

وقتے کہ حجاج را در سفر واقع می شود و نماز ہا قضا میشوند پس بروایت ذیل حج از وساقط میشود یا کم از کم رافع اثم تاخیر است: کما صاحب اللباب ان منها ای من الشرائط ان یتمکن من اداء المکتوبات فی اوقاتها قال الکرمانی لانه لا یلیق بالحکمة ۔ اگر رائے جناب مطابق آید فبہا ورنہ بدلائل قطعی تردید فرمایند۔

(جواب) اثم تاخیر را ادائے حج قبل موت ساقط میکند لا غیر و لذا اجمعوا انه لو تراخی کان اداء ا (در مختار) ویسقط عنه الا ثم شامی (۱) و ہرگاہ رکوب بحر را اولاً وجہ ضعیف گفتہ شد و در حقیقت ضعیف است و خلاف اصح است پس آنچہ بر رکوب بحر از گردش راس وغیرہ مرتب اند و از لوازم رکوب بحر اند چگونہ وجہ قوی خواہد شد و فی الدر المختار و العبرة لو حج بها ای العدة المانعة من سفر ها وقت خروج اهل بلدها و کذا سائر الشروط ۔ (۲) و از یں شروط است انچہ از شارح لباب نقل کردہ اند ان منها ان یتمکن من اداء المکتوبات الخ۔ (۳) پس بوقت خروج از بلد ظاہر است کہ برائے مکتوبات متمکن است و ضرورت رکوب بحر و ما یترتب علیه مانع عن الفرضیت نیست۔ پس ایں وجہ را مسقط فرضیت گفتن و از ہمہ کسانان کہ رکوب بحر اوشاں را ضروری باشد حج اسلام را ساقط گفتن کار فقیہ نیست۔ و باید دانست کہ آناں کہ رکوب بحر را مانع عن الفرضیت گفتہ اند ہمیں وجہ دوران راس وغثیان وغیرہ گفتہ اند پس ایں دوران وغیرہ را وجہ مستقل گفتن نشاید و ہرگاہ آں وجہ معتبر نیست، ایں ہم معتبر نہ خواہد شد۔ فقط۔

خلافت میں جھگڑے کی وجہ سے حج چھوڑا نہ جائے

(سوال ۴۴) امسال میرا عزم سفر حج کا ہے مگر خلافت کے بارہ میں جو جھگڑا پیدا ہوا ہے میرے دل میں ایسا خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید ادائے ارکان حج میں کسی قسم کا نقصان یا فتور واقع ہو اور میری صعوبت راہ و اخراجات کثیر فعل عبث ہو جاوے۔ آیا مسئلہ خلافت کو حج سے کسی قسم کا تعلق ہے یا نہیں۔ اور خلیفۃ المسلمین کے نہ ہونے سے حج درست ہوگا یا نہیں۔

(جواب) حج میں اس سے کچھ خلل اور نقصان نہیں ہے آپ شوق سے ارادہ حج بیت اللہ کریں اور زیارۃ حرمین شریفین سے مشرف ہوں۔ (۴) فقط۔

شریف مکہ کی وجہ سے حج کی فرضیت میں فرق نہیں آتا

(سوال ۴۵) علماء پنجاب در بارہ حج بیت اللہ شریف یہ فرماتے ہیں کہ آج کل حج بوجہ اس کے کہ وہ مقام شریف کے قبضہ میں ہے ناجائز ہے۔ کیا یہ درست ہے، کیونکہ میری ہمشیرہ اور برادر کا ارادہ امسال حج کا ہے۔

(جواب) حج بیت اللہ ان لوگوں پر جن کو استطاعت ہو فرض ہے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اب بوجہ مذکورہ حج فرض نہیں رہا ان کو بے تامل حج کا ارادہ کرنا چاہئے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۲. ط.س. ج۲ص۴۵۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۰. ط.س. ج۲ص۴۶۵. ۱۲ ظفیر
(۳) ردالمحتار کتاب الحج ص ۲۰۰ ۱۲ ظفیر
(۴) هو فرض مرة علی الفور بشرط حریة وبلوغ الخ وامن طریق (کنز) وحقیقة امن الطریق ان یکون الغالب فیه السلامة البحر الرائق کتاب الحج ص ۳۳۸ ط.س. ج۲ص۳۰۹ ظفیر.
(۵) هو فرض الخ مرة الخ علی مسلم الخ حر مکلف الخ زاد الخ وراحلة الخ فضلا عما لا بدمنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۶) ط.س. ج۲ص۳۰۹، ظفیر.

عورت شوہر کی اجازت کے بغیر حج کرسکتی یا نہیں

(سوال ۲۶) عورت حج بغیر رضائے شوہر کرسکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) حج فرض کرسکتی ہے۔(۱) فقط۔

بزمانہ شریف مکہ حج ساقط نہیں

(سوال ۲۷) اعتراض کیا جاتا ہے کہ خانہ کعبہ غیر مسلم سیادت میں ہے اب وہ دارالامن نہیں رہا اگرچہ بظاہر ادائے رسوم مذہبی میں کوئی مذاحمت نہ ہو۔ اس حالت میں حج ساقط ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ حج کی ممانعت نہیں ہے اور ارکان حج میں کچھ ممانعت نہیں ہے اور طریق ماموں ہے تو استطاعت زاد وراحلہ کی صورت میں حج کرنا فرض ہے۔ پس بوجہ مذکورہ حج ساقط نہ ہوگا۔(۲) فقط۔

حج کی ادائیگی میں کیا خلیفہ کی موجودگی ضروری ہے

(سوال ۲۸) ادائے حج کے لئے خلیفہ کا موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ تقرر خلیفہ تک حج بند رہے گا یا نہیں۔

(جواب) حج کسی وقت بند نہیں ہوسکتا اور حج کی فرضیت خلیفہ کے ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ و للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً(۳) پس استطاعت سبیل اور استطاعت زاد وراحلہ سے حج فرض ہوجاتا ہے اور جو شروط فقہاء نے مثل امن طریق وغیرہ لکھی ہیں وہ بھی استطاعت سبیل میں داخل ہیں۔ فقط۔

بے پردگی کے خوف سے حج کو ممنوع کہنا غلط ہے

(سوال ۲۹) ایک شخص مع اپنی اہلیہ کے جس پر حج فرض ہے حج کو جانا چاہتے ہیں۔ مگر ایک مولوی صاحب نے ان کو یہ رائے دی کہ چونکہ ریل و جہاز میں مستورات کی بے پردگی ہوتی ہے اس لئے ان کو ہمراہ نہ لے جانا چاہئے بلکہ یہ فتویٰ دینے کے لئے تیار ہیں کہ مستورات کا اپنے محرم کے ساتھ حج کو جانا بوجہ بے پردگی شرعاً ممنوع ہے۔

(جواب) جب کہ کسی عورت پر حج فرض ہو اور محرم یا خاوند ساتھ جانے والا موجود ہو اور ساتھ جاسکے تو اس عورت کو حج کو جانا فرض ہے۔ کسی صاحب کا یہ فتویٰ دینا کہ مستورات کی جہاز و ریل میں بے پردگی ہوتی ہے اس لئے ان کو محرم کے ساتھ جانا بھی ممنوع ہے بالکل غلط ہے مستورات پر بصورت بالا ضرور حج فرض ہے اور محرم کا ساتھ ہونا کافی ہے اور جب کہ برقعہ ہو تو بے پردگی کچھ نہیں ہے۔ یہ خیال بے پردگی کا غلط ہے۔ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اگر خیال اس شخص مانع کا صحیح ہوتا تو کسی زمانہ میں بھی عورتوں پر حج فرض نہ ہوتا۔ الغرض اس شخص کے قول کا اعتبار نہ کریں اور اپنی اہلیہ کو جس پر حج فرض ہے ضرور حج کو لے جاویں۔(۴) فقط۔

جو باپ کے مال سے حج کرچکا ہو کیا اس پر دوبارہ حج فرض ہے

(سوال ۳۰) ایک شخص نے اپنے باپ کے مال سے باپ کی موجودگی میں حج کیا تھا۔ بعد انتقال باپ یہ شخص مالک مال اور قادر زاد وراحلہ ہوا آیا اس پر دوبارہ حج فرض ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق (الحديث) وليس لزوجها منعها عن حجة الا سلام (الدر المختار على ها مش ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۰ .ط.س. ج۲ص۴۶۵) ظفير.

(۲) هو فرض مرة على الفور بشرط حرية و بلوغ الخ وامن طريق (كنز) وحقيقة امن الطريق ان يكون الغالب فيه السلامة (البحر الرائق كتاب الحج ج ۲ ص ۳۳۸ .ط.س. ج۲ص۳۰۹) ظفير.

(۳) آل عمران ۳ . ۳۰۲ . (۴) ومع زوج او محرم الخ لا مراءة حرة ولو عجوزا فى سفر (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۸ .ط.س. ج۲ص۴۶۴) ظفير.

(جواب) اگر پہلا حج بلوغ کے بعد ہوا تو حج فرض ادا ہوگیا دوبارہ حج فرض نہیں ہے۔ درمختار میں ہے فلو جدد الصبی الا حرام قبل وقوفه بعرفة ونوی حجة الا سلام اجزاه الخ وفی ردالمحتار ولو احرم الصبی و المجنون والکا فرثم بلغ او افاق و وقت الحج باق فان جددوا الا حرام بخرجهم عن حجة الا سلام الخ ۔(۱) فقط۔

زکوۃ کے روپے سے حج درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۱) زید استطاعت حج ندارد، بکر اورا از مال زکوۃ خود امداد نمود، آیا حجش جائز خواہد شد یا نہ۔

(جواب) حجش ادا خواہد شد (۲) فقط۔

جس کے لڑکے مراہق ہوں وہ حج کرسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۲) ایک شخص کے دولڑکے مراہق ایک عمہ ماہوار دوسرا للعہ ماہوار کا ملازم ہے اور ایک بھائی ہے۔ کیا یہ شخص ان لڑکوں کی پرورش کرے یا چچا کے سپرد کر کے حج کو جاسکتا ہے کیونکہ اس کو ایک معذور شخص اپنے ہمراہ حج کو لے جانا چاہتا ہے۔

(جواب) اس شخص کو حج کو جانا درست ہے کیونکہ اولاد اس کی محتاج نہیں ہے اور نگرانی ان کی ان کے چچا کے سپرد کردی جاوے۔(۳) فقط۔

حج فرض نہ ہونے کی صورت میں بلا اجازت والدین جاسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۳) اگر حج فرض نہ ہو تو بلا اجازت والدین کے جانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر والدین کو اس کی خدمت کی ضرورت ہے تو جائز نہیں ہے۔(۴) فقط۔

غربت میں حج کر چکا ہے تو کیا اب مالدار ہونے کے بعد دوبارہ حج اس پر فرض ہے

(سوال ۳۴) ایک شخص غریب جس پر حج فرض نہیں ہے وہ کس طریق سے مکہ معظمہ پہنچا اور حج ادا کیا۔ واپس آنے کے بعد وہ غنی ہوگیا تو اب اس پر دوبارہ حج فرض ہے یا وہ حج نفل اس کے لئے کافی ہے۔

(جواب) اس صورت میں اس شخص کے ذمہ سے حج فرض ادا ہوگیا۔ کما فی الشامی بخلاف ما لو خرج لیحج

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار الحج ج ۲ ص ۲۰۱ ۔ ط.س. ج۲ ص۴۶۶ ۱۲ ظفیر۔

(۲) وکره الا غناء وندب الا غناء عن السوال (کنز) ای کره ان یدفع الی فقیر ما یصیر به غنیا وندب الا غناء عن سوال الناس (البحر الرائق باب المصرف ج ۲ ص ۲۶۸) اور زکوۃ دینے والے نے جب دے دی اور اس نے حج ادا کیا تو اس کے درست ہونے میں کیا اشکال ہے۔ واللہ اعلم ۔ کذا لو تصدق به علیه الخ ما لا یحج به لا یجب علیه القبول عند نا الخ فان قبل المال وجب (المسک المتقسط ص ۱۲) ظفیر صدیقی۔

(۳) وفضلا عن نفقة عیاله ممن تلزمه نفقته لتقدم حق العبد الی حین عوده (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۹۷ ۔ط.س. ج۲ ص ۴۶۲) ظفیر۔

(۴) ویتصف بالحرمة کالحج بمال حرام بالکراهة کالحج بلا اذن ممن یجب استیذانه (در مختار) کاحد ابویه المحتاج الی خدمته والا جداد الخ فیکره خروجه بلا اذنهم کما فی الفتح وظاهره ان الکراهة تحریمیة الخ قال فی البحر وهذا کله فی حج الفرض اما حج النفل فطاعة الوالدین اولی مطلقا (ردالمحتار مطلب فیمن حج بمال حرام ج ۲ ص ۱۹۱ ۔ط.س. ج۲ ص۴۵۶) ظفیر۔

عن نفسه وهو فقير فانه عند وصوله الى الميقات صار قادراً لقدرة نفسه فيجب عليه (۱) الخ وفيه ايضا الآفاقى اذا وصل الى ميقات فهو كالمكى الخ ۔(۲) فقط۔

غیر محرم کے ساتھ حج کرنا عورت کے لئے درست نہیں ہے۔

(سوال ۳۳۵) ایک عورت ضعیف شوہر کی اجازت سے تنہا یا دوسرے شخص کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے یا نہیں۔
(جواب) اجنبی لوگوں کے ساتھ سفر کرنا عورت کو درست نہیں ہے، بلکہ ضرورت ہے کہ شوہر یا کوئی دوسرا محرم اس کے ساتھ ہو۔ (۳) فقط۔

یتامیٰ وفقراء کو روپیہ دینے سے حج ادا نہیں ہوتا

(سوال ۳۳۶) زید ۵۵ سال کی عمر کا ضعیف القویٰ شخص ہے لیکن صاحب ثروت ہونے کی وجہ سے اس پر حج فرض ہے۔ تکالیف سفر اور اپنی کمزوری قویٰ جو بلحاظ عمر و مرض کے ہے سفر حج کرنے میں جان کا خطرہ سمجھ کر ادائے فریضہ حج کے لئے ایک معقول اور مناسب رقم یتیموں اور بیواؤں کو یا مدرسہ اسلامیہ میں صرف کر کے اس فرض کو ادا کرنا چاہتا ہے آیا اس کا یہ فعل ادائے فریضہ حج میں شمار ہوگا یا نہیں۔

دوسری شکل یہ ہے کہ اس سرمایہ سے حج بدل کرایا جاوے لیکن جو شخص حج بدل کے واسطے بھی جاوے اس کے لئے کیا شرائط ہیں۔
(جواب) یتامیٰ وفقراء کو دینے سے فریضہ حج سے سبکدوش نہیں ہوسکتا البتہ دوسری صورت یعنی حج بدل کی ہوسکتی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ حج بدل اس سے کراوے جو پہلے حج کر چکا ہو، ورنہ مکروہ ہوگا، اگرچہ حج ادا ہوجاوے گا۔ کذا فی الشامی۔ (۴) فقط۔

غلط افواہ سے حج کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی

(سوال ۳۳۷) چند لوگ جن پر حج فرض تھا، امسال حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتے تھے کہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ شریف مکہ حاجیوں سے بالجبر بیعت لیویں گے کہ امیر المومنین ہم ہیں، امسال حج کو جانا اور شریف مکہ سے بیعت کرنا کیسا ہے۔
(جواب) ایسی خبروں سے حج فرض ساقط نہیں ہوتا۔ لہٰذا جن لوگوں پر فرض ہے ان کو حج کرنا چاہئے اور شریف مکہ سے بیعت کرنا درست نہیں ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الحج عن الغير مطلب فى حج الصرورة ج ۲ ص ۳۳۲ ط.س. ج۲ص۶۰۳ . ۱۲ ظفير
(۲) ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۵ ط.س. ج۲ص۴۶۰ . ۱۲ ظفير.
(۳) ومع زوج او محرم ولو عبدا الخ بالغ الخ عاقل والمراهن كبا لغ غير مجوسى ولا فاسق لعدم حفظهما مع وجوب النفقة لمحرمها عليها لانه محبوس عليها لا مراءة حرة ولو عجن افى سفر الخ وليس عبدها بمجرم لها وليس لزوجها منعها عن حجة الا سلام ولو كان بلا محرم جاز مع الكراهة (در مختار) اى التحريمية للنهى فى حديث الصحيحين الخ (ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۹ و ج ۲ ص ۲۰۰ ط.س. ج۲ص۴۶۶) ظفير.
(۴) العبادة المالية تقبل النيابة من المكلف مطلقا الخ والبدنية كصلاة وصوم لا تقبلها والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيا بة عند العجز الى الموت لا نه فرض العمر حتى تلزم الا عادة بزوال العذر وبشر طية الحج عنه الخ لكنه يشترط لصحة النيا بة اهلية المامور لصحة الا فعال الخ فجاز حج وبشرط امربه ورة الخ وغيره هم اولى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۳۱ . ۳۳۲ ط.س. ج۲ص۵۹۷) ظفير.
(۵) هو فرض مرة على الفور بشرط حرية وبلوغ وعقل وصحة وقدرة زاد و راحلة فضلت عن مسكنه عن لا بدمنه نفقة ذها به وايا به وعيياله وامن طريق (كنز) وحقيقة امن الطريق ان يكون الغالب فيه السلامة كما اختاره الفقيه ابو الليث وعليه الاعتماد (البحر الرائق كتاب الحج ج ۲ ص ۳۳۸ ط.س. ج۲ص۳۰۹) ظفير.

چھوٹے بے ماں کے لڑکے کو چھوڑ کر حج میں جانا کیسا ہے

(سوال ۳۸) ایک شخص ارادہ حج کا رکھتا ہے، لیکن اس کا ایک لڑکا صغیر سن ہے جس کی ماں نہیں ہے۔ لڑکا بغیر والد کے نہیں رہ سکتا۔ البتہ لڑکے کے چچا تایا موجود ہیں، اگر لڑکے کو ان کے پاس چھوڑ کر چلا جائے تو کچھ گناہ تو نہ ہوگا۔

(جواب) حج فرض کو اس وجہ سے چھوڑ نہیں سکتا باپ کے جانے کے بعد لڑکے کے ولی تایا چچا موجود ہیں وہ پرورش کریں گے، البتہ لڑکے کا نفقہ باپ دے کر جاوے۔

بغیر محرم عورت کا حج کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۹) ایک عورت جو کسی طرح محل فتنہ نہیں، ثقہ بھی ہے، اس کے کوئی محرم نہیں۔ اس کا ایک شخص کو جو بظاہر دیندار ہے، اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہے کہ سفر میں اس کی امداد کرے، ایسی صورت میں وہ شخص اس کے ہمراہ سفر کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) روایت فقہیہ جواز کی بعض مشائخ سے بعض معتبرات میں موجود ہے۔ قال الشامی من الحظر و الا باحة فصل البیع وفیه اشارة الی ان الحرة لا تسافر ثلاثة ایام بلا محرم و اختلف فیما دون الثلا ثة وقیل انها تسافر ع الصالحین والصبی والمعتوہ غیر محرمین کما فی ا لمحیط قهستانیؒ عہ اور فصل حداد میں یہ عبارت بھی قابل لحاظ ہے۔ قال فی الدر المختار ولا بد من سترة بینهما فی البائن لئلا یختلی بالا جنبیة ویمکن ان یقال فی الا جنبیة کذلک وان لم تکن معتد ته الا ان یوجد نقل بخلافه بحر۔ (۱) اور بعض وقائع صدر اول کے مثلاً مہاجرت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی زید بن حارثہؓ اور رجل من الانصار کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تک اور امثال اس کے بھی قابل لحاظ ہیں۔ اور واقعی یہ ہے کہ وقائع میں ایک ضرب اجتہاد سے کام لینا پڑتا ہے۔ قال فی الفتح من الخلع والحق ان علی المفتی ان ینظر فی خصوص الو قائع۔ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد انور عفا اللہ عنہ۔

عدت کے اندر سفر حج جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۰) ہندہ کا شوہر فوت ہوگیا عدت پوری نہیں ہوئی، کیا ہندہ ایام عدت میں فریضہ حج ادا کرنے کے لئے سفر کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ہندہ ایام عدة میں فریضہ حج کے لئے سفر نہیں کر سکتی کذا فی الدر المختار (۳) فقط۔

بیوہ غیر مرد کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۱) ایک عورت جس کی عمر ۲۴ برس کی ہے اور وہ بیوہ ہے، ارادہ حج کی کرتی ہے، ایک غیر شخص کے ساتھ جا سکتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۵.۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۲.۱۲ ظفیر.

عہ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ج ۵ ص ۳۴۳ ظفیر صدیقی.

(۳) ومع زوج او محرم الخ مع وجوب النفقه لمحرمها علیها لا مراء ة حرة ولو عجوز افی سفر الخ و مع عدم عدة علیها مطلقا اية عدة كانت (در مختار فلا یجب علیها الحج اذا وجدت (ای العدة) قوله ای عدة کانت ای سواء کانت عدة وفات او طلاق بائن او رجعی (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۸ و ج ۲ ص ۱۹۹ ولا تحزج معتدة رجعی او بائن الخ عن بیتها اصلا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۲) ظفیر.

(جواب) بدون محرم کے ساتھ لئے عورت کو سفر کرنا درست نہیں ہے اور اس حالت میں حج اس پر فرض نہیں ہے۔(۱) فقط

پانچ سو روپیہ بتایا، قبضہ میں نہیں کرایا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱ /۴۲) زید کے باپ نے روپیہ اس قدر چھوڑا کہ حج کے قابل تھا مگر وقت مرگ والد زید موجود نہ تھا بلکہ اس کا بیٹا عمر تھا۔ اس نے ڈیڑھ ہزار روپیہ چرایا اور خرچ کر ڈالا، بعدہ مرض الموت میں پانچ سو روپیہ عمر کے دادا نے اس کو بتایا کہ فلاں جگہ سے نکال لو۔ اب فرمائے کہ یہ پانچ سو روپیہ ملک عمر کی ہے؟ اور حج اس پر فرض ہے یا نہیں۔

مرض الموت کے وقت ہبہ کے لئے کیا شرط ہے

(سوال ۲ /۴۳) بہشتی زیور حصہ پنجم میں ہے کہ مرض الموت میں ثلث کے ہبہ میں قبضہ شرط۔ تو اگر کہ والد زید کا کل دو ہزار روپیہ تھا جس میں سے پانچ سو روپے اس نے عمر کو بتلائے مگر قبضہ نہیں کرایا تو وہ مالک اس روپے کا ہوا یا نہیں؟ اور حج فرض ہوا یا نہیں؟

پوتے نے جو روپیہ چرایا وہ تمام ورثہ کا حصہ ہے

(سوال ۳ /۴۴) زید جب مرا تو اس کے وارث دو بیٹے ایک بیٹی تھی اور عمر جو اس کا بیٹا ہے وہ ان پانچ سو روپے کو جو دادا نے دیئے تھے کھا پی چکا تھا مگر ڈیڑھ ہزار روپیہ جو دادا کا اس نے چرایا تھا اس میں کا چار سو روپیہ باقی ہے تو آیا اس چار سو روپے کو ملک عمر سمجھا جاوے گا یا اس کو سب ورثہ پر حسب حصص تقسیم کیا جاوے گا؟ اور اس میں سے جو اس کے حصہ کا ہوگا وہ اگر حج کے قابل ہو تو حج فرض ہوگا؟

مکان کا مالک ہو تو کیا حج فرض ہو جاتا ہے

(سوال ۴ /۴۵) ایک شخص کے پاس نیچے کا مکان زاید از حاجت ہے مگر اوپر جو اس کے مکان ہے اس میں وہ خود رہتا ہے، پس اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

جائداد کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۵ /۴۶) ایک شخص کسی پنشن سے گذر اوقات کرتا ہے اور جائداد بھی ہے کہ وہ گذارے کو کافی نہیں اور اس پر مدار بھی ہے۔ لیکن جائداد اس قیمت کی ہے کہ اگر اس کو فروخت کرے تو حج ہو سکتا ہے اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

ہبہ میں روپیہ ملا تو حج فرض ہوا یا نہیں

(سوال ۶ /۴۷) جس شخص نے کسی عزیز غیر وارث کو بلا اجازت ورثہ اس قدر روپیہ دیا کہ وہ حج کو کافی ہے تو اس پر حج فرض ہو جاوے گا؟

حج کے زمانے سے پہلے روپیہ تھا بعد میں قرض دے دیا اور وصول نہ ہوا تو کیا حکم ہے

(سوال ۷ /۴۸) ایک شخص کے پاس ماہ صفر میں اس قدر روپیہ ہوا کہ حج کو چلا جائے مگر ربیع الثانی میں کسی کو قرض

---

(۱) ھو فرض علی مرۃ علی الفور بشرط حریۃ الخ و محرم او زوج لا مرۃ فی سفر (کنز) لما فی الصحیحین لا تسافر امراءۃ ثلاثا الا ومعھا محرم وزاد مسلم فی روایۃ اوزوج وروی البزاز لا تحج امراءۃ الا و معھا محرم الخ او اشار المصنف الی ان امن الطریق و المحرم من شرائط الوجوب (البحرالرائق کتاب الحج ج ۲ ص ۳۳۸ و ج ۲ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۲ ص ۳۰۹) ظفیر.

دے دیا اور اب تک وصول نہیں ہوا تو اس شخص پر حج فرض ہوا یا نہیں؟ مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی فرماتے تھے (۱) کہ حج فرض ہوتا ہے کہ جب اس شہر سے سفر حج جانے کا زمانہ ہو اس وقت شرائط پائی جائیں۔ تجربہ سے یہاں کے لوگوں کا جانا ماہ شوال میں ہوتا ہے فقط۔

(جواب) (۱) اس پانچ سو روپے کا بھی عمر مالک نہیں ہوا۔ (۲) پس اس روپے کی وجہ سے بھی حج فرض نہیں ہوا۔

(۲) جو رائے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی ہے، بندہ کے نزدیک صحیح ہے۔

(۳) کل دو ہزار میں سے عمر کو حصہ پہنچے گا مگر جو چار سو روپے موجود ہیں، یہ سب دیگر ورثہ کو دیدے۔ عمر کا حصہ اس میں محسوب نہ ہوگا جو وہ صاف کر چکا بعد وضع اپنے حصہ کے باقی سب دیگر ورثہ کو دے دیوے اور جب کہ اس کے پاس کچھ باقی نہ رہے گا تو حج فرض نہ ہوگا۔ فقط۔

(۴) یہی صحیح ہے کہ عمر پر حج فرض نہیں ہوا۔ فقط ومنه المسكن ومرمنه ولو كبير ايمكنه الا ستغناء ببعضه والحج بالفاضل فانه لا يلزمه بيع الزائد (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۲)

(۵) اگر جائداد گذر اوقات سے زیادہ نہیں تو حج اس پر نہیں ہوا اور فروخت کرنا اس کا ضروری نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ملک غیر سے بسر اوقات کرنا شرعاً معتبر نہیں ہے۔ اپنی ہی آمدنی کا لحاظ کیا جاتا ہے اور شریعت میں لحاظ جائز آمدنی کا ہے۔ (۳)

(۶) اگر وہ روپیہ ثلث سے زیادہ نہیں تو حج فرض ہو جاوے گا۔

(۷) جو کچھ مولانا حسین احمد صاحب نے اس بارہ میں فرمایا صحیح ہے۔ فقط۔

والدین کی رضا کے بغیر نفل حج کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۹) رفتن برائے حج نفل بدون رضاء والدین جائز است یا نہ؟

(جواب) حج نفل بدون رضائے والدین نباید کرد (فی الدر المختار قد يتصف بالحرمة كا لحج بمال حرام وبالكراهة كا لحج بلا اذن ممن يجب استيذ انه الخ قال الشامی ج ۲ ص ۲۴۵) اما حج النفل فطاعة الوالدين اولى مطلقاً كما صرح به فى الملتقط ج ۲ ص ۱۹۱ على هامش ردالمحتار)

فریضہ حج کی ادائیگی میں تاخیر جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۰) اگر بر کسے حج فرض شدہ باشد در ادائیگی تاخیر کردن جائز است یا نہ؟ واگر والدین از سفر حج مانع آیند از جہت آنہا مؤخر کردن جائز است یا نہ؟

(جواب) بصورت فرض شدن حج تاخیر نباید کرد۔ اگر والدین منع کنند باز نہ آید البتہ اگر والدین محتاج خدمت ایں کس باشند و ہیچ خادم دیگر نہ باشد مؤخر کن۔ (قال فی الدر المختار وقد يتصف بالحرمة كالحج بما ل حرام وبالكراهة كالحج بلا اذن ممن يجب استيذ انه . قال الشامی كاحد ابويه المحتاج الى خدمة الخ شامی ج۲ ص ۱۹۱ وقال فى الدر المختار ، فرض مرة على الفور فى العام الاول عند الثانى

---

(۱) مراد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سابق صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند ہیں۔
(۲) چونکہ یہ ہبہ ہے جس کے لئے قبضہ شرط ہے۔ جمیل الرحمن۔
(۳) وان كان صاحب ضيعة ان كان له من الضياع ما لو باع يكفى الزاد والرا حلة ذاهبا وجائيا ونفقة عيا له وا ولاده ويبقى له من الضيعة قدر ما يعيش بغلة الباقى يفترض عليه الحج والا فلا (عالمگیری ص ۲۰۴ .ط.س. ج۲ ص۲۱۸)

واصح الروایتین عن الا مام الخ. در مختار مختصراً ج ۲ ص ۱۹۱ علی هامش ردالمحتار)

مہر دین مقدم ہے یا حج

(سوال ۵۱) اگر برکسے حج فرض شدہ باشد وزوجہ ئش مانع شد وگوید کہ مہر ادا کن دریں صورت کہ نزدش برائے ادائیگی مہر سوائے ایں مال دیگر نیست برآں کس فریضہ حج ادا کردن لازم است یا ادائیگی مہر زوجہ؟

(جواب) بصورت فرضیت حج اگر زوجہ مانع شود وگوید کہ مہر اداء کردن لازم است حج را مئوخر کند ومہر ادا کند۔(۱) فقط

عورت حج کے لئے غیر محرم کے ساتھ جانا چاہے تو شوہر روک سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۵۲) ایک عورت حج کے لئے اپنے پھوپی زاد بھائی اور خالہ زاد بہن اور دیگر عورتوں کے ہمراہ جانا چاہتی ہے، شوہر روکتا ہے، آیا شرعاً شوہر اس کو روک سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر عورت کے ذمہ حج فرض ہو تو شوہر اس کو حج سے نہیں روک سکتا اگر شوہر ساتھ نہ جائے تو دوسرے محرم کے ساتھ حج کرسکتی ہے اور بلا محرم کے جانا مکروہ تحریمی ہے۔ کما قال فی الدر المختار لیس لزوجها منعها عن حجة الا سلام ولو حجت بلا محرم جاز مع الکراهة الخ ای التحریمیة الخ شامی۔(۲) اور پھوپی زاد بھائی محرم نہیں ہے۔ اس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں ہے(۳) اسی طرح عورتوں کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں ہے۔ یہ اصل مذہب ہے۔ (۴) اور بعض نے کہا اگر صلحاء کے ساتھ سفر کرے تو درست ہے وقیل انها تسا فر مع الصالحین والصبی والمعتوه غیر محرمین کما فی المحیط عن القهستانی۔(۵) فقط۔

پیر غیر محرم کے ساتھ عورت حج کا سفر کرسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۳) ایک عورت بیوہ جو صاحب نصاب ہے وہ اپنے غیر محرم پیر کے ساتھ حج کرنا چاہتی ہے تو جائز ہے یا نہیں۔(۶) اگر یہ عورت صرف مستورات کے ساتھ مل کر جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز نہیں ہے، شامی میں ہے وفیه اشارة ان الحرة لا تسافر ثلاثة ایا م بلا محرم الخ(۲) جائز نہیں۔(۷) فقط۔

---

(۱) قال الشامی تحت قول الدر المختار ممن یجب استیذ انه وکذا الغریم لمدیون لا مال له یقضی به و بالا ذن فیکره خروجه بلا اذنهم کما فی الفتح وظاهره ان الکراهة تحریمیة ولذا عبر الشارح بالوجوب الخ (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۱) ظفیر ص ۱۵۲. ط.س. ج۲ ص۴۵۶.

(۲) ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۰. ۱۲ ظفیر

(۳) والمحرم من لا یجوز له منا کحتها علی التابید بقرابة او رضاع اوصهریة (ردالمحتار کتاب الحج تحت قوله مع زوج او محرم ج ۲ ص ۱۹۹. ط.س. ج۲ ص۴۶۴) ظفیر.

(۴) ویعتبر فی المراءة ان یکون لها محرم تحج به او زوج ولا یجوز لها ان تحج بغیر هما وقال الشافعی یجوز لها الحج اذا خرجت فی رفقة ومعها نساء ثقات لحصول الا من بالمرا فقة ولنا قوله علیه الصلاة والسلام لا تحجن امراء ة الا معها محرم ولانها بدون المحرم یخا ف علیهاالفتنه وتزداد بانضمام غیر ها الیها ولهذا تحرم الخلوة بالا جنبیة وان کان معها غیرها (هدایه علی هامش فتح القدیر کتاب الحج ج ۲ ص ۱۲۸)(۵) ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج ۵ ص ۳۴۳. ط.س. ج۲ ص۳۹۰. ظفیر. صدیقی.(۶) دیکھئے ردالمختار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۹) ویعتبر فی المراء ة ان یکون لها محرم تحج به اوزوج ولا یجوز بها ان تحج بغیر هما اذا کان بینها وبین مکة مسیرة ثلاثة ایام (هدایه علی هامش فتح القدیر کتاب الحج ج ۲ ص ۱۲۸. ط.س. ج۲ ص۴۶۴) (۷) ومع زوج او محرم الخ مع و جوب النفقة لمحرمها علیها الخ لامراء ة (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۸ و ج ۲ ص ۱۹۹) وروی البزاز لاتحج مراء ة الا ومعها محرم (البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۸. ط.س. ج۲ ص۳۱۴)

کیا عورت ان عورتوں کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے جو اپنے محرم کے ساتھ جارہی ہیں

(سوال ۵۴) ایک بیوہ عورت جس کا کوئی محرم ساتھ نہیں ہے حج کو جانا چاہتی ہے باقی اور عورتیں اپنے اپنے خاوندوں کے ہمراہ جارہی ہیں۔ زنانہ ساتھ دیکھ کر یہ بھی تیار ہوگئی تو کیا بغیر محرم جاسکتی ہے اور اگر کوئی منع کرے تو اس کی کیا سزا ہے۔

(جواب) جب تک اس عورت بیوہ کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو اس وقت تک اس پر حج فرض نہیں ہے اور جانا جائز نہیں ہے۔(۱) فقط

محرم عرفات میں نہ پہنچا تو حج ہوا یا نہیں

(سوال ۵۵) محرم یوم نحر کی طلوع فجر سے پہلے عرفات میں پہنچ گیا لیکن اس قدر فاصلہ رہا کہ میدان عرفات میں پہنچتے پہنچتے فجر طلوع ہوجائے گی، البتہ اگر وہ پتھر پھینکے تو وہاں پہنچ سکتا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ محرم کے پتھر کا پہنچنا محرم ہی کا پہنچنا سمجھا جائے گا اور اس کا حج ہوجائے گا تو کیا یہ صحیح ہے۔

(جواب) یہ قول اس شخص کا غلط ہے، میدان عرفات میں سے کسی جزء میں پہنچ جانا محرم کا ضروری ہے اگرچہ ایک لحظہ کے لئے ہو، بدون عرفات میں گذرنے کے حج نہ ہوگا۔ چنانچہ شرح لباب المناسک میں ہے کہ شرط ثالث وقوف عرفہ کی مکان عرفات ہے فلو اخطاه لم يجز وقوفه بغير عرفة ولو ببطن عرنة الى ان قال الخامس كينو نته بعرفة فى وقته الخ ولو لحظة. (۲) فقط

جب خود اپنے ذمہ حج فرض ہے تو والد کو حج ...... کرانے سے اس کا فرض ادا ہوگا یا نہیں

(سوال ۵۶) ایک آدمی کے ذمہ حج فرض ہے لیکن اس کے والدین کے پاس اس قدر مال نہیں جو حج کرسکیں، اب اس آدمی کو خود حج کرنا چاہئے یا اپنے باپ کو بھیج کر حج کرادے۔ اگر باپ کو حج کرادے گا تو اس کے ذمہ سے فرض ادا ہوجائے گا۔ یا نہیں۔

(جواب) اس کو خود حج کرنا چاہئے۔ اگر باپ کو حج کراوے گا تو پھر بھی اس کو خود اپنا حج کرنا لازم ہے۔ (۳) فقط۔

حج سے پہلے یا بعد میں زنا کرنے والے کا حج ہوا یا نہیں

(سوال ۵۷) ایک شخص نے ایک شوہردار عورت کو بہکا کر اپنے گھر میں ڈال لیا اور کئی ماہ تک اس سے زنا کرتا رہا، اس کے بعد حج کو گیا، واپس آکر پھر بدستور بدکاری میں مشغول رہا۔ اب اس عورت کے شوہر نے مجبور ہوکر اس کو طلاق

---

(۱) ومع زوج او محرم الخ مع وجوب النفقة عليها لمحرمها الخ لا مرا ء ة حرة ولو عجوز افى سفر (ايضا ج ۲ ص ۱۹۸ ط.س. ج۲ص ۴۶۴) ہدایہ میں ممانعت کی صراحت موجود ہے۔ دیکھئے فتح القدير كتاب الحج ج ۲ ص ۱۲۸) ظفیر. (۲) المسلک المتقسط ص ۱۰۴) والحج فرضه ثلاثة الاحرام الخ والوقف بعرفة فى اوانه (در مختار) وهو من زوال يوم عرفة الى قبيل طلوع فجر النحر (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۲ ط.س. ج۲ص ۴۶۴) اما زمانه فزمان الوقف من حين تنزول الشمس من يوم عرفة الى طلوع الفجر الثانى من يوم النحر حتى لو وقف بعرفة فى غير هذا لوقت كان وقوفه وعدم وقوفه سواء لانه فرض موقت الخ كذا من لم يدرک عرفة بنهار ولا بليل فقد فاته الحج الخ اما القدر المفروض من الوقوف نهو كينو نته بعرفة فى ساعة فى هذا الوقت فمتى حصل اتيانها فى ساعة من هذا الوقت تادى فرض الوقوف سواء كان عالما او جا هلا نائما او يقظان مضيقا او معمى عليه وقف بها او مر وهو يمشى او على الدابة او محمولا (بدائع الصنائع كتاب الحج فصل ركن الحج ج ۲ ص ۱۲۵ و ج ۲ ص ۱۲۷) ظفیر.

(۳) والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيا بة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت لانه فرض العمر حتى تلزم الاعادة بزوال العذر (الدر المختار على هامش ردالمحتار با ب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲۶ و ج ۲ ص ۳۲۷ ط.س. ج۲ص ۵۹۸) ظفیر.

دے دی ہے۔ بعد عدت کے زانی نے اس سے نکاح کرلیا ہے تو اس شخص کا حج ہوا یا نہیں۔
(جواب) حج اس کا صحیح ہوگیا اور قائم رہا اور دوبارہ حج کرنا اس پر فرض نہیں ہے۔(۱) فقط۔
(البتہ زنا کاری کا گناہ ہوگا۔ مگر اس کی وجہ سے حج کی ادائیگی پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ ظفیر۔)

یوم جمعہ اگر عرفہ کے دن پڑے تو کیا یہ ستر حج سے افضل ہے

(سوال ۵۸) یوم عرفہ اگر جمعہ کے دن واقع ہو تو وہ ستر حج سے افضل ہے (جو غیر جمعہ میں ہو) یا نہیں۔ چنانچہ بحر الرائق میں ہے وقد قیل اذا وافق یوم عرفة یوم جمعة غفر لا هل كل الموقف وانه افضل من سبعين حجة غير يوم الجمعة كما ورد فی الحديث الشريف انتهیٰ. لیکن صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں ولكن نقل المناوی عن بعض الحفاظ ان هذا حديث باطل لا اصل له انتهیٰ آیا یہ روایت واقعی باطل ہے۔ ایک روایت ابو ہریرہؓ سے حافظ سخاوی نے کتاب فضائل اعمال میں نقل کی ہے۔ عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم ان الله عزو جل خلق الايام واختار منها يوم الجمعة فكل عمل يعمله الا نسان يوم الجمعة يكتب له سبعين حسنةً الحديث۔ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) صاحب درمختار نے اسی کو اختیار فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز اگر وقوف عرفہ ہو تو وہ حج ستر حج سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے جو کہ غیر جمعہ میں ہو اور یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر بھی عمل ہوسکتا ہے كما فی الدر المختار ، عن الرملی فيعمل به فی فضائل الا عمال وان انكره النووی (۲) بہر حال جمعہ کے وقوف کو فضیلت ضرور ہے۔ پس اگر سبعین حجۃً کی روایت میں ضعف بھی ہو تو اصل فضیلت کے منافی نہیں ہے اور ایسے امور میں قطعی حکم نہیں دیا جاتا اور نہ اس کی ضرورت ہے اور حافظ سخاویؒ نے جو حدیث فضائل اعمال میں اس مضمون کی نقل کی ہے وہ اگر صحیح ہو تو مطلب حاصل ہے اور اگر ضعیف بھی ہو تو کچھ قدح نہیں ہے كما مر عن قبوله فی فضائل الا عمال والله عنه علم الكتاب وهو اعلم بالصواب۔ فقط۔

عورت خود بھی بیمار ہو اور اس کا محرم بھی تو کیا کرے

(سوال ۵۹) ایک شخص فریضہ حج ادا کر چکا ہے مگر اس کی بیوی نے نہیں کیا، اب ان کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ میاں بیوی دونوں بخوبی حج کر سکتے ہیں، لیکن مرد کمزور اور دائم المریض ہے اور بیوی بھی کمزور ہے مگر ایسے کمزور نہیں ہیں کہ چل پھر نہ سکیں۔ دیگر اس وقت حجاز میں راستہ کی تکلیفات زیادہ ہیں۔ پس مذکورہ حالات میں دونوں کے لئے حج کو جانا ضروری ہے یا اس قدر روپیہ مدارس اسلامیہ کو بطور خیرات دے دینا بہتر ہے۔

(جواب) جب کہ اس کی زوجہ پر حج فرض ہے تو اس کو حج کرانا چاہئے اور چونکہ عورت کو محرم کے ساتھ لینے کی ضرورت ہے تو خواہ شوہر ساتھ ہو یا کوئی دوسرا محرم، یہ اختیار ہے کہ اگر سر دست بوجہ عدم اطمینان کے سفر حج میں

---

(۱) هو ای الحج الخ فرض الخ مرة لا ن سببه البيت وهو واحد (در مختار) ولا يتكرر الواجب اذا لم يتكرر سببه ولحديث مسلم يا ايها الناس قد فرض عليكم الحج فحجو افقال رجل اكل عام يا رسول الله فسكت حتى قالها ثلاثا فقال رسول الله لو قلت نعم لو جبت ولما استطعتم (ر دالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۰ . ط.س. ج۲ ص ۴۵۴ . ۴۵۵) ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار عند باب وضو مطلب فی بيان ارتقاء الحديث الضعيف الى مرتبته الحسن ج ۱ ص ۱۱۹). ط.س. ج۲ ص۱۲۸ . ۱۲ ظفير.

تأمل ہے تو انتظام کیا جاوے کہ جس وقت خبریں اطمینان کی آجاویں اس وقت ارادہ کیا جاوے (۱) غرض یہ کہ فریضہ حج، حج کرنے سے ہی ادا ہوگا۔ مدارس وغیرہ میں دینے سے حج ادا نہ ہوگا۔ فقط۔

قرض دار بغیر قرض ادا کئے حج کو جاسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۶۰) اگر کوئی شخص حج کو جانا چاہے اور وہ قرض دار ہو تو اس کو حج کو جانے سے پہلے قرض ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اور بغیر قرض ادا کئے حج کو جاسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے وغیرها سنن، و اداب کان یتوسع فی النفقة ویحا فظ علی الطهارة وعلی صون لسانه ویستاذن ابویه و دائنه و کفیله الخ۔ اور شامی میں ہے و کذا یکره بلا اذن دائنه و کفیله و الظاهر انها تحریمية لا طلا قهم الكراهة ویدل علیه قوله فیما مرفی تمثیله للحج المکروه کالحج بلا اذن مما یجب استیذانه فلا ینبغی عده ذالک من السنن و الا داب الخ (۲) ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حج میں جانے کے وقت اجازت لینا یا مستحب ہے یا واجب۔ ادائے قرض کا ضروری ہونا ثابت نہیں۔

(۱) مع امن الطریق بغلبة السلامة الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمختار کتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۷۔ ط۔س۔ ج۲ ص ۵۶۳) ظفیر۔
(۲) دیکھئے ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۵۔ ط۔س۔ ج۲ ص ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۱۲ ظفیر۔

دوسرا باب

ارکان وواجبات حج

جس عورت کو ایام حج میں حیض آئے، وہ حج کیسے کرے

(سوال ۶۱) مستورات زمانہ حج میں ایام ہونے کی حالت میں ارکان حج کیسے ادا کر سکتی ہیں۔

(جواب) سوائے طواف کے جملہ ارکان ادا کرے اور طواف فرض کی قضاء بعد طہارت کے کرے اور طواف سنت و واجب ساقط ہے۔(۱) فقط۔

عرفات میں کس وقت حاضری ضروری ہے کہ حج ہو جائے

(سوال ۱/۶۳) عرفات پر حجاج کس وقت تک پہنچنے پر حج میں شامل ہو سکتے ہیں۔

خطبہ حج کا وقت کیا ہے

(سوال ۲/ ۶۳) خطبہ حج کس وقت شروع اور کس وقت ختم ہوتا ہے۔

غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے واپس ہو جائے تو دم واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۳/۶۴) اگر غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے آجاوے تو دم واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب)(۱) یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے زوال کے بعد سے یوم نحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی شب میں صبح صادق سے پہلے جس وقت بھی عرفات پر پہنچ جاوے فرض ادا ہو جاتا ہے اور حج ادا ہو جاتا ہے۔(۲)

(۲) حج میں تین خطبے ہیں، ایک ساتویں ذی الحجہ کو مکہ معظمہ میں، دوسرا نویں ذی الحجہ کو عرفات میں بعد زوال شمس قبل از نماز ظہر کے اور تیسرا خطبہ گیارہ ذی الحجہ کو منی میں اور تفصیل ان کی کتابوں میں ہے۔(۳)

(۳) غروب آفتاب تک رہنا چاہئے، اگر قبل از غروب آفتاب واپس آگیا تو دم لازم ہے۔ کذا فی الشامی(۴)

عرفات کی حاضری کا وقت کیا ہے

(سوال ۶۵) حاجی کو عرفات پر کون سے دن اور کس وقت پہنچنا چاہئے۔ حاجی کے لئے عرفات پر پہنچنے کا انتہائی وقت کون سا ہے جس سے کہ اس کا حج ساقط نہ ہو، یعنی حج ادا ہو جاوے۔ حاجی کو عرفات سے مزدلفہ کی طرف کس وقت لوٹنا چاہئے

---

(۱) واذا حاضت المرأة عند الاحرام اغتسلت واحرمت وصنعت كما يصنعه الحاج غيرا نها لا تطوف بالبيت حتى تطهر لحديث عائشةؓ (هدايه باب التمتع ج ۱ ص ۲۴۲) ظفير.

(۲) الحج فرضه ثلاثة الاحرام الخ والوقوف بعرفة في اوانه (در مختار) وهو من زوال يوم عرفة الى قبيل طلوع فجر النحر (ردالمحتار كتاب ج ۲ ص ۲۰۲ .ط.س. ج۲ص۴۶۷) ظفير.

(۳) فاذا كان قبل يوم التروية بيوم خطب الامام خطبة يعلم فيها الناس الخروج الى منى والصلوٰة بعرفات والوقوف والافاضة الخ ثم يتوجه الى عرفات فيقيم بها الخ واذا زالت الشمس يصلى الامام بالناس الظهر و العصر فيبتدأ بالخطبة فيخطب خطبة يعلم فيها الناس الوقوف بعرفة الخ ويخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة كما فى الجمعة الخ (هدايه باب الاحرام ج ۱ ص ۲۲۵) قوله و بعد الزوال ثانى النحر قال فى اللباب ثم اذا كان اليوم الحادى عشر و ثانى ايام النحر خطب الامام خطبة واحدة بعد صلاة الظهر لايجلس فيها كخطبه اليوم السابع يعلم الناس احكام الرمى وما بقى من امور المناسك وهذه الخطبة سنة وتركها غفلة عظمية اه (ردالمحتار فصل فى الاحرام مطلب فى حكم صلاة العيد ج ۲ ص ۲۵۲ .ط.س. ج۲ص۵۲۰) ظفير.

(۴) .ط.س. ج۲ص۵۰۳ ثامن الشهر خرج الى منى الخ ومكث بها الى فجر عرفة ثم بعد طلوع الشمس راح الى عرفات الخ واذا غربت الشمس اتى مزدلفة (در مختار) قوله اذا غربت الشمس الخ بيان للواجب حتى لو دفع قبل الغروب فان جاوز حدود عرفة لزمه دم (ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۲۳۶ .ط.س. ج۲ص۵۰۸) ظفير.

اوراس کی انتہا کہاں تک ہے۔ اگر کوئی حاجی عرفہ کے دن شام کو بعد غروب آفتاب عشاء کے وقت یا بعد دو پہر رات کے وقت یعنی عید کی رات میں عرفات پر پہنچا تو اس کا حج ادا ہوا یا نہ ہوا۔ اگر ادا ہو گیا تو پھر رات کو مزدلفہ کی طرف کب لوٹے گا
(جواب) وقت مستحب عرفات کی طرف جانے کا یہ ہے کہ یوم عرفہ میں بعد طلوع شمس منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہو اور وہاں پہنچ کر حسب قاعدہ نماز ظہر وعصر سے فارغ ہو کر وقوف عرفات کرے اور وقوف عرفات کا وقت زوال یوم عرفہ سے طلوع فجر یوم نحر تک ہے یعنی دسویں تاریخ کی تمام رات بھی وقوف کا وقت ہے اور اس عرصہ میں کسی وقت بھی عرفات پر پہنچ گیا تو فرض وقوف ادا ہو گیا اور مزدلفہ کی طرف لوٹنے کا مستحب وقت تو وہی ہے جو معروف ہے کہ بعد غروب آفتاب یوم عرفہ عرفات سے چل کر مزدلفہ پہنچے اور رات کو وہاں رہے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ کر وقوف مزدلفہ کرے اور وقت اس وقوف کا طلوع فجر یوم نحر سے طلوع آفتاب تک ہے اور یہ وقوف واجب ہے۔ اور جو حاجی عرفہ کے دن شام کو بعد غروب آفتاب یا بوقت عشاء یا اس کے بھی بعد صبح صادق سے پہلے پہلے عرفات پر پہنچ گیا، اس کا حج صحیح ہو گیا۔ وہ عرفات پر کچھ ٹھہر کر اسی وقت وہاں سے لوٹ کر مزدلفہ پہنچ کر وقوف مزدلفہ بھی اگر وقت وقوف مزدلفہ کا باقی ہو کر لیوے تا کہ واجب ساقط نہ ہو۔ اور اگر وقوف مزدلفہ نہ ہو سکا کہ (۱) اس کا وقت نہ ملا تو ترک واجب ہوا۔ دم دیوے باقی تفصیل مناسک حج کی معروف و مشہور ہے اور کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فلیراجع فقط۔

طواف وداع نہ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۶) زید حج فرض ادا کرنے کے لئے بیت اللہ روانہ ہوا۔ چونکہ زمانہ حج کا زیادہ باقی رہا تھا، زید نے اور اس کے ہمراہیوں نے یلملم کے پہاڑ سے اس وجہ سے احرام نہیں باندھا کہ اول مدینہ منورہ حاضری کا قصد کر لیا چنانچہ اول مدینہ طیبہ پہنچ کر شرف زیارت روضہ اقدس حضور ﷺ حاصل کیا، وہاں سے رخصت ہو کر بیت اللہ شریف کو آیا۔ بمقام رابغ زید نے بہ نیت ادائے حج احرام باندھا اور جب حرم شریف کے اندر داخل ہوا تو طواف داخلی اور ارکان حج ادا کئے۔ اس کے بعد پھر ایک مرتبہ طواف کیا، بعدہ سخت بیمار ہو گیا پھر ے ذی الحجہ کو وقت روانگی عرفات طواف بحالت مرض چار پائی پر کیا۔ عرفات میں میدان مخصوص میں داخل ہو کر خطبہ سنا اور تمام دیگر ارکان حج صفا و مروہ اثناء راہ میں ادا کئے۔ پھر مقام منیٰ میں ۱۳ ذی الحجہ تک مثل دیگر حجاج کے قیام کیا اور اسی تاریخ ۱۳ کو احرام کھول دیا اور سر منڈوا دیا جیسا کہ اور حجاج نے کیا۔ دوسرے روز بیت اللہ شریف کو واپس آیا مگر بوجہ علالت کے پا پیادہ خود طواف واپسی حرم شریف نہ کر سکا ، گو مثل ے تاریخ کے چار پائی پر کر لینا ممکن تھا مگر طواف و دیگر اہالیان دیار نے یہ مسئلہ اس کو بتلا دیا کہ طواف واپسی کی اب ضرورت نہیں ہے اس وجہ سے طواف واپسی نہیں کرایا گیا اور اسی حالت بیماری میں زید اپنے وطن کو واپس چلا آیا اور اس کو عرصہ تخمیناً دو سال کا گذر گیا اور اپنی زوجہ سے مجامعت برابر کرتا رہا۔ علماء ہند سے جب اس طواف کی بابت مسئلہ دریافت کیا گیا تو بعض نے طواف واپسی واجب فرمایا کہ یہ بھی رکن ہے، جب تک نہ کر لیا جاوے گا

(۱) فاذا صلى الفجر يوم التروية بمكة خرج الى منى فيقم بها حتى يصلى الفجر من يوم عرفة الخ ثم يتوجه الى عرفات فيقيم بها الخ واذا زالت الشمس يصلى الا مام بالناس الظهر و العصر الخ ويصلى بهم الظهر والعصر فى وقت الظهر باذان واقامتين الخ واذا غربت الشمس افاض الا مام والناس معه الخ فلو مكث قليلا بعد غروب الشمس وافاضة الا مام فلا باس به الخ ثم اتى مزدلفة الخ ويصلى الا مام بالناس المغرب والعشاء باذان واقامة واحدة الخ ثم وقف الخ ثم هذا الوقوف ثلاثة الا حرام الخ والوقوف بعرفة فى اوانه (در مختار) وهو من زوال يوم عرفة الى قبيل طلوع فجر النحر (ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۲ .ط.س.ج۲ ص۵۰۸) ظفير

حج کامل نہ ہوگا۔ بعض نے فرمایا کہ جب تک طواف نہ کیا عورت کے پاس جانا حرام ہے، اور بعض نے فرمایا کہ طواف واپسی نہ کرنے سے عورت کی حرمت لازم نہیں مگر طواف واپسی واجبات سے ہے اور بوجہ مرض وغلط بیانی مسئلہ ادا نہ ہوسکا۔ لہذا دودم دے دے تاکہ جو تاخیر ہوئی ہے وہ رفع ہوجاوے مگر طواف واپسی ادا کرنا پڑے گا۔ چونکہ مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف ہے لہذا کون سا قول صحیح ومعتبر سمجھا جاوے گا؟ جماع کی شمار نہیں ہوسکتی اور زید میں استطاعت دوبارہ جانے کی نہیں۔ ہاں دم دے سکتا ہے کہ صاحب نصاب زکوٰۃ قربانی ہے بینوا توجروا۔

(جواب) سوال میں یہ ذکر نہیں کیا کہ زید نے طواف افاضہ بھی کیا ہے یا نہیں یہ طواف رکن اور فرض ہے بدون اس طواف کے احرام سے نہیں نکلتا اور جماع زوجہ حلال نہیں ہوتا۔ وقت اس طواف کا دس ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک ہے قیام منی کی حالت میں مکہ معظمہ آ کر یہ طواف کر کے پھر واپس منی کو جایا کرتے ہیں۔ پس یہ معلوم ہونا چاہئے کہ زید نے یہ طواف بھی کرلیا تھا یا نہیں۔ اگر نہیں کیا تھا تو پھر مکہ معظمہ جا کر یہ طواف کرنا لازم ہے اور جماع زوجہ کی وجہ سے اور تاخیر اس احرام کی وجہ سے دم لازم ہے اور اگر یہ طواف یعنی طواف افاضہ کرلیا تھا تو فرض حج ادا ہوگیا۔ (۱) طواف وداع یعنی مکہ معظمہ سے واپسی اور رخصت ہونے کا طواف فرض نہیں واجب ہے، اس کے ترک سے صرف ایک دم لازم ہے۔ واپس جانے کی اور اس طواف کو کرنے کی ضرورت نہیں۔ (۲) پس سائل کو یہ تشریح کرنی چاہئے کہ ایام نحر میں یعنی دس ذی الحجہ تک کوئی طواف زید نے کیا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کیا تو طواف زیارت اس کے ذمہ باقی ہے اور مکہ معظمہ جا کر جب ہو سکے وہ طواف کرنا ضروری ہے بدون اس طواف جماع زوجہ حلال نہیں ہوتا۔

حج کا جب ارادہ کیا جائے تو ضروری ہے کہ مسائل حج سے واقفیت حاصل کرلے اردو میں احکام حج کی کتابیں موجود ہیں۔ اتنا تو ضرور کر لینا چاہئے کہ حج میں کیا کیا فرض ہے، بہر حال اب صاف لکھنا چاہئے کہ طواف زیارت کیا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد مکرر شرح جواب لکھ دیا جاوے گا۔ اور واضح ہو کہ طواف زیارت اور ہے اور طواف وداع اور ہے۔ اول فرض اور رکن حج ہے اور دوسرا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ عربی دیوبند۔

طواف زیارت نہ کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۷) اگر کوئی شخص حج کے لئے گیا اور اس نے حج کے افعال وارکان ادا کئے لیکن طواف زیارت نہ کرسکا اور اپنے وطن واپس چلا آیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب) حج کرنے والا اگر بدون طواف زیارۃ کے اس طرح کہ ایام نحر اور اس کے بعد کوئی طواف اس نے نہ کیا ہو، اپنے وطن کو واپس چلا آوے تو عورتیں اس پر حرام ہیں اور اس بارہ میں احرام اس کا باقی ہے واپس جانا مکہ معظمہ کو اور طواف زیارۃ کرنا اس پر لازم وفرض ہے، بدون اس طواف کے احرام سے باہر نہیں ہوسکتا، اور عورتیں اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتیں۔

---

(۱) وفرضه ثلاثة الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة الخ وطواف الزيارة اول وقته بعد طلوع الفجر. يوم النحر وهو فيه اى الطواف فى يوم النحر الاول افضل وحل له النساء الخ فان اخره عنها اى ايام النحر وليا ليها منها كره تحريما و وجب دم لترك الواجب الخ ثم اتى منى (در مختار) قوله كره تحريما الخ اى ولو اخره الى اليوم الرابع الذى هو اخر ايام التشريق وهوا الصحيح الخ وبه يفتى. (ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۰۲ وباب الاحرام ج ۲ ص ۱۵۲. ط.س. ج۲ ص۴۶۷. ۱۲ ظفير صديقى.

(۲) ثم اذا اراد السفر طاف للصدر اى الوداع سبعة اشواط بلا رمل وسعى وهو واجب الا على اهل مكة (در مختار) قوله وهو واجب فلو نفرو لم يطف وجب عليه الرجوع ليطرف ما لم يجاوز الميقات فيخير بين اراقة الدم، والرجوع با حرام جديد بعمرة الخ (ردالمحتار مطلب فى طواف الصدر ج ۲ ص ۲۵۵. ط.س. ج۲ ص ۵۲۳.) ظفير.

تیسرا باب

احرام

محرم ربڑ یا تار کی پیٹی سے تہبند باندھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱ /۶۸) ربڑ یا تار کی پیٹی سے تہبند احرام باندھ سکتے ہیں یا نہیں۔

محرم احرام کی چادر گرمی کی وجہ سے اتار سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱ /۶۹) حالت احرام میں جو چادر اوڑھی جاتی ہے۔بحالت پسینہ اس کو اتار سکتے ہیں یا نہیں

حج کی دعائیں کتاب دیکھ کر پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۳/ ۷۰) جس شخص کو ادعیہ حج کی زبانی یاد نہ ہوں، وہ کتاب میں دیکھ کر پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) ربڑ وغیرہ سے احرام کا تہبند باندھ سکتے ہیں۔(۱)

(۲) ہر وقت اوڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔پسینہ وغیرہ کی ضرورت سے علیحدہ کی جاسکتی ہے۔(۲)

(۳) کتابیں دیکھ کر پڑھ سکتا ہے، بعد پڑھنے کے رکھ سکتا ہے۔(۴)

---

(۱)ولو لم يطف طواف الزيارة اصلاحتی رجع اهله فعليه ان يعو د بذالک الا حرام لا نعدام التحلل منه وهو محرم عن النساء ابدا حتى يطوف (هدايه) و كذا اذارجع الیٰ اهله وترک منه اربعة اشواط يعود بذالک الا حرام وهو محرم ابدا فى حق النساء و كلما جامع لزمه دم اذا تعددت المجالس (فتح القدير كتاب الحج ج ۲ ص ۲۴۶) ظفير.

(۲)فان زرده او خلله او عقده اساء ولا دم عليه (درمختار) و كذا لو شده بحبل ونحوه لشبهة حينئذ بالمخيط من جهة انه لا يحتاج الى حفظه بخلاف شدا لهميان فى وسطه (ر دالمختار باب الا حرام ج ۲ ص ۲۱۵ .ط.س. ج۲ص ۴۸۱) ظفير.

(۳)و كذا يستحب لمريد الا حرام الخ لبس ازار و اداء على ظهره الخ وهذا بيان السنة والا فستر العورة كاف (الدر المختار على هامش ردالمحتار ب اب الا حرام ج ۲ ص ۲۱۵ .ط.س. ج۲ص ۴۸۱) ظفير صديقى.

(۴)ردالمحتار باب الجنايات ج ۲ ص ۲۹۱، ۱۲ ظفير.

چوتھا باب

جنایات

محرم مینڈک کو مارڈالے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷) عن ابی الزبیر المکی عن جابربن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل ضفدعاً فعلیہ شاۃ محرماً کان او حلالاً. الحدیث آیا در قتل ضفدع شاۃ واجب است یا نہ۔

(جواب) قال فی ردالمحتار قولہ فان قتل محرم صیداً ای حیواناً بریاً متوحشاً باصل خلقتہ الخ (در مختار) واحترز بہ عن البحری وھو ما یکون توالدہ فی الماء ولو کان مثواہ فی البر لان التوالد اصل و الکینونۃ بعدہ عارض فکلب الماء والضفدع المائی کما قیدہ فی الفتح قال ومثلہ السرطان والتمساح والسلحفاۃ بحری یحل اصطیادہ للمحرم بنص الا یۃ وعمومھا متناول بغیر الماکول منہ وھو الصحیح خلافاً لما فی منا سک الکرمانی من تخصیصہ بالسمک خاصۃ اما البری فحر ام مطلقاً الخ۔(۱) شامی۔ پس معلوم شد کہ صحیح عند الحنفیہ این است کہ ضفدع مائی در عموم آیۃ احل لکم صید البحر وطعا مہ متا عاً لکم(۲) الآیۃ داخل است در قتل آں شاۃ واجب است ولعل الحدیث محمول علی البری فقط۔

عورتوں کی طرف سے اگر مرد حالت مجبوری میں رمی جمار کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱/۱۷) زید نے رمی جمرات ثلاثہ ۱۲ تاریخ کو عورتوں کی طرف سے وکالۃً کی، کیونکہ قافلہ چل رہا تھا، عورتوں کا رمی کرنا بہت دشوار تھا، یہ رمی صحیح ہوئی یا نہیں، بحالت عدم صحت دم واجب ہے یا نہیں؟

محرم چشمہ لگا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲/۲۷) محرم چشمہ لگا سکتا ہے یا نہیں

(جواب) (۱) رمی جمار واجب ہے اور ترک واجب اگر بسبب کسی عذر کے ہو تو اس میں کچھ نہیں آتا کما فی ردالمحتار۔ وکذا کل واجب اذا ترکہ بعذر لا شئی علیہ کما فی البحر۔(۱) شامی۔ وھکذا فی باب المنا سک وغیرہ۔ پس اس صورت میں بسبب عذر ازدحام کے جو عورتوں کی رمی ترک ہوئی تو اس میں دم واجب نہ ہوگا۔

(۲) لگا سکتا ہے۔(۲) فقط۔

بوٹ پہننے سے محرم پر دم آتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۷) محرم نے اگر بوٹ پہنا اور کعبین چھپے رہے تو دم جنایت لازم آئے گا یا نہیں۔ اگر جنایات متعدد ہوں تو ایک دم آئے گا یا متعدد دم لازم ہوں گے۔

(جواب) اس صورت میں اس کے ذمہ دم جنایت لازم ہے۔ لیکن جنایات میں تداخل ہو کر صرف ایک دم آئے گا

---

(۱) المائدہ ۱۳ ظفیر. (۲) لو ترک شیئا من الواجبات بعذر لا شئی علیہ علی ما فی البدائع (ردالمحتار باب الجنایات ج ۲ ص ۲۷۵ ط.س. ج۲ ص ۵۴۴) ظفیر. (۳) فجملۃ الکلام فیہ ان محظورات الاحرام فی الا صل نو عان نوع لا یوجب فسادا لحج ونوع یوجب فساد الحج اما الذی لایوجب فساد الحج ذانواع بعضھا یرجع الی اللباس وبعضھا یرجع الی الطیب وما یجری مجراہ من ازالۃ الشعث وقضاء التفث وبعضھا یرجع الی توابع الجماع وبعضھا یرجع الی الصید. (بدائع الصنائع بیان مایخطرہ الا حرام ج ۲ ص ۱۸۳) (۳) بدائع الصنائع کتاب الحج فصل فی بیان ما یخطرہ الا حرام ج ۲ ص ۱۸۶ و ج ص ۱۸۷) ۱۲ ظفیر.

جس کا حرم میں ذبح ہونا ضروری ہے۔ اگر اب خود نہیں جاسکتا تو کسی حج میں جانے والے کو اپنا وکیل بنادے وہ خرید کر ذبح کردے گا۔ بدائع میں ہے اذا لبس المخیط من قمیص او جبة الخ اوخفین او جوربین من غیر عذر و ضرورة یوماً کاملاً فعلیه الدم لا یجوز غیره لان لبس احد هذه الا شیاء یوماً کاملاً ارتفاق کامل فیوجب کفارةً کاملةً وهی الدم (۳)الخ بدایع الصنائع جلد دوم . وفیه ایضاً ولهذا لم یجز الدم الا بمکة الخ وانماعرف اختصاص جواز الذبح بمکة بالنص وهو قوله تعالیٰ حتیٰ یبلغ الهدیٰ محله الآیه (۱)وفی شرح لباب المناسک لملا علی قاری فی شرایط جواز الدم والثالث ذبحه فی الحرم بالاتفاق سواء وجب شکراً او جبراً الخ وفی الدر المختار والزاید علی یوم کالیوم وان نزعه لیلاً واعاده نهاراً الخ مالم یعزم علی الترک الخ ۔(۲)فقط۔

منی سے اٹھا کر کنکریاں مارے تو کیا دم لازم ہوگا یا نہیں

(سوال ۱ / ۷۴) اگر حاجی سنگریزہ مزدلفہ سے نہیں لائے بلکہ منی سے اٹھا کر مارتے ہے تو دم لازم آتا ہے یا نہیں۔

رمی خلاف ترتیب ہونے پر دم آتا ہے یا نہیں

(سوال ۲ /۷۵) اگر رمی جمار ترتیب وار نہیں کی تو دم لازم آوے گا یا نہیں۔

تیسرے دن رمی جمار نہ کرنے پر دم آتا ہے یا نہیں

(سوال ۳/ ۷۶) تیسرے دن رمی جمار نہ کرنے سے دم لازم آتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) سنگریزے اگر مزدلفہ سے نہیں لایا بلکہ منیٰ سے اٹھا کر رمی کیا تو اس سے دم لازم نہیں آیا لیکن اگر جمرہ کے پاس سے اٹھائے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے۔(۳)

(۲)اور رمی جمرہ اگر ترتیب وار نہیں کی تو اس میں ترک سنت ہوا، اور اس میں دم لازم نہیں ہے۔(۴)

(۳)اسی طرح ۱۳ ذی الحجہ کی رمی کو چھوڑنے سے دم لازم نہیں آتا۔ وفیہ تفصیل مذکور فی کتب الفقہ ۔(۵)

---

(۱)ایضاً ج ۲ ص ۱۸۸ ۱۲ ظفیرعـه شرح المسلک التقسط باب جزاء الجنایات ص ۲۱۲ . ۱۲ ظفیرصدیقی.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنایات ج ۲ ص ۲۷۸ .ط.س. ج۲ص۵۴۷ .۵۴۸ . ۱۲ ظفیر صدیقی.

(۳)ویستحب ان یا خذ حصی الجمار من المزدلفة او من الطریق ولا یرمی بحصاة اخذها من عند الجمرة فان رمی بها جاز وقدا ساء کذا فی السراج الوهاج (عالمگیری مصری کتاب الحج باب خامس ج ۱ ص ۲۱۸ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۳۳) ظفیر.

(۴)الثانی عشر انه فی الیوم الاول یرمی جمرة العقبة لا غیر . وفی بقیة الا یام یرمیها یبدا بالا ولی ثم بالوسطی بجمرة العقبة کذافی المحیط وان بداء فی الیوم الثانی بجمرة العقبة فرما هاثم بالوسطی ثم بالتی تلی المسجدو ان اعادالوسطی والعقبة فحسن کذا فی محیط السرخسی رجل رمی فی الیوم الثانی الجمرة الوسطی والثالثة ولم یرم لا ولی فان رمی الا ولی ثم اعاد علی الثانیة والثالثة فحسن مراعاة للترتیب وفرمی الاولی وحدها اجزاه عند نا الخ. (عالمگیری مصری کتاب الحج باب خامس ج ۱ ص ۲۱۹ .ط.س. ج۲ص۲۳۴) ظفیر.

پانچواں باب

حج بدل

حج کا بدل کیوں ہے

(سوال ۷۷) مستورات پر حج فرض ہوا، جمعہ کیوں نہیں۔ جمعہ فرائض کا بدل نہیں، حج کا بدل ہے۔ یہ کیا بات ہے۔

(جواب) حج ایسا ہے جیسے زکوٰۃ مال سے اس کا تعلق ہے۔ پس جیسے زکوٰۃ عورت پر لازم ہے، حج بھی ہے اور محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے، جمعہ کا بدل ظہر ہے عورت کو چونکہ باہر نکلنا اور مسجد میں شریک جماعت ہونا ممنوع ہے اس لئے جمعہ فرض نہ ہوا اور حج میں نیابت درست ہے، اسی طرح زکوٰۃ میں درست ہے۔ یعنی جیسا کہ حج دوسرے سے کرا سکتا ہے۔ زکوٰۃ بھی دلوا سکتا ہے اور تحقیق ان امور کی کتب فقہ عربی کے پڑھنے اور دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔

باسٹھ سالہ حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۷۸) جس شخص پر حج فرض ہے اور عمر اس کی ۶۲ برس کی ہے بوجہ ضعیفی قوی اس کے کمزور اور ناتواں ہو گئے ہیں۔ اس کو فکر یہ ہے کہ میں تکالیف سفر کا متحمل نہ ہو سکوں گا اور نیز وہ ضعف ہاضمہ میں بھی مبتلا ہے اور تین لڑکیاں اس کی نابالغ موجود ہیں۔ ایسی حالت میں اس کو حج کے لئے خود جس طرح سے ہو سکے جانا چاہئے یا حج بدل کرانے سے اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔

(جواب) ایسے احتمالات سے نیابت حج میں یعنی حج بدل کرانا مسقط فرض نہیں ہے کیونکہ حج بدل کے لئے بالکل عاجز ہونا اصل کا شرط ہے۔ کما فی الدر المختار والمرکبۃ منھما کحج الفرض تقبل النیا بۃ عند العجز فقط لکن بشرط دوام العجز الی الموت لانہ فرض العمر حتیٰ تلزم الا عادۃ بزوال العذر الخ۔(۱)

مرد کی طرف سے عورت حج بدل کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۷۹) زید متوفی کی طرف سے کوئی عورت حج بدل کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) مرد کی طرف سے عورت حج بدل کر سکتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مرد سے ہی حج بدل کرایا جائے۔ در مختار فجاز حج الضرورۃ الخ والمراءۃ الخ وغیرھم اولی الخ. در مختار (۲) فقط۔

ایک شخص حج کے لئے روانہ ہوا مگر راستہ میں انتقال کر گیا

(سوال ۸۰) ایک شخص حج فرض کو مکہ شریف روانہ ہوا اور راستہ میں میقات پہنچنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا، باقیماندہ روپے سے دوسرے آدمی نے اس کی طرف سے حج ادا کیا۔ اب اس کے ورثہ اس سے روپیہ مانگتے ہیں کیونکہ میت نے اس کو وصیت نہیں کی تھی۔ اس صورت میں میت کی طرف سے حج ادا ہو گیا یا نہیں اور ورثاء کو روپیہ طلب کرنے کا حق ہے یا نہیں بعض وارث نابالغ ہیں۔

(جواب) اس شخص کو وہ روپیہ ورثاء کو دینا ہوگا۔ کیونکہ متوفی نے کچھ وصیت نہیں کی اور روپیہ باقیماندہ میراث وارثوں کا ہو گیا، لہذا صرف کرنا اس شخص کا روپیہ مملوکہ ورثاء کو بلا اجازت ورثاء بالغین جائز نہ تھا اور جب کہ ورثاء میں نابالغ بھی ہیں تو اس باقی ماندہ روپے کی ان کی طرف سے اجازت بھی نہیں ہو سکتی۔ بہر حال روپیہ باقی ماندہ جو اس

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۶ و ج ۲ ص ۳۲۷. ط.س. ج۲ ص۵۹۸ ۱۲
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۱. ط.س. ج۲ ص۶۰۳. ۱۲ ظفیر.

نے اس کے حج میں خرچ کیا وہ اس کو واپس دینا ہوگا اور حج اس میت کی طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہوجاوے گا۔ کما فی تبرع الوارث او الا جنبی قال فی الشامی وان لم یوص به ای بالا حجاج فتبرع عنه الوارث الخ جاز والمعنی جاز عن حجة الا سلام انشاء الله تعالیٰ ثم اعاد فی شرح اللباب المسئلة فی محل اخر وقال فلو حج عنه الوارث او اجنبی یجزیه وتسقط عنه حجة الا سلام انشاء الله تعالیٰ لا نه ایصال للثواب (۱) الخ فان فسر المال الخ فالا مر علیه الخ وفی ردالمحتار ولو کان المیت هوالذی دفع للمامور ثم مات کان للوارث استرداد مافی ید الما مور وان احرم الخ لان الباقی صار میراثاً لکون المیت لم یو ص به الخ شامی جلد ثانی۔ (۲) فقط

اندھا مستطیع خود حج کرے یا حج بدل کرا سکتا ہے

(سوال ۸۱) ایک شخص نابینا ہے اس پر حج فرض ہے اور اتنی استطاعت رکھتا ہے کہ ایک دو شخصوں کو اپنے ہمراہ خدمت کے لئے لے جاوے، ایسی حالت میں وہ خود حج کرے یا حج بدل کراوے۔

(جواب) اس صورت میں وہ اپنی طرف سے حج بدل کرا سکتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔ والمرکبة منهما کحج الفرض تقبل النیابة عند العجز فقط لکن بشرط و دام العجز الی الموت الخ هذا ای اشتراط دوام العجز الی الموت اذا کان العجز کالحبس والمرض یرجی زواله . فان لم یکن کذا لک کا لعمیٰ والزمانة سقط الفرض بحج الغیر عنه فلا اعادة مطلقاً سواء استمر به ذالک العذر ام لا الخ (۴) فقط۔

زید پر حج فرض تھا، اس نے نہ ادا کیا اور نہ وصیت کی، کیا کیا جائے

(سوال ۸۲) زید مر چکا اور اس پر حج فرض تھا وہ ادا نہ کر سکا بوجہ دنیوی کاروبار کے اور حج کے متعلق وصیت بھی نہیں کی تو اب اس نے جو ترکہ چھوڑا ہے اس سے پہلے حج بدل کرا دیا جائے یا ترکہ تقسیم کر دیا جائے اور پھر ورثاء بطور خود زید مرحوم کی طرف سے حج بدل کرائیں، شرعاً کیا حکم ہے۔ اور زید قرض دار بھی ہے۔

(جواب) بدون وصیت کے ورثاء کے ذمہ ضروری نہیں ہے کہ وہ متوفی کی طرف سے حج بدل کراویں۔ لیکن اگر جملہ ورثاء اس پر راضی ہوں اور وہ سب بالغ ہوں تو اگر وہ سب متوفی کی طرف سے حج کراویں تو اچھا ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ میت کی طرف سے حج فرض ادا ہوجاوے گا۔ درمختار میں ہے ویشترط الا مربه . ای بالحج عنه فلا یجوز حج الغیر بغیر اذنه الا اذا احج او حج الوارث عن مورثه (۵) الخ وفی الشامی وان لم یو ص به ای بالاحجاج فتبرع عنه الوارث الخ جاز والمعنی جاز عن حجة الا سلام انشاء الله تعالیٰ الخ۔ (۶) پس اگر جملہ ورثاء بالغ ہیں اور وہ سب مورث متوفی کی طرف سے حج کرانے پر راضی ہیں تو قبل از تقسیم ترکہ بھی حج کرا سکتے ہیں۔ اور اگر بعض ورثاء بالغ ہیں اور بعض نابالغ تو پہلے ادائے قرض کے بعد ترکہ تقسیم کر لیا جاوے، اس کے بعد بالغین

(۱) ردالمحتار باب الحج عن الغیر قبیل مطلب شروط الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸ .ط.س. ج۲ص ۵۰۰ .۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۲ و ج ۲ ص ۳۳۳ .ط.س. ج۲ص ۶۰۴ . ۶۰۵ . ۱۲ ظفیر. (۳) ردالمحتار باب ایضاً ج ۲ ص ۳۳۳، ۱۲ ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش رد المختار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۷ .ط.س: ج۲ص ۵۹۹ .۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸ .ط.س. ج۲ص ۵۹۹ .۱۲ ظفیر.
(۶) ردالمحتار باب الحج عن الغیر قبیل مطلب شروط الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸ .ط.س. ج۲ص ۵۹۹ .۱۲ ظفیر.

اپنے حصہ میں سے متوفی کی طرف سے حج کرا سکتے ہیں۔ الغرض بدون وصیت کے وارثوں کے ذمہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ ضرور حج کراویں البتہ اگر چاہیں تو کرا سکتے ہیں اور اس سے حج فرض میت کا انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہو جاوے گا۔ فقط۔

جس کی صحت خراب ہے وہ اپنی زندگی میں حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۳) ایک شخص پر حج فرض ہے اور اس کی صحت اس قدر خراب ہے کہ اس کو اپنی زندگی کی بھی امید نہیں ہے۔ اور اس کا ایک لڑکا ہے جو آوارہ ہے اور اس سے امید نہیں ہے کہ وہ اپنے والد کی وفات کے بعد حسب وصیت اپنے والد کی طرف سے حج کراوے۔ ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں جب کہ وہ خود حج کرنے سے بسبب مرض لاحق کے عاجز ہے، اور اس کو اپنی زندگی میں خود حج کرنے پر قادر ہونے کی امید نہیں ہے تو وہ دوسرے شخص سے اپنی زندگی میں اپنی طرف سے حج کرا سکتا ہے۔ اور اگر اس نے خود حج نہ کرایا تو پھر اس کو وصیت کرنا لازم ہے، اس سے وہ سبکدوش ہو جاوے گا۔ اگر بعد میں اس کے وارث نے باوجود وصیت کے حج نہ کرایا تو گناہ اس پر رہے گا۔ درمختار میں ہے **والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت الخ۔**(۱)

٦٦ سال کا سن رسیدہ حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۴) ایک شخص ٦٦ سال کا بوڑھا مجبور ہے، بعض بیماریاں ایسی لاحق ہیں، کہ دور دراز کا سفر برداشت نہیں کر سکتا۔ ایسا شخص حج بدل کرالے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسا شخص بشرط عدم قدرت علی السفر حج بدل کرا سکتا ہے۔(۲) فقط۔

تکلیف کے ڈر سے حج بدل کرانا اور خود نہ کرنا کیسا ہے

(سوال ۸۵) ایک مالدار شخص جس کی عمر تقریباً ساٹھ برس کی ہے لیکن حج کو جانے کے قابل ہے، محض سفر کی تکلیف کے خوف سے دوسرے شخص کو روپیہ دے کر حج بدل کے لئے بھیجنا چاہتا ہے، اس صورت میں اس کا حج ادا ہوگا یا نہ اور یہ کہ اس کا مال سودی کاروبار کا ہے۔

(جواب) اس شخص کو حج کو جانا چاہئے۔ بحالت موجودہ دوسرے شخص کو حج بدل کے لئے بھیجنے سے اس کا حج فرض ادا نہ ہوگا۔(۳) اور حرام روپے سے حج نہ کرنا چاہئے وہ حج مقبول نہ ہوگا اگر چہ حج کی فرضیت ساقط ہو جاوے گی اور یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ وہ شخص قرض لے کے حج کرے پھر وہ قرض ادا کر دیوے(۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲٦. ط.س. ج۲ص۵۹۹. ۱۲ ظفير.

(۲) وعنه قال ان امراء ة من خثعم قالت يا رسول الله ا ن فريضة الله على عباده فى الحج ادركت ابى شيخا كبير الا يثبت على الرا حلة افا حج عنه قال نعم وذالک فى حجة الوداع متفق عليه (مشكوة كتاب الحج ص ۲۲۱) والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت الخ (الدر المختار عى هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲٦. ط.س. ج۲ص۵۹۹.) ظفير.

(۳) والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيا بة عند العجز فقط بشرط دوام العجز الى الموت الخ (الد رالمختار على هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ص ۳۲٦. ط.س. ج۲ص۵۹۹) ظفير .

(۴) وقد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام (در مختار) ليس حرا مابل الحرام هو انفاق المال الحرام الخ مع انه يسقط الفرض عنه معها ولا تنا فى بين سقوطه وعدم قبوله فلا يثاب لعدم القبول ولا يعاقب عقاب تارک الحج (ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۱۹۱. ط.س. ج۲ص۴۵٦) اذا اراد الرجل ان يحج بمال حلال فيه شبهة يستدين للحج ويقضى دينه من ماله كذا فى فتاویٰ خان. (عالمگیری كتاب الحج باب الاوّل ج ۱ ص ۲۰۵) ظفير.

ستر سالہ بوڑھا جو کمزور ہے وہ حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۶) میری عمر ستر سال کی ہے۔ میری نظر نہایت ضعیف ہے، اوردن بدن کمزوری نگاہ وغیرہ کی بڑھ رہی ہے سر چکراتا ہے تو میں حج سے معذور ہوں یا نہیں اگر میں اپنا نائب حج کے لئے بھیجوں تو حج فرض ادا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں آپ کو اپنی طرف سے دوسرے شخص سے حج کرنا جائز اور صحیح ہے کیونکہ عاجز ہونا آپ کا سفر حج سے ظاہر ہے۔ درمختار میں ہے والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت لانه فرض العمر الخ(۱) الغرض آپ اپنی طرف سے حج کرا سکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص سے حج کرادیں جو اپنا حج فرض پہلے کر چکا ہو اور احکام حج سے واقف ہو والافضل احجاج الحر العالم بالمناسک الذى حج عن نفسه۔(۲) فقط۔

زید شروع میں غفلت سے حج نہ کر سکا اب وہ لائق سفر نہیں ہے تو حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۷) اگر زید مالدار نے بوجہ غفلت کے حج نہ کیا حتی کہ شیخ فانی ہو گیا اگر زید اپنی طرف سے کسی کو ادائے حج کے لئے بھیجے تو اس کا حج ادا ہو گا یا نہیں۔

(جواب) اس حالت میں وہ اگر کسی کو اپنی طرف سے حج کو بھیجے اور اس سے حج کراوے تو صحیح ہے اس کا حج ادا ہو جائے گا۔(۳) فقط۔

بلا تقسیم ترکہ حج بدل کرانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۸۸) اگر بلا تقسیم زر نقد یا زیوارات متعلقہ فرایض اس مال سے زید حج بدل کرائے تو جائز ہے کہ نہیں۔ اور جو غرض اور ثواب حج بدل کا ہے وہ ہندہ کو حاصل ہے یعنی ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) زید کو یہ جائز نہیں ہے کہ بلا تقسیم ترکہ حج بدل کرائے یا صدقہ وخیرات برائے ایصال ثواب کرے۔ البتہ اپنے حصہ میں سے یا جو بالغ وارث راضی ہوں ان کے حصہ میں سے حج بدل کرا سکتا ہے اور صدقہ وخیرات کر سکتا ہے۔ نابالغوں کے حصہ میں سے نہیں کر سکتا ان کا حصہ علیحدہ کر دینا چاہئے۔(۴) فقط

جن پر حج فرض نہ تھا اسے حج کا ثواب بخشنا کیسا ہے۔

(سوال ۸۹) اگر کسی آدمی پر حج فرض نہیں تھا اس کا انتقال ہو گیا اور اس کا وارث حج فرض کو گیا، اور وہ مکہ معظمہ پہنچ کر کسی باشندہ مکہ شریف سے حج خرید کر اس کا ثواب مورث کو پہنچا دے تو درست ہے یا نہیں اور مورث متوفی کو ثواب حج نفلی کا پہنچے گا یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمختار باب الحج عن الغير ص ۳۲۶ ط.س. ج۲ص۵۹۸. ۱۲ ظفير.

(۲) ردالمحتار باب الحج عن الغير مطلب فى حج الضرورة ج ۲ ص ۳۳۱ ط.س. ج۲ص۶۰۳ ۱۲ ظفير.

(۳) والحاصل ان من قدر على الحج وهو صحيح ثم عجز لزمه الا حجاج اتفاقا (ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۳۷ ط.س. ج۲ص) ظفير.

(۴) تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الا ول يبدابتكفينه و تجهيزه من غير تبزير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله ثم تقذو صاياه من ثلث ما بقى بعد الدين ثم يقسم الباقى بين ورثته بالكتاب والسنة واجماع الا مة الخ (سراجى ص ۲) ظفير.

(جواب) یہ تو جائز ہے کہ مکہ معظمہ پہنچ کر کسی شخص کو خرچ دے کر اس سے نفلی حج کرا کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ شخص حج کرنے والا احرام کے باندھنے کے وقت اسی میت کی طرف سے نیت حج کی کرے اور اس کی طرف سے احرام باندھے اور یہ درست نہیں ہے کہ اس کا پہلا کیا ہوا حج خرید کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے کیونکہ حج کی بیع وشراء نہیں ہو سکتی۔ فقط۔

ورثاء حج بدل کرائیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۰) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں بموجب شرع شریف جواب سے معزز فرمائیں۔ ایک صاحب کا انتقال ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے، اس کے ورثاء ان کی طرف سے حج بدل کرائیں حالانکہ انہوں نے وصیت بھی نہ کی ہو، میت کے اوپر سے حج ادا ہو سکتا ہے؟ اور داخل ثواب ہے؟

(جواب) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر میت کے ذمہ حج ہو اور اس نے وصیت حج کی نہ کی ہو اور اس کے ورثہ اس کی طرف سے حج کرائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ حج میت کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ پس ورثہ کو مناسب ہے کہ وہ میت کی طرف سے حج کرا دیں کہ اس میں امید اس کے حج کے ادا ہونے کی ہے اور ورثہ کو ثواب حاصل ہوگا۔ (قال الشامی ففی مناسک السروجی لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه اوحج عن ابیه اوامه عن حجة الا سلام من غیر وصیة قال ابو حنیفہ یجزیه انشاء الله تعالی (وبعد الوصیة یجزیه من غیر المشیئة اھ) وفیه ایضاً عن اللباب وان لم یوص به فتبرع عن الوارث وکذا من هم من اهل التبرع فحج ای الوارث ونحو بنفسه ای عنه او حج عنه غیره جاز والمعنی جاز عن حجة الا سلام انشاء الله تعالیٰ الخ فقط والله اعلم شامی ج ۲ ص ۳۲۸.

اخرج الدار قطنی عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من حج عن ابیه وامه فقد قضی عن حجة وکان فضل عشر حجج واخرج ایضاً عن زید بن ارقم رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا حج الرجل عن والدیه تقبل عنه وعنهما واستبشرت ارواحهما فی المساء وکتب عند الله برا دار قطنی مطبوعه مطبع فاروقی ص ۲۸۲.

حج بدل والا پہلے اس روپے سے اپنا حج کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۹۱) جس شخص نے کبھی حج نہیں کیا ہے اس کو کسی شخص نے روپیہ حج بدل کے لئے دیا مگر اس نے اس سے اجازت لے لی کہ اس سال اپنا حج کروں گا اور آئندہ سال آپ کا تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) حج بدل میں یہ ضروری ہے کہ جس کے روپے سے سفر حج کیا اور جس کا روپیہ صرف کیا اسی کی طرف سے پہلا حج کرے۔ پس صورت مسئولہ میں آمر کا حج ادا نہ ہوگا (ولجواز النیابة فی الحج شرائط (الی) ان قال ومنها نیة المحجوج عنه عند الا حرام والا فضل ان یقول بلسانه لبیک عن فلاں ومنها ان یکون الحج بمال المحجوج عنه . فتاوی عالمگیری جلد ۱ ص ۲۴۰ مصری . ط ماجدیه ج ۱ ص ۲۵۷)

جو روپیہ ماں لے لے وہ کس کے حصہ میں شمار ہوگا

(سوال ۹۲) ہندہ نے جائیداد متروکہ زید سے مبلغ چھ سو روپے اپنے ایک بیٹے عمر کو اپنی طرف سے ادائے حج کے واسطے دیا یہ روپیہ ہندہ کے حصہ میں محسوب ہوگا یا نہیں۔

(۲) عمر نے بہت لوگوں کے سامنے ظاہر کیا کہ میں اپنا ایک مکان بیچ کر اس روپیہ سے حج کرنے جا رہا ہوں، اس صورت میں عمر کو وہ روپیہ جو اپنی ماں ہندہ سے حج بدل کے لئے لیا ہے۔ واپس کرنا واجب ہوگا نہیں۔

(۳) عمر نے اس سے پہلے حج ادا نہیں کیا، حالانکہ حج اس پر فرض تھا۔ ایسی حالت میں کیا اپنی ماں کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہوگا۔

(۴) وجوب حج کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ تین کوس چلنے کی اس کو طاقت ہو۔ جن لوگوں نے ہندہ کو یہ مسئلہ بتلا کر حج کو جانے سے روکا ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) ہندہ اس روپے کو اپنے حصہ میں لگاوے، عمر کے سب ورثہ اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

(۲) اگر واقعی عمر نے روپیہ ہندہ سے نہیں لیا تو اس پر واپسی اس کی لازم نہیں ہے اور اگر درحقیقت لیا ہے تو یا اس کو واپس کرے یا اپنے حصہ میں لگادے۔

(۳) اس صورت میں دوسرے کی طرف سے حج کرنا مکروہ ہے لیکن اگر کیا تو جس کی طرف سے کیا اس کا حج اداء ہوگیا اور اپنی طرف سے اس کو پھر حج کرنا ہوگا۔(۱)

(۴) یہ شرط نہیں ہے۔ پس جس شخص نے ایسا مسئلہ بتلایا اس نے غلطی کی۔ آئندہ ایسا مسئلہ نہ بتلاوے اور اگر عمداً دھوکہ دینے کے لئے ایسا کہا تو بے شک وہ لوگ عاصی ہوئے۔(۲) فقط۔

والد کی طرف سے کسی غیر مستطیع کے ذریعہ حج بدل کرانا کیسا ہے

(سوال ۹۳) میرے والد مرحوم پر حج فرض تھا، بوجہ بیماری نہیں جا سکے۔ اگر میں دوسرے شخص کو جو صاحب استطاعت نہ ہو اپنے والد مرحوم کی طرف سے حج بدل کرانے کے لئے ہمراہ لے جاؤں تو والد صاحب کا فرض ادا ہو جاوے گا یا نہیں اور اس شخص کو بھی ثواب حج کا ملے گا یا نہیں۔

(جواب) اگر آپ کے والد صاحب وصیت کر جاتے اور مال چھوڑ جاتے تب تو ان کی طرف سے حج کرانا ضروری تھا اور ان کا حج فرض ادا ہو جاتا۔ لیکن جب کہ ایسا نہیں ہوا تو آپ تبرعاً ان کی طرف سے حج بدل کرالیں، یہ اچھا ہے اور امید ہے کہ ان کی طرف سے حج ادا ہو جاوے گا اور ثواب حج کا ان کو پہنچنے میں تو کچھ تردد ہی نہیں ہے اور حج بدل کرنے والے کو حج کا ثواب نہیں ہوگا۔ البتہ

---

(۱) فجاز حج الصرورة من لم یحج الخ وغیرهم اولی لعدم الخلاف (در مختار) قال فی الفتح بعد ماطال فی الا ستد لال والذی یقتضیه النظر ان حج الصرورة عن غیره ان کان بعد تحقق الوجوب علیه بملک الزادوا لراحلة والصحةفهومکروه کراهة تحریم الخ و مع ذالک یصح لان النهی لیس لعین الحج المفعول بل لغیره وهو الفوات (ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۱ ط.س. ج۲ص۲۰۳) ظفیر.

(۲)

وہاں جاکر عمرہ وغیرہ کرے گا اس کا ثواب ہوگا۔(۱) فقط۔

چندہ سے حج میں کسی سے یہ کہنا کہ اتنا روپیہ دے دیجئے، حج بدل کروں گا

(سوال ۹۴) زید لوگوں سے روپیہ حج بدل کرنے کے لئے بمد خیرات طلب کرتا ہے، چنانچہ اس نے مصارف حج تقریباً مکمل کرلیا ہے۔ بکر کو حج بدل کرانے کی ضرورت ہے۔ زید بکر سے کہتا ہے کہ آپ صرف سوہی روپے مجھے دے دیجئے میں آپ کی طرف سے حج بدل کردوں گا۔ ایسی صورت میں بکر کی طرف سے حج بدل ہوجاوے گا یا نہیں۔ اور بکر کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجاوے گا یا نہیں۔ نیز بکر چاہتا ہے کہ اسی قسم کے چند شخصوں کو سوسوروپے دے کے اپنی طرف سے حج بدل کرادے اس کا کیا حکم ہے۔ کسی کو حج بدل کے لئے روپیہ دیدیا گیا اور اس نے حج نہیں کیا تو اس صورت میں کیا حکم ہے اور حج میں زیارت مزار شریف فرض یا واجب تو نہیں ہے، کیا اس کا بھی بدل ہوسکتا ہے۔

(جواب) حج بدل کے لئے ضروری ہے کہ پورا خرچ سفر حج کرنے والے کو دیا جائے کہ حج کرانے والے کے مکان سے تمام خرچ مکہ معظمہ وغیرہ تک جانے کا اور واپسی کا حج کرانے والے کے مال میں سے ہو ورنہ حج بدل فرض اداء نہ ہوگا البتہ نفل کا ثواب ہوجاوے گا اور اگر حج بدل کرنے والے کو روپیہ دیا گیا اور اس نے حج آمر کی طرف سے نہ کیا تو آمر کا حج اداء نہیں ہوا۔(۲) اور گناہ مامور پر یعنی اس پر ہوا جس نے حج نہ کیا اور وہی مواخذہ دار رہا، اور حج بدل میں زیارت روضہ اطہر داخل نہیں ہے۔ اگر وہ شخص جس کو حج بدل کے لئے بھیجا گیا ہے، زیارت روضہ اطہر کرے تو اس کے لئے بہت اچھا ہے اور موجب ثواب ہے مگر اس میں نیابت اور بدلیت نہیں ہے، جو کوئی زیارت کرے گا اس کو ثواب ہوگا اور جس نے اس کام کے لئے روپیہ دیا اس کو صدقہ کا ثواب ہوگا۔ فقط۔

ایک شخص حج کے ارادے سے نکلا مگر کسی وجہ سے واپس آ گیا کیا وہ روپیہ مسجد یا مدرسہ پر خرچ کرنا درست ہے

(سوال ۹۵) ایک شخص حج کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوا۔ راستہ میں سے کسی وجہ سے مکان پر واپس چلا آیا۔ اب وہ بیمار قریب المرگ ہے۔ اس روپے کو مسجد و مدرسہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں

(جواب) اس کو لازم ہے کہ جب کہ اس پر حج فرض ہے اور خود نہیں کرسکتا تو اپنی طرف سے دوسرے شخص سے حج کرا دے اور اس روپے کو دوسرے کسی مصرف میں مثل مسجد و مدرسہ کے خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔(۳) فقط۔

پردہ نشین عورت کو جب محرم نہ ہو تو کیا حج بدل کرا سکتی ہے

(سوال ۹۶) عورت پردہ نشین کے پاس مال ہے مگر محرم نہیں تو وہ حج بدل کرا سکتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) فلا یجوز حج الغیر بغیر اذ نه الا اذا حج او احج الوارث عن مورثه لو جود الا مر دلالة (درمختار) والمعنی جا ز عن حجة الا سلام انشاء الله تعالیٰ الخ وهذا مقید بالمشیة ففی مناسک السروجی لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه او حج عن ابیه اوا مه عن حجة الا سلام من غیرو صیة قال ابو حنفیة یجزیه انشاء الله وبعد الوصیة یجزیه من غیر المسینة ا ه ثم اعاد فی شرح اللباب المسئلة فی محل اخر وقال فلو حج عنه الوارث اوا جنبی . یجزیه وتسقط عنه حجة الا سلام انشاء الله لا نه ایصال للثواب الخ (ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۹). ط.س. ج۲ص۵۹۹. ۶۰۰. ظفیر.

(۲) وبقی من الشرائط النفقة من مال الآمر الخ (در مختار) ای المحجوج عنه (ردالمحتار با ب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸) وبشرط نیة الحج عنه ای الا مر فیقول احرمت عن فلان الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ایضاً ج ۲ ص ۳۲۷). ط.س. ج۲ص۶۰۰ . ظفیر. (۳) والمرکبة منهما کحج الفرض تقبل النیا بة عند العجز فقط لکن بشوط دوام العجز الی الموت الخ الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۷. ط.س. ج۲ص۵۹۸) ظفیر.

(۲) بغیر محرم شرعی حج دوسرے لوگوں کے ساتھ کرنا جائز ہے یا نہیں، اگر چہ تکلیف راستہ کے سبب پردہ قائم رہنا دشوار ہے
(جواب) (۱، ۲) اگر محرم نہیں ہے جو ساتھ جا سکے تو اس پر حج فرض نہیں ہے اور بغیر محرم شرعی کے جانا سفر حج کو درست نہیں اور اس پر حج فرض نہیں ہوا اور نہ حج بدل کرانا اس پر لازم ہے اور اگر محرم ہے اور ساتھ جا سکتا ہے تو جانا حج کے لئے خود فرض ہے۔ پردہ شرعی کا خود حتیٰ الوسع خیال رکھے اور پردہ قائم نہ رہنے سے حج ساقط نہیں ہوتا۔ جس وقت حج فرض ہو گیا اور محرم موجود ہے جو کہ ساتھ جا سکتا ہے تو حج کو جانا چاہئے۔ پردہ ضروری کا خود خیال رکھے اور غیر ضروری پردہ کی پابندی نہ کرے۔ (۱) فقط۔

حج بدل

(سوال ۹۷) زید بوجہ کسی عذر کے اپنی جانب سے کسی دوسرے کو متکفل مصارف امیرانہ ادائے فریضہ حج کے لئے دینا چاہتا ہے، آیا یہ حج عن الغیر جائز ہے یا نہیں، بر تقدیر جواز ایں صورت زادراہ میں کیا لحاظ واعتبار کیا جائے گا۔ امیرانہ یا توسط یا بقدر کفایت۔
(جواب) حج فرض میں کسی دوسرے کو اپنے عوض حج کے لئے بھیجنے میں یہ شرط ہے کہ خود کسی طرح حج کو نہ جا سکے بالکل معذور ہو بصورت عذر اگر کسی کو اپنی طرف سے نیابۃً حج کو بھیجے تو اس کا خرچ سفر دیوے، زادراہ میں یہ شرط نہیں ہے کہ امیرانہ دیوے یا متوسط یا بقدر کفایت جس طرح حج کرنے والا راضی ہو جاوے جس طرح خرچ کرے وہ مال آمر سے ہونا چاہئے۔ اگر آمر امیرانہ خرچ دیوے یہ بھی درست ہے اور متوسط خرچ دیوے یا بقدر کفایت دیوے اور مامور راضی ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ غرض مامور جیسے خرچ کا عادی ہو اور جس طرح اس کو آسائش ہو وہ کام کرے۔ (۲)

نفل حج بدل کرانا کیسا ہے

(سوال ۹۸) زید اور اس کے والدین حج فرض ادا کر چکے ہیں اب زید چاہتا ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے والدین مرحومین کی طرف سے حج بدل بطور نفل کرائے اور وہ تین شخص مکہ کے رہنے والے ہوں اور مکہ ہی سے احرام حج بدل نفل کا باندھیں تو آیا زید کی طرف سے جو زندہ ہے حج بدل نفل جائز ہے یا نہیں؟ اور حج بدل کا ثواب ان کو ملے گا یا نہیں؟
(جواب) قوله لم يجز اى عن الفرض وان وقع نفلا للا مر افاده فى البحر قال الحموى ومن ههنا يوخذ عدم صحة ما يفعله السلاطين والوز راء من الا حجاج عنهم لان عجز هم لم يكن مستمر ا الى الموت الخ اوبعدم عجز هم اصلا ولمراد عدم صحته عن الفرض بل يقع نفلا الخ ۔ (۳) شامی۔ پس معلوم ہوا کہ حج نفل کا ثواب اس طرح حاصل ہو جاوے گا۔ فقط۔

---

(۱) هو الخ فرض الخ على مسلم الخ حرمكلف الخ ومع زوج او محرم الخ بالغ الخ عاقل الخ غير مجوسى ولا فاسق الخ لا مراء ة حرة ولو عجوز ا فى سفر وهل يلزمها التزوج قولان الخ ولو حجت بلا محرم جاز مع الكراهة الخ (الدر المختا على هامش ردالمحتار كتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۰ ط.س. ج۲ص ۴۵۴، ۴۶۵) والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عن العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت لا نه فرض العمرالخ (باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲۷ ط.س. ج۲ص۵۹۸) ظفير.
(۲) ومن الشرائط النفقة من مال الآمر كلها اوا كثر ها (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ط.س. ج۲ص ۲۰۰) ظفير.
(۳) كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت لانه فرض العمر حتىٰ تلزم الا عادة بزوال العذر (در مختار) اى العذر الذى يرجى زواله كا لحبس والمرض بخلاف نحوالعمى فلا اعادة لوز ال على ماياتى (ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲۷ ط.س. ج۲ص۵۹۸) ظفير.

زندگی میں حج بدل

(سوال ۹۹) حج فرض ہو، وہ بجائے خود کسی دوسرے سے کس حالت میں ادا کر سکتا ہے؟

(جواب) جب خود نہ جا سکے بسبب زیادہ بڑھاپے کے کہ سفر نہ کر سکے یا بسبب مرض کے تو دوسرے سے حج کرا سکتا ہے لیکن مرض کی صورت میں اگر پھر تندرست ہو گیا اور وہ مرض ممکن الزوال تھا تو دوبارہ خود حج کرنا ہوگا۔ کذا فی الدر المختار۔ فقط۔

حج بدل میں خرچ کے کم ہونے کی وجہ سے احرام غیر میقات

(سوال ۱۰۰) حج بدل کرنے والا اگر بوجہ کمی زادراہ کے میقات آمر سے حج نہ کر سکے تو اپنے میقات سے یا دوسرے میقات سے احرام باندھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) حج بدل میں یہ ضروری ہے کہ وطن آمر سے حج کا سفر شروع کیا جاوے لیکن اگر بسبب کمی زادراہ دوسری جگہ سے جہاں سے خرچ کفایت کرتا ہے سفر شروع کرے، یہ درست ہے و ان لم یکف فمن حیث یبلغ الخ (۱) اور احرام اس کا میقات آمر سے ہونا چاہئے اور درصورت کمی زادراہ جس راستہ سے پہنچ سکتا ہو، سفر کرے اور جس میقات سے گذرے احرام باندھے۔ اس حالت میں شرط اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ حج اس کا آفاقی ہو، اور کسی میقات سے احرام باندھے، حج اس کا مکی نہ ہو۔

بلا وصیت نابالغ کے مال سے حج بدل درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۱) میرے بھائی عمر علی نے انتقال کیا اور وہ بہت مالدار تھا، مگر حج کی وصیت نہیں کی، اور وارث ان کے چار لڑکے ایک بالغ اور تین نابالغ ہیں، اور تین بیوی اور پانچ لڑکی تو اس صورت میں حج کرانے کا کیا حکم ہے، اور یتیم کی زمین کو ٹھیکہ پر دینا اور مورث کا قرض ادا کرنا کیسا ہے۔

(جواب) جو امور متعلق نفع یتیم کے ہیں، وہ کرنا درست ہے مثلاً زمین کو ٹھیکہ پر دینا، اگر موجب نفع ہو تو درست ہے اور حج کرانا حصہ یتیم نابالغ میں سے بدون وصیت متوفی درست نہیں ہے اور بالغوں کے ذمہ بھی لازم نہیں۔ البتہ اگر بالغین اپنے حصہ میں سے حج میت کی طرف سے کرا دیوے تو بہتر ہے مگر فرض اور واجب نہیں ہے۔ (۲) اور جن لوگوں کا قرض بذمہ متوفی ہے وہ ادا کرنا چاہئے۔ مشترک ترکہ میں سے سب کا قرض ادا کر دیا جائے اور زکوۃ نابالغ کے حصہ میں واجب نہیں۔

حج بدل کے روپے سے تجارت درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۲) ہندہ مالدار جس پر حج فرض تھا مگر بوجہ کاروبار دنیاوی کے زندگی میں ادا نہ کر سکی، وصیت کر گئی کہ میری جانب سے حج کرا دینا۔ فاطمہ اس کی لڑکی جو اس کی وارث ہوئی اس نے زید کو مبلغ تین سو روپے حج کرنے کے لئے دیا کہ میری والدہ کی جانب سے حج کیجئے۔ زید نے روپیہ لے لیا، اور چونکہ راستہ مخدوش ہے، پابند ہے اس لئے روپیہ عمر کو دیدیا کہ تجارت کرے۔ تجارت شروع ہوئی اور نفع بھی ہوا۔ چنانچہ اس منافع سے اس روپے کی زکوۃ بھی زید نے

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۳ .ط.س. ج۲ص ۶۰۵ .۱۲ ظفیر.

(۲) لومات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه او حج عن ابیه او امه عن حجة الاسلام من غیر وصیة قال ابو حنیفة یجزیه انشاء الله وبعد الوصیة یجزیه من غیر المشیة ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸ .ط.س. ج۲ص ۶۰۰) ظفیر.

ادا کی۔ بعد چندے فاطمہ نے زید سے کہا کہ مجھے اس وقت روپے کی ضرورت ہے، دے دیجئے، بعد میں میں روپیہ دے دوں گی۔ زید نے واپس دے دیا۔ آیا زید کا اس روپیہ سے تجارت کرانا اور اس کے منافع کے روپے سے زکوٰۃ ادا کرنا، اور فاطمہ کے مانگنے پر واپس کردینا کیسا ہے نیز باقی منافع کا کون مستحق ہے۔

(جواب) جب کہ مامور بالحج یعنی زید نے بوجہ مخدوش پابند ہونے راستہ کے حج نہ کیا تو اس کے ذمہ واپسی اس روپے کی لازم تھی یعنی فاطمہ کو واپس کرنا لازم تھا۔ پھر اگر باجازت فاطمہ اس نے اس میں تجارت شروع کی اور زکوٰۃ ادا کی تو یہ جائز ہوا اور نفع جو اس روپے سے ہوا فاطمہ کا ہے اور فاطمہ کا اس روپے کا واپس لے لینا اس صورت میں صحیح ہوا لیکن فاطمہ کے ذمہ ہے کہ ہندہ متوفیہ کی طرف سے حج کرادے۔ تہائی مال ہندہ تک اس میں صرف ہوسکتا ہے، تہائی سے زیادہ صرف ہوتو فاطمہ کے اختیار میں ہے کہ دے یا نہ دے۔ (۱) فقط۔

والدین کی طرف سے حج بدل کرادے تو ثواب ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۰۳) زید اپنے والدین کے مرنے کے بعد ان کی جانب سے حج بدل کرانا چاہتا ہے ان کو ثواب پہنچے گا یا نہیں۔

(جواب) فقہاء نے اس بارہ میں یہ لکھا ہے کہ بدون وصیت متوفی کے اگر اس کے ورثاء اس کی طرف سے تبرعاً حج کرادیں تو امید ہے کہ انشاء اللہ اس کی طرف سے حج ادا ہوجاوے گا اور فرضیت ساقط ہوجاوے گی اگرچہ یقینی نہیں۔ اور حصول ثواب میں تو کچھ تردد ہی نہیں ہے۔ کما فی الشامی وان لم یوص به الخ فتبرع عنه الوارث الخ فحج ای الوارث ونحوه بنفسه او احج عنه غیره جاز الخ قال ابو حنیفة یجزیه انشاء الله تعالیٰ الخ۔ (۲)

ہندہ پر حج فرض تھا بغیر وصیت انتقال کرگئی اب اس کا بیٹا حج بدل کرادے تو کافی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۴) ہندہ پر حج فرض تھا اس کا انتقال ہوگیا مگر اس نے حج کی وصیت نہیں کی، اب اس کا بیٹا زید اس کی طرف سے حج کرانا چاہتا ہے۔ زید کو اپنے گھر سے آدمی بھیجنا ایسے حج بدل کا جو وصیت کا نہ ہو ضروری ہے یا نہیں۔ اور اگر مکہ معظمہ سے ہی کسی سے حج کرادے تو والدہ کی طرف سے حج ادا ہوگا یا نہیں، اور ایسے حج میں مدینہ منورہ جانا ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ متوفیہ کی وصیت نہیں ہے تو وارث جو اس کی طرف سے حج کراوے گا وہ تبرع ہے مکہ معظمہ سے بھی کرا سکتا ہے اور مدینہ منورہ جانا ایسے حج میں ضروری نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

جس نے حج فرض ادا نہ کیا ہو اس کا حج بدل میں بھیجنا کیسا ہے

(سوال ۱۰۵) جس شخص نے حج فرض نہ کیا ہو اس کو حج بدل کے لئے بھیجنا اور اس کو حج بدل کرانا کیسا ہے اور جو عالم اس کو مکروہ کہے اس پر طعن کرنا اور اس کو غیر مقلد کہنا کیسا ہے اور طعن کرنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے۔

---

(۱) خروج المکلف الی الحج ومات فی الطریق واوصی بالحج انما تجب الوصیة به اذا اخره بعد وجوبه الخ فان فسر المال او المکان فلا مر علیه ای علی مافسره ولا فیحج عنه من بلده الخ ان وفی به ای بالحج من بلده ثلثه (در مختار) ای من ثلث مال الموصی الخ (ردالمحتار کتاب الحج باب الحجج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۲ و ج ۲ ص ۳۳۳ ط.س. ج۲ ص ۶۰۴ ـ ۶۰۵ ـ ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۸ ط.س. ج۲ ص ۶۰۰ ـ ۱۲ ظفیر.

(۳) وان لم یوص به ای بالا حجاج فتبرع عنه الوارث الخ فحج بنفسه اواحج عنه غیره جاز (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۱ ط.س. ج۲ ص ۶۰۶) ظفیر.

(جواب) حج بدل ایسے شخص سے کرانا جس نے حج نہ کیا صحیح اور جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص سے حج کرایا جائے جس نے اپنا حج فرض ادا کرلیا ہو، پس ایسے شخص سے حج کرانا جس نے اپنا حج فرض نہ کیا ہو مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ مفاد رت درمختار ہے فجاز حج الصرورة بمهملة من لم يحج الخ وغيرهم اولى الخ در مختار۔(۱) اور علامہ شامی نے محقق ابن ہمام سے نقل کیا ہے کہ جس شخص سے حج بدل کرایا جائے اگر اس نے باوجود فرض ہونے کے اپنی طرف سے حج نہیں کیا تو اس کے حق میں مکروہ تحریمی ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ آمر کے حق میں یہ فعل مکروہ تنزیہی ہے اور حج کرنے والے کے حق میں جب کہ اس پر حج فرض ہوگیا ہو مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ بوجہ اپنے حج کے ادا نہ کرنے اور تاخیر کرنے کے گنہگار ہوا۔ لہذا مکروہ کہنے والے عالم پر طعن و تشنیع کرنا ناجائز اور ممنوع ہے اور جب کہ حنفیہ خود مامور کے حق میں مکروہ تحریمی ہونے کے قائل ہیں تو مکروہ کہنے والے کو غیر مقلد کہنا مسائل شرعیہ سے ناواقفیت اور جہل کی دلیل ہے۔

شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے والذى يقتضيه النظر ان حج الصرورة عن غيره ان كان بعد تحقق الوجوب عليه بملک الزاد والراحلة والصحة فهو مكروه كراهة تحريم لا نه تضيق عليه فى اول سنى الا مكان فيا ثم بتركه الخ قال فى البحر والحق انها تنزيهية على الآ مر لقولهم والا فضل الخ تحريمية على الصرورة الما مور الذى اجتمعت فيه شروط الحج ولم يحج عن نفسه لا نه اثم بالتا خير الخ ۔(۲) شامی ج ۲ ص ۲۴۱۔ اور حج بدل کرنے والے کو اس روپے میں سے جو اس کو خرچ سفر حج کے لئے ملا، زاید از خرچ سفر کا رکھنا اس صورت میں درست ہے کہ روپیہ دینے والے نے اس کو وکیل بالہبہ بنا دیا ہو، یعنی یہ اجازت اور اختیار دے دیا کہ زاید روپیہ تم خود رکھ لینا۔ درمختار میں ہے وعليه رد ما فضل من النفقة وان شرط له فالشرط باطل الا ان يو كله بهبة الفضل من نفسه(۳) فقط۔

حج بدل کے لئے کیا آمر کے وطن سے روانگی ضروری ہے

(سوال ۱۰۶) حج بدل جو کسی کی طرف سے بعد انتقال کرایا جائے یا بحالت زیست جب کہ قابل سفر نہ رہا ہو۔ یعنی کسی کو رقم سو یا دو سو روپے کی دے دی جاوے تو یہ حج جائز ہو جائے گا یا جس کی طرف سے حج کیا جائے اس کی جائے سکونت سے ارکان حج کی ادائیگی تک متوسط خرچ کی رقم دینی چاہئے۔

(جواب) حج بدل کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ جس کی طرف سے حج کیا جاوے وہ اس کا امر کرے یا وصیت کرے اور سفر حج کا کل خرچ یا اکثر مال آمر سے ہو، اور یہ کہ آمر کے وطن سے حج کیا جاوے۔ درمختار میں ہے وبشرط الامر به اى بالحج عنه فلا يجوز حج الغير بغير اذنه الا اذا حج او احج الوارث عن مورثه لو جود الا مر دلا لة وبقى من الشرائط النفقة من مال الآمر كلها او اكثرها الخ ۔(۴) وفى ردالمحتار للشامى الحادى عشر ان يحج عنه من وطنه ان التسع الثلث والا فمن حيث يبلغ كما سياتى بيانه الخ ۔(۵) ص ۳۳۹۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۳۱. ط.س. ج۲ص۶۰۳. ۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار باب الحج عن الغير مطلب فى حج الصرورة ج ۲ ص ۳۳۱. ط.س. ج۲ص۶۰۳. ۱۲ ظفير.
(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير فروع ج ۲ ص ۳۴۰. ط.س. ج۲ص۶۱۲. ۱۲ ظفير.
(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحج عن الغير ج ۲ ص ۳۲۸. ط.س. ج۲ص۵۹۹.
(۵) ردالمحتار باب الحج عن الغير ج۲ ص ۳۲۹. ط.س. ج۲ص۵۹۹. ۱۲ ظفير.

عورت کی طرف سے مرد اور حنفی کی طرف سے غیر مقلد حج کرسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۷) عورت کی جانب سے مرد حج کرسکتا ہے یا نہیں، اور حنفی کی طرف سے غیر مقلد بھی حج کرسکتا ہے یا نہیں۔
(جواب) عورت کی طرف سے حج بدل مرد بھی کرسکتا ہے اور مقلد کی طرف سے غیر مقلد بھی کرسکتا ہے۔(۱) فقط۔

کیا حج بدل کے لئے اولاد کا جانا بہتر ہے اور اس روپے سے قرض دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۸) قاسم نے اپنی جائداد پچاس ہزار کی چھوڑی اور حج بدل کی وصیت کی، ایک عرصہ کے بعد جب قاسم کی اولاد نے جائداد تقسیم کی تو روپیہ حج بدل کا علیحدہ رکھ کر کئی برس کے بعد کسی شخص سے ارکان حج پورے کرادیئے۔ بعد کو یہ معلوم کر کے کہ جہاں کا قاسم رہنے والا ہے وہیں سے کسی کو بھیجنا چاہئے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ قاسم کی اولاد ہی باپ کی طرف سے حج بدل کرے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور جو روپیہ حج بدل کا علیحدہ رکھا ہوا ہے اس میں سے کسی کو قرض حسنہ دینا یا اپنے کام میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) قاسم کی اولاد میں سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجنا ضروری نہیں ہے اور بہ نسبت غیر کے اس بارہ میں ان کو کچھ زیادہ استحقاق نہیں ہے، اور یہ بیشک ضروری ہے کہ حج بدل کے لئے کسی کو قاسم کے وطن سے ہی بھیجنا چاہئے۔ اور جو روپیہ حج کے لئے علیحدہ کیا گیا اس کو حج میں ہی صرف کرنا چاہئے، جلدی کسی کے بھیجنے کا انتظام کردینا چاہئے کسی کو قرض دینا یا اپنے کاموں میں صرف کرنا اور اس روپے کا جائز نہیں۔(۲) فقط

جس نے پہلے حج نہ کیا ہو اور جو کر چکا ہو حج بدل میں کس کا بھیجنا بہتر ہے

(سوال ۱۰۹) جس نے پہلے حج نہ کیا ہو اس سے حج کرانا کیسا ہے۔ اور جس نے پہلے حج کرلیا ہو اور وہ خوش حال ہو اس سے حج بدل کرانا کیسا ہے

(جواب) دوسرے شخص سے جو کہ حج کئے ہوئے ہو حج بدل کرانا افضل ہے پہلے شخص سے جس نے حج نہیں کیا حج بدل کرانا مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار والشامی فقط۔

حج بدل میں جانے والا راستہ میں مر گیا تو اب کیا کیا جائے

(سوال ۱۱۰) ایک شخص نے حج بدل کے واسطے اپنی جانب سے دوسرے شخص کو بھیجا، وہ شخص راستہ میں فوت ہوگیا۔ مکہ معظمہ نہ پہنچ سکا۔ ایسی صورت میں بھیجنے والے کا حج پورا ہوا یا نہیں ہوا۔ اس کو کیا کرنا چاہئے۔

---

(۱) والا فضل الا نسان اذا ارادان یحج رجلا عن نفسه ان یحج رجلاً قد حج عن نفسه الخ ولواحج عنه امراء ۃ وعبد اوامة باذن السید جاز ویکره ھکذا فے محیط السرخسی (عالمگیری کشوری کتاب المناسک الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر ج ا ص ۲۶۳ و ج ا ص ۲۶۴ ط. ماجدیه ج ا ص ۲۵۷) فجاز حج الضرورۃ الخ والمراء ۃ ولوامة والعبد و غیر کا لمراهق وغیر هم اولی لعدم الخلاف (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۱ ط. س. ج ۲ ص ۶۰۳) ظفیر.
(۲) اما اذا لم یخرج واوصی بان یحج عنه الخ فانه یحج عنه من ثلث ماله من بلده (ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۲ ط. س. ج ۲ ص ۶۰۴) ظفیر.
(۳) فجاز حج الصرورۃ من لم یحج الخ وغیر هم اولی لعدم الخلاف (در مختار) ای خلاف الشافعی فانه لا یجوز حجهم کما فی الزیلعی ولا یخفی ان التعلیل یفید ان الکراهة تنزیهیة لان مراعاۃ الخلاف مستحبة فافهم (ردالمختار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۱ ط. س. ج ۲ ص ۶۰۳) ظفیر.

(جواب) اس کا حج نہیں ہوا، اگر اس کے ذمہ حج فرض ہے تو اس کو کسی دوسرے شخص کو بھیج کر حج بدل کرانا چاہئے، یعنی جب کہ خود نہ جاسکتا ہو اور خود حج کرنے سے عاجز ہو۔(۱) فقط۔

حج بدل کے لئے کس کا جانا مکروہ تحریمی ہے

(سوال ۱۱۱) جس شخص نے حج نہ کیا ہو اس کو حج بدل کے لئے جانا مکروہ تحریمی ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر ذی استطاعت حج بدل کو جاوے اس کے لئے مکروہ تحریمی ہے یا جس شخص پر بلحاظ استطاعت حج فرض نہیں ہے لیکن وہ بشوق زیارت واسطے حج بدل کے جانا چاہتا ہے تو اس میں کسی قسم کا اکراہ شرعی تو نہیں ہے۔

(جواب) جس پر پہلے سے حج فرض ہو چکا ہے اس کا حج بدل کو جانا تو باتفاق مکروہ تحریمی ہے اور جس پر حج فرض نہیں ہے اور اس کو استطاعت نہیں ہے اس پر چونکہ بعض علماء محققین کے نزدیک مکہ معظمہ پہنچ کر حج فرض ہوجاتا ہے اس لئے ان علماء کے نزدیک وہ بھی تارک فرض ہونے کی وجہ سے مرتکب کراہت تحریمہ کا ہے جیسا شامی میں بدائع سے منقول ہے یکرہ احجاج الصرورة لانه تارک فرض الحج یفید انه یصیر بد خول مکة قادراً علی الحج عن نفسه الخ قلت وقد افتی بالوجو ب مفتی دار السلطنت العلامة ابوالسعود وتبعه فی سکب الا نهر و کذا افتی به السید احمد بادشاه و الف فیه رسالةً الخ (۲) اور بہر حال جس نے اپنا حج ادا نہیں کیا اس کو حج بدل کرنا کسی صورت میں کراہت سے خالی نہیں ہے۔ غایت یہ کہ بصورت ذی استطاعت نہ ہونے کے عندالبعض وہ کراہت تنزیہی ہے اور ان علماء کے نزدیک جو مکہ معظمہ پہنچ کر اس پر حج فرض کہتے ہیں کراہت تحریمی ہے اور بصورت ذی استطاعت ہونے کے باتفاق کراہت تحریمی ہے۔ فقط۔

حج بدل کے لئے جو روپے دیئے وہ کم ہیں تو کیا کیا جائے

(سوال ۱۱۲) زید نے ڈھائی سو روپے عمر کو دیئے کہ میری وفات کے بعد میرا حج کرادینا۔ چھ ماہ بعد زید کا انتقال ہوگیا۔ انتقال سے تین روز پیشتر دریافت کیا گیا کہ اس روپے کا کیا ہوگا۔ جواب دیا کہ حج کرادینا۔ لوگوں نے کہا کہ اتنے روپے میں حج نہیں ہوسکتا۔ جواب دیا کہ عمر کو اختیار ہے جس طریقہ پر چاہے خرچ کرے اور اسی روز پچاس روپے عمر کو دیئے کہ میرے کفن وغیرہ میں صرف کردینا۔ ایک بیٹا اور بیوی زید نے چھوڑے۔ ایک شخص تین سو روپے میں حج بدل کرنے کو تیار ہے۔ اگر عمر پچاس روپے اپنے پاس سے شامل کرکے حج کرادے تو کچھ حرج تو نہیں۔

(جواب) اگر رقم مذکور ما رہ ۲۵۰ ثلث ترکہ سے زیادہ نہیں ہے تو اس رقم کو حج میں صرف کرنا چاہئے اور ایسی صورت میں کہ روپیہ مذکورہ وطن میت سے حج کرانے کو کافی نہ ہو، یہ حکم ہے کہ جس جگہ سے اس روپے میں حج ہوسکے وہاں سے کرا دیا جاوے درمختار میں ہے والا فیحج عنه من بلده الخ ان وفی به الخ ثلثه وان لم یف فمن حیث یبلغ۔ (۳) باقی عمر اگر اپنے پاس سے پچاس روپے مثلاً دے کر حج کرادے تو اس میں اختلاف روایات ہے،

---

(۱) والحج فرضه ثلاثة الا حرام الوقوف بعرفة الخ ومعظم طواف الزیارة وهما رکنان الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۰۲ .ط.س. ج۲ص۴۶۷) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب الحج عن الغیر مطلب فی حج الضرورت ج ۲ ص ۳۳۲ .ط.س. ج۲ص۶۰۲. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۳۳ .ط.س. ج۲ص۶۰۵. ۱۲ ظفیر۔

جواز کی بھی روایت ہے لہذا حج کرادینے میں کچھ حرج نہیں ہے نفع ہی ہے۔ درمختار میں ہے و کذا لو احج لا لیر جع کالدین اذا قضاہ من مال نفسہ الخ در مختار ۔ قولہ و کذالواحج لا لیر جع) ای انہ یجوزالخ شامی۔ (۱) فقط

مجبوری کی وجہ سے حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۳) زید پر باعتبار زادوراحلہ کے حج فرض ہے لیکن وہ بوجہ بڑھاپے اور نابینا ہونے کے چلنے سے عاجز ہے اور قائد کے خرچ پر قادر نہیں تو وہ دوسرے شخص سے حج کرا سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) معذور مذکور کو غیر سے حج کرانا بشرائط جائز ہے اور معذور کا حج فرض ادا ہو جاوے گا۔ درمختار میں ہے والمرکبۃ منہما کحج الفرض تقبل النیابۃ عند العجز (۲) فقط الخ۔

جس پر نہ حج فرض ہے اور نہ اس نے حج کیا ہے کیا اسے حج بدل میں بھیجنا درست ہے

(سوال ۱۱۴) شخصے کہ حج نہ کردہ بروے حج فرض نیست اگر از جانب کسے کہ قبل ادائے حج مفروض انتقال کردہ وصیت ادائے حج کرد، حج اداء کند از ذمہ میت مذکور حج ادا خواہد شد یا نہ۔

(جواب) دریں صورت حج از میت ساقط خواہد شد و ادا خواہد شد البتہ فقہاء حنفیہ ایں صورت را مکروہ داشتہ اند بہتر آنست از چنیں کسے حج کنانند کہ او حج خود ادا کردہ باشد۔ (۳) فقط۔

کیا حج بدل کے بعد آمر کے مکان پر واپسی ہونی چاہئے

(سوال ۱۱۵) کیا یہ بھی ضروری ہے کہ حج بدل کرانے والے کے مکان پر بعد واپس آنے حج بدل کے آوے۔

(جواب) واپس آنا اس کے جائے سکونت پر ضروری نہیں ہے۔ (۴) فقط۔ (البتہ اچھا یہی ہے کہ واپس آئے۔ ظفیر)

اپنا حج دوسرے کو دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۶) مکہ شریف میں اکثر اشخاص اپنا حج دوسرے شخص کو بھی دیدیتے ہیں، کیا یہ جائز ہے۔ اگر وہاں پر کسی شخص سے بیوی مرحومہ کے لئے حج سے لیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) حج کر لینے کے بعد تو یہ درست نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنا حج کسی کو روپیہ لے کر دے دے، لیکن یہ درست ہے کہ وہاں کسی سے حج نفل والدین، زوجہ وغیرہ کی طرف سے کرالیا جاوے یعنی پہلے ہی سے وہ شخص احرام دوسرے کی طرف سے جس کی طرف سے حج کرانا مقصود ہے باندھے یہ درست ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۱ ص ۳۳۴ ۔ط.س. ج۲ ص۶۰۶ ۔ ۱۲ ظفیر.

(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۳۲۶ و ج ۲ ص ۳۲۷ ط.س. ج۲ ص۵۹۸ ، ۱۲ ظفیر.

(۳) فجاز حج الصرورۃ من لم یحج والمراء ۃ الخ وغیرہ ہم اولی لعدم الخلاف (در مختار) یکرہ احجاج الصرورۃ لا نہ تارک فرض الحج یفید انہ یصیر بدخول مکۃ قادر اعلی الحج عن نفسہ الخ (درالمختار باب الحج ج ۲ ص ۳۳۱ و ج ۲ ص ۳۳۲ ط.س. ج۲ ص ۶۰۲) والا فضل للانسان اذا ارادان یحج رجلا عن نفسہ ان حج رجلا قد حج عن نفسہ ومع ہذا لوحج رجلا لم یحج عن نفسہ حجۃ الا سلام یجوز عند نا وسقط الحج عن الآمر کذا فی المحیط (عالمگیری مصری کتاب الحج باب رابع عشر ج ۱ ص ۲۴۱ ط.س. ج۲ ص۲۵۷) ظفیر.

(۴) ولو احج رجلا یودی الحج ویقیم بمکۃ جاز والا فضل ان یحج ویرجع (ایضاً) ظفیر.

(۵)

چھٹا باب

زیارت مدینہ منورہ

بعد حج روضہ پاک کی حاضری سنت ہے یا مستحب

(سوال ۱۱۷) حج کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کا کیا حکم ہے۔ واجب ہے یا مستحب ہے ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ روضہ شریف کی زیارت کو عالمگیری وشامی میں مستحب لکھا ہے، کیا یہ ٹھیک ہے۔

(جواب) یہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے صحیح ہے۔ زیارت مدینہ طیبہ کی مستحبات سے ہے اور یہی صحیح ہے، اور بعض علماء وجوب کے بھی قائل ہیں جیسا کہ درمختار میں ہے وزیارة قبره مندوبة بل قيل واجبة لم له سعة الخ وفي الشامي قوله (مندوبة) اى باجماع المسلمين كما في اللباب۔(۱) فقط۔

حالات کے ناسازگار ہونے کی وجہ سے اگر مدینہ نہ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۸/۱) ایک گروہ مسلمین بعد ادائے مناسک حج بعد اطلاع وبعض چشم وبدحالات بے انتظامی وحرکات مذمومہ شریف مکہ۔ بخوف جان بلا حصول زیارت روضہ مطہرہ ﷺ مکہ شریف ہی سے واپس آ گئے تو وہ جماعت خاطی اور قابل توبہ ہے یا نہیں۔

کیا اس پر وعید عاید ہوگی

(سوال ۱۱۹/۲) کیا جماعت مذکورہ زیر حدیث فقد جفاني آ سکتی ہے یا نہیں۔

ان کا حج ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۲۰/۳) کیا ان کا حج پورا ہوا یا نہیں۔

کیا ان کا انقطاع ضروری ہے

(سوال ۱۲۱/۴) کیا ان کے ساتھ اخوت اسلامی واجب الانقطاع ہے یا نہیں۔

(جواب) جماعت مذکورہ خاطی نہیں ہے، کیونکہ درحقیقت بہت سی دشواریاں مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ جانے میں اس وقت میں ہوگئی ہیں جیسا کہ معلوم ومعروف ہیں۔ اور جب کہ وہ خاطی وعاصی نہیں ہیں تو ان پر توبہ اس وجہ سے لازم نہیں ہے۔

(۲) ویسے توبہ واستغفار ہر وقت مناسب شان مومن ہے۔

(۲) جماعت مذکورہ اس وعید میں داخل نہیں ہے۔

(۳) حج ان کا پورا ہو گیا، حج میں کوئی نقص نہیں رہا، کیونکہ زیارت روضہ مطہرہ حج کے بعد مستحب ہے جو ایک جداگانہ عمل صالح وموجب اجر وثواب ہے۔ اس عمل صالح اور شرف زیارت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے حج فرض میں کچھ خلل نہیں ہوا۔

(۴) ہرگز نہیں۔ فقط۔

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار للشامي باب الهدى مطلب في تفصيل قبره المكرم صلى الله عليه وسلم ج ۲ ص ۳۵۲ و ج ۲ ص ۳۵۳۔ ط۔س۔ ج۲ص ۶۲۶۔ ۱۲ ظفير مفتاحي۔

(۲) وزيارت قبره مندوبة بل قيل واجبة لمن له سعة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الصدى مطلب في تفضيل قبره المكرم ج ۲ ص ۳۵۲۔ ط۔س۔ ج۲ص ۶۲۶) ظفير۔

اگر کوئی جماعت خطرہ کی افواہ سن کر مدینہ نہ گئی تو کیا حکم ہے

(سوال ۴/۱۲۲۱) جمعی عظیم بقصد حج شدند، بعد ادائے مناسک حج جماعتی بہ زیارت مدینہ طیبہ مشرف شدند و جماعتی بغیر زیارت مکان مقدسہ واپس آمدند بوجہ سماع خطر راہ چنیں صاحبان را بے ایمان و مرتد و فاسق گفتن و ترک سلام و کلام و اکل طعام با آنہا درست است یا نہ۔

(جواب) ایں چنیں حاجیان را کہ بعد ز مذکورہ از زیارت روضہ مطہرہ وحضوری مسجد مبارک وحرم محترم مدینہ طیبہ محروم ماندند بے ایمان و مرتد و فاسق گفتن حرام است و گویندگان ایں چنیں کلمات فساق وملعون اند کہ مکفر مومن خود در معرض خطر سلب ایمان است۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ قال علیہ الصلوٰۃ و السلام ایما رجل قال لا خیہ کافر فقد باء بہ احد ھما۔(۱) وترک سلام وکلام وطعام بایشاں ناجائز است فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مجبوری کی وجہ سے مدینہ نہ جائے تو حج ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۲۲۳) جو شخص حج بیت اللہ شریف کا کرے اور مجبوراً بوجہ کمی خرچ کے مدینہ منورہ نہ جا سکے تو اس شخص کا حج کامل ہوگا یا نہیں۔

(جواب) حج کامل اور پورا ہونے میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے، البتہ باوجود استطاعت کے اگر مدینہ شریف نہ جاتا تو برا تھا ،اور بڑی محرومی قسمت کی بات تھی، لیکن جب کہ وہ کمی خرچ کی وجہ سے مجبور رہا تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔(۲) فقط۔

(۱) مشکوۃ
(۲) وزیارۃ قبرہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مندوبۃ بل قیل واجبۃ لمن لہ سعۃ ویبداء بالحج لو فرضاً ویخیر لو نفلا ما لم یمر بہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الھدی ج ۲ ص ۳۵۲ ط.س. ج۲ ص۶۲۶) ظفیر۔

سا تواں باب

متفرق مسائل حج

جمعہ کو جو حج ہوتا ہے اسے اکبری کہتے ہیں اس کی اصل کیا ہے

(سوال ۱۲۴) جمعہ کے روز جو حج ہوتا ہے اس کو حج اکبری کہتے ہیں، اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں۔ اور جمعہ کے حج میں زیادہ فضیلت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی اس قدر اصل ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو اخیر حج کیا تھا وہ جمعہ کے دن ہوا تھا اور اس کے بارے میں آیہ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر الآیۃ۔ نازل ہوئی، باقی ویسے حج اکبر مقابلہ حج اصغر کے ہے کہ عمرہ حج اصغر ہے اور ہر ایک حج حج اکبر ہے۔ فقط

دونوں طرف کے کرایہ جمع کرنے کا حکم درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۵) چند سال سے یہ رواج ترقی کر گیا ہے کہ ہندی حجاج میں بکثرت ایسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ جو بلا موجودگی کافی سفر خرچ کے بغرض ادائے حج ہندوستان سے روانہ ہو جاتے ہیں اور واپسی کے وقت بوجہ مفلسی جدہ کی سڑکوں پر پڑ کر طرح طرح کی بیماری اور موت کا شکار ہوتے ہیں اور جن کے بارے میں حکومت حجاز حکومت ہند کو زور دیتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کو جدہ سے ہندوستان لے جاوے جس پر حکومت ہند کو ہر سال ۴۰۔۵۰ ہزار روپے کی کثیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ اس پر ہندو ممبر اعتراض کرتے ہیں، ایسی حالت میں اگر بذریعہ قانون عازمان حج پر یہ شرط عاید کی جائے کہ وہ روانگی سے قبل یا تو واپسی کے لئے کرایہ جہاز جمع کر دیں یا دونوں طرف کا ٹکٹ جہاز خرید لیں تو ایسی شرط خلاف شرع تو نہیں ہے۔

(جواب) اس قسم کی قیود لگانا احکام شرعیہ میں شرعاً جائز نہیں ہے۔ آیتہ کریمہ واذن فی الناس بالحج یا توک رجالاً وعلی کل ضامر یا تین من کل فج عمیق لیشھد وامنا فع لھم ویذ کروا اسم اللہ فی ایام معلومات الآیہ کے مفہوم میں غور کرنے سے اس قسم کے قیود حج کرنے والوں پر لگانا ممنوع معلوم ہوتی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں کہ واپسی کا ارادہ بھی نہیں رکھتے اور بہت ایسے ہیں کہ وہاں جا کر کوئی پیشہ حرفت وتجارت ومحنت مزدوری کر کے اپنا گذر اور واپسی کے لئے کرایہ جمع کر کے واپس آتے ہیں۔ لہذا یہ کسی طرح مناسب اور جائز نہیں ہے کہ ان کے ذمہ اس قسم کے قیود لگا کر ان کو روکا جاوے فقط۔

سرمایہ جب ناجائز آمدنی میں مخلوط ہو جائے تو کیا کرے

(سوال ۱۲۶) میرے پاس جو سرمایہ حج کے لئے رکھا ہوا تھا جو میں نے تنخواہ سے جمع کی تھی، وہ رقم ناجائز آمدنی میں مخلوط ہو گئی۔ کیا صورت اس کے پاک کرنے کی کی جائے۔

(جواب) اس قدر روپیہ جو تنخواہ سے جمع کیا گیا تھا علیحدہ کر لیا جاوے علیحدہ کر لینے سے وہ رقم حلال وپاک اور صاف ہو جائے گی۔ فقط۔

حرم مکہ ومدینہ کی عبادت کا ثواب کس قدر ہے

(سوال ۱۲۷۱) حرم مکہ ومدینہ میں جو عبادت کی جاوے خواہ بدنی ہو یا مالی اس کا ثواب کس قدر ہوتا ہے۔
(۲) حدیث شریف میں ہے کہ آدمی حج مبرور کے بعد پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوا، کیا اس سے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(جواب) (۱) حدیث شریف میں نماز کے بارے میں یہ ثواب وارد ہوا ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں ہے عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الرجل فی بیتہ بصلوٰۃ وصلوتہ فی مسجد القبائل بخمس و عشرین صلوٰۃً وصلوتہ فی المسجد الذی یجمع فیہ بخمسمائۃ صلوٰۃ وصلوتہ فی المسجد الا قصیٰ بخمسین الف صلوٰۃ وصلوتہ فی مسجدی بخمسین الف صلوٰۃ و صلوتہ فی المسجد الحرام بما ئۃ الف صلوٰۃ[عہ] لیکن فقہاء محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ باقی عبادات مالیہ وبدنیہ کا بھی یہی حکم ہے اور مضاعفۃ مذکورہ ان میں بھی ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے و کذا بقیۃ القرب۔ (۱) اور شامی میں ہے ای کالصوم والا عتکاف والصدقۃ والذکر والقراءۃ الخ (۲)

(۲) درمختار میں ہے ہل الحج یکفر الکبائر قیل نعم الخ وقیل غیر المتعلقۃ بالا دمی الخ قال عیاض اجمع اھل السنۃ والجماعۃ ان الکبائر لا یکفرھا الا التوبۃ ولا قائل بسقوط الدین ولو حقاً للہ تعالیٰ کدین صلوٰۃ و زکوٰۃ الخ ۔ (۳) حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ کیا حج سے کبائر بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ بعض نے کہا ہو جاتے ہیں اور بعض نے کہا کہ حقوق عباد کے سوا جو کبائر ہیں وہ معاف ہو جاتے ہیں۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ باتفاق اہل سنت کبائر کا کفارہ سوائے توبہ کے نہیں ہے۔ اور حج سے دین ساقط نہیں ہوتا اگرچہ حق اللہ ہو جیسے نماز قضاء اور زکوٰۃ اور حدیث من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ الخ (۴) میں بعض علماء نے صغائر سے پاک ہونا مراد لیا ہے اور بعض نے کبائر سے بھی، لیکن سوائے حقوق عباد کے اور دین کے اگرچہ دین اللہ تعالیٰ کا ہو مثل نماز و زکوٰۃ کے الغرض اس مسئلہ میں اختلاف علماء ہے اور کوئی جانب قطعی نہیں ہے۔ فقط۔

جس حاجی کا جدہ میں انتقال ہو جائے اسے حج کا ثواب ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۲۷/۲) میرے والد مرحوم نہایت شوق سے حج کو گئے تھے بمقام جدہ جاں بحق ہو گئے اور نہایت کسمپرسی کی حالت میں وہاں پڑے ہوئے قافلہ والے بغیر نماز اور تجہیز وتکفین کے چھوڑ کر مکہ شریف کو چلے گئے تو ان کو حج کا ثواب ہوگا یا نہیں، اور اجر ملے گا یا نہیں۔

(جواب) اجر ان کا اس غربت کی موت میں زیادہ ہوا اور حج کا ثواب بھی انشاء اللہ تعالیٰ پورا ملے گا۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار قبیل کتاب النکاح مطلب فی تفضیل مکۃ ج ۲ ص ۳۵۴. ط.س. ج۲ص ۶۲۶. ۱۲. وجاء ت احادیث تدل علی ان تفضیل ثواب الصوم وغیرہ من القربات بمکۃ (ردالمحتار کتاب الحج ج ۲ ص ۲۵۷. ط.س. ج۲ص۶۲۷)
(۲) ردالمحتار قبیل کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۵۴. ط.س. ج۲ص۶۲۷. ۱۲ ظفیر.
(۳) عہ مشکوٰۃ باب المساجد ص ۷۲. ۱۲ ظفیر صدیقی.
(۴)

سفر حج میں حج سے پہلے موت

(سوال ۱۲۸) (۱) ایک شخص اور اس کی زوجہ حج کو جانا چاہتے ہیں اگر ان ایام میں بقضائے الٰہی راستہ میں کوئی حادثہ پیش آوے اور راستہ ہی میں دونوں کا یا ایک کا انتقال ہو جاوے تو حج کا ثواب ملے گا یا نہیں ۔ (۲) اگر یہ دونوں حج کی نیت رکھتے ہوں اور راستہ میں فوت ہو جاویں تو اس وقت بھی ثواب ملے گا یا نہیں ؟ (۳) زوجہ کا والد زندہ ہے اور اس نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا بلکہ خاوند سے کہتی ہے کہ مجھ کو حج کرادو، یہی میرا مہر ہے اور اس وقت جانے کے واسطے آمادہ ہے ۔ اس عورت کا باپ مانع ہے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے ۔ (۴) ابھی سے کہ ایام حج میں عرصہ ہے جانے سے اور راستہ میں مر جانے سے بھی ثواب ہوگا یا نہیں ۔

(جواب) (۱) اگر راستہ میں انتقال ہو جاوے یا کوئی حادثہ پیش آجاوے تو ثواب موافق کے پورا ملے گا اور عنداللہ ان کا اجر عظیم ہے اور بڑا درجہ ہے (۱) (۲) اس میں ثواب حاصل ہے ۔ (۲) (۳) اگر عورت پر حج فرض نہیں ہے اور شوہر کا کچھ اصرار لے جانے پر نہیں ہے تو عورت کو اپنے والد کی اطاعت کرنی چاہئے یعنی اس وقت حج نفل کو نہ جانا چاہئے ۔ شامی میں ہے اما حج فطاعة الوالدين اولى مطلقا الخ ۔ (۳) (۴) ثواب حاصل ہوگا (۴) فقط ۔

قد تم الجزء السادس من فتاوی دار العلوم دیوبند

مکمل مدلل بعون الله تعالیٰ وتوفیقه علی العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی ۔

---

(۱)
(۲) ومشکوٰۃ کتاب المناسک فصل اول ج ۲ ص ۲۲۳ ۱۲ ظفیر

(۳) ردالمحتار باب الهدی ج ۲ ص ۳۴۸ ط.س. ج۲ ص ۶۲۱ ۔
(۴) مشکوٰۃ کتاب المناسک ص ۲۲۳ ۔ ۱۲ ظفیر ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سید المرسلین و علیٰ الہ و صحبہ اجمعین

کتاب النکاح

نکاح کرنا فرض ہے یا سنت

(سوال ۱) نکاح کرنا فرض ہے یا سنت اور اس کے حقوق اور فوائد کیا ہیں؟

(جواب) نکاح سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور نکاح کے بہت سے فوائد احادیث میں وارد ہیں[1] اور جو شخص باوجود استطاعت کے نکاح سے بے رغبتی اور اعراض کرے اس کے بارے میں حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے[2] کہ وہ شخص میرے طریق پر نہیں ہے۔[3] فقط

نان نفقہ کی قدرت ہو تو شادی کرنا افضل ہے

(سوال ۲) ایک شخص کی بیوی مر گئی اور وہ مرد نان و نفقہ وغیرہ فرض کی طاقت رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اب بلا شادی گزر کرلوں گا' اس شخص کو نکاح کرنا افضل ہے یا مجرد رہنا۔

(جواب) ایسے شخص کو نکاح کرنے میں فضیلت ہے۔[4]

---

(۱) ویکون (ای النکاح) واجب عند التوقان فان تیقن الزنا الابہ فرض نہایہ و ھذا ان ملک المھر والنفقۃ والا فلا اثم بترکہ بدائع و یکون سنۃ مؤکدۃ فی الاصح فیا ثم بترکہ ویثاب ان نوی تحصینا وولدا حال الاعتدال ای القدرۃ علی وطؤ ومھر و نفقۃ و رجح فی النھر و جوبہ للمواظبۃ علیہ والا نکار علی من رغب عنہ و مکروھا لخوف الجور فان تیقنہ حرم ذالک (الدر المختار' علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ .ط.س. ج۳ص۶) ظفیر مفتاحی

(۲) ارشاد نبوی ہے " یا معشر الشباب من استطاع منکم الباء ۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصرواحسن للفرج (بخاری کتاب النکاح) یعنی نکاح انسانی نگاہوں کا محافظ ہے اور ان کی شرمگاہوں کے لئے پاکدامنی کا بڑا ذریعہ 'ایک دفعہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا " اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الدین (مشکوۃ کتاب النکاح ص ۲۶۸) جب بندہ نے شادی کرلی تو اس نے اپنا آدھا دین مکمل کرلیا ایک موقع پر ارشاد ہوا" تزوجوا الولود وتنا سلوا الخ (بچہ دینے والی عورت سے شادی کرو اور نسل بڑھاؤ' تفصیل کے لئے دیکھئے خاکسار مرتب کی کتاب "نظام عفت و عصمت" شائع کردہ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۲ ظفیر

(۳) أتزوج فمن رغب عن سنتی فلیس منی (بخاری باب الترغیب فی النکاح) ظفیر صدیقی

(۴) عکاف ابن بشر تمیمیؓ ایک صحابی ایک دن خدمت نبوی میں حاضر ہوئے آنحضرت ﷺ نے پوچھا عکاف! بیوی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں آپ نے دریافت کیا لونڈی؟ کہا یہ بھی نہیں' ارشاد فرمایا صلاحیت رکھتے ہو' خوش حال بھی ہو اور پھر شادی سے گریز " اذاً انت من اخوان الشیاطین (تو تب تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو) (جمع الفوائد کتاب النکاح عن احمد) قالوا ان الاشتغال بہ ای بالنکاح افضل من التخلی لنوافل العبادات ای الاشتغال بہ وما یشتمل علیہ من القیام بمصالحہ و لمصاف النفس عن الحرام و تربیۃ الولد و نحو ذالک (رد المحتار' کتاب النکاح ص ۳۵۵ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۳) ظفیر

لڑکیوں کی شادی میں تاخیر گناہ ہے یا نہیں

(سوال ۳) زید کے دو لڑکیاں جوان بلکہ قریب ادھیڑ کے پہنچ گئی ہیں، زید ان کی شادی کرنے میں دیر کر رہا ہے، اس بارے میں اگر کوئی وعید ہو تو لکھئے؟

(جواب) حدیث شریف میں ہے **من ولد له ولد فيحسن اسمه وادبه فاذا بلغ فليتزوجه فان بلغ ولم يزوجه فاصاب اثماً فانما اثمه على ابيه**[1] اور دوسری روایت میں ہے **من بلغت ابنته اثنتى عشرة سنةً ولم يزوجها فاصابت اثما فاثم ذلك عليه**[2] الحاصل جوان اولاد کے نکاح میں حتی الوسع جلدی کرنا ضروری ہے خصوصاً لڑکی کے نکاح میں باوجود موقع مناسب ملنے کے دیر کرنا بہت برا ہے، اور حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ اگر اس اولاد سے گناہ سرزد ہوا تو وبال اس کے باپ پر ہے۔ فقط

نکاح موجب اجر ہے اور اس پر اعتراض خلاف شریعت ہے

(سوال ٤) میری عمر ۲۲ سال ہے اور خدمت سجادہ نشینی مدار صاحب پر مامور ہوں، اب میرے بزرگان و مربیان کو میرے نکاح کا خیال مطابق رسم نبوی ﷺ پیدا ہوا ہے، وبلحاظ عمر وبتقاضائے سن خود میری طبیعت کا اس طرف میلان ورجحان ہے مگر چند اشخاص اعتراض کرتے ہیں کہ سجادہ نشینی مدار صاحب کو نکاح کرنا فعل عبث بلکہ ممنوع و خلاف شرع ہے۔ آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

(الجواب) اعتراض معترضین غلط اور خلاف حکم شریعت ہے حکم **فانكحوا ما طاب لكم**[3] عام ہے اور حکم حدیث **النكاح سنتى**[4] سب کو شامل ہے پس نکاح کرنے میں اجر و ثواب واتباع سنت ہے[5] اور بحالت ضرورت نکاح نہ کرنا موجب خوف معصیت ہے[6] فقط (یہ کہنا جہالت پر مبنی ہے کہ مدار صاحب کے سجادہ کا نکاح کرنا خلاف شرع یا ممنوع ہے شریعت میں اس کی کوئی اصلیت نہیں ظفیر)

---

(۱) مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح ص ۲۷۱. ۱۲ ظفیر

(۲) ایضاً ۱۲ ظفیر

(۳) سورۃ النساء ۱.

(٤) مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة حدیث میں الفاظ یہ آئے ہیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا" واتزوج النساء فمن رغب عن سنتى فليس منى متفق عليه (ایضاً) ظفیر مفتاحی

(۵) عن انس قال رسول الله ﷺ من اراد ان يلقى الله طاهرا مطهرا فليتزوج الحرائر (مشکوۃ کتاب النکاح ص ۲٦٨) و يكون (النكاح) واجبا عند التوقان الخ و يكون سنة مؤكدة فى الاصح الخ حال الاعتدال الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار، کتاب النکاح ص ۳۵۷ ج۲ و ص ۳۵۸ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ٦) ظفیر

(٦) و يكون (النكاح) واجبا عند التوقان فان تيقن الزنا الابه فرض نهايه (درمختار) قوله عند التوقان الخ والمراد شدة الاشتياق كما فى الزيلعى اى بحيث يخاف الوقوع فى الزنا لو لم يتزوج اذ لا يلزم من الاشتياق الى الجماع الخوف المذكور بحر قلت وكذا فيما يظهر لو كان لا يمكنه منع نفسه من النظر المحرم او عن الاستمناء بالكف فيجب التزوج وان لم يخف الوقوع فى الزنا (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۷ ج ۲ و ۳۵۸ ج ۲. ط.س. ج۳ ص٦) ظفیر مفتاحی

نکاح ثانی کو رسم کی وجہ سے عیب جاننا گناہ ہے

(سوال ۵) جو شخص نکاح ثانی کو باوجود علم اس امر کے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے اور آنحضرت ﷺ کی یہ سنت ہے، عیب اور بے عزتی سمجھتا ہو اور جو شخص اس کی نسبت لوگوں کو ترغیب دے اور وعظ و نصیحت کرے تو اس کے ساتھ وہ دنگہ فساد کے لئے آمادہ ہو اور اس پر عمل کرنے والے کو بے عزت اور کمینہ کہتا ہو یا یہ کہتا ہو کہ ہم اس کو حق سمجھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی سنت جانتے ہیں مگر چونکہ ہماری قوم میں اس کا رواج نہیں، اس واسطے اس کو عار و ننگ جانتے ہیں؟

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ نکاح ثانی شرعاً جائز و مستحب ہے[1] اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے اس کو بوجہ عدم رواج قومی کے عیب اور ننگ جاننا جہالت کی بات ہے اور گناہ سخت ہے[2] اور جب کہ وہ اس فعل کو اچھا جانتا ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت جانتا ہے تو پھر اس کی اور بھی زیادہ جہالت ہے کہ بوجہ رواج قومی کے اس کو برا سمجھے یہ امر نہایت قبیح ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئیے اور ترغیب نکاح ثانی دینے والے کو بھی یہ چاہئیے کہ سختی سے کام نہ لے بلکہ بہ نرمی و ملاطفت بتدریج لوگوں کو سمجھانا چاہئیے کما قال اللہ تعالیٰ لنبیہ ﷺ ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة[3] بس جس جگہ شر اور فساد کا خوف ہو وہاں سے علیحدہ ہو جاوے، کیونکہ امر بالمعروف کے لئے بھی موقع اور محل ہے اور شرائط و خصوصیات ہیں کہ بدون ان کے امر بالمعروف سے نفع نہیں ہوتا۔[4] فقط

بیوہ بچہ والی عورت کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۶) سنا ہے کہ بیوہ عورت بچہ والی کا نکاح جائز نہیں ہے ایسی عورت کو نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر بیوہ عورت بوجہ اولاد کی پرورش کے نکاح ثانی اپنا نہ کرے اس کو ثواب ملتا ہے لیکن نکاح کرنا درست ہے، نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہیں بلکہ اس زمانہ میں چونکہ نکاح ثانی کو عیب سمجھتے ہیں اس لئے ضرور کرنا چاہئیے، اور ثواب زیادہ ہے۔[5] فقط

---

(۱) وانکحو الایامی منکم (نور ٤) جمع ایم وهی من لیس لها زوج بکرا کانت او ثیبا و من لیس له زوجة (جلالین ص ۲۹۸) ظفیر

(۲) آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات میں عموماً بیوہ عورتیں ہی تھیں اسی طرح بہت سے صحابہ کرامؓ نے بیواؤں سے شادیاں کیں ۱۲ ظفیر

(۳) سورة النحل رکوع ۱٦

(٤) رای فی ثوب غیره نجسا ما نعا ان غلب علی ظنه انه لو اخبره اذا لها و جب والا لا' فالا مر بالمعروف علی هذا (درمختار) وان علم انه لا یتعظ و ینزجر بالقول ولا بالفعل ولو باعلام سلطان او زوج او والد له قدرة علی المنع لا یلزمه ولا یاثم بترکه (رد المحتار قبیل کتاب الصلوٰة ص ۳۲۵ ج ۱ .ط.س. ج۱ ص ۳۵۰ مطلب فی الامر بالمعروف)

(۵) ان امراة قالت یا رسول الله ان ابنی هذا کان بطنی له وعاء و ثدی له سقاء و حجری حواء وان اباه طلقنی واراد ان ینزعه منی فقال رسول الله ﷺ انت احق به مالم تنکحی رواه احمد و ابوداؤد (مشکوة ص ۲۹۳) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے وانکحوا الایامیٰ منکم (نور ٤) ظفیر

نابالغوں کا نکاح جو کچھ نہیں سمجھتے جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۷) نابالغوں کا نکاح جو کچھ نہیں سمجھتے جائز ہے یا نہیں شرعاً لڑکے لڑکی کی شادی کتنی عمر میں ہونی چاہیئے؟

(الجواب) نابالغوں کا نکاح جو ولی کریں صحیح ہے' نابالغوں کو سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے اولیاء کا سمجھنا اور اجازت دینا کافی ہے عمر کی کچھ تحدید لازمی نہیں ہے[1] فقط

بالغ ہو جانے کے بعد باپ کا فرض ہے کہ لڑکے لڑکی کی شادی کرے

(سوال ۸) جس شخص کی لڑکی پچیس سال کی ہو گئی ہو اور وہ شادی نہ کرتا ہو' اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اپنی دختر کی شادی کرنا موقع اور کفو کے ملنے پر ضروری ہے بعد ملنے کفو کے اور موقع مناسب کے دیر نہ کرنی چاہیئے حدیث شریف میں اس کی بہت تاکید وارد ہے کہ لڑکا لڑکی بعد بالغ ہونے کے اس کے نکاح میں جلدی کرنا چاہیئے اور اچھا موقع ملنے پر فوراً نکاح کر دینا چاہیئے۔[2] فقط

نابالغ کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۹) چار سال ہوئے میرا نکاح رحمت اللہ کی ہمشیرہ سے بحالت نابالغی ہوا تھا' اب ہم دونوں بالغ ہیں اور ہماری آبادی واقع ہے یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں لڑکی کا بھائی رحمت اللہ کہتا ہے کہ نکاح نابالغ کا صحیح نہیں ہوتا؟

(الجواب) یہ نکاح شرعاً صحیح ہو گیا اور زوجہ کے بھائی رحمت اللہ کا یہ کہنا کہ نکاح نابالغ کا صحیح نہیں ہوتا غلط ہے۔[3] فقط

لڑکی بٹھائے رکھنا اور شادی نہ کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۱۰) جو شخص لڑکی بالغہ کو عرصہ دراز تک بٹھائے رکھے بدون نکاح کے تو اس کی کیا سزا ہے؟

(الجواب) اگر باوجود ملنے کفو کے نکاح دختر بالغہ میں تاخیر کرے گا تو گناہ گار ہو گا اور حدیث شریف میں ہے کہ لڑکا یا لڑکی جب بالغ ہو جاوے اور ان کا باپ ان کا نکاح نہ کرے اور ان سے کوئی گناہ یعنی زنا سرزد

---

(۱) و یجوز نکاح الصغیر والصغیرة اذا زوجها الولی بکرا کانت الصغیرة او ثیبا (هدایه باب فی الاولیاء ص ۲۹۵ ج ۲) ظفیر

(۲) عن ابی سعید و ابن عباس قالا قال رسول اللہ ﷺ من ولد له ولد فلیحسن اسمه وادبه فاذا بلغ فلیزوجه فان بلغ ولم یزوجه فاصاب اثما فانما اثمه علی ابیه (مشکوة کتاب النکاح باب الولی ص ۲۷۱) ظفیر

(۳) عن عائشةؓ ان النبی ﷺ تزوجها وهی بنت سبع سنین و زفت الیه وهی بنت تسع سنین ولعبها معها و مات عنها وهی بنت ثمانی عشرة رواه مسلم (مشکوة باب الولی ص ۲۷۰) ظفیر مفتاحی

ہو جاوے تو وہ گناہ باپ کو بھی ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ جس کی لڑکی بارہ برس کو پہنچ جاوے اور وہ اس کا نکاح نہ کرے اور اس سے کوئی معصیت سرزد ہو تو وہ معصیت باپ کے ذمہ ہے لفظ حدیث یہ ہیں: **وعن عمر بن الخطاب و انس بن مالک عن رسول الله ﷺ قال فی التوراة مکتوب من بلغت ابنته اثنتی عشرة سنة ولم یزوجها فاصابت اثماً فاثم ذلك علیه رواه البیهقی.**[1] اور غرض بارہ برس کو پہنچنے سے بالغ ہونا ہے اور یہ تہدیداً اور زجراً فرمایا ہے تاکہ لوگ نکاح دختر بالغہ میں بے وجہ تاخیر نہ کریں۔ فقط

ایک سے زیادہ بیوی کرنا کب جائز ہے؟

(**سوال ۱۱**) فقہ کی رو سے مرد کن حالات میں ایک سے زیادہ بیویاں کر سکتا ہے؟

(**الجواب**) شریعت سے مرد کو چار زوجہ رکھنے کی اجازت اور اباحت ہے لیکن ساتھ میں یہ حکم ہے کہ ان میں عدل و مساوات کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو پھر ایک زوجہ پر ہی اکتفا کرے کما قال الله تعالیٰ **فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و رباع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة الآیة (النساء ا)**

بیوہ سے نکاح وجہ ناراضی نہیں ہونا چاہئے

(**سوال ۱۲**) زید نے ایک بیوہ خاندانی مسماۃ ہندہ سے عقد کر لیا ہے' اہل خاندان اس پر ناراض ہیں اور انواع واقسام سے نقصان رسانی کے درپے جمعہ کے روز ایک واعظ صاحب نے دوران وعظ میں یہ بیان کیا کہ جس سنت کے اجراء سے فتنہ آوے اس پر عمل کرنا ناجائز ہے اور مثال میں ایک واقعہ رسول اللہ ﷺ کا بیان کیا کہ خانہ کعبہ کی دیوار خمیدہ تھی' حضور ﷺ نے فتنہ کے خوف سے اس کو سیدھا نہیں فرمایا اور یہ ارشاد فرما کر اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا کہ سیدھا کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے لہذا اس کو اسی حالت پر چھوڑتا ہوں نظر بر حالات معروضہ بالا زید متردد ہے کہ یہ روایت اس کے حال پر منطبق ہو کر عند اللہ اس کا مواخذہ دار تو نہیں ہوگا؟ اور اگر خدانخواستہ مواخذہ دار ہے تو اب کیا کرنا چاہئے کہ آخرت کے مواخذہ سے بری ہو؟

(**الجواب**) بیوہ سے نکاح کرنا شرعاً کسی طرح معیوب اور سبب طعن و ناراضی کا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ نکاح بیوہ کا آیات واحادیث و عمل مستمر آنحضرت ﷺ و صحابہ سے ثابت ہے طعن کرنے والا اس پر اور ناراض ہونے والا مخالف ہے حکم خدا تعالیٰ و رسول کریم ﷺ کا۔ جو لوگ اہل خاندان اس نکاح کی وجہ سے ناراض ہیں اور درپے ایذا رسانی کے ہیں اگر یہ ناراضی اور ایذا رسانی محض اس وجہ سے ہے کہ بیوہ کے نکاح کو وہ معیوب اور سبب عار کا جانتے ہیں تو سخت جہالت اور معصیت ہے ایسے لوگوں کو توبہ کرنی چاہئے ورنہ خوف کفر ہے اس

---

(۱) مشکوۃ باب الولی ص ۲۷۱ ۔ ۱۲ دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں قال رسول الله ﷺ من ولد له ولد فلیحسن اسمه وادبه فاذا بلغ فلیزوجه فان بلغ ولم یزوجه فاصاب اثما فانما اثمه علی ابیه (ایضاً) ظفیر

واعظ کا بیان صحیح نہیں ہے اس نے جو مسئلہ بتلایا وہ بھی غلط ہے اور جو مثال میں واقعہ رسول مقبول ﷺ کا بیان کیا وہ بھی غلط ہے، وہ واقعہ اس طرح نہیں ہے جو اس نے بیان کیا بلکہ کتب حدیث مسلم شریف وابوداؤد وترمذی شریف میں وہ واقعہ اس طرح وارد ہوا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے یہ نذر کی تھی کہ اگر مکہ معظمہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر فتح ہوگیا تو میں دو رکعت خانہ کعبہ کے اندر پڑھوں گی جب مکہ معظمہ فتح ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر حطیم کے اندر داخل کیا اور یہ فرمایا کہ حطیم میں دو رکعت ادا کرلو، کیونکہ حطیم بھی بیت اللہ میں سے ہے تمہاری قوم نے بہ سبب قلت خرچ بوقت تعمیر حطیم کو خانہ کعبہ سے خارج کردیا اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا تو میں خانہ کعبہ کو توڑ کر از سر نو بنائے ابراہیمی کے موافق بناتا اور حطیم کو خانہ کعبہ کے اندر داخل کرتا اور چوکھٹ خانہ کعبہ کو زمین سے ملا دیتا اور دو دروازے خانہ کعبہ کے کرتا ایک دروازہ شرقی اور ایک غربی، اور اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو ایسا ہی کروں گا۔[1] انتہی

معلوم ہوا کہ اس واعظ نے جو واقعہ بیان کیا وہ صحیح نہیں اور نہ اس میں فتنہ کے خوف سے کسی سنت کے ترک کرنے کا ذکر ہے بلکہ غرض آپ کی یہ تھی کہ قوم قریش چونکہ ابھی اسلام لائی ہے زمانہ کفر اور جاہلیت قریب ہے ایسا نہ ہو کہ ان کے ایمان اور اسلام میں کچھ خلل واقع ہو، ادھر فی الحال خانہ کعبہ کا متغیر کرنا امر ضروری نہیں اور پھر آپ نے یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ سال آئندہ تک اگر زندہ رہا تو اس کام کو کروں گا مگر آپ کی وفات اس سے پہلے ہی ہوگئی، الغرض اس واقعہ کو مسئلہ نکاح بیوہ سے کچھ مناسبت نہیں ہے کسی امر دینی کو اس وجہ سے کہ لوگ ناراض ہوں گے چھوڑنا جائز نہیں ہے اور زید پر اس نکاح کی وجہ سے کچھ مواخذہ نہیں ہے بلکہ وہ ماجور ہے۔ فقط

آنحضرت ﷺ کے لئے کتنی ازواج درست تھیں

(سوال ۱/۱۳) آنحضرت ﷺ کے لئے بحکم خداوند تعالیٰ ازواج مطہرات بیک وقت کس قدر جائز تھیں؟ شاہ اسلام کتنی بیویاں کر سکتا ہے

(سوال ۲/۱٤) بادشاہ اسلام کو شرعاً منکوحہ بیویاں بیک وقت کس قدر جائز تھیں؟

(الجواب ۱) نو تک جائز تھیں جیسا کہ جلالین شریف میں ہے لا یحل لك النساء من بعد التسع اللاتی اخترتك الخ[2] اور اکثر علماء کا یہی مذہب ہے کذا فی الکمالین[3] ویسے آپ کی ازواج مطہرات گیارہ

---

(۱) عن الاسود بن یزید ان ابن الزبیر قال له حدثنی بما کانت تفضی الیك ام المؤمنین یعنی عائشةؓ فقال حدثنی ان رسول الله ﷺ قال لها لو لا ان قومك حدیث عهد بالجاهلیة لهدمت الکعبة و جعلت لها بابین فلما ملك ابن الزبیر هدمها و جعل لها بابین (ترمذی باب ماجاء فی کسر الکعبة ص ۱۰۷ ج ۱) ظفیر

(۲) جلالین سورة الاحزاب ص ۳۵٦ . ۱۲ ظفیر

(۳) جلالین مع حاشیه ص ۳۵٦

تھیں یا اس سے زیادہ لیکن ایک وقت میں نو سے زیادہ اکٹھی نہیں ہوئیں۔ فقط
(۲) چار سے زیادہ بیک وقت درست نہیں۔[1] فقط

یکے بعد دیگرے جتنے نکاح چاہے کر سکتا ہے

(سوال ۱۵/۱) ایک شخص اپنی عمر میں کتنے نکاح کر سکتا ہے؟

ایک وقت میں چار بیوی سے زیادہ جائز نہیں

(سوال ۱۶/۲) اور کتنی عورتیں رکھ سکتا ہے؟
(الجواب) (۱) عمر بھر میں یکے بعد دیگرے جتنے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔
(۲) لیکن ایک وقت میں چار زوجہ سے زیادہ نہیں رکھ سکتا۔[2] فقط

دوسری شادی پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر جائز ہے

(سوال ۱۷) میری شادی کو عرصہ ہوا مگر کوئی لڑکا بالا نہیں ہوا جس وجہ سے میں نے دوسری جگہ اپنی شادی کا بندوبست کیا ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ پہلی زوجہ سے اجازت لو تب نکاح ثانی جائز ہوگا اور پہلی زوجہ راضی نہیں انکار کرتی ہے تو دوسرا نکاح باوجود ناراضی اور انکار زوجہ اول کے درست ہے یا نہیں اور اجازت زوجہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟
(الجواب) یہ قول صحیح نہیں ہے کہ بدون اجازت پہلی زوجہ کے دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوگا بلکہ سائل کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے پہلی زوجہ کے انکار کی وجہ سے اور راضی نہ ہونے سے دوسرا نکاح ناجائز نہیں ہے[3]
البتہ دوسرے نکاح کے بعد یہ ضرور ہے کہ ہر دو زوجہ کے حقوق پورے پورے ادا کرے اور برابری اور عدل کرے۔[4] فقط

---

(۱) فانکحوا ما طاب لکم (ای تزوجوا ما بمعنی من) من النساء مثنی و ثلث و ربع و لا تزید واعلی ذالک (سورة النساء جلالین ص ۶۹) ظفیر
(۲) قال الله تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و ربع (سورة النساء ۱) و صح نکاح اربع من الحرائر والا ماء فقط للحر لا اکثر وله التسری بما شاء من الاماء (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص ۴۰۰ ج ۲ ط.س ج۳ص۴۸) ظفیر
(۳) وصح نکاح اربع من الحرائر والا ماء فقط للحر لا اکثر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المحرمات ص ۴۰۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص۴۸) ظفیر
(۴) یجب و ظهار الآیة انه فرض ان یعدل ای ان لا یجور فیه ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة وفی الملبوس والماکول والصحبة (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ص ۵۴۶ ج ۲ ط.س. ج۳ص۲۰۱) ظفیر

پہلا باب

نکاح کے ارکان، اس کے صحیح ہونے کی شرطیں اور اس کے انعقاد کی صورتیں

نکاح میں کتنے فرض ہیں اور کتنے واجب اور عاقدین کے کیا اختیارات ہیں

(سوال ۱۸) نکاح میں کتنے امور فرض اور واجب ہیں؟(۲) عاقدین کو یہ اختیار ہے کہ نہیں کہ وہ جس سے چاہیں نکاح پڑھوالیں یا شریعت کسی خاص شخص کو حکم دیتی ہے؟(۳) کیا قاضی اور ملا بلا رضا مندی اور بلا طلب عاقدین کے نکاح پڑھانے اور سرکار میں جبراً نالش کر کے اجرت نکاح حاصل کرنے کے مستحق ہیں؟

(۴) اور جب کہ وہ نکاح ہی نہ پڑھائیں تو اجرت نکاح خوانی کے مستحق ہو سکتے ہیں اور جبراً بذریعہ عدالت وصول کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۵) جو فطری حقوق شارع علیہ السلام نے مسلمانوں کو مرحمت فرمائے ہیں ان میں کوئی شخص مداخلت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۶) اگر کوئی شخص مسلمانوں کو ان کے فطری حقوق عطا کردہ شارع علیہ السلام سے بطمع نفسانی رسم جہلاء کے پیش کر کے سرکار میں نالش کر کے جبراً محروم کرنے والا کیسا ہے اور اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) نکاح نام ایجاب و قبول کا ہے اور یہ دونوں رکن نکاح ہیں اور سننا ہر ایک کا عاقدین میں سے دوسرے کے لفظ کو اور سننا گواہوں کا ایجاب و قبول کو یہ شرائط میں سے ہیں اور سنن و مستحبات میں سے اعلان نکاح وغیرہ ہے جس کو در مختار میں اس عبارت میں بیان کیا ہے ویندب اعلانه و تقديم خطبة و كونه في مسجد يوم جمعة بعاقد رشيد و شهود عدول الخ[1] وفيه ايضاً و ينعقد بايجاب و قبول[2] الخ وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الاخرالخ و شرط حضور شاهدين[3] الخ ملخصا و التفصيل يطلب من كتب الفقه

(۲) شرعاً عاقدین کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ وہ خود بلا واسطہ ایجاب و قبول کر لیں یا کسی دوسرے شخص سے

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۶۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص۸. ۱۲ ظفیر
(۲) ایضاً ص ۳۶۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۹. ۱۲ ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص۲۱- ۱۲ ظفیر

ایجاب و قبول نیابۃً و توکیلاً کرائیں اور اگر انتظاماً حکام کی طرف سے اس کام پر کوئی قاضی وغیرہ مقرر ہو تاکہ ناجائز طور سے نکاح نہ ہوا کرے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے کہ اس سے نکاح پڑھوائیں۔

(۳) شرعاً ان کو از خود یہ حق نہیں ہے لیکن اگر حکام کی طرف سے وہ اس کام پر مقرر ہیں اور انتظام اس کو مقتضی ہے کہ جو اشخاص اس کام کے لئے منجانب حکام مقرر ہیں انہیں سے نکاح پڑھوایا جائے اور درج رجسٹر کرلیا جائے تاکہ بعد میں جھوٹے دعاوی اور غلط انحہ کا نزاع پیش نہ آوے تو شریعت اس کو منع نہیں فرماتی بلکہ یہ بھی شرعی حکم ہے کیونکہ انتظام معاملات اور دفع خصومات و رفع نزاع بھی ضروری ہے جیسا کہ بیع و شراء کے لئے اس قسم کے انتظامات کردیئے گئے ہیں کہ ان کی پابندی حکام کے امر سے کی جاتی ہو (۴) اس صورت میں وہ مستحق اجرت کا نہیں ہے باقی تحریر وغیرہ کی اجرت جو اس کے لئے حکام کی طرف سے مقرر ہو اس کی بابت موافق قواعد مقررہ عمل کیا جاوے گا۔

(۵) دراصل تمام معاملات شرعیہ میں کسی تحریر اور دستاویز اور رجسٹر وغیرہ کی ضرورت نہیں، جملہ عقود بیع و شراء نکاح وغیرہ زبانی طے ہو سکتے ہیں، لیکن حکام اگر کوئی انتظام اور قواعد اس کے لئے مصلحت سمجھیں تو وہ بھی خلاف شریعت نہیں ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد ہے **یا ایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ الخ**[1] پس یہ لکھنا اگرچہ ضروری نہیں تھا لیکن مصالح کی وجہ سے مفید ہے اس لئے ان امور کی بھی شریعت میں اجازت ہے۔

(۶) ایسا شخص گناہ گار ہوگا۔ فقط

ایجاب و قبول ضروری ہے، شش کلمہ وغیرہ ضروری نہیں

(**سوال ۱۹**) عند النکاح اگر ہر دو صفت ایمان و شش کلمہ نہ پڑھا جائیں اور محض ایجاب و قبول ہی فرض سمجھ کر چھوڑ دیئے جائیں تو کیا حکم ہوگا؟

(**الجواب**) نکاح میں ایجاب و قبول ضروری ہے، بدون ایجاب و قبول کے نکاح منعقد نہیں ہوگا[2] اور صفت ایمان اور کلموں کا پڑھنا اس وقت انعقاد نکاح کے لئے شرط نہیں ہے، بدون پڑھائے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور سنت طریقہ نکاح کا یہ ہے کہ اول خطبہ مسنونہ پڑھا جاوے اور پھر ایجاب و قبول مجلس نکاح میں کرلیا جاوے اور کم از کم دو گواہ سننے والے ایجاب و قبول کے موجود ہوں۔[3] فقط

---

(۱) سورۃ البقرۃ رکوع ۳۹

(۲) و ینعقد ای النکاح ای یثبت و یحصل انعقادہ بالا یجاب والقبول (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۹) ظفیر

(۳) و یستحب ان یکون النکاح ظاھرا و یکون قبلہ خطبۃ وان یکون عقدہ فی یوم الجمعۃ وان یتولی عقدہ ولی رشید، وان یکون بشھود عدول (البحر الرائق کتاب النکاح ص ۸۷ ج ۳، ص ۸۱ قبیل قولہ وینعقد بایجاب) ظفیر

اللہ رسول کی گواہی کافی نہیں' دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے نکاح ہو جاتا ہے

(سوال ۲۰) ایک عورت اور ایک مرد نے اول تنہائی میں ایجاب و قبول کر لیا اس جگہ اور کوئی موجود نہیں تھا خدا ورسول کو دونوں نے درمیان میں دیا تھا پھر کچھ عرصہ کے بعد ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے پھر دونوں نے ایجاب و قبول کیا تو نکاح درست ہو لیا نہیں؟

(الجواب) تنہائی میں صرف مرد اور عورت کے ایجاب و قبول کرنے سے نکاح نہیں ہوتا[1] اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی گواہی پر نکاح کرنے کو بعض فقہاء نے کفر لکھا ہے بہر حال یہ سخت گناہ ہے[2] اور نکاح صحیح نہیں ہوتا البتہ اگر پھر دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کے سامنے پھر ایجاب و قبول کیا جاوے تو نکاح صحیح ہو جاوے گا

باہم خود دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول سے نکاح ہو جاتا ہے

(سوال ۲۱) ایک شخص روبرو دو گواہوں کے اپنا نکاح خود ہی ایک عورت بیوہ سے باندھتا ہے اور باہم ایجاب و قبول ہوتا ہے' کیا یہ نکاح جائز ہے؟

(الجواب) یہ نکاح صحیح ہے اور شریعت میں اعلان نکاح دو گواہوں کے ساتھ مسلم رکھا ہے' گویا ضروری اعلان حاصل ہو گیا۔[3] فقط

عورت نے کہا خود کو تمہارے نکاح میں دیتی ہوں' مرد نے کہا قبول کیا' تو نکاح ہو گیا

(سوال ۲۲) زید اور ہندہ نے اپنا نکاح دو گواہوں کے سامنے اس طرح پر کر لیا کہ ہندہ نے زید سے کہا کہ میں خود کو تمہارے نکاح میں دیتی ہوں زید نے کہا میں نے قبول کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر دو گواہوں کے سامنے زید و ہندہ نے بطریق مذکور ایجاب و قبول کیا تو نکاح منعقد ہو گیا۔ ہکذا فی الدر المختار[4] فقط

---

(۱) لو تزوج بغیر شہود ثم اخبر الشہود علی وجہ الخبر لا یجوز الا ان یجدد عقداً بحضرتہم (ایضاً ص ۹٤ ج ۳ ط.س. ج۳ص۸۸تحت قولہ عند حرین الخ) ظفیر

(۲) وفی الخانیۃ والخلاصۃ لو تزوج بشہادۃ اللہ و رسولہ لا ینعقد و یکفر لا عتقادہ ان النبی یعلم الغیب (ایضاً ص ۹٤ ج ۳ ط.س. ج۳ص۸۸)

(۳) ویشترط الاعلان مع الشہود لما فی التبیین ان النکاح بحضور الشاہدین یخرج عن ان یکون سراً و یحصل بحضورہما الاعلان (ایضاً) ط.س. ج۳ص۸۸

(٤) و ینعقد ای النکاح بایجاب من احد ہما و قبول من الاخر الخ کزوجت نفسی الخ منک و یقول الاخر تزوجت (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۹) ظفیر

بلا ایجاب و قبول نکاح نہیں ہوتا

(سوال ۲۳) زید اپنے نابالغ لڑکے کی برات بکر کی دختر نابالغہ سے لے گیا جب ملا صاحب واسطے نکاح کے بیٹھے شاہد ان کے لئے جو کلمات برائے شناخت گواہان کہلوائے جاتے ہیں اس نے نہ کہا اور نہ قبولیت کے الفاظ اپنی زبان سے کہہ سکا نہ زید نے قبول کیا اب زوجین بالغ ہوگئے ہیں اور بکر کہتا ہے کہ اس وقت نکاح منعقد نہیں ہوا تھا لہذا ہم رخصت نہیں کر سکتے بلکہ دوسری جگہ شادی کا سامان کر رہا ہے آیا نکاح منعقد ہوا یا نہیں اور دوسری جگہ نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) بدون ایجاب و قبول کے نکاح منعقد نہیں ہوتا پس صورت مذکور میں نکاح منعقد نہیں ہوا۔ درمختار میں ہے و ینعقد ملتبساً بایجاب من احدهما و قبول من الاخر وضعا للمضی الخ و فیه ایضاً و شرط حضور شاهدین حرین مکلفین سامعین قولهما معاً علی الاصح الخ ملخصا[1] فقط

مذکورہ صورت میں نکاح درست نہیں

(سوال ۲۴) الٰہی بخش نے مسماۃ چندو کو منی آرڈر بھیجا اور اس میں لکھا کہ چندو اگر تم نے منی آرڈر لیا تو تم میرے نکاح میں آجاؤ گی اور گواہ نکاح کے وہ لوگ ہوں گے جن کے سامنے منی آرڈر وصول کرو گی اس طرح نکاح منعقد ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) اس طرح نکاح منعقد نہیں ہوتا۔[2] فقط

دو شرعی گواہوں کے سامنے بلا مہر ایجاب و قبول سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۵) زید و ہندہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اور اسی مکان میں خالدہ و صالحہ و حمیدہ بھی موجود ہیں زید نے ہندہ سے تین مرتبہ بلا تذکرہ مہر کہا کہ تمہارے ساتھ نکاح کرتے ہیں تم کو منظور ہے ہندہ نے تینوں مرتبہ یہ کہا کہ مجھے منظور ہے' تو اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہ اور خطبہ نکاح میں ضروری ہے یا نہ ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح و لازم ہو گیا کیونکہ صحت نکاح کی شرط شاہدین اور اس کا رکن ایجاب و قبول ہے اور یہ دونوں اس صورت میں موجود ہے خطبہ مسنون ہے' نکاح کی صحت اس پر موقوف نہیں[3] فقط کتبہ عتیق الرحمٰن عثمانی قال فی الدر المختار لو قال بالمضارع ذی الهمزة اتزوجک فقالت زوجت نفسی انعقد[4] فقط عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند

---

(۱) دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ و ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص۹ ۱۲ ظفیر

(۲) بنیادی بات یہ ہے کہ نہ ایجاب و قبول پایا گیا اور نہ شرعی گواہ جو ارکان و شرائط ہیں و ینعقد بایجاب من احدهما و قبول من الاخر الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۹) ظفیر

(۳) و یندب اعلانه و تقدیم خطبة (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۹ ج۲ ط.س. ج۳ص۸) ظفیر

(٤) رد المحتار کتاب النکاح تحت قول الماتن اذا لم ینو الاستقبال ص ۳۶۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۱ ۱۲ ظفیر

دو شرعی گواہ کہیں کہ ہمارے سامنے ایجاب و قبول ہوا ہے تو نکاح ہو جائے گا

(سوال ۲۶) زید مدعی ہے کہ ہندہ نے میری عدم حاضری میں اپنے نفس کو مجھ کو دے دیا تھا اور میں نے بھی اس کی عدم حاضری میں قبول کر لیا تھا اور عمرو خالد و پدر ہندہ شاہد ہیں تو اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں اگر ہندہ و زید دونوں کے ایجاب و قبول پر شرعی شہادت موجود ہے تو یہ نکاح صحیح ہو گیا صحت نکاح کا اصلی مدار شاہدین پر ہے پس اگر عمرو خالد اس امر کے شاہد ہیں کہ ہم دونوں کے سامنے زید و ہندہ نے ایجاب و قبول کر لیا ہے تو نکاح منعقد ہو گیا۔ ھکذا فی کتب الفقه [1] ۔ فقط

عورت نے مرد سے کہا کہ نکاح کر لینا اس نے دو گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے فلاں سے نکاح کر لیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱/۲۷) ایک شخص نے ایک عورت سے اس کی رضا سے نکاح کیا اور عورت و مرد میں باہم یہ گفتگو ہوئی کہ عورت نے مرد سے کہا کہ میرا نکاح اپنے ساتھ کر لینا' مرد نے جا کر دو مردوں کے سامنے یہ کہا کہ میں نے فلاں عورت کا نکاح اپنے نفس سے کر لیا اور قبول کر لیا اور گواہوں کے سامنے صرف عورت کا نام لیا اور قوم و باپ کا نام نہیں لیا اور گواہ اس عورت کو جانتے بھی نہیں ہیں تو یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

ذیل کی صورت میں نکاح ہوا یا نہیں

(سوال ۲/۲۸) ایک نکاح خواں نے ایک نکاح اس صورت سے پڑھا کہ اول باکرہ عورت سے اجازت لی وہ خاموش رہی پھر ولی سے اجازت لی اس نے اجازت دیدی' پھر مرد سے کہا کہ فلاں بنت فلاں سے تمہارا نکاح بعوض مہر معین کیا تم نے قبول کیا اس نے کہا میں نے قبول کیا یہ صورت نکاح موافق شرعی ہے؟

(الجواب) (۱) اگر عورت کا نام مع نام باپ کے لیا گیا تو نکاح صحیح ہو گیا (صورت مسئولہ میں نکاح نہیں ہوا اس لئے کہ گواہ اسے نہیں جانتے ہیں اور نہ باپ کا ہی نام لیا گیا ہے کہ وہ متعین ہو سکے [2]) ظفیر

(۲) اس صورت میں نکاح ہو گیا۔ [3] فقط

---

(۱) و شرط حضور شاهدين (درمختار) ای يشهد ان على العقد (ر د المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۳ ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفير

(۲) ولا المنكوحة مجهولة (درمختار) ظاهره انها لو جرت المقدمات على متعينة تميزت عند الشهود ايضا يصح العقد لان المقصود نفى الجهالة وذالك بتعينها عند العاقدين والشهود الخ و يويده ما سياتى من انها لو كانت غائبة و زوجها وكيلها فان عرفها الشهود و علموا انه اراد ها كفى ذكر اسمها والا لا بدمن ذكر الاب والجد ايضا (رد المحتار كتاب النكاح ص ۳٦۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۵)

(۳) وينعقد بايجاب و قبول الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳٦۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۹) ظفير

تن بخشی کے لفظ کے ساتھ دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۹) اگر کوئی عورت بیوہ دو مرد گواہوں کے روبرو کسی شخص کو بارادہ نکاح اپنا تن بخش دے اور مرد اسی مجلس میں قبول کرلے تو نکاح منعقد ہو جاوے گا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں شرعاً نکاح منعقد ہو گیا در مختار میں ہے وانما یصح بلفظ تزویج و نکاح وھو کل لفظ وضع لتملیک عین کاملة فی الحال الخ کھبة و تملیک و صدقة و عطیة الخ بشرط نیة او قرینة و فھم الشھود المقصود الخ انتھی[1] ملخصاً فقط

بلا ایجاب و قبول نکاح درست نہیں

(سوال ۳۰) اگر عورت بالغ ہو اور بوقت نکاح ایجاب و قبول نہ ہو تو نکاح جائز ہو گا یا نہ؟

(الجواب) بدون ایجاب و قبول کے نکاح نہ ہو گا۔[2] فقط

عورت و مرد باہمی رضامندی سے دو گواہوں کے سامنے نکاح کرلیں تو یہ درست ہے

(سوال ۳۱) زید و ہندہ نے برضائے باہمی دو گواہ عابد و زاہد کے روبرو عقد کرلیا اس عقد کا علم صرف زاہد و عابد کو ہے آیا ان پر اس کا اظہار ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح اس صورت میں شرعاً صحیح اور منعقد ہو جاتا ہے کیونکہ جو اعلان شرط انعقاد نکاح ہے وہ اس صورت میں حاصل ہو گیا[3] البتہ مستحب اور سنت یہ ہے کہ عام اعلان نکاح کا ہو کما ورد اعلنوا ھذا النکاح واضربوا علیه بالدف[4] فقط

عورت کا کہنا کہ میں تیری منکوحہ ہوں صرف اس سے نکاح نہیں ہوتا

(سوال ۳۲) ہندہ نے عمر سے کہا کہ میں تیری منکوحہ ہوں اور عمر ان الفاظ کے بعد ساکت رہا تو نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

(الجواب) ان الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوا کیونکہ اس صورت میں ایجاب پایا گیا اور قبول نہیں پایا گیا اور

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۸ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۲ - ۱۲ ظفیر

(۲) ینعقد ملتبسا با یجاب من احد ھما و قبول من الاخر (درمختار) ینعقد ای النکاح ای یثبت و یحصل انعقادہ بالا یجاب والقبول (ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۹) ظفیر

(۳) النکاح ینعقد بالا یجاب والقبول بلفظین الخ و لا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاھدین حرین عاقلین بالغین الخ (ھدایہ کتاب النکاح ص ۲۸۵ ج ۲) ظفیر

(٤) و یندب اعلانه و تقدیم خطبة و کونه فی مسجد یوم جمعة (درمختار) قوله و یندب اعلانه لحدیث الترمذی اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیه بالدف فوف فتح (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۹ ج ۲ ط.س. ج۳ص۸) ظفیر

گواہوں کا وجود بھی بوقت عقد نہیں ہے جو کہ شرط نکاح کی ہے۔[1] فقط

گونگے کا نکاح کیسے ہوگا

(سوال ۳۳) ایک لڑکا بہرا اور گونگا ہے اور بالغ ہے اس کا نکاح کس طرح ہو سکتا ہے؟

(الجواب) جو لڑکا بہرہ گونگا اور بالغ ہو تو خود اس کا قبول کرنا جواز نکاح کے لئے شرط ہے لیکن چونکہ وہ بول نہیں سکتا تو اشارے سے قبول کرایا جاوے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہے تو لکھ کر اس کے سامنے کر دیا جائے اس پر وہ لکھ دے کہ مجھ کو قبول ہے اور اگر لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو تو صرف اشارہ سے قبول کرنا کافی ہے ففی کافی الحاکم الشهيد ما نصه فان كان الاخرس لا يكتب و كان له اشاره تعرف فی طلاقه و نكاحه و شرائه و بيعه فهو جائز[2] الخ (فقد رتب جواز الاشارة على عجزه عن الكتابة فيفيد انه ان كان يحسن الكتابة لا تجوز اشارته رد المحتار كتاب الطلاق ص ٥٨٤ ج ٢ ظفير) فقط

عورت نے وکیل بنایا اور اس نے ایجاب و قبول کرایا کیا حکم ہے؟

(سوال ٣٤) عمر کو ہندہ عاقلہ بالغہ نے اپنے نکاح کا وکیل روبرو دو گواہوں کے بنایا تھا چنانچہ عمر نے زید سے کہا کہ تم ہندہ کا نکاح خالد سے پڑھا دو معاً زید نے خطبہ مسنونہ پڑھ کر خالد سے ایجاب و قبول کرا دیا بعدہ دعاء تبریک کی گئی اور چھوارے بھی تقسیم ہوئے اس صورت میں نکاح شرعاً صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں موافق صورت بالا کے نکاح صحیح ہو گیا ہندہ عاقلہ بالغہ کے وکیل نے جبکہ اجازت نکاح خوانی کی زید کو دیدی اور زید نے بعد تحقیق حال و بیان شہود روبرو شاہدین کے ایجاب و قبول کیا تو وہ نکاح حسب قواعد شرعیہ و تصریح کتب فقہ صحیح ہو گیا کچھ خامی اور خلل نہیں رہا نیم ملاؤں کا اعتراض غلط ہے۔[3] فقط

---

(۱) و ينعقد الخ با يجاب من احدهما و قبول من الاخر وضعا للمضى الخ . و حضور شاهدين حرين او حرو حرتين مكلفين سامعين قولهما معاً (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٦١ ج ٢ . ط.س. ج٣ص٩ ۔ ٢١) ظفير

(۲) دیکھئے رد المحتار كتاب الطلاق ص ٥٨٤ ج ٢ . ط.س. ج٣ص٢١ - ١٢ ظفير

(۳) و ينعقد ملتبسا با يجاب من احدهما و قبول من الاخر وضع للمضى كزوجت نفسى او بنتى او موكلتى منك و يقول الاخر تزوجت الخ و شرط سماع كل من العاقدين لفظ الاخر ليتحقق رضا هما و شرط حضور شاهدين حرين او حرو حرتين مكلفين سامعين قولهما معا الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٦١ ج ٢ و ص ٣٧٣ ج ٢ . ط.س. ج٣ص٩) ظفير

لڑکی دیا لیا' کہنے سے نکاح ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۵) دو شخصوں نے غلام محمد سے کہا کہ تم اپنی لڑکی رحم علی کے لڑکے کو دیدو غلام محمد نے کہا میں نے دیدی' مذکوران نے رحم علی کو کہا کہ غلام محمد نے لڑکی دیدی ہے' وہ خوش ہو کر منظور کرتا ہے' تو کیا یہ نکاح یا ناطہ صحیح ہوا

(الجواب) اگر روبرو شاہدین کے مجلس نکاح میں یہ ایجاب و قبول ہوا ہے تو اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا ہے۔ در مختار میں ہے و هل اعطيتنيها ان المجلس للنكاح وان للوعد فوعد. [1] الخ فقط

انشاء اللہ کے ساتھ انعقاد کا حکم

(سوال ۳۶) شخصے بہ محفل عقد گفت کہ دختر صغیرہ فلاں را انشاء اللہ تعالیٰ "اعنی بزبان بنگالہ معنی اش اللہ ویلی می گویند" نکاح فلاں دادم' پس بموجب شرع از اتصال جملہ انشاء اللہ نکاح منعقد خواہد شد یا نہ؟

(الجواب) در ایجاب و قبول انشاء اللہ گفتن مفید جواز و صحت نکاح نخواہد شد کہ بانشاء اللہ تحقق عقد حاصل نیست و قد قال فى الدر المختار هو عقد يفيد ملك المتعة الخ و فى الشامى العقد بمجموع ايجاب احد المتكلمين مع قبول الاخر او كلام الواحد القائم مقامهم الخ شامى ص ۳۵۵ و ينعقد بايجاب و قبول وضعا للمضى لان الماضى ادل على التحقيق (درمختار) و قوله على التحقيق اى تحقيق و قوع الحدث الخ شامى ص ۳۶۱ ج ۲ و ظاهر ان لا تحقيق مع الاستثناء [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جب تک ایجاب و قبول باضابطہ نہیں ہوتا' نکاح منعقد نہیں ہوتا

(سوال ۳۷) بمقام ہائلی ایک نکاح خوانی کا جلسہ منعقد ہوا جیسا کہ یہاں کا دستور ہے کہ پہلے سے دفتر میں نام منکوحہ وکیل یا ولی اور شاہدین کے نام درج کر لیتے ہیں اور بعد ایجاب و قبول کی ہر فریق اپنے اپنے دستخط ثبت کر دیتا ہے لہٰذا چونکہ دو قاضی موجود تھے' پہلے نے دفتر میں نام وغیرہ لکھنا چاہا تو وکیل نے جو کہ ہندہ کا چچا تھا' کہا کہ اس قاضی کے لکھنے پر مجھے اعتراض ہے البتہ یہ دوسرا قاضی نکاح پڑھائے تو میں اجازت دوں گا ورنہ نہیں اس پر ہندہ کے والد نے کہا کہ لکھنے دو' نکاح دوسرا ہی پڑھائے گا' قاضی اول نے دفتر میں لکھنے کے بعد سوال کیا کہ آیا نکاح پڑھانے کی اجازت ہے' اس پر وکیل نے کہا تمہیں ہرگز اجازت نہیں پھر اہل مجلس میں کچھ گفت و شنید کے بعد نوشہ (زید) کے ماموں نے سہرا توڑ ڈالا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیا زید بھی کھڑا ہو گیا اور زید کے بھائی نے چھوہارے وغیرہ کے طشت کو لات مار دی اور اٹھ کھڑے ہوئے' پھر معاملہ ختم

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار' كتاب النكاح ص ۳۶۳ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۲. ۱۲ ظفیر

(۲) سوال کا ماحصل یہ ہے کہ ایجاب میں کہا گیا انشاء اللہ میں نے نکاح میں دیا جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ انشاء اللہ کے ساتھ ایجاب و قبول سے جو نکاح کیا جائے درست نہیں ہو گا اس لئے انشاء اللہ کے لفظ کے ساتھ عقد کا تحقق حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ۱۲ ظفیر

ہو گیا' اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں ظاہر ہے کہ ایجاب و قبول نہیں ہوا لہذا یہ نکاح صحیح نہیں ہوا کمافی الدر المختار و ینعقد با یجاب و قبول الخ و شرط حضور شاهدین الخ سامعین قولهما معاً الخ [1] فقط

ایجاب و قبول میں مہر کا ذکر نہ آئے تو نکاح ہو گا یا نہیں

(سوال ۳۸) نکاح کے وقت اگر مہر کا ذکر نہیں آیا تو نکاح ہو گیا یا نہیں ؟

(الجواب) نکاح ہو گیا اور مہر مثل لازم ہو گیا۔[2] فقط

گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول سے نکاح ہو گیا اور وہ عورت اس کے لڑکے کے لئے حرام ہو گئی

(سوال ۳۹) ایک شخص نے ایک عورت سے مجمع میں اپنا نکاح برضاء عورت بالغہ کرایا گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہوا بعد النکاح وہ شخص یوں کہتا ہے کہ یہ ایجاب و قبول میں نے اپنا نہیں کیا بلکہ میرا لڑکا جو نابالغ ہے اس کے لئے ایجاب و قبول کیا ہے' اور عورت بھی راضی نہیں ہے تو کیا یہ نکاح اس کے لڑکے سے ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس آدمی سے بھی نکاح باقی رہ سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں جب کہ شخص مذکور نے گواہوں کے سامنے عورت کو قبول کر لیا اور شرعی طور پر ایجاب و قبول ہو گیا تو اب یہ نکاح خود اس کا صحیح ہو گیا[3] یہ اس کا شوہر اور وہ اس کی بیوی ہو گئی اب صحت نکاح کے بعد اس شخص کا یہ کہنا کہ میں نے خود اپنا نکاح نہیں کیا بلکہ لڑکے کا کیا ہے معتبر نہیں۔ یہ عورت لڑکے کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی اب اس سے نکاح کی کوئی صورت نہیں قال فی الدر المختار و زوجة اصله الخ دخل بها اولا الخ [4] فقط

نابالغ کا نکاح جب ہوا تو قبول ولی نے کیا یہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۰) زید کا نکاح اس کے ولی نے بعمر دس سال کر دیا' مگر قبول زید ہی نے کیا' نکاح درست ہے یا نہیں ؟

---

(۱) دیکھئے الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۹- ۱۲ ظفیر

(۲) یصح النکاح وان لم یسم فیه مهرا الخ وان تزوجها ولم یسم لها مهرا فلها مهر مثلها (الجوهر النیره کتاب النکاح ص ٦۹ ج ۲ و ص ۷۰ ج ۲) ظفیر

(۳) و ینعقد بایجاب من احدهما و قبول من الاخر الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦۱ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۹) ظفیر

(٤) الدالمختار علی هامش رد المحتار باب المحرمات ص ۳۸۳ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۳۱- ۱۲ ظفیر

(الجواب) اس صورت میں زید کا نکاح ہو گیا۔[1] فقط

طریق مذکور سے نکاح ہو گیا

(سوال ۴۱) ایک خطیب نکاح نے اس طرح ایجاب و قبول کرایا کہ بعد خطبہ نکاح کے اول وکیل منکوحہ کی جانب مخاطب ہو کر اسکا داہنا ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ سے ملا کر کہا کہ آپ نے اپنی وکالت اور فلاں فلاں دو صاحبوں کی شہادت سے بحضور مجلس مسماۃ فلاں عاقلہ بالغہ کو بعوض ایکسو ساڑھے ستائیس روپے کے مسمی فلاں بن فلاں کے نکاح میں دیا ذن کر کے دیا حق حلال کر کے دیا تینوں مرتبہ وکیل منکوحہ نے کہا کہ دیا اس طرح ناکح سے قبول کرایا اور ناکح نے کہا کہ قبول کیا آیا اس طرح ایجاب و قبول سے نکاح منعقد ہوا یا نہیں ایک شخص کہتا ہے کہ ایجاب کے اندر لفظ دیا اور قبول کے اندر لفظ کیا کہنے سے نکاح نہیں ہو لیلحہ لفظ دی اور کی کہنے سے نکاح صحیح ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں

(الجواب) ایجاب و قبول بطریق مذکور سے نکاح صحیح ہو گیا کذافی عامة کتب الفقه من ان النکاح ینعقد با یجاب و قبول بشرط حضور الشاهدین[2] اور لفظ دیا اور دی اور کیا اور کی میں باعتبار معنی کے کچھ فرق نہیں ہے' یہ محاورات کا فرق ہے اس سے مسئلہ میں کچھ فرق نہیں آتا اور معنی ایجاب و قبول کے حاصل ہو گئے لفظ قبلت کا ترجمہ اگر یہ کیا جاوے کہ میں نے قبول کیا یا میں نے قبول کی ہر دو صحیح ہیں۔ فقط

اس ایجاب و قبول سے نکاح ہو گیا

(سوال ۴۲) دختر کے والد نے نکاح خواں سے کہا ہماری لڑکی کا نکاح کر دو نکاح خواں نے اس طرح کر دیا تم نے اے عمر زید کی لڑکی بعوض سو روپے مہر کے قبول کی' اس نے کہا ہاں میں نے قبول کی' اس سے نکاح ہو گیا یا نہیں اور نکاح خواں باپ کا وکیل ہے یا عورت کا؟

(الجواب) اس صورت میں ایجاب و قبول مذکور کے ساتھ جب کہ دو روبرو شاہدین کے ہوا نکاح صحیح ہو گیا نکاح خواں عورت کے باپ کا وکیل ہے۔[3] فقط

---

(۱) والولایة تنفیذ القول علی الغیر الخ وهو شرط صحة نکاح صغیر الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۶ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۵۵) ظفیر

(۲) النکاح ینعقد بالا یجاب والقبول بلفظین یعبر هما عن الماضی الخ ولا ینعقد نکاح المسلمین الابحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین رجلین اورجل وامراتین (هدایه کتاب النکاح ص ۲۸۵ ج ۲ و ص ۲۸۶ ج ۲) ظفیر

(۳) امر الاب رجلا ان یزوج صغیر ته فزوجها عند رجل وامراتین والحال ان الاب حاضر صح (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۷ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۲۴) ظفیر

گواہوں کے سامنے ایجاب کے بعد قبول بھی پایا گیا تو نکاح ہو گیا

(سوال ۴۳) زید نے اپنے حالت مرض میں جب کہ اس کے ہوش و حواس صحیح تھے روبرو ہم شیخ تصدق حسین و محمد حسین و صفی اللہ کے یوں کہا کہ ہم اپنی لڑکی کلثوم نابالغہ کو بعوض دین مہر مبلغ ماللعہ[۱۳۴] کے نکاح میں نور محمد جو پسر نابالغ شیخ پھیدو کا ہے دے دیا اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرنے کو منگائی لیکن قبل تقسیم شیرینی زید قضاء کر گیا بعد انقضائے ایام چھ ماہ کے زید موصوف کی ہمشیرہ حقیقی نے جو کلثوم کی پھوپھی ہے ولی نکاح ہو کر دوسرا نکاح کلثوم کا زین الدین نابالغ پسر سراج الحق مرحوم سے کرادیا ہے اس صورت میں کونسا نکاح صحیح ہے؟

(الجواب) یہ جو زید کی طرف سے الفاظ مذکور ہیں کہ ہم نے اپنی دختر کلثوم نابالغہ کو الخ یہ ایجاب ہے اگر اس کے بعد نور محمد کی طرف سے اس کے باپ شیخ پھیدو نے یہ لفظ کہہ لیا ہے کہ میں نے اپنے پسر نور محمد کے لئے قبول کر لیا تو نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ (۱) دوسرا نکاح اس لڑکی کا صحیح نہ ہوگا۔ کذافی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقہ (۲) فقط (لیکن اگر قبول نہیں پایا گیا ہے تو درست نہیں ہے)

واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

عورت مکان میں تنہا تھی اس نے گواہ کے سامنے ایجاب کیا، مرد نے قبول کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۴۴) ایک مرد اور عورت میں جائز نکاح کی رغبت تھی مگر عورت بضرورت و مصلحت خانگی نکاح میں توقف کرتی تھی پس مرد نے دو گواہ باہر دروازے کی طرف کھڑے کر کے عورت سے ایجاب چاہا جب اس نے ایجاب کیا مرد نے قبول کیا اس صورت میں نکاح ان کا شرعاً درست ہے یا نہیں، درانحالیکہ اس مکان کے اندر صرف وہی عورت تھی اور گواہ اس کی آواز کو خوب پہچانتے تھے کیونکہ ایک جگہ کے رہنے والے ہیں

(الجواب) شامی میں ہے ولا بد من تمیز المنکوحة عند الشاهدین لتنتفی الجهالة فان کانت حاضرةً منتقبةً کفی الاشارة الیها والا حتیاط کشف وجهها فان لم یرواشخصها و سمعوا کلامها من البیت ان کانت وحد ها فیه جاز ولو معها اخری فلا لعدم زوال الجهالة الخ شامی (۳) اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نکاح منعقد ہو گیا۔ فقط

---

(۱) و ینعقد بایجاب من احد هما و قبول من الاخر الخ کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی علك و یقول الاخر تزوجت (درمختار) کزوجت نفسی الخ اشار الی عدم الفرق بین ان یکون الموجب اصیلا او ولیا او وکیلا قوله و یقول الاخر تزوجت ای او قبلت لنفسی او لموکلی او ابنی او موکلتی ط (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ .ط.س ج۳ص۹) ظفیر

(۲) اما نکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازہ (ردالمحتار ص ۴۸۲ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۱۳۲) ظفیر

(۳) دیکھئے رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۴ ج ۲ .ط.س ج۳ص۲۱ – ۱۲ ظفیر

خفیہ نکاح دو گواہوں کے سامنے ہوا کیا حکم ہے؟

(سوال ۴۵) ایک شخص نے ایک عورت سے خفیہ نکاح روبرو شاہدین کے کیا اور ایک عرصہ تک خفیہ ہی رہ کر کئی اسقاط حمل کیے ہوں یہ جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح ہو گیا[۱] اور اسقاط حمل قبل از چار ماہ درست لکھا ہے[۲] اور خوف فتنہ کی وجہ سے ایسے وقت اسقاط حمل میں کچھ حرج نہیں ہے فقط (مگر یہ طریقہ شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں ہے جو ہوا سو ہوا، اب بچنا ضروری ہے۔ ظفیر)

بند کمرے میں شرعی گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول سے نکاح ہو جاتا ہے

(سوال ۴۶) ایک شخص کسی عورت کو بھگا کر لایا وہ عورت حمل سے ہے، اس بھگانے والے شخص نے اپنے رشتہ کے چار آدمی بلا کر بند مکان میں اس عورت سے ایام حمل میں عقد کر لیا سوائے چار آدمیوں کے محلّہ کے کسی آدمی کو اطلاع نہیں کی یہ عقد شرع کے مطابق ہوا یا نہیں وہ شخص عورت کو چھوڑ کر چلا گیا بچہ پیدا ہونے کے بعد وہ عورت اپنی مرضی سے دوسرا عقد کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر دو مرد ایجاب و قبول کو سننے والے موجود ہوں تو نکاح ہو جاتا ہے پس صورت مسئولہ میں جب کہ چار آدمی ایجاب و قبول کو سننے والے موجود تھے تو نکاح مذکور صحیح ہو گیا[۳] اب تاوقتیکہ وہ شوہر طلاق نہ دے دوسرا نکاح اس کا درست نہیں ہے۔[۴] فقط

صرف ایک مرتبہ ایجاب و قبول سے ہی نکاح درست ہو جاتا ہے

(سوال ۴۷) ایک مرتبہ ایجاب و قبول کرانے سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں اور عورت کو اختیار فسخ نکاح رہتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح ہو جاتا ہے۔[۵] فقط

زبردستی عورت سے اقرار لیا تو نکاح ہو گیا

(سوال ۴۸) ایک لڑکی بالغہ سے اس کے والدین نے زدوکوب کر کے ایجاب کرالیا ہے اور ایک لڑکے

---

(۱) ولا یشترط الاعلان مع الشهود لما فی التبیین ان النكاح بحضور الشاهدین یخرج عن ان یكون سرا و یحصل بحضور هما الاعلان (البحر الرائق ص ۹۴ ج ۳ كتاب النكاح. ط.س. ج۳ص۸۸) ظفیر

(۲) وقالوا یباح اسقاط الولد قبل اربعة اشهر ولو بلااذن الزوج (درمختار) قال فی النهر بقی هل یباح الاسقاط بعد الحمل نعم یباح مالم یتخلق منه شئ ولن یكون ذالك الا بعد ماة و عشرین یوما الخ اثم هنا اذا اسقطت بغیر عذر فاباحة الاسقاط محمولة علی حالة العذر اوانها لا تاثم القتل (رد المحتار باب نكاح الرقیق ص ۵۲۲ ج ۲. ط.س. ج۳ص۱۷۶ مطلب فی حكم اسقاط الحمل) ظفیر

(۳) النكاح ینعقد بالایجاب والقبول الخ ولا ینعقد الا بحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین الخ (هدایه كتاب النكاح ص ۲۸۵ ج ۲) ظفیر

(۴) اما نكاح منكوحة الغیر الخ لم یقل احد بجوازه (رد المحتار مطلب فی النكاح الفاسد ص ۴۸۲ ج ۲. ط.س. ج۳ص۹) ظفیر

(۵) ینعقد بایجاب من احدهما و قبول من الاخر الخ (الدر المختار علی هامش، رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۶۱ ج ۲) ط.س. ج۳ص۹

سے نکاح کردیا ہے یہ نکاح منعقد ہوایا نہیں؟

(الجواب) زبردستی کر کے اور زدوکوب کر کے لڑکی بالغہ سے ایجاب و قبول کرا لینے سے بھی نکاح منعقد ہوجاتا ہے۔ کذافی کتب الفقه[1] فقط

باپ اور تین عورت کی موجودگی میں لڑکا لڑکی کا یہ کہنا کہ اگر تم کو منظور ہے تو میں نے بھی منظور کر لیا' نکاح ہوایا نہیں

(سوال ۴۹) ہندہ نے اپنے لڑکے بکر سے بموجودگی خالد وصالحہ و کلیمہ یہ کہا کہ تم اپنا نکاح عائشہ سے کرنا بکر نے جواب دیا کہ اگر عائشہ کو منظور ہے تو میں نے منظور کرلیا عائشہ نے جواب میں کہا کہ اگر تم منظور کرتے ہو تو میں بھی منظور کرتی ہوں ان الفاظ سے نکاح منعقد ہوجاوے گا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا[2] اور مہر مثل لازم ہوگیا کما فی الدرالمختار و کذا یجب مہر المثل فیما اذا لم یسم مہراً الخ[3] فقط

بلا گواہ نکاح جائز نہیں' بعد میں تذکرے سے کچھ نہیں ہوتا

(سوال ۵۰) زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور کوئی گواہ موجود نہ تھا بعد میں زید نے ایک شخص کے روبرو پھر دوسرے کے سامنے ذکر کیا کہ میں نے ہندہ سے نکاح کیا ہے' یہ نکاح صحیح ہوایا نہ پھر زید نے ہندہ سے کہا کہ اگر تو ایسا نہ کرے گی تو تجھ پر تین طلاق اور ہندہ نے اس کام کو نہ کیا تو یہ طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں ہندہ کا نکاح زید سے منعقد نہ ہوا لہذا ہندہ پر طلاق بھی واقع نہیں ہوئی لان وقوع الطلاق فرع صحة النکاح قال فی الدرالمختار و شرط حضور شاهدین الخ سامعین قولهما معاً علی الاصح[4] فقط

صورت ذیل میں نکاح ہوایا نہیں

(سوال ۵۱) مسماۃ کریما کے والد زید نے بہ نیت منگنی مسماۃ کریما نابالغہ ایک مجلس منعقد کی' جس میں عمر نابالغ کا باپ بکر موجود ہے' اس مجلس میں زید و بکر نے اپنی لڑکی ولڑکے کی بابت ایجاب و قبول بہ نیت

---

(۱) اذ حقیقة الرضا غیر مشروط فی النکاح لصحته مع الاکراہ والهزل رحمتی (الی قوله) بل عبار اتهم مطلقة فی ان نکاح المکرہ صحیح الخ و لفظ المکرہ شامل للرجل والمراۃ (رد المحتار کتاب النکاح فی ضمن "یستحق رضاهما" ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص۲۱)

(۲) اس لئے کہ ایجاب و قبول باهم پایا گیا و ینعقد ملتبساً با یجاب من احد هما و قبول من الاخر الخ (ایضاً کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ ط.س ج۳ص۹) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۶۰ ج ۲ ط.س ج۳ص۱۰۸-۱۲ ظفیر

(۴) الدرالمختار هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۲ ج ۲) ط.س. ج۳ص۲۱-۱۲ ظفیر

منگنی خواہ خود یا بذریعہ وکیل کیا وہ ایجاب و قبول نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر بالفاظ نکاح ایجاب و قبول کیا' مثلاً لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں نے اپنی دختر کا نکاح بکر کے پسر سے کیا اور بکر نے اپنے پسر عمر کی طرف سے قبول کیا تو نکاح منعقد ہو گیا اور اگر بلفظ ہبہ و عطاء وغیرہ بہ نیت منگنی ایجاب و قبول کیا مثلاً زید نے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی تیرے پسر عمر کو دی اور بکر نے قبول کیا تو وہ منگنی ہوئی نکاح نہیں ہوا۔ کذافی الدرالمختار[1]

ایجاب و قبول سے نکاح

(سوال ۵۲) رحمت بیوہ برضائے خود روبرو دو گواہوں کے اپنا تن محمود کے ملک کر دیتی ہے وہ قبول کر لیتا ہے لیکن عام طور پر شہرت مانند نکاح معروف شہرت نہیں ہوئی یہ نکاح درست ہے یا نہیں اور بعد اس نکاح کے اگر وہ عورت دوسرا نکاح حسب عرف مع شہرت کرالیوے تو وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں زوج اول کا دعویٰ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ ایجاب و قبول روبرو دو گواہوں کے ہو گیا' نکاح منعقد ہو گیا اگرچہ شہرت نہ ہو پس اس کے بعد دوسرے شخص سے نکاح باطل اور حرام ہے در مختار میں ہے وانما یصح بلفظ تزویج و نکاح الخ وما وضع لتملیك عین الخ فی الحال الخ کھبة و تملیك الخ بشرط نیة و قرینة و فھم الشھود المقصود الخ[2] پس معلوم ہوا کہ تملیک بہ نیت نکاح و فہم شہود و تقرر مہر سے بعد قبول شوہر موجودگی شاہدین سامعین قولھما[3] نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ فقط

دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول سے نکاح جائز ہے

(سوال ۵۳) زید نے ایک عورت سے عقد کیا اور اہل محلّہ سے پوشیدہ رکھا' عقد اس طرح کیا کہ عورت نے دو گواہوں کے سامنے بغیر نام و پتہ والدین کا بتلائے بلا تعیین مہر کے صرف یہ کہہ دیا کہ میں اس سے رضا مند ہوں تو اس طرح سے عقد ہوا یا نہیں اور اس عقد کے بعد پوشیدہ ہی طریقہ سے طلاق بھی دیدی اور اس عورت نے دوسری جگہ عقد کر لیا۔

(الجواب) دو گواہوں کے سامنے جب کہ کسی عورت نے یہ کہہ دیا کہ میں فلاں شخص سے رضا مند ہوں

---

(۱) اوھل اعطیتنیھا ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد (درمختار) قوله ان المجلس للنکاح ای لا نشاء عقده لانه یفھم منه التحقیق فی الحال فاذا قال الاخر اعطیتکھا اوفعلت لزم و لیس للاول ان لا یقبل (ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳٦٤ ج ۲ ط.س ج۳ص۱۲) ظفیر

(۲) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦۸ ج ۲ ط.س ج۳ص۱٦ - ۱۲ ظفیر

(۳) وشرط حضور شاھدین حرین اوحر وحرتین مکلفین سامعین قولھما معاً علی الاصح فاھمین انه نکاح علی المذھب الخ (ایضاً ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س ج۳ص۲۱)

اور نکاح کرتی ہوں اور شوہر نے قبول کر لیا تو نکاح منعقد ہو گیا[1] اور پھر جو طلاق دی وہ واقع ہو گئی اور بعد گزرنے عدت کے دوسری جگہ وہ عورت نکاح کر سکتی ہے۔ فقط

مرد و عورت خود دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیں تو نکاح درست ہے

(سوال ۵٤) زید اور ہندہ نے آپس میں لفظ ایجاب و قبول بحضور شاہدین کر لیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اگر کوئی شخص اپنا نکاح بغیر اجازت قاضی یا منشی کے کر لیوے ساتھ ارکان و شرائط نکاح کے تو جائز ہو گا یا نہ؟

(الجواب) اس صورت میں جب کہ مرد و عورت جو کہ دونوں بالغ ہیں اور ہم کفو ہیں بحضور شاہدین خود ایجاب و قبول کر لیویں بدون وکیل و قاضی کے تو نکاح صحیح ہے اور منعقد ہو جاتا ہے اور نکاح خواں اور وکیل اور وکالت کے گواہوں کی موجودگی کی کچھ ضرورت نہیں ہے کذافی عامة کتب الفقه[2] فقط

صرف دو گواہوں کے سامنے نکاح ہوا اور اسے خادمہ کے طور پر رکھا تو جماع جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۵) زید نے ہندہ سے اس کی رضامندی سے بہ موجودگی دو نفر گواہان ایسی جگہ اور ایسے وقت نکاح کیا جب کہ دونوں میں سے کسی کے رشتہ دار احباب موجود نہ تھے نکاح کے بعد زید ہندہ کو بطور خادمہ اپنے گھر لے گیا اور تاکید کر دی کہ وہ نکاح کا ذکر کسی سے نہ کرے اور گھر میں بظاہر بطور خادمہ کے رہے کیا ایسے تعلقات کی بنا پر دونوں کے درمیان تعلقات زن و شوہر شرعاً جائز ہیں یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں اگر یہ نکاح کفو میں ہوا ہے تو شرعاً صحیح ہو گیا اور ان دونوں میں تمام تعلقات زن و شوئی جائز ہیں در مختار میں ہے فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی[3] الخ فقط

مذاق میں ایجاب و قبول سے نکاح ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۵٦) زید مع چند کس بروز عید عمر کے گھر مدعو ہو کر دعوت کھانے گیا زید نے عمر سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم اپنی فلانی لڑکی کو میرے فلاں لڑکے سے نکاح کر دو عمر نے کہا کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی تیرے فلاں لڑکے سے نکاح کر دی زید نے بطور ولایت لڑکے مذکور کے واسطے قبول کر لی گواہ موجود تھے یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں بعد از چند سال جب لڑکی بالغ ہوئی تو عمر نے دوسری جگہ نکاح کر دیا اور کہتا ہے کہ میں نے بطور مسخری زید سے ایجاب و قبول کیا تھا اور مسخری سے نکاح نہیں ہوتا قاضی نے حکم دیا کہ نکاح

---

(۱) و ینعقد ملتبساً بایجاب من احد هما و قبول من الاخر و ضع للماضی الخ کزوجت نفسی الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۹) ظفیر

(۲) و ینعقد ملتبساً بایجاب من احدها و قبول من الاخر الخ کزوجت نفسی الخ و یقول الاخر تزوجت (درمختار) اشار الی عدم الفرق بین ان یکون الموجب اصیلاً اوولیا او وکیلا (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۹) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ٤۰۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص۵۵. ۱۲ ظفیر

اول منعقد ہے مگر پھر بھی عمر نے فیصلہ شرعی کو نہ مانا اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) اس صورت میں پہلا نکاح شرعاً منعقد ہو گیا[1] دوسرے شخص سے نکاح اس لڑکی منکوحہ سابقہ کا صحیح نہ ہوگا[2] اور عذر عمر کا شرعاً قابل سماعت نہیں ہے لقوله عليه الصلوة والسلام ثلث جد هن جد وهزلهن جدو عد ﷺ منها النكاح[3] پس دوسرا نکاح کرنے والا اور اس کو جائز سمجھنے والا فاسق ہے اور فیصلہ شرعیہ سے انحراف کرنا بھی فسق اور معصیت ہے۔ فقط

بالغہ خود پردے سے گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۷) ایک کنواری بالغہ ۱۴ سالہ لڑکی جس کو ایک سال سے حیض آرہا ہے اپنا نکاح بغیر مشورہ والدین کے کر سکتی ہے گواہوں کے روبرو جب کہ لڑکی اندھیرے میں یا در پردہ یا پس دیوار بیٹھی ہو اور دو گواہ لڑکی اور لڑکے کے ایجاب و قبول کو بخوبی سن سکیں اور بغیر اس لڑکی اور اس کی والدین کا نام لینے کے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ لڑکی بالغہ ہے بدون مشورہ و اجازت والدین کے اپنا نکاح کفو میں کر سکتی ہے[4] اور دولہا دلہن جب کہ خود ایجاب و قبول مواجہۃً کریں تو لڑکی کا نام اور اس کے باپ کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے، پس اگر دو گواہوں کے روبرو دولہا دلہن خود ایجاب و قبول کرلیں تو نکاح منعقد ہو جاوے گا۔ کذافی الدرالمختار[5] فقط

بلا گواہ نکاح جائز نہیں

(سوال ۵۸) نکاح بلا گواہ و ناکح کے شرعاً جائز ہے یا نہیں اور ایسے نکاح کے لئے بعد نفاذ حقوق زن و شوہر کے طلاق ضروری ہے یا نہیں اور گواہان کے لئے کیا کیا شرائط و قیود شرعی ہیں؟

(الجواب) جب تک دو گواہ ایجاب و قبول کے سننے والے بوقت نکاح موجود نہ ہوں گے نکاح منعقد نہ ہوگا کما فی الدرالمختار – و شرط حضور شاهدين حرين او حرو حرتين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح[6] الخ اور ان دو گواہوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ حر اور مسلمان ہوں اور بالغ ہوں اگر چہ فاسق ہوں۔ کما فی الدرالمختار ایضاً ولو فاسقين الخ فقط

---

(۱) و ينعقد با يجاب من احد هما و قبول من الاخر الخ كزوجت نفسي او بنتي او مؤكلتي الخ و يقول الاخر تزوجت او قبلت لنفسي او لموكلي اولا بني او مؤكلتي (دیکھئے رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦١ ج ۲ ط.س. ج۳ص۹)
(۲) اما نكاح منكوحة الغير فلم يقل احد بجوازه اصلاً (رد المحتار' باب المحرمات ص ٤٨٢ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۳۲) ظفير
(۳) مشكوة باب الخلع و الطلاق ص ۲۸٤ ظفير
(٤) فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضى ولى (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ص ٤٠٧ ج ۲ ط.س. ج۳ص۵۵) ظفير
(۵) و ينعقد با يجاب من احد هما و قبول من الاخر الخ و شرط حضور شاهدين الخ ايضا كتاب النكاح ص ۳٦١ و ۳۷۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۳ ۲۱) ظفير
(٦) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۳ ج ۲ و ۳۷٤ ج ۲ ط.س. ج۳ص۲۳-۱۲

قاضی نے صرف نابالغ لڑکے سے قبول کرایا تو نکاح ہوایا نہیں

(سوال ۵۹) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح پڑھنے کے واسطے قاضی کو اجازت دی قاضی نے صرف لڑکے سے جو نابالغ ہے قبول کرایا حالانکہ اس کا باپ بھی مجلس میں موجود تھا نہ اس سے قاضی نے کچھ کہا اور نہ بولا' اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ لڑکے کا باپ اس نکاح سے راضی تھا اور لڑکے کے قبول کرنے کو اس نے جائز رکھا تو نکاح منعقد ہو گیا' کیونکہ نکاح ان تصرفات میں سے ہے کہ صبی (بچہ) ممیز (تمیز دار) اپنے ولی کی اجازت سے ان کو کر سکتا ہے فی الدر المختار وما تردد من العقود بین نفع و ضرر الخ توقف علی الاذن' فان اذن لها الولی فهما فی شراء و بیع کعبد ماذون الخ [1] فقط

نکاح ہوا کہ ہبہ نامہ لکھیں گے ہبہ نامہ نہیں لکھا تو نکاح ہوا یا نہیں

(سوال ۶۰) زید نے اپنے بیٹے عمر کا نکاح خالد کی لڑکی زاہدہ سے کیا' وقت انعقاد نکاح مہر میں گفتگو ہوئی غرض یہ کہ لڑکے کے باپ نے یہ کہا کہ ہم اپنی جائیداد میں سے کچھ اس کو ہبہ کر دیں گے جائیداد ہبہ بھی کر دیا یہ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر مہر اس کے سو سوا سو سے زیادہ نہیں باندھے جاویں گے پس نکاح سوا سو پر ہو گیا اب خالد کی طرف سے تقاضا ہوا کہ ایسا ہبہ نامہ لکھو کہ جس کا مضمون جزو مہر یا شرط عقد ہو ورنہ نکاح تام نہ ہو گا بلکہ معلق رہے گا زید کہتا ہے کہ ہبہ نامہ مطلق لکھیں گے نکاح تام ہوا یا معلق؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح تام ہو گیا نکاح میں کچھ توقف نہیں رہا زید نے جو کہا صحیح کہا اور خالد کا قول غلط ہے کیونکہ نکاح تعلیق کو قبول نہیں کرتا اور نکاح معلق صحیح نہیں ہوتا۔ کما فی الدر المختار والنکاح لا یصح تعلیقه بالشرط [2] فقط

پیغمبروں کے نکاح کے سلسلہ کے چند سوالات

(سوال ۶۱) پیغمبروں کے نکاح بلا گواہوں کے صحیح ہے یا نہیں؟ (۲) پھوپھی اور ماموں کی بیٹیاں جو ہجرت کریں وہ نبی کے لئے نکاح سے درست ہیں یا بغیر نکاح کے (۳) جو عورت اپنا نفس نبی کو ہبہ کرے وہ نکاح سے درست ہے یا بے نکاح' یہ حکم صرف نبی کے لئے ہے یا امت کے لئے بھی؟ (۴) نکاح کے احکام اور شرائط پیغمبروں کے لئے بھی تھے یا نہیں حضرت ﷺ کا نکاح کس نے پڑھایا؟

(الجواب) لانکاح الا بشهود [3] حکم عام ہے' پیغمبروں اور غیر پیغمبروں کو شامل ہے' اور جو امر بالخصوص

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الماذون ص ۱۵۰ ج ۵ ط.س. ج۳ص۱۷۳ مطلب فی تصرف الصبی و من له الولایة الخ- ۱۲ ظفیر
(۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٤٠٥ ج ۲ ط.س. ج۳ص۵۳- ۱۲ ظفیر
(۳) ہدایه کتاب النکاح ص ۳۸۶ ج ۲ - ۱۲ ظفیر

آنحضرت ﷺ کے لئے جناب باری تعالیٰ شانہ کی طرف سے مخصوص ہے اس پر قیاس نہیں ہو سکتا۔

(۲) نکاح کے ساتھ درست ہیں

(۳) یہ نکاح خاص آنحضرت ﷺ کے لئے ہے۔[۱]

(۴) نکاح کی جو شرائط ہیں وہ سب کے لئے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے اپنا نکاح غالباً خود ہی پڑھا ہے واللہ اعلم

نفس کا ہبہ آنحضرت ﷺ کے لئے

(سوال ۶۲) اگر کوئی عورت اپنا نفس نبی کو ہبہ کرے تو آپ اس سے بے نکاح و بے مہر وطی کر سکتے ہیں یا نہیں قرآن شریف میں تو صرف مہر کی معافی ہے اور نکاح کی شرط تو رکھی ہے مشرح بیان فرمائیے؟

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اس خصوصیت سے مراد صرف مہر نہ ہونے کی خصوصیت ہے اور ہبہ کا لفظ ان کے نزدیک مجاز ہے نکاح سے بہر حال مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے نفس کو آنحضرت ﷺ کے لئے ہبہ کرتی اور آپ ﷺ منظور فرما لیتے تو بلا مہر کے نکاح ہو جاتا اور علاوہ لفظ ہبہ کے اور کسی لفظ سے نکاح و ایجاب و قبول کی ضرورت نہیں بلکہ جب کسی عورت نے کہا وھبت نفسی اور آپ نے قبول کیا' نکاح ہو گیا اور مہر لازم نہ ہوا یہ مطلب ہے آیۃ وامراۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المومنین کا اس کی تفسیر میں صاحب جلالین لکھتے ہیں النکاح بلفظ الھبۃ من غیر صداق[۲] الخ یہ تفسیر موافق مذہب امام شافعیؒ کے ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہبہ کے لفظ سے دوسروں کا نکاح بھی منعقد ہو جاتا ہے ان کے یہاں خصوصیت صرف مہر کے نہ ہونے میں ہے کذا فی الکمالین[۳]

وکیل نے دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرایا' کیا حکم ہے

(سوال ۶۳) زید و ہندہ میں برسوں ناجائز مخالطت رہی' جب دل میں ہدایت آئی زید و ہندہ میں مشورہ ہوا کہ ہم دونوں کا نکاح ہونا چاہئے چنانچہ زید نے عمرو وکیل کو زنانہ مکان میں بلا کر ہندہ کے سامنے عمرو وکیل سے کہا کہ ہم دونوں نکاح کرنا چاہتے ہیں' نکاح کر دیجئے عمرو وکیل نے زید سے ہندہ کے سامنے پوچھا کہ مہر کس قدر مقرر ہو زید نے کہا کہ دس درہم شرعی ازاں بعد عمرو وکیل نے ہندہ سے کہا کہ گواہ کون کون ہیں ہندہ نے کہا

---

(۱) عن سھل بن سعد ان رسول اللہ ﷺ جاء تہ امراۃ فقالت یا رسول اللہ انی وھبت نفسی لک الحدیث (مشکوۃ باب الصداق ص ۲۷۷) فی الحدیث ایماء الی قولہ تعالی وامراۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا قال صاحب المدارک ای احللنا لک الخ خالصۃ لک من دون المؤمنین الخ قال النووی ھذا من خواص النبی ﷺ ولا یجب مہر ھا علیہ ولو بعد الدخول بخلاف غیرہ (مرقاۃ المفاتیح علی مشکوۃ المصابیح ص ٤٤٥ ج ۳) ظفیر صدیقی مفتاحی

(۲) جلالین مطبوعہ اصح المطابع سورہ احزاب ص ۳۵٦. ۱۲ ظفیر

(۳) قال ابو حنیفہ ینعقد النکاح لغیرہ ﷺ فانما خص النبی ﷺ لعدم وجود المھر علیہ (حاشیہ جلالین ص ۳۵٦)

کہ شمس الہدیٰ و عثمان اس کے بعد عمر وکیل اور زید دونوں زنانہ مکان سے باہر نشست کے مکان میں آئے اور وہاں شمس الہدیٰ و محمد عثمان موجود تھے پھر عمر وکیل نے زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ کر دیا ان دونوں گواہوں کے روبرو، حاصل کلام یہ ہے کہ عورت جب کسی کو وکیل بالنکاح مقرر کرے تو گواہان کا بھی موجود رہنا عورت کے سامنے شرط ہے یا نہیں اور یہ نکاح درست ہوا یا نہیں هدایه جلد اول باب النکاح فصل فی الوکالت وغیرہ میں مسطور ہے وکذالك لوزوج رجل امراة بغیررضاها او رجلا بغیررضاه وهذا عندنا فان کل عقد صدر من الفضولی وله مجیزا نعقد موقوفاً علی الاجازة[1] اس نکاح فضولی میں جواز عقد عورت کی رضا پر موقوف ہے باوجودیکہ شاہدین کی موجودگی عورت کے نزدیک نہیں اور صورت مذکورہ مسئولہ اس سے اقوی ہے اس لئے کہ عورت خود اجازت دیتی ہے اور شاہدین غائبین کو مقرر کرتی ہے اور یہ بیوہ عورت تھی نکاح ثانی زید سے ہوا؟

(الجواب) جب کہ ہندہ نے عمر کو اپنے نکاح کا وکیل بنادیا اور عمر نے باہر آکر دو گواہوں کے سامنے ہندہ کا نکاح زید سے کیا اور زید نے قبول کیا تو یہ نکاح منعقد ہو گیا کیونکہ دو گواہوں کا موجود ہونا بوقت ایجاب و قبول ضروری ہے وکیل ہونے کے لئے دو گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے، یہ شہادت علی التوکیل ہے یہ اس وقت ضروری ہوتی ہے کہ عورت توکیل سے انکار کرے[2] قال فی الدرالمختار و شرط حضور شاهدین حرین مکلفین سامعین قولهما معاً فاهمین انه نکاح الخ[3] اور واضح ہو کہ یہ نکاح فضولی کا نہیں بلکہ اس میں عورت نے عمر کو وکیل بنایا ہے پس ایجاب عمر کا بمنزلہ ایجاب عورت کے ہے اس کے بعد قبول کرنا شوہر کا مفید عقد نکاح کو ہے جب کہ ایجاب وکیل عورت کا اور قبول کرنا شوہر کا روبرو دو گواہوں کے ہو۔

جھوٹے اقرار سے نکاح نہیں ہوتا

(سوال ٦٤) میری بیوہ بھاوج کو ناجائز حمل رہ گیا میرے والد نے مجھ پر زور دیا کہ تو کہہ کہ میرا نکاح اس سے پہلے ہو چکا ہے لہذا اس نے جبراً اقرار کر لیا لیکن میں نے نہ ہمبستری کی نہ نکاح، تو نکاح و حمل مانا جائے گا یا نہیں؟

(الجواب) ایسے جھوٹے اقرار سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور جب کہ درحقیقت نکاح نہیں ہوا تو حمل بھی ثابت نہ ہوگا[4]

---

(۱) دیکھئے هدایه ص ۳۰۲ ج ۲ - ۱۲ ظفیر
(۲) وقدمنا ان الشهادة علی الوکالة لا تلزم الا عند الجحود (ردالمحتار باب الکفاءة مطلب فی الوکیل ص ٤٤٨ ج ۲ ط.س ج۳ص ۹۷) ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س ج۳ص ۲۱- ۱۲ ظفیر
(۴) اس لئے کہ ایجاب و قبول جس سے نکاح منعقد ہوتا ہے پایا نہیں گیا

عورت کسی کو وکیل بنائے اور وہ دو گواہوں کے سامنے اپنا نکاح کرلے تو یہ جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۶۵) عورت اور مرد جن میں عشقیہ تعلق ہو جاتا ہے اس طرح خفیہ نکاح کرتے ہیں کہ کسی کو ہمارے نکاح کا پتہ نہ چلے صرف دو گواہ مقرر کر لیتے ہیں اور ان کے سامنے اپنا نکاح کرنا بتلا دیتے ہیں مگر ان سے قسم لیتے ہیں کہ کسی دوسرے سے ہرگز نہ بتلانا مگر عورت ان گواہوں کے سامنے اقرار نکاح نہیں کرتی نکاح کرنے والا مرد گواہوں سے کہہ دیتا ہے کہ میں نے فلاں عورت سے نکاح کر لیا ہے تم گواہ رہو ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ عورت کو تمہارے سامنے اقرار کرنے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ عورت نے مجھے اپنا ولی بنالیا ہے کہ تم میرے ساتھ نکاح کرلو کیا یہ صورت نکاح جائز ہے اور اسقاط حمل شرعاً جائز ہے یا نہیں اور عورت کا نان و نفقہ مرد اپنے ذمہ نہیں سمجھتا کہتا ہے جب عورت میرے گھر آباد نہیں ہوتی تو اس کا نان و نفقہ میرے ذمہ نہیں ہو سکتا ؟

(الجواب) عورت بالغہ اگر مرد کو اپنا وکیل بنادیوے کہ تو مجھ سے نکاح کرے تجھ کو اجازت ہے اور وہ مرد دو گواہوں کے سامنے اپنا نکاح اس عورت سے کرلیوے تو شرعاً نکاح منعقد ہو جاتا ہے[1] جیسا کہ درمختار میں ہے وشرط حضور شاهدين الخ[2] یعنی نکاح کے صحیح ہونے کی یہ شرط ہے کہ دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہو پس نکاح خفیہ جس کی صورت سوال میں بیان کی گئی ہے شرعاً صحیح ہے اور اسقاط حمل کے بارے میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ نفخ روح سے پہلے پہلے اسقاط حمل جائز ہے اور اس کی مدت چار ماہ لکھی ہے اس سے پہلے پہلے اسقاط حمل عند البعض جائز ہے۔......... کذا فی الشامی[3] اور نفقہ کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اگر باوجود طلب کرنے شوہر کے اس کے گھر نہ آوے تو شوہر کے ذمہ نفقہ واجب نہیں ہے[4] الغرض اگرچہ خفیۃً نکاح بطریق مذکور منعقد ہو جاتا ہے لیکن جو صورت سوال میں لکھی ہے اس میں تہمت کا موقع ہے اور موقع تہمت سے بچنا مناسب ہے اس لئے مناسب نہیں ہے کہ بطریق مذکور نکاح کرے کہ غرض مشروعیۃ نکاح کے یہ امر منافی ہے اور اس میں اگرچہ اعلان واجب تو ادا ہو جاتا ہے مگر وہ اعلان و اظہار جو مقصود شارع علیہ السلام کو ہے اور مستحب ہے حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ درمختار میں ہے

---

(۱) ويتولى طرفي النكاح واحد بايجاب يقوم مقام القبول في خمس صور كان كان وليا او وكيلا من الجانبين او اصيلا من جانب ووكيلا اووليا من اخر (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الكفاء مطلب فى الوكيل ص ۴۴۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۹۷) ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش ردالمحتار كتاب النكاح ص ۳۷۳ ج ۲).ط.س. ج۳ص۶ ، مطلب فى حكم اسقاط الحمل ۱۲ ظفير (۳) وقالوا يباح اسقاط الولد قبل اربعة اشهر ولو بلااذن الزوج (درمختار) هل يباح الاسقاط بعد الحمل نعم يباح مالم يتخلق منه شئ ولن يكون ذالك الا بعد مائة و عشرين يوما الخ و فى كراهة الخالية ولا اقول بالحل اذا لمحرم لو كسر بيض الصيد ضمنه لانه اصل الصيد فلما كان يواخذ بالجزاء فلا اقل من ان يلحقها اثم هنا اذا اسقطت بغير عذر الخ (ردالمحتار باب النكاح الرقيق ص ۵۲۲ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۱۷۶) ظفير

(۴) لا نفقة الخ خارجة من بينه بغير حق وهى الناشزة حتى تعود (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹ ج ۲ و ص ۸۹۰ .ط.س. ج۳ص۵۷۶) ظفير

(یندب اعلانہ) ای اظہارہ الخ لحدیث الترمذی . اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف[1] فقط

دو گواہوں کے سامنے نکاح ہو مگر لڑکی کی پہچان نہ دی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ٦٦) ہندہ کا عقد ثانی ہندہ کے مکان میں زید سے دو گواہوں کے سامنے ہوا جو مکان و مالک مکان سے خوب واقف تھے لیکن وقت نکاح معرفت ہندہ کی شاہدین کو نہ دی گئی اور زید نے ان سے یہ کہا کہ ایک عورت اس مکان میں بغرض نکاح آئی ہے میں ان سے نکاح کرنا چاہتا ہوں تم گواہ رہو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ پھر زید نے ہندہ کو طلاق بائن دیا اور ورثہ ہندہ نے زید پر جبر کر کے تین طلاق دلائی اس صورت میں طلاق بائن کی عدت میں بعد کی طلاق واقع ہوگی یا نہ؟

(الجواب) شامی میں ہے فان کانت حاضرۃ منتقبۃ کفی الاشارۃ الیھا الخ[2] اس سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا اور تین طلاق اس پر واقع ہو گئی کیونکہ جبریہ طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے اور طلاق بائنہ کی عدت میں دوسری اور تیسری طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے در مختار میں ہے الصریح یلحق الصریح و یلحق البائن بشرط العدۃ الخ[3] فقط

ایک شخص نے لڑکی سے کہا کہ تم نے فلاں کی زوجیت اتنے مہر میں قبول کی پھر یہی لڑکے سے کہا اور دونوں نے قبول کیا، نکاح ہوا یا نہیں؟

(سوال ٦٧) زید بالغ و ہندہ بالغہ کا عقد ہو رہا ہے بایں صورت کہ ہندہ مکان خاص میں بیٹھی ہوئی تھی اور زید دہلیز میں، عمرو مکان خاص میں جا کر ہندہ کو کہا کہ تم نے پچاس روپے مہر میں زید کی زوجیت کو قبول کیا؟ ہندہ نے کہا قبول کیا (اس وقت مکان خاص میں ہندہ کے پاس علاوہ عمرو کے اور بھی صرف دو عورتیں بالغہ حاضر تھیں پھر عمرو دہلیز پر آ کر زید کو کہا کہ تم نے ۵۰ روپے مہر میں ہندہ کو قبول کیا؟ زید نے کہا قبول کیا اس وقت بہت لوگ زید کے پاس قابل شہادت فی النکاح حاضر تھے اب اس صورت میں وجواز نکاح کی کیا صورت ہے اگر نکاح صحیح ہو گیا تو یہ اقرار بالنکاح کی صورت ہوگی یا توکیل فی النکاح کی غیر ازیں اور اگر اقرار بالنکاح کی صورت ہے تو عمرو مع ان دو اجنبی عورتوں کے جو مکان خاص میں تھیں ہندہ کے اقرار بالنکاح کے شاہدین بن سکتی ہیں۔ بینوا توجروا؟ فقط

(الجواب) اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا کیونکہ عمرو کا ہندہ سے یہ کہنا کہ تم نے پچاس روپے الخ توکیل پر محمول ہے یعنی میں نے عمرو کو اپنے نکاح کا وکیل بنا دیا اور اجازت زید سے نکاح کرنے کی دیدی پھر

---

(۱) ترمذی ص ۱۲۹ ج ۱

(۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص ٣٧٤ ج ٢ ط.س. ج۳ ص ۲۱ ۱۲ ظفیر

(۳) ایضا کتاب الطلاق باب الکنایات ص ٦٤٥ ج ٢ ط.س. ج۳ ص ۳۰٦ مطلب الصریح یلحق الصریح۔ ۱۲

جس وقت عمرو نے زید سے ایجاب و قبول نکاح کیا بحضور شہود اس وقت نکاح منعقد ہو گیا پس عمرو کا یہ قول زید سے کہ تم نے ۵۰ روپے میں ہندہ کو قبول کیا ایجاب ہے اور زید کا یہ کہنا کہ میں نے قبول کیا قبول ہے لہذا اگر ہندہ معروفہ ہے مجہولہ نہیں ہے یا اس کے باپ کا نام لیا گیا ہے تو نکاح منعقد ہو گیا در مختار میں ہے و ینعقد ملتبسا بایجاب من احد هما و قبول من الاخر الخ [1] اور ظاہر ہے کہ وکیل زوجہ کا احدہما میں داخل ہے اور قائم مقام ہے زوجہ کا اس کا نکاح کرنے میں۔ فقط

صرف اقرار نامہ لکھنے سے نکاح نہیں ہوتا

(سوال ۶۸) زید نے اپنی دختر ۱۹ سالہ کی نسبت خالد سے کر رکھی تھی جس کو ملے ہوئے تقریباً دس سال ہوئے لیکن ابھی تک نکاح کرنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ زید کو اپنے شہر سے دوسرے شہر میں بغرض روزگار جانا پڑا وہاں کے لوگوں نے اس سے کسی نہ کسی طرح سے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا لکھا لیا کہ میں نے اپنی دختر کا نکاح اس دوسرے شخص سے کر دیا اور کر دوں گا اور اگر نہ کروں تو اس قدر ہرجانہ دوں گا زید کہتا ہے کہ یہ اقرار نامہ مجھ سے ایسی حالت میں لکھایا گیا ہے کہ مجھے دوا دیکر بیہوش کر دیا تھا میں اس جگہ نکاح کرنا نہیں چاہتا پہلے شخص سے کرنا چاہتا ہوں آیا زید کا اقرار نامہ لڑکی کا نکاح سمجھا جائے گا یا محض وعدہ اور انعقاد نکاح سے اس کا کوئی تعلق نہیں لڑکی خود بالغہ ہے اس کو اس اقرار کی کچھ خبر نہیں نہ ایجاب و قبول ہوا نہ نکاح پڑھا گیا محض زید کو مجبور کر کے اقرار نامہ لکھا لیا اگر زید اپنی لڑکی کا نکاح پہلی جگہ کر دے تو شرعاً نکاح منعقد ہو جائے گا اور اس میں کوئی شرعی ممانعت تو نہیں؟

(الجواب) لڑکی اگرچہ بالغہ ہو اگر اس کا باپ اس کا نکاح کسی شخص سے بلا اطلاع و بلا موجودگی دختر بالغہ کے کر دے اور لڑکی کو جس وقت خبر پہنچے تو وہ خاموش رہے تو وہ نکاح صحیح و منعقد ہو جاتا ہے کذا فی الدر المختار۔ اور لڑکی اس کو فسخ بھی نہیں کر سکتی لیکن انعقاد نکاح کے لئے ایجاب و قبول دو گواہوں کے سامنے ہونا شرط ہے اس طرح کہ وہ دونوں گواہ ایجاب و قبول کو سنیں اور باپ کا یہ کہنا لوگوں کے دباؤ وغیرہ سے کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا ایجاب ہے اگر اس ایجاب کو شوہر نے قبول کر لیا اگر وہ وہاں موجود تھا اور دو گواہ سننے والے موجود ہیں تو نکاح منعقد ہو گیا اس طرح اگر شوہر وہاں موجود نہ تھا اور شوہر کی طرف سے کسی دوسرے شخص ولی یا فضولی نے قبول کر لیا شاہدین کے سامنے اور پھر شوہر کو خبر ہونے پر وہ اس نکاح پر راضی رہا اور اس نے اس کو رد نہ کیا بلکہ جائز رکھا اور قبول کیا تب بھی نکاح منعقد ہو گیا کذا فی الدر المختار۔ اور اگر باپ کے اس کہنے کے بعد کہ میں نے اپنی دختر کا نکاح فلاں شخص سے کر دیا کسی نے اس کو قبول نہیں کیا نہ شوہر نے نہ اس کے ولی وغیرہ نے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔ اور فقہ نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ نشہ والے کے تصرفات بیع و شراء و نکاح دختر وغیرہ نافذ و صحیح ہوتے ہیں پس یہ عذر باپ کا کہ میں بیہوش تھا

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۹ – ظفیر

اور نشہ میں تھا لغو اور باطل ہے۔ فقط

لڑکی کے ولی کے وکیل نے ایجاب کیا اور لڑکے کے وکیل نے قبول کیا تو نکاح ہوا یا نہیں

(سوال ۶۹) مشرف علی میاںجی نے اپنے لڑکے ابوالخیر کو اپنی بنت صغیرہ کلثوم کو مولوی اعظم اللہ کو دینے کے لئے اجازت دی پس ابوالخیر نے کہا کہ میں نے مسماۃ کلثوم کو مولوی اعظم کو دیا امام الدین نے کہا کہ میں نے مولوی اعظم اللہ کی جانب سے قبول کیا اور عام خرچ کے بھی حسب رواج دیدیئے اور ابوالخیر نے لے لئے صورت مسئولہ میں کلثوم کا نکاح مولوی اعظم اللہ کے ساتھ منعقد ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے اوهل اعطيتنيها ان المجلس للنكاح وان للوعد فوعد الخ وفي رد المحتار قوله ان المجلس للنكاح) اى لانشاء عقده لانه يفهم منه التحقيق في الحال فاذا قال الاخر اعطيتكها او فعلت لزم الخ[1] اور نیز درمختار میں ہے کہ الفاظ ہبہ و تملیک و صدقہ و عطیہ یہ سب کنایات ہیں اگر نیت ان الفاظ میں نکاح کی ہے یا قرینہ ہے تو نکاح منعقد ہو جائے گا الخ پس صورت مسئولہ میں اگر وہ مجلس انعقاد نکاح کی تھی اور یہ کلام بطور خطبہ نہ تھا اور شہود کے سامنے ایجاب و قبول واقع ہوا تو نکاح منعقد ہو گیا۔ فقط

اس ایجاب و قبول سے نکاح ہوا یا نہیں

(سوال ۷۰) ایجاب و قبول میں صراحۃً لفظ نکاح نہیں کہا بلکہ کنایہ بایں طور کہ عورت نے کہا میں نے جان، عزت اور حرمت تیرے سپرد کیا مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا اس وقت صرف عورت کا باپ اور اس کا بالغ لڑکا موجود تھا اور کوئی نہ تھا نکاح ہوا یا نہیں یہ زنا تو نہیں ہے؟

(الجواب) اگر یہ الفاظ نکاح کے ارادہ سے کہے گئے تو نکاح منعقد ہو گیا قال في الدرالمختار وما عدهما كناية وهو كل لفظ وضع لتمليك العين الخ كهبة وتمليك وصدقة وعطية الخ بشرط نية او قرينة الخ وفيه ايضاً وشرط حضور شاهدين الخ ولو فاسقين الخ او ابني الزوجين وفي الشامي وليس هذا خاصا بالابنين الخ[2] نکاح مذکور اگرچہ قاضی کے یہاں ثابت نہیں ہوتا ہے لیکن عند اللہ نکاح صحیح ہے اور مقاربت اور مجامعت درست ہے اور یہ زنا کے حکم میں نہیں ہے۔

کوئی صورت بتائی جائے کہ خفیہ شادی ہو جائے

(سوال ۷۱) بعض قوموں میں دستور ہے کہ جس کے خاندان میں کوئی ماتم ہو جائے وہ ایک سال سے

---

(۱) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۱۲- ۱۲ ظفیر

(۲) دیکھئے رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۸ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۱۶- ۱۲ ظفیر صدیقی

پہلے شادی نہ کریں گے بعض اوقات ایسا واقع ہو جاتا ہے تو پھر بعض لوگ اپنی شہوت کو نہیں روک سکتے مگر وہ ظاہرانہ شادی کر سکتے ہیں اور نہ صحبت کر سکتے ہیں اس لئے اگر ایسی کوئی صورت جواز کی ہو جس سے شرعی حدود کے اندر رہ کر انسان شہوت پوری کر سکے اور پھر سال گزرنے پر باقاعدہ نکاح اسی لڑکی سے ہو جاوے؟

(الجواب) اگر خفیہ دو گواہوں کے روبرو وہ لڑکا اور لڑکی ایجاب و قبول کر لیں تو شرعاً نکاح منعقد ہو جاوے گا پھر باقاعدہ ظاہر میں چاہے بعد میں شادی کی رسم ادا ہوں۔[1]

خواہ کوئی جگہ ہو نکاح کی صحت کے لئے دو مسلمان گواہوں کا ہونا ضروری ہے

(سوال ۷۲) ایک مرد اور عورت جنگل ویران میں ایسے مقام پر ہیں کہ وہاں کوئی مسلمان نہیں جو گواہ ہو اور وہ دونوں نکاح پر راضی ہیں کیا وہ دونوں ایجاب و قبول کر سکتے ہیں اور نکاح صحیح ہو گیا نہیں؟

(الجواب) بدون دو مسلمان گواہوں کی موجودگی کے جو ایجاب و قبول کو سنیں۔ نکاح صحیح نہیں ہوتا۔[2] فقط

شوہر کے ایجاب کو جب گواہ نہ سنے تو نکاح ہو گیا نہیں

(سوال ۷۳) زید و ہندہ میں نکاح کا ایجاب و قبول ہوا لیکن زید کے قبول کو گواہوں نے نہیں سنا اس کے بعد زید نے ہندہ سے مباشرت کی اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں جو فعل زید سے ہوا اس کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) جب کہ زید کے قبول کو دو گواہوں نے نہیں سنا تو وہ نکاح نہیں ہوا کذا فی الدر المختار۔[3] پس ان دونوں میں پھر ایجاب و قبول دو گواہوں کے سامنے ہونا چاہئے اور جو فعل زید سے ہوا اس سے توبہ کرے۔ فقط

فرشتوں کی گواہی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۷۴) بدوں گواہوں کے کس طرح نکاح منعقد ہو سکتا ہے اگر فرشتوں کو گواہ کر کے نکاح پڑھا جاوے تو منعقد ہو گیا نہیں؟

---

(۱) و یشترط الاعلان مع الشهود لما فی التبیین ان النکاح بحضور الشاهدین یخرج من ان یکون سرا و یحصل بحضور هما الاعلان (البحر الرائق کتاب النکاح ص ۹٤ ج ۳ ط.س. ج۳ص۸۸) ظفیر مفتاحی

(۲) و شرط حضور شاهدین حرین مکلفین سامعین قولهما معاً علی الاصح (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س ج۳ص۲۱) قوله عند حرین او حر و حرتین عاقلین الخ متعلق بنعقد بیان للشرط الخاص به وهو الاشهاد فلم یصح ای النکاح بغیر شهود لحدیث الترمذی البغایا اللاتی ینکحن انفسهن من غیر بینة ولما رواه محمد بن الحسن مرفوعاً لا نکاح الا بشهود الخ (البحر الرائق کتاب النکاح ص ۹٤ ج ۳ ط.س ج۳ص۸۸) ظفیر

(۳) و شرط حضور شاهدین حرین او حر و حرتین مکلفین سامعین قولهما معاً علی الاصح (درمختار) فلا ینعقد بحضرة النائمین والاصمین (ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳۷۳ ج ۲ و ص ۳۷۵ ج ۲ ط.س ج۳ص۲۱) ظفیر

(الجواب) ایسی کوئی صورت نہیں ہے کہ بدون دو گواہوں کے بوقت ایجاب و قبول موجود ہونے کے نکاح منعقد ہو جاوے ایسا نکاح جو بدون موجودگی دو گواہوں کے ہو باطل و کالعدم ہے وہ نکاح نہیں ہے زنا کا مواخذہ اس میں ہوگا[1] اور فرشتوں کو گواہ بنانے سے بھی نکاح منعقد نہیں ہوگا کرام کاتبین دو فرشتے تو بدون گواہ کے وہی ہر ایک عمل انسان کے کاتب و شاہد ہیں مگر نکاح کے لئے یہ کافی نہیں ہے[2] بلکہ دو مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بوقت ایجاب و قبول موجود ہونی چاہئیں۔ فقط

نکاح کے لئے تحریر ضروری نہیں ہے

(سوال ۷۵) نکاح میں اگر حاکم کی طرف سے تحریر کو ضروری قرار دیا ہے تو تحریر ضروری ہے یا نہ بغیر تحریر کے نکاح منعقد ہوگا یا نہ؟

(الجواب) بلا تحریر نکاح منعقد ہو جاوے گا تحریر ضروری نہیں ہے شرائط نکاح مثل شہود وغیرہ ہونی چاہئیں تحریر ہونا یا نہ ہونا ضروری نہیں ہے۔[3] فقط

لفظ ہبہ کے ساتھ بالغہ نے جو نکاح کیا وہ ہو گیا

(سوال ۷٦) زید نے مثلاً پانچ چھ آدمی مسلمان عاقلین بالغین کی روبرو عقد ثانی مثلاً ہندہ عاقلہ بالغہ سے بلفظ ہبہ کر لیا مثلاً زوجہ ہندہ نے زید کی روبرو بالمشافہ کہا کہ میں نے اپنی ذات تجھ کو بخش دی زید نے کہا کہ میں نے تجھ کو قبول کی بعدہ ہندہ عاقلہ بالغہ کا نکاح ہندہ کے باپ نے زبردستی جبراً دوسرے شخص مثلاً بکر سے کرا دیا صورت مذکورہ میں نکاح اول جو زید سے ہوا وہ ثابت ہوگا یا نکاح ثانی بکر کا ثابت ہوگا؟

(الجواب) لفظ ہبہ کنایات نکاح میں سے ہے اگر بہ نیت نکاح یہ لفظ روبرو شاہدین عاقلین بالغین کے عورت نے کہا اور مرد نے قبول کر لیا تو نکاح منعقد ہو گیا[4] اور جب کہ یہ نکاح کفو سے ہوا تو باپ کو اس نکاح کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے اور دوسری جگہ نکاح کرنا صحیح نہیں ہے پس باپ نے جو جبراً نکاح اس بالغہ کا دوسرے شخص سے کر دیا وہ صحیح نہیں ہوا نکاح اول صحیح و نافذ ہے در مختار میں ہے وهو اى الولى شرط صحة نكاح صبى ومجنون الخ لا مكلف الخ فنفذ نكاح حرة بالغة بلا رضا ولى انتهى ملخصاً[5] فقط

---

(۱) وشرط حضور شاهدين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص۲۱) ظفير (۲) وفى الخانية والخلاصة لو تزوج بشهادة الله و رسوله لا ينعقد الخ (البحر الرائق كتاب النكاح ص ۹٤ ج ۳. ط.س. ج۳ص۸۸) ظفير

(۳) والثانى اعنى الشرط الخاص انعقاد سماع اثنين بوصف خاص للايجاب والقبول الخ وركنه الايجاب والقبول حقيقة او حكما (البحر الرائق كتاب النكاح ص ۸۳ ج ۳. ط.س. ج۳ص۷۷) ظفير

(٤) فينعقد النكاح بلفظ الهبة والعطية (البحر الرائق كتاب النكاح ص ۹۱ ج ۳. ط.س. ج۳ص۸۵) ظفير

(۵) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ص ٤۰۷ ج ۲. ط.س. ج۳ص۵۵- ۱۲ ظفير

مندرجہ ایجاب و قبول سے نکاح ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۷۷) نکاح خواں نے ہندہ کا نکاح اس کی اجازت سے بولایت اس کے ماموں کے عمر کے ساتھ بایں طور پر پڑھا' اے عمر تم نے مسماۃ یا گھری دختر فلاں کو بعوض سو روپے مہر کے قبول کیا' عمر نے کہا ہاں قبول کیا ایسے ایجاب و قبول سے نکاح صحیح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایجاب و قبول بطریق مذکور سے نکاح ہو جاتا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ لڑکی کے باپ کا نام لیا جائے' یا یہ کہ گواہوں کو اس کا حال معلوم ہو اور وہ اس لڑکی کو جانتے ہوں کہ فلاں شخص کی بیٹی ہے۔[1] فقط

ایجاب ہوا قبول نہ پایا گیا تو نکاح نہ ہوا

(سوال ۷۸) طائفہ اہل اسلام کی ایک مجلس بغرض نکاح منعقد ہوئی مجلس حاضرہ میں لڑکی کے والد نے نکاح خواں کے اشارہ پر ایجاب کیا' پھر لڑکے کو جو عاقل بالغ اور مجلس میں موجود تھا قبول کے لئے کہا گیا تو اس نے اور اس کے والد نے قبول سے سکوت کیا تو نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے وینعقد ملتبساً با یجاب من احدهما و قبول من الاخر الخ فلاینعقد بقبول بالفعل کقبض مهر الخ قوله فلا ینعقد تفریع علی ما تقدم من انعقاد بلفظین الخ[2] پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط

تاریک رات میں دو گواہوں کے سامنے مرد و عورت نے ایجاب و قبول کیا' کیا حکم ہے

(سوال ۷۹) ایک شخص نے اپنی ہم کفو بالغہ لڑکی سے بدون اجازت اس کے والدین کے اس طریقہ پر نکاح کیا کہ دو گواہوں کو جو مسافر اور رہ گزر تھے ایک مقام پر ٹھہرا کر اس بالغہ لڑکی کو بھی وہاں لے گیا۔ بسبب تاریکی شب اور برقع ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے نہ پہچان سکے وہ شخص لڑکی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا تم نے مجھے حق نکاح میں قبول کیا یا تم نے مجھے اپنے نفس کا اختیار بخشا ہے وہ لڑکی بجواب کہتی ہے' ہاں میں نے قبول کیا۔ اختیار دیا ہے وغیرہ یہ نکاح منعقد ہوا ہے یا نہیں؟

(الجواب) شامی جلد ثانی میں بحر سے منقول ہے۔ فان کانت حاضرة منتقبةً کفی الاشارة الیها والا حتیاط کشف وجهها فان لم یرو اشخصها وسمعوا کلامها من البیت ان کانت وحدها فیه جاز الخ[3] اس عبارت سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں نکاح منعقد ہو گیا۔ فقط۔

---

(۱) و ینعقد ملتبسا با یجاب من احد هما و قبول من الاخر وضعا للمضی لان الماضی ادل علی التحقیق کزوجت نفسی او بنتی او مؤکلتی منك و یقول الاخر تزوجت (الدرالمختار علی هامش رد المحتار ص ۳۶۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۹) لو کانت غائبة و زوجها وکیلها فان عرفها الشهود و علموا انها ارادها کفی ذکر اسمها والا لا بد من ذکر الاب والجد ایضاً (رد المحتار ص ۳۶۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۵) ظفیر

(۲) دیکھئے رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۹ – ۱۲ ظفیر

(۳) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷٤ ج ۲ ط.س. ج۳ص۲۱ مطلب الحضاف کبیر فی العلم الخ – ۱۲ ظفیر

لفظ کنایہ سے ایجاب کیا تو نکاح ہوا یا نہیں

(سوال ۸۰) زید اپنے مکان میں چند اشخاص کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس اثناء میں ہندہ آئی اور کہا کہ میں نے اپنے نفس کو زید کے لئے بخش دیا زید کے گواہ نے دریافت کیا کہ مہر کیا ہے ہندہ نے کہا ایک سو ساڑھے ستائیس روپے زید نے قبول کر لیا بعد ازاں ہندہ نے اپنا عقد عمر سے کر لیا یہ عقد ثانی صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) یہ لفظ کہ میں نے اپنے نفس کو زید کے لئے بخش دیا کنایات نکاح میں سے ہے اس میں نیت نکاح یا قرینہ کی ضرورت ہے اور صرف ذکر مہر قرینہ نہیں ہے **کما حققه الكمال**. شامی[1] اور یہ کہ گواہان کو معلوم ہو کہ یہ نکاح ہے پس اگر یہ امور پائے گئے تو نکاح منعقد ہو گیا اس صورت میں دوبارہ نکاح ہندہ کا عمر کے ساتھ صحیح نہیں ہوا اور اگر بہ نیت نکاح یہ لفظ نہیں تھا اور قرینہ بھی کوئی علاوہ ذکر مہر کے موجود نہیں ہے تو زید سے اس کا نکاح نہیں ہوا اس صورت میں عمر کے ساتھ نکاح صحیح ہو گیا۔ فقط

ایک شبہ کا جواب

(سوال ۸۱) اس شبہ کا کیا جواب ہے **ولو زوج ابنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد واحد جاز ان كانت ابنته حاضرة لانها تجعل عاقدة والا فلا**[2] یہ دال ہے جواز نکاح پر بایں وجہ کہ مامور جو کہ بظاہر عاقد معلوم ہوتا ہے سفیر محض ٹھیر کر شاہد ہو جاتا ہے اور خود عاقلہ بالغہ عاقد ٹھہرائی جاتی ہے اس سے ظاہر ہوا کہ مامور کا بحنا پھرنا آنا عاقد فی الشہادت لغو ہے اور آئندہ عبارت سے صراحۃ معلوم ہوتا ہے کہ لغو نہیں ہے وہ یہ ہے **ثم ام اتقل الخ**[3] دریافت طلب یہ ہے کہ ترجیح کس کو ہے؟

(الجواب) ان دونوں عبارتوں میں جو آپ نے لکھی ہیں کچھ تناقض اور تدافع نہیں ہے اول عبارت سے انعقاد نکاح کا حکم بیان کیا ہے اور دوسری عبارت میں قبول و عدم قبول شہادت کا ذکر ہے یہ ایسا ہے جیسا کہ فقہاء لکھتے ہیں کہ شاہدین فاسقین سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اگر نزاع ہو اور شہادت کی ضرورت ہو گی تو فاسقین کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہو گا۔[4] فقط

---

(۱) و انما يصح بلفظ ترويج و نكاح لانهما صريح وما عداهما كناية وهو كل لفظ وضع لتمليك عين كاملة الخ كهبة و تمليك وصدقة و عطية الخ و كل ما تملك به الرقاب بشرط نية او قرينة و فهم الشهود المقصود (درمختار) هذا ما حققه الفتح رد على ما قدمناه عن الزيلعي حيث لم يجعل النية شرطا عند ذكر المهر الخ حاصل الرد ان المختار انه لا بد من فهم الشهود المراد (رد المحتار كتاب النكاح ص ٤٦٥ ج ٢ و ٣٦٩ ج ٢ و ٣٧٠ ج ٢ . ط.س. ج٣ص١٦) ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٧٧ ج ٢ . ط.س. ج٣ص٢٢ - ١٢ ظفير

(۳) دیکھئے الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٧٧ ج ٢ - ١٢ ظفير

(٤) ولو فاسقين (درمختار) اعلم ان النكاح له حكمان حكم الانعقاد و حكم الاظهار فالا ول ماذكره والثاني انما يكون عند التجاحد في الاظهار الخ فلذا انعقد بحضور الفاسقين والا عميين الخ وان لم يقبل اداء هم عند القاضي الخ (ردالمحتار كتاب النكاح ص ٣٧٦ ج ٢ . ط.س. ج٣ص٢٣) ظفير

یہ درست ہے کہ گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا؟

(سوال ۸۲) زید کہتا ہے کہ بلا حضور شاہدین عقد نکاح منعقد نہیں ہو سکتا؟

(الجواب) بلا حضور شاہدین نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ التفصیل[1] فی کتب الفقہ

عورت کی موجودگی میں بھی گواہوں کا ہونا ضروری ہے!

(سوال ۸۳) ایک مرد اور ایک عورت ایک شخص کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تم ہم دونوں کا نکاح پڑھا دو اس شخص نے کہا کہ نکاح کے واسطے ایک وکیل اور دو گواہ کی ضرورت ہے عورت نے جواب دیا کہ اگر میں موجود نہ ہوتی تب وکیل اور گواہ کی ضرورت تھی اس شخص نے دونوں کا نکاح پڑھا دیا وہ دونوں مثل زوجین کے رہتے ہیں اور اولاد بھی ہو گئی ہے یہ نکاح صحیح ہو لیا نہ' آیا دو گواہوں کا ہونا نکاح کے واسطے ضروری ہے اور جو اولاد ہوئی اس کا کیا حکم ہے' نکاح کے وقت گو دو گواہ موجود نہ تھے لیکن شہادت نکاح کے واسطے ایک گواہ نکاح پڑھانے والا موجود ہے اور بعد نکاح جن مرد اور عورتوں سے زوجین نے اپنے نکاح کے تذکرے کئے ہیں وہ بھی نکاح ہونے کے گواہ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) بدون دو گواہوں کے موجود ہونے کے جو کہ ایجاب و قبول کو سنیں نکاح منعقد نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے **لا نکاح الابشھود** **ھدایه**[2] اور در مختار میں ہے **وشرط حضور شاھدین حرین مکلفین سامعین قولھما معاً**[3] **الخ** انتہیٰ پس صورت مذکورہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا اور صحیح نہیں ہوا کیونکہ دو گواہوں کا موجود ہونا اور ایجاب و قبول کو سننا فرض ہے اور شرط ہے اور جب کہ شرط نہ پائی گئی تو مشروط بھی نہ پایا گیا جیسا کہ قاعدہ ہے **اذا فات الشرط فات المشروط** اور ہدایہ میں ہے **ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاھدین الخ**[4] اور ایک شخص کی شہادت صحت نکاح کے لئے کافی نہیں ہے اور بعد میں مشہور ہو جانا اس نکاح کا اور تذکرہ کرنا زوجین کا دوسرے لوگوں کے سامنے سے بھی انعقاد نکاح نہیں ہوتا[5] اور نکاح مذکور سے جو اولاد ہوئی وہ ولد الحرام ہے اگرچہ احتیاطاً نسب ان کا اس شوہر سے عند البعض ثابت ہے جیسا کہ شامی میں ہے **ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدة و ثبوت النسب و مثل له فی البحر ھنا ك بالتزوج بلاشھود الخ**[6] فقط

---

(۱) و منها الشهادة قال عامة العلماء انها شرط جواز النكاح هكذا فى البدائع (عالمگیری مصری كتاب النكاح ص ۲۵ ج ۱ ط. ماجدیه ج۱ ص۲٦۷) وشرط حضور شاهدین حرین الخ مكلفین سامعین قولهما معا على الاصح (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۳ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۲۱) ظفیر

(۲) هدایه كتاب النكاح ص ۲۸٦ ج ۲ – ۱۲ ظفیر

(۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷٤ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۲۱ – ۱۲ ظفیر

(٤) هدایه كتاب النكاح ص ۲۸٦ ج ۲ – ۱۲ ظفیر

(۵) لو تزوج بغیر شهود ثم اخبر الشهود على وجه الخبر لا یجوز الا ان یجدد عقد ابحضر تهم (البحرالرائق كتاب النكاح ص ۹٤ ج ۳ .ط.س. ج۳ ص۸۸) ظفیر

(٦) رد المحتار باب العدة مطلب فى النكاح الفاسد والباطل ص ۸۳۵ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص۵۱٦ – ۱۲ ظفیر

صرف مرد و عورت کے ایجاب و قبول سے جب کہ گواہ نہ ہوں نکاح جائز نہیں

(سوال ۸٤) ایک بیوہ عورت اگر اپنے میکے والوں کے خوف سے جو کہ جاہل ہیں اور نکاح ثانی کو معیوب جانتے ہیں کسی نیک مرد سے آپس میں کلمہ کلام اور حسب شرع مہر مقرر کر کے مرد و عورت دو بدو ایجاب و قبول کر لیں اور تیسرے شخص کو خبر نہ ہو تو کیا نکاح منعقد ہو جاوے گا اگر نکاح درست نہیں تو مجامعت کرنے پر کیا کفارہ ہوگا؟

(الجواب) بدون اس کے کہ دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہو' نکاح صحیح نہ ہوگا پس یہ جائز ہے کہ بیوی بالغہ خود اپنی رضا سے اپنا نکاح کفو میں کرے اور میکہ والوں کو خبر نہ کرے لیکن بوقت ایجاب و قبول دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے' بدون اس کے نکاح نہ ہوگا البتہ یہ جائز ہے کہ سوائے ان دو گواہوں کے اور کسی کو بوجہ مصلحت کے اطلاع نہ کی جاوے[1] پس اگر ایسا کیا گیا کہ دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہوا تو نکاح صحیح ہے اور شوہر کو مجامعت وغیرہ درست ہے اور اگر ایسا نہیں ہوا تو نکاح نہیں ہوا اور مجامعت حرام ہے اور جو کچھ ہوا وہ زنا ہوا' اس سے دونوں توبہ کریں اور تجدید نکاح روبرو شاہدین کے کریں۔

نکاح میں شہادت کا مطلب کیا ہے؟

(سوال ۸۵) نکاح میں جو شہادت جزو نکاح ہے اس کا کیا مطلب ہے' کیا وہ نکاح صرف عند الناس معتبر نہ ہوگا یا عند اللہ بھی معتبر نہ ہوگا اگر عورت مرد میں ایجاب و قبول ہو جاوے اور شہادت نہ ہو تو کیا ان دونوں کا یہ فعل اور باہمی اختلاط عند اللہ بھی زنا میں شمار ہوگا اور وہ دونوں گناہ گار ہوں گے یا صرف عند الناس ہی یہ زنا میں شمار ہوگا۔

ایجاب و قبول بغیر گواہ ہو اور بعد میں شہرت ہو تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۸٦/۲) اگر بوقت ایجاب و قبول شہادت نہ ہو اور بعد خلوت صحیحہ یا قبل خلوت صحیحہ کے وہ دونوں یا ایک اگر مشہور کردے کہ میرا نکاح ہو گیا ہے اور لوگ اس کو یقین بھی کر لیں تو کیا یہ شہرت شہادت کے قائم مقام ہوگی یا نہیں اگر نہ ہوگی تو کیوں اور اگر ہوگی تو نکاح کا تحقق و وجود شہرت کے وقت سے سمجھا جائے گا یا اس کے پہلے سے کیا عند الناس کی بھی کوئی توجیہ اس میں نکل سکتی ہے یا نہیں؟

شہادت کا مفہوم ایجاب و قبول کے بعد شہرت سے ادا ہوتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۸۷/۳) نکاح میں شہادت کا اصلی راز کیا ہے اور جو راز ہے وہ راز و فلسفہ بعد ایجاب و قبول شہرت

---

(۱) عند حرین او حر و حرتین عاقلین بالغین مسلمین ولو فاسقین (کنز) بیان للشرط الخاص به وهو الاشهاد فلم يصح النكاح بغير شهود الخ ولايشترط الاعلان مع الشهود لما فى التبيين ان النكاح بحضور الشاهدين يخرج عن ان يكون سرا و يحصل بحضور هما الاعلان(البحر الرائق كتاب النكاح ص ٩٤ ج ٣ . ط.س. ج٣ص٨٨) ظفير

عامہ کے وقت حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

عدم شہادت پر انما الاعمال بالنیات کا اثر کیوں نہیں ہوتا

(سوال ٤ / ۸۸) اگر عدم شہادت والا ایجاب و قبول عند اللہ بھی معتبر نہیں ہے تو پھر **انما الاعمال بالنیات** کے کلیہ سے یہ جزئیہ کیوں خارج ہے اور اس کا حقیقی فلسفہ کیا ہے ؟

(**الجواب**) (۱) عند اللہ و عند الناس دونوں اعتبار سے بدوں دو گواہوں کے ایجاب و قبول سننے کے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور وطی جو اس حالت میں ہوگی وہ زنا شمار ہوگا۔[1]

(۲) دو گواہوں کا بوقت ایجاب و قبول موجود ہونا اور ایجاب و قبول کو سننا ضروری ہے اور شرط انعقاد نکاح کی ہے بدون دو گواہوں کے موجود ہونے کے بوقت ایجاب و قبول کے نکاح منعقد نہ ہوگا نہ عند اللہ اور نہ عند الناس اور دلیل اس کی یہ عبارت در مختار کی ہے **وشرط حضور شاهدين**[2] الخ

(۳) حکم و ارشاد آنحضرت ﷺ معلوم ہونے کے بعد کسی راز کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے حکم شریعت بلا چون و چرا و بلا کشف حقیقت و دریافت راز مان لینا چاہئے **كما قال الله تعالىٰ وما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا**[3] (گواہ کا منشا یہ ہے کہ زنا کی تہمت دور ہو جائے اور یہ تہمت عائد نہ ہو سکے بعد میں شہرت سے یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔[4] ظفیر)

(۴) اس کے متعلق بھی وہی جواب ہے جو نمبر ۳ میں گزرا کہ بعد حکم شریعت حقیقی فلسفہ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ابطال احکام شرعیہ حقیقی فلسفہ کی بناء پر صحیح نہیں ہے (یہاں صرف اس کا تعلق خود اس کی اپنی ذات سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق سماج شہر اور خاندان سے ہے اس لئے صرف نیت پر اعتماد کافی نہ ہوگا گواہ کے ذریعہ نیت کا مظاہرہ بھی ضروری ہوگا۔ ظفیر)

عالم نے بلا گواہ جو نکاح پڑھایا وہ درست نہیں ہوا

(سوال ۸۹) اگر خالد مع ہندہ کے زید عالم کے پاس گیا کہ ہندہ کا نکاح میرے ساتھ کر دیجئے زید نے ہندہ سے دریافت کیا اس نے بھی رضا مندی ظاہر کر دی زید نے خطبہ نکاح پڑھ کر ایجاب و قبول کرا دیا یہ نکاح

---

(۱) فلم يصح النكاح بغير شهود لحديث الترمذى البغايا اللاتى ينكحن انفسهن من غير بينة ولما رواه محمد بن الحسن مرفوعاً لا نكاح الا بشهود فكان شرطا ولذا قال فى مال الفتاوى لو تزوج بغير شهود ثم اخبر الشهود على وجه الخبر لا يجوز (البحر الرائق كتاب النكاح ص ٩٤ ج ٣ ط.س ج٣ ص٨٨) ظفير

(۲) دیکھئے رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٠٣ ج ٢ - ١٢ ظفير

(۳) سورة الحشر : ١

(٤) وفى البدائع ان الاشهاد فى النكاح ولدفع تهمة الزنا لا لصيانة العقد عند الجحود والا نكار والتهمة تندفع بالحضور من غير قبول على ان معنى الصيانة تحصل بسبب حضور هما وان كان لا تقبل شهادتهما لان النكاح يظهر و يشتهر بحضور هما (البحر الرائق كتاب النكاح ص ٩٦ ج ٣ ط.س ج٣ ص٨٩) ظفير

جائز ہوا یا نہیں اگر جائز نہیں تو اب کیا کرنا چاہئے؟

(الجواب) یہ نکاح نہیں ہوا، نکاح بدون دو گواہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت کے موجود ہونے کے جو کہ ایجاب و قبول کو سنیں منعقد نہیں ہوتا اس صورت میں دوبارہ باقاعدہ بحضور شاہدین نکاح ہونا چاہئے اور مامضٰی سے توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔[1] فقط

بلا گواہ کے نکاح میں مجامعت زنا کے حکم میں ہے

(سوال ۹۰) زید ہندہ سے بلا شہود نکاح کرتا ہے اگرچہ یہ نکاح بلا شہود ناجائز ہے سوال صرف یہ ہے کہ اگرچہ یہ نکاح بغرض تسلیم بین الناس منعقد نہیں ہوا لیکن کیا عند اللہ بھی نہیں ہوا یعنی ایسے نکاح بلا شہود میں اگر ناکح منکوحہ سے مجامعت کرے تو کیا ناکح و منکوحہ عند اللہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(الجواب) وہ نکاح جس میں دو گواہ نہ ہوں عند اللہ بھی نکاح نہیں ہے[2] اور وطی کرنا اس میں زنا ہے کما جاء عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قال البغایا اللاتی ینکحن انفسھن بغیر بینة والا صح انه موقوف علی ابن عباسؓ رواہ الترمذی۔ اقول والموقوف فی مثل ھذا له حکم المرفوع کما تقرر فی الاصول قال فی اللمعات و فیه ان النکاح بلاشھود فاسد وھو المذھب عند جمھور الائمة الخ[3] وفی الدرالمختار تزوج بشھادة اللہ و رسوله لم یجز بل قیل یکفر[4] فقط

شیعہ گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہوا کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۱) زید نے اپنی لڑکی کی شادی اس طرح کی کہ مجلس ایجاب و قبول میں صرف دو چار شیعہ تھے وہی گواہ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں جو غالی ہوتے ہیں تھے یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) نکاح کے گواہوں میں فقہاء نے مسلمان گواہوں کی شرط لگائی ہے شیعہ کے بعض فرقے کافر کے حکم میں ہیں، جو غالی نہیں ہوتے وہ گو فاسق ہیں مگر مسلمان ہیں احتیاط اس میں ہے کہ یہ نکاح پھر مسلمان سنی گواہوں کی موجودگی میں دوبارہ کیا جائے[5] فقط

---

(۱) ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاھدین حرین عاقلین بالغین مسلمین الخ اعلم ان الشھادة شرط فی باب النکاح لقوله علیه السلام لا نکاح الا بشھود (ھدایه کتاب النکاح ص ۲۸۶ ج ۲) ظفیر

(۲) و منھا الشھادة قال عامة العلماء انھا شرط جواز النکاح ھکذا فی البدائع (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب اول ص ۲۵۰ ج ۱ ط. ماجدیه ج۱ ص۲۶۷) ظفیر

(۳) ترمذی مع حاشیه ص ۱۳۰ ج ۱ و ص ۱۳۱ ج ۱ ظفیر

(٤) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۹ ج ۲ و ص ۳۸۰ ج ۲ ط.س. ج ۳ ص۲۳

(۵) وشرط حضور شاھدین حرین مکلفین سامعین قولھما معا الخ مسلمین لنکاح مسلمة و لو فاسقین (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۳ ج ۲ و ص ۳۷٤ ج ۲) ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوھیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فھو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ما اذا کان یفضل علیا اویسب الصحابة فانه مبتدع لا کافر (رد المحتار باب المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۲۷) ظفیر

دو گواہوں میں ایک نکاح ہونا بیان کرے اور دوسرا منگنی تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۲) مدعی اور مدعا علیہ ایک عالم کے پاس نکاح کے معاملہ لے کر گئے عالم نے مدعی سے پوچھا کہ دعویدار نکاح کا کون ہے مدعی نے کہا میں خود ناکح نہیں ہوں ناکح سفر میں ہے میں اس کا برادر ہوں ایک شخص نکاح ہونا بیان کرتا ہے اور دوسرا منگنی کا ہونا بیان کرتا ہے کہ خطبہ ہوا ہے نکاح نہیں ہوا ہے اور مدعا علیہ بھی یہی کہتا ہے کہ میں نے اپنی دختر کا خطبہ کیا ہے مدعا علیہ سے عالم نے کہا کہ نکاح صحیح نہیں ہوا تم اپنی دختر کا نکاح دوسری جگہ کر سکتے ہو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) جب کہ نکاح کے دو گواہوں میں اختلاف ہو جاوے ایک نکاح ہونا اور یک صرف خطبہ اور منگنی کا ہونا بیان کرے تو ظاہر ہے کہ بصورت انکار مدعا علیہ (از نکاح)...... نکاح ثابت نہ ہوگا فتویٰ اس عالم کا جس نے بسبب نہ متفق ہونے دو گواہوں کے نکاح پر فتویٰ عدم صحت نکاح کا دیا ہے صحیح ہے جیسا کہ درمختار میں ہے و شرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معاً على الاصح[1] الخ فقط

خود نکاح کیا مگر کہتا ہے کہ نشہ میں تھا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۳) بکر نے ہندہ سے اپنی رضامندی سے نکاح کیا بکر کی عمر ۲۰ سال اور ہندہ ۱۲ سال کی ہے تین روز بعد بہن بہنوئی کے بھکانے سے نکاح کا یکدم انکار کر کے کہتا ہے کہ ہم نشہ میں تھے لوگوں نے ہم کو بھکا کر نشہ میں اقرار کرالیا ہوگا جس کی ہمیں خبر نہیں ہے حالانکہ یہ غلط ہے اب نہ وہ ہندہ کو گھر لے جاتا ہے نہ طلاق دیتا ہے نہ نفقہ دیتا ہے لہذا اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) نابالغہ کے ولی کی وساطت سے اگر بحالت صحت و عقل و ہوش شوہر دو گواہوں کے سامنے جنہوں نے ایجاب و قبول کو سنا ہو نکاح ہوا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا[2] انکار شوہر کا معتبر نہیں ہے اور بدون طلاق یا وفات شوہر کے اور کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے نفقہ عورت کا شوہر کے ذمہ واجب ہے۔ فقط

بلا گواہ نکاح کیا جائز ہوا یا نہیں اور اولاد کا کیا حکم ہے؟ اور اولاد کی امامت جائز ہے یا نہیں!

(سوال ۹۴) ایک شخص نے بیوہ بھاوج سے نکاح ہونا ظاہر کیا اور دو غیر قوم شخصوں کو دیوار کی آڑ میں سماعۃ سے یہ بیان کرادیا کہ میرا نکاح فلاں سے ہو گیا ہے نہ کوئی نکاح پڑھنے والا ہے نہ گواہ ہیں تو نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس ناکح سے جو اولاد ہو وہ صحیح سمجھی جاوے گی یا ولد الزنا۔ اور اولاد مذکور میں سے کسی کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) دو گواہ بوقت ایجاب و قبول ہونا ضروری ہے جو کہ ایجاب و قبول کو سنیں اگر ایسا نہیں ہوا تو وہ

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۱- ۱۲ ظفیر
(۲) ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين الخ (هدايه كتاب النكاح ص ۲۸٦ ج ۲) ظفیر

نکاح منعقد نہیں ہوا[1] اور بلا گواہ کے نکاح سے جو اولاد ہوئی وہ ولد الزنا ہے[2] باقی ولد الزنا اگر صالح ہو تو امامت اس کی درست ہے۔ فقط

صرف ایک مرد اور ایک عورت کے سامنے ایجاب و قبول سے نکاح درست نہیں ہوا

(سوال ۹۵) ایک بالغہ لڑکی نے ایک مرد اور ایک عورت کے سامنے ایک بالغ لڑکے کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ بالعوض پانچ ہزار روپے کے آپ مجھ کو اپنی زوجیت میں قبول کر لو لڑکے نے قبول کر لیا، علاوہ ازیں اور کوئی احکام عقد کے ادانہ ہو سکے مثلاً خطبہ و گواہ وغیرہ کا ہونا یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے وشرط حضور شاهدين حرين اوحر و حرتين مكلفين سامعين قولهما معاً[3] الخ پس معلوم ہوا کہ بدون حاضر ہونے دو مرد آزاد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے جو کہ ایجاب و قبول کو سنیں نکاح منعقد نہیں ہوگا پس صورت مسئولہ میں کہ صرف ایک مرد اور ایک عورت موجود تھی نکاح منعقد نہ ہوگا۔ فقط

عورت کی وکالت سے نکاح درست ہے

(سوال ۹۶) اگر زنے زنے را در کردن نکاح خود یا شخصی وکیل کند و آں وکیل بعد ثبوت وکالت نفس موکلہ مذکورہ بہ شخص مذکور نکاح کرد، نکاح درست شود یا نہ

(الجواب) اگر بحضور شاہدین ایجاب و قبول نکاح شود نکاح صحیح است الحاصل وکالت زن معتبر است۔ فقط

بذریعہ خط ایجاب و قبول سے نکاح کب درست ہوگا

(سوال ۹۷) فاطمہ ایک عاقلہ بالغہ نوجوان خواندہ لڑکی ہے۔ مسائل شرعی سے بھی واقفیت رکھتی ہے راجپوت قوم سے ہے جس کے یہاں اب تک یہ رسم ہندوانہ چلی آتی ہے کہ وہ ایک گوت میں رشتہ ناتہ نہیں کرتے لڑکی خود ایک لڑکے سے جو انہیں کے گوت میں ہے اپنا نکاح کرانا چاہتی ہے گویا برادری کی رو سے نکاح نہیں کر سکتی باقی دینی لحاظ سے لڑکا اس کا بالکل کفو ہے اب یہ لڑکی چاہتی ہے کہ میں پہلے اس کے ساتھ خفیہ نکاح کر لوں اور بعد میں اس کا اظہار کر دوں، بعد میں والدین مجبور ہو کر نکاح کو مان لیں گے اب یہ لڑکی گاؤں کے گواہاں تو برائے نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ پہلے ہی راز افشاء ہونے کا خوف ہے اس لئے لڑکی خود اپنے

---

(۱) و شرط حضور شاهدين مكلفين الخ سامعين قولهما معاً (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفير (۲) والمراد بالنكاح الفاسد النكاح الذى لم تجتمع شرائطه كتزوج الاختين معا والنكاح بغير شهود الخ يجب على القاضي التفريق بينهما الخ فظاهره انهما لا يحد ان وان النسب يثبت فيه (البحر الرائق باب المهر ص ۱۸۱ ج ۳ ط.س. ج۳ص ۱۶۹) ظفیر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایجاب و قبول بغیر گواہ ہوا ہے تو گو یہ باطل و فاسد ہے مگر نسب ثابت ہوگا۔ ظفیر (۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۱ - ۱۲ ظفیر

ہاتھ سے اپنا مکمل حال اور ایجاب لکھ کر دیتی ہے کہ لڑکا کہیں دوسری جگہ جاکر گواہوں کے روبرو ایجاب پڑھ کر سنائے اور وہ قبول کرے اور اسی کاغذ پر لکھ دے۔ آیا اس طور سے نکاح منعقد ہو جاوے گا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں اگر مرد اس ایجاب مکتوب از جانب عورت کو دو گواہوں کے سامنے پڑھ کر سنا دیوے اور انہیں گواہوں کے سامنے قبول کرے تو نکاح منعقد ہو جاوے گا[1] اور ایک صورت جواز کی یہ ہے کہ وہ عورت اس مرد کو وکیل اپنے نکاح کا بنا دیوے یعنی یہ کہہ دے یا لکھ دے کہ میں نے تجھ کو اختیار دیا کہ اپنا نکاح مجھ سے کرے اور مرد روبرو دو گواہوں کے اس کو ظاہر کر کے انہیں گواہوں کے سامنے قبول کرے یا یہ کہہ دے کہ میں نے اس عورت سے اپنا نکاح کر لیا تب بھی نکاح منعقد ہو جاوے گا کذافی الشامی[2] وغیرہ۔ اور چونکہ یہ نکاح کفو میں ہے لہٰذا اس کی صحت کے لئے اجازت اولیاء کی ضرورت نہیں ہے۔ کذافی الدر المختار۔[3] فقط

دو تین آدمیوں کے سامنے عورت نے ایجاب لکھ کر بھیج دیا اور مرد نے خط پڑھ کر قبول کیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۹۸) ایک عورت نے دو تین آدمیوں کے سامنے ایک شخص کو لکھ کر بھیج دیا کہ میں اپنی راضی سے بالعوض مہر شرعی تمہارے نکاح میں آچکی اس نے قبول کر لیا تو یہ نکاح ہو گیا یا نہیں ؟

(الجواب) اس میں جواز نکاح کی صورت یہ لکھی ہے کہ جس مرد کو عورت نے ایسا لکھا ہے وہ دو گواہوں کے سامنے عورت کی تحریر کو سنا کر یہ کہے کہ میں نے قبول کیا غرض دو گواہوں کا ہونا اور اعادہ تحریر عورت کا کرنا اور اس کے بعد...... روبرو دو گواہ کے قبول کرنا شرط جواز ہے۔[4] فقط

دھوکہ سے تحریر کے ذریعہ نکاح ہوتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۹۹) اگر کوئی شخص فریب سے عورت کے سامنے یہ لفظ لکھ کر پیش کرے اور کہے کہ یہ تحریر پڑھ ازوجنی معك پھر اس کے جواب میں خود کہے زوجت معك یہ نکاح ہوا یا نہیں ؟

---

(۱) وافادا لمصنف ان انعقاد النكاح بكتاب احد هما يشترط فيه سماع الشاهدين قراءة الكتاب مع قبول الآخر (البحر الرائق كتاب النكاح ص ۹۵ ج ۳. ط.س. ج۳ص۸۹) ظفير

(۲) واذا اذنت المراة للرجل ان يزوجها من نفسه فعقد بحضرة شاهدين جاز (هدايه فصل في الوكالة ص ۳۰۲ ج ۲) ظفير

(۳) فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي الخ وله الاعتراض في غير الكفؤ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ص ۴۰۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص۵۵) ظفير

(٤) قال ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب وصورته ان يكتب اليها يخطبها فاذا بلغها الكتاب احضرت الشهود وقرأته عليهم وقالت زوجت نفسي منه او تقول ان فلانا كتب الي يخطبني فاشهد وا اني زوجت نفسي منه اما لو لم تقل بحضرتهم سوى زوجت نفسي من فلان لا ينعقد لان سماع الشطرين شرط صحة النكاح و باسماعهم الكتاب او التعبير عنه منها قد سمعوا الشطرين (رد المحتار كتاب النكاح مطلب التزوج بارسال كتاب ص ٣٦٤ ج ۲. ط.س. ج۳ص۱۲) ظفير

(الجواب) ایسی صورت میں انعقاد نکاح میں اختلاف ہے[۱] علاوہ بریں حضور شاہدین فاہمین شرط جواز ہے۔[۲] فقط

جب دعا کے بہانے ایجاب کرایا اس طرح کہ گواہ نہ تھے تو نکاح درست نہیں ہوا

(سوال ۱۰۰) زید پڑھا لکھا اور درویش آدمی بکر کے مکان پر جایا آیا کرتا تھا اتفاق سے اس کا قصد حج بیت اللہ کا ہوا اس کی معیت میں خالد و ولید تھے وہ بکر کے مکان پر گیا دروازہ میں سے بکر کی زوجہ کو بلایا اور کہا کہ میرا قصور معاف کردو میں حج کو جاتا ہوں' بکر کی زوجہ نے کہا کہ تم نے ہمارا کیا قصور کیا ہے' اس پر زید نے بہت اصرار کیا کہ ہمارا قصور معاف کردو' زیادہ اصرار کی وجہ سے زوجہ بکر نے کہا کہ معاف کیا' اس کے بعد دختر بیوہ بکر کو آواز دی اور کہا کہ تم کچھ وظیفہ پڑھتی ہو' اس نے کہا کہ نماز پڑھتی ہوں اور جو دعا آپ نے بتائی تھی وہ پڑھتی ہوں وہ کیا دعا ہے اس نے کہا کہ یہ ہے نحمده و نصلی علیٰ رسوله الكريم اس کے بعد زید نے کہا کہ یہ اور پڑھا کرو مقولہ یعنی دختر مذکورہ رب زدنی مولانا یارب زدنی مولانا جس وقت یہ الفاظ تعلیم کردیئے تب بیرونی دروازے سے علاوہ خالد و ولید کے ایک عربی خواں کو بھی بلایا' اس کا بیان ہے کہ یہ الفاظ تھے زوجنی لله یا مولانا اس دختر سے یہ الفاظ صحیح ادا نہ ہوئے تو زید نے پھر بتلائے تب اس دختر نے زوجنی لله یا مولانا کہا اور زید نے قبلت کہا' ایسی حالت میں کہ دختر مذکور اور موجودین میں سوائے عربی خواں کے یہ جانتے ہیں کہ یہ درویش دعاء تعلیم کررہے ہیں ان کو ہرگز خیال نہیں ہے کہ ایجاب و قبول ہورہا ہے اور نہ ہم لوگ گواہ ہیں بلکہ وہ یہ جانتے ہیں کہ دعاء تعلیم ہورہی ہے اور وہ دختر بھی یہی جان کر کلمات کہہ رہی ہے کہ میں دعا سیکھ رہی ہوں اس صورت میں کہ نہ عورت جانتی ہے کہ میں اپنا نکاح کرتی ہوں اور نہ گواہ جانتے ہیں کہ اس عورت کا نکاح ہورہا ہے سوائے عربی خواں کے ایسی حالت میں زوجنی لله یا مولانا کہنے سے ایجاب ہوجائے گا یا نہ اور نکاح زید کا دختر مذکورہ سے صحیح ہوگا یا نہیں' نہ اس وقت مہر کا ذکر ہوا نہ اسکے بعد۔

(الجواب) اس صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوا کیونکہ اس قدر جاننا عورت کا اور دو گواہوں کا ضروری ہے کہ ان الفاظ سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے اور یہ نکاح کے الفاظ ہیں اور یہ مجلس نکاح ہے اگرچہ حقیقت معنیٰ نہ جانتے ہوں چنانچہ شامی نے صاحب در مختار کے اس قول کی تشریح میں لکھا ہے ولا يشترط العلم بمعنى الا يجاب والقبول الخ لكن قيد فى الدر وعدم الاشتراط بما اذا علما ان هذا اللفظ ينعقد به النكاح اى وان لم يعلما حقيقة معناه[۳] الخ فقط

---

(۱) قال فی الفتح لو لقنت المراة زوجت نفسی بالعربية ولا تعلم معناه و قبل والشهود يعلمون ذالك اولا يعلمون صح كالطلاق و قيل لا كالبيع كذافى الخلاصة و مثل هذا فى جانب الرجل اذا لقنه ولا يعلم معناه (ردا لمحتار كتاب النكاح ص ۳۶۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۱۵) ظفير

(۲) وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الاخر ليتحقق رضا هما وشرط حضور شاهدين حرين او حرو حرتين الخ (ايضا ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفير

(۳) ردالمحتار كتاب النكاح ص ۲۶۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۱۵ – ۱۲ ظفير

خط کے ذریعہ نکاح

(سوال ۱۰۱) زید نے اپنی لڑکی کو بکر کو دیا اور اس سے یہ کہا کہ میں نے اپنی لڑکی تم کو دی' اس کے بعد زید نے بکر کو خط لکھا اور تین آدمیوں کے دستخط کرائے' تو خط پر نکاح جائز ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) اگر زید نے بکر کو خط اس مضمون کا بھیج دیا کہ میں نے اپنی دختر کا نکاح تم سے کیا اور مکتوب الیہ نے اس کے مضمون کو حاضرین کو سنایا اور قبول کیا تو نکاح منعقد ہو گیا۔ فقط

نکاح خط و کتابت کے ذریعہ

(سوال ۱۰۲) مثلاً ایک عورت نے ایک شخص کو لکھا کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں اتنے مہر پر' آپ منظور کریں' اور ادھر سے اس شخص نے اس کے جواب میں لکھا کہ مجھے منظور ہے اور وہ شخص دو شخصوں کے سامنے پڑھ کر اور اس کا جواب بھی ان کو سنا کر لکھ دیا تو کیا یہ نکاح ہو گیا مگر اس عورت نے خفیہ بلا دو شرعی گواہ کے خط لکھا ہو تو کیا یہ نکاح ہو جاوے گا یا ادھر سے بھی دو گواہ شرعی ہونے کی ضرورت ہو گی' اور ان دونوں خطوں پر دونوں فریق کے گواہان کے دستخط بھی ہونے چاہئیں یا نہیں ؟

(الجواب) شامی میں خط پر جواز نکاح کی یہ صورت لکھی ہے کہ مثلاً مرد عورت کو خط لکھے کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اور عورت دو گواہوں کو بلا کر ان کے سامنے اس خط کو پڑھے اور کہہ دے کہ میں نے اپنا نکاح اس سے کیا الخ اس صورت کے موافق یہ بھی جائز ہے کہ عورت مرد کو خط لکھے اور مرد دو گواہوں کے سامنے اس کا خط پڑھے اور یہ کہہ دے کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا غرض یہ کہ اگر دو گواہوں کے سامنے شوہر نے اس خط کو پڑھ دیا اور قبول کر لیا تو نکاح ہو گیا۔[1] فقط

مذکورہ تحریر سے نکاح نہیں ہوا

(سوال ۱۰۳) ایک دختر ۱۸ سالہ نے اپنا عقد خلاف مرضی والدین اس طریقہ سے کیا ہے کہ جس سے وہ نکاح کرنا چاہتی تھی اس کو یہ تحریر لکھی کہ میں بہ صحت و ثبات عقل بلا اکراہ و اجبار برضائے خود اپنے نفس کو بالعوض پانچ سو روپے دین مہر مؤجل کے تمہاری زوجیت میں دیتی ہوں اور چھ گواہوں کے نام بھی یہ تحریر بھیج دی اس صورت میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) صورت جواز نکاح بذریعہ تحریر شامی میں فتح القدیر سے یہ نقل کی ہے کہ اگر کسی مرد نے عورت کو لکھا کہ مجھ سے نکاح کر لو اور اس عورت نے گواہوں کو بلا کر ان سے کہا کہ فلاں شخص مجھ سے نکاح

---

(۱) ینعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب و صورته ان یکتب الیها یخطبها فاذا بلغها الکتاب احضرت الشهود و قرائه علیهم وقالت زوجت نفسی منه' او تقول ان فلانا کتب الی یخطبنی فاشهد وانی زوجت نفسی منه' اما لو لم تقل بحضرتهم سوی زوجت نفسی من فلان لاینعقد' لان سماع الشطرین شرط صحة النکاح سماعهم الکتاب او التعبیر عنه منها (رد المحتار' کتاب النکاح ص ٣٦٤ ج۲. ط.س. ج۳ص۱۲ مطلب التزوج بارسال کتاب) ظفیر مفتاحی

کرنا چاہتا ہے تو تم گواہ رہو کہ میں نے اس سے اپنا نکاح کرلیا ہے تو اس صورت میں نکاح منعقد ہو جاوے گا اور اگر عورت نے گواہوں کے سامنے مرد کی طرف سے کچھ کلام نقل نہ کی اور صرف یہ لکھا اور کہا کہ میں نے اپنا نکاح فلاں شخص سے کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا البتہ اگر عورت مرد کو یہ لکھے کہ تم مجھ سے اپنا نکاح کرلو اس پر مرد نے دو گواہوں کے سامنے عورت کے اس پیغام کو نقل کرکے کہا کہ تم گواہ رہو میں نے اس عورت سے اپنا نکاح کرلیا تو نکاح منعقد ہو جاوے گا الغرض جواز نکاح کے لئے اس صورت میں ضروری ہے کہ مرد روبرو دو گواہوں کے یہ نقل کرے کہ فلاں نے مجھ کو لکھا ہے اور وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہے پس تم گواہ رہو کہ میں نے اس عورت سے نکاح کرلیا اور قبول کرلیا اس طرح اگر کیا جاوے گا تو نکاح منعقد ہو جاوے گا۔ شامی [1] فقط (صورت مسئولہ میں نکاح درست نہیں ہوا۔ ظفیر)

جب گواہوں کا ایجاب وقبول کو سننا محتمل ہے تو دوبارہ نکاح کیا جاوے

(سوال ۱۰٤) عمرو کہتا ہے کہ میری مناکحت اس طرح ہوئی تھی کہ میری منکوحہ کا چچا ولی مع دو شاہدوں کے ان کے پاس جاکر اجازت لے آیا مجلس نکاح میں آکر میرے کان میں آہستہ سے ایجاب کیا میں نے بھی آہستہ سے قبول کیا اور مجھے یقین ہے کہ یہ الفاظ ایجاب وقبول کے ہم عاقدین کے سوا کسی نے بھی نہیں سنے ہوں گے اس صورت میں نکاح فسخ کرکے تجدید نکاح کیا جاوے یا کیا کرنا چاہیئے اگر وجوب فسخ دیانۃً ہے تو جو حقوق عباد عدم توریث اور مہر مثل وغیرہ فسخ پر قضاءً مرتب ہوتے ہیں اس پر بھی مرتب ہوں گے یا نہیں؟

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ سننا اور نہ سننا شاہدین کا ایجاب وقبول کو محتمل ہو گیا پس تجدید نکاح بلا فسخ نکاح کرلیا جاوے تجدید نکاح احتیاط کے لئے پہلے نکاح کو فسخ کرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ کفر محتمل میں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ تجدید نکاح بمہر جدید کرلی جاوے اور عدم توریث وغیرہ امور اس پر مرتب نہ ہوں گے اور مہر پہلا بھی لازم ہوگا اور دوسرا بھی۔ [2] فقط

صرف ایک گواہ کی موجودگی میں نکاح درست نہیں ہے

(سوال ۱۰۵) اگر پدر نفس دختر نابالغہ خود بہ پسر شخص بہ نکاح بدہد آنشخص برائے پسر قبول کند گواہ صرف ملا صاحب دارد آں نکاح راچہ حکم است

(الجواب) اگر آں پسر ہم نابالغ است نکاح منعقد نہ شد کہ صرف یک گواہ ملا صاحب باقی ماند البتہ اگر پسر

---

(۱) قوله فتح فانه قال ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب و صورته ان يكتب اليها يخطبها فاذا بلغها الكتاب احضرت الشهود قرائه عليهم وقالت زوجت نفسي منه او تقول ان فلانا كتب الي يخطبني فاشهد واانى زوجت نفسي منه اما لو لم تقل بحضرتهم سوى زوجت نفسي من فلان لا ينعقد لان سماع الشطرين شرط صحة النكاح (ردالمحتار كتاب النكاح مطلب الزوج بارسال كتاب ص ٣٦٤ ج ٢ ط.س ج٣ص ١٢) ظفير

(۲) و شرط حضور شاهدين حرين او حرو حرتين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٧٣ ج ٢ ط.س ج٣ص ٢١) ظفير

بالغ باشد تعبیر پدر ش باور اجع شود و پدر ہم گواہ متصور شود پس نکاح منعقد شود۔ کما صرح به الفقهاء[1] فقط

بیوہ کا نکاح ایک مولوی صاحب نے دو عورتوں کی موجودگی میں ایک مرد سے کر دیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۰۶) ایک مولوی صاحب نے ایک بیوہ بالغہ سے اذن لیکر روبرو دو گواہوں کے، یعنی دو عورتوں کے اس کا نکاح ایک مرد سے کر دیا یہ نکاح صحیح ہو یا نہیں ؟

(الجواب) اگر وہ بیوہ عورت اس مجلس نکاح میں موجود تھی تو وہ مولوی صاحب نکاح خواں گواہ سمجھے جاویں گے اور دو عورتیں مل کر ایک مرد اور یہ مولوی گواہ نکاح کے ہو جاویں گے اور انکا نکاح منعقد ہو جاوے گا۔ کما فی الدر المختار ولو زوج بنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد جاز ان كانت ابنته حاضرة لانها تجعل عاقدة والا لا. الاصل ان الامر متى حضر جعل مباشراً[2] الخ درمختار فقط

ولی کی اجازت لیتے وقت گواہ بنانا ضروری نہیں لہذا نکاح ہو گیا

(سوال ۱۰۷) زید نے اپنی لڑکی باکرہ بالغہ سے تنہا کہا کہ میں تیرا نکاح محمود سے کرتا ہوں، زید کی لڑکی سنکر چپ رہی بعد میں زید نے مجمع عام میں آ کر بکر سے کہا کہ میری لڑکی کا نکاح محمود سے پڑھ دے اور اس قدر مہر مقرر کر دے بکر نے خطبہ پڑھ کر محمود سے کہا کہ زید نے اپنی لڑکی کا بمعاوضہ ڈیڑھ سو روپے کے تجھ سے نکاح کیا محمود نے کہا قبول کیا میں نے اور بکر نے عقد کے وقت زید کی لڑکی کا نام اس وجہ سے نہیں لیا کہ زید کے صرف ایک ہی لڑکی ہے تو صورت مسئولہ میں زید کی لڑکی کا نکاح محمود سے صحیح ہے یا نہیں اور اجازت لینے کے وقت اپنی لڑکی سے زید کا شہادت کو ترک کرنا یعنی دو گواہوں کو اپنے ہمراہ نہ لے جانا یا عقد کے وقت بکر کا ایجاب میں زید کی لڑکی کا نام نہ لینا نکاح میں فساد ڈالتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نکاح محمود کا اس صورت میں زید کی دختر سے صحیح ہو گیا کیونکہ ولی کی لڑکی سے اجازت لینے کے وقت اشہاد ضروری نہیں ہے۔[3] صرف ایجاب و قبول کا سننا دو گواہوں کا شرط ہے۔ کما فی الدر المختار

---

(۱) ولو زوج بنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد واحد جاز ان كانت ابنته حاضرة (درمختار) قيد بالبالغة لانها لو كانت صغيرة لا يكون الولي شاهد الان العقد لا يمكن نقله اليها بحر (رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۷ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۲۵) ظفیر - سوال کا ماحصل یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح ایک دوسرے شخص کے لڑکے سے کیا مگر اس طرح کہ اس مجلس میں لڑکے لڑکی کے والد کے سوا صرف ایک قاضی صاحب تھے اور کوئی نہ تھا جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں ہوا اس لئے کہ صرف ایک گواہ تھا البتہ اگر لڑکا بالغ ہوتا تو نکاح اس صورت میں درست ہو جاتا۔ ظفیر

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۷ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۲۵ - ۱۲ ظفیر

(۳) ولا يشترط الاشهاد على التوكيل (البحر الرائق كتاب النكاح ص ۹۵ ج ۳. ط.س. ج۳ص ۸۹) فان استاذنها هو اى الولي هو السنة او وكيله او رسوله او زوجها و ليها الخ فسكتت عن رده مختارة او ضحكت غير مستهزئة او تبسمت او بكت بلا صوت الخ فهو اذن اى توكيل في الاول (درمختار) اى فيما استاذنها قبل العقد حتى لو قالت بعد ذالك لا ارضى ولم يعلم به الولي فزوجها صح (ردالمحتار باب الولي ص ۴۱۱ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۵۸) ظفیر

وشرط حضور شاهدين الخ سامعين قولهما معاً فاهمين انه نكاح [1] اور جب کہ زید کے صرف ایک دختر ہے تو جہالت مرتفع ہے اور یہ امر جواز نکاح کے لئے کافی ہے جیسا کہ ردالمحتار شامی میں بہ شرح قول ماتن ولا المنكوحة مجهولة مذکور ہے فلو زوج بنته منه وله بنتان لا يصح الا اذا كانت احداهما متزوجة فينصرف الى الفارغة [2] الخ فقط

بالغہ عورت موجود تھی اور اس کا نکاح صرف اس کے باپ کی موجودگی میں قاضی نے پڑھادیا تو نکاح ہو گیا

(سوال ۱۰۸) مسماۃ بگو کا نکاح علی زماں سے کیا گیا ہے جس میں مندرجہ ذیل وجوہات ہیں فریقین کے رہائشی مکانوں کے درمیان دس قدم کا فاصلہ ہے بوقت نکاح علی زماں کی والدہ اور مسمی مہندہ گواہ تھے اور ایک قاضی صاحب۔ مہر کا نام تک نہیں لیا گیا قاضی کو نکاح خوانی بھی نہیں دی وکیل کوئی نہیں تھا فریقین بالغ تھے نکاح کو عرصہ چھ سال ہوا آج تک آباد نہیں ہوئے نہ مسماۃ کو روٹی کپڑا دیا یہاں کے علماء اس نکاح کو فاسد کہتے ہیں آیا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اگر مسماۃ بگو بالغہ بھی مجلس نکاح میں موجود تھی تو قاضی صاحب پہلے گواہ شمار ہو کر نکاح صحیح ہو جاوے گا اصل یہ ہے کہ نکاح کے وقت دو گواہوں کا ہونا شرط ہے جو کہ ایجاب و قبول کو سنیں اور اگر ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہوں تب بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے [3] اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ اگر لڑکی بالغہ ہو اور اس نے نکاح خواں کو اجازت نکاح کی دی اور اس نے روبرو ایک مرد یا دو عورتوں کے نکاح پڑھادیا تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے کیونکہ وہ نکاح خواں بھی گواہ شمار ہو جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے ولو زوج بنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد واحد جاز ان كانت ابنته حاضرة لانها تجعل عاقدة [4] الخ اور مہر کا ذکر نہ ہو تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور مہر مثل لازم آتا ہے [5] اور نکاح خواں کو نکاح خوانی نہ دینا یا وکیل نہ ہونا کچھ خلل انداز انعقاد نکاح میں نہیں ہے اور ایک جگہ زوجین کا نہ رہنا یا نان و نفقہ نہ دینا موجب فسخ نکاح نہیں ہے لیکن شوہر اگر حقوق زوجہ ادا نہ کرے یا نفقہ نہ دیوے تو عاصی ہے اور نفقہ اس کے ذمہ لازم ہے۔ [6] فقط

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار' كتاب النكاح ص ۳۷۳ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۲۱. -۱۲ ظفير
(۲) رد المحتار كتاب النكاح ص ۳٦۷ ج ۲. ط.س. ج۳ص۱۵- ۱۲ ظفير
(۳) وشرط حضور شاهدين حرين او حر وحرتين مكلفين سامعين قولهما معا (الدرالمختار على هامش رد المحتار' كتاب النكاح ص ۳۷۷ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۳- ۱۲ ظفير
(٤) رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۷ ج ۲ - ط.س ج ۳ ص۲۳ ۱۲ ظفير
(۵) وان لم يسمه او نفاه فلها مهر مثلها ان وطئ او مات عنها لما روى في السنن والجامع الترمذي عن عبدالله بن مسعود في رجل تزوج امراة فمات عنها ولم يدخل بها ولم يفرض لها الصداق فقال لها الصداق كاملاً الخ (البحر الرائق باب المهر ص ۱۵٦ ج ۳. ط.س. ج۳ص ۱٤٦) ظفير
(٦) فتجب (النفقة) للزوجة بنكاح صحيح على زوجها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸٦ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۵۷۲) ظفير

عورت مرد کو وکیل بنادے کہ اپنے ساتھ نکاح کرلو تو اس کے کرنے سے نکاح ہولیا نہیں؟

(سوال ۱۰۹) مسماۃ زینب چاہتی ہے کہ میرا نکاح عمر کے ساتھ ہو جائے مگر خوف کی وجہ سے عمر کو بلاکر گھر پر نہیں کر سکتی لہذا عمر ہی کو اپنا وکیل مقرر کردے وہ اپنا نکاح زینب سے کرلیوے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس طریق سے نکاح کرنا جائز اور صحیح ہے زینب و عمر کا نکاح اس طور سے منعقد ہو جاوے گا۔ درمختار میں ہے و یتولی طرفی النکاح واحد بایجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کان ولیا او وکیلا من الجانبین او اصیلا من جانب ووکیلا اوولیا من اخر اوولیا من جانب و وکیلا من اخر [1] فقط

مشروط نکاح درست ہے اگرچہ شرط پوری نہ کرے

(سوال ۱۱۰) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمر نے زید سے درخواست کی کہ تو اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردے میں ہمیشہ تیری خدمت میں رہوں گا اور کسی امر میں نافرمانی نہ کروں گا زید نے اس کے جواب میں کہا کہ میری شرطیں یہ ہیں کہ تو اپنی جائے قیام کو چھوڑ کر میرے پاس رہے میرے خلاف نہ ہو اور اتنے میرے گھر کے آدمی وہاں رہیں اور ان کے خرچ کا متکفل ہو اور نکاح کے معاملہ کو فاش نہ کرے تو میں اس وقت تیرا نکاح کئے دیتا ہوں اور پھر جب میرے گھر کے آدمی آجائیں ان کی رضامندی لیکر تیرا دستور کے موافق پھر نکاح پڑھا کر رخصت کردوں گا یہ کہہ کر محض اس کے اطمینان کے لئے دو آدمیوں کے سامنے ایجاب و قبول کرایا یعنی نابالغ کی طرف سے زید نے خود ولی کی صورت نکاح کردیا اس کے بعد جب گھر کے آدمی زید کے آگئے تو نہ تو دختر کی ماں یعنی زید کی بیوی رضامند ہوئی نہ عمر نے شرائط مذکورہ میں سے کوئی شرط پوری کی یعنی نکاح کا راز بھی فاش کردیا اور اپنی جائے مسکونہ چھوڑ کر زید کے پاس بھی نہ رہا اور اس کے خرچ کا متکفل بھی نہ ہوا اور باوجود اس کے اب مصر ہے کہ میری بیوی کو رخصت کردو اس صورت میں شرائط مذکورہ کا لحاظ ہو کر نکاح ناجائز قرار دیا جاوے گا یا یہ نکاح جائز قرار دیکر شرائط کا بالکل لحاظ نہ کیا جاوے گا؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح ہو گیا شرائط کے پورا نہ کرنے سے نکاح میں فرق نہیں آیا اگرچہ شوہر کو دیانۃً پورا کرنا شرائط کا ضروری تھا مگر پورا نہ کرنے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا۔ [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ مفتی مدرسہ ہذا۔

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار مطلب فی [illegible] الفضولی بالنکاح ص ٤٤٨ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۹۵-۱۲ ظفیر

(۲) وللولی نکاح الصغیر والصغیرة جبرا [illegible] النکاح (الدرالمختار) ص ۱۹۲ ج ۱ .ط.س.ج۳ص۶۵ باب الولی) ولا یثبت فی النکاح خیار الرویة والعیب والشرط (الی قوله) حتی انه اذا فعل ذلك فالنکاح جائز والشرط باطل الخ (عالمگیری مصری ص ۲۵۵ ج ۱ [illegible] ص۲۷۳) ظفیر

ایک مرد اور دو عورت کی موجودگی میں نکاح ہو جاتا ہے

(سوال ۱۱۱) ایک شخص کا ایک طوائف سے ایک سال تک ناجائز تعلق رہا بعد میں ایک مرد معمر پرہیزگار نے ان دونوں کا نکاح بلا موجودگی وکیل و گواہ کے کر دیا عورت مکان کے اندر موجود تھی اس کے پاس اس کی ماں اور بہن اور ان معمر شخص کی عورت اور وہ مرد معمر موجود تھے تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) نکاح میں شرط ہے کہ دو گواہ ایجاب و قبول کے سننے والے یا ایک مرد اور دو عورتیں ایجاب و قبول کی سننے والی موجود ہوں[1] پس اس صورت میں ایک مرد معمر اور ان کی زوجہ اور دو عورتیں اور بھی موجود تھیں لہذا اگر طوائف مذکور نے اس مرد معمر کو وکیل اپنے نکاح کا بنادیا تھا اور اس نے شوہر سے قبول کرایا اور ایک مرد معمر اور دو عورتوں نے سن لیا تو نکاح شرعاً صحیح و منعقد ہو گیا۔ در مختار وغیرہ[2] فقط

لڑکی کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہوا اور باپ کا نام نہیں لیا گیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۱۲) دولہا و دلہن کی طرف سے لوگوں نے حاضر ہو کر دلہن سے کہا کہ بعوض دو سو روپے مہر زید کو قبول کیا ہندہ نے کہا میں نے قبول کیا حالانکہ وکیل نے دولہا کے باپ کا نام نہیں لیا اس صورت میں نکاح درست ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) دولہا اگر حاضر مجلس نکاح ہے اور اس نے خود قبول کیا ہے تو اس کے باپ کا نام معلوم ہونے کی ضرورت نہیں ہے[3] اور اگر مجلس نکاح میں موجود نہ ہو لیکن گواہ وغیرہ اور دلہن اس کو جانتی ہو تب بھی نکاح صحیح ہو گیا۔[4] فقط

عبد الرحمٰن کی جگہ رحمٰن کی لڑکی کہا تو نکاح ہوا یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۳) عبد الرحیم کسی کا نام ہے یا عبد الرحمٰن اور عبد اللہ اگر تنہا رحمان یا رحیم کہا جائے اور نکاح کے وقت یہ لفظ کہے جاویں کہ رحمان کا لڑکا رحیم کی لڑکی اتنے مہر کے بالعوض اس میں نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح ہو جاتا ہے[5] اور بہتر یہ ہے کہ نام پورا لے اگرچہ بوجہ عرف کے گناہ اس کو نہیں ہوا۔ فقط

---

(۱) وشرط حضور شاهدين حرين او حرو حرتين مكلفين سامعين معاً (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۳ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفير

(۲) والوكيل شاهد ان حضر موكله كالولي ان حضرت موليته بالغة ولانه لا فرق بين ان يكون المامور رجلا او امراة فان كان رجلاً اشترط ان يكون معه رجل اخر اوامراتان وان كان امراة اشترط ان يكون معها رجلان او رجل وامراة (البحر الرائق كتاب النكاح ص ۹۸ ج ۳. ط.س. ج۳ص ۹ظفير)

(۳) ينعقد بايجاب من احدهما و قبول من الاخر الخ كزوجت نفسى الخ و يقول الاخر تزوجت (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ۳۶۱ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۹) ظفير

(٤) ان كانت غائبة ولم يسمعوا كلا مهابان عقد وكيلها فان كان الشهود يعرفونها كفى ذكر اسمها اذا اعلموا انه ارادها (رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷٤ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۲۲)

(۵) لان المقصود من التسمية التعريف وقد حصل (ردالمحتار كتاب النكاح ص ۳۷٤ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۲۲) ظفير

ولد الزنا لڑکی کے نکاح کی کیا صورت ہے؟

(سوال ۱۱٤) ایک ہندو نے ایک مسلمان عورت کور کھا اس سے کوئی اولاد ہوئی بعد بلوغ اس نے ایک لڑکی کی شادی کسی ایک مسلمان سے کی' نکاح کے وقت لڑکی سے اجازت لینے کے بعد ایجاب و قبول کے وقت یہ کہا گیا کہ شیو پرشاد کی لڑکی مسماۃ فلاں' اس سے نکاح میں کچھ خرابی تو نہیں ہوتی عاجز کا یہ خیال ہے کہ ایسی صورت میں اگر نام لیا جائے تو ماں کا بعد نکاح لوگوں کو کھانے کی دعوت دی گئی' اس پر یہ اعتراض ہوا کہ اجرت زانیہ حرام ہے اس لئے دعوت کھانا درست نہیں اس پر ہندو ند کور نے یہ کہا کہ میں دعوت دیتا ہوں اس کی ماں سے کوئی مطلب نہیں تب شرکاء جلسہ نے یہ خیال کر کے کہ ہندو کی دعوت درست ہے قبول کر لیا۔ یہ کھانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ ولد الزنا کا نسب ماں سے ثابت ہوتا ہے اور وہ اولاد ماں کی طرف منسوب ہوتی ہے لہذا ایسی صورت میں ماں کا نام لینا چاہئے لیکن اگر گواہان نکاح اس کو جانتے ہیں کہ فلاں لڑکی مراد ہے تو اس کا نکاح بہ صورت مذکورہ صحیح ہو جاوے گا لما فی الشامی وظاهره انها لو جرت المقدمات ای مقدمات الخطبة علی معینة و تمیزت عند الشهود ایضاً یصح العقد وهی واقعة الفتویٰ لان المقصود نفی الجهالة وذلك حاصل تبعینها عند العاقدین والشهود وان لم یصرح باسمها کما اذا كانت احد اهما متزوجة ويؤيده ماسياتی من انها لو كانت غائبة وزوجها وكيلها فان عرفها الشهود اعلموا انه ارادها كفی ذكر اسمها والا لابدمن ذكرالاب والجد ایضاً[1] الخ اور کھانا کھانا ہندو کی دعوت کا جائز ہے لہذا کھانا صورت مسئولہ میں جائز ہے[2] اگرچہ مقتداؤں کے لئے شرکت ایسی مجالس میں مناسب نہیں ہے۔

جس کا نکاح کر رہا تھا نام اس کی بہن کا لیا تو نکاح ہوا یا نہیں

(سوال ۱۱۵) مسماۃ حکیمن بیوہ بالغہ نے اپنے نکاح کا اذن اپنی زبان سے دو گواہوں کے روبرو دیدیا لیکن قاضی صاحب نے سہواً حکیمن کے بجائے اس کی چھوٹی بہن سلیمن کا نام لیکر ایجاب و قبول کرا دیا۔ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں حکیمن کا نکاح صحیح نہیں ہوا[3] اور سلیمن اگر بالغہ ہے تو اس کا نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے اور جو نابالغہ ہے تو اس کی ولی کی اجازت پر موقوف رہا۔[4] فقط

---

(۱) رد المحتار کتاب النکاح' تحت قول الماتن ولا المنكوحة مجهولة ص ۳٦٧ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۱۵) ظفیر
(۲) ولا باس بالذهاب الی ضیافة اهل الذمة (عالمگیری کتاب الکراهة الباب الرابع عشر ص ۳٤٧ ج ٥ .ط. ماجدیه ج۱ص ۳۷۷) ظفیر (۳) غلط وكيلها بالنكاح فی اسم ابيها بغير حضورها لم يصح للجهالة وكذا لو غلط فی اسم بنته الخ ولو له بنتان اراد تزويج الكبرى فغلط فسماها باسم الصغرى صح للصغرى (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۲٦) ظفیر (٤) كل عقد صدر من الفضولی وله قابل يقبل سواء كان القابل فضولياً اخر ووكيلا او اصيلا انعقد موقوفاً (عالمگیری کتاب النکاح باب سادس ص ۲۹۹ ج ۱ .ط. ماجدیه ج۱ص ۲۹۹ ظفیر

جب ولدیت اور عرفی نام درست ہے تو نکاح جائز ہے خواہ اصلی نام میں غلطی ہو جائے

(سوال ۱۱۶) خالد کا نکاح مسماۃ حیاۃ النساء عرف رضیہ بیگم بنت زید پردہ نشین سے قرار پایا حسب قاعدہ گواہان واسطے حصول اجازت واذن پاس مسماۃ مذکور کے گئے اور بعد حصول اجازت گواہان نے روبروئے قاضی مجلسہ عام شہادت اس صورت سے ادا کی کہ سعادت النساء بیگم عرف رضیہ بیگم بنت زید نے اپنے نکاح کا اختیار عمرو وکیل کو دیا چنانچہ قاضی نے باجازت عمرو وکیل بتعدادی مہر مثل خالد کے ساتھ نکاح پڑھادیا آیا نکاح مسماۃ مذکورہ خالد مذکور کے ساتھ صحیح ہو لیا باطل کیونکہ گواہان نے حیاۃ النساء بیگم عرف رضیہ بیگم بنت زید کی غلطی سے سعادۃ النساء بیگم عرف رضیہ بیگم بنت زید شہادت میں ادا کیا اول یہ کہ سعادت النساء بیگم کی ولدیت زید نہیں ہے دوئم سعادۃ النساء کا عرف رضیہ بیگم نہیں ہے ایسی غلطی سے نکاح منعقد ہو لیا نہیں؟

(الجواب) نام معروف جو کہ رضیہ بیگم ہے چونکہ وہ صحیح لیا گیا اور نیز رضیہ بیگم کا دختر زید ہونا بھی صحیح ہے اس لئے اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا کیونکہ غلطی نام غیر معروف میں ہوئی ہے اور نام معروف میں غلطی نہیں ہوئی اور جب کہ عرف اس کا رضیہ بیگم ہے تو گویا نام معروف یہی ہے اور اس کی ولدیت بھی صحیح بیان کی گئی ہے لہذا یہ نکاح صحیح ہے کیونکہ مقصود رفع جہالت ہے اور وہ حاصل ہے۔[1] فقط

رفیقن کے بجائے رفاقن کے نام سے نکاح ہوا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۷) ایک لڑکی کا نکاح اس کے باپ کے گھر ہوا نکاح خواں نے لڑکی کا نام رفیقن کے بجائے رفاقن لیا اور رفاقن نام کی کوئی عورت اس مکان میں موجود نہیں اس وجہ سے نام قاضی کے رجسٹر میں غلط درج ہو گیا اس صورت میں رفیقن کا نکاح ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) رجسٹر میں نام لکھے جانے کا اعتبار نہیں رجسٹر میں نام غلط درج ہونے سے نکاح میں کوئی فرق نہیں ہوتا شرعاً اس امر کا اعتبار ہے کہ نکاح خواں نے بوقت عقد کیا نام لیا اگر اس وقت صحیح نام لیا تھا تو نکاح منعقد ہو گیا ورنہ نہیں۔ کما فی الدر المختار غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضورها لم یصح للجهالة وکذا لو غلط فی اسم بنته الا اذا کانت حاضرة او اشار الیها فیصح و فی الشامی وکذا یقال فیما لو غلط فی اسمها[2] الخ ان عبارات سے واضح ہوا کہ غلط نام لینے سے نکاح مذکور

---

(۱) ویذکر اسمها واسم ابیها وجدها ولو کان الشهود یعرفونها وهی غائبة فذکر الزوج اسمها لاغیر وعرف الشهود انه اراد به المراة التی یعرفونها جاز النکاح (عالمگیری کشوری کتاب النکاح ص ۲۷۷ ج ۲ ط. ماجدیه ج۱ ص۲۶۸)

قال فی البحر وان کانت غائبة ولم یسمعوا کلامها بان عقد لها وکیلها فان کان الشهود یعرفونها کفی ذکرا سمها اذا علموا انه ارادها (ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳۷٤ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۲) ظفیر

(۲) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ ط.س ج۳ ص۲۶ - ۱۲ ظفیر - خاکسار مرتب کے خیال میں نکاح ہو گیا اس لئے کہ حسب قاعدہ باپ کا نام لیا ہی گیا ہو گا اور رفاقن کی نام کی دوسری لڑکی نہیں تھی اس لئے رفیقن کو رفاقن کہہ دینے سے کوئی خاص فرق نہ ہو بالخصوص جب کہ عوام میں نام کی یہ معمولی تبدیلی عموماً ہوتی رہتی ہے پھر گواہوں اور اہل مجلس میں یہ مسلم تھا کہ رفاقن سے رفیقن ہی مراد ہے وہ اچھی طرح جان رہے ہوں گے۔ لان المقصود نفی الجهالة وذالك حاصل بتعینها عند العاقدین والشهود (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۲) ظفیر

نہیں ہوا یعنی رفیقن کا نکاح نہیں البتہ اگر سامنے ہوتی اور اشارہ بوقت نکاح اس کی طرف ہوتا مثلاً اس طرح کہ اس عورت کے ساتھ جو سامنے بیٹھی ہے تیرا نکاح کیا گیا تو نکاح ہو جاتا لیکن اگر منکوحہ سامنے نہ ہو بلکہ اندر گھر کے ہو اور نام غلط لیا گیا تو نکاح نہیں ہوا۔ فقط (دوبارہ نکاح پڑھایا جائے۔ ظفیر)

صورت مسئولہ میں نکاح باپ سے ہوا یا بیٹے سے!

(سوال ۱۱۸) زید کا نکاح بعمر ساڑھے تین سال مسماۃ ہندہ سے جس کی عمر گیارہ سال کی تھی ہوا جس کو تخمیناً عرصہ آٹھ سال کا ہوا، چونکہ زید بچہ تھا جب نکاح کے وقت جلسہ میں لایا گیا تو وہ رونے لگا قاضی صاحب نے اس کے باپ بکر سے کہا کہ تم الفاظ ایجاب و قبول اپنی زبان سے ادا کر دو یہ تو صرف ضابطہ پری ہے جب یہ دونوں زید و ہندہ بالغ ہوں گے تو ان کا نکاح اس وقت ہوگا پس قاضی صاحب نے حسب قاعدہ خطبہ پڑھنے کے بعد بکر سے کہا کہ مسماۃ فلاں بیٹی فلاں کو اس قدر زر مہر پر میں نے تیرے عقد نکاح میں دیا، تو نے اس کو قبول کیا؟ بکر نے اس کے جواب میں صرف یہ لفظ کہ میں نے قبول کیا، تین بار ادا کئے اس صورت میں مسماۃ ہندہ کا نکاح کس کے ساتھ ہوا؟

(الجواب) اس صورت میں حسب تصریحات فقہاء نکاح ہندہ کا بکر کے ساتھ منعقد ہو گیا زید کے ساتھ منعقد نہیں ہوا قاضی خواں اگر یہ کہتا کہ میں نے ولی ہندہ کی طرف سے وکیل ہو کر ہندہ کا نکاح تیرے بیٹے زید سے کیا اس پر بکر یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بیٹے زید کے لئے قبول کیا تو نکاح زید سے ہو جاتا، بر خلاف اس صورت کے جو واقع ہے اس میں نکاح ہندہ کا بکر کے ساتھ ہو گیا۔ قال فی الشامی و نظیر ھذا ما فی البحر عن الظھیریة لو قال ابو الصغیرة لابی الصغیر زوجت ابنتی ولم یزد علیه شیئاً فقال ابو الصغیر قبلت یقع النکاح للاب ھو الصحیح و یجب ا ن یحتاط فیه فیقول قبلت لا بنی اہ وقال فی الفتح بعد ان ذکر المسئلة بالفارسیة یجوز النکاح علی الاب وان جری بینھما مقدمات النکاح للابن ھو المختار لان الاب اضافه الی نفسه[1] الخ فقط

فاسد شرط کے ساتھ بھی نکاح ہو جاتا ہے

(سوال ۱۱۹) کسی شرط پر اگر نکاح کیا جائے تو ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) کسی شرط کے ساتھ نکاح کرنے سے نکاح ہو جاتا ہے اور شرط لغو ہو جاتی ہے۔[2] فقط

---

(۱) رد المحتار للشامی کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ تحت قوله ولوله بنتان. ط.س. ج۳ص۲۶ - ۱۲ ظفیر

(۲) و لکن لا یبطل النکاح بالشرط الفاسد وانما یبطل الشرط (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار ص ۴۰۵ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۵۳) ۱۲ ظفیر

جان بوجھ کر باپ کا نام غلط بتایا جائے تو نکاح ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۲۰) بوقت نکاح عمرو نے بوجہ عار حبیبہ کے والد کے نام بجائے بکر کے زید بتلایا حبیبہ مجلس نکاح میں حاضر نہ تھی گواہوں میں سے اکثر کو علم تھا کہ منکوحہ زید کی دختر نہیں بکر کی ہے اور ناکح کو مطلقاً علم نہ تھا کیا حکم ہے نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) چونکہ شہود کے نزدیک حبیبہ مجہولہ نہیں ہے اور عمر کا باوجود علم کے حبیبہ کو بنت زید بتلانا قرینہ مجاز کا ہے اس لئے نکاح صحیح ہوگیا جیسا کہ شامی میں ہے ولا المنکوحة کی شرح میں لکھا ہے فلو زوج بنته منه وله بنتان لا یصح الا اذا کانت احد هما متزوجه فینصرف الی الفارغة الخ و فی معناه مااذا کانت احد اهما محرمة علیه قلت و ظاهره انها لو جرت مقدمات الخطبة علی معینة و تمیزت عند الشهود ایضاً یصح العقد وهی واقعة الفتویٰ لان المقصود نفی الجهالة وذالك حاصل بتعینها عند العاقدین والشهود [1] الخ فقط

نکاح میں لڑکی کے باپ کا نام غلط ہوگیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۱) ہندہ کی ولدیت نکاح میں اس کے سوتیلے باپ کی طرف سے نسبت کی گئی ہے اور حاضرین مجلس اور نکاح خواں اور ناکح بھی مطلقاً اس کے تشخصات سے ناواقف تھے بعد نکاح یہ امر ظاہر ہوا کہ اس کا حقیقی والد وہ نہ تھا دوسرا تھا تو اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر بدون حاضر ہونے لڑکی کے اس کے باپ کا نام غلط لیا جاوے تو نکاح اس کا درست نہیں ہوتا جیسا کہ درمختار میں ہے غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضورها لم یصح [2] الخ پس چاہئیے کہ دوبارہ صحیح نام پدر کے ساتھ نکاح کیا جاوے۔ فقط

نکاح میں ولدیت غلط بتائی تو نکاح ہوا یا نہیں

(سوال ۱۲۲) ہندہ بالغہ کی طرف سے اس کی موجودگی میں (یعنی ہندہ مجلس نکاح سے علیحدہ مکان میں تھی ایک شخص کو وکیل بالنکاح کیا گیا جس کو اس کے حقیقی والد کی مطلقاً خبر نہیں تھی نیز اہل مجلس سے بھی اس امر سے کوئی واقف نہیں تھا کہ اس کا حقیقی والد کون ہے ہاں اس کے سوتیلے والد کو سب جانتے ہیں اس واسطے وکیل بالنکاح نے نسبت بنیتها اس کے سوتیلے والد کی طرف کردی چھ ماہ تک شوہر کے گھر آباد رہنے کے بعد یہ راز فاش ہوا کہ وکیل بالنکاح نے نسبت بنیت میں غلطی کی ہے اس صورت میں ہندہ کا نکاح درست ہوا یا نہیں۔ بصورت عدم جواز نکاح زنا کا گناہ کس کے ذمہ ہوا؟

(الجواب) عبارت درمختار اس بارے میں یہ ہے غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضورها

---

(۱) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۵ - ۱۲ ظفیر
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ ط.س. ج۳ ج۳ ص ۲۶ - ۱۲ ظفیر

لم یصح للجهالة[1] الخ وهکذا حققه فی الشامی[2] اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر لڑکی حاضر ہو اور اس کی طرف اشارہ کیا جائے تو ایسی غلطی سے نکاح ہو جاتا ہے اور اگر حاضر نہ ہو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور شامی میں یہ بھی تحقیق فرمائی ہے کہ اگر گواہ منکوحہ کو جانتے ہوں تو بدون باپ کے نام لئے نکاح ہو جاتا ہے لیکن اگر باپ کی جگہ دوسرے شخص کا نام لیا جاوے اور بنت فلاں کہا جاوے تو اس صورت میں اگرچہ گواہ اس منکوحہ کو جانتے بھی ہوں تب بھی نکاح صحیح نہیں ہوتا[3] البتہ حاضر ہونے کی صورت میں جب کہ اس کی طرف اشارہ کیا جائے کہ اس عورت کا نکاح کیا جو کہ فلاں بنت فلاں ہے تو غلطی کی صورت میں بھی نکاح صحیح ہے[4] خواہ اس منکوحہ کا نام غلط لیا گیا ہو یا اس کے باپ کا فانها لو کانت مشاراً الیها و غلط فی اسم ابیها او اسمها لا یضر الخ شامی (مجتبائی ص ۲۵۷ ج ۲ فقط (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۳ ظفیر)

تعارف کے لئے لڑکی کا نام مع ولدیت کافی ہے

(سوال ۱۲۳) نکاح پڑھاتے وقت گواہوں اور حاضران مجلس کے سامنے زوجہ کا تعارف کرنے کے لئے نکاح خواں اس کے باپ دادا کا نام لیتا ہے اگر انکا نام لینے سے بھی تعارف نہ ہو تو کون سی صورت تعارف کی ہے عدم تعارف سے نکاح صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) باپ کا نام لینا کافی ہے تعارف ہو یا نہ ہو لڑکی کا نام مع ولدیت کے لینا قائم مقام تعارف کے ہے فقط (والحاصل ان الغائبة لا بد من ذکر اسمها واسم ابیها وجدها وان کانت معروفة عند الشهود علی قول ابن الفضل و علی قول غیره یکفی ذکر اسمها ان کانت معروفة عند هم والا فلا وبه جزم صاحب الهدایة الخ لان المقصود من التسمیة التعریف وقد حصل . رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷٤ ج ۲ - ۱۲ ظفیر)

لڑکی کی بات چیت جس کی تھی نکاح کے وقت اس کو بدل دیا گیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲٤) ایک شخص نے شادی کا پیام دیا اور اس میں یہ اظہار کیا کہ لڑکا مہرپور کا ہے بعد نکاح ہو جانے کے وہ ہرگام کا نکلا مزید برآں نوشہ کے تعین علم میں بھی اختلاف رہا لڑکی تو یہ کہتی ہے کہ میرا نکاح عبدالرحمن ابن کلو کے ساتھ پڑھا گیا اور قاضی کا بھی یہی قول ہے مگر گواہ لال محمد ابن منو بتلاتے ہیں اور

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۲٦- ۱۲ ظفیر
(۲) دیکھئے شامی الموسوم به رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۲٦- ۱۲ ظفیر
(۳) لان الغائبة یشترط ذکر اسمها واسم ابیها وجدها و تقدم انه اذا عرفها الشهود یکفی ذکر اسمها فقط الخ بخلاف ذکره الاسم منسوبا الی اب اخر فان فاطمة بنت احمد لا تصدق علی فاطمة بنت محمد تامل (ایضاً ط.س. ج۳ص۲٦)
(٤) وکذا لو غلط فی اسم بنته الا اذا کانت حاضرة او اشار الیها فیصح (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۲٦) ظفیر

وکیل لال محمد ابن کلو کا مدعی ہے اور وہ لڑکا جو نوشہ بن کر آیا تھا وہ دراصل قصبہ ہرگام کا تھا اور اس کا نام لال محمد ابن منو تھا اس صورت میں نکاح کس کے ساتھ ہوا اور لڑکی کے وارث اور اولیاء عبدالرحمٰن ابن کلو کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے تھے اور اسی کے ساتھ پیام بھی تھا، مگر لڑکے والوں نے فریب سے بجائے عبدالرحمٰن کے لال محمد ابن منو کے ساتھ نکاح پڑھوایا صبح کو معلوم ہوا کہ یہ عبدالرحمٰن نہیں ہے، یہ نکاح ہوا یا نہیں اگر ہوا تو لڑکی لال محمد کو قبول نہیں کرتی اب تفریق کرادی جاوے تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر لال محمد ابن منو کا نام زوجہ کے سامنے نہیں لیا گیا اور ایجاب و قبول اس نام پر نہیں ہوا تو یہ نکاح لال محمد کے ساتھ منعقد نہیں ہوا غرض یہ ہے کہ جس کے نام پر ایجاب و قبول ہوا اس کا نکاح منعقد ہوا۔[1] فقط

نکاح شرطی باطل ہے

(سوال ۱۲۵) ایک شخص نے نکاح شرطی ایجاد کیا ہے، جس کی شرطیں یہ ہیں۔ ایک شخص ایک سال میں بارہ عقد کر سکتا ہے اور مہر دس بیس درم کر سکتا ہے، عورت نکاح شرطیہ کو بھی اختیار ہے کہ بلا اجازت مرد کے نکاح سے علیحدہ ہو سکتی ہے نکاح شرطی طوائفوں کے ساتھ جائز ہے موجد اس کا ثبوت درمختار اور عالمگیری وغیرہ سے دیتا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟

(الجواب) درمختار کی عبارت یہ ہے **والنکاح لا یصح تعلیقه بالشرط کتزوجتك ان رضی ابی لم ینعقد الخ شامی ص ۲۹٤**[2] ترجمہ یہ ہے "اور نکاح کو معلق کرنا شرط پر صحیح نہیں ہے، جیسا کہ یہ کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا، اگر میرا باپ راضی ہو، اس سے نکاح منعقد نہ ہوگا"۔ پس معلوم نہیں کہ مجوز کا کیا منشا ہے اور کس دلیل سے وہ کہتا ہے اس کے قول کا بطلان عبارت درمختار مذکورہ سے ظاہر ہے اور نکاح متعہ اور موقت بھی باطل ہے کما فی الدر المختار، **و بطل نکاح متعة و موقت**[3] الخ اور باطل ہے نکاح متعہ اور موقت۔ فقط

صرف پانی پلانے سے نابالغ کا نکاح نہیں ہوتا

(سوال ۱۲٦) کیا نابالغان کا نکاح بلا ایجاب و قبول ان کے اولیاء کے صرف ان کو پانی پلادینے سے ہو جاتا ہے؟

(الجواب) صرف پانی پلانے سے نکاح نہیں ہو سکتا، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ نابالغان کی طرف سے ان کے والی ایجاب و قبول کریں۔

---

(۱) وکله ان یزوجه من قبیلته فزوجه من قبیلة اخری لم یجز کذافی الخلاصه (عالمگیری کتاب النکاح باب سادس ص ۲۳۲ ج ۱ ، ط. ماجدیه ج۱ ص ۲۹۲)
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٤۰۵ ج ۲ ، ط.س. ج۳ ص ۵۳۳) ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٤۰۳ ج ۲ ، ط.س. ج۳ ص ۵۱ - ۱۲ ظفیر

قبول میں وکیل نے لڑکی کا نام بدل دیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۷) زید کی نسبت ساتھ ہندہ کے ہوئی اور ہندہ کی بہن مریم کے ساتھ بکر کی نسبت ہوئی بوقت نکاح موافق نسبت کے ایجاب کرایا گیا بعد ایجاب کے جب قاضی کے روبرو قبول کروایا وکیل نے بھول کر زید کے ساتھ ہندہ کی بہن مریم کا نام لیا اور بکر کے ساتھ ہندہ کا نام لیا اسی وقت ایک شخص بولا یہ خلاف نسبت نام لیتے ہو چنانچہ دوسری مرتبہ قاضی نے موافق نسبت کے قبول صحیح کرایا اس صورت میں پہلا ایجاب وقبول صحیح ہوا یا دوسرا؟

(الجواب) درمختار کتاب النکاح میں ہے ولو له بنتان اراد تزویج الکبریٰ فغلط فسماها باسم الصغریٰ صح للصغریٰ خانیه شامی میں اس کی شرح میں ہے ای بان کان باسم الکبریٰ مثلاً عائشه' والصغریٰ فاطمه' فقال زوجتك بنتی فاطمه و قیل صح العقد علیها [1] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں پہلا نکاح صحیح ہوا' دوسرا نکاح درست نہیں ہوا۔ [2] فقط

صرف لڑکی کا نام لیکر نکاح کیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۸) ایک شخص نے ایک بالغہ غائبہ لڑکی کے نکاح کا ایجاب وقبول بذریعہ وکیل بالنکاح بدون ذکر نام پدر منکوحہ غائبہ کرادیا یہ نکاح شرعاً منعقد ہوا یا نہیں اور خطبہ نکاح میں اس طور سے درود شریف پڑھا اللهم صل علی سیدنا ونبینا و حبیبنا و شفیعنا و مصطفانا و مجتبٰنا سید عبدالقادر جیلانی' اس کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) اقول وبالله التوفیق — بے شک اس صورت میں بقول جمہور فقہاء سوائے قول خصاف نکاح غائبہ کا صحیح نہیں ہوا' کیونکہ صرف نام غائبہ کا لینا اور باپ کا نام نہ لینا صحت نکاح کے لئے کافی نہیں ہے جب کہ وہ مروفہ' معلومہ عند الشہود نہ ہو قال فی ردالمحتار' لان الغائبة یشترط ذکر اسمها واسم ابیها وجد ها و تقدم انه اذا عرفها الشهود یکفی ذکر اسمها فقط خلافا لابن الفضل و عند الخصاف یکفی مطلقاً [3] اور غیر نبی پر بالاستقلال درود شریف پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔ قال فی

---

(۱) ایضاً — ایضاً کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۲٦ — ۱۲ ظفیر

(۲) جواب میں تسامح ہے' اگر باپ نے ایسا کیا ہوتا تو بلاشبہ پہلا ہی نکاح صحیح ہوتا' مگر یہاں وکیل نے یہ ایجاب وقبول کرایا ہے اور وکیل کو خلاف وکالت نکاح کردینے کا قطعاً اختیار نہیں ہے لہٰذا پہلا ایجاب اس نے جو کرایا وہ اس کے لئے جائز ہی نہیں تھا' اس لئے دوسرا نکاح درست ہوا' پہلا درست نہیں ہوا' خود مفتی علام کا جواب بھی اس سلسلہ کا آگے اسی طرح کا آرہا ہے ومن امر رجلا ان یزوجه امراة فزوجه اثنتین فی عقدة لم تلزمه واحد منهما لانه لاوجه الی تنفیذ هما للمخالفة (هدایه فصل فی الوکالة ص ۳۰۳ ج ۳) ظفیر مفتاحی

(۳) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ — . ط.س. ج۳ص ۲٦ . ۱۲ ظفیر

الدرالمختار ولا یصلی علی غیر الانبیاء ولا علی الملائکة الا بطریق التبع [۱] الخ فقط

لڑکی کا نکاح غلط ولدیت کے ساتھ کیا' درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۹) ایک عورت نے بلا اجازت شوہر کے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور بوقت نکاح لڑکی کے باپ کا نام غلط بتلایا' ایسی صورت میں نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) ولدیت غلط بتلانے سے نکاح صحیح نہیں ہوتا البتہ اگر لڑکی کے سامنے ہو اور اشارہ اس کی طرف کیا جاوے تو نکاح صحیح ہے در مختار میں ہے غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضورها لم یصح للجهالة وکذا لو غلط فی اسم بنته الا اذا کانت حاضرةً و اشاره الیها الخ درمختار [۲] فقط

قاضی وکیل نے بھول سے ایجاب میں لڑکی کا نام بدل دیا' نکاح کس کا ہوا؟

(سوال ۱۳۰) دو لڑکے بالغ زید و عمر دو لڑکیاں عائشہ و فاطمہ سے بایں تشریح منسوب ہوئیں کہ زید کا نکاح عائشہ سے اور عمر کا نکاح فاطمہ سے ہو' چنانچہ وقت نکاح جو ایک ہی وقت میں ہوا' عائشہ کے ایجاب قبول میں زید آیا لیکن قاضی صاحب نے غلطی سے زید کا نکاح فاطمہ سے عام مجمع میں معہ خطبہ کے پڑھا دیا اور یہ غلطی عمر کے عائشہ سے نکاح پڑھانے کے وقت معلوم ہوئی زید کے ایجاب و قبول میں فاطمہ آئی شرعاً نکاح مکرر ہونا چاہئے یا زید اور فاطمہ کا عقد مستقل ہو گیا؟

(الجواب) اگرچہ ظاہر عبارات کتب فقہ سے اس صورت میں واضح ہوتا ہے کہ نکاح زید کا فاطمہ کے ساتھ جس کا نام وقت ایجاب و قبول میں لیا گیا ہے منعقد ہو جائے گا مگر اس میں بحث یہ ہے کہ جب کہ قاضی سے پہلے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ نکاح زید کا عائشہ سے کرے' اور نکاح عمر کا فاطمہ سے کرے تو قاضی چونکہ وکیل ہوتا ہے اور وکیل کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ خلاف وکالت کرے' لہذا اس صورت میں زید کا نکاح فاطمہ سے نہیں ہوا کیونکہ فاطمہ کا نکاح زید سے کرنے میں وکیل ہی نہیں ہے پس نکاح زید کا پھر عائشہ سے ہونا چاہئے اور نکاح عمر کا فاطمہ سے ہونا چاہئے' البتہ اگر قاضی نے جو نکاح زید کا فاطمہ سے کر دیا اور فاطمہ نے یا اس کے ولی نے اس کو سن کر جائز رکھا تو نکاح زید کا فاطمہ سے منعقد ہو گیا عبارت در مختار یہ ہے وکذا لو غلط فی اسم بنته الخ ولو له بنتان فغلط فسماها باسم الصغری صح للصغری [۳] الخ اور شامی میں ہے قوله ولو له بنتان اراد تزویج الکبری بان کان اسم الکبری مثلاً عائشه والصغری فاطمه فقال زوجتك بنتی فاطمه' و قیل صح العقد علیها وانکانت عائشة هی المرادة [۴] الخ یہ عبارت مقتضی اس کو

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار و مسائل شتی ص ۶۵۸ ج ۵ .ط.س.ج۳ص ۷۵۳ - ۱۲ ظفیر
(۲) ردالمحتار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۲۶ - ۱۲ ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۲۶ - ۱۲ ظفیر
(۴) ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ ط س ج۳ص ۲۶ - ۱۲ ظفیر

ہے کہ صورت مسئولہ میں نکاح زید کا فاطمہ کے ساتھ ہو جاوے لیکن اس میں بحث یہی ہے کہ در مختار کی صورت میں خود باپ نے عقد نکاح کیا ہے اور صورت مسئولہ میں قاضی نے نکاح پڑھا ہے جو کہ وکیل ہے اور وکیل اگر خلاف کرے تو وہ معتبر نہیں ہے۔ کما مر تفصیلہ

ثانی پہچانی عورتوں کے باپ کا نام بدل بھی جائے تو نکاح ہو جاتا ہے

سوال (۱۳۱) ایک لڑکی کا باپ مر گیا اس کی ماں نے اپنے شوہر کے حقیقی بھائی سے نکاح کر لیا اس لڑکی کا نکاح اس کے چچا یعنی سوتیلے باپ کی اجازت سے ہوا اور بوقت نکاح بجائے نام اصل باپ کے سوتیلے باپ کا لیا گیا پس اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

الجواب) ظاہر یہ ہے کہ یہ نکاح صحیح ہو گیا اگرچہ در مختار کی ایک عبارت سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ ایسی غلطی میں نکاح صحیح نہیں ہوتا وہ عبارت یہ ہے غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضورها لم یصح للجهالة[1] الخ اس پر علامہ شامی نے یہ لکھا ہے قوله لم یصح لان الغائبة یشترط ذکر اسمها واسم ابیها وجدها و تقدم انه اذا عرفها الشهود یکفی ذکر اسمها فقط خلافا لابن الفضل و عند الخصاف یکفی مطلقا والظاهر انه فی مسئلتنا لا یصح عند الکل لان ذکر الاسم وحده لا یصرفها عن المراد الی غیره بخلاف ذکر الاسم منسوبا الی اب اخر فان فاطمة بنت احمد لا تصدق علی فاطمة بنت محمد تامل و کذا یقال فیما لو غلط فی اسمها[2] الخ شامی

لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو در مختار کے اس قول للجهالة سے معلوم ہوتا ہے کہ علت عدم جواز نکاح کی غلطی مذکور میں جہالت ہے جو صورت مسئولہ میں مفقود ہے دوسرے در مختار کا مسئلہ بصورت غلطی کے فرض کیا گیا ہے کہ وکیل نے غلطی سے نام بدل دیا اور صورت مسئولہ میں غلطی سے ایسا نہیں کیا گیا بلکہ بر بناء علی المعروف والشہرۃ ایسا کیا گیا کیونکہ عرف میں والدہ کے شوہر ثانی کو باپ کہا جاتا ہے غرض رفع جہالت ہے وہ اس صورت میں حاصل ہے کیونکہ مطلب اس نسبت کا یہ ہے کہ فلاں لڑکی جو فلاں شخص کی تربیت میں ہے اور فلاں لڑکا جو فلاں شخص کی تربیت میں ہے ان کا عقد ہوا ہے بلکہ عجب نہیں کہ اصل باپ کی طرف نسبت کرنے میں وہ تعرف نہ ہو جو اس نسبت میں حاصل ہے اور مقصود اصلی رفع جہالت ہی ہے جیسا کہ شامی میں در مختار کے اس قول ولا المنکوحة مجهولة کے تحت میں ہے قلت و الظاهر انها لو جرت المقدمات علی معینة و تمیزت عند الشهود ایضا یصح العقد و هی واقعة الفتوی لان المقصود نفی الجهالة وذلك حاصل بتعینها عند العاقدین والشهود وان لم یصرح باسمها کما اذا کانت احد اهما متزوجة و یوئده ما سیاتی من انها لو کانت غائبة و زوجها وکیلها فان عرفها الشهود و علموا انه ارادها کفی ذکر اسمها والا لا بد من ذکر الاب والجد

---

۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ ط.س. ج۳ص۲۶ - ۱۲ ظفیر
۲) ایضاً ط.س. ج۳ص۱۵

ایضاً الخ شامی [1] الحاصل صورت مسئولہ میں نکاح منعقد ہو گیا۔ فقط

صورت مسئولہ میں نکاح درست ہو گیا

(سوال ۱۳۲) زید نے اپنی ہمشیرہ کی منگنی بکر کے بڑے لڑکے عمرو سے کردی بعد ازاں بکر نے اپنے بڑے لڑکے عمرو کی شادی دوسری جگہ کردی اور زید کو اس کا مطلق علم نہ ہوا' پھر بکر اپنے دوسرے لڑکے خالد کو لے کر جو کہ عمرو سے چھوٹا ہے زید کے یہاں نکاح کے لئے آیا' لیکن زید کو مطلق اس کا علم نہ ہوا کہ آیا لڑکا وہی عمرو ہے یا دوسرا لڑکا ہے اور زید کی لاعلمی میں رات کو نکاح ہو گیا بعد میں زید کو اس کا علم ہوا اب زید ناراض ہے آیا اس صورت میں یہ نکاح صحیح اور درست ہو لیا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح بکر کے چھوٹے لڑکے خالد سے منعقد ہو گیا ہے چونکہ جب وہ لڑکا خالد سامنے موجود تھا اور زید نے اس سے اپنی بہن کے نکاح کی اجازت دی اور ایجاب و قبول ہو گیا تو اس کا نکاح ہو گیا [2] اگرچہ زید اس کو بڑا لڑکا بکر سمجھتا رہا اور در حقیقت وہ چھوٹا لڑکا تھا۔ [3] فقط

وعدہ سے نکاح نہیں ہوتا

(سوال ۱۳۳) ایک شخص اپنے لڑکے کی شادی کرنے ایک شخص کے پاس آیا اس کی دختر چھ ماہ کی تھی اس کے والد نے کہا کہ اگر یہ لڑکی زندہ رہی تو میں تم کو دیدوں گا اور انہوں نے منظور کر لیا جب لڑکی ۸' ۹ برس کی ہوئی تو اس نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ میں اس کے گھر ہرگز نہ رہوں گی لیکن والدین نے زبردستی اس کے خاوند کے پاس بھیج دیا اب لڑکی بالغ ہے' کہتی ہے کہ میں ہرگز نہ رہوں گی اور ہمبستری سے انکار کر دیا پھر وہ لڑکی ایک مسلمان کے پاس چلی گئی لیکن نکاح نہیں کیا' پھر ایک پنڈت کے پاس جاکر ہندو ہو گئی تاکہ نکاح ٹوٹ جاوے پھر ایک مولوی صاحب سے جاکر کہا کہ مجھے مسلمان کر کے فلاں شخص سے نکاح کردو مولوی صاحب نے نکاح کر دیا اور ایک مولوی صاحب منع کرتے ہیں کیا لڑکی کے انکار کرنے سے وہ نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں ؟

(الجواب) سوال سے نکاح کا ہونا کسی عبارت سے معلوم نہیں ہوا کیونکہ سوال میں یہ ہے کہ لڑکی کے باپ نے یہ کہا کہ اگر یہ لڑکی زندہ رہی تو میں تم کو دیدوں گا اور لڑکے کے والد نے منظور کر لیا تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا البتہ اگر اس کے بعد پھر ایجاب و قبول موافق قاعدہ نکاح کے ہوا ہو تو نکاح منعقد ہو گیا اور نکاح ہونے کے بعد مسئلہ یہ ہے کہ باپ کے نکاح کئے ہوئے کو لڑکی بعد بالغہ ہونے کے فسخ نہیں

---

(۱) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦٧ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۱۵– ۱۲ ظفیر

(۲) وکذا لو غلط فی اسم بنته الا اذا کانت حاضرة او اشار الیها فیصح (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۲٦) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ جب لڑکا موجود تھا اور ایجاب و قبول پایا گیا تو نکاح درست ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

(۳) هل اعطیتنیها ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦٤ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۱۲) پھر یہاں صیغہ مستقبل کا ہے' یہ ہی دلیل ہے مجلس وعدہ کی تھی نہ کہ نکاح کی واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

کر سکتی [1] اور کتب فقہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان عورت اس وجہ سے مرتدہ ہو جاوے کہ نکاح ٹوٹ جاوے اور وہ اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جاوے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو زبردستی مسلمان کر کے شوہر اول کے نکاح میں دی جاوے تھوڑے سے مہر کے ساتھ نکاح جدید شوہر اول سے کر دیا جاوے اور دوسرے شخص سے اس کا نکاح درست نہ ہوگا۔ [2] فقط

(یہ اس وقت ہے جب پہلا شوہر نکاح کا مطالبہ کرے لیکن اگر وہ نکاح نہ کرے یا خاموشی اختیار کرے تو پھر وہ اس کے ساتھ نکاح پر مجبور نہ کی جائے گی بلکہ دوسرے سے شادی کر سکے گی اما لو سکت او ترکه صریحا فانها لا تجبر و تزوج من غیره لانه ترك حقه بحر و نهر (رد المحتار باب النکاح الکافر ص ۵٤٠ ج ۲ ظفیر مفتاحی)

نکاح کے وقت لڑکی کے ردوبدل کی صورت میں کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۳٤) ایک موضع میں ایک شخص کے یہاں دو لڑکیوں کی بارات آئی بوقت عقد ایک ہی قاضی دونوں کے وکیل بالنکاح مقرر ہوئے انہوں نے بڑی لڑکی کا عقد چھوٹے لڑکے سے اور چھوٹی لڑکی کا عقد بڑے لڑکے سے کر دیا رخصت نہیں ہوئی ایک گھنٹہ کے بعد پھر دوبارہ نکاح خواں آ کر کہنے لگے پہلا عقد غلطی سے سہواً خلاف ترتیب ہو گیا' اب پھر عقد کیا جاوے چنانچہ دوبارہ ردوبدل کر کے عقد کر دیا اب چھوٹی لڑکی کا شوہر رخصت کر کے نہیں لاتا کہ آخر کا عقد غیر صحیح ہے اور بڑی لڑکی کا شوہر کہ وہ بھی جاہل مطلق ہے' رخصت کرا کے لے گیا ایک لڑکا بھی پیدا ہوا وہ لڑکا ولد الحلال ہے یا نہ آئندہ کے لئے کیا ہونا چاہئیے؟

(الجواب) اس صورت میں جس طرح پہلے نکاح ہو گیا یعنی بڑی لڑکی کا چھوٹے دولہا سے اور چھوٹی لڑکی کا بڑے دولہا سے وہی صحیح ہو گیا [3] پھر اگر ردوبدل کرنا ہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ جب دونوں دولہا بالغ ہوں

---

(۱) لو فعل الاب اوالجد عند عدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرة حق الفسخ بعد البلوغ وان فعل غیر هما فلهما ان یفسخا بعد البلوغ (رد المحتار باب الولی ص ٤٢٠ ج ۲ ط.س. ج۱ ص ٦٨) ظفیر

(۲) ولو ارتدت لمجی الفرقة الخ تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرا لها بمهر یسیر کدینا رد علیه الفتوی (درمختار) رضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیره بعد اسلامها ولا یخفی ان محله ماذا طلب الزوج ذالك (رد المحتار باب النکاح الکافر ص ٥٤٠ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ١٩٤) ظفیر

(۳) وله بنتان اراد تزویج الکبری فسما ها باسم الصغری صح للصغری (درمختار) ای بان کان اسم الکبری مثلا عائشة والصغری فاطمة فقال زوجتك بنتی فاطمة و قیل صح العقد علیها وان کانت عائشة هی المرادة وهذا اذا لم ینها بالکبری (ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲٦) اس عبارت میں صراحت ہے کہ خود لڑکی کے باپ نے اگر ایسا کیا ہو تو کرنے کے مطابق ہو جائے گا لیکن یہاں سوال میں یہ ہے کہ یہ الٹ پلٹ اور ردوبدل قاضی نے کیا جو وکیل ہے' اور وکیل اس کو بنایا گیا تھا کہ بڑی کا بڑے لڑکے سے کرے اور چھوٹی کا چھوٹے سے' اور یہی وجہ ہے کہ جوں ہی اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو آ کر کہا اور موافق ترتیب دوبارہ کیا اور یہ معلوم ہے کہ وکیل کو ردوبدل کا قطعاً اختیار نہیں ہے اگر اس نے ایسا کیا تو وہ نافذ نہیں ہوا اس لئے خاکسار کے خیال میں دوسرا نکاح موافق ترتیب صحیح ہوا پہلا صحیح نہیں ہوا فقہاء کی صراحت ہے وکله بان یزوجه فلا نة یکذا فزاد الوکیل فی المهر لم ینفذ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۹ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۷) معلوم ہوا کہ خلاف وکالت اگر وکیل کرے گا تو وہ نافذ نہیں ہوگا اسی طرح یہاں اس کا پہلا ایجاب و قبول چونکہ وکالت کے خلاف تھا اس لئے وہ نافذ ہی نہیں ہوا دوبارہ جو نکاح اس نے موافق اختیار وکالت کیا اور جس کو سب نے تسلیم بھی کیا وہی نافذ ہوا۔ واللہ اعلم ظفیر مفتاحی

اور خلوت ووطی نہ ہو اس وقت ہر ایک شوہر اپنی منکوحہ کو طلاق دے اور دوسرے سے عقد کرے ورنہ اسی طرح رہنے دیں جس طرح نکاح ہو گیا ہے اور نکاح خواں نے جو بعد ایک گھنٹہ کے ردوبدل کر دیا یہ صحیح نہیں ہوا اور بڑی لڑکی کا شوہر جو اس کو رخصت کرالایا یہ درست نہیں ہوا اور وہ مرتکب زنا ہے اور نسب کے ثابت ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے پس اس کو چاہیئے کہ اپنی منکوحہ کو علیحدہ کر دے یا پہلی منکوحہ کو طلاق دیکر اس عورت سے پھر نکاح کرے فقط (تفصیل ص ۹۸ کے حاشیہ میں دیکھئے ظفیر)

اعتبار مجلس

(سوال ۱۳۵) فتاویٰ مولانا عبدالحیؒ جلد اول کتاب النکاح ص ۳۰۷ و ۳۰۸ مطبوعہ یوسفی پریس فرنگی محل کانپور کی عبارت استفتاء سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس کی وجہ سے نکاح اور منگنی میں فرق نہ ہوگا اور درمختار کی عبارت جو آپ نے تحریر فرمائی ہے اس کی توجیہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر الفاظ وعدہ کے بولے جاویں تو وعدہ پر محمول ہوں گے اور اگر الفاظ صریح نکاح کے بولے جاویں تو ان سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

(الجواب) اس آپ کی تاویل کو عبارت ردالمحتار شامی صاف رد کرتی ہے چنانچہ عبارت شامی یہ ہے **قوله ان المجلس للنكاح الخ اى لا نشاء عقده لانه يفهم منه التحقق فى الحال فاذا قال الاخر اعطيتكها او فعلت لزم و ليس للاولى ان لا يقبل الخ**[1] دیکھئے اس عبارت میں صاف صیغہ ماضی موجود ہے صیغہ استقبال نہیں ہے بس معلوم ہوا کہ کنایات میں مجلس کا اعتبار ہوتا ہے کیونکہ اعطیت و دادم وغیرہ صریح نکاح کے الفاظ نہیں ہیں ان میں نکاح پر حمل کرنے کے لئے قرینہ کی ضرورت ہے اور مولانا عبدالحیؒ صاحب مرحوم نے مجلس کا ذکر جواب میں نفیاً و اثباتاً کچھ نہیں فرمایا بلکہ دوسرے اختلافات کو نقل فرمایا اور چونکہ قصداً مجلس نکاح ووعدہ کے فرق کا سوال بھی نہ تھا اس لئے اس سے کچھ تعرض نہ فرمایا اور صاحب درمختار نے صراحۃ اس فرق کو ثابت کیا اور علامہ شامی نے اس کو محقق رکھا تو حسب قاعدہ معروفہ **الصريح يفوق الدلالة** عبارت درمختار و شامی کی تحقیق اس بارے میں لائق قبول ہوگی اور عرف بھی ایسا ہی ہے۔

مجمع میں ایجاب و قبول بہ لفظ "ناتہ" ہوا، تو نکاح ہوا یا نہیں

(سوال ۱۳۶) لوگوں کا مجمع ہوا اور اس میں ایجاب و قبول بلفظ ناطہ ہوا نکاح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے **هل اعطيتنيها ان كان المجلس للنكاح وان للوعد فوعد الخ قوله ان المجلس للنكاح اى لا نشاء عقده لانه يفهم منه التحقق فى الحال فاذا قال الاخر اعطيتكها او فعلت لزم و ليس للاول ان لا يقبل**[2] الخ حاصل یہ ہے کہ ایسی صورت میں دلالت حال کا اور مجلس کا اعتبار ہوتا ہے اگر اس وقت اجتماع لوگوں کا بغرض خطبہ و پختگی منگنی کے تھا تو الفاظ مذکورہ سے منگنی ہوتی ہے

---

(۱) رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٦٤ ج ٢ ط.س. ج۳ ص ۱۲ - ۱۲ ظفیر

(۲) رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٦٤ ج ٢ ط.س. ج۳ ص ۱۲ - ۱۲ ظفیر

نکاح نہیں ہوتا اور چونکہ لفظ ناطہ کے ساتھ ایجاب و قبول ہوا ہے یہ قرینہ ہے کہ خطبہ کے لئے اجتماع ہوا تھا' اس لئے اس صورت میں خطبہ (منگنی) ہوا ہے' نکاح نہیں ہوا ہے۔

ولی نے نکاح خواں سے کہا اجازت دی اس نے لڑکے سے قبول کرایا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۷) ایک شخص نے میاںجی کو کہا کہ میں نے تجھ کو اجازت دی ہے' پھر میاںجی نے مرد کو کہا کہ فلانی عورت تم نے قبول کی' اس نے کہا میں نے قبول کی' اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں یہاں ایجاب و قبول میں صرف ایک جزو موجود ہے۔

(الجواب) اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا' کیونکہ میاںجی وکیل ہے ولی دختر کی طرف سے پس میاںجی نے جو کلام شوہر سے کیا کہ فلانی عورت کو تم نے قبول کیا یہ ایجاب ہے اور جب شوہر نے کہا میں نے قبول کیا تو یہ قبول ہوا پس دونوں رکن یعنی ایجاب و قبول پائے گئے اور مطلب میاںجی کے کلام کا یہ ہے کہ میں نے فلانی عورت دختر فلاں شخص کی تمہارے نکاح میں دی' تم نے اسکو قبول کی' اس پر شوہر نے کہا کہ میں نے قبول کی' پس ایجاب و قبول پورا ہوا در مختار میں ہے وینعقد ملتبساً من احد هما و قبول من الاخر وضعاللماضی لان الماضی اول علی التحقیق کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منك و یقول الاخر تزوجت الخ درمختار او قبلت شامی [1] فقط (مگر یہ اس وقت صحیح ہوگا کہ اس وقت دو گواہ موجود رہے ہوں' ورنہ نہیں ظفیر)

نکاح کی مجلس اور منگنی کی مجلس میں ایجاب و قبول اور اس کا فرق

(سوال ۱۳۸) ایک مجلس میں زید کے کفو میں سے کسی شخص نے عمر کو کہا کہ تم اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ زید کو دیتے ہو یا نہیں عمر نے اس کے جواب میں کہا کہ میں اپنی لڑکی زید کو دے چکا ہوں یا یہ کہا کہ میں نے اپنی لڑکی کو بکر جو زید کا باپ ہے اس کی بہو بنا دی ہے پھر زید کے ولیوں میں سے کسی نے کہا اچھا' یا کہا' ہاں آیا جانبین کی اس گفتگو سے نکاح منعقد ہوتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار وهل اعطیتنیها ان المجلس للنکاح ای فنکاح وان للوعد فوعد [2] الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر وہ مجلس انعقاد نکاح کے لئے منعقد ہوئی ہے اور دو شاہد ایجاب و قبول کو سننے والے موجود ہیں تو نکاح منعقد ہو جاوے گا اور اگر وہ مجلس خطبہ (منگنی) اور وعدہ کی ہے تو الفاظ مذکورہ سے نکاح منعقد نہ ہوگا بلکہ یہ وعدہ اور خطبہ (منگنی) ہے۔ فقط

---

(۱) دیکھئے رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦۱ ج ۲ ط.س.ج۳ص۹ ۱۲ ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦٤ ج ۲ ط.س.ج۳ص۱۲ ۱۲ ظفیر

منگنی میں لڑکی لڑکا دینے لینے کہنے سے نکاح نہیں ہوتا

(سوال ۱۳۹) ہماری قوم میں یہ رواج ہے کہ بوقت منگنی لڑکی والا لڑکے والے سے مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی تمہارے فلاں لڑکے کو دی لڑکے والا کہتا ہے کہ میں نے اپنے لڑکے کے واسطے قبول کی اس صورت میں نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں بعض لوگ اس طرح منگنی کر کے لڑکی کو دور جگہ بیاہ دیتے ہیں۔

(الجواب) منگنی کے وقت الفاظ مذکورہ کہنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا بلکہ یہ وعدہ نکاح ہے اور اس سے منگنی ہوتی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وان للوعد فوعد[1] فقط

ناطہ دے دیا کہنے سے نکاح نہیں ہوتا ہے

(سوال ۱۴۰) گل زمان کی والدہ نے مسمی سمندر سے کہا کہ اپنی دختر کا ناطہ میرے فرزند گل زمان سے دیدو' سمندر نے روبرو گواہان اسی مجلس میں جواب دیا کہ میں نے اپنی دختر مذکورہ کا ناطہ گل زمان کے لئے دیدیا ہے کچھ عرصہ کے بعد سمندر فوت ہو گیا دختر مذکورہ کا برادر دوسری جگہ نکاح دختر کا کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اقول و باللہ التوفیق . سوال کے مختلف پہلوؤں اور لفظوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سمندر کا کہنا محض وعدہ نکاح ہے عقد نہیں' ناطہ کا لفظ ہندوستان (اس وقت ہندوستان پورے ملک کو بولا جاتا تھا) اور پنجاب میں رشتہ کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے چنانچہ پنجاب میں ناطہ دار بمعنی رشتہ دار کے مستعمل ہوتا ہے' بلکہ گل زمان خود بھی اپنے سوال میں قریب اسی معنی میں ناطہ کے لفظ کو استعمال کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے " میری والدہ میرے ناطہ کے لئے مسمی سمندر کے پاس جاتی تھی ظاہر ہے کہ اس عبارت میں ناطہ کو بمعنی نکاح کے سمجھنا کسی طرح چسپاں نہیں نیز یہ بھی واضح رہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب و قبول کے لئے مجلس منعقد نہ کی گئی تھی بلکہ گل زمان کی والدہ اپنی عادت مستمرہ کے طور پر درخواست اور خطبہ کے لئے آئی جس کو سمندر نے منظور کیا جو کہ محض وعدہ ہے چنانچہ گل زمان کی والدہ کا کوئی جواب بھی سمندر کے اس جملہ کے مقابلہ میں مذکور نہیں پھر اگر عقد بھی اس کو قرار دیا جائے تو اس کے لئے تاویلات بعیدہ کے ارتکاب کی ضرورت ہو گی مثلاً اگر گل زمان اس وقت بالغ تھا تو اس کی والدہ وکیل یا فضولی ہو گی اور اگر نابالغ تھا تو وکیل ولی یا فضولی اس کی ہو گی حالانکہ توکیل کا کوئی تذکرہ نہیں پس یہ ایسا ہے جیسے کہ کسی نے صاحب دختر سے کہا کہ میرے بیٹے کو اپنی بیٹی دیدو' اور اس نے کہا کہ دیدی' تو یہ نکاح نہ ہوا کما فی الظهيرية لو قال هب ابنتك لا بنى فقال وهبت لم يصح مالم يقل ابو الصبى قبلت[2] اه وفى الخلاصة لو قال الوكيل بالنكاح هب ابنتك لفلان فقال الاب و هبت لا ينعقد النكاح مالم يقل الوكيل بعده قبلت[3] علاوہ اس کے شامی میں ہے نقلاً عن شرح الطحاوى لو قال هل اعطيتنيها فقال

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٦٤ ج ٢ .ط.س. ج۳ص ۱۲ - ۱۲ ظفیر
(۲) رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٦٣ ج ٢ .ط.س. ج۳ص ۱۱ - ۱۲ ظفیر
(۳) ایضاً ص ٣٦٢ ج ٢ .ط.س. ج۳ص ۱۱ - ۱۲ ظفیر

اعطیت ان کان المجلس للوعد فوعد وان کان للعقد فنکاح [۱] اھ یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گفتگو کی کیفیت کی رعایت ضروری ہے پس اگر مجلس وعدہ نکاح کی ہوگی تو الفاظ محتملہ کو وعدہ پر حمل کیا جائے گا اور اگر مجلس نکاح کی ہے تو نکاح ہوگا چنانچہ اسی عبارت کے تحت میں شامی میں نقل کیا ہے قال الرحمتی فعلمنا ان العبرة لما یظهر من کلامهما لا لنیتهما [۲] الخ اوراذاقال احدهما ده وقال الاخر دادم او داد یکون نکاحاً وان لم یقل الاخر [۳] پذیر فتم اعتبار وعدہ کی نفی نہیں کرتا بلکہ فقہاء کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ امر توکیل ہے یا ایجاب ہے چونکہ اس میں بہت بڑا اختلاف ہے جس کا ثمرہ یہ ہے کہ مجیب کے جواب کے بعد آمر کے قبول کی ضرورت ہے یا نہیں اور چونکہ فقہاء کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ آمر کے قبول کے بغیر نکاح صحیح نہیں کما مر عن الخلاصه والظهیریه اور بعضوں کے یہاں پھر آمر کو پذیر فتم کے کہنے کی ضرورت نہیں' اسی کو عمدۃ الرعایہ میں اختیار بھی کیا گیا ہے اسی وجہ سے عمدۃ میں یہ کہا ہے وان لم یقل پذیر فتم [۴] اھ وقصر عرفات مافیه اور اس سے یہ مراد نہیں کہ یہ عبارت وعدہ نہ ہو سکتی ہے پس جب کہ اس عبارت میں احتمال وعدہ کا بھی ہے اور مجلس کے لئے دو امر بھی یقینی ہیں ایک یہ کہ مجلس خطبہ اور وعدہ کی ہے دوم یہ کہ مجلس خطبہ نکاح اور ایجاب و قبول کی نہیں ہے پس ان الفاظ کو وعدہ پر حمل کرنا اقرب ہے کما فی الدرالمختار هل اعطیتنیها ان المجلس للنکاح (ای لانشاء عقده لانه یفهم منه التحقیق فی الحال فاذا قال الاخر اعطیتك او فعلت لزم الخ وان للوعد فوعد [۵] انتهیٰ فقط

صرف وعدہ سے نکاح نہیں ہوتا

(سوال ۱٤۱) والدین نے اپنی لڑکی کے متعلق یہ الفاظ کہے تھے کہ اگر زندہ رہی تو فلاں کو دیدیں گے ایک شخص اس بالغہ لڑکی کو بھگا کر لے گیا دوسری جگہ لے گیا اور نکاح پڑھا لیا' تو نکاح جائز ہوا یا نہیں لڑکی کے والدین نے جو الفاظ کہے تھے ان سے نکاح منعقد ہوا تھا یا نہیں؟

(الجواب) والدین نے جو کہا تھا کہ اگر زندہ رہے تو فلاں کو دیدیں گے یہ ایک وعدہ تھا' اس کہنے سے نکاح منعقد نہیں ہوا اور یہ ایجاب و قبول نکاح کا نہیں ہے [۶] لہذا جو نکاح امام صاحب نے لڑکی بالغہ کے رضاء و اجازت سے کفو میں کیا وہ صحیح ہو گیا امام صاحب اس میں گناہ گار نہیں ہوئے اور ان پر کچھ کفارہ لازم نہیں ہے۔ فقط

ایک نے کہا لڑکی دیدی اور دوسرے نے کہا لے لی' کیا حکم ہے؟

(سوال ۱/۱٤۲) زید نے بکر سے کہا کہ میں نے دختر صغیرہ تمہیں دیدی بکر نے کہا اچھا لے لی اس وقت نہ

---

(۱) ایضاً ص ۳٦۳ ط.س. ج۳ص ۱۲ ظفیر (۲) ایضاً
(۳) عمدة الرعاية حاشيه شرح الوقایه کتاب النکاح ص ۷ ج ۲. ۱۲ ظفیر (٤) ایضاً
(۵) دیکھیے الدرالمختار کتاب النکاح ص ۳٦٤ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۱۲ – ۱۲ ظفیر
(٦) ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦٤ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۱۲) ظفیر

محفل شادی کی تھی نہ تزویج کی بلکہ غرض آخر کی محفل تھی نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

لے لیا کے بجائے قبضہ کرلیا کہنا

(سوال ۲/ ۱۴۳) اور اگر بکر نے بجائے لے لیا کے قبضہ کرلیا یا قبول کرلیا کہا تو کس صورت میں نکاح منعقد ہوگا دختر بالغہ ہے والد فوت ہوگیا دادا زندہ ہے تو دادا اس کا نکاح دوسری جگہ کرسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) اس صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوا۔ کما فی الدرالمختار ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد[1]

(۲) جب کہ مجلس نکاح نہیں ہے تو ان الفاظ مذکورہ سے بھی نکاح منعقد نہیں ہوا اور دادا کو اختیار ہے کہ وہ شخص دوسرے سے اس کا نکاح کردے اور اگر لڑکی بالغہ ہوگئی ہے تو نکاح ثانی کے جواز کے لئے اس کی رضا کی بھی ضرورت ہے اور سکوت اس کا دادا کے اذن لینے پر بحکم رضا ہے۔ کما فی الدرالمختار.[2] فقط

مندرجہ ذیل ایجاب وقبول سے نکاح ہوا یا نہیں؟

(سوال ۱۴۴) ایک عورت مسماۃ شریفا بیوہ عمر تخمیناً ۱۲۔ ۱۳ سال جس کی بابت دو عورتوں نے شہادت دی کہ ایک حیض ہمارے سامنے آچکا ہے شریفن مذکورہ کے مکان پر عبدالرحیم معہ عبدالرحمٰن اور دو مرد اور دو عورت کے پہنچا اور دریافت کیا کہ شریفن تیرے نکاح کے لئے کئی شخص خواہش مند ہیں تو کہاں رضا مند ہے جواب دیا کہ میں اپنے سابق بہنوئی عبدالرحمٰن سے رضا مند ہوں اور مہر سو روپے کے باندھنا۔ تب عبدالرحمٰن سے دریافت کیا کہ کیا تجھ کو نکاح منظور ہے اور مہر یک صد روپیہ کا منظور ہے جواب دیا کہ مجھ کو نکاح بھی منظور ہے اور مہر بھی خطبہ وغیرہ کچھ نہیں پڑھا گیا اس کے بعد عبدالرحیم نے شہرت کردی کہ نکاح ہوگیا آیا شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہیں شریفن کے تایا وغیرہ بھی موجود ہیں ان سے اجازت نہیں لی تو شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) حسب تصریح فقہاء اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا اور چونکہ شریفن بالغہ ہوچکی ہے تو خود اس کی رضا و اجازت کافی ہے تایا وغیرہ کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔[3] فقط

پہلا نکاح صحیح ہے یا دوسرا

(سوال ۱۴۵) دعویٰ مدعی کا یہ ہے کہ میرے دادا نے میرا ناطہ کرمان کی دختر مسماۃ فضل نور کے ساتھ کیا

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦٤ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۲ - ۱۲ ظفیر

(۲) فان استاذنها هو ای الولی وهو السنة (درمختار) ای بان یقول لها قبل النکاح فلان یخطبك او یذکرك فسکتت وان زوجها بغیر استئمار فقد اخطأ السنة و توقف علی رضاها (ردالمحتار باب الولی ص ٤۱۰ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۵۸) ظفیر

(۳) فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی (درمختار) اراد بالنفاذ الصحة و ترتب الاحکام من طلاق و توارث وغیر هما (ردالمحتار باب الولی ص ٤۰۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۵۵) ظفیر

میری عمر اس وقت ۱۲ یا ۱۳ سال کی تھی اور میری منکوحہ کی عمر ۱۰-۱۱ سال کی تھی اس کے والد نے اپنی دختر کا حق نکاح روبرو اہل جرگہ میرے ساتھ کیا اور میرے دادا نے میرے واسطے قبول کیا اس ایجاب و قبول کے بعد میں پانچ سال اپنی سسرال میں رہا پھر میں نوکری پر چلا گیا چھ سال کے بعد آیا تو معلوم ہوا کہ میری منکوحہ کا نکاح دوسری جگہ کردیا آیا پہلا نکاح جو میرے ساتھ ہوا تھا وہ صحیح ہے یا دوسرا نکاح صحیح ہوا؟

(الجواب) پہلے اگر محض وعدہ نکاح کا تھا اور ایجاب و قبول بطریق نکاح مجلس نکاح میں روبرو شاہدین کے نہ ہوا تھا تو دوسری جگہ اس کا نکاح صحیح ہو گیا[1] اور اگر پہلے باقاعدہ نکاح ہوا تھا اور ایجاب و قبول بطریق نکاح شاہدین کے سامنے مجلس نکاح منعقد کر کے ہوا تھا تو دوسرا نکاح بدون طلاق دیئے شوہر اول کے صحیح نہیں ہوا عورت مذکورہ بدستور شوہر اول کی منکوحہ ہے۔[2] فقط

منگنی کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے

(سوال ۱٤٦) ایک شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کی نسبت زید کے ساتھ پختہ طور پر کردی تھی لیکن باقاعدہ نکاح کی نوبت نہیں آئی تھی کہ زید کو حبس دوام کی سزا ہو گئی اب وہ شخص اپنی دختر کا نکاح دوسری جگہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ نکاح زید کے ساتھ باقاعدہ نہ ہوا تھا صرف نسبت ہوئی تھی تو وہ شخص اپنی دختر کا نکاح دوسرے شخص سے کر سکتا ہے فقط (گو وعدہ خلافی کوئی اچھی چیز نہیں ہے لیکن اگر لڑکی کا فائدہ اسی میں ہے تو ایسا کرنا اس کے لئے جائز ہے۔ ظفیر)

منگنی کے بعد دوسرے لڑکے سے نکاح کردے تو درست ہے

(سوال ۱٤۷) اگر کسی شخص نے اپنی دختر نابالغہ کی منگنی دوسرے شخص کے نابالغ لڑکے سے کردی لیکن کچھ مدت کے بعد والد دختر نے اسی دختر کا نکاح دوسرے لڑکے سے کردیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) منگنی ہماری اصطلاح میں وعدہ نکاح کو کہتے ہیں پس نکاح اس سے منعقد نہیں ہوتا لہذا دوسری جگہ جو والد دختر نے نکاح اس کا کیا صحیح کیا۔ کما فی الدرالمختار وهل اعطيتنيها ان المجلس للنكاح وان للوعد فوعد[3] الخ فقط

منگنی کے بعد دوسری جگہ شادی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱٤۸) ایک شخص کی دو لڑکیاں تھیں بڑی لڑکی کی شادی ایک ڈاکٹر سے ہوئی اور چھوٹی لڑکی کا خطبہ

---

(۱) هل اعطيتنيها ان المجلس للنكاح وان للوحد فوعد (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٦٤ ج ٢ .ط.س.ج۳ص۱۲) ظفیر (۲) اما نكاح منكوحة الغير الخ فلم يقل احد بجوازه اصلا (ردالمحتار باب المحرمات ص ٤٨٢ ج ٤ .ط.س.ج۳ص۱۳۲) ظفیر (۳) الدرالمختار على هامش ردالمحتار كتاب النكاح ص ٣٦٤ ج ٢).ط.س.ج۳ص۱۲. ۱۲ ظفیر

(منگنی) عرصہ چار سال ہوئے معززاشخاص کے روبرو ہوا مجلس خطبہ کے رسوم پورے کئے گئے اب اس شخص کی بڑی لڑکی فوت ہوگئی ہے والدین کا خیال ہوا کہ اس ڈاکٹر سے اس چھوٹی لڑکی کا نکاح کردیا جائے (کارڈ کا مضمون منگنی کے وقت برائے شرع شریف ایجاب وقبول ہوچکا ہے جس کو لڑکی عرصہ تک قبول وتسلیم کرتی رہی سسرال کے گھر کے کپڑے وغیرہ پہنتی رہی آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) خطبہ اور منگنی وعدہ نکاح ہے' اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اگرچہ مجلس خطبہ کی رسوم پوری ہوگئی ہوں' البتہ وعدہ خلافی کرنا بدون کسی عذر کے مذموم ہے لیکن اگر مصلحت لڑکی کی دوسری جگہ نکاح کرنے میں ہے تو دوسری جگہ نکاح لڑکی مذکورہ کا جائز ہے' اس صورت میں نکاح چھوٹی لڑکی کا ڈاکٹر کے ساتھ کرنا جائز ہے' اور کارڈ میں جو ایجاب وقبول کا ہونا مذکور ہے اس میں یہ نہیں لکھا ہے کہ ایجاب وقبول منگنی کا ہوچکا ہے یا ایجاب وقبول نکاح کا ہوچکا ہے' اگر اس ایجاب وقبول سے مراد منگنی ہے .... تو اس صورت میں نکاح چھوٹی لڑکی کا اس لڑکے سے منعقد نہیں ہوا اب ڈاکٹر سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے اور اگر ایجاب وقبول سے مراد نکاح کا ایجاب وقبول ہے تو نکاح لڑکی کا اس لڑکے کے ساتھ منعقد ہوگیا اب ڈاکٹر سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔[1] فقط

وکیل مؤکل کا نکاح کرسکتا ہے

(سوال ۱۴۹) کسی شخص سے عمر نے کہا کہ میں جاتا ہوں تم میرا نکاح فلاں عورت سے فلاں مہینہ میں کردینا' دو گواہ بھی موجود تھے' تو وکیل میعاد مقررہ پر شخص مذکور کا نکاح عورت مذکورہ سے کرسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) کرسکتا ہے۔[2] فقط

فضولی کا نکاح اجازت پر موقوف رہے گا

(سوال ۱۵۰) ایک شخص نے زید کی لڑکی کا نکاح بلا اجازت ایک غیر شخص سے کردیا' یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) غیر کے ساتھ نکاح کرنا موقوف ہے باپ کی اجازت پر' یا اگر لڑکی بالغہ ہے تو خود اس کی اجازت پر' اگر انہوں نے اجازت نہیں دی اور اس نکاح سے رضامندی ظاہر نہیں کی تو نکاح باطل ہوا۔[3] فقط

---

(۱) ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ٣٦٤ ج ٢. ط.س. ج٣ص ١٢) ظفیر (٢) یصح التوکیل بالنکاح وان لم یحضر الشهود (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سادس ص ٢٣١ ج ١. ط. ماجدیه ج١ص ٢٩٤) ظفیر

(٣) کل عقد صدر من الفضولی وله قابل الخ انعقد موقوفا (ایضاً ص ٢٣٤ ج ١.. ط. ماجدیه ج١ص ٣٩٩)

ایک شخص اپنی طرف سے اصیل اور عورت کی طرف سے وکیل بنکر نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۱) زید اپنی طرف سے اصیل اور عورت کی طرف سے وکیل ہو کر نکاح اپنا اپنی مؤکلہ سے کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید ایک طرف سے اصیل اور ایک طرف سے وکیل ہو کر نکاح اپنا اپنی مؤکلہ سے کر سکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ وکیل یعنی زید دو گواہوں کے روبرو یہ کہے کہ مسماۃ فلانہ نے مجھ کو اختیار اپنے نکاح کا دیا ہے اور وکیل بنایا ہے پس تم گواہ رہو کہ میں نے اپنا نکاح فلاں بنت فلاں سے کیا پس نکاح صحیح ہو جائے گا فی الشامی ولو صرح بالتوکیل وقال وکلتك بان تزوجی نفسك منی فقالت زوجت صح النکاح [1] وایضاً فیہ و صورته ان یکتب الیها یخطبها فاذا بلغها الکتاب احضرت الشهود و قراته علیهم وقالت زوجت نفسی منه [2] الخ فقط

اجازت بذریعہ تار پر نکاح

(سوال ۱۵۲) دو شخص ایک ہی مرشد کے معتقد ہیں ان دونوں میں ایک نے اپنی لڑکی کا عقد دوسرے کے لڑکے سے کر دیا ہے اور تاریخ نکاح مرشد کے سامنے طے ہو گئی ایک فریق وقت مقررہ پر نہ آسکا اس نے بذریعہ تار مرشد کو اطلاع دی کہ میری عدم موجودگی میں نکاح پڑھ دیا جائے اس صورت میں مرشد نکاح پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) مرشد اس حالت میں نکاح پڑھا سکتا ہے اور ایجاب و قبول اس فریق کی طرف سے کر سکتا ہے جس نے بذریعہ خط یا تار کے اجازت دی ہے [3] فقط

ایجاب میں کہا گیا فلاں صغیر کو دی اس کے جواب میں ولی نے کہا میں نے قبول کیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۵۳) ولی صغیرہ نے پہلے کہا کہ میں نے اپنی صغیرہ کو فلاں صغیر سے نکاح کر دیا ولی صغیر نے جو کہ اپنے واسطے قبول کرنا چاہتا تھا کلمہ قبول بدیں طور کہا "میں نے قبول کیا" اس کلمہ قبول کو اس کلمہ قبول پر حمل کیا جاوے گا جس میں صریحاً کہتا ہے کہ میں نے اپنے واسطے قبول کیا یا اس کلمہ قبول پر حمل کیا جاوے گا جس میں اس لڑکی کے واسطے قبول کیا مگر صریحاً نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ قبول کیا اس صورت میں نکاح صغیرہ کا منعقد ہوا یا نہیں؟

(الجواب) ولی صغیر کا قبول اسی ایجاب کے ساتھ مقید ہو گا جو ولی صغیرہ نے کیا ہے پس صورت مسئولہ میں

---

(۱) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦۲ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۱۰ - ۱۲ ظفیر

(۲) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦٤ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۱۲ (۳) یصح التوکیل بالنکاح وان لم یحضر الشهود کذافی التتارخانیه (عالمگیری کشوری ص ۳۰۳ ج ۲) .ط. ماجدیه ج۱ ص۲۹۷ - ۱۲ ظفیر

نکاح صغیر کا منعقد ہو گیا ہے' کیونکہ ولی صغیرہ کی طرف سے ایجاب صغیر کے لئے ہوا ہے اس کے جواب میں ولی صغیر کا یہ کہنا کہ "میں نے قبول کیا" اسی ایجاب مذکور کے ساتھ متعلق ہے اور یہ کہنا ولی صغیر کا کہ میں نے اپنے لئے قبول کیا ہے' لغو ہے کیونکہ وہ اپنے لئے قبول نہیں کر سکتا۔ قال فی الشامی . بخلاف ما لو قال ابو الصغیرة زوجت بنتی من ابنك فقال ابو الابن قبلت ولم یقل لا بنی یجوز للابن لاضافة المزوج النکاح الی الابن بیقین و قول القابل قبلت جواب له والجواب یتقید بالاول فصار کما لو قال قبلت لابنی [1] (اور الاشباہ والنظائر میں ہے السوال معاد فی الجواب [2] ظفیر)

مفقود کی طرف سے فضولی نے قبول کیا تو نکاح ہوا یا نہیں

(سوال ۱۵٤) ایک شخص نے اپنے مفقود الخبر لڑکے کے واسطے ایک نکاح کی قبولیت کی اور لڑکے کے مفقود ہونے کی وجہ سے لڑکے کی اجازت کی نوبت نہیں آئی تو یہ عقد منعقد ہو گیا' یا مفقود کی اجازت پر موقوف رہا'؟ یا امضاء نکاح پر مفقودیت پسر کے باعث عدم قدرت کی وجہ سے یہ عقد باطل ہو گیا ؟ اگر منعقد ہو گیا تو کیا دلیل ہے ؟ اور اگر موقوف ہے تو کب تک موقوف رہے گا' اس کی مدت شریعت میں کیا مقرر ہے ؟ آیا مفقود کے ہم عمروں کے معدوم ہو جانے تک یہ نکاح موقوف رہے گا یا اس سے پہلے ہی توقف جاتا رہے گا ؟ اور اگر نکاح باطل ہوا تو اس کی کیا وجہ ہے نیز اس نکاح میں والد مفقود فضولی ہے یا ولی ہے ؟

(الجواب) شرعاً مفقود وہ غائب ہے جس کی موت و حیات کچھ معلوم نہیں ہو پس جب کہ اس کی حیات معلوم و محقق نہیں ہے جیسا کہ مفقود کی تعریف سے ظاہر ہوا تو اس کی طرف سے قبول نکاح موقوف نہ رہے گا بلکہ باطل ہو گا کیونکہ فقہاء نے نکاح کے موقوف رہنے کی شرائط میں سے لکھا ہے کہ حالت عقد میں اجازت دینے والے کا وجود معلوم اور محقق ہو اور جب مفقود کے وجود کا علم نہیں' ورنہ تو وہ مفقود نہیں تو عقد مذکور باطل ہو گا قال فی الدر المختار کنکاح الفضولی الخ ان لها مجیز حالة العقد والا یبطل [3] فقط واللہ اعلم

تار سے خبر دی کہ میرا نکاح فلاں سے کر دیجئے

(سوال ۱۵۵) ایک شخص نے بذریعہ تار اپنے مرشد کو اطلاع دی کہ میرا نکاح فلاں عورت کے ساتھ پڑھا دیا جائے اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

(الجواب) مرشد اس حالت میں نکاح پڑھا سکتا ہے اور ایجاب و قبول اس فریق کی طرف سے کر سکتا ہے جس نے بذریعہ خط یا تار کے اجازت دی ہے۔ فقط

---

(۱) ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳۷۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۲٦ - ۱۲ ظفیر مفتاحی (۲) دیکھئے الاشباہ والنظائر القاعدة الحادیه عشر ص ۱۷۱ .ط.س. ج۳ص۹۷ - ۱۲ ظفیر (۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاء ة مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ص ٤٤۹ ج ۲ قال فی الفتح وهذا یوجب ان یفسر المجیز هنا بمن یقدر علی امضاء العقد لابالمقابل مطلقا (ردالمحتار ایضاً .ط.س. ج۳ص۹۸) ظفیر

بلا گواہ کسی مجبوری کی وجہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶) ہندہ بیوہ ہے اور نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے لیکن اہل قرابت کے فساد کی وجہ سے کہ وہ لوگ جاہل ہیں علی الاعلان نہیں کہہ سکتی فی نفسہا اجازت دیتی ہے ایسی صورت میں ہندہ کا نکاح بغیر وکیل اور گواہوں کے صرف اس کے اذن پر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بغیر گواہوں کے نکاح منعقد نہیں ہوتا البتہ اگر ہندہ خود زبانی اجازت دے تو دو گواہوں کے سامنے بغیر وکیل کے بھی نکاح منعقد ہو سکتا ہے اور اگر ہندہ کا نکاح دو گواہوں کے سامنے ہندہ کی عدم موجودگی میں کیا جائے اور ہندہ نکاح کا علم ہونے کے بعد اس کی اجازت دیدے تو نکاح منعقد اور تام ہو جائے گا اور اگر اس نکاح کو ناپسند کرے تو باطل ہو جائے گا پس اگر ہندہ کسی شخص کو وکیل کر دے اور وہ وکیل دو گواہوں کے سامنے اس کا نکاح کر دے تو نکاح ہو جائے گا اور اگر بالغہ عورت کا بغیر وکالت یا اجازت کے نکاح کر دیا تو یہ نکاح فضولی ہو گا اور نکاح فضولی اجازت پر موقوف منعقد ہوتا ہے۔ کما فی الدر المختار و نکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی[1] الخ قال الشامی وانما ینبغی ان یشهد علی الوکالة اذا خیف جحد المؤکل ایاها فتح شامی.[2] الغرض بغیر دو گواہوں کی موجودگی کے ایجاب و قبول کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا لیکن بغیر وکیل کے ہو سکتا ہے اس طرح کہ عورت سے خود اجازت لے لی جائے اور دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرا لیا جائے پس اگر وہ عورت اور مرد جو نکاح کرتے ہوں موجود ہوں اور دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہو جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔[3] فقط

بلا گواہ ایجاب و قبول سے نکاح ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۷) اگر کوئی شخص کسی رانڈ عورت سے بغیر حضور شواہد کے ایجاب و قبول کر کے اس کو اپنے گھر میں رکھ لے تو جائز ہے یا نہیں اور حلال ہے یا حرام؟ اور اگر دو شاہد کے روبرو ایجاب و قبول کر کے بغیر حضور ملا و نکاح کے خطبہ کے گھر میں رکھ لے تو ان صورتوں میں جماع اس عورت سے حلال ہے یا حرام؟

(الجواب) دو شاہدوں کا موجود ہونا اور ایجاب و قبول کو سننا جواز نکاح کے لئے ضروری ہے ملا اور خطیب نہ ہوں تو مضائقہ نہیں اگر کوئی گواہ نہ تھا تو نکاح ناجائز ہوا اور وطی حرام ہے اور اگر دو گواہ سننے والے ایجاب و قبول کے موجود تھے تو نکاح صحیح ہوا وطی حلال ہے۔ فقط

(قال فی الدر المختار و شرط حضور شاهدین حرین او حر و حرتین مکلفین سامعین قولهما معا علی الاصح فاهمین انه نکاح علی المذهب بحر مسلمین لنکاح مسلمة الخ درمختار شامی ص ۳۷۳ ج ۲ ظفیر)

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی الوکیل و الفضولی ص ۴۴۹ ج ۲. ط.س. ج۳ص۹۷- ۱۲ ظفیر
(۲) رد المحتار باب الکفاءة مطلب فی الوکیل ص ۴۴۶ ج ۲. ط.س. ج۳ص۹۵- ۱۲ ظفیر
(۳) ینعقد بایجاب من احد هما و قبول من الاخر الخ و شرط حضور شاهدین الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ و ص ۳۷۳ جلد ۲. ط.س. ج۳ص۹ ...... ۲۱) ظفیر صدیقی

مذکورہ ذیل صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟

(سوال ۱۵۸) صغریٰ نے ایک پرچہ لکھ کر زید کو دیا اس بات کا کہ میں اس بات کا اقرار کئے دیتی ہوں کہ میرا نکاح زید کے ساتھ ہو گیا آپ اس کو منظور کریں گے یا نہیں زید نے کہا کہ بسم اللہ میں ضرور منظور کرلوں گا جانبین سے مکرر سہ کرر اس بات کا اقرار ہو گیا اس کے بعد صغریٰ کے بھائی نے صغریٰ کے ایک چھڑی ماری صغریٰ کے چلانے سے مجمع زیادہ ہو گیا اسی مجمع میں صغریٰ نے اقرار کرلیا کہ میرا نکاح زید کے ساتھ ہو گیا ہے اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

(الجواب) صورت مسئولہ میں جو پرچہ لکھ کر صغریٰ نے زید کو دیا اور زید نے اس کو منظور کیا اس سے منعقد نہیں ہوا کیونکہ شہود کے سامنے نہ وہ رقعہ پڑھا گیا نہ زید نے قبول کیا پس وہ لغو ہوا اب رہا صغریٰ کا اقرار نکاح پچیس تیس آدمیوں کے مواجہ میں کہ میرا نکاح زید سے ہو گیا اور زید نے اس سے کہا بسم اللہ مجھے منظور ہے اس میں روایت درمختار یہ ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر گواہوں کے سامنے اقرار ہوا تو وہ اقرار انشاء نکاح ہو جاوے گا اور نکاح صحیح ہو جاوے گا عبارت درمختار یہ ہے ولا بالا قرار علی المختار الخ لان الاقرار اظہار لما ھو ثابت و لیس بانشاء او قیل انکان بمحضر من الشھود صح کما یصح بلفظ الجعل و جعل الاقرار انشاءً وھو الاصح ذخیرہ [1] شامی نے ذخیرہ کی عبارت نقل فرما کر صاحب فتح القدیر علامہ ابن الہمام کا یہ فیصلہ قاضی خاں کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ اگر اقرار روبرو دو گواہوں کے اس صیغہ سے ہو کہ عورت کہے یہ میرا شوہر ہے اور مرد کہے یہ میری بیوی ہے تو نکاح منعقد ہو جاوے گا اور اگر اقرار اس طریق سے ہو کہ عورت کہے میرا نکاح اس مرد سے ہو گیا ہے اور مرد بھی ایسا کہے تو نکاح منعقد نہ ہوگا کیونکہ یہ خبر کاذب ہے عبارت ذخیرہ و قول فتح القدیر یہ ہے وھذا الاقرار بمنزلة انشاء النکاح لانہ مقرون بالعوض فھو عبارة عن تملیك مبتدء فی الحال فان کان بمحضر من الشھود صح النکاح والا فلانی الاصح [2] انتھی ملخصاً وقال فی الفتح قال قاضی خان و ینبغی ان یکون الجواب علی التفصیل ان اقر بعقد ماض ولم یکن بینھما عقد لا یکون نکاحا وان اقرالرجل انہ زوجھا وھی انھا زوجتہ یکون نکاحاً و یتضمن اقرار ھما الانشاء بخلاف اقرار ھما بما ض لا نہ کذب وھو کما قال ابو حنیفةؒ اذا قال لامرء تہ لست لی امراۃ و نوی بہ الطلاق یقع کانہ قال لا نی طلقتك ولو قال لم اکن تزوجتھا و نوی الطلاق لا یقع لانہ کذب محض [3] الخ پس اس فیصلہ محقق کے موافق صورت مسئولہ میں نکاح نہیں ہوا کیونکہ یہاں اقرار بصیغہ ماضی مذکور ہے دونوں جگہ صغریٰ کا یہ لفظ مذکور ہے کہ میرا زید سے نکاح ہو گیا۔ فقط

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۵ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۳ - ۱۲ ظفیر
(۲) ایضاً ط.س. ج۳ ص ۱۳
(۳) ایضاً ط.س. ج۳ ص ۱۳

میاں بیوی میں دوری ہو تو کتابت کے ذریعہ نکاح ہو سکتا ہے

(سوال ۱۵۹) ایک شخص لاہور میں ہے اور عورت مثلاً پشاور میں ہے تو کیا بذریعہ خط و کتابت نکاح ان کا منعقد ہو سکتا ہے یا نہیں؟ خط بذریعہ رجسٹری یا دو پیسہ کا ٹکٹ لگا کر یا آدمی کے ہاتھ بھیجا جاوے؟

(الجواب) بذریعہ کتابت نکاح ہو سکتا ہے ایک صورت اس کی یہ بھی ہے کہ عورت مرد کو یا مرد عورت کو اپنے نکاح کا وکیل بذریعہ خط وغیرہ بنا دیوے پس اگر مکتوب الیہ روبرو دو گواہوں کے اس مضمون کو ادا کر کے نکاح اپنے سے کرے تو نکاح ہو جاوے گا ۔ فی الشامی . قوله لو حاضرين احترز به عن كتابة الغائب لما في البحر عن المحيط الفرق بين الكتاب والخطاب ان في الخطاب لو قال قبلت في مجلس اخرلم يجز و في الكتاب يجوز [1] وفيه ايضاً قال في الفتح ومن اشتراط السماع ماقد مناه في التزوج بالكتاب من انه لا بد من سماع الشهود ما في الكتاب المشتمل على الخطبة بان تقرء المراة عليهم او سماعهم العبارة عنه بان يقول ان فلانا كتب الى يخطبني ثم تشهد هم انها زوجته نفسها الخ لكن اذا كان الكتاب بلفظ الامر بان كتب زوجي نفسك مني لا يشترط سماع الشاهدين لما فيه بناء على ان صيغة الامر توكيل لانه لا يشترط الاشهاد على التوكيل [2] الخ پس جب کہ معلوم ہوا کہ بذریعہ خط و کتابت بھی نکاح ہو سکتا ہے تو خط جس طریق سے بھی بھیجا جاوے سب برابر ہے مگر یہ ضروری ہے کہ خط اسی کا ہو دھوکہ نہ ہو۔ فقط

نکاح میں فاسق کی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۶۰) جو شخص تارک الصلوٰۃ ہو اور افعال قبیحہ کا اعلانیہ مرتکب ہو جیسے شرب خمر و تاڑی و زنا کا اور جھوٹی گواہی دیتا ہو ایسے شخص کی گواہی نکاح و طلاق کے معاملہ میں معتبر ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسے شخص کی گواہی سے نکاح تو منعقد ہو جاتا ہے لیکن بصورت انکار ایسے لوگوں کی گواہی سے نکاح ثابت نہ ہو گا اور طلاق کا ثبوت بھی ایسے لوگوں کی گواہی سے نہ ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن (وشرط حضور شاهدين حرين الى قوله ولو فاسقين او محدودين الخ وان لم يثبت (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷۳ ج ۲)

گواہوں کے سننے سے نکاح ہو جاتا ہے

(سوال ۱۶۱) ایک لڑکی کا نکاح اس کے ولی نے کیا اور گواہ موقع پر موجود تھے اور تقریباً پچاس آدمیوں کا مجمع تھا مگر گواہوں سے اجازت نہیں لی یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اگر دو آدمیوں نے اس مجمع میں سے ایجاب و قبول کو سنا ہے تو نکاح صحیح اور منعقد ہو گیا اور گواہوں

---

(۱) رد المحتار كتاب النكاح ص ۳٦٦ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۱٤ - ۱۲ ظفير
(۲) رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۷٥ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۲۳ - ۱۲ ظفير

سے اجازت لینے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔[1] فقط

ہنسی سے نکاح ہوجاتا ہے

(سوال ۱۶۲) اگر کوئی شخص ہنسی میں اپنی لڑکی کا نکاح پڑھ دے تو منعقد ہوجاتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح ہوگیا حدیث شریف میں ہے۔ثلث جدھن جد وھز لھن جد[2] یعنی تین چیزیں ہیں جو ہنسی کرنے سے بھی ہوجاتی ہیں ان میں آنحضرت ﷺ نے نکاح کو بھی فرمایا ہے در مختار کتاب النکاح میں ہے ولا یشترط العلم بمعنی الا یجاب و القبول فیما یستوی فیہ الجد فالھزل اذ لم یحتج لنیة بہ یفتی.[3] فقط

---

(۱) و شرط حضور شاهدین حرین مکلفین سامعین قولهما معاً فاهمین مختصراً (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۳۷۵ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۲۱)

(۲) عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال ثلث جد هن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة رواه الترمذی وابوداؤد (مشکوٰة کتاب الطلاق ص ۲۸٤) ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار' مجتبائی ص ۱۸٦ ج ۱ ط.س. ج۳ص - ۱۲ ظفیر مفتاحی

دوسرا باب

مسائل متعلقات نکاح

جو ایمان مجمل و مفصل نہ جانے اس سے نکاح

(سوال ۱۶۳) ہندہ صفت ایمان واسلام سے ناواقف ہے حتی کہ کلمہ بھی نہیں جانتی اور ایمان مجمل اور مفصل بھی نہیں جانتی' اس سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسے ناواقف لوگوں کو صرف یہ تعلیم کرادی جائے کہ کہو اللہ ایک ہے' محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں' اور اس کو دل سے سچا جانو پس اس سے آدمی مؤمن اور مسلمان ہو جاتا ہے اس اقرار لینے کے بعد اس سے نکاح درست ہے اور یہ ظاہر ہے کہ بدون تصدیق قلبی کے ایمان حاصل نہیں ہوتا لیکن جاہلوں اور ناواقفوں سے صرف یہ کہلا لیا جاوے جو اوپر مذکور ہے ان سے یہ نہ پوچھا جاوے کہ ایمان کیا ہے اور تصدیق کیا ہے اور ایمان مفصل کون سا ہے اور ایمان مجمل کونسا۔ غرض یہ ہے کہ ایسی بات کی جاوے جس سے اس کو مسلمان بنایا جاوے نہ یہ کہ اس سے تحقیقات کر کے اس کو کافر بنایا جاوے۔ فقط

(بہر حال جب ہندہ اپنے کو مسلمان کہتی ہے اور در حقیقت ہے بھی مسلمان تو اس سے نکاح درست ہے' تعلیم کی کمی ہے لہذا کلمہ وغیرہ احتیاطاً پڑھا دیا جائے۔ ظفیر)

فاسق کا پڑھایا ہوا نکاح ہو جاتا ہے

(سوال ۱۶۴) جو شخص چرس گانجہ پئے' تعزیہ داری کرے' شیخ سدو کو مانے' اس کی نذر کھاوے' صدقہ کھاوے' مردہ نہلاوے' خالی جھوٹ سچ بول کر پیسہ ٹھگے' غیبت کرے' عورتوں کو بھگا کر دوسروں کی کرا دے اس کا پڑھا ہوا نکاح معتبر ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح پڑھا ہوا اس کا صحیح ہے اور نکاح منعقد ہو جاتا ہے اگرچہ وہ شخص بوجہ ارتکاب افعال محرمہ کے فاسق وعاصی ہے۔[1] فقط

ایک مجلس میں چند لڑکوں لڑکیوں کے ایجاب و قبول کے لئے ایک خطبہ کافی ہے

(سوال ۱۶۵) اگر ایک ہی مجلس میں دو چار نوشاہ مجتمع ہوں تو صرف ایک مرتبہ خطبہ نکاح پڑھ کر سب سے ایجاب و قبول کرانا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) جس طرح نماز ہر فاسق وفاجر کے پیچھے درست ہے صلوا خلف کل بر و فاجر الحدیث اسی طرح اس کا پڑھا ہوا نکاح بھی درست ہے گو بہتر یہ ہے کہ کسی عالم صالح سے یہ کام لیا جائے تاکہ سنت کے مطابق سارے کام انجام پائیں اور باعث برکت ہو۔ واللہ اعلم۔ ظفیر مفتاحی

(الجواب) درست ہے۔[1] فقط

بے نمازی کا پڑھا ہوا نکاح درست ہے

(سوال ۱۶۶) تارک الصلوٰۃ اگر نکاح پڑھاوے تو نکاح صحیح ہے یا نہیں اور اولاد کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) وہ نکاح صحیح ہے اور اولاد جو اس نکاح کے بعد پیدا ہو وہ ولد الحلال ہے اور ثابت النسب ہے۔[۲] فقط

جو نکاح فاسق نے پڑھایا درست ہے

(سوال ۱۶۷) ایک موجودہ قاضی شراب خوار اور زناکار اور ہر قسم کی بے احتیاطی اور جھوٹی گواہی، تغلب بے جا ستانی کا مرتکب ہے اس نے جھوٹے نکاح پڑھے اور دوسرے معاملات میں سزائیں بھی پائی ہیں اور ڈگریوں میں گرفتار بھی ہوا ہے اس کے اظہار بھی بار بار عدالت میں غلط ثابت ہوئے ہیں اس کا پڑھا ہوا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدر المختار کتاب النکاح و یندب اعلانه و تقدیم خطبة و کونه فی مسجد یوم جمعة بعاقد رشید وشهود عدول الخ و فی الشامی فلا ینبغی ان یعقد مع المراۃ بلا احد من عصابتها ولا مع عصبة فاسق ولا عند شهود غیر عدول[۳] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ فاسق کا نکاح پڑھا ہوا اگرچہ منعقد ہو جاتا ہے لیکن فاسق سے نکاح پڑھانا اچھا نہیں ہے۔ فقط

عصر بعد نکاح پڑھانا غیر اولیٰ نہیں ہے

(سوال ۱۶۸) عصر اور مغرب کے درمیان عقد نکاح کرنا خلاف اولیٰ ہے یا نہیں؟

(الجواب) عصر اور مغرب کے درمیان نکاح غیر اولیٰ یا مکروہ نہیں ہے لعدم دلیل الکراهة فی الدرالمختار و یندب اعلانه و تقدیم خطبة و کونه فی مسجد یوم جمعة[۴] الخ یوم جمعہ اپنے اطلاق کی وجہ سے تمام یوم کو شامل ہے بعد عصر کا وقت بھی اس میں داخل ہے۔ فقط

---

(۱) ویندب اعلانه و تقدیم خطبة و کونه فی مسجد یوم جمعة بعاقد رشید و شهود عدول (درمختار) واطلق الخطبة فافادانها لا تتعین بالفاظ مخصوصة وان خطب بما ورد فهو احسن (رد المحتار کتاب النکاح ۳۵۹ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۸) جب پہلے ایک دفعہ خطبہ پڑھ دیا تو وہ سب کے لئے کافی ہوگا ظفیر

(۲) اس لئے اس کا پڑھایا ہوا نکاح درست ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا جب نکاح درست ہے تو اولاد ثابت النسب اور حلال ہوگی۔ ظفیر

(۳) دیکھئے رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۹ ج ۲ و ص ۳۶۰ ج ۲ . ط.س. ج۳ ص۸ – ۱۲ ظفیر

(٤) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۹ ج ۲ . ط.س. ج۳ ص۸ – ۱۲ ظفیر

نکاح کا اعلان کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۹) ماقولکم دام فضلکم و رحمکم ربکم در صورتیکہ در عدم اعلان بدہل اگر نکاح کردہ می شود نکاح چنداں مشتہر نمی گردد و عدم تشہیر آں باعث چند فسادات می گردد خویشاں و اقارب منکوحہ کہ عدم رضائے اوشان در نکاح است در سر کار دعوئی باطلہ برائے نکاح خود میکنند وایں چنیں فسادات دریں دیار خیلے سر زدمی شود' آیا در صورت اعلان بطبل کہ آں باعث اجتماع ناس است' ہم چنیں فسادات کمتر می شود لہٰذا امر ایں چنیں حالت اگر در وقت نکاح اعلان بطبل بو جہی کردہ شود کہ اجتماع ناس ازاں حاصل آید شرعاً ممنوع است یانہ ؟

(الجواب) اعلان نکاح مسنون و مستحب است کما فی الدرالمختار و يندب اعلانه ای اظهاره والضمير راجع الى النكاح بمعنى العقد لحديث الترمذی اعلنوا هذا النكاح واجعلوه فی المساجد واضربوا عليه بالدفوف[1] الخ پس معلوم شد کہ اعلان بالدف در نکاح جائز است۔[2] فقط

دف بجا کر اعلان نکاح کا منشا کیا ہے اور کتنی دیر بجایا جائے

(سوال ۱۷۰) حدیث اعلنوا النكاح واضربوا عليه بالدفوف ضمیر راجع بہ نکاح بمعنی عقد است آیا چندبار زدن دفوف جائز واز کدام زماں تابکدام حین واگر اعلان یعنی اظہار عقد بزدن دف چندبار باید یگر چیز شدہ بود پس دوم بار بزدن دف اعلان بعد اعلان نمودن جائز باشد یانہ ؟

(الجواب) ہرگاہ در صریح حدیث ضرب دفوف علی الاطلاق وارد است پس بقید اعداد و ازمان و احیان نخواہد شد بہر قدر کہ اعلان حاصل شود و ہر قدر کہ مروج است جائز است و اگر اعلان باشیاء دیگر شود کافی است حاجت ضرب دفوف نیست' لیکن اگر باوجود حصول اعلان باشیاء دیگر ضرب دفوف کردہ شود ممنوع نخواہد شد لا طلاق الحدیث (ماحصل یہ ہے کہ جتنے سے اعلان ہو جائے' اتنی دیر دف بجانے میں مضائقہ نہیں)

سہرہ کنگنا باندھ کر نکاح کیا' کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۷۱) نوشاہ نے نکاح کرتے وقت سہرہ یا لگنا باندھا یا جلوہ کھیلا تو نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ افعال درست نہیں ہیں مگر نکاح ہو جاتا ہے (یہ افعال بدعت ہیں' ان سے بچنا ضروری ہے۔ ظفیر)

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۵۹ ج ۲ و ص ۳۶۰ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۸ - ۱۲ ظفير

(۲) سوال جواب کا ماحصل یہ ہے کہ بذریعہ دف نکاح کا اعلان جائز ہے بلکہ اعلان کرنا چاہئے جیسا کہ حدیث میں صراحت ہے مگر اس اعلان کو باجہ اور ڈھول ڈیا کا بہانہ ہرگز نہ بنانا چاہئے و فی الذخيرة ضرب الدف فی العرس مختلف فيه و محله مالا جلا جل اما له جلا جل فمكروه (البحر الرائق كتاب النكاح ص ۸۶ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۸۰) ظفير

دور ہوتے ہوئے عقد نکاح کی کیا صورت ہے

(سوال ۱۷۲) میرے ایک عزیز نے جو کہ ولایت بغرض تعلیم گئے ہوئے ہیں، میرے ایک عزیزہ کی نسبت پیغام شادی دیا ہے لیکن عزیزہ کے رشتہ دار بغرض اطمینان یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ رشتہ عقد کے ذریعہ سے مستحکم ہو جاوے، ولایت سے یہاں آنے میں تعلیم کا سخت نقصان ہے، زیرباری کا خیال ہے، لڑکا ولڑکی دونوں بالغ ہیں کیا کسی صورت سے عقد ہو سکتا ہے؟

(الجواب) اس کی صورت جواز کی یہ ہے کہ لڑکے کا ولی یا کوئی رشتہ دار یا غیر رشتہ دار ولایت ان کو لکھیں کہ ہم تمہاری شادی فلاں شخص کی دختر سے اس قدر مہر پر کرنا چاہتے ہیں، تم اپنی اجازت لکھ بھیجو پس ان کی اجازت آنے پر جس کو وہ اجازت دیویں یہاں شاہدین کے سامنے ایجاب و قبول باضابطہ ان کی طرف سے کر لیا جاوے، نکاح منعقد ہو جاوے گا۔[1] فقط

جنیہ سے نکاح کرنا درست ہے یا نہیں ہے

(سوال ۱۷۳) انسان کا نکاح عورت جنیہ سے درست ہے یا نہیں، امام شافعیؒ کا اس صورت میں کیا مسلک ہے؟

(الجواب) انسان کی مناکحت جنات کے ساتھ درست ہے یا نہیں۔ اشباہ میں سراجیہ سے منقول ہے لا تجوز المناکحة بین بنی ادم والجن لاختلاف الجنس[2] اور زواہر الجواہر میں ہے الاصح انه لا یصح نکاح ادمی جنیة کعکسه لاختلاف الجنس فکانوا کبقیة الحیوانات شامی[3] اور اس میں ائمہ اربعہ میں سے کسی کا اختلاف نقل نہیں کیا، صرف حسن بصریؒ سے اس کا جواز در مختار میں نقل کیا ہے۔[4] فقط

جس کی بیوی جنیہ ہو اس سے صحبت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۷٤) ہندہ پر ایک جنیہ آتی ہے اور شوہر ہندہ سے محبت کمال رکھتی ہے، کیا ایسی حالت میں جب کہ ہندہ پر جنیہ موجود ہو اور شوہر ہندہ، ہندہ سے صحبت کرے تو یہ صحبت جنیہ کے ساتھ زنا ہو گا یا نہیں اور اگر شوہر ہندہ بحالت مذکورہ جنیہ سے نکاح کرے تو نکاح ہو جاوے گا یا نہیں؟

---

(۱) یصح التوکیل بالنکاح وان لم یحضر الشهود (عالمگیری مصری ص ۲۳۱ ج ۱ .ط. ماجدیه ج۱ ص ۲۹٤) ینعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦٤ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۱۲) ظفیر

(۲) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٥٦ ج ۲ .ط.س. ج۳ص٥- ۱۲ ظفیر

(۳) ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳٥۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ص٥- ۱۲ ظفیر

(٤) فخرج الذکر والخنثی المشکل الخ والجنیة وانسان الماء لاختلاف الجنس واجاز الحسن نکاح الجنیة بشهود (درمختار) لاختلاف الجنس لان قوله تعالی والله جعل لکم من انفسکم ازواجا بین المراد من قوله تعالی فانکحوا ماطاب لکم من النساء وهو الا نثی من بنات ادم فلا یثبت حل غیرها بلا دلیل ولان الجن یتشکلون بصور شتی فقد یکون ذکرا تشکل بشکل انثی الخ قوله اجاز الحسن ای البصری کما فی البحر (ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳٥٦ ج ۲ .ط.س. ج۳ص٥) ظفیر مفتاحی

(الجواب) حالت مذکورہ میں شوہر ہندہ ہندہ سے صحبت کر سکتا ہے اور یہ صحبت جنیہ کے ساتھ زنانہ ہوگا اور نکاح انسان کا جنیہ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔[1] فقط

ایسی عورت جس کی پستان ابھری ہوئی نہ ہوں' نکاح درست ہے

(سوال ۱۷۵) عورت خنثی کی جو کل اعضاء قائم ہوں مگر پستان ابھری ہوئی نہیں آیا ۔اس کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) خنثی اگر مشکل ہو تو اس سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر خنثی غیر مشکل ہے تو اگر وہ مرد ہے تو عورت سے اور اگر عورت ہے تو مرد سے اس کا نکاح صحیح ہے' درمختار میں ہے فخرج الذکر والخنثی المشکل۔[2] کتاب النکاح فقط

جس عورت کی شرم گاہ میں دخول نہ ہو سکے اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۷۶) جس عورت کے رحم میں ہڈی ہو اور دخول نہ ہو سکتا ہو اس سے مرد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح جائز ہے۔[3] فقط

جو عورت مرد کے قابل نہیں اس سے نکاح درست ہے

(سوال ۱۷۷) اگر لڑکی کے والدین نے ایک کن عورت جو مرد کے قابل نہیں ہے کا نکاح کسی شخص سے دانستہ یا نادانستہ کر دیا تو وہ نکاح جائز ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا۔[4] کذافی الدر المختار ۔ فقط

خنثی مرد سے شادی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۷۸) ایک عورت جس کی شادی کو پندرہ سال ہوئے وہ پانچ برس خاوند کے گھر رہ کر اپنے والدین

---

(۱) الاصبح انه لا یصح نکاح ادمی جنیة کعکسه لاختلاف الجنس کبقیة الحیوانات (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۷ ج ۲ ۔ط۔س۔ ج۳ ص ۵) ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵٦ ج ۲ ۔ط۔س۔ج۳ ص ٤ ای ان ایراد العقد علیها لا یفید ملك استمتاع الرجل بهما لعدم محلیتهما له و کذا الخنثی لامراة او لمثله الخ(رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵٦ ج۲ ۔ط۔س۔ج۳ ص ٤) ظفیر (۳) لا یتخیر احد الزوجین بعیب الاخرولو فاحشاً کجنون و جذام و برص ورتق وقرن(درمختار) قوله رتق بالتحریك انسداد مدخل الذکر قوله قرن کفلس لحم ینبت فی مدخل الذکر کالعدة وقد یکون عظما(ردالمحتار باب العنین وغیره ص ۸۲۲ ج ۲ ۔ط۔س۔ج۳ ص ۵۰۱) معلوم ہوا یہ عورت ہے اور اس سے نکاح درست ہے ظفیر (٤) هو ای النکاح عندالفقهاء عقد یفید ملك المتعة ای حل استمتاع الرجل من امراة لم یمنع من نکاحها مانع شرعی (درمختار) قوله من امراة الخ المراد بها المحققة انوثها (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۵ ج ۲) و ص ۳۵٦ ج ۲)۔ط۔س۔ج۳ ص ٤ ظفیر

کے گھر آگئی، پھر خاوند کے گھر نہیں گئی عورت اپنے شوہر کو خنثی بتلاتی ہے ایک غیر مرد سے تعلق کر لیا ہے، اس سے دو بچے بھی ہو گئے، خاوند طلاق نہیں دیتا، اگر وہ واقعی خنثی ہے تو عورت کا نکاح اس سے صحیح ہو گیا یا نہیں؟ اور اس سے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(الجواب) شوہر اگر عنین ہو تو نکاح ہو جاتا ہے اور پھر حسب قاعدہ تاجیل و تفریق قاضی کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور عورت کے دعویٰ پر شوہر کو مہلت ایک سال کی بغرض علاج دی جاتی ہے، پھر اگر کچھ نفع نہ ہوا تو عورت کے دوبارہ دعویٰ کرنے پر قاضی تفریق کرا دیتا ہے اور، بدون تفریق قاضی کے نکاح فسخ نہیں ہوتا[1] اور اگر شوہر خنثی مشکل ہو تو وہ نکاح موقوف رہتا ہے اس وقت تک کہ اس کا حال ظاہر ہو، پھر اگر ظاہر ہوا کہ وہ مرد ہے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے یعنی جب کہ عورت اس سے نکاح کرے جیسا کہ اس صورت میں ہے، اور اگر ظاہر ہوا کہ عورت ہے تو نکاح باطل ہو جاتا ہے اور تاوقتیکہ اس کا حال ظاہر نہ ہو نکاح موقوف رہتا ہے جیسا کہ در مختار میں ہے۔ فخرج الذکر والخنثی المشکل الخ اور شامی میں ہے وکذا علی الخنثی لا مرء ة او لمثله ففی البحر عن الزیلعی لو زوجه ابوه او مولاه امراة[2] اور رجلا لایحکم بصحة حتی یتبین حاله انه رجل اوإمرأة الخ و فی باب المهر منه اما المشکل فنکاحه موقوف الیٰ ان یتبین حاله الخ شامی[3] فقط

خنثی مشکل سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۷۹) ایک عورت مسماۃ عزت بی کے ایک جوان لڑکی ہے جو فتور عقل اور عارضہ جنون میں مبتلا ہے ہمیشہ بہکی بہکی باتیں کرتی ہے اور ماسوائے ازیں وہ مثل دیگر عورتوں کے نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس کی پیشاب کی ضرورت پوری ہونے کے واسطے صرف مقام پیشاب گاہ میں ایک راستہ مثل سوراخ کے پیدا کر دیا ہے آدمی کے تعلق اور واسطہ دنیاداری کے لئے بالکل علامات عورات سے کوئی علامت اس دختر کے نہیں ہے مسماۃ عزت بی والدہ دختر نے اس راز اور بھید کو پوشیدہ رکھ کر ایک شخص محمد صالح سے ایک سو پچاس روپے لیکر اس دختر کا عقد نکاح کر دیا ایسی عورت کا نکاح شرعاً ہو سکتا ہے یا نہیں اور جس قدر فرائض مہر وغیرہ کے عمل میں لائے گئے ہیں وہ کہاں تک مضبوط اور مان لینے کے قابل ہیں؟

(الجواب) اگر وہ خنثی مشکل ہے کہ مرد ہونا اور عورت ہونا اسکا کچھ بھی محقق نہیں ہے اور علامات باہم متعارض ہیں یا کوئی بھی علامت مرد یا عورت کی نہیں ہے تو نکاح اس کا باطل ہے منعقد نہیں ہوا اور مہر وغیرہ واپس کیا جاوے گا کما فی الدرالمختار کتاب النکاح هو عقد یفید ملك المتعة الخ من امراة لم یمنع من نکاحها مانع شرعی فخرج الذکر والخنثی المشکل[4] الخ اور اگر درحقیقت وہ عورت

---

(۱) واذا کان الزوج عنینا اجله الحاکم سنة فان وصل الیها فبها والا فرق بینهما اذا طلبت المراة ذالك (هدایه باب العنین وغیره ص ۴۰۰ ج ۲) ظفیر (۲) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۶ ج ۲ ط.س.ج۳ص۴- ۱۲ ظفیر
(۳) رد المحتار باب المهر ص ۴۶۸ ج ۲ ط.س.ج۳ص۱۱۷- ۱۲ ظفیر
(۴) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۵ ج ۲ ط.س.ج۳ص۴۰۳- ۱۲ ظفیر

ہے اور علامت عورت کی اس میں موجود ہیں لیکن بوجہ تنگی سوراخ مجامعت اس سے نہیں ہو سکتی تو نکاح منعقد ہو گیا[۱] لیکن مرد کو اختیار ہے کہ بوجہ وطی نہ ہو سکنے کے اس کو طلاق دیدیوے اور طلاق قبل دخول و خلوۃ صحیحہ نصف مہر شوہر کے ذمہ لازم ہوتا ہے۔ کذافی الدرالمختار[۲] فقط

مخنث کی قسمیں اور اس کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۸۰) مخنث کی کتنی قسمیں ہیں اور اس کی شادی کس سے ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) خنثی کی دو شکل ہیں (ا) مشکل اور غیر مشکل، غیر مشکل کا حکم ظاہر ہے کہ جب متعین ہو گیا کہ وہ مرد ہے یا عورت اور اشکال و اشتباہ جاتا رہا تو اس کے موافق حکم کیا جاوے گا، یعنی اگر مرد ہے تو مردوں کا حکم دیا جاوے گا اور اگر عورت ہے تو عورتوں کا حکم دیا جاوے گا، اور خنثی مشکل (جو کہ نہ مرد ہو اور نہ عورت ہو) کا حکم یہ ہے کہ وہ کسی سے نکاح نہیں کر سکتا، نہ مرد سے نہ عورت سے۔ درمختار کتاب النکاح میں ہے فخرج الذکر والخنثی المشکل لجواز ذکورته[۳] الخ فقط

باجاوغیرہ سے نکاح میں فساد آتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۱) جس نکاح میں باجاوغیرہ ہو وہ نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نکاح ہو جاتا ہے۔ فقط (مگر باجاوغیرہ بجانا ناجائز اور گناہ ہے اور غیر مسلموں کی رسم ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ ظفیر)

جو کلمہ سے ناواقف ہو اس کا نکاح رہتا ہے یا فاسد ہو جاتا ہے ؟

(سوال ۱۸۲) جس شخص کو صفت ایمان و کلمہ معلوم نہ ہو اور اپنی منکوحہ کو غیر آباد رکھے اور خلاف شریعت کام کرے ایسے شخص کا نکاح ثابت رہتا ہے یا نہیں ؟ اگر فاسد ہوتا ہے تو اس کی عورت پر کیا عدت ہے ؟

(الجواب) نکاح اس کا شرعاً ثابت و قائم ہے، فاسد نہیں ہوا بدون طلاق دینے شوہر کے اور بدون گزرنے عدت کے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی (جب تک حکماً مسلمان ہے نکاح باقی ہے، لیکن بیوی

---

(۱) ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الاخر ولو فاحشا کجنون و جذام و برص و رتق (درمختار) قوله رتق انسداد مدخل الذکر و قوله قرن لحم ینبت فی مدخل الذکر کالغدة و قد یکون عظماً (رد المحتار باب العنین وغیره ص ۸۲۲ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۵۰۱) والخلوة بلا مانع حسی و طبعی و شرطی و من الحسی رتق التلاحم و قرن بالسکون عظم و عقل بفتحتین غدة قوله عظم فی البحر عن المغرب القرن فی الفرج مانع یمنع من سالك الذکر فیه اماعدة غلیظة او لحم اوعظم وامراة رتقا بها ذالك و قوله غدة فی خارج الفرج الخ (ردالمحتار باب المهر ص ٤٦٥ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۱۱٤) اس سب بحث سے معلوم ہوا کہ ایسی عورت سے نکاح جائز ہے اور حکماً یہ عورت ہے واللہ اعلم- ۱۲ ظفیر مفتاحی

(۲) و یجب نصفه بطلاق قبل وطئ اوخلوة (درمختار) قوله نصفه ای نصف المهر المذکور (رد المحتار باب المهر ص ٤٥٦ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۱۰٤) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٥٦ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۵) ۱۲ ظفیر

کے حقوق نہ ادا کرنا یا خلاف شریعت کام کرنا گناہ ہے' اس سے توبہ کرنا ضروری ہے بیوی کو آباد کرنا فرض ہے اس کے ساتھ کلمہ وغیرہ سیکھنا بھی۔ ظفیر)

ذیقعدہ میں نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۸۳) زید اپنی دختر کا نکاح بکر سے ذیقعدہ میں کرنا چاہتا تھا' لوگ کہتے ہیں کہ دو عیدوں کے درمیان نکاح حرام ہے ؟

(الجواب) ماہ ذیقعدہ میں نکاح کرنا درست ہے مانعین کا قول بے اصل ہے شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

سوائے قاضی شہر دوسرا نکاح پڑھاوے تو وہ بھی جائز ہے

(سوال ۱۸٤) سوائے قاضی شہر کے اور کوئی دوسرا نکاح پڑھ دے اور وہ نکاح رجسٹر قاضی میں درج نہ ہو تو نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) سوائے قاضی شہر کے اگر دوسرا شخص برضا طرفین نکاح پڑھ دے تو یہ صحیح ہے' نکاح ہو جاتا ہے۔

نکاح دن میں بہتر ہے یا رات میں

(سوال ۱۸٥) نکاح دن میں بہتر ہے یا شب میں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے و یندب اعلانه و تقدیم خطبة و کونه فی مسجد یوم جمعة [1] الخ پس معلوم ہوا کہ جمعہ میں ہونا نکاح کا مستحب ہے (اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دن میں مستحب ہے۔ ظفیر)

بغیر ختنہ ہوئے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۸٦) سنا ہے کہ بدون ختنہ کے اگر لڑکے کا نکاح کر دیا جائے تو نکاح صحیح نہیں ہوتا' یہ بات صحیح ہے یا غلط ؟

(الجواب) یہ غلط ہے کہ بدون ختنہ کے نکاح درست نہیں ہے' یہ جاہلوں کی باتیں ہیں بدون ختنہ کے نکاح صحیح ہے کما ھو مقتضی اطلاق النصوص . قال فی الدرالمختار وللولی الاتی بیانه نکاح الصغیر والصغیرة جبراً ولو ثیبا [2] الخ فقط

بدعتی سے نکاح کرنا درست ہے مگر مناسب نہیں

(سوال ۱۸۷) احمد رضا خان بریلوی کے معتقد سے کسی اہل سنت حنفی کو اپنی لڑکی کا نکاح کرنا جائز ہے یا

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۹ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۸ - ۱۲ ظفیر
(۲) ایضاً - باب الولی ص ٤۱۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ٦٥ - ۱۲ ظفیر مفتاحی

نہیں ؟

(الجواب) نکاح تو ہو جاوے گا کہ آخر وہ بھی مسلمان ہے اگرچہ مبتدع ہے مگر ایسے لوگوں سے رشتہ موانست و مناکحت درست نہیں (یعنی مناسب نہیں ہے۔ ظفیر) حدیث شریف میں آیا ہے ولا تجالسوهم ولا تناكحوهم [1] الحديث ترجمہ نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور نہ ان سے نکاح کرو۔ فقط

نکاح میں اعلان کے لئے باجا بجانا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۸۸) اعلان کے لئے نکاح میں باجے حلال ہیں یا نہیں ؟

(الجواب) اعلان نکاح کے لئے دف بجانا حلال ہے اور باقی باجے سب حرام ہیں۔ [2] فقط

دف کتنی دیر تک بجانا درست ہے

(سوال ۱۸۹) نکاح میں دف بجانا کتنی دیر تک جائز ہے ؟

(الجواب) دف بجانا بقصد اعلان نکاح جائز رکھا ہے پس جس قدر ضرورت اعلان میں ہے وہاں تک مباح ہے (باقی اس کو بہانہ بنا کر ڈھول صبح سے شام تک پیٹنا درست نہیں یہ پھر اعلان کے بجائے باجا کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ ظفیر)

دف کی اجازت ہے مگر یہ کہنا کہ بغیر باجا نکاح حرام ہے بد دینی ہے اور کفر کا خوف ہے

(سوال ۱۹۰) تقویۃ الایمان کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ تبوک کی لڑائی کے بعد دف کو منع فرمادیا تھا اور جو شخص یہ کہے کہ جس نکاح میں باجہ نہ ہو وہ نکاح حرام ہے اس شخص کے لئے کیا حکم ہے ؟

(الجواب) فقہائے احناف نے دف کی اجازت نکاح میں دی ہے شامی میں ہے و يندب اعلانه اى اظهاره الضمير راجع الى النكاح بمعنى العقد [3] لحديث الترمذى اعلنوا هذا النكاح واجعلوه فى المساجد واضربوا عليه الدف فتح [4] جو شخص یہ کہے کہ جس بیاہ میں باجا وغیرہ نہ ہو وہ حرام ہے الخ وہ شخص فاسق ہے بلکہ اس کے کفر کا خوف ہے توبہ کرے۔ فقط

بغیر خطبہ نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں

سوال ۱۹۱) بغیر خطبہ نکاح درست است یانہ ؟

---

۱) و يندب اعلانه اى اظهاره والضمير راجع الى النكاح بمعنى العقد لحديث الترمذى اعلنوا هذا النكاح واجعلوه فى مساجد واضربوا عليه بالدفوف (ردالمحتار كتاب النكاح ص ۳۵۹ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۸)
۲) هذا اذا لم يكن له جلاجل ولم يضرب على هيئة التطرب (ايضاً كتاب الحظر ص ۳۰۷ ج ۵ .ط.س. ج۳ص ۳۵۰)
۳) رد المحتار كتاب النكاح ص ۲۵۹ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۸ – ۱۲ ظفیر مفتاحی
٤) دیکھئے مشکوۃ باب اعلان النکاح ص ۲۷۲ – ۱۲ ظفیر

(الجواب) خطبہ اگر نباشد نکاح منعقد می شود ارکان نکاح ایجاب و قبول است خطبہ شرط نیست بلکہ سنت است۔ [۱] فقط (یعنی بغیر خطبہ نکاح جائز ہے)

منگنی کے بعد جو دیا تھا نکاح نہ ہونے کی صورت میں واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۹۲) جہاں منگنی ہوئی تھی وہاں نکاح نہیں ہوا، تو منسوبہ کو جو کچھ دیا گیا تھا اسے واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار خطب بنت رجل و بعث الیها اشیاء ولم یزوجها ابوها الخ یسترد عینه قائما الخ و کذا یسترد ما بعث هدیة . قائم دون الهالك والمستهلك [۲] الخ معلوم ہوا کہ جب نکاح نہ ہوا تو جو کچھ اس نے اس وجہ سے دیا ہے اور وہ موجود ہے اس کو واپس لے سکتا ہے۔ فقط

جو دور دراز سے مجبوری کی وجہ سے نہ آسکتا ہو اس کی شادی کس طرح انجام دی جائے

(سوال ۱۹۳) ایک شخص دور دراز اپنے وطن سے رہتا ہے، گورنمنٹی ملازمت ہے اس کی شادی کے دن قریب آگئے ہیں، رخصت منظور نہیں ہوتی تو بذریعہ خط اس کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) دور سے بذریعہ خط و کتابت بھی نکاح ہو سکتا ہے [۳] اس کی صورت یہ ہے کہ وہ شخص جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہے اپنی طرف سے کسی کو وکیل بنادے کہ میرا نکاح فلاں لڑکی سے کر دو وہ شخص وکیل عورت کے سامنے یا اس کے وکیل کے سامنے جا کر روبرو دو گواہوں کے یہ کہے کہ میں نے فلاں مرد کا نکاح فلاں عورت سے بقدر اس قدر مہر کے کیا، اور عورت یا اس کا وکیل قبول کرلے یا عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کا وکیل قبول کرے۔ بہر حال یہ صورت بھی جواز نکاح کی ہے۔ [۴] فقط

باندی کسے کہتے ہیں اور اس کے ساتھ وطی بلا نکاح جائز ہے یا نہیں......؟

(سوال ۱۹۴) باندی کس کو کہتے ہیں، باندی کے ساتھ بدون نکاح کے وطی درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) باندی مملوکہ کو کہتے ہیں، یہاں (ہندوستان میں) وہ نہیں ہے۔ [۵] فقط (جہاں شرعی باندی ہو اس کے

---

(۱) و یندب اعلانه و تقدیم خطبة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۹ ج ۲ ط.س. ج۳ص۸) اس سوال و جواب کا ما حصل یہ ہے کہ اگر کوئی خطبہ نہ پڑھے اور ایجاب و قبول گواہوں کے سامنے ہو جائے تو بھی نکاح ہو جائے گا خطبہ رکن یا شرط نکاح نہیں ہے کہ اس پر نکاح موقوف ہو۔ ظفیر (۲) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب المهر ص ۵۰۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۵۳ – ۱۲ ظفیر (۳) قال ینعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب و صورته ان یکتب الیها یخطبها فاذا بلغها الکتاب احضرت الشهود و قرأته علیهم الخ (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶٤ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۲) ظفیر (٤) واذا اذنت المراة للرجل ان یزوجها من نفسه فعقد بحضرة شاهدین (الخ لنا ان الوکیل فی النکاح معبر و سفیر والتمانع فی الحقوق دون التعبیر ولا ترجع الحقوق الیه (هدایه فصل فی الوکالة بالنکاح ص ۳۰۲ ج ۲) ظفیر

(۵) وله التسری بماشاء من الاماء (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المحرمات ص ٤۰۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص٤۸) ظفیر

ساتھ وطی بلا نکاح جائز ہے۔ ظفیر)

بیوی پر اطاعت ضروری ہے

(سوال ۱۹۵) منکوحہ زید زید کے پاس رہنا نہیں چاہتی اور زید ہندہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) ہندہ کو ضرور ہے کہ زید کے پاس رہے اور اس کی اطاعت کرے[1] بدون طلاق دیئے زید کے یا خلع کرنے کے کوئی صورت زید سے علیحدگی کی نہیں ہے۔[2] فقط

منگنی کے بعد لڑکے کی صحت خراب ہوگئی دوسری جگہ لڑکی کی شادی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۶) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسی صورت میں کہ زید نے اپنی دختر کا خطبہ (منگنی) عمر کے بیٹے سے صغر سنی میں کیا تھا اور موافق رسم و رواج کے لڑکے والوں کی جانب سے کچھ زیور اور کپڑے دیئے گئے تھے، آخر قضاء الٰہی سے دو تین سال یا زیادہ کے بعد اس لڑکے کی ٹانگ میں مرض گنبیر ہو گیا اس کی وجہ سے وہ لڑکا لنگڑا ہو گیا یہاں تک کہ اب وہ لڑکا بغیر لاٹھی کے سہارے کے چلنے سے محتاج ہے، تب لڑکی کے والد نے خیال کیا کہ اس حالت میں یہ لڑکا نفقہ وغیرہ دینے سے بالکل معذور ولاچار ہے اور بغیر خرچ وغیرہ کے ربط و ملاوٹ مشکل ہے لہٰذا زید نے وہ زیور وغیرہ جو خطبہ کی وجہ سے لڑکی کے لئے ملے تھے واپس کر دیئے اور انکار کر دیا کہ اس لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح نہ کروں گا اور وہ لڑکی بھی راضی نہیں ہے تو اب اس خطبہ اور زیور اور کپڑوں کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ اور اگر زید لڑکے موصوف سے اپنی لڑکی کا نکاح نہ کرے اور دوسری جگہ اپنی لڑکی کا خطبہ اور نکاح کرنا چاہے تو اس کو شریعت اجازت دے گی یا نہیں؟

(الجواب) شرعاً ولی کو ضروری ہے کہ اپنی دختر کے نکاح میں اس کی مصلحت کو پیش نظر رکھے ایسے شخص سے نکاح کرے جو ہر طرح دختر کا کفو ہو اور نا موافقت کا اندیشہ نہ ہو پس صورت مسئولہ میں جب کہ وہ شخص جس سے خطبہ ہوا تھا معذور ہو گیا اور قادر بالکسب والنفقہ نہ رہا تو نکاح اس دختر کا اس سے نہ کرنا چاہئے، دوسرے شخص سے کرنا چاہئے جو ہر طرح لڑکی کا کفو ہو۔ شامی میں ہے **ولا یزوج ابنته الشابة شیخاً کبیراً ولا رجلاً و دمیما و یزوجها کفواً الخ**[3] فقط

پس زید اس حالت میں اس معذور سے جس سے خطبہ ہوا تھا نکاح نہ کرے اور دوسرے عمدہ موقعہ کا خیال کرے، اس میں گناہ گار نہ ہوگا بلکہ اس معذور سے نکاح کرنے میں گناہ گار ہوگا اور خطاوار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم
کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔

---

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے الرجال قوامون علی النسآء (سورۃ النساء)
(۲) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته الخ فلم یقل احد بجوازہ (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۵۱۶) ظفیر (۳) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۹- ۱۲ ظفیر

الجواب صحیح۔بندہ محمود عفی عنہ (شیخ الہند وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند)
الجواب صحیح۔احقر گل محمد عفی عنہ

رتقاء عورت سے نکاح درست ہے

(سوال ۱۹۷) ایک عورت کا ایک شخص سے نکاح ہوا اس نے چند یوم کے بعد اس کو طلاق دیدی دوسرے شخص سے پھر نکاح ہوا تو اس وقت یہ بات معلوم ہوئی کہ مدخل ذکر بند ہے اور وطی اس سے کرنا بالکل محال ہے اور وہ یہ کہتی ہے کہ مجھ کو مرد کی خواہش ہی نہیں ہوتی ہے صرف یہ جی چاہتا ہے کہ مرد سامنے بیٹھا رہے غرض یہ عورت بمنزلہ مرد کے ہے اب یہ دوسرا شخص بھی اس کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے تو اس میں یہ دریافت کرنا ہے کہ ایسی عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں، وہ بعد چھوڑ دینے کے مہر کی مستحق ہے کہ نہیں نکاح کے وقت مہر کی کچھ تفصیل نہیں کی گئی کہ معجل کس قدر ہے اور مؤجل کس قدر ہے صرف مقدار معین کردی تھی ایسی صورت میں وہ مہر کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا اور بعد دخول مہر پورا واجب ہے اور مہر اگرچہ معجل نہ ہو طلاق سے معجل ہو جاتا ہے یعنی بعد طلاق کے فوراً مطالبہ مہر کا زوجہ کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الاخر ولو فاحشاً کجنون و جذام و برص ورتق و قرن (درمختار)[1] قوله ورتق بالتحریك انسداد مدخل الذکر[2] شامی ویتاکد عند وطئ او خلوة صحت من الزوج . درمختار وفی الخلاصة و بالطلاق یتعجل الموجل . شامی ص ۳۵۹ باب المهر – فقط

نکاح سب پڑھا سکتے ہیں

(سوال ۱ / ۱۹۸) مجسٹریٹ کا یہ فرمانا کہ نکاح پڑھنا ہر خاص وعام کا کام ہے، قاضی کی کوئی ضرورت نہیں، صحیح ہے یا نہیں؟

قاضی شہر کے ہوتے ہوئے فقیر نکاح پڑھا سکتا ہے

(سوال ۲ / ۱۹۹) بموجودگی قاضی شہر بلااجازت قاضی، فقیر جو وکالت کرتا ہے نکاح پڑھا سکتا ہے یا نہیں

نکاح خوانی کسی خاندان سے مخصوص نہیں ہوتی

(سوال ۳/ ۲۰۰) جو قاضی عرصہ سے نکاح خوانی پر قابض ہے اور اس کے پاس سند بایں مضمون ہو کہ قضاء پر انہیں کا خاندان رہے، یا پشتہا پشت سے قبضہ چلا آتا ہو تو قابل لحاظ ہے یا نہیں؟

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۵۰۱ – ۱۲ ظفیر
(۲) رد المحتار کتاب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۵۰۱ – ۱۲ ظفیر

(الجواب) (۱) صحیح ہے۔ فقط

(۲) پڑھ سکتا ہے۔ فقط

(۳) نکاح خوانی کسی خاص خاندان یا کسی خاص شخص کا حق شرعاً نہیں ہے جس سے نکاح پڑھوالیا جائے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ انتظامی قضیہ جداگانہ ہے۔ جیسا حکام مصلحت سمجھیں انتظام کریں۔ فقط

نکاح خوانی کسی شخص واحد کی جاگیر نہیں ہے

(سوال ۲۰۱) نکاح خوانی کے متعلق کیا حکم ہے اور یہ کام حتماً کسی خاص شخص یا اشخاص کے لئے مخصوص کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص جو سرکار سے اس کام کیلئے مقرر نہ کیا گیا ہو نکاح پڑھاوے تو وہ جائز ہو گا یا نہ؟ یا مناکحین کو کسی ایسے حکم کی پابندی پر مجبور کیا جانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اس زمانہ میں کوئی باقاعدہ نکاح کا رجسٹر رکھا جانا بہت خرابیوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور حقوق زن و شوہر کی حفاظت کے لئے ایک نہایت مستحکم اور مضبوط ذریعہ ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تاوقتیکہ نکاح خوانی کی خدمت کی غرض سے خاص شخص یا اشخاص کو حتماً مقرر نہ کیا جاوے کسی رجسٹر یا کتاب نکاح کا باقاعدہ رکھنا ناممکن ہے قاضیوں کی درخواست میں جو نذرانہ سرکاری نسبت لکھا گیا ہے یہ در حقیقت ایک فضول امر ہے کسی سرکاری نذرانہ یا محصول کا مقرر کیا جانا کس قدر نامناسب ہے اور گویا ریاست ہذا میں یہ پرانا قانون نکاح ثانی کی نسبت کسی زمانہ سابق سے جب کہ قانون کا رواج یہاں ایسا نہ تھا جیسا آج کل ہے چلا جاتا ہے مگر عدالت ہائے سرکار نے سرکاری نذرانہ کو عمداً نکاح ثانی کے لئے لازمی و ضروری خیال نہیں کیا۔

(الجواب) شرعاً نکاح ثانی کے لئے کوئی قید اور پابندی نہیں ہے خود زوجین بالغین روبرو دو گواہوں کے اپنا عقد کر سکتے ہیں اور ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں اگر وہ خود نہ کریں تو ہر ایک ان میں سے جس کو وکیل نکاح بنادیوے صحیح ہے اور وکیل کا نکاح کیا ہوا معتبر ہے اور ولی شرع میں اسی لئے مقرر ہے کہ وہ اس کام کو کرے پس مخصوص کرنا عقد نکاح کا ساتھ خاص اشخاص کے کہ وہی عقد نکاح کریں تو معتبر ہو ورنہ نہیں مقید کرنا امر مطلق شارع کا ہے جو ناجائز ہے' پس ایسا حکم کرنا کہ سوائے خاص لوگوں کے اور کوئی نکاح خوانی نہ کر سکے اور کرے تو وہ معتبر نہ ہو اور گویا وہ نکاح نہ سمجھا جاوے بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے اور احکام شرعیہ کا مبطل ہے مناسب بلکہ بقاعدہ شرعیہ لازم ہے کہ اس حکم کو عام ہی رکھا جاوے اور کسی کی رعایت سے مخلوق کو اپنے حوائج ضروریہ کے پورا کرنے میں مجبور نہ کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن

سرکار کے مقرر کردہ آدمی کے واسطہ سے نکاح نہ ہو تو بھی جائز ہے

(سوال ۲۰۲) یہاں کی سرکار نے ایک قانون یہ بھی جاری کیا ہے کہ جو شخص نکاح کرنا چاہے وہ ایک خاص شخص کی معرفت جو اس کام کے لئے مقرر ہے کر سکتا ہے' وہی عورت جائز سمجھی جاتی ہے؟

(الجواب) جب کہ سرکار نے یہ قانون مقرر کر رکھا ہے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کوئی نکاح بدون وساطت اس

شخص کے جس کو اس کام کے لئے سرکار نے مقرر کیا ہے کوئی نکاح نہ کریں' تاکہ ایسا نہ ہو کہ منکوحہ غیر منکوحہ اور اولاد صحیح النسب غیر صحیح النسب سمجھی جاوے فقط (لیکن یہ بغرض سہولت مشورہ دیا گیا ہے' اس قانون کا ماننا لازم نہیں ہے اور اب یہ قانون کہیں لازمی درجہ کا نافذ بھی نہیں ہے اور جیسا کہ پہلے گزرا اس پر پابندی عائد کرنا مفاسد کا پیش خیمہ ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

اجرت نکاح جبراً لینا کیسا ہے؟

(سوال ۱ / ۲۰۳) نکاح خوانی کی اجرت جبراً لینا جائز ہے یا نہیں؟

نکاح خوانی کے لئے ایک آدمی کو مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۲ / ۲۰٤) نکاح خوانی کے لئے شرعاً ایک شخص کو مخصوص کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) جائز ہے اور جس قدر اجرت معروف ہے وہ موافق قاعدہ المعروف کالمشروط جبراً بھی لے سکتا ہے۔

(۲) ضروری نہیں ہے۔ انتظاماً اگر ایسا کیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

بہن کی شادی کی خاطر اپنی شادی کر لی تو درست ہے

(سوال ۲۰۵) میں غریب یتیم ہوں اور میری ہمشیرہ یتیمہ قریب البلوغ بلکہ بالغہ ہے' اگر میں اپنی ہمشیرہ کے عقد نکاح کے عوض اپنا نکاح کر لوں تو جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) شریعت اس میں کسی کو مجبور نہیں کرتی جہاں موقعہ ہو اور مناسب ہو اپنا عقد اور اپنی ہمشیرہ کا عقد کر دیا جاوے۔ فقط

نکاح شہرت سے بہتر ہے یا خفیہ طور پر

(سوال ۲۰٦) نکاح شرعاً شہرت کے ساتھ ہونا چاہئیے یا خفیہ طور پر؟

(الجواب) بہتر یہ ہے کہ شہرت کے ساتھ ہونا چاہئیے اور دو گواہوں کے روبرو اگر خفیۃً بھی ایجاب وقبول ہو جاوے تو نکاح صحیح ہے۔

رافضی نکاح پڑھائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۰۷) رافضی نے اہل سنت کا نکاح پڑھا صحیح ہوا یا نہ؟

(الجواب) نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ ناکح اور منکوحہ دونوں سنی ہیں رافضی نے صرف ایجاب وقبول کرایا ہے تو اس سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا البتہ مناسب یہ ہے کہ رافضی کو قاضی نکاح خواں سنیوں کا نہ بنایا جاوے۔ فقط

مسجد میں نکاح پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۲۰۸) نکاح مسجد میں پڑھانا بالاتفاق درست ہے یا نہیں ؟
(الجواب) درست ہے۔ فقط

نکاح مسجد میں مستحب ہے

(سوال ۲۰۹) زید کہتا ہے کہ مسلمانوں کا نکاح مسجد میں ہونا چاہئیے کیونکہ قرون ثلثہ میں نکاح مسجد میں ہی ہوتا تھا عمرو کہتا ہے کہ مسجد میں نکاح ہونا پہلے تو مشابہت بہ نصاری ہے اس لئے کہ ان کے مذہب میں گرجا ہی نکاح ہوتا ہے اس کے علاوہ مسجد میں خاص اسی نکاح کے لئے روشنی بے حد ہمیشہ سے زیادہ کرنا اور فرش وغیرہ ہمیشہ سے زیادہ بچھانا اور ہزار ڈیڑھ ہزار آدمیوں کا مسجد میں گھس پڑنا جن میں بہت سے بے وضو اور بہت سے بے نمازی بھی ہوتے ہیں اور بعد نکاح کے اسی مسجد کے اندر لڑکے کا مبارکبادی گانا' پھر صحن مسجد میں شربت پلانا' شوروغل ہونا جس کے سبب سے کتنے ایک نمازیوں کی نماز میں خلل ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ' یہ سب خلاف آداب مساجد ہیں اس لئے مسجدوں میں نکاح نہیں ہونا چاہئیے سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں کون حق پر ہے ؟

(الجواب) درمختار میں ہے و يندب اعلانه و تقديم خطبة و كونه في مسجد يوم جمعة [1] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ نکاح میں یہ امور مستحب ہیں اعلان کرنا اور خطبہ پڑھنا اور مسجد میں ہونا' اور جمعہ کے دن ہونا وغیرہ پس حتی الوسع اگر ان امور کی رعایت رہے تو بہت اچھا ہے اور مبارک ہے اور شامی میں مسجد میں نکاح کے مستحب ہونے کی یہ وجہ لکھی ہے للامر به في الحديث یعنی حدیث شریف میں اس کا حکم وارد ہوا ہے کہ مسجد میں نکاح پڑھو الفاظ اس حدیث کے جس میں یہ حکم وارد ہوا ہے یہ ہیں وعن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ اعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدفوف . رواه الترمذي [2] حاصل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس نکاح کو اعلان کرو اور مسجد میں کرو اور دف سے اعلان کرو مرقات میں لکھا ہے قوله بالدفوف لكن خارج المسجد [3] یعنی اگر دف ہو تو خارج مسجد ہونا چاہئیے پس معلوم ہوا کہ قول زید کا صحیح ہے البتہ مسجد کے آداب کا بھی خیال رکھنا چاہئیے جیسا کہ مرقاۃ کی عبارت سے واضح ہوا کہ دف خارج عن المسجد ہونا چاہئیے اس طرح مسجد میں دیگر امور خلاف شرع بھی نہ ہونے چاہئیں۔ فقط

ولیمہ کا کھانا کب مسنون ہے

(سوال ۲۱۰) ولیمہ کا کھانا کب مسنون' ایک گروہ کہتا ہے کہ نکاح کی صبح کو اور ایک گروہ کہتا ہے کہ رخصت کے بعد صبح کو ؟

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۵۹ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۸ - ۱۲ ظفیر
(۲) رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۵۹ ج ۱ .ط.س. ج۳ص۸ - ۱۲ ظفیر
(۳) مرقات شرح مشكوة باب اعلان النكاح ص ۴۲۵ ج ۳ - ۱۲ ظفیر

(الجواب) ولیمہ کا کھانا نکاح کے بعد ہر وقت جائز ہے اور ہر طرح سنت ادا ہو جاتی ہے خواہ نکاح سے اگلے دن کرے زفاف ہو یا نہ ہو اور خواہ بعد زفاف کے کرے اور بعض علما نے یہ بھی فرمایا ہے کہ نکاح کے بعد بھی کرے اور زفاف کے بعد بھی یعنی جب کہ زفاف کچھ بعد میں ہو۔ مرقات میں ہے قیل انها یکون بعد الدخول و قیل عند العقد و قیل عندهما. (1) فقط

نکاح پہلے ہو اور رخصتی کئی ماہ بعد تو ولیمہ کب کیا جائے

(سوال ۲۱۱) بعض نکاح ایسے ہوتے ہیں کہ چھ ماہ پہلے ہو جاتا ہے اور رخصت ۶ ماہ بعد ہوتی ہے آیا دعوت ولیمہ بعد نکاح ہونی چاہئے یا بعد شب زفاف؟

(الجواب) شرح شرعۃ الاسلام میں ہے وكذا الوليمة سنة الخ واختلفوا ايضاً فى وقت الوليمة قال بعضهم بعد الدخول بها وقال بعضهم عند العقد وقال بعضهم عندهما جميعاً (2) الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ بعض نے فرمایا کہ نکاح کے وقت ہے اور بعض نے فرمایا کہ دونوں وقتوں میں سے جس وقت چاہے کرے الغرض خواہ نکاح کے بعد ولیمہ کرے یا رخصت کے بعد کرے، سنت ولیمہ حاصل ہو جاوے گی۔ فقط

نکاح متعہ و موقت باطل ہے

(سوال ۲۱۲) قاضی حسن الدین نے ایک مرد کا ایک عورت سے چھ ماہ کے لئے نکاح متعہ پڑھا دیا اور قاضی صاحب موصوف کو سرکار نظام سے دو نمبر معافی صرف حق الخدمت میں دیئے ہوئے ہیں اور قاضی موصوف ایک بالکل بے علم اور ناخواندہ آدمی ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہماری سرکار نظام کے صدر الصدور امور مذہبی اس اراضی کو ضبط فرما کر کسی ایسے شخص کو دیدیں کہ جو مسجد کو آباد کر کے اشاعت اسلام کریں، ایسا کرنا کہاں تک جائز ہے؟

(الجواب) درمختار میں ہے وابطل نکاح متعة و موقت (3) پس معلوم ہوا کہ نکاح متعہ و موقت باطل ہے جس قاضی نے ایسا کیا وہ جاہل ہے و فاسق ہے، امامت اس کی مکروہ ہے، اس کو امام نہ بنایا جاوے اور اس کو اس عہدے سے معزول کرنا چاہئے اور جب کہ وہ اس عہدہ پر نہ رہا تو صدر الصدور امور مذہبی کو اختیار ہے کہ اس حق الخدمت کو دوسرے صاحب کو دیویں جو اس خدمت کو انجام دیویں۔ فقط

نکاح متعہ درست نہیں ہے، شیعوں کا دعویٰ غلط ہے

(سوال ۲۱۳) یہاں پر چند حضرات شیعہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ حلت متعہ آیات اور احادیث اور کتب اہل سنت

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح باب الولیمہ ص ۴۵۰ ج ۳

(۲) شرح شرعۃ الاسلام ص ۴۴۷ - ۱۲ ظفیر

(۳) الدر المختار باب المحرمات ص ۱۹۰ ج ۱ ط س ج۳ص ۵۱ - ۱۲ ظفیر

سے ثابت ہے آیت یہ پیش کرتے ہیں فما استمعتم الآیۃ اور کتب اہل سنت یہ پیش کرتے ہیں تفسیر درمنثور، تفسیر کبیر، تفسیر طبری، صحیح مسلم، صحیح بخاری، عینی شرح بخاری۔ یہ سب حوالجات صحیح ہیں یا نہیں اور قول حضرت عمرؓ کا پیش کرتے ہیں متعتان کانتا علی عهد رسول الله ﷺ وانا احرهما اس کا کیا مطلب ہے؟

(الجواب) معنی صحیح آیت فما استمتعتم به منهن کے یہ ہیں کہ جس عورت سے تم فائدہ اٹھاؤ نکاح کے ساتھ تو اس کو اس کا مہر دو۔ کما فی الجلالین . فما استمتعتم' تمتعتم به منهن' ممن تزوجتم بالوطی الخ ص ۷۲ وفی المدارك فما استمتعتم به منهن فما نكحتموه منهن [1] الخ وفی الخازن واما الاية فانها لم تتضمن جواز المتعة لانه تعالىٰ قال فيها ان تبتغوا باموالكم محصنين غيرمسافحين فدل ذلك على النكاح الصحيح [2] و فيه ايضاً برواية مسلم عن سبرة بن معبد الجهنی انه كان مع رسول الله ﷺ فقال ياايها الناس انی كنت اذنت لكم فی الاستمتا ع من النساء وان الله قد حرم ذلك الی يوم القيامة فمن كان عنده منهن شيئاً فليخل سبيله ولا تاخذوا مما اتيتموهن شيئاً والی هذا ذهب جمهور العلماء من الصحابة فمن بعدهم ای ان نكاح المتعة حرام الخ ص ٤٠٨ خازن — پس معلوم ہوا کہ حوالجات اس شیعی کے محض غلط اور افتراء ہیں۔

وروی سالم بن عبدالله بن عمران عمربن الخطابؓ صعد المنبر فحمد الله واثنی اليه ثم قال ما بال اقوام ينكحون هذه المتعة وقد نهی رسول الله ﷺ عنها لا اجد رجلاً نكحها الا رجمته بالحجارة ص ٤٠٩ خازن

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان کا یہ فرمانا احر مهما بتحريم رسول الله ﷺ جیسا کہ روایت سالم میں موجود ہے وقد نهی رسول الله ﷺ عنها الحديث وفی متعة الحج تفصيل لايليق بهذاالمقام. فقط

(۱) تفسیر مدارك ص ۱۷۰ — ۱۲ ظفیر

(۲) تفسیر خازن الموسوم لباب التاويل ص ٤٢٣ ج ١، ١٢ ظفير

تیسرا باب

وہ عورتیں جن سے نکاح درست ہے

بیوی کے رہتے ہوئے بیوی کی غیر حقیقی بھتیجی سے نکاح درست ہے

(سوال ۲۱۴) عبدالکریم کی چچازاد ہمشیرہ کی شادی احمد حسن سے ہوئی'اب ہمشیرہ مذکورہ بہ وجوہات چند اور دائم المریض رہنے کے اپنے شوہر کو اجازت نکاح ثانی کی دیتی ہے تو عبدالکریم کی لڑکی سے احمد حسن کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح احمد حسن مذکور کا اس صورت میں عبدالکریم کی دختر سے صحیح ہے۔ کذافی کتب الفقه [1] فقط

عورت جب کہے کہ شوہر نے مجھے طلاق دیدی ہے تو اس سے نکاح درست ہے

(سوال ۲۱۵) کسی عورت کا شوہر کا پتہ نہ ہو اور وہ یہ ظاہر کرتی ہو کہ میرا شوہر مجھے طلاق دے چکا ہے'اس سے نکاح جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) در مختار میں ہے لو قالت امراة لرجل طلقتی زوجی وانقضت عدتی لا باس ان ینکحها الخ [2] یعنی اگر کسی عورت نے یہ بیان کیا کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دیدی ہے اور میری عدت بھی گزر گئی ہے تو اس سے نکاح کرنے میں'کچھ حرج نہیں ہے اور شامی نے خانیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ یہ اس وقت ہے کہ اس شخص کو یہ گمان ہو کہ یہ عورت سچ کہتی ہے اور وہ عورت معتبر معلوم ہوتی ہو۔ [3] فقط

مطلقہ کا بعد عدت نکاح کرنا درست ہے

(سوال ۲۱۶) وزیر خاں نے اپنی زوجہ کو عرصہ تقریباً بارہ سال کا ہوا کہ گھر سے نکال دیا قاضی صاحب نے وزیر خاں کو ہدایت کی کہ تم اپنی عورت کو لے جاؤ'وزیر خاں نے جواب دیا کہ میری طرف سے طلاق ہی ہے' عورت نے محب اللہ سے نکاح کر لیا ہے'آیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) جس وقت وزیر خاں نے یہ لفظ کہا کہ میری طرف سے طلاق ہی ہے'اس وقت اس کی زوجہ پر

---

(۱) وحرم الجمع و طأ بملك يمين بين امراتين ايتهما فرضت ذكر الم تحل للاخرى ابدا الخ فجاز الجمع بين امراة و بنت زوجها الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۳۸) ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الحظر والا باحة فصل فى البيع ص ۳۷۱ ج ۵ .ط.س. ج۶ص۴۲۰- ۱۲ ظفير

(۳) حاصله انه متى اخبرت بامر محتمل فانه ثقة او وقع فى قلبه صدقها لا باس يتزوجها (ايضاً) ط.س. ج۶ص۴۲۱ ظفير

طلاق واقع ہوگئی پس اگر نکاح اس کا محبّ اللہ سے بعد گزرنے عدت کے ہوا ہے جو کہ حائضہ کے لئے تین حیض ہیں تو یہ نکاح صحیح ہے کما قال اللہ تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثة قروء [1] فقط

نکاح میں شرط لگانا باطل ہے مگر نکاح ہو جاتا ہے

(سوال ۲۱۷) فی زماننا بعض اہل دختر معروف شرط قرار دیکر صاحب فرزند سے رشتہ یعنی سانٹا لیتا ہے شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح دونوں صحیح ہو جاتے ہیں اور شرط باطل ہے اور مہر ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ واجب ہوتا ہے [2] فقط

چچازاد ہمشیرہ کے شوہر سے اپنی لڑکی کا نکاح درست ہے جب کہ ہمشیرہ فوت ہو چکی ہو

(سوال ۲۱۸) ہندہ کی چچازاد ہمشیرہ زبیدہ نے وفات پائی اب ہندہ اپنی لڑکی کا نکاح زبیدہ مرحوم کے خاوند سے کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) کر سکتی ہے۔ [3] فقط

بھانجہ کی بیوہ سے جو سالی بھی ہے بیوی کے مرنے کے بعد شادی درست ہے

(سوال ۲۱۹) زید عمر کا حقیقی بھانجہ تھا اور دونوں کی زوجہ آپس میں حقیقی بہنیں تھیں عمر کی زوجہ کا انتقال ہو گیا اور تھوڑی عرصہ بعد زید کا بھی انتقال ہو گیا۔ کیا ایسی صورت میں زید کی بیوہ سے عمر کا نکاح بعد عدت جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) عمر کا نکاح اس صورت میں زید کی بیوہ سے جو کہ عمر کی سالی بھی ہے اور بھانجہ متوفی کی زوجہ بھی تھی صحیح ہے۔ [4] فقط

ہر ایک دوسرے کی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کرے تو یہ درست ہے

(سوال ۲۲۰) زید نے اپنی لڑکی عمر کے لڑکے سے اور عمر نے اپنی لڑکی زید کے لڑکے سے نکاح کر دیا اور مہر دونوں لڑکیوں کا شرعی طور پر مقرر و معین ہو گیا تو یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) دونوں نکاح شرعاً صحیح ہو گئے۔ [5] فقط

---

(۱) سورة البقرة ع ۲۸

(۲) ووجب مهر المثل فی نکاح الشغار هو ان یزوجه بنته علی ان یزوجه الاخر بنته او اخته مثلاً معاوضة بالعقدین وهو منهی عنه بخلوه عن المهر فاوجبنا فیه مهر المثل فلم یبق شغارا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب نکاح الشغار ص ۴۵۷ ج ۲. ط. س. ج۳ ص۱۰۶. ۱۲ ظفیر

(۳) کوئی وجہ حرمت کی نہیں واحل لکم ماوراء ذالکم (النساء : ۴) میں داخل ہے۔ ظفیر

(۴) قال اللہ تعالی واحل لکم ماوراء ذالکم (النساء : ۴)

(۵) ایضاً

شوہر کے انتقال کے بعد شوہر کے داماد سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۱) شوہر کا انتقال ہو گیا اس کے داماد سے یہ بیوہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں شوہر کا داماد مذکور پہلی بیوی سے جو لڑکی ہے اس سے نکاح ہو چکا تھا یہ سوتیلی ساس ہے۔

بیوی کا لڑکا مر جائے تو اس کی بیوہ سے شادی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲/۲۲۲) بیوی کی بہو جب کہ لڑکا بیوی کا جو سابق شوہر سے ہے مر جاوے بہو مذکور سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) (او۲) ان دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہے۔ کذافی الدر المختار[1] فقط

مطلقہ کا نکاح شوہر کے چچازاد چچا سے درست ہے

(سوال ۲۲۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اس عورت مطلقہ کا نکاح پہلے شوہر کے چچازاد چچا یعنی شوہر کے باپ کے چچازاد بھائی سے ہو سکتا ہے یا نہیں اور عورت مطلقہ غیر مدخولہ ہے تو اس پر عدت لازم ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس عورت مطلقہ کا نکاح پہ شوہر کے چچازاد چچا یعنی شوہر کے باپ کے چچازاد بھائی سے درست ہے بلکہ اگر شوہر کے حقیقی چچا سے بھی نکاح کیا جاتا تو درست ہوتا[2] اور چونکہ مطلقہ غیر مدخولہ ہے اس لئے اس پر عدت لازم نہیں ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتمو ھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدو نھا[3] الآیہ. فقط

ایک بہن کا لڑکا ہو اور دوسری بہن کی پوتی تو نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۲٤) بشیر او میکن دونوں حقیقی بہنیں ہیں بشیر ا کے دو لڑکے عبد الغفور و عبد الشکور ہیں اور میکن کے تین لڑکے بدلے سعد اللہ نصر اللہ اور ایک لڑکی ہے عبد الغفور کی شادی میکن کی لڑکی سے ہوئی ہے تو عبد الشکور کی شادی میکن کی پوتی یعنی بدلے کی لڑکی کے ساتھ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مسماۃ بشیر ا کے پسر عبد الشکور کا نکاح میکن کی پوتی یعنی بدلے کی دختر سے شرعاً درست ہے کہ وہ احل لکم ماوراء ذالکم الآیہ[4] میں داخل ہے۔ فقط

---

(۱) فجاز الجمع بین مراۃ و بنت زوجھا اوامراۃ ابنھا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۹) ظفیر

(۲) واحل لکم ماوراء ذالکم (النساء ٤)

(۳) سورہ الاحزاب ع ٦ – ظفیر

(٤) النساء : ٤ – ظفیر

سالی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۵) بکر اپنی حقیقی سالی کی لڑکی سے عقد کرنا چاہتا ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر زوجہ بکر کی بکر کے نکاح میں نہ ہو تو اس کی بھانجی سے نکاح صحیح ہے اور اکٹھا کرنا خالہ بھانجی کو نکاح میں صحیح نہیں ہے۔[1] فقط

طوائف سے نکاح درست ہے

(سوال ۲۲۶) ایک شخص نے طوائف سے نکاح کیا اور وہ طوائف علاوہ زنا کے اپنے پیشے رقص و سرور گانا بجانا کرتی رہے تو نکاح باقی رہا یا نہیں؟

(الجواب) نکاح باقی ہے۔[2] فقط

بھتیجہ کی بیوہ سے نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۷) حقیقی بھتیجہ کی بیوی سے چچا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بھتیجہ کے مرنے کے بعد اور اس کی زوجہ کی عدت گزرنے کے بعد نکاح مذکور جائز ہے اور یہی حکم طلاق دینے کی صورت میں ہے۔[3] فقط

طوائف نے اس شرط پر نکاح کیا کہ رقص کا پیشہ باقی رکھے گی کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۲۸) ایک طوائف نے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ اپنے پیشہ رقص و سرور کو جاری رکھے گی شرعاً وہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور اگر وہ گانا بجانا کرتی رہے تو نکاح رہے گا یا نہیں؟

(الجواب) نکاح صحیح ہو گیا اور بعد میں بھی باقی رہا اگرچہ وہ دونوں عاصی و فاسق ہیں۔[4] جب تک کہ تائب نہ ہوں۔ فقط

تایا، چچا اور بھتیجے کی بیوہ سے نکاح درست ہے

(سوال ۲۲۹) حقیقی تایا، چچا و بھتیجہ متوفی کی زوجات سے نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

---

(۱) و لا یجمع بین المراۃ عمتها او خالتها اوابنة اخيها اوابنته اختها (هدايه مجيدى فصل فى المحرمات ص ۲۷۶ ج ۲) ظفیر

(۲) وصح نكاح حبلى من زنا الخ وان حرم و طؤها و دواعيه حتى تضع الخ ولا يجب على الزوج تطليق الفاجرة (الدرالمختار على هامش رد المحتار و فصل فى المحرمات ص ۴۰۱ و ص ۴۰۲ ج ۲ ط.س. ج۳ص۴۸) ظفیر

(۳) واحل لكم ما وراء ذالكم (النساء ۴)

(۴) لكن لا يبطل النكاح بالشرط الفاسد وانما يبطل الشرط الفاسد دونه (الدرالمختار على هامش رد المحتار و فصل فى المحرمات ص ۴۰۵ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۵۳) ظفیر

(الجواب) تایا' چچا و بھتیجہ کے انتقال کے بعد مثلاً ان کی زوجہ بیوہ سے عدت کے بعد نکاح شرعاً جائز ہے۔[1]
فقط

بیوی کی پہلی لڑکی سے بھائی کا نکاح کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۳۰) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ایک لڑکی پہلے خاوند سے اس کے ہمراہ آئی تو اب یہ شخص اس لڑکی کا نکاح اپنے حقیقی بھائی خورد سے کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس لڑکی کا نکاح برادر خورد سے جائز ہے۔[2] فقط

غیر مقلد کی اولاد سے نکاح درست ہے

(سوال ۲۳۱) جو فرقہ غیر مقلد اپنے آپ کو اہل حدیث بتلاتے ہیں' ان سے بیٹا' بیٹی کا بیاہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر نکاح کیا جاوے گا نکاح منعقد ہو جاوے گا[3] لیکن ایسے فرقوں اور ایسے متعصب لوگوں سے رسول اللہ ﷺ نے مناکحت و مواکلت و مشاربت وغیرہ کو منع فرمایا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ان لوگوں سے اس قسم کے تعلقات بیاہ شادی کے قائم نہ کئے جائیں۔ فقط (موجودہ دور میں پہلا سا تعصب بھی باقی نہ رہا۔ ظفیر)

بھائی کی مطلقہ متہمہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۳۲) ایک شخص نے اپنی منکوحہ عورت کو اپنے والد کے ساتھ زنا کی نسبت دیکر طلاق دیدی اور اس کا والد اور عورت ہر دو زنا سے منکر ہیں' ایک گواہ بھی موجود نہیں اب عورت مذکورہ کا نکاح خاوند اول کے بھائی سے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں عدت گزرنے کے بعد شوہر اول کے بھائی سے نکاح درست ہے۔[4] فقط

دو حقیقی بہنوں میں سے ایک کا نکاح باپ سے ہوا اور دوسرے کا اس کے بیٹے سے کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۳) دو حقیقی بہنیں ہیں' ان میں سے اگر ایک باپ کے نکاح میں ہو اور دوسری بیٹے کے نکاح میں تو یہ جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) دو بہنیں حقیقی ان میں سے ایک باپ کے نکاح میں ہو اور دوسری بیٹے کے نکاح میں' یہ درست ہے

---

(۱) اس لئے کہ کوئی وجہ حرمت نہیں پائی جاتی ارشاد ہے واحل لکم ما وراء ذالکم (النساء : ٤)
(۲) ایضاً
(۳) وفی النہر تجوز مناکحة المعتزلة لانا لا نکفر احد امن اھل القبلة وان وقع الزاما فی المباحث (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲ ط.س. ج۳ص ٤٥) ظفیر
(۴) کوئی وجہ حرمت نہیں واحل لکم ما وراء ذالکم میں داخل ہے۔ ظفیر

شرعاً اس میں کچھ حرج نہیں واحل لکم ما وراء ذلکم [1] میں داخل ہے اصل یہ ہے کہ دو بہنوں کا ایک شخص کے نکاح میں اکٹھا ہونا منع ہے باپ بیٹے کے نکاح میں ہونا ممنوع نہیں ہے۔ فقط

یہودی اور نصرانی عورت سے نکاح درست ہے

(سوال ۲۳٤) یہودی یا نصرانی عورت سے مسلمان کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) عورت یہودیہ یا نصرانیہ سے مسلمان مرد کا نکاح درست ہے در مختار میں ہے وصح نکاح کتابیۃ وان کرہ تنزیھاً [2] الخ فقط

بالغ شوہر اگر نابالغ بیوی کو طلاق دیدے اور پھر شادی کرنا چاہے تو دوبارہ نکاح کرے

(سوال ۲۳۵) اگر والدین جبراً نابالغہ کو شوہر سے طلاق لے کر علیحدہ کر دیں اور بعد بلوغ لڑکی، اس شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو از سر نو خطبہ وایجاب و قبول و مہر و گواہ چاہئیے یا بغیر ان امور کے لڑکی کو شوہر کی تحویل میں کر دیں۔

(الجواب) شوہر اگر بالغ ہے، زوجہ اگر چہ نابالغہ ہو، طلاق واقع ہو جاتی ہے [3] پھر اگر شوہر اول سے نکاح کرنا چاہیں تو مہر جدید و گواہ وغیرہ جملہ امور متعلق نکاح ہونے چاہئیں۔ فقط

صورت مذکورہ میں کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۳٦) زید و بکر حقیقی بھائی ہیں زید گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے اور دس سال تک کچھ پتہ نہیں چلا لا پتہ ہو گیا، اس کی زوجہ سے بکر نے نکاح کر لیا جب دس بارہ سال کے بعد زید واپس آیا تو بکر نے اس کو طلاق دیدی اور نکاح زید کے ساتھ کرا دیا زید کے ایک دختر ہے اور بکر کی پہلی زوجہ سے ایک لڑکا ہے زید کی دختر سے بکر کے لڑکے کا نکاح جائز ہے یا نہیں نکاح زید کا بعد گزرنے عدت کے ہوا یہ دختر بعد نکاح کے پیدا ہوئی اب اس کا نکاح اس لڑکے سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر زید کے نکاح کے بعد لڑکی چھ ماہ یا اس سے زیادہ میں پیدا ہوئی تو بکر کے پسر از زوجہ سابقہ سے اس کا نکاح درست ہے۔ [4] فقط

عورت کا یہ قول کہ میرے شوہر نے طلاق دیدی ہے ماننا درست ہے

(سوال ۲۳۷) ایک درزی ایک عورت لایا ہے اس عورت نے بیان کیا کہ مجھ کو میرے پہلے خاوند نے

---

(۱) النساء : ٤ - ۱۲ ظفیر

(۲) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ٤٥ - ۱۲ ظفیر

(۳) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۹ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۳۵) ظفیر

(۴) کوئی وجہ حرمت نہیں ہے اور یہ واحل لکم ما وراء ذالکم میں داخل ہے۔ ۱۲ ظفیر

طلاق دیدی ہے اور عدت بھی گزر گئی ہے اس کے بعد امام مسجد نے اس عورت کا نکاح اس درزی سے پڑھادیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے ولو قالت امراۃ لرجل طلقنی زوجی و مضت عدتی لاباس ان ینکحہا[1] یعنی اگر کسی عورت نے بیان کیا کہ میرے شوہر سابق نے مجھ کو طلاق دیدی ہے اور عدت گزر گئی تو وہ شخص اس سے نکاح کر سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ موافق بیان اس عورت کے اس کا دوسرا نکاح صحیح ہو گیا۔ فقط

بے عیب کہہ کر لڑکے کا نکاح کیا بعد میں عیب ظاہر ہوا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۳۸) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا رشتہ چار آدمیوں کے سامنے اس شرط پر مقرر کیا کہ لڑکا بے عیب ہو، چنانچہ لڑکے کو جس کی عمر گیارہ بارہ برس کی ہے حکمت عملی سے نکاح کر کے لے گئے اور لڑکے میں جو عیب تھے وہ ظاہر نہ ہونے دیئے نکاح کے دو ماہ بعد لڑکی والے کو معلوم ہوا کہ لڑکے کی ایک بازو اور ایک ٹانگ اصلی حالت پر نہیں ہے بازو پتلی سلائی سی ہے ماری ہوئی ہے اور ٹانگ میں تین ناسور ہیں اور پیشہ اس کا بڑھئی لوہار کا ہے اور نکاح رجسٹر میں درج نہیں ہے۔ یہ نکاح جائز رہا یا نہیں؟

(الجواب) یہ نکاح صحیح ہو گیا ہے[2] اب سوائے اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ شوہر جس وقت بالغ ہو اور بعد بلوغ کے وہ طلاق دیدے اس وقت طلاق واقع ہو سکتی ہے۔[3] فقط

پہلی غیر مدخولہ بہن کی طلاق کے بعد دوسری بہن سے فوراً شادی جائز ہے

(سوال ۲۳۹) صغیرن اور کبیرن دونوں حقیقی بہنیں ہیں زید کی شادی صغیرن سے مقرر ہوئی مگر نکاح غلطی سے کبیرن سے ہو گیا، بعد ہ دوسرے دن صغیرن سے نکاح ہوا، صغیرن کو شوہر اپنے گھر لایا ایک ماہ کے بعد کبیرن کو طلاق دیدی یا صغیرن اپنے گھر ہے ایسی صورت میں صغیرن کا نکاح درست ہوا یا نہیں، اگر صغیرن کا نکاح ناجائز ہوا تو جائز ہونے کی کیا صورت ہے؟

(الجواب) قال فی الشامی فلو علم فهو الصحیح والثانی باطل[4] الخ اس سے معلوم ہوا کہ صغیرن کا نکاح باطل ہوا، بعد طلاق دینے کبیرن کے پھر صغیرن سے نکاح کرے اور چونکہ کبیرن سے خلوت و وطی نہیں ہوئی تو عدت لازم نہیں ہے بعد طلاق دینے کبیرن کے فوراً صغیرن سے نکاح کر سکتا ہے۔ فقط ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا (الاحزاب)

---

(۱) دیکھیے شامی باب العدۃ ص ۸۴۷ ج ۲ ط س ج۳ ص ۵۲۹ – ۱۲ ظفیر

(۲) لڑکی کا نسب کیا ہے یہ سوال میں مصرح نہیں ہے اگر کفاء ت میں بھی دھوکہ دیا گیا ہے تو لڑکی کو اختیار ہے افادالبهنسی انه لو تزوجته علی انه حر اوسنی او قادر علی النفقة فبان بخلافه او علی انه فلان بن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار (الدر المختار علی هامش رد المحتار قبیل باب العدۃ ۸۲۲ ج ۲ ط س ج۳ ص ۵۰۱) ظفیر (۳) ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلاً بالغاً (هدایه کتاب الطلاق ص ۳۲۹ ج ۲ ط س ج۳ ص ۲۳۵) ظفیر (۴) ردالمحتار للشامی فصل فی المحرمات ص ۳۹۳ ج ۲ ط س ج۳ ص ۴۰ تحت قول الماتن وان تزوجهما معاً ای الاختین الخ – ۱۲ ظفیر

بھانجہ کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح درست ہے

(سوال ۲٤۰) بھانجہ کی بیوی سے ماموں نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) کر سکتا ہے[1] (یعنی بھانجہ کے طلاق دیدینے یا مر جانے کے بعد جب عدت گزر جائے۔ ظفیر)

پہلے شوہر سے جو لڑکی ہے اس کی شادی دوسرے شوہر کے لڑکے سے جائز ہے جب کہ وہ اس کی دوسری بیوی سے ہو ؟

(سوال ۲٤۱) جب کہ ایک مسماۃ نے پہلا خاوند کیا اور اس سے دختر یا فرزند تولد ہوئے اور اتفاق سے پہلا خاوند گزر گیا اور مسماۃ بیوہ نے دوسرا خاوند کر لیا اس صورت میں پہلے خاوند کی دختر سے دوسرے خاوند کے فرزند کا نکاح شرعاً جائز ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) دوسرے شوہر کا فرزند اگر اس کی دوسری زوجہ سے ہو یعنی اس بیوہ سے نہ ہو جس نے اب اس سے نکاح کیا ہے تو اس بیوہ منکوحہ کی دختر از شوہر سابق کا نکاح شوہر ثانی کے فرزند از زوجہ سابقہ سے صحیح ہے۔[2] فقط (اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ دونوں اسی ایک عورت سے ہیں ایک اس شوہر سے اور دوسرا دوسرے شوہر سے تو اس صورت میں نکاح درست نہیں ہے بلکہ باطل و حرام ہے۔ ظفیر)

سالے کی لڑکی سے نکاح درست ہے اور اس کی دوسری لڑکی سے اس کے لڑکے کا نکاح بھی درست ہے جو دوسری بیوی سے ہے

(سوال ۲٤۲) زید کے نکاح میں خالد کی بہن تھی جس کا انتقال ہو گیا اب زید کے سالے یعنی خالد کی دو لڑکیاں ہیں زید ایک لڑکی سے اپنا اور دوسری سے اپنے لڑکے کا نکاح کرنا چاہتا ہے زید کا لڑکا خالد کی ہمشیرہ سے نہیں ہے بلکہ دوسری عورت سے ہے کیا صورت مسئولہ میں دونوں کے نکاح جائز ہیں ؟

(الجواب) زید کا نکاح خالد کی دختر سے اور زید کے پسر کا نکاح خالد کی دوسری لڑکی سے شرعاً درست ہے۔[3]

پہلی بیوی کو طلاق دیدی اور عدت گزر گئی پھر سالی سے نکاح کیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۲٤۳) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیکر عدت طلاق گزر جانے کے بعد اپنی سالی حقیقی سے نکاح کر لیا ہے مگر چونکہ جملہ برادری اس فعل سے سخت خلاف اور معترض ہے کہ یہ فعل شرعاً ناجائز ہے اور مجبور کرتی

---

(۱) یہ بھی واحل لکم ما وراء ذالکم میں داخل ہے۔ ۱۲ ظفیر

(۲) دونوں لڑکا لڑکی کے ماں باپ علیحدہ علیحدہ ہیں کوئی وجہ حرمت نہیں واحل لکم ما وراء ذالکم میں داخل ہے۔ ۱۲ ظفیر

(۳) ایضاً ۱۲ ظفیر

ہے کہ زوجہ ثانی کو چھوڑ کر زوجہ اولیٰ مطلقہ کو پھر نکاح میں لے لیا جاوے آیا جو نکاح کیا گیا ہے جائز ہے یا نہیں اور کیا زوجہ مطلقہ سے بغیر حلالہ کے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح جو زوجہ مطلقہ کی بہن سے بعد عدت کے ہوا شرعاً صحیح ہے[1] اب اگر زوجہ سابقہ سے نکاح کرنا چاہے تو دوسری زوجہ کو طلاق دیکر جب اس کی عدت گزر جائے (اگر وہ مدخولہ ہے) پہلی زوجہ سے نکاح کرے اور اگر اس کو تین طلاق دی تھی تو بلا حلالہ کے اس سے نکاح صحیح نہیں ہے۔[2] فقط

ایک بھائی سے صرف منگنی ہوئی اب دوسرے بھائی سے شادی درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۴۴) ایک شخص کی نسبت ایک عورت سے ہوئی اور صرف رسم منگنی ہوئی عقد نہیں ہوا بعد کو کسی وجہ سے رسم منگنی منقطع ہو گئی تو اس صورت میں اس عورت کا عقد اس شخص کے بڑے بھائی سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح اس عورت کا منگنی والے کے بھائی سے درست ہے کیونکہ منگنی عقد نکاح نہیں ہے بلکہ وعدہ ہے پس جب کہ کسی وجہ سے اس وعدہ کا ایفاء نہ کیا گیا اور عقد نکاح دوسرے سے کر دیا تو نکاح درست ہے اگرچہ بے وجہ خلاف وعدہ کرنا اور پہلی منگنی کو منقطع کرنا اچھا نہیں ہے۔[3] فقط

حاملہ سے نکاح کرنا درست ہے خواہ حمل دوسرے کا ہو

(سوال ۲۴۵) ایک عورت کو حمل ہے اس کا نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہیں نکاح کس طرح سے جائز ہے حمل دوسرے آدمی کا ہے اور نکاح دوسرے کے ساتھ ہے؟

(الجواب) حاملہ عن الزنا کا نکاح درست ہے خواہ اس سے ہو جس کا حمل ہے یا دوسرے شخص سے لیکن اگر دوسرے شخص سے نکاح ہو تو نکاح تو صحیح ہو گا لیکن جب تک وضع حمل نہ ہو صحبت و جماع کرنا درست نہیں ہے۔[4] فقط

باپ کے چچازاد بھائی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۶) ہندہ کو شرعاً اپنے باپ کے چچازاد بھائی سے پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں اور ہندہ کا نکاح اس

---

(۱) وحرم الجمع بین المحارم نکاحا ای عقد اصحیحا و عدة ولو من طلاق بائن (درمختار) شمل العدة من الرجعی الخ واشار الی ان من طلق الاربع لا یجوز له ان یتزوج امراة قبل انقضاء عدتهن فان انقضت عدة الکل معاجازله تزوج اربع وان واحدة فواحدة بحر (ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲. ط.س. ج۳ ص۳۸) ظفیر

(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة الخ فلا تحل له حتی تنکح زوجا غیره (هدایه باب الرجعة ص ۳۷۸ ج ۲) ظفیر

(۳) هل اعطیتنیها ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۴ ج ۲. ط.س. ج۳ ص۸) ظفیر

(٤) وصح نکاح حبلی من زنا لا جعلی من غیره الخ وان حرم وطؤها ودواعیه حتی تضع وصح نکاح الموطوءة بملک اوالموطوءة بزنا الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المحرمات ص ۴۰۱ ج ۲. ط.س. ج۳ ص۴۸) ظفیر

سے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ کو بکر سے اس صورت میں پردہ کرنا لازم ہے اور ہندہ کا نکاح بکر سے موافق شجرہ نسب کے درست ہے۔[1] فقط

ایک بیوی سے پوتا ہے تو کیا اس کی شادی دوسری بیوی سے جو پوتا ہے اس کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۴۷) زید کے دو بیویوں سے دو لڑکے ہیں عمرو، بکر اور عمرو کا لڑکا خالد ہے، اور بکر کا لڑکا محمود ہے محمود کی لڑکی ہندہ ہے تو کیا خالد ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) خالد کا نکاح ہندہ سے اس صورت میں صحیح و جائز ہے۔[2] فقط

رشتہ کے سوتیلے ماموں سے نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۸) زید کی پہلی زوجہ متوفیہ سے ایک لڑکی ہے تو دوسری زوجہ کے بھائی سے اس لڑکی کا عقد ہو سکتا ہے یا نہیں کیونکہ وہ اس لڑکی کا سوتیلا ماموں ہے؟

(الجواب) ہو سکتا ہے کہ در حقیقت زوجہ ثانیہ کا بھائی پہلی زوجہ کی دختر کا ماموں نہیں ہے۔[3] فقط

گو لٹا نکاح کا وعدہ ہوا، ایک ہوا ایک نہ ہوا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۴۹) دو شخص باہم عہد ساختند کہ دختر ہر ایک بافرزند دیگر نکاح کردہ شود از نکاحان مذکور یک نکاح نمودہ شد و یک نکاح باقی ماند، ہر دو شخص فوت شدند اولیاء دختر دیگر از نکاح دختر انکار می کنند پس نکاح اول منعقد شد یا نہ والیان پسر میگویند کہ نکاح اول باقی ماند و صحیح شدہ چہ حکم شریعت است؟

(الجواب) ایں صحیح است کہ یک نکاح منعقد شدہ و نکاح دیگر باختیار والیان دختر است اگر مصلحت بہ بینند نکاح دیگر ہم کنند و الا لا۔[4] فقط

صورت مسئولہ میں نکاح درست ہے

(سوال ۲۵۰) حبیب پسر ذوابہ، و بدھو پسر نوبت، مادر حبیب و بدھو کی ایک ہے اور ڈٹہ کہ بدھو کا پدری برادر

---

(۱) اس لئے کہ کوئی وجہ حرمت نہیں ہے اور یہ واحل لکم ماوراء ذالکم میں داخل ہے۔ ۱۲ ظفیر

(۲) چچا کی لڑکی سے جس طرح نکاح جائز ہے اس کی پوتی سے بھی نکاح درست ہے یہ محرمات میں نہیں ہے۔ ۱۲ ظفیر

(۳) وجہ حرمت کوئی نہیں ہے یہ بھی واحل لکم ماوراء ذالکم میں داخل ہے۔ ۱۲ ظفیر

(۴) سوال و جواب کا ماحصل یہ ہے کہ دو شخصوں میں یہ بات طے تھی کہ ہم دونوں ایک دوسرے کی لڑکی سے اپنے لڑکے کی شادی کریں گے ایک نے کی تھی کہ دونوں مر گئے دوسرے کے ولی اب تیار نہیں تو پہلا نکاح رہا یا نہیں جواب یہ ہے کہ پہلا درست رہا، دوسرا ولی کے اختیار میں ہے کرے تو جائز ہے نہ کرے تو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ ۱۲ ظفیر

ہے حبیب کی دختر کو نکاح میں لا سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر ڈٹہ کی ماں دوسری ہے یعنی وہ نہیں جو حبیب اور بدھو کی ہے تو نکاح ڈٹہ کا دختر حبیب سے درست ہے کما فی الدرا لمختار و تحل اخت اخیه رضاعاً الخ و کذا نسباً بان یکون لاخ لا بیه اخت لام[1] پس نقشہ نسب صورت مسئولہ میں یہ ہوگا۔

والدہ — اب نوبت — والدہ — اب ڈوایہ

ڈٹہ — بدھو — براد راخیافی — حبیب

اس نقشہ کے موافق نکاح ڈٹہ کا دختر حبیب سے صحیح ہے۔ فقط

تبرائی شیعہ عورت اگر مسلمان ہو جائے تو وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے

(سوال ۲۵۱) ایک عورت خاوند والی شیعہ مذہب ہے اور شوہر بھی شیعہ ہے لیکن اس کے شوہر نے عرصہ دراز سے چھوڑ رکھا ہے، اور وہ عورت اپنے باپ کے گھر رہتی ہے اور عورت نے مہروں کی نالش کر کے ڈگری بھی حاصل کر لی ہے اور اس کے شوہر نے نکاح ثانی کر لیا ہے اب وہ عورت اپنا نکاح اہل سنن۔ سے کرنا چاہتی ہے اور خود بھی اہل سنت ہونا چاہتی ہے اس صورت میں اس عورت سے اہل تسنن کو نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر شوہر اس کا شیعہ تبرائی ہے جو سب شیخین کرتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو تہمت لگاتا ہے اور افک کا قائل ہے تو وہ کافر ہے[2] عورت اگر سنی ہو جاوے تو عدت کے بعد دوسرا نکاح کرنا اس کو جائز ہے[3] فقط

آزاد عورت کی خرید و فروخت درست نہیں، نکاح کر سکتا ہے

(سوال ۲۵۲) ایک شخص مسمی عیسی نے ایک عورت مسمی عالم سے بہ نیت تزویج مبلغ ۲۰ کو خریدی، اس عورت کی والدہ بھی ساتھ تھی، وہ کہتی ہے کہ میری لڑکی کا خاوند ایک سال ہوا مر چکا ہے بائع عالم نے بھی خاوند کے مرنے کی شہادت دی عالم کا چھوٹا بھائی کہتا ہے کہ زندہ ہے کیا اب عیسی کا نکاح درست ہے یا نہ اگر پہلا خاوند موجود ہو تو عالم پر کیا تعزیر ہونی چاہیے؟

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۲۱۷- ۱۲ ظفير

(۲) وبهذا ظهر ان الرافضى ان كان ممن يعتقد الالوهية فى على اوان جبريل غلط فى الوحى اوكان ينكر صحبة الصديق ا يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة (ردالمحتار فصل فى المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲ ط.س. ج۳ص۴۶) ظفير

(۳) ولو اسلم احد هما اى احد المجوسيين اوامراة الكتابى ثمه اى فى دار الحرب الخ لم تبن حتى تحيض ثلاثا او تمضى ثلاثة اشهر (درمختار) اى ان كانت لا تحيض لصغر او كبر كما فى البحر وان كانت حاملا فحتى تضع حملها (رد المحتار باب نكاح الكافر ص ۵۳۶ و ص ۵۳۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۹۱) ظفير

(الجواب) خریدنا آزاد عورت کا باطل ہے[1] اور عیسیٰ کو اگر گمان غالب مسماۃ کی والدہ اور مسمی عالم کی صدق کا ہو تو ان کے قول اور بیان کے موافق نکاح اس عورت سے کر سکتا ہے اور موقع شبہ میں احتراز بہتر ہے لیکن از راہ فتویٰ نکاح کرنا درست ہے[2] پھر اگر بعد نکاح کے معلوم ہو کہ شوہر نہیں مرا اور نہ طلاق دی تو نکاح باطل ہے اور عالم وغیرہ نے عمداً جھوٹ بولا تو وہ گناہ گار اور فاسق ہوا' توبہ کرے اور روپیہ عیسیٰ کا ہر حال میں واپس کرے خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا

بیوی کے رہتے ہوئے بیوی کے فوت شدہ لڑکے کی بیوی سے نکاح کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۳) زید فوت ہوا' زوجہ ہندہ اور پسر عمر چھوڑ کر ہندہ نے نکاح ثانی بکر سے کیا اور عمر مذکور کا نکاح مسماۃ حلیمہ سے کر دیا گیا' عمر فوت ہوا تو اس کی زوجہ حلیمہ سے بکر نکاح کر سکتا ہے یا نہیں جب کہ عمر کی والدہ بھی بکر کے نکاح میں موجود ہے؟

(الجواب) اپنی زوجہ کے پسر از شوہر ثانی کی زوجہ سے نکاح کرنا باوجود نکاح میں ہونے اس زوجہ کے درست ہے یعنی جمع کرنا درمیان ایک عورت کے اور اس کے پسر کی زوجہ کے شرعاً درست ہے لعموم قولہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم الآیہ اور در مختار میں ہے فجاز الجمع بین امراۃ و بنت زوجھا اوامراۃ ابنھا[3] الخ فقط

بیوی کے مرنے کے بعد شوہر اس بیوی کی بھانجی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۵۴) زینب و ہندہ دو حقیقی بہنیں ہیں بعد وفات ہندہ کے زینب کی دختر سے ہندہ کے شوہر کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت علیؓ نے بعد وفات حضرت فاطمہ کے حضرت عثمانؓ کی صاحبزادی سے نکاح کیا تھا؟

(الجواب) ہندہ کے مرنے کے بعد اس کا شوہر ہندہ کی بھانجی سے یعنی زینب کی دختر سے نکاح کر سکتا ہے کما قال تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم الآیۃ[4] اور حضرت علیؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ کی صاحبزادی سے ہونا کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ فقط

عیسائی عورت سے نکاح درست ہے خواہ وہ آنحضرت ﷺ کو نہ مانتی ہو

(سوال ۲۵۵) زید کہتا ہے کہ ایک مسلمان مرد عیسائی عورت سے جو رسول اللہ ﷺ کو رسول برحق نہیں مانتی

---

(۱) اذا کان احد العوضین او کلا ھما محرماً فالبیع فاسد کالبیع بالمیتۃ والدم الخ وکذا اذا کانہ غیر مملوک کالحر (ھدایہ باب البیع الفاسد ص ۴۹ ج ۳ ط.س. ج۳ص ۵۲۹) ظفیر

(۲) و فیہ عن الجوھرہ اخبر ھاثقۃ ان زوجھا الغائب مات او طلقھا ثلاثا اواتا ھا منہ کتاب علی ید ثقۃ بالطلاق ان اکبر رائھا انہ حق فلا باس ان تعتد و تتزوج ولو قالت امراۃ لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی اناس ان ینکحھا (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۴۷ ج ۲) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۹- ۱۲ ظفیر

(۴) سورۃ النساء : ۴

ہو نکاح کر سکتا ہے اور عمرو کہتا ہے کہ جب تک عیسائی عورت آنحضرت ﷺ کو رسول نہ مانے نکاح کرنا حرام ہے آیا زید حق پر ہے یا بکر حق پر ہے ؟

(الجواب) درمختار میں ہے وصح نکاح کتابیة وان کرہ تنزیھاً مومنة بنبی مرسل مقرة بکتاب منزل وان اعتقد والمسیح الٰھا الخ وفی الشامی قال البحر و حاصله ان المذھب الا طلاق لما ذکرہ شمس الائمة فی المبسوط من ان ذبیحة النصرانی حلال مطلقاً سواء قال بثالث ثلاثة او لا لا طلاق الکتاب [1] الخ پس قول زید اس بارے میں صحیح ہے۔ فقط

صورت مذکورہ میں نورالدین کا نکاح درست ہے اور مرزا کا درست نہیں

(سوال ۲۵۶) بکر نے اپنی دختر نوراں کا نکاح زید سے کر دیا کچھ دنوں بعد زید مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا اور بکر نے زید اور نوراں میں اتفاق کرادیا لیکن تجدید نکاح نہیں ہوئی نوردین نے دو سو روپے زید کو دیکر طلاق نامہ حاصل کیا اور سو روپے بکر کو دیکر نوراں کو اپنے نکاح میں اس طرح لے لیا کہ جس روز طلاق نامہ لکھا گیا دوسرے دن نکاح و شادی کرلی اس وجہ سے کہ زید کے مرتد ہونے اور پھر مسلمان ہو کر بھی تجدید نکاح نہ کرنے کو چار پانچ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا آیا نوردین کا نکاح نوراں سے ہوا یا نہ اور اس حالت میں کہ نوردین کا یہ نکاح نوراں سے قائم تھا زید کے طلاق نامہ کے ساڑھے چار ماہ بعد خالد اور مرزا نے اس بہانے کو اپنا ذریعہ بنایا کہ نوراں کے فسخ نکاح زید کی میعاد اب گزری ہے، مرزا نے نوراں کو اپنے نکاح میں لے لیا مرزا سے نکاح نوراں کا بکر اور خالد اور مرزا اور خالد کے فرزند دیگر کی امداد سے ہوا ہے تو ان لوگوں پر کوئی شرعی حکم واقع ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں نورالدین کا نکاح نوراں سے صحیح ہو گیا کیونکہ زید کا نکاح نوراں سے جس وقت سے زید مرتد ہوا تھا فسخ ہو گیا تھا [2] اگرچہ طلاق نامہ بعد میں لکھا گیا اس کا اعتبار نہیں ہے، پس مرزا کا نکاح نوراں سے منعقد نہیں ہوا اور نکاح کرنے والا اور معین و شرکاء آثم و عاصی ہوئے توبہ کریں اور مرزا سے نوراں کو علیحدہ کرادیں۔ فقط

مسلمان لڑکی کی شادی جائز ہے اور اس کی ماں غیر مسلم کے پاس رہنے سے کافر نہیں ہوئی، توبہ کرے!

(سوال ۲۵۷) ایک عورت جو لاہن نے ایک شخص ڈھاری نیچ قوم سے ناجائز تعلق پیدا کر کے گھر بٹھائی ہے جس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں بڑی لڑکی سے ایک مسلمان نے نکاح کر لیا ہے لڑکی کی آمد و رفت ماں کے یہاں رہنے سے جملہ مسلمانان قرب و جوار کے ناخوش ہو گئے ہیں اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج کیا ہے، آیا وہ شخص معہ عورت و خوش دامن کے کسی طرح مسلمان ہو سکتے ہیں، اور نکاح دوبارہ پڑھا جاوے گا یا نہیں ؟

---

(۱) ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۷ و ص ۳۹۸ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۴۵ - ظفیر

(۲) وارتد اد احدھما ای الزوجین فسخ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۱۹۳) ظفیر

(الجواب) جب کہ وہ لڑکی مسلمان تھی تو مسلمان کا نکاح اس سے صحیح ہوگیا اس کی آمدورفت اس کی ماں کے پاس ہونے سے وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوئی اور وہ عورت جو لا ہن بھی ناجائز تعلق کرنے سے کافر نہیں ہوئی بلکہ گناہ گار فاسق ہوئی اس گناہ سے توبہ کرلیوے پس دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اور احتیاطاً تجدید اسلام و تجدید نکاح کرلیا جاوے تو اچھا ہے۔ فقط

نکاح کے بعد شوہر کے انکار سے نکاح میں خرابی نہیں آتی!

(سوال ۲۵۸) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح اس کی اجازت سے بکر کے ساتھ کیا روبرو گواہوں کے ہوا اور بکر نے قبول کیا بعد کو جو خبر مشہور ہوئی تو جس نے دریافت کیا کہ مبارکباد نکاح ہوگیا معاً جواب میں بکر نے کہا کہ قسم خدا اور رسول کی اور قرآن کی کس کا نکاح ہوا یا کس سور کا ہوا اس صورت میں شرعاً نکاح میں کوئی خرابی تو نہیں آئی؟

(الجواب) کچھ خلل اس نکاح میں نہیں آیا۔ فقط

زانی وغیرہ کے فروع کی شادی مزنیہ وغیرہا کے فروع سے درست ہے

(سوال ۲۵۹) تنکح فرع زانی و ماس و ناظر وغیرہا با فرع مزنیہ و ممسوسہ و منظورۃ وغیرہا شرعاً جائز ست یا ممنوع و بمصاہرۃ بالزنا و دواعیہ بجز حرمات اربعہ کہ متحققہ فقہ فروعیہ و اصولیہ اند حرمتے دیگر مانند صورت مستطلبہ ہذا ثابت است یا نہ؟

(الجواب) قال فی الشامی قال فی البحر اراد بحرمۃ المصاهرة الحرمات الاربع حرمۃ المراة علی اصول الزانی و فروعه نسباً و رضاعاً و حرمۃ اصولها و فروعها علی الزانی نسباً و رضاعاً کما فی الوطئ الحلال و یحل لا صول الزانی و فروعه اصول المزنی بها و فروعها[1] الخ ازیں عبارت اخیرہ حلت صورت مذکورہ فی السوال ظاہر شد، و قائل بحرمت لاریب محرم ما احل الله ہست اگرچہ تکفیرش مکروہ شود چراکہ تحریم حلال یا تحلیل حرام مطلقاً کفر نیست کما حققہ الشامی۔[2] فقط

پیر سے پردہ فرض ہے اور غیر حقیقی داماد سے نکاح درست ہے

(سوال ۲۶۰) ایک بیوہ جوان عورت غیر شرع پیر کے گھر جاتی ہے اس کے وارث چاہتے ہیں کہ کفو میں اس کا نکاح کردیں تاکہ اس بات سے باز آجاوے اب اگر وہ عورت خواہ مخواہ نکاح سے انکار کرے تو کیا حکم ہے غیر حقیقی داماد سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) پیر سے پردہ کرنا فرض ہے اور اگر کوئی شخص فاسق و فاجر ہو تو اس سے بیعت کرنا بھی درست نہیں

---

(۱) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ ط.س.ج۳ص۳۲- ۱۲ ظفیر
(۲) الحاصل انهم یصدق علیهم اسم الزندیق والمنافق والملحد ولا یخفی ان اقرارهم بالشهادتین مع هذا لا عتقاد الخبیث لا یجعلهم فی حکم المرتد (ردالمحتار باب المرتد ص ج ۳ ط.س.ج۳ص ۲٤٤) ظفیر

ہے اور نکاح ثانی کرنا بیوہ کو سنت ہے اور ثواب ہے نکاح ثانی کو برا اور معیوب سمجھنا گناہ ہے اور خلاف شرع ہے پس عورت کو نکاح ثانی کر لینا چاہئے اور غیر حقیقی داماد سے نکاح درست ہے۔(۱) فقط

مطلقہ کی شادی بعد عدت دوسرے سے درست ہے خواہ دوسرے نے پہلے زنا کیا ہو

(سوال ۲۶۱) زید خالد کا تقریباً ماموں زاد بھائی اور رشتہ دار ہے (ج) خالد کی منکوحہ ہے ج کی خالد سے خانگی معاملات میں کچھ ان بن رہی ہے ج خالد سے آزردہ خاطر اور کبیدہ دل رہتی تھی زید اس سے اختلاط کی باتیں کرتے کرتے مرتکب فعل قبیحہ ہو گیا اب خالد ج سے اگر کسی صورت میں قطع تعلق کرے یا ج ہی زید کے لئے علیحدگی اختیار کرائے تو دریں صورت زید اس سے نکاح کا مجاز ہوگا زید شرعاً کس سزا کا مستوجب ہے، قبل از عقد جن غلطیوں کا وہ مرتکب ہوا بعد از عقد وہ معاف ہو جائیں گی یا ان کا عذاب ہوگا چونکہ بظاہر زید خانہ ویرانی خالد کا موجب بنا ہے گو ج خالد سے بیزار رہتی تھی حقوق العباد کی رو سے وہ کس طرح خالد کو راضی کر سکتا ہے؟

(الجواب) عورت ج اگر اپنے شوہر خالد کے نکاح سے علیحدہ ہو جاوے یعنی خالد اس کو طلاق دیدے خواہ کسی طریق سے اور کسی وجہ سے ہو تو زید کو ج کی عدت کے بعد ج سے نکاح کرنا درست ہے اور جو امور زید سے قبل نکاح خلاف شرع اور معصیت کے ہوئے ہوں ان سے توبہ کرے، توبہ سے معافی ہونے کی امید ہے اور چونکہ ج اور خالد میں پہلے سے ہی ناموافقت تھی پھر ج کا تعلق زید سے ہو گیا اور رغبت اس طرف ہوئی تو اس حالت میں ج اور خالد میں مفارقت ہی بہتر تھی اور زید سے کچھ زیادتی اس بارے میں ہوئی ہو یا ج کو خالد سے علیحدہ ہونے پر آمادہ کیا ہو یہ سخت گناہ ہے اس سے توبہ کرے اور اللہ سے معافی چاہے اور استغفار کرے اور خالد سے معاف کرانے کی صورت یہی ہے کہ بالاجمال اس سے معاف کرائے کہ مجھ سے جو کچھ تمہاری حق تلفی ہوئی ہو اس کو معاف کر دو۔ فقط

عورت کہے کہ میرا نکاح کسی سے نہیں ہوا ہے فلاں سے نکاح کر دو تو یہ کرنا درست ہے

(سوال ۲۶۲) ایک مسلمان کسی غیر ملک سے جوان عورت لایا، قاضی نے بلا تحقیق نکاح سابقہ ایک دوسرے شخص سے نکاح کر دیا کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر عورت نے یہ بیان کیا ہو کہ میں کسی کی منکوحہ نہیں تھی یا بیوہ ہو گئی تھی تو اس کے قول کے موافق اس کا نکاح کر دینا کتب فقہ میں درست لکھا ہے۔(۲) فقط

حاملہ عن الغیر سے نکاح اور وطی کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۶۳) نکاح کے بعد اگر یہ ثابت ہو کہ عورت بد چلن ہے اور نکاح بقاعدہ شرعیہ ہوا تو ایسی حالت میں

---

(۱) اس سے نکاح حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے لہٰذا یہ احل لکم ما وراء ذالکم (النساء : ٤) میں داخل ہے۔ ۱۲ ظفیر

(۲) وحل نکاح من قالت طلقنی زوجی وانقضت عدتی الخ ان وقع فی قلبہ صدقھا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ ص ۳۷۱ ج ۵ ط.س. ج۳ ص ٤۲۰) ظفیر

یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت ہوگی یا نہیں عورت کو حمل حرام چھ ماہ کا بوقت نکاح ہے تاوضع حمل شوہر کو عورت سے ہم صحبت ہونا جائز ہے یا نہیں' اور جو اس سے اولاد ہوگی وہ ولد الحرام ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) اس حالت میں نکاح صحیح ہو گیا دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہے' البتہ تاوضع حمل اس عورت حاملہ سے صحبت نہ کرنی چاہئے' اور جو بچہ نکاح کے وقت سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو وہ اس شوہر کا نہ ہوگا ولد الحرام ہوگا' اور جو بعد چھ ماہ کے ہو وہ اس شوہر کا ہوگا اور صحیح النسب ہوگا۔[1] فقط

زانیہ منکوحہ کی لڑکی سے زانی کے لڑکے کی شادی درست ہے

(سوال ۲٦٤) زید نے ہندہ منکوحہ عمر سے زنا کیا اس سے لڑکی پیدا ہوئی اب زید کا لڑکا ہندہ کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں حرمت مصاہرہ میں داخل ہے یا نہیں؟

(الجواب) منکوحہ عمر کے دختر کا نسب شرعاً عمر سے ثابت ہے اور وہ لڑکی عمر کی ہے' پس پسر زید کا نکاح دختر عمر سے درست ہے۔ قال علیه الصلوٰة والسلام' الولد للفراش وللعاهر الحجر[2] فقط

بھائی کی بیوہ سے نکاح درست ہے اور اس کی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کر سکتا ہے' دونوں میں سے جس کو چاہے پہلے کرلے

(سوال ۲٦٥) عبداللہ فوت ہوا اس کی زوجہ بیوہ اور ایک دختر موجود ہے نیز عبداللہ متوفی کا ایک بھائی حقیقی حبیب اللہ اور ایک اس کی لڑکی موجود ہے عبداللہ کی بیوہ اپنا عقد ثانی حبیب اللہ سے بعد ایام عدت کے کرنا چاہتی ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ اول عبداللہ کی دختر کا عقد حبیب اللہ کے فرزند سے ہونا چاہئے یا کہ اول عقد ثانی عبداللہ کی بیوہ کا حبیب اللہ سے ہونا چاہئے؟

(الجواب) عبداللہ متوفی کی زوجہ کا نکاح اس کے بھائی حبیب اللہ سے اور عبداللہ کی دختر کا نکاح حبیب اللہ کے پسر سے درست ہے خواہ پہلے اس عورت کا نکاح ہو اور خواہ دختر کا ہر طرح درست ہے۔[3] فقط

زانی کا نکاح زانیہ سے درست ہے

(سوال ۲٦٦) زانی مرد یا زانیہ عورت کا نکاح زانی یا زانیہ سے یا محصن و محصنہ سے بغیر حد لگائے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) جائز ہے کما فی الدر المختار او الموطوءة بزنا ای جاز نکاح من راها تزنی الخ واما

---

(۱) وصح نكاح حبلى من زنا لاحبلى من غيره اى الزنا لثبوت نسبه الخ وان حرم وطؤها ودواعيه حتى تضع لئلا يسقى ماؤه زرع غيره الخ لو نكحها الزانى حل له وطؤها اتفاقا والولد له (درمختار) اى ان جاء ت بعد النكاح به لستة اشهر فلولا قل من ستة اشهر من وقت النكاح لا يثبت النسب (ردالمحتار فصل فى المحرمات ص ٤٠١ ج ٢ .ط.س. ج٣ص٤٨ ...... ٤٩) ظفير (٢) مشكوة باب اللعان فصل اول ص ٢٨٧ - ١٢ ظفير

(۳) یہ دونوں محرمات میں نہیں ہیں لهذا واحل لكم ما وراء ذالكم (النساء : ٤) کے تحت آئیں گی ولا باس ان يتزوج الرجل امراة ويتزوج ابنه امها و بنتها لانه لامانع (البحر الرائق فصل فى المحرمات ص ١٠٥ ج ٣ .ط.س. ج٣ص٩٨) ظفير

قوله تعالى الزانيه لا ينكحها الازان او مشرك فمنسوخ بآية فانكحوا ما طاب لكم من النساء . فقط

کافر کی منکوحہ مسلمان ہو جائے اور چھ مہینے گزر جائیں تو شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۶۷) منکوحہ کافر اسلام قبول کرے اور شوہر کفر سے تائب نہ ہو اور وہ منکوحہ عرصہ چھ ماہ سے علیحدہ ہو تو وہ عورت فی الحال دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا بعد انقطاع عدت؟

(الجواب) کسی کافر کی منکوحہ کو اسلام لانے کے بعد جس وقت تین حیض پورے ہو جاویں تو وہ عورت اپنے شوہر کافر کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اور پھر اس کا نکاح کسی مسلمان سے امام صاحب کے قول کے موافق اس کی رضامندی سے صحیح ہے در مختار میں ہے ولو اسلم احدهما الخ ثمه الخ لم تبن حتى تحيض ثلثا او تمضى ثلثة اشهر الخ و ليست بعدة[۲] الخ لیکن شامی میں ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ بعد اس بینونت کے عدۃ اس پر لازم ہے یا نہیں، صاحبین وجوب عدۃ کے قائل ہیں كذافى الشامى و جزم به الطحاوى ان کی رائے کے موافق پھر تین حیض گزارنے کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے اور یہی احوط ہے[۳] پس دیکھا جاوے کہ چھ ماہ میں اس کو کتنے حیض آتے ہیں اگر حیض پورے ہو گئے ہوں فبہا ورنہ باقیماندہ حیض پورے کرے اور یہ بصورت حیض آنے کے ہے اور اگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو پھر چھ ماہ دونوں عدتوں کے لئے کافی ہے۔ فقط

ایک یا دو طلاق کے بعد بلا حلالہ نکاح درست ہے تین کے بعد حلالہ ضروری ہے

(سوال ۲۶۸) زید نے ہندہ قوم ہندو کو مسلمان کر کے اپنے ساتھ عقد کیا اور تین سال تک نکاح میں رکھ کر طلاق قطعی دیدی، ہندہ نے اپنا پیشہ طوائفوں کا اختیار کر کے سات آٹھ برس تک بازار میں بیٹھی رہی، اب ہندہ عقد مکرر اپنا زید سے کرنا چاہتی ہے آیا زید سے ہندہ کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر تین طلاق دیدی تھی تو بلا حلالہ کے زید اس سے نکاح نہیں کر سکتا اور اگر ایک یا دو طلاق دی تھی تو بلا حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے۔[۴] فقط

نامرد سے نکاح درست ہے یا نہیں اور بلا طلاق عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۹) نامرد شخص کا ایک عورت سے نکاح کر دیا گیا، جائز ہے یا نہیں، اور عورت بلا طلاق اس سے

---

(۱) الدالمختار على هامش ردالمحتار فصل فى المحرمات ص ۴۰۲ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۵۰- ۱۲ ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ص ۵۳۶ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۱۹۱- ۱۲ ظفير

(۳) وهل تجب العدة بعد مضى هذه المدة ان كانت المراة حربية فلا ' لانه لاعدة على الحربية وان كانت هى المسلمة فخرجت الينا فتمت الحيض هنا فكذالك عند ابى حنيفة خلافا لهما الخ و جزم الطحاوى بوجوبها (ردالمحتار باب نكاح الكافر ص ۵۳۷ ج ۲). ط.س. ج۳ص ۱۹۲ ظفير

(۴) و ينكح مبانته بما دون الثلاث فى العدة بعدها بالا جماع الخ ولا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ بها اى بالثلاث لوحرة الخ حتى يطاها غيره ولو الغير مراهقا يجامع مثله بنكاح نافذ (الدرالمختار هامش ردالمحتار باب الرجعة مطلب فى العقد على المبانة ص ۷۳۸ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۴۰۹) ظفير

علیحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح صحیح ہے[1] اور بلا طلاق شوہر کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ کذافی الدرالمختار[2] فقط

ایک بھائی کی پوتی سے دوسرے بھائی کے لڑکے کی شادی جائز ہے

(سوال ۲۷۰) الٰہی بخش و شبراتی حقیقی بھائی ہیں الٰہی بخش کی حقیقی پوتی کا نکاح شبراتی کے لڑکے سے صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ نکاح جائز ہے کما قال اللہ تعالیٰ بعد ذکر المحرمات واحل لکم ماوراء ذالکم الایۃ[3] فقط

نابالغی میں لڑکی نکاح ہو نا بتاتی تھی، بالغ ہونے کے بعد انکار کرتی ہے، اس کا نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۱) ایک لڑکی نابالغہ آٹھ سال ایک شخص کو کہیں سے مل گئی اس کا کوئی رشتہ دار اور وطن معلوم نہیں جب وہ شخص لڑکی کو اپنے مکان میں لایا تھا وہ اپنی ہم سن لڑکیوں سے کہتی تھی کہ میری ایک شخص سے شادی ہوئی تھی مگر یہ نہیں بتلا سکتی تھی کہ کس سے ہوئی اور وہ کہاں ہے اب اس کی عمر پندرہ سولہ سال کی ہے، اور پہلی شادی سے انکار کرتی ہے اب وہ نکاح کی خواہش کرتی ہے آیا اس کا نکاح کسی شخص سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ وہ لڑکی اس وقت بالغہ ہے اور پندرہ برس کی پوری ہو گئی ہے اور کسی کی منکوحہ ہونے کا اس وقت بعد بلوغ کے انکار کرتی ہے تو اس کی رضامندی جس شخص سے ہو اس کے ساتھ اس کا نکاح درست ہے۔[4] فقط

مرنے والی بیوی کی خالہ سے نکاح درست ہے

(سوال ۲۷۲) خوش دامن کی ہمشیرہ حقیقی سے نکاح جائز ہے یا نہیں جب کہ زوجہ کا انتقال ہو گیا ہے؟

(الجواب) اس حالت میں کہ پہلی زوجہ کا انتقال ہو گیا ہے، اس کی خالہ سے یعنی خوش دامن حقیقی سابقہ کی بہن سے نکاح درست ہے۔[5] فقط

---

(۱) ہو ای العنین من لا یقدر علی جماع فرج زوجتہ الخ اذا وجدت المراۃ زوجہا مجبوبا او مقطوع الذکر فقط او صغیرۃ جدا الخ فلیس لہا الفرقۃ الخ (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب العنین ص ۸۱۵ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۴۹۴) ظفیر (۲) واما منکوحۃ الغیر و معتدتہ الخ فلم یقل احد بجوازہ (ردالمحتار ص ۴۸۲ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۳۲) ظفیر (۳) سورۃ النساء : ۴ (۴) فتنقد نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۷ ج ۲) (۵) ولا یجمع بین المراۃ و عمتہا او خالتہا الخ ہدایہ فصل فی المحرمات ص ۲۷۶ ج ۲) بیوی کے مرجانے کے بعد جماع کی صورت باقی نہیں رہتی ماتت امراۃ لہ التزوج باختہا بعد یوم من موتہا ... کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ جلد ۲ ط.س. ج۳ ص۳۸) ظفیر

بیوی کے انتقال کے بعد سالی سے نکاح درست ہے اگرچہ اس کے لڑکے نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہو

(سوال ۲۷۲) ایک شخص کی زوجہ کا انتقال ہو گیا ایک لڑکا شیر خوار چھوڑا جو اپنی نانی کے دودھ سے پرورش ہوا پھر شیر خوار کے والد نے اپنی حقیقی سالی سے جو اس شیر خوار کی حقیقی خالہ ہوتی ہے اپنا عقد کیا یہ عقد جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اپنی زوجہ کے مرنے کے بعد اس کی حقیقی بہن سے نکاح درست ہے اور اس کے پسر نے اگر اپنی نانی کا دودھ پیا تو اس کا نکاح سالی سے حرام نہیں ہوا کیونکہ وہ سالی اس کے پسر کی بہن رضاعی اپنے پسر کی حرام بہن ہے کما مر عن العالمگیری ویجوز فی الرضاع الخ وفی الدرالمختار الا ام اخیه واخته الخ واخت ابنه و بنته الخ باب الرضاع [1] فقط

دوسری بیوی کے بھائی کا نکاح پہلی بیوی کی لڑکی سے درست ہے

(سوال ۲۷٤) ایک شخص کی دو زوجہ ہیں اور زوجہ اول سے تین لڑکیاں ہیں اور زوجہ ثانی لاولد ہے اب زوجہ ثانی کے ایک حقیقی بھائی سے زوجہ اول کی کسی لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ ثانیہ کے بھائی کا نکاح زوجہ اولیٰ کی کسی دختر سے درست ہے، اس میں کوئی وجہ حرمت کی نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ بعد ذکر المحرمات واحل لکم ما وراء ذلکم الایة [2] فقط

بلا نکاح والی عورت دوسرے مرد سے شادی کر سکتی ہے

(سوال ۲۷۵) ایک شخص نے اپنے بڑے بھائی کے فوت ہونے پر اس کی منکوحہ کو اپنے گھر میں بطور رواج ڈال لیا نکاح کا ہونا نہ ہونا مشکوک ہے کچھ عرصہ بعد شخص مذکور نے اس عورت کو نکال دیا اور چار پانچ ماہ سے اس کے نان و نفقہ کو جواب دے چکا ہے اور اب اس کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہے وہ لڑکی اپنے والدین کے گھر میں سخت مصیبت میں ہے اور اسی شخص سے اس کے چار ماہ کی لڑکی ہے نہ وہ شخص اس عورت کو روٹی کپڑا دیتا ہے اور نہ بلاتا ہے اور خود مفقود الخبر ہے آیا وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر اس شخص کا اس عورت سے نکاح نہیں ہوا تب تو اس کو جس سے چاہے نکاح کر لینا ضروری ہے اور بغیر نکاح نہ اس عورت کا اس مرد پر نان نفقہ ہے اور نہ وہ نکاح سے روک سکتا ہے اور اگر نکاح ہو چکا ہے تو [3] پھر شوہر جب تک طلاق نہ دے اور اس کے بعد عدت تین حیض نہ گزر جاویں دوسرا نکاح درست نہیں ہے۔ اور نفقہ نہ دینے سے تفریق نہیں ہوگی اور اگر شوہر مفقود الخبر ہو گیا ہے تو چار سال کے بعد عدت وفات گزار کر

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الرضاع ص ۵۵۸ ج ۲ و ص ۵۵۹ ط.س. ج۳ص ۲۱٤ - ۱۲ ظفیر
(۲) سورة النساء : ٤ (۳) اما نکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المهر ص ٤۸۲ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۱۳۲) ظفیر

دوسرا نکاح ہو سکتا ہے موافق مذہب امام مالکؒ کے جس پر حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے۔[1] کذافی الشامی فقط

دادا کے چچا کی نواسی سے نکاح درست ہے اور خلیری بہن سے بھی

(سوال ۲۷۶) عبدالرزاق کے دادا کے چچا کی نواسی مسماۃ رحیم النساء سے عبدالرزاق کا نکاح درست ہے یا نہیں اور عبدالرزاق ورحیم النساء میں خلیرے بھائی بہن کا رشتہ بھی بتلاتے ہیں' آیا ان دونوں صورتوں میں نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح عبدالرزاق کا مسماۃ رحیم النساء کے ساتھ جائز اور صحیح ہے۔ دونوں رشتوں سے نکاح درست ہے' کیونکہ رحیم النساء عبدالرزاق کے محرمات میں سے کسی رشتہ سے نہیں ہے لہذا واحل لکم ما وراء ذلکم[2] میں داخل ہے۔ فقط

مرنے والی بیوی کی بہن سے نکاح درست ہے مگر مطلقہ کی بہن سے عدت کے بعد درست ہوگا

(سوال ۲۷۷) زید کی زوجہ ہندہ کا انتقال ہو گیا یا طلاق دیدی' دونوں صورتوں میں زید ہندہ کی حقیقی بہن سے بلاایام عدت گزارے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اپنی زوجہ کے انتقال کے ہو جانے پر اس کی بہن سے فوراً نکاح کر سکتا کیونکہ مرد پر عدت نہیں ہوتی اور اس کو طلاق دینے کی صورت میں جب تک اس کی عدت نہ گزر جاوے اس وقت تک اس کی بہن سے نکاح درست نہیں ہے چنانچہ یہ دونوں صورتیں کتب فقہ میں مصرح ہیں در مختار میں ہے وحرم الجمع بین المحارم نکاحاً وعدة ولو من طلاق بائن[3] الخ اور شامی میں ہے ماتت امراة له التزوج اختها بعد یوم من موتها[4] الخ فقط

نصرانی جو مسلمان ہو گیا اس کا نصرانی بیوی سے نکاح قائم ہے

(سوال ۲۷۸) ایک نصرانی نے اسلام قبول کیا' اس کی نصرانیہ بیوی انگلستان میں موجود ہے' وہ اس نو مسلم کو کافر سمجھتی ہے' اس کے ساتھ بیوی کی طرح زندگی بسر کرنا نہیں چاہتی اس نصرانیہ کا نکاح اس نو مسلم سے قائم ہے یا نہیں اور نو مسلم پر شرعاً اس نصرانیہ بیوی کا نفقہ واجب ہے یا نہیں؟

---

(۱) فلا ینکح عرسه ای المفقود غیره الخ ولا یفرق بینه و بینها ولو بعد مضی اربع سنین خلافا للمالك (درمختار) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین الخ لوافتی به فی موضع الضرورة لا باس به علی ما اظن الخ وقدقال فی البزازیة الفتوی فی زماننا علی قول مالك الخ (ردالمحتار کتاب المفقود ص ٤٥٦ ج ٣. ط.س. ج ٤ ص ٢٩٣......). ط.س. ج٣ص٣٨ ظفیر

(۲) سورة النساء : ٤ (٣) ایضاً فصل فی المحرمات ص ٣٩٠ ج ٢ .ط.س.ج٣ص٣٨-١٢ ظفیر

(٤) ردالمحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص ٣٩٠ ج ٢-١٢ ظفیر

پہلی نصرانی بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری عورت سے نکاح درست ہے

(سوال ۲/ ۲۷۹) ایک دوسری نصرانیہ نے اسی وقت اسلام قبول کیا جس وقت اس نصرانی نے اسلام قبول کیا دونوں کا نکاح ہو گیا یہ نکاح اس نو مسلم کا نصرانیہ بیوی کی حیات میں جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) (او ۲) نصرانیہ کے ساتھ مسلمان کا نکاح صحیح ہے، پس اگر شوہر نصرانیہ کا مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی ہے 'در مختار میں ہے ولو اسلم زوج الکتابیة ولو معالاً فھی له [1] الخ اور جب کہ نکاح باقی ہے نفقہ بھی لازم ہے زوجہ کتابیہ کے اوپر کسی نو مسلمہ نصرانیہ سے نکاح کرنا درست ہے بشر طیکہ شرائط جواز نکاح موجود ہوں مثلاً یہ کہ وہ نصرانیہ نو مسلمہ کسی نصرانی کی زوجہ نہ ہو کیونکہ اگر وہ کسی کی زوجہ تھی تو اگرچہ بعد اسلام لانے کے وہ شوہر اول نصرانی کے نکاح میں نہیں رہی لیکن تین حیض یا تین ماہ کا گزارنا دوسرے نکاح کے جواز کے لئے شرط ہے اور پوری بینونت شوہر اول سے بعد تین حیض کے ہوتی ہے کما فی الدرالمختار ولو اسلم احدھما ای المجوسین او امراۃ الکتابی ثمه الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثة اشھر [2] الخ فقط

شوہر اول کی خبر موت کے بعد نکاح درست ہے مگر جب وہ پھر آجائے تو بیوی اسی کی ہوگی

(سوال ۲۸۰) مسماۃ کنیز فاطمہ بنت کریم الدین متوفی کا نکاح اس کے چچا امام الدین نے بحالت نابالغی عبد الرزاق سے کر دیا تھا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تھی، وہ نکاح کر کے کہیں نوکری کے لئے چلا گیا تھا جانے کے ایک ماہ بعد تک اس کا خط آتا رہا بعد کو خط و کتابت بند کر دی چار سال تک کوئی خبر اس کے مرنے جینے کی نہیں آئی اس کے بعد عبد الرزاق کے مرنے کا خط آیا، خط آنے کے ایک سال بعد مسماۃ کنیز فاطمہ نے نکاح کر لیا اب دو تین ماہ بعد عبد الرزاق آ گیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ مسماۃ مذکورہ مجھ کو مل جاوے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے اور کون سا نکاح جائز ہے؟

(الجواب) موت شوہر اول کی خبر پر جو نکاح کیا گیا تھا وہ صحیح ہو گیا تھا، اسی لئے جو اولاد اس سے ہو وہ صحیح النسب ہو گی اور شوہر ثانی کی ہو گی لیکن جب کہ شوہر اول واپس آ گیا اور موت کی خبر غلط نکلی تو وہ اپنی زوجہ کو لے سکتا ہے، اس کا نکاح قائم ہے اور اس کے آنے پر نکاح ثانی کو فسخ کا حکم ہو جاوے گا۔ کما فی الشامی لکن لو عاد حیاً بعد الحکم بموت اقرانه قال الظاهر انه کالمیت اذا احی والمرتد اذا اسلم الخ ثم قال بعد رقمه رایت المرحوم ابا السعود نقله عن الشیخ شاهین و نقل ان زوجته له والاولاد للثانی [3] الخ فقط

بیوی کے رہتے ہوئے اس کے باپ کی دوسری بیوی سے شادی کرنا کیسا ہے......؟

(سوال ۲۸۱) زید کے دو بیویاں ہیں فاطمہ اور زینب فاطمہ سے زید کے ایک لڑکی ہے وہ لڑکی خالد کو بیاہ کر کے دینا ہے کچھ عرصہ بعد زید مر گیا اس صورت میں خالد زینب کے ساتھ جو اس کی ماموں زاد بہن بھی ہے

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۱۹۲ – ۱۲ ظفیر
(۲) ایضاً ص ۵۳۶ و ص ۵۳۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص۱۹۲ – ۱۲ ظفیر
(۳) رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۸ ج ۳ .ط.س. ج۳ ص ۲۹۷ – ۱۲ ظفیر

نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟
(الجواب) خالد کا نکاح اس صورت میں زینب سے درست ہے۔ کما فی الدر المختار فجاز الجمع بین امراۃ و بنت زوجہا [۱] الخ فقط

بیوہ سے نکاح کیا چھ ماہ بعد بچہ ہوا، نکاح جائز رہا یا نہیں ؟

(سوال ۲۸۲) ایک عورت عرصہ دراز سے بیوہ تھی زید نے اس سے نکاح کیا اور وہ عورت حاملہ تھی بعد چھ ماہ کے بچہ پیدا ہوا زید کی برادری نے اس عورت سے زید کو علیحدہ کر دیا جس کو عرصہ ایک سال کا ہوا اب وہ عورت زید کے گھر میں رہنا چاہتی ہے اور زید بھی رکھنا چاہتا ہے وہ پہلا نکاح جائز رہا یا دوبارہ نکاح کرنا چاہیے ؟
(الجواب) پہلا نکاح صحیح ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔ [۲] فقط

مطلقہ بیوی بدو طلاق سے بلا حلالہ نکاح جائز ہے

(سوال ۲۸۳) ایک شخص نے اول اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دی پانچ چھ مہینے بعد اس سے نکاح کر لیا، کچھ مدت کے بعد پھر بوجہ عدم موافقت زوجہ کو یہ کہہ دیا کہ تجھ کو میں نے اول طلاق رجعی دی تھی اس وقت ایک طلاق اور دیتا ہوں دو طلاق بائنہ ہوئی تم چلی جاؤ اب بعد نو دس ماہ کے پھر اس کو نکاح میں لانا چاہتا ہے آیا وہ زوجہ شوہر اول کے لئے بدون تحلیل حلال ہے یا کیا ؟
(الجواب) بدون حلالہ کے شوہر اول اس مطلقہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ۔ [۳] فقط

لڑکی کا نکاح بیوی کے لڑکے سے کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۸٤) زید عقد نکاح دختر خود را کہ از بطن زوجہ اولیٰ است بہ پسر یکہ از بطن زوجہ ثانیہ است از زوج اول کہ قبل زید تحت اوبود بستن میخواہد شرعاً روا است یا نہ ؟
(الجواب) جائز است بقولہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذلکم الایۃ [٤] فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۳۹ - ۱۲ ظفیر
(۲) وصح نکاح حبلی من زنا الخ وان حرم وطؤها ودواعیه حتی تضع (الدرالمختار علی هاش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٤٠١ ج ٢) ط.س.ج ٣ ص٤٨
(۳) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها (هدایه باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقه ص ۳۷۸ ج ۲ .ط.س.ج۳ص٤٨) ظفیر
(٤) سورة النساء : ٤ . ولا باس ان یتزوج الرجل امراة و یتزوج ابنه امها او بنتها لانه لا مانع (البحر الرائق کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص ۱۰٥ ج ۳ .ط.س.ج۳ص۹۸) ظفیر

بیوی کی بھانجی سے بیوی کی موت کے بعد نکاح کرنا جائز ہے

(سوال ۲۸۵) کیا حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کی بھانجی کو عقد میں لانا بعد انتقال حضرت فاطمہؓ کے ایک تاریخی واقعہ ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں کیا زوجہ کی بھانجی محرمات ابدیہ میں سے ہے یا نہیں؟

(الجواب) اپنی زوجہ کے انتقال کے بعد زوجہ کی بھانجی سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے اور وہ محرمات ابدیہ میں سے نہیں ہے، صرف جمع کرنا خالہ بھانجی کو نکاح میں ناجائز ہے[1] اور ایک ان میں سے باقی نہ رہے تو دوسری سے نکاح صحیح ہے، پس اگر حضرت علیؓ نے ایسا کیا ہو تو شرعاً کچھ حرج نہیں ہے اور واحل لکم ماوراء ذلکم[2] میں داخل ہے۔ فقط

عورت کہے کہ میرا نکاح نہیں ہوا ہے تو اس سے نکاح درست ہے

(سوال ۲۸۶) اگر عورت بیان کرے کہ میرا آج تک کسی سے نکاح نہیں ہوا مگر یہ عورت پردیس سے آئی ہے جس کی وجہ سے قاضی کو کوئی حال معلوم نہیں ہو سکتا تو اب اس عورت کا کسی سے نکاح کر دینا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جائز ہے۔[3] فقط

شوہر کی موت ثابت ہو جانے کے بعد عورت دوسری شادی کر سکتی ہے

(سوال ۲۸۷) مسماۃ کریما بنت علی محمد جس کی شادی نھنے سے ہوئی تھی عرصہ سات سال سے وہ گم ہے اور وہ میرا حقیقی ہمشیر زادہ ہے اب لڑکی کی عمر اٹھارہ سال ہے آیا عقد ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں الٰہی بخش ہمشیر زادہ حقیقی سالی سے و نیز اہل محلہ ہندو مسلمان کی زبانی و تحریر سے واضح ہے کہ نھنا مذکور دریا میں ڈوب کر بقضائے الٰہی فوت ہو گیا اور مدعی محمد الٰہی بخش مذکور کو اپنی تحریر سے اجازت عقد دیتا ہے؟

(الجواب) اگر نھنے مذکور کی موت ثابت ہو گئی ہے تو مرنے کے بعد اس کی زوجہ عدت وفات یعنی دس دن چار ماہ پورے کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔[4] فقط

---

(۱) ولا یجمع بین المراۃ و عمتها او خالتها الخ (هدایه فصل فی المحرمات ص ۲۸۸ ج ۳) ظفیر

(۲) سورۃ النساء رکوع ٤ - ۱۲ ظفیر

(۳) قالت امراۃ لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لا باس ان ینکحها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸٤۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۵۲۹) لہذا جب شادی نہ ہونے کی خبر دے تو بدرجہ اولیٰ اس کی بات مانی جائے گی۔ ظفیر

(٤) اخبرها ثقة ان زوجها الغائب مات او طلقها ثلاثا او اتا ها منه کتاب علی ید ثقة بالطلاق ان اکبر رائها انه حق فلا باس ان تعتد وابتزوج (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸٤۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۵۲۹) ظفیر

زانیہ کی لڑکی کا فلاں سے پیدا ہونا ثابت نہیں ہے تو اس کے پوتے سے زانیہ کی لڑکی کی شادی درست ہے

(سوال ۲۸۸) ادھار سنگھ ٹھاکر کا ناجائز تعلق ایک طوائف سے تھا اور اس طوائف کے کئی لڑکیاں ہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ ادھار سنگھ سے ہیں یا کسی دوسرے سے بعد مرنے ادھار سنگھ کے ادھار سنگھ کے پوتے اور طوائف مذکور کی لڑکی کا ناجائز تعلق ہو گیا اب دونوں راہ راست پر ہیں طوائف کی لڑکی نے توبہ کر لی ہے اور ادھار سنگھ کا پوتا بھی مسلمان ہونے کو کہتا ہے' ان دونوں کا نکاح باہم درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ اس لڑکی طوائف کا ادھار سنگھ کے نطفہ سے پیدا ہونا محقق نہیں ہے تو ادھار سنگھ کے پوتے کا نکاح اس طوائف کی دختر سے دونوں کے مسلمان ہونے کے بعد درست ہے۔[1] فقط

شرمگاہ بنوا کر جو مرد نکاح کرے اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۹) اس وقت زید کی عمر ساٹھ سال سے کچھ اوپر ہے اور تیس برس سے زیادہ پیروں سے اپاہج ہے اور شہوت بھی جاتی رہی لیکن زید کو اپنی تندرستی کی حالت میں خوئے بد زناکاری کی بھی تھی' باوجود شہوت نہ ہونے کو اپنی عادت بد کو نہیں چھوڑا اور ایک دوسری صورت کا پیشاب گاہ بنا کر اس سے بدکاری کرتا رہا چند سال بعد ایسی حالت بیماری میں ایک عورت سے نکاح کر لیا' یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نکاح ہو جاوے گا لیکن یہ حرکت زید کی حرام اور ناجائز ہے اور وہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق و مردود الشہادۃ ہے۔[2] فقط

عورت کے بیان پر شادی درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۰) ایک عورت بیان کرتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دیدی ہے اور اس عورت کے والدین بھی یہی بیانکرتے ہیں لیکن اس عورت کے شوہر کا کچھ پتہ اور خبر نہیں کہ وہ کہاں کس جگہ ہے تاکہ اس سے تصدیق کی جاوے ایسی صورت میں اس عورت سے موافق اس کے بیان کرنے کے نکاح کرنا جائز ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) ایسی صورت میں کہ وہ عورت اور اس کے والدین اس کے شوہر سابق کا طلاق دینا بیان کرتے ہیں اور شوہر کا کہیں پتہ نہیں ہے تاکہ اس سے اس کی تصدیق یا تکذیب ہو سکے تو اس حالت میں فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کر لینا اس کے اعتبار پر درست ہے' دیگر گاؤں والوں کو اس میں کچھ تعارض اور انکار

---

(۱) ویحل لاصول الزانی و فروعه اصول المزنی بها و فروعها (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۲) ظفیر

(۲) اگر نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں ہوا ہے اور عورت کی رضا سے تو چوں کہ ایجاب و قبول اور شرط پائی گئی اس لئے نکاح ہو گیا و ینعقد بایجاب من احد هما و قبول من الاخر الخ و شرط سماع کل واحد من العاقدین و شرط حضور شاهدین الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦۱ و ص ۳۷۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفیر

نہ کرنا چاہئیے۔[1] فقط

نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی کو ناجائز حمل تھا' نکاح ہوا یا نہیں

(سوال ۲۹۱) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا بعد پانچ یا چار ماہ کے ایک لڑکی تولد ہوئی مگر وہ لڑکی نو مہینہ سے کم نہ تھی اس کا نکاح جائز رہا یا نہیں اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں' وہ شخص کہتا ہے کہ یہ نطفہ میرا ہے مگر معلوم ہوا وہ عورت پردہ نشین نہ تھی اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟

(الجواب) نکاح اس شخص کا عورت مذکورہ سے صحیح ہو گیا اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور نسب اس لڑکی کا اس سے شرعاً ثابت نہیں ہے در مختار میں ہے کہ حاملہ عن الزنا سے نکاح صحیح ہے پھر اگر وہ حمل اسی ناکح کا ہے تو اس کو بعد نکاح کے وطی درست ہے اور اگر حمل کسی دوسرے شخص کا ہے تو شوہر کو تا وضع حمل وطی کرنا درست نہیں ہے لئلا یسقی ماء ہ زرع غیرہ[2] درمختار پس اگر وہ شخص مقر ہے زنا کرنے کا ساتھ اس عورت کے نکاح سے پہلے تو حسب اقرار وہ خود فاسق ہے اس حالت میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے لیکن اگر اس گناہ سے توبہ کرلے گا تو یہ کراہت مرتفع ہو جاوے گی۔ فقط

غیر مدخولہ نابالغہ کو طلاق دینے کے بعد پھر اس سے شادی کرنا کیسا ہے!

(سوال ۲۹۲) مسمی موجہ ذات بھٹیارہ نے اپنی عورت نابالغہ غیر مدخولہ کو طلاق دیدی ہے' اب عورت بالغہ ہو گئی ہے اور پھر اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے آیا بغیر حلالہ کے شرعاً نکاح جائز ہے یا نہیں طلاق نامہ میں رجعی بائن مغلظہ کا کوئی بیان نہیں ہے؟

(الجواب) غیر مدخولہ کو اگر تین طلاق متفرق طور سے دی جاویں تو غیر مدخولہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے[3] اس صورت میں اس سے بدون حلالہ کے شوہر اول نکاح کر سکتا ہے اور اگر ایک طلاق دی ہو تو بدرجہ اولیٰ شوہر اول اس سے بلا حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے۔[4] فقط

---

(۱) لو قالت امراۃ لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لا باس ان ینکحھا (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۴۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۵۲۹) ظفیر

(۲) وصح نکاح حبلی من زنا الخ و حرم وطؤھا ودواعیہ حتی تضع لئلا یسقی ماء ہ زرع غیرہ الخ لو نکحھا الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقا والولد لہ (درمختار) ای ان جاء ت بعد النکاح بہ لستۃ اشھر فلو لا قل من ستۃ اشھر من وقت النکاح لا یثبت النسب ولا یرث منہ الا ان یقول ھذا الولد منی ولا یقول من الزنا الخ (ردالمحتار فصل المحرمات ص ۴۰۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۴۸) ظفیر

(۳) قال لزوجتہ غیر المدخول بھا انت طالق ثلاثا وقعن الخ وان فرق بوصف اوخبر او جمل بعطف او غیرہ بانت بالاولی لا الی عدۃ ولذا لم یقع الثانیۃ الخ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب طلاق غیر المدخول بھا ص ۶۲۴ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۸۴ ... ۲۸۶) ظفیر

(۴) و ینکح مبانتہ بما دون الثلاث فی العدۃ و بعدھا بالا جماع و منع غیرہ فیھا لاشتباہ النسب (ایضاً باب الرجعۃ مطلب فی العقد علی المبانۃ ص ۷۳۸ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۴۰۹) ظفیر

بیوہ سے نکاح درست ہے

(سوال ۲۹۳) زید نے ایک پانچ سال کی بیوہ کا نکاح ایک شخص سے پڑھایا مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ بیوہ حاملہ ہے آیا نکاح درست ہے یا نہیں اور زید کے ذمہ کچھ مواخذہ تو نہیں ؟

(الجواب) نکاح درست ہو گیا' مگر جب حمل ناکح کا نہ ہو تو اس کو تاوضع حمل مجامعت کرنا حرام ہے اور زید کے ذمہ کچھ مواخذہ نہیں۔[1] فقط

بیوہ بھاوج سے نکاح درست ہے

(سوال ۲۹٤) ایک شخص نے اپنی بھاوج بیوہ سے جو اس کی سمدھن بھی ہوتی ہے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس عورت سے اس مرد کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس مرد کا نکاح مسماۃ مذکور سے جائز ہے' کیونکہ وہ **واحل لکم ما وراء ذلکم**[2] میں داخل ہے۔ فقط

ایک بیوی کے رہتے ہوئے دوسرا نکاح کرنا درست ہے

(سوال ۲۹۵) کلن کی ایک بیوی ہے اور وہ اکثر پردیس میں ٹھیکہ کا کام کرتا ہے اسی وجہ سے وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے جس کو سفر میں ساتھ رکھے' اور وہ دونوں زوجہ کا خرچ اٹھا سکتا ہے تو نکاح ثانی کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ حقوق شرعیہ ہر دو زوجہ کے کلن ادا کرے تو دوسرا نکاح بلا تردد کر سکتا ہے' بلکہ اچھا ہے کہ اس کو سفر میں تکلیف نہ ہو۔[3] فقط

اس کہنے سے کہ چھوڑ دیا اور وہ طلاق میں ہے طلاق ہو گئی اور اس کے بعد نکاح درست ہے

(سوال ۲۹٦) زید نے اپنی زوجہ منکوحہ کی نسبت یہ کہا کہ ہم نے اس کو عرصہ ڈیڑھ دو سال سے چھوڑ دیا ہے اور اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور وہ طلاق ہی میں داخل ہے اس کہنے سے ڈیڑھ دو سال بعد منکوحہ زید نے بکر سے نکاح کر لیا بعد میں طلاق تحریری بھی دیدی اس صورت میں طلاق واقع ہوئی تو عدت کب سے شمار ہو گی اور بکر سے جو نکاح ہوا صحیح ہے یا نہ ؟

(الجواب) زید کا یہ کہنا کہ ہم نے اس کو عرصہ ڈیڑھ دو سال سے چھوڑ دیا ہے اور اس سے کوئی واسطہ نہیں

---

(۱) اخبر ها ثقة ان زوجه الغائب مات او طلقها ثلاثا الخ وكذا لو قالت امراة لرجل طلقني زوجي وانقضت عدتي لا باس ان ينكحها (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب العدة ص ۸٤۷ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۵۲۹ وصح نكاح حبلى من زنا الخ وان حرم
وطؤها حتى تضع الخ ولو نكحها الزاني حل له وطؤها ايضاً فصل في المحرمات ص ٤۰۱ ج ۲ .ط.س.ج۳ص٤۸- ظفير (۲) سورة النساء : ٤
(۳) فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى و ثلث و ربع الخ فان خفتم الا تعدلو افواحدة (سورة النساء) ظفير

ہے اور وہ طلاق ہی میں داخل ہے موجب وقوع طلاق ہے شرعاً اس سے طلاق بائنہ منکوحہ زید پر واقع ہو گئی اور اسی وقت سے عدت شمار ہو گی عدت کے بعد جو نکاح بکر سے ہوا صحیح ہوا۔[۱] فقط

نکاح کے پانچ ماہ چھ دن بعد عورت کو بچہ ہوا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۷) ایک عورت کا نکاح ہوا اور نکاح سے پانچ ماہ چھ دن بعد اس عورت کے لڑکی پیدا ہوئی یہ نکاح اس صورت میں قائم رہا یا ٹوٹ گیا اور مرد کو وطی درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح ہو گیا حاملہ عن الزنا کا نکاح صحیح ہو گیا ہے اور اب کہ وضع حمل ہو گیا ہے شوہر کو وطی درست ہے اگرچہ نکاح غیر زانی سے ہو۔[۲] فقط

بھانجہ اور بھتیجہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۸) بنت بھانجہ و بھتیجہ جو کہ ماموں اور چچا کی محرمات شرعیہ سے نہیں مثلاً بھانجہ اور بھتیجہ نے ماموں اور چچا کی غیر محرمات میں سے نکاح کیا ہے تو اس بھانجہ وبھتیجے کی بنت جو غیر محارم سے متولد ہے ماموں اور چچا کو نکاح میں لانا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) چچازاد بھائی کی دختر یا دختر دختر سے نکاح درست ہے اسی طرح ماموں زاد بھائی کی دختر اور دختر دختر سے نکاح درست ہے غرض یہ ہے کہ حقیقی بھائی و بہن کی اولاد سے تو نکاح جائز نہیں ہے وان سفلوا اور ابناء العم و ابناء الاخول کی اولاد سے یا اولاد اولاد سے نکاح درست ہے لقولہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذلکم[۳] . الآیۃ فقط

زید کی لڑکی کی شادی اس کے حقیقی بھائی کے پوتے سے درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۲۹۹) زید، عمر، بکر، تینوں قرابت دار ہیں زید و عمر دونوں کے اباء حقیقی بھائی تھے زید کی شادی عمر کی ہمشیرہ حقیقی سے ہوئی اور بکر زید کے حقیقی بھائی کا حقیقی لڑکا ہے بکر کی شادی عمر کی لڑکی سے ہوئی عمر کی ہمشیرہ کے بطن سے ایک لڑکی ہے یعنی بنت زید اور عمر کی لڑکی کے بطن سے لڑکا ہے یعنی ابن بکر، ابن بکر اور بنت زید کا باہم نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ابن بکر اور بنت زید کا صورت مذکورہ میں باہم نکاح درست ہے۔[۴] فقط و تحل بنات

---

(۱) سرحتك وفارقتك و جعلهما الشافعي من الصريح لورودهما في القرآن للطلاق قلت المعتبر تعارفهما في العرف العام في الطلاق لا ستعما لهما شرعا مراد اهو بهما الخ (البحرالرائق كتاب الطلاق باب الكنايات ص ۵۲۵ ج ۳.ط.س.ج۳ص۳۰۱) ظفير(۲) دحل تزوج الحبلى من الزنا و لا يجوز تزوج الحبلى من غير الزاني اما الاول الوطئ كيلا يسقى ماء ه زرع غيره فان قيل فم الرحم ينسد بالحبل فكيف يكون سقى زرع غيره قلنا شعره ينبت من ماء الغير كذافي المعراج و حكما لدواعي على قولهما كالوطئ كما في النهاية (البحر الرائق فصل في المحرمات ص ۱۱۳ ج ۲.ط.س.ج۳ص۱۰۶) ظفير (۳) سورة النساء : ۴ و تحل بنات العمات والا عمام والخالات والا خوال فتح القدير
(۴) واحل لكم ماوراء ذلكم (النساء : ۴)

العمات والا عمام الخ فتح القدير ص ۱۱۷ ج ۳

شوہر کے مرنے کے بعد حاملہ کا نکاح وضع حمل کے بعد درست ہے

(سوال ۳۰۰) ایک نوجوان لڑکی اپنے خاوند کے گھر سے نکل کر دوسرے شخص کے گھر میں آباد ہو گئی اب اس عورت کا خاوند اول فوت ہو گیا اور وہ عورت سات آٹھ ماہ سے زنا سے حاملہ ہے بعد وضع حمل اگر دونوں زانی توبہ کریں تو نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر عورت مذکورہ خاوند سابق کے فوت ہونے سے پہلے ہی حاملہ تھی اور بعد فوت ہونے اس شوہر کے وضع حمل ہوا تو بموجب اس آیۃ کریمہ واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن [1] بعد وضع حمل عدت اس کی ختم ہو گئی لہذا نکاح کرنا اس کو صحیح ہوا [2] اور اگر وہ عورت بعد فوت ہونے شوہر سابق کے حاملہ ہوئی اور حمل اس کا زنا سے ہونا محقق ہوا تو پھر قبل وضع حمل بھی اس کا نکاح صحیح ہو سکتا تھا اور بعد وضع حمل تو صحت نکاح میں کچھ شبہ ہی نہیں ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ وصح نكاح حبلى من زنا [3] اور صحیح ہے نکاح حاملہ عن الزنا کا۔ فقط

عورت کے باپ اور عورت کے بیان پر اعتماد کر کے نکاح کرنا درست ہے

(سوال ۳۰۱) ایک عورت حاملہ اور اس کا حقیقی باپ دونوں مراد آباد سے چل کر شہر پھلور میں آئے اور یہ بیان کیا کہ عورت کے خاوند نے عورت کو طلاق دیدی اب ہم کسی دیندار آدمی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اس صورت میں محض عورت اور اس کے باپ کے بیان پر اعتماد کر کے بعد وضع حمل اس عورت سے نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں موافق بیان عورت اور اس کے باپ کے بیان پر اعتماد کر کے بعد وضع حمل نکاح اسکا شرعاً صحیح ہے۔ كذا في الدر المختار والشامی [4] فقط

اپنی لڑکی کا دوسرے کے لڑکے سے اور اسی دوسرے کے لڑکے کا اپنی لڑکی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۳۰۲) بہت سے غریب آدمی ایسا کرتے ہیں کہ اپنی دختر دوسرے کے لڑکے کو دیدیتے ہیں اور اس

---

(۱) سورة الطلاق : ۱

(۲) و في حق الحامل الخ وضع جميع حملها الخ ولو كان زوجها الميت صغيرا (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۱ ج ۲ ط.س.ج۳ص ۵۱۱) ظفير

(۳) ايضاً فصل في المحرمات ص ۴۰۱ ج ۲ ط.س.ج۳ص۴۸ – ظفير

(۴) وكذا لوقالت منكوحة رجل الاخر طلقنى زوجى وانقضت عدتى جاز تصديقها اذا وقع فى ظنه عدلة كانت ام لا(ردالمحتار باب الرجعة ص ۷۴۷ ج ۲ ط.س.ج۳ص۴۱۸) ظفير

کی دختر اپنے لڑکے کے لئے لے لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب) اگر مہر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کا مقرر کیا جاوے تو کچھ حرج اس میں نہیں۔[1] فقط

حقیقی چچی سے نکاح کب درست ہے

(سوال ۳۰۳) اپنی حقیقی چچی کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کب؟
(الجواب) بعد انتقال چچا کے جب چچی کی عدت دس دن چار ماہ گزر جاویں اس وقت اس کا نکاح چچی کے ساتھ درست ہے۔[2] فقط

کوئی اپنی بہن کا نکاح کسی سے اس شرط پر کرے وہ اپنی بہن کا نکاح مجھ سے کردے یہ کیسا ہے؟

(سوال ٤ ۳۰) زید نے اپنی بہن کا نکاح بکر سے اس شرط پر کیا کہ بکر اپنی بہن کا نکاح زید سے کردے یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب) اگر مہر ہر ایک کا علیحدہ مقرر ہو تو نکاح دونوں کا صحیح ہے اور یہ شغار نہیں ہے جو منہی عنہ ہے کیونکہ شغار میں مہر علیحدہ نہیں ہوتا بلکہ دوسرے کا اپنی بہن وغیرہ سے نکاح کردینا یہی مہر ہے پہلے نکاح کا اور برعکس اور حنفیہ نکاح شغار میں بھی نکاح کو صحیح کہتے ہیں اور مہر مثل واجب فرماتے ہیں۔ **کما فی الدر المختار ووجب مهر المثل في الشغار هو ان يزوجه بنته على ان يزوجه الآ خر بنته اواخته مثلاً معاوضته بالعقدين وهو منهي عنه لخلوه عن لامهر فاوجبنا فيه المهر المثل فلم يبق شغاراً**[3] **الخ** فقط

نکاح کے بعد فساد کے خوف سے تجدید نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۳۰۵) کسی شخص نے ایک عورت بالغہ سے نکاح کیا لیکن اس شخص کے عزیز و اقارب جب آئے تو اس دفع شر و فساد کے لئے کہ یہ ناراض ہوں گے کہ ہماری عدم موجودگی میں کیوں نکاح ہوا تجدید نکاح کرلی اس میں کچھ حرج تو نہیں ہے؟
(الجواب) اگر وہ ناکح کفو اس عورت کا ہے تو نکاح صحیح ہوگیا اور خوف فساد اگر اولیاء کے سامنے پھر تجدید نکاح کرلی گئی اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور نکاح سابق صحیح ہے۔[4] فقط

---

(۱) ووجب مهر المثل في الشغار الخ وهم منهي عنه لخلوة عن المهر فاوجبنا فيه مهر المثل فلم يبق شغارا(درمختار) قوله في الشغار الخ اى على ان يكون بضع كل صداقا عن الاخر وهذا القيد لا بد منه في مسمى الشغار حتى لو لم يقل ذالك ولا معناه بل قال زوجتك بنتى على ان تزوجنى بنتك فقبل الخ لم يكن شغار ابل نكاحا صحيحا اتفاقا(رد المحتار باب المهر ص ٤٥٧ ج ۲) مطلب نكاح الشغار. ط.س. ج۳ص۱۰٦) ظفير (۲) اما منكوحة الغير و معتدته الخ فلم يقل احدبجوازه اصلا(ردالمحتار باب المهر ص ٤٨٢ ج ۲. ط.س. ج۳ص۱۳۲) ظفير (۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب نكاح الشغار ص ٤٥٧ ج ۲ - ظفير (٤) فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولى والا صل ان كل من تصرف في ماله تصرف في نفسه وما لا فلا" وله اى للولى اذا كان عصبة الخ الاعتراض في غير الكفوء (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ص ٤٠٧ ج ۲ و ص ٤٠٨ ج ۲. ط.س. ج۳ص۵۵) ظفير

شوہر اپنے لڑکے کی شادی اپنی بیوی کی لڑکی سے کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۶) ایک عورت کے دو نکاح ہوئے پہلے شوہر متوفی سے ایک لڑکی ہے اب عورت مذکورہ نے ایک ایسے شخص سے نکاح کیا ہے جس کے ایک لڑکا زوجہ اولیٰ سے ہے تو اس لڑکے اور لڑکی کا باہم نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) ان میں باہم نکاح درست ہے۔[1] فقط

فارغ خطی کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۷) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو فارغ خطی دیدی تھی تو اب ہندہ کا نکاح زید سے عدت کے اندر یا بعد عدت کے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ صورت فارغ خطی کی در حقیقت خلع ہے اور خلع میں طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے اور طلاق بائنہ کا حکم یہ ہے کہ عدت میں اور بعد عدت کے شوہر اول سے نکاح ہو سکتا ہے حلالہ کی ضرورت اس صورت میں نہیں ہے۔[2] فقط

بھتیجہ کی مطلقہ سے نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۳۰۸) بھتیجہ کی بیوی مطلقہ سے بعد عدت کے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) درست ہے (یہ بھی واحل لکم ماوراء ذلکم[3] میں داخل ہے۔ظفیر)

زمانہ حمل میں بعد عدت نکاح ہوا وہ درست ہے

(سوال ۳۰۹) ہندہ نے ایام عدت گزرنے کے قبل زید سے نکاح کر لیا دو ماہ بعد اس کو معلوم ہوا کہ نکاح درست نہیں ہوا تو مکرر نکاح اس نے زید سے کر لیا مگر دوسرے نکاح کے وقت وہ زید سے حاملہ ہو چکی تھی، دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں، اور اب ہندہ کو کیا کرنا چاہئے؟

(الجواب) دوسرا نکاح جو بعد عدت ہوا صحیح ہو گیا اور حمل چونکہ زید کا ہے، اس لئے زید کو اس سے حالت حمل میں وطی بھی درست ہے۔[4] فقط

---

(۱) اس لئے کہ ان دونوں میں کوئی وجہ حرمت نہیں ہے ارشاد ربانی ہے واحل لکم ماوراء ذلکم (النساء : ٤) ولا باس ان یتزوج الرجل امراۃ ویتزوج ابنه امتها او بنتها لانه لا مانع (البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ۱۰۵ ج ۳ .ط.س. ج۳ص۹۸)

(۲) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدۃ و بعد انقضائها (ھدایه باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة ص ۳۷۸ ج ۲) ظفیر (۳) سورۃ النساء : ٤

(٤) وصح نکاح حبلیٰ من زنا الخ لو نکحها الزانی حل له وطؤ ها اتفاقا والولد له ولزمه النفقة (درمختار) قوله والولد له ای ان جاء ت بعد النکاح به لستة اشهر الخ فلو لا قل من ستة اشهر من وقت النکاح لا یثبت النکاح الا ان یقول ھذا الولد منی ولا یقول من الزنا خانیه (ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ٤۰۱ ج ۲ .ط.س. ج۳ص٤۸ ... ٤۹) ظفیر

بیوی کے لڑکے کی بیوہ سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۳۱۰) زوجہ کے ساتھ پسر شوہر اول سے ہے اس پسر کی زوجہ بیوہ سے اس شخص کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) درست ہے قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم الآیة[1] فقط

بدعتی عقیدہ کی عورت کا نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۱) ایک عورت کا یہ عقیدہ ہے کہ پیران پیر و دیگر بندگان دین و آنحضرت ﷺ کو اگر کوئی شخص پکارے ہر جگہ سے دور و نزدیک وہ سب سن لیتے ہیں ایسے عقیدہ سے اگر عورت توبہ کرے تو پہلا نکاح جائز رہا یا مکرر نکاح کرنا چاہیے؟

(۲) اگر خاوند کا بھی یہی عقیدہ ہو تو کیا نکاح فسخ ہو گیا اور عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) مکرر نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔[2]

(۲) پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا دوسرے مرد سے اس عورت کو نکاح درست نہیں ہے۔[3] فقط

فاسق کا نکاح درست ہے

(سوال ۳۱۲) جو بڑے مرد یا بچے سونے چاندی اور ریشم کا استعمال کرتے ہوں اور داڑھی کترواتے ہوں اور مونچھیں بڑھاتے ہوں اور گناہ معلوم ہونے پر توبہ نہ کریں ایسے لوگوں کا نکاح صحیح رہ سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسے لوگ فاسق و گناہ گار ہیں ان کو کافر نہ کہا جائے اور نکاح ان کا صحیح ہے۔[4] فقط

زانی کے لڑکے کی شادی مزنیہ کی لڑکی سے درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۳۱۳) ایک شخص ایک عورت سے زنا کرتا ہے زانی کا لڑکا جو زانی کی زوجہ سے ہے اس کا نکاح مزنیہ کی لڑکی سے جو کہ مزنیہ کے اصلی خاوند سے ہے، جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) سورۃ النساء : ٤ . فجاز الجمع بین امراۃ و بنت زوجھا اوامراۃ ابنھا (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ . ط.س. ج۳ص۳۹) ظفیر

(۲) وفی النھر تجوز مناکحۃ المعتزلۃ لانا لا نکفر احدا من اھل القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲ . ط.س. ج۳ص٤٥) بدعتی کی بھی علماء تکفیر نہیں کرتے لہذا نکاح درست ہے ظفیر

(۳) اما نکاح منکوحۃ الغیر الخ فلم یقل احد بجوازہ (ردالمحتار باب المھر ص ٤٨٢ ج ۲ . ط.س. ج۳ص۱۳۲) ظفیر

(٤) حلق الشارب بدعۃ و قیل سنۃ ولا باس بنتف الشیب واخذ اطراف اللحیۃ والسنۃ فیھا القبضۃ الخ ولھذا قال یحرم علی الرجل قطع لحیتہ (الدرا لمختار علی ھامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ ص ۳۵۹ ج ٥ . ط.س. ج٦ص٤٠٧) ظفیر

(الجواب) زانی کے پسر کا نکاح جو کہ زانی کی زوجہ اولیٰ سے ہے اس لڑکی کے ساتھ درست ہے جو کہ مزنیہ کے شوہر سے ہے۔[1] فقط

فارغ خطی کے بعد نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۴) کسی فاحشہ عورت سے ایک آدمی نے نکاح کر لیا پھر کسی وجہ سے اس کو فارغ خطی دیدی، پھر چار پانچ ماہ کے بعد اس سے دوبارہ نکاح کر لیا، نکاح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) بہ نیت طلاق فارغ خطی دیدینے سے اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ رجعت بلا نکاح درست نہیں ہے اور نکاح بدون حلالہ کے اس سے جائز ہے کما فی الدر المختار باب الخلع هو از الة ملك النكاح بلفظ الخلع او ما فی معناه ليدخل لفظ المباراة فانه مسقط[2] الخ وفيه ايضاً ويسقط الخلع الخ والمباراة كل حق لكل واحد منهما على الاخر الخ و حكمه ان الواقع به الخ طلاق بائن[3] الخ الغرض دوبارہ نکاح اس عورت کا شوہر اول سے درست ہے۔ فقط

پہلا شوہر اگر مر گیا یا اس نے طلاق دیدی، تب نکاح درست ہوگا

(سوال ۳۱۵) زید کی عمر اسی برس کی ہے ہندہ بعد عقد کے پندرہ برس کی عمر میں ڈیپو کے ساتھ دوسرے ملک میں چلی گئی اور وہاں جا کر ایک کافر کے ساتھ اوقات بسر کی تین چار اولاد پیدا ہوئی بعد اس کے ہندہ نے توبہ کی اور ہندہ کی عمر تقریباً ساٹھ برس کی ہے زید نے بایں خیال کہ ضعیفی میں آرام کا باعث ہوگا ہندہ سے شادی کی، آرام کے لئے شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ زید کی اولاد کو ناگوار ہے

(الجواب) یہ نہ معلوم ہوا کہ ہندہ جو بعد عقد کے دوسرے ملک میں چلی گئی تھی اور وہاں کافر کے پاس رہی اور پھر توبہ کی تو جس مرد سے اول اس کا عقد ہوا تھا وہ کہاں گیا اس نے طلاق دی یا نہیں، یا وہ فوت ہو گیا یا زندہ ہے اگر زندہ ہے اور اس نے طلاق بھی نہیں دی تب تو اس عورت کا نکاح کسی مرد سے درست ہی نہیں[4] اور اگر وہ مر گیا یا اس نے طلاق دیدی تھی تو زید کا نکاح کرنا اس سے صحیح ہے، محض آرام کے لئے نکاح کرنا بھی جائز ہے زید کی اولاد کو اس میں کچھ ناگواری نہ کرنی چاہئے۔[5] فقط

---

(۱) وحرم ايضاً بالصهرية اصل مزنيته (درمختار) ويحل لاصول الزانی و فروعه اصول المزنی بها و فروعها (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۲) ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص ٧٦٦ ج ۲ ط.س. ج۳ص ٤۳۹) ظفیر

(۳) ايضاً ص ۷۷۰ ج ۲ - ظفیر

(٤) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً (ردالمحتار باب المهر ص ٤٨٢ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۱۳۲) ظفیر

(۵) فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى و ثلث و ربع (سورة النساء - ركوع ۱) ظفیر

بلوغ کے بعد اور خلوت سے پہلے کی طلاق درست ہے اور اس سے بلا عدت نکاح درست ہے

(سوال ۳۱۶) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا چونکہ زید نابالغ تھا زید کے والد نے ایجاب و قبول کیا عرصہ چھ سال کے بعد بھی زید قابل بلوغ نہ ہوا اور کمزور رہا اور خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی یعنی وطی نہ ہوئی زید اور ہندہ کے والدین نے ہندہ کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اور طلاق نامہ بھی لکھوا دیا۔ بعد تحریر طلاق نامہ پانچ چھ یوم بعد ہندہ کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور قاضی ناکح جس کو علم نہ تھا گنا ہگار ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) زید نے اگر طلاق بعد بالغ ہونے کے دی ہے تو ہندہ پر طلاق واقع ہو گئی اور اگر خلوت صحیحہ اور وطی نہیں ہوئی تو ہندہ پر عدت واجب نہیں ہوئی بعد طلاق دینے زید کے فوراً دوسرا نکاح ہندہ کا صحیح ہے نکاح خوان وغیرہ کو کچھ گناہ نہیں ہوا ۔ کما قال اللہ تعالیٰ وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا [1] الآیہ ۔ فقط

شوہر کا حقیقی چچا جو عورت کا حقیقی خالو ہے مگر خالہ مر چکی ہے کیا طلاق کے بعد اس سے نکاح درست ہے ؟

(سوال ۳۱۷) محمد بخش مسماۃ بھوری کا حقیقی خالو ہے اور مسماۃ بھوری کے خاوند کا نام شادی ہے شادی مذکور کا محمد بخش چچا حقیقی ہے اگر شادی مسماۃ بھوری کو طلاق دے اور مسماۃ بھوری محمد بخش سے نکاح کر لے تو جائز ہے یا نہیں جب کہ مسماۃ بھوری کی خالہ حقیقی فوت ہو گئی ہے اور کچھ اولاد نہیں ہے ؟

(الجواب) محمد بخش کا نکاح اس صورت میں اپنی بیوی متوفیہ کی بھانجی مسماۃ بھوری سے درست ہے اور بھتیجہ کی مطلقہ سے بھی بعد عدت کے نکاح درست ہے پس محمد بخش کا نکاح مسماۃ بھوری سے اس صورت میں دو وجہ سے صحیح ہے کما قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم [2] الآیۃ فقط

بیوی کے مرنے کے بعد بیوی کی بھانجی سے نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۸) ہندہ زید کے عقد میں تھی وہ فوت ہوئی اب بعد وفات ہندہ کے زید کو اس کی حقیقی بھانجی سے عقد کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ہندہ کے مرنے کے بعد زید ہندہ کی بھانجی سے نکاح کر سکتا ہے۔ [3] فقط

---

(۱) بقرۃ ۳۲

(۲) سورۃ النساء ۔ ٤

(۳) اس لئے جمع کی صورت پیدا نہیں ہوئی جو ناجائز ہے ولا یجمع بین المراۃ و عمتھا او خالتھا اوابنۃ اخیھا اوابنۃ اختھا (ھدایۃ مجیدی فصل فی المحرمات ص ۲۷٦ ج ۲) ظفیر

نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی باکرہ نہیں ہے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۳۱۹) بعض لڑکیاں اپنی اپنی سوء اعمالی سے اپنی اور اپنے اہل خاندان کی روسیاہی کا باعث ہوتی ہیں اور ماں باپ کو اس کا علم ہوتا ہے تو اس کو پوشیدہ رکھ کر لڑکی کی شادی بھاری دین مہر پر کسی جگہ کر دیتے ہیں خاوند کو جب اپنی بیوی کی بداعمالی کا علم ہوتا ہے مثلاً بیوی کی ناجائز خط وکتابت ما قبل نکاح کی اس کے ہاتھ آجاتی ہے چونکہ اس نے اپنی بیوی کو باکرہ بھی نہیں پایا تھا اس لئے شبہ قوی اور بیچارہ مرد عجب مشکل میں مبتلا ہو جاتا ہے نہ تو یہ چاہتا ہے کہ اس کو اپنے نکاح میں رکھے اور نہ اتنی استطاعت ہے کہ مہر ادا کر سکے ایسا نکاح جو صریح دھوکہ ہے جائز ہوا یا نہیں کیونکہ ناکح تو لڑکی کو باکرہ سمجھ کر نکاح پر راضی ہوا اور وہاں معاملہ اس کے خلاف ہے ؟

(الجواب) نکاح اس صورت میں منعقد ہو جاتا ہے اور مہر جو کچھ مقرر کیا گیا وہ کل لازم ہو جاتا ہے در مختار میں ہے ولوشرط البكارة فوجد هاثيباً لزمه الكل [۱] الخ فقط

عورت نکاح سے انکار کرے اور گواہوں میں اختلاف ہو تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۳۲۰) زید نے ہندہ سے نکاح کیا دو تین سال بعد شوہر اور اولیاء زوجہ میں اختلاف ہو گیا اور اولیاء زوجہ نے زوجہ کو شوہر کے گھر جانے سے روک دیا اور زید نے حاکم وقت مسلمان سے محاکمہ کیا اولیاء زوجہ نے نکاح سے انکار کیا بغرض شہادت عقد شوہر نے چند گواہ قائم کئے اور زوجہ کے اولیاء نے گواہوں کو رشوت دیکر زید سے منحرف اور دروغ شہادت پر آمادہ کیا چنانچہ گواہوں نے شہادت کے وقت کسی نے کہارات کو کسی نے دن کو کسی نے رمضان میں اور کسی نے غیر رمضان میں نکاح ہونا بیان کیا مگر نفس نکاح کا کسی نے انکار نہیں کیا حاکم وقت نے گواہوں کو جھوٹا سمجھ کر مقدمہ کو خارج کر دیا اس صورت میں نکاح ثابت ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) قال فى الدرالمختار وكذا تجب مطابقة الشهادتين لفظاً و معناً الخ بطريق الوضع الخ ولو شهد احدهما بالنكاح والاخر بالتزويج قبلت لاتحاد معنا هما الخ وفى الشامى' قوله بطريق الوضع اى بمعناه المطابقى وهذا جعله الزيلعى تفسير ا للمرافقة فى اللفظ حيث قال والمراد بالا تفاق فى اللفظ تطابق اللفظين علىٰ افادة المعنى بطريق الوضع لا بطريق التضمن [۲] الخ شامى ص ۳۸۹ ج ٤ – وايضاً فى الدرالمختار . و شرط حضور شاهدين الى ان قال ولو فاسقين الخ قوله ولو فاسقين اعلم ان النكاح له حكمان حكم الانعقاد و حكم الاظهار فالاول ماذكره والثانى انما يكون عند التجاحد فلا يقبل فى الاظهار الاشهادة من تقبل شهادته فى سائر الاحكام الخ (شامى) ص ۱۷۳ ج ۲ عبارت اولیٰ سے معلوم ہوا کہ اختلاف شہود کی صورت میں شہادت معتبر نہیں ہے اور عورت کے انکار کی حالت میں ایسی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہوگا اور روایات ثانیہ سے معلوم ہوا کہ شہود

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ص ٤٧٦ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۲۶ – ظفير

(۲) رد المحتار كتاب الشهادات' باب الاختلاف فى الشهادة ص ٥٣٦ ج ٤ و ص ٥٤٠ ج ٤ ط.س. ج۳ص٤٩٣

فسقاء اور غیر مقبول والشہادۃ کے حاضر ہونے سے اور ایجاب و قبول سننے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن بصورت تجاحد ایسے گواہوں سے نکاح ثابت نہ ہوگا الحاصل یہ صورت فسخ نکاح کی نہیں ہے جو یہ کہا جاوے کہ حاکم غیر مسلم کے حکم سے نکاح فسخ نہ ہوگا بلکہ اس حالت میں جب کہ عورت نکاح سے منکر ہے اور شوہر کے گواہوں میں اختلاف لفظی و معنوی ہے نکاح ثابت ہی نہیں ہوگا اور چونکہ فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کما فی الدرالمختار والشامی والمراۃ کالقاضی لہذا عورت جب کہ نکاح ثابت نہ ہوا اس مرد سے علیحدہ رہے گی اور منکوحہ اس کی نہ ہوگی ہاں اگر عورت مقر ہے نکاح کی تو نکاح ثابت ہے گواہوں کی اول تو ضرورت ہی نہیں اور اگر گواہوں نے اختلاف کیا تو ان کے اختلاف سے نکاح ثابت بتصادق الزوجین باطل نہ ہوگا اور ان کی گواہی پر کوئی اثر مرتب نہ ہوگا۔ فقط

جبراً نکاح ہوا مگر دو گواہ گواہی دیتے ہیں کہ عورت کی رضا سے ہوا کیا حکم ہے؟

(سوال ۳۲۱) ہندہ بیوہ کا نکاح جبراً زید سے کیا گیا اب ہندہ کہتی ہے کہ میرا نکاح جبراً کیا گیا میری رضا نہ تھی اور نہ ہے اور شوہر کی جانب سے چند شاہد بناوٹی جو کہ شوہر کے قرابت دار ہیں، شہادت دیتے ہیں کہ نکاح منکوحہ کی رضا سے ہوا نیز چند گواہ عورت کی جانب سے اس کے عدم رضاء پر شہادت دیتے ہیں اور عورت بدستور واویلا کرتی ہے بعد نکاح مدخولہ نہیں ہوئی نکاح ثابت ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) اگر دو گواہ معتبر سے شوہر رضامندی عورت کی ثابت کردے گا تو نکاح صحیح ثابت ہو جائے گا، عورت کا اظہار نارضامندی معتبر نہ ہوگا اور اس کے گواہ دوبارہ عدم رضا مسموع نہ ہوں گے۔[1] فقط

بیٹے کی بیوی کی حقیقی بہن سے باپ کی شادی درست ہے

(سوال ۳۲۲) محمود زید کا لڑکا ہے اور محمود کی شادی بسم اللہ کے ساتھ ہوئی، بسم اللہ کی بڑی بہن حقیقی زینب ہے وہ چاہتی ہے کہ اپنا نکاح محمود کے والد زید کے ساتھ کرے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح زید کا مسماۃ زینب سے جو حقیقی بہن اس کے بیٹے کی زوجہ کی ہے کما قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم[2] الآیۃ فقط

ایک ناجائز شرط کے ساتھ نکاح کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۲۳) ایک عورت ایک شخص سے اس شرط پر نکاح کرنا چاہتی ہے کہ تین ماہ تک پردہ نہ کروں گی اور

---

(۱) قال الزوج للبکر البالغة بلغک النکاح فسکت وقالت رددت النکاح ولا بینة لهما علی ذالک ولم دخل بها طوعا فی الاصح فالقول قولها الخ و تقبل بینته علی سکوتها الخ ولو برهنا فبینتها اولی ..... الا ان یبرهن علی رضا ها او اجازتها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۶ ج۲ ط.س.ج۳ص ۶۳) ظفیر

(۲) سورۃ النساء : ۴. فلا تحرم بنت زوجة الابن (البحر الرائق فی المحرمات ص ۱۰۰ ج۳ ط.س ج۳ص ۹۴) جب لڑکے کی بیوی کی لڑکی حرام نہیں تو اس کی بہن تو بدرجہ اولیٰ حرام نہ ہوئی۔ ظفیر

اس وقت اپنا روپیہ وغیرہ وصول کرلوں گی اس صورت میں نکاح اس عورت سے کیا جاوے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح کرنا اس عورت سے جائز ہے نکاح کرلینا چاہئیے بعد نکاح کے جس طرح ہو اس کے روپے کے وصول کرنے کا انتظام کیا جاوے اور پردہ شرعی کرانا چاہئیے عورت کی اس شرط پر کہ تین ماہ تک پردہ نہ کروں گی عمل نہ کیا جاوے بعد نکاح کے وہ عورت شوہر کی محکوم ہو جاوے گی اس کا کچھ اختیار نہ ہوگا۔[1] فقط

خالہ زاد بھانجی سے نکاح درست ہے یا نہیں اور حرمت رضاعت کی عمر

(سوال ۳۲۴) زید اپنی خالہ زاد بھانجی سے نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں خالہ زاد بھانجی نے جب کہ نسبی بہن زید کی شیر خوار تھی اس کے ساتھ ایک دو دفعہ زید کی ماں کی چھاتی سے دودھ پیا تھا اس وقت بھانجی کی عمر تخمیناً دو سال چھ ماہ سے زائد تھی ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح زید کا اس کی خالہ زاد بھانجی سے صحیح ہے کیونکہ خالہ زاد بہن سے بھی شرعاً نکاح درست ہے لہٰذا خالہ زاد بہن کی دختر سے بھی نکاح جائز ہے کیونکہ وہ محرمات میں مذکور نہیں ہے[2] اور دودھ پینا بعد مدت رضاعت کے جو کہ دو برس یا اڑھائی برس ہے (علی اختلاف القولین) حرمت رضاعت ثابت نہیں کرتا۔ کما فی الدر المختار و یثبت التحریم فی المدۃ[3] الخ فقط

اندام نہانی میں ایک پھوڑا تھا جس نے نشتر لگایا اس سے اس کا نکاح جائز ہے اور دوسرے سے بھی

(سوال ۳۲۵) ایک کنواری جوان لڑکی کے اندام نہانی میں پھوڑا نکل آیا ہو اور اس کے ولی نے نامحرم مرد سے نشتر دلوایا ہو تو اس لڑکی کی بے حرمتی ہوئی یا نہیں اور وہ لڑکی کسی نامحرم کے نکاح میں جائز ہو سکتی ہے یا نہیں آیا صرف نشتر لگانے والے پر یا اور نامحرم پر؟

(الجواب) بضرورت ایسا جائز ہے اور اس میں شرعاً کچھ بے حرمتی نہیں ہے کیونکہ طبیب کا دیکھنا ایسے موقع کو بضرورت علاج فقہاء نے جائز لکھا ہے[4] پس نکاح ہر ایک سے ہو سکتا ہے نشتر لگانے والا ہو یا کوئی غیر۔ فقط

---

(۱) ولکن لا یبطل النکاح بالشرط الفاسد وانما یبطل الشرط دونہ یعنی لو عقد مع شرط فاسد لم یبطل النکاح بل الشرط (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص ۴۰۵ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۵۳) ظفیر

(۲) وحالۃ خالۃ ابیہ فحلال کبنت عمہ و عمتہ و خالہ و خالتہ لقولہ تعالی واحل لکم ما وراء ذلکم (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۲ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۳۰) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الرضاع ص ۵۵۵ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۲۱۱) ظفیر

(۴) وکذا مرید نکاحہا و شرائہا و مداواتہا ینظر الطبیب الی موضع مرضہا بقدر الضرورۃ اذا لضرورۃ تتقدر بقدرہا الخ و ینبغی ان یعلم امراۃ تداویہا (درمختار) قولہ ینبغی قال فی الجوہرۃ اذا کان المرض فی سائر بدنہا غیر الفرج یجوز النظر الیہ عند الدواء لانہ موضع ضرورۃ وان کان فی موضع الفرج فینبغی ان یعلم امراۃ تداویہا فان لم توجد و خافوا علیہا ان تہلک او یصیبہا وجع لا تحتملہ یستروا منہا کل شئ الاموضع العلۃ ثم یداوینہا الرجل و یغض بصرہ ما استطاع الا عن موضع الجرح اہ (ردالمحتار کتاب الحظر والا باحۃ فصل فی النظر والمس ص ۳۲۵ ج۵ و ص ۳۲۶ ج ۵ .ط.س.ج۳ص۳۷۰) ظفیر

شوہر کے طلاق کے بعد والا نکاح درست ہے پہلا نہیں

(سوال ۳۲۶) ایک لڑکی بالغہ جس کی عمر سترہ سال کی ہے اس کے چچا حقیقی نے اپنے لڑکے سے جس کی عمر گیارہ بارہ سال کی ہے نکاح کر دیا لیکن عورت و مرد میں باہم ناسازش رہی بعدہ شوہر کے والد نے اپنے بیٹے کی منکوحہ کو بوجہ بد چلنی کے طلاق دیدی اور کچھ روپیہ لیکر دوسری ریاست میں چھوڑ آیا انہوں نے عدت میں نکاح کر لیا وہاں سے عورت کا بھائی اس کو لے آیا اور عورت نے یہاں آ کر خاوند سابق کے گھر جانا منظور کر لیا لیکن خاوند سابق نے آباد کرنے سے صاف انکار کر دیا کہ میں طلاق دے چکا ہوں پھر عورت کے بھائی نے عورت کا نکاح دوسری جگہ کر دیا عورت کی رضامندی سے یہ نکاح جائز ہو لیا نہیں؟

(الجواب) باپ کی طلاق بیٹے کی زوجہ پر واقع نہیں ہوئی[1] لہذا وہ طلاق اور نکاح جو اس کے بعد کیا گیا ناجائز اور باطل ہے البتہ شوہر سابق نے خود جب یہ کہا کہ میں طلاق دے چکا ہوں اس وقت طلاق واقع ہوگئی عدت کے بعد وہ مطلقہ دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور یہ نکاح جو تیسرے شخص سے ہوا اگر عدت کے بعد ہوا تو صحیح اور درست ہوا اور عدت بھی اس وقت لازم ہے کہ وہ عورت مدخولہ ہو ورنہ عدت اس پر نہیں کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا[2] الآیۃ فقط

فضولی کا نکاح موقوف ہے

(سوال ۳۲۷) زینب نے بلا اجازت باپ کے زید کے ساتھ نکاح کر لیا ہے اور زینب کے ساتھ اس کا چھوٹا بھائی عمر تھا جس کی عمر تخمیناً چھ سال ہوگی زید کے بھائی بکر نے اپنی لڑکی فاطمہ کا نکاح عمر کے ساتھ کر دیا جب کہ عمر کا والد موجود نہ تھا دس روز کی مسافت پر تھا، بغیر اس کی اجازت کے کیا گیا عمر کی جانب سے خالد نے قبول کیا جو کہ عمر کا رشتہ دار نہیں بلکہ اجنبی شخص ہے دس گیارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اب نکاح عمر کا فاطمہ کے ساتھ ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے کل تصرف صدر منہ ولہ مجیز حال وقوعہ انعقد موقوفاً[3] اور علامہ شامی مجیز کے بیان میں لکھتے ہیں من مالک او ولی کاب وجد ووصی وقاض[4] پس اس سے ثابت ہوا کہ صورت مسئولہ میں جب کہ عمر و کا والد مجیز وقت عقد موجود نہیں ہے تو یہ تصرف فضولی کا اس کی اجازت پر موقوف رہے گا باطل نہ ہوگا اور جب عمر قبل اجازت اپنے والد کے بالغ ہوگیا تو اب عقد اس کی اجازت پر موقوف رہے گا جیسا کہ اس جزئیہ سے مستنبط ہوتا ہے ای تصرف تصرفاً یجوز علیہ لو فعلہ ولیہ فی صغرہ کبیع و شراء و تزوج و تزویج امتہ و کتابۃ قنہ و نحوہ فاذا فعلہ الصبی بنفسہ یتوقف علی

---

(۱) ولا یقع طلاق المولی علی امراۃ عبدہ لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۹۵ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۴۲) ظفیر

(۲) سورۃ الاحزاب ۶ — ظفیر

(۳) الدالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب البیوع فصل فی الفضولی ص ۱۸۷ ج ۴. ط.س. ج۳ص۱۰۶ — ظفیر

(۴) رد المحتار کتاب و فصل ایضاً ص ۱۸۷ ج ۴. ط.س. ج۳ص۱۰۶ — ظفیر

اجازة وليه مادام صبياً و لو بلغ قبل اجازة وليه فاجاز بنفسه جاز ولم يجز بنفس البلوغ بلا اجازة[1] رد المحتار جلد رابع ص ۱۵۲ غرض یہ نکاح موقوف ہے جب تک مجیز کی طرف سے اجازت یا انکار نہ ہو جاوے موقوف رہے گا۔ فقط

سوتیلی ماں کی سگی بہن سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۳۲۸) زید کا ایک بیٹا بکر ہے بکر کی ماں کے مرنے کے بعد زید نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا اب بکر اپنی سوتیلی ماں کی سگی بہن سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بکر کا نکاح زید کی دوسری زوجہ کی بہن سے صحیح ہے۔[2] فقط

بیوی کی جس بہن سے زنا کیا اس کے لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۹) رجل زنا باخت زوجة هل يجوز نكاح بنته بولد المزنية بالا دلة القاطعة؟

(الجواب) يجوز نكاح بنت الزانى بابن المزنية كما قال فى رد المحتار ويحل لا صول الزانى وفروعه اصول المزنى بها و فروعها[3] اه شامى ص ۲۷۹ ج ۲ مصرى

اگر بالغ لڑکے نے اپنی بالغہ بیوی کو طلاق دیدی تو پھر اس سے وہ نکاح کر سکتا ہے

(سوال ۳۳۰) ایک لڑکے بالغ کا نکاح نابالغہ لڑکی سے ہو گیا تھا اس لڑکے نے اس نابالغہ کو طلاق دیکر دوسری جگہ اپنا نکاح کر لیا تھا اب وہ لڑکی بالغہ ہو گئی لڑکا اور لڑکی دوبارہ نکاح کرنا چاہتے ہیں اور اب تک ان کو خلوت کی نوبت نہیں ہوئی اس صورت میں ان دونوں کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں دوبارہ ان کا نکاح صحیح ہے۔ هكذا فى كتب الفقه.[4] فقط

بیوی کے رہتے ہوئے اپنی سوتیلی ساس سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۳۳۱) زید نے دو عورتوں سے عقد کیا دوسری عورت کے عقد کے وقت ایک لڑکی چار سالہ زید کے نطفہ سے موجود تھی جسے بالغہ ہونے پر بکر اپنے عقد میں لے آیا زید مرض طاعون سے فوت ہو گیا اب زید کی پہلی بیوی کو بکر اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے نکاح کے پہلے بکر کا رشتہ زید کے ساتھ کسی قسم کا نہ تھا پس اس حالت

---

(۱) ردالمحتار كتاب البيوع فصل فى الفضولى تحت قوله بيانه صبى باع مثلاً ص ۱۸۷ ج ٤ ط.س. ج۳ص۱۰۶-

(۲) واما بنت زوجة ابيه و ابنه فحلال(درمختار) وكذا بنت ابنها ولا تحرم بنت زوج الام ولا امه ولا ام زوجة الاب ولا بنتها الخ (ردالمحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۱) ظفير

(۳) رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۲ . سوال وجواب کا حاصل ہے کہ زانی کی لڑکی کا نکاح مزنیہ کے لڑکے سے درست ہے

(٤) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان يتزوجها فى العدة و بعد انقضائها (فصل فيما تحل به المطلقة ص ۳۷۸ ج ۲) ظفير

میں زید کی پہلی بیوی جو بکر کی سوتیلی ساس ہوتی ہے، بکر کے ازدواج میں شرعاً آسکتی ہے یا نہیں ؟
(الجواب) اگر وہ لڑکی جو بکر کے عقد میں آئی زید کی پہلی زوجہ کے شکم سے نہیں ہے اور زید کی پہلی زوجہ بکر کی ساس حقیقی نہیں ہے تو نکاح بکر کا اس سے درست ہے درمختار میں ہے فجاز الجمع بین امراۃ و بنت زوجها الخ درمختار[1] فقط

بیوی کی اجازت کے بغیر مرد کو دوسری شادی کرنا درست ہے

(سوال ۴۳۲) بلا اجازت زوجہ کے شوہر کو نکاح ثانی کرنا جائز ہے یا نہیں ؟
(الجواب) شوہر کو دوسرا نکاح کرنا بدون اجازت زوجہ اولیٰ کے درست ہے، زوجہ سے اجازت لینے کی شرعاً ضرورت نہیں ہے نکاح ہو جاتا ہے[2] لیکن اگر مصلحت کی وجہ سے کہ ان میں نااتفاقی نہ ہو اس سے اجازت لیکر اور اس کو راضی کر کے دوسرا نکاح کرے تو یہ بہتر ہے۔ فقط

بیوی کے مرنے کے بعد اس کی سوتیلی نانی سے نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۳۳) زید نے ہندہ سے نکاح کیا تھوڑے عرصہ بعد ہندہ فوت ہوگئی اب زید ہندہ کی سوتیلی نانی یعنی ہندہ کے حقیقی نانا کی منکوحہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟
(الجواب) اس صورت میں زید اپنی زوجہ سابقہ ہندہ متوفیہ کے نانا کی منکوحہ بیوہ سے نکاح کر سکتا ہے کذافی کتب الفقه وقد قال الله تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذالکم[3] الآیة ولیس فیه الجمع بین المحارم الخ فقط

منگنی کے بعد زنا کیا پھر نکاح کر لیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ٤٣٤) زید کی منگنی عمر کی لڑکی سے ہوئی زید نے قبل از نکاح اس سے زنا کیا اس کے چند روز بعد نکاح ہو گیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور قبل نکاح جو زنا ہوا اس کا کیا کفارہ ہے ؟
(الجواب) وہ نکاح صحیح ہے[4] اور پہلے جو زنا ہوا اس سے توبہ واستغفار کرے یہی اس کا کفارہ ہے۔[5] فقط

---

(۱) الدالمختار علی هامش رد المحتار، فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۳۹ - ۱۲ ظفیر
(۲) قرآن میں ہے فانکحوا ما طاب لکم من النسآء مثنی و ثلث و ربع (النساء ۱) شوہر مختار ہے اس لئے بیوی کی اجازت کی شرعاً ضرورت نہیں ہاں یہ شرط البتہ ہے کہ وہ عدل و مساوات کی قدرت رکھتا ہو کیونکہ ارشاد ربانی ہے فان خفتم الا تعدلوا فواحدة (النساء ۱) ظفیر
(۳) سورة النساء : ٤
(٤) لونکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٤٠١ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص٤٩) ظفیر
(۵) کیونکہ دارالحرب میں باوجود ثبوت یا اقرار حد نہیں ہے لانه لاحد بالزنا فی دارالحرب (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵ ج ۳ .ط.س. ج۳ ص۵) ظفیر

جس بیوہ کا بوسہ لیا اس سے نکاح درست ہے

(سوال ۳۳۵) ایک شخص نے ایک عورت بیوہ کا بوسہ لیا اور چھاتی پکڑی شخص مذکور کا نکاح بیوہ مذکور سے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس عورت بیوہ سے شخص مذکور کا نکاح شرعاً درست ہے فقط (جب اس عورت سے نکاح جائز ہے جس سے اس نے زنا کیا ہے تو اس سے بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا لو نکحها الزانی حل له وطؤها . درمختار ظفیر

جوان عورت کا نکاح نابالغ لڑکے سے درست ہے

(سوال ۳۳۶) عورت بیوہ پندرہ سالہ عمر کا نکاح ایک لڑکے سے ہوا جس کی عمر چھ سال ہے' ایسی حالت میں نکاح صحیح ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اگر نابالغ کے ولی نے اس کا نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا عورت پندرہ سالہ یا اس سے زیادہ عمر کی اپنا نکاح نابالغ لڑکے سے کرے' اور نابالغ کی طرف سے اس کا ولی اجازت دے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔[1] فقط

بالغہ لڑکی کے قول پر اعتماد کر کے اس کی شادی جائز ہے

(سوال ۳۳۷) ایک لڑکی جوان العمر ایک ریلوے اسٹیشن کے پاس ملی اور باوجود تلاش کے اور کسی وارث کا پتہ نہیں چلا اور یہ کہتی ہے کہ میرا نکاح نہیں ہوا اس کے نکاح کی فکر ہے اس لئے کہ جوان العمر ہے آیا اس کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی حالت میں کہ لڑکی خود بالغہ ہے کیونکہ تحریر سوال کے موافق اب وہ پندرہ برس کی ہو گئی ہے تو موافق اس کے بیان کے کہ اس کا نکاح ابھی نہیں ہوا اگر اس کی رضامندی سے اس کا نکاح کفو میں کر دیا جاوے تو بقاعدہ شرعیہ درست ہے۔[2] فقط

بیوی کے طلاق یا موت کے بعد اس کی بہن سے شادی

(سوال ۳۳۸) اگر کسی شخص کی زوجہ فوت ہو جائے تو وہ شخص فوت شدہ زوجہ کی ہمشیرہ کے ساتھ فی الحال نکاح کر سکتا ہے یا نہیں' بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ چار ماہ دس یوم تک نکاح نہیں کر سکتا اور درمختار کی اس عبارت سے استدلال کرتے ہیں ومواضع تربصه عشرون کنكاح اختها الخ یہ استدلال مطلقہ ومتوفیہ دونوں کے حق میں صحیح ہے یا صرف مطلقہ کے حق میں بعض علماء فی الحال نکاح صحیح بتلاتے ہیں کس کا قول صحیح ہے۔؟

(الجواب) یہ استدلال مطلقہ کے بارے میں صحیح ہے اور متوفیہ کے حق میں نہیں ہے کیونکہ زوجہ متوفیہ کی بہن سے فوراً بعد موت زوجہ متوفیہ کا نکاح صحیح ہے کمافی ردالمحتار فرع ماتت امراته له التزوج

---

(۱) وهو ای الولی شرط صحة نكاح صغير و مجنون (ايضاً باب الولی ص ۴۰۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۵۵) ظفير
(۲) فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولی (ايضا باب الولی ص ۴۰۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۵۵) ظفير

باختها بعد یوم من موتها کما فی الخلاصة عن الاصل وکذافی المبسوط لصدر الاسلام والمحیط للسرخسی والبحر والتتارخانیة وغیره من الکتب المعتمدة الخ شامی [1] جلد ۲ ص ۲۸٤ باب المحرمات فقط

اسمعیل کی شادی اپنے دادا کے بھائی کی لڑکی سے درست ہے یا نہیں جو اس کے چچا کی بیوہ ہے

(سوال ۳۳۹) سردار خاں کے تین بیٹے وزیر خاں، منور خاں، دلاور خاں، وزیر خاں کا ایک لڑکا واحد خاں، منور خاں کی ایک لڑکی ظہورا اور ایک لڑکا عظیم اللہ خاں دلاور خاں کی ایک لڑکی صغری، واحد خاں کی شادی ظہورا کے ساتھ ہوئی ان سے ایک لڑکا اسماعیل خاں پیدا ہوا عظیم اللہ کی شادی صغری کے ساتھ ہوئی عظیم اللہ خاں فوت ہو گیا اسمعیل خاں کی شادی صغری کے ساتھ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں اسمعیل خاں کا نکاح صغری سے شرعاً صحیح ہے عدت گزرنے کے بعد نکاح صغری کا اسمعیل خاں کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ھکذا فی کتب الفقه فقط

(فیحرم علی الانسان فروعه الخ و اصوله و هم امها ته وامهات امهاته وابائه وان علون و فروع ابویه وان نزلن فتحرم بنات الاخوة والا خوات و بنات اولاد الا خوة والا خوات وان نزلن و فروع اجداده وجداته لبطن واحد فلهذا تحرم العمات والخالات و تحل بنات العمات والا عمام والخالات والا خوال فتح القدیر فصل فی المحرمات ص ۱۱۷ ج ۳. ظفیر)

عدت میں شادی کر دی پھر علیحدگی ہو گئی اب عدت بعد نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳٤۰) ایک عورت بیوہ نے عدت وفات کے اندر نکاح ثانی کر لیا، بعد اطلاع ان میں تفریق و علیحدگی کر دی گئی اب نزاع اس میں ہے کہ بعض عالم کہتے ہیں کہ ان کا نکاح آپس میں بعد عدت کے جائز ہے اور قاضی صاحب نے یہ حکم دیا ہے کہ تمہارا نکاح اب بعد انقضاء عدت کے بھی ناجائز ہے، ہرگز آپس میں نکاح نہ کرنا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ حکم قاضی صاحب کا کہ ان میں کبھی نکاح نہ ہو سکے گا غلط ہے، عدت گزرنے کے بعد ان میں پھر نکاح ہو سکتا ہے پس عدت میں نکاح کرنے کی وجہ سے جو گناہ ہوا اس سے توبہ کریں اور عدت گزرنے کے بعد نکاح کر لیویں اس میں شرعاً کچھ ممانعت نہیں ہے۔ [2] فقط

جبراً اجازت دیدے تو بھی نکاح ہو جاتا ہے

(سوال ۳٤۱) ایک عورت بیوہ اپنا نکاح زید سے کرنا چاہتی تھی مگر اس کے بھائی اور دادا نے جبراً اس سے اجازت لیکر بکر سے اس کا نکاح کر دیا بعد کو عورت نے عدالت میں درخواست دیدی کہ میرا نکاح جبراً کیا گیا لہذا

---

(۱) ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۸- ظفیر
(۲) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته الخ لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار ص ٤٨٢ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۱۳۲)

میں اس کے یہاں نہ رہوں گی غرض مقدمہ پنچایت میں آیا اور بکر سے فارغ خطی لی گئی اور عورت نے زید سے نکاح کرلیا جو نکاح بکر سے ہوا تھا وہ جائز تھا یا نہیں ؟

(الجواب) نکاح اس بیوہ کا جو بکر سے ہوا تھا صحیح ہو گیا تھا کیونکہ نکاح اکراہ سے بھی ہو جاتا ہے کما استدل علیه الفقهاء[1] بقوله علیه السلام ثلث جدهن جد وهزلهن جد الحدیث[2] . و عد ﷺ منها النکاح پھر جب کہ بکر سے فارغ خطی لی گئی تو وہ عورت اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اب اگر اس کا نکاح زید سے عدت گزرنے کے بعد ہوا ہے تو صحیح ہے اور اگر عدت کے اندر ہو تو باطل ہے۔ الا ان تکون غیر مدخولة فقط

عمر کا نکاح اس کے بھائی کی بیوی کی لڑکی سے درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۴۲) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید و عمر دونوں حقیقی بھائی ہیں اور ہندہ زید کی منکوحہ ہے 'زینب' کو اپنے ہمراہ لائی جو خالد کی لڑکی ہے ہندہ کے بطن سے زید کا بھائی عمرو زینب سے عقد کرنا چاہتا ہے 'تو یہ عقد جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا

(الجواب) عمر کا نکاح زینب ربیبہ زید سے صحیح ہے کیونکہ زینب صرف زید پر حرام ہے کیونکہ وہ اس کی ربیبہ ہے۔ کما قال الله تعالیٰ و ربائبکم اللاتی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بهن الخ کما قال تعالی واحل لکم ما وراء ذلکم[3] الخ فقط

مزنیہ کے لڑکے سے زانی کی ہمشیرہ کا نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۴۳) ایک مرد زانی دوسرے شخص کی عورت منکوحہ کے ساتھ زنا کرتا رہا کیا زانی کی ہمشیرہ اور مزنیہ کے لڑکے کا باہم نکاح ہو سکتا ہے ؟

(الجواب) زانی کی ہمشیرہ کا نکاح مزنیہ منکوحۃ الغیر کے پسر سے شرعاً جائز ہے۔ لقوله تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذلکم[4] الآیة فقط

غیر شادی شدہ کافرہ مسلمان ہوئی تو اس کا نکاح درست ہے

(سوال ۳۴۴) ایک عورت مسلمان ہوئی حالت کفر میں اس کا نکاح نہیں ہوا مسلمان ہوتے ہی اس کا نکاح جائز ہو گیا یا نہیں ؟

---

(۱) اذ حقیقة الرضا غیر مشروطة فی النکاح لصحته مع الاکراه والهزل رحمتی (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۳ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۲۱) ظفیر
(۲) مشکوٰة باب الخلع والطلاق ص ۲۸۴ ظفیر
(۳) سورة النساء ٤
(٤) ایضاً

(الجواب) اس نو مسلمہ کا نکاح بعد اسلام کے فوراً کسی مسلمان سے درست ہے۔ کذافی الدر المختار[1] فقط

خالہ زاد بھانجی سے شادی درست ہے

(سوال ۳۴۵) خالہ زاد بھانجی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جائز ہے۔[2] فقط

سوتیلی ماں کے لڑکے سے لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۳۴۶) زید کی سوتیلی ماں بیوہ کا جب دوسری جگہ نکاح کرے اور اس سے لڑکا تولد ہو تو زید اس لڑکے سے اپنی دختر کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ نکاح درست ہے۔[3] فقط

ہندہ مسلمان ہو گئی زید نے شادی کر لی مگر ہندہ ہندوانہ طرز پر رہتی ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۳۴۷) زید اور ہندہ بیوہ کا ناجائز تعلق ایک عرصہ سے تھا زید نے بوجہ تعشق ہندہ کو جو اہل ہنود سے تھی دو شخصوں کے روبرو مسلمان کر کے انہیں کے سامنے نکاح پڑھ لیا اب ہندہ بوجہ بدنامی اہل برادری اسلام کو پوشیدہ رکھ کر اپنی قدیمی وضع کی پابند ہے آیا ہندہ کا اسلام لانا شرعاً قابل قبول ہے اور ایسا نکاح جائز ہے؟

(الجواب) ہندہ کا اسلام معتبر اور صحیح ہے اور نکاح اس کا زید کے ساتھ بھی جائز ہے[4] فقط (باقی ہندہ کا فرض ہے کہ وہ اپنا پرانا ہندوانہ طریقہ چھوڑ دے اور اسلام کا طریقہ اختیار کر لے۔ ظفیر)

دو سگی بہنوں سے نکاح کیا ان سے اولاد ہوئی ان اولاد کا آپس میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۳۴۸) ایک شخص کے نکاح میں دو سگی بہنیں تھیں ان کی اولاد کا نکاح آپس میں صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور ان میں سے پہلی کا نکاح صحیح ہے اور دوسری بہن کا نکاح صحیح نہیں ہوا[5] اور اولاد اس شخص کی جو پہلی عورت سے ہوئی اس کا نسب ثابت ہے اور جو بعد میں ہوا وہ

---

(۱) ومن هاجرت الينا مسلمة الخ فيحل تزوجها (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب النكاح ص ۵۳۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفير

(۲) وتحل بنات العمات والاعمام والخالات والاخوال (فتح القدير فصل في المحرمات ص ۱۱۷ ج ۳) ظفير

(۳) فلا تحرم بنت زوجة الابن الخ ولا بنت زوجة الاب (البحر الرائق فصل في المحرمات ص ۱۰۰ ج ۳ .ط.س. ج۳ص۹۷) جب خود اس کے لئے حرام نہیں ہے تو اس کے لڑکے کے لئے بدرجہ اولی حرام نہ ہوگی بلکہ جائز ہوگی۔ ظفیر

(۴) ينعقد النكاح بالايجاب والقبول الخ عند حرين بالغين او حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين (البحر الرائق كتاب النكاح ص ۸۷ ج ۳ .ط.س. ج۳ص۸۱) ظفير

(۵) ولا يجمع بين اختين نكاحا ولا بملك يمين وطيا (هدايه فصل في المحرمات ص ۲۷۶ ج ۲) وحرم الجمع بين المحارم نكاحا اى عقدا صحيحا وعدة ولو من طلاق بائن (درمختار) اذا تزوجهما في عقد واحد فانه لا يكون صحيحا قطعا ولا فيما اذا تزوجهما على التعاقب وكان نكاح الاولى صحيح فان نكاح الثانية والحالة هذه باطل قطعا (ردالمحتار فصل في المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۳۸) ظفير

دوسری عورت سے جو اولاد ہوئی اس کا نسب ثابت نہیں، اور دونوں کی اولاد کا نکاح حسب شرائط نکاح صحیح ہو جاوے گا۔[1] فقط

ماموں کی بیوہ ممانی سے نکاح

(سوال ۳۴۹) ہندہ بیوہ بکر کی ایک رشتہ سے یعنی اس کے باپ کی ماموں زاد بہن کی وجہ سے پھوپھی بھی ہے اور حقیقی ممانی بھی اور بکر کی زوجہ متوفیہ کی خالہ بھی ہے، آیا بکر ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بکر کا ماموں جب کہ فوت ہو چکا ہے یا اس نے طلاق دیدی ہے اور عدت گزر گئی تو بکر کا نکاح بصورت مذکورہ ہندہ سے درست ہے لقوله تعالیٰ واحل لكم ماوراء ذلكم (النساء : ٤) فقط

بیوی کے مرنے کے بعد اس کے بھائی کی لڑکی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۳۵۰) زید کی بیوی کا انتقال ہو گیا اب زید کا نکاح مرحومہ کی برادرزادی سے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ متوفیہ کی برادرزادی سے زید کا نکاح جائز ہے کیونکہ پھوپھی اور بھتیجی کا ایک وقت میں نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور جب کہ پھوپھی کا انتقال ہو گیا اور وہ زید کے نکاح میں نہ رہی تو اس مرحومہ کی بھتیجی سے نکاح زید کا جائز ہے۔ فقط (ولا يجمع بين المراة و عمتها – هدايه باب المحرمات. ظفیر)

خلوت سے پہلے طلاق دیدے تو بلا عدت نکاح درست ہے

(سوال ۳۵۱) ہندہ نابالغہ نے زید سے بولایت ولی عقد نکاح کیا تھا اور اسی حالت نابالغیت میں چھوڑ کر زید پردیس چلا گیا تھا، جب ہندہ بالغہ ہوئی تو زید کے چھوٹے بھائی حقیقی عمرو سے تعلق ناجائز کر لیا اور زید نے وقت نکاح سے اس وقت تک کوئی سروکار ہندہ موصوفہ سے نہیں کیا بہت سمجھانے پر اب طلاق دینے پر مستعد ہے آیا ہندہ بعد طلاق بلا گزرے عدت کے عمرو مذکور سے عقد کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر زید اب ہندہ کو طلاق دیوے اور زید نے ہندہ سے وطی اور خلوت نہ کی تھی تو بلا گزارے عدت کے ہندہ کا نکاح عمرو کے ساتھ درست ہے اور اگر زید خلوت کر چکا تھا تو عدت کے بعد نکاح ہو سکتا ہے۔[2] فقط

---

(۱) اگر یہ نکاح یکے بعد دیگرے ہوا ہے تب تو جواب وہی ہے جو مفتی علام نے لکھا لیکن اگر دونوں بہنوں سے ایک ساتھ ہوا ہے تو دونوں کی اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور ان کے مابین شادی کسی حال میں درست نہیں ہوگی بلکہ پہلی صورت میں بھی احتیاط کے خلاف ہے۔ وعدة المنكوحة نكاحا فاسد افلا عدة في باطل و كذا موقوف قبل الاجازة احتياج لكن الصواب ثبوت العدة والنسب بحر (در مختار) قوله نكاحا فاسداً هي المنكوحة بغير شهود و نكاح امراة الغير بلا علم بانها متزوجة لنكاح المحارم مع العلم لعدم الحل فاسد عند الامام خلافاً لهما فتح الخ قلت و يشكل عليه ان نكاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد كما علمت مع انه لم يقل احد من المسلمين بجوازه و تقدم في باب المهر ان الدخول في النكاح موجب للعدة و ثبوت النسب و مثل له في البحر (ردالمحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۵۱٦)

(۲) قال لزوجته غير المدخول بها انت طالق ثلاثاً وقعن وان فرق بانت بالا ولى لا الى عدة (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب طلاق غير المدخول بها ص ٦٢٣ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۲۸٤ ...... ۲۸٦)

چچا کے لڑکے کی شادی بھتیجے کی لڑکی سے درست ہے

(سوال ۳۵۲) دو بہنیں ہیں ایک چچا کے نکاح میں ہے اور دوسری بھتیجے کے نکاح میں ایک بہن کے لڑکی پیدا ہوئی اور دوسری کے لڑکا ان دونوں میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہو سکتا ہے' کما قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم. الآیة [1] فقط

بیہودہ شرائط کے ساتھ جو نکاح کیا جائے' وہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۳) اگر کوئی عورت اپنا نکاح کسی کے ساتھ ایسی شرائط کے ساتھ کرے جن میں یہ راز پوشیدہ ہو کہ اس کے تعلقات ناجائز جو کسی ایک کے ساتھ وہ قبل نکاح کے رکھتی ہے بعد نکاح کے بھی رہیں گے اور اس راز کو شوہر سے پوشیدہ رکھ کر فقرات مہمل میں اقرار لکھائے تو اس قسم کا نکاح جس کی بناء اور غرض ایک شخص کو دام تزویر میں پھنسا کر روپیہ یا مال حاصل کرنا مقصود ہو' شرعاً جائز ہوگا یا نہیں اور بعد معلوم ہو جائے اس راز کے شوہر کو کیا کرنا چاہئیے؟

(الجواب) نکاح صحیح ہو گیا' [2] باقی جو وعدے اس نے اس سے دھوکہ دیکر لئے گئے بعد اطلاع کے اس پر کاربند نہ ہو۔ فقط

جبراً جو نکاح ہوا اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۵۴) زید کی دختر کو عمر بھگا کر لے گیا اور کسی دوسرے موضع میں نکاح کرالیا زید کی فریاد پر اس موضع والوں نے والد عمر پر اور ہمشیرہ بالغہ عمر پر جبراً اور زبردستی کر کے دونوں سے اجازت نکاح لیکر عمر کی ہمشیرہ کا نکاح زید کے فرزند سے کر دیا اس صورت میں نکاح مکرہ درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ نکاح اکراہ کے ساتھ درست ہے خواہ مرد مکرہ ہو یا عورت' اور یہی صحیح ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں نکاح عندالحنفیہ صحیح ہو گیا' **کما فی الشامی بل عبار اتھم مطلقة فی ان نکاح المکرہ صحیح کطلاقہ و عتقہ مما یصح مع الھزل و لفظ المکرہ شامل للرجل والمراة الخ** شامی [3] **ص ۲۷۱ ج ۲ اقول وفی الحدیث ثلاث جد ھن جدو ھزلھن جد الحدیث و عد ﷺ فیھن النکاح. فقط** [4] فقط

---

(۱) سورة النساء : ٤

(۲) ولکن لا یبطل النکاح بالشرط الفاسد وانما یبطل الشرط دونه یعنی لو عقدمع شرط فاسد لم یبطل النکاح بل الشرط (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٤٠٥ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۵۳) ظفیر

(۳) رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷۳ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۲۱ ظفیر

(٤) مشکوة باب الطلاق ص ۲۸٤

غائب سے نکاح کیا گیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۳۵۵) زید نے ہندہ کا نکاح اپنے بیٹے بکر عاقل بالغ غائب سے کردیا جو کہیں دور دراز ملازم ہے دو تین ماہ سے خط و تنخواہ بھی نہیں آئی تو کیا نکاح موقوف مذکور قبل رد و قبول قولاً یا فعلاً ہندہ رجوع کر سکتی ہے اگر دوسری جگہ نکاح کرے تو کیا نکاح ثانی نکاح موقوف کو باطل کردے گا والملك بات اذاورد علی الموقوف ابطله شامی جلد رابع ص ۱۴۶ نیز عند العقد زندگی و موت بکر مشکوک تھی نکاح کے بعد بھی ایک ماہ گزر گیا کوئی خبر نہیں تو ایسی صورت میں بکر عند العقد مجیز ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ہندہ اپنے ایجاب سے قبل قبول آخر جب تک بکر کے قبول ورد کا علم نہ ہو رجوع نہیں کر سکتی اور نہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے قال علیه الصلوة والسلام ثلث جد هن جد و هزلهن جد الحدیث[1] ولعدم جریان المساونة فی النکاح بخلاف البیع اور بکر کی موت جب تک محقق نہ ہو یا حسب قاعدہ مفقود حکم اس کی موت کا نہ کیا جاوے اس وقت تک وہ مجیز ہو سکتا ہے۔

بیوی شوہر کے لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۵٦) ایک شخص نے ایک بیوہ سے نکاح کیا اس کے ساتھ پہلے خاوند سے ایک لڑکی ہے اب وہ شخص مر گیا اس کا ایک لڑکا ہے اگر وہ لڑکا اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرے تو درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر اس مرد کا لڑکا پہلی زوجہ سے یعنی اس عورت بیوہ سے نہیں ہے جس کے بطن سے پہلے شوہر سے وہ دختر ہے تو نکاح ان دونوں میں درست ہے[2] اور اگر وہ لڑکا اس مرد کا اسی بیوہ کے بطن سے ہے جس کی وہ لڑکی ہے تو ان میں نکاح درست نہیں ہے۔[3] فقط

ایک دو طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۳۵۷) ایک حافظ نے ایک لونڈی سے نکاح کیا اور اس کا زیور فروخت کر کے حج کو لے گیا واپس آکر اس کو طلاق دیکر گھر سے نکال دیا اب چند روز بعد پھر اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) دوبارہ نکاح کرنا اس سے جائز ہے۔[4] فقط (اگر اس نے تین طلاق نہیں دی تھی۔ ظفیر)

---

(۱) مشکوة باب الطلاق ص ۲۸٤

(۲) واما بنت زوجة ابیه اوابنه فحلال (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۳ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۳۱) ظفیر

(۳) اس لئے کہ اس صورت میں دونوں حقیقی بھائی بہن ہوئے اور بہن سے نکاح حرام ہے حرمت علیکم امها تکم وبنا تکم واخواتکم (سورة النساء ٤) ظفیر

(٤) وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة و بعد ها بالا جماع الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة مطلب فی العقد علی المبانته ص ۷۳۸ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ٤٠٩) ظفیر

یہ کہا کہ فلاں سے نکاح کروں تو اپنی بیٹی سے کروں' پھر نکاح کر لیا' درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۹) زید نے عمر کو کہا کہ اگر تو ہندہ کے ساتھ عقد کرے گا تو گویا اپنی بیٹی کے ساتھ عقد کرے گا زید نے اس کو قبول کیا چندروز کے بعد ہندہ سے عقد کر لیا تو عمر پر کیا کفارہ ہوا؟

(الجواب) عمر کا یہ قول لغو ہے شرعاً اس کا کچھ اثر حرمت نکاح ہندہ پر نہیں ہو گا پس اگر عمر نے ہندہ سے نکاح کر لیا تو نکاح صحیح ہو گیا اور عمر پر کچھ اثر نہیں ہے۔ فقط

تعلیق نکاح بالشرط کا مفہوم

(سوال ۳۶۰) فقہاء لکھتے ہیں کہ تعلیق نکاح بالشرط میں شرط لغو ہوتی ہے اور نکاح صحیح' اس کے کیا معنی ہیں زید نے اپنی بیٹی کی شادی اس شرط پر کی کہ ناکح بعد النکاح دوسری شادی یا فلاں کام کرنے پر طلاق۔کیا اس شرط کی وقوع سے طلاق پڑے گی یا نہیں اگر پڑتی ہے تو شرط لغو ہونے کے کیا معنی؟

(الجواب) تعلیق نکاح بالشرط کے یہ معنی ہیں کہ نکاح کو کسی شرط پر معلق کرے مثلاً یہ کہ اگر میرا باپ راضی ہو تو میں نے نکاح کر دیا' یہ لغو ہے نکاح نہ ہو گا اور اگر شوہر نکاح کے بعد کسی شرط پر طلاق کو معلق کرے تو وہ تعلیق طلاق بالشرط ہے نہ تعلیق نکاح۔ کما هو ظاهر فی الدرالمختار والنکاح لا یصح تعلیقه بالشرط کتزوجتك ان رضی ابی لم ینعقد .[1] فقط

بھائی کی بالغہ بیوہ سے فوراً نکاح کرے یا عدت ختم ہونے کے بعد

(سوال ۳۶۱) زید کا نکاح ایک لڑکی نابالغہ سے ہوا' بیس روز بعد زید فوت ہو گیا زید کا بھائی اس سے فوراً عقد کر سکتا ہے یا عدت گزارنے کی ضرورت ہو گی؟

(الجواب) عدت موت دس دن چار ماہ گزارنا ضروری ہے' اس کے بعد نکاح ہو سکتا ہے' عدت میں نکاح درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے والعدة للموت اربعة اشهر الخ و عشر مطلقاً و طئت اولا ولو صغیرةً الخ[2] فقط

کہا اگر فلاں سے نکاح کروں تو ماں سے کروں کیا اس کے بعد اس سے نکاح جائز ہے

(سوال ۳۶۲) زید کا نکاح اس کی ماموں زاد بہن جمیلہ سے ہونے والا ہے مگر کسی وجہ سے زید نے قسم کھائی کہ اگر میں جمیلہ سے نکاح کروں تو گویا اپنی والدہ سے نکاح کروں زید کا نکاح جمیلہ سے ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) اس قسم کی وجہ سے زید کا نکاح اس کی ماموں زاد بہن بی بی جمیلہ سے حرام نہیں ہوا بلکہ نکاح مذکور

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۵ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۵۳. ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العدت مطلب فی عدت الموت ص ۸۳۰ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۵۱۰ واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج۲ .ط.س. ج۳ص ۵۱۶) ظفیر

شرعاً جائز ہے۔ فقط

مرتد ہونے کے بعد پھر عورت اسلام لائے تو نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۳) ایک عورت اسلام ترک کر کے عیسائی ہوئی اور چند سال بعد پھر اسلام لائی اس عورت کو اپنے شوہر سے نکاح جدید کے واسطے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا بلا طلاق نکاح کر سکتی ہے ؟

(الجواب) اس حالت میں بلا طلاق شوہر اول کے دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے (مگر اس وقت جب تین حیض گزر جائیں۔ ظفیر)

تین سالہ بیوہ کا نکاح سات سالہ لڑکے سے درست ہے یا نہیں

سوال ۳۶۴) ایک بیوہ تیس سالہ کا نکاح اس کی رضامندی سے ایک لڑکے نابالغ سات سالہ سے کر دیا' جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب) اگر اس عورت بالغہ کی اجازت ورضامندی سے لڑکے نابالغ کے ولی نے نابالغ کی طرف سے اس نکاح کو قبول کا تو پھر نکاح صحیح ہو گیا۔[۲] فقط (گوایسا بے جوڑ موجودہ زمانے میں نکاح مناسب نہیں۔ ظفیر)

بیوی کی بہن سے لڑکے کا نکاح درست ہے یا نہیں

سوال ۳۶۵) زید نے کلثوم سے نکاح کیا خلیل اور عمر دو لڑکے پیدا ہوئے کلثوم کا انتقال ہو گیا پھر زید نے خیر النساء سے نکاح کیا خیر النساء کی ہمشیرہ حقیقی رابعہ سے خلیل کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب) خلیل کا نکاح اس صورت میں رابعہ سے درست ہے۔[۳] فقط

اجنبیہ کو سگی بیٹی کہنے کے بعد بھی اس سے نکاح کر سکتا ہے ؟

سوال ۳۶۶) زید کا ناجائز تعلق ایک عورت سے ہو گیا اس پر زید رسوا ہوا اور خدا سے پختہ وعدہ کیا کہ یہ عورت میری سگی بیٹی کی مانند ہے' اگر میں اس سے عقد کروں تو گویا سگی بیٹی سے کروں چار ماہ ہوئے کہ عورت مذکور کا خاوند فوت ہو گیا تو زید اسی عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

---

۱) ولو اسلم احد هما ای احد المجوسیین اوامراة الكتابى ثمه اى فى دار الحرب لم تبن حتى تحيض ثلاثا و تمضى ثلاثة اشهر قبل اسلام الاخر اقامة بشرط الفرقة مقام السبب و ليست بعدة لدخول غير المدخول بها (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب النكاح الكافر ص ۵۳۶ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۱۹۱) ظفیر

۲) اس لئے کہ عمر میں تفاوت کی کوئی قید نہیں ہے مسلمان مرد عورت ہو اور ایجاب وقبول اور گواہ پائے جائیں ظفیر

۳) واما بنت زوجة ابيه اوابنه فحلال (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب فى المحرمات ص ۳۸۳ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۳۱) جب باپ کی بیوی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے' اس کی بہن سے بدرجہ اولیٰ جائز ہو گا دوسرے کوئی وجہ حرمت نہیں پائی جاتی واحل لكم ماوراء ذلكم (سورة النساء: ٤) ظفیر

(الجواب) زید اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے شرعاً یہ امر درست ہے' اس عورت پر بعد نکاح کے طلاق عائد نہ ہوگی۔ فقط

نکاح کے بعد عورت کا انکار

(سوال ۳۶۷) ایک عورت کا نکاح ایک شخص کے ساتھ پڑھ دیا گیا' دوسرے روز لوگوں کے بھکانے سے وہ عورت منکر ہو کر کہتی ہے کہ میرا نکاح بلا میری مرضی کے جبراً کیا گیا ہے نکاح صحیح ہے یا نہیں؟
(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ زبردستی واکراہ سے ایجاب وقبول کرنے سے بھی نکاح ہو جاتا ہے۔ [1] فقط

(مگر یہ اس صورت میں ہے جب کہ عورت نے ایجاب وقبول کیا ہو لیکن اگر ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کی مرضی معلوم کئے بغیر کسی نے از روئے ولی یا فضولی نکاح کر دیا اور عورت نے انکار کر دیا تو نکاح نہیں ہوا۔ ظفیر)

کافرہ جو مسلمان ہو گئی اس سے نکاح

(سوال ۳۶۸) ایک کافرہ عورت مسلمان ہوئی پہلے سے ناجائز تعلق رکھنے والی تھی اس کا نکاح ایام عدت میں جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب) اگر اس عورت کا خاوند بحالت کفر موجود نہ تھا تو بعد اسلام کے نکاح اس کا بلا عدة کے صحیح ہے۔ [2] فقط

جس عورت کا بوسہ لیا اس کی لڑکی سے شادی درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۹) رحیم بخش کو کچھ خیال ہے کہ اس نے اپنی ممانی بی بی صغری کا ایک مرتبہ بوسہ لیا' از روئے شہوت کے ہو یا مذاق کے مگر یقین نہیں احتمال ہے' صغریٰ کہتی ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تو رحیم بخش کا نکاح بی بی صغریٰ کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب) اس صورت میں رحیم بخش کا نکاح بی بی صغریٰ کی دختر سے جائز ہے۔ [3] فقط

لڑکی سے روپیہ لیکر نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۳۷۰) ایک شخص نے نکاح کی تجویز کی بعد کو معلوم ہوا کہ لڑکی چھوٹی ہے' پھر اس لڑکی کے عوض

---

(۱) ان نکاح المکرہ صحیح کطلاقہ و عتقہ مما یصح مع الھزل ولفظ المکرہ شامل للرجل والمراۃ (ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳۷۳ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفیر
(۲) ولو اسلم احدھما ثم لم تبن حتی تحیض ثلاثة اشھر قبل اسلام الاخر (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار' باب نکاح الکافر ص ۵۳۶ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۱۹۱) لیکن اگر شوہر تھا ہی نہیں تو اس مدت گزارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ۱۲ظفیر
(۳) اس لئے کہ احتمال سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا ان الیقین لا یزول بالشك. ظفیر

دوسری لڑکی تجویز کی، اور لڑکی کے ہمراہ دو سو روپے دیئے یہ صورت جائز ہے یا نہیں، یعنی لڑکی بھی دی اور دو سو روپے بھی۔

(الجواب) اگر دوسری لڑکی کے اولیاء راضی ہیں تو نکاح درست ہے اور دو سو روپے لینا حرام ہے یہ رشوت ہے اس کو واپس کرنا چاہئے اور پہلی لڑکی کے جو اولیاء ہیں ان کو اس کے نکاح کا اختیار ہے جہاں مرضی ہو نکاح کریں اور جس سے اس کے نکاح کی تجویز ہوئی تھی اور پھر نکاح نہ ہوا تو اس کو اختیار اس لڑکی پر نہیں ہے اور نہ وہ معاوضہ میں دی جا سکتی ہے یہ جہالت ہے۔[1] فقط

استاذ یا پیر کی بیوہ سے نکاح درست ہے

(سوال ۳۷۱) اپنے استاذ یا پیر کی بیوہ سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں، زید اس کو ناجائز کہتا ہے، زید مصیب ہے یا مخطی؟

(الجواب) استاذ یا پیر متوفی کی بیوہ سے شاگرد اور مرید کو نکاح کرنا درست ہے، لقوله تعالیٰ بعد بیان المحرمات واحل لكم ما وراء ذلكم[2] پس زید کا قول غلط ہے اور زید اس بارے میں خطا پر ہے

منکوحہ کے باپ کی بیوہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں جو منکوحہ کی ماں نہیں

(سوال ۳۷۲) شیر محمد نے اپنی دختر کا نکاح اپنے بھتیجہ محمد مراد سے کر دیا حالانکہ شیر محمد کی دو منکوحہ تھی، شیر محمد فوت ہو گیا آیا مراد اپنے خسر کی زوجہ سے جو اس کی حقیقی ساس نہیں ہے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) محمد مراد کا نکاح، زوجہ شیر محمد سے جو کہ اس کی حقیقی ساس نہیں ہے، نکاح کرنا درست ہے۔[3] فقط

حلالہ کی نیت سے مطلقہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۳) حلالہ کے واسطے اگر زید بکر کی مطلقہ سے اس نیت سے نکاح کرے کہ بعد مباشرت طلاق دیدوں گا ایسی حالت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح جائز ہے۔[4] فقط (مگر اس نیت سے نکاح کرنے کو حدیث میں برا کہا گیا ہے۔[5] ظفیر)

---

(۱) اذا كان احد العوضين او كلاهما محرمان لبيع فاسد الخ وكذا اذا كان غير مملوك كالحر (هدايه ص ۴۹ ج ۳)
(۲) سورة النساء : ۴ . ظفير
(۳) واحل لكم ما وراء ذلكم (سورة النساء : ۴)
(۴) وكره التزوج للثانى تحريما لحديث لعن المحل والمحلل له بشرط التحليل الخ وان حلت للاول لصحة النكاح و بطلان الشرط الخ اما اذا اضمر ذالك لا يكره و كان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح و تاويل اللعن (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرجعة ص ۷۴۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۴۱۴)
(۵) فلفظ الحديث كما فى الفتح لعن الله المحلل والمحلل له (ردالمحتار ص ۷۴۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۴۱۴) ظفير

غیر مدخولہ سے تین طلاق کے بعد دوبارہ نکاح

(سوال ۳۷۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیدی لیکن وہ شخص کہتا ہے کہ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اور وہ اس سے دوبارہ عقد کرنا چاہتا ہے وہ عورت اس کے لئے حلال ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر وطئ و خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو بدون حلالہ کے شوہر اول اس سے نکاح کر سکتا ہے[1] کیونکہ غیر مدخولہ کو اگر متفرق طور سے تین طلاق دی جاویں تو اس پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے باقی دو واقع نہیں ہوتیں۔ کذافی کتب الفقہ[2] فقط

عورت اور اس کے خاوند کی لڑکی کو ایک نکاح میں جمع کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۳۷۵) ایک شخص ایک عورت کو اور اس کے خاوند کی بیٹی کو جو دوسری عورت سے ہے دونوں کو نکاح میں جمع کر سکتا ہے یا نہ؟

(الجواب) کر سکتا ہے۔ کذا صرح بہ فی الدرالمختار لعدم علتہ الحرمۃ[3] فقط

نکاح فسخ ہونے کے بعد فوراً نکاح کب جائز ہے

(سوال ۳۷۶) ایک امام مسجد نے ایک نکاح پڑھایا قبل رخصت طرفین میں تکرار ہوئی اسی روز بعد مغرب پنچایت میں نکاح فسخ ہو گیا پھر اسی عورت کا نکاح دوسرے شخص سے موافق شرع کے ہو گیا کیا وہ نکاح جائز ہے اور کیا ایسا نکاح خواں امام مسجد بن سکتا ہے؟

(الجواب) اگر شوہر نے طلاق دیدی ہے اور قبل دخول و خلوت طلاق ہوئی ہے تو بدون عدت کے دوسرا نکاح اس عورت کا صحیح ہے اور اگر شوہر اول نے طلاق نہ دی تھی اور پنچایت نے از خود طلاق دیدی ہے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اس صورت میں دوسرا نکاح اس عورت کا درست نہیں ہے اور جس نے باوجود علم کے اس کا نکاح کیا وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔[4] فقط

ماموں کی مطلقہ سے شادی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۷) عیدو نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی، عبداللہ کا جو کہ عبداللہ کا رشتہ میں ماموں ہوتا ہے نکاح

---

(۱) من طلق امراتہ قبل الدخول بها ثلاثا فلہ ان یتزوجها بلا تحلیل قولہ ثلاثا ای ثلاث طلقات متفرقات (ر دالمحتار ص ۷۳۹ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۴۱۰ باب الرجعة) ظفیر

(۲) قال لزوجتہ غیرالمدخول بها انت طالق وقعن الخ وان فرق بانت بالاولی ولم تقع الثانیة الخ (باب طلاق غیر المدخول بها ص ۶۲۲ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۲۸۴ ...... ۲۸۶) ظفیر

(۳) فجاز الجمع بین امراة و بنت زوجها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۳۹) ظفیر (۴) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته الخ فلم یقل احد بجوازہ اصلا (ردالمحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۵۱۶ مطلب فی نکاح الفاسد والباطل) ظفیر

عیدو کی زوجہ مطلقہ سے جائز ہے یا نہیں ؟
(الجواب) عبداللہ کا نکاح اس صورت میں عیدو پسر رمضانی کی زوجہ مطلقہ سے بعد گزرنے عدت طلاق کے جو کہ تین حیض ہیں درست اور جائز ہے۔[1] فقط

متبنی بھتیجا کا چچا کی بیوہ سے نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۳۷۸) زید لاولد فوت ہوا اور اس نے اپنے برادرزادے کو اپنا پسر متبنی کر لیا۔ اب زید متوفی کی زوجہ کریمہ زید کے پسر متبنی سے نکاح کرنا چاہتی ہے' جائز ہے یا نہیں ؟
(الجواب) زید کی بیوہ زوجہ کا نکاح زید کے متبنی سے شرعاً صحیح ہے کیونکہ بموجب نص قطعی زید کا متبنی زید کا بیٹا نہیں ہوا کما قال اللہ تعالی وما جعل ادعیاء کم ابناء کم (سورہ احزاب)
(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے متبناؤں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا یعنی متبنی' بیٹے کے حکم میں نہیں ہے۔
لہٰذا بموجب نص واحل لکم ما وراء ذلکم[2] نکاح مابین متبنی زید ومابین زوجہ زید متوفی صحیح ہے۔ فقط

نصرانی عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۹) اس زمانہ کی اہل کتاب مثلاً نصرانی عورتوں سے نکاح درست ہے یا نہیں ؟
(الجواب) درست ہے' کما قال فی الدرالمختار و صح نکاح کتابیة وان کرہ تنزیھاً مومنةٍ بنبی مرسل مقرة بکتاب منزل وان اعتقدوا والمسیح الھاً[3] وفی الشامی ولکن بالنظر الی الدلیل ینبغی ان یجوز الا کل والتزوج الخ قال فی البحر وحاصلہ ان المذھب الا طلاق لماذکر شمس الائمة فی المبسوط من ان ذبیحة النصرانی حلال مطلقاً سواء قال بثالث ثلاثة اولا لا طلاق الکتاب ھھنا الخ باب المحرمات[4] جلد ۲ – فقط

مندرجہ شرائط لغو ہیں اور نکاح درست ہے

(سوال ۳۸۰) زید حسب ذیل مضمون کی دستاویز لکھنے کے لئے بکر کو کہتا ہے (۱) مہر بخشنے کا حق لڑکی کو نہ ہوگا بلکہ والدین کو ہوگا (۲) زوج کے دور شتہ دار دس روپے اپنے ذمہ لیں کیا نکاح ان شرائط کے ساتھ صحیح ہے اور کیا ایسے شرائط واجب العمل ہیں
(الجواب) (۱) یہ شرط باطل اور لغو ہے' والدین کو مہر بخشنے کا اختیار حاصل نہ ہوگا' لڑکی کو اختیار رہے گا۔

---

(۱) واحل لکم ما وراء ذلکم (سورة النساء : ٤)
(۲) سورة النساء : ٤ ظفیر
(۳) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار' فصل فی المحرمات ص ۳۹۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۳۰ – ۱۲ ظفیر
(٤) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۳۵

(۴) یہ شرط بھی باطل اور لغو ہے' زوج کے ذمہ نفقہ لازم ہوگا جس قدر ضروریات خوراک و پوشاک زوجہ کا خرچ ہے وہ بذمہ شوہر ہوگا زوج کے اقرباء کے ذمہ دس روپے ماہوار مقرر کرنا شرط باطل اور لغو ہے اور نکاح صحیح ہو جائے گا مگر یہ شرائط باطل ہوں گی۔[1] فقط

فاحشہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۳۸۱) ہندہ غیر منکوحہ فاحشہ عورت ہے' اس کے ساتھ زید کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب) نکاح صحیح ہے۔ کذا فی الدر المختار[2] فقط

باپ کی بیوی کی بہن سے نکاح درست ہے

(سوال ۳۸۲) ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی عورت مذکور سے ایک لڑکا پیدا ہوا' پھر شخص مذکور نے دوسری شادی کی' دوسری زوجہ کی بہن سے لڑکے مذکور کا نکاح جائز ہے یا نہ اور وہ لڑکے مذکور سے بدکاری سے حاملہ بھی ہے؟
(الجواب) اس لڑکے کا نکاح اس کے باپ کی دوسری زوجہ کی بہن سے جائز ہے کیونکہ وہ محرمات میں سے نہیں ہے بلکہ واحل لکم ما وراء ذلکم[3] میں داخل ہے' اور جب کہ وہ عورت اسی لڑکے سے حاملہ عن الزنا ہے تو اس لڑکے کا اس حاملہ سے بحالت حمل نکاح اور جماع درست ہے۔ کذافی الدر المختار[4] فقط

پردہ کی شرط کے ساتھ نکاح کیا اب پردہ توڑ دیا' کیا حکم ہے؟

(سوال ۳۸۳) زید نے اپنی لڑکی کی شادی عمر سے کی اس وقت یہ شرط کی تھی کہ اس کو پردہ میں رکھنا' جب شادی کرتا ہوں اس پر عمر راضی ہو گیا اور شادی کر لی اب بعد ایک زمانے کے عمر نے اپنے باپ کے کہنے سے اس لڑکی کا پردہ توڑ دیا تو وہ نکاح باقی ہے یا نہیں؟
(الجواب) نکاح باقی ہے' خلاف شرط کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا در مختار میں ہے ولکن لا یبطل النکاح بالشرط الفاسد وانما یبطل الشرط دونہ[5] البتہ پردہ کرنا چونکہ فرض ہے تو یہ بلا شرط کرنے کے بھی

---

(۱) والنکاح لا یصح تعلیقہ بالشرط الخ ولکن لا یبطل النکاح بالشرط الفاسد وانما یبطل الشرط دونہ یعنی لو عقد مع شرط فاسد لم یبطل النکاح بل الشرط (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۵ ج۲ ط.س. ج۳ص۵۳) ظفیر

(۲) وصح نکاح الموطوءۃ بزنا ای جاز نکاح من راہا تزنی ولہ وطؤ ھا بلا استبراء اما قولہ تعالی والزانیہ لا ینکحھا الآیۃ فمنسوخ بایۃ فانکحوا ما طاب لکم من النساء (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۲ ج ۲ ط.س. ج۳ص۴۸) ظفیر (۳) سورۃ النساء : ۴

(۴) وصح نکاح حبلی من زنا الخ لو نکحھا الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقا (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۵۰) ظفیر

(۵) ایضاً ص ۴۰۵ ج۲ . ظفیر

ضروری ہے اور بعد شرط کے بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔ لہذا شوہر کو اس کے خلاف نہ کرنا چاہئے لیکن اگر اس کے خلاف کیا تو چونکہ طلاق کو اس پر معلق نہیں کیا اس لئے خلاف شرط کرنے سے طلاق واقع نہ ہو گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے احق الشروط ان توفوابه ما استحللتم به الفروج [1] لہذا ایسی شرط کو ضرور پوری کرنا چاہئے۔ فقط

لڑکی کا نکاح روپیہ لیکر کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۸٤) زید اپنی لڑکی کی شادی بکر کے لڑکے سے اس شرط پر کرتا ہے کہ مجھ کو قبل شادی کے تم پانچ سو روپیہ علاوہ دین مہر کے دو تاکہ میں اس روپے سے مہمانوں کی ضیافت کروں پس اس روپے کا لینا اور اس شرط پر نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(۲) زید اپنی لڑکی کا نکاح بعوض ہزار روپے مہر کے اس شرط پر کرنا چاہتا ہے کہ ہزار روپیہ دین مہر میں سے پانچ سو روپے پہلے معجّل دیدو اور اس روپے کو ہم باراتیوں اور مہمانوں کو کھانا کھلانے میں خرچ کریں گے اس شرط پر نکاح کرنا اور لینا دینا کیسا ہے ؟

(الجواب) (او۲) یہ رشوت ہے اور لینا دینا جائز نہیں ہے اخذ اهل المرء ة شيئاً عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة [2] اور نکاح صحیح ہے۔

(۲) اس صورت میں نکاح صحیح ہے باقی اگر لڑکی صغیرہ ہے تو ہر چند کہ باپ کو اس کے مہر معجّل کے وصول کرنے کا حق ہے لیکن امور مذکورہ میں صرف کرنا اس کا جائز نہیں ہے اور اسی لئے لینا اس کو درست نہیں ہے۔ در مختار میں ہے لاب الصغيرة المطالبة بالمهر وللزوج المطالبة تسليمها [3] و فی الشامی ادركت و طلبت المهر من الزوج فادعى الزوج انه دفعه الى الاب فى صغرها واقر الاب به لا يصح اقراره عليها لانه يملك القبض فى هذه الحالة فلا يملك الاقرار به وتاخذ من الزوج. [4] فقط

اگر وہ لڑکی بالغہ ہے تو بدون اس کی اجازت کے باپ کو اس کے مہر وصول کرنے کا اختیار نہیں ہے جیسا کہ روایت مذکورہ شامی سے ظاہر ہے۔ فقط

ایک بہن کا لڑکا اور دوسری بہن کی پوتی میں نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۳۸۵) مسماۃ مریم و مسماۃ خدیجہ حقیقی بہنیں ہیں مریم کی دختر کلثوم، کلثوم کی حقیقی لڑکی مسماۃ مجید النساء ہے اور خدیجہ کا لڑکا اصغر علی ہے، تو اصغر علی کا عقد مسماۃ مجیدا سے درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اصغر علی کا نکاح مسماۃ مجیدا سے اس صورت میں صحیح ہے، هكذا فى كتب الفقه فقط (واحل

---

(۱)
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۵۰۳ ج ۳) ظفیر
(۳) ایضاً ص ۵۰۸ ج ۲ – ظفیر
(٤) رد المحتار باب المهر ص ۵۰۸ ج ۲ ظفیر

لکم ما وراء ذلکم – سورۃ النساء : ٤)[1]

منکوحہ غیر جس سے ملوث ہے اس کی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کرے کیا حکم ہے؟

(سوال ۳۸٦) ایک شخص نے عورت حاملہ منکوحہ غیر کو اپنے گھر میں بلا نکاح رکھا بعد وضع حمل لڑکی پیدا ہوئی اور اس شخص کا پہلی زوجہ سے لڑکا تھا' اب ان دونوں لڑکے و لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) دونوں کا نکاح درست ہے یعنی عورت مذکورہ کی جو کہ اس کے شوہر کے نطفہ سے ہے اور ثابت النسب ہے اور شخص مذکور کا لڑکا جو اس کی زوجہ سے ہے ان دونوں میں نکاح درست ہے قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم[2] الآیۃ لیکن منکوحہ غیر کو بلا طلاق شوہر کے گھر میں رکھنا حرام ہے' اس کو علیحدہ کر دینا چاہئے۔[3] فقط

سوتیلی ساس سے نکاح کرنا جائز ہے

(سوال ۱ / ۳۸۷) زید نے اپنی سوتیلی ساس سے نکاح کیا' جائز ہے یا نہیں؟

دادا کے سوتیلے بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۲ / ۳۸۸) زید کے دادا دو بھائی تھے ایک سوتیلا اور ایک اپنا زید نے سوتیلے دادا کی لڑکی سے نکاح کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ فقط

(الجواب) (۱) سوتیلی ساس سے نکاح درست ہے کما فی الدر المختار فجاز الجمع بین امراۃ و بنت زوجھا الخ[4] فقط

(۲) دادا کے بھائی کی دختر سے نکاح صحیح ہے(۵)

بیوی کے مرنے کے بعد اس کی بھتیجی سے نکاح صحیح ہے

(سوال ۳۸۹) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا' اس سے وطی ہوئی' دو بچے بھی ہوئے جو زندہ موجود ہیں' بعد انتقال زوجہ زید نے اس عورت مرحومہ کی حقیقی بھتیجی سے نکاح کیا یہ نکاح جائز ہوا یا حرام' شرح وقایہ در مختار میں عورت کی بھانجی و بھتیجی سے نکاح حرام لکھا ہے؟

(الجواب) بعد مرنے زوجہ کے اس کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح درست ہے شرح وقایہ میں جو یہ لکھا ہے کہ زوجہ کی بھتیجی و بھانجی سے نکاح حرام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زوجہ کی موجودگی میں اور بحالت اس کے نکاح میں ہونے کے اس کی بھتیجی و بھانجی سے نکاح حرام ہے' کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ پھوپھی بھتیجی کو نکاح

---

(۱) و یحل لاصول الزانی و فروعہ اصول المزنی بھا و فروعھا (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۳۲) ظفیر (۲) سورۃ النساء : ٤ (۳) لا تقربوا الزنا فانہ کان فاحشۃ وساء سبیلا (بنی اسرائیل: ٤)(٤) الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۳۹) ظفیر
(۵) واحل لکم ما وراء ذالکم (النساء ٤)

میں جمع کرنا حرام ہے اسی طرح خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور جب کہ پھوپھی نکاح میں نہ رہی یا خالہ نکاح میں نہ رہے تو اس کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح درست ہے' هكذا فى كتب الفقه[1] فقط

شیعہ تفضیلیہ سے نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۳۹۰) فرقہ شیعہ تفضیلیہ اور اہل سنت والجماعت میں باہم مناکحت جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) فرقہ شیعہ تفضیلیہ جو کہ تبرا گو نہ ہو وہ فرقہ کافر نہیں ہے اگرچہ اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں ہے مناکحت اس کی اہلسنت وجماعت کے ساتھ درست ہے۔[2] فقط

بیوہ سے زنا کیا پھر نکاح کیا درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۳۹۱) محمود ابیوہ اور زید کنوارا ان دونوں میں آشنائی ہو کر فعل زنا کے مرتکب ہوئے، حمل رہ گیا بعدہ ایام حمل میں زید اپنے نکاح میں لایا' یہ نکاح جائز ہو یا نہیں ؟

(الجواب) نکاح زید کا محمودن سے اس حالت میں صحیح ہو گیا کیونکہ حاملہ عن الزنا سے حالت حمل میں نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور جب کہ خود زانی سے ہی نکاح ہو تو اس کو قبل وضع حمل وطی کرنا بھی درست ہے۔ کذافی کتب الفقه[3] فقط

بھائی کی بیوہ سے نکاح درست ہے

(سوال ۳۹۲) غفور و شکور دونوں حقیقی بھائی ہیں، دونوں کی شادی ہو گئی شکور مر گیا تو غفور اس کی بیوہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) شکور کے مرنے کے بعد غفور اس کی بیوہ سے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ کے نکاح کر سکتا ہے ۔فقط (واحل لكم ما وراء ذلكم سورة النساء : ٤)

عورت کو طلاق دینا جب معلوم ہے تو عدت کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے

(سوال ۳۹۳) ایک عورت کو اس کے شوہر نے چند مرتبہ طلاق دی مگر بوجہ نہ ہونے شہادت عدالت تسلیم نہیں کر سکتی آیا اس صورت میں مسماۃ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

---

(۱) حرم الجمع بين الامرائين ايتهما فرضت ذكر الم تحل للاخرى (ايضاً ص ۳۹۰ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۳۸)

(۲) و تجوز مناكحة المعتزلة لانا لا نكفر احدا من اهل القبلة وان وقع الزاما فى المباحث (درمختار) بخلاف ما اذا كان يفضل عليا او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر (ردالمحتار فى المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۴۵) ظفير

(۳) لو نكحها الزانى حل له وطؤها اتفاقا(الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۴۰۱ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۵۰) ظفير

(الجواب) جب کہ عورت کو یقیناً معلوم ہے کہ طلاق ہو چکی ہے تو عدت کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور عدت اسی وقت سے شمار ہوگی جس وقت شوہر نے طلاق دی تھی۔ فقط

غیر مدخولہ کو متعدد بار طلاق دی پھر نکاح کر لیا کیا حکم ہے

(سوال ۳۹۴) ایک شخص کے ساتھ ایک عورت کا نکاح ہوا اس نے رخصت سے پہلے بذریعہ خط طلاق دینی شروع کی اور اکثر کئی مرتبہ اس نے زبان سے بھی کہا کہ میں طلاق دے چکا۔ اب اس کے عزیزوں نے دوبارہ اس کا نکاح اسی شخص کے ساتھ کر دیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) چونکہ غیر مدخولہ کو ایک طلاق بائنہ ہو جاتی ہے اس لئے دوسری یا تیسری یا زائد طلاق اس پر واقع نہیں ہوتی[1] پس نکاح اس عورت کا شوہر اول سے بلا حلالہ کے صحیح ہے۔[2] فقط

بیوی کی سوتیلی ماں اور اپنی چچی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۹۵) زید کی زوجیت میں خالدہ ہے اور ہندہ خالدہ کی سوتیلی ماں ہے اور زید کی حقیقی چچی بھی ہے بیوہ ہو گئی ہے تو کیا زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ خالدہ کی موجودگی میں جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کا نکاح مسماۃ ہندہ کے ساتھ بحالت موجودگی خالدہ کے نکاح زید میں صحیح ہے۔ درمختار میں ہے فجاز الجمع بین امراۃ و بنت زوجھا[3] . الخ فقط

مطلقہ بائنہ سے نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۹۶) زید اپنی بیوی مطلقہ حبلی بائنہ سے اندر عدت کے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ مطلقہ ثلثہ نہیں ہے تو نکاح عدت میں کر سکتا ہے۔[4] فقط

سالہ کی دختر سے نکاح درست ہے

(سوال ۳۹۷) زید کی بیوی فوت ہو چکی ہے اب زید اپنے سالہ کی دختر سے نکاح کرنا چاہتا ہے جو کہ بیوہ ہے اور زید کے بھانجہ متوفی کی منکوحہ رہ چکی ہے اب زید کا بھانجہ اور سالہ و زوجہ ہر سہ فوت ہو چکی ہے زید کا اس بیوہ سے شرعاً نکاح جائز ہے یا نہیں؟

قال لزوجته غیر المدخول بھا انت طالق ثلثا وقعن الخ وان فرق بانت بالا ولی فلذا لم تقع الثانیة (الدرالمختار علی
(۱) قال لزوجته غیر المدخول بھا انت طالق ثلثا وقعن الخ وان فرق بانت بالا ولی فلذا لم تقع الثانیة (الدرالمختار علی ۲۸۶......۲۸۴) ظفیر
ہامش رد المحتار، باب طلاق غیر المدخول بھا ص ۶۲۴ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۲۸۴......۲۸۶) ظفیر
(۲) و ینکح مبانته بھا دون الثلاث فی العدة و بعد ھا بالا جماع (ایضاً ، باب الرجعة ص ۷۳۸ ج ۲) ظفیر
(۳) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج۲ .ط.س.ج۳ص۹ ۴ . ظفیر
(۴) و ینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة و بعدھا بالا جماع (ایضاً باب الرجعة ص ۷۳۸ ج۲ .ط.س.ج۳ص۴۰۹)
ظفیر

(الجواب) نکاح زید کا اس بیوہ سے شرعاً درست ہے۔ کذافی کتب الفقه۔ [1] فقط

ایک یا دو بائنہ طلاق کے بعد شوہر اسی سے شادی کر سکتا ہے

(سوال ۳۹۸) زید ایک معمر شخص تھا اور اس کی زوجہ آمنہ ہے، نہایت ہی کمسن ہے، چنانچہ اس کے پوتے ہم عمر ہیں زید اب عرصہ چار سال سے فوت ہو چکا ہے اور اب آمنہ بیوہ ہے زید کی حیات میں آمنہ اور اس کی ہم عمر بکر میں محبت صادق ہو گئی جو عرصہ سولہ سال یعنی آمنہ کے بیوہ ہونے تک وہ عشق صادق اور محبت دلوں میں رہی بعد بیوہ ہونے کے فریقین یعنی آمنہ و بکر نے رضامند ہو کر اپنی سوتیلی اولاد کے خوف سے خفیہ طور پر آپس میں عقد شرعی کر لیا، درمیان میں جب کہ بکر اپنی ملازمت پر چلا گیا تو اس کی سوتیلی اولاد میں سے ایک نے اس پر بہت زبردستی کی اور اس سے تعلق ناجائز چاہا آمنہ کی نیت خدا کے فضل سے راہ راست پر رہی اور اپنے شوہر کو خفیہ مطلع کر کے آزادی چاہی بکر نے نہایت مجبور ہو کر طوعاً و کرہاً اس کو طلاق دیدی اور تحریر میں اس کو آزادی دی گئی اب بکر اور آمنہ پھر وہی تعلقات پیدا کرنا چاہتے ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) بکر اگر کوئی غیر شخص ہے، زید کا پوتہ نہیں ہے تو آمنہ کا نکاح جو دو گواہوں کے روبرو بکر سے ہوا وہ صحیح ہو گیا پھر جو بکر نے جو طلاق دی تو طلاق بھی واقع ہو گئی اب اگر وہ دونوں دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو اگر بکر نے تین طلاق صریح نہ دی تھی بلکہ ایک یا دو طلاق دی تھی یا کنایات کے الفاظ میں طلاق دی تھی جیسے آزادی وغیرہ کا لفظ تو اس صورت میں بدون حلالہ کے بکر اس سے یعنی آمنہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ [2] اور اگر تین طلاق صریح الفاظ میں دی تھی تو بدون حلالہ کے نکاح نہیں ہو سکتا۔ [3] فقط

صرف اس کہنے سے کہ تو سگی بہن ہے یا سگا بھائی ہے، نکاح حرام نہیں ہوتا

(سوال ۳۹۹) اگر کسی لڑکی کو جو نہ حقیقی بہن ہے نہ رضاعی، اس کو اگر بہن کے لقب سے یاد کیا جائے کہ تو میری سگی بہن ہے اور تو مجھے اپنا سگا بھائی سمجھا کر تو کیا یہ عہد اور قول کرنے کے بعد اس سے شادی کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس کہنے سے کہ تو میری حقیقی بہن ہے یا مجھ کو اپنا سگا بھائی سمجھ وہ عورت درحقیقت بہن نہیں ہوئی اور نہ وہ محرمات میں داخل ہوئی پس نکاح اس کے ساتھ درست ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے محرمات کو بیان فرما کر و احل لکم ما وراء ذلکم الآیة [4] اور ارشاد ہے ما هن امها تهم ان امهاتهم الا اللائی ولدنهم۔ [5] فقط

---

(۱) فجاز الجمع بین امراة و بنت زوجها او امراة ابنها الخ (ایضاً فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ - ظفیر
(۲) وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة و بعدها بالا جماع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ص ۷۳۸ ج ۲) ظفیر
(۳) ولا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ بها ای بالثلاث الخ حتی یطاها غیره الخ (ایضاً ص ۷۳۹ ج ۲) ظفیر
(٤) سورة النساء : ٤
(٥) سورة المجادلة : ١

روپیہ دیکر بیوہ کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۴۰۰) قوم آہنگر میں یہ رواج ہے کہ بدون روپیہ دیئے نکاح بیوہ کا نہیں کرتے' نکاح جائز ہو گیا نہیں؟

(الجواب) نکاح صحیح ہو جاوے گا لیکن روپیہ لینے اور دینے کا گناہ ہو گا۔[1] فقط

اپنے چچا کے نواسہ کی لڑکی سے نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۱) یعقوب جی اور مشائخ دونوں حقیقی بھائی ہیں' یعقوب جی کا لڑکا اسحٰق ہے' اور مشائخ کی دختر امینہ بی ہے اور امینہ بی کا لڑکا داؤد ہے' اس کی دختر حبیب بی ہے تو اسحٰق ولد یعقوب جی کا نکاح حبیب بی دختر داؤد سے درست ہے یا نہیں؟ حبیب بی اسحٰق کی بھتیجی ہوتی ہے۔

(الجواب) مسماۃ حبیب بی یعقوب جی کے بھائی کی نواسہ کی دختر ہوتی ہے یا یہ کہا جاوے کہ حبیب بی یعقوب جی کی بھتیجی کی پوتی ہے اور محرمات میں سے نہیں ہے لہذا نکاح یعقوب جی کے لڑکے اسحٰق کا حبیب بی کے ساتھ درست ہے اور اسحٰق کی حبیب بی حقیقی بھتیجی نہیں ہے۔[2] فقط

عورت کے دعویٰ طلاق کے بعد نکاح درست ہے

(سوال ۴۰۲) خاوند کے غائب ہونے کے بعد اگر عورت قاضی کے پاس طلاق کا دعویٰ کرے اور بیان کرے کہ میری عدت گزر گئی ہے کیا قاضی اس کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا فتویٰ بحوالہ در مختار لو قالت امرأة لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لا باس ان ینکحها[3] دے سکتا ہے یا نہیں' نیز دوسری روایت اس کے مخالف ہے امراة اذا ادعت علی الزوج انه طلقها فهی للزوج مالم یثبت الطلاق نهایه

(الجواب) صورت مذکورہ میں دوسرے شخص سے نکاح کی اجازت ہے اور روایۃ ثانیہ کا محل یہ ہے کہ شوہر طلاق سے انکار کرے۔ فقط

نادرست نکاح کے بعد طلاق نہیں پڑتی لہذا دوبارہ نکاح درست ہے

(سوال ۴۰۳) زید نے ہندہ سے نکاح اور صحبت بھی کی لیکن علماء نے یہ فرمایا کہ یہ نکاح صحیح نہیں ہوا' زید نے ہندہ کو تین طلاق دیدی' اب زید ہندہ سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے' بلا حلالہ کے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر نکاح اول صحیح نہ ہوا تھا بلکہ فاسد تھا بوجہ نہ ہونے بعض شروط صحت کے مثل نہ ہونے شہود کے مثلاً تو ایسے نکاح فاسد کے بعد اگر شوہر تین طلاق دیدیوے تو وہ کالعدم ہیں اور بلا حلالہ کے اس سے

---

(۱) اخذ اهل المراة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۵۰۳ ج ۲ . ط.س. ج۳ ص ۱۵٦) ظفیر
(۲) واحل لكم ما وراء ذلكم (سورة النساء ٤) ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸٤۷ ج ۲ . ط.س. ج۳ ص ۵۲۹ . ظفیر

نکاح درست ہے جیسا کہ شامی نے درمختار کے اس قول کی شرح میں لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ [1] الخ لکھا ہے قوله من نکاح صحیح نافذ) احترز بالصحیح عن الفاسد وھو ما عدم بعض شروط الصحت ککونه بغیر شھود فانه لاحکم له قبل الوطی و بعده یجب مھر المثل والطلاق فیه لا ینقص عدداً لانه متارکة فلو طلقها ثلاثاً لا یقع شئ وله تزوجها بلا محلل [2] الخ ص ۵۳۷ ج ۲ شامی لیکن سائل نے چونکہ سوال وجواب کے ساتھ نقل نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا کہ کیا وجہ فساد نکاح کی اس صورت میں ہے اور درحقیقت نکاح فاسد ہے یا نہیں اس لئے قطعی طور سے کچھ جواب نہیں لکھا جاسکتا کہ بلا حلالہ کے نکاح درست ہے یا نہیں؟ فقط

جس لڑکے سے خود ملوث ہے اس سے اپنی لڑکی کی شادی کردی کیا حکم ہے؟

(سوال ۴۰۴) زید ایک لڑکے پر عاشق ہو کر مدت دراز تک اپنی ہمراہ رکھا اور لواطت کرتا رہا جب لواطت صراحتہً آدمیوں کی نظر سے گزری مثلاً سلائی سرمہ دانی اور دو چار دفعہ عین لواطت میں پکڑا گیا اور جگہ جگہ حتی کہ غیر ملک تک بدنامی پھیل گئی زید کا بدنامی کے سبب سے چلنا پھرنا مشکل ہو گیا تو لاچاری کی حالت میں اپنے کو آدمیوں کی نظر میں صاف اور بدنامی کو دفع کرنے کے واسطے اس لڑکے کے ساتھ اپنی لڑکی کو نکاح میں دیدیا اب یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ نکاح شرعاً درست ہے اور صحیح ہے کما فی الشامی بیان المحرمات اتی رجل رجلا له ان یتزوج ابنته [3] ص ۲۸۱ ج ۲

تبادلہ میں بیاہ کروں تو اپنی بہن سے کروں کہنے کے بعد شادی کی تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۰۵) زید نے کہا تھا کہ اگر میں اپنی بہن دیکر اس کے تبادلہ میں اپنا بیاہ کروں تو گویا اپنی بہن سے بیاہ کروں اب زید اپنی بہن کا رشتہ دیکر اس کے تبادلہ میں ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) زید کے اس کہنے سے کچھ نہیں ہوتا نکاح دونوں درست ہوں گے۔ فقط

ایجاب وقبول کے بعد عورت انکار کرتی ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۴۰۶) ایک شخص نے روبرو دو گواہ کے ثیبہ عورت سے کہا کہ میرے لڑکے سے نکاح کر اور اس کو منظور کر اس کے جواب میں عورت نے کہا کہ تیرا لڑکا مجھے قبول ومنظور ہے مگر اب عورت اس سے انکار کرتی ہے کہ میں نے یوں نہیں کہا اور گواہ گواہی دیتے ہیں کہ عورت نے الفاظ مذکورہ کہے ہیں۔ بینوا توجروا؟

(۱) ایضاً باب الرجعة ص ۷۳۹ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۴۰۹
(۲) رد المحتار باب الرجعة ص ۷۳۹ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۴۰۹ ظفیر
(۳) رد المحتار فصل فی المحرمات تحت قوله کوطئ دبر مطلقا ص ۳۸۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۴ ظفیر

(الجواب) اگر دو گواہ عادل الفاظ مذکورہ کی گواہی دیتے ہیں تو صورت مذکورہ میں نکاح منعقد ہو گیا عورت کا انکار موجودگی گواہان عادل کے معتبر نہیں ہے۔ درمختار میں ہے کزوجتنی الخ فاذا قال فی المجلس زوجت او قبلت الخ قام مقام الطرفین [1] ویصح النکاح الخ فقط

مسلمان عورت مرتد ہونے کے بعد پھر مسلمان ہو جائے تو دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۷) جو مسلمہ مرتدہ ہو جاوے اور اس پر کسی طرح جبر نہیں ہو سکتا اگر مسلمہ مرتدہ کو کسی طریقہ سے پھر مسلمان کیا جاوے اور وہ اپنے پہلے شوہر کے پاس جانے سے انکار کرے، ایسی حالت میں کسی دوسرے مسلمان سے نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) چونکہ ہندوستان میں جبر نہیں ہو سکتا اس لئے جبراً مسلمان کرنے کا حکم یہاں جاری نہیں ہو سکتا لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ اس عورت سے کوئی دوسرا شخص مسلمان نکاح نہ کرے تاکہ وہ مجبور ہو کر پہلے شوہر سے پھر نکاح کرے [2] فقط (یعنی جب وہ مسلمان ہو جائے گی تو پہلے شوہر کی خواہش پر اسی سے نکاح ہوگا، دوسرے سے نہیں لیکن اگر پہلا شوہر خاموشی اختیار کرے یا وہ نہ کرے تو دوسرے سے نکاح جائز ہے۔ ظفیر)

زانی کی اولاد کی شادی مزنیہ کی اولاد سے درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۸) زاہد خاں نے شکوران بیگم سے زنا کیا، کچھ عرصہ کے بعد زاہد خاں کا نکاح جمالو بیگم سے ہوا اور جمالو بیگم کے بطن سے کالے خاں ایک لڑکا پیدا ہوا شکوران کا نکاح جنگی خاں سے ہو گیا شکوران کے بطن سے جنگی خاں کے ایک لڑکی سفیدہ بیگم ہوئی، تو کالے خاں کا نکاح سفیدہ بیگم سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) کالے خاں کا نکاح سفیدہ بیگم سے شرعاً صحیح ہے علامہ شامی نے اس کی تشریح کی ہے کہ زانی اور مزنیہ کی اولاد میں مناکحت صحیح ہے۔ [3] فقط

دو علاتی بہنوں کا نکاح دو علاتی بھائیوں سے درست ہے

(سوال ۴۰۹) ایک ماں سے دو بہنیں ہیں باپ جدا ہے اور ایک ماں سے دو بھائی ہیں باپ جدا ہے اگر بڑے بھائی کے ساتھ بڑی بہن کی شادی جو دوسرے

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ٣٦٢ ج٢ ط.س ج٣ ص٩ ظفير

(٢) ولو ارتدت لمجئ الفرقة الخ و تجبر على الاسلام و على تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار و عليه الفتوى وافتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً و تيسيرا (درمختار) قوله و على تجديد النكاح فلكل قاض ان يجدده بمهر يسير ولو بدينا ر رضيت ام لا ۔ و تمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذالك اما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر و تزوج من غيره لانه ترك حقه بحر نهر (رد المحتار باب نكاح الكافر ص ٥٤٠ ج٢ ط.س ج٣ ص١٩٤)

(٣) و يحل لاصول الزانى وفروعه اصول المزنى بها وفروعها (ردالمحتار باب المحرمات ص ٣٨٤ ط.س ج٣ ص٣٢) ظفير

ماں باپ سے ہے کر دی جائے' اور چھوٹی بہن کی شادی چھوٹے بھائی سے جو دوسری ماں باپ سے ہے کر دی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) دو بہنوں کا نکاح دو بھائیوں سے اس طرح کر دینا کہ ایک بھائی کا نکاح ایک بہن سے ہو اور دوسرے بھائی کا دوسری بہن سے ہو تو یہ درست ہے مثلاً زید اور عمر دو بھائی ہیں خواہ عینی یا علاتی یا اخیافی اور ہندہ و خالدہ آپس میں بہنیں ہیں اور زید و عمر سے غیر ہیں تو اگر زید کا نکاح ہندہ سے اور عمر کا خالدہ سے ہو تو شرعاً اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

جس سوتیلی ساس سے زنا کیا اس سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ٤١٠) سوتیلی ساس جب کہ پانچ سال سے بیوہ ہو اور حاملہ ہو' اس کے ساتھ شرعاً نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں' سنا ہے کہ وہ حمل بھی اس سوتیلے داماد کا ہے؟

(الجواب) یہ سوتیلی ساس یعنی اپنی زوجہ کی باپ کی دوسری زوجہ سے نکاح صحیح ہے اور چونکہ وہ حاملہ عن الزنا ہے اور حاملہ عن الزنا سے شرعاً نکاح صحیح ہے لہٰذا اس سوتیلی ساس حاملہ عن الزنا سے نکاح درست ہے کما فی الدر المختار و صح نکاح حبلی عن الزنا انتهى ملخصاً اور جب کہ حمل بھی اس سوتیلے داماد کا ہے' اس لئے اس کو بعد نکاح کے صحبت بھی اس سے درست ہے۔ کذا فی الدر المختار۔[1] فقط

دیور سے بیوہ کا نکاح درست ہے

(سوال ٤١١) ایک عورت نے شوہر کے فوت ہونے پر تین سال بعد اپنے دیور سے نکاح کر لیا جائز ہے یا نہیں؟ برادری نے مرد عورت پر یک صد روپیہ جرمانہ کیا' شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح اس عورت بیوہ کا اپنے دیور سے شرعاً صحیح اور درست ہے' اس پر کچھ الزام شرعاً نہیں ہے بلکہ یہ کار ثواب ہے۔[2] فقط

پیر سے نکاح درست ہے

(سوال ٤١٢) اگر کوئی عورت اپنے پیر سے نکاح کرنا چاہے' تو نکاح مریدنی کا پیر سے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح مریدنی کا پیر سے شرعاً درست ہے۔[3] فقط

---

(١) لو نكحها الزانى حل له وطؤ ها اتفاقا (الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ٤٠١ ج ٢ . ط.س. ج٣ص٤٩) ظفير

(٢) واحل لكم ما وراء ذلكم (سورة النساء . ٤)

(٣) ايضاً

یہ کہنا کہ نکاح کروں تو ماں بہن ہو گی پھر نکاح کر لیا' کیا حکم ہے؟

(سوال ۴۱۳) زید اگر چند مرد ماں کے سامنے قرآن شریف کو ہاتھ لگا کر اور جناب پیر محبوب سبحانی کو ضامن دیگر زبان سے یہ کہے کہ اگر میں ہندہ سے نکاح کروں تو وہ میری ماں اور بہن ہو گی اور پھر اس سے وہ نکاح کر لیوے تو کیا شرعاً جائز ہو گا علاقہ کے کسی عالم نے نکاح نہیں پڑھا زید نے مولوی صاحب امام مسجد کو فحش گالیاں دیں حالانکہ وہ زید کے استاد بھی ہیں اس صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) در مختار میں ہے کہ اگر حرف تشبیہ کو ایسی صورت میں حذف کیا جاوے تو وہ لغو ہے یعنی ظہار وغیرہ کچھ نہیں ہوتا' کما قال او حذف الکاف لغا[1] الخ درمختار پس ایسی صورت میں اگر زید اس عورت سے نکاح کرے گا تو طلاق اور ظہار کچھ نہ ہو گا اور نکاح صحیح ہو جاوے گا علاقہ کے مولوی صاحب کا نکاح نہ پڑھنا غالباً بوجہ اس مسئلہ کے نہ جاننے کے ہوا ہے لیکن زید کا ان کو گالیاں دینا اور برا کہنا جائز نہیں ہے خصوصاً جب کہ وہ زید کے استاد بھی ہیں' ایسی حالت میں گستاخی کرنا زید کو درست نہ تھا' یہ زید سے سخت غلطی ہوئی اور گناہ ہوا اور اس سے توبہ کرے اور اپنا قصور اپنے استاد سے معاف کراوے۔ فقط

عیسائی عورت سے نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۴) اس وقت عیسائی عورت سے جو انگریز ہو' ولایتی ہو شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جائز نہیں ہے' یہی احوط ہے اور اس زمانے میں یہی حسب روایات فقہ راجح ہے۔[2] فقط (جائز ہے جیسا کہ پہلے خود مفتی علام لکھ چکے ہیں' ہاں احتیاط کے خلاف ہے' واللہ اعلم۔ ظفیر)

ایک بہن سے اپنے لڑکے کا نکاح کر دیا تو اب اس کی دوسری بہن سے خود شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۱۵) زید نے اپنے لڑکے کا عقد اپنے ماموں کی لڑکی ہندہ سے کر دیا تو اب زید کا نکاح ہندہ کی حقیقی بہن سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے' یہ نکاح صحیح ہے۔ فقط

بیوی کے رہتے ہوئے اس کی سوتیلی ماں سے نکاح درست ہے

(سوال ۴۱۶) زید نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اس سے صحبت بھی کر لی' اب اس نے اس عورت

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الظہار ص ۷۵۴ ج ۲. ۴۷۰۲. ظفیر

(۲) وصح نکاح کتابیۃ وان کرہ تنزیہا مومنۃ بنبی مرسل مقرۃ بکتاب منزل وان اعتقد والمسیح الہا(درمختار) ففی الفتح ویجوز تزوج الکتابیات والا ولی ان لا یفعل الخ و تکرہ الکتابیۃ الحربیۃ اجماعاً لا فتاح باب الفتنۃ الخ (ردالمحتار' فصل فی المحرمات ص ۳۹۷ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۴۵) ظفیر

کی سوتیلی ماں سے نکاح کیا' آیت حرمت علیکم امھاتکم سے اصول حرام ہیں لو طوئہ آبٌ وَجدٌ اصول میں
داخل ہیں کیا لڑکی کے نکاح میں موجود ہونے کی حالت میں سوتیلی ساس سے نکاح جائز ہے۔ فتاویٰ قاضی
خاں جلد اول باب النکاح ص ۱۶۷ میں حسب ذیل صورت لکھی ہے قالوا کل امراتین لو کانت احدا ھما
ذکراً والاخریٰ انثی حرم النکاح بینھما لا یجوز ان یجمع بینھما الا فی مسئلة اذا جمع بین امراة
و بین بنت زوج کان لھا قبل ذلك فانه یجوز ذلك' اس صورت میں جمع امرء تین ہو گئی لیکن جب
عورت سے نکاح کر لیا اور پھر دوسری زوجہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر لیا تو یہ لڑکی اس صورت کی اصول میں
نہیں ہے کیونکہ شوہر کی دوسری زوجہ کی لڑکی اس عورت کے اصول میں (سوتیلی ساس) داخل ہے۔
(الجواب) جمع کرنا درمیان ایک عورت کے اور اس کی سوتیلی ماں کے نکاح میں درست ہے کیونکہ وہ قاعدہ
حرمت کا ایتھما فرضت ذکرا لم یحل للاخریٰ یہاں موجود نہیں ہے' کیونکہ ایک طرف سے تو حرمت
ہے یعنی اگر عورت منکوحہ سابقہ کو مرد فرض کیا جاوے تو اس کے باپ کی موطوءہ اس پر حرام ہے لیکن اگر اس کی
سوتیلی ماں کو مرد فرض کیا جاوے تو حرمت باقی نہیں رہتی' اور در مختار میں اس صورت میں جواز کی تصریح ہے
فجاز الجمع بین امراة و بنت زوجھا [1] الخ پس ظاہر ہے کہ عورت منکوحہ سابقہ دوسری عورت یعنی اس
کی سوتیلی ماں کے شوہر کی دختر ہے۔ فقط

آزاد عورت مملوکہ نہیں نکاح کر سکتی ہے

(سوال ۴۱۷) اگر کوئی بیوہ عورت بوجہ اولاد کے نکاح کرنے سے عار سمجھتی ہے مگر گزارہ کی تنگی کے سبب
سے روبرو گواہان اپنے آپ کو بلا معاوضہ کسی شخص کی ملک کرکے خود مملوکہ بنا دیتی ہے تو عورت مذکورہ پر
ماملکت کے معنی جاری ہوں گے یا نہیں؟
(الجواب) ماملکت ایمانھم سے مراد باندیاں ہیں' آزاد عورت کسی کی مملوکہ نہیں ہو سکتی' اس سے اگر
حسب قاعدہ دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہو تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے' اور مہر کا نام لیا جاوے یا نہ لیا جاوے'
مہر لازم ہو جاتا ہے اگر مہر کی مقدار معین کی گئی تو وہ مقدار لازم ہوتی ہے ورنہ مہر مثل لازم ہوتا ہے۔ فقط

اپنی علاتی بہن کے شوہر کی لڑکی سے نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۸) چاند محمد کا نکاح اپنی علاتی ہمشیرہ مسماۃ سکونت کے شوہر کی دختر زینب سے جو شوہر کی پہلی
زوجہ سے ہے جائز ہے یا نہیں' اور مسماۃ سکونت نے اپنے برادر علاتی چاند محمد کو دودھ پلایا جب کہ وہ دوسرے شوہر
کے نکاح میں تھی اور اس سے دودھ تھا۔
(الجواب) اس صورت میں زینب کا نکاح چاند میاں سے صحیح ہے۔

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۶۱ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۸ ۔ ظفیر

بیوہ سے خود اور اس کی لڑکیوں سے اپنے لڑکوں کی شادی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۸) خدا بخش فوت ہوا اس کی بیوہ اور اسی بیوہ سے دو تین لڑکیاں خدا بخش کی موجود ہیں اب مسمی عبدالہادی چاہتا ہے کہ میں خدا بخش کی بیوہ سے اپنا نکاح کروں اور لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے شادی کروں یہ صورت نکاح کی جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ صورت جو سوال میں مذکور ہے بلا تردد جائز اور درست ہے باپ کا نکاح جس عورت سے ہو اس کے پہلے شوہر کی دختران سے اس جدید شوہر کے پسران کا نکاح صحیح ہے [۱] اور یہ صورت آیت واحل لکم ما وراء ذلکم [۲] میں داخل ہے۔ فقط

مرد نے کہا کہ اس بیوی کی زندگی میں دوسرا نکاح حرام ہے پھر کر لیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۴۱۹) زید نے اپنی عورت کے حق میں اقرار کیا کہ تمہاری زندگی میں مجھے کسی عورت سے نکاح کرنا حرام ہے اگر زید نکاح ثانی کرے تو کیا حکم ہے کوئی صورت جواز کی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کا یہ قول شرعاً غلط ہے اور لغو ہے کیونکہ در حقیقت شریعت میں اس کو دوسرا نکاح کرنا پہلی زوجہ کی موجودگی میں حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے کما قال اللہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و رباع [۳] پس زید کو نکاح ثانی کرنا درست ہے غایۃ یہ ہے کہ اگر اس کو یمین کہا جاوے کیونکہ حلال کو حرام کرنا اپنے نفس پر یمین ہوتی ہے تو اس صورت میں اگر وہ نکاح کرے گا تو اس کو کفارہ قسم کا دینا ہوگا اور کفارہ قسم کا دس مسکینوں کو کھانا دونوں وقت کھلانا ہے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزے متواتر رکھنا لازم ہے اور طلاق کسی عورت پر نہ پڑے گی۔ فقط

روپیہ لیکر لڑکی کا نکاح کیا تو ہوا یا نہیں؟

(سوال ۴۲۰) زید اپنی دختر کا نکاح سو دو سو روپے لیکر خالد سے کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی رقم کو لینے کو فقہاء نے رشوت قرار دیکر واجب الرد قرار دیا ہے کما فی الدر المختار اخذ اهل المرء ة شيئاً عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة [۴] الخ و فی ردالمحتار و کذا لوابی ان یزوجها الخ ای حتی یاخذ شیئا [۵] الخ شامی جلد ۲ ص ۳٦٦ فقط

---

(۱) ولا باس بان یتزوج الرجل امرأة ویتزوج ابنه بنتها او امها (عالمگیری ص ۲۹٤ ج ۱ ط. ماجدیه ج ص ۲۷۷)
(۲) سورة النساء : ٤ ظفیر
(۳) سورة النساء : ٤
(٤) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۵۰۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۵٦ ظفیر
(۵) رد المحتار باب المهر ص ۵۰۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص۱۵٦ ظفیر

دور کے رشتہ سے جو پھوپھا ہو اس سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۲۱) مسماۃ وحیدن دختر سینی چار پانچ برس سے بیوہ ہے ایک شخص عیدو ہے جسکو وحیدن دور کے رشتہ سے پھوپھا کہتی تھی کیونکہ عیدو کا پہلا نکاح مسماۃ اللہ دی سے ہوا تھا جو کہ وحیدن کی ہجد تھی اور وحیدن کی پھوپھی رشتہ کی تھی اس کا انتقال ہو گیا اب عیدو کا دوسرا نکاح مسماۃ وحیدن سے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح عیدو کا مسماۃ وحیدن سے درست ہے کیونکہ مسماۃ وحیدن عیدو کی ان محرمات سے نہیں ہے جن سے نکاح حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واحل لکم ما وراء ذلکم [1] الآیۃ پس نکاح مسماۃ وحیدن کا عیدو سے درست اور صحیح ہے اس میں کچھ شبہ اور تردد نہ کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رنڈی سے نکاح کر کے فوراً وطی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۲۲) کوئی شخص بازار سے ایک رنڈی لایا اور اسی روز اس سے نکاح کر کے وطی کی نکاح درست ہوا یا نہیں اور عدت کرنی پڑے گی یا نہیں؟

(الجواب) نکاح اس کا صحیح ہے اور عدت یا استبراء اس پر لازم نہیں ہے قال فی الدر المختار اوالموطوئة بزنا . ای جاز نکاح من رأها تزنی وله وطؤ ها بلا استبراء [2] الخ فقط

سمدھن سے شادی جائز ہے

(سوال ۴۲۳) ایک شخص اپنی سمدھن سے خواہ اس کے لڑکے کی بیوی زندہ ہو یا فوت ہو چکی ہو دونوں صورتوں میں نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) دونوں صورتوں میں نکاح درست ہے۔[3] فقط

میاں بیوی میں اختلاف ہوا میاں نے متعدد بار کہا چھوڑ دیا تو اب نکاح کیسے ہو سکتا ہے؟

(سوال ۴۲۴) زوجین میں باہم تکرار ہو گیا خاوند نے جھوٹے بہتان لگائے اور عورت کو بہت مارا اور یہ کہا کہ تمہارا نکاح فسخ ہو چکا ہے عورت نے کہا کہ طلاق نامہ دیدو اور میرا مہر دیدو اور خاوند نے متعدد مرتبہ یہ کہا کہ میں نے چھوڑ دی اب ان دونوں کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) سورۃ النساء : ٤

(۲) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۲ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۴۹ ظفیر

(۳) ولا تحرم بنت زوج الام ولا امه ولا ام زوجة الاب ولا بنتها ولا ام زوجة الا بن ولا بنتها (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۳ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۳۱) ولا باس بان يتزوج الرجل امراة و يتزوج ابنه بنتها او امها كذا فی محیط السرخسی (عالمگیری کتاب النکاح باب المحرمات ص ۲۹۴ ج ۱ .ط.ماجدیه ص ۲۷۷) ظفیر

(الجواب) ان میں دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے دوبارہ نکاح کیا جاوے۔[1] فقط

مرتد ہونے کے بعد مسلمان ہو کر جو نکاح کیا وہ درست ہے

(سوال ۴۲۵) مسماۃ مریم کا خاوند مولا بخش زندہ ہے یہ عورت بارہ برس ہوئے ایک ہندو سکھ جگت سنگھ کے ہمراہ اس خاوند کے بغیر طلاق دیئے بھاگ کر چلی آئی اور سکھ مذہب میں رہ کر تین سال کے بعد دونوں مسلمان ہو گئے جگت سنگھ کا اسلامی نام محمد عثمان رکھا گیا اور مسماۃ مریم کا نکاح اس سے کر دیا گیا ڈیڑھ سال ہوا کہ محمد عثمان فوت ہو گیا مریم نے نکاح ثانی کرم دین سے کر لیا آیا یہ نکاح درست ہو لیا نہیں؟

(الجواب) وہ عورت بوجہ مرتد ہو جانے کے اور مذہب سکھ میں داخل ہونے کے پہلے شوہر مولیٰ بخش کے نکاح سے خارج ہو گئی[2] اس لئے بعد اسلام لانے مسماۃ مذکورہ کے اور محمد عثمان مذکور کے ان کا نکاح صحیح ہو گیا پھر بعد مرنے محمد عثمان کے اور گزرنے عدت وفات کے جو کہ چار ماہ دس یوم ہے کرم دین کے ساتھ نکاح اس کا درست ہے۔[3] فقط

عیسائی عورت حاملہ ہونے کے بعد مسلمان ہو کر اسی سے نکاح کرے تو درست ہے

(سوال ۴۲۶) زید ایک عیسائی عورت سے جماع کرتا ہے جس سے وہ عورت حاملہ ہو جاتی ہے جب تیسرا مہینہ گزرتا ہے تو وہ عورت اسلام قبول کر کے زید سے نکاح اعلان کے ساتھ کر لیتی ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

حمل کا نسب

(سوال ۴۲۷/۲) بچہ کی بابت کیا حکم ہے؟

(الجواب) (۱) یہ نکاح صحیح ہے۔[4]

(۲) بچے کا حمل جب کہ نکاح سے پہلے کا ہے اور نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کا نسب شوہر سے ثابت نہیں ہے۔[5] فقط

---

(۱) مفتی علام نے "چھوڑ دیا" کو کنایہ قرار دیا جس سے پہلی دفعہ ایک طلاق بائن واقع ہو گئی جب دوبارہ کہا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ لایلحق البائن البائن (درمختار) المراد بالبائن الذی لا یلحق هو ما کان بلفظ الکنایة (ردالمحتار باب الکنایات ص ۶۴۶ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۳۰۸) اور جب ایک ہی بائن طلاق ہوئی تو اب دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے و ینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة و بعدها بالا جماع (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة ص ۷۳۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۴۰۹) ظفیر (۲) وارتداداحدهما ای الزوجین فسخ عاجل (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۵ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفیر (۳) والعدة للموت اربعة اشهر بالا هلة و عشر من الایام بشرط بقاء النکاح صحیحا الی الموت مطلقا (ایضاً باب العدة ص ۸۳۰ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۵۱۰) ظفیر (۴ و ۵) وصح نکاح حبلی من زنا الخ لو نکحها الزانی حل له وطؤ ها والو لدله ولزمه النفقة (درمختار) قوله والولدله ای ان جاء ت بعد النکاح به لستة اشهر فلو قل من ستة اشهر من وقت النکاح لایثبت النکاح ولایرث منه الا ان یقول هذا الولد منی ولا یقول من الزنا الخ (ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۱ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۴۸......۴۹) ظفیر

بیوہ عیسائی مسلمان ہوئی کیا فوراً شادی جائز نہیں

(سوال ۴۲۸) ایک عورت عیسائی عرصہ ڈیڑھ سال سے بیوہ تھی مشرف باسلام ہوئی اور نکاح کرنا چاہتی ہے زید کہتا ہے کہ تاوقتیکہ تین حیض کی مدت نہ گزر جائے نکاح صحیح نہ ہوگا بکر کہتا ہے تو مسلمہ کی کوئی ت نہیں مسلمان ہوتے ہی فوراً نکاح کر لینا جائز ہے اس بارے میں کس کا قول صحیح ہے ؟

(الجواب) اس صورت میں جب کہ وہ پہلے سے بیوہ تھی بعد اسلام کے فوراً اس سے نکاح درست ہے عدت اس پر نہیں ہے' البتہ جو عورت کافر خاوند والی مسلمان ہو اس کے لئے تین حیض گزارنا قبل از نکاح ضروری ہے[1] فقط

جس لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی کی اس کی بہن سے خود شادی کرنا کیسا ہے ؟

(سوال ۴۲۹) زید کے ایک دختر اور بکر کے ایک پسر اور ایک دختر ہے زید اپنی دختر کی شادی بکر کے پسر سے اور بکر کی دختر سے زید خود اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے' یہ درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) زید کی دختر کا نکاح بکر کے پسر سے اور بکر کی دختر کا نکاح خود زید سے درست ہے۔ فقط (واحل لکم ما وراء ذلکم . سورۃ النساء : ٤)

جس کی موت کا ظن غالب ہو اس کی بیوہ شادی کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۳۰) زاہد ریل میں تھا جب ریل امروہہ سے چلی تو ایک ڈیڑھ میل چل کر پل ٹوٹ جانے کی وجہ سے انجن مع چند گاڑیوں (ڈبوں) کے ڈوب گیا' اس کے بعد بہت تلاش کی گئی کوئی پتہ نہیں چلا' اس کی عورت حاملہ تھی جس کے بچہ پیدا ہو چکا ہے' آیا زاہد مذکور کی زوجہ کا عقد ثانی کر دیا جاوے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں چونکہ موت زاہد کی ظن غالب ثابت ہے اس لئے اس کی زوجہ اب بعد گزرنے عدت وفات کے نکاح کر سکتی ہے۔[2] فقط

منکوحہ غیر مدخولہ مطلقہ کی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۴۳۱) زید نے ہندہ سے نکاح کر کے بلا خلوت صحیحہ طلاق دیدی اور زبیدہ سے نکاح کر لیا اور زبیدہ کے بھائی بکر نے ہندہ سے نکاح کر لیا زبیدہ کے زید سے لڑکا پیدا ہوا اور ہندہ کے بکر سے لڑکی پیدا ہوئی ان دونوں میں نکاح درست ہے یا نہیں ؟

---

(۱) ولو اسلم احد هما ای احد المجوسیین اوامرأة الکتابی الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر افادة لشرط الفرقة مقام السبب ولیست بعدة لدخول غیر المدخول بها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳٦ ج۲. ط.س. ج۳ص ۱۹۱) ظفیر

(۲) اخبر هاثقة ان زوجها الغائب مات او طلقها ثلاثا او اتاها منه کتاب علی یدثقة بالطلاق ان اکبر رأیها انه حق فلا باس ان تعتد وتتزوج (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸٤۸ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۵۲۹) ظفیر

(الجواب) اس صورت میں زبیدہ کے پسر کا نکاح ہندہ کی دختر سے درست ہے۔[1] فقط

ایک بھائی کا لڑکا ہے دوسرے کی نواسی دونوں میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۳۲) ایک بھائی کا لڑکا دوسرے بھائی کی نواسی، دونوں میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) ان دونوں میں نکاح درست ہے۔[2] فقط

طوائف کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں اور اس کی ناجائز کمائی کا لینا کیسا ہے؟

(سوال ۴۳۳) اگر کوئی شخص کسی طوائف کی لڑکی سے نکاح کرے تو درست ہے یا نہیں اور روپیہ جو وہ دیوے، جو بظاہر حلال کمائی کا معلوم نہیں ہوتا اس کا لینا اور استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) طوائف کی دختر سے نکاح درست ہے[3] اور آمدنی اس کی جو حرام کی ہو اس کو کام میں نہ لاوے، اس کا حکم یہ ہے کہ بصورت نہ معلوم ہونے مالکوں کے اس کو فقراء پر صدقہ کردے۔ فقط

اپنی بیوی سے زنا کرتے ہوئے جس کو دیکھا اس سے لڑکی کی شادی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۳۴) ایک شخص نے اپنی عورت کے ساتھ کسی کو زنا کرتے دیکھا مگر کسی کو گواہ نہیں بنا سکا زانی و مزنیہ دونوں منکر ہیں کیا ایسی صورت میں اپنی لڑکی کا نکاح یہ شخص اس زانی کے ساتھ کر سکتا ہے؟

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ صرف زوج کا دیکھنا اور بیان کرنا مثبت نکاح نہیں ہے، پس جب تک کہ چار دیکھنے والے زنا کے حسب شرائط نہ ہوں، زنا شرعاً ثابت نہیں ہوتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ فلو لا جاؤ ا علیه باربعة شهداء فاذ لم یاتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الکاذبون[4] وفی الشامی الا اذا شهدا ثلاثة بالزنا والرابع بالا قرار له فتحد الثلاثة لان شهادة الواحد بالاقرار لا تعتبر فبقی کلام الثلاثة قذفاً[5] البحر ص ۱۴۲ کتاب الحدود شامی ج ۳ پس ہر گاہ کلام شوہر محض قذف ہے تو اس پر کوئی حکم حرمت مصاہرت وغیرہ کا مرتب نہ ہوگا اور اس عورت کی دختر کا مرد مذکور سے نکاح صحیح ہوگا۔ فقط

شیعہ لڑکی سے شادی ہوئی پھر سنی بنالیا اور دوبارہ نکاح کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۴۳۵) زید کو اس کے والدین شیعہ نے بعمر دس سال استاد کے پاس پڑھنے بٹھایا، استاد کے کہنے سے زید سنی ہو گیا، والدین نے اس کی شادی شیعہ لڑکی سے کردی زید نے بعد شادی اس کو بھی سنی کر لیا تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں، اور امامت کرنا زید کو درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) واحل لکم ما وراء ذلکم (سورة النساء: ۴) (۲) ایضاً
(۳) کوئی وجہ حرمت نہیں ہے واحل لکم ما وراء ذلکم (سورة النساء: ۴) ظفیر
(۴) سورة النور (۵) رد المحتار کتاب الحدود ج ۳. ظفیر

(الجواب) زید کو اس صورت میں زوجہ کو سنیہ کر لینے کے بعد تجدید نکاح کر لینے کی ضرورت ہے اور امامت زید کی درست ہے۔ فقط

نان نفقہ کی بنیاد پر قاضی نے نکاح کر دیا اب دوسرا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۳۶) ایک بارہ سالہ عورت کا نکاح اس کے باپ نے کفو میں کر دیا بعد بالغ ہونے کے عورت نے ایک دعویٰ اس قسم کا شوہر کے نام دائر کیا کہ گو میری شادی بچپن میں ہوئی لیکن میل جول نہ ہوا حقوق زوجیت بھی ادا نہ کئے گئے نان و نفقہ میں خبر گیری نہ کی وغیرہ وغیرہ حاکم منصف نے نکاح فسخ کر دیا اس کی بناء پر وہاں کے شافعی المذہب قاضی نے شوہر مذکور کی غیر حاضری میں ہی دو گواہوں کے سامنے اس عورت کا نکاح فسخ کر دیا کچھ عرصہ بعد دوسرے شخص کے ساتھ عورت مذکورہ کا نکاح کر دیا آیا پہلا نکاح فسخ ہوا یا نہیں اور دوسرا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) پہلا نکاح فسخ ہو گیا اور دوسرا نکاح اس عورت کا صحیح ہو گیا اور تفصیل اس کی مع الاختلاف کتب فقہ میں مبسوط ہے۔ من شاء فلیراجع الیھا فقط

شیعہ تبرائی سے نکاح درست نہیں ہوا دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے

(سوال ۴۳۷) ایک عورت کا نکاح ایک شخص مذہب شیعہ جس کو رافضی کہتے ہیں اس کے ساتھ ہوا عورت اہل سنت والجماعت ہے اس کو اس کے شوہر نے مراسم روافض ادا کرنے میں مجبور کیا یہاں تک کہ برا بھی کہلوانا چاہا جب وہ عورت والدین کے یہاں آئی پھر شوہر کے مکان پر نہیں گئی اس وقت تک جس کو عرصہ بارہ سال کا ہو گیا اب بھی اسکو شوہر کے مکان پر جانے سے انکار ہے اور اس کے شوہر کا خاندان سب تبرائی ہے اور عورت کو بھی مجبور کرتے ہیں پس از روئے شرع شریف اس عورت کا نکاح جائز ہوا یا نہیں اور اب بغیر طلاق شوہر مذکور کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) رافضی تبرائی کو بہت سے فقہاء نے کافر لکھا ہے لیکن محققین فقہاء کی یہ تحقیق ہے کہ اگر حضرت عائشہؓ کے افک کا قائل ہے یا حضرت علیؓ کی الوہیت کا قائل ہے یا حضرت جبرائیل کی طرف وحی میں غلطی ہونے کا معتقد ہے تو یہ جملہ امور موجب کفر اور ارتداد باتفاق ہیں پس ایسے رافضی کے ساتھ سنیہ عورت کا نکاح منعقد نہیں ہوتا بدون طلاق کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ ھکذا فی الدرالمختار [1] فقط

---

(۱) ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الوھیة علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فھو کافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲۔ ط.س. ج۳ص۴۶) ظفیر

خاندان سادات سے شادی جائز ہے

(سوال ۴۳۸) آیا خاندان سادات میں شادی جائز ہے ؟

بزرگ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے

(سوال ۲/ ۴۳۹) کسی بزرگ کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے ؟

بیوہ بانو سے نکاح جائز ہے اگر اس کے ولی کو خبر نہ ہو

(سوال ۳/ ۴۴۰) آیا بیوہ سے بھی بغیر مشورہ اولیاء کے دو گواہوں کے روبرو نکاح جائز ہے ؟

(الجواب) (اور۲) جائز ہے [۱] [۲] (۳) یہ نکاح جائز ہے بشرطیکہ کفو میں ہو۔ فقط

دکھایا کسی کو اور شادی کر دی کسی سے اب عورت انکار کر دے تو نکاح درست ہو گا یا نہیں ؟

(سوال ۴۴۱) ہندہ بالغہ مطلقہ کو لوگوں نے ایک شخص کو دکھلا کر نکاح پر آمادہ کیا' پھر اس کی لا علمی میں دوسرے آدمی سے نکاح کر دیا بحالت خلوت ہندہ نے شور مچایا کہ یہ وہ شخص نہیں ہے جو ہم کو دکھلایا گیا تھا آیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) دوسرے شخص سے وہ عورت راضی نہیں ہے' نکاح منعقد نہیں ہوا۔ [۳] فقط

قادیانی سے جس عورت نے نکاح کیا وہ بغیر طلاق دوسرے مسلمان سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۴۴۲) مسماۃ ہندہ زید مرزائی کے نکاح میں عرصہ سے ہے مگر ہندہ زید کے گھر سے دو سال سے چلی گئی ہے اب ایک مسلمان اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا مرزائی سے طلاق لینے کی ضرورت ہے ؟

(الجواب) مرزائی چونکہ کافر ہے اس لئے ہندہ کا نکاح اس سے منعقد نہ ہوا تھا لہذا مرزائی کی طلاق کی ضرورت نہیں ہے ہندہ کو دوسرے مسلمان سے نکاح کرنا درست ہے۔ [۴] فقط

(اور۲) اگر لڑکی سادات خاندان کی ہے تو ہم کفو قریش لڑکے کی شادی خواہ صدیقی ہو یا فاروقی' عثمانی ہو یا علوی' درست ہے اور اگر لڑکا سادات خاندان سے ہے تو اس سے ہر ایک لڑکی کی شادی جائز ہے' خواہ ہم کفو ہو یا نہ ہو الکفاء ة معتبرة من جانبه ای الرجل لان الشریفة تابی ان تکون فراشا للدنی ولذا لاتعتبر من جانبها لان الزوج مستفرش وهذا عند الکل فلا تغیظه دناء الفراش وهذا عند الکل(درمختار) فان حاصله ان المراة اذا زوجت نفسها من کفو لزم علی الاولیاء وان زوجت من غیر کفو لا یلزم اولا یصح بخلاف جانب الرجل فانه اذا تزوج بنفسه مکافئة له اولا فان صحیح لازم الخ (ردالمحتار ص ۴۳۶ ج ۳) باب الکفاء ة ط.س. ج۳ص ۸۴)

(۳) لو استاذ نهافی معین فردت ثم زوجها منه فسکتت صح فی الاصح بخلاف مالو بلغها فردت الخ لم یجز لبطلانه بالرد (درمختار) لان نفاذ التزویج کان موقوفا علی الاجازة و قد بطل بالرد (رد المحتار باب الولی ص ۴۱۲ ج ۳ ط.س. ج۳ص ۶۰) ظفیر

(۴) و حرم نکاح الوثنیة بالا جماع (درمختار) ویدخل فی عبدة الاوثان الخ کل مذهب یکفربه معتقده (ایضاً باب المحرمات ص ۳۹۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۴۵) ظفیر

شوہر والی عورت کے اس لڑکے کی شادی جو زنا سے ہے زانی کی لڑکی سے جائز ہے

(سوال ۴۴۳) زید کا تعلق ناجائز مسماۃ لاڈو سے تھا جب کہ لاڈو کا شوہر بھی زندہ موجود تھا اسی حالت میں مسماۃ لاڈو کے زید کے نطفہ سے لڑکا پیدا ہوا جب یہ لڑکا پیدا ہو کر بالغ ہوا تو زید نے اپنی لڑکی سے جو کہ منکوحہ بی بی سے ہے اس لڑکے کا نکاح کر دیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں بعد رخصت کے مسماۃ لاڈو نے اپنی بہو سے قسمیہ بیان کیا کہ تیرا شوہر بھی تیرے باپ کے نطفہ سے ہے تو الگ ہو جا۔ اس صورت میں لڑکی عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر [1] اس حدیث سے ثابت ہے اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے کہ لاڈو کے جو لڑکا پیدا ہوا خواہ وہ زنا سے ہو اور خواہ زید ہی کے نطفہ سے ہو مگر شریعت میں وہ لاڈو کے شوہر کا ہے اور اسی سے اس لڑکے کا نسب ثابت ہے وہ لڑکا شریعت میں زید کا شمار نہ ہوگا۔ لہذا نکاح زید کی دختر کا لاڈو کے پسر مذکور سے صحیح ہے [2] اور لاڈو کا قول شرعاً معتبر نہیں ہے اور بدون طلاق کے زید کی دختر دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی۔ فقط

لڑکے کی شادی باپ کی بیوی کی لڑکی سے درست ہے

(سوال ۴۴۴) زید و بکر حقیقی بھائی ہیں زید نے ایک دختر و بیوی چھوڑی بکر نے بھاوج بیوہ سے نکاح کر لیا اولاد نرینہ پیدا نہ ہونے سے بکر نے دوسری شادی کی اس سے اولاد نرینہ ہوئی تو اس صورت میں بکر کے پسر کا نکاح جو کہ دوسری زوجہ سے ہے اس کی یعنی بکر کی ربیبہ یعنی زید کی دختر کی دختر سے صحیح ہے یا نہیں؟ ایک شخص ناجائز کہتا ہے اور دوسرا جائز، کس کا قول صحیح ہے؟

(الجواب) اس میں دوسرا قول صحیح ہے بکر کے پسر کا نکاح اس کی ربیبہ کی دختر سے صحیح ہے، واحل لكم ما وراء ذلكم [3] فقط

بیوہ بھاوج سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۴۵) بھاوج سے نکاح کرنا درست ہے یا نہیں ایک شخص کہتا ہے کہ بھاوج بڑی ماں کے درجہ میں ہے اور چھوٹی بھاوج بیٹی کے درجہ میں ہے اور ماں و بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے قاضی صاحب نے اس کے رد میں یہ دلیل قرآن مجید پیش کی واحل لكم ما وراء ذلكم وہ شخص کہتا ہے کہ بھاوج کے نکاح کی حرمت حرمت علیکم امھاتکم میں داخل ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر ایسا نہیں ہے یعنی بھاوج کی حرمت حرمت علیکم امھاتکم میں داخل نہیں ہے تو دادی و نانی و پوتی، نواسی کی حرمت بھی قرآن میں صاف مذکور نہیں ہے تو چاہئے کہ دادی و نانی وغیرہ سے بھی نکاح درست ہو اور

(۱) مشکوۃ باب اللعان ص ۲۸۷ ظفیر
(۲) ويحل لا صول الزانی وفروعه اصول المزنی بها و فروعها (رد المحتار باب المحرمات ص ۳۴۴ ج ۲ ط.س.ج۳ص۳۲) (۳) سورة النساء : ٤

قاضی صاحب نے دیگر کتب احادیث وفقہ سے بھی استدلالات پیش کئے، مگر ان سب کو رد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسا صاف قرآن سے ثابت کرو جس سے بھاوج کی حرمت ثابت ہو، مثلاً ایسی آیت ہونی چاہئے لحل لکم زوجة الاخ بعد العدة . اب جو کچھ عند الشرع حکم ہو تحریر فرمادیں؟

(الجواب) وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ بھاوج کی حرمت آیت حرمت علیکم امھاتکم میں داخل ہے یہ غلط ہے لان زوجة الاخ لیست بداخلة فی الامھات عند احد[1] اور یہ دونوں دعوے بھی غلط ہیں کہ بھاوج بڑی ماں کے درجے میں اور چھوٹی بھاوج بیٹی کے درجے میں ہے اور یہ بھی اس شخص کا دعویٰ غلط ہے کہ دادی، نانی، پوتی، نواسی کا صاف حکم قرآن میں نہیں ہے لہذا دادی نانی، ماں کی حرمت میں اور پوتی نواسی بیٹی کی حرمت میں داخل نہیں ہیں، اس لئے کہ دادی، نانی امہات میں داخل ہیں اور پوتی نواسی بنات میں داخل ہیں اور آیت قرآنی سے زیادہ کوئی قوی دلیل نہیں ہو سکتی پس جب کہ محرمات کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا واحل لکم ما وراء ذلکم[2] تو بھاوج بیوہ سے نکاح کا جواز صاف طور سے ظاہر ہو گیا اور قاضی صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ صحیح ہے ان کا مخالف شخص جو کہ دین اسلام کا مخالف ہے جو کچھ کہتا ہے محض جاہلانہ کلام ہے احادیث اور تفاسیر کو نہ ماننا صریح الحاد و کفر کی دلیل ہے اور احادیث کا انکار کرنا در حقیقت قرآن شریف کا انکار ہے کیونکہ قرآن شریف میں حکم ہے وما اتکم الرسول فخذوه وما نھکم عنه فانتھوا[3] لہذا اہل اسلام کو قول اس مخالف کا ہرگز نہ ماننا چاہئے اور اس کو سننا بھی نہ چاہئے اور اس کی صحبت سے احتراز کرنا چاہئے، اس کی بد دینی اور کفر اس کے اقوال سے ظاہر ہے۔ فقط

بھانجے اور ماموں کی مدخولہ سے نکاح درست ہے

(سوال ٤٤٦) بھانجے کی مدخولہ سے ماموں کا اور ماموں کی مدخولہ سے بھانجے کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ صورت درست ہے اور واحل لکم ما وراء ذلکم[4] میں داخل ہے۔

معلق نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے

(سوال ٤٤٧) ایک شخص نے قسم کھا کر ایک طالب علم کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم ہندوستان جا کر علم حاصل کر کے آؤ گے تو میں نے تم کو اپنی یہ لڑکی صغیرہ دیدی اور اس طالب علم نے بھی اس مجلس میں کہا کہ میں نے بھی قبول کیا اور یہ معاملہ چند معتبر اشخاص کے سامنے ہوا تھا اور اب وہ طالب علم پڑھ کر آ گیا ہے اور لڑکی بالغہ ہو گئی ہے تو نکاح اس صورت میں منعقد ہوا تھا یا نہیں اور اس لڑکی کا نکاح دوسرے سے جائز ہے یا نہیں؟

---

(١) فیراد بالام الاصل ایضاً و بالبنت الفرع (البحر الرائق باب المحرمات ص ٩٩ ج ٣ .ط.س. ج٣ص ٩٢) ظفیر

(٢) سورة النساء : ٤

(٣) سورة الحشر : ١ (٤) سورة النساء : ٤

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوا ہے کما فی الدرالمختار والنکاح لا یصح تعلیقه بالشرط کتزوجتك ان رضی ابی لم ینعقد النکاح الخ وفی الشامی قوله والنکاح لا یصح تعلیقه بالشرط) المراد ان النکاح المعلق بالشرط لا یصح لاما یوهمه ظاهر العبارة من ان التعلیق یلغو و یبقی العقد صحیحاً الخ شامی ص ۳۹٤ ج ۲ [1] پس جب کہ نکاح صغیرہ کا طالب علم مذکور کے ساتھ منعقد نہیں ہوا تو اس کا ولی دوسرے شخص سے نکاح اس کا کر سکتا ہے۔ فقط

عورت کی بات پر اعتماد کر کے نکاح کر دینا درست ہے

(سوال ٤٤٦) ایک عورت غریب الوطن مسافر ہمارے یہاں آئی اور یہ بات ظاہر کی کہ میرا وارث کوئی نہیں، میں اپنا نکاح کرنا چاہتی ہوں تھانہ میں اس نے رپورٹ بھی کر دی ہے کہ میرا نکاح کرایا جاوے چنانچہ ایک مولوی صاحب نے رپورٹ دیکھ کر مبلغ دس روپے لیکر اس کا نکاح پڑھایا یہ نکاح درست ہو گیا یا نہیں ؟

(الجواب) اس عورت کا نکاح موافق اس کے بیان کے شرعاً جائز ہے [2] الغرض اس صورت میں عورت کے بیان کے موافق اس سے نکاح کرنا بدرجہ اولیٰ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہودی یا عیسائی عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ٤٤٧) کیا کسی یہودی اور عیسائی عورت سے بغیر اس کو کلمہ پڑھوائے ہوئے کسی مسلمان کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) بدون اس کو کلمہ پڑھائے اور مسلمان کئے نکاح کرنا اس سے اچھا نہیں ہے کیونکہ اگر چہ کتب فقہ میں اس کو جائز لکھا ہے مگر مکروہ کہا ہے اور اس میں اختلاف بھی ہے [3] آج کل کے عیسائیوں کی عورتوں سے بعض فقہاء نے نکاح کرنے کو حرام اور ناجائز لکھا ہے بہر حال اختلاف سے بچنے کے لئے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے اگر نکاح کیا جاوے تو بعد مسلمان کرنے کے کیا جاوے۔ [4] فقط

---

(۱) دیکھئے رد المحتار و مصری مطبوعہ ا ص ٤٠٥ فصل فی المحرمات ۔ ظفیر

(۲) وحل نکاح من قالت طلقنی زوجی و انقضت عدتی الخ و حاصله انه متی اخبرت بامر محتمل فان ثقة او وقع فی قلبه صدقها لا باس بتزوجها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحة ص ۳۷۱ ج ٥ ط ۔ ج۳ص ٤۲۰) ظفیر

(۳) وصح نکاح کتابیة وان کره تنزیها مومنة بنبی رسل مقرة بکتاب منزل وان اعتقد واالمسیح الها (درمختار) فی فتح القدیر و یجوز تزوج الکتابیات والا ولی ان لایفعل (رد المحتار باب المحرمات ص ۳۹۷ ج۲) ظفیر فقوله والا ولی ان لا یفعل یفید کراهة التنزیهة فی غیر الحربیة وما بعده یفید کراهةالتحریم فی الحربیة تامل (رد المحتار باب المحرمات ص ۳۹۷ ج ۲). ط.س.ج۳ص٤٥ ظفیر

(٤) یجب ان لا یا کلوا ذبائح اهل الکتاب اذا اعتقد وان المسیح اله وان عزیرا اله ولا یتزوجوا نساء هم قیل و علیه الفتویٰ ولکن بالنظر الی الدلیل ینبغی ان یجوز الا کل والتزوج (رد المحتار باب المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲ .ط.س.ج۳ص٤٥) ظفیر

برادر علاتی کی بیوی کی لڑکی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۴۸) زید اور بکر برادر علاتی ہیں بکر بقضائے الٰہی فوت ہو گیا اس کی بیوہ ہندہ نے بعد گزرنے عدت کے عمر کے ساتھ نکاح کر لیا ہندہ کے عمر سے دختر زینب پیدا ہوئی زید اور زینب کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زینب دختر ہندہ کا نکاح زید سے درست ہے[1] فقط

شیعہ عورت جس نے توبہ کرلی اس سے نکاح جائز ہے

(سوال ۴۴۹) زید قوم افغان اہل سنت والجماعت نے ایک بیوہ عورت سے جو کہ صحابہ کو گالی دیتی تھی اس کو ان خیالات سے چھڑا کر خود نکاح میں لانا چاہتا ہے لیکن وہ اس وجہ سے مجبور ہے کہ تمام نواح میں اسکو طعن کیا جاتا ہے کہ اہل سنت ہو کر غیر اہل سنت سے کس طرح نکاح کر سکتا ہے؟

(الجواب) علامہ شامی کی رائے یہ ہے کہ سب صحابہؓ موجب کفر نہیں ہیں بلکہ موجب فسق ہے[2] لہذا اس بیوہ عورت نے جب کہ توبہ کرلی ہے تو اس سے نکاح سنی حنفی کا شرعاً جائز ہے۔

اور بعض فقہاء کے نزدیک سب صحابہؓ موجب کفر ہے[3] اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس بیوہ عورت سے بلا تجدید ایمان کے نکاح نہ کیا جاوے تاکہ نکاح بلا خلاف جائز ہو جاوے اور نکاح غیر سید کا سید کے ساتھ جائز ہے اس لئے لوگوں کا یہ کہنا کہ غیر اہل بیت کا نکاح اہل بیت کے ساتھ جائز نہیں ہو سکتا ہے غلط ہے۔[4] فقط

دو بھائیوں میں سے ایک نے سوتیلی ماں سے زنا کیا تو ان دونوں بھائیوں کی اولاد میں شادی جائز ہے

(سوال ۴۵۰) نجم خاں کے مسماۃ بیوی جان کے بطن سے چہار پسر ہوئے اور حیات نور کے بطن سے دو پسر ہوئے بعد وفات نجم خاں ان کا بیٹا پائندہ خاں بطنی بیوی جان کچھ عرصہ تک اپنی سوتیلی ماں حیات نور کے ساتھ حرام کاری کرتا رہا اور دو تین نطفہ حرام پیدا ہوئے اب پائندہ خاں و قاسم خاں جو حیات نور کے بطن سے ہے اپنے لڑکے لڑکی کو آپس میں منسوب کر رہے ہیں پائندہ خاں کا لڑکا محمد عالم اور لڑکی خانم نور ہے اور قاسم خاں کا لڑکا میر محمد اور لڑکی ریشم جان ہے محمد عالم کا نکاح ریشم جان سے اور میر محمد کا نکاح خانم نور سے کرنا چاہتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) اس لئے کہ اس میں کوئی وجہ حرمت نہیں ہے اور یہ واحل لکم ما وراء ذلکم میں داخل ھے۔

(۲) بخلاف ماذا کان یفضل علیا او یسب الصحابة فانه مبتدع لا کافر. ط.س. ج۳ص۴۶ (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۳۷)

(۳) فقریش معزیا للشھید من سب الشیخین او طعن فیھما کفر (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المرتد ص ۴۰۴ ج ۳) ظفیر

(۴) فقویش بعضھم اکفاء بعض (درمختار) اشاریه الی انه لا تفاضل فیما بینھم الخ (ایضاً باب الکفاء. ط.س. ج۳ص۸۶) ص ۴۳۸ ظفیر

(الجواب) اس صورت میں نکاح محمد عالم کا مسماۃ ریشم جان سے اور نکاح میر محمد کا مسماۃ خانم نور سے شرعاً صحیح ہے اور جائز ہے اور زنا کرنا اگرچہ گناہ کبیرہ ہے اور فسق و فجور ہے اور زانی و زانیہ تاوقتیکہ توبہ نہ کریں قابل متارکت ہیں لیکن زانی و زانیہ کی اولاد میں باہم نکاح جائز ہے۔[1] فقط

مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کیا اب اس لڑکی کو علیحدہ کر کے مزنیہ سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۵۱) زید نے ہندہ منکوحہ بکر سے زنا کیا ایک سال بعد زید زانی نے ہندہ مزنیہ کی دختر زینب نابالغہ سے نکاح کر لیا اب بکر فوت ہو گیا اس لئے زید ہندہ مزنیہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہیں جب کہ زینب نابالغہ اور غیر مدخولہ ہے؟

(الجواب) زید ہندہ مزنیہ سے نکاح کر سکتا ہے کیونکہ جب اس نے ہندہ کی لڑکی سے وطی نہیں کی بلکہ قبل الوطی اس کو علیحدہ کر دیا تو اس کی ماں ہندہ زید پر حرام نہیں ہوئی کتب فقہ میں تصریح ہے کہ حرمت مصاہرۃ نکاح صحیح یا وطی سے ثابت ہوتی ہے زید نے جب ہندہ سے زنا کیا تو ہندہ کی لڑکی زینب اس پر حرام ہو گئی تھی[2] زید کا نکاح اس سے صحیح نہیں ہوا تھا اور چونکہ وطی بھی نہیں ہوئی لہذا حرمت مصاہرۃ ثابت نہ ہو گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے یا نہیں نیز بیوی اور اس کی سوتیلی ماں کو جمع کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۴۵۲) سوتیلی ساس جو کہ لاولد ہو اور بیوہ ہو' اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں اور زوجہ اور اس کی سوتیلی ماں یعنی باپ کی منکوحہ کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) سوتیلی ساس سے نکاح جائز ہے اس میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں لقوله تعالىٰ واحل لكم ما وراء ذلكم[4] اور جواز نکاح کے ساتھ دونوں کے درمیان جمع جائز ہے یعنی پہلی بیوی کی موجودگی میں اس کے ساتھ اس کی سوتیلی ماں کو بھی رکھ سکتا ہے کتب فقہ میں تصریح ہے کہ عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی دونوں ایک وقت میں ایک شخص کے نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں در مختار میں ہے فجاز الجمع بين امرأة بنت زوجها الخ[5] فقط

---

(۱) و یحل لا صول الزانی و فروعه اصول المزنی بها و فروعها (البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ۱۰۸ ج ۳ ط.س. ج۳ص ۱۰۱) ظفیر

(۲) اذافجر الرجل بامرأة ثم تاب يكون محرماً لا بنتها لانه حرم عليه نكاح ابنتها على التابيد (البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ۱۰۸ ج ۳ ط.س. ج۳ص ۱۰۱) ظفیر

(۳) اما تزوج الزانی لها فجائز اتفاقا (ایضاً ص ۱۱٤ ج ۳) ظفیر (٤) سورة النساء ٤

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۹) ظفیر

جس کی لڑکی عقد میں ہے اس کی بیوہ سے نکاح کرنا کیسا ہے......؟

(سوال ۴۵۳) زید کی دختر جو پہلی زوجہ متوفیہ سے ہے عمر کے عقد میں ہے تو زید کی زوجہ ثانیہ بیوہ سے بعد مرنے کے زید کے عقد کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں عمر کا نکاح زید کی دوسری زوجہ بیوہ سے جائز ہے در مختار میں ہے کہ جمع کرنا نکاح میں ان دونوں کا جائز ہے[1] کیونکہ دونوں میں وہ قاعدہ حرمت کا نہیں پایا جاتا جو اس بارہ میں منصوص و مسلم ہے کہ ان میں جس کسی کو مرد فرض کیا جاوے تو دوسری عورت حلال نہ ہو یہ قاعدہ اس صورت میں جاری نہیں ہو سکتا۔ فقط

جو عورت کہتی ہے کہ شوہر نے طلاق دیدی ہے اس سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۴۵۴) ایک عورت اپنے شوہر کے ساتھ بمبئی چلی گئی کچھ دنوں کے بعد وہاں سے واپس آ کر بیان کرتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دیدی پس اس صورت میں اسکا عقد ثانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں موافق بیان عورت کے جب کہ کوئی مرد اس کا مکذب نہیں ہے اس کو عقد ثانی کرنا درست ہے۔ در مختار۔[2] فقط

بیوہ چچی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۵۵) چچی بیوہ سے بعد عدت کے نکاح جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ قرآن مجید میں چچا کو باپ فرمایا ہے تو چچی ماں حقیقی ہوئی لہذا نکاح مطلق حرام وباطل ہے تمام کتب تفاسیر واحادیث وفقہ میں چچی سے نکاح حرام بتلاتا ہے یہ شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) چچی یعنی چچا متوفی کی زوجہ سے بعد گزرنے عدت کے نکاح جائز ہے۔[3] قرآن شریف میں رکوع حرمت علیکم امھاتکم الایۃ میں چچی کو محرمات میں سے نہیں فرمایا اور حدیث شریف میں بھی چچی سے نکاح کی حرمت مذکور نہیں ہے یہ اس شخص کی جہالت اور گمراہی ہے جو ایسا باطل دعویٰ اس زور و شور سے کرتا ہے کسی کتاب تفسیر وحدیث وفقہ واصول میں چچی بیوہ سے نکاح کی حرمت مذکور نہیں ہے۔ ومن ادعی فعلیہ البیان واللہ المستعان۔ فقط

---

(۱) فجاز الجمع بین امراۃ و بنت زوجھا (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲. ط.س. ج۳ص۳۹) ظفیر

(۲) وحل نکاح من قالت طلقنی زوجی وانقضت عدتی (ایضاً کتاب الحظر والاباحۃ ص ۳۷۱ ج ۵ ط.س. ج۶ص۴۰۲) ظفیر

(۳) واحل لکم ما وراء ذلکم (سورۃ النساء ۔ ۴) ظفیر

نامرد اپنی بیوی کو چھوڑدے تو اس کا دوسرا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ٤٥٦) ایک شخص عرصہ دو سال سے نامرد ہے اور اپنی زوجہ کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے تو اس کی زوجہ کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ وہ شخص جو کہ نامرد ہے اپنی زوجہ کو چھوڑنے اور علیحدہ کرنے پر راضی ہے تو اس کو کہا جاوے کہ فوراً اپنی زوجہ کو طلاق دیدے بعد طلاق کے عورت عدت تین حیض گزار کر دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔[1] فقط

جس نے عدت میں نکاح کر کے تین طلاق دیدی کیا اس کے لئے پھر شادی کے لئے حلالہ ضروری ہے؟

(سوال ٤٥٧) ہندہ کا شوہر مر گیا ایک ماہ بعد بکر نے ہندہ سے نکاح کر لیا عرصہ دراز بعد بکر نے ہندہ کو تین طلاق دیدیں اب پھر رکھنا چاہتا ہے آیا جو نکاح ہوا تھا وہ درست ہوا تھا یا نہیں' اور اب بکر ہندہ کو دوبارہ نکاح میں لاوے تو حلالہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت چار ماہ دس دن تھی' اس مدت کے پورا ہونے سے پہلے جو نکاح ہوا وہ صحیح نہیں ہوا اور نہ طلاق واقع ہوئی اور اب بلا حلالہ کے نکاح بکر کا ہندہ سے ہو سکتا ہے۔ هکذا فی الدر المختار[2] فقط

طوائف پیشہ ور سے نکاح جائز ہے یا نہیں جب کہ وہ پیشہ بھی نہ چھوڑے

(سوال ٤٥٨) ایک مرد ایک طوائف زناکار کے پاس رہتا تھا اور اس کی زناکاری سے گزر اوقات کرتا تھا' پھر اس سے نکاح کر لیا' عورت بدستور زناکاری کرتی رہی' کیا یہ نکاح اس دیوث کا جائز ہے' یا عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح اس مرد کا طوائف مذکور سے صحیح ہو گیا[3] پھر بعد نکاح کے بھی طوائف مذکورہ کا پیشہ زناکاری کرنا اور شوہر کو اس کا نہ روکنا' اور اس کی حرام آمدنی سے گزارہ کرنا یہ جملہ امور حرام اور موجب فسق ہیں اور شوہر مذکور دیوث اور فاسق ہے لیکن نکاح جو ہو گیا وہ قائم ہے جب تک وہ طلاق نہ دے اور اس کی عدت نہ گزر جاوے اس وقت تک طوائف مذکورہ دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی۔ کذافی کتب الفقه فقط

---

(۱) واحل لکم ما وراء ذلکم (سورة النساء : ٤)

(۲) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته الخ لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المهرص ٤٨٢ ج ۲. ط.س. ج۳ص۱۳۲) ظفیر

(۳) وصح نکاح الموطوءة بملك الخ او بزنا ای جاز نکاح من راها تزنی وله وطؤ ها بلا استبراء (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٤٠٢ ج ۲. ط.س. ج۳ص۵۰) ظفیر

بستی کے رشتہ سے جو بھائی ہے اس کی بہن سے شادی جائز ہے

(سوال ۴۵۹) زید اور عمر میں نسبی تعلق نہیں ہے، محض ایک بستی میں رہنے کی وجہ سے دونوں میں ملاقات ہے تو زید کی بہن سے عمر کی شادی جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس مواخاۃ سے حقیقتاً نسبی تعلقات قائم نہیں ہوئے عمر کی شادی زید کی بہن سے ہو سکتی ہے، اس میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں تبنی یا مواخاۃ کا اثر نسبی سلسلوں پر کچھ نہیں پڑتا محض قول و اقرار سے نسبی اخوۃ کہ جس پر حرمت نکاح کا مدار ہے قائم نہیں ہو سکتی۔ فقط

جس سے سالی کا نکاح تھا سالی کے مرنے کے بعد اس سے بھتیجی کی شادی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۶۰) زید و عمر کے نکاح میں دو حقیقی بہنیں ہیں لیکن عمر کے گھر میں سے مر گئی اب زید اپنی بھتیجی کا نکاح عمر سے کرنا چاہتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس حالت میں عمر زید کی بھتیجی سے نکاح کر سکتا ہے۔ شرعاً یہ نکاح جائز ہے لقوله تعالى واحل لكم ما وراء ذلكم.[1] فقط

جس کا شوہر عیسائی ہو جائے وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۶۱) میرا زوج فتح محمد چک جمال والا علاقہ بمبئی میں گیا ہوا ہے جس کے متعلق بمبئی کے خطوط میں شہادتیں ہیں کہ وہ عیسائی ہو گیا ہے، تو شرعاً میں نکاح کر سکتی ہوں یا نہیں؟

(الجواب) شامی میں خانیہ سے منقول ہے قالت ارتد زوجی بعد النكاح و سعه ا ن يعتمد على خبرها و يتزوجها [2] الخ وفي جامع الفصولين اخبرها واحد بموت زوجها او بردته او بتطليقها حل له التزوج [3] الخ ان عبارات سے واضح ہے کہ ایسی خبروں پر اعتماد کر کے اس کی زوجہ نکاح ثانی کر سکتی ہے شہادت شرعیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

بھائی کی پوتی سے اپنے لڑکے کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۶۲) بکر اور خالد برادر حقیقی ہیں، بکر کے پسر کا نکاح خالد کی پوتی سے جائز ہے یا نہیں؟ زید اس نکاح کو جائز کہتا ہے؟

(الجواب) اس صورت میں بکر کے پسر کا نکاح خالد کی پوتی سے جائز ہے۔ پس قول زید کا اس بارہ میں صحیح ہے اور موافق ہے کہ قول اللہ تعالیٰ جو شروع پارہ والمحصنت میں ہے واحل لکم ما وراء ذلکم.[4] الآیة فقط

---

(۱) سورۃ النساء : ۴
(۲) رد المحتار باب العدۃ ص ۸۴۷ ج ۲ ط.س. ج ۳ ص ۵۳۰ ظفیر
(۳) ایضاً (۴) سورۃ النساء: ۴

بیوہ ممانی سے نکاح جائز ہے

(سوال ٤٦٣) ممانی بیوہ سے نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) ممانی بیوہ سے نکاح درست ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم [1] فقط

ایک شخص جب کسی کو مرتد ہونا بتائے کیا اس کا نکاح فسخ ہو گیا

(سوال ٤٦٤) زید بیس سال ہوئے اپنی بیوی کو چھوڑ کر دیگر ملک چلا گیا خطوط آتے ہیں ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اس سے گھر آنے کے متعلق کہا تھا اس نے یہ کہا کہ جس وقت خدا کا حکم ہوگا جاؤں گا پھر کہا خدا اور رسول کون ہیں؟ اور قرآن کیا چیز ہے؟ نعوذباللہ تعالیٰ لیکن متعدد آدمی اس کے متقی ہونے کی شہادت دیتے ہیں فی الحال ایک شخص کی شہادت اور قول پر اس کو مرتد قرار دیکر اس کی بیوی کا نکاح کر دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) وفی جامع الفصولین اخبر ھا واحد بموت زوجھا او بردته او بتطلیقھما حل له التزوج ولو سمع من ھذا الرجل اخر له ان یشھد لانه من باب الدین فثبت بخبر الواحد. [2] شامی جلد ثانی ص ٦١٦ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس کی زوجہ کے نکاح ثانی جائز ہونے کے لئے ایک شخص کی خبر بھی کافی ہے اس کی زوجہ اس شخص کے خبر دینے پر کہ اس نے خدا تعالیٰ رسول اور قرآن کو ایسا کہا اپنے نفس کو اس کے نکاح سے خارج سمجھ کر عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے لیکن محض ایک شخص کے کہنے سے حکم اس کے مرتد ہونے کا نہ دیا جائے گا کیونکہ اعتبار اس خبر کا صرف جواز نکاح عورت کے لئے ہے اور اس شخص کے مرتد ہونے کے لئے یہ ثبوت کافی نہیں ہے خصوصاً جب کہ دوسرے لوگ اس کے خلاف اس کے اسلام کی اور صلاح و تقویٰ کی شہادت دیتے ہیں۔ فقط

بیوی کی اس لڑکی سے جو پہلے شوہر سے ہے اپنے لڑکے کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال ٤٦٥) پیر بخش نے بسم اللہ مطلقہ سے شادی کر لی یہ بسم اللہ اپنے ساتھ پہلے شوہر عبد اللطیف سے لڑکی سردار بیگم گود میں لائی تھی جس کو پیر بخش نے پالا پھر بسم اللہ مر گئی اب پیر بخش سردار بیگم کی شادی اپنے لڑکے عبد العزیز سے جو پہلی بیوی سے ہے کرنا چاہتا ہے۔ یہ نکاح حلال ہے یا حرام۔؟

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ پیر بخش سردار بیگم کا ولی شرعی نہیں ہے پس اگر سردار بیگم نابالغہ ہے تو پیر بخش اس کے نکاح کا ولی نہیں ہے اس کو اختیار اس کے نکاح کا نہیں ہے اور سردار بیگم بالغہ ہے تو خود اس کی اجازت سے یا اگر نابالغہ ہے تو جو اس کا ولی ہے وہ اپنی ولایت سے نکاح عبد العزیز کے ساتھ کر دے تو شرعاً جائز ہے کوئی وجہ حرمت کی اس میں موجود نہیں ہے کیونکہ دونوں کی ماں اور دونوں کے باپ علیحدہ علیحدہ ہیں قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم [3] الایة وھکذا فی الدر المختار [4] وغیرہ

---

(۱) سورۃ النساء : ٤ ظفیر (۲) دیکھیے رد المحتار للشامی باب العدة ص ٨٤٧ ج ٢ ط.س ج٣ص ٥٣٠ ظفیر
(۳) سورۃ النساء : ٤ (٤) اما بنت زوجة ابیه او ابنه فحلال (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٣٨٣ ج ٢ ط.س ج٣ص ٣١) ظفیر

مطلقہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ٤٦٦) ایک شخص نے اپنی بیوی کو برادری کے روبرو طلاق دیدی بعد ایک سال اس عورت نے نکاح کرلیا اس کے خاوند اول نے کسی وجہ سے طلاق نامہ لکھ کر نہیں دیا نکاح ثانی اس عورت کا درست ہوا یا نہیں ؟

طوائف کی باکرہ لڑکی سے نکاح کرنا کیسا ہے ؟

(سوال ٤٦٧/٢) طوائف کی باکرہ لڑکی سے نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) (۱) جب کہ طلاق ثابت ہے اور عدت بھی گزر گئی تو دوسرے شخص سے اس کا نکاح درست ہے تحریری طلاق کی ضرورت نہیں ہے زبانی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔[۱]

(۲) اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔[۲] فقط

کتابیہ سے نکاح درست ہے

(سوال ٤٦٨) کتابیہ حربیہ سے نکاح کرنا درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے کہ کتابیہ سے نکاح درست ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے اور شامی میں ہے کہ کتابیہ حربیہ سے نکاح مکروہ تحریمی ہے اور اس زمانہ میں اور بھی زیادہ برا ہے کہ موجب فساد دین ہے۔

فقوله والا ولى ان لا يفعل يفيد كراهه التنزيه في غير الحربية وما بعده يفيد كراهة التحريم في الحربية[۳] الخ شامی جلد دوم . فقط

مرید کی مطلقہ سے شادی جائز ہے

(سوال ٤٦٩) کسی پیر نے اپنے مرید کی بیوی سے اس مرید کے طلاق دینے کے بعد عورت سے شادی کی آیا اس پیر پر کسی قسم کا کوئی الزام تو نہیں ؟ ایسا کرنا درست ہے یا نہیں اور اس پر طعن کرنا کیسا ہے اور طعن کرنے والے کا کیا حکم ہے ؟

(الجواب) اگر اس پیر نے اس مرید کی بیوی سے مرید کے طلاق دینے اور عدت گزرنے کے بعد نکاح کیا ہے تو شرعاً اس پیر پر کچھ الزام نہیں اور شریعت کے اصول کے موافق اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے (بشر طیکہ کوئی اور وجہ حرمت وعدم صحت نکاح نہ ہو) اس پر محض اس وجہ سے کہ مرید کی بیوی سے نکاح کرلیا، طعن کرنا بیجا ہے جس امر کو اللہ تعالیٰ نے جائز اور حلال فرمایا اس میں کسی کو مجال اعتراض نہیں اور طعن کرنے کی گنجائش نہیں جو شخص طعن کرے وہ گناہ گار ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) من قالت طلقني زوجي وانقضت عدتي لا باس بتزوجها (الدرالمختار على هامش رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة ص ۳۷۱ ج ۵ ط.س. ج۳ص ٤٢٠ ظفير

(۲) واحل لكم ما وراء ذلكم (سورة النساء : ٤) ظفير

(۳) دیکھئے رد المحتار للشامي فصل في المحرمات ص ۳۹۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص ٤٥ ظفير

قادیانیت سے جو توبہ کر چکا اس سے نکاح جائز ہے

(سوال ۴۷۰) زید کی نسبت یہ بات مشہور تھی کہ زید مرزائی ہے، مگر پھر اس نے توبہ کر لی تھی اسی بناء پر ایک لڑکی کا اس سے نکاح کر دیا تھا نکاح کے بعد ایک مولوی صاحب کو زید کے پاس تحقیق کے لئے بھیجا تو زید نے بڑے زور و شور سے تردید کی کہ میرا مذہب قادیانی نہیں ہے اور بہت زمانہ گزرا میں توبہ کر چکا ہوں اور ابتدا میں اگر میں مرزا کو مانتا بھی تھا تو ایک مجدد و بزرگ مانتا تھا، نبی نہیں مانتا تھا، دریافت طلب یہ امر ہے کہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) تحریر سوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زید صحیح العقائد ہے اور اس کا عقیدہ صحیح موافق مذہب اہلسنت والجماعت کے ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کا معتقد نہیں ہے لہذا نکاح اس لڑکی کا اس شخص یعنی زید سے درست اور صحیح ہو گیا نکاح کے صحیح ہونے میں اس وقت کوئی تردد نہیں ہے البتہ اگر خدانخواستہ کسی وقت میں زید نے مذہب اہل سنت والجماعت سے طرف مذہبی قادیانی کے رجوع کیا تو اس وقت فوراً نکاح باطل ہو جاوے گا۔[1] فقط

بت پرست کو مسلمان بنا کر شادی کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۷۱) ایک عورت بت پرست اپنے شوہر کو چھوڑ کر ایک مسلمان شخص کے ساتھ چلی گئی اور اس مسلمان نے اس عورت کو مسلمان کیا اور بعد مسلمان ہونے کے اس عورت سے نکاح کیا اب یہ عورت اس حالت میں مسلمان ہوئی یا نہیں اور اس عورت کا نکاح مرد مسلمان سے درست ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) صورت مسئولہ میں وہ عورت مسلمان ہو گئی اور نکاح اس کا مرد مسلمان سے درست ہے جب کہ اس کو تین حیض آجاویں اور بصورت نہ آنے حیض کے تین ماہ گزرنا شرط ہے پس نکاح اس مدت سے قبل درست نہیں ہے اگر تین حیض یا تین ماہ بصورت عدم حیض گزرنے سے قبل مسلمان نے اس عورت سے نکاح کیا تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا بعد آنے تین حیض کے اور بصورت عدم حیض بعد گزرنے تین ماہ کے نکاح کیا جاوے۔ قال الشامی فاذا مضت هذه المدة صار بمنزلة تفریق القاضی الخ ص ۳۹۰ ج ۲ کتبہ رشید احمد عفی عنہ ۔الجواب صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ

گولٹا نکاح درست ہے

(سوال ۴۷۲) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے لڑکے کو اس شرط پر دینا کیا کہ بکر اپنی لڑکی کا نکاح زید کے لڑکے سے کر دے اس طریق سے شرعاً نکاح کرنا کیسا ہے ؟

(الجواب) یہ صورت جو سوال میں مذکور ہے نکاح شغار کی ہے، اس سے ممانعت احادیث میں وارد ہوئی ہے

---

(۱) وارتداد احد هما ای الزوجین فسخ عاجلا بلا قضاء (الدرالمختار علی هامش رد المحتار، باب نکاح الکافر ص ۵۴۹ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۹۳) ظفیر

اور مطلب اس کا یہ ہے کہ مہر ہر ایک کا یہی ہو مثلاً کوئی شخص اپنی دختر یا بہن کا نکاح دوسرے شخص کے پسر سے یا اس سے کرے اور مہر اس کا یہ ہو کہ دوسرا اپنی دختر و بہن کا نکاح اس کے پسر یا اس سے کرے ہمارے فقہاء حنفیہ لکھتے ہیں کہ یہ صورت شغار کی جس سے احادیث میں ممانعت وارد ہے باطل و ناجائز ہے۔ اس لئے اگر کسی نے اس طرح نکاح کیا تو مہر مثل ہر ایک پر لازم ہوگا اور نکاح صحیح ہوگا اس لئے کہ وہ وجہ جو ممانعت کی تھی باقی نہ رہی در مختار میں ہے ووجب مهر المثل في الشغار هو ان يزوجه بنته على ان يزوجه الاخر بنته او اخته مثلا معاوضة بالعقدين وهو منهي عنه لخلوة عن المهر فاوجبنا فيه مهر المثل فلم يبق شغارا الخ[1] و تفصيله مع الاعتراض والجواب في الشامي[2] فقط

یہ شرط کرنا برا ہے کہ جو لڑکی دے گا اس کو لڑکی دوں گا

(سوال ۴۷۳) جو لوگ اس بات پر مصر ہوں کہ تاوقتیکہ عوض میں ہمیں بیٹی نہ ملے ہم اپنی بیٹی کسی کو نہیں دیں گے ایسے لوگوں پر کیا حکم ہے اور ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

(الجواب) یہ خیال جاہلانہ ہے اور یہ جاہلیت کی رسم ہے رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے اور شغار کی تفسیر حدیث میں یہ آئی ہے کہ کوئی شخص اپنی دختر کا نکاح کسی سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی دختر کا نکاح اس سے کردے اور حجائے مہر کے یہی ہو اور کچھ مہر نہ ہو اور اگر دونوں کا مہر علیحدہ علیحدہ مقرر ہو جیسا کہ اب رواج ہے تو اس میں دونوں نکاح صحیح ہو جاتے ہیں بہر حال یہ برا خیال ہے کہ ایسا کہے کہ میں اپنی دختر کا نکاح اس سے ہی کروں گا جو اپنی دختر ہم کو دیوے پس اس کو چھوڑنا چاہئے۔ فقط

ولد الزنا سے نکاح

(سوال ۴۷۴) اولاد بے نکاحی سے رشتہ ناطہ کرنا حرام ہے یا نہیں؟

(الجواب) اولاد بے نکاحی سے رشتہ ناطہ کرنا حرام نہیں ہے۔[3] فقط

بات چھوٹے لڑکے سے طے کی اور دھوکہ دیکر نکاح بڑے لڑکے سے کر دیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۴۷۵) زید کے ایک لڑکی دس برس کی تھی اور عمر کے دو لڑکے ایک گیارہ سالہ اور دوسرا انیس سالہ تھا بڑا لڑکا ایک آنکھ سے زخمی بھی ہے زید کی دختر کی نسبت عمر کے چھوٹے پسر سے قرار پائی تھی شادی کی تاریخ مقرر ہوئی اور لڑکی عمر کے یہاں بھیج دی گئی عمر نے دھوکہ دیکر اپنے بڑے لڑکے کے ساتھ شادی کردی یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۵۷ ط.س. ج۳ص۱۰۶ مطلب نكاح الشغار

(۲) دیکھئے ردالمحتار للشامی باب المهر مطلب نكاح الشغار ص ۴۵۷ ج ۲　ط.س. ج۳ص۱۰۶ ظفیر

(۳) اس لئے کہ یہ محرمات میں داخل نہیں ہیں واحل لكم ما وراء ذلكم فرمان خداوندی ہے۔ ظفیر

(الجواب) اگر بڑے لڑکے کے ساتھ دختر کے باپ سے ایجاب و قبول ہو گیا تو اس سے نکاح صحیح ہو گیا مثلاً عمر نے اپنے بڑے لڑکے کو مجلس نکاح میں لا کر اس سے قبول کرایا اور لڑکی کا باپ بھی موجود تھا جس سے اجازت نکاح کی لی گئی تو اس حالت میں بڑے لڑکے کا نکاح ہو گیا[1] اور اگر یہ صورت ہوئی کہ زید نے اپنی دختر کے نکاح کی اجازت عمر کے چھوٹے لڑکے سے دی اور عمر نے بڑے لڑکے سے کر دی تو یہ نکاح زید کی اجازت پر موقوف ہے اگر زید اس کو رد کر دے گا اور انکار کر دے گا تو وہ نکاح باطل ہو جاوے گا۔[2] فقط

کتابیہ بیوی کو اسلام پر مجبور کرنا جائز ہے یا نہیں اور اس نکاح کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۴۷۶) اہل کتاب سے جو نکاح درست ہے تو منکوحہ عقد مسلمان میں بلا پردہ کے رہ سکتی ہے یا پردہ میں اور اسلام پر مجبور کیا جاوے گا یا نہیں اور عقد مسلمانوں کی طرح ہو گا یا اور کس طرح؟

(الجواب) پردہ پر مجبور کر سکتا ہے اسلام پر نہیں اور عقد مسلمانوں کی طرح ایجاب و قبول کے ساتھ روبرو گواہوں کے ہونا چاہئیے[3] اور اولاد مسلمان ہو گی کما فی الدرالمختار والولد یتبع خیر الابوین دینا الخ[4] فقط

اس وعدہ پر عورت نے طلاق حاصل کی کہ فلاں سے ہرگز شادی نہیں کروں گی اب اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۴۷۷) مسماۃ رحمۃ النساء نے اپنے شوہر عبدالستار سے بذریعہ عدالت اس پنچ نامہ پر طلاق حاصل کی کہ میں مسماۃ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے کہ میں احمد بیگ ولد بہادر سے نکاح ہرگز نہ کروں گی اگر کروں گی تو نکاح ناجائز رہے گا لہذا اہم پنچاں کے روبرو عبدالستار نے طلاق شرعی دیدی اور لفظ تین طلاق پے در پے بزبان خود دیکر اپنی زوجیت سے علیحدہ کر دیا اس کی پہلی دفعہ میں یہ بھی صراحت ہے کہ مدعا علیہ رضامند ہے کہ وہ طلاق دیدے اور سوائے احمد بیگ کے مسماۃ کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کرے یا نہ کرے۔

اس فیصلہ کے بعد احمد بیگ کا نکاح مسماۃ رحمۃ النساء سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں احمد بیگ کا نکاح مسماۃ رحمۃ النساء سے ہو سکتا ہے اس فیصلہ ثالثی کا اور اقرار کا کہ جو مسماۃ نے کیا ہے کچھ اثر اس نکاح پر نہ واقع ہو گا اور نکاح صحیح رہے گا۔[5] فقط

---

(۱) وماذکروه فی المراة یجری مثله فی الرجل ففی الخانیة قال الامام ابن الفضل ان کان الزوج حاضراً مشاراً الیه جاز ولو غائبا فلا (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۷٤ ج ۲ ط.س.ج۳ص۲۲)

(۲) اس لئے کہ بڑے سے اجازت نہیں دی تھی لو زوجه المامور بنکاح امراة امراتین فی عقد واحد لا ینفذ للمخالفة الخ (ایضاً ص ٤٤۷ ج ۲ ط.س.ج۳ص٦٦)

(۳) و ینعقد بایجاب من احدهما و قبول من الاخر الخ و شرط حضور شاهدین الخ کما صح نکاح مسلم ذمیة عند ذمیین ولو مخالفین لدینها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦۱ ج ۲ ص ۳۷٦ ج ۲ ط.س.ج۳ص۸) ظفیر

(٤) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ٥٤۱ ج ۲ ط.س.ج۳ص۱۹٥) ۱۲ ظفیر

(۵) اس میں کوئی وجہ حرمت نہیں ہے واحل لکم ما وراء ذلکم (سورة النساء: ٤)

زید کی پہلی بیوی سے جس نے زنا کیا اس کا نکاح زید کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں

(سوال ٤٧٨) زید کی دو زوجہ ہیں، پہلی زوجہ سے کوئی اولاد نہیں، دوسری زوجہ سے تین لڑکی ہیں خالد نے زید کی پہلی زوجہ سے زنا کیا زید کی دوسری زوجہ سے لڑکی ہے اس سے خالد نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

(الجواب) کر سکتا ہے۔ [1] فقط

اپنے چچا کی پوتی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال ٤٧٨) چچا کی پوتی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح چچا کی پوتی سے درست ہے آیت واحل لکم ما وراء ذلکم [2] میں داخل ہے۔

بیوی کو طلاق دیکر اس کی بہن سے شادی کری کیا حکم ہے؟

(سوال ٤٧٩) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی، بعد گزرنے عدت کے اسی مطلقہ کی چھوٹی بہن سے نکاح کر لیا، یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ نکاح جو اس کی چھوٹی بہن سے بعد عدت گزرنے مطلقہ کے ہوا جائز و صحیح ہے۔ [3] فقط

جو ہندو لڑکی مسلمان ہوئی بلوغ کے بعد خوشی سے شادی کر سکتی ہے

(سوال ٤٨٠) ایک ہندو لڑکی کو زید نے مسلمان کیا اب وہ بالغ ہوئی زید اس سے شادی کرنا چاہتا ہے نکاح درست ہے یا نہیں، اور زید کی جائیداد اس کو اور اس کی اولاد کو ملے گی یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ وہ لڑکی بالغ ہو گئی ہے اور اسلام پر قائم ہے تو اس کی رضامندی سے اس کا نکاح زید سے درست ہے اور اس کی اولاد بعد نکاح کے زید کی وارث ہو گی۔ [4]

سوتیلی ماں کی اس لڑکی سے نکاح درست ہے جو دوسرے شوہر سے ہے

(سوال ٤٨٠) زید کا باپ مر گیا اس کی سوتیلی ماں ہندہ نے دوسرا نکاح کر لیا اب ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی اس کی لڑکی سے زید نے نکاح کر لیا، یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کا نکاح ہندہ کی لڑکی سے جو کہ دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی ہے شرعاً صحیح ہے کیونکہ محرمات میں اور قاعدہ حرمت میں داخل نہیں ہے بلکہ واحل لکم ما وراء ذلکم [5] میں داخل ہے کیونکہ ہندہ کی یہ دختر

---

(۱) اس لئے کہ یہ لڑکی نہ مزنیہ کی فرع ہے اور نہ اس کی اصل۔ ۱۲ ظفیر

(۲) سورۃ النساء : ٤

(۳) واذا طلق امراته طلاقا بائنا او رجعيا لم يجز له ان يتزوج باختها حتى تنقضي عدتها (هدايه ص ۲۸۹ ج ۲) ظفير

(٤) فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي (درمختار) اراد بالنفاذ الصحة و ترتب الاحكام من طلاق و توارث وغير هما (رد المحتار باب الولي ص ٤٠٧ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ٥٥) ظفير

(٥) سورۃ النساء : ٤

نہ زید کی اخیافی بہن ہے اور نہ علاتی یعنی نہ ماں شریک بہن ہے اور نہ باپ شریک بہن ہے اور حقیقی بہن نہ ہونا اظہر ہے بلکہ یہ لڑکی زید سے محض اجنبیہ ہے لہذا احلت میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ فقط

جب عورت اور مرد کو نکاح سے انکار ہو تو لوگوں کے کہنے سے نہیں ہوتا

(سوال ۴۸۱) زن و شواز نکاح انکار می کنند و دیگراں می گویند کہ نکاح شدہ است' ایں صورت نکاح ثابت خواہد شد یا نہ؟

(الجواب) اگر زن و مرد ہر دو از نکاح انکار کنند و مردماں اجنبی گویند کہ نکاح شدہ است نکاح نخواہد شد۔

(خلاصہ یہ ہے کہ جب مرد و عورت نکاح سے انکار کرتے ہوں تو صرف اجنبی کے کہنے سے نکاح ثابت نہ ہوگا۔ ظفیر)

(سوال ۴۸۲) نکاح بشرط حلالہ مسلمان حنفی مذہب کو جائز ہے یا نہیں اور وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال ہو جائے گی یا نہیں؟

(الجواب) نکاح بشرط تحلیل عند الحنفیہ بھی مکروہ ہے' مگر شوہر اول کو حلال ہو جاتی ہے هكذا فی كتب الفقه. واللہ اعلم[1]

ہندو عورت جو مسلمان ہو گئی اس سے نکاح درست ہے

(سوال ۴۸۳) ایک شخص نے کسی ہندو عورت کو مسلمان کر کے اس سے نکاح کر لیا' وہ عورت نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے اور ہندو کے مندروں میں جاتی ہے وغیرہ وغیرہ اب یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں اور وہ عورت مسلمان ہے یا کافر؟ اور اولاد جو ہوئی وہ حلال ہے یا نہیں؟

(الجواب) نماز نہ پڑھنا' روزہ نہ رکھنا' زکوۃ نہ دینا' یہ سب کبیرہ گناہ ہیں تارک صلوۃ وغیرہ فاسق ہے مگر کافر نہیں ہے جیسا کہ حدیث وان زنی و ان سرق الحدیث اس پر دال ہے اور لا تکفره بذنب وارد ہے پس بموجب ارشاد رسول اللہ ﷺ من قال لا اله الا الله دخل الجنة قلت وان زنى وان سرق قال وان زنى وان سرق . الحديث[2] اس عورت کو مسلمان سمجھا جاوے گا اور مسلمانوں کا سا معاملہ اس کے ساتھ کیا جاوے گا نکاح اس کا مسلمان کے ساتھ بشرائط صحیح ہے اور اولاد جو نکاح کے بعد ہوئی ولد الحلال ہے۔ فقط

مرتدہ سے نکاح جو عیسائی ہو گئی' کیا حکم ہے؟

(سوال ۴۸۴) ایک مسلمان عورت منکوحہ عیسائی ہو گئی تو اس کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟ اور پھر دوبارہ ایک

---

(۱) و كره التزوج للثاني تحريما لحديث لعن المحلل والمحلل له بشرط التحليل كتزوجتك على ان احلك وان حلت للاول لصحة النكاح و بطلان الشرط (الدر المختار عليه هامش رد المحتار باب الرجعة ص ۷۴۳ ج
۲. ط.س. ج۳ ص ۴۱۴) ظفير
(۲) مشکوۃ کتاب الایمان ص ۱۴ — ۱۲ ظفیر

مسلمان سے نکاح ہوا' یہ صحیح ہوا یا نہیں' اور نکاح کرنے والے اور نکاح خواں کے لئے کیا حکم ہے نارکح کی پہلی زوجہ مسلمہ اس کے نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل [1] الخ وصح نکاح کتابیة مومنة بنبی مرسل مقرة بکتاب منزل وان اعتقدوا المسیح الھا وکذا احل ذبیحتھم علی المذھب بحر [2] الخ درمختار اول عبارت سے معلوم ہوا کہ پہلا نکاح عیسائی ہونے کے بعد فسخ ہو گیا اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ دوسرا نکاح اس کا مسلمان سے اگر عدت کے بعد ہوا صحیح ہے ھذا قول الصاحبین قال فی الخانیة و فی قول صاحبیه نکاحھا باطل حتی تعتد بثلث حیض الخ شامی امام نکاح خواں پر کچھ مواخذہ شرعاً نہیں ہے اور جس مسلمان نے اس کتابیہ عیسائیہ سے نکاح کیا ہے اس کی پہلی زوجہ مسلمہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی' اس کا نکاح بھی باقی ہے (حاشیہ ملاحظہ فرمائیں ظفیر)

حاملہ بالزنا سے نکاح جائز ہے

(سوال ٤٨٥) حاملہ من الزنا سے نکاح جائز ہے یا نہیں اور جائز ہیں کوئی قید تو نہیں؟ اور صحبت کرنے میں کچھ حرج تو نہیں؟ اگر ہے تو کیوں؟

(۲) ایک شخص کا تعلق ایک عورت سے عرصہ چار سال سے تھا اب اس عورت نے اسی مرد سے نکاح کر لیا جائز ہے یا نہ؟

(الف) اور لڑکا جو پیدا ہوا وہ حلال ہے یا حرام؟

(ب) نکاح سنت ہے یا فرض؟ طریقہ نکاح کی قبولیت کا کیا ہے؟

(ج) اگر قاضی نے نکاح خطبہ نکاح نہ پڑھا تو نکاح ہوا یا نہ؟

(د) خطبہ نکاح سنت ہے یا فرض؟

(ہ) اپنی زوجہ حاملہ سے وطی کب تک جائز ہے؟

(و) بعد ولادت کے کب وطی کرے؟

(ز) مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے طلاق دی۔ طلاق ہوئی یا نہ؟

(۳) مرد نے کہا زوجہ سے اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں بہن سے کروں' اس کہنے سے عورت نکاح سے

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص ۵۳۹ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۹۳ باب نکاح الکافر

(۲) ایضاً باب المحرمات ص ۳۹۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ٤٥ خاکسار مرتب کے خیال میں مرتدہ اور کتابیہ دونوں کا حکم مختلف ہے' فقہاء نے صراحت کردی ہے کہ مرتدہ سے نکاح درست نہیں ہے ولا یصح ان ینکح مرتدا او مرتدة احد من الناس مطلقا (درمختار) مطلقا ای مسلما او کافرا اومرتدا وھو تاکید لما فھم من انکرة فی النفی (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ٥٤٥ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۰۰) وکذا المرتدة لا یتزوجھا مسلم ولا کافر لانھا محبوسة للتامل الخ (ھدایہ باب نکاح المشرك ص ۳۲٦ ج ۲) لہٰذا صورت مسئولہ میں اس مرتدہ کا جو عیسائی ہو گئی دوبارہ نکاح اس مسلمان سے درست نہیں ہوا واللہ اعلم

باہر ہو گئی یا نہ ؟

(۴) کتے نے مٹی کا برتن چاٹ لیا تو وہ دھونے سے پاک ہو سکتا ہے یا نہ ؟

(۵) اور تانبے کا برتن بھی پاک ہو سکتا ہے یا نہ ؟

(۶) کسی ماہ میں نکاح کرنے کی ممانعت ہے یا نہ ؟

(۷) جس کپڑے میں مورت ہو اس پر نماز پڑھنا درست ہے یا نہ ؟

(۸) چچی بیوہ سے نکاح جائز ہے یا نہ ؟

(۹) بھانجی سے نکاح جائز ہے یا نہ ؟

(۱۰) ممانی بیوہ سے نکاح جائز ہے یا نہ ؟

(الجواب) حاملہ عن الزنا کا نکاح جائز ہے صحبت حرام ہے' تا وضع حمل اگر ناکح غیر زانی ہو ورنہ صحبت بھی درست ہے اگر زانی ہی سے نکاح ہوا جس کا حمل ہے' حدیث میں ممانعت آئی ہے کہ حاملہ غیر سے وطی نہ کرو اگر عورت کسی کی معتدہ یا منکوحہ نہ تھی تو نکاح صحیح ہے اگر لڑکا نکاح کرنے کے چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا تو شوہر کا ہے ولد الحرام نہیں ہے[1] اول ولی یا وکیل عورت کا ایجاب کرے پھر شوہر یہ کہے کہ میں نے قبول کیا۔
(ب) سنت ہے[2] (ج) درست ہو گیا[3] (د) سنت ہے[4] (ہ) اخیر تک جائز ہے[5] (و) بعد ختم ہونے نفاس (ز) طلاق ہو گئی (۳) نکاح سے باہر نہیں ہوئی (۴) ہو سکتا ہے (۵) تانبے کا برتن بھی دھونے سے پاک ہو جائے گا (۶) کسی میں نہیں (۷) اگر بڑی مورت ہو مکروہ ہے اور اگر خورد و غیر ممتاز ہو تو درست ہے (۸) جائز ہے (۹) ناجائز ہے[6] (۱۰) جائز ہے۔ فقط

جس لڑکی سے منگنی ہوئی اس کی ماں سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۸۶) ایک شخص نے ہندہ کے لئے پیغام دیا تھا' اور نکاح ابھی منعقد نہیں ہوا تھا کہ اس نے ہندہ کو چھوڑ کر اس کے بجائے اس کی ماں سے نکاح کر لیا' یہ جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) مخطوبہ (جس عورت سے صرف منگنی ہوئی ہے) اس کی ماں سے نکاح صحیح ہے کیونکہ وہ مخطوبہ ابھی تک اس کے نکاح میں نہیں آئی ہے اور اس کی زوجہ نہیں ہوئی ہے کہ اسکی ماں بحکم آیت **وامهات نسائکم** محرمات میں داخل ہو جاتی' بلکہ مخطوبہ کی ماں مخطوبہ سے نکاح ہونے سے پہلے آیت **واحل لکم ما وراء ذلکم**[7] کے حکم میں داخل ہے اور اس کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ فقط

---

(۱) وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ وان حرم وطؤ ها ودواعیه (الی قوله) لونکحها الزانی حل له وطؤ ها اتفاقا والو لد له (الدرالمختار علی هامش رد المحتار ص ۴۰۱ ج ۲ باب المحرمات. ط.س.ج۳ص۴۸) ظفیر
(۲) ویکون سنة مؤ کدة فی الاصح فیاثم بترکه الخ (درمختار کتاب النکاح. ط.س.ج۳ص۷)
(۳و ۴) ویندب اعلانه و تقدیم خطبة و کونه فی مسجد یوم الجمعة (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ص ۳۵۹ ج ۲ کتاب النکاح. ط.س.ج۳ص۸) ظفیر (۵) واحل لکم ما وراء ذالکم
(۶) وحرم علی المتزوج ذکرا اوانثی نکاح اصله و فروعه علا او نزل و بنت اخیه واخته و بنتها الخ (درمختار باب المحرمات. ط.س.ج۳ص۲۸) ظفیر (۷) سورة النساء : ۴

چچیری خالہ سے نکاح جائز ہے

(سوال ۴۸۷) چچیری خالہ سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح اس لڑکے کا غیر حقیقی خالہ سے درست ہے۔[1] فقط

بھنگن سے بعد اسلام نکاح درست ہے

(سوال ۴۸۸) ایک بیوہ بھنگن ایک قصاب کے گھر میں چلی آئی اور مسلمان ہو کر اس قصاب سے نکاح کرنا چاہتی ہے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مسلمان ہو کر اس عورت کا نکاح قصاب وغیرہ سے ہو سکتا ہے۔

مرتد اسلام قبول کر لے تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے

(سوال ۴۸۹) اگر مرتد دو تین ماہ بعد اسلام میں داخل ہو جائے تو پھر اس کے نکاح کی تجدید ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) دوبارہ اس سے نکاح ہو سکتا ہے۔ فقط

ان عورتوں سے نکاح درست ہے

(سوال ۴۹۰) سوتیلی ماں اور ساس کی حقیقی بہن، سوتیلی ماں کی سوتیلی بہن، ساس کی بہن، سوتیلی ساس کی بہن ان عورتوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) ان سب عورتوں سے نکاح درست ہے اور یہ سب آیت کریمہ واحل لکم ما وراء ذلکم[2] میں داخل ہیں۔

بھتیجہ کی ماں اور اس کی بیوی دونوں سے شادی درست ہے

(سوال ۴۹۱) زید و عمر دو حقیقی بھائی تھے، عمر کا نکاح زینب سے ہوا اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بکر ہے، عمر انتقال کر گیا تو زینب کی شادی عمر کے چھوٹے بھائی زید سے ہو گئی اس سے بھی ایک لڑکا ہوا اس کا نام خالد ہے، بکر اور خالد کا نکاح ایسی دو عورتوں سے ہوا جو دونوں حقیقی بہنیں تھیں، اب صورت مسئولہ میں اگر عمر کے لڑکا بکر کی زوجہ کسی وجہ سے بوجہ طلاق یا اس کے انتقال کے بعد علیحدہ ہو جائے تو اسکے چچا زید سے بکر کی زوجہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدر المختار : فجاز الجمع بین المرأة و بنت زوجها او امرأة ابنها[3] پس عبارت منقولہ سے ظاہر ہوا کہ اگر زوجہ زید یعنی زینب بھی زید کے نکاح میں موجود ہو تب بھی

---

(۱) واحل لکم ما وراء ذلکم سورة النساء : ٤

(۲) سورة النساء : ٤

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۹. ۱۲ ظفیر

زید اپنی زوجہ کے پسر اور اپنے بھتیجے بکر کی زوجہ سے بعد طلاق یا موت بکر نکاح کر سکتا ہے اور اگر زینب موجود نہ ہو تو جواز نکاح میں کچھ تردد ہی نہیں۔

مریدنی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۹۲) مریدنی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں، پہلے مرید کر لیا جاوے پھر نکاح کرے؟
(الجواب) مریدنی سے نکاح درست ہے لیکن دھوکہ بازی کرنا حرام ہے۔

دوسرا نکاح کرنا کیسا ہے

(سوال ۴۹۳) بیوی سے موافقت نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے نکاح میں شرعاً کوئی مضائقہ تو نہیں ہے؟
(الجواب) اگر زوجہ سے موافقت نہ ہو اور دوسرا نکاح کرنا چاہے اور دوسرے نکاح کے بعد خوف ہو کہ مساوات نہ ہو سکے گی تو پہلی زوجہ کو طلاق دیکر دوسرا نکاح کرے مگر یہ کہ وہ عورت سابقہ راضی ہو اپنے حقوق کے چھوڑنے پر۔ فقط

(قال عزوجل: فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة اوما ملكت ايمانكم[1] الآية وفي الدرالمختار في بيان احكام النكاح : و مكروها (اى يكون النكاح مكروها) لخوف الجور، فان تيقنه حرم ذلك[2] (وفيه)ويجب – اى الطلاق– لوفات الامساك بالمعروف[3] (وفيه) ولو تركت قسمها– اى نوبتها– لضرتها صح باب القسم، جميل الرحمن) على هامش ردالمحتار ص ۵۵۱ ج۲ ظفير

جس عورت کو شوہر نے طلاق دیدی اس کا نکاح ہو سکتا ہے

(سوال ۴۹۴) ایک عورت جسکا خاوند عرصہ بارہ سال سے مفقود الخبر ہے ایک اور شخص کے گھر آباد ہے دیگر اس عورت نے دودفعہ نالش اپنے خاوند پر سرکار میں اپنے خرچہ کی کی اور زوج پر سرکار سے ڈگری ہو گئی اور عورت یہ بھی کہتی ہے کہ میرے خاوند نے مجھ کو دو آدمیوں کے روبرو طلاق بھی دے دی، اب اس عورت کا نکاح دوسرے مرد سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس عورت اور اس مرد جس کے گھر میں یہ رہتی ہے ان کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور جو کچھ وہ خیرات کریں یا قربانی دیں تو جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب) موافق بیان عورت کے دوسرا نکاح اس کا درست ہے بدون نکاح کے رکھنا سخت معصیت ہے اور گناہ کبیرہ ہے، جس نے ایسا کیا کہ بدون نکاح کے اس عورت کو رکھا اس کو نصیحت کی جاوے اور توبہ کرائی جاوے کہ وہ نکاح کر لیوے اور گزرے ہوئے افعال بد سے توبہ کرے، اگر وہ نہ مانے تو اس کے ساتھ

---

(۱) سورۃ النساء (۲) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار ص ۳۵۹ ج ۲ . ط.س. ج۳ ص ۷
(۳) ایضاً ص ۵۷۲ ج ۲

کھانا پینا نہیں چاہئے اور اس سے متارکت کردی جاوے، اس کی خیرات و قربانی کی قبولیت کی توقع نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم　مفتی مدرسہ

بیوہ سے خود نکاح کرنا اور اس کے لڑکوں سے اپنی لڑکیوں کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۴۹۵) ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں اور ایک بیوہ کے دو لڑکے ہیں، یہ شخص بیوہ سے شادی کرنا چاہتا ہے، بیوہ اس شرط پر رضامند ہے کہ اگر تو اپنی لڑکیاں دے اور لڑکوں سے نکاح کردے، تو میں تجھ سے نکاح کرلوں، یہ جائز ہے؟

(الجواب) یہ صورت جائز ہے۔[1] فقط

لڑکے کی شادی شوہر کی لڑکی سے

(سوال ۴۹۶) زید کے دو بیوی تھی، زید کے مرنے کے بعد اس کی ایک بیوی سے اس کے بھائی عمر نے شادی کرلی، عمر سے لڑکا پیدا ہوا اب کیا وہ زید کی دوسری بیوی کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) کرسکتا ہے۔ فقط

۷۶ سالہ بڑھیا کا نکاح سولہ سالہ لڑکے سے......!

(سوال ۴۹۷) چھتر برس کی بڑھیا سے سولہ برس کے لڑکے کا نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح ہوجاتا ہے۔[2] فقط

بیوی کی نانی کی سوکن سے نکاح

(سوال ۴۹۸) ان رجلا نکح ضرة ام ام الزوجة، هل صح نكاحه ام لا ؟

(الجواب) يصح نكاحه . بدليل قوله تعالىٰ : واحل لكم ما وراء ذلكم[3] الآية .

فان ضرة ام ام الزوجة ليست جدة الزوجة، لكى دخلت فى عموم قوله تعالىٰ : وامهات نسائكم الآيته . فقط

تین طلاق کے بعد حلالہ ہوا اس نے وطی کے بعد طلاق دی پہلے شوہر نے اس عدت میں وطی کی، نکاح کے لئے کیا حکم ہے؟

(سوال ۴۹۹) زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیکر چند یوم اس سے وطی کی اور پھر ایک شخص سے بغرض

---

(۱) اما بنت زوجة ابيه او ابنه فحلال(الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۳ ج ۲. ط.س. ج ۳ ص ۳۱) ظفیر
(۲) شریعت میں عمر کی کوئی قید نہیں۔ ظفیر
(۳) سورة النساء : ٤

حلالہ اس کا نکاح کرلیا محلل نے وطی کر کے طلاق دے دی بعد گزرنے عدت کے پھر زید نے اپنی بیوی ہندہ سے نکاح کرلیا، یہ نکاح صحیح ہوگیا یا نہیں؟

(الجواب) زید نے جو نکاح بعد انقضاء عدت طلاق محلل یعنی بعد تین حیض کے کیا وہ نکاح صحیح ہوگیا اس سے نکاح کی صحت میں کچھ شبہ و تردد نہیں ہے، اور جو حرکات ناجائزہ زید سے قبل از تحلیل و بعد از تحلیل قبل نکاح سرزد ہوئی اس سے توبہ کرے۔[1] فقط

ناجائز نکاح کے بعد طلاق کی ضرورت ہے یا یوں ہی نکاح ہوسکتا ہے؟

(سوال ۵۰۰) زید نے کریمہ سے نکاح کیا جب نباہ نہ ہوا تو ایک سال کے اندر طلاق دیدی، اس عرصہ میں مجامعت بھی ہوتی تھی بعد عدت کے کریمہ اور بکر میں نکاح ہوگیا، کریمہ اور بکر کا رشتہ ایسا تھا جس کی وجہ سے علماء نے نکاح ناجائز قرار دیدیا، اس ناجائز نکاح کو ایک سال سے زائد ہوگیا جدائی تو دونوں میں ہے مگر کیا طلاق کی ضرورت ہے اور بعد طلاق یا بلا طلاق کریمہ کا نکاح پہلے شوہر سے جائز ہے؟

(الجواب) ایسے نکاح میں جو کہ شرعاً باطل و فاسد ہے علیحدہ ہونا اور متارکت کرلینا کافی ہے طلاق کی ضرورت نہیں ہے اور عورت اگر مدخولہ ہے تو اس کو عدت پوری کرنی چاہئیے پھر پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔ فقط

(بشرطیکہ اس نے تین طلاق نہ دی ہو۔ ظفیر)

باپ کے ماموں کی لڑکی سے نکاح جائز ہے

(سوال ۵۰۱) اگر زید اپنے پدر کے ماموں کی دختر سے نکاح کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) باپ کے حقیقی ماموں کی دختر سے نکاح جائز ہے قال اللہ تعالیٰ بعد بیان المحرمات، واحل لکم ما وراء ذلکم الآیۃ[2] فقط

بیوی کے لڑکے کی مطلقہ سے نکاح

(سوال ۵۰۲) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اس عورت کے ایک لڑکا پہلے خاوند سے تھا، اس لڑکے کا نکاح اس شخص نے ایک عورت سے کردیا، اس لڑکے نے اس عورت کو طلاق دے دی، پھر اس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کیا، اس نے بھی اسے طلاق دیدی اب اگر یہ شخص اس عورت سے نکاح کرے تو درست ہے یا نہیں؟ فقط بینوا توجروا

(الجواب) اگر شخص مذکور اس عورت سے نکاح کرے تو درست ہے یعنی اپنی عورت کے اس لڑکے کے

---

(۱) ولا بد من کون الوطؤ بعد مضی عدۃ الاول لو مدخولا بہا (رد المحتار ص ۷۴۰ ج ۲۔ ط.س. ج۳ص ۴۱۰) لاینکح مطلقۃ من نکاح صحیح نافذ بہا . ای بالثلاث. لوحرۃ الخ حتی یطأہا غیرہ (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار، باب الرجعۃ ص ۷۳۹ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۴۰۹) ظفیر

(۲) سورۃ النساء : ٤

کی زوجہ سے جو شوہر اول سے ہے نکاح درست ہے۔ قال اللہ تعالیٰ : احل لکم ما وراء ذلکم [1] و دلیلہ ما قال فی الشامی : ولا تحرم بنت زوج الام ولا امہ (الی ان قال) ولا زوجة الربیب ولا زوجة الراب [2] کتبہ رشید احمد
الجواب صحیح : بندہ عزیز الرحمن

لڑکی کی شادی بیوی کے بھائی کے لڑکے سے درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۲۰۵) زید اپنی لڑکی کی شادی اپنی بیوی کے بھائی کے لڑکے کے ساتھ کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا ناجائز ؟

(الجواب) درست اور جائز ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں ۔ فقط دلیلہ ما قال اللہ تبارك وتعالیٰ : واحل لکم ما وراء ذلکم [3] الآیة

حرمت مصاہرت کے باوجود نکاح جائز نہیں

(سوال ۲۰۳) زید نے اپنے بھتیجے عمر سے اپنی لڑکی ہندہ بالغہ کا نکاح کرنا چاہا تو ہندہ نے اپنے باپ زید سے کہا کہ میرا نکاح عمر کے ساتھ نہ کرو کیونکہ میں نے بچشم خود عمر کو اپنی والدہ سے زنا کرتے دیکھا ہے تو زید نے یہ کہا کہ فی الواقع تو سچ کہتی ہے میں نے بھی بچشم خود دیکھا تھا اور مار پیٹ بھی کی تھی مگر اس امر کو بوجہ بے عزتی کے ظاہر نہ کیا' غرضیکہ ہندہ بالغہ برابر اس نکاح سے انکار کرتی رہی اور زید نے ہندہ کا نکاح عمر سے کر دیا۔

آیا زید کا و والدہ ہندہ کا پہلے آپس میں گفتگو کرنا اور بوقت نکاح کے مجمع عام میں ساکت رہنا اور حرمتہ المصاہرۃ کا اظہار نہ کرنا اور اب جب کہ ہندہ نے اپنا دوسرا نکاح بکر کے ساتھ کر لیا ہے بر ملا اظہار کرنا شرعاً معتبر ہے یا نہیں اور پہلے نکاح کو باطل کر سکتا ہے یا نہیں اور نکاح ثانی جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں ہندہ کا نکاح عمر کے ساتھ نہیں ہوا کہ اول تو ہندہ کو جب کہ حرمت مصاہرت کا علم تھا تو اس کے حق میں نکاح مذکور باطل ہوگا'[4] علاوہ بریں ہندہ بالغہ تھی اور وہ برابر اس نکاح سے انکار کرتی رہی تو اس وجہ سے بھی نکاح ہندہ کا عمر کے ساتھ منعقد نہیں ہو سکتا۔[5]

پس نکاح ہندہ کا جو بعد میں بکر کے ساتھ ہوا صحیح ہے 'اور والد ہندہ کا حرمت المصاہرت کو باوجود علم کے بوقت نکاح ظاہر نہ کرنا مفید جواز نکاح نہیں ہے کیونکہ جب ہندہ بالغہ خود اپنے نکاح کا عمر کے ساتھ انکار کرتی رہی تو انعقاد نکاح کی کوئی صورت نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) النساء : ٤

(۲) رد المحتار ص ۳۸۳ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۳۱

(۳) سورة النساء : ٤

(٤) اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع و حرمة اصولها و فروعها علی الزانی (رد المحتار ص ۳۸٤ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۳۱) ظفیر

(٥) ولا تجبر البالغه البکر علی النکاح لا نقطاع الولاية بالبلوغ (ایضاً ص ٤١٠ ج ۲. ط.س. ج۳ص ٥٦) ظفیر

دخالہ زاد یا ماموں زاد بہنوں کا نکاح میں جمع کرنے کا مطلب

سوال ۵۰۴) رکن رکین میں لکھا ہے کہ دو خالہ زاد بہنیں یا ماموں زاد بہنیں ایک مرد کے نکاح میں جمع سکتی ہیں کیا یہ صحیح ہے اور اس کا کیا مطلب ہے ؟

لجواب) دوخالہ زاد بہنوں کا مطلب یہ ہے کہ دو بہنوں کی لڑکیاں ہیں ایک ایک مرد کی اور ایک دوسرے کی' وہ نوں آپس میں خالہ زاد بہنیں ہیں وہ دونوں ایک مرد کے نکاح میں اکٹھی ہو سکتی ہیں۔ فقط

وی کو چھوڑ کر سالی سے نکاح کرنا کیسا ہے

سوال ۵۰۵) ایک شخص اپنی سالی یعنی بیوی کی خاص سگی بہن سے جو عرصہ سے بیوہ تھی اپنی بیوی کی ندگی میں جبراً اپنا نکاح پڑھاوے اور برادری میں دوسری جگہ سے مناسب آدمی ہوتے ہوئے نکاح کرنے کو منع ے اور بیوی کو بلا خطاء شرعی چھوڑ دیوے اور طلاق دیوے اور بچوں کو بھی علیحدہ کرے' دریافت طلب یہ ہے ۔ اس سبب سے بیوی کو طلاق دینا جائز ہے یا نہیں ؟ اور اس کا نکاح سگی سالی سے ہو جائے گا یا نہیں ؟ بینوا توجروا

الجواب) اگر اپنی بیوی کو پہلے طلاق دے دی ہے اور اس کی عدت طلاق یعنی تین حیض گزر گئے ہیں یا اگر بض آنا عورت کو بند ہو گیا ہو اور تین ماہ گزر گئے ہیں تو بیوی کی حقیقی بیوہ بہن سے شرعاً نکاح درست ہے' اور اگر نی بیوی کو طلاق دینے سے قبل' یا طلاق دینے کے بعد اس کی عدت گزرنے سے قبل بیوی کی سگی بہن سے نکاح ے تو نکاح باطل ہو گا اور منعقد نہیں ہو گا۔

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً . اى عقداً صحيحاً . و عدةً لو من طلاق بائن درمختار على هامش الشامى ص ۳۹۰ ج ۲)

ولا يجوز ان يتزوج اخت معتد ته سواء كانت المعتدة عن طلاق رجعي' او بائن او ثلاث عن نكاح فاسد او عن شبهة اه (عالمگیری ص ۲۹۶ ج ۲)

دت کے بعد دوسرے یا شوہر اول سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

سوال ۵۰۶) عدت گزر جانے پر نکاح دوسرے آدمی سے کر سکتی ہے یا اپنے خاوند سے کر سکتی ہے ؟

الجواب) عدت گزر جانے پر دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر شوہر نے تین طلاقیں نہیں دی نہیں بلکہ ایک یا دو طلاق دی تھیں اور عدت گزر گئی تو بعد عدۃ شوہر سے بھی نکاح ہو سکتا ہے اور اگر تین طلاقیں ی ہیں تو بغیر حلالہ کے شوہر اول سے بھی نکاح نہیں کر سکتی۔ فقط

اور غیر مغلظ طلاق کی عدۃ میں بھی شوہر نکاح اپنی مطلقہ سے کر سکتا ہے ودليله : اذا كان الطلاق ائنا دون الثلاث، فله' ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها' وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين ى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحاصحيحاً و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها (

عالمگیری مصری ص ۴۷۳ ج ۲) فقط

بیوی غیر مدخولہ کو طلاق دی' اب بلا نکاح اس کو رکھ نہیں سکتا

(سوال ۵۰۷) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دی اور پھر ایک مولوی کے مسئلہ بتلانے اور کہنے سے اسکو گھر میں رکھ کر صحبت کی' اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں اس شخص کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی اور جب کہ وہ عورت غیر مدخولہ تھی تو اس پر طلاق بائنہ واقع ہوئی' ایک طلاق سے ہی وہ بائنہ ہو گئی [1] بدون نکاح جدید کے اس کو گھر میں رکھنا اور صحبت کرنا حرام ہے' فوراً اس کو علیحدہ کر دیا جاوے' اور اس کو گھر میں رکھنا ہے تو پھر نکاح کرنا چاہیئے۔ فقط

لڑکی کی شادی ماموں کے لڑکے سے درست ہے

(سوال ۵۰۸) زید کے حقیقی ماموں کے لڑکے سے اس کی لڑکی کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے۔ واما عمة عمة امه و خالة خالة ابيه فحلال' كبنت عمه و عمته و خاله وخالته' [2] لقوله تعالى: واحل لكم ما وراء ذلكم [3] الآية اس سے معلوم ہوا کہ زید کے حقیقی ماموں کے پسر سے زید کی دختر کا نکاح درست ہے۔

حاملہ عن الزنا کی اولاد اور اس کی شادی

(سوال ۵۰۹) ایک شخص کی لڑکی مرتکب زنا ہو کر حاملہ ہو گئی' حالت حمل میں اس کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا' یہ عقد صحیح ہوا یا نہیں؟ اور اس کے جو لڑکا حمل زنا سے پیدا ہوا اس کو نانا نے غنیمت سمجھا اور گود میں لے کر کھلاتا ہے' ایسے شخص سے تعلقات' میل جول رکھنا کیسا ہے؟

(الجواب) یہ عقد صحیح ہو گیا تھا' کیونکہ حاملہ عن الزنا کا نکاح غیر زانی سے بھی منعقد ہو جاتا ہے البتہ غیر زانی کو تا وضع حمل وطی درست نہیں ہے۔ كذافى الدر المختار [4]

معلوم نہیں سائل کی غرض اور منشاء اس سوال سے کیا ہے؟ کیا اس لڑکے کی پرورش کرنا کچھ گناہ سمجھ رکھا ہے' آخر اس لڑکے کا کیا قصور ہے اس کی پرورش نانا نہ کرتا۔

واضح ہو کہ ولد الحرام کا نسب ماں سے شرعاً ثابت ہے اور اس بچے کی پرورش ضروری ہے' اس میں کچھ گناہ نانا نے نہیں کیا۔

---

(۱) قال لزوجته غير المدخول بها " انت طالق ثلاثا الخ " وقعن الخ وان فرق بانت بالا ولى لا الى عدة' ولذا لم تقع الثانية بخلاف الموطوءة حيث يقع الكل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب طلاق غير المدخول بها ص ٦٢٤ ج ٢ ص ٦٢٦ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢٨٤ - ٢٨٦) ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش ردالمحتار فصل فى المحرمات ص ٣٨٢ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٣٠ ظفير

(۳) سورة النساء: ٤

(٤) وصح نكاح حبلى من زنا لا حبلى من غيره . اى الزنا . لثبوت نسبه (الى قوله) وحرم وطوءها و دواعيه حتى تضع الخ لو نكحها الزانى حل له وطوءها اتفاقا والو لد له ولزمه النفقة (الدرالمختار ص ٣٨٩ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢٨ - ٢٩)

نیہ کی لڑکی سے شادی درست نہیں ہوئی مزنیہ سے شادی درست ہے

وال ۵۱۰) ایک عورت کا ناجائز تعلق ایک مرد کے ساتھ تھا اس عورت نے اس مرد کے ساتھ اپنی ں کی شادی کردی اس لڑکی کا انتقال ہو گیا قبل وطی کے اب اس لڑکی کی والدہ اس مرد کے ساتھ نکاح کرنا تی ہے کیونکہ لڑکی کے والد نے اس کی والدہ کو طلاق دیدی ہے آیا اس صورت میں اس لڑکی کی والدہ کا نکاح مرد سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب) اگر ناجائز تعلق اس شخص کا اس عورت سے مثل زنا وغیرہ ثابت ہے تو نکاح اس شخص کا اس ت مزنیہ اور ممسوسہ بالشہوت کی دختر سے حرام اور ناجائز ہوا پھر اگر اس شخص نے قبل وطی و قبل مس ہوت وغیرہ اس لڑکی کو طلاق دے دی تو اس شخص کا نکاح اس لڑکی کی والدہ سے درست ہے اور اگر ناجائز ن اس عورت کا اس مرد سے ثابت نہیں اور زنا وغیرہ امور محرمہ نہیں پائے گئے تو پھر اس کی دختر سے نکاح شخص کا صحیح ہو گیا اور صحیح نکاح میں بدون وطی کے بھی منکوحہ کی ماں سے ہمیشہ کو نکاح حرام ہو جاتا ہے۔

در مختار میں ہے۔ وام زوجته الخ بمجرد العقد الصحيح وان لم توطاء الخ . قوله الصحيح راز عن النكاح الفاسد فانه لايوجب بمجرده حرمة المصاهرة بل بالوطى اوما يقوم مقامه من س بشهوة[1] الخ (شامی ص ۲۷۸ ج ۲)

ں کہتا ہے لڑکی نے اجازت دی اور لڑکی کہتی ہے کہ نہیں، نکاح ہوا یا نہیں؟

ال ۵۱۱) وکیل نے دو آدمیوں کی موجودگی میں لڑکی سے وکالت نکاح کی اجازت لی اس نے ہاں کہا اس قاضی سے آ کر کہا نکاح پڑھا دیا گیا لڑکی کے باپ کو جب معلوم ہوا تو اس نے آ کر اپنی لڑکی کلثوم سے اس ہ میں معلوم کیا، جواب میں کلثوم نے اس پورے واقعہ سے لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ میں نے کسی کو اذن نہیں ہ شرع شریف میں اس نکاح کا کیا حکم ہے؟

واب) لڑکی اگر بالغ ہے اور اس نے بجواب کلام بحر "ہوں" کہا ہے جس کے شاہد ہیں تو نکاح اس کا منعقد یا اور بعد میں انکار کرنا لڑکی کا کہ میں نے اذن نہیں دیا معتبر نہیں ہوگا کہ لفظ ہوں کہنا اس کا اولاً اذن ہے۔

قال في الدر المختار: فان استاذن غير الاقرب كاجنبي او ولي بعيد فلا عبرة لسكوتها' بل من القول (درمختار على هامش الشامي ج ۲ ص ۴۱۳)

فقط ـ واللہ تعالیٰ اعلم۔　عزیز الرحمٰن

، بہن کو طلاق دلوا کر دوسرے سے شادی کر دی

ال ۵۱۲) ایک شخص نے اپنی چھوٹی بہن کا نکاح ایک شخص سے کر دیا، والدہ اس نکاح سے ناراض تھی نے چھوٹی لڑکی کو طلاق دلوا کر بڑی لڑکی کا نکاح کر دیا۔

لدر المختار على هامش رد المحتار فصل في المحرمات ص ۳۸۳ ج ۲ ـ ط.س. ج۳ ص ۳۰، ۱۲ ظفير

کیا فوراً بعد طلاق کے بڑی لڑکی کا نکاح اس شخص سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر چھوٹی لڑکی سے خلوت بھی نہیں ہوئی تھی' اور قبل خلوت اس کو طلاق دی گئی تو عدت اس پر واجب نہیں،[1] اس حالت میں اس کی بہن سے فوراً نکاح صحیح ہے' لیکن والدہ ولی نہیں اگر بڑی لڑکی نابالغہ ہے بدون بھائی کی اجازت کے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ فقط

بیوی کو طلاق دیکر اس کی بیوہ بہن سے شادی کرے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۵۱۳) دو بھائیوں کا نکاح دو بہنوں سے ہوا تھا' اب بڑا بھائی فوت ہو گیا اس کی بیوی بالغ ہے' تو چھوٹا بھائی اپنی بیوی نابالغہ کو طلاق دیکر اپنے بڑے بھائی کی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر چھوٹا بھائی اپنی زوجہ نابالغہ کو طلاق دیکر اس کی بڑی بہن سے نکاح کرے تو یہ درست ہے لیکن اگر وہ چھوٹا بھائی اب بھی نابالغ ہے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی' اور اگر بالغ ہے تو اس کی طلاق واقع ہو جاوے گی' اور اگر وہ خلوۃ اپنی زوجہ نابالغہ سے کر چکا ہے تو اس کی عدۃ پوری ہونے کے بعد اس کی بڑی بہن سے نکاح کرے۔ فقط

حمیدہ کو نیک بتا کر نکاح کر دیا بعد میں وہ فاحشہ نکلی اور آتشک میں مبتلا' تو یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

(سوال ۵۱۴) زید کو ایک معتبر شخص بکر نے یقین دلایا کہ حمیدہ ایک زن نہایت سلیم الطبع اور خوش اخلاق ہے' اسی بناء پر زید نے حمیدہ کو نکاح میں قبول کیا' مجلس نکاح میں نہ قاضی تھا نہ بکر' باوجود وعدہ شریک مجلس نکاح نہ ہوا' ایک گواہ برادر حقیقی حمیدہ اور ایک وکیل جو بالکل حمیدہ کے حالات سے ناواقف تھا مجلس نکاح میں اور کوئی نہ تھا۔

بعد نکاح حمیدہ مرض آتشک میں مبتلا اور حرکات و سکنات میں فاحشہ و بے حیا ظاہر ہوئی' کیا نکاح اور مہر واجب ہے؟

(الجواب) جب کہ ایجاب و قبول دو گواہوں کے روبرو ہو گیا نکاح صحیح ہو گیا' عورت کے عیوب کی وجہ سے زید اس کو رکھنا نہ چاہے تو طلاق دے دیوے' اور بصورت دخول یا خلوت صحیح مہر پورا بذمہ زید لازم ہے اور اگر بکر نے عمداً جھوٹ بولا اور دھوکہ دیا تو وہ عاصی ہوگا۔ فقط

---

(۱) قال لزوجته غیر المدخول بها: " انت طالق ثلاثا" وقعن الخ وان فرق بانت بالاولی لا الی عدة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب طلاق غیر المدخول بها ص ۶۲۶ ج ۲ ط.س ج ۳ ص ۲۸۴ ... ۲۸۶) ظفیر

چوتھا باب

محرمات
یعنی
وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے

پہلی فصل : حرمت نکاح بہ سبب نسب

علاتی بہن کے لڑکے کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۵۱۵) زید بنت ابن اخت علاتی را نکاح خود در آورد، پس نکاحش جائز است یانہ ؟ وبر زید چہ سزا آید، شرعاً اگر آں نکاح جائز است ؟

(الجواب) بابنت ابن اخت علاتی نکاح حرام است، وناکح مستوجب تعزیر است، واگر توبہ نکند وزن مذکور را علیحدہ نہ کند باو مشارکت و مواکلت و مجالست ترک کردہ شود۔

قال اللّٰہ تعالیٰ : و بنات الاخ و بنات الاخت الآیۃ ای وحرمت علیکم۔ [1] الآیۃ
وقال تعالیٰ : فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین [2] الآیۃ فقط

سوتیلی خالہ سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۵۱۶) سوتیلی خالہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟ اور آیت کریمہ میں لفظ خٰلتکم سے کیا مراد ہے، اور لفظ جمع سے کیوں تعبیر فرمایا ہے ؟

(الجواب) وخٰلتکم [3] میں ہر سہ اقسام کی خالات داخل ہیں، اور سب سے نکاح حرام ہے خواہ ماں کی حقیقی بہن ہو، یا باپ میں شریک یعنی علاتی بہن ہو، یا ماں میں شریک یعنی اخیافی بہن ہو ھکذا فی کتب التفسیر والفقہ [4] فقط

---

(۱) دیکھئے سورۃ النساء : ٤
(۲) سورۃ انعام : ۸
(۳) سورۃ النساء : ٤
(٤) دخل فیہ الاخوات المتفرقات و بناتھن الخ و العمات والخالات المتفرقات (البحر الرائق ص ۹۹ ج ۳ ط۔س۔ ج۳ ص۹۳)

حقیقی بھانجہ اور حقیقی بھتیجہ کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۵۱۷) ماموں حقیقی کو اپنے بھانجہ حقیقی کی بنت سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟
اور چچا حقیقی کو اپنے ابن الاخ حقیقی کی بنت کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) واضح ہو کہ قرآن شریف میں محرمات کے بیان میں جو ارشاد ہے وبنات الاخ و بنات الاخت[1] اس سے مراد یہ ہے کہ خواہ بھائی اور بہن کی بنات صلبیہ ہوں یا ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد ہو'
پس جیسے بھانجی سے نکاح حرام ہے بھانجہ کی دختر سے بھی نکاح حرام ہے نیچے تک' اور جیسے بھتیجی حرام ہے بھتیجہ کی دختر بھی حرام ہے وان سفلت'
پس عدم جواز نکاح ساتھ بنت ابن الاخت کے یا بنت ابن الاخ کے نص قطعی سے ثابت ہے اس میں کسی کا اہل حق میں سے خلاف نہیں ہے۔

تفسیر خازن میں ہے:
والبنت عبارة عن کل انثیٰ رجع نسبها الیك بالو لادة بدرجة او درجات' الیٰ ان قال قوله تعالیٰ و بنات الاخ ای حرمت علیکم بنات الاخ الخ' و بنات الاخت وهی عبارة عن کل امراة لاخیك او لا ختك علیها ولادة یرجع نسبها الی الاخ او الاخت' فیدخل فیهن جمیع بنات اولاد الاخ والاخت وان سفلن الخ (خازن ص ٤٠٤ جلد اول)

علاتی بہن کی پوتی حرام ہے

(سوال ۵۱۸) زید اپنی علاتی بہن کی پوتی سے نکاح کرنا چاہتا ہے' نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) تمام مفسرین اور علماء اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں کہ آیۃ کریمہ وبنات الاخت[2] سے ہر قسم کی بہن کی اولاد سے اور اولاد کی اولاد سے نکاح حرام ہے' یعنی خواہ بہن عینی حقیقی ہو یا علاتی یعنی صرف باپ میں شریک ہو' یا اخیافی یعنی صرف ماں میں شریک ہو۔
پس اگر سوتیلی بہن سے علاتی یا اخیافی بہن مراد ہے تو اس کی پوتی سے نکاح قطعاً حرام ہے۔ کذافی عامة کتب الفقه[3] فقط

ایک شوہر سے لڑکا ہو' دوسرے شوہر سے لڑکی ان میں نکاح جائز نہیں۔

(سوال ۵۱۹) زینب کے دو نکاح ہوئے' پہلے شوہر متوفی سے دو لڑکے اور شوہر ثانی موجودہ سے دو لڑکیاں ہیں' آیا ان دونوں لڑکوں اور لڑکیوں کا نکاح جائز ہیں یا نہیں؟

(الجواب) وہ دونوں لڑکے اور لڑکیاں بھائی بہن ہیں' ان میں باہم نکاح جائز نہیں ہے۔[4] فقط

---

(۱) سورة النساء: ٤. ١٢ ظفیر (۲) سورة النساء: ٤
(۳) ودخل فیه الاخوات المتفرقات و بناتهن وبنات الاخوة المتفرقین والعمات والخالات المتفرقات لان الاسم یشمل الکل (البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ٩٩ ج ٣ .ط.س. ج٣ص٩٣) ظفیر
(٤) قال الله تعالیٰ: وحرمت علیکم امهاتکم و بناتکم واخوتکم (سورة النساء: ٤)

محارم سے نکاح فاسد ہے یا باطل؟

(سوال ۵۲۰) اگر کسی نے اپنے محارم سے نکاح کیا ہو تو وہ نکاح فاسد ہو گا یا باطل؟

(الجواب) وہ نکاح باطل ہے اور اگر فقہاء نے کہیں اس پر اطلاق فاسد کا کیا ہے تو اس سے مراد بھی باطل ہے۔

علاتی خالہ سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۵۲۱) زید کے خسر کے دو بیوی ہیں، ایک بیوی سے جو لڑکی ہے وہ زید سے منسوب ہے اور دوسری بیوی سے جو لڑکی ہے اس سے زید کے لڑکے کا نکاح جائز ہے یا نہیں، یعنی زید کے لڑکے کا نکاح اپنی سوتیلی خالہ سے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کے خسر کی دونوں لڑکیاں جو زید کے خسر کی دو زوجہ کے بطنؔ سے ہیں وہ دونوں لڑکیاں علاتی بہنیں یعنی باپ شریک بہنیں ہیں۔

پس زید کے پسر کا نکاح اس کی خالہ علاتی سے درست نہیں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: حرمت علیکم امہٰتکم و بنٰتکم واخوٰتکم وعمّٰتکم وخالٰتکم [1] اس آیت سے ہر قسم کی خالہ کی حرمت ثابت ہے، یعنی عینی وعلاتی واخیافی ہر قسم کی خالہ سے نکاح حرام ہے۔ [2] فقط

بہن کی نواسی سے نکاح درست نہیں

(سوال ۵۲۲) کیا فرماتے ہیں علماء کہ زید کے عقد نکاح میں ہندہ اور رضیہ دو عورتیں تھیں، ہندہ کے بطن سے ایک بیٹی مخدومہ پیدا ہوئی اور رضیہ کے بطن سے ایک بیٹا بکر پیدا ہوا، اب مخدومہ کی سگی نواسی سے بکر کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(الجواب) مخدومہ کی نواسی سے بکر کا نکاح درست نہیں ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ: وبنات الاخ [3] (الآیۃ) (ای حرمت علیکم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح فاسد وباطل کا فرق

(سوال ۵۲۳) نکاح فاسد وباطل میں کیا فرق ہے؟

(الجواب) اس بارے میں اقوال فقہاء مختلف ہیں۔

محقق ابن ہمام فرماتے ہیں کہ:

---

(۱) سورۃ النساء: ٤

(۲) دخل فیہ الاخوات المتفرقات و بناتھن و بنات الاخوۃ المتفرقین والعمات والخالات المتفرقات لان الاسم یشمل الکل (البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ۹۹ ج ۳ ط.س ج۳ ص ۹۳) ظفیر

(۳) سورۃ النساء: ٤ . فیدخل فیھن جمیع بنات اولاد الاخ والاخت ان سفلن الخ (تفسیر خازن ص ٤٠٤ ج ۱)

"نکاح باطل و فاسد میں کچھ فرق نہیں ہے"
اور بعض کتب سے فرق ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ شامی میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ من شاء فلیراجع الیہ[1] فقط

اخیافی بہن کی دختر سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۵۲۴) امینہ کے شوہر عظیم نے انتقال کیا' ایک دختر سائرہ چھوڑی' سائرہ کی شادی محمد سے ہوئی' محمد کے نطفہ سے ایک لڑکی سکینہ پیدا ہوئی۔ امینہ نے ایام عدت گزر جانے کے بعد عثمان سے عقد ثانی کیا' عثمان کے نطفہ سے عبدالکریم پیدا ہوا۔ اب عبدالکریم کا نکاح محمد کی لڑکی سکینہ سے ہو گیا ہے' کیا یہ نکاح جو اخیافی بہن کی دختر سے ہوا شرعاً جائز ہے یا کیا؟

(الجواب) یہ نکاح جو اخیافی بہن کی دختر سے ہوا قطعی حرام اور ناجائز ہے' بنات الاخت کی حرمت قرآن شریف میں منصوص ہے اور ہر سہ قسم کی اخت اس میں شامل ہے' عینی ہو یا علاتی یا اخیافی کما فی عامة کتب الفقه و التفسیر . قال فی المدارك' قوله تعالیٰ واخواتکم لاب وام او لاب او لام و عماتکم من الاوجه الثلاثة و خالاتکم کذالك و بنات الاخت کذلك[2] الخ . وهکذا فی الجلالین وغیره من کتب التفاسیر. فقط

سوتیلی بہن سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۵۲۵) سوتیلی بہن سے جو دوسرے باپ سے ہو نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جائز نہیں ہے۔ لقوله تعالیٰ واخواتکم ای حرمت علیکم[3] الآیة فقط

بھانجی بھتیجی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۲۶) بھانجی یا بھتیجی کی لڑکی کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) جیسا کہ بھانجی اور بھتیجی حقیقی سے نکاح حرام ہے ان کی دختر سے بھی حرام ہے' کیوں کہ لفظ وبنات الاخ و بنات الاخت[4] نیچے تک جملہ اولاد اخ واخت واولاد اولاد اخ واخت کو شامل ہے۔ کما فی تفسیر الخازن :

وبنات الاخ و بنات الاخت و هی عبارة عن کل امرءة لاخیك اولاختك علیها ولادة یرجع نسبها الی الاخ او الاخت فید خل فیهن جمیع بنات اولاد الاخ والاخت وان

---

(۱) فیه انه لا فرق بین الفاسد والباطل فی النکاح بخلاف البیع' کما فی نکاح الفتح' لکن فی البحر عن المجتبی : کل نکاح اختلف العلماء فی جوازه کالنکاح بلاشهود' فالدخول فیه موجب للعدة' واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فالدخول فیه لا یوجب العدة الخ (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲ ط.س. ج۳ص۵۱٦)
(۲) دیکھئے آیت وحرمت علیکم امهاتکم الخ تفسیر مدارك التنزیل ص ۱٦۹ ج ۱
(۳) سورة النساء : ٤ . واخواتکم لاب و ام اولاب اولام (مدارك التنزیل ص ۱٦۹ ج ۱) (٤) سورة النساء : ٤

سفلن.[1] الخ فقط

سوتیلی بہن کی پوتی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۵۲۷) زید کا عقد اس کی سوتیلی بہن کی پوتی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

صورت یہ ہے کہ بکر نے اول ایک عقد کیا جس سے ہندہ پیدا ہوئی اور ہندہ سے خالد اور خالد سے سلیمہ پیدا ہوئی، بعد اس کے بکر نے ایک اور عقد کیا اس سے زید پیدا ہوا' آیا زید کا عقد سلیمہ سے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کا نکاح اس صورت میں سلیمہ سے درست نہیں ہے' حرام قطعی ہے کما قال اللہ تعالی : و بنات الاخ و بنات الاخت[2] الآیۃ فقط

نواسی سے نکاح حرام ہے اور اس کے معاون فاسق ہیں

(سوال ۵۲۸) زید نے حقیقی نواسی سے عقد کیا تو زید کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اور جو لوگ اس کے معاون و مددگار ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) نواسی حقیقی سے نکاح کرنا قطعاً حرام ہے اور یہ نص قطعی سے ثابت ہے'[3] لہذا مرتکب اس فعل شنیع کا فاسق و فاجر ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور اس کو علیحدہ نہ کرے تو اس سے متارکت و مقاطعت لازم ہے اور جو لوگ اسکے معاون و مددگار ہیں اور اس کا ساتھ دیتے ہیں وہ بھی فاسق ہیں' اعانت معصیۃ بھی معصیۃ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ : وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان[4] فقط

سوتیلے بھائی کی نواسی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۵۲۹) زید و عمر دونوں سوتیلے بھائی ہیں' یعنی ایک باپ اور دو ماں سے' تو زید کی نواسی کا نکاح عمر سے کیا جاوے تو کیا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) تینوں قسم کے بھائی یعنی عینی' علاتی' اخیافی بھائی کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے نکاح حرام ہے۔ لقولہ تعالیٰ: و بنات الاخ و بنات الاخت[5] فقط

علاتی بہن کی پوتی سے نکاح حرام ہے

(سوال ۵۳۰) اپنی علاتی بہن کی پوتی سے نکاح جائز ہے یا کہ نہیں؟

---

(۱) تفسیر خازن ص ٤٠٤ ج ١

(٢) سورۃ النساء : ٤

(٣) حرمت علیکم امهاتکم و بناتکم و اخواتکم و عماتکم و خالاتکم و بنات الاخ و بنات الاخت (سورۃ النساء : ٤) والنبت عبارۃ عن کل انثی رجع نسبها الیك بالولادۃ بدرجۃ او درجات تفسیر خازن ص ٤٠٤ ج ١ . ظفیر

(٤) المائدۃ : ١

(٥) سورۃ النساء : ٤

(الجواب) علاتی بہن کی پوتی سے نکاح حرام ہے' کما فی الجلالین فی تفسیر قوله تعالیٰ : وبنات الاخ و بنات الاخت و تدخلن فیهن بنات اولادهن [1]' وفی الدرالمختار : حرم الخ و فرعه الخ و بنت اخیه واخته و بنتها [2] الخ ' وایضاً فی الجلالین فی تفسیر قوله تعالیٰ واخواتکم من جهة الاب او الام [3] الخ فقط

بھتیجہ اور بھانجی سے نکاح درست نہیں ہے

(سوال ۵۳۱) بهشتی زیور میں ہے کہ بھتیجہ اور بھانجی سے نکاح درست نہیں' یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں؟
(الجواب) یہ مسئلہ بھی صحیح ہے کہ عورتوں کو اپنے بھتیجہ عینی وعلاتی واخیافی اور بھانجہ حقیقی وعلاتی واخیافی سے نکاح جائز نہیں [4] البتہ چچازاد بھائی اور بہن کی لڑکی سے نکاح درست ہے۔ فقط

چچازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۵۳۲) حامد کے دو لڑکے بکر و عمر ہیں اور بکر کا لڑکا زید' اور عمر کا لڑکا الیاس ہے۔ آیا زید کا نکاح الیاس کی لڑکی سے ہو سکتا ہے ؟ جن کا آپس میں چچا بھتیجی کا رشتہ ہے۔
(الجواب) ہو سکتا ہے یہ صورت احل لکم ما وراء ذالکم [5] میں داخل ہے۔

علاتی نواسی سے شادی درست نہیں ہے

(سوال ۵۳۳) میاں بھائی کی دو زوجہ بی جان وعمدہ بی بی ہیں بی جان سے ایک لڑکا محبوب اور عمدہ بی سے ایک لڑکی مسماۃ حشمت اس کی لڑکی معصوم بی اس کی لڑکی قطب بی ہے محبوب کا نکاح قطب بی سے جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب) مسماۃ قطب بی محبوب کی بہن علاتی حشمت بی کی نواسی ہے لہذا نکاح محبوب کا مسماۃ قطب بی سے حرام قطعی ہے قال اللہ تعالیٰ و بنت الاخ و بنت الاخت [6] الایة پس جیسے بہن سے نکاح حرام ہے بہن کی اولاد اور اولاد اولاد سے بھی حرام ہے اور یہی مراد ہے بنات الاخت سے اور اخت میں تینوں قسم کی اخت داخل ہیں۔ عینی' علاتی' اخیافی۔ [7] فقط

---

(۱) دیکھئے تفسیر جلالین سورۃ النساء آیت مذکور ص ۷۳
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۱ ج ۲.ط.س.ج۳ص۲۸.....۲۹
(۳) تفسیر جلالین سورۃ النساء آیت مذکور ص ۷۳ ظفیر
(٤) حرم علی المتزوج ذکراً کان او انثیٰ اصله و فرعه علا او نزل و بنت اخیه و اخته و بنتها (درمختار) کما یحرم علیه تزوج بنت اخیه یحرم علیها ابن اخیه وهکذا الخ(ر د المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۱ ج ۲.ط.س.ج۳ص۲۸.....۲۹)(۵) سورۃ النساء : ٤ ظفیر
(٦) سورۃ النساء : ٤ ظفیر(۷) دیکھئے تفسیر خازن ص ٤٠٤ ج ۱ ظفیر

لڑکی کے لڑکے کی زوجہ سے نکاح حرام ہے

(سوال ۵۳٤) نانا کی بیوہ سے جو کہ دوتے (نواسے) کی نانی ہو بلکہ دوسری کوئی غیر عورت ہو نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر دوتے یعنی پسر دختر کے دوسرے بھائی کے ساتھ کہ وہ بھی پسر دختر ہے اس عورت بیوہ مذکورہ کے ساتھ ایجاب و قبول شرعی ہو چکا ہو تو اگر نانا ایسی عورت مخطوبہ پسر دختر خود کے ساتھ نکاح کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

نانا کی بیوہ سے نکاح درست نہیں

(سوال) (۳) اگر نانا شیخ فانی ہو اور وہ اپنا نکاح کسی عورت سے محض خدمت کے لئے کرے اور مجامعت پر قادر نہ ہو تو بعد وفات نانا کے اس عورت سے کیا نکاح جائز ہے؟

ولا تنکحوا کی تفسیر

(سوال) (۴) اس عبارت تفسیر مولانا ابوالسعودؒ کا کیا مطلب ہے جو بذیل آیت ولا تنکحوا مانکح اباء کم الایہ ہے؟

(الجواب) (۱) حرام ہے بقوله تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح اباء کم من النساء الآیة (سورة النساء) ۳. وقال فی العالمگیریة نساء الاباء والا جداد من جهة الاب اوالام وان علوا فهؤلاء محرمات علی التابید نکاحاً و وطیاً[1] ص ۲۱٤ ج ۱

(۲) اگر ایجاب و قبول نکاح کا ہو چکا تھا یعنی نکاح شرعی حسب قاعدہ شرعیہ ایجاب و قبول کے ساتھ ہو چکا تھا تو نانا کا نکاح زوجہ پسر دختر خود سے فاسد اور حرام اور ناجائز ہے اور اگر خطبہ ہوا تو نانا سے نکاح اس مخطوبہ پسر دختر کا جائز ہے

(۳) ایسی حالت میں بھی پسر دختر کا نکاح اپنے نانا کی منکوحہ سے درست نہیں۔ کما مر فی الجواب الاول

(۴) جو کچھ حاصل اس عبارت ابوالسعودؒ کا ہے وہی مذہب ہے جمہور کا اور حنفیہ کا کہ نکاح اگر صحیح ہوا تو نفس نکاح موجب حرمت اور اگر فاسد ہو تو بعد وطیٔ و ما یجری مجراہ حرمت ثابت ہوگی قال فی العالمگیریة فلو تزوجها نکاحاً فاسداً لا تحرم علیه امها بمجرد العقد بل بالوطئ کذا فی البحر[2] پس اگر پسر دختر کی منکوحہ کے ساتھ نانا نے نکاح کیا تھا تو نکاح فاسد تھا اور اگر مخطوبہ کے ساتھ کیا تھا تو صحیح ہوا اور شیخ ضعیف کے حق میں تحرک قلب یا ازدیاد تحرک قلب قائم مقام شہوۃ کے ہے۔[3] فقط

منکوحہ کی لڑکی سے نکاح حرام ہے

(سوال ۵۳۵) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا لیکن وہ عورت ابھی تک والدین ہی کے گھر میں تھی اور کوئی دخول وغیرہ زید کا اس کے ساتھ نہیں ہوا تھا کہ عمر اسے اغوا کر کے لے گیا عرصہ دراز تک منکوحہ زید عمر کے یہاں رہی اور عمر سے اس عورت کی دو بیٹیاں پیدا ہوئیں تو زید یا زید کا بھائی ان لڑکیوں سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور یہ دونوں لڑکیاں نسب میں کس کی طرف منسوب ہوں گی؟

---

(۱) عالمگیری ص ۲۱٤ ج ۱ ط.س. ج۳ ص۲۷٦ ظفیر
(۲) دیکھئے البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ۱۰۰ ج ۳. ط.س. ج۳ ص۹۳
(۳) حد الشهوة فی امراة نحو شیخ کبیر تحرك قلبه او زیادته الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٦ ج ۲. ط.س. ج۳ ص۳۳

(الجواب) درمختار میں ہے لان للعقد حکم الوطئ حتی لو نکح مشرقی بمغربیة یثبت نسب اولادها منه الخ وفیه فی ثبوت النسب وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر منذ تزوجها [1] الخ

الغرض جب کہ شرعاً فراش ثابت ہے اور اولاد زید کی منکوحہ زید کی طرف منسوب ہے اور اس سے ثابت النسب ہے تو زید کا نکاح اپنی اولاد سے درست نہیں ہو سکتا اسی طرح زید کا بھائی بھی اس سے نکاح نہیں کر سکتا کہ وہ لڑکی زید کے بھائی کی بھتیجی ہوئی قال علیه الصلوة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر [2] فقط

علاتی بہن کی اولاد سے نکاح

(سوال ۵۳۶) ایک شخص خلیل خان نے اپنے سوتیلے بھانجے مروان خان کی پوتی سے نکاح کیا ہے یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں بھانجہ سے مراد یہ ہے کہ مروان خلیل خان کی علاتی بہن کا بیٹا ہے رخصت ابھی تک نہیں ہوئی ہے فریقین کا قول ہے کہ خواہ نکاح جائز نہ ہو تو ہم زنا ہی کرائیں گے شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) علاتی بہن کی اولاد سے نکاح کرنا ویسا ہی حرام ہے جیسا کہ عینی بہن کی اولاد سے نکاح حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نساء محرمات کے بیان میں فرمایا : وبنات الاخ و بنات الاخت و فی تفسیر المدارك واخواتكم لاب وام اولاب او لام و عماتكم من الاوجه الثلاثة و خالاتكم كذلك و بنات الاخ كذلك و بنات الاخت كذلك [3] الخ وفی الخازن ...... و بنات الاخ و بنات الاخت وهی عبارة عن كل امراة لا خيك اولا ختك عليها ولادة و يرجع نسبها الى الاخ اواخت فيدخل فيهن جميع بنات اولاد الاخ والاخت وان سفلن الخ (خازن ص ۳٤۰ ج ۱)

اس عبارت اخیرہ کا مطلب صاف یہ ہے کہ بھائی اور بہن عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی ان کی اولاد نیچے تک حرام ہے پس علاتی بھانجہ کی پوتی سے نکاح کرنا قطعاً حرام ہے اور حرمت اس کی نص صریح قطعی سے ثابت ہے جو شخص مرتکب اسکا ہوگا فاسق و فاجر و عاصی ہے اور فریقین کا قول بمقابلہ حکم شریعت کے کہ گو عقد حرام ہی کیوں نہ ہو الخ سخت معصیت اور دلیری ہے ان کو فوراً اس سے توبہ کرنی چاہئیے اور لڑکی کو رخصت نہ کرنا چاہئیے کہ وہ نکاح نہیں ہوا اور اگر وہ اس فعل سے توبہ نہ کریں اور لڑکی کو رخصت کر دیں تو اہل برادری کو ان سے متارکت کر دینی چاہئیے جو لوگ شریک اور معاون ہوں گے وہ سب فاسق اور گناہ گار اور شریعت کا مقابلہ کرنے والے سمجھے جائیں گے اور ایسی دلیری سے شریعت غراء کے مقابلہ میں خوف کفر ہے فی الفور سب کو تائب ہو جانا لازم ہے اور اس نکاح کو باطل سمجھیں وہ نکاح ایسا ہی ہے جیسا اپنی ماں بیٹی بہن سے کوئی شخص نکاح کرے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار . والله ولی التوفیق واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والسلام علی من اتبع الهدیٰ . مفتی مدرسہ عربیہ

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ص ۸٦۷ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۵۵۰ ظفیر
(۲) مشکوٰة شریف . ظفیر (۳) مدارك ص ۱٦۹ ج ۱

دوسری فصل حرمت نکاح

بہ سبب مصاہرت

جس عورت کا پستان دبایا اس کی لڑکی سے اس کے لڑکے کا نکاح جائز نہیں

(سوال ۵۳۷) بکر نے ایک بالغہ لڑکی کی پستان کو بہ نظر شہوت چھوا یعنی مس کیا جماع نہیں کیا اس لڑکی کا نکاح بکر کے فرزند سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں بکر کے فرزند کا نکاح اس لڑکی سے درست نہیں ہے کذافی الدرالمختار والشامی[1] فقط

ساس کا بوسہ شہوت کے ساتھ لینے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے

(سوال ۵۳۸) اگر اپنی بیوی بوجہ لمس یا قبلہ بالشہوۃ اپنی ساس یا سالی سے کرنے سے حرام ہو جائے تو تجدید نکاح سے حلال ہو جاتی ہے یا ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے؟

(الجواب) ساس کے مس بالشہوت علیٰ شرطہ کرنے سے زوجہ ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے علیحدہ کرنا اس کا واجب ہے اور پھر کبھی وہ نکاح میں نہیں آسکتی[2] اور سالی کو مس بالشہوۃ کرنا اگرچہ حرام ہے لیکن اس سے زوجہ حرام نہیں ہوتی۔[3] فقط

جس سالی کو شہوت سے چھوا وہ اپنے شوہر پر حرام نہ ہوئی

(سوال ۵۳۹) ہندہ پر یہ تہمت لگائی جاتی ہے کہ اس کے بہنوئی نے اس کی چھاتی پر کرتہ اتار کر ہاتھ پھیرا ہے صرف زید کی جو مساۃ کے شوہر کا حقیقی بھائی ہے یہ شہادت ہے اس شہادت کو مانتے ہوئے نکاح میں کچھ فرق تو نہیں آیا اور ہندہ اپنے شوہر پر حرام تو نہیں ہوئی؟

(الجواب) ہندہ کے بہنوئی نے اگر یہ حرکت ہندہ کے ساتھ کی بھی ہو تو ہندہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی کیونکہ کوئی وجہ حرمت کی اس میں نہیں پائی گئی[4] علاوہ بریں ایک شخص کے قول سے یہ تہمت

---

(۱) وحرم ایضا بالصھریۃ اصل مزنیۃ الخ واصل ممسوسۃ بشھوۃ الخ واصل ماستہ الخ و فروعھن مطلقاً (درمختار) لان المس والنظر سبب داع الی الوطؤ فیقام مقامہ فی موضع الاحتیاط قولہ بشھوۃ ای ولو من احدھما قولہ مطلقاً یرجع الی الاصول والفروع ای وان علون وان سفلن (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۵ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۳۲)

(۲) ایضا (۳) وفی الخلاصہ وطی اخت امراتہ لا تحرم علیہ امراتہ ای لا تثبت حرمۃ المصاھرۃ (ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۶ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۳۴) ظفیر

(٤) ولد الورنت امراۃ رجل لم تحرم علیہ وجاز لہ وطؤھا عقب الزنا (ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٦ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۳٤) ظفیر

ثابت بھی نہیں ہو سکتی اور اگر شوہر بھی خود اس فعل کو دیکھتا تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوتی باقی اگر ہندہ اور اس کے بہنوئی میں درحقیقت ایسا معاملہ ہوا ہے تو وہ دونوں گناہ گار ہوئے توبہ کریں یہی اس کا کفارہ ہے۔ فقط

لڑکے کی بیوی کو شہوت سے چھوا مگر دو عادل گواہ نہیں ہیں تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۵٤٠) ایک شخص اپنے لڑکے کی بیوی کے پاس زنا کرنے کی نیت سے دو رات گیا جب دوسری رات شخص مذکور بی بی مذکورہ کے سینہ کی طرف ہاتھ پہنچانے لگا تو عورت نے نیند سے بیدار ہو کر شور کیا لوگ جمع ہو گئے اور یہ فعل ایک مولوی کے سامنے ثابت ہو گیا اس وقت وہ مولوی ان باتوں سے انکار کر رہے ہیں۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر وہ شخص یا اس کا پسر مس بالشہوۃ سے انکار کرے اور دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں عدول کی شہادت سے مس بالشہوۃ ثابت نہ ہو تو حرمت مصاہرت اس صورت میں ثابت نہ ہوگی کیونکہ حرمت مصاہرۃ ان حقوق میں سے ہے جس میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کی ضرورت ہے در مختار میں ہے۔ ولغیر ها من الحقوق سواء کان الحق مالاً او غیره کنکاح و طلاق الخ رجلان او رجل وامراتان[1] الخ و فی باب المحرمات منه وان ادعت الشهوة الخ وانکر ها الرجل فهو مصدق لاهی[2] درمختار ملخصاً فقط

محض اس گمان سے کہ ہندہ کے شوہر نے اس کی ماں سے وطئ کی ہندہ حرام نہیں ہوئی

(سوال ۵٤١) ہندہ صغیرہ کا نکاح اس کے اولیاء نے ایک شخص بالغ سے کر دیا اور یہ شخص بالغ ہندہ کی ماں کے پاس رہنے لگا اور اس قدر خلط ملط اس شخص کا ہندہ کی ماں سے ہوا کہ لوگوں کو گمان ہو گیا کہ یہ شخص ہندہ کی ماں سے صحبت کرتا ہے ہندہ کا نکاح دوسری جگہ کر دیا چھ ماہ بعد اس نے بھی ہندہ کو نکال دیا پھر ہندہ بالغہ ہو گئی ہندہ نے تیسرے شخص سے نکاح کیا اس نے ہندہ سے صحبت کی پھر اس نے بھی ہندہ کو نکال دیا اور طلاق دے دی آیا محض لوگوں کے گمان سے ہندہ کے شوہر اول پر حرمت ابدی ثابت ہوگی یا نہیں اور دوسرا عقد صحیح ہوا یا نہیں دوسرے شخص نے جو ہندہ کو اپنے گھر سے نکال دیا اور طلاق دینا معلوم نہیں محض نکال دینے سے ہندہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں الغرض دوسرا اور تیسرا نکاح صحیح ہے یا نہیں اب شوہر اول نے ہندہ کو طلاق بھی دے دی ہے تو اس صورت میں عدت ختم ہونے پر ہندہ اپنا نکاح چوتھے شخص سے کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) محض گمان سے ہندہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی[3] اور بدوں شوہر اول کے طلاق دینے کے جو دوسرا اور تیسرا نکاح ہوا وہ باطل ہوا اور اگر کسی نے ان میں سے صحبت کی تو وہ حرام فعل ہوا توبہ

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ص ۵۱۵ ج ٤ ط.س. ج۳ص ٤٦٥ ظفیر
(۲) ایضاً فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۷ ظفیر
(۳) الیقین لا یزول بالشك " وہ اقرار کرے یا شرعی گواہ ہوں یوں گمان سے کچھ نہیں ہوتا۔ ظفیر

کریں[1] اب جب کہ شوہر اول نے طلاق دے دی اور اس نے دخول و خلوت بھی نہ کیا تھا تو بلا عدت کے دوسرے شخص سے ہندہ کا نکاح صحیح ہے۔ فقط

صلبی لڑکے کی بیوی سے نکاح حرام ہے

(سوال ۵۴۲) زید نے اپنی صلبی لڑکے کی زوجہ سے نکاح کر لیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اہل اسلام نے زید سے کہا کہ یہ تیرے واسطے حرام ہے اس کو چھوڑ دے اور توبہ کر زید نہ اس عورت کو چھوڑتا ہے نہ توبہ کرتا ہے ایسے شخص سے میل جول رکھنا اور اپنے گورستان میں دفن کرنا اور میت کو غسل دلانا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اپنے صلبی پسر کی زوجہ سے نکاح قطعاً حرام ہے اور وہ محرمات لبدیہ سے ہے کبھی بھی نکاح اس سے جائز نہیں ہو سکتا۔ قال الله تعالیٰ وحلائل ابناء کم الذین من اصلابکم[2] "اور حرام کی گئی ہیں تم پر تمہارے صلبی بیٹوں کی زوجات" پس نکاح مذکور باطل ہوا اور شخص مذکور لائق تعزیر اور تنبیہ کے ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور اس عورت کو علیحدہ نہ کرے تو اس سے قطع تعلق کر دینا چاہئے اور کسی قسم کا میل اسے نہ رکھنا چاہئے اور مردہ شوئی وغیرہ کی خدمت بھی اس سے نہ لی جاوے۔

جوان داماد اور ساس دونوں ایک چادر میں سوئے تو حرمت مصاہرت ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۴۳) جوان داماد اور جوان ساس شب کو ایک چارپائی پر اوپر سے ایک ہی چادر اوڑھے ہوئے سوئے اور وہ معمولی کپڑے پہنے ہوئے تھے چند شب تک ایسا ہوا شہوت ہونے نہ ہونے کی ابھی اس لئے تحقیق نہیں کی گئی کہ شاید مضاجعت میں اس کی ضرورت نہ ہو آیا مضاجعت کا یہ حکم ہے کہ اس کا موجب حرمت ہونا تحقیق شہوت پر موقوف ہے یا یہ حکم ہے کہ مثل بعض صور تقبیل کے یہ موجب حرمت ہے الا ان یتیقن بعدم الشہوۃ۔ پھر اس تیقن کا شرعاً کیا ذریعہ ہے آیا حلف یا کچھ اور؟

(الجواب) مضاجعت میں سوائے اس کے کہ مس ہے اور کوئی یقینی امر نہیں ہے یعنی معانقہ یا مباشرۃ فاحشہ ضرور نہیں ہے اور مس میں حکم حرمت مصاہرت شہوت کے ساتھ ہوتا ہے اور عدم شہوت میں قول ان کا مع حلف مصدق ہے مگر جب کہ انتشار وغیرہ معلوم ہو تو اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائے گی کما فی الشامی، ولم یذکر المس وقد مناعن الذخیرۃ ان الا صل فیه عدم الشهوة مثل النظر فیصدق اذا انکر الشهوة الا ان یقوم الیها منتشراً ای لان الانتشار دلیل الشهوة[3] الخ فقط

---

(۱) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة الخ ولو تزوج بمنكوحة الغير وهو لا يعلم انها منكوحة الغير فوطئها تجب العدة وان كان يعلم انهامنكوحة الغير لا تجب حتى المحرم على الزوج وطئها (عالمگیری کشوری باب المحرمات قسم سادس ص ۲۸۸ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۸۰) ظفیر

(۲) سورة النساء : ٤

(۳) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۳۸ ظفیر

بیوی کے دھوکہ میں حالت شہوت میں لڑکی کو چھودیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۴۴) شخصے درحالت شہوت دختر خود را کہ زوجہ خود پنداشتہ بگرفت چوں معلوم نمود کہ دختر اوست نہ زوجہ او فوراً دست برداشت زوجہ اش بر و حرام خواہد شد یا نہ؟

(الجواب) درمختار میں ہے و کذا لو فزعت فدخلت فراش ابیها عریانةً فانتشر لها ابوها تحرم علیه امها وفی الشامی قوله قد خلت فراش ابیها کنی به من المس والافمجرد الدخول فی الفراش بغیر مس لایعتبر[1] شامی ص ۲۸۳ ج ۲ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حالت شہوت میں بلا حیلولت مس کرنا دختر مشتہاۃ کو حرام کرتا ہے اس کی ماں کو یعنی اپنی زوجہ کو۔

باپ کی منکوحہ سے بعد طلاق شادی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۵۴۵) ایک مرد نے ایک عورت سے عقد کیا نہ خلوت ہوئی نہ اس کو مرد نے دیکھا اور نہ اس کے گھر آئی اور اس کو طلاق دے دی بعد طلاق اس کے اس کا لڑکا عقد کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نہیں کر سکتا ہے (۲)۔(ارشاد ربانی ہے ولا تنکحوا ما نکح آباء کم . سورة النساء: ٤ ظفیر)

منکوحہ کی ماں سے نکاح

(سوال ۵۴۶) عمر نے ہندہ کی صغیرہ لڑکی سے نکاح کیا مگر مجامعت نہیں کی تھوڑے عرصہ بعد ہندہ بیوہ ہو گئی ہندہ کی لڑکی کو طلاق دیکر عمر نے ہندہ سے نکاح کر لیا اور اولاد پیدا کی اولاد ولد الحلال ہو گی یا نہیں؟

(الجواب) عمر کا نکاح ہندہ سے کسی حال میں اور کسی وقت درست نہیں اور اولاد جو ہوئی ولد الحرام ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وام زوجته و جداتها مطلقاً بمجرد العقد الصحیح وان لم توطأ[3] فقط

لڑکے کی بیوی سے نکاح ہمیشہ حرام ہے یا عارضی طور پر؟

(سوال ۵۴۷) از زوجہ ابن نکاح حرام است دائماً یا بعد طلاق یا وفات او جائز است و نیز از زوجہ ابن الاخ بعد موت او نکاح جائز است یا نہ؟

(الجواب) از زوجہ ابن نکاح حرام است دائماً[4] و از زوجہ ابن الاخ بعد موت او و بعد عدت نکاح جائز است۔ فقط

کسی نے ساس سے زنا کیا تو اس کی بیوی کیا کرے؟

(سوال ۵۴۸) زید نے اپنی دختر مسماۃ ہندہ کا عمر کے ہمراہ نکاح کر دیا تھا مگر اب تک ہندہ رخصت ہو کر

---

(۱) رد المحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۸۹ ظفیر

(۲) وتحرم زوجة الاصل والفرع بمجرد العقد دخل بها اولا (ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۳ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۳۱) (۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۳ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۳۱ . ۱۲ ظفیر

(٤) وحلائل ابناء کم الذین من اصلابکم (النساء : ٤) ظفیر

عمر کے گھر نہیں گئی تھی اور عمر زید کے گھر آتا جاتا تھا اس اثناء میں عمر نے زید کی عورت کے ساتھ زنا کیا ایک مرد اور دو عورتیں بھی دیکھ رہی تھیں بعد ازاں عمر شرمندگی کے باعث غیر ملک کو چلا گیا جو آج تک بہ انقضائے عرصہ دس گیارہ سال کے مفقود الخبر ہے اور مزنیہ پہلے بھی اقرار کرتی تھی اور اب بھی اقرار پر قائم ہے کہ میرے ہمراہ میرے داماد نے فعل بد کیا ہے اور گواہان مذکور بھی اب تک اپنے قول پر قائم ہیں اب ہندہ کا نکاح عمر کے ہمراہ باقی ہے یا بوجہ حرمت مصاہرت کے رفع اور فسخ ہو گیا اور زوج آخر کے ہمراہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے و بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باٰخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة [1] الخ قوله الا بعد المتاركة اى وان مضى عليها سنون كما فى البزازية و عبارة الحاوى الا بعد تفريق القاضى او بعد المتاركه [2] الخ پس واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں بلا تفریق قاضی یا متارکۃ شوہر ہندہ دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی البتہ اس وجہ سے کہ عمر مفقود الخبر ہو گیا ہے بربناء مذہب امام مالکؒ جس پر حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے مفقود ہونے کے وقت سے چار برس کے بعد زوجہ مفقود عدت وفات پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے شامی جلد ثالث باب المفقود میں ہے قوله خلافاً لمالكؒ فان عنده تعد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين (الىٰ ان قال) لقول القهستانى لو افتى فى موضع الضرورة لا باس به على ما اظن [3] الخ اور کتب فقہ مالکیہ میں ہے ولزوجة المفقود الرفع للقاضى والوالى ووالى الماء والا فلجماعة المسلمين فيوجل الحر اربع سنين ثم اعتدت كالوفاة ولا يحتاج فيها الاذن من الحاكم ' فقه مالكيه (دیکھئے الحيلة الناجزة ص ۱۲۴) ظفیر

جس عورت کو شہوت سے چھوا اس کی پوتی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۵۴۹) عمر نے ایک عورت کے ہاتھ کو بشہوت چھوا تو عمر کا نکاح اس عورت کی پوتی سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) عمر کا نکاح اس صورت میں اس ممسوسہ بالشہوت کی پوتی سے درست نہیں ہے کما فى ردالمحتار قال فى البحر اراد بحرمته المصاهرة الحرمات الاربع حرمته المراة علىٰ اصول الزانى وفروعه نسباً و رضاعاً و حرمته اصولها و فروعها على الزانى نسباً و رضاعاً [4] الخ فقط

بیٹے کی بیوی کو ننگی کر دیا اور سوائے جماع کے سب کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۵۰) نتھو نے اپنے بیٹے فتو کی زوجہ سے فعل ناجائز کرنا چاہا اور زوجہ فتو پر نتھو اس قدر قادر ہو گیا

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲. ط.س. ج۳ص۳۷. ۱۲ ظفیر
(۲) رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲ . ط.س. ج۳ص۳۷- ۱۲ ظفیر
(۳) رد المحتار كتاب المفقود ص ۴۵۶ ج ۳. ط.س. ج۳ص۲۹۵- ظفیر
(۴) رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۴ ج ۲ . ط.س. ج۳ص۳۲. ظفیر

کہ اس کو ننگی کر کے فعل ناجائز کامرتکب ہوا مگر چونکہ عورت کی منشاء نہیں تھی اس بات پر قادر نہ ہو سکا جیسے سوئی میں دھاگہ پڑا ہوا ہو اور یہ امر کہ ایسا نہیں ہوا زبانی زوجہ فتو کی معلوم ہوا اب اس عورت کا نکاح فتو سے جائز رہایا نہیں اور فتو یا اس کی زوجہ سے معاف کرنے سے نقو کا یہ گناہ معاف ہو جاوے گا یا نہیں نیز والدہ فتو نے بھی شہادت دی کہ ارادہ تھا مگر یہ فعل ہونے نہیں پایا سوائے اس کے اور کوئی شہادت نہیں ہے؟

(الجواب) حرمت مصاہرت محض مس بالشہوۃ سے بھی ثابت ہو جاتی ہے پس اگر دخول فرج داخل میں بھی نہ ہوا ہو تب بھی صورت مذکورہ میں حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی[1] اور فتو کی زوجہ فتو پر حرام ہو گئی فتو کو چاہیئے کہ اس کو علیحدہ کر دے البتہ اگر فتو کو اس فعل کا یقین نہ ہو اور نہ دو گواہ اس فعل کے موجود ہیں تو محض عورت کے کہنے سے حرمت ثابت نہ ہو گی اور علیحدہ کرنا اس عورت کا فتو کے ذمہ لازم نہ ہوگا[2] باقی اگر در حقیقت نقو سے یہ فعل حرام ہوا ہے تو فتو کے معاف کرنے سے یا عورت کے معاف کرنے سے اس کا گناہ معاف نہیں ہو سکتا یہ اللہ کا گناہ ہے البتہ اگر نقو نے توبہ کر لی ہو گی تو جو گناہ اللہ کا ہوا وہ معاف ہو جاوے گا اور جو فتو کی حق تلفی ہوئی وہ فتو کے معاف کرنے سے معاف ہو جاوے گی۔

بیوی کی لڑکی سے صحبت کی کوشش کی تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۵۱) زید نے ہندہ بیوہ سے نکاح کیا ہندہ کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی جس کی عمر دس سال ہے ساتھ آئی زید نے اس لڑکی سے صحبت کی لیکن بوجہ نابالغہ اور مقام تنگ ہونے دخول نہیں ہوا لیکن زید نے دخول ہو جانے کی کوشش بہت کی تو ہندہ زید کے نکاح میں رہی یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زید کی منکوحہ زید پر حرام ہو گئی اس کو علیحدہ کر دینا چاہیئے۔[3] فقط

بیٹے کی بیوی کا دعویٰ ہے کہ خسر نے میرے ساتھ زنا کیا خسر انکار کرتا ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۵۲) زینب نے دعویٰ کیا ہے کہ میرے خسر نے میرے ساتھ زنا کیا شب کے وقت اور کوئی

---

(۱) وحرم ایضاً بالصہریۃ اصل مزنیۃ واصل ممسوسۃ بشہوۃ واصل ماستہ الخ و فروعہن مطلقاً والعبرۃ للشہوۃ (درمختار) قولہ مطلقاً یرجع الی الاصول والفروع ای وان علون وان سفلن (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۵ ج ۲) ط.س. ج۳ص ۳۲ ظفیر

(۲) وثبوت الحرمت بلمسہا مشروط بان یصدقہا ویقع فی اکبر رائہ صدقہا و علی ہذا ینبغی ان یقال فی مسہ ایا ہا لا تحرم علی ابیہ وابنہ الا ان یصدقہا او یغلب علیٰ ظنہ صدقہا ثم رایت عن ابی یوسفؒ ما یفید ذلک الخ (البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ۱۰۷ ج ۳. ط.س. ج۳ص ۱۰۰) ظفیر

(۳) قال فی البحر اراد بحرمۃ المصاھرۃ الحرمات الاربع حرمۃ المراۃ علی اصول الزانی و فروعہ نسبا ورضاعاً و حرمتہ اصولہا و فروعہا علی الزانی نسبا و رضاعاً کما فی الوطی الحلال (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۴ ج ۲) قال فی المعراج بنت خمس لا تکون مشتہاۃ اتفاقاً و بنت تسع فصاعدا مشتہاۃ اتفاقاً فیما بین الخمس و التسع اختلاف الروایۃ والمشائخ والاصح انہا لا یثبت الحرمۃ (البحرالرائق فصل فی المحرمات ص ۱۰۶ ج ۳. ط.س. ج۳ص ۹۹)

شاہد نہیں زینب قسم کھاتی ہے اور اس کا خسر انکار کرتا ہے تو قول زینب معتبر ہے یا نہیں؟

(الجواب) بدون شہادت معتبرہ کے مجرد قول زینب اس کے شوہر کے حق میں معتبر نہ ہوگا[1] یعنی وہ عورت اپنے شوہر سے علیحدہ نہ کی جاوے گی بلکہ اگر زینب اور اس کا خسر یعنی زانی اور مزنیہ دونوں مقر زنا کے ہوں اور شوہر اس کو تسلیم نہ کرے اور شہادت معتبرہ موجود نہ ہو تو شوہر کے حق میں حرمت ثابت نہ ہوگی۔[2] فقط

جس سے منگنی بطور ایجاب و قبول ہوئی اس کی ماں سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۵۵۳) عبداللہ بالغ کی منگنی بطور ایجاب و قبول ہوئی لڑکی نابالغہ کے باپ نے ایجاب کیا وہ لڑکی حالت صغر میں ہی مر گئی حالت حیات میں اپنے والدین کے یہاں رہی دخول کی نوبت نہیں آئی اور بوقت ایجاب کوئی خطبہ نکاح نہیں ہوا تھا اب اس لڑکی کا والد بھی فوت ہو گیا اب عبداللہ لڑکی کی والدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر لڑکی کی جانب سے باپ نے ایجاب کیا اور لڑکے بالغ نے قبول کیا دو گواہوں کے سامنے تو نکاح صحیح ہو گیا اور اس لڑکی کی ماں محرمات ابدیہ میں سے ہو گئی اور اس لڑکے کو اس سے نکاح کرنا کسی وقت درست نہیں، در مختار میں ہے وحرم بالمصاہرۃ بنت زوجۃ الموطؤۃ وام زوجتہ و جداتھا مطلقا بمجرد العقد الصحیح و ان لم توطا الزوجۃ[3] فقط

ایک لڑکی نابالغہ سے منگنی بطور ایجاب و قبول ہوئی وہ مر گئی اب اس کی ماں سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۵۵۴) مسمی عبداللہ کی منگنی کے طور پر ایجاب ہوا مسمی مذکور اس وقت موجود تھا اور بالغ تھا لڑکی نابالغ تھی اس کے باپ نے کیا تھا وہ لڑکی سن صغر میں فوت ہو گئی اپنے ماں باپ کی پرورش میں تھی نہ خطبہ ہوا اور نہ جماع ہوا اور لڑکی کا والد بھی فوت ہو گیا اب عبداللہ لڑکی کی والدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے چونکہ علماء دیہ اس کو حرام قرار دیتے ہیں مگر دوسرے علماء کہتے ہیں کہ لڑکی سے دخول نہیں ہوا اگر دخول ہوتا تو حرام ہوتی اس لئے کہ ہر دو کی دخول شرط ہے اور زیادہ صورت جواز کی جب ہی چاہتے ہیں کہ وہ اس میں مل جل گئے ہیں اور زنا کا خوف ہے اگر کوئی صورت جواز کی ہو سکے تو فتویٰ دیکر پورا حوالہ تحریر فرمادیں؟ فقط

(الجواب) زوجہ کی ماں سے نکاح کرنا کسی وقت درست نہیں کیونکہ وہ محرمات ابدیہ میں سے ہے، کما فی الدر المختار، و حرم بالمصاہرۃ بنت زوجۃ الموطؤۃ دام زوجتہ و جداتھا مطلقاً بمجرد

---

(۱) ان ادعت الشھوۃ فی تقبیلہ او تقبیلھا ابنہ وانکر ھا الرجل فھو مصدق لا ھی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج ۳. ط.س. ج۳ص۳۷) ظفیر (۲) و ثبوت الحرمۃ بلمسھا مشروط بان یصدقھا و یقع فی اکبر رائہ صدقھا و علی ھذا ینبغی ان یقال فی مسہ ایاھا لا تحرم علی ابیہ وابنہ الا ان یصدقھا او یغلب علی ظنہ صدقھا ثم رایت عن ابی یوسف ما یفید ذالک (البحر الرائق ص ۱۰۷ ج ۳. ط.س. ج۳ص ۱۰۰) ظفیر (۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۲ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۳۰. ظفیر

العقد الصحیح وان لم توطا الزوجۃ .[1] واللہ اعلم

زید کے باپ نے جب اس کی بیوی سے زنا کیا تو زید کی بیوی اس پر حرام ہو گئی

(سوال ۵۵۵) زید کے باپ نے زید کی زوجہ سے بد فعلی کی اور زید نے بچشم خود دیکھا آیا زید پر اس کی زوجہ حرام ہوئی یا نہ بعد نکاح کے رکھ سکتا ہے یا نہیں' ایک شخص نے جواب دیا کہ حرام نہیں' آیا فتویٰ صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ زوجہ زید سے زید کے باپ نے زنا کیا یا مس بالشہوۃ بلا حیلولۃ کیا تو وہ عورت زید پر حرام ہو گئی شامی میں ہے قال فی البحر اراد بحرمۃ المصاھرۃ الحرمات الاربع حرمۃ المرءۃ علیٰ اصول الزانی و فروعہ نسباً و رضاعاً و حرمۃ اصولھا و فروعھا علی الزانی نسباً ورضاعاً کما فی الوطئ الحلال الخ ص ۳۷۹ ج ۲ شامی'[2]

پس بحکم ولا تنکحوا ما نکح اباء کم من النساء[3] الآیۃ موطوءۃ الاب خواہ وطی نکاح سے ہو یا زنا سے بیٹے کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے وبقولنا قال مالك فی روایتہ و احمد وھو قول عمرو ابن مسعود و ابن عباسؓ فی الاصح و عمران بن الحصین و جابر و ابی و عائشہ و جمھور التابعین کالبصری والشعبی والنخعی والاوزاعی و طاؤس و مجاھد و عطاء وابن المسیب و سلیمان بن یسار و حماد والثوری و ابن راھویہ[4] الخ پس جس شخص نے فتویٰ حلت کا دیا اس نے خلاف کیا ان تمام صحابہ جلیل القدر کا اور کبار تابعین کا۔ قال فی الدرالمختار و بحرمۃ المصاھرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لھا التزوج بآخر الا بعد المتارکۃ[5] الخ قال فی ردالمحتار قولہ الا بعد المتارکۃ' ای وان مضی علیھا سنون کما فی البزازیہ و عبارۃ الحاوی الا بعد تفریق القاضی او بعد المتارکۃ[6] الخ ص ۲۸۳ ج ۲ شامی　الحاصل باپ نے اگر بیٹے کی زوجہ سے وطی کی تو وہ موطوءہ بیٹے پر حرام ہو گئی لیکن نکاح بدون متارکۃ یا تفریق قاضی فسخ اور مرتفع نہ ہو گا لیکن بیٹے کو لازم ہے کہ اس عورت کو علیحدہ کر دے اور اس سے متارکت کرے۔ فقط

ساس سے زنا کے بعد بیوی ہمیشہ حرام ہو جاتی ہے

(سوال ۵۵۶) ایک شخص اپنی ساس سے متہم ہوا ساتھ فعل شنیع کے وہ شخص اب تک اپنی بیوی کے ہمراہ ہے اگر اس کی زوجہ کا نکاح بعد عدت کے دوسرے سے کر دیا جائے پھر اس سے طلاق دلوا کر اس عورت کا

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص ۳۸۲ ج ۲　ط.س. ج۳ص ۳۲ ظفیر

(۲) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۲ ظفیر

(۳) سورۃ النساء : ۳ (٤) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ و ص ۳۸۵ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۳ ظفیر (۵) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۷ ظفیر

(٦) رد المحتار باب ایضاً ص ۳۸۹ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۷ ظفیر

نکاح پہلے شوہر سے کردیا جائے تو درست ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر درحقیقت کسی شخص نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا تو اس شخص کی زوجہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی کسی وقت اس سے نکاح نہیں کرسکتا اور علیحدہ کردینا اپنی زوجہ کا اس کو واجب ہے[1] لیکن جب تک وہ خود اقرار اس فعل کا نہ کریں یا دو گواہ عادل موجود نہ ہوں اس وقت تک حکم حرمت مصاہرت کا نہ ہوگا۔ فقط

مطلقہ غیر مدخولہ بیوی کی ماں سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۵۷) عائشہ نے اپنی دختر کریمن نابالغہ کی شادی عثمان سے کی اب عثمان کریمن کو جس سے ہم بستری نہیں کی طلاق دیکر اس کی والدہ عائشہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا یہ نکاح درست ہے؟

(الجواب) عثمان کا نکاح اس صورت میں عائشہ سے درست نہیں کیونکہ زوجہ کی والدہ سے یعنی اپنی ساس سے کسی حال میں نکاح درست نہیں ہے خواہ زوجہ سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو کما قال اللہ تعالیٰ و امھات نسائکم الآیۃ[2] فقط

بوسہ لیا اور انزال نہ ہوا تو بھی حرمت ثابت ہوگی

(سوال ۵۵۸) زید نے ہندہ کا بوسہ لیا اور شہوۃ کے ساتھ مس کیا لیکن زید کو انزال نہیں ہوا نہ زید نے ہندہ سے وطی کی چونکہ وطی و جماع نہیں کیا تو امام شافعی کے نزدیک زید ہندہ کی لڑکی زینب سے نکاح کرسکتا ہے اگر زید ہندہ کی لڑکی زینب سے نکاح کرے تو مرتکب جرائم شرعی کا ہوگا یا نہیں؟ اور زید حنفی ہے؟

(الجواب) بوسہ اور مس بالشہوت سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے لہذا زید کا نکاح ہندہ کی دختر سے درست نہیں ہے اور حنفی کو اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔[3] فقط

اپنی لڑکی سے زنا کیا تو بیوی حرام ہوئی یا نہیں؟

(سوال ۵۵۹) ایک شخص نے اپنی حقیقی دختر سے زنا کیا اور حمل ہوگیا اور دو ماہ کے بعد وہ حمل ضائع کرایا گیا اس صورت میں اس شخص کی زوجہ اس پر جائز رہی یا نہیں؟

---

(۱) اذا فجر الرجل بامرء ۃ ثم ما یکون محرما لا بنتها لا نه حرم علیه نکاح ابنتها علی التابید وهذا دلیل ان المحرمة تثبت بالوطوء الحرام و مما تثبت به حرمة المصاهرة (البحر الرائق ص ۱۰۸ ج ۳ .ط.س.ج۳ص۱۰۱) ظفیر (۲) سورۃ النساء : ٤ وحرم بالمصاهرة بنت زوجة الموطوءة وام زوجة و جداتها مطلقاً بمجرد العقد الصحیح وان لم توطا الزوجة لما تقرر ان وطی الامهات یحرم البنات و نکاح البنات یحرم الامهات الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۲ و ۳۸۳ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۳۰) ظفیر

(۳) والزنا و اللمس والنظر بشهوة یوجب حرمة المصاهرة الخ و اللمس والنظر سبب داع الی الوطی فیقام مقامه فی موضع الاحتیاط (البحر الرائق کتاب النکاح ص ۱۰۵ ج۳ .ط.س.ج۳ص۹۸) قبل ام امرء ته فی ای موضع کان حرمت علیه امراته مالم یظهر عدم الشهوة (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۸ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۳۵) ظفیر

(الجواب) اس صورت میں زوجہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی[1] لیکن اگر باپ اس فعل سے انکار کرے اور گواہان عادل زنا کے موجود نہ ہوں تو پھر حرمت ثابت نہ ہو گی کما هو حکم الکتاب فقط

جس چچی کا بوسہ لیا اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۵۶۰) زید نے عین اس وقت جب کہ اس کی قوائے شہوانیہ نے شرم و حیاء عقل و ہوش بُرائی بھلائی اونچ نیچ سب پر پانی پھیر دیا تھا ہندہ کے جسم کا جو اس کی چچی ہوتی ہے بوسہ لے لیا جب کہ وہ محو خواب تھی کیا ایسی صورت میں جب کہ ہندہ انتقال کر چکی ہے زید اس کی لڑکی سے جو اس کی چچازاد بہن ہے عقد کر سکتا ہے یا نہیں بصورت ثانی کوئی امکانی صورت بھی نکل سکتی ہے جب کہ زید کا یہ فعل بموجودگی عقل و ہوش نہ تھا اور نہ اس مسئلہ کی پیچیدگی کا علم تھا؟

(الجواب) اگر بوسہ شہوت سے لے لیا ہے تو حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی پس زید کو اس کی دختر سے نکاح کرنا کسی طرح درست نہیں ہے اور لا علمی اور غلبہ شہوت عذر نہیں ہے ۔ کذافی الدر المختار[2] فقط

بیٹے نے سوتیلی ماں سے زنا کیا تو وہ اس کے باپ پر حرام ہوئی یا نہیں؟

(سوال ۵۶۱) اگر کوئی شخص اپنے باپ کی زوجہ یعنی سوتیلی ماں سے زنا کرے تو وہ عورت اس کے باپ کے واسطے حلال رہے گی یا نہیں؟

(الجواب) وہ عورت باپ کے لئے حلال نہ رہے گی کما فی ردالمحتار قال فی البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرء ة علی اصول الزانی و فروعه[3] الخ لیکن اگر ثبوت زنا کا شہادت شرعیہ سے نہ ہو اور باپ اس کو تسلیم نہ کرے تو پھر باپ کے ذمہ علیحدہ کرنا اس کا لازم نہیں ہے اور اس کے حق میں حرمت ثابت نہ ہو گی۔[4] فقط

غلطی سے رات میں ماں یا بہن کو ہاتھ لگ جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۶۲) ایک شخص نے رات کے وقت جماع کا ارادہ کیا اپنی جگہ سے اٹھا مگر چونکہ اندھیری رات تھی خطاءً لڑکی یا ہمشیرہ یا ماں کو ہاتھ لگا دیا اس شخص کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

(الجواب) اپنی والدہ یا ہمشیرہ کو اگر ہاتھ لگا تو کسی حال میں اس کی زوجہ نکاح سے نہیں نکلتی خواہ ہاتھ

---

(۱) ان النظر الی فرج ابنته بشهوة یوجب حرمة امراته و کذا لو فزعت فدخلت عریانة فانتشر لها ابوها تحرم علیه امها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۳۷) ظفیر

(۲) وحرم ایضاً بالصهریة اصل مزنیة واصل ممسوسة بشهوة الخ و فروعهن مطلقاً والعبرة للشهوة عند المس الخ ولا فرق فیما ذکربین اللمس والنظر بشهوة بین عمد و نسیان و خطاء و اکراه (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ و ص ۳۸۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ص) ظفیر

(۳) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۳۲ ظفیر

(٤) وان ادعت الشهوة تقبیله او تقبیلها ابیه وانکرها الرجل فهومصدق لاهی (درمختار) فهو مصدق لانه ینکر ثبوت الحرمة والقول للمنکر (ردالمحتار ص ۳۸۹ ج۲ .ط.س. ج۳ص۳۷) ظفیر

شہوت سے لگا ہو یا بدوں شہوت کے۔

مزنیہ کی ہر لڑکی زانی پر حرام ہے

(سوال ۵۶۳) جو شخص یہ کہے کہ خبر مشہور سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز نہیں ہے لہذا بنت مزنیہ زانی پر مطلقاً حرام نہیں ہے بلکہ جو بنت مزنیہ کی ماں زانی سے ہے وہ تو اس پر حرام ہے اور جو قبل از زنا پیدا ہوئی ہے وہ زانی کے لئے حلال ہے ایسے شخص کی نسبت کیا عقیدہ رکھنا چاہئیے؟

(الجواب) بنت مزنیہ زانی پر مطلقاً حرام ہے قال فی الشامی عن البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمته المرأة علیٰ اصول الزانی و فروعه نسباً و رضاعاً و حرمة اصولها و فروعها علی الزانی نسباً و رضاعاً [1] الخ اور زیادتی خبر مشہور سے کتاب اللہ پر جائز ہے کما بین فی اصول الفقه پس جو شخص بنت مزنیہ کو زانی کے لئے حلال کہتا ہے وہ حنفی نہیں ہے غالباً وہ غیر مقلد ہے اور متبع ہوی ہے قابل مقتدا بنانے کے نہیں ہے۔ فقط

جو لڑکا اپنی سوتیلی ماں سے زنا کا اقرار کرے اس کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟

(سوال ۵۶۴) ایک لڑکا اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ جماع کیا ہے لیکن کسی نے اس کو کرتے نہیں دیکھا اس صورت میں وہ عورت شوہر پر حرام ہے یا حلال؟

(الجواب) لڑکے کا اقرار باپ اور اس کی زوجہ کے حق میں معتبر نہیں ہے باپ پر اس کی زوجہ حرام نہ ہوگی قال فی ردالمحتار کذا اذا اقربجماع امها قبل الزوج لا یصدق فی حقها [2] الخ پس جب کہ خود شوہر کا اقرار جماع ام زوجہ کا زوجہ کے حق میں معتبر نہیں ہے تو بیٹے کا اقرار والدین کے بارے میں بھی معتبر نہ ہوگا۔

بیوی نے کہا کہ میرے ساتھ شوہر کے باپ نے زنا کیا حرمت ثابت ہوئی یا نہیں؟

(سوال ۵۶۵) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بلا عذر شرعی غسل کرتے دیکھا باعث پوچھنے پر منکوحہ نے جواب دیا کہ تیرے والد نے مجھ سے زنا کیا ہے اس صورت میں وہ منکوحہ اس پر حرام ہوگئی یا نہیں؟

(الجواب) صرف عورت کے کہنے سے شوہر کے حق میں حرمت ثابت نہ ہوگی البتہ اگر شوہر اس کی تصدیق کرے تو اپنی منکوحہ کو علیحدہ کردیوے۔ [3] فقط

---

(۱) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲۔ ط.س. ج۳ص ۳۲ ظفیر

(۲) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲۔ ط.س. ج۳ص ۳۸ ظفیر

(۳) وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان یصدقها او یقع فی اکبر رائه صدقها و علی هذا ینبغی ان یقال فی مسه ایا ها لا تحرم علی ابیه و ابنه الا ان یصدقها و یغلب علیٰ ظنه صدقها (البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ۱۰۷ ج ۳.ط.س. ج۳ص ۱۰۰) ظفیر

ساس یا بیٹی کو شہوت کے ساتھ چھونے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے

(سوال ٥٦٦) اگر کوئی نادان اپنی ساس یا دختر کے بدن پر شہوت سے نظر کرے یا ان سے زنا ہی کرلے وے یا ان کی فرج داخل کی طرف شہوت سے نظر کرے یا بوسہ دے یا شہوت سے بدن پر ہاتھ لگائے تو کیا زوجہ اس پر حرام ہو جاتی ہے پھر کس طرح اس کو نکاح میں لا سکتا ہے ؟
(الجواب) حرام ہو جاتی ہے اور پھر کسی طرح اس کو نکاح میں لانا درست نہیں ہے۔[1] فقط

حالت شہوت میں ساس نے عمداً داماد کو چھوا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ٥٦٧) زید کو اس کی ساس نے عمداً اس حالت میں چھودی جس وقت زید کا آلہ تناسل حرکت میں تھا اور طبیعت میں شہوت غالب تھی اور زید نے بھی اس کو چھودیا زید کی عورت کے لئے کیا حکم ہے ؟
(الجواب) مس بالشہوت سے اس وقت حرمت ثابت ہوتی ہے کہ بلا حائل غلیظ ہو پس اگر موٹے کپڑے کے اوپر کو مس کیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی کذافی الدرالمختار قال فی الشامی قولہ بحائل لایمنع الحرارۃ ای ولو بحائل الخ فلو کان مانعاً لاتثبت الحرمۃ کذافی اکثر الکتب[2] فقط

جو بیوی فوت ہو گئی اس کی اس لڑکی سے جو دوسرے شوہر سے ہے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ٥٦٨) حاجی محمد سعید کلکتہ خاصی ٹولہ نمبر ۸۵ کتاب خلاصۃ النکاح ص ٦ پر لکھا ہے کہ جو عورت آپ نکاح میں لاچکے ہوں اور وہ مر جاوے تو اس کی لڑکی جو شوہر سابق سے ہے اس کو نکاح میں لانا جائز ہے ھکذا فی الھدایہ لہذا یہ صحیح ہے یا نہیں ،یعنی سوتیلی لڑکی...... سے بعد مر جانے اس کی ماں کے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟
(الجواب) زوجہ مدخولہ کی دختر شوہر سابق سے شوہر ثانی کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہے کیونکہ وہ ربیبہ اس شخص کی ہے اور ربیبہ کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے قال اللہ تعالیٰ و ربائبکم اللاتی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم[3] البتہ اگر اس منکوحہ سے وطی نہ کی ہو اور بلا وطی اس کو طلاق دیدے یا وہ مر جاوے تو پھر اس کی دختر سے نکاح صحیح ہے کما قال اللہ تعالیٰ فی آخر الآیۃ المذکورۃ فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم فقط

---

(۱) و حرم ایضاً بالصھریۃ اصل مزنیۃ واصل ممسوسۃ بشھوۃ الخ و فروعھن مطلقاً (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ ط.س.ج ۳ ص ۳۲. ظفیر
(۲) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۵ ج ۲ ط.س.ج ۳ ص ۳۲. ظفیر
(۳) سورۃ النساء : ٤

سالی سے زنا کیا تو بیوی حرام نہ ہوئی لیکن ساس سے زنا کیا تو حرام ہو گئی؟

(سوال ۵۶۹) کسی نے بی بی کی موجودگی میں سالی سے زنا کیا بی بی اس پر حرام ہوئی یا نہیں اور اگر خوش دامنہ سے کسی نے زنا کیا تو بی بی حرام ہوئی یا نہیں اور اگر حرام ہو گئی تو حلال ہونے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟

(الجواب) سالی سے زنا کرنے میں زوجہ اس کی اس پر حرام نہیں ہوتی[1] اور خوش دامنہ کے ساتھ زنا کرنے سے زوجہ اس کی اس پر حرام ہو گئی پھر زوجہ کے حلال ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔[2] فقط

بیٹے کی بیوہ سے نکاح حرام ہے جو اولاد ہو چکی اس کی پرورش کی جائے؟

(سوال ۱/ ۵۷۰) عبدالرحمٰن کا نکاح اپنے پسر متوفی سعید کی زوجہ بیوہ مسماۃ غفوراً سے شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۲/ ۵۷۱) جو اولاد نکاح مذکور کے بعد ان دونوں سے ہوئی تو اس کی پرورش کون کرے گا۔

(سوال ۳/ ۵۷۲) عبدالرحمٰن اور غفوراً کو کیا کرنا چاہئے؟

(سوال ۵۷۳/٤) عبدالرحمٰن و غفوراً اور ان کی اولاد اگر داخل برادری ہو سکتے ہیں تو کن شرائط کے ساتھ؟

(الجواب) (۱،۲،۳،۴) عبدالرحمٰن کا نکاح اپنے پسر کی زوجہ غفوراً سے حرام اور ناجائز ہوا[3] اور وہ نکاح نہیں ہوا ان کو علیحدہ ہو جانا چاہئے اور علاقہ نکاح کو منقطع سمجھنا چاہئے اور توبہ و استغفار کرنا چاہئے بعد توبہ و استغفار علیحدگی کے وہ دونوں شامل برادری ہو سکتے ہیں اور اولاد کی پرورش کرتے رہیں انکی پرورش کرنا ضروری اور کار ثواب ہے۔[4] فقط

نامرد لڑکے کی بیوی بھی باپ کے لئے حرام ہے

(سوال ۵۷٤) مسماۃ اللہ رکھی جوان کا نکاح ایسے لڑکے سے ہوا جو دنیاوی کام انجام نہیں دے سکتا اور

---

(۱) وطی اخت امرء ته لا تحرم علیه امرء ته (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٦ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳٤) ظفیر (۲) والزنا واللمس والنظر بشهوة یوجب حرمة المصاهرة الخ واراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی و فروعه نسباً و رضاعاً و حرمة اصولها و فروعها علی الزانی نسباً و رضاعاً کما فی الوطؤ الحلال (البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ۱۰۵ و ص ۱۰۸ ج ۳ ط.س. ج۳ص ۱۰۱) ظفیر (۳) و حرم بالمصاهرة بنت زوجة الموطوئته الخ و زوجته اصله و فرعه مطلقاً ولو بعیداً دخل بها اولا (درمختار) و تحرم زوجة الاصل و الفرع بمجرد العقد دخل بها اولا (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۳ ج۲ ط.س. ج۳ص ۳۲) ظفیر (۴) اولاد کا نسب عبدالرحمٰن سے ثابت ہوگا اور پرورش اس پر ضروری ہے و بحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل له التزوج باخر الا بعد المتارکة و انقضاء العدة والو طوء بها لا یکون زنا (درمختار) ای الوطؤ الکائن فی هذه الحرمة قبل التفریق والمتارکة لا یکون زنا قال فی الحاوی والو طؤ فیها لا یکون زنا لانه مختلف فیه و علیه مهرالمثل بوطئها بعد الحرمة ولا حد علیه و یثبت النسب الخ (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج۲ ط.س. ج۳ص ۳۷) ظفیر

قوت باہ اس میں پیدا ہی نہیں ہوتی مانند مخنث کے ہے اس لڑکے کا باپ اپنے لڑکے کی زوجہ سے نکاح کر سکتا ہے؟

(الجواب) بیٹے کی زوجہ سے نکاح حرام قطعی ہے کما قال اللہ تعالیٰ و حلائل ابنائکم الذین من اصلابکم[1] اس آیت میں محرمات لدیہ میں سے زوجۃ الابن کو بھی فرمایا گیا ہے پس اپنے پسر کی زوجہ سے اگرچہ وہ غیر مدخولہ ہو نکاح قطعاً اور دائماً حرام ہے[2] اور دوسرے شخص سے نکاح اس عورت کا اس وقت ہو سکتا ہے کہ اس کا شوہر اس کو طلاق دے دے بدوں طلاق کے دوسرے شخص سے نکاح اس کا درست نہ ہوگا۔ فقط

منکوحہ غیر مدخولہ کو طلاق دیکر اس کی ماں سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۵۷۵) زید ۳۰ سالہ نے ہندہ کی لڑکی دس سالہ سے نکاح کیا مدت نکاح ۶ ماہ میں کوئی تعلق زن و شوئی نہیں ہوا چھ ماہ کے بعد زید نے ہندہ کی لڑکی کو طلاق دیکر ہندہ سے نکاح کر لیا یہ نکاح زید کا ہندہ سے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح زید کا ہندہ سے درست نہیں قطعاً حرام اور باطل ہے اور ہندہ سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہو گیا کیونکہ منکوحہ کی والدہ مجرد نکاح سے حرام ہو جاتی ہے اگرچہ منکوحہ سے وطی نہ کی ہو کما قال اللہ تعالیٰ و امھات نسائکم[3] الایۃ اور مفسرین اور فقہاء نے باتفاق یہ تصریح فرمائی ہے کہ جس عورت سے نکاح کیا محض نکاح کرنے کے ساتھ ہی اس کی والدہ ناکح پر حرام ہو جاتی ہے بخلاف ربیبہ کے نکاح کے کہ اس کی والدہ کو پہلے وطی کے طلاق دیدے تو ربیبہ سے نکاح درست ہے کما قال اللہ تعالیٰ ربائبکم اللاتی فی حجورکم من نساء کم اللاتی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم[4] الآیۃ قال فی الدر المختار و حرم بالمصاھرۃ بنت زوجۃ الموطوءۃ وام زوجتہ و جداتھا مطلقاً بمجرد العقد الصحیح وان لم توطأ الزوجتہ لما تقرر ان وطئ الامھات یحرم البنات و نکاح البنات یحرم الامھات[5] الخ فقط

بیوی کی ماں سے نکاح حرام ہے

(سوال ۵۷۶) ایک شخص کا عقد ایک دوشیزہ لڑکی سے ہوا جو تین سال اس کی زوجیت میں رہ کر فوت ہو گئی لڑکی کی ماں سے اس شخص کا نکاح ہو گیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں شوہر کا بیان ہے کہ میں اپنی پہلی بیوی سے ایک یوم بھی ہم بستر نہیں ہوا اس شخص کے ساتھ مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہئیے؟

(الجواب) زوجہ کی ماں سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے اگرچہ زوجہ مدخولہ نہ ہو کما قال اللہ تعالی

---

(۱) سورۃ النساء : ٤

(۲) وتحرم زوجۃ الاصل والفرع بمجرد العقد دخل بھا اولا (ردالمحتار ص ۳۸۳ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۲۹) ظفیر

(۳) سورۃ النساء : ٤ (٤) ایضاً ظفیر .ط.س. ج۳ص ۲۹

(٥) الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۲ و ۳۸۳ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۳۰) ظفیر

امهات نسائكم [1] الاية وفى الدر المختار حرم على التزوج اصله و فرعه (الى) وام زوجته وان لم توطا [2] الخ پس اس میں مفارقت کرادی جائے اور اگر وہ نہ مانے اور توبہ نہ کرے تو مسلمانوں کو اس سے متارکت کر دینی چاہئے۔

جس عورت سے بیٹے نے زنا کیا وہ باپ کے لئے حرام ہے

(سوال ۵۷۷) زید نے ہندہ سے زنا کیا تو زید کا والد بکر ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں عورت نے اول دریافت کرنے پر انکار کیا پھر اتنا اقرار کیا کہ میں سوئی ہوئی تھی زید نے آکر فعل ناجائز شروع کر دیا اور دخول نہیں ہوا حالانکہ زید کہتا ہے کہ اس نے خود مجھے بلا کر زنا کرایا ہے ایسی صورت میں کیا حکم ہے ؟

(الجواب) جس عورت سے بیٹے نے زنا کیا وہ باپ پر حرام ہے جیسا کہ شامی میں بحر سے منقول ہے قال فى البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرء ة علىٰ اصول الزانى و فروعه نسباً و رضاعاً و حرمة اصولها و فروعها على الزانى نسباً و رضاعاً [3] الخ پس حرمة المرئة على اصول الزانی سے معلوم ہوا کہ جس عورت سے پسر نے زنا کیا وہ باپ پر حرام ہے لیکن چونکہ زنا کا ثبوت گواہان شرعی سے نہیں ہے اور اقرار ایک شخص کا دوسرے پر حجت نہیں ہے تو اگر والد زید یعنی بکر اس فعل پسر کی تصدیق نہ کرے اور یہ کہے کہ یہ غلط ہے تو بکر ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

دادا کی موطوءہ سے نکاح جائز نہیں خواہ وہ درمیان میں مرتد ہو گئی ہو

(سوال ۵۷۸) زید نے نوے سال کی عمر میں ایک سترہ سالہ عورت سے نکاح کیا چند سال نہ گزرے تھے کہ وہ راہی ملک عدم ہوا عورت مذکورہ شوالہ میں جاکر شدہ ہو گئی اور بت پرستی کرنے لگی زید کے پوتہ نے کوشش کی اور وہ مسلمان ہو گئی اور سوتیلے پوتہ سے ناجائز تعلق کر لیا آیا زید پر عورت کا ارتداد کوئی ایسا اثر پیدا کر سکتا ہے جو دادی اور پوتہ کے رشتہ کو منقطع کر دے ؟

(الجواب) ارتداد کے بعد جب وہ عورت مسلمان ہو گئی تو جو حرمت مصاہرۃ پہلے تھی وہ قائم ہے زید کے پوتہ کے اوپر وہ عورت ہمیشہ کے لئے حرام قطعی ہے لقوله تعالى ولا تنكحوا ما نكح آباء كم من النساء [4] فقط

زانی کے پسر سے مزنیہ کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۷۹) زید کی زوجہ ہندہ کا ناجائز تعلق مسمی جمیل سے تقریباً دو سال کے رہا جب کہ زید مزدوری کے لئے عرصہ تک باہر رہا واپسی پر زید کو علم ہوا اور وہ اپنی عورت کو وہاں سے لیکر وطن چلا گیا اور

---

(۱) سورة النساء : ٤

(۲) الدر المختا على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص۳۸۲ و ص ۳۸۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۸۔ ظفیر

(۳) رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۲ ظفیر (٤) سورة النساء : ۳

جمیل سے اس کا تعلق نہ رہا چار سال بعد زید و ہندہ کے گھر لڑکی پیدا ہوئی کیا وہ لڑکی ناجائز تعلق والے جمیل کی اپنی منکوحہ بیوی کی اولاد میں سے کسی لڑکے کو آسکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ کے بطن سے جو دختر پیدا ہوئی وہ شرعاً زید کی شمار ہوگی اور زید سے اس کا نسب ثابت ہے زانی سے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا لقوله عليه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر [1] پس زید کی اولاد اس لڑکی کے بہن بھائی ہیں ان میں سے کسی لڑکے سے اس دختر کا نکاح درست نہیں ہے كما قال الله تعالىٰ حرمت عليكم امهاتكم و بناتكم و اخواتكم [2] الآية اور اگر مراد سائل کی یہ ہے کہ اس زانی کی منکوحہ زوجہ سے جو پسر ہے اس کا نکاح اس دختر سے جائز ہے یا نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ زانی کے پسر سے نکاح اس دختر ہندہ کا درست ہے کیونکہ وہ دختر شرعاً زید و ہندہ کی ہے زانی کی نہیں ہے۔

ماں سے زنا کرنے کے بعد اس کی لڑکی سے نکاح حرام ہے
اسی طرح جس لڑکی سے وطی کی اس کی ماں حرام ہے

(سوال ۵۸۰) ہندہ کے دو لڑکیاں ہیں، عزیز نے اہل محلہ کے ذریعہ سے دختر کلاں کے نکاح کی درخواست کی ہندہ سے، ہندہ نے کہا کہ دختر خورد کا نکاح عزیز سے کرنے پر میں راضی ہوں لیکن دختر کلاں کا نکاح عزیز سے کرنے پر میں راضی نہیں ہوں چونکہ ہندہ کی دختر کلاں بالغہ تھی اور عزیز کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی تھی اس لئے اس کا نکاح عزیز کے ساتھ ہونے لگا جب ہندہ کو معلوم ہوا تو وہ نہایت غصہ سے مقام نکاح پر آگئی اور شور مچایا کہ یہ نکاح جائز نہیں اس لئے کہ عرصہ سے عزیز کے ساتھ میرا ناجائز تعلق رہا ہے میری سب اولاد اسی کی ہے بلکہ یہ بھی کہا کہ عزیز کا میری دختر کلاں سے بھی ناجائز تعلق رہا ہے اسی لئے وہ عزیز کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہوگئی ہے عزیز نے کہا کہ یہ بکواس کرتی ہے میں تو ہندہ کو اپنی والدہ سمجھتا ہوں، الغرض نکاح ہو گیا عزیز اور ہندہ اور عزیز کی منکوحہ ایک ہی گھر میں رہے اب کچھ عرصہ بعد عزیز ہندہ کی تصدیق کرتا ہے اور عزیز نے ایک عالم کے روبرو بیان دیا ہے کہ واقعی ہندہ سے میرا ناجائز تعلق تھا پھر عزیز نے اپنی منکوحہ کا نکاح بغیر طلاق دیئے دوسرے سے کردیا اور عزیز نے خود اپنی منکوحہ کی والدہ سے نکاح کر لیا ایسی حالت میں عزیز کا نکاح ہندہ سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے۔ وفي الخلاصة قيل له ما فعلت بام امرء تك فقال جامعتها تثبت الحرمة ولا يصدق انه كذب ولوها زلاً الخ قوله ولا يصدق انه كذب، اى عند القاضى اما بينه و بين الله تعالىٰ ان كان كاذباً فيما اقر لم تثبت الحرمة الخ شامى [3] پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں قاضی اس کے اقرار کی تصدیق پر حکم حرمت مصاہرت کا کردے گا اور عزیز کا نکاح اس صورت میں ہندہ کی دختر کے ساتھ جائز نہ ہوگا لیکن اگر ہندہ کی دختر کے ساتھ عزیز نے وطی کی ہے تو پھر ہندہ سے بھی نکاح

---

(۱) مشكوٰة المصابيح باب اللعان ص ۲۸۷، (۲) سورة النساء : ٤ (۳) و يحل الاصول الزانى و فروعه اصول المزنى بها وفروعها (البحر الرائق فصل فى المحرمات ص ۱۰۸ ج ۳. ط.س. ج۳ص ۱۰۱) ظفير (٤) ديكھئے رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۸ ظفير

نہیں کر سکتا[1] اگرچہ عزیز سے ہندہ کی دختر کا نکاح فاسد ہو گیا بوجہ اقرار عزیز کے ساتھ زنا ہندہ کے لیکن اگر وہ وطی کر چکا ہے تو بدوں گزارنے عدت کے بعد متارکت کے دختر ہندہ کا نکاح دوسرے شخص سے درست نہیں ہے۔[2] فقط

عورت نے جس نابالغ سے زنا کیا اس سے اس کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۸۱) ایک بیوہ عورت بالغہ نے ایک لڑکے نابالغ سے شہوت کے جوش میں فعل بد کیا اس عورت کے ایک لڑکی ہے اس لڑکے سے اس لڑکی کا نکاح ہوا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ لڑکا نابالغ مراہق تھا یعنی قریب البلوغ جسکی عمر بارہ برس یا زیادہ کی تھی تو حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی اور مزنیہ کی دختر سے نکاح اس لڑکے کا صحیح نہیں ہوا اس کو علیحدہ کر دینا چاہئے اور اگر وہ لڑکا نابالغ بارہ برس کا نہیں تھا یعنی مراہق نہ تھا تو حرمت مصاہرت اس سے ثابت نہیں ہوئی اور مزنیہ کے دختر سے اس لڑکے کا نکاح صحیح ہو گیا جیسا کہ درمختار میں ہے۔فلو جامع غیر مراهق زوجة ابیه لم تحرم الخ[3] وفیه ایضاً و مراهق و مجنون و سکران کبالغ(درمختار) ای فی ثبوت حرمة المصاهرة بالوطئ اوالمس الخ شامی[4] فقط

نوسالہ لڑکی جس کو شہوت سے چھوا اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۵۸۲) زید نے ایک لڑکی نوسالہ کو شہوت سے چھوا تو زید اس ممسوسہ عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ممسوسہ بالشہوۃ کی دختر سے نکاح جائز نہیں ہے۔[5] فقط

خسر زنا سے انکار کرتا ہے بہو بیان کرتی ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۸۳) ایک عورت عفیفہ قسم کھا کر کہتی ہے کہ میرے خسر نے میرے ساتھ تین چار مرتبہ زنا کیا میں شرم کی وجہ سے افشاء نہیں کرتی' اس کا خسر بھی بحلف کہتا ہے کہ میں ایسے فعل کا کبھی مرتکب

---

(۱) وحرم ایضاً بالصهرية اصل مزنية اراد بالزنا الوطؤ الحرام (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۳۲) ظفیر

(۲) و بحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل له التزوج بآخر الا بعد المتارکة و انقضاء العدة والوطی بها لا یکون زنا (ایضاً ص ۳۸۹ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۳۷)ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص ۳۸۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۳٦' لا بد فی کل منهمامن سن المراهقه و اقله للانثی تسع وللذکر اثنا عشر لان ذلک اقل مدة یمکن فیها البلوغ کمّا صرحوابه فی باب بلوغ الغلام

(٤) دیکھئے رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج۲ .ط.س. ج۳ص ۳٦' ظفیر

(۵) و حرم ایضاً بالصهرية اصل مزنیته الخ و فروعهن مطلقاً (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۳۲) و بنت تسع فصاعداً مشتهاة اتفاقاً (البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ۱۰٦ ج ۳ .ط.س. ج۳ص ۹۸) ظفیر

نہیں اس عورت کا خسر سود خوار' فاسق تارک الصلوۃ ہے اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا؟

(الجواب) شرعاً کسی شخص کا اقرار اسی کی ذات تک محصور رہتا ہے اور اسی کی ذات کے بارے میں مقبول ہوتا ہے دوسروں پر حجت نہیں ہوتا ہے بخلاف شہادت معتبرہ کے کہ جو شہادت شرعیہ سے ثابت ہو وہ تمام لوگوں پر حجت ہوتا ہے لان الاقرار حجة قاصرة قال فی الدر المختار لما تقرر ان اقراره مقبول فی حق نفسه فقط الخ درمختار . پس بناءً علیہ عورت مذکورہ کے اس اقرار کا اثر اس کے شوہر اور خسر پر کچھ مرتب نہ ہوگا یعنی حرمت مصاہرت جو بحق شوہر ثابت ہوئی وہ ثابت نہ ہوگی لہٰذا اگر اس عورت کا شوہر اس فعل شنیع کی تصدیق نہ کرے تو اس پر اس کی زوجہ حرام نہ ہوگی یعنی وہ عورت' شامی میں ہے و کذا اذا اقر بجماع امها قبل التزوج لا یصدق فی حقها [1] الخ ص ۲۸۳ جلد ثانی' شامی فقط

شہوت سے چھونے سے حرمت ثابت ہوتی ہے صرف صورت دیکھنے سے نہیں

(سوال ۵۸۴) ایک شخص کو ایک عورت سے پاک محبت تھی اس کی لڑکی سے نکاح کی گفتگو ہوئی جس کی وجہ سے محبت میں اضافہ ہو گیا اور کبھی کبھی وہ اس عورت کو پیار بھی کر لیتا تھا اور نظر بالشہوت بھی ہو جاتی تھی ایسی صورت میں اس کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) پیار اور چھونا بدن کا اگر شہوت کے ساتھ ہو تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور اس لڑکی سے اس شخص کا نکاح درست نہیں ہے اور اگر مس بالشہوۃ نہیں ہوا تو اسکی لڑکی سے نکاح درست ہے اور نظر کرنا شہوت کے ساتھ اس وقت موجب حرمت ہے کہ فرج داخل کو شہوۃ کے ساتھ دیکھے ورنہ نہیں درمختار میں ہے۔ واصل ممسوسة بشهوة والمنظور الی فرجها الداخل الخ و فروعهن [2] الخ فقط

زنا کا الزام ہے زانی مزنیہ انکار کرتے ہیں گواہ صرف ایک شخص ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۸۵) زید و حلیمہ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ یہ آپس میں زنا کرتے ہیں اس واسطے دختر حلیمہ کی زید پر حرام ہو چکی ہے لیکن زید و حلیمہ زنا کرنے سے انکار کرتے ہیں ثبوت میں ایک شخص شہادت دیتا ہے کہ چند دفعہ ایک ہی مکان میں زید و حلیمہ کو شب باشی کرتے ہوئے دیکھا ہے ایک گواہ بیان کرتا ہے کہ زید و حلیمہ کو بات چیت کرتے ہوئے دیکھا ہے لیکن بچشم خود زنا کرتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہے یا نہیں ایک شخص کہتا ہے کہ زید نے زنا کا اقرار بھی کیا ہے؟

(الجواب) قرائن مذکورہ جو بیان کئے جاتے ہیں ان سے زنا کا ثبوت نہیں ہو سکتا البتہ اقرار زید کا اگر دو

---

(۱) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط س ج ۳۔ ص۳۹ ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۵ ج ۲' لان المس والنظر سبب داع الی الوطؤ فیقام مقامه فی موضع الاحتیاط هدایه واستدل لذلك فی الفتح بالاحادیث والآثار عن الصحابته والتابعین (رد المحتار باب ایضاً ص ۳۸۵ ج ۲ ط س۔ ج ۳ ص۳۲ ۔ ظفیر

گواہ عادل مسلمانوں سے ثابت ہو جاوے تو موجب حرمت مصاہرت ہے یعنی باوجود اس اقرار کے زید کا نکاح حلیمہ کے ساتھ جائز نہیں ہے اور اقرار زنا کے بعد زید کا انکار اس کے حق میں معتبر نہیں ہے جیسا کہ در مختار میں خلاصہ سے منقول ہے قیل له ما فعلت بام امرء تك فقال جا معتها تثبت الحرمة و لا يصدق انه كذب ولوها زلاً[1] الخ فقط

ایک نے پستان پکڑنا بیان کیا دوسرے نے بوسہ لینا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۵۸۶) زید شہادت دیتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ عمرا پنے فرزند کی زوجہ ہندہ کے ساتھ برہنہ لیٹا ہوا تھا اور زوجہ کے پستان پکڑے ہوا تھا خالد شہادت دیتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ زید نے اپنے فرزند کی زوجہ کا بوسہ لیا اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہو گی یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں زید کے بیان میں یہ امر مذکور نہیں ہے کہ پستان کا پکڑنا شہوت کے ساتھ تھا یا نہ تھا اسی طرح بوسہ میں بھی شہوت کا ذکر نہیں ہے اور پھر یہ کہ بوسہ دینا صرف ایک گواہ کا بیان ہے اور پستان کا پکڑنا بھی صرف ایک شخص کا بیان ہے دونوں گواہ کسی امر واحد پر متفق نہیں ہیں لہذا حرمت مصاہرت اس صورت میں ثابت نہیں ہو گی۔

در مختار میں وتقبل الشهادة على الاقرار باللمس والتقبيل عن شهوة و كذا تقبل على نفس اللمس والتقبيل الخ عن شهوة[2] الخ

پس اس صورت میں نہ لمس بالشہوۃ پر پوری شہادت ہے اور نہ تقبیل پر پوری شہادت ہے اور گواہوں کے بیان میں اختلاف بھی ظاہر ہے اس لئے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہو گی۔ فقط

جس نے ممانی کا بوسہ لیا اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۵۸۷) زید نے اپنی ممانی جمیلہ کا بوسہ لیا اور کبھی ہاتھ پیر پکڑا تو زید کا نکاح جمیلہ کی دختر صغرا سے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ایسی صورت میں زید کا نکاح بی بی جمیلہ کی دختر سے جائز نہیں ہے اور اگر ہو گیا ہو تو علیحدگی کر لینی چاہئے کیونکہ حرمت مصاہرت شہوۃ کے ساتھ بوسہ وغیرہ سے ثابت ہو جاتی ہے اور اگر شہوت میں شک ہو تو جواز کا فتویٰ ہو جاوے گا۔[3] فقط

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۵۰ ج ۲ ۔ط.س.ج۳ص ۳۳ ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ج ۲ ص ۳۹۰ ۔ط.س.ج ۳ ۔ ص۳۷

(۳) و فى التقبيل اختلف فيه قيل لا يصدق لانه لا يكون الا عن شهوة غالبا فلا يقبل الا ان يظهر خلافه بالانتشار و نحوه و قيل يقبل و قيل بالتفصيل بين كونه على الراس والجبهة والخد فيصدق او على الفم فلا (ردالمحتار ص ۳۹۰ ج ۲ ۔ط.س.ج۳ص ۳۷) واذا قبل ام امرء ته او امرء ة اجنبية يفتى بالحرمة مالم تبين انه قبل بغير شهوة لان الاصل فى التقبيل هو الشهوة بخلاف المس (البحر الرائق ص ۱۰۷ ج ۳ ۔ط.س.ج۳ص ۱۰۰) ظفير

زانیہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں اور اس نکاح کے بعد دوسرا نکاح کب درست ہے؟

(سوال ۵۸۸) زید نے ہندہ سے زنا کیا بعد ازاں زید نے فہمیدہ بنت ہندہ سے نکاح کیا چونکہ فہمیدہ کو حرمت مصاہرت کا علم تھا اس لئے زید کے ساتھ خانہ آبادی کو پسند نہ کیا اور بلا فسخ نکاح اول عمر کے ساتھ نکاح کر لیا جس سے اولاد بھی ہوئی اس صورت میں نکاح اول فاسد ہے یا نہیں حرمت مصاہرت ابتدائیہ وطاریہ علی النکاح میں کوئی فرق ہے یا نہیں اولاد عمر کی ہوگی یا زید کی؟

(الجواب) نکاح اول فاسد ہے اور اس کو باطل بھی کہہ سکتے ہیں جیسا کہ محققین حنفیہ نے فرمایا ہے کہ نکاح باطل اور فاسد میں کچھ فرق نہیں ہے اور نکاح ثانی بلا تفریق قاضی یا بلا متارکت کے صحیح نہیں ہے و بحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح (درمختار)[1] اور حرمت مصاہرت ابتدائیہ اور طاریہ میں کچھ فرق نہیں ہے اور اولاد جو عمر سے ہو وہ عمر کی ہوگی اگرچہ نکاح فاسد ہے۔[2] فقط

بیوی کے ساتھ خلوت سے پہلے سالی سے زنا کیا تو بیوی حرام ہوئی یا نہیں؟

(سوال ۵۸۹) مسماۃ عزت خاتون و مسماۃ اللہ نوازی ہر دو خواہر اند مسماۃ اللہ نوازی بہ اللہ بخش نامی عقد نکاح کردہ اندوز فاف نہ شدہ ہماں اللہ بخش باخواہر منکوحہ اللہ نوازی زنا کردہ حالا آں اللہ نوازی براو حرام می شود یا نہ؟

(الجواب) ازیں فعل فاحشہ منکوحہ اللہ بخش مسماۃ اللہ نوازی براو حرام نہ شدہ است[3] بلکہ ایں فعل فاحشہ یعنی زنا بخواہر زوجہ خود حرام است باید کہ ازیں فاحشہ توبہ کند قال فی الدرالمختار ' وحرم الجمع بین المحارم نکاحاً ای عقداً صحیحاً و عدةً الخ و حرم الجمع و طئا بملك یمین بین امرء تین ایتهما فرضت ذکرا لم تحل للاخریٰ الخ درمختار[4] فقط

حرمت مصاہرت کس عضو کو دیکھنے سے ہوتی ہے

(سوال ۵۹۰) کون سے عضو پر شہوت سے نظر کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار والمنظور الی فرجها الداخل[5] الخ اس سے معلوم ہوا کہ سوائے فروج کے دیگر اعضاء کو بنظر شہوت دیکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲. ط-س-ج ۳ ص ۳۷
(۲) و تقدم فی باب المهر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدة و ثبوت النسب (ردالمحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر
(۳) وفی الخلاصة وطیٔ اخت امراته لا تحرم علیه امرا ته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المحرمات ص ۳۸۶ ج ۲) ط-س-ج ۳ ص ۳۲
(٤) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط-س-ج ۳ ص ۳۷
(٥) ایضا باب المحرمات ص ۳۸٦ ج ۲ ط-س-ج-۳-ص ۳۳

ماں اور بیٹی دونوں سے تعلق ہو تو کس سے نکاح جائز ہے

(سوال ۵۹۱) زید ایک مشتہاۃ سے محض التقائے ختانین کرتا ہے اور اس کا ناجائز تعلق مادر مشتہاۃ سے ہے اب زید مشتہاۃ مذکورہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے هذا اذا كانت حية مشتهاة الخ (درمختار) قوله هذا اى جميع ماذكر فى مسائل المصاهرة الخ شامی[1] پس صورت مذکورہ میں زید مشتہاۃ مذکورہ سے نکاح نہیں کر سکتا اور نہ اس مشتہاۃ کی مادر سے نکاح کر سکتا ہے۔

جس عورت سے زنا کیا اس کی لڑکی سے نکاح

(سوال ۵۹۲) زید نے ہندہ سے زنا کیا ہندہ کی ایک لڑکی ملّی موجود ہے زید اس سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) صورت مسئولہ میں زید کا نکاح مسماۃ ملّی سے ناجائز ہے۔ وحرم اصل مزنية و فروعهن[2] فقط

باپ جس سے شادی کرنا چاہتا ہے لڑکا کہتا ہے کہ اس سے میں نے زنا کیا ہے اور عورت انکار کرتی ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۹۳) ایک شخص کا بیان ہے کہ جس عورت سے میرا باپ شادی کرنا چاہتا ہے وہ میری مزنیہ ہے اور عورت اور اس کا باپ اس کی تصدیق نہیں کرتے؟

(الجواب) اس صورت میں بیان اس شخص کا لغو ہے اور شرعاً غیر معتبر ہے نکاح درست ہے۔ فقط

غیر مدخولہ منکوحہ کی ماں کا بوسہ لیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۹۴) شخصے بہ مادر منکوحہ غیر مدخولہ معانقہ و تقبیل می کند دریں صورت زوجہ اش بروئے حلال است یا نہ؟

(الجواب) قبل ام امراته الخ حرمت عليه امراته مالم يظهر عدم الشهوة ولو على الفم و فى المس لا تحرم مالم تعلم الشهوة[3] پس صورت مس و تقبیل بالشہوۃ مخلے برائے تحلیل زوجہ اش نیست البتہ اگر شہوت محقق نہ باشد حرمت نخواہد شد۔

باپ بیٹے کی بیوی سے زنا کرے تو خود طلاق ہو جاوے گی یا نہیں؟

(سوال ۵۹۵) اگر کوئی شخص بیٹے کی زوجہ سے زنا کرے تو وہ عورت لڑکے پر حرام ہو جائے گی یا نہیں؟

---

(۱) رد المحتار فصل في المحرمات ص ۳۸۷ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۳٤' ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش ر دالمحتار فصل في المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۳۲ ظفير

(۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل في المحرمات ص ۳۸۸ ج ۲' . ط.س. ج۳ص ۳۵ ظفير

اور خود طلاق پڑجائے گی یا طلاق دینے کی ضرورت ہوگی اور وہ طلاق کونسی کہلائے گی؟

(الجواب) وہ عورت بیٹے پر حرام ہوگئی بیٹے کو چاہئیے کہ اس کو علیحدہ کردے طلاق یا متارکت کی ضرورت ہے اور یہ طلاق طلاق بائنہ ہوگی۔[1] فقط

بیٹے کی عورت کو شہوت سے چھوئے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۹۶) زید مقر ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کی عورت کو شہوت سے مس کیا ہے' آیا زید کے بیٹے پر اس کی عورت حرام ہوگئی یا نہیں اگر حرام ہوگئی تو نکاح فسخ ہوگیا یا تفریق قاضی کی ضرورت ہے اگر ہے تو کون تفریق کرسکتا ہے اور تفریق کا کیا طریقہ ہے؟

(الجواب) زید کا کہنا بیٹے پر حجت نہیں ہوسکتا لیکن اگر بیٹا بھی اس کی تصدیق کرتا ہے یا گواہوں سے ایسا مس ثابت ہے جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاوے تو بیٹے پر وہ عورت ممسوسہ پدر بالشہوۃ حرام ہوگئی[2] لہذا بلا متارکت شوہر یا تفریق قاضی نکاح فسخ نہ ہوگا متارکت شوہر کی صورت یہ ہے کہ شوہر کہہ دے کہ میں نے اس کو علیحدہ کردیا یا اس سے علیحدگی کرلیوے۔

اور تفریق قاضی کی صورت یہ ہے کہ قاضی شرعی علیحدگی کراوے اور حکم مسلم فریقین بھی قائم مقام قاضی ہوسکتا ہے۔ کما فی کتب الفقه[3] فقط

مرد وعورت ایک چارپائی پر سوئے تو عورت کی لڑکی سے اس مرد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۵۹۷) ایک مرد وعورت کا اقرار ہے کہ ہم بلا شک ایک چارپائی پر سوئے ہیں مگر چارپائی فراخ تھی ہمارا آپس میں بالکل مماس نہیں ہوا فیما قدرے فاصلہ تھا اور نہ ہمیں کچھ شہوانی خیال آیا تھا آیا اس مرد کا نکاح عورت کی دختر سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ دونوں مس بالشہوت کے منکر ہیں تو نکاح اس مرد کا اس عورت کی دختر سے درست

---

(۱) تزوج بكراً فوجدها ثيباً و قالت ابوك فضي ان صدقها بانت بلا مهر والا لا (الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل في المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ ط.س.ج۳ص۳۲) و بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة (ايضاً ص ۳۸۹ ج ۲ ط.س.ج۳ص۳۷) ظفير

(۲) رجل تزوج امراة على انها عذراء فلما اراد و قاعها وجد ها قد اقتضت فقال لها من افتضك فقالت ابوك' ان صدقها الزوج بانت منه ولامهر لها وان كذ بها فهي امراته كذافي الظهيرية (عالمگيرية كشورى كتاب النكاح باب ثالث قسم ثانى ص ۲۸٤ ج ۲ ط.ماجديه ج۱ص۲۳٦) ظفير

(۳) وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الا بعد المتاركة و انقضاء العدة (درمختار) قوله الا بعد المتاركة اى وان مضى عليها سنون كما فى البزازيه و عبارة الحاوى الا بعد تفريق القاضى او بعد المتاركة الخ وقد علمت ان النكاح لا يرتفع بل يفسد وقد صرحوا فى النكاح الفاسد بان المتاركة لا تحقق الا بالقول ان كانت مدخولاً بها كتركتك او خليت سبيلك واما غير المدخول بها فقيل تكون بالقول و بالترك على قصد عدم العود اليها و قيل لا تكون الا بالقول فيهما حتى لو تركها و مضى على عدتها سنون لم يكن لها ان تتزوج بآخر فافهم (رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲ ط.س ج۳ص۳۷) ظفير

ہے وفی المس لا تحرم مالم تعلم الشهوة درمختار [1] فقط

صرف چھونے سے حرمت ہوتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۵۹۸) دو شخص معتبر کہتے ہیں کہ زید اپنی ساس کو مساس کر رہا تھا معلوم نہیں کہ شہوت تھی یا نہ تھی کپڑا بدن پر ہو یا نہ ہو سینہ پر ہو یا کسی اور مقام پر مگر زید شہوت سے انکار کرتا ہے پس ایسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہو جاوے گی یا نہیں ؟

(الجواب) ایسی صورت میں حکم حرمت مصاہرت کا نہ کیا جاوے گا کما فی الدر المختار وفی المس لاتحرم مالم تعلم الشهوة الخ وانكرها الرجل فهو مصدق الخ درمختار [2] فقط

کوئی ڈر سے یہ کہہ دے کہ سوتیلی ماں سے زنا کیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۵۹۹) زید پر اپنے باپ کی منکوحہ یعنی سوتیلی ماں سے زنا کا شبہ ہوا مسجد میں چند اشخاص نے زید سے دریافت کیا اور دھمکایا بلکہ ایک شخص نے زید کے منہ پر تھپڑ بھی مارا مگر زید نے اقبال نہیں کیا پھر زید کو ایک مولوی صاحب نے جو متقی خدا پرست ہیں علیحدہ حجرہ میں بلا کر نہایت شفقت سے دریافت کیا کہ آیا واقعی تمہارا ناجائز تعلق تمہاری سوتیلی ماں سے ہے ؟ زید نے اقبال کیا مولوی صاحب نے چند اشخاص کو بلا کر زید کا اقبال سنوادیا صبح کو زید نے اپنے ہم عمر لڑکے سے بیان کیا کہ میں نے جورات کو اقبال زنا کیا ہے وہ ڈر سے کیا ہے دراصل میرا کوئی گناہ نہیں زید نوخیز لڑکا ہے جس کی عمر سولہ سال کی ہے اس کی سوتیلی ماں جوان ہے وہ صاحب اولاد ہے وہ زید کو اپنا بیٹا کہتی ہے زید اسکو مائی کہتا ہے زید خود شادی شدہ ہے عورت اس کے گھر میں ہے سب ایک ہی گھر میں رہتے ہیں زید کی بیوی جب کبھی اپنی سوتیلی ساس سے لڑتی جھگڑتی ہے تو اس کو زید کی تہمت دیتی ہے شہادت چشم دید زنا یا بوس و کنار وغیرہ کے متعلق کوئی نہیں ہے زید کا وہ اقبال جو اس نے مولوی صاحب کے روبرو کیا جسے چند آدمیوں نے سنا اس جرم کے ارتکاب کا ثبوت ہے۔

سوال یہ ہے کہ زید کی سوتیلی ماں اس کے والد پر حرام ہو گئی یا نہیں ؟ اور اس قدر ثبوت پر اہل اسلام زید اور اس کے باپ سے کھانا پینا ترک کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

(الجواب) زید کی سوتیلی ماں اور زید کا باپ جب کہ زید کے اس فعل زنا و مس بالشہوۃ کا اقرار نہیں کرتے اور شہادت شرعیہ موجود نہیں تو محض زید کے اقرار کرنے سے زید کی سوتیلی ماں زید کے باپ پر حرام نہیں ہوئی ظاہر ہے کہ زید کا اقرار اس کی والدہ وغیرہ کے حق میں معتبر نہیں ہو سکتا ہے اور یہ امر مسلم عند الفقہاء ہے کہ ایک شخص کا اقرار دوسرے کے حق میں معتبر نہیں ہوتا پس زید کے باپ کا کھانا پینا علیحدہ کرنا اور اس کو چھوڑنا درست نہیں ہے اور زید کا اقرار باوجود تکذیب کرنے اس کی سوتیلی ماں اور والد کے محض کذب اور بہتان ہے جس کے مطالبہ کا حق اس کی سوتیلی ماں کو ہے جسکو تہمت لگائی گئی ہے اور جب کہ اس کو کچھ مطالبہ نہ ہو تو دوسروں کو کچھ حق مطالبہ کا نہیں ہے قال فی الشامی و کذا

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۸ ج ۲ ط.س.ج ۳ ص ۳۶ ظفیر

اذا اقر بجماع امها قبل التزوج لایصدق فی حقها شامی ص ۲۹۰ ج ۲ – وان ادعت الشهوة فی تقبیله او تقبیها ابنه وانکرها الرجل فهو مصدق لاهی . درمختار. وقال فی الشامی لانه ینکر ثبوت الحرمة والقول للمنکر، شامی ص ۳۸۹ ج ۲ فقط واللہ اعلم

لڑکی پر نیت بد کی تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۰۰) زید کی ایک بیوی زینب اور تین لڑکیاں ہیں زید نے اپنی خواہش نفسانی کی وجہ سے اپنی منجھلی لڑکی پر نیت بد کر کے خواہش فعل بد کی اگر زینب زوجہ زید کی مانع نہ ہوتی تو فعل بد کا ارتکاب ہو جاتا ایسی حالت میں طلاق جائز ہوئی یا نہیں اور زینب کو کوئی حق مہر وغیرہ کا ہے یا نہیں؟

(الجواب) فقط ارادہ اور خواہش فعل بد سے تو زینب اس پر حرام نہیں ہوئی البتہ اگر شہوت کے ساتھ اپنی دختر کے بدن کو بحالت برہنگی ہاتھ لگا دیا تو زینب زید پر حرام ہوگئی اس کو علیحدہ کر دینا چاہئے [1] اور مہر زینب کا لازم ہے مدخولہ ہے تو پورا ورنہ نصف۔[2] فقط

ماں اور بیٹی دونوں سے جو زنا کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۰۱) ایک مسلمان نے ایک ہندو عورت کو گھر میں رکھ لیا ہے اور اس کے ساتھ ایک جوان بیٹی بھی تھی دونوں کو مسلمان کر کے دونوں کے ساتھ عیش کرنے لگا چنانچہ لڑکی حاملہ ہوئی اور بچہ پیدا ہوا اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) ماں کے ساتھ اگر صحبت کی ہے تو اس کی دختر کے ساتھ اب کسی حال نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر ماں کے ساتھ وطی نہیں کی تو اسکو علیحدہ کر کے اس کی دختر سے نکاح کرنا درست ہے قال فی الدرالمختار و بنت زوجة الموطؤته الخ(درمختار) واحترز بالموطؤة عن غیر هافلا تحرم بنتها بمجرد العقد[3] الخ (شامی) وفی الشامی عن البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المراة علی اصول الزانی و فروعه نسباً و رضاعاً و حرمة اصولها و فروعها علی الزانی نسباً و رضاعاً[4] الخ فقط

سوتیلی ساس اگر داماد سے بدن ملادے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۰۲) زید کی سوتیلی ساس ہندہ نے بوجہ عداوت سوت وسوتیلی دختر کے زید کے ساتھ ایسی بے تکلفی کی کہ کبھی ہندہ نے اپنا گھٹنہ زید کے گھٹنہ پر رکھ دیا اور کسی حیلہ سے اپنا سینہ زید کے بازو وشانہ سے اور

---

(۱) والشهوة تعتبر عند المس والنظر حتی لو وجدا بغیر شهوة ثم اشتهی بعد الترك لا تتعلق به الحرمة (عالمگیری کشوری کتاب النکاح الباب الثالث والقسم الثانی ص ۲۸۳ ج ۲ .ط .ماجدیه ج۱ ص ۲۷۵) ظفیر
(۲) ومن سمی مهرعشر فما زاد فعلیه المسمی ان دخل بها او مات عنها الخ وان طلقها قبل الدخول و الخلوة فلها نصف المسمی (هدایه باب فی المهر ص ۳۰٤ ج ۲) ظفیر
(۳) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۲ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۳۰' ظفیر
(٤) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۳۲' ظفیر

کبھی پیٹ سے لگادیا اس صورت میں زید کی زوجہ زید پر حرام ہوئی یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں زید کی زوجہ زید پر حرام نہیں ہوئی كذافي الدرالمختار وغيره من كتب الفقه [1] فقط

گیارہ سالہ لڑکے نے جس عورت کو شہوت سے چھوا اس کی لڑکی سے شادی جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ٦٠٣) ایک لڑکے نے جس کی عمر گیارہ سال تھی ایک عورت کے گوشوارہ میں دست اندازی کی اور اس اثناء میں اس لڑکے کو انتشار ہوا اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی یا نہیں' اور اس لڑکے کا نکاح اس عورت کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) شامی میں ہے ۔ فتحصل من هذا انه لا بد في كل منهما من سن المراهقة واقله للانثى تسع وللذكر اثنى عشر لان ذالك اقل مدة يمكن فيها البلوغ كماصرحوابه في باب بلوغ الغلام الخ [2] وفي الدرالمختار في باب بلوغ الغلام و ادنى مدته له اثنتى عشر سنة ولها تسع سنين هو المختار الخ فان راهقا بان بلغا هذا السن [3] الخ ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں جب کہ عمر لڑکے کی گیارہ سال کی تھی تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی اور اس عورت کی دختر سے نکاح کرنا اس کو درست ہے ۔ فقط

ربیبہ سے نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ٦٠٤) ربیبہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ربیبہ سے نکاح کی حرمت قرآن شریف میں موجود ہے ۔ قال الله تعالىٰ حرمت عليكم امهاتكم الى قوله تعالىٰ و ربائبكم اللاتي في حجوركم [4] الآية فقط

بیوی کے مرنے کے بعد اسکی بہن' خالہ' پھوپھی' بھانجی' یا بھتیجی سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ٦٠٥) اگر کسی کی زوجہ مر جائے یا مطلقہ ہو جائے تو اس زوجہ کی بہن' خالہ' پھوپھی' بھانجی' بھتیجی سے شوہر کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں' اگر جائز ہے تو عدت کے اندر جائز ہے یا بعد عدت کے ؟

(الجواب) مسئلہ صحیح یہ ہے کہ اپنی زوجہ کے مر جانے کے بعد اس کی بہن یا خالہ یا پھوپھی' بھانجی یا بھتیجی سے فوراً یعنی اگلے دن یا دو چار دن بعد نکاح کر سکتا ہے کیونکہ مرد پر عدت نہیں ہے شامی میں اس کو صحیح کہا

---

(۱) واصل ممسوسة بشهوة ولو بشعر على الراس بحائل لا يمنع الحرارة (درمختار) اى ولو بحائل فلو كان مانعا لا تثبت الحرمة كذافي اكثر الكتب (ردالمحتار فصل في المحرمات ص ۳۸۵ ج ۲. ط.س. ج۳ص۳۲) ظفير

(۲) ردالمحتار فصل في المحرمات ص ۳۸۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۳۵ ظفير

(۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب بلوغ الغلام ص ۱۳۲ و ص ۱۳۳ ج ۵ .ط.س. ج۶ص۱۵۳ ظفير

(٤) سورة النساء : ٤

ہے۔ اور اگر اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہے خواہ رجعی یا بائنہ تو جب تک اس عورت مطلقہ کی عدت نہ گزر جائے اس وقت تک اس کی بہن اور خالہ و پھوپھی وغیرہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے درمختار میں ہے۔ وحرم الجمع بین المحارم نکاحاً و عدۃً ولو من طلاق بائن [1] اور شامی میں ہے الخ فرع ماتت امراته له التزوج باختها بعد یوم من موتها [2] الخ فقط

جس عورت سے باپ بیٹے دونوں کا ناجائز تعلق رہا اس سے ان میں سے کسی کا نکاح درست نہیں

(سوال ۶۰۶) ایک بیوہ کو زنا کا حمل ہے۔ زید بکر عمرو وغیرہ سے اس کا ناجائز تعلق پایا جاتا ہے مگر یہ فیصلہ ذرا دشوار ہے کہ حمل کس کا ہے لیکن اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ زید اور بکر دونوں میں باپ بیٹے کا رشتہ ہے باقی عمرو وغیرہ کے مابین کوئی شرعی رشتہ نہیں ہے کیا اس بیوہ کا نکاح زید یا بکر کے ساتھ ہو سکتا ہے اگر ناجائز ہے اور نکاح ہو جاوے تو کیا حکم ہے متعاقدین کو کیا کرنا چاہئے اور اس کی تدبیر تلافی یعنی کفارہ کیا ہے۔ بیوہ کا نکاح کب اور کس کے ہمراہ ہونا چاہئے؟

(الجواب) اگر زید اور بکر دونوں باپ بیٹوں کا اس بیوہ سے ناجائز تعلق رہا یعنی زنا یا مس بالشہوۃ واقع ہوا تو اس بیوہ کا نکاح نہ زید سے ہو سکتا ہے اور نہ بکر سے کیونکہ مزنیہ پسر باپ کے لئے حرام ہے اور مزنیہ پدر بیٹے کے لئے حرام اگر نکاح کسی سے ان دونوں میں سے ہو گیا ہے تو وہ باطل اور ناجائز ہے فوراً ان میں تفریق کرا دینی چاہئے [3] اور عمرو وغیرہ سے حسب قاعدہ اس کا نکاح کر دیا جائے اور شرکائے جلسہ نکاح کو اگر اس واقعہ کی خبر نہ تھی یا ان کو مسئلہ معلوم نہ تھا تو ان پر کچھ مواخذہ اور گناہ نہیں اور زید اور بکر سے جو گناہ ہوا اس سے توبہ کریں یہی ان کے گناہ کا کفارہ ہے۔ فقط

زنا سے جو بھتیجہ ہے اس سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۶۰۷) نرائن اہل ہنود اور مسماۃ رجیما طوائف سے ناجائز تعلق رہا چند اولاد جن میں مسماۃ کرسما بھی پیدا ہوئی اور نرائن کے قوم کی بیوی سے لڑکا اور اس لڑکے سے مسمی پرشاد ہوا تو نرائن کا پرشاد پوتہ ہے اور مسماۃ کرسما طوائف کے رشتہ سے لڑکی ہے تو پرشاد کے باپ کی بہن کرسما ہوئی یعنی پھوپھی اور کرسما کے بھائی کا لڑکا پرشاد بھتیجہ ہوا تو ان دونوں میں باہم بہ حیثیت مسلمان ہو جانے کے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۸ ظفیر
(۲) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۸ ظفیر
(۳) اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المراة علی اصول الزانی و فروعه نسباً و رضاعاً و حرمة اصولها و فروعها علی الزانی نسباً و رضاعاً کما فی الوطؤ الحلال (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۴ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۲) ظفیر

(الجواب) نکاح ان دونوں میں یعنی پرشاد اور کرپا میں درست نہیں۔[1] فقط

حرمت مصاہرت کے جب گواہ شرعی نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۰۸) ایک شخص نے اپنی دختر کی شادی ایک لڑکے سے کردی وہ لڑکا گزر گیا پھر اس نے اپنی لڑکی کا نکاح شوہر متوفی کے چھوٹے بھائی سے کر دیا لڑکی کئی مرتبہ سسرال گئی لیکن اب جانے سے انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرے ساتھ میرے خسر نے زنا بالجبر کیا ہے میں وہاں نہیں جا سکتی اور اس کی نند بھی گواہی زنا کی دیتی ہے اس لڑکی کا نکاح بغیر طلاق کے دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس لڑکی کا اقرار بالزنا اور اس کی نند کی گواہی سے حرمت ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں حالانکہ وہ طلاق نہیں دیتا؟

(الجواب) محض اس لڑکی اور اس کے نند کے اقرار سے شوہر کے حق میں حرمت ثابت نہیں ہوتی اور اس عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی بدوں طلاق دینے شوہر کے اور بدوں عدت گزارنے کے دوسری جگہ نکاح اس لڑکی کا جائز نہیں ہے۔ فقط

بیٹے کی مدخولہ سے باپ کا اور باپ کی مدخولہ سے بیٹے کا نکاح جائز نہیں

(سوال ۶۰۹) بیٹے کی مدخولہ سے باپ کا اور باپ کی مدخولہ سے بیٹے کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ ہر دو صورت جائز نہیں کما قال اللہ تعالیٰ و حلائل ابنائکم[2] الخ فقط

ممسوسہ بالشہوۃ کی سوتن کی لڑکی سے شادی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۶۱۰) ایک شخص نے ایک اجنبی عورت کے پستان شہوۃ سے چھوئے اب اس شخص کا نکاح اس ممسوسہ کی سوت کی لڑکی سے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) درست ہے۔[3] فقط

دادا کی جو ممسوسہ ہے اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۶۱۱) زید کے دادا نے ہندہ سے جس کی عمر آٹھ نو سال تھی زنا کیا لیکن بوجہ کم سنی کے دخول نہ ہو سکا ہندہ کی شادی بکر سے ہو کر اکبری پیدا ہوئی آیا زید کی شادی اکبری سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر زید کو اس فعل کا اقرار ہے یا شہادت شرعیہ سے ثابت ہے تو زید کا نکاح اکبری سے درست نہیں ہے جیسا کہ شامی میں بحر سے منقول ہے کہ اصول و فروع مزنیہ زانی پر حرام ہیں وعبارته والمراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربعة[4] الخ فقط

---

(۱) اگر دونوں مسلمان ہیں تو حرمت ظاہر ہے حرم علی التزوج ذکراً کان او انثی نکاح اصله و فرعه علا او نزل و بنت اخیه واخته و بنتها ولو من زنا و عمته و خالته الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۱ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۲۹) اور اگر ایک کافر دوسرا مسلمان ہے اسباب التحریم انواع قرابة مصاهرة رضاع جمع ملك شرك (درمختار) کالجوسیة والمشرکة (ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۰ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۲۸) ظفیر

(۲) سورۃ النساء : ۴

(۳) کوئی وجہ حرمت نہیں واحل لکم ما وراء ذلکم (سورة النساء : ۴) ظفیر

(۴) دیکھئے رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۴ ج ۲ ظفیر

جس نابالغہ کو شہوت سے چھوا اس کی ماں سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۶۱۲) ایک شخص بالغ ایک نابالغ لڑکی کو سلا رہا تھا اور شہوت سے اس کو پکڑا تو اس شخص کا نکاح اس کی ماں سے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر وہ لڑکی نو برس کی ہے یا زیادہ کی اور اس کو مس بالشہوۃ کیا ہے تو اسکی ماں سے نکاح صحیح نہیں هذا اذا کانت حیۃً مشتهاةً درمختار الخ قوله مشتهاةً سیاتی تعریفه بانها بنت تسع فاکثر شامی [1] اور اگر وہ لڑکی نو برس کی عمر سے کم ہے تو اس کی ماں سے نکاح جائز ہے ۔ و بنت سنها دون تسع لیست بمشتهاة درمختار [2] فقط

بیٹے کی بیوی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۶۱۳) بیٹے کی عورت کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) بیٹے کی زوجہ سے بیٹے کے مرنے کے بعد یا طلاق دینے کے بعد باپ کو نکاح کرنا درست نہیں ہے بلکہ قطعاً حرام ہے قرآن شریف میں محرمات کے بیان میں فرمایا ہے وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم [3] یعنی حرام کی گئی ہیں تم پر تمہارے بیٹوں کی بیبیاں ۔ فقط

پہلے ساس کے ساتھ زنا کا اقرار کیا پھر انکار کیا حکم ہے ؟

(سوال ۶۱۴) نور الحسن نے لوگوں سے بلا کسی تکرار کے بیان کیا کہ میری خوش دامن سے میرا ناجائز تعلق تھا اسی وجہ سے اس نے میرے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا یہ خبر جب اس کے خسر کو ہوئی تو اپنی لڑکی کو اس کے گھر سے لے گئے اور تکرار ہوا جس میں اس نے تمام لوگوں کے سامنے اپنے خسر کو بھی یہ طعنہ دیا اور جب لوگوں نے اس کو کہا کہ اب تیرا نکاح نہیں رہا تو اس نے تمام لوگوں کے سامنے حلفیہ بیان کیا کہ میں نے یہ جھوٹا الزام لگایا تھا نیز لڑکی کے سامنے بھی اس نے فعل ناجائز کا اقرار کیا اب اس کی بیوی کو اس کے یہاں بھیجا جاوے یا نہیں اور نکاح اس کا جائز رہا یا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے ۔ وفی الخلاصة مافعلت بام امراتك فقال جامعتها تثبت الحرمة ولا يصدق انه كذب ولو هازلا الخ و فی الشامی قوله ولا يصدق انه كذب الخ ای عند القاضی اما بینه و بین الله تعالیٰ ان كان كاذباً فيما اقر لم تثبت الحرمة [4] الخ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اقرار کرے کہ میں نے اپنی زوجہ کی ماں سے زنا کیا ہے تو اس کی زوجہ اس پر حرام ہو جاوے گی اس کے بعد اگر وہ کہے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا تو قاضی اس کے اس قول کا اعتبار نہ کرے گا اور حکم حرمت زوجہ کا جاری کر دے گا اور اگر قاضی تک معاملہ نہ پہنچے اور شوہر کہے کہ میں نے

---

(۱) ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۴' ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۳۷ ظفیر
(۳) سورۃ النساء : ۴
(۴) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۸ ' ظفیر

جھوٹ کہہ دیا تھا تو فیمابینہ وبین اللہ اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوگی۔ فقط

جس ہندو عورت سے زنا کیا ہے اس کی مسلمان لڑکی سے وہ نکاح نہیں کر سکتا

(سوال ۶۱۵) ایک ہندو عورت مزنیہ سے ایک مسلمان مرد کا ناجائز تعلق تھا پھر اسی عورت کی لڑکی سے جو ہندو شوہر سے پیدا ہوئی اسی مرد مسلمان کا ناجائز تعلق ہو گیا یعنی جو کہ ہر دو عورت پر زنا کے نام سے محمول کیا جاتا ہے اگر وہ لڑکی اسلام قبول کرلے تو وہ مرد اس لڑکی سے ازروئے شریعت نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ مزنیہ کی دختر ہمیشہ کے لئے زانی پر حرام ہے۔ کذافی الشامی عن البحر[1] فقط

جس کافرہ عورت کو شہوت سے چھوا اس کی مسلمان لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سال ۶۱۶) ایک مسلم مرد نے کسی غیر مسلم عورت کو بحالت شہوۃ مس کیا ہے اب وہ مرد اس کی دختر کو مشرف باسلام کر کے نکاح کرنا چاہتا ہے' جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے واصل ممسوسۃ بشھوۃ ولو بشعر علی الراس الخ و فروعھن مطلقا الخ[2] اس روایت سے واضح ہے کہ جس عورت کو شہوۃ سے مس کیا جاوے اس کے اصول یعنی والدہ وغیرہ اور فروع یعنی دختر وغیرہ مس کرنے والے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہیں اگرچہ وہ عورت جس کو مس کیا ہے کافرہ ہو لہذا اس صورت میں عورت مذکورہ کی دختر سے نکاح اس شخص کا جائز نہیں ہے۔ فقط

بیوی کو صحبت سے پہلے طلاق دے دی تو کیا اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے

(سوال ۶۱۷/۱) زید نے ہندہ سے نکاح کیا لیکن مباشرت سے قبل اس کو طلاق دے دی کیا ہندہ کی دختر سے جو پہلے خاوند سے ہے زید کا نکاح جائز ہے؟

ولد الحرام لڑکی سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۲/ ۶۱۸) کیا ولد الحرام لڑکی سے نکاح جائز ہے؟

الجواب)(۱) اس صورت میں ہندہ کی دختر سے جو دوسرے شوہر سے ہے زید کا نکاح درست ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ ہے وربائبکم اللاتی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم[3] الآیۃ فقط

(الجواب) (۲) جائز ہے۔

---

(۱) واراد و محرمۃ المصاھرۃ الحرمات الاربع حرمۃ المراۃ علی اصول الزانی و فروعہ نسباً و رضاعا وحرمۃ اصولھا و فروعھا علی الزانی نسباً و رضاعاً کما فی الوطؤ الحلال (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۳۲) ظفیر

(۲) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۵ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۳۲' ظفیر

(۳) سورۃ النساء : ٤

آٹھ سالہ بچی کو چھو دیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۶۱۹) ایک شخص بوقت شب اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور اس کی منکوحہ دوسرے پلنگ پر مع دولڑکیوں کے ایک شیر خوار اور دوسری تقریباً آٹھ سال کی تھی لیٹی ہوئی تھی اس کے خاوند نے بالارادہ مباشرت عورت کو اٹھانا چاہا مگر اس کا ہاتھ بجائے منکوحہ کے لڑکی پر پہنچا اور بیوی سمجھ کر بدن کو ٹٹولا۔ لیکن جب احساس ہوا کہ یہ بیوی نہیں ہے تو فوراً ہاتھ علیحدہ کر لیا بدن کو چھونے کے وقت غلبہ شہوت نہ تھا اس صورت میں کیا حکم ہے اور اگر بدن کا چھونا خواہش کے ساتھ تصور کر لیا جائے تو کیا حکم ہے جب کہ لڑکی صغیر السن ہے اور دھوکہ ہو گیا ہے ؟

(الجواب) اس صورت میں اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی کہ اول تو مس بالشہوت نہیں پایا گیا دوسرے لڑکی صغیر السن ہے اس کے چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی در مختار میں ہے و بنت سنها دون تسع ليست بمشتهاة به يفتى الخ و فى رد المحتار والا صح انهالا تثبت الحرمة [1] الخ فقط

لوگوں نے کہا مگر خود مرد ساس سے ملوث ہونے کا انکار کرتا ہے

(سوال ۶۲۰) ایک شخص نے نکاح کیا ہے منکوحہ کی عمر سولہ سال ہے دو شخص مدعی ملا صاحب کے پاس جا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ نکاح جائز نہیں کیونکہ ہم نے ناکح سے سنا ہے کہ اس نے منکوحہ کی والدہ متوفیہ سے زنا کیا تھا ملا صاحب نے ناکح کو بلا کر دریافت کیا وہ حلف سے انکاری ہے کہ میں نے والدہ منکوحہ کے ساتھ زنا نہیں کیا یہ مجھ پر تہمت لگائی جاتی ہے ملا صاحب نے مدعیان سے حلف اٹھوا کر یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں اور جو اس مجلس نکاح میں شریک تھے ان کے نکاح جاتے رہے چنانچہ چار شخصوں کے دوبارہ نکاح پڑھائے گئے کیا نکاح مذکورہ واقعی ناجائز ہوا تھا کیا حکم ہے ؟

(الجواب) مفتی فتویٰ دیانت پر دیتا ہے وہ قاضی نہیں ہے کہ شہادت کو سنے اور حلف دیوے یہ کام قاضی کا ہے، پس ملا صاحب کو بھی یہ فتویٰ نہ دینا چاہئے تھا کہ نکاح جائز نہیں ہوا کیونکہ جب شوہر منکر ہے زنا سے تو عند اللہ اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی ملا صاحب کو لازم تھا کہ جب شوہر زنا کا اقرار نہیں کرتا تو فتویٰ حرمت کا نہ دیتے، اور جب کہ وہ عورت منکوحہ اس پر حرام نہیں ہے تو شرکاء مجلس نکاح کے اوپر بھی کوئی مواخذہ نہیں ہے اور تجدید نکاح کی تو کسی حال میں بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ تجدید نکاح بوجہ مرتد ہو جانے کے لازم ہوتی ہے اور شرکاء مجلس اور شوہر کے ارتداد کا حکم کسی طرح اس صورت میں نہیں ہو سکتا یہ ان ملا صاحب کی ناواقفیت کی دلیل ہے۔

ساس کہتی ہے مگر داماد زنا کا منکر ہے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۶۲۱) مسٹر شفیع نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا لیکن شفیع نے لوگوں کے سامنے زنا سے انکار کیا اور اس کی ساس برابر کہتی رہی کہ میرے داماد نے مجھ سے زنا کیا ہے اور شفیع نے بھی ایک شخص کے

---

(۱) رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲ . ط.س. ج۳ ص ۳۷' ظفیر

سامنے اقرار کیا ایسی صورت میں شفیع کا نکاح ٹوٹ گیا یا قائم رہا؟

(الجواب) جب کہ شفیع زنا سے منکر ہے اور شہادت شرعیہ موجود نہیں ہے تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوگی۔[1] فقط

بیٹی باپ پر بدنیتی کا الزام لگاتی ہے اور باپ منکر ہے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۲۲) فصاحت کی حقیقی بیٹی نے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ پر بدنیتی سے ہاتھ چلایا لیکن فصاحت سختی سے انکار کرتا رہا تو فصاحت کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں لوگوں نے اس کو اپنی قربانی سے علیحدہ کر دیا اور جب اس نے قربانی کر کے گوشت تقسیم کیا تو کسی نے نہیں لیا تو وہ گناہ گار ہوئے یا نہیں؟

(الجواب) فصاحت کا نکاح اس صورت میں قائم ہے اور چونکہ فصاحت منکر ہے اور اس کی تکذیب شہود عدول سے ثابت نہیں ہے اس لئے حرمت مصاہرۃ اس صورت میں ثابت نہ ہوگی پس فصاحت کے ساتھ متارکت کرنا اور اس کو شریک قربانی نہ کرنا اور اس کے دیئے ہوئے گوشت قربانی کو نہ لینا اور اس کو ناجائز سمجھنا ناجائز اور معصیت ہے۔ فقط

بیوی کا خیال ہے کہ میرے شوہر نے میری بیٹی سے صحبت کی ہے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۲۳) ہندہ اپنے خاوند کی نسبت کہتی ہے کہ ازروئے بدنیتی میری بیٹی سے بات چیت کی اور اغلب ہے کہ صحبت بھی کی ہوگی اس لئے میں زید پر حرام ہو گئی اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) محض گمان اور خیال سے حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوتی پس ہندہ اپنے شوہر زید پر حرام محض اس خیال سے کہ زید نے شاید ہندہ کی دختر سے صحبت کی ہو حرام نہیں ہوئی۔ فقط

شہوت سے ہاتھ لگایا پہلے انزال نہ ہوا دوسری بار ہو گیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۲۴) زید نے ہندہ کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہندہ سوئی ہوئی تھی لیکن انزال نہیں ہوا پھر ایک ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد آ کر ہاتھ لگایا تو انزال ہو گیا ان دونوں صورتوں میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) اگر بدوں کپڑے کے کھلے ہوئے بدن یا باریک کپڑے پر شہوت سے ہاتھ لگاوے تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے جیسا کہ پہلی صورت میں ہے اور اگر مس بالشہوۃ کے ساتھ انزال ہو جاوے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی کذافی الدر المختار[2] فقط

دو مرد کی گواہی سے حرمت ثابت ہو جائے گی

(سوال ۶۲۵) اگر دو شخص عادل شہادت دیں کہ ہم نے زید کو ہمراہ ہندہ زنا کرتے دیکھا کیا اس سے

---

(۱) وان ادعت الشهوة فی تقبيله اوتقبيلها ابنه وانكرها الرجل فهومصدق لاهی (درمختار) فهو مصدق لانه ينكر ثبوت الحرمة والقول للمنكر (رد المحتار ج۳ ص ۳۸۹ ظفير

(۲) اذا لم ينزل فلو انزل مع مس او نظر فلاحرمة به يفتی (درمختار) فلاحرمة لانه بالا نزال تبين انه غير مفض الی الوطوء هدايه (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۶ ج ۲ ط.س.ج۳ ص ۳۳) ظفير

حرمت مصاہرت ثابت ہو کر مزنیہ کی دختر زانی پر حرام موافق عبارت عالمگیریہ ہے و منها الشهادة بغير محدود و القضاء وما يطلع عليه الرجال' منها شهادة رجلين او رجل وامرأتين الخ لقوله تعالى واستشهدوا شهيدين من رجالكم اور بعبارة درمختار و لغير ها من الحقوق رجلان او رجل وامرأتان یا موافق آیۃ کریمہ والذين يرمون المحصنات الآية کے چار مرد کی شہادت ضروری ہے اور نکاح زید بہ دختر مزنیہ جائز ہے؟

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ حرمت مصاہرت کے اثبات کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور عورتوں کی شہادت مقبول ہے جیسا کہ اقرار باللمس والتقبیل عن شہوۃ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے' درمختار میں ہے وتقبل الشهادة على الاقرار باللمس والتقبيل عن شهوة [1] الخ اور یہی منشاء ہے عبارت عالمگیریہ ودرمختار کا مگر صورت مسؤلہ میں شہادت زنا کی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ ثابت نہیں ہو البتہ ایسی صورت میں شہود پر حد قذف جاری ہوتی ہے اور وہ شرعاً کاذب شمار ہوتے ہیں تو جب کہ زنا ثابت نہ ہوا تو حرمت مصاہرت بھی ثابت نہ ہوگی کیونکہ یہ شہادت حرمت مصاہرت پر نہیں ہے بلکہ زنا پر ہے اور وہ ثابت نہیں اور گواہ جھوٹے قرار پائے قال الله تعالى لولا جاؤاعليه باربعة شهداء' فاذ لم ياتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الكاذبون [2] الآية فقط

غلطی سے دختر پر جاپڑا کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۲۶) میں نابینا ہوں ایک شب بخیال صحبت زوجہ بیدار ہوا زوجہ ہمراہ دختر ۱۲ سالہ میری ہمبستر تھی بہ غلطی سر اویل دختر خود کھولی اور اندام نہانی اپنا بشہوۃ اس کی اندام نہانی پر رکھا بعدہ خبر ہوگئی کہ یہ زوجہ نہیں ہے جلدی قبل از دخول ذکر جدا ہوا زوجہ کو بیدار کیا شہوۃ سابقہ قدرے موجود تھی صحبت کی انزال ہوا اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں اگر ثابت ہے تو امام شافعیؒ کے مذہب پر فتویٰ دے سکتے ہیں اور عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے وفي الخانية ان النظر الى فرج ابنته بشهوة يوجب حرمة امرا ته وكذا لو فزعت فدخلت فراش ابيها عريانة فانتشر لها ابوها تحرم عليه امها [3] الخ اور انزال کی روایت میں قید مع المس والنظر ہے چنانچہ درمختار میں ہے فلو انزل مع مس اونظر فلاحرمة [4] ان روایات سے ثابت ہے کہ صورت واقعہ میں حرمت ثابت ہے اور حنفی کو اس بارے میں امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کرنے کی کوئی روایت اور فتویٰ منقول نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل في المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۳۸' ظفیر
(۲) سورة النور : ۲
(۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل في المحرمات ص ۳۸۹ ج۲ .ط.س. ج۳ ص۳۷' ظفیر
(٤) ایضاً ص ۳۸۶ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص۳۲' ظفیر

کمال الدین کی ماں سے جس نے زنا کیا اس کی لڑکی سے کمال الدین کی شادی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۶۲۷) خلاصہ سوال یہ ہے کہ اگر زنا کرنا فقیر کا کمال الدین کی والدہ سے ثابت ہو جائے تو کمال الدین کا نکاح فقیر کی دختر سے صحیح ہوگا یا نہیں اور اگر فقیر یہ کہے کہ کمال الدین میرے نطفہ سے ہے تو یہ شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر شہادت شرعیہ یعنی چار عادل گواہوں کی شہادت سے زنا فقیر کا کمال الدین کی والدہ سے ثابت ہو جاوے تب بھی موافق تصریح بحر وغیرہ کے کمال الدین کا نکاح فقیر کی دختر سے شرعاً صحیح ہے کیونکہ زانی کی فروع مزنیہ کی فروع کے لئے حرام نہیں ہے۔ کما فی الشامی عن البحر ویحل لاصول الزانی و فروعه اصول المزنی بها و فروعها الخ شامی[1] ص ۲۷۹ جلد ۲

اور فقیر کا یہ اقرار کہ کمال الدین میرے نطفہ سے ہے شرعاً معتبر نہیں ہے لقوله علیه الصلوة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[2] لہذا فقیر کے اس اقرار کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور فقیر کے اس قول کی وجہ سے کمال الدین پر دختر فقیر حرام نہ ہوگی کیونکہ یہ قول فقیر کا بوجہ معارض ہوتے نص مذکورہ کے لغو اور باطل ہے البتہ اگر کمال الدین کا زنا یا مس بالشہوۃ اور بوس و کنار فقیر کی زوجہ سے ثابت ہو جاوے شہادت معتبرہ سے یا اقرار کمال الدین سے تو پھر کمال الدین کا نکاح دختر فقیر سے جائز نہ ہوگا۔ فقط

رات میں غلطی سے لڑکی یا ساس پر ہاتھ پڑ جائے اور شہوت ہو تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۲۸) رات کو اپنی بیوی کو جگانے اٹھا مگر غلطی سے اپنی لڑکی پر ہاتھ جا پڑا یا ساس پر اور بیوی سمجھ کر جوانی کی خواہش سے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ مرد اپنی بیوی سمجھ کر جوانی کی خواہش سے ہاتھ ڈالنے والے کو اپنی عورت کو علیحدہ کر دینا چاہئے وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی' اس کے متعلق چند سوالات ہیں' (۱) لڑکی بالغ ہو یا نابالغ (۲) اس صورت میں غلطی کافی ہے یا ارادۃً لڑکی پر ہاتھ ڈالنا ضروری ہے؟

(الجواب) یہ حکم نوبرس یا زیادہ عمر کی لڑکی کے متعلق ہے (۲) اس صورت میں غلطی بھی کافی ہے۔[3] فقط

موطوءۃ کی لڑکی کو رکھنا کیسا ہے اور اس کی اولاد کا کیا حکم ہے

(سوال ۶۲۹) زید نے اپنی خوشدامن ہندہ سے زنا کیا مسئلہ معلوم ہونے پر زید نے اپنی زوجہ کو چھوڑ دیا اور اس فعل سے توبہ کیا پھر زید کی زوجہ نے زور دیا کہ میں مبلغ پانچ سو روپیہ مہر کا دعویٰ کروں گی زید نے بہ سبب خوف مہر کے توبہ توڑ دی اور زوجہ کو رکھ لیا اس سے اولاد ہوئی ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے اس کو

---

(۱) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲. ط.س. ج ۳ ص ۳۲' ظفیر
(۲) مشکوۃ شریف باب اللعان ص ۲۸۷
(۳) فلو ایقظ زوجته او ایقظته هی لجماعها فمست یده بنتها المشتهاة او ید ها ابنه حرمت الام ابدا فتح قبل امرأته فی ای موضع کان علی الصحیح حرمت علیه امرأته الخ و بنت سنها دون تسع لیست بمشتهاة به یفتی (الدر المختار علی هامش فصل فی المحرمات ص ۳۸۸ و ص ۳۸۹ ج ۲. ط.س. ج ۳ ص ۳۵) ظفیر

امام مقرر کرنا کیسا ہے اور نکاح زید کا باقی رہایا نہیں اور مہر زید کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ زید نے اپنی زوجہ کو چھوڑ دیا اور اس کو علیحدہ کر دیا نکاح اس کا باطل ہو گیا اور زید کو ایسا کرنا ضروری تھا یعنی اپنی زوجہ کو علیحدہ کرنا لازم تھا پھر زید کا اس زوجہ کو رکھنا اور اس سے صحبت کرنا حرام ہے اور اس کے بعد جو اولاد ہوئی اس کا نسب ثابت نہیں ہے سابق کا مہر لازم ہے یعنی اگر وہ عورت موطوءۃ زید ہے تو مہر مثل لازم ہے و یجب مهر المثل فی نکاح فاسد [1] الخ درمختار الغرض زید بحالت مذکورہ فاسق ہے امامت اس کی مکروہ ہے۔

مدخولہ بیوی کی لڑکی سے نکاح حرام ہے

(سوال ۶۳۰) وربائبکم اللاتی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بهن [2] یعنی عورت کی وہ بیٹی جو پہلے خاوند سے ہے اور گود میں ہے حرام ہے اس کی ماں کی زندگی اور موت میں وهل تسمی الربیبة وان لم تکن فی حجرہ کیا نام رکھا جاتا ہے ربیبہ اگر اس کی گود میں نہ ہو یعنی جو گود والی بچی سے بڑی ہو وہ بھی حرام ہے امام بخاری صاحب نے صحیح بخاری کے ترجمہ فیض الباری کے پارہ ۲۱ پر درج فرمایا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس لڑکی سے نکاح کی اجازت دی جو گود میں نہ تھی یعنی پہلی کی تھی روایت کیا اس کو ابن منذر وغیرہ نے اور اخیر پر یہ تحریر فرمایا کہ اگر نہ ہوتا اجماع حادث اس مسئلہ میں تو اس کا لینا اولیٰ ہوتا اس واسطے کہ حدیث کے اکثر طریقوں اور قرآن مجید میں حجر کی قید آچکی ہے اور مخالفین نے صرف اس حدیث کو حجت پکڑا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ میری بیبیو اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو حدیث مخالف سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیبیوں کو ان کی زندگی میں انکے بیٹوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنے کو منع فرمایا یعنی جیسے عورت کی زندگی میں اس کی بہن حرام ہے ویسے بیٹی بھی ورنہ زندگی کے بعد کوئی عورت کیا کہہ سکتی ہے اخیر پر یہ بھی گزارش ہے کہ کیا حضرت علیؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے مخالفین زیادہ معتبر اور واقف ہے؟

(الجواب) زوجہ مدخولہ کی بیٹی شوہر اول سے مطلقاً حرام ہے خواہ زوجہ موجود ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ گود میں اور پرورش میں ہو یا نہ ہو جیسا کہ قرآن شریف میں محرمات لبدیہ میں اسکو شمار کیا ہے قال اللہ تعالیٰ واللاتی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بهن [3] الآیة اور قید فی حجورکم کی باعتبار غالب کے اور باعتبار اکثر کے ہے چنانچہ جمہور صحابہ و تابعین وائمہ اربعہؒ کا یہی مذہب ہے اور سواء داؤد ظاہری کے کسی کا خلاف ائمہ میں سے اس بارے میں منقول نہیں ہے اور صحابہؓ میں جو اس بارے میں اختلاف تھا وہ بعد اجماع کے مرتفع ہو گیا جلالین شریف میں ہے فی حجورکم تربونها صفته موافقته للغالب فلا مفهوم لها [4] الخ اور مدارک میں ہے

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد ص ۴۸۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۱۳۱'

(۲) سورة النساء : ٤ (۳) سورة النساء : ٤ ' ظفیر

(٤) جلالین ص ۷۳' ظفیر

قال داؤد اذا لَم تکنْ فی حجرہ لا تحرم قلنا ذکر الحجر علیٰ غلبة الحال دون الشرط الخ اور درمختار میں ہے و بنت زوجته الموطوئة قال فی رد المحتار ای سواء کانت فی حجرہ ای کنفہ و نفقته اولا وذکر الحجر فی الایة خرج مخرج العادة او ذکر للتشنیع علیھم [1] الخ اور امام بخاریؒ بھی اس مسئلہ میں جمہور کے ساتھ ہیں وہ بھی ربیبہ سے نکاح کو مطلقاً حرام فرماتے ہیں یعنی گود میں ہویا نہ ہو چنانچہ پوری عبارت بخاری شریف کی ترجمہ باب کی یہ ہے وھل تسمی الربیبة وان لم تکن فی حجرہ و دفع النبی ﷺ ربیبةً له الیٰ من یکفلھا [2] الخ اور اس کے بعد حدیث لا تعرض علی بناتکن و لا اخواتکن الخ لاتے ہیں اس روایت ودفع النبی ﷺ الخ سے بھی امام بخاریؒ نے اس پر دلیل پکڑی ہے کہ باوجود دوسرے شخص کی کفالت میں دور پرورش میں ہونے کے اس لڑکی کو ربیبہ فرمایا گیا اور محرمات میں شمار کیا گیا باقی قرن اول کا اختلاف جب کہ اس کے بعد اجماع حرمت پر ہو چکا ہو معتبر نہیں رہتا اور واضح ہو کہ حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ کا خلاف اس بارے میں امام بخاریؒ نے نقل نہیں کیا اور یہ بھی ابن حجر ہی کا قول ہے کہ اگر نہ ہو تا اجماع حادث اس مسئلہ میں الخ امام بخاری کا قول کہنا اس کو غلط ہے الغرض امام بخاری اور ائمہ اربعہؒ اور جمہور اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ زوجہ مدخولہ کی بیٹی ہمیشہ کو حرام ہے خواہ وہ حجر میں ہو یا نہ ہو اور آنحضرت ﷺ نے اسکو مطلقاً حرام فرمایا ہے۔[3] فقط

چار سال کی لڑکی کو چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی

(سوال ۶۳۱) مسائل سے ناواقف شخص نے اپنی نابالغ لڑکی پر جس کی عمر چار سال کی ہو گی جوانی کی خواہش سے ہاتھ ڈالا کمر بند تک کھولا مگر کھولتے ہی پھر بند کر دیا تو کیا عورت حرام ہو گئی؟

(الجواب) یہ حکم حرمت کا نو برس یا زیادہ عمر کی لڑکی کو ہاتھ لگانے سے ثابت ہوتا ہے اور عمداً اور خطاءً و نسیاناً اس میں برابر ہے دلائل حرمت کے کتب فقہ میں مبسوط ہیں رد المحتار میں ہے قال فی الفتح و بقولنا قال مالك فی روایة احمد وھو قول عمرو ابن مسعود و ابن عباس فی الاصح و عمران ابن الحصین و جابر و ابی وعائشةؓ و جمھور التابعینؒ کالبصری والشعبی والنخعی والا وزاعی وطاؤس و عطاو مجاھد و ابن المسیب و سلیمان بن یسار و حماد والثوری و ابن راھویه و تمامه مع بسط الدلیل فیه الخ و فیه ایضاً لان المس والنظر سبب داعٍ الی الوطؤ فیقام مقامه فی موضع الاحتیاط، ھدایه و استدلّ لذالك فی الفتح بالا حادیث والآثار عن الصحابة والتابعین شامی [4] ص ۲۸۰ ج ۲ چار پانچ برس کی عمر کی لڑکی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی پس

(۱) رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص ۳۸۲ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۰، ظفیر
(۲) بخاری شریف۔
(۳) مدارك التنزیل ص ۲۶۶ ج ۱
(٤) دیکھئے رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ و ص ۳۸۵ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۲ تحت قوله اراد بالزنا الوطؤ الحرام (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

صورت مسئولہ میں زوجہ حرام نہ ہوگی ناواقفیت عذر نہیں ہے لیکن لڑکی کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے حکم حرمت کا نہیں ہوا[1] فقط

خوش دامن کے ساتھ زنا کا جھوٹا اقرار کیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۳۲) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی خوشدامن کے ساتھ مکان میں رہا بعد کو اس کی خوشدامن کو حمل ظاہر ہوا تو پنچایت نے اس شخص سے اقرار لے کر ایک مولوی صاحب کو خط لکھا اور انہوں نے اس کی زوجہ کو اس پر حرام قرار دیا اس کے بعد وہ شخص قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے خوف کے مارے اقرار کیا تو اس صورت میں اس شخص کی زوجہ اس پر حرام ہے یا حلال؟

(الجواب) در مختار میں ہے قيل له ما فعلت بام امرأتك فقال جامعتها تثبت الحرمة ولا يصدق انه كذب ولو هازلاً[2] الخ اور شامی میں ہے قوله ولا يصدق انه كذب اى عند القاضى اما بينه و بين الله تعالى ان كان كاذبا فيما اقر لم تثبت الحرمة[3] الخ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اگر اس شخص نے اپنی خوشدامن کے ساتھ زنا کرنے کا جھوٹا اقرار کیا ہے تو قاضی اور مفتی اس کی تصدیق نہیں کریں گے بلکہ حکم حرمت کا دیں گے اور ان میں یعنی زوجین میں تفریق کرا دیں گے البتہ اگر اس شخص کے علم میں اور یقین میں یہ بات راسخ ہے کہ میں نے اپنی خوش دامن سے زنا نہیں کیا اور کوئی فعل موجب حرمت مصاہرۃ اس سے صادر نہیں ہوا تو اس کے حق میں دنیا میں اس کی زوجہ حلال ہے۔

بیوی قادیانی ہو گئی قادیانی سے شادی کر لی اب اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۶۳۳) ایک شخص کی عورت قادیانی ہو گئی اور قادیانی سے نکاح کر لیا اس سے لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی سے اس کی ماں کا پہلا خاوند نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نہیں کر سکتا لقوله تعالى و ربائبكم اللاتى فى حجوركم من نسائكم اللاتى دخلتم بهن[4] قال فى الدر المختار و بنت زوجته الموطوئة وام زوجته جداتها مطلقاً[5] الخ فقط

عورت کہے کہ خسر نے زنا کیا اور شوہر انکار کرے تو حرمت ثابت ہوگی یا نہیں

(سوال ۶۳۴) ایک عورت نے دعویٰ کیا ہے کہ میرے خسر نے میرے ساتھ زنا کیا ہے اسلئے میں اپنے خاوند پر حرام ہوں خاوند کا جواب یہ ہے کہ عورت بالکل جھوٹی ہے میرا والد متقی ہے اور پرہیزگار ہے وہ ایسا ناشائستہ کام نہیں کر سکتا اور خسر بھی بالکل منکر ہے اور عورت کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں ہے آیا وہ

---

(۱) اقول التعليل بعدم الاشتهاء يفيد ان من لا يشتهى لا تثبت الحرمة بجماعه الخ واقله للانثى تسع وللذكر اثنا عشر (رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۵) ظفير

(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۸' ظفير

(۳) رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۸' ظفير (۴) سورة النساء : ۴

(۵) الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۲ وص ۳۸۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۲' ظفير

ورت اپنے خاوند پر اس صورت میں حرام ہے یا نہیں؟

الجواب) اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی اور عورت مذکورہ اپنے شوہر کے نکاح میں ہے اور وہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی عورت کا قول شرعاً جھوٹا ہے لقوله عليه الصلوٰة والسلام بينة على المدعى واليمين على من انكر[۱] فقط

بیٹے کی بیوی کا ہاتھ پکڑا مگر شہوت کا علم نہیں کیا حکم ہے

سوال ۶۳۵) ایک شخص نے بد فعلی کے واسطے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن خطا اس بد کار نے اپنے بیٹے کی بی ی کا ہاتھ پکڑا بی بی بولی کہ میں ہوں اس نے یہ سن کر شرما کر چھوڑ دیا لیکن ہاتھ پکڑنے کے وقت شہوت تھی یا میں یہ معلوم نہیں ہے حرمت ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب) پہلی صورت میں جب کہ شہوت کا ہونا یقینی نہیں ہے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی اور اس کے پسر کی زوجہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی۔[۲] فقط

ورت سے اس کے شوہر کا نانا زنا کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال ۶۳۶) ایک شخص کی زوجہ سے اس کے نانا نے زنا کیا اور گواہی بھی ہو چکی ہے۔ حرمت مصاہرت ثابت ہے یا نہیں اور نکاح فسخ ہو چکا ہے یا نہیں؟

الجواب) نانا کی مزنیہ اس شخص پر حرام ہو گئی اس کو علیحدہ کرنا چاہئیے در مختار میں ہے کہ بدوں متارکت یا فریق قاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح الخ الا بعد المتاركة و فی شامی الا بعد تفريق القاضی او بعد المتاركة[۳] الخ قال فی البحر اراد بحرمة المصاهرة حرمات الاربع حرمة المرأة علىٰ اصول الزانی و فروعه[۴] الخ فقط

بیبہ سے زنا کا انکار کیا پھر دباؤ سے اقرار کر لیا پھر انکار کیا حکم ہے

سوال ۶۳۷) عمر نے شادی کی اور زوجہ سے قربت بھی کی اس کے ساتھ ایک لڑکی ربیبہ بالغہ بھی آئی تھوڑے ن کے بعد جو عمر کی پہلی بیوی سے ایک نابالغ لڑکا تھا اس نے اپنے باپ عمر پر ربیبہ سے زنا کا الزام لگایا لوگوں نے مر اور ربیبہ سے پوچھا دونوں نے زنا کا انکار کیا بعد ازاں ایک خواندہ فقیر آیا اس نے جبراً عمر سے زنا کا اقرار کرایا اور زبہ کرائی پھر عمر زنا کا منکر ہوا اور لڑکا نابالغ بھی منکر ہے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے

---

۱) مشکوۃ شریف باب الاقضیه والشهادات ص ۳۲۶

۲) قال فی الذخيرة واذا قبلها او لمسها او نظر الى فرجها ثم قال لم يكن عن شهوة ذكر الصدر الشهيد انه فی القبلة يفتی ا بحرمة مالم يتيقن انه بلاشهوة وفی المس والنظر لا ' الا ان يتيقن انه بشهوة لان الاصل فی التقبيل الشهوة المس والنظر رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۸ ج ۲. ط. س. ج۳ ص۳۵) ظفير

۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲. ط. س. ج۳ ص۳۷. ظفير

۴) ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٤ ج۲. ط. س. ج۳ ص۳۲ ' ظفير

(الجواب) اقرار زنا بالربیبہ سے اس کی زوجہ اسپر حرام ہو گئی لیکن وہ اقرار اگر اس نے کسی دباؤ سے جھوٹ کیا۔ اور فی الحقیقت اس نے اپنی ربیبہ سے زنا نہ کیا تھا تو اگر چہ عند القاضی قول اس کا معتبر نہ ہو گا مگر عند اللہ وہ عورت اسکے لئے حلال ہے در مختار میں ہے وفی الخلاصۃ. قیل لہ ما فعلت بام امراتك فقال جامعتها تثبت الحرمتہ ولا یصدق انہ کذب الخ قولہ ولا یصدق انہ کذب ای عند القاضی اما بینہ و بین اللہ تعالیٰ ان کان کاذباً فیما اقر لم تثبت الحرمۃ الخ[1] شامی

خسر نے زنا کیا مگر نہ گواہ ہیں اور نہ وہ اقرار کرتا ہے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۶۳۸) مسماۃ ہندہ کا حلفیہ بیان ہے کہ ایک روز جب کہ وہ اور اس کا خسر زید اکیلے تھے خسر نے کہا چاپی (پاؤں دبانا کرو) جس پر ہندہ نے خسر خود کو چاپے کرنا شروع کیا اسی اثناء میں خسر نے بہ نیت بد مغلوب الشہوۃ ہو کر اس کو بوس و کنار کرنا شروع کیا یہ چونکہ جوان تھی اس پر بھی شہوت غالب آگئی زید نے اس سے زنا کیا اس کے بعد ہر دو اسی طرح فعل بد کرتے رہے اب وہ حاملہ ہے یعنی ہندہ کو حمل ہو گیا ہے جو زید کا ہے اس عرصہ میں اس کا خاوند عمر اس کے نزدیک نہیں آیا عمر زوج ہندہ کا حلفیہ بیان ہے کہ مجھے میری والدہ نے بتلایا کہ اس والد زید ہندہ کے ساتھ بد فعلی کرتا ہے آخر کار عمر نے ایک روز اپنے والد زید کو اپنی زوجہ ہندہ کی کلائی پکڑے ہوئے دیکھا اور کچھ نہیں کہا اور میں نے اپنے والد کو کئی مرتبہ اپنی عورت سے چاپی کراتے دیکھا ہے عمر کے بھائی بکر کا بیان ہے کہ میں نے کئی مرتبہ اپنے والد زید کو اپنی بھاوج ہندہ سے چاپی کراتے دیکھا ہے زید کا بیان ہے کہ میں ہندہ سے چاپی ضرور کرایا کرتا تھا لیکن اور تمام باتیں لغو اور جھوٹ ہیں علاوہ ازیں کوئی چشم دید شہادت نہیں ہے اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں بقاعدہ شرعیہ حرمت مصاہرۃ بحق عمر ثابت نہیں ہے کیونکہ کوئی شہادت مس بالشہوۃ یا تقبیل بالشہوۃ یا زنا کی نہیں ہے اور کلائی پکڑے ہوئے دیکھنا عمر کا یا چاپی کراتے دیکھنا مستلزم مس بالشہوۃ نہیں ہے پس جب کہ زید مس بالشہوۃ کا انکار کرتا ہے تو محض عمر کا چاپی کراتے دیکھنے سے مس بالشہوۃ ثابت نہ ہو گا در مختار میں ہے وفی المس لاتحرم مالم تعلم الشهوة لان الاصل فی التقبیل الشهوة بخلاف المس[2] الخ و فی الشامی ولم یذکر المس و قدمنا عن الذخیرة ان الا صل فیہ عدم الشهوة مثل النظر فیصدق اذا انکر الشهوة[3] الخ اور بیان عورت کا شوہر کے حق میں مفید حرمت نہیں ہے کیونکہ اقرار حجت قاصرہ ہے دوسرے شخص کے اوپر اس کے اقرار سے حرمت ثابت نہ ہو گی در مختار میں ہے وان ادعت الشهوة فی تقبیلہ او تقبیلها ابنہ وانکر ها الرجل فهو مصدق الخ[4] در مختار ای ادعت

---

(۱) دیکھئے رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲' ظفیر
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۸ ج ۲ ظفیر
(۳) ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲
(٤) الدر المحتار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲' ظفیر

وجة انه قبل احد اصولها او فروعها بشهوة او ان احد اصولها او فروعها قبله بشهوة قوله فهو سدق لانه ينكر ثبوت الحرمة والقول للمنكر الخ [1] شامی وفیه بعد اسطر وكذا اذا اقر بجماع امها ل التزوج لا يصدق في حقها فيجب كمال المسمى بعد الدخول و نصفه لو قبله [2] الخ ان عبارات ے واضح ہے کہ عورت کا قول شوہر کے حق میں اور مرد کا قول عورت کے بارے میں مسموع نہ ہوگا۔ فقط

س نے داماد کو بوس و کنار کیا، کیا حکم ہے ؟

وال ۶۳۹) ایک عورت نے اپنے داماد کو بوس و کنار کیا تو اس شخص پر اس کی زوجہ حرام ہوئی یا نہیں ؟

جواب) در مختار میں ہے قبل ام امراته الخ حرمت عليه امراته الى ان قال لان الاصل فی التقبیل هوة [3] الخ پس معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں اس کی زوجہ اس پر ہمیشہ کو حرام ہو گئی۔ فقط

س کی پستان پکڑی زوجہ حرام ہوئی یا نہیں ؟

وال ۶۴۰) ایک شخص نے اندھیرے میں اپنی ساس کی پستان کو پکڑ کر کھینچا شہوة سے یعنی اپنی زوجہ سمجھ کر ن جب اس کو معلوم ہوا تو بہت شرمندہ ہوا ایسے شخص کے لئے اس کی زوجہ کیسی ہے ؟

جواب) اگر اوپر پستان کے کپڑا نہ تھا یا باریک کپڑا تھا تو بشہوۃ اس کو ہاتھ لگانے سے اس کی زوجہ اس پر حرام ئی۔ [4] فقط

کا اقرار ہے کہ میرے باپ نے میری بیوی سے زنا کیا پھر انکار کیا کیا حکم ہے ؟

وال ۶۴۱) اولاً زید کہتا ہے کہ میرے باپ بکر نے میری بیوی زینب کے ساتھ زنا کیا ہے یعنی بچشم خود ھا ہے بعد میں زید حلف سے بیان کرتا ہے کہ بکر نے میری عورت سے زنا نہیں کیا اور اب عورت کہتی ہے کہ ے ساتھ بکر نے زنا کیا ہے اور زید نے جب پہلے اقرار کیا تھا کہ بکر نے میری عورت کے ساتھ زنا کیا ہے وقت عورت منکر زنا تھی اور مسمی بکر جو کہ زید کا باپ ہے منکر زنا ہے اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت یا نہیں یعنی زینب زید پر حرام ہوئی یا نہیں ؟

وال ۲) جب کہ زید دوسری دفعہ حلف سے کہتا ہے کہ بکر نے میری عورت سے زنا نہیں کیا اور ایک رت میں زینب بھی منکر زنا ہے تو مفتی دیانۃً یہ فتویٰ دے سکتا ہے کہ اگر فی الواقع زید نے بکر کو زینب سے زنا بارے میں اقرار غلط کیا تھا تو عند اللہ زینب زید پر حرام نہیں ہوئی یا کیونکر

وال ۳) جب کہ قاضی اس دیار میں نہیں ہے اور زید و زینب دونوں اپنے اقرار سے رجوع کر رہے

رد المحتار باب ایضاً ص ۳۸۹ ج ۲ ط س ج ۳ ص ۳۷ ظفیر
ایضاً ص ۳۹۰ ج ۲ ط س ج ۳ ص ۳۸ ظفیر
) الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۸ ج ۲ ط س ج ۳ ص ۳۶ ظفیر
) وحرم ايضاً اصل ممسوسته بشهوة ولو بشعر على الراس بحائل لا يمنع الحرارة الخ و فروعهن مطلقاً و العبرة هوة عند المس (درمختار) قوله بشهوة اى ولو من احد هما قوله بحائل اى ولو بحائل الخ فلو كان مانعاً لا تثبت رمة (رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۵ ج ۲ ط س ج ۳ ص ۳۲) ظفیر

ہیں تو بصورت ثابت ہونے حرمت مصاہرت کے زینب بلا طلاق دیئے زید کے اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے نہیں؟

(سوال ٤) جب کہ بکر کے زینب سے زنا کرنے پر کوئی گواہ موجود نہیں ہے اور زید و زینب کے مختلف بیان ہیں تو بکر پر کوئی حد شرعی لگ سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ٥) کیا حدود میں شرعاً حکم ہو سکتا ہے؟

(الجواب) وفی الخلاصة قيل له ما فعلت بام امرا تك فقال جامعتها تثبت الحرمة اى قضاء و ا يصدق انه كذب ولو هازلاً (درمختار) قوله لا يصدق انه كذب اى عند القاضى واما بينه و بي الله تعالىٰ ان كان كاذباً فيما اقر لم تثبت الحرمة الخ [1] شامی وفی الدرالمختار ايضاً تزوج بكر فوجد هاثيبة وقالت ابوك فضنى ان صدقها بانت بلا مهر والا لا [2].

لہذا اس صورت میں موافق اقرار زید کے اس کی زوجہ اس پر حرام ہو گئی اور حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی اور دوسرا قول اس کا معتبر نہیں لیکن اگر فی الواقع اس نے جھوٹ بولا اور اس کے علم میں زنا ثابت نہیں۔ تو مابینہ وبین اللہ اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہو گی لیکن اگر عورت کو اسکے اقرار سابق کا علم ہو گیا تو اس کو جائز نہیں کہ اس کو وطی کی اجازت دے لان المراة كالقاضى درمختار [3] وغیرہ۔

(۲) مفتی اس طرح فتوی دے گا جو اوپر لکھا گیا یعنی یہ کہے گا کہ موافق زید کے اقرار کے اس کی زوجہ اس پر حرام ہو گئی لیکن اگر واقع میں وہ جانتا ہے کہ میں نے جھوٹ بولا اور یہ اقرار غلط کیا تو مابینہ وبین اللہ اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوئی اور یہ جب ہی متصور ہے کہ اس کی زوجہ کو اس کے اقرار سابق کی خبر نہ ہو۔

(۳) رجوع عن الاقرار تو معتبر نہیں ہے المرء يوخذ باقراره قاعدہ مقررہ مسلمہ ہے البتہ درمختار وغیرہ میں یہ تصریح ہے کہ بحرمته المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج الا بعد المتار وانقضاء العدة [4] اور شامی میں ہے وعبارة الحاوى الا بعد تفريق القاضى او بعد المتاركة [5] الخ یعنی عورت کو قبل تفریق قاضی یا قبل متارکتہ وانقضاء عدت نکاح ثانی جائز نہیں ہے۔

(۴) حد شرعی بکر پر قائم نہ ہو گی کیونکہ اس صورت میں نہ زانی کا اقرار ہے اور نہ شہود اربعہ موجود ہیں۔ وقد قال الله تعالىٰ : واذا لم ياتو بالشهداء فاولئك عند الله هم الكاذبون [6].

(۱) دیکھئے رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۳۸ ظفیر
(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸٤ ج ۲ ط.س.ج۳ ص ۳۲ ظفیر
(۳) رد المحتار باب الصريح ص ٥٩٤ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲٥۱ والامراة كالقاضى اذا سمعته او اخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوىٰ على انه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال او مهر كما انه ليس له قتلها اذا حرمت عليه وكلما هرب ردته بالسحرو فى البزازية عن الا وزجندى انها ترفع الا مر للقاضى فان حلف ولا بينة لها فالاثم عليه قلت اى اذا لم تقدر على الفداء اوالهرب ولا على منعه عنها فلا ينافى ما قبله (رد المحتار ص ٥٩٤ ج ۲) ظفیر
(٤) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲ ظفیر
(٥) رد المحتار فصل ايضاً ص ۳۸۹ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۳۷
(٦) سورة النور : ۲

(۵) حدود میں تحکیم صحیح نہیں ہے کما فی باب التحکیم من الدر المختار صح لو فی غیر حدو قود الخ[1] شامی ص ۳۴۸ ج ۴ فقط

حرمت مصاہرت میں کافر حاکم کی تفریق درست ہے یا نہیں

(سوال ۶۴۲) زید کا ہندہ سے نکاح ہو چکا ہے نکاح کے بعد زید نے اپنی ساس سے زنا کیا تو اس صورت میں زید کی بیوی اس پر حرام ہوئی یا نہ اگر حرام ہو گئی تو تفریق اسلامی قاضی کی ضروری ہے یا عدالت انگریزی کی تفریق بھی کافی ہے اور ائمہ اربعہ کے مذہب میں سے ترجیح کس امام کے مذہب کو ہے اور کیوں ہے ؟

(الجواب) اگر زنا ثابت ہے مثلاً یہ کہ زید زنا کا مقر ہے یا شہادت شرعیہ سے ثابت ہے تو زید کی زوجہ زید پر حرام ہو گئی زید کو لازم ہے کہ اپنی منکوحہ کو علیحدہ کرے یا قاضی یعنی حاکم شرعی ان میں تفریق کرادے حاکم کافر کی تفریق معتبر نہیں ہے اور زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے میں امام شافعیؒ کا خلاف ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ زنا سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے فتح القدیر میں فرمایا کہ یہی مذہب حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عباسؓ وغیرہم کا اور جمہور تابعین کا بھی یہی مذہب ہے۔ شامی میں ہے قال فی الفتح و بقولنا قال مالك فی روایة واحمد وهو قول عمرو ابن مسعود و ابن عباس فی الاصح الخ - و جمهور التابعین الخ[2] فقط

ساس نے داماد کا بوسہ لیا اور داماد کو انزال ہو گیا حرمت ثابت نہیں ہوئی

(سوال ۶۴۳) زید کی خوشدامن نے زید کا بوسہ لیا اور گلے لگا کر پیار کیا اور زید سفر میں جا رہا تھا اور زید کو اس وقت انزال ہو گیا وہ کہتا ہے کہ میرا شہوانی خیال بالکل نہ تھا بے اختیار انزال ہو گیا تو اب زید کی زوجہ اس پر حرام ہوئی یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں زید کی زوجہ زید پر حرام نہیں ہوئی در مختار میں ہے فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمة به یفتی[3] الخ فقط

زید کا سوتیلی ماں سے زنا کا اقرار حرمت کے لئے کافی نہیں

(سوال ۶۴۴) زید پر اپنے باپ کی منکوحہ یعنی سوتیلی ماں سے زنا کا شبہ ہوا مسجد میں چند اشخاص نے زید سے دریافت کیا اور دھمکایا بلکہ ایک شخص نے زید کے منہ پر تھپڑ بھی مارا مگر زید نے اقبال نہیں کیا پھر زید کو ایک مولوی صاحب نے جو متقی خدا پرست ہیں علیحدہ حجرہ میں بلا کر نہایت شفقت سے دریافت کیا کہ آیا واقعی تمہارا ناجائز تعلق تمہاری سوتیلی ماں سے ہے ؟ زید نے اقبال کیا مولوی صاحب نے چند اشخاص کو بلا

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التحکیم ص ۴۸۳ ج ۴ ط.س. ج۳ ص ۴۲۹ ظفیر
(۲) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۴ و ۳۸۵ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۳۲ ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۶ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۳۳ ظفیر

کہ زید کا اقبال سنوادیا صبح کو زید نے اپنے ہم عمر لڑکے سے بیان کیا کہ میں نے جورات کو اقبال زنا کیا ہے وہ ڈر سے کیا ہے دراصل میرا کوئی گناہ نہیں زید نوخیز لڑکا ہے جس کی عمر سولہ سال کی ہے اس کی سوتیلی ماں جوان ہے جو صاحب اولاد ہے وہ زید کو اپنا بیٹا کہتی ہے زید اسکو مائی کہتا ہے زید خود شادی شدہ ہے عورت اس کے گھر میں ہے سب ایک ہی گھر میں رہتے ہیں زید کی بیوی جب کبھی اپنی سوتیلی ساس سے لڑتی جھگڑتی ہے تو اس کو زید کی تہمت دیتی ہے شہادت چشم دید زنا یابوس وکنار وغیرہ کے متعلق کوئی نہیں ہے زید کا وہ اقبال جو اس نے مولوی صاحب کے روبرو کیا جسے چند آدمیوں نے سنا اس جرم کے ارتکاب کا ثبوت ہے۔

سوال یہ ہے کہ زید کی سوتیلی ماں اس کے والد پر حرام ہوگئی یا نہیں؟ اور اس قدر ثبوت پر اہل اسلام زید اور اس کے باپ سے کھانا پینا ترک کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) زید کی سوتیلی ماں اور زید کا باپ جب کہ زید کے اس فعل زنا و مس بالشہوۃ کا اقرار نہیں کرتے اور شہادت شرعیہ موجود نہیں تو محض زید کے اقرار کرنے سے زید کی سوتیلی ماں زید کے باپ پر حرام نہیں ہوئی ظاہر ہے کہ زید کا اقرار اس کی والدہ وغیرہ کے حق میں معتبر نہیں ہو سکتا ہے اور یہ امر مسلم عندالفقہا ہے کہ ایک شخص کا اقرار دوسرے کے حق میں معتبر نہیں ہوتا پس زید کے باپ کا کھانا پینا علیحدہ کرنا اور اس کو چھوڑ نا درست نہیں ہے اور زید کا اقرار باوجود تکذیب کرنے اس کی سوتیلی ماں اور والد کے محض کذب اور بہتان ہے جس کے مطالبہ کا حق اس کی سوتیلی ماں کو ہے جسکو تہمت لگائی گئی ہے اور جب کہ اس کو کچھ مطالبہ نہ ہو تو دوسروں کو کچھ حق مطالبہ کا نہیں وکذا اذا اقر بجماع امها قبل التزوج لایصدق فی حقها شامی ص ۳۹۰ ج ۲ – وان ادعت الشهوة فی تقبیله او تقبیلها ابنه وانکر ها الرجل فهو مصدق لاهی . درمختار . وقال فی الشامی لا نه ینکر ثبوت الحرمة والقول للمنکر' شامی ص ۳۸۹ ج ۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرمت مصاہرت کے لئے کتنے گواہ ضروری ہیں

(سوال ٦٤٥) حرمت مصاہرت کے لئے کتنی شہادتوں کی ضرورت ہے اگر کسی شخص کو چند اشخاص نے منفرداً متفرق اوقات میں اپنی خوشدامن سے بدفعلی کرتے ہوئے دیکھا ہو تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں کیا ثبوت زنا کی طرح اس کے واسطے بھی چار شاہدوں کی اجتماعاً دیکھنے کی ضرورت ہے؟

(الجواب) و مصابها للزنا اربعة رجال ولو علق عتقه بالزنا و قع برجلین ولا حد الخ و لغیر ها من الحقوق سواء کان الحق مالاً وغیره کنکاح و طلاق ووکالةٍ الخ رجلان او رجل وامراتان الخ درمختار .[1] پس اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہو جاوے گی کیونکہ حرمت مصاہرت دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ زنا کا ثبوت اور حد کا جاری کرنا اس سے نہ ہوگا۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادة ص ٥١٤ و ٥١٥ ج ٤ .ط.س.ج۳ص ٤٦٤' ظفیر

لڑکی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے

(سوال ٦٤٦) ایک شخص زید نے اپنی حقیقی لڑکی کے ساتھ زنا کیا تو اب اس لڑکی کی والدہ زید کے نکاح میں رہے گی یا نہیں؟

(الجواب) اس لڑکی کی والدہ اس زانی پر ہمیشہ کو حرام ہو گئی اس کو علیحدہ کر دینا لازم ہے اور کبھی اس سے نکاح نہیں ہو سکتا وحرم ایضاً بالصهریة اصل مزنیة الخ درمختار .[1] وفی الشامی عن البحر و حرمة اصولها و فروعها علی الزانی الخ[2] فقط

جب داماد خوشدامن سے زنا کا اقرار کرے تو بیوی حرام ہو جائے گی

(سوال ٦٤٧) ایک شخص نے جبر واکراہ یہ اقرار کیا کہ میں نے اپنی خوش دامن سے زنا کیا حالانکہ اس کی خوش دامن مرحومہ مقر تھی کہ یہ حمل میرے بہوئی کا ہے نیز حرمت مصاہرۃ ایک دو عورت کی گواہی سے ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) قیل له ما فعلت بام امرأتك فقال جا معتها تثبت الحرمة ولا یصدق انه کذب درمختار .[3] اس سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں اس کی زوجہ اس پر موافق اس اقرار کے حرام ہو گئی اگرچہ وہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یعنی قاضی اس کے جھوٹ کو تسلیم نہ کرے گا اور شامی میں ہے کہ اگر فی الواقع وہ اقرار اس کا جھوٹ ہو تو فیمابینہ وبین اللہ اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہو گی اما بینه و بین الله تعالیٰ ان کان کاذباً فیما اقر لم تثبت الحرمته شامی اور حرمت مصاہرۃ ایک دو عورت کی گواہی سے ثابت نہ ہو گی۔ فقط

خوشدامن کے داماد کے ہاتھ پر چاول رکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

(سوال ٦٤٨) زید نے اپنی خوشدامن سے کچھ چاول نمونہ دیکھنے کے لئے مانگے اس نے چاول لیکر زید کے ہاتھ پر رکھ دیئے زید کے دل میں یہ خیال تھا کہ اگر خوش دامن کے ساتھ ذرا بھی مس بالشہوۃ ہو جائے تو زوجہ حرام ہو جاتی ہے اس لئے وہ بہت احتیاط کرتا تھا لیکن جب خوش دامن نے اس کے ہاتھ پر چاول رکھے تو اسے خیال آیا کہ یہی مس بالشہوۃ...... باعث حرمت ہو جاتا ہے کہیں ایسا نہ ہو جائے اس خیال کے آتے ہی اس کے آلہ تناسل میں خفیف سا احساس پیدا ہوا مگر قیام کی حد تک نہیں پہنچا اور میلان قلب بھی ہرگز ہرگز نہ تھا اس صورت میں حرمت مصاہرۃ ثابت ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہے اور خفیف سا احساس حد شہوۃ میں داخل نہیں ہے جب کہ میلان قلب بھی نہ تھا اور بظاہر چاول ہاتھ پر رکھنے کے وقت بھی نہ تھا بلکہ بعد میں خیال مذکور آ کر خفیف سا احساس ہوا جو حد شہوۃ میں داخل نہیں ہے۔قال فی الدرالمختار والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعد هما – قال فی الشامی فیفید اشتراط الشهوة حال المس فلو مس بغیر شهوة ثم اشتهی عن ذالك المس لا تحرم علیه[4] فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ص ٣٨٤ ج ٢ .ط.س. ج٣ص ٣٢ باب المحرمات
(٢) رد المحتار ایضاً .ط.س. ج٣ص ٣٢ ظفیر
(٣) الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٣٩٠ ج ٢ .ط.س. ج٣ص٣٨ ، ظفیر
(٤) دیکھئے رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٣٨٥ ج ٢ .ط.س. ج٣ص ٣٣ ، ظفیر

تیسری فصل

وہ عورتیں جن سے دودھ کے رشتہ کی وجہ سے نکاح حرام ہوتا ہے

مریم نے جب زید کی بیوی کا دودھ پیا ہے تو کیا مریم یا اس کی لڑکی کے ساتھ زید کے بیٹے کی شادی جائز ہے ؟

(سوال ۶۴۹) زید نے عمر کی ہمشیرہ فاطمہ سے اور عمر نے زید کی ہمشیرہ سے نکاح کیا، زید کے لڑکا عبدالحمید ہوا، اور عمر کے دختر مسماۃ مریم ہوئی عبدالحمید نے مریم کی والدہ یعنی اپنی پھوپھی کا دودھ پیا اور مریم نے عبدالحمید کی والدہ اپنی پھوپھی کا دودھ پیا پھر زید نے مسماۃ خانم جان سے دوسرا نکاح کیا اس سے ایک لڑکا عبدالصمد ہوا تو عبدالصمد کا نکاح مریم یا مریم کی دختر کے ساتھ جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) صورت مسئولہ میں مریم زید کی دختر رضاعی ہوئی کیوں کہ مریم نے جب کہ فاطمہ زوجہ زید کا دودھ پیا تو مریم جیسے فاطمہ کی رضاعی دختر ہوئی اسی طرح زید کی بھی دختر رضاعی ہوئی جیسا کہ شعر مشہور از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند الخ میں مذکور ہے وفی الدرالمختار و یثبت به الخ و ان قل الخ امومية المرضعة للرضيع و يثبت ابوة زوج مرضعة اذا كان لبنها منه له [1] الخ پس مریم زید کی دختر رضاعی ہوئی تو عبدالصمد پسر زید از بطن زوجہ ثانیہ خانم جان، مریم کا بھائی ہوا اور مریم کی دختر عبدالصمد کی بھانجی رضاعی ہوئی پس عبدالصمد کا نکاح مریم یا مریم کی دختر سے صحیح نہیں ہے۔قال الله تعالیٰ : واخواتكم من الرضاعة [2] وقال رسول الله ﷺ يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب [3] فقط

بچی نے صرف منہ لگایا تو کیا اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی

(سوال ۶۵۰) ہندہ لیٹی ہوئی تھی احمدی دختر ہندہ اپنی ماں ہندہ کا دودھ پی رہی تھی احمدی نے تو اپنی چھاتی کو چھوڑا اور ہندہ کسی عورت سے منہ موڑ کر بات کرنے لگی کہ اچانک بے خبری میں حمیدہ نے جو ہندہ کی ہمشیرہ کی دختر ہے ہندہ کی چھاتی منہ میں لے لی ہندہ نے اسی وقت فوراً اپنی چھاتی حمیدہ کے منہ سے نکال لی اور حمیدہ کا منہ کھولا تو کچھ دودھ نظر نہیں آیا اور احتیاطاً حمیدہ کے ہونٹوں کو کپڑے سے پونچھ دیا گیا

---

(۱) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ و ص ۵۵۷ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۲۱۲ ظفیر

(۲) سورۃ النساء رکوع ۴، ظفیر

(۳) عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة رواه البخارى وفى رواية ان الله حرم من الرضاعة ما حرم من النسب. رواه مسلم (مشكوة باب المحرمات ج۲ ص ۲۷۳) ظفیر

اتنی سی بات پر رشتہ رضاعت ثابت ہو گیا اور کیا نکاح زید پسر ہندہ کا حمیدہ سے حرام ونا جائز ہے؟

(الجواب) اگر گمان غالب ہندہ کا یہ ہے کہ حمیدہ کے منہ میں کچھ دودھ نہیں گیا تو حرمت رضاعت اس صورت میں ثابت نہیں اور نکاح زید پسر ہندہ کا حمیدہ سے درست ہے اور اگر ظن غالب حمیدہ کے حلق میں کوئی قطرہ دودھ کا گیا ہے تو حرمت رضاعت ثابت ہو گئی اور زید پسر ہندہ کا نکاح حمیدہ سے درست نہیں ہے اصل یہ ہے کہ محض شک سے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور گمان غالب اگر دودھ پینے کا ہو تو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور حرمت رضاعت ایک قطرہ دودھ کا رضیع کے حلق میں جانے سے بھی ثابت ہو جاتی ہے در مختار میں ہے۔ و یثبت به الخ وان قل ان علم وصوله لجوفه من فمه او انفه لا غير. فلو التقم الحلمة ولم يدر ادخل اللبن فى حلقه ام لا لم يحرم لان فى المانع شكاً ولوالجيه[1] الخ اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ اگر رضیع کے حلق میں دودھ جانے میں شک ہو اور دودھ حلق میں جانا معلوم نہ ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوتی اور اگر قرائن سے یہ معلوم ہو اور گمان غالب ہو کہ کوئی قطرہ پیٹ میں حمیدہ کے گیا ہے تو حمیدہ دختر رضاعی ہندہ کی ہو گئی اور نکاح زید کا اس سے درست نہیں ہے اور قرائن میں سے یہ بھی ہے کہ جب ہندہ کی دختر ہندہ کا دودھ پی رہی تھی اور اسی وقت اس کے علیحدہ ہوتے ہی حمیدہ نے ہندہ کی چھاتی منہ میں لی تو ظاہر حال اس پر دال ہے کہ حمیدہ کے حلق میں دودھ گیا ہے اور ایسے قرائن کا فقہا نے اعتبار کیا ہے کما نقله الشامی عن الطحطاوی[2] فقط

پلانے والی کو دودھ پلانا صحیح یاد نہیں تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۵۱) ہندہ کے والدین قسم کھاتے ہیں کہ ہماری ہندہ نے ماما عظمت کا دودھ نہیں پیا ہے علاوہ ہندہ کے چار لڑکیوں نے ماما عظمت کا دودھ پیا ہے زید نے بھی ماما عظمت کا دودھ پیا ہے ماما عظمت کہتی ہے کہ مجھ کو اچھی طور سے یاد نہیں ہے کہ ہندہ کو بھی میں نے دودھ پلایا ہے کبھی خیال پڑتا ہے کہ پلایا ہے اور کبھی خیال پڑتا ہے کہ نہیں پلایا ایسی صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہو گی یا نہیں اور زید کا نکاح ہندہ سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) شک سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور صرف ایک عورت کے بیان سے بھی ثابت نہیں ہوتی اور صورت مذکورہ میں اس ایک عورت دودھ پلانے والی کو بھی شبہ ہے لہذا حرمت رضاعت مابین زید و ہندہ ثابت نہ ہو گی اور نکاح زید کا ہندہ کے ساتھ درست ہے۔ کذافی الدر المختار[3] فقط

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵٦ و ص ۵۵۷ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۱۲...۲۱۳ ظفیر (۲) قوله ان لم تظهر علامة لم ارمن فسرها و يمكن ان تمثل بتردد المراة ذات اللبن على المحل الذى فيه الصبية او كونها ساكتة فيه فانه امارة قوية على الارضاع. ط (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۰۳) (۳) فلو التقم الحلمة ولم يدر ادخل اللبن فى حلقه ام لا لم يحرم لان فى المانع شكا (درمختار) لو ادخلت الحلمة فى فى الصبى و شكت فى الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵٦ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۱۲) والرضاع حجة حجة المال وهى شهادة عدلين او عدل و عدلتين (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵٦۸ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۲٤) ظفیر

مرنے والی بیوی نے کہا کہ فلاں لڑکی کو میں نے دودھ پلایا ہے تم شادی نہ کرنا کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۵۲) ایک خاتون نے اپنے مرض الموت میں اپنے خاوند سے تخلیہ میں کہا کہ اب میں قریب المرگ ہو گئی ہوں لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ میں نے فلاں لڑکی کو دودھ پلایا تھا ایسا نہ ہو کہ میری موت کے بعد تم اس سے نکاح کر بیٹھو عورت کے فوت ہونے پر مسئلہ کسی عالم کے سامنے پیش ہوا سائل نے کل ماجرا سنا کر فتوی مانگا قاضی عالم مذکور نے محض اس بناء پر کہ کوئی گواہ موجود نہیں سائل کو لڑکی مذکورہ کے ساتھ مقتضائے شریعت اسلام نکاح کی اجازت دی چنانچہ نکاح بھی ہو گیا اب سوال یہ ہے کہ از روئے شریعت عزاء مفتی کو اس معاملہ میں صرف سائل کے بیان پر اعتبار کرنا جائز تھا یا نہیں اور نکاح شرعاً جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) شخص مذکور نے اگر اپنی زوجہ مرحومہ کے بیان کی تصدیق نہیں کی اور اس کو یقین دودھ پلانے کا نہیں تو چوں کہ شہادت شرعیہ دودھ پلانے کی موجود نہیں ہے لہذا نکاح مذکور صحیح ہے اور فتویٰ عالم کا صحیح ہے قال فی الدرالمختار حجۃ المال وھی شهادة عدلين او عدل و عدلتين وفی الشامی قوله وھی شهادة عدلين الخ ای من الرجال وافادانه لا يثبت بخبر الواحد امراة كان اورجلاً قبل العقد او بعده و به صرح فی الكافی والنهاية الی اخرما حقق و فصل [1] (لیکن اگر شخص مذکور بیوی کی تصدیق کرتا ہے اور سوال سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ کہیں شخص مذکور کا انکار مذکور نہیں ہے تو پھر نکاح درست نہ ہوگا۔ ظفیر)

جب خالہ کا دودھ پیا تو اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۶۵۳) دو چچازاد بہنیں ہیں ایک کے محض شیر خوار لڑکا ہے اور دوسری کے ایک لڑکی شیر خوار بچہ کا رشتہ اس لڑکی سے قرار پا گیا یہ شیر خوار بچہ اکثر اوقات اپنی خالہ یعنی آئندہ ہونے والی ساس کے پاس رہنے لگا یہ خالہ اس شیر خوار لڑکی کو راضی اور خوش رکھنے کے لئے اپنے پستان دیتی تھی تو کچھ دودھ مثل پانی نکل کر لڑکے کی تسلی کر دیتا تھا گو پیٹ بھر کر وہ اپنی اصلی والدہ کا دودھ پیتا تھا مگر قدرے قلیل پانی سا دودھ آئندہ ساس کے پستان سے بھی پیتا رہا اب وہ دونوں قابل شادی ہو گئے ہیں اس صورت میں اس لڑکے کا نکاح اس دختر سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں وہ لڑکا اپنی خالہ کا رضاعی پسر ہو گیا کیوں کہ ایک قطرہ دودھ سے بھی جو بحالت شیر خوارگی کسی بچے کو پلایا جاوے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے پس وہ لڑکی خالہ کی اور یہ لڑکا جس نے کوئی قطرہ دودھ کا پیا بہن بھائی رضاعی ہو گئے ان دونوں کا باہم نکاح درست نہیں ہے۔[2]

---

(۱) رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۸ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۲۲۴ ظفیر
(۲) قليل الرضاع و كثيره سواء اذا حصل فی مدة الرضاع تعلق به التحريم (هدايه) اما لوشك بان ادخلت الحلمة فی فم الصغير وشكت فی الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك الخ والواجب علی النساء ان لا يرضعن كل صبی من غير ضرورة (فتح القدير لابن الهمام كتاب الرضاع ص ۳۰۴ و ۳۰۵ ج ۳) ظفير

ہندہ نے جس لڑکے کو دودھ پلایا اس کی شادی ہندہ کی نواسی سے جائز نہیں

(سوال ٦٥٤) ہندہ کے چھ بچے پیدا ہوئے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہندہ نے سب سے چھوٹے لڑکے کی باری کا دودھ اپنی خالہ زاد بہن کے لڑکے کو پلایا ایک سال کی عمر میں تو اس رضاعی لڑکے کا نکاح ہندہ کی نواسی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ کی نواسی کے ساتھ ہندہ کے رضاعی پسر کا نکاح درست نہیں ہے کیونکہ وہ نواسی ہندہ اس لڑکے کی بھانجی رضاعی ہوئی۔[1] فقط

جس سالی کی لڑکی نے اس کی بھاوج کا دودھ پیا ہے اس سے شادی جائز نہیں

(سوال ٦٥٥) (٢) خالو سے بھانجی کا نکاح درست ہے یا نہیں جب کہ دختر سالی نے خالو کی بھاوج کا دودھ پیا ہے تو دودھ کے رشتہ سے دختر مذکور خالو کی بھتیجی ہوتی ہے ایسی حالت میں خالو دختر سالی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بھتیجی رضاعی سے نکاح درست نہیں ہے لحدیث الشیخین یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[2] فقط

تین سال کی عمر میں دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

(سوال ٦٥٦) چھوٹی ہمشیرہ کو بڑی ہمشیرہ نے دودھ پلایا بڑی ہمشیرہ کہتی ہے دودھ پلانے کے وقت چھوٹی ہمشیرہ کی عمر تین برس کی تھی اس کے سوا اور کوئی شہادت کسی قسم کی نہیں ہے تو اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں والدہ نے یہ کہا تھا کہ تم ہر دو ہمشیرہ نے باہم ایک دوسرے کو دودھ پلایا ہے آپس میں ناطہ نہ کرنا۔

(الجواب) دودھ پلانے والی جب کہ عمر چھوٹی ہمشیرہ کی بوقت دودھ پلانے کے تین برس کی بتلاتی ہے اور کوئی دوسری شہادت رضاعت اور عمر کے بارے میں موجود نہیں ہے تو اس صورت میں حرمت رضاعت کا حکم نہ کیا جاوے گا اور چھوٹی بہن بڑی بہن کی دختر رضاعی متصور نہ ہوگی۔ کما فی الدر المختار یثبت التحریم فی المدة فقط الخ وفی الشامی اما بعدھا فانہ لا یوجب التحریم[3] اور ان کی والدہ کا بیان مبہم ہے اور اس کے سوا وہ شہادت کافی بھی نہیں ہے۔[4] فقط

جس کی نانی کا دودھ پیا ہے اس کے نواسے سے نکاح جائز نہیں

(سوال ٦٥٧) ایک عورت نے ایسے مرد سے نکاح کیا جس کی نانی کا دودھ اس عورت نے پیا ہے اور نانی کا

---

(١) یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب (هدایه) فحدیث الصحیحین مشهور (فتح القدیر کتاب الرضاع ص ٣٠٧ ج ٣ ظفیر (٢) ایضاً ١٢ ظفیر (٣) دیکھئے (رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٥ ج ٢ ط.س. ج٣ ص ٢١٣) ظفیر
(٤) حجة حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل و عدلتین (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٦٨ ج ٢ ط.س. ج٣ ص ٢٢٤) ظفیر

دودھ ولادت کے سبب سے نہ تھا بلکہ بچہ کو چھاتی سے لگانے سے دودھ اتر آیا تھا زمانہ اس کے دودھ پینے کا چھ ماہ کی
عمر کا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں بعض علماء اس نکاح کو ناجائز فرماتے ہیں؟
(الجواب) بیشک نکاح مذکور ناجائز ہے کیونکہ وہ عورت جس نے اس مرد کی نانی کا دودھ پیا خالہ رضاعی اس مرد کی ہے اور خالہ جیسے نسبی حرام ہے رضاعی خالہ بھی حرام ہے لقوله عليه السلام يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب [1] اور مدت رضاعت میں دودھ پینے سے ہر طرح حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے خواہ مرضعہ کے ولادت فی الحال نہ ہوئی ہو ویسے ہی بچہ کو چھاتی پر لگانے سے دودھ اتر آیا ہو۔ [2] فقط

زید کی دوسری بیوی نے عائشہ کو دودھ پلایا تو زید کے بیٹے کا نکاح عائشہ سے درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۶۵۸) زینب ایک لڑکا منیر احمد چھوڑ کر مر گئی بعد ازاں زید شوہر زینب ووالد منیر احمد نے نکاح ثانی خاتون سے کیا جس سے ایک دختر حامدہ پیدا ہوئی خاتون نے اس کا جھوٹا دودھ عائشہ کو پلا دیا اگر اب منیر احمد ان زینب زوجہ اولی کا عقد عائشہ سے کیا جائے تو جائز ہوگا یا نہیں جب کہ منیر احمد نے نہ خاتون کا دودھ پیا ہے اور نہ عائشہ کی ماں و نانی کا دودھ پیا ہے اور عائشہ نے بھی زینب کا دودھ ہرگز نہیں پیا ہے۔
(الجواب) منیر احمد کے باپ زید نے جب کہ منیر احمد کی ماں زینب کے مرنے کے بعد خاتون سے نکاح ثانی کیا اور خاتون کے بطن سے زید کی دختر حامدہ پیدا ہوئی اور عائشہ نے خاتون کا دودھ پیا تو عائشہ زید کی بھی دختر رضاعی ہوگئی اور منیر احمد کی بہن رضاعی علاتی ہوگئی لہذا منیر احمد کا نکاح عائشہ سے درست نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار و يثبت ابوة زوج مرضعة اذا كان لبنها منه له [3] الخ اور شامی میں ہے وقد يكون لاب كما اذا كان لرجل امرا تان وولد تامنه فارضعت كل واحدة صغيراً فان الصغيرين اخوان لاب حتى لو كان احدهما انثى لا يحل النكاح بينهما الخ . [4] فقط

رضاعی دادا اور نانا کی بیوی کیوں حرام ہے اور شرح وقایہ کی عبارت کا کیا مطلب ہے؟

(سوال ۶۵۹) آنجناب کی طرف سے میرا سوال جو دادا رضاعی اور نانا رضاعی کی زوجہ کو رضیع کے لئے نکاح جائز ہونے کے بارے میں تھا اس کا جواب ملنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جیسا نانا کی زوجہ اور دادا نسبی کی زوجہ سے نکاح حرام ہے اسی طرح نانا و دادا رضاعی کی زوجہ سے بھی نکاح حرام ہے مگر شرح وقایہ کتاب الرضاع میں مستثنے کے آخر میں جو یہ عبارت وام عمه و عمته وام خاله و خالته میں ہے اس میں تین صورتیں نکلنے پر شارح نے اشارہ فرمایا جیسا کہ اوپر وام اخيه واخته کی تین تین صورتیں بنتی تھیں

---

(۱) دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۱۳ ظفیر
(۲) ويثبت به الخ وان قل (ایضاً ص ۵۵۶ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۱۲) ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲ ظفیر
(۴) رد المحتار باب الرضاع تحت قوله لكونهما اخوين ص ۵۶۱ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۱۷. ۱۲ ظفیر

اسی طرح اگر یہاں بھی نکلیں تو ان صورتوں میں سے ایک صورت ایسی نکلتی ہے جس سے رضاعی دادا یا نانا کی زوجہ یعنی رضاعی باپ یا ماں کی سوتیلی ماں کو نکاح کرنا جائز ثابت ہوتا ہے پہلی صورت چچا یا ماموں نسبی کی رضاعی ماں دوسری صورت چچا یا ماموں رضاعی کی ماں رضاعی خیر ان دونوں کے جواز میں کچھ شبہ نہیں رہا لیکن تیسری صورت میں شبہ ہے ماں یا باپ رضاعی کی سوتیلی ماں جائز ہونا چاہئیے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) حدیث شریف میں آیا ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب [1] اس سے متعلق حرمت ان عورتوں رضاعی کی ثابت ہوتی ہے جن کی حرمت نسب سے ثابت ہے اور اس میں دادا رضاعی اور نانا رضاعی کی زوجہ بھی داخل ہے۔ کما فی الدر المختار و زوجۃ اصلہ و فرعہ مطلقاً ولو بعیداً دخل بھا ام لا واما بنت زوجۃ ابیہ او ابنہ فحلال و حرم الکل مما مر تحریمہ نسباً و مصاھرۃ رضاعاً [2] الخ اور رد المحتار میں ہے یعنی یحرم من الرضاع اصولہ و فروع ابویہ و فروعھم و کذا فروع اجدادہ وجداتہ الصلبیون و فروع زوجۃ واصولھا و فروع زوجھا و اصولہ و حلائل اصولہ و فروعہ [3] الخ اور مسوی شرح مؤطا میں شاہ ولی اللہ صاحب باتفاق علماء تحریر فرماتے ہیں کل من عقد النکاح علی امراۃ یحرم المنکوحۃ علی اباء النکاح وان علوا و علی ابنائہ و ابناء اولادہ من النسب والرضاع جمیعا وان سفلوا تحریماً مؤبداً بمجرد العقد اور عالمگیری میں محرمات صہریہ کے بیان میں لکھا ہے والرابعۃ نساء الاباء والا جداد من جھۃ الاب اوالام وان علوا فھو لاء محرمات علی التابید نکاحاً ووطئاً کذافی الحاوی القدسی [4] اور پھر اسی میں محرمات رضاع کے بیان میں لکھا ہے کل من تحرم بالقرابۃ والصھریۃ تحرم بالرضاع علی ما عرف فی کتاب الرضاع [5] اور کتاب الرضاع میں اگرچہ لکھا ہے وتحل ام اخیہ وام عمہ و عمتہ وام خالہ وام خالتہ من الرضاعۃ ھکذا فی شرح الوقایہ لیکن تیسری صورت مسئولہ کا اس میں ذکر نہیں ہے پس مقتضی احتیاط اسی میں ہے کہ تمام صورتوں مسئولہ میں بمقابلہ ان عبارات معتبرہ کے اس کے خلاف پر عمل کرنا درست نہیں۔

جس عورت کا دودھ پیا ہے اس کی کسی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۶۵۰) ایک لڑکے نے اپنے باپ کی حقیقی چچی کا دودھ پیا جس کے بہت فرزند ہیں جس لڑکی کے ساتھ اس نے دودھ نہیں پیا اس سے اس لڑکے رضیع کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) مرضعہ کی تمام اولاد رضیع پر حرام ہو جاتی ہے خواہ اس کے ساتھ دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو یعنی اگلی پچھلی اولاد مرضعہ کے سب بچے شیر خوار پر حرام ہیں پس کسی کے ساتھ ان میں سے نکاح درست

---

(۱) مشکوۃ باب المحرمات ص ۲۷۲ ظفیر

(۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۳ ج ۲ ط۔س۔ج ۳۔ص ۳۱

(۳) رد المحتار فصل ایضاً ص ۳۸۳ ج ۲' ط.س.ج ۳ ص ۳۱ . ظفیر

(۴) عالمگیری مصری باب اقسام المحرمات ص ۲۵۶ ج ۲ .ط.س.ج ۳ ص ۲۷۴ ظفیر

(۵) عالمگیری مصری باب ثالث فی بیان المحرمات ص ۲۵۹ ج ۲ .ط.ماجدیہ ج ۱ ص ۲۷۷' ظفیر

نہیں ہے۔[1] از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند الخ

رضاعی بھانجی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۶۵۱) زید نے ہندہ کا دودھ پیا اور ہندہ کی بیٹی نسبی زینب نے سلیمہ کو دودھ پلایا اس لئے یہ سلیمہ زید کی رضاعی بھانجی ہوئی اب زید کا نکاح سلیمہ سے جائز ہے یا حرام؟

(الجواب) ہندہ مرضعہ کی دختر نسبی زید کی بہن رضاعی ہوئی اور سلیمہ زید کی بھانجی رضاعی ہوئی لہذا بحکم حدیث یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[2] و بحکم حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم الی قولہ تعالیٰ و بنات الاخ و بنات الاخت الآیۃ[3] زید کا نکاح سلیمہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ فقط

رضاعی بیٹی سے نکاح درست نہیں ہے

(سوال ۶۵۱) ہندہ زید کی رضاعی بہن ہے زید کی والدہ فوت ہوگئی اب زید کا باپ بکر ہندہ سے عقد شرعی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ اور زید کے بہن بھائی ہونے کی اگر یہ صورت ہوتی ہے کہ ہندہ نے زید کی والدہ "منکوحہ بکر کا دودھ پیا ہے" تو اس صورت میں ہندہ بکر کی بھی دختر رضاعی ہوگئی پس نکاح بکر کا ہندہ سے اس صورت میں حرام ہے[4] اور اگر یہ صورت ہوتی کہ زید نے ہندہ کی والدہ کا دودھ پیا ہے یا دونوں نے کسی تیسری عورت کا دودھ پیا ہے اس وجہ سے وہ دونوں بہن بھائی رضاعی ہیں تو اس صورت میں زید کے باپ بکر کا نکاح ہندہ سے جائز ہے کما فی الدر المختار و تحل اخت اخیہ رضاعاً[5] الخ وقس علیہ اخت ابنہ فقط

دو بہنوں میں سے ایک نے دوسرے کی بعض اولاد کو دودھ پلایا اور بعض کو نہیں تو شادی کا کیا حکم ہے

(سوال ۶۵۳) رقیہ و زینب حقیقی بہنیں ہیں اور رقیہ نے زینب کے لڑکے ظہور الحسن و اظہار الحسن و صدر الحسن کو دودھ پلایا ہے اور زینب نے بھی رقیہ کی لڑکی فاطمہ اور لڑکے غلام محمد مرتضیٰ کو دودھ پلایا ہے پس اب رقیہ کے لڑکے غلام محمد مصطفےٰ و غلام محمد مجتبیٰ کی شادی زینب کی لڑکی آمنہ و کلثوم سے جائز ہے یا نہیں یہ واضح رہے کہ غلام محمد مصطفےٰ اور غلام محمد مجتبیٰ نے زینب کا دودھ نہیں پیا اور نہ آمنہ و کلثوم نے رقیہ کا دودھ پیا۔

---

(۱) یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولھما و فروعھما من النسب والرضاع جمیعا (عالمگیری مصری کتاب الرضاع ص ۳۲۱ ج۲. ط.س. ج۳ص۳۴۳) ظفیر

(۲) مشکوۃ شریف باب المحرمات ص ۲۷۳

(۳) سورۃ النساء رکوع ۴

(۴) و یثبت بہ وان قل الخ امومیۃ المرضعۃ للرضیع و یثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنھا منہ لہ والا لا' فیحرم منہ ای بسببہ ما یحرم من النسب (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۱۲) ظفیر

(۵) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۱ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۱۷' ۱۲ ظفیر

(الجواب) درمختار میں ہے و تحل اخت اخیه رضاعاً[1] پس صورت مسئولہ میں غلام مصطفیٰ اور غلام مجتبیٰ پسران رقیہ کا نکاح آمنہ وکلثوم دختران زینب سے درست ہے۔ فقط

جس پوتے کو دادی نے دودھ پلایا اس کا نکاح اس کی نواسی سے جائز نہیں

(سوال ٦٥٤) شوکت علی لڑکا چودھ پندرہ یوم کا تھا کہ اس کی والدہ بیمار ہو گئی اس حالت میں دو تین مرتبہ اس کی دادی مسماۃ حسینی بیگم نے اس کو دودھ پلایا اور دودھ پلانے کی عینی شاہد سوائے اس کی ماں اور دادی کے اور کوئی نہیں ہے تو شوکت علی سے مسماۃ محمودہ بانو کی دختر کا نکاح یعنی مسماۃ حسینی بیگم کی نواسی کا نکاح شوکت علی سے جائز ہے یا نہیں اور شوکت علی عباس علی کا لڑکا ہے یعنی حسینی بیگم کا پوتا۔

(الجواب) اگر واقعی حسینی بیگم نے شوکت علی پسر عباس علی کو دودھ پلایا ہے تو شوکت علی مسماۃ حسینی بیگم کا پسر رضاعی ہوا اور حسینی بیگم کی تمام اولاد شوکت علی کے بہن بھائی رضاعی ہو گئے اور محمودہ بانو کی دختر شوکت علی کی بھانجی رضاعی ہوئی لہذا بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[2] شوکت علی کا نکاح محمودہ بانو کی دختر سے حرام ہے درمختار میں ہے ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها الخ وولدها الخ[3] لیکن حرمت رضاعت بدون دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عادل عورتوں کی شہادت کے ثابت نہیں ہوتی لیکن گواہی کی ضرورت بصورت انکار ہے اگر زوجین کو اس کا اقرار ہے تو پھر گواہی کی حاجت نہیں ہے ان کے حق میں حرمت ثابت ہے درمختار میں ہے حجته حجة المال وهي شهادة عدلين او عدل و عدلتين (درمختار) قوله وحجة اى دليل اثباته وهذا عند الانكار لانه يثبت بالا قرار مع الاصرار كما مر[4] شامی ص ٤١٣ فقط

رضاعی بھائی کی لڑکی سے نکاح درست نہیں

(سوال ٦٥٥) زید نے عمر کی ہمشیرہ حقیقی کے ساتھ جو عمر سے صغیرہ ہے عمر کی حقیقی والدہ کا دودھ پیا اب خود عمر نے زید کی دختر حقیقی کے ساتھ نکاح کر لیا ہے کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) حدیث شریف میں ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[5] بھانجی بھتیجی جیسے نسبی حرام ہے رضاعی بھی حرام ہے اور زید نے جب کہ عمر کی والدہ کا دودھ پیا تو بقاعدہ از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند مرضع کی تمام اولاد عمر وغیرہ خواہ اس نے زید کے ساتھ دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو کذافی الدرالمحتار وان اختلف الزمن والاب الخ[6] زید کے بھائی بہن رضاعی ہو گئے پس زید کی دختر عمر کی

---

(١) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٦١ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢١٧، ظفير
(٢) ردالمحتار باب الرضاع ص ٥٥٧ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢١٣، ظفير
(٣) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٦١ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢١٧، ظفير
(٤) رد المحتار باب الرضاع ص ٥٦٨ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢٢٤. ظفير
(٥) ردالمحتار باب الرضاع ص ٥٥٧ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢١٣. ظفير
(٦) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٦١ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢١٧. ظفير

بھتیجی رضاعی ہے اس لئے نکاح عمر کا زید کی دختر سے حرام قطعی ہے۔ فقط

ساٹھ سالہ ضعیفہ نے بچہ کو چھاتی میں لگالیا اور پانی نکلا کیا حکم ہے

(سوال ۶۵۶) ایک عورت نے دو سال اپنے بچہ کو دودھ پلا کر چھوڑ دیا وہ خود تو کاروبار میں مصروف ہو جاتی اور بچہ کی دادی ضعیفہ ساٹھ سالہ جس کے پندرہ سولہ سال سے بچہ نہیں ہوا اس بچہ کو روتے وقت بہلانے کی خاطر خالی پستان جن میں سولہ سال سے دودھ خشک تھا لڑکے کے منہ میں دیدیا کرتی اسی طرح دو تین ماہ کرتی رہی تین چار ماہ کے بعد ایک دن اس کو معلوم ہوا کہ میرے پستان سے کوئی چیز خارج ہوتی ہے دودھ کر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ لیس دار پانی نکلتا ہے اس لئے اس نے بچہ کو پلانا بند کر دیا کیا ایک دو قطرہ لڑکے کے پیٹ میں جانے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) عالمگیریہ میں ہے دخل فی فم الصبی من الثدی مائع لونہ اصفر تثبت حرمة الرضاعة لانہ لبن تغیر[1] الخ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لیس متغیر بھی ہو جاوے تو حرمت رضاعت اس سے ثابت ہو جاتی ہے[2] اور ایک دو قطرہ بھی بچہ کے پیٹ میں جانے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے جیسا کہ در مختار میں ہے ویثبت بہ وان قل ان علم وصولہ بجوفہ من فمہ او انفہ[3] الخ فقط

رضاعی بہن سے نکاح جائز نہیں ہوا اور جو خرچ ہوا وہ خود اس کا ہوا

(سوال ۶۵۷) امداد خاں نے شیخ جہانگیر کی زوجہ کا دودھ پیا پھر شیخ جہانگیر کی اس زوجہ کا انتقال ہو گیا اور شیخ جہانگیر نے مسماۃ صفیا سے نکاح کیا اس کے بطن سے مسماۃ حمید النساء دختر پیدا ہوئی امداد خاں کا نکاح حمید النساء سے جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو امداد خاں کے والد کا چونکہ شادی میں بہت خرچ ہوا تھا وہ کون دے گا اور شیخ جہانگیر بھی خرچ وصول کرنے کے درپے ہے۔

(الجواب) جب کہ امداد خاں نے شیخ جہانگیر کی زوجہ کا دودھ پیا تو امداد خاں شیخ جہانگیر کا بیٹا رضاعی ہو گیا پس حمید النساء سے نکاح باطل ہے[4] اور خرچ کسی کا کوئی نہ دیگا جو کچھ جس نے خرچ کیا وہ دوسرے سے نہیں لے سکتا۔ فقط

---

(۱) عالمگیری مصری کتاب الرضاع ص ۳۲۲ ج ۲. ط. ماجدیہ ج۱ ص ۳۴۴. ظفیر

(۲) صورت مسئولہ میں حرمت ثابت ہونے میں خاکسار کو تردد ہے اس وجہ سے کہ ساٹھ سالہ عورت جس کو پندرہ سولہ سال سے بچہ ہونا بند ہو گیا ہے اس کے پستان میں دودھ متغیر کہاں سے آئے گا یہ تو دراصل پانی ہے جس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ باکرہ کے سلسلہ میں فقہاء صراحت کرتے ہیں بکر لم تتزوج لو نزل لها لبن فارضعت صبیا صارت اما و تثبت جمیع احکام الرضاع الخ آگے مذکور ہے وکذا لو نزل للبکر ماء اصفر لا یثبت من ارضاعة تحریم ھکذا فی فتح القدیر (عالمگیری مصری کتاب الرضاع ص ۳۲۲ ج ۱). ط. ماجدیہ ج۱ ص ۳۴۴ ظفیر مفتاحی

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ ج۲. ط.س. ج۳ ص ۲۱۲' ظفیر

(۴) و یثبت ابوة زوج مرضعة اذا کان لبنها منه له والا لا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج۲. ط.س. ج۳ ص ۲۱۲...... ۲۱۳) ظفیر

ایک عورت نے عمر کو دودھ پلایا اور اس کی دختر نے میرن کو، تو ان دونوں میں شادی جائز نہیں

سوال ۶۵۸) ایک عورت اور اس کی لڑکی دونوں نے رضاعت اختیار کی ماں نے ایک لڑکے عمر کو دودھ پلایا لڑکی نے دختر میرن کو دودھ پلایا پس لڑکے عمر کا نکاح لڑکی میرن سے درست ہے یا نہیں؟

الجواب) جس لڑکے کی ماں نے دودھ پلایا وہ اس کی بیٹی کا رضاعی بھائی ہوا اس بیٹی نے جس لڑکی کو دودھ پلایا وہ اس لڑکے کی بھانجی رضاعی ہوئی اور بقاعدہ **یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب** [1] ان میں باہم نکاح حرام ہے۔ فقط

جس لڑکے نے دودھ پیا ہے اس کی بہن سے دودھ پلانے والی کے لڑکے کا نکاح جائز ہے

سوال ۶۵۹) زید و عمر دونوں بھائی ہیں عمر چھوٹا ہے ان کی والدہ کا دودھ ہندہ نے عمر کے ساتھ پیا ہے جس وقت ہندہ نے دودھ پیا ہے اس وقت عمر کی عمر اٹھائیس ماہ کی تھی اور ہندہ ایک ماہ کی اب ہندہ سے زید کا نکاح جائز ہے یا کیا؟ اور ایک بہن ہندہ سے چھوٹی ہے اس کے ساتھ زید کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب) ہندہ نے جب کہ زید و عمر کی والدہ کا دودھ پیا تو مرضعہ کی تمام اولاد ہندہ کے لئے حرام ہو گئی جیسا کہ اس شعر میں اسکو بیان کیا گیا ہے۔

از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند
واز جانب شیر خوارزد جاں و فروع

در مختار میں ہے **ولا حل بین الرضیعۃ وولد مرضعتہا** [2] اس عبارت سے بھی واضح ہے کہ مرضعہ کی تمام اولاد رضیع کے لئے حرام ہے لہذا نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ درست نہیں ہے اور ہندہ نے اگرچہ زید کے ساتھ دودھ نہیں پیا بلکہ عمر کے ساتھ پیا ہے لیکن جب کہ زید بھی بیٹا مرضعہ کا ہے لہذا وہ ہندہ کے لئے حرام ہے ساتھ دودھ پینے نہ پینے کا اعتبار نہیں ہے جیسا کہ در مختار میں ہے **وان اختلف الزمن والاب الخ** [3] اور شامی میں ہے **قولہ وان اختلف الزمن کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشرین سنۃ مثلاً الخ** [4] البتہ ہندہ کی دوسری بہن کے ساتھ جس نے زید و عمر کی والدہ کا دودھ نہیں پیا زید کا نکاح درست ہے **وتحل اخت اخیہ رضاعاً** درمختار [5] فقط

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے

(سوال ۶۶۰) زید نے ہندہ کا دودھ پیا اب ہندہ کے شوہر کی لڑکی جو کہ زینب کے بطن سے ہے اس کی پوتی کے ساتھ زید کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج۲. ط.س. ج۳ص۲۱۳. ظفیر
(۲) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۱ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۱۷. ظفیر
(۳) ایضاً. ط.س. ج۳ص ۲۷۱. ظفیر (٤) ردالمحتار باب الرضاع ص ۵۶۱ ج۲. ط.س. ج۳ص۲۱۷. ظفیر
(۵) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۱ ج ۲. ط.س. ج۳ص۲۱۷. ۱۲ ظفیر

(الجواب) زید کا نکاح زید کے رضاعی باپ کی دختر کی پوتی سے ناجائز ہے لقوله عليه الصلوة والسلام يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب[1] وفي الدرالمختار و يثبت ابوة زوج مرضعة اذا كان لبنها منه له الخ قوله له اى للرضيع للشامى[2] فقط

جب نانی نے دودھ پلایا تو ماموں کی لڑکی سے نکاح نہیں ہو سکتا

(سوال ٦٦١) زید کو اس کی نانی نے ایک مرتبہ غلطی سے دودھ پلایا تھا اب زید کا نکاح اس کے ماموں کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ نانی نے ایک مرتبہ اپنے نواسہ زید کو بحالت شیر خوارگی دودھ پلایا تو زید اپنی نانی کا پسر رضاعی ہو گیا اور نانی کی اولاد زید کی بھائی بہن ہو گئی پس زید کے ماموں کی دختر زید کی بھتیجی رضاعی ہوئی لہذا زید کا نکاح اس سے درست نہیں لانه يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب كذافي[3] عامة كتب الفقه فقط

عورت منکر ہو اور گواہ گواہی دیں تو رضاعت کے لئے کیا حکم ہے

(سوال ٦٦٢) ہندہ کی نسبت عام طور پر مشہور ہے کہ اس نے مسماۃ زینب ایک نوزائیدہ لڑکی کو اپنا دودھ پلایا ہے اور اس پر چار عورتوں اور ایک مرد نے شہادت دی کہ ہم نے ہندہ کو اپنی آنکھوں سے زینب کو دودھ پلاتے دیکھا ہے ہندہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ میں نے زینب کو ہرگز دودھ نہیں پلایا بلکہ اصل واقعہ یوں ہے کہ جب زینب کی ماں زینب کو ایام نفاس میں چھوڑ کر مر گئی تو تین روز کے اندر کبھی کبھی زینب کو بہلانے کے لئے لیتی تھی دودھ مطلق نہیں پلایا بلکہ میرے پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا ہندہ دودھ پلانے سے انکار کرتی ہے اب جب کہ زینب کا نکاح ہندہ کے دیور سے ہو گیا تو چوں کہ بعض لوگ اس رشتہ پر معترض تھے حرمت رضاعت کا مسئلہ زیر بحث آ گیا جس پر چند علماء نے مذکورہ بالا شہادتیں لیکر یہ فتویٰ دیا کہ حرمت ثابت ہے اور ہندہ کا بیان نہیں لیا مگر جب لڑکی کے لواحق نے بیرونی علماء سے فتویٰ دریافت کیا تو انہوں نے ہندہ کا بیان مسموع رکھ کر جواز نکاح کا فتویٰ دیا اور عبارت مندرجہ ذیل دلیل میں پیش کی وفي القنية امراة كانت تعطى ثديها صبية واشتهر ذلك فيما بينهم ثم تقول لم يكن في ثديي لبن حين القمتها ثديي ولا يعلم ذلك الا من جهتها جاز لا بنها ان يتزوج بهذه الصبية[4] اس صورت میں مجوزین نکاح حق پر ہیں یا مانعین اور جملہ واشتهر ذلك الخ اور جملہ ولا يعلم ذلك الخ قابل غور ہیں۔

(الجواب) قنیہ کی روایت امراة كانت تعطى ثديها[5] الخ کا منشاء یہی ہے کہ صورت مسئولہ میں

---

(١) مشکوۃ باب المحرمات ص ٢٧٣ ظفیر
(٢) رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٧ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢١٣ ظفیر
(٣) دیکھئے رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٧ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢١٣ ظفیر
(٤) دیکھئے رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٦ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢١٢ ظفیر
(٥) رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٦ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢١٢ ظفیر

ب کہ ہندہ اپنے پستان میں دودھ ہونے کی منکر ہے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی کیونکہ گواہان سے
یت یہی ثابت ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہندہ کے پستان کو زینب کے منہ میں دیتے ہوئے دیکھا ہو مگر محض
ں سے حرمت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ عبارت درمختار فلو التقم الحملة ولم يدر ادخل اللبن ام لا لم
حرم لان فی المانع شکاً [1] اور عبارت قنیہ مذکورہ سے ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ اس بارے میں مجوزین
اح حق پر ہیں اور پستان میں دودھ ہونے یا نہ ہونے کا حال عورت سے ہی معلوم ہو سکتا ہے اس بارے میں
ود کو کچھ علم نہیں ہو سکتا شہود سے فقط اثبات ادخال حلمہ فی فم الصبی ہو سکتا ہے سو وہ حرمت کے لئے کافی
یں ہے اور جملہ واشتهر ذلك بينهم [2] نے اس کو صاف کر دیا کہ گواہوں کے بیان کانت تعطی ثديها
ے مقابلہ میں عورت کا بیان لم یکن فی ثدیی لبن حینالقمتها ثدی [3] مسموع ہوگا۔ فقط

دھ پینے والی لڑکی کی شادی دودھ پلانے والی کے لڑکے سے جائز نہیں

سوال ٦٦٣) الف مر گیا اس کی زوجہ ہندہ نے اس کے بھائی ب سے عقد شرعی کر لیا ہندہ کے بطن سے
ف کی اولاد دو لڑکے ہیں ہندہ نے جب ب سے عقد شرعی کیا تو اس سے اس کی اولاد ہوئی ب کی دوسری
رت زبیدہ بھی تھی زبیدہ کے بطن سے ب کی دو لڑکیاں ہیں ایک ہندہ کے ساتھ عقد سے پہلے کی اور دوسری
کی نے زبیدہ کے پیٹ سے پیدا شدہ لڑکے کے ساتھ دودھ ایام رضاعت میں پیا ہے آیا ب کو اپنے بھائی الف کی
بدل سے اپنی دو لڑکیوں کا نکاح جو از بطن ہندہ ہیں کر دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب) ب کی جس دختر از بطن زبیدہ نے ہندہ کا دودھ پیا ہے اس کا نکاح ہندہ کے پسر از صلب الف سے جائز
یں ہے [4] اور جس دختر نے ہندہ کا دودھ نہیں پیا اس کا نکاح ہندہ کے پسر از صلب الف سے درست ہے۔ [5] فقط

تیلی دادی کا دودھ پیا تو کیا اس کا نکاح پھوپھی زاد بہن کی لڑکی سے درست ہوگا

سوال ٦٦٤) زید کی شادی نسبی پھوپھی زاد بہن کی لڑکی سے ایسی صورت میں کہ زید اپنی سوتیلی دادی کا دودھ
پی چکا ہے یا یوں سمجھئے کہ زید اپنی رضاعی ماں کی سوتیلی دختر کی نواسی سے شادی کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

جواب) رضاعی والدہ کے حقیقی اولاد اور اس کی اولاد کی اولاد رضیع پر حرام ہے اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ والدہ
ضاعی کا شوہر جس سے اس کا دودھ ہو وہ باپ رضیع کا ہو جاتا ہے۔ پس اس کی اولاد کی اولاد بھی رضیع

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٦ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢١٢ ظفیر
(۲) رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٦ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٢١٢ ظفیر
(۳) رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٦ ج ٢ ط.س ج٣ ص ٢١٢
(۴) يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٧ ج
ط.س. ج٣ص ٢١٣) ظفیر
(۵) اس لئے کہ جب دودھ نہیں پیا حرمت ثابت نہیں ہوئی۔ ظفیر

پر حرام ہوگی لہذا نکاح مذکور صحیح نہ ہوگا در مختار میں ہے و یثبت منه وان قل الخ امو میة المرضعة للرضیع و یثبت ابوة زوج مرضعة اذا کان لبنها منه الخ [1] فقط

بہن کے لڑکے کے منہ میں چھاتی دیدی تو کیا حکم ہے

(سوال ٦٦٥) دو بہن حقیقی ایک مکان میں سو رہی تھی ایک بہن کسی ضرورت سے گئی اور اپنے لڑکے کو اپنی بہن کے پاس لٹا گئی وہ سو رہی تھی لڑکا بھی سو رہا تھا یہ لڑکا خود یا اس نے اپنا لڑکا سمجھ کر اپنا دودھ اس کے منہ میں دیدیا یہ بھی تحقیق نہیں ہوا کہ کتنا دودھ اس کے منہ میں پہنچا اس کی ماں نے آکر اپنی بہن کے پاس سے اٹھالیا جس نے لڑکے کے منہ میں دیدیا تھا اس کی لڑکی سے اس لڑکے کا نکاح ہوگیا ہے تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور کوئی گواہ دودھ پلانے کا نہیں ہے تو نکاح ان کا قائم ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیا ہونا چاہئیے ؟

(الجواب) اس صورت میں رضاعت ثابت نہیں ہے کیونکہ اس کے ثبوت کے لئے دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت شرط ہے صرف ایک عورت کے کہنے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی کنز میں ہے و یثبت الرضاع بما یثبت به المال [2] اور اس پر بحر الرائق میں لکھا ہے وهوشهادة رجلین عدلین او رجل و امرأتین فلا یثبت بشهادة امراة واحدة [3] لہذا نکاح زوجین کا بدستور قائم اور صحیح ہے۔ فقط

جس بھائی نے دودھ نہیں پیا اس کی شادی دودھ پلانے والی کی لڑکی سے جائز ہے

(سوال ٦٦٦) زید کے لڑکے نے بکر کی زوجہ کا دودھ پیا بکر کے ایک دختر ہے نیز زید کا بڑا لڑکا جس نے بکر کی زوجہ کا دودھ نہیں پیا اس سے بکر کی دختر کا نکاح جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو حدیث یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب کا کیا مطلب ہے تو روایت فقہی ویجوز ان یتزوج رجل باخت اخیه من الرضاع کا کیا مطلب جواب ہوگا۔

(الجواب) زید کے بڑے لڑکے کو جس نے بکر کی زوجہ کا دودھ نہ پیا ہے بکر کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا حلال ہے کما فی الهدایة و یجوز ان یتزوج الرجل باخت اخیه من الرضاع [4] اور اس میں قرآن عزیز اور حدیث شریف کی مخالفت نہیں ہے اس لئے حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ جو نسب سے حرام ہے اس کی نظیر رضاع سے بھی حرام ہے پس جہاں نظیر مفقود ہے وہاں حکم بھی نہ ہوگا جیسے کہ نسبا بھائی کی ماں حرام ہے لیکن اس وجہ سے کہ وہ اس کی بھی ماں ہوگی یا موطوءۃ اب ہوگی اور یہ معنی رضاع میں مفقود ہیں اس لئے کہ بھائی کے دودھ پینے سے اس کی ماں کیسے بن گئی اسی طرح بھائی کا اب رضاعی اپنا اب رضاعی کیوں کر ہوگا تا کہ اس کی اولاد کے ساتھ اخوت ثابت ہو جائے اس طرح بھائی کی بہن رضاعا دوسرے بھائی کے لئے اجنبی کی طرح ہے پس نکاح میں کوئی حرج نہیں اور اس صورت میں تو اعتراض کا کوئی موقع بھی

---

(١) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٦ وص ٥٥٧ ج ٢ .ط.س. ج٣ص ٢١٢ . ظفیر
(٢) کنز الدقائق علی هامش البحر الرائق کتاب الرضاع ص ٢٤٩ ج ٣ .ط.س. ج٣ص ٢٢٤ .ظفیر
(٣) البحر الرائق کتاب الرضاع ص ٢٤٩ ج ٣ .ط.س. ج٣ص ٢٢٤ . ظفیر (٤) هدایه کتاب الرضاع ج٢ ظفیر

نہیں اس لئے کہ یہاں نسباً بھی جائز ہے اخ الام کی بہن سے یعنی منکوحہ اب کی پچھلی لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے پس یہاں کوئی اعتراض بھی نہیں۔ البتہ باقی مستثنیات کے بارے میں اعتراض کیا گیا ہے جس کے جواب میں علماء نے ثابت کیا ہے کہ مستثنیات پر حدیث شامل ہی نہیں کما فی الشامی تحت قوله استثناء منقطع[1] اور اس کا خلاصہ وہی ہے جس کی طرف ہم نے اوپر اشارہ کیا۔ فليراجع فقط

بیوی کی چھاتی منہ میں لینا کیسا ہے

(سوال ٦٦٧) اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کی چھاتی منہ میں لیتا رہا اور بعد میں وہ حاملہ ہو جاوے اور منہ میں لے اور اچانک دودھ منہ میں آجاوے اور ذائقہ معلوم ہو جائے مگر پیٹ میں نہ گیا ہو بلکہ تھوک دیا ہو اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) اس صورت میں اسکی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی اور اگر دودھ حلق میں چلا جاتا تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوتی مگر ایسا فعل حرام ہے یعنی اپنی زوجہ کا دودھ پینا حرام ہے آئندہ[2] ایسا نہ کرے۔ فقط

ایک عورت کی گواہی حرمت رضاعت کے لئے کافی نہیں

(سوال ٦٦٨) زینب کا حلفیہ بیان ہے کہ میں نے خالد کو دودھ پلایا ہے اور کوئی گواہ نہیں تو زینب کی یہ شہادت مقبول ہوگی یا نہیں اور اگر کوئی مفتی یا قاضی صورت مذکورہ میں تفریق بین الزوجین کا حکم کر دے تو نافذ ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) درمختار باب الرضاع میں ہے وحجته حجة المال وهي شهادة عدلين اوعدل او عدلتين الخ اور شامی میں ہے وافادانه لايثبت بخبر الواحد امراة كان او رجلا قبل العقد او بعده و به صرح فی الكافی والنهاية تبعا لما فی رضاع الخانية[3] الخ پس اس صورت میں اس ایک عورت کا قول معتبر نہیں ہے اور حرمت ثابت نہ ہوگی اور اگر کسی نے حکم تفریق کر دیا تو وہ حکم صحیح نہیں ہے بلکہ وہ توڑ دیا جاوے گا۔ فقط

ایک عورت کی گواہی ایک مانتا ہے ایک نہیں فیصلہ فرمائیں

(سوال ٦٦٩) ایک لڑکے اور ایک لڑکی کا جو بالغ تھے باہم عقد نکاح ہوا اور اس عقد سے تیرہ ماہ بعد لڑکی کی نو مسلم سوتیلی ماں بیان کرتی ہے کہ میں نے ان دونوں کو اپنا دودھ پلا دیا تھا اور اس واقعہ کی خبر وقت نکاح

---

(١) تفصیل کے لئے دیکھئے رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٨ ج٢ و ص ٥٥٩ ج ٢ .ط.س. ج٣ ص ٢١٤ . ظفير
(٢) ولم يبح الارضاع بعد مدته لانه جزء ادمى والانتفاع به لغير ضرورة حرام على الصحيح (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٥ ج٣ .ط.س. ج٣ ص ٢١١) مص رجل ثدى زوجته لم تحرم (ايضاً ص ٥٦٩ ج ٢ .ط.س. ج٣ ص ٢١٥) ظفير
(٣) دیکھئے رد المحتار للشامی باب الرضاع ص ٥٦٨ ج ٢ .ط.س. ج٣ ص ٢٢٤ . ظفير

لڑکے و لڑکی کے دادا سے چھوٹی پھوپھی کے روبرو کر دی تھی اور اس پھوپھی سے قبل نکاح بھی خبر کر دی تھی اب لڑکی کا باپ اس کی سوتیلی ماں کے بیان کو ٹھیک جان کر نکاح کو کالعدم قرار دیتا ہے اور لڑکے کا باپ اس عورت کے بیان کو قطعاً لغو جان کر نکاح کو جائز رکھتا ہے اور وہ عورت اپنے بیان کی تائید میں کوئی گواہ پیش نہیں کر سکتی تو صورت ہذا میں نکاح قائم ہے یا نہ اور وہ دونوں بھی دودھ پینے کا اقرار نہیں کرتے ہیں۔

(الجواب) صورت مسئولہ میں جب کہ ثبوت رضاعت پر شرعی ثبوت نہیں اور رضیعین بھی اقراری نہیں تو پھر صرف ایک عورت کے کہنے پر حرمت رضاعت کا تحقق نہیں ہو سکتا دونوں نکاح بدستور قائم ہے کتب فقہ میں تصریح ہے کہ ثبوت رضاعت بغیر دو عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے نہیں ہوتا کما فی الدرالمختار والرضاع حجته حجة المال وهی شهادة عدلين او عدل و عدلتين [1] فقط کتبہ عتیق الرحمٰن عثمانی جواب صحیح ہے اس صورت میں محض ایک عورت کے بیان سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی اور نکاح زوجین کا باہم قائم ہے' فقط

(کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی دار العلوم دیوبند)

جس نے دودھ پیا اگر اس کی عمر دو سال ہے یا ڈھائی سال تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۷۰) ہندہ کا بچہ دو سال کا ہو گیا اور اس نے دودھ چھوڑ دیا ہندہ نے دوسرے کے بچہ کو دودھ پلایا ان دونوں میں رشتہ رضاعت قائم ہو گیا یا نہیں اگر بچہ ڈھائی سال کا ہو گیا اس کے بعد ہندہ نے دوسرے بچے کو دودھ پلایا رشتہ رضاعت قائم ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ نے جس بچہ کو دودھ پلایا اگر اسکی عمر دو اڑھائی سال سے زیادہ نہیں ہے تو وہ بچہ ہندہ کا بیٹا رضاعی ہو جاوے گا اور ہندہ کی اولاد اس بچہ کی بہن بھائی رضاعی ہو جاویں گے اور حرمت رضاعت ثابت ہو جاوے گی۔ [2] فقط

دس سالہ بیوہ کی چھاتی بچہ نے منہ میں لے لیا اور اس کو پانی آتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۶۷۱) ہندہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تو مدت رضاع میں ہندہ کے لئے ایک غیر عورت دودھ پلانے والی مقرر کی گئی مگر ہندہ کو اس کی دادی لے کر سوتی ہے جو دس سال سے بیوہ ہے رات کو جب ہندہ روتی ہے تو دادی اس کے منہ میں چھاتی دیدیتی ہے ہفتہ کے بعد دادی کی چھاتی کو دبا کر دیکھا تو اس میں سے سفید پانی نکلا تو کیا یہ حرمت رضاعت ثابت ہو جاوے گی اور ہندہ کا نکاح اس کی پھوپھی کے بیٹے سے جائز ہو گا یا نہیں

(الجواب) اس صورت میں جب کہ دودھ کے اترنے اور ہندہ کے حلق میں دودھ کے جانے میں شبہ ہے لہٰذا حرمت رضاع ثابت نہ ہو گی اور ہندہ کا نکاح اس کی پھوپھی کے پسر سے جائز اور صحیح ہے رد المختار

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۸ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۲۲٤ . ظفیر
(۲) ویثبت التحریم فی المدة فقط وهو حولان و نصف عنده و حولان فقط عندهما وهو الاصح. ط.س. ج ۳ ص ۲۰۹ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵٤ و ص ۵۵۵ ج ۲ . ط.س. ج۳ص۲۱۱) ظفیر

المعروف بہ شامی میں ہے قنیہ سے امراۃ کانت تعطی ثدیھا صبیۃ واشتھر ذالك بینھم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبن القمتھا ثدی ولم یعلم ذالك الا من جھتھا جاز لابنھا ان یتزوج بھذہ الصبیۃ اہ وفی الفتح لو ادخلت الحملۃ فی الصبی و شکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمۃ بالشك [1] الخ شامی ص ۴۰۵ ج ۲ فقط

نانی اقرار کرتی ہے کہ نواسہ کو دودھ پلایا تو اس کی شادی اس کی نواسی سے ہوگی یا نہیں؟

(سوال ۶۷۲) خلاصہ سوال یہ ہے کہ مسماۃ شریفاً اقرار کرتی ہے کہ میں نے اپنے نواسہ احمد علی کو دودھ پلایا ہے اس کے سوا اور کوئی شہادت نہیں ہے تو احمد علی کا نکاح شریفا کی نواسی حشمت بی بی سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے کہ رضاعت بدون دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتوں عادل کی شہادت کے ثابت نہ ہوگی اور شامی میں ہے کہ خبر واحد سے رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ والرضاع حجتہ حجۃ المال وھی شھادۃ عدلین او عدل و عدلتین الخ درمختار و فی الشامی وافاد انہ لا یثبت بخبر الواحد امراۃ کان اورجلاً الیٰ ان قال لکن قال فی الخبران ظاھر المتون انہ لا یعمل بہ مطلقاً فلیکن ھو المعتمد فی المذھب [2] شامی جلد ثانی باب الرضاع۔ پس صورت مسئولہ میں نکاح احمد علی کا ساتھ حشمت بی بی کے صحیح ہے۔ فقط

زید کی بہن نے جس لڑکی کو دودھ پلایا اس سے زید کا نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۶۷۳) ہندہ کے ایک لڑکی زینب اور ایک لڑکا زید تھا زینب نے صغریٰ کو ایام رضاعت میں ایک دن دو تین مرتبہ دودھ پلایا اب زید کا نکاح صغریٰ سے ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر نکاح ہو گیا ہو تو کیا ہونا چاہیئے؟

(الجواب) اگر دودھ پلانا زینب کا صغریٰ کو بطریق شرعی ثابت ہے یعنی دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں عادلہ گواہ دودھ پلانے کی ہیں تو زید کا نکاح صغریٰ کے ساتھ جائز نہیں ہے اور اگر نکاح ہو گیا ہے تو ان میں تفریق کرادی جاوے کیونکہ صغریٰ زید کی بھانجی رضاعی ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جس طرح بھانجی نسبی سے نکاح حرام ہے اسی طرح بھانجی رضاعی سے بھی نکاح حرام ہے ویحرم من الرضاع ما یحرم من النسب و فی الدرالمختار والرضاع حجتہ حجۃ الملال و ھی شھادۃ عدلین او عدل وعدلتین الخ اور شامی میں ہے کہ تنہا مرضعہ کا قول اس بارے میں معتبر نہیں ہے وما فی شرح الوھبانیۃ عن النتف من انہ لا تقبل شھادۃ المرضعۃ عند ابی حنیفۃ واصحابہ الخ قال فی البحر بعد ذالك ان ظاھر المتون انہ لا یعمل بہ مطلقاً فلیکن ھو المعتمد فی المذھب [3]

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ و ص ۵۵۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۱۲ .ظفیر
(۲) دیکھئے رد المحتار للشامی باب الرضاع ص ۵۶۸ ج۲ .ط.س. ج۳ ص ۲۲۴ . ظفیر
(۳) دیکھئے رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۸ ج۲ .ط.س. ج۳ ص ۲۲۴ . ظفیر

شامی جلد ثانی باب الرضاع فقط

جس لڑکے نے کسی کی بیوی کا دودھ پیا اس لڑکے کی بیوی سے نکاح کیسا ہے

(سوال ٦٧٤) گود لئے ہوئے بیٹے نے ہماری بیوی کا دودھ پیا تو ہمارا نکاح اس گود لئے ہوئے بیٹے کی بیوی سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جس بچہ نے تمہاری زوجہ کا دودھ پیا وہ تمہارا رضاعی بیٹا ہو گیا پس اس کی زوجہ سے تمہارا نکاح صحیح نہیں ہے[1] کما فی الشامی و قوله تعالیٰ و حلائل ابنائکم الذین من اصلابکم والحلیلة الزوج الخ وذکر الا صلاب لا سقاط حلیلة الا بن المتبنیٰ لا لا حلال حلیلة الابن رضاعاً فانها تحرم کالنسب بحر وغیرہ .[2] فقط

جس نے پھوپھی کا دودھ پیا اس کا اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ٦٧٤) ایک شخص کی شادی اس کی پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ قرار پائی مگر بعد کو معلوم ہوا کہ لڑکے نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا ہے اس پر لوگوں نے اس کے ماں باپ کو سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا اور ناصح کو برا بھلا کہا اور نکاح پر آمادہ ہو گئے اور طرفین سے رضامندی ہو گئی یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر درحقیقت اس نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا ہے تو اس کی دختر سے نکاح اس کا صحیح نہیں ہے[3] لیکن بصورت انکار دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے رضاعت ثابت ہوتی ہے اگر گواہ نہ ہوں تو حرمت ثابت نہ ہو گی۔ فقط

رضاعی ماں باپ کی سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے

(سوال ٦٧٥) رضاعی ماں یا باپ کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار باب المحرمات میں ہے وزوجة اصله و فرعه مطلقاً ولو بعیداً[4] الخ اور باب الرضاع میں ہے فیحرم منه ما یحرم من النسب[5] پس جیسا کہ نانا نسبی کی زوجہ اور دادا نسبی کی زوجہ سے نکاح حرام ہے اسی طرح نانا رضاعی اور دادا رضاعی کی زوجہ سے بھی نکاح حرام ہے اور رضاعی ماں اور رضاعی باپ کی سوتیلی ماں کا یہی مطلب ہے کہ وہ نانا رضاعی کی زوجہ ہے یا دادا رضاعی کی زوجہ ہے اور یہ صورت ان صورتوں میں سے بھی نہیں ہے جو کہ مستثنیٰ کی گئی ہیں۔ قاعدہ فیحرم منه ما یحرم من النسب کما لا یخفی فقط

---

(١) و یثبت ابوة زوج وضعة اذا کان لبنها منه له والا لا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٧ ج ٢ . ط.س. ج٣ص ٢١٣ . ظفیر

(٢) ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ٣٨٣ ج ٢ . ط.س. ج٣ص ٣١ . ظفیر

(٣) و یثبت به وان قل الخ امومیة المرضعة للرضیع الخ فیحرم منه ما یحرم من النسب (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٦ ج ٢ . ط.س. ج٣ص ٢١٢) ظفیر

(٤) ایضاً فصل فی المحرمات ص ٣٨٣ ج ٢ . ط.س. ج٣ص ٣٠ . ظفیر

(٥) ایضاً باب الرضاع ص ٥٥٤ ج ٢ . ط.س. ج٣ص ٢١١ . ظفیر

رضاعی برادر زادی سے اس کے بھائی کا نکاح جائز ہے

(سوال ٦٧٦) (ا) زید کی رضاعی برادر زادی زید کے نسبی بھائی کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) زید کی رضاعی برادر زادی زید کے بھائی کے لئے حلال ہے کما فی الدر المختار وتحل اخت اخیہ رضاعاً یصح اتصالہ بالمضاف کان یکون لہ اخ نسبی لہ اخت رضاعیة [1] الخ پس معلوم ہوا کہ جب نسبی بھائی کی بہن رضاعی حلال ہے تو بھتیجی رضاعی بھی حلال ہے۔ فقط

جس پھوپھی کا دودھ پیا اس کی اس لڑکی سے بھی نکاح جائز نہیں جو دوسرے شوہر سے ہے

(سوال ٢/٦٧٦) زید نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیکر پرورش پائی بعد کو اس کے پھوپھا کا انتقال ہو گیا اس کی پھوپھی نے عقد ثانی کیا اس سے لڑکی پیدا ہوئی تو زید کا نکاح اس دختر سے جو کہ شوہر ثانی سے ہے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں زید کا نکاح اس کی پھوپھی مرضعہ کی اس دختر سے بھی صحیح نہیں ہے جو کہ دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی کیوں کہ مرضعہ کی تمام اولاد رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہو جاتے ہیں اور اخت رضاعی کی حرمت قرآن شریف میں منصوص ہے واخواتکم من الرضاعة [2] وفی الشعر المعروف از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند وہکذا فی الدر المختار

رضاعی نواسہ کی شادی اس لڑکی سے جائز نہیں ہے جس کو اس کی دوسری بیوی نے دودھ پلایا ہے

(سوال ٦٧٧) زید کی دو زوجہ ہیں ایک مسماۃ زینب ایک مسماۃ خاتون اور زینب کے بطن سے زید کی دختر مسماۃ خدیجہ ہے خدیجہ نے بکر کو اپنا دودھ پلایا بکر مذکور خدیجہ کے بطن سے نہیں ہے صرف دودھ پلایا ہے اور زید کی دوسری زوجہ خاتون نے مسماۃ مریم کو دودھ پلایا ہے مریم بھی خاتون کے بطن سے نہیں ہے تو بکر کے نکاح میں مسماۃ مریم آسکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ مسلم ہے اور در مختار وغیرہ میں مصرح ہے کہ جو عورت کسی بچہ کو دودھ پلاتی ہے تو اس کا شوہر جس کا وہ دودھ ہے اس رضیع کا رضاعی باپ ہو جاتا ہے پس مسماۃ خاتون نے جس لڑکی مسماۃ مریم کو دودھ پلایا تو وہ زید کی دختر رضاعی ہو گی [3] اور خدیجہ کا پسر رضاعی مسمی بکر مسماۃ مریم کا بھانجہ رضاعی ہوا

---

(۱) ایضاً باب الرضاع ص ٥٦١ ج ۱ ط.س. ج۳ ص ۲۱۷. ظفیر

(۲) سورۃ النساء رکوع ٤ ' ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها ای التی ارضعتها وولد ولدها (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٦١ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۱۷) ظفیر

(۳) ویثبت ابوة زوج مرضعة اذا کان لبنها منه له والا لا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٧ ج۲. ط.س. ج۳ ص ۲۱۲......۲۱۳) ظفیر

لہذا حکم ویحرم من الرضاع مایحرم من الولادۃ بکر مذکور کا نکاح مریم مذکورہ سے شرعاً صحیح نہ ہوگا۔ فقط

اپنی مرضعہ کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۶۷۸) ایک شخص نے ایک عورت کا دودھ مدت رضاعت میں ایک دفعہ پیا ہے تو جس لڑکی کے ساتھ میں دودھ پیا ہے اس کے ساتھ اس کا نکاح جائز ہوگا یا نہیں اور نکاح کو چھ ماہ ہو چکے ہیں امام شافعی کا اس میں کیا مذہب ہے اگر حنفیہ کی مخالف ہے تو ان کے دلائل کا کیا جواب ہے ؟

(الجواب) اس صورت میں حرمت رضاعت عند الحنفیہ ثابت ہے اور نکاح مابین رضیع وولد مرضعہ حرام اور ناجائز ہے واستدلال الحنفیة بآیة وامهاتكم اللاتی ارضعنكم الاية معروف قال فی الشامی بعد نقل مذهب الشافعی والجواب ان التقدير منسوخ صرح بنسخه ابن عباس و ابن مسعودؓ وروی عن ابن عمرؓ انه قيل له ان ابن الزبير يقول لاباس بالرضعة والرضعتين فقال قضاء الله خير من قضائه قال تعالىٰ وامهاتكم اللاتی ارضعنكم واخواتكم من الرضاعة فهذا اما ان يكون رداً للرواية بنسخها او لعدم صحتها او لعدم اجازة تقييد اطلاق الكتاب بخبر الواحد وهذا معنى قوله فی الهداية انه مردود بالكتاب او منسوخ به الخ ص ۴۰۵ ج۲ شامی [۲] باب الرضاع فقط

جس پوتے نے دادی کا دودھ پیا اس کا نکاح اپنے چچا کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۶۷۹) زید کی پہلی بیوی سے دو لڑکے پیدا ہوئے پھر وہ بحکم الٰہی فوت ہوگئے زید نے اور نکاح کر لیا پہلی بیوی کے بطن سے جو دو بچے تھے ایک کے لڑکا پیدا ہوا اور اس لڑکے نے زید کی دوسری بیوی یعنی اپنی سوتیلی دادی کا دودھ پیا اب زید نے اپنے اس پوتہ کو اپنے چھوٹے لڑکے کے یہاں بیاہ دیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جس پوتے نے زید کی زوجہ ثانیہ کا دودھ پیا ہے وہ زید اور اس کی زوجہ کا رضاعی بیٹا ہوگیا اور اس کی دختر اس پوتے کی رضاعی بھتیجی ہوگئی لہذا نکاح پوتا مذکور کا زید کے چھوٹے لڑکے کی دختر سے جائز نہیں ہے حدیث شریف میں ہے يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب [۳] یعنی جیسا کہ نسبی بھتیجی سے نکاح حرام ہے اسی طرح رضاعی بھتیجی سے بھی نکاح حرام ہے لہذا نکاح مذکور جائز نہیں ہوا ان میں علیحدگی کرادی جاوے۔ فقط

---

(۱) سورة النساء : ۴
(۲) رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ ج۲ ط.س. ج۳ص ۲۱۲. ظفیر
(۳) دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح باب المحرمات ص ۲۷۳ ظفیر

نسبی بھائی کی رضاعی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ہے

(سوال ٦٨٠) زید کی شادی طلحہ سے ہوئی زید کی بیوی طلحہ نے اپنی بہن صابرہ کو دودھ پلایا طلحہ فوت ہو گئی زید نے طلحہ کی دوسری بہن ہاجرہ سے نکاح کیا اب سوال یہ ہے کہ صابرہ کی شادی زید کے حقیقی بھائی بکر سے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) بکر کی شادی صابرہ سے نہیں ہو سکتی اس لئے کہ صابرہ بکر کی رضاعی بھتیجی ہے اور بھتیجی رضاعی مثل بھتیجی نسبی کے حرام ہے فیحرم منه ای بسببه ما یحرم من النسب [۱] واللہ اعلم

رضاعی باپ کی موطوءہ حرام ہے یا حلال

(سوال ٦٨١) موطوءۂ اب رضاعی حلال است یا حرام فتویٰ علماء احناف چہ طور است (رضاعی باپ کی موطوءہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں ظفیر)

(الجواب) قال فی ردالمحتار قوله مایحرم من النسب معناه ان الحرمة بسبب الرضاع معتبرة کما بحرمة النسب فیشمل زوجة الابن والاب من الرضاع لانها حرام بسبب النسب وکذا بسبب الرضاع وهو قول اکثر اهل العلم کذا فی المبسوط بحر الخ [۲] وفی الهدایة وامراة ابیه وامراة ابنه من الرضاع لا یجوز ان یتزوجها کما لا یجوز ذلك من النسب لما روینا وذکر الاصلاب فی النص لا سقاط اعتبار المتبنی علی ما بیناه [۳] الخ وهکذا فی اکثر الکتب پس معلوم شد کہ موطوءۂ اب رضاعی نکاح باو حرام است وکتب فقہیہ معتبرہ برحرمتش شاہد اند وہرگاہ قول اکثر فقہاء ہمیں است ومقتضائے نقص قطعی ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم [۴] (رضاعی باپ کی موطوءہ سے نکاح حرام ہے ظفیر)

دھوکہ سے دودھ پینے سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے

(سوال ٦٨٢) ایک عورت بیان کرتی ہے کہ ایک دفعہ میرے بھائی کی لڑکی بے خبری میں میری گود میں آ کر میرا دودھ پینے لگی جب مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ میرے بھائی کی لڑکی ہے اور میرا لڑکا نہیں ہے تو میں نے اس کو اپنی گود سے نکال دیا کیا اس لڑکی کا نکاح میرے لڑکے سے ہو سکتا ہے شرعاً یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ اس عورت کے بھائی کی دختر نے بحالت شیر خوارگی اس کا دودھ پیا ہے تو وہ لڑکی اس عورت کی دختر رضاعی ہو گئی اور اس کے پسر کی بہن رضاعی ہو گئی اور نکاح ان دونوں کا باہم حرام ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جو رشتہ نسب سے حرام ہے وہ رضاع سے بھی حرام ہے کما ورد یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب [۵] قال الله تعالیٰ واخواتکم من الرضاعة [۶] البتہ یہ ضروری ہے کہ

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۱۳
(۲) رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۱۳. ظفیر
(٤) النساء : ٤ (٥) الدر علی هامش رد المحتار باب الرضاعص ۵۵۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۱۳ (۳) هدایه کتاب الرضاع ص ۳۱۰ ج ۲. ظفیر
(٦) سورة النساء رکوع : ٤

ثبوت رضاعت کا بصورت انکار فریق ثانی صرف عورت کے بیان سے نہ ہوگا بلکہ اس کے ثبوت کے لئے شہادت دو رجل عادل یا ایک رجل اور دو عورتوں کی ضروری ہے کما فی الدر المختار وحجته حجة المال وهی شهادة عدلين او عدل و عدلتين الخ[1] فقط

عبارت ذیل کا مطلب

(سوال ۶۸۳) عبارت ذیل سے کیا مراد ہے ثبوت رضاعت کا بصورت انکار فریق ثانی عورت کے بیان سے نہ ہوگا بلکہ اس کے ثبوت کے لئے شہادت دو رجل عادل یا ایک رجل اور دو عورتوں کی ضروری ہے فریق ثانی سے کیا مراد ہے اور انکار کس طرح ہوگا آیا شہادت عینی مراد ہے یا سماعی کیا شہادت سماعی بھی معتبر ہے؟

(الجواب) فریق ثانی سے مراد اس صورت میں جو آپ نے لکھی تھی وہ ہو سکتا ہے جو اس دودھ پلانے کا اقرار نہ کرے مثلاً اس عورت کا بھائی جس کی دختر کو دودھ پلانے کا وہ دعویٰ کرتی ہے اگر یہ کہے کہ میں اس کو تسلیم نہیں کرتا تو بدون دو مرد عادل یا ایک مرد دو عورتوں کی عینی شہادت کے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی اس طرح سے بعض جگہ فریق ثانی شوہر ہو سکتا ہے مثلاً زید کا نکاح ہندہ سے ہوا ہے اور وہ دونوں زن و شوہر ہیں اتفاق سے ایک عورت نے آ کر کہا کہ میں نے تم دونوں کو لڑکپن میں دودھ پلایا تھا تو تم دونوں بہن بھائی رضاعی ہو لہٰذا تمہارا نکاح صحیح نہیں ہوا تو اس صورت میں اگر زید اس کو تسلیم نہ کرے یا زید و ہندہ دونوں تسلیم نہ کریں تو محض ایک عورت کے کہہ دینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی اور تفریق ان میں لازم نہ ہوگی اور بلکہ اصل تو یہ ہے کہ اگر کوئی بھی فریق ثانی نہ ہو تب بھی مسئلہ یہ ہے کہ مجرد ایک عورت کے قول سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی اور سماعی شہادت بھی معتبر نہیں ہے جب کہ گواہ یہ تصریح کریں کہ ہم نے سنا ہے کہ فلاں عورت نے فلاں بچہ کو دودھ پلایا ہے البتہ اگر وہ سماع کی تصریح نہ کریں اور نہ یہ کہیں کہ ہم نے دیکھا ہے بلکہ محض یہ گواہی دیں کہ فلاں عورت نے فلاں بچہ کو دودھ پلایا ہے اور حاکم وغیرہ سننے والا شہادت کا کچھ جرح نہ کرے تو ان کی گواہی معتبر ہو سکتی ہے اور اگر حاکم تحقیق کرے اور پوچھے کہ کیا تم نے دیکھا ہے اور وہ گواہ کہیں کہ نہیں ہم نے نہیں دیکھا ہے بلکہ سنا ہے تو پھر گواہی ان کی معتبر نہ ہوگی فتاویٰ قاضی خاں اور عالمگیریہ معتبر کتابیں فقہ کی ہیں لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مسئلہ ان کتابوں میں ایسا مختلف فیہا ہو کہ اس میں ان کی روایت کے خلاف دوسری روایت راجح ہو چنانچہ اسی مسئلہ رضاعت میں فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ کی بعض عبارات جن سے ایک عورت کی شہادت کا بعض صورتوں میں دوبارہ حرمت رضاعت معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے صاحب البحر الرائق نے اسکو رد کر دیا ہے اور صحیح مذہب حنفیہ کا اس کے خلاف نقل کیا ہے اور اسی کو راجح فرمایا چونکہ شامی میں قاضی خاں کی عبارت مذکورہ نقل کر کے لکھا ہے لکن قال فی البحر بعد ذلك ان ظاهر المتون انه لا يعمل به مطلقا فليكن هو المعتمد فی المذهب قلت وهو ايضا ظاهر كلام

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۸ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۲۴ . ظفیر

کافی الحاکم الذی هو جمع کتب ظاهر الروایة [۱] فقط

بیوی کے رضاعی لڑکے کی بیوی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۶۸۴) زید نے بکر کو متبنی بنایا اور زید کی زوجہ نے جو کہ عقیمہ تھی مدت رضاعت میں بکر کو دودھ پلایا تو بعد مرنے بکر کے زید بکر کی زوجہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر زوجہ زید کے کبھی زید سے بچہ پیدا نہیں ہوا اور زوجہ زید ہمیشہ سے عقیمہ رہی اور یہ لبن بسبب ولادت از زید نہیں تو اس کا دودھ زید کی طرف منسوب نہ ہوگا یعنی زوجہ زید سے اگر مدت رضاعت میں کسی بچہ نے دودھ پیا تو وہ زید کا پسر رضاعی نہ ہوگا اور جب وہ لڑکا پسر رضاعی زید کا نہیں ہے تو اس کی زوجہ سے نکاح زید کا درست ہے کیوں کہ غایت یہ کہ وہ زوجہ کے پسر رضاعی کی زوجہ ہے تو یہ وجہ حرمت کی نہیں ہے کیونکہ ربیب کی زوجہ حرام نہیں ہے (۲)۔ فقط

افواہ ہے کہ فلاں نے فلاں کا دودھ پیا تو اس سے حرمت رضاعت ہوگی یا نہیں

(سوال ۶۸۵) یہ خبر بلا کسی شہادت چشم دید کے صرف ایک شخص افواہاً بیان کرتا ہے کہ بحالت خواب مسماۃ ہندہ کے مسماۃ سلمہ کی دختر نے ہندہ کا دودھ پی لیا اس حالت میں سلمہ کی دختر کا عقد ہندہ کے لڑکے سے ہو سکتا ہے یا نہیں مگر اس ایک شخص کی شہادت کو کوئی دوسرا مرد یا عورت تصدیق نہیں کرتا اور سلمہ و ہندہ دونوں وفات پا چکی ہیں۔

(الجواب) رضاعت کے ثبوت کے لئے پوری شہادت شرعیہ کی ضرورت ہے یعنی دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں معتبر کی شہادت سے رضاعت ثابت ہوتی ہے کذافی الدرالمختار [۳] پس صرف ایک شخص کے بیان سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی لہذا سلمہ کی دختر کا عقد نکاح ہندہ کے پسر سے صحیح ہے۔

بوڑھی عورت نے بچہ کو چھاتی میں لگایا اور اسے پانی آیا تو حرمت ہوگی یا نہیں؟

(سوال ۶۸۶) ہندہ جدہ حقیقیہ نے اپنے پوتے زید کو مدت شیر خوارگی میں اپنے پستان سے لگایا اور اس سے باوجود آئسہ ہونے کے دو چار قطرہ آب کی مانند آجاتے تھے اور بچہ کو آرام ہو جاتا تھا اب اس لڑکے زید کا نکاح اس کی جدہ حقیقیہ ہندہ کے فرزند حقیقی کے دختر سے ہو سکتا ہے یا نہیں جو کہ اس کے بھائی رضاعی کی لڑکی ہے۔

---

(۱) رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۸ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۲۴. ظفیر

(۲) ویثبت ابوة زوج مرضعة اذا کان لبنها منه له والا لا کما سیجئ (درمختار) المراد به اللبن الذی نزل منها بسبب ولادتها من رجل زوج اوسید (رد المحتار کتاب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۱۲ ... ۲۱۳) ظفیر

(۳) والرضاع حجته حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل و عدلتین لکن لا تقع الفرقة الا بتفریق القاضی (درمختار) وافاد انه لا یثبت بخبر الواحد امرأة کان او رجلاً قبل العقد او بعده و به صرح فی الکافی والنهایه (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۸ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۲۴) ظفیر

(الجواب) اس صورت میں نکاح اس دودھ پینے والے لڑکے کا مرضعہ کی دوسری پوتی سے درست نہیں ہے کیونکہ یہ پوتا جس نے اپنی دادی کا دودھ پیا اگرچہ قلیل قطرات اس کے حلق میں جاتے ہوں بیٹا رضاعی ہو گیا اور وہ دوسرے پسر کی دختر اس کی بھتیجی رضاعی ہو گئی تو بحکم یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب نکاح اس میں درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے اور در مختار میں ہے ویثبت به وان قل ان علم وصوله لجوفه من فمه او انفه الخ [1] وفيه ايضاً ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها الخ وولد ولدها الخ لانه ولد الاخ [2] فقط

چمچہ میں نکال کر دودھ پلایا رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں

(سوال ۶۸۷) والدہ مریم نے زید کو اپنی پستان سے لگالیا مگر زید نے پستان سے دودھ نہیں پیا مگر جب مریم کی والدہ نے علیحدہ چمچہ میں نکال کر پلایا تو پی لیا ایسی صورت میں کیا زید مریم سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ زید نے مریم کی والدہ کا دودھ پیا خواہ پستان سے یا چمچہ سے نکال کر زید کے حلق میں ڈالا گیا تو زید والدہ مریم کا بیٹا رضاعی اور مریم کا بھائی رضاعی ہو گیا پس بموجب قول رسول اللہ ﷺ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب [3] زید اور مریم کا باہم نکاح حرام قطعی ہے قال الله تعالىٰ واخواتكم من الرضاعة [4] وفي الدرالمختار والحق بالمص الوجور [5] الخ فقط

سوتیلے بھائی کو دودھ پلایا تو کیا اس کی لڑکی سے اپنے لڑکے کی شادی کر سکتی ہے

(سوال ۶۸۸) ہندہ نے اپنے سوتیلے بھائی خالد کو مدت رضاعت کے اندر دودھ پلایا ہندہ کے زید پیدا ہوا اور خالد کے دختر زینب تولد ہوئی زید کا نکاح زینب سے درست ہے یا نہیں؟

ناواقفیت میں عقد ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(۲) صورت مذکورہ میں اگر بوجہ ناواقفی عقد ہو جاوے تو کیا حکم ہے تفریق کی ضرورت ہے یا خود جدا ہو سکتے ہیں؟

صورت مذکورہ میں خلوت کے بعد تفریق ہو تو کیا حکم ہے

(۳) صورت مذکورہ میں اگر دخول اور خلوت کے بعد تفریق ہو تو شوہر کے ذمہ کیا واجب ہے؟

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵٦ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۱۲۔ ظفیر
(۲) ایضاً ص ۵٦۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۱۷۔ ظفیر
(۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۱۳ ظفیر
(٤) سورة النساء : ٤
(۵) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵٤ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۰۹۔ ظفیر

خلوت سے پہلے تفریق ہو تو؟

(۴) اگر قبل دخول و خلوۃ تفریق ہو جائے تو عورت پر عدت ہے یا نہیں بر تقدیر اول شہور سے عدت ہو گی یا اقراء سے؟

اس نکاح میں جو بچہ ہوا اس کے نسب کا کیا حکم ہے؟

(۵) اگر عقد مذکور کے بعد زوج نے دخول کیا اور علوق ہو گیا تو ثابت النسب ہو گا یا ولد الزنا؟

(۶) حرمت رضاعت کی کوئی ایسی علت جامعہ بیان فرمایئے کہ جہاں اس کا وجود ہو حرمت متحقق ہو جائے؟

(الجواب) (۱) نکاح زید کا ساتھ زینب کے شرعاً حرام ہے اور شعر مشہور از جانب شیر دہ الخ سے حرمت نکاح مذکور ثابت ہے اور حدیث یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب [1] سے بھی حرمت نکاح مذکور کی ثابت ہے اور در مختار میں ہے ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها ای التی ارضعتها وولد ولدها لانه ولد الاخ [2] الخ

(۲) تفریق ضروری ہے اور متارکت کر دینا کافی ہے شوہر اس کو علیحدہ کر دے اسی سے تفریق ہو جاوے گی (۳) بصورت دخول و خلوت مہر مثل لازم ہے اور بصورت عدم دخول و خلوت کے کچھ لازم نہیں ہے (۴) قبل الدخول تفریق میں عدت لازم نہیں اور بعد دخول عدت لازم ہے اور عدت حائضہ کے لئے تین حیض ہیں (۵) نسب ثابت ہو گا - کذا فی الشامی [3] (۶) حدیث مذکور یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب اور شعر فارسی معروف درباره حرمت رضاعت قاعدہ کلیہ اور علت جامعہ ہے - فقط

جس لڑکے نے دودھ نہیں پیا اس کا نکاح جائز ہے؟

(سوال ۶۸۹) مسماۃ زینب و احمد علی دونوں حقیقی بھائی بہن ہیں، احمد علی کے لڑکا اور زینب کے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا حسب قاعدہ دودھ چھڑا دیا گیا تھا دودھ چھڑانے سے آٹھ نو ماہ بعد زینب نے اپنا دودھ اپنے بھائی احمد علی کے لڑکے کو پلایا یہ یاد نہیں کہ دودھ اترا تھا یا نہیں کئی مرتبہ بچے کے منہ میں پستان دینے کا اتفاق ہوا لیکن دودھ اترنے نہ اترنے کی بابت کسی کو یقینی یاد نہیں اب زینب کے لڑکا پیدا ہوا اور احمد علی کے لڑکی زینب کے اس لڑکے سے احمد علی کی لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) احمد علی کی اس دختر کا نکاح جس نے زینب کا دودھ نہیں پیا، زینب کے پسر سے بہر حال درست ہے خواہ احمد علی کے پسر سابق نے زینب کا دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو - کما فی الدر المختار و تحل اخت اخیه رضاعاً [4] الخ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۲۱۳. ظفیر
(۲) ایضاً ص ۵٦۱ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۲۱۷. ظفیر
(۳) ایضاً ص ۵۵۷ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۲۱۳. ظفیر (٤) ایضاً ص ۵٦۱ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۲۱۷. ظفیر

ضعیفہ کا جس لڑکی نے دودھ پیا ہے اس کی شادی ضعیفہ کے پوتے سے درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۶۹۰) زید کی بیوی زمانہ پیری میں جب کہ اس کے قریب بیس سال سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی ایک غیر لڑکی کو محض پیار میں اپنی ثدیین منہ میں دیدیا کرتی تھی بعد چند ایام کے اس کی ثدیین میں دودھ اتر آیا اور اس لڑکی نے عرصہ تک اس دودھ سے پرورش پائی کیا اس لڑکی کا عقد مرضعہ کے پوتے سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) مرضعہ کے پوتے کا نکاح لڑکی رضیعہ یعنی دودھ پینے والی سے درست نہیں ہے کیونکہ وہ رضیعہ مرضعہ کے پوتے کی پھوپھی، یعنی باپ کی بہن رضاعی ہوئی اور مسئلہ یہ ہے کہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[1] فقط

جس بیوہ سے نکاح کرنا چاہا اس نے کہا مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ میں نے تمہاری ماں کا دودھ پیا ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۹۱) ایک مرد بیوہ عورت سے عقد کرنا چاہتا ہے چنانچہ مرد نے اپنی ہمشیرہ کے ذریعہ سے اس عورت سے عقد کی بابتہ کہلوایا اس نے جواب دیا کہ میں نے ان کی والدہ کا ایک مرتبہ دودھ پیا ہے اور شاید خود ان کی والدہ ہی نے مجھ سے کہا تھا کہ تیری ماں سو رہی تھی اور تو رو رہی تھی تو میں نے تیرے منہ میں دودھ دیدیا تھا اور کسی سے مجھ کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی اور بیوہ مذکورہ نے دریافت کرنے پر یہ بھی کہا کہ شاید میری غلطی ہو کسی اور کی بابتہ کہا ہو اور مجھ کو یہ یاد رہا پچیس تیس برس کی بات ہے مرد نے چند روز کے بعد بیان کیا کہ بہت غور کے بعد کچھ خیال مجھ کو بھی ہوتا ہے کہ اس بیوہ عورت نے مجھ سے بھی شاید یہ بات کہی تھی مگر شبہ کے ساتھ یہ خیال ہوتا ہے پورے طور پر یاد نہیں ہے؟

(الجواب) چونکہ اس صورت میں پوری شہادت شرعیہ موجود نہیں ہے یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ دودھ پلانے کی نہیں ہیں تو شرعاً حرمات رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور وہ عورت بیوہ اس مرد کی بہن رضاعی نہیں ہوتی اور شبہ ہے رضاعت ثابت نہیں ہوتی لہذا ازراہ فتویٰ و حکم شریعت اس مرد کو اس عورت بیوہ سے نکاح کرنا درست ہے البتہ اگر وہ مرد اس عورت کی اس بارے میں تصدیق کرے تو احوط ہے کہ اس سے نکاح نہ کرے اور اگر مرد اس کی تصدیق نہیں کرتا اور بیوہ کو بھی یقینی طور سے مرد کی والدہ کا قول یاد نہیں اور یاد بھی ہو تو وہ صرف ایک عورت کا قول ہے تو اس حالت میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور نکاح صحیح و جائز ہے قال فی الدر المختار وحجته حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل عدلتین[2] الخ فقط

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۱۳. ظفیر
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۸ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۲۴. ظفیر

ں نے نانی کا دودھ پیا اس کا نکاح خالہ کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں ؟

سوال ۶۹۲) ایک شخص نے مدت رضاعت میں اپنی نانی کا دودھ پیا آیا خالہ کی لڑکی سے اس شخص کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

جواب) اس صورت میں خالہ کی لڑکی دودھ پینے والے کی رضاعی بھانجی ہوئی اور جب کہ حقیقی بھانجی سے ح حرام ہے ایسا ہی رضاعی بھانجی سے بھی حرام ہے حدیث شریف میں ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من سب [1] پس نکاح اس شخص کا جس نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے اس کی خالہ کی دختر سے درست نہیں ہے کیونکہ ں کی بھانجی رضاعی ہوئی ہے۔ فقط

رف دودھ پلانے والی کہتی ہے گواہ نہیں تو کیا حکم ہے ؟

سوال ۶۹۳) رضاعت صرف مرضعہ کے کہنے سے بلا کسی شاہد کے صرف عورت کے کہنے سے کہ میں ، اپنا بچہ خیال کر کے غلطی سے زید کی لڑکی کے منہ میں دودھ دیدیا رضاعت ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں اور کوئی واقعہ کا گواہ نہیں ہے اور اس واقعہ میں قضاءً اور دیانتاً حکم میں کچھ فرق ہوگا یا نہیں ؟

جواب) عورت کے صرف اس کہنے سے کہ میں نے فلاں بچہ کو دودھ پلایا ہے حرمت رضاعت ثابت نہیں لی اور بدون شہادت نامہ حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی جیسا کہ مفاد عبارت در مختار و شامی کا ہے قال فی ر المختار والرضاع حجته حجة المال وهي شهادة عدلين او عدل و عدلتين الخ وقال فی امی وافادانه لا يثبت بخبر الواحد امرأة كانت او رجلاً قبل العقد او بعده و به صرح فی الكافی نهاية تبعاً لما فی رضاع الخانيه الخ الى ان قال لكن قال فی البحر بعد ذلك ان ظاهر المتون انه عمل به مطلقاً فليكن هو المعتمد فی المذهب [2] الخ پس معلوم ہوا کہ صحیح و مفتی بہ یہ ہے کہ ت رضاعت بدون شہادت تامہ کے ثابت نہیں ہوتی اور صحیح قول کے موافق دیانۃً و قضاءً کسی طرح ایک ت کے قول سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

ا نیت سے بھی مدت رضاعت میں دودھ پلایا حرمت ثابت ہوگی

سوال ۶۹۴) کلثوم و زینب حقیقی بہنیں ہیں کلثوم کے لڑکا پیدا ہوا اور نو ماہ بعد مر گیا زینب کی لڑکی نے جس مر ایک سال تین ماہ کی تھی صرف تین بار کلثوم کا دودھ کھچوایا گیا تین دن تک روز ایک بار اس دودھ کھچوانے ، یہ منشاء تھی کہ تکلیف رفع ہو جائے دودھ پلانے کی نیت نہیں تھی یہ بیان صرف زینب کا ہے اور کلثوم کا ل ہو گیا آیا کلثوم کے پسر واحد سے زینب کی لڑکی کا عقد جس نے زینب کا دودھ پیا ہے ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب) مسئلہ یہ ہے کہ مرضعہ کی تمام اولاد رضیع کے بھائی بہن ہو جاتی ہیں اور سب حرام ہو جاتی

---

[1] ایضا ص ۵۵۷ ج ۲ ط س ج ۳ ص ۲۱۳۔
[2] دیکھئے رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۸ ج ۲ ط س ج ۳ ص ۲۲۴ ۔ ظفیر

ازجانب شیر دہ ہمہ خویش شوند الخ

ہیں(۱) جیساکہ شعر مشہور میں ہے زینب کی دختر نے کلثوم کا دودھ پیا ہے اگرچہ ایک

پس اگر یہ ثابت ہو جاوے اور معلوم ومعروف ہو کہ کلثوم کے کسی پسر سے زینب کی دختر کا نکاح نہیں ہو سکتا نہ

دفعہ ہی پیا ہو اور اگرچہ قصد دودھ پلانے کا نہ ہو تو

واحد کے ساتھ نہ اس کے کسی دوسرے بھائی کے ساتھ۔

جس لڑکے نے تمہاری ماں کا دودھ پیا ہے اس سے اپنی لڑکی کا نکاح نہیں کر سکتے

(سوال ۶۹۵) میرے بھانجہ خلیل نے مجھ سے چھوٹی بہن کا جھوٹا دودھ میری والدہ کا پیا اب میں خلیل کی

شادی اپنی دختر سے کرنا چاہتا ہوں جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ مسمی خلیل نے تمہاری والدہ کا دودھ پیا تو تمہارا رضاعی بھائی ہو گیا اور تمہاری لڑکی محمد

خلیل کی رضاعی بھتیجی ہو گئی لہذا نکاح خلیل مذکور کا تمہاری دختر سے جائز نہیں ہے کیوں کہ حدیث شریف میں

ہے یحرم من الرضاع مایحرم من النسب الحدیث(۲) فقط

دودھ پینا ثابت ہوا مگر اسے مدت رضاعت کے بعد ثابت کیا گیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۶۹۶) زید نے عائشہ سے نکاح کیا بعد از نکاح عائشہ نے دعویٰ دائر کیا کہ یہ زید میرا رضاعی بھائی

ہے اور چاروں گواہوں نے بچشم خود دودھ پیتے دیکھنے کی گواہی دی اور دو نے بیان کیا کہ زید نے ہمارے روبرو اقرار

رضاعت کیا ہے اور زید نے جواب دعویٰ میں کہا ہے کہ میں اس وقت مدت رضاع سے خارج تھا اور اس پر چار گواہ

گزارے اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ردالمحتار میں بعد نقل اقوال وعبارت کے فرمایا قلت وجه ذلك ان الرضاع لماكان مما

يخفى لانه لا يعلمه الا بالسماع من غيره لم يمنع التناقض فيه لا حتمال انه لمااقربه بناء على ما

اخبر به غيره تبين له كذبه فرجع عن اقراره(۳) الخ ص ۴۱۲ جلد ۲ کتاب الرضاع پس اقرار

برضاعت میں اول تو یہ نہیں تھا کہ مدت رضاعت میں دودھ پیا ہے اسی طرح دودھ پیتے دیکھنے کی شہادت میں بھی

مدت رضاعت میں دودھ پینا بیان نہیں ہوا لہذا شہادت مردی اس امر پر کہ دودھ پینا بعد مدت رضاعت کے ہو

منافی اور معارض شہادت سابقہ واقرار سابق کے نہیں ہے لہذا شہادت زوج معتبر ہو گی اور نکاح باطل نہ ہو گا۔ فقط

ایک بیوی نے جب کسی لڑکی کو دودھ پلایا تو اس سے اس لڑکے کا نکاح جو دوسری بیوی سے ہے درست نہیں

(سوال ۶۹۷) ایک شخص کی دو بیوی ہیں محل اولیٰ ومحل ثانی محل اولیٰ نے ایک غیر کی لڑکی نولبا کو

---

(۱) ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها اى التى ارضعتها وولد ولدها لانه ولد الاخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج۲، ط.س.ج۳ص۲۱۷) ظفیر (۲) دیکھئے رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۱ ج ۲، ط.س.ج۳ ص ۲۱۳

باب الرضاع ص ۵۶۱ ج ۲، ط.س.ج۳ص۲۱۷) ظفیر

ظفیر (۳) رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۷ ج ۲، ط.س.ج۳ص ۲۲۴، ظفیر

دودھ پلایا ہے کچھ عرصہ دراز کے بعد محل ثانی کو ایک لڑکا پیدا ہوا اور نوابا کے لڑکی پیدا ہوئی ان دونوں میں شرعاً عقد جائز ہے یا نہیں؟

الجواب) مسماۃ نوابا کی دختر اس لڑکے کے محل ثانی کی بھانجی رضاعی ہوئی لہٰذا نکاح اس لڑکے کا دختر مسماۃ وابا سے صحیح نہیں ہے لقوله عليه السلام يحرم من الرضاع مايحرم من النسب [1] فقط

بڑی بہن نے چھوٹی بہن کو دودھ پلایا تو دونوں کی اولاد میں شادی جائز نہیں

سوال ۶۹۸) بڑی بہن نے چھوٹی بہن کو جب کہ وہ ایک برس کی تھی کئی مرتبہ اپنا دودھ پلایا جسکے تین گواہ چشم دید موجود ہیں جنہوں نے بہ قسم قرآن کہہ دیا ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دودھ پلاتے دیکھا ہے اب چھوٹی بہن کی اولاد اور بڑی بہن کی اولاد میں باہم نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب) جب کہ معتبر گواہوں سے یہ امر ثابت ہے کہ بڑی بہن نے بحالت شیر خوارگی دودھ پلایا ہے تو چھوٹی بہن بڑی بہن کی رضاعی دختر ہوگئی اور بڑی بہن کی اولاد اس کے بہن بھائی ہوگئے پس چھوٹی بہن کی اولاد سے بڑی بہن کی اولاد کا نکاح شرعاً صحیح نہ ہوگا هکذا فی کتب النفقة [2] فقط

عینی بھائی کی رضاعی لڑکی کی لڑکی سے نکاح

سوال ۶۹۹) ایک مرد جاہل وعامی قاسم علی نامی نے حسب مذہب حنفیہ ایک مولوی عبدالرزاق سے اس مسئلہ کے بارے میں فتویٰ طلب کیا میرے عینی بھائی کی دختر دختر رضاعی کو میں نکاح میں لا سکوں گا یا نہیں، مولوی صاحب مذکور نے ساٹھ ستر روپیہ لیکر بداہتہً فتویٰ دیدیا کہ تم کو بلاو سواس حلال ہے اس نے بلا تامل و آخیر عورت مذکورہ کو نکاح میں لایا مولوی محمد لقمان نے اس نکاح کے جواز کی تردید اور حرمت میں مدلل و مفصل فتویٰ لکھا اس صورت میں کیا حکم ہے اور یہ نکاح جائز ہے یا حرام؟

الجواب) فتویٰ مولوی عبدالرزاق کا دربارہ جواز نکاح دختر دختر رضاعی برادر عینی محض باطل اور لغو ہے بنات الاخ و بنات الاخت جیسا کہ نسبی حرام ہیں رضاعی بھی حرام ہیں لقوله عليه الصلوة والسلام يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب [3] اور اس کو حنفیہ اور شافعیہ سب نے تسلیم کیا ہے اور صاحب خازن جو شافعی المذہب ہیں وہ بھتیجی رضاعی کی حرمت کو تسلیم فرماتے ہیں اور جب کہ بھتیجی رضاعی حرام ہے تو بھتیجی کی دختر بھی حرام ہے چنانچہ تفسیر خازن میں بعد نقل حدیث مذکور بنت حمزہؓ کی حرمت کی حدیث نقل فرمائی ہے انها لا تحل لی یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب وانها ابنة اخی من الرضاعة فکل من حرمت بسبب النسب حرم نظیر ها بسبب الرضاعة [4] اس سے معلوم ہوا کہ شافعیہ کے نزدیک بھی بھتیجی رضاعی اور

---

(۱) ایضاً ص ۵۵۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۲۱۳ . ظفیر
(۲) حرم بسبب الرضاع ماحرم بسبب النسب قرابة و صهرية ولو كان الرضاع قليلا لحديث الصحيحين المشهور يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (البحر الرائق کتاب الرضاع ص ۲۳۸ ج ۳ ط.س. ج۳ ص ۲۲۲) ظفیر
(۳) دیکھئے البحر الرائق کتاب الرضاع ص ۲۳۸ ج ۳ ط.س. ج۳ ص ۲۲۲ . ظفیر
(۴) دیکھئے تفسیر خازن المسمی الباب التاویل

بھتیجی رضاعی کی دختر سے جس کو دختر دختر رضاعی برادر عینی سے برادر عینی سے تعبیر کیا ہے نکاح حرام ہے پس معلوم ہوا کہ فتویٰ مولوی عبدالرزاق کا محض باطل اور فتویٰ مولوی محمد لقمان صاحب کا صحیح اور موافق کتاب سنت کے ہے اور حنفیہ کو تقلید اور اتباع اپنے امام کا لازم ہے اور صورت مذکورہ میں کسی کا مذہب خلاف بھی ہو اس پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

بچہ کو جس عورت نے دودھ پلایا عورت اس بچہ سے اپنی پوتی کا نکاح نہیں کر سکتی

(سوال ۷۰۰) ایک شیر خوار بچہ جس کی عمر ایک سال چار ماہ کی ہو اور اس کی ماں فوت ہو چکی ہو اور اس کی نا اپنے پستان اس کو چوساتی رہی ہے چار ماہ بعد اس کے دودھ اتر آیا اور بچہ برابر شیر بھی چوستا رہا اب وہ لڑکا جوان ہو مرضعہ اپنی پوتی سے اس لڑکے رضیع مذکور کا نکاح کرنا چاہتی ہے کیا حرمت رضاعت ثابت ہے یا نہیں؟

(الجواب) مرضعہ کی پوتی اس رضیع کی بھتیجی رضاعی ہوئی پس بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم م النسب[1] نکاح اس رضیع کا مرضعہ کی پوتی سے حرام اور ناجائز ہے اور زیلعی کے قول کو جو انہوں نے خصاف سے نقل کیا ہے درمختار اور شامی میں رد کر دیا ہے درمختار میں ہے ویثبت التحریم فی المدۃ فقط ولو ب الفطام والا ستغناء بالطعام علی ظاہر المذہب و علیہ الفتویٰ فتح وغیرہ قال المصنف فی البح فما فی الزیلعی خلاف المعتمد لان الفتویٰ متی اختلفت رجح ظاہر الروایۃ الخ قولہ لان الفتو الخ) ولان اکثرین علی الاول ای علی الحرمۃ کما فی النہر۔[2] فقط

جس غیر مسلم لڑکی کو ایک عورت نے دودھ پلایا اس سے عورت کے بھائی کی شادی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۰۱) زید و ہندہ حقیقی بہن بھائی ہیں ہندہ نے مدت رضاعت میں ایک غیر مسلم کی لڑکی کو دود پلایا بعد چندمدت کے زید نے اس لڑکی کو مسلمان کر کے نکاح کیا اور دودھ پینے کا حال بخوبی معلوم نہ تھا اب ج کہ اس کے پانچ چھ بچے ہوئے درمیان گفتگو کے معلوم ہوا زبانی ہندہ کے کہ اس لڑکی کو میں نے بھی دودھ پلایا ہندہ کی یہ گواہی مقبول ہے یا نہیں اور یہ نکاح ناجائز ہے تو علیحدگی کیوں کر ہوگی اور بچوں کا نفقہ کس پر ہے او کون ہے اور تفریق کے لئے قاضی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں اور اگر زوجین اس کو نہ مانیں تو کیا کیا جائے؟

(الجواب) درمختار میں ہے والرضاع حجتہ حجۃ المال وھی شہادۃ عدلین او عدل و عدلت اس عبارت سے واضح ہے کہ بصورت انکار زوجین صرف ایک عورت مرضعہ کے قول سے حرمت رضاعت

---

(۱) البحر الرائق کتاب الرضاع ص ۲۳۸ ج ۳۔ ط.س.ج۳ص ۲۲۲۔ ظفیر
(۲) دیکھئے رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۵ ج۲۔ ط.س.ج۳ص ۲۱۲۔ ظفیر
(۳) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵٦۸ ج۲۔ ط.س.ج۳ص ۲۲٤' ظفیر

ثابت نہ ہوگی اور نکاح صحیح رہے گا اور اولاد ثابت النسب ہوگی اور وراثت ان میں جاری ہوگی اور نفقہ اولاد و زوجہ کا اس شخص ناکح یعنی زید کے ذمہ ہوگا البتہ اگر زوجین اس بارے میں ہندہ کی تصدیق کریں تو حرمت ثابت ہو جائے گی اور ان میں تفریق کی جاوے گی یعنی جب کہ وہ مقر ہیں تو خود علیحدہ علیحدہ ہو جاویں گے قاضی کی تفریق کی ضرورت اس میں نہیں ہے شامی میں ہندیہ سے منقول ہے تتزوج امراۃ فقالت امراۃ ارضعتکما الخ ان صدقاھا فسد النکاح ولا مھر ان لم یدخل الخ[1] فقط

جس لڑکی کو ایک بیوی نے دودھ پلایا اس سے اس لڑکی کی شادی جائز ہے یا نہیں جو دوسری بیوی سے ہے

(سوال ۷۰۲) ایک شخص کی دو بیوی ہیں نصیباً و مراداً نصیبن نے ایک غیر لڑکی کو دودھ پلایا ہے تو مراداً کے لڑکے کے ساتھ اس لڑکی رضیعہ کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس غیر لڑکی نے جب کہ اس مرد کی ایک زوجہ کا دودھ پیا تو وہ لڑکی جیسا کہ دودھ پلانے والی کی دختر رضاعی ہوئی اس طرح اس کے شوہر کی بھی دختر رضاعی ہوئی اور دوسری زوجہ سے جو اس مرد کا لڑکا ہے وہ بھائی رضاعی اس لڑکی کا ہوا پس نکاح دونوں میں درست نہیں ہے۔[2] فقط

بھائی نے بہن کا دودھ پیا تو ان دونوں کی اولاد میں نکاح جائز ہو گیا نہیں

(سوال ۷۰۳) زید ایک طفل پانچ سالہ ہے اور ہندہ اس کی حقیقی ہمشیرہ بیس پچیس سالہ شادی شدہ ہے زید نے ہمشیرہ مذکورہ کا دودھ پیا زید کی کسی دختر کا نکاح ہندہ کے کسی لڑکے سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید نے اگر اپنی ہمشیرہ کا دودھ بعمر شیر خوارگی یعنی دو برس کی عمر یا اڑھائی برس کی عمر میں یا اس سے کم عمر میں پیا ہے تو زید اپنی بہن کا پسر رضاعی ہو گیا اور اس بہن کی جس قدر اولاد ہے وہ بہن بھائی رضاعی زید کے ہو گئے پس زید کی کسی دختر کا نکاح ہندہ کے کسی پسر اور دختر سے جائز نہیں ہے[3] اور اگر زید کی عمر بوقت شیر نوشیدگی اڑھائی برس سے زیادہ تھی تو پھر حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی اور نکاح زید کی اولاد کا ہندہ کی اولاد سے حرام نہ ہوگا۔ فقط

دو ڈھائی سال کی عمر کے درمیان دودھ پیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۷۰٤) مدت رضاعت میں امام صاحب کا قول اڑھائی سال ہے اور صاحبینؒ پورے دو سال فرماتے ہیں جس بچہ نے دو اور اڑھائی سال کے درمیان دودھ پیا ہے امام صاحب ان کا نکاح باہم حرام قرار دیتے ہیں شرعی فیصلہ مفتی بہ کیا ہے؟

---

(۱) ردالمحتار باب الرضاع ص ٥٦٨ ج ٢ ط.س ج٣ ص ٢٢٤ ظفير

(٢) ويثبت به الخ امومية المرضعة للرضيع و يثبت ابوة زوج مرضعة اذا كان لبنها منه له والا لا فيحرم منه ما يحرم من النسب (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٥٧ ج٢ ط.س ج٣ص ٢١٢ ـــ ٢١٣) ظفير (٣) و يثبت به الخ امومية المرضعة للرضيع الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص٥٥٦ ج ٢ ط.س ج٣ص ٢١٢ ـ ٢١٣)

(الجواب) فقہاء رحمہم اللہ ہر دو قول را مفتی بہ فرمودہ اند صاحب در مختار دربارہ قول صاحبینؒ فرمودہ وبہ یفتی ودربارہ قول امام اعظمؒ فرمودہ وعلیہ الفتویٰ ودر شامی گفتہ و حاصله انهما قولان افتى بكل منهما پس ہر موضع احوط را اختیار کنند مثلاً در فطام بر قول صاحبین عمل کنند ودر حرمت رضاعت بر قول امام اعظم عمل کنند یعنی در صورت مسئولہ حرمت رضاعت خواہد شد۔[1] فقط (خلاصہ یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں نکاح حرام ہوگا۔ ظفیر)

شامی اور مؤطا کی عبارت میں غور

(سوال ۷۰۵) آپ نے ایک مسئلہ کا جواب و تحل اخت اخيه رضاعاً فرمایا تھا مگر مؤطا امام محمدؒ ص ۲۷۹ باب الرضاع کی یہ عبارت مخالف ہے تطبیق کی کیا صورت ہے فالاخ من الرضاعة من الاب تحرم عليه اخته من الرضاعة من الاب و ان كانت الامان مختلفان۔

(الجواب) بندہ نے وتحل اخت اخيه رضاعاً لکھا ہوگا[2] اور اس کی صورتیں شامی نے لکھ دی ہیں اس کو ملاحظہ کیا جاوے[3] مؤطا امام محمدؒ کی صورت اس کی مخالف نہیں ہے۔

بلوغ کے بعد پستان منہ میں لینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

(سوال ۷۰۶) عمر ہندہ سے زنا کرتا تھا اور ایک دفعہ اس کی پستان منہ میں لی تو عمر کا نکاح ہندہ سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) عمر کا نکاح اس صورت میں صحیح ہے کیوں کہ حرمت رضاعت اس صورت میں ثابت نہیں ہوتی كذافى عامة كتب الفقه[4]، فقط فقط (دوڈھائی سال کی عمر کے بعد دودھ سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ ظفیر)

رات میں بچہ نے پستان منہ میں لے لیا کیا حکم ہے

(سوال ۷۰۷) ہندہ سوئی ہوئی تھی اس کے برابر ہندہ کے دیور کا بیٹا جس کی عمر دو سال سے کم تھی سو رہا تھا جب یہ لڑکا بیدار ہوا تو اس نے ہندہ کی پستان منہ میں لے لیا مگر یہ معلوم نہیں کہ پستان کتنی دیر منہ

---

(۱) حولان و نصف عنده وحولان فقط عند هما وهو الاصح فتح و به يفتى كما فى تصحيح القدورى عن العون لكن فى الجوهرة انه فى الحولين و نصف ولو بعذ الفطام محرم و عليه الفتوىٰ (درمختار) قوله لكن الخ استدراك على قوله به يفتى و حاصله انهما قولان افتى بكل منهما (ردالمحتار باب الرضاع ص ٥٥٤ ج ٢ .ط.س. ج٣ص ٢٠٩) ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٦١ ج ٢ .ط.س. ج٣ص ٢١٧ . ظفير

(۳) اس عبارت کے بعد درمختار میں ہے كان يكون له اخ نسبى له اخت رضاعية وكان يكون لاخيه رضاعا اخت نسبا و بهما وهو ظاهر (درمختار) قوله وهو ظاهر كان يكون له اخ رضاعى رضع مع بنت من امراة اخرىٰ (رد المحتار باب الرضاع ص ٥٦١ ج ٢ .ط.س. ج٣ص ٢١٧) ظفير

(٤) وقيد بالثلاثين (شهرا) لان الرضاع بعد ها لا يوجب التحريم (البحر الرائق كتاب الرضاع ص ٢٣٩ ج٣ .ط.س. ج٣ص ٢٢٢) ظفير

میں رہا جب ہندہ بیدار ہوئی تو پستان بچہ کے منہ سے نکال لیا یہ بھی معلوم نہیں کہ بچہ نے دودھ پیایا نہیں اس صورت میں رضاعت ثابت ہوئی یا نہیں، زید کہتا ہے کہ یہ صورت شک کی ہے اور حالت شک میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی مگر بطریق تنزہ اور احتیاط کے حرمت رضاعت ثابت ہے اب دونوں قولوں میں سے کس قول میں احتیاط اور تنزہ ہے؟

(الجواب) اس صورت میں زید کا قول صحیح ہے شک سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی در مختار میں ہے فلو التقم الحلمة ولم یدرادخل اللبن فی حلقه ام لا لم یحرم لان فی المانع شکاً ولو الجیه[1] الدرالختار وفیه ایضاً حجته حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل و عدلتین الخ[2] اور احتیاط اور تنزہ بیشک یہ ہے کہ اس بچہ کا نکاح اس عورت کی اولاد سے نہ کیا جاوے اگر کیا جاوے گا تو فتویٰ جواز کا ہوگا۔ فقط

شادی کے بعد ایک مرد دو عورت نے رضاعت کی گواہی دی کیا کیا جائے

(سوال ۲/۷۰۷) ایک عورت کی شادی ہونے سے چھ سات ماہ کے بعد ایک مرد دو عورتیں گواہی دیتے ہیں کہ منکوحہ نے اپنے شوہر کی ماں کا دودھ ایام رضاعت میں پیا تھا اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایک مرد دو عورتیں نمازی و معتبر گواہی دودھ پینے کی دیتے ہیں تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی کما فی الدرالمختار باب الرضاع و حجته حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل و عدلتین الخ[3] فقط

صرف عورت رضاعت کی گواہی دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۷۰۸) اذا شهدت امرأة واحدة او نسوة منفردات فی اثبات الرضاع و علم صدقها فما حکم الافتاء والقضاء؟

(الجواب) حکم الافتاء والقضاء فی هذه الصورة انه لا یحکم ولا یفتی بشهادة النساء فی حرمة الرضاع فان حجته حجة المال کما فی الدرالمختار[4] فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتارباب الرضاع ص ٥٥٦ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۲۱۲ و فی الفتح لوادخلت الحلمة فی فی الصبی و شکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك ، رد المحتار و ایضاً ط.س.ج۳ص ۲۲٤) ظفیر (۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٦٨ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۲۲٤ ظفیر
(۳) الدرالمختا ر علی هامش رد المحتا ر باب الرضاع ص ٥٦٨ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۲۲٤. ظفیر
(٤) دیکھئے الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ٥٦٨ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۲۲٤. ظفیر

چوتھی فصل

حرمت نکاح بہ سبب جمع

بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح باطل ہے اولاد ثابت النسب نہیں ہوگی اور نہ وارث ہوگی

(سوال ۷۰۹) زید نے اول مسماۃ ہندہ سے نکاح کیا اور مہر بھی مقرر ہوا اب چند سال بعد زید نے ہندہ کی بہن حقیقی سے نکاح کر لیا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ نکاح اول و ثانی دونوں باطل ہیں یا صرف ثانی اور درصورت جواز نکاح اول جو اولاد زید سے پیدا ہوئی وہ دعویٰ جائداد منقولہ و غیر منقولہ میں کر سکتی ہے یا نہیں دوسرے درصورت عدم جواز نکاح ثانی جو اولاد زید سے زوجہ ثانیہ کے بطن سے پیدا ہوئی وہ حرامی ہوئی یا کیا اور یہ اولاً جائیداد منقولہ و غیرہ پر دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح اول صحیح ہوا اور دوسرا نکاح جو زوجہ اولیٰ کی بہن سے ہوا وہ باطل ہے اور زوجہ اولیٰ سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب ہے اور زید کی وارث ہوگی اور دوسری بہن سے اگر کچھ اولاد ہوئی تو اس کا نسب زید سے ثابت نہیں اور وہ وارث زید کی نہ ہوگی۔ [1] فقط

دو سوتیلی بہنوں کو جمع کرنا بھی حرام ہے

(سوال ۷۱۰) زید کی دو بیویاں ہیں ایک امینہ جس کے بطن سے زینب ہے اور دوسری سکینہ جس کے بطن سے کلثوم ہے زید نے عمر سے زینب کا نکاح کر دیا چند روز بعد زینب کی زندگی ہی میں کلثوم سے بھی نکاح کر دیا فی الحال دونوں بہنیں جن کا باپ ایک ہے زید کے گھر میں ہیں تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال اللہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین الایہ [2] اور حرام ہے تم پر دو بہنوں کا جمع کرنا یعنی نکاح میں، پس جو نکاح عمر کا بعد میں کلثوم سے ہوا وہ باطل اور ناجائز ہے اور حرام ہے اس کو علیحدہ کر دینا چاہئیے۔ فقط

سالے کی لڑکی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۱۱) سالے کی لڑکی بہنوئی کے نکاح میں رہ سکتی ہے یا نہیں؟

فنکاح الاخیرة
(۱) فان تزوج الاختین فی عقدة واحدة فیفرق بینهما و بینه الخ وان تزوجهما فی عقدتین فنکاح الاخیرة فاسد و یجب علیه ان یفارقها ولو علم القاضی بذالك یفرق بینهما فان فارقها قبل الدخول لا یثبت شئ من الاحکام وان فارقها بعد الدخول فلها المهر و یجب الا قل من المسمی ومن مهر المثل و علیها العدة و یثبت النسب و یعزل عن امراته حتی تنقضی عدة اختها کذافی محیط السرخسی (عالمگیری کشوری القسم الرابع المحرمات بالجمع ص ۲۸۵ ج ۲ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۷۷) ظفیر

(۲) سورة النساء رکوع : ٤

(الجواب) پہلی زوجہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح حرام ہے غرض یہ کہ جمع کرنا درمیان خالہ بھانجی اور پھوپھی بھتیجی کے درست نہیں ہے[1] البتہ جب زوجہ نکاح میں نہ رہے تو پھر اس کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح درست ہے۔ فقط

خالہ بھانجی کا نکاح میں جمع کرنا درست نہیں

(سوال ۷۱۲) زید نے پہلے ہندہ سے بعدہ صالحہ سے نکاح کیا اور ہندہ و صالحہ آپس میں خالہ بھانجی ہیں جس کا حکم شرعاً وان تزوجهما علی التعاقب صح الاول و بطل الثانی ناطق ہے اور صالحہ جس کا نکاح آخری ہے زید اس سے متارکت نہیں کرتا ہے جس کے لئے تفریق ضروری ہے آیا قبل متارکتہ یا تفریق غیر مدخولہ سے نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ ظاہر ہے اور عبارت منقولہ سے ثابت ہے کہ اس صورت میں نکاح ثانی باطل ہوا پس جب تک زوجہ اولیٰ کو طلاق نہ دے گا دوسری عورت سے نکاح صحیح نہیں ہوگا اور اس صورت میں طلاق ہی تفریق کے لئے متعین ہے تفریق قاضی یہاں نہیں ہو سکتی کیوں کہ دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا وہ تو خود باطل ہے اور پہلا نکاح صحیح ہے پس منکوحہ اولیٰ جس کا نکاح صحیح ہے اس سے تفریق کی ضرورت نہیں اور ثانیہ کا نکاح نہیں ہوا اگر اس سے جماع کرے گا تو زنا ہوگا در مختار میں ہے وان تزوجهما معاً او بعقد تين ونسي الاول فرق القاضي بينه و بينهما الخ و فی الشامی قوله و نسی الاول فلو علم فهو الصحيح والثاني باطل[2] اس عبارت اور عبارت شامی سے واضح ہوتا ہے کہ تفریق قاضی یا متارکتہ کی ضرورت وہاں ہے جب کہ نکاح صحیح و نکاح باطل متعین نہ ہو اور صورت مسئولہ میں یہ امر متعین ہے کہ نکاح اول صحیح ہے اور ثانی باطل ہے تو لامحالہ ثانیہ سے اگر مقاربت کرے گا زنا ہوگا۔ عام مسلمانان اگر قدرت رکھیں اس عورت ثانیہ کو اس مرد سے علیحدہ کر سکتے ہیں اور اگر ان کو قدرت نہ ہو تو ہر ایک حاکم اس کو حکم کر سکتا ہے کہ اس عورت کو علیحدہ کر دے یا اگر وہ مرد اس عورت ثانیہ سے نکاح کرنا چاہے تو پہلی کو طلاق دیدے پھر اگر وہ غیر مدخولہ ہے تو دوسرے سے فوراً نکاح کر سکتا ہے۔

طلاق دیکر فوراً اس کی بہن یا بھتیجی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۷۱۳) ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا اس کے اولاد نہیں ہوئی اسی وجہ سے اس کو چھوڑ کر اس کی دوسری بہن سے نکاح کیا اسی روز ایک بہن کو طلاق دی اور دوسری بہن سے نکاح کر لیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اسی طرح ایک شخص نے زوجہ کو طلاق دیکر فوراً ہی اس کی سگی بھتیجی سے نکاح کر لیا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے لہذا ایک بہن کو طلاق دیکر جس وقت اس کی عدت

---

(۱) ولا يجمع الرجل بين اختين من الرضاعة ولا بين امراة وابنة اختها اوابنة اخيها(البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ۱۰۲ ج ۳ ۔ط ۔س ۔ج ۳ ص ۹۵) ظفیر

(۲) دیکھئے رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۳ ج ۲ ۔ط ۔س ۔ج ۳ ص ۴۰ ۔ظفیر

گزر جائے اس وقت دوسری بہن سے نکاح کر سکتا ہے اس طرح پھوپھی کو طلاق دیکر جس وقت اس کی عدت گزر جائے اس وقت اس کی بھتیجی سے نکاح جائز ہے قبل عدت گزرنے کے دوسرے سے نکاح جائز نہیں ہے۔ فقط[1]

زوجہ کی سوتیلی ماں سے نکاح کسی صورت میں درست ہے یا نہیں

(سوال ۷۱۴) زوجہ کی زندگی میں یا بعد وفات زوجہ اسکی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں مع دلیل بیان فرمایئے ؟

(الجواب) زوجہ کی زندگی میں بھی اس کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے یعنی زوجہ اور اس کی سوتیلی ماں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے درمختار فجاز الجمع بین امراة و بنت زوجها[2] یہ امراة سوتیلی ماں ہے اور بنت زوج سوتیلی دختر ہے اور جب کہ زوجہ وفات پاچکی ہے تو اس حالت میں اس کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہونے میں کچھ شک و شبہ ہی نہیں۔ فقط

بھائی کی بیوہ سے جو اس کی بیوی کی بہن ہے نکاح جائز نہیں

(سوال ۷۱۵) زید نے اپنی شادی ایک لڑکی کے ساتھ کی اور زید کے حقیقی چھوٹے بھائی نے بھی اپنی ایک شادی بھاوج کی حقیقی چھوٹی بہن کے ساتھ کی کچھ دنوں میں زید کا انتقال ہو گیا اب عمر اپنی بھاوج کا عقد ثانی اپنے ساتھ کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب تک عمر کے نکاح میں اس کی زوجہ موجود ہے اس وقت تک اپنی زوجہ کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ دو بہنوں کا جمع ہونا کسی کے نکاح میں حرام ہے لقوله تعالیٰ وان تجمعوا بين الاختين الاية[3] فقط

پھوپھی بھتیجی کا جمع کرنا نکاح میں حرام ہے

(سوال ۷۱۶) پھوپھی، بھتیجی ایک شخص کے نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں یا نہیں ؟

(الجواب) پھوپھی اور بھتیجی ایک شخص کے نکاح میں یک وقت میں جمع نہیں ہو سکتی، درمختار میں اور مسلم شریف میں ہے لاتنكح المراة على عمتها ولا على خالتها ولا على ابنة اخيها ولا على ابنة اختها الحديث[4] پس ایسا ارادہ ہر گز نہ کیا جاوے یہ حرام قطعی ہے البتہ اگر منکوحہ سابقہ کو طلاق دیدے اور اس کی عدت گزر جاوے یا وہ فوت ہو جائے تو پھر اس کی بھتیجی سے نکاح صحیح ہے۔ فقط

---

(۱) وحرم الجمع بين المحارم نكاحا اى عقد اصحيحا و عدة ولو من طلاق بائن (الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج ۳ ص ۳۸) ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ ط.س. ج ۳ ص ۳۹

(۳) سورة النساء رکوع : ٤ (٤) دیکھئے البحر الرائق فصل فى المحرمات ص ۱۰٤ ج ۳ ط.س. ج ۳ ص ۹۸. ظفير

پہلی بہن کو اسی مجلس میں طلاق دیکر دوسری بہن سے نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۷۱۷) ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیکر اس مطلقہ کی ہمشیرہ حقیقی سے اسی مجلس میں نکاح کرلیا بعد نکاح کے عورت نے میکہ جاکر دوسرے شخص سے نکاح کرلیا تو کون سا نکاح درست ہوا اور جائز ہوا؟

(الجواب) جو نکاح عورت مذکورہ کا اس کی بہن کی عدت کے اندر ہوا تھا وہ باطل ہے [1] لہذا جو نکاح عورت مذکورہ نے اپنے والدین کے گھر جاکر دوسرے شخص سے کیا وہ صحیح ہوگیا۔

بیوی کی بھانجی سے نکاح

(سوال ۷۱۸) زید کی بیوی فاطمہ حیات ہے اور یہ زید کی خالہ زاد بہن ہے اور فاطمہ کی ہمشیرہ مریم بھی حیات ہے اور اس کی ایک دختر ہے اسکا نکاح مریم کی دختر فاطمہ کی بھانجی سے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) بموجودگی فاطمہ کے نکاح زید میں زید کا نکاح ہمشیرہ زادی فاطمہ سے درست نہیں ہے لقولہ علیہ السلام لا تنکح المرء ة علی عمتها ولا علی خالتها ولا علی ابنة اخیها ولا علی ابنة اختها رواه مسلم [2] فقط

جس کے نکاح میں کسی عورت کی بھتیجی ہو پھر وہ عورت اس مرد سے نکاح نہیں کر سکتی

(سوال ۷۱۹) ہندہ نے اپنی بھتیجی کا نکاح الف سے کردیا تو ہندہ کا نکاح الف سے ہو سکتا ہے یا نہیں اور ہندہ کو الف سے پردہ کرنے کا کیا حکم ہے اگر ہندہ الف کے سامنے آئی تو گناہ گار ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) جس حالت میں کہ الف کے نکاح میں ہندہ کی بھتیجی ہے اس وقت تک الف کا نکاح ہندہ سے نہیں ہو سکتا کیونکہ پھوپھی بھتیجی کو جمع کرنا نکاح میں حرام ہے [3] لیکن یہ ضرور ہے کہ ہندہ الف کے محرمات ابدیہ میں سے نہیں ہے لہذا پردہ کے بارے میں وہ بحکم اجنبیہ ہے باقی فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر خوف فتنہ نہ ہو تو چہرے کے دیکھنے میں گناہ نہیں ہے پس اس بناء پر ہندہ اگر الف کے سامنے آئی اور منہ نہ چھپایا تو گناہ گار نہ ہوگی البتہ خوف فتنہ ہو تو احتیاط کرنی چاہیئے درمختار میں ہے ومن محرمه هي من لا يحل له نكاحها ابداً الخ و ينظر من الاجنبية الخ الى وجهها و كفيها فقط للضرورة الخ وان خاف الشهوة اوشك امتنع نظره الى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة والا فحرام الخ درمختار [4] فقط

---

(۱) وحرم الجمع بين المحارم نكاحا وعدة ولو من طلاق بائن (درمختار) واشار الى من طلق الاربع لا يجوز له ان يتزوج امراة قبل انقضاء عدتهن (رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۸) ظفير

(۲) دیکھئے رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۹ ظفير

(۳) ولا يجمع الرجل بين اختين من الرضاعة وبين المرأة وابنة اختها وابنة اخيها (البحر الرائق فصل فى المحرمات ص ۱۰۲ ج ۳ ط.س. ج۳ص۹۵) ظفير

(٤) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الحظر والاباحة فصل فى النظر والمس ص ۳۲۲ ج ۵ و ص ۳۲۵ ج ۵ ط.س. ج۳ص۲۷۰ ظفير

پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہی پوپھا سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۷۲۰) ہندہ کی پھوپھی زندہ ہے اس نے اپنے پھوپھا کے ساتھ نکاح کرلیا یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں بصورت عدم جواز ان دونوں کے لئے کیا سزا و کفارہ ہے؟

(الجواب) پھوپھا کے ساتھ بموجودگی پھوپھی کے اور بحالت منکوحہ ہونے پھوپھی کی ہندہ کا نکاح جائز نہیں ہے غرض یہ ہے کہ پھوپھی اور بھتیجی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی کما فی الحدیث لا تنکح المراۃ علی عمتھا و خالتھا الحدیث [۱] او کما قال ﷺ اور کفارہ اس کا یہ ہے کہ نکاح کرنے والا ہندہ کو علیحدہ کردیوے اور اپنے گناہ سے توبہ کرلے۔ فقط

بیوی کے رہتے ہوئے سالی یا سالی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۷۲۱) عبد السلام کی ایک سالی ہے اس کی دختر زبیدہ ہے عبد السلام کا نکاح زبیدہ سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) بموجودگی اپنی زوجہ کے سالی سے یا سالی کی دختر سے نکاح نہیں کرسکتا اس لئے کہ سالی کی دختر اس کی زوجہ کی بھانجی ہے اور خالہ و بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے البتہ اگر وہ زوجہ اس کے نکاح میں نہ رہے مر جاوے یا اس کو طلاق دیدے تو عدت طلاق کے بعد اس کی بھانجی سے نکاح درست ہے۔ فقط

بیوی کے ہوتے ہوئے ناجائز بہن سے بھی نکاح حرام ہے

(سوال ۷۲۲) زید کی ایک زوجہ حمیدہ ہے اور دوسری عورت غیر منکوحہ مسماۃ ہندہ جو زید کی زر خرید موجود ہے زوجہ منکوحہ کے بطن سے ایک لڑکی سعیدہ ہے اور غیر منکوحہ عورت سے ایک لڑکی کریمہ ہے زید نے سعیدہ کا عقد اپنے بھانجہ خالد کے ساتھ کردیا جو بقید حیات موجود ہے لیکن خالد اب یہ چاہتا ہے کہ کریمہ کے ساتھ بھی نکاح کرے تو کیا سعیدہ کی موجودگی میں کریمہ سے خالد کا عقد صحیح ہو سکتا ہے یا نہ؟

(الجواب) فی الشامی قال قولہ ولو من زنا تعمیم بالنظر الی کل ما قبلہ ای لا فرق فی اصلہ او فرعہ او اختہ ان یکون من الزنا اولا [۲] الخ پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں جمع کرنا درمیان سعیدہ کے اور کریمہ کے جو بہنیں علاتی ہیں خالد کو درست نہیں ہے۔ فقط

ماں شریک دو بہن ایک مرد کے نکاح میں نہیں آسکتیں

(سوال ۷۲۳) ایک عورت نے نکاح کیا اس خاوند سے ایک لڑکی پیدا ہوئی خاوند کا انتقال ہو گیا عورت مذکورہ نے نکاح ثانی کرلیا اس سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی اس عورت نے ہر دو لڑکیوں کا نکاح بالغہ ہونے پر

---

(۱) دیکھئے رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ . ط . س . ج۳ ص ۳۹ . ظفیر

(۲) دیکھئے رد المحتار للشامی فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ . ط . س ج۳ ص ۳۹ . ظفیر

کر دیا دو مردوں کے ساتھ ایک لڑکی کے خاوند کا انتقال ہو گیا کیا وہ لڑکی اپنی ہمشیرہ کے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے ایک مرد کے نکاح میں دو بہنیں ماں شریک جمع ہو سکتی ہیں ؟

(الجواب) ماں شریک بہنیں ایک مرد کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں لہذا اس بیوہ لڑکی کا نکاح اس کی بہن کے شوہر سے بحالت موجودگی بہن کے صحیح نہیں بلکہ قطعاً حرام اور باطل ہے لقوله تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین الایة[1] پس یہ آیت تینوں قسم کی بہنوں کو شامل ہے یعنی عینی بہنیں ہوں یا علاتی یا اخیافی، علاتی وہ جن کا باپ ایک اور ماں دو اور اخیافی وہ جن کی ماں ایک اور باپ دو ہوں۔ فقط

پھوپھا کا نکاح زوجہ کی بھتیجی سے جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۷۲۴) پھوپھا کا نکاح بھتیجی سے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) پھوپھا کا نکاح زوجہ کی بھتیجی سے بعد مرنے زوجہ کے یا بعد طلاق دینے اور عدت گزرنے کے درست ہے۔[2] فقط

بیوی کے مرنے کے بعد خوشدامن کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۷۲۵) زید کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے زید اپنی بیوی کی خالہ حقیقی سے نکاح کرنا چاہتا ہے یعنی خوشدامن کی بہن حقیقی سے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) بیوی کے مرنے کے بعد اس کی خالہ یعنی خوشدامن کی بہن حقیقی سے نکاح درست ہے۔ فقط

بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی بھانجی سے نکاح کرنے والا اور کرانے والے کا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۷۲۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کی موجودگی میں بغیر اس کو طلاق دیئے اس کی حقیقی بھانجی سے یعنی اپنی سالی کی دختر سے نکاح کیا آیا وہ نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں اور پہلی زوجہ اس پر حلال ہے یا حرام مسلمانوں کو اس کے بیاہ میں شریک ہونا کیسا ہے اور جن لوگوں نے اس نکاح میں مدد کی اُن کے لئے کیا حکم ہے اگر ان میں کوئی مر گیا ہو اس کی جنازہ کی نماز شرعاً جائز ہے یا نہیں وہی خطیب جس نے خلاف شرع نکاح پڑھایا تھا فوت ہو گیا اس کی تجہیز و تکفین میں کوئی مسلمان شریک نہیں ہوا دو آدمیوں نے گاڑیوں میں ڈال کر بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا آیا اس کی جنازہ کی نماز مسلمانوں کو پڑھنی چاہیئے تھی یا نہیں اور تارک الصلوۃ کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیئے یا نہیں ؟

(الجواب) خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا یعنی دونوں سے نکاح کرنا حرام ہے کما فی حدیث مسلم لا تنکح المرء ة علی عمتها ولا علی خالتها ولا علی ابنة اخیها ولا علی ابنة اختها[3] اور ان

---

(۱) سورة النساء رکوع : ٤

(۲) وحرم الجمع بین امراتین انهما فرضت ذكراً لم تحل للاخرى ابدالحدیث مسلم لا تنکح المراة علی عمتها ((درمختار) ولا علی خالتها ولا ابنة اخیها ولا علی ابنة اختها(رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۳ ط.س. ج۳ص۳۸)ظفیر(۳) فتح القدیر ص ۱۲٤ ج ۳. ظفیر

دونوں میں جو پچھلا نکاح ہوا وہ باطل ہے کما فی الشامی فلو علم فهو الصحيح والثانی باطل وله وطئ الاولى الا ان يطاء الثانية فتحرم الاول الى انقضاء عدة الثانية [1] الخ پس جس شخص نے نکاح کیا ہے اس کو چاہئیے کہ اس فعل شنیع سے توبہ کرے اور دوسری زوجہ کو علیحدہ کردے اور اس کے پاس نہ جاوے اور اگر اس سے وطئ کرلی ہے تو جب تک اس کی عدت نہ گزر جاوے اس وقت تک پہلی زوجہ سے وطئ نہ کرے اور جن لوگوں نے باوجود علم کے اس نکاح ثانی کی مدد کی اور شرکت کی وہ سب عاصی و فاسق ہوئے توبہ واستغفار کریں اور اللہ سے معافی چاہیں اور جب تک وہ توبہ نہ کریں مسلمانان ان سے ملنا جلنا چھوڑ دیں اور ان کو تنبیہ کریں بعد توبہ کے ان سے ملنا اور شریک شادی وغمی ہونا درست ہے اور جو ان میں سے فوت ہوگیا ہے اس کی جنازہ کی نماز پڑھیں کیوں کہ فاسق کے جنازہ کی نماز پڑھنے کا حکم ہے لقوله عليه الصلوٰة والسلام صلوا على كل بروفاجر الحديث [2] پس اس خطیب کے جنازہ کی نماز بھی پڑھنی چاہئیے تھی یہ کام مسلمانوں نے برا کیا اس سے توبہ کریں اور تارک الصلوٰۃ کے جنازہ کی نماز بھی پڑھنی چاہئیے بوجہ حدیث مذکور کے کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر ایک نیک اور فاجر کی جنازہ کی نماز پڑھو۔ فقط

دو علاتی بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں

(سوال ۷۲۷) ہمارے خسر صاحب کے دو بی بی سے ایک ایک لڑکی ہے بڑی لڑکی ہماری بیوی زندہ ہے اس سے کوئی اولاد نہیں آیا دوسری لڑکی کا نکاح ہمارے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) دو بہنوں علاتی کا بھی نکاح میں جمع کرنا حرام ہے مثل دو حقیقی بہنوں کے لعموم قوله تعالىٰ وان تجمعوا بين الاختين الاية [3] فقط

دو اخیافی بہن سے نکاح جائز سمجھنے والے کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۷۲۸) اگر کوئی شخص دو بہن اخیافی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھے اور اس فعل کو جائز سمجھے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے خواہ دونوں بہنیں عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی کما قال الله تعالىٰ وان تجمعوا بين الاختين الاية [4] وهكذا فی عامة التفاسير و كتب الفقه اور جمع کرنے والا دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں فاسق ہے اور منکر اس کی حرمت کا کافر ہے۔

بیوی کے ہوتے ہوئے سالے کی نواسی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۷۲۹) زید کے سالے کی لڑکی کی لڑکی سے زید نکاح کرنا چاہتا ہے اور زید کی زوجہ سابقہ بھی

---

(۱) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۳ ج ۲ ط.س. ج ۳ ص ۴۰. ظفیر
(۲) دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح
(۳) سورۃ النساء : رکوع ۴
(۴) النساء رکوع : ۴

موجود ہے تو زید اس سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کے سالے کی نواسی زید کی زوجہ کی بھتیجی کی دختر ہوئی پس جب کہ زید کی زوجہ سابقہ موجود ہے تو جمع کرنا ان دونوں میں حرام ہے یعنی زید اپنی زوجہ کی بھتیجی کی دختر سے نکاح نہیں کر سکتا۔ کذافی کتب الفقه[1] فقط

بیوی کے رہتے ہوئے اس کی سوتیلی ماں سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۳۰) زید کا نکاح اپنے خسر کی منکوحہ ہندہ سے درست ہے یا نہیں ہندہ زید کی زوجہ زینب کی ماں نہیں ہے تو ہندہ و زینب کا جمع کرنا زید کے لئے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کا نکاح ہندہ مذکورہ سے درست ہے اور جمع کرنا مابین زینب و ہندہ درست ہے کما فی الدرالمختار فجاز الجمع بین امراة و بنت زوجها[2] الخ فقط

بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح نہیں ہوتا ہاں صحبت کے بعد مہر اور عدت لازم ہے

(سوال ۷۳۱) اگر زید نے اپنی بی بی کے ہوتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح کر لیا تو صحیح ہوگا یا نہیں اگر صحیح نہ ہوا تو زید کو طلاق دینا ہوگی یا نہیں اور مہر واجب الادا ہوگا یا نہیں اور عدت لازم ہوگی یا نہ اگر ہندہ زوجہ زید مر جائے تو اس کی بہن سے زید نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اپنی زوجہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بہن سے خواہ عینی ہو یا علاتی یا اخیافی نکاح کرنا حرام ہے۔ لقوله تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین الایة[3] اور وہ نکاح ثانی زوجہ کی بہن سے باطل ہے حاجت طلاق دینے کی نہیں ہے وہ نکاح صحیح ہی نہیں ہوا اور اگر صحبت کر لی تو مہر مثل اس کا اور عدت اس پر لازم ہے[4] اور زوجہ اولیٰ فوت ہو جائے تو اس کی بہن سے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہے۔ فقط

بیوی کے ہوتے ہوئے اس کے رضاعی بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں اور اسی طرح رضاعی بھتیجی سے بھی نکاح درست نہیں

(سوال ۷۳۲) ہندہ نے زید و عمر کو ایام رضاعت میں دودھ پلایا ہندہ نے اپنی لڑکی صالحہ کا عقد عمر کے

---

(۱) ولا يجمع الرجل بين اختين من الرضاعة ولا بين امراة و ابنة اختها او ابنة اخيها و كذالك كل امراة ذات محرم منها من الرضاعة للاصل الذى بياان كل امراتين كانت احداهما ذكر اوالاخرى انثى لم يجز للذكر ان يتزوج الانثى فانه يحرم الجمع بينهما بالقياس على حرمة الجمع بين الاختين (البحر الرائق فصل فى المحرمات ص ١٠٢ ج ٣ ط.س. ج٣ص ٩٥) ظفير

(٢) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ٣٩١ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٣٩. ظفير

(٣) سورة النساء : ٤ (٤) وان تزوجها اى الاختين او بعقدتين و نسى النكاح الاول فرق القاضى بينه و بينها الخ واذا كانت الفرقة بعد الدخول وجب لكل واحدة مهر كامل (درمختار) قوله نسى الاول فلو علم فهو الصحيح والثانى باطل وله وطى الاولى الا ان يطا الثانية فتحرم الاول الى انقضاء عدة الثانية (رد المحتار فصل فى المحرمات ص ٣٩٣ و ص ٣٩٤ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٤٠) ظفير

بھائی خالد سے کیا چند سال کے بعد زید نے اپنی لڑکی حمیدہ کا عقد خالد سے کرنا چاہا موجودگی صالحہ کے۔ اس وقت بکر نے زید کو لکھا کہ حمیدہ کا نکاح بموجودگی صالحہ خالد سے نہیں ہو سکتا کیوں کہ پھوپھی بھتیجی رضاعی کا اجتماع حرام ہے اس لئے حمیدہ کا نکاح خالد سے نہیں ہوا لیکن چند سال بعد جب کہ شاہدوں میں سے سوائے مرضعہ و دیگر چند عورتوں کے کوئی شاہد رضاعت کا نہ رہا تب عمر نے یہ خواہش کی کہ میں اپنا نکاح زید کی لڑکی حمیدہ سے کروں گا اب اس وقت سوائے دو چار عورتوں کے کوئی شاہد رضاعت کا مردوں میں سے نہیں رہا البتہ زید رضیع جو نہایت ثقہ و عالم با عمل تھا اسکی تحریر موجود ہے جس کو خالدہ بمنزلہ ایک شاہد عدل کے تصور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تحریر زید و دیگر مستورات کی شہادت کا مجموعہ ثبوت رضاعت کے لئے کافی شہادت شرعیہ ہے پس نکاح حمیدہ کا عمر سے جائز نہیں عمر کہتا ہے کہ صرف مستورات کی شہادت سے رضاعت ثابت نہیں ہو سکتی کیوں کہ زید کی تحریر کا دیانۃً و قضاءً کچھ اعتبار نہیں لہذا نکاح حمیدہ کا عمر سے جائز ہے ایسی حالت میں عمر کا نکاح حمیدہ سے دیانۃً و قضاءً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جیسا کہ پھوپھی بھتیجی نسبی کا جمع کرنا نکاح میں حرام ہے ایسے ہی پھوپھی بھتیجی رضاعی کا جمع کرنا بھی حرام ہے لقوله علیه الصلوٰة والسلام یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب رواه الشیخان [1] وفی الشامی واراد بالمحارم ما یشمل النسب والرضاع [1] الخ ولیکن رضاع از شہادت نساء ثابت نمی شود (یعنی حرمت رضاعت صرف عورتوں کی گواہی سے ثابت نہیں ہوتی) کما فی الدرالمختار حجته حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل و عدلتین الخ [2] و تحریر زید بحکم شہادت زید نخواہد شد (زید کی تحریر شہادت کے حکم میں نہ ہوگی) لان الشهادة بیان عن العیان والله المستعان (لیکن جب رضاعت پہلے سے ثابت شدہ ہے اور خود عمر بھی جانتا ہے اس لئے دیانۃً اس کا نکاح زید کی لڑکی حمیدہ سے درست نہیں ہے) واللہ اعلم ظفیر

بیوی اور اس کے شوہر سابق کی لڑکی کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۳۳) هل یجوز الجمع بین امراة وابنة زوجها من غیر هالم لا . بینوا توجروا؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار فجاز الجمع بین امراة و بنت زوجها اوامراة ابنها الخ [4] و کذافی غیره من کتب الفقه پس معلوم شد کہ جمع کردن درمیان زن و بنت زوج او کہ از زن دیگر است جائز و حلال است کہ علت حرمت جمع در آنہا یافتہ نمی شود کما حققه فی ردالمحتار۔ فقط

بیوی کے رہتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح حرام ہے اور زنا تو ہر حال میں

(سوال ۷۳۴) زبیدہ چار سال سے بیوہ ہے اور اس کو چار ماہ کا حمل ہے جو اس کے دیور مسمی اکبر سے ہے۔

---

(۱) دیکھیے رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص۲۱۳ ظفیر
(۲) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۸. ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۸ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۲۴. ظفیر
(۴) الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۱ ج ۲ ط.س. ج۳ص۳۹. ظفیر صدیقی

اب حرام کے حمل میں مسماۃ مذکور کا نکاح اس کے دیور اکبر سے جائز ہے یا نہیں جب کہ مسماۃ زبیدہ کی حقیقی بہن اکبر کے گھر میں موجود ہے دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جو عورت حاملہ زنا سے ہوئی ہے اس کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے ان تزوج حبلی من زنا جاز النکاح ہدایہ ص ۲۹۲ مگر جب اکبر کے نکاح میں مزنیہ کی بہن ہے تو اس صورت میں مزنیہ کے ساتھ اکبر کا نکاح درست نہیں ولا یجمع بین اختین نکاحاً ہدایہ ص ۲۸۸ ج ۲ فقط

دو رضاعی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے

(سوال ۷۳۵) ایک لڑکی ہے جس کا باپ عرصہ تک لاپتہ رہا اور ماں کا انتقال ہو گیا حالت لاوارثی میں اس لڑکی کے ایک عزیز نے اپنے یہاں لے جا کر اپنے لڑکے کے ساتھ عقد کر دیا جس کو زمانہ بیس سال کا ہوتا ہے لیکن اس وقت لڑکا و لڑکی دونوں نابالغ تھے حالت بلوغیت پر لڑکی نے اس عقد کو منظور نہیں کیا اور عرصہ سولہ سال کا ہوتا ہے کہ وہ اپنی لڑکی اپنے شوہر کے یہاں سے اپنے مکان چلی آئی اس وقت اس کا لاپتہ والد بھی آ گیا اور شروع عقد سے آج تک اس لڑکے اور لڑکی میں کسی قسم کا واسطہ نہیں رہا ہے اب اس لڑکے نے اپنی بیوی کی خالہ زاد بہن سے عقد کر لیا ہے مگر ان دونوں لڑکیوں نے ایک ہی ماں کا دودھ پیا ہے آیا اس پہلی لڑکی کا عقد ناجائز ہو کر دوسرا عقد ہو سکتا ہے یا نہیں اور یہ دوسری لڑکی اس لڑکے کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ اس کی پہلی زوجہ اور اس زوجہ کی خالہ زاد بہن رضاعی بہنیں ہیں تو وہ دونوں ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں اور اگر اس پہلی زوجہ کی خالہ زاد بہن سے جو کہ اس کی رضاعی بہن ہے نکاح کرنا منظور ہے تو پہلی زوجہ کو طلاق دے دیوے جب اس کی عدت تین حیض گزر جاویں اس وقت اس کی رضاعی بہن سے نکاح درست ہو سکتا ہے اور محض عورت کے انکار سے بعد بلوغ کے بلا قضائے قاضی نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ کذافی الدر المختار۔[1] فقط

بیوی کے رہتے ہوئے اس کی بھتیجی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۷۳۶) ایک شخص نکاح ثانی کرنا چاہتا ہے اس کی زوجہ حیات ہے جس عورت سے عقد کرنا چاہتا ہے وہ زوجہ کی حقیقی بھتیجی کی لڑکی اور حقیقی بھانجی کی لڑکی ہے یعنی بھائی حقیقی کی نواسی ہے اور حقیقی بہن کی پوتی ہے، علماء کرام اس نکاح کو حرام ثابت کرتے ہیں آیا فتویٰ ان کا صحیح ہے یا نہیں ؟

(الجواب) علماء کرام کا فتویٰ صورت مذکورہ میں صحیح ہے موجودگی زوجہ کے اس کے بھائی کی نواسی اور بہن کی پوتی سے نکاح درست نہیں ہے قطعاً حرام ہے ہکذا فی کتب الحدیث والفقہ۔[2] فقط

---

(۱) بشرط القضاء للفسخ (درمختار) حاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الاولی ۴۲۱ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۷۰) ظفیر (۲) ولا یجمع الرجل الخ بین امراۃ وابنۃ اختہا او ابنۃ اخیہا وکذلک کل امراۃ ذات محرم منہا من الرضاعۃ للاصل الذی بینا ان کل امراتین لو کانت احدہما ذکرا واخری انثی لم یجز للذکر ان یتزوج الانثی فانہ یحرم الجمع بینہما بالقیاس علی حرمۃ الجمع بین الاختین (البحر الرائق فصل فی المحرمات ص ۱۰۲ ج۳ ط.س. ج۳ ص ۳۹) ظفیر

بیوی کے ہوتے ہوئے پھوپھا نے بیوی کی بھتیجی سے نکاح کیا' پھر باپ نے اس کا دوسرا نکاح کر دیا کون سا درست ہے ؟

(سوال ۷۳۷) ایک شخص نے اپنی لڑکی کو اس کے پھوپھا کے پاس چھوڑ آیا عرصہ کے بعد جب وہ اپنی لڑکی کو لینے گیا تو لڑکی کا پھوپھا کہنے لگا کہ میں نے تیری لڑکی سے نکاح کر لیا ہے میں نہیں بھیجتا' دنگہ فساد ہو کر بمشکل تمام لڑکی کو وہاں سے لے آیا جب یہ شہرت ہوئی تو لوگوں نے لعنت ملامت کی کہنے لگا کہ میں نے تو اپنی زوجہ کو طلاق دیکر اس سے نکاح کیا ہے حالانکہ وہ عورت اس وقت تک اس کے گھر میں ہے کیا ایسی صورت میں نکاح جائز ہو سکتا ہے لڑکی کے والد نے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہے صحیح ہے یا نہیں ؟

(الجواب) پھوپھی کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی بھتیجی سے نکاح حرام ہے جمع کرنا پھوپھی اور بھتیجی کو نکاح میں حرام قطعی ہے[1] پس اگر پھوپھا نے اپنی پہلی زوجہ کو طلاق نہیں دی تو کسی طرح اس لڑکی سے نکاح درست نہیں ہے اور اگر طلاق دی لیکن عدت طلاق کی جو تین حیض ہیں نہیں گزرے تب بھی نکاح لڑکی سے حرام ہے اور اگر طلاق بھی دیدے اور عدت بھی گزر گئی لیکن لڑکی نابالغہ ہے تب بھی بدون اجازت باپ کے نکاح ناجائز ہے البتہ اگر پہلی زوجہ کو طلاق دیدی ہو اور اس کی عدت پوری ہو گئی ہو اور لڑکی بالغہ ہو اور لڑکی کی رضاء و اجازت سے نکاح ہوا ہو تب نکاح صحیح ہے اور جن صورتوں میں پھوپھا کا نکاح ناجائز ہوا ان صورتوں میں اگر لڑکی کے باپ نے کسی دوسری جگہ نکاح لڑکی کا کر دیا تو وہ نکاح صحیح ہے۔

مندرجہ ذیل رشتہ کی دو عورتوں کو جمع کرنا کیسا ہے ؟

(سوال ۷۳۸) زید کے نکاح میں ہندہ عرصہ تک رہی اب وہ زبیدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے ہندہ و زبیدہ کا رشتہ ذیل ہے زبید کے باپ کے نانا کے دو عورتیں تھیں ان کے ایک لڑکی پیدا ہوئی زبیدہ کے نانا کے باپ کی پہلی بیوی ہندہ پیدا ہوئی اور دوسری سے وہ لڑکی جو زبیدہ کے باپ کی ماں ہے اب ان دونوں میں دادی پوتی کا رشتہ ہے یا نہیں اور ان دونوں کو جمع کرنا نکاح میں درست ہے یا نہیں اگر زید ہندہ کو طلاق دیدے اور اس کی عدت میں زبیدہ سے نکاح کرے تو جائز ہے یا نہیں اگر نکاح ہو گیا ہو اب کیا کرنا چاہئیے نکاح اول جو عدت میں پڑھایا گیا باطل ہو گیا تو تجدید نکاح کیوں کر ہو کیوں کہ اب زبیدہ حاملہ بھی ہے اور نکاح خواں و حاضرین کے لئے شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) زبیدہ اور ہندہ میں ایسا رشتہ اور قرابت ہے کہ ان دونوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے کیونکہ ان میں سے جس کو مرد فرض کرو دوسرے اس کے لئے حرام ہو گئے اس لئے کہ زبیدہ کی دادی ہندہ کی ہمشیرہ علاتی ہے[2] اور اگر ہندہ کو طلاق دیدی جائے تو اس کی عدت میں بھی زبیدہ سے نکاح حرام ہے اگر

---

(۱) ولا یجمع بین المراۃ و عمتها الخ (هدایه باب المحرمات ص ۲۸۸ ج ۲) ظفیر
(۲) وحرم الجمع وطا بملك یمین بین امراتین ایتهما فرضت ذکر الم تحل الاخری ابدا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط س ج۳ ص۳۸) ظفیر

ایسا ہو گیا تو اس نکاح کو باطل سمجھا جاوے بعد عدت کے پھر نکاح کیا جاوے[1] زبیدہ اگرچہ حاملہ ہو ہندہ کی عدت گزرنے کے بعد زبیدہ سے اسی حالت حمل میں تجدید نکاح ہو سکتی ہے کیونکہ وہ حمل ثابت النسب نہیں ہے اور حاملہ عن الزنا سے قبل از وضع حمل نکاح صحیح ہے[2] اور نکاح خواں اور حاضرین توبہ کریں اور کوئی تعزیر ان کے لئے نہیں ہے۔

بیوی کی علاتی بھتیجی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۳۹) ایک شخص نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا جو اس کی بیوی کی علاتی بھتیجی تھی اور نیز نکاح کرنے والا قبل از نکاح اپنی بیوی کو طلاق بھی دے چکا تھا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اکٹھا کرنا پھوپھی اور بھتیجی کا نکاح میں حرام ہے لقوله عليه الصلوة والسلام لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها ولا على ابنة اخيها ولا على ابنة اختها[3] (رواه مسلم) لیکن اگر اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تھی اور اس کی عدت بھی گزر گئی تھی یعنی تین حیض پورے ہو گئے تھے تو اس کے بعد بیوی کی بھتیجی سے نکاح درست ہے اور حقیقی اور علاتی پھوپھی اور بھتیجی حرمت میں برابر ہیں۔

بیوی کی حقیقی بھتیجی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۷۴۰) زید منکوحہ کے ہوتے ہوئے اس کی حقیقی برادر زادی سے نکاح کر لے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) بیوی کے حقیقی برادر زادی (بھتیجی) سے نکاح حرام ہے کیونکہ پھوپھی، بھتیجی کا نکاح میں جمع کرنا احادیث میں ممنوع اور حرام آیا ہے۔ لا يجمع بين المراة و عمتها (الحديث) مشكوة باب المحرمات ص ۲۷۲ ظفیر)

ایک شخص نے دو بہنوں سے نکاح کیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۷۴۱) ایک شخص نے دو بہنوں سے نکاح کیا پھر لوگوں کے کہنے سننے سے پہلے بہن کو طلاق دیدی بعد عدت کے دوسری بہن سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) مسئلہ شریعت کا یہ ہے کہ اگر دو بہنوں سے آگے پیچھے نکاح کیا جاوے تو پہلا نکاح صحیح ہوتا ہے اور دوسرا باطل ہے پس صورت مسئولہ میں اگر اس شخص نے دونوں بہنوں سے آگے پیچھے نکاح کیا تھا یعنی ایک وقت میں ایک ایجاب و قبول سے نکاح نہ ہوا تھا بلکہ متفرق وقت میں نکاح ہوا تھا تو دوسرا نکاح جو بعد میں ہوا وہ باطل ہے اور پہلا صحیح ہے لیکن جب اس نے زوجہ اولیٰ کو طلاق دیدی تو اگر طلاق بائنہ یا مغلظہ

---

(۱) واذا طلق الرجل امراته طلاقا بائنا او رجعيا لم يجز له ان يتزوج باختها حتى تنقضي عدتها (هدايه فصل في المحرمات ص ۲۸۹ ج ۲)

(۲) وان تزوج حبلى من زنا جاز النكاح ولا يطاها حتى تضع حملها (هدايه ص ۲۸۹ ج ۲) ظفير

(۳) رد المحتار ص ۳۹۱ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۳۹

دی تھی یا طلاق رجعی دیکر عدت میں رجوع نہ کیا تھا تو وہ نکاح بھی ٹوٹ گیا پس اس کی عدت گزرنے کے بعد اگر وہ دوسری عورت سے نکاح کرلے تو صحیح ہے۔[1] فقط

دو بہن سے نکاح اور ان کی اولاد کا حکم

(سوال ۷۴۲) دو بہن سے ایک عقد میں نہ بلکہ دو عقد میں ایک شخص نے نکاح کرلیا اور دونوں سے لڑکے بالے بھی شروع ہوگئے تو اب اولاد کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا یا نہیں، اور پچھلی عورت کے انتقال کے بعد پہلی عورت کا نکاح سابق باقی رہے گا یا جدید کرنا ہوگا اور اس پر کیا کفارہ ہے اور جس قاضی یا امام نے باوجود مسلمانوں کے منع کرنے کے نکاح پڑھایا اس کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر نکاح دو بہن سے آگے پیچھے ہوا ہے تو پہلی کا صحیح ہوگیا اس سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب ہے اور دوسری پچھلی کا نکاح باطل ہوا اس سے جو اولاد ہوئی اس کا نسب ثابت نہ ہوگا اور پچھلی کے مرنے کے بعد پہلی عورت سے نکاح جدید کی ضرورت نہیں ہے وہ نکاح قائم و باقی ہے[2] اور کفارہ اس گناہ کا یہ ہے کہ وہ شخص اپنے فعل بد سے تائب ہو اور استغفار کرے اور کچھ کفارہ نہیں ہے۔ اور قاضی فاسق و گناہ گار ہے توبہ کرے اور اس قاضی کی امامت مکروہ ہے۔

---

(۱) وحرم الجمع بين المحارم نكاحا اى عقداً صحيحا و عدة ولو من طلاق بائن (درمختار) اذا تزوجهما فى عقد واحد فانه لا يكون صحيحا قطعا ولا فيما اذا تزوجهما على التعاقب وكان نكاح الاولى صحيحا فإن نكاح الثانية والحالة هذا باطل قطعاً (ردالمحتار باب المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س ج۳ص۳۸) ظفير

(۲) وحرم الجمع بين المحارم نكاحا وعدة الخ وان تزوجهما معا اى الاختين الخ و نسيى النكاح الاول فرق القاضى بينه و بينهما (درمختار) قوله نسيى الاول فلو علم فهو الصحيح والثانى باطل الخ وفرق بينه و بين الاخرى (رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۳۹۳ ج ۲. ط.س. ج۳ص۳۹) رجل مسلم تزوج بمحارمه فجئن باولاد يثبت نسب الاولاد منه عند ابى حنيفة خلافا لهما بناء على ان النكاح فاسد عند ابى حنيفة و باطل عندهما كذافى الظهيرية (عالمگيرى كشورى ص ۵۵۶ ج۲ ط. ماجديه ج۱ص۵٤۰) وان تزوجهما اى الاختين فنكاح الاخيرة فاسد و يجب عليه ان يفارقها ولو علم القاضى بذالك يفرق بينهما فان فارقها قبل الدخول لايثبت شئ من الاحكام وان فارقها بعد الدخول فلها المهر الخ و عليها العدة و يثبت النسب و يعتزل امراته حتى تنقضى عدة اختها (عالمگيرى باب المحرمات ص ۲۸۵ ج ۲ ط. ماجديه ج۱ص۲۷۷) و تقدم فى باب المهر ان الدخول فى النكاح الفاسد موجب للعدة و ثبوت النسب و مثل له فى البحر هناك بالتزوج بلاشهود و تزوج الاختين معا (رد المحتار باب العدة ص ۸۵ ج۲. ط.س. ج۳ص۵۱۶) نیز دیکھئے البحر الرائق ص ۱۶۹ ج ۳ باب المهر اس تفصیلی حوالے کا منشاء یہ ہے کہ دوسری کی اولاد بھی ثابت النسب ہوگی۔ واللہ اعلم ظفیر

پانچویں فصل

حرمت نکاح بہ سبب اختلاف مذہب

غلام احمد قادیانی کو جو پیغمبر مانے وہ مرتد ہے اس سے نکاح درست نہیں

(سوال ۷۴۳) زوجین میں اس قسم کی گفتگو ہوئی جس سے مرد پر قادیانی ہونے کا شبہ ہوتا ہے مثلاً یہ کہ مرد نے کہا کہ نبوت ختم ہو چکی ہے یا نہیں عورت نے کہا نبوت ختم ہو چکی ہے مرد نے کہا نہیں ان کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی بھی پیغمبر ہوا ہے ؟

(الجواب) الفاظ و کلمات مذکورہ کی وجہ سے معلوم ہوا کہ وہ مرد قادیانی ہے اور قادیانی مرتد و کافر ہے لہذا ان میں نکاح قائم نہیں رہا عورت کو چاہئے کہ اس سے علیحدہ ہو جاوے اور اگر وہ اپنے عقائد باطلہ کفریہ سے توبہ کرے اور تجدید ایمان کرے تو اگر عورت راضی ہو تو ازسر نو ان میں نکاح ہونا ضروری ہے۔[1] فقط

سنی لڑکی کا نکاح قادیانی سے درست نہیں اور شوہر اگر بعد نکاح قادیانی ہو گیا تو نکاح باطل ہو گیا

(سوال ۷۴۴) زید حنفی نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح عمر سے کیا اگر عمر بوقت نکاح قادیانی تھا تو نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور اگر بوقت نکاح حنفی تھا بعد کو قادیانی ہو گیا تو نکاح قائم رہا یا نہیں اور ہندہ حنفیہ کسی دوسرے حنفی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) شوہر کے قادیانی ہونے کی صورت میں ہندہ سنیہ حنفیہ کا نکاح اس کے ساتھ صحیح نہیں ہوا[2] اور اگر شوہر بعد نکاح کے قادیانی ہو گیا تو نکاح باطل ہو گیا لان ارتداد احد الزوجین موجب لفسخ النکاح[3] پس اس صورت میں بعد عدت کے ہندہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ فقط

شیعہ اہل قرآن وغیرہ سے نکاح درست ہے یا نہیں

(سوال ۷۴۵) اگر لڑکا اہل سنت اور لڑکی شیعہ یا مرزائی یا چکڑالوی وغیرہ ہو تو وہ باہمی نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور اگر لڑکی اہل سنت اور لڑکا شیعہ وغیرہ ہو تو باہم نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

مسلمان کی شادی عیسائی عورت سے

(۲) مسلمان مرد عیسائی عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نہیں ہو سکتا کیونکہ مرزائی چکڑالوی و روافض غالی کی تکفیر کی گئی ہے اور باہم مسلمان و کافر میں مناکحت جائز نہیں ہے۔[4]

(۱-۲) وحرم نکاح الوثنية بالا جماع وفي الفتح و يدخل فيه عبدة الاوثان و عبدة الشمس الخ وكل مذهب يكفربه معتقده (رد المحتار فصل في المحرمات ص ۳۹۷ ج ۲ ط.س. ج۳ص۴۵) ظفير

(۳) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ الخ عاجل بلا قضاء (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب النكاح الكافر ص ۵۳۹ ج۲ ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفير

(٤) وحرم نكاح الوثنية الخ وكل مذهب يكفر معتقده (رد المحتار فصل في المحرمات ص ۳۹۳ ج ۲) ظفير

(۴) کر سکتا ہے کیونکہ اہل کتاب سے مناکحت مسلمان کو درست ہے۔ کذافی الدرالمختار وغیرہ [1] فقط
(لیکن بچنا بہتر ہے ففی الفتح و یجوز تزوج الکتابیات والاولی ان لا یفعل رد المحتار ص ۳۹۷ ج ۲) ظفیر

مرزائی کی لڑکی سے نکاح اور اس سے تعلقات کا کیا حکم ہے

(سوال ۷۴۳) ایک شخص نے مرزائیوں کے یہاں اپنے لڑکے کی شادی کر لی ہے اور جو شخص مرزائی کی لڑکی کو بیاہ کر لایا ہے اس سے مسلمانوں کو تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر اس مرزائی لڑکی کا عقیدہ بھی مرزائی ہے تو اس سے مسلمان سنی کا نکاح صحیح نہیں ہوا اس شخص مسلمان سے کہہ دیا جاوے کہ مرزائی عورت کو علیحدہ کر دے یا اس کو اسلام کی تلقین کر کے اور مسلمان کر کے تجدید نکاح کرے۔ فقط (قادیانی کے کفر پر علماء امت متفق ہیں)

شیعہ جو قرآن کو محرف کہتا ہے اس سے نکاح درست نہیں

(سوال ۷۴۴) ہندہ سنیہ کا نکاح زید شیعہ سے ہو گیا اب ہندہ کو لوگوں نے یہ شک دلا دیا ہے کہ شیعہ عموماً کافر ہوتے ہیں تیرا نکاح زید کے ساتھ صحیح نہیں ایک شخص کے دریافت کرنے سے زید نے حلف اپنے عقیدہ کا اظہار کیا اور کہا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں تقیۃً نہیں کہتا اور نہ یہ موقع تقیہ کا ہے بلکہ اپنے دلی خیالات کو صحیح صحیح ظاہر کرتا ہوں کہ میں صحبت ابوبکرؓ کا قائل ہوں قذف عائشہؓ حرام جانتا ہوں اولوہیت حضرت علیؓ کا قائل نہیں ہوں حضرت جبریلؑ سے ہرگز غلطی نہیں ہوئی قرآن موجودہ کو اپنا قرآن جانتا ہوں اسی وقت سائل نے زید سے یہ کہا کہ تمہاری کتاب اصول کافی میں حضرت امام جعفرؒ سے ایک حدیث مروی ہے جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے واللہ ما فیہ من قراء تکم حرف واحد اس حدیث کا کیا جواب ہے تو زید نے کہا کہ میں اپنے مجتہد سے دریافت کر کے اس کا جواب دوں گا سائل نے پھر زید سے پوچھا کہ موجودہ قرآن محرف ہے یا نہیں زید نے اس کے جواب کو بھی مجتہد کے پوچھنے پر اٹھار کھا پندرہ یوم ہوئے جواب نہیں دیا ایسی صورت میں نکاح ہندہ کا زید سے صحیح رہے گا یا نہیں اور حدیث مذکور کا کیا جواب ہے؟

(الجواب) یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؒ پر افترا ہے اور وہ رافضی جس سے گفتگو ہوئی ہے اگر قرآن شریف موجودہ کے محرف ہونے کا قائل ہے تو وہ بھی کافر ہے اس سے نکاح سنیہ کا نہیں ہو سکتا۔

علی ہذا القیاس اگر کوئی دوسرا امر موجب کفر اس میں موجود ہے تب بھی نکاح سنیہ کا اس سے صحیح نہ ہوگا اور اگر وہ جملہ عقائد کفریہ سے برأت ظاہر کرے تو نکاح صحیح ہوگا لیکن رافضیوں کا کسی حال میں اعتبار نہیں کہ تقیہ کی آڑ غضب ہے اس لئے سنیہ کو اس سے علیحدہ ہی کرنا چاہیے۔[1] فقط

---

(۱) وصح نکاح کتابیة وان کرہ تنزیھا مومنة بنبی مرسل مقرة بکتاب منزل وان اعتقد والمسیح الٰھا (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۷ و ص ۲۹۸ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۴۵) ظفیر

(۲) وبھذا ظھر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوھیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فھو کافر لمخالفة القواطع المعلوم من الدین بالضرورة (رد المحتار ص ۳۹۸ ج ۲ فصل فی المحرمات. ط.س. ج۳ ص۴۶) ظفیر

مرزائی سے سنیہ کا نکاح درست نہیں ہے

(سوال ۷۴۵) کچھ عرصہ ہوا کہ ایک عقد نکاح مابین مرزائی واہل سنت والجماعت کے ہو گیا تھا اور زوجین بوقت نکاح نابالغ تھے اور اب بھی نابالغ ہیں مگر اس وقت لڑکی کے والد سنی نے لڑکے کے والد کو جو سخت بد عقیدہ مرزائی ہے دیکھ کر یہ چاہا کہ یہ نکاح فسخ ہو جائے اور اسی وجہ سے وہ لڑکی کو رخصت نہیں کرتا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح مذکور منعقد نہیں ہوا سنی کو چاہئیے کہ اپنی دختر کو وہاں رخصت نہ کرے اور اہل سنت وجماعت میں نکاح کر دیوے کیونکہ اس جماعت مرزائیہ کی تکفیر کا فتویٰ جمہور علماء کا ہے اور مابین کافر ومسلم نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اولاد نابالغ تابع والدین کے ہوتی ہیں و لا یصح ان ینکح مرتداً او مرتدة احد من الناس درمختار [1] وفی الشامی لانہ قبل البلوغ تبع لابویہ الخ ص ۳۹٤ ج ۲ شامی [2] فقط

کلمہ کفر جس نے کہا اس سے مسلمان لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۷٤٦) ہندہ کا نکاح نابالغی میں زید سے ہوا زید اور زید کے گھر والے نکاح ہونے کے قبل سے شرک کا اعتقاد رکھتے ہیں اور رام رام کہتے دیکھا ہے اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں آیا زید سے ہندہ مسلمہ کا نکاح صحیح اور منعقد ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اگر زید سے خاص کوئی فعل شرک کا دیکھا گیا جس میں کچھ تاویل نہ ہو سکتی ہو یا کلمہ کفر کہتے سنا گیا غرض یہ کہ زید کے ارتداد اور کفر میں کچھ شبہ نہ رہے تو اس وقت بطلان نکاح کا حکم ہوگا ورنہ نہیں۔[3] فقط

مرزائی سے نکاح پڑھانے والے اور اس میں شرکت کرنے والے کا حکم

(سوال ۷٤۷) ایک ملا نے ایک دختر سنیہ کا نکاح ایک مرزائی عقیدہ سے کر دیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور ملا وحاضرین کا نکاح ٹوٹا یا نہیں اور اس ملا کی بیعت وامامت کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) دختر سنیہ کا نکاح مرزائی عقیدے کے شخص سے جائز نہیں ہے [4] پس ملا نے فساد عقیدہ اس مرزائی کے جاننے کے باوجود نکاح پڑھا وہ گناہ گار وفاسق ہے اور اس کی بیعت درست نہیں اور امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے مگر اس کا نکاح باقی ہے اور حاضرین کا نکاح بھی باقی ہے ان سب کو توبہ کرنا چاہئیے اور ظاہر کر دینا چاہئیے کہ یہ نکاح جو مرزائی سے ہوا صحیح نہیں ہوا۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵٤۵ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۲۰۰. ظفیر
(۲) رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵٤۲ ج۲ ط.س. ج۳ص ۱۹۷. ظفیر
(۳) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج۲ ط.س. ج۳ص ۱۹۳) ظفیر
(٤) ولا یصح ان ینکح مرتدا او مرتدة احدمن الناس مطلقا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵٤۵ ج۲ ط.س. ج۳ص ۲۰۰) ظفیر

شیعہ سے نکاح کرنے میں احتیاط ضروری ہے

(سوال ۷۴۸) زید سنت والجماعت کا مذہب رکھتا ہے اور اس کا پھوپھی زاد بھائی بکر خاندان غیر مغالطہ شیعہ سے ہے لیکن معلوم ہے کہ وہ پابند مذہب روافض نہیں ہے اور اس کی والدہ زید کی پھوپھی اہل تسنن سے ہے اور بکر کی بیوی بھی خاندان اہل سنن کی لڑکی ہے اور بکر کہتا ہے کہ ہم رافضی نہیں ہیں ہمارے نزدیک تمام صحابہ رسول اللہ ﷺ کے برابر ہیں ہم کسی کی برائی نہیں کرتے سب صحابہؓ پر تبرا نا جائز ہے اور نماز جمعہ پڑھتے ہیں اور باجماعت پڑھتے ہیں اور باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں پس بکر اپنے لڑکے کے لئے زید کی دختر کا خواستگار ہے آیا ان کا نکاح جائز ہے یا نہیں علاوہ ازیں ایک تقریر مستفتی نے لکھی تھی جس کا حاصل یہ ہے کہ ثواب و عقاب کا دارومدار عمل پر ہے خواہ عقیدہ کچھ ہو۔

(الجواب) جواب مسئلہ کا یہ ہے کہ اگر بکر شیعہ غالی تبرائی نہیں ہے تو اس لڑکے سے جب کہ وہ بھی ایسا ہی ہو زید کی دختر کا نکاح صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ جب تک بکر پورا اہل سنت والجماعت نہ ہو اس وقت تک نکاح نہ کیا جاوے' اور ایک تردد اس جگہ دوسرا ہے وہ یہ ہے کہ روافض میں تقیہ ضروری سمجھا جاتا ہے تو یہ کیوں کہ اطمینان ہو کہ جو کچھ وہ زبان سے کہتے ہیں ان کا یہ کہنا از راہ تقیہ تو نہیں ہے اور واضح ہو کہ عقائد کی خرابی بہت بڑی اور مضر ہے اور آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو تہتر فرقہ بتلا کر یہ ارشاد فرمایا ہے کلھم فی النار الا واحدۃ[1] الخ کہ وہ سب دوزخی ہیں سوائے ایک فرقہ کے کہ وہ اہل سنت والجماعت ہیں اور اس فرقہ اہل سنت و الجماعت کی تعریف آنحضرت ﷺ نے یہ فرمائی ہے ما انا علیہ و اصحابی کہ وہ اس طریقہ پر ہوں گے جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں پس جو فرقہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے وہ ناری ہے اور اہل اہواء اور اہل باطل میں سے ہے پس آنحضرت ﷺ سے زیادہ جاننے والا قرآن شریف کا کون ہو سکتا ہے اس لئے یہ تقریر آپ کی سب بیکار اور بے اصل ہے طریقہ صحابہؓ کا دیکھنا چاہئیے کہ کیا تھا کیوں کہ وہی طریقہ آنحضرت ﷺ کا ہے اور وہی نجات دینے والا ہے محض نام مسلمان ہونے سے کام نہیں چلتا اور فساد عقیدہ کے ساتھ اعمال صالحہ کچھ کام نہیں آتے جیسا کہ حدیث خوارج میں مذکور ہے یحضر احدکم صلاتہ مع صلاتھم الحدیث. فقط

سنی لڑکے کا نکاح شیعہ عورت سے جائز ہے یا نہیں

(سوال ۷۴۹) میرا مذہب سنی ہے اور میں نے ایک شیعہ کی دختر سے نکاح کیا ہے یہ نکاح صحیح اور جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) روافض میں وہ لوگ جو غالی ہیں مثلاً حضرت صدیقہؓ کے افک کے قائل ہیں وہ بالاتفاق کافر ہیں[2] اور جو روافض سب شیخین کرتے ہیں ان کے کفر میں اختلاف

---

(۱) و تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول اللہ قال ما انا علیه و اصحابی (مشکوة ص ۳۰) ظفیر
(۲) وبهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الا لوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۲۹۸ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۴۶) ظفیر

ہے[1] بہر حال احتیاط اس میں ہے کہ اس عورت کو سنیہ کر کے پھر نکاح کیا جاوے کیوں کہ کافرہ عورت کا نکاح
مسلمان سنی سے نہیں ہو سکتا۔ فقط

مرتد مطلقہ کو مسلمان کر کے دوسرا شخص شادی کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۷۵۰) ایک مسلمان شخص نے ایک ہندو عورت کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا لیکن عورت شوہر کے
گھر سے باہر ہو کر بددین کے پاس چلی گئی، جب شوہر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے فوراً عورت کو تین طلاق
دیدی اب کسی دوسرے مسلمان کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں کیوں کہ عورت مرتد ہو گئی اس کو
مسلمان کرانے سے مسلمان ہو گی یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ عورت مرتد ہو گئی تو اس کو پھر مسلمان کر کے اور کلمہ پڑھا کر عدت گزار کر کوئی مسلمان اس
سے نکاح کر سکتا ہے اور مطلقہ ثلثہ اگر مرتدہ ہو جاوے العیاذ باللہ تعالیٰ تو اس کے اسلام لانے کے بعد اگر شوہر
اول اس سے نکاح کرنا چاہے تو پھر حلالہ کی ضرورت ہے بدون حلالہ کے شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی۔
فی الشامی توجه الشبه بين المسئلتين ان الردة واللحاق والسبي لم تبطل حكم الظهار واللعان
كما لم تبطل حكم الطلاق ص ۵۳۸ ج ۲ اور جس شخص کی دو تین بی بی ہوں اور اس نے ایک دو تین طلاق
زبان سے کہا اور کسی زوجہ کا نام نہیں لیا تو اس سے دریافت کیا جاوے کہ کون سی زوجہ مراد لی ہے جس کو وہ کہہ
دے اس پر تین طلاق واقع ہوں گی۔ فقط

تبرائی شیعہ سے سنیہ عورت کا نکاح درست نہیں ہے

(سوال ۷۵۱) زید شیعہ تبرائی جو حضرت صدیقہ عائشہؓ کو تہمت لگائے اور شیخین کو برا کہے اور خلافت کا
منکر ہو اس کے ساتھ نکاح ہندہ حنفیہ سنیہ کا جائز ہے یا نہیں اور ہندہ مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) شیعہ مذکور سے نکاح سنیہ کا صحیح نہیں ہے اور اگر دخول ہو چکا ہے تو مہر کامل ہے قال فی
الشامی نعم لا شك فی تكفير من قذف السيدة عائشةؓ اوانكر صحبة الصديق او اعتقد الالوهية
فی علیؓ اوان جبرئيل غلط فی الوحی او نحو ذلك من الكفر الصريح[2] الخ باب المرتد وفی
الدرالمختار فللموطؤة ولو حكما كل مهرها التاكده الخ[3] فقط

---

(۱) بخلاف ما اذا كان يفضل عليا او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر (ايضاً ص ۲۹۸ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۴۶) ظفير
فی البحر
عن الجوهر معزيا للشهيد من سب الشيخين او طعن فيهما كفر ولا تقبل توبته و به اخذالدبوسی و ابوالليث وهو المختار
للفتوى (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المرتد ص ۴۰۴ ج ۳ .ط.س.ج۳ص۲۳۷) ظفير
(۲) رد المحتار باب الرجعة ص ج ۲
(۳) رد المحتارباب المرتد مطلب مهم فی حكم ساب الشيخين ص ۴۰۵ ج ۴ و ص ۴۰۶ ج
۳ .ط.س.ج۳ص۲۳۷. ظفير
(۴) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ج ۲

شیعہ سنی شادی میں اولاد کا حکم؟

(سوال ۷۵۲) کسی سنی مرد کا شیعہ عورت سے یا سنی عورت کا شیعہ مرد سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو گیا تو اولاد ولد الزنا ہوگی یا کیا؟

(الجواب) شیعہ تبرائی پر بہت سے علماء کا فتویٰ کفر کا ہے لیکن محققین حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ ان کو متبدع فاسق کہا جاوے اور کافر نہ کہا جاوے کہ کافر نص قطعی کا منکر ہوتا ہے لہذا جو روافض حضرت صدیقہؓ کے افک و اولوہیت حضرت علیؓ عقائد کفریہ کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں اور جو ایسے نہیں ہیں محض تبرائی ہیں وہ کافر نہیں ہیں۔[1] لیکن نکاح سے احتیاط کی جاوے کہ عورت سنیہ کا نکاح ان سے نہ کیا جاوے اور اگر ہو گیا ہے تو اولاد کو ولد الزنا نہ کہیں گے نسب اولاد کا والدین سے ثابت ہو گا۔[2] فقط

فرقہ اثنا عشریہ سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۵۳) فرقہ اثنا عشریہ کافر ہیں یا مسلم سنیہ عورت کا ان کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) روافض کے فرقہ مختلف ہیں بعض غالی ہیں جو حضرت علیؓ کی اولوہیت کے قائل ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر افک کے قائل ہیں وہ باتفاق قطعاً کافر ہیں اور بعض سب شیخین کرتے ہیں بعض فقہاء نے ان کو بھی کافر کہا ہے ایسے روافض کے ساتھ عورت مسلمہ سنیہ کا نکاح نہیں ہوتا[3] اور بعض محض تفضیلیہ ہیں وہ کافر نہیں اگرچہ متبدع ہیں ان کے ساتھ نکاح سنیہ کا ہو جاتا ہے۔[4] فقط

شیعہ تبرائی سے شادی کا کیا حکم ہے اور جو لوگ اس میں حصہ لیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(سوال ۷۵۴) (۱) عورت اہل سنت والجماعت کا نکاح کہ جس کے والدین بھی اہلسنت والجماعت ہوں شیعہ مرد کے ساتھ کہ جس کے باپ دادا بھی شیعہ ہوں جائز ہے یا نہیں؟

(۲) یہ کہ نکاح عورت مرد مذکورہ بالا کے بارے میں مولوی نکاح خواں اور حاضرین مجلس پر تعزیر شرعی کا کچھ خوف ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) قال فی ردالمحتار و بهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد اولوهیة علیؓ او ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیقؓ او یقذف السیدة الصدیقةؓ فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین ضرورة بخلاف ما اذا یفضل علیاً او یسب الصحابة فانه

---

(۱) وبهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الا الوهیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقه فهو کافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابة فانه مبتدع لا کافر (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ص٤٦) ظفیر

(۲) وتقدم فی باب المهر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدة و ثبوت النسب (ردالمحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲ .ط.س. ج۳ص٥١٦) ظفیر

(۳) وحرم نکاح الوثنیة الخ وکل مذهب یکفر معتقده (ر المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۳ ج ۲ .ط.س. ج۳ص٤٥) ظفیر

(٤)

مبتدع لا کافر الخ[1] ص ۲۹۰ اس عبارت سے واضح ہے کہ رافضی اگر منکر قطعیات ہے جیسے قائل ہونا افک اور قذف حضرت صدیقہؓ کا تو قطعاً کافر ہے نکاح اس کا سنیہ مسلمہ سے درست نہیں ہے بالکل باطل ہے لان اختلاف الملة مانع عن صحة النكاح كذافي كتب الفقه[2] اور واضح ہو کہ سب شیخین کو بھی اگرچہ بعض فقہاء نے کفر کہا ہے لیکن عند المحققین وہ فسق وبدعت ہے کفر نہیں ہے[3] لیکن اگر سب شیخین کے ساتھ حضرت صدیقؓ کی صحبت کا انکار ہو جو کہ نص قطعی سے ثابت ہے یا حضرت صدیقہؓ کے افک کا قائل ہو تو پھر باتفاق کافر ہے اور تبرا گو غالباً حضرت صدیقہؓ کے قذف وافک کے بھی قائل ہوتے ہیں اور اس سے خوش ہوتے ہیں لہذا ایسے روافض کے کفر میں کچھ خفا نہیں ہے اور نکاح اس کا سنیہ مسلمہ سے درست نہیں ہے اور جن لوگوں نے باوجود علم کے نکاح پڑھا اور گواہ ہوئے اور وکیل ہوئے وہ فاسق ہوئے توبہ کریں اور مابین الزوجین یعنی مابین شوہر رافضی اور زوجہ سنیہ مسلمہ تفریق کرادیویں یہی ان کے لئے کفارہ ہے۔ فقط

باپ نے شیعہ سے نکاح کردیا پھر دوسرے سے کردیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۷۵۵) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک مرد شیعی کے ساتھ جس کے عقائد باطل ہیں یعنی افک حضرت عائشہؓ کا قائل ہے اور سب شیخین کرتا ہے الیٰ غیر ذلک' اس لڑکی کے باپ نے یہ خیال کرکے کہ یہ مرد شیعی مسلمان نہیں ہے اس وجہ سے نکاح صحیح نہیں ہوا اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سنی سے کردیا ہے نکاح ثانی صحیح ہے یا نکاح اول باقی ہے؟

(الجواب) روافض جو سب شیخین کرتا ہے ان کے کفر میں اختلاف ہے بعض فقہاء نے ان کی تکفیر کی ہے اور محققین علماء عدم تکفیر کے قائل ہیں لیکن جو روافض افک صدیقہ کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں اسی طرح بعض دیگر عقائد روافض غالیہ کے مثلاً یہ کہ حضرت جبرئیل' نے وحی کے پہنچانے میں غلطی کی یا حضرت علیؓ خدا تھے وغیرہ وغیرہ یہ عقائد باتفاق اہل سنت کفر ہیں در مختار میں ہے فی البحر عن الجوهرة معزيا للشهيد من سب الشيخين او طعن فيهما كفر ولا تقبل توبته وبه اخذ الدبوسي و ابو لليث وهو المختار للفتوى انتهى و جزم به فی الاشباه واقره المصنف (الی ان قال) لكن فی النهر وهذا لا وجود له فی اصل الجوهرة وانما وجد على هامش بعض النسخ فالحق بالاصل مع انه لاارتباط بما قبله انتهى درمختار (ص ۴۰۵. ۴۰۴' ج۳) قال الشامی تحت قوله لكن فی النهر الخ واذا كان كذلك فلا وجه للقول لعدم قبول توبة من سب الشيخين بل لم يثبت ذلك عن احد من الائمة فيما اعلم (الی ان قال) على ان الحكم عليه لكفر مشكل (ثم قال فی اخر كلامه تحت القول المذكور نعم لاشك فی تكفير من قذف السيدة عائشةؓ او انكر صحبة الصديق او اعتقد الا لوهية فی علیؓ اوان جبرئيل غلط فی الوحی او نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن الخ (ص ۴۰۵'۴۰۶) پس صورت مسئولہ میں نکاح اول جو ایسے غالی شیعہ سے ہوا صحیح نہیں ہوا بلکہ باطل ہوا اور دوسرا نکاح صحیح ہے۔ فقط

(۱) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۴۶. ظفیر
(۲) وحرم نكاح الوثنية الخ و كل مذهب يكفر معتقده (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۳ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۴۵) ظفير
(۳) بخلاف ما اذا كان يفضل عليا او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر (ايضاً ص ۳۹۸ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۴۶) ظفير

سنی عورت شیعہ سے بیاہی گئی اب کیا کرے؟

(سوال ۷۵۶) ایک عورت سنی مذہب ایک مرد شیعہ سے بیاہی گئی ہے اس کے جبر واکراہ و تبدیل مذہب و اطوار وغیرہ سے نہایت تنگ ہے علیحدگی کی خواستگار ہے طلاق نہیں دیتا ایسی صورت میں عورت مذکورہ کا نکاح دوسرے مرد سنی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اقول و باللہ التوفیق فرقہ شیعہ کی تکفیر و عدم تکفیر میں اختلاف ہے والاصح عدم التکفیر اور بعض فقہا حکم ان کا اہل کتاب کا سا فرماتے ہیں پس بناءً علیہ صورت مسئولہ میں نکاح اس عورت مسلمہ سنیہ کا مرد شیعہ سے نہیں ہوا ہے[۱] عورت مذکورہ بدون طلاق شوہر عقد ثانی اپنا کر سکتی ہے اور سنی کو دختر اپنی شیعہ کو دینا درست نہیں ہے۔

مندرجہ ذیل صورت میں کیا حکم ہے؟

(سوال ۷۵۷) ایک عورت مسلمان ہوئی جب اس کے شوہر پر اسلام پیش کیا گیا تو اس نے انکار کیا لہذا تفریق ہو گئی مگر بعد کو مرد بھی مسلمان ہو گیا اور مبلغ عا ۱۲۵ سکہ کلدار پر نکاح ہو گیا اس شرط پر کہ فلاں مقام میں رہوں گی جہاں دین اسلام اور مسلمان ہیں رہوں گی انچولی میں نہیں جاؤں گی بعد کو مرد نے عورت کو انچولی لے جانا چاہا مگر عورت نہیں گئی تو مرد نو مسلم نے لوگوں سے یہ کہا کہ میں عورت کے واسطے دین سے بے دین ہوا جب بھی مولوی صاحب میری عورت میرے سپرد نہیں کرتے آٹھ آدمیوں نے اس بات کی گواہی دی اس پر اس نو مسلم نے یہ کہا کہ یہ سب گواہ میری ناڑ یعنی گردن کاٹتے ہیں ایک روز میں بھی ان کی ناڑ سیتلا پر چڑھا دوں گا بعد کو اس مرد نو مسلم نے توبہ کر لی اس صورت میں وہ مرد نو مسلم کافر و مرتد ہوا یا نہیں اور عورت اس کی سپردگی میں بلا تجدید نکاح دے دی جاوے گی یا کیا اور عورت کی رضامندی تجدید نکاح کے وقت ضروری ہو گی یا نہیں اور مہر جدید مقرر ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں حکم کفر و ارتداد اس نو مسلم کا نہ کیا جاوے گا اور جب کہ حکم کفر نہ ہوا تو نکاح بھی باطل نہیں ہوا لیکن بہتر یہ ہے کہ تجدید نکاح کرا دی جاوے جدید نکاح میں مہر جدید ہو گا لیکن عورت کو گنجائش انکار کی نہیں ہے کیوں کہ نکاح اول در حقیقت فسخ نہیں ہوا کہ وہ متفرع ہے کفر و ارتداد پر اور وہ ثابت نہیں ہے اور تکفیر مسلم کا حکم حتی الوسع نہ کرنا چاہیے جب کہ گنجائش تاویل کی موجود ہو اور پہلے جملہ سے خود انکار اس شخص کا ثابت ہے کیوں کہ اس کا یہ کہنا کہ یہ گواہ میری ناڑ یعنی گردن کاٹتے ہیں انکار ہے الفاظ مذکورہ کے کہنے سے یا انکار محتمل ہے تب بھی اس احتمال کو ترجیح دی جاوے گی اور دوسرا جملہ موجب کفر و ارتداد نہیں ہے گو معصیت ہے۔ فقط

---

(۱) حکم عدم انعقاد نکاح کا غالباً ان روافض اور اہل تشیع کے متعلق ہے جن کا انکار ضروریات دین سے ثابت ہو جائے جیسا کہ شامی کی عبارت آئندہ سے بھی مستفاد ہے اور خود حضرت مفتی صاحب کے دوسرے فتاویٰ میں اس کی تفصیل موجود ہے ورنہ جو شیعہ صرف تفضیل علی رضا کے قائل ہوں اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہ ہوں ان پر نہ کفر کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے اور نہ عدم انعقاد نکاح کا جیسا کہ حضرت مفتی صاحب کے دوسرے فتاویٰ اس پر شاہد ہیں۔ فقط واللہ اعلم بندہ محمد شفیع غفرلہ محرم ۵۴ھ

چھٹی فصل

حرمت نکاح بہ سبب حق غیر

دوسرے کی منکوحہ سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۷۵۸) محمد خاں معمار نے چھجو کو بیٹا بنا کر رکھا اور کام معماری کا سکھایا جب محمد خاں کی زوجہ مر گئی تو اس نے چھجو کی بیوی کو اپنے یہاں رکھ لیا اور چھجو کے یہاں نہیں جانے دیتا چھجو نے منصفی میں اپنی زوجہ کو لینے کا دعویٰ کیا ہے اور چھجو نے اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی محمد خاں نے ایک قاضی کو سوا روپیہ دیکر نکاح پڑھالیا ہے تو اس صورت میں وہ عورت چھجو کو ملنی چاہئے یا محمد خاں کی ہے؟

(الجواب) جب کہ چھجو نے اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی اور کوئی دوسری وجہ فسخ نکاح کی بھی نہیں پائی گئی تو وہ عورت چھجو کی زوجہ ہے محمد خاں سے نکاح اس کا باطل ہے وہ عورت چھجو کو ملنی چاہئے۔[1] فقط

غیر مطلقہ سے شادی اور اس کے معاون کا حکم

(سوال ۷۵۹) مسماۃ ہندہ کو اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی چند روز آوارہ رہ کر ایک دوسرے شخص نے بلا طلاق اس سے عقد کر لیا اس کے ساتھ کھانا پینا نشست و برخاست شرعاً جائز ہے یا نہیں چند لوگوں نے دانستہ جا کر کھانا کھایا ان کی سزا کیا ہے اور ایک شخص نے تہمت عیب لگا کر جرمانہ لیا تو مستحق سزا ہوئے یا نہیں اور جملہ ر اوران کی دولت تین آدمیوں نے چرا لیا ان کی سزا کیا ہے؟

(الجواب) منکوحہ غیر سے بدون طلاق کے نکاح کرنا حرام اور باطل ہے وہ فاسق ہوا توبہ کرے اور اس عورت سے علیحدگی کرے یہی کفارہ اس کا ہے[2] اور جو شخص کھانے میں شریک ہو گئے وہ بھی توبہ کریں بعد توبہ کرکے ان کا گناہ معاف ہو جاوے گا اور جرمانہ مالی لینا شریعت میں ناروا ہے[3] اور تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے ں سے توبہ کرے اور جرمانہ واپس کرے اور معاف کرا دے اور چوروں کی سزا یہ ہے کہ

---

(۱) اما نکاح منکوحۃ الغیر الخ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المهر ص ۴۸۲ ج۲) ظفیر

(۲) اما نکاح منکوحۃ الغیر الخ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا و لهذا لا یجب الحدمع العلم بالحرمۃ لکونہ زنا (رد لمحتار باب المهر ص ۴۸۲ ج۲) ظفیر

(۳) لاباخذ المال فی المذهب (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۴۶ ج۳. ط.س. ج۳ ص ۶۱) ظفیر

توبہ کریں اور مال واپس کریں اور حدود اس ملک میں جاری نہیں ہیں۔[1] فقط

دوسرے کی منکوحہ سے شادی اور اس سے جو لڑکا ہوا اس کا حکم

(سوال ۷۶۰) ہندہ نے اپنا عقد ثانی بعد گزرنے ایام عدت کے زید سے کر لیا تین ماہ بعد زید لڑائی پر چلا گیا بعدہٗ ہندہ نے تین یا چار ماہ بعد عمر سے اپنا عقد کر لیا حالانکہ عمرو نیز سب لوگوں کو اطلاع تھی کہ اس کا شوہر لڑائی پر ہے اب زید لڑائی سے واپس آگیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور عمر اور اس کی معین لوگوں کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے اور عمر سے جو لڑکا ہوا وہ حلال ہے یا حرام اور صحیح النسب لڑکی سے اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ کا نکاح عمر سے صحیح نہیں ہوا بلکہ باطل و ناجائز ہوا کذافی کتب الفقہ اور اگر وطی ہوئی تو وہ زنا ہوا پس زید کے آنے پر وہ عورت اس کو ملے گی ہندہ و عمر اور اس کی معین سب فاسق و آثم ہوئے توبہ کریں لڑکے کا نسب عمر سے ثابت نہ ہوگا اور وہ کفو صحیح النسب لڑکی کا نہیں ہے باقی جن صورتوں میں غیر کفو سے نکاح ہو سکتا ہے اس سے بھی ہو سکتا ہے مگر آنکہ غیر کفو کے ساتھ نکاح اس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ لڑکی اگر بالغہ ہے تو وہ بھی راضی ہو اور اس کے اولیاء بھی راضی ہوں تو غیر کفو سے بھی نکاح ہو جاتا ہے۔

بلا طلاق منکوحہ کا دوسرا تیسرا چوتھا اور پانچواں نکاح درست نہیں ہوا

(سوال ۷۶۱) ایک عورت نے اپنے خاوند کو چھوڑ کر نمبر ۲ سے آشنائی کی بعد دو سال کے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر نمبر ۲ کو چھوڑ کر نمبر ۳ کے ہمراہ نکاح کیا اس نے بھی طلاق دیدی پھر نمبر ۴ کے ہمراہ نکاح کیا اور پھر نمبر ۴ کو بھی چھوڑ کر نمبر ۵ کے ہمراہ نکاح کا قصد کیا ایک جاہل قاضی نے نکاح پڑھایا چونکہ قاضی جاہل تھا تو جس قدر اشخاص وہاں پر موجود تھے انہوں نے یہ کہا کہ نکاح نہیں ہوا اور عورت نے دریافت کرنے پر یہ کہا کہ میرے خاوند نے طلاق دیدی اور عدت ختم ہو گئی تو جو اشخاص نکاح نمبر ۵ میں شریک تھے وہ گناہ گار ہوئے یا نہیں اور نکاح ان کا ٹوٹا یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی تھی تو اس کے بعد کوئی نکاح اس عورت کا جائز نہیں ہوا پس نمبر ۵ سے جو نکاح کیا گیا وہ باطل اور ناجائز ہے شوہر اخیر کو چاہئے کہ اس سے علیحدگی کرے اور جب تک شوہر اول کا طلاق دینا ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک نکاح نہ کرے[2] باقی جن لوگوں کو کچھ حقیقت حال کی خبر نہیں ہے ان پر کچھ گناہ نہیں ہے اور نہ ان کا نکاح ٹوٹا فقط

جو نکاح صرف گھنٹہ دو گھنٹہ عدت سے پہلے ہو وہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۶۲) زید کا نکاح عدت گزرنے سے پہلے گھنٹہ دو گھنٹہ ہندہ کے ساتھ غلطی سے ہو گیا تو وہ

---

(۱) لانہ لا حد بالزنا فی دار الحرب (ایضاً کتاب الحدود ص ۱۹۵ ج ۳ ط.س. ج۳ ص۵) ظفیر

(۲) اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ الخ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ردالمحتار بالمحرمات ص ۴۸۲ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۳۲) ظفیر

نکاح نافذ ہوا یا نہیں؟

(الجواب) وہ نکاح نافذ و صحیح نہیں ہوا۔ کما فی عامة المعتبرات [۱] فقط

عدت میں نکاح کرنے سے جو اولاد ہوئی اس کا نسب

(سوال ۷۶۳) ایک شخص نے عدت میں نکاح کیا اور اس سے اولاد ہوئی اس کو یہ معلوم ہو کہ یہ نکاح شرع میں جائز ہے تو یہ نکاح ہوا یا نہیں اور اولاد کا نسب ثابت ہو گا یا نہیں اور اس کی وارث ہو گی یا نہیں؟

(الجواب) زمانہ عدت میں نکاح باطل ہے لیکن نسب ثابت ہے اور اولاد وارث ہو گی۔ [۲] فقط

غیر کی منکوحہ سے نکاح کو جو درست بتائے اس کے متعلق کیا حکم ہے

(سوال ۷۶۴) ایک عورت منکوحہ بیکانیر سے اجمیر شریف اپنی خالہ کے یہاں آئی موضع تاراپور کا قاضی اس عورت کو اجمیر شریف سے فرار کر کے تاراپور لے آیا اور اس کے ساتھ نکاح کر لیا حالانکہ شوہر اول نے طلاق نہیں دی اور اس نکاح کو حلال کہتا ہے کتب عقائد میں مشرح موجود ہے کہ جس چیز کا حرام ہونا قرآن سے یا حدیث سے متواتر ثابت ہو' جو اس کو حلال کہے گا کافر ہو جائے گا لہذا اس صورت میں اس نکاح اور ناکح منکوحۃ الغیر کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے آیا ناکح کافر ہو گیا یا نہیں اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

(الجواب) قال فی رد المحتار اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فالدخول فیه لا یوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً الی ان قال ولهذا لا یجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنا [۳] الخ ص ۳۵ و مثله فی عامة کتب الفقه الحاصل منکوحۃ الغیر سے بدون طلاق و انقضائے عدت کے نکاح درست نہیں ہے اور وہ نکاح منعقد نہیں ہوتا اور حرمت منکوحۃ الغیر قطعیہ ہے جیسا کہ آیت والمحصنات الآیۃ [۴] سے ثابت ہے لہذا ناکح مذکور فاسق مرتکب کبیرہ کا ہے البتہ چوں کہ تکفیر مسلم میں فقہاء نے بہت احتیاط فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اگر ننانوے وجوہ کسی شخص میں کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو اور وہ بھی ضعیف ہو تو مفتی کو میلان عدم تکفیر کی طرف لازم ہے [۵] اور چونکہ صورت مذکورہ میں تاویل ممکن ہے اس لئے تکفیر سے بچنا چاہیئے اور اس شخص کو کافر نہ کہا جاوے اور معاملہ مسلمانوں کا اس کے ساتھ کیا جاوے اس کو فاسق و عاصی کہا جاوے اور توبہ کرائی جاوے۔ فقط

---

(۱) اما نکاح منکوحة الخ. ط.س. ج۳ص۵۱٦ باب العدة

(۲) وتقدم فی باب المهر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدة و ثبوت النسب (ردالمحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج۲. ط.س. ج۳ص۵۱٦) ظفیر

(۳) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٤٨٢ ج۲. ط.س. ج۳ص۱۳۲. ظفیر

(٤) سورة النساء رکوع ٤

(۵) وقد ذکر وان المسئلة والمتعلقة بالکفر اذا کان لها تسع و تسعون احتمالا لکفر واحتمال واحد فی نفیه فالا ولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی لان الخطا فی ابقاء الف کا فر اهون من الخطا فی افناء مسلم واحد الخ (شرح فقه اکبر ص ۱۹۹) ظفیر

شوہر پاگل ہو اور نان و نفقہ کی خبر نہ لے آیا بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۶۵) زید چھ برس سے پاگل ہے اور اس حالت میں بیوی کے نان و نفقہ کی خبر نہیں لے سکتا ایسی حالت میں اس کی بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) مجنوں کی زوجہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی[1] لیکن اگر مجنوں کے پاس کچھ مال جائیداد ہے تو اس میں سے زوجہ کو خرچ دیا جائے۔

دوسرا نکاح منکوحہ کا جو زبردستی کیا گیا جائز نہیں

(سوال ۷۶۶) ہندہ بیوہ نے اپنا نکاح اپنی رضاء سے کیا اور گواہ بھی موجود ہیں اب اس عورت کو کسی نے مارپیٹ کر نکاح سے منکر کرا دیا اور نکاح خواں سے بھی انکار کرا دیا اب وہ نکاح خواں اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے کرتا ہے حالانکہ پہلے نکاح کا بھی مقر ہے مگر جبراً منکر ہے کوئی عالم صاحب کہتے ہیں کہ جب عورت منکر ہے تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے اور عورت سے خلوت بھی ہو چکی ہے پہلے شوہر سے

(الجواب) بیوہ بالغہ کا نکاح خود اس کی رضا و اجازت سے کفو میں صحیح ہو جاتا ہے اور جب کہ دو گواہ عادل نکاح کے موجود ہوں تو عورت کا انکار شرعاً معتبر نہیں ہے[2] اور اس صورت میں دوسرے شخص سے نکاح اس کا جائز نہیں ہے اور نکاح کرنے والا وغیرہ شرکاء سب عاصی و فاسق ہیں اگر دو گواہ معتبر نکاح سابق کے موجود نہیں ہیں اور عورت منکر ہے تو پھر وہ نکاح ثابت نہیں ہے ایسی حالت میں کسی عالم کا فسخ یا عدم جواز کا حکم کرنا صحیح ہے۔ فقط

جس کو کالا پانی کی سزا ہو گئی اس کی بیوی دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۷۶۷) ایک شخص کو بحکم سرکار کالا پانی ہو گیا اب اس کے آنے کی امید نہیں ہے تو اس کی بیوی کو دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب تک وہ شخص زندہ ہے یا طلاق نہ دیوے اس وقت تک اس کی زوجہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی وہ نکاح شرعاً باطل ہو گا۔[3] فقط

نکاح کرنے کے بعد انکار کرنے سے نکاح رہتا ہے یا نہیں

(سوال ۷۶۸) ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح ایک جگہ کر دیا بعد میں کسی وجہ سے دختر اور اس کا باپ

---

(۱) ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا کجنون و جذام و برص و رتق و قرن الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸۲۲ ج۲. ط.س. ج۳ ص ۵۰۱) مجنوں کی بیوی کس طرح چھٹکارا حاصل کرے اس کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ اور کتاب الفسخ والتفریق ظفیر

(۲) فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضاء ولی الخ ولہ الاعتراض فی غیر الکفؤ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۷ و ص ۴۰۸ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۵۵) ظفیر (۳) اما نکاح منکوحۃ الغیر الخ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج۲. ط.س. ج۳ ص ۵۱۶) ظفیر

دونوں منکر ہو گئے اس صورت میں وہ نکاح صحیح رہا یا نہیں ؟

(الجواب) جس سے پہلے نکاح ہوا وہ صحیح ہو گیا دوسری جگہ اس کا نکاح صحیح نہیں ہے اور بعد نکاح کر دینے کے ولی یا خود دختر کے انکار کر دینے سے نکاح مذکور فسخ نہیں ہوتا شوہر دعویٰ کر کے اپنی زوجہ کو رخصت کرا سکتا ہے۔

مطلقہ نے طلاق کے بعد دوسرا نکاح کر لیا اب بذریعہ عدالت پھر اس عورت کو حاصل کر لیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۷۶۹) خلاصہ سوال یہ ہے کہ میاں دین نے اپنی زوجہ بتولن کو خط میں طلاق بائن لکھ کر بھیج دی عورت نے دوسرا نکاح کر لیا اس کے بعد جب میاں دین گھر آیا تو اس نے نالش کر دی کہ میری عورت کو فلاں شخص نے بھگا دیا بخوف قید عقد ثانی والے شوہر نے انکار کر دیا کہ میرے یہاں عورت نہیں ہے عدالت نے مسماۃ بتولن میاں دین کو واپس کرا دی تو وہ عورت میاں دین کے لئے حلال ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں موافق اس طلاق نامے کے اگر یہ طلاق نامہ میاں دین کا لکھا ہوا ہے یا اس نے دوسرے شخص سے لکھوا کر اس کی تصدیق کی اور خوشی سے دستخط کئے تو اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گی[1] اور عدت کے بعد جو دوسرے شخص سے اس نے نکاح کیا وہ صحیح ہو گیا اب وہ عورت میاں دین کے لئے حلال نہیں ہے البتہ لوگوں کو طلاق نامہ لکھنے سے یا اس کے تسلیم کرنے سے انکار کرے اور دو گواہ عادل نہ ہوں تو پھر وہ عورت میاں دین کے لئے حلال ہے۔

نکاح ہوا اور انگوٹھا نہیں لگایا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۷۷۰) ایک عورت کا نکاح ہو چکا ہے مگر بوقت نکاح سرکاری رجسٹر پر انگوٹھے نہیں لگائے اب عورت مذکورہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب اس عورت کا نکاح ہو چکا ہے تو دوسرے شخص سے اس کا نکاح باطل اور حرام ہے کیوں کہ منکوحۃ الغیر کا نکاح حرام ہے کما قال اللہ تعالیٰ والمحصنٰت من النساء الآیۃ[2] فقط

خاوند سے عاجز ہو کر پیشہ عصمت فروشی کر لیا اب دوسرے سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۷۷۱) عورت نے اپنے خاوند کی لاپرواہی سے دام مصیبت میں پھنس کر حکومت سے سند حاصل کر کے بازار میں ناجائز کام شروع کر دیا ہے اب وہ نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے تو اس کو طلاق کی ضرورت

---

(۱) کتاب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی و قیل مطلقا و علی نحو الماء فلا مطلقا ولو کتب علی وجہ الرسالۃ والخطاب کان یکتب یا فلانۃ اذا اتاک کتابی ہذا فانت طالق طلقت بوصول الکتاب (درمختار) اما ان ارسل الطلاق بان کتب اما بعد فانت طالق فکما کتب ہذا یقع الطلاق وتلزمھا العدۃ من وقت الکتابۃ (رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۹ ج۲. ط.س. ج۳ص۲۴٦) ظفیر

(۲) سورۃ النساء : ٤

ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی شخص اپنی سالی کو بلا نکاح رکھ لے اور بچہ بھی پیدا ہو گیا اور منکوحہ کو بلا طلاق علیحدہ کر دے تو زوجہ کو طلاق ہو گئی یا طلاق لینے کی ضرورت ہے؟

(الجواب) طلاق لینے کی ضرورت ہے بدون طلاق کے دوسرا نکاح کرنا اس کو جائز نہیں ہے۔[1]

(۲) طلاق لینے کی اس کو ضرورت ہے بدون طلاق کے پہلی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور سالی کو رکھنا بحالت موجودہ جائز نہیں ہے۔[2] فقط

جب نکاح ہو چکا ہے تو عدالت انگلشیہ کے فیصلہ سے وہ ختم نہیں ہو سکتا

(سوال ۷۷۲) ہندہ کا ایک شخص سے نکاح ہوا تھا لیکن دو تین سال بعد منکر نکاح ہو کر شوہر کے مکان میں نہیں جاتی شوہر نے مجبور ہو کر دعویٰ عدالت میں دائر کیا حاکم نے گواہ لیکر یہ فیصلہ کیا کہ نکاح ہونے کا مجھے اعتبار نہیں ہے اب ہندہ دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر نکاح درحقیقت ہو گیا تھا تو عورت کے انکار کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹا۔ اس عورت کو دوسرے مرد سے نکاح درست نہیں ہے جب کہ اس کو معلوم ہے کہ میرا نکاح اول شخص سے ہو گیا ہے باقی ثبوت نکاح عند الحاکم دو گواہان عادل سے ہو سکتا ہے[3] پس شوہر دعویٰ نکاح کا کرے اور عورت انکار کرے تو مرد اگر دو گواہ عادل نکاح کے پیش کرے تو نکاح ثابت ہو گا ورنہ ثابت نہ ہو گا لیکن عورت کو جب کہ معلوم ہے کہ میرا نکاح اس سے ہو چکا ہے تو حاکم وقت کے نزدیک ثابت نہ ہونے سے اس کو یہ درست نہیں ہے کہ بدون طلاق دیئے شوہر اول کے دوسرے شخص سے نکاح کرے قال فی الشامی اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لا یوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً[4] الخ ص ۳۵۰ ج ۲ فقط

جب شوہر بارہ سال تک خبر نہ لے تو دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۷۳) مسماۃ رحمت بیوہ نے اپنی دختر مسماۃ چراغی نابالغہ کا نکاح مسمی ہندو کے ساتھ کر دیا تھا جس کو عرصہ بارہ سال کا ہو چکا ہے ہندو ند کور نے کوئی خبر گیری اپنی بیوی کی نہیں کی بلکہ پاس تک بھی نہیں گیا اور نہ طلاق دیتا ہے نہ خبر گیری کرتا ہے لڑکی جوان ہے خاوند کے گھر جانا نہیں چاہتی اور اس کی والدہ بھی دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے اس صورت میں جو حکم شرعی ہو اس سے مطلع فرمائیں؟

---

(۱) جب تک شوہر نے طلاق نہیں دی ہے شوہر کی بیوی ہے چاہے حرام کاری کا پیشہ اختیار کرے واما نکاح منکوحة الغیر الخ لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار ص ۴۸۲ ج ۲ ط.س. ج ۳ ص ۵۱۶) ظفیر

(۲) سالی کے ساتھ اس نے جو کچھ کیا وہ زنا کے حکم میں ہے اور بیوی کا رشتہ طلاق کے بعد ہی ختم ہو سکتا ہے۔ ظفیر

(۳) ونصابها (ای الشهادة) لغیر ها من الحقوق سواء کان الحق مالاً او غیره کنکاح و طلاق ووکالة الخ رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ص ۵۱۵ و ص ۵۱۶ ج ۴. ط.س. ج ۳ ص ۴۶۴، ۴۶۵)

(۴) دیکھئے رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲. ط.س. ج ۳ ص ۵۱۶ ظفیر

(الجواب) مسئلہ شرعی اس صورت میں یہ ہے کہ مسماۃ رحمت جب کہ ولی جائز چراغی نابالغہ کی تھی اور اسی حالت میں اس نے چراغی کا نکاح مسمی بندو کے ساتھ کیا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا [۱] اب جب تک بندو طلاق نہ دے یا فوت نہ ہو جائے چراغی کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں ہے جس طرح ہو جبراً قہراً بندو سے طلاق لی جاوے۔[۱] فقط

بلا طلاق منکوحہ نے جو دوسرا تیسرا نکاح کیا وہ صحیح نہیں ہوا

(سوال ۷۷٤) امراة بالغة زوجت نفسها بامر ابيها فصحب بها الزوج مدة ودخل بها مرارا ثم فرمنه الى ديار اخر فزوجها الثانى ولم يطلقها الاول فولدت بنتا و مات الزوج الثانى ثم زوجها الثالث فولدت بنتين و زوجها الاول حى طالب وهى راغبة فهل النكاح الاول باق ام لا وهل صح الثانى و الثالث و كيف حال البنات وكيف المصلحة فيه ؟

(الجواب) النكاح الاول باق ولم يصح النكاح الثانى والثالث والبنات للثانى والثالث و ترد الزوجة الى الاول قال فى الدرالمختار غاب عن امراته فتزوجت بآخر و ولدت اولادا ثم جاء الزوج الاول فالا ولاد للثانى على المذهب الذى رجع اليه الامام و عليه الفتوىٰ كما فى الخانيه والجوهرة والكافى [۲] فقط

ولی کی اجازت سے نابالغہ کا نکاح ہو جاتا ہے اور وہ بلا طلاق دوسری شادی نہیں کر سکتی

(سوال ۷۷۵) آٹھ سالہ لڑکی کی شادی کرنا درست ہے یا نہیں اور جس میں عرصہ چھ سال کے اندر کل ایک یوم کے واسطے گئی ہو اگر خاوند کی رضامندی نہ ہو طلاق لینے کی کوئی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) آٹھ سال کی عمر میں اگر لڑکی کی شادی اس کے والد اور ولی نے کی تو نکاح صحیح ہو گیا اب جب تک شوہر بالغ ہونے کے بعد طلاق نہ دیوے اس وقت تک وہ لڑکی اس کے نکاح سے باہر نہیں ہوئی اس کی زوجہ ہے بدون طلاق دینے شوہر کے دوسری جگہ نکاح اس کا جائز نہیں ہے۔[۳] فقط

شوہر چوری کی وجہ سے جیل چلا جائے تو بیوی دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۷۷٦) میری لڑکی کی شادی بھرت پور میں ایک شخص سے ہو گئی تھی وہ شخص جواری اور چور ہے اس وجہ سے اس کو ڈھائی برس کی سزا ہو گئی ہے میری لڑکی کا ایسی حالت میں دوسرا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) بہار و اڑیسہ میں قاضی شریعت کے یہاں درخواست دیکر فسخ نکاح کرا سکتی ہے اور دوسرے صوبوں میں مسلمان پنچایت کے ذریعہ جس میں عالم کا ہونا بھی ضروری ہے دیکھئے حیلہ الناجزہ از تھانویؒ یا کتاب الفسخ والتفریق از مولانا رحمانی ظفیر

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ٨٦٨ ط.س.ج٣ص ٥٥٢. لوعاد حيا بعد الحكم بموت اقرانه قال الطحطاوى الظاهر انه كالميت اذا احى والمرتد اذا اسلم الخ و نقل ان زوجته له والا ولاد للثانى (رد المحتار كتاب المفقود ص ٤٥٨ ج٣ ط.س.ج٤ص ٢٩٧) ظفير

(٣) وللولى انكاح الصغير والصغيرة جبراً ولو ثيبا الخ ولزم النكاح ولو بغبن فاحش (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار باب الولى ص ٤١٧ ج٢ ط.س.ج٣ص ٦٥) ظفير

(الجواب) شوہر سے طلاق دلوائی جائے بدون طلاق دینے شوہر کے دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

اگر کوئی سرکاری عدالت سے شوہر کے خلاف فیصلہ حاصل کرلے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۷۷۷) زید نے ہندہ اپنی زوجہ کو میکے نہ جانے دیا ایک اجنبی آدمی جبراً قہراً زید کی بی بی کو لے گیا اور چار ماہ اپنے گھر رکھا زید نے عدالت میں دعویٰ کیا فیصلہ زید کے خلاف ہوا تو ایسی صورت میں اجنبی شخص ہندہ سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) فیصلہ خلاف ہونے پر زید کی زوجہ زید کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور وہ شخص اجنبی عورت سے نکاح نہیں کرسکتا کیوں کہ منکوحۃ الغیر سے نکاح حرام ہے قال اللہ تعالیٰ والمحصنٰت من النساء الآیۃ[1] یعنی حرام ہے نکاح خاوند والی عورتوں سے۔ فقط

دادا نے نابالغہ کا نکاح کردیا مگر اب شوہر خبر نہیں لیتا کیا کیا جائے؟

(سوال ۷۷۸) لڑکی نابالغہ یتیمہ ۳ سالہ کا نکاح اس کے دادا نے اپنی قوم میں کردیا جس کو ۱۴ سال ہوتے ہیں آج تک لڑکے والوں کا کوئی شخص واپس نہیں آیا نہ لڑکی کی روٹی کپڑے کی فکر کی مگر معلوم ہوا ہے کہ وہ لڑکا اور اس کی ماں زندہ ہیں، ایسی حالت میں لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی حالت میں لڑکی کا دوسرا نکاح عند الحنفیہ درست نہیں ہے اگر شوہر طلاق دیدیوے تو عدت گزار کر دوسرا نکاح ہوسکتا ہے بدون طلاق لئے نہیں ہوسکتا۔ کذافی الدر المختار[2] فقط

شوہر کی موجودگی میں جس غیر کا حمل ہوگیا اس سے نکاح

(سوال ۷۷۹) زید کا ہندہ سے نکاح ہوا چند ماہ اپنے شوہر کے پاس رہ کر اپنے عزیزوں میں آگئی اور چند سال رہی کچھ دن بعد ہندہ اور خالد میں تعلقات ہوگئے اور خالد سے ہندہ کو حمل رہ گیا حمل سے تین ماہ بعد ہندہ کے عزیزوں نے خالد کو زید کے انتقال کی خبر دی اور اس قدر مدت کے بعد خبر دی جو ایام عدت کے برابر ہیں اس صورت میں دونوں کا نکاح صحیح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ کا نکاح خالد سے بعد وضع حمل کے ہوسکتا ہے اس سے پہلے درست نہیں کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ شوہر کی موت سے اگر دو برس کے اندر بچہ پیدا ہو جائے تو نسب اس کا شوہر متوفی سے ثابت ہوتا ہے کما فی الدر المختار[3] و یثبت نسب ولد معتدۃ الموت لا قل منهما من وقته ای الموت اذا کانت کبیرۃ ولو غیر مدخول بها الخ باب ثبوت النسب و فیه ایضاً من العدۃ وفی

---

(۱) سورۃ النساء : ۴

(۲) ایسی حالت میں کہ شوہر نہ حقوق ادا کرے اور نہ طلاق دے تو جہاں محکمہ قضا امیر شریعت کے تحت نظم ہے وہاں قاضی کے ذریعہ ورنہ مسلمان پنچایت کے ذریعہ نکاح فسخ کراوے پھر نکاح کی بات سوچے تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ اور کتاب الفسخ والتفریق ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۰ ج ۲ ط.س.ج ۳ ص ۵۴۳. ظفیر

حق الحامل مطلقاً ولو امة او كتابيةً او من زنا. بان تزوج حبلى من زنا و دخل بها ثم مات الخ وضع جميع حملها الخ.[1] فقط

شوہر کے رہتے ہوئے بلا طلاق دوسرا نکاح باطل ہے البتہ شوہر کے مرنے کے بعد جس سے چاہے شادی کر سکتی ہے

(سوال ۷۸۰) ایک عورت نے اپنے زندہ شوہر کو چھوڑ کر دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا اور پہلے نے طلاق نہ دی تھی اب پہلا خاوند مر گیا اب دوسرے خاوند سے نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور زیادہ مستحق اس کے نکاح کا کون ہے اور عورت تیسرے سے بھی نکاح کر سکتی ہے یا دوسرا ہی مستحق ہے؟

(الجواب) دوسرے مرد سے اس کا نکاح ناجائز اور باطل ہے پہلا نکاح قائم رہا بعد مرنے شوہر اول کی عدت وفات دس دن چار مہینے پوری کر کے جس سے چاہے وہ عورت نکاح کر سکتی ہے اس شخص ثانی کا جس نے اپنے گھر میں رکھا کچھ حق نہیں بلکہ وہ اس فعل سے فاسق و عاصی ہوا۔ فقط

شریر شوہر بھی جب تک طلاق نہ دے دوسرا نکاح درست نہیں

(سوال ۷۸۱) عرصہ زائد از چھ سال منقضی ہوا کہ میرے شوہر نے شرارت سے مجھے چھوڑ رکھا ہے نان و نفقہ سے سخت مجبور ہوں سنا گیا ہے کہ کسی رنڈی کے یہاں مجھے فروخت کرنے پر آمادہ تھا اس صورت میں دوسرا نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسے شوہر سے جس طرح ہو طلاق لی جاوے بعد طلاق کے اور بعد گزرنے عدت کے دوسرا نکاح صحیح ہوگا طلاق سے پہلے دوسرا نکاح کرنا عورت کو درست نہیں ہے۔[2] فقط

بلا طلاق پندرہ سال سے دوسرے کے گھر میں ہے کیا اس سے نکاح ہو سکتا ہے؟

(سوال ۷۸۲) ایک عورت تقریباً پندرہ سال سے شوہر کے گھر سے نکل کر دوسرے شخص کے گھر میں آباد ہو گئی ہے اور شوہر نے ابھی تک اس کو طلاق نہیں دی کیا اس عورت کا نکاح اس شخص کے ساتھ ہو سکتا ہے جس کے گھر میں اب رہتی ہے؟

(الجواب) جب تک شوہر اول طلاق نہ دے یا فوت نہ ہو جاوے اور عدت نہ گزر جاوے اس وقت تک دوسرے شخص سے نکاح درست نہیں ہے۔ فقط

بد دین جاہل شوہر کی بیوی بھی بغیر طلاق دوسرا نکاح نہیں کر سکتی

(سوال ۷۸۳) ایک جاہل سے ایک خواندہ لڑکی کی شادی غلطی سے ہو گئی اب لڑکی شوہر کی بد دینی کی وجہ

---

(۱) ایضاً باب العدت ص ۸۳۱ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۵۴۳. ظفیر

(۲) ایسے شوہر کے خلاف محکمہ قضاء میں درخواست دیکر مسلمان قاضی یا مسلمان پنچایت سے نکاح فسخ کرا سکتی ہے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ اور کتاب الفسخ والتفریق۔ ظفیر

سے متنفر ہے از روئے شریعت کیا کرنا چاہئیے۔ فقط

(الجواب) اس صورت میں جب تک شوہر طلاق نہ دے گا اس وقت تک کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہو سکتی اور نہ دوسرا نکاح ہو سکتا ہے۔ فقط

عورت بلا طلاق اور بلا فسخ دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی

(سوال ۷۸٤) بموجودگی شوہر اول و بلا طلاق او زوجہ اش نکاح ثانی بیتوال کر دیانہ زوجہ مذکورہ نکاح ثانی بموجودگی شوہر اول کردہ است از شوہر ثانی اولاد ذکور و اناث کہ پیدا شدہ موجود است در ترکہ او استحقاق ملکیت می وارد۔ ایں اولاد کہ از شوہر دیگر است شرعاً حکم حلالش میدارد؟ اکنوں اگر شوہر اول زن خود را خواہد در حق او شرعاً چہ حکم است؟

(الجواب) بموجودگی شوہر اول و عدم طلاق او نبودن امرے کہ موجب فسخ نکاح مابینہما باشد زنش را نکاح ثانی جائز نیست و باوجود علم بآنکہ شوہرش موجود است وطلاق نداده و ہیچ وجہ از وجوہ فرقت درمیاں واقع نہ شده است نکاح شوہر ثانی باآں زن باطل و کالعدم است و اولادش صحیح النسب نیست و ارث ترکہ شوہر ثانی ہم نیست کما قال فی البحر لو تزوج بامراة الغیر عالماً بذلك و دخل بها لا تجب العدة علیها ولا یحرم علی الزوج وطؤها وبه یفتی لانه زنا والمزنی بهالا تحرم علی زوجها الخ شامی[1] ص ۲۹۳ ج۲ وفیه ایضاً اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فالدخول فیه لا یوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً الخ[2] ص ۳۵۰ ج۲ پس واضح گشت کہ بصورت موجوده نکاح ثانی باطل است و اولادش ولد الحرام است و وارث ترکہ شوہر ثانی نیست و نکاح شوہر اول باقی است و او طئ جائز است و زوجہ اش باو سپرد خواہد شد۔

صرف وہم و گمان سے شوہر کو مردہ سمجھ کر نکاح کرنا درست نہیں

(سوال ۷۸۵) امام الدین کا کچھ روپیہ اس کے بھائی کے پاس تھا اس نے خط لکھا کہ میرا روپیہ بھیج دو جب روپیہ کے پہنچنے میں دیر ہوئی تو بیماری کی حالت میں وہ خود آیا اس وقت مرض وبائی تھا اس کے بھائی نے کہا کہ میں نے تمہارا روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیا ہے تم خود جاؤ اور وصول کر لو وہ واپس اپنے وطن کو چلا گیا مگر اس وقت زیادہ بیمار ہو گیا تھا اور بھانجہ نے ریل میں سوار کرا دیا جب امام الدین وطن نہ پہنچا اس کی بیوی نے اس کے بھائی کو خط لکھا کہ میرے خاوند کو جلد بھیج دو تا کہ روپیہ منی آرڈر کا وصول کرلے یہاں سے جواب لکھا گیا کہ اس کو فلاں تاریخ کو ریل میں سوار کرا دیا تھا اور وہ بیمار بھی تھا تب اس کی بیوی بچوں کو فکر ہوا اور تلاش سے بھی پتہ نہ چلا اس کی بیوی نے یہ سمجھ کر کہ وہ مر گیا عدت وفات گزار کر نکاح کر لیا آیا یہ نکاح اس صورت میں صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کو یہ خبر پہنچی کہ تیرا شوہر مر گیا ہے اور اس خبر پر اس نے عدت

---

(۱) رد المحتار فصل فی المحرمات قبیل باب الولی ص ۴۰۲ ج۲ ط.س. ج۳ ص ۵۰. ظفیر

(۲) رد المحتار باب المهر ص ۴۸۲ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۳۲. ظفیر ۔

وفات دس دن چار ماہ پورے کر کے دوسرا نکاح کیا تو دوسرا نکاح صحیح ہے اور اگر بلا کسی کی خبر دینے کے محض یہ خیال کر کے کہ میرا شوہر فوت ہو گیا ہو گا ورنہ ضرور آتا عدت گزار کر نکاح ثانی کیا تو نکاح ثانی اس صورت میں صحیح نہیں ہوا در مختار میں ہے غاب عن امراته فتزوجت بآخر الخ قوله غاب عن امراته الخ شامل لما اذا بلغها موته او طلاقه فاعتدت و تزوجت[1] الخ شامی فقط

شوہر کا دعویٰ خارج کر دے تو اس سے عورت کو شادی کا حق نہیں ہوتا

(سوال ۷۸۶) ایک عورت بیوہ نے ایک مرد کے ساتھ نکاح کیا اور چار ماہ تک اس کے گھر میں رہی پھر گھر سے نکل گئی بوجہ تکرار شدید کے کہ شخص ناکح کی منکوحہ قدیم بھی ہے اور عمر ناکح کی ساٹھ پینسٹھ سال ہے اب وہ عورت اس کے گھر میں رہنے سے قطعاً انکار کرتی ہے شخص مذکور لینے کو آیا تو اس کے ساتھ نہیں گئی اور مرد پر بہت کچھ تشدد کیا لاٹھی بھی ماری اور دوسری جگہ نکاح کر لیا ایک ماہ یا دو ماہ بعد وہاں سے بھی کہیں اور چلی گئی اب اس شخص نے جس کے یہاں چار ماہ تک رہی تھی عدالت مجاز میں دعویٰ کیا عورت گرفتار ہوئی عورت کا بیان لیکر عدالت نے دعویٰ اس شخص کا خارج کر دیا اور عورت کو خود مختار کر دیا اب یہ عورت ایک اور شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہے کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب تک وہ شخص جس نے اس بیوہ سے نکاح کیا تھا اور عدالت مجاز سے اس کا دعویٰ خارج کر دیا گیا تھا طلاق نہ دے اور عدت نہ گزر جاوے دوسرے شخص سے وہ عورت نکاح نہیں کر سکتی اگر کرے گی تو نکاح باطل متصور ہوگا۔[2] فقط

شوہر گھر سے نکال دے تو عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۸۷) ایک لڑکی بالغہ کو اس کے شوہر نے نکال دیا ہے اس کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) دوسری جگہ نکاح شوہر اول سے طلاق لینے کے بعد ہو سکتا ہے یعنی جس وقت شوہر اول طلاق دیدے اور عدت طلاق کی تین حیض گزر جاویں اس وقت دوسرے مرد سے وہ عورت نکاح کر سکتی ہے محض نکال دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی البتہ اگر شوہر یہ لفظ کہے اپنی زوجہ کو کہ نکل جاؤ اور چلی جاؤ اور نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہو تو طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے اور بعد عدت کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے غرض یہ کہ نکل جاؤ وغیرہ الفاظ کنایہ ہیں ان میں اگر نیت طلاق کی ہو تو واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں اور نیت کا حال شوہر کے کہنے سے معلوم ہو سکتا ہے یا قرائن ایسے ہوں جن سے معلوم ہو جاوے کہ نیت شوہر کی طلاق کی ہے اور یہ تفصیل کتب فقہ میں ہے کہ بعض کنایات میں مذاکرہ طلاق اور بعض میں حالت غیض و غضب قرینہ طلاق کے مراد ہونے کا ہوتا ہے اور نکل جا وغیرہ ان الفاظ میں سے ہیں کہ ان میں ہر حال میں نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ کذافی الدر المختار[3] فقط

---

(۱) رد المحتار للشامی باب ثبوت النسب ص ۸۶۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص۵۵۲. ظفیر (۲) والمحصنت من النساء (سورة النساء : ٤) (۳) كناية عند الفقها مالم يوضع له اى الطلاق واحتمله وغيره فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية اودلالة الحال الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الكنايات ص ٦٣٥ وص ٦٣٦ ج۲ .ط.س. ج۳ ص۲۹٦)

بیس برس سے جو عورت شوہر سے علیحدہ ہو وہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۷۸۸) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک عورت بیس برس سے اپنے شوہر سے علیحدہ ہے تو وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب تک اس عورت کے شوہر سے طلاق نہ لی جاوے اس وقت تک دوسرا نکاح اس کا صحیح نہ ہوگا اول اس سے طلاق لی جاوے بعد طلاق کے جس وقت عدت گزر جاوے اس وقت دوسرے شخص سے اس کا نکاح صحیح ہوگا۔ فقط

غیر مطلقہ سے نکاح عدالت کے فیصلہ کے باوجود جائز نہیں

(سوال ۷۸۹) اصغری و اکبری دو بہنیں ہیں اصغری کا نکاح زید کے ساتھ ہوا لیکن کچھ عرصہ کے بعد اصغری کے ساتھ اپنے نکاح کا دعویٰ عدالت میں دائر کرا کر بابحہ ثابت کر کے اصغری کو اپنے قبضہ میں کر کے نکاح کر لیا بغیر طلاق دینے زید کے اور اکبری نے زید سے اپنا نکاح کر لیا بعدہ عمر پاگل ہو کر پاگل خانہ پہنچ گیا جس کو آٹھ دس سال ہوئے اور لا علاج ہے اصغری بکر کے پاس رہنے لگی جس سے بغیر نکاح کے ایک لڑکا تولد ہوا جو اب سات آٹھ سال کا ہو چکا ہے لیکن اب بکر اصغری کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے زید و عمر سے طلاق نامہ حاصل کرنا ناممکن ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب تک زید اصغری کو طلاق نہ دیوے اور عدت نہ گزر جاوے اس وقت تک بکر کے ساتھ اسکا نکاح صحیح نہ ہوگا اور عمر کے ساتھ اصغری نکاح جائز نہ ہوا تھا[1] اور نہ زید کا اکبری کے ساتھ کیونکہ اکبری کی بہن اصغری زید کے نکاح میں ہنوز موجود ہے۔[2] فقط

خنثیٰ سے جب نکاح کر دیا گیا ہو تو دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۹۰) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے والدین نے ایک مرد خنثیٰ سے کر دیا اعضائے تناسل بہت صغیر ہے اور اس کی جڑ میں ایک سوراخ ہے اس میں سے پیشاب آتا ہے بعد بلوغ لڑکے کے یہ بات ظاہر ہوئی اس صورت میں اگر وہ لڑکی دوسرے سے عقد کرنا چاہے تو بلا طلاق کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ شخص جس سے لڑکی نابالغہ کا نکاح کیا گیا ہے خنثیٰ مشکل ہے کہ اس کا مرد و عورت ہونا متحقق نہیں ہے تو وہ نکاح موقوف رہتا ہے بعد میں اگر متحقق ہو جاوے کہ مرد ہے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور اگر متحقق ہو جائے کہ وہ عورت ہے تو نکاح باطل ہے کیوں کہ عورت کا نکاح عورت سے صحیح نہیں ہے اور خنثیٰ مشکل وہ ہے کہ اس کے دونوں علامتیں ہوں مرد کی بھی عورت کی بھی یا کوئی بھی نہ ہو اور اگر اخیر تک بھی اشکال باقی رہے کہ نہ اس کا مرد ہونا معلوم ہو نہ عورت ہونا تو نکاح باطل ہو جاتا ہے[3] صورت

---

(۱) اما نکاح منکوحۃ الغیر الخ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار ص ۴۸۲ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۳۲) اور حکومت کا فیصلہ غلط ہے (۲) وحرم الجمع بین المحارم نکاحا وعدۃ الخ (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۳۸) ظفیر (۳) ہو عقد یفید ملک المتعۃ ای حل استمتاع الرجل من امراۃ لم یمنع من نکاحہا مانع شرعی فخرج الذکر والخنثی المشکل (درمختار) ای ایرادالعقد علیہما لا یفید ملک استمتاع الرجل بہما لعدم محلیتہما الخ (رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۶ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۳ ..... ۴) ظفیر

مسئولہ میں سائل نے یہ لکھا ہے کہ عضو تناسل اس کا بہت صغیر ہے اور اس کی جڑ میں سوراخ ہے کہ اس سے پیشاب آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ خنثیٰ نہیں ہے بلکہ رجل ہے لیکن نامرد اور عنین ہے اس میں حنفیہ نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اس صورت میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے پھر اگر عضو تناسل شوہر کا اس قدر صغیر ہے کہ مثل گھنڈی کے ہے کہ ادخال اس کا فرج زوجہ میں ممکن نہیں ہے تو حکم اس کا مجبوب یعنی مقطوع الذکر کا سا ہے کہ عورت کی طلب پر قاضی ان میں فوراً تفریق کرادے گا اور جو ایسا نہیں بلکہ عنین ہے تو ایک سال کی مہلت شوہر کو بغرض علاج دی جاتی ہے اس کے بعد اگر عورت طلب کرے قاضی تفریق کرادے گا[1] مگر اس زمانہ میں جب کہ قاضی نہیں تو حکم مسلم فریقین یہ کام کرے گا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بدون طلاق دینے شوہر کے اور بدون گزرنے عدت کے اگر خلوت ہو چکی ہے دوسرا نکاح درست نہیں ہے۔ فقط

دائم الحبس کی بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۷۹۱) ایک شخص کو حکام وقت نے دائم الحبس کیا اور آب شور سے گزران کر دیا باقی عورت منکوحہ الغہ غیر مدخولہ اسکے گھر موجود ہے بسبب خوف فتنہ زنا اور عدم نفقہ بعد فرقت و فسخ نکاح اول اس عورت کو کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں عورت اپنے نکاح کو فسخ نہیں کر سکتی اور دوسرا نکاح نہیں کر سکتی مفقود کا مسئلہ یہاں جاری نہیں ہو سکتا جب تک شوہر طلاق نہ دے یا موت کی خبر نہ آجاوے اور عدت نہ گزر جاوے اس وقت تک دوسرا نکاح درست نہیں ہو سکتا۔ فقط

عدت کے اندر نکاح جائز نہیں اور جو ایسا کریں یا کرائیں وہ فاسق ہیں

(سوال ۷۹۲) بعض اشخاص عدت طلاق کے اندر نکاح کرتے کراتے ہیں ان کی بابت کیا حکم ہے اور یہ صحیح ہے یا نہیں ان کے لئے کیا کفارہ ہے؟

(الجواب) عدت کے اندر نکاح ثانی کرنا باطل و ناجائز ہے عدت کے اندر نکاح منعقد نہیں ہوتا عدت کے اندر ہرگز نکاح نہ کرنا چاہئے عدت طلاق کی تین حیض ہیں اس کے بعد نکاح جائز ہے اور جو شخص ایسا کرتے ہیں اور کراتے ہیں وہ مرتکب فعل حرام کے ہیں اور گناہ گار ہیں[2] ان کے لئے یہی کفارہ ہے کہ توبہ کریں اور آئندہ ہرگز ایسا نہ کریں سوائے توبہ کے اور کوئی سزا یا جرمانہ ان کے لئے نہیں ہے البتہ یہ سزا ہو سکتی ہے کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان سے متارکت کردی جائے اور کوئی تعلق کسی قسم کا ان سے نہ رکھا جاوے۔ فقط

---

(۱) اذا وجدت المرأة زوجها مجبوبا او مقطوع الذكر فقط او صغيره جدا كالزر ولو قصيراً لا يمكنه ادخاله داخل الفرج قوله فرق بينهما الحاكم بطلبها فى الحال الخ ولو وجدته عنينا او خصيا الخ اجل سنة الخ فان وطئ مرة والا بانت بالتفريق بطلبها (الدر المختار ص ٢٥٤ ج٢ .ط.س.ج٣ص ٤٩٤) ظفير

(۲) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص ٨٣٥ ج٢ .ط.س.ج٣ص ٥١٦) ظفير

جس عورت کا شوہر مر جائے وہ کب نکاح کر سکتی ہے؟

(سوال ۷۹۳) (۱) بیوہ عورت کا نکاح کم از کم کس قدر مدت میں ہونا چاہئے آیا تین مہینہ سترہ دن میں بھی ہو سکتا ہے یا چار مہینہ دس روز ہی مشروط ہیں۔
(۲) شوہر اول کی فوت گاہ قبل از عدت بلا ضرورت چھوڑنے سے عقد ثانی میں کچھ سقم تو نہیں ہے۔
(۳) اگر قبل از مدت چار ماہ دس روز نکاح ہوا تو جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو طلاق دیکر مکرر اسی شخص سے تو نکاح کرنا ضروری نہیں یا اسی کو مجبوراً ختم عدت پر کرنا ہوگا؟
(۴) نکاح ثانی قبل از عدت ہوا تو شب حیض کی تھی اس وجہ سے مجامعت متروک ہوئی تو اس کے واسطے طلاق کی کیا شکل ہے (۵) کسی شخص کا نکاح بالا اسی طریقہ پر کیا گیا ہو کہ عورت کی جھوٹی توصیف کی گئی ہے اور اس کے بر خلاف پاکر ناکح متنفر ہو گیا ہو تو اس کو کیا کرنا چاہئے اور آدمی مہر کی بھی طاقت نہیں رکھتا ہو۔؟
(الجواب) عدت بیوہ یعنی متوفی عنہا زوجہا کی چار ماہ دس یوم ہیں۔[1] اس مدت سے پہلے نکاح نہیں ہو سکتا اور جو نکاح عدت میں ہوا وہ باطل ہے منعقد نہیں ہوا اس میں طلاق کی ضرورت نہیں ہے اور نہ وہ عورت اسی مرد سے نکاح کرنے پر مجبور ہے بعد گزرنے عدت کے جس سے چاہے نکاح کرلے اور ایسے ناجائز نکاح میں بدون دخول و صحبت کے مہر لازم نہیں ہوتا اگر صحبت ہو گئی ہے تو مہر مثل لازم ہے۔[2] فقط

بالغہ کا جو نکاح اجازت سے ہوا دوسرا نکاح درست نہیں؟

(سوال ۷۹۴) ایک شخص نے منصوری پر اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح کر دیا لڑکی شیر کوٹ اپنے مکان پر تھی مگر اس شخص نے کہا کہ میں اپنی لڑکی سے دریافت کر کے آیا ہوں اس نے بخوشی نکاح کی اجازت دیدی ہے اور اس نکاح میں بہت آدمی موجود تھے اب برادری رخصت کرنے سے مانع ہے حالانکہ سب کے روبرو اس نے اقرار کر لیا کہ میں نکاح کر آیا ہوں بہت سے آدمیوں نے روپیہ کی طمع دی ان کے بھکانے سے وہ رخصت نہیں کرتا بلکہ دوسری جگہ نکاح کرنے پر آمادہ ہے اور قبل از نکاح منصوری پر لڑکی کے باپ بابتہ مہر مبلغ پانچ سو روپیہ اور بابتہ نان و نفقہ تحریر کرا لیا ہے برادری کہتی ہے کہ لڑکی کی غیر حاضری میں نکاح نہیں ہوا اور دباؤ ناجائز دیتی ہے شرعاً اس کا نکاح ہو گیا یا نہیں باپ ہر طرح راضی ہے اور تحریر کر دیا ہے اور اب بھکانے سے پھر گیا ہے بہت گواہ موجود ہیں۔
(الجواب) باپ نے جو نکاح دختر بالغہ کا باجازت دختر کے کیا وہ نکاح صحیح ہو گیا اور منعقد ہو گیا اب دوسرے شخص سے نکاح اس لڑکی کا درست نہیں ہے اور برادری کا دباؤ ناجائز ہے اور اس ناجائز دباؤ سے پہلا نکاح نہیں ٹوٹتا

---

(۱) والعدة للموت اربعة اشهر بالاهلة لو فى الغرة وعشر من الايام بشرط بقاء النكاح صحيحا الى الموت مطلقا الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۰ ج۲. ط.س. ج۳ص ۵۱۰) ظفير
(۲) باب النكاح الفاسد انما يجب فيها مهر المثل والعدة بالوطى لا بمجرد العقد ولا بالخلوة (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۶ ج۲. ط.س. ج۳ص۵۱٦) ظفير

نا اورباپ کا انکار کرنا بھی معتبر نہیں ہے جب کہ اس کی تحریر سے اور گواہوں سے نکاح ثابت ہے اور نص
آنی سے منکوحہ کا نکاح باطل اور حرام ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من النساء . فقط

ں کا شوہر مر گیا اس کا نکاح عدت کے اندر درست نہیں

سوال ۷۹۵) ایک عورت کا خاوند ۳ ماہ رمضان کو فوت ہوگیا پورے چار ماہ گزرنے پر اس کے رشتہ داروں
نے اس کا نکاح جبراً ایسے شخص سے کردیا کہ جس سے وہ تنفر تھی یہ نکاح چار ماہ محرم کو ہوا کیا یہ نکاح جو عدت
لے اندر ہوا جائز ہے؟

لجواب) عدت وفات کی مدت دس روز چار ماہ ہیں عدت کے ختم ہونے سے پہلے اگرچہ ایک دو دن پہلے بھی
نکاح ثانی حرام ہے اور باطل ہے وہ نکاح شرعاً صحیح نہیں ہوا قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدة النکاح حتی
غ الکتاب اجلہ الایہ [1] (ترجمہ) اور نکاح کا ارادہ نہ کرو یہاں تک کہ عدت پوری ہوجاوے وقال اللہ
الیٰ والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجاً یتربصن بانفسھن اربعة اشھر و عشراً الایة [2] (ترجمہ)
جو لوگ تم میں سے فوت ہوجاویں اور زوجات کو چھوڑ دیں تو وہ بیوہ عورتیں چار ماہ اور دس دن تک اپنے آپ
نکاح وغیرہ سے روکیں اور عدت کے پورا ہونے کا انتظار کریں۔ فقط

ت کے اندر نکاح درست نہیں ہوا اور ایک دو
لاق کے بعد بھی شوہر سے نکاح درست ہے

سوال ۷۹۶) ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیدی اس کا نکاح عدت میں دوسرے شخص سے کرلیا گیا
بہ زوج ثانی نے بھی طلاق دیدی عورت چاہتی ہے کہ میرا نکاح عدت کے اندر زوج اول سے کرادیا جاوے آیا
ں صورت میں زوج اول سے نکاح اس عورت کا ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب) دوسرا نکاح جو عدت کے اندر ہوا باطل ہوا اس کی طلاق بھی واقع نہ ہوئی [3] اور شوہر اول نے اگر
ن طلاق نہ دی تھی بلکہ ایک یا دو طلاق دی تھی تو اگر صریح الفاظ میں طلاق دی تھی تو عدت کے اندر وہ بلا نکاح
وع کرسکتا ہے اور اگر صریح الفاظ سے طلاق نہ دی تھی بلکہ یہ کنایہ کے الفاظ سے طلاق دی تھی اور طلاق بائنہ
ں تو بلا نکاح رجعت نہیں ہوسکتی لیکن شوہر اول سے نکاح عدت میں اور بعد عدت کے ہوسکتا ہے اور اگر تین
اق دی تھی تو پھر بلا حلالہ شوہر اول سے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ [4] فقط

) البقرة : ۳۰ (۲) البقرة : ۳۰
۲) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۸۲
۲ ط.س. ج۳ ص ۱۳۲) ظفیر
) اذا طلق الرجل امراته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فلم ان یراجعها فی عدتها رضیت بذالك اولم ترض (هدایه باب الرجعه
، ۳۷۳ ج۲ ط.س. ج۳ ص ۲۸۴ ...... ۲۸۶)واذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها
؛ وان کان الطلاق ثلثا الخ لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها (ایضا فصل فیما به
طلقه ص ۳۷۸ ج۲) ظفیر

بسم اللہ کے باپ کا نام نہ بتاؤں تو طلاق اس کہنے کا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۷۹۷) زید نے کہا کہ اگر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے باپ کا نام نہ بتاسکوں تو میری بیوی پر طلاق ہے اور باپ کا نام نہ بتاسکا تو کیا حکم ہے ؟ اس پر مجیب نے احتیاطاً تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم دیا زید جب تجدید نکاح کے لئے اپنی زوجہ کے پاس گیا تو زوجہ نے انکار کیا اور شوہر ثانی کا ارادہ ظاہر کیا آیا زوجہ زید زوج ثانی کی زوجیت میں جاسکتی ہے ؟

(الجواب) اقول و باللہ التوفیق چونکہ حکم تجدید ایمان و تجدید نکاح اس صورت میں احتیاطاً تھا نہ اس وجہ سے کہ یقیناً وہ کافر ہوگیا ہے یمکن التاویل وان کان ضعیفاً لا یحکم بکفرہ رد المحتار وغیرہ لہذا عورت مذکورہ کو یہ جائز نہیں کہ بدون طلاق زید وانقضاء عدت دوسرے شخص سے نکاح کرسکے در مختار میں ہے وما فیہ خلاف یومر بالا ستغفار والتوبۃ و تجدید النکاح الخ قولہ و تجدید النکاح ای احتیاطاً قولہ ای یامرہ المفتی بالتجدید لیکون وطؤہ حلالاً باتفاق و ظاہرہ انہ لا یحکم القاضی بالفرقۃ بینھم واقدم ان المراد بالا ختلاف ولو روایۃً ضعیفۃً رد المحتار شامی جلد ۳، ص ۲۹۹ فقط

خواہ وجہ کچھ بھی ہو منکوحہ کا بلا طلاق نکاح درست نہیں

(سوال ۷۹۸) زید نے اپنی بیوی کو بیچنا چاہا، وہ بلا طلاق علیحدہ ہوگئی وہ دوسرے کے گھر آباد ہے اب اگر دوسرے سے نکاح کرنا چاہتی ہے کیا حکم ہے ؟

(الجواب) جب تک زید طلاق نہ دے اور عدت نہ گزر جائے اس وقت تک دوسرے سے شادی درست نہیں ہے۔

توبہ کرے اور بعد عدت پھر نکاح کرے تو اسے معاف کردیا جائے

(سوال ۷۹۹) زید نے عورت بیوہ سے ایام عدت میں نکاح کرلیا اس خیال سے کہ تا ایام حمل واختتام عدت زید کے والدین عورت کو عدت گزارنے کے لئے اپنے مکان میں نہ رہنے دیں گے برادری نے علیحدہ کردیا کیا حکم ہے ؟

(الجواب) عورت حاملہ کی عدت وضع حمل ہے پس اس سے پہلے جو نکاح کیا گیا وہ باطل اور حرام ہے لہٰذا بعد عدت کے پھر نکاح برضاء زوجین ہونا ضروری ہے اور زید نے اگرچہ کسی خیال سے عدت میں معدوم سمجھ کر نکاح کیا ہو وہ عاصی اور فاسق ہوا توبہ کرے اور نکاح پھر بعد عدت کے کرے اور زید اگر توبہ کرے اور عدت ختم ہونے تک اس کو علیحدہ کردے تو برادری کو چاہئیے کہ اس کا قصور معاف سمجھیں اور اس سے میل جول قائم کریں اس وقت جو کچھ برادری نے زید وغیرہ مجرموں کی تنبیہ کے لئے کیا اچھا کیا بعد توبہ کرنے کے اور اسے گناہ سے نادم ہونے کے پھر اس سے میل جول قائم کرلیں۔

پہلے شوہر نے جب طلاق نہیں دی تو دوسرا نکاح درست نہیں ہوا

(سوال ۸۰۰) رحمت بی بی قادر بہشتی کے نکاح میں تھی قادر بہشتی ایک مقدمہ کے خوف سے رحمت بی کو چھوڑ کر فرار ہو گیا اسی درمیان میں حافظ عبدالغفور نے مسماۃ مذکور کو اپنے گھر میں ڈال لیا اور کہتے ہیں کہ میں نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے اس کے بعد رحمت بی اور عبدالغفور میں جھگڑا ہوا اور تقریباً چھ ماہ سے رحمت بی عبدالغفور سے علیحدہ ہے اب رحمت بی کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہے یا نہیں اور اگر رحمت بی کا نکاح عبدالغفور سے ہوا بھی ہو تو اب طلاق ہو چکی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ابھی تک مسماۃ رحمت قادر بہشتی کے نکاح میں ہے کیونکہ قادر بہشتی کے فرار ہو جانے سے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی لہذا اگر بالفرض عبدالغفور نے اسی عورت سے نکاح بھی کیا ہو تو وہ نکاح باطل ہے اور طلاق کی ضرورت نہیں ہے اور نہ طلاق واقع ہو سکتی ہے اور مسماۃ رحمت کا نکاح اب کسی اور شخص سے بھی جائز نہیں ہے البتہ اگر قادر بہشتی شوہر اول فوت ہو گیا یا مفقود الخبر ہو تو پھر اس کے موافق دوسرا حکم ہو سکتا ہے۔ فقط

شوہر گم ہو جائے تو بیوی دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۸۰۱) زید نے ہندہ سے نکاح کیا تین سال ہوئے اور زید ایک سال سے گم شدہ ہے ہندہ کے والدین نے روپیہ لیکر ہندہ کا نکاح عمر کے ساتھ کر دیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور ناکح و شرکاء پر کیا جرم ہے؟

(الجواب) اس صورت میں ہندہ کا دوسرا نکاح عمر کے ساتھ صحیح نہیں ہے[1] نکاح کرنے والے اور معاونین گناہ گار ہیں توبہ کریں۔ فقط

شوہر پاگل ہو جائے تو عورت دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۸۰۲) زید کی منکوحہ تقریباً دس سال تک زید کے پاس رہی لیکن اتفاقاً زید پاگل ہو گیا عورت نے چند ماہ مزدوری کر کے اپنا گزارہ کیا آخر کار مرد کی طمع دامن گیر ہوئی وہ دوسرے شہر میں چلی گئی اور مثلاً عمر کے پاس سکونت اختیار کی سات سال تک عمر کے پاس رہی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ عورت عمر سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اگر نکاح کے جواز کی صورت ہو تو اطلاع بخشی جاوے؟

(الجواب) بدون طلاق دیئے شوہر اول زید کے دوسرا نکاح عمر سے درست نہیں ہے اور زید چوں کہ مجنوں ہو گیا ہے اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہو سکتی جب تک زید کو افاقہ نہ ہو اس وقت تک اس کی طلاق واقع نہیں ہو سکتی۔[2] بعد افاقہ اگر وہ طلاق دے اور عدت گزر جاوے اس وقت دوسرے شخص سے نکاح ہو سکتا ہے۔

---

(۱) اما نکاح منکوحة الغیر الخ لم یقل احد بجوازہ (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲۔ ط.س. ج ۳ ص ۵۱۶) ظفیر
(۲) ولا یقع طلاق الصبی والمجنون (ہدایہ کتاب الطلاق ص ۳۳۷ ج ۲) اس سے چھٹکارے کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ ظفیر

جس عورت کو شوہر نے سترہ سال سے چھوڑ رکھا ہو وہ کیا کرے؟

(سوال ۸۰۳) ایک عورت سترہ سال سے نکاح کراچکی ہے مگر وہ اتنے ہی عرصہ سے اپنے والدین کے گھر بیٹھی ہوئی ہے شوہر اس کا خرچ دیتا ہے نہ خیال کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے آیا اگر بلا طلاق دوسری جگہ نکاح کیا جاوے تو جائز ہے؟

(الجواب) درمختار میں ہے **ولا یفرق بینهما لعجزه عنها بانوا عها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لوغائباً حقها الخ**[1] پس معلوم ہوا کہ عورت مذکورہ کو بدون طلاق دینے شوہر کے اور بدون گزرنے عدت کے دوسرا نکاح درست نہیں ہے۔

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النفقة مطلب فسخ النکاح بالعجز ص ۹۰۳ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۵۹۱ ایسا شوہر معنت کہا جاتا ہے ایسے شوہر سے چھٹکارا کی صورت مسلمان پنچایت یا قاضی کے ذریعہ باسانی ہو سکتی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق از مولانا عبد الصمد رحمانی یا الحیلۃ الناجزہ از مفتی محمد شفیع ظفیر

ساتویں فصل

حرمت نکاح بہ سبب طلاق

غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق دی اب نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۸۰٤) زید نے اپنی منکوحہ غیر مدخولہ کو تین طلاق دی آیا ایک سال کے بعد بلا حلالہ کے زید کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) کتب فقہ میں ہے کہ اگر غیر مدخولہ کو تین طلاق متفرق طریق سے دی جاویں تو وہ ایک طلاق بائنہ ہو جاتی ہے دوسری اور تیسری طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر اکٹھی تین طلاق ایک کلمہ سے دی جاویں یہ کہے کہ انت طالق ثلاثاً یعنی تجھ کو تین طلاق ہے تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں [۱] اس صورت میں بدون حلالہ کے اس سے نکاح درست نہیں اور پہلی صورت میں بلا حلالہ کے نکاح صحیح ہے۔ [۲] فقط

اپنی مطلقہ سے دوبارہ نکاح

(سوال ۸۰۵) کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے گیا عرصہ پانچ ماہ بعد مطلقہ اسی شخص کے نکاح میں آسکتی ہے؟

(الجواب) اگر اس عورت کو شوہر نے تین طلاق دی تھی تو بلا حلالہ کے شوہر اول سے اس کا نکاح صحیح نہیں ہے اور اگر ایک یا دو طلاق دی تھی تو بعد عدت کے یا پہلے عدت کے شوہر اول سے نکاح درست ہے۔ فقط

شوہر ثانی نے جب وطی سے پہلے طلاق دیدی تو اس پر عدت نہیں ہے لیکن وہ شوہر اول کے لئے درست نہیں ہوگی

(سوال ۸۰٦) مطلقہ نے نکاح ثانی کر لیا لیکن شوہر ثانی نے بھی کسی وجہ سے اسی وقت طلاق ثلاثہ دیدی اور وطی نہ کی اس صورت میں خاوند اول سے نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر شوہر ثانی نے قبل وطی و قبل خلوت طلاق دیدی ہے تو اس کی عدت نہیں ہے لقولہ تعالی وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدةٍ تعتدونها [۳] لیکن، شوہر اول نے اگر

---

(۱) قال لزوجة غير المدخول بها انت طالق ثلاثا وقعن الخ وان فرق بانت بالاول لا الى عدةٍ ولم تقع الثانية (الدر المختار على هامش رد المحتار باب طلاق غير المدخول بها ص ٦٢٤ ج۲ و ص ۹۲۶ ط.س. ج۳ ص ۲۸٤ — ۲۸۶) ظفیر

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة الخ لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها (ہدایہ باب الرجعة ص ۳۷۸ ج ۲) واذا كان الطلاق بائنا فله ان يتزوج فى العدة و بعد انقضائها (ایضاً)

(۳) سورة البقرة رکوع: ۳۱

تین طلاق دی تھی تو بدون وطئ شوہر ثانی وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہو سکتی کیونکہ حلالہ میں وطئ
شوہر ثانی کی شرط ہے۔ کما فی عامة کتب الفقه [1] فقط

مراہق سے حلالہ میں نکاح ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۰۷) زید نے زوجہ کو تین طلاق دیدی اور حلالہ ایسے شخص سے ہوا جس کے بلوغ میں بظاہر کمی
معلوم ہوتی ہے اور عمر تخمیناً پندرہ سال کی ہے اس صورت میں نکاح زید کا دوبارہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟
(الجواب) حلالہ کے بعد زید اس مطلقہ ثلثہ سے نکاح کر سکتا ہے اور وہ نکاح شرعاً صحیح ہے اور حلالہ میں اگر
شوہر ثانی جس سے دوسرا نکاح ہوا تھا مراہق یعنی قریب البلوغ بھی تھا اور اس نے بعد دخول و مجامعت کے
طلاق دی تو عدت گزرنے کے بعد شوہر اول اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ کذافی کتب الفقه [2] فقط
(مراہق بعد بلوغ طلاق دیگا تو واقع ہو گی ورنہ نہیں ظفیر)

حلالہ کے بعد نکاح درست ہے اور حلالہ کی نیت سے شادی مکروہ تحریمی ہے

(سوال ۸۰۸) زید نے مثلاً اپنی زوجہ کو طلاق دی اور پھر وہ نکاح اس عورت سے کرنا چاہتا ہے تو کسی شخص
سے کہتا ہے کہ تم فلاں عورت سے ایک رات کے لئے نکاح کر لو اور وطئ کر کے طلاق دیدو تاکہ میں دوبارہ اس
عورت سے نکاح کر سکوں تو اس شرط سے نکاح درست ہے یا نہ اور ملاجی نکاح خواں کہتا ہے کہ میں نے کتاب
سے اس مسئلہ کا استخراج کیا ہے مجھ کو کچھ روپیہ دینا پڑے گا تو اس کو یہ لینا جائز ہے یا نہیں اور وہ ملاجی غنی ہے وہ
صدقة الفطر و چرم قربانی بھی لیتا ہے تو یہ بھی جائز ہے یا نہ؟
(الجواب) درمختار میں ہے وکره التزوج للثانی تحریماً لحدیث لعن المحلل والمحلل له بشرط
التحلیل الخ وان حلت للاول الخ اما اذا اضمر ذالك لا یکوه وکان الرجل ماجوراً الخ [3] اس
عبارت سے معلوم ہوا کہ بشرط تحلیل نکاح کرنا مکروہ ہے لیکن وہ عورت اس طرح نکاح ثانی کرنے اور بعد
وطئ کے طلاق ہونے سے شوہر اول کے لئے حلال ہو جاوے گی اور ملاجی کو اس صورت میں روپیہ لینا جائز نہیں
ہے اور غنی کو صدقہ فطر اور قیمت چرم قربانی اور زکوۃ لینا درست نہیں ہے۔

---

(۱) لا ینکح مطلقة بها ای بالثلاث الخ حتی یطاها غیره الخ بنکاح نافذ الخ والشرط التیقن بوقوع الوطی فی المحل المتیقن (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة ص ۷۳۹ ج۲، ۷۴۰ ج۲، ۴۱/ ط.س. ج۳ ص ۴۰۹ ...... ۴۱۰ ظفیر

(۲) ولو الغیر مراهقاً یجامع مثله (درمختار) هو الدانی من البلوغ نهر ولا بدان یطلقها بعد البلوغ لان طلاقه غیر واقع د ر منتقی عن التارخانیه الخ والا ولی ان یکون حرابا لغا فان الا نزال شرط عنها لك فالا ولی الجمع بین المذهبین (رد المحتار باب ایضاً ص ۷۴۰ ج۲ ط.س. ج۳ ص ۴۱۰) معلوم ہوا کہ اگر مراہق بالغ نہیں ہے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہو گی، ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة قبیل مطلب فی حکم لعن المعصاة ص ۷۴۳ ج ۲ و ص ۷۴۴ ۲ ط.س. ج۳ ص ۴۱۴. ظفیر

حلالہ میں وطی شرط ہے

(سوال ۸۰۹) ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اس عورت نے تین ماہ دس دن بعد ایک شخص سے نکاح کر لیا اس نے ہمبستر ہونے سے پہلے اس کو طلاق دیدی اب وہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر اس شخص شوہر اول نے تین طلاق دی تھی تو بلا حلالہ کے شوہر اول اس مطلقہ سے نکاح نہیں کر سکتا اور حلالہ میں دوسرے شوہر کا وطی کرنا ضروری ہے پس شوہر ثانی نے جب کہ بلا وطی کے اس کو طلاق دیدی ہے تو وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوئی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الآية [1] اور شوہر جب کہ طلاق کا مقر ہو تو کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر شوہر طلاق دینے سے انکار کرے اور عورت دعویٰ طلاق کا کرے تو دو گواہوں کی ضرورت ہو گی۔ فقط

حلالہ میں چھوٹے بھائی سے نکاح کر دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۱۰) کسی شخص نے اپنی حاملہ عورت کو تین طلاق دی بعد وضع حمل مرد و عورت جو بسبب جدائی کے رنجیدہ تھے اتفاقاً دونوں یکجا ہو گئے دوبارہ نکاح کی تجویز کر کے مطلق مذکور نے اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ صرف پانچ روپیہ مہر پر نکاح کرادیا بعد یکماہ کے چھوٹے بھائی نے بھی طلاق دیدی اب شوہر اول سے اس عورت کا نکاح کر دیں تو درست ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) بعد وضع حمل اس مطلقہ ثلثہ کی عدت گزر گئی لہذا مطلق کے چھوٹے بھائی سے نکاح صحیح ہوا اور پھر اگر اس نے مجامعت اور دخول کے بعد طلاق دی ہے تو اس طلاق کی عدت گزرنے کے بعد شوہر اول سے نکاح صحیح ہو سکتا ہے [2] اور عدت طلاق کی جب کہ وہ حاملہ نہ ہو تین حیض ہیں اور اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ ہیں الغرض عدت گزرنے سے پہلے شوہر اول نکاح نہیں کر سکتا اور اگر کیا جاوے تو وہ نکاح صحیح نہ ہو گا بلکہ باطل اور حرام ہو گا۔ كما قال الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآية [3] و طلاق الزوج الثاني و وطيه و انقضاء عدته ثبت من نصوص اخر (دیکھو ہدایہ باب الرجعة ص ۳۷۸ ج ۲) فقط

---

(۱) سورة البقرة رکوع : ۲۹- الشرط التيقن بوقوع الوطؤ في المحل المتيقن (درمختار) فلذا اشترطوا فيه الوطؤ الموجب الغسل بايلاج الحشفة بلا حائل في المحل المتيقن احترازاً عن المفضاة والصغيرة من بالغ او مراهق قادر عليه بعقد صحيح لا فاسد ولا موقوف (رد المحتار باب الرجعة ص ۷۴۱ ج ۲ و ص ۷۴۲ . ط . س . ج ۳ ص ۴۱۲) ظفير

(۲) لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ بها اى بالثلاث لو حرة الخ حتى يطاه غيره الخ بنكاح نافذ (درمختار) ولا بد من كون الوطأ بالنكاح بعد مضى عدة الاول لو مد خولا بها (رد المحتار باب الرجعة مطلب في العقد على لمبانة ص ۷۳۹ ج ۲ . ط . س . ج ۳ ص ۴۰۹) ظفير

(۳) سورة البقرة : ۲۹

مدخولہ سے تین طلاق بعد بلا حلالہ نکاح درست نہیں

(سوال ۸۱۱) ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیدی تھی چارپانچ یوم بعد ایک قاضی نے اس عورت کا نکاح شوہر اول سے کردیا آیا یہ نکاح صحیح ہولیا نہیں؟

(الجواب) تین طلاق کے بعد بدون حلالہ کے شوہر اول سے نکاح نہیں ہوسکتا ایسی حالت میں جو نکاح پڑھایا گیا وہ باطل اور حرام ہے نکاح نہیں ہوا، ان میں علیحدگی کرادی جاوے۔[1] فقط

مطلقہ مغلظہ کی شادی بعد تین حیض درست ہے اور پہلے شوہر سے بغیر حلالہ درست نہیں

(سوال ۸۱۲) ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی تین ماہ پندرہ یوم کے بعد اس کا نکاح دوسرے سے کردیا بعد پندرہ یوم کے اس نے طلاق دیدی جس کو تین ماہ پندرہ یوم ہوگئے اب اس کا نکاح پہلے شوہر سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مطلقہ کی عدت تین حیض ہیں یعنی اگر اس کو حیض آتا ہو جس وقت تین حیض پورے ہوجاویں اس وقت دوسرا نکاح صحیح ہوتا ہے اور تین طلاق میں بدون حلالہ کے شوہر اول سے اس مطلقہ کا نکاح صحیح نہیں ہوسکتا اور طریقہ حلالہ کا یہ ہے کہ عدت طلاق یعنی حیض کے بعد وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور یہ بعد وطی اور صحبت کے طلاق دے پھر اس کی عدت بھی گزر جاوے[2] یعنی تین حیض پورے ہوجاویں اس وقت شوہر اول سے نکاح صحیح ہوسکتا ہے قال اللہ تعالیٰ **والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلاثة قروء** یعنی مطلقہ عورتیں تین حیض تک اپنے نفس کو روکیں یعنی عدت ان کی تین حیض ہیں۔ فقط

حلالہ میں اختلاف ہوا شوہر ثانی کہتا ہے صحبت نہیں ہوئی عورت کہتی ہے ہوئی کیا حکم ہے؟

(سوال ۸۱۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دی پھر عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا ڈیڑھ ماہ کے بعد اس نے بھی طلاق دیدی پھر شوہر اول نے نکاح کرلیا اس کے بعد شوہر اول و ثانی میں جھگڑا ہوا اور زوج ثانی کہتا ہے کہ میں نے عورت سے صحبت نہیں کی لیکن حلفیہ نہیں کہتا اور عورت حلفیہ بیان کرتی ہے کہ صحبت ہوئی ہے اس صورت میں کس کا قول معتبر ہے؟

(الجواب) اس صورت میں قول عورت کا معتبر ہے اور حلالہ صحیح ہوگیا اور نکاح شوہر اول کا اگر بعد

---

(۱) وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة الخ لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها (هدایه باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة ص ۳۷۸ ج ۲) ظفیر

(۲) وهی ای العدة فی حق حرة تحیض لطلاق الخ بعد الدخول حقیقة او حکما الخ ثلاث حیض کوامل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۲۵ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۵۰۴) لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ بها ای بالثلاث الخ حتی یطاها غیره الخ بنکاح نافذ الخ و تمضی عدته (ایضاً باب الرجعة ص ۷۳۹ و ص ۷۴۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۴۰۹) ظفیر

گزرنے عدت طلاق شوہر ثانی کے ہوا تو صحیح ہو گیا۔[1] فقط

دباؤ سے تین طلاق دلوادی تو پھر نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۱۴) اہل برادری نے ایک شخص پر دباؤ ڈال کر اس کی زوجہ کو اس سے تین طلاق دلوادی اب وہ مرد اس عورت کو پھر اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی[2] اور حرام مغلظہ ہو گئی اب بلا حلالہ کے شوہر اول اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا ہے۔[3] فقط

تین طلاق کے بعد ہندہ پہلے شوہر کے پاس اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک دوسرا شوہر طلاق نہ دیدے؟

(سوال ۸۱۵) زید ہندہ راشادی کردہ باوے سہ سال روزگار گزرانید بعد ازاں جہت عدم موافقت باز ید بخانہ پدر رفتہ دو سال بسر بردو زید گاہ گاہ برائے آوردن او میر فتی اماو بر آمدن راضی نشدے وبعد دو سال ہندہ نوٹسے اعلان نمود کہ اندریں مدت مرا خورد پوش دادہ بخانہ تو بروی وگرنہ من حسب تفویض طلاق کابین نامہ نفس خود را طلاق خواہم داد زید نوٹس رانہ گرفتہ وخاموش ماند۔ بعد ازاں ہندہ پیش قاضی رجسٹر رفتہ بحضور قاضی نفس خود راسہ طلاق داد۔ قاضی انگشت زدہ گرفتہ طلاق نامہ رجسٹری نمود۔ پس از یک سال عمرو از ہندہ نکاح کرد و ہندہ نزد عمرو بست روز ماندہ باز نزد زید آمد پس عمرو بنام زید مذکور وخالد دیگر بایں طور فوضدائے نمود کہ زید وخالد زنم راز خانہ من بردند وطلاق نامہ ہندہ پیش حاکم نمودہ۔ زید وخالد وہندہ بروز مقررہ پیش حاکم زماں حاضر شدند۔ ہندہ جواب داد کہ زید شوہر من است بخانہ او ماندم و عمرو شوہرم نے پرسیدہ شد کہ شادی از عمر کردہ جواب داد کہ نہ باز پرسیدہ شد کہ ایں طلاق نامہ رجسٹری کردہ دادہ جواب داد کہ من ندانم لیکن از انگشت من زدہ گرفت بعد ازاں حاکم ہر دو زوج وہندہ را معائنہ نمودہ حکم داد کہ ایں برائے زید است نہ عمرو پس بحسب دادن حاکم کافر مر زید را بعد عدت شبہ حلال گردد یا نہ؟

(الجواب) ہرگاہ ہندہ موافق تفویض زید نفس خود راسہ طلاق داد و ہندہ بعد عدت بعمرو نکاح کرد دریں صورت حکم حاکم بآنکہ ہندہ زوجہ زید است ہندہ را برائے زید حلال نمیکند کہ از شرائط نفوذ قضاء باطناً این است کہ آں زن منکوحہ غیر نباشد و فی الشامی قولہ وکما کانت المراۃ محرمۃ ہذا محترز قولہ حیث کان المحل قابلاً اہ فاذا ادعی انہا زوجتہ واثبت ذلک بشہادۃ الزور وھو یعلم

---

(۱) قال الزوج الثانی کان النکاح فاسد اولم ادخل بہا وکذبتہ فالقول لہا (درمختار) و عبارۃ البزازیۃ ادعت ان الثانی جامعہا وانکر الجماع حلت للاول وعلی القلب لا الخ (ردالمحتار باب الرجعۃ ص ۷۴۶ ج ۲)
(۲) و یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل الخ ولو عبدا اومکرہا فان طلاقہ صحیح (درمختار) ای طلاق المکرہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۹ ج ۲) ظفیر
(۳) وان کان الطلاق ثلثا الخ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا (ہدایہ باب الرجعۃ فصل فیما تحل بہ المطلقۃ ص ۳۷۸ ج ۲) ظفیر

انہا محرمۃ علیہ لکونہا منکوحۃ الغیر و معتدتہ او بکونہ مرتدۃ فانہ لا ینفذ باطناً اتفاقاً الخ رد المحتار[1] ص ۳۳۴ ج ٤ فقط

حلالہ کی صورت میں مطلقہ ثلثہ سے نکاح عدت کے بعد ہو سکتا ہے مگر نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال ۸۱٦) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق ثلثہ مغلظہ دی بعد اس کے ایک نابالغ لڑکے مسمی عمر کے ساتھ ہندہ کا نکاح کیا عمر نے فوراً اسی مجلس میں تین طلاق دیدی بدون عدت گزارنے کے زید نے نکاح کر لیا پھر علماء کے قول پر چونکہ نابالغ سے وطی نہیں ہوئی تو ہندہ کا نکاح بکر سے کیا مگر یہ نکاح عدت کے اندر ہوا پھر بعد خلوت صحیحہ کے طلاق دی اب عدت کے بعد زید نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی رد المحتار اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انہا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً[2] الخ پس اگر اس نابالغ نے عدت میں نکاح کیا تھا تو وہ صحیح نہیں ہوا اور نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی کما صرح بہ الفقہاء اور چونکہ نکاح عدت میں منعقد نہیں ہوا تو طلاق کی ضرورت بھی نہیں تھی البتہ اگر نابالغ سے بعد عدت کے اس مطلقہ ثلاثہ کا نکاح ہوا تو نکاح منعقد ہو گیا اور پھر طلاق نابالغ کی واقع نہیں ہوئی پھر جو بکر سے نکاح ہوا وہ ناجائز ہوا اور زید نے جو نکاح کیا وہ بھی غیر صحیح ہوا واضح ہو کہ مطلقہ ثلاثہ سے شوہر اول کے نکاح صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ بعد عدت کے دوسرے مرد سے نکاح ہوا اور وہ بعد وطی کے طلاق دے پھر عدت اس طلاق کی بھی گزر جاوے اس وقت شوہر اول سے نکاح درست ہو سکتا ہے۔[3] فقط

تین طلاق کے بعد جماع حرام ہے اور عدت میں نکاح درست نہیں

(سوال ۸۱۷) ہندہ کے رشتہ داروں نے زید کو دھمکا کر ہندہ کو طلاق دلوادی تین مرتبہ بعد میں پھر زید اور ہندہ ایک جگہ رہے ہندہ زید سے حاملہ ہو گئی اس نے حالت حمل میں دوسرے شخص سے نکاح کر لیا یہ نکاح جائز ہے یا نہ اور حمل ہندہ کا حلال ہے یا حرام؟

(الجواب) اس صورت میں تین طلاق واقع ہو گئی اور دوسرا نکاح جو ہندہ نے قبل انقضائے عدت کیا وہ صحیح نہیں ہوا اور عدت اس کی وضع حمل ہے اور زید اگر جانتا تھا کہ ہندہ مجھ پر حرام ہو گئی اور پھر اس نے اس سے جماع کیا تو یہ زنا ہے اور وہ حمل حرام کا ہے شامی میں ہے ومفادہ انہ لو وطئہا بعد الثلث فی العدۃ بلا نکاح عالما بحرمتہا لا تجب عدۃ اخری لانہ زنا و فی البزازیہ طلقہا ثلثا ووطئہا فی العدۃ مع العلم بالحرمۃ لا تستانف العدۃ بثلث حیض و یر جمان اذا علما بالحرمۃ[4] ص ٦٩٠

---

(۱) رد المحتار کتاب القضاء فصل فی الحبس مطلب فی القضاء بشہادۃ الزور ط.س.ج۴ص ٤٠٥ .

(۲) ردالمحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۵۱٦. ظفیر

(۳) وان کان الطلاق ثلثا فی الحرۃ الخ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا وید خل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا الخ (ہدایہ باب الرجعۃ فصل تحل بہ المطلقہ ص ۳۷۸ ج ۲) ظفیر

(٤) رد المحتار (باب العدۃ ص ۸۳۷ مطلب فی وطی المعتدۃ بشبہۃ) ظفیر

ج ۲ وفی الدر المختار وفی حق الحامل مطلقا الخ اومن زنا الخ وضع جمیع حملها الخ [1] فقط

مطلقہ ثلاثہ شیعہ ہو گئی تھی تواب پہلے شوہر کے لئے حلالہ درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۸۱۸) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی بعد اس کے ایسی صورت کا متلاشی ہوا کہ اپنے نکاح میں وہ بلا حلالہ آسکے مفتیوں نے اس کو انکاری جواب دیا شیعوں نے اس کو بھکایا کہ ہمارے مذہب میں بلا حلالہ نکاح میں آسکتی ہے شیعہ ہو جاؤ چنانچہ دونوں شیعہ ہو گئے اور اس عورت مطلقہ کو اپنے نکاح میں لے آیا اس شخص کی والدہ نے اس سے گفتگو اور ملنا جلنا چھوڑ دیا اب وہ شخص اس امر کا خواستگار ہے کہ میں سنی ہو جاؤں گا بشرطیکہ یہ عورت نکاح میں باقی رہے اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ جب کہ اکثر علماء نزدیک شیعہ کافر ہیں تو اب سنی ہو جانے کی صورت میں وہ عورت بلا حلالہ نکاح میں آسکتی ہے اور اسلام یهدم ما کان قبله کا اثر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الشامی ای لو طلقها ثنتین وهی امة ثم ملکها او ثلاثاً وهی حرة فارتدت ولحقت بدار الحرب ثم سبیت و ملکها لا یحل له وطئها بملك الیمین حتی یزوجها فیدخل بها الزوج ثم یطلقها [2] الخ پس اگر تسلیم کرلیا جاوے کہ رافضی ہونا ارتداد ہے تب بھی سنی ہونے کے لئے حلالہ کی ضرورت ہے بدون حلالہ کے مطلقہ ثلثہ اپنے شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی۔ فقط

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۱ ج ۲. ط.س. ج ۳ ص ۵۱۱، ظفیر
(۲) رد المحتار باب الرجعة مطلب حیلة اسقاط عدة المحلل ص ۷۴۱ ج ۲، ظفیر

آٹھویں فصل
متفرق مسائل نکاح

بھائی اگر چھوٹے بھائی کی بیوی سے زنا کرے تو نکاح رہتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۸۱۹) بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کی زوجہ سے تعلق ناجائز کر لیا اور لڑکا پیدا ہوا تو عورت مذکورہ شوہر کے نکاح میں رہی یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح اس عورت کا فسخ نہیں ہوا وہ عورت اپنے شوہر کے نکاح میں ہے[1] وہ چاہے اپنے نکاح میں رکھے یا طلاق دیدے۔[2] فقط

زانیہ کا معاون گناہ گار ہے

(سوال ۸۲۰) ایک بیوہ عورت بعد مرنے اپنے شوہر کے آوارہ اور بد چلن ہو گئی چند مرتبہ مسلمانان نے اس کو سمجھایا مگر وہ باز نہیں آتی ایک حمل ضائع ہوا اس کے بعد لڑکا پیدا ہوا جو زندہ ہے اور وہ عورت نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے بعض لوگ عورت کے معین اور مددگار ہیں اور نکاح ہونے سے مانع ہیں ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) اس عورت کا جس طرح ہو نکاح کر دینا چاہئیے اور جو لوگ اس کے مددگار ہیں اور نکاح نہیں ہونے دیتے وہ گناہ گار ہیں توبہ کریں۔[3] فقط

کسی کی ساس جب اس کی بیوی کو نہ آنے دے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۸۲۱) فدوی کے نکاح کو ایک سال ہوا لڑکی بالغہ ہے لیکن اس کی ماں اس کو بھکا کر بھیجنا نہیں چاہتی شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) شریعت کا فتویٰ یہی ہے کہ تمہاری زوجہ تم کو ملنی چاہئیے اور اس کی والدہ کو لازم ہے کہ رخصت کرنے میں تامل نہ کرے۔[4] فقط

---

(۱) لو زنت امرأة رجل لم تحرم علیه وجازله وطؤها عقب الزنا (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٦ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳٤) ظفیر

(۲) لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة ولا علیها تسریح الفاجر الا اذا خافا ان لا یقیما حدود الله فلا باس ان یتفرقا (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۲ ج۳. ط.س. ج۳ص ۵۰) ظفیر

(۳) قال الله تعالیٰ لا تعاونوا علی الاثم والعدوان (سورة النساء)

(٤) ولا یمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعة ان لم یقدر علی اتیانها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ص ۹۱٤ ج۲. ط.س. ج۳ص ۶۰۲) معلوم ہوا بیوی شوہر کے زیر حکم ہوتی ہے ماں کے نہیں جو ماں میاں بیوی کے تعلقات میں دخل انداز ہوتی ہے وہ شریعت کی نگاہ میں عاصی ہے اور وہ اسطرح فتنے کے دروازے کھولتی رہے گی۔

سرکاری فیصلہ سے اصل نکاح میں کوئی فرق نہیں آیا

(سوال ۸۲۲) ایک شخص کا نکاح ایک عورت کے ہمراہ ہوا عرصہ تک زوجین رضامند رہے بعد مدت ایک غیر شخص نے اس عورت کو بھکا کر شوہر کے گھر سے نکال لی اور اپنے ہمراہ لے گیا شوہر نے دعویٰ کر دیا لیکن حاکم نے اس عورت کو اختیار دیدیا کہ جس کے پاس چاہے رہے اور قانوناً اس کے نکاح کا ثبوت نہیں لیا دریافت طلب یہ ہے کہ اس شخص کا نکاح سرکاری قانون سے نہ ہونے سے شرعی نکاح ثابت شدہ کو صدمہ پہنچتا ہے یا نہیں اور وہ شخص بھکانے والا کہ جس کے پاس اب وہ عورت ہے اور نکاح کر لیا ہے شرعاً مجرم ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس سے نکاح ثابت شدہ شرعی میں کچھ خلل نہیں آتا اور اغواکنندہ کا نکاح اس عورت سے نہیں ہو سکتا کیوں کہ منکوحۃ الغیر سے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا قال اللہ تعالیٰ والمحصنٰت من النساء۔[1] الآیۃ فقط

فلاں کام کریں تو کعبہ سے پھر جائیں پھر وہ کام کیا تو نکاح رہا یا ٹوٹا

(سوال ۸۲۳) زید کا ناجائز تعلق ہندہ بیوہ سے تھا ایک دن زید و ہندہ نے کعبہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر قسم کھائی کہ اب یہ ناجائز فعل کریں تو کعبہ سے پھر جائیں کئی دن کے بعد پھر دونوں مرتکب فعل ناجائز کے ہوئے اب زید نے توبہ کر لی ہے زید کی نکاح کردہ بیوی بھی ہے اب زید کے نکاح میں تو کچھ نقصان نہیں آیا۔؟

(الجواب) زید کا نکاح اس کی زوجہ سے باقی ہے لیکن احتیاطاً تجدید کرلے اور آئندہ اس فعل قبیح سے احتراز کرے۔ فقط

نابالغ نابالغہ تجدید نکاح کرنا چاہتے ہیں کیا حکم ہے

(سوال ۸۲٤) زید و ہندہ کا نکاح نابالغی میں ہوا تھا بعد بلوغ وہ تجدید نکاح کرنا چاہتے ہیں کیوں کہ مہر وغیرہ یاد نہیں؟

زوجہ سے لواطت کی تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۲) زید نے اپنی زوجہ سے لواطت کی تو نکاح فاسد ہوا یا نہیں؟

(الجواب) (۱) تجدید نکاح میں دوبارہ کچھ حرج نہیں ہے (لیکن شرعاً جب نکاح ہو چکا ہے تو اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نابالغی کا نکاح بذریعہ ولی جائز ہے ظفیر)

(۲) نکاح میں کچھ فساد نہیں ہوا توبہ کرے اور پھر ایسا فعل قبیح نہ کرے۔[2] فقط

---

(۱) سورۃ النساء : ٤

(۲) بیوی سے لواطت حرام ہے اور شوہر قابل تعزیر ہے اوبوطئها دبرا قال ان فعل فی الاجانب حدان فی عبده او امته او زوجته فلاحد اجماعاً بل یعزر بنحو الاحراق بالنار وهدم الجدار الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۲۱٤ ج۳ ط.س. ج٤ ص ۲۷ کتاب الحدود.) ظفیر

دو چسپیدہ لڑکیاں ہیں نکاح کیسے کیا جائے؟

(سوال ۸۲۵) دو لڑکیاں یکجا پیدا ہوئیں اور ایک دوسرے سے چسپیدہ ہیں ایک پیشاب پاخانہ کو جاوے تو دوسرے کو بھی اس کے ساتھ جانا لازمی ہے اب وہ لڑکیاں بڑی عمر کی ہیں اور شادی کرنا چاہتی ہیں اور ایک شخص ان سے شادی کرنے پر رضامند ہو البذا اگر اس شخص کے ساتھ شادی کردی جائے تو آیۂ کریمہ وان تجمعو ما بین الاختین کے خلاف ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ وہ دونوں لڑکیاں باہم چسپیدہ ہیں اور ایک دوسرے سے منفک نہیں ہوسکتیں تو جب تک ان کو آپریشن وغیرہ کے ذریعہ سے علیحدہ نہ کیا جاوے اس وقت تک ان کا نکاح کسی مرد سے جائز نہیں ہے کیوں کہ اگر دونوں لڑکیوں سے ایک مرد کا نکاح ہو تو اس میں جمع بین الاختین لازم آتا ہے جو آیۂ وان تجمعوا بین الاختین سے حرام ہے اور اگر ایک سے کیا جاوے تو وہ علیحدہ نہیں ہوسکتی اور شوہر کو اس سے استمتاع حلال نہیں اور استمتاع مقصود ہے۔ درمختار کتاب النکاح میں ہے۔ هو عقد يفيد ملك المتعة اى حل استمتاع الرجل من امرأة لم يمنع من نكاحها مانع شرعى[1] الخ فقط

اس دور کی زرخرید عورت سے بلا نکاح وطی درست نہیں، نکاح ضروری ہے

(سوال ۸۶۲) فی زمانہ عورتیں بہت مشکل سے دستیاب ہوتی ہیں اور اگر ہوتی بھی ہیں تو اس طرح سے کہ لوگ دور دراز سے جاکر خرید لاتے ہیں ایسی عورت سے بلا نکاح صحبت جائز ہے یا نہیں کیونکہ یہ زرخرید ہوگئی اور اگر نابالغ عورت اس طرح سے دستیاب ہو تو کیا حکم ہے؟

(۲) فی زمانناجو امراء اور رؤساء کے مکان میں جو لونڈیاں رہتی ہیں انسے بھی پردہ ہے یا نہیں اور بلا نکاح صحبت جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ عورتیں باندی نہیں ہیں ان سے بلا نکاح صحبت وخلوۃ حرام ہے اور نکاح ان سے بعد بلوغ کے انکی اجازت سے ہوسکتا ہے۔

(۲) وہ لونڈیاں نہیں ہیں ان سے بلا نکاح کے صحبت درست نہیں ہے اور پردہ بھی ہے۔[2] فقط

پندرہ سال تک شوہر خبر نہ لے تو بھی نکاح باقی رہتا ہے

(سوال ۸۲۷) ہندہ کے نکاح کو ۲۰ سال ہوئے اور پندرہ سال سے شوہر بوجہ نااتفاقی کے بالکل خبر گیراں نان و نفقہ کا نہیں ہے اور نہ صحبت صحیحہ زن وشوہر میں ہے ایسی صورت میں نکاح ہندہ کا قائم ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ کا نکاح اس صورت میں باقی ہے کیوں کہ عند الحنفیہ نفقہ نہ دینے سے زوجین میں تفریق نہیں کراسکتے پس بدون طلاق دینے شوہر کے یا خلع کراتے کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے نفقہ جس طرح ہو شوہر سے وصول کیا جائے قال فی الدر المختار ولا يفرق بينهما بعجزه عنها بانوا عها

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۵۵ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ٤. ظفير
(۲) آزاد عورتوں کی خرید وفروخت باطل ہے اور خلاف شرع خرید وفروخت سے وہ لونڈی کے حکم میں نہیں ہوتیں

الثلاثة الخ ولا لعدم ایفائه لو غائبا حقها الخ [1] فقط

بیوی کی بہن سے زنا کرنا موجب حرمت یا فسخ نکاح نہیں

(سوال ٨٢٨) رابعہ کا نکاح زید سے ہوا ہندہ رابعہ کی بہن ہے اور زید سے زنا سرزد ہوا تو رابعہ کا نکاح ساقط ہو لیا نہیں؟

(الجواب) رابعہ کا نکاح زید سے فسخ نہیں ہوا مگر ہندہ سے اس کا نہیں ہو سکتا اور جو فعل حرام سرزد ہوا اس سے توبہ کرے اور ہمیشہ کو ہندہ سے علیحدہ رہے۔ [2] فقط

لڑکی والے کا لڑکے والے سے روپیہ لینا جائز نہیں

(سوال ٨١٩) آج کل رواج ہو گیا ہے کہ لڑکی کا والد روپیہ لیکر نکاح کرتا ہے اور مرد خوشی سے خواہ ناخوشی سے دیدیتا ہے یہ رواج جائز ہے یا نہیں اور ایسا نکاح صحیح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) روپیہ لینا درست نہیں ہے اس کا واپس کرنا ضروری ہے [3] اور نکاح صحیح ہے۔ [4] فقط

شوہر نے عورت سے کہا کہ تیرا فلاں سے تعلق ہے اب اسے رکھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ٨٢٠) زید نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا تعلق ناجائز عمر کے ساتھ ہے لیکن یہ جھوٹ تھا کوئی تعلق نہ تھا لیکن زید کے اس کہنے سے زید کی عورت کو غصہ اور ضد ہوئی اور عمر کے ساتھ مذاق کرنے لگی آیا زید اپنی عورت کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کی زوجہ زید کے نکاح میں ہے اور زید کو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اس کو طلاق دے لیکن اس کی زوجہ پر یہ لازم ہے کہ اجنبی مرد سے مذاق نہ کرے اور بے حجاب اس کے سامنے نہ آوے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو عند اللہ اس پر سخت مواخذہ ہے اس کو چاہئے کہ گزشتہ سب افعال ناشائستہ سے توبہ کرے۔ فقط

لڑکی کی شادی کے اخراجات کس کے ذمہ ہیں

(سوال ٨٢١) بیٹی کی شادی میں جو خرچ ہوتا ہے وہ باپ کے ذمہ ہے یا بیٹی کے؟

(الجواب) جو خرچ ضروری کپڑے وزیور وغیرہ کا ہے وہ باپ اپنی طاقت کے موافق کرے اور

---

(١) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ص ٩٠٣ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٥٩٠. ظفير

(٢) وفی الخلاصة وطئ اخت امرأته لا تحرم علیه امرأته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٣٨٦ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٣٤) ظفير

(٣) ومن السحت مایا خذه الصهر من الختن بسبب بنته بطیب نفسه حتی لو کان بطلبه یرجع الختن به (ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ص ج ٥ ط.س. ج٣ص ٣٢٤) اخذ اهل المراة شیئا عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ٥٠٣ ج ٢ ط.س. ج٣ص ١٥٦) ظفير (٤) ولکن لا یبطل النکاح بالشرط الفاسد وانما یبطل الشرط دونه یعنی لو عقد مع شرط فاسد به لم یبطل النکاح بل الشرط (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المحرمات ٤٠٥ ج ٢ ط.س. ج٣ص ٥٣) ظفير

فضولیات اور خلاف شرع کاموں میں کچھ خرچ نہ کرے (فاذا بلغ فلیزوج فی روایة من بلغت ابنته اثنتی عشرة سنة ولم یزوجها فاصابت اثما فاثم ذالك علیه ' مشکوة باب الولی ص ۲۷۱ ظفیر) فقط

حاملہ عن الزنا سے نکاح پر برادری سے خارج کرنا کیسا ہے

(سوال ۸۲۲) زید نے حاملہ الزنا سے نکاح کیا مگر زید کو برادری سے خارج کردیا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) حاملہ عن الزنا سے نکاح درست ہے لیکن اگر نکاح غیر زانی سے ہو تو اس کو تا وضع حمل وطی کرنا درست نہیں ہے پس اگر اس نے قبل وضع حمل صحبت نہیں کی تو اس نے کوئی کام خلاف شریعت نہیں کیا اس کو برادری سے خارج نہ کرنا چاہئے لیکن اس کو خوب تنبیہ کردینی چاہئے کہ قبل وضع حمل صحبت نہ کرے اگر اس نے صحبت کرلی تو پھر واقعی لائق متارکت ہے اور اسی وجہ سے حالت حمل میں نکاح کرنے میں احتیاط مناسب ہے تاکہ وطی نہ ہو جائے۔[1] فقط

ایک جواب کے متعلق استفسار

(سوال ۸۲۳) زید نے عمر سے سوال کیا کہ خالد نے غیر وطن میں شادی کی تو کیا یہ اپنی بیوی کو جبراً اپنے وطن میں لاسکتا ہے عام اس سے کہ اس نے وہاں رہنے کا اقرار کیا ہو یا نہ کیا ہو عمر نے جواب دیا کہ اس باب میں راجح امر کا نصوص برائے مفتی ہوتا ہے چنانچہ علامہ شامیؒ نے بحر سے فقیہ ابواللیث اور فقیہ ابو القاسم صفارؒ سے بلا رضامندی عورت کے مطلقاً عدم جواز اور در مختار میں اسی پر فتویٰ ہونے کی تصریح کا ہونا اور محیط میں اسی کو مختار کہنا نقل کرکے تفویض الامر الی المفتی کے ساتھ جزم فرمایا چنانچہ بحث طویل کے بعد فرمایا فتعین تفویض الامر الی المفتی و لیس هذا خاصاً بهذه المسئلة بل لو علم المفتی انه یرید نقلها من محلة الی محلة اخری فی البلدة بعیدة عن اهلها لقصد اضرارها لا یجوز له ' ان یعینه علی ذلك اه[2] پس اگر شان خالد سے عدم اضطرار ظاہر ہے بایں طور کہ پابند شرع متقی ہے تو مفتی کو چاہئے کہ فتویٰ جواز پر دیوے اور اگر اضطرار ظاہر ہے بایں طور کہ خالد فاسق و فاجر ہے تو فتویٰ عدم جواز پر دیوے پس عمر کا جواب صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ جواب عمر کا صحیح ہے۔ فقط

لڑکی کے ولی کو شوہر یا اس کے ولی سے روپیہ لینا درست نہیں ہے

(سوال ۸۲٤) لڑکی والوں کو شوہر کی طرف سے بوقت نکاح روپیہ لینا کیسا ہے؟

---

(۱) وصح نکاح حبلیٰ من زنا الخ وان حرم وطؤها ودواعیه حتی تضع (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ٤٠١ ج ۲. ط.س. ج۳ص٤٨) ظفیر

(۲) ردالمحتار باب المهر مطلب فی السفر بالزوجة ص ٤٩٦ ج ۲ ط.س. ج۳ص١٤٦. ظفیر

(الجواب) یہ روپیہ اولیاء دختر کو لینا درست نہیں ہے فقہاء نے اس کو رشوت قرار دیا ہے در مختار میں ہے اخذ اھل المرأة شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترده لا نه رشوة بزازیه [1] فقط

کسی عیب کی وجہ سے شادی نہ ہو تو شادی کے لئے لڑکی کے والدین کو کچھ دینا کیسا ہے؟

(سوال ۸۲۵) چوں کہ میں نابینا ہوں میری شادی نہیں ہوتی اگر لڑکی کے والدین کو کچھ روپیہ یا زمین دیکر شادی کرالوں تو جائز ہے یا نہیں؟ یا شہوت کم کرنے کے لئے کچھ دوا استعمال کروں؟

(الجواب) اگر بطور ہدیہ آپ لڑکی کے والدین کو کچھ روپیہ یا زمین دیویں اور وہ آپ سے لڑکی کا نکاح کردیں تو جائز ہے اور شہوت کم کرنے کے واسطے کسی دوا کا استعمال نہ کرنا چاہئیے بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا نکاح نہ ہوا ہو تو روزہ رکھنا اس کے لئے شہوت کو توڑتا ہے اور کم کرتا ہے پس تاوقتیکہ نکاح ہو روزہ کی کثرت رکھیں تاکہ برے خیال سے بچے رہیں۔ [2] فقط

شوہر کے مرنے کی اطلاع پاکر بعد عدت عورت نے نکاح کرلیا پھر شوہر آگیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۸۲۶) (۷) اگر کوئی جنگ میں یا پردیس گیا کچھ عرصہ کے بعد اس کے مرنے کی خبر بذریعہ خط یا بذریعہ سرکار ملی اس کی منکوحہ نے عدت ختم کرکے نکاح ثانی کرلیا اور نکاح ہونے کے بعد وہ شخص خود آگیا اب وہ عورت شرعاً کس کو ملے گی اگر شخص اول کو ملی تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(الجواب) بعد واپسی کے وہ عورت شوہر اول کو ہی ملنی چاہئیے اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔ [3] فقط

جس سے نکاح کروں اس پر تین طلاق تعلیقاً کہا اور کام کرلیا تو پھر کیا صورت ہے

(سوال ۸۲۷) زید نے کسی معاملہ میں یہ قسم کھائی کہ اگر میں فلاں کام کروں تو جو نکاح کروں یا جس عورت سے نکاح کروں اس پر طلاق مغلظہ اور پھر وہ کام کرلیا اور ایسے ہی چند قسمیں کھائیں اور توڑ دیں تو اب اس کے نکاح کی بعض تو یہ صورت بتاتے ہیں کہ بوجہ خوف زنا یا اسکو یقین زنا ہو تو ضرورت کی وجہ سے جائز ہے اور ایک یہ صورت ہے کہ زید کا نکاح بذریعہ وکیل فضولی ہوا اور زید اپنی زبان سے قبول کرے اور

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المھر ص ۵۰۳ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۱۵۶ . ظفیر

(۲) ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء متفق علیه (مشکوٰة کتاب النکاح ص ۲۶۷) ظفیر

(۳) ولو ان امراة اخبر ھا ثقة ان زوجھا الغائب مات عنھا او طلقھا ثلثا او کان غیر ثقة واتاھا بکتاب من زوجھا بالطلاق الخ فلا باس بان تعتد کم تتزوج (ھدایه کتاب الکراھیة ص ۴۵۳ ج ۴) غاب عن امراته فتزوجت بآخر (لما اذا بلغھا موته او طلاقه فاعتدت وتزوجت ثم بان خلافه شامی) وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالا ولا د للثانی علی المذھب الذی رجع الیه الامام وعلیه الفتوی کما فی الخانیة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی الحاد ص ۸۶۸ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۵۵۲) ظفیر

ایک یہ کہ زید قبول بالفعل کرے اور اگر زید یہ کہے کہ میں نے قبول کیا تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) ایسی تعلیق میں دو صورتیں فقہاء نے عدم حنث کی لکھی ہیں ایک یہ کہ فضولی اس کا نکاح کرے اور وہ فعل سے اجازت دے یعنی ایسا فعل کرے جس سے رضا ثابت ہو جائے زبان سے اجازت نہ دے مثلاً یہ کرے کہ اس کا مہر بھیج دے اور بعد مہر بھیجنے کے وطی کرے یا تقبیل کرے تو حانث نہ ہوگا یعنی طلاق واقع نہ ہوگی اور دوسری صورت یہ کہ لکھ کر دیدے کہ مجھے منظور ہے درمختار میں ہے حلف لا یتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث و بالفعل و منه الکتابة الخ لا یحنث [1] پس معلوم ہوا کہ صورت اولیٰ اور صورت ثانیہ عدم حنث کی نہیں ہیں پہلی صورت تو جواز کی کسی نے لکھی ہی نہیں ہے اور دوسری صورت میں چوں کہ قبول کرنا زبانی لکھا ہے اور نیز وکیل کا لفظ بھی ہے اس لئے وہ بھی صورت عدم حنث کی نہیں ہو سکتی صرف تیسری صورت عدم حنث یعنی عدم وقوع طلاق کی ہے یا کتابت کے ذریعہ سے قبول ہو تب جائز ہے۔[2] فقط

جس عورت سے جتنی دفعہ نکاح کروں ہر دفعہ "تین طلاق" کسی نے یہ کہا تو کیا تدبیر کی جائے؟

(سوال ۸۲۸) (۲) ایک شخص نے کہا کہ جس عورت سے جتنی دفعہ نکاح کروں، ہر دفعہ اس کو تین طلاق ہے اس صورت میں جواز نکاح کی کیا صورت ہے؟

(الجواب) اس صورت میں جب کبھی کسی عورت سے نکاح کرے گا اس پر تین طلاق واقع ہو جاویں گی اور حیلہ جواز کا درمختار میں یہ لکھا ہے کہ فضولی کے نکاح کی اجازت فعل سے دیوے نہ قول سے عبارت اس کی یہ ہے کل امراۃ تدخل فی نکاحی او تصیر حلالاً لی فکذا ای طالق فاجاز نکاح فضولی بالفعل کبعث المهر مثلاً لا یحنث [3] الخ فقط

شوہر بیوی کو اپنے ساتھ غیر ملک لے جا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۲۹) ایک شخص اپنی زوجہ کو افریقہ لے جانا چاہتا ہے دور دراز مسافت کی وجہ سے زوجہ اور اس کے اقارب انکار کرتے ہیں شوہر مجبور کر کے لے جا سکتا ہے یا نہیں شوہر کہتا ہے کہ مرد کا اپنی بی بی سے چار ماہ سے زیادہ غائب رہنا ممنوع ہے اور حضرت عمرؓ نے یہ حکم دیا تھا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) فقہاء نے اس بارے میں یہ لکھا ہے کہ اس زمانہ میں اس قدر دور دراز مسافت پر شوہر اپنی

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل مطلب حلف لا یتزوج ص ۱۸۸ ج ۳، ط.س. ج۳ ص ۸٤٦ ظفیر

(۲) و بالفعل کبعث المهر او بعضه بشرط ان یصل الیها الخ منه الکتابة ای من الفعل مالو اجاز بالکتابة لما فی الجامع حلف لا یکلم فلانا اولا یقول له شینا فکتب الیه کتابا لا یحنث (رد المحتار باب ایضاً ص ۱۸۹ ج ۳ ط.س. ج۳ ص ۸٤٦) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل مطلب قال کل امراة الخ ص ۱۸۹ ج ۳ ط.س. ج۳ ص ۸٤٦. ظفیر

زوجہ کو مجبور نہیں کر سکتا اگر وہ خوشی سے جا رہی ہے تو خیر ورنہ جبراً نہ لے جاوے اور حضرت عمرؓ کا اثر اگر ثابت ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کو چاہئیے کہ وہ اپنی زوجہ سے زیادہ مدت تک غائب نہ رہے کسی نہ کسی طرح چلا آوے اس سے جبراً زوجہ کو لے جانے کا جواز نہیں نکلتا۔[1] فقط

شادی پر طلاق معلق کردے تو نکاح کی کیا صورت ہے

(سوال ۸۳۰) عمر کا ناجائز تعلق زید سے تھا عمر نے زید سے یہ الفاظ کہلائے کہ اگر میں اس تعلق کو قطع کروں تو جب میں نکاح کروں میری بیوی پر تین طلاق' چند روز بعد زید نے یہ تعلق قطع کر دیا کوئی صورت گنجائش ایسی نکل سکتی ہے کہ یہ نکاح صحیح ہو جاوے؟

(الجواب) فقہاء حنفیہؒ نے یہ حیلہ جواز نکاح و عدم وقوع طلاق کا اس صورت میں یہ لکھا ہے کہ اس کا نکاح فضولی بدون اس کے امر اور حکم کے کر دیوے اور پھر یہ شخص جس کا نکاح ہوا ہے زبان سے اس کو قبول نہ کرے بلکہ مہر کل یا بعض اس عورت کے پاس بھیج دے اور صحبت و تقبیل وغیرہ کرے یہ نکاح صحیح ہوگا اور طلاق نہ ہوگی کما فی الدر المختار حلف لا یتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث و بالفعل لا یحنث به یفتی الخ قوله و بالفعل کبعث المهر[2] الخ شامی جلد ۳ ص ۱۴۱ فقط

طلاق کے بعد مطلقہ کو علیحدہ گھر میں رکھنا درست ہے مگر اختلاط جائز نہیں

(سوال ۸۳۱) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیکر اس کی ہمشیرہ سے نکاح کر لیا ہے اور پہلی زوجہ صاحب اولاد ہے اور یہ طلاق کسی مخالفت کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ عورت نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح اپنے خاوند سے کرانے کے لئے خود طلاق لی ہے اور اس نے اپنے خاوند سے یہ شرط کی ہے کہ تم مجھ کو بجائے مہر کے تاحیات روٹی کپڑا دیتے رہو اور یہ عورت مطلقہ اس کے ایک مکان میں علیحدہ رہتی ہے آیا یہ شخص اگر اس عورت کو روٹی کپڑا مہر کے عوض میں یا بطور احسان کے دے تو جائز ہے یا نہیں اور یہ عورت اس کے مکان میں علیحدہ رہ سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ اولیٰ کو طلاق دینے کے بعد جس وقت عدت اس کی طلاق کی گزر جاوے اس وقت زوجہ مطلقہ کی بہن سے نکاح درست ہے[3] اور زوجہ مطلقہ کا نفقہ بعد عدت کے شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے لیکن اگر مہر میں سے اس کا نفقہ دیتا رہے یا تبرعاً اس کو روٹی کپڑا دیوے تو جائز ہے اور علیحدہ مکان میں اگر عورت رہے تو کچھ حرج نہیں ہے مگر شوہر طلاق دینے والا اس سے اختلاط نہ رکھے در مختار میں ہے ولهما

---

(۱) ویسا فربها بعد اداء کله مؤجلا و معجلا اذا کان مامونا علیها والا لا یسافر بها و به یفتی کما فی شروح المجمع واختاره فی ملتقی الابحر و مجمع الفتاوی واعتمده المصنف و به افتی شیخنا الرحلی لکن فی النهر والذی علیه العمل فی دیارنا انه لایسافر بها جبراً علیها و جزم به البزازی وغیره و فی المختار و علیه الفتویٰ والتفصیل فی الشامی (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۹۵ ج۲ ط.س.ج۳ص۱۴۶) ظفیر

(۲) دیکھئے رد المحتار مع هامش باب الیمین ص ۱۸۹ ج ۳ ط.س.ج۳ص۸۴۶' ظفیر

(۳) وحرم الجمع بین المحارم نکاحا ای عقد اصحیحا و عدة و من طلاق بائن (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۹۰ ج۲ ط.س.ج۳ص۳۸) ظفیر

ان یسکنا بعد الثلاث فی بیت واحد اذا لم یلتقیا التقاء الازواج ولم یکن فیه خوف فتنة انتهی [1] فقط

مراہقہ کو شوہر رخصت کرا سکتا ہے

(سوال ۸۳۲) ایک لڑکی بعمر تیرہ سالہ جس کی شادی ہو چکی ہے وہ اپنی والدہ کے پاس رہتی ہے اور والدہ اس کی سخت بد چلن اور بدکارہ ہے اس کے پاس رہنے کی وجہ سے لڑکی کے بگڑنے کا اندیشہ ہے اور والدہ رخصت نہیں کرتی شوہر لڑکی نے دعویٰ داخل زوجیت کر دیا ہے آیا بحالت موجودہ شوہر اس کو رخصت کرا سکتا ہے یا بوجہ نابالغہ ہونے کے رخصت نہیں کرا سکتا۔

(الجواب) تیرہ برس کی لڑکی مراہقہ ہے لہذا شوہر اس کو رخصت کرا سکتا ہے خصوصاً حالت اندیشہ مذکورہ شوہر اس کو اپنے پاس رکھنے کا مجاز ہے [2] فقط (حدیث میں ہے کہ جب لڑکی بارہ سال کی ہو جائے تو اس کی شادی کر دی جائے مشکوٰۃ ص ۲۷۱ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمر کے بعد لڑکی شوہر کے حوالہ ہو جانی چاہئے ظفیر

اس شرط پر نکاح کیا کہ اس گھر میں رہا تو نکاح ورنہ نہیں، شوہر نکاح کے بعد لے گیا، کیا حکم ہے؟

(سوال ۸۳۳) زید نے اپنی لڑکی زینب کا نکاح عمر سے اس شرط پر کیا کہ اسی گھر میں رہا تو نکاح باقی ورنہ نکاح نہیں ہے اگر وہ اپنی عورت کو لے جاوے تو نکاح رہتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح قائم رہے گا اور باہر لے جانے سے نکاح فسخ نہ ہوگا۔ فقط

عورت کہے کہ میرا نکاح نہیں ہوا اس پر قاضی اگر نکاح پڑھاوے تو مجرم نہیں

(سوال ۸۳۴) میں ایک مسجد میں امامت کرتا ہوں بعد نماز عشاء ایک شخص نکاح کے واسطے بلانے آیا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ دوسرے محلہ کی فلاں عورت ہے مجھے شک ہوا کیونکہ میں نے پہلے یہ سنا تھا کہ اس کا نکاح دوسرے شخص سے ہو چکا ہے میں نے اس سے دریافت کیا اس نے حلفیہ بیان کیا کہ نہیں ہوا چنانچہ میں نے نکاح پڑھا دیا تو مجھ پر تو کچھ مواخذہ نہیں فریق مخالف نے شور مچا رکھا ہے اس کا نکاح پہلے ہو گیا تھا اگر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو دونوں صورتوں میں مجرم ہوں یا بری؟

(الجواب) کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ میرا نکاح کسی سے نہیں ہوا تو اس کے قول کے موافق اس کا نکاح کر دینا درست ہے پس اس صورت میں نکاح پڑھنے والے پر کچھ مواخذہ نہیں

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی الحداد ص ۸۵۵ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۵۳۸. ظفیر

(۲) وقد صرحوا عنه بان الزوجة اذا كانت صغيرة لا تطيق الوطى لا تسلم الى الزوج حتى تطيقه والصحيح انه غير مقدر بالسن بل يفوض الى القاضى بالنظر اليها من سمن او هزال(رد المحتار باب القسم ص ۵۴۹ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۲۰۴. ظفير

ہے پھر اگر بعد میں تحقیق ہو جاوے اور گواہان عدول سے ثابت ہو جاوے کہ اسکا نکاح پہلے ہو چکا تھا تو یہ دوسرا نکاح باطل ہوگا اور وہ عورت پہلے شوہر کو ملے گی اور اگر کچھ ثبوت پہلے نکاح کا نہ ہو تو دوسرا نکاح درست رہے گا۔ فقط

منگنی کے بعد دوسری جگہ نکاح بہتر ہو تو کرنا درست ہے

(سوال ۸۳۵) ہندہ کی صرف نسبت بکر کے ساتھ عرصہ سے ٹھہری ہوئی تھی اس درمیان میں ہندہ کے ولی کے بھتیجہ کی زوجہ مر گئی تب ہندہ کے ولی نے ہندہ کا نکاح اپنے بھتیجہ سے کر دیا اب چند اشخاص کہتے ہیں کہ ہندہ کے ولی نے یہ برا کام کیا اور جو لوگ اس عقد میں شریک تھے وہ گناہ گار ہوئے جہاں پہلے نسبت ٹھہری تھی وہیں ہونا چاہئیے تھا آیا اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

(الجواب) نسبت اور منگنی کر دینا ایک وعدہ ہوتا ہے پس اگر مصلحت دختر کی دوسری جگہ نکاح کرنے میں ہو تو پہلی نسبت کو چھوڑنے اور دوسری جگہ جو کہ بہتر ہے نکاح کر دینے میں کچھ حرج نہیں اور گناہ نہیں ہے اصل یہ ہے کہ ولی کو لڑکی کی بہتری اور مصلحت دیکھنا مقدم ہے جہاں لڑکی کے لئے بہتری معلوم ہو وہاں نکاح کر دیوے اگر وہی موقع بہتر ہے جہاں پہلے نسبت ہوئی تھی تو موافق وعدے کے اسی کو اختیار کرے کہ ایفاء وعدہ بہت اچھا ہے لیکن اگر وہ موقع لڑکی کے لئے اچھا نہ ہو تو دوسری جگہ کرنا اچھا ہے۔ فقط

غیر مطلقہ کو کوئی زبردستی رکھے ہو تو برادری کو کیا کرنا چاہئیے ؟

(سوال ۸۳۶) زید کی برادری میں پنچایت ہوئی ہے جس سے خلاف قاعدہ کام ہوتا ہے اس کو ذات کر دیتے ہیں زید ہندہ کو عرصہ بیس پچیس برس سے نکاح پڑھا کر رکھے ہوئے ہے حالانکہ ہندہ کے شوہر نے اس کو طلاق نہیں دی تھی برادری والے اب تک زید کے ساتھ کھاتے پیتے چلے آئے کیا وہ بوجہ سکوت کے گناہ گار ہوئے یا نہیں اگر زید توبہ کرے اور دوبارہ نکاح پڑھاوے تو پاک ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) برادری والوں نے اگر باوجود علم اور قدرت کے زید کو اس ناجائز نکاح سے نہیں روکا تھا تو وہ بھی گناہ گار ہوئے توبہ کریں [1] اور زید اگر اب نکاح کرنا چاہے تو پہلے ہندہ کا شوہر اول طلاق دے دیوے بعد عدت گزرنے کے زید اس سے نکاح کر سکتا ہے اور زید سے جو گناہ اس عرصہ تک ہوا اس سے توبہ کرے اس طریق سے زید پاک ہو سکتا ہے اور پھر اس کو شامل برادری کر لینا چاہئیے۔ فقط

لڑکے نے اقرار کیا کہ وہ سسرال میں رہے گا اس پر نکاح ہوا اب اقرار پورا نہیں کرتا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۸۳۷) ایک شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح عمر سے اس شرط پر کیا کہ عمر خود بطور فرزندی

---

(۱) ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (القرآن) کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر (القرآن)

اس کے یہاں مقیم رہے عمر نے تحریری اقرار نامہ لکھدیا اب عمر اپنے اقرار کو پورا نہیں کرتا تو کیا بدون طلاق کے لڑکی کا دوسرا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس اقرار نامہ کی وجہ سے عمر کی زوجہ مطلقہ نہیں ہوئی اور بدون طلاق کے اس لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے درست نہیں ہے۔ فقط

ماں کی وصیت نکاح کے باب میں واجب العمل ہے یا نہیں؟

(سوال ۸۳۸) ایک عورت مرحومہ یہ وصیت کر گئی ہے کہ میری لڑکی نابالغہ کا عقد نبی بخش کے لڑکے سے نہ کریں اس وصیت کی وجہ سے لڑکی کا عقد اس لڑکے سے کرنا چاہئے یا نہیں؟

(الجواب) اس بارے میں مرحومہ کی وصیت کا کوئی اعتبار نہیں ہے نانی کا حق مقدم ہے اور جہاں وہ مناسب سمجھے نابالغہ کا نکاح کر دے مرحومہ کی وصیت کا اس بارے میں کچھ اعتبار نہیں ہے۔[1] فقط

کسی کی بیوی جب جھوٹا دعویٰ کرے کہ میں فلاں کی بیوی ہوں اور شوہر بھی تائید کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۸۳۹) ہندہ بی بی عمر کی ہے مگر زید ایک جائیداد والے آدمی کے مرنے پر اسی خیال سے کہ اس کی جائیداد کی وارث بنے ہندہ نے اور اس کے شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں زید کی بیوی ہوں اور اس پر گواہ پیش کئے اور عمر نے بھی لالچ کی وجہ سے اقرار کیا کہ ہندہ زید کی بیوی ہے اس صورت میں ہندہ کا نکاح عمر سے فسخ ہو لیا نہیں؟

(الجواب) اس کذب بیانی سے ہندہ عمر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی کذافی الدر المختار والشامی فقط

جانتے ہوئے جو گواہی نہ دے اس کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۸۴۰) رحیم بی بی کا نکاح پانچ سال ہوئے غلام محمد سے ہوا تھا مسماۃ مذکورہ نے فسخ نکاح کا دعویٰ کیا ہے شہاب الدین کو نکاح کا پورا علم ہے لیکن اس وقت وہ منکر ہو گیا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) جب کہ نکاح مسماۃ مذکورہ کا بقاعدہ شرعیہ ہو چکا ہے تو شوہر کو چاہئے کہ نکاح کے گواہ عدالت میں پیش کرے اور جن لوگوں کو علم نکاح کا ہے ان کے ذمہ لازم ہے کہ وہ شہادت نکاح کی دیویں ورنہ وہ گناہ گار ہوں گے[2] اور شخص مذکور جو کہ باوجود علم کے نکاح مذکور سے منکر ہے شرعاً فاسق و عاصی ہے اس کو اس فعل سے توبہ کرنی چاہئے اور اگر توبہ نہ کرے تو اس سے متارکت کی جاوے اور اس کو برادری سے خارج کیا جاوے۔ فقط

---

(۱) الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب الخ بشرط حریة و تکلیف واسلام فی حق مسلمة (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۷۶) ظفیر

(۲) ویجب اداء ها بالطلب ولو حکما الخ لو فی حق العبد الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ص ۵۱۳ ج ۴ ط.س. ج۳ ص ۴۶۳) ظفیر

دو بہن جو جڑی ہوئی ہیں ان کی شادی کی کیا صورت ہوگی

(سوال ۸۴۱) دو لڑکیاں توام ہیں ایک کا داہنا کولہا دوسری کے بائیں کولہے سے خلقۃً جڑا ہوا ہے اس طرح کہ نہ ایک تنہا بیٹھ سکتی ہے نہ اٹھ سکتی ہے نہ لیٹ سکتی ہے نہ ہل سکتی ہے نہ پاخانہ پیشاب کو جا سکتی ہے اتنا تو میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور اتنا دوسروں سے سنا ہے کہ ساتھ کھاتی ہیں ساتھ سوتی ہیں ساتھ بیمار ہوتی ہیں ساتھ اچھی ہوتی ہیں مرض بھی دونوں کو ایک ہی ہوتا ہے اور طمث بھی ساتھ ہوتا ہے اور طہر بھی ساتھ، تیرہ چودہ برس کی عمر ہے مجری طمث او مبرز دونوں کا الگ الگ ہے مگر مجری بول صرف ایک کے ہے دوسری کے نہیں ایک جب پیشاب کرتی ہے تو دوسری بھی فارغ ہو جاتی ہے بہر حال لکھ کر یہ پوچھنا مقصود ہے کہ اگر وہ دونوں مسلمان ہو تیں یا اب وہ مسلمان ہو جاویں تو ان کے نکاح کی شرعی صورت کیا ہوگی ؟

(الجواب) مکرمی جناب مولانا حکیم محمد جمیل الدین صاحب مد فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہم، والا نامہ پہنچا واقعہ عجیب معلوم ہوا کتب فقہ میں کوئی جزئیہ اور اس کے حکم کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملی البتہ قواعد سے عدم جواز نکاح بصورت مذکور معلوم ہوتا ہے در مختار میں نکاح کی تعریف یہ کی ہے هو عقد يفيد ملك المتعة اى حل استمتاع الرجل من امراة لم يمنع من نكاحها مانع شرعى[1] الخ اور شامی میں بدائع سے منقول ہے ان من احكامه ملك المتعة وهو اختصاص الزوج بمنافع بضعها و سائر اعضائها استمتاعاً او ملك الذات والنفس فى حق التمتع على اختلاف مشائخنا فى ذلك[2] الخ شامی ان عبارات سے بالاجمال اس قدر واضح ہوتا ہے کہ صورت مسئول عنہا میں مانع شرعی استمتاع سے موجود ہے اور اگر اس کا لحاظ رکھا جائے کہ ایک سے استمتاع میں دوسری سے بھی استمتاع ہے تو پھر نص حرمت جمع بین الاختین سے بھی اس کی حرمت واضح ہوتی ہے بہر حال جواز نکاح کی کوئی صورت بحالت موجودہ معلوم نہیں ہوتی البتہ اگر ان کو بذریعہ آپریشن جدا کر دیا جائے تو پھر کچھ اشکال نہیں ہے۔ فقط

(اگر استمتاع ایک سے دوسری کے لئے بھی کافی ہو جاتا ہے تو اس صورت میں دونوں کو ایک کے حکم میں مان کر کسی ایک شخص سے شادی کر دینے میں جمع بین الاختین لازم نہیں آنا چاہیئے بلکہ ایک کے حکم میں قرار دینا چاہیئے، بہر حال یہ مسئلہ قابل غور ہے ظفیر)

اس صورت میں نکاح ہو گیا یا نہیں ؟

(سوال ۸۴۱) فاطمہ بالغہ نے دو گواہوں کے سامنے کہا "میں ایک ہزار روپیہ نقد چھتر روپے کے کپڑے اور پانچ بیگہ زمین کے عوض میں تمہارے ساتھ راضی ہوں" اسماعیل نے جواباً کہا "مجھے سب منظور

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۵۵ ج ۲ . ط.س. ج ۳ ص ٤ . ظفير
(۲) رد المحتار كتاب النكاح ص ۳۵۵ ج ۲ . ط.س. ج ۳ ص ٤ . ظفير

ہے' فاطمہ نے کہا اب میں تمہاری ہو چکی اسماعیل نے کہا میں نے قبول کیا' پھر فاطمہ بولی' میں نے اپنی ذات تم کو سونپی' اسمٰعیل نے کہا' میں نے منظور کیا'' پھر دونوں نے بہت سے لوگوں سے اس کی اطلاع کر دی نکاح ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں بشرط نیت نکاح و فہم المقصود نکاح منعقد ہو گیا فی الدر المختار و عداهما كناية وهو كل لفظ وضع لتمليك عين كاملة درمختار (على الشامى ص ۲۹۰ ج ۲) فقط

بیویوں کی تبدیلی

(سوال ۸٤٤) دو بھائیوں کے نکاح میں دو بہنیں تھیں دونوں نے طلاق دیدی اور چھوٹے بھائی سے بڑے بھائی کی بیوی نے نکاح کر لیا اور بڑے بھائی سے چھوٹے بھائی کی بیوی نے' اب پھر اپنی اپنی بیویوں کو لوٹانا چاہتے ہیں؟

(الجواب) دونوں بھائی طلاق دیکر اپنی اپنی سابقہ بیوی سے عدت گزارنے کے بعد نکاح کر سکتے ہیں۔ فقط

حرام نکاح پڑھانے والا کیسا ہے؟

(سوال ۸٤۳) شادی شدہ منکوحہ کا نکاح پڑھانے والا کیسا ہے؟

(الجواب) فاسق ہے کافر نہیں ہے۔ فقط

اولاد کے باب میں شوہر کے وعدہ نکاح کا پورا کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۸٤۳) زید کا نکاح خالد کی دختر سے اس شرط پر ہوا کہ وہ اپنی زوجہ کے بطن سے جو لڑکی ہو گی خالد کے لڑکوں کی اولاد میں کسی ایک کو نکاح میں دے گا زید و خالد دونوں فوت ہو گئے زید کے لڑکی پیدا ہوئی اب بالغہ ہے اور خالد کا پوتا اب تک بالغ نہیں ہوا علاوہ ازیں زید و خالد کا کفو جدا ہے کیا زوجہ کے ذمہ زید کا وعدہ کا پورا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ یا زید کی زوجہ زید کے کفو میں لڑکی کا نکاح کر دے؟

(الجواب) اس وعدہ کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے اور زید کا اس قسم کا وعدہ اس کی زوجہ کے ذمہ پورا کرنا ضروری نہیں ہے زید کی دختر کا نکاح کفو میں جہاں مناسب ہو کر دیا جائے۔ فقط

گناہ سے بچانے کے لئے طوائف سے شادی بہتر ہے یا خاندان میں

(سوال ۸٤۵) ایک طوائف زید سے استدعا کرتی ہے کہ زید اس پیشہ کو ترک کرنے میں اس کی امداد کرے یعنی زید اس سے عقد کرے آیا زید کو اپنے خاندان میں شادی کرنا شرعاً اچھا ہو گا یا بنظر ثواب اس کو طوائف عقد

میں لانا اچھا ہے ؟

(الجواب) زید کو اس سے عقد کرنا درست ہے اور اس وجہ سے کہ اس کے نکاح کرنے میں وہ عورت تائبہ ہوتی ہے اس کو ثواب حاصل ہوگا لیکن اگر زید کو اس وجہ سے عار ہو کہ غیر خاندان اور غیر کفو میں نکاح کرنے سے وہ مطعون ہوگا اور اس کا خاندان اس کو چھوڑ دے گا یا مطعون کرے گا تو پھر اپنے کفو میں نکاح کرنا بہتر ہے غرض یہ کہ نکاح اس زانیہ سے درست ہے اور جب کہ وہ تائب ہوتی ہے اور اس کی توبہ واستقامت پر اطمینان ہے تو اس سے نکاح کرنے میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے باقی اپنے مصالح قرابت داری اور خاندانی کو خود لحاظ کر لیوے جیسا مصلحت ہو ویسا کرے شریعت اس سے نکاح کرنے پر مجبور نہیں کرتی اور مانع بھی نہیں ہے۔ فقط

سرکاری عدالت سے طلاق کی ڈگری سے طلاق نہیں ہوگی

(سوال ۸۴۶) زید نے پیر سالگی میں ہندہ نوجوان سے نکاح کیا بعد چند روز کے ہندہ نے زید سے طلاق مانگی کہ میں مہر معاف کر دوں گی تم طلاق دیدو زید نے طلاق سے انکار کیا ہندہ کے دعویٰ کرنے پر حاکم عدالت نے ہندہ کو طلاق کی ڈگری دیدی اب ہندہ دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں ہندہ دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی (کیوں کہ یہ ڈگری شرعاً طلاق کے حکم میں نہیں ہے ظفیر)

نکاح اور بیاہ میں کیا فرق ہے اور اولاد اکبر کسے کہتے ہیں

(سوال ۸۴۷) نکاحتا اور بیاہتا میں کیا فرق ہے دونوں میں کس کی اولاد اور کون سی اولاد کو اولاد اکبر کہا جاوے گا ؟

(الجواب) ہمارے بلاد میں بیاہ اور نکاح ایک چیز ہے اور شریعت میں بھی یہ دونوں ایک ہی ہیں کیوں کہ جس میں ایجاب و قبول ہو وہی نکاح ہے اور وہی بیاہ وشادی ہے پس نکاحتا عورت اور بیاہتا عورت ہر دو منکوحہ ہیں[1] اور دونوں سے جو اولاد ہو وہ اسی شوہر کی اولاد ہے اور ان میں جس کی اولاد بڑی ہے وہی اولاد اکبر ہے اور جس عورت کو بلا ایجاب و قبول گھر میں رکھا وہ زوجہ نہیں ہے اس سے جو اولاد ہو وہ اس سے ثابت النسب نہیں ہے۔ فقط

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے

(سوال ۸۴۸) وزیر خاں کا نکاح مسماۃ نصیبہ کے ساتھ بعمر اٹھارہ سال ہوا رخصتی نہیں ہوئی وزیر خاں بعد نکاح بجرم اعانت قتل عمد سزایاب حبس بعبور دریائے شور بمیعاد بیس سال ہوا پہلے خطوط آتے تھے بعدہ دو تین سال تک بند رہے وزیر کے چھوٹے بھائی جمن نے یہ بات مشہور کر دی کہ وزیر مر گیا اور اپنا نکاح نصیبہ سے کر لیا وزیر خاں کے خطوط بعد میں پھر آنے لگے جمن سے نصیبہ کے دو لڑکے ہوئے پھر جمن مر گیا دو سال بعد جمن کے چھوٹے بھائی ناظر خاں نے مسماۃ مذکورہ سے اپنا نکاح کیا ناظر خاں سے بھی

---

(۱) و ینعقد بایجاب من احدهما و قبول من الآخر الخ و شرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخر و حضور شاهدین حرین او حر و حرتین مکلفین سامعین قولهما معا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ ط س ج ۳ ص ۹ ۲۱) ظفیر

چار لڑکے ہوئے وزیر خاں واپس آ گیا اور اپنا دوسرا نکاح کیا وزیر خاں نے ناظر خاں سے کہا کہ میں نے ابھی طلاق نہیں دی مجھ سے طلاق لے لے جس میں میرا نکاح ٹوٹ جاوے لیکن پھر طلاق نہیں ہوا تین چار سال بعد ناظر خاں نے مسماۃ نصیبہ کو گھر سے نکال دیا وزیر خاں نے اس کو بلا نکاح کے رکھ لیا(۱) جب کہ وزیر خاں یہ کہتا تھا کہ میں نے ابھی طلاق نہیں دی اور نکاح ثانی جمن کے ساتھ ہوا اس کو اطلاع بھی نہیں ہوئی کیا وزیر خاں کا نکاح ٹوٹ گیا۔

(۲) جب کہ وزیر خاں اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا کہ اس کی عورت دوسرے کے پاس رہتی ہے تو کیا اس کا صرف یہ کہنا کہ مجھ سے طلاق لے لو ورنہ میرا نکاح قائم ہے کافی ہے۔

(۳) اگر نکاح وزیر خاں کا نہیں ٹوٹا تو اولاد جمن و ناظر کیا شرعاً ثابت النسب ہیں۔

(۴) اب وزیر خاں کا مسماۃ نصیبہ کو رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) کیا ناظر خاں سے طلاق کی ضرورت نہیں ہے۔

(الجواب) نکاح وزیر خاں کا اس صورت میں نہیں ٹوٹا۔[1]

(۲) نکاح وزیر خاں کا اس صورت میں قائم ہے اور اس پر طلاق دینا اس صورت میں واجب نہ تھا[2] گناہ گار وہ شخص ہے جس نے باوجود اس علم کے کہ عورت مذکورہ کو طلاق نہیں ہوئی اور اس کا شوہر موجود ہے اس سے نکاح کیا اور اس کو اپنے گھر میں رکھا۔[3]

(۳) وہ اولاد جمن اور ناظر سے صحیح النسب نہیں ہے **كما ورد في الحديث الولد للفراش و للعاهر الحجر**[4] (۴) جائز ہے (۵) طلاق کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

آزاد کروں گا کہنے سے کچھ نہیں ہوتا

(سوال ۸۴۹) ایک آدمی نے جس کی بیوی نہیں ہے یہ کہا کہ آزاد کروں گا تو وہ شادی کرے یا نہیں؟

(الجواب) یہ قول اس کا لغو ہے اس سے کچھ نہیں ہوتا وہ شخص نکاح کرے کچھ حرج نہیں ہے اور ان الفاظ سے اس کی زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی۔

لڑکی بالغ ہو گئی اور لڑکا ابھی بالغ نہیں ہوا کیا کیا جائے؟

(سوال ۸۵۰) زید نے اپنی دختر کا نکاح عمر کے لڑکے سے نابالغی میں کر دیا تھا اب دختر بالغ ہو گئی اور لڑکا دو تین برس میں بالغ ہوگا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) یہ نکاح لڑکی فسخ نہیں کر سکتی اور کوئی صورت تفریق کی بحالت عدم بلوغ شوہر کے نہیں ہے

---

(۱) جب طلاق نہیں دی تو نکاح نہیں ٹوٹا' ظفیر

(۲) لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة (درمختار) والفجور يعم الزنا وغيره وقد قال ﷺ لمن زوجته لا ترديد لامس وقد قال اني احبها استمتع بها. ط.س. ج٦ ص ٤٢٧ (٣) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا الخ ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنا (رد المحتار باب المهر ص ٤٨٢ ج٢. ط.س. ج٣ ص ٥١٦) ظفير (٤) مشكوة باب اللعان ص ٢٨٧ ظفير

اور جس وقت شوہر بالغ ہو جاوے اگر وہ طلاق دیدے تو طلاق واقع ہو سکتی ہے بدون اس کے کوئی صورت علیحدگی کی اور جواز نکاح ثانی کی عورت کے لئے نہیں ہے فقط (لڑکے کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے اور لڑکی اتنے صبر وضبط سے کام لے روزے رکھے ظفیر)

جو ہمشیرہ سے زنا کا مرتکب ہوا اس کی سزا

(سوال ۸۵۱) ایک شخص کو اپنی ہمشیرہ حقیقی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے عبدالغنی نے بچشم خود دیکھا اور اس کو پکڑ کا جس کو دو تین آدمیوں نے سنا صبح کو لڑکی سے پوچھا اس نے مجھ سے اقرار کیا کہ یہ اڑھائی ماہ سے ایسا کرتا ہے ان کے ساتھ برادری کو کیا سلوک کرنا چاہئیے؟

(الجواب) ایک آدمی کی گواہی سے شرعاً زنا ثابت نہیں ہوتا اور عورت کا اقرار مرد کے حق میں معتبر نہیں ہے اس لئے شرعی کوئی حد اور سزا نہیں لگ سکتی البتہ جب کہ شبہ ہو گیا اور تہمت لگ گئی تو ان دونوں کو علیحدہ رکھا جاوے اور ایک جگہ نہ رہنے دیا جاوے۔ فقط

جس بیوی کو ابھی حیض شروع نہیں ہوا ہے اس سے وطی!

(سوال ۸۵۲) زوجہ کے حیض آنے سے پہلے وطی درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ زوجہ قریب البلوغ ہے اگرچہ بالغہ نہ ہو وطی اس سے درست ہے۔[1] فقط

عزل کب درست ہے

(سوال ۸۵۳) عزل کرنا کس وقت درست ہے؟

(الجواب) زوجہ حرہ سے عزل مکروہ ہے مگر جب کہ وہ اجازت دیدے۔[2] فقط

سرکاری عدالت نے فاسق گواہوں سے جو ثابت کیا وہ صحیح نہیں مرد کی بات معتبر ہے

(سوال ۸۵٤) زید نے اپنی بیوی کو طلاق واحدی بعد پندرہ یوم کے رجعت کر لی بعد سولہ سال کے دونوں میں نااتفاقی ہوئی ایک شخص شریک زید کے بھکانے سے زید کے مکان سے فرار ہو گئی بعد چند روز کے آکر تین طلاق کی مقر ہوئی پنچایت میں گواہوں نے بیان کیا کہ مجھے یاد نہیں ہے کہ زید نے طلاق واحدی تھی یا ثلاثہ زید سے قسم لی گئی زید نے طلاق واحد کی قسم کھائی پھر ہندہ نے عدالت دیوانی میں دعویٰ کر کے فاسق گواہوں کو پیش کر کے عدالت سے ڈگری حاصل کی صورت مسئولہ میں ہندہ کے گواہ معتبر ہوں گے یا زید کی قسم؟

---

(۱) وقد صرحوا عنه بان الزوجة اذا كانت صغيرة لا تطيق الوطئ لا تسلم الى الزوج حتى تطليقه والصحيح انه غير مقيد بالسن بل يفرض الى القاضي بالنظر اليها من سمن او هزال (رد المحتار باب القسم ص ۵٤۹ ج۲ ط.س. ج۳ ص ۲۰٤

(۲) و يعزل عن الحرة باذنها لكن في الخانية انه يباح في زماننا لفساده قال الكمال فليعتبر عذرا مسقطا لاذنها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب نكاح الرقيق ص ۵۲۲ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۷٦) ظفير

(الجواب) گواہان مذکورین کی گواہی شرعاً معتبر نہیں ہے[1] بلکہ زید کا قول اور حلف معتبر ہے اور اس شریک فاسق سے متارکت درست ہے اور ہندہ بدستور زید کی زوجہ ہے اور اس شریک کو ہندہ سے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ ھکذا فی کتب الفقہ[2] فقط

ختنہ شعار اسلام ہے مگر رخصتی اس پر موقوف نہیں

(سوال ۸۵۵) زید پچیس سالہ مذہب اسلام میں داخل ہوا اور اس کا نکاح ایک تو مسلمہ نابالغہ سے ہوا اب جب کہ منکوحہ زید بالغہ ہوئی تو اس کو رخصت کرنے کے لئے ختنہ کی شرط لگاتے ہیں اور زید اس تکلیف سے گریز کرتا ہے یہ گناہ ہے یا نہیں اور رخصت منکوحہ میں ختنہ کی شرط کرنا کیسا ہے؟

(الجواب) ختنہ کرانا شعار اسلام سے ہے زید کا انکار کرنا ختنہ سے معصیت ہے اور مذموم ہے ختنہ اس کو ضرور کرانا چاہئیے[3] باقی رخصت کرنا منکوحہ کا شرعاً اس پر موقوف نہیں ہے اس کی زوجہ کو رخصت کردینا چاہئیے۔ فقط

مندرجہ ذیل صورت میں کیا حکم ہے

(سوال ۸۵۶) زید نے قسم کھائی کہ اگر میں یہ کام کروں تو میں جس کسی عورت سے اور جب کبھی نکاح کروں تو اس کو اسی وقت طلاق ہے 'طلاق ہے' طلاق ہے زید نے وہ کام کیا اور قاضی سے مسئلہ دریافت کیا قاضی نے کہا اب تیرے لئے کسی صورت میں عورت حلال نہیں ہے ایک شخص نے زید سے کہا کہ مرتد ہوجا پھر مسلمان ہوکر کسی عورت سے اگر نکاح کرے گا تو صحیح ہوگا۔ اس پر زید مرتد ہوگیا پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور ایک عورت سے نکاح کیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں وہ شخص جس نے زید کو کہا کہ تو مرتد ہوجا الخ کافر ہوگیا کذافی شرح الفقہ الاکبر[4] اور یہ جو اس نے کہا کہ اس صورت میں حلالہ ساقط ہوجائے گا غلط ہے بلکہ بعد اسلام لانے کے بھی ضرورت ہے کہ اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ دوسرے شخص سے نکاح کرے اور وہ بعد وطئ کے طلاق دے اس وقت وہ عورت اس کے لئے حلال ہوسکتی ہے ورنہ نہیں پس نکاح مذکورہ جو بلا حلالہ کے ہوا صحیح نہیں ہوا کما فی الشامی فوجہ الشبہ بین المسلین الردۃ واللحاق والسبی لم تبطل حکم الظہار واللعان کما لم تبطل حکم الطلاق[5] الخ فقط

---

(۱) والفاسق انما ترد شہادتہ بتہمۃ الکذب (رد المحتار کتاب الشہادۃ ص ۵۲۱ ج ۴ ط.س. ج۳ ص ۴۷۲)
(۲) غیر مسلم عدالت کا فیصلہ نکاح و طلاق میں شرعاً نافذ نہیں ہے (دیکھئے الحیلۃ الناجزہ) ظفیر
(۳) لان الختان سنۃ للرجال من جملۃ الفطرۃ لا یمکن ترکہا (رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ ص ۳۳۶ ج۵ ط.س. ج۳ ص ۴۰۶) ظفیر
(۴) شرح فقہ اکبر ص ۲۲۵ (۵) رد المحتار

اٹھارہ سال غائب رہنے کے بعد جو عورت آئے اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

(سوال ۸۵۷) جو عورت اٹھارہ سال مفرور رہنے کے بعد آوے تو اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں اور عورت مفقود الخبر کی حد شارع نے کس قدر مدت تک رکھی ہے؟

(الجواب) نکاح اس کا باقی ہے عورت کے فرار ہو جانے اور مفقود الخبر ہو جانے سے کسی مدت میں بھی نکاح نہیں ٹوٹتا۔ فقط

بارات کو کھانا دینا اور کھانا کیسا ہے؟

(سوال ۸۵۸) زید کے لڑکے کی شادی عمر کی لڑکی سے ہونے والی تھی عمر حسب رواج برادری زید کو طعام بارات کھلانا چاہتا ہے زید انکاری ہے اور کہتا ہے کہ رسم وریت کی ترویج مسلمانوں نے ہندوؤں سے سیکھی ہے اور نیز اس دعوت کا ثبوت قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہیں پایا جاتا لہذا اہم کو بوجہ التزام مالا یلزم اور ہندوؤں کے شعار کی وجہ سے اس سے بچنا ضروری ہے عمر کہتا ہے کہ یہ خیال محض لغو ہے بارات کا کھانا عقد ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے صاف ثابت ہے کیونکہ لڑکی کی جانب سے ملک حبش میں دعوت ہوئی تھی علاوہ بریں ولیمۃ العرس کا مسنون ہونا ثابت ہے اور عرس کا لفظ مرد و عورت دونوں پر اطلاق ہوتا ہے لہذا اس دعوت بارات کا کھانا شرعاً جائز ہے پس از روئے شرع شریف ان دوقوں میں سے کس کا قول صحیح و درست ہے؟ اور بارات کا کھانا عند الشرع کیسا ہے؟ اور ملک حبش میں جو دعوت بوقت عقد حضرت ام حبیبہؓ ہوئی تھی وہ شاہ نجاشی کی طرف سے جو کہ جناب رسالت پناہ ﷺ کا وکیل تھا ہوئی تھی یا خالد بن مسعود حضرت ام حبیبہؓ کے وکیل کی طرف سے ہوئی تھی؟

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ رسوم کی پابندی جس درجہ پر پہنچ گئی ہے وہ شرعاً مذموم ہے کیونکہ ان کو لازم سمجھا گیا ہے بمنزلہ لازم کے ان کے ساتھ معاملہ ہے کہ ان کے ترک کو عار سمجھا جاتا ہے اور گوارا نہیں ہوتا کہ اس عار کو اختیار کیا جائے اگرچہ قرض کی نوبت آجائے اور اگرچہ سود کے ذریعہ قرض حاصل ہو تو ظاہر ہے کہ اس قسم کی پابندی نامشروع کو شریعت مطہرہ کسی طرح جائز نہیں رکھتی البتہ اگر بارات کا کھلانا محض بطور دعوت احباب واظہار مسرت ہو تو بشرط عدم ارتکاب منہیات و محظورات شرعیہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے غرض فی نفسہ اس میں کچھ خرابی نہیں ہے عوارض مروجہ کی وجہ سے خرابی آتی ہے باقی ولیمۃ العرس یہ نہیں ہے اس کے بجائے اگر اس موقع پر مسرت کے اظہار کے لئے دعوت کی تو وہ نہ بارات کو کھلانا ہے نہ ولیمہ کے طور پر ہے البتہ اس کی اباحت میں بشرط عدم لزوم مفاسد کلام نہیں ہے ولیمہ جو مسنون ہے اس کے مخاطب مرد ہیں اور وہ زوج کی طرف سے ہوتا ہے چنانچہ احادیث و تعامل سے یہ ظاہر ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کا قول و فعل اس پر صراحۃً دلالت کرتا ہے زیادہ تطویل کی اس میں گنجائش نہیں ہے نہ حاجت ہے باجماع امت یہ مسلمہ

ہے کہ ولیمہ مردوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ نہ عورتیں کہیں اس کی مخاطب ہوئیں نہ کسی عورت نے اس کو کیا۔ فقط

شوہر وبیوی کے ایک پیر سے مرید ہونے میں نکاح پر اثر نہیں پڑتا

(سوال ۸۵۹) ایک شخص ایک شاہ صاحب کے مرید ہوئے ہیں اور ان کی زوجہ بھی ان کی مرید ہوئی ہے اور بچے بھی ان کے مرید ہیں ایسی حالت میں اس عورت اور شوہر کا بر تاؤ بدستور رہا یا فرق ہو گیا اور زوجہ و شوہر پیر بھائی بہن ہوئے یا نہیں؟

(الجواب) شوہر اور زوجہ اگر ایک پیر سے مرید ہو گئے تو اس سے نکاح میں اور کسی معاملہ میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ چاہئیے کہ تعلق زوجیت کا زیادہ قوی ہو جاوے آخر رسول اللہ ﷺ سے خاوند وبیوی صحابہ میں سے دونوں ہی بیعت ہوتے تھے اور ویسے بھی سب مسلمان مرد و عورتیں بھائی بہن ہیں انما المومنون اخوة [1] قرآن شریف میں وارد ہے الحاصل اس میں کچھ وہم نہ کریں۔ فقط

بیوی سے جماع کے لئے کوئی عمر متعین نہیں ہے

(سوال ۸۶۰) عبداللہ کا نکاح شریفہ سے بعمر دس سال بشرائط شرعی ہو چکا اور شریفہ کو گیارہ برس کی عمر میں حیض آ گیا تو اس سے عبداللہ ہم بستر ہونے کا مجاز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مجامعت و ہمبستری اس سے درست ہے کوئی شرط اس میں نہیں ہے [2] قال اللہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء (الآیة) [3] وقال اللہ تعالیٰ و للرجال علیهن درجة (الآیة) [4] فقط

منکوحہ سے ہمبستر ہونے کے لئے اس کے ولی سے اجازت کی ضرورت نہیں

(سوال ۸۶۱) جب منکوحہ نابالغہ سے بالغ ہو گئی اور شوہر کے پاس ہو گیا منکوحہ کے ورثہ کو ہم بستر ہونے کی اطلاع کرنا یا اجازت لینا ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) کچھ حاجت اطلاع کرنے اور اجازت لینے کی نہیں ہے۔ [5] فقط

---

(۱) سورة الاحزاب

(۲) وقد صرحوا عنه بان الزوجة اذا كانت صغيرة لا تطيق الوطوء لا تسلم الى الزوج حتى تطيقه والصحيح انه غير مقدر بالسن بل يفوض الى القاضي بالنظر اليها من سمن او هزال (رد المحتار باب القسم ص ۵۴۹ ج ۲ . ط.س. ج۳ص ۲۰۴) ظفیر

(۳) سورة النساء

(۴) سورة النساء

(۵) قال رسول الله ﷺ اذا احد كم اعجبته المراة فوقعت فى قلبها فليوا قعها" الخ رواه مسلم(مشكوة باب النظر فصل اول) ظفیر

رنڈی کا پیشہ بہتر ہے یا شیعہ سے نکاح

(سوال ۸٦۲) رنڈی کو پیشہ کر کے کھانا اچھا ہے یا شیعہ سے نکاح کرنا اچھا ہے ؟

(الجواب) دونوں حرام وناجائز ہیں۔[1] فقط

نافرمانی سے بیوی نکاح سے نہیں نکلتی

(سوال ۸٦۳) نافرمانی کرنے پر عورت نکاح سے علیحدہ ہو جاتی ہے یا نہیں ؟ (۲) منکوحہ عورت شوہر کی رضامندی کے بغیر بلا پردہ بازاروں میں گھومتی ہے (۳) منکوحہ عورت مثل طوائف پیشہ زنا اختیار کرے (۴) نکاح کے دن ہی سے مرد عورت کے نفقہ کی خبر گیری نہ کرے اور عورت مرد سے ناموافق ہو اور زنا کے ذریعہ روزی حاصل کرے تو از روئے شرع ایسی عورت اپنے مرد کی زوجہ بننے کے قابل ہو سکتی ہے جس سے نکاح ہوا تھا۔

(الجواب) ان افعال قبیحہ سے عورت اپنے شوہر کے نکاح سے باہر نہیں ہوئی۔[2] فقط

زنا کرنے سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۸٦٤) عورت زانیہ جو کھلم کھلا زنا کرتی ہے کیا ایسی عورت کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے ؟

(الجواب) نکاح باقی ہے۔[3] فقط

ایسے مرد عورت سے کیا سلوک کیا جائے

(سوال ۸٦۵) (۳) ایسے ڈیوث مرد و عورت سے کیا سلوک کیا جائے ؟

(الجواب) ان کو کہا جائے کہ توبہ کریں (اور ایسی صورت اختیار کی جاوے کہ اس حرام کاری سے میاں بیوی دونوں توبہ کریں اور آئندہ بچنے پر مجبور ہوں ظفیر)

---

(۱) قال رسول اللہ ﷺ ثمن الکلب خبیث و مهر البغی خبیث (مشکوۃ باب الکسب ص ۲٤۱) وهی الزانیة والمراد بمهر ها اجرتها ثم اطلق الخبیث علی الثلثة وهو فی الاصل ضد الطیب فیطلق علی الحرام (حاشیة مشکوۃ ص ۲٤۱) وحرم نکاح الوثنیة (درمختار) وفی الفتح یدخل فی عبدة الاوثان عبدة الشمس (الی قوله) وکل مذهب یکفر به معتقده (رد المحتار ص ۳۹۷ ط.س. ج۳ص ٤۵) ظفیر

(۲) ارتداد یا شوہر کے طلاق دینے سے ہی بیوی نکاح سے نکلتی ہے' وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج۲ ط.س. ج۳ص ۱۹۳) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل الخ لحدیث ابن ماجة الطلاق لمن اخذ بالساق (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۹ ج۲ ط.س. ج۳ص ۲۳۵) ظفیر لو تزوج بامراۃ الغیر عالی بذلك و دخل بها لا تجب العدۃ علیها حتی لا یحرم علی الزوج وطؤها و به یفتی لانه زنا والمزنی بها لا تحرم علی زوجها (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٤۰۲ ج۲ و ص ٤۰۳ ط.س. ج۳ص ۵۰) ظفیر

(۳) بدلیل الحدیث ان رجلا اتی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ان امراتی لا تدفع ید لا مس فقال علیه السلام طلقها فقال انی احبها هی جمیلة فقال علیه الصلوۃ والسلام استمتع بها (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٤۰۲ ج۲ ط.س. ج۳ص ۵۰) لو زنت امراۃ رجل لم تحرم علیه وجاز له' وطؤ ها عقب الزنا (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸٦ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳٤) ظفیر

بدعت کرنے والی عورتوں کا نکاح رہتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۶۶) ہندوستان کی عورتیں اکثر واہیات عقیدہ اور کام بر خلاف شرع کرتی ہیں یہاں تک کہ بعض امور میں شرک کی نوبت آتی ہے یعنی مزاروں پر جانا مراد مانگنا ٹونکا کرنا اس حالت میں ان کا نکاح رہتا ہے یا نہیں اور توبہ کرنے پر بھی نکاح دہرانا چاہیئے یا پہلا ہی نکاح کافی ہے بعض عورتیں سمجھانے سے بھی نہیں مانتی اگر ان کو خرچ وغیرہ نہ دیا جائے تو درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح قائم ہے۔(۱) مگر ان سے توبہ کرانی چاہیئے اور آئندہ کو ایسے کاموں سے روکنا چاہیئے اور احتیاطاً تجدید نکاح کر لینے میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور ہمیشہ ان کو سمجھاتے رہنا اور تنبیہ کرتے رہنا چاہیئے نفقہ انکا واجب شرعی ہے اس کو روکنا نہ چاہیئے۔ فقط

بیوی سے زنا کا جو پیشہ کراوے اس کا نکاح رہا یا ختم ہو گیا

(سوال ۸۶۷) جو شخص اپنی زوجہ سے زنا کرا کر کمائی اس کی خوشی سے کھاوے تو کیا اس کا نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟
(۲) جو شخص اپنی منکوحہ کے اولاد کو تخم حرام قرار دے اس کے نکاح کی کیا صورت ہے اور کیا بذریعہ لعان مرد و عورت کا تعلق زوجیت ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) وہ شخص بڑا گناہ گار اور بے حیا ہے اس کو توبہ کرنا لازم ہے حدیث میں وارد ہے ان لکل دین خلقاً و خلق الاسلام الحیاء (۲) اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے حدیث میں ہے ومھر البغی خبیث (۳) اور اس کا استعمال کرنا بھی حرام ہے حدیث میں ہے قال رسول اللہ ﷺ لا یدخل الجنۃ جسد غذی بالحرام (۴) اور زنا کرنے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ اس کہنے سے نفی ولد کی نہیں ہوئی اس کا نسب ثابت ہے عالمگیری میں ہے ولا ینتفی بمجرد النفی وانما ینتفی باللعان (۵) اور لعان کرنے کے بعد تفریق کر دینے سے حاکم کے طلاق بائن عورت پر واقع ہوتی ہے کما فی الدر المختار فان التعنا ولو اکثرہ بانت بتفریق الحاکم (۶) لیکن لعان کے لئے چوں کہ دار الاسلام کا ہونا شرط ہے اور وہ اس زمانہ میں مفقود ہے اس واسطے بدون طلاق دینے کے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ فقط

(۱) وفی النھر تجوز مناکحۃ المعتزلۃ لا نالانکفر احد امن اھل القبلۃ وان وقع الزاماً فی المباحث (الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص ۳۹۸ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۴۵ فصل فی المحرمات) ظفیر
(۲) مشکوۃ باب الرفق والحیاء حسن الخلق ص ۴۳۲
(۳) مشکوۃ باب الکسب وطلب الحلال ص ۲۴۱
(۴) مشکوۃ باب ایضاً ص ۲۴۳
(۵) عالمگیری مصطفائی باب ثبوت النسب ص ۱۶۳ ج ۲. ط. ماجدیہ ج۱ ص ۵۳۶
(۶) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب اللعان ص ۸۱۰ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۴۸۴. ظفیر

زنا کے بعد نکاح باقی رہتا ہے اور ایسی بیوی کو ئی رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے

(سوال ۸۶۹) زید و عمر دونوں ہم زلف ہیں عمر زید کی بیوی یعنی اپنی سالی کو لیکر مفرور ہو گیا کچھ عرصہ تک اپنی سالی سے حرام کرتا رہا اس کے بعد باہمی نزاع ہو کر مسمی عمر اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا اس عورت مذکورہ نے بلا طلاق کے نکاح کر لیا تو اس صورت میں اس کا اصلی شوہر مسمی زید اس کو اگر وہ رضامند ہو اپنے یہاں رکھ سکتا ہے یا نہیں اور آیا وہ عورت زید کے نکاح میں رہی یا نکاح سے باہر ہو گئی دوسرے یہ کہ یہ امر آیا عمر کی بیوی کا نکاح قائم رہا یا نہیں کیوں کہ اس کے شوہر عمر نے اپنی سالی سے زنا کیا ہے ؟

(الجواب) زید کے نکاح میں اسکی زوجہ داخل ہے مفرور ہو جانے اور زناکاری سے وہ عورت زید کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی[1] زید اس کو رکھے اور توبہ کرالے اور عمر کا نکاح اپنی زوجہ سے قائم ہے سالی سے زنا کرنے سے اس کا نکاح باطل نہیں ہوا[2] البتہ عمر معصیت کا مرتکب ہوا توبہ کرے۔ فقط

تم الجزء السابع من فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل بتوفیق اللہ تعالیٰ و کرمہ تحت اشراف فضیلۃ الشیخ حکیم الاسلام مولانا القاری الحافظ محمد طیب دامت فیوضہ مدیر دارالعلوم دیوبند و حفید موسس الدار الموصوفہ علیٰ ید العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی غفر اللہ ذنوبہ ورفع شانہ و یلیہ الجزء الثامن انشاء اللہ تعالیٰ (۹/ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ)

---

(۶) والمزنی بہالا تحرم علی زوجہا (ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۳ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۳۲) ظفیر
(۷) وفی الخلاصۃ وطی اخت امراتہ لا تحرم علیہ امراۃ (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۶ ج ۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین

پانچواں باب

نکاح میں ولایت کن لوگوں کو حاصل ہے

فصل اول

اس باب سے متعلق مسائل واحکام

عصبہ اور ماں نہ ہونے کی صورت میں ماموں ولی ہے

(سوال ۸۷۰) ہندہ نابالغہ کے کوئی عصبہ نہیں ہے اور نہ ماں ہے بلکہ فقط ذوی الارحام سے ایک ماموں علاتی اور ایک خالہ عینی ہے پس حق ولایت نکاح کس کو پہنچتا ہے؟

(الجواب) ولایت نکاح نابالغہ اس صورت میں ماموں علاتی کو ہے کما فی الدرالمختار ثم لذی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات الخ[1] پس خال بجمیع اقسامہ خالات سے ولایت نکاح میں مقدم ہے لہذا ماموں علاتی خالہ عینی سے مقدم ہے۔ فقط

علاتی بھائی اور چچا کے ہوتے ہوئے ماں کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہیں

(سوال ۸۷۱) ایک لڑکی جس کی عمر تخمیناً گیارہ سال تھی اس کے ولی یہ ہیں والدہ حقیقی اور سوتیلا باپ اور سوتیلے بھائی اور تایا و چچا لڑکی کی والدہ نے اپنے خاوند کو لڑکی کے نکاح کی اجازت دی یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اب پانچ سال کے بعد لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) بھائی علاتی بالغ اور چچا تائے کے ہوتے ہوئے والدہ کو اختیار نکاح نابالغہ کا نہیں ہے اور نہ سوتیلے باپ کو اختیار ہے کیونکہ اس صورت میں اول ولی بھائی علاتی تھا اس کے بعد تایا چچا ولی ہیں[2] لہذا وہ نکاح جو والدہ

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۰ ط.س. ج۳ص۷۹. ظفیر

(۲) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (درمختار ط.س. ج۳ص۷۶) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق الخ ثم لاب (رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۲۸ ط.س. ج۳ص۷۶) ظفیر

اور سوتیلے باپ نے کیا علاتی بھائی کی اجازت پر موقوف رہا اگر بھائی نے اجازت دی تو وہ نکاح صحیح ہوا[1] ورنہ باطل ہوا بصورت بطلان نکاح کے لڑکی کو بعد بالغہ ہونے کے اختیار ہے کہ کفو میں اپنا نکاح کرے یا اس کا ولی اس کا نکاح کفو میں اس کی اجازت سے کر دیں۔ فقط

پندرہ سالہ لڑکی بالغہ ہے نابالغہ کا ولی چچا ہے

(سوال ۸۷۲) کریم جس نے اپنی نواسی شکورن کا کہ جس کی عمر اس وقت قریب پندرہ سال کی ہے نکاح شیخ محمد سے کر دیا ہے اس کی ماں اور چچا کہتے ہیں کہ شکورن کی عمر گیارہ سال کی ہے آیا نانا کو حق نکاح کرنے کا بغیر رضا چچا و ماں ہے کہ نہیں؟

(الجواب) لڑکی جب تک پوری پندرہ برس کی ہو کر سولھواں سال شروع نہ ہو جاوے اس وقت تک شرعاً اس کے بالغہ ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا جب کہ اور کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ ظاہر نہ ہو اور غیر بالغہ کے نکاح کا ولی بصورت موجود ہونے چچا حقیقی کے نانا نہیں ہے، پس نانا نے جو نکاح شکورن نابالغہ کا بلا اجازت چچا کے کیا وہ موقوف ہے چچا کی اجازت پر اگر چچا اس کو جائز رکھے تو صحیح ہو گا ورنہ باطل ہو جاوے گا۔[2] فقط

چچا کے رہتے ہوئے ماں کی ولایت نہیں

(سوال ۸۷۳) ہندہ بیوہ ہو گئی اور اس کی دو لڑکیاں نابالغ ہیں ہندہ نے دوسرا نکاح کیا اور اب شوہر ثانی سے لڑکیوں کا عقد کرانا چاہتی ہے، تو لڑکیوں کا چچا مانع ہوتا ہے اگر ماں یا شوہر ثانی لڑکیوں کا عقد کر دیویں تو کوئی حرج و گناہ تو نہیں ہے اور ہندہ کے شوہر متوفی کے ذمہ جو قرضہ تھا اس کا دیندار کون ہو گا؟

(الجواب) اس صورت میں ولی نابالغوں کے نکاح کا ان کا چچا ہے، موجودگی چچا کے ماں کو ولایت نکاح کی نہیں پہنچتی اور شوہر ثانی کسی حال میں ولی نہیں ہے اور شرعی مسئلہ یہی ہے[3] اور قرضہ متوفی کا کسی کے ذمہ نہیں ہوتا اگر بہت کچھ ترکہ چھوڑے تو اس میں سے ادا کیا جاوے اور اگر نہ چھوڑے تو وارثوں کے ذمہ ادا کرنا قرض کا لازم نہیں ہے اگر تبرعاً کوئی ادا کر دے تو اس کو اختیار ہے۔ فقط

نابالغہ کا نکاح ولی کے ذریعہ کیا جائے یا اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے؟

(سوال ۸۷۴) ایک لڑکی گیارہ سالہ نابالغہ کی شادی کا انتظام کیا گیا لیکن اس کے اولیاء میں سے سوائے نانا اور نانی

---

(۱) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص ۸۱) ظفیر (۲) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (ایضاً ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص۷۶) ظفیر

(۳) اقرب الاولیاء الی المراة الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا الخ ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ لاب وام ثم ابن الاخ لاب وان سفلوا ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم ابن العم الخ (عالمگیری کشوری کتاب النکاح الباب الرابع الاولیاء ج ۲ ص ۲۹۱ .ط.س. ج۳ص۲۸۳) ظفیر

کے اور کوئی بھی نہیں وہ بھی یہاں سے چار ہزار میل کے فاصلہ پر افریقہ میں ہیں آیا اس کی چچی ولی ہو کر نکاح کر سکتی ہے یا کیا؟

(الجواب) اولیاء کے بعد ولایت نکاح صغیرہ کی بادشاہ اسلام اور قاضی کے لئے ہے پس جب یہ نہیں تو انتظار بلوغ کیا جاوے نانانانی سے بذریعہ تحریر اجازت طلب کی جاوے کما فی الدرالمختار فان لم یکن عصبة فالولایة للام ثم لام الاب الخ وفی الشامی فتحصل بعد الام ام الاب ثم ام الام ثم الجد الفاسد الخ ثم لذوی الارحام الخ ثم للسلطان ثم لقاض نص علیه فی منشوره ثم لنوابه الخ [1] فقط

بھائیوں کے ہوتے ہوئے ماں کا نکاح کرنا درست نہیں

(سوال ۸۷۵) ایک لڑکی جس کی عمر تیرہ سال کی ہے اس کے دو بھائی بالغ موجود ہیں اس کا نکاح بلا رضامندی بھائیوں کے والدہ نے کر دیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور یہ لڑکی مذکورہ بالغہ ہے یا نابالغہ؟

(الجواب) اس صورت میں والدہ نے جو نکاح بدون اجازت بھائیوں کے کیا وہ بھائیوں کی اجازت پر موقوف ہے اگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اجازت نکاح کی دے دی اور اس نکاح کو جائز رکھا تو صحیح ہو گیا اور اگر دونوں میں سے کسی ایک نے بھی اجازت نہیں دی اور انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔ هکذا فی کتب الفقه [2] (تیرہ سالہ لڑکی میں جب تک علامت بلوغ نہ پائی جائے حکماً نابالغ ہے ظفیر)

بالغہ خود اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے

(سوال ۸۷۶) عمر کی نواسی بعمر تخمیناً پندرہ سال ہے اور علامت بلوغ کی موجود ہیں اور لڑکی کی ماں باپ اور بھائی کوئی نہیں ہے لڑکی کے حقیقی دادا کے بھائی زید اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ لڑکی کا ولی میں ہوں بغیر میری رضامندی نکاح نہ ہونا چاہئے لڑکی بالغہ ہے یا نہیں اور لڑکی عمر کی رضامندی سے اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے اور زید جو اپنے کو ولی کہتا ہے وہاں کرنا نہیں چاہتا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) علامت بلوغ لڑکی کے لئے حیض وغیرہ کا ہونا ہے اگر کوئی علامت بلوغ کی موجود نہ ہو تو پورے پندرہ برس کی عمر ہو کر سولہواں سال شروع ہو جاوے اس وقت شرعاً لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے پس اگر علامت بلوغ کی موجود ہے مثلاً اس کو حیض آنے لگا ہے تو وہ بالغہ ہے۔[3] اس حالت میں خود لڑکی کی رضامندی سے اس کا نانا عمر اس کا نکاح کر سکتا ہے لیکن چونکہ نانا ولی شرعی نہیں ہے بلکہ ولی شرعی دادا کا بھائی ہے لہذا نانا کے سامنے جب تک وہ لڑکی بالغہ زبان سے اپنی رضامندی کا اظہار نہ کرے اس وقت تک نکاح صحیح نہ ہوگا چپ

---

(۱) دیکھئے رد المحتار مع متنه الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹ و ج ۲ ص ۴۳۰ ط.س ج۳ص۷۸) ظفیر

(۲) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۳۲) ط.س.ج۳ص ۸۱. ظفیر

(۳) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ والجاریه بالاحتلام والحیض والحبل الخ فان لم یوجد فیهما شئ حتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنته به یفتی (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الحجر فصل ج ۱ ص ۱۳۲ ط.س ج۳ص۱۵۳)

ہو جانا لڑکی کا جیسا کہ ولی کے استیذان پر معتبر اور کافی ہے وہ یہاں معتبر نہ ہوگا۔ کذافی الدر المختار [1] فقط

نابالغ کا نکاح ولی کے ایجاب و قبول سے ہوتا ہے

(سوال ۸۷۷) نابالغ بچوں کا نکاح صرف والد کے ہی ایجاب و قبول سے ہوتا ہے یا ہر جائز ولی بھائی چچا وغیرہ کے ایجاب و قبول سے بھی؟

(الجواب) صغیر اور صغیرہ کا نکاح انکے ہر ولی جائز کے ایجاب و قبول سے منعقد ہو جاتا ہے لیکن ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کو نکاح کا حق حاصل نہیں ہے پس اس میں اب وجد و دیگر اولیاء حسب درجات یکساں ہیں۔

باپ اگر اجازت دے تو نانا نابالغہ نواسی کا نکاح کر سکتا ہے

(سوال ۸۷۸) ایک شخص نے اپنے خسر کو اسٹامپ لکھ دیا اور کہہ دیا کہ میری دختر نابالغہ کا نکاح میرا خسر جہاں چاہے کر دے اب اگر شخص مذکور کا خسر اپنی نواسی کا نکاح کرا دے تو بلا اجازت اس کے والد کے درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ولی اس صورت میں نابالغہ کے نکاح کا اس کا باپ ہے لیکن اگر باپ نے نابالغہ کے نانا کو اجازت دے دی اور اس نے نکاح کر دیا تو وہ نکاح صحیح ہے۔[2] فقط

سولہ سالہ لڑکی کا نکاح جبراً جائز نہیں

(سوال ۸۷۹) دختر سولہ سالہ کا نکاح ولی نے جبراً کر دیا آیا بالغہ کا نکاح بلا اس کی مرضی کے ولی جبراً کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بالغہ کا نکاح بدون اس کی رضا اور اجازت کے صحیح نہیں ہے اور کسی ولی کو اختیار نہیں ہے کہ بالغہ کا نکاح بدون اس کی رضامندی کے کرے اگر نکاح کر دیا اور بالغہ راضی نہ ہوئی اور اس نکاح کو جائز نہ رکھا تو وہ نکاح باطل ہے اور عمر بلوغ کی شرعاً پندرہ برس ہے پس سولہ برس کی لڑکی شرعاً نابالغہ ہے البتہ ولی کے استفسار اور اطلاع پر سکوت کرنا نابالغہ کا رضاء اور اجازت سمجھا جاتا ہے اور تمکین وطی وغیرہ کو بھی فقہاء نے اجازت شمار کیا ہے۔ھکذا فی الدر المختار [3] فقط

---

(۱) وان فعل هذه غیر ولی یعنی استامر غیر الولی اوولی غیره اولی منهه لم یکن رضا حتی تتکلم به ای لم یکن سکوتها ولا ضحکها رضا (فتح القدیر باب فی اولیاء ج ۳ ص ۱۶۵ . ط.س. ج۳ص) ظفیر

(۲) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ . ط.س. ج۳ص۷۶) ظفیر

(۳) ولا یجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ الخ فان استاذنها هوای الولی الخ فسکتت الخ فهو اذن ایضاً ج۲ ص ۴۱۰ . ط.س. ج۳ص۵۸) ظفیر

جس کا کوئی ولی نہ ہو حاکم ولی ہے

(سوال ۸۸۰) ایک عورت جو بطور طوائف اپنا پیشہ کرتی تھی اسی اثناء میں اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا باپ معلوم نہیں بعد اس عورت نے اپنا نکاح ایک شخص سے کرلیا اور آٹھ روز بعد انتقال کرگئی عمر لڑکی کی دس سال ہے سوتیلے باپ نے لڑکی کو ایک طوائف کے ہاتھ فروخت کرنا چاہا اہل محلّہ نے مزاحمت کی سوتیلے باپ نے جوائنٹ مجسٹریٹ کے یہاں نالش کردی حاکم نے بعد تحقیقات لڑکی کو ایک معمر شخص کے سپرد کرکے ہدایت کردی کہ اس کا نکاح کسی محتاج شخص سے کردیا جائے لہذا اس لڑکی کا نکاح ایک لڑکے سے کردیا اب یہ نکاح جو سوتیلے باپ کی بلا اجازت ہوا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) سوتیلا باپ اس لڑکی کا ولی نہیں ہے بلکہ ایسے لاوارث بچوں کے نکاح کا ولی حاکم ہی ہوتا ہے لہذا نکاح مذکور درست ہے۔(1) فقط

اس صورت میں ولی بھائی ہے لڑکی کی ماں کا شوہر ولی نہیں

(سوال ۸۸۱) زید نے اپنی وفات کے وقت اپنی لڑکی ہاجرہ نابالغہ کو ذمہ اپنی اخیافی بہن فاطمہ کے کیا اور ہاجرہ فاطمہ کے لڑکے عمر سے منسوب تھی اور وصیت کی زید نے کہ ہاجرہ کا نکاح عمر سے کردینا فاطمہ موافق وصیت کے ہاجرہ کو مع اس کی ماں حقیقی زینب اور ہاجرہ کے سوتیلا بھائی بکر کے اپنے یہاں لے آئی لیکن ہاجرہ کی ماں زینب چونکہ جوان تھی اس لئے فاطمہ نے اس کا نکاح کردیا اور اپنے شوہر کے ہاں چلی گئی اور زید کی ماں چوں کہ زندہ تھی اور اس نے بعد انتقال والد زید کے ایک شخص سے نکاح کرلیا تھا وہ اپنے شوہر کے یہاں رہتی تھی بکر بھی وہیں اپنی دادی کے پاس چلا گیا اور ہاجرہ کی ماں زینب اور اس کا بھائی بکر جب تک کہ فاطمہ کے یہاں رہے یہی کہتے رہے کہ ہاجرہ کا نکاح عمر سے کردینا لیکن جب فاطمہ نے نکاح ہاجرہ کا عمر سے کردیا تو زینب کا شوہر جدید مخالف ہوا اور اس نے زینب و بکر اور بکر کی دادی کو اپنا ہم خیال بنالیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) زینب کے شوہر جدید کو ولایت نکاح ہاجرہ نابالغہ کا حاصل نہیں ہے لہذا اس کی مخالفت سے تو کچھ نہیں ہوتا البتہ بکر برادر ہاجرہ ولی ہے فاطمہ نے جو نکاح ہاجرہ کا عمر سے کیا تو وہ بکر کی اجازت پر موقوف ہے اگر بکر اجازت دے دے تو صحیح ہوگا ورنہ باطل ہوجاوے گا(2) اور زید کی وصیت کا دوبارہ نکاح بعد وفات زید کے شرعاً کچھ اعتبار نہیں رہا۔

عاقلہ بالغہ کفو میں نکاح خود کرسکتی ہے

(سوال ۸۸۲) عورت عاقلہ بالغہ کہ در کفو یا غیر کفو نکاح خود کند بلا رضاء ولی آیا نکاح جائز است یا نہ؟

(الجواب) اقول قال فی الدرالمختار وھو ای الولی شرط صحتہ نکاح صغیر و مجنون و رقیق لا مکلفة فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضی ولی الخ والدلیل فیہ قولہ علیہ الصلوة والسلام الا یم احق

---

(1) ثم للسلطان ثم لقاضی نص لہ فی منشورہ ثم لنوابہ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۰. ط.س. ج۳ص۷۹) ظفیر (2) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازتہ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲. ط.س.ج۳ص۸۱)

بنفسها من وليها رواه مسلم وغيره وفي رد المحتار والايم من لا زوج لها بكراً او لاشامی جلد[1] ۲ و تاويل لا نكاح الا بولي او فنكاحها باطل معروف و مذكور في الفتح والشامی وغيرهما وفي الدر المختار مکلفہ بالغہ بلا رضاء ولی در کفو جائز است ودر غیر کفو صحیح نیست وہو المفتی بہ فقط

چچا کے ہوتے ہوئے چچا کا لڑکا ولی نہیں ہے

(سوال ۸۸۳)ما قول العلما الشافعيته في بنت شافعية المذهب هنية . النفقة و غير ها عمر ها ثمان سنين وهي تحت كفالة امها الشافعية الرشيده ولها ابن عم شافعي المذهب حاضر أراد ان يتزوجها بغير رضا ها ولا رضا امها لما بينهم من التنافر والعداوة و حيث انه لم يجد الى ذلك سبيل في مذهب الشافعيؒ اراد تقليد الامام الا عظم ابي حنيفةؒ في هذا الامر المخالف لمذهب الشافعي فهل يجوز له ان يزوجها من نفسه تقليداً اذا فرضنا ان مذهب الامام الاعظم يجيز ذلك بغير ضرورة الى ذلك الرواج والتقليد ام لا يجوز .

(الجواب) قواعد الحنفية تقتضي جواز ذلك النكاح ان لم يكن ولي اقرب من ابن عم و ان كان اقرب منه مثلاً يكون عم الصغيرة موجوداً فلا ولاية لابن العم مع وجود العم ولا يجوز نكاحه بلا رضا عم وقد وقع التصريح به في مواضع عديدة[2] فقط

بالغہ خود بلا ولی نکاح کر سکتی ہے باپ کا ناجائز لڑکا نہ ولی ہے نہ لڑکا

(سوال ۸۸٤) بالغہ باکرہ کا عقد شرعاً بلا ولی کے صحیح ہے یا نہیں باپ کا ناجائز لڑکا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں نکاح میں کچھ خرابی نہ ہوگی اور باپ کا ناجائز لڑکا اگر باکرہ بالغہ کا عقد کر دے گا تو اس سے وہ باپ کا بیٹا صحیح النسب بن جاوے گا یا نہیں اور وارث باپ کا ہوگا یا نہیں ؟

(الجواب) باکرہ بالغہ کے نکاح کے جواز کے لئے عند الحنفیہ ولی کا ہونا شرط نہیں ہے مسنون ہے کذافی الدر المختار پس باکرہ بالغہ کی اجازت سے ہر ایک شخص اس کا نکاح کر سکتا ہے[3] باپ کا ناجائز لڑکا بھی اس کام کو باجازت باکرہ بالغہ کر سکتا ہے اور عقد صحیح ہو جاوے گا کچھ خرابی اس میں نہ ہوگی اور جو ناجائز لڑکا باپ کا ہے وہ اس نکاح باجازت باکرہ کر دینے کی وجہ سے باپ کا صحیح النسب لڑکا نہ بنے گا لیکن اگر در حقیقت وہ پہلے ہی ثابت النسب اپنے باپ سے ہے تو وہ جائز بیٹا اپنے باپ کا ہے اور وارث ہوگا۔ فقط

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٠٧ و ج ۲ ص ٤٠٨ .ط.س. ج۳ص٥٥. ظفیر

(۲) الولي في النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ على الترتيب الارث والحجب فيقدم ابن المجنونه (درمختار) ثم يقدم الاب ثم الاخ الشقيق ثم لاب الخ ثم ابن الاخ الشقيق ثم لاب ثم العم الشقيق ثم لاب ثم ابنه كذلك (ردالمحتار باب الولي ج ۲ ص ٤٢٨ .ط.س. ج۳ص٧٦) ظفیر

(۳) ولا تجبر البالغة البكر في النكاح لا نقطاع الولاية بالبلوغ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ص ٤١٠ ج ۲ .ط.س. ج۳ص٥٨) ظفیر

بالغہ بیوہ کی اجازت سے جو نکاح ہوا وہ صحیح ہے اب انکار سے کچھ نہیں ہوتا

(سوال ۸۸۵) ہندہ بیوہ نے زید سے اپنی شادی کر دینے کی اجازت بموجود دو عورت اور ایک مرد کے اپنی ماں کو دی اس کا عقد زید سے کر دیا گیا اور چند تحائف کا استعمال بھی کیا جو کہ زید کی جانب سے موقع عقد پر حسب دستور بھیجے گئے تھے زید کے گھر جانے سے پہلے بوجہ بھکانے مخالفین زید کے ہندہ کہتی ہے کہ میں نے اجازت نہیں دی کیا ہندہ کا انکار صحیح ہے اور کیا زید اس کو زبردستی اپنے گھر لا کر وظائف زوجیت ادا کر سکتا ہے؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ منعقد ہو گیا اور اب انکار کرنا ہندہ کا لغو ہے مسموع نہ ہو گا اور زید ہندہ کو رخصت کرا سکتا ہے اور وظائف زوجیت ادا کر سکتا ہے۔ فقط

باپ اپنے لڑکے کو اجازت دے تو اس کی اجازت سے نکاح جائز ہے

(سوال ۸۸۶) والدہ کی موجودگی میں بھائی اجازت نکاح کی دے سکتا ہے اور نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر باپ نے اپنے پسر یعنی نابالغہ کے بھائی کو اجازت دے دی اور اختیار دے دیا تو بھائی کی اجازت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہو گا ورنہ نہیں۔ فقط

بلا ولی اصلی کی اجازت کے نابالغہ کا نکاح درست نہیں

(سوال ۸۸۷) محمد بخش فوت ہو گیا ایک لڑکی صغیرہ بعمر ۵ سالہ اور ایک عورت اور دو چچازاد بھائی محمد سعید و محمد صالح، محمد سعید جو ولی اصلی ہے اس کے فرزند نے بغیر رضا و اجازت باپ کے نابالغہ کا نکاح کر دیا جب ولی اصلی کو خبر ہوئی تو اس نے مجلس عام میں کہہ دیا کہ یہ نکاح جو میرے لڑکے نے کر دیا ہے اس پر میں راضی نہیں ہوں شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) بدون ولی اصلی کی رضامندی و اجازت کے نابالغہ کا نکاح صحیح نہیں ہو سکتا پس ولی کے فرزند نے بموجودگی ولی کے جو نکاح نابالغہ کا بدون اجازت و رضامندی ولی کے کیا اور بعد نکاح کے ولی نے اس نکاح سے انکار کر دیا اور اس کو رد کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔ ھکذا فی الدر المختار وغیرہ [1] فقط

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کر سکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے

(سوال ۸۸۸) نابالغہ کا نکاح اسکے بھائی نے کر دیا اور لڑکی صغر سنی سے اس نکاح پر رضامند نہیں تھی بعد بالغہ ہونے کے بھی عدم رضامندی ظاہر کی آیا اختیار فسخ نکاح لڑکی کے لئے باقی ہے یا نہیں؟

(الجواب) لڑکی کو اس صورت میں بعد بالغہ ہونے کے اختیار فسخ نکاح کا ہے لیکن فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط

---

(۱) فلو زوج الولی الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲. ط.س. ج۳ ص ۸۱) ظفیر

ہے اگر قاضی نہ ہو تو نکاح فسخ نہ ہوگا اس صورت میں شوہر بالغ کی طلاق دینے کے بعد نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔[1] فقط

ولی اقرب دو سو میل کی دوری پر ہو اور ماں نکاح کر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۸۹) عبداللہ ایک دختر نابالغہ اور ایک زوجہ چھوڑ کر فوت ہوا متوفی کے کوئی بیٹا اور بھائی نہیں تھا چچازاد بھائی ہیں دختر نابالغہ اپنی پھوپھی کے پاس پرورش کرتی ہے جو دو سو میل کے فاصلہ پر متوفی کے چچازاد بھائیوں سے ہے اور دختر نابالغہ کی والدہ ۴۸ یا ۵۰ میل پر ہے اور متوفی نے قبل مرگ چھ ماہ اپنی حقیقی ہمشیرہ کے بیٹے سے نابالغہ کو منسوب کیا تھا اگر دختر نابالغہ کی والدہ حسب وعدہ خاوند متوفی اس کی ہمشیرہ زادے سے تین روز کی مسافت پر جا کر نکاح کر دے تو جائز ہے یا نہیں کیوں کہ متوفی کے بھانجہ سے کفو میں نکاح ہوگا؟

(الجواب) اس غیبت میں کہ جس کی وجہ سے ولی ابعد کو نکاح کا اختیار ہو جاوے دو قول ہیں ایک مسافت قصر دوسرا یہ کہ اقرب کے انتظار میں کفو فوت ہو جاوے اور اسی کو محققین نے راجح کہا ہے شامی میں ہے اختلف فی حد الغیبة فاختار المصنف تبعاً لکنزانها مسافة القصر ونسبه فی الهداية لبعض المتاخرين والزيلعی لا كثرهم قال و عليه الفتوی آه وقال فی الذخيرة الاصح انه اذا كان فی موضع لو انتظر حضوره اواستطلاع رايه فات الكفو الذی حضر فالغيبة منقطعة و اليه اشار فی الكتاب اه و فی البحر عن المجتبی و المبسوط انه الاصح وفی النهاية واختار اكثر المشائخ وصححه ابن الفضل وفی الهدايه انه اقرب الی الفقه وفی الفتح انه الاشبه بالفقه وانه لا تعرض بين اكثر المتاخرين واكثر المشائخ ای كان المراد من المشائخ المتقدمون وفی شرح الملتقی عن الحقائق انه اصح الاقاويل و عليه الفتویٰ آه و عليه مشی فی الاختيار و النقاية ويشير كلام النهر الی اختياره وفی البحر والا حسن الافتاء بما عليه اكثر المشائخ.[2]

ان عبارات سے واضح ہے کہ راجح عند المحققین قول ثانی یعنی فوت کفو ہے پس نابالغہ کے پاس جا کر یا اس کو اپنے پاس بلا کر اس کا نکاح کفو سے کر دیوے تو صحیح ہوگا۔ فقط

پھوپھی نے نکاح کیا اور ولی نے رد کر دیا تو نکاح نہیں ہوا

(سوال ۸۹۰) ایک یتیمہ کے چار ولی ہیں اس ترتیب سے باپ کا سوتیلا چچا، نانا حقیقی، بہن حقیقی، پھوپھی حقیقی، پھوپھی نے اپنے لڑکے سے اپنی اجازت سے یتیمہ کا نکاح پڑھوایا تینوں ولیوں نے جب سنا تو رد کر دیا تو عند الشرع نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

(الجواب) کتب فقہ میں ہے الولی فی النکاح العصبة[3] الخ پس صورت مذکورہ میں ولی نابالغہ یتیمہ کے

---

(۱) وان كان الزوج غير هما ای غير الاب و ابيه الخ لهما خيار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۹ .ط.س ج۳ص۶۸) ظفير

(۲) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س ج۳ص۸۱ ظفير

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ۴۲۷ .ط.س ج۳ص۷۶ ظفير

نکاح کا اس کے باپ کا علاتی چچا ہے پس جب کہ نکاح مذکور اس نے رد کر دیا وہ نکاح فسخ ہو گیا۔[1] فقط

والدہ سوتیلا باپ اور ماموں میں ولی کون سا ہے

(سوال ۸۹۱) ایک لڑکی کی والدہ زندہ ہے باپ' دادا' چچا وغیرہ مر چکے ہیں سوتیلا باپ اور ماموں موجود ہے ان تینوں میں لڑکی کا ولی کون ہے لڑکی بالغہ ہے ولایت نکاح کس کو ہے ؟

(الجواب) عصبات کے بعد والدہ ولی نابالغہ کے نکاح کی ہوتی ہے[2] اور صورت مسئولہ میں چوں کہ لڑکی بالغہ ہے تو اس کی والدہ اس سے اجازت لیکر نکاح اس کا کر سکتی ہے اور لڑکی کا سکوت والدہ کی اجازت لینے پر کافی ہے سکوت بھی اجازت سمجھا جاتا ہے۔[3] فقط

اٹھارہ سالہ لڑکی اپنا نکاح خود کر سکتی ہے

(سوال ۸۹۲) ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً اٹھارہ سال کی ہے اس کا والد اس کے عقد نکاح سے بالکل بے فکر ہے راج گیری کا پیشہ کرتا ہے اور اعمال بد اطوار میں ملوث ہے اور شراب خور ہے ایسی حالت میں اس لڑکی کو اپنی اجازت سے نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں ؟

(الجواب) در مختار میں ہے **وهو اى الولى شرط صحة نكاح صغير و مجنون و رقيق لا مكلفة فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضى ولى الخ الى ان قال و يفتى فى غير الكفو بعدم جوازه اصلاً وهو المختار الخ**[4] پس معلوم ہوا کہ اگر لڑکی بالغہ کفو میں اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کر لیوے تو صحیح ہے فقط

ماموں' نانی اور ماں میں ولایت کس کو حاصل ہے

(سوال ۸۹۳) ہندہ اور زبیدہ دو حقیقی بہنیں ہیں ہندہ کا ایک لڑکا خالد ہے اور زبیدہ کی دختر عائشہ ہے اور عائشہ کی دختر ساجدہ ہے زبیدہ کا شوہر اور عائشہ کا شوہر انتقال کر گیا ساجدہ نابالغہ کا بعمر ۹ سال زبیدہ نے اپنی ولایت سے ہندہ کے لڑکے یعنی خالد سے نکاح کر دیا حالانکہ عائشہ کے بھائی تین نفر جو ساجدہ نابالغہ کے ماموں حقیقی ہیں موجود تھے آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے' کیا ماموں حقیقی کی موجودگی میں نانی کی ولایت سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں اب ساجدہ بالغہ ہوئی تو کیا وہ فسخ نکاح خالد سے کر سکتی ہے یا نہیں یا تجدید نکاح کیا جاوے ؟

---

(۱) فلو زوج الابعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته(درمختار. ط.س. ج۳ص ۸۱) فلم يجعلوا سكوته اجازته والظاهران سكوته هنا كذلك فلا يكون سكوته اجازة لنكاح الا بعد وان كان حاضرا فى مجلس العقد مالم يرض صريحا او دلالة(رد المحتار باب الولى ج۲ ص ۴۳۲ ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س. ج۳ص ۸۱) ظفير

(۲) فان لم يكن عصبة فالولاية للام (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج۲ ص ۴۲۹ .ط.س. ج۳ص۷۸)

(۳) لا تجبر البالغة البكر على النكاح لا نقطاع الولاية بالبلوغ فان استاذنها هو اى الولى وهو السنة الخ فسكتت عن رده مختارة الخ فهو اذن (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۱۰ .ط.س. ج۳ص۵۸) ظفير

(۴) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۰۸ .ط.س. ج۳ص ۵۵.

(الجواب) نانی کی ولایت مقدم ہے ماموں سے۔ پس جب کہ کوئی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ ہو تو ولایت نکاح ماں کو ہے پھر دادی کو، پھر نانی کو۔ الخ اور ماموں ذوی الارحام میں سے ہے موجودگی ذوی الفروض ان کو ولایت نکاح نابالغہ کی نہیں ہے[1] پس صورت مسئولہ میں اگر عائشہ بھی اس نکاح سے راضی رہی تو وہ نکاح منعقد ہو گیا اور ساجدہ بعد بالغہ ہونے کے خود اپنا نکاح فسخ نہیں کر سکتی بلکہ اس کے فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے[2] اور قاضی شرعی موجود نہیں ہے[3] اور دیگر شرائط کا تحقیق بھی دشوار ہے لہذا فسخ نکاح کا حکم اب نہیں ہو سکتا۔ فقط

مرتد باپ کو نابالغ لڑکا لڑکی پر کوئی حق ولایت نہیں

(سوال ۸۹٤) (۱) ایک شخص مسلمان آریہ ہو گیا ہے اس کے ایک لڑکی بعمر دس سال اور لڑکا بعمر ۸ سال ہے لڑکی اپنی ماں کے ہمراہ اپنے نانا کے مکان پر پرورش پاتی ہے اور دادا بھی موجود ہے کیا باپ کو کوئی حق اولاد کے بارے میں حاصل ہے لڑکی کا نکاح دادا کی اجازت سے ہو سکتا ہے یا نانا کی اجازت سے؟

مرتد مسلمان ہو جائے تو وہ اپنی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

(۲) اگر باپ پھر مسلمان ہو جائے اور تائب ہو جائے تو اپنی پہلی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور اپنی اولاد پر قابض ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) باپ چوں کہ مرتد ہو گیا اس کو کچھ حق اور تعلق اولاد سے نہیں رہا ولی اولاد نابالغہ کا اس صورت میں ان کا دادا ہے دادا کی اجازت سے نکاح ان نابالغوں کا صحیح ہو سکتا ہے نانا کی اجازت سے نہیں ہو سکتا۔[4]

(۲) اگر باپ مسلمان ہو جائے اور تائب ہو جائے تو اپنی زوجہ سابقہ سے نکاح کر سکتا ہے اور اولاد پر بھی اس کا حق ہو جائے گا اور ولایت ثابت ہو جائے گی۔[5] فقط

بوقت نکاح بھائی بنانے کا رواج غلط ہے

(سوال ۸۹۵) یہاں کابل اور پشاور میں یہ دستور ہے کہ ماں باپ موجود ہوں یا نہ ہوں نکاح کے وقت غیر آدمی کو

---

(۱) الولی فی النکاح لا فی المال العصبة بنفسه الخ بترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالولایة للام ثم لام الاب الخ ثم للجد الفاسد الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۷ ط.س. ج۳ص۷٦ ' ظفیر (۲) بشرط القضاء للفسخ (درمختار ط.س. ج۳ص۷۰) و حاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۱ ط.س. ج۳ص۷۰) ظفیر

(۳) علماء نے جو اس کا حل تجویز کیا ہے اس کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للمرشد التهانوی ' ظفیر

(٤) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (درمختار) هذا عندهما خلافا لمحمد حیث قدم الاب الخ ثم یقدم الاب ثم ابوه الخ (رد المحتار باب الولی ۲ ص ٤۲۷ ط.س. ج۳ص۷٦) ظفیر

(۵) اس لئے کہ مرتد ہونے کی وجہ سے دین اسلام سے خارج ہو گیا تھا اور سارے حقوق سے محروم ہو گیا تھا جب مسلمان ہو گیا تو پھر اسے باپ کے حقوق حاصل ہو جائیں گے اور شادی کا حق بھی حاصل ہو جائے گا اس لئے کہ فقہاء صراحت کرتے ہیں و بقی النکاح ان ارتدا معا بان لم یعلم السبق الخ فاسلما کذلک (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ٥٤۱ ط.س. ج۳ص۱۹۵، ۱۹٦) ظفیر

بھائی بناتے ہیں بغیر اس کے نکاح نہیں کرتے اور ہمارے ہند کا یہ دستور ہے کہ ماں باپ خود اجازت دیں یا لڑکی خود ہوشیار ہو اور اجازت دے دونوں باتیں درست یا کچھ فرق ہے؟

(الجواب) جو ہمارے ملک کا رواج ہے کہ نابالغہ کے لئے اس کے اولیاء یعنی باپ دادا وغیرہ اجازت دیتے ہیں اور جو لڑکی بالغہ ہو تو خود اس کے گوش گزار کیا جاتا ہے کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے کیا جاتا ہے اس پر وہ سکوت کرتی ہے اور یہ سکوت اجازت ہے شرعاً یہی صحیح ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے [1] بھائی بنانے کی صورت فضول ہے اور اس کی کچھ اصل معلوم نہیں ہوتی۔ فقط

ماں نے نکاح کر دیا بھائی خاموش رہا کیا حکم ہے؟

(سوال ۸۹۶) ولی اقرب یعنی برادر کی موجودگی میں ولی ابعد یعنی والدہ نے نکاح نابالغہ کا کر دیا اور اقرب نے سکوت کیا لیکن کوئی علامت رضا کی ظاہر نہیں ہوئی نہ صراحتاً اور نہ دلالتاً تو یہ نکاح فاسد ہو لیا باطل؟

(الجواب) فی الشامی علی قوله توقف علی اجازته الخ والظاهران سکوته هذا کذلك فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الا بعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالة تامل [2] پس جب تک ولی اقرب راضی نہ ہو گا صراحتاً یا دلالتاً اس وقت تک نکاح موقوف رہے گا نہ صحیح ہو گا نہ باطل۔ فقط

چودہ سالہ لڑکی جو اپنے آپ کو بالغ بتاتی ہے اس نے دادا کے نکاح کو رد کر دیا

(سوال ۸۹۷) دادا نے اپنی پوتی چودہ سالہ کا نکاح اپنے پوتے کے ساتھ کرا دیا بوقت نکاح لڑکی کسی اور شہر میں تھی لہذا دادا نے نہ اجازت نکاح کی لی اور نہ یہ دریافت کیا کہ تم بالغہ ہو یا نہیں، لڑکی کو جب نکاح کی خبر ملی تو اس نے یہ کہا کہ ہم کو یہ نکاح منظور نہیں ہے میں نکاح کے وقت بالغ تھی مجھ کو مدت سے حیض آتا ہے چنانچہ وہاں دو شخص معتبر عادل بھی موجود تھے کہتے ہیں کہ ہم نے انکار بھی سنا اور دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ زمانہ سے بالغ ہے اور سچ کہتی ہے ایسی عمر میں دعویٰ بلوغ کا جو خلاف ظاہر نہ تھا جیسا کہ گواہان معتبر سے معلوم ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں اور بعد ثبوت بلوغ کے انکار صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) مراہقہ کا قول دربارہ بلوغ معتبر و مصدق ہوتا ہے اور وہ لڑکی جس کی عمر چودہ سال کی ہے بالیقین مراہقہ ہے درمختار میں ہے فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبهما الظاهر [3] الخ وقال قبیله وادنی مدته له اثنتی عشرة سنة ولها تسع سنین [4] الخ اور بالغہ کا نکاح بلا اس کی اجازت کے

---

(۱) لا تجبر البالغة البکر علی النکاح لا نقطاع الولایة بالبلوغ فان استاذنها هو ای الولی وهو السنة اووکیله او رسوله او زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسکتت عن رده مختارة الخ فهو اذن (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ ج ۲ ص ۴۱۱ ط.س. ج ۳ ص ۵۸)
(۲) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۳ ط.س. ج ۳ ص ۸۱، ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ ط.س. ج ۳ ص ۱۵۴. ظفیر
(۴) ایضاً ج ۵ ص ۱۳۳ ط.س. ج ۳ ص ۱۵۴، ظفیر

معتبر و صحیح نہیں ہوتا لہذا نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا۔[1] فقط

قریب کا ولی جب نکاح نہ کرے تو دور کا ولی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۸۹۸) ہندہ اپنے نابالغ لڑکے بکر کا نکاح حمیدہ نابالغہ سے کرنا چاہتی ہے لیکن بکر کا دادا اپنے پوتہ سے ناراض ہے اور اپنے لڑکے کے مرنے کے بعد اس کو اور اسکی والدہ کو اپنے مکان سے نکال دیا اسی وجہ سے وہ بکر کے نکاح کی اجازت دینے سے انکاری ہے اور چچا حقیقی بکر کا نکاح کی اجازت دینے کو تیار ہے نیز حمیدہ کا ولی چچا حقیقی اور خالہ موجود ہیں مگر اس کی حمیدہ کے باپ سے رنجش تھی اس بناء پر حمیدہ کے نکاح کی اجازت نہیں دیتا اس صورت میں بکر کا حقیقی چچا اور حمیدہ کی خالہ دونوں ان کے نکاح کے ولی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے کہ اگر ولی اقرب نکاح صغیر کفو میں کرنے سے مانع ہو تو ولی ابعد کو اختیار نکاح کا حاصل ہو جاتا ہے و یثبت للا بعد من اولیاء النسب الخ التزویج بفضل الا قرب ای بامتناعه عن التزویج[2] الخ بناء علیہ بکر نابالغ کا نکاح اس کا چچا کر سکتا ہے اور حمیدہ نابالغہ کا چچا اگر نکاح سے مانع ہے تو اس کے بعد حسب ترتیب ولایت جو ولی ہو گا وہ نکاح حمیدہ نابالغہ کا کر سکتا ہے اور ترتیب یہ ہے کہ عصبات کے بعد والدہ ولی ہے اس کے بعد دادی نانی بہن وغیرہ ولی ہیں اگر ان میں سے کوئی نہ ہو اور خالہ سے مقدم کوئی ولی عصبات و ذوی الفروض میں سے نہ ہو تو خالہ نکاح کر سکتی ہے۔[3] فقط

وصیت کا اعتبار نہیں اور چچازاد بھائی کے ہوتے ہوئے ماں ولی نہیں ہے

(سوال ۸۹۹) زید نے اپنے مرض الموت میں اپنی عورت سے کہا کہ میری صغیرہ لڑکی ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دینا جس کے ساتھ میں قبل اس کے صغیرہ مذکور کی منگنی کر چکا ہوں پھر زید نے عمر و خالد کو کہا کہ اگر میری عورت میری لڑکی صغیرہ کا نکاح بکر کے ساتھ نہ کرے تو تم کر دینا میں تم کو اجازت دیتا ہوں زید کے مرنے کے بعد زید کی عورت نے صغیرہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا اس نکاح کے ہو جانے کے بعد زید کے ابن الاخ نے صغیرہ مذکور کا نکاح بولایت اپنے ساتھ پڑھالیا یہ ابن الاخ زید کا بالغ ہے اس کے سوا اور کوئی جدی رشتہ دار زید کا نہیں زید کی عورت صغیرہ کی والدہ ہے شرعاً پہلا نکاح جائز ہے یا دوسرا؟

(الجواب) زید کی وصیت کا تو اس بارے میں کچھ اعتبار اور لحاظ نہیں ہے۔ اور زید کے انتقال کے بعد ولایت

---

(۱) لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب و سلطان بغیر اذنها بکرا کانت او ثیبا عالمگیری کشوری باب الاولیاء ج ۲ ص ۲۹۵ ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ و ج ۲ ص ۴۳۴ .ط.س. ج۳ص ۸۲. ظفیر

(۳) اقرب الاولیاء الی المراة الابن ثم ابن و ان سفل ثم الاب ثم الجد و ابو الاب الخ ثم الاخ ثم ابن الاخ الخ ثم العم الخ ثم ابن العم الخ ثم عم الاب الخ ثم بنوهما الخ و عند عدم العصبة کل قریب یرث الصغیر و الصغیرة من ذوی الارحام یملك تزوجهما الخ و الا قرب عند ابی حنیفة الا م ثم البنت الخ ثم الاخت الخ ثم اولادهم الخ و بعد اولاد الاخوات العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنت الاعمام الخ (عالمگیری کشوری باب الاولیاء ج ۱ ص ۲۹۱ .ط.س. ج۳ص ۲۸۳)

نکاح ہندہ نابالغہ کی زید کے ابن الاخ کو ہے پس ہندہ کی والدہ نے جو نکاح کیا وہ زید کے ابن الاخ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے اس نکاح موقوف کو باطل کر کے اپنا نکاح اس نابالغہ سے کیا تو ابن الاخ کا نکاح صحیح ہو گیا اور پہلا نکاح جو والدہ نے کیا تھا باطل ہو گیا قال فی الدر المختار الولی فی النکاح العصبة [1] الخ فقط

ولی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں جب غیر ولی نکاح کردے

(سوال ۹۰۰) ہندہ نابالغہ کا حقیقی بھائی خالد بالغ مکان پر موجود نہ تھا بوجہ ملازمت ایک روز کی مسافت پر تھا خالد کی عدم موجودگی میں اس کی حقیقی ماں اور سوتیلے باپ نے ہندہ نابالغہ کا نکاح کر دیا نکاح کے بعد خالد مکان پر آیا نکاح کی خبر سن کر خاموش رہا نکاح کو قریب دو برس کے ہوئے اس درمیان میں کئی بار خالد اپنے مکان پر آیا اور پھر گیا مگر ہر بار بجز سکوت کے انکار نہیں کیا اب تقریباً دو برس کے بعد کہتا ہے کہ ہم راضی نہیں ہیں ایسی حالت میں ہندہ نابالغہ کا نکاح جائز ہوا یا بھائی دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے ؟

(الجواب) سکوت ولی کا اس صورت میں اجازت نہیں ہے کما فی الدر المختار فلو زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته وفی الشامی فلم یجعلوا سکوته اجازة والظاهران سکوته ههنا کذلك فلا یکون سکوته اجازةً لنکاح الا بعد وانکان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالةً تامل [2] الخ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں ماں کا کیا ہوا نکاح نہیں ہوا بھائی دوسری جگہ نکاح اس کا کر سکتا ہے۔ فقط

ماں نے نکاح کر دیا باپ جاہل نے لکھوایا کہ مجھے پسند نہیں کیا حکم ہے ؟

(سوال ۹۰۱) ایک ناخواندہ شخص مسمی زید کی نابالغہ لڑکی کا عقد لڑکی کی ماں اور ماموں نے کفو میں ایسی جگہ کر دیا کہ جس سے اور بہتر ممکن نہ تھا اور یہ عقد اس حالت میں کیا گیا کہ زید یعنی نابالغہ کا باپ مسافت بعیدہ پر تھا لڑکے والے اتنی مہلت نہیں دیتے تھے کہ نابالغہ کی ماں اپنے شوہر زید کی منظوری بذریعہ خط منگوا سکتی کچھ دنوں بعد زید کا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ اس کو یہ نکاح پسند نہیں ہے پس اس خط سے نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں اور ناخواندہ شخص کے خط کا جو ڈاک کے ذریعہ سے آیا ہو باب فسخ نکاح میں معتبر ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ایسی حالت میں کہ باپ دور ہو اور ولی ابعد کفو میں نابالغہ کا نکاح کرے نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور پھر ولی اقرب اسکو فسخ نہیں کر سکتا قال فی الدر المختار ولا یبطل تزویجه السابق بعود الاقرب لحصوله بولایة تامة الخ [3] اور والدہ کی ولایت عصبات کے بعد ہے پس جب کہ کوئی عصبہ موجود نہ ہو اور باپ دور ہو تو والدہ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہے اور باپ کے اس لکھنے سے کہ مجھ کو یہ نکاح پسند نہیں ہے وہ نکاح فسخ نہیں ہو گا اور خط اگرچہ ایسے امور میں معتبر ہوتا ہے لیکن اس موقع پر اس تحریر سے نکاح فسخ نہ ہو گا جیسا باپ کے زبانی کہنے سے

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۰. ط.س. ج۳ص۷۶. ظفیر
(۲) دیکھئے رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲' و ص ۴۳۳ ج ۲. ط.س. ج۳ص۸۱' ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۴ . ط.س. ج۳ص۸۳'ظفیر

بھی نکاح مذکور فسخ نہیں ہو سکتا۔ فقط

صورت مسئولہ میں دادا کا بھائی ولی ہے

(سوال ۹۰۲) ہندہ کا باپ اور دادا مر گیا مگر دادا کا بھائی زندہ ہے ہندہ کی دادی نے دادا کے بھائی کی عدم موجودگی میں مگر دادا کے بھائی کے لڑکے کی موجودگی میں ہندہ کا نکاح کر دیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ہندہ نابالغہ مر گئی شوہر کے پاس نہیں گئی کل مہر پاوے گی یا کم یا بالکل نہیں؟

(الجواب) ولی نکاح بالغہ ہندہ کا اس صورت میں دادا کا بھائی ہے اور اگر دادا کا بھائی کہیں دور ہو کہ اس کو اطلاع کرنے اور اجازت لینے میں حرج تھا تو اس کے پسر کی ولایت اور اجازت سے نکاح ہو سکتا ہے[۲] اور زوجہ کے نابالغہ ہونے کی حالت میں انتقال کر جانے سے شوہر کے ذمہ پورا مہر لازم ہوتا ہے[۳] نصف اس میں سے شوہر کا حق ہے وہ ساقط ہو جاوے گا باقی نصف دیگر ورثاء کو ملے گا۔[۴] فقط

دادا کے رہتے ہوئے ماں نکاح کر دے تو کیا کیا جائے؟

(سوال ۹۰۳) زید کے دو لڑکے حامد و محمود تھے حامد کا انتقال زید کی حیات میں ہوا حامد ایک لڑکی اور بیوہ چھوڑ کر فوت ہوا بیوہ حامد نے حامد کی لڑکی نابالغہ کو ایک دوسرے مقام پر لے جا کر شخص غیر سے بلا رضامندی زید و محمود مسماۃ ہندہ زوجہ زید کے اس کا نکاح کر دیا تھا چند روز سے جب سے لڑکی نابالغہ کو ہوش ہوا ہے وہ ایسے نکاح سے ناراض مند ہے لہذا ایسا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں ولی نابالغہ کا اس کا دادا زید ہے بدون اجازت زید کے نکاح نابالغہ کا صحیح نہ ہوگا پس بیوہ حامد نے جو نکاح اپنی دختر نابالغہ کا کیا وہ زید کی اجازت پر موقوف ہے اگر زید نے اجازت دی تو صحیح ہوا اور نہ باطل ہوا[۵] اور ترتیب ولایت نکاح کی اس صورت میں اس طرح ہے کہ زید ولی ہے اس کے غائب ہونے کی صورت میں محمود ولی ہے پھر جب کوئی عصبہ نہ ہو تو والدہ اس نابالغہ کی یعنی بیوہ حامد کی ولی ہے[۶] پس بیوہ حامد اگر اپنی دختر کو اتنی دور لے گئی کہ زید، محمود وہاں سے مسافت شرعیہ یعنی تین دن کے سفر پر ہیں اور بالقول ثانی جو کہ معتمد و

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۴ .ط.س. ج۳ص۸۳. ظفیر

(۲) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ وللولی الا بعد التزویج بغیبة الا قرب الخ مسافة القصر واختاره فی الملتقی مالم ینتظر الکفو والخاطب جوابه الخ(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص۷۶) ظفیر

(۳) والمهر یتاکد باحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحیحة و موت احد الزوجین الخ حتی لا یسقط منه شی بعد ذالك الا بالا براء (عالمگیری مصری الباب السابع فی المهر فصل ثانی ج۲ ص ۲۸۴) ظفیر

(۴) واما للزوج فحالتان النصف عند عدم الولد وولد الابن وان اسفل (سراجی ص ۷ .ط.س. ج۳ص۸۱) ظفیر

(۵) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۰) ظفیر

(۶) فان لم یکن عصبة فالو لایة للام (ایضاً ج ۲ ص ۴۲۹ .ط.س. ج۳ص۷۸) ظفیر

مفتی بہ ہے اتنی دور ہے کہ کفو خاطب انتظار زید و محمود کے جواب کا نہیں کر سکتا اور وہاں جا کر بیوہ حامد نے اس لڑکی کا نکاح کفو میں کیا ہے تو صحیح ہو جاوے گا کما فی الدر المختار و للولی الا بعد التزویج بغیبه الاقرب الخ مسافة القصر واختار فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابه واعتمده الباقانی و نقل ابن الکمال ان علیه الفتوی[1] الخ فقط

ہندہ مجنونہ کا ولی کون ہے اور اس کا جہیز کس کی ملکیت ہے

(سوال ۹۰۴) زید کی زوجہ ہندہ مجنونہ ہو گئی اس کے ایک لڑکی موجود ہے جس کو زید کی والدہ نے پرورش کیا اور اپنے پاس رکھتی ہے زید نے اپنی زوجہ مجنونہ اور لڑکی کے اخراجات کا ذمہ دار ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں کرتا ہندہ اکثر زید کے ساتھ رہتی ہے البتہ کبھی کبھی اپنی والدہ کے پاس چلی جاتی ہے زید کا ارادہ دوسرا نکاح کرنے کا ہے جس وقت سے یہ ارادہ ظاہر ہوا ہے ہندہ کی والدہ اسکو زید کے ہاں نہیں بھیجتی ہندہ کے بھائی بہن اور والدہ دوسرے نکاح کا ارادہ سن کر مطالبہ کرتے ہیں کہ ہندہ کو جو جہیز دیا گیا تھا واپس کر دیا جاوے کیوں کہ ان کا خیال ہے کہ دوسرا عقد کر لینے کے بعد زید ہندہ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی کرے گا جہیز میں سامان خانہ داری تھا اور زیور اور کپڑا تھا نقد یا جائیداد کچھ نہیں تھی خانہ داری کے سامان میں سے بعض چیزیں استعمال میں بالکل ضائع ہو چکی ہیں اور بعض نا قابل استعمال ہو گئی ہیں اور بعض اچھی حالت میں موجود ہیں کپڑے کا اکثر حصہ استعمال ہو چکا ہے زیور بعض بجنسہ موجود ہے بعض کو ہندہ نے قبل جنون توڑا کر اور کچھ زیور بنوالیا تھا خلاصہ یہ کہ جو سب گھروں میں جہیز کی حالت ہوتی ہے وہی ہوئی اس حالت میں حسب ذیل سوالات کا جواب مرحمت ہو۔

(۱) ہندہ کا ولی اس جنون کی حالت میں کون ہے اس کو کس کے پاس رہنا چاہئیے ؟

(۲) ہندہ کی والدہ اور بھائیوں اور بہن کو جہیز کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں ؟

(۳) جہیز کس کی ملکیت ہے ہندہ کی یا اس کی والدہ وغیرہ کی۔

(۴) اگر ہندہ کی والدہ وغیرہ جہیز کا مطالبہ کر سکتی ہے تو کیا جو چیزیں موجود ہیں وہی دی جانی چاہئیں یا اس کل مال کی قیمت دینا ہو گی جو بوقت نکاح ہندہ کو دیا گیا تھا؟

(الجواب) (۱) مجنونہ کے نکاح کے ولی عصبات ہوتے ہیں علی الترتیب اور مجنون کے مال کا ولی خاص باپ دادا وغیرہ ہیں ماں اور بھائی بہن وغیرہ کو مجنونہ کے مال کی ولایت نہیں ہے[2] اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ جنون کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوتا لہذا وہ مجنونہ اپنے شوہر کے پاس رہے جس وقت اس کی حق تلفی ہو اس وقت البتہ اس کے حقوق کے پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے[3] اور اگر شوہر کے پاس رہنا دشوار ہو تو پھر اپنے پاس رکھنا چاہئیے اس

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س. ج۳ص ۸۱' ظفیر

(۲) الولی فی النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ (درمختار .ط.س. ج۳ص ۷۶) قوله لا المال فان الولی فيه الاب ووصيه والجد ووصيه' والقاضی و نائبه فقط الخ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ .ط.س. ج۳ص ۷۶) ظفیر

(۳) ولا يتخير احد الزوجين بعيب الاخر ولو فاحشا كجنون وجذام و برص الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۲۲ .ط.س. ج۳ص ۵۰۱) ظفیر

وقت اس کا سامان جہیز بھی جو موجود ہو اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

(۲و۳) جہیز ملک زوجہ ہوتا ہے نہ شوہر کی ملک ہے اور نہ والدہ وغیرہ کی پس جہاں زوجہ رہے وہاں اس کا سامان مملوکہ رکھنے کا حق ان لوگوں کو ہے جن کے پاس وہ رہے اگر شوہر کے پاس رہے تو اس کا سامان وہاں پر رہے اور اگر والدہ وغیرہ کے پاس رہے تو وہاں رہے۔ پس اگر ہندہ کو اس کی والدہ وغیرہ بوجہ مجنونہ ہونے کے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا جہیز موجود بھی وہاں اپنی حفاظت میں رکھ سکتے ہیں۔[1]

(۴) ہندہ مجنونہ کی والدہ وغیرہ اگر ہندہ کو اپنے پاس رکھیں تو وہی اشیاء جہیز کی لے سکتے ہیں جو موجود ہیں ضائع شدہ کی قیمت شوہر ہندہ سے نہیں لے سکتے۔ فقط

قریب کا ولی جب نکاح نہ ہونے دے تو ماں جو ولی بعید ہے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۰۵) ایک لڑکی یتیمہ کا ولی سوائے اس کی مادر حقیقی و برادر علاتی کے کوئی نہیں اب زید جو لڑکی یتیمہ کا کفو ہے بعوض دین مہر مہر مثل اس سے نکاح کی درخواست کرتا ہے برادر علاتی نکاح یتیمہ مذکورہ سے مانع ہے اس صورت میں ماں کو ولایت اور اختیار نابالغہ کے نکاح کا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بصورت امتناع ولی اقرب عن التزویج بالکفو ولی ابعد کو جو کہ اس صورت میں والدہ ہے ولایت واختیار نکاح یتیمہ حاصل ہے اور اگرچہ فقہا کو اس میں کلام ہے کہ ولی اقرب کے امتناع کے وقت ولایت قاضی کی طرف منتقل ہوتی ہے یا ولی ابعد من اولیاء النسب کی طرف لیکن جب کہ فتویٰ فقہاء کا اس پر بھی ہے کہ ولی ابعد من اولیاء النسب کی طرف ولایت منتقل ہو جاتی ہے تو بالخصوص اس زمانہ میں اس پر فتویٰ دینا صحیح ہے قال فی الدر المختار و یثبت للابعد من اولیاء النسب الخ التزویج بفضل الاقرب الخ[2] فقط

باپ کا علاتی چچا ولی ہے اس کے رہتے ہوئے بہن اور پھوپھی ولی نہیں

(سوال ۹۰۶) ایک یتیمہ نابالغہ ہے اسکا ولی اس کے باپ کا علاتی چچا اور اس کی بہن حقیقی اور پھوپھی حقیقی ہیں اب زید جو کہ اس یتیمہ کا ہم کفو ہے بعوض مہر مثل کے اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے سوتیلا چچا اور بہن انکار کرتی ہیں اس صورت میں حق تزویج پھوپھی کو بھی حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار الولی فی النکاح الخ العصبة بنفسه الخ علی الترتیب الارث والحجب[3] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ ولی اس صورت میں اس نابالغہ کے باپ کا علاتی چچا ہے بہن کا درجہ بھی اس سے مؤخر ہے اور پھوپھی کسی طرح انکی موجودگی میں ولی نہیں ہے اور در مختار میں جو عضل اقرب کی

---

(۱) جہزابنته بجهاز و سلمها ذلك ليس له' لاسترداد عنها و لا لورثته بعده ان سلمها ذلك فی صحة تختص به وبه یفتی (ایضاً باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳ درالمختار علی رد المحتار. ط.س. ج۳ص ۱۵۵) ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج۲ و ۴۳۴ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۸۲' ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ص ۷۶. ظفیر

صورت میں ولی ابعد کو ولایت نکاح شرح وہبانیہ سے نقل کی ہے علامہ شامی نے اس کے خلاف کو موجہ کہا ہے کہ ولی اقرب کے عضل کی صورت میں ولی ابعد کو ولایت نکاح نہیں ہے بلکہ قاضی کو ہے۔[1] فلیراجع فقط

بھتیجہ اور ماں نکاح کے ولی ہیں مال کے نہیں

(سوال ۹۰۷) نابالغہ کے مال کا ولی بھتیجہ ہے یا ماں؟

(الجواب) بھتیجہ متوفی کا نابالغہ کے نکاح کا ولی ہے اس کے مال کا ولی نہیں ہے اور نہ ماں ولی ہے نابالغہ کا حصہ حاکم جس کے پاس مناسب سمجھے امانت رکھے اور یا جو طریق اس کے مال کی حفاظت کا ہو وہ طریق اختیار کیا جاوے۔[2] فقط

اچھے رشتہ کی امید پر اگر ولی رکے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۰۸) ہم کفو مہر مثل پر جب پیام دے تو کیا ولی اقرب صغیرہ کو اقرار کرنا ضروری ہے اگر نہ کرے گا تو کیا ظلم علی الصغیرہ لازم آئے گا اور عاصی قرار پائے گا عبارت شامی و در مختار سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب کفو کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اور ظلم علی الصغیرہ لازم آتا ہو اس وقت امتناع عضل ہوگا نہ مطلق امتناع پس اگر کفو فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور حسب منشاء اچھے پیام کا منتظر ہو اور اس وجہ سے انکار کرے جیسا کہ مروج ہے تو یہ عضل ہوگا یا نہیں؟

(۲) ولی اقرب صغیرہ اور ولی ابعد (جسکی تربیت میں صغیرہ ہے) ہیں یا خود صغیرہ اور ولی اقرب میں میل و محبت نہ ہو یا مال وغیرہ کی وجہ سے باہم مخالفت ہو قطع نظر اس سے کہ کون حق پر ہے تو کیا اس صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل ہو جائے گی انتقال ولایت تو غیبت اور عضل ولی اقرب کی صورت میں لکھتے ہیں یہ صورت تو جداگانہ ہے نیز اکثر تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اپنے نفع و نقصان کی وجہ سے جا بے جا جھگڑے اور قصے کرتے ہیں لیکن تزویج کے وقت اس کے بد خواہ نہیں ہوتے کفو میں اور مہر مثل ہی پر کرتے ہیں تو باوجود اس تجربہ کے بھی کیا ولایت منتقل ہو جائے گی حالانکہ احتمال ضرر تو یہاں بہت ضعیف ہے۔

(الجواب) (۱) عبارت شامی کا حاصل یہ ہے کہ اگر دوسرا کفو موجود و حاضر ہو تو کفو اول سے انکار کرنا عضل نہیں ہے البتہ اگر کوئی دوسرا کفو موجود نہ ہو اور کفو خاطب سے نکاح کرنے سے انکار کیا جائے تو یہ عضل ہے پھر اس بارے میں اختلاف ہے کہ ولی اقرب کے عضل کی صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل ہو جاتی ہے یا

---

(۱) و یثبت الابعد من اولیاء النسب شرح وھبانیہ لکن فی القھستانی عن الغیاثی ولو لم یزوج إلا قرب زوج القاضی عند فوت الکفو التزویج بعضل الا قرب (درمختار. ط.س. ج۳ص ۸۲) ذکر فی انفع الوسائل عن المنتقی اذا کان للصغیرة اب امتنع عن تزویجھا لا تنتقل الولایة الی الجد بل یزوجھا القاضی و نقل مثلہ ابن الشحنہ الخ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳. ط.س. ج۳ص ۸۲) ظفیر

(۲) الولی فی النکاح لا المال (درمختار) قولہ لا المال فان الولی فیہ الاب و وصیة والجد وصیہ والقاضی ونائبہ فقط (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۷. ط.س. ج۳ص ۷۶) ظفیر

قاضی کی طرف اوراس کی تصحیح کی گئی ہے۔ کذافی الشامی [1]

(۲) اس صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل نہیں ہوتی۔[2] فقط

دادا کی اولاد ماں دادی پر مقدم ہے

(سوال ۹۰۹) ایک لڑکی جس کی عمر گیارہ سال ہے اس کے باپ دادا بھائی بھتیجے مر چکے ہیں لیکن اس کے پردادے کے بھائی کی اولاد میں بعض اولاد ذکور اور اس کی ماں دادی پھوپھی موجود ہیں ان میں سے ولایت تزویج کس کے لئے ہے پردادے کے بھائی کی اولاد کے ہوتے ہوئے ماں یادادی کو ولایت حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولایت تزویج نابالغہ عصبات کو ہوتی ہے علی الترتیب پس جبکہ عصبہ قریب موجود نہیں ہے تو دادا کے بھائی کی اولاد ذکور میں جو قریب تر ہو وہ ولی ہے اس کی موجودگی میں والدہ اور دادی پھوپھی کو ولایت نکاح نہیں ہے۔ کذافی الدر المختار [3] فقط

نابالغہ کی جبراً بلا اجازت ولی جو شادی ہوئی وہ درست نہیں

(سوال ۹۱۰) زید نے اپنی سالی مسماۃ ہندہ کو بحیلہ ملاقات اپنے ہمراہ لے جاکر بغیر اجازت اس کے والد عبداللہ کے کسی دوسری جگہ نکاح کردیا قبل اس کے عبداللہ نے اپنی دختر ہندہ کو بکر کے ساتھ نامزد کیا ہوا تھا ہندہ کی عمر چودہ سال کی ہے وہ کہتی ہے کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں ہوں میرا یہ نکاح جبراً پڑھایا گیا ہے اب اس کا والد عبداللہ اپنی دختر کا نکاح بکر سے کرسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح اس صورت میں نہیں ہے نکاح مذکور جو بلا رضامندی و بلا اجازت ہندہ اور اس کے والد عبداللہ کے ہوا وہ باطل اور ناجائز ہوا [4] عبداللہ اس کا نکاح بکر سے کرسکتا ہے۔ فقط

---

(۱) ویثبت للا بعد الخ التزویج بعضل الا قرب ای بامتناعه عن التزویج اجماعا (درمختار. ط.س. ج۳ص ۸۲) ای من کفو بمهر المثل اما لو امتنع عن غیر الکفوء او لکون المهر اقل من مهر المثل فلیس بعاضل واذا امتنع عن تزویجها من هذا الخاطب الکفو لیزوجها من کفوء غیره استظهر فی البحر انه یکون عاضلا الخ قلت و فیه نظر لانه متی حضر الکفو الخاطب لا ینتظر غیره خوفا من فوته الخ نعم لو کان الکفوء الاخر حاضرا ایضاً و امتنع الولی الاقرب من تزویجها من الکفوء الاول لا یکون عاضلا الخ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ و ج ۲ ص ۴,۳۴ .ط.س. ج۳ص ۸۲) ظفیر

(۲) و یثبت للا بعد عن اولیاء النسب وهبایه لکن فی القهستانی عن الغیاثی لو لم یزوج الا قرب زوج القاضی درمختار. ط.س. ج۳ص ۸۲) ذکر فی انفع الوسائل عن المنتقی اذا کان للصغیرة اب امتنع عن تزویجها لا تنقل الولایة الی اخر بل تزوجها القاضی الخ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س. ج۳ص ۸۲) ظفیر

(۳) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ .ط.س. ج۳ص ۷۶) ظفیر

(۴) الولی فی النکاح لا المال العصبته بنفسه علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوجها الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ .ط.س. ج۳ص ۷۶) ظفیر

ورت کا صرف انگوٹھا لگوانے اور بعد میں گواہ بنانے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال ۹۱۱) ایک شخص کا بھائی تین بچے اور بیوہ چھوڑ کر مر گیا متوفی کے بھائی نے بچوں کی ہمدردی کے لئے ہ بھاوج کے ساتھ نکاح کرنا چاہا وہ رضامند نہ ہوئی اس کو مجبور کر کے نشان انگوٹھا نکاح نامہ پر لگایا گیا عورت نے راہ یہ عمل کیا کوئی گواہ بوقت نکاح موجود نہ تھا بعد ازاں دو گواہوں کی شہادت نکاح نامہ پر ثبت ہوئی دو ڈھائی سال ے بعد مرد کو اس نکاح کے متعلق تشویش ہوئی اور اس نے جواز نکاح سے انکار کر دیا لیکن عورت اب اس بات پر ندر ہنا چاہتی ہے یہ امر احکام شریعت کا محتاج ہے اور سابقہ نکاح کے بارے میں جواز یا عدم جواز مطلب ہے ؟

لجواب) جب تک دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول نہ ہو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور جبراً نشان انگوٹھا لگوالینا ازت نکاح کی نہیں ہے پس جب کہ عورت اس وقت نکاح پر راضی نہ تھی اور بوقت نکاح کوئی گواہ نہ تھا تو وہ اح صحیح نہیں ہوا [1] اب جب کہ عورت راضی ہے تو دوبارہ اس سے باقاعدہ دو گواہوں کے سامنے نکاح کیا وے [2] اور پہلے جو فعل حرام کا ارتکاب ہوا اس سے توبہ کی جائے اور استغفار کیا جائے۔ فقط

پ کے رہتے ہوئے ماں نے نابالغہ لڑکی کی شادی کی رباپ نے انکار کر دیا تو نکاح درست نہیں ہوا

سوال ۹۱۲) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی ماں کی اجازت سے ہوا لڑکی کا باپ انکار کرتا رہا حتی کہ مجلس نکاح ں بھی شریک نہیں ہوا لڑکی اب بالغہ ہوئی اور اس نے کہا کہ میں اب بالغہ ہوئی اور شریعت کے قاعدہ سے میں اس ص کے نکاح سے باہر ہوئی جس کے ساتھ میری ماں نے نکاح پڑھایا ہے اب میں اپنے باپ کی مرضی سے ح کروں گی لڑکی کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں اور اس کا باپ اس کا دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب) باپ کی موجودگی میں ماں کو ولایت اور اختیار نکاح کرنے کا نہ تھا اگر ماں نے بلا اجازت باپ کے نابالغہ کاح کیا تو باپ کی اجازت پر موقوف تھا اگر باپ نے رد کر دیا اور انکار کر دیا تو نکاح باطل ہو گیا [3] اس صورت میں سرا نکاح لڑکی کا باپ کر سکتا ہے اور خیار بلوغ کی صورت اس وجہ سے نہیں چل سکتی کہ اس میں قاضی شرعی کی رورت ہوتی ہے بدون قضاء قاضی نکاح فسخ نہیں ہوتا اور قاضی شرعی اس زمانہ میں نہیں ہے [4] اور اگر حکم کو ں اختیار فسخ ہونا مان لیا جائے تو حکم بتراضی فریقین ہوتا ہے۔ ھکذا فی الدر المختار [5] فقط

) و منها الشهادة قال عامة العلماء انها شرط جواز النكاح هكذا في البدائع (عالمگیری کتاب النكاح باب الاول ج ۲ ۲۵۰ ط.س. ج۳ص ۲٦۷) ظفیر (۲) ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين الخ (هدايه اب النكاح ج ۲ ص ۲۸٦ ط.س. ج۳ص ۳۰٦) ظفیر

) فلو زوج الا بعد على حال قيام الا قرب توقف على اجازته (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤۳ ط.س. ج۳ص ۸۱) ظفیر (٤) لهما اى لصغير و صغيرة و ملحق بهما خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ اوا لعلم كاح بعده الخ بشرط القضاء للفسخ (درمختار ط.س. ج۳ص ٦۹) و حاصله انه اذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير ب والجد فلهما الخيار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء (ردالمحتار باب الولى ج ۲ ٤۲۱ ط.س. ج۳ص ۷۰) ظفیر (۵) خیار بلوغ کی تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانویؒ ظفیر

بلا اجازت ولی فضولی نے جو نکاح کیا اور ولی نے انکار کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا

(سوال ۹۱۳) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ کے شوہر ثانی نے ایک لڑکے نابالغ کے ساتھ کر دیا لڑکی نابالغہ کے سوائے دو سوتیلے بھائیوں کے اور کوئی وارث نہیں ہے بوقت نکاح کے سوتیلے بھائیوں سے کسی نے اجازت نہیں لی بلکہ عرصہ کے بعد سوتیلے بھائیوں کو خبر ہوئی تو سوتیلے بھائی ناراض ہوئے کہ ہماری بلا اجازت کیوں نکاح کر دیا اور نکاح سے پہلے والدہ لڑکی نابالغہ کی مر چکی تھی اس صورت میں لڑکی دوسری جگہ بعد بالغہ ہونے کے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) والدہ کا شوہر ثانی اس نابالغہ کا ولی نہیں ہے بلکہ ولی عصبہ ہوتا ہے اور اگر ولی قریب کوئی موجود نہ تھا تو سوتیلے بھائی یعنی علاتی بھائی ولی ہیں بدون اس کی اجازت کے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا پس جب کہ علاتی بھائی نے بعد خبر پانے کے ناخوشی اس نکاح سے ظاہر کی تو وہ نکاح جو موقوف تھا باطل ہو گیا [1] لہذا اب اس لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔ فقط

بیوہ کا جبریہ نکاح درست نہیں ہے

(سوال ۹۱۴) ایک شخص نے اپنی بیوہ بھاوج سے جبراً نکاح کیا جس وقت قاضی نے عورت سے ایجاب و قبول کرایا تو عورت نے قاضی کے ہر سوال پر اس طرح جواب دیا کہ یہ میرا بھائی ہے مگر رفتار زمانہ کے موافق قاضی اور شاہدوں نے اس جواب پر کوئی توجہ نہیں کی کچھ عرصہ بعد وہ عورت اپنے باپ کے گھر چلی آئی اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں ایسی حالت میں شوہر متوفی کے رشتہ کے چچا سے نکاح اس عورت کا درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر اس بیوہ عورت نے نکاح کے بعد بھی اس نکاح سے انکار کیا اور وطی وغیرہ برضاء نہیں پائی گئی تو وہ نکاح باطل ہو گیا [2] اور شوہر کے رشتہ کے چچا سے نکاح اس کا درست ہے بلکہ شوہر کے حقیقی چچا سے بھی نکاح درست ہے لیکن جب تک شوہر اول کے نکاح کا ابطال محقق نہ ہو جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اس وقت تک کسی دوسرے سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط

بالغہ کا نکاح درست ہے یا نہیں جب کہ وہ سن کر رونے پیٹنے لگے یا معلوم ہو کہ شوہر کا نسب غلط ہے

(سوال ۹۱۵) زید نے بکر سے کہا کہ تم میری شادی اپنی لڑکی کے ساتھ کر دو بکر نے زید سے کہا کہ تمہارا حسب نسب کیا ہے زید نے کہا کہ میں خاص قریشی ہوں بکر نے اپنی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا بکر نے گھر

---

(۱) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ ط.س. ج۳ص۷۶) ظفیر

(۲) فلا تجبر البالغة علی النکاح لا نقطاع الولایة بالبلوغ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ص ۴۱۰ ط.س. ج۳ص۵۸) ظفیر

جاکر لڑکی سے کہا کہ میں نے تیرا نکاح زید کے ساتھ کر دیا ہے تو وہ لڑکی جو بالغہ تھی رونے پیٹنے لگی جس کو باہر کے لوگوں نے سنا اور بعد تحقیق معلوم ہوا کہ وہ قریشی نہیں ہے بلکہ ترک ہے ایک گاؤں کا رہنے والا ہے اس صورت میں یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ نکاح موافق تصریحات فقہا صحیح نہیں ہوا کہ اولاً بالغہ کی بے اجازت اس کا نکاح نہیں ہوتا اور سکوت اور رونے کو اگرچہ فقہاء نے اجازت پر محمول فرمایا ہے مگر یہ رونا پیٹنا جیسا کہ سوال میں درج ہے دلیل اجازت نہیں ہے بلکہ انکار کی دلیل ہے دوسرے شوہر نے اپنا نسب قریشی بتلایا اور اس پر بکر نے اپنی دختر کا نکاح اس سے کیا اور پھر ظاہر ہوا کہ شوہر کا نسب قریشی نہیں ہے تو اس صورت میں نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے قال فی الشامی کیف والبکاء بالصوت والویل قرینة علی الرد و عدم الرضاء الخ ص ۲۹۹ ط.س. ج۳ص۵۹ وفی الدرالمختار او تزوجته علی انه حراو سنی الخ فبان بخلافه او علی انه فلان ابن فلان فاذا هو لقیط اوابن زنا کان لها الخیار الخ [1] فقط

بالغہ کا کسی گناہ کی وجہ سے جبراً نکاح کر دیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۱۶) محمودہ بیوہ ایک زمیندار عورت ہے اس کا کارندہ ایک کافر ہے اس سے محمودہ کا ناجائز تعلق ہے اسی وجہ سے محمودہ باوجود کوشش کے بھی کسی طرح نکاح ثانی پر تیار نہیں ہوتی ایسی حالت میں محمودہ کی والدہ محمودہ کا نکاح جبراً کر سکتی ہے یا نہیں' یا عدالت سے چارہ جوئی کر کے اس کافر کو محمودہ کے گھر آنے سے روک سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) محمودہ کا نکاح بدون اس کی اجازت و رضاء کے اس کی والدہ جبراً نہیں کر سکتی [2] البتہ اس میں کوشش کرنی چاہیئے کہ اس کافر اجنبی سے تعلق ناجائز قطع کرایا جاوے اور پردہ کرایا جاوے اور جس طریق سے بھی موقع تہمت سے اس کو بچایا جاوے اس میں سعی کی جاوے۔ فقط

نابالغہ سمجھ کر باپ نے نکاح کیا مگر لڑکی بالغہ تھی' انکار کر دیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۱۷) زید نے اپنی لڑکی کا عقد اس کو نابالغہ سمجھ کر ایسے لڑکے کے ساتھ کر دیا کہ وہ لڑکی اپنے شوہر سے کسی طرح راضی نہیں اور شوہر کسی طرح طلاق دینے پر راضی نہیں ایسی حالت میں اگر محلہ کی پنچوں کو جمع کیا جاوے جس میں ایک عالم بھی ہو اور ان سے تفریق کا حکم کرالیا جاوے یا اکثر جگہوں میں اسلامی قاضی مقرر کئے گئے ہیں وہ اگر تحقیق کر کے تفریق کا حکم دے دیں تو یہ تفریق معتبر ہوگی اور اس کا حکم طلاق کا ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) ان وجوہ سے تفریق نہیں ہو سکتی اور وہ تفریق شرعاً معتبر نہیں ہے اور طلاق نہیں ہے البتہ اگر زید

---

(۱) رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۳۶. ط.س. ج۳ص۸۵ تحت قوله والکفاءة هی حق الولی لا حقها نیز دیکھئے الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره قبیل باب العدة ج ۲ ص ۸۲۲. ط.س. ج۳ص۵۰۱' ظفیر مفتاحی

(۲) ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح کا نقطاع الولایة بالبلوغ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۲۹۰. ط.س. ج۳ص۵۸) ظفیر

نے اپنی دختر کو نابالغہ سمجھ کر بدون اس سے اجازت لینے اور دریافت کرنے کے اس کا نکاح کر دیا تھا اور در حقیقت وہ بالغہ تھی اور اس نے اطلاع پانے پر فوراً انکار کر دیا تو وہ نکاح اول سے ہی باطل ہوا تفریق کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر اس نے اجازت لینے کے وقت یا اطلاع پانے کے وقت سکوت کیا تو نکاح ہو گیا اور وجوہ مذکور کی وجہ سے تفریق نہ ہو سکے گی بلکہ شوہر کی طرف سے طلاق دینے کی ضرورت ہے۔ فقط

نابالغہ لڑکی کے باپ کے ایجاب اور نابالغ کے باپ کے قبول سے نکاح ہو گیا

(سوال ۹۱۸) لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے نابالغ لڑکے سے کر دیا' لڑکے بالغ کے باپ نے ایجاب کیا' پھر لڑکے کا باپ لڑکے کو اجازت دیوے تب لڑکے کا حق ہوتا یا دوسری دفعہ اجازت دینے کی ضرورت نہیں ہوتی؟

(الجواب) دوسری دفعہ ایجاب دینے کی ضرورت نہیں ہے پس جب کہ دختر نابالغہ کے باپ نے ایجاب کے ساتھ تکلم کیا اور شوہر نابالغ کے باپ نے قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہو گیا۔

لڑکی کا نکاح ماں نے کیا چچا نے رد کر دیا پھر اجازت دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۱۹) ایک عورت بیوہ نے اپنی دختر کا نکاح اپنی ولایت سے کر دیا لیکن لڑکی کے چچا زندہ ہیں وہ اس وقت موجود نہ تھے جب چچا کو خبر ہوئی تو انہوں نے شور و شر کے بعد بعوض کسی لالچ کے راضی ہو کر اسٹامپ پر تحریر کر دیا کہ ہم نے برضاء و رغبت خود اسی نکاح کو منظور کیا شرعاً یہ نکاح معتبر ہے یا غیر معتبر؟

(الجواب) اس صورت میں ولی شرعی نابالغہ کے نکاح کا چچا تھا والدہ ولی نہ تھی لیکن اگر چچا اتنا دور تھا کہ اس سے رائے و مشورہ لینا دشوار تھا اور اس کے انتظار میں فوات کفو کا اندیشہ تھا اور عند البعض تین دن کے سفر پر تو والدہ ولی ہو گئی تھی اور اس کا نکاح کیا ہوا صحیح ہو گیا اور بصورت دوری مذکور نہ ہونے کے والدہ کا کیا ہوا نکاح چچا کی اجازت و رضاء پر موقوف تھا[1] جب اول خبر نکاح کی سن کر چچا نے انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا بعد کی رضامندی اور اجازت معتبر نہیں ہے پس وہ نکاح صحیح نہ ہو گا۔[2] فقط

غیر کفو میں چچا نے لڑکی کی جو شادی کی وہ صحیح نہیں ہوئی

(سوال ۹۲۰) میری طفولیت میں میرا باپ انتقال کر گیا چچا موجود ہے اور وہ تخمیناً پندرہ میل کے فاصلے پر ہے میری نابالغی کی حالت میں میری والدہ نے بغیر اطلاع میرے چچا کے ایک شخص غیر کفو کے ساتھ میری

---

(۱) الولی فی النکاح الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالولایة للام الخ وللولی الابعد التزویج بغیبة الا قرب فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته مسافة القصر واختار الملتقی مالم ینتظر الکفوء الخاطب جوابه الخ (الدرالمختار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۳ ط.س. ج۳ص۷۶-۸۱) ظفیر

(۲) جیسا کہ اس مسئلہ میں ہے ولو استاذنها فی معین فردت ثم زوجها منه فسکتت صح فی الاصح بخلاف مالو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانه بالرد (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۳ ط.س. ج۳ص ۶۰)

شادی کردی ازروئے شریعت یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہوں یا نہیں ؟

الجواب) در مختار میں ہے وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه الخ لا یصح النکاح من غیر کفو الخ [1] اس سے معلوم ہوا کہ غیر کفو میں جو نکاح نابالغہ کا سوائے باپ دادا کے دوسرا ولی کرے وہ صحیح نہیں ہے پس دوسرا نکاح درست ہے۔ فقط

بالغہ لڑکا لڑکی نے ایجاب و قبول نہیں کیا بلکہ دونوں کے والدین نے کیا نکاح ہوا یا نہیں

سوال ۹۲۱) ایک لڑکی کا بطور منگنی ایجاب ہوا لڑکی لڑکا ہر دو بالغ تھے مگر بوقت ایجاب حاضر نہ تھے ان سے ایجاب نہیں ہوا بلکہ ہر دو کے والد نے آپس میں کیا علماء بھی موجود تھے عام مجلس تھی اب وہ لڑکی اس لڑکے سے بوجہ ولد الزنا ہونے کے نکاح کرنا نہیں چاہتی اور لڑکی خواندہ قرآن ہے آیا وہ طلاق سے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا کہ بغیر اس کے ہو سکتا ہے عرصہ سے وہ اس تردد میں رہتی ہے ایک عالم جو کہ موجود تھا وہ کہتا ہے کہ دوسری جگہ نہیں ہو سکتا اور دوسرا کہتا ہے کہ نکاح دوسری جگہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں واضح طور پر تحریر کیا جاوے ؟ فقط

الجواب) اس صورت میں نکاح منعقد اور لازم نہیں ہوا کیوں کہ جب دونوں لڑکے اور لڑکی بالغ تھی اور دونوں یعنی لڑکے اور لڑکی بالغہ کی طرف سے ان کے باپ نے دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیا تو وہ نکاح اجازت پر لڑکے و لڑکی کے موقوف ہو گیا اور در صورت کفو میں کر دینے ولی کے لڑکی کی جانب سے سکوت اس کا رضاء کے لئے کافی نہیں تاوقتیکہ تصریح رضامندی کی نہ ہو اور جب کہ لڑکی رضامند نہیں ہے اور نکاح سے انکار کرتی ہے تو نکاح صحیح نہیں ہوا جیسا کہ شامی میں ہے واختلف فیما اذا زوجها غیر کفء فبلغها سکتت فقالا لا یکون رضاً [2] الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم فقط

لڑکی کا ماموں اس کے باپ کی اجازت کے بغیر نکاح کردے تو کیا حکم ہے

سوال ۹۲۲) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے ماموں نے باوجود اس کے والد اور دیگر قریبی رشتہ دار موجود ہونے کے ولی بن کر زید نابالغ سے کر دیا جب ہندہ کو کچھ سمجھ پیدا ہوئی تو اس نے اس نکاح سے انکار کر دیا اب جب وہ بالغہ ہوئی تو زید کو بلا کر کہا کہ میں چوں کہ تم سے راضی نہیں لہذا اپنا عقد توڑ دیا کیا ہندہ کا نکاح فسخ ہو گیا اور وہ دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اگر کر سکتی ہے تو کیا عدت کرنا پڑے گی ؟

الجواب) باپ دادا و غیرہ عصبات کی موجودگی میں ماموں ولی نہیں ہے اگر ماموں کے عقد کو باپ نے جائز رکھا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا بعد بلوغ کے ہندہ کے اس کہہ دینے سے کہ میں نے عقد توڑ دیا نکاح فسخ نہیں ہوا اور دوسری جگہ ہندہ اپنا نکاح نہیں کر سکتی اور اگر ماموں کے عقد کی اجازت باپ وغیرہ اولیاء نے نہیں دی تھی اور

---

[1]) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۹ ط.س. ج ۳ ص ۶۷. ظفیر
[2]) رد المحتار للشامی باب الولی ج ۲ ص ط.س. ج ۳ ص ۵۹ ظفیر

انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا پس ایسی حالت میں کہ پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا ہندہ اپنا نکاح بعد بلوغ کے دوسری جگہ کر سکتی ہے۔[1] فقط

نہ عدت میں نکاح درست ہے اور نہ بالغہ کی رضامندی کے بغیر

(سوال ۹۲۳) ایک بیوہ بالغہ نے عدت کے اندر بخوشی اپنے دیور سے نکاح کر لیا ابھی عدت ختم نہیں ہوئی تھی کہ لڑکی کا باپ جبراً لڑکی کو لے گیا اور ایک غیر شخص سے جس کی عمر پچاس سال ہے بلا رضامندی اس لڑکی کے نکاح کر دیا اور عورت کے دیور مذکور نے دخل زوجیت کا دعویٰ کر دیا ہے اس وجہ سے عورت کے باپ نے عورت کو اس کے دیور کے یہاں جس سے اول نکاح ہوا تھا بھیج دیا اس صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) عدت میں جو نکاح دیور سے ہوا وہ شرعاً باطل اور لغو ہے اس کا اعتبار نہیں ہے[2] اور باپ نے جو نکاح لڑکی کا دوسرے شخص پچاس سالہ سے کیا وہ بھی بلا رضامندی و اجازت لڑکی کے صحیح نہیں ہوا[3] کیوں کہ اس صورت میں لڑکی کی اجازت صراحتہً یا دلالتہً ضروری ہے اور دلالتہً اجازت یہ بھی ہے کہ مہر یا نفقہ کا مطالبہ شوہر سے کرے یا اس کو وطئ پر قدرت دے **کما فی الدر المختار بل لا بدمن القول کالثیب البالغة الخ اوما هو فی معناه من فعل یدل علی الرضا کطلب مهر ها و نفقتها و تمکینها من الوطئ**[4] **الخ** اور یہ رضا دلالتہً اس وقت معتبر ہو سکتی ہے کہ اس سے پہلے وہ لڑکی اس نکاح سے انکار نہ کر چکی ہو اور اگر انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا[5] الغرض اگر لڑکی کی رضامندی قولاً یا دلالتہً نہیں پائی گئی تو دوسرا نکاح بھی باطل ہوا اس حالت میں دونوں میں سے کوئی نکاح بھی صحیح نہیں ہے اور کسی کے گھر بھی رخصت کرنا درست نہیں ہے اب جس سے لڑکی رضامند ہو اس کے ساتھ دوبارہ نکاح ہونا چاہئیے۔

(تنبیہ) (بجواب سوال مکرر) بندہ کی مراد اس سے وہ نکاح ہے جو باپ نے کیا تھا پس اگر پہلے سے لڑکی کو خبر نہ تھی تو بعد نکاح کے جب اس کو خبر ہوئی اگر اس نے انکار کر دیا تو نکاح باطل ہوا۔ اور اگر انکار نہیں کیا اور پھر اس خاوند کے گھر رخصت ہو کر وطئ وغیرہ بخوشی واقع ہوئی تو یہ بھی رضامندی سمجھی جاتی ہے لہذا نکاح صحیح ہو گیا اور جس سے عدت میں نکاح ہوا وہ بالکل باطل ہوا عدت میں نکاح صحیح نہیں ہوتا اس میں قرابت داری کا کچھ لحاظ اور خیال نہیں ہے۔[6] فقط

---

(۱) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (درمختار) والظاهر ان سکوته هنا کذلك فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الا بعد (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ ط.س. ج۳ص ۸۱) ظفیر

(۲) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته الخ لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المحرمات ج ۲ ص ۴۸۲ و باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵؛ ط.س. ج۳ص ۱۳۲)

(۳) ولا تجبر البالغة علی البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ ط.س. ج۳ص ۵۸) ظفیر

(۴) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۳ و ج ۲ ص ۴۱۴ ط.س.ج ۳ ص ۶۳) ظفیر

(۵) بخلاف مالو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانه بالرد (ایضاً ج ۲ ص ۴۱۲ ط.س. ج۳ص ۶۲) ظفیر

(۶) ولا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره و کذا المعتدة کذا فی السراج الوهاج (عالمگیری مصری کتاب النکاح القسم السادس ج ۲ ص ۲۶۲ ط.س. ج۳ص ۶۰) ظفیر

دادا کے رہتے ہوئے چچا ولی نہیں ہو سکتا

(سوال ۹۲۴) زید فوت ہوا اس نے زوجہ اور باپ اور چچازاد بھائی اور نابالغ اولاد چھوڑی زید کی نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے چچا نے کر دیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور ولی نابالغان کا کون ہے؟

(الجواب) اس صورت میں زید کی اولاد نابالغہ کا ولی زید کا باپ ہے پس اگر وہ لڑکی جس کا نکاح کیا ہے نابالغہ ہے تو اس کے دادا کی اجازت سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے [1] چچا نے اگر دادا کی اجازت سے نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا۔[2]

باپ کا کیا ہوا نکاح درست ہے بغیر طلاق دوسرا نکاح جائز نہیں

(سوال ۹۲۵) مسماۃ کریمن کا نکاح سات برس کی عمر میں اس کے باپ نے ایک شخص سے کر دیا تھا لیکن بعد دو سال کے اس کی ماں اپنی لڑکی کریمن کو لے کر بھاگ گئی اور بعد دو تین سال کے۔ جب اس کی عمر گیارہ برس کی ہوئی تو اس کی ماں نے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا باپ مر چکا تھا پھر وہاں سے بھی نکل گئی اب زید اس سے عقد کرنا چاہتا ہے اور ہر دو خاوند میں سے کسی نے طلاق نہیں دی تو زید عقد کر سکتا ہے یا کیا حکم ہے؟

(الجواب) پہلا نکاح جو باپ نے کیا تھا وہ صحیح ہو گیا تھا وہ فسخ نہیں ہوا زید اگر اس عورت سے نکاح کرنا چاہے تو شوہر اول سے طلاق دلوائے اس وقت زید نکاح کر سکتا ہے۔[3] فقط

اجنبی اگر بالغہ لڑکی سے اجازت چاہے تو اس کا خاموش رہنا اجازت کے حکم میں نہیں ہے

(سوال ۹۲۶) ایک نا کتخدا بالغہ لڑکی سے ایک اجنبی شخص نے اجازت نکاح طلب کی وہ اجنبی نہ لڑکی کا محرم ہے اور نہ لڑکی اس کے سامنے آتی ہے اور لڑکی کے ولی یعنی لڑکی کے باپ کے چچازاد بھائی موجود ہیں لیکن ان کو کچھ اطلاع نہیں کی گئی اور یہ محض اس خیال سے کہ اگر ان کو اطلاع ہوئی تو معاملہ درہم برہم ہو جائے گا غرض خفیہ طور پر اس لڑکی سے اجازت نکاح طلب کی لڑکی نے کچھ جواب نہیں دیا بالکل ساکت رہی باہر آکر اس کا نکاح پڑھا دیا اور اس کے سکوت کو اجازت بتایا آیا صورت مذکور میں یہ سکوت اجازت ہو گا یا نہیں اور یہ نکاح جو بلا اجازت و بغیر اطلاع ولی محض اجنبی کے کہنے سے کر دیا گیا منعقد ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اگر نا کتخدا بالغہ سے اجازت لینے والا ولی قریب کے علاوہ کوئی اور اجنبی شخص ہے تو تاوقتیکہ وہ زبانی اجازت نہ دے اور بہ تکلم رضامندی کا اظہار نہ کرے تو از روئے شرع رضامندی نہیں ہو سکتی اجنبی کے دریافت کرنے کی صورت میں سکوت رضامندی کے قائم مقام نہیں ہو سکتا سکوت کا رضامندی پر دلالت کرنا صرف

---

(۱) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (درمختار. ط.س. ج۳ص ۷۶) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق الخ (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ ج ۲ ص ۴۲۸ .ط.س. ج۳ص۷۶) (۲) فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص ۸۱) ظفیر

(۳) ویجوز نکاح الصغیر والصغیرة اذا زوجهما الولی بکرا کانت الصغیرة او ثیبا الخ فان زوجهما الاب والجد الخ فلا خیار لهما بعد البلوغ (هدایه باب فی الاولیاء ج ۲ ص ۲۹۵ و ج۲ ص ۲۹۶ .ط.س. ج۳ص۳۱۶-۳۱۷) ظفیر

اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب اجازت لینے والا ولی قریب ہو چوں کہ صورت مذکورہ میں بالغہ مذکورہ نے زبانی اجازت نہیں دی اور رضامندی نہیں پائی گئی اور صحت نکاح کے لئے رضامندی اس کی ضروری تھی لہذا یہ نکاح منعقد نہیں ہوا ہدایہ میں ہے وان فعل هذا غير الولي يعني استامر غير الولي او ولي غيره اولى منه لم يكن رضا حتى يتكلم[۱] اس صورت میں چوں کہ اجنبی نے نکاح کی اجازت مسماۃ سے طلب کی ہے تو مسماۃ کا زبانی اجازت دینا ضروری ہے خاموش رہنا کافی نہیں جب خاموش رہی نکاح نہیں ہوا فی الدرالمختار فان استاذنها غير الا قرب كاجنبي او ولي بعيد فلا عبرة لسكوتها بل لا بدمن القول كالثيب البالغة[۲]

الجواب الثانی سکوت بالغہ کا اس صورت میں اجازت اور رضا نہیں ہے اور اس سکوت کا اعتبار نہیں ہے فان استاذنها غير الاب كاجنبي او ولي بعيد فلا عبرة لسكوتها الخ الدرالمختار[۳] پس وہ نکاح موقوف رہے گا بالغہ کی اجازت پر اگر بعد نکاح اس نے صراحتاً اس نکاح کو جائز رکھا یا کوئی ایسا فعل کیا جو رضا پر دال ہو جیسے تمکین وطی، طلب مہر و نفقہ و خلوت برضاء بالغہ تو وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا ورنہ ناجائز اور باطل ہوگا جیسا کہ درمختار میں ہے عبارت مذکورہ کے بعد یہ مذکور ہے بل لا بد من القول الخ او ما هو في معناه من فعل يدل على رضاء كطلب مهرها و نفقتها او تمكينها من الوطئ و خلوته بها رضاها[۴] الخ وفي الشامي عن الظهيرية ولو خلا بها برضاها هل يكون اجازة لا روايته لهذه المسئلة و عندى ان هذا اجازة وفي البزازية الظاهرانه اجازة[۵] الخ (شامی ص ۴۱۳ ج ۲) و في الدر المختار و نكاح عبد وامة بغير اذن السيد موقوف على الاجازة كنكاح الفضولي الخ وفي الشامي ايضاً واما الضحك فذكر في فتح القدير اولاً انه كالسكوت لا يكفي و مسلم ههنا ان يكفي الخ(رد المحتار باب الولي ج ۲) ظفیر

نابالغہ لڑکی کا ولی اس کا باپ ہے نانا اس کا نکاح نہیں کر سکتا

(سوال ۹۲۷) ایک شخص کی لڑکی ابتداء سے اپنے نانا کے زیر پرورش رہتی ہے باپ نے اول سے اس لڑکی سے تعلق قطع کر رکھا ہے کسی قسم کی خبر نہیں لیتا اس حالت میں اس لڑکی کا عقد اس کا نانا کر سکتا ہے یا نہیں اور علامات بلوغ کیا ہیں؟

(الجواب) جب کہ ابھی وہ لڑکی نابالغہ ہے بدون باپ کی رضامندی اور اجازت کے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا کیوں کہ ولی شرعی اس حالت میں باپ ہے[۶] البتہ جب وہ لڑکی بالغہ ہو جاوے تو خود اس کی اجازت سے کفو میں اس کا

---

(۱) هدايه باب في الاولياء ج ۲ ص ۲۹۴ ط.س.ج۳ص ۳۱۴' ظفیر
(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۳ ط.س.ج۳ص ۶۲ 'ظفیر
(۳) ايضاً ط.س.ج۳ص ۶۲.
(۴) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۳ ط.س.ج۳ص ۶۲' ظفیر
(۵) رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۳ ط.س.ج۳ص ۶۳' ظفیر
(۶) الولي في النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۲۷ ط.س.ج۳ص ۷۶) ظفیر

نکاح صحیح ہو جاوے گا اور بالغہ ہونا لڑکی کا حیض سے معلوم ہو گا اگر حیض نہ آوے تو پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً بالغہ ہو جاوے گی یعنی سولہویں برس کے شروع ہونے پر۔ [1] ھکذا فی کتب الفقه ' فقط

لا نکاح الا بولی کا مطلب

(سوال ۹۲۸) زینب بالغہ نے بغیر اذن ولی ابعد کے بموجودگی حقیقی دادی و عدم موجودگی ماں کے بحضور شاہدین عمر سے نکاح کر لیا اور ولی ابعد اور ماں اس نکاح سے راضی نہیں اگر یہ نکاح صحیح ہے تو حدیث لا نکاح الا بولی کا کیا مطلب ہے؟ اور اسکا کیا جواب ہو گا؟

(الجواب) بالغہ کا نکاح بلا اذن ولی کفو میں صحیح ہے اور غیر کفو میں صحیح نہیں علی المذہب المختار اور یہی محمل ہے حدیث لا نکاح الا بولی کا ان فقہا کے نزدیک جو غیر کفو میں نکاح کو صحیح نہیں کہتے اور جو صحیح موقوف علی اجازۃ الولی کہتے ہیں ان کے نزدیک محمول ہے نفی کمال پر اور مطلب یہ ہے کہ بدون ولی کی اجازت کے جو نکاح ہو گا وہ قریب ہے کہ ٹوٹ جاوے یعنی ولی اگر چاہے اس کو فسخ کر سکتا ہے اور شامی نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ حدیث مذکور کے معارض ہے دوسری حدیث الا یم احق بنفسها من ولیها رواہ مسلم اور یہ قوی ہے اس حدیث لا نکاح الا بولی سے اس لئے راجح ہے اس پر۔ الحاصل صورت مذکورہ میں اگر نکاح زینب بالغہ نے کفو میں بموجودگی شاہدین کے کیا ہے تو منعقد ہو گیا۔ [2] فقط

بغیر اجازت ولی نابالغہ کا نکاح درست نہیں

(سوال ۹۲۹) ہندہ کا نکاح بحالت نابالغی زید کے ساتھ ہوا اور کوئی ولی ہندہ کا بوقت نکاح موجود نہیں تھا آیا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) نابالغہ کا نکاح بدون اجازت ولی کے نہیں ہوتا کذافی الدر المختار وھو ای الولی شرط صحته نکاح صغیر [3] الخ فقط

صغیر اولاد کے ولی باپ ہیں

(سوال ۹۳۰) ہم اپنی اولاد پر خود قادر ہیں جہاں چاہیں شادی کریں یا شریعت کے محتاج ہیں؟

(الجواب) اولاد کا اختیار اللہ تعالیٰ نے باپ کو دیا ہے جہاں وہ مصلحت دیکھے نکاح کر دے شرعاً اس کو کچھ روک

---

(۱) وبلوغ الجاریة بالحیض والا حتلام والحبل فان لم یوجد ذلك فحتی یتم لها سبع عشرة سنة عند ابی حنیفة وقالا اذا تم للغلام والجاریة خمس عشرة سنة فقد بلغا وھو روایة عن ابی حنیفة (ھدایه کتاب الحجر فصل فی حد البلوغ ج ۳ ص ۳٤۱ .ط.س.ج۳ص۳۵۷) ظفیر

(۲) فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۷ ٤ .ط.س.ج۳ص۵۵) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۰۷ .ط.س.ج۳ص۵۵. ظفیر

نہیں ہے۔[1] فقط

دادا کا بھائی جو ولی ہے اگر لڑکی کی والدہ کو اختیار دے دے اور پھر خود ہی کر دے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۳۱) ایک لڑکی نابالغہ جس کا کوئی ولی اقرب سوائے برادر جد حقیقی کے اور والدہ کے اور کوئی نہیں ہے اور جد حقیقی کا بھائی اپنی پوتی کا اختیار عقد والدہ نابالغہ کو دیتا ہے اور تحریر بھی کر دیتا ہے کہ بلا رضامندی والدہ نابالغہ کے مجھے نکاح کا کچھ اختیار نہ ہوگا اس کے بعد بلا رضامندی والدہ کے نابالغہ کا نکاح کر دیتا ہے یہ عقد شرعاً جائز ہے یا اب والدہ ولی ہے؟

(الجواب) اس کہہ دینے اور لکھ دینے سے ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اخ الجد کے لئے جو ولی اقرب ہے ساقط نہیں ہوا البتہ اگر والدہ بوجہ اختیار دے دینے کے نکاح نابالغہ کا کر دیتی تو وہ بھی صحیح ہو جاتا لیکن اخ الجد کی ولایت اس سے سلب نہیں ہوئی پس جو نکاح اس نے اپنی ولایت سے کیا وہ صحیح ہے در مختار میں ہے والو لاية تنفيذ القول على الغير الخ شاء او ابى الخ وهو اى الولى شرط صحة نكاح صغير و مجنون[2] الخ فقط

ولی نکاح چچا ہے ماموں نہیں اور مال کا ولی کوئی نہیں

(سوال ۹۳۲) مسماۃ کنیز و مریم یتیم ہیں اور ا کے ورثاء میں ایک چچا علاتی ہے اور ایک ماموں حقیقی ہے ابتدا سے زیر ولایت چچا کے رہیں اس چچا نے جو ان کا حصہ پدری ان کی جائیداد میں پہنچتا تھا ایک فرضی بیعنامہ ظاہر کر کے اس تمام جائیداد کو اپنے نام کر کے رقم کثیر میں رہن کر دی اب ماموں چاہتا ہے کہ وہ لڑکیاں چچا کی ولایت سے نکل کر میری ولایت میں آویں تاکہ ان کے حقوق تلف کردہ کو ثابت کرے اور قائم کرے ایسی حالت میں ولایت چچا نقصان پہنچانے والے کی منسوخ ہو کر ماموں کی طرف منتقل ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولایت نکاح نابالغہ اس صورت میں چچا کو ہے کیوں کہ وہ عصبہ ہے ماموں کو ولایت نکاح بموجودگی چچا کے نہیں ہے اور نابالغہ کے مال کی ولایت اور اختیار نہ چچا کو ہے نہ ماموں کو پس چچا نے جب کہ نابالغہ کو نقصان پہنچایا تو اس کو نابالغہ کے مال میں تصرف کرنے سے روکنا چاہئے در مختار میں ہے الولى فى النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ قوله لا المال فان الولى فيه الاب ووصيه والجد ووصيه الخ رد المحتار[3] ج۲ ص ۱۱ ووليه ابوه ثم وصيه الخ دون الام الخ(درمختار) قال الزيلعى واما ما عدا الا صل عن العصبة كالعم والاخ او غير هم كا لام الخ لا يصح اذنهم له لانهم ليس لهم ان يتصرفوا فى ماله الخ شامى[4] ج ۵

---

(۱) نابالغ ہے تو باپ کی صوابدید پر ہے اور بالغ ہے تو اولاد کی اجازت ضروری ہے بالغ اولاد پر شادی میں جبر کا اختیار نہیں ہے الولى شرط صحة نكاح صغير الخ لا مكلفة فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولى الخ ولا تجبر البالغة البكر على النكاح (ايضاً ص ۴۰۷ ج۲. ط.س. ج۳ص ۵۵) ظفير (۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۰۷. ط.س. ج۳ص ۵۵'
(۳) رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ص ۷۶' ظفير
(۴) رد المحتار كتاب الماذون مطلب فى تصرف الولى ومن له' الولاية عليه ج ۵ ص ۱۵۱ و ج ۵ ص ۱۵۲ ط.س. ج۶ص ۱۷۴

ان عبارات سے واضح ہوا کہ چچا کو بچہ کے مال کی ولایت نہیں ہے البتہ نکاح کی ولایت ہے سو ولایت نکاح ماموں کی طرف بحالت موجودہ منتقل نہ ہوگی۔ فقط

بالغہ نکاح میں خود مختار ہے مگر کفائت کا لحاظ ضروری ہے

(سوال ۹۳۳) زید نے انتقال کیا بھائی ماں باپ بیوہ دختر چھوڑے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ماں باپ نے بھی انتقال کیا لڑکی خوشی و رضامندی اپنی و نیز اپنی ماں کی بکر سے جو اس کی برادری سے ہے عقد کرنا چاہتی ہے چچا حقیقی معترض ہے کہ بکر کفو نہیں ہے اور اپنے بیٹے سے عقد کرنا چاہتا ہے جو لڑکی اور اس کی والدہ کو چند وجوہ سے ناپسند ہے اس صورت میں کیا حکم ہے اور لڑکی کتنی عمر میں بالغہ سمجھی جاتی ہے اور کیا زید کا بھائی حق ولایت رکھتا ہے کفو کا اعتبار کسی وقت ساقط ہو سکتا ہے یا نہیں ہندوستان میں کون کس کا کفو ہو سکتا ہے کفو و غیر کفو کی تعریف کیا ہے؟

(الجواب) شرعاً پندرہ برس کی عمر میں لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے اور اگر اس سے پہلے کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ کے پائی جاوے تو پہلے ہی بالغہ ہو جاوے گی اور چچا بیشک اس صورت میں ولی ہے لیکن ولی کو نابالغہ پر تو جبراً اختیار نکاح کا ہے بالغہ پر نہیں ہے [1] بالغہ خود اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کر سکتی ہے غیر کفو میں نہیں کر سکتی غیر کفو میں بیشک ولی کو روکنے کا اختیار ہے اور کفو کا اعتبار کسی حال میں ساقط نہیں ہوتا اور کفو ہونا باعتبار نسب اور باعتبار دیانت و پرہیزگاری اور باعتبار تمول و عدم تمول اور باعتبار پیشہ کے معتبر ہے اور تفصیل ان سب امور کی کتب فقہ میں ہے یہاں اس کی تفصیل لکھنا دشوار ہے۔ [2] فقط

لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح درست ہے

(سوال ۹۳٤) ملک بنگال میں اکثر یہ دستور ہے کہ ولی لڑکی بالغہ کو قبل عقد نکاح کے مع چند اقارب کے بارات کے ساتھ دولہا کے مکان میں رخصت کر دیتا ہے جب لڑکی دولہا کے گھر پہنچتی ہے تب تین شخص اس کے پاس جاتے ہیں اور ایک ان میں سے لڑکی سے پوچھتا ہے کہ تم بالوساطت میری وکالت کے بعوض مہر کذا و کذا اپنے نفس کو فلاں بن فلاں کی زوجیت میں دینا قبول کرتی ہو لڑکی کہتی ہے قبول تب یہ تینوں شخص مجلس دولہا میں آتے ہیں اور دولہا سے پوچھتے ہیں کہ فلاں بنت فلاں نے بعوض مہر کذا اپنے نفس کو تمہاری زوجیت میں دیدیا ہے تم نے اس کو قبول کر لیا ہے تب دولہا قبول کہتا ہے اس طرح نکاح درست ہوتا ہے یا نہیں اور نابالغہ کو خیار بلوغ باقی رہتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں بالغہ کا نکاح منعقد ہو جانا تو ظاہر ہے کیونکہ خود بالغہ سے اجازت لی گئی ہے اور در مختار میں ہے فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضی ولی الخ اور یہاں تو ولی کی رضامندی بھی ظاہر ہے اور نابالغہ

---

(۱) و ینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت او ثیبا الخ ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح (هدایة باب فی الاولیاء ج ۲ ص ۲۹۳ و ج ۲ ص ۲۹٤ .ط.س. ج۲ص۳۱۳) ظفیر

(۲) واذا زوجت المراة نفسها من غیر کفوء فللا ولیاء ان یفرقوا بینهما دفعا لضرر العار عن انفسهم (هدایة فصل فی الکفاءة ج۲ ص ۳۲۰ .ط.س. ج۲ص ۳۲۰)

کے نکاح کے لئے اگر ولی ان لوگوں کو جو نکاح خواں سے نکاح خوانی کو کہتے ہیں وکیل بنادیا جاتا ہے اور نابالغہ کو بعد بلوغ اختیار فسخ کا بشرائط باقی رہتا ہے[1] کما فی الدر المختار وان کان المزوج غیر هم ای غیر الاب و ابیه ولو الام اوالقاضی او وکیل الاب الخ لا یصح النکاح من غیر کفو الخ وان کان من کفو و بمهر المثل صح ولکن لهما ای لصغیر و صغیرة وملحق بهما خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء[2] الخ فقط

چچا کا کیا ہوا نکاح لڑکی بغیر قضائے قاضی فسخ نہیں کر سکتی

(سوال ۹۳۵) ایک شخص نے انتقال کیا لڑکی نابالغہ وزوجہ اور ایک اپنا بھائی چھوڑا متوفی کی زوجہ نے اس کے بھائی یعنی لڑکی نابالغہ کے تایا سے نکاح کرلیا اور لڑکی نابالغہ کے تایا نے لڑکی مذکورہ یعنی اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے لڑکے سے کرلیا باہمی جھگڑوں کی وجہ سے لڑکی نے بالغہ ہوتے ہی اپنی والدہ کے ایماسے یا اپنی سمجھ سے نکاح سے انکار کردیا اور شوہر نے بھی اپنے دوستوں سے یہ کہا کہ میرا کوئی تعلق اس عورت سے نہیں ایسی حالت میں لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس لڑکی کا ولی اس صورت میں اسکا تایا ہے اگر بحالت عدم بلوغ دختر کے اس کا نکاح اپنے لڑکے سے کیا تووہ نکاح صحیح ہوا اور اس زمانہ میں قضاء شرعی نہ ہونے کی وجہ سے عورت کے انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوا[3] اور یہ کہنا شوہر کا کہ میرا کوئی تعلق اس عورت سے نہیں صریح طلاق نہیں ہوا بلکہ کنایہ ہے[4] اس میں نیت شوہر کا اعتبار ہے اگر وہ کہے کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی تو اس لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی لہذا بدون طلاق اپنے شوہر کے اس عورت کا دوسرا نکاح درست نہیں ہے۔ فقط

مسلمان کسی غیر مسلم نابالغہ کا نکاح نہیں کر سکتا

(سوال ۹۳۶) ایک لڑکی برس ڈیڑھ برس کی تھی اس کے والدین مشرک تھے وہ مر گئے حاکم نے ایک مسلمان کے سپرد کردیا اب وہ مسلمان اس کی شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار ولا ینفذ للملتقط علیه نکاح وبیع الخ و فی الشامی لا نه یعتمد الولایة من القرابة والملك والسلطنة ولا وجود لواحد منها نهر الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ مسلم اس لڑکی نابالغہ کا نکاح نہیں کر سکتی البتہ بعد بلوغ اس کی اجازت سے نکاح صحیح ہو جاوے گا۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ . ط.س. ج۳ص۵۵ ' ظفیر

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۴۱۹ . ط.س. ج۳ص۶۷ ' ظفیر

(۳) ولهما الخ خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ اوا لعلم بالنکاح بعده الخ بشرط القضاء للفسخ (درمختار. ط.س. ج۳ص۶۹) حاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوالعلم به فان اختیار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹ . ط.س. ج۳ص۷۰) ظفیر

(۴) کنایة مالم یوضع له' الخ فالکنایات تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال (درمختار) قوله قضاء قید به لا نه لا یقع دیانة بدون النیة (رد المحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۶ . ط.س. ج۳ص۲۹۶) ظفیر

بالغ کا ولی نے نکاح کردیا بالغ خاموش رہا پھر انکار کردیا

(سوال ۹۳۷) زید در مرض الموت خود عمرو پسر بالغ را ہمراہ زینب نکاح ساخت۔ آنوقت عمر در مجلس نکاح حاضر نہ بود واست اکنوں عمرو نکاح خود ہمراہ زینب منظور نمی دارد۔ آیا نکاح زینب با عمرو درست است یا نہ؟

(الجواب) اگر عمرو بعد اطلاع آں نکاح پدر را رد نہ کرد و صراحۃً ودلالۃً آں نکاح را جائز داشت نکاح منعقد شد و بعد ازاں انکار عمرو وبطلان نکاح صحیح نخواہد شد واگر عمرو بعد اطلاع نکاح مذکور رد کرد نکاح مذکور باطل شد؟

غیر کفو میں ماں کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہے

(سوال ۹۳۸) زید سفر میں ہے زید کی عورت مسماۃ ہندہ نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے نابالغ سے جو غیر کفو ہے کیوں کہ لڑکے کا باپ بھٹیارہ ہے بغیر رضامندی اپنے شوہر یعنی لڑکی کے والد کے کردیا ماں کی اجازت سے جو نکاح لڑکی نابالغہ کا غیر کفو میں ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں ماں کی اجازت سے جو نکاح نابالغہ کا غیر کفو میں ہوا وہ صحیح نہیں ہوا۔ هكذا فی الدر المختار[1] فقط

باپ کے رہتے ہوئے دوسرا ولی نہیں ہو سکتا

(سوال ۹۳۹) زید کی دختر صالحہ کو جب کہ صالحہ کی ماں فوت ہوگئی تھی عمر نے پرورش کیا زید نے عمر کے حوالہ کردی تھی صالحہ کو عمر نے حالت نابالغی میں بکر کے ساتھ واسطے مناکحت منسوب کیا زید زندہ ہے کسی وجہ سے صالحہ کو بکر کے ساتھ منسوب کرنے میں رضامند نہیں اب عقد صالحہ نابالغہ کا باجازت عمر بکر کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) صالحہ نابالغہ دختر زید کا ولی زید ہے عمر کی اجازت سے بلا اجازت زید کے صالحہ کا نکاح درست نہیں ہے۔ هكذا فی عامة كتب الفقه[2] فقط

بھائی کے رہتے ہوئے سوتیلا باپ ولی نہیں ہے

(سوال ۹۴۰) ایک لڑکی نابالغہ کا سوتیلا باپ اور حقیقی ماں موجود ہے اور لڑکی کا حقیقی بڑا بھائی بالغ ایک روز کی مسافت پر ہے اگر سوتیلا باپ اور حقیقی ماں کسی شخص سے نابالغہ کا نکاح کردیں اور حقیقی بھائی کو عقد کے بعد خبر ہو اور وہ اجازت نہ دے اور راضی نہ ہو تو ایسی حالت میں نکاح درست ہو سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) ويفتى في غير الكفؤ بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ج۲ ص ۴۰۹، ط.س. ج۳ ص ۵۶ ظفير

(۲) الولي في النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب الخ فلو زوج الا بعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۲۷، ط.س. ج۳ ص ۷۶) ظفير

(الجواب) ایسی حالت میں ولی شرعی اس نابالغہ کا اس کا حقیقی بھائی ہے اگر اس نے اجازت نہ دی تو نکاح نہیں ہوا۔
کذافی الدرالمختار وغیرہ [1] فقط

غیر ولی کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے

(سوال ۹۴۱) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ جس کی ماں نے نکاح ثانی کرلیا ہے رشتہ کی نانی کی زیر پرورش رہی اس کا نکاح اس رشتہ کی نانی کی ولایت سے جب کہ وہ نابالغہ تھی کردیا گیا اب لڑکی جوان ہے اور اپنے شوہر سے بوجہ اس کی کم عمر ہونے کے متنفر ہے آیا وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور پہلا نکاح صحیح ہے یا کیا؟
(الجواب) وہ رشتہ کی نانی بموجودگی والدہ کے اس نابالغہ لڑکی کی ولی نہ تھی اس نے جو نکاح بحالت عدم بلوغ دختر کے کیا وہ ولی شرعی کی اجازت پر موقوف تھا اور ولی نکاح میں عصبات ہوتے ہیں علی ترتیب الارث والحجب پھر اگر کوئی عصبہ نہ ہو والدہ ولی ہے نانی سے والدہ کا درجہ مقدم ہے اگرچہ والدہ نے دوسرا نکاح کرلیا ہو پس اگر اس نکاح کی اجازت ولی نے دے دی تھی تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور اب بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت اس کے نکاح سے علیحدگی کی نہیں ہے اور اگر ولی جائز نے اس نکاح کو پسند نہ کیا تھا اور انکار کردیا تھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا اس صورت میں لڑکی دوسرا نکاح اپنے کفو میں کر سکتی ہے۔ [2] فقط

بالغہ کا نکاح اس کے علم کے بغیر کردیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۴۲) زید نے اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ بالغہ کا نکاح بکر سے کردیا مگر بوقت نکاح اس سے اجازت نہیں لی اور نہ اس کو اطلاع کی تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب) نکاح موقوف رہا جس وقت لڑکی کو خبر نکاح کی پہنچی اگر وہ خاموش رہی اور انکار نہ کیا تو نکاح منعقد ہو گیا فی الدرالمختار فان استاذنها هو ای الولی وهو السنة اووکیله اورسوله اوزوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسكتت عن رده مختارة الخ فهواذن الخ [3] فقط

صرف نابالغ کے ایجاب و قبول سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۹۴۳) (۱) نابالغ لڑکے اور لڑکی سے ایجاب و قبول کرانے سے نکاح صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) فلو زوج الا بعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷) . ط.س. ج۳ص ۸۱. ظفیر .
(۲) فلوزوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (درمختار. ط.س. ج۳ص ۸۱) فلا یکون لسکوته اجازة لنکاح الا بعد وان كان حاضرا في المجلس العقد مالم يرض صريحا او دلالة (رد المحتار باب الولی ج ۲ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۳) . ط.س. ج۳ص ۸۱. ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ و ج ۲ ص ۴۱۱ . ط.س. ج۳ص۵۸ . ظفیر

اس صورت میں کیا حکم ہے

(۲) یہاں دستور ہے کہ نکاح خواں نابالغ کے باپ یا اور کسی ولی سے اجازت لیکر دو گواہوں کے ساتھ نابالغہ دولہن کے پاس آتے ہیں اور اس کلمہ کو پڑھا کر کہتے ہیں کہ تمہارا نکاح بعوض عـ۸ـہ مہر کے فلاں کے لڑکے مسمی فلاں سے ہوتا ہے تم نے قبول کیا کہو ہاں قبول یا اسی طرح لڑکے سے کہلاتے ہیں غرض دونوں جانب قبولیت ہوتی ہے ایجاب کا پتہ نہیں کیا شرعاً یہ نکاح صحیح ہوجاتا ہے شرعاً جو طریقہ نکاح مسنون کا ہو تحریر فرمائیں؟

نابالغ کا ولی غیر سے ایجاب وقبول کرادے تو کیا حکم ہے؟

(۳) اگر ولی خطبہ پڑھنے یا صرف ایجاب وقبول کرنے پر قادر نہ ہو بوجہ شرم کے تو ایک غیر سے ایجاب وقبول کرانا کیسا ہے؟

(الجواب) (۱) نابالغوں کا ایجاب وقبول کو اگر ولی نے جائز رکھا تو نکاح صحیح ہوگیا۔

(۲) جب کہ نکاح خواں نے ولی کی اجازت سے ایسا کیا تو یہ نکاح صحیح ہوگیا اور ان دونوں طرف کے کلام میں سے پہلا ایجاب اور دوسرا قبول سمجھا جاوے گا اور اصل تو یہ ہے کہ نابالغ سے ایجاب وقبول کرانے کی ضرورت ہی نہیں ہے ان کا ولی یا جس کو ولی اجازت دے ایجاب وقبول کرلیوے۔

(۳) اس میں کچھ حرج نہیں۔

مجنونہ کا نکاح بغیر ولی درست نہیں ہے

(سوال ۹۴۴) ایک شخص نے ایک عورت مہری مدہوش سے نکاح کرلیا اس کی ذات کی خبر نہیں ہے مولوی صاحب نے بغیر تحقیق اس کی ذات وغیرہ کے اس کا نکاح پڑھادیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون [1] الخ پس اگر وہ عورت مجنونہ ہے اس کو کسی وقت ہوش نہیں آتا تو نکاح اس کا بدون ولی کے یا حاکم مسلمان کے نہیں ہوسکتا اور اگر مجنونہ نہیں ہے تو خود اس کی اجازت ورضا سے نکاح ہوسکتا ہے۔[2] فقط

نابالغ کا ایجاب وقبول باپ کی موجودگی میں اس کی رضاء سے ہوا تو نکاح صحیح ہے

(سوال ۹۴۵) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ جب کہ زید کی عمر پندرہ سال سے کسی قدر کم تھی ہوا، مجلس نکاح میں زید کا باپ موجود تھا مگر زید کے باپ کی ولایت سے نکاح نہیں ہوا زید نے خود ایجاب وقبول کیا کابین نامہ پر صرف زید کے باپ کے دستخط بطور گواہ کے ثبت ہیں یہ نکاح صحیح ہو لیا دوبارہ نکاح ہونا چاہئے؟

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ ، ط.س.ج۳ص ۵۵. ظفیر

(۲) فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی والا صل ان من تصرف فی ماله تصرف فی نفسه وما لا فلا" (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ و ج ۲ ص ۴۰۸ .ط.س.ج۳ص ۵۵) ظفیر

(الجواب) جب کہ زید کا باپ اس مجلس میں موجود تھا اور اس کی رضاء و اجازت سے زید نے قبول کیا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور مہر بھی جو کچھ لکھا گیا اور باپ نے اس پر دستخط کر دیئے صحیح ہوا دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

نابالغ کا نکاح والد کی موجودگی میں دوسرا شخص کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۹٤٦) نابالغ بچوں کا نکاح والدین کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نابالغ بچہ کے نکاح کا ولی اول باپ ہے پھر دادا پھر بھائی وغیرہ، پس باپ کی موجودگی میں اگر کوئی دوسرا شخص نابالغ کا نکاح کرے تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے اگر باپ اجازت دے گا تو نکاح ہو گا ورنہ نہیں۔[1] فقط

باپ کی اجازت سے نابالغ کا نکاح ہوا اور نابالغ نے قبول کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۹٤۷) زید نے اپنی لڑکی نابالغہ کے نکاح پر اور عمرو نے اپنے لڑکے نابالغ کے نکاح پر راضی ہو کر نکاح خواں کو کہا کہ نکاح پڑھو نکاح خواں نے زید و عمرو کی موجودگی میں روبرو شاہدین نکاح کر دیا عمرو نے قبول نہیں کیا بلکہ لڑکے نے قبول کیا لہذا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ باپ اس نابالغ کا اس مجلس میں موجود تھا اور اس نے نابالغ کے قبول کو تسلیم رکھا تو وہ قبول باپ کی طرف سے منسوب ہو کر نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ صبی نابالغ ممیز کے اس قسم کے تصرفات جو متردد ہیں بین النفع والضرر ولی کے قبول پر موقوف رہتے ہیں اگر ولی جائز رکھے جائز ہوتے ہیں **وما تردد من العقود بين نفع و ضرر كالبيع والشراء توقف على الاذن الخ كتاب الماذون درمختار الخ**[2] اور نکاح بھی مثل بیع وشراء کے ہے۔ فقط

نابالغ کا ولی ایجاب و قبول کے بعد مر جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹٤۸) زید نے اپنے پسر نابالغ کے لئے ایک دختر نابالغہ عقد نکاح میں قبول کی زید کا پسر نابالغ ہی تھا کہ زید مر گیا اور ولایت و قبولیت نکاح کسی ولی دیگر کو نہیں دے گیا تو شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر زید نے اپنی حیات میں اپنے نابالغ پسر کا نکاح جو کہ نابالغہ لڑکی کے ولی کی ولایت سے ہوا تھا قبول کر لیا تھا اور ایجاب و قبول نکاح کا باقاعدہ شاہدین کے روبرو ہو گیا تھا تو وہ نکاح منعقد ہو گیا کیوں کہ نابالغوں کی طرف سے ان کا ولی ہی ایجاب و قبول کرتا ہے یعنی مر جانے کے بعد نکاح میں خلل نہیں ہوا نکاح ہو چکا تھا۔

---

(۱) فلو زوج الا بعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۳۳. ط.س. ج۳ ص ۸۱) ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الماذون ج ٥ ص ۱٥۰. ط.س. ج۳ ص ۱۷۳. ظفير

نابالغہ کے لئے باپ کی اجازت کافی ہے مجلس میں اس کی موجودگی ضروری نہیں

(سوال ۹۴۹) ایک نکاح میں یہ صورت تھی کہ لڑکی کا باپ بارات میں نہیں آیا اور نکاح لڑکے کے مکان پر ہوا قاضی لڑکی کے باپ سے اجازت لیکر آیا تب نکاح پڑھایا گیا تو یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اگر دختر کا باپ اس نکاح ہونے کے بعد اس نکاح سے راضی رہا اور اجازت دے دی تو نکاح صحیح ہو گیا ۔ فقط

بالغہ کا نکاح باپ نے کر دیا مگر رخصتی کے وقت اس نے انکار کر دیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۵۰) زید کے پیر نے زید کو اس بات پر مجبور کیا کہ تم اپنی دختر کا نکاح بکر کے پسر سے کر دو اولاً زید انکار کرتا رہا مگر پیر صاحب کے زیادہ دباؤ دینے پر ناچار و مجبور ہو کر راضی ہو گیا اور اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح بکر کے بیٹے سے پڑھا دیا لیکن اس کے بعد جب وہ لوگ رخصتی کرانے آئے تو زید نے رخصت نہیں کیا بلکہ دختر مذکور کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا اور نکاح اول کے وقت بھی نہ زید نے اپنی لڑکی سے نکاح کی اجازت لی نہ بعد میں اس کو طلاع دی اس صورت میں کون سا نکاح جائز ہے؟

(الجواب) اس صورت میں پہلا نکاح صحیح ہو گیا لقوله عليه الصلوة والسلام ثلث جد هن جدو هز لهن جد الحديث در مختار میں ہے کہ سکوت عاقلہ بالغہ کا بوقت استیذان ولی اجازت ہے اور اس طرح عاقلہ بالغہ کو جس قت اطلاع نکاح کرنے کی ہو اور وہ سکوت [1] کرے تو یہ بھی اجازت ہے پس دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا لان کاح منكوحة الغير باطل كذافي الدرالمختار والشامی قال الله تعالىٰ والمحصنات من النسآء [2] الاية (لیکن اگر بالغہ نے نکاح کی خبر سنتے ہی انکار کر دیا تو نکاح منعقد نہیں ہوا ظفیر)

جازت کے بعد بالغہ کا نکاح درست ہے

سوال ۹۵۱) زید نے اپنی لڑکی کے نکاح کی تاریخ مقرر کر دی اور لڑکی کو تنہائی میں بٹھادیا غرض لڑکی کو ہر طرح سے یہ علم ہو گیا کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوگا نکاح کے وقت زید نے قاضی سے کہا کہ لڑکی کا نکاح پڑھادو لڑکی کو نکاح کا علم ہو گیا ہے اس صورت میں نکاح ہو گیا ہے یا نہیں؟

الجواب) باپ کے نکاح کرنے کی صورت میں لڑکی بالغہ کو نکاح کی اطلاع پر سکوت کرنا کافی ہے نکاح ہو جاتا ہے لیکن سنت یہ ہے کہ باپ اپنی دختر سے اجازت نکاح کی لے اور کہے کہ میں تیرا نکاح فلاں شخص سے کرتا ہوں ں پر سکوت کرنا اس کی رضاء و اجازت ہے نکاح ہو جاوے گا۔ [3] فقط

---

۱) دیکھئے ردالمحتار ج ۲ ص ٤٨٤ ط.س. ج۳ص۵۹ ظفیر
۲) سورة النساء : ۲ ظفیر
۳) ولا تجبر البالغة البكر على النكاح الخ فان استاذنها هو اى الولى وهو السنة الخ فسكتت عن رده مختارة او ضحكت ير مستهزئة الخ فهو اذن (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ص ٤٤١٠ و ج ۲ ص ٤١ ط.س. ج۳ص۵۸)

بالغہ کی اجازت سے ماموں نے اس کا نکاح کر دیا تو وہ صحیح ہے

(سوال ۹۵۲) ایک لڑکی نے اپنے ماموں کے پاس پرورش پائی کیوں کہ اس کا باپ دس سال سے مفقود الخبر ہے اور ماموں نے لڑکی کے تائے کی موجودگی میں بعد بالغہ ہونے کے نکاح کر دیا اور لڑکی نے بوقت اجازت لینے کے سکوت کیا تائے نے کسی وجہ سے اجازت نہ دی تو نکاح ہو لیا نہیں؟

(الجواب) وہ نکاح اگر لڑکی بالغہ ہونے پر لڑکی کی اجازت سے کیا گیا ہے تو صحیح ہوا لیکن سکوت لڑکی کا بمقابلہ غیر ولی کے اجازت نہیں ہے اگر اس کے بعد دلالت رضا مثل وطی وغیرہ نہیں پائی گئی تو نکاح نہیں ہوا۔[۱] فقط

چچا نے بھتیجی کا نکاح کیا مگر بائیس سال کی عمر میں لڑکی نے دوسری شادی کر لی کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۵۳) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے چچا اور ماموں اور والدہ نے پڑھادیا ان کے سواء اور کوئی ولی نہ تھا بائیس سال کی عمر کے بعد لڑکی نے نکاح سے انکار کیا کہ میرا نکاح نہیں ہوا اور سرکار میں دعویٰ کر کے دوسرا نکاح پڑھالیا اور خاوند کے گھر چلی گئی بعد اتنی مدت کے دعویٰ لڑکی کا صحیح رہا یا نہیں اور دوسرے نکاح میں جو لوگ باوجود علم کے شامل تھے انکے نکاح باقی رہے یا ٹوٹ گئے؟

(الجواب) جب کہ اور کوئی ولی اقرب نابالغہ کا مثل باپ دادا اور بھائی کے موجود نہ تھا تو چچا ولی تھا جو نکاح اس نے کیا وہ صحیح ہو گیا[۲] بائیس سال کی عمر میں لڑکی کا انکار اس نکاح سے معتبر نہیں ہے اور دوسرا نکاح صحیح نہیں ہے جو لوگ باوجود نکاح اول کے علم کے دوسرے نکاح میں شامل و شریک وساعی ہوئے وہ گناہ گار ہوئے توبہ کریں مگر ان کے نکاح نہیں ٹوٹے کیوں کہ نکاح مرتد و کافر ہونے سے ٹوٹتا ہے اور وہ کافر و مرتد نہیں ہوئے۔ فقط

نابالغی میں باپ نے جو نکاح لڑکی کا کیا وہ درست ہے دوسرا نکاح بعد بلوغ نہیں کر سکتی

(سوال ۹۵٤) ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا ایجاب و قبول اپنے بھتیجے کے لئے روبرو گواہان کے مجلس عام میں کیا یعنی شخص مذکور کے حقیقی بھائی نے قبول کیا اب جب کہ لڑکی بالغہ ہوئی تو اسکے باپ نے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا آیا نکاح اول بحال رہا یا فاسد ہو گیا اور نکاح ثانی کے لئے اور اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر ایجاب و قبول اول بطریق نکاح و مجلس نکاح میں کیا گیا روبرو گواہوں کے تو وہ پہلا نکاح صحیح ہو گیا دوسرا نکاح اس کا باطل اور ناجائز ہوا اور وہ لڑکی پہلے شوہر کو ملنی چاہئیے اور دوسرے شوہر سے علیحدہ رکھی جاوے اور شخص مذکور جس نے ایسا کیا اس فعل سے توبہ کرے یہی کفارہ اس گناہ کا ہے۔ فقط

---

(۱) فان استاذنها غير الا قرب كا جنبى اوولى بعيد فلا عبرة لسكوتها بل لا بدمن القول كالثيب البالغة الخ اوما هو معناه من فعل يدل على الرضاء كطلب مهر ها و نفقتها و تمكينها من الوطئ و دخوله بها برضا ها الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤۱۳ ر ج ۲ ص ٤۱٤ .ط.س. ج۳ص۶۲) ظفير

(۲) اقرب الاولياء الا بن ثم ابن الا بن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا الخ ثم الاخ الخ ثم العم لاب وام الخ (عالمگیری مصری الباب الرابع فی الاولیاء ج ۱ ص ۲۶۵ .ط.س. ج۳ص۲۸۳) ظفير

ایک عورت نے کہا کہ میرا نکاح فلاں سے کردو قاضی نے کردیا کیا حکم ہے

(سوال ۹۵۵) مسماۃ ہندہ رطوائف نے تین گواہوں کے روبرو اپنے نکاح کی اجازت دی کہ میرا نکاح رمضانی سے پڑھ دو تب قاضی نے نکاح پڑھا لیکن قاضی نے اپنے کان سے اجازت نہیں سنی تو یہ نکاح صحیح ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا۔[1] فقط

نابالغہ کی شادی اس کی مرضی کے بغیر ولی نے کردی تو وہ جائز ہے

(سوال ۹۵۶) ایک لڑکی عمر دس سالہ کا نکاح اس کے بھائی نے بلا رضامندی نابالغہ لڑکے چھ سالہ کے ساتھ کر دیا اس وقت سے اب تک وہ لڑکی ناراض ہے اور وہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اب اس لڑکی کی عمر پندرہ سال کی ہے اور لڑکے کی عمر دس سال کی ہے آیا اس لڑکی کا نکاح بلا طلاق دوسری جگہ پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ لڑکی مذکورہ کے تین بھائی ہیں ان میں سے دو بھائی پہلے بھی ناراض تھے اور اب بھی وہ ناراض ہیں؟

(الجواب) اگر بھائیوں کے سوا اور کوئی ولی اقرب اس لڑکی نابالغہ کا نہ تھا تو جس بھائی نے نکاح اس کا اپنی ولایت سے کفو میں کر دیا وہ صحیح ہو گیا[2] نابالغہ کی ناراضی شرع میں معتبر نہیں ہے[3] اور جب تک شوہر بالغ نہ ہو اس کی طلاق بھی واقع نہ ہو گی[4] اور بدون طلاق کے دوسرا نکاح اس لڑکی کا صحیح نہ ہو گا۔[5] فقط

صرف بالغہ کی اجازت سے نکاح درست ہے

(سوال ۹۵۷) زید نے اپنے بیٹے بکر و عمر کے مکان پر تین آدمی ہمراہ کر کے روانہ کیا انہوں نے عمر کے مکان پر پہنچ کر عمر کی عدم موجودگی میں اور بلا اجازت صریحی یا ضمنی عمر کے اس کے بیٹے شبیر حسن نابالغ اور اس کی زوجہ کو شامل کر کے عمر کی نابالغ لڑکی سے جس کی عمر پندرہ برس دو ماہ بارہ دن ہے نکاح کر لیا صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) پندرہ برس کی عمر میں لڑکی شرعاً بالغہ شمار ہوتی ہے[6] اور بالغہ کا نکاح خود اس بالغہ کی اجازت سے صحیح ہے اگر کفو میں نکاح ہو پس اگر لڑکی سے اس کی والدہ وغیرہ نے اجازت لیکر اس کا نکاح کیا روبرو شاہدین کے

---

(۱) قاضی کا سننا ضروری نہیں ہے لڑکی کی طرف سے کافی ہے۔ ظفیر

(۲) ولوزوجها الاقرب حيث هو جاز النكاح (و فيه قبله) ولو زوجها وليان مستويان قدم السابق (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۳ ط.س. ج۳ص۸۱)

(۳) وهي نوعان ولاية ندب على المكلفة وولاية اجبار على الصغيرة الخ وهو اى الولي شرط صحة نكاح صغير و مجنون الخ ايضا ج ۲ ص ۴۰۷ ط.س. ج۳ص۵۵ ظفير

(۴) ولا يقع طلاق الصبي والمجنون والنائم لقوله عليه السلام كل طلاق جائز الا طلاق الصبي والمجنون ولان الاهلية بالعقل المميز وهما عديم العقل هدايه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۵ ط.س. ج۳ص۳۵۸ ظفير

(۵) واما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۸۲ ط.س. ج۳ص۱۳۲) ظفير

(۶) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شئ حتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ ط.س. ج۳ص۱۵۳) ظفير

تو نکاح مذکور صحیح ہو گیا۔[1] فقط

جذام والے خاندان کے لڑکے سے شادی درست ہے

(سوال ۹۵۸) ایک بالغہ لڑکی زید سے نکاح کرنے پر راضی ہے مگر زید کے خاندان میں جذام ہے تو نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح کرنا درست ہے فی الحال کی حالت کا اعتبار ہے آئندہ کی خبر کس کو ہے ایسا وہم نہ کیا جاوے۔ فقط

لڑکی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں

(سوال ۹۵۹) (۱) اگر لڑکی نے اجازت نکاح لفظوں میں نہ دی ہو اور صرف سکوت کیا تو یہ اجازت شمار ہو گی یا نہیں؟

دوسرا نکاح صحیح نہیں

(سوال ۹۶۰) (۲) اب لڑکی اپنی ماں یا کسی اور رشتہ دار کے کہنے سننے سے اگر دوسری جگہ نکاح کرلے تو یہ دوسرا نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

باپ کے نکاح کر دینے پر لڑکی اپنی رضامندی ظاہر کر دے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۶۱) (۳) لڑکی کے باپ کو عمر کے لڑکے سے نکاح کرتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہنا اور بعد میں لڑکی کا یہ کہنا کہ جو ہونا تھا سو ہو گیا موجب نکاح ہے یا نہیں؟

لڑکی غائب رہی تو کوئی حرج نہیں

(سوال ۹۶۲) (۴) دو دن لڑکی کے غائب رہنے اور اپنی ماں کے ساتھ کسی رشتہ دار کے یہاں رہنے سے نکاح میں کچھ خلل ہے یا نہیں؟

نکاح ہونے کے بعد فسخ نہیں کیا جا سکتا

(سوال ۹۶۳) (۵) باوجود صحت نکاح زید اپنی بیوی کے کہنے سننے یا لڑکی اپنی ماں کے کہنے سننے سے نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

---

(۱) فنفذ نکاح حرة مکلفة بلارضا ء ولی الخ(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ .ط.س. ج۳ص ۵۵) ظفیر

رخصتی کا شوہر کو حق ہے

(سوال ۹۶٤) (۲) زید نے اپنی بیوی یا کسی اور کے کہنے سننے سے نکاح سے نارضامند ہونے سے اور لڑکی کے زوج کے ساتھ نہ رخصت کرنے پر شرعی مطالبہ شوہر کو ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) سکوت لڑکی کا اس موقع پر کافی ہے اور اجازت سمجھی جاتی ہے کذافی الدرالمختار [1] (۲) دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا۔[2]

(۳) لڑکی کا یہ کہنا بھی اجازت نکاح ہے اور زید نے تو خود ناکح کو امر نکاح خوانی کا کیا ہے اس کی اجازت ظاہر ہے (۴) کچھ خلل نہیں آتا (۵) فسخ نہیں کر سکتے (۶) جب کہ معلوم ہوا کہ نکاح صحیح ہوگیا تو شوہر کو رخصت کرانے کا شرعاً حق ہے۔ فقط

نابالغ کا نکاح باپ کی اجازت سے ہو مگر قبول صرف نابالغ نے کیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹٦۵) زید اپنے بیٹے عمر کی بارات کی تیاری کر کے مع عمر خالد کے مکان پر گیا تمام لوگوں کو مجلس نکاح میں جمع کیا اور ملا کو یہ کہا کہ میرے بیٹے عمر کا نکاح خالد کی لڑکی سے کر دو ملا نے باجازت زید نکاح عمر کا کر دیا اور زید وقت ایجاب و قبول کے موجود تھا مگر قبول عمر نابالغ غیر عاقل نے کیا بموجودگی اپنے باپ زید کے۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح شرعاً صحیح ہے کیوں کہ باپ کی رضا واجازت دلالۃ معلوم ہے فی الدرالمختار و یثبت الاذن دلالۃ [3] و فیہ ایضاً وما تردد من العقود بین نفع و ضرر کالبیع والشراء توقف علی الاذن الخ فان اذن لھما الولی فھما فی شراء و بیع کعبد ماذون فی کل احکامہ [4] و فیہ ولا یتزوج الا باذن الخ من کتاب الماذون [5] فقط

پوتی کا دادا نے نکاح کر دیا باپ نے خاموشی اختیار کی اور راضی رہا تو نکاح ہوگیا

(سوال ۹٦٦) زید کی لڑکی بوقت نکاح ۱۱ سالہ تھی زید کی عدم موجودگی میں زید کے باپ نے نکاح کر دیا تھا اور زید کو اطلاع دی کہ فلاں تاریخ نکاح ہے تم آکر شریک ہو زید نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس سفر خرچ نہیں ہے اور وہ شریک نہ ہو سکا بعد چند روز کے زید آیا مگر اس نے کوئی اعتراض نہ کیا کہ میری عدم موجودگی میں کیوں نکاح کر دیا پھر پردیس چلا گیا اس کے بعد پانچ چھ مرتبہ آیا مگر کسی سے اشارۃً یا کنایۃً نہیں کہا کہ میری مرضی سے نکاح نہیں

---

(۱) فان استاذنھا ھو ای الولی الخ فسکتت الخ فھو اذن (ایضاً ج ۲ ص ٤۱۰ ط.س. ج۳ص۵۸)

(۲) اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المحرمات ج ۲ ص ٤۸۳ ط.س. ج۳ص۱۳۲) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب الماذون ج ۵ ص ۱۳۵ ط.س. ج۳ص۱۵٦. ظفیر

(٤) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب الماذون ج ۵ ص ۱۵۰ و ۱۵۱ ط.س. ج۳ص۱۷۳. ظفیر

(۵) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۱۳ و ٤۱٤ ط.س. ج ۳ ص ٦۲

ہوا اس عرصہ میں زید کے باپ نے چار مرتبہ لڑکی کو رخصت بھی کیا اب کسی وجہ سے زید کہتا ہے کہ نکاح ہماری مرضی سے نہیں ہوا نکاح فسخ کرانا چاہتا ہے لہذا یہ نکاح جائز رہا یا ناجائز؟

(الجواب) یہ نکاح جو دادا نے کیا صحیح ہو گیا اب فسخ نہیں ہو سکتا کہ باپ کی رضا دلالۃً پائی گئی ہے شامی میں ہے فللولی الاعتراضة مالم یرض صریحاً او دلالة [1] اس سے معلوم ہوا کہ دلالۃ رضاء مثل صریحی رضاء کے ہے اور در مختار میں ہے وللولی الا بعد التزویج بغیبة الا قرب الخ مسافة القصر واختار فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابه [2] الخ پس صورت موجودہ میں غالباً دونوں وجہ جواز نکاح کی قائم ہیں لہذا زید اب اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتا۔ فقط

ماں نے بالغہ کا نکاح کر دیا اور وہ شوہر کے پاس رہی بھی نکاح ہوا یا نہیں؟

(سوال ۹۶۷) مسماۃ ہندہ جس کی عمر پندرہ یا سولہ سال کی ہے اس کا والد فوت ہو چکا ہے حقیقی تایا اور والدہ موجود ہیں بغیر اس کی رضامندی اور اس کے تایا سے بغیر دریافت کئے محض اس کی ماں کی اجازت سے زید کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا گیا تین ماہ سے اس کے نکاح میں ہے دو ماہ تک شوہر کے یہاں رہی لیکن اب شوہر کے گھر رہنے پر رضامند نہیں آیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ اور اب علیحدگی کی کیا صورت ہے ہندہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) خلوت اور وطی اگر برضاء واقع ہو تو وہ بھی اجازت ہے کطلب مهرها و نفقتها و تمكينها من الوطى الخ درمختار [3] پس اگر ایسا ہوا تو نکاح صحیح ہو گیا اور پندرہ سولہ سال کی عمر میں لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے اور مہر اگر موجل ہے تو اس کی وصولی کا وقت طلاق یا موت ہے فی الحال نہیں لے سکتی۔ فقط

باپ نے اپنی بالغہ لڑکی کو مار پیٹ کر اجازت لی اور نکاح کر دیا یہ درست ہے یا کیا؟

(سوال ۹۶۸) ایک عورت بیوہ کو اس کے والد نے کہا کہ فلاں شخص سے تمہارا نکاح کرتے ہیں اس نے انکار کیا مگر اس کے باپ اور بھائی دونوں نے اس بیوہ کو زدو کوب کر کے اجازت نکاح لے لی اور نکاح کر دیا اس صورت میں اس بیوہ کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) صورت مسئولہ متذکرہ بالا میں نکاح ہو گیا کما فی الشامی اذا حقيقة الرضاء غير مشروطة فى النكاح لصحته مع الاكراه والهزل [4] الخ شامی جلد ثانی فی الدر المختار وقد نظم فى النهر ما يصح مع الاكراه فقال طلاق و ایلاء ظهار و رجعة نكاح مع استيلاد عفو عن العمد [5] الخ فقط

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ . ط.س. ج۳ ص ۸۱ . ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ و ۴۳۳ . ط.س. ج۳ ص ۸۱ .

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۴ . ط.س. ج۳ ص ۶۳ . ظفیر

(۴) رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۷۳ . ط.س. ج۳ ص ۲۱ . ظفیر

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی المسائل التی تصح مع الاکراه ج ۲ ص ۵۷۹ . ط.س. ج۳ ص ۲۳۶ . ظفیر

باپ نے اپنی بالغہ لڑکی سے نکاح کے بعد پوچھا یہ نکاح منظور ہے یا نہیں وہ خاموش رہی کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۶۹) زید نے اپنی دختر بالغہ کا عقد خالد سے کر دیا نکاح سے ۷ منٹ کے بعد عمر نے جو لڑکی کا بھائی ہے یہ کہا کہ زینب دختر مذکور انکار کرتی ہے زید نے پھر زینب سے دریافت کیا کہ تو نکاح سے راضی ہے یا نہیں اس پر اس نے سکوت کیا اس صورت میں یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا کما فی الدر المختار فان استاذنها هو ای الولی او وکیله او رسوله او زوجها ولیها واخبر ها رسوله او فضولی عدل فسکتت عن رده الخ فهو اذن [1] فقط

لڑکی نے جب بلوغ کا اقرار کیا تو اس کی اجازت سے شادی درست ہو گئی

(سوال ۹۷۰) ایک فرقہ نے پندرہ برس سے کم عمر کی کسی یتیمہ لڑکی کا ماں اور نانی سے مشورہ لیکر بوقت شب اقرار بلوغ و حیض کرا کے وکالۃً نکاح پڑھا دیا صبح کو لڑکی کا چچا نکاح کی خبر سن کر لڑکی کو چھین کر لے گیا اور اپنے بیٹے سے نکاح کر دیا اس صورت میں انکار کرنا لڑکی کا بعد اقرار کے معتبر ہو گا یا نہیں اور کون سا نکاح صحیح ہے؟

(الجواب) درمختار میں ہے کہ مراہقہ کا اقرار بالبلوغ معتبر ہے اور انکار بعد الاقرار معتبر نہیں فلا یقبل جحوده البلوغ بعد اقراره مع احتمال حاله درمختار وادنی مدته اثنتا عشرة سنةً ولها تسع سنین هو المختار کما فی الصفاع درمختار [2] لہذا نکاح اول صحیح ہو گیا دوسرا نکاح صحیح نہیں ہے۔ فقط

بڑا بھائی اگر بہن کا نکاح نہ کرے اور چھوٹا بالغ بھائی کر دے تو درست ہے

(سوال ۹۷۱) عمر خاں فوت ہوئے چار بیٹے اور چار بیٹیاں اور دو بیبیاں چھوڑیں ایک بیوی حاملہ چھوڑی جس کی عمر خاں کے بعد لڑکی پیدا ہوئی اب پہلی بیوی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں اور بعد کی بیوی سے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں پچھلی بیوی کے بڑے بیٹے مجید خاں نے بعد پندرہ سال کے جو لڑکی عمر کے بعد پیدا ہوئی تھی اپنے قبضہ میں لیکر اس کی جانب سے مقدمہ پہلی بیوی اور پچھلی بیوی کے جو وارث تھی مقدمہ لڑا کر تقریباً پچاس ہزار کی جائیداد حاصل کی اب لڑکی کی عمر ۲۵ یا ۳۰ سال ہے باوجود تقاضا کرنے کے مجید خاں برادر لڑکی اپنی نفع کی غرض سے شادی لڑکی کی نہیں کرتا ایسی صورت میں لڑکی کا دوسرا حقیقی بھائی جو مجید خاں سے چھوٹا ہے وہ لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں مجید خاں لڑکی سے بات بھی نہیں کرنے دیتا جو اس کا منشاء معلوم ہو ایسی حالت میں کیا کیا جاوے؟

(الجواب) مجید خاں کا دوسرا بھائی اگر جوان اور بالغ ہے تو وہ لڑکی کو اطلاع کر کے اس کا نکاح کر سکتا ہے مگر چوں کہ لڑکی بالغہ ہے اس لئے اس سے دریافت کرنا اور اس کی اجازت لینا ضروری ہے اور ساکت رہنا اس کا کافی ہے اور اجازت سمجھی جاتی ہے اگر نکاح ہونے کے بعد جس وقت خبر اس لڑکی کو پہنچے اور وہ انکار نہ کرے یعنی اپنی

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰. ط.س. ج۳ص۵۸. ظفیر

(۲) الدر المختار کتاب الحجر فصل فی بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ و ۱۳۳. ط.س. ج۳ص۱۵۴.

رضامندی ظاہر کردیوے اور سکوت کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا۔[1] فقط

عورت کی اجازت سے گونگے سے نکاح درست ہے

(سوال ۹۷۲) ایک گونگے مرد سے ایک عورت کا نکاح کرنے لگے عورت اول تو رضامند نہ ہوئی بہت دیر جھگڑنے کے بعد عورت بولی کہ "اچھا کردو" نکاح پڑھادیا اب وہ نکاح ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ عورت بالغہ نے کہہ دیا کہ اچھا نکاح کردو گونگے سے اور نکاح کردیا گیا یعنی ایجاب و قبول روبرو دو گواہوں کے ہو گیا وہ نکاح صحیح ہو گیا اور گونگے کا قبول کرنا اشارہ سے ہو سکتا ہے۔ فقط

بالغہ لڑکی سے اجازت نہیں لی اور نکاح کردیا لڑکی ناخوش ہے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۹۷۳) سید محمد صاحب نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح بغیر اجازت اس کے اور اس کی والدہ کے ایک شخص سے کردیا لڑکی سخت ناخوش ہوئی اور ناخوش ہے یہ ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ اس سے نکاح ہوتا لڑکی کا نام یوسف زماں عرف "جیا" ہے نکاح اس کے باپ نے صرف جیا کے نام سے کیا ہے یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) لڑکی کے باپ کو اپنی زوجہ یعنی لڑکی کی والدہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جب کہ لڑکی بالغہ ہو تو لڑکی کو اطلاع کرنا اور اجازت لینا ضروری ہے اطلاع ہونے پر اگر لڑکی نے سکوت کیا اور نکاح کو رد نہ کیا تو نکاح منعقد ہو گیا اگر دل میں لڑکی ناراض رہی لیکن اطلاع ہونے پر خاموش ہو گئی تو نکاح منعقد ہو گیا اور اگر انکار کرے تو نکاح باطل نہ ہوگا باپ نے اگر صرف جیا نام لیا تب بھی نکاح ہو گیا۔[2] فقط

بیوہ بالغہ کے نکاح میں والدین کی حاضری ضروری نہیں

(سوال ۹۷۴) بیوہ ہندہ کے والدین موجود ہیں کیا ان کی غیر حاضری میں نکاح جائز ہے کیا بلا مرضی بیوہ کے اس کا نکاح جائز ہو سکتا ہے ؟

(الجواب) والدین کی حاضری بیوہ بالغہ کے نکاح کے لئے ضروری نہیں ہے لیکن بلا رضا بالغہ کے اس کا نکاح صحیح نہیں ہے۔[3] فقط

---

(۱) لا تجبر البالغة البكر على النكاح لا نقطاع الولاية بالبلوغ فان استاذنها هو الخ او وكيله الخ فسكتت الخ فهو اذن الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ ط.س. ج۳ص۵۸) ظفير

(۲) فان استاذنها هو اى الولى وهو السنة او وكيله او رسوله او زوجها وليها واخبرها رسوله او فضولى فسكتت عن رده مختارة الخ فهو اذن الخ ولو استاذنها فى معين فردت ثم زوجها منه فسكتت صح فى الاصح بخلاف مالو بلغها فردت ثم قالت رضيت لم يجز لبطلانه بالرد (الدرالمختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۴۱۰ باب الولى. ط.س. ج۳ص۵۸) ظفير

(۳) ينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولى بكرا كانت او ثيبا الخ ولا يجوز للولى اجبار البكر البالغة على النكاح (هداية باب فى لاولياء ج ۲ ص ۲۹۳ و ۲۹۴ ط.س. ج۳ص۳۱۳)

زبردستی کا نکاح جسکو عورت نے قبول نہیں کیا درست نہیں

(سوال ۹۷۵) ایک عورت بالغہ کو چند اشخاص نے زبردستی جبراً گھر سے نکال کر ایک شخص کے ساتھ نکاح کر دیا بحضور شاہدان آیا یہ نکاح صحیح ہے یا ناجائز اور اس عورت کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ بغیر فسخ کے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر اس بالغہ نے اجازت نکاح کی نہیں دی اور نہ بعد نکاح کے راضی ہوئی اور نہ اجازت دی تو وہ نکاح باطل ہو گیا قال فی الدرالمختار فان استاذنها غیر الا قرب کاجنبی الخ فلا عبرة لسکوتها بل لا بدمن القول کالثیب البالغة [۱] الخ اور اگر مطلب اکراہ کا یہ ہے کہ جبراً و اکراہاً عورت سے ایجاب و قبول کے الفاظ روبرو شاہدین کے کہلائے تو اس سے نکاح منعقد ہو جائے گا لانه یصح النکاح مع الاکراه ای الایجاب او القول مکرهاً لحدیث ثلث جدهن جدو هزلهن جد الحدیث [۲] فقط

بیوہ بالغہ خود مختار ہے دیور حق دار نہیں

(سوال ۹۷۶) زید کی لڑکی بیوہ ہو گئی تو اس کے شوہر کا چھوٹا بھائی اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے لڑکی انکار کرتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی کا حقدار اس کا دیور ہے صحیح ہے یا نہیں اور لڑکی کا نکاح جبراً اس سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اب یہ لڑکی خود مختار ہے بعد عدت گزرنے کے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے کسی کو روکنے کا حق نہیں اس کے خاوند کے چھوٹے بھائی کا حق اس پر نہیں لوگوں کا کہنا صحیح نہیں ہے اور نہ جبراً وہ نکاح میں لا سکتا ہے [۳] فتاویٰ قاضی خاں میں ہے ولا یزوج البکر البالغة ابوها علی کره منها خلافاً للشافعی و فی الثیب لا یزوج بالا جماع فقط

بالغہ نکاح کر سکتی ہے جبراً نکاح حرام اور باطل ہے

(سوال ۹۷۷) زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا جو عاقلہ بالغہ حرہ عالمہ ہے اور ضروری شرائط مثل مہر و غیرہ ولی جائز والدین سے طے کئے مگر ایجاب و قبول کے وقت صرف دو گواہ موجود تھے عند الحنفیہ نکاح ہوا یا نہیں اگر ہوا اور والدین نے اپنی ناراضی ظاہر کر کے جبراً ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا حالانکہ ہندہ نے نہ خلع کرایا نہ زید نے طلاق دی بکر سے نکاح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) حرہ عاقلہ بالغہ اپنے نکاح کی خود مختار ہے اگر وہ اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے تو نکاح صحیح ہے اور کوئی ولی اس کو فسخ نہیں کر سکتا پس اس صورت میں جو نکاح باپ نے جبراً بکر سے کیا وہ باطل و حرام ہے

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۳. ط.س. ج۳ص ۶۲. ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۳. ط.س. ج۳ص ۶۳ ظفیر
(۳) ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح الخ لانها حرة فلا یکون الغیر علیها ولایة الاجبار (هدایة باب الاولیاء ج ۲ ص ۲۹۴ ط.س. ج ۳ ص ۳۱۳. ظفیر

البتہ اگر وہ بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضامندی ولی کے کرے تو بقول مفتی بہ وہ نکاح فاسد ہے۔ قال فی الدر المختار هو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر الخ لا مکلفة فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضی ولی الخ وله الاعتراض فی غیر الکفو الخ و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان الخ وفی الشامی قوله وهو المختار للفتویٰ وقال شمس الائمة وهذا اقرب الی الاحتیاط کذافی تصحیح العلامة[1] قاسم الخ ص ۲۹۷ ج ۲ فقط

بالغہ نے کفو سے جو نکاح خود کیا درست ہے باپ نے جو زبردستی کیا وہ جائز نہیں

(سوال ۹۷۸) ایک جوان لڑکی بالغہ نے اپنا نکاح اپنی قوم کے لڑکے سے خود دو گواہوں کے سامنے کرالیا کچھ عرصہ کے بعد اس کے والد کو خبر ہوئی اس نے بلا طلاق شوہر اول کے دوسرے شخص سے اس لڑکی کا نکاح کردیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں لڑکی کے باپ اور معلم نکاح خواں کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر عورت اور خاوند کے علاوہ دو گواہ مسلمان اور موجود تھے اور ان کے سامنے نکاح ہوا تو وہ نکاح صحیح ہوگیا دوسرا نکاح جو باپ نے کیا بدون طلاق دینے شوہر اول کے صحیح نہیں ہوا[2] اور باپ اور معلم جس نے باوجود علم نکاح اول کے دوسرا نکاح پڑھا گناہ گار ہوئے توبہ کریں اور نکاح اس معلم وغیرہ کا نہیں ٹوٹا۔ فقط

بالغہ نے جب وارثوں کے نکاح کو رد کردیا تو صحیح نہیں ہوا

(سوال ۹۷۹) (۱) ایک لڑکی بالغہ کا نکاح بلا رضا لڑکی کے اس کی والدہ اور دیگر وارثوں نے کردیا جس وقت لڑکی کو خبر ملی تو وہ بہت روتی پیٹتی اپنے گھر پر آئی اور کہا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں ہے یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

اجازت کی گواہی اگر لوگ دیں تو..........!

(سوال ۹۸۰) (۲) قاضی نکاح خواں اور دس بیس آدمی گواہی دیتے ہیں کہ لڑکی نے اور اس کے وارثوں نے اجازت دی تب نکاح پڑھا ہے لڑکی کہتی ہے کہ ہم نے اجازت نہیں دی یہ کام زبردستی ہوا ہے قاضی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور نکاح اس کا رہایانہ اور شرکاء نکاح کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) (۱) وہ نکاح باطل ہوگیا۔[3]

(۲) اگر لڑکی کی اجازت دینے کے دو گواہ ثقہ و معتبر موجود ہوں تو اجازت لڑکی کی ثابت ہوگی اور انکار

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷، ۴۰۸ ط.س. ج ۳ ص ۵۵. ظفیر

(۲) ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح الخ لانها حرة فلا یکون للغیر ولایة الاجبار (هدایه باب الاولیاء ج ۲۔ ص ۲۹۴ .ط.س. ج ۳ ص ۳۱۴) ظفیر

(۳) لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکرا کانت او ثیبا فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جازوان ردته بطل (عالمگیری مصطفائی باب رابع فی الاولیاء ج ۲ ص ۱۳ ط ماجدیة ج ۱ ص ۲۸۷) ظفیر

اس کا معتبر نہیں ہے نکاح ہو گیا۔ فقط

بالغہ کے ولی ماموں اور خالہ نہیں ہیں

(سوال ۹۸۱) ایک لڑکی جس کی عمر پندرہ سال ہے اور اس کی چھوٹی ہمشیرہ کی عمر سات سال ہے ان کے والدین فوت ہو چکے ہیں والدین کے قریب تر رشتہ دار نہ ہونے کی وجہ سے ماموں و خالہ لڑکیوں مذکورہ کو اپنے ہمراہ لے آئے بڑی لڑکی کی منگنی ایک شخص سے کر دی بعد میں ایک شخص مبلغ تین سو روپے دینے والا ملا ماموں و خالہ نے پہلے منسوب شدہ شخص کو انکار کر دیا اور زیادہ رقم دینے والا شخص سے نکاح کرنا چاہا چنانچہ یہ خبر لڑکی بالغہ کو پہنچی اس نے ماموں و خالہ سے علیحدہ ہو کر پہلے شخص سے عقد شرعی کر لیا کیا لڑکی ایسا کر سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کے ولی ماموں و خالہ ہیں یا بڑی ہمشیرہ ولی ہے؟

(الجواب) جب کہ وہ بڑی لڑکی بالغہ ہے تو اس نے اپنی رضامندی سے جو نکاح اپنا کفو میں کیا ہے وہ صحیح ہو گیا[1] ماموں و خالہ کو کچھ اختیار اور ولایت اس پر نہیں ہے اور چھوٹی لڑکی کے ولی اس کی بڑی بہن ہے ماموں و خالہ اس کے بھی ولی نہیں ہیں۔[2] فقط

دس برس کی لڑکی جب کہے کہ حیض آتا ہے تو مانا جائے گا اس کا نکاح اس کی مرضی سے ہو گا

(سوال ۹۸۲) دس برس کی لڑکی کا نکاح اس کے دادا نے کرادیا جب اس کو خبر ملی تو انکار ظاہر کیا کہ میں بالغ ہوں مجھ کو حیض آتا ہے کیا ایسے انکار سے نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں اور اس کے بلوغ کو ثابت کرنے کے لئے اس کا قول معتبر ہے یا اور شہادت کی ضرورت ہے؟

(الجواب) درمختار میں ہے وادنی مدته له اثنتی عشرة سنةً ولها تسع سنین الخ فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبهما الظاهر الخ [3] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قول لڑکی مراہقہ کا دربارہ بلوغ معتبر ہے اگر قرائن سے اس کا کذب ظاہر نہ ہو (اور جب اس نے نکاح سے انکار کر دیا تو وہ صحیح نہیں۔

باپ بھی بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہیں کر سکتا

(سوال ۹۸۳) ہندہ بالغہ اور مادر ہندہ یہ چاہتی ہیں کہ ہندہ کا نکاح غیر جگہ ہو اور پدر ہندہ راضی نہیں ہوتا اگر ہندہ بوجہ انزاع کے دوسری بستی میں چلی جاوے تو ایسی حالت میں ہندہ کی عدم موجودگی میں باپ اس کا نکاح

---

(۱) نفذ نکاح حرة مكلفة بلا ولی (عالمگیری مصطفائی باب الاولیاء ج ۲ ص ۱۳ .ط.س.ج۳ص۲۸۷) ظفیر

(۲) الولی فی انكاح العصبة بنفسه بلا توسط التی علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یكن عصبة فالو لایة للام الخ ثم للاخت لاب الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الاولیاء ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۳۰ .ط.س.ج۳ص۷۶) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار كتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲'۱۳۳ .ط.س.ج۳ص۱۵۴

(۴) ینعقد نكاح الحرة العاقلة برضاء ها وان لم یعقد علیها ولی بكراً كانت اوثیباً (هدایه باب الاولیاء ج۲ ص ۲۹۳ .ط.س.ج۳ص۳۱۲) ظفیر

کر سکتا ہے اور جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) بالغہ کا نکاح خود اس کی اجازت سے ہو سکتا ہے جب کہ وہ کفو میں نکاح کرے اور اس کا باپ بلا اس کی اجازت کے اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔[1] فقط

بالغ لڑکا لڑکی جو ہم کفو ہیں بغیر مرضی والدین نکاح کر سکتے ہیں؟

(سوال ۹۸۴) ایک لڑکے ۲۴ سالہ کا رشتہ ایک لڑکی ۱۷ سالہ سے ہوا کچھ عرصہ کے بعد بغیر مرضی لڑکے کی شادی دوسری جگہ کر دی چند وجوہات سے بوقت نکاح لڑکا انکار نہ کر سکا لیکن پہلی لڑکی سے اس کو محبت رہی اور لڑکے سے فعل ناجائز ہوا اور عشق میں کمی نہیں یہ دونوں عثمانی ہیں اگر دونوں کا خون کر دیا جائے تو بے جا حرکت تو نہیں ہے اگر شادی کی جاوے تو کس کس کی منشاء ہونی چاہئے۔ فقط

(الجواب) مار ڈالنا ان کو جائز نہیں اور نکاح دوسرا اس لڑکے کا لڑکی مذکورہ سے صحیح ہو سکتا ہے' نکاح کر دیا جاوے اور جب کہ لڑکی سترہ برس کی ہے تو وہ بالغہ ہے اس کی رضامندی سے اس کا نکاح شوہر مذکور سے ہو سکتا ہے اور چونکہ دونوں لڑکا و لڑکی ہم قوم و ہم کفو ہیں تو اگر لڑکی کے والدین وغیرہ کی اجازت نہ ہو تب بھی نکاح ہو سکتا ہے[2] اور اگر والدین راضی ہوں تو بہت اچھا ہے۔ فقط

زبردستی بالغہ سے اقرار کرالیا جائے تو نکاح ہو جائے گا

(سوال ۹۸۵) اگر لڑکی بالغ ہے اور اس کی مرضی نہیں ہے اگر کسی طرح اقرار کرالیا جائے تو نکاح ہو جاوے گا یا نہیں؟

(الجواب) نکاح ہو جاتا ہے اور عورت کو اختیار فسخ نکاح نہیں ہے اور شوہر کے گھر نہ جانے سے بھی نکاح نہیں ٹوٹتا قال علیه الصلوة والسلام ثلث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والعتاق الحديث[3] او كما قال فقط

باپ کی عدم موجودگی میں نابالغہ کا نکاح اگر دادا کر دے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۸۶) ایک شخص نے اپنی پوتی نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے یعنی لڑکے کے باپ کی عدم موجودگی میں کر دیا ہے یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) صغیرہ کا باپ جب کہ موجود نہ ہو اتنی دور ہو کہ اس کے انتظار میں کفو خاطب کے فوت ہونے کا خوف ہو یعنی وہ انتظار نہ کر سکتا ہو تو دادا ولی صغیرہ کا ہے اس کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے۔[3] فقط

(۱،۲) اذ حقيقة الرضا غير مشروطة فى النكاح لصحته مع الاكراه والهزل (الى قوله) لو اكرهت على ان تزوجته بالف و مهر مثلها عشر الاف زوجها اولياء ها مكرهين فالنكاح جائز الخ (رد المحتار ص ۳۷۳ ج ۲ كتاب النكاح ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفير (۳) والولى الا بعد التزويج بغيبة الاقرب مسافة القصر و فى الملتقى مالم ينتظر الكفو الخاطب جوابه (درمختار) فلو كان الغائب اباها ولها جد و عم فالو لا ية للجد (ردالمحتار باب الولى ج ٤ ص ٤٣٢ .ط.س. ج۳ص ۸۱)

لی ابعد نے نکاح کردیا ولی اقرب نے انکار کردیا پھر کچھ دنوں بعد میں اجازت دی کیا حکم ہے ؟

سوال ۹۸۷) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی ماں اور حقیقی دادا کے بھائی نے لڑکی کے چچا حقیقی کی پوشیدگی ں جو شہر ہی میں تھا اور اس نکاح سے لاعلم تھا کردیا بعد کو جب لڑکی کے چچا کو نکاح کا حال معلوم ہوا تو اس نے منظوری کا اظہار کیا لیکن کچھ دنوں کے بعد راضی ہو گیا تو یہ نکاح صحیح ہو لیا نہیں ؟

لجواب) اس صورت میں جب کہ باپ دادا حقیقی موجود نہ تھا تو چچا ولی نابالغہ کا ہے والدہ اور دادا کا بھائی ولی نہیں ہے پس جب کہ چچا نے نکاح کی خبر سن کر انکار کردیا وہ نکاح فسخ ہو گیا بعد میں راضی ہونے سے پھر وہ فسخ شدہ نکاح یح نہیں ہوگا۔ (۱) فقط

لی اقرب بہت دور ہو اور کفو رشتہ کے فوت کا اندیشہ ہو تو ولی ابعد نکاح کر سکتا ہے

سوال ۹۸۸) مسماۃ رمضانو نابالغہ کا باپ مولا بخش پردیس تھا اس کی والدہ نے اس کا نکاح کردیا تو یہ نکاح صحیح وا یا نہیں رمضانو بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب) ولی اقرب رمضانو کا اس صورت میں اس کا باپ مولا بخش ہے اور بصورت موجود نہ ہونے ولی نرب عصبات کی والدہ بھی ولی نکاح نابالغہ کی ہو سکتی ہے پس اگر مولا بخش بہت دور تھا اور اس سے اجازت منگانے ں کفو حاضر کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا تو والدہ کی اجازت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہے اور اس حالت میں کہ نکاح بالغہ کا باپ و دادا کے سوا کوئی دوسرا ولی کرے لڑکی کو بعد بلوغ کے فسخ نکاح کا اختیار ہوتا ہے لیکن اس فسخ کے لئے ضاء قاضی شرعی شرط ہے جو کہ اس زمانہ میں مفقود ہے لہذا حکم کیا جاوے گا کہ والدہ کا کیا ہوا نکاح جو کہ نیبوبتہ معتبرہ والد ہوا صحیح ہے اور بلا قضاء قاضی کے وہ فسخ نہیں ہو سکتا۔ (۲) فقط

پ مفقود الخبر ہو تو چچا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور چچا کے اس نکاح کو باپ توڑ سکتا ہے یا نہیں

سوال ۹۸۹) اگر پدر نابالغہ مفقود الخبر باشد و برادران پدر موجود ولایت نکاح نابالغہ بآں برادران پدر ہست یانہ ؟ نکاحیکہ اوشان بہ غیوبتہ پدر کنند اگر پدرش واپس آید آں نکاح را فسخ کردن می تواند یانہ ؟

الجواب) ہرگاہ پدر مفقود باشد برادران را ولایت نکاح نابالغہ ہست و نکاحیکہ اوشان کردند پدر بعد واپس آمدن را فسخ نمی تواند کرد۔ (۳) فقط

---

۱) فلو زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۱ .ط.س.ج۳ص۸۱) بخلاف مالو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلا نه بالرد(ایضاً ج ۲ ص ۴۱۲ .ط.س.ج۳ص۶۰) ظفیر (۲) لهما خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده الخ بشرط القضاء للفسخ (درمختار ط.س.ج۳ص۶۹) حاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان ختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۲۱ .ط.س.ج۳ص۷۰) ظفیر (۳) للولی الا بعد التزویج بغیبة الا قرب الخ ولا یبطل تزویجه السابق بعود الا قرب لحصوله بولایته تامة (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۴ .ط.س.ج۳ص۸۳) ظفیر

نابالغہ کا نکاح باپ لالچ کی وجہ سے غیر کفو میں کردے تو جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۹۹۰) اگر باپ اپنی نابالغہ کا نکاح کسی غیر کفو سے بغیر رضامندی برادری ورشتہ داران طمع نفس کی وجہ سے کردے تو وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولی نابالغہ لڑکی کا اس صورت میں اس کا باپ ہے اور اگر باپ غیر کفو میں بھی اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کردیوے تو صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ باپ معروف بہ سوء الاختیار نہ ہو یعنی بد خواہی سے لڑکی کا نقصان نہ کرے۔ هكذا في الدر المختار [1] فقط

نابالغہ کا باپ دباؤ میں آکر نکاح کردے تو یہ درست ہوگا یا نہیں؟

(سوال ۹۹۱) ایک شخص اپنے لڑکے کی رشتہ کی گفتگو ایک شخص سے کر رہا تھا اس کی زوجہ اور عزیز واقارب ناراض تھے ایک دن جنگل میں چار آدمی اکٹھے ہوئے اور لڑکے کو ساتھ لائے اور دختر والے کو بلا کر دباؤ دیکر نکاح کرالیا نکاح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں جب کہ نابالغہ لڑکی کے باپ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح کردیا تو وہ نکاح ہو گیا اگرچہ باپ نے دوسرے لوگوں کے دباؤ سے نکاح کیا ہو پس اب وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔[2] فقط

نابالغ لڑکی کا نکاح جو ولیوں کے ذریعہ ہو ادرست ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں

(سوال ۹۹۲) نابالغ لڑکا جسکی عمر چھ سال کی ہے اور نابالغہ لڑکی کی عمر پانچ سال کی ہے ان کا نکاح پڑھایا گیا لیکن لڑکا ولڑکی کلمہ نہیں پڑھ سکتے اور لفظ "قبول" اچھی طرح نہیں کہہ سکتے ہیں اس صورت میں بعد بلوغ نکاح ثانی کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ وہ دونوں بچے مسلمان کی اولاد ہیں تو بوقت نکاح ان کو کلمہ پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ان کا ایجاب وقبول معتبر ہے بلکہ ان کے اولیاء کے ایجاب وقبول سے نکاح منعقد ہو جائے گا اور بعد بلوغ نکاح ثانی کی ضرورت نہیں ہوگی[3] اور اگر اس وقت دونوں کے ولیوں نے ایجاب وقبول نہیں کیا صرف بچوں سے کہلا دیا تو اب تجدید نکاح ضروری ہے فقط (جب خود ولیوں نے کہلوایا تو یہ دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی رضا کے بعد ایسا کیا یا ان کے حکم سے کیا یا اجازت سے اور ولی کا اس قدر کہنا ایجاب وقبول میں کافی ہے اس لئے ہمارے ملک میں رواج یہ

---

(۱) ولزم النكاح ولو بغبن فاحش او زوجها بغير كفو ان كان الولي ابا اوجدا لم يعرف منهما سوء الاختيار مجانة او فسقا ان عرف لا (درمختار) و في شرح المجمع حتى لو عرف من الاب سوء الاختيار لسفهه او لطعمه لا يجوز عقده اجماعاً (رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۷۸ ط.س. ج۳ ص۶۶) ظفير

(۲) فان زوجهما الاب اوالجد يعني الصغير والصغيرة فلا خيار لهما بعد بلوغهما لانهما كاملا الرائي وافر الشفقة (هدايه كتاب النكاح باب في الاولياء ج ۲ ص ۲۹۶ ط.س. ج۳ ص۳۱۷) ظفير

(۳) وللولي النكاح الصغير والصغيرة جبراً ولو ثيبا ولزم النكاح ولو بغبن فاحش (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۷ ط.س. ج۳ ص۶۵) ظفير

ہے کہ بچی کے والد قاضی سے کہتے ہیں میری لڑکی کا ان کے اس لڑکے سے نکاح کر دیجئے لڑکے کا باپ بچے سے کہتا ہے بیٹا کہہ میں نے قبول کیا اور وہ خود مجمع کے سامنے کہتا ہے' واللہ اعلم ظفیر)

نابالغہ کا نکاح بلا مرضی ولی درست نہیں' ہاں بالغہ اپنی مرضی سے کر سکتی ہے

(سوال ۹۹۳) ایک لڑکی کی عمر تیرہ یا چودہ سال ہے اس کا باپ دادا تا حیات ہیں دادا و تایا نے مشورہ کر کے لڑکی کا نکاح خفیہ کر دیا اور پہلے لڑکی کے باپ نے دوسری جگہ نسبت کر دی تھی آیا بلا اجازت باپ کے یہ نکاح صحیح ہو سکتا ہے ؟

(الجواب) اگر لڑکی بالغہ ہے مثلاً اس کو حیض آگیا ہے تو خود لڑکی کی اجازت و رضاء سے اس کا دادا یا تایا وغیرہ نکاح اسکا کر سکتے ہیں اور نکاح صحیح ہے اور اگر لڑکی نابالغہ ہے جیسا کہ اس کی عمر سے ظاہر ہے تو بدون اس کے باپ کی اجازت کے دادا اور تایا نکاح بموجودگی باپ کے نہیں کر سکتے اور وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ جائز رکھے تو صحیح ہوگا اور اگر انکار کرے تو باطل ہوگا [1] اور لڑکی کے بالغہ ہونے کی علامت اول تو حیض وغیرہ علامات کا ظاہر ہونا ہے اگر کوئی ایسا علامت موجود نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر میں بالغہ شمار ہوتی ہے۔ فقط

تایازاد بھائی ولی ہے اس کے رہتے ہوئے نانی ولی نہیں

(سوال ۹۹٤) کیا نابالغاں کی نانی جو نہ صرف نانی بلکہ وصی اور قائم مقام وصی نابالغان کے پدر متوفی کی ہے یعنی وصیت کر مرا تھا کہ نانی نابالغان کی پرورش کرے گی اور کہا تھا کہ ان کی ولی بعد مرنے میرے کے تم ولی ہو اس صورت میں ایسی نانی جو بمنزلہ قائم مقام کی ہے اس کے مقابلہ میں نابالغاں کے تایازاد بھائی کو نابالغان کے ولی ہونے میں ترجیح ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں تایازاد برادر ولی نابالغاں کا ہے نانی ولی نہیں ہے اگرچہ وہ وصی ہو۔ [2] فقط

لڑکی کا باپ ایک شخص سے نکاح پسند نہیں کرتا باپ کی ماں اصرار کرتی ہے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۹۹۵) زید کی ماں زید کی لڑکی کا نکاح خالد کے ساتھ کرنا چاہتی ہے جس کو زید قرین مصلحت نہیں سمجھتا اگر زید اپنی ماں کے کہنے پر عمل نہ کرے تو گناہ گار ہوگا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں ولی نکاح دختر کا زید ہے شریعت میں زید کو ولایت نکاح دختر خود حاصل ہے پس اگر زید اپنی دختر کا نکاح خالد سے کرنے میں مصلحت نہیں سمجھتا اور دختر کے حق میں یہ امر اس کو بہتر معلوم نہیں

---

(۱) فلو زوج الابعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (درمختار .ط.س. ج۳ص۸۱) فلا یکون سکوتها اجازة لنکاح الا بعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صریحا او دلالة (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٣٢ و ج ۲ ص ٤٣٣ .ط.س. ج۳ص۸۱) ظفیر

(۲) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق ثم الاب الخ ثم ابن الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق ثم الاب ثم ابنه (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢٧ و ج ۲ ص ٤٢٨ .ط.س. ج۳ص۷٦) ظفیر

ہوتا تو مصلحت دختر کو مقدم سمجھیں اور نکاح نہ کریں اور اپنی والدہ کی رائے کے خلاف کرنے میں اس پر اس وجہ سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا اور زید اس وجہ سے اپنی والدہ کا نافرمان نہ ہوگا۔ فقط

منگنی کے بعد لڑکی بالغ ہوئی اور وہاں شادی سے انکار کرتی ہے کیا حکم ہے

(سوال ۹۹۶) ایک شخص نے اپنی دختر کی منگنی اور وعدہ دوسرے شخص سے کیا تھا اب لڑکی جوان ہو کر اس وعدہ اور منگنی کو نامنظور کرتی ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) لڑکی کے جوان اور بالغ ہونے پر بدون رضامندی لڑکی کے اس کا نکاح جائز نہ ہوگا پس جب کہ لڑکی اس شخص سے نکاح ہونے پر راضی نہیں ہے جس سے اس کے باپ نے وعدہ کیا تھا اور منگنی کی تھی تو باپ کو چاہئے کہ وہاں نکاح نہ کرے اور اگر وہ بلا رضامندی لڑکی کے ایسا کرے گا تو وہ نکاح نہ ہوگا۔ [1] فقط

باپ نابالغہ کا نکاح جہاں بھی کردے صحیح ہے

(سوال ۹۹۷) زید نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اس سے ایک چھوٹی لڑکی تھی زید کو چونکہ اپنی بیوی اور لڑکی سے ایک گونہ عداوت ہے اس نے فوراً لڑکی کی شادی لڑکی کی غیبت میں خفیہ طور پر کردی ایسی صورت میں زید اپنی لڑکی کا نکاح بغیر رضا والدہ کے کر سکتا ہے اور وہ نکاح صحیح ہے جب کہ زید کی نیت بد ہو اور طمع نفسانی سے روپیہ وغیرہ بھی لے لیا ہو تو زید لڑکی کا ولی رہ سکتا ہے اور اس کا کیا ہوا نکاح جائز ہے کیا زید لڑکی کا نکاح ایسی جگہ کر سکتا ہے جہاں لڑکی کا دینی و دنیاوی نقصان متصور ہو اور وہ نکاح باقی رہ سکتا ہے؟

(الجواب) جب کہ وہ لڑکی نابالغہ ہے تو ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں اس کے باپ کو ہے باپ بدون رضامندی والدہ وغیرہ کے نابالغہ کا نکاح کر سکتا ہے اور وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا اور نیت کا حال چوں کہ معلوم نہیں ہو سکتا اس لئے اس پر مدار ولایت و عدم ولایت کا نہیں ہو سکتا شریعت میں باپ لڑکی کا خیر خواہ ہی سمجھا جاتا ہے اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر باپ اپنی نابالغہ دختر کا نکاح غیر کفو میں بھی کردے اور مہر مثل سے مہر میں کمی کردے تو پھر بھی نکاح صحیح ہے۔ [2] فقط

ماں یا بھائی غیر کفو میں نکاح کردے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۹۹۸) ایک لڑکی کا نکاح اس کی والدہ اور بھائیوں نے غیر کفو میں کردیا اگر باپ دادا کے سوا کوئی لڑکی کا

---

(۱) ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لا نقطاع الولاية بالبلوغ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۰. ط.س. ج۳ ص ۵۸) ظفیر

(۲) وللولي انكاح الصغير والصغيرة جبراً ولو ثيبا ولزم النكاح ولو بغبن فاحش بنقص مهر و زيادة مهره او زوجها بغير كفؤ ان كان الولي الخ ابا او جدا و لم يعرف منهما سوء الاختيار مجانة و فسقا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۷. ط.س. ج۳ ص ۶۶) ظفیر

نکاح غیر کفو میں کردے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں اس صورت میں نکاح ہو لیا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب او ابیه ولو الام او القاضی او وکیل الاب الخ لا یصح النکاح من غیر کفوء او بغبن فاحش اصلاً[1] الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ بھائیوں اور والدہ نے جو نکاح اس لڑکی کا غیر کفو میں کیا وہ صحیح نہیں ہوا فقط

ولی چچازاد بھائی اگر اپنے ساتھ نکاح کرلے تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۹۹) ایک نابالغ لڑکی جس کے والدین اور کوئی وارث اس کے چچا کے پسر کے سوا نہیں جس نے اس کو پرورش کیا ہے لڑکی کی نابالغی کی حالت میں اس چچا کے بیٹے نے اپنی ولایت سے اس لڑکی کے ساتھ اپنا نکاح کیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ ولی اقرب اس نابالغہ کا وہی چچا کا بیٹا ہے تو اپنے سے نکاح کرلینا اس کا صحیح ہے کذافی کتب الفقه[2] (ولا بن العم ان یزوج بنت عمه الصغیرة من نفسه فیکون اصیلاً من جانب ولیا من اخر (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النکاح ج ۲ ص ٤٩٤) ظفیر

نابالغ نکاح کا ولی نہیں ہو سکتا اسکا کیا ہوا نکاح درست نہیں

(سوال ۱۰۰۰) ایک یتیم نابالغ لڑکی کے دو چچا حقیقی سفر میں تھے اس کے تیسرے چچا مرحوم کے لڑکے نابالغ نے اپنی چچازاد بہن کا نکاح غیر خاندان میں کردیا نکاح سے پہلے جب ان کو خبر ہوئی تھی تو بذریعہ خط کے انکار کر چکے تھے اور اب بھی اس نکاح کو منظور نہیں کرتے آیا نابالغ بموجودگی چچا کے ولی ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نابالغ کسی حال میں ولی نہیں ہو سکتا لہذا نکاح مذکورہ صحیح نہیں ہوا[3] ولی اس نابالغہ کا اس صورت میں اس کا ہر ایک چچا ہے بموجودگی چچا کے چچا کا بیٹا ولی نہیں ہے۔ فقط

بھائی ولی ہے اس کی اجازت کے بغیر چچا ولی نہیں ہو سکتا

(سوال ۱۰۰۱) زید نے اپنے حقیقی چچا کو اپنی دو ہمشیرگان کے نکاح کی اجازت دی چچا نے ان کے نکاح کے بعد دوسری دو ہمشیرگان زید کا نکاح بلا اجازت زید کے اپنے لڑکوں سے کرلیا تو ان دونوں کا نکاح درست ہوا کہ نہیں ؟

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤١٩ . ط.س. ج۳ ص ٦٧ . ظفیر

(۲) الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها لا نه یحجبه حجب نقصان (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الخ ثم العم الشقیق ثم ابنه الخ کل هولاء لهم اجبار الصغیرین (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢٨ . ط.س. ج۳ ص ٧٦) ظفیر

(۳) بشرط حریة و تکلیف (درمختار) واحترز بالحریة عن العبد الخ و بالتکلیف عن الصغیر الخ علل الزیلعی عدم الولایة لمن ذکر بانهم ولا ولایة لهم علیانفسهم فاولی ان لا یکون لهم ولایة علی غیر هم لان الولایة علی الغیر فرع الولایة علی النفس (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢٨ . ط.س. ج۳ ص ٧٧) ظفیر

(الجواب) نکاح ہر دو ہمشیرہ اخیرہ زید کا زید کی اجازت و رضا پر موقوف ہے اگر زید ان کے نکاح کو جائز رکھے گا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر انکار کر دے گا تو باطل ہو جاوے گا۔[1] فقط

عصبات نہ ہوں تو ولایت نکاح ماں کو ہے

(سوال ۱۰۰۲) ایک شخص نے ربیبہ نابالغہ کا نکاح بولایت خود کسی سے کر دیا ماں اس لڑکی کی اس نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہے اس کا دعویٰ شرعاً قابل قبول ہے یا نہیں؟

(الجواب) عصبات کے بعد ولایت نکاح نابالغہ کی ماں کو ہے[2] پس اگر شوہر والدہ نے بلا اجازت والدہ کے نابالغہ کا نکاح کر دیا تو وہ نکاح والدہ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے انکار کر دیا تو نکاح مذکور فسخ ہو گیا۔[3] فقط

چچیرا دادا یا اس کی اولاد ولی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۰۳) چچیرا دادا یا اس کی اولاد ولی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ ان سے اقرب عصبہ نہ ہو تو وہ ولی ہو سکتے ہیں۔[4] فقط

پرورش سے حق ولایت حاصل نہیں ہوتا باپ ولی ہے پھوپھا پھوپھی نہیں ہیں

(سوال ۱۰۰۴) ایک شخص کی عورت انتقال کر گئی ڈھائی برس کی لڑکی چھوڑی اس لڑکی کو اس شخص کی بہن لے گئی اور پرورش کی جب لڑکی کی عمر ساڑھے گیارہ برس کی ہو گئی تب بلا اجازت لڑکی کے باپ کے لڑکی کی پھوپھی اور پھوپھا نے اسکا نکاح کر دیا باپ اور بھائی کی وہاں مرضی نکاح کرنے کی نہیں ہے؟

(الجواب) پھوپھی اور پھوپھا کو اختیار اس نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے پس جو نکاح انہوں نے کیا وہ باپ کی اجازت پر موقوف ہے اگر باپ اجازت دے گا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر باپ انکار کر دے گا تو نکاح باطل ہو جائے گا اور باپ کی موجودگی میں بھائی کو بھی اختیار نکاح کا نہیں ہے۔[5] فقط

---

(۱) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب تو قف علی اجازته (درمختار) فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الا بعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحا او دلالة (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ ط.س. ج۳ص ۸۱)

(۲) فان لم یکن عصبة فالولایة للام (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹)ط،س.ج ۳ص۷۶

(۳) و نکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی سیجی فی البیوع توقف عقوده کلها ان لها مجیز حالة العقد والا تبطل (درمختار) الفضولی من یتصرف بغیره بغیر ولایة ولا وکالة او لنفسه و لیس اهلا (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۹ ط.س. ج۳ص۹۷) ظفیر

(۴) الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ ط.س. ج۳ص۷۶) ظفیر

(۵) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه الخ فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۳۲ ط.س. ج۳ص۷۶و۸۱) ظفیر

ماموں کو عصبات وذوی الفروض کے بعد ولایت حاصل ہوتی ہے

سوال ۱۰۰۵) ایک نابالغ لڑکے و لڑکی کا نکاح لڑکی کے ماموں کی ولایت سے ہوا اور ایجاب وقبول کرایا، جائز وایا نہیں؟

الجواب) نابالغوں کا نکاح اگر ان کا ولی شرعی جس کو ولایت نکاح حاصل ہے کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے اگر نابالغوں کی زبان سے ہی ولی ایجاب وقبول کرادے اور ولی اس نکاح کو جائز رکھے تو وہ نکاح بھی صحیح ہے لیکن صح ہو کہ ماموں حقیقی کی ولایت عصبات اور ذوی الفروض کی ولایت سے مؤخر ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔[1] فقط

باپ کے مرنے کے بعد نکاح کے باب میں اس کی وصیت کا اعتبار نہیں

سوال ۱۰۰۶) ایک شخص نے وصیت کی کہ میری لڑکی کا ناطہ میری برادری میں نہ کیا جاوے باہر غیر قوم ں کر دیا جاوے اب اس لڑکی کا وارث اس کا چچا ہے اس کو اس لڑکی کا ناطہ کہاں کرنا چاہئے؟

الجواب) اس وصیت کا اعتبار نہیں ہے اولیاء کو اختیار ہے کہ ہم قوم میں جہاں بہتر سمجھیں نکاح کر دیں متوفی وصیت کا بالکل خیال نہ کیا جاوے کیوں کہ یہ وصیت غیر معتبر ہے۔[2] فقط

باپ نہیں تو دادا اولی ہے پھر اور عصبہ، عصبہ کے بعد ماں

سوال ۱۰۰۷) رحیم اللہ نے اپنی بھاوج بیوہ سے نکاح کیا اور اس عورت کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی نابالغہ ہے لڑکی کی والدہ نے اجازت نکاح کی دی لڑکی کے دادا نے ولی بننے سے انکار کر دیا اس صورت میں والدہ کا کیا ہوا کاح صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب) اس صورت میں اگر لڑکی نابالغہ ہے تو ولی اس کے نکاح کا اس کا دادا ہے اگر دادا کفو میں نکاح کرنے سے کار کرے اور مانع ہو اور کوئی دوسرا عصبہ بھی موجود نہ ہو تو ماں کو اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی ہے[3] اس کا کیا وا نکاح درست ہے اگر دادا مانع نکاح سے نہیں ہے تو بدون دادا کے اجازت کے وہ نکاح صحیح نہیں ہوگا اور اگر لڑکی غہ ہے تو خود لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح صحیح ہے۔ فقط

کاح میں ولی شرط ہے یا نہیں؟

سوال ۱۰۰۸) (۱) نکاح میں ولی شرط ہے یا نہیں؟

---

۱) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام لدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۰، ط.س. ج۳ص۷۶، ظفیر

۲) لیس للوصی من حیث هو وصی ان یزوج الیتیم مطلقاً وان اوصی الیه الاب بذلك علی المذهب (الدرالمختار لی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۱، ط.س. ج۳ص۷۹) ظفیر

۳) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق الخ فان لم یکن عصبة فالو لایة للام (الدرالمختار علی هامش رد المحتار ب الولی ج ۲ ص ۴۱۸، ط.س. ج۳ص۷۶) ظفیر

ہبہ کا حکم صرف نبی کے لئے ہے یا کسی اور کے لئے بھی ؟

(۲) اگر کوئی عورت اپنا نفس نبی کے لئے ہبہ کرے' بے مہر و بے نکاح تو آپ عورت پر تصرف کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ یہ حکم صرف نبی کے لئے ہے یا امت کے لئے بھی ؟

(الجواب) (۱) نابالغہ کے لئے ولی شرط ہے اور بالغہ کے لئے ولی ہونا سنت اور مستحب ہے [1] اور لا نکاح الا بولی اس صورت میں محمول ہے کمال نکاح پر۔

(۲) یہ حکم خاص ہے آنحضرت ﷺ کے لئے۔

چچا بھائی کے رہتے ہوئے باپ کا چچازاد بھائی ولی نہیں ہو سکتا

(سوال ۱۰۰۹) نابالغان کے حقیقی تایا کے پسر بعمر ۲۳ سال کے مقابلہ میں نابالغان کے ولی ہونے میں ان کا چچا بعید یعنی ان کے باپ کا چچازاد بھائی ترجیح دیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نابالغان کا ولی اس صورت میں تایا کا پسر ہے' باپ کا چچازاد بھائی ولی نہیں ہے۔ [2] فقط

وکیل نے لڑکی سے اجازت نہیں لی اور نکاح کر دیا کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۱۰) اگر ہندہ نابالغہ کے پدر نے زید کو وکیل بنایا اور زید نے بلا اجازت ہندہ کے نکاح اس کا پڑھا یا بعد میں ہندہ کو جس وقت اطلاع نکاح ہوئی اس نے سکوت کیا تو یہ سکوت اس کا موجب صحت نکاح ہے یا نہیں ؟ اور یہ سکوت اجازت ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر ہندہ بالغہ کے پدر نے زید کو وکیل بنایا اور زید نے بلا اجازت دیئے ہندہ کے نکاح اس کا پڑھ دیا بعد میں ہندہ کو جس وقت اطلاع نکاح کی ہوئی اس نے سکوت کیا تو یہ سکوت اس کا موجب صحت نکاح ہے اور سکوت اس کا اجازت ہے۔ زوجھا ولیھا واخبر ھا رسوله' او فضولی عدل فسکتت عن رده مختارة او ضحکت غیر مستھزئة او تبسمت او بکت بلا صوت الی قوله فھو اذن (درمختار علی ھوامش الشامی) [3] فقط

چچا' ماموں' ماں موجود ہیں چچا شرکت عقد سے انکار کرتا ہے کیا کیا جائے ؟

(سوال ۱۰۱۱) ایک لڑکی بارہ تیرہ سال کی ہے اس کا باپ انتقال کر گیا لڑکی کا ماموں اور چچا اور ماں موجود ہے لیکن

---

(۱) وھی ھنا نوعان ولایة ندب علی المکلفة ای البالغة العاقلة ولو بکرا وولایة اجبار علی الصغیرة ولو ثیبا وھی ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون و رقیق لا مکلفة (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷. ط.س. ج۳ص۵۵) (۲) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ ط.س ج ۳ ص ۵۹

(۳) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳. ط.س. ج۳ص ۸۲. ظفیر

چچا اس کے عقد میں شریک ہونے سے انکار کرتا ہے اس حالت میں کس کی ولایت سے نکاح ہو سکتا ہے ؟
(الجواب) اگر چچا کفو میں مہر مثل کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے اور کوئی دوسرا ولی عصبہ بھی موجود نہ ہو تو والدہ کو ولایت نکاح بالغہ کی حاصل ہے در مختار میں ہے ویثبت للا بعد الخ التزویج بعضل الا قرب ای بامتناعه عن التزویج اجماعاً [1] الخ درمختار فقط

نابالغہ کے نکاح کا اختیار باپ کو ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۱۲) پدر را اختیار نکاح دختر نابالغہ خود ہست یانہ ؟ و نکاح حضرت صدیقہؓ بعمر چند سال شدہ ؟
(الجواب) پدر را اختیار نکاح دختر نابالغہ خود ہست و نکاح حضرت صدیقہؓ بعمر ہفت سال شدہ است کذا فی حدیث رواہ مسلم (عن عروة عن عائشةؓ قالت ان النبی ﷺ تزوجها و هی بنت سبع سنین و زفت الیه و هی بنت تسع سنین الحدیث مسلم جلداول ص ۴۵۶) فقط

ولی عصبہ چچیرے چچا کی رضا کے خلاف ماں نے نابالغہ کا نکاح کیا درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۱۳) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ نے بموجودگی اس کے چچیرے چچا اور نابالغ بھائی کے اور بدون رضامندی ان دونوں کے کر دیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور دوسرا نکاح لڑکی کا درست ہے یا نہیں ؟
(الجواب) اس صورت میں نابالغہ کے نکاح کا ولی رشتہ کا چچا ہے بھائی بسبب نابالغ ہونے کے ولی نہیں ہے پس بدون رضامندی چچیرے چچا کے نکاح نابالغہ کا نہیں ہوا اگر اس نے ماں کے نکاح کئے ہوئے کو باطل کر دیا تھا اور انکار کر دیا تھا تو دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست ہے۔[2] فقط

بلا اجازت جو نکاح ہوا وہ موقوف ہے

(سوال ۱۰۱۴) زید کا سوتیلا لڑکا اپنے نکاح کے موقع پر راضی نہیں ہے باہر کسی شہر میں نوکری پر ہے زید چالیس پچاس آدمیوں کا جرگہ لیکر بکر کے گھر جاتا ہے تاکہ اپنے سوتیلے بیٹے کا عقد بکر کی لڑکی سے کرے حسب معمول نکاح پڑھا گیا اور زید نے اپنے سوتیلے بیٹے کی طرف سے جو حاضر نہیں تھا قبول کیا لیکن جب لڑکی کی رضامندی حاصل کرنے کی نوبت آئی تو بکر نے یہ کہہ دیا کہ لڑکی نابالغہ ہے اس پر لڑکی سے اجازت حاصل نہیں کی گئی حالانکہ لڑکی اس وقت عاقلہ بالغہ تھی ایسی صورت میں نکاح ہو لیا نہیں ؟
(الجواب) لڑکے کو جسوقت یہ اطلاع اور خبر پہنچے گی کہ میرے سوتیلے باپ نے میرا نکاح فلاں لڑکی سے کر دیا ہے تو اگر اس وقت وہ نکاح مذکور کو جائز رکھے بشرطیکہ وہ لڑکا بالغ ہو تو وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا کما ہو حکم نکاح

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ ط.س.ج۳ص ۸۲. ظفیر
(۲) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س.ج۳ص ۸۱) ظفیر

الفضولی۔ اس طرح لڑکی کو اگرچہ وہ بالغہ ہے اور (قبل نکاح اس سے اجازت نہ لی گئی) جس وقت خبر نکاح کی پہنچے گی کہ میرے باپ نے میرا نکاح فلاں لڑکے سے کردیا ہے اور وہ سکوت کرے گی تو نکاح ہو جاوے گا الغرض نکاح مذکور موقوف ہے لڑکے اور لڑکی کی اجازت پر، مگر لڑکی کا سکوت بھی اس صورت میں اجازت شمار ہوتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے اوزوجها وليها واخبرها رسوله' اوفضولي عدل فسكتت عن رده مختارة الخ فهو اذن الخ [1] فقط

رضامندی سے جو نکاح ہوا درست ہے بعد کا انکار معتبر نہیں

(سوال ۱۰۱۵) تین گواہوں نے جوان بیوہ عورت کی رضامندی حاصل کر کے نکاح خواں سے کہا کہ وہ عورت یہ اقرار کرتی ہے کہ بعوض دو سو روپیہ مہر کے میرا نکاح کردو اس پر نکاح خواں نے نکاح کردیا شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہیں دو گھنٹہ بعد آپس کی رضامندی سے عورت انکار کرتی ہے ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا كذافي الدر المختار فقط (بعد کا انکار قابل اعتبار نہیں جب کہ گواہ موجود ہیں ظفیر)

کتنی عمر میں عورت خود مختار ہوتی ہے

(سوال ۱۰۱٦) (۱) عورت کس عمر کو پہنچ کر اپنے نفس کا اختیار رکھتی ہے (۲) عورت کے بالغہ ہونے کی کوئی عمر مقرر ہے یا ایک بار حیض آنا بلوغ کے لئے کافی ہے۔

(الجواب) (۱) پندرہ برس کی عمر جس وقت پوری ہو جائے اس وقت عورت بالغہ شرعاً شمار ہوتی ہے اور اگر اس سے پہلے حیض آجاوے تو اسی وقت بالغہ ہو جاوے گی۔ [2]

(۲) غرض یہ ہے کہ اگر حیض وغیرہ کوئی علامت بلوغ پائی جاوے تو اس وقت بالغہ ہو جاوے گی اور اگر حیض وغیرہ نہ آوے تو پندرہ برس پورے ہونے پر بالغہ شمار ہوتی ہے۔ كذافي الدر المختار [3] فقط

بالغ کی شادی اس کی خواہش کے مطابق ہونی چاہئیے
والدین کی مرضی کے خلاف کرنے میں کوئی گناہ نہیں

(سوال ۱۰۱۷) والدین لڑکے بالغ کی شادی کرنا چاہتے ہیں مگر جہاں والدین شادی کرتے ہیں لڑکا اس کے خلاف دوسری جگہ خواہش مند ہے والدین کو وہاں کرنا چاہئیے یا نہیں اگر لڑکا والدین کے خلاف شادی کرے گا تو گناہ گار ہے یا نہیں ؟

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۰ و ج ۲ ص ۴۱۱ ط.س. ج۳ص۵۹ .ظفير

(۲) بلوغ الغلام بالا حتلام الخ والجارية بالا حتلام والحيض الخ فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى (الدرالمختار ج ۲ ص ۱۹۹ 'كتاب الحجر .ط.س. ج۳ص۱۵۳) ظفير

(۳) ايضاً' ظفير

(الجواب) جہاں لڑکا خواہش مند ہے والدین کو وہاں ہی نکاح کرنا چاہیئے کیوں کہ ایسا نہ ہو کہ خلاف کرنے میں زوجین میں موافقت نہ ہو اور لڑکے کو حتی الوسع والدین کی اطاعت کرنی چاہیئے لیکن اپنی خواہش اور رضا کی موافق خلاف والدین کی مرضی کے اگر نکاح کرے گا تو گناہ گار نہیں ہے[1] بعد نکاح کے والدین کو جس طرح ہو راضی کر لیوے۔ فقط

بالغہ خود مختار ہے یوں ضابطہ کا ولی باپ ہے 'نانا' ماموں نہیں

(سوال ۱۰۱۸) ایک لڑکی کو اس کے باپ نے لڑکی کے نانا و ماموں کو دے دیا تھا کہ تم اس کی پرورش کرو اور تم ہی اس کی شادی بیاہ کرنا اب وہ لڑکی جوان ہو گئی ہے اب نکاح میں جھگڑا پیش آرہا ہے نانا ماموں تو چاہتے ہیں کہ اور جگہ کریں اور باپ چاہتا ہے کہ کہیں اور کرے اب یہ فرمایئے کہ ولی کون ہے اور کون نکاح کر سکتا ہے؟

(الجواب) ولی اس لڑکی کا اس کا باپ ہے مگر جب کہ لڑکی بالغہ ہے تو بلا اجازت اس کے اس کا باپ بھی نکاح نہیں کر سکتا لیکن چوں کہ باپ ولی شرعی ہے[2] اس وجہ سے اس کی اجازت لینے پر لڑکی کا چپ رہنا رضا اور اجازت سمجھی جاوے گی بخلاف نانا اور ماموں کے کہ اگر یہ اجازت لڑکی سے نکاح کی لیویں تو جب تک لڑکی صراحتاً زبان سے اجازت نہ دے نکاح نہ ہوگا۔[3] فقط

ولی ابعد نے نکاح کیا اور ولی اقرب نے رد کر دیا تو نکاح نہیں ہوا

(سوال ۱۰۱۹) ایک عورت حنفیہ جس کی عمر بیس سال کی ہے اس کا نکاح اول بحالت نابالغی عمر تقریباً آٹھ سال میں بولایت پھوپھی و دیگر رشتہ داران باجبر واکراہ ہوا تھا چونکہ اس کے والدین بھی اس نکاح سے ناراض اور علیحدہ تھے اس وقت تک وہ عورت خاوند اول کے گھر آباد نہیں ہوئی تھی اور نہ اس سے خلوت کی بدستور اول نکاح سے ناراض ہے مگر اب اس کے والدین فوت ہو چکے ہیں اور وہ اب نکاح ثانی کی خواہش مند ہے تو کیا شرعاً وہ نکاح اول کو فسخ سمجھ کر اپنا نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) باپ دادا کی موجودگی میں دور کے رشتہ داروں پھوپھی وغیرہ کو اختیار نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے اگر پھوپھی وغیرہ نے نکاح کر دیا تو باپ دادا و غیرہ ولی اقرب کی رضاء واجازت پر موقوف رہتا ہے اگر ولی اقرب

---

(۱) فانكحوا ما طاب لكم من النساء (النساء)

(۲) الولى فى النكاح العصبة بنفسه بلا توسط انثى على ترتيب الارث فحجب (درمختار) وابن الا بن كالا بن ثم يقدم الاب ثم ابوه الخ (رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤۲۸ ط.س.ج۳ص۷٦) ظفير

(۳) فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولى الخ فان استاذنها هو اى الولى وهو السنة او وكيله او رسوله او زوجها وليها واخبرها رسوله او فضولى عدل فسكتت عن رده مختارةً الخ فهو اذن الخ فان استاذنها غير الاقرب كاجنبى اوولى بعيدفلا عبرة لسكوتها بل لا بدمن القول كالثيب البالغة (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤۰۷ ط.س.ج۳ص٥٥) الولى فى النكاح العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب (ايضاً ج ۲ ص ٤۲۷ ط.س.ج۳ص۷٦) ظفير

راضی ہو تو نکاح قائم رہے گا ورنہ باطل ہو جاوے گا پس اگر باپ وغیرہ نے اپنی حیات میں اس نکاح کو فسخ کر دیا تھا [1] تو اس لڑکی کو دوسرا نکاح کرنا بلا طلاق شوہر درست ہے اور اگر فسخ نہ کیا تھا اور بعد بلوغ لڑکی اس نکاح سے راضی نہ ہوئی تب بھی وہ نکاح فسخ ہو گیا دوسرا نکاح لڑکی کو کرنا درست ہے۔ فقط

بالغہ نے ابن فلاں سے اجازت دی بعد میں معلوم ہوا وہ فلاں کا لڑکا نہیں ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۰۱۰) زید نے اپنی لڑکی ہندہ سے اجازت لیکر عمر کے لڑکے بکر سے عقد کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ بکر عمر کا لڑکا نہیں ہے کسی غیر ذات کا ہے جو عمر کی منکوحہ لے کر آئی تھی اب ہندہ بکر کے گھر جانے سے انکاری ہے کہتی ہے کہ مجھے دھوکہ دیا گیا میں نے عمر کے حقیقی لڑکے سے نکاح کی اجازت دی ہے اس صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر ہندہ سے یہ کہہ کر اجازت لی تھی کہ میں تیرا نکاح بکر بن عمر سے کرتا ہوں اور اس پر اس نے اجازت دی یا سکوت کیا اور در حقیقت بکر بیٹا عمر کا نہیں ہے تو بکر سے جو نکاح باپ نے کیا وہ ہندہ کی اجازت پر موقوف رہا اگر بعد اطلاع کے ہندہ نے سکوت کیا تو نکاح منعقد ہو گیا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو گیا۔ [2] فقط

ولی پر ضروری نہیں کہ وہ دوسرے کی بات مانے

(سوال ۱۰۲۱) زید کی برادری نے زید کے نام اقرار نامہ لکھ دیا ہے کہ یہ برادری کے سرپنچ اور قاضی ہیں بغیر ان کی رضامندی کے دوسرا نکاح نہیں پڑھا جا سکتا مگر بکر لڑکی کا ولی ہو کر زید کو نکاح نہیں پڑھانے دیتا بکر کی اس حرکت سے برادری میں تفرقہ اور فساد ہوتا ہے شرعاً اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) بکر جس لڑکی کا ولی ہے وہ اس کا نکاح خود کر سکتا ہے کسی نکاح خواں کو اس کی ضرورت نہیں ہے، لیکن تفرقہ ڈالنا بھی برادری میں اچھا نہیں ہے بکر کو ایسی بات نہ کرنی چاہیئے جس سے تفرقہ برادری میں لازم آوے، فقط (مگر زید کو بھی لازم ہے کہ ولی کی بات مانے اس کے اختیار میں خواہ مخواہ دخل نہ دے ظفیر)

صورت مسئولہ میں بھائی کی نامنظوری سے نابالغہ کا نکاح باطل ہو جائے گا

(سوال ۱۰۲۲) زید نے ایک بیوی سلیمہ ایک لڑکی عقیلہ نابالغہ کا ایک لڑکا فہیم بالغ چھوڑا سلیمہ نے عقیلہ کا نکاح بلا مشورہ فہیم کے اس کی عدم موجودگی میں کر دیا اغواءً۔ اور حال یہ ہے کہ وہ مفاد و مضار سے واقف نہ تھی اب فہیم کہتا ہے کہ فسخ نکاح میں میں مختار ہوں اور اب سلیمہ بھی مضرات سے فہیم سے متفق ہے کیا فہیم فسخ نکاح کا مختار ہے؟

---

(۱) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲) . ط. س. ج۳ ص ۸۱ ظفیر (۲) بخلاف مالو باشر العقد من غیره من اصیل او ولی او وکیل او فضولی اخر فانه یتوقف اتفاقا (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۲ . ط. س. ج۳ ص ۶۰) ظفیر

(الجواب) ولی عقیلہ نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں فہیم ہے [1] اور اگر فہیم موجود نہ ہو کہیں دور ہو اور کوئی عصبہ دوسرا ابھی موجود نہ ہو تو ولی نکاح کی ماں ہے [2] پس اگر فہیم نے باوجود موجود ہونے اپنی ماں کے کئے ہوئے نکاح کو جائز نہیں کہا تو وہ نکاح جو کہ فہیم کی رضاء پر موقوف تھا باطل و فسخ ہو گیا [3] اور اگر فہیم دور تھا اور ماں نے اپنی ولایت سے نکاح کر دیا تو وہ صحیح ہے اور فہیم کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق الخ فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام(الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۸) فقط

دو برابر کے ولیوں میں جس نے پہلے نکاح کر دیا وہ جائز ہے اور دوسرا باطل

(سوال ۱۰۲۳) مسماۃ نعمت جس کی عمر ۱۳ سال ۷ ماہ کی تھی اس کے برادر چچازاد کلاں نے اس کا نکاح اپنی ولایت سے اپنے منجھلے برادر زادہ سے کر دیا اسی رات کو اس کے برادر چچازاد خورد نے مسماۃ کا نکاح ایک دوسرے شخص میتا سے کر دیا کون سا نکاح صحیح ہوا اور کون سا باطل ہوا اب عمر مسماۃ کی ۱۶ سال اور چند ماہ کی ہے وہ اس نکاح سے بیزار ہے تو مسماۃ کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے ولو زوجھا ولیان مستویان قدم السابق فان لم یدر اووقعا معاً بطلا الخ [4] پس معلوم ہوا کہ جب کہ ہر دو برادر چچازاد کے سوا اور کوئی ولی اقرب اس لڑکی کا نہ تھا اور یہ دونوں برادران چچازاد ولی بدرجہ مساوی ہیں تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہوا اور پچھلا باطل ہوا لہذا برادر چچازاد کلاں نے جو نکاح کچھ پہلے کیا وہ صحیح ہوا اور برادر چچازاد خورد نے جو نکاح کچھ پیچھے کیا وہ ناجائز و باطل ہوا اب باقی رہا خیار فسخ بلوغ سو اس میں قضاء قاضی شرط ہے بدون قضاء قاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا اور یہ بھی شرط ہے کہ نابالغہ بفور بلوغ عدم رضاء اپنی ظاہر کر دے۔ [5] فقط

سولہ سالہ لڑکی خود اپنا نکاح کر سکتی ہے

(سوال ۱۰۲۴) حرمت خاں عرصہ دس سال کا ہوا انتقال کر گیا ایک بیوی اور ایک چھ سالہ لڑکی چھوڑی ان دونوں کی پرورش لڑکی موجودہ کے ماموں نے کی آٹھ ماہ ہوئے لڑکی موجودہ کی ماں کا بھی انتقال ہو گیا اس نے یہ وصیت کی تھی کہ میری لڑکی کا نکاح صدیق پسر مولا بخش کے ساتھ کر دیا جائے اب لڑکی کی عمر سولہ سال کی ہے

---

(۱) الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیھا(درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الخ الشقیق (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۲۸ .ط.س. ج۳ص۷۶)(۲) فان لم یکن عصبتہ فالولایۃ للام(الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹ .ط.س. ج۳ص۷۸) ظفیر (۳) وللولی الا بعد التزویج بغیبۃ الا قرب فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازتہ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص۸۱) ظفیر
(۴) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص۸۱. ظفیر
(۵) وان کان المزوج غیر ھما ای غیر الاب و ابیہ الخ وان کان من کفوء و بمھر المثل صح ولکن لھما ای لصغیر و صغیرۃ و ملحق بھما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ الخ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولیج ۱ ص ۴۱۹ .ط.س. ج۳ص۶۷) ظفیر

ماموں کہتا ہے کہ لڑکی کا نکاح جس جگہ میرا دل چاہے گا کروں گا اور لڑکی کا تایازاد بھائی کہتا ہے کہ میں لڑکی کی والدہ کی وصیت کے مطابق کروں گا جب کہ لڑکی کی عمر سولہ سال ہے تو ولی نکاح کون ہے؟

(الجواب) ولی شرعی اس صورت میں لڑکی کا تایازاد بھائی ہے لیکن جب کہ لڑکی سولہ برس کی ہے تو شرعاً وہ بالغہ ہے اس کی اجازت اور اذن سے اس کا ماموں بھی کفو میں نکاح کر سکتا ہے اور وہ وصیت والدہ کی دربارہ نکاح معتبر نہیں ہے لڑکی کو اختیار ہے جہاں وہ راضی ہو کفو میں اپنا نکاح خود کرالے۔

عورت کی خرید و فروخت حرام ہے اور اس کا ولی اس کا باپ ہے

(سوال ۱۰۲۵) ایک شخص نے اپنی عورت مبلغ اڑھائی سو روپے میں فروخت کی، اور جس نے مول لی اس تحریر اسٹامپ پر کرالی، بعد دو تین ماہ کے اس نے ایک اور شخص کو مبلغ اڑھائی سو روپے میں فروخت کر دی اور اسٹامپ پر تحریر کرادی۔

مگر ہر دو کی تحریر میں لفظ تین طلاق کا موجود ہے اب اس عورت نے دوسرے مشتری کے یہاں سے نکل کر نکاح کر لیا ہے اس لئے کہ دوسرے مشتری سے نکاح نہیں ہوا تھا اس عورت کے پاس دس گیارہ سال کی لڑکی ہے جس وقت پہلے مشتری نے عورت لی تھی لڑکی کی بابت یہ وعدہ کیا تھا کہ میں لڑکی کو خوراک وغیرہ دوں گا ورنہ بعد سال کے میرا دعویٰ نہیں ہے، لڑکی کے باپ کو پانچ سال قید ہو گئی ہے، لڑکی کا چچا موجود ہے آیا یہ عورت لڑکی مذکور کا نکاح کر سکتی ہے؟

(الجواب) ولی اس لڑکی نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں اس کا باپ ہے اور باپ کے بعد چچا ولی ہے، والدہ کو بدون اجازت ولی کے اختیار نکاح نابالغہ کا نہیں ہے، اور باپ کے اس کہنے سے اس کی ولایت ساقط نہیں ہوئی۔

اور یہ خرید و فروخت عورت کی حرام اور باطل ہے البتہ باپ کے غائب ہونے کی صورت میں اور اس سے رائے و مشورہ نہ لے سکنے کی صورت میں اس کا بھائی یعنی نابالغہ کا چچا ولی ہو جائے گا، کما فی کتب الفقہ وللولی الا بعد انکاح الصغیر والصغیرۃ بغیبوبۃ الاقرب [1] الخ فقط

باپ جب صحیح الحواس نہ ہو تو لڑکی کا ولی کون ہے

(سوال ۱۰۲۶) زید بوقت شادی صحیح الحواس تھا کچھ عرصہ کے بعد مخبوط الحواس ہو گیا اور دختر خورد سالہ اور زوجہ کو گھر سے نکال دیا طلاق نہیں دی، کیا زید کی رضامندی اس کی دختر نابالغہ کے عقد میں ضروری ہے؟

(الجواب) اگر زید صحیح الحواس ہو تو اس کی اجازت و رضامندی اس کی دختر نابالغہ کے نکاح کے جواز کے لئے ضروری ہے، اور اگر زید صحیح الحواس نہیں دیوانہ یا مخبوط الحواس ہے تو اس کی اجازت و رضا کی ضرورت نہیں ہے [2]

---

(۱) وللولی الا بعد التزویج بغیبۃ الا قرب (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص۸۱) (۲) ولا ولایۃ لعبد ولا صغیر ولا مجنوناً لانه لا ولایۃ لهم علی انفسهم فا ولی ان لا یثبت علی غیر هم (هدایه باب الاولیاء ص ۲۸۷، ج۲. ط.س. ج۳ص۳۱۸)

اور رضاو عدم رضا برابر ہے' چچا تایاو غیرہ جو اولیاء باپ داوا کے بعد کے ہیں نکاح نابالغہ کا کر سکتے ہیں۔

دو برابر کے ولیوں میں سے ایک نے اپنے پوتے سے نکاح کر دیا اور دوسرے نے اپنے بیٹے سے کون سا صحیح ہوا؟

(سوال ۱۰۲۷) دو برابر کے ولی میں سے ایک چچا نے نابالغہ کی شادی اپنے پوتے سے کر دی' اور دوسرے نے اپنے بیٹے سے' اس میں کون سا نکاح درست ہوا؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق [1] الخ پس جواب صورت مسئولہ میں یہ ہے کہ ہر دو چچا ولی نکاح صغیرہ کے مساوی درجہ میں ہیں' جو نسا ان میں سے پہلے نکاح کر دیوے گا وہی صحیح و نافذ ہو جاتا ہے قانون مقرر کردہ کے خلاف کرنے سے بھی نکاح شرعاً ہو جاتا ہے اور پھر حاکم کے توڑنے سے نہیں ٹوٹ سکتا الحاصل پہلا نکاح قائم رہا اور دوسرا باطل ہے۔ فقط

ولدالحرام کی ولی ماں ہے

(سوال ۱۰۲۸) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس لڑکی نابالغہ کے نکاح کے بارے میں جو ایک ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہے جب کہ اس کی والدہ کا نکاح کسی سے نہ تھا نابالغہ کی والدہ کی اجازت سے ایک لڑکے نابالغ کے ساتھ اس کا نکاح ہوا تھا چند ماہ بعد نابالغ لڑکے کے والد نے اپنا خرچہ وغیرہ لیکر دوسرے کے سپرد کر دیا ہے اور بحیثیت ولی طلاق نامہ لکھ دیا ہے تو جس کی سپردگی میں لڑکی ہے وہ شخص اپنے یا اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ اس کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولدالحرام کا نسب والدہ سے ثابت ہوتا ہے باپ اس کا کوئی نہیں ہوتا پس ولایت نکاح اس دختر کی جو بے نکاح کے ہوئی اس کی والدہ کو ہے اس کی والدہ نے جو نکاح اس کا کیا وہ صحیح ہو گیا [2] شوہر نابالغ کے ولی کو اختیار طلاق دینے کا نہیں ہے' پس وہ طلاق جو ولی کی طرف سے ہوئی صحیح نہیں ہوئی' اور نہ نابالغ شوہر کی طلاق واقع ہوتی ہے' کما فی الدرالمختار لا یقع طلاق المولی علی امراۃ عبدہ الخ والمجنون الخ والصبی [3] پس جب تک شوہر اول بالغ ہونے کے بعد طلاق نہ دے طلاق واقع نہ ہوگی۔

حکومت کا مقرر کردہ ولی نکاح کا ولی نہیں ہے بلکہ ماں کا ہے

(سوال ۱۰۲۹) ایک یتیمہ نابالغہ کا ولی اس کا چچازاد بھائی تھا اور جائیداد نابالغہ پر قابض تھا اور سالہا سال سے اس کی کل آمدنی اپنے مصرف میں لاتا تھا نابالغہ کو ایک پیسہ بھی نہ دیتا تھا اس کی بد دیانتی کی وجہ سے حاکم وقت نے نابالغہ

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۸۱. ظفیر

(۲) فان لم یکن عصبة فالولایة للام(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹ .ط.س. ج۳ ص ۷۸)

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ و ج ۲ ص ۵۸۶ .ط.س. ج۳ ص ۲۴۲.

کے ماموں کو ولی مقرر کیا اور نابالغہ کے چچازاد بھائی نے مرنے سے سات روز قبل نابالغہ کا عقد اپنے پوتے سے کرا لیا' یہ عقد درست ہے یا نہیں؟ باوجود حاکم کے دوسرا ولی مقرر کرنے کے ولی سابق کو اختیار نکاح کا رہتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نابالغہ مذکور کا نکاح جو اس کے چچازاد بھائی نے اپنی ولایت سے اپنے پوتے کے ساتھ کیا وہ صحیح ہے اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس کے چچازاد بھائی ہی کو ہے ماموں کو نہیں ہے"[1] البتہ اس کے مال میں تصرف کا اختیار چچازاد بھائی کو نہیں ہے مال میں تصرف کا اختیار ماموں کو ہے جس کو حاکم نے مقرر کیا' یا کسی اور امانت دار کے متعلق کیا جاوے۔ فقط

باپ اور بہن ہو تو ولی باپ ہے مگر باپ کفو میں نہ کرے تو بہن کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۳۰) زید کی ہمشیرہ ہندہ نے زید کی نابالغہ لڑکی مسماۃ زاہدہ کو پرورش کیا اور اپنا جانشین قرار دیا ہے اب ہندہ یہ چاہتی ہے کہ زاہدہ کی شادی برادری میں کر دے لیکن اس معاملہ میں زید کی زوجہ دوسری حسد کی وجہ سے زید کو ورغلاتی ہے' چنانچہ زید خلل انداز اور مانع ہے' اس صورت میں ہندہ زاہدہ کا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولی نابالغہ کا نکاح کا اس صورت میں اس کا باپ ہے بدون باپ کی اجازت کے نکاح نابالغہ کا نہیں ہو سکتا' لیکن فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ اگر ولی اقرب کفو میں نہ کرے تو ولی ابعد کو اختیار نکاح کا ہو جاتا ہے' بناءً علیہ ہندہ اس کا نکاح کر سکتی ہے۔[2] فقط

غیر کفو میں ایک ولی نے نکاح کی اجازت دی اور ایک نے مخالفت کی کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۰۳۱) زید نے اپنی دختر مسماۃ مریم کا نکاح مسمی بشیر سے کر دیا جو کہ اس کا قریبی رشتہ دار تھا اور اپنی دوسری دختر زینب کا نکاح مسمی خالد سے کر دیا جو کہ دوسری قوم سے تھا اب اس کے بعد زینب کے فرزند مسمی بکر نے اپنی خالہ مریم کی دختر کریمہ سے اس کے اولیاء کے بغیر اجازت کے نکاح کر لیا اور کریمہ کا والد پہلے فوت ہو چکا تھا' اس کے بھائیوں میں سے ایک حقیقی برادر اس نکاح سے راضی تھا باقی سب حقیقی بھائی اور سب اہل قرابت کو یہ نکاح نامنظور تھا بوجہ اس بات کے کہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا تھا تو بکر کا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اقول و بالله التوفيق . مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ بالغہ کا نکاح بدون اس کے ولی کی اجازت کے صحیح نہیں ہے لیکن اگر بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو ولی کو فسخ کرانے کا اختیار ہے اور قول مختار یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح صحیح ہی نہیں ہوتا یعنی جب کہ ولی راضی نہ ہو' لیکن اگر اولیاء میں سے ایک ولی بھی راضی ہو گیا تو وہ نکاح صحیح ہے پھر فسخ نہیں ہو سکتا' در مختار میں ہے فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضاء ولى الخ وله' الاعتراض فى

---

(۱) الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتيب الارث والحجب الخ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ .ط.س. ج۳ ص۷۶) (۲) و يثبت للابعد من الاولياء النسب لو لم يزوج الاقرب زوج القاضی عند فوت الكفو التزويج لعضل الاقرب ای بامتناعه عن التزويج (درمختار) ای من كفوء بمهر المثل (رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ و ۴۳۴ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص۸۲)

غیر الکفوء الخ وفی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلاً وھوالمختار للفتویٰ و بناءً علی الاول وھو ظاھر الروایۃ فرضا البعض من الاولیاء کالکل [1] الخ پس روایت اخیرہ درمختار سے واضح ہوگیا کہ صورت مسئول عنہا میں نکاح صحیح ہوگیا کیوں کہ بعد تسلیم اس امر کے کہ نکاح غیر کفو میں ہوا ہوا ایک ولی کا راضی ہونا بھی صحت نکاح کے لئے کافی ہے۔ فقط

بارہ تیرہ سال کا لڑکا اور نو دس سال کی لڑکی اپنے آپ کو بالغ بتائے تو مانا جائے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۳۲) اگر لڑکا جس کی عمر ۱۲، ۱۳ سال کے درمیان ہو اور لڑکی جس کی عمر نو دس سال کے درمیان ہو بالغ ہونا اپنا ظاہر کریں اور صاحب شعور ہونا ان کا بخوبی ثابت ہو تو شرعاً ان کا بیان قابل تسلیم ہے یا نہیں یعنی وہ بالغ متصور ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) بارہ تیرہ برس کی عمر میں لڑکا اگر بالغ ہونا اپنا بیان کرے اور بہ ظاہر حال اس کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہو یعنی اتنی عمر میں لڑکوں کو احتلام ہوتا ہو تو قول اس کا معتبر ہے اور وہ بالغ شمار ہوگا۔

اور لڑکی کے لئے نو دس برس کی عمر میں یہی حکم ہے یعنی قول اسکا دربارہ بلوغ معتبر ہے اور پندرہ برس کی عمر میں تو لا محالہ بلوغ کا حکم شرعاً دے دیا جاوے گا فی الدر المختار وادنی مدتہ لہ اثنتا عشرۃ سنۃ ولھا تسع سنین ھو المختار کما فی احکام الصغار فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبھما الظھار الخ وھو ان یکون بحال یحتلم مثلہ والا لا یقبل قولہ [2] الخ فقط

حیض آنے کے بعد لڑکی بالغہ مانی جائے گی اور وہ اپنے نکاح کی مالک ہوگی

(سوال ۱۰۳۳) لڑکی حائضہ ہونے پر بالغ مانی جائے گی یا نہیں، اگر وہ بالغ مانی جائے گی تو کیا وہ کفو میں شادی کرنے کی مجاز ہے یا نہیں؟

(الجواب) بالغہ مانی جاوے گی اور کفو میں اس کو نکاح کرنا اپنے اختیار سے درست ہے۔ [3] فقط

فاحشہ ماں کو حق حضانت نہیں اور اس کے نکاح کا حق چچا کو ہے

(سوال ۱۰۳۴) ولایت حسین تین بھائی تھے منجملہ ان کے لائق حسین و قدرت حسین فوت ہوگئے مسماۃ رحمانی بیگم بیوہ قدرت حسین حاملہ تھی اس کے ایک لڑکی مصطفائی خانم پیدا ہوئی اور مسماۃ مذکورہ نے عدالت دیوانی میں ایک دعویٰ اپنے حق کا دائر کیا جس میں وہ کامیاب ہوگئی اور بموجب حکم نامہ ڈگری حاصل کی اب چار پانچ سال سے مسماۃ مذکور فاحشہ ہوگئی اور اپنی دختر کو رقص کی تعلیم دلواتی ہے، اکثر متقی لوگ میرے اوپر طعنہ زن

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ ج ۲ ص ۴۰۹. ط.س. ج۳ ص۵۶. ظفیر

(۲) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲، ج ۵ ص ۱۳۳. ط.س. ج۳ ص۱۵۴ (۳) بلوغ الغلام بالاحتلام الخ والجاریۃ بالاحتلام والحیض والحبل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۲، ج۵. ط.س. ج۳ ص۱۵۳) ظفیر

ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم دختر مذکورہ کو اپنے قبضہ میں لیکر اس کام سے محفوظ رکھو، میرے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) ان لوگوں کا یہ کہنا صحیح ہے ولایت حسین جو دختر کا ولی ہے اس کو چاہئیے کہ اپنی برادر زادی کو اپنی ولایت واختیار میں لیکر ایسے افعال قبیحہ سے روکے اور حسب مصلحت اچھے موقع پر اس کا نکاح کردے"[1] اس کی ماں کو کچھ ولایت واختیار دختر مذکورہ پر شرعاً حاصل نہیں ہے، اس کا حق حضانت بھی بسبب اس کے فاحشہ ہونے کے ساقط ہوگیا۔[2] فقط واللہ اعلم

لڑکی کا باپ لڑکے سے روپیہ لے لے تو ولی رہتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۳۵) لڑکی اور لڑکے کا نکاح نابالغی کی حالت میں والدین نے کردیا اور لڑکی کے والد نے لڑکے کے باپ سے پچاس سو روپے یا کچھ کم وبیش طمع نفسانی سے لے لئے، ایسی حالت میں یہ دختر کا ولی رہا یا نہیں اور نکاح جائز ہوا یا نہیں بغیر طلاق لڑکی بعد بلوغ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) نابالغی کی حالت میں جو نکاح ان کے والد نے کیا صحیح ہے اور لڑکی کے باپ نے جو روپیہ شوہر کے والد سے لیا یہ رشوت ہے اور حرام ہے واپس کرنا چاہئیے، مگر اس لینے کی وجہ سے ولایت باطل نہیں ہوئی، اب بدون طلاق کے عورت کا نکاح ثانی نہیں ہوسکتا اور نہ اس صورت میں لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہے۔[3] فقط

حضرت علیؓ سے روپے لئے گئے تھے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۳۶) آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کے نکاح پر جہیز وغیرہ کے واسطے روپیہ لیا یا نہیں؟ یہ روایت کیسی ہے؟

(الجواب) حضرت علیؓ سے آنحضرت ﷺ کا روپیہ لینا جہیز وغیرہ کے واسطے ثابت نہیں بالکل غلط اور بے اصل ہے کوئی روایت اس قسم کی نہیں، اگر ایسا ہوتا تو فقہاء کرامؒ اس کو حرام کیسے کہتے۔ فقط

نابالغہ نے بچپن کے نکاح سے انکار کردیا، دوسرا نکاح کرلیا، اس نکاح اور نسب کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۰۳۷) ہندہ کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا، ہندہ کے ایک چچا نے دوسرے چچا کے لڑکے سے ہندہ کا صغر سنی میں نکاح کردیا، ہندہ بلوغ کے بعد اپنے شوہر کے گھر نہ گئی پھر انکار کردیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں، بعد

---

(۱) الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الا رث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالو لایة للام (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۷ و ج۲ ص ٤۲۹ ط.س. ج۳ص۷٦)

(۲) تثبت (الحضاة) للام النسبية ولو كتابية او مجوسية او بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة فحتى تسلم او فاجرة فجوراً يضيع الولد به كزنا و غناء و سرقة و نياحة(درمختار) و يشترط في الحضانة ان تكون حرة بالغة عاقلة امينة قادرة الخ (رد المحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱، ۸۷۲ ط.س. ج۳ص۵۵۵) ظفير

(۳) اخذ اهل المراة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳ ط.س. ج۳ص۱۵٦)

ں اس نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا جس کو یہ سب واقعہ معلوم تھا ہندہ کے اس دوسرے شوہر سے ایک
کی پیدا ہوئی اب اس لڑکی کا نسب کس سے ثابت ہوگا اور لڑکی کس کی وارث ہوگی اور اس کا وارث کون ہوگا اور
رہ کس کے نکاح میں سمجھی جائے گی شوہر کون تسلیم کیا جائے گا دونوں نکاح میں کون سا صحیح ہوا؟
جواب) ہندہ کا نکاح اول جو بولایت عم ہوا شرعاً صحیح ہے اور ہندہ کا انکار اگر بلوغ سے کچھ عرصہ بعد ہو جیسا
سوال سے ظاہر ہے تو وہ معتبر نہیں اور اس انکار سے نکاح سابق میں کچھ خلل نہیں آیا جیسا کہ در مختا ب الولی
ں ۴۲۰ میں ہے وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب والجد (الی ان قال) وان کان من کفوء و
ھر المثل صح ولکن لھما ای لصغیر و صغیرۃ و ملحق بھما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ
العلم بالنکاح بعدہ لقصور الشفقۃ (الی قولہ) بشرط القضاء للفسخ فیتوارثان الخ قال الشامی
لہ للفسخ ای ھذا الشرط انما ھو للفسخ لا لثبوت الاختیار وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر
لصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ اوالعلم بہ فان اختیار الفسخ لا یثبت الفسخ الا
ر ط القضاء فلذا فرغ علیہ بقولہ فیتوارثان فیہ ای فی ھذا النکاح قبل ثبوت فسخہ (شامی ج ۲
ص ۴۲۰، ۴۲۱)

چوں کہ ہندہ مذکورہ نے بلوغ کے فوراً بعد انکار نہیں کیا اور نہ نکاح فسخ کرایا لہذا اس کا خیار بکر جو اس کو
صل تھا باطل ہو گیا قال فی الدرالمختار وبطل خیار البکر بالسکوت لو مختارۃ عالمۃ اصل النکاح
ی ان قال) ولا یمتد الی اخر المجلس [1] اگر ہندہ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو بھی اس کا خیار بکر سکوت وقت
غ سے ساقط ہو گیا قال فی الدرالمختار وان جھلت بہ الخ للتفرغھا للعلم الخ [2] پس دوسرا نکاح جو
سرے شخص نے باوجود نکاح اول کا علم ہونے کے کیا شرعاً باطل ہے اور کالعدم ہے اور اس دوسرے شخص نے
ح باطل کر کے جو وطی ہندہ سے کی وہ زنا ہے اور اس سے جو لڑکی پیدا ہوئی اس کا نسب اس شخص سے جو کہ زانی
ہ ثابت نہیں ہے بلکہ اس کا نسب ہندہ کے شوہر اول سے ثابت ہے کیونکہ نکاح باقی رہنے کی وجہ سے اس کا
اش قائم ہے اور حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر قال الشامی فی البحر لو تزوج
راۃ الغیر عالماً بذلك و دخل بھا لا تجب العدۃ علیھا حتی لا یحرم علی الزوج وطوء ھا و بہ یفتی
ہ زنا والمزنی بھا لا تحرم علی زوجھا [3] وفیہ ایضاً من باب العدۃ اما نکاح منکوحۃ الغیر و
تدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انھا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا
وفی الدرالمختار فی فصل ثبوت النسب و قد اکتفوا بقیام الفراش لا دخول کمتزوج المغربی
شرقیۃ بینھما بسنۃ فولدت لستۃ اشھر مند تزوجھا لتصورہ کرامۃً اواستخد اماً فتح [5] وفی

---

۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۳ص ۷۳
۲) ایضاً ص ۴۲۶ ج۲ .ط.س. ج۳ص ۷۵ ظفیر
۳) رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۲ ج ۲ و ص ۴۰۳ ج ۲ ۵۰۲.
۴) رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج۲.
۵) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۷ ج۲ .ط.س. ج۳ص ۵۵۰.

الشامی فی شرح قول الدرالمختار ' الفراش علی اربع مراتب و قوی وهو فراش المنکوحة و معتدة الرجعی فانه فیه لا ینتفی الا باللعان[1] الخ

عبارات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ نکاح منکوحۃ الغیر سے باطل اور کالعدم ہے اور وطی کرنا اس سے زنا ہے اور زنا سے نسب کا ثابت نہ ہونا متفق علیہ ہے۔ کما مر فی الحدیث۔

پس معلوم ہوا کہ ہندہ اسی شخص کی بیوی ہے جس سے اس کا پہلا نکاح ہوا اور اس کی وارث ہوگی اور وہی اس کا وارث ہوگا لڑکی کا نسب بھی اسی شخص سے ثابت ہوگا جس کی ہندہ بیوی ہے 'دوسرا نکاح ہندہ کا جس شخص سے ہوا نہ ہندہ اس کی زوجہ ہے نہ اس سے وراثت کا کوئی تعلق بربنائے زوجیت ہوا اور نہ لڑکی کا اس سے نسب ثابت نہ وراثت کا اس سے کوئی تعلق۔ فقط

ماں نابالغہ لڑکی کا نکاح کردے اور باپ اجازت نہ دے تو نکاح نہیں ہوا

(سوال ۱۰۳۸) ایک لڑکی نوسالہ کا نکاح اس کی والدہ نے بلا اجازت ورضامندی اس کے باپ کے کردیا تھا اب وہ لڑکی بالغہ جوان ہے اس کا شوہر اس کو نان نفقہ نہیں دیتا بلکہ ایک خط میں لکھتا ہے کہ میں نے اس کو دل سے طلاق دے دی ہے اور تحریری طلاق نامہ اس کو کچھ مدت خوار کرکے دوں گا مگر وہ خط گم ہوگیا ہے لیکن ایک اور خط موجود ہے جس میں چند الفاظ طلاق کنایہ کے موجود ہیں مثلاً (۱) وہ میری عورت نہیں (۲) اس کو کہو میرے گھر سے چلی جا جدھر مرضی ہو میں بالکل خرچ نہ دوں گا (۳) چند سال خراب کرکے تحریری طلاق دوں گا وغیرہ وغیرہ۔

کیا عورت مذکورہ کو نکاح مذکورہ کالعدم سمجھ کر نکاح ثانی کی اجازت ہے؟

(نقل خط جو زوج نے بھیجا ہے)

جناب والا مکرم میاں پیر محمد از جانب عبدالقیوم

خط آپ کا پہنچا حال معلوم ہوا' دل کو خوشی ہوئی اور مجھ کو آپ اپنے دل کی بات ظاہر کریں کیا بات ہے اگر آپ کے ساتھ سلوک سے رہے گی تب میری عورت ہے ورنہ کوئی نہیں آپ جس طرح کہیں وہی بات کروں گی لیکن چند سال خراب کرکے 'اگر میری والدہ کو برا سمجھے گی میری سخت دشمن ہے۔

جواب از جائے دیگر

صورت مذکورہ بالا میں عورت مذکورہ کو شرع محمدی کی رو سے نکاح ثانی کی اجازت ہے کیونکہ ماں ولی ابعد ہے اور باپ ولی اقرب' اور ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد نابالغہ کا نکاح نہیں کرسکتا وللولی نکاح الصغیر والصغیرة والولی العصبة بترتیب لا رث (الیٰ ان قال) وان لم تکن عصبة فالولایة للام (کنز الدقائق باب الولیاء صفحہ ۹۸)[2] اور باب الکنایات میں ہے کہ جو شخص طلاق کے ذکر کے وقت اور عورت کے سوال کرنے کے وقت اپنے خاوند سے طلاق کا اور غضب کی حالت میں اگر مرد اپنی بیوی کو کہے کہ تو

---

(۱) رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸٦۷ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۵۵۰. ظفیر
(۲) دیکھیے البحر الرائق باب اولیاء ج ۳ ص ۱۲٦. ط.س. ج۳ ص ۱۱۸.

چلی جا جدھر تیری مرضی ہو یا تو میری عورت نہیں ہے اور مانند اس کے تو عورت پر طلاق بائن پڑ جاتی ہے جس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

پس اگر بالفرض والتقدیر پہلے نکاح کو صحیح بھی مانا جاوے تو اس خط اور دوسرے خط کے الفاظ سے نکاح فسخ ہو گیا اور شریعت محمدیہ کی رو سے عورت مذکور کو نکاح ثانی کی اجازت ہو گی۔

درمختار باب العنین میں ہے کہ لیکن قہستانی میں ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک اگر زوج کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو فرقت کا اختیار ہے اور اسی طرح ہر عیب زوج سے کہ عورت بدون ضرر کے اس کے پاس نہ ٹھہر سکے تو عورت کو اختیار ہے جدائی کا۔ [1] (صفحہ ۲۱۳ جلد ثانی)

(الجواب) (از حضرت مفتی صاحبؒ) اقول و بالله التوفيق بیشک یہ صحیح ہے کہ ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہیں ہے اور اگر ولی ابعد ایسا کرے تو وہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دے گا تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جائے گا۔

درمختار میں ہے: **فلو زوج الا بعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته** [2] **الخ**

اور شامی میں ہے: **فلا يكون سكوتها اجازة لنكاح الا بعد وان كان حاضراً في مجلس العقد مالم يرض صراحة او دلالة تامل الخ (ص ۳۱۵ جلد ثاني شامي)** [3]

اور جواب کا جزو ثانی جو کنایات سے بحالت غصہ و مذاکرہ طلاق طلاق بائنہ واقع ہونے کے متعلق ہے اس میں یہ تفصیل ہے کہ دوسرے خط کے مطابق جو کہ موجود ہے "کہ والدہ سے پوچھو تمہاری کیا رائے ہے؟ اگر آپ کے ساتھ سلوک سے رہے گی تب میری عورت ہے ورنہ نہیں" اس میں اس کی عورت نہ رہنے کو والدہ کے ساتھ سلوک سے نہ رہنے پر معلق کیا ہے ایسی حالت میں اگر شوہر کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہو اور شرط پائی جائے تو طلاق رجعی واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں اور شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دلالت حال کافی نہیں ہے نیت شوہر کی ضرورت ہے **وقيد بالنية لانه لا يقع بدونها اتفاقاً لكونه من الكنايات واشار الى انه لا يقوم مقامها دلالة الحال لان ذلك فيما يصلح جواباً فقط وهو الفاظ ليس هذا منها و اشار قوله طلاق الى ان الواقع بهذه الكناية رجعي** [4] **الخ (ص ۴۵۳ قبيل باب طلاق غير المدخول بها)**

اور نیز شامی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیوب شوہر مثل جنون و برص وغیرہ میں مفتی بہ قول شیخین ہے امام محمدؒ کا مذہب مفتی بہ نہیں ہے چنانچہ شامی میں ہے **وقد تكفل في الفتح برد ما استدل به**

---

۱) ولا يتخير احد الزوجين بعيب الاخر ولو فاحشا كجذام و جنون و برص و رتق و قرن و خالف الائمة الثلاثة في لخمسة لو بالزوج (درمختار) والظاهر ان اصلها و خالف الائمة الثلاثة في الخمسة مطلقا و محمد في الثلثة الاول و بالزوج (رد المحتار باب العنين ص ۸۲۲ ج ۲. ط.س. ج۳ ص ۵۰۱ ' ظفير

۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۳۲. ط.س. ج۳ ص ۸۱.

۳) رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۳۲ ' ط.س ج ۳ ص ۸۲

۴) دیکھئے رد المحتار باب الصريح ص ۶۲۳. ط.س. ج۳ ص ۲۸۳ قبيل باب طلاق غير المدخول بها

الائمة الثلاثة و محمد بما لا مزید علیه[1] الخ (ص ۵۹۷ ج ۲ شامی)

الحاصل صرف وجہ اول ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے حکم بطلان نکاح مذکور کا کیا جاسکتا ہے اور اجازت نکاح ثانی کی اس عورت کو ہو سکتی ہے وہ یہ کہ والدہ نے جو نکاح دختر نابالغہ کا کیا اور باپ نے اس کو جائز نہیں رکھا اور انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔

جعلی اجازت نامہ ولی کی طرف سے بنوا کر نکاح پڑھایا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۰۳۹) سترہ سال ہوئے کہ زید نے اپنے پسر خالد کا رشتہ عمر کی دختر ہندہ سے پیغام دیا چونکہ زید رذیل قوم کا تھا اس لئے عمر نے اس درخواست اور پیغام کو ترشی کے ساتھ رد کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد عمر برہما چلا گیا اس کے پیچھے عمر کی طرف سے ایک جعلی خط بنایا گیا کہ عمر اپنی لڑکی ہندہ کو بخوشی زید کے پسر خالد کے نکاح میں دیتا ہے اور نکاح پڑھوا دیا جائے۔

غرضیکہ ہندہ نو سالہ کا نکاح خالد سے کر دیا گیا جب عمر کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو وہ بہت ناراض ہوا اور یہ لکھا کہ میں ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتا اور لڑکی کو مت بھیجو۔

یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا نہیں ؟ کچھ عرصہ کے بعد یعنی بالغہ ہونے کے چند سال بعد ہندہ نے باسط سے نکاح کر لیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) خلاصہ جواب یہ ہے کہ چونکہ عمر اس نکاح سے راضی نہیں تھا اور اس کی طرف سے جعلی خط بنایا اور جس وقت عمر کو اطلاع ہوئی اس نے انکار کر دیا[2] لہٰذا وہ نکاح جو خالد سے کیا گیا باطل ہے لہٰذا ہندہ کا نکاح باسط سے کیا گیا وہ صحیح ہے خالد کو دعویٰ زوجیت اس پر نہیں پہنچتا اور چونکہ اس صورت میں خالد سے ہندہ کا نکاح صحیح نہیں ہوا لہٰذا اس کے بعد دیگر سوالات کے جواب کی ضرورت نہیں ہے جو کہ نکاح سابق کے صحیح ہونے پر متفرع ہیں۔ فقط

تیرہ سالہ لڑکی نے پہلے بلوغ کا دعویٰ نہیں کیا بعد میں کرتی ہے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۰۴۰) ہندہ جس کی عمر اس کی والدہ تیرہ سال بتلاتی ہے اور اس کا باپ زندہ نہیں ہے حقیقی ماں موجود ہے ماں بلا رضاء موجودگی چچا کے نکاح ہندہ کا خفیہ کر دیتی ہے اور ہندہ بوقت نکاح باوجود کہنے والدہ کے یہ لڑکی نابالغہ ہے دعویٰ بلوغ کا نہیں کرتی چچا نکاح سے مطلع ہو کر ناراض ہوا اور انکار کر دیا بعد انقضاء چھ ماہ تعلقین سے ہندہ دعویٰ کرتی ہے کہ میں بوقت نکاح بالغہ تھی یہ دعویٰ ہندہ کا صحیح ہو گیا یا نہیں یا نکاح کے وقت

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب العنین وغیرہ ' ظفیر

(۲) ونكاح عبد وامة بغير اذن السيد موقوف على الاجازة كنكاح الفضولي سيجى فى البيوع توقف عقوده كلها لها المجيز حالة العقد والا تبطل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة مطلب فى الوكيل والفضولي ص ٤٤٩) ط.س. ج٣ ص٩٧.

دعویٰ کرنا چاہئیے تھا؟

(الجواب) تیرہ برس کی عمر میں بلوغ ممکن ہے اور یہ عمر مراہقت کی ہے اور درمختار میں ہے کہ مراہق اگر دعویٰ بلوغ کا کرے اور ظاہر حال اس کا مکذب نہ ہو تو قول اس کا معتبر ہے وادنی مدته له اثنا عشر سنة ولها تسع سنين الخ فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم يكذبهما الظاهر الخ وهو ان يكون بحال يحتلم مثله والا لا يقبل قوله شرح وهبانيه درمختار [1] پس معلوم ہوا کہ لڑکی کا دعویٰ بلوغ کا صحیح ہے اور اس دعویٰ کی صحت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ نکاح کے وقت دعویٰ بلوغ کا کرے بلکہ بعد میں دعویٰ بلوغ کا صحیح ہے کیونکہ دعویٰ کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے کہ کوئی شخص مخالف اور منکر ہو۔ فقط

چودہ سالہ لڑکی کا نکاح باپ اس کی موجودگی کے بغیر کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰٤۱) ایک لڑکی چودہ سال کے اندر میں اپنی بہن کے پاس ہے اور اس کا باپ بریلی میں رہتا ہے تو وہ بغیر موجودگی لڑکی کے اپنی اجازت سے اس کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) چودہ برس کی عمر میں لڑکی کے بالغ ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا اگر حیض وغیرہ نہ ہو اور نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کا باپ بدون موجود ہونے لڑکی کے کر سکتا ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو اور اس کا نکاح دور بیٹھے بدون اطلاع کرتے لڑکی کے کر دے اور جس وقت لڑکی کو خبر ہو وہ سکوت کرے تب بھی باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے الغرض دونوں صورتوں میں باپ اپنی دختر کا نکاح دور بیٹھے کر سکتا ہے اور سکوت اس کا (بالغہ کا) اذن شمار ہوتا ہے۔[2] فقط

چچازاد بھائی نے بھی نکاح کیا اور سوتیلے چچازاد بھائی نے بھی، کون سا نافذ ہوگا؟

(سوال ۱۰٤۲) دو لڑکیاں ایک بالغہ دوسری نابالغہ اپنے سوتیلے چچازاد بھائی کی ولایت میں ہے اور ایک لڑکا جوان لڑکیوں کا حقیقی چچازاد بھائی ہے وہ کچھ ماہ زائد چودہ سال کی عمر کا ہے اب اس سوتیلے بھائی نے ان میں سے ایک دختر بالغہ کا نکاح اپنے ساتھ کر لیا اور دوسری نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے سے کہ جو دوسری بیوی سے ہے اپنی ولایت سے پڑھوانا چاہتا ہے اور لڑکیوں کا حقیقی چچازاد بھائی کہتا ہے کہ میں بالغ ہوں اور میری ولایت سے میرا نکاح اس لڑکی سے پڑھا دیا جائے تو اس صورت میں نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ حقیقی چچازاد بھائی جو کہ مراہق ہے یعنی قریب البلوغ ہے، دعویٰ اپنے بالغ ہونے کا کرتا ہے اور قرائن سے اس کا صدق ظاہر ہے تو قول اس کا دربارہ بلوغ شرعاً معتبر ہوتا ہے کما قال فی الدر المختار فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم يكذبهما الظاهر الخ فيعد اثنتى عشر سنة بشرط شرط اخر لصحة اقراره بالبلوغ وهو ان يكون بحال يحتلم مثله والا لا يقبل الخ درمختار [3] پس

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الحجر فصل فى بلوغ الغلام ص ۱۳۲ ج ۵ و ص ۱۳۳ ج ۵ .ط.س. ج۳ص ۱۵٤ .ظفیر (۲) اوزوجها وليها واخبر ها رسوله او فضولى عدل فسكت عن رده مختارة الخ فهو اذن الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤۱۰ و ج ۲ ص ۱۱ .ط.س. ج۳ص ۵۹' ظفیر

(۳) ایضاً كتاب الحجر فصل فى بلوغ الغلام الدرالمختار على هامش رد المحتار ج ۵ ص ۱۳۲ و ۱۳۳ .ط.س. ج۳ص ۱۵٤.

یونکہ حقیقی چچازاد بھائی بالغ کی ولایت مقدم ہے علاتی چچازاد بھائی سے لہذا جو نکاح حقیقی چچازاد بھائی نے کیا وہ صحیح ہے اور بعد میں جو نکاح علاتی چچازاد بھائی نے کیا وہ باطل ہے، پہلے جو یہاں سے جواز نکاح اس صورت میں لکھا گیا ہے وہ اس بناء پر تھا کہ سوال میں حقیقی چچازاد بھائی کو نابالغ ظاہر کیا گیا تھا، لہذا اس صورت میں کہ وہ بالغ ہو وہ جواب صحیح نہیں ہے اور یہ جواب جواب لکھا گیا ہے صحیح ہے۔ فقط

نابالغہ کا نکاح طوائف کے یہاں کر دیا گیا حکم کیا کرے

(سوال ۱۰۴۳) ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کچھ روپیہ لیکر ایک طوائف کے یہاں کر دیا وہ خود بھی گروہ طوائف سے تھا اب فوت ہو گیا ہے، لڑکی اس وقت سوتیلی والدہ اور سوتیلے والد کے قبضہ میں ہے وہ گروہ طوائف سے نہیں ہے اور سسرال جانا نہیں چاہتی اس لئے اس نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ عدالت میں کیا ہے مجسٹریٹ صاحب کے ایماء سے ہر دو فریق نے اس دعویٰ میں مجھ پر حصر کیا ہے کہ جو فیصلہ میں کروں مجھ کو منظور ہوگا میں اس میں کیا فیصلہ کروں ؟

(الجواب) لڑکی بعد بالغہ ہونے کے اس نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے لہذا آپ بوجہ حکم مسلم فریقین ہونے کے ان میں تفریق کرادیں درمختار میں ہے ولزم النکاح الخ ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منھما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً انتھی[1] ملخصاً و فی الشامی ثم اعلم ان مامر عن النوازل من ان النکاح باطل معناہ سیبطل کما فی الذخیرۃ لان المسئلۃ مفروضۃ فیما اذا لم ترض البنت بعد ما کبرت کما صرح بہ فی الخانیۃ والذخیرۃ وغیرھما[2] فقط

ولی کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح ماموں کر دے اور خلوت بھی ہو جائے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۰۴۴) لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کا ماموں بلا اجازت علاتی بھائی اور باپ کے چچا کے کر دیوے تو احناف کے نزدیک وہ نکاح درست ہو گیا یا نہیں اگر درست نہیں ہوا تو اس سے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں کیوں کہ لڑکی اس کے مکان پر گئی اور خلوۃ صحیحہ بھی ہو چکی ہے، اور مہر لازم ہو گیا نہیں اور عورت پر عدت ہو گی یا نہیں ؟

(الجواب) احناف کا مذہب یہ ہے کہ ولی اقرب کی موجودگی میں اگر ولی ابعد نابالغہ کا نکاح کر دے تو وہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور ولی اقرب اس صورت میں علاتی بھائی ہے پس اگر اس نے نکاح کی خبر سن کر اس نکاح کو جائز رکھا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا ہے اور اس نے اس کو رد کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا ہے[3] پس بصورت اجازت بدوں اس کی طلاق کے وہ نکاح فسخ نہ ہو گا اور طلاق کے بعد عدت لازم ہو گی اور مہر لازم ہے اور اگر

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۹۷ ج ۲ و ۴۱۸ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۶۶. ظفیر
(۲) رد المحتار باب الولی جلد ۲ ص ۴۱۸ و جلد ۲ ص ۴۱۹ ط.س. ج۳ ص ۶۷ ظفیر
(۳) فلو زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ(الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۳۲ ط.س. ج۳ ص ۸۱) ظفیر

اس نے باطل کر دیا تھا اور انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا اس صورت میں طلاق کی ضرورت نہیں ہے مگر بوجہ موطوۂ بالشبہ کے تحت میں آنے کے عدت لازم ہو گی اور مہر مثل دینا ہو گا۔ در مختار وغیرہ۔ فقط

بالغہ کہتی ہے کہ جبراً نکاح ہوا میں نے سن کر انکار کر دیا

(سوال ۱۰٤۵) خلاصہ سوال یہ کہ زید مدعی ہے کہ میرا نکاح ہندہ بالغہ کے ساتھ باجازت پدر ہندہ ہوا تھا اور ہندہ رخصت ہو کر میرے مکان پر آئی اور چند بار خلوت بھی ہوئی ہندہ مدعا علیہ زید مدعی کے ساتھ اپنی رضامندی واجازت سے اس نکاح کا بحلف انکار کرتی ہے اور وطئ سے بھی بحلف انکار کرتی ہے کہ کبھی اپنے ساتھ وطئ ودواعی جماع پر زید کو قدرت نہیں دی اور یہ بھی بیان کرتی ہے کہ جس وقت مجھ کو نکاح کی اطلاع ہوئی میں نے اس سے انکار اور اظہار نارضامندی کر دیا تھا اور بعض قرابت دار ہندہ کے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں تو زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) حاصل جواب یہ ہے کہ در مختار میں ہے ولا تجبر البکر البالغة علی النکاح لا نقطاع الولایة بالبلوغ[1] الخ پس اس صورت میں جب کہ ہندہ نے بوقت استیذان و نیز بعد نکاح کے اس سے انکار کر دیا اور اظہار نارضامندی کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا بخلاف مالو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانه بالرد الخ درمختار[2] پس جب کہ رد کے بعد اگر وہ اپنی رضاء کا بھی اظہار کرے تب بھی نکاح صحیح نہیں ہوتا تو جس صورت میں بالغہ اول سے آخر تک انکار ہی کرتی رہے تو نکاح اس کا کسی طرح صحیح نہیں ہوا اور چوں کہ موافق اقرار بالغہ [illegible] نہیں ہوئی تو مہر بھی لازم نہ ہوا لڑکی کو دوسرے شخص سے اپنی رضامندی کے کفو میں نکاح کرنا درست ہے۔

نو مسلمہ کب نکاح کرے

(سوال ۱۰٤٦) (۱) جب عورت مسلمان ہو کر مرد کافر سے جدا ہو جاوے تو دوسرے شخص سے کس وقت نکاح کر سکتی ہے؟

عورت کہتی ہے دل سے اجازت نہیں دی

(۲) ایک مرد نے ایک عورت سے جبراً نکاح کیا مگر عورت نے دل سے اجازت نہیں دی یہ نکاح ہوا یا نہیں عورت اب سب سے یہی کہتی ہے کہ میں نے دل سے اجازت نہیں دی اگر شوہر کلمات کفر کہے تو شرعاً کیا حکم ہو گا؟

(الجواب) تین حیض آنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔[3] فقط

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰. ط.س. ج۳ص۵۸. ظفیر

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۴۱۲. ط.س. ج۳ص۶۰ ظفیر

(۳) ولو اسلم احد هما ای احد المجوسین اوامرأ الکتابی فی دار الحرب الخ لم تبین حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثه اشهر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۶. ط.س. ج۳ص۱۹۱) ظفیر

(۲) اگر کوئی بالغہ عورت زبان سے اپنے نکاح کی اجازت دیدے اگرچہ دل سے راضی نہ ہو اور ناخوشی کے ساتھ زبان سے اجازت دے دے تو نکاح ہو جاتا ہے' اور جس عورت کا شوہر کلمات کفر کہے تو اس کی عورت اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اور اس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ فقط

شیعہ بالغہ لڑکی سنی ہو کر خود نکاح کر لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۰٤۷) ایک بالغہ شیعہ لڑکی نے برضا و رغبت خود بلا اجازت والدین ایک سنی افغانی سے چار گواہ اور ایک وکیل کی موجودگی میں معرفت قاضی کے نکاح کیا منکوحہ کے والدین بوجہ شیعہ ہونے کے اپنی لڑکی کا نکاح شوہر سے فسخ کرانا چاہتے ہیں حالانکہ قبل نکاح لڑکی نے روبرو گواہان اقرار کیا ہے کہ میں سنت جماعت حنفی مذہب اختیار کر چکی ہوں اور وکیل نکاح ہونے کا تو اقرار ہے اور میں وکیل بھی بنا مگر لڑکی کے ایجاب و قبول کی آواز میرے کانوں میں نہیں پہنچی اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے ؟

(الجواب) درمختار میں ہے فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضاء ولی [1] الخ وھکذا فی العالمگیریہ وغیرہ پس صورت مسئولہ میں جب کہ وہ لڑکی بالغہ ہے اور سنی ہو چکی ہے جیسا کہ شہادت سے ثابت ہے اور ایجاب و قبول بھی شہادت سے ثابت ہے لہذا اس کا نکاح سنی المذہب سے صحیح ہو گیا ہے والدین دختر جو کہ شیعہ ہیں اور اپنے مذہب پر قائم ہیں نکاح مذکورہ فسخ نہیں کر سکتے۔ فقط

بد چلن ولی' ولی باقی رہتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۰٤۸) اگر دختر کا ولی بد چلن ہو اور خبر گیراں نہ ہو تو اس کی ولایت کا کیا حکم ہے ؟

(الجواب) کوئی ولی اگر بد چلن ہو یا خبر گیراں خورد و نوش کا نہ ہو تو بوجہ ترک کرنے اپنے فرض منصبی کے وہ عاصی و فاسق ہے لیکن ولایت اس کی مطلقاً اس سے سلب نہیں ہوتی اور خاص صورت میں اس کی ولایت بھی سلب ہو جاتی ہے بہر حال بالغہ لڑکی پر ولایت اجبار کسی ولی کو نہیں ہے۔ فقط

دادا نے گو خبر نہ لی ہو مگر باپ کے بعد ولی نکاح وہی ہے

(سوال ۱۰٤۹) زید فوت ہو گیا اس کی دختر کی پرورش والدہ نے کی دادا چچا نے مطلق خبر گیری نہ کی اب والدہ اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کرنا چاہتی ہے دادا چچا و ہاں اذن دینے سے انکاری ہیں بلکہ قاضی شہر کو کہتے ہیں کہ ہماری بلا اجازت نکاح نہ پڑھایا جاوے ایسی صورت میں والدہ کی اجازت سے نکاح ہو جاتا ہے یا دادا و چچا کی اجازت ضروری ہے ؟

(الجواب) اگر وہ نابالغہ ہے تو باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ولی اس کے نکاح کا اس کا دادا ہے اور دادا کے بعد چچا ولی ہے ان کی موجودگی میں والدہ کو اختیار نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے اگرچہ پرورش والدہ نے کی ہے پس جب

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٠٧ ط.س. ج ۳ ص ۵۵. ظفیر

کہ ولی اس نابالغہ کے نکاح کے دادا اور چچا ہیں تو اگر وہ قاضی نکاح خواں کو نکاح خوانی سے روک دیں تو وہ حق بجانب ہیں قاضی کو اس حالت میں بدون ان کی اجازت کے نکاح پڑھنا جائز نہیں ہے اور وہ نکاح نہ ہوگا۔[1] فقط

نابالغہ بیوہ کا نکاح ساس نے کر دیا مگر ماں نے رد کر دیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ١٠٥٠) ایک لڑکی ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کی ساس نے کر دیا لڑکی کی والدہ اپنی لڑکی کو لے آئی اور بعد بالغہ ہونے کے اس کی اجازت سے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تو یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) نابالغہ کے نکاح کی صحت کے لئے ولی شرط ہے[2] پس لڑکی کی ساس نے جو نکاح اس کا کیا تھا وہ لڑکی کی ماں کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے اجازت نہیں دی تو یہ نکاح باطل ہو گیا اب لڑکی کی رضا سے اس کی ماں نے جو نکاح کیا ہے وہ صحیح ہے۔ فقط

قاضی کو جب معلوم ہو کہ لڑکی راضی نہیں تو وہ کیا کرے ؟

(سوال ١٠٥١) اگر قاضی کو معلوم ہو جائے کہ جہاں لڑکی بالغہ کے اولیاء نکاح کرنا چاہتے ہیں لڑکی وہاں نکاح کرنے پر رضامند نہیں ہے تو اسکو کیا کرنا چاہیئے ؟

(الجواب) اس صورت میں قاضی کو احتیاط کرنی چاہیئے اور ولی دختر سے صاف کہہ دے کہ بدون اجازت بالغہ کے ان کا نکاح صحیح نہیں ہوتا تاہم اس کا خیال رکھو البتہ سکوت بالغہ کا ولی کے نکاح کر دینے پر اگرچہ وہ اس پر راضی نہ ہو جواز نکاح کے لئے کافی ہے[3] و تفصیله فی کتب الفقه. فقط

ولی اور وکیل کی اجازت چاہتے وقت لڑکی کی کون کون سی ادا اجازت ہے

(سوال ١/١٠٥٢) ولی کے لئے مثل (اب وجد) بنت باکرہ بالغہ سے وقت اجازت نکاح برائے اجازت یہ امور کافی ہیں ضحک' بکاء' بلا صوت وغیرہا یا تکلم ضروری ہے (٢) ولی اگر وکیل بنا ہے طلب اجازت بالنکاح میں تو اس وکیل من الولی کے لئے بھی وہ امور کافی ہوں گے جو ولی کے لئے کافی تھے یا اس وکیل کے لئے تکلم ہی ضروری ہوگا (٣) وکیل من الولی اگر اجنبی غیر محرم ہے تو اس کے واسطے در صورت کفایت ان امور کے جو ولی کے لئے کافی

---

(١) الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب فان لم تکن عصبة فالو لایة للام (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق الخ (رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤٢٧ وج ٢ ٤٢٨. ط.س. ج٣ص ٧٦)

(٢) وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤٠٧). ط.س. ج٣ص ٥٥ ظفیر

(٣) أو زوجها ولیها واخبر ها رسوله او فضولی عدل فسکتت عن رده مختارة الخ فهو اذن (درمختار) قوله عن رده قید به اذ لیس المراد مطلق السکوت لانها لو بلغها الخبر فتکلمت باجنبی فهو سکوت هنا فیکون اجازة فلو قالت الحمد لله اخترت نفسی او قالت هو دباغ لا اریده فهذا کلام واحد فهو رد قوله مختارة اما لو اخذها عطاس او سعال حین اخبرت فلما ذهب قالت لا ارضی اواخذ فمها ثم ترك فقالت ذلك صح ردها لان سکوتها کان عن اضطرار (رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤١٠ وج ٢ ص ٤١١. ط.س. ج٣ص ٥٩) ظفیر

ہیں ان کا خود مشاہدہ کرنا ضروری ہے یا ایک عورت کا اسکے متعلق خبر دینا کافی ہوگا؟

(الجواب) (۱،۲،۳) بکر بالغہ کا سکوت اور ضحک اور بکاء بلاصوت اذن ہے جب کہ اجازت چاہنے والا ولی ہو یا اس کا وکیل یا قاصد اور اگرچہ وکیل اجنبی غیر محرم ہو جب کہ اس کو یہ امور بذریعہ خبر معلوم ہو جاویں اگر بذریعہ عورت معتبر کے ہوں لیکن اسی حالت میں بصورت انکار بالغہ ایک عورت یا ایک مرد کا بیان کافی نہ ہوگا قال فی الدرالمختار فان استاذنها هو ای الولی الخ او وکیله او رسوله او زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسکتت او ضحکت او بکت بلا صوت [1] الخ انتہیٰ ملخصاً فقط

زبان سے جب ولی نے کہہ دیا تو دل کا اعتبار نہیں

(سوال ۱۰۵۳) مختار فاطمہ لڑکی بعمر دس سالہ کا نکاح اس کی ماں نے بہ وکالت عزیز احمد جو لڑکی کا چچا دوری سلسلہ سے ہوتا ہے اپنے ایک عزیز مسمی لائق علی سے کر دیا اب یہ کہا جاتا ہے کہ لڑکی کا نکاح ماں کی ولایت اور اجازت سے جو ہوا یہ جائز نہیں ہے بلکہ عزیز احمد کی ولایت و اجازت سے ہونا چاہئے تھا عزیز احمد کا یہ خیال عرصہ سے تھا کہ لڑکی مذکورہ کا نکاح میرے لڑکے کے ساتھ ہو اسی وجہ سے عزیز احمد یہ مشہور کر رہے ہیں کہ نکاح میری اجازت سے نہیں ہوا اور میں نے یہ وکالت دل سے نہیں کی تھی بلکہ بظاہر مروتاً کر دی ہے پس ایسی حالت میں یہ نکاح جائز طور پر ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ نکاح مذکورہ بوکالت عزیز احمد کے ہوا ہے جو کہ ولی نابالغہ کا ہے تو یہ نکاح منعقد اور صحیح ہو گیا عزیز احمد کا کوئی عذر اب مسموع نہ ہوگا۔ فقط

دادا بڑھاپے کی وجہ سے ذی رائے نہیں رہا تو چچا ولی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۵۴) ایک لڑکی جس کی عمر دس سال کی ہے اس کا باپ انتقال کر گیا ہے دادا موجود ہے اور چچا حقیقی موجود ہے اور دادا کی یہ حالت ہے جیسا کہ کوئی دیوانہ ہوتا ہے اور اپنے اولاد کے نفع و نقصان کو نہیں سمجھتا اب لڑکی کا حقیقی چچا یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی ولایت سے لڑکی کا عقد کر دوں تو شرعاً یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں دادا کی ولایت ساقط ہے چچا کی ولایت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہے در مختار باب الولی میں ہے هو البالغ العاقل الخ ولو فاسقا علی المذهب مالم متهتكا [2] الخ و فيه لزم ولو بغبن فاحش او بغير كفوء ان كان الولی المزوج اباً او جداً مالم يعرف منهما سوء الاختيار وان عرف لا يصح [3] فقط

نشہ خوار باپ نے نابالغہ کا نکاح غیر کفو اور کم مہر میں کیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۰۵۵) ایک شخص چنڈوباز نشہ خوار محض اپنی نفسانی طمع کے لئے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے خاندان کے کم

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰. ط.س. ج۳ص ۵۸، ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۶. ط.س. ج۳ص ۵۴. ظفیر (۳) ایضاً ج ۲ ص ۴۱۷، ط.س. ج۳ص ۶۶. ظفیر

درجہ کے لوگوں میں ایک ایسے صغیر السن لڑکے سے کردیا جس کے بالغ ہونے میں ۷۔۸ سال کا عرصہ ہے اور لڑکی اس وقت بالغ ہے اور مہر بہت کم مقرر کیا گیا ہے اس صورت میں ایسے باپ کا کیا ہوا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اقول و باللہ التوفیق ۔ تحقیق صاحب فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک باپ پہلے سے معروف بسوء الاختیار نہ ہو تو وہ نکاح جو اس نے قبل از معروف ہونے کے کیا صحیح ہے جیسا کہ عبارت عالم یعرف منھما سوء الاختیار وان عرف لا یصح سے ظاہر ہوتا ہے اور مہر کا حال یہ کہ بعض اقوام میں مہر اس درجہ کثیر رائج ہے کہ کوئی عاقل اس کو پسند نہیں کر سکتا اور مغالاۃ مہر سے نہی صراحتہً موجود ہے تو اگر باپ نے موافق طریق سنت کی فرض کیجئے کہ اپنی دختر کا مہر مقرر کردیا اور نابالغ شوہر سے نکاح کرنا مصلحت آئندہ دختر کی موافق سمجھا تو اس کو سئی الاختیار نہ کہا جاوے گا اور اس وصف کے ساتھ معروف ہونا اس کا تو اس سے کسی طرح محقق نہ ہوگا البتہ اگر بحالت نشہ اس نے یہ نکاح کیا ہے تو صحیح نہ ہوگا۔ کما فی الدرا لمختار وکذا لو کان سکران الخ وفی الشامی وھذا مفقود فی السکران وسیئ الاختیار [1] اذا خالف الخ فقط

مرزائی باپ نابالغہ کا ولی نہیں ہو سکتا

(سوال ۱۰۵۶) ایک کنواری لڑکی عاقلہ بالغہ کے جس کے (والدین اور دادا اور دیگر رشتہ دار موجود ہیں) اپنے دادا کو ولی بنا کر اپنا نکاح برادری کے ایک لڑکے سے احکام شرعی کے مطابق کر لیا ہے لڑکی کا باپ کچھ عرصہ سے مرزائی ہو گیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں لڑکی کسی مرزائی کو دوں گا قادیان والوں نے حکم دیا ہے کہ اگر لڑکا مرزائی مذہب اختیار کرے تب لڑکی دی جا سکتی ہے اس صورت میں جو نکاح لڑکی کا دادا کی ولایت سے ہوا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں اول تو لڑکی خود بالغہ عاقلہ ہے تو خود اس کی اجازت سے اس کا نکاح کفو میں صحیح ہے کسی ولی کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وھو ای الولی شرط صحتہ نکاح صغیر الخ لا مکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی الخ [2] اور ثانیاً یہ کہ اگر ولی کے ذریعہ سے ہی نکاح اس کا کیا جاوے جیسا کہ سنت ہے تو ولی اس کا اس صورت میں اس کا دادا ہے باپ بوجہ مرزائی ہو جانے کے ولی نہیں رہا ولایت اس کی باطل ہوگئی [3] پس دادا نے جو نکاح اس بالغہ کا اس کی اجازت سے کیا وہ صحیح ہو گیا باپ کو اس نکاح کو توڑنے کا اختیار اور دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور مرزائی لڑکے سے نکاح صحیح نہیں ہوگا الحاصل جو نکاح بولایت دادا ہو گیا وہ صحیح ہے قادیان والوں کا حکم باطل ہے۔ فقط

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۹ ۔ط.س. ج۳ص۶۷ وکذا (ای لا یصح النکاح) لو کان سکران فزوجھا من فاسق او شریر او فقیر اوذی حرفۃدنیتہ(الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۸. ط.س. ج۳ص۶۷) ظفیر

(۲) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ .ط.س. ج۳ص ۵۵ .ظفیر

(۳) مرزائی مرتد کافر ہوتا ہے اس لئے وہ ولی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ولی کے لئے اسلام کی شرط ضروری ہے بشرط حریۃ و تکلیف و اسلام فی حق مسلمۃ ترید التزوج وولد مسلم لعدم الولایۃ(درمختار) یعنی ان الکافر لایلی علی المسلمۃ وولدہ المسلم لقولہ تعالیٰ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا(رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۸' ۴۲۹ .ط.س. ج۳ص ۷۷. ظفیر

عصبہ کسی بھی پشت کا ہو اس کے ہوتے ہوئے ماں ولی نہیں

(سوال ۱۰۵۷) اگر کسی نابالغہ کا کوئی عصبہ پانچویں پشت کا موجود ہو تو والدہ کا کیا ہوا نکاح جائز ہوگا یا نہیں اور وہ نابالغہ بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ نابالغہ کا کوئی عصبہ کسی پشت کا موجود ہو تو والدہ کو ولایت نکاح نہیں ہے پس اگر ایسی حالت میں والدہ نابالغہ کا نکاح کرے گی تو وہ نکاح اس عصبہ کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ اجازت دے گا تو وہ نکاح صحیح ہوگا اور اگر وہ انکار کر دے گا تو وہ نکاح باطل ہوگا[1] اور اگر ولی عصبہ اس نکاح کو جائز رکھے تو نابالغہ کو بعد بالغ ہونے کے اختیار ہوگا کہ اس نکاح کو فسخ کرادے مگر بذریعہ قاضی و حاکم کے فسخ کرا سکتی ہے خود فسخ نہیں کر سکتی۔[2] کذافی الشامی فقط

پہلا نکاح صحیح ہے اور تعلیق کالعدم ہے

(سوال ۱۰۵۸) زید کے والد نے زید کے روبرو اس کی دختر کا نکاح گواہوں کی موجودگی میں عمر کے بیٹے سے کر دیا زید ساکت صامت رہا اب سہ ماہ کے بعد غصہ کی حالت میں ناراض ہو کر کہہ دیا کہ اگر میں عمر کے لڑکے کو ناطہ دوں تو مجھ پر میری عورت بہ سہ طلاق حرام ہے اب اگر کوئی شخص خواندہ معتمد علیہ زید کو تسلی دیوے کہ تیری لڑکی کا شرعی نکاح عمر کے لڑکے سے ہو چکا ہے یہ تمہاری تعلیق لغو ہے تم کو بغرض تشہیر دوبارہ جدید نکاح کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے زید نے اس پر اعتماد کر کے دوبارہ نکاح اپنی لڑکی کا عمر کے لڑکے سے کر دیا کیا زید کی منکوحہ زید پر حرام ہو جائے گی۔؟

(الجواب) **فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته الخ درمختار**[3] **قال فی الشامی فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الا بعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً اودلالة شامی**[4] **ص ۳۱۵ ج ۲** پس اگر زید نے صراحتہً یا دلالتہً اپنی رضا کا اظہار کر دیا مثلاً اپنی دختر کو اس کے شوہر کے گھر خوشی بھیج دیا یا مہر طلب کیا وغیرہ تو نکاح زید کے باپ کا کیا ہوا صحیح ہو گیا اور دوبارہ زید کا نکاح کرنا لغو اور فضول اور کالعدم ہے لہذا اس کی زوجہ اس پر بہ سہ طلاق حرام نہ ہوگی لعدم تحقق الشرط اور اگر زید نے محض سکوت کیا تھا اور اجازت صراحتہً نہ دی تھی اور نہ دلالتہً اظہار رضا کیا تھا تو نکاح سابق منعقد نہ ہوا تھا پس زید نے جو نکاح کیا وہ صحیح ہو گیا اور شرط سہ طلاق پائی گئی لہذا اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی۔ فقط

---

(۱) الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالو لایة للام الخ فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۲۷، ۴۳۲ ط.س. ج۳ص ۷۶ ظفیر

(۲) ولهما ای لصغیر و صغیرة خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ ایضاً ج ۲ ص ۴۲۰، ط.س. ج۳ص ۶۹ ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ ط.س. ج۳ص ۸۱ ظفیر

(۴) رد المحتار باب الولی جلد ۲ ص ۴۳۳ ط.س. ج۳ص ۸۱ ظفیر

باپ نے نشہ کی حالت میں لڑکی نابالغہ کا نکاح کیا' ہوایا نہیں ؟

(سوال ۱۰۵۹) ایک عورت کا نکاح صغر سنی میں ہوا تھا لڑکی کا والد اس روز نشہ میں تھا تو یہ نکاح صحیح ہوایا نہیں بعد بلوغ لڑکی خاوند کے یہاں نہیں رہی مقدمہ عدالت میں چلا لڑکی کے باپ نے یہ ثابت کیا کہ نکاح نہیں ہوا تھا مگر ہوا ضرور تھا عدالت نے نکاح کو فسخ کر دیا خاوند نے طلاق نہیں دی اب عورت نے نکاح ثانی کر لیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ اس نکاح میں شریک ہوئے ان کے لئے کیا حکم ہے ؟

(الجواب) اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ نکاح ضرور ہوا تھا اور باپ جو نکاح کرنے والا تھا وہ نشہ میں تھا لیکن نکاح کفو میں ہوا اور مہر مثل کے ساتھ ہوا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اس صورت میں بدوں طلاق دینے شوہر اول کے دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا جیسا کہ شامی میں ہے و متقضی التعلیل ان التسکران او المعروف بسؤ الاختیار ولو زوجھا من کفوء بمھر المثل صح لعدم الضرر المحض الخ ص ۳۰۵ ج ۲ شامی [1]

پس جو فتویٰ دوسرے فریق نے عدم جواز نکاح ثانی بدوں طلاق دینے شوہر اول اور بدوں گزرنے عدت کے دیا اور یہ نکاح اول بسبب کفوء میں ہونے کے صحیح ہو گیا یہ فتویٰ صحیح ہے اور موافق ہے روایات کتب فقہ کے اور جو لوگ نکاح ثانی میں شریک ہوئے ان کا نکاح نہیں ٹوٹا لیکن اگر باوجود علم اس امر کے کہ اس عورت کو شوہر اول نے طلاق نہیں دی شریک نکاح ثانی ہوئے تو گناہ گار ہوئے توبہ کریں۔ فقط

دادی کا لگایا ہوا رشتہ لڑکی کو پسند نہیں ہے ؟

(سوال ۱۰۶۰) ایک نابالغہ لڑکی کو اس کی دادی نے اپنے ہم قوم لڑکے کو دینے کا اقرار کیا اب دادی مر گئی ہے اور لڑکی کا باپ زندہ ہے اس نے لڑکی کے ماموں کو وکیل نکاح کا بنا دیا ہے اور لڑکی جوان ہے اور دادی کے کئے ہوئے رشتہ کو قبول نہیں کرتی اور دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ لڑکی بالغہ ہو کر دادی کے رشتہ کو یعنی خطبہ منگنی کو منظور نہیں کرتی تو وہاں نکاح کرنا جائز نہیں ہے جہاں لڑکی کی مرضی ہے کفو میں نکاح کرے اور پہلے جو منگنی ہوئی تھی وہ نکاح نہیں ہوا بلکہ وہ بظاہر وعدہ نکاح تھا اور دادی کو بموجودگی باپ کے نابالغہ کے نکاح کی ولایت بھی نہیں ہے۔ ھکذا فی کتب الفقہ

باپ نے نکاح کر دیا پھر لڑکی نے بالغ ہونے کا دعویٰ کیا اور نکاح کر لیا کون سا نکاح جائز ہوگا ؟

(سوال ۱۰۶۱) زید نے اپنی لڑکی ہندہ کو خالد کے لڑکے بکر سے منسوب کر رکھا تھا اور لڑکی اپنی نانی کے پاس رہتی تھی زید سخت بیمار ہوا اس لئے اپنی لڑکی ہندہ کا عقد عمر کے بیٹے ولید سے بولایت خود کر دیا اور لڑکی کو بھی خبر بھیج دی کہ ہندہ کا عقد عمرو کے لڑکے ولید سے کر دیا بولایت خود' نانی نے چند وجہوں سے ناخوش ہو کر عقد اسی لڑکے بکر بالغ سے کر دیا جس سے باپ نے پہلے سے نسبت کر رکھی تھی اور باپ کو خبر کر دی کہ لڑکی نے اپنا عقد آپ ہی بکر مذکور سے کر لیا اور بوجہ بالغہ ہونے کے اس کو کسی کی ولایت کی ضرورت نہیں پڑی اس وقت لڑکی کا سن

---

(۱) ایضاً ج ۲ ص ۴۱۹ ط.س. ج ۳ ص ۶۷ ' ظفیر

قریب گیارہ برس کے تھا بعد چندروز کے بکر ہندہ کو رخصت کرا کر اپنے گھر لایا اور اڑھائی تین برس کے بعد انتقال کیا جب لڑکی ہندہ کے دوسری عقد کی تیاری اور تجویز ہوئی تو نہ معلوم لڑکی نے کس مصلحت سے بیان کیا کہ نانی نے جو ہمارا عقد بکر کے ساتھ کیا تھا اس وقت میں بالغ نہ تھی لوگوں کے بھکانے سے میں نے اپنے کو بالغ قرار دے دیا تھا بالغ تو میں بعد نکاح بکر کے ہوئی ہوں آیا ایسی حالت میں باپ نے جو ولید سے نکاح کیا تھا وہ صحیح سمجھا جاوے یا نانی کے عقد کو اگر نکاح ولید سے صحیح ہو گیا تھا تو اب دوسری جگہ نکاح کے لئے ولید کی طلاق کی ضرورت ہے یا فسخ نکاح کی کیوں کہ ولید اس کو اب اپنے نکاح رکھنا نہیں چاہتا اور ولید اس وقت مراہق ہے؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہندہ بوقت نکاح کے جو کہ اس کے باپ نے ولید سے کیا نابالغہ تھی تو باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہو گیا اور وہ فسخ نہیں ہو سکتا اور اگر در حقیقت ہندہ بالغہ تھی اور باپ نے جو نکاح اس کا ولید سے کیا اس کو سن کر وہ خاموش رہی تب بھی ولید سے نکاح اس کا صحیح ہو گیا البتہ اگر اس کو باپ کے نکاح کر دینے کی خبر نہ ہوئی یا خبر ہونے پر اس نے انکار کر دیا اور اسی حالت میں اپنی رضامندی سے بکر سے نکاح کیا تو بکر سے نکاح صحیح ہو گیا بعد انتقال بکر کے دوسرا نکاح جہاں وہ راضی ہو ہو سکتا ہے اور واضح ہو کہ اگر ہندہ بوقت نکاح از بکر مراہقہ تھی اور اس نے اقرار اپنے بالغ ہونے کا کر لیا تھا تو وہ بالغہ سمجھی جاوے گی پھر انکار کرنا اس کا بلوغ سے معتبر نہ ہوگا تو اس حالت میں جب کہ اس نے باپ کے نکاح کو پسند نہ کیا تھا اور انکار کر دیا تھا یا خبر سے پہلے بکر سے نکاح باجازت خود کر لیا تھا تو بکر سے نکاح صحیح تھا ولید کی طلاق کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ نکاح ہوا ہی نہیں تھا اور نہ کسی قاضی وغیرہ سے فسخ کرانے کی ضرورت ہے اور نہ طلاق مراہق کا مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت ہے اور نابالغ اگرچہ مراہق ہو طلاق اس کی واقع نہیں ہوتی۔ کذافی عامتہ کتب الفقہ اب اگر ولید سے نکاح کرنا مناسب و مصلحت ہو کیا جاوے ورنہ کسی دوسرے شخص سے دوبارہ نکاح ہندہ کا کر دیا جاوے در مختار میں ہے فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقاان لم یکذبهما الظاهر [1] الخ فقط

نابالغہ کا نکاح جس ولی نے پہلے کیا وہ درست اور بعد والا باطل ہے

(سوال ۱۰۶۲) ایک لڑکی نابالغہ کے دو ولی مساوی ہیں اور اس لڑکی سے دو شخصوں نے نکاح کا دعویٰ کیا اور ہر ایک نے اپنی سند ایک ایک ولی کی طرف سے پہنچائی اور اولیاء نے بھی اقرار کیا اور در حقیقت جس شخص کا نکاح بعد میں ہوا تھا اس نے کسی طرح سے عدالت میں اپنے نکاح کو پہلے ہونا ثابت کر دیا اور لڑکی بھی بعد بلوغ اس کے ساتھ رضامند ہے تو اب وہ لڑکی زوج اول کو ملنی چاہیئے یا زوج ثانی کو؟

(الجواب) در مختار میں ہے ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق [2] الخ پس جس ولی نے پہلے نکاح کیا وہ صحیح ہوا اور وہ لڑکی زوجہ شوہر اول کی ہے اسی کو ملنی چاہیئے اور جس نے بعد میں نکاح کیا وہ باطل ہے جب تک شوہر اول بالغ ہو کر طلاق نہ دیوے اس وقت تک دوسرے شخص سے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ فقط (غلط طور پر پہل ثابت کرنے سے حکم نہیں بدلتا ظفیر)

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحجر فصل فی بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ ط.س. ج۳ ص ۱۵۴

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ ط.س. ج۳ ص ۸۱ ظفیر

فصل دوم
مسائل واحکام فسخ نکاح

بہار کے امیر شریعت اور قاضی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں؟

سوال ۱۰۶۳) امیر شریعت اوراس کے قضاۃ کو جو بہار میں مقرر ہیں حق فسخ نکاح وغیرہا حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب) امیر شریعت مذکور اوراس کے قضاۃ کو حق فسخ نکاح وغیرہا حاصل ہے جیساکہ شامی کی اس عبارت سے واضح ہے ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین الخ [1] فقط

مسلمانی ریاست کا قاضی اور ہندوستانی عالم نکاح فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟

سوال ۱۰۶٤) (۱) ریاست اسلامیہ کا قاضی خیاربلوغ میں فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے یا نہیں (۲) اور کوئی عالم بموجب روایۃ فتاویٰ تنقیح حامدیہ لان فتویٰ الفقه للجاهل بمنزلة حكم القاضی الخ ہر حکومت گورنمنٹ خیاربلوغ میں فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب) خیاربلوغ وغیرہ میں قاضی ریاست اسلامیہ فسخ نکاح کا حکم کر سکتا ہے قاضی ریاست اسلامیہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اوراسی قاضی سے فسخ کرانا چاہئے کیونکہ بے شبہہ یہی امر حق ہے۔ [2]

(۲) اور روایۃ فتاویٰ تنقیح حامدیہ کو اس پر محمول کرنا چاہئے کہ اگر اس عالم کو فریقین حکم تسلیم کرلیں تو اس کا حکم نافذ ہو جائے گا۔ [3] فقط

---

۱) رد المحتار کتاب القضا مطلب فی حکم تولية القضاة فی بلاد تغلب علیها الکفار ج ٤ ص ٤٢١. ط.س. ج۵ص ۳٦۹ فيجب عليهم ان يلتمسوا واليا مسلما منهم الخ آگے یہ بھی ہے وفی الفتح واذا لم يكن سلطان ولا من يجوز التقلد منه كما هو فی بعض بلاد المسلمين غلب عليهم الكفار يجب على المسلمين ان يتفقوا على واحد منهم يجعلونه والياً فيولى قاضيا وهو الذى يقضى بينهم (ايضاً). ط.س. ج۵ص ۳٦۹ ظفير

۲) مسلمانی ریاست اپنے داخلی معاملات میں آزاد ہوتی ہے اور اس کا مقرر کردہ قاضی قاضی شرعی کے حکم میں ہوتا تھا ظفیر و یجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو كافراً (درمختار) فی التتارخانيه الا سلام ليس بشرط فيه اى فى السلطان الذى يقلد و بلاد الاسلام التى فى ايدى الكفرة لا شك انها بلاد الاسلام و بلاد الحرب لا نهم لم يظهر وا فيها حكم الكفر القضاة مسلمون والملوك الذين يطيعو نهم عن ضرورة مسلمون الخ (ردالمحتار كتاب القضاء ج ٤ ص ٤٢١ .ط.س. ج۵ص۳٦۹) ظفير

۳) تولية الخصمين حاكما بينهما الخ وشرطه من جهة المحكم بالفتح صلاحية للقضاء كما مر (درمختار) اى فى الباب السابق قوله والحكم كالقاضى (رد المحتار باب التحكيم ج ٤ ص ٤٨٣ .ط.س. ج۵ص٤٢٨ . ظفير

مسلمان حاکم قاضی کے قائم مقام ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۶۵) حاکم جو گورنمنٹ کی طرف سے ہے اگر وہ مسلمان ہو تو قائم مقام قاضی کے ہو سکتا ہے یا نہیں اور نکاح فسخ کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) حاکم جو کہ گورنمنٹ کی طرف سے مقررہ ہے اگر وہ مسلمان ہے تو قائم مقام قاضی ہو جاتا ہے کما صرح به فی الدرالمختار و تجوز تقلد القضاة من السلطان العادل والجائر ولو کافراً و ذکره مسکین وغیره الا اذا کان یمنعه من القضاء بالحق الخ [۱] فقط

موجودہ دور میں قاضی کا کام حاکم زمانہ سے لینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۰۶۶) اگر زمانہ موجودہ میں کسی مسئلہ کے لئے قاضی کی ضرورت ہو تو کیا کیا جائے یعنی فسخ نکاح وغیرہ میں کیا حاکم زمانہ موجودہ یا کوئی عالم قاضی ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) فقہاء کے لکھنے کے موافق حکم مسلم فریقین قائم مقام قاضی ہو سکتا ہے اور حاکم عدالت جو کہ مسلمان ذی اختیار ہو جیسے جج وغیرہ انکو بھی حکم قضاۃ کا اس بارے میں دیا گیا ہے کہ ان کا فیصلہ معتبر ہو۔ [۲] فقط

مسلمان جج کے یہاں جھوٹا دعویٰ کر کے نکاح فسخ کرایا تو اس کا اعتبار نہیں ہے

(سوال ۱۰۶۷) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا عام مجمع میں زید پردیس چلا گیا عورت نے مسلمان جج کے یہاں درخواست دی کہ میرا نکاح زید سے نہیں ہے اس پر جج نے نکاح فسخ کر دیا یہ نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوا اور وہ عورت بدستور زید کے نکاح میں ہے بدون طلاق دیئے زید کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ [۳] فقط

مسلم حاکم کے ذریعہ فسخ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۶۸) یتیمة عمها فی الکفر فلما بلغت مبلغ النساء قالت علی الفورانی غیر راضیة بنکاح العم و فسختها بمحضر اختین لها فرفعت تلک الحادثة فی اجلاس حاکم الوقت المسلم (جج صاحب) و برهنت بشاهدین کاذبین احیاءً لحقها و برهن العم انها اظهرت انکار التفسیخ بعد ستة اشهر تقریباً من وقت البلوغ فحکم ذلک الحاکم بفسخ النکاح تعویلاً علی انکارها هل

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب القضاة مطلب للسلطان ان یقضی بین الخصمین ج ٤ ص ٤٢٧ ط.س. ج۵ص۶۳۸ ظفیر

(۲) تولیة الخصمین حاکما یحکم بینهما رکنه لفظ الدال علیه مع قبول الآخر من جهة الحکم صلاحية للقضاء کما مر (درمختار) والحکم کالقاضی (رد المحتار باب التحکیم ج ٤ ص ٤٨٢ ط.س. ج۵ص۴۳۸ ظفیر

(۳) ایک ثابت شدہ نکاح جھوٹا دعویٰ اور فیصلہ سے ختم نہیں ہوتا ہے اس کا نکاح جب ہو چکا ہے تو یہ دعویٰ دائر کرنا کہ نکاح نہیں ہوا ہے کذب بیانی ہے ظفیر ۱۲

بعد ذلك الحكم قضاءً شرعياً ام لا بد للفسخ الشرعى من نصب قاض يحكم بالقسط.
بينوا توجروا

(الجواب) حكم الحاكم بفسخ النكاح فى هذه الصورة صحيح نافذ والروايات الفقهية منقولة فى جواب مولانا قطب الدين فعندنا ذلك الجواب وما كتب مولانا محمد اشرف على مسلم صحيح حق. فقط

عالم کو حکم بنا کر قضائے قاضی کی شرط پوری کی جا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۶۹) خیار بلوغ میں جب قضاء قاضی شرط ہے اور اس زمانہ میں قاضی موجود نہیں تو کیا کرنا چاہئے آیا احد الفریقین کسی عالم کو اپنا حکم بنالیں تو کام چل سکے گا یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ قاضی شرعی موجود نہ ہو تو حکم مسلم فریقین فسخ نکاح کر سکتا ہے مگر حکم کے لئے دونوں فریقین کا تسلیم کر لینا ضروری ہے۔[1] فقط

لڑکی خیار بلوغ میں بذریعہ مسلمان حاکم نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۷۰) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح غیر اب وجد نے کیا تھا تو لڑکی بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اگر حاکم مسلمان حکم فسخ نکاح کا کرے تو صحیح ہوگا یا نہیں ؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ نابالغہ لڑکی جس کا نکاح باپ دادا کے سوا دوسرے ولی نے کیا اس کو بعد بلوغ خیار فسخ نکاح کا ہے لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی یعنی حکم حاکم شرعی مسلم ضروری ہے کافر کے حکم سے نکاح مذکور فسخ نہ ہوگا اور جو حاکم کفار کا مقرر کردہ ہے اس کا حکم بھی اس بارے میں کافی ہے نکاح فسخ ہو جاوے گا۔[2] فقط

اس زمانہ میں جب کہ مسلمان حاکم نہیں ہے قضائے قاضی کی شرط کیسے پوری کی جائے

(سوال ۱۰۷۱) صغیر و صغیرہ کا نکاح انکے ولی نے کیا تھا صغیر کا نکاح بولایت باپ اور صغیرہ کا نکاح تایا کی ولایت سے ہوا تھا لڑکی بالغ ہو گئی ہے اور لڑکا نابالغ ہے اور حین البلوغ عدم رضاء ظاہر کردی ہے شرح وقایہ میں ہے وفی غیرهما فسخ الصغير ان خین بلغا الخ و شرط القضاء بفسخ من بلغا[3] اگر لڑکی کی طرف سے فسخ ہو سکتا ہے تو قضائے قاضی آج کل کیسے ممکن ہے کیا جمعیۃ العلماء یا خلافت کمیٹی یا عدالت فسخ

---

(۱) هو تولية الخصمين حاكما: يحلم بينهما وركنه لفظ الدال عليه مع قبول الاخر ذلك الخ وشرطه من جهة المحكم بالكسر العقل لاالحرية والاسلام ومن جهة المحكم بفتح صلاحية للقضاء كما مر (درمختار) اى فى قوله والحكم كالقاضى (رد المحتار باب التحكيم ج ٤ ص ٤٨٢ ط.س.ج٥ص٤٢٨ واما الحكم فشرطه اهلية القضاء ويقضى فيما سوى الحدود والقصاص (ايضاً ج ٤ ص ٤١٣ ط.س.ج٥ص٣٥٤) ظفير (٢) ويجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو كافراً (درمختار) فى التارخانية الاسلام ليس بشرط فيه اى فى السلطان الذى يقلد(ردالمحتار كتاب القضاء ج ٤ ص ٤٢٧ ط.س.ج٥ص٣٦٨) ظفير (٣) دیکھئے شرح وقایہ

کر سکتے ہیں ؟

(الجواب) اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے جیسا کہ شرح وقایہ کی عبارت منقولہ اور دیگر کتب فقہ کی عبارات اس پر دال ہیں اور بصورت نہ ہونے قاضی کے حکم فسخ نہیں کر سکتا ہے اور اگر خلافت اور جمعیۃ العلماء کی طرف سے محکمہ قضاء مقرر ہو جائے اور قاضی مقرر کر لیا جاوے تو اس کا حکم بھی نافذ ہو سکتا ہے اور فسخ کر سکتا ہے۔[1] فقط

فسخ نکاح بذریعہ عدالت حکومت یا قومی پنچایت

(سوال ۱۰۷۲) درصورت فسخ نکاح بخیار بلوغ قضائے قاضی شرط ہے مگر ہندوستان میں قضائے قاضی میسر نہیں ہے لہذا ضرور تاً حاکم وقت کا حکم دربارہ فسخ نکاح معتبر ہو گا یا نہیں یا قومی عدالتوں میں کسی مسلمان عالم پنچ کا حکم اس بارے میں شرعاً درست ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) حاکم وقت کافر کا حکم اور قضاء دربارہ فسخ نکاح معتبر نہیں ہے[2] اور قومی عدالتوں میں جس کو قاضی مقرر کر دیا گیا ہے اس کا حکم صحیح ہے[3] فقط (اسی طرح مسلمان حاکم کے ذریعہ بھی فسخ ہو سکتا ہے جیسا کہ پہلے گزرا ظفیر)

افسر کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۷۳) اس علاقہ میں گرواور قاضی افسر نکاح خواں مقرر ہیں کہ وہ نکاح خوانوں کے رجسٹر کی پڑتال کریں اور کوئی نکاح ناجائز نہ ہو آیا جو نکاح ناجائز ہو تو اس کو فسخ کر کے دوسرا نکاح باختیار خود پڑھا سکتے ہیں یا نہیں جو نکاح بلا شہود یا عدت میں ہوا اس کے بعد دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ لوگ محض انتظام کے لئے ہیں ان کو شرعاً کوئی اختیار متعلق قضاء کے نہیں ہیں فسخ نکاح وغیرہ جس میں قضا شرط ہے اس میں ان کا فسخ معتبر نہیں ہے البتہ جو نکاح بلا شہود یا عدت میں ہوا وہ چونکہ باطل وناجائز ہوا اس لئے ایسی صورت میں ولی دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا یہ لوگ باجازت ولی دوسرا نکاح کر دیویں۔ فقط

انگریزی عدالت کا فیصلہ قضائے قاضی کے حکم میں نہیں ہے

(سوال ۱۰۷۴) خاوند نے عورت کو خلاف کرنے پر مارا عورت والدین کے یہاں چلی گئی والدین نے

---

(۱) ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین (رد المحتار کاب القضا ج ٤ ص ٤٢٧ .ط.س. ج٥ص ٣٦٩) ظفیر

(۲) واھلہ اھل الشھادۃ ای ادائھا علی المسلمین (درمختار) الضمیر فی اھلہ راجع الی القضاء بمعنی من یصح منہ الخ حاصلہ ان شروط الشھادۃ من الاسلام والعقل والبلوغ الخ شروط بصحۃ تولیۃ ولصحۃ حکم بعدھا و مقتضاہ ان تقلید الکافر لا یصح(رد المحتار کتاب القضاء ج ٤ ص ٤١٤ .ط.س. ج٥ص ٣٥٤) ظفیر

(۳) و یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین (رد المحتار کتاب القضاء ج ٤ ص ٤٢٧ .ط.س. ج٥ص ٣٦٩) ظفیر

مقدمہ کیا جھوٹے گواہ پیش کر کے سرکار سے طلاق کا حکم لے لیا مگر خاوند نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) عورت مذکورہ کو شرعاً دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور سرکار کے کسی ملازم کا حکم قضائے قاضی نہیں کہا جاسکتا اس لئے اگر سرکاری جج کافر ہیں تو وہ دارالاسلام میں بھی قاضی نہیں ہو سکتا ہے اور اگر بعض اقوال کے موافق ہو بھی جاوے تو بھی اس کا حکم اہل اسلام پر نافذ نہیں کما فی الشامی و مقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح و ان اسلم [1] وفيه ايضاً عن البحر وبه علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاء ه على المسلم حال كفره [2] اور اگر سرکاری جج مسلمان بھی ہو تو بھی وہ قاضی شرعی نہیں في الدر المختار تحت قوله ولو كافرا الخ اذا كان يمنعه عن القضاء بالحق فيحرم الخ [3] پس ثابت ہوا کہ عورت مذکورہ دوسری جگہ پر نکاح کرے گی تو زانیہ کے حکم میں ہوگی۔ فقط

فسخ نکاح کے سلسلہ میں سوال اور علماء کے اختلاف کا کیا حل ہے؟

(سوال ۱۰۷۵/۱) مولوی عبدالحئی صاحب نے مجموعۃ الفتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر نابالغہ کا نکاح غیر اب وجد نے کیا ہو تو اس دیار میں اس کی کوئی صورت فسخ نہیں ہے البتہ اگر قضاۃ دارالاسلام سے مثل بھوپال وحجاز وغیرہ سے طلب فسخ کر لیں تو فسخ ہو جائے گا اور نیز مولانا اشرف علی صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی حاکم مسلم کے پاس مرافعہ کر لیں بذریعہ کسی مولوی کے۔ وہ حاکم ہے فسخ کر سکتا ہے اگرچہ انگریزی کی طرف سے ان دونوں صاحبوں کا لکھنا صحیح ہے یا کیا؟

نابالغ کا وکیل بنانا

(سوال ۱۰۷۵/۲) زید نابالغ نے عمر سے کہا کہ تم ہمارے چچا بکر کے پاس خطبہ کے واسطے جاؤ کہ وہ اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دے پس زید نابالغ اور عمر دونوں زید کے چچا کے پاس خطبہ کے واسطے گئے عمر نے بکر سے کہا کہ زید تمہارا بھتیجہ ہے تم ضرور اپنی فلاں لڑکی کا نکاح اس سے کر دو بکر نے کہا ہم نے دیا ہم نے دیا زید نابالغ نے کہا ہم نے قبول کیا زید نے جو الفاظ عمر سے کہے ہیں ان الفاظ سے عمر اس کا وکیل ہو جائے گا یا نہیں نابالغ اگر کسی کو وکیل بالنکاح بناوے تو صحیح ہے یا نہیں اور زید نابالغ کا قبول کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) اس باب میں جو کچھ مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم اور مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سلمہ نے لکھا ہے دونوں صحیح ہیں اگر حاکم مسلمان جیسے جج وغیرہ جو مسلمان ہوں اگرچہ کفار کی طرف سے مقرر ہوں ان کی تفریق بھی معتبر ہے اور بلاد اسلام میں جا کر تفریق وفیصلہ کرایا جائے یہ بھی صحیح ہے کتب فقہ میں یہ تصریح

---

(۱) رد المحتار كتاب القضاء ج ٤ ص ٤١٤ ط.س ج٥ص ٣٥٤ ظفير

(۲) ايضاً ج ٤ ص ٤١٤ ط.س ج٥ص ٣٥٤

(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب القضاء ج ٤ ص ٤٢٧ ط.س ج٥ص ٣٦٨ ظفير

ہے کہ جو قضاۃ کفار کی طرف سے مقرر ہوں وہ فیصلہ بھی کر سکتے ہیں[1]

(۲) نابالغ کا وکیل بنانا صحیح نہیں ہے پس اس صورت میں اگر چچا ولی اقرب ہے تو اپنی ولایت سے وہ نکاح صغیر کا کر سکتا ہے اور قبول نابالغ کا بالاستقلال صحیح نہیں ہے لیکن اگر ولی اس کے قبول کو جائز رکھے تو وہ قبول معتبر ہے جب کہ نابالغ ممیز ہو۔[2] فقط

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کرنے کے لئے جج کے یہاں دعویٰ درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۷۶) ہندہ صغیرہ کا نکاح اس کے بھائی نے بکر سے کر دیا بوقت بلوغ ہندہ نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے جس کے لئے قضائے قاضی شرط ہے جب کہ قاضی ہمارے ملک میں زیر حکومت انگریزوں کی ہے قاضی ہے یا نہیں اور مولیان بھی حکم قاضی میں ہوتے ہیں یا نہ اور فریقین حکم بھی نہیں بناتے تو کیا ہندہ جج صاحب کے یہاں دعویٰ فسخ نکاح کا کر کے نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی صورت میں شرعاً حسب تصریح فقہاء نکاح فسخ نہ ہوگا **لان من شرائطه القضاء ولا يكون الكافر قاضياً** البتہ اگر حاکم مسلم ایسا فیصلہ کرے تو معتبر ہوگا۔[3] فقط

نکاح فسخ کرنے کا حق مندرجہ ذیل لوگوں کو حاصل ہے یا نہیں؟

(سوال ۱/۱۰۷۷) نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے چچا نے ایک لڑکے کے ساتھ کر دیا لڑکی ہمیشہ اس نکاح کا انکار کرتی رہی جس وقت بالغ ہوئی حیض اس کو آیا اس وقت اس نے اس نکاح کو جائز نہیں رکھا چار مرد گواہ اس امر کے اس نے بنائے کہ میرا نکاح میرے چچا نے پڑھایا ہے فلاں کے ساتھ وہ مجھے منظور نہیں اس صورت میں یہ نکاح فسخ تو ہوں گے لیکن فسخ کرنے کا اختیار لڑکی کو نہیں ہے قاضی اس میں شرط ہے اس زمانہ میں حاکم مسلمان نہیں ہے اور نہ حاکم کی طرف سے جو اس امر میں فسخ کر دے کہیں مقرر ہے اب اس امر میں کیا کیا جاوے؟

(۲) گاؤں کا پٹواری قاضی کا کام دے سکتا ہے یا نہیں؟ نیز ہذا گاؤں کا معتبر عالم اس امر میں قائم مقام قاضی کے ہو سکتا ہے؟ ریاست اسلام مثلاً گجرات میں سچین ہے وہاں حاکم زیر حکومت انگریز مسلمان اس کی طرف سے جو قاضی مسلمان ہے وہ اس امر میں فیصلہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا خود نواب صاحب اس امر میں فیصلہ کر سکتے ہیں یا نہیں یا مثل بھوپال حیدر آباد رامپور ٹونک وہاں کے قاضی اس امر میں فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس صورت میں اگر لڑکی مع گواہ کے ایسے قاضی ریاست کے پاس جاوے اور لڑکا یا لڑکے کا ولی وہاں حاضر نہ ہو

---

(۱) ويجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ، لو كافراً (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب القضاء ج ٤ ص ٤٢٧ . ط.س. ج٥ ص٣٦٨) ظفير

(۲) وبه علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاءه على المسلم حال كفره الخ (رد المحتار كتاب القضاء ج ٤ ص ٤١٤ . ط.س. ج٥ ص٣٥٤) ظفير

کیونکہ دوسری ریاست ہے بالجبر اس کو حاضر نہیں کر سکتے تو فقط لڑکی اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟ غرض اس امر میں سہولت کے ساتھ نکاح فسخ ہو سکے ایسی صورت تحریر فرمائیں لڑکا ابھی چھوٹا ہے اور لڑکی بالغ ہو گئی ہے اس لئے مفصل تحریر فرمائیں اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں؟

(الجواب) گاؤں کا مسلمان پٹواری یا معتبر عالم نکاح فسخ نہیں کر سکتا مگر جب کہ وہ حکم ہو فریقین کی طرف سے ریاست اسلامیہ کا حاکم و قاضی فسخ کر سکتا ہے مگر حاضر ہونا شوہر بالغ یا نابالغ کے ولی و وصی کا ضروری ہے وفیه ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینهما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب [1] شامی ولو بلغت وهو صغیر فرق بحضرة ابیه او وصیه بشرط القضاء درمختار. [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باپ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ نہیں کر سکتی

(سوال ۱۰۷۸) ایک شخص حنفی نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا نابالغہ ہفتہ عشرہ میں شوہر کے مکان پر واپس آگئی جب بالغ ہوئی تو اپنے والد سے کہہ دیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

(الجواب) کتب فقہ حنفیہ میں تصریح ہے کہ باپ نے جو نکاح اپنی دختر نابالغہ کا کر دیا ہو اس کو وہ لڑکی بالغہ ہونے کے بعد فسخ نہیں کر سکتی [3] لہذا بدوں طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت بحالت موجودہ نہیں ہے۔ کذافی الدرالمختار فقط

باپ نے نابالغ لڑکی کا جو نکاح کیا وہ درست ہے فسخ نہیں ہو سکتا

(سوال ۱۰۷۹) دو نابالغ بچوں کا نکاح ان کے والدین کی اجازت سے پڑھایا گیا اب چونکہ لڑکے کے وارثان والدین فوت ہو گئے اور وہ سقیم الحال ہو گیا اس لئے وارثان لڑکی اس کا نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں جب ان سے اس مسئلہ کے اندر زور دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ نکاح نہیں ہوا چونکہ دونوں نابالغ تھے آیا نکاح ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں نیز نکاح ثانی پڑھانے والا کس جرم کا مرتکب ہے؟

(الجواب) نابالغوں کا نکاح ان کے باپ دادا وغیرہ اگر کریں صحیح ہوتا ہے [4] اور باپ دادا کے نکاح کو نابالغی بچی بعد بلوغ کے بھی فسخ نہیں کر سکتی پس نکاح ثانی اس کا درست نہیں ہے اگر کر دیا تو باطل ہے [5] اور جان بوجھ کر

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱. ط.س. ج۳ص ۷۰.

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱. ط.س. ج۳ص ۶۹ ظفیر

(۳) لو فعل الاب او الجد عندعدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرة حق الفسخ بعد البلوغ و ان فعل غیر هما فلهما ان یفسخا بعد البلوغ (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۰. ط.س. ج۳ص۶۸)

(۴) وللولی النکاح الصغیر والصغیرة جبراولو ثیبا(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۷. ط.س. ج۳ص۶۵)(۵) لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرة حق الفسخ بعد البلوغ (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ص۶۸) ظفیر

ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ توبہ کرے۔ فقط

حکم کو فسخ کا اختیار ہے جب کہ شوہر موجود ہو

(سوال ۱۰۸۰) ہندہ صغیر نابالغہ کا نکاح اس کے بھائی بکر نے زید کے ساتھ کر دیا جب ہندہ کو اول حیض تو ہندہ نے گواہوں کے روبرو نکاح کو فسخ کر دیا اور خالد سے نکاح ثانی کر لیا کیا فسخ نکاح ہندہ کا جب کہ قاضی بھ ہمارے ملک میں موجود نہیں ہو سکتا ہے اور حکم بھی نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا کیا اور زوج اول ہندہ کا حاکم کے روبر نہیں آتا نہ ہندہ زوج اول کو قبول کرتی ہے اور اس وقت کے مولیان قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یا نہیں ا جب کہ زوج اول حاضر نہیں ہوتا تو اس صورت میں فسخ نکاح کا حکم ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار ولکن لهما ای لصغیر و صغیرة الخ خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ (قوله بشرط القضاء) لان فی اصله ضعفاً فیتوقف علیه کالرجوع فی الهبة و فیه ایماء الی ان الزوج لو کان غائباً لم یفرق بینهما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب نع شامی[1] ص ۳۰۷، ج ۲

اس عبارت سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب حاصل ہو گیا کہ اس فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی شرط ہے اور بصورت نہ ہونے قاضی کے حکم مسلم فریقین بھی شوہر کی موجودگی میں فسخ کر سکتا ہے اور مولیا موجودین قائم مقام قاضی کے نہیں اور نہ بدوں تسلیم فریقین حکم مقرر ہو سکتا ہے اور نہ اس کا حکم نافذ ہو سکتا ہے اور شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں بھی حکم فسخ نکاح کا نہیں ہو سکتا الحاصل صورت مسئولہ میں یہ نکاح فسخ نہیں ہوا اور دوسرا نکاح باطل ہے۔

عورت کا فسخ نکاح کے لئے مرتد ہونا بے سود ہے

(سوال ۱۰۸۱) زینب نو مسلمہ بطیب خاطر زید کے نکاح میں آئی چھ سات سال بعد زید کسی غرض سے دوسرے مقام کو چلا گیا جب واپس آیا تو اپنی منکوحہ مسماۃ کو اپنے مکان پر نہ پایا معلوم ہوا کہ اپنے عزیزوں میں ہے زید کے بلانے پر مسماۃ نہیں آئی زید نے عدالت سے چارہ جوئی کی جواب دعویٰ میں زینب نے بیان کیا کہ میں اپ عزیزوں میں چلی گئی ہوں میں نے خنزیر کھایا ہے اور پوجا کی ہے کیا اس بیان سے وہ مرتد ہو گئی اور نکاح فسخ ہو گیا کیا؟

(الجواب) اس حالت میں فتویٰ اس پر ہے کہ بعد تسلیم ارتداد زوجہ اس عورت کو بجبر شوہر اول کو واپس کر دی جائے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کی جاوے اور مشائخ بلخ کا فتویٰ اس پر ہے کہ زوجہ اگر حیلہ کر کے مرتدہ ہو شوہر اول کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی بجبر اس کو مسلمان کیا جاوے اور نکاح شوہر اول کا قائم ہے در مختار میں

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۰ و ج ۲ ص ۴۲۱ ط.س. ج۳ ص ۷۰. ظفیر

ہے وتجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجر الها بمهر یسیر کدینار و علیه الفتوی ولو الجیة وافتی مشائخ بلغ بعدم الفرقة بردتها زجراً و تیسیراً [1] (ترجمہ) اور مجبور کی جاوے گی عورت اسلام پر اور شوہر اول سے دوبارہ نکاح کرنے پر از راہ توبیخ و زجر کے تھوڑے سے مہر پر جیسے ایک دینار مثلاً اور اسی پر فتویٰ ہے اور مشائخ بلخ نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ ایسی حالت میں زوجہ کے مرتدہ ہونے سے شوہر اول کا نکاح فسخ نہ ہوگا زجراً اور دشواری سے بچنے کے لئے۔

قبل بلوغ مباشرت کے باوجود خیار بلوغ حاصل ہے

(سوال ۱۰۸۲) ہندہ کا عقد نکاح ہمراہ زید بعد وفات پدر ہندہ اس کی ماں نے بایام نابالغی ہندہ کر دیا تھا اور مجامعت نابالغی جب کہ ہندہ کے آثار بلوغ نمایاں نہیں ہوئے تھے اگر زید جبراً یا بہ رضامندی ہندہ مباشرت کی تو کیا ہندہ بعد بلوغ نکاح مذکور کو فسخ کر سکتی ہے اور مباشرت مذکور اس کے اختیار خیار بلوغ کے مانع ہے یا نہیں؟

(الجواب) دخول و مباشرت قبل بلوغ مقطع خیار فسخ نہیں ہے بلوغ کے بعد ہندہ کو اختیار ہے کہ بفور بلوغ اپنی عدم رضامندی ظاہر کر دے اور فسخ نکاح کی طالب ہو مگر اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے در مختار میں ہے وخیار الصغیر والثیب اذابلغا لا یبطل بالسکوت بلاصریح رضا رد المحتار [2] معروف بشامی میں ہے قوله والثیب شمل مالو کانت ثیباً فی الاصل او کانت بکراً ثم دخل بهاثم بلغت (قوله دفع مهر) حمله فی الفتح علی ماذا کان قبل الدخول اما لو دخل بها قبل باوغه ینبغی ان لا یکون دفع المهر بعد بلوغه رضا [3] وفیه ایضاً قبیله و حاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء [4] فقط

دھوکہ دیکر غیر کفو والا شادی کرلے تو بعد میں وہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۸۳) ہندوستان میں بہت سے ایسے شرفاء ہیں جن کے یہاں کفو کا اعتبار ہوتا ہے اگر کوئی غیر شخص دھوکہ دیکر اپنے آپ کو کفو ظاہر کر کے کسی کی لڑکی سے شادی کرلے اور درحقیقت وہ اس کا کفو نہ ہو تو ایسا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی صورت میں اختیار فسخ کا رہتا ہے در مختار میں ہے لو تزوجته علی انه حرا وسنی الخ فبان بخلافه او علی انه فلان بن فلان فاذاهو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار [5] الخ وفی الشامی لو

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵٤۰ ط.س. ج۳ص ۱۹٤ ظفیر
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۷ ط.س. ج۳ص ۷۵ ظفیر
(۳) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۷ ط.س. ج۳ص ۷۵
(٤) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۱ ط.س. ج۳ص ۷۰ ظفیر
(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۲۲ ط.س. ج۳ص ۵۰۱

انتسب الزوج لها نسباً غیر نسبه فان ظهر دونه وهو لیس بکفوء فحق الفسخ ثابت للکل الخ [1]

چچا کا کیا ہوا نکاح بعد بلوغ فوراً فسخ کا اختیار ہے مگر قضائے قاضی شرط ہے

(سوال ۱۰۸٤) ہندہ نابالغہ کا نکاح ہندہ کے چچا نے زید کے ساتھ پڑھادیا تھا ہندہ جس وقت بالغ ہوئی اس نے چند آدمیوں کے روبرو فوراً نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کی کہ یہ نکاح مجھ کو منظور نہیں ہے کیا نکاح ہندہ کے نامنظور کرنے سے فسخ ہو گیا یا فسخ نہیں ہوا؟

(الجواب) کتب فقہ در مختار و شامی میں ہے کہ صورت مذکورہ میں ہندہ کو بعد بالغہ ہونے کے فوراً اختیار ہے کہ اپنا نکاح فسخ کرادے لیکن بدوں حکم قاضی شرعی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا چنانچہ در مختار میں ہے بشرط القضاء [2] للفسخ اور شامی میں ہے فان اختار الفسخ فلا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء [3] الخ پس اس زمانہ میں چونکہ قاضی شرعی نہیں ہے اس لئے نکاح مذکور فسخ نہ ہوگا کیوں کہ ہندہ خود اپنا نکاح فسخ نہیں کر سکتی اور دوسرا نکاح بدون طلاق دینے شوہر کے نہیں کر سکتی۔ فقط

ایک غیر شخص نے نکاح کر دیا اب بالغ ہونے کے بعد وہ فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۸۵) ہندہ کے والدین اور دادا بھائی نے انتقال کیا ہندہ کے دادا کے ہم زلف نے جو غیر شخص ہے آٹھ سال کی عمر میں ہندہ کا نکاح زید سے کر دیا ہندہ نے بالغ ہوتے ہی چند گواہوں کے روبرو اس نکاح کو فسخ کر دیا تو یہ نکاح فسخ ہوا اور ہندہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح مذکور فسخ ہو گیا ہندہ کو اختیار ہے کہ دوسرے مرد سے اپنا نکاح کر لیوے [4] فقط (یہ دراصل فضولی کا کیا ہوا نکاح تھا وہ لڑکی کی بعد بلوغ منظوری پر موقوف تھا۔ اس نے اسے نامنظور کر دیا لہٰذا وہ ختم ہو گیا اس لئے یہاں قضائے قاضی کی بحث نہیں چھیڑی گئی ظفیر)

نابالغ لڑکے سے بالغ لڑکی کی شادی ہوئی تو لڑکی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۸٦) ایک لڑکے نابالغ کا نکاح ایک لڑکی بالغہ سے ہوا اب لڑکی نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۲۲ ط.س. ج۳ص ۵۰۱.
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢٠ .ط.س.ج۳ص ۷۰.ظفیر
(۳) ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢١ .ط.س.ج۳ص ۷۰' ظفیر
(٤) ونکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی اجازة کنکاح الفضولی توقف عقوده کلها ان لها مجیز حالة العقد والا تبطل (درمختار) قال فی البحر الفضولی من یتصرف لغیره بغیر ولایة ولا وکالة (رد المحتار باب الکفارة ج ۲ ص ٤٤٩ .ط.س.ج۳ص ۹۷) ظفیر

(الجواب) جب کہ لڑکی بالغہ تھی اور اس کی اجازت سے نکاح ہوا تھا تو یہ نکاح شرعاً صحیح اور منعقد ہو گیا اب اگر لڑکی علیحدگی چاہتی ہے تو جس وقت لڑکا بالغ ہو جاوے اس سے طلاق لے لی جاوے یا خلع کر لیا جاوے یعنی لڑکی مہر معاف کر دے اور شوہر طلاق دے دے بدون طلاق دینے شوہر کے یا خلع کرنے کے کوئی صورت علیحدگی کی اور جواز نکاح ثانی کی لڑکی کے لئے نہیں ہے[1] جب تک لڑکا بالغ ہو کر طلاق نہ دیدے اس وقت تک کوئی صورت فسخ نکاح اور کوئی جواز نکاح ثانی کا لڑکی کے لئے نہیں ہے۔

باپ جب دیوانہ تھا تو چچا ولی تھا اس کا کیا ہوا نکاح درست ہے باپ کو رد کرنے کا اور لڑکی کو بلا قضاء قاضی فسخ کا اختیار نہیں

(سوال ۱۰۸۷) زید دیوانہ ہو گیا اور اس کی ایک لڑکی صغیرہ ہندہ کا نکاح زید کے بھائی یعنی ہندہ کے چچا بکر نے کر دیا اور اب لڑکی کا باپ اچھا ہو گیا اور اپنی لڑکی کے نکاح سے انکار کرتا ہے اور چار پانچ ماہ سے ہندہ بھی بالغ ہے وہ بالغ ہوتے ہی اس نکاح سے انکار کرتی ہے یہ نکاح صحیح ہو لیا نہیں اور اب ہندہ یا زید اس کو فسخ کر سکتے ہیں اور ہندہ کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ نکاح جو ہندہ صغیرہ کا اس کے چچا بکر نے بحالت مذکورہ کیا وہ صحیح ہو گیا اور ہندہ کو بالغہ ہونے پر اگرچہ اختیار نکاح کے فسخ کرنے کا ہے لیکن قضائے قاضی اس فسخ کے لئے ضروری ہے اور اس زمانہ میں قاضی نہیں ہے لہذا بدون قضائے قاضی کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا[2] اور ہندہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور زید کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ کذافی کتب الفقہ[3] فقط

نکاح قبول کر لینے اور شوہر کے ساتھ رہنے کے بعد نکاح فسخ نہیں ہو گا

(سوال ۱۰۸۸) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ کا نکاح اس کے سوتیلے باپ نے ایک شخص کے ساتھ کر دیا تھا لڑکی بعد بلوغ کے دو سال تک اپنے خاوند کے ساتھ رہی اور بعد دو سال کے نکاح سے انکاری ہے تو اس صورت میں اب لڑکی کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہ؟

(الجواب) اس صورت میں ظاہر یہی ہے کہ یہ نکاح نافذ ہے اور اب بعد اجازت بالغہ یہ نکاح فسخ نہ ہو گا۔[4]

---

(۱) اس میں خیار بلوغ کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ بلوغ کے بعد ہی لڑکی کی اجازت سے نکاح ہوا ہے بالغہ کو خیار فسخ حاصل نہیں ہوتا ہے یہ حق نابالغہ کے لئے ہے لهما ای لصغیر و صغیرة و ملحق بهما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢٠ .ط.س.ج۳ص۶۹)

(۲) فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢١ .ط.س.ج۳ص۷۰) ظفیر

(۳) وللولی الا بعد التزویج بغیبة الا قرب فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (درمختار) حال قیام الاقرب ای حضوره و هو من الولایة اما لو کان صغیرا او مجنونا جاز نکاح الا بعد (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٣٢ .ط.س.ج۳ص۸۱) ظفیر

(٤) و خیار الصغیر والثیب اذا بلغالا یبطل بالسکوت بلا صریح رضاء او دلالة علیه کقبلة ولمس و دفع مهر (درمختار) ومن الرضادلالة فی جانبها تمکینه فی الوطوء (رد المحتار باب الولی ج۲ ص ٤٢٧ .ط.س.ج۳ص۷۵) ظفیر

چچا کے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کر کے دوسرا نکاح کر لیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۰۸۹) عائشہ صغیرہ کا نکاح اس کے چچا نے کر دیا جب کہ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا بعد چند سال کے جب عائشہ کو حیض آیا اور بالغہ ہوئی تو فوراً اسی وقت اس نے اپنے نکاح سے انکار کیا اور دو معتبر شخص کے سامنے اپنے نکاح کو فسخ کیا بعد چند سال کے عائشہ نے اپنا نکاح اپنے کفو میں کر لیا اب ایک شخص نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ عائشہ کا نکاح اول کسی صورت میں فسخ نہیں ہو سکتا اور جو بعد میں دوسرا نکاح کیا وہ فاسد ہے اور جو اولاد ہوئی وہ ولد الزنا ہے آیا عائشہ کا اول نکاح فسخ ہو کر دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور جس مولوی نے یہ مسئلہ بتلایا کہ نکاح اول فسخ نہیں ہوا صحیح ہے یا نہ؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه الی ان قال ان کان من کفوء و بمهر المثل صح ولکن لهما خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء للفسخ قال فی رد المحتار المعروف بالشامی قوله للفسخ ای هذا الشرط انما هو للفسخ لا لثبوت الاختیار وحاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیه بقوله فیتوارثان فیه ای فی هذا النکاح قبل ثبوت فسخه الخ شامی [1] ج ۲ ص ۳۰۷

پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں بوجہ نہ ہونے قضاء قاضی کے نکاح اول فسخ نہ ہوا اور دوسرا نکاح جو قبل از فسخ نکاح اول ہوا باطل و حرام ہے پس جس عالم نے یہ مسئلہ بتلایا کہ نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا وہ فتویٰ صحیح ہے اور مطابق ہے کتب معتبرہ حنفیہ کے اور جب کہ نکاح ثانی باطل ہوا تو جو تفریعات نکاح باطل پر ہوں گی وہ ظاہر ہیں اور واضح ہو کہ کسی عالم ایک یا زیادہ کا یہ کہہ دینا کہ نکاح فسخ ہو گیا قضاء نہیں ہے اور نہ قضائے قاضی کے قائم مقام ہے البتہ اگر کسی دونوں فریق یعنی زوجین پنچ حکم بنا دیتے کہ جو کچھ وہ فیصلہ کرے گا ہم کو تسلیم ہے تو البتہ حکم اس حکم کا قائم مقام قضائے قاضی کے ہوتا۔ واذ لیس فلیس فقط

ماں کا کیا ہوا نکاح تھا بالغ ہوتے ہی فسخ کر دیا کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۹۰) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کی ماں نے اپنی برادری میں بمہر مثل کر دیا کیوں کہ لڑکی کے باپ دادا انتقال کر چکے تھے لڑکی نے حیض جاری ہوتے ہی کہہ دیا کہ میں نکاح رکھنا نہیں چاہتی تو کیا نکاح فسخ ہو گیا اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟

(الجواب) ایسی صورت میں فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی شرط ہے اور قاضی چونکہ اس زمانہ میں موجود نہیں ہے اس لئے بدون طلاق دینے شوہر بالغ کے کوئی صورت فسخ نکاح کی اور جواز نکاح ثانی کی نہیں ہے فقط (یوں اس کو خیار بلوغ حاصل ہے۔ [2] ظفیر)

---

(۱) رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹ ج ۲ و ص ۴۲۱ ج ۲. ط.س. ج۳ص۶۷-۷۰. ظفیر (۲) حاصلله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱. ط.س. ج۳ص ۷۰) اب صوبہ بہار میں امارت شرعیہ کے قضاۃ کے ذریعہ بہت آسانی سے یہ صورت نکل سکتی ہے ظفیر

ماں نے نکاح کیا لڑکا نابالغ ہے اور لڑکی بالغ علیحدگی کی کیا صورت ہے؟

(سوال ۱۰۹۱) ایک لڑکی جس کا والد فوت ہو گیا اس وقت لڑکی کی عمر تخمیناً چھ یا سات سال کی تھی اس کی والدہ نے اس کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا تھا جس کی عمر دو یا تین سال کی تھی اب لڑکی اٹھارہ سال کی اور لڑکا تیرہ سال کا ہے لیکن دونوں میں اس قدر منافرت ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے لڑکی کی علیحدگی کی کوئی صورت بتلائی جائے؟

(الجواب) اگر ماں اس وقت ولی تھی اور کوئی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ تھا تو والدہ نے جو نکاح نابالغہ کا کیا وہ صحیح ہو گیا اب صورت علیحدگی کی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ لڑکا جب بالغ ہو جاوے یا پندرہ برس کا ہو جاوے وہ طلاق دے دیوے۔ فقط

دادا نے نکاح کیا اور لڑکی شوہر کے پاس رہی بھی اب وہ نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۹۲) زید کا بیٹا مر گیا اس نے ایک لڑکی چھوڑی اور بیوہ چھوڑی زید نے اپنی پوتی کا نکاح اپنے نواسہ سے بغیر رضامندی لڑکی کی والدہ کے کر دیا کچھ دنوں تو لڑکی اپنے شوہر کے یہاں رہی مگر بیوہ کے خاوند نے اس لڑکی کو سکھلا دیا کہ تو کہہ دے کہ میں نے نکاح نہیں پڑھوایا اور میں راضی نہیں ہوں۔ چنانچہ لڑکی برابر انکار کرتی ہے کہ میں چونکہ اب بالغ ہوں میرا نکاح نہیں پڑھایا گیا اور دادا نے نابالغی میں جو پڑھوایا اس پر میں رضامند نہیں ہوں آیا شرعاً زید کا کیا ہوا نکاح ٹوٹ گیا یا بدستور رہا کیا لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے ایک مولوی کے فتوے پر زید کی پوتی نے دوسرا نکاح کر لیا ہے؟

(الجواب) دادا نے جو نکاح اپنی پوتی نابالغہ کا کیا تھا وہ فسخ نہیں ہو سکتا دوسرا نکاح جو لڑکی نے کر لیا وہ شرعاً باطل اور غیر صحیح لہذا وہ لڑکی شرعاً شوہر سابق کو ملنی چاہئے هكذا في كتب الفقه الحنفية كالدر المختار[1] والشامي والعالمگيريه والهدايه وغيره فقط

خیار بلوغ و فسخ نکاح

سوال ۱۰۹۳) ہندہ مراہقہ یا بالغہ کا نکاح اس کے ولیوں نے زید سے کر دیا جب وہ رخصت ہو کر زید کے گھر گئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زید سے راضی نہیں اور اس نے صراحۃً بھی یہ کہہ دیا کہ میں زید سے راضی نہیں ہوں اور نہ میں اس کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہوں بعد ازیں زید کے ولیوں نے ہندہ کے ولیوں کو بلا کر ہندہ کو ان کے سپرد کر دیا چند مہینہ کے بعد ہندہ کے ولیوں نے آکر یہ کہا کہ ہندہ کہتی ہے کہ اب میں زید سے راضی ہوں اور اس کے یہاں جاؤں گی لیکن اب زید کے ولی انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ زوجہ مہر معاف کر دے اور زید طلاق دے دے اس صورت میں کیا حکم ہے؟ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو ان ایام کا نفقہ جب سے

---

(۱) ولو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لا يكون للصغير والصغيرة حق الفسخ بعد البلوغ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۰. ط.س ج ۳ ص ۶۸)

زید کے یہاں آنے کا اقرار کیا زید پر واجب ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ اگر بالغہ تھی تو اگر موافق رواج کے اس کے استیذان کے بعد اس کے ولیوں نے اس کا نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا اور ہندہ کو اس صورت میں فسخ نکاح کا کچھ اختیار نہیں اور اگر ہندہ بوقت نکاح نابالغہ تھی اور نکاح اس کا باپ دادا کے سوا دوسرے ولی نے کیا ہے تو اس صورت میں اگر ہندہ کو بفور بلوغ نکاح فسخ کرانے کا اختیار تھا مگر چونکہ شرائط فسخ نکاح نہیں پائے گئے لہذا وہ نکاح صحیح رہا اب جب کہ زوجین میں توافق ہے اور ہندہ زید کے پاس رہنے میں راضی ہے اور زید بھی راضی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنے پر آمادہ ہے تو زید کے اولیا کو ان میں مفارقت کرانا نہ چاہیئے کہ یہ امر عند الشرع مذموم ہے اور نفقہ ہندہ کا اس صورت میں زید کے ذمہ واجب ہے۔ فتجب للزوجة بنكاح صحيح على زوجها الخ ولو هي في بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى وكذا اذا طالبها ولم تمنع او امتنعت للمهر [1] درمختار' قوله ولو هي في بيت ابيها تعميم لقوله فتجب للزوجة و هذا ظاهر الرواية فتجب النفقة من حين العقد الصحيح وان لم تنتقل الى منزل الزوج اذا لم يطالبها الخ شامی [2] ج ۳ ص ٦٦٤ فقط

خیار بلوغ پر عورت گواہ بنادے تو تاخیر مضر نہیں

(سوال ۱۰۹٤/۱) صغیرہ منکوحہ بغیر الاب والجد نے خیار البلوغ میں شہادت قائم کر دی ہو اور بعد شہادت ساکت رہنا قاضی موجود ہونے تک یا فتویٰ منگانا قبل خلوۃ صحیحہ یہ موجب رضاء مانع فسخ ہے یا نہیں؟ اور فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے یا نہیں؟

خیار بلوغ کے لئے قضائے قاضی

(۲) اگر ناکح غائب ہو تو قاضی کیوں کر نکاح فسخ کرے گا اگر اس میں قضائے قاضی شرط ہے؟

خیار بلوغ

(۳) خیار بلوغ کے بعد عورت کو جب نکاح کا علم ہو جاوے اور وہ مہر کی مقدار میں مخاصمہ کرے تو پھر بھی عورت کو خیار فسخ ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) قضائے قاضی فسخ کے لئے شرط ہے اگر بفور بلوغ منکوحہ مذکورہ نے فسخ نکاح پر شہادت قائم کر دی تو پھر ساکت رہنا وجود حضور قاضی تک خیار فسخ کو باطل نہیں کرتا۔

(۲) اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے کما فی الدرالمختار' بشرط القضاء الخ اور اگر زوج غائب ہو تو اس کے حاضر ہونے تک قاضی فسخ کا حکم نہ کرے گا قال فی الشامی . و فیه ایماء الی ان

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸٦. ط.س. ج۳ ص ۵۷۲ ' ظفیر

(۲) رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ ص ۵۷۵. ظفیر

الزوج لو كان غائبا لم يفرق بينهما مالم يحضر للزوم القضاء على الغائب[1]. مهر

(۳) علم اصل نکاح کے بعد سکوت منکوحہ صغیرہ بعد بلوغ مبطل خیار ہے پس منازعت کرنا مہر میں اور فسخ نہ کرنا نکاح کو بفور بلوغ مسقط خیار ہے کما مر عن الدر المختار و بطل خيار البكر بالسكوت لو مختارة عالمة اصل النكاح[2] فقط

بلوغ کے وقت سکوت سے خیار بلوغ باطل ہو جاتا ہے

(سوال ۱۰۹۵) صغیرہ منکوحہ بغیر الاب والجد کا بعد بلوغ چھ ماہ تک ساکت رہ کر یہ کہنا کہ مجھ کو نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہے صحیح ہے یا نہ ؟ اور اس کو اس صورت میں اختیار فسخ نکاح ہے یا نہیں ؟ اور قاضی بھی اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا نہ ؟

(الجواب) درمختار میں ہے وبطل خيار البكر بالسكوت الخ ولا يمتد الى اخر المجلس الخ وفى الشامى قوله و بطل خيار البكر اى سن بلغت وهى بكر الخ[3] پس معلوم ہوا کہ بعد بلوغ چھ ماہ تک ساکت رہ کر منکوحہ مذکورہ کو خیار فسخ نہیں ہے اور کوئی قاضی اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ فقط

فسخ نکاح میں زوجین کا موجود رہنا ضروری ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۹۶) فسخ نکاح خیار بلوغ میں قضاء قاضی یا حکم محکم کی ضرورت ہے یا نہیں اور زوجین کا حاضر رہنا وقت قاضی کی قضاء کے ضروری ہے یا نہیں ؟

(الجواب) قضائے قاضی یا حکم محکم کی ضرورت اور حضور زوجین یا ولی یا وصی نابالغ میں شرط ہے ولو بلغت وهو صغير فرق بحضرة ابيه او وصيه بشرط القضاء للفسخ[4] الخ' الدر المختار فقط

ماں نے نکاح کر دیا تھا لڑکی اسے فسخ کر سکتی ہے یا نہیں جب کہ وہ ماں پر الزام بھی لگاتی ہے

(سوال ۱۰۹۷) ایک عورت بیوہ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا بعد میں عورت بیوہ مذکورہ کا انتقال ہو گیا دختر نابالغہ سن بلوغ کو پہنچ کر دو سال کامل اپنے شوہر کے گھر رہی۔ اب یہ عذر کرتی ہے کہ میرا نکاح جو والدہ نے بحالت نابالغی کر دیا تھا وہ فسخ کر دیا جاوے اور مسماۃ مذکورہ یہ بھی کہتی ہے کہ میرے شوہر کا ناجائز تعلق میری والدہ کے ساتھ تھا اس لئے میرا نکاح اس کے ساتھ حرام ہے دختر کا یہ قول معتبر ہے یا

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱ .ط.س. ج۳ص ۷۰

(۲) دیکھئے رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۳ص ۷۳

(۳) ایضاً ج ۲ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۳ص ۷۳ ظفیر

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۲۰ ' و ج ۲ ص ۴۲۱ و فيه ايماء الى ان الزوج لو كان غائبا لم يفرق بينهما مالم يحضر للزوم القضاء على الغائب (رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۲۱ .ط.س. ج۳ص ۷۰) ظفير

نہیں اور حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) نابالغ کے نکاح کی ولایت اور اختیار دراصل عصبات کو ہے اول باپ پھر دادا پھر بھائی۔ اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو چچا تایا ولی ہیں الیٰ آخر الترتیب اگر عصبات ذکور میں سے کوئی نہ ہو تو اس وقت والدہ کو اختیار نابالغ وار نابالغہ کے نکاح کا ہے پس اگر باوجود موجود ہونے ولی عصبہ کے والدہ نے نکاح کیا تو وہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر ولی نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ البتہ اگر کوئی ولی عصبہ نہ ہو تو پھر والدہ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہے[1] لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر باوجود ولی عصبہ کی موجودگی کے والدہ نے خود نکاح کر دیا اور ولی نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہوا ورنہ باطل ہوا[2] اور اگر ولی عصبہ نہ ہونے کی صورت میں والدہ نے نکاح کیا تو وہ صحیح ہے اب فسخ نہیں ہو سکتا[3] اور مسماۃ مذکور کا یہ قول کہ اس کے شوہر کا ناجائز تعلق اس کی والدہ سے تھا اس لئے نکاح ناجائز ہوا صحیح اور معتبر نہیں ہو سکتا اور محض اس کے کہنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔[4] فقط

باپ دادا کے سوا کسی نے نابالغہ کا نکاح کیا تو وہ بعد بلوغ فسخ کر سکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے

(سوال ۱۰۹۸) یہ مقدمہ زیر دفعہ ۴۹۴ ازدواج ناجائز من جانب مستغیث عدالت راجپورہ میں دائر ہوا تھا مجسٹریٹ صاحب راجپورہ نے اس استغاثہ کو اس بناء پر خارج کر دیا ہے کہ مسماۃ کا نکاح جب عبدالکریم نابالغ سے ہوا تھا تو وہ نابالغ تھی اور اس کا نکاح ولی کی ولایت سے نہیں ہوا تھا اس لئے مسماۃ کو اختیار تھا کہ بالغ ہوتے ہی وہ اپنے پہلے نکاح کو فسخ کرے اور دوسرے شخص سے نکاح کر لے مسمی عبدالکریم مستغیث کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت اس کی عمر تقریباً سات سال کی تھی اور مسماۃ مریم کی عمر تقریباً نو سال کی تھی اور اب بوقت نکاح ثانی مسماۃ مریم سولہ سال کی تھی اور اس وقت تقریباً ۱۸ سال کی عمر ہے وکیل مستغیث کی اس نسبت یہ بحث ہے کہ بیشک ایسا نکاح جو ولی کی ولایت میں نہ ہوا ہو بالغ ہونے پر عورت ایسا نکاح منسوخ کر سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بالغ ہونے پر عورت کے لئے یہ ضروری ہے کہ حسب قاعدہ حاکم عدالت یا قاضی سے وہ اجازت نکاح حاصل کرے اور جب تک بحکم عدالت نکاح منسوخ نہ ہو نکاح قائم رہتا ہے عورت حسب مرضی خود بخود نکاح شرعی کو منسوخ نہیں کر سکتی وکیل نے دفعہ ۵۰ قانون شرع محمدی فیصلہ کلکتہ جلد ۱۹ ص ۹ پیش کر کے یہ بحث

---

(۱) فان لم یکن عصبة فالو لایة للام (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹. ط.س. ج۳ ص۴۸) ظفیر

(۲) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲. ط.س. ج۳ ص ۸۱) ظفیر

(۳) لهما ای لصغیر وصغیرة و ملحق بهما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده لقصور الشفقة الخ بشرط القضاء للفسخ (ایضاً ج ۲ ص ۴۲۰ و ج ۲ ص ۴۲۱. ط.س. ج۳ ص۶۹) ظفیر

(۴) تزوج بکرا فوجدها ثیبا وقالت ابوك فضنی ان صدقها بانت بلامهر والا لا (ایضاً فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۴۰۳. ط.س. ج۳ ص ۳۲) ظفیر

کی ہے کہ صورت متذکرہ میں عورت کو بالغ ہوتے ہی فسخ نکاح کا اختیار ہو جاتا ہے عدالت سے ایسا حکم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور قانون شرع محمدی کی رو سے جب کسی نابالغ بچہ کی شادی سوائے باپ اور دادا کے کوئی اور شخص کرائے تو بالغ ہونے کے وقت لڑکا اور لڑکی کو اختیار ہے کہ وہ اس نکاح کو قائم رکھیں یا نہ رکھیں اور ثبوت میں حوالہ رد المحتار جلد ۲ ص ۵۰۰ مطبوعہ مصر اور شرائع الاسلام ص ۳۰۹ کا دیا گیا ہے اور اس امر کے متعلق کہ فسخ نکاح کے لئے حکم عدالت ضروری ہے حوالہ فتاویٰ عالمگیری کا دیا گیا ہے اور درج کیا گیا ہے کہ کتاب رد المحتار کے ص ۵۰۲ جلد ۲ پر یہ تشریح کی گئی ہے کہ ایسے فعل کے انفساخ کے لئے جس کے کرنے کے فریقین مجاز ہیں کسی عدالتی حکم کی ضرورت نہیں ہے البتہ تصفیہ متنازعہ کے لئے ایک عدالتی شہادت کی ضرورت ہے واقعات وحالات مقدمہ یہ ہیں غور طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسا نکاح جو بوقت نابالغی باپ دادا کے علاوہ کسی اور شخص کی اجازت سے ہوا ہو وہ اور حقیقی چچا اس کا نکاح کرنے والا ہو تو متعاقدین میں سے ایسے شخص کے بالغ ہو جانے پر وہ فسخ ہو سکتا ہے یا کہ نہیں اور ایسے انفساخ کے لئے عدالت یا کسی شرعی شخص کی اجازت ضروری ہے یا نہیں اور عورت کو مجاز ہے کہ بلا اجازت عدالت یا شرعی فتویٰ کے انفساخ موجودگی شوہر اول نکاح ثانی کرے پس مقدمہ ہذا میں حسب الحکم جناب جج صاحبان مکلّف خدمت ہوں کہ جناب واقعات مقدمہ اور امور تنقیح طلب عدالت ہذا پر غور فرما کر بروے مستند کتب شرعی مذہب اہل سنت والجماعت جواب بحوالہ مفصل عنایت فرمادیں؟

(الجواب) جس صورت میں کہ نابالغہ کا نکاح سوائے باپ دادا کے دوسرا اولی کرے تو نابالغہ کو بعد بالغہ ہونے کے یہ اختیار ہے کہ اپنے نکاح سابق سے انکار کر دیوے اور اس کو بذریعہ قاضی کے فسخ کرالے کیونکہ بدوں قضاء قاضی شرعی کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا جیسا کہ رد المحتار المعروف بالشامی میں صراحتہ یہ مذکور ہے کہ بدوں قضاء قاضی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا عبارت اس کی یہ ہے فی الدرالمختار قوله بشرط القضاء للفسخ الخ قوله للفسخ ای هذا الشرط ای هو للفسخ لا لثبوت الاختيار و حاصله انه اذاكان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب والجد فلهما الخيار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ فلا يثبت الا بشرط القضاء[1] الخ ص ۳۰۷ جلد ثانی شامی باب الولی

پس یہ عبارت صریح ہے اس بارے میں کہ لڑکی کو بعد بلوغ کے اختیار نکاح کے فسخ کرانے کا ہے لیکن وہ خود فسخ نہیں کر سکتی بلکہ قاضی شرعی فسخ کرے گا اور بلا قضائے قاضی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا اور لڑکی کو یہ درست نہ ہوگا کہ بدون فسخ کرنے قاضی کے اور بدوں گزرنے عدت کے وہ نکاح ثانی کر سکے۔ فقط

جب بلوغ کے بعد بھی شوہر کے ساتھ رہی تو اب اس کو حق فسخ حاصل نہیں ہے

(سوال ۱۰۹۹) مسماۃ زیتون کی عمر جب چودہ برس کی ہوئی تو اس کے ولی اقرب چچا نے اس کا نکاح ابراہیم

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢١ .ط.س.ج۳ص ۷۰. ظفیر

سے کر دیا اسی روز سے مسماۃ مذکورہ اپنے شوہر کے ساتھ خلوت میں رہنے لگی نکاح کے چار پانچ ماہ بعد حائضہ ہوئی اور اس کے بعد بھی چار پانچ ماہ تک شوہر کے ساتھ رہی بعد ازاں باہم کچھ ناچاقی ہو گئی اور شوہر اپنی بیوی سے علیحدہ رہنے لگا اب مسماۃ مذکورہ دعویٰ کرتی ہے کہ جب میرا نکاح ہوا تو میں نابالغہ تھی اب مجھے یہ نکاح منظور نہیں اس صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اب وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا یعنی صورت موجودہ میں عورت کو خیار فسخ نکاح باقی نہیں رہا قال فی الدرالمختار ولا یمتد الی اخر المجلس (درمختار) ای مجلس بلوغها او علمها بالنکاح الخ ای فلو سکتت ولو قلیلا بطل خیارها الخ شامی[1]

باپ نے چچازاد بھائی کے ذریعہ اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کیا تو کیا اس کو خیار بلوغ حاصل ہے

(سوال ۱۱۰۰) زید نے اپنی دختر کا عقد اپنی بیماری میں اپنے چچازاد بھائی کو ولی قرار دیکر اور بکر نے اپنے لڑکے کی طرف سے ولی بن کر پڑھوالیا تو لڑکی کو بوقت بلوغ حق فسخ ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں لڑکی کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ شرط ہے کہ جس وقت لڑکی بالغہ ہو اسی وقت یہ کہہ دے کہ میں نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہوں اور قاضی شرعی نکاح فسخ کر سکتا ہے بدون قاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا کما فی الدرالمختار و شرط للکل القضاء و فیه ایضاً وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب و ابیه ولو الام اوالقاضی اووکیل الاب الخ لهما خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء الخ[2] فقط

نابالغ ونابالغہ کے ولیوں نے ایجاب وقبول کیا تو کیا بعد بلوغ وہ فسخ ہو سکتا ہے

(سوال ۱۱۰۱) زید نے اپنے نابالغ لڑکے کی منگنی عمر کی نابالغہ دختر سے کر دی لڑکے لڑکی کے باپ نے ایجاب و قبول کیا اور نکاح بھی پڑھایا گیا اب دونوں بالغ ہو گئے ہیں تو وہ نکاح جائز ہے یا اب پھر نکاح پڑھانے کی ضرورت ہے اگر اب لڑکا یا لڑکی مع رضامندی والدین اس نکاح سے انکار کریں تو قابل پذیرائی ہے یا نہیں اگر نہیں تو علیحدگی کی کیا صورت ہے؟

(الجواب) اگر باقاعدہ نکاح پڑھایا گیا اور ایجاب و قبول نکاح کا ہو گیا تو انعقاد نکاح میں کچھ شبہ نہیں رہا اب فسخ نہیں ہو سکتا اور والد کے کئے ہوئے نکاح کو لڑکی بعد بلوغ کے فسخ نہیں کر سکتی اور اگر ایجاب و قبول حسب قاعدہ نکاح نہ ہوا تھا محض منگنی تھی اور لفظ نکاح کے ساتھ ایجاب و قبول نہ ہوا تھا بلکہ محض ایسا ہوا کہ لڑکی کے ولی نے کہا کہ میں نے لڑکی تمہیں دے دی اور لڑکے کے ولی نے کہا کہ میں نے لے لی یا مجھے منظور ہے تو یہ وعدہ نکاح ہے نکاح اس سے مجلس منگنی میں منعقد نہیں ہوتا اس صورت میں نکاح دوبارہ ہونا چاہئے لیکن اگر زوجین میں

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۳ص ۷۴. ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۹ .ط.س. ج۳ص ۶۷. ظفیر

سے کوئی اس تعلق کو پسند نہ کرے تو وہ نکاح سے انکار کر سکتا ہے۔

بغیر قضائے قاضی صرف انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوتا

(سوال ۱۱۰۲) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے ولی عصبہ نے کر دیا بعد بلوغ یعنی حیض آنے پر ہندہ نے اس نکاح سے انکار کر دیا بعد انکار کے ہندہ کے ماموں نے اس کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا یہ دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح اول ہی قائم ہے تو قاضی اور جو لوگ دوسرے نکاح میں شریک ہوئے ان کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) نکاح اول جو نابالغہ کے ولی جائز نے کیا وہ صحیح ہو گیا بعد بلوغ ہندہ کے محض ہندہ کے انکار کر دینے سے بدون قضائے قاضی منسوخ اور فسخ نہیں ہوا[1] پس دوسرا نکاح جو ہندہ کے ماموں نے کیا وہ ناجائز ہوا[2] باوجود علم کے جو لوگ شریک نکاح ثانی ہوئے اور جس نے نکاح پڑھایا وہ گناہ گار ہوئے توبہ کریں اور اعلان کر دیں کہ دوسرا نکاح نہیں ہوا۔ فقط

والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۰۳) ہندہ نابالغہ کا نکاح والدہ کی ولایت سے ہوا تھا اب ہندہ کی عمر پندرہ سال ہے اور ہنوز ہندہ اپنے والدین کے گھر مقیم ہے اس صورت میں ہندہ والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اور بعد بلوغ ہندہ کو اختیار فسخ نکاح ہے یا نہیں اور ولی ہندہ کا کون ہے؟

(الجواب) والدہ کی ولایت نکاح نابالغہ میں عصبات سے موخر ہے پس اگر کوئی ولی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ تھا مثل چچا وغیرہ کے تو والدہ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہو گیا ہندہ کو بعد بلوغ خیار فسخ نکاح حاصل تھا مگر اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے اور یہ خیار بعد بلوغ ہوتا ہے اگر بفور بلوغ اس نے اس نکاح سے انکار نہیں اور اس کو رد نہیں کیا اور قاضی سے فسخ نہیں کرایا تو پھر فسخ نہیں ہو سکتا در مختار میں ہے **ولا یمتد الی اخر المجلس الخ ای مجلس بلوغها الخ شامی**[3] **وفی الدر المختار ایضاً بشرط القضاء الخ**[4] فقط

ولد الزنا نابالغہ لڑکی کا نکاح ماں نے کر دیا تو کیا اس کو بعد بلوغ فسخ کا اختیار ہے

(سوال ۱۱۰۴) ایک لڑکی سکندر کا نکاح اس کی نابالغی میں اس کی ماں ولی عصبہ نے کیا اور سکندر ولد الزنا ہے اس نے بالغ ہوتے ہی ولی عصبہ کا نکاح کیا ہوا فسخ کیا یہ فسخ کرنا صحیح ہے یا نہ؟

---

(۱) هل اعطيتنيها ان كان المجلس للنكاح وان للوعد فوعد(درمختار) اى لا نشاء عقده لا نه يفهم منه التحقيق فى الحال فاذا قال الاخر اعطيتكها او فعلت لزم و ليس للاول ان يقبل(رد المحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۳۰٤ .ط.س. ج۳ص۱۲) ظفير (۲) بشرط القضاء للفسخ(درمختار) حاصله انه اذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب و الجد فلهما الخيار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء(رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤۲۱ .ط.س. ج۳ص۷۰) ظفير (۳) رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤۲۵ .ط.س. ج۳ص۷٤

(٤) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤۲۱ .ط.س. ج۳ص۷۰. ظفير

(الجواب) سکندر کی والدہ نے اگر نکاح سکندر رند کو ولد الزنا کا کیا تو نکاح صحیح ہو گیا اور بعد بلوغ سکندر کو فسخ کا اختیار ہے لیکن یہ فسخ بدوں قاضی کے فسخ کرنے کے صحیح نہ ہو گا کما فی الدرالمختار وغیرہ ولکن لهما خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء اور شامی میں ہے وحاصله اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء الخ ج ۲ شامی[1]

الغرض جب کہ اس فسخ کے لئے قاضی شرعی کا فسخ کرنا شرط ہے تو اس زمانہ میں فسخ کی کوئی صورت نہیں ہے لہذا بدون طلاق دینے شوہر کے علیحدگی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ فقط

چچا نے نکاح کیا بالغ ہونے کے بعد لڑکی نے ناراضی ظاہر کی کیا کیا جائے

(سوال ۱۱۰۵) ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے عم حقیقی نے ایک نابالغ لڑکے سے کر دیا جب لڑکی بالغ ہوئی تو اس نے اپنی ناراضی ظاہر کرنے کے لئے اپنے چچا کو نوٹس دے دیا کہ مجھ کو آپ کا کیا ہوا نکاح قبول ومنظور نہیں ہے اس کے بعد تقریباً تین سال تک سکوت کر کے اب عدالت مجاز سے فسخ نکاح کے واسطے چارہ جوئی کرتی ہے اس صورت میں نکاح قائم رہا یا فسخ ہو گیا؟

(الجواب) اگر بفور بلوغ اس نے فسخ نکاح کا اظہار کر دیا تو پھر تاخیر سے اس کا حق فسخ ساقط نہیں ہوتا و ینبغی ان تقول فی فور البلوغ اخترت نفسی و نقضت النکاح فبعده لا یبطل حقها بالتاخیر حتی یوجد التمکین الخ شامی[2] ص ۳۰۹ ج ۲ فقط

شیعہ نے دھوکہ دیکر نکاح کیا تو وہ فسخ ہو گا

(سوال ۱۱۰۶) زید نووارد شیعۃ المذہب نے خالد سنی المذہب کو یہ یقین حلفاً دلا کر خالد کی دختر نابالغہ ہندہ سے عقد کیا کہ وہ سنی ہے بعد عقد کے زید سے افعال شیعہ تعزیہ داری وغیرہ ظاہر ہوئے اس صورت میں دختر خالد ہندہ کو فسخ نکاح کا اختیار ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے لو تزوجته علی انه حر او سنی الخ فبان بخلافه الخ کان لها الخیار[3] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ اس صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔

چچا کے نکاح کرنے سے خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے مگر تاخیر کرنے سے وہ باطل ہو جاتا ہے

(سوال ۱۱۰۷) ایک شخص نے مرنے سے قبل اپنے بھائیوں کو بلا کر یہ وصیت کی کہ میری فلاں لڑکی کا

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱ ط.س. ج۳ ص ۶۹. ظفیر
(۲) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۵ ط.س. ج۳ ص ۷۳. ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۲۲ ط.س. ج۳ ص ۵۰۱ ظفیر

میرے بھتیجہ سے نکاح کر دینا بھائیوں نے حسب وصیت نکاح کر دیا بوقت نکاح وہ لڑکی نابالغہ تھی اب وہ اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں یا وصی جو وکیل میت ہے اور وکیل کا نکاح کیا ہوا ہے موکل کا نکاح سمجھا جاوے گا اور لڑکی کو اس اعتبار سے حق فسخ نہ ہوگا اور بلوغ سے کچھ دیر بعد فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس وصیت کا شرعاً اعتبار نہیں ہے اور نہ حیثیت وصی ہونے کے وصی کو نکاح یتیمہ کا اختیار ہوتا ہے بلکہ میت کے بھائیوں نے جو نکاح یتیمہ نابالغہ کا کیا ہے وہ حیثیت ولی ہونے کے صحیح ہوا ہے نہ نیابۃً عن المیت کما قال فی الدرالمختار ولیس للوص من حیث هو وصی ان یزوج الیتیم مطلقاً وان اوصی الیه الاب بذلك علی المذهب نعم لو کان قریباً او حاکماً یملکه بالولایته [1] الخ اور وکالت بعد موت موکل کی باطل ہو جاتی ہے لہٰذا برادران میت بعد اس کے مرنے کے وکیل نہ رہے پس یہ نکاح برادران میت کا بوجہ ان کی ولایت کے ہوا نہ بوجہ وکالت کے اور اس میں نابالغہ کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا ہوتا ہے اور تاخیر کرنے سے خیار باطل ہو جاتا ہے ولا یمتد الی اخر المجلس لانه کالشفعة درمختار [2] اور نیز اس صورت میں فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے یعنی اگر نابالغہ نے بفور بلوغ اس نکاح کو نامنظور کیا اور فسخ کرانا چاہا تو بدوں قضاء قاضی کے فسخ نہ ہوگا کما فی الشامی و حاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء [3] الخ ص ۳۰۷ جلد ثانی شامی فقط

بلوغ میں سن ہجری کا اعتبار

(سوال ۱۱۰۸) مسماۃ اقبال بیگم نے اپنی رضامندی سے اپنا نکاح مرزا عظیم کے ہمراہ کیا جب کہ مسماۃ کی عمر بحساب سن عیسوی ۳ دن کم پندرہ برس کی تھی اور بحساب سنہ ہجری کچھ ماہ آگے پندرہ سال کی تو اس حالت میں یہ نکاح صحیح ہو لیا نہیں؟ اور بلا طلاق یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) شرعاً پندرہ سال پورے ہونے سے عورت بالغہ شمار ہوتی ہے [4] پس صورت مذکورہ میں نکاح مسماۃ کا مرزا عظیم بیگ سے صحیح ہو گیا بشرطیکہ مرزا عظیم کفو مسماۃ اقبال بیگم کا ہو پس بدوں طلاق دینے شوہر کے نکاح فسخ نہ ہوگا۔

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۱ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۷۹
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۳ص ۷۴
(۳) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱ .ط.س. ج۳ص ۷۰. ظفیر
(۴) اجل سنة قمرية بالا هلة علی المذهب (درمختار) وجهه ان الثابت عن الصحابة کعمر وغیره اسم السنة واهل الشرع انما یتعارفون الاشهر والسنین بالا هلة فاذا اطلقوا السنة انصرف الی ذلك (رد المحتار باب العنین ج ۲ ص ۸۱۸ .ط.س. ج۳ص ۴۹۷) ظفیر

نابالغہ کے باپ کے ماموں نے شادی کر دی تو یہ نکاح فسخ ہوگا یا نہیں؟

(سوال ۱۱۰۹) ایک لڑکی کی شادی اس کے باپ کے ماموں نے اپنی ولایت سے بحالت کم سنی ونابالغی (جب کہ لڑکی کا باپ شریک شادی تھا مگر نکاح اس کی ولایت سے نہیں ہوا) کی چونکہ لڑکا بد اطواری کرتا ہے لہذا لڑکی شوہر کے گھر جانے سے انکار کرتی ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ سن بلوغ کو پہنچ کر نکاح سے انکار کردے آیا لڑکی کو بالغہ ہو کر نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟

(الجواب) نابالغہ کے باپ کی موجودگی میں ماموں کو قطعاً ولایت نکاح نابالغہ کی نہیں ہے البتہ اگر باپ اس کو اجازت دیدے تو ماموں نکاح کر سکتا ہے اور وہ نکاح باپ کا کیا ہوا سمجھا جاتا ہے اور باپ کے نکاح کئے ہوئے کو لڑکی بعد بالغ ہونے کے فسخ نہیں کر سکتی کما فی الدر المختار ولزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ اوبغیر کفو ان کان الولی المزوج بنفسه بغبن ابا او جداً الخ وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه ولو الام اوالقاضی او وکیل الاب الخ لکن فی النهر "بحثاً لو عین لوکیله القدر صح الخ" (درمختار) وکذا لو عین له رجلاً غیر کفو کما بحثه العلامة المقدسی الخ شامی [1] اس بحث سے معلوم ہوا کہ اگر باپ نے شوہر کو متعین کر کے وکیل سے کہہ دیا کہ اس سے نکاح کر دو تو وہ نکاح بھی فسخ نہیں ہو سکتا۔ فقط

نابالغہ کے چچازاد بھائی نے بحیثیت ولی نکاح کر دیا تو اس کے فسخ کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۱۱۱۰) عبدالرحمن خاں نے اپنی وفات پر ایک زوجہ سکینہ ایک دختر نابالغہ مسماۃ ظریفہ ایک بھتیجہ فیض اللہ خان وارث چھوڑے ہیں فیض اللہ خاں نے ظریفہ کا نکاح اپنے لڑکے نصر اللہ خان سے بلا رضامندی سکینہ کے کر دیا تھوڑے دنوں کے بعد سکینہ نے نکاح ثانی کر لیا اس کے بعد فیض اللہ خاں نے دعویٰ استقرار حق کا سب ججی سہارن پور میں اس امر کا کیا کہ میں نے ظریفہ نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے نصر اللہ خاں سے کر دیا کسی دوسری جگہ ظریفہ نابالغہ کا نکاح نہ کیا جاوے عدالت نے یہ حکم دیا کہ یہ نکاح بوجہ طمع جائیداد کے ہوا ہے اس واسطے کہ لڑکا لڑکی سے بہت چھوٹا معلوم ہوتا ہے اس واسطے ظریفہ نابالغہ کو اختیار ہے کہ بعد بلوغ اس نکاح کو عدالت سے منسوخ کرا کر دوسرا نکاح کر لے چنانچہ اس نے اول حیض آتے ہی اپنے پہلے نکاح کو نامنظور کر دیا تھا اور عدالت سب ججی سہارنپور سے بھی منسوخ کرا لیا تھا لیکن۔ سب جج صاحب مسلمان نہیں تھے اس کے بعد ظریفہ نے خود اپنا نکاح دوسرے شخص سے کر لیا تھا یہ دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں ولایت نکاح مسماۃ ظریفہ نابالغہ کی اس کے تایازاد بھائی مسمی فیض اللہ خاں کو حاصل تھی کیوں کہ وہ عصبہ ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے در مختار میں ہے الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ [2] بناءً علیہ جو نکاح ظریفہ نابالغہ کا اس کے تایازاد برادر فیض اللہ خاں نے اپنے لڑکے نصر اللہ خاں

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار والدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۸،۴۱۹ ۔ ط.س. ج۳ ص ۶۷-۶۸ ۔ ظفیر (۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ ط.س. ج۳ ص ۷۶ ۔ ظفیر

کے ساتھ کیا تھا وہ شرعاً صحیح اور منعقد ہو گیا تھا اور مسماۃ کو بعد بلوغ اختیار فسخ کا حاصل تھا لیکن قضاء قاضی شرعی اس فسخ کے لئے شرط ہے بدون حکم قاضی کے یہ نکاح فسخ نہ ہو گا۔ اور حکم حاکم غیر مسلم کا اس بارے میں شرعاً معتبر نہیں ہے [1] اس لئے صورت مسئولہ میں نکاح ظریفہ کا جو نصر اللہ خاں کے ساتھ ہوا تھا فسخ نہیں ہوا اور دوسرا نکاح مسماۃ ظریفہ کا صحیح نہیں ہوا البتہ نصر اللہ خاں سے طلاق لیکر اور عدت گزار کر دوسرا نکاح کرنا چاہئیے اگر سب جج صاحب شوہر کو حکم دیکر طلاق دلاویں تو بھی طلاق واقع ہو جاوے گی یا کسی مسلمان ریاست سے جو بااختیار ہو نکاح فسخ کرایا جاوے شامی میں ہے اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء انتهیٰ [2] اور جامع الفصولین میں ہے اواختاراحدهما الفرقة ورد النکاح بخیار البلوغ لم یکن رداً ولا یبطل العقد مالم یبطل بحکم به القاضی [3] الخ مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم در فسخ نکاح بخیار بلوغ میں استفتاء بعینہ اسی قسم کا نقل فرمایا ہے۔ فقط

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۱۱) ایک یتیمہ نابالغہ آٹھ سالہ کا نکاح بولایت ماں اور بھائی کے ایک لڑکے نابالغ سے کر دیا گیا اب لڑکا بالغ ہے اور لڑکی تیرہ سالہ قریب البلوغ ہے مگر حیض نہیں آیا اور لڑکے کی بد چلنی کی وجہ سے شوہر کے یہاں جانا نہیں چاہتی تو کیا ایسی صورت میں یہ لڑکی اپنا نکاح جو بولایت ماں اور بھائی ہوا ہے فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اور لڑکے نے دعویٰ کر دیا ہے کہ میری عورت پر مجھ کو قبضہ دلایا جاوے۔ جب کہ لڑکی اور ولی دونوں شوہر سے ناراض ہیں تو لڑکے کو لڑکی پر قبضہ دلایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں وہ لڑکی قبل البلوغ اپنا نکاح فسخ نہیں کرا سکتی اور بالغہ ہونا اس کا بعمر تمامی پندرہ سال ہے یا حیض وغیرہ علامات بلوغ سے ہے اور یہ بھی فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ قضاء قاضی اس فسخ کے لئے شرط ہے در مختار میں ہے وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب وابیه الخ لهما خیار الفسخ بالبلوغ الی ان قال بشرط القضاء الخ [4] اور بحالت موجودہ جب کہ لڑکی کی عمر تیرہ سال کی ہے اور وہ قریب البلوغ ہے اور طاقت جماع رکھتی ہے تو شوہر کے سپرد کی جا سکتی ہے شامی میں ہے وقد صرحوا عنه بان الزوجة اذا کانت صغیرة لا تطیق الوطی لا تسلم الی الزوج حتی تطیقه والصحیح انه غیر مقدر بالسن بل یفوض الی القاضی بالنظر الیها من سمن او هزال [5] الخ ص ۳۹۹ جلد ثانی باب القسم وفی باب المهر من الدر المختار وللزوج المطالبة بتسلیمها ان تحملت الرجل الخ [6] فقط

---

(۱) و به علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاء ه علی المسلم حال کفره رد المحتار کتاب القضاء ج ٤ ص ٤١٤ .ط.س. ج٥ص٣٥٤ .(٢) رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤٢١ .ط.س.ج٣ص٢٧
(٣) رد المحتار باب القسم ج ٢ ص ٥٤٩ .ط.س.ج٣ص٦٧. ظفیر
(٤) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤١٩ .ط.س.ج٣ص٦٧. ظفیر
(٥) رد المحتار باب القسم ج ٢ ص ٥٤٩ .ط.س.ج٣ص٢٠٤. ظفیر

باپ نے اپنی شادی کی لالچ میں نابالغہ لڑکی کی شادی کر دی وہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۱۲) ایک شخص عورت پر عاشق ہو گیا اور اس سے نکاح کرنا چاہا عورت کے باپ نے عاشق کو کہا کہ تم اپنی دختر کا نکاح پہلے میرے لڑکے سے کر دو پھر میں تم سے بیاہ کر دوں گا چنانچہ اس نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح اس کے لڑکے سے کر دیا بعد کو آپس میں نااتفاقی ہو گئی تو دختر مذکورہ بعد بلوغ اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں چوں کہ باپ نے عشق کی وجہ سے دختر صغیرہ کا نکاح کر دیا تو سوء اختیار ثابت ہوا یا نہیں۔ در مختار میں ہے وان عرف من الاب والجد سوء الاختیار مجانۃً و فسقاً لایصح النکاح اتفاقاً الخ فقط

(الجواب) اس صورت میں باپ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہو گیا اور صغیرہ کو بعد بلوغ اختیار فسخ نکاح کا بھی نہیں ہے اور اس عبارت منقولہ در مختار میں شامی نے یہ بحث کی ہے کہ صاحب فتح القدیر نے فرمایا ہے کہ عدم صحت نکاح بصورت معروف ہونے باپ کے ہے ساتھ سوء الاختیار کے 'اور یہ امر اول نکاح صغیرہ خود میں صادق نہ آوے گا۔ والحاصل ان المانع ھو کون الاب مشھوراً بسوء الاختیار قبل العقد فاذا لم یکن مشھوراً بذلك ثم زوج بنته من فاسق صح (الی ان قال) فلو زوج بنتاً اخری من فاسق لم یصح الثانی لانه کان مشھوراً بسوء الاختیار قبله بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع قبله الخ[۲]

فرقت کے لئے عورت عیسائی ہو جائے تو بھی فسخ نہیں ہوتا

(سوال ۱۱۱۳) ایک عورت اس غرض سے عیسائی ہوئی ہے کہ نکاح فسخ ہو جاوے ایسی صورت میں نکاح فسخ ہو جاوے گا یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار وارتداد احدھما فسخ عاجل الخ ثم قال و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجراً لھا بمھر یسیر کدینار و علیه الفتویٰ الخ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتھا زجراً الخ[۳] پس معلوم ہوا کہ مشائخ بلخ کا فتویٰ بصورت مسئولہ عدم فرقت کا ہے۔

(سوال ۱۱۱٤) زینت زوجہ بکر نکاح فسخ کرانے کی وجہ سے فریب کیا کہ مذہب نصرانی قبول کیا اور پھر مسلمان ہو گئی اور نکاح خالد سے کر لیا' یہ حیلہ جائز ہے یا نہیں اور بکر مستحق نکاح کا اس سے ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار و تجبر علی الاسلام و علیٰ تجدید النکاح وفی الشامی وتمنع من التزوج بغیرہ بعد اسلامھا ولا یخفی ان محله ما اذا طلب ذلك امالو سکت او ترکه صریحاً فانھا لا تجبر و تزوج من غیرہ لانه ترك حقه الخ بحر ونھر اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اول اگر نکاح کرنا چاہے بجبر نکاح کر سکتا ہے۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المھر مطلب لا بی الصغیرة المطالبة بالمھر ج ۲ ص ۵۰۸. ط.س. ج۳ص ۱۶۱. ظفیر (۲) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۱۸. ط.س. ج۳ص۲۷. ظفیر
(۳) دیکھئے رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ٥٤٠. ط.س. ج۳ص۱۹۳. ظفیر

فصل سوم ۔ نکاح بذریعہ فضولی اور وکیل

فضولی نے نکاح کردیا اور عورت نے قبول کرلیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۱۵) ایک شخص نے مجمع میں یہ کہا کہ تم گواہ رہو میں نے فلاں عورت غائب کا اس مرد حاضر سے نکاح کردیا اور یہ شخص نکاح کرنے والا اس عورت کا ولی شرعی نہیں ہے لیکن جب عورت کو خبر پہنچی تو اس نے اس نکاح کو قبول کرلیا تو کیا یہ نکاح جائز و مکمل ہو جائے گا اور اگر مہر کی تعداد بیان نہ کی ہو تو کس قدر مہر واجب ہوگا؟

(الجواب) جب کہ شوہر نے اس نکاح کو قبول کرلیا تھا اور پھر جس وقت عورت کو خبر پہنچی تو اس نے بھی اس نکاح فضولی کو قبول کرلیا تو یہ نکاح صحیح ہوگیا۔ کذافی الدر المختار [1] فقط

بلا اجازت ولی غیر نے نکاح کردیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۱۶) ایک مسماۃ کے والدین اور دادا اور بھائی فوت ہوگئے اور اس کے دادا کے ہم زلف نے جو غیر شخص ہے مسماۃ مذکورہ آٹھ سالہ کا نکاح کردیا مسماۃ نے بالغ ہوتے ہی اسی وقت روبرو گواہان شرعی کے اس نکاح کو فسخ کردیا تو شرعاً یہ نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

(الجواب) مسماۃ کے دادا کا ہم زلف ظاہر ہے کہ ولی اس نابالغہ کا نہیں ہے بلکہ اجنبی اور فضولی ہے لہذا وہ موقوف ہے کسی ولی کی اجازت پر اور اگر ولی کوئی نہیں ہے تو وہ نکاح باطل ہے یا خود نابالغہ کی اجازت پر بعد بلوغ کے موقوف تھا اور جب مسماۃ مذکور نے بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کردیا اور اس سے انکار کردیا تو وہ باطل ہوگیا درمختار میں ہے ونکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی سیجئ فی البیوع توقف عقوده کلها ان لها مجیز حالة العقد والا تبطل [2] الخ و تفصیله فی الشامی [3] فقط

عورت کے ساتھ مرد خود گواہوں کے سامنے نکاح کرے اور فضولی قبول کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۱۷) اگر زید ہندہ کے ساتھ اس طرح پر نکاح کرے کہ بلا اجازت واطلاع ہندہ کے عمرو بکر

---

(۱) ونکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی سیجئ فی البیوع توقف عقوده کلها ان لهامجیز حالة العقد والا تبطل (درمختار) قوله کنکاح الفضولی ای الذی باشره مع اخر اصیل او ولی او وکیل الخ قال فی البحر الفضولی من یتصرف لغیره بغیر ولایته او وکالته (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۹ .ط.س. ج۳ص۹۷) ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۹ .ط.س. ج۳ص۹۷. ظفیر

(۳) دیکھئے شامی باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۹ .ط.س. ج۳ص۹۷. ظفیر

سے کہے کہ تم دونوں گواہ رہو میں نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا اور خالد دوسرا فضولی فی المجلس کہے کہ میں نے ہندہ کی طرف سے قبول کیا تو یہ ظاہر ہے کہ دوسرے فضولی کا قبول بالاتفاق غائب کے اجازت پر موقوف ہوتا ہے پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ اگر اس قول مفتی بہ کے بموجب کہ جس چیز میں جد وہزل برابر ہے اس میں لفظ کے معنی کی حقیقت بلکہ مضمون کا بھی علم شرط نہیں اس صورت میں ہندہ غائبہ من المجلس سے کسی دوسرے وقت میں عربی زبان میں مثلاً یہ کہلایا جائے رضیت بالتزویج الذی قبله عنی خالد تو یہ شرعاً اجازت ہو جائے گی اور نکاح مذکور منعقد ہو جائے گا یا نہ؟

(الجواب) وکیل بنانے یا فضولی کے عقد کی اجازت دینے کے لئے رضاء مؤکلہ مجیزہ کی ضرور ہے اور رضاء کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس کو سمجھے ورنہ بلا علم رضا بالعقد الموقوف کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔[1] فقط

فضولی کے نکاح کی خبر پر لڑکا خاموش رہا جب لڑکی کی دوسری شادی ہوگئی تو کہتا ہے کہ نکاح ہو چکا ہے

(سوال ۱۱۱۸) امیر خاں ملازم فوجی کے نکاح کی قبولیت ایک فضولی نے کی اور امیر خاں کو بذریعہ خط کے خبر کردی کہ میں نے تمہارا نکاح فلاں عورت کے ساتھ کردیا ہے امیر خاں نے اس عقد کی منظوری و عدم منظوری کا کوئی جواب نہیں دیا یعنی ساکت رہا اس حالت سکوت میں فضولی کا انتقال ہو گیا اور والدہ دختر نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کردیا اب امیر خاں باوجود عدم قبولیت نکاح فضولی مدعی نکاح ہے کیا یہ عورت امیر خاں کی منکوحہ کہی جائے گی یا زوج ثانی کی زوجہ متصور ہوگی؟

(الجواب) اس صورت میں اگر امیر خاں اب بھی نکاح فضولی کو قبول کرلے تو نکاح اس کا صحیح و نافذ ہوگا اور دوسرا نکاح باطل وحرام ہے درمختار میں ہے ولو اجاز من له الاجازة نكاح فضولى بعد موته صح لان الشرط قيام المعقود له واحد العاقدين لنفسه الخ قوله واحد العاقدين ' هو العاقد لنفسه كما فى البحر اى سواء كان اصيلاً او ولياً او وكيلاً فانه عاقد لنفسه بمعنى انه غير فضولى تامل وانظر مالو كان فضولياً بان كان كل من العاقدين فضوليين والظاهران الشرط قيام المعقود لهما[2] فقط

صورت ذیل میں نکاح درست نہیں ہوا

(سوال ۱۱۱۹) زید نے ایک معاملہ میں یہ قسم کھائی کہ اگر میں فلاں کام کروں تو میں جو نکاح کروں یا جس عورت سے نکاح کروں اس پر طلاق مغلظ ہے اب اگر زید اپنا نکاح بذریعہ وکیل فضولی بصورت ذیل کرے کہ زید اپنے کسی خاص محبّ سے یہ کہے کہ جب میرے نکاح ہونے کا وقت قریب آجائے اور ہندہ

---

(۱) والعبرة فى العقود للمعانى دون الالفاظ

(۲) رد المحتار باب الكفاءة مطلب فى الوكيل والفضولى فى النكاح ج ۲ ص ٤٥١ .ط.س. ج۳ص۹۵.

منسوبہ کی جانب سے اذن آجائے مجھ سے ایجاب و قبول کرانے سے قبل تم دو گواہوں کے سامنے یہ کہنا کہ میں نے زید کی جانب سے ہندہ کو بعوض اس قدر مہر نکاح میں قبول کیا۔ اس کے بعد ناکح ہندہ کا نکاح زید سے پڑھادے اور یہ کہے کہ ہندہ تمہارے نکاح میں دی گئی اور زید زبان سے کہے کہ میں نے قبول کی تو اس صورت میں نکاح ہو جائے گا یا نہیں اور زید نے شخص مذکور کو اپنا وکیل نہیں بنایا۔

(الجواب) اس طریق سے نکاح صحیح نہیں ہوتا کیوں کہ ایک شخص فضولی جو ولی اور وکیل جانبین کا نہ ہو وہ متولی ایجاب و قبول طرفین کا نہیں ہوسکتا در مختار میں ہے ویتولی طرفی النکاح واحد با یجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کان ولیاً او وکیلاً من الجانبین او اصیلاً من جانب وو کیلاً او ولیاً من اخر اوولیاً من جانب و کیلاً من اخر کزوجت بنتی من موکلی لیس ذلک الواحد بفضولی ولو من جانب الخ[1]

پس صورت مذکورہ میں بذریعہ فضولی زید کا نکاح موافق طریق مذکور کے سبب عدم حنث ہوسکتا تھا بشرطیکہ عورت کی طرف سے ایجاب کرنے والا دوسرا شخص ہو خواہ اس کا ولی ہو یا وکیل یا فضولی قال فی رد المحتار کنکاح الفضولی ای الذی باشرہ مع اخر اصیل او ولی او وکیل او فضولی اما لو تولی طرفی العقد وھو فضولی من الجانبین اواحد ھما فانہ لا یتقوف الخ ای بل یبطل[2] وفی کتاب الایمان منہ حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی فاجار بالقول حنث وبالفعل و منہ الکتابۃ خلافا لابن سماعہ لا یحنث بہ یفتی خانیۃ قولہ و منہ الکتابۃ ای من الفعل مالوا اجاز بالکتابۃ[3] الخ شامی

صورت مذکورہ میں نکاح فضولی درست نہیں

(سوال ۱۱۲۰) زید نے ہندہ کے ساتھ اس طرح پر نکاح کیا کہ بلا اطلاع و اجازت ہندہ کے خالد اور ولید دو شخصوں سے ہندہ کو ان کو اچھی طرح بتلا کر کہا کہ میں نے تم دونوں کے سامنے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا اس کے بعد یہ عبارت قبلت تزویج من ارسل ھذا القرطاس الی نفسی من نفسہ لکھ کر ایک لڑکے کے ہاتھ ہندہ کے پاس بھیج دی اور اس لڑکے سے کہہ دیا کہ ہندہ سے کہہ دینا کہ یہ ایک دعا ہے زید نے لکھ کر بھیجی ہے اس کو تین مرتبہ پڑھو تو اس کا فائدہ بعد میں بتایا جائے گا پس اس لڑکے نے ایسا ہی کیا اور وہ عبارت تین مرتبہ ہندہ سے کہلوادی مگر ہندہ کو اس کا گمان بھی نہیں کہ اس کی کہہ لینے سے نکاح ہو جائے گا ہاں یہ یقیناً جانتی ہے کہ کاغذ زید ہی کا بھیجا ہوا ہے پس تو ظاہر ہے کہ فضولی کا نکاح اجازت پر موقوف ہوتا

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی وکیل والفضولی فی النکاح ج ۲ ص ۴۴۹ ط.س. ج۳ص۹۶. (۲) رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ج ۲ ص ۴۴۹ ط.س. ج۳ص۹۷ (۳) دیکھیے رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک مطلب لا یتزوج فزوجہ فضولی ج ۳ ص ۱۸۸، ۱۸۹ ط.س. ج۳ص۸۴۶. ظفیر

ہے اور علی مافی الدر المختار وغیرہ یہ بھی مفتی بہ ہے کہ جس میں جد و ہزل برابر ہو اس میں لفظ کے معنیٰ کی حقیقت یا اس کے مضمون کا علم شرط نہیں پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ بطور مذکور شرعاً ہندہ کی اجازت ہوئی یا نہیں بر تقدیر ثانی کیا اجازت کا بھی کم از کم دو گواہوں کے سامنے ہونا شرط ہے اس وجہ سے نہیں ہوئے یا اور کسی وجہ سے غرضیکہ جس وجہ سے نہیں ہوئے اس وجہ کو مفصل ومدلل ارقام فرمادیں اور اجر جزیل اللہ تعالیٰ سے پاویں؟

(الجواب) درمختار میں ہے ولا یتوقف الا یجاب علی قبول غائب عن المجلس فی سائر العقود من نکاح و بیع وغیر هما بل یبطل ولا تلحقه الا جازة اتفاقا الخ ثم قال ویتولی طرفی النکاح واحد الخ لیس ذلک الواحد بفضولی ولو من جانب وان تکلم بکلامین علی الراجح لان قبوله غیر معتبر شرعاً کما تقرران الایجاب لا یتقوف علی قبول غائب [1] الخ وفی رد المحتار قوله لما تقرر حاصله ان الا یجاب لما صدر من الفضولی و لیس له قابل فی المجلس ولو فضولیاً اخر صدر باطلاً غیر متوقف علی قبول الغائب الخ فلا یفید قبول العاقد بعده [2] الخ ص ۳۲۶ وفیه ایضاً قوله ولو من جانب ای سواء کان فضولیاً من جانب واحد اومن جانبین الخ او کان فضولیاً من احد هما وکان من الاخر اصیلاً او وکیلاً او ولیاً ففی هذه الاربع لا یتوقف بل یبطل الخ [3] .... پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نکاح فضولی کا موقوف اجازت پر نہیں رہا بلکہ باطل ہو گیا علاوہ بریں ایجاب قبول کا دو گواہوں کو معاً سننا ضروری ہے کما فی الدر المختار و شرط حضور شاهدین حرین الخ مکلفین سامعین قولهما معاً [4] الخ الغرض صورت مذکورہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط

فضولی نے نکاح کیا اور ولی نے اجازت نہیں دی کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۱) زید کی لڑکی زینب نابالغہ کا نکاح خالد فضولی نے کر دیا ولید کے ساتھ زید نے اپنے محلہ کے آدمیوں کو جمع کر کے یہ کہا کہ میری لڑکی زینب کا عقد میرے بھتیجے نذیر سے کر دو ان حضرات نے زید سے کہا کہ اگر تو اجازت عقد کی دوسری جگہ دے آیا ہے تو نکاح وہاں ہو گیا زید نے حلفیہ بیان کیا کہ میں نے اجازت نہیں دی تب نکاح زینب کا نذیر کے ساتھ باجازت زید کر دیا۔ اس صورت میں کون سا عقد صحیح ہوا؟

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ج ۲ ص ٤٤٧ و ج ۲ ص ٤٤٨ .ط.س. ج۳ص۹٦. ظفیر

(۲) رد المحتار باب و مطلب ایضاً ج ۲ ص ٤٤٦ .ط.س. ج۳ص۹٦ ظفیر

(۳) رد المحتار باب ایضاً ج ۲ ص ٤٤٨ .ط.س. ج۳ص۹۷ ظفیر

(٤) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۷۳ ظفیر

(الجواب) اس صورت میں خالد فضولی کا کیا ہوا نکاح زید کی اجازت پر موقوف تھا پس جبکہ زید نے اس نکاح کو جائز نہیں رکھا تو وہ باطل ہو گیا[1] اور خود زید نے اپنی ولایت سے جو نکاح زینب کا نذیر سے کرادیا یہی نکاح جو نذیر سے ہوا صحیح ہوا خالد کا کیا ہوا نکاح صحیح نہ ہوا۔ فقط

بذریعہ خط وکیل بنایا اور وکیل نے اپنے ساتھ شادی کر دی کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۲) ہندہ ایک بارہ برس کی لڑکی ہے اور اس کا ولی بجز اس کی ماں کے کوئی دوسرا نہیں ہے اور وہ زید کے گھر رہتی ہے جو کہ بہت دور کا عزیز ہے زید نے اس کی ماں کو بذریعہ ڈاک خط بھیجا اگر تم اجازت دو تو میں جہاں مناسب سمجھوں ہندہ کا نکاح کر دوں ہندہ نے بذریعہ کارڈ اس کی اجازت دے دی زید نے اس کا نکاح خود اپنے ساتھ بموجودگی ایک مرد اور دو عورت کے کرالیا ایک زید کی بہن اور ایک زوجہ اولیٰ ہے کیا ایسا نکاح جائز ہے؟

(الجواب) ناجائز ہے۔[2] فقط

کسی نے عورت کو وکیل بنایا اس نے اپنے شوہر کے ساتھ اس کی شادی کر دی

(سوال ۱۱۲۳) فاطمہ نے ایک عورت زینب سے کہا کہ میں تم کو اپنی لڑکی کی شادی کا وکالتہً اختیار دیتی ہوں کہ تم اپنی پسند سے جہاں چاہو اس کی شادی کر دو زینب نے بموجودگی دو مرد کے اس لڑکی کا نکاح خود اپنے شوہر خالد کے ساتھ کر دیا در آں حالیکہ اس لڑکی کو وکالت اور نکاح کی خبر نہیں ہے بعد کو معلوم ہوا اور وہ یہ سن کر خاموش ہو گئی لڑکی بالغ نہیں قریب بہ بلوغ ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور کیا جواز و عدم جواز لڑکی کی اطلاع غیر اطلاع کو بھی صورت مذکورہ میں دخل ہے یا نہیں یعنی کن کن صورتوں میں جائز ہو سکتا ہے اور کن کن صورتوں میں نہیں؟

(الجواب) اول اس میں یہ بحث ہے کہ والدہ کی ولایت نابالغہ کے نکاح کے لئے عصبات سے موخر ہے اصل ولی نابالغہ کے نکاح کا عصبہ ہے علی ترتیب الارث والحجب یعنی مثلاً باپ ولی مقدم ہے اس کے بعد دادا وان علا پھر بھائی پھر چچا تایا الخ پس اگر عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو ولایت نکاح نابالغہ کی ماں کو ہے پس ماں نے اگر اپنی ولایت شرعیہ کے حاصل ہونے کے وقت مثلاً زینب کو وکیل اپنی نابالغہ دختر کا بنادیا اور اختیار دے دیا کہ جہاں چاہے میری دختر کا نکاح کر دے تو اگر زینب نے بموجودگی شاہدین اپنے شوہر سے نکاح

---

(۱) ونكاح عبد وامة بغير اذن السيد موقوف على الاجازة كنكاح الفضولي توقف عقوده كلها ان لها مجيز حالة العقد والا تبطل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ٤٤٩ ط۔س۔ج ۳ ص۹۲)

(۲) وكلته ان يتصرف في امرها او قالت له زوج نفسي ممن شئت لم يصح تزويجها من نفسه (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ٤٥١ ط۔س۔ج ۳ ص۹۹۔ظفیر

کر دیا تو وہ صحیح ہے بشرطیکہ اس کا شوہر کفو ہو اس منکوحہ کا۔[۱] فقط

ولی اگر دوسرے کو وکیل بنادے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲٤) بھائی کی موجودگی میں اور کسی رشتہ دار مثلاً ماموں وغیرہ کو دلہن کا مقرر وارث بن کر منکوحہ ہونے کے لئے وکالت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولی جائز اگر کسی دوسرے رشتہ دار یا غیر رشتہ دار کو وکیل بنا دیوے تو جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔[۲] فقط

ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ تم اپنے ساتھ میرا نکاح کرلو اس نے گواہ کے سامنے کرلیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۵) اگر ہندہ اس امر کی تحریر بذریعہ ڈاک زید کے پاس بھیج دے کہ تم اپنا نکاح میرے ساتھ کرلو اور زید اس تحریر کے موافق اپنا نکاح بطریقہ شرع شریف قاضی وو کیل وشاہد کے روبرو نکاح پڑھ لے تو وہ نکاح شرعاً جائز ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) اس طرح نکاح صحیح ہے مگر شامی میں منقول ہے کہ زید کو مجلس نکاح میں روبرو شاہدین عورت کی تحریر کو سنانا چاہئیے اور یہ کہنا چاہئیے کہ فلاں عورت بنت فلاں نے مجھ کو اپنے نکاح کا وکیل بنادیا ہے لہذا میں اپنا نکاح اس سے کرتا ہوں تم اس کے گواہ رہو پس اگر اس طریق پہ کیا جاوے تو نکاح صحیح ہو جاوے گا۔[۳] فقط

بالغ اپنے نکاح کا باپ کو وکیل بنادے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲٦) ایک شخص بالغ سفر میں ہے اس کا والد مکان پر اس کی طرف سے وکیل بن کر ایجاب و قبول کرتا ہے اس شخص نے جو سفر میں ہے بذریعہ خط اپنے والد کو لکھ کر بھیجا کہ تم میری جانب سے ایجاب و قبول کی اجازت ہے اس طرح نکاح جائز ہے یا نہیں یا پھر نکاح وایجاب وقبول کی ضرورت ہے؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہے وکیل نکاح اپنے مؤکل کی طرف سے ایجاب وقبول کرسکتا ہے

---

(۱) فان لم یکن عصبة فالو لایة للام (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۷۹) امرہ بترویج امراۃ فزوجه جاز (درمختار) لان الوکالة نوع من الولایة کنفاذ تصرفه علی الموکل (رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ٤٤٦ ط.س. ج ۳ ص۹٦ ۔ظفیر

(۲) لان الوکالة نوع من الولایة کنفاذ تصرفه علی الموکل (رد المحتار مطلب فی الوکیل والفضولی ج ۲ ص ٤٤٦) ط.س. ج ۳ ص۹٦ ظفیر۔

(۳) ینعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب و صورته ان یکتب الیها بخطبها فاذا بلغها الکتاب احضرت الشهود و قراته علیهم وقالت زوجت نفسی منه رد المحتار کتاب النکاح ص ۳٦٤ ج ۲ ظفیر

قال في الدرالمختار كزوجت نفسي او بنتي او موكلتي منك و يقول الاخر تزوجت الخ وفي الشامي قوله كزوجت نفسي الخ ' اشار على عدم الفرق بين ان يكون الموجب اصيلاً او ولياً او وكيلاً الخ و مثل بنتي ا بني و مثل مؤكلتي موكلي الخ شامي [1] پس دوبارہ اس شخص کو جو سفر میں ہے ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

عورت نے پانچ ہزار مہر پر نکاح کی اجازت دی لیکن وکیل نے کم کردیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۷) زید وہندہ دونوں بالغ ہیں ان کا نکاح ہوا ہندہ نے اپنا مہر پانچ ہزار روپیہ سکہ رائج تعین کر کے وکیل کو ہدایت کی لیکن وکیل بھول گیا یا کسی اور وجہ سے اس نے قاضی کے سامنے ہندہ کی رضامندی شرع محمدی مہر پر ظاہر کی یعنی دو دینار سرخ اور ۳۳ ٹکہ' چنانچہ اس تعین مہر سے نکاح ہو گیا فریقین کے ملنے پر اختلاف مہر کا حال معلوم ہوا ہندہ اس سے کم پر رضامند نہیں ہے اور زید اس بڑی رقم کو منظور نہیں کرتا کیا نکاح ہو گیا زید نے ہندہ کو چھوا بھی نہیں ہے صرف صورت دیکھی ہے کیا کوئی تعداد مہر کی واجب ہوئی؟

(الجواب) یہ نکاح موقوف ہے اگر زید اس مقدار پر راضی ہو جو منکوحہ کہتی ہے تو نکاح نافذ ہوگا اور اگر راضی نہ ہو تو باطل ہوگا کما فی النکاح الفضولی' درمختار میں زیادتی کی طرف خلاف کرنے کی مثال موجود ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی ایسا ہی ہے کیونکہ بصورت خلاف وکیل کو اختیار باقی نہیں رہتا پس وہ بحکم فضولی ہوگا قال في الدرالمختار وكله بان يزوجه فلانة هكذا فزاد الوكيل في المهر لم ينفذ الخ فقط [2] فقط

عورت وکیل بنادے اور وکیل دو گواہوں کے سامنے خود نکاح کرلے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۸) ایک عورت بیوہ نے بوجہ اندیشہ فساد خفیہ نکاح اس طرح کیا کہ جس شخص سے نکاح کیا اس کو اس عورت نے یہ کہا کہ میں نے تجھ کو اجازت دی میرا نکاح اپنے ساتھ کرلو دو گواہوں کے سامنے پانچ روپیہ مہر پر چونکہ گواہ اس موقع پر نہیں آسکتے تھے نہ عورت، کسی دوسرے موقعہ پر جاسکتی تھی اس لئے اس شخص نے علیحدہ مسجد میں دو آدمیوں کے سامنے یہ کہہ دیا کہ فلاں عورت نے مجھے اجازت دی ہے کہ تم میرا نکاح اپنے ساتھ کرلو اس لئے میں تم دونوں گواہوں کے سامنے اس عورت کو پانچ روپیہ مہر پر قبول و منظور کرلیا اور تم دونوں کے سامنے نکاح اس عورت کا اپنے ساتھ کرلیا شرعاً نکاح درست ہوا یا نہیں؟

(الجواب) یہ نکاح منعقد ہو گیا۔ [3] فقط

---

(۱) ردالمحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۳۶۱' ط۔س ج ۳ ص۹ ظفیر

(۲) الدارلمختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۳۷۹'ط۔س۔ج ۳ ص۲۶

(۳) لان الوكالته نوع من الولايته لنفاذ تصرفه على المؤكل (رد المحتار مطلب في الوكيل ج۲ ص ٤٤٦)ط۔س۔ج ۳ ص۹۶

مندرجہ ذیل طریقہ سے نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۲۹) یہاں نکاح کا یہ طریق ہے کہ پہلے نسبت ہوتی ہے جس میں تمام امور طے ہو جاتے ہیں حتی کہ وقت نکاح سے چند گھنٹہ پہلے قاضی صاحب کو ولی کی طرف سے اس کی اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں کا نکاح فلانہ کے ساتھ اتنے مہر میں ہوگا فلاں فلاں وکیل و گواہ ہوں گے پھر ولی یا اس کی اجازت سے تین قریبی رشتہ دار لڑکی کے پاس اجازت نکاح کی لینے جاتے ہیں لڑکی سکوت وغیرہ سے اجازت دے دیتی ہے پھر قاضی صاحب وکیل سے اجازت لیکر خطبہ وغیرہ پڑھ کر ایجاب و قبول نکاح کا کرادیتا ہے تو اس صورت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں اور اس صورت میں درمیان ائمہ کے کچھ اختلاف تو نہیں ہے بعض دفعہ زوج حنفی اور زوجہ شافعی ہوتی ہے اس سے نکاح میں کچھ فرق تو نہ ہوگا ؟

(الجواب) اس صورت میں موافق تفصیل سوال کے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور جب کہ ولی یا اس کے وکیل نے قاضی نکاح خواں کو اجازت نکاح کرنے کی اور ایجاب و قبول کرنے کی دے دی تو قاضی اس کا وکیل ہو گیا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے یہاں ان بلاد میں بھی قریب قریب اسی صورت سے ایجاب و قبول ہوتا ہے کہ ولی یا اس کا وکیل قاضی نکاح خواں کو اجازت نکاح خوانی کی دیتا ہے اور وہ خطبہ وغیرہ پڑھ کر ایجاب و قبول کراتا ہے اور اس میں حنفی و شافعی ہونے سے کچھ اختلاف نہیں ہوتا سب کے نزدیک باتفاق اس طرح ایجاب و قبول صحیح ہے اور نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ کذافی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقه [1] فقط

---

(۱) لان الوكالة نوع من الولاية لنفاذ تصرفه على المؤكل (رد المحتار مطلب فى الوكيل ج ۲ ص ٤٤٦ ط.س.ج ۳ ص۹٦ ظفیر

فصل چہارم

متفرق مسائل واحکام فسخ

کیا رشتہ داروں کے علاوہ غیروں میں شادی پسندیدہ نہیں ہے؟

(سوال ۱۱۳۰) زید اپنی پھوپھی زاد بہن یا چچازاد بہن سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتا بعض مصالح کی وجہ سے کیا حدیث کی رو سے غیر خاندان میں شادی کرنا پسندیدہ ہو سکتا ہے؟

(الجواب) شریعت میں اس بارے میں توسیع ہے جہاں مناسب سمجھے شادی رشتہ کرے خواہ غیروں میں یا رشتہ داروں میں شریعت میں نہ یہ ضروری ہے کہ رشتہ داروں میں نکاح شادی کرے اور نہ یہ ضروری ہے کہ غیروں میں ہی کرے جہاں اپنی مصلحت مقتضی ہو وہاں کرے۔[1] فقط

بلوغ کا حکم پندرہ برس پر ہوتا ہے اور مراہق کا بارہ سال میں!

(سوال ۱۱۳۱) لڑکا کتنے سال کا بالغ ہو جاتا ہے جس سے پردہ کرنا ضروری ہے عورت کو فتویٰ کس عمر کے لڑکے پر دیا گیا ہے اور مراہق کے برس کا ہو جاتا ہے؟

(الجواب) اگر اور کوئی علامت بلوغ کی نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا گیا ہے اور بارہ برس کی عمر کا لڑکا مراہق ہو جاتا ہے اور بالغ سے پردہ کرنا ضروری ہے۔[2] فقط

لڑکی کے ولی کو وعدہ کے باوجود مصلحت کے پیش نظر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے؟

(سوال ۱۱۳۲) احمد کا رشتہ یوسف کی لڑکی سے ہو کر تاریخ نکاح مقرر ہو گئی اور لڑکی والوں کی فرمائش کے موافق کپڑا زیور وغیرہ تیار کرا کر دیا یا غرض کل سامان تیار ہو چکا اور چار روز میں نکاح ہونے کو تھا کہ اسماعیل نے یوسف کی اسی لڑکی سے پیغام بھیجا کہ احمد سے نہ کرو وہ غریب ہے ہم بیس ہزار کا زیور دیتے ہیں ہمارے ساتھ نکاح کر دو غرض احمد کا زیور کپڑے وغیرہ واپس کر کے اسماعیل نے اپنا نکاح اس سے کر لیا یہ فعل اسماعیل کا جائز ہے یا حرام لڑکی والوں نے احمد کا پیغام توڑ کر اسماعیل سے زیادہ پیسے کے لالچ میں نکاح کر دیا ان کے لئے کیا حکم ہے

---

(۱) قال الله تعالىٰ فانكحوا ما طاب لكم من النساء (سورة النساء (۱) الكفاءة معتبرة في ابتداء النكاح للزومه اولصحته من جانبه اى الرجل لان الشريفة تابى ان تكون فراشا للدنى ولذالا تعتبر من جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغيظه دناءة الفراش وهذا عند الكل فى الصحيح (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ۴۳۵ ط.س. ج۳ص ۸۴)

(۲) لا بد فى كل منهما من سن المراهقه واقله للانثى تسع وللذكر اثنا عشر لان ذلك اقل مدة يمكن فيها البلوغ كماصرحوا به فى باب بلوغ الغلام (رد المحتار فصل فى المحرمات ج ۲ ص ۳۸۷ ط.س. ج۳ص ۳۹) ظفير

فاسق فاجر ہیں یا کیا؟

(الجواب) اولیاء دختر کو مصلحت دختر کی رعایت کرنا مقدم ہے اور خلاف وعدہ کرنا اگرچہ بے وجہ ممنوع ہے لیکن بہتری دختر کی اگر دوسری جگہ کرنے میں ہو تو اولیاء دختر کو اس کی اجازت ہے بلکہ ضروری ہے کہ مصلحت دختر کی رعایت کی جاوے البتہ اسماعیل کو نہ چاہئے تھا کہ یوسف کی دختر سے خطبہ اپنا نکاح کا بھیجتا کیونکہ حدیث شریف میں ہے ولا یخطب علی خطبة اخیه[1] فقط

مرد نکاح کا دعویٰ کرتا ہے عورت منکر ہے کیا کیا جائے؟

(سوال ۱۱۳۳) زید دعویٰ کرتا ہے کہ میرا نکاح ہندہ سے باجازت ہندہ ہو گیا تھا لیکن ہندہ انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے ہرگز اجازت نہیں دی مجھے اس نے بجبر اپنے یہاں روک رکھا ہے شاہدین کا بیان ہے کہ ہم نے ہندہ سے تو اجازت کا کوئی لفظ نہیں سنا البتہ زید کو جب کہ وہ بروقت نکاح ہندہ کے پاس سے آیا یہ کہتے سنا کہ ہندہ میرے ساتھ نکاح کر لینے کے لئے راضی ہے اور اجازت دیتی ہے چنانچہ اس بناء پر قاضی نے نکاح پڑھادیا تو کیا یہ نکاح درست ہے؟

(الجواب) اس صورت میں جب تک دو گواہ عادل ایجاب و قبول کے سننے والے موجود نہ ہوں نکاح ثابت نہ ہوگا اور زید کے اس کہنے سے کہ ہندہ نکاح کرنے پر راضی ہے اجازت و رضاء ہندہ ثابت نہیں ہوتی اور نکاح صحیح نہیں ہوا اور یہ کہ نکاح کے گواہ نہیں ہیں۔ کذافی عامة کتب الفقه[2] فقط

شوہر کہتا ہے نکاح ہوا، عورت انکار کرتی ہے گواہ فاسق ہیں کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۳٤) زید قوم کنجن نے ثالث پر عدالت دیوانی میں دخل زوجیت کا دعویٰ دائر کیا ہے کہ میری عورت منکوحہ ہے اور ثالث نے اغوا کیا ہے اور اب وہ میرے خلاف ثالث ہی کی طرف دار ہے ثالث کہتا ہے کہ یہ ایک طوائف تھی مجھ سے ملاقات ہوئی اور میرے گھر آگئی عورت بھی اس کے بیان کی تائید کرتی ہے عدالت نے یہ مقدمہ پنچایت میں بھیج کر دریافت کیا کہ عورت منکوحہ زید ہے یا نہیں؟ پنچایت نے زید سے گواہ طلب کئے زید نے گواہ قوم کے کنجن پیش کئے پنچوں نے جو فیصلہ کیا اس کا خلاصہ یہ ہے "چونکہ گواہ عادل نہیں اس لئے نکاح زید کا ثابت نہیں ہے اور عورت بھی منکر ہے" اس صورت میں فیصلہ پنچایت کا صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسے گواہوں کی موجودگی بوقت ایجاب و قبول سے جن کا ذکر سوال میں ہے یعنی کنجن وغیرہ تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن بصورت انکار زوجہ از نکاح مثلاً ایسے فاسق گواہوں سے عند الحاکم والقاضی نکاح ثابت نہیں ہوتا پس فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے فاسق گواہوں سے نکاح کا ثبوت نہ ہوگا اس لئے مناسب ہے کہ بوقت

---

(۱) مشکوٰۃ باب اعلان النکاح والخطبة عن البخاری و مسلم ص ۲۷۱' ظفیر

(۲) وشرط اسماع کل من العاقدین لفظ الاخر یتحقق رضا هما و شرط حضور شاهدین حرین او حرو حرتین مکلفین سامعین قولهما معا الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۷۳. ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفیر

انعقاد نکاح دو مرد عادل پرہیز گار موجود ہوا کریں جو ایجاب و قبول کو سنیں تاکہ بوقت ضرورت ان کی شہادت سے نکاح ثابت ہو جاوے یا اگر فساق ہی موجود ہوں تو ان سے توبہ کرالی جاوے کہ بعد توبہ کے وہ بھی عادل ثقہ ہو جاتے ہیں اگر چہ پہلے زنا وغیرہ افعال محرمہ کے مرتکب ہوں۔[1] فقط

عورت و مرد نکاح کا انکار کریں اور تیسرا شخص دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۳۵) مسمی امان خان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسماۃ صاحبزادی نے حکیم محمد شریف سے نکاح کیا ہے اور ہر دو یعنی مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف اس نکاح سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان انعقاد نکاح نہیں ہوا امان خان اثبات نکاح کے دو گواہ بھی پیش کرتا ہے اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ امان خان جو ایک ثالث شخص ہے جس نے دعویٰ نکاح کا ان کے باہم ہونے کا کر رکھا ہے باوجود مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف کے انکار کے ثالث شخص کی شہادت پیش کرنے سے نکاح منعقد ہو جائے گا اور باوجود انکار نکاح ان ہر دو کے یہ شہادت قابل التفات ہے؟

(الجواب) بدوں دعویٰ کے نکاح میں شہادت مسموع نہ ہوگی اور نکاح ثابت نہ ہوگا کیونکہ حقوق عباد میں بلا دعویٰ کے شہادت مسموع نہیں ہوتی کما فی الشامی فی بیان شرائط الشہادة و تقدم الدعوىٰ فیما کان من حقوق العباد[2] الخ ص ۳۷۰ ج ٤ اور وہ امور جن میں دعویٰ شرط نہیں ہے ان میں نکاح داخل نہیں ہے ۔کما صرح به فی الشامی (لہذا یہ نکاح ثابت نہیں ہوا ظفیر)

تحریری طلاق کے بعد عورت دوسرے کے ساتھ رہی اور دعویٰ نکاح کا کیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۳٦) ہندہ ایک آوارہ عورت ہے اس کا پہلا نکاح ایک معمولی شخص سے ہوا تھا اس نے بعض وجہ سے ہندہ کو تحریری طلاق فارغ خطی لکھ کر اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں بصورت وقوع طلاق اندرون میعاد عدت ہندہ نے زید کے ساتھ جو ایک دولت مند آدمی تھا رہنا شروع کیا کچھ دنوں بعد زید نے لاولد انتقال کیا زید کے انتقال کے بعد ہندہ نے بطمع جائیداد متروکہ زید اپنے آپ کو زوجہ منکوحہ زید کی ہونے کا دعویٰ و اعلان کیا اور بیان کیا کہ میرا نکاح زید سے بالکل خفیہ طور پر ہوا تھا اس طرح پر کہ سوائے قاضی ناکح و وکیل و دو گواہان خالد و بکر عام طور پر وقوع نکاح نامعلوم ہے لیکن ثبوت نکاح کے لئے اول تو وکیل مطلق کو پیش نہیں کیا ہے اور دو گواہان خالد و بکر مسلمہ ہندہ و ناکح کو وقوع و تسلیم نکاح سے قطعاً انکار ہے صرف ناکح قاضی

---

(۱) وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح الخ او فاسقين الخ وان لم يثبت النكاح بهما (درمختار) اعلم ان النكاح له حكمان حكم الانعقاد و حكم الاظهار فالاول ماذكره والثانى انما يكون عند التجاحد فلا يقبل فى الاظهار الاشهادة من تقبل شهادته فى سائر الاحكام (رد المحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۳۷۵ و ج ۲ ص ۳۷٦ .ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفير

(۲) رد المحتار كتاب الشهادات ج ٤ ص ۵۱۳ .ط.س. ج۳ص ۷٦۲. ظفير

ہندہ کے موافق نکاح تسلیم کرتا ہے اس صورت میں ہندہ کا نکاح زید سے شرعاً ثابت ہوگا یا نہیں اور قاضی شرعاً کیا فیصلہ کرے گا۔؟

(الجواب) ہندہ پر شوہر اول کی طرف سے طلاق واقع ہوگئی کیونکہ تحریری طلاق اور فارغ خطی سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے کما حققه فی الدرالمختار و رد المحتار [1] باقی ہندہ کا دعویٰ زید سے نکاح کرنے کا وہ بدون دو گواہان عادل کے جن کی شہادت شرعاً مقبول ہو ثابت نہ ہوگا کما فی الدرالمختار قوله و لو فاسقین الخ اعلم ان النکاح له حکمان حکم الانعقاد و حکم الاظهار فالا ول ماذکره والثانی انما یکون عند التجاحد فلا یقبل فی الاظهار الاشهادة من تقبل شهادته فی سائر الاحکام کما فی شرح الطحاوی فلذا انعقد بحضور الفاسقین والا عمین والمحدو دین فی قذف وان لم یتوبا وابنی العاقدین وان لم یقبل اداء هم عند القاضی. [2] الخ

اس عبارت سے اور نیز عبارت در مختار سے واضح ہوا کہ نکاح دو گواہوں کے ایجاب و قبول سننے سے منعقد ہو جاتا ہے اگرچہ وہ گواہ فاسق اور غیر مقبول الشہادۃ ہوں لیکن اگر باقی ورثاء اس نکاح کا اقرار نہ کریں تو ثبوت عندالقاضی بحق کافۃ الناس بدون دو معتبر گواہوں کی گواہی کے نہ ہوگا۔ فقط

مرد نکاح کا دعویٰ کرے عورت انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۳۷) ایک عورت ایک شخص کے پاس عرصہ چھ سال سے رہتی تھی اب وہ عورت اس کے پاس سے نکل گئی شخص مذکور نے بذریعہ عدالت اس کو گرفتار کرادیا عورت کا بیان ہے کہ میں اس کے پاس دوستانہ طریقہ سے رہتی تھی اب رہنا نہیں چاہتی شخص مذکور کا بیان ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ دہلی میں ہوا ہے اور ایک فقیر نے نکاح پڑھایا تھا اب وہ فقیر مر گیا کسی قسم کی دستاویز وغیرہ بھی نہیں ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر مرد کے پاس دو گواہ عادل نکاح کے نہیں اور عورت نکاح سے انکار کرتی ہے تو دعویٰ مرد کا شرعاً ثابت نہ ہوگا۔ کذافی کتب الفقه [3] فقط

عورت شوہر کے عنین ہونے کا دعویٰ کرے اور مرد انکار کرے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۳۸) اگر کوئی عورت یہ دعویٰ کرے کہ میرا خاوند عنین ہے اور شوہر انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس سے وطی کی ہے تو ملاحظہ عورت کا کیا جائے گا یا مرد کا اگر ملاحظہ کرنے والا غیر مسلم ہو تو اس کی

---

(۱) کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقاً ولو علی نحو الماء فلا مطلقا ولو کتب علی وجه الرسالة والخطاب کان یکتب یا فلانة اذا اتاك کتابی هذا فانت طالق طلقت بوصول الکتاب (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالکتابة ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲۴۶) ظفیر

(۲) رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۷۶ ط.س. ج۳ص۲۳ ظفیر

(۳) ونصابها لغیر ها من الحقوق الخ کنکاح و طلاق الخ رجلان او رجل وامرأتان (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ج ٤ ص ۵۱۵ ط.س. ج۵ص٤٦۵) ظفیر

شہادت معتبر ہے یا نہیں اور ایک شخص کی شہادت معتبر ہے یا نہیں اگر مرد کا عنین ہونا ثابت ہو جاوے تو اس کو مہلت دی جاوے گی یا نہیں اور مہلت دی جاوے گی تو کس وقت سے ؟

(الجواب) در مختار میں ہے ولو ادعى الوطى وانكرته فان قالت امرأة ثقة و اثنتان احوط الخ هى بكر الخ خيرت فى مجلسها وان قالت هى ثيب او كانت ثيبا صدق بحلفه [1] الخ و فيه قبيله ' و يوجل من وقت الخصومة [2] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ ملاحظہ عورت کا کیا جائے گا اور غیر مسلم کا اعتبار نہیں ہے اور ایک عورت مسلمہ ثقہ کا قول معتبر ہے اور شوہر کے عنین ہونے کے ثبوت پر شوہر کو مہلت ایک سال کی دی جائے گی اور مہلت وقت خصومت سے دی جاوے گی۔ فقط

کلکٹر سے نکاح ثانی کی اجازت حاصل کرنے سے منکوحہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۳۹) عبدالستار کا نکاح سکینہ بی بی سے ہوا تقریباً سات برس ہوئے سکینہ کا باپ محمد صدیق سکینہ کو عبدالستار کے گھر سے لطائف الحیل سے اپنے گھر لے گیا بعد چند روز کے عبدالستار نے رخصتی کو کہا مگر والدین نے رخصت نہ کیا مجبوراً عبدالستار نے دعویٰ رخصتی دائر کر دیا دوران مقدمہ میں محمد صدیق نے یہ کارروائی کی کہ ایک جھوٹا دعویٰ اس مضمون کا کلکٹر صاحب کے یہاں دائر کیا کہ عبدالستار نان و نفقہ سے خبر گیری سکینہ کی نہیں کرتا سکینہ کو اجازت عقد ثانی کی دی جائے کلکٹر نے اجازت دے دی محمد صدیق نے اس کا دوسرا نکاح کر دیا صورت مذکورہ میں نکاح ثانی سکینہ کا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں سکینہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح ثانی اس کا درست نہیں ہوا اور مرتکب فعل مذکور کا عاصی و ظالم و فاسق ہے مسئلہ یہ ہے کہ اگر واقعی بھی شوہر نان و نفقہ اپنی زوجہ کو نہ دے تو اس وجہ سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی جیسا کہ در مختار میں ہے ولا يفرق بينهما بعجزه عنها الخ ولا بعدم ايفاء حقها الخ [3] پس جب کہ واقعی نفقہ نہ دینے سے تفریق نہیں ہو سکتی تو جھوٹا دعویٰ کر کے کیسے تفریق ہو سکتی ہے۔ فقط

خلاف شریعت انگریزی عدالت کا فیصلہ نکاح کے باب میں معتبر نہیں

(سوال ۱۱٤۰) لطیف نے دعویٰ حقوق ازواج دائر عدالت دیوانی کیا جس کے اوپر گواہ اثبات نکاح کے دے دیئے اور لطیف نے روبرو منصف صاحب کے یہ بیان کیا کہ امیر مدعا علیہ نمبر ۳ قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر حلفیہ بیان دے دیوے کہ اس کی بہن مسماۃ فتح خاتون کی شادی مظہر کے ساتھ نہیں ہوئی تو میرا دعویٰ خارج کیا

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۲۰. ط.س. ج۳ ص ۳۹۹. ظفير

(۲) لو وجدته عنينا الخ اجل سنة الخ و يوجل من وقت الخصومة (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب العنين ج ۲ ص ۸۱۸' ۸۱۹. ط.س. ج۳ ص ۳۹۶) (۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۰۳ مطلب فى فسخ النكاح بالعجز عن النفقة اوالغيبة. ط.س. ج۳ ص ۵۹۰. ظفير

جاوے منصف صاحب نے اس کے حلف اٹھانے پر امیر مدعا علیہ نمبر ۳ دعویٰ مدعی لطیف کا خارج کردیا یہ جائز ہے یا نہ اور فتح خاتون کا نکاح ثانی جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مسئلہ شریعت کا یہ ہے البینة علی المدعی والیمین علی من انکر [1] پس مدعی مسمی لطیف نے اگر دو گواہ عادل وثقہ ثبوت نکاح کے پیش کردیئے ہیں تو حاکم کو حکم انعقاد نکاح کا دینا چاہیئے تھا اور اگر وہ ہر دو گواہ عادل وثقہ نہیں ہیں یا ان کی شہادت میں سقم ہے تو مدعا علیہا یعنی مسماۃ فتح خاتون کے انکار حلفیہ پر مدعی کا دعویٰ خارج ہوسکتا ہے اور اگر مسماۃ نابالغہ ہے تو ولی کا حلف کافی ہے پس بصورت بالغہ ہونے مسماۃ مذکورہ کے خود اس کے حلف کی ضرورمی ہے اس کے بھائی کے حلف سے مدعی کا دعویٰ شرعاً خارج نہ ہوگا اور نکاح ثانی مسماۃ کا صحیح نہ ہوگا۔ فقط

منگنی کا دعویٰ کیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱٤۱) زید دعویٰ کرتا ہے کہ عمر نے اپنی ہمشیرہ ہندہ کی نسبت میری ساتھ کردی عمر کہتا ہے کہ میں نے نسبت نہیں کی زید غلط دعویٰ کرتا ہے شرعاً نسبت مانی جائے گی یا نہیں؟

(الجواب) زید کے پاس اگر اپنے دعویٰ کے موافق دو گواہ شرعی موجود نہیں ہیں تو قول عمر کا معتبر ہے اور بعد ثبوت منگنی کے بھی عمر اگر مصلحت نہ سمجھے اس سے نکاح کرنے کی اور لڑکی کے لئے وہ موقع اچھا نہ ہو تو اس سے نکاح کردینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ [2] فقط

---

(۱) مشکوٰۃ شریف باب الاقضیة والشهادات ص ۳۲٦ ' ظفیر

(۲) عن النبی ﷺ قال اذا وعد الرجل اخاه ومن نيته ان يفي له فلم يف اى بعذر) فلا اثم عليه رواه ابوداؤد (مشكوة باب الوعد ص ٤١٦) ظفير

چھٹا باب

مسائل واحکام کفاءت

فاسق سے نکاح بلااجازت ولی درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۱٤۲) ایک طوائف ایک شخص سے نکاح کرنے کو مستعد ہوئی اس کے باپ نے یہ کہا کہ یہ شخص علانیتہً افعال فسق میں مبتلا ہے لہذا میں اس سے نکاح کرنے پر مستعد نہیں کسی صالح شخص سے نکاح کرلے بعد ازاں اس شخص نے گناہوں سے تائب ہو کر اس عورت سے بلااذن اس کے والد کے نکاح کرلیا ہے اگر پہلی حالت میں یعنی بلا تائب ہونے کے نکاح ہو جاتا تو صحیح ہوتا یا نہیں اوراب جو پچھلی صورت میں نکاح ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں اور ولی اگر راضی نہ ہو تو کیا حکم ہے عبارت درمختار و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی الخ [1] کا کیا مطلب ہے؟

(الجواب) اگر عدم کفاءت اس بناء پر ہے کہ وہ شخص افعال فسق میں مبتلا تھا تو بعد تائب ہونے کے نکاح کی صحت میں کلام نہیں [2] اگرچہ ولی راضی نہ ہو البتہ پہلی صورت میں بلا رضاولی کے نکاح صحیح نہ ہوگا کما ھو مفاد عبارۃ درالمختار [3] فقط

کم درجہ کی عورت کا نکاح سید سے بلااجازت ولی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۱٤۳) ایک طوائف اپنے والدین کی رضامندی اور تعلیم سے ناچنے گانے اور زناکاری میں مبتلا تھی بامداد سرکاران سے جدا ہو کر ایک آشناء قدیم ملازم ریلوے سے کہ اپنے آپ کو سید ظاہر کرتا ہے نکاح کرنا چاہتی تھی اور والدین کا ابتداء سے یہ اصرار تھا کہ اس شخص سے نکاح نہ کرے پردیسی فاسق ہے ہماری برادری کا ایک صالح شخص ہے اس سے یا کسی اور باشندہ شہر نیک آدمی سے نکاح کرلے وہ عورت کسی دوسرے سے رضامند نہیں تھی ناچار اس مرد سے مسلمانوں کی جماعت کثیر نے توبہ کرا کر اس عورت سے نکاح کرادیا یہ نکاح شرعاً جائز ہو لیا بسبب عدم کفاءت وعدم رضاء والدین منعقد نہیں ہوا؟

(الجواب) جب کہ زوج شریف ہے اور عورت دنیہ ہے تو عدم کفاءت کی وجہ سے بطلان نکاح کا حکم نہ کیا جاوے گا اس لئے کہ کفاءت میں جانب زوج کا اعتبار ہے کہ وہ عورت سے کم درجہ کا نہ ہو اگرچہ عورت کمتر

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۰۸ و ج ۲ ص ٤۰۹ ط.س. ج۳ص۵٦. ظفیر
(۲) قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب له مشکوة باب الاستغفار والتوبة ص ۲۰٦' ظفیر
(۳) و تعتبر فی العرب والعجم دیانة ای تقوی فلیس فاسق کفوا لصالحة او فاسقة بنت صالح معلنا کان اولا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ٤٤۰ ط.س. ج۳ص۸۸) ظفیر

ہو [1] اور زوجین جب کہ دونوں تائب ہو گئے تو اس حیثیت سے کفاءت بھی ثابت ہو گئی بہر حال نکاح مذکور صحیح ہے فی الدرا لمختار الکفاء ۃ معتبرۃ الخ من جانبه الخ لا تعتبر من جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغیظه دناء ۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح وفی الشامی قوله من جانبه ای یعتبر ان یکون الرجل مکا فیاً لها فی الاوصاف الاٰتیة بان لا یکون دونها فیها ولا تعتبر من جانبها بان تکون مکافئة له فیها بل یجوز ان تکون دونه فیها الخ [2] الحاصل نکاح مذکور جو برضاء بالغہ ہوا صحیح ہے کیونکہ شوہر بعد توبہ کے فاسق نہ رہا اور نسباً اعلیٰ ہونا شوہر کا ظاہر ہے۔

سیدہ کا نکاح نعمانی سے جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۴۴) ایک ہندیہ سیدہ بالغہ نے ایک ہندی نعمانی ابناء ابو حنیفہؒ سے نکاح کیا آیا اولیاء سیدہ کو فسخ نکاح کا حق ہے کیا ابناء ابو حنیفہؒ حضرت فاطمہؓ اور حضرت صدیق وغیر ہما کے کفو ہیں بعض نے کہا کہ کفو ہیں کیونکہ غیر قریش قریش کے کفو ہیں اور نعمانی تو عجمی ہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار العجمی لا یکون کفواً للعربیة ولو کان العجمی عالماً او سلطاناً وھو الا صح فتح عن الینا بیع وادعی فی البحر انه ظاهر الروایة واقره المصنف ثم ذکر عن النهر ان العالم العجمی کفو للعربیة و رجحه الشامی و قال و کیف یصح لا حد ان یقول ان مثل ابی حنیفة او الحسن البصری و غیر هما ممن لیس بعربی انه لا یکون کفواً لبنت قرشی جاهل او لبنت عربی بوال علی عقبیه الخ [3] ملخصاً لیکن ظاہر ہے کہ یہ اختلاف و ترجیح بصورت عالم ہونے عجمی کے ہے محض ابناء علماء ہونے کی وجہ سے عجمی کی کفاءت عربیہ قرشیہ کے ساتھ ثابت نہ ہو گی۔ فقط

فاسق معلن شریف عورت کا کفو ہے یا نہیں اور نابالغہ کا نکاح بلاولی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۴۵) ایک نیم ملا گداگر فاسق معلن چور بد چلن زکوٰۃ خوار سوال کا پیشہ رکھنے والا ایک صالح مال دار مرد کی دختر ہندہ کو ورغلا کر باپ کے گھر سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر نکال کر لے گیا جس کی عمر ۱۳ سال ہے حیض حمل وغیرہ کا نشان نہیں رکھتی وہاں جا کر اس کے ساتھ بلا اذن ورضاء ولی سارقانہ نکاح پڑھا لیا جب ولی کو علم ہوا تو اپنی دختر کو گھر لے آیا اور کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح پڑھا دیا اب یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا مسماۃ ہندہ بالغہ ہے یا نابالغہ اور کیا نکاح ولی کا پڑھایا ہوا درست ہے یا اس گداگر کا اور کیا گداگر فاسق وغیرہ صالح بنات کا کفو ہو سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) الکفاء ۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزومه اولصحته من جانب ای الرجل لان الشریفة تابی ان تکون فراشا للدنی ولذا لا تعتبر من جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغیظه دناء ۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح والکفاء ۃ ھی حق الولی لا حقها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاء ۃ ج ۲ ص ۴۳۵، ۴۳۶ ط.س. ج۳ ص ۸۴. ظفیر
(۲) رد المحتار باب الکفاء ۃ ج ۲ ص ۴۳۵، ۴۳۶ ط.س. ج۳ ص ۸۴
(۳) رد المحتار باب الکفاء ۃ ج ۲ ص ۴۴۳ و ۴۴۴ ط.س. ج۳ ص ۳.

(الجواب) مسماۃ ہندہ ۱۳ سالہ اس صورت میں نابالغہ ہے اور نابالغہ کا نکاح بدوں ولی کے صحیح نہیں ہے پس وہ نکاح جو اس اجنبی شخص نے کیا شرعاً صحیح نہیں ہوا اور ولی نے جو نکاح کیا وہ صحیح ہوا کما فی الدرالمختار وھو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر الخ[1] درمختار اور فاسق کفو صالحہ بنت صالح کا نہیں ہے کما فی الشامی فالفاسق لا یکون کفواً لصالحة بنت صالح[2] شامی ج ۲ ص ۳۲۱ فقط

گاڑیبان درودگر کا کفو ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۴۶) جو گاڑیبان بیل گاڑی چلاتا ہے درودگر کا کفو ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہو سکتا ہے۔ فقط

صالح کا نکاح فاسق سے درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۴۷) مسماۃ ہندہ بالغہ باعصمت صالحہ نے زید سے کہ جو بحیثیت قومیت تو برابر ہے مگر لیاقت، علم، تہذیب، عزت، ذلت، صلاحیت میں بمقابلہ ہندہ کوئی وقعت نہیں رکھتا اور ان تمام افعال ناشائستہ میں جو باعث عار ہوتے ہیں مبتلا اور بالکل خلاف شرع ہے بغیر رضامندی ولی کے نکاح کر لیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اگر صحیح نہیں ہوا تو اگر چند عرصہ کے بعد عیوب سے زید درست ہو جائے تو نکاح درست ہو سکتا ہے یا نہیں اور زید سے کسی مزید تحقیقات کی ضرورت ہے یا نہیں اور زید کی موجودہ حالت دیکھ کر تفریق نہ کرانا کیا حکم رکھتا ہے؟

(الجواب) درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان وفی الشامی ان ھذا القول المفتی بہ خاص بغیر الکفو الخ[3] پس جبکہ روایت مفتی بہ کے موافق وہ نکاح ہی نہیں ہوا کہ جو ہندہ نے بلا رضا ولی غیر کفو میں کیا تو بوقت درستی حال شوہر پھر وہ صحیح نہیں ہو سکتا اور ہر حال میں تفریق باہمی زید و ہندہ ضروری ولازمی ہے اور کسی مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے اور تفریق نہ کرانا ایسی حالت میں کہ عدم کفاءت بوقت نکاح ثابت تھی معصیت واعانت علی المعصیت ہے۔ فقط

غیر کفو والے مرد نے دھوکہ دیکر ایک سیدہ سے نکاح کر لیا جائز ہوا یا نہیں؟

(سوال ۱۱۴۸) زید غیر کفو غیر صحیح النسب نے اپنے کو شریف النسب جتلا کر بکر شریف سید کی بالغہ لڑکی ہندہ سے بوکالت غیر ولی اپنا نکاح کیا اس صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار لفساد الزمان الخ[4] اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں کرے بلا اجازت رضا ولی کے تو وہ نکاح منعقد

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷. ط س. ج۳ ص ۵۵ ظفیر
(۲) رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۴۱. ط.س. ج۳ ص ۸۹' ظفیر
(۳) دیکھئے رد المحتار اور الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸. ط.س. ج۳ ص ۵۶
(۴) دیکھئے رد المحتار اور الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸. ط.س. ج۳ ص ۵۶' ظفیر

نہیں ہوتا پس جب کہ وہ نکاح صحیح ہی نہ ہوا تو فسخ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

صالح مرد کی لڑکی کا نکاح فاسق مرد سے درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱٤۹) ایک شخص حجام زادہ نے قدرے روپیہ جمع کر کے پیشہ بزازی اختیار کر لیا ہے اور اب وہ بزازوں میں شمار ہوتا ہے اس کی بالغہ دختر نے بغیر اجازت والدین کے ایک خاندانی بزاز سے نکاح کر لیا نکاح ہونے کے بعد اس شخص نے ایک خط لڑکی کے باپ کو تحریر کیا کہ یہ فعل میں نے نادانی سے کیا ہے آپ مجھے معاف کریں اور میں نے نکاح کی درخواست اس لئے آپ سے نہ کی کہ شاید میرے ماموں ناراض ہوں گے کیونکہ اس کے رشتہ داروں کے نزدیک لڑکی کا باپ رذیل ہے چند روز بعد لڑکی کی والدہ لڑکی کو لے آئی تھوڑے روز بعد لڑکے نے لڑکی کے باپ سے درخواست کی کہ لڑکی کو میرے گھر بھیج دو لڑکی کے باپ نے کہا کہ ایک گھر تلاش کر کے سامان خانہ داری اس میں رکھ دو تو ہم لڑکی کو روانہ کر دیں گے اس نے گھر کرایہ پر لے کر قدرے اس میں سامان بھی جمع کر دیا اس کے بعد لڑکی کے باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا اور مفتی صاحب نے فتویٰ دیا کہ بباعث اغوا کرنے لڑکی کے شخص مذکور فاسق ہو گیا اور مرد فاسق اس عورت کا کفو نہیں ہو سکتا اس لئے نکاح اول منعقد نہیں ہوا اور وطیٔ مثل زنا کے ہے اس کی عدت بھی نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ وہ لڑکا اس لڑکی کا کفو ہے یا نہیں؟ بباعث اغوا کرنے لڑکی کے اگر وہ شخص فاسق ہو گیا تو وہ لڑکی بباعث فرار فاسقہ ہوئی یا نہیں لڑکی کی والدہ کا اس کے گھر پر جانا اور لڑکی کو اپنے ساتھ لے آنا اور لڑکے کا خط تحریر کرنا اور لڑکی کے والد کا لکھنا کہ ایک گھر تیار کرو رضاء ولی ہے کہ نہیں ان دونوں میں بغیر ولی کے نکاح منعقد ہوتا ہے کہ نہیں کیا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا یا لڑکی کے باپ کو اختیار فسخ نکاح کا ہے؟

(الجواب) قال فی الدر المختار فلیس فاسق کفوا لصالحة او فاسقة بنت صالح [1] الخ وفیه ایضاً و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلا [2] الخ

عبارت اولی سے یہ معلوم ہوا کہ فاسق کفو صالحہ یا فاسقہ بنت صالح کا نہیں ہے اور عبارت ثانیہ سے یہ معلوم ہوا کہ بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو سے کرے تو وہ نکاح باطل ہے موقوف اجازت ولی پر نہیں ہے پس صورت مسئولہ میں شوہر بسبب اغوا کرنے اور بھگا لے جانے عورت کے فاسق ہو گیا لہذا بموجب روایت ثانیہ در مختار جو کہ مفتی بہا ہے نکاح اس کا اس عورت سے صحیح نہیں ہوا اگرچہ عورت بھی فاسقہ ہو گئی ہو بوجہ فرار مع الرجل الاجنبی کے جب کہ باپ اس کا صالح ہو پس اگرچہ پیشہ بزازی کی وجہ وہ دونوں ہم کفو ہیں لیکن فسق کی وجہ سے وہ مرد اس عورت کا کفو نہیں رہا اگرچہ وہ عورت بھی فاسقہ ہو گئی ہو جب کہ باپ اس کا صالح ہو کما مر یہ امور دلالت رضاء ہیں لیکن جب کہ نکاح پہلے منعقد ہی نہیں ہوا تو یہ رضاء اس نکاح کو صحیح نہیں کر سکتی اور منعقد نہیں ہوتا موافق قول مفتی بہ کے۔ فقط

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ٤٤٠ و ٤٤١ ج۲ ط.س ج۳ص ۸۹. ظفیر
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٠٩ ط.س.ج۳ص ٥٦.

حرامی لڑکے سے شریف عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۵۰) ایک لڑکی و لڑکے کا نکاح حالت نابالغی میں ہوا لڑکی کی والدہ کی اجازت سے اب وہ دونوں بالغ ہیں لڑکی کو بالغہ ہو کر یہ بات معلوم ہوئی کہ میرا شوہر اور اس کا باپ دونوں بے نکاحی عورت سے ہیں اسی وجہ سے لڑکی اس نکاح سے راضی نہیں تو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں باپ دادا لڑکی کے مر چکے تھے۔؟

(الجواب) یہ نکاح منعقد نہیں ہوا اور مختار میں ہے واذا کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه ولو الام الخ لا یصح النکاح من غیر الکفو الخ [1]

بیوہ بالغہ غیر کفو میں نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۵۱) بیوہ عورت اپنا نکاح غیر کفو میں بلا اجازت ولی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) بیوہ عورت اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضاء ولی کے نہیں کر سکتی اگر کرے گی تو موافق روایت مفتی بہا کے وہ نکاح صحیح نہ ہوگا کما فی الدرالمختار و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازها اصلاً وهو المختار للفتوی [2] (لیکن یہ واضح رہے کہ غیر کفو سے یہاں مراد یہ ہے کہ لڑکا نیچ خاندان ہو اور اگر لڑکا عورت سے اونچے خاندان کا ہے تو جائز ہے ظفیر)

سید اپنی لڑکی کو غیر کفو میں بیاہ سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۵۲) اگر سید اپنی دختر دوشیزہ برضامندی خویش غیر کفو میں دینا چاہے تو شرعاً منع ہے یا نہیں؟

(الجواب) باپ دادا اگر نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کریں تو صحیح ہے [3] اور بالغہ کا نکاح برضاء دختر صحیح ہے۔ فقط

بالغہ نے کفو میں شادی کی اب لڑکے کے فاسق ہونے کی وجہ سے ناراض ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۵۳) ایک بالغہ نے اپنے قومی شخص سے بلا اجازت والدیا اولیاء جلاوطن ہو کر نکاح کر لیا کچھ دنوں کے بعد وطن واپس آئی اب بالغہ بوجہ فسق اس شخص کے ناراض ہے کیا بنت صالح فاسق کی کفو ہے یا نہیں اور ولی کو دفعاً للعار فسخ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) شامی میں ہے قلت والحاصل ان المفهوم من کلا مهم اعتبار صلاح الکل (الی ان قال) فعلی هذا فالفاسق لا یکون کفواً لصالحة بنت صالح بل یکون کفواً لفاسقة بنت فاسق

---

(۱) ایضاً ج ۲ ص ۴۱۹ .ط.س.ج۳ص ۶۷. ظفیر

(۲) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ .ط.س.ج ۳ص۵۶ ظفیر

(۳) وللولی الخ نکاح الصغیر و الصغیرة الخ و لزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ او زوجها بغیر کفوء ان کان الولی المزوج بنفسه بغبن ابا اوجداً الخ لم یعرف منهما سوء الاختیار (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۷ و ج ۲ ص ۴۱۸ .ط.س.ج۳ص ۶۵. ظفیر

وکذا الفاسقة بنت صالح کما نقله فی الیعقوبیة فلیس لا بیها حق الاعتراض الخ [1] فقط اس سے معلوم ہوا کہ جو عورت خود فاسقہ ہو وہ اگرچہ بنت صالح ہو وہ کفو ہے فاسق کی لہٰذا نکاح مذکور اگر فاسق بنت صالح کا فاسق کے ساتھ ہوا تو وہ صحیح ہے۔ فقط

بالغہ سیدزادی کا نکاح بلا اجازت ولی غیر کفو میں جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۵۴) سیدزادی بالغہ صحیحۃ النسب کا نکاح کسی دوسرے شخص غیر عالم و غیر سید سے بلا رضائے ولی درست ہے یا نہ؟

(الجواب) سیدہ بالغہ نے اگر غیر کفو میں اپنا نکاح بلا رضائے ولی کیا ہے تو بیشک موافق روایت مفتی بہا کے نکاح اس کا صحیح نہیں ہے [2] اور اگر برضائے ولی کے کیا ہے یا اس کا ولی نہیں ہے یا کفو میں نکاح کیا ہے تو صحیح ہے کما فی الشامی واما اذا لم یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً کما یاتی الخ [3] اور واضح ہو کہ فقہاء باب الکفاءت میں یہ تصریح فرماتے ہیں کہ قریش بعض بعض کے اکفاء ہیں پس شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی وغیرہ جس قدر قریشی ہیں سب سادات کے ہم کفو ہیں۔ [4] فقط

سید کی لڑکی نے ایک لڑکے سے نکاح کیا جو اپنے کو شیخ کہتا تھا اب معلوم ہوا وہ کپڑا بننے والا ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۵۵) ایک عورت بالغہ نے اپنا نکاح ایک شخص سے کر لیا عورت مذکورہ سید کی لڑکی ہے اور مرد نے پہلے اپنے کو شیخ ظاہر کیا مگر نکاح ہو جانے اور خلوۃ صحیح کے بعد معلوم ہوا کہ ذات کا جولاہا ہے اور یہ نکاح عورت کے والد کی غیبت میں ہوا آیا نکاح صحیح ہوا یا نہیں بصورت صحت عورت یا اس کے والد کو فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح مذکور جو کہ غیر کفو سے ہو موافق روایۃ مفتی بہا کے صحیح نہیں ہوا بلکہ باطل اور ناجائز ہوا درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وهو المختار للفتوی [5] فقط

سید و شیخ کی لڑکی کا نکاح نو مسلم کائستھ سے جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۵۶) ایک شخص قوم کا کائستھ ہندو تھا وہ مسلمان ہو گیا۔ نماز روزہ کا پابند ہے وہ کفو شیخ و سید کی

---

(۱) رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۴۱ . ط. س. ج۳ص۸۹. ظفیر

(۲) ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وهو المختار للفتوی لفساد الزمان (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ . ط. س. ج۲ص۵۶) ظفیر

(۳) رد المحتار باب الولی تحت قوله بعدم جوازہ ج ۲ ص ۴۰۹ آگے اس کی وجہ درج ہے لان وجه عدم الصحة علی هذه الروایة دفع الضرر عن الاولیاء اما هی فقد رضیت باسقاط حقها فتح (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۹ . ط. س. ج۳ص۵۷) ظفیر (۴) تعتبر الکفاءة للزوم النکاح نسبا فقریش بعضهم اکفاء بعض (درمختار) والخلفاء الاربعة کلهم من قریش (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۳۷ ' ۴۳۸ . ط. س. ج۳ص۸۶. ظفیر

(۵) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ ' ۴۰۹ . ط. س. ج۳ص۵۶. ظفیر

دختران کا ہے یا نہیں اور جو لوگ بے نمازی ہیں ان کو نو مسلم پسند نہیں کرتا ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئیے ؟

(الجواب) شیخ سید کی لڑکی کفو اس نو مسلم کی نہیں ہے [1] البتہ کوئی نو مسلمہ یا دیگر اقوام کی دختر سے نکاح ہو سکتا ہے اگر بے نمازی ہو اس کو سمجھا کر نمازی بنایا جاوے نکاح صحیح ہو جاوے گا کیونکہ وہ مسلمان ہے۔ فقط

عجمی کی تعریف اور عربی النسل عورت کا نکاح لوہار، نجار اور نداف سے درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۵۷) زید کہتا ہے کہ اگر سید زادی یا افغانی یا اور کسی اعلیٰ قوم کی عورت کسی ادنیٰ قوم کی مسلمان باشندہ لوہار، نجار، نداف سے مثلاً نکاح کرے بلا رضائے ولی کے تو بلا کراہیت درست ہے کیونکہ عجمیوں نے ذات کو ضائع کر دیا ہے یہ کہنا درست ہے یا نہیں ؟ اور کفو کتنی چیزوں میں پنجاب ہندو سندھ و بنگالہ وغیرہ میں معتبر ہوگی عجمی کس کو کہتے ہیں زید یہ سند پکڑتا ہے کہ سید زادی کا نکاح غیر قوم سے منع کرنا یہ مذہب شیعہ کا ہے عینی ج ۲ ص ۱۰۲ کی عبارت پیش کرتا ہے وفی البسیط ذهب الشیعه الی ان نکاح العلویات ممتنع علی غیر هم مع التراضی قال السروجی وهی قولان باطلان الخ اس عبارت کا کیا مطلب ہے اور کیا جواب ہے ؟

(الجواب) عجمی کی تعریف رد المحتار میں یہ کی ہے قوله واما فی العجم المراد بهم من لم ینتسب الی احدیٰ قبائل العرب [2] الخ پس جو شخص منسوب الی قبائل العرب نہیں ہے وہ عجمی ہے اور در مختار میں ہے العجمی لا یکون کفواً للعربیة [3] الخ اور جواب عینی کا یہ ہے کہ شیعہ یہ کہتے ہیں کہ نکاح سادات علویات کا غیر علویات کے لئے بالکل ممنوع ہے اور مذہب اہل سنت و جماعت کا یہ ہے کہ اولاً علویات کا غیر علویات سے وہ مطلقاً منع نہیں کرتے بلکہ قریش غیر علویات کا سیدہ علویہ سے نکاح صحیح ہے کما فی الدر المختار فقریش بعضهم اکفاء بعض [4] اور ثانیاً عجمیوں سے بھی علویات کا نکاح حرام نہیں ہے بلکہ اگر ولی اور وہ عورت راضی ہو تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے فاین هذا من ذلك فقط

غیر کفو میں شادی ولی کی رضامندی سے درست ہے

(سوال ۱۱۵۸) ایک مسلمان کسی قوم میں سے ہو وہ دوسری قوم میں اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نابالغہ کا باپ ایسا کر سکتا ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو اور وہ راضی ہو غیر کفو میں شادی کرنے سے اور اس کا باپ اور ولی بھی راضی ہو تب بھی درست ہے کذافی الدر المختار وغیرہ [5] فقط

---

(۱) من اسلم بنفسه و لیس له اب فی الاسلام لا یکون کفواً لمن له اب واحد فی الاسلام کذافی فتاویٰ قاضی خان (عالمگیری باب خامس فی الکفاءة ج ۲ ص ۱۰۵ . ج ۱ ص ۲۹۰ ماجدیة) ظفیر

(۲) رد المحتار باب الکفاءة ص ۴۳۹ ج ۲ . ط.س. ج ۳ ص ۸۷ . ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۳ . ط.س. ج ۳ ص ۹۲

(۴) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۳۸ . ط.س. ج ۳ ص ۸۶ . ظفیر

(۵) واذا زوجت نفسها من غیر کفوء ورضی به احد الاولیاء لم یکن لهذا الولی ولا لمن مثله او (جاری هے)

ولد الزنا صحیح النسب کا ہم کفو نہیں ہے

(سوال ۱۱۵۹) زید ولد الزنا ہے اس کے اقارب اس کے نکاح کرنے سے عار کرتے ہیں زید ہندہ کو رکفو ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولد الزنا کفو ولد الحلال اور ثابت النسب کا نہیں ہو سکتا لیکن اگر باپ اپنی دختر نابالغہ کا نکاح غیر کفو سے کردیوے تو نکاح صحیح ہوگا یا خود دختر بالغہ ولی کی اجازت سے اگر اپنا نکاح غیر کفو سے کرلیوے تب بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔[1]

نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کردے تو جائز ہے

(سوال ۱۱۶۰) زید نے (جو کہ شیخ فاروقی ہے) اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح عمر سے (جس کا تین پشت سے اسلام ہے کردیا ہے یہ لڑکا اس لڑکی منکوحہ کا کفو ہے یا نہیں اس لڑکی کو نکاح کے فسخ کا اختیار بالغہ ہونے پر ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ لڑکا زید کی دختر کا کفو نہیں ہے لیکن باپ اگر اپنی دختر نابالغہ کا نکاح غیر کفو سے کردیوے تو صحیح ہے[2] اور نابالغہ بعد بالغہ ہونے کے اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتی۔ کذافی الدر المختار والشامی[3] فقط

سید و شیخ ہم کفو ہیں یا نہیں؟

(سوال ۱۱۶۱) غیر کفو مرد اور عورت میں نکاح بغیر اجازت عورت کے باپ کے ہو سکتا ہے یا نہیں خواہ عورت بیوہ ہو یا کنواری، عورت سیدانی ہو اور مرد شیخ ہو یہ غیر کفو ہے یا نہیں؟

(الجواب) سید اور شیخ ہم کفو ہیں غیر کفو نہیں ہیں جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ قریش باہم کفو ہیں اور سید اور شیوخ خواہ صدیقی ہوں یا فاروقی یا عثمانی سب قریش ہیں[4] پس اگر عورت سیدانی بالغہ خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ شوہر شیخ سے نکاح برضاء خود کرلے تو وہ نکاح صحیح ہے باپ اس کو توڑ نہیں سکتا کما فی الدر المختار فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضاء ولی الخ[5] فقط

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) دونہ فی الولایۃ حق الفسخ الخ وکذا اذا زوجھا احدالاولیاء برضاھا کذافی المحیط (عالمگیری باب خامس باب الاکفاء والکفاءۃ ج ۲ ص ۱۷ طبع ماجدیۃ ج۱ ص۲۹۳) اذا زوجھامن رجل عرفہ غیر کفوء فعند ابی حنیفۃ یجوز لان الاب کامل الشفقۃ وافر الرای فالظاھر انہ تامل غایۃ التامل ووجد غیر الکفو اصلح من الکفوء کذافی المحیط (ایضاً ج ۲ ص ۱۶ طبع ماجدیۃ ج۱ ص ۲۹۱) ظفیر

(۱) قولہ بعدم جوازہ الخ وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۹ .ط.س. ج۳ص۵۷) ظفیر

(۲) و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا (درمختار) ھذہ روایۃ الحسن عند ابی حنیفۃ وھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العق الخ فلا بد حینئذٍ لصحۃ العقد من رضاہ صریحا (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۹ .ط.س. ج۳ص۵۶) ظفیر (۳) لو فعل الاب اوالجد عند عدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرۃ حق الفسخ بعد البلوغ (ردالمحتار باب الولی ج۲ ص ۴۲۰ ، ظفیر (۴) فقریش بعضھم اکفاء لبعض الخ والعرب بعضھم اکفاء لبعض الانصاری والمھاجری فیہ سواء کذافی فتاویٰ قاضی خان (عالمگیری مصطفائی الباب الخامس فی الاکفاء ج ۲ ص ۱۵ طبع ماجدیۃ ج۱ص ۲۹۰) ظفیر (۵) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ ، ظفیر

مرد نے غیر کفو میں نکاح کرلیا تو درست ہے

(سوال ۱۱۶۲) زید نے غیر کفو میں سو برس ہوئے نکاح کرلیا تھا اس کی اولاد اولاد الاولاد ہوتی رہی اور آپس میں نکاح شادی ہوتے رہے کوئی غیر اولاد میں نہیں رہی اب سو برس بعد ایک شخص زید کی قوم کا زید کے خاندان میں جو اس عورت سے جس کا نکاح سو برس ہوئے ہوا تھا اور وہ عورت غیر کفو تھی نکاح کرتا ہے جائز ہے یا نہیں اور والدین یا کسی ولی کو حق فسخ نکاح بوجہ غیر کفو ہونے کے ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کا غیر کفو میں نکاح کرلینے سے زید کی اولاد کے نسب میں کچھ فرق نہیں ہوا کیونکہ نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے پس اگر زید کی اولاد میں سے کوئی لڑکی بالغہ اپنا نکاح بدون رضائے اولیاء غیر کفو میں کرے گی تو وہ صحیح نہ ہوگا کما فی الدرالمختار و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی[1] الخ اور اگر کوئی لڑکا بالغ زید کی اولاد میں سے بلا رضاء ولی کے اپنا نکاح کسی غیر کفو سے کرے تو وہ صحیح ہے اور ولی اس کو فسخ نہیں کرسکتا کیونکہ کفاءت کا اعتبار اس میں نہیں ہے کہ کوئی مرد شریف کسی کم نسب والی عورت سے نکاح کرے کہ اس میں عورت پر کچھ عار نہیں ہے[2] اور مرد کی اولاد جو اس عورت سے ہوگی وہ باپ کے نسب پر ہوگی۔ فقط

بیوہ سیدزادی غیر قریشی سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۶۳) ایک سیدانی بیوہ اگر کسی غیر قریشی سے کہ وہ نہ تو عالم ہے اور نہ پٹھان نکاح کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں اگر نکاح ہوگیا ہو تو ایسے نکاح کو نکاح شرعاً توڑ دینا لازمی ہے یا نہ اور کیا یہ نکاح قابل فسخ ہے اور وہ شخص قابل تعزیر ہے یا نہیں اگر تعزیر ہے تو کیا؟

(الجواب) اگر عورت بالغہ اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے تو وہ مطلقاً صحیح ہے اور اگر غیر کفو میں کرے تو اگر اس کا ولی موجود ہے اور وہ راضی نہیں ہے تو وہ نکاح حسب مذہب مفتی بہ غیر صحیح ہے اور اگر اسکا کوئی ولی نہیں ہے یا ہے لیکن وہ راضی ہے تو نکاح مذکور صحیح ہے اور مرد غیر قریشی عورت سیدانی کا کفو نہیں ہے۔ قال فی الدرالمختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی[3] الخ قال فی الشامی وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفیدالرضی بعدہ بحر واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا اتفاقا[4] الخ ج ۲ ص ۲۹۷ شامی اور جس صورت میں عدم جواز نکاح کا فتویٰ ہے اس میں مابین زوجین تفریق کرادی جاوے گی اور کوئی تعزیر شرعاً اس میں نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ ط.س. ج۳ص ۵۶ ظفیر
(۲) الکفاءۃ معتبرۃ الخ من جانبہ الخ لا تعتبر من جانبھا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۵ ط.س. ج۳ص ۸۴) ظفیر
(۳) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ ط.س. ج۳ص ۵۶ . ظفیر
(۴) ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۹ ط.س. ج۳ص ۵۷ .

پٹھان نے دھوکہ دیکر سید زادی سے نکاح کر لیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۱۶۴) ایک پٹھان نے اپنی قومیت کو چھپا کر ایک سید کے یہاں پیغام نکاح دیا نکاح اس بناء پر قرار پایا کہ اگر تم شیخ ہو تو نکاح کیا جائے گا اس صورت میں نکاح درست ہوا یا نہ ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح ہو گیا تھا مگر بوجہ دھوکہ دہی کے عورت اور اس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔[۱] فقط

ولی کی بلا رضامندی بالغہ نے غیر کفو میں نکاح کر لیا درست ہوا یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۶۵) ایک عورت بالغہ ثیبہ نے غیر کفو میں نکاح کرنا چاہا اس کے اولیاء میں سے اس ملک میں سوائے اس کے پھوپھی کے کوئی نہیں وہ مزاحم ہوئی حاکم وقت نصاریٰ کے حکم سے وہ نکاح ہو گیا پھوپھی نے بحیثیت ولی فسخ نکاح کا دعویٰ کیا پھوپھی کے دعویٰ پر نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو وہ کون سا ولی ہے جسے اس دعوے کا حق ہے اور پھوپھی ذوی الارحام میں سے ہے یا عصبات میں سے۔ امام طحاویؒ نے باب النکاح بغیر ولی عصبہ کا جوباب باندھا ہے اس میں عصبہ کی قید سے کیا فائدہ ہے کیا اس میں اخیر تک ولی عصبہ ہی سے بحث ہے یا عام اولیاء سے فتاویٰ سراجیہ میں ہے امراة تزوجت من غیر کفو فللولی ان یعترض ویرفع الی القاضی حتی یفسخ وان لم یکن الولی ذارحم محرم کابن العم[۲] اس کے کیا معنی ہیں اور ابن عم بنفسہ نہیں ؟

(الجواب) کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ ولی نکاح کا عصبہ ہے اور اگر عصبہ نہ ہو تو پھر ذوی الفروض وذوی الارحام کو ولایت حاصل ہے پس جب کہ سوائے پھوپھی کے اور کوئی ولی اس عورت کا وہاں موجود نہ تھا تو ولی اس حالت میں پھوپھی تھی جو کہ ذوی الارحام میں سے ہے[۳] اور یہ بھی تصریح کتب فقہ میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح بالغہ کا بدوں اجازت ورضاء ولی صحیح نہیں ہوتا پس جب کہ پھوپھی اس نکاح سے راضی نہیں ہے تو وہ نکاح حسب فتویٰ متاخرین فقہاء صحیح نہیں ہوا اور امام طحاویؒ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ولی دراصل عصبہ ہے اگر عصبہ نہ ہو تو پھر حسب تصریح دیگر فقہاء ذوی الفروض وذوی الارحام ولی ہوتے ہیں جس کی تفصیل وترتیب کتب فقہ میں موجود ہے اور فتاویٰ سراجیہ میں جو اعتراض ولی کا حکم لکھا ہے یہ اصل مذہب حنفیہ کا ہے لیکن متاخرین حنفیہ کا فتویٰ بطلان نکاح مذکور کا ہے یعنی غیر کفو میں نکاح بالغہ کا بلا اجازت ولی کی باطل ہوتا ہے ولی کو فسخ کرانے کی ضرورت نہیں ہے یہ سب تفصیل درمختار اور ردالمحتار میں ہے۔[۴] فقط

---

(۱) ولو انتسب الزوج لها نسبا غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفو فحق الفسخ ثابت للكل وان كان كفواً فحق الفسخ لها (عالمگيری باب خامس فی الاکفاء ج۲ ص ۱۷ طبع ماجدية ج۱ ص ۲۹۳) ظفير

(۲) فتاویٰ سراجيه

(۳) فان لم يكن عصبة فالولاية للام الخ ثم لذوی الارحام ثم للسلطان (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹. ط.س. ج۳ ص۷۸) ظفير

(۴) و يفتی فی غير الكفوء بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوىٰ لفساد الزمان (ايضاً ج ۲ ص ۴۰۸ و ج ۲ ص ۴۰۹. ط.س. ج۳ ص۵۶) ظفير

پٹھانی عورت کا نکاح شیخ زادہ سے جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۶۶) ایک عورت مساۃ ہندہ بیوہ نے غیر کفو میں نکاح کر لیا ہے یعنی عورت پٹھانی ہے اور شوہر شیخ زادہ ہے مساۃ کے علاتی چچا اس میں حارج ہیں یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت بالغہ بیوہ اپنا نکاح غیر کفو سے بلا رضامندی ولی کے کرے اور ولی اس نکاح سے راضی نہ ہو تو وہ نکاح نہیں ہوتا فتویٰ اسی پر ہے اور پہلے یہ مسئلہ لکھا جا چکا ہے لیکن اب توضیح سے معلوم ہوا کہ عورت پٹھانی ہے اور شوہر شیخ زادہ ہے یعنی قریش میں سے ہے جو کہ افضل ہے عورت کی قوم سے لہٰذا اگر صورت واقعی یہی ہے تو یہ نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ کفاءت شوہر کی طرف سے معتبر ہے کہ شوہر عورت سے کمتر نہ ہو اور عورت کی طرف سے معتبر نہیں ہے یعنی اگر عورت کم درجہ کی ہو اور شوہر باعتبار نسب کے اعلیٰ درجہ کا ہو تو نکاح ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں شرعاً و عرفاً عار نہیں ہے قال فی الدرالمختار الکفاء ۃ معتبرۃ الخ من جانبہ ای الرجل لان الشریفۃ تابی ان تکون فراشا للدنی ولذا لا تعتبر من جانبھا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناء ۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح الخ [1] فقط

خاندانی مسلمان لڑکی کا نکاح نو مسلم سے درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۶۷) ایک لڑکی خورد سالہ جس کے باپ دادا مسلمان تھے اس کا نکاح اس کے ماموں نے حالانکہ باپ زندہ باہر فاصلہ پر رہتا ہے ایک شخص نو مسلم سے جس کے باپ دادا غیر مسلم تھے کر دیا اگر اس کا باپ اس عقد پر اعتراض کرے تو شرعاً اس عقد پر مؤثر ہو سکتا ہے؟

(الجواب) چونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا اس لئے بلا اجازت ولی اقرب یعنی باپ کے صحیح نہیں ہوا [2] فقط (اور اس لئے بھی نابالغہ کا ولی جب باپ موجود ہے تو ماموں کو حق ولایت حاصل نہیں ہے باپ کے رد کر دینے سے وہ نکاح درست نہیں رہا ظفیر)

کفو میں نکاح درست ہے مہر کی کمی سے فرق نہیں پڑتا

(سوال ۱۱۶۸) زید نے ہندہ ثیبہ بالغہ بیوہ سے بلا اذن و رضامندی تن تخشی کرائی اور دس درہم مہر مقرر ہوا زید نے وطی بھی کی زید خود مقر ہے نکاح منعقد ہوا یا نہیں اور ولی کو فسخ کرنے کا حکم ہے یا نہیں زید اتمام مہر مثل سے انکار نہیں کرتا نہ فسخ پر راضی ہے نکاح کفو میں ہوا ہے مہر مثل زیادہ ہے؟

(الجواب) جب کہ نکاح کفو میں ہوا ہے تو ولی کو بصورت اتمام مہر مثل فسخ کا اختیار نہیں ہے اور نکاح صحیح ہو گیا اور ولی اتمام مہر مثل کرا سکتا ہے کما فی الشامی قولہ و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ قید

---

(۱) ردالمحتار باب الاکفاء ۃ ج ۲ ص ۴۳۵، ۴۳۶ ط.س. ج۳ ص ۸۴. ظفیر

(۲) من اسلم بنفسہ و لیس لہ اب فی الاسلام لا یکون کفو المن لہ اب واحد فی الاسلام کذافی فتاوی قاضی خان (عالمگیری باب خامس فی الاکفاء ج ۲ ص ۱۵ طبع ماجدیۃ ج۱ ص ۲۹۰) ظفیر

بذلك لئلا يتولهم عوده الى قوله فنفذ نكاح حرة الخ وللاحتراز عما لو تزوجت بدون مهر المثل فقد علمت ان للولي الاعتراض ايضاً والظاهر انه لا خلاف في صحة العقد وان هذا القول المفتى به خاص بغير الكفو الخ [1] فقط

ولد الزنا لڑکا اور صحیح النسب لڑکی ہم کفو ہیں یا نہیں

(سوال ۱۱۶۹) ایک لڑکا ولد الزنا ہے اور لڑکی حلال نطفہ سے پیدا ہے، یہ دونوں کفو ہیں یا نہیں؟

(الجواب) وہ باہم کفو نہیں ہیں۔[2] فقط

معمار کی شادی نجار سے جائز ہے

(سوال ۱۱۷۰) زید معماری کا پیشہ کرتا ہے اور عمر کی خاندانی حالت یہ ہے کہ اس کے رشتہ دار اور بڑے نجاری کا پیشہ کرتے تھے لیکن عمر عطاری کی دوکان اور پارچہ دوزی کا کام کرتا ہے زید نے عمر کی سب حالت دیکھ کر اپنی ہمشیرہ کا نکاح عمر سے کر دیا زید کی ہمشیرہ بعد نکاح ایک ماہ تک عمر کے گھر رہی بعد ایک ماہ کے زید ہمشیرہ کو اپنے مکان پر لے گیا اب زید کہتا ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں ہوا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور عمر نے جو بہت ایام تک زید کی ہمشیرہ سے ہم بستری کی وہ جائز ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) عمر کا نکاح زید کی ہمشیرہ سے صحیح ہو گیا اور ہم بستری وغیرہ سب جائز ہوئی زید کا انکار اب شرعاً معتبر نہیں ہے۔[3] فقط

مسلمان لڑکی کا نکاح غلطی سے غیر برادری میں ہو گیا

(سوال ۱۱۷۱) ایک مسلمان لڑکی نابالغہ کا نکاح ایک ننگ قوم غیر پابند احکام اسلام سے غلطی سے وارثان نے کر دیا بعد میں معلوم ہوا کہ ان کو اسلام سے مس نہیں ہے لہذا لڑکی ان کے گھر آباد ہونا نہیں چاہتی اور نہ وارث بھیجنا چاہتے ہیں تو وہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ شخص جس سے نکاح ہوا مسلمان کلمہ گو تھا اگرچہ فاسق تھا دین دار نہ تھا تو نکاح صحیح ہو گیا[4] اور بدوں طلاق دینے شوہر کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اور اگر کافر تھا اور دعویٰ اسلام کا نہ کرتا تھا اور کلمہ توحید سے منکر تھا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔ فقط

---

(۱) دیکھئے (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ ط.س. ج۳ص۵۶) ظفیر

(۲) وتعتبر الكفاءة نسبا و حرية و اسلاما وديانة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۳۷ ط.س. ج۳ص۸۶) ظفير

(۳) وافاد كما في البحر انه لا يلزم اتحاد هما في الحرفة بل التقارب كاف فالحائك كفو لحجام والدباغ كفوء لكناس والصفار كفوء لحداد والعطار كفوء لبزاز قال الطبرانی و عليه الفتوى (رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۴۲ ط.س. ج۳ص۹۰) ظفير

(۴) لو زوجوها برضاها ولم يعلموا بعدم الكفاءة ثم علموا لا خيار لاحد (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۳۷ ط.س. ج۳ص۸۵) ظفير

نسب غلط بتا کر لڑکے نے شادی کی تو اب نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۷۲) ایک شخص نے اپنا نسب غلط بیان کر کے ایک شریف خاندان لڑکی سے باجازت اس کے باپ کے نکاح کر لیا حالانکہ لڑکی بالغہ ہے اس سے اجازت طلب نہیں کی گئی اب قبل رخصت اس شخص کا مجہول النسب ہونا ظاہر ہو گیا تو اس صورت میں ابطال یا فسخ نکاح کا حق ولی اور لڑکی کو ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولی اور عورت کو نکاح باقی رکھنے اور فسخ کرانے کا اختیار ہے کما فی الشامی نقلا عن البحر عن الظهيريه لو انتسب الزوج لها نسباً غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفوءٍ فحق الفسخ ثابت للكل وان كان كفواً فحق الفسخ لها دون الاولياء ج ۲ ص ۳٤٤ اور باب العنین کے آخر میں صاحب شامی نے تحریر کیا ہے کہ جس شخص نے دھوکہ دیکر اور اپنا نسب غلط بتا کر نکاح کر لیا بعد میں اگر غیر کفو ظاہر ہوا تو ولی اور زوجہ دونوں کو فسخ کا اختیار ہے بناء بر حق کفاءت کی[1] اور اگر کفو ہے مگر جو نسب بیان کیا تھا وہ غلط نکلا تو اس صورت میں صرف عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے اس وجہ سے دھوکہ کا اثر اس پر پڑے گا۔ کما قال لكن ظهر لى الان ان ثبوت حق الفسخ لها للتغرير لا لعدم الكفاءة بدليل انه لو ظهر كفوءً يثبت لهاحق الفسخ لانه غرها الخ[2] فقط

ہاشمی اور بنی فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں؟

(سوال ۱۱۷۳) قریشی ہاشمی اور سادات بنی فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں اور دیگر قریش عرب پس ان کے مابین نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) قریشی ہاشمی و سادات بنی فاطمہ باہم کفو ہیں اور قریش بقیہ عرب غیر قریش کے کفو نہیں ہیں در مختار میں ہے فقريش بعضهم اكفاء بعض قال فى الشامى اشاربه الى انه لا تفاضل فيما بينهم من الهاشمى والنوفلى والتيمى والعدوى وغير هم ولهذا زوج على وهو ها شمى ام كلثوم بنت فاطمة لعمر وهو عدوى قهستانى فلو تزوجت هاشمية قريشيا غير هاشمى لم يرد عقدها وان تزوجت عربيا غير قريشى لهم رده كتزويج العربية عجمياً الخ[3] فقط

اعلیٰ نسب کی لڑکی کا نکاح ادنی درجہ کے لڑکے سے ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۷٤) ایک عورت قوم آدان کی اگر حجام سے نکاح کر لیوے تو ولی عورت کا جو کہ اعلیٰ کفو کا ہے بہ نسبت حجام کے شرعاً نکاح فسخ کرا سکتا ہے یا نہیں، عرب و عجم میں نسب کا لحاظ ہے یا نہیں؟

(الجواب) کفاءت میں نسب کا اعتبار عرب میں ہے اور عجم میں پیشہ وغیرہ کا اعتبار ہے پس اگر عورت اعلیٰ ہے

---

(۱) لو تزوجته على انه حراوسنى اوقادر على المهر والنفقة فبان بخلافه او على انه فلان بن فلان فاذا هو لقيط اوابن زنالها الخيار (رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ٤۳٦. ط.س. ج۳ص۸۵) ظفير

(۲) رد المحتار باب العنين وغيره قبيل باب العدة ج ۲ ص ۸۲۳. ط.س. ج۳ص۵۰۲ ظفير

(۳) رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۳۸ . ط.س. ج۳ص۸٦. ظفير

باعتبار کفاءت کے او رمرد کم درجہ کا ہے اور کفو عورت کا نہیں ہے اور وہ عورت اس مرد سے نکاح کرلیوے تو ولی کو اختیار نکاح کے فسخ کرانے کا ہے کذافی الدرالمختار۔[1] فقط

چچانے غیر کفو میں شادی کردی تو جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۷۵) مشرف خان نے اپنی برادرزادی نور النساء بی بی کا نکاح بحالت نابالغی ایک شخص کے ساتھ کردیا لیکن نور النساء بی بی مذکورنے ہنگام بلوغ اپنے اظہار کردیا کہ میں اس نکاح کو منظور نہیں کرتی میرے چچانے میرا نکاح غیر کفو میں کردیا تھا جس سے میں راضی نہیں ہوں ایسی صورت میں اس نکاح کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) درمختار میں ہے کہ باپ دادا کے سوا کوئی دوسرا ولی مثل تایا چچا وغیرہ کے اگر نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کردے تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اگر کفو میں اور مہر مثل کے ساتھ کرے تو نکاح صحیح ہوجاتا ہے مگر نابالغہ کو بعد بلوغ کے اس کے فسخ کرانے کا اختیار ہوتا ہے یعنی یہ کہ بذریعہ قاضی کے فسخ کرالے پس اس صورت میں اگر نابالغہ مذکورہ کا نکاح اس کے چچانے غیر کفو میں کیا ہے تو وہ صحیح نہیں ہوا لڑکی کو اختیار ہے کہ بعد بالغہ ہونے کے اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه الخ لا یصح النکاح من غیر کفوء او بغبن فاحش اصلاً الخ[2] فقط

زنا کا پیشہ کرنے والے سے تیل نکالنے والے کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۷۶) ہندہ بالغہ نے بغیر اجازت اپنے اولیاء کے زید سے نکاح کرلیا زید و ہندہ دونوں ہم قوم ہیں لیکن ہندہ کا کنبہ تیل نکالنے کا کام کرتا ہے اور زید کا کنبہ زناکاری کرتا ہے ہندہ کے اولیاء اس نکاح کی اجازت نہیں دیتے یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلاً وهو المختار للفتویٰ الخ قال فی رد المحتار للشامی وقال شمس الائمة وهذا اقرب الیٰ احتیاط[3] الخ ص ۲۹۷ ج ثانی شامی و فیه ایضاً من الکفاءة فلیس فاسق کفواً لصالحة[4] الخ درمختار ان روایات سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فقط

---

(۱) والکفاءة حق الولی لاحقها فلو نکحت رجلاً ولم تعلم حاله فاذا هو عبد لاخیار لها بل للاولیاء (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۳۶ ط.س. ج۳ص۸۵) وان زوجت فی غیر کفوء لا یلزم او لا یصح (رد المحتار باب کفاءت ج ۲ ص ۴۳۶ ط.س. ج۳ص۸۴) وله ای للولی اذا کان عصبته الخ الاعتراض فی غیر الکفوء فیفسخه القاضی (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ ط.س. ج۳ص۵۶) ظفیر

(۲) تقدم ان غیر الاب والجد لو زوج الصغیرة اوالصغیر فی غیر کفوء لا یصح (ردالمحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۳۹ ط.س. ج۳ص۸۴) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ و ص ۴۰۹ ط.س. ج۳ص۵۶. ظفیر

(۴) ایضاً باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۰ ' ۴۴۱ ط س ج ۳ ص

ادنی قوم کی لڑکی اعلیٰ قوم کے لڑکے سے نکاح کرے تو درست ہے

(سوال ۱۱۷۷) ایک عورت باکرہ قوم باشندہ رذیل قوم عمر ۱۸ سال نے اپنا نکاح اپنی رضامندی سے ایسے مرد سے جو شریف قوم کا ہے بدوں اجازت ورضاء ولی کے کر لیا اور روبرو دو گواہوں کے یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح عورت بالغہ عاقلہ کا جو کہ اس نے اپنی رضامندی سے شریف قوم کے مرد کے ساتھ کر لیا ہے بدوں اجازت ولی کے روبرو دو گواہوں کے وہ نکاح شرعاً صحیح ہو گیا ہے شامی میں ہے وان كان ماظهر فوق ما اخبر فلا فسخ لاحد الخ ص ۵۹۸ و فی ص ۳۱۷ باب الكفاءة و فيه اشعار بان نكاح الشريف الوضيعة لازم فلا اعتراض للولى بخلاف العكس الخ [1] فقط

جاہل کسان عالم کی لڑکی کا ہم کفو ہے یا نہیں اور نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۷۸) الزراع الجاهل هل يكون كفؤ صغيرة العالم وهى غير عالمة ام لا واذا زوج غير الاب والجد الصغيرة من رجل زراع هل يصح النكاح ام لا والحرفة فى الكفؤ معتبر ام لا ؟

(الجواب) اقول بالله التوفيق قول صاحب درمختار ولا هما لعالم وقضا [2] وتحقیق علامہ شامی ولا هما لبنت عالم وقاض الخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں زراع جاہل کفو بنت عالم کا نہیں ہے اور غیر اب وجد نے یہ نکاح کیا تو بہ قول مفتی بہ نکاح صحیح نہ ہوگا وان كان المزوج غيرهما اى غير الاب وابيه الخ لا يصح النكاح من غير كفوء [3] الخ درمختار البتہ اگر اب یا جد ایسا نکاح کریں تو صحیح ہے [4] درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وہابی نجدی کو لڑکی دینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۱۷۹) نجدی وہابی غیر مقلد کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جس فرقہ کے کفر پر فتویٰ ہے جیسے مرزائی اور شیعہ غالی ان سے مسلمہ سنیہ عورت کا نکاح حرام ہے نکاح نہ ہوگا اور جس فرقہ کے کفر پر فتویٰ نہیں ہے جیسے غیر مقلد اور نجدی ان سے نکاح سنیہ عورت کا صحیح ہے۔ فقط

شریف عورت نو مسلم مرد کی کفو ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۸۰) عورت مسلمہ شریف خاندان نو مسلم کی کفو ہو کر نکاح دونوں میں ہو جاوے گا یا نہ ؟

(الجواب) شریف عورت جس کے آباء واجداد مسلمان چلے آرہے ہیں نو مسلم کی کفو نہیں ہے لہذا اگر ولی اس

---

(۱) رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۳۶ ط.س. ج۳ص۸۵ ' ظفیر
(۲) دیکھئے الدرالمختار مع رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۴۲ ط.س. ج۳ص ۹۰
(۳) ولا الخياط لبنت البزاز والتاجر ولا هما لبنت عالم وقاض (ردالمحتار ج ۲ ص ۴۴۲ ط.س. ج۳ص ۹۱) ظفیر
(۴) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۱۹ ط.س. ج۳ص۶۷ ظفیر

عورت کا راضی نہ ہو تو نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اگر ولی اور وہ عورت راضی ہوں تو نکاح ہو جاتا ہے ویفتی فی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ درمختار وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ [1] شامی ج ۲ فقط

افغان اور اہیر ہم کفو ہیں یا نہیں اور ان میں باہم نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۸۱) زید قوم کا افغان اور زراعت پیشہ ہے اور ہندہ قوم کی اہیر اور اس کے ورثاء زراعت پیشہ ہیں زید ہندہ کا کفو ہے یا نہیں دونوں صورتوں میں ہندہ کے ورثاء کو فسخ کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) عجم میں نسب کا لحاظ نہیں ہے اور پیشہ فی الحال یکساں ہے لہذا زید مذکور اس عورت ہندہ کا کفو ہے اولیاء ہندہ نکاح مذکور کو فسخ نہیں کرا سکتے قال فی الدرالمختار وھذا فی العرب ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب الخ شامی [2] فقط

پٹھان عورت کا نکاح راجپوت مسلمان سے جائز ہے

(سوال ۱۱۸۲) مسماۃ بندی بیوہ قوم پٹھان نے اپنا نکاح شمشاد علی خان راجپوت سے کر لیا ہے اس پر مسماۃ بندی کی ماں اور بھائی ناخوش ہیں کہتے ہیں کہ اس نے غیر کفو میں نکاح کر لیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہ اور قابل فسخ ہے یا نہیں؟

(الجواب) جو قومیں عجمی ہیں ان میں کفاءت معتبر نہیں ہے لہذا صورت مسئولہ میں نکاح مسماۃ بندی بیوہ کا جو شمشاد علی خان کے ساتھ ہوا ہے وہ صحیح اور نافذ ہے [3] اور بھائی اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتا۔ فقط

نو مسلم مرد و عورت کا نکاح درست ہے ان میں کفاءت کا اعتبار نہیں

(سوال ۱۱۸۳) ایک بھنگی نے اسلام قبول کیا اور ایک ہندوانی عورت نے اسلام قبول کیا ان دونوں کا نکاح جائز ہے یا کفو کا لحاظ ہوگا؟

(الجواب) ان کا نکاح باہم جائز ہے اس میں کفاءت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کیونکہ دونوں نو مسلم ہونے کی وجہ سے ایک درجہ میں ہو گئے۔ [4] فقط

---

(۱) ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ ' ۴۰۹ . ط س. ج۳ص۵۶.
(۲) رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۸ . ط.س. ج۳ص۸۷. ظفیر
(۳) وھذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریۃ واسلاما (درمختار) ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب قولہ اما فی العجم المراد بھم من لم ینتسب الی احد قبائل العرب الخ الا من کان لہ منھم نسب معروف کالمنتسبین الی احد الخلفاء الاربعۃ (رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۸ ' ۴۳۹ . ط.س. ج۳ص۸۷. ظفیر
(۴) واما فی العجم فتعتبر حریۃ واسلاما (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۹ . ط.س. ج۳ص۸۷) ظفیر

پڑھی ہوئی عورت کا نکاح جاہل مرد سے جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۸۴) میرے ساتھ ایک عورت بیوہ نے اپنی مرضی سے نکاح کر لیا ہے لیکن عورت پڑھی ہوئی ہے اور میں جاہل ہوں مدعی کا دعویٰ ہے کہ ہماری لڑکی پڑھی ہوئی کا نکاح تجھ جاہل کے ساتھ جائز نہیں اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) عورت بالغہ اگر اپنی مرضی سے اپنا نکاح کفو میں کرے تو صحیح ہے اور عورت کا پڑھی ہوئی ہونا اور شوہر کا جاہل ہونا مانع صحت نکاح سے نہیں ہے جب کہ شوہر عورت سے باعتبار پیشہ وغیرہ کے کم درجہ کا نہ ہو۔[1] فقط

قوم افغان عجمی ہے یا عربی اور اس میں کفو کا کیا طریقہ ہوگا ؟

(سوال ۱۱۸۵) قوم افغان عربی ہیں یا عجمی اگر عربی ہیں تو عرب کے کس قبیلہ کی طرف منسوب ہیں اگر عجمی ہیں تو کیا عجم میں کفو نسبی معتبر ہے یا نہیں ملک افغانستان میں بعض جگہ رواج ہے کہ اپنی لڑکیوں کو فروخت کرتے ہیں اور ہمارے ملک کے لوگ تیلی' جولاہا' درزی' موچی' حجام' میراثی وغیرہم قیمتاً لا کر ان سے نکاح کرتے ہیں شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس امر کی تحقیق ان کے نسب نامہ سے ہو سکتی ہے کہ ان کا سلسلہ نسب کہاں پہنچتا ہے اور اہل عجم میں کفاءت باعتبار نسب کے نہیں ہے[2] بلکہ پیشہ وغیرہ کے اعتبار سے ہے اور لڑکیوں پر قیمت لینے کا رواج اور رسم قبیح اور بد ہے مگر نکاح ہو جاتا ہے۔ فقط

افغان کا نکاح کمبوہ سے درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۸۶) ہندہ نے اپنا عقد بغیر اجازت و رضاء اپنے حقیقی چچا ... زید سے کر لیا ہندہ ایک دولت مند شریف خاندان قوم افغان سے ہے اور زید ایک غریب آدمی قوم کمبوہ سے ہے جن کو قوم شریف نہیں جانتے تو ولی ہندہ کا نکاح شرعاً فسخ کر سکتا ہے یا نہیں اخرجه دار قطنی ثم البیهقی فی سننها عن جابر عن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ لا تنكحوا النساء الا من الا كفاء ولا يزوجن الا الاولياء اور نیز یہ بھی موطا امام محمدؒ میں ہے ولو زوجت المرءة لنفسها من غير كفوء فلو ليها الفسخ حاشية موطا امام محمدؒ ص ۲۴۸ باب نكاح بغير ولی

(الجواب) پٹھان اور کمبوہ باہم کفو ہیں اور عورت بالغہ خود بلا اجازت ولی کے اپنا نکاح کفو میں کر سکتی ہے اور نکاح بالغہ کا کفو میں بلا اجازت ولی کے صحیح اور نافذ ہو جاتا ہے لہذا صورت مسئولہ میں ہندہ بالغہ کا نکاح زید سے صحیح اور

---

(۱) کفاءت میں علم کا اعتبار نہیں ہے' نسب وغیرہ کا اعتبار ہے تعتبر الكفاءة الخ نسباً و حريةً و اسلاماً و ديانةً و حرفةً (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۳۸ ط.س.ج۳ص۸۶-۹۰) ظفیر

(۲) وهذا فی العرب ای اعتبار والنسب انما يكون فی العرب(رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۳۸ ط.س.ج۳ص۸۷) ظفیر

منعقد ہو گیا اور چونکہ نکاح کفو میں ہوا ہے لہذا ولی کو حق فسخ حاصل نہیں ہے در مختار میں ہے فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضیٰ ولی [1] الخ فقط

قومیت اور ولدیت بدل کے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۸۷) قومیت اور ولدیت تبدیل کر کے نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح نہیں ہوتا۔[2] فقط

نابالغہ کا انکار

(سوال ۱۱۸۸/۱) ہندہ نابالغہ کو جب فریب کا حال معلوم ہوا تو اس نے انکار کر دیا کہ ہم کو نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے؟

نابالغہ کی اجازت

(سوال ۱۱۸۸ / ۲) ہندہ نے بحالت عدم بلوغ نکاح کرنا منظور کیا پھر جس وقت بالغہ ہوئی اسی وقت نکاح کو نامنظور کیا اور فوراً انکار کر دیا کہ ہم کو نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) (۱) نابالغہ کا انکار و عدم انکار برابر ہے (اگر صرف اس کی اجازت سے نکاح کیا گیا ہے تو درست ہی نہیں ہوا۔[3] ظفیر)

(۲) بعد بلوغ کے انکار معتبر ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے۔[4] کذافی الدرالمختار والشامی فقط (صرف نابالغہ کی منظوری سے نکاح درست نہیں اس لئے اگر ولی نے اجازت نہیں دی تھی تو وہ نکاح نہیں ہوا کہ فسخ کی ضرورت ہو ظفیر)

شیعہ دھوکہ سے نکاح کرلے تو وہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۸۹) اگر مرد شیعہ کسی عورت کو یہ دھوکہ دے کہ میں سنی ہوں تو اس نکاح کی بابت علماء دین کیا فتویٰ فرماتے ہیں؟

(الجواب) اس صورت میں فقہاء کا فتویٰ یہ ہے کہ نکاح نہیں ہوتا اور عورت اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷. ط.س. ج۳ص۵۵. ظفیر

(۲) لو تزوجته علی انه حراو سنی الخ فبان بخلافه او علی انه فلان ابن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا لها الخیار الخ (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۳۶. ط.س. ج۳ص۸۵) ظفیر

(۳) وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون و رقیق ای شخص صغیر الخ فیشمل الذکر والانثی (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷. ط.س. ج۳ص۵۵) ظفیر

(۴) لهما ای لصغیر و صغیرة خیار الفسخ الخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۰ وج ۲ ص ۴۲۱. ط.س. ج۳ص۶۹) ظفیر

نکاح کے بعد جب معلوم ہو کہ لڑکا حرامی ہے تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۹۰) زید نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ہندہ کے پسر سے کردیا بعد کو معلوم ہوا کہ ہندہ کا لڑکا حرامی ہے تو ایسے لڑکے سے جس کے نسب میں فرق ہو اور برادری میں بدنامی ہو زید قبل بلوغ دختر اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے لڑکی بعد بلوغ کے اس کو فسخ کر سکتی ہے اور ولی بھی فسخ کر سکتا ہے۔[1] فقط

نسب میں دھوکہ دیکر نکاح کیا بعد میں غلط ثابت ہوا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۹۱) ایک شخص نے اپنے کو افغان ظاہر کر کے ایک نو مسلم صالح شخص کی لڑکی سے نکاح کیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ افغان نہیں ہے لڑکی اور ولی نے اسی وقت سے اظہار ناراضی کردیا ہے آیا لڑکی اور اس کے ولی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ شخص کفونہ نکلا تو لڑکی اور اس کے ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہے کیونکہ اس نے دھوکہ دیا اور دھوکہ دینے کی صورت میں فقہاء نے یہی حکم لکھا ہے کہ عورت اور اس کا ولی اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔ کذافی الدر المختار[2] فقط

شیعہ شوہر سے جو اولاد ہوئی وہ حلال ہے یا حرامی

(سوال ۱۱۹۲) عورت سنی اور مرد شیعہ کا نکاح درست ہے یا نہیں اور جو اولاد ہو گی وہ حلال ہے یا حرامی اور اس مرد اور عورت کا جماع شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) عورت سنیہ کا مرد شیعہ سے نکاح درست نہیں ہے ان میں باہم تفریق کرادینی ضروری ہے اور مجامعت ومقاربت درست نہیں ہے باقی یہ کہ جو اولاد ہو چکی وہ ثابت النسب اور ولد الحلال ہے یا نہیں اس میں یہ تفصیل ہے کہ چونکہ روافض کے کفر وارتداد میں کچھ تفصیل ہے اور نسب کے بارے میں احتیاط ہے اس لئے جو اولاد ہو چکی وہ ثابت النسب اور وارث ہو گی[3] لیکن آئندہ کو احتیاط کرنی چاہئیے۔ فقط

قوم راجپوت مسلمان لڑکی سے فقیر نے دھوکہ دیکر شادی کی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۹۳) زینب بیوہ قوم راجپوت سے ہے اس کی ایک لڑکی ہندہ نابالغہ ہے زینب نے دھوکہ زید میں

(۱ و ۲) لو تزوجته على انه حر او سني الخ او على انه فلان بن فلان فاذ هو لقيط او ابن زنا لها الخيار (رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۳۶ ـ ط.س. ج۳ص۸۵) الا اذا شرطوا الكفاءة او اخبر هم بها وقت العقد فزوجوها على ذلك ثم ظهرانه غير كفوء كان لهم الخيار (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۳۷ ـ ط.س. ج۳ص۸۶) ظفير (۳) ويحتاط في اثبات النسب ما امكن (رد المحتار فصل في المحرمات ج۲ ص ۴۰۱ ـ ط.س. ج۳ص۴۹) وتقدم في باب المهران الدخول في النكاح الفاسد موجب العدة و ثبوت النسب (ايضاً باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ ـ ط.س. ج۳ص۵۱۶) ظفير

آکر (جوکہ قوم کا فقیر تھا اس نے اپنے کو راجپوت بتلایا) اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح زید سے کردیا تو یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں کنبہ والے ہندہ کا نکاح دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اہل عجم میں کفاءت باعتبار نسب کے معتبر نہیں ہے[1] بلکہ پیشہ وغیرہ کے اعلیٰ ادنیٰ ہونے پر مدار ہے بناء علیہ ظاہر صورت سوال میں نکاح منعقد ہوگیا اور بدوں طلاق دینے شوہر کے دوسرا نکاح ہندہ نابالغہ کا صحیح نہ ہوگا۔ فقط

لڑکے نے دھوکہ دیا کہ فلاں قوم سے ہوں بعد نکاح معلوم ہوا وہ اس قوم سے نہیں ہے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۱۹٤) زید نے بکر سے یہ کہا کہ میں قوم کا پردہ ہوں تم اپنی لڑکی میرے نکاح میں دے دو بکر نے یہ قول زید کا سن کر اپنی لڑکی نابالغہ زید کے نکاح میں دیدی اب یہ معلوم ہوا کہ زید نو مسلم کسی اور قوم کا ہے پردہ نہیں ہے بلکہ نٹ ہے اب لڑکی زید کے نکاح میں رہی یا نہیں اور نکاح جائز رہا یا نہیں اور وہ لڑکی والدین کے یہاں رہ سکتی ہے یا نہ' یا شوہر کے یہاں رہے ؟

(الجواب) تزوجته علی انه حراو سنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافه او علی انه فلا ن بن فلان فاذا هو لقیط اوابن زنا کان لها الخیار الخ (درمختار)[2] وفی الشامی لو انتسب الزوج لها نسباً غیر نسبه فان ظهر دونه وهو لیس بکفوء فحق الفسخ ثابت للکل الخ[3] ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں نکاح فسخ ہوسکتا ہے اور بعد فسخ کرنے نکاح کے بکر اپنی لڑکی کو اپنے گھر رکھے شوہر کے گھر نہ بھیجے کیونکہ نکاح فسخ ہوگیا۔ فقط

سیدہ کا نکاح نو مسلم حجام سے ہوگیا اور قبول دوسرے نے کیا' کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۱۹۵) (ا) ہندہ بالغہ کے نکاح کی اجازت اس کی ماں نے ایک شخص کو دی کہ خالد سے کردے بجز ماں کے ہندہ کا کوئی ولی نہیں ہے وکیل بالنکاح نے ہندہ کا عقد یوں کیا کہ خالد خاموش رہا اور کسی دوسرے نے قبول کیا اور کسی تیسرے نے مہر کی تعین کی اور مجلس مناکحت ختم ہوئی اور وکیل بالنکاح وغیرہ بھی اٹھ گئے پھر بعد عقد خالد و ہندہ یکجا ہوئے اور دو ماہ تک ساتھ رہے اتفاقاً ہندہ کو معلوم ہوا کہ میرا خاوند نو مسلم حجام ہے اس کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ یہ نطفہ سادات سے تھی ہندہ اپنے گھر چلی آئی اور اس سے ملنا نہیں چاہتی اور وہ بھی طلاق دینا نہیں چاہتا اس میں کیا حکم ہے ؟

---

(۱) وهذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریةً واسلاماً (درمختار) ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ٤۳۸ .ط.س.ج۳ص۸۷) ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره قبیل باب العدة ج ۲ ص ۸۲۲ و رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ٤۳٦ .ط.س.ج۳ص۵۰۱. ظفیر
(۳) رد المحتار باب العنین وغیره قبیل باب العدة ج ۲ ص ۸۲۲ .ط.س.ج۳ص۵۰۱.ظفیر

مرد کی خاموشی قبول ہے یا نہیں؟

(۲) کیا مرد کی خاموشی ایجاب وقبول سے ثبوت نکاح کے لئے کافی ہے؟

غیر کفو سے علیحدگی کی صورت

(۳) کیا تفریق کفو میں افتراق کی کوئی صورت نکل سکتی ہے؟

دوماہ ساتھ رہنے کے بعد

(۴) اگر دوماہ یا زائد غلطی سے زن وشو میں ناجائز طریقہ سے باہم صحبت رہے تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) (او۲) مرد کی خاموشی ایجاب وقبول سے کافی نہیں ہے اس صورت میں نکاح نہ ہوگا قال فی البزازیه اجاب صاحب البدایه فی امراة زوجت نفسها بالف من رجل عند الشهود فلم یقل الزوج شیئاً لکن اعطاها المهر فی المجلس انه یکون قبولا وانکره صاحب المحیط وقال لا مالم یقل بلسانه قبلت [1] لیکن جب کہ خالد کی طرف سے کسی دوسرے شخص سے قبول کیا تو یہ قبول کرنا فضولی کا ہوا لہذا یہ موقوف ہے خالد کی اجازت پر اگر خالد نے اس کے قبول کرنے کو جائز رکھا اور زبان سے کہہ دیا کہ میں نے اس کے قبول کو تسلیم کیا تو نکاح صحیح ہو جائے گا کما ھو حکم نکاح الفضولی۔

(۳) اگر بوقت نکاح ہندہ کو اور اس کی ماں کو جو اس کی ولی ہے خالد کے غیر کفو ہونے کا علم نہ تھا تو موافق روایت در مختار ان کا نکاح نہیں ہوا ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلا الخ [2] اور اگر خالد نے اپنا نسب خلاف ظاہر کیا اور بعد میں ہندہ کو معلوم ہوا تو بعد علم کے اس کو اختیار فسخ نکاح کا ہے لو تزوجته علی انه حر او سنی الخ فبان بخلافه او علی انه فلان بن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار الخ [3]

(۴) جو فعل غلطی سے ہوا وہ معاف ہے آئندہ عورت کو اختیار علیحدہ ہو جانے کا ہے۔ فقط

بالغہ کا غیر کفو میں نکاح کب درست ہے

(سوال ۱۱۹۶) بالغہ عورت کا نکاح غیر کفو میں ہو سکتا ہے یا نہیں یعنی لڑکی متقی شخص کی ہو اور لڑکا عموماً پیشہ چوہڑی وغیرہ کرتا ہو مگر مسلم ہو نیز ولی غیر اب وجد ایک دفعہ لڑکی کا نکاح کر دینے سے ولایت اس کی ساقط ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) عورت اگر خود غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہو اور اس کا ولی بھی اس پر راضی ہو تو جائز ہے البتہ رضائے ولی کے بغیر بالغہ عورت کو بھی غیر کفو میں نکاح کرنے کا اختیار نہیں۔ قال فی الدر المختار و یفتی

---

(۱) رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳٦٤ قبیل مطلب التزوج بارسال الکتاب. ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٠٨ '٤٠٩. ط.س. ج۳ص٥٦

(۳) رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ٤٣٦. ط.س. ج۳ص٨٥. ظفیر

فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ وفی الشامی وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بحر . واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ شامی[1] ص ۲۹۷ ج ۲ اور ایک دفعہ نکاح کر دینے سے ولی کی ولایت زائل نہیں ہوتی۔ فقط واللہ اعلم

باجازت ولی اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ قوم سے جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۹۷) اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ قوم کے مرد سے باجازت اولیاء جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) عورت بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو میں کرے اور اولیاء اس کے راضی ہوں تو وہ نکاح صحیح ہے البتہ اگر اولیاء راضی نہ ہوں تو مفتی بہ یہ ہے کہ وہ نکاح غیر صحیح ہے در مختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ قولہ بعدم جوازہ اصلا ھذا روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃؒ وھذا اذا کان لہ ولی ولم یرض بہ قبل العقد[2] الخ شامی ص ۲۷ ج ۲ فقط

سیدزادی کا نکاح غیر سید سے درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۹۸) سیدزادی کے ساتھ غیر سید کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) در مختار میں ہے و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ[3]

اگر سیدزادی بالغہ اپنا نکاح اپنی رضاء واجازت سے غیر کفو میں کرے بدون اجازت اپنے ولی کے تو یہ جائز نہیں ہے اور اس پر فتویٰ ہے اور اگر ولی کی اجازت سے کرے تو وہ نکاح صحیح ہے کذا فی الشامی جلد[4] ۲ فقط (یہ واضح رہے کہ غیر سید سے مراد اگر شیخ صدیقی فاروقی، عثمانی ہے تو یہ نکاح درست ہے کیونکہ یہ سید کے ہم کفو ہیں ہاں عجمی النسل ہو تو جائز نہ ہوگا ظفیر)

بالغہ سیدزادی کی شادی ولی کی رضا سے غیر کفو میں جائز ہے

(سوال ۱۱۹۹) ایک شخص نے حسب احکام شریعت ایک عورت سے نکاح کیا اس وقت تک کچھ علم اس بات کا نہ تھا کہ یہ عورت سیدزادی ہے بعد میں شبہہ گزرا کہ یہ شاید منکوحہ سیدزادی ہو اگر وہ سیدزادی ہو تو اس نکاح میں کوئی نقص تو نہیں ہے در آنحالیکہ مرد غیر سید ہے ؟

(الجواب) اگر اس سیدزادی کا کوئی عصبہ نہ تھا یا اگر تھا تو اس کی رضاء سے نکاح ہوا اور وہ سیدزادی بالغہ تھی اور اس نے اپنی رضاء سے غیر کفو سے نکاح کیا ہے تو دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہے البتہ اگر اس سیدزادی کا

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸، ۴۰۹، ط.س. ج۳ص۵۶، ظفیر
(۲) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ و ۴۰۹. ط.س. ج۳ص۵۶. ظفیر
(۳) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ ط.س. ج۳ص۵۶. ظفیر
(۴) ھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد الخ اما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ (رد المحتار ج ۲ ص ۴۰۹. ط.س. ج۳ص۵۷) او زوجھا بغیر کفوء ان کان الولی ابا او جدا الخ فیصح النکاح اتفاقا (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۱۸. ط.س. ج۳ص۶۶) ظفیر

کوئی ولی عصبہ موجود ہے اور وہ اس نکاح سے جو کہ غیر کفو میں ہو راضی نہیں ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ الخ درمختار اور شامی میں ہے وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً [1] الخ شامی ج ۲ ص ۲۹۷ فقط

غیر کفو سے شادی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰۰) زید نے اپنا نکاح بالغ لڑکی سے کیا جو غیر کفو کی تھی یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) بالغہ لڑکی اگر اپنا نکاح اپنی مرضی سے خلاف رائے ولی وبدون اجازت ولی غیر کفو سے کرے تو وہ نکاح مفتی بہ مذہب کے موافق صحیح نہیں ہوتا کذافی الدرالمختار اور اگر اس بالغہ کا کوئی ولی نہ ہو یا ہو اور اس نے اجازت دے دی ہو تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے [2] (منشاء یہ ہے کہ لڑکی اونچے خاندان کی ہو تب یہ جواب ہے اور نکاح جائز ہے اس لئے کہ کفو کا اعتبار اسی صورت میں ہوا کرتا ہے [3] ظفیر)

دھوکہ سے جو نکاح ہوا اس میں اختیار فسخ ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰۱) زید نے ہندو سے مسلمان ہو کر ایک عورت مسلمان سے نکاح کیا اس کی دختر پیدا ہوئی بعد بلوغ دختر کا نکاح خاندان کشمیریوں میں کر دیا یہ خاندان عرصہ دراز سے مالیر کوٹلہ میں آباد ہیں چونکہ ان کے ناموں میں آخر میں خان ہوتا ہے اور دستاویزات میں بھی افغان لکھواتے ہیں جس سے عموماً ان کو پٹھان سمجھتے ہیں زید نے بھی پٹھان کشمیری خیال کر کے اپنی دختر کا نکاح اس قوم میں کیا دختر زید کا صرف دو دفعہ دو دو تین تین روز کے واسطے اپنے شوہر کے یہاں جانا ہوا، دختر زید کو شکایت ہے کہ مجھ کو تخویفی کلمات شوہر نے کہے میری ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا گیا تھا کہ کشمیری پٹھان ہیں یہ پٹھان نہیں لہذا میں ان کے یہاں جانا نہیں چاہتی مجھ کو اس سے علیحدہ کر دیا جاوے، والدین دختر بھی چاہتے ہیں کہ یہ نکاح فسخ ہو جاوے شرعاً یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) شامی میں اس باب میں تفصیل کی ہے اس قول درمختار پر۔ لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی او قادر علی المھر و النفقۃ فبان بخلافہ الخ کان لھا الاخیار) قولہ کان لھا الخیار) ای لعدم الکفاءۃ

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ و ج ۲ ص ۴۰۹ . ط.س. ج۳ص۵۶-۵۷. ظفیر

(۲) و یفتی فی غیر الکفؤ بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ الخ ان لم یکن لھا ولی فھو ای العقد صحیح نافذ مطلقا اتفاقا (درمختار) و ھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضاء بعدہ بحر واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا لان وجہ عدم الصحۃ علی ھذہ الروایۃ دفع الضرر من الاولیاء الخ وقول البحر لم یرض بہ یشمل ما اذا لم یعلم اصلا فلا یلزم التصریح بعدم الرضا بل السکوت منہ لا یکون رضا کما ذکرنا فلا بد حینئذ لصحۃ العقد من رضا صریحا (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸، ۴۰۹ . ط.س. ج۳ص۵۶-۵۷) ظفیر

(۳) فان حاصلہ ان المرءۃ اذا زوجت نفسھا من کفؤ لزم علی الاولیاء وان زوجت من غیر کفؤ لا یلزم او لا یصح بخلاف جانب الرجل فانہ اذا تزوج بنفسہ مکافئۃ لہ اولا فانہ صحیح لازم (رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۶ . ط.س. ج۳ص۸۴) ظفیر

و اعترضه بعض مشائخنا بان الخيار للعصبة قلت وهو موافق لما ذكره الشارح في اول باب الكفاءة من انها حق الولي لا حق المرءة لكن حققنا هناك ان الكفاءة حقهما و نقلنا عن الظهيرية لو انتسب الزوج لها نسباً غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفؤ فحق الفسخ ثابت للكل وان كان كفواءً فحق الفسخ لها دون الاولياء وان كان ما ظهر فوق ما اخبر فلا فسخ لا حد و عن الثاني وان لها الفسخ لا نها عسى تعجز عن المقام معه و تمامه هناك لكن ظهر لي الآن ان ثبوت حق الفسخ لها للتعزير لالعدم الكفاءة بدليل انه لو ظهر كفواءً يثبت لها حق الفسخ لانه غرها ولا يثبت للاولياء لان التعزير لم يحصل لهم و حقهم في الكفاءة وهي موجودة و عليه فلا يلزم من ثبوت الخيار لها في هذه المسائل ظهوره غير كفوء شامي [1] ج ۲ ص ۵۹۷ اخر باب العنين قبيل باب العدة　اس عبارت سے واضح ہے کہ امام ابو یوسفؒ یہاں تک فرماتے ہیں کہ جس صورت میں شوہر نے جو نسب اپنا بیان کیا ہے اگر اس کے خلاف ظاہر ہوا گرچہ وہ نسب اعلیٰ ہو زوجہ کے نسب سے اور موجب عار نہ ہو تب بھی زوجہ کو اختیار فسخ کا ہے اور اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے لانها عسى تعجز عن مقام معه اور علامہ شامی کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس کے بعد کی عبارت سے واضح ہے جس کو لكن ظهر لي الآن سے بیان فرمایا ہے اور خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دھوکہ کی وجہ سے عورت کو خیار فسخ ہے نہ بوجہ عدم کفاءت کے اور دھوکہ صرف اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ شوہر اپنا نسب دوسرا بیان کرے جو واقع میں اس کا نسب نہ ہو اگرچہ غرض شوہر کی دھوکہ دہی نہ ہو جیسا کہ عبارت لو انتسب الزوج الخ سے معلوم ہوتا ہے۔ فقط

بجواب سوال مکرر متعلقہ نمبر ۱۲۰۱ مندرجہ صفحہ ۱۷۳

از بندہ احقر بخدمت بابرکت حضرت مخدومی مکرمی جناب مولانا صدیق احمد صاحب مد ظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والا نامہ پہنچا روایات فقہیہ سے دونوں باتوں کی گنجائش معلوم ہوتی ہے لہٰذا معاملات حاضرہ کو دیکھ کر مفتی جس جانب کو راجح وانسب جانے فتویٰ دے سکتا ہے عدم فسخ کے لئے قول طرفین فلا فسخ لاحد دلیل کافی ہے اور اگر مفتی کی رائے میں قرائن وحالات سے یہ راجح معلوم ہو کہ بحالت موجودہ زوجین میں موافقت نہ ہوگی اور فسخ کا حکم نہ کرنا دیگر فتن کا باعث ہوگا جیسا کہ مظنون ہے اور دلیل عسى ان تعجز عن المقام معه کا چسپاں ہونا یہاں زیادہ قریب الوقوع معلوم ہوتا ہے تو قول امام ابو یوسفؒ کو اختیار کرنا بھی موید بالروایات ہے کیونکہ جیسا کہ فقہاء نے فتوے کے لئے یہ ترتیب قائم کی ہے انه يفتى بقول الامام على الاطلاق ثم بقول الثاني ثم بقول الثالث [2] الخ اسی طرح بعض نے اس کو بھی صحیح فرمایا ہے کہ امام صاحبؒ اور صاحبین میں سے جس کی دلیل قوی ہوگی اس کو اختیار کیا جاوے جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے و صحح في الحاوي القدسي قوة الدليل المدرك الخ [3] اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ قوت دلیل کا معلوم کرنا ہمارا کام

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۲۲ و ج ۲ ص ۸۲۳. ط.س. ج۳ ص ۵۰۱. ظفیر
(۲) رد المحتار مقدمہ ج ۱ ص ۷۰ مطلب اذا تعارض (۳) مقدمہ رد المحتار ج ۱. ط.س. ج۳ ص ۱۷

نہیں ہے اس کے سوا ایک اور قاعدہ کی فقہانے تصحیح فرمائی ہے جس کو بندہ نے پرچہ مشتملہ پر نقل کر دیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مسائل قضاء ومعاملات میں علی الاطلاق قول امام ابو یوسفؒ کا مفتی بہ ہوتا ہے جیسا کہ مسائل وقف میں بھی اس کی تصریح فقہاء نے فرمائی ہے در مختار کتاب الوقف میں ہے واختلف الترجیح والا خذ بقول الثانی احوط واسهل بحر و فی الدر صدر الشریعة و به یفتی و اقره المصنف [1] الخ درمختار اور شامی میں ہے قوله واختلف الترجیح مع التصریح فی کل منهما بان الفتویٰ علیه لکن فی الفتح ان قول ابی یوسفؒ اوجه عند المحققین [2] الخ شامی ص ٣٣٦ ج ٣ الحاصل قول امام ابو یوسفؒ کا ان معاملات میں راجح ہونا مصرح ہے لیکن مفتی اور قاضی بصورت اختلاف روایات جس جانب کو حسب ضرورت وقرائن اختیار کرے گنجائش ہے ولکل وجهة هو مولیها فقط درمختار میں ہے واختلف فیما اختلفوا فیه والاصح کما فی السراجیه و غیرها انه یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد و صحح فی الحاوی القدسی قوة المدرك [3] ای قوة الدلیل وفی الشامی تتمه قد جعل العلماء الفتویٰ علی قول الامام الاعظمؒ فی العبادات مطلقاً الخ وقد صرحوا بان الفتویٰ علی قول محمدؒ فی جمیع مسائل ذوی الارحام وفی قضاء الاشباه والنظائر الفتویٰ علی قول ابی یوسفؒ فیما یتعلق بالقضاء کما فی القنیة والبزازیة الخ ای لحصول زیادة العلم له به بالتجربة الخ و فی شرح البیری ان الفتویٰ علی قول ابی یوسفؒ ایضاً فی الشهادات الخ شامی [4] ج اول ص ٤٩ فقط

تقیہ کا کیا معنی ہے اور شیعہ دھوکہ دیکر سنی لڑکی سے جو نکاح کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

(سوال ١٢٠٢) رافضی شیعہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت بیان کر کے اہل اسلام کی لڑکیوں سے نکاح کر لیا کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ تقیہ فرض ہے اور ان کا تقیہ کرنے سے اہل سنت والجماعت لڑکی کا نکاح ان سے قائم رہتا ہے یا نہیں اور ان کے تقیہ کا کیا حکم ہے اور تقیہ کے معنی شرعاً کیا ہیں؟

(الجواب) شیعہ اور رافضی اگر دھوکہ دیکر اور اپنے کو سنی ظاہر کر کے کسی سنیہ سے نکاح کر لیوے تو بعد علم کے اس عورت سنیہ اور اس کے ولی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے اور غلاۃ روافض جو الوہیت حضرت علیؓ کے معتقد ہیں یا حضرت ابو بکرؓ کی صحابیت کے منکر ہیں یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھتے ہیں ان کو فقہاء نے قطعاً کافر کہا ہے کما فی الشامی نعم لا شك فی تکفیر من قذف السیدة عائشةؓ او انکر صحبة الصدیق اواعتقد الا لوهیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذلك من الکفر الصریح المخالف للقرآن [5] الخ جلد ثالث شامی ص ٢٩٤ پس ایسے غالی رافضی کا نکاح مسلمہ سنیہ سے منعقد نہیں ہوتا اور

---

(١) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الوقف ج ٣ ص ٥٠٦ .ط.س. ج٣ص٣٥١. ظفیر (٢) رد المحتار کتاب الوقف ج ٣ ص ٥٠٦ .ط.س. ج٣ص٣٥١. ظفیر (٣) الدرالمختار علی هامش رد المحتار ج ١ ص ٦٥. ط.س. ج٣ص ٧٠ مقدمه شامی. ظفیر (٤) رد المحتار ج ١ ص ٦٦ .ط.س. ج١ص ٧١ ظفیر

(٥) رد المحتار باب المرتد ص ٤٠٥ ج ٣ و ص ٤٠٦ ج ٣ .ط.س. ج٣ص٢٣٧ مطلب فی حکم سب الشیخین. ظفیر

تقیہ جو کہ روافض کا معمول ہے اور وہ درحقیقت نفاق ہے اور کذب ہے حرام ہے کیونکہ روافض بھی مثل منافقین کے اہل سنت والجماعت کے دھوکہ دینے کو ان کے سامنے اپنی اغراض عاجلہ کی وجہ سے اپنے کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور اپنے عقائد باطلہ کو چھپاتے ہیں جیسا کہ منافقین اپنے عقائد باطلہ کو اہل اسلام کے سامنے چھپایا کرتے تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا کرتے تھے کما قال اللہ تعالی واذا لقو الذین امنو قالو آ امنا واذا خلو الی شیا طینھم قالو آ انا معکم انما نحن مستھزء ون (الآیۃ) اور اس تقیہ کو فرض کہنا یہ بھی منافقین کی سی خصلت ہے کہ وہ اس کو بڑی ہوشیاری سمجھتے تھے کہ جھوٹ بول کر آنحضرت ﷺ اور اہل اسلام کو دھوکہ دیتے تھے پس فرض کہنا روافض کا ایسے مذموم اور قبیح امر کو یہ بھی منجملہ روافض کی خباثت کے ہیں اور دلیل ہے ان کے مذہب کے بطلان کی۔ فقط

بنت صالحہ کا فاسق سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰۳) کسی فاسق کے فاسق لڑکے سے کسی متشرع آدمی کی لڑکی کا عقد ہو سکتا ہے یا نہ اگر در صورت عدم واقفیت فسق کے عقد کر دیا جائے تو صحیح ہوگا یا نہیں لڑکی قبل از بلوغ اپنے شوہر کے گھر گئی اور وہیں بالغہ ہوئی وہاں سے میکہ آئی اور اب بوجہ فسق وفجور وتعدی شوہر وغیرہ دوبارہ سسرال جانے سے انکار کرتی ہے اس صورت میں کیا حکم ہے لڑکی بالغہ ہے اور ولی اقرب (اب) نے اس کی بلا رضامندی اس کا عقد کر دیا قبل از عقد اس کی نارضائی اس درجہ تھی کہ سونا کھانا حرام کر دیا بعد از عقد بزرگوں کے جبر واکراہ سے سسرال گئی اور پھر وہاں سے میکہ آئی اور اب عدم طلاق یا عدم خلع پر خودکشی کو ترجیح دیتی ہے اور سسرال جانا گوارا نہیں کرتی اور شوہر نہ طلاق پر راضی ہے نہ خلع پر لڑکی ارتداد وخودکشی پر آمادہ ہے تو بجز طلاق وخلع کے کوئی صورت لڑکی کی علیحدگی کی ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدر المختار فلیس فاسق کفو الصالحۃ الخ فی رد الحتار من الخانیۃ لا یکون الفاسق کفو اللصالحۃ بنت الصالحین الخ ص ۳۲۰ ج ۲ شامی وایضاً فی الدر المختار ولزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ او بغیر کفوء ان کان الولی المزوج بنفسہ اباً او جداً الخ ایضاً فیہ کذا اذا زوجھا الولی عندھا بحضر تھا فسکتت صح فی الاصح ان علمتہ کما مرو السکوت کالنطق فی سبع و ثلثین مسئلۃ مذکورۃ فی الاشباہ الخ ان عبارات و امثالہا سے جملہ شقوق سوال کا جواب یہ معلوم ہوا کہ فاسق عورت صالح دختر صالحین کا کفو نہیں ہے اور اگر باپ دادا کے سوا دوسرا کوئی ولی غیر کفو میں نکاح کر دے تو وہ صحیح نہیں ہوتا لیکن اگر باپ دادا غیر کفو مثلاً فاسق سے اپنی دختر کا نکاح کر دے تو وہ صحیح ہے اور لڑکی بالغہ پر ولایت اجبار کسی کو نہیں ہے اس کا نکاح خود اس کی اجازت سے ہو سکتا ہے لیکن ولی نے اگر اس کا نکاح کیا اور وہ خاموش رہی اور اس نے نکاح کی خبر سن کر اس نکاح کو رد نہ کیا اگرچہ پہلے سے وہ خاموش تھی تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور اگر فوراً اس نے نکاح کی خبر سن کر اس نکاح کو رد نہ کیا اگرچہ پہلے سے وہ خاموش تھی تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور اگر فوراً اس نے اس نکاح سے انکار کر دیا او. کہہ دیا کہ مجھ کو منظور نہیں تو وہ نکاح باطل ہو گیا

پس اگر یہ دوسری شکل واقع ہوئی ہے یعنی بالغہ نے نکاح کی خبر پا کر انکار کر دیا اور اپنی ناراضی ظاہر کر دی تو وہ نکاح باطل ہو گیا اس صورت میں دوسرے شخص سے اس کا نکاح صحیح ہے اور اگر پہلی صورت واقع ہوئی ہے یعنی اس لڑکی بالغہ نے نکاح کی اطلاع پا کر باپ کے کئے ہوئے نکاح پر سکوت کیا اور اس کو رد نہ کیا اور صراحۃً انکار نہ کیا تو وہ نکاح باپ کا کیا ہوا صحیح ہو گیا اس صورت میں بدون طلاق دینے یا خلع کرنے کے وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہ ہو گی اور دوسرا نکاح کرنا اس کا جائز نہ ہو گا۔ فقط

فاسق صالحہ کا کفو ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰٤) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ امۃ الرحمٰن بالغہ بنت مولانا سلیمان مرحوم بن مولانا محمد یوسف مرحوم بن مولوی عبدالقیوم مرحوم بن مولوی عبدالحیؒ صاحب مرحوم جو کہ خود صالح اور بنت الصلحاء ہے اس کے ماموں یہ کہتے ہیں کہ اس کا نکاح میرے لڑکے سے ہو گیا ہے اور وہ لڑکا صوم و صلوٰۃ و ضروریات شرعیہ کا پابند نہیں ہے انٹر لیس میں انگریزی پڑھتا ہے اور جدید روشنی کے روشن دماغوں کا ہم خیال ہے اور مسماۃ کا چچا مولوی محمد اسماعیل نبیرہ مولوی عبدالقیوم مرحوم یہ چاہتا ہے کہ مسماۃ کا نکاح کسی مرد صالح کے ساتھ اس کی رضامندی سے ہو جائے چوں کہ کفائۃ دیانۃ کے اعتبار سے مندرجہ ذیل عبارات فقہیہ کی رو سے معتبر سمجھی گئی ہے۔ قال و تعتبر ایضاً فی الدین ای الدیانة وهذا اقول ابی حنیفة و ابی یوسف رحمهما الله هو الصحیح لانه من اعلی المفاخر والمراة تعیر بفسق الزوج فوق ما تعیر بضعة نسبه هدایه اولین فصل فی الکفاءة روی الحسن عن ابی حنیفةؒ انه یجوز النکاح ان کان کفواً او ان لم یکن کفواً لا یجوز اصلاً واختلفت الروایات عن ابی یوسفؒ والمختار فی زماننا للفتوی روایة الحسنؒ قال الشیخ الامام شمس الائمة سرخسیؒ روایة الحسن اقرب الی الاحتیاط قاضی خان جلد اول فی شروط النکاح ص ۱۵٤ و تعتبر فی العرب والعجم دیانة ای تقویٰ فلیس فاسق کفواً لصالحة او فاسقة بنت صالح معلنا کان او لا علی الظاهر . در مختار علی حاشیة الطحطاوی قوله (معلنا کان اولا) اما اذا کان معلنا فظاهر واما غیر المعلن فهو بان یشهد علیه بانه فعل کذا من الفسقیات وهو لا یجاهر به فیفرق بینهما بطلب الاولیاء حاشیة طحطاوی علی الدرالمختار ص ٤۳ ج ۲

پس حسب قوانین مندرجہ بالا عبارات بچا نذکور نکاح سابق کو قاضی سے فسخ کرا کر کسی مرد صالح کے ساتھ اس لڑکی کی رضامندی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ مستفتی ریاست اسلامیہ کا باشندہ ہے قاضی و مفتی موجود ہیں فسخ نکاح کا کام ممکن ہے لڑکی سے بارہا دریافت کیا گیا حسب عادت بنات صلحاء و شرفاء شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتی ہے اور اجازت صریحہ کا ثبوت بھی لڑکی کی طرف سے نہیں معلوم ہوتا حالانکہ عبارت مندرجہ ذیل سے اجازت صریحہ ضروری معلوم ہوتی ہے قال ان فعل هذا غیر الولی یعنی استامر غیر الولی او ولی غیره اولی منه لم یکن رضا حتی تکلم به لان هذا السکوت لقلة الالتفات الی کلامه

فلم یقع دلالة علی الرضاء ولو وقع فهو محتمل والا کتفاء بمثله للحاجة ولا حاجة فی حق غیر الاولیاء هدایة اولین باب الاولیاء والا کفاء

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ کفائۃ فی الدین معتبر ہے فاسق آدمی صالحہ بنت صالحین کا کفو نہیں ہے اور مفتی بہ یہ ہے کہ ولی مزوج اگر باپ دادا کے سوا کوئی اور ہے تو غیر کفو میں نکاح صحیح نہیں ہوتا فسخ نکاح کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا اور صورت مسئولہ میں تو مزوج ولی بھی نہیں ہے کیونکہ عصبات کی موجودگی میں ماموں کو ولایت نہیں ہے بلکہ ماموں اس صورت میں اجنبی ہے اس حالت میں تو اگر کفو میں بھی نکاح ہوتا تو بالغہ لڑکی کی صریح اجازت کے بغیر نکاح نہ ہوتا اور صورت مذکورہ میں لڑکی کی صریح اجازت ثابت نہیں ہے لہذا ان دونوں وجہوں سے نکاح مذکور غیر صحیح اور ناجائز ہے کما ذکر فی السوال،

چچا جو کہ ولی شرعی ہے بالغہ کی اجازت سے کسی صالح شخص کے ساتھ اس کا نکاح کردے یہ نکاح جائز ہوجائے گا اور ولی کے نکاح کرنے کی صورت میں بالغہ کا سکوت بھی دلیل رضامندی کی ہے کما فی الدرالمختار وکذا اذا زوجها الولی عندها فسکتت صح و فیه ایضاً قبله فان استاذنها هو ای الولی (الیٰ ان قال) فسکتت عن رده (الی قوله) فهو اذن الخ فقط واللہ اعلم

بہن بیٹی کی اولاد ہم کفو ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰۵) بہن یا بیٹی کی اولاد ہم کفو ہے یا نہیں؟

(الجواب) بہن بیٹی کی اولاد کفو ہے بشرطیکہ ان کی شادی کفو میں ہوئی ہو فقط کتبہٗ احقر الطلبہ رشید احمد عفرلہٗ الاجابة صحیحة بنده عزیز الرحمن عفی عنه الکفاء ة معتبرة من جانبه لا من جانبها (تنویر) درمختار علی الشامی ج ۲ ص ۴۳۶ جمیل الرحمٰن

ساتواں باب

فصل اول مسائل واحکام مہر

بیوی کے مرنے کے بعد مہر کا روپیہ وارثوں کو دیا جائے یا خیرات کر دیا جائے؟

(سوال ۱۲۰۶) زید کی بیوی ہندہ کے مہر پچاس روپیہ باندھے گئے تھے وہ بیوی مر گئی اب زید چاہتا ہے کہ مہر ادا کر دوں بیوی نے کچھ اولاد نہیں چھوڑی صرف ماں باپ ہیں اب وہ مہر کا روپیہ وارثوں کو دے یا خیرات کر دے اور مصرف خیرات عمدہ کیا ہے؟

(الجواب) جو مہر ہندہ کا بذمہ شوہر ہے اس میں نصف شوہر کو پہنچے گا اور نصف ہندہ کے والدین کو ملے گا[1] زید کو اپنے حصہ کا اختیار ہے کہ خیرات کر دے والدین کا حصہ ان کو دینا چاہئے یا وہ اجازت دیں تو خیرات کر دینا درست ہے عمدہ مصرف صدقہ کے محتاج و مساکین ہیں باقی حسب موقع جس کام کی ضرورت ہو اس میں صرف کرے باختلاف اوقات مختلف مصارف بہتر ہوتے ہیں۔ فقط

مہر کے بدلے میں مکان دیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۰۷) زید کی زوجہ ہندہ کے مہر پچاس روپیہ کے تھے زید جب مرنے کے قریب ہو گیا تو اس وقت مجھ کو بلایا اور قاضی کے رجسٹر میں قاضی سے یہ لکھوادیا کہ بعوض مہر اپنی زوجہ ہندہ کو ایک مکان خام دیتا ہوں روبرو گواہان کے یہ کام کیا گیا اس صورت میں مہر ادا ہو گئے یا نہیں اور کوئی امر خلاف شریعت تو نہیں ہوا؟

(الجواب) اس صورت میں مہر ادا ہو گئے اور کچھ خلاف شریعت نہیں ہوا۔ فقط

مہر معجّل چار سال بعد بھی ادا نہیں کیا تو حق زوجیت ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰۸) ایک عورت کا نکاح مہر معجّل کے ساتھ ہوا جس کو عرصہ چار سال کا ہو گیا لیکن شوہر نے وہ مہر ادا نہیں کیا عدالت تک نوبت پہنچی ڈگری بھی مہروں کی ہو گئی لیکن کوئی صورت وصولیابی کی نہیں آیا ایسا شوہر حق زوجیت رکھتا ہے یا نہیں جب کہ شوہر مہر ادا کرنا نہیں چاہتا؟

(الجواب) مہر معجّل کے ادا نہ کرنے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا اور عورت اس کی زوجیت سے اور نکاح سے خارج نہیں ہوتی لیکن عورت وطئ وغیرہ سے انکار کر سکتی ہے اور ساتھ جانے سے بھی انکار کر سکتی ہے

---

(۱) واما للزوج فحالتان النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل (سراجی ص ۱۳) ظفیر

ولها منعه من الوطی و دواعیه والسفر به الخ لاخذ ما بین تعجیله من المهر کله او بعضه [1] الخ ص ۳۵۸ شامی باب المهر فقط

مہر لینے کے لئے عورت اپنے آپ کو روک سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰۹) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کردیا لڑکی زید کے گھر سے خاوند کے گھر کبھی نہیں گئی اور خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی اور دولہا نے طلاق بھی نہیں دی اس صورت میں دولہن مہر کے لینے کی غرض سے اپنے آپ کو روک سکتی ہے یا نہیں اگر خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہو تو مہر کس قدر ہوں گے؟

(الجواب) درمختار میں ہے ولها منعه من الوطی و دواعیه الخ والسفر به ولو بعد وطیٔ وخلوة لاخذ ما بین تعجیله من المهر کله او بعضه [2] الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مہر معجّل ہے تو عورت مہر کے لینے کی وجہ سے وطیٔ وغیرہ سے شوہر کو منع کر سکتی ہے اور طلاق قبل وطیٔ وخلوت سے نصف مہر لازم آتا ہے فقط (اور اگر مہر معجّل (فوری ادائیگی والا) نہ ہو تو شوہر کو وطیٔ سے منع نہیں کر سکتی ظفیر)

جو عورت خود طلاق حاصل کرے کیا وہ مہر لے سکتی ہے؟

(سوال ۱۲۱۰) جو عورت اپنے خاوند سے خود مانگ کر طلاق لے کیا مہر لینا شرعاً درست ہے یا نہیں جس حال میں کہ خلع نہ ہوا ہو اگر خاوند مہر دینے سے انکار کرے تو اس کا قیامت میں مواخذہ ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) مہر اس عورت کا لازم ہے اگر مدخولہ ہے تو پورا مہر واجب ہے ورنہ نصف اور نہ دینے سے شوہر حقوق العباد میں ماخوذ ہوگا۔ [3] فقط

مہر معجّل ومؤجل کسے کہتے ہیں؟

(سوال ۱۲۱۱) (۱) مہر معجّل ومؤجل کس کو کہتے ہیں آیا معجّل اور مؤجل کے جو لغوی معنی ہیں وہی کتب فقہ میں معتبر ہیں یا فقہاء نے اپنی اصطلاح میں کوئی دوسرے معنی لیکر فقہ میں استعمال کیا ہے؟

مہر نصف معجّل ہو اور نصف موجل تو مطالبہ کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۱۲۱۱) (۲) کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہوا اور اس میں مہر نصف معجّل اور نصف مؤجل قرار پایا اور بعد تیس برس نکاح عورت قبل طلاق اور قبل موت احد الزوجین مطالبہ مہر کا کیا یہ مطالبہ کرنا عورت کا

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۲ ' ۴۹۳ ط.س. ج۳ص۱۴۳ مطلب فی منع الزوجة نفسها لقبض المهر.

(۲) ایضاً ط.س. ج۳ص۱۴۳ ظفیر

(۳) و تجب العشر ان سماها او دونها و یجب الاکثر منها ان سمی الاکثر و یتاکد عند وطیٔ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما و یجب نصفه بطلاق قبل الوطیٔ او خلوة (درمختار) افاد ان المهر وجب بنفس العقد الخ وانما یتاکد لزوم تمامه بالوطوء ونحوه (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ ط.س. ج۳ص ۱۰۲) ظفیر

صحیح ہے یا نہیں؟

جب مہر میں تفصیل نہ ہو تو مطالبہ کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۱۱) (۳) کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہو اور مقدار مہر ذکر کی گئی لیکن معجّل اور مؤجل کا کچھ تذکرہ نہیں ہوا تو بلا طلاق اور بلا موت احد الزوجین کے عورت کو حق مطالبہ مہر کا حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱ تا ۳) مہر معجّل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی اصطلاح فقہاء میں ہیں جو مہر فی الحال دیا گیا یا فی الحال دینا اس کا قرار پایا وہ معجّل ہے اور جس مہر کی کچھ مدت ادا کے لئے مقرر کی گئی یا بلا علی التعیین چھوڑ اگیا ہو وہ مؤجل ہے اور غیر معین مدت کے لئے مدت موت یا طلاق ہے پس اگر نصف مہر معجّل اور نصف مؤجل ہے تو معجّل کا مطالبہ عورت فی الحال کر سکتی ہے[۱] اور مؤجل غیر معین کا مطالبہ بدون مفارقت کے یعنی بدون طلاق یا موت کے نہیں ہو سکتا اور تیسرے سوال کا جواب بھی یہی ہے کہ بلا طلاق یا موت کے مطالبہ مہر کا نہیں ہو سکتا کما فی العالمگیریہ لا خلاف لاحد ان تاجیل المهر الیٰ غاية معلومة نحو شهر اوسنة صحيح وان كان لا الیٰ غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهذا كان الغاية معلومة فی نفسها وهو الطلاق اوالموت الخ عالمگیریه[۲] فقط

مہر مؤجل ادا کئے بغیر بھی بیوی کو لے جا سکتا ہے اور بیوی کی تکلیف بیان کرنا جرم نہیں

(سوال ۱۲۱۲) زید نے اپنی دختر کی شادی بکر کے ساتھ کر دی بکر کی سوتیلی خوشدامن بکر سے کسی وجہ سے ناراض ہے اور زوجہ بکر کو اس کے گھر جانے نہیں دیتی اور زید کو بھی بھکار کھا ہے نکاح بکر کا بہ تقرر مہر مبلغ پانچ صد روپیہ رائج الوقت پر معین ہوا ہے جو غیر معجّل ہے دختر زید وقت نزدیکی کے چین بجبیں ہوتی ہے لیکن بعد نزدیکی کے تکلیف ہونا بتلاتی ہے کہ جس کا اظہار حال علاج ہونے پر زید کو ہوا اب زید اس بات پر پردہ فاش کرنے کا جرم بکر پر عائد کر کے زوجیت سے قطع تعلق کرانے کا خواہش مند ہے آیا اس صورت میں بکر اپنی زوجہ کو لے جا سکتا ہے اور بکر نے اگر علاج کی غرض سے عورت کا جسمانی حال کہا تو بکر پر کوئی مواخذہ یا جرم عائد ہو سکتا ہے؟ اور زید اپنی دختر کا مہر فی الحال لے سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بکر اس صورت میں اپنی زوجہ کو لے جا سکتا ہے اور اس کو حق ہے کہ اپنی زوجہ کو لے جاوے اور مہر جس کی کوئی میعاد بیان نہیں کی گئی اس کا وقت وصول طلاق یا موت ہوتی ہے فی الحال اس مہر کا مطالبہ نہیں ہو سکتا[۳] اور بغرض علاج تکلیف جسمانی زوجہ کا بیان کرنا جرم نہیں ہے بکر اس میں مجرم نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) ولها منعه من الوطؤ ودواعيه الخ لاخذ مابين تعجيله من المهر كله او بعضه اواخذ قدر ما يجعل تمثلها عرفا به يفتی لان المعروف كالمشروط ان لم يوجل او يعجل كله الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۲ و ج ۲ ص ۴۹۳ ط.س. ج۳ص۱۴۳) ظفير (۲) عالمگيری مصری كتاب النكاح باب سابع فصل حادی عشر ج ۱ ص ۲۹۸ طبع ماجدية ج۱ص۳۱۸. ظفير (۳) ولم يذكر الوقت للمؤجل الخ يقع ذلك على وقت وقوع الفرقة بالموت او بالطلاق وروی عن ابی يوسف مايويد هذا القول كذافی لبدائع (عالمگيری مصری كتاب النكاح باب سابع فصل حادی عشر ج ۱ ص ۲۹۸ طبع ماجدية ج ۱ ص۳۱۸) ظفير

مرض الموت میں مہر معاف کرانے سے معاف نہیں ہوتا ہے جائیداد میں دونوں بیویوں کی اولاد کا حق ہے

(سوال ۱۲۱۳) زید نے اپنی منکوحہ سے مرض الموت میں درحالیکہ اس کے بطن سے کمسن اولاد بھی زندہ موجود ہے مہر معاف کرائے بعدہ زید نے نکاح ثانی کیا چنانچہ اس بیوی سے بھی کچھ اولاد ہوئی اور موجود ہے اور اس کی وفات کے بعد موجودہ بیوی نے زید کی جائیداد سے اپنا مہر اور حصہ وراثت اور اپنی اولاد کے حصہ وراثت حاصل کئے اور زید کی پہلی اولاد کو ان کی والدہ کے دین مہر سے بوجہ علت تمادی لاد عویٰ کر دیا اور جائیداد زید پر اپنا قبضہ جما کر حصہ وراثت سے بھی محروم گرداناہے آیا شرعاً پہلی بیوی کی اولاد زید کی جائیداد سے اپنی والدہ کا دین مہر اور حصہ وراثت حاصل کر سکتی ہے یا نہیں اور کیا معاف کرالینے سے دین مہر ساقط ہو جاتا ہے اور کیا تمادی اسقاط حقوق میں شرعاً معتبر ہے اور مؤثر ہے یا نہیں ؟

(الجواب) حالت مرض الموت میں مہر معاف کرنا شوہر کو معتبر نہیں ہے اس متوفیہ کی اولاد اپنا حصہ میراث کا اور مہر کا شرعاً پانے کی مستحق ہے زوجہ ثانیہ کا قبضہ تمام جائیداد وترکہ شوہری پر شرعاً باطل ہے پہلی زوجہ کی اولاد کا اس میں حق ہے اور تمادی شرعاً کوئی چیز نہیں ہے کتب فقہ میں ہے ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان . شامی .[1] وفی الدرالمختار اعتاقه و محاباته و هبته الخ کل ذلك حکمه کحکم وصیة الخ [2] وفیه ایضاً لا وصیة لوارث [3] فقط

لڑکی کے ولی کو مہر لے کر خرچ کرنا اور مہر سے زیادہ روپیہ لینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۲۱٤) اولیاء مخطوبہ کو خاطب سے مہر کے سوا اور کچھ لینا اور مہر لیکر اس کا تصرف مالکانہ کرنا اور دعوت وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اولیاء مخطوبہ کو زر مہر سے کچھ لیکر اس میں تصرف بیجا کرنا جیسا کہ مذکور ہے یعنی اس کو دعوت اقرباء وغیرہم میں صرف کرنا اور ضائع کرنا درست نہیں ہے کیونکہ بعض اولیاء کو اگرچہ مہر کا لینا بعض احوال میں درست ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی کے لئے اس مہر کو لیوے نہ یہ کہ تصرف بیجا اس میں کرے کہ اضاعت مال صغیر وصغیرہ باپ دادا کو بھی درست نہیں ہے اور غیر مہر سے کچھ لینا زوج وغیرہ سے اس کو فقہاء نے رشوت سے تعبیر فرمایا ہے اور عبارات مذکورہ فی السوال سے اس کی اجازت نہیں نکلتی کہ مہر لے کر اس کو بے موقع رسومات نکاح میں صرف کرے ۔[4] فقط

---

(۱) رد المحتار .ط.س.ج٥ص ٤٢٠ کتاب الدعوی مطلب هل یبقی النهی بعد الموت السلطان
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العتق فی المرض ج ٥ ص ٥٩٦ و ٥٩٧ ' ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الوصایا ج ٥ ص ٥٧٥ .ط.س.ج٦ص٦٧٩ ' ظفیر
(٤) ومن السحت ما یاخذ الصهر من الختن بسبب بنته بطیب نفسه(رد المحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج ٥ص ٣٧٤ .ط.س.ج٦ص ٤٢٤) ظفیر

شوہر بعد نکاح مہر بڑھادے تو بیوی اس کی بھی مستحق ہوگی

(سوال ۱۲۱۵) زوجین وقت نکاح بالغ تھے اب دونوں بالغ ہیں اور زوجہ اب تک رخصت نہیں ہوئی اگر زوج حسب منشاء زوجہ کی کچھ زیادہ مہر مقرر کردیوے اور پھر کبھی زوجہ کے رخصت ہونے کے بعد اگر مہر کے وصول کرنے کی ضرورت پڑے یا زوج طلاق دےدے توزوجہ کل مہر پانے کی شرعاً مستحق ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدر المختار قوله فانها تلزمه ای الزیادة ان وطی او مات عنها الخ شامی[1] پس معلوم ہوا کہ وطئ کے بعد پورا مہر مع زیادتی کے لازم ہوتا ہے۔ فقط

مطلق مہر کی صورت میں طلاق کے بعد عورت مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے

(سوال ۱۲۱۶) ہندہ کا نکاح جو زید سے ہوا اس میں نہ تو قاضی صاحب نے نہ ناکح نے بھی مہر کی تفصیل بیان کی نہ معجّل کہا نہ مؤجل۔ ناکح نے کہا کہ میں نے ہندہ کو بعوض دین مہر ۵ ہزار کے اپنی زوجیت میں قبول کیا آیا یہ مہر معجّل ہوا یا مؤجل یا کچھ معجّل اور کچھ مؤجل۔ زید نے ہندہ کو طلاق دےدی کیا ہندہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ زید سے اپنے مہر کا مطالبہ کرے کیا بوقت نکاح مہر معجّل ومؤجل کی تفصیل نہ ہونے سے اب ہندہ کے مہر کی وصولی میں کوئی جھگڑا پڑے گا مہر معجّل ومؤجل کی تعریف جامع مانع ارقام فرمادیں؟

(الجواب) مہر معجّل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی شرعی ہیں یعنی مہر معجّل وہ ہے جو فی الحال دیا جاوے یا فی الحال دیا جانا اس کا مقرر کیا جاوے اور مؤجل وہ ہے کہ اس کی کچھ مدت معین ہو اور جس مہر میں معجّل اور مؤجل کا کچھ ذکر نہ ہو اس میں عرف کا اعتبار ہے یعنی جس قدر عرفاً اولاً دیا جاتا ہو اس قدر معجّل ہوگا اور باقی مؤجل عالمگیریہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ معجّل کے لئے اگر کوئی وقت ذکر نہ کیا جائے تو وقت اسکی ادا کا طلاق ہے یا موت پس صورت مسئولہ میں چونکہ زید نے ہندہ کو طلاق دےدی ہے تو ہندہ مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے۔[2] فقط

تیسرے خاوند کرنے کے بعد بھی پہلے دونوں شوہروں سے مہر پانے کی مستحق ہے

(سوال ۱۲۱۷) حلیمہ نے تین نکاح کئے اب تیسرے خاوند کی موجودگی دو سابقہ خاوند فوت شدہ سے مہر لینے کی مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ عورت مستحق مہر لینے کی ہے۔[3] فقط

---

(۱) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۳ .ط.س.ج۳ص ۱۱۱ درمختار کی پوری عبارت یہ ہے او زید علی ما سمی فانها تلزمه بشرط قبولها فی المجلس او قبول ولی الصغیر الخ (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۳) ظفیر

(۲) وان کان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق اوالموت (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ج ۱ ص ۲۹۸ .ط.س.ج۱ص ۳۱۸) ظفیر

(۳) فما زاد فعلیه المسمی ان دخل بها او مات عنها لانه بالدخول یتحقق تسلیم المبدل و به یتاکد البدل وبالموت ینتهی النکاح نهایة والشئ بانتهائه یتقرر ویتا کد (هدایه باب فی المهر ج ۲ ص ۳۰۴) ظفیر

دینار سرخ کی قیمت جب مختلف ہے تو فیصلہ کیا ہوگا؟

(سوال ۱۲۱۸) ہندہ کا مہر پانچ سو دینار سرخ قرار پایا تھا اور دینار سرخ کا وزن اور قیمت مختلف فیہ ہے اقل درجہ دینار سرخ کتنے ماشہ کا اور سکہ کلدار مروجہ سے کتنے روپیہ کا ہوتا ہے اور اکثر درجہ کیا ہے اور قول مفتی بہ اس بارے میں کیا ہے اور دینار کس چیز کا ہوتا ہے؟

(الجواب) دینار اور مثقال ایک چیز ہے اور وزن مثقال اور دینار کا ساڑھے چار ماشہ ہے اور یہ سونے کا ہوتا ہے پس سونا اگر اٹھائیس روپیہ کا ایک تولہ آتا ہو جیسا کہ اس وقت نرخ ہے تو ایک دینار ۸۔۷/۱۰ کا ہوگا غیاث اللغات میں ہے کہ مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے[1] فقط (اس وقت ۱۳۸۷ھ میں سونا پونے دو سو روپیہ تولہ بکتا ہے اس لئے اس زمانہ میں دینار کی قیمت بہت بڑھ جائے گی ہر زمانہ میں سونے کی جو قیمت ہوگی اسی نرخ سے قیمت لگے گی ظفیر)

مرنے والی عورتوں کا مہر اس کی اولاد لے سکتی ہے

(سوال ۱۲۱۹) شخصے متوفی سہ عورت داشت و آں ہر سہ عورت قبل از وے متوفی شدند داخیر را مہر ادا ساخت الحال اولاد کبار باقی ہر دو زوجہ می خواہند کہ مہر امہات خود استخراج کردہ شود آیا مہر آں دو زوجہ ادا کردہ شود یا نہ؟

(الجواب) دریں صورت مہر ہر دو زوجہ متوفیہ ادا کردہ شود و ہرچہ حصہ اولاد شاں باشد بادشاں دادہ شود۔[2] فقط

شوہر کی جائیداد میں تصرف کرنے اور ترکہ لینے سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۲۰) زید نے انتقال کیا اور ایک زوجہ مسماۃ ہندہ اور ایک دختر فاطمہ کو چھوڑا اور زید پر اس کی زوجہ ہندہ کا دین مہر بھی تھا لیکن اتنا مال نقد و زیور و جائیداد صحرائی و سکنائی کی قسم سے ترکہ میں چھوڑ گیا جو ہندہ کے دین مہر سے بدرجہا زائد تھا ہندہ اپنی حیات میں تمام مالیت پر قابض و متصرف رہی اور بیع و ہبہ ہر قسم کا تصرف کرتی رہی اور مقدار مہر سے کہیں زیادہ خرچ کر چکی بالآخر اس نے بقیہ جائیداد کو اپنی دختر فاطمہ کے نام کر دیا اور آٹھواں حصہ جو اس کا شرعی حصہ تھا اپنے نام رہنے دیا قضاء الٰہی سے دختر فاطمہ کا بھی انتقال ہو گیا اور اس نے اپنے شوہر اور اپنی خالہ خدیجہ کو چھوڑا اب ہندہ مذکورہ کی ہمشیرہ یعنی خدیجہ اپنی ہمشیرہ ہندہ کے دین مہر کا دعویٰ کرتی ہے فریق اول کہتا ہے کہ جب وہ اپنی حیات میں زید کی جملہ مالیت پر منفرداً مالک رہ کر دین مہر سے کہیں زیادہ خرچ

---

(۱) والمثقال هو الدينار عشرون قيراطا والدرهم اربعة عشر قيراطا والقيراط خمس شعيرات كذافى التبين (عالمگيرى مصرى كتاب الزكوة الباب الثالث ج ۱ ص ۱۶۷ طبع ماجدية ج ۱ ص ۱۷۹) نیز دیکھئے غیاث اللغات لفظ مثقال سونا کا اس وقت ۱۳۹۱ھ میں سو اور دو سو روپے تولہ ہے تو اس وقت ساڑھے چار ماشہ سونے کی قیمت چوراسی روپے ۷۳ پیسے ہوگی ظفیر)

(۲) والمهر يتاكد باحد معان ثلثة الدخول والخلوة الصحيحة و موت احدالزوجين الخ (عالمگيرى مصرى كتاب النكاح باب السابع فصل ثانى ج ۱ ص ۲۸۴ طبع ماجدية ج ۱ ص ۳۰۳) ظفير

کر چکی اور جو باقی رہی اس کو باستثناء آٹھواں حصہ اپنی دختر فاطمہ کے نام کر چکی اس لئے دین مہر میں سے جو خدیجہ نصف سہام اپنا چاہتی ہے نہیں مل سکتا ہاں آٹھویں حصہ میں نصف بحیثیت ہمشیرہ ہونے کے مل سکتا ہے اس صورت میں دعویٰ خدیجہ کا ہندہ کے دین مہر کی بابت صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) تصرف ہندہ کا ترکہ مشترکہ میں چونکہ بحیثیت وصول دین مہر نہیں ہوا ہے بلکہ ممکن ہے کہ یہ تصرف اس نے اپنی دختر کے اور اپنے حصہ شرعی کی حیثیت سے کئے ہوں اس لئے دعویٰ خدیجہ کا نصف دین مہر کا اور نصف حصہ شرعیہ ہندہ میں صحیح ہے حاصل یہ ہے کہ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ہندہ نے دین مہر وصول کر کے تصرفات مذکورہ اسی مقدار دین مہر میں کئے ہیں اس وقت تک یہ متعین نہ ہوگا کہ ہندہ نے اپنا دین مہر وصول پالیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مہر معاف کرانے کے لئے حیلے کیا کیا ہو سکتے ہیں؟

(سوال ۱۲۲۱) جو دین مہر شوہر کی حیثیت سے بہت زیادہ مقرر ہوا ہو ایسے دین مہر سے خلاصی کے لئے کیا کوئی حیلہ ہے؟

(۲) اگر بیوی سے اس مہر کی معافی کے کلمات کسی حیلہ سے کسی اجنبی زبان میں کہلا لے جسے وہ نہیں سمجھتی اور شوہر نے زوجہ کو اس کی اطلاع بھی نہیں دی تو کیا مہر معاف ہو جائے گا؟

(۳) اگر بیوی کو اس بات پر راضی کر لے کہ وہ کہہ دے کہ میں نے اپنا حق مہر اللہ تعالیٰ کے یہاں مواخذہ سے بخش دیا یعنی میں اللہ کے یہاں نہیں لوں گی باقی تازیست دنیا میں میرا حق رہا جب کبھی مجھے ضرورت ہوگی یا میں تم سے کبیدہ ہوں گی تو حاکم عدالت سے نالش کر کے لے سکوں گی غرض معاف کرانے کا عنوان یہ ہو کہ اگر تازیست میں نے تم سے مہر نہ لیا اور تم سے خوش رہی تو بعد مرنے کے اپنا حق معاف کیا تو ایسے معاف کرنے کا کوئی اثر ہوگا یا نہیں اور اس صورت میں مہر معاف ہو جائے گا یا نہیں؟

(۴) کوئی حیلہ ایسا بھی ہے کہ زید کو اس سے نجات ہو؟

(۵) کیا بیوی کے معاف کرنے کے وقت گواہوں کا موجود ہونا بھی عدم مواخذہ اخروی کے لئے شرط ہے؟

(الجواب) (۱) مہر زوجہ کا دین ہے شوہر کے ذمہ پر اس بار سے سبکدوشی کی دو ہی صورتیں ہیں یا یہ کہ شوہر اس دین کو ادا کرے یا زوجہ سے معاف کرا دے اور کوئی حیلہ معافی کا نہیں ہے[1]

(۲) اس طریقہ سے مہر ساقط (معاف) نہ ہوگا۔ (۳) درمختار میں ہے کما لا یصح تعلیق الا براء عن الدین بشرط محض کقولہ لمدیونہ اذا جاء غداوان مت فانت بری من الدین اوان مت فی مرضک ھذا اوان مت فی مرضی ھذا فانت فی حل من مھری فھو باطل لانہ مخاطرۃ و تعلیق الخ و

---

(۱) ومن سمی مھر اعشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بھا او مات عنھا(ھدایۃ باب فی المھر ج ۲ ص ۳۰۴ وان حطت عنہ من مھر ھا صح الحط لان المھر حقھا والحط یلاقیہ حالۃ البقاء (ایضاً ج ۲ ص ۳۰۵) ظفیر

فی الشامی وذکر شمس الاسلام خوفها بضرب حتی تهب مهر ها فاکراه ان کان قادر اعلی الضرب وذکر بکر سقوط المهر لا یقبل التعلیق بالشرط الا تری انها لو قالت لزوجها ان فعلت کذا فانت بریٔ من المهر لا یصح قال لمدیونه ان لم اقتض مالی علیك حتی تموت فانت فی حل فهو باطل لانه تعلیق والبراء ة لا تحتمله بزازیه شامی [1] جلد ٤ مسائل متفرقہ کتاب الہبہ ان عبارات سے واضح ہوا کہ صورت مذکورہ سے مہر معاف اور ساقط نہ ہوگا۔

(۴) کوئی حیلہ ایسا معلوم نہیں۔(۵) مواخذہ اخروی سے بچنے کے لئے اور دیانۃً معاف ہونے کے لئے گواہوں کا موجود ہونا بوقت معافی ضروری نہیں ہے۔

طلاق دینے کے بعد مہر کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے ' البتہ طلاق دینا شوہر کے اختیار میں ہے ؟

(سوال ۱۲۲۲) ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کردیا اور مہر مبلغ پانچ سو روپیہ مقرر کیا' اب لڑکی کا والد اور لڑکی خود یہ چاہتے ہیں کہ وہ شخص طلاق دے دے' لیکن وہ طلاق نہیں دیتا اس وجہ سے کہ لڑکی مہر مبلغ پانچ سو روپے مجھ سے وصول کرے گی جو کہ غیر معجّل ہے' اور نہ اس شخص کے پاس اتنی وسعت ہے کہ مہر ادا کر سکے' اب وہ لڑکی اپنے مہر کی مستحق ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ ضروری ہے کہ طلاق دینے کے بعد عورت مطالبہ مہر مؤجل کا فورا کر سکتی ہے [2] باقی طلاق دینے یا نہ دینے کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر کوئی وجہ طلاق دینے کی موجود نہیں ہے یعنی شوہر کی طرف سے کچھ کوتاہی نان' نفقہ اور زوجہ کے حقوق ادا کرنے میں نہیں ہے تو طلاق دینا اس کے ذمہ لازم نہیں ہے البتہ اگر اس سے زوجہ کے حقوق ادا نہیں ہو سکتے اور اس میں وہ کوتاہی کرتا ہے تو اس کو طلاق دے دینا چاہئے۔ [3] فقط

بیوی کے مرنے کے بعد اس کے مہر کا مستحق کون ہوتا ہے ؟

(سوال ۱۲۲۳) ایک شخص کی زوجہ فوت ہوئی' اور مہر نہ دیا گیا اور نہ معاف ہوا تھا' اب مہر کی ادائیگی کس صورت سے ہو سکتی ہے' مسجد وغیرہ کے کام میں یہ روپیہ صرف ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) زوجہ کا مہر اگر ادا نہ ہوا تھا اور وہ انتقال کر گئی تو اس کے مرنے کے بعد وہ مہر اس کے ورثاء کو پہنچتا ہے' ان وارثوں میں شوہر بھی ہے' اگر کچھ اولاد متوفیہ کے نہ تھی تو نصف شوہر کو پہنچا اور نصف باقی ورثہ ذوی

---

(۱) رد المحتار کتاب الهبه مسائل متفرقه ج ٤ ص ٧١٦ .ط.س. ج۳ ص ۷۰۷ فصل فی مسائلك متفرقة ' ظفیر

(۲) وا نکان لا الی غاية معلومة الخ قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا لان الغاية معلومة فی نفسها وهو الطلاق والموت الخ و بالطلاق الرجعی ینعجل المؤجل الخ (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ج ۱ ص ۲۹۸ ماجدیة ج ۱ ص ۳۱۸) ظفیر

(۳) الاصح حظره ای منع الا لحاجتة الخ و یجب لوفات الا مساك بالمعروف (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ ' ۵۷۲ .ط.س. ج۳ ص ۲۲۸-۲۲۹) ظفیر

الفروض یا عصبات یا ذوی الارحام کو جو بھی کوئی ان میں دور نزدیک کا قرابت دار موجود ہو اس کو دیا جاوے اگر کوئی بھی نہیں ہو تو پھر تمام مہر شوہر کو ملے گا اس کو اختیار ہے کہ وہ جہاں چاہے صرف کرے خواہ اپنے صرف میں لاوے یا مسجد وغیرہ میں صرف کرے لیکن موجودگی دیگر ورثہ کے شوہر کو ان کے حصہ میں کچھ تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ ان کا حصہ انہی کو دینا چاہئیے۔[1] فقط

خوشی سے مہر معاف کرے تو معاف ہوگا یا نہیں؟

(سوال ۱۲۲٤ / ۰) ایک عورت مر گئی اور وقت مرگ بیہوش تھی مہر معاف نہیں کئے مگر حیات میں خفیہ طور سے اپنی رضامندی سے شوہر کو معاف کر دیئے تھے اور لوگوں کو معاف کرنا معلوم نہیں ہے تو وہ مہر معاف ہوا یا نہیں؟

(۲) ایک عورت نے خفیہ طور سے مہر معاف کیا اور پھر ایک موقع پر اس نے چند عورتوں کے سامنے بلا حجاب ظاہر کر دیا کہ میں اپنے شوہر کو مہر معاف کر چکی ہوں ایسی صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں؟

(الجواب) (۱) عند اللہ وہ مہر معاف ہو گیا۔[2] فقط

(۲) اس صورت میں بھی عند اللہ مہر معاف ہو گیا۔[3] فقط

طلاق کے بعد مہر دینا ہوگا اور جو زیور ہبہ کر چکا ہے وہ بیوی کا ہے

(سوال ۱۲۲۵) زید بوجہ نااتفاقی ونافرمانی کے زوجہ کو طلاق دینا چاہتا ہے عورت کو چونکہ یہ معلوم ہو گیا ہے بدیں وجہ تمام زیورات جو کہ زید نے بعد نکاح کے بنوائے تھے کسی غیر جگہ پوشیدہ کر دیئے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ بعد طلاق یہ تمام زیورات جو میرے قبضہ میں ہیں اور مہر زید سے لے لوں گی آیا شرعاً بعد طلاق زید کے ذمہ اس عورت کا حق کس قدر ہے۔؟

(الجواب) طلاق کے بعد شوہر کے ذمہ مہر کا ادا کرنا لازم ہے اور عدت کا نفقہ بذمہ شوہر ہے[4] اور قبل طلاق جو کچھ شوہر نے کپڑا اور زیور اس کو ہبہ کیا وہ اس کی مالک ہو گئی اور جو زیور و کپڑا اعاریۃً دیا وہ شوہر کو واپس ملے گا یا مہر میں شمار ہوگا۔[5] فقط

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے سراجی باب ذوی الفروض، ظفیر

(۲) وان حطت عنه من مهر هاصح الحط (هدایه باب فی المهر ج ۲ ص ۳۰۵)

(۳) وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولا (الدرالمختار هامش رد المحتار باب المهر الطلب فی حط المهر والابراء منه ج ۲ ص ٤٦٤ و ج ۲ ص ٤٦٥ .ط.س. ج۳ ص ۱۱۳) ظفیر

(٤) و تجب لمطلقة الرجعي والبائن والفرقة بلا معصية الخ النفقة والسكنى والكسوة ان طالت المدة (درمختار) وفی المجتبى كنفقة العدة كنفقة النكاح الخ واطلق فشمل الحامل وغيرها والبائن بثلاث اواقل (ردالمحتار) باب النفقة مطلب فی نفقة المطلقة ج ۲ ص ۹۲۱ .ط.س. ج۳ ص ٦٠٩ .

(٥) ولو بعث الى امراته شيئاً ولم يذكر جهة عند الدفع غير جهة المهر الخ فقالت هو اى المبعوث هدية وقال هو من المهر الخ فالقول له بيمينه والبينة لها فان حلف والمبعوث قائم فلها ان ترده الخ وفی غير المهيا للاكل والقول لها بيمينها فی المهياله (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ٤٩٩ .ط.س. ج۳ ص ۱۵۱ مطلب فی ما يرسل الى الزوج) ظفیر

غیر مطلقہ نے دھوکہ دیکر نکاح کیا اور شوہر سے ہم بستر ہوئی تو مہر واجب ہوا یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۲۶) ہندہ غیر مطلقہ اگر زید سے نکاح پڑھوالے اور زید سے ہم بستری وغیرہ کرلے تو زید کو مہر ادا کرنا ہوگا یا نہیں، ہندہ واقع میں غیر مطلقہ ہے مگر گواہ مسلمان پیش کر کے کہ میں مطلقہ ہوں نکاح پڑھواتی ہے۔
(الجواب) اس صورت میں مہر لازم ہے۔[1]

عدت میں جو نکاح ہوا اس کا مہر لازم ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۲۷) ہندہ کا بحالت عدت اگر نکاح پڑھادیا جاوے تو منعقد ہوگا یا نہیں اور بحالت عدت اگر نکاح ہوگیا اور ہم بستری کی نوبت آئی تو مہر واجب ہوگا یا نہیں ؟
(الجواب) عدت میں نکاح نہیں ہوتا لیکن اگر عورت نے آکر کہا کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دے دی ہے اور عدت گزر گئی تو اس کے بیان پر اس سے نکاح کرنا درست ہے اور بعد دخول و صحبت شوہر ثانی تمام مہر مثل لازم ہے درمختار میں ہے وكذا لو قالت امراة لرجل طلقنى زوجى وانقضت عدتى لا باس ان ينكحها[2] الخ الوطى فى دار الاسلام لا يخلوا عن حد او مهر[3] الخ درمختار والموطؤة بشبهة و منه تزوج امراة الغير غير عالم بحالها[4] الخ فقط

مہر دینے کے بعد عورت خنثیٰ مشکل نکلی تو مہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۲۸) زید نے ہندہ کے ساتھ عقد کیا اور ہندہ کے والیان کو مہر وغیرہ ادا کر دیا بعدہ بوقت خلوت صحیحہ ہندہ خنثیٰ مشکل ثابت ہوئی آیا زید ہندہ کے والیان سے مہر وغیرہ خرچ شدہ لے سکتا ہے یا نہیں ؟
(الجواب) خنثیٰ مشکل سے نکاح صحیح نہیں ہوتا درمختار میں اس کی تصریح ہے پس جب کہ نکاح صحیح نہ ہوا تو مہر وغیرہ کچھ واجب نہ ہوگا اور شوہر نے جو کچھ دیا وہ واپس لے سکتا ہے۔[5] فقط

دین مہر میں مہر سے زیادہ جائیداد لکھ دی تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۲۹) ایک شخص نے اپنی حیات میں بحیثیت طول عمر کے حواس ٹھیک نہ رہنے کی حالت میں اپنی عورت کو کچھ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ دین مہر میں مہر کی مقدار سے زیادہ عورت کی ترغیب سے لکھا کر رجسٹری کرا دی اس مسئلہ میں شرعاً کیا حکم ہے ؟

---

(۱) ويجب مهر المثل فى النكاح فاسد الخ بالوطؤ فى القبل لا بغيره كالخلوة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهرج ۲ ص ۴۸۱ و ۲۸۲ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۱۳۱ مطلب فى نكاح الفاسد) ظفير
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۴۷. ط.س. ج۳ص ۵۲۹ مطلب فى المعى اليها زوجها، ظفير (۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۷. ط.س. ج۳ص ۱۶۰، ظفير
(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۶ ط.س. ج۳ص ۵۱۷ مطلب فى نكاح الفاسد والباطل. ظفير (۵) عقد يفيد ملك المتعة اى حل استمتاع الرجل من امراة لم يمنع من نكاحها مانع شرعى فخرج الذكر والخنثى المشكل الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۳۵۶. ط.س. ج۳ص ۳) ظفير

(الجواب) مہر کی مقدار سے زیادہ جو ایسی حالت میں دی وہ بحکم وصیت ہے لہذا ناجائز ہے لحکم لا وصیة لوارث[1] فقط

مہر کا دعویٰ کس پر کیا جائے؟

(سوال ۱۲۳۰) ہندہ کا نکاح زید سے بتعین مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہوا' اور اس نکاح کے ٹھہرانے والے اور اس کے متعلق تمام مراسم کے انجام دینے والے زید کا بھائی خالد اور زید کی والدہ سعیدہ تھے زید نے بعد اسکے لا ولد وفات کی اور زید کے باپ نے بحالت حیات خود جائیداد زرعی کل اپنی زوجہ کے نام جو کہ مسماۃ ہندہ کی ساس ہے ہبہ کردی تھی' صرف مکانہ مسکونہ ہبہ سے مستثنیٰ تھا جس کے مالک وارثاً زید اور خالد اور ایک بہن حمیدہ اور مسماۃ سعیدہ ہوئے' حالت علالت میں زید سے خالد نے ایک بیع نامہ حصہ مکان کا بالعوض سات سو روپیہ کے لکھا لیا حالانکہ وہ حصہ بہت زیادہ قیمت کا ہے اور سعیدہ نے قبل نکاح ہندہ کے دستاویز کے ذریعہ چار روپیہ ماہوار تاحیات ہندہ کا کفاف مقرر کر کے اس کے ادا کے لئے ایک جائیداد زرعی مکفولی کردی تھی' اب اس حالت میں اول دعویٰ مہر کا ہندہ کو کس پر کرنا چاہیئے آیا خالد اور سعیدہ بذات خود بھی ذمہ دار ادائے مہر کے ہیں یا نہیں دوم آیا زر مہر اس حصہ مکان سے وصول کیا جاسکتا ہے یا نہیں جو کہ زید کا تھا اور اس حالت میں وہ بیع جو بحالت مرض الموت زید نے بنام خالد کی تھی جائز تھی یا نہیں یا اسی خریداری کے ذریعہ سے خالد ادائے دین مہر ذمگی زید متوفی کا ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) خالد اور سعید پر جب کہ وہ متکفل اور ضامن مہر کے نہیں ہوئے دعویٰ مہر کا نہیں ہو سکتا اور مکان کا حصہ جو زید نے بحالت مرض الموت خالد کے ہاتھ فروخت کیا ہے بیع اس کی صحیح ہوگئی' لیکن جس قدر قیمت زید نے خالد سے کم لی وہ خالد سے لی جاوے گی اور ہندہ مہر میں اسی کو لے سکتی ہے اعتاقه و محاباته الخ حکمه کحکم وصية ولا وصية لوارث[2] فقط

مہر کی جو مقدار نکاح کے وقت بتائی گئی وہ ضروری ہے یا جو خفیہ طور پر رجسٹری لکھوادی

(سوال ۱۳۲۱) کابین نامہ میں بالفرض مہر کی مقدار ایک لاکھ روپیہ تحریر ہے اور وقت نکاح پدر وکیل نے جس کو پدر دختر اور خود دختر نے نکاح کرنے کا کل اختیار دیا ہے' صرف ایک ہزار روپیہ مہر کا حکم دیا اور نکاح خواں نے بھی بوقت نکاح ایک ہزار روپیہ مہر کا مقرر کردیا اور اظہار کیا اور سب حاضرین مجلس نے سنا اور تعداد رقم مہر مندرجہ کابین نامہ بالکل مخفی رکھی گئی' دریافت طلب یہ امر ہے کہ مہر کون سا واجب الاداء ہے آیا وہ جو کابین نامہ میں درج ہے یا وہ جس کا اظہار مجلس میں کیا گیا؟

(الجواب) مہر کی مقدار وہ معتبر ہے جس کو نکاح خواں نے بوقت نکاح ظاہر کیا اور جس مہر کو سن کر شوہر نے قبول کیا اور حاضرین مجلس نے سنا' کیونکہ مہر وہی واجب ہوتا ہے جو عقد کے وقت نام لیا جاوے اور جس پر

---

(۱) دیکھئے هدایه کتاب الوصایا ج ٤ ص ٦٤١' ظفیر
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الوصایا باب العتق فی المرض ج ٥ ص ٥٩٦ ط.س.ج٦ص٥٦٥' ظفیر

عقد نکاح کیا جاوے قال فی الدرالمختار و تجب العشرۃ ان سماھا او دونها و یجب الا کثر منها ان سمی الاکثر الخ و یتاکد عند وطیٔ او خلوۃ صحت الخ درمختار قوله ویتا کدای الواجب من العشرۃ اوالا کثر وافادان المهر و جب بنفس العقد مع احتمال سقوطه بردتها [1] الخ شامی فقط

مہر معجّل طے شدہ اگر شوہر نہ دے تو عورت باپ کے گھر جا سکتی ہے یا نہیں اور شوہر قید ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۳۲) زید نے جو ہندہ سے نکاح کیا اور مہر معجّل قرار پایا باوجود قرار پانے مہر معجّل کے زید مہر ادا نہیں کرتا اور طرح طرح کے بہانے کرتا ہے اس صورت میں جب تک زید مہر نہ دے قید ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر ہندہ والدین کے گھر چلی جاوے تو کچھ قباحت تو نہیں؟

(الجواب) مہر معجّل ہونے کی صورت میں اگر شوہر باوجود غناء کے مہر کے دینے میں تاخیر کرے بطلب زوجہ حبس ہو سکتا ہے اور درمختار میں فرمایا ہے کہ اگر زوجہ مہر معجّل کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنے والدین کے گھر چلی جاوے تو نفقہ ساقط نہ ہوگا اور ناشزہ نہیں ہے اوامتعنت للمهر الخ لا ای لا نفقة الخ لخارجة من بیته بغیر حق الخ و فی الشامی قوله بغیر حق ذکر محترزا بقوله بخلاف ما لو خرجت الخ و کذا هو احتراز عما لو خرجت حتی یدفع لها المهر [2] الخ فقط

بیوی نے مہر معاف کر دیا اس کی موت کے بعد والدین طلب کرتے ہیں کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۳۳) ہندہ بالغ پندرہ سالہ نے گواہوں کے سامنے اپنے شوہر کو مہر معاف کر دیا اب بعد انتقال ہندہ کے اسکے والدین مہر کا مطالبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندہ نابالغہ تھی اس کا معاف کرنا معتبر نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) ہندہ جب کہ پندرہ سالہ اور بالغہ تھی تو معاف کرنا اس کا مہر کو صحیح ہے اور والدین کا مطالبہ مہر کا شوہر سے درست نہیں ہے۔ [3] فقط

مہر معاف کر دینے کے بعد اس کا انکار کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۱۲۳۴) اگر عورت مہر معاف کر دے اور پھر انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) عورت اگر مہر معاف کر دے تو پھر انکار کرنا مسموع نہ ہوگا مہر معاف ہو جاوے گا۔ [4] فقط

---

(۱) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س. ج۳ص ۱۰۲' ظفیر

(۲) رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹.ط.س. ج۳ص ۵۷۵ ' ظفیر

(۳) ان حطت عنه من مهرها صح الحط لان المهر حقها والحط یلاقیه حالة البقاء (هداه باب المهر ج ۲ ص۳۰۵) ظفیر

(٤) وصح حطها لکله او بعضه عنه قبل اولا(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٦٤' ٤٦٥ .ط.س. ج۳ص ۱۱۳ مطلب فی حط المهر والابراء منه) ظفیر

پندرہ ہزار میں پانچ ہزار معجّل اور بقیہ مؤجل ہے تو کیا کیا جائے ؟

(سوال ۱۲۳۵) ایک کابین نامہ لکھا گیا جس میں مقدار مہر پندرہ ہزار بہ عبارت ذیل مرقوم ہے زر دین مہر معجّل مبلغ پندرہ ہزار روپیہ قرار پاتے ہیں مجملہ اس کے پانچ ہزار روپیہ اس وقت بحق مساۃ از قسم اثاث البیت و زیورات ادا کر دیا گیا اور باقی ماندہ مبلغ دس ہزار روپیہ اپنی حیات میں مساۃ موصوفہ کو ادا کر دوں گا مبلغ دس ہزار روپیہ مذکور شرعاً معجّل کی تعریف میں آئے گا یا مؤجل ٹھہرے گا اگر مؤجل قرار دیا جائے تو ارشاد ہو کہ موجل کے کتنے اقسام ہیں اور یہ صورت کون سی قسم میں داخل ہے' اور اپنی حیات میں ادا کر دینے کا جو وعدہ ہے اس کی روسے عورت اپنے شوہر سے کس وقت زر مہر مذکور یعنی دس ہزار روپیہ کے وصول کرنے کی مستحق ہو سکتی ہے ؟

(الجواب) شروع عبارت کابین نامہ میں اگرچہ کل مہر کو معجّل قرار دیا تھا مگر بعد میں تفصیل کرنے میں پانچ ہزار کو معجّل اور دس ہزار کو مؤجل قرار دیا گیا ہے لہٰذا دس ہزار مؤجل ہو گیا اور مؤجل الی الطلاق یا الی الموت صحیح ہے در مختار میں ہے الا التاجیل لطلاق او موت فیصح [1] الخ اور شامی میں ہے کہ طلاق سے موجل بھی معجّل ہو جاتا ہے و بالطلاق یتعجل المؤجل [2] فقط

لڑکی والے کا بوقت نکاح روپیہ لینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۲۳۶) بوقت نکاح علاوہ تعیین دین مہر کے لڑکی والا لڑکے والے سے کچھ لے لیتا ہے یہ لینا جائز ہے یا نہ اور دین مہر میں شمار ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ایسی رقم کو فقہاء نے رشوت قرار دیا ہے اور واجب الرد لکھا ہے کما فی الدر المختار اخذ اهل المرأة شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة [3] اور جب کہ مہر کا نام نہیں لیا تو وہ مہر میں شمار نہ ہو گا۔

بعد خلوت خواہ عورت نافرمانی کرتی رہی ہو تو بھی طلاق کے بعد کل مہر واجب ہے

(سوال ۱۲۳۷) زید اپنی منکوحہ ہندہ سے بعد از نکاح خلوت صحیحہ سے مستفیض ہوا' بعد چندے ہندہ ناشزہ و نافرمان ہو کر مباشرت سے مانع ہوئی باوجودیکہ زید مباشرت و جماع پر علی وجہ التام قادر ہے' لیکن ہندہ اطاعت زید سے برگشتہ ہے اگر زید ہندہ کو طلاق دے دے تو زید پر کل مہر واجب الاداء ہے یا بعض' ہندہ نے صلب عقد میں سے یہ شرط کی تھی کہ میری بلا اجازت اگر دوسری عورت سے نکاح کرو گے تو میری طلاق میرے اختیار میں اگر اختیار کروں تو کل مہر دینا پڑے گا زید اگر دوسرا نکاح نہیں کرے گا تو زنا میں مبتلا ہو جاوے گا' اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے ؟

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۳ . ط.س. ج۳ص ۱۴۴ . ظفیر
(۲) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۳ . ط.س. ج۳ص ۱۴۴ ' ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳ . ط.س. ج۳ص ۱۵۶ . ظفیر

(الجواب) جب کہ خلوت صحیحہ ہو گئی تو زید کے ذمہ کل مہر واجب الاداء ہو گیا' زید اگر ہندہ کو طلاق دے گا تو پورا مہر زید کو ادا کرنا ہو گا' ہندہ یہ شرط کرتی یا نہ کرتی 'زید کو مہر دینا ہی ہو گا[1] لیکن دوسرے نکاح سے یہ شرط خارج نہیں ہے' دوسرا نکاح کرلے جس وقت مہر دینے کی طاقت ہو' مہر ادا کردیوے' هكذا في الدر المختار فقط

عورت کے انتقال کے بعد اس کا مہر کیسے ادا کیا جائے

(سوال ۱۲۳۸) جس عورت کا خاوند سفر میں ہو اور وہ عورت انتقال کر جاوے اور مہر ادا نہ ہوا ہو تو مہر کیونکر ادا ہو؟

(الجواب) بقدر حصہ دیگر ورثاء عورت کے وارثوں کو مہر ادا کردیا جائے۔[2] فقط

مہر شرعی کی مقدار کیا ہے؟

(سوال ۱۲۳۹) مہر شرعی کی مقدار کیا ہے۔ فقط

(الجواب) دس درہم ہے اور ایک درہم تقریباً ۴/ کا ہوتا ہے' پس دس درہم قریب پونے تین روپیہ کے ہوئے۔[3] فقط

تجدید نکاح میں مہر ضروری ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۴۰) تجدید نکاح میں تعین مہر ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) ضروری ہے۔[4] فقط

بیوی جب مہر معاف کردے تو معاف ہو گیا نہیں؟

(سوال ۱۲۴۱) میرا حقیقی بالغ بھائی عبدالوہاب فوت ہو گیا میں نے مرحوم کی بیوہ کو کہا کہ تیرا حق مہر اس کے ذمہ ہے اگر تو لینا چاہتی ہے تو ہم دینے کے لئے تیار ہیں' ورنہ معاف کردے بیوہ مذکورہ نے برادری کے

---

(۱) والخلوة الخ كالوطئ الخ في ثبوت النسب الخ و في تاكيد المهر المسمى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب في احكام الخلوة ج ۲ ص ٤٦٥ .ط.س. ج۳ص ۱۱٤ ' ظفير

(۲) اگر بچے نہیں ہیں تو عورت کے نصف مہر کا حق دار خود شوہر ہو گا' اور بقیہ نصف کے عورت کے بقیہ ورثاء ہوں گے' اور اگر بچے ہیں تو شوہر کو اس بیوی کے ترکہ سے ایک چوتھائی ملے گا' اور بقیہ تین چوتھائی اس کے بچے اور اس کے والدین کو واللہ اعلم' ظفیر

(۳) واقل المهر عشر دراهم الخ ولنا قوله عليه السلام ولا من اقل عشرة دراهم هدايه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۳' ۳۰٤ تخریج زیلعی میں الفاظ یہ لکھتے ہیں " ولا مهر دون عشرة دراهم (حاشيه هدايه ايضاً) ایک درہم ۱۳۳۶ھ میں ۴/ کا ہوتا تھا' اب ہمارے اس زمانہ ۱۳۸۷ھ میں چاندی کافی گراں ہے پونے چھ روپے تولہ سے کم نہیں ملتی اور دس درہم چاندی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہوتی ہے اس حساب سے اس کی قیمت ساڑھے چودہ روپے کے قریب ہوتی ہے' چاندی کی قیمت کے حساب سے دس درہم کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہے گی' واللہ اعلم ظفیر

(٤) ثم المهر واجب شرعاً ابانة شرف المحل (هدايه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۳) ظفير

دو گواہوں کے روبرو کہا کہ میں معاف کرتی ہوں' اس صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں مہر معاف ہو گیا' عند اللہ کچھ مواخذہ مہر کا عبد الوہاب متوفی کے ذمہ نہیں رہا۔[1] فقط

مہر معاف کرنے کے بعد لینا اور عدت کے اندر نکاح کرنا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۲۴۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور زوجہ نے مہر معاف کر دیا اور عدت کے اندر ہی عورت نے عقد ثانی کر لیا اور اپنے چند رفقاء کے ورغلانے سے شوہر پر عدالت میں مہر کا دعویٰ کر کے جھوٹا ثبوت بہم پہنچا کر مہر کی ڈگری حاصل کر لی اور اپنی تحریر معافی مہر سے منکر ہو گئی' اور طلاق بھی اس شرط پر تھی کہ حق مہر معاف تو اس صورت میں معافی مہر سے انکار کرنا طلاق کے بارے میں مؤثر ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں شوہر کی طرف سے طلاق ہو گئی اور عورت کی طرف سے مہر معاف ہو گیا' پھر عورت کا معافی مہر سے منکر ہو کر اور جھوٹی شہادت عدالت میں پیش کر کے مہر کی ڈگری کرا لینا ظلم ہے' طلاق پر کچھ اثر اس کا نہ ہو گا' طلاق واقع ہو گئی اور مہر بھی عند اللہ معاف ہو گیا ظلماً عورت کا مہر وصول کرنا فعل ناجائز اور حرام ہے اور عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح کرنا بھی حرام اور باطل ہے نکاح نہیں ہوا[2] اور جو لوگ اس نکاح میں ساعی ہوئے مرتکب فعل حرام کے اور فاسق ہوئے قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتب اجله الاية[3] فقط

مہر معجّل ہو تو لڑکی کا باپ رخصتی سے قبل اسے وصول کر سکتا ہے

(سوال ۱۲۴۳) زید کی لڑکی سے عمر کے لڑکے کا مبلغ دو ہزار روپیہ مہر معجّل پر عقد ہوا' زید کی لڑکی نابالغہ ہے عمر گیارہ سال ہے عرصہ سوا برس کا گزر گیا اب عمر کا لڑکا زید کی لڑکی کو رخصت کرانا چاہتا ہے' زید کہتا ہے کہ تاوقتیکہ مہر مبلغ دو ہزار روپیہ مہر معجّل ادا نہ کرو گے تب تک لڑکی رخصت نہ کروں گا آیا زید کو اپنی لڑکی کے مہر معجّل وصول کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں اور رخصت کے قبل کس قدر مہر معجّل زید کو لینا چاہئیے اور بعد رخصت کے کس قدر' اور بلا ادائیگی مہر معجّل نکاح درست ہے یا نہ ؟

(الجواب) زید کو اپنی دختر نابالغہ کے مہر معجّل وصول کرنے کا حق حاصل ہے در مختار میں ہے ولها منعه من الوطى و دواعيه والسفر الخ لاخذ ما بين تعجيله و فى الشامى قوله ولها منعه الخ وكذا الولى الصغيرة المنع المذكور قوله والسفر الا ولى التعبير بالاخراج كما عبر فى الكنز ليعم الاخراج من

---

(۱) وان حطت عنه من مهرها صح الحط لان المهر حقها والحط يلاقيه حالة البقاء (هدايه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۵) وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولا (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٦٤. ط.س. ج۳ص۱۱۳ مطلب فى حط المهر والابراء عنه) ظفير

(۲) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص۵۱٦ مطلب فى نكاح الفاسد والباطل) ظفير

(۳) سورة البقرة ۲۳۰

بیتھا[1] الخ اور جب کہ کل مہر معجّل قرار پایا ہے تو زید کل مہر کا مطالبہ قبل رخصت کرنے لڑکی کے کر سکتا ہے اور نکاح صحیح ہو گیا۔

ایک بیوی کا مہر پانچ ہزار ہے دوسری کا پانچ سو کم والی کا بڑھا دینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۲۴۴) زید نے ہندہ سے پانچ ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اس کی بہت مدت کے بعد دوسری عورت زینب سے پانچ سو روپیہ مہر پر نکاح کیا اور دونوں کو ان کا مہر ادا بھی کر دیا زینب نے ایک روز ارمان کیا کہ تم نے میرا مہر بہت کم مقرر کیا زید نے اس کی دل جوئی کے لئے یہ قصد کیا کہ تین چار سو روپیہ اس کے مہر میں اور زیادہ کر دے کیونکہ زیادۃ بعد العقد بھی اصل کے ساتھ بتصریح فقہاء ملحق ہو جاتے ہیں' تین سو چار سو اس کو اور دے دوں' خواہ نقدیا کسی مکان کا ایک حصہ کہ زینب کو فی الحال اس حصہ مکان کی ضرورت بھی ہے لیکن زید کو اس میں تردد یہ ہے کہ جس طرح تمام حقوق میں زوجتین کے درمیان تساوی ضروری ہے کہیں یہ زیادتی فی مہر احدہما خلاف عدل نہ ہو جائے' یہ زیادتی فی مہر احدہما جائز ہے یا نہ' اگر کوئی دلیل صریح نہ ہو تو کوئی کلیہ ہی شافی وکافی ہے' اور تصریح فقہی اگر مل جاوے تو اقرب الی الاقناع ہے ؟

(الجواب) موافق اس قاعدہ فقہیہ کے کہ زیادتی فی المہر بعد العدۃ ملحق باصل المہر ہے اور ہبہ مبتدءٔ نہیں ہے کما یقول بہ الامام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ زیادۃ فی مہر احدی الزوجات درست ہے خصوصاً اس زوجہ کے مہر میں زیادتی کرنا جس کا مہر اصل سے کم ہو' اور اضرار زوجہ ثانیہ اس سے مقصود نہ ہو اور اس کو حیلہ ترک عدل و تسویہ بین الزوجات جو کہ واجب ہے نہ بنایا جاوے خلاف عدل نہیں ہو تا فتح القدیر کے جزئیہ ذیل سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ زیادۃ فی المہر اگر بطریق رشوت نہ ہو تو درست ہے' عبارت اس کی یہ ہے قولہ وان رضیت احدی الزوجات بترك قسمہا لصاحبتہا جازھذ اذا لم یکن برشوۃ من الزوج بان زادہا فی مہر ھا لتفعل او یتزوجہا بشرط ان یتزوج اخری فیقیم عندھا یومین و عند المخاطبۃ یوماً فان الشرط باطل ولا یحل لہا المال فی الصورۃ الاولیٰ فلہ ان یرجع فیہ الخ[2] اور عنایہ کی یہ عبارت بھی جواز کی طرف مشیر ہے قولہ خلافاً لزفرؒ فانہ یقول الزیادۃ ھبۃ مبتدءۃ لا تلحق باصل العقد ان قبضت ملکت والا فلا الخ[3] اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ زیادۃ کو ہبہ مبتدءٔ قرار نہیں دیتے کہ اس کو خلاف عدل کہا جاوے کیونکہ یہ تصریح ہے کہ ہبات میں بھی تسویہ بین الزوجات ضروری ہے کما فی العینی علی البخاری و تمام العدل ایضاً بین تسویتھن فی النفقۃ والکسوۃ والھبۃ و نحوھا[4] فقط

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۹۲ ' ۴۹۳ ط.س. ج۳ص ۱۴۳-۱۴۴. ظفیر
(۲) فتح القدیر باب القسم ج ۲ ص ۳۰۳ مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ' ج۳ص ۳۰۳. ظفیر
(۳) عنایہ علی ھامش فتح القدیر باب المہر ج ۲ ص ۲۱۴ ط.س. ج۳ص ۲۱۴ ' ظفیر
(۴) عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۹ ص ۵۰۰ ' ظفیر

عورت کو مہر وصول کرنے کا حق ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۴۵) منکوحہ اپنے خاوند سے مہر مقررہ جس وقت چاہے طلب کر سکتی اور وصول کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) مہر اگر معجّل ہو تو عورت کو ہر وقت اس کے وصول کرنے کا حق ہے اور اگر مؤجل ہو تو طلاق کے بعد مطالبہ کر سکتی ہے۔ کذافی کتب الفقہ [1] فقط

نابالغہ لڑکی کا ولی مہر کم کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۴۶) ولی نے نابالغہ لڑکی کا نکاح بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر کے کر دیا' لڑکے نابالغ کے باپ نے منظور کر لیا' کیا لڑکی کا ولی مہر کو کم کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) در مختار میں ہے وصح حطها لكله او بعضه عند قبل اولا الخ قال فى الشامى و قيد بحطها لان حط ابيها غير صحيح لو صغيرة [2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ ولی نابالغہ کو مہر کے کم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ فقط

اگر کسی عورت کو بچہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو تو کیا پھر بھی وہ مہر پائے گی

(سوال ۱۲۴۷) اول عشرہ جمادی الثانی میں مسماۃ ہندہ کا عقد مسمی بکر کے ساتھ ہوا' تقریباً دو ماہ تک مسماۃ مذکورہ اپنے شوہر کے پاس رہی' عشرہ سویم ماہ ذیقعدہ میں مسماۃ مذکورہ کے لڑکا پیدا ہوا مگر ضعیف القوی جو زندہ ہے' ایسی حالت میں مسماۃ مذکورہ مہر کا حق رکھتی ہے یا نہیں اور بچہ کی پرورش شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ ہندہ سے بکر نے خلوت و صحبت کی ہے تو مہر پورا بذمہ بکر لازم ہو گیا کیونکہ نکاح اس صورت میں صحیح ہو گیا اور اصل یہ ہے کہ مہر مجرد نکاح سے لازم ہو جاتا ہے لیکن احتمال سقوط رہتا ہے' جب شوہر نے وطی کر لی یا خلوت صحیحہ پائی گئی تو کل مہر واجب الاداء ہو جاتا ہے' رد المحتار میں ہے وافادان المهر الخ انما يتاكد لزوم تمامه بالوطئ و نحوه [3] الخ اور بچہ چونکہ وقت نکاح سے چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہے' اس لئے بکر سے نسب اس کا ثابت نہیں ہے اور نہ بکر کے ذمہ اس کی پرورش وغیرہ کا حق ہے در مختار میں ہے واقلها ستة اشهر اجماعاً الخ [4] فقط

---

(۱) ولها منعه من الوطوء ودواعيه الخ لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه اواخذ قدر ما يعجل لمثلها عرفا به يفتى الخ الا التاجيل لطلاق او موت (درمختار) و فى الخلاصة و بالطلاق يتعجل الموجل ولو راجعها لا يتاجل (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۳ ط.س. ج۳ص ۱۴۳ مطلب فى منع الزوجة نفسها لقبض المهر) ظفير

(۲) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۴ ط.س. ج۳ص ۱۱۳ مطلب فى حط المهر والابراء منه. ظفير

(۳) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ ' ظفير. فلو لا قل من ستةاشهر من وقت النكاح لا يثبت النسب ولا يرث منه رد المحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۴۰۱ ط.س. ج۳ص ۴۹ قبيل مطلب فيمالزوج الموالى امته' ظفير

(۴) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۷ ط.س. ج۳ص ۵۷۰ ' ظفير

بیوی مر جائے تو مہر دین لازم ہے یا نہیں اور وہ کس کو ملے گا

(**سوال ۱۲۴۸**) ہندہ زوجہ زید اچانک بغیر دین مہر معاف کئے فوت ہوگئی تو اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ (۱) ہندہ کے مذکورہ بالا صورت پر فوت ہو جانے سے زید دین مہر ہندہ سے سبکدوش ہو جاتا ہے یا نہیں اور دین مہر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں (۲) اگر زید بلا ادا کرنے دین مہر کے سبکدوش نہ ہو سکتا ہو تو دین مہر ہندہ کے ورثاء کو دیوے یا فقراء پر تقسیم کردے (۳) از روئے شریعت ہندہ کے ورثاء اس کے میکہ والے ہیں یا سسرال والے یا اس کی اولاد (۴) اگر ہندہ کے دین مہر پانے کی مستحق اس کی اولاد ہی ہے تو زید کا مال تو آگے ہی ان کا ہے؟

(**الجواب**) (۱) سبکدوش نہیں ہوتا' اور دین مہر بھی اس کے ذمہ مثل تمام دیون کے باقی رہتا ہے کوئی وجہ ساقط ہونے کی نہیں[1] (۲) ہندہ کے ورثہ کو ملنا چاہئے[2] (۳) جب کہ ہندہ کے اولاد ہے تو ایک ربع تو اس کے شوہر کا ہے اور باقی اس کی اولاد وغیرہ کا (۴) پھر اگر ہے تو یہ دلیل اولاد کے نہ وارث ہونے کی کیوں ہوئی علاوہ ازیں یہ کہنا کہ زید کا مال تو آگے ہی ان کا ہے درست نہیں بیشک اولاد بھی زید کے مال کی وارث ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ سوائے اولاد کے اور کسی کا کوئی حق اس میں نہ ہو' اگر دوسرے ورثہ ہوں گے' ان کا حق بھی اس میں نکلے گا اور یہ سب کچھ زید کی موت کے بعد ہے۔ فقط

عورت کا یہ کہنا کہ "مجھ سے ہم بستر ہو تو اپنی ماں سے ہو" طلاق نہیں ہے' طلاق دے گا تو بھی مہر ضروری ہے

(**سوال ۱۲۴۹**) ایک عورت نے کسی بات پر اپنے شوہر کو کہا کہ اگر تو میرے ساتھ ہم بستر ہو تو گویا اپنی ماں بہن کے ساتھ ہم بستر ہو' شوہر نے ہم بستر ہونا چھوڑ دیا اور طلاق دینے پر آمادہ ہے' اگر طلاق دیوے تو مہر دینا ہوگا یا نہ؟

(**الجواب**) اس صورت میں اس شخص کی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی عورت کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا اگر اس عورت کو رکھنا چاہیے تو رکھ سکتا ہے اور اگر طلاق دینا چاہے تو طلاق دے دے' اگر طلاق دے دے گا تو مہر ادا کرنا لازم ہوگا۔[3] فقط

رخصتی کے پہلے شوہر مر جائے تو مہر کتنا دینا ہوگا

(**سوال ۱۲۵۰**) ہندوستان میں دستور ہے کہ بعض مرتبہ نکاح بالغ وبالغہ کا ہو جاتا ہے اور رخصت کی دوسری

---

(۱) شوہر مہر ادا کر دیتا یا بیوی معاف کر دیتی یہاں ان دونوں صورتوں میں کوئی صورت پائی نہیں گئی' باقی موت تو اس سے مہر مؤکد ہو جاتا ہے تجب العشرة ان سماها او دونها و يجب لا كثر منها ان سمى الاكثر ويتاكد عند وطؤ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر جلد ۲ ص ٤٥٤ ط.س. ج۳ص ۱۰۲' ظفير)

(۲) اگر بال بچے ہے تو ایک چوتھائی ورنہ نصف شوہر کا ہوگا بقیہ دوسرے ورثہ کو پہنچے گا وہ ادا کردے یا ان سے معاف کرالے ظفیر

(۳) ويتاكد (اى المهر) عند وطئ او خلوة صحت الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ ط.س. ج۳ص ۱۰۲) ظفير

تاریخ مقرر ہوتی ہے' ایسی صورت میں اگر قبل رخصت خاوند فوت ہو جائے تو بیوی کو کتنا دین مہر دیا جاوے گا؟

(الجواب) اس صورت میں مہر پورا واجب ہے جیسا کہ درمختار میں ہے ویتا کد عند وطی او خلوة صحت الخ او موت احدهما الخ [1] فقط

عورت کہتی ہے کہ شوہر یہ مکان مہر میں دے گیا ہے ورثہ انکار کرتے ہیں کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۵۱) زید و عمر دو بھائی حقیقی ہیں' یہ علیحدہ علیحدہ شہروں میں مقیم ہیں' عمر اپنے باپ کی جائیداد پر قابض ہے' زید کا اس سے کوئی سروکار نہیں ہے' زید نے اپنا ذاتی مکان دوسرے شہر میں بنالیا ہے زید کی بیوی کا انتقال ہو گیا جس سے ایک لڑکی شادی شدہ موجود ہے زید نے اپنا نکاح ثانی کیا کچھ عرصہ کے بعد زید کا انتقال ہو گیا زوجہ زید کو دو سال بعد بکر نے نکاح کا پیام دیا زوجہ زید نے بکر سے نکاح سے انکار کر دیا اور عظیم کے ساتھ نکاح کر لیا عظیم و بکر کی پہلے سے مخالفت تھی اس نکاح سے اور زیادہ ہو گئی جب زوجہ زید کے نکاح ثانی کی اطلاع عمر و داماد زید کو ہوئی تو وہ دونوں زید کے مکان پر آئے اور اس کی زوجہ سے کہا کہ مکان خالی کر دو کیونکہ تم نے اپنا نکاح کر لیا ہے' اب تمہارا اس مکان پر کوئی حق نہیں رہا سابقہ زوجہ زید نے کہا کہ یہ مکان میرا شوہر میرے مہروں میں دے گیا ہے' میں اس پر قابض ہوں اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) شرعاً شہادت کافی کسی طرف سے بھی نہیں ہے نہ ادائے مہر کی اور نہ مکان کے مہر میں دیئے جانے کی اس لئے کہ ادائے مہر کا گواہ صرف بکر ہے اور ایک شخص اگرچہ ثقہ بھی ہو' اس کی گواہی شرعاً معتبر نہیں ہوتی [2] اور اس پر کوئی حکم شرعاً نہیں ہو سکتا اور اس صورت میں تو وہ اس وجہ سے بھی مخدوش اور ناقابل اعتبار ہے کہ عداوت اس کی ظاہر ہے اور مکان کا مہر میں ملنے کا بھی ثبوت نہیں ہے' کیونکہ یہ صرف عورت کا بیان ہے لیکن چونکہ قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ ترکہ میت سے اول دیون وغیرہ ادا کر کے جو کچھ باقی رہے وہ ورثاء کو ملتا ہے اور مہر بھی ایک دین بذمہ شوہر ہے اور مہر کا ادا ہونا ثابت نہیں ہے اور عورت مدعی مہر کی ہے' لہذا اس کا مہر اول دلوایا جاوے گا' پس اگر میت نے یعنی زید نے کچھ اور ترکہ سوائے مکان کے چھوڑا ہو تو اس میں سے مہر ادا کیا جاوے گا اور اگر سوائے مکان کے اور کچھ نہ چھوڑا ہو تو پھر مکان سے مہر دیا جاوے گا [3] اور وارثوں کو یہ بھی اختیار ہے کہ مہر اپنے پاس سے ادا کریں اور مکان بقدر حصہ خود رکھ لیں اور علاوہ مہر کے آٹھواں حصہ عورت کا میراث کے طریق سے ہے اور نکاح ثانی کرنے سے اس کا مہر اور حصہ میراث ساقط نہیں ہوتا۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤. ط.س. ج۳ص ۱۰۲' ظفير

(۲) ونصابها لغير هامن الحقوق سواء كان الحق مالا اوغيره كنكاح و طلاق ووكالة ووصية الخ رجلان الخ اور جل و امراتان (الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥' ٥١٦. ط.س. ج٥ص ٤٦٥) ظفير

(۳) تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الاول يبداء بتكفينه و تجهيزه من غير تبذير ولا تقصير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقى بعد الدين ثم يقسم الباقى بين ورثته (سراجى ص ٥ و ٦) ظفير

مہر کی معافی کے دو گواہ ہیں کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۵۲) ہندہ نے اپنے شوہر خالد کو اس کی بیماری میں اللہ کے واسطے اپنا مہر معاف کر دیا' اس واقعہ کے دو عینی گواہ یہ شہادت دیتے ہیں کہ قادر بخش کہتا ہے کہ میں مہر بخشنے کا گواہ ہوں خالد نے کہا کہ مہر بخش دو ہندہ نے کہا کہ اللہ کے واسطے معاف کیا فاضل کہتا ہے کہ ہندہ نے کہا کہ خدا کے واسطے میرا مہر معاف کیا' آیا یہ شہادت کامل ہے یا ناقص ؟

(الجواب) یہ شہادت تو کافی ہے اگر دونوں گواہ عادل ہوں[1] لیکن مرض الموت میں ہبہ کرنا دین معاف کرنا حکم وصیت ہے[2] اور وصیت وارث کے لئے درست نہیں ہے اس لئے مرض الموت میں مہر کا معاف کرنا معتبر نہ ہوگا لیکن اگر دیگر ورثاء راضی ہوں تو وارث کے لئے وصیت درست ہو سکتی ہے اور وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے اس میں بھی اگر ورثاء راضی ہوں تو ثلث سے زیادہ میں بھی جاری ہو سکتی ہے۔[3] فقط

مہر معجّل اور مؤجل وصول میں ایک ہیں یا الگ الگ ؟

(سوال ۱۲۵۳) کیا مہر معجّل اور مؤجل بعد ہم بستری کے ادائیگی کی صورت میں ایک حکم رکھتے ہیں یا نہیں یعنی زوجہ دونوں قسم کے مہر کل لے سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) در مختار میں ہے ویتاکد عند وطئ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما[4] الخ شامی میں ہے افادان المهر وجب بنفس العقد لكن مع احتمال سقوطه بردتها او تقبيلها ابنه او تنصفه بطلاقها قبل الدخول وانما يتاكد لزوم تمامه بالوطئ و نحوه[5] الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ دخول اور وطئ سے مہر مؤکد ہو جاتا ہے احتمال سقوط اور تنصیف کا نہیں رہتا بلکہ پورا مہر شوہر کے ذمہ واجب اور لازم ہو جاتا ہے لیکن مہر معجّل تو عورت فوراً وصول کر سکتی ہے اور شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا فوراً لازم ہے اور مہر مؤجل کے وصول کا وقت طلاق یا موت ہے اس سے پہلے عورت مہر موجل وصول نہیں کر سکتی۔ کما مر[6]

مہر مثل میں کس کا اعتبار ہوگا

(سوال ۱۲۵۴) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں' اس عورت کا انتقال ہو گیا

---

(۱) ونصابها لغير ها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره الخ رجلان الخ او رجل و امراتان(الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥' ٥١٦ .ط.س. ج٥ص ٤٦٥) ظفير
(۲) اعتاقه ومحاباته و هبته ووقفه و ضمانه كل ذلك حكمه كحكم وصيته فيعتبر من الثلث كما قدمنا(درمختار) قوله محاباته اى في الاجازة والا سيتجار والمهر والشراء الخ(رد المحتار كتاب الوصايا باب العتق في المرض ج ٥ ص ٥٩٦ .ط.س. ج٦ ٦٧٩) ظفير (۳) لا لوارثه وقاتله الخ الابا جازة ورثته لقوله عليه السلام لا وصية لوارث الا ان يجيز هاالورثة يعني عند وجود وارث اخر(الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الوصايا ج ٥ ص ٦٧٥ .ط.س. ج٦ص ٦٥٦) ظفير (٤) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ٢ ص ٤٥٤ ' ظفير (٥) رد المحتار باب المهر ج ٢ ص ٤٥٤' .ط.س. ج٣ص ١٠٢ ظفير (٦) لو كان المهر مؤجلاً ليس لها المنع قبل حلول الاجل ولا بعده(رد المحتار باب المهر ج ٢ ص ٤٩٤ .ط.س. ج٣ص ١٤٤) ظفير

اس کے بعد پھر زید نے اس کی دوسری بہن سے شادی کیا اس سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں زید کی پہلی بیوی کی پہلی لڑکی سے عمر نے نکاح کیا اس کا انتقال ہو گیا اس کے نکاح سے ۳۵ سال بعد عمر نے اس کی دوسری حقیقی بہن سے مہر مثل پر نکاح کیا عمر کو اپنی پہلی بیوی (زید زوجہ اولیٰ کی بنت اولیٰ) کا مہر یاد نہیں رہا اور نہ رجسٹر قاضی میں درج ہے اور نہ کوئی گواہ باقی ہے، زید کی زوجہ ثانیہ سے جو چار لڑکیاں ہوئیں ان کا مہر ڈیڑھ ڈیڑھ روپیہ ہے عمر کی زوجہ ثانیہ کا مہر مثل کیا ہوگا؟

(الجواب) عمر کی دوسری زوجہ جو کہ حقیقی بہن ہے زوجہ اولیٰ متوفیہ کی تو جو مہر اس زوجہ کا ہے وہی پہلی زوجہ کا مہر مثل ہے پس جب کہ گواہوں سے کوئی مقدار مہر کی ثابت نہیں ہے جو مہر اس زوجہ کا ہے وہی زوجہ سابقہ کا ہوگا اور اگر اس میں جھگڑا ہو تو علاتی بہنوں کے مہر کا اعتبار ہوگا۔ وفی الخلاصة ویعتبر باخواتها وعماتها الخ درمختار[1] (جب یاد نہیں تو اس کی زوجہ ثانیہ کی دوسری بہنوں کا جو مہر ہے وہی مہر مثل قرار پائے گا کیونکہ باپ کے خاندان کا مہر مہر مثل کہا جاتا ہے)

مطلق مہر رواج کے مطابق مؤجل قرار پائے گا اور عورت کے لئے نان و نفقہ کا دعویٰ جائز ہے

(سوال ۱۲۵۵) ہندہ بالغہ کا نکاح بہمراہ زید بعوض زر مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہوا کوئی اظہار مؤجل یا معجّل کا نہیں ہوا عام رواج خاندانی ہندہ کا مہر مؤجل ہے اب ہندہ بوجہ ناموافقت شوہر خود جس میں زیادتی شوہر کی ہے مطالبہ مہر کرتی ہے آیا ناموافقت و علیحدگی خاوند بلا اظہار طلاق جو ہندہ کے نکاح سے پانچ سات ماہ بعد سے بدستور ہے جس کو عرصہ پانچ سال کا ہو گیا ہے حکم اجل رکھتی ہے یا نہیں اور بصورت نہ رکھنے حکم اجل کے صورت موجودہ میں ہندہ مطالبہ مہر کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور ہندہ حسب حیثیت اپنے خاوند کے نان و نفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں؟

اور ہندہ اگر عدالت مجاز میں دعویٰ اور چارہ جوئی اس بات کی کرے کہ یا طلاق دے دے یا حقوق زوجیت ادا کرے تو شرعاً اختیار حاصل ہے یا نہیں اور گناہ گار تو نہ ہوگی؟

(الجواب) ایسی حالت میں مہر موجل سمجھا جاتا ہے اور اجل کی ادائیگی کی موت شوہر ہے یا طلاق[2] اور جب کہ شوہر حقوق زوجہ ادا نہیں کرتا تو عورت اپنے حقوق و نفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے شوہر کو چاہئیے اور اس پر واجب ہے کہ یا وہ حقوق زوجہ نان نفقہ وغیرہ ادا کرے ورنہ طلاق دے دے کما قال اللہ تعالیٰ فامساك بمعروف او تسريح باحسان[3] اس کا حاصل یہ ہے کہ یا اچھی طرح عورت کو رکھے ورنہ طلاق دے دے

---

(۱) والحرة مهر مثلها الشرعي مهر مثلها الخ من قوم ابيها لا امها ان لم تكن من قومه كبنت عمه و في الخلاصة و يعتبر باخواتها و عماتها الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب في بيان مهر المثل ج ٢ ص ٤٨٧ .ط.س. ج٣ص١٣٧) ظفير (٢) وان بينوا قدر المعجل يعجل ذلك وان لم يبينوا شيئاً ينظر الى المراة والى المهر المذكور في العقد انه كم يكون المعجل لمثل هذه المراة من مثل هذا المهر فيعجل ذلك معجلا ولا يقدر بالربع ولا بالخمس وانما ينظر الى المتعارف الخ (العالمگيری كشوری باب المهر ج ٢ ص ٣٣٠ طبع ماجدية ج ص ١٣٨ باب المهر الباب السابع الفصل الحادی عشر) ظفير (٣) سورة البقرة ركوع ٢٩' ظفير

اور بعد طلاق کے مہر کے وصول کرنے کا دعویٰ عورت کر سکتی ہے اور نفقہ بقدر حالہما یعنی تین تین شوہر کے ذمہ لازم ہے اس کو وہ بذریعہ عدالت بھی لے سکتی ہے اور عورت کی طرف سے یہ چارہ جوئی کہ یا شوہر نان و نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دے دے موافق حکم شریعت کے ہے اس میں اس پر کچھ گناہ نہیں اور نفقہ اوسط درجہ کا بذمہ شوہر لازم ہوتا ہے یعنی عورت اور مرد دونوں کی حیثیت کا لحاظ ہوتا ہے' مثلاً اگر عورت غریب ہے اور شوہر غنی ہے تو متوسط درجہ کا نفقہ لازم ہوگا۔[1] فقط

مہر میں جب اشرفی ہو تو اشرفی سے کون سی اشرفی مراد ہوگی؟

(سوال ۱۲۵۶) ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور ایک سوا یک روپیہ اور ایک سوا یک اشرفی سکہ رائج الوقت مہر قرار پایا اشرفی کی قیمت مختلف رہتی ہے تو اب ہندہ کو مہر کس حساب سے دیا جائے گا؟

(الجواب) بحکم المعروف کالمشروط مہر میں وہ اشرفی مراد ہوگی جو اس وقت یعنی بوقت نکاح مروج تھی اور اگر مختلف وزن اور مختلف قیمت کی اشرفیاں اس وقت مروج تھیں تو جس اشرفی کا زیادہ رواج ہو وہ مراد ہوگی اور اگر یہ معلوم نہیں کہ اس وقت اشرفی کس قیمت کی زیادہ مروج تھی تو جو کچھ عورت کہتی ہے اور اس کا مکذب کوئی نہیں ہے تو اسی کے قول کے موافق اسی اشرفی سے حساب مہر کا کیا جاوے گا۔

شوہر مفلس ہو تو کیا عدالت مہر کم کر سکتی ہے؟

(سوال ۱۲۵۷) زید کا نکاح بتقرر مہر پانچ صد روپیہ ہمراہ مسماۃ مریم ہو کر کابین نامہ میں باضابطہ پانصد روپیہ بوقت نکاح تحریر ہوا کچھ عرصہ کے بعد فریقین میں تنازعہ ہو کر مسماۃ مریم کی طرف سے دعویٰ پانصد روپیہ زر مہر عدالت میں دائر کیا گیا عدالت ابتدائی سے باعتبار تحریر کابین نامہ دعویٰ ڈگری ہوا لیکن عدالت سیشن و چیف کورٹ سے بلا رضامندی مسماۃ مریم مدعیہ بجائے پانصد روپیہ مہر کے بتیس روپیہ چھ آنے زر مہر کو بوجہ مفلسی و ناداری مدعاعلیہ کے قائم رکھ کر باقی رقم مہر کو خارج کر دیا گیا شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) شرعاً وطیٔ کے بعد پورا مہر لازم ہو جاتا ہے' شامی میں ہے وافادان المهر وجب بنفس العقد لکن مع احتمال سقوطه بردتها الخ[2] وانما يتاكد لزوم تمامه بالوطی و نحوه[3] الخ اور اگر شوہر مفلس بھی ہو تو مہر ساقط نہیں ہوتا بلکہ مؤخر ہو جاتا ہے پس بالکل ساقط کر دینا مہر کا یا کم کر دینا خلاف حکم شرع ہے۔[4] فقط

---

(۱) فتجب النفقة للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها الخ بقدر حالهما به يفتى (درمختار) كذافى الهداية وهو قول الخصاف وفى الولوالجيه وهو الصحيح و عليه الفتوى (رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۸۸. ط.س. ج۳ ص ۵۷۱) ظفير

(۲) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴. ط.س. ج۳ ص ۱۰۲' ظفير

(۳) ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ ط.س. ج۳ ص ۱۰۲' ظفير

(۴) قال فى البدائع واذا تاكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك الا الا براء (ايضاً). ط.س. ج۳ ص ۱۰۲ ظفير

آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا؟

(سوال ۱۲۵۸) حضرت فاطمہؓ اور اکثر بنات وازواج مطہراتؓ کا مہر کیا تھا اور اس وقت سکہ رائج الوقت انگریزی سے تخمینہ کتنا ہوتا ہے؟

(الجواب) پانچ سو درہم تھا جو تقریباً سوا سو روپیہ ہوتا ہے۔[1] فقط

مہر میں آنحضرت ﷺ کی مطابقت افضل ہے یا حسب حیثیت؟

(سوال ۱۲۵۹) امیر کبیر اگر مہر میں مطابقت کرے حضرات بنات وازواج مطہرات کی تو یہ افضل اور موجب خیر وبرکت ہے یا حسب حیثیت امراء کے لئے مہر افضل اور موجب خیر وبرکت ہے؟

(الجواب) زیادہ مہر کرنا اچھا نہیں سمجھا گیا کہ وارد ہے **لاتغالوا صدقة النسآء الحديث**[2] لہذا متابعت بنات مکرمات وازواج مطہرات کی اس بارے میں افضل ہے اگرچہ جائز زیادتی بھی ہے۔[3] (اور بعض اہل علم نے موجودہ دور میں عورت کی بہی خواہی زیادتی ہی میں قرار دی ہے ظفیر)

فاحشہ عورت جو شوہر کے گھر سے بھاگ جائے مہر پائے گی یا نہیں؟

(سوال ۱۲۶۰) ایک عورت بعمر ۲۰ سالہ جس کے ماں باپ کو بخوبی علم تھا کہ یہ بد چلن ہو گئی اسی بد چلنی کی وجہ سے وہ دو ایک مرتبہ گھر سے بھی بھاگی' اس بدنامی کو مٹانے کی غرض سے اس کا نکاح ایک ناواقف شخص سے بمہر پانچ سو روپیہ کے کردیا' وہ عورت خاوند کے گھر آئی وہاں وہ چند ماہ رہی چونکہ اس کے ماموں کے ساتھ اس کا کچھ تعلق مشاہدہ ہوا' خاوند کے گھر آنے پر بھی اس کا ماموں اس کے پاس آتا جاتا رہا' خاوند نے اس وجہ سے اس کی روک ٹوک نہیں کی کہ یہ اس کا ماموں ہے حالانکہ یہ اس کا سوتیلا ماموں تھا مگر کسی کو بھی اس بات کا گمان نہ ہو سکا لہذا اس کا آنا جانا نہیں روکا گیا' اس عرصہ میں اس کی نوکری کسی دوسری جگہ کی ہو گئی تب اس عورت نے اپنا تمام زیور اور گھر میں جس قدر زیور اور تمام کپڑے وغیرہ کے لے کر آدھی رات کو وہاں سے بھاگی اور اپنے ماموں کے پاس چلی گئی راستہ میں اس کا ایک چچا بھی ملازم تھا وہاں نہیں اتری اور نہ اپنے ماں باپ کے پاس گئی بعد تجسس بسیار کے پتہ ملنے پر چند آدمی وہاں گئے تو دیکھا در اصل وہ ماموں کے پاس تھی وہاں سوائے اس کے ماموں کے اور کوئی نہ تھا' چنانچہ اس کا باپ اس کو اپنے گھر لے آیا کیا ایسی عورت مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

---

(۱) عن ابی سلمة قال سالت عائشة کم کان صداق النبی ﷺ قالت کان صداقه لا زواجه ثنتی عشرة او قية و نش قالت اتدری ما النش قلت لا قالت نصف اوقية فتلك خمس مائة درهم رواه مسلم و عن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة فی الدنيا وتقوى عند الله لكان او لكم بها نبی ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نكح شيئا من نسائه ولا انكح شيئا من بناته على اكثر من اثنتي عشرا وقية رواه احمد و الترمذی و ابوداؤد (مشكوة المصابيح باب الصداق ص ۲۷۷) پانچ سو درہم ایک سو سوا تیس تولے چاندی ہوتی ہے حضرت مفتی صاحب کے زمانہ میں اس کی قیمت سوا سو روپے ہوتی تھی ہمارے اس زمانہ میں ساڑھے چھ سو روپے سے زیادہ ہوتی ہے واللہ اعلم ظفیر

(۲) مشكوة المصابيح كتاب النكاح باب الصداق ص ۲۷۷' ظفیر

(۳) حدیث حضرت عمرؓ پہلے نقل کی جاچکی ہے' دیکھ لیں' ظفیر

(الجواب) ایسی صورت میں وہ مہر پانے کی مستحق ہے۔[1] فقط

مہر موجل جب چاہے وصول نہیں کر سکتی

(سوال ۱۲۶۱) کیا مہر موجل سے یہی مراد ہے کہ زوجہ اپنے شوہر سے بعد خلوت صحیحہ جب چاہے زر مہر وصول کر سکتی ہے اور جب تک یہ دین مہر زوجہ اپنے شوہر سے وصول نہ کرلے کیا شوہر سے علیحدہ رہ سکتی ہے؟

(الجواب) یہ حکم مہر معجّل کا ہے کہ عورت جب چاہے وصول کر سکتی ہے مہر مؤجل کا یہ حکم نہیں ہے اس کے وصول کرنے کا وقت موت یا طلاق ہے۔[2] فقط

شوہر مہر مؤجل ادا کئے بغیر رخصتی کرا سکتا ہے

(سوال ۱۲۶۲) شوہر بلا ادائے دین مہر مؤجل اپنی زوجہ کو رخصت کرا سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر مؤجل میں بیشک شوہر بدون ادائے مہر رخصت کرا سکتا ہے۔[3] فقط

لڑکی والا شادی میں خرچ کرنے کے لئے مہر سے کچھ لے سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۶۳) لڑکی والا لڑکے والے سے کچھ حصہ مہر معینہ سے بطور مہر معجّل قبل از نکاح لے سکتا ہے یا نہیں، اس وجہ سے کہ لڑکی کی شادی کے کاروبار میں یعنی ضروری اشیاء میں صرف کرے۔

(الجواب) لڑکی کے سامان کے لئے باپ کو مہر کا کچھ حصہ لیکر اس میں صرف کرنا جائز ہے کما فی ردالمحتار و فیها قبض الاب المهر وهی بالغة اولا وجهز ها او قبض مکان المهر عیناً لیس لها ان لا تجیز لان ولایة قبض المهر الی الآباء و کذا التصرف فیه الخ[4] فقط

طلاق کے بعد مہر کی ادائیگی میں لڑکی اور حمل دینا کیسا ہے

(سوال ۱۲۶٤) ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک جلسہ میں طلاق دیکر گھر سے نکال دیا اور بعوض مہر مقررہ کے اپنی ایک دختر تین سالہ اور ایک حمل سات ماہ کا دیا، دختر اور حمل کا مہر میں دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) دختر اور حمل کو مہر میں دینا ناجائز اور لغو ہے مہر پورا شوہر کے ذمہ لازم ہے، اور مہر مال سے ہوتا

---

(۱) زنا کا وبال اور گناہ اس عورت پر ہے مگر چونکہ شوہر کے پاس رہ چکی ہے اس لئے اس کا پورا مہر شوہر پر واجب الاداء ہے والمهر یتاکد باحد معان ثلثة الدخول والخلوة الصحیحة وموت احد الزوجین (عالمگیری کشوری باب المهر ج ۲ ص ۳۱٤ طبع ماجدیة ج ص ۳۰۳) ظفیر

(۲) لاخلاف لاحد ان تاجیل المهر الی غایة معلومة الخ صحیح وان کان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق اوالموت (عالمگیری کشوری باب المهر ج ۲ ص ۳۳۱ طبع ماجدیة ج ۳ ص ۸۰۳ الباب السابع الفصل الحادی عشر) ظفیر

(۳) واذا کان المهر مؤجلاً اجلا معلوما قبل الا جل لیس لها ان تمنع نفسها لتستوفی فی المهر (ایضاً ج ۲ ص ۳۳۰ ط س ج ۳ ص ۸۱۳) ظفیر

(٤) رد المحتار باب المهر قبیل باب النکاح الرقیق ج ۲ ص ۵۰۸ ط س ج ۳ ص ۱٦۱ ' ظفیر

ہے لڑکی اور حمل مہر نہیں ہو سکتا قال اللہ تعالیٰ ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین الآیۃ[۵] فقط

تنخواہ دیتے وقت شوہر نے کہا جو رقم خرچ سے بچ جاوے وہ مہر میں محسوب ہو گی کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲٦۵) زید اپنی زوجہ کو بارہ سال سے اپنی پوری تنخواہ دیتا ہے جو گھر کے خرچ سے بہت زائد ہے اور زوجہ زید نے اس میں سے ایک معتدبہ رقم پس انداز کرلی ہے' پانچ سال تک زید نے باقی ماندہ رقم کے متعلق کچھ نہیں کہا لیکن پانچ سال بعد زید نے اپنی زوجہ سے یہ کہہ دیا کہ جو رقم تمہارے نفقہ اور ایک بچہ کے نفقہ اور میرے خرچ سے زائد ہو وہ مہر میں شمار ہو گی اس صورت میں باقی ماندہ رقم مہر میں شمار ہو گی یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں باقی رقم مہر میں محسوب ہو گی لتصریح الزوج بہ اور رقم نفقہ حسب عرف متعین ہو جاوے گی۔ فقط

مہر شوہر کی جائیداد سے وصول ہو گا یا شادی کرنے والی کی ؟

(سوال ۱۲٦٦) زید بالغ ہے مگر اس کا کوئی ولی وارث نہیں ہے' ایک غیر شخص نے اس کا نکاح ایک بالغ العمر سے ایسی حالت میں کرلیا کہ زید بالکل بے حس تھا اور اس کا مرض بتدریج بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ زید کا انتقال ہو گیا زید کو خلوت صحیحہ کا موقع تک نہیں ملا زید کے انتقال کے ایک ہفتہ بعد غالباً اس کی بیوی بھی فوت ہو گئی بیوی کے وارث مہر کے مدعی ہیں کیا شرعاً یہ مہر واجب الاداء ہے اور ہندوستان میں اس کا کیا دستور ہے اور پنجاب میں کیا کیا یہ مہر اس شخص پر واجب ہے جس نے زید کا نکاح کرلیا تھا یا زید کی جائیداد سے وصول ہو گا۔

(الجواب) مہر بذمہ شوہر پورا واجب ہو گیا' زید کی جائیداد سے لیا جاوے گا اور یہ شرعی حکم عام ہے' ہندوستان اور پنجاب میں کچھ فرق نہیں ہے۔[۲] فقط

مہر معاف کرتے وقت کہا معاف کرتی ہوں لیکن اگر تمہارے لڑکوں نے جھگڑا کیا تو لے لوں گی کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲٦۷) زینب سے عبداللہ نے ایک طویل سفر کے وقت مہر معاف کردینے کی درخواست کی' زینب نے کہا کہ میں مہر معاف کرتی ہوں لیکن اگر تمہاری پہلی بیوی کے لڑکوں نے تمہارے بعد مجھ سے جھگڑا وغیرہ کیا تو میں عدالت کے ذریعہ سے ضرور اپنا مہر تمہارے ترکہ سے لوں گی ورنہ معاف کرتی ہوں تو آیا یہ

---

(۱) سورۃ النسآء : ٤

(۲) ویتاکد (المہر) عند وطؤ او خلوۃ صحت من الزوج او موت احد ھما (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المہر ج۲ ص ۵۵٤) ظفیر

دین مہر عند اللہ و عند القضاء معاف ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں عند اللہ مہر معاف ہوا نہ عند القاضی کما یصح تعلیق الابراء عن الدین بشرط محض الخ درمختار فقط

نکاح بعد مہر بڑھ سکتا ہے یا نہیں اور کیا اس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے

(سوال ۱۲۶۸) اگر بوقت نکاح زوجین بالغ ہوں اور دین مہر متعین ہو جاوے تو بعد نکاح اس مقدار معینہ دین مہر میں جو وقت نکاح قرار پایا تھا توسیع ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو حسب استدعا زوجہ یا شوہر خود بغیر استدعاء زوجہ بھی توسیع کر سکتا ہے اگر توسیع جائز ہے تو بعد نکاح کس وقت ہمہ وقت یا بعد خلوت صحیحہ؟

(الجواب) درمختار میں ہے وما فرض الخ بعد العقد الخ او زید علی ما سمی فانها تلزمه بشرط قبولها فی المجلس[1] الخ پس معلوم ہوا کہ مہر کا زیادہ کرنا بعد قبول کرنے عورت کے صحیح و معتبر ہے اور لازم ہو جاتا ہے خواہ عورت کی طلب پر ہو یا خود شوہر زیادتی کر دیوے اور بعد دخول کے ہو یا قبل دخول کے غرض یہ کہ کسی وقت ہو، لیکن وجوب اس زیادتی کا بعد دخول یا موت کے ہے اور اگر قبل دخول و خلوت طلاق ہو جاوے تو وہ زیادتی ساقط ہے اصل مہر کا نصف لازم ہو جاتا ہے۔ ھکذا فی الدرالمختار والشامی[2] فقط

تجدید نکاح کی صورت میں مہر پھر از سر نو ہو گا اور بیوی دونوں مہروں کی مستحق ہو گی

(سوال ۱۲۶۹) جب کسی کو تجدید نکاح کی ضرورت ہو تو ایجاب و قبول کے وقت مہر سابقہ کا اعادہ کیا جاوے یا از سر نو جداگانہ مہر مقرر کرنے کی ضرورت ہو گی اور اس مہر کی تقرری میں عورت کو اختیار ہو گا یا کیا اور مرد کو ہر دو مہر ادا کرنے ہوں گے یا کیا جب کہ مہر سابقہ بھی ہنوز ادا نہیں کیا ہے؟

(الجواب) نکاح جدید میں مہر جدید ہو گا اور وہ باختیار عورت ہے جو مقدار وہ کہے وہی ہو گی اور شوہر کو دونوں مہر ادا کرنے ہوں گے۔[3] فقط

بیوی نے کہا طلاق دے گا تو مہر معاف کر دوں گی شوہر نے قبول کر لیا اس نے معاف کر دیا اور شوہر نے طلاق نہیں دی تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۷۰) زوجہ زید نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو مجھ کو طلاق دے دے تو میں تمہارے مہر

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٦٣ .ط.س.ج۳ص۱۱۱ .ظفیر (۲) لا ینصف لاختصاص التنصیف بالمفروض فی العقد بالنص بل تجب المتعة فی الاول و نصف الاصل ف الثانی (درمختار) قوله لا ینصف ای بالطلاق قبل الدخول بحر قوله و نصف الاصل فی الثانی ای فیما لو زاد بعد العقد (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٦٤ .ط.س.ج۳ص۱۱۳ قبیل مطلب فی حط لمهر) ظفیر(۳) و تجب العشرة ان سماها و یجب الا کثر منها ان سمی الاکثر ویتاکد عند وطؤ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما او تزوج ثانیا (درمختار) فیما لو طلقها بائنا بعد الدخول ثم تزوجها فی العدة و جب کمال المهر الثانی بدون الخلوة والدخول (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س.ج۳ص۱۰۲) ظفیر

بخش دوں' زید راضی ہو گیا مگر عورت نے کہا کہ قسم کھاؤ' زید نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم اگر تو میرے مہر بخش دے تو میں تجھے طلاق دے دوں گا' فوراً اس کی زوجہ نے مہر بخش دیئے اور زید نے طلاق دینے سے انکار کر دیا تو کیا اس صورت میں زوجہ زید مطلقہ مغلظہ ہوئی یا نہیں اور اس کا مہر زید کو معاف ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں اگر شوہر طلاق نہ دے گا تو مہر بھی معاف نہیں ہوگا کیونکہ مہر کی معافی عورت کی طرف سے بعوض طلاق کے تھی' پس جب کہ شوہر نے طلاق نہیں دی تو مہر بھی معاف نہیں ہوا[1] (کیونکہ یہ معافی معلق تھی ظفیر)

زنا کی وجہ سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں اور زانیہ بیوی کو معاف کر دینا کیسا ہے؟

(سوال ۱۲۷۱) ایک عورت منکوحہ شوہر دار نے زنا کیا آیا وجہ زناکاری کے دین مہر ساقط ہو گیا یا بذمہ شوہر باقی رہا اگر اس عورت زانیہ کے اس خطا کو اس کا شوہر معاف کر دے تو مواخذہ قیامت اس پر رہے گا یا نہیں؟

(الجواب) زنا کی وجہ سے اس کا مہر ساقط اور باطل نہیں ہوا پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور زناکاری اللہ کا گناہ ہے توبہ کرنے سے اور استغفار کرنے سے معاف اور ساقط ہو جاتا ہے اور شوہر کی بھی خیانت اور حق تلفی ہے وہ شوہر کے معاف کرنے سے معاف ہوتی ہے لیکن شوہر کے معاف کر دینے سے اللہ کا گناہ معاف نہیں ہوا وہ توبہ سے معاف ہوتا ہے اور جب صدق دل سے اللہ سے توبہ کر لی اور وہ توبہ قبول ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے زنا کا گناہ معاف فرما دیا تو وہ معاف ہو گیا شوہر معاف کرے یا نہ کرے ہاں جو بے حرمتی اور خیانت شوہر کی ہوئی اس کا مطالبہ شوہر کی طرف سے ہو سکتا ہے اور وہ شوہر کے معاف کرنے سے ساقط ہوتا ہے اور شوہر سے بالا جمال بھی معاف کرا سکتی ہے مثلاً یہ کہے کہ جو میں نے تمہار خطاء کی ہو اور قصور کیا ہو وہ معاف کر دو' اگر وہ معاف کر دے تو جو شوہر کی حق تلفی ہوئی تھی وہ معاف ہو جاوے گی۔ فقط

حالت طلاق میں مہر کا فیصلہ کیا ہوگا؟

(سوال ۱۲۷۲) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور حسب رواج مبلغ دو ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا چند ماہ بعد نا اتفاقی ہو گئی جس کو تقریباً سات سال ہوئے اب وہ بموجب شرع فیصلہ کرنا چاہتے ہیں آیا حالت طلاق میں مہر وغیرہ کی کیا صورت ہوگی؟

(الجواب) اگر طلاق بطریق خلع ہو یعنی اس طرح کہ عورت اپنا مہر معاف کر دیوے اور شوہر طلاق دیوے تو بعد طلاق کے عورت مطالبہ مہر وغیرہ کا نہیں کر سکتی اور اگر شوہر ویسے ہی بلا عوض مہر وغیرہ کے طلاق دے دیوے تو پھر عورت اگر مدخولہ ہے اور خلوت ہو چکی ہے تو وہ پورا اپنا مہر لے سکتی ہے۔[2] فقط

---

(۱) قاعدہ ہے اذا فات الشرط فات المشروط ' ظفیر

(۲) ویتاکد المھر عند وطؤ اوخلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما الخ و یجب نصفہ بطلاق قبل وطؤ او خلوۃ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٥٦ . ط.س. ج۳ص ۱۰۲) ظفیر

جب مہر کا پتہ نہ چلے تو کیا طے کیا جائے ؟

(سوال ۱۳۷۳) ہندہ کا انتقال ہو گیا اب ہندہ کی ماں اور بھائی مسمی زید بکر عمرو وغیرہ اپنی بہن ولڑکی مسمی ہندہ کا دین مہر سو روپیہ مانگتے ہیں اور شوہر ہندہ ڈھائی سو روپیہ بتلاتا ہے مگر تحقیق کسی نہیں معلوم کہ کیا دین مہر مقرر ہوا تھا چونکہ قاضی و کیل و گواہان کا والدین دولہا دولہن کا انتقال ہو گیا صرف ہندہ کی ماں ہے اس کو بھی یہ تحقیق معلوم نہیں ہے اور شادی دولہا دولہن کی دس سال کی عمر میں ہو گئی تھی اس وقت ہندہ کے بھائیوں کی عمر ۶ سال و ۸ سال تھی بھائیوں کو بھی کچھ پتہ نہیں البتہ ہندہ کی چچازاد بہن جو ہندہ کے باپ کا پھوپھی زاد تھا اس کی لڑکی کا دین مہر کاغذ قاضی میں دو سو روپیہ کے تحریر ہے اور کوئی ہندہ کے حقیقی بہن و پھوپھی نہیں ہے کیا تعداد مقرر کی جائے گی ؟

(الجواب) اس صورت میں ہندہ کی چچازاد بہن کا جو مہر ہے وہی ہندہ کا مہر مثل ہوگا کما فی الدر المختار و مہر مثلہامہر مثلہا من قوم ابیہا [1] فقط

مہر مؤجل قبل طلاق یا موت طلب نہیں کر سکتی اور بیوی کو شوہر کے یہاں رہنا ہوگا

(سوال ۱۲۷٤) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی اور زید سے ہندہ کی لڑکی پیدا ہوئی ہندہ کی والدہ کی خواہش یہ ہے کہ اس کا داماد اس کی لڑکی کو اس کے گھر رکھے اور وہاں خرچ دے زید کہتا ہے کہ میں اپنے گھر رکھوں گا ہندہ زوج کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے ہندہ یہ عذر شرعی پیش کرتی ہے کہ اگر زید مجھ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اول میرے مہر ادا کرنے ضروری ہیں جب تک مہر ادا نہ کرے گا میں اس کے گھر نہ جاؤں گی شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا گیا شوہر یہ کہتا ہے کہ میری زوجہ کا مہر معجّل نہیں تھا رسید نکاح جو میرے پاس ہے اس میں بلا صراحت لکھا ہے اور وقت نکاح بھی معجّل کی صراحت نہیں کی گئی تھی اگر مہر معجّل ہوتا تو میں ادا کرنے کا مستحق ہوتا اور برادری میں یہ دستور ہے کہ وقت نکاح کوئی مہر نہیں دیتا اور نہ زوجہ قبل طلاق یا موت مطالبہ کرتی ہے لہذا مسماۃ ہندہ کا مہر اس وقت واجب الادا نہیں ہے اس کو مطالبہ کا کوئی حق حاصل نہیں ہے البتہ اس وقت وہ مطالبہ کر سکتی ہے کہ میں اس کو طلاق دے دوں یا میرا انتقال ہو جائے خلاف طریقہ دستور برادری اس وقت مطالبہ زوجہ ناجائز ہے اور زوجہ کو میرے ساتھ رہنے میں کوئی حق انکار حاصل نہیں ہے آیا ہندہ کو زید کے یہاں جانا چاہئیے یا نہیں اور کیا وہ قبل طلاق و موت مطالبہ کر سکتی ہے اور زوج کو شرعاً کیا کرنا چاہئیے اور زوج کا عذر شرعاً معتبر ہے یا نہیں ؟

(الجواب) زوج اس بارے میں حق پر ہے جب کہ مہر معجّل نہیں تو عورت مہر کا مطالبہ موافق عرف کے قبل طلاق یا موت کے نہیں کر سکتی عالمگیریہ میں ہے وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یصح وہذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وہو الطلاق او الموت [2] الخ

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی بیان مہر المثل ص ٤۸۷ ج ۲ ط س ج۳ ص۱۳۷ ظفیر
(۲) عالمگیری مصری کتاب النکاح فصل حادی عشر ج ۲ ص ۲۹۸ ط س ج۳ ص۳۱۸ ظفیر

اور عورت کو اس صورت میں شوہر کے گھر جانے سے انکار کا حق نہیں ہے۔ فقط

اختلاف کی صورت میں مہر کیا ہوگا؟

(سوال ۱۲۷۵) ہندہ اپنے دین مہر کی تعداد سوا لاکھ روپیہ بیان کر کے زوج کے مقابلہ میں دعویدار ہوئی زوج نے یہ جواب دیا کہ تعداد مہر مجھے یاد نہیں مگر میں بعوض دین مہر مذکور اپنی جائیداد جو تقریباً بیس ہزار کی ہے مدعیہ کی بطنی پسر کے نام کرنے کو تیار ہوں، دوران مقدمہ میں زوج کا انتقال ہو گیا اور اس کے پسر نے جو دوسری بیوی کے بطن سے ہے مقدمہ کی جواب دہی کی اور تعداد مہر ہندہ دو سو روپیہ اور پانچ اشرفی بتائی اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا؟

(الجواب) ایسی حالت میں شرعاً مہر مثل کو دیکھا جائے گا مہر مثل جس کے قول کے مطابق ہوگا اس کے موافق کیا جاوے گا۔ وقالا یقضی بمھر المثل کحال حیاۃ و به یفتی درمختار [1] فقط

مہر مؤجل کا مطالبہ طلاق یا موت سے پہلے نہیں ہو سکتا اور بیوی شوہر کے یہاں رہے!

(سوال ۱۲۷۶) زید کا نکاح ۱۵ جون ۱۹۱۶ء مسماۃ ہندہ کے ساتھ ہوا تھا شادی کے بعد ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی اور زید سے بعد شادی ہندہ کے حمل پڑ گیا اور ۱۵ اپریل ۱۹۱۷ء کو یعنی دس ماہ بعد ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی اور اب تک زندہ ہے ہندہ کی والدہ کی خواہش یہ ہے کہ اس کا داماد اس لڑکی کو اس کے گھر رکھے اور وہاں ہی خرچ دے زید کہتا ہے کہ میں اپنے گھر رکھوں گا ہندہ اپنی والدہ اور دیگر عزیزان کے بھکانے سے اپنے زوج کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے اور یہ عذر کرتی ہے کہ وہ اس کے گھر نہیں رہے گی اور نہ زوج کی ماں کے ساتھ رہنے پر رضامند ہے اب ہندہ یہ شرعی عذر پیش کرتی ہے کہ اگر زید مجھ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اول میرے مہر ادا کرنے ضروری ہیں جب تک کہ میرے مہر ادا نہ کرے گا میں اس کے گھر نہ جاؤں گی اور نہ زوج کو شرعاً بلا ادائے دین مہر مجھے میری والدہ کے یہاں سے لے جانے کا کوئی حق حاصل ہے چونکہ یہ شرعی مطالبہ زوج کا ہے اس لئے شوہر سے اس کا مطالبہ کیا گیا تو شوہر اس شرعی مطالبہ کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ میری زوجہ کا مہر معجل نہیں تھا، رسید نکاح جو میرے پاس ہے اس میں بلا صراحت لکھا ہے، یہ امر فی الواقع صحیح ہے مہر بلا صراحت ہے اور وقت نکاح بھی معجل کے صراحت نہیں کی گئی تھی اگر مہر معجل ہوتا تو میں اس وقت ادا کرنے کا مستحق ہوتا اور نکاح کے وقت بھی تصریح نہیں کی گئی تھی نیز مسماۃ کے لڑکی پیدا ہو چکی ہے اور اس کی عمر اس وقت تقریباً دو سال ہے اب اس کو اس مطالبہ کرنے کا کہ بلا ادائے مہر نہیں جا سکتی کوئی حق حاصل نہیں ہے اور برادری میں یہ دستور ہے کہ بوقت نکاح کوئی مہر نہیں دیتا اور نہ زوجہ قبل طلاق یا موت مطالبہ کرتی ہے اور زوجین میں اس طرح دینا لینا ہے لہذا مسماۃ ہندہ کے مہر اس وقت واجب الاداء نہیں ہیں نہ اب اس کو مطالبہ کا کوئی حق حاصل ہے البتہ اس وقت مطالبہ کر سکتی ہے کہ میں اس کو طلاق دے دوں یا میرا انتقال ہو جائے خلاف

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۸. ط.س.ج۳ص ۱۵۰. ظفیر

طریقہ دستور برادری اس وقت مطالبہ زوجہ ناجائز ہے اور زوجہ کو میرے ساتھ رہنے میں کوئی حق انکار حاصل نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ حسب شرع شریف ہندہ کو زید کے یہاں جانا چاہیئے یا نہیں اور کیا وہ اس صورت مذکورہ بالا میں قبل طلاق وموت مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں اور زوج کو شرعاً کیا کرنا چاہیئے اور زوج کا عذر عند الشرع معتبر ہے یا نہیں جواب معہ حوالہ کتب شرع شریف درج فرما کر عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور ہوں۔ بینوا توجروا؟

(الجواب) عقد نکاح میں مہر ایک لازمی امر ہے خواہ بوقت ایجاب وقبول زوجین میں تذکرہ مہر نہ کیا گیا ہو یا اس شرط کے ساتھ نکاح ہوا ہو کہ مہر نہ دیا جائے گا تب بھی مہر دینا لازمی ہوگا' مہر دو قسم کا ہوتا ہے ایک معجّل اور ایک مؤجل ہر ایک صورت مہر تصریح بوقت نکاح یا رواج بلاد پر موقوف ہے مہر معجّل کا مطالبہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زوجہ ہر وقت کر سکتی ہے اگرچہ پہلے اپنے نفس کو حوالہ زوج کر چکی ہو اور وہ اپنے نفس کو تسلیم سے روکنے کے لئے عدم اداء مہر معجّل کا عذر کر سکتی ہے صاحبین یعنی امام ابو یوسف وامام محمدؒ کا اس میں خلاف ہے' یہ دونوں فرماتے ہیں کہ بعد خلوۃ صحیحہ اور تسلیم نفس کے زوجہ کو مہر معجّل کی عدم اداء کی وجہ سے کف نفس کا حق حاصل نہیں رہتا' یہی قول معتبر ہے۔

مہر موجل کا مطالبہ زوجہ قبل اجل نہیں کر سکتی نہ تسلیم نفس سے منع کر سکتی ہے تیسری صورت یہ ہے کہ مہر کی کچھ تصریح نہ ہو' ایسی صورت میں کوئی حصہ مہر یعنی ثلث یا نصف وربع وخمس مقرر نہیں کیا جا سکتا بلکہ عرف اور رواج برادری کے موافق اس صورت میں حکم دلایا جائے گا اگر برادری اور عرف میں ایسی صورت میں مہروں کا کوئی جزو دلایا جاتا ہے تو اسی قدر دلایا جائے گا ورنہ نہیں صورت مسئولہ منسلکہ سائل میں یہ امر صاف ہے کہ زوجہ تسلیم نفس کر چکی ہے کیونکہ اس کی لڑکی موجود ہے' اور مہر کی کوئی تصریح نہیں ہے' تو اب عورت کو کوئی حق کف نفس کا باقی نہیں رہتا اور اس کو شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار نہ کرنا چاہئے' زوجہ کا یہ عذر کہ میں والدہ زوج کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی شرعاً قابل پذیرائی ہے وہ والدہ زوج کے ساتھ رہنے پر شرعاً مجبور نہیں کی جائے گی بلکہ زوج ہندہ اپنی زوجہ کو علیحدہ مکان میں رکھے اور وہاں دونوں رہ کر حقوق زوجین باہم ادا کریں' اس وقت عورت کا مطالبہ مہر قابل اعتبار نہیں ہے' کیونکہ سوال میں صاف الفاظ میں مہر کی تصریح نہیں ہے برادری میں یہ رواج ہے کہ قبل طلاق اور موت مہروں کا لینا دینا نہیں ہوتا زمانہ حیات زوجین میں نہ کوئی لیتا ہے نہ کوئی دیتا ہے بلکہ بعد طلاق یا موت مطالبہ لیا جاتا ہے تو اس صورت میں خلاف رواج برادری عورت کو کوئی حق مطالبہ مہر کا نہیں ہے اور نہ اس وجہ سے وہ کف نفس کر سکتی ہے ملاحظہ ہو "بہشتی زیور حصہ چہارم مطبوعہ کانپور ص ۱۹ بیان مہر" ہندوستان میں یہ دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق یا موت یعنی مر جانے کے بعد ہوتا ہے جب طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعویٰ کرتی ہے یا مرد مر گیا ہو اور کچھ مال چھوڑ گیا ہو تو اس مال میں سے لے لیتی ہے اور اگر عورت مر گئی تو اس کے وارث مہر کے دعویدار ہوتے ہیں اور جب تک میاں بی بی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتی البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کی پیشگی دینے کا دستور ہے' اتنا دینا واجب ہے ہاں

اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا البتہ مہر معجّل بوقت نکاح قرار پائیں اور رواج برادری اس کے خلاف ہو تو اس صورت میں رواج برادری بمقابلہ تصریح وقبول شوہر متروک سمجھا جائے گا اور مقبولہ زوجین کو ترجیح دی جائے گی، پس خلاصہ یہ ہے کہ زوجہ کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہئیے اب انکار کا کوئی حق حاصل نہیں مہروں کا مطالبہ وہ بعد طلاق یا موت کر سکتی ہے، شوہر کو چاہئیے کہ زوجہ کو اپنے ساتھ رکھے اور حقوق زن ادا کرتا رہے صورت مسئولہ میں شوہر کا عذر قابل قبول واعتبار ہے اور اس کا عذر عند الشرع معتبر ہے كما جاء في كتب الفقه ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص ۳۳۸

ولو دخل الزوج بها او خلا بها برضا ها فلها ان تمنع نفسها عن السفر بها حتى تستو فى جميع المهر على جواب الكتاب والمعجل فى عرف ديارنا عند ابى حنيفة وفى منع النفس بقولهما وان بينوا قدر المعجل يعجل ذلك وان لم يبينوا شيئا ينظر الى المراة والى المهر المذكور فى العقد انه كم يكون المعجل مثل هذا المراة من مثل هذا العصر فيجعل ذلك معجلا ولا يقدر بالربع ولا بالخمس وانما ينظر الى المتعارف وان شرطوا فى العقد تعجيل كل المهر يجعل الكل معجلاً و يترك العرف كذافى فتاوى قاضى خان بحر الرائق جلد ثالث مصرى ص ۱۹۰ بحث كف نفس فى الفتيا يعنى بعد الدخول لا تمنع نفسها ولو منعت لا نفقة لها زيلعى جلد ثانى مصرى ص ۱۵۵ قال ابو يوسف و محمد اذا دخل بها برضا ها او خلابها ليس لها ان تمنع نفسها و ترتب عليه استحقاق النفقة لهما ان المعقود عليه قد صار سلما اليه بالوطاة او بالخلوة ولهذا يتاكد جميع المهر فلم يبق لها حق الحبس كالبائع اذا سلم المبيع بخلاف ما اذا كانت مكرهة الخ مجمع الانهر جلد اول مصر ى ص ۳۵۸ وللمرأة منع نفسها من الوطئ والسفر يو فيهما قدر ما بين تعجيله من مهر ها كلاً او بعضاً ولها السفر والخروج من المنزل ايضاً ولها النفقة لو منعت نفسها كذلك وهذا قبل الدخول وكذا بعده عند الامام لان المهر مقابل لجميع الوطات الموجودة فى الملك فاذا سلمت بعض المعقود عليه لا يسقط حقها فى حبس الباقى كما سلم البائع بعض المبيع خلافاً لهما فيما كان الدخول برضا ها وفى الايضاح انه قول الامام اولى لان التسليم المعقود عليه يحصل بالوطاة الاولى فيسقط حق امتناعها كما يسقط حق البائع فى حبس الجميع بعد تسليمه قيد برضاها لا نها مكرهة فلها المنع اتفاقاً فتاوىٰ قاضى خان برحاشيه فتاوىٰ عالمگيرى ص ۳۵۲ بحث حبس نفس اذا زوجت المرة ولها مهر معلوم كان لهاان تحبس نفسها لا ستيفاء المهر وان كان من موضع يعجل البعض ويترك الباقى فى الذمة اى وقت الطلاق اوالموت كما هو عرف ديارنا كان لها ان تحبس نفسها لا ستيفاء المعجل وهو الذى يقال فى الفارسية دست پيمان و ليس لها ان تطالبه كل المهر فان بينوا قدر المعجل يعجل ذلك وان لم يبينوا شيئاً ينظر الى المرء ة والى المهر المذكور فى العقد انه كم يكون المعجل لمثل هده المرأة مثل هذا المهر فيجعل ذلك معجلاً ولا يقدر ذلك بالربع ولا بالخمس وانما ينظر الى المتعارف

لان الثابت عرفاً کالثابت شرطاً وان شرطوا فی العقد تعجیل کل المهر یجعل الکل معجلاً و یترك العرف شامی جلد ثانی مصری ص ۳٦۸ بحث منع نفس زوجه اواخذ قدر ما یعجل لمثلها عرفاً ای ان لم یبین تعجیله او تعجیل بعضه فلها المنع لاخذ ما یعجل لها منه عرفا وفی الصیرفیه الفتوی علی اعتبار عرف بلدهما من غیر اعتبار الثلث اذا النصف ، الخانیة یعتبر التعارف لان الثابت عرفاً کا لثابت شرطاً بتبین الحقائق جلد ثانی مصری ص ۱۵۵ بحث منع نفس اعلم ان المهر مذکور منها ما تعورف تعجیله حتی لا یکون لها ا ن التجسس نفسها فیما تعورف تاجیله الی المیسرة اوالموت اوالطلاق ولو کان حالاً لان المتعارف کالمشروط وذلك یختلف باختلاف البلد ان والا زمان والا شخاص هذا اذا لم ینصا علی التعجیل اوالتاجیل اما اذا نصا علی تعجیل المهر اوتا جیله فهو علی ماشرطا حتی کان لها ان تحبس نفسها الی ان تستوفی کله فیما اذا شرط تعجیل کله و لیس لها ان تحبس نفسها فیما اذا کان کله مؤجلاً لان التصریح اقوی من الدلالة فکان اولیٰ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

الجواب صحیح عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند یکم رجب ۱۳۳۷ھ

بد چلنی کی وجہ سے طلاق میں بھی مہر واجب ہے

(سوال ۱۲۷۷) جو عورت بد چلن ہو اور بد چلنی کی وجہ سے اس کا خاوند طلاق دے دیوے تو مہر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر طلاق بعد دخول یا خلوت کے دی گئی تو پورا مہر شوہر کے ذمہ ادا کرنا لازم[1] ہے شوہر کی طرف سے جو کچھ شادی میں خرچ ہوا وہ مہر میں نہیں شمار ہوگا اور جو زیور عورت کو دیا گیا اس میں اگر نیت مہر میں دینے کی کی گئی اور عورت کی ملک کر دیا گیا، وہ البتہ مہر میں شامل ہوگا۔ فقط

جو روپیہ نکاح کے نام پر لیا گیا وہ رشوت ہے مہر میں محسوب نہیں ہوگا

(سوال ۱۲۷۸) ایک شخص نے ایک عورت سے اس کے باپ کو کچھ روپیہ دیکر اپنے لڑکے کا نکاح کیا کچھ روز بعد عورت کا شوہر مر گیا پھر اس کے شوہر متوفی کے باپ نے دوسرے شخص سے وہ روپیہ واپس لیکر اس عورت کا نکاح کرا دیا، ایسی صورت میں وہ روپیہ جو شوہر ثانی کی طرف سے دیا گیا اس کے مہر میں محسوب ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) وہ روپیہ رشوت ہے شوہر کے باپ کو وہ روپیہ لینا درست نہیں ہے واپس کرنا چاہئے اور مہر میں وہ روپیہ بدون تصریح اس کے کہ یہ روپیہ مہر کا ہے محسوب نہیں ہو سکتا ہے۔ فقط

---

(۱) والمهر یتاکد باحد معان ثلثة الدخول والخلوة و موت احد الزوجین (عالمگیری کشوری کتاب النکاح باب المهر فصل ثانی ج ۲ ص ۳۱٤ .ط.س. ج۳ص۳۰۳) ظفیر

شوہر قبل خلوت مر جائے تو مہر کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۷۹) ایک لڑکی بالغہ کا نکاح ہوا مگر قبل خلوۃ صحیحہ اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ایسی حالت میں اس کے لئے عدت دس دن چار ماہ واجب ہے یا نہیں اگر اس نے قبل دس دن چار ماہ کے نکاح ثانی کر لیا تو نکاح جائز ہوا یا نہیں دین مہر پورا واجب ہے یا نہ ؟

(الجواب) مہر کل واجب ہے کیونکہ شوہر کے مرنے کی صورت میں زوجہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ پورا مہر شوہر کے ترکہ سے دلوایا جاوے گا۔ [1] فقط

مہر معجّل میں جب شوہر مفلس ہو تو کیا ہو گا

(سوال ۱۲۸۰) میری زوجہ کو اس کے والدین نے ورغلا کر اپنے گھر روک لیا ہے اور میرے اوپر مہر کا دعویٰ عدالت میں کرا دیا ہے اور بوقت نکاح کے میرے سے ایک اسٹامپ اور قاضی کے رجسٹر پر ایک ہزار کا مہر معجّل درج کرا لیا تھا اور میں ایک نوکری پیشہ آدمی ہوں کوئی کافی جائیداد میرے پاس موجود نہیں ہے کہ میں مہر معجّل ادا کروں، عرصہ ڈیڑھ سال سے بیکار ہوں فاقہ کشی پر نوبت آ گئی ہے اس صورت میں کیا حکم ہے کچھ کمی مہر میں ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں پورا مہر شوہر کے ذمہ واجب الاداء ہے اور مہر معجّل کا مطالبہ عورت ہر وقت کر سکتی ہے [2] باقی مفلسی کی وجہ سے وہی احکام جاری ہوں گے جو مدیون مفلس کے لئے ہوتے ہیں یعنی بعد اس کے کہ حکام کو اس کا مفلس ہو جانا محقق ہو جاوے تو اسکو مہلت دی جاوے گی یا کوئی قسط ادا کے لئے حسب استطاعت شوہر معین ہو گی۔ فقط

عورت سے مہر کے متعلق نہیں پوچھا اور شرع محمدی پر نکاح کر دیا گیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۸۱) نکاح پڑھتے وقت عورت سے اجازت لیکر نکاح پڑھایا گیا لیکن دین مہر کی اجازت لینا عورت سے بھول گئے بلکہ خاوند سے دریافت کیا اس نے شرع محمدی مہر کی اجازت دی اس صورت میں نکاح صحیح ہوا یا نہ اور مہر کے متعلق کیا حکم ہے ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا اور مہر کے جس مقدار پر عورت راضی ہو وہ درست ہے اگر عورت اسی مہر پر راضی ہے جو شوہر نے کہا تو وہی صحیح ہے ورنہ جو کچھ عورت کہے اور مرد اس کو قبول کر لیوے وہی مقدار مہر کی لازم ہو گی۔ [3] فقط

---

(۱) ویتاکد (ای المھر) عند وطؤ او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٥ ٤ .ط.س. ج۳ص۱۰۲) ظفیر

(۲) ولھا منعہ من الوطؤ و دواعیہ و السفر بھا ولو بعد وطؤ ، خلوۃ رضیتھا الخ لاخذ ما بین تعجیلہ من المھر کلہ او بعضہ اواخذ قدر ما یعجل لمثلھا عرفاً (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب مھر ج ۲ ص ٤٩٢ .ط.س. ج۳ص۱٤۳ مطلب فی منع الزوجۃ نفسھا لقبض المھر) ظفیر (۳) ویصح النکاح وان لم یسم فیہ مھر الخ ثم المھر واجب شرعاً ابانۃ لشرف المحل (ھدایہ) والمھر ھو المال یجب فی عقد النکاح علی الزوج فی مقابلۃ منافع البضع (عنایہ علی ھامش فتح القدیر باب المھر ج ۳ ص ۲۰٤ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ج۳ص۲۰٤) ظفیر

جو مکان مہر میں لکھ دیا وہ عورت بیچ سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۸۲) زلفو نے اپنے لڑکے محمد حسین کا نکاح حسین بخش کی لڑکی سے کیا اور حسین بخش نے اپنی لڑکی کا مہر دو سو روپیہ مقرر کیا اور زلفو نے اپنے لڑکے محمد حسین کے مہر کے عوض میں اپنی جائیداد میں سے ایک مکان مہر کے عوض میں لڑکے کی بیوی کے نام لکھ دیا' یہ درست ہے یا نہیں اور زلفو اس مکان کو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ مکان حسین بخش کی دختر کا ہو گیا' مسمی زلفو کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہے۔[1] فقط

مہر کا مطالبہ شوہر کے بعد اس کے باپ سے کیسا ہے؟

(سوال ۱۲۸۳) زید بالغ کا نکاح بولایت والد ہندہ کے ساتھ ہوا' زید و ہندہ ہر دو کا کفیل زید کا والد رہا اب زید کا انتقال ہو گیا کوئی جائیداد نہیں چھوڑی' ہندہ مہر اپنا زید کے والد سے شرعاً وصول کرنے کی مجاز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر ہندہ کا بذمہ اس کے شوہر زید کے تھا زید کے والد سے بدون اس کے ضامن ہونے کے ہندہ مطالبہ مہر کا نہیں کر سکتی۔[2] فقط

اولاد ہونے سے مہر میں کمی تو نہیں ہوئی

(سوال ۱۲۸٤) ایک شخص کی زوجہ بارہ سال سے اپنے والدین کے یہاں ہے اس بیوی سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے شوہر نے ہر چند لانے کی کوشش کی مگر سسرال والوں نے انکار کیا شوہر نے دوسری شادی کر لی سسرال والوں نے مہر و نان نفقہ کی بابت نالش کر دی ہے آیا اولاد ہونے سے عورت کے مہر میں کچھ کمی ہو جاتی ہے اور جب کہ مہر دیا جائے گا تو نان نفقہ بھی دیا جائے گا یا نہیں اور دونوں اولاد والدہ کی ہمراہ ہے اور شوہر کہتا ہے کہ مہر تو میں دوں گا مگر میرے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے میرا ارادہ ہے کہ میں قسط سے مہر ادا کروں یہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اولاد کے ہونے سے مہر میں کمی نہیں ہوئی مہر پورا بذمہ شوہر اس صورت میں لازم ہے[3] لیکن چونکہ عورت کو اس کے والدین بے وجہ شوہر کے گھر نہیں بھیجتے اس لئے نفقہ عورت کا بذمہ شوہر کے اس صورت میں لازم نہیں ہے۔[4] اور اولاد کا نفقہ بیشک لازم ہے[5] اور مہر کے مطالبہ کا حق عورت کو یا اس کے

---

(۱) اس لئے کہ مہر عورت کا حق ہے اور وہی اس کی مالک ہے ثم المهر وجب شرعاً ابانة لشرف المحل (هدايه) ظفير

(۲) وصح ضمان الولي مهرها الخ و تطلب ايا شاءت من زوجها البالغ او الولي الضامن فان اوى رجع على الزوج ان امر كما هو حكم الكفالة درمختار) لانه لا يطالب بلاضمان (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤۹۰ و ج ۲ ص ٤۹۱ ط.س. ج۳ ص ۱٤۰ مطلب في ضمان الولي المهر) ظفير

(۳) ومن سمى مهر اعشرة فما زاد فعليه المسمى ان دخل بها او مات عنها لانه بالدخول يتحقق تسليم المبدل و به تاكد البدل (هدايه باب المهر ج۲) ظفير

(٤) فاما اذا امتنعت عن الانتقال الخ واما اذا كان الامتناع بغير حق الخ فلا نفقة لها وان نشزت فلا نفقة لها حتى تعود الى منزله والناشزة هي الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه (عالمگیری مصری باب في النفقات ج ۲ ص ٤۸۵ ط ماجدية ج ۱ ص ٥٤٥ الفصل الاول نفقة الزوجة) ظفير

(٥) نفقة الاولاد الصغار على الاب لايشاركه فيها احد (ايضاً فصل نفقة الاولاد ج ۲ ص ٤۹٦ ج ۱ ص ٥٦۰) ظفير

ورثہ کو جب کہ مہر مؤجل ہو بعد طلاق کے یا موت کے ہے کذافی الدرالمختار والشامی وغیرھما [1] اور بعد وجوب کے مہر اگر فی الحال کل ادا نہ ہو سکے تو برضاء زوجہ اور اس کے ورثہ کے قسط وار ادا ہو سکتا ہے لیکن ابھی تو شوہر مہر کے دینے میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مہر مؤجل ہے اور میں نے طلاق نہیں دی تو ابھی مہر کا مطالبہ میرے ذمہ نہیں ہو سکتا ہے اور اگر شوہر کو یہ عذر کرنا نہیں ہے اور فی الحال ادا کرتا ہے تو قسط مقرر کر دیوے۔ فقط

فارغ خطی قبول کرنے والی شوہر سے مہر لے سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۸۵) زوجین میں بہت زیادہ ناموافقت تھی ایک روز چند اشخاص کو جمع کر کے ان کے روبرو عورت کو فارغ خطی دی اور عورت نے بھی قبول کر لی اور دوسرا شوہر کر لیا اب پہلے شوہر سے مہر لے سکتی ہے یا نہیں حالانکہ پہلے شوہر نے ایک دفعہ بھی جماع نہیں کیا؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار و یسقط الخلع والمبارأة کل حق لکل منھا علی الآخر مما یتعلق بذلک النکاح قوله کل حق' شمل المهر والنفقة والمفروضة و الماضیة والکسوة کذلک [2] الخ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں بعد فارغ خطی کے مہر بذمہ شوہر لازم نہیں رہا اور دعویٰ عورت کا دربارہ مہر وغیرہ شوہر اول پر باطل ہے۔

مقدار مہر پر بحث اور اس کا فیصلہ

(سوال ۱۲۸۶) اس طرف یورپ میں عام طور سے امیر غریب سب کا مہر چالیس ہزار مقرر کرتے ہیں اور جو مہر ازواج مطہرات اور حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کا ہے اس کو ذلت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں زید جو کہ عربی خواں طالب علم ہے اس کی نسبت پھوپھی زاد ہمشیرہ سے ہوئی ہے اب نکاح کی تجویز ہے اور لڑکی کے والدین چالیس ہزار سے کم پر کسی طرح راضی نہیں زید کہتا ہے کہ مہر مروجہ کے ساتھ نکاح کرنے میں شریعت مجھ کو عاصی ٹھہراتی ہے اس واسطے کہ اول تو شریعت نے اس شخص کو جو ادائیگی مہر کی نیت نہ رکھے حکماً زانی قرار دیا ہے چنانچہ ابن حجر مکیؒ زواجر عن اقتراف الکبائر میں لکھتے ہیں السابعة والستون بعد المائتین ان یتزوج امرة وفی عزمه انها لا یوفیها صداقها لو طابته اخرج الطبرانی بسند رجاله ثقات انه ﷺ قال ایما رجل تزوج امرأة علی ما قل من المهر او کثر لیس فی نفسه ان یودی الیها حقها فمات ولم یود الیها حقها لقی الله یو مالقیامة وهوزان انتهی [3] اور میں حیثیت موجودہ کے اعتبار سے تقریباً آٹھ دس ہزار سے زائد کا متحمل نہیں اگر میں چالیس ہزار پر راضی ہو جاؤں تو ظاہر ہے کہ میری صحیح نیت ادائیگی کی نہیں ہے و رچالیس ہزار مہر مقرر کرنا در اصل جائز تھا تو اب اس کو لازم اور مثل واجب کے سمجھنا اور سنت کی تحقیر کرنا

---

(۱) الا التاجیل لطلاق او موت (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۳. ط.س. ج۳ص ۱۴۴)
(۲) دیکھیے رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۷ ' ۷۷۸. ط.س. ج۳ ص ۴۵۱ مطلب حاصل مسائل الخلع والمبارأة علی اربعة وعشرین وجها) ظفیر
(۳) الزواجر عن اقتراف الکبائر ' ظفیر

سخت مذموم ہے' ایسی حالت میں حکم شرعی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدور مسنون سے مہر میں زیادتی نہ کی جاوے او راگر اس وقت کسی قدر زیادہ بھی ہو جو قلب پر گراں نہ ہو تو یہ بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے تاکہ رفتہ رفتہ عمل بالسنۃ کی نوبت آئے شرعاً جو حکم ہو تحریر کیجئے۔ ؟

(الجواب) اس میں شک نہیں ہے کہ مہر کا کم ہونا بہتر ہے اور حیثیت سے زیادہ ہونا تو کسی طرح مناسب نہیں ہے حضرت عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں الا لا تعالوا صدقة النسآء فانها لو كانت مكرمة فى الدنيا و تقوىٰ عند الله لكان اولىٰ كم بها نبى الله ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نكح شيئاً من نسائه ولا انكح من بناته على اكثر من اثنتى عشرة او قية [1] اس روایت سے بنات وازواج مطہرات آنحضرت ﷺ کا مہر بارہ اوقیہ ۴۸۰ درہم ہونا معلوم ہوا حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں ساڑھے بارہ اوقیہ وارد ہیں جس کے پانچ سو درہم ہوتے ہیں اور یہ باعتبار اکثر ازواج کے ہے کیونکہ حضرت ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ ﷺ کا مہر چار ہزار درہم تھا حضرت ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ اگر یہ شبہہ کیا جاوے کہ حضرت عمرؓ کا مہر کی مقدار زیادہ بڑھانے سے منع فرمانا آیت کریمہ و اتيتم احدهن قنطارا [2] کے منافی معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیت سے بہت بڑا خزانہ بھی مہر میں مقرر کرنا جائز معلوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیت سے جواز مہر کی زیادتی کا معلوم ہوتا ہے اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو یہاں تک کہ خزانہ ہو' اور حضرت عمرؓ کے ارشاد سے فضیلت کمی مہر کی معلوم ہوتی ہے پس کچھ تعارض نہ رہا کیونکہ حاصل یہ ہوا کہ اگرچہ مقدار کثیر مہر کی مقرر کرنا جائز اور درست ہے لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ مقدار مہر کی کم ہو بس یہی جواب صورت مسئولہ میں ہے کہ چالیس ہزار روپیہ یا اس سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے اگرچہ حیثیت شوہر اس قدر نہ ہو اور ادا کرنا دشوار معلوم ہو اور نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن افضل اور بہتر اور موافق سنت کے یہ ہے کہ مہر کی مقدار کم ہو اور حیثیت سے زیادہ تو کسی طرح نہ ہو۔

باقی زید کا یہ خیال کہ مہر مروجہ کے ساتھ نکاح کرنے میں شریعت مجھ کو عاصی اور مرتکب حرام ٹھہراتی ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ فقہاء حنفیہ یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر نکاح کے وقت مہر کی نفی بھی کردے کہ میں مہر نہ دوں گا تب بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور مہر مثل لازم ہوتا ہے اور مہر مثل وہی ہے جو اس خاندان میں مروج ہو' پس اگر نیت نہ دینے کی ہو تو بدرجہ اولیٰ نکاح صحیح ہو جاوے گا [3] اور روایت جو زواجر سے منقول ہے اس میں لفظ حقہا کا ہے جو جملہ حقوق کو شامل ہے یہاں تک معاشرت اور نفقہ وغیرہ کو بھی' پس جس شخص کی نیت نکاح میں یہ ہو کہ میں کوئی حق زوجہ کا ادا نہ کروں گا نہ مہر دوں گا نہ نفقہ نہ مسکن نہ لباس نہ صحبت وغیرہ تو اس کے عاصی عند اللہ ہونے میں کیا شبہ ہے اور واضح ہو کہ نیت ادا اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ اگر ہو سکا ادا کروں گا ورنہ معاف کرالوں گا تو اس صورت میں لاکھوں روپیہ بھی مہر مقرر ہو تو گنجائش نکل سکتی

(۱) مشکوٰۃ عن احمد و الترمذی وغیرهما' باب الصداق ص ۲۷۷' ظفیر

(۲) سورۃ النساء : ۳' ظفیر

(۳) وكذا يجب المهر المثل فيما اذا لم يسم مهر او نفى' ان وطى الزوج اومات عنها(درمختار) قوله اونفى بان تزوجها على ان لا مهر لها (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۰ ط.س. ج۳ص۱۰۸/ ۱۰۹) ظفير

ہے بہر حال حاصل یہ ہے کہ زیادتی مہر کے جواز میں تو کلام نہیں ہے اور نہ نکاح کے منعقد ہونے میں کلام ہے اور قبول کرنا زیادہ مقدار مہر کا سبب معصیت بھی نہیں ہے البتہ کمی کرنا مہر کا بہت ثواب اور فضیلت رکھتا ہے اور جملہ اقوام شرفا و غیر شرفا کو اس رسم زیادتی مہر کو جو کہ درجہ مغالاۃ میں ہے ترک کرنا چاہئے اور کمی مہر کا رواج دینا چاہئے۔

لاولد عورت کے مہر کے وارث اس کی ماں بہن ہیں یا نہیں اور ان کے معاف کرنے سے معاف ہو گا یا نہیں؟

(سوال ۱۲۸۷) میری اہلیہ کا لاولد انتقال ہو گیا والدین اور بہن بھائی موجود ہیں اگر مرحومہ کے والدین اپنا ترکہ مہر بطیب خاطر معاف کر دیں تو میں دین سے سبکدوش ہو سکتا ہوں یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں مرحومہ کے بہن بھائی وارث نہیں ہیں والدین اور شوہر وارث ہیں، پس والدین اگر اپنا حصہ مہر بحق شوہر معاف کر دیں تو شوہر بری الذمہ ہو جاوے گا۔ فقط

معافی صراحتاً ہونی چاہئے

(سوال ۱۲۸۸) مرحومہ کا ترکہ مہر یا زیور و ظروف ثیاب وغیرہ کے اس کی والدین سے معافی کے لئے کنایۃً مثلاً مطالبہ نہ کرنا یا تصرف میں دخیل نہ ہونا کافی ہے یا صراحتاً الفاظ معافی شرط ہیں؟

(الجواب) مطالبہ نہ کرنا یا دخیل نہ ہونا کافی نہیں ہے، صراحتاً معافی کے الفاظ کہنا ضروری ہے۔ فقط

مرزائی شوہر سے فسخ نکاح کے بعد عدت و مہر کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۸۹) ہندہ اور خالدہ نے اپنے اپنے شوہروں سے جو مرزائی تھے فسخ نکاح کر لیا اس وجہ سے کہ وہ کافر اور مرتد ہیں کیا فی الواقع علماء کا ایسا فتویٰ ہے اور مہر و عدت و وراثت کے متعلق کیا حکم ہے؟

(الجواب) فی الواقع مرزائیوں کے بارے میں ایسا ہی فتویٰ ہے ان کا کافر و مرتد ہونا متفق علیہ ہو گیا ہے لہٰذا کوئی عورت سنیہ مسلمہ ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتی علیحدگی ضروری ہے اور مہر و عدت لازم ہے اور وراثت ثابت نہ ہو گی۔[1] فقط

شوہر پاگل ہو تو مہر کا مطالبہ کس سے ہو اور کب؟

(سوال ۱۲۹۰) ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا رخصتی سے پہلے وہ شخص پاگل ہو گیا اور گھر سے نکل

---

(۱) ویجب مہر المثل فی نکاح فاسد الخ و یثبت لکل واحد منہما فسخ دخل بہا اولا و تجب العدۃ بعد الوطؤ الخ من وقت التفریق الخ و یثبت النسب (درمختار) قولہ و یثبت النسب اما الارث فلا یثبت فیہ (رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۸۱، ۴۹۴. ط.س. ج۳ص ۱۳۱ تا ۱۳۴) ظفیر

گیا جس کو نکلے ہوئے تقریباً چھ سال گزر چکے اب تک کچھ پتہ اس کی موت وحیات کا معلوم نہیں لڑکی کے والدین مہر طلب کرتے ہیں اس صورت میں لڑکے کے ورثہ کے ذمہ مہر واجب ہے تو کس قدر نیز لڑکی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر مؤجل کا حکم شرعاً یہ ہے کہ بعد طلاق یا موت احد الزوجین اس کا مطالبہ عورت یا اس کے ورثہ کر سکتے ہیں پس اس صورت میں کہ زوج مفقود الخبر ہے جب تک اس کی موت کا حکم نہ کیا جاوے اس وقت تک عورت اس کے والدین مطالبہ دین مہر کا نہیں کر سکتے اور مہر اس صورت میں پورا بذمہ شوہر لازم ہے اور اس کی زوجہ چار سال کے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ پوری کر کے نکاح ثانی کر سکتی ہے جیسا کہ امام مالکؒ کا مذہب ہے کیونکہ دربارہ نکاح حنفیہ نے بھی امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے اور میراث پر فتویٰ نہیں ہے اس میں نوے برس کی عمر یا موت اقران وغیرہ پر فتویٰ دیا ہے یا مفوض الی رای الحاکم ہے کما فی الشامی قوله خلافا لمالك فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین وهو مذهب الشافعی القدیم واما المیراث فمذهبهما کمذهبنا فی التقدیر بتسعین سنةً او الرجوع الی رای الحاکم.[1] فقط

جو بیوی قابل مجامعت نہ ہو اس کا مہر لازم ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۹۱) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا اور زید ہندہ کے پاس بغرض صحبت تین شب متواتر گیا، معلوم ہوا کہ ہندہ قابل مجامعت نہیں ہے، عضو مخصوص میں برائے نام سوراخ ہے پیشاب بھی بمشکل تمام ہوتا ہے اب زید کہتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں گا ہندہ اپنا مہر مانگتی ہے اس صورت میں زید کو پورا مہر دینا ہوگا یا نصف اس پر ایک شخص مولوی نور محمد نے پورے مہر کا حکم اور فتویٰ لکھا ہے جس پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے جواب ذیل تحریر فرمایا ہے۔

(الجواب) اقول وبیدہ ازمۃ التحقیق صورت مسئولہ میں پورا مہر کسی طرح واجب نہیں کیونکہ فقہا نے تصریح کی ہے کہ رتق کی صورت میں خلوۃ صحیحہ متحقق نہیں ہوتی اور رتق کی تفسیر جو فقہا نے کی ہے اس کے نیچے صورت مسئولہ بھی داخل ہو جاتی ہے کما فی الدرالمختار من الحسی رتق بفتحتین التلاحم و قرن بالسکون عظم الخ وفی الشامی قوله عظم فی البحر عن المغرب القرن فی الفرج مانع یمنع من سلوك الذکر فیه[2] الخ ص ۳۴۷ ج ۲ اور بحر الجواہر میں رتق کے یہ معنی لکھے ہیں رتق بالفتح ضد الفتق من باب نصر باندھنا رتقاء زنیکه باوی دخول نتواں کرده فی المغرب امراة رتقاء اذا لم یکن لها خرق الا المبال ه وه عورت جس کے ساتھ دخول نہ کر سکے اور اس کی صرف پیشاب کا روزن ہی ہو (ص ۱۱۴) اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ عورت مذکورہ پر عند الفقہاء وکذا عند الاطباء رتقا ہونا صادق آئے گا

---

(۱) رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۶ مطلب فی الافتاء بمذهب امام مالك فی زوجة المفقود. ط.س. ج ۴ ص ۲۹۵، ظفیر (۲) رد المحتار باب المهر ص ۴۶۵ ج ۲ مطلب فی احکام الخلوة. ط.س. ج۳ ص ۱۱۴. ظفیر

لہذا رتقا کے ساتھ خلوت کا جو حکم ہے وہی اس عورت کی خلوت کا بھی حکم ہوگا یعنی نکاح کو منعقد تسلیم کیا جائے گا اور اگر خلوت کے بعد زوج طلاق دیکر اس کو جدا کرنا چاہے گا تو نصف مہر دینا پڑے گا کما فی الهدایه وان کان احدهما مریضاً او صائماً فی رمضان او محرماً بحج فرض او نقل او بعمرة او کانت حائضاً فلیست الخلوة صحیحة حتی لو طلقها کان لها نصف المهر ج ۲ ص ۳۰۶ خلاصہ یہ کہ رتق و قرن کے ہوتے ہوئے خلوۃ غیر صحیح کو فقہاء نے تسلیم کرلیا ہے اور خلوۃ فاسدہ غیر صحیحہ کے بعد بصورت طلاق نصف مہر واجب ہوجاتا ہے لہذا صورت مسئولہ میں عورت مذکورہ بھی بصورت طلاق نصف مہر کی مستحق ہے اور مجبوب کے مسئلہ کے ساتھ اس مسئلہ کو کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ مجبوب کی صورت میں خلوۃ کو فقہاء نے فاسد نہیں مانا بلکہ اس کو خلوۃ صحیحہ تسلیم کرتے ہیں۔ فان هذا من ذاك فقط

لڑکی کے مرنے کے بعد باپ مہر کا دعویٰ کر سکتا ہے

(سوال ۱۲۹۲) باپ لڑکی کے مرنے کے بعد دعویٰ مہر کا کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بقدر اپنے حصہ کے باپ مہر کا دعویٰ شوہر سے کر سکتا ہے اسی طرح شوہر اپنا حصہ عورت کے ترکہ سے لے سکتا ہے۔

بیوی کی ہر چیز میں شوہر کا جو حصہ ہے وہ وضع ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۹۳) جب کہ زید شوہر نے نفقہ اور سکنی ہمیشہ اپنے ذمہ رکھا اور نیز جو چیز یا سن وغیرہ مسماۃ کے باپ کے گھر کی تھی یا کوئی جائیداد کہ جس کا مالک بعد وفات مسماۃ کے نصف کا زید ہوا اس کی بھی قیمت لگائی درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) شوہر اپنے نصف حصہ کا حساب کر کے مہر کے معاوضہ میں اس کو لگا سکتا ہے مثلاً عورت کا باپ اپنے حصہ کا مہر لینا چاہتا ہے اور شوہر کا حق اس ترکہ عورت میں ہے جو کہ باپ کے قبضہ میں ہے تو اس کا حساب کر کے جس کا جو کچھ لینا دینا باقی ہے اس کے موافق عملدر آمد ہوگا۔ فقط

مہر میں اختلاف پڑ جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۹۴) اگر مہر میں اختلاف ہو خاوند کہتا ہے کہ مہر مثلاً ایک ہزار ہے اور وارث زوجہ کے مہر پانچ ہزار بتاتے ہیں اور خاندان میں مہر مختلف ہو تو کس کا قول معتبر ہوگا۔؟

(الجواب) اگر گواہ کسی کے پاس موجود ہوں تو اس کے موافق عمل کیا جاوے گا اور اگر گواہ کسی کے پاس نہیں ہیں تو جس کا قول موافق مہر مثل کی ہو اس کے موافق عمل کیا جاوے گا [1] اور مہر مثل وہ ہوتا ہے جو اس

---

(۱) وان اختلفا فی قدره حال قیام النکاح فالقول لمن شهد له مهر المثل بیمینه وای اقام بینة قبلت سواء شهد مهر المثل له اولها اولا وان اقاما البینة فبینتها مقدمة ان شهد مهر المثل له و بینته مقدمة ان شهد مهر (جاری ہے)

عورت کے باپ کے خاندان میں مروج ہو اور در مختار میں خلاصہ سے منقول ہے کہ اس کی بہنوں اور پھوپھیوں کے مہر کا اعتبار ہوگا والحرۃ مهر مثلها الشرعي مهر مثلها اللغوی ای مهر امراۃ تماثلها من قوم ابيها الخ [1] فقط

مہر جو رسمی طور پر مقرر ہوتا ہے وہ لازم ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۹۵) مہر معجّل ہندوستان میں محض رسمی طور سے مقرر کیا جاتا ہے نہ کہ مرد کی نیت دینے کی ہوتی ہے اور نہ عورت کے لینے کی نیت ہوتی ہے اس صورت میں مہر لازم ہوتا ہے یا نہیں اور آنحضرت ﷺ کے وقت میں کسی وارث نے دعویٰ مہر کا کیا ہے یا نہیں؟

(الجواب) عرب میں دستور اکثر اپنی حیات میں مہر کے ادا کر دینے کا تھا اور مہر کی مقدار آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اس قدر نہ ہوتی تھی جس کا تحمل شوہر کو نہ ہو یا ادا دشوار ہو بہر حال مسئلہ شرعی یہ ہے کہ جو مقدار مہر کی مقرر ہو جاوے وہ شوہر پر لازم ہو جاتی ہے دینے کی نیت ہونا یا نہ ہونا اس پر کچھ اثر نہیں کرتا۔ [2] فقط

جس نے غلط تعریف کر کے شادی کرائی اس سے مہر وصول کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۹۶) زید نے بکر کو اشتعال دیا کہ مسماۃ زینب بیوہ منکسر المزاج خوبصورت ہے بکر نے اس بیان پر اس سے نکاح کر لیا بعدہ معاملہ مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ زید کی تعریف کے برعکس ہے اور مطلقہ ہے اب بکر اپنی منکوحہ کو طلاق دیتا ہے اگر منکوحہ مہر طلب کرے تو بکر زید سے رجوع کر سکتا ہے کیونکہ زید نے بکر کو دھوکہ دیا ہے؟

(الجواب) اس صورت میں بکر کے ذمہ مہر واجب ہوا بوجہ استمتاع منکوحہ۔ کے تو بکر اس کو زید سے نہیں لے سکتا قال الله تعالىٰ ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين [3] پس معلوم ہوا کہ مہر کا ذمہ دار شوہر ہی ہے زید سے اس کو لینے کا حق نہیں ہے اور اس دھوکہ دہی کی وجہ سے زید کے ذمہ ضمان مہر کی لازم نہ ہوگی۔ فقط

پونے تین روپے مہر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۹۷) مہر ۲ا؍ ۱۲ کا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر شرعی کم از کم دس درہم کا ہے [4] جس کے تقریباً پونے تین روپے ہوتے ہیں (دس درہم

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) المثل لهالان البينات لا ثبات خلاف الظاهر وان كان مهر المثل بينهما تخالفا فان حلفا او برهنا قضى به وان برهن احدهما قبل برهانه (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب مسائل الاختلاف في المهر ج ۲ ص ۴۹۷ . ط.س. ج۳ص۱۴۸) ظفیر

(۱) ایضاً مطلب فی بیان مهر المثل ص ۴۸۷ ج ۲ . ط.س. ج۳ص۱۳۷ ظفیر

(۲) تجب العشرة ان سماها او دونها و يجب الاكثر منها ان سمى الاكثر (درمختار) افاد ان المهر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ . ط.س. ج۳ص۱۰۱تا ۱۰۲) ظفیر

(۳) سورة النساء : ۴ ظفیر (۴) واقله عشر دراهم فضة وزن سبعة مثا قل الخ و تجب العشرة ان سماها اودونها (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ . ط.س. ج۳ص۱۰۱تا ۱۰۲) ظفیر

ساڑھے اکتیس ماشہ چاندی کے برابر ہے' چاندی کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اس لئے ہر زمانہ میں سکہ رائج الوقت سے مہر شرعی کی مقدار مختلف ہوگی' آج کل ساڑھے چھ روپے تولہ چاندی بکتی ہے تو اس حساب سے اس کی قیمت سترہ روپے زیادہ ہوگی لہذا اس سے کم موجودہ دور میں مہر جائز نہ ہوگا ظفیر)

نابالغ پر مہر لازم ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۹۸) نابالغ لڑکے پر مہر واجب ہوتا ہے یا نہیں ؟ یا نابالغ کے باپ پر مہر لازم ہے ؟

(الجواب) مہر نابالغ لڑکے پر لازم ہوا اگر باپ اس کا ذمہ دار ہو گیا تھا تو باپ سے وصول ہو سکتا ہے۔[1] فقط

نابالغ کی بیوی مہر کا دعویٰ کس پر کرے ؟

(سوال ۱۲۹۹) اگر لڑکا لڑکی کو چھوڑ دے تو مہر کا دعویٰ کس پر ہو سکتا ہے ؟

(الجواب) نابالغ لڑکا طلاق نہیں دے سکتا بعد بلوغ کے طلاق دے سکتا ہے مہر کا دعویٰ لڑکے یعنی شوہر پر ہوگا اور اگر باپ ذمہ دار ہوا ہے تو باپ بھی ہو سکتا ہے۔[2] فقط

باپ ضامن ہو تو اس سے مہر کا مطالبہ کیا جائے گا

(سوال ۱۳۰۰) لڑکا نابالغ ہے اور باپ کی اجازت سے مہر مقرر ہوا تھا اور نابالغ کے دستخط بھی کرائے گئے تھے' اس صورت میں مہر کس پر واجب ہے اور کس سے لینا چاہئیے ؟

(الجواب) دستخط ہوئے یا نہ ہوئے لڑکا دراصل ذمہ دار مہر کا ہے اگر باپ ضامن ہو گیا تھا تو اس سے مہر لیا جاوے گا۔[3] فقط

شوہر پر مہر کس عمر میں واجب ہے ؟

(سوال ۱۳۰۱) لڑکے پر کس وقت اور کس عمر میں مہر واجب ہوتا ہے ؟

(الجواب) مہر کے واجب ہونے کے لئے بلوغ لڑکے کا شرط نہیں ہے نابالغ کے ذمہ بھی مہر لازم ہو جاتا ہے۔[4] فقط

---

(۱) اذا زوج ابنته الصغير امراة و ضمن عنه المهر وكان ذلك في صحته جاز (الى قوله) ثم للمرأة ان تطالب الولى بالمهر (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۳۳۹ طبع ماجدية ج۱ ص ۳۲۶) ظفير

(۲) لا يقع طلاق (الى قوله) الصبى ولو مراهقا (الدر المختار ج ۲ ص ۲۱۷ .ط.س.ج۳ص۲۴۲تا۲۴۳) ظفير

(۳) من سمى المهر عشرفما زاد فعليه المسمى ان دخل بها او مات (الى ان قال) وان طلقها قبل الدخول والخلوة فلها نصف المسمى (هدايه ج ۲ ص ۳۰۴) اذا زوج ابنه الصغير امراة و ضمن عنه المهر (الى قوله) للمراة ان تطالب الولى بالمهر (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۳۳۹ طبع ماجديه ج۱ص۳۲۶) ظفير

(۴) من سمى مهرا عشر فما زاد فعليه المسمى هداية ج ۲ ص ۳۰۳) ظفير

مہر لازم ہے خواہ حالت ظاہر نہ کی ہو

(سوال ۱۳۰۲) نکاح کے وقت لڑکی کی حالت قاضی صاحب پر ظاہر نہیں کی تو نکاح صحیح اور مہر لازم ہوا یا نہیں؟

(الجواب) حالت ظاہر کی یا نہ کی نکاح ہو گیا اب کچھ نہیں ہو سکتا اور مہر لازم ہو گیا۔[۱] فقط

مہر ختم نہیں ہو سکتا

(سوال ۱۳۰۳) اگر نابالغ لڑکے کے مہر توڑنے کی نالش عدالت میں کی جاوے تو مہر ٹوٹ سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نہیں ٹوٹ سکتا۔[۲] فقط

عورت کے معاف کرنے سے مہر معاف ہو جاتا ہے

(سوال ۱۳۰۴) اگر عورت بالغہ پہلی رات کو اپنا زر مہر معاف کر دے تو معاف ہو جاوے گا یا نہیں؟

(الجواب) مہر معاف ہو گیا اگر زوجہ اس معافی کو تسلیم کر لے یا دو گواہ مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں عادلہ گواہ ہوں تو مہر ساقط ہو گیا مطالبہ مہر کا پھر کوئی نہیں کر سکتا اور اگر زوجہ کو معافی سے انکار ہو اور گواہ شرعی موجود نہ ہوں تو مطالبہ زوجہ صحیح ہوگا۔[۳] فقط

بغیر خلوت طلاق سے نصف مہر ہوتا ہے

(سوال ۱۳۰۵) اگر زوج اپنی منکوحہ کو نکاح کے بعد بغیر رخصتی کے طلاق دے دے، مہر لازم ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) بدون خلوت صحیحہ اور وطی و جماع کے اگر شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو آدھا مہر لازم ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن و قد فرضتم لھن فریضۃ فنصف مافرضتم[۴] الایۃ وفی الدر المختار و یجب نصفه بطلاق قبل وطئ او خلوۃ[۵] الخ فقط

مہر میں مکان دینا درست ہے اور اس سے نکاح ہو گیا

(سوال ۱۳۰۶) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر میں ایک مکان دینا مقرر کیا اور کہا کہ

---

(۱) و ینعقد ای النکاح یثبت و یحصل انعقادہ بالا یجاب والقبول (ردالمحتار ج ۲ ص ۳۰۲ ط.س. ج۳ ص ۹) ظفیر

(۲) من سمی مھرا عشر فما زاد فعلیه المسمی (ھدایہ ج۲ ص ۳۰۲) فاذان المھر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٥٤ ط.س. ج۳ ص ۲-۱) ظفیر

(۳) وصح حطھا لکله او بعضه عنه قبل او لا (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار ج ۲ ص ۳۲٤ ط.س. ج۳ ص ۱۱۳) ونصابھا بغیر ھا من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ کنکاح و طلاق الخ رجلان او رجل وامراتان (الدرالمختار کتاب الشھادات ج ۲ ص ۹۱ ط.س. ج۵ ص ٤٦٥) ظفیر

(٤) سورۃ البقرۃ: ۱۲ ظفیر

(٥) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار ج ۲ ص ٤٥٦ ط.س. ج۳ ص ۱۰٤ ظفیر

رجسٹری بعد نکاح کے کرادوں گا دو سال ہو گئے رجسٹری نہیں ہوئی اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں اور نیز وہ شخص تھیٹر میں ملازم ہے اور یک چشم ہے ان امور سے نکاح میں تو کچھ فرق نہیں آیا؟

(الجواب) نکاح ہو گیا اور جو مکان شوہر نے مہر میں دینا مقرر کیا تھا وہ مہر ہوا اور زوجہ کی ملک ہو گیا رجسٹری اگر نہ کی گئی تب بھی وہ مکان زوجہ کی ملک ہے شوہر کی رجسٹری نہ کرانے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا[1] اور نہ اس وجہ سے کہ شوہر تھیٹر میں ملازم ہے اور یک چشم ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ فقط

مہر مؤجل کے وصول کرنے کی مدت!

(سوال ۱۳۰۷) مہر مؤجل وصول کرنے کی کیا میعاد ہے۔؟

(الجواب) مہر مؤجل فرقت بالطلاق کے بعد یا موت کے بعد ادا کرنا واجب ہوتا ہے ویقع ذلك علیٰ وقت وقوع الفرقة بالموت او الطلاق وروی عن ابی یوسفؒ ما یوید هذا القول کذافی البدائع (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۳۱) ظفیر

(سوال ۱۳۰۸) زوجہ بعد وصول کرنے مہر کے ملکیت شوہر سے حصہ وصول کرنے کے مستحق ہے یا نہ؟

(الجواب) بعد حاصل کرنے مہر کے اگر زوج فوت ہو جاوے تو زوجہ کو حصہ پہنچے گا اور قبل الفوت نفقہ وکسوہ کے سوا استحقاق نہیں ہے۔ فقط

دیوانہ کی بیوی کیا کرے؟

(سوال ۱۳۰۹) ہندہ کا شوہر مسلوب الحواس ہو گیا آیا ہندہ نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور ہندہ اپنے شوہر سے طلاق لے سکتی ہے یا خلع کر سکتی ہے یا نہ اور مہر وصول کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور جب کہ شوہر مسلوب الحواس کی جائیداد اس قدر ہے کہ وہ زوجہ کے بار کفالت کی ذمہ دار ہو سکتی ہے تو اس صورت میں زوجہ کو دعویٰ مہر کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) مسلوب الحواس اور دیوانہ کی زوجہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی[2] اور دیوانہ کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی[3] اور نہ خلع ہو سکتا ہے مہر اگر مؤجل ہے تو شوہر دیوانہ کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد سے اس کی زوجہ مہر لے سکتی ہے فی الحال دعویٰ نہیں کر سکتی کیونکہ مہر مؤجل کا مطالبہ طلاق یا موت کے بعد ہو سکتا ہے صورت مسئولہ میں طلاق تو ہو نہیں سکتی لہذا بعد موت شوہر دعویٰ مہر کا ہو سکتا ہے[4] هذا کله فی کتب الفقه فقط

---

(۱) ویجب الاکثر منها ان سمی الاکثر و یتاکد عند وطئ او خلوة صحت (درمختار) وافادان المهر وجب بنفس العقد الخ (رد المحتار ج ۲ ص ٤٥٤ باب المهر. ط.س. ج۳ص۱۰۲) ان المسمی ان کان غیر النقود بان کا عرضا او حیوانا اما ان یکون معینا باشارة اواضافة فیجب بعینه (رد المحتار ج ۲ ص ٤۷۹ .ط.س. ج۳ص۱۲۹) مطلب تزوجها علی عشرة دراهم او ثوب) ظفیر (۲) ولا یتخیر احدهما ای الزوجین بعیب الاخرفاحشا لجنون و جذا م الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار ج۲ص ۸۲۲ باب العنین وغیره .ط.س. ج۳ص۵۰۱) ظفیر

(۳) لایقع طلاق المولیٰ علی امراة عبد (الی قوله) والمجنون (الدرالمختار ج ۲ ص ۲۱۷ .ط.س. ج۳ص۲٤۲) ظفیر (٤) ولو کان المهر مؤجلا (الی قوله) و یقع ذلك علی وقت وقوع الفرقة بالموت اوبالطلاق وروی عن ابی یوسف ما یوید هذا القول کذافی البدائع (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۳۳۱ ج۱ص۳۱۸) ظفیر

بیوی نے مہر معاف نہ کیا تو شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے

(سوال ۱۳۱۰) ایک شخص نے اپنی زوجہ کا مہر ادا نہیں کیا تھا اور نہ زوجہ سے معاف کرایا تھا کہ زوجہ کا انتقال ہوگیا تو اس وقت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) مہر اس کا بذمہ شوہر واجب الاداء ہے لیکن اگر متوفیہ کے اولاد کچھ نہیں ہے تو نصف ترکہ متوفیہ کا وارث شوہر ہوتا ہے اور نصف باقی ورثہ کو ملتا ہے پس مہر میں سے بھی نصف شوہر کو پہنچا[1] فقط

مہر معاف کرنے کے وقت گواہ ضروری نہیں

(سوال ۱۳۱۱) مہر معاف کرتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر کے معاف ہونے کے لئے کسی گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے[2] لیکن اگر عورت کے ورثہ انکار کریں تو دو گواہوں سے معافی ثابت ہوگی۔[3] فقط

کیا مہر میراث میں داخل ہے

(سوال ۱۳۱۲) کیا مہر بھی میراث میں داخل ہے؟

(الجواب) میراث میں مہر بھی داخل ہے اگر اولاد نہیں تو خاوند کا حصہ نصف مہر وغیرہ ہے۔ فقط

بیماری کے اخراجات مہر میں محسوب ہوں گے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۱۳) عورت منکوحہ کی بیماری و دیگر ضروریات میں جو روپیہ صرف ہو وہ مہر میں محسوب ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ اخراجات بدون رضامندی عورت مہر میں محسوب نہیں ہوسکتے۔[4] فقط

مہر مقرر کرنے کی وجہ!

(سوال ۱۳۱٤) نکاح میں مہر مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہے اور اس کا کیا سبب ہے؟

(الجواب) نص قطعی میں وارد ہے واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین[5] الایة اس آیت قطعیہ سے مہر کا ضروری ہونا معلوم ہوا (اس سے عورت کی عظمت وشرافت کو

---

(۱) واما الزوج فحالتان النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل والربع مع الولد الخ (سراجی ص ۱۳) ظفیر
(۲) وصح حطها لکله او بعضه عنه قبل اولا (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۳٦٤ مطلب فی حط المهر. ط.س. ج۳ ص ۱۱۳) ظفیر (۳) وما سواء ذلك من الحقوق یقبل فیما شهادة رجلین او رجل وامراتین سواء كان الحق مالا او غیر مال مثل النكاح والطلاق الخ (هدایه ج ۳ ص ۱۳۵)
(٤) اعلم ان المذهب الصحیح الذی علیه الفتوی وجوب النفقة للمریضة قبل النقله او بعد ما امكنه جماعها اولاء معها زوجها اولا حیث لم تمتع نفسها اذا طلب نقلتها فلا فرق حینئذ بینها و بین المراة الصحیحه لو موجود التمكن من الاستمتاع كما فی الحائض والفساد الخ (رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۹۲. ط.س. ج۳ ص ۵۷۸) ظفیر
(۵) سورة النساء ركوع ٤' ظفیر

اجاگر کرنا ہے ثم المهر واجب شرعا لشرف المحل' البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۲ ظفیر)

زیورات جو شوہر نے دیئے وہ مہر میں محسوب ہوں گے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۱۵) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی پس مہر مقرر شدہ میں زیورات از وقت نکاح تا وقت طلاق شمار ہوں گے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر شوہر نے مہر میں حساب کر کے زیور دیا ہے تو وہ مہر میں محسوب ہوگا اور اگر ہدیۃً وہبۃً دیا ہے تو مہر میں شمار نہ ہوگا اور اگر محض عاریۃً دیا تھا تو وہ زیور شوہر کی ملک ہے اگر وہ چاہے مہر میں محسوب کر سکتا ہے۔[1] فقط

مہر کا دعویٰ

(سوال ۱۳۱۶) زید نے اپنی ہمشیرہ مرحومہ ہندہ کے مہر کا دعویٰ عمر شوہر ہندہ پر کیا' عمر نے جواب دیا کہ ہندہ اپنی حیات میں مہر معاف کر چکی ہے اور ثبوت معافی میں چند گواہ پیش کئے حاکم نے گواہوں میں جرح و غیرہ کا نقص نکال کر گواہی رد کر دی اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

(الجواب) معافی مہر کا ثبوت شرعی پورا ہو تو دعویٰ مہر کا عورت کے بھائی کی طرف سے مسموع نہ ہوگا مفتی کا کام اسی قدر ہے کہ یہ تحریر کرے کہ اگر دو گواہ عادل معافی مہر کے موجود ہیں تو مہر ساقط ہے[2] اور مطالبہ عورت کے بھائی کا غیر مسموع ہے اور اگر دو گواہ عادل نہیں ہیں یا کوئی امر موجب رد شہادت ان میں موجود ہے تو عورت کے بھائی کا دعویٰ صحیح اور مہر اس کو دلولیا جائے گا باقی قبول یا رد شہادت یہ کام حاکم و قاضی کا ہے۔ فقط

اطاعت نہ کرنے کی صورت میں مہر

(سوال ۱۳۱۷) زید کی بیوی اس کی اطاعت نہیں کرتی اگر زید اس کو طلاق دے دے تو مہر لازم ہوگا یا نہیں ؟

(الجواب) اگر دخول یا خلوۃ صحیحہ ہو چکی ہے تو طلاق کے بعد پورا مہر ادا کرنا لازم ہے۔[3] فقط

مہر مثل سے کیا مراد ہے ؟

(سوال ۱۳۱۸) ایک عورت کا نکاح مہر مثل پر ہوا بعد چند روز کے میاں بیوی میں مہر کے متعلق اختلاف ہوا

---

(۱) لو بعث الى امراته شيئاً ولم يذكر جهته عند الدفع غير جهة المهر فقالت هو اى المبعوث هدية وقال هو من المهر او من الكسوة او عارية فالقول له بيمينه(الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۹ .ط.س. ج۳ص ۱۵۱ مطلب فى ما يرسل الى الزوجة) ظفير

(۲) وما سواء ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال الخ (هدايه ج ۳ ص ۳۸) ظفير

(۳) يجب الاكثر منها ان سمى الاكثر و يتاكد عند وطؤ او خلوة صحت (الدرالمختار على هامش رد المحتار با بالمهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س. ج۳ص۱۰۲) ظفير

بیوی کا یہ قول ہے کہ میرا مہر مثل میری ماں اور حقیقی بہن کے برابر یعنی جتنا جتنا ان کا تھا اتنا ہی میرا ہے بخلاف خاوند کے وہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ تمہارا مہر تمہاری سوتیلی بہنوں کے برابر ہے اب عندالشرع کس کا قول معتبر ہے اور خاوند کو کون سا مہر ادا کرنا ہوگا اور وقت نکاح کے بجز مہر مثل کے کوئی تفصیل نہیں کی گئی تھی۔ فقط

(الجواب) درمختار میں ہے و مهر مثلها الشرعی مهر مثلها اللغوی ای مهر امراة تماثلها من قوم ابيها لا امها الخ سناً و جمالاً[1] الخ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ باپ کے اقربا میں جو عورت اس کے مثل ہو عمر اور صورت و دینداری وغیرہ میں اس کے مہر کو دیکھنا چاہیئے وہی مہر مثل ہے اور یہ بھی اس عبارت میں مذکور ہے کہ ماں او راس کے قبیلہ کے مہر کا اعتبار نہیں اور شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی بہن اور علاتی بہن میں کچھ فرق نہیں ہے ان میں جو اس کے مماثل ہو عمر و صورت وغیرہ میں جو اس کا مہر ہوگا وہی اس کا مہر ہوگا۔ فقط

مہر مؤجل قرار پایا اب لڑکی کا باپ معجّل کا دعویٰ کرتا ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۳۱۹) ہندہ کا نکاح زید سے ہوا اور مہر موجل قرار پایا لیکن یا تو قاضی کی غلطی سے یا ہندہ کے باپ کی سازش سے رجسٹر قاضی میں لفظ مؤجل تحریر نہیں ہوا ہندہ لاولد ہے اور اس کا باپ بہت مقروض ہے اس نے ہندہ کو اپنے قبضہ میں کر کے ہندہ کے نصف دین کا دعویٰ عدالت میں کر دیا اس صورت میں مہر مؤجل کا اعتبار ہے یا کیا جب کہ عرف یہاں کا یہ ہے کہ اگر دین مہر بلا صراحت ہوتا ہے تو تا قیام نکاح و تاحیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے' ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ رواج کا عدم وجود اس وقت معلوم ہو سکتا ہے کہ عدالت میں کوئی مقدمہ گیا ہو اور ناکامی ہوئی ہو' اور بلا عدالت کی تجویز کے رواج کا پتہ نہیں چل سکتا۔

(الجواب) اعتبار اسی کا ہے جو کچھ دربارہ مہر قرار پایا تھا پس جب کہ مہر موجل قرار پایا تھا تو مؤجل ہی لازم ہے اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے عرف یہی ہے کذافی عالمگیریہ۔[2] فقط

اگر مرنے والے شوہر کی جائیداد مہر سے کم ہو تو بقیہ ورثہ کے ذمہ ہوگی یا نہیں؟

(سوال ۱۳۲۰) اگر متوفیہ کی جائیداد مہر سے کم ہو تو ورثہ کے ذمہ اس کی ادائیگی ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) متوفی کی جائیداد سے مہر لیا جاسکتا ہے[3] اگر متوفی کی جائیداد اس کو کافی نہ ہو تو وارثوں پر ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار ج۲ ص ۴۸۷ ' باب المهر. ط.س. ج۳ص۱۳۷. مطلب فی بيان مهر المثل ظفير (۲) ولا خلاف لا حد ان تاجيل المهر الى غاية معلومة الخ وان كان لا الى غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا كان الغاية معلومة فی نفسها وهو الطلاق او الموت (عالمگیری باب المهر ج ۱ ص ۲۹۸ باب السابع فصل حادی عشر ج ص۳۱۸) ظفير (۳) تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الاول تجهيزه من غير تبذير ولا تقصير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقی من ماله الخ (سراجی ص ۴)

عورت کی زندگی میں مہر میں کسی کا حق پہنچتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۲۱) عورت کی زندگی میں اس کے مہر میں کن کن ورثہ کو حصہ پہنچے گا ؟
(الجواب) کسی کو نہیں پہنچتا۔ فقط

موت کے وقت جو مہر معاف کراتے ہیں اس سے معاف ہوتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۲۲) شوہر کو دفن کرنے سے پہلے اکثر عورتیں ورثاء متوفی اپنا فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے زوجہ متوفی کو مجبور کرتے ہیں کہ مہر معاف کردے چونکہ وہ وقت نہایت رنج والم و سقوط عقل و ہوش و پریشانی کا ہوتا ہے' ایسے وقت کی معافی مہر معتبر ہے یا نہیں ؟
(الجواب) ایسے وقت کی معافی صحیح و معتبر ہے۔[1] فقط

معافی کے وقت کسی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۳) مہر معاف کرنے کے وقت زوج وزوجہ کے قریبی رشتہ دار باپ بھائی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں ؟
(الجواب) معافی مہر کے لئے زوج اور زوجہ کے رشتہ داروں کے موجود ہونے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر زوجہ معافی مہر سے انکار کرے تو شوہر کے وارثوں پر دو گواہ عادل معافی مہر کے پیش کرنا ہوگا بدون گواہوں کے بصورت انکار زوجہ معافی مہر ثابت نہ ہوگی۔[2] فقط

مہر مطلق ہو تو کتنے کا مطالبہ زندگی میں کر سکتی ہے ؟

(سوال ۱۳۲۴) اگر مہر بلا صراحت ثابت ہو تو اندریں حال کہ اگر عورت لاولد ہو اور اس کا باپ عیاش اور فضول خرچ اور مقروض ہو اور شوہر نے اس کی سکونت اور خورد ونوش کا بھی انتظام کر دیا ہو اور کسی خاص رواج کا بھی ثبوت نہ ہو تو زوجہ شرعاً بحیات زوجین کس قدر مہر پانے کی مستحق ہے یعنی نصف کی وہ دعویٰ دار ہے یا خمس وربع کی ؟
(الجواب) مہر مؤجل ہونا اگر ثابت ہو جاوے تو ہندہ مہر کا مطالبہ شوہر کے مرنے پر یا طلاق دینے پر کر سکتی ہے کذا فی العالمگیریہ وهذا لان الغاية معلومة فى نفسها وهو الطلاق او الموت الخ (باب المهر)[3] ترجمہ اور یہ اس لئے کہ غایۃ اور مدت معلوم ہے اور وہ طلاق ہے یا موت ہے الخ اور در مختار میں ہے الا

---

(۱) وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولاد(درمختار) بما لحط الا سقاط كما فى المغرب الخ وان لا تكون مريضةمرض الموت (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٦٤ و ج ۲ ص ٤٦٥ .ط.س.ج۳ص۱۱۳ مطلب فى حط المهر الخ) ظفير
(۲) ونصابها لغير ها من الحقوق سوا لكان الحق مالا او غيره كنكاح و طلاق الخ رجلان الخ او رجل وامراتان (الدر المختار على هامش رد المحتار ' كتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥ .ط.س.ج۵ص٤٦٥) ظفير
(۳) عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۹۸ باب المهر الباب السابع فصل حادی عشر ج٤ ص ۳۱۸ ' ظفير

التاجیل لطلاق او موت فیصح للعرف ص ۳۵۹ شامی [1] جلد ۲ ترجمہ مگر مدت مہر کی بوقت طلاق کے یا موت کے صحیح ہے عرف کی وجہ سے (اس سے پہلے نہ نصف کا دعویٰ کر سکتی ہے نہ ربع و خمس کا ظفیر)

مہر مؤجل ثابت ہو جائے تو یہ کس وقت پانے کی عورت مستحق ہو گی ؟

(سوال ۱۳۲۵) اگر مدعیہ کی طرف سے اس کے دعویٰ کے موافق مہر کا بلا صراحت مقرر ہونا ثابت نہ ہو سکے اور زید ہی کا قول کہ مہر مؤجل قرار پایا تھا تسلیم کر لیا جاوے تو ہندہ کس وقت مہر پانے کی مستحق ہے ؟

(الجواب) اگر مہر کے معجّل ومؤجل ہونے کی کچھ تصریح نہ ہو اور عورت کا دعویٰ عدم تصریح کا ثابت ہو جاوے تو عرف کے موافق حکم ہو گا اور جب کہ مدار عرف پر اور رواج پر ہے تو عرف و رواج وہاں کا دیکھنا چاہئے کہ عام طور سے جب کہ مہر مطلق ہو اور کچھ تصریح نہ ہو کس وقت مہر دیا جاتا ہے قال فی فتح القدیر بل المعتبر فی المسکوت العرف الخ ص ۹۱ جلد ۲ یعنی بلکہ معتبر اس مہر میں جس میں کچھ تصریح نہ ہو عرف و رواج اس شہر کا ہے (اب اگر وہاں کا عرف موجل ہے تو طلاق یا موت کے بعد مطالبہ کا حق ہے پہلے نہیں ظفیر)

مہر مطلق میں رواج ملنے کا نہیں ہے تو کیا حکم ہو گا ؟

(سوال ۱۳۲۶) اور اگر مہر تو بلا صراحت ثابت ہو کہ امروہہ کے اہل سنت سادات میں اگر مہر بلا صراحت مقرر ہوتا ہے تو بحالت حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے تو شرعاً ہندہ کو اس وقت کوئی جزو مل سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ مہر میں کچھ تصریح اور قید نہ ہو اور عرف و رواج وہاں کا یہ ہے کہ تا قیام نکاح و تا حیات زوجین مہر نہیں دیا جاتا تو اسی کے موافق عمل در آمد ہو گا اور ہندہ کو کوئی جزو مہر کا اس وقت نہیں مل سکتا جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں گزرا ہے اور نیز فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں قاضی خاں سے منقول ہے فان لم بینوا قدر المعجل ینظر الی المراۃ والی المهر انه کم یکون المعجل لمثل هذه المراۃ من مثل هذا المهرفیجعل ذلک ولا یتقدر بالربع والخمس بل یعتبر المتعارف فان الثابت عرفاً کالثابت شرطا [2] الخ پس اگر بیان نہ کریں مقدار معجّل کی تو عورت کو اور اس کے مہر کو دیکھا جاوے گا کہ ایسی عورت کے لئے ایسے مہر میں سے کس قدر مہر معجّل ہوتا ہے اسی قدر اس کو فی الحال دیا جاوے گا چوتھائی اور پانچویں حصہ کی کچھ تعین اور تحدید نہیں ہے بلکہ متعارف کا اعتبار ہے اس لئے کہ جو امر عرف سے ثابت ہو وہ ایسا ہے جیسا کہ شرط سے ثابت ہو۔

---

(۱) دیکھئے رد المحتار مطبوعہ استنبول ج ۲ ص ۴۹۳ ' باب المهر. ط.س. ج۳ص ۱۴۴ ' ظفیر
(۲) دیکھئے فتح القدیر باب المهر و عالمگیری جلد اول ص ۲۹۷ ج۱ ص۳۱۸ باب المهر الباب السابع فصل حادی عشر ' ظفیر

ثبوت رواج کے لئے کیا چاہئیے ؟

(سوال ۱۳۲۷) ہندہ کے باپ کا یہ قول کہ ثبوت رواج کے واسطے عدالت کی تجویز ضروری ہے صحیح ہے یا نہیں اور ثبوت رواج کے واسطے کسی حاکم یا قاضی کے فیصلہ کی ضرورت ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ثبوت عرف ورواج کے لئے کسی فیصلہ کی اور عدالت کی تجویز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس شہر کا عرف ورواج وہاں کے واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے ہندہ کے باپ کا قول اس بارے میں صحیح نہیں ہے جیسا کہ عبارت قاضی خاں مذکورہ ینظر الی المراۃ والی المھر الخ سے واضح ہے'واللہ تعالیٰ اعلم

اگر بیوی شوہر کا مال لے کر بھاگ جائے تو وہ مہر میں وضع کیا جائے گا یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۲۸) میری دوسری بیوی میری عدم موجودگی میں میری بغیر اجازت اپنے بھوئی کے ساتھ بہ نیت فعل بد فرار ہو گئی اور اپنے ہمراہ مال وزیور جس میں میری لڑکی کا بھی زیور تھا جو تقریباً پندرہ سو کا تھا لے گئی اور اس کا مہر ایک ہزار کا ہے تو اس صورت میں وہ مہر کی دعویدار ہو سکتی ہے یا مہر ادا ہو گیا ؟

(الجواب) اگر عورت اقرار کرے مال واسباب شوہر کے لے جانے کا اور اس کو مہر میں محسوب کرے تو محسوب ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ فقط

زنا کی وجہ سے بیوی کو طلاق دی تو وہ مہر کی مستحق ہو گی یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۲۹) زید اپنی عورت زانیہ کو طلاق دیتا ہے یہ عورت بعد طلاق کے مہر کی مستحق ہو گی یا نہیں ؟

(الجواب) اگر صحبت یا خلوت ہو چکی ہے تو وہ عورت بعد طلاق کے کل مہر پانے کی مستحق ہے[1] (اور اگر صحبت وخلوت نہیں ہوئی تو نصف ظفیر)

بوقت موت قبل خلوت پورا مہر عورت کیوں پاتی ہے ؟

(سوال ۱۳۳۰) بصورت تسمیہ مہر عند النکاح قبل خلوت اگر زوج فوت ہو جاوے تو فقہ کی کتابوں سے کل مہر کا واجب الاداء ہونا معلوم ہوتا ہے فالمسمی عند الوطی اوالموت احدھما سواء کان الموت قبل خلوۃ او بعدہ لیکن اس حکم کا ثبوت کہاں سے ہے آیت قرآنی یا حدیث ہے ؟

(الجواب) موت احد الزوجین کی صورت میں پورا مہر لازم ہونا باجماع ثابت ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے ولا اختلاف للاربعۃ فی ھذا[2] اور وہ حدیث جو عدم تسمیہ مہر وموت قبل دخول کی صورت میں پورا مہر لازم ہونے میں وارد ہے اس اجماع کی دلیل ہے وہ حدیث یہ ہے وعن علقمۃ عن ابی مسعودؓ انہ سئل

---

(۱) ویتاکد عند وطؤ اوخلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ۴۵۴ ط.س.ج۳ص۱۰۲) ظفیر

(۲) مشکوٰۃ شریف باب الصداق ص ۲۷۷ ' ظفیر

عن رجل تزوج امراۃ ولم یفرض لھاشیئاً ولم یدخل بھا حتی مات فقال ابن مسعودؓ لھا مثل صداق نسائھا لا وکس ولا شطط و علیھا العدۃ ولھا المیراث فقال معقل بن سنان الاشجعی لم فقال قضی رسول اللہ ﷺ فی بروع بنت واشق امراۃ منا بمثل ما قضیت ففرح بھا ابن مسعودؓ رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی' مشکوٰۃ شریف فقط

عورت مہر مؤجل زندگی میں وصول کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۳۱) زید چوبیس سال سے اپنی زوجہ ہندہ کونان ونفقہ نہیں دیتامہر مقررہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ جس میں سے دو ثلث مؤجل اور ایک ثلث معجّل ہے اس میں سے مہر معجّل تو بتدریج وصول ہو گیا اب مہر مؤجل زید کے ذمہ باقی ہے زید اس کی ادائیگی سے پہلوتہی کرتا ہے زید کے کوئی جائیداد بھی ایسی نہیں ہے جو بعد وفات وصول کی امید ہو' اب ہندہ مہر مؤجل وصول کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر مؤجل کے وصول کا وقت فقہاء نے موت یا طلاق لکھی ہے یعنی جب کہ مہر مؤجل کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا تو وقت فرقت وصول ہو سکتا ہے خواہ فرقت طلاق سے ہو یا موت سے۔قال فی العالمگیریہ لا خلاف لاحد ان تاجیل المھر الی غایۃ معلومۃ نحو شھر او سنۃ صحیح وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضھم یصح وھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق اوالموت الخ کذافی المحیط [۲] عالمگیریہ فقط

والدین کی اجازت کے بغیر عورت مہر معاف کر سکتی ہے یا نہیں اور میاں بیوی کے اختلاف کی صورت میں کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۳۳۲) زوجہ بالغہ بلا اجازت والدین کے مہر معاف کر سکتی ہے یا نہیں اگر شوہر گواہ پیش کرے کہ زوجہ نے مہر معاف کر دیا ہے اور زوجہ منکر ہو تو اس صورت میں دعویٰ عورت کا مسموع ہو گا یا نہ؟

(الجواب) زوجہ بالغہ برضائے خود اپنا مہر معاف کر سکتی ہے [۳] اور شوہر اگر دو گواہان عادل و ثقہ سے معافی مہر ثابت کر دے تو عورت کا انکار معتبر نہیں ہے اور دعویٰ عورت کا دربارہ مہر غیر مسموع ہے۔[۴] فقط

مہر کی معافی کے بعد عورت پھر مستحق ہوتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۳۳) اگر عورت راضی وخوشی سے شوہر کو مہر معاف کر دے روبرو گواہان کے تو بعد معاف کرنے کے پھر عورت مستحق مہر پانے کی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر عورت مہر معاف کر دے تو مہر معاف ہو جاتا ہے اور بعد معاف کرنے کے پھر عورت کو

---

(۱) مشکوٰۃ شریف باب الصداق ص ۲۷۷' ظفیر

(۲) عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع ج ۲ ص ۲۹۸ ماجدیۃ ص ۳۱۸. ظفیر

(۳) وصح حطھا لکلہ او بعضہ عنہ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٦٤ ط.س ج۳ص۱۱۳ مطلب فی حط المھر والابراء عنہ)

(٤) وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیھا شھادۃ رجلین او رجل وامراتین سواء کان الحق مالا اوغیر مال مثل النکاح والطلاق الخ (ھدایہ کتاب الشھادۃ ص ۱۳۸' ج۳ ط.س ج۳ص ٤٦٥)

عنداللہ مہر کا لینا شوہر سے درست نہیں ہے لیکن اگر عورت مہر کے معاف کرنے سے منکر ہو اور شوہر کے پاس دو گواہ عادل معافی مہر کے نہ ہوں تو قاضی حکم مہر دلوانے کا کردے گا۔[1] فقط

مہر جب مطلق ہو تو عورت یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ مہر دو ورنہ تمہارے پاس نہ جاؤں گی ؟

(سوال ۱۳۳٤) ہندہ کا مہر بوقت نکاح مطلق تھا بلا قید معجّل و مؤجل اب ہندہ اپنے والدین کے یہاں ہے اور اس کی یہ خواہش ہے کہ اپنا مہر وصول کرلوں اور نفقہ وغیرہ کا انتظام ہو جائے تب زوج کے گھر جاؤں اس صورت میں ہندہ وصول کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ہندہ کو ابھی مہر وصول کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ مہر مطلق میں عرفاً وصول مہر کا وقت موت یا طلاق ہے باقی شوہر اگر فی الحال مہر دے دے کچھ حرج نہیں ہے مگر جبراً ہندہ ابھی اس کو وصول نہیں کر سکتی[2] اور نفقہ ہندہ کا شوہر کے ذمہ اسی وقت لازم ہے کہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے شوہر جہاں رکھے وہاں رہے۔[3] فقط

طلاق بائن کے بعد جب دوبارہ شادی کی تو پہلا مہر عورت لے سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۳۵) ایک عورت کا نکاح ایک مرد سے مہر مقررہ پر ہوا تین چار ماہ بعد شوہر نے زوجہ منکوحہ کو طلاق بائن دے دی چند ایام کے بعد بروئے شرع پھر اسی سے نکاح ثانی کر لیا اور مہر دوسری مرتبہ مہر جدید بوعدہ عندالطلب قرار پایا اور مہر اول کی بابت کوئی تصفیہ نہیں ہوا ایسی صورت میں مہر اول قابل ادائیگی رہا یا نہیں ؟

(الجواب) وطئ یا خلوت صحیحہ کے بعد اگر طلاق دی جاوے تو پورا مہر لازم ہوتا ہے پھر جو دوسرا نکاح ہو گیا اس کا مہر علیحدہ واجب ہے مہر اول بھی ادا کرنا چاہئے اور مہر ثانی بھی ویتاکد عند وطئ او خلوۃ صحت الخ[4] (درمختار) فقط

مہر کی کم اور زیادہ مقدار کیا ہے ؟

(سوال ۱۳۳٦) مہر شرع محمدی کی مقدار کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کیا ہے ؟

(الجواب) شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہیں جو قریب تین پونے تین روپے کے ہوتے ہیں اور زیادہ کی کچھ حد نہیں ہے ھکذا فی کتب الفقہ[5] (یہ واضح رہے کہ

---

(۱) قال علیہ السلام البینۃ علی المدعی و الیمین علی من انکر (ھدایہ ج ۳ ص ۱۸۷) ظفیر

(۲) ولہا منعہ من الوطؤ و دواعیہ والسفر بہا الخ لاحد ما بین تعجیلہ من المھر کلہ او بعضہ او قدر ما یعجل لمثلہا عرفاً (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤۹۲. ط.س. ج۳ ص ۱٤۳ مطلب فی منع الزوجۃ نفسہا لقبض المھر) ظفیر (۳) فیتجب للزوجۃ علی زوجہا ولو صغیر الخ منعت نفسہا للمھر الخ لا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (ایضاً باب النفقۃ ج ۲ ص ۸۸٦. ط.س. ج۳ ص ۵۷۲ مطلب اللفظ جامد و مشتق) ظفیر

(٤) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤۵٤ ظفیر

(۵) اقلہ (ای المھر) عشرۃ دراھم الخ و تجب العشرۃ ان سماھا او دونہا و یجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر (درمختار) یجب الاکثر ای بالغاما بلغ (رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤۵۲. ط.س. ج۳ ص ۱۰۲) ظفیر

دس درہم کا صحیح وزن ساڑھے اکتیس ماشے چاندی ہے لہذا چاندی کے بھاؤ کے حساب سے دس درہم کی قیمت متعین کی جائے گی مفتی علامؒ نے تین پونے تین روپے دس درہم کی قیمت ۱۳۳۴ھ میں لکھا ہے اس وقت چاندی سستی تھی اس وقت ۱۳۹۱ھ میں چاندی کا بھاؤ تقریباً سات روپے تولہ ہے، اس حساب سے دس درہم کی قیمت ہمارے زمانہ میں اٹھارہ سوا اٹھارہ روپے ہوگی، اس لئے سوا اٹھارہ روپے سے کم مہر نہیں ہو سکتا ہے اور جس طرح قیمت بڑھے گی روپے کی مقدار بھی زیادہ ہوگی۔ واللہ اعلم، ظفیر)

جو مہر طے ہوا ہے وہی واجب ہے یا زیادہ یا کم ؟

(سوال ۱۳۳۷) زید کا نکاح بعمر سولہ سال ہندہ کے ساتھ جس کی عمر تیرہ سال کی تھی ہوا تو کیا وہ تعداد مہر کی جو بوقت نکاح قائم ہوئی وہی واجب ہوئی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جو مقدار مہر کی بوقت نکاح مقرر ہوئی وہی قائم رہے گی اور وہی مقدار بذمہ شوہر واجب ہے لیکن اگر قبل از دخول وخلوت کے شوہر طلاق دے دیوے تو نصف مہر بذمہ شوہر واجب الادا ہوگا۔[1] فقط

مہر کا ایک حصہ دے دیا تو اب طلاق کے وقت پھر کل کی مستحق ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۳۸) وقت نکاح تشریح مہر مؤجل ومعجل کی نہ تھی اور بعد نکاح کے زید نے ایک جزو مہر کا ہندہ کو ادا کیا تو طلاق کے وقت کل مہر ادا کرنا ہوگا یا کیا ؟

(الجواب) طلاق کے وقت کل مہر باقی ماندہ ادا کرنا ہوگا۔[2] فقط

طلاق نہ دینے کی صورت میں کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۳۳۹) درصورت طلاق نہ دینے کے کل مہر کا دعویٰ ہو سکتا ہے یا جزو کا یا نہیں ہو سکتا ؟

(الجواب) نہیں ہو سکتا۔ فقط

طلاق کی طلب پر شوہر نے کہا کہ مہر معاف کردو تو لڑکی کے باپ نے ذمہ لے لیا اب طلاق دے دی تو مہر کا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۳۴۰) ایک شخص نے اپنے داماد سے کہا کہ تو میری دختر کو طلاق دے دے اس نے کہا کہ اگر وہ مہر معاف کردے گی تو میں طلاق دے دوں گا زوجہ کے باپ نے ضامن ہو کر کہا کہ میں اپنی دختر سے مہر معاف کرادوں گا اس بنا پر شوہر نے طلاق دے دی بعد میں نہ باپ نے معاف کرایا نہ لڑکی نے معاف کیا اس

---

(۱) ولو سمی اقل من عشرة قلها العشرة (الی قوله) ولو طلقها قبل الدخول تجب خمسة عند علمائنا(هدایه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۴) ظفیر

(۲) وبالطلاق یتعجل المؤجل (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۳ .ط.س. ج۳ص ۱۴۴) ظفیر

صورت میں شوہر کے ذمہ مہر ادا کرنا واجب ہے یا کیا؟

(الجواب) اس صورت میں طلاق ہو گئی اور بی بی نے اگر مہر معاف نہ کیا تو باپ ذمہ دار ہے اس سے لیوے۔ فقط

جو مہر مؤجل ہے اس میں سے کچھ معجّل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۴۱) ہندہ کا عقد زید کے ساتھ بمعاوضہ زر مہر (اعہ روپیہ ۲۱) اشرفی پانچ دینار کے منعقد ہوا یہ کل مہر سیاہیہ نکاح میں بلفظ مہر مؤجل لکھا ہے متناکحین حی و قائم ہیں اور ہنوز نکاح بھی قائم ہے اب سوال یہ ہے کہ مہر مذکورہ بالا کا کوئی جزو مہر معجّل ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو اس کی مقدار کیا ہو گی؟

(الجواب) جب کہ تمام مہر مؤجل قرار پایا ہے تو اس کی کوئی مقدار معجّل نہیں ہو سکتی اور فی الحال مطالبہ کسی جزو کا نہیں ہو سکتا ہے۔[1] فقط

خنثیٰ عورت کو مہر ملے گا یا نہیں؟

(سوال ۱۳۴۲) جب کہ ہندہ کے کوئی علامت مذکر و مؤنث کی نہیں اور نہ پستان صرف راستہ پیشاب مثل ایک بہت تنگ سوراخ کے ہے ایسی حالت میں اس کا مہر نصف لازم ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ ہندہ خنثیٰ مشکل ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو اس کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا لہذا مہر بھی لازم نہ ہو گا نہ کل نہ نصف در مختار میں ہے۔[2] فقط

مہر میں قرض شمار ہو گا یا نہیں؟

(سوال ۱۳۴۳) زوجہ کا مہر قرض میں شمار ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ کا مہر دینا ذمہ شوہر ہوتا ہے اور اس کا ادا کرنا تقسیم ترکہ سے مقدم ہوتا ہے (معلوم ہوا کہ قرض میں شمار نہ ہو گا'[3] ظفیر)

مزنیہ سے نکاح کیا پھر طلاق دی تو مہر کتنا ملے گا؟

(سوال ۱۳۴۴) زید نے زینب کے ساتھ زنا کیا جب لڑکا پیٹ میں پیدا ہوا تو زینب کا نکاح زید کے ساتھ پڑھا دیا بعد تین روز کے ہم بستر ہو کر تین طلاق دے دی' زینب کو پورا مہر ملے گا یا نصف؟

---

(۱) وان کان لا الی غایة معلومة قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها و هو الطلاق اوالموت (عالمگیری کشوری ج ۳ ص ۳۳۹. ط.س. ج۳ص۳۱۸ باب المهر الباب السابع فصل حادی عشر) ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۵۶. ط.س. ج۳ص ٤ ای ان ایراد العهد علیهما لا یفید ملك استمتاع الرجل بهما لعدم محلیتهما له (رد المحتار ج ۲ ص ۳۵۶. ط.س. ج۳ص ٤) ظفیر

(۳) افادان المهر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤. ط.س. ج۳ص۱۰۲) ظفیر

(الجواب) اس صورت میں زینب کا نکاح زید کے ساتھ صحیح ہو گیا تھا [۱] اور صحبت کے بعد طلاق دینے سے پورا مہر زینب کا زید کے ذمہ لازم اور واجب الاداء ہو گیا۔ [۲] فقط

شوہر کے اس کہنے سے کہ بغیر میری اجازت کہیں نہ جانا ورنہ مہر نہ دوں گا اور بیوی چلی گئی تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۳۴۵) زید نے اپنی بی بی ہندہ سے کہا کہ اگر تم بغیر میری اجازت کے اور میری عدم موجودگی میں کہیں گئی تو تمہارا دین مہر میں نہ دوں گا بعد دو ہفتہ کے عدم موجودگی میں اپنے رشتہ دار کے یہاں چلی گئی تو شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) اس صورت میں مہر ساقط نہیں ہوا زید کے ذمہ مہر ہندہ کا لازم ہے اور زید کو وہ مہر دینا ہوگا۔ [۳] فقط

پہلے ڈھائی سو پر نکاح کیا پھر تجدید نکاح چودہ ہزار سے زیادہ پر کیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۳۴۶) مسمی بڈن نے ۲۷ محرم ۱۳۵۸ھ کو مسماۃ زہرا بی سے بمعاوضہ مہر مبلغ دو سو پچاس روپیہ مہر مؤجل عقد کیا اٹھارہ روز بعد بتاریخ ۱۵ صفر ۱۳۵۸ھ مسمی بڈن مذکور نے مسماۃ مذکورہ سے چودہ ہزار سات سو پچاس روپیہ مہر مقرر کر کے تجدید نکاح کی یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) منکوحہ سے عقد ثانی کرنا فضول ہے لیکن اضافہ مہر صحیح ہے۔ [۴] فقط

رضاعی بھائی بہن میں شادی ہو گئی تو مہر لازم ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۴۷) زید اور فاطمہ نے ایک تیسری عورت کا جو اجنبیہ ہے دودھ پیا زید و فاطمہ کے اولیاء نے دونوں کا باہم عقد کر دیا یہ عقد صحیح ہے یا نہیں بہر حال مہر موطوءہ کا ناکح پر لازم ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح ان دونوں رضیعین (دودھ پینے والوں) کا باہم درست نہیں ہے ان میں تفریق ہونی چاہیے اور

---

(۱) وصح نکاح حبلی من زنا الخ ثم لو نکح الزانی حل له وطؤها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۴۰۱ ط.س. ج۳ص۴۸) ظفیر

(۲) و تجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر منها ان سمی الاكثر و يتاكد عند وطیء اه خلوة صحت من الزوج (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ ط.س. ج۳ص۱۰۳) ظفیر

(۳) افادان المهر و جبت بنفس العقد الخ وانمايتاكد لزوم تمامه بالوطؤ ونحوه (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ ط.س. ج۳ص۱۰۳ ظفیر

(۴) نکاح تو پہلے ہی ہو چکا تھا ۔ انکاح فضول ہوا البتہ مہر میں اضافہ شوہر کی طرف سے ہو گیا او زید علی ماسمی فانها تلزمه بشرط قبولها فی المجلس الخ وفی الكافی جدد النكاح بزيادة الف الزمه الالفاده (درمختار) حاصل عبارة الكفای تزوجها فی السربا لف ثم فی العلانيته بالفين فی الاصل انه يلزمه عنده الالفان و يكون زيادة فی المهر ۔

و عندابی يوسف المهر هو الا ول لان العقد الثانی لغو فيلغو ما فيه و عند الامام ان الثانی وان لغالا يلغو ما فيه من الزيادة (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۳ ' ۴۶۴ ط.س. ج۳ص۱۱۱) ظفیر

بصورت وطیٔ مہر لازم ہے۔[۱] فقط

بلا مہر نکاح ہوا اور قبل خلوت طلاق دے دی تو مہر اب کیا ہوگا؟

(سوال ۱۳۴۸) ایک مرد ۱۶ سالہ عمر کا نکاح دختر ۷ سالہ نابالغہ سے ہوا اور بوقت ایجاب و قبول مہر کا ذکر بھی نہیں ہوا اور نہ کابین نامہ میں تحریر ہوا مرد نے بوجہ عدم بلوغ زوجہ زوجہ کو قبل وطیٔ طلاق دے دی تو اس صورت میں مہر کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) حکم شرعی اس صورت میں ہے کہ جب کہ بوقت نکاح مہر کا تذکرہ اور تسمیہ نہیں ہوا اور طلاق دخول و خلوۃ سے پہلے دی گئی تو مہر کچھ لازم نہیں ہے صرف متعہ یعنی تین کپڑے یا ان کی قیمت لازم ہے۔[۲] فقط

بد اطواری کی وجہ سے طلاق دی جائے تو بھی مہر دینا ہوگا

(سوال ۱۳۴۹) زید کا عقد سلمہ کے ساتھ بمعاوضہ زر مہر ایک سو پچھتر روپیہ سکہ عثمانیہ باندھا گیا سلمہ نے بعد عقد ایک سال تک اپنے منہ پر نقاب رکھا ہر وقت ہم بستری اور خدمت گزاری سے ناراض رہتی تھی بعد نقاب اٹھ گیا اس کی ساتھ ہی فحش کلامہ و نافرمانی خاوند کے ساتھ کی زید نے ایسی حرکات سے تنگ آکر خوراکی ماہانہ دیکر اس کی والدہ کے پاس روانہ کر دیا اور زر مہر ماہانہ حسب آمدنی ادا کرنا چاہتا ہے مگر اس کی والدہ زر مہر متفرق حاصل کرنے سے روکتی ہے کہ یکمشت دیا جائے زید میں یکمشت ادا کرنے کی قدرت نہیں ہے ایسی عورت کے ساتھ کیا کیا جائے کیا نان و نفقہ زید کے ذمہ واجب الاداء ہے بد اخلاقی و نافرمانی سے تنگ آکر طلاق دی جاوے تو زر مہر کیا عائد ہوگا، سلمہ زر مہر کے حاصل کرنے میں دریغ کرتی ہے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

(الجواب) مہر اگر مؤجل ہے یعنی فی الحال دینا مہر قرار نہ پایا تھا تو اس کے وصول کرنے کا وقت فقہاء نے طلاق یا موت لکھی ہے قبل طلاق عورت مطالبہ نہیں کر سکتی[۳] اور اگر مہر معجل ہے تو عورت فی الحال اسکا مطالبہ کر سکتی ہے لیکن جب کہ شوہر یکمشت دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو باقساط ادا کیا جاوے گا اور جو عورت شوہر کے مکان سے بلا اس کی اجازت کے ازراہ نافرمانی چلی جاوے اسکا نفقہ ساقط ہے مگر صورت مسئولہ میں چونکہ خود شوہر نے اس کو بوجہ اس کی بد اخلاقی کے اس کی والدہ کے پاس بھیجا ہے تو اس صورت میں نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔[۴] فقط

---

(۱) فیحرم منه ای بسببه ما یحرم من النسب رواه الشیخان (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ ط.س. ج۳ص ۲۱۳) ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد بالوطؤ لا بغیره (ایضاً باب المهر ج ۲ ص ۴۸۱ و ص ۴۸۲ ط.س. ج۳ص ۱۳۱ مطلب فی نکاح الفاسد) ظفیر (۲) وتجب متعة لمفوضة وهی من زوجت بلا مهر طلقت قبل الوطؤ وهی ورع و خمار و محلفة (درمختار) ولو دفع قیمتها اجبرت علی القبول (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۱، ۴۶۲ ط.س. ج۳ص ۱۱۰ مطلب فی احکام المتعة) ظفیر (۳) ویتاکد المهر عند وطؤ او خلوة الخ (درمختار) واذا تاکد المهر اما ذکر لا یسقط بعد ذلك وان کانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تاکده لا یحتمل السقوط الا بابراء (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ ط.س. ج۳ص ۱۰۳) ظفیر (۴) فتجب (النفقة) المزوجة بنکاح صحیح الخ علی زوجها الخ ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی وکذا طالبها ولم تمنع (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ج۲ص ۸۸۶، ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۲) ظفیر

خلوت سے پہلے طلاق دینے پر مہر لازم ہوگا یا نہیں؟

(سوال ۱۳۵۰) زید نے اپنا عقد ہندہ سے بہ تقرری مہر سوا چالیس روپیہ کے کیا اور قبل وطی اور خلوۃ صحیحہ کے زید نے ہندہ کو طلاق بائن دیکر نکاح سے خارج کردیا اور مہر دینے سے انکار کرتا ہے اور موضع القرآن سے آیۃ کریمہ لاجناح علیکم الخ دلیل میں پیش کرتا ہے اس صورت میں مہر دینا ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) صورت مذکورہ میں قبل دخول وخلوۃ طلاق دینے سے نصف مہر لازم آتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم الایۃ[1] اور یہ آیت لا جناح علیکم الایہ[2] کے بعد ہے اس کی تفسیر کو بھی موضع القرآن میں دیکھ لیں وہ پہلا حکم مہر واجب نہ ہونے کا اس وقت ہے کہ مہر بالکل مقرر نہ ہو اور قبل دخول وخلوۃ طلاق دی جاوے اور جب کہ مہر کی مقدار مقرر ہوئی ہو جیسا کہ اس صورت میں ہے اور طلاق قبل دخول وخلوۃ واقع ہوئی ہو تو نصف مہر لازم آتا ہے اس آیت وان طلقتموھن الایۃ میں اس کا بیان ہے اور کتب فقہ میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح ہے۔[3] فقط

بیوی سے مہر معاف نہ کرا سکا تو اب کیا کرے؟

(سوال ۱۳۵۱) بکر کی زوجہ کا انتقال ہوگیا اور بکر نے نہ تو مہر ادا کیا چونکہ وسعت نہیں تھی اور نہ مہر معاف کرایا اب زوجہ کی والدہ وغیرہ سے بکر مہر معاف کرالیوے تو معاف ہوسکتا ہے یا نہیں جب کہ مرحومہ لاولد ہے (۲) مرحومہ کے مہر کا حقدار کون کون ہے (۳) کوئی ایسی صورت ہے جب کہ وہ واقعی ادائیگی کے قابل نہیں ہے کہ وہ مرحومہ کے قرض مہر سے بچ جاوے اور قیامت میں گرفتار عذاب نہ ہو (۴) اگر کوئی شخص خلوۃ میں اپنی زوجہ سے مہر معاف کرالیوے تو معاف ہوجائے گا یا نہ گواہوں کی ضرورت تو نہ ہوگی؟

(الجواب) زوجہ کے مرنے کے بعد زوجہ کے وارثوں سے اگر مہر معاف کرائے گا مہر معاف ہوجائے گا عام اس سے کہ ادائے مہر کی استطاعت ہو یا نہ ہو اور مہر میں خاوند کا بھی حق ہے اس کو معاف کرانے کی ضرورت نہیں[4] (۲) زوجہ کے وارثوں کو مہر اسی طرح پہنچے گا جس طرح کہ زوجہ کا اپنا مملوکہ مال پہنچتا ہے (۳) معاف کرانے کے سوا اور کوئی صورت نہیں (۴) اگر تخلیہ میں زوجہ سے مہر معاف کرالے تو وہ عند اللہ معاف ہوجاوے گا لیکن اگر جھگڑا قاضی کے یہاں پیش ہوگا تو وہ بغیر گواہ یا اقرار زوجہ کے مہر ساقط نہ کرے گا۔ فقط

بیس برس بعد مہر کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۵۲) زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو بیس برس ہوئے طلاق دے دی ہے مگر اب تک زید نے دین مہر اپنی زوجہ کا ادا نہیں کیا کیا ایسی صورت میں زید کی زوجہ کو دین مہر کے مطالبہ کا حق شرعاً حاصل ہے

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۳۱
(۲) ایضاً (۳) و یجب نصفہ بطلاق قبل وطؤ او خلوۃ (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۵۲. ط.س. ج۳ص ۱۰۱) ظفیر
(۴) شوہر کا حصہ بیوی کے ترکہ میں نصف اگر بچے نہ ہوں ورنہ چوتھائی دیکھئے سراجی وغیرہ

یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زید کی زوجہ اپنے مہر کا مطالبہ شرعاً کر سکتی ہے۔ فقط

کیا کوئی مدت ہے جس کے بعد مہر کا مطالبہ جائز نہیں ہوتا

(سوال ۱۳۵۳) کیا شرعاً ایسی کوئی مدت ہے جس کے گزرنے کے بعد مطالبہ مہر کا حق زوجہ کو نہ رہے؟

(الجواب) شرعاً کسی مدت کے گزرنے سے حق کسی وارث کا اور صاحب حق کا ساقط نہیں ہوتا شامی میں ہے قالوا ان الحق لا یسقط بالتقادم [1] فقط

جس بیماری میں مہر معاف کیا اسی میں بیوی مر گئی تو معاف ہوا یا نہیں؟

(سوال ۱۳۵٤) ہندہ مریضہ نے اپنے شوہر کو بدیں مضمون مہر معاف کر دیا کہ میں چونکہ امراض لاحقہ میں مبتلا رہتی ہوں لہذا اپنے مہر بخشتی ہوں بعد اس تحریر کے اس مرض لاحقہ میں دس روز کے بعد انتقال کیا، اب عورت کے وارث مہروں میں شرعاً حصہ پا سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) مرض الموت میں مہر معاف کرنا صحیح نہیں ہے، پس اگر باقی ورثہ مہر کی معافی کو تسلیم نہ کریں تو وہ اپنا حصہ مہر میں سے لے سکتے ہیں، در مختار میں ہے کہ مرض الموت کا ہبہ وغیرہ حکم وصیت ہے اور حکم لا وصیہ لوارث [2] وارث کے لئے وصیت صحیح نہیں ہوتی مگر یہ کہ باقی ورثہ راضی ہوں۔ فقط

کیا بیوہ نکاح کر لے تو مہر اور ترکہ کی مستحق نہیں رہتی؟

(سوال ۱۳۵۵) زید کا انتقال ہو گیا اس کے پسماندگان دو تین بچہ نابالغ اور ایک بیوی ہے، زید نے اپنی حیات میں چند متولیان مقرر کر دیئے تھے جن کے زیر نگرانی اس کی پسماندگان کی پرورش ہوتی رہی، زید کی زوجہ جوان ہے نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے متولیان کہتے ہیں کہ اگر نکاح ثانی کیا تو مہر اور ترکہ کچھ نہ دیا جائے گا، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کی زوجہ کا جو کچھ حصہ شرعی زید کی جائیداد میں سے ہے اور مہر اس کا جو بذمہ شوہر واجب ہے وہ بہر حال زوجہ کو دیا جائے گا خواہ وہ عقد ثانی کرے یا نہ کرے اوصیاء اور متولیان کا یہ کہنا کہ اگر اس نے عقد ثانی کر لیا تو اس کو کچھ نہ دیا جاوے گا غلط ہے اور خلاف شرع ہے، زوجہ بہر حال اپنے حصہ شرعیہ اور مہر کی حقدار اور مالک و مستحق ہے اگر اس کو کچھ نہ دیا جاوے گا تو یہ ظلم اور گناہ کبیرہ ہے اور حق العباد کا مواخذہ ان کے ذمہ رہے گا۔ [3] فقط

---

(۱) دیکھئے الاشباہ والنظائر مع الحموی کتاب القضا ص ۲۱٤، رد المحتار ط.س. ج۳ص ۷۲۰ کتاب الدعوی مطلب هل ینبغی النهی بعد موت السلطان ظفیر (۲) الد المختار علی هامش رد المحتار کتاب الوصایا ج ۵، ط.س. ج۳ص ٦۵٦ ظفیر (۳) افادان المهر وجب بنفس العقد الخ واذ تاکد المهر بما یذکر لا یسقط بعد ذلک وان کانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تاکد لا یحتمل السقوط الا بالادعاء کالثمن او تاکد بقبض المبیع (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤۵٤ ط.س. ج۳ص ۱۰۲) ظفیر

مقررہ مہر نالش کر کے لے لیا پھر شوہر نے پہلا مہر قائم رکھا تو یہ دوسرا اضافہ مہر عورت لے سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۵۶) مسماۃ امتہ الغنی نے مبلغ پانچ ہزار روپیہ اپنا دین مہر شوہر سے بذریعہ نالش وصول کرلیا اور بعد کو شوہر نے موافقت پیدا کر کے مسماۃ مذکورہ کا وہی مہر تعداد مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر مکرر قائم کر کے تسلیم کر لئے اب چونکہ شوہر مسماۃ کا انتقال ہو گیا لہٰذا مسماۃ مذکور شرعاً اپنا دین مہر مکرر ترکہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں عورت پانچ ہزار روپیہ پانے کی ترکہ شوہری سے مستحق ہے کیونکہ یہ دوبارہ شوہر کا پانچ ہزار روپیہ مہر کا تسلیم کرنا زیادتی مہر پر محمول ہو کر بذمہ شوہر واجب الادا ہو گیا کما یظھر من فروعات باب المھر من الدرالمختار والشامی وما فرض بتراضیھما الخ بعد العقد الخ او زید علی ماسمی فانھا تلزمه بشرط قبولھا فی المجلس الخ درمختار و فی الشامی و کذا لواقر لزوجته بمھر و کانت قد وھبته له فانه یصح ان قبلت فی المجلس [1] الخ فقط

عورت نے مہر لے کر زیور بنوالیا اور مطالبہ باقی رکھا اب اس کے مرنے کے بعد کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۳۵۷) ایک عورت نے اپنے شوہر سے مہر طلب کیا، شوہر نے مہر ادا کر دیا مگر مہر دینے کے وقت کوئی گواہ نہ کیا عورت نے مہر کا روپیہ لیکر زیور بنوا کر پہن لیا اور اپنے شوہر سے کہا کہ مہر دے دے شوہر نے کہا کہ میں مہر دے چکا ہوں عورت نے کہا کہ اس کا تو میں نے زیور بنالیا اور وہ زیور تیرے ہی گھر میں ہے مجھ کو اس سے کیا نفع ہوا، مجھ کو دوبارہ مہر دے مگر شوہر نے دوبارہ مہر نہیں دیا، عورت کا انتقال ہو گیا تو شوہر کے ذمہ باقی ہے یا نہیں، اگر باقی ہے تو کس کو دے ؟

(الجواب) اگر عورت کے ورثہ ادائے مہر کو تسلیم نہیں کرتے اور شوہر کے پاس دو گواہ عادل موجود نہیں ہیں تو مہر بذمہ شوہر لازم ہے پس اگر عورت لاولد رہی تو نصف مہر شوہر کو پہنچ گیا اور نصف دیگر ورثہ کو پہنچا، شوہر ان کو نصف مہر دے دے۔ فقط

نکاح کے بعد پورا مہر دے دیا مگر خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو آدھا مہر شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۵۸) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر بھی دے دیا لیکن رخصت نہیں کی یعنی قبل خلوۃ طلاق دے دی تو نصف مہر واپس لے سکتا ہے، اگرچہ مہر میں جانور ذی روح دیا ہو اور وہ مر گیا ہو یا روپیہ ہو اور خرچ ہو گیا ہو یا کپڑے ہوں وہ پہننے سے گل گئے ہوں ؟

---

(۱) رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٦٣ ط.س ج۳ص۱۰۹ ظفیر

(الجواب) اس صورت میں شوہر نصف مہر واپس لے سکتا ہے اور جو بعینہ واپس نہ ہو سکتا ہو تو اس کی مثل یا قیمت واپس کی جاوے گی فی الدر المختار قبضت الف المھر فوھبتہ لہ وطلقت قبل وطئ رجع علیھا بنصفہ لعدم تعین النقود فی العقود[1] فقط

مرض الموت کی معافی جائز ہے یا نہیں اور مہر معاف کرنے کے گواہ نہیں ہوں تو لڑکا مہر پائے گا یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۵۹) مسماۃ ہندہ نے مرض الموت میں چند زیورات مسجد میں دیا اور بقیہ زیور اپنے لڑکے خالد نابالغ کو دیا شوہر کو کوئی عذر اپنے حق میں اس وقت نہیں ہوا۔ بعد انتقال کے شوہر نے اپنا حصہ لے لیا' خالد جب بالغ ہوا تو مہر طلب کیا' شوہر کہتا ہے کہ مہر معاف کر دیا مگر نہ کوئی شہادت ہے نہ ثبوت ہے پس ایسی صورت میں خالد مہر پانے کا مستحق ہے یا نہیں' اور مرض الموت میں اگر مہر معاف کرالے تو معاف ہوتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) شوہر کا دعویٰ معافی مہر کا بلا دو گواہ عادل کے مسموع نہ ہوگا[2] اور خالد بقدر اپنے حصہ کے مہر وصول کرے گا اور شوہر کا حصہ ساقط ہو جاوے گا اور مرض الموت کی معافی باطل ہے۔ فقط

مہر حضرت ام حبیبہؓ پر نکاح ہوا تو مہر کتنا ہوگا ؟

(سوال ۱۳۶۰) اگر کسی شخص نے مہر حضرت ام حبیبہؓ پر نکاح کیا اور کوئی تفسیر اس کی نہیں کی گئی تو زوج کو کیا دینا ہوگا' چار سو دینار کی برابر سونا یا اس کی قیمت روپیہ سے یا بوقت عقد چار سو دینار سونے کی جو قیمت ہو وہ دینا ہوگی۔

(الجواب) چار سو دینار سونے کی قیمت بوقت عقد جو ہو وہ دینی ہوگی (ایک دینار ساڑھے چار ماشہ کے برابر ہوتا ہے ظفیر)

مہر معجّل کا مطالبہ لڑکے سے ہوگا یا اس کے باپ سے ؟

(سوال ۱۳۶۱) خاتون نابالغہ دختر عبد الکریم کا نکاح نذیر احمد پسر بشیر احمد سے بولایت والدین بتقرر مہر مبلغ پانچ سو روپیہ نصف معجّل و نصف مؤجل ہوا تو لڑکی کا باپ مہر معجّل کا مطالبہ شوہر سے کر سکتا ہے یا اس کے باپ سے ؟

(الجواب) لڑکا اگر بالغ ہے تو دختر کا باپ شوہر سے مہر معجّل کا مطالبہ کر سکتا ہے' اور اگر شوہر نابالغ ہے تو اگر

---

(۱) دیکھئے الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٧٤ ' ط.س. ج۳ ص ۱۲۳ ظفیر
(۲) ونصابھا (ای الشھادۃ) لغیر ھا من الحقوق سواء کان احق مالا اوغیرہ کنکاح و طلاق و وکالۃ و وصیۃ الخ رجلان او رجل وامراتان (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الشھادات ج ٤ ص ٥١٥ ط.س. ج۳ ص ٧٦٥) ظفیر
(۳) عن ام حبیبۃ کانت تحت عبداللہ بن جحش فمات بارض الحبشۃ فزوجھا النجاشی النبی ﷺ وامھرھا عنہ اربعۃ الالف درھم (مشکوۃ باب الصداق ص ۲۷۷)

اس کا باپ ضامن ادائے مہر کا ہو گیا ہے تو اس سے مطالبہ مہر کا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔[1] فقط

مہر سے مراد

(سوال ۱۳۶۲) مہر سے کیا مراد ہے؟

(الجواب) مہر وہ مال ہے جو نکاح میں مقرر ہو۔[2] فقط

مہر کتنا ہونا چاہئیے؟

(سوال ۱۳۶۳) مہر حیثیت پر ہونا چاہئیے یا شرعی؟

(الجواب) ہر طرح درست ہے یعنی جس قدر چاہے مہر مقرر کر دے وہ لازم ہو جاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ بہت زیادہ نہ کرے (اقله عشرد راهم الخ و يجب الاكثر منها ان سمى الاكثر (درمختار) اى بالغا مابلغ (رد المحتار ج ۲ ص ٤٥٢ ظفير)

مہر کی ادائیگی ضروری ہے یا معاف کرالینا کافی ہے؟

(سوال ۱۳٦٤) ادائیگی مہر ضروری ہے یا بخشوانا کافی ہے؟

(الجواب) ادائیگی مہر ضروری ہے لیکن اگر عورت خوشی معاف کر دے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

نہ معاف کرایا یا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۳٦٥) اگر منکوحہ بدون وصول اور بدون معاف کرنے مہر کے فوت ہو گئی تو وہ مہر فی سبیل اللہ خرچ کرنا جائز ہے یا ورثہ کو دیا جاوے؟

(الجواب) وہ وارثوں کو پہنچانا چاہئیے یعنی شوہر اپنا حصہ وضع کر کے باقی دیگر ورثہ کا حصہ ان کو پہنچادے؟

کنواری کہہ کر ایک ہزار مقرر کیا بعد میں معلوم ہوا کہ کسی کے نکاح میں رہ چکی ہے تو اب مہر کیا ہو گا؟

(سوال ۱۳٦٦) زید نے ہندہ کے ساتھ شادی کی ہندہ کے باپ نے اپنی لڑکی کو کنواری مجلس نکاح میں

---

(۱) وصح ضمانه الولى مهر هاالخ و تطلب ايا شاء ت من زوجها البالغ اوالولى الضامن (درمختار) و قيد بالضامن لان الكلام فيه ولانه لا يطالب بلا ضمان الخ لان المهر حال يلزم ذمة الزوج (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٩٠، ٤٩١. ط.س. ج۳ص ١٤٠) ظفير

(۲) ثم عرف المهر فى العناية بانه اسم المال الذى يجب فى عقد النكاح على الزوج فى مقابلة البضع (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٢. ط.س. ج۳ص ١٠٠) ظفير

ظاہر کر کے ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کرایا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ ہندہ منکوحہ عمر تھی اس لئے اب مہر مقررہ ایک ہزار روپیہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ زید کے ذمہ ادا کرنا لازم ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر مقررہ ہزار روپیہ اس صورت میں واجب ہے کما فی الدرالمختار ولو شرط البکارۃ فوجدھا ثیبا لزمہ الکل و رجحہ فی البزازیہ[1] فقط

نکاح جب ہزار پر ہوا تو وہی دینا واجب ہے گو وہ لکھا نہ گیا ہو

(سوال ۱۳۶۷) ایک شخص نے قبل از نکاح لڑکی کے والد کے مشورہ سے حق مہر کے لئے ایک اسٹامپ پیپر تحریر کرایا جس میں یہ لکھا کہ میں اپنی منکوحہ مسماۃ زینب بی بی کیلئے مبلغ ایک ہزار روپیہ بابت حق مہر علاوہ بتیس روپیہ و زیورات مندرجہ رجسٹر ادا کرنے کا عہد کرتا ہوں 'عندالطلب مجھ سے وصول کرنے کا حق رکھتی ہے لیکن بعد از تحریر باہم رنجش ہو گئی اسٹامپ ناپسند کیا گیا اس پر لڑکی کے والد نے کہا کہ میں کل بوقت نکاح رجسٹر نکاح میں اس کا حوالہ بالکل نہیں دوں گا' چنانچہ ایسا ہی ہوا '۲۱ ستمبر ۱۹۱۸ء کو اسٹامپ تحریر ہوا اور ۲۲ ستمبر ۱۹۱۸ء کو نکاح پڑھایا گیا اور ایک ہزار کی رقم درج رجسٹر نہیں ہوئی صرف بتیس روپیہ اور زیورات درج ہوئے' اس صورت میں زوجہ ایک ہزار کی رقم بھی وصول کر سکتی ہے یا نہیں' اقرارنامہ رجسٹری نہیں ہوا؟

(الجواب) اس صورت میں علاوہ بتیس روپیہ و زیورات مذکورہ کے ایک ہزار روپیہ بھی مہر میں داخل ہے اور عندالطلب شوہر کو ادا کرنا لازم ہے کیونکہ زبانی و تحریری اس صورت میں کافی ہے' رجسٹری ہونے کی ضرورت شرعاً نہیں ہے کما فی الدرالمختار و یجب الاکثر منھا ان سمی الاکثر الخ[2] فقط

نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت قابل جماع نہیں ہے تو مہر واجب ہو گیا یا نہیں؟

(سوال ۱۳۶۸) ایک شخص نے اپنا نکاح کیا مبلغ ~~~ مہر مقرر ہوا' اور بعوض نان و نفقہ پانچ سو روپیہ کی اراضی مسماۃ کے نام کر دی بعد نکاح کے معلوم ہوا کہ یہ عورت قابل وطی' و اولاد کے نہیں ہے لہٰذا وہ شخص اس کو طلاق دینا چاہتا ہے مہر واجب ہے یا نہیں اور نان و نفقہ کے عوض جو دیا گیا اس کی مالک ہو گی یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں طلاق دینے سے نصف مہر شوہر پر لازم ہو گا[3] اور نان و نفقہ کے لئے جو کچھ شوہر نے اس عورت کو دے دیا وہ اس کی مالک ہو گئی اس کی واپسی اب نہیں ہو سکتی۔

---

(۱) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٧٦ عبارتھا تزوجھا علی انھا بکرا فاذا ھی لیست کذالک یجب المھر (رد المحتار ایضاً ط.س. ج۳ص ۱٦٢) ظفیر (۲) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٥٤ ط.س. ج۳ص ۱۰۲ ظفیر (۳) رتقاء وغیرہ عورت سے نکاح جائز ہے حتی کہ خیار فسخ نکاح بھی نہیں ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الاخر ولو فاحشا کجنون و جذام و برص و رتق و قرن (درمختار) رتق بالتحریک انسداد مدخل الذکر وقرن کفلس لحم ینبت فی مدخل الذکر کالغدۃ و قد یکون عظماء (رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۲۲) اگر ایسی عورت ہو تو خلوت کے باوجود نصف مہر ہے کیونکہ اس صورت میں خلوت نہیں ہوتی دیکھئے باب المہر ج ۲ ص ۴۶۵ ط.س. ج۳ص ۵۰۱ صرف خنثی مشکل سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اگر یہ صورت ہے تو یہ الگ بات ہے ظفیر

بعد طلاق مہر مؤجل بھی معجّل ہو جاتا ہے

(سوال ۱۳۶۹) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو ساڑھے تین سال سے روٹی کپڑا اور حق پرورش بچہ کا نہیں دیا نہ حق زوجیت ادا کیا زید ایک مرتبہ چند مستورات کو اپنے ہمراہ لیکر آیا اور ہندہ پر سخت تشدد کیا بالآخر لفظ تین طلاق چند آدمیوں کے سامنے کہہ کر چلا گیا تو ہندہ اپنا مہر مؤجل وصول کر سکتی ہے یا نہیں زید عذر کرتا ہے کہ مہر مؤجل تھا معجّل نہ تھا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر دو گواہ عادل طلاق کے موجود ہیں یا زید کو اس کا اقرار ہے تو ہندہ مطلقہ ثابت ہو گئی اور مہر اگر مؤجل تھا تو معجّل ہو گیا بعد طلاق کے ہندہ اپنے مہر کا مطالبہ زید سے کر سکتی ہے اور زید کے اعذار لغو اور باطل ہیں اور نفقہ گزشتہ زمانہ کا ہندہ کو نہیں مل سکتا۔

لڑکی جو قابل وطی نہ ہو اس کا مہر

(سوال ۱۳۷۰) ایک شخص کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا مگر لڑکی وطی کے قابل نہیں ہے نکاح ہوا یا نہیں بعد میں باہم یہ فیصلہ ہوا کہ جو کچھ جہیز لڑکی کا تھا وہ لڑکی والے کو مل جاوے اور جو زیورات وغیرہ لڑکے والے کے تھے وہ لڑکے والے کو مل جاویں چنانچہ لڑکی اپنا جہیز لے گئی اور ہمارا زیور دے گئی اب اس کو طلاق دی جاوے یا نہیں اور مہر ہم پر کس قدر لازم ہے؟

(الجواب) نکاح ہو گیا تھا اور بطریق خلع جو فیصلہ ہو گیا وہ صحیح ہو گیا لیکن اگر خلع وغیرہ کا لفظ نہیں بولا گیا اور طلاق بھی نہیں دی تو نہ مہر معاف ہوا نہ طلاق پڑی اور جب کہ عورت قابل وطی کے نہ ہو تو اس سے اگر خلوت بھی ہو تب بھی بعد طلاق کے نصف مہر لازم آتا ہے کیونکہ وہ خلوت صحیحہ نہیں ہے۔[1] فقط

شوہر کے مرتد ہونے کے بعد بھی اس سے مہر وصول کیا جائے گا

(سوال ۱۳۷۱) ہندہ کا شوہر نو سال سے عیسائی ہو گیا ہے لیکن وہ ہندہ کی خبر نان ونفقہ سے لیتا رہا ہے اب ہندہ کے اقرباء کہتے ہیں کہ ہم مہر کی نالش کریں گے، آیا بصورت ارتداد شوہر اگر مہر کی نالش ہو سکتی ہے تو کس میعاد تک اور مرتد نے جو روپیہ کثیر ہندہ کو دیا ہے اس کا لینا ہندہ کو جائز تھا یا نہیں اور اب شوہر مرتد ہندہ سے وہ روپیہ واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بصورت ارتداد شوہر کے زوجہ مہر لے سکتی ہے[2] اور میعاد اس کی شرعاً کچھ نہیں ہے یعنی کسی مدت کے گزرنے سے مہر ساقط نہیں ہوتا اور جو کچھ عیسائی نے اس عورت کو دیا اور ہبہ کر دیا وہ اس کی مالک ہو گئی موانع رجوع کے پائے جانے کی صورت میں وہ عیسائی اس دیئے ہوئے مال کو واپس نہیں لے سکتا اور اسلام لانے

---

(۱) والخلوة بلا مانع حسی لخ و رتق والتلاحم الخ وقرن بالسكون عظم و عقل بفتحتين عدة (درمختار) فی البحر عن المغرب القرن فی الفرج مانع يمنع سلوك الذكر فيه (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۵. ط.س. ج۳ص ۱۱۴) ظفير
(۲) افادان المهر وجب بنفس العقد الخ وانما يتاكد لزوم تمامه بالوطئ ونحوه الخ لان البدل بعد تاكد لا يحتمل السقوط الا بالابراء. رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴. ط.س. ج۳ص ۱۰۲) ظفير

کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ فقط

حلالہ سے پہلے نکاح کی صورت میں مہر آتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۷۲) شخصے زوجہ خود راسہ طلاق داد بعدہ قبل از تحلیل نکاح منعقد ساخت و مقاربت و قربان بایام بوجود رسید دریں صورت نکاح شرعاً صحیح شد یا نہ و مہر لازم است یا نہ؟

(الجواب) دریں صورت نکاح نہ شد، و مہر مثل در نکاح فاسد لازم می شود بعد دخول و صحبت قال فی الدر المختار و یجب مہر المثل فی نکاح فاسد الخ بالوطی[1] الخ فقط

مطلقہ کا مہر شوہر کے ذمہ لازم ہے

(سوال ۱۳۷۳) ایک عورت نافرمان کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اور شوہر صرف آٹھ روپیہ کا ملازم ہے تو اس صورت میں شوہر کے ذمہ دین مہر زوجہ کا واجب ہے یا نہیں اور شوہر کی مفلسی کا بھی کچھ لحاظ شریعت میں ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) دین مہر زوجہ کا جو مطلقہ ہے، شوہر کے ذمہ لازم وواجب ہے، جس وقت ہو ادا کرے اس دین میں حاکم شوہر کو قید کر سکتا ہے بعد ثابت ہونے افلاس کے رہا کر دیوے، پھر جس وقت وسعت ہوگی ادا کرنا لازم ہے بہر حال دین مہر بذمہ شوہر واجب الاداء ہے۔[2] فقط

شوہر نابالغ انتقال کر جائے تو بھی مہر اور عدت ضروری ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۷٤) شوہر اگر صغیر نابالغ ہو اور اس کی زوجہ ابھی رخصت نہ ہوئی ہو اسی حالت میں شوہر صغیر کا انتقال ہو جائے تو زوجہ کا مہر واجب ہوگا یا نہیں؟ اور زوجہ پر عدت لازم ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) شوہر اگر مر جاوے اگرچہ صغیر ہو[3] اور اس کی زوجہ رخصت نہیں ہوئی مہر اور عدت لازم ہے (المہر یتاکد باحد معان ثلاثۃ الدخول والخلوۃ الصحیحۃ و موت احد الزوجین سواء کان مسمی او مہر المثل حتی لا یسقط منہ شئ بعد ذلک الا بالا براء من صاحب الحق (فتاویٰ عالمگیریہ جلد ۲ ص ۳۱٤ نو لکشوری) اعدۃ المراۃ فی الوفاۃ اربعۃ اشہر و عشرۃ ایام سواء کانت مدخولا بہا اولا مسلمۃ او کتابیۃ صغیرۃ او کبیرۃ او اسیۃ الخ (ایضاً ص ٥٤٥) فقط

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ٤٨١ .ط.س. ج۳ ص ۱۳۱ مطلب فی نکاح الفاسد، ظفیر

(۲) و من سمی مہر اعشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بہا او مات عنہا (الی قولہ) وان طلقہا قبل الدخول و الخلوۃ فلہا نصف المسمی (ہدایہ ج ۲ ص ۳۰٤) ظفیر

(۳) ولو بزوج لا یطاق معہ الجماع (درمختار) ای ولو کان الصغر لصاحب الزوج یعنی لا فرق بین ان یکون الزوج اوالزوجۃ او کل منہما صغیر الخ و تجب العدۃ بخلوۃ وان کانت فاسدۃ لان تصریحہم بالخلوۃ الفاسدۃ شامل لخلوۃ الصبی (رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ٤٦٦ .ط.س. ج۳ ص ۱۱٤ مطلب فی احکام الخلوۃ) ظفیر

بعد طلاق مہر اور زیور کس قدر عورت کو ملے گا

(سوال ۱۳۷۵) ایک شخص کی ایک عورت ہے وہ ہمیشہ اپنے شوہر کو ناراض رکھتی ہے جس کی وجہ سے شوہر نے عورت کو اپنے گھر سے نکال دیا عورت نے عدالت میں خرچہ کا دعویٰ کیا، عورت و شوہر میں صلح ہو گئی، خرچہ دینے پر شوہر عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے، ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ نکاح کے وقت کچھ زیور اور مہر زیادہ باندھی جاتی ہے اور مہر اس زمانہ میں کوئی عورتوں کو دیتا نہیں ہے اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ کیا مہر دینا ہوتا ہے جو کہیں منظور کرلو، جن لوگوں کو کبھی ایک ہزار روپیہ ملتا بھی نہیں ان کو ہزار روپیہ کی مہر باندھی جاتی ہے اور ہمارے یہاں یہ بھی دستور ہے کہ عورت کے مر جانے کے بعد اس کے میکے والے زیور شوہر والا جتنا ہوتا ہے واپس کر دیتے ہیں اور بعض آدمی اپنا دیا ہوا لے لیتے ہیں اور شوہر والا شوہر کو دے دیتے ہیں تو ایسی حالت میں اگر عورت کو طلاق دینا چاہے تو کتنا زیور و مہر پانے کا حق رکھتی ہے؟

(الجواب) اگر طلاق بعد دخول یا خلوۃ صحیحہ کے ہو گی تو پورا مہر شوہر کو دینا لازم ہے اور اگر قبل وطی و خلوۃ صحیحہ ہو گی تو نصف مہر دینا لازم ہے اور زیور جو مرد کا ہے اور عورت کو عاریۃً دے رکھا تھا وہ واپس لیوے گا اور جو زیور عورت کا ماں باپ کے گھر کا ہے یا شوہر نے اس کی ملک کردیا تھا وہ عورت کو ملے گا کما فی الدر المختار و یتاکد عند وطئ او خلوۃ صحت الخ و یجب نصفہ لطلاق قبل وطئ او خلوۃ فقط واللہ اعلم فقط

زیادہ مہر کی صورت میں نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۷۶) فی زمانناشادی میں بہت زیادہ چالیس ہزار مہر مقرر ہوتا ہے حالانکہ گھر میں فاقہ کی نوبت ہوتی ہے مگر کم معیوب سمجھا جاتا ہے، ایسا نکاح درست ہے یا کیا؟

(الجواب) مہر کا زیادہ کرنا اچھا نہیں سمجھا گیا اور شرعاً پسندیدہ امر نہیں ہے[1] باقی جو کچھ مہر مقرر کردیا جاوے اگرچہ وہ شوہر کی حیثیت سے زیادہ ہو وہ مہر لازم ہو جاتا ہے اور نکاح ہو جاتا ہے۔[2] فقط

مہر لینے کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر آنا چاہئے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۷۷) شوہر کی ڈگری زوجیت کی اور زوجہ کی ڈگری مہر معجّل کی ہوئی تو زوجہ مہر لے کر شوہر کے گھر آنا نہیں چاہتی اس صورت میں مہر دینا چاہئے یا نہیں؟

(الجواب) مہر معجّل کا ادا کرنا ضروری ہے اور بعد لینے مہر معجّل کے زوجہ کو شوہر کے گھر آنے سے انکار کرنا جائز نہیں ہے۔[3] فقط

---

(۱) عن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة فی الدنيا و تقوی عند الله لكان اولٰكم بها نبی الله ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نكح شيئا من نسائه ولا انكح شيئا من بناته علی اكثر من اثنتی عشرة او قيه رواه احمد و الترمذی وابو داؤد و النسائی و ابن ماجه والدارمی، مشكوة باب الصداق ص ۲۷۷، ظفير

(۲) و تجب العشرة ان سماها او دونها و يجب الاكثر منها ان سمی الاكثر و يتاكد عند وطئ او خلوة صحت او موت احدهما (درمختار) قوله يجب الاكثر ای بالغا ما بلغ (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴. ط.س. ج۳ص۱۰۲) ظفير (۳) ولها منعه من الوطئ لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه (درمختار) واللام بمعنی الی (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۲، ۴۹۳. ط.س. ج۳ص۱۴۳ مطلب فی منع الزوجة نفسها بقبض المهر) ظفير

مہر لازم ہونے کے بعد کبھی ساقط ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۷۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو عدالت میں کہا کہ وہ زانیہ ہے جس پر عورت نے عدالت دیوانی میں طلاق لعان کا دعویٰ کر دیا اور عدالت نے باضابطہ عورت کو حکم دے دیا کہ تم کو طلاق ہو گئی تو اس صورت میں عورت مذکور مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں سید امیر علی صاحب نے جو شرع محمدی لکھی ہے اس کتاب میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ مہر خلوۃ صحیحہ سے جب واجب ہو جاتا ہے تو بعد ازاں وہ عورت کے کسی فعل سے معدوم نہیں ہونا چاہئے یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) صحیح یہ ہی ہے کہ جب خلوۃ صحیحہ کے بعد پورا مہر لازم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عورت کے کسی فعل سے ساقط نہیں ہوتا' در مختار وغیرہا کتب فقہ میں ایسا ہی ہے۔[1] فقط

شوہر کے باپ سے مہر کا مطالبہ درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۷۹) اگر شوہر بحیات پدر خود مفلس بمیرد' زوجہ راحق مطالبہ مہر خود از پدر زوج می رسد یا نہ؟

(الجواب) اگر شوہر بحیات پدر خود مفلس بمیرد' زوجہ را مطالبہ مہر از پدر شوہر بدون ضمان او نمی رسد' کذا فی الشامی[2] وغیرہ

شوہر کی موت کے بعد مہر کی ادائیگی اس کے باپ کے ذمہ نہیں ہے شوہر کی جائیداد سے لے سکتی ہے

(سوال ۱۳۸۰) ایک شخص کا لڑکا جب جوان ہوا تو اس کے باپ نے اس کی شادی کر دی' اس کی بیوی کا مہر ہزار روپیہ مقرر ہوا' زیور چاندی سونے کا اور پارچہائے ریشمی حسب دستور اس کی بیوی کو چڑھایا گیا' شادی سے ایک سال بعد وہ لڑکا فوت ہو گیا اس کی بیوہ کبھی سسرے کے یہاں کبھی باپ کے یہاں رہتی ہے' اب وہ بیمار ہو کر باپ کے یہاں آ گئی کچھ تھوڑا زیور جو ہر وقت پہنا جاتا ہے وہ اس کے پاس ہے اور باقی کل زیور و کپڑے سسرے کے یہاں ہیں اور باپ اس لڑکی کا غریب ہے اس کی بیماری کا خرچ برداشت نہیں کر سکتا پس کیا اس کا سسر اپنے لڑکے کے عوض مہر اس کی بیوہ کو دے سکتا ہے یا نہیں' کیونکہ وہ اپنے باپ سے علیحدہ نہیں تھا اور اس کا سسر مہر ادا نہیں کر سکتا تو وہ زیور جو اس کو چڑھایا گیا تھا وہ اپنے مہر میں لے سکتی ہے یا نہیں اور جو زیور لڑکی کے پاس ہے اس کا اس بارہ میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) مہر جو بذمہ شوہر متوفی اس کے ذمہ دار شوہر کا باپ نہیں ہے[3] لیکن اگر وہ تبرعاً اپنے بیٹے کی

---

(۱) واذا تاکد المهر بما ذکر لا یسقط بعد ذلك وان کانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تاکده لا یحتمل السقوط (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س. ج۳ص۱۰۲) ظفیر

(۲) ولا یطالب الاب بمهر ابنه الصغیر الفقیر اما الغنی فیطالب ابوه بالدفع من مال ابنه لا من مال نفسه اذا زوجه امراة الا اذا ضمنه کما فی النفقة فانه لا یوخذ بها الا اذا ضمن (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی ضمان الولی المهر ج ۲ ص ٤٩١ .ط.س. ج۳ص۱٤۱) ظفیر (۳) لان المهر مال یلزم ذمة الزوج ولا یلزم الاب بالعقد اذلو لزمه لما افاد الضمان رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٩١ .ط.س. ج۳ص۱٤۱' ظفیر

طرف سے اس کا مہر ادا کردیوے یا زیور و پارچہ کو جو بوقت نکاح چڑھایا گیا تھا مہر میں شمار کر کے ملک عورت کی کردیوے تو یہ درست ہے' باقی ویسے وہ ذمہ دار مہر کا نہیں ہے' شوہر کی چیز سے عورت اپنا مہر لے سکتی ہے پس اگر اس کی ملک میں کچھ نہ تھا تو عورت کچھ نہیں لے سکتی اور زیور و پارچہ جو چڑھایا گیا تھا اگر وہ عاریۃً سمجھا گیا تھا یعنی عورت کی ملک کرنا مقصود نہ تھا تو اس کا مالک شوہر کا باپ ہے اور اگر اپنے پسر کی ملک کر کے اس کی زوجہ کو دیا تھا جیسا کہ عرف ہے تو وہ ملک شوہر ہے' اس میں سے عورت اپنا مہر لے سکتی ہے اور اگر دینے کے وقت بہو کی ملک کردی تھی تو وہ مالک ہوگئی ہے۔ فقط

مہر معجّل کی وصولی کے لئے بیوی شوہر کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۸۱) مساۃ ہندہ کا نکاح بالعوض مبلغ ۲۵۰ سکہ کلدار مہر معجّل زید سے ہوا تحریری معاہدہ قبل نکاح روبرو گواہان مابین قرار پایا کہ میں ہندہ کو ہندہ کے گھر رکھوں گا اور خود رہوں گا اگر اپنے گھر ہندہ کو لے جاؤں تو ہندہ کو دوسرا نکاح کرنے کا اختیار ہے میں اسے دست بردار ہوں گا' اب زید ہندہ کو لے جانا چاہتا ہے' ہندہ طالب مہر معجّل ہے تو شرعاً زید کو بغیر ادائے مہر معجّل کے ہندہ کے لے جانے کا اختیار ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں ہندہ مہر معجّل کا مطالبہ زید سے کر سکتی ہے اور مہر کی وصولی کے لئے زوج کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے۔ در مختار میں ہے ولها منعه من الوطئ و دواعيه والسفر بها الخ لا خذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه الخ وفى الشامى قوله والسفر) الاولى التعبير بالا خراج كما عبر فى الكنز ليعم الاخراج [1] فقط

لڑکی کی رضامندی کے بغیر ولی کا مہر خرچ کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۱۳۸۲) ولی لڑکی کے مہر میں سے بلا رضامندی لڑکی کے تصرف کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولی کو بلا رضامندی اختیار تصرف نہیں ہے' اگر باپ یا دادا ولی ہے اور لڑکی نابالغہ ہے تو مہر حفاظت رکھے اور اگر بالغہ ہے تو اس کو سپرد کردے واللہ تعالیٰ اعلم (لقوله عزوجل ان الله يا مركم ان تؤ دو االامانات الى اهلها الايه) فقط

لڑکی کے ورثہ کب تک اس کے شوہر سے مہر لے سکتے ہیں؟

(سوال ۱۳۸۳) منکوحہ کو طلاق دینے کے ایک سال بعد اگر وہ مر جائے تو اس کے وارث اس کا مہر کس مدت تک لے سکتے ہیں' اور یہ عورت لاولد مری ہے۔

(الجواب) اس کا مہر اس کے ورثہ لے سکتے ہیں اور چونکہ عورت لاولد مری ہے تو نصف مہر شوہر کو پہنچ گیا باقی نصف دیگر ورثہ لے سکتے ہیں اور اس کے لئے کوئی میعاد نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۲ . ط.س. ج۳ ص ۱۴۳ ' ظفیر

مہر بذمہ شوہر ہے اور اس کے والد کے ساتھ گستاخی گناہ ہے!

(سوال ۱۳۸۴) زید نے اپنے فرزند عمر عاقل بالغ کا نکاح اس کی رضامندی اور اجازت سے بکر کی دختر سے کیا قبل از عقد نکاح زید نے بحیثیت ولی ہونے کے حسب معمول اپنے فرزند عمر کی اجازت اور رضامندی سے بکر کو حق مہر اور دیگر شرائط تحریر کردی بکر نے اپنے داماد عمر کو اس کے والد زید کی عداوت اور مخالفت پر آمادہ کیا اور عاق بنادیا بکر اپنی دختر کے حق مہر اور دیگر شروط کی بقاء اور ادائیگی شرعاً زید والد عمر سے طلب کرنے کا مستحق ہے یا اپنے داماد عمر سے اور کیا عمر اپنے والد زید کا عاق ہے کیونکہ عمر نے اپنے والد زید کو سخت صدمہ پہنچایا اور گستاخی سے پیش آیا؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ مہر بذمہ شوہر لازم آتا ہے لیکن اگر باپ ذمہ داری کرلیوے اور ضامن ہو جاوے تو باپ سے مہر کا مطالبہ ہو سکتا ہے کما فی الدر المختار ولا يطالب الاب بمهر ابنه الصغير الخ الا اذا ضمنه على المعتمد [1] الخ پس صورت مسئولہ میں اگر زید نے ذمہ داری مہر کی اپنے پسر کی طرف سے کرلی ہے تو زید سے مطالبہ مہر کا ہو سکتا ہے اور اگر ذمہ داری نہ کی تھی تو نہیں ہو سکتا اور عمر بسبب افعال مذکورہ کے اپنے باپ کا عاق اور نافرمان ہے اسکو اپنے باپ سے معاف کرانا چاہیئے ورنہ وہ عاصی وفاسق رہے گا۔ فقط

لڑکے کے والد نے مہر کا ذمہ لیا تھا شوہر کے
مرنے کے بعد اس سے مطالبہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۸۵) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کردیا بوقت نکاح مہر مقرر ہوا اور لڑکے کے والد نے کہا کہ اس کا مہر میں ادا کردوں گا کیونکہ لڑکا نابالغ تھا اور اس شخص کے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا تھا' لڑکا تو باپ کے سامنے فوت ہو گیا' اب تین لڑکیاں زندہ ہیں اور لڑکے کی زوجہ مہر کا دعویٰ کرتی ہے اس کو میراث سے کتنا حق پہنچتا ہے اور مہر کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) درمختار میں ہے ولا يطالب الاب بمهر ابنه الصغير الفقير الخ الا اذا ضمنه الاب على المعتمد [2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ باپ اگر مہر کا ضامن ہو گیا تو اس سے مہر کا مطالبہ ہو سکتا ہے باقی میراث کا حصہ پسر متوفی کے زوجہ کو کچھ نہیں مل سکتا کیونکہ لڑکا جو باپ کی حیات میں فوت ہو گیا وہ ترکہ پدری سے محروم رہا لہذا اس کی زوجہ بھی اس ترکہ سے محروم ہو گئی۔ فقط

حضرت ام حبیبہؓ کا مہر مقرر ہوا' اب اس کی قیمت کس طرح لگے گی اور کتنی ہو گی؟

(سوال ۱۳۸۶) فیمابین زید و عمر مقدار مہر ام حبیبہؓ میں مباحثہ ہے' زید کہتا ہے کہ مہر چار سو دینار ہے جس کے چار ہزار درہم ہوتے ہیں اور اس زمانہ میں ایک دینار دس درہم کا تھا اسی حساب سے اب بھی چار ہزار درہم

---

(۱) دیکھئے الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۱. ط.س. ج۳ص ۱۴۱' ظفیر
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۱. ط.س. ج۳ص ۱۴۱. ظفیر

کے روپیہ بنائے جاویں گے جو گیارہ سو کم وبیش ہوں گے عمر کہتا ہے کہ چار سو دینار کے تولہ ماشہ بنا کر اس کی قیمت آج کے نرخ سے سونے کی لگائی جاوے گی جس کے ساڑھے چار ہزار روپیہ ہوں گے، صحیح کیا ہے؟

(الجواب) اب اگر کوئی شخص مہر مثل حضرت ام حبیبہؓ چار سو دینار مقرر کرے [1] تو ظاہر ہے کہ اس کے تولہ بنا کر اس کی قیمت کا حساب کر لیا جاوے گا جو قیمت بحساب تولہ بوقت ادائے مہر ہو گی وہ دی جاوے گی یا اس قدر سونا جو چار سو دینار کا ہوتا ہے دیا جاوے گا پس اگر بوقت ادائے مہر نرخ سونا تیس روپیہ تولہ ہو تو ساڑھے چار ہزار روپیہ ہوں گے، ورنہ جو نرخ ہو گا اس کے موافق حساب کیا جاوے گا۔ فقط

دق کی مریضہ نے موت سے دو ہفتہ پہلے مہر معاف کیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۳۸۷) ایک عورت جو کئی سال سے مرض دق میں مبتلا تھی اس نے اپنے مرنے سے دو ہفتہ قبل گواہوں کے سامنے شوہر کو معاف کر دیا تو مہر معاف ہو یا نہیں؟

(الجواب) مرض دق میں جب کہ زیادتی ہونے لگی اور ضعف بڑھنے لگے اور پھر اس میں مر جاوے تو ایسا مرض مرض الموت ہے اور ہبہ وغیرہ تبرعات اس کے بحکم وصیت ہیں لہذا اس صورت میں معاف کرنا اس کا مہر کو صحیح نہیں ہے، کیونکہ وصیت وارث کے لئے بدون رضاء باقی ورثہ کے صحیح نہیں ہے قال فی الدرالمختار وفی القنیۃ المفلوج والمسلول والمقعد مادام یزداد کالمریض [2] الخ وفی الشامی قلت و حاصلہ انہ ان صار قدیماً بان تطاول سنۃ ولم یحصل فیہ ازیاد فھو صحیح اما لومات حالۃ الا زیادۃ الواقع قبل التطاول و بعدہ فھو مریض [3] الخ جلد ۲ شامی وفیہ ایضاً قبیلہ ان علم ان بہ مرضاً مھلکاً غالباً وھو یزداد الی الموت فھو المعتبر [4] الخ اور یہ ظاہر ہے کہ مریض بمرض دق کو مرنے سے ایک دو ہفتہ پہلے ازدیاد مرض و ضعف لازمی ہے، الغرض مریضہ مذکورہ کا یہ تصرف مرض الموت میں سمجھا جاوے گا اور مرض الموت میں مہر کا معاف کرنا شوہر کے لئے صحیح نہیں ہے۔

قال فی الدرالمختار اعتاقہ و محاباتہ و ھبتہ الخ کل ذلک حکمہ کحکم [5] وصیۃ الخ وفیہ من الوصایا ولا لوارثہ الخ الا باجازۃ ورثتہ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا وصیۃ لوارث الا

---

(۱) عن ام حبیبۃ انھا کانت تحت عبد ابن جحش فمات بارض حبشہ فزوجھا النجاشی النبی ﷺ وامھر ھا عنہ اربعۃ الاف، و فی روایۃ اربعۃ الاف درھم و بعث بھا الی رسول اللہ ﷺ مع شرحبیل بن حسنہ رواہ ابوداؤد والنسائی (مشکوۃ باب الصداق ص ۲۷۷) اہل لغت لکھتے ہیں کہ ایک دینار ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے اس حساب سے چار سو دینار کا وزن ایک سو پچاس تولہ ہوتا ہے اور یہ سونا کا سکہ ہوتا ہے اس وقت سونا سوا دو سو روپے تولہ ہے اس حساب سے اس کی قیمت (۳۳۷۵۰) روپے ہوتی ہے مفتی علامؒ نے بھی ایک دینار کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہی مان کر جواب میں حساب درج کیا ہے اس وقت چاندی اور سونے کی قیمت ایک اور دس کا فرق نہیں بلکہ بہت زیادہ تفاوت ہے، درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے اس حساب سے چاندی کا وزن گیارہ سو چھیاسٹھ تولہ آٹھ ماشہ ہوتا ہے اس وقت چاندی ساٹھ روپے تولہ ہے اس کی قیمت آٹھ ہزار ایک سو چھیاسٹھ اور دس پیسے ہوتی ہے اس لئے مسئلہ یہی ہے کہ دینار کا وزن جوڑ کر اس کی قیمت لگائی جائے جیسا کہ مفتی علامؒ نے کیا ہے سونے کی قیمت ہر دور میں مختلف ہوتی ہے اس کے حساب سے رقم جو مفتی علامؒ کے زمانہ میں ساڑھے چار ہزار ہوتی تھی اور اس زمانہ میں (۳۳۷۵۰) ہو گی، ظفیر

(۲) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب طلاق المریض ج ۲ ص ۷۱۶ ط.س. ج۳ص ۳۸۵، ظفیر

(۳) رد المحتار باب طلاق المریض ج ۲ ص ۷۱۷ ط.س. ج۳ص ۳۸۵، ظفیر

(۴) ایضاً ج ۲ ص ۷۱۶ ط.س. ج۳ص ۳۸۷، ظفیر

(۵) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار ط.س. ج۶ص ۶۷۹ باب العتق المریض.

ان یجزھا الورثۃ الخ فقط

مہر ضروری ہے کوئی نمائشی چیز نہیں

(سوال ۱۳۸۸) مہر کوئی نمائشی چیز ہے یا نہیں 'زید نے بوقت نکاح ایک معقول رقم حق مہر معجّل اسٹامپ پر تحریر کردی 'بعد ازاں طلب پر جواب دیا کہ میں نے مہر نمائشی لکھ دیا تھا 'نہ ادائیگی کے لئے شرع کا کیا حکم ہے ؟

(الجواب) مہر کوئی نمائشی چیز نہیں ' بلکہ شوہر نے جو مقدار مہر معجّل کی مقرر کردی اس کا ادا کرنا فی الحال ضروری ولازم ہے 'عورت ہر وقت وہ مقدار لے سکتی ہے[1] اور باوجود استطاعت نہ دینا شوہر کا اس مقدار کو ظلم صریح ہے۔ فقط

جب کسی نے دو بیوی کی تو ان دونوں کی اولاد الگ الگ مہر وصول کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۸۹) مسماۃ کنیز رابعہ زوجہ مولوی محمد شفیع فوت ہوئی چند اولاد بالغہ چھوڑی بعد ایک سال کے محمد شفیع نے دوسری شادی مسماۃ قفلین سے کی اس سے بھی چند اولاد ہوئی جس وقت محمد شفیع فوت ہوئے اس وقت زوجہ ثانیہ اور ایک بالغ لڑکا موجود تھا اب دونوں بیبیوں کی اولاد والد مرحوم کی اشیاء منقولہ وغیر منقولہ سے دین مہر لینا چاہتی ہے 'یہ تو سہل تھا کہ دونوں نصف نصف بحصہ رسد تقسیم کر لیں لیکن ہر ایک وارث پوری تعداد مہر کی لینا چاہتا ہے جس کی دلیل بھی ہر ایک فریق بیان کرتا ہے وارثان کنیز رابعہ کہتے ہیں کہ جس وقت ہماری والدہ فوت ہوئی ہم کو دین مہر کے مطالبہ کا حق حاصل ہو گیا اور ہم اس کے مالک ہو گئے اگرچہ ہم نے والد کے ادب سے مطالبہ نہیں کیا اور اس وقت ہمارے سوا اور کوئی وارث نہ تھا لہذا ہم کو کل دین مہر ملنا چاہئیے۔

وارثان بی بی قفلین کہتے ہیں کہ جب پہلی بی بی کی اولاد نے بیس برس تک مطالبہ دین مہر کا نہیں کیا تو اب ان کو حق دین مہر کے مطالبہ کا نہیں رہا' لہذا ہم کو پورا دین مہر ملنا چاہئیے شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے ؟

(الجواب) شرعی مسئلہ یہ ہے کہ پہلا اور پچھلا قرض برابر ہے اور دائن مقدم ودائن مؤخر کا حق برابر ہے اس میں کسی کو ترجیح نہیں ہے اور یہ بھی حکم شرعی ہے کہ کوئی دائن جب تک اپنا دین مدیون سے وصول کر کے اپنے قبضہ میں نہ لاوے اس وقت تک وہ مالک نہیں ہوتا اور یہ بھی مسئلہ شرعیہ ہے کہ شادی سے دائن کا حق ساقط نہیں ہوتا کما فی الشامی ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان[2] بعد اس تمہید کے فیصلہ شرعیہ یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں ہر دو زوجہ کا دین مہر برابر ہے ترکہ متوفی میں سے اول دونوں کا مہر ادا کیا جاوے گا اور باقی ماندہ ورثہ پر حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جاوے گا اور اگر ترکہ دونوں مہروں کا کافی نہ ہو تو دونوں کو بقدر حصہ تقسیم کیا جاوے گا 'مثلاً اگر مقدار دین مہر ہر دو زوجہ مختلف ہے تو زیادہ والی کو زیادہ اور کم والی کو کم حساب کے موافق دیا

---

(۱) افادان المہر وجب بنفس العقد رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ٤٥٤ ط.س. ج۳ص۱۰۳ ' ولھا منعہ من الوطؤ ودواعیہ والسفر بھا الخ لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ٤٩٠ ط.س. ج۳ص۱٤۳ مطلب فی منع الزوجۃ نفسھا لقبض المہر' ظفیر (۲) دیکھئے الاشباہ والنظائر مع الحموی کتاب القضاء والشہادات ص ۲۱٤ ردالمحتار کتاب الدعوی مطلب ھل یبقی النہی بعد موت السلطان ط.س. ج۵ص ۷۲۰' ظفیر

جاوے گا اور تساوی مہر کی صورت میں دونوں کو برابر دیا جاوے گا لیکن کنیز رابعہ کے مہر میں سے ایک چہارم اس کے شوہر کو پہنچا جو کہ بعد شوہر کی وفات کے ان وارثوں کو حسب حصص ملے گا جو کہ بوقت وفات شوہر موجود تھے۔ فقط

اللہ واسطے کہنے سے مہر میں نقصان نہیں آتا اور نہ نکاح میں!

(سوال ۱۳۹۰) بعض لڑکی کا ولی اجازت دیتا ہے کہ نکاح اللہ واسطے پڑھو' قاضی صاحب خطبہ اور ایجاب و قبول اس طوز کراتے ہیں کہ مسماۃ زینب دختر عمر الدین بالعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ زر مہر کے تجھے اللہ واسطے بخش دی' اس نے قبول کرلی' پھر بعض یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب مہر مقرر کیا گیا پھر اللہ واسطے کیسی ہوئی' مہر مقرر نہ کیا جاوے تو ٹھیک ہے' نکاح جائز ہے ورنہ نہیں' اگر لڑکی مر جاوے تو اس کا ولی مہر کا دعویٰ کر سکتا ہے تو پھر وہ مہر کیوں لیتا ہے جب اللہ واسطے بخش دی تھی۔؟

(الجواب) اول تو اس لفظ اللہ واسطے کی کہنے کی ضرورت نہیں اور اگر کہا جاوے تو اس سے مہر ساقط نہیں ہوتا اور نکاح میں بھی کچھ نقصان نہیں آتا گویا اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ موافق حکم شریعت کی لوجہ اللہ یہ نکاح کیا جاتا ہے یعنی مقصود رضاء الٰہی ہے۔

ان گواہوں کے بیان سے گیارہ ہزار ثابت ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۹۱) والدہ مرحومہ کا مہر گیارہ ہزار گیارہ اشرفی کا ہے' نکاح کو عرصہ ۴۵ سال کا ہوا چنانچہ ان دونوں کے انتقال کے بعد عاجز نے جائیداد والد پر دعویٰ مہر کیا' ثبوت مہر میں بوقت نکاح جو لوگ گواہ تھے ان میں سے قاضی عبدالرحمٰن صاحب نے گیارہ ہزار دس اشرفی کا مہر بیان کیا اور قمر الدین خان نے ہزاروں روپیہ اور دس اشرفی کا مہر بیان کیا اور بخشی بیگم نے گیارہ ہزار دس اشرفی بیان کی اور دو گواہ میرے والد کا یہ کہنا بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ گیارہ ہزار پر میرا نکاح ہوا تھا' اسی قدر میرے لڑکے کا مہر باندھو' اس صورت میں میری والدہ کا مہر گیارہ ہزار ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں' جب کہ حکیم صاحب دس ہزار یا گیارہ ہزار تردید کے ساتھ بیان کر چکے ہیں؟

(الجواب) وقت نکاح کے گواہوں میں سے ایک گواہ قاضی عبدالرحمٰن کا بیان گیارہ ہزار دس اشرفی کا ہے اور ایک عورت بخشی بیگم کا بیان اس کے مثل ہے اور قمر الدین خان کا بیان ہزاروں روپیہ اور دس اشرفی کا ہے جو کہ مطابق دعویٰ کے نہیں ہے یعنی صاف طور سے اس میں گیارہ ہزار دس اشرفی کا بیان نہیں ہے اور دس ہزار یا گیارہ الخ بیان کرنا بھی بوجہ تردید کے مطابق سابق کے نہیں' پس یہ بیانات مثبت گیارہ ہزار روپیہ دس اشرفی کے شرعاً نہیں ہیں البتہ اقرار والد نذیر احمد کا جو بدیں الفاظ ہوا کہ جس قدر میرا مہر تھا اسی قدر میری دختر کا ہوگا' تو اگر اس موقع پر گیارہ ہزار الخ کی تصریح ہو گئی ہے اور اس اقرار کے سننے والے دو گواہ عادل موجود ہیں تو گیارہ ہزار الخ

مہر ثابت ہو سکتا ہے[1] مگر پہلے خود حکیم صاحب تردید کے ساتھ دس یا گیارہ ہزار بیان کر چکے ہیں لہذا اس سے بھی گیارہ ہزار الخ کا ثبوت نہیں ہو سکتا، پس ایسے نزاع کی حالت میں مہر مثل سے فیصلہ ہوتا ہے۔[2] فقط

دعویٰ معافی مہر میں گواہی اور اس سلسلہ میں سوال!

(سوال ۱۳۹۲) دعویٰ معافی مہر کا دائر ہے لیکن اس میں مسماۃ الف کی شہادت بھوپال میں ہوئی اور مسماۃ ب کی شہادت بہت عرصہ کے بعد لاہور میں ہوئی اور مسمی ج کی شہادت مسماۃ الف کی ساتھ ساتھ ہوئی اور گواہان نمبر ۱، ۲، ۳ کی شہادتیں بوجہ اقرار عدم پابندی و بے پردہ ہونے کے مفید ثبوت نہیں اس لئے کل متروکہ سے دین مہر ادا کیا جاوے اس صورت میں نصاب شہادت پورا ہے یا نہیں اور چونکہ مسماۃ الف و ب کی شہادت علیحدہ علیحدہ ہوئی تو اس میں کچھ شرعی نقص ہے یا نہیں؟

(الجواب) معافی مہر کا دعویٰ اس وجہ سے غیر ثابت قرار دیا گیا ہے کہ اس میں ایک مرد اور دو عورتیں شہادت دیتی ہیں مگر دو عورتوں نے علیحدہ علیحدہ ادائے شہادت کیا ہے یعنی دو عورتوں کی علیحدہ علیحدہ شہادت ادا کرنے کی وجہ سے ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کو نصاب شہادت قرار نہ دیا گیا ہے، اور بسبب عدم نصاب شہادت کے دعویٰ کو غیر مسموع قرار دیا گیا ہے، حالانکہ مذہب حنفیہ میں ایسا کوئی قول نہیں جس سے یہ ثابت ہو جاوے کہ عورتوں کی شہادت میں تفریق شرط قبول ہے، ہاں اتنا صحیح ہے کہ قاضی کو دو عورتوں میں تفریق نہ کرنا چاہئیے کما فی الدر المختار ولا یفرق القاضی بینھما الخ[3] اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ ام شافعی کما قال السبکی اور ام بشر حاکم کے پاس شہادت کے لئے حاضر ہوئیں، اس نے ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا چاہا تو ام شافعی نے فتذکر احدھما الاخری کی آیت پڑھ کر سنادی اور حاکم ساکت ہوا[4] اس سے ظاہر ہوا کہ ام شافعی کے استنباط کا دار و مدار آیت مذکورہ پر ہے جس کی حقیقت اس سے زائد نہیں کہ اشارہ عدم ضرورت تفریق معلوم ہوتا ہے نہ یہ کہ عدم تفریق ضروری ہے، چنانچہ خود شوافع کے یہاں بھی بوقت ارتیاب قاضی کو تفریق کا اختیار ہے بلکہ مستحب ہے کہ شاہدوں کو بشرط اشتباہ و ارتیاب ایک دوسرے سے علیحدہ کرے کما فی الحموی قال التاج السبکی بعد نقل ھذہ الحکایۃ وھذا فرع حسن استنباط جید والمعروف فی مذھب ولدھا (وھو الشافعی) اطلاق القول بان الحاکم اذا ارتاب بالشھود استحب لہ التفریق بینھم وکلا مھا صریح اشتباہ النساء للمنزع الذی ذکرتہ ولا باس بہ اھ اقول وفی الملتقط من الحکایۃ المذکورۃ لیس صریحاً فی ان المذھب عندنا عدم التفریق فی شھادۃ النساء اذا ارتاب القاضی ص ۳۲۷

---

(۱) ونصابھا (ای الشھادۃ) لغیرھا من الحقوق الخ رجلان الخ او رجل وامراتان (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الشھادات ج ۴ ص ۵۱۵ ط.س. ج۳ ص ۴۶۵ ط.س. ج۵ ص ۴۶۵) ظفیر (۲) وان اختلفا فی المھر ففی اصلہ الخ یجب مھر المثل (در مختار) قال فی الفتح الاختلاف فی المھر اما فی قدرہ او فی اصلہ وکل منھما اما فی الحیوۃ او بعد موتھما او موت احدھما (رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ۴۹۶ ط.س. ج۳ ص ۱۴۸ مطلب مسائل الاختلاف فی المھر) ظفیر (۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الشھادات ج ۴ ص ۵۱۶ ط.س. ج۵ ص ۴۶۵، ظفیر (۴) حکی ان ام بشر شھدت عند الحاکم فقال الحاکم فرقوا بینھما فقالت لیس لک ذلک قال اللہ تعالی ان تضل احدھما فتذکر احدھما الاخری فسکت الحاکم (رد المحتار کتاب الشھادات ج ۴ ص ۵۱۶ ط.س. ج۳ ص ۴۶۵ تفصیلی واقعہ جس میں امام شافعی کا تذکرہ بھی ہے اسکے لئے دیکھئے حموی علی الاشباہ والنظائر کتاب القضاء والشھادات ص ۲۲۱) ظفیر

اس تصریح سے ثابت ہوا کہ قاضی باوجود رضامندی نساء کے بھی بصورت ارتیاب کے تفریق کر سکتا ہے پس اگر خاص عذر سے یا بدون عذر اتفاقاً دو عورتوں کی شہادت علیحدہ علیحدہ لی گئی تو اس میں کیا مضائقہ ہے لہذا محض علیحدہ علیحدہ ادائے شہادۃ امراتین کی وجہ سے نصاب شہادت کو ناقص نہ سمجھا جاوے گا بلکہ اس شہادت سے معافی مہر ثابت ہوگی اور اگر اس توہم پر محض علیحدہ علیحدہ اور مختلف اوقات میں ادائے شہادت ہونے کی بناء پر رد دعویٰ کی قضا ہو تو وہ قضا بھی نافذ نہیں' کما فی الشامی المقلد متی حالف مذهبه لا ينفذ حكمه ج ٤ ص ٤٣٠ فقط

معافی کے بعد مہر کا مطالبہ صحیح نہیں

(سوال ۱۳۹۳) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا مہر موجود ہے معاف کردے ورنہ تجھ کو زکوۃ دینا پڑے گی' اس نے خیال کیا کہ مہر تو ملنے سے رہا لہذا معاف کر دیا' اب شوہر سے پا سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ عورت نے کسی وجہ سے ہو معاف کر دیا' اور بدون زبردستی واکراہ کے معاف کیا اگرچہ شوہر کے کہنے سے معاف کیا اور اگرچہ عورت نے بخوف زکوۃ مہر معاف کیا اس صورت میں مہر معاف ہو گیا عند اللہ مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتی (للمراة ان تهب مالها لزوجها من صداق دخل بها زوجها اولم يدخل (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۹٦) اذا وهب احد الزوجين لصاحبه لا يرجع فی الهبه قاضی خان ج ٤ ص ۲۸۸ فقط

عورت نے مہر نہیں لیا روپیہ تجارت میں لگا دیا گیا اب عورت مع نفع مہر لے سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۹٤) اگر شرعاً اس عورت کے مہر ادا نہیں ہوئے اور نقدی میں سے اس کو مہر لینے کا حق ہے اور نقدی تجارت میں لگا دی اور اس میں نفع و نقصان سب کچھ ہوا' آج عورت اپنا مہر مع منافع مانگتی ہے' عورت کو منافع لینے کا حق ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں عورت صرف اپنا مہر ورثہ سے لے سکتی ہے وہ مہر ورثہ کے ذمہ دین ہے لہذا عورت اصل مہر لے سکتی ہے اس کے نفع کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ فقط

لڑکی کے مرنے کے بعد باپ اس کا مہر لے سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۹۵) لڑکی کے مر جانے کے بعد اس کے والدین کو اس کے مہر لینے کا حق ہے یا نہیں؟

(الجواب) لڑکی اگر لاولد مر جاوے اور اپنا شوہر اور والدین چھوڑے تو اس کے مہر اور تمام ترکہ میں سے بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث نصف اس کے شوہر کو اور نصف والدین کو پہنچتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ولكم نصف ما ترك ازواجكم ان لم يكن لهن ولد [2] فقط

---

(۱) الاشباه والنظائر الفن الثانی کتاب القضا والشهادات ص ۲۲۱' ظفیر (۲) سورة النساء

خلع کے لئے جو روپیہ غیر نے عورت کے حکم سے اس کے شوہر کو دیا تھا وہ شخص عورت سے وہ روپیہ وصول کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۹۶) عمر نے زید سے ایک سو ساٹھ روپیہ ہندہ کے امر سے جو لیا تھا رقم لیکر اپنی زوجہ ہندہ کو تین طلاق پر مطلقہ کیا زید نے روپیہ بکر کے واسطے دیا تھا کہ ہندہ کی عدت گزر جاوے گی تو بکر سے نکاح کراؤں گا بکر عدت ہندہ کے اندر فوت ہو گیا نہ عدت پوری ہوئی نہ نکاح ہوا زید اپنا ایک سو ساٹھ روپیہ ہندہ یا اس کے والد سے طلب کرتا ہے' ہندہ انکار کرتی ہے' اپنے خرچہ ومہر ونسب کا دعویٰ کرتی ہے' آیا زید اپنی رقم واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور ہندہ کا دعویٰ بھی چل سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ہندہ کے امر سے جو روپیہ زید نے عمر کو طلاق دینے کی غرض سے دیا تو زید اس روپیہ کو ہندہ سے واپس لے سکتا ہے اور طلاق علی المال میں صحیح قول کے موافق عورت کا مہر ساقط نہیں ہوتا' البتہ نصف گزشتہ و مفروضہ ساقط ہو جاتا ہے در مختار میں ہے ویسقط الخلع والمباراة کل حق ثقابت و قتهما لکل منهما علی الاخر الخ قوله کل حق شمل المهر والنفقة المفروضة والماضية [1] الخ شامی و قيل الطلاق علی مال مسقط للمهر کالخلع والمعتمد لا درالمختار و فی الشامی ان النفقة المقضی بها تسقط بطلاق واطلقوه فشمل الطلاق بمال وغيره شامی [2] وفی رد المحتار للشامی وان ارسله بان قال علی الفاتح فانقبلت لزمها تسليمه الخ شامی [3] فقط

بنات وازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا اور اس سے زیادہ مہر رکھنا مکروہ ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۹۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں یہ کہ ازواج مطہرات حضرت رسول اللہ ﷺ بی بی عائشہ صدیقہ و بی بی حفصہ و بی بی خدیجۃ الکبریٰ وغیرہا رضی اللہ عنہا وبنات آنحضرت عم بی بی فاطمہ ورقیہ وام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح میں کتنا مہر مقرر کیا گیا تھا دیگر یہ کہ اگر کوئی ان کے مہر سے زیادہ مقرر کرے تو مکروہ ہوگا یا نہیں' بالتفصیل تحریر فرمادیں وسند سے ؟

(الجواب) مکروہ نہیں ہے' البتہ بہت زیادتی مہر میں پسندیدہ نہیں ہے ازواج مطہرات وبنات آنحضرت ﷺ کا مہر بارہ اوقیہ ونصف تھا جس کے پانچ سو درہم ہوتے ہیں' سوائے ام حبیبہؓ کے ان کا مہر چار ہزار درہم نجاشی نے باندھا تھا' مشکوۃ [4] (پانچ سو درہم کا وزن ایک سو اکتیس تولہ چاندی ہے اس کی قیمت چاندی کے بھاؤ سے ہر زمانہ میں لگائی جائے ظفیر)

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۷ ج ۲ ' ص ۷۷۸ ج ۳ ط.س. ج۳ص ۲۵۲......۴۵۳ ظفیر
(۲) ایضا ص ۷۸۰ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۴۵۵ ' ظفیر
(۳) عن عمر بن الخطاب قال الا لاتغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة فی الدنيا و تقوىٰ عند الله لكان اوليكم بها نبی الله ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نكح شيئاً من نسائه ولا انكح شيئاً من بناته علی اكثر من اثنتی عشرة او قية عن ابی سلمته قال سالت عائشة كم كان صداق النبی ﷺ قالت كان صداقة لا زواجه ثنتی عشرة او قية و نش قالت اتدری ما النش قلت لا قالت نصف اوقية فتلك خمس مائة درهم رواه مسلم (مشكوة باب الصداق ص ۲۷۷) ام حبیبہؓ کے متعلق صراحت ہے امهر ها عنه اربعة الف درهم (ايضاً) ظفير (۴) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب الا بی الصغيرة المطالبة المهر ج ۲ ص ۵۰۸ ط.س. ج۳ص ۱۶۱ ظفير

اولیاء کا قبل نکاح یابوقت نکاح مہر لینا کیسا ہے؟

(سوال ۱۳۹۸) بعض آدمی لڑکے یاورثاء لڑکے سے لڑکی کا مہر قبل از نکاح یابوقت نکاح لیتے ہیں اور اپنی حوائج میں صرف کرتے ہیں اور دلیل جواز حدیث انت ومالك لا بيك [1] پیش کرتے ہیں اور قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی لڑکی کے مہر میں بکریاں چروائی تھیں تو یہ دلیلیں اموال اولاد کے جواز کے لئے درست ہیں یا نہیں؟

(الجواب) لڑکی کے باپ کو مہر لینادرست ہے لیکن اپنے صرف میں نہ لاوے اور اگر اپنے صرف میں لایا تو اس کو لڑکی کو دینا ہوگا لاب الصغيرة المطالبة بالمهر درمختار [2] و في الشامي والصغير غير قيد ففي الهندية للاب والجد والقاضي قبض صداق البكر صغيرة كانت اوكبيرة الا اذا نهته وهي بالغة صح النهي الخ [3] اور حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ میں تحقیق یہ ہے کہ اگرچہ فقہا نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اگر باپ کی بکریاں چرانے کی خدمت کو مہر مقرر کیا جاوے تو نکاح صحیح ہے اور مہر مثل لازم ہے ومقتضاه وجوب مهر المثل في خدمة وليها و عدم لزوم الخدمة وكذا في مثل قصة شعيب عليه السلام [4] مگر شامی میں کہا ہے کہ اس صورت میں باپ کے ذمہ اس خدمت کی قیمت لڑکی کو دینا لازم ہے درمختار میں ہے ومفاده صحة تزوجها على ان يخدم سيدها اووليها كقصة شعيب عليه السلام مع موسىٰ عليه السلام [5] اور شامی میں ہے ومفاده صحة الاستدلال بها على الجواز في رعي غنم الاب قالالرحمتي و الظاهر ان وليها يضمن لها حينئذ قيمة الخدمة الخ [6] فقط

انیس روپے ماہانہ والا مہر کتنا مقرر کرے

(سوال ۱۳۹۹) جس شخص کو انیس روپیہ ماہوار کی آمدنی ہو بوقت عقد زیادہ سے زیادہ کس قدر مہر باندھ سکتا ہے؟

(الجواب) مہر کی ادنیٰ مقدار دس درہم شرعی ہے جس کے پونے تین روپے کے قریب ہوتے ہیں اور زیادہ کی کچھ حد شریعت سے مقرر نہیں کی گئی کما قال الله تعالیٰ وان اتيتم احداهن قنطاراً فلاتأخذوا منه شيئاً الخ [7] اس سے معلوم ہوا کہ ہزارہا روپیہ بھی مہر ہو سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ مہر بہت زیادہ اور حیثیت سے زیادہ مقرر نہ کیا جاوے، آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات اور بنات طیبات کا مہر پانچ سو درہم یعنی

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب لابى الصغيرة المطالبه المهر ج ۲ ص ۵۰۸ ط.س. ج۳ص ۱۶۱' ظفير
(۲) رد المحتار باب ايضاً مطلب ايضاً ج ۲ ص ۵۰۸ ط.س. ج۳ص ۱۶۱' ظفير
(۳) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۸ ط.س. ج۳ص ۱۶۱' ظفير
(۴) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۳ ص ۴۵۸ ط.س. ج۳ص ۱۰۷' ظفير
(۵) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۹ ط.س. ج۳ص ۱۰۷' ظفير
(۶) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۸ ط.س. ج۳ص ۱۰۷' ظفير
(۷) سورة النساء' ظفير

قریب سوا سو روپیہ کے ہوا ہے، پس مناسب اور مستحب طریقہ یہی ہے کہ مہر زیادہ نہ بڑھایا جاوے۔[1] فقط

"مہر معاف کرنے کا حق لڑکی کے باپ کو ہوگا" یہ شرط کیسی ہے؟

(سوال ۱۴۰۰) زید کا نکاح ہندہ بالغہ سے ہوا، اور ہندہ کے والدین نے چند شرائط زید سے لکھوائی ایک شرط یہ ہے کہ مہر کے معاف کرنے کا اختیار ہندہ کے والد کو ہوگا ہندہ کو نہیں، یہ شرط صحیح ہے یا نہیں (۲) بموجب شرط اقرارنامہ ہندہ کا مہر اس کے والدین معاف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) یہ شرط لغو ہے، والدین ہندہ کو مہر معاف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ہندہ کا مہر زید کے ذمہ بدستور واجب ہے، وہی اس کی مستحق ہے، اور وہی معاف کر سکتی ہے، والدین یا کسی کا اس طرح کی شرطیں لگانا اور شوہر کا قبول کرنا شرعاً قطعاً بے معنی ہے۔[2] فقط

جب مہر یاد نہ ہو تو مہر مثل ملے گا یا کیا؟

(سوال ۱۴۰۱) ہندہ کا عقد بقاعدہ شرعی ہوا مگر قاضی کے رجسٹر میں درج نہیں ہے اور نہ مقدار مہر یاد ہے، اس صورت میں مہر مثل دلایا جائے گا اور نکاح ثابت ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا، اور مہر مثل دلوایا جائے گا[3] اور مہر مثل وہ ہے جو اس کی بہنوں اور پھوپھیوں وغیرہن کا مہر ہو۔[4] وباقی الشروط یطلب من کتب الفقه فقط

اپنے لڑکے کی بیوی کو دودھ پلادیا اب وہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۴۰۲) ایک عورت نے اپنے لڑکے کی زوجہ صغیرہ ڈیڑھ سالہ کو دودھ پلادیا، اس صورت میں اگر نکاح باطل ہوا تو مہر کا لین دین ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زوجین کے درمیان حرمت قائم ہو گئی اور نکاح فسخ ہو گیا، اور شوہر کے ذمہ نصف مہر واجب ہے اگر پورا مہر ادا کر چکا ہو تو نصف واپس لے سکتا ہے، فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے ولو ان رجلاً تزوج صغیرة فجاء ت ام الزوج من النسب او من الرضاع فارضعت الصغیرة حرمت علیه و یجب علیها

---

(۱) پونے تین روپے کم سے کم مہر ۱۳۳۳ھ کی بات ہے اب ۱۳۹۱ھ میں ایکس روپے سے کم نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ چاندی سات روپے تولہ ہے اور دس درہم کا وزن ۳۵ ماشہ چاندی ہے، ہر زمانہ میں اس کی جو قیمت ہوگی وہی کم سے کم مہر کی مقدار قرار پائے گئے، اسی طرح پانچ سو درہم کی قیمت اس دور میں سوا سو کے بجائے لگ بھگ سوا نو سو روپے ہوگی، اس لئے کہ پانچ سو درہم کا وزن ایک سو اکتیس تولہ چاندی ہے اس کی جو قیمت ہوگی سکہ رائج الوقت میں وہی حساب آئے گا واللہ اعلم۔ ظفیر (۲) وصح حطها لکله اوبعضه عنه (درمختار) و قید بحطها لان حط ابیها غیر صحیح لو صغیرة ولو کبیرة توقف علی اجازتها ولا بدمن رضاها ففی هبته الخلاصته خوفها بضرب حتی وهبت مهر مالم یصح لو قادرا علی الضرب اه (رد المحتار باب المهر ج۲ ص ٤٦٤ ط.س. ج۳ص۱۱۳ مطلب فی حط المهر والابراء عنه) ظفیر (۳) وان اختلفا فی المهر ففی اصله الخ یجب مهر المثل (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٩١ ط.س. ج۳ص۱٤۸) وکذا یجب مهر المثل فیما اذا لم یسم مهر اوفقی (ایضا ج ۲ ص ٤٦٠ ط.س. ج۳ص۱۰۸) ظفیر (٤) والحرة مهر مثل الشرعی مهر مثلها اللغوی ای مهر امراة تماثلها من قوم ابیها لا امها و فی الخلاصته و یعتبر باخواتها و عماتها(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی بیان مهر المثل ج ۲ ص ٤٨٧ ط.س. ج۳ص ۱۳۷) ظفیر

علیہ نصف المہر [۱] الخ فقط

لڑکی کا باپ مہر مانگتا ہے اور رخصتی نہیں کرتا اور سو روپیہ اوپر سے لیا' کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱٤۰۳) میرا خسر میری بیوی کو نہیں بھیجتا ایک مرتبہ ایک سو روپیہ طلب کئے تھے کہ سو روپیہ دے دو پھر بھیج دوں گا لیکن روپیہ لیکر بھی نہیں بھیجا اور روپیہ مجھ کو واپس نہیں دیتا' اور مہروں کا دعویٰ کرتا ہے کیا مہر دیئے جائیں گے' جب کہ وہ میری بیوی کو نہیں بھیجتا' اور ان کے یہاں پردہ قطعی نہیں ہے' ایسی صورت میں انکی امامت درست ہوگی یا نہیں ؟

(الجواب) اگر مہر مؤجل ہیں تو عورت قبل طلاق اور قبل موت شوہر سے وصول نہیں کر سکتی' فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا خلاف لاحدان تاجیل المهر الی غایة معلومة نحو شهر اوسنة صحیح وان کان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق اوالموت [۲] الخ اور جو مبلغ سو روپیہ آپ نے اپنے خسر کو دیئے تھے ان کو وصول کر سکتے ہیں۔ اور جس شخص کے گھر کی عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں اور پھرتی ہیں اگر وہ ان کو منع نہیں کرتا تو امامت اس کی مکروہ ہے۔ فقط

مہر دینے کے باوجود عورت کے نام جائیداد لکھ دی شوہر اسے واپس لے سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱٤۰٤) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور مہر ادا کر دیا اور اس عورت کے نام کچھ جائیداد نان و نفقہ میں تحریر کر دی تو بعد طلاق و ادائیگی مہر کے وہ عورت مستحق نان و نفقہ کی شرعاً رہے گی یا نہیں اور وہ جائیداد واپس لے سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) طلاق کے بعد اگر زمین اور جائیداد دی ہے تو وہ بطور ہبہ عورت کی مملوک ہوگی' اب زبردستی اور قانونی طور سے شوہر واپس نہیں لے سکتا رضامندی سے واپس ہو جائے تو بکراہت لینا جائز ہے۔

جائیداد بعد موت کسے ملے گی

(سوال ۱٤۰۵) اگر عورت مذکورہ شوہر کی حیات میں فوت ہو جائے تو وہ جائیداد اس کے شوہر کو ملنا چاہئے یا اولاد کو ؟

(الجواب) طلاق اور عدت گزرنے کے بعد اگر زوجہ فوت ہوئی تو شوہر کو اس کی میراث سے کچھ نہ ملے گا' اولاد اور دیگر ورثاء شرعی کو میراث پہنچے گی۔ فقط

---

(۱) عالمگیری مصری الباب السابع فی المهر فصل حادی عشر ج ۲ ص ۳۱۸ ط. ماجدیه ج۱ ص ۳٤۵ ' ظفیر

(۲) عالمگیری مصری کتاب الرضاع ج۲ ص ۳٤۵ ط. ماجدیه ج۳ ص۳۱۸

شوہر نابالغی میں فوت ہو جائے تو عورت مہر اور نفقہ کی حق دار ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۴۰۶) نابالغوں کی شادی ان کے اولیاء نے کر دی تھی، شوہر نابالغی کی حالت میں گزر گیا آیا دلہن حق دار مہر و خرچ ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں زوجہ پورے مہر کی مستحق ہے، شوہر کے ترکہ سے پورا مہر وصول کر سکتی ہے اور خرچ خوراک زمانہ عدت کا واجب نہیں ہے، در مختار میں ہے لا تجب النفقته الخ لمعتدة موت مطلقا[1] الخ درمختار باب النفقہ اور در مختار باب المہر میں ہے ویتاکد عند وطؤا وخلوة صحت من الزوج او موت احدهما[2] فقط

جس معافی کے گواہ نہ ہوں اس کا حکم

(سوال ۱۴۰۷) ایک عورت کا مہر پانچ ہزار مقرر ہوا تھا، جس میں سے اس نے اپنی خوشی سے بحالت صحت اپنے خاوند کو دو ہزار روپیہ معاف کر دیئے جس کا کوئی گواہ شاہد نہیں شرعاً یہ معافی معتبر ہوگی یا کالعدم ہو جائے گی۔ ؟

(الجواب) اگر زوجہ اس ابراء (معاف کرنے) سے منکر نہیں بلکہ مقر ہے تو شرعاً یہ معافی معتبر ہوگی، زوج کے ذمہ سے مہر کا یہ حصہ ساقط ہو گیا، ہدایہ میں ہے وان حطت عنه من مهر ها صح الحطلان المهر حقها والحط يلاقية حالته البقاء .[3] انتہی لیکن اگر زوجہ اقرار نہیں کرتی تو پھر شرعی شہادت کے بغیر اس معافی کا اعتبار نہ ہوگا (اور گواہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت ہونے ضروری ہیں ظفیر)

زیورات کی شکل میں مہر ادا کرنا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۴۰۸) بقیہ تین ہزار اس طور سے ادا کئے کہ مختلف اوقات میں زائد از ایک ہزار کے زیورات ایک ایک دو دو کر کے بنوا دیئے اور دو ہزار نقد دے یا گیا بعد میں عورت دعویٰ مہر کر سکتی ہے یا مہر کے جزو کی وصیت کر سکتی ہے۔ ؟

(الجواب) شوہر نے جس قدر روپیہ اور زیورات وغیرہ مہر کے نام سے دیئے وہ سب مہر میں محسوب ہوں، عورت اس حصہ کے متعلق مہر کا دعویٰ یا وصیت نہیں کر سکتی، شوہر کے قول کا اس بارے میں اعتبار کیا جائے گا اعطا ها مالاً وقال من المهر وقالت من النفقتة فالقول للزوج الا ان تقيم هى البينتة كذاى فتح القدير[4] ومن بعث الىٰ امراته شيئاً فقالت هو هديتة وقال هو من المهر فالقول قوله فى غير المهيا للاكل كالعسل والسمن[5] الخ فتاوىٰ عالمگیریه . فقط

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۲۲ . ط.س. ج۳ص ۶۱۰، ظفیر
(۲) ايضاً باب المهر ج ۶ ص ۴۵۲ . ط.س. ج۳ص ۱۰۲، ظفیر
(۳) هدايه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۵، ظفیر
(۴) عالمگیری مصری باب سابع فصل ثانی عشر ج۱ ص ۳۲۲، ظفیر. ط. ماجدیه ج۱ ص ۳۲۲ (۵) ایضاً

ایک ثلث مہر کے خیرات کی وصیت جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۴۰۹) عورت نے موت سے ۳۶ گھنٹے پہلے وصیت کی کہ اسکے مہر کا ایک ثلث مد خیرات دیا جاوے وصیت جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) شرعی حیثیت سے اس کے مہر کا جو حصہ شوہر کے ذمہ ثابت ہو اس کی ثلث میں وصیت جاری ہوگی، بقیہ روپیہ ورثاء پر تقسیم ہوگا، جس میں اس کا شوہر بھی شامل ہے لیکن اگر اس کی پچھلی معافی اور شوہر کی ادائیگی ثابت ہو جائے تو یہ وصیت کالعدم ہے۔ فقط

جو مہر مقرر ہو جائے وہ شوہر کے ذمہ ضروری ہے

(سوال ۱۴۱۰) زوجین کے مورث اعلیٰ کا زر مہر سوا لاکھ سوا سو اشرفی تھا جو بعد انتقال مورث اعلیٰ اب تک اس خاندان میں زر مہر مذکورہ بلا لحاظ آمدنی و استطاعت زوج تبرکاً اور رسماً مقرر کیا جاتا ہے کوئی نیت لینے دینے کی کسی فریق کی نہیں ہوتی اور نہ ادائیگی اس کی بوجہ غربت ممکن ہے، چنانچہ زید و ہندہ جو اس خاندان کے ممبر تھے اس وقت بوقت عقد صرف ۲۶ روپیہ ماہوار کے سوا کوئی جائیداد بیش بہا نہیں رکھتے تھے باتباع طریقہ آباء کے و رواج خاندانی سوا لاکھ روپیہ اور سوا سو اشرفی مہر باندھ لئے کوئی نیت لینے دینے کی نہ تھی، اور نہ موقع محل سے اس کا استنباط ہو سکتا تھا اب ہندہ کا فرزند عمر بعلت جرم فوجداری ملزم ثابت قرار پایا اور اس کی تنخواہ پاداش جرم مذکور گورنمنٹ سے مسدود ہو گئی اور جس کو پھر پدر بزرگوار نے اپنی زندگی میں علیحدہ بھی کر دیا تھا اور مرتے دم تک صورت سے بیزار رہا طالب مہر متروکہ ہے علاوہ ازیں زید کے دو اور زوجات ہیں جن کا زر مہر میت کے ذمہ واجب الاداء ہے اور منجملہ ان کے ایک زوجہ سلمیٰ متروکہ میت پر قابض بھی ہے (جو بوجہ ناممکن الوقوع ہونے کے قانوناً باطل ہے) اور جو ہندہ کے ساتھ کیا گیا ہے، کیا نکاح صحیح و قائم ہو سکتا ہے، اور بصورت صحت نکاح کیا بلحاظ احکام شرعیہ ایسا معاہدہ واجب التعمیل ہے اور اس کی ذمہ داری متروکہ پر عائد ہو سکتی ہے کیا دوسری زوجہ (سلمیٰ) قابض جائیداد کو بھی اس کا زر مہر (دو ہزار و حصہ شرعی) اس متروکہ سے مکمل مل سکتا ہے، کیا بعد ادائیگی زر مہر (سلمیٰ) مقبوضہ جائیداد سے بے دخل ہو سکتی ہے کیا ایسے اوصاف والا فرزند متروکہ پا سکتا ہے؟

(الجواب) مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ جس قدر مہر عقد نکاح تراضی طرفین سے مقرر ہو جائے خواہ وہ مقدار کتنی ہی زیادہ ہو مثلاً سوا لاکھ روپیہ اور سوا سو اشرفی یا اس سے بھی زیادہ ہو وہ ہر مقدار مہر کی شوہر کے ذمہ واجب اور لازم ہو جاتی ہے اور اس کا ادا کرنا بذمہ شوہر واجب اور ضروری ہوتا ہے [1] مثل دیگر دیون کے خواہ نیت لینے دینے کی ہو یا قانوناً یہ معاہدہ باطل ہو یا نہ ہو لیکن شرعاً یہ معاہدہ صحیح اور یہ دین واجب الاداء ہے اور اس معاہدہ کے ساتھ اور اس مقدار مہر پر نکاح زید و ہندہ کا شرعاً بلا شبہ صحیح ہو گیا تھا اور رقم دین مہر کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ واجب تھا جب کہ اس نے اپنی زندگی میں ادا نہیں کیا تو اس کے مرنے پر اس کے ترکہ میں سے ہر دو زوجہ مسماۃ سلمیٰ و ہندہ کا ادا کرنا واجب ہے اور تجہیز و تکفین کے علاوہ دیگر حقوق سے مقدم

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ وان اٰتیتم احدٰھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً (سورۃ النساء) قنطار مال کثیر کو کہتے ہیں جس کی کوئی حد نہ ہو ظفیر

ہے، [1] لہذا زید کے ترکہ میں سے بعد اخراجات تجہیز و تکفین کے اول دونوں زوجات سلمی وہندہ کا مہر ادا کیا جاوے اس کے بعد اگر کچھ باقی بچے تو اس کو ورثاء شرعی پر حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جاوے اور اگر ترکہ زید کا دونوں زوجات کے مہر کو کافی نہ ہو تو دونوں زوجات کا مہر حصہ رسد دیا جائے یعنی جس زوجہ کا مہر زیادہ ہو اس کو اس نسبت سے اور جس کا مہر کم ہے اس کو اس نسبت سے مہر کی مقدار دینی چاہئیے۔

---

(۱) ثم تقدم دیونه التی لها مطالب من جهة العباد و یقدم دین صحة علی دین المرض (درمختار) دین الصحة هو ما کان ثابتا بالبینة مطلقا او بالا قرار فی حالة الصحة (رد المحتار کتاب الفرائض ج ۵ ص ٦٦٤ .ط.س.ج٦ ۷٦٠) فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد ولو صداق زوجته المؤجل للفراق (ایضاً کتاب الزکوٰة ج ۲ ص ۷.ط.س.ج۱ص ۲٦۰) ظفیر

فصل دوم

مسائل جہیز و متفرق مسائل

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کا؟

(سوال ۱۴۱۱) محمد خلیل نے اپنی زوجہ رحمت کو طلاق بائن دے دی بوقت عقد زوجہ کے والد نے اپنی لڑکی رحمت کو جہیز میں برتن وغیرہ دیئے تھے وہ کس کی ملک ہیں؟

(الجواب) وہ اشیاء و سامان جہیز کا رحمت کی ملک ہے محمد خلیل کا اس میں کچھ حق نہیں ہے[1] (پس معلوم ہوا کہ جہیز لڑکی کا حق ہوتا ہے لڑکے کا نہیں ظفیر)

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کے باپ کا؟

(سوال ۱۴۱۲) زید نے اپنے پسر کی شادی بکر کی دختر سے کی اور جو برتن بکر نے جہیز میں دیئے اس کو زید نے اپنے سابق برتنوں میں رکھ لئے بعد چند روز کے زید نے اپنی دختر کی شادی کی اور بکر کے سامنے اس کی دختر کے جہیز کے برتنوں میں سے اپنی لڑکی کو دیئے بکر نے منع نہیں کیا آیا بکر یا دختر بکر زید سے ان برتنوں کو واپس لے سکتی ہے یا نہیں؟ اسی بناء پر بکر دختر کو اس کے شوہر کے یہاں نہیں بھیجتا کیونکہ نکاح کو فسخ کرانا چاہتا ہے؟

(الجواب) جو ظروف وغیرہ بکر نے اپنی دختر کے جہیز میں دیئے تھے دختر کی ملک ہو گئے ہیں بکر کو ان میں کچھ حق واپس لینے کا نہیں ہے، البتہ دختر بکر زید سے ان ظروف کو لے سکتی ہے[2] اور بکر کا روکنا اپنی دختر کو اس کے شوہر کے گھر بھیجنے سے درست نہیں ہے اور بدون طلاق دینے شوہر کے نکاح سابق فسخ نہیں ہو سکتا ہے۔ فقط

شوہر فوت ہو گیا تو لڑکی کے باپ نے جو زیور دیا تھا وہ خسر کا ہو گا یا لڑکی کا اور مہر کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۱۳) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا عقد عبدالستار کے لڑکے سے بعوض مہر مبلغ پانچ سو روپیہ کر دیا

---

(۱) جهز ابنة بجهاز سلمها ذلك ليس له الا سترداد منها ولا لورثته بعده ان سلمها ذلك فی صحته بل تختص به و به يفتى وكذا لو اشتراه لها فی صغرها (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳ ط.س. ج۳ص۱۵۵)

(۲) فلا خلاف فی كون الجهاد للبنت لما فی الولوالجية جهز بنته ثم مات فطلب بقية الورثة القسمة فان كان الاب اشترى لها فی صغرها ما او فی كبرها و سلم لها فی صحته فهو لها خاصة اه (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۴ ط.س. ج۳ص۱۵۷ مطلب فی دعوى الاب ان الجهاز عارية) ظفير

ایک ماہ کے بعد لڑکا بلا ادائے مہر انتقال کر گیا اب لڑکی کا دوسرا نکاح قرار پایا ہے بیوہ کے باپ نے شادی میں جو زیور اپنی لڑکی کو دیا تھا اس کو عبد الستار بیوہ کا سسر طلب کرتا ہے اور بیوہ اپنا مہر طلب کرتی ہے کیونکہ زیور اگر عبد الستار کا ہے تو بیوہ کا مہر مقرر رہ اسکو ادا کرنا چاہئیے یا نہیں ؟

(الجواب) بیوہ کا جو زیور وسامان اس کی باپ کی طرف سے دیا ہوا ہے وہ بیوہ کی ملک ہے اس میں عبد الستار سسر کا کچھ حق نہیں ہے اور دعویٰ اس کا باطل ہے [۱] اور مہر بیوہ کا بذمہ اس کے شوہر کے ہے اگر شوہر کا کچھ ترکہ ہو تو اس میں سے لے سکتی ہے شوہر کے باپ عبد الستار سے نہیں لے سکتی البتہ اگر عبد الستار ذمہ دار ہو گیا ہو تو اس سے لے سکتی ہے۔ فقط

زیور شوہر کے مرنے کے بعد اس کا باپ لے سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱٤۱٤) زید کے لڑکے بکر کی شادی ہندہ سے ہوئی اب زید کی موجودگی میں بکر فوت ہوا ایک پسر اور بیوی اور باپ زید کو چھوڑا بعد عدت ہندہ نے دوسرا نکاح کر لیا زید نے ہندہ کو کچھ زیورات دیئے تھے جو واپس لینا چاہتا ہے اور ہندہ کی جانب سے دین مہر کا دعویٰ کیا ہے مہر کی ادائیگی زید کے ذمہ ہے بکر اپنے باپ کے ساتھ رہتا تھا زید کے پاس معمولی سامان خانگی کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں ہے زید بکر کے لڑکے سے لے سکتا ہے یا نہیں اور ہندہ کو جو زیورات دیئے تھے وہ بھی لینے کا مستحق ہے یا نہیں مہر کی معافی معلوم نہیں اس میں ہندہ کا قول معتبر ہو گا یا کیا؟

(الجواب) موافق عرف کے جو زیور زید نے اپنے پسر بکر کی زوجہ کو دیا وہ اپنے پسر کو دیا تھا لہذا بعد مرنے بکر کے وہ زیور ہندہ سے واپس نہیں لے سکتا ہندہ اپنے مہر میں وہ زیور رکھ سکتی ہے [۲] اور جب کہ مہر کی معافی کے گواہ نہیں ہیں تو قول ہندہ کا معتبر ہے اور ہندہ نے اگر دوسرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو غیر ہے لڑکے کا محرم نہیں تو حق پرورش ہندہ کا ساقط ہو گیا نانی دادی خالہ وغیرہ میں جو کوئی موجود ہو حق پرورش اس کو ہے اور ولایت نکاح دادا یعنی زید کو ہے۔ فقط

زیور جو ملتا ہے عورت اس کی مالک ہوتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱٤۱۵) جو زیور وغیرہ شوہر کی جانب سے عورت کو دیا جاتا ہے عورت اس کی مالک ہوتی ہے یا نوشہ ؟

---

(۱) ولو دفعت فی تجهیز ما لا بنتها اشیاء من امتعه الاب بحضرته و علمه وکان ساکتا ورفت الی الزوج فلیس للاب ان یستر د ذلك من ابنه لجریان العرف به وکذا ما انفقت الام فی جهاز ها ما هو معتاد والاب ساکتا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۵ ط.س. ج۳ص ۱۵۷) ظفیر

(۲) ولو بعث الی امراته شیئا ولم یذکر جزء ه عند الدفع غیر جهه المهر الخ فقالت هو ای المبعوث هدیته وقال هو من المهر الخ فالقول قوله بیمینه والبینه لها فان حلف والمبعوث قائم فلها ان ترده و ترجع بباقی المهر (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤۹۹ ط.س. ج۳ص ۱۵۱) ظفیر

(الجواب) ہمارے شہروں میں یہی عرف ورواج ہے کہ زیورات وغیرہ کا عورت کو مالک بنادیا جاتا ہے اور عورت اس کی مالک سمجھی جاتی ہے پس اس صورت میں عورت اس کی مالک ہے، شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں۔

لڑکی کے جہیز اور لڑکے کے لباس کی ملکیت کس کو حاصل ہے؟

(سوال ۱۴۱۶) بوقت نکاح جہیز میں جو اشیاء لڑکی کو دیتے ہیں اور داماد کے واسطے جو لباس مکلف بناتے ہیں اس کی مالک لڑکی ہے یا نوشہ؟

(الجواب) باپ کی طرف سے جو اشیاء لڑکی کو جہیز میں ملی ہیں ان کی وہ مالک ہے اور لڑکے کو جو کپڑا اور نقد دیا گیا ہے وہ لڑکے کی ملکیت ہے لڑکی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے فقط

جو زیور دیا ہے طلاق کے بعد وہ شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور عورت مہر پائے گی یا نہیں؟

(سوال ۱۴۱۷) زید کا بکر کی بالغ لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا، اور زید نے مبلغ للعلہ۴۵ روپیہ کا زیور نقرئی و طلائی بکر کی لڑکی کے استعمال کے لئے دیا اور بکر نے اپنی لڑکی کا مہر مبلغ صما روپیہ کا قرار دیا جس کو زید نے قبول کیا بکر نے حسب وعدہ اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا اور نہ کرنے کا ارادہ معلوم ہوتا ہے یہ سبب رنجیدگی کا طرفین کو ہوا اس رنج کو دفع کرنے کے لئے بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ زید منکوحہ کو طلاق دے، چونکہ دولہا اور دلہن کو کوئی موقع تنہائی کا نہیں ملا، تو مہر کتنا دیا جائے گا اور زیور زید کا بیوی سے واپس لینا ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر شوہر اپنی زوجہ کو قبل وطی اور قبل خلوۃ صحیحہ طلاق دے دے تو نصف مہر ادا کرنا واجب ہے درمختار میں ہے و یجب نصفہ بطلاق قبل وطؤ او خلوۃ [1] الخ لہذا اس صورت میں مبلغ اڑھائی سو روپیہ دین مہر کے ادا کرنا بذمہ زید واجب ہیں اور جو زیور زید نے زوجہ کی ملک کر دیا ہے تو وہ بعد طلاق واپس نہیں لے سکتا، اور اگر مستعار دیا تھا تو واپس لے سکتا ہے اور اگر زیادتی شوہر کی ہو تو اس کو زوجہ سے طلاق کے بدلے میں کچھ معاوضہ لینا مکروہ ہے۔

بیوی کو شوہر اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۴۱۸) ایک عورت نے اپنی دختر کی شادی ایک شخص سے کر دی اور بوقت عقد یہ شرط کی ایک سال تک یا جب تک شوہر کی ملازمت یا معاش کا انتظام ہو، میں اپنی دختر کو اپنے مکان پر رکھوں گی چنانچہ ایک سال تک زوج نے نہایت تنگ دلی سے زوجہ کی مفارقت گوارہ کی ایک سال کے بعد جب معاش کا بھی انتظام

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۶. ط.س. ج۳ص ۱۰۴، ظفیر

ہو گیا شوہر نے اپنی زوجہ اپنے پاس وطن سے باہر بلانا چاہا مگر اس کی والدہ بھیجنا نہیں چاہتی تو شوہر کو لے جانے کا حق حاصل ہے یا نہیں اور ایک سال تک نہ لے جانے کا وعدہ پورا کرنا شوہر کے ذمہ واجب تھا یا نہیں اور شوہر کا زوجہ کو سفر میں لے جانا ظلم ہے یا نہیں؟

(الجواب) وطن سے باہر سفر میں اپنی زوجہ لے جانے کے بارے میں فقہاء نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اگر شوہر مہر ادا کر چکا ہے خواہ معجّل ہو یا مؤجل تو وطن سے باہر سفر پر لے جاسکتا ہے بشرطیکہ زوجہ راضی ہو اور شوہر کی طرف سے اطمینان ہو کہ کوئی تکلیف نہ پہنچاوے گا اور اگر مہر ادا نہیں کیا اور زوجہ سفر میں جانے پر راضی نہیں ہے تو شوہر کو جبراً لے جانے کا اختیار نہیں ہے والذی علیه العمل فی دیارنا انه لا یسافر بها جبراً علیها و جزم به البزازی وغیره وفی المختار و علیه الفتوی[1] الخ

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ معمول بہ یہ ہے کہ جبراً شوہر اپنی زوجہ کو سفر میں نہیں لے جا سکتا اور شامی میں ہے کہ فقیه ابو القاسم صغار اورفقیه ابو اللیث سے مروی ہے کہ بدون زوجہ کی رضامندی کے شوہر اس کو مطلقاً سفر میں نہیں لے جاسکتا پس اگر زوجہ راضی ہو تو پھر اس کو سفر میں یا ملازمت پر لے جانا ظلم نہیں ہے[2] اور شوہر نے جو وعدہ ایک برس تک رخصت نہ کرانے کا کیا تھا اور اس کو پورا کیا یہ شوہر کے ذمہ واجب نہ تھا اس وعدہ کا ایفاء مستحسن تھا کما ورد فی الحدیث احق الشروط ان توفوا به ما استحللتم به الفروج متفق علیه[3] یعنی جو شرطیں نکاح کے وقت کی گئی ہوں از قسم مہر و نفقہ و رخصت وغیرہ اس کو پورا کرنا احق وانسب ہے۔ فقط

حضرت علیؓ سے آنحضرت نے جہیز کا سامان لیا تھا یا نہیں؟

(سوال ۱۴۱۹) تواریخ حبیب الہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں حضرت علیؓ سے زرہ فروخت کرا کے جہیز میں صرف کیا اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نوشہ سے لیکر جہیز وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں؟

(الجواب) احتمال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے روپیہ لیکر سامان جہیز اس لئے کیا کہ آپ کے پاس کچھ موجود نہ ہو بہر حال اس کے جواز میں کچھ کلام نہیں والدین دختر اگر شوہر سے ہی سامان جہیز کرا دیویں یا اس سے لیکر سامان نکاح مرتب کریں کچھ مضائقہ نہیں فقہاء جس کو منع فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ شوہر وغیرہ سے روپیہ لیکر خود رکھیں۔[4] فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی السفر بالزوجه ج ۲ ص ۴۹۵. ط.س. ج۳ص۱۴۶ ظفیر (۲) ثم ذکر من الفقیهین ابی القاسم الصغار و ابی اللیث انه لیس له السفر مطلقا بلا رضا والفساد الزمان (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۵. ط.س. ج۳ص۱۴۶)

(۳) مشکوٰة باب اعلان النکاح ص ۲۷۱ ظفیر (۴) حضرت فاطمہؓ کی شادی کے سلسلہ کی تمام روایتوں کے سامنے رکھنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ مہر میں دے دی تھی، گھر میں کوئی سامان نہیں تھا خود سرور کائنات ﷺ بھی اپنی طرف سے وہ سامان نہیں کر سکتے تھے، اس لئے آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مہر والی زرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم آئے اس سے ضروری سامان لے لو، خود حضرت علیؓ کا بیان ہے (جاری ہے)

والدین والے جہیز وغیرہ اور سسرال والے زیور وغیرہ کا مالک کون ہے ؟

(سوال ۱٤۲۰) ایک عورت سنت والجماعت جسکا نکاح بموجب شرع محمدی ہوا ہو اور اس کو جہیز اس کے والدین اور بری میں اس کی ساس سسر نے کچھ زیور پارچہ وبرتن وغیرہ حسب رواج دیا ہو تو ازروئے شرع کیا مذکورہ بالا اشیاء کا دینا مستعار سمجھا جاتا ہے اس کی مالک کامل عورت ہو جاتی ہے ؟ اگر نہیں تو شوہر یا عورت کے والدین میں سے کون اس کا مالک کامل ہے ؟

(الجواب) جو کچھ عورت کے والدین نے جہیز میں دیا ہے وہ ملک عورت کی ہے والدین عورت کے یا سسرال والے اس کے مالک نہیں ہیں اور جو کچھ ساس وخسر نے زیور وغیرہ چڑھایا وہ مستعار سمجھا جاتا ہے وہ عورت کی ملک نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (یہ زیور والا مسئلہ دراصل رواج کے اوپر موقوف ہے یا ساس سسر کے قول پر بعض جگہ عورت کو مالک بنا دیتے ہیں جو زیور کپڑا یا کوئی اور چیز سسرال کی طرف سے لڑکی کو ملتا ہے اس کے متعلق یہ طے ہوتا ہے کہ لڑکی کو بطور ہبہ ہے اور بعض جگہ لڑکی کی ملک نہیں بناتے لہذا فیصلہ رواج پر ہوگا یا سسرال والوں کے بیان پر [1] ظفیر)

زیور اور کپڑا جو لڑکی کو دیتے ہیں وہ کس کی ملک ہے ؟

(سوال ۱٤۲۱) جو چیز از قسم زیور و پارچہ وغیرہ دلہن کو قبل از نکاح وبعد نکاح دیئے جائیں وہ حق زوجہ ہے یا حق شوہر ؟

(الجواب) جو اشیاء ماں باپ کی طرف سے دی جاویں وہ ملک زوجہ ہے اور جو اشیاء شوہر یا اس کے والدین کی طرف سے دی جاویں اس میں نیت کا اعتبار ہے، جیسی نیت ہو اور جس کے لئے نیت ہو اس کی ملک ہے۔[2] فقط

لڑکی کے ولی کا روپیہ لیکر نکاح کرنا اور اسے مصرف میں لانا کیسا ہے ؟

(سوال ۱٤۲۲) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے اپنی لڑکی کے نکاح میں داماد کے ولی سے اس شرط پر بات چیت کی کہ اگر تم مجھے بیس تیس روپیہ دو تو میں اپنی دختر کا نکاح

(بقیہ صفحہ گزشتہ) فبعتها من عثمان بن عفان باربع مائه و ثمانين درهما ثم ان عثمان رد الدرع الى على وجاء بالدرع والدراهم الى المصطفى ﷺ فدعا لعثمانؓ بدعوات كما فى روايه (زرقانى شرح مواهب لدينه ج ۲ ص ۳) آگے علامہ زرقانیؒ نے بھی لکھا ہے يشبه ان العقد وقع على الدرع وانه ﷺ اعطاها علياً لا لبيعها واتاه بثمنها (ايضاً ج ۲ ص ٦) ايضاً

(۱) جهز ابنته بجهاز و سلمها ذلك ليس له الا سترداد منها و لا لورثته بعده ان سلمها ذلك فى صحبه بل تختص به و به يفتى (الدرالمختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۵۰۲ ط.س. ج۳ص۱۵۵) لو بعث الى امراته شيئا (الى قوله) فالقول له بيمينه ايضاً ج ۲ ص ٤۹۹ ط.س. ج۳ص۱۵۱ مطلب فيما يرسل الى الزوج) ظفير

(۲) اس کے لئے دیکھئے اس سے پہلے والا حوالہ، ظفیر

تمہارے بیٹے سے کردوں گا ورنہ نہیں' یہ روپیہ لیکر اپنے مصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جواب یہ ہے کہ اپنی دختر کے نکاح میں باپ کا داماد کے ولی سے روپیہ لینا اور بدون لینے روپیہ کے نکاح نہ کرنا جیسا کہ مندرجہ سوال ہے اور اس روپیہ کو اپنے صرف میں لانا درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے' اس لئے کہ ولی کا یہ لینا رشوت ہے اور رشوت کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں' اور جو رشوت لیتا ہے وہ مرتشی (رشوت لینے والا) کے قبضہ کرنے سے اس کی ملکیت میں نہیں آجاتا بلکہ راشی (رشوت دینے والا) ہی اس کا مالک رہتا ہے پس مرتشی پر لازم ہے کہ اس روپیہ کو واپس کردے اور راشی اس کو واپس لے لے' کما فی الدرالمختار اخذ اهل المرأة شيئاً عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة و ذكر في الشامی قوله عند التسليم ای بان ابی ان يسلمها اخوه او نحوه حتى ياخذ شيئاً وكذا لوابى ان يزوجها فللزوج الاسترداد قائما او ها لكالانه رشوة بزازيه' شامی[1] جلد ۲ نیز شامی میں ہے الرشوة يجب ردها ولا تملك شامی[2] جلد ٤ ص ٤٧١ اور فتاویٰ خیریہ میں ہے سئل فی امرأة ابنی الی اقاربها ان يزوجوها الا ان يدفع لهم الزوج كذا فو عد هم به هل يلزم ام لا؟ اجاب لا يلزم ولو دفع فله ان ياخذه قائما او مالكالانه رشوة كما في البزازيه[3] اور طحطاوی میں ہے حرام ہے وہ مال کہ عقد نکاح کے درمیان ہو کر کچھ مال لیویں اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے قال لعن رسول الله ﷺ الراشي والمرتشي[4] فقط

نصف مہر لے کر لوگوں کو کھلانا کیسا ہے؟

(سوال ۱۴۲۳ /۱) لیکن اس صورت میں لوگ اس کے مکان پر کھاتے نہیں تو لوگوں کے کھلانے کے لئے یہ حیلہ کرتا ہے کہ پہلے عقد کردیتا ہے اور لڑکی کا ولی لڑکی سے قبل از عقد یہ کہہ دیتا ہے کہ تو بعد عقد کے نصف مہر کی مالک ہو جائے گی عقد کے بعد تو یہ کہنا کہ تم میرے مہر میں سے نصف دے دو' مگر وہ لڑکی اس فقرہ کو نہیں کہتی بلکہ لڑکی کا ولی ہی کہتا اور لیتا ہے' اب اس حیلہ سے لوگوں کو کھانا کھلانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) لڑکی کے نام سے اس کا ولی عقد کے بعد نصف مہر لے سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا عند الحساب' فقط

(الجواب) جواب یہ ہے کہ حیلہ مذکور اول جو مندرجہ سوال کا ہے کہ نصف مہر وصول کرنا اور اپنے صرف میں لانا اور برات والوں کو اس میں سے کھانا کھلانا درست نہیں' بلکہ حرام ہے اس لئے کہ ولی مذکور اپنی دختر سے قبل از عقد اجازت وصول نصف مہر کی چاہتا ہے کہ ولی دختر کے نام سے وہ مہر وصول کرلے اور اپنے صرف میں لاوے جیسا کہ فحوائے عبارت مندرجہ سوال سے ہویدا ہے اور باقی مہر کی دختر مالک ہو' اور حال یہ ہے کہ

---

(۱) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳ ط.س. ج۳ص ۱۵٦' ظفير
(۲) رد المحتار كتاب القضا مطلب في الكلام على الرشوت والهديه ج ٤ ص ٤٢١
(۳) فتاویٰ خيريه ج ۲ ص ۲۸' ظفير
(٤) ترمذی باب ماجآء في الراشي والمرتشي ج ۲ ص ۲۱۱ ط.س. ج۵ص ۳٦۲' ظفير

درحقیقت یہ طلب اجازت مہر علی سبیل الہبہ اپنے واسطے ہے کہ عقد میں اعتبار معانی اور مقاصد کا ہے نہ صورت اور الفاظ کا کما فی الھدایه العبرة للمعانی لاللصور (اور سکوت ترپین مسائل میں بمنزلہ نطق قرار دیا گیا ہے اس میں سے سکوت دختر بھی ہے) ھکذا فی الفصول العماوی اور دختر دربارہ اجازت دینے کے ساکت رہی لفظ لایا نعم نہ کہا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے پس ایسے موقعہ پر شرعاً سکوت دختر مذکورہ بالا کا بمنزلہ نطق نہ ہوگا اس لئے کہ فقہاء کرام نے جو سکوت بمنزلہ نطق قرار دیا وہ ترپین مسائل میں ہے اور نہیں ہے یہ عقد ان مسائل میں سے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے صراحت نہ ولایت سے اور شمار کیا ہے ان مسائل کو علامہ شامی اور صاحب اشباہ وغیرہ نے من شاء فلیطالع فیھا

اور بالفرض سکوت دختر مذکورہ کا دربارہ ہبہ بمنزلہ نطق قرار دیا جاوے تو بھی ولی مسطور کا مہر موہوبہ کو قبل از عقد یا بعد از عقد وصول کرنا اور اپنے تصرف میں لانا درست نہیں ہے اس لئے کہ اگر وہ لڑکی بالغہ ہے تو اس وجہ سے یہ مہر کا لینا صحیح نہیں ہے کہ قبل عقد موہوب مملوک واہب نہیں ہوتا اس واسطے کہ وجوب مہر کا نفس عقد نکاح سے ہوتا ہے کہ وہ بدل بضع کا ہے (کما صرح بہ فی الہدایہ ص ۳۸۰) نہ قبل از عقد اور ملک واہب کی موہوب پر بوقت ہبہ کے مشروط ہے تاکہ تملیک غیر مملوک لازم نہ آوے اور یہ باطل ہے در مختار میں لکھا ہے شرائط صحتھا فی الواھب العقل والبلوغ والملك (در مختار علی ہامش الشامی ج ۴ ص ۷۰۰) اور کفایہ حاشیہ ہدایہ کے باب الوکالت میں لکھا ہے تملیک مالا یملک باطل ہے اور عنایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے التملیك من غیر المالك لا یتصور علاوہ ازیں جب کہ دختر مذکورہ نے قبل عقد مہر اپنا جس کی بعد العقد مالک ہوئے گی ہبہ کیا تو اس میں اضافت تملیک کی طرف اس شئے کے ہوئی کہ آئندہ اس کا وجود ہوگا اور ایسی اضافت صحیح نہیں کما فی الھدایه واضافه التملیك الی ما سیوجد لا یصح اور اگر وہ دختر نابالغہ ہے تو ہبہ نابالغہ کا صحیح نہیں کما فی عبارت الدر المختار، بہر حال حیلہ مندرجہ سوال ناجائز ہے اور جو مال بطور ناجائز کے مکسوب ہوگا اس کا کھانا کھلانا ناجائز ہے فتاویٰ ہندیہ میں نگارش ہے اکل الربوا و کاسب الحرام اھدی الیه اواضافه و غالب ماله حرام لا یقبل ولایا کل مالم یخبره ان ذلك اصله حلال ورثه اواستقرضه (عالمگیری ص ۳۴۳ کتاب الکراھیه الباب الثانی فی الھدایا والضیافات)

(۲) جواب سوال دوم کا یہ ہے مہر کی دو صورتیں ہیں اور ایک مہر مؤجل ساتھ ہمزہ کے اور دوسرا مہر معجّل ساتھ عین کے، پہلی صورت میں تو حق مطالبہ اور قبض مہر کا قبل وقوع فرقت بموت یا طلاق کے منکوحہ ہے نہ اس کے ولی مجاز کو، چنانچہ فتاویٰ ابراہیم شاہی میں مرقوم ہے المھر لا یخلوا ان یکون بشرط التعجیل او سکوت عنه فانه یجب فی الحال معجلا وان کان مؤجلا فلیس لھا حق المطالبة اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا خلاف لا حدان تاجیل المھر الی غایه معلومة نحو شھر او سنة صحیح وان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضھم یصح وھو الصحیح وھذا لان الغایة معلومة فی نفسھا وھو الطلاق اوالموت الا یری ان تاجیل البعض صحیح وان لم ینصا علی غایة معلومة الخ عالمگیری ج ۱ ص ۳۱۸۔ فقط

عورت کو دیئے ہوئے زیور

(سوال ۱٤۲٤) بوقت نکاح عورت کو جو زیور وملبوس وغیرہ دیا جاتا ہے عند الطلاق شوہر کو واپس لینا جائز ہے یا نہیں؟ درصورتیکہ اس کو مالک و مختار بنادیا ہو' ازروئے شرع کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

(الجواب) درمختار میں ہے ولو بعث الی امراته شیئاً ولم یذکر جهة عند الدفع الخ فقالت هو هدیة وقال هو من المهر فالقول له بیمینه والبینة لها فان حلف والمبعوث قائم فلها ان ترده و ترجع بها فی المهر الخ او کله ان لم یکن دفع لها شیئاً منه الخ شامی و فیه اوادعت انه ای المبعوث من المهر وقال هو ودیعته فان کان من جنس المهر فالقول لها وان کان من خلافه فالقول له لشهادة الظاهر (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۹۹ ٤' ظفیر) اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر زوجین میں نزاع ہو' زوجہ یہ کہے کہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے ہدیہ ہے اور شوہر کہتا ہے کہ وہ مہر میں ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے اور گواہ زوجہ کے معتبر ہیں اور بعد قسم شوہر جو موجود ہے شوہر کو دلایا جاوے گا اور عورت اپنے مہر کا مطالبہ کرے یعنی اگر وصول نہ کیا ہو انتہی بحاصلہ اور دوسری روایت کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ یہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ مہر میں ہے اور شوہر یہ کہے کہ وہ امانت ہے تو اگر وہ اشیاء مہر کی جنس سے ہیں' یعنی جیسے نقد روپیہ اور زیور تو قول زوجہ کا معتبر ہے اور اگر اس کے خلاف سے ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے الخ۔

پس اگر صورت مسئولہ میں شوہر یہ کہتا ہے کہ یہ زیور وغیرہ عاریۃً تھا اور عورت کہے کہ مہر میں تھا تو عورت کا قول معتبر ہے' شوہر اس کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر عورت دعویٰ ہبہ اور ہدیہ کا کرے اور شوہر کہے کہ مہر میں ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے اور اگر مہر دے چکا تھا اور شوہر عاریۃً دعویٰ کرے تب بھی قول شوہر کا معتبر ہے کیونکہ عادۃً زیور وغیرہ شوہر کی طرف سے ہبہ نہیں سمجھا جاتا' اب عرف یہ ہے کہ جو اشیاء جہیز میں عورت کے والدین کی طرف سے ہے وہ ملک عورت میں ہیں اور جو زیور وغیرہ شوہر کی طرف سے ہے وہ عاریت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

آٹھواں باب (نکاح کافر)
ارتداد و کفر سے متعلق احکام و مسائل نکاح

ایمان کی بے حرمتی کرنے کا حکم کیا ہے؟

(سوال ۱۴۲۵) ایک شخص لکھا پڑھا وکیل باوجود واقفیت کے ایسے کلمات قبیحہ مجمع کثیر میں اپنے منہ سے نکالے کہ میرا ایمان میرے جوتے کے نیچے ہے تو شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) یہ کلمہ کفر کا ہے وہ شخص جس نے یہ کلمہ کہا کافر ہو گیا' اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی جیسا کہ در مختار میں ہے وارتدا او احدھما فسخ عاجل [1] پس اس شخص کو توبہ کرنا اور تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ فقط

اس کلمہ سے مرتد ہو گیا تجدید اسلام و تجدید نکاح ضروری ہے

(سوال ۱۴۲۶) ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ فلاں کام شریعت کا ہے' اس نے جواب دیا کہ شریعت کو اپنے مقعد میں ڈال وہ شخص مرتد ہوا یا نہیں' اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی عورت کسی دوسرے سے نکاح کر لیوے یا نہیں؟

(الجواب) اس کلمہ کے کہنے سے وہ شخص کافر و مرتد ہو گیا تجدید اسلام و توبہ و استغفار کرنا اس کو لازم ہے اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی بعد تجدید اسلام کے تجدید نکاح کرے [2] اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام نہ کرے تو اس کی عورت عدت کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے کذافی الدرالمختار۔ [3] فقط

عورت مرزائی ہو جائے تو نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

(سوال ۱۴۲۷) ایک عورت منکوحہ حنفیہ مرزائی عقیدہ پر ہو گئی' تو اس کا نکاح جو مرد حنفی سے ہوا تھا وہ فسخ

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج۳ص ۱۹۳' ظفیر
(۲) ان مایکون کفرا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح وما فیه خلاف یومر بالاستغفار والتوبه و تجدید النکاح (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹. ط.س. ج۴ص ۲۳۰) ظفیر
(۳) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) و فرق الامام بان الردة منافیه للنکاح لمنا فاتها العصمه والطلاق یستدعی قیام النکاح فتعذ رجعلها طلاقا (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج۳ص ۱۹۳) ظفیر

ہو گیا یا نہیں زوجہ اور اس کے ورثاء نے شوہر سے طلاق لینے کی بھی تدبیر کی تھی۔

(الجواب) اس صورت میں جس وقت وہ عورت مرزائی عقیدہ پر ہو گئی اسی وقت نکاح اس کا فسخ ہو گیا دوبارہ طلاق لینے کی ضرورت نہ تھی کما فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل [1] الخ (قادیانی کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے اکفار الملحدین ظفیر)۔

شوہر جب تبدیل مذہب کرلے تو عورت نکاح سے خارج ہو گئی یا نہیں؟

(سوال ۱۴۲۸) میں نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا وہ شخص ایک عورت کو لیکر چلا گیا جس کی کچھ خبر نہیں بلکہ اس نے اپنا مذہب بھی تبدیل کر لیا تو لڑکی یعنی اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) اگر یہ تحقیق ہو جاوے کہ اس شخص نے تبدیل مذہب کر لیا ہے یعنی اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب عیسائیوں یا آریوں کا قبول کر لیا ہے تو اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے۔ در مختار [2] فقط

کلمات کفر سے نکاح فسخ ہو گیا

(سوال ۱۴۲۹) زید وعمر میں عداوت چلی آتی ہے زید نے اس بات کا عہد کیا کہ اگر عمر اپنی لڑکی کی شادی زید کے لڑکے سے کر دیوے تو زید اس بات کا حلف اٹھالے گا کہ وہ کبھی عمر کی لڑکی سے عداوت نہ نکالے گا نہ تکلیف دے گا، چنانچہ زید نے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھالی اور زید کے لڑکے سے عمر کی دختر کا عقد ہو گیا زید عقد کے بعد جھگڑا فساد کرنے لگا اور لڑکی کو غیر معمولی تکالیف پہنچانے لگا عمر نے اپنی ٹوپی زید کے قدموں پر رکھ دی اور معافی کا خواستگار ہوا زید نے دو مرتبہ یہ کلمہ کہا کہ اگر خداوند کریم آسمان سے اتر آوے اور مجھ سے کہے تب بھی میں معاف نہ کروں گا، عمر نے کہا کہ یہ کلمات کفر کے کیوں زبان سے نکالتے ہو تب زید نے کہا کہ میں کافر ہو گیا اور یہ بھی کہا کہ اگر عمر کے گھر کی طرف قبلہ ہو جاوے تو میں سجدہ نہ کروں اس صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے، زوجین میں علیحدگی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید نے جو کلمات کفر کہے اس سے اس کا کافر و مرتد ہونا ثابت ہوتا ہے اس کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے [3] اور اس کا لڑکا چونکہ اپنی زوجہ کو نہ نان ونفقہ دیتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے اس لئے

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط۔س۔ ج۳ص۱۹۳، ظفیر

(۲) وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء فللموطؤة ولو حکما کل مھر ھالتاکد بہ لو ارتد و علیہ نفقہ العدة (الدر المختار علی ہامش باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط۔س۔ ج۳ص۱۹۳) ظفیر

(۳) ما یکون کفر اتفاقا یبطل العمل والنکاح الخ یومر بالا ستغفار والتوبہ (ای تجدید الاسلام او تجدید النکاح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ج ۲ ص ۴۱۴ ط۔س۔ ج۴ص۲۳۰) ظفیر

بموجب حکم بعض ائمہ قاضی شرعی اس کی زوجہ کو اس سے علیحدہ کرنے کا حکم کردے اور فسخ نکاح کر کے دوسرے نکاح کی اجازت دیوے یہ کام کسی ریاست اسلامیہ میں جاکر ہوسکتا ہے، وہاں کا قاضی تفریق کرادیوے۔[1] فقط

مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہوگیا

(سوال ۱۴۳۰) مسماۃ ہندہ کا نکاح بموجب احکام شریعت مسمی زید کے ساتھ تھا بوجہ بدسلوکی زید کے ہندہ بھاگ گئی اور ایک ہندو سکھ کے گھر رہنے لگی اب سنا ہے کہ ایک ماہ سے ہندہ نے ارادۃً مذہب اسلام چھوڑدیا ہے اور سکھوں کے اکالی پنتھ میں داخل ہوکر اکالن بن گئی ہے یعنی مرتد ہوگئی ہے ایسی صورت میں ہندہ کا نکاح جو زید کے ساتھ تھا وہ قائم رہتا ہے یا نکاح فسخ ہوگیا؟

(الجواب) درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل الخ و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجراً لها بمهر تيسير كدينار و عليه الفتوىٰ ولو الجيه و افتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً و تيسيراً الخ[2] فلكل قاض ان يجدوه بمهر تيسير ولو بدينار ورضيت ام لا و تمنع من التزويج بغيره بعد اسلامها ولا يخفىٰ ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك[3] الخ (اما لو سكت او تركه صريحاً فانها لا تجبر تزوج من غيره لانه ترك حقه بحر[4] ظفير)

اس روایت سے معلوم ہوگیا کہ احد الزوجین کے مرتد ہوجانے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور اگر عورت مرتد ہوجائے تو اس کو حاکم اسلام، اسلام لانے پر اور تجدید نکاح پر ساتھ شوہر اول کے مجبور کرے گا بشرطیکہ شوہر اس کا مطالبہ کرے اور دوسرے شوہر کے ساتھ بعد مسلمان ہونے کے نکاح کرنے سے حاکم عورت کو منع کرے گا اور مشائخ بلخ کا فتویٰ یہ ہے کہ زوجہ کے مرتد ہونے سے زوجین میں تفریق نہیں ہوئی بناء علیہ ہندہ کو تجدید نکاح پر بعد اسلام لانے کے ساتھ شوہر اول کے تھوڑے سے مہر پر حاکم مجبور کرے جب کہ شوہر اول زید بھی اس کا طالب ہو۔ فقط

اگر دوبارہ مسلمان ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۳۱) اگر ہندہ اپنے فعل بد سے توبہ کر کے پھر اسلام قبول کرلے تو اس کا سابقہ نکاح ہمراہی زید بدستور قائم رہا یا ان کو ازسر نو نکاح پڑھانا پڑھے گا۔

---

(۱) بہار میں قاضی شریعت کے یہاں اور دوسرے صوبوں میں شرعی پنچایت کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کرسکتی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ اور کتاب الفسخ التفریق للرحمانی ظفیر

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۴۰ ط.س. ج۳ص۱۹۳ ظفير

(۳) رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۴۰ ط.س. ج۳ص۱۹۴ ظفير

(٤) ايضاً ط.س. ج۳ص۱۹۴ ظفير

(الجواب) ازسر نو تھوڑے سے مہر پر نکاح مسماۃ ہندہ کا زید کے ساتھ بعد اسلام لانے کے کیا جاوے گا۔

اسلام کے بعد پہلے شوہر سے راضی نہ ہو تو دوسرے سے نکاح ہو گا یا نہیں ؟

(سوال ۱۴۳۲) اگر ہندہ مذہب اکالی سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لے اور وہ زید سے ازسر نو نکاح کرنے پر رضامند نہ ہو تو عمر برادر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح جائز ہو سکتا ہے اور اس میں زید سے طلاق نامہ لینے کی ضرورت ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر زید ہندہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا تو ہندہ کا نکاح بعد اسلام لانے ہندہ کے جبراً زید کے ساتھ کیا جاوے گا ہندہ راضی ہو یا نہ ہو اور عمر کے ساتھ نکاح کرنے سے ہندہ کو منع کیا جاوے گا البتہ اگر زید ہندہ کو رکھنا نہ چاہے تو اس صورت میں ہندہ عمر کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط

نو مسلمہ سے نکاح کیا' عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد عورت کافر مرد کے پاس چلی گئی اب پھر مسلمان شوہر کے پاس آ گئی کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۴۳۳) ایک کافرہ عورت نے مسلمان ہو کر کسی مسلمان سے نکاح کر لیا ایک عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد وہ مسلمان اس عورت کو اپنے نکاح ہی میں چھوڑے ہوئے کہیں چلا گیا' چند روز کے بعد یہ عورت ایک کافر کے ساتھ چلی گئی اور ان میں رہ کر ہر قسم کی مذہبی رسوم کفریہ ادا کرتی رہی' ایک عرصہ کے بعد شوہر اول مسلمان واپس آ گیا تو یہ عورت بھی مسلمان ہو گئی اب اس عورت کو اس زوج مسلمان کے ساتھ اسی اول نکاح سے رہنا جائز ہے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے' یا اس کو استبراء رحم کے لئے عدت گزارنا ہو تو کتنا زمانہ' مسلمان ہوتے ہی فسخ نکاح کا حکم دیکر عدت گزارے' یا تین حیض کے بعد نکاح فسخ سمجھ کر اب سے فسخ نکاح کی عدت گزارے۔

(الجواب) اس صورت میں بھی احتمال ارتداد پر حکم ارتداد عورت مذکورہ کا نہ کیا جاوے گا' لہذا نکاح اس کا شوہر اول سے قائم ہے اور وہ عورت دی جاوے گی' اور عدت وغیرہ کچھ لازم نہ ہوگی غایۃ یہ کہ احتیاطاً تجدید نکاح کر لی جاوے۔ کما ھو الاحتیاط کذافی الشامی [1] فقط

جس لڑکے سے لڑکی کی شادی کی وہ اہل قرآن ہو گیا تو نکاح قائم رہا یا فسخ ہو گیا ؟

(سوال ۱۴۳۴) عمر نے اپنی لڑکی زینب کا نکاح اپنے بھتیجے زید کے ساتھ کر دیا تھا لیکن زید نے بعد بلوغ کے اول مذہب اہل حدیث اختیار کیا بعدہ مولوی عبداللہ چکڑالوی جو کہ اہل قرآن مشہور ہے اس کا متبع ہو گیا اور احادیث شریف کا بالکل منکر ہو گیا ہے' اب زید عمر کو کہتا ہے کہ تم اپنی لڑکی زینب کی شادی میرے ساتھ کرا دو'

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳. ط.س. ج ٤ ص ۲۲۲' ظفیر

عمر کہتا ہے کہ تم اہل سنت والجماعت کے دائرہ سے خارج ہو گئی ہو' آیا اس صورت میں عمر کی دختر زینب کا نکاح زید کے ساتھ قائم رہا یا فسخ ہو گیا؟

(الجواب) عمر کی دختر کا نکاح اس صورت میں زید سے فسخ ہو گیا ہے زینب کو زید کے گھر نہ بھیجا جاوے۔[1] فقط

ارتداد سے نکاح جاتا رہا یا نہیں؟

(سوال ۱۴۳۵) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے والد نے زید غیر کفو سے کر دیا تا بعد بلوغ کے ہندہ شوہر کے جانے سے انکار کرتی رہی ہر چند اس کو سب نے سمجھایا کہ شرعاً تمہارا نکاح ہو گیا ہے' اب تم کو وہاں جانا ضروری ہے جس پر ہندہ نے بے ساختہ یہ جواب دیا کہ ہم قرآن و حدیث کو نہیں مانتے چاہے مسلمان رہیں یا نہ رہیں اب ہندہ کا نکاح زید سے قائم ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ کلمہ کفر وارتداد کا ہے اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے جیسا کہ در مختار میں ہے وارتداد احدهما فسخ عاجل[2] الخ پس نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ قائم نہیں رہا بلکہ فسخ ہو گیا۔ فقط

بیوی مرتد ہو گئی تو نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

(سوال ۱۴۳۶)۔ زہرہ اپنے خاوند بکر سے ناراض ہو کر والدین کے گھر چلی گئی اور مذہب عیسائی اختیار کر لیا اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں جس قاضی نے اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا' اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے وارتداد احدهما فسخ عاجل الی ان قال و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجراً لها بمهر یسیر کدینار و علیه الفتویٰ ولو الجیته وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقه بردتها زجراً و تیسیراً

پس زہرہ دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی' بکر کے نکاح میں رہے گی اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے' لیکن قاضی کو چونکہ علم نہ تھا اور بعض روایات سے فسخ نکاح معلوم ہوتا ہے اس لئے قاضی معذور ہے اور شرعاً اس کی امامت و قضا بلا کراہت جائز و درست ہے آئندہ اس کو احتیاط لازم ہے۔ فقط

---

(۱) من لم یقر ببعض الانبیاء او لم یرض بسنته من سنن المرسلین فقد کفر (عالمگیری مصری باب احکام المرتدین ج ۲ ص ۲۶۳ وارتداد احدهما فسخ عاجل (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۳ ص ۵۳۹ ط۔س۔ ج۳ص۱۹۳' ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص، ۵۳۹ ط۔س۔ ج۳ص۱۹۳' ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۳۹ ' ۵۴۰ ط۔س۔ ج۳ص۱۹۳' ظفیر

شوہر مرتد ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا اب اگر پھر مسلمان ہوا تو دوبارہ نکاح کرنا ہو گا

(سوال ۱٤۳۷) زید پہلے ہندو تھا بعد بلوغ کے مسلمان ہو گیا حالت اسلام میں عمر نے اپنی لڑکی بارہ سالہ کا نکاح زید سے کر دیا بعد چند ماہ کے زید پھر ہندو ہو گیا' اب تو اس کا نکاح فسخ ہو گیا' لیکن بعد ایک سال کے پھر اس نے مسلمان صورت بنالی تو اب اس لڑکی کا نکاح کسی طرح زید سے ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ وہ شخص مرتد ہو گیا' نکاح اس کا فسخ ہو گیا'[1] اب اگر وہ شخص پھر مسلمان ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا ہے تو اس لڑکی کی رضامندی سے اگر وہ بالغہ ہے پھر نکاح ہونا چاہئے اور اگر نابالغہ ہے گو یعنی پندرہ برس کی عمر اس کی نہیں ہوئی اور نہ کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ ظاہر ہوئی تو ولی کی اجازت سے اس کا نکاح دوبارہ کیا جاوے۔[2] فقط

خدا کے انکار سے نکاح فسخ ہو گیا

(سوال ۱٤۳۸) ایک واعظ نے ایک عورت زانیہ کو نصیحت کی کہ وہ زنا چھوڑ دے' اس پر عورت نے جواب دیا کہ نہ مجھے خدا کی ضرورت ہے نہ خدا کی جنت کی' شرعاً اس عورت کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں ؟

(الجواب) اس عورت پر حکم کفر وارتداد کا لاحق ہو گیا[3] اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا اس کو توبہ کرا کر اور تجدید کرا کر پھر نکاح کیا جاوے۔ فقط

خود کو کافر مرتد کہنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں

(سوال ۱٤۳۹) ایک مسلمان نے اپنی نسبت یہ الفاظ کہے کہ میں بے ایمان کافر وسور ہوں اور اب تک توبہ بھی نہیں کی یہ شخص مرتد ہوا یا نہ اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں وہ شخص کافر اور مرتد ہو گیا اس کو توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا لازم ہے کیونکہ مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل[4] فقط

قرآن کی توہین سے مرتد ہو گیا اور نکاح فسخ ہو گیا

(سوال ۱٤٤۰) محمد بخش اور اس کی بیوی مسماۃ بتول میں رنجش اور مقدمہ بازی ہو رہی تھی کہ مسماۃ بتول نے

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ص۱۹۳' ظفير (۲) ذكر في نور العين و يجدد بينهما النكاح ان رضيت زوجة بالعود اليه والا فلا تجبر (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤۱٤ ط.س. ج٤ص۲٤٦) ظفير (۳) يكفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق الخ اوانكر وعده ووعيده الخ او قال خدائے حاكمے را نشايد الخ فهذا كله كفر (عالمگیری مصری باب المرتد ج۲ ص ۲۵۸) ان ما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح وما فيه خلاف يومر بالاستغفار والتوبة (اى تجديد الاسلام) و تجديد النكاح (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج٤ص ۲۳۰ قبيل مطلب في حكم شتم دين مسلم) ظفير
(٤) الدر المختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ص۱۹۳' ظفير

محمد بخش کو بذریعہ بعض آدمیوں کے بلا کے کہلایا کہ اگر تو مجھے مار پیٹ نہ کرے اور تکلیف نہ دے تو میں تیرے گھر آجاؤں بشرطیکہ تو مسجد میں جاکر قرآن شریف ہاتھ میں لیکر حلف ادا کرے کہ میں کسی قسم کی تکلیف نہ دوں گا' محمد بخش نے جواب میں کہا کہ قرآن اور مسجد کو کچھ نہیں جانتا سینکڑوں ایسی اڑتے پھرتے ہیں والعیاذ باللہ۔ اس صورت میں محمد بخش مرتد ہولیا نہیں اور اس کا نکاح فسخ ہولیا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں الفاظ مذکورہ کہنے سے شخص مذکور مرتد ہوگیا اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے قال فی الدرا لمختار وارتداد احدهما فسخ عاجل [1] پس شخص مذکور بعد توبہ و تجدید اسلام کے مساۃ بتول سے دوبارہ نکاح کرے بدون تجدید اسلام و تجدید نکاح کے مساۃ مذکورہ اپنے شوہر محمد بخش پر حرام ہے۔[2] فقط

شرک وکفر سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور مسلمان ہونے پر تجدید ہو سکتی ہے

(سوال ۱۴۴۱) اگر کوئی مرد یا عورت شرک یا کفر کرے تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اگر ٹوٹ جاتا ہے تو پھر توبہ کرنے کے بعد بغیر عدت کے نکاح درست ہوتا ہے یا کچھ عدت ہے؟

(الجواب) شرک وکفر کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور پھر تجدید نکاح عدت میں درست ہے۔[3] فقط

ٹوٹنے کے بعد دونوں میں جب کوئی راضی نہ ہو تو!

(سوال ۱۴۴۲) اگر مذکورہ بالا صورت میں نکاح ٹوٹ گیا اور پھر مرد یا عورت میں سے کوئی آپس میں رضامند نہ ہو تو عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) عورت اگر کلمہ کفر کہے تو تجدید نکاح پر اس کو مجبور کیا جاوے گا اور دوسرے مرد سے اجازت نکاح کی اس کو نہیں ہے۔ کذافی الدر المختار [4] فقط

کلمہ شرک کہا تو!

(سوال ۱۴۴۳) بے علمی کی وجہ سے یا جان بوجھ کر کسی عورت نے شرک کر لیا اور وہ کسی کو لے بھاگی یا کوئی

---

(۱) ایضاً ظفیر. ط.س. ج۳ص ۱۹۳

(۲) ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح الخ یومر بالا ستغفار والتوبة و تجدیدالنکاح (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المرتد ج ۲ ص ۴۱۴. ط.س. ج۴ص ۲۴۶) ظفیر

(۳) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ الخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وکذا بلا توقف علی مضی عدة فی المدخول بها کما فی البحر (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج۳ص ۱۹۳) ظفیر

(۴) ولو ارتدت بمجئ الفرقة منها قبل تاکده الخ تجبر علی الاسلام و علی تجدیدالنکاح زجراً لها بمهر یسیر کدینار و علیه الفتوی ولو الحیلة وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا و تیسیرا لاسیما التی تقع فی الکفر (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹' ۵۴۰) ظفیر

اس کو بھگالے تو اس عورت کا دوسرے مرد سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) غیر مرد کے ساتھ بھاگنے سے تو نکاح نہیں ٹوٹتا لیکن کلمہ کفر کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے [1] اور پھر اس کو تجدید نکاح پر مجبور کیا جاوے گا۔ [2] فقط

بیوی عیسائی ہوگئی تو نکاح باقی رہا یا نہیں

(سوال ۱٤٤٤) ایک عورت بدچلن جو ایک عورت سے ملی ہوئی تھی اس نے اپنا مذہب تبدیل کر کے عیسائی ہو کر انگریز کے پاس رہنے لگی، خاوند اس کو رکھنا نہیں چاہتا اس صورت میں اس مرد کا نکاح عورت مذکورہ سے جس نے مذہب تبدیل کر لیا ہے قائم ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں اس شخص کا نکاح عورت مذکورہ سے باطل ہو گیا۔ [3] فقط

اس کا مہر واجب ہے یا نہیں؟

(سوال ۱٤٤٥) عورت مذکورہ کا مہر پہلے شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ عورت مذکورہ مدخولہ شوہر کی ہے تو مہر عورت کا بذمہ شوہر واجب ہے، عورت کے مرتدہ ہونے سے مہر ساقط نہیں ہوا۔ [4] فقط

میل ملاپ رکھنے والے کا حکم

(سوال ۱٤٤٦) اگر عورت مذکورہ کے والدین اس کے ساتھ میل ملاپ رکھیں تو والدین کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) ایسے لوگوں سے مقاطعت لازم ہے جملہ اہل اسلام کو ان سے تعلقات منقطع کر دینا چاہئیے۔ فقط

نکاح کے بعد شوہر قادیانی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱٤٤٧) میرے باپ نے اپنی چھوٹی لڑکی یعنی میری چھوٹی ہمشیرہ کا ایجاب و قبول جبار خاں سے کر دیا تھا مگر رسومات شادی ابھی تک انجام نہیں دی، تھی کہ جبار خاں احمدی ہو گیا، تو نکاح قائم رہا یا نہیں؟

---

(۱) لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة (ایضاً فصل فی المحرمات ج ۲ ص ٤٠٢ .ط.س. ج٦ص٤٢٧ وهكذا كتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع) ظفیر (۲) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل الخ ولو ارتدت الخ تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرالها (ایضاً باب نکاح الکافر ج ۲ ص ٥٣٩، ٥٤٠ .ط.س. ج٣ص١٩٣) ظفیر

(۳) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النکاح الکافر ج ۲ ص ٥٣٩ .ط.س. ج٣ص١٩٣) ظفیر (٤) وللموطؤة ولو حکما کل مهر ها لتاکد به (درمختار) قوله کل مهر ها اطلقه فشمل ارتداده وارتداد ها (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ٥٣٩ .ط.س. ج٣ص١٩٤) ظفیر

(الجواب) جو شخص احمدی جماعت میں داخل ہوتا ہے یعنی قادیانی ہوجاتا ہے اور قادیانی جماعت میں شامل ہوجاتا ہے وہ مرتد و کافر ہوجاتا ہے اور نکاح اس کا مسلمہ عورت سے باقی نہیں رہتا لہذا سائل اپنی ہمشیرہ کو جبار خاں احمدی کے پاس نہ بھیجیں اور اس کو جبار خاں کی منکوحہ نہ سمجھیں اور رخصت نہ کریں دوسری جگہ نکاح کردیں۔[1] فقط

عیسائی ہونے کے بعد نکاح باقی نہیں رہتا

(سوال ۱۴۴۸) میاں بیوی میں تکرار ہوا بیوی عیسائی ہوگئی نکاح باقی رہا یا نہیں؟
(الجواب) اس صورت میں نکاح باقی نہیں رہا۔[2] فقط

پھر مسلمان ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۴۹) اگر بیوی پھر مسلمان ہوگئی تو شوہر اول کا کچھ حق باقی ہے یا نہیں؟
(الجواب) پھر مسلمان ہونے پر وہ عورت شوہر اول کو ہی دی جاوے گی یعنی اس عورت کو مجبور کیا جاوے کہ شوہر اول سے نکاح کرے در مختار و شامی میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔[3] فقط

شوہر رافضی ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۵۰) میں نے اپنی دختر کا نکاح کرتے وقت خوب تحقیق کرلی تھی وہ لوگ سنت جماعت تھے رافضی نہیں تھے اب وہ لوگ عرصہ چھ سال سے رافضی ہوگئے ہیں میری لڑکی سے بھی رافضی ہونے کو کہا اس نے انکار کیا تو سخت تکالیف دی اور میرے گھر پہنچا گئے آیا سنت جماعت لڑکی کا نکاح شیعہ رافضی سے رہ سکتا ہے یا نہیں میں لڑکی مذکورہ کا نکاح سنت جماعت کے ساتھ کرسکتا ہوں یا نہیں؟
(الجواب) اس صورت میں آپ اپنی دختر کا نکاح ثانی کردیں کیونکہ رافضی تبرائی سے نکاح سنی عورت کا منعقد نہیں ہوتا اور اگر بعد نکاح کے شوہر رافضی ہوجاوے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔[4] فقط

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضا (درمختار) ای بلا توقف علی قضاء القاضي وكذا بلا توقف علی مضی عدة فی المدخول بها (رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفیر
(۲) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفیر
(۳) و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار و عليه الفتوىٰ (درمختار) فلكل قاض ان يجد وه بمهر يسير ولو بدينار رضيت ام لا وتمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها ولا يخفى انه محله ما اذا طلب الزوج ذلك رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۴۰. ط.س. ج۳ص۱۹۴) ظفیر
(۴) من سب الشيخين او طعن فيهما كفر ولا تقبل توبة و به اخذ الدبوسي وابو الليث وهو المختار للفتوىٰ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۴. ط.س. ج۴ص۲۳۶) وارتداد احدهما ای الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (ایضا باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹) ظفیر

شوہر عیسائی ہوا پھر مسلمان ہوا اس کی بیوی کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱٤٥۱) ایک شخص مسلمان عیسائی ہوگیا اور چھ ماہ تک عیسائی رہا اب پھر مسلمان ہوگیا تو اس کی زوجہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) جس وقت وہ مرد عیسائی ہوا اس کی زوجہ اسی وقت اس کے نکاح سے خارج ہوگئی پس اگر اب عدت اس کی جو کہ تین حیض ہیں گزر گئی ہے تو وہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر چاہے پہلے شوہر سے بھی نکاح کر سکتی ہے لیکن یہ اس کی مرضی پر ہے مجبور نہ کی جاوے گی۔[1] فقط

عیسائی عورت مسلمان ہوگئی تو عیسائی شوہر سے اس کا نکاح باقی نہیں رہا

(سوال ۱٤٥۲) ہندہ نے مذہب عیسوی کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیا بکر اس کا شوہر ہنوز کافر مذہب عیسوی پر قائم ہے اور کہتا ہے کہ میں اہل کتاب ہوں، میرا نکاح قائم ہے جب تک میں اس کو طلاق نہ دوں، اور ہندہ کو خلع لینے کا بھی کوئی حق نہیں ہے؟ ہندہ مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور خلع لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح کر سکتی ہے تو کب تک کر سکتی ہے؟

(الجواب) بکر کا قول غلط ہے مرد کتابی کا نکاح عورت مسلمہ سے نہیں ہو سکتا اور نہ باقی رہ سکتا ہے، البتہ ہندہ بفور اسلام اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوئی بلکہ تین حیض گزرنے پر یا حائضہ نہ ہو تو تین ماہ کے بعد ہندہ بکر سے بالکل جدا ہو جاوے گی اگر تین حیض یا تین ماہ کے اندر بکر شوہر اسلام لے آیا تو جدائی نہ ہوئی، بعد تین حیض وغیرہ کے ہندہ دوسرا نکاح مسلمان سے کر سکتی ہے۔[2] فقط

جس کا شوہر عیسائی ہو جائے وہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱٤٥۳) جما عیسائی ہوگیا اس سے مجھ سائل کی ہمشیرہ کا نکاح ہوا تھا تین سال ہوئے کہ اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا دو سال سے اس کا پتہ نہیں میرا اور میری بہن کا مذہب سنی ہے تو وہ اپنا نکاح سنی مرد سے کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) جما سے اس کا نکاح فسخ ہوگیا، اب مسماۃ مذکورہ اپنا نکاح کسی مسلمان سنی مرد سے کر سکتی ہے، **هكذا فى الدر المختار**[3] فقط

---

(۱) و يجدد بينهما النكاح ان رضيت زوجة بالعود اليه والا فلا تجبر (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤١٤ .ط.س. ج٤ص٢٤٧) ظفير (۲) ولو اسلم احدهما اى احد المجوسيين اوامراة الكتابى الخ لم تبن حتى تحيض ثلاثا او ثلاثة اشهر قبل اسلام الاخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب (درمختار) قوله لم تبن الخ افاد بتوقف البينونة على الحيض ان الاخر لو اسلم قبل انقضائها فلا بينونة بحر فاذا مضت هذه المدة صارم مضيها بمنزلة تفريق القاضى (رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ٥٣٦ و ص ٥٣٧ ' ج ۲ .ط.س. ج۳ص۱۹۱) ظفير

(۳) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) اى بلا توقف على قضاء القاضى وكذا لا توقف على مضى عدة فى المدخول بها (رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ٥٣٩ .ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفير

شوہر مرزائی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں ؟

(سوال ۱٤٥٤) زید کا نکاح زینب سے ہوا بعد نکاح زید عقائد مرزائیہ کا پیرو ہو گیا اور بجز مرزائیوں کے سب مسلمانوں کو کافر کہتا ہے' یا زید پہلے ہی سے عقائد مرزائیہ کا تھا مگر زینب کے ساتھ نکاح کرنے کے باعث اپنے اس عقیدہ کو پوشیدہ رکھتا تھا بعد نکاح ظاہر کیا' دونوں صورتوں میں زید کا نکاح زینب سے رہ سکتا ہے یا نہیں اور زینب بلا طلاق نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ہر دو صورت مذکورہ میں زینب کا نکاح زید سے فسخ ہو گیا اور زینب اگر مدخولہ ہے تو بعد عدت گزارنے کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر مدخولہ و موطؤہ نہیں ہے تو بلا عدت گزارنے کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے کما فی الدرالمختار وارتداد احدھما فسخ عاجل بلا قضاء الخ و فی رد المحتار قولہ و علیہ نفقة العدة ای لومد خولاً بها او غیرها لا عدة علیها وافادوجوب العدة سواء ارتد اوارتدت الخ شامی [1] جلد ثانی ص ۳۹۲ فقط

بیوہ ہندو عورت اگر مسلمان ہو جائے تو اس پر عدت نہیں

(سوال ۱٤٥٥) ایک عورت ہنود سال دو سال سے بیوہ ہے' اگر مسلمان ہو کر فوراً کسی مسلمان سے نکاح کرلے تو درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) وہ عورت ہندونی بیوہ مسلمان ہو کر فوراً نکاح کر سکتی ہے اس پر عدت اسلام کی کچھ لازم نہیں ہے۔ [2] فقط

کافرہ عورت مسلمان ہونے کے بعد عدت گزار کر شادی کرلے تو جائز ہے

(سوال ۱٤٥٦) زید جو قوم سے چمار نا مسلم ہے اس کی زوجہ ہندہ نے بکر مسلمان سے تعلق ناجائز پیدا کر لیا اور عرصہ تک اس کے پاس رہی اس کے بعد ہندہ نے مسلمان ہو کر بکر کے ساتھ نکاح کر لیا زید کو جب معلوم ہوا تو بکر کی عدم موجودگی میں ہندہ کو اسکے گھر سے نکال کر لے گیا اب بکر دعویدار ہے کہ ہندہ میری منکوحہ مجھ کو دلائی جاوے اس صورت میں ہندہ شرعاً کس کو ملے گی۔ ؟

(الجواب) درمختار میں ہے ولو اسلم احدهما ثمه ای فی دار الحرب ویلحق بها کالبحر الملح لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلثة اشهر قبل اسلام الاخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب [3] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کافر کی زوجہ مسلمان ہو جاوے تو تین حیض آنے کے بعد یا اگر اس کو حیض نہ آتا ہو

---

(۱) ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ص۱۹۳' ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳٦ 'ج ۲ ص ۵۳۷ ط.س. ج۳ص۱۹۱ ' ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳٦ ط.س. ج۳ص۱۹۱) ظفیر

تو تین ماہ گزرنے کے بعد وہ عورت اس کافر کے نکاح سے خارج ہوتی ہے پھر کچھ تعلق زوجیت کا درمیان اس کافر کے اور اس کی زوجہ کے نہیں رہتا پس زید جب کہ مدت مذکورہ میں اسلام نہ لایا تو اس کی زوجہ ہندہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور بکر سے اگر نکاح مدت مذکورہ کے بعد ہوا تو صحیح ہو گیا' اور اگر عورت کے مسلمان ہوتے ہی فوراً نکاح کر لیا تو وہ صحیح نہیں ہوا تین حیض آنے کے بعد یا تین ماہ گزرنے کے بعد پھر نکاح ہونا چاہئے۔ فقط

کافر کی بیوی مسلمان ہو جائے تو عدت کے بعد اس سے نکاح کرنا چاہئے

(سوال ۱٤٥٧) ہندہ کافرہ شوہر دار ہے زید سے اس کی آشنائی و محبت ہو گئی ہے زید نے اس کو مسلمان کرا کر اسی وقت عقد کر لیا' یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس بارے میں حکم یہ لکھا ہے کہ اسلام کے بعد تین حیض عورت کو پورے کرا کر اس سے نکاح صحیح ہو سکتا ہے اور تفصیل اس کی در مختار شامی میں ہے الحاصل بفور اسلام جو اس عورت سے نکاح کیا گیا وہ صحیح نہیں ہوا۔[1] فقط

کافرہ کو اس کا شوہر بطور خود طلاق دے چکا ہے اگر اب وہ عورت مسلمان ہو کر فوراً نکاح کرلے تو جائز ہے

(سوال ۱٤٥٨) ایک عورت کافرہ کہ جس کے خاوند نے عرصہ پانچ چھ سال کا ہوا اپنے طریق پر طلاق دے دی ہے' وہ اب مسلمان ہونا چاہتی ہے اور ایک مسلمان کے ساتھ نکاح پر راضی ہے کیا وہ مسلمان ہوتے ہی نکاح کر سکتی ہے یا کیا؟

(الجواب) مسلمان ہوتے ہی اس سے نکاح کر لینا صحیح ہے۔ فقط

نو مسلمہ کا نکاح عدت کے بعد کیا جائے ؟

(سوال ۱٤٥٩) ایک جوان عورت ہمارے یہاں آ کر مسلمان ہوئی اور خاوند اس کا مسلمان نہیں ہوا جس کو عرصہ بیس یوم کا ہوا' اس عورت کو شوہر کی خواہش بے حد ہے' اسی کی طرف سے ہر وقت یہ تقاضا ہے کہ میرا نکاح بہت جلد کر دیا مجھ کو برداشت نہیں ہے اگر شرعاً جائز ہو تو اس کا نکاح کر دیا جاوے ؟

(الجواب) در مختار میں یہ لکھا ہے کہ ایسی عورت تین حیض گزرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے' اس سے پہلے

---

(۱) ولو اسلم احدهما ای احد المجوسیین او امراة الکتابی ثمه ای فی دار الحرب الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الاخر (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳٦ ' ۵۳۷ ط.س. ج۳ ص ۱۹۱) ظفیر

(۲) اس لئے کہ پانچ سال سے مطلقہ ہے اس پر عدت نہیں ہے ظفیر

نکاح صحیح نہ ہوگا بلکہ جیسا کہ عدۃ کے اندر نکاح کر دینے سے وہ نکاح باطل ہو جاتا ہے ایسا ہی یہ نکاح جو تین حیض سے پہلے ہوگا باطل ہوگا [1] قال اللہ تعالیٰ **ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب اجله** [2] لہٰذا اس حکم کا خلاف شرعاً نہیں ہو سکتا۔ فقط

شوہر مسلمان ہو مگر عیسائی بیوی مسلمان نہ ہوئی تو کیا شوہر ان کی بہن مسلمہ سے نکاح کر سکتا ہے

(سوال ۱٤٦۰) زید کا مذہب عیسائی تھا' اب مسلمان ہو گیا اور اس کی زوجہ فاطمہ اس کے ساتھ مسلمان نہ ہوئی بلکہ اسلام لانے سے انکار کر دیا' زید نے بعد اسلام لانے کے فاطمہ کی بہن حقیقی سے نکاح کر لیا چونکہ وہ پہلے اسلام لے آئی تھی یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور زید کے اسلام لانے سے نکاح زید اور فاطمہ کا ٹوٹ گیا تھا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح زید و فاطمہ کا قائم ہے' فسخ نہیں ہوا' در مختار میں ہے **ولو اسلم الزوج وهي مجوسية فتهودت او تنصرت بقي نکاحها کما لو کانت في الابتداء کذلک الخ** [3] اور شامی میں ہے **اما اذا اسلم زوج الکتابية فان النکاح یبقی** [4] الخ اور جب کہ نکاح زید کا فاطمہ کے ساتھ قائم ہے تو نکاح زید کا فاطمہ کی بہن زینب سے صحیح اور جائز نہیں ہوا' زید کو چاہئے کہ زینب کو فوراً علیحدہ کر دے اور فاطمہ کو اپنی زوجیت میں رکھے' دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ **کما قال اللہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین الایة** [5] فقط

مرتد ہو کر عورت مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱٤٦۱) ایک مسلمان عورت اپنے خاوند کی تکلیفوں کو برداشت نہ کر سکی مجبوراً عیسائی ہو گئی جس کو ایک سال گزر چکا اس کا خاوند اب تک مسلمان ہے اس نے طلاق نہیں دی اب وہ عورت مسلمان ہو کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اصل مسئلہ یہ ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے سے نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے اور بعد اسلام لانے کے وہ عورت دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے لیکن اگر عورت محض خاوند سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے مرتد ہو اور کفر کو اختیار کرے تو اس میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ایسی حالت میں

---

(۱) ولو اسلم احدهما ای احد المجوسیین اوامراة الکتابی ثمه ای في دار الحرب الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضي ثلاثه اشهر قبل اسلام الاخر (الدرالمختار علی هاش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳٦ ط.س. ج۳ص ۱۹۱) ظفیر

(۲) سورة البقرة. ۳۰' ظفیر (۳) الدرالمختار علی بهامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۵ ط.س. ج۳ص ۱۸۹' ظفیر (٤) رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳٤ ط.س. ج۳ص ۱۹۱' ظفیر

(۵) سورة النساء' ظفیر

عورت کو جبراً مسلمان کر کے شوہر اول سے ہی اس کا نکاح کیا جاوے۔[1] فقط (یہ اس وقت ہے جب پہلا شوہر اس کا طالب ہو لیکن اگر وہ خاموش ہے یا صراحتاً اس کو چھوڑ رکھا ہے تو پھر یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔[2] ظفیر)

کافرہ کو مسلمان کر کے شادی کر لی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱٤٦۲) زید نے ایک خاکروب کی بیوی سے آشنائی پیدا کی چند روز کے بعد رسوائی ہوئی اور برادری نے تنبیہ کی اور توبہ کرائی اور پھر چند روز بعد اس کی بیوی کو بھگا کر لے گیا اور دس بارہ روز میں اس کو مسلمان کرا کر لے آیا اور اس سے عقد شرعی کر لیا تو یہ عقد مسلمان ہونے کے بعد جائز ہو یا نہیں' اور وہ بخشا جائے گا یا نہیں' اور ان دونوں کا ایمان رہا یا نہیں' اور جو توبہ کر کے توڑ دے اور پھر کرے تو مقبول ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) وہ مسلمان ہو گئی مگر تین حیض گزرنے سے پہلے اس سے نکاح کرنا درست نہیں ہے اور توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے اور بخشش کی امید ہے اور کبیرہ گناہ مثلاً زنا کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا اور اسلام نہیں جاتا اور توبہ کے توڑنے کے بعد پھر توبہ کرے تو بھی توبہ قبول ہوتی ہے۔[3] فقط

میاں بیوی ساتھ مسلمان ہو گئے تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

(سوال ۱٤٦۳) اگر خاوند بی بی دونوں مسلمان ہو گئے معہ اپنے بچوں کے تو ان کو اب حالت اسلام میں نکاح جدید کی ضرورت ہے یا وہ ہی کافی ہوگا؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر خاوند بی بی دونوں مسلمان ہو جاویں تو ان کو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے' پہلا نکاح ان کا باقی ہے' البتہ احتیاطاً بعد اسلام کے اگر پھر ان کا نکاح کر دیا جاوے تو یہ اچھا ہے اسلم المتزوجان بلا سماع شهود او فی عدة كافر معتقدين ذلك اقرا عليه[4] فقط

مسلمان میاں بیوی عیسائی ہو گئے پھر دونوں مسلمان ہو گئے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱٤٦٤) ایک مرد اور عورت دونوں عیسائی ہو گئے چند یوم کے بعد لڑکی مسلمان ہو گئی پانچ یوم بعد

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجين فسخ فلا ينقص عدد اعا جل بلا قضاء الخ لو ارتدت لمجئ الفرقة الخ تجبر على الاسلام و على تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار و عليه الفتوىٰ وافتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا و تيسيرا (درمختار) فلكل قاض ان يجدده بمهر يسير ولو بدينار رضيت ام لا وتمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها (رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ٥٤٠ ط.س. ج۳ ص۱۹۳) ظفير (۲) ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك اما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر و تزوج من غيره لانه ترك حقه (رد المحتار باب ايضاً) ط.س. ج۳ ص۱۹٤ ظفير (۳) ولو اسلم احدهما ای احد المجوسين اوامراة الكتابی الخ لم تبن حتى تحيض ثلاثا او تمضى ثلاثه اشهر قبل اسلام الاخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب وليست بعدة لدخول غير المدخول بها (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ٥۳٦' ٥۳۷ ط.س. ج۳ ص۱۹۱) ظفير

(٤) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ٥۳۲ ط.س. ج۳ ص۱۸٦' ظفير

لڑکا بھی مسلمان ہوگیا ان کا نکاح رہا یا نہیں؟

(الجواب) ان کا نکاح نہیں رہا پھر نکاح ہونا چاہئے درمختار میں ہے و فسد ان اسلم احدھما قبل الاخر الخ [1] فقط

کافر میاں بیوی دونوں مسلمان ہو جائیں تو پھر دوبارہ نکاح کرانا ضروری ہے یا نہیں؟

(سوال ۱٤٦٥) زید و ہندہ دونوں کافر تھے لیکن اب مسلمان ہوگئے اب ان کا نکاح ہونا چاہئیے یا نہیں؟

(الجواب) زوجین کافرین اگر دونوں مسلمان ہو جائیں نکاح ان کا باقی رہے گا۔ کذافی الدر المختار [2] فقط

زوجین میں کوئی کافر ہو جائے تو نکاح جدید عورت کی رضامندی سے ہوگا یا شوہر کی؟

(سوال ۱٤٦٦) اگر زوجین میں سے کوئی کافر ہو جائے تو نکاح جدید عورت کی رضامندی سے ہوگا یا محض شوہر کی خواہش پر اور سابقہ مہر کے علاوہ مہر جدید عورت کی رضامندی کے مطابق ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) کافر ہو جانا احد الزوجین کا موجب فسخ نکاح ہے پھر اگر تجدید نکاح کی جاوے تو عورت کی رضامندی سے ہوگی اور مہر بھی حسب خواہش عورت جدید ہوگا [3] البتہ اس صورت میں کہ عورت کی طرف سے ارتداد سرزد ہو جو موجب فسخ نکاح ہو فقہا نے لکھا ہے کہ زجراً اس عورت کو مجبور کیا جاوے گا شوہر اول سے نکاح کرنے پر بمہر جدید ۔کذا فی الدر المختار واقرہ الشامی [4] فقط

غالی شیعہ کافر ہیں یا مسلمان؟

(سوال ۱٤٦٧) جو فرقہ شیعہ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے افک کا قائل اور معتقد ہو اور نیز اس امر کا بھی معتقد ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اکثر صحابہؓ مرتد و کافر ہو گئے ہیں العیاذ باللہ وہ فرقہ مرتد کا ہے یا فاسق؟

(الجواب) فرقہ مذکورہ جس کے عقائد وہ ہیں جو مذکور ہوئے باتفاق اہل سنت و جماعت کافر و مرتد ہے کما فی رد المحتار جلد ثالث باب المرتد ص ۲۹٤ نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدة عائشةؓ

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ٥٤١ ط.س. ج۳ص۱۹۶ لان ردة احدھما منافیة للنکاح ابتداء فکذا بقاء (رد المحتار ایضا) ظفیر

(۲) والثانی ان کل نکاح حرم بین المسلمین لفقد شرطه کعدم شهود یجوز فی حقهم اذا اعتقدوه عند الامام و یقرون علیه بعد الاسلام الخ اسلم المتزوجان بلا سماع شهود الخ اقراء علیه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ٥۳۱ و ج ۲ ص ٥۳۲ ط.س. ج٤ص۱۹۳) ظفیر

(۳) وارتداد احدهما فسخ فی الحال الخ ولو ارتد هو لا تجبر المراة علی التزوج البحر الرائق باب نکاح الکافر ج ۳ ص ۲۳۰، ۲۳۱ ط.س. ج٤ص۱۹۳ ولا تجبر بکر بالغة علی النکاح ای لا ینفذ عقد الولی بغیر رضاها الخ انها حرة مخاطبة فلا یکون للغیر علیها ولایة (ایضا باب الولی ج ۳ ص ۱۱۸ ط.س. ج۳ص٥۸) ظفیر

(٤) فشمل ارتداد المراة الخ لکنها تجبر علی الاسلام والنکاح مع زوجها الاول لان الحسم یحصل بهذ الجبر الخ ولا یخفی ان محله ما اذا طلب الاول ذلك اما اذا رضی بتزوجها من غیر فهو صحیح لان الحق له وکذلك لو لم یطلب تحدید النکاح واسقر ساکتا لا یحدده القاضی (البحر الرائق باب نکاح الکافر ج ۳ ص ۲۳۰ ط.س. ج۳ص۲۱٤) ظفیر

او انکر صحبۃ الصدیقؓ او اعتقد الالوھیۃ فی علیؓ او ان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن الخ [1] شامی و فی المرقاۃ شرح المشکوۃ قلت وھذا فی حق الرافضۃ والخارجۃ فی زماننا فانھم یعتقدون کفر اکثر الصحابۃ فضلاً عن سائر اھل السنۃ و الجماعۃ فھم کفرۃ بالا جماع بلا نزاع [2] اور مظاہر حق میں ہے کہ شیعہ تکفیر صحابہ اور قذف عائشہ صدیقہؓ کو کہ اعظم موجبات کفر سے ہے سبب رفع درجات کا جانتے ہیں اور صرف استحلال معصیۃ کفر ہے چہ جائیکہ کفر کو موجب رفع درجات کا گنیں انتہیٰ مظاہر حق

شیعہ کی عورت منکوحہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱٤٦۸) کیا ان کی عورتوں منکوحہ کے ساتھ بلا طلاق نکاح جائز ہے اور وہ اہل سنت کا عقیدہ رکھتی ہیں؟

(الجواب) اوپر معلوم ہوا کہ روافض مذکورہ کافر و مرتد ہیں لہذا مسلمہ سنیہ عورت کا نکاح ان کے ساتھ صحیح نہیں ہوا اور ان کی عورتوں سے بدون طلاق سنیوں کا نکاح صحیح ہے۔ فقط

شیعہ سنی لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱٤٦۹) ایسے فرقہ کے نکاح میں اہل سنت والجماعت کی لڑکیاں آسکتی ہیں یا نہیں؟

(الجواب) نہیں آسکتی ہیں۔ فقط

جو سنی لڑکیاں شیعوں کے عقد میں ہوں؟

(سوال ۱٤۷۰) سنیوں کی جو لڑکیاں ان کے نکاح میں ہیں کیا بر تقدیر تکفیر ان کا نکاح فسخ ہو گیا یا نہ؟

(الجواب) جبکہ عقائد ان روافض کے بوقت نکاح بھی ایسے ہی تھے تو مسلمہ سنیہ عورت کا ان کے ساتھ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا لہذا فسخ کی حاجت نہیں ہے۔

شیعہ لڑکی سے نکاح؟

(سوال ۱٤۷۱) اس فرقہ کی لڑکیوں کے ساتھ اہل سنت والجماعت کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) درست نہیں کیونکہ مابین کافر و مسلم مناکحت صحیح نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) رد المحتار باب المرتد ص ٤۰٥ ' ٤۰٦ . ط.س. ج٤ ص۲۳۷ ' ظفیر
(۲) دیکھئے شامی باب المرتد ج ۳ ص ٤۰٥ ' ٤۰٦ . ط.س. ج۳ ص۲۳۷ ' ظفیر

ان کی خوشی وغم میں شرکت

(سوال ۱۴۷۲) اہل سنت والجماعۃ کو اس فرقہ کی شادی وغمی اور انکے جنازہ وغیرہ کی شرکت درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسے فرقوں کے بارے میں حدیث شریف میں ولا تجالسوھم ولا تناکحوھم وغیرہ الفاظ وارد ہیں لہذا انکی غمی وشادی میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط

کافر کی بیوی مسلمان ہو گئی اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۷۳) ہندہ کافرہ تھی اب مسلمہ ہو گئی ہے اور اس کا شوہر بدستور کافر ہے کیا ہندہ کا نکاح کسی مسلمان سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) کتب فقہ میں اس صورت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ عورت مسلمہ تین حیض کے بعد یا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ کے بعد پہلے شوہر کے نکاح سے جدا ہو گی اس کے بعد اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہو سکتا ہے، تین حیض یا تین ماہ گزرنے سے پہلے اس عورت کو دوسرا نکاح درست نہیں ہے کذافی الدرالمختار لو اسلم احدھما ای احد المجوسیین اوامراۃ الکتابی الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلثۃ اشھر قبل اسلام الاخر اقامۃ شرط الفرقۃ مقام السبب، قولہ اقامۃ شرط الفرقۃ وھو مضی ھذہ المدۃ مقام السبب وھو الاباء الخ[1] فقط

مسجد کو برا کہنے والا کیسا ہے؟

(سوال ۱۴۷۴) اگر کوئی شخص اپنی ثروت کے گھمنڈ سے یہ کہے کہ میں مسجد پر پیشاب کرتا ہوں اور امام کو گالیاں دے، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے اور جو اشخاص اس کے مددگار ہیں اور مسجد کے لوٹوں کو خراب کریں اور ان سے طہارت کریں ان کے لئے کیا حکم ہے اور وہ لوٹے پاک رہ سکتے ہیں؟

(الجواب) ایسے شخص کے لئے شریعت میں کفر کا خوف ہے توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے اور جو لوگ اس فاسق وفاجر کے مددگار ہوں وہ بھی عاصی وفاسق ہیں توبہ کریں اور آئندہ ایسے حرکات سے باز آویں اور مسجد کے لوٹوں کو خراب نہ کریں اور ان لوٹوں کو ناپاک نہ سمجھیں کیونکہ جب تک نجاست کا لگنا یقینی طور سے معلوم نہ ہو اس وقت تک ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا۔ فقط

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۶، و ج ۲ ص ۵۳۷ ط.س. ج۳ ص ۱۹۱، ظفیر

شریعت کا منکر مرتد ہوا یا نہیں؟

(سوال ۱٤۷۵) اگر کوئی شخص شریعت کا انکار کرے اور کہے کہ ہم شریعت کو نہیں مانتے تمہاری شرع تمہارے گھر میں، آیا وہ شخص مرتد ہو گیا یا نہیں اور اس کی زوجہ مطلقہ ہو گئی یا نہیں؟
(۲) ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب کے ساتھ کچھ مسائل شرعیہ کا تذکرہ ہو رہا تھا ناگاہ ایک شخص نے آکر بطور بغض کے علماء کی بہت ہی حقارت واستہزاء و توبیخ کنی کرنی شروع کی ایسے شخص کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

(الجواب) اقول و بالله التوفيق . قال فی ردالمحتار وفی الخلاصة وغيرها اذا كان فی المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنعه فعلی المفتی ان يميل الی الوجه الذی يمنع التكفير الخ[1] ص ۲۸۵ باب المرتد و فيه عن جامع الفصولين وعلیٰ هذا ينبغی ان يكفر من شتم دين محمد ﷺ ولكن يمكن التاويل بان مراده اخلاقه الرديئة و معاملته القبيحة لا حقيقة دين الاسلام فينبغی ان لا يكفر حينئذٍ والله تعالیٰ اعلم ص ۱۸۹ ج ۳ شامی وقد سئل فی الخيرية عمن قال له الحاكم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی مفت بانه كفر و بانت زوجته فهل يثبت كفره بذلك فاجاب بانه لا ينبغی للعالم ان يبادر بتكفير اهل الاسلام الی آخره[2] وفی الدرالمختار والفاظه تعرف فی الفتاویٰ بل افردت بالتاليف مع انه لا يفتی بالكفر بشئ منها الا فيما اتفق المشائخ عليه كما سيجئ قال فی البحر وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ[3] منها الخ و نقل عبارته فی الشامی وفی اخره فعلی هذا فاكثر الفاظ التكفير المذكورة لا يفتی بالتكفير فيها ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منها[4] اه كلام البحر باختصار شامی ص ۲۸۵ فقط

یہ کہنا کہ رواج پر فیصلہ کرو کیسا ہے؟

(سوال ۱٤۷٦) وکیل مدعی علیہ نے مدعی سے کہا کہ تم شرع محمدی مانتے ہو یا نہیں تو مدعی نے کہا جس طرح رواج ہے تم اس طرح کرو، یہاں شرع کا کیا کام اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟

(الجواب) مسلمان کو شرع محمدی کا نہ ماننا اور یہ کہنا کہ رواج کے موافق کرو، یہاں شرع کا کیا کام ہے سخت گناہ ہے جس میں خوف کفر کا ہے اس کلمہ سے توبہ کرنی چاہیے اور تجدید ایمان کرنی چاہیے۔[5] فقط

---

(۱) رد المحتار باب المرتد مطلب ما يشك فی انه ردة ج ۳ ص ۳۹۳. ط.س. ج٤ ص ۲۲٤، ظفیر
(۲) رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹، ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ و ج ۳ ص ۳۹۳ . ط.س. ج٤ ص ۲۳۰ مطلب فی حكم من شتم دين مسلم.
(٤) رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳. ط.س. ج٤ ص ۲۲٤، ظفیر
(۵) رد المحتار باب المرتد تحت قوله و الطوع ج ۳ ص ۳۹٤. ط.س. ج٤ ص ۲۲٤، ظفیر

بلا ارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱٤۷۷) ایک شخص کی زبان سے بے ساختہ بلا ارادہ اپنی زوجہ کی نسبت یہ لفظ نکل گیا کہ یہ تو میرا خدا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ' آیا یہ شخص مرتکب کفر ہوا یا نہیں اور نکاح قائم رہا یا نہ؟

(الجواب) شامی میں ہے کہ اگر خطاءً بلا ارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جاوے تو کافر نہیں ہوتا ومن تکلم بھامخطئاً او مکرھا لا یکفر عند الکل [1] الخ لہٰذا اس صورت میں حکم کفر کا اس شخص پر نہ کیا جاوے اور نہ اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگی لیکن احتیاطاً تجدید نکاح کرلیوے اور توبہ واستغفار کرے۔ فقط

آریہ اور عیسائی ہونے سے نکاح ختم ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱٤۷۸) اگر کوئی مسلمان منکوحہ عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکل کر آریہ یا عیسائی ہو جائے تو اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجین میں سے کسی ایک کا مرتد ہونا فوراً نکاح کو فسخ کرتا ہے کما فی الدرالمختار وارتداد احدھما فسخ عاجل [2] پس جبکہ کوئی عورت مسلمہ آریہ یا عیسائی ہوگئی نکاح اس کا اس کے شوہر سے فوراً فسخ ہو گیا اگر وہ پھر اسلام لاوے گی تو تجدید نکاح ضروری ہے اور فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ عورت اگر مرتد ہو جائے تو اس کو مجبوراً مسلمان کیا جاوے اور شوہر اول سے تھوڑے سے مہر پر اس کا نکاح کیا جاوے۔ [3] فقط

قرآن وحدیث کو کوئی شیطان کہے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱٤۷۹) ایک مسلمان قرآن وحدیث پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کے نزدیک اس کو بیان کرتا ہے اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے' ایسے شخص کو ایک مسلمان شیطان کہتا ہے اور قرآن وحدیث کو شیطان کی کتاب کہتا ہے' ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟

(الجواب) پہلے یہ معلوم ہونا چاہئیے کہ وہ شخص جس کو قرآن شریف اور حدیث شریف پر عمل کرنے والا بتلایا گیا ہے وہ مروج عامل بالحدیث یعنی کہیں غیر مقلد تو نہیں ہے جو سلیقہ قرآن وحدیث کے سمجھنے کا اور تطبیق بین الاحادیث کا نہیں رکھتے اور فقہ اور کتب فقہ حنفیہ کا انکار اور خلاف کرتے ہیں' ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ دعویٰ ان کا تو قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ پورے عامل قرآن وحدیث کے نہیں

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ ص ۱۹۳' ظفیر

(۲) و تجبر علی الاسلام وھو علی تجدید النکاح زجرا بمھر یسیر کدینار و علیه الفتوی (درمختار) لکل قاض ان یجددہ بمھر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیرہ بعد اسلامھا ولا یخفی ان محله ما اذا طلب الزوج (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵٤۰ ط.س. ج۳ ص ۱۹٤) ظفیر

(۳) وبالجملة فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقیق الایمان امور الاخلاق بھا اخلال بالایمان اتفاقا کترک السجود لصنم و قتل نبی والا ستخفاف به و بالمصحف والکعبة وکذا مخالفة او انکار ما اجمع علیه بعد العلم به لان ذلک دلیل علی ان التصدیق مفقود (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج٤ ص ۲۲۲) ظفیر

ہیں کہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہؒ کا خلاف کرتے ہیں اور ان پر طعن کرتے ہیں اور اگر وہ عامل بالحدیث والقرآن حنفی ہے اور موافق فقہ حنفی کی جو عین مطابق قرآن وحدیث کے ہے عمل کرتا ہے اور مقلد ہے حنفی سنی ہے تو ایسے عالم حنفی متبع سنت کو برا کہنا نہایت مذموم و قبیح ہے اور بہر حال قرآن وحدیث اور فقہ کو شیطانی کتاب کہنا والعیاذ باللہ کفر صریح وارتداد و قبیح ہے۔[1] فقط

خدا اور رسول کو جو گالی دے اس کا نکاح رہا یا ختم ہو گیا

(سوال ۱٤۸۰) ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو مارا عورت نے شوہر سے کہا کہ خدا اور رسول کے واسطے مجھ کو نہ مار اس پر اس کے خاوند نے خدا اور رسول کی شان میں سخت گالیاں دیں وہ کافر ہوا یا نہیں اور اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہوئی اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور اولاد کی پرورش کا حق کس کو ہے۔؟

(الجواب) وہ شخص کافر ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے[2] اور اولاد کی پرورش بھی وہی کرے گی (ان اخبرت بردة زوجها لها التزوج باخر بعد العدة (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵٤۱ ظفیر)

قرآن کی توہین باعث ارتداد ہے نکاح فسخ ہو گیا

(سوال ۱٤۸۱) زید نے اپنی دختر مریم نابالغہ کا نکاح عمر سے کر دیا عمر محض بے علم جاہل فاسق و فاجر تارک صلوٰۃ وصوم وزانی ہے مریم کو ایذاء پہنچاتا ہے بارہا قرآن شریف بوقت تلاوت پھینک دیا اگر زید مریم کو اب پھر عمر کے یہاں بھیجے تو مریم ارادہ خود کشی کا رکھتی ہے اور عمر ارادہ مریم کے مارنے یا فروخت کرنے کا رکھتا ہے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) قرآن شریف کا ازراہ استخفاف پھینک دینا کفر وارتداد ہے، ایسی حالت میں اس کی زوجہ مریم اس کے نکاح سے خارج ہو گئی پس مریم عمر کے گھر نہ بھیجی جاوے اور دوسرا نکاح اس کا بعد عدت کے درست ہے۔[3] فقط

---

(۱) وکل مسلم ارتد فتوبة مقبولة الا الکافر بسبب نبی من الانبیاء فانه یقتل حد اولا تقبل توبة مطلقا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤۰۰ ط.س. ج٤ ص ۲۳۱)

(۲) اجمع المسلمون ان شاتمه (ﷺ) کافر و حکمه القتل ومن شك فی عذابه و کفره کفر (رد المحتار ایضا) وارتداد احدهما فسخ عاجل بلا قضا فللموطوة کل مهر ها الخ و علیه نفقة العدة الخ والو لد یتبع خیر الا بوین دینا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۱ ط.س. ج۳ ص ۱۳۹) ظفیر

(۳) لان الشارع جعل بعض المعاصی امارة علی عدم وجوده الخ کما لو سجد لصنم او وضع مصحفافی قار ورة فانه یکفر الخ (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج٤ ص ۲۲۲) ان ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیه خلاف ایضا ج ۳ ص ۳۹۹) ظفیر

حرام کو حلال سمجھنے والا مسلمان ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۴۸۲) فعل حرام کو حلال سمجھ کر کرنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں ؟
(الجواب) اس میں تفصیل یہ ہے کہ جو شامی باب المرتد میں مذکور ہے حاصل یہ ہے کہ ہر ایک حرام کو حلال سمجھنے والا یا برعکس کافر نہیں ہے بلکہ اس میں چند قیود ہیں جو کہ کتاب مذکور کے موقع مذکور میں منقول ہیں ان کا ملاحظہ فرمالیویں (۱) (ماحصل یہ ہے کہ جو چیز بذات خود حرام ہو اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا حلال سمجھنے والا کافر ہو جاتا ہے ظفیر)

شوہر کے ظلم سے جو عورت قادیانی ہوئی پھر مسلمان اس کی شادی !

(سوال ۱۴۸۳) ہندہ زوجہ زید نے مذہب قادیانی اختیار کر لیا علماء نے حکم ارتداد جاری کر کے فسخ نکاح کا حکم کیا اب جب کہ ہندہ اپنے عقائد کفریہ سے تائب ہو گئی اس سے تجدید نکاح کے لئے کہا گیا جس کے جواب میں ہندہ نے کہا کہ بوجہ ناراضگی اپنے شوہر کے کہ مجھ کو نان و نفقہ نہیں دیتا تھا اور نہ طلاق دیتا تھا مذہب قادیانی اختیار کیا تھا لہذا اگر مجھ کو اسی شخص سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جاوے گا تو میں پھر اس مذہب کو اختیار کر لوں گی اور کسی قادیانی سے عقد کر لوں گی اس صورت میں ہندہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟
(الجواب) اقول و بالله التوفيق ارتداد سے بچانے کے لئے روایت شامی وظاهره ان لها التزوج بمن شاء ت (۲) پر عمل کیا جاوے اور یہ مسئلہ جو محتالہ کے لئے ہے کہ جبراً اس کو مسلمان کر کے شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کیا جاوے یہ دارالاسلام میں ہو سکتا ہے نہ کہ دارالحرب میں کما ہو ظاہر۔ فقط

قرآن پاک کو گالی دی تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

(سوال ۱۴۸۴) ایک شخص نے حق قرآن عزیز مجمع عام میں بغیر ازارتفاع موانع شرعیہ گالی گلوچ دی والعیاذ باللہ تعالیٰ تو کیا یہ شخص شرعاً کافر ہوا یا نہیں اور تجدید نکاح و تلقین وغیرہ امور شرعیہ بھی ضروری ہے یا نہیں ؟
(الجواب) اس کے ارتداد میں کچھ شبہ نہیں ہے تجدید اسلام و تجدید نکاح اس کو ضروری ہے۔ (۳) فقط

---

(۱) والاصل ان من اعتقد الحرام حلالا فان كان حراما لغيره كمال الغير لا يكفر وان كان لعينه فان كان دليله قطعيا كفر والا فلا وقيل التفصيل فى العالم اما الجاهل فلا يفرق بين الحرام لعينه ولغيره وانما الفرق فى حقه ان ما كان قطعيا كفر به والا فلا فيكفر اذا قال الخمر ليس بحرام (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳. ط.س. ج ٤ ص ۲۲۳ مطلب فى منكر الاجماع) ظفير
(۲) رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤۲۰. ط.س. ج ٤ ص ۲۵۳ ' ظفير
(۳) اذا انكر الرجل اية من القرآن الخ او عاب كفر الخ رجل يقرأ القرآن فقال رجل اين چه بانك طوفان است فهذا كفر (عالمگیری مصری موجبات الكفر ج ۲ ص ۲٦٦) ما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح الخ يؤمر بالاستغفار والتوبة و تجديد النكاح (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤١٤. ط.س. ج ٤ ص ۲٤٦) ظفير

حکم خدا اور رسول سے انکار میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

(سوال ۱٤۸۵) ایک عالم نے زید کو شادی کے موقع پر رقص وسرور سے منع کیا کہ شریعت میں لہوولعب سرور وسماع بالخصوص رقص وغیرہ حرام ہے تو اس پر زید کے ایک عزیز نے مجمع عام میں باآواز بلند یہ کہا کہ ہم خدا اور رسول کے حکم سے بالکل منکر ہیں اور نہیں مانتے وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں اس کا نکاح باطل ہے یا نہیں مسلمانان کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئیے ؟

(الجواب) اس صورت میں وہ شخص جس نے کلمہ مذکورہ کہا مرتد ہو گیا اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی[1] تجدید اسلام وتجدید نکاح اس کو لازم ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور از سر نو اسلام قبول نہ کرے تو مسلمانان کو اس کے ساتھ میل جول نہ رکھنا چاہئیے اور اس کو بالکل علیحدہ کر دینا چاہئیے۔ فقط

شوہر عیسائی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا عدت بعد شادی کر سکتی ہے

(سوال ۱٤۸٦) زید تنہا عیسائی ہو گیا اور اس کی زوجہ ودیگر اہل کنبہ بدستور اسلام پر مستقیم رہے تو اس کی زوجہ کو چھ سال بعد نکاح ثانی کرنے کے لئے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں ؟

(الجواب) زید جب کہ عیسائی ہو گیا اور اس کی زوجہ مسلمان رہی تو نکاح اسکا فوراً فسخ ہو گیا بعد عدت کے اس کو دوسرا نکاح کرنا جائز اور درست ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل[2] فقط

شوہر جب غالی شیعہ ہو جائے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال ۱٤۸۷) ہندہ نابالغہ کا نکاح بکر سے ہوا بکر اور اس کے والدین اس وقت سنی تھے ہندہ کے بالغہ ہو جانے کے بعد وہ رافضی ہو گئے جو ہر وقت اصحاب ثلاثہ وحضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اصحاب عشرہ مبشرہ پر لعن وتبرا کرتے رہتے ہیں ابھی تک ان کی یہی حالت ہے کہ اعلانیہ اصحاب وازواج مطہرات کو برا کہتے ہیں اور امامت کو نبوت سے افضل کہتے ہیں ہندہ اب والدین کے گھر ہے تو ہندہ وبکر کا نکاح قائم وجائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) بکر جس وقت رافضی غالی ہو گیا اور رفض اس کا حد کفر کو پہنچ گیا تو نکاح ہندہ کا اس سے فسخ ہو گیا کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل[3] الخ وفی الشامی نعم لاشك فی تكفیر من قذف السیدة عائشةؓ او انكر صحبة الصدیق او اعتقد لا ولوهیة فی علی اوان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلك من الكفر الصریح[4] الخ فقط

---

(۱) وارتداد احدهما فسخ عاجل(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۳ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ص۱۹۳) ما یكون كفرا اتفاقا یبطل العمل والنكاح الخ یؤمر بالا ستغفار والتوبته و تجدید النكاح (ایضاً باب المرتد ج ۲ ص ٤۱٤ .ط.س.ج٤ص۲٤٦) ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفیر
(۳) ایضاً باب نكاح الكافر ج ۳ ص ۵۳۹ .ط.س.ج۳ص۱۹۳ ' ظفیر
(٤) رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤۰۵ ' ٤۰٦ .ط.س.ج٤ص۲۳۷ 'ظفیر

چماری مسلمان ہوئی شادی کی پھر ہندو کے گھر لے جائی گئی اب پھر مسلمان ہے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۴۸۸) پہلے ایک چماری مسلمان ہوئی اور اپنا نکاح اہل اسلام سے پڑھوایا چھ ماہ اس شخص کے گھر میں رہی پھر اس چماری کو ہندو جبراً پکڑ کر لے گئے اس کا خاوند کسی اور مقدمہ میں قید ہو گیا تھا پانچ ماہ تک چماری ہندوؤں کے گھر رہی حلال حرام کو مباح جانا اب پھر دوبارہ مسلمان ہو گئی آیا پہلا نکاح اس کا فاسد ہو گیا یا کیا اس چماری کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہے یا نہیں یا پہلے خاوند سے طلاق لینی چاہیئے ؟

(الجواب) جو امور سوال میں درج ہیں ان سے چماری کا مرتد ہونا معلوم نہیں ہوتا اگر در حقیقت وہ اپنے اسلام پر قائم رہی اور عقیدہ اسلام کا رہا اگرچہ اعمال میں شریک کفار کے رہی تو مرتد نہیں ہوئی اور اس کا پہلا نکاح قائم ہے[1] بدوں اس کے طلاق دینے کے اس کے نکاح سے خارج نہ ہو گی اور دوسرے شخص سے نکاح جائز نہ ہو گا اور اگر اس نے اپنا عقیدہ بدل دیا تھا اور اسلام سے منحرف ہو گئی تھی اور اسلام کا انکار کر دیا تھا تو نکاح سابق اس کا فسخ ہو گیا اب دوبارہ اسلام لانے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح صحیح ہے۔[2] فقط

کلمہ کفر سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال ۱۴۸۹) ہندہ کا نکاح زید سے چھ سات برس ہوئے ہوا تھا زید نے اتنے عرصہ میں کسی قسم کا حق ہندہ کا ادا نہیں کیا ' زید کو نہ مجامعت پر قدرت ہے نہ نان و نفقہ دیتا ہے بلکہ زید کو عادت اغلام کرانے کی ہے جس کی وجہ سے مجامعت پر قدرت نہیں رہی اور والدین کے بھکانے کی وجہ سے طلاق نہیں دیتا زیادہ تکلیف پہنچنے کی وجہ سے اکثر اوقات ہندہ کی زبان سے کلمہ کفر کے بھی جاری ہو جاتے ہیں تو ہندہ بوجہ کلمہ کفر کے عقد نکاح سے باہر ہو گئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو ایسی صورت فرمایئے کہ ہندہ زید سے علیحدہ ہو جاوے ؟

(الجواب) بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے البتہ اگر کلمہ کفر زوجین میں سے کسی کے زبان سے ایسا نکل گیا ہے جو باتفاق کفر ہے[3] تو اس سے نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کلمہ کفر ایسا ہو کہ اس میں گنجائش تاویل کی نہ ہو ' اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ شوہر سے زبردستی سے اگر طلاق کا لفظ کہلا دیا جاوے تب بھی طلاق پڑ جاتی ہے بقولہ علیہ الصلوۃ والسلام ثلث جدھن جدو ھز لھن جد الحدیث[4] فقط

---

(۱) لا یخرج الرجل من الایمان الا جحود ما ادخله فیه ثم یتقن انه ردة یحکم بها وما یشك انه ردة لا یحکم بها اذا الاسلام لثابت لا یزول بالشك الخ فینبغی للعالم اذا رفع الیه هذا ان لا یبادر بتکفیر اهل الاسلام (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط س ج ٤ ص ۲۲٤) ظفیر

(۲) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹) ظفیر. ط.س. ج۳ ص۱۹۳

(۳) الکفر شئ عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایة انه لا یکفر وفی الخلاصة وغیرها اذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنعه فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص : ۳۹۳ ط.س. ج ٤ ص ۲۲٤) ظفیر

(٤) مشکوة باب الخلع والطلاق فصل ثانی ص ۲۸٤ ' جد کے بعد یہ الفاظ ہیں النکاح والطلاق والرجعة (رواہ الترمذی و ابو داؤد (ایضا) ظفیر

نواں باب

بیویوں میں عدل و مساوات اور حقوق الزوجین

دو بیویوں میں مساوات

(سوال ۱۴۹۰) میرے دو بیویاں ہیں میں اپنی ہر بیوی کے مکان سکونتی میں دس دس شب ہر ماہ سونا چاہتا ہوں جس میں تخلیہ بھی بسہولت ممکن ہے اب مہینہ میں دس شب اور باقی ہے ان میں میں اپنی بیوی شادی شدہ کے مکان کے باہر سونا چاہتا ہوں مگر بلا تعلق تخلیہ اگر اس کی نوبت ہو تو مساوی حقوق ہونا چاہئیے یا کیا جہاں میں دس شب اور سونا چاہتا ہوں وہ نا کتخدا ہیں اور دوسری بیوی ان صفات میں نہیں ہیں؟

(الجواب) زوجات اگر متعدد ہیں تو سب برابر ہیں اور سب کا حق برابر ہے باکرہ اور ثیبہ اور پہلی اور نئی سب برابر ہیں اور مساوات شب باشی میں ہونی چاہئیے جماع شرط نہیں ہے پس وہ دس شب جو باقی رہے یا تو ان کو بھی نصفا نصف کرنا چاہئیے یا دونوں کے پاس رات کو نہ رہو کسی علیحدہ مکان میں رہو۔[1] فقط

کیا دو بیویوں کے زیور اور خرچ میں بھی مساوات ضروری ہے جب کہ ایک صاحب اولاد ہو اور دوسری نہ ہو

(سوال ۱۴۹۱) اگر زید کے دو زوجہ ہیں تو دونوں میں زیور وغیرہ میں کمی زیادتی کرنا یا دونوں کو برابر خرچ دینا جب کہ ایک صاحب اولاد بھی ہے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) دونوں زوجہ میں خرچ اور نفقہ میں مساوات کرے کمی بیشی نہ کرے[2] البتہ جو صاحب اولاد ہے اس کو اولاد کا نفقہ علیحدہ دیویں۔ فقط

عمر چاہتا ہے کہ سفر میں چھ چھ ماہ دونوں بیویوں کو رکھے قرعہ نہیں ڈالے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۹۲) عمر کا روزگار پہاڑ پر ہے اور اس کی دو زوجہ ہیں عمر چاہتا ہے کہ چھ مہینہ ایک زوجہ کو پاس رکھے اور چھ مہینہ دوسری کو عمر ایسی بیوی کو سفر میں رکھنا چاہتا ہے جس کا خرچ کم ہو اور قرعہ اندازی نہیں کرتا

---

(۱) یجب و ظاهر الآیة انه فرض ان یعدل فیه ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة و فی الملبوس والماکول والصحبة لا فی المجامعة الخ و البکر والثیب والجدیدة والقدیمة والمسلمة والکتابیة سواء لا طلاق الآیة (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۶'۵۴۷' ۵۵۰ .ط.س. ج۳ص ۲۰۱ ... ۲۰۲) ظفیر

(۲) یجب و ظاهر الآیة انه فرض نهر ان یعدل ای ان لا یجوز فیه ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة وفی الملبوس والماکول والصحبة الخ(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۶ ' ۵۴۷ .ط.س. ج۳ص ۲۰۱......۲۰۲) ظفیر

یہ کیسا ہے؟

(الجواب) عمر کو اختیار ہے کہ سفر میں جس زوجہ کو چاہے پاس رکھے قرعہ اندازی نہیں ہے' البتہ بہتر اور مستحب ہے اگر قرعہ نہ کرے گناہ گار نہیں' کما مر فی الدرالمختار ولا قسم فی السفر دفعاً للحرج فله السفر بمن شاء والقرعة احب تطیباً لقلوبهن الخ [1] فقط

کیا خرچ اور تحفہ و ہدیہ میں بیویوں کے اندر مساوات نہ کرنے سے شوہر گناہ گار ہوگا

(سوال ۱۴۹۳) ایک شخص کی دو زوجہ ہیں وہ ان میں مساوات اور برابری نہیں کرتا زوجہ ثانیہ کو خرچ وغیرہ کم دیتا ہے اور تحفہ وغیرہ سفر سے لاتا ہے زوجہ ثانیہ کو نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میں نے فتویٰ منگالیا ہے کہ تحفہ و ہدیہ میں مساوات ضروری نہیں ہے اگر اس میں سے زوجہ ثانیہ کو کچھ دے دے تو اس کی خوشی ہے' کیا یہ طرز عمل درست ہے یا نہیں' کیا وہ شخص گناہ گار ہوتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) عدل کرنا دو زوجہ میں ضروری ہے' تارک اس کا عاصی آثم تارک فرض ہے اور فاسق ہے قال اللہ تعالیٰ فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة [2] الاية وفی الدرالمختار يجب وظاهر الاية انه فرض ان یعدل ای ان لا یجوز فیه ای فی القسم بالتسوية فی البیتونة وفی الملبوس والماکول [3] الخ پس معلوم ہوا کہ دو زوجہ کے درمیان ہر ایک امر میں کھانے اور کپڑے اور پاس رہنے میں مساوات کرے حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے دو زوجہ ہوں اور وہ ان میں مساوات اور عدل نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں آوے گا کہ اس کی ایک کروٹ ساقط ہوگی وعن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال اذا کانت عند الرجل امراتان فلم یعدل بینهما جاء یوم القیمه و شقه ساقط رواه الترمذی وغيره [4] فقط

مجامعت ہر ماہ ضروری ہے یا نہیں اور نفقہ سے بے پروائی کیسی ہے؟

(سوال ۱۴۹۴) بیوی کی روٹی کپڑے کی خبر نہ لینا کیسا ہے؟ اور سفر و مجبوری وغیرہ کی وجہ سے مقاربت نہ ہوتی ہو تو کیسا ہے؟ یہ جو مشہور ہے کہ (ہر ماہ میں) صحبت نہ کرنے سے ایک خون کا گناہ ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ کے نان نفقہ کی خبر نہ لینا گناہ ہے آئندہ خبر گیری رکھنی چاہئیے اور بحالت سفر و مجبوری عدم مقاربت کی وجہ سے کچھ گناہ شوہر پر نہیں ہوا' اور یہ غلط ہے کہ ترک وطی سے ایک خون کا گناہ ہر ماہ میں ہوتا ہے

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۵۱. ط.س. ج۳ص ۲۰۶' ظفیر
(۲) سورة النساء رکوع ۱' ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۶' ۵۴۷. ط.س. ج۳ص ۲۰۱' ظفیر مشکوة باب القسم فصل ثانی ص ۲۷۹' ظفیر
(۴) فتجب (النفقه) للزوجه بنکاح صحیح الخ علی زوجها لا نها جزاء الاحتباس الخ و لوصغیر (الدرالمختار علی رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۶. ط.س. ج۳ص ۵۷۲) ظفیر

یہ بالکل غلط اور باطل ہے۔[1] فقط

زدوکوب کی وجہ سے بیوی شوہر کے گھر نہ جائے تو کیا کیا جائے؟

(سوال ۱۴۹۵) زید نے اپنی زوجہ کو مہر میں چند رقمیں اور ایک مکان دے دیا اور بعد از ایک سال اس کو زدو کوب کر کے اشیاء مذکورہ چھین کر نکال دیا' ایک سال تک وہ اپنی والدہ کے یہاں رہی اب زید اس کو لے جانا چاہتا ہے اور بوجہ زدوکوب جانے سے انکار کرتی ہے' شوہر اس کو لے جاسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر زوجہ زید کو شوہر کے مکان پر جانے سے خوف ہو تو اس کو وہاں جانے پر مجبور نہ کیا جاوے گا۔ فقط

سفر میں بیویوں کے درمیان عدل وحقوق زوجیت نہ ادا کرنے کا گناہ ہوگا یا نہیں؟

(سوال ۱۴۹۶) زید نے پہلے اپنے وطن اصلی اور جائے پیدائش میں مسماۃ ہندہ سے نکاح کیا' پھر ایک دور دراز شہر میں مسماۃ عائشہ سے نکاح کیا' اور وہیں مستقل قیام رکھتا ہے وطنی بیوی کی طرف اس کا قطعی میلان نہیں ہے البتہ نان نفقہ کے مصارف ادا کرتا رہتا ہے ایسی حالت میں جب کہ برسوں اپنی بیوی کی طرف رخ نہیں کرتا گناہ گار ہوگا یا نہیں ہندہ یہ بھی خواہش کرتی ہے کہ اگر زید شوہر اپنے پاس بلائے تو فوراً چلی جائے لیکن زید اس لئے بلانے میں تامل کرتا ہے کہ اگر بلائے گا تو عدل نہ کر سکے گا پس اگر زید ہندہ کو اسی شہر میں جس میں مستقل قیام رکھتا ہے بلالے اور سوائے نان نفقہ کے اور مکان کے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے تو ایسی حالت میں اس کو ایسا کرنا جائز ہوگا یا نہیں' بحالیکہ وہ ہندہ سے مواخذہ نہ کرنے کا اقرار اور وعدہ لے چکا ہو یا اب لے لے' اگر زید ہندہ کو باوجود اس کی خواہش کے اپنے پاس نہ بلائے تو اس فعل سے گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار ولو اقام عند واحدة شهراً فی غیر سفرٍ الخ قوله فی غیر سفر اما اذا سافر باحدهما لیس للاخری ان تطلب منه ان یسکن عندها مثل اللتی سافر بها و عن الهندیة شامی ص ۴۰۰ جلد ثانی ثم قال فی الدر المختار ولا قسم فی السفرد فعاً للحرج الخ قال فی الشامی لانه لا یتیسر الا بحملهن معه و فی الزامه ذلك من الضرر مالا یخفی[2] الخ

ان عبارات سے واضح ہوا کہ سفر میں جس زوجہ کے ساتھ چاہے رہ سکتا ہے اس پر شوہر ماخوذ نہ ہوگا لیکن اگر اصلی وطن کی زوجہ کو اپنے پاس بلائے گا تو پھر عدل اس پر لازم ہے' ہاں اگر ہندہ اپنا حق ساقط

---

(۱) لا فی المجامعة کالمحبة بل یستحب و یسقط حقها بمرة و یجب دیانة احیانا ولا یبلغ مدة الایلاء الا برضاها و یومر المتعبد بصحبتها احیانا و قدره الطحطاوی بیوم و لیلة من کل اربع لحرة و سبع لامة ولو تضررت من کثرة جماعه لم تجز الزیادة علی قدر طاقتها (درمختار) قال فی الفتح واعلم ان ترك جماعها مطلقا لا یحل له صرح اصحابنا بان جماعها احیانا واجب دیانة لکن لا یدخل تحت القضاء والا لزام الا الوطاة الاولی ولم یقدروا فیه عدة و یجب ان لا یبلغ به مدة الایلاء الا برضاها و طیب نفسها به (رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۷' ۵۴۸. ط.س. ج۳ص۲۰۲) ظفیر

(۲) رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۵۱ .ط.س. ج۳ص۲۰۵' ظفیر

کردیوے اور دوسری زوجہ کو دے دیوے تو پھر پاس رکھ کر بھی عدل نہ کرنے میں زید گناہ گار نہ ہوگا قال فی الدرالمختار ولو ترکت قسمها ای نوبتها لضرتها [1] صح الخ اور عبارت شامی لانه لا یتیسر الخ سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ زید کو اپنے پاس بلانا ہندہ کو لازم نہیں ہے اور نہ بلانے سے وہ گناہ گار نہ ہوگا (جب شوہر نے مستقل قیام غیر شہر میں اختیار کر لیا اور وہیں بودوباش اس طرح اختیار کرلی کہ وطن اصلی آنے کا کبھی نام بھی نہیں لیتا تو پھر یہ سفر کے حکم میں کس طرح رہا' وطن اصلی کے حکم میں ہوگیا فقہاء نے سفر کے سلسلہ میں لکھا ہے ولا قسم فی السفر دفعاً للحرج فله السفر بم شآء منهن والقرعة احب تطیبا لقلوبهن (درمختار) اسی طرح شامی لکھتے ہیں لانه لا یتیسر الا بحملهن معه و فی الزامه ذلك من الضرر مالا یخفی نه ولانه قد یثق باحداهما فی السفر و بالاخری فی الحضر والقرار فی المنزل (ج ۲ ص ۵۵۱) اس عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے وہ سفر مراد ہے جو مہینہ پندرہ دن کے لئے ہو اور دوسری بالکل نظر انداز نہ ہو۔

دوسرے دوسری بیوی کے جو حقوق ہیں اس کی ادائیگی بھی ضروری ہے اس کو کالمعلقہ بنا کے رکھنا یہ ظلم ہے' مجامعت کبھی کبھی دیانتاً واجب ہے' و تجب دیانته احیانا لا یبلغ مدة الایلاء الابرضاها ویؤمر المتعبد لصحبتها احیانا وقدره الطحاوی بیوم و لیله من کل اربع (درمختار) قال فی الفتح واعلم ان ترك جماعها مطلقا لا یحل له صرح اصحابنا بان جماعها احیانا واجب دیانة (رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۷) واللہ اعلم ظفیر

شوہر کی اطاعت ضروری ہے یا والدین کی؟

(سوال ۱۴۹۷) عورت پر شوہر کی فرماں برداری زیادہ ضروری ہے یا والدین کی [2] (۲) جو عورت شوہر سے نفرت رکھتی ہو اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) شوہر کی اطاعت اور فرماں برداری عورت کے لئے زیادہ ضروری ہے اور مقدم ہے دیگر اقرباء سے [3] (۲) ایسی عورت عاصی اور گناہ گار ہے۔ [4] فقط

بیوی کو شوہر باپ کے گھر جانے سے روکے اور بیوی جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۹۸) اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کو یہ حکم دے کہ تو سسرال میں ہرگز نہ جانا اور اس شخص کا باپ آکر

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۵۱ ط.س. ج۳ص۲۰۶ ' ظفیر

(۲-۳) عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ لو کنت امر احد ان یسجد لاحد لامرت المراة ان تجسد لزوجها رواه الترمذی (مشکوة باب عشرة النساء ص ۲۸۱) ولا یمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعته ان لم یقدر ا علی اتیانها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱۴ ط.س. ج۳ص۶۰۲) ظفیر

(۴) قیل لرسول الله ﷺ ای النساء خیر قال التی تسره اذا نظر وتطیعه اذا امروا ولا تخالفه فی نفسها ولا مالها بما یکره رواه النسائی (مشکوة باب عشرة النساء ص ۲۸۳) ظفیر

اس کو سمجھا بجھا کر لے جاوے تو اس سے نکاح پر کیا اثر پڑے گا اور شوہر کو اس پر کیا کرنا چاہئیے ؟

(الجواب) اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوا یعنی نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا لیکن عورت کو خلاف حکم شوہر ایسا نہ کرنا چاہئیے تھا' اب شوہر کو بعد علم کے عورت پر کچھ سختی نہ کرنی چاہئیے اگر کوئی اندیشہ اور شبہہ اس کو سسرال جانے میں نہیں ہے اور اگر ہے تو آئندہ کو روک دے اور جو کچھ اس کے باپ نے کیا کہ اس کی زوجہ کو میکہ سے لے آیا اس پر کچھ مواخذہ نہ کرے۔[1] فقط

جب بیوی کو اس کے والدین نہ آنے دیں تو شوہر کیا کرے

(سوال ۱٤۹۹) عرصہ ڈیڑھ سال سے زیادہ ہوا میرے سالے کے ضرب لگنے کی اطلاع پہنچی جس پر میں زوجہ کو لیکر وہاں پہنچا میری سسرال نے زوجہ ام کو بحیلہ صحت رکھ لیا' اور اب ہرگز نہیں بھیجتے چند مرتبہ میں خود اور ایک مرتبہ میرے والدین لینے کے لئے گئے مگر تب بھی نہیں بھیجا اس صورت میں شرعی فتویٰ کیا ہے ؟

(الجواب) بے وجہ لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجنے کا والدین کو کچھ حق نہیں ہے والدین دختر بسبب روکنے اپنی دختر کے گناہ گار ہیں' ان کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کریں اور لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس بھیجیں اور لڑکی کو لازم ہے کہ اس بارے میں وہ والدین کی اطاعت نہ کرے اور شوہر کی فرماں برداری کرے کیونکہ اس بارے میں شوہر کی اطاعت زوجہ کو کرنا مقدم ہے۔[2] فقط

بیوی جب شوہر کی بات نہ مانے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۵۰۰) عورت اپنے خاوند کی مرضی کے خلاف چلے اور اس کے کہنے پر عمل نہ کرے تو اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) عورت کے ذمہ اپنے خاوند کی اطاعت ان امور میں جو شرعاً ممنوع نہ ہوں ضروری اور لازم ہے اگر وہ اپنے خاوند کی اطاعت نہ کرے گی تو گناہ گار ہو گی اور اگرچہ والدین کی اطاعت ضروری ہے مگر عورت پر خاوند کا حق زیادہ ہے۔[3] فقط

والدین جب لڑکی رخصت نہ کریں اور وہ نہ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۰۱) عورت کے والدین اگر عورت کو اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجیں تو اس کے لئے کیا حکم

---

(۱) لا یمنعها من الخروج الی الوالدین و قیل یمنع ولا یمنعها من الدخول الیها فی کل جمعته و غیر هم من الاقارب فی کل سنه هو المختار اه و عن ابی یوسف فی النوادر تقید خروجها بان لا یقدر علی اتیانها فان قد لا تذهب وهو حسن (رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱٤ ' ۹۱۵ ط.س. ج۳ص۶۰۲......۶۰۳) ظفیر

(۲) الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض و بما انفقوا من اموالهم فالصلحت قنتت حفظت للغیب بماحفظ الله والتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجر و هن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا (سورة النساء رکوع ٦) قالو اللزوج ان یسکنها حیث احب ولکن بین جیران صالحین (رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱٤ ط.س. ج۳ص۶۰۲) ظفیر (۳) لیس لها ان تخرج بلا اذنه اصلا (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤۹٤ ط.س. ج۳ص۱٤٦) ظفیر

ہے عورت اپنے والدین کی ترغیب سے خاوند کے پاس نہ جاوے تو کیا حکم ہے ؟
(الجواب) والدین کو یہ جائز نہیں ہے کہ بلا کسی اندیشہ کے وہ اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجیں البتہ اگر کوئی خوف ہو تو روک سکتے ہیں۔ فقط

بیوی والدین اور شوہر میں جھگڑا نہ کرائے

(سوال ۱۵۰۲) خاوند اگر کوئی بات بطور مذاق اپنی بیوی سے کہے اور عورت اپنے والدین سے شکایت کرے جس کی وجہ سے اس کے والدین جھگڑا فساد کرنے پر آمادہ ہوں اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے عورت ہر ایک بات اپنے خاوند کی والدین سے جا کر کہے جس سے رنجش پیدا ہو اس کے لئے کیا حکم ہے ؟
(الجواب) جھگڑے سے ہر حال میں بچنا چاہئیے یعنی عورت کو ایسی بات نہ کرنی چاہئیے جس سے اس کے شوہر اور والدین میں نزاع پیدا ہو۔

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا کہیں جانا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۵۰۳) عورت اپنے خاوند کی بلا اجازت کسی رشتہ دار یا گھر یا میکے یا تماشہ میں جاوے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے ؟
(الجواب) عورت کو بلا اجازت والدین کے یا کسی اپنے رشتہ دار کے گھر جانا درست نہیں ہے اور مرد کو بھی مطلقاً روکنے کا حکم نہیں ہے بلکہ گاہ گاہ رشتہ داروں سے علی قدر مراتب ملنے دینا چاہئیے۔[1] فقط

خاوند کو چھوڑ کر باپ کے پاس عورت کا جانا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۵۰۴) عورت اپنے خاوند کے پاس لیٹی ہوئی ہے خاوند کے سوجانے پر اٹھ کر چلی جائے اور باپ کے پاس لیٹ کر پیر ہاتھ دبوائے اور باپ اس کو اپنے پاس سے جدا نہ کرے اور خاوند کے پاس نہ جانے دے جس سے اس کے خاوند کو بدگمانی پیدا ہو اسکے واسطے شرعاً کیا حکم ہے ؟
(الجواب) والد کی طرف ایسا گمان نہ کرنا چاہئیے (لیکن والد کو بھی اس طرز عمل سے بچنا لازم ہے جس سے شوہر کو بدگمانی یا تکلیف ہو[2] ظفیر)

---

(۱) لا یمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعه ان لم یقدر واعلی اتیانها علی ما اختارها فی الاختیار ولو ابوها زمنا مثلاً فاحتاجها فعلیها تعاهده ولو کافر اوان ابی الزوج ولا یمنعها من الدخول علیها فی کل جمعه و فی غیر هما من المحارم فی کل سنه و یمنعهم من الکینونه و فی نسخه من البیتوته ومن القرار عندها به یفتی و یمنعها من زیادة الاجانب و عیادتهم والولیمه(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۵۱٤ ' ۵۱۵. ط.س. ج۳ ص۶۰۲ ــ ۶۰۳) ظفیر (۲) ویمنعهم من الکینونه و فی نسخه من البیتوته(درمختار) قوله یمنعهم الظاهران الضمیر عائد الی الابوین والمحارم قوله من البیتوته یویده ما مر من التعلیل بان النفقه فی المکث وطول الکلام (رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱۵ .ط.س. ج۳ص۶۰۳) ظفیر

عورت کا شوہر کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے

(سوال ۱۵۰۵) لڑکی کے والدین لڑکی کو خاوند کے ساتھ کھانا نہ کھانے دیں اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے ؟
(الجواب) خاوند کے ساتھ کھانا عورت کو شرعاً درست ہے عورت کے والدین کو اس سے روکنا نہ چاہئیے۔ فقط

عورت شوہر کی اجازت کے بغیر باہر جاسکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۰۶) ایک عورت ہندہ جس کا شوہر کہیں باہر گیا ہوا ہے آیا وہ بلا اجازت شوہر باہر جاسکتی ہے یا نہیں ؟ اگر جاسکتی ہے تو کن کن صورتوں میں جاسکتی ہے ؟ فقط بینوا توجروا
(الجواب) ہندہ مذکورہ کو اپنی ضرورتوں اور ماں باپ سے ملنے کے لئے ودیگر اقارب محارم سے ملنے کے لئے اور حج اگر فرض ہے اور محرم ساتھ جانے والا بھی موجود ہے تو باہر جانا درست ہے کما فی الدر المختار فلا یخرج الا لحق لها او علیها اوزیادة ابویها کل جمعة اوالمحارم کل سنة او لکونها قابلةً او غاسلةً و فی الشامی و کذا فیما لو ارادت حج الفرض بمحرم و کان ابوها زمناً مثلاً لا یحتاج الی خدمتها الخ او کانت لها نا زلة الخ و لم یسأل لها الزوج عنها من عالم فتخرج بلا اذنه فی ذلک تکله[1] الغرض ضروریات دینی ودنیوی میں اس کو نکلنا اور باہر جانا درست ہے۔ فقط

بیوی کو مار پیٹ کرنا برا ہے

(سوال ۱۵۰۷) ایک شخص اپنی بیوی منکوحہ کو از حد تکلیف جبر و تشدد و مار پیٹ کرتا ہوا اور وہ عورت اپنی جان کی حفاظت کی وجہ سے بلا اجازت شوہر والدین کے یہاں چلی گئی اور اس کے والدین اس کو بھیجنے سے انکار کریں تو وہ عورت یا اس کے والدین خطاوار ہیں یا نہیں ؟
(الجواب) اس صورت میں شرعاً خطاوار اور آثم شوہر ہے کہ بے وجہ عورت کو زدوکوب کرتا ہے اور سخت تعزیر ناحق کرتا ہے ' ایسی حالت میں عورت کا اپنے والدین کے گھر جانا اور رہنا نافرمانی اور نشوز نہیں ہے ' کیونکہ یہ جانا عورت کا ناحق نہیں ہے بلکہ حق پر ہے۔[2] فقط

بیوی کو نصیحت کرنا اور اس کے لئے بد دعا کرنا یا روٹی کپڑا بند کرنا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۵۰۸) زید کی بیوی اگر باوجود نصیحت کرنے اور سمجھانے کے نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آوے تو زید کو یہ جائز ہے کہ رات کو سونا چھوڑ دے یا کپڑا روٹی نہ دے اور یہ بد دعاء کرے کہ اللہ پاک یا تو اس کو نیک

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۹۴ . ط.س. ج۳ ص ۱۴۵ ' ظفیر
(۲) ولو قالت انه یضربنی ویو ذینی فمره ان یسکنی بین قوم الصالحین فان علم القاضی ذلک زجره و منعه عن التعدی فی حقها ولا یسال الجیران عن صنعیه فان صدقوهما منعه عن التعدی فی حقها ولا یترکها ثمه (رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱۴ ط.س. ج۳ ص ۶۰۲) ظفیر

کر دے یا اسکو اٹھالے' یہ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) سمجھانا اور نصیحت کرنا تو عمدہ ہے لیکن نہ ماننے پر رات کو سونا چھوڑنا یا روٹی کپڑا نہ دینا یا کم دینا درست نہیں ہے اور دعاؤں میں صرف اسی پر اکتفاء کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت فرمادے اور نیک کرے موت کی دعا نہ کرے۔[1] فقط

ساس بہو میں نہ بنے تو دونوں کو علیحدہ رکھنا کیسا ہے؟

(سوال ۱۵۰۹) زید کی زوجہ اور زید کی والدہ میں سخت نا اتفاقی رہتی ہے بہو ساس کی دشمن اور ساس بہو کی دشمن ہے زوجہ زید علیحدہ رہنا پسند کرتی ہے آیا زید کس صورت سے علیحدہ ہو کر رہے کہ والدین کے حقوق بھی ادا کرتا رہے؟

(الجواب) زید کو اس حالت میں یہ کرنا چاہئیے کہ اپنی زوجہ کو لیکر علیحدہ رہے اور والدین کی خدمت اور فرماں برداری کرتا رہے اور جو کچھ ان کا حق ہے ادا کرے تا کہ دارین میں فلاح پاوے۔[2] فقط

والدین کے کہنے سے حقوق شوہر میں کوتاہی یا حقوق اللہ میں درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۱۰) اگر والدین لڑکی کو جماع سے روکیں اور وہ شہوت کی وجہ سے نہ رکے لیکن والدین کے خوف سے غسل نہ کرے جس کی وجہ سے اکثر نمازیں قضاء ہوں عورت گناہ گار ہوگی یا والدین اس کے' اور ایسا خوف و لحاظ جس سے نمازوں کے قضاء ہونے کی نوبت آئے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس میں والدین عاصی و گناہ گار ہیں اور عورت کو ان کی فرماں برداری اور ان کا خوف کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں گزرا (لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق (مشكوٰة كتاب الامارة ص ۳۲۱' ظفیر)

پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں مگر والدین راضی نہیں ادھر مساوات نہیں رکھ سکتا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۵۱۱) کمترین کا نکاح عرصہ چار سال چھ ماہ پیشتر ایک لڑکی سے ہوا جہاں پر میں خوش نہیں تھا مگر

---

(۱) والتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا (سورة النساء) اس سے معلوم ہوا کہ شب باشی چھوڑنا جائز ہے مگر ہو اسی گھر میں اس کے ساتھ نہ ہو' ظفیر

(۲) و تجب لها السكنى فی بيت خال عن اهله الخ و اهلها الخ و بيت منفرد من دار له غلق زاد فی الاختيار و العينی و مرافق و مفاده لزوم كنيف و مطبخ و ينبغی الافتاء به كفاها لحصول المقصود الخ يشترط ان له يكون فی الدار احدمن احماء الزوج يوذيها (درمختار) فی البدائع ولو اراد ان يسكنها مع ضرتها او مع حمائها كامه واخته و بنته فابت فعليه ان يسكنها فی منزل منفرد لان اباء ها دليل الاذى والضر الخ وذكر الخصاف ان لها ان تقول لا اسكن مع والديك واقر بائك فی الدار فافر دلی دارا' قال صاحب الملتقط هذه الروايته محمولة علی الموسرة الشريفة وما ذكرنا ان افراد بيت فی الدار كاف انما هو فی المراة الوسط (رد المحتار باب النفقته ج ۲ ص ۹۱۲ و ج ۲ ص ۹۱۳ ط.س. ج۳ص۵۹۹ ـــ ۶۰۰) ظفیر

والدین کے دباؤ سے وہ نکاح ہو گیا اور میں اس وقت بالغ تھا نکاح کے ابتداء ہی سے مجھے اپنی منکوحہ سے محبت پیدا نہیں ہوئی اور میرا ارادہ نکاح ثانی کر لینے کا ہوا جس کو والدین پر بھی ظاہر کیا مگر وہ راضی نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے اجازت دی والدین بہت دباؤ دیتے رہے کہ میرے تعلقات اپنی بیوی سے اچھے پیدا ہو جائیں اور میں خود اکثر اپنی طبیعت کو بہت مجبور کرتا تھا مگر کوئی خوشگوار اثر نہ ہوا گو اپنی صورت میں اس کے ساتھ تعلقات زن و شوی رکھا گیا اور اس طرح دو سال کا عرصہ گزر گیا مگر کوئی اولاد وغیرہ بھی پیدا نہیں ہوئی عرصہ دو سال کے بعد اپنی حسب منشاء والدین کی مرضی کے خلاف دوسرا نکاح کر لیا جس کے ساتھ خداوند کریم نے مجھے محبت بھی عطا فرمائی اور مجھے جو چاہتا تھا اللہ پاک نے عنایت فرمایا اور اب میرا ارادہ پہلی بیوی کو طلاق دینے کا تھا کیونکہ دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں مجھ سے اس کے رہے سہے تعلقات بھی ضائع ہو جاویں گے' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میں نے بہت چاہا کہ اسے طلاق دے دوں مگر والدین نہایت سخت ناراض تھے اور انہوں نے ہر گز ہر گز اس بات کی اجازت نہ دی' انہوں نے فرمایا کہ اگر تم اس کو طلاق دیتے ہو تو ہم تم سے اپنی زندگی بھر نہیں ملیں گے آخر میں نے ملتوی کر دیا مگر اس حالت میں مجھے اس سے محبت بالکل نہیں اور نہ میرے اس کے تعلقات اچھے رہے اور اسی طرح دو سال تقریباً اور گزر گئے اور میرے اور اس کے تعلقات میں کوئی اچھا اثر پیدا نہیں ہوا اب میں چاہتا ہوں کہ اسے طلاق ہو جاوے تو وہ بھی اپنے آرام میں ہو جاوے اور مجھے بھی اس سخت مواخذہ سے نجات ہو مگر والدین کسی طرح نہیں مانتے وہ اپنی اس ضد پر ہیں کہ اگر تم اسے طلاق نہیں دیتے تو ہم ملتے ہیں ورنہ ہم تم سے دور' اب دراصل بات یہ بھی ہے کہ میری پہلی بیوی طلاق لینے پر خوش نہیں ہے اور میری یہ حالت ہے کہ میں دو کا خرچ اور تعلقات وغیرہ کے برداشت کے قابل نہیں اور میں دونوں کو رہنے بھی دوں تو از روئے قوانین خداوندی میں دونوں کے ساتھ مساوات کا سلوک نہ کرنے سے ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوتا ہوں اور اگر طلاق دیتا ہوں تو والدین کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہوں اب مجھ کو کیا کرنا چاہئیے؟

(الجواب) بہتر تو یہ ہے کہ والدین کی بھی اطاعت کی جائے وار ان کی مرضی کے خلاف نہ کیا جاوے اور زوجہ اول کے حقوق بھی ادا کئے جائیں اور اگر طبیعت اور خواہش کے خلاف ہو مگر طبیعت پر جبر کر کے اور اللہ کے خوف سے ہر دو زوجہ میں عدل و مساوات کی جاوے' باقی محبت قلبی اگر ایک سے زیادہ اور ایک سے کم ہو یا بالکل نہ ہو تو اس پر مواخذہ نہیں ہے اور جماع و صحبت میں بھی مساوات شرط نہیں ہے مگر البتہ شب باشی یعنی رات کو پاس رہنے میں دونوں کو برابر رکھے ایک شب ایک زوجہ کے پاس سوئے تو دوسری رات دوسری کے پاس اسی طرح کھانے کپڑے میں برابری کرے [1] لیکن اگر ایک زوجہ اپنے حقوق معاف کر دیوے تو پھر عند اللہ مواخذہ سے بری ہے' الغرض یہ صورت تو ایسی ہے کہ ماں باپ کی بھی خوشی ہو جاوے اور بیوی کی بھی حق تلفی نہ ہو۔

اور اگر اس طرح نہیں کر سکتا اور ایک زوجہ کے حقوق بالکل ادا نہیں کر سکتا اور جس قدر مساوات و

---

(۱) یجب و ظاهر الآیة انه فرض ان یعدل ای ان لا یجور فیه ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة و فی الملبوس والماکول والصحبة لا فی المجامعة کالمحبة من یستحب (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۶' ۵۴۷ .ط.س.ج۳ص ۲۰۱) ظفیر

عدل ضروری ہے وہ نہیں کر سکتا اور نہ وہ زوجہ اپنے حقوق معاف کرتی ہے تو پھر ضروری ہے کہ اس کو طلاق دی جاوے [۱] اور ماں باپ کے راضی کرنے کی دوسری صورت کی جاوے طلاق دینے کے بعد ان کی منت خوشامد کی جاوے اور ہر طرح فرماں برداری کی جاوے اگر بالفرض وہ پھر بھی راضی نہ ہوں تو تم پر مواخذہ شرعی نہیں البتہ زوجہ کے حقوق ادا نہ کرنے اور اس سے معافی کی صورت نہ ہونے میں سخت مواخذہ ہے کہ اس کی مکافات کسی طرح نہیں ہو سکتی اور والدین کی اطاعت اسی حد تک ضروری ہے کہ کسی معصیت کا ارتکاب اس میں نہ ہو اور در صورت اللہ کے حکم کی نافرمانی کے ارتکاب کے والدین کی خوشی کی پیروی نہ کرنی چاہئیے کیوں کہ حکم شرعی یہ ہے کہ **لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق** [۲] یعنی کسی مخلوق کی فرماں برداری اللہ کی نافرمانی میں نہیں ہے پس والدین کی اطاعت کی وجہ سے حق تلفی زوجہ کی جائز نہیں ہو سکتی حاصل یہ ہے کہ حقوق زوجیت کی رعایت مقدم ہے یا اپنے نفس پر جبر کر کے اس زوجہ کے حقوق ظاہری ادا کئے جاویں یا اس سے معافی لی جاوے ورنہ اس کو طلاق دی جاوے۔

باپ بیٹے سے کہے کہ بیوی کو طلاق دے دو تو کیا کرنا چاہئیے ؟

(سوال ۱۵۱۲) اگر والدین بیچ شخصے بسبب بیچ رنجش ادنی بفرزند خود ارشاد فرمایند کہ اہلیہ خود را طلاق بدہ واگر طلاق نمی دہی تا پردہ مدار، ورنہ ماز تو بیزار خواہد شد یم و تو از ما، دریں صورت طلاق دہد یا نہ و بے پردہ کردن زوجہ را چہ حکم دارد۔ ؟

(الجواب) طلاق دادن دریں صورت لازم نیست و ندادن طلاق در عقوق شمار نخواہد شد [۳] و بے پردہ کردن زوجہ خود را معصیت است و در معصیت طاعت کسے جائز نیست **لا طاعۃ لمخلوق فی معصیہ الخالق** [۴] فقط

شوہر سے والدین کی خوشنودی کے لئے بے رخی کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۱۳) اگر لڑکی اس خیال سے اپنے خاوند سے بے رخی برتے اور کہنا نہ مانے اور اس کے گھر جانے سے انکار کرے کہ میرے والدین مجھ سے ناراض ہو کر ہمیشہ کو ملنا چھوڑ دیں گے اور میرے لئے بد دعاء کریں گے ایسے خیالات و توہمات سے لڑکی کو شوہر کے خلاف کرنا جائز ہے یا نہیں اور والدین کی بد دعاء کا اثر ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) عورت کو ایسے خیالات اور توہمات پر اپنے شوہر کی فرماں برداری اور اطاعت کو نہ چھوڑنا چاہئیے اس

---

(۱) و یجب لوفات الامساك بمعروف ایضاً کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ درمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الطلاق. ط.س. ج۳ص۲۲۹ ' ظفیر
(۲) مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص ۳۲۱' ظفیر
(۳) عن ابن عمران النبی ﷺ قال ابغض الحلال الی اللہ الطلاق رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق ج ۲ ص ۲۸۳) ظفیر (۴) مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ ۳۲۱' ظفیر

صورت میں والدین ناحق پر ہیں ان کی بد دعاء کا خیال نہ کرے اور شوہر کی خوشنودی کو مقدم رکھے۔[1] فقط

شوہر کے حکم کی مخالفت کا والدین حکم دیں تو عورت کیا کرے ؟

(سوال ۱۵۱٤) اگر والدین دختر کو کہیں کہ تو اپنے زوج سے بے رخی سے پیش آ اور ہمارے کہنے کے موافق کام کر اور شوہر کا کہنا نہ مان، اس کی راحت و تکلیف کا کچھ خیال نہ کر ایسی حالت میں والدین کا کہنا ماننا چاہیئے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ حکم والدین کا ماننے کے لائق نہیں ہے اور خلاف حکم شرع ہے موافق حدیث مذکور **لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**[2] کے اس بارے میں والدین کی اطاعت اور فرماں برداری جائز نہیں ہے اگر لڑکی اس بارے میں والدین کے کہنے کے مطابق کرے تو گناہ گار ہوگی۔ فقط

عورت کے لئے شوہر کا حکم مقدم ہے یا والدین کا ؟

(سوال ۱۵۱۵) عورت کے ذمہ والدین کا حکم ماننا ضروری اور مقدم ہے یا شوہر کا ؟

(الجواب) علی قدر مراتب دونوں کی اطاعت ضروری ہے جو امور متعلق حق شوہری کے ہیں ان میں شوہر کی اطاعت ضروری ہے اور جو امور متعلق والدین کی خدمت و راحت کے ہیں ان میں والدین کی اطاعت لازم ہے،[3] یہ نہیں کہ ایک کی وجہ سے دوسرے کے حقوق ادا نہ کرے، کیونکہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت درست نہیں کما ورد **لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**[4] فقط

جب بیوی اور ماں میں ملاپ نہ رہے اور ماں علیحدہ ہونے کو راضی بھی نہ ہو تو کیا کیا جائے ؟

(سوال ۱۵۱٦) بکر باہر رہتا ہے، زوجہ اور والدہ بکر مکان پر رہتی ہیں اور دونوں میں جھگڑا رہتا ہے بکر چاہتا ہے کہ والدہ اور زوجہ کو الگ الگ کردے مگر والدہ الگ ہونے سے راضی نہیں ہے تو بکر کو کیا کرنا چاہیئے ؟

(الجواب) الگ الگ ہی رکھنا چاہیئے، البتہ اگر دونوں موافقت سے رہیں تو والدہ کا کہنا کرے اور جب کہ اکٹھے رہنے میں فساد ہے تو زوجہ کو علیحدہ کردے بشرطیکہ والدہ کو تکلیف نہ ہو اور اگر تکلیف ہو تو والدہ کی رفع تکلیف مقدم ہے زوجہ کو ان کے پاس رکھے۔ فقط

---

(۱) عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ المراة اذا صلت خمسها و صامت شهر ها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من ای ابواب الجنه شاء ت رواه ابو نعیم فی الحلیه (مشکوٰة باب عشرة النساء ص ۲۸۱) ظفیر

(۲) دیکھئے مشکوٰة کتاب الامارة ص ۳۲۱، ظفیر

(۳) ولا یمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعه ان لم یقدر ا علی ایتا نها الخ ولو ابوها زمنافاحتا جها فعلیها تعاهده ولو کافراو ان ابی الزوج (درمختار) لرجحان حق الوالد (رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۵۱۵ ط.س. ج۳ص ۶۰۲) ظفیر

(٤) مشکوٰة کتاب الامارة ص ۳٦۱، ظفیر

اپنی بیوی کواس کی رضا کے بغیر شوہر اپنے گھر لے جاسکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۱۷) زید نے ایک لڑکی سے بلا کسی شرط کے نکاح کیا لڑکی رخصت ہو کر مکان آگئی کچھ روز کے بعد پھر لڑکی والد کے یہاں چلی گئی اب اس کے والدین یہ چاہتے ہیں کہ زید زوجہ کواس کے والدین کے پاس اسی شہر میں رکھے اپنے وطن میں نہ لے جائے آیا زید اپنی زوجہ کو اپنے ہمراہ وطن لے جاسکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے ویسافر بها بعد اداء كله مؤجلاً و معجلاً اذا كان مامونا عليه والا يود كله او لم يكن ماموناً لا يسافر بها و به يفتى الخ [1]

اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی زوجہ کوادائے تمام مہر کے بعد سفر میں لے جاسکتا ہے جب کہ عورت کو کچھ اندیشہ ایذاء دہی وغیرہ کا شوہر کی طرف سے نہ ہو اور اگر مہر ادا نہیں کیا یا اطمینان نہیں تو نہیں لے جاسکتا لیکن یہاں سفر کے متعلق نہیں پوچھا گیا ہے بلکہ اپنے گھر میں لے جانے کے متعلق سوال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنے وطن لے جائے گا اور اس میں بیوی کو انکار کا حق نہیں ہے للزوج ان یسکنها حیث احب ولکن بین جیران صالحین (رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱٤) ظفیر فقط

جائے ملازمت پر بیوی کو اس کی رضا کے بغیر لے جانا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۵۱۸) زید باشندہ کاکوری ضلع لکھنؤ کا حیدرآباد میں ملازم ہے تعارف وقرابت سابقہ کی وجہ سے زید کا نکاح عمر کی دختر کے ساتھ حیدرآباد میں ہوا اور کوئی شرط کسی قسم کی مہر و آمدورفت وغیرہ کے نسبت نہیں ہوئی بعد نکاح عمر نے اپنی دختر کو زید کے ساتھ متعدد مرتبہ زید کی جائے ملازمت مختلف اضلاع خطہ متوسطہ پر اس کی ہمراہ روانہ کیا نکاح کے چھ سال کے بعد مسماۃ ہندہ اور خود ہندہ کے والد کو یہ عذر ہوا کہ زید کے ساتھ سفر دور دراز جائے ملازمت زید پر جانا منظور نہیں کیونکہ ان کا بیان ہے کہ زید کو شرعاً ایسا حق نہیں ہے کہ وہ ہندہ کو سفر میں اپنے ساتھ لے جاوے مطالبہ مہر باعث انکار سفر نہیں قابل دریافت یہ امر ہے کہ ایسی حالت میں زید کو اپنی زوجہ ہندہ کو اپنی جائے ملازمت و سکونت پر لے جانے کا شرعاً حق حاصل ہے یا نہیں اگر ہندہ عذر اذیت و تکلیف دہی پر جانے سے انکار کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار ناقلاً عن النهر والذی علیه العمل فی دیارنا انه لا یسافر بها جبراً علیها و جزم به البزازی وغیره و فی المختار و علیه الفتوی الخ درمختار [2] وفی الشامی و بعد ایفا المهر اذا اراد ان یخرجها الی بلاد الغربیة یمنع من ذلك [3] الخ ان روایات سے معلوم ہوا کہ جائے ملازمت پر لے جانا زوجہ کا بدون اسکی رضا کے نہیں چاہئیے خصوصاً جب کہ اس کو خیال ایذاء رسانی و تکلیف پانے کا ہو۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی السفر بالزوجة ج ۲ ص ٤٩٥ ط.س. ج۳ص۱٤٦' ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی السفر بالزوجة ج ۲ ص ٤٩٧ ط.س. ج۳ص۱٤٦' ظفیر
(۳) رد المحتار باب و مطلب ایضاً ج ۲ ص ٤٩٥ ط.س. ج۳ص۱٤٦' ظفیر

شوہر کے ذمہ بیوی کے کیا لوازم ہیں اور شوہر کا کوئی مالی حق بیوی پر ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۱۹) معمولی روزمرہ کے کپڑا اور غذا حسب استطاعت شوہر اور مہر معین کے علاوہ شوہر پر بیوی کا اور بھی کوئی حق واجب ہے مثلاً عید بقر عید کے لئے عمدہ کپڑے قیمتی بیماری میں قیمت دواء فیس طبیب تیمار داری وغیرہ کا خرچ اور رشتہ داروں کے گھر جانے کا سفر خرچ اور تحفہ کی قیمت اگر شوہر بیوی کو اسی کے اصرار سے اپنے ساتھ سفر میں رکھے تو سفر خرچ کس کے ذمہ ہوگا اور زیور بھی شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں اگر اشیاء مذکورہ میں سے کچھ شوہر کے ذمہ واجب نہیں تو اشیاء مذکورہ کو مہر میں محسوب کر سکتا ہے اگر بیوی اس پر راضی نہ ہو تو شوہر اس کو رشتہ داروں میں جانے سے اور غیر محرم کو خط لکھنے اور ملنے سے روک سکتا ہے یا نہیں مہر عند اللہ بیوی خود شوہر سے لے گی یا اس کے ورثاء کیا شوہر کا بھی کوئی حق مالی بیوی پر ہے یا نہیں جسکو شوہر بیوی سے لے سکے گا ؟

(الجواب) درمختار میں ہے کما لا یلزم مداواتها ای ایتا نه لها بدواء المرض ولا اجرة الطبيب ولا الفصد ولا الجامعتة الخ شامی [1] ج ۲ ص ٦٤٦ وايضاً فی الشامی تنبیه قد علم مما ذکرانه لا یلزمه لها الفهوة والدخان وان تضررت بترکهما لان ذلك ان کان من قبیل الدواء او من قبیل التفکه فکل من الدواء والتفکه لا یلزم کما علمت [2] الخ ج ۲ ص ٦٤٩

الحاصل شوہر کے ذمہ سوائے نفقہ معمولی یعنی کپڑے وکھانے وغیرہ ضروریات خانہ داری کے اور کوئی چیز مثل قیمت دواء واجرت طبیب اور عید کے خاص قیمتی کپڑے اور اقرباء کے گھر جانے کا سفر خرچ واجب نہیں ہے اگر یہ اشیاء بہ نیت مہر ادا کرے اور زوجہ اس کو منظور کرے تو وہ روپیہ مہر میں محسوب ہو جاوے گا اور اگر شوہر اپنے ساتھ سفر میں لے جاوے تو وہ سفر خرچ بذمہ شوہر ہے اس کو مہر میں محسوب نہیں کر سکتا۔

اور نیز درمختار میں ہے ولایمنعها من الخروج الی الوالدين فی کل جمعتة [3] (ترجمہ) اور شوہر منع نہ کرے زوجہ کو والدین کے گھر جانے سے ہر جمعہ میں اور غیر محرم سے ملنے اور خط لکھنے سے منع کر سکتا ہے اور منع کرنا ہی چاہئے [4] مہر مؤجل کے وصول کا وقت طلاق یا موت ہے اگر شوہر نے اس کو طلاق دے دی تو بعد طلاق کے وہ عورت خود اپنا مہر لے سکتی ہے یا شوہر مر گیا تو اس کے ترکہ میں سے لے سکتی ہے اور اگر عورت مر گئی تو اس کے ورثاء لیں گے ان ورثاء میں خود شوہر بھی داخل ہے اس کا حصہ ساقط ہو جاوے گا شوہر کا کوئی مالی حق عورت کے ذمہ بسبب نکاح کے نہیں ہے کہ جس کو شوہر بی بی سے وصول کرے قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما ورآ ذلکم ان تبتغوا باموالکم [5] مردوں کو حکم ہے کہ مال خرچ کر کے عورتوں کو

---

(۱) رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص۵۷۵ ' ظفير

(۲) رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۹۳. ط.س. ج۳ص ۵۸۰ ' ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۱٤. ط.س. ج۳ص ٦٠٢ ' ظفیر

(٤) و یمنعها من زیارة الا جانب و عیادتهم والولیمة و ان اذن کانا عاصیین و فی البحر له منعها من الغزل و کل عمل ولو تبرعا لا جنبی ولو قابلة او مغسلة لتقدم حقه علی فرض الکفایة و من مجلس العلم(رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۱۵. ط.س. ج۳ص ٦٠٢) ظفیر (٥) سورة النساء ' ظفیر

طلب کریں اور ان کا حق ادا کریں نہ یہ کہ شوہر زوجہ سے کچھ مال لیوے البتہ اگر مال کے عوض خلع ہوا ہے تو وہ مال شوہر زوجہ سے لے گا۔ فقط

زمانہ حمل میں کب تک مجامعت جائز ہے؟

(سوال ۱۵۲۰) شرعاً اپنی زوجہ سے حالت حمل میں کس وقت تک مجامعت درست ہے، سات آٹھ ماہ کی حاملہ سے مجامعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اپنی زوجہ سے مجامعت کرنے میں حالت حمل میں کچھ حرج نہیں ہے، ساتویں آٹھویں نویں ماہ میں بھی مباشرت درست ہے، شرعاً کچھ ممانعت نہیں ہے، لیکن جس حالت میں مضرت ہو اس حالت میں بچنا بہتر ہے شرعی ممانعت کچھ نہیں ہے۔[1] فقط

(۱) ولو تضررت من كثرة جماعه لم تجز الزيادة على قدر طاقتها (رد المحتار.ط.س.ج۳ص۲۰۳) فعلم من هذا كله انه لا يحل له وطؤها بما يودى الى اضرارها الخ (ردالمحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۸ '۵۴۹) ظفير

دسواں باب احکام الرضاع

آدمی کا دودھ پینے پلانے سے متعلق احکام و مسائل

مدت رضاعت کیا ہے اور اس میں کمی زیادتی جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۲۱) صحیح مدت رضاعت کیا ہے کسی صورت میں کمی وبیشی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) مدت رضاعت کہ جس مدت میں بچہ کو دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اور اس مدت میں بچے کو دودھ پلانا مباح ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اڑھائی برس ہیں اور صاحبینؒ کے نزدیک دو برس ہیں اور فتویٰ اکثر علماء کا دو برس پر ہے لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتویٰ ہے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ الغرض دونوں قولوں پر فتویٰ دیا گیا ہے' پس خلاصہ یہ ہے کہ اگر اڑھائی برس کی عمر کے اندر بچہ کو دودھ پلایا جاوے گا تب بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاوے گی اور اڑھائی برس کی عمر تک دودھ موافق قول امام اعظمؒ درست اور جائز ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ دو برس کے بعد بند کر دیا جائے۔ [1] واللہ اعلم

اپنے بھائی کو کوئی عورت دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۲۲) عورت اپنے حقیقی بھائی کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) مدت رضاعت میں پلا سکتی ہے [2] (مگر یہ یاد رکھے کہ آئندہ اس بھائی کی اولاد سے اس کی اولاد کی شادی جائز نہ ہوگی وہ دودھ کے رشتہ سے رضاعی لڑکے کے حکم میں ہوگا' اپنے دودھ پلانے کا چرچا لوگوں سے کر دے تاکہ آئندہ کوئی غلطی نہ ہونے پائے' پھر کوئی مجبوری ہو تو دودھ پلائے خواہ مخواہ یہ شوق نہ کرے [3] ظفیر)

---

(۱) هو حولان و نصف عنده وحولان فقط عندهما هو الاصح فتح به يفتى كما فى تصحيح القدورى عن العون لكن فى الجوهره انه فى الحولين و نصف ولو بعد الفطام محرم و عليه الفتوىٰ واستدلوا. القول الامام بقوله تعالىٰ و حمله وفصاله ثلثون شهرا اى مدة كل منهما ثلثون الخ و يثبت التحريم فى المدة فقط الخ ولم يبح الارضاع بعد مدة لانه جزء آدمى والا نتفاع به بغير ضرورة حرام على الصحيح (درمختار) و حاصله انهما قولان افتى بكل منهما (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٤' ٥٥٥ .ط.س. ج۳ص ۲۰۹) ظفير

(۲) ولم يبح الارضاع بعد مدته لانه جزء ادمى والا نتفاع به بغير ضرورة حرام(الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٥ .ط.س. ج۳ص ۲۱۱) ظفير

(۳) والواجب على النساء ان لا يرضعن كل صبى من غير ضرورة واذا ارضعن فليحفظن ذلك وليشهرنه و يكتبنه احتياطاً (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٧ .ط.س. ج۳ص ۲۱۲) ظفير

غیر کا بچہ ہونے کی صورت میں مدت رضاعت دو سال ہے یا زیادہ ؟

(سوال ۱۵۲۳) اگر کسی غیر دودھ پلانے والی کے بچہ سپرد کیا جاوے ویسے ہی اس بچہ کے دودھ پلانے سے دودھ اتر آیا تو اس کے لئے بھی دو سال دودھ پلانے کی قید ہے یا کچھ وسعت ہے ؟

(الجواب) اس کے لئے بھی دودھ پلانے میں دو سال کی قید ہے' اس سے زیادہ مدت تک موافق روایت مفتی بہا کے دودھ پلانا اس کو جائز نہیں ہے اور یہ صاحبینؒ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام ابو حنیفہؒ اڑھائی سال تک دودھ پلانے کی اجازت دیتے ہیں۔[1] فقط

دو ڈھائی سال کے بعد دودھ سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۲٤) اگر کسی شخص نے کسی عورت کا دودھ بطور دوا کے یا یوں ہی پیا تو اس عورت سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس کی اولاد سے اس کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں' اور دودھ کی مدت کتنے دنوں رہتی ہے۔ ؟

(الجواب) مدت رضاع دو برس یا اڑھائی برس ہے علی اختلاف القولین پس اگر اس مدت کے بعد کوئی لڑکا کسی عورت کا دودھ پیوے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔[2] فقط

چار سالہ لڑکا کا دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۲۵) ایک عورت نے اپنا دودھ نکال کر پیالہ میں رکھا تھا اس کا بھتیجہ جس کی عمر چار سال کی تھی آکر دودھ پی لیا اس کا نکاح اپنی چچی کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی کیونکہ مدت رضاعت دو یا اڑھائی سال ہے اس سے زیادہ عمر میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی' **کذافی الدر المختار** وغیرہ'[3] پس نکاح مذکورہ صحیح ہو گیا۔ فقط

خمس رضاعات کی ناسخ

(سوال ۱۵۲٦) آپ ناسخ حدیث خمس رضاعت کا کس حدیث یا آیت کو مقرر کریں گے اور علامہ نووی جو کہ قول عائشہؓ ثم نسخ بخمس معلومات کو آیت **منسوخ** تلاوت قرار دیتے ہیں' علامہ کے پاس اس کی ناسخ کون سی آیت یا حدیث ہے یا صرف بقول عائشہؓ وھی فیما یقرامن القران کے ساتھ حجت پکڑتے ہیں۔

---

(۱) ھو حولان و نصف عندہ و حولان فقط وھو الاصح فتح و بہ یفتی (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٤ ط.س. ج۳ص۲۰۹) ظفیر

(۲) و یثبت التحریم فی المدۃ فقط و علیہ الفتوی (درمختار. ط.س. ج۳ص۲۱۲) اما بعد ھا فانہ لا یوجب التحریم (ردالمحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٥) ظفیر

(۳) وھو حولان و نصف عندہ و حولان فقط عندھما الخ و یثبت التحریم فی المدۃ فقط (درمختار) اما بعد ھا فانہ لا یوجب التحریم (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٥ ط.س. ج۳ ص۲۰۹) ظفیر

(الجواب) خمس معلومات کا موافق عشر معلومات کے منسوخ ہونا خود اس سے ظاہر ہے کہ مصاحف میں نہیں ہیں اور اگر وہ آیات قرآن شریف میں سے ہوتی تو لا محالہ مابین الدفتین مکتوب ہوتی اسی لئے علی قاریؒ وہی فیمایقرء پر لکھتے ہیں یعنی ان بعض من لم یبلغه النسخ کان یقرء علی الرسم الاول اس سے معلوم ہوا کہ جسکو نسخ معلوم نہ تھا وہ پڑھتے تھے اور نسخ اس کا معلوم و مشہور و متواتر ہے والا لکان مکتوباً فی المصاحف و من ادعی انه کان من قبیل منسوخ التلاوة لا منسوخ الحکم فعلیه البیان و کیف یدعی بقاء الحکم والحال ان قوله تعالیٰ و امهاتکم اللاتی ارضعنکم یدل باطلاقه علی ان المحرم مطلق مسمی الارضاع لا خصوص الرضعات فقط

دو برس سے زیادہ کے بچہ کو دودھ پلانا کیسا ہے؟

(سوال ۱۵۲۷) بچہ بہت لاغر ہے بجز عورت کے دودھ کے اور کوئی غذا اس کے ہضم نہیں ہوتی اور اس کی عمر دو برس سے زیادہ ہے تو اس کو عورت کا دودھ پلانا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) درست نہیں۔ درمختار[1] فقط

حولین کاملین اور حمله و فصاله ثلثون شہرا میں تطبیق

(سوال ۱۵۲۸) قرآن شریف میں حولین کاملین مدت رضاعت کے بارے میں آیا ہے جس سے دو سال مدت رضاعت معلوم ہوتی ہے اور دوسری جگہ حمله و فصاله ثلثون شهرا وارد ہوا ہے جس سے اڑھائی سال معلوم ہوتے ہیں دونوں میں وجہ تطبیق کیا ہے اور کس پر عمل کیا جاوے۔ فقط

(الجواب) امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اڑھائی برس کا ہے اور صاحبینؒ کا مذہب دو برس کا ہے اور فتوی صاحبینؒ کے قول پر ہے اور دلائل فریقین کی مطولات میں ہیں اور وجہ تطبیق بھی کتب میں مذکور ہے اس تحریر مختصر میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔[2] فقط

ثبوت رضاعت میں رویت کا اعتبار ہے یا علم کا......؟

(سوال ۱۵۲۹) ثبوت رضاعت کے لئے نصاب شہادت کم از کم دو مرد خواہ ایک مرد اور دو عورتیں قرار دی

---

(۱) ولم یبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمی (درمختار) لو استغنی فی حولین حل الارضاع بعدهما الی نصف فلا اثم عند العامة خلافا لخلف بن ایوب الخ مستحب الی حولین و جائز الی حولین و نصف (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۵) ظفیر

(۲) هو حولان و نصف عنده و حولان فقط عندهما هو الاصح فتح به و یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون لکن فی الجوهرة انه فی الحولین و نصف ولو بعد الفطام محرم و علیه الفتوی و استدلوا لقول الامام بقوله تعالیٰ و حمله و فصاله ثلثون شهرا ای مدة کل منهما ثلثون غیر ان النقص فی الاول قام بقول عائشة لا یبقی الخ لد اکثر من سنتین و مثله لا یعرف الا سماعا ولا یة مؤولة لتو زیعهم الا جل علی الاقل والا کثر لم تکن دلالتها قطعیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵٤) ظفیر

گئی ہیں اور شہادت میں رویت کا اعتبار کیا گیا ہے' حالانکہ رضاعت کے لئے رویت رجال غیر ممکن ہے کیونکہ مرد کو عورت کا بدن دیکھنا حرام ہے پس جب کہ رویت نہ ہوگی تو رضاعت کیونکر ثابت ہوگی ثبوت رضاعت میں محض رویت ہی کو دخل ہے یا سماعت کو بھی دخل ہو سکتا ہے جب کہ نکاح وغیرہ کا ثبوت سماعت سے ہو سکتا ہے ؟

(الجواب) رضاع کو ان اشیاء میں سے نہیں شمار کیا گیا ہے کہ اس میں تسامع پر شہادت معتبر رکھی گئی ہو اور شبہ کا جواب یہ ہے کہ بعض محارم مشہودہ ہو سکتے ہیں جن کو دیکھنا درست ہے اور بعض اجانب کی نظر اتفاقاً پڑ جاتی ہے جو کہ موجب مواخذہ نہیں ہے علاوہ بریں شاہد کو علم رضاع ہونا کافی ہے یعنی یہ کہ فلاں بچہ شیر خوار فلاں عورت کا دودھ پیتا ہے جو کہ خبر متواتر وغیرہ سے بھی حاصل ہو سکتا ہے' اس مشاہدہ کی ضرورت نہیں ہے کہ بچہ کے منہ میں پستان کو دیکھ کر گواہی دی جاوے اور پستان کے منہ میں ہونے سے بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ دودھ بچہ کے پیٹ میں گیا یا نہیں لہذا اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے' الغرض شہادت کے لئے علم اس بات کا کہ فلاں بچہ فلاں عورت کا دودھ پیتا ہے کافی ہے' چنانچہ در مختار میں لفظ اشہد کہنے کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔ فكانه يقول اقسم بالله لقد اطلعت على ذلك وانا اخبر به [1] الخ فقط

مدت رضاعت کے بعد دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۴۰) زید نے ہندہ کا دودھ بعد عمر شیر خوارگی پستان سے چوس کر نکالا اور باہر ڈال دیا اس وجہ سے کہ ہندہ کا بچہ مر گیا تھا اور دودھ چڑھا ہوا تھا پھر زید نے ہندہ سے نکاح کر لیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) بضرورت مذکورہ دودھ پستان سے چوس کر نکال دینے اور باہر ڈال دینے سے کچھ حرج نہیں ہے اور اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوئی اور بعد مدت شیر خوارگی اگر اندر پیٹ کے بھی چلا جاوے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی [2] مگر پینا دودھ کا ایسے وقت حرام ہے [3] اور نکاح اس سے درست ہے' یعنی زید کا نکاح اس صورت میں ہندہ سے صحیح ہے۔ فقط

رضاعی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۱۵۳۱) زینب اور زید نے آگے پیچھے ایک عورت کا دودھ پیا' اب زید کا نکاح زینب کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) زینب اور زید نے جب کہ ایک عورت کا دودھ پیا ہے اگرچہ آگے پیچھے پیا' دونوں بہن بھائی رضاعی

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادات ج ۲ ط س ج ۵ ص ۴۶۲ ' ظفیر
(۲) واذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم لقوله عليه السلام لا رضاع بعد الفصال (هدايه كتاب الرضاع ج ۲ ص ۳۳۹) ظفیر
(۳) وهل يباح الارضاع بعد المدة قد قيل لا يباح لان اباحة ضرورية لكونه جزء الادمى (ايضاً ج ۲ ص ۳۳۰) ظفیر

ہو گئے زینب کی لڑکی زید کی بھانجی رضاعی ہے‘ پس زید کا نکاح زینب کی دختر سے جائز نہیں ہے۔[۱] فقط

سوتیلی نانی نے دودھ پلایا!

(سوال ۱۵۳۲) عمر کا ایک نواسہ ہے اس کو عمر کی دوسری بیوی نے جو اس لڑکے کی سوتیلی نانی ہوتی ہے دودھ پلایا تو اس لڑکے کا نکاح اپنے چچا یعنی بکر کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ اس کی حقیقی خالہ کی لڑکی ہے‘ اور اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر ڈھائی برس سے کم کی عمر میں دودھ پیا ہے تو حرمت رضاعت ثابت ہے اور نکاح درست نہیں۔[۲] فقط

صرف چھاتی سے منہ لگانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۳۳) زید کی والدہ کا انتقال مدت رضاعت میں ہو گیا تھا زینب نے اپنی چھاتی زید کے منہ میں دی لیکن دودھ بالکل نہیں اترا‘ اس صورت میں زید کا نکاح زینب کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر یہ یقین ہے کہ زینب کے دودھ نہیں اترا‘ اور زید کے حلق میں کوئی قطرہ نہیں گیا تو زید کا نکاح زینب کی دختر سے درست ہے۔[۳] فقط

شوہر کو دودھ پلانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا!

(سوال ۱۵۳٤) ایک عورت نے اپنے خاوند کو دودھ پلا دیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح قائم ہے باطل نہیں ہوا‘ قال فی الدرالمختار مص رجل ثدی زوجته لم تحرم[٤] فقط

دودھ پلانے والی کی تمام اولاد‘ دودھ پینے والے کے رضاعی بھائی بہن ہیں

(سوال ۱۵۳۵) زید نے ہندہ کا دودھ ایام شیر خواری میں پیا تو سب اولاد ہندہ کی زید کی بہن بھائی ہو جاویں گے یا صرف وہ لڑکی یا لڑکا جس کا دودھ زید نے پیا ہے زید کے بھائی بہن ہوں گے؟ کیونکہ زید کا نکاح ہندہ کی

---

(۱) حرم علی المتزوج ذکر اکان او انثی نکاح اصله و فرعه علا او نزل و بنت اخیه واخته و بنتها ولو من زنا (درمختار باب المحرمات ج ۱ ص ۱۸۷. ط.س. ج۳ص۲۸) و فیه فیحرم منه ای بسبب الرضاع ما یحرم من النسب (کتاب الرضاع ج ۵ ص ۲۱۳. ط.س. ج۳ص۲۱۳) ظفیر (۲) و فیه فیحرم منه ای بسبب ما یحرم من النسب (الدرالمختار ج ۱ ص ۲۱۳. ط.س. ج۳ص۲۱۳) هو حولان و نصف عنده و حولان فقط عندهما (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الرضاع ج ۲ ص ۵۵٤. ط.س. ج۳ص۲۰۹) ظفیر (۳) وفی القنیه امراة کانت تعطی ثدیها صبیه واشتهر ذلك بینهم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبن حین القمتها ثدی ولم یعلم ذلك الا من جهتها جاز لا بنها ان یتزوج بهذه صبیه (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵٦. ط.س. ج۳ص۲۱۳) ظفیر

(٤) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵٦۹. ط.س. ج۳ص۲۲۵‘ ظفیر

نواسی سے ہوا ہے خلوت ہنوز نہیں ہوئی' زید کہتا ہے ہے کہ یہ ہندہ کی نواسی ہندہ کی اس لڑکی سے ہے کہ جسکا دودھ میں نے نہیں پیالہذا یہ میری بھانجی نہیں ہوئی' میں نے تو ہندہ کے لڑکے بکر کا دودھ پیا ہے اگر یہ لڑکی ہندہ کی پوتی ہوتی یعنی بکر کی لڑکی تو میری بھتیجی ہوتی' اس واسطے یہ مجھ پر حرام نہیں ہے چونکہ بکر سب اولاد ہندہ سے چھوٹا ہے ہندہ کی نواسی پہلی لڑکی سے ہے' ہندہ کے چھ اولاد ہیں؟

(الجواب) اس صورت میں سب اولاد ہندہ کی زید کی بہن بھائی رضاعی ہیں پس ہندہ کی نواسی کے ساتھ نکاح زید کا حرام ہے' اور عذر زید کا غلط ہے اور بسبب جہالت کے ہے کہ وہ مسئلہ شرعیہ سے واقف نہیں' در مختار میں صریح موجود ہے ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها ای التی ارضعتها وولد ولدها لانه ولد الاخ باب الرضاع اور شامی میں ہے قوله وان اختلف الزمن کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشرین سنة مثلاً وکان کل منهما فی مدة الرضاع [1] الخ و فیه ایضاً فی البحر عن اخر المبسوط لو کانت ام البنات ارضعت احد البنین وام البنین ارضعت احدی البنات لم یکن للابن المرتضع من ام البنات ان یتزوج واحدة منهن [2] الخ فقط

تھوڑا دودھ بھی باعث حرمت رضاعت ہے!

(سوال ۱۵۳۶) زینب کہتی ہے کہ میری بہن حلیمہ اپنے زمانہ حمل میں بیمار تھی اور اس ہی بیماری کے زمانہ میں اس کے لڑکی سلیمہ پیدا ہوئی چونکہ وہ نہایت کمزور تھی دودھ نہ کھینچ سکتی تھی میری لڑکی اس سے کئی ماہ قبل پیدا ہو چکی تھی تو اس لئے کہ دودھ اتر آئے میں نے اپنی لڑکی ہندہ سے دو مرتبہ دودھ کھچوادیا' تاکہ دودھ اتر آنے کے بعد سلیمہ جو نہایت کمزور تھی دودھ پی سکے' دو ہی مرتبہ سلیمہ سے دودھ کھچوایا گیا یہ نہیں معلوم کہ دودھ اس کے پیٹ میں پہنچایا نہیں حلیمہ کا دودھ ہندہ کو محض بغرض اتر آنے دودھ کے دیا گیا ہے رضاعت کی غرض سے نہیں دیا گیا جو اسم رضاعت کا اطلاق ہو سکے کیا اس طرح دو مرتبہ دودھ کھینچنے سے ہندہ سلیمہ کی رضاعی بہن ہوئی یا نہیں یہ قول صرف زینب کا ہے اور اسکی والدہ بھی اس امر کی شہادت دیتی ہے اور کوئی گواہ اس رضاعت کا نہیں ہے' زینب کا شوہر کہتا ہے کہ میں صرف سماعی شہادت اپنی زوجہ سے سن کر دیتا ہوں آیا دو عورتوں کی شہادت اس بارے میں کافی ہو سکتی ہے' اور کسی امام کے نزدیک چوسنے کی کوئی حد بھی مقرر ہے یا نہیں اور وقت ضرورت دوسرے امام کے مذہب پر فتویٰ دینے کی اجازت ہے یا نہیں۔ فقط

(الجواب) اقول و بالله التوفیق . حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ مدت رضاعت میں اگر قلیل لبن یعنی دودھ کسی عورت کا بھی شکم رضیع میں چلا جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور بظن غالب اگر بچہ کا دودھ پینا معلوم ہو جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہے' پس صورت مسئولہ میں جب کہ دودھ حلیمہ کا ہندہ سے کھچوادیا اور دو مرتبہ پستان حلیمہ کی ہندہ شیر خوار بچی کے منہ میں دی گئی گو غرض اس سے دودھ پلانا نہ تھا' صرف کھنچوا کر

---

(۱) رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۱ ط.س. ج۳ ص ۲۱۷' ظفیر

(۲) رد المحتار ج ۲ ص ۵۶۱ ۲۱۷' ظفیر

پستان پیا حلیمہ کا ہاکا کرتا تھا کہ سلیمہ جو ضعیف ہے دودھ پی سکے لیکن ظاہر ہے کہ ہندہ نے دودھ کھینچ کر کلی تو نہیں کر دیا بلکہ وہ دودھ ہندہ کے پیٹ ہی میں گیا اور جب کہ حلیمہ کی پستان میں دودھ اترا ہوا تھا تو ظاہر ہے کہ ہندہ جو چند ماہ کی بچی تھی لظن غالب اس نے دودھ پیا اور ظن غالب کا ہی اعتبار ان امور میں ہے لہذا مذہب حنفیہ کے موافق حرمت رضاعت ثابت ہے و یثبت به وان قل ان علم وصوله لجوفه من فمه اوانفه لا غیر فلو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه ام لا لم یحرم (درمختار) قال العلامة الشامی قوله فلو التقم الخ تفریع علی التقیید بقوله ان علم وفی القنیة امراة کانت تعطی ثدیها صبیة و اشتهر بذلك بینهم ثم تقول لم تکن فی تدی لبن حین القمتها ثدی ولم یعلم ذلك الامن جهتها جاز لا بنها ان یتزوج بهذه الصبیة الخ[1]

شامی کی اس روایت سے ظاہر ہوا کہ اگر مرضعہ کے پستان میں دودھ نہ ہو تو اس وقت پستان منہ میں لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، اور اگر دودھ پستان میں بھرا ہوا ہو جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے اور بچہ دودھ کھینچنے والا قوی ہو تو دودھ پیٹ میں جانے میں کچھ شبہ نہیں معلوم ہوتا، البتہ اگر یہ واقعہ اس طرح دودھ پلانے کا مسلم نہ ہو تو پھر صرف دو عورتوں کی شہادت سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی کما فی الدرالمختار والرضاع حجة حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل و عدلتین الخ قوله حجة ای دلیل اثباته وهذا عند الانکار لا نه یثبت بالاقرار مع الاصرار کما مر[2] وفی الشامی وان قل اشاربه الی نفی قول الشافعی الخ وروی عن ابن عمرؓ انه قیل له ان ابن الزبیرؓ یقول لا باس بالرضعة والرضعتین فقالوا قضاء الله خیر من قضائه قال تعالیٰ امهاتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعة[3] الخ (شامی باب الرضاع) فقط

صحیح مدت رضاعت کیا ہے؟

(سوال ۱۵۳۷) عموماً لڑکی کو پونے دو برس اور لڑکے کو سوا دو برس تک دودھ پلایا جاتا ہے مگر شرعاً صحیح کیا ہے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنے دن تک مولود کو عورت کا دودھ پلایا جا سکتا ہے بعض عورتیں بچہ کی طاقت یا اور کسی وجہ سے پانچ چھ برس تک بھی اپنا دودھ پلاتی ہیں شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مدت رضاع مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے دو برس ہے اس سے زیادہ مدت تک بچہ کو دودھ پلانا درست نہیں ہے درمختار میں ہے وحولان فقط عندهما وهوالاصح فتح و به یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون الخ ولم یبح الارضاع بعد مدته لانه جزء ادمی والا نتفاع به بغیر ضرورة حرام الخ[4] فقط

---

(۱) رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۶ ط.س. ج۳ص ۲۱۳' ظفیر
(۲) رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۸ ط.س. ج۳ص ۲۲۴' ظفیر
(۳) رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۶ ط.س. ج۳ص ۲۱۲' ظفیر
(٤) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵٤ و ج ۲ ص ۵۵۵ ط.س. ج۳ص ۲۰۹' ظفیر

رضاعت ایک عورت کی شہادت سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۳۸) زید کی خوشدامن کہتی ہے کہ زید کی بیوی کے ماموں کے لڑکے کو میں نے دودھ پلایا ہے لہذا زید کی بیوی کو اس سے پردہ کرنا نہ چاہئے' اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک عورت کی شہادت سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے حجتہ حجتہ المال وھی شهادة عدلين او عدل وعدلتين[1] الخ اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں رضاعت ثابت نہیں لہذا پردہ ضروری ہے۔ فقط

جس عورت کا دودھ پلایا گیا اس کی نواسی سے شادی جائز نہیں ؟

(سوال ۱۵۳۹) زید نے اپنے لڑکے بکر کو دودھ پلانے کے لئے مسماۃ زینب کو ملازم رکھا اب بکر کا عقد مسماۃ مذکورہ کی نواسی کے ساتھ قرار پایا ہے تو ایسی صورت میں جب معاوضہ دودھ پلائی زید نے ادا کر دیا بکر کے ساتھ عقد میں کوئی نقص شرعی تو نہیں ہے ؟

(الجواب) بکر مسماۃ زینب کا پسر رضاعی ہو گیا اور زینب کی دختر بکر کی بہن رضاعی ہوئی اور اس کی لڑکی یعنی زینب کی نواسی بکر کی بھانجی رضاعی ہوئی اور حدیث شریف میں ہے يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب[2] پس جیسے بھانجی نسبی سے نکاح حرام ہے بقولہ تعالیٰ وبنات الاخت[3] اسی طرح بھانجی رضاعی سے بھی نکاح حرام ہے اور معاوضہ دے دینے سے حرمت رضاعت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ فقط

زید نے جب پھوپھی کا دودھ پیا تو اس کی کسی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا

(سوال ۱۵٤۰) زید و بکر دونوں برادر حقیقی ہیں' زید بکر سے بڑا ہے' زید نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا ہے تو زید کا اس لڑکی سے کہ جس کے ساتھ زید نے دودھ پیا ہے نکاح جائز ہے کہ نہیں' اور اگر اس لڑکی سے جائز نہیں تو ان دونوں لڑکیوں سے کہ جو اور ہیں کہ جن کے ساتھ زید نے دودھ نہیں پیا نکاح جائز ہے کہ نہیں' اور بکر سے تو نکاح ہو سکتا ہوگا ؟

(الجواب) زید نے جس عورت کا دودھ پیا ہے اس عورت کی تمام لڑکیاں زید پر حرام ہیں' خواہ اس لڑکی نے زید کے ساتھ دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو'[4] اور البتہ بکر کا نکاح ان تینوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کے ساتھ درست ہے لیکن جس ایک کے ساتھ نکاح کرے گا پھر اس کی موجودگی میں اس کی کسی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٦٨ ط.س. ج۳ص ۲۲٤ ' ظفیر
(۲) دیکھئے الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٧ ط.س. ج۳ص۲۱۳ ' ظفیر
(۳) سورة النساء رکوع ٤' ظفیر (٤) و يثبت به الخ امومیته المرضعته للرضيع و يثبت ابوة زوج مرضعته اذا كان لبنها منه له الخ فيحرم منه اى بسببه ما يحرم من النسب رواه الشيخان (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٧ ط.س. ج۳ص۲۱۳ - ۲۱۳) ظفیر

رضاعی باپ کے اس بیٹے سے جو دوسری بیوی سے ہے اپنی بیٹی کی شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۴۱) مسمی فخر الدین مسماۃ مریم بی بی کا رضاعی باپ ہے اور فخر الدین کی دوسری زوجہ سے جو مرضعہ نہیں ہے ایک بیٹا محمد نام ہے اور مریم کی جو شیر خوار ہے ایک مسماۃ نور بی بی بیٹی ہے پس عند الشرع کیا محمد کا نکاح نور بی سے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب ۱) صورت مسئولہ میں لبن الفحل کے ساتھ جو تعلق تحریم کا ہے وہ نہیں پایا جاتا نہ ثدی واحدہ پر دونوں جمع ہوئے ہیں بدیں وجہ یہ صورت تحریم کی نہیں ہے پس نور بی کا نکاح محمد سے درست ہے۔

(الجواب ۲) جب کہ فخر الدین مریم بی بی کا رضاعی باپ ہوا تو محمد جو بیٹا فخر الدین کا دوسری زوجہ سے ہے مریم بی بی کا بھائی رضاعی علاتی ہوا اور مریم بی بی کی دختر محمد کی بھانجی ہوئی پس بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب [1] نکاح محمد کا مریم بی بی کی دختر سے ناجائز ہے اور جواب اول صحیح نہیں ہے در مختار میں ہے ویثبت ابوۃ زوج مرضعته اذا کان لبنها منه [2] الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک بیوی نے جب دودھ پلایا تو دوسری بیوی کی اولاد سے بھی حرمت ثابت ہوگی

(سوال ۱۵۴۲) ہدایت خاں وعنایت خاں دو بھائی ہیں عنایت خاں کی دو زوجہ ہیں ایک موضع امنہور اوالی دوسری موضع اکاوالی دونوں بیوی سے ایک ایک لڑکی ہوئی اور ہدایت خاں کے ایک لڑکا ہے ہدایت خاں کے لڑکے نے عنایت خاں کی بیوی امنہور اوالی کا دودھ پیا ہے تو ہدایت خاں کے لڑکے کا نکاح عنایت خاں کی لڑکی سے جو موضع اکاوالی زوجہ کے بطن سے ہے جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) درمختار میں ہے ویثبت به وان قل الخ امومة المرضعة للرضیع و یثبت ابوة زوج مرضعة اذا کان لبنها منه له [3] الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ مرضعہ کا شوہر یعنی عنایت خاں ہدایت خاں کے پسر کا رضاعی باپ ہوا تو بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب [4] عنایت خاں کی دوسری زوجہ کی دختر بھی ہدایت خاں کے پسر کے لئے حرام ہو گئی اور نکاح ہدایت خاں کے پسر کا عنایت خاں کی دختر از بطن زوجہ اکاوالی سے حرام ہے۔ فقط

جس لڑکی کے منہ میں عورت نے اپنا دودھ ڈالا اس سے اس لڑکے کی شادی جائز نہیں

(سوال ۱۵۴۳) ہندہ کا زید ایک لڑکا ہے اور خالدہ ایک لڑکی ہے ہندہ نے اپنی دختر خالدہ کی رضاعت کے

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ ط.س. ج۳ص ۲۱۳ ظفیر
(۲) ایضاً. ط.س. ج۳ص ۲۱۳ ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ ط.س. ج۳ص ۲۱۲ ظفیر
(۴) ایضاً. ط.س. ج۳ص ۲۱۳ ظفیر

زمانہ کا دودھ زینب نامی مرضعہ کے منہ میں ڈالا جب کہ زینب کی عمر دو برس کی تھی' زینب وزید کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ زینب کے منہ میں ہندہ نے اپنے پستان کا دودھ ڈالا اور وہ دودھ اگرچہ قطرہ دو قطرہ ہو' زینب کے حلق اور شکم میں گیا تو زینب ہندہ کی دختر رضاعی ہو گئی اور زید کی بہن رضاعی ہوئی' لہذا زید کا نکاح زینب سے درست نہیں ہے۔ لانہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب [1] فقط

ایک لڑکی نے منہ میں چھاتی لے لی مگر دودھ جانے کا یقین نہیں ہے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۵٤٤) مسماۃ زینب نے مسماۃ عظیمہ کی دختر کو سہواً اپنی چھاتی منہ میں دے دی قریب ایک منٹ کے منہ میں رہی مگر دودھ نہیں اتارا' لڑکی روتی رہی چھاتی اچھی طرح نہیں دبائی' جس وقت زینب نے دیکھا کہ میری لڑکی نہیں ہے' اسی وقت چھاتی چھوڑالی جب تک زینب کا بچہ ایک سال سے کم ہوتا ہے اس وقت تک دودھ زیادہ رہتا ہے پھر کم ہو جاتا ہے' اس وقت زینب کی لڑکی بعمر پونے دو سال تھی یہاں تک کہ بعد سال کے زینب کا بچہ چھاتی منہ میں لیکر عرصہ تک دباتا ہے جب دودھ بر آمد ہوتا ہے' بعد چار سال کے زینب کے لڑکا پیدا ہوا اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے ہوا' کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) شک سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی' پس اگر دودھ پیٹ میں جانا عظیمہ کی دختر کے مشکوک و مشتبہ ہے اور قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زینب کے پستان میں اتنی دیر میں دودھ نہیں اترا تو وہ لڑکی زینب کی دختر رضاعی نہیں ہوئی اور نکاح زینب کے پسر کا اس لڑکی سے درست ہے ھکذا فی الدرالمختار والشامی [2] فقط

بچہ جیسے دودھ پیتا تھا قے کر دیتا تھا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۵٤۵) زیدوعمر بحیثیت حقیقی بھائی ہونے کے صاحب اولاد ہیں' زید کے لڑکے کو جس کی عمر چار پانچ ماہ کی تھی' بسبب نہ ہونے شیر زوجہ زید کے اس امر کی کوشش کی گئی کہ اس کی پرورش بکر کی عورت کے دودھ سے کی جائے جس کے ایک لڑکی ہم عمر زید کے لڑکے کے تھی زید کے لڑکے نے قدرتاً اس طرف ارادہ نہیں کیا بلکہ متنفر رہا' جب کہ زید کے لڑکے کا منہ بکر کی زوجہ کے پستان سے لگادیا اور چند قطرہ ارادتاً اس کے منہ میں ڈالے گئے اس لڑکے نے استفراغ کیا اور دودھ ڈال دیا' اسی طرح چند مرتبہ ہو' جب اس کو زبردستی دودھ

---

(۱) ویثبت بہ الخ وان قل ان علم وصولہ لجوفہ من فمہ او انفہ الخ فیحرم منہ ای بسبب ما یحرم من النسب رواہ الشیخان (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵٦ و ج ۲ ص ۵۵۷ ط.س. ج۳ص ۲۱۲ ' ظفیر

(۲) فلو التقم الحلمتہ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم لان فی المانع شکا(درمختار) وفی القنیہ امراۃ کانت تعطی ثدیھا صبیہ واشتھر ذلك بینھم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبن حین القمتھا ثدی ولم یعلم ذلك الا من جھتھا جاز لا بنھا ان یتزوج بھذہ الصبیۃ اہ و فی الفتح لو ادخلت الحلمتہ فی فم الصبی و شکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمہ بالشك الخ (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵٦ ' ۵۵۷ .ط.س. ج۳ص ۲۱۲) ظفیر

پلاتے تھے تو وہ دودھ ڈال دیتا تھا اب بکر کی دوسری لڑکی پیدا ہوئی ہے آیا زید کے لڑکے مذکور کا عقد بکر کی اس دوسری لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہو گئی اور زید کا لڑکا بکر کی زوجہ کا پسر رضاعی ہو گیا بکر اور اس کی زوجہ کی تمام اولاد اس بچہ کے بہن بھائی رضاعی ہو گئے لہذا زوجہ بکر کی کسی دختر سے نکاح زید کے اس پسر کا درست نہیں ہے جیسا کہ عبارات کتب فقہ ذیل سے مستفاد ہے ۔و یثبت به وان قل ان علم وصوله بجوفه من فمه اوانفه الخ درمختار و ایضاً فیه هو مص من ثدی ادمیة الخ والحق بالمص الوجود والسعوط الخ و فی رد المحتار ثم اجاب بان المراد بالمص الوصول الی الجوف من المنفذین الخ و فی المصباح الوجود بفتح الواوالد واء یصب فی الحلق والسعوط کرسول دواء یصب فی الانف [1] الخ ص ۴۰۳ شامی ج ۲ وفی الدرالمختار ولا حل بین رضیعی امرأة لکونهما اخوین وان اختلف الزمن والاب ولاحل بین الرضیعة وولد مرضعتها ای اللتی ارضعتها [2] الخ فقط

خالد کے جس بھائی نے پھوپھی کا دودھ نہیں پیا ہے اس کا نکاح پھوپھی کی لڑکی سے ہو سکتا ہے

(سوال ۱۵۴۶) زید وہندہ بہن بھائی حقیقی ہیں مسماۃ ہندہ نے اپنے لڑکے بکر کے ساتھ زید کے لڑکے کو دودھ پلایا خالد کی دو تین بہنیں ہیں اب بکر کا نکاح خالد کی بہن سے ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) بکر کا نکاح خالد کی بہن کے ساتھ جس نے ہندہ کا دودھ نہیں پیا درست ہے کما فی الدرالمختار و تحل اخت اخیه رضاعاً [3] الخ البتہ خالد کا نکاح ہندہ کی کسی دختر سے نہیں ہو سکتا۔

دودھ پینے والے بھائی کی بہن سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے نکاح جائز ہے

(سوال ۱۵۴۷) ہندہ اور سلمٰی دو حقیقی بہنیں ہیں، سلمٰی کے تین بیٹے ہیں دو بڑے ایک چھوٹا ہندہ کے دو لڑکیاں ہیں ایک بڑی ایک چھوٹی، سلمٰی نے ہندہ کی چھوٹی لڑکی کو دودھ پلایا اور ہندہ نے سلمٰی کے چھوٹے لڑکے کو اپنا دودھ پلایا تو اس حالت میں ہندہ کی چھوٹی لڑکی سلمٰی کے چھوٹے لڑکے کی رضاعی بہن ہوئی آیا سلمٰی کے دو سابق بڑے لڑکوں میں سے کسی ایک کا نکاح ہندہ کی سابق بڑی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ قاعدہ ہے کہ مرضعہ کی تمام اولاد رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہو جاتے ہیں کما فی ہذا الشعر از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند الخ پس جب کہ ہندہ کی چھوٹی لڑکی نے سلمٰی کا دودھ پیا تو سلمٰی کی تمام اولاد یعنی تینوں بیٹے اس دختر ہندہ کے بھائی رضاعی ہو گئی اور چونکہ سلمٰی کے چھوٹے پسر نے ہندہ کا دودھ پیا تو ہندہ کی

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۶ ط.س. ج۳ ص ۲۱۲ ' ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۱ ط.س. ج۳ ص ۲۱۷ ' ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۱ ط.س. ج۳ ص ۲۱۷ ' ظفیر

دونوں دختر اس پسر خورد ہندہ کی بہنیں رضاعی ہوئی لہذا ہندہ کی دختر خورد کا سلمٰی کے کسی پسر سے نکاح درست نہیں ہے، اور سلمٰی کے پسر خورد کا نکاح ہندہ کی کسی دختر سے صحیح نہیں ہے، لیکن سلمٰی کے دو سابق لڑکے ہندہ کی بڑی دختر کے بھائی رضاعی نہیں ہیں ان دونوں لڑکوں میں سے کسی ایک کا نکاح ہندہ کی بڑی دختر سے درست ہے۔ كما في الدر المختار وتحل اخت اخيه رضاعاً[1] فقط

زید کا دادا اس کی رضاعی ماں سے نکاح کر سکتا ہے

(سوال ۱۵٤۸) زید نے ہندہ کا دودھ پیا اب زید کا دادا ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زید کے دادا کو ہندہ سے نکاح کرنا جائز ہے ہندہ زید کی مادر رضاعی ہے لیکن زید کے باپ اور دادا کو اس سے نکاح کرنا درست ہے كما في الشامي يحل لها ابو اخيها واخو ابنها وجد ابنها الخ[2] فقط

جب زید کی ساس نے اس کی بچی کو دودھ پلایا تو کیا بیوی کے مرنے کے بعد زید کی شادی سالی سے درست ہوگی

(سوال ۱۵٤۹) زید کی زوجہ ہندہ نے انتقال کیا اور زید مذکور سے اس نے ایک لڑکی شیر خوار چھوڑی، ہندہ کی ماں نے اس لڑکی کو اپنا دودھ پلایا اب زید مذکور اپنی حقیقی سالی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں یہ ہندہ کی رضاعی بہن تو نہ ہوگی، جس زمانہ میں نانی نے نواسی کو دودھ پلایا تھا، زید کی سالی ڈھائی برس سے زیادہ عمر کی تھی؟

(الجواب) ہندہ کی لڑکی کو جب کہ ہندہ کی ماں نے بحالت شیر خوارگی دودھ پلایا تو وہ لڑکی ہندہ کی ماں کی رضاعی بیٹی ہوگئی اور زید کی سالی کی بہن رضاعی ہوئی تو زید کی دختر بھی بہن رضاعی ہوئی پس اس صورت میں نکاح زید کا اس سالی سے درست ہے كما في الدر المختار.[3] فقط

چھوٹے لڑکے نے دودھ پیا تو کیا اس کے بھائی کی اولاد سے دودھ پلانے والی کے لڑکے کی شادی جائز ہے

(سوال ۱۵۵۰) میری والدہ نے میرے ماموں کے چھوٹے لڑکے کو دودھ پلایا تھا، اس وقت ماموں کے بڑے لڑکے کی بیٹی بیوہ ہے، اس سے میرا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ماموں کا چھوٹا لڑکا جس نے تمہاری والدہ کا دودھ پیا تھا وہ تو تمہارا رضاعی بھائی ہو گیا، اس کی اولاد تم

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵٦۱ ط.س. ج۳ ص۲۱۷، ظفیر
(۲) ردالمحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵٦۰ ط.س. ج۳ ص۲۱٦، ظفیر
(۳) وقس عليه اخت ابنه و بنته الخ فهؤ لاء من الرضاع حلال للرجال (درمختار) بان تقول انما حرمت عليه اخت ابنه و بنته نسباً لكونها بنته او بنت امراته وهذا المعنى مفقود في الرضاع (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۹ ط.س. ج۳ ص۲۱۵) ظفیر

پر حرام ہے لیکن ماموں کا بڑا لڑکا جس نے دودھ نہیں پیا اس کی لڑکی سے تمہارا نکاح درست ہے۔[1] فقط

شوہر والی زانیہ کے رضاعی بیٹے سے زانی کی پوتی کی شادی درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۵۱) زید نے ہندہ شوہر دار سے زنا کیا' ہندہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی بابت ہندہ نے اعتراف کیا کہ یہ زید کی لڑکی ہے' اسی دفعہ کا دودھ ہندہ نے زید کے حقیقی بھائی بکر کے نواسہ خالد کو پلایا' اس صورت میں عائشہ کا نکاح جو زید کی پوتی ہے اور بکر کی نواسی اور خالد کی خالہ زاد بہن ہے' خالد کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) حدیث شریف میں ہے **الولد للفراش وللعاهر الحجر**[2] لہذا عورت متزوجہ شوہر دار کی جو اولاد ہوگی وہ شوہر سے ثابت النسب ہوگی اور عورت کے اس کہہ دینے سے کہ یہ لڑکی زید کی ہے نسب اس کا شوہر ہندہ سے منتفی نہیں ہوا پس زید سے نسب اس لڑکی کا ثابت نہیں ہے اور زید خالد کا باپ رضاعی نہیں ہے لہذا خالد کا نکاح مسماۃ عائشہ زید کی پوتی سے درست ہے کہ ان میں کوئی وجہ حرمت کی نہیں ہے' کیونکہ لبن زنا سے اولاً حرمت رضاعت مختلف فیہا ہے اور شامی نے کہا کہ زنا وجہ عدم حرمت ہے اور ثانیاً جب کہ ہندہ کی دختر کا نسب شوہر ہندہ سے شرعاً ثابت ہے تو لبن زنا ہونا بھی متحقق نہ ہوا۔[3] فقط

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۵۵۲) محمد کی لڑکی نے حالت رضاع میں محمد کے چچا کی زوجہ کا دودھ پیا ساتھ چچازاد بھائی کے یعنی محمد کا چچازاد بھائی علی محمد اور محمد کی لڑکی مسماۃ مختاور دونوں نے چچا کی زوجہ کا جو کہ علی محمد کی والدہ ہے دودھ پیا' جس کا نام راجن ہے' اتفاق سے میاں محمد نے راجن سے جو چچا کی زوجہ تھی نکاح کر لیا جس کی وجہ سے میاں محمد مسماۃ مختاور اور علی محمد کا باپ ہوا' آیا علی محمد کا نکاح مختاور کی چھوٹی بہن سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) علی محمد کا نکاح مختاور کی چھوٹی بہن سے جو محمد کی زوجہ سابقہ سے ہو صحیح ہے لقول الفقهاء و تحل اخت اخيه رضاعاً و كذا اخت اخته[4] فقط

جس لڑکے کو دودھ پلایا اس کے بھائی سے مرضعہ کی لڑکی کی شادی جائز ہے

(سوال ۱۵۵۳) بکر کی زوجہ نے زید کے لڑکے کو دودھ پلایا' دوسری دفعہ بکر کے لڑکا اور زید کے لڑکی پیدا ہوئی' آیا ان دونوں کا نکاح باہم جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) اس لئے کہ اس سے رضاعت کا رشتہ قائم نہیں ہوا' و يثبت به الخ وان قل الخ امومیه المرضعه للرضيع و يثبت ابوة زوج مرضعه(رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ ' ۵۵۷ ط.س. ج۳ص۲۱۲) ظفیر

(۲) مشکوٰۃ(۳) والو طؤ بشبهه كالحلال قيل و كذا الزناء والا وجه لا فتح (درمختار) وذلك حيث قال و لبن الزنا كالحلال فاذا ارضعت به بنتا حرمت على الزانى وآباء ه و ابناء ه وان سفلوا و فى التجنيس عن الجرجانى و يعم الزانى التزوج بها كالمولودة من الزانى لانه لم يثبت نسبها من الزانى الخ(رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۵ ع ۵۱۶ ط.س. ج۳ص ۲۲۱) ظفیر

(٤) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۱ ط.س. ج۳ص۲۱۷ ' ظفیر

(الجواب) دوسری دفعہ جو زید کے دختر اور بکر کے پسر پیدا ہوا ان دونوں کا نکاح باہم صحیح ہے کما فی کتب الفقہ و تحل اخت اخیہ رضاعاً الخ درمختار [1] فقط

پستان سے پانی منہ میں جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۵۵٤) بکر کی ماں نے زید کو جب وہ ایک سال کا تھا اپنا پستان زید کے منہ میں دیا جب زید نے پستان چوسا تو بکر کی ماں کے پستان میں جلن معلوم ہوئی اس نے زید کو علیحدہ کر کے پستان کو دبایا تو اندر سے پانی نکلا اس پانی کا زید کے حلق میں جانے نہ جانے کا بکر کی ماں کو کچھ علم نہیں ہے اس صورت میں بکر کی ماں زید کی رضاعی ماں ہو سکتی ہے یا نہیں زید کی لڑکی کا نکاح بکر سے جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) باب الرضاع درمختار میں ہے هو مص من ثدی ادمیة ولوبكرًا او ميتة اوايسة [2] الخ اور عالمگیریہ میں ہے دخل فی فم الصبی من الثدی مائع لونه اصفر تثبت حرمة الرضاع لانه لبن تغير لونه [3] الخ اور شامی میں ہے وفی القنية امراة كانت تعطی ثديها صبية واشتهر ذلك بينهم ثم تقول لم تكن فی ثدی لبن حين القمتها ثدی ولم يعلم ذلك الآمن جهتها جاز لا بنها ان يتزوج بهذه الصبية [4] الخ وفی الفتح لو ادخلت الحلمة فی فم الصبی و شكت فی الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك [5] الخ

روایت قنیہ اور فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا اور بچہ کے حلق میں دودھ کا جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اس صورت میں زید کی دختر کا نکاح بکر سے درست ہے۔ فقط

رضاعی پھوپھی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۵۵) زید کی دو بیویاں ہیں ایک کا بکر نے دودھ پیا اور ایک کا زبیدہ نے ایسی حالت میں بکر کے لڑکے کا عقد زبیدہ کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زید بکر اور زبیدہ دونوں کا رضاعی باپ ہے اور دونوں بھائی بہن رضاعی از جانب پدر ہیں، پس زبیدہ بکر کے لڑکے کے رضاعی پھوپھی ہوئی لہذا نکاح ان دونوں میں درست نہیں ہے درمختار میں ہے ویثبت ابوة زوج مرضعته اذا كان لبنها منه له [6] الخ فقط

---

(۱) ایضاً ظفیر ط.س. ج۳ ص ۲۱۷
(۲) الدرالمختار کتاب الرضاع ج ۲ ص ۲۱۲ ط.س. ج۳ ص ۲۰۹ ظفیر
(۳) عالمگیری مصری کتاب الرضاع ج ۱ ص ۳۲۲ ط.ماجدیه ج۳ ص ۳٤٤ ظفیر
(٤) ردالمحتار المعروف بالشامی ج ۲ ص ٥٥٦ کتاب الرضاع، ظفیر
(٥) رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٦ ط.س. ج۳ ص ۲۱۲ ظفیر
(٦) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٧ ط.س. ج۳ ص ۲۱۲ ظفیر

دادی کا جب دودھ پیا تو پھوپھی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں!

(سوال ۱۵۵۶) زید نے اپنی دادی کا دودھ اس وقت پیا ہے، جب کہ اس کی دادی کا لڑکا سوا دو برس کا تھا اور پینے کی یہ حالت ہے کہ دودھ خشک ہو گیا تھا، زید نے اپنی دادی کی چھاتی چوسی دودھ قدرے اتر آیا اور صرف تین چار روز وہ دودھ پیا اب زید چاہتا ہے کہ اپنی پھوپھی کی لڑکی سے جس کا نام ہندہ ہے شادی کروں، پس فرمایئے کہ عقد ہو سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں ہو سکتا تو کیا تدبیر ہے اور اگر شادی کر لیوے تو گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ۔؟

(الجواب) زید نے جب کہ مدت رضاعت میں اپنی دادی کا دودھ پیا اگرچہ دو ایک قطرہ ہی پیا ہو پس زید اپنی دادی کا رضاعی بیٹا ہو گیا اور ہندہ کا رضاعی بھائی ہو گیا پس ہندہ کی دختر زید کی بھانجی ہوئی اور رضاعی بھانجی سے مثل نسبی بھانجی کے نکاح قطعی حرام ہے[1] اور گناہ کبیرہ ہے اور وہ ایسا ہی ہے جیسا اپنی بیٹی بہن اور ماں خالہ وغیرہ سے نکاح کیا جاوے والعیاذ باللہ تعالیٰ لہذا وہ نکاح کسی طرح نہیں ہو سکتا کوئی حیلہ اور تدبیر اس نکاح کے حلال ہونے کی نہیں ہے۔ فقط

جس بچہ نے دادی کی چھاتی چوسی اس کا نکاح چچا کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۵۷) زید نے دو یا پونے دو سال کی عمر میں اپنی دادی کا پستان چوسنا شروع کیا اور دو تین سال تک ہر روز چوستا رہا، اس کی دادی کی عمر اس وقت ستر اسی سال کی تھی اس کے پستانوں میں کسی نے اس وقت دودھ نکلتا نہیں دیکھا اور نہ اس نے کسی کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ میری پستان میں اس وقت دودھ تھا، اب دادی کا انتقال ہو گیا اور نہ اس سے صاف طور سے معلوم کر لیا جاتا، اس صورت میں زید اپنے حقیقی چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر دادی سے دریافت کیا جاتا اور وہ کہتی کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا تو اس کا قول معتبر ہوتا، لیکن جب کہ اس کا انکار ثابت نہیں اور پستان کا برابر منہ میں لینا اور چوسنا محقق ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ اپنے چچا کی لڑکی سے جو کہ اس کی رضاعی بھتیجی ہے نکاح نہ کرے، لیکن قاعدہ کے موافق چونکہ دودھ پیتے دیکھنے کا اور دودھ اترنے اور پستان سے نکلنے کا کوئی گواہ نہیں ہے اور رضاعت بدون دو گواہ کے ثابت نہیں ہوتی، اس وجہ سے زید اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے حکم ایسا ہی ہے[2] اور احتیاط اول صورت میں ہے۔

﴿مسائل رضاعت﴾

(سوال ۱۵۵۸) عورت اگر بلا رضامندی شوہر کے دودھ پلاوے صحیح ہے یا نہیں؟

---

(۱) و يثبت به وان قل الخ امومته المرضعة للرضيع الخ فيحرم منه اى بسببه ما يحرم من النسب (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۹ ط.س. ج۳ص ۲۱۲) ظفير

(۲) فلو التقم الحلمة ولم يدرادخل اللبن فى حلقه ام لا لم يحرم لان فى المانع شكا (درمختار) و فى الفتح لوادخلت الحلمه فى فى الصبى وشكت فى الارتضاع لا تثبت الحرمه بالشك (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۶، ۵۵۷ ط.س. ج۳ص ۲۱۲) ظفير

(الجواب) عورت کو نہ چاہئیے کہ بدوں اجازت شوہر کے کسی کے بچہ کو دودھ پلاوے، لیکن اگر پلاوے گی حرمت رضاعت ثابت ہو جاوے گی۔ [1] فقط

شک کی صورت میں حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟

(سوال ۱۵۵۹) اگر رضاعت مشکوک ہو تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر رضاعت میں شک ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ کذافی الدر المختار [2] فقط

امام شافعیؒ کے یہاں مدت رضاعت!

(سوال ۱۵۶۰) مدت رضاعت مذہب شافعیہ میں کتنی ہے؟

(الجواب) رضاعت کی مدت دو برس یا ڈھائی برس علی اختلاف القولین ہے (امام شافعیؒ کے نزدیک مدت رضاعت صرف دو سال ہے [3] ظفیر)

شہادت نہ ہونے کی صورت میں!

(سوال ۱۵۶۱) جس کے لئے شہادت نہیں وہ مشکوک ہوتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر شہادت رضاعت کی نہ ہو، حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ [4] فقط

نانی کا جس نے دودھ پیا اس کی شادی ماموں کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۶۲) ایک شخص نے اپنی نانی کا دودھ بشمول اپنی ہم عمر خالہ کے پیا ہے، آیا یہ شخص اپنی ماموں کی بنت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں، ماموں عمر میں زیادہ ہے یعنی رشتہ رضاع سے پہلے کا پیدا ہے اور خالہ جو اس وقت رضاعی ہمشیرہ ہے یہ اپنے بھائی سے تیسرے درجہ کی ہے؟

(الجواب) شریعت کا یہ قاعدہ ہے کہ جس عورت کا کوئی بچہ شیر خوار دودھ پیوے اس عورت کی تمام اولاد اس بچہ کی بہن بھائی رضاعی ہو جاتے ہیں تقدم و تاخر کا اعتبار نہیں، اگلی پچھلی اولاد مرضعہ کی سب اس بچہ رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہیں اور اس اعتبار سے والدہ نسبی بھی بہن رضاعی ہو گئی اور ماموں و خالہ سب بھائی بہن رضاعی ہوئے پس ماموں کی دختر سے اس رضیع کا نکاح درست نہیں ہے ولاحل بین رضیعی امرأة لکونهما اخوین وان اختلف الزمن والاب ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها [5] الخ (درمختار) جملہ وان اختلف الزمن سے یہ صاف طور سے ثابت ہے کہ مرضعہ کی پہلی پچھلی اولاد سب رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہیں۔ فقط

---

(۱) يكره للمراة ان ترضع صبيا بلا اذن زوجها الا اذا خافت هلاكه رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ ط.س. ج۳ص۲۱۳) ظفیر

(۲) فلو التقم الحلمة ولم يدر ادخل اللبن في حلقه ام لا لم يحرم(درمختار) لو ادخلت الحلمة في فم الصبی و شكت في الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك(رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۶ '۵۵۷ ط.س. ج۳ص۲۱۲) ظفیر

(۳) ثم مدة الرضاع ثلثون شهرا عند ابی حنيفة وقالا سنتان وهو قول الشافعی (هدایه کتاب الرضاع ج ۲ ص ۳۲۹)

(۴) وانما يثبت بشهادة رجلين او رجل وامراتين الخ (هدایه کتاب الرضاع ج ۲ ص ۳۳۳) ظفیر

(۵) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۱ ط.س. ج۳ص۲۱۷ ' ظفیر

کوئی بیوی کا دودھ بیماری کی وجہ سے پئے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۵۶۳) کسی شخص کو ایسی بیماری ہو گئی کہ بغیر کسی عورت کے دودھ پئے ہوئے اچھا نہیں ہو سکتا تو اس حالت میں اگر وہ شخص اپنی زوجہ کا دودھ پی لے تو جائز اور حلال ہے یا حرام اور دودھ پینے سے نکاح میں کچھ فرق تو نہیں آوے گا ؟

(الجواب) مص رجل ثدی زوجته لم تحرم [۱] کسی مرد نے اپنی زوجہ کے پستان چوسی اور دودھ پیا اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوگی ' درمختار باب الرضاع وفیھا ایضاً ولا یبح الارضاع بعد مدته [۲] یعنی مباح نہیں ہے دودھ پینا بعد مدت رضاع یعنی زمانہ شیر خوارگی کے ان دونوں روایتوں سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی زوجہ کا دودھ پینا مرد کو جائز نہیں ہے اور یہ کہ دودھ پینے سے اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوگی اور تداوی کے لئے اس وقت اس کا استعمال درست ہے کہ اس میں شفا بقول طبیب حاذق مسلمان ثابت ہو اور کوئی دوسری دوا اس کے قائم مقام نہ ہو۔ [۳] فقط

جس لڑکی نے دو سال دس مہینہ کی عمر میں دودھ پیا اس سے شادی جائز ہے

(سوال ۱۵۶۴) زید نے چھ مہینہ کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا تھا اور ایک لڑکی مسماۃ کریمہ نے بھی دو برس دس مہینہ کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا تھا تو زید کا کریمہ سے عقد تزویج درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) مدت رضاعت اڑھائی برس یا دو برس ہے امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اولیٰ ہے [۴] اور صاحبین اور دیگر ائمہ کا مذہب دوسرا ہے بہر حال اڑھائی برس سے زیادہ عمر میں اگر کسی بچہ نے کسی عورت کا دودھ پیا تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ [۵] لہذا اس صورت میں زید کا نکاح کریمہ سے صحیح ہے۔ فقط

رضاعی باپ اور رضاعی بیٹے کی بیوی کے متعلق ابن الہمام کا قول

(سوال ۱۵۶۵) حلیلہ اب وابن رضاعی کو فقہاءؒ حرام تحریر فرماتے ہیں جیسا کہ تمام کتب فقہ میں مذکور ہے ' اور صاحب فتح القدیر اس کے خلاف تحریر فرماتے ہیں چنانچہ فتح القدیر میں ہے و مقتضی الحدیث ان ما کانت اباً من الرضاعة او بنتاً او اختاً او بنت اخ الخ تحرم فاثبات کل حلیلة من الاب والا بن من الرضاعة قول بلا دلیل بل دلیل یفید حلھا وھو قید الاصلاب فی الایة

(الجواب) قوله ما یحرم من النسب معناه ان الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب فشمل زوجة الابن والاب من الرضاع لانھا حرام بسبب النسب فکذا بسبب الرضاع وھو اقول اکثر اھل العلم کذافی المبسوط بحر وقد استشکل فی الفتح الاستدلال علی تحریمھا بالحدیث

---

(۱) ایضاً ص ۵۶۹ ' ج ۲ ' ط.س. ج۳ص۲۲۵ ظفیر (۲) ایضاً ج ۲ ص ۵۵۵ ' ظفیر
(۳) ولا یجوز التداوی بالمحرم الخ(درمختار) قیل یرخص اذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دواء اخر کمار خص للعطشان و علیه الفتوی (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۵ .ط.س. ج۳ص ۵۱۱) ظفیر
(٤) ھو حولان و نصف عنده حولان فقط عندھما ھو الا صح (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٤ .ط.س. ج۳ص۲۰۹) ظفیر (۵) و یثبت التحریم فی المدة فقط(درمختار) اما بعد ھا فانه لا یوجب التحریم (رد المحتا باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۵ .ط.س. ج۳ص ۲۱۱) ظفیر

لان حرمتها بسبب الصهريته لا النسب الخ شامی[1]

اس عبارت نیز تمام کتب فقہ کی عبارت سے حرمت حلیلہ (بیوی) اب ولبن رضاعی کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور مقتضائے نص قرآنی ولا تنكحوا ما نكح ابآء كم[2] الاية بھی یہی ہے باقی امام ہمام ابن الہمام کا استدلال بالحدیث میں استشکال فرمانا از قبیل ابحاث محققین ہے جو بعض دلائل میں وہ فرمایا کرتے ہیں اس سے اصل مسئلہ کا ابطال لازم نہیں آتا علاوہ بریں جب کہ قول اکثر اہل علم کا یہی ہے اور فقہاء نے عموماً محرمات نسبیہ وصہریہ کو رضاعاً بھی حرام فرمایا ہے تو اس صورت میں احوط و ارجح باب حرمت میں قول اکثر فقہاء ہے قال فی الدرالمختار و حرم الكل مما مر تحريمه نسباً و مصاهرة و رضاعاً[3] الا ما استثنى فی بابه فقط

بیوی کا دودھ پینے کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۵۶۶) زید صاحب اولاد نے اپنی زوجہ کا دودھ قصداً پی لیا شرعی مقررہ ایام میں یعنی ایام رضاعت میں یعنی دو برس کے اندر کیا اس صورت میں زید پر وہ زوجہ حرام ہو جاوے گی اور وہ دودھ زید کے لئے حلال تھا یا حرام؟

(الجواب) زید جو کہ صاحب اولاد ہے اس کو یہ کہنا کہ اس نے مدت رضاعت میں دودھ پیا غلط ہے مدت رضاعت میں دودھ پینے کے یہ معنی ہیں کہ دودھ پینے والا بچہ ہو اور اس کی عمر دو برس یا ڈھائی برس سے کم ہو الغرض زید صاحب اولاد نے اگر اپنی زوجہ کا دودھ پی لیا خواہ عمداً خواہ غیر عمداً تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی لیکن عمداً اگر پیا تو گناہ گار ہوا توبہ کرے کیونکہ وہ جز انسان ہے استعمال اس کا بلا ضرورت حرام ہے درمختار میں ہے مص رجل ثدى امراته لم تحرم[4] الخ (ترجمہ) کسی شخص نے اپنی بیوی کا دودھ پی لیا تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی ولم يبح الارضاع بعد مدته لا نه جزء ادمى والا نتفاع به بغيره ضرورة حرام[5] الخ باب الرضاع درمختار۔ فقط

خوشدامن نے داماد سے کہا کہ میں نے تم کو دودھ پلایا ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۵۶۷) زید کی خوشدامن کہتی ہے کہ میں نے تم کو طفلی میں دودھ پلایا ہے زید نے اپنے ساتھ ایک آدمی لیکر پھر دریافت کیا کہ سچ بتاؤ پھر اس نے یہی کہا جب زید نے منکوحہ کو علیحدہ کرنا چاہا تو خوشدامن نے انکار کر دیا کہ میں نے تو غصہ کی حالت میں کہہ دیا تھا اور جھوٹ کہہ دیا تھا اور زید کی والدہ کہتی ہے کہ میں کچھ نہیں جانتی کہ کب دودھ پلایا تھا اب رضاعت ثابت ہے کہ نہیں؟

(الجواب) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ بدون دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی پس صورت مسئولہ میں حجت شرعیہ رضاعت کی موجود نہیں ہے لہذا حکم علیحدگی کا مابین زوجین کے نہ کیا جاوے گا۔[1] فقط

قد تم الجزء الثامن من فتاوىٰ دار العلوم ديوبند

---

(۱) ردالمحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ ط.س.ج۳ص۳۱۳ ظفیر
(۲) سورة النساء ٤ ظفیر (۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۲۳۸ ج ۲ ط.س.ج۳ص۱۳ ظفیر (٤) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضيع ج ۲ ص ۵٦۹ ط.س.ج۳ص۲۲۵ ظفیر (۵) ایضاً ج ۲ ص ۵۵٤ ط.س.ج۳ص۲۱۱ ظفیر
(۱) والرضاع حجته حجة المال وهى شهادة عدلين او عدل و عدلتين لكن لا تقع الفرقة الا بتفريق القاضى لتضمنها حق العبد (درمختار) وما فى شرح الوهبانية عن النتف من انه لا تقبل شهادة المرضعته عند ابى حنيفة واصحابه فالظاهر ان المراد اذا كانت وحدها (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵٦۸ ط.س.ج۳ص۲۲٤) ظفیر

باب اول

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علیہ سید المرسلین و علی آلہ و صحبہ اجمعین

کتاب الطلاق

وقوعِ طلاق کی شرطیں، طلاق کب اور کیوں کردی جائے، اور کس کی طلاق واقع ہوتی ہے کس کی نہیں

عورت کب طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے

(سوال ۱) عورت کس صورت میں طلاق طلب کر سکتی ہے۔

(الجواب) اگر باہم زوجین میں نااتفاقی ہو، اور کوئی صورت موافقت کی نہ ہو، اور حقوق طرفین ادا نہ ہو سکتے ہوں تو عورت طلاق طلب کر سکتی ہے اور خلع کرا سکتی ہے،(۱) لیکن اس میں اختیار عورت کا کچھ نہیں ہے، مرد کو اختیار ہے کہ وہ طلاق دے یا نہ دے اور خلع کرے یا نہ کرے۔(۲)

جب میاں بیوی میں میل نہ ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۲) زوجین میں اتفاق نہیں ہے، کیا ہونا چاہئے۔

(الجواب) شوہر کو چاہئے اتفاق کرے، ورنہ طلاق دے دیوے۔(۳) فقط

صرف دل میں بار بار خیال آنے سے کہ تین طلاق دے دی طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۳) محمد ابراہیم کو ایک دن بے روزگاری کی وجہ سے یہ خیال آیا کہ میری حالت تو ایسی تنگدستی کی ہے اور میں نے اپنے ساتھ اپنی زوجہ کی حالت بھی تباہ کردی، میں نے ناحق اپنی شادی کی، اس کے ساتھ ہی دل میں خیال آیا کہ تین طلاق دے دی لیکن زبان سے کوئی کلمہ نہیں نکالا نہ اس کی نیت طلاق کی تھی، جب یہ خیال دل میں آیا تو فوراً زبان سے استغفار اور لاحول پڑھا، لیکن شیطانی خیال ہے کہ بار بار وہی خیال آتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی مگر زبان سے کوئی کلمہ نہیں نکالتا، کیا اس خیال سے نکاح میں کوئی خلل واقع ہوا یا نہیں۔

(الجواب) حدیث صحیح میں ہے ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدورها ما لم تعمل بها او تتکلم بها رواه الشیخان۔(۴) پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں محمد ابراہیم کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۵)

---

(۱) ولاباس به عند الحاجة للشقاق بعد الوفاق بما یصلح للمهر (در مختار) ای بوجود الشقاق وهو الاختلاف والتخاصم وفی القهستانی عن شرح الطحاوی السنة اذا وقع بین الزوجین اختلاف ان یجتمع اهلهما لیصلحوا بینهما فان لم یصطلحا جاز الطلاق والخلع اه و هذا هو الحکم المذکور فی الآیة (وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهله و حکما من اهلها ان یرید ا اصلاحا یوفق الله بینهما . النساء) رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷٦۷ . ط.س. ج۳ ص ٤٤۱) ظفیر.

(۲) فان خفتم الا یقیما حدود الله فلا جناح علیهما فیما افتدت به تلك حدود الله فلا تعتدوها (البقرة. ۲۹) ظفیر.

(۳) الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسریح باحسان (البقرة. ۲۹) واما سببه فالحاجة الی الخلاص عند تباین الاخلاق و عروض البغضاء الموجبة عدم اقامة حدود الله الخ ویکون واجبا اذا فات الامساك بالمعروف (البحرالرائق کتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۵۳) ظفیر. (٤) مشکوٰۃ باب الوسوسه ص ۱۸ الفصل الاول. ظفیر. (۵) فقد افاد ان رکنه (ای الطلاق) اللفظ الدال علی ازالة حل المحلیة (البحرالرائق) کتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۵۲) وشرعاً رفع قید النکاح الخ به لفظ مخصوص هو ما اشتمل علی الطلاق الخ ورکنه لفظ مخصوص (در مختار) واراد اللفظ ولو حکما لیدخل الکتابة المستبینة واشارة الاخرس الخ (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۰ و ج ۲ ص ۵۷٤ . ط.س. ج۳ ص ۲۷-۲۲٦) ظفیر.

جب بیوی کی خبر گیر نہ کر سکے تو طلاق دینا واجب ہے

(سوال ٤)ایک شخص صاحب ملکیت نے اپنی عورت کو گھر سے الگ کر دیا ہے، خرچ بھی کچھ نہیں دیتا، اب وہ نہایت مصیبت سے زندگی کے دن کاٹ رہی ہے، شخص مذکور نے اپنی ملکیت بھی دوسرے کے نام کر دی ہے، اس لئے بذریعہ عدالت انگریزی بھی کچھ چارہ جوئی نہیں ہو سکتی، اب وہ عورت اس بے کسی کی حالت میں طلاق لینے کی مستحق ہو سکتی ہے یا بدستور اس فاقہ کشی اور بے کسی میں مبتلا رہ کر جان بحق تسلیم ہو جائے، اگر کوئی صورت طلاق کی نکل سکے تو تحریر فرماویں۔

(الجواب)اس صورت میں بے شک شوہر کے ذمہ لازم ہے کہ جب کہ وہ امساک بالمعروف نہیں کرتا اور اپنی زوجہ کو نفقہ نہیں دیتا اور اس کے حقوق ادا نہیں کرتا تو اس کو طلاق دے دے، اور اس مصیبت سے اس کو خلاصی دیوے، قال اللہ تعالیٰ فامساك بمعروف او تسريح باحسان۔(۱) در مختار میں ہے ويجب لو فات الا مساك بالمعروف الخ ۔(۲) پس معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں شوہر مجبور کیا جاوے گا طلاق دینے پر(۳) لیکن عورت خود بلا طلاق شوہر کے اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہو سکتی اور تفریق نہیں کرا سکتی، قال في الدر المختار ولا يفرق بينهما بعجزه عنها الخ ولا بعدم ايفائه الخ حقها الخ۔(۴)

آواز کا پردہ نہ کرے تو طلاق دی جائے یا نہیں

(سوال ٥)ایک شخص کی زوجہ نماز تو پڑھتی ہے لیکن محبت سے نہیں پڑھتی، اور نامحرم سے آواز کا پردہ نہیں کرتی، ایسی بیوی کو شوہر طلاق دے یا کیا کرے۔

(الجواب)ایسی عورت کو طلاق دینے کا حکم نہیں ہے،(۵) شوہر کے ذمہ اتنا ہی ہے کہ اس کو نصیحت کرتا رہے، اور وہ نماز پڑھتی ہے اسی کو غنیمت سمجھے، نماز پڑھتے پڑھتے محبت بھی ہو ہی جائے گی، زیادہ تشدد نہ کرے، اور آواز کا ایسا کھ پردہ نہیں ہے، بلکہ بضرورت بولنا غیر محرم سے درست ہے، کذا فی الشامی۔(۶) فقط۔

بیوی متبع شریعت نہ ہو تو طلاق دینا کیسا ہے

(سوال ٦)اگر کوئی عورت باوجود ہر قسم کی فہمائش کے اپنے اخلاق اعمال درست نہ کرے، اور کفر و شرک کی رسوم اور باتوں کو نہ چھوڑے، اور اس کا شوہر متبع شریعت ہے، اور اس کو اپنی عورت سے محض اسی بناء پر رنج رہتا ہے تو کیا وہ طلاق دے سکتا ہے۔

---

(۱) البقرہ ۲۹ ظفیر (۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ ط.س. ج۳ص۲۲۹ ظفیر (۳) و لذا قالوا اذا فاته الا مساك بالمعروف ناب القاضی منا به فوجب التسريح باحسان (البحر الرائق کتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۵۵) ظفیر (٤) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۰۳ مطلب فسخ النكاح بالعجز عن النفقة ط.س. ج۳ص ۵۹۰ ظفير (٥) الا صح خطره الا لحا جة الخ بل يستحب لو موذية او تاركة صلاة ومفاده لا اثم بمعاشرة من لا تصلي (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ ط.س. ج۳ص۲۲۷) ظفیر
(٦) خلا الوجه والكفين الخ وصوتها على الراجح (در مختار) قوله صوتها معطوف على المستثنى يعني انه ليس بعورة الخ فانا نجيز الكلام مع النساء للاجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذلك ولانجيز لهن رفع اصواتهن وتمطيطها ولا تليينها الخ (رد المحتار باب شروط الصلوة مطلب في ستر العورة ج ۱ ص ۳۷٦ ط.س. ج۱ص۴۰۵) ظفیر

(الجواب) طلاق دینا ایسی صورت میں واجب نہیں ہے، لیکن اگر طلاق دیوے درست ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کو سمجھاتا رہے اور طلاق نہ دیوے۔(۱)

جان کے خوف سے طلاق دی گئی اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۷) ایک شخص نے اپنے بھائی کو مارا کہ تو اپنی زوجہ کو طلاق دے دے، اس نے جان کے خوف سے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ عند الحنفیہ اکراہ سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، کذا فی الدر المختار۔(۲) فقط

طلاق شرعی اور بدعی میں فرق ہے یا نہیں

(سوال ۸) طلاق شرعی اور بدعی، غیر شرعی کی تعریف حسب تشریح فقہاء کیا ہے، اور دونوں کا حکم ایک ہے یا فرق ہے، اس پر ایک بنگالی مولوی نے یہ جواب لکھا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر تین طلاق بدعی ہوں تو حلالہ کی ضرورت نہیں، تجدید نکاح کافی ہے۔ اس پر حضرت مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

(الجواب) اقول قال فی الدر المختار والبدعی ثلاث متفرقة او ثنتان بمرة او مرتين فی طهر واحد لا رجعة فيه الخ قال شارحه العلامة الشامی قوله ثلث متفرقة وكذا بكلمة واحدة بالا ولى وعن الا مامية لا يقع بلفظ الثلث ولا فی حالة الحيض لانه بدعة محرمة وعن ابن عباس ؓ يقع به واحدة الخ وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الیٰ انه يقع ثلث (الی ان قال) وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحاً بايقاع الثلث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال (۳) الیٰ آخر ما نقل عن الكمال ابن الهمام صاحب فتح القدير فعلم ان الطلاق البدعی ايضاً واقع ومن طلقت ثلثا بالطلاق البدعی فقد حرمت علی الزوج بالحرمة الغليظة حتیٰ لا تحل له حتی تنكح زوجاً غيره كما قال الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له حتیٰ تنكح زوجاً غيره (۴) فهذه الآية باطلا قها تدل علیٰ ان المطلقة الثلاثة بای وجه كان لا تحل للزوج الاول حتیٰ تنكح زوجاً غيره هذا فقط.

---

(۱) وقولهم الا صل فيه ای فی الطلاق الحظر معناه ان الشارع ترك هذا الاصل فاباحه بل يستحب لو موذية او تاركة صلاة ومفاده ان لا اثم بمعا شرة من لا تصلی (الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ و ج ۲ ص ۵۷۲ ط.س. ج۳ص۲۲۹) لا يجب علی الزوج تطليق الفاجرة ولا عليها تسريح الفاجر الا اذا خافا ان لا يقيما حدود الله فلا باس ان يتفرقا (ايضاً فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۴۰۲ ط.س. ج۳ص ۵۰) ظفير.

(۲) ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو عبدا اومكرها فان طلاقه صحيح لا اقراره با لطلاق (در مختار) وفی البحر ان المراد الا كراه علی التلفظ بالطلاق فلو اكره علی ان يكتب طلاق امرأ ته فكتب لا تطلق (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص۲۳۵) ظفير.

(۳) رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ و ج ۲ ص ۵۷۷ ط.س. ج۳ص۳۳-۲۳۲. ظفير.

(۴) سورة البقره. ۲۹. ظفير.

جو بیوی اپنے شوہر کے باپ کی عزت نہ کرے اور باپ اپنے بیٹے سے طلاق کو کہے تو کیا کرنا چاہئے

(سوال ۹) میری عورت میرے والد صاحب کی بہت بے عزتی کرتی ہے، والد مجھے مجبور کرتا ہے کہ تم دوسری شادی کرو، اور اس عورت کو طلاق دے دو، چھ ماہ سے میں نے اس کو نکال دیا ہے، اپنے بھائی کے پاس رہتی ہے، میں کچھ خرچ وغیرہ اس کو نہیں دیتا، اگر طلاق دے دوں تو والد میرا مجھ سے خوش ورنہ ناراض اور عورت زبان درازی سے ہرگز باز نہیں آتی، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے، اور طلاق دینے کی کیا ترکیب ہے۔

(الجواب) ایسی حالت میں طلاق دینا درست بلکہ مناسب ہے، (۱) اور طلاق دینے کی اچھی صورت یہ ہے کہ جب وہ عورت پاک ہو، یعنی اس کو حیض نہ آتا ہو اس وقت اس کو طلاق دے دی جاوے، یعنی اس طرح اس عورت سے کہہ دیا جاوے کہ میں نے تجھ کو ایک طلاق دی۔ (۲) فقط۔

انگریزی لباس کی وجہ سے طلاق ضروری نہیں

(سوال ۱۰) ایک عورت انگریزی لباس پہنتی ہے، اگر وہ انگریزی لباس کو نہ چھوڑے تو اس کو طلاق دینا لازم ہے؟ یا کیا۔

(الجواب) اس وجہ سے طلاق نہ دینا چاہئے۔ (۳)

پاگل کی طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال ۱۱) ایک شخص ہے اگر اس کی پیشانی پر کسی نے ہاتھ رکھ دیا تو کہتا ہے کہ اس نے میرے اوپر جادو کر دیا، اور اگر اس کے سامنے پانی ڈال دیا تو کہتا ہے کہ جادو کر دیا، اس کے گھر والوں نے میلاد کرایا تو کہتا ہے دیکھو جادو کر دیا، اگر اس کی عورت کو اس کے پاس لایا جاتا ہے تو اس کو کھانے پینے کو بالکل نہیں دیتا، اگر اس کی عورت کے سامنے کتا، بلی نکل جاوے تو عورت کو مار پیٹ کرتا ہے اور رات کو چارپائی پر سجدہ کرتا رہتا ہے اور نماز بھی چارپائی پر پڑھتا ہے، اگر کوئی چیز آسمان میں نظر آتی ہے تو کہتا ہے دیکھو جادو آیا، اور گھر والوں کو مارتا ہے، آیا شخص مذکور دیوانہ ہے یا نہیں اگر اس کو دیوانہ کہیں گے تو اس کی طلاق پڑے گی یا نہیں۔

(الجواب) ایسی باتیں وہمی بھی کہہ سکتا ہے، لہذا محض ان باتوں کی وجہ سے اس کو مجنون نہ کہیں گے، اور اگر جملہ حرکات وافعال سے اس کا مجنون ہونا اور دیوانہ ہونا لوگوں کو معلوم ہو تو اس وقت اس کو مجنون اور دیوانہ کہیں گے اور شریعت میں مجنون اور دیوانہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، (۴) اور جو مجنون نہ ہو محض وہمی اور کم عقل ہو، اس کی طلاق

---

(۱) وایقاعه ای الطلاق مباح الخ بل یستحب لو موذیة (در مختار) قوله لو موذیة اطلقه فشمل الموذیة له او لغیره بقولها او بفعلها (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ وج ۲ ص ۵۷۲ ط.س. ج۳ص ۲۲۹) ظفیر.

(۲) ورکنه لفظ مخصوص خال عن الا ستثناء طلقة رجعیة فقط فی طهر لا وطئ فیه وترکها حتی تمضی عدتها احسن (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷٤ وج۲ ص ۵۷۵ ط.س. ج۳ص ۳۱-۲۳۰) ظفیر.

(۳) قیل الا صح حظره ای منعه الا لحاجة الخ ومفاده ان لا اثم بمعاشرة من لا تصلی (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ وج ۲ ص ۵۷۲ ط.س. ج۳ص ۲۲۷) لباس اگر ساتر (پردہ پوش) ہے تو اس میں کوئی مخصوص تراش خراش منصوص نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے باہمی تعلقات بگاڑ لئے جائیں۔ ظفیر.

(٤) لا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده والمجنون الخ والصبی ولو مراهقاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ وج۲ ص ۵۸٦ ط.س. ج۳ص ٤۳-۲٤۲) ظفیر.

واقع ہو جاتی ہے(۱) قال علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع القلم عن ثلثۃ وعدمنھم المجنون الحدیث(۲)

بیوی کو نفرت ہو تو طلاق دے دینے میں گناہ نہیں ہے

(سوال ۱۲) شوہر اپنی بیوی سے جس قدر محبت کرتا ہے، بیوی اسی قدر نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور بھاگتی ہے، اور سرزنش کرنے پر دن بدن رنجش بڑھتی جاتی ہے، تو اگر شوہر طلاق دے دے تو اس کو گناہ ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ یکجائی بود و باش اور باہمی اتحاد کی کوئی صورت نہیں تو مرد طلاق دے سکتا ہے، اس معاملہ میں اس کے ذمہ کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ یہی شکل بہتری کی ہے،(۳) فقط۔

صرف تحریر طلاق سے بھی طلاق ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳) کریم گوجر نے عورت مدخولہ منکوحہ خود کو تحریری طلاق لکھوا کر دی مگر زبانی کچھ نہیں کہا، طلاق اس صورت میں واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) تحریری طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے، خود لکھ دے یا کسی سے لکھوا دے اس سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ کذا فی الشامی۔ فقط۔(۴)

صرف خیال کے تسلط سے طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال ۱۴) ایک شخص کو خیال قلبی پیدا ہوا کہ اگر بکر سے بولوں تو میری زوجہ کو تین طلاق، اب اس کی یہ حالت ہے کہ جب سانس لیتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ "طلاق دی" نکل رہا ہے، تھوک نکلتے اور لقمہ نگلتے زبان سے یہ آواز محسوس ہوتی ہے کہ "طلاق دی" کہہ رہا ہے، آیا کسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس واقع میں کسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، اور محض لفظ "طلاق دی" بر سبیل تذکرہ کہنے سے جب کہ اس کی نیت اپنی زوجہ کو طلاق دینے کی نہ ہو، طلاق واقع نہیں ہوتی، (سوال میں جتنے الفاظ ہیں وہم پر دلالت کرتے ہیں، اور خیال ووسوسہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی، ظفیر)

محض خیال پیدا ہونے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۱۵) اگر کسی شخص کو محض خیال قلبی پیدا ہوا کہ اگر میں دوسری شادی کروں تو اس پر تین طلاق، اس صورت میں دوسری زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اس عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی۔(۵) فقط۔

---

(۱) یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبد ا او مکرھا او سفیھا خفیف العقل (ایضا ج ۲ ص ۵۸۲. ط.س. ج۳ص۲۳۵) ظفیر. (۲) مشکوۃ باب الخلع والطلاق فصل ثانی ص ۲۸۴ وسنن ابن ماجہ باب طلاق المعتوہ ص ۱۴۸. ظفیر.
(۳) فی القھستانی عن شرح الطحاوی السنۃ اذا وقع بین الزوجین اختلاف ان یجتمع اھلھما لیصلحوا بینھما فان لم یصطلحا جاز الطلاق والخلع (رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۶۷. ط.س. ج۳ص۴۴۱) بل یستحب (الطلاق) لو موذیۃ (در مختار) اطلقہ فشمل الموذیۃ لہ او لغیرہ بقولھا او بفعلھا (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲. ط.س.ج۳ص۲۲۹) ظفیر. (۴) کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقا (در مختار) لو قال للکاتب اکتب طلاق امراتی کان اقرارا بالطلاق وان لم یکتب (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹. ط.س. ج۳ص۲۴۶) ظفیر. (۵) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست بہ صدورھا مالم تعمل بہ او تتکلم متفق علیہ (مشکوۃ باب الوسوسہ فصل اول ص ۱۸ ورکنہ ای رکن الطلاق لفظ مخصوص (در مختار. ط.س. ج۳ص۲۳۰) ھو ما جعل دلالۃ علی معنی الطلاق من صریح او کنایۃ الخ واراد اللفظ ولو حکما (رد المحتار. ط.س. ج۳ص۲۳۰ کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۴) لو کرر مسائل الطلاق بحضرۃ زوجتہ ولا ینوی لا تطلق الخ (البحر الرائق کتاب الطلاق ج۳ ص ۲۷۸ (فتاوی شامی. ط.س. ج۳ص۲۹۳) ظفیر.

اس کہنے سے طلاق نہیں ہوئی کہ "طلاق دلانا چاہتی ہو"

(سوال ۱۶) اگر شوہر اپنی زوجہ کو صرف یہ لفظ کہے "کیا طلاق دلانا چاہتی ہو" تو اس کہنے سے اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اس قدر شوہر کے کہنے سے کہ کیا طلاق دلانا چاہتی ہو، طلاق واقع نہیں ہوتی، هكذا في عامة كتب الفقه۔(۱)

مرد کی طرح عورت مرد کو چھوڑ کر دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۷) جس طرح مرد کو اختیار ہے کہ اپنی زوجہ کو بلا حصول اس کی رضاء کے بذریعہ طلاق اپنی زوجیت سے خارج کر سکتا ہے، اسی طرح عورت بھی مرد کی بدکاری وغیرہ سے مجبور ہو کر بلا حصول اس کی رضامندی کے شرعاً اس کی زوجیت سے علیحدہ ہو کر نکاح ثانی کر سکتی ہے۔

(الجواب) طلاق کا اختیار شریعت سے مرد کو ہی دیا گیا ہے، عورت کو یہ اختیار نہیں دیا گیا، حدیث الطلاق لمن اخذ الساق (۲) وغیرہ اس پر شاہد ہیں اور آیت الرجال قوامون علی النساء(۳) وغیرہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے، اس لئے حنفیہ کا مذہب مفتی بہ یہ ہے کہ عورت باختیار خود علیحدگی نہیں کر سکتی، البتہ بصورت ناموافقت و عدم ادائے حقوق مرد کو شرعی حکم یہ ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو کالمعلقہ نہ چھوڑے بلکہ یا خبر گیری کرے ورنہ طلاق دے دیوے (۴) اور حاکم شوہر کو اس پر مجبور کر سکتا ہے(۵) فقط۔

عورت کی غیر موجودگی میں طلاق دینے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اس کی عدم موجودگی میں طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ طلاق دینے کے وقت عورت کا سامنے ہونا اور پاس ہونا ضروری نہیں ہے۔

مذاق سے جو تین طلاق دی ہے اس کے بعد رجعت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۹) زید کے دوست نے زید سے زید کی بی بی کے بارہ میں مذاق کیا، زید نے مذاقاً تین دفعہ یہ کہہ دیا کہ طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، مولوی عبداللہ ٹونکی نے فتویٰ دیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی دوسرے ایک مولوی نے فتویٰ دیا کہ طلاق واقع ہوگئی، لیکن رجوع کر سکتے ہو، چنانچہ زید نے رجوع کر لیا، اور جس وقت زید نے لفظ طلاق کہا تھا، اس کی نیت طلاق نہ تھی، بلکہ مذاقاً کہا تھا، اور زید نے مشکوٰۃ کے ترجمہ کو دیکھا، اس میں لکھا ہے کہ زمانہ

---

(۱) اس کے لئے دیکھئے اوپر والا حوالہ۔ ط.س. ج۳ ص ۲۳۰۔ ظفیر ۱۲۔
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ وابن ماجه ص ۱۵۱ .ط.س. ج۳ ص ۲۴۲ . ظفير
(۳) سورة النساء. ۶. اس کے علاوہ یہ آیت بھی سامنے رکھی جائے اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف او سرحوهن بمعروف (بقره) اس سے معلوم ہوا کہ حق طلاق صرف مرد کو ہے، ظفیر۔
(۴) ويجب اى الطلاق لو فات الا مساك بالمعروف (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ .ط.س. ج۳ ص ۲۲۹) ظفير۔
(۵) ولذا قالوا اذا فاته الا مساك بالمعروف ناب القاضى منا به فوجب التسريح بالاحسان (البحر الرائق كتاب الطلاق ج۳ ص ۲۵۵) ظفير۔

رسول اللہ ﷺ میں تین بار کہنے سے ایک بار سمجھا جاتا تھا، اس لئے رجوع جائز ہے، اور یہ ہی حال حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے زمانہ تک رہا، آیا شرعاً رجوع کرنا زید کو صورت مسئولہ میں جائز ہے۔

(الجواب) چونکہ پہلے سے ذکر زید کی زوجہ ہی کا تھا، لہٰذا لفاظ مذکورہ سے زید کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی، اور صریح الفاظ میں نیت کی ضرورت نہیں ہے اور اضافت صریح کی بھی حاجت نہیں ہے (۱) بلکہ قرائن سے واضح ہے کہ زید اپنی زوجہ ہی کی نسبت کہہ رہا ہے کہ طلاق دی الخ اور تین بار لفظ طلاق کہہ کر رجوع کرنا درست نہیں ہے، اور نکاح بدوں حلالہ کے جائز نہیں، کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجا غیرہ، (۲) اور اجماع صحابہ اس پر ہو گیا ہے کہ مطلقہ ثلثہ سے اگرچہ بلفظ واحد ہو، بدوں حلالہ نکاح درست نہیں، فقط۔ (۳)

بخار کی مدہوشی میں طلاق دینے سے طلاق ہوگی یا نہیں

(سوال ۲۰) ایک شخص کی نسبت محلّہ والے یہ دعوے کر رہے ہیں کہ دو تین برس ہو چکے کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے دی ہے، پھر اس مطلقہ کو گھر میں رکھ کر بودوباش کر رہا ہے اور وہ شخص بہت دنوں سے بیمار تھا، طلاق کے وقت بھی اس کو بخار لاحق تھا، بعض شاہد یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ طلاق دینے کے وقت بخار کی شدت سے کانپ رہا تھا، دوسرے روز جب اس سے پوچھا گیا کہ تم نے کیوں طلاق دی تو جواب دیا کہ میں نے کیا کہا اور کیا کیا مجھے کچھ بھی معلوم نہیں میں بخار کی وجہ سے مدہوش ہو گیا تھا، اب قول اس کا معتبر ہو گا یا نہیں، سوال یہ ہے کہ تین برس تک شہادت نہ دینا اور طلاق کو ظاہر نہ کرنا بلکہ اس کی ساتھ مواکلت و مشاربت کرتے رہنا، اب طلاق کو ثابت کرتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) ویجب الاداء بلا طلب لو الشهادة فی حقوق اللہ تعالیٰ ومتی آخر شاهد الحسبة شهادته بلا عذر فسق فترد کطلاق امراة الخ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ گواہان طلاق کا بلا عذر تاخیر شہادت کرنا موجب فسق و ردّ شہادت ہے، لہٰذا اس صورت میں گواہوں کی گواہی معتبر نہ ہو گی، اور شوہر جب کہ منکر ہے طلاق سے یا یہ کہتا ہے کہ مجھ کو یاد نہیں ہے تو اس صورت میں طلاق ثابت نہ ہو گی۔ (۵)

---

(۱) ویقع بها ای بهذه الا لفاظ وما بمعنا ها من الصریح الخ فلا فرق بین عالم وجاهل (در مختار) ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه (رد المحتار باب الصریح ج۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص۲۴۸) والحاصل ان قولهم الصریح لا یحتاج الی النیة (البحر الرائق کتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۷۸) ظفیر. (۲) سورة البقرہ. ۲۹. ظفیر. (۳) والبدعی ثلاث متفرقة وکذا بکلمة واحدة بالا ولی الخ وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث الخ وقد ثبت النقل عن اکثرهم صریحا بایقاع الثلث ولم یظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ وج ۲ ص ۵۷۷ ط.س. ج۳ص۳۳-۲۳۲) وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتین فی الا مة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها اویموت عنها (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۵۰۱ طبع ماجدیه ج۱ ص۴۷۳) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ج ۴ ص ۵۱۴. ظفیر.

(۵) لا یقع طلاق المولیٰ علی امرا ة عبده الخ والمجنون والمعتوه المغمی علیه والمدهوش والنائم (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ و ج ۲ ص ۵۸۶ ط.س. ج۳ص۴۳-۲۴۲) ولا یقع طلاق الصبی وان یعقل والمجنون والنائم والمبرسم والمغمی علیه والمدهوش هکذا فی فتح القدیر عالمگیری مصری ج ۱ ص ۳۷۶. ط. ماجدیہ ج۱ ص۳۵۳) ظفیر

حالت حیض کی طلاق واقع ہوتی ہے اور رجعت کر سکتا ہے بلکہ واجب ہے

(سوال ۲۱) اگر کسے زوجہ خود را در حالت حیض طلاق دہد واقع شود یا نہ ورجوع تواند کرد یا نہ۔

(الجواب) طلاقش واقع شود ور جعتش واجب است، اگر ایک دو طلاق دادہ است و در طلقات ثلثہ آں زن مغلظہ می شود، بدوں حلالہ نکاح باو جائز نیست، در مختار میں ہے، او واحدة فی حیض موطوٴة الخ وتجب رجعتها علی الاصح فيه ای فی الحيض رفعاً للمعصية الخ ۔(۱)

باپ نے طلاق نامہ لکھا بیٹے نے دستخط کیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۲) شخصے بر پسر خود خشم گرفتہ گفت کہ زوجہ خود را طلاق بدہ یا باوے بر جائے دیگر برو پسر گفت کہ شما طلاق نامہ نوشتہ طلاق دہند، پدر طلاق نامہ نوشتہ پسرے داد کہ بروے دستخط کن، پسر طلاق نامہ خواندہ بر آں دستخط کرد، واز زبان ہیچ نگفت بعد چند روز پسر می گوید کہ من جبراً واکراہاً بر طلاق نامہ دستخط کردہ بودم۔

(الجواب) دریں صورت طلاق واقع شود کہ طلاق مکرہ ہم واقع است کذا فی الدر المختار (۲) وفی الحدیث ثلاث جدهن جد وهزلهن (۳) جد الحدیث (لیکن صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہ ہوئی، اس لئے اکراہ اور زبردستی زبان سے کہلوا دینے سے تو طلاق واقع ہوتی ہے زبردستی لکھوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، فقہاء نے صراحت کی ہے وفی البحران المراد الا کراه علی التلفظ بالطلاق فلو اكره علی ان یکتب طلاق امرأ ته فکتب لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا کذا فی الخانیه دیکھئے رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹. ظفیر.)

بلا اجازت بیوی کہیں چلی جائے تو اس کو طلاق دینا کیسا ہے

(سوال ۲۳) ایک عورت بلا اجازت اپنے شوہر کے اپنے بہنوئی کے ساتھ چلی گئی تو شوہر کو طلاق دینا واجب ہے یا نہ۔

(الجواب) طلاق دینا واجب نہیں، لیکن اگر طلاق دے گا واقع ہو جاوے گی۔(۴)

عورت نے کہا کہ میں نے شوہر سے قطع تعلق کر لیا میں اس کی بہن وہ میرا بھائی اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۴) مطیع اللہ خان اور ان کی زوجہ زمرد بیگم دس بارہ برس سے خانگی معاملات پر ناچاقی ہو کر مسماۃ والدین کے گھر رہنے لگی، مطیع اللہ خان اس کو لینے اور رضا مند کرنے کی غرض سے گئے، مگر مسماۃ رضا مند نہیں ہوئی، اور یہ کہا کہ آج کے دن سے ہم نے اپنا تعلق مطیع اللہ خان سے قطع کر دیا، آج سے میں ان کی بہن وہ میرے بھائی ہیں، آیا عورت کو یہ حق ہے کہ وہ مرد کو چھوڑ دے اور تعلق قطع کر دے اور عورت اس صورت میں مہر پانے کی مستحق

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردا لمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷٦ .ط.س. ج۳ص۲۳۳ ظفیر.

(۲) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل الخ ولو عبدا اومکرها فان طلاقه صحیح ای طلاق المکره (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ .ط.س. ج۳ص ۲۳۵) ظفیر. (۳) مشکوٰة باب الخلع والطلاق ص ۲۸٤۔ آگے ان تین کی صراحت ہے النکاح والطلاق والرجعة (ایضاً) ظفیر. (٤) ومفاده ان لا اثم بمعا شرة من لا تصلی (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ .ط.س. ج۳ص ۲۲۹) لایجب علی الزوج تطلیق الفاجرة (ایضاً فصل فی المحرمات ج ۲ ص ٤٠٢ .ط.س. ج۳ص ۵۰) ظفیر.

ہے یا نہیں۔

(الجواب) عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ باختیار خود اپنا تعلق زوجیت اپنے شوہر سے منقطع کرلیوے، طلاق دینے اور قطع تعلق کرنے کا اختیار شرعاً شوہر کو ہے کما ورد "الطلاق لمن اخذ الساق" رواہ ابن ماجہ (۱) پس قول عورت کا لغو ہے، اس سے قطع تعلق نہیں ہوا اور طلاق واقع نہیں ہوئی، اور مہر مئوجل کا مطالبہ عورت بعد طلاق یا موت کے کرسکتی ہے، اور ابھی چونکہ طلاق واقع نہیں ہوئی اور زوجین زندہ ہیں تو عورت مطالبہ ادائے مہر مئوجل کا نہیں کرسکتی۔(۲) فقط۔

خدا کی قسم اس کو کبھی نہیں رکھوں گا کہنے سے طلاق نہیں پڑی

(سوال ۲۵) زید نے اپنی منکوحہ کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور یہ الفاظ کہے مجھ کو خدا کی قسم اس عورت کو میں کبھی نہیں رکھوں گا، چنانچہ عرصہ چار سال کا ہو گیا کہ نان و نفقہ نہیں دیا، تو زید کے ایسے صاف الفاظ ہوتے ہوئے بھی کیا اس کی نیت بابت طلاق دریافت کی جاوے گی یا کیا۔

(الجواب) اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور نیت کے دریافت کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے ؛ کیونکہ صیغہ استقبال میں اگر صریح الفاظ طلاق کے ساتھ بھی تکلم کرلے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی مثلاً اگر یوں کہے کہ خدا کی قسم میں تجھ کو یا اس کو طلاق دے دوں گا، تو اس سے بھی طلاق نہیں پڑتی، کذا فی العالمگیریہ۔(۳)

والدین کے کہنے سے نکاح کر لیا مگر پسند نہیں اب طلاق دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۶) ماں باپ نے لڑکے کا نکاح کیا اور لڑکا ناراض ہے کہ یہاں نہ کرو، اب ان دونوں میں ناراضی رہتی ہے، اب اگر یہ طلاق دیوے تو کچھ مواخذہ تو نہیں ؟

(الجواب) بہتر یہ ہے کہ ماں باپ کی اطاعت کرے طلاق نہ دے ،(۴) لیکن اگر موافقت کی کوئی صورت نہ ہو تو طلاق دینا جائز ہے کچھ مواخذہ اس میں نہیں ہوگا۔(۵)

زبردستی نکال دینے کی وجہ عورت اپنے باپ کے گھر آگئی تو یہ طلاق کی وجہ نہیں ہوسکتی

(سوال ۲۷) اگر کوئی شخص اپنی بیٹے کی بیوی کو مار کر باہر نکال دے اور جہاں وہ رہتی ہو، وہاں تالا لگادے اور عورت مذکور والدین کے مکان پر آجائے تو یہ عورت قابل طلاق ہے یا نہیں بوجہ نکلنے کے، اور نکاح سے باہر ہوجاتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) سنن ابن ماجہ باب طلاق العبد ص ۱۵۱، اس کے الفاظ یہ ہیں انما الطلاق لمن اخذبا لساق. شامی ج۳ ص ۲۴۲، ظفیر.
(۲) الا التاجيل الطلاق او موت (در مختار) فالمختار انه لا يطالب بالمهر المتوجل الى الطلاق (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۳ ط سعید کمپنی ۱۴۴)ظفیر. (۳) بخلاف قوله كنم لانه استقبال فلم يكن تحقيقا بالتشكيك وفي المحيط لو قال بالعربية اطلق لا يكون طلاقا الا اذا غلب استعماله للحال فيكون طلاقا (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۱۰) ظفیر.
(۴) عن ابی الدرداء قال اوصانی رسول الله صلى الله عليه وسلم بتسع لا تشرك بالله شيئاً واطع والديك وان امراك ان تخرج من دنياك فاخرج لهما (الادب المفرد باب بر والديه ما لم يكن معصية) ظفیر.
(۵) وايقاعه مباح اى ايقاع الطلاق وقيل الا صح حظره الا لحاجة (در مختار۲۲۷) لما فيه من كفر ان نعمة الناكح (رد المحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۵۷۱ ط.س.ج۳ ص۲۲۸)ظفیر.

(الجواب) جب کہ یہ مجبوری باہر نکلی اور اپنے والدین کے گھر گئی تو اس وجہ سے وہ عورت نافرمان اور ناشزہ شرعاً نہیں ہوئی، لہٰذا اس وجہ سے مستحق طلاق کی نہیں ہے(۱) اور اس نکلنے کی وجہ سے اس پر طلاق نہیں ہوئی۔(۲) فقط۔

ایک طلاق کے بعد دوسری تیسری طلاق کب دی جائے

(سوال ۲۸) بار اول طلاق دینے کے بعد دوسری و تیسری طلاق دینے کے لئے کتنے وقفہ کی ضرورت ہے۔

(الجواب) زوجہ مدخولہ کے لئے طریقہ طلاق سنی کا یعنی موافق سنت کے یہ ہے کہ اس کو تین طلاق تین طہر میں دی جاویں، لیکن اگر ایک دفعہ میں تین طلاق دے دے گا تب بھی تینوں طلاق واقع ہو جاویں گی، اور اس طرح طلاق دینے والا مرتکب فعل خلاف سنت کا ہوگا،(۳) فقط۔

بیمار کی طلاق بھی واقع ہوتی ہے

(سوال ۲۹) ایک شخص مریض نے کسی وجہ سے اپنی زوجہ کو گواہوں کے روبرو تین طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں، دوبارہ اس کو رکھ سکتا ہے یا نہ۔

(الجواب) اس صورت میں تین طلاق واقع ہوگئی (۴) اور بدوں حلالہ کے شوہر اول اس عورت مطلقہ کو نکاح میں نہیں لا سکتا۔(۵) فقط۔

غصہ میں بلا نیت کہا تم کو سو طلاقیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۰) ایک شخص نے تکرار میں اپنی زوجہ کو کہا میں نے تم کو سو طلاقیں دی، اب وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے غصہ کی حالت میں بلا نیت طلاق یہ الفاظ کہے تھے تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) صریح طلاق میں نیت کی ضرورت نہیں ہے، بدون نیت کے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔(۶) اور غصہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے بلکہ ظاہر ہے کہ اکثر غصہ ہی سبب طلاق دینے کا ہوتا ہے، اور بعض کنایات میں فقہاء کا حالت غضب کو قرینہ وقوع طلاق کا بلا نیت کے کرنا اس کی دلیل کافی ہے، اور شامی میں غایہ حنبلیہ سے

---

(۱) فتجب (ای النفقة) الزوجة علی زوجها الخ ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی و کذا اذاطالبها ولم تمنع (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۸۹ ط.س.ج۳ص ۵۷۲) اس سے معلوم ہوا کہ جب اس نے خود نکال دیا تو عورت کا کوئی گناہ نہیں وہ بے قصور ہے، لہذا بلا کسی وجہ کے طلاق منع ہے الا صح حظره ای منعه الا لحاجة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ ط.س.ج۳ص ۲۲۷) ظفیر۔

(۲) الطلاق شرعاً رفع قید النکاح الخ بلفظ مخصوص هوما اشتمل علی الطلاق (در مختار) ای علی مادة ط، ل، ق، صریحا او کنایة (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ ط.س.ج۳ص ۲۲۶) ظفیر۔

(۳) اما الطلاق السنی فی العدد والوقت فنوعان حسن واحسن فالا حسن ان یطلق امرأ ته واحدة رجعیة فی طهر لم یجامعها فیه ثم یترکها حتی تنقضی عدتها والحسن ان یطلقها واحدة فی طهر لم یجا معها فیه ثم فی طهر آخر اخری ثم فی طهر آخر اخری واما البدعی ان یطلقها ثلاثا فی طهرواحد بکلمة واحدة او بکلمات متفرقة الخ فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وکان عاصیا (عالمگیری مصری کتاب الطلاق ج ۱ ص ۳۷۱ و ج ۱ ص ۳۷۲ ط.ماجدیہ ج ۱ ص ۳۴۸) ظفیر۔

(۴) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرها الخ او مریضاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ ط.س.ج۳ص ۲۳۵) ظفیر۔

(۵) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا وید خل بها ثم یطلقها اویموت عنها کذا فی الهدایه ولا فرق فی ذلك بین کون المطلقة مد خولا بها او غیرمد خول بها کذا فی فتح القدیر (عالمگیری مصری باب الرجعة ج ۱ ص ۵۰۱ ط.ماجدیہ ج ۱ ص ۴۷۳) ظفیر۔

(۶) لان الصریح لا یحتاج الی النیة (ردالمحتار کتاب الطلاق باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س.ج۳ص ۲۵۰) ظفیر۔

نقل کرکے لکھا ہے ویقع طلاق من غضب خلافاً لا بن القیم وھذا الموافق عندنا (۱)فقط۔

بلاوجہ طلاق دینا کیسا ہے

(سوال ۳۱)ایک شخص کی شادی نوبرس کی عمر میں ہوئی اور فقیری وگوشہ نشینی کی غرض سے اپنی عورت سے مباشرت کرکے ۷۱برس کی عمر میں طلاق دے دی، عورت میں نہ کچھ عیب ہے نہ دھبہ لگا ہے تو وہ شخص گنہگار ہے یا نہیں اور اس کی فقیری پر طلاق کا کیا اثر پڑے گا، اور بذریعہ خط اور تنہائی میں طلاق کا کیا حکم ہے۔

(الجواب)اگر بلا کسی وجہ کے بھی طلاق دیوے تو گناہ نہیں ہے، البتہ بلا کسی وجہ کے طلاق دینا بہتر نہیں ہے، در مختار میں ہے وایقاعه مباح عند العامة لا طلاق الآیات(۲)اس پر شامی نے نقل کیا ہے، لا طلاق قوله تعالیٰ فطلقوھن لعدتھن لا جناح علیکم ان طلقتم النساء . ولا نه صلی اللہ علیه وسلم طلق حفصة لا لریبة ولا کبرو کذا فعله الصحابة الخ ۔(۳)پس معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں اگر شوہر نے بعد بالغ ہونے کے طلاق دی ہے تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی اور طلاق دینے والا مرتکب کسی گناہ کا نہیں ہوا، اور اس کی فقیری میں اس وجہ سے کوئی فرق نہیں آیا، اور خط کے ذریعہ سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، (۴)اور تنہائی میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اگرچہ سوائے شوہر کے کسی کو خبر نہ ہو، فقط۔

حالت حیض میں کہا طلاق، طلاق، طلاق اس کے بعد رکھ سکتا ہے یا نہیں،

(سوال ۳۲)ایک شخص نے اپنی بیوی سے بحالت حیض جھگڑے کے وقت یہ کہا کہ تجھ کو طلاق، طلاق، طلاق، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں، شوہر پھر اس کو رکھ سکتا ہے یا نہیں، اور عدت کب سے شمار ہوگی۔

(الجواب)اس عورت پر اس صورت میں تین طلاق واقع ہوگئی اور حالت حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے، اگرچہ برا ہے مگر طلاق ہوگئی، (۵)اور وہ بائنہ مغلظہ ہوگئی، بدون حلالہ کے وہ عورت شوہر سابق کے لئے حلال نہ ہوگی (۶)اور عدت طلاق کی وقت طلاق دینے سے شمار ہوگی (۷)فقط۔

استفہام اور جھوٹی خبر سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۳)استفہام اور خبر کاذب سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں، مثلاً کسی نے ایک شخص سے کہا کیا تم نے اپنی زوجہ کو طلاق دی ہے، اس نے کہا ہاں دی ہے۔

(الجواب)استفہام کے جواب میں یہ کہنے سے کہ ہاں دی ہے یا جھوٹ کہہ دینے سے کہ ہاں دی ہے، طلاق

....

(۱)رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۷ تحت مطلب فی طلاق المد ھوش .ط.س.ج۳ص ۲۴۴. ظفیر.

(۲)الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ .ط.س.ج۳ص ۲۲۷. ظفیر.

(۳)رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ . ظفیر. (۴) کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقا (در مختار) المرادبه فی الموضعین نوی او لم ینو (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ظفیر. (۵)والبدعی ثلاث متفرقة (وکذا بکلمة واحدة) فی طھر واحد او فی حیض موطؤة (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ .ط.س.ج۳ص ۳۳-۲۳۲) ظفیر.

(۶)وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدھا بالا جماع لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ بھا ای بالثلاث حتی یطأھا غیره الخ بنکاح نافذ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸ و ج ۲ ص ۷۳۹ .ط.س.ج۳ص ۴۰۹) ظفیر.

(۷)یلزم المرأة بعد زوال النکاح (عالمگیری مصری باب العدة ج ۱ص ۵۴۹ .ط.ماجدیه ج ۱ ص۵۲۶) ظفیر.

ہو جاتی ہے، کذا فی الشامی۔(۱) فقط۔

ثقہ دو گواہی سے طلاق کا حکم کرنا درست ہے

(سوال ۳۴) ایک لڑکی کی شادی عرصہ چھ سات سال کا گذر چکا، کسی جگہ ہوئی تھی، یہ لڑکی اپنے خاوند کے یہاں ایک مرتبہ جاکر دوبارہ نہیں گئی، نہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی تھی۔ اب لڑکی کے والد نے اس کا نکاح دوسری جگہ لالچ کی وجہ سے کر دیا ہے، یہاں پر مولانا مولوی شمس الدین نے جس کے ہاں اب نکاح ہوا ہے، اسی کے رشتہ داروں کی تین شہادت لے کر نکاح جائز کر دیا ہے، یعنی دو چچا حقیقی اور ایک پھوپھا حقیقی کی شہادت لے کر نکاح جائز کر دیا ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے

(الجواب) اگر دو گواہ طلاق کے معتبر و ثقہ ہیں تو عدت طلاق کی جو کہ حائضہ کے لئے تین حیض ہیں پوری کر کے دوسرا نکاح اس عورت مطلقہ کا درست ہے، چچا اور پھوپھا کی شہادت معتبر و مقبول ہوتی ہے۔(۲) فقط۔

پسند نہ ہونے کی صورت میں بیوی کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۵) اگر مرد عورت کو نہ چاہے، اگر عورت مرد کو جھوٹ الزام لگاوے، جس سے مرد کو نقصان ہوا ہو، اور مرد بدنام ہوتا ہو، مرد کی کچھ خطا نہ ہو، ایسی صورت میں طلاق دیوے یا نہ دیوے؟

(الجواب) طلاق دے دیوے تو درست ہے،(۳) لیکن بہتر یہ ہے کہ طلاق نہ دے اور قصور اس کا معاف کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حیض و نفاس کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے

(سوال ۳۶) اگر کسی نے حالت حیض یا نفاس اپنی عورت کو ایک طلاق یا تین طلاق دے دی تو واقع ہوں گی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق ہو جاتی ہے، لیکن ایسی حالت میں طلاق بدعت و مکروہ ہے، اور اگر طلاق ثلاثہ نہ ہوں تو رجعت کرنا اس میں لازم ہے،(۴) مگر تین طلاق کے بعد رجعت کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اور بدون حلالہ کے دوبارہ اس مطلقہ ثلثہ کو شوہر اول نکاح میں نہیں لا سکتا۔(۵)

طلاق میں طا کی جگہ تاء یا قاف کی جگہ کاف نکل جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۷) طلاق کے لفظوں میں حروف ط، ت، ق، ک کی بھی امتیاز ہونی چاہئے یا نہ۔

(الجواب) اس میں کچھ فرق نہیں سب الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے (۶)

---

(۱) لو اقر با لطلاق کاذبا اوھاز لا وقع قضاء لا دیانۃ (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص ۲۳۶) ظفیر. (۲) وتقبل شہادۃ الرجل لاخیہ وعمہ لا نعدام التہمۃ الخ (ھدایہ ج ۳ ص ۱۶۲). (۳) وفی غایۃ البیان یستحب طلاقہا اذا کانت سلیطۃ موذیۃ (البحر الرائق کتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۵۵ ط.س. ج۳ص۲۳۷) ظفیر. (۴) وطلاق الموطؤۃ حائضا بدعی فیرا جعہا ویطلقہا فی طہر ثان (البحر الرائق کتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۵۹ ط.س. ج۳ص۲۴۱) ظفیر، (۵) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا اویموت عنہا (عالمگیری مصری کتاب الطلاق باب الرجعۃ ج ۱ ص ۵۰۱ ط. ماجدیہ. ج۳ص۴۷۳) ظفیر. (۶) یقع (الطلاق) بہا ای بہذہ الا لفاظ وما بمعنا ھا من الصریح ویدخل نحو طلاغ وتلاغ وطلاک وتلاک اوط، ل، ق او طلا باش بلا فرق بین عالم وجاھل وان قال تعمدتہ تخویفا لم یصدق قضاء (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ و ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص ۲۴۸-۴۹) ظفیر

کیا طلاق کے وقت دو گواہ ہونے ضروری ہیں تنہائی میں طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۸) کیا طلاق دیتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا اکیلا بھی دے سکتا ہے۔

(الجواب) ضروری نہیں ہے طلاق تنہائی میں دینے سے بھی واقع ہو جاتی ہے،(۱) گواہوں کا ہونا ثبوت طلاق عند القاضی کے لئے بوقت انکار شوہر ضروری ہے۔

تیرہ سالہ لڑکے کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۹) لڑکا کس وقت بالغ ہوتا ہے، اگر ۱۳ سال کا لڑکا اپنی منکوحہ کو طلاق دے دے تو معتبر ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) اگر کوئی علامت بلوغ کی مثل احتلام وغیرہ لڑکے میں ظاہر نہ ہو تو فتویٰ اس پر ہے کہ پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر وہ بالغ شمار ہوگا کذا فی الدر المختار،(۲) پس جس لڑکے میں کوئی علامت بلوغ کی نہ ہو، اور وہ تیرہ برس کا ہو تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کذا فی کتب الفقہ۔(۳)

لکھا کہ مہر کا معافی نامہ بھیج دو تو میں طلاق لکھ کر بھیجتا ہوں عورت نے بھیج دیا شوہر کا جواب نہیں آیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۰) زید ہندہ کو اس کے میکہ میں چھوڑ کر ملایا ٹا پو چلا گیا، جس کو عرصہ زائد نو سال سے ہوتا ہے، اور اس دوران میں ہندہ کی کچھ خبر نان و نفقہ وغیرہ کی نہ لی، اب زید نے بذریعہ خط ہندہ کو اطلاع دی کہ اگر ہندہ بذریعہ خط اپنا مہر بخش کر اور دو گواہان سے دستخط ثبت کرا کر میرے پاس بھیج دے تو میں ہندہ کو طلاق لکھ کر بھیجتا ہوں، چنانچہ ہندہ نے ایسا ہی کیا جس کو عرصہ دو ماہ سے زائد ہوا، مگر اب تک زید نے کوئی جواب ہندہ کو نہیں دیا تو ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) زید نے جو کچھ خط میں لکھا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہندہ مہر کی معافی لکھ بھیجے گی تو میں طلاق لکھ بھیجوں گا،(۴) پس یہ وعدہ ہوا زید کی طرف سے طلاق دینے کا مہر کی معافی پر ہے پس زید کو چاہئے کہ موافق اپنے وعدہ کے طلاق دے دیوے اور لکھ بھیجے، لیکن جب تک زید طلاق نہ دے گا، اس وقت تک طلاق واقع نہ ہوگی اور نہ مہر معاف ہوگا، کیونکہ معافی مہر کی طلاق دینے پر معلق ہے، الغرض بدون طلاق دینے زید کے طلاق واقع نہ ہوگی، زید کو پھر لکھا جائے کہ وہ کچھ جواب دے دیوے۔ فقط۔

---

(۱) ذهب جمهور الفقهاء من السلف والخلف الى ان الطلاق يقع بدون اشهاد لان الطلاق من حقوق الرجل ولا يحتاج الى بينة كي يباشر حقه ولم يرو عن النبي صلى الله عليه وسلم ولا عن الصحابة ما يدل على مشروعية الا شهاد قال الله تعالى يايها الذين آمنوا اذا نكحتم المومنات ثم طلقتموهن وقال الله تعالى اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف او فارقوهن بمعروف ظفير۔

(۲) بلوغ الغلام بالا حتلام والا حبال والا نزال الخ فان لم يوجد فيهما شئى فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ ط.س. ج۶ ص۱۵۳) ظفير۔

(۳) ولا يقع طلاق الصبى والمجنون والنائم (هدايه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۷) ظفير۔

(۴) وليس منه اطلقك بصيغة المضارع الا اذا غلب استعماله فى الحال كما فى فتح القدير (البحر الرائق باب الصريح ج۳ ص) ظفير۔

بیماری کی حالت میں تین مرتبہ کہا کہ طلاق دی، کیا اب ساتھ رہنے کی کوئی صورت ہے

(سوال ٤١) زید نے بحالت غضب وبیماری تپ ولرزہ اپنی زوجہ کو تین مرتبہ تکرار یہ الفاظ کہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی، آیا زید کی زوجہ کسی طرح اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی (۱) بدون حلالہ کے زید اس سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا، اور کیفیت حلالہ کی یہ ہے کہ عورت مطلقہ بعد گذرنے عدت طلاق کے جو کہ حائضہ کے لئے تین حیض ہیں، دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ شوہر ثانی بعد وطی وصحبت کے طلاق دیوے پھر اس کی عدت بھی گذر جاوے، اس وقت شوہر اول اس سے نکاح کر سکتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجاً غيره الآيه فقط۔ (۲)

ایک جملہ میں تین طلاق پر اجماع ہے یا نہیں اور یہ واقع ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ٤٢) طلاق ثلاثہ جملۃً واحدۃً پر اجماع ہے یا نہیں جو شخص اجماع کی مخالفت کرے اس پر شرعا کیا حکم ہے، غصہ میں جو عوام الناس اکثر تین طلاق دیتے ہیں واقع ہوتی ہے یا نہ۔

(الجواب) اس پر اجماع ہے اور مخالف اور منکر اس اجماع کا گمراہ ہے فتح القدیر میں اس اجماعی مسئلہ کو لکھ کر لکھا ہے فما ذا بعد الحق الا الضلال۔ (۴)

طلاق دیتے وقت کہتا ہے کہ مدہوش تھا مگر ظاہری علامتوں سے ایسا نہیں معلوم ہوتا کیا حکم ہے

(سوال ٤٣) کسی نے حالت غضب میں طلاق دی دو شاہد نے گواہی دی، لیکن ظاہری علامتوں سے اس کا مدہوش ہونا معلوم نہیں ہوتا، لیکن وہ دعویٰ مدہوش ہونے کا کرتا ہے، ایسی حالت میں اس کا قول معتبر ہوگا یا شاہدوں کا۔

(الجواب) جب کہ ظاہری علامت سے اس کا مدہوش ہونا معلوم نہیں ہوتا تو قاضی اس کے قول کا اعتبار نہ کرے گا، لیکن اگر وہ خود سمجھتا اور جانتا ہے کہ میں مدہوش تھا اور کچھ خبر نہ تھی تو دیانۃً طلاق واقع نہ ہوگی۔ (۵)

---

(۱) يقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا اومكرها الخ او مريضاً (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ص ۵۷۹ و ج ۲ ص ۵۸۵ ط.س. ج۳ص ۲۳۵) ويقع طلاق من غضب خلافا لا بن القيم (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷ ط.س. ج۳ص ۲٤٤) ظفير.
(۲) وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة لم تحل حتىٰ تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويد خل بها ثم يطلقها اويموت (عالمگيرى مصرى باب الرجعة ج ۱ ص ۵۰۱ ط.س. ج۳ص ٤۷۳) ظفير.
(۳) سورة البقره ركوع ۲۹. ظفير. (٤) والبدعى ثلاث متفرقة وكذا بكلمة واحدة بالاولى الخ و ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث الخ وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحابايقاع الثلاث ولم يظهرلهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لايسوغ الاجتهاد فيه (رد المحتار كتاب ج ۲ ص ۵۷٦ وج ۲ ص ۵۷۷ ط.س. ج۳ص ۲٤۳-۲٤۲) ظفير.
(۵) لا يقع طلاق المولى على امراة عبده والمجنون والصبى والمعتوه والمغمى عليه والمدهوش والنائم لا نتفاء الا رادة (در مختار) على ثلثة اقسام احدها ان يحصل له مبا دى الغضب بحيث لا يتغير عقله ويعلم ما يقول ويقصده وهذالا شكال فيه (اى نفذ طلاقه) الثانى ان يبلغ النها ية فلا يعلم ما يقول ولا يريده فهذ الا ريب انه لا ينفذشئى (اى لا يقع طلا قه) (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷ ط.س. ج۳ص ۲٤۲) ظفير.

طلاق غضبان

(سوال ۴۴)غضبان کے ظاہری اقوال وافعال میں جب مجنونیت پائی جاوے تب وہ مدہوش کہلا سکتا ہے، یہ حق ہے یا نہیں، یا صرف اس کے قول کی تصدیق کی جاوے گی۔

(الجواب)جب کہ اس کے ظاہری اقوال وافعال سے اس کا مدہوش ومجنون ہونا معلوم ہو تو ظاہر ہے کہ اس کی طلاق کے وقوع کا حکم نہ ہوگا اور جب کہ ایسا نہ ہو تو اگر وہ مدہوش ہونے کا مدعی ہو تو قول اس کا معتبر ہوگا ورنہ نہیں کذا فی الشامی ۔(۱)

غضب کے درجے اور اس حالت میں طلاق

(سوال ۴۵)غضب کے تین درجہ ہیں، مبادی، متوسط، نہایت، اول کے دو درجوں میں وقوع طلاق کا فتویٰ دینا صحیح اور حق ہے یا نہ۔

(الجواب) حنفیہ کا مذہب ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور علامہ شامی نے اس میں کچھ بحث کی ہے اور پھر اس پر اشکال بھی پیش کیا ہے اور جواب بھی دیا ہے جو خالی اشکال سے نہیں ہے۔(۲)

کم عقل کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۶)ایک شخص بات چیت عقل مندوں کی سی کرتا ہے اور کپڑے وغیرہ بھی اچھے پہنتا ہے، لیکن معاملات میں بہت نقصان اٹھاتا ہے، مثلاً پندرہ کی چیز پانچ میں فروخت کر دیتا ہے، اور اگر کوئی کہے کہ بیوی کو طلاق دے دو، تو تعجب نہیں کہ ایسا بھی کرے اور لالچ میں طلاق دے دے، اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(الجواب)یہ شخص مجنون نہیں ہے جس کی طلاق واقع نہ ہو بلکہ طلاق ایسے کی واقع ہو جاتی ہے،(۳)فقط۔

تیرہ، چودہ سال کے لڑکے کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۷)ایک لڑکے کا عرصہ آٹھ نو سال سے ایک لڑکی سے نکاح کیا ہوا ہے، لڑکے کی عمر تخمیناً تیرہ، چودہ سال ہے، اور لڑکی کی عمر بیس پچیس برس ہے، لڑکی جوان کا سخت خطرہ ہے، لہٰذا سب فریق متفق ہیں کہ ان میں جدائی کی جاوے، اور لڑکے کا نکاح اس کی زوجہ کی بہن سے کر دیا جاوے اور لڑکی منکوحہ کو طلاق دلا کر کسی دوسری جگہ ہم عمر کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا جاوے، شرعاً لڑکا طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب)شرعاً عمر بلوغ کی پندرہ سال ہیں، اگر اس سے پہلے کوئی علامت بلوغ کی مثلاً انزال واحتلام لڑکے میں

---

(۱)قلت للحافظ ابن القیم الحنبلی رسالة فی طلاق الغضبان قال فیها انه علی ثلثة اقسام احدها ان یحصل له مبادی الغضب بحیث لا یتغیر علقه ویعلم ما یقول ویقصده وهذا الاشکال فیه الثانی ان یبلغ النهایة فلا یعلم ما یقول ولا یریده فهذا لا ریب انه لا ینفذ شئی من اقواله الثالث من توسط بین المرتبتین بحیث لم یصر کالمجنون فهذا محل النظر والا دلة تدل علی عدم نفوذ اقواله اه لکن اشار فی الغایة الی مخالفة الثالث حیث قال ویقع طلاق من غضب خلافا لا بن القیم اه وهذا الموافق عندنا لما مر (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷ ط.س. ج۳ص ۲۴۴)ظفیر.

(۲)لکن اشار فی الغایة الی مخالفة الثالث حیث قال ویقع طلاق من غضب خلا فا لا بن القیم (ایضاً)اس سے پہلے حاشیہ کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ غصہ کے مبادی میں بھی طلاق واقع ہوتی ہے اور متوسط میں بھی، البتہ درجہ نہایت میں نہیں واقع ہوتی۔ ظفیر.

(۳)ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدالخ او هازلا او سفیها خفیف العقل (در مختار ط.س. ج۳ص ۲۳۵) وشرح السفه فی اللغة الخفة وفی اصطلاح الفقهاء خفة تبعث الانسان علی العمل فی ماله بخلاف مقتضی العقل (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۲ ط.س. ج۳ص ۲۳۹) ظفیر

ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال پورے ہونے پر وہ بالغ ہوگا اور اسی وقت اس کی طلاق واقع ہو سکتی ہے، اس سے پہلے اس کی طلاق واقع نہ ہوگی، کما صرح به الفقهاء من ان طلاق الصبی غیر واقع (۱) در مختار وغیرہ وفی الحدیث رفع القلم عن ثلثة وعد صلی اللہ علیہ وسلم منهم الصبی (۲) اور نابالغ کی طرف سے اس کا ولی بھی طلاق نہیں دے سکتا، نہ باپ دادا نہ کوئی دوسرا اولی عصبہ لحدیث ابن ماجه انما الطلاق لمن اخذ الساق در مختار (۳) پس جب تک کہ وہ لڑکا بالغ ہو کر طلاق نہ دے دیوے، اس وقت تک دوسرا نکاح اس لڑکی منکوحہ بالغہ کا درست نہ ہوگا، لیکن یہ سب اس وقت ہے کہ اس نابالغ کا نکاح اس کے ولی جائز نے کیا ہو، اور اگر غیر ولی نے اس کا نکاح کیا ہے تو وہ ولی کی اجازت پر موقوف ہے، اور اگر ولی نہ ہو تو باطل ہے، پھر طلاق کی ضرورت نہیں، فقط۔

جبراً طلاق دلانے سے پڑتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۸) ایک شخص نے ایک بیوہ سے نکاح کر لیا تھا مگر اس کے خسر نے جبراً طلاق دلا دی تو طلاق پڑ گئی یا نہیں، وہ دونوں پھر اسی نکاح میں رہ سکتے ہیں یا نہیں، اور رجوع کریں یا دوسرے مرد سے نکاح کرانے کی ضرورت ہوگی۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ جبراً طلاق دلوانے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، (۴) لیکن اگر ایک طلاق دی ہے تو عدت کے اندر بلا نکاح کے وہ شخص اپنی زوجہ مطلقہ کو رجوع کر سکتا ہے، (۵) اور اگر عدت گذر چکی ہے تو نکاح جدید کے ساتھ لوٹا سکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، (۶) فقط۔

زبان سے کہتے ہی طلاق ہو گئی تھی تحریر ضروری نہیں

(سوال ۴۹) زید نے ہندہ کو تین اشخاص کے روبرو دومرتبہ طلاق دی مگر مولوی صاحب نے فرمایا کہ طلاق تحریر ہوگی اور وہ اولیٰ متصور ہوگی، عدت تاریخ تحریر سے شروع ہوگی، چنانچہ زید نے تحریر طلاق بھی لکھ دی، ایک حیض گذر جانے کے بعد زید نے دوسرا طلاق نامہ لکھ کر روانہ کر دیا، اس کے بعد ہندہ کے بھائی نے تجدید نکاح کرنے پر مجبور کیا تو زید نے کہا کہ مقررہ طلاق سے زائد ہو چکی ہے، اب کوئی گنجائش باقی نہیں، بغیر حلالہ کے جائز نہیں ہو سکتا، مگر مولوی صاحب نے تاریخ تحریر سے طلاق اولی و ثانی کا اعتبار کر کے تجدید نکاح کی رائے دی اسی بناء پر تجدید نکاح ہو گئی، زبانی طلاق دینے کی تاریخ سے طلاق عائد ہوگی اور عدت شروع ہوگی یا تاریخ تحریر سے، اور یہ تجدید نکاح درست ہوئی یا نہیں، کیا ان میں تفریق کرا دی جاوے۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق اسی وقت ہو گئی تھی، جس وقت زید نے زبانی دومرتبہ طلاق دی تھی، یہ قول غلط

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب ج ۲ ص ۵۸۶ ظفیر۔
(۲) مشکوة باب الخلع والطلاق ص ۲۸۴ . ظفیر۔ (۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۱ ص ۵۸۵ ط.س. ج۳ ص ۲۴۲. سنن ابن ماجه ص ۱۵۱ . ظفیر۔ (۴) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرها فان طلاقه ای المکره صحیح (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ .ط.س. ج۳ ص ۲۳۵) ظفیر۔
(۵) اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها رضیت بذلك او لم ترض (هدایه باب الرجعة ج۲ ص ۳۷۴) ظفیر۔ (۶) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها لان حل المحلیة باق لان زواله معلق بالطلقة الثالثة فینعدم قبله (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۹) ظفیر۔

ہے کہ بدون تحریر طلاق کا اعتبار نہیں ہو تابلکہ زبانی طلاق شریعت میں معتبر ہے (۱) اور عدت بھی اسی وقت سے شروع ہو جاتی ہے جس وقت زید نے زبانی طلاق دی تھی، (۲) پھر ایک حیض کے بعد جو زید نے دوسرا طلاق نامہ لکھ کر روانہ کردیا، اس سے غرض زید کی انشاء طلاق جدید تھی تو زید کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی، پھر بدون حلالہ کے زید سے اس عورت کا نکاح صحیح نہیں ہوا، تفریق اور علیحد گی کرادی جائے، جیسا کہ خود زید کے قول سے ثابت ہے اور باوجود تصریح زید کے کہ مقررہ طلاق سے زائد ہو چکی ہے، مولوی صاحب کا تجدید نکاح کرانا اور اس کی اجازت دینا سخت غلطی ہے، (۳) البتہ اگر زید کہتا کہ دوسرے طلاق نامہ میں جو طلاق لکھی گئی ہے اس سے اسی سابق دو طلاق کی خبر دینا مقصود ہے، انشاء طلاق جدید مراد نہیں ہے تو پھر حکم تجدید نکاح بلا حلالہ کے صحیح ہوگا، مگر جب کہ خود زید کے قول سے انشاء طلاق جدید ثابت ہے تو پھر کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے، كذا في عامة كتب الفقه.

مجھے کہا گیا کہ لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی لہذا میں نے طلاق نامہ لکھ دیا کیا حکم ہے

(سوال ۵۰) میں نے اپنی مخطوبہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نکاح کرلیا، مگر میری مخطوبہ باوجود اس کے میرے انتظار میں بیٹھی رہی، آخر لوگوں کے کہنے سننے سے نکاح کی تیاری ہوئی مگر عین موقع پر اس کے والد نے کہا کہ پہلی زوجہ کو طلاق دے دو، مجھے نہایت رنج ہوا، اور صاف انکار کردیا، ایک روز ایک مولوی نے کہا کہ تم کاغذ لکھ دو تو ان کی زبان بند ہو، اور وقت گذر جائے گا، اور صرف لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی جب تک زبان سے نہ کہی جاوے، مولوی کے کہنے پر مجھے یقین ہوا کہ صرف لکھنے سے طلاق نہیں ہو گی چنانچہ مولوی مضمون بتلاتا تھا اور میں لکھتا تھا، لفظ سہ طلاق کا بھی لکھوایا اور زوجہ کا نام وغیرہ بھی لکھا گیا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) طلاق جس طرح زبان سے کہنے سے واقع ہوتی ہے لکھنے سے بھی ہو جاتی ہے، پس جب کہ اس مولوی نے باقاعدہ آپ کے قلم سے طلاق نامہ لکھوایا اور آپ نے لکھا تو آپ کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، اس مولوی نے آپ کو دھوکہ دیا چنانچہ اس کی تحقیق شامی میں ہے کہ کتابت سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (۴) اور حدیث شریف میں آیا ہے ثلث جدهن جد وهزلهن جد الحديث (۵) اس سے معلوم ہوا کہ ہنسی اور مذاق سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور بلانیت بھی صریح طلاق واقع ہو جاتی ہے، (۶) فقط۔

---

(۱) ويقع طلاق كل زوج اذا كان . عاقلا بالغا (هدايه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۸) فالصريح قوله انت طالق ومطلقة وطلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي ولا يفتقر الى النية لا نه صريح فيه لغلبة الا ستعمال (هدايه باب ايقاع الطلاق ج ۲ ص ۳۳۹) ظفير. (۲) العدة هى انتظار مدة معلومة يلزم المرأ ة بعد زوال النكاح (عالمگيرى مصرى ج ۱ ص ۵۴۹ ط. ماجديه ج۱ ص ۵۲۶) ظفير. (۳) وان كان الطلاق ثلاثافي الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويد خل بها ثم يطلقها او يموت (عالمگيرى مصرى ج۱ ص ۵۰۱ ط. ماجديه. ج ص۴۷۳) ظفير.
(۴) كتب الطلاق ان مستبينا على نحولوح وقع ان نوى وقيل مطلقا (در مختار) ثم المر سومة لا تخلواما ان ارسل الطلاق بان كتب اما بعد فانت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة (رد المحتار كتاب الطلاق مطلب فى الطلاق بالكتابة ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲۴۶) ظفير.
(۵) مشكوة باب الخلع والطلاق ص ۲۸۴. ظفير. (۶) ولا يفتقر الى النية لانه صريح فيه لغلبة الا ستعمال (هدايه باب ايقاع الطلاق ج ۲ ص ۳۳۹) ظفير.

طلاق نامہ کا مضمون لکھوا کر نقل کرنے سے طلاق ہوگئی

(سوال ۵۱) زید سے زید کے بھائی نے کہا کہ اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دے دو، زید نے انکار کیا، بھائی نے ناراضی ظاہر کی، زید نے بھائی کی ناراضگی دور کرنے کے لئے یہ کہا کہ آپ طلاق نامہ کا مضمون بنادیویں میں نقل کردوں گا چنانچہ زید نے نقل کردیا اور زبان سے نہیں کہا، ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں زید کے زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی کیونکہ صریح لفظ طلاق میں نیت کی ضرورت نہیں ہے اور دوسرے شخص کو کہنے سے کہ تو طلاق نامہ لکھ لے میں اس کی نقل کردوں گا، اس سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، حدیث شریف میں ہے ثلث جدهن جدو هزلهن جد الحديث (۱) اور شامی میں ہے ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتی كان اقراراً بالطلاق وان لم يكتب (۲) ص ۴۲۹ جلد ثانی شامی۔ فقط۔

بیوی نے شوہر سے کہا تو میرا باپ ہے اور میں تیری بیٹی اس کہنے سے طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۵۲) ایک شخص شراب خوار جب شراب پی کر گھر میں آیا اور اپنی زوجہ پر سختی کی تو اس کی زوجہ نے یہ کہا کہ تو میرا باپ ہے اور میں تیری بیٹی تو اس کہنے سے اس پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں عورت مذکورہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ عورت کے اس کہنے سے کہ تو میرا باپ ہے اور میں تیری بیٹی ہوں، طلاق نہیں ہوئی اور کچھ گناہ اس میں نہیں ہے، لیکن آئندہ ایسا لفظ نہ کہے۔ (۳) فقط۔

ولی کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے

(سوال ۵۳) زید نابالغ کا نکاح اس کے ولی نے قریشہ نابالغہ سے کیا اور چند روز بعد کسی وجہ سے کہ ابھی تک دونوں نابالغ ہیں زید کے ولی نے قریشہ کو طلاق دے دی، یہ طلاق جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ طلاق نہیں ہوئی۔ (۴)

بارہ سالہ لڑکے کی طلاق کا کیا حکم ہے

(سوال ۵۴) ۱۲ سالہ لڑکے نے اپنی عورت کو طلاق دی ہے، علامت بلوغ انزال وغیرہ کوئی ظاہر نہیں تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) بارہ سال کی عمر کا لڑکا جس کو علامت بلوغ انزال وغیرہ کچھ نہ ہو، وہ شرعاً نابالغ ہے، اس کی طلاق واقع نہیں ہوئی کما فی الحديث رفع القلم عن ثلثة الحديث (۵) وهكذا فی الدر المختار (۶) والشامی۔ فقط۔

---

(۱) مشكوٰة المصابيح باب الخلع والطلاق ص ۲۸۴ ظفير.

(۲) رد المحتار كتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالكتابة ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج ۳ ص ۲۴۶. ظفير.

(۳) طلاق کا حق شوہر کو ہے بیوی کو نہیں، اس لئے بیوی کا اس طرح کا کوئی جملہ بھی اثر نہیں رکھتا، جس سے طلاق کا شبہ ہو سکتا ہے۔ باقی ایسا کہنا بدزبانی ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ ظفیر.

(۴) ولا يقع طلاق المولى على عبده لحديث ابن ماجه انما الطلاق لمن اخذ بالساق (در مختار. ط.س. ج ۳ ص ۲۴۲) كناية عن ملك المتعة (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵. ط.س. ج ۳ ص ۲۴۲) ظفير.

(۵) پوری حدیث اس طرح ہے عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رفع القلم عن ثلثة عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يبلغ وعن المعتوه حتى يعقل رواه الترمذی وغيره (مشكوٰة باب الخلع والطلاق ص ۲۸۴) ظفير.

(۶) لا يقع طلاق المولى على عبده الخ والمجنون والصبي ولو مراهقا او اجازه بعد البلوغ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ وج ۲ ص ۵۸۶. ط.س. ج ۳ ص ۲۴۲) ظفير.

جذام والی بیوی کو دباؤ کی وجہ سے طلاق دینا کیسا ہے

(سوال ۵۵) زید کی عورت کو جذام ہو گیا ہے محلہ والے اس سے نفرت کرتے ہیں، اور زید پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ عورت کو طلاق دے دے اور اس کے ہاتھ کا کھانا پسند نہیں کرتے، یہ جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) عورت کے جذامی ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا، اور محلہ والے جبراً شوہر سے طلاق نہیں دلوا سکتے اور محلہ والوں کو اس عورت کے نکالنے کا حق نہیں ہے، البتہ اس سے علیحدہ رہیں اور کھانا اس کے ہاتھ کا نہ کھاویں یہ درست ہے۔ لیکن شوہر کو طلاق دینے پر مجبور نہیں کر سکتے اور نہ شوہر کے ذمہ طلاق دینا اس کا ضروری ہے البتہ اس سے احتیاط رکھنا چاہئے اور کھانا وغیرہ اس کے ہاتھ کا پکا ہوا نہ کھانا چاہئے اور توکلا علی اللہ اگر کھالیوے تو کچھ ممانعت نہیں ہے۔ الغرض یہ امر شوہر کی طبیعت پر موقوف ہے جس طرف اس کی طبیعت راغب ہو وہ امر کرے، شریعت کسی امر پر اس کو مجبور نہیں کرتی۔

زبردستی طلاق لے لی تو ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۶) زید اپنے سسر بکر کے پاس دارجلنگ رہتا تھا، عرصہ چار ماہ کا ہوا، اپنے وطن کو بایں وجہ چلا آیا کہ اس کے سسر بکر اور اس کے لڑکے دونوں نے انواع اقسام کی دھمکی جان دے کر محض ایک سادہ کاغذ پر زید سے دستخط کرا کر انگوٹھہ لگوالیا ہے اور طلاق دلوادی، ایسی حالت میں زید کا طلاق دینا صحیح ہوا یا نہیں، اور بکر کا طلاق لینا اپنی لڑکی بالغ کی جانب سے شرعاً جائز ہوا یا نہ۔

(الجواب) اگر زید کو مجبور کر کے زبردستی اس سے لفظ طلاق کا کہلالیا ہے اور اس نے مجبور ہو کر اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہے، تب تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی، اب کچھ نہیں ہو سکتا، کیونکہ مکرہ کی طلاق بھی عند الحنفیہ واقع ہو جاتی ہے(۱) اور اگر زید نے زبان سے طلاق نہیں دی محض سادہ کاغذ پر زید سے دستخط اور انگوٹھ کرالیا ہے۔ اور پھر اس کاغذ پر کسی سے طلاق لکھوالی ہے تو اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق نہیں ہوئی۔(۲) فقط۔

جبر سے طلاق دینے سے بھی ہو جاتی ہے

(سوال ۵۷) ایک شخص کی شادی ایک عورت سے ہوئی، دین مہر پانسو روپیہ ایک اشرفی قرار پایا، اس عورت کے دین مہر میں اس کے شوہر نے اپنا مکان لعد اپنی کاشتکاری جو دین مہر کی قیمت کا تھا لکھ دیا، اور اس سے چار پانچ لڑکے بھی ہوئے، اس کے بعد اس کی ماں اپنے گھر لے گئی، جب اس کا شوہر رخصتی کے لئے گیا تو لڑکی نہیں آئی، اور دین مہر کا دعویٰ کر دیا، لڑکی کے وکلاء نے شوہر کے وکلاء سے ظاہر کیا کہ طلاق دلادی جائے، اور ہم دین مہر معاف کرادیتے ہیں، شوہر کو یہ منظور نہ تھا، مگر وکلاء نے اس کو زبردستی دبا کر صلح نامہ پر دستخط کرادیئے اور اس نے اپنی زبان سے طلاق نہیں دی، دوسرے دن عورت اجلاس پر گئی اور پیشکار نے صلح نامہ پڑھ کر سنادیا، اور اس نے کچھ نہیں کہا، اس صورت میں عورت مطلقہ ہوئی یا نہیں۔

---

(۱) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا اومکرھا فان طلاقه صحیح (در مختار. ط.س. ج۳ص ۲۳۵) ای طلاق المکرہ صحیح (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹. ط.س. ج۳ص۲۳۵) ظفیر. (۲) وفی البحران المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأ ته فکتب لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارۃ باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا کذا فی الخانیة (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص ۲۳۶) ظفیر.

(الجواب) حنفیہ کے نزدیک جبر واکراہ سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور استدلال اس کا اس حدیث سے ہے ثلث جدهن جدو هزلهن جد الحديث،(۱) لیکن اگر شوہر زبان سے طلاق نہ دے اور دوسرے لوگ طلاق نامہ لکھ کر جبراً اس کے دستخط کرالیں، اور اس کو اقرار اس کا نہ ہو کہ یہ طلاق نامہ میں نے لکھوایا ہے تو پھر طلاق واقع نہیں ہوئی، در مختار میں ہے ويقع طلق كل زوج بالغ عاقل الخ ولو عبدا او مكرها فان طلاقه صحيح لا اقراره بالطلاق الخ قوله لا اقراره بالطلاق، وفي البحر ان المراد الا كراه على التلفظ بالطلاق فلواكره على ان يكتب طلاق امرأ ته فكتب لا تطلق الخ شامي(۲)

نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوئی اور نہ اس کی شادی اس کی چھوٹی بہن سے درست ہوئی

(سوال ۵۸) ایک لڑکے نابالغ کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا، لڑکی بالغ ہو گئی، اور لڑکا ہنوز نابالغ ہے اور اس کے باپ کا انتقال ہو گیا ہے، لڑکی کے والدین نے لڑکے کو بلا کر اس سے طلاق لے لی، اور چھوٹی لڑکی کا نکاح اس سے کر دیا، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوئی،(۳) اور اس زوجہ کی چھوٹی بہن سے نکاح بھی نہیں ہوا۔(۴) فقط۔

لفظ تلاخ کے ساتھ طلاق دی تو ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۹) ایک شخص نے بحالت غصہ شدید اپنی زوجہ کو کہا تلاخ دی میں نے تلاخ دی تلاخ اس صورت میں وہ عورت کو رکھ سکتا ہے یا نہ۔

(الجواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی بدون۔(۵) حلالہ کے وہ اس عورت سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط۔

سترہ سالہ لڑکے کی طلاق درست ہے

(سوال ۶۰) تقریباً ۱۷ سال کی عمر کا لڑکا اگر اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) پندرہ برس کی عمر میں شرعاً حکم بلوغ کا ہو جاتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، کذا فی الدر المختار، پس سولہ سترہ برس کی عمر میں اگر شوہر طلاق دیوے گا تو واقع ہو جاوے گی۔(۶) فقط۔

---

(۱) مشكوٰة المصابيح باب الخلع والطلاق ص ۲۸۴ ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل الخ ولو مكرها فان طلاقه اى المكره صحيح لا اقراره بالطلاق (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ ص ۲۳۵) ظفير.
(۲) دیکھئے رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ ص ۲۳۵، ظفير. (۳) لا يقع طلاق الصبي والمجنون والنائم لقوله عليه السلام كل طلاق جائز الا طلاق الصبي والمجنون ولا ن الا هلية بالعقل المميز وهما عديم العقل والنائم عديم الا ختيار (هدايه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۸) ظفير. (٤) قرآن میں حرمت، عليكم امهاتكم جہاں آیا ہے وہیں یہ بھی ہے وان تجمعوابين الا ختين (النساء ركوع ٤.) جب پہلی بہن نکاح میں باقی رہی تو دوسری سے نکاح صحیح ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا. ظفير. (۵) ويقع بها اى بهذه الا لفاظ وما بمعناها من الصريح ويدخل نحو طلاغ وتلاغ وطلاك وتلاك او ط، ل، ق او طلاق باش بلا فرق بين عالم وجا هل (در مختار) وقال فى البحر ومنه الا لفاظ المصحفة وهى خمسة فزاد على ما هنا تلاق وزاد فى النهر ابدال القاف لا ما قال ط وينبغى ان يقال ان فاء الكلمة اما طا او تاواللام اما قاف او عين او غين او كاف اولام و اثنان فى خمسة بعشرة تسعة منها مصحفة (رد المحتار كتاب الطلاق باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ وج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ ص ۲٤۸-۲٤۹) ظفير. (٦) وبلوغ الغلام بالا حتلام والا حبال والانزال الخ فان لم يوجد فيهما شئى فحتى يتم لكل منهما خمس عشر سنة به يفتى (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى بلوغ الغلام ج۵ ص ۱۳۲. ط.س. ج٦ ص ۱۵۳) ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل (ايضاً كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹. ط.س. ج۳ ص ۲۳۵) ظفير.

اس کہنے سے طلاق نہیں ہوئی کہ تجھ کو نہیں رکھوں گا

(سوال ۶۱) اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے میں تجھ کو نہیں رکھوں گا، تو طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۱) فقط۔

میرا اور اس عورت (بیوی) کا نکاح سالم نہیں رہا کہنے سے طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۶۲) اگر کوئی اپنی عورت کے بارے میں کسی دوسری شخص سے مخاطب ہو کر کہے کہ میرا اور اس عورت کا نکاح سالم نہیں ہوا تو کیا دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے اگر بغیر دوبارہ نکاح کے ہم بستر ہو گیا تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) جب کہ نکاح پہلے ہو چکا ہے تو اس کہنے سے طلاق نہیں ہوئی۔(۲) اور دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہے، اور مقاربت درست ہے۔

بیوی کا نام صغریٰ بنت پانچو تھا اور کہا کہ ہاجرہ بنت چھدا کو طلاق دی تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۶۳) ایک شخص نے دوسرا نکاح کیا، بایں طور کہ اس منکوحہ کا نام پیدائشی صغریٰ بی بنت پانچو ہے اور بلا نام لے کر پکاری جاتی ہے، چنانچہ نکاح کے وقت صغریٰ بی بنت چھدا سوتیلے باپ کا نام لیا گیا تھا، زوجہ اولی کے باپ اور اپنے بھائی کے دباؤ سے ناکح نے زوجہ ثانیہ کو طلاق دی، بایں طور کہ منکوحہ کا ایک تیسرا نام جو نہ پیدائشی ہے نہ پکارا جاتا ہے، ہاجرہ بنت چھدا کہہ کر طلاق دے دی، اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضور هالم یصح وکذا لو غلط فی اسم بنته الا اذا کانت حاضرة واشار الیها فیصح الخ۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ اگر لڑکی مجلس نکاح میں حاضر نہ ہو، اور گواہان ووکیل اس کی طرف اشارہ نہ کریں تو پھر باپ کا نام غلط لینے سے یا اس لڑکی کا نام غلط لینے سے نکاح نہیں ہوتا، لہذا صورت مسئولہ میں نہ نکاح صحیح ہوا، اور نہ طلاق واقع ہوئی۔ فقط۔

بلا طلاق چھوڑ دینے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۶۴) زنے خود را از خانہ خود بسبب تنازع وتکرار بیرون می کند، عرصہ دوازدہ سال بر آں منقضی می شود، نہ اور اخراج نان ونفقہ می دہد ونہ باوے جمع آید، نہ طلاق دہد، لیکن بزعم خود زن خود را مطلقہ می پندارد، دریں صورت شرعاً چہ حکم است۔

(الجواب) بدون طلاق دادنش او را مطلقہ پنداشتن معتبر نخواہد شد، باید کہ او را طلاق دہد، بعد طلاق وگذشتن عدت نکاح ثانی می تواں کرد و نکاح اول فسخ خواہد شد، ہنوز نکاحش باقی است، از اخراج وعدم ادائے نفقہ طلاق واقع نمی شود، ومطلقہ پنداشتن او را لغو است،(۴) البتہ اگر بوقت اخراج بہ نیت طلاق او را گفتہ است کہ برو واز خانہ بدر شو، یا غیر آں از الفاظ کنایہ ونیت طلاق کردہ است طلاق واقع شود۔

---

(۱) اس میں کوئی لفظ طلاق کے معنی کا نہیں، دوسرے صیغہ مستقبل کا ہے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ظفیر۔
(۲) یہ جملہ باب الکنایات سے نہیں ہے۔ ۱۲ ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۲۷۸. ط.س. ج۳ ص۲۶. ظفیر
(۴) اس لئے کہ نہ صریح طلاق کا لفظ کہا اور نہ کنایہ کا کوئی لفظ، صرف نہ لانا طلاق نہیں ہے ۱۲ ظفیر۔

حالت نشہ میں تین طلاق دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۵) زید کا نکاح نشہ کی حالت میں قاضی نے پڑھادیا، بعد دوبرس کے نشہ کی حالت میں ایک جلسہ میں تین طلاق دے دی، بعد نشہ زائل ہونے کے نہایت افسوس کر کے اپنے گناہ سے توبہ کی، اب دوبارہ ان کا عقد جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) حالت نشہ میں اگر شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دیوے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیراً لید خل السکران ولو عبدا او مکرھا اوھا زلاً او سفیھا او سکران در مختار ملخصاً قولہ لید خل السکران فانہ فی حکم العاقل زجراً لہ فلا منا فاۃ بین قولہ عاقل وقولہ الآتی او سکران الخ شامی(۱)، پس اگر شوہر نے تین طلاق دی ہیں تو بلا حلالہ کے مطلقہ ثلثہ کا نکاح اس سے نہیں ہو سکتا قال اللہ تعالیٰ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ الآیۃ(۲) اور طریقہ حلالہ کا یہ ہے کہ وہ عورت بعد گذرنے عدت کے جو کہ تین حیض ہیں (اس عورت کے لئے جس کو حیض آتا ہو، اور تین ماہ ہیں، اس کے لئے جس کو حیض نہ آتا ہو) دوسرے شخص سے نکاح کرے اور وہ شخص بعد وطی کے طلاق دیوے، اور اس کی عدت گذر جاوے اس وقت شوہر اول نکاح کر سکتا ہے۔(۳) فقط۔

زبردستی طلاق اضافی دلوائی تو ہوئی یا نہیں

(سوال ۶۶) زید نے عمر سے بطور اکراہ طلاق اضافی کہلادی، آیا کوئی صورت حلت نکاح کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اکراہ سے طلاق کہہ دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے،(۴) اور طلاق اضافی بھی عقد بطریق تعلیق صحیح ہے، مثلاً یہ کہے کلما تزوجت فھی طالق تو جس وقت کسی عورت سے نکاح کرے گا، اس پر طلاق واقع ہو جاوے گی۔(۵) کذا فی الدر المختار۔(۶) فقط۔

پندرہ سالہ لڑکے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے

(سوال ۶۷) لڑکا ۲۱ / مارچ سن ۱۹۰۵ء کو تولد ہوا ہے، اب ہم لوگوں نے حساب کیا ہے، پورے پندرہ برس ہوتے ہیں۔ اس کی طلاق جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص ۲۳۵ . قولہ سکران السکر سرور یزیل العقل فلا یعرف بہ السماء من الارض وقالا بل یغلب علی العقل فیھذی فی کلامہ الخ وبین فی التحریر حکمہ انہ ان کان سکرہ بطریق محرم لا یبطل تکلیفہ فتلزمہ الا حکام وتصح عباراتہ من الطلاق والعتاق والبیع والاقرار وتزویج الصغار من کفئو والا قراض والا ستقراض لان العقل قائم الخ (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۲ ط.س. ج۳ص ۲۳۹) ظفیر۔

(۲) سورۃ البقرہ رکوع ۲۹ . ظفیر۔

(۳) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بھا ثم یطلقھا او یموت (عالمگیر مصری ج ۱ ص ۵۰۱ ط. ماجدیہ ج۱ ص۴۷۳) ظفیر۔

(۴) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا اومکرھا فان طلاقہ ای المکرہ صحیح (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص ۲۳۵) ظفیر۔

(۵) اذا اضاف الطلاق ای النکاح وقع عقیب النکاح نحوان یقول لامرأۃ ان تزوجتک فانت طالق وکل امرأۃ اتزوجھا فھی طالق الخ واذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لا مرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق (عالمگیری مصری فصل فی تعلیق الطلاق ج ۱ ص ۴۵۰ ط. ماجدیہ ج (ص ۴۲۰) ظفیر۔

(۶) دیکھئے الدر المختار علی ھامش ردا لمحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۷۷ . ظفیر۔

(الجواب) اگر قمری حساب سے پورے پندرہ برس کی عمر پوری ہو جاوے تو وہ لڑکا شرعاً بالغ ہے، اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے،(۱) اور تاریخ و سن ولادت عیسوی سے جو آپ نے ۲۱/ مارچ سن ۱۹۰۵ء لکھی اس کے حساب سے سن ۱۹۱۹ء کی ۳۱/ مارچ تک چودہ سال عیسوی ہوئی اور اکتوبر سن ۱۹۱۹ء کی ۲۱ تک چودہ برس سات ماہ پورے ہوں گے، اور سنہ قمری کے حساب سے ایک سال میں دس دن کا فرق ہوتا ہے، پس جنتری میں حساب دیکھ لیا جاوے کہ ۲۱/ مارچ سن ۱۹۰۵ء کو قمری کون سا مہینہ اور کیا تاریخ تھی اس سے حساب لگ جاوے گا،(۲) فقط۔

کوئی دل میں طلاق دے زبان پر نہ لائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۸) زید کے دل میں وساوس اس قسم کے آتے ہیں کہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دوں گا، یا دے دی، خلاصہ یہ ہے کہ کلام نفسی میں اگر کوئی شخص طلاق دے اور الفاظ طلاق زبان سے نہ نکلیں تو طلاق پڑ جائے گی یا نہیں۔

(الجواب) اس سے کچھ نہیں ہوتا، یعنی طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۳)

تھانہ میں جو عمر لکھی ہوئی ہو، اس کے حساب سے پندرہ سال پوری ہو جائے تو طلاق واقع ہو گئی

(سوال ۶۹) یک طفل است علامت بلوغ از احتلام و احبال وغیرہ در وظاہر نیست و جسم او و قد او قصیر معلوم می شود، عمر او بموجب تحریر چوکیدار علاقہ کہ در تھانہ و دفتر سرکاری می باشد بموجب سن انگریزی عمر او چودہ سال شش ماہ و شش روزہ می شود، و بموجب سن ہجری عمر او ۱۴ سال ۱۱ ماہ و ۱۷ روزمی شود، تحریر چوکیدار دربارہ طلاق معتبر است یا نہ دیگر شہادت وغیرہ سوائے تحریر مذکور برس تولد او موجود نیست، بیان فرمایند کہ بعد کامل شدن پندرہ سال سن طفل مذکور بموجب تحریر مذکور طلاق او نافذ گفتہ آید یا ثبوت شہادت ضروری است چونکہ شہادت موجود نیست تا ظہور علامت بلوغ توقف کردہ آید یا چگونہ پانزدہ سال مکمل بموجب سن عیسوی کردہ شوند یا بموجب سن ہجری، بعد اتمام پانزدہ سال کامل بموجب تحریر چوکیدار حکم بموجب سنہ ہجری شہادۃ تولد حکم بلوغ او کردہ وطلاق از گرفتہ منکوحہ او دیگر جا نکاح کنند یا نہ۔

(الجواب) در شامی جلد رابع باب کتاب القاضی تصریح و تحقیق ایں امر کردہ کہ تحریرات دفاتر سلاطین و حکام و دفتر بیاع و صراف وغیرہ معتبر است للعرف،(۴) پس سنہ و تاریخ ولادت اطفال کہ در دفتر سرکار است معتبر و مسلم خواہد شد اگر چہ بذریعہ چوکیدار باشد کہ عرفاً ہمیں معتبر و مسلم گردیدہ است و حکام آں را مسلم شمردہ و از آن تاریخ پانزدہ سال عمرش اگر تمام گردد و حکم بلوغش حسب تصریح فقہاء کردہ خواہد شد، فی الدر المختار ، فان لم یوجد

---

(۱) بلوغ الغلام بالا حتلام والا حبال والا نزال الخ فان لم یوجد فیهما شئی فحتی یتم خمس عشرة سنه به یفتی رد المحتار فصل فی بلوغ الغلام ج ۲ ص ۵۷۹. ط.س. ج۶ص ۱۵۳) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل الخ (الدر المختار الی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹. ط.س. ج۳ص ۲۳۵) ظفیر.

(۲) واهل الشرع انما یتعارفون الا شهر والسنین بالا هلة فاذا اطلقوا السنة انصرف الی ذلك مالم یصرحوا بخلافه فتح رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۱۸. ط.س. ج۳ص ۴۹۷) ظفیر.

(۳) ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدورها مالم تعمل بها او تتکلم بها رواه الشیخان (مشکوٰة باب الوسوسه ص ۱۸) ظفیر. (۴) یجوز الرجوع فی الحکم الی دوا وین من کان قبله من الا مناء لان مسجل القاضی لا یزو اعادة حیث کان محفوظا عند الا مناء (رد المحتار کتاب القضاء ج ۴ ص ۴۴۸)وابن الشحنه وابن وهبان جز ما بالس بد فعو الصراف ونحو الخ قال ان هذه العلة فی الدفاتر السلطانیه اولی الخ اما خط البیاع والصراف والسمسار فهو حجة (کتاب القاضی ج ۴ ص ۴۸۹) ظفیر.

فیھما بشئی مما ذکر فحتی یتم لکل منھما خمس عشر سنة به یفتی۔(۱)پانزدہ سال قمری بحساب شہور وسنین اسلامیہ گرفتہ خواہد شد کہ ہمیں حساب معتبر در شرح است(۲)قال اللہ تعالیٰ یسئلونك عن الا ھله قل ھی مواقیت للناس، (۳)پس طلاق کسے کہ بعمر پانزدہ سال بحساب اہلہ رسیدہ است واقع است، فقط۔

جس نام سے طلاق دی ہے اگر اس نام سے وہ جانی جاتی ہے تو طلاق واقع ہو گئی

(سوال ۷۰)ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی، چنانچہ عورت اور اس کے باپ کا نام جو بوقت نکاح کہا گیا تھا بوقت طلاق طالق نے وہ نام نہیں لئے بلکہ خلاف ان دونوں ناموں کے منکوحہ اور اس کے باپ کے دوسرے نام لے کر طلاق دی، آیا طلاق ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب)جو نام اس منکوحہ کا اور اس کے باپ کا لے کر طلاق دی ہے اگر اس نام سے وہ پکاری جاتی ہے اور اراده کی جاتی ہے، اگرچہ بوقت نکاح وہ نام نہ لیا گیا ہو تو طلاق اس منکوحہ پر واقع ہو جاوے گی (ورنہ طلاق واقع نہ ہو گی، کیونکہ نام بدل جانے سے وہ اجنبیہ کے حکم میں آ گئی۔(۴)ظفیر۔)

مجنوں کی طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال ۷۱)ایک شخص حالت جنون میں اپنی زوجہ کو تین طلاق دی تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب)حالت جنون میں طلاق واقع نہیں ہوتی قال فی الدر المختار وغیرہ لا یقع طلاق المجنون والصبی الخ(۵)فقط۔

شوہر کی نافرمان بیوی کیا نکاح سے باہر ہو جاتی ہے

(سوال ۷۲)جو عورت بلا رضامندی اپنے خاوند کے اپنے رشتہ دار کے یہاں سکونت اختیار کرے خاوند کے بار بار آنے پر بھی خاوند کے گھر واپس نہ آوے، مشکوک لوگوں کے سامنے بے پردہ آوے، بلکہ خاوند کے رنج پہنچانے کی نیت سے خاوند کے دشمنوں سے میل ملاپ رکھے، خاوند پر ناجائز تہمت رکھے اور مقابلہ سے پیش آوے، بہر صورت خاوند کی اطاعت سے باہر ہو، آیا ایسی عورت نکاح سے باہر ہو چکی یا نہیں۔

(الجواب)ایسی عورت جو خاوند کی نافرمانی کرے، اور اچھے کاموں میں اس کا کہنا نہ مانے اور معصیت کا ارتکاب کرے سخت گناہگار فاسقہ فاجرہ ہے اور نان ونفقہ اس کا شوہر کے ذمہ سے ساقط ہے، جب تک کہ وہ شوہر کی فرماں برداری نہ کرے گی، اور جہاں وہ رکھے وہاں نہ رہے گی، اس وقت تک اس کا نفقہ نہ ملے گا(۶)اور نکاح فسخ نہیں ہوا، وہ

---

(۱)رد المحتار فصل فی بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ ط.س. ج۶ص۱۵۳. ظفیر.
(۲)واھل الشرع انما یتعارفون الا شھرو السنین بالا ھلة (ردالمحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۱۸)ظفیر.
(۳)سورة البقرة . رکوع ۲۴ . ظفیر . (۴)ماحصل یہ ہے کہ جب طلاق بیوی کو ہی دی اور وہ اس نام سے جانی پہچانی جاتی ہے جس نام سے طلاق دی ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر ایسا نہیں ہے تو طلاق واقع نہیں ہوگی رجل قال امرأ ته عمرہ بنت صبیح طالق وامرأ ته عمرة بنت حفص ولا نیة له لا تطلق امرأة وان کا ن صبیح زوج ام امرأ ته وکانت تنسب الیه وھی فی حجرہ الخ الا صل انه متی وجدت النسبة وغیر اسمھا بغیرہ لا یقع لا ن التعریف لا یحصل (البحر الرائق باب الطلاق الصریح ج ۳ ص ۲۷۳) ظفیر.(۵)لا یقع طلاق المولی علی امرأ ة عبدہ الخ والمجنون الخ والصبی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۶ ط.س. ج۳ص۲۴۲) ظفیر . (۶)لانفقة لخارجة من بیته بغیر حق وھی الناشزة (درمختار)ای بالمعنی الشرعی اما فی اللغة فھی العاصیةعلی الزوج المبغضة له الخ وللزوج ان یمنع امرأ ته عما یوجب خللا فی حقه (رد المحتار باب النفقه ج۲ص۸۹۰ وج۲ص۸۹۱ ط.س. ج۳ص۵۷۶) ظفیر.

عورت بدستور اپنے شوہر کی زوجہ ہے، دوسرا نکاح کسی دوسرے شخص سے نہیں کرسکتی۔(۱) فقط۔

کیا طلاق پر کچھ مدت گذر جائے تو وہ تمادی ہو جاتی ہے

(سوال ٧٣) ایک ملا شخص جس سے ایک مسئلہ طلاق کا پوچھا جاوے اور عرض بھی کردی جاوے کہ فلاں شخص نے اپنی عورت کو باوجود طلاق دینے کے اپنے پاس رکھ رکھا ہے اور اس سے ہم بستر ہوتا ہے، ملا صاحب ثبوت شہادت لے کر اپنی زبان سے اقرار فرمادیں کہ شہادت طلاق معتبر ہے، اور طلاق کا دینا ثابت ہو چکا ہے، مگر چونکہ طلاق دیئے ہوئے عرصہ زیادہ گذر چکا ہے، اس واسطے طلاق کی میعاد باقی نہیں رہی جو طلاق چھ ٦ سات ٧ مہینہ کی میعاد گذرنے کے بعد پوچھی جاوے وہ طلاق ہرگز نہیں پڑتی ہے یعنی اس طلاق کی میعاد گذر چکی ہے، آیا یہ صحیح ہے یا غلط۔

(الجواب) طلاق جس وقت واقع ہو جاتی ہے، پھر اس کی میعاد نہیں ہے کہ اس میعاد کے بعد حکم طلاق کا نہ رہے، یہ غلطی اور جہالت اس ملا کی ہے جو ایسا کہتا ہے، البتہ طلاق رجعی ہو، بائنہ اور مغلظہ نہ ہو تو اس میں عدت کے اندر رجعت بدون نکاح کے درست ہے اور عدت کے بعد نکاح جدید کے ساتھ رجوع کرسکتا ہے(۲) اسی طرح طلاق بائنہ میں بھی نکاح جدید ہو سکتا ہے، (۳) اور طلاق مغلظہ یعنی تین طلاق میں بدون حلالہ کے شوہر اول نکاح نہیں کرسکتا، ھکذافی کتب الفقہ۔ (۴) فقط۔

پندرہ سالہ جو ابھی حقیقتاً بالغ نہیں ہوا ہے اس کی طلاق کا کیا حکم ہے

(سوال ٧٤) ایک لڑکا پندرہ سال کا ہو گیا ہے، مگر بالغ نہیں ہوا ہے، اس کی طلاق جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ عمر اس کی پندرہ برس کی پوری ہو گئی ہے تو شرعاً وہ بالغ سمجھا جاتا ہے، اگرچہ احتلام وغیرہ نہ ہوا ہو، (۵) پس اس کی طلاق شرعاً واقع ہو جاوے گی۔ (۶) فقط۔

---

(۱) طلاق شوہر کے ہاتھ میں ہے یا بعض اوقات فسخ نکاح قاضی کے ہاتھ میں رکھا گیا ہے، بیوی اپنی غلط حرکتوں سے بطور خود نکاح سے باہر نہیں ہو سکتی ہے۔ الطلاق حق من حقوق الزوج لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایما امرأة سالت زوجھا طلا قامن غیر باس فحرام علیھا رائحة الجنة رواہ اصحاب السنن (مشکوة باب الخلع والطلاق ص ٢٨٣) ولان الطلاق لا یکون من النساء (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ٢ ص ٥٣٦، ١٩) ظفیر۔ ج ٣ ص ١٩٠

(٢) واذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعھا فی عدتھا رضیت بذلك او لم ترض الخ واذا نقطعت الدم من الحیضة الثالثة بعشرة ایام انقطعت الرجعة (ھدایہ باب الرجعہ ج ٢ ص ٣٧٤) عدت ختم ہونے کے بعد بائنہ ہو جاتی ہے اور بائنہ سے تین سے کم طلاق کی صورت میں بغیر حلالہ کے نکاح جدید ہو سکتا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ظفیر۔

(٣) وان کان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان یتزوجھا فی العدة وبعد انقضائھا (ایضاً ج ٢ ص ٣٧٩) ظفیر

(٤) وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بھا ثم یطلقھا او یموت (ایضاً ج ٢ ص ٣٧٩) ظفیر۔ (٥) وبلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ فان لم یوجد فیھما شئی فحتی یتم خمس عشرة سنة به یفتی (رد المحتار فصل فی بلوغ الغلام ج ٥ ص ١٣٢۔ ط۔س۔ ج٦ ص ١٥٣) ظفیر۔

(٦) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ٢ ص ٥٧٩۔ ط۔س۔ ج٣ ص ٢٣٥ ظفیر۔

چودہ سالہ لڑکے کی طلاق کی کیا حکم ہے

(سوال ۷۵) لڑکے چودہ سالہ غیر محتلم ممیز کی طلاق شرعاً واقع ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اگر چہ وہ مراہق یعنی قریب البلوغ ہو اور ممیز ہو، (۱) اور چودہ سال کی عمر میں شرعاً بلوغ کا حکم نہیں دیا جاتا، جب کہ احتلام وغیرہ علامت بلوغ ظاہر نہ ہو، در مختار میں ہے والصبی ولو مراھقا اوا جازہ بعد البلوغ شامی میں ہے قولہ اواجازہ بعد البلوغ لا نہ حین وقوعہ وقع باطلاً والباطل لا یجاز ط، (۲) فقط۔

بیوی سے کہا طلاق دیتا ہوں طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۷۶) ایک شخص نے اپنی بیوی کو دس آدمیوں کے روبرو یہ الفاظ کہے کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں، شرعاً طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق صحیح ہو گئی اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی۔ (۳)

جبراً طلاق دینے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۷۷) زید پر سخت تشدد کیا گیا کہ وہ اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دے دے، چنانچہ اس نے لکھ دیا کہ مجبوری میں تین طلاق دیتا ہوں، اور باکراہ یہ ہی الفاظ تلوار کی چھاؤں میں زید سے کھلوائے گئے، کیا ایسی صورت میں عند الشرع طلاق واقع ہو گئی۔

(الجواب) اگر شوہر پر جبر و اکراہ کر کے اور ڈرا دھمکا کر طلاق دلوائی جائے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے، جیسا کہ در مختار میں ہے او مکرھاً فان طلاقہ صحیح (۴) الخ اور شامی میں بحر سے نقل کیا ہے کہ زبان سے اگر جبراً طلاق دلوائی جاوے تو واقع ہو جاتی ہے، لیکن اگر جبراً طلاق لکھوائی جائے، اور شوہر زبان سے کچھ نہ کہے تو طلاق واقع نہ ہو گی، فلو اکرہ علیٰ ان یکتب طلاق امرأتہ فکتب لا تطلق الخ۔ (۵)

ولی کے دباؤ سے شوہر طلاق دے تو بھی ہو جائے گی

(سوال ۷۸) ایک لڑکے بالغ نے ولی کے تشدد کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی کما فی الدر المختار ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ ولو مکرھاً الخ انتہیٰ ملخصاً (۶) فقط۔

---

(۱) لا یقع طلاق المولی علی عبدہ الخ والمجنون والصبی ولو مراھقاو اجازہ بعد البلوغ (ایضاً ج ۲ ص ۵۸۶ ط.س. ج۳ص۲۴۲) ظفیر۔
(۲) دیکھئے رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۶ ط.س. ج۳ص۲۴۳ . ظفیر۔
(۳) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا اومکرھا الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص۲۳۵) ظفیر۔
(۴) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص۲۳۵ . ظفیر۔
(۵) رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص۲۳۶ . ظفیر۔
(۶) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص۲۳۵ ظفیر۔

بیوی کا نام بدل کر طلاق دی، نیت طلاق نہیں تھی، دوسرے کو دھوکہ دینا تھا کیا حکم ہے

(سوال ۷۹) بدر الحق نے اپنی زوجہ کو طلاق اس طرح پر دی کہ نواب کی لڑکی سکینہ جو ہماری زوجیت میں ہے، تین طلاق دیا، حالانکہ سکینہ اس کی بیوی نہ تھی، بلکہ اس کی بیوی کا نام حبیبہ ہے، اور نیت طلاق دینے کی نہ تھی اور یہ حیلہ اس لئے کیا کہ بدر الحق دوسری شادی کر رہا تھا، اس بنا پر لوگوں نے کہا کہ تم پہلی بیوی کو طلاق دے دو، لہذا اس نے اس حیلہ سے طلاق دی، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں بدر الحق کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی وہ بدستور اس کی منکوحہ ہے، کتب فقہ میں تصریح ہے کہ تغیر اسم کی صورت میں نسبت الی الاب کچھ مفید نہیں ہے، کیونکہ جب اس نے نام بدل دیا تو اس تبدیلی نام سے وہ ایک اجنبی عورت سمجھی جاوے گی، اور باپ کی طرف جو نسبت کی گئی ہے وہ غلط ہے اور بے معنی ہے علی الخصوص ایسی حالت میں کہ ایقاع طلاق کی نیت بھی نہ ہو، نقل صاحب البحر عن المحیط وفی المحیط الا صل انه متی وجدت النسبة وغیر اسمها بغیره لا یقع لان التعریف لا یحصل بالتسمیة متی بدل اسمها لان بذلك الا سم تکون امرأةً اجنبیة بحر الرائق(۱) جلد ۳ وفی العالمگیریة عن الذخیرہ ولو قال امرأ ته الحبشیة طالق ولا نیة له فی طلاق امرأ ته وا مرأ ته لیست بحبشیة لا یقع علیها وعلیٰ هذا اذا سمی بغیر اسمها ولا نیةله فی طلاق امرأته.(۲) عالمگیریه جلد ۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم. تمت.

دوسری شادی کے لئے دھوکہ کے طور پر پہلی بیوی کا نام بدل کر طلاق دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۰) ایک شخص دوسرا نکاح کرنے گیا تو اولیاء مخطوبہ نے کہا کہ تم اپنی بیوی مسماۃ افروزہ خاتون بنت ابو میاں کو طلاق دو، ہم نکاح کر دیں گے، تب اس نے تسمیہ میں قصداً غلطی کر کے کہا کہ عافیہ خاتون بنت ابو میاں کو میں نے تین طلاق دی تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) نام کی غلطی سے جس طرح کہ نکاح منعقد نہیں ہوتا، طلاق بھی واقع نہ ہوگی، پس اس صورت میں اس کی زوجہ افروزہ خاتون پر طلاق واقع نہ ہوئی۔(۳) غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضور هالم یصح للجها لة وکذا لو غلط فی اسم بنته الخ در مختار۔(۴) فقط۔

---

(۱) البحر الرائق باب الطلاق الصریح ج ۳ ص ۲۷۳، ظفیر۔
(۲) عالمگیری مصری باب ایقاع الطلاق ج ۱ ص ۳۸۲ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۳۵۸. ظفیر۔
(۳) لوقال امرأ ته الحبشیة طالق وامرأ ته لیست بحبشیة لا یقع الخ وفی المحیط، الا صل انه متی وجدت النسبة وغیر اسمها بغیره لا یقع لا ن التعریف لا یحصل بالتسمیة متی بدل اسمها لان بذلك الا سم تکون امرأ ة اجنبیة (البحر الرائق باب الطلاق الصریح ج ۳ ص ۲۷۳) ظفیر۔
(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۷۸. ط.س. ج۳ ص ۲۶. ظفیر۔

بغیر نام لئے طلاق دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے

(سوال ۸۱) ایک شخص نے اپنی عورت کا نام نہیں لیا، اور بدون نیت طلاق کے یوں کہا کہ ایک طلاق، دو طلاق تین طلاق اس وقت اس کی بیوی موجود نہیں تھی، اس صورت میں اس کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) وقوع طلاق کے لئے زوجہ کا موجود ہونا شرط نہیں ہے اسی طرح لفظ طلاق میں نیت کی بھی شرط نہیں ہے، بدون نیت کے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے کما فی الدر المختار ویقع بھا ای بھذہ الا لفاظ وما بمعنا ھا من الصریح الخ وان نوی خلافھا اولم ینو شیئاً الخ در مختار۔(۱) پس اس صورت میں اگر ذکر زوجہ کا تھا یا اس پر غصہ تھا، یا کسی نے سوال طلاق زوجہ کا کیا تھا، اس پر زوج نے کہا، ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، تو اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوں گی، اور وہ مطلقہ ثلاثہ ہو گئی، بدون حلالہ کے اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔

مندرجہ گالیوں سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۲) آج کل دیہات میں مستورات کی گالی اپنی اولاد کو یہ ہے کہ باپ اور بھائی کو خاوند کی جگہ سمجھتی ہیں، اور اولاد کو باپ، بھائی کا چودا بناتی ہیں، ایسی گالیوں سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسی گالیوں سے نکاح نہیں ٹوٹتا، (۲) مگر سخت گناہ ہوتا ہے، توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ گالی گلوج زبان سے نہ نکالنی چاہئے کہ یہ جاہلوں اور فاسقوں کا کام ہے۔ فقط۔

تلاک کے لفظ کے ساتھ طلاق دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے

(سوال ۸۳) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو تین دفعہ لفظ "تا" کے ساتھ طلاق دی تو واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، کیونکہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ "تا" کے ساتھ طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے در مختار میں ہے ویدخل نحو طلاغ وتلاغ وطلاك وتلاك الخ اور شامی میں ہے قال فی البحر و منه الا لفاظ المصحفة وھی خمسة فزاد علی ماھنا تلاق الخ۔(۳) فقط۔

طلاق دینے کی نیت سے کاغذ خرید الیکن نہ زبان سے کچھ کہا اور نہ کاغذ لکھا کیا حکم ہے

(سوال ۸۴) ایک شخص اپنی عورت منکوحہ غیر مدخولہ کو طلاق دینے کا ارادہ کرتا ہے اور تمسک کے لئے کاغذ اسٹامپ عہ / والا بھی خرید کرتا ہے، اس وقت تک کوئی لفظ طلاق صراحتاً یا کنایۃً زبان سے ظاہر نہیں ہوا، لیکن کسی وجہ سے اس نے طلاق نہیں دی اور اسٹامپ تحریر کیا، کیا اس ارادہ قلبی اور اسٹامپ کے خریدنے پر بغیر تلفظ لفظ طلاق کے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ وج ۲ ص ۵۹۲۔ ط.س. ج۳ ص۲۴۸۔ ظفیر۔
(۲) بنیادی بات یہ ذہن نشین رہے کہ عورت نکاح توڑنے پر بطور خود سوائے ردت کے کسی جملہ سے قادر نہیں ہے، طلاق مرد کا حق ہے عورت کا نہیں، لان الطلاق لا یکون من النساء (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۶۔ ط.س. ج۳ ص ۱۹۰) باقی گالم گلوج بری بات ہے حدیث میں ہے سباب المسلم فسوق وقتاله كفر متفق علیه مشکوۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۱) ظفیر۔
(۳) دیکھئے رد المحتار للشامی باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ و ج ۲ ص ۵۹۱۔ ط.س. ج۳ ص۲۴۹، ظفیر۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق نہیں ہوئی، ارادہ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔(۱)

ستانے والے شوہر کو مجبور کیا جائے کہ طلاق دے دے

(سوال ۸۵) میں نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا، اس نے بہت تکالیف دیں، جس کو عرصہ بارہ سال کا ہو گیا کہ برابر تکلیف برداشت کرتی رہی، وہ گھبرا کر میرے مکان پر چلی آئی اور اس نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا تھا کہ تو میری ماں ہے اور میں تیرا بڑا لڑکا ہوں۔ اب مقدمہ عدالت میں پیش ہے، عدالت کہتی ہے کہ تم فتویٰ شرعی منگادو، ورنہ عورت کو زبردستی اس کے خاوند کے یہاں بھیج دیا جاوے گا، لہٰذا جو حکم شریعت کا ہو، وہ تحریر فرما دیں، تاکہ فتویٰ عدالت میں پیش کیا جائے اور لڑکی عذاب سے نجات پاوے، فقط۔

(الجواب) ماں کہنے سے طلاق نہیں ہوتی، (۲) البتہ ایسی حالت میں کہ زوجین میں موافقت نہیں ہے اور شوہر طرح طرح کی تکالیف اپنی زوجہ کو پہنچاتا ہے، زوجہ کو اس کے پاس نہ بھیجنا چاہئے، بلکہ شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ یا طلاق دے کر اس کو رہا کرے یا نان نفقہ کی خبر لے اور حقوق زوجیت ادا کرے۔(۳) فقط۔

مستقبل کی صیغہ سے طلاق دے تو واقع ہوگی یا نہیں

(سوال ۸۶) ان زیداً قال لزوجته الهندة اطلقك واحدً ثم قال ثانياً ساطلقك ثلاثا، نوى بالقولين الا ستقبال، هل تقع الفرقة بيهما ام لا ورجع بعد اليومين اليها هل يكون العاصى.

(الجواب) لا تقع الفرقة بالقولين لان معنى الاستقبال فى الثانى ظاهر بالسين وفى الا ول لما اراد الاستقبال لم يقع به ايضاً وان وقع فالرجعة جائزة فيه فلا يكون عاصياً بالرجعة قال فى الدر المختار اوانا اطلق نفسى لم يقع لانه وعد (۴) وهكذا صرح فى العالمگيرية بانه لا يقع الطلاق باطلقك لا نه وعد .(۵)

طلاق دی مگر نیت کچھ نہیں تھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۷) اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیا، اور نیت کچھ نہ ہو تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، چاہے نیت کرے یا نہ کرے، ایسی صورت میں

---

(۱) الطلاق رفع قيد النكاح بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۵۷۰ وج ۲ ص ۵۷۱ ط.س. ج۳ص۲۲۶) قوله لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية وارادا للفظ ولو حكما ليد خل الكتابة المستبينة (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۴) ظفير.

(۲) وان بانت على مثل او كامى وكذا لو حذف على برا'' ظهارا او طلاقاصحة نيته ووقع مانواه لا نه كناية والا ينو شيئا اوحذف الكاف لغا وتعين الادنى اى البر يعنى الكرامة ويكره قوله انت امى ويا ابنتى ويا اختى ونحوه (در مختار) قوله اوحذف الكاف بان قال انت امى، قوله لغالانه مجمل فى حق التشبيه لا يحكم شيى (رد المحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹۴ ط.س. ج۳ص ۴۷۰) ظفير.

(۳) ويجب (الطلاق) لوفات الامساك بالمعروف (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ ط.س. ج۳ص ۲۲۹) ظفير.

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب تفويض الطلاق ج ۲ ص ۶۵۷ ط.س. ج۳ص۳۱۹. ظفير.

(۵) عالمگيرى مصرى كتاب الطلاق ج ۱ ص ۳۸۴. ظفير.

نیت کا اعتبار نہیں (۱) بخلاف ما اذا قال انت طالق للسنة ولم ينص على الثلاث لا تصح نية الجمع فيه كذا فى الهداية۔(۲)

نام بدل کر طلاق دے تو ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۸۸) اگر کوئی شخص نام بدل کر طلاق دے تو واقع ہو جاتی ہے یا نہیں، اگر سہواً نام بدل دے تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں سہواً نام بدلا ہو یا عمداً طلاق واقع نہیں ہوئی۔ سئل عمن ارادان يقول زينب طالق فجرى على لسانه عمرة على ايهما يقع الطلاق، فقالا فى القضاء تطلق اللتى سمى وفيما بينه وبين الله تعالىٰ لا تطلق واحدةً منهما كذا فى الشامى۔(۳)

جھوٹے انکار نکاح سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۸۹) زید اور ہندہ نے کسی مصلحت سے حاکم کے سامنے جھوٹا اقرار کیا کہ ہم میں نکاح نہیں ہوا تو نکاح ٹوٹ گیا یا قائم ہے۔

(الجواب) زید اور ہندہ کا نکاح قائم ہے، جھوٹ اقرار کرنے سے کہ ہم میں نکاح نہیں ہوا، طلاق نہیں پڑتی، فقط۔

جب غصہ میں ہوش حواس نہ رہے اور طلاق دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۰) ایک شخص کا اپنے سالہ کے ساتھ بہت جھگڑا و نزاع ہوا، نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ شخص غصہ میں بد حواس ہو گیا، اور الفاظ بیہودہ و ناگفتہ بہ اور فحش اپنی زبان سے بکنے لگا، منجملہ اور الفاظ فحش کے لفظ طلاق بھی اس کی زبان سے اسی بے ہوشی کی حالت میں نکلا، آیا ایسے جنون کی سی حالت میں لفظ طلاق کہنے اور زبان سے نکلنے میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہ۔

(الجواب) جب غصہ اس درجہ پہنچ جاوے کہ کچھ ہوش و حواس نہ رہیں تو ایسے حالت کی طلاق واقع نہیں ہوتی، كذا حققه فى الشامى، حيث قال الثانى ان يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولا يريده فهذا لاريب انه لا ينفذ شئى من اقواله الخ(۴) وقال قبيله نقلاً عن الخيرية وسئل نظماً فيمن طلق زوجة ثلاثاً فى مجلس القاضى وهو مغتاظ مدهوش فاجاب نظماً ايضاً بان الدهش من اقسام الجنون فلا يقع الخ۔(۵)

جس غصہ میں ہوش نہ تھا طلاق دی تو واقع ہوئی یا نہیں

(سوال ۹۱) عبدالعزیز نے اپنی زوجہ کے قصور پر اس کو مارا، اور تین طلاق دیں، لیکن غصہ میں اس کو خبر طلاق کی نہ تھی، عبدالعزیز اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو لکڑی سے تین بار مارا، اس کے بعد مجھے کچھ بھی خبر نہ رہی بوجہ غصہ کے۔ آیا اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔

(۱) صريحه مالم يستعمل الا فيه كطلقتك وانت طالق ومطلقة الخ يقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعنا ها من الصريح واحدة رجعية وان نوى خلافها من البائن او لم ينو شيئا (درمختار) لما مران الصريح لا يحتاج الى النية (رد المحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ و ج ۲ ص ۵۹۳ ط.س. ج۳ص۲۴۷) ظفير. (۲) هدايه كتاب الطلاق ج۲ ص ۳۳۸. ظفير. (۳) رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۴ ط.س. ج۳ص۲۴۱. ظفير. (۴) رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷ مطلب فى طلاق المدهوش. ط.س. ج۳ص۲۴۴. ظفير. (۵) رد المحتار كتاب الطلاق مطلب فى طلاق المدهوش ج ۲ ص ۵۸۷ ط.س. ج۳ص۲۴۴. ظفير.

(الجواب) قال فی رد المحتار نقلاً عن الخیریہ وسئل نظماً فیمن طلق زوجتہ ثلثا فی مجلس القاضی وھو مغتاظ مدھوش فاجاب نظماً ایضاً بان الدھش من اقسام الجنون فلا یقع واذا کان یعتادہ بان عرف منہ الدھش مرۃ یصدق بلا برھان الخ۔(١) پس ہرگاہ مسمی عبدالعزیز طالق مدعی اس امر کا ہے کہ مجھے بوجہ غایت غیظ و غضب کے کچھ خبر طلاق کی نہیں رہی تو فیما بینہ وبین اللہ اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، اور اگر اس کی عادت سے اس کا ایسا غصہ معروف ہے تو قاضی بھی اس کے قول کی تصدیق کرے گا بلا برہان کے کما مر عن الخیریہ۔

طلاق میں بیوی کا سامنے ہونا یا خطاب کا پایا جانا ضروری نہیں

(سوال ٩٢) طلاق میں خطاب ہونا اور سامنے ہونا زوجہ کا شرط ہے یا نہیں۔

(الجواب) خطاب ہونا اور روبرو ہونا زوجہ کا شرط نہیں، اگر زوجہ غائب ہو اور اس کو خطاب نہ کیا جاوے، اور غائبانہ طلاق دی جاوے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔(٢) فقط۔

جو عورت فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے اس کو طلاق دینا کیسا ہے

(سوال ٩٣) ایک شخص اپنی عورت کو پردہ میں رہنے کی اور نماز کی تاکید کرتا تھا، اس پر عورت ناراض ہو کر خاوند کے گھر سے باپ کے گھر چلی گئی اور فسق و فجور و شرک و کفر کے کام کرنے لگی، جھوٹی قبر چلہ سالار مدار پر غلاف، مالیدہ، گھونگی وغیرہ چڑھاوا چڑھاتی ہے، اور ہنود کے میلوں میں جاتی ہے، بے پردہ پھرتی ہے اور طلاق چاہتی ہے، اور خاوند طلاق نہیں دیتا، اس امر میں کیا حکم ہے، اور عورت مذکورہ باوجود ارتکاب امور متذکرہ بالا مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی صورت میں طلاق دے دینا مناسب ہے، اگرچہ واجب نہیں ہے، قال فی الدر المختار لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ الا اذا خافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس ان یتفرقا۔(٣) لیکن شامی نے یہ تحقیق کیا ہے کہ جب امساک بالمعروف فوت ہو جاوے تو طلاق دینا واجب ہے۔(٤) مقتضی اس کا یہ ہے کہ اس صورت میں طلاق دینا ضروری ہے، مگر یہ کہ عورت تائب ہو تو پھر طلاق دینا ضروری نہیں ہے، اور عورت اگر مدخولہ ہے تو کل مہر واجب ہے، اور اگر قبل دخول و خلوۃ طلاق دے گا تو نصف مہر لازم ہوگا۔

جس بیوی کو چھوڑ رکھا ہے کیا اس کو طلاق دینا ضروری ہے

(سوال ٩٤) عرصہ دو برس سے میں نے اپنی زوجہ کو چھوڑ رکھا ہے، طلاق نہیں دی، اور وہ طلاق چاہتی ہے کیا طلاق دینا ضروری ہے۔

---

(١) رد المحتار کتاب الطلاق ج ٢ ص ٥٨٧ ط.س. ج٣ ص ٢٤٤ ظفیر۔

(٢) ولا یلزم کون الاضافۃ صریحۃ فی کلامہ کما فی البحر لو قال طالق فقیل لہ من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأتہ (رد المحتار باب الصریح ج ٢ ص ٥٩٠ ط.س. ج٣ ص ٢٨٤) ظفیر۔

(٣) الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ج ٢ ص ٤٠٢ ط.س. ج٣ ص ٥٠ ظفیر۔

(٤) ویجب لو فات الامساک بالمعروف فالظاھر انہ سعطوف لا باس ابتداءً اھنا للوجوب الخ (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ٤٠٢ ط.س. ج٣ ص ٥٠) ظفیر۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویجب لو فات الا مساك بالمعروف(۱) یعنی زوجہ کو اچھی طرح نہ رکھ سکے اور اس کے حقوق ادانہ کرے تو طلاق دینا ضروری ہے۔ فقط۔

شراب کے نشہ میں طلاق دینے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۵) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو شراب کے نشہ میں تین طلاق دی، حالت نشہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی جیسا کہ شامی میں ہے، وفی التتار خانیه طلاق السكران واقع اذا سكر من الخمر او النبيذو هو مذهب اصحابنا۔(۲)

نشہ میں جو طلاق دی جائے اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۹۶) زید نشہ پی کر اپنی زوجہ کو طلاق طلاق بکتا ہے، اور لوگوں کی مار پیٹ کرنے کی وجہ سے طلاق طلاق کہتا ہوا چلا جاتا ہے، تین دن کے بعد اپنی بیوی سے قصور کی معافی چاہتا ہے۔ اور طلاق کی وجہ دریافت کرنے پر لا علمی ظاہر کرتا ہے، غرض کہ حالت نشہ میں متعدد مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق طلاق کہا ہے، یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کون سی ہوئی، مجنون و سکران میں کیا فرق ہے، اردو کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور سکران کی طلاق واقع ہو جاتی ہے حالانکہ دونوں فاتر العقل ہیں۔

(الجواب) شامی میں ہے وفی التاتارخانیۃ طلاق سکران واقع اذا سکر من الخمر او النبید وھو مذھب اصحابنا (۳) پس بموجب اس روایت کے صورت مسئولہ میں زید کی زوجہ مطلقہ ہو گئی، پھر اگر زید نے لفظ طلاق تین مرتبہ یا اس سے زیادہ کہا ہے تو اس کی زوجہ مغلظہ بائنہ ہو گئی، رجعت اس سے درست نہیں، اور نکاح جدید بھی بلا حلالہ کے درست نہیں ہے اور اگر لفظ طلاق دو مرتبہ کہا ہے تو اس میں رجعت عدت کے اندر صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید ہو سکتا ہے، لیکن ظاہر سوال سے زید کا چار دفعہ لفظ طلاق کہنا معلوم ہوتا ہے کہ دو مرتبہ خود بخود حالت نشہ میں لفظ طلاق کہا اور دو مرتبہ لوگوں کی مار پیٹ پر تو اگر فی الواقع ایسا ہی ہے، اور یہ تکرار عبارت نہیں ہے تو اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی، اور رجعت و نکاح جدید بلا حلالہ کے درست نہیں ہے، اور گو اس میں شک نہیں کہ مجنون کی طرح سکران بھی فاتر العقل ہے۔ لیکن مقدمہ طلاق میں اس کا یہ سکر جس کی صحیح تعریف یہ ہے کہ بوجہ نشہ کے آسمان کو زمین سے فرق نہ کرے۔(۴) زجر اور توبیخ کی غرض سے غیر قابل اعتبار تصور کیا گیا ہے، اور بجائے فاتر العقل کے قائم العقل قرار دیا گیا ہے جیسا کہ در مختار کی اس عبارت ویقع طلاق كل زوجه بالغ عاقل ولو تقديراً ليدخل السكران(۵) سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ سکران لزوم احکام میں

---

(۱) الدر المحتار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ .ط.س. ج۳ص ۲۲۹ . ظفیر۔
(۲) رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۵٤ .ط.س. ج۳ص ۲٤۱، ظفیر۔
(۳) رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸٤ . ظفیر۔
(٤) السكر سرور يزيل العقل فلا يعرف به السماء من الارض وقالا بل يغلب على العقل فيهذى فى كلامه الخ قال فى البحر والمعتمد فى المذهب الاول (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۲ .ط.س. ج۳ص ۲۳۹) ظفیر۔
(۵) الدر المحتار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ .ط.س. ج۳ص ۲۳۵ قوله ليد خل السكران فانه فى حكم العاقل (جراله رد المحتار ايضاً) ظفیر۔

زجراً منزلہ ہوشیار کے اور حکم میں عاقل کے ہے بخلاف مجنون کے یعنی ایسا شخص جس کی دماغ میں خلقی طور پر کوئی نقصان ہو، یا کسی آفت اور صدمہ کی وجہ سے ایک ایسا خلل واقع ہو گیا ہو کہ جس کی وجہ سے بھلے اور برے میں اس کو کوئی امتیاز باقی نہ رہے، نہ کسی کام میں اس کی نظر نفع نقصان پر ہو کہ وہ بحکم حدیث رفع القلم عن الثلاثۃ، (۱) اس حکم سے خارج ہے جیسا کہ در مختار کی اس عبارت سے ظاہر ہے، پس اس کی طلاق کا کوئی اعتبار نہیں، اور اسی وجہ سے حالت جنون میں مجنون کی طلاق کے متعلق عدم وقوع کا حکم دیا گیا ہے۔ (۲)

طلاق دیتے وقت گواہ ہونا ضروری نہیں ہے

(سوال ۹۷) جس طرح صحت عقد کے واسطے شہادت شاہدین لابدی ہے طلاق کے باب میں کیوں حضور شاہدین ضروری نہیں سمجھا جاتا ہے اور ادنیٰ اسباب سے بھی طلاق ثابت ہو جاتی ہے۔

(الجواب) حکم شریعت اسی طرح ہے کہ نکاح بلا شاہدین صحیح نہیں ہے، اور طلاق کے لئے یہ شرط نہیں ہے، (۳) اور ہم لوگوں پر احکام شریعت کی پابندی لازم ہے، چون و چرا کی اجازت نہیں ہے (نکاح میں اعلان ضروری ہے تاکہ وہ ناجائز تعلق سے ممتاز ہو جائے، طلاق میں ایسی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، ظفیر)

تنہائی میں طلاق دینے سے بھی واقع ہو جاتی ہے

(سوال ۹۸) اگر طلاق اور کسی کے سامنے نہیں دی، تو واقع ہو جاتی ہے یا نہیں، اور مہر دینا پڑتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) طلاق ہر طرح واقع ہو جاتی ہے، کوئی پاس ہو یا نہ ہو، (۴) مہر لازم ہے۔

بیوی جب اختیار میں نہ ہو تو شوہر کیا کرے

(سوال ۹۹) کسی کی بیوی اگر اس کے اثر میں نہ ہو، اور علی الاعلان خلاف شریعت اوامر کا ارتکاب کرے تو مرد کو کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) اس کو سمجھانا چاہئے اور زدوکوب سے ایسی حالت میں تنبیہ کرنا درست ہے، اور طلاق دینا شرعاً ایسی حالت میں واجب نہیں ہے بلکہ جہاں تک ہو اصلاح کی جائے اور اس کو سمجھایا جاوے۔ (۵)

---

(۱) مشکوۃ باب الخلع والطلاق ص ۲۸٤ ظفیر

(۲) ولا یقع طلاق المولی علی عبدہ الخ والمجنون (در مختار) قال فی التلویح الجنون اختلال القوۃ الممیزۃ بین الامور الحسنۃ والقبیحۃ الخ (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸٦ ط.س. ج۳ص ۲٤۲) ظفیر.

(۳) وفی البحر قیدنا الاشہاد بانہ خاص بالنکاح (رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۷۳. ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفیر.

(٤) وقوع طلاق کے لئے کسی کا پاس ہونا شرط نہیں ہے، ظفیر

(۵) قال اللہ تعالیٰ والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن، فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا (سورۃ النساء) لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ ولا علیھا تسریح الفاجر الا اذا خافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس ان یتفرقا (در مختار) الفجور العصیان کما فی المغرب (رد المحتار فصل فی المحرمات ج۲ ص ٤۰۲. ط.س. ج۳ص ۵۰) بل یستحب لو موذیۃ او تارکۃ صلوۃ ومفادہ ان لا اثم بمعاشرۃ من لا تصلی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲. ط.س. ج۳ص ۲۲۹.

عورت کے بھاگ جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

(سوال ۱۰۰) ایک عورت شوہر کے گھر سے بھاگ کر ماں باپ کے یہاں چلی گئی، نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں، اور مہر ساقط ہو گیا یا باقی ہے۔

(الجواب) ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا، (۱) لہذا اس صورت میں نکاح قائم ہے، فسخ نہیں ہوا، مگر ایسا کرنا برا ہے، البتہ اتنے دن کا نفقہ ساقط ہو جائے گا۔ (۲)

بیوی کا نام اختری تھا اور اس نے کہا کہ اتری کو طلاق دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۱) عبدالکریم نے اپنی بیوی مسماۃ اختر النساء کو اس عنوان سے الفاظ طلاق کہے کہ میں نے اتری کو تین طلاق دی ہے، لیکن بیوی کا نام اختر النساء ہے، بچپن میں لوگ اختری کہا کرتے تھے اور اس کی بیوی اتری کے نام سے مشہور نہیں، اور عبدالکریم بسوگند شدید کہتا ہے کہ مجھے تطلیق زوجہ کی اصلانیت نہ تھی، اس لئے تہدیداً میں نے اختری کے بجائے اتری کہہ کر طلاق دی ہے تاکہ میری بیوی ڈر جائے، اس صورت میں عبدالکریم کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اگر اتری کے نام سے وہ نہ پکاری جاتی تھی تو اتری کو تین طلاق دینے سے عبدالکریم کی زوجہ اختر النساء یا اختری پر تین طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ اضافۃ الی الزوجہ وقوع طلاق کے لئے ضروری ہے اگرچہ اضافۃ معنویہ ہو کالخطاب والاشارہ در مختار میں ہے۔ قید بخطابها لا نه لو قال ان خرجت يقع الطلاق الخ لم يقع لتركه الاضافة اليها الخ وفى رد المحتار قوله لتركه الا ضافة اى المعنوية فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنوية الخ وكذا الا شارة نحو هذه طالق وكذا نحوامرأ تى طالق و زينب طلاق الخ. (۳) ص ۴۳۹ جلد ثانی کتاب الطلاق، شامی۔ البتہ اگر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ اتری کو تین طلاق دی تو اس کی زوجہ مطلقہ ثلاثہ ہو جاتی ہے۔

بیوی کو زوجہ دیگر لکھا دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال ۱۰۲) ہندہ زید کے نکاح میں تھی، بعدہ زید نے ہندہ کو طلاق دے دی، ہندہ نے عدت گزار کر بکر سے نکاح کر لیا اب بکر زوج حالیہ نے کسی مصلحت سے کرایہ بہی یا سرکاری بہی میں ہندہ زوجہ زید لکھا دیا اور قصد بکر کا طلاق کا نہ تھا اور نہ ہے، بکر کی اس مصلحت جوئی یا تدبیر کا یہ نتیجہ تو نہ ہوگا کہ ہندہ کو بکر کی طرف سے طلاق پڑ جائے۔

(الجواب) ہندہ زوجہ زید لکھ دینے سے ہندہ پر بکر شوہر حال کی طرف سے طلاق واقع نہیں ہوئی، اور یہ لکھ دینا لغو ہے یا باعتبار سابق کے ہے، یعنی مطلب اس کا یہ ہے کہ ہندہ زوجہ سابقہ زید، در مختار میں ہے کہ اگر اپنی زوجہ کا کسی

---

(۱) نکاح شوہر ہی توڑ سکتا ہے، یا بوقت ضرورت قاضی، اور اسی وجہ سے عورت کے ہاتھ یہ معاملہ نہیں رکھا گیا ہے۔ لان الطلاق لا يكون من النساء (الدر المختار على هامش رد المحتار ج۲ ص ۵۷۲. ط.س. ج۳ص ۱۹۰) ظفير۔

(۲) لا نفقه لخارجة من بيته بغيرحق وهى الناشزة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ص ۵۷۶ - ۵۷۵) ظفير. (۳) دیکھئے رد المحتار كتاب الطلاق باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰. ط.س. ج۳ص ۲۴۸، الا صل انه متى وجدت النسبة و غيراسمها بغيره لايقع الطلاق لان التعريف لا يحصل (البحر الرائق باب الطلاق الصريح ج۳ ص ۲۷۳) ظفير.

دوسرے سے نکاح بھی کردے توبدون نیت طلاق کے اس پر طلاق واقع نہ ہوگی، اور اس غیر سے نکاح اس عورت کا صحیح نہ ہوگا وفی القنیه زوج امرأ ته من غیره لم یکن طلاق ثم رقم ان نوی طلقت، در مختار۔(۱) مگر اس صورت میں یہ بھی نہیں ہوا کہ غیر سے اس کا نکاح کیا جاتا، لہذا یہاں کسی طرح طلاق واقع نہ ہوگی۔

حالت حمل میں طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۳) ایک عورت مرض دیوانگی میں مبتلا ہوئی، وہ مکاں میں نہیں ٹھہرتی تھی، ادھر ادھر آزادی سے پھرتی تھی۔ حالت علالت میں وہ عورت حاملہ ہوئی، اس کے بعد وہ عورت اچھی ہوگئی، اب اس کا شوہر حاملہ ثابت ہونے پر طلاق دینا چاہتا ہے تو طلاق جائز ہے یا نہیں،

(الجواب) حالت حمل میں طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور عدت اس کی وضع حمل ہے (۲) اور وہ حمل شوہر کا ہی سمجھا جاوے گا یعنی اس بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا۔ اور تفصیل اس میں یہ ہے کہ اگر طلاق رجعی ہے تو دو برس اور اس سے زیادہ تک بھی اگر وضع حمل ہو تو نسب بچہ کا اس سے ثابت ہوگا بشرطیکہ عورت نے عدت گذرنے کا اقرار نہ کیا ہو، اور اگر طلاق بائنہ ہے تو دو برس سے کم میں اگر بچہ پیدا ہو تو نسب اس سے ثابت ہوگا ورنہ نہیں، کذا فی الدر المختار۔(۳)

شوہر نے کہا کہ جو بیوی شوہر کی بات نہیں مانتی اس پر طلاق ہوجاتی ہے اور پھر اس نے شوہر کی نصیحت پر عمل نہیں کیا۔

(سوال ۱۰٤) زید سفر کو جاتے وقت اپنی زوجہ کو نصیحت کی کہ تمہارے بھائی کی شادی ہوگی، اگر وہاں کوئی کام خلاف شرع ہو تو تم وہاں سے چلی آنا اور یہ بھی کہا کہ جو عورت اپنے خاوند کی بات نہیں سنتی اس پر طلاق ہوجاتی ہے، زوجہ نے اس نصیحت کو قبول کرلیا، زید کے سفر میں جانے کے بعد بی بی شادی میں گئی اور خلاف شرع امور پر وہاں سے نہیں آئی تو طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق نہیں ہوئی۔(۴)

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الکنایات ج ۲ ص ٦٥٢ ط.س. ج۳ص ٣١٤، سئل اللث امرأة فقال لا لا تطلق اتفاق وان نوی (در مختار) ومثله قوله لم اتزوجك او لم یکن بیننا نکاح الخ والاصل ان نفی النکاح اصلا لا یکون طلاقا بل یکون جحود (رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ٦٢٣ ط.س. ج۳ص ٢٨٣) ظفیر. (۲) (وفی حق الحامل) مطلقا ولوامةاو کتابیة او من زنا بان تزوج حبلی من زنا ودخل بها ثم مات او طلقها تعتدبالوضع (وضع جمیع حملها) (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ٨٣١ ط.س. ج۳ص ٥١١) ظفیر. (۳) فیثبت نسب ولد معتدة الرجعی الخ وان ولدت لاکثر من سنتین ولو لعشرین سنة فاکثر لاحتمال امتداد طهرها وعلوقها فی العدة ما لم تقر بمضی العدة وکانت الولادة رجعة لو فی الاکثر منهما لا فی الاقل کما فی مبتوتة جائت لاقل منهما من وقت الطلاق ولم یقر بمضی العدة وکانت الولادة رجعة لو فی الاکثر منهما لا فی الاقل کما فی مبتوتة جائت لاقل منهما من وقت الطلاق ولم تقر بمضیها ولو لتما مهما لا یثبت النسب (ایضاً فصل فی ثبوت النسب ج۲ص ٧٥٧ وج ۲ ص ٨٥٨ ط.س. ج۳ ص ٥٤٠) ظفیر.

(٤) نصیحت کی خلاف ورزی سے طلاق واقع نہیں ہوتی، شرعاً رفع قید النکاح فی الحال بالبائن او المآل بالرجعی بلفظ مخصوص هو ما اشتمل علی الطلاق (در مختار) ای علی مادة ط، ل، ق صریحا مثل انت طالق او کنایة کمطلقة بالتخفیف الخ (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ٥٧٠ وج ۲ ص ٥٧١ ط.س. ج۳ص ٢٢٧) ظفیر.

بلا علم دھوکہ سے اقرار نامہ لکھوا کر دستخط کرا لینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال ۱۰۵) زید کی شادی بکر کی لڑکی زبیدہ سے ہوئی، اور قبل عقد ایک زردین مہر کا بیع مقاسہ اور اس کے ساتھ ایک اقرار نامہ بزبان بنگلہ رجسٹری کرلیا گیا، زید کو دونوں کاغذ پڑھ کر سنائے گئے، مگر زید بنگلہ سمجھنے سے قاصر تھا، زید نے تصور کیا کہ صرف دین مہر کی رجسٹری کی گئی ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ اقرار نامہ جعلی و فریبی ہے، عرصہ ہو گیا بکر نے لڑکی کو رخصت نہیں کیا اور مہر کی نالش کر کے ڈگری حاصل کر لی ہے، بکر کہتا ہے کہ از روئے اقرار نامہ طلاق واقع ہو گئی، اب رخصت نہیں ہو سکتی، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) جب تک زید کو یہ علم نہ ہو کہ اس اقرار نامہ میں کیا شرائط ہیں تو وہ اقرار نامہ زید کی طرف سے زید کا مسلمہ نہ سمجھا جاوے گا، اور جب کہ وہ شرائط زید کی تسلیم نہیں ہیں تو تحقق شرط سے طلاق واقع نہ ہوگی۔(۱)

فلاں کام کیا ہو تو میری بیوی پر طلاق پھر یاد آیا کہ کیا ہے، اب کیا کرے

(سوال ۱۰۶) زید نے قسم کھائی کہ اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے بوقت حلف اس کو یقین کامل تھا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا، چنانچہ اسی یقین پر اس نے یہ قسم کھائی تھی، کچھ دنوں کے بعد اس کو یاد آیا کہ میں نے وہ کام قسم کھانے سے پہلے کر لیا تھا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق ہو گئی، کما فی الدر المختار . ولو الحالف مکرهاً او مخطئاً او ذاهلا او نا سیاً الخ۔(۲)

کسی کی بیوی پر کوئی ناجائز قبضہ کرلے تو کیا بیوی والے پر طلاق دینا ضروری ہے

(سوال ۱۰۷) زید کی زوجہ ہندہ کو عمر ناجائز طور سے عرصہ دراز سے اپنے یہاں رکھتا ہے، عمر زید سے کہتا ہے کہ تو اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دے دے، زید نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ میری زوجہ ہندہ کو میرے سپرد کردو، لیکن عمر ہنوز ایسا کرنے کو تیار نہیں، اس صورت میں زید کو دیوث کہا جائے گا یا نہیں، اور شرعاً زید پر طلاق دینا واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں عاصی و فاسق و ظالم عمر ہے، زید مظلوم ہے، اس کی زوجہ اسی کو ملنی چاہئے، اور زید کے ذمہ طلاق دینا اس کا لازم و واجب نہیں ہے قال فی الدر المختار لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة الخ۔ (۳) (اس میں گناہگار اور ظالم وہ شخص ہے جس نے دوسرے کی بیوی پر زبردستی قبضہ کر رکھا ہے اور زنا کا مرتکب ہے، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مومن فایا کم ایاکم متفق علیه مشکوٰة باب الکبایر ص ۱۷ . ظفیر.)

---

(۱) واستکتب من آخر کتابا بطلا قها او قراء ه علی الزوج وختمه و عنونه وبعث به الیها وان لم یقرانه کتابه ولم تقم بینة لکنه وصف الا مر علی وجهه لا تطلق قضاء ولا دیانة وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق ما لم یقر انه کتابه (رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالکتابة ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص۴۷-۲۴۶) ظفیر.

(۲) دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ص. ط.س. ج۳ص۷۰۹ . ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۴۰۲. ط.س. ج۳ص ۵۰، لو زنت امرأة رجل لم تحرم علیه وجازله وطئوها عقب الزنا (رد المحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص۳۸۶. ط.س. ج۳ص۳۴) ظفیر.

بیوی کی خودکشی کے خوف کی وجہ سے طلاق نامہ لکھ دے تو طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۸) ایک شخص کی بیوی کو اثر جنون ہے، ایک روز خاوند اور بیوی میں تکرار ہوا، بیوی نے خاوند سے کہا کہ مجھ کو طلاق نامہ لکھ دو، میں تمہارے یہاں نہیں رہوں گی، اور تلوار ہاتھ میں لے کر کہا کہ اگر طلاق نامہ نہیں لکھو گے تو اپنا گلا کاٹ کر خودکشی کرلوں گی، خاوند کا ارادہ دلی طلاق دینے کا نہیں تھا، بیوی کے اصرار پر طلاق نامہ لکھ دیا اور تین طلاقیں لکھ دی اور بی بی کو پڑھ کر سنادیا اور یہ کہا کہ اس پر گواہی کرا کر دوں گا، خیال اس کے کہ بی بی کی حالت مجنونانہ ہے، جب جنون اور غصہ کم ہو جاوے گا سمجھ میں آجاوے گی، جب زوجہ کا غصہ فرو ہو گیا تو افسوس کرنے لگی، اس صورت میں بیوی خاوند پر مباح ہے یا نہ۔

(الجواب) اس صورت میں اس شخص کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو گئی۔(۱) لقوله عليه السلام ثلث جدهن جد وهزلهن جد الحديث بدون۔(۲) حلالہ کے وہ عورت اپنے خاوند پر حلال نہیں ہے۔(۳) فقط۔

دل میں یہ سوچنے سے کہ "طلاق ہے" یا یہ کہ "نہیں رکھوں گا" طلاق نہیں ہو گی

(سوال ۱۰۹) ایک لڑکا جس کی عمر ۱۴، ۱۵ سال کی ہے، اس نے اپنی زوجہ پر غصہ میں دل میں یہ خیال کیا کہ اب اس کو نہیں رکھوں گا، اور اس کو طلاق ہے، دو چار روز بعد اس نے عورت سے صحبت کرلی آیا طلاق ہوئی یا نہ۔

(الجواب) اگر محض دل میں یہ خیال کیا تھا کہ اب اس کو نہیں رکھوں گا اور اس کو طلاق ہے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی، اور اگر یہ لفظ کہ اس کو طلاق ہے زبان سے کہا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، پھر جب اس نے اس سے صحبت کرلی، رجعت ہو گئی، لہذا اب وہ اس کی زوجہ ہے۔ فقط۔

روپیہ اور زیور لے کر بھاگنے سے طلاق نہیں پڑتی

(سوال ۱۱۰) میری زوجہ صبح کے وقت بلا اطلاع میرے مکان سے سات سو روپیہ نقد میرا اور میرے والدین کا نیز اپنا زیور اور میری ضعیف والدین کا زیور قریب چار سو روپیہ تالا توڑ کر اپنی والدین کے مکان پر لے کر چلی گئی، کوشش کرنے پر زیور اور چار صد روپیہ تو ملا باقی نہیں ملا، اس صورت میں یہ عورت میرے نکاح میں ہے یا خارج ہو گئی۔

(الجواب) نکاح قائم ہے۔(۴)

---

(۱) كتب الطلاق ان مستبينا على نحو لوح وقع وقيل مطلقا (در مختار) نوى او لم ينو (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۸۹ ط.س. ج۳ ص ۳٤٦) ظفير۔

(۲) مشكوة باب الخلع والطلاق ص ۲۸٤. ظفير.

(۳) وان كان الطلاق ثلثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى فان طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجا غيره (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۹) ظفير

(٤) عورت كى اس حركت سے طلاق نهيں واقع هوئى، اس لئے كه طلاق كا حق مرد كو حاصل هے، البته اس كى يه حركت باعث بدنامى هے بچنا چاهئے لان الطلاق لايكون من النساء (الدر المختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳٦ ط.س. ج۳ ص ۱۹۰) ظفير

پنسل سے کارڈ پر لفظ طلاق لکھ کر بیوی کو بھیج دے تو طلاق ہو جائے گی

(سوال ۱۱۱) ایک لڑکا عمر ۲۰ سال اور لڑکی عمر ۱۰ سال جس کا مکھلاوہ بھی نہیں ہوا، لڑکے نے ایک کارڈ پنسل کا لکھا ہوا جس میں ایک لفظ طلاق کا لکھ کر روانہ کر دیا یا رنج میں ایک دفعہ طلاق لکھ دیا تو طلاق واقع ہو گی یا نہ۔

(الجواب) پنسل سے لکھا ہو یا رنج کی وجہ سے لکھا ہو، جب کہ شوہر نے لفظ طلاق اپنی زوجہ کو لکھ کر بھیج دیا خواہ کسی کے پاس بھیجا، اس سے ایک طلاق واقع ہو گی، (۱) اور زوجہ چونکہ غیر مدخولہ ہے، اس لئے ایک طلاق سے وہ بائنہ ہو گئی، اور عدت لازم نہیں ہے اور رجعت بلا نکاح کے اس سے نہیں ہو سکتی، اور نکاح جدید بلا حلالہ کے ہو سکتا ہے۔ (۲)

سترہ سالہ لڑکے کی طلاق واقع ہو گئی

(سوال ۱۱۲) زید کی عمر سترہ برس کی ہے، زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تو واقع ہو گئی یا نہیں، زید کو نابالغ کہتے ہیں۔

(الجواب) شرعاً پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر بالغ ہو جاتا ہے، (۳) پس زید جب کہ سترہ برس کا ہے طلاق اس کی واقع ہو گئی، کذا فی الدر المختار، (۴) فقط۔

حالت جنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال ۱۱۳) ایک شخص نے جنون کی حالت میں بی بی کو طلاق دی، طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) حالت جنون میں طلاق واقع نہیں ہوتی قال علیہ الصلوٰة والسلام رفع القلم عن ثلثة عن النائم حتی یستقیظ وعن الصبی حتی یبلغ وعن المجنون حتی یفیق (۵) او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقط۔

۱۴ سال دس دن کی عمر میں طلاق دی تو واقع ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۱۴) ایک شخص کی عمر ۱۴ سال ۱۰ دن کی ہے، اس نے اپنی زوجہ کو طلاق دی واقع ہوئی یا نہ۔

(الجواب) اگر کوئی علامت بلوغ کی مثل انزال وغیرہ نہ پائی جاوے تو لڑکا پورے پندرہ برس کی عمر میں شرعاً بالغ شمار ہوتا ہے، اس سے پہلے بالغ شمار نہیں ہوتا، پس اگر اس میں کوئی علامت بلوغ کی مثل انزال واحتلام پایا گیا ہے تو

---

(۱) وان کانت مر سومة یقع الطلاق نوی او لم ینو (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص۲٤٦) ظفیر.

(۲) قال لزوجته غیر المدخول بها انت طالق ثلثا الخ وقعن وان فرق بانت بالاولیٰ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب طلاق غیر المدخول بها ج۲ ص ٦٢٤. ط.س. ج۳ص ۲۸٤، وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدہ بالاجماع ومنع غیره فیها (ایضا باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸) ظفیر.

(۳) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ فان لم یوجد فیهما شئی حتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل بلوغ الغلام ج ٥ ص ۱۳۲. ط.س. ج٦ص۱٥۳) ظفیر.

(٤) ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم (هدایه کتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۸) ظفیر.

(٥) دیکھئے مشکوٰة باب الخلع والطلاق ص ۲۸٤ ولا یقع طلاق الصبی والمجنون (هدایه ج ۲ ص ۳۳۸) ظفیر.

طلاق اس کی واقع ہے۔(۱) اور اگر کوئی علامت بلوغ کی نہیں پائی گئی تو چودہ سال دس دن والے کی طلاق واقع نہ ہوگی۔(۲) فقط۔

عورت نے زنا کرلیا شوہر معاف کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۵) ایک عورت نے اپنے دیور سے زنا کیا، عورت کے خاوند نے کہا کہ تو مجھ سے طلاق لے کر اس سے نکاح کرلے۔ عورت شوہر سے قصور کی معافی چاہتی ہے تو مرد کو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) جب کہ وہ عورت توبہ کرتی ہے تو اس کو چھوڑنا اور طلاق دینا ضروری نہیں ہے،(۳) اس کا قصور معاف کردے، اور آئندہ کو اس سے توبہ کرالیوے اور اللہ سے بخشش چاہے۔ فقط۔

ولی طلاق نہیں دے سکتا اور نہ اس کی طلاق واقع ہوتی ہے

(سوال ۱۱۶) جس کی ولایت سے نکاح ہوجاتا ہے اس سے یا اس کے بعد جو ولی جائز موجود ہو، اس سے طلاق وخلع وغیرہ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) طلاق کا اختیار سوائے زوج کے اور کسی کو نہیں قال فی الدر المختار ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل الخ ولا یقع طلاق الخ الصبی ولو مراھقا (۴) اور حدیث ابن ماجہ میں ہے انما الطلاق لم اخذ الساق الحدیث (۵) پس کوئی ولی شوہر صغیر کی طرف سے طلاق کا مجاز نہیں ہے۔

عورت بھاگ جائے تو شوہر کیا کرے

(سوال ۱۱۷) ایک شخص کی عورت زیور کپڑے برتن لے کر رات کو بھاگ گئی، اس کے شوہر کو کیا کرنا چاہئے، اس کو رکھے یا نہ۔

(الجواب) ایسی عورت کو اگر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے، شریعت میں طلاق دینا اس کا واجب اور لازم نہیں ہے، اور اگر بوجہ موافقت نہ ہونے کے اور اس سے نفرت کرنے کے اس کو طلاق دے دے تو یہ بھی درست ہے۔(۶) فقط۔

طلاق کا معنی نہ جانتا ہو اور کہے طلاق دے دی تو بھی طلاق ہو جائے گی

(سوال ۱۱۸) اگر زوج اپنے عرف میں طلاق کا ذکر کررہا ہو، اور لفظ کے معنی بالکل نہیں جانتا، عورت نے اس کو کہا کہ تین مرتبہ مجھے مخاطب کرکے طلاق دے دے، طلاق کے معنی بالکل نہیں سمجھتا، طلاق ہوجائے گی یا نہیں۔

---

(۱) بلوغ الغلام بالا حتلام والاحبال والانزال الخ فان لم یوجد فیھما شئی فحتی یتم لکل منھما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ ط.س. ج۶ص۱۵۳) ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا (ھدایہ کتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۸) ظفیر. (۲) ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم (ھدایہ کتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۸) ظفیر. (۳) ولایجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۴۰۲) لوزنت امرأ ۃ رجل لم تحرم علیہ وجازلہ وطئوھا عقب الزنا (رد المحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۸۶ ط.س. ج۶ص۳۴) ظفیر. (۴) دیکھئے (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج۲ ص ۵۷۹وج ۲ ص ۵۸۵ ط.س. ج۶ ص۲۳۵) ظفیر. (۵) دیکھئے ابن ماجہ ابواب الطلاق ص ۱۵۱، ظفیر.

(۶) ولایجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ الخ الا ان یخا فا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس ان یتفرقا (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۴۰۲ ط.س. ج۶ ص ۵۰) ظفیر.

(الجواب) لفظ طلاق کہنے سے بے سمجھے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔(۱)

تین دفعہ کہا میں تجھ کو طلاق دوں گا، طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۱۹) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو غصہ کی حالت میں تین دفعہ یہ الفاظ کہے کہ میں تجھ کو طلاق دوں گا آیا طلاق ہوئی یا نہ۔

(الجواب) الفاظ مذکورہ کہنے سے ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ مستقبل کے لفظ کہنے سے طلاق نہیں ہوتی۔(۲) کذافی العالمگیریہ وغیرھا لانہ وعد۔(۳) فقط

خیالات میں طلاق آیا پھر آہستہ زبان پر بھی آیا طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۲۰) نکاح ہونے سے تھوڑی دیر بعد اس کے دل وزبان پر شیطانی وسوسہ خیالات فاسدہ آپ ہی آپ بلا نیت وقصد وارادہ کے جاری ہوگئے ہوں کہ تو نے فلاں کو قبول کیا یا نہیں، میں نے نہیں کیا یا میں نے اس کو ترک کیا اور دل میں خیالات فاسدہ ہو کر بلا ارادہ کے آہستہ زبان سے کوئی لفظ طلاق وغیرہ کا بھی نکل گیا ہو تو اس شخص کا نکاح صحیح رہا یا نہیں۔

(الجواب) ایسے وساوس اور خیالات اور حرکت لسانی وہمی سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور نکاح نہیں ٹوٹتا جیسا کہ در مختار میں ہے وادنی المخافۃ السماع نفسہ ومن یقربہ الخ ویجری ذلک المذکور فی کل ما یتعلق بنطق کتسمیۃ علی ذبیحۃ الخ وعتاق وطلاق الخ(۴) فقط۔

عقل مختل ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۱) جواب فتویٰ پہنچا، آپ کی تحریر سے دو وجہ طلاق نہ ہونے کی پائی جاتی ہیں، ایک یہ کہ نہ دو گواہ طلاق کے ہیں، دوسرا یہ کہ شوہر مقر ہے، گواہ تو دو ہیں ایک بڑا بھائی جس کا بیان تحریر کیا گیا ہے، اور دوسرا اس کا رشتہ دار یعنی جس نے طلاق کہا اور حقیقت میں مرض سخت میں وہ ضرور مبتلا تھا، اب کیا حکم ہے۔

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق شامی میں ہے وکذا یقال فیمن اختل عقلہ لکبر او لمرض او لمصیبۃ فاجأتہ فما دام فی حال غلبۃ الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقوالہ الخ (۵) پس جب کہ بوجہ شدت مرض کے اس کی عقل اس وقت مختل تھی، اور بقول طبیب حاذق وہ مرض بھی　　ایسا ہی تھا تو اس حالت میں اس کی طلاق واقع نہیں ہوئی، فقط۔

---

(۱) صریحہ مالم یستعمل الا فیہ کطلقتک وانت طالق الخ یقع بہا ای بہذہ الالفاظ وما بمعناھا من الصریح ویدخل نحو طلاغ الخ بلا فرق بین عالم وجاہل (ایضا کتاب الطلاق باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ . ط.س. ج۳ ص۲۴۷) ظفیر.
(۲) اوانا اطلق نفسی لم یقع لانہ وعد (الدر المحتار علی ہامش رد المحتار ج۲ ص ۶۵۷ .ط.س. ج ۳ ص۳۱۹) ظفیر.
(۳) عالمگیری مصری ج ۱ ص ۳۸۷ . ظفیر.
(۴) الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی القراۃ ج ۱ ص ۴۹۸ وج ۱ ص ۴۹۹ .ط.س. ج۲ ص۵۳۵ ,۱۲ ظفیر.
(۵) رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی طلاق المدہوش ج ص ۵۸۷ .ط.س. ج ۳ ص ۲۴۴ ,۱۲ ظفیر.

طلاق پر صرف دستخط کرنے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۲) ایک شخص نے اپنی عورت کو زبان سے لفظ طلاق نہیں کہا بلکہ مصدی نے جو طلاق نامہ لکھا تھا، اس پر دستخط کئے کیا اس پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) طلاق نامہ کا مضمون سن کر بطریق تصدیق مضمون، دستخط کرنے سے شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے کذا فی الشامی(۱)(اگر اس نے یہ دستخط خوشی کیا ہے اور کسی دباؤ کا نتیجہ نہیں ہے۔)

شراب پلا کر بلا اطلاع سادی کاغذ پر شوہر کا انگوٹھا لگوالیا اور پھر اس پر طلاقنامہ لکھ دیا کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۳) ایک شخص کے دشمنوں نے ایک وثیقہ فروش اور عرضی نویس سے مل کر ایک موقع پر اس شخص کو شراب پلا کر اس کی طرف سے ایک وثیقہ طلاق نامہ خرید اور اس سے اس نشہ ہی کی حالت میں رجسٹر اور وثیقہ سفید پر اس کا انگوٹھا لگوایا اور پھر ان اہل مشورہ نے اس کی طرف سے اس کی عورت منکوحہ کو طلاق لکھ دی، لیکن اس کو اور اس کی عورت کو اس وثیقہ اور طلاق کی کچھ خبر نہیں، غرض جملہ کارروائی فرضی اور دھوکہ ہے، اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اور جو کچھ اولاد اس قصہ کے بعد ہوئی اس کا کیا حکم ہے

(الجواب) فرضی طور سے کسی کی طرف سے طلاق نامہ لکھ دینے سے اور بدون اطلاع اس امر کے کہ اس کاغذ میں طلاق لکھی ہوئی ہے، شوہر کا انگوٹھا لگوا لینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، اسی طرح سفید سادہ کاغذ پر کسی حیلہ سے شوہر کا انگوٹھا لگوا کر بعد میں اس کاغذ میں طلاق لکھ دینے سے شوہر کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوگی(۲) کما فی حدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ الساق الخ(۳) اور شامی میں ہے و كذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه الخ ۔(۴) پس اس صورت میں شوہر کی طرف سے طلاق نہیں ہوئی اور اولاد ثابت النسب اور ولد الحلال ہے۔

خوف کی وجہ سے عدالت میں نکاح کا انکار کیا تو اس سے طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۱۲٤) ہندہ بیوہ کا نکاح زید کے ساتھ روبروے گواہان وو کیل ہوا ہے، لیکن مجلس نکاح میں صرف یہ ہی چند اشخاص تھے جو مذکور ہوئے ہیں، عام طور سے یہ مجلس نکاح منعقد نہ تھی، کیونکہ ہندہ کا خاوند سابقہ بکر کی جائداد زرعی تھی، وہ تمام ہندہ کے نام پر درج تھی، یہ اخفاء صرف محرومی وارثان بازگشت کے لئے کیا گیا تھا، جب منجانب وارثان مقدمہ دائر عدالت ہوا، گواہان نے ہندہ کے نکاح صحیح ہونے کا بیان ہمراہ زید کے کیا ہے۔ زید کے نطفہ اور بطن ہندہ سے ایک لڑکی بھی تولد ہوئی ہے جو موجود ہے، مگر ناکح نے بوجہ خوف عدم اندراج رجسٹر کرنے کے اور عائد ہونے جرم کے اور منکوحہ بوجہ زائل ہونے ملکیت کے اپنے عقد نکاح صحیحہ سے روبروئے عدالت منکر ہو گیا

استكتب من آخر كتابا لطلاقها و قراءه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه الخ وقع ان اقر الزوج انه كتابه (ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ ص۲٤۷) ظفير. (۲) ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرانه على الزوج فاخذ الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه ولم يقم بينة لكنه وصف الامر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقر انه كتابه اه (رد المحتار كتاب الطلاق مطلب في الطلاق بالكتابة ج ۲ ص ۵۸۷ ط.س. ج۳ ص۲٤۷) ظفير. (۳) دیکھئے ابن ماجه ابواب الطلاق ص ۱۵۱ الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ص ۵۸۵ ط.س. ج۳ ص۲٤۲) ظفير. (٤) رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷ ط.س. ج۳ ص۲٤۷. ظفير۔

ہے اور کہتا ہے کہ ہمارا کوئی عقد نہیں ہوا، کیا اس کا انکار معتبر ہو گا یا نہیں یعنی نکاح جائز ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں ہے اوسئل ألك امرأة فقال لالا تطلق اتفاقا وان نوی لا ن الیمین والسوال قرنیتا ارادة النفی فیهما الخ وفی رد المحتار قوله لا تطلق اتفاقا وان نوی) ومثله قوله لم اتزوجك او لم یکن بیننا نکاح اولا حاجة لی فیك بدائع الی ان قال والا صل ان نفی النکاح اصلالا یکون طلاقابل یکون جحوداً الخ(۱) پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نکاح ہونا تو شرعاً ثابت و محقق ہے، پس انکار اس سے کذب اور جحود ہے، طلاق نہیں ہے، لہذا صورت مسئولہ میں نکاح مابین زید و ہندہ قائم ہے اور طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط۔

عمر پندرہ سال ہو مگر ہم بستری کے قابل نہ ہو تو اس کی طلاق واقع ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۲۵) بکر کی عمر پندرہ سال کی ہے مگر عورت سے ہم بستری کے قابل نہیں، اس کی طلاق ہو گی یا اس کا باپ دے گا، دوسرا نکاح عورت کا کیسے کیا جاوے۔

(الجواب) اگر بکر کی عمر پندرہ برس پوری ہے تو وہ شرعاً بالغ ہے اور اس کی طلاق واقع ہو گی، باپ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے،(۲) اس سے طلاق لی جاوے بغیر طلاق علیحدگی کی کوئی صورت نہیں (پندرہ سال جب عمر پوری ہو جاتی ہے، لڑکا، لڑکی کو شرعاً بالغ قرار دے دیا جاتا ہے، خواہ اس وقت تک ہم بستری پر پوری قدرت ہو یا نہ ہو، اور اگر بارہ سال کے بعد احتلام، انزال ہونے لگے، اور خواہ پندرہ سال کی عمر نہ ہوئی ہو تو بھی شرعاً بالغ قرار پاتا ہے،(۳) واللہ اعلم، ظفیر۔

نابالغ کی طلاق کسی صورت میں جائز ہے یا نہیں اور ضرورت کی مراد کیا ہے

(سوال ۱۲۶) درباره طلاق صغیر اہل علم این جا مختلف شده اند، فریق اول می گوید که کبر سن زوجہ و خوف زنا و پشیمانی عورت و والدین و خوف فسادات زمانہ داخل شد ضرورت است، پس طلاق صبی واقع است و ضرورت حاکم مجازه قاضی شرعی رفع نیست خود صغیر مالک طلاق است از و طلاق گرفته بدیگر جا نکاح جائز است، فریق ثانی می گوید ضرورت آں باشد که در کتب مصرح است و ایں ضرورت است مذکوره در کدام کتاب مصرح نیست، ہر کس مجاز ایجاد ضرورات نیست، و بالفرض اگر ضرورت تسلیم کنیم قضاء قاضی شرط است، ہر کس مجاز نیست، فریق اول می گوید که بایں ضرورات مذکوره ترک مذہب جائز است، بر مذہب غیر عمل جائز است، فریق ثانی منکر اند ترک تقلید بایں ضرورت جائز دارند و دلائل ہر فریق مفصل لبلاغ اند، بوقت ضرورت طلاق صبی واقع می شود یا نہ، مراد از ضرورت کدام ضرورت است، ہر کس مجاز اختراع ضرورت است یا ہر چہ در کتب مصرحہ باشد، ضرورات مصرحہ

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار قبیل باب طلاق المریض ج ۲ ص ۶۲۳ ط.س. ج ۳ ص ۲۸۳ - ۱۲ ظفیر۔

(۲) یقع طلا ق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرها الخ ولا یقع طلاق المولی امرأة عبده لحدیث ابن ماجه "الطلاق لمن اخذ الساق" (در مختار) کنایة عن ملك المتعة (دیکھئے رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ و ج ۲ ص ۵۸۵ ط.س. ج ۳ ص ۲۳۵) ظفیر۔

(۳) بلوغ الغلام بالا حتلام والاحبال والا نزال الخ فان لم یوجد فیهما شئی فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی وادنی مدته اثنا عشرة سنة ولها تسع سنین (در مختار) قوله فان لم یوجد فیهما ای فی الغلام والجاریة شئی مما ذکر (رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ ط.س. ج ۳ ص ۱۵۳) ظفیر۔

فریق اول واقعی ضرورت اند بہ ایں طلاق صبی جائز است و عمل بمذہب غیر جائز است یانہ، قضائے قاضی دریں مسئلہ شرط است یا ہر کس را اختیار است کہ از صبی طلاق دہانیدہ نکاح دیگر نمایند، امثال مایاں مقلداں را ترک مذہب باختراع ضرورت از خود جائز است یا ہماں وقت کہ تصریح در کتب فقہ یافتہ شود وبوقت اشد ضرورت دریں معاملہ ترک مذہب خود و عمل بمذہب غیر جائز است، چنانچہ دربارہ زوجہ مفقود و ممتد الطہر مصرح است تحریر مولوی محمد بخش در امتناع طلاق صغیر صحیح است یا چہ۔

(الجواب) طلاق صبی واقع نیست(۱) واو محل ایقاع طلاق نیست لحدیث رفع القلم عن ثلثة الحدیث(۲) ولما صرح به الفقهاء قاطبة(۳) وتفریق قاضی کہ در مواقع مخصوصہ در بعض اقوال طلاق کردہ شدہ است آں در حقیقت ایقاع طلاق از صبی نیست بلکہ تفریق قاضی را حکم طلاق دادہ شد، پس تفریق قاضی دراں مواقع ہم ضروری است بلکہ اصل ہماں است وہماں تفریق قاضی را طلاق نام کردہ اند نہ آنکہ طلاق صبی بدون تفریق قاضی واقع شود، و مواقع تفریق قاضی ہماں است کہ فقہاء تصریح آں فرمودہ اند(۴) نہ آنکہ مانخلاف مواقع مذکورہ حکم جواز طلاق صبی کنیم و ضرورت مجوزہ فریق اول دراں داخل نیست و تفریق قاضی ضروری است کہ ہر کس را اختیار نیست کہ بموقع ضرورت از صبی طلاق دہانیدہ نکاح ثانی کنند و ترک مذہب ما مقلداں را سوائے مواقع کہ فقہاء دراں مواقع بمذہب غیر عمل را تجویز فرمودہ اند جائز نیست۔

پس تحریر مولوی محمد بخش صاحب دربارہ عدم وقوع طلاق صبی صحیح و معتبر است و تحریر مجوزین طلاق صبی صحیح و معتبر نیست۔

نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور نہ اس کے والدین کی

(سوال ۱۲۷) ایک لڑکے کا نکاح بحالت نابالغی ہوا، والدین نے ایجاب وقبول کیا، اب وہ لڑکا طلاق دے سکتا ہے یا نہیں، لڑکے نے طلاق نہیں دی تو لڑکی کو اس کے ساتھ رخصت کرنا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) صورت مسئولہ میں نکاح ہو گیا، نابالغ کی طرف سے اس کے والدین ایجاب وقبول کر سکتے ہیں اور نکاح ہو جاتا ہے، لیکن نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ اس کے والدین طلاق دے سکتے ہیں،(۵) پس اس لڑکی کو اس کے شوہر کے گھر رخصت کر دینا چاہئے۔

---

(۱) ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم (هدایه کتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۷، شامی ج۳ ص ۲۴۲) ظفیر.
(۲) مشکوة باب الخلع الطلاق ص ۲۸۴ ظفیر.
(۳) ولا یقع طلاق المولی علی امرأة الخ وطلاق المجنون والصبی و لو مراهقا او اجازه بعد البلوغ (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ و ج ۲ ص ۵۸۶ ط.س. ج۳ ص۲۴۲) ظفیر.
(۴) الا اذا کان مجبوباوفرق بینهما اواسلمت زوجته فعرض الا سلام علیه ممیزا فابی وقع الطلاق (رد المحتار کتاب الطلاق ج۲ ص ۵۸۶) ظفیر.
(۵) لا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده لحدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ با لساق الخ و المجنون والصبی ولو مرا هقا (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ وج ۲ ص ۵۸۶ ط.س. ج۳ ص۲۴۲) ظفیر.

نابالغ لڑکا یا اس کا باپ طلاق دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۸) میرے لڑکے نابالغ چار سالہ کا نکاح ایک لڑکی پندرہ سالہ بالغہ سے ہوا تھا، ایک سال ہوا، اب لڑکی کی عمر ۱۶ سال ہے اور لڑکا پانچ سال کا ہے، لڑکی کا گذارہ مشکل ہے، اب مجھے اپنی عزت کا ڈر ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس کو طلاق دے دوں، ایسی حالت میں لڑکا یا میں کو طلاق دے سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) باپ کی طلاق بیٹے کی زوجہ پر نہیں پڑ سکتی اور نابالغ کی بھی طلاق واقع نہیں ہوتی، پس جب تک لڑکا بالغ نہ ہو کوئی صورت علیٰحدگی کی نہیں ہے هكذا فى الدر المختار (۱) وغیرہ۔

نابالغ کی بیوی کو طلاق دینے کی کیا صورت ہے

(سوال ۱۲۹) ایک شخص نے اپنے پسر نابالغ کا نکاح عرصہ سے کسی نابالغہ سے کیا تھا، اور اب عرصہ دو سال سے عورت بالغہ ہے اور لڑکا نابالغ، اب کسی وجہ سے باپ یہ چاہتا ہے کہ نکاح فسخ ہو جائے، اب کوئی ایسی صورت بتادیں کہ حیلہ سے نکاح فسخ ہو جاوے تاکہ لڑکی کا نکاح اور کہیں کر دے اور حیلہ کرنا شرعاً جائز ہے کہ ناجائز ہے، اور فسخ نکاح اس وجہ سے چاہتا ہے کہ کہیں یہ لڑکی حرام میں مبتلا نہ ہو جاوے۔

(الجواب) اقول وبالله التوفيق جاء في الحديث الطلاق لمن اخذ الساق الخ كتاب الطلاق (۲) وفى در المختار من كتاب الماذون وكذا لا يقع من غيره كأبيه ووصيه والقاضى للضرورة وسيجئى هذه العبارات بتمامها وفى الدر المختار والصبى ولو مراهقاً اى لا يقع الطلاق الخ در مختار (۳) كتاب الطلاق وفى كتاب الماذون وتصرف الصبى والمعتوه ان كان نافعامحضا كالا سلام والا تهاب صح بلا اذن الخ وان ضاراً كالطلاق والعتاق الخ لا وان اذن به وليهما الخ (در مختار) قول وان اذن به وليهما لا شتراط الا هلية الكاملة وكذا لو اجازه بعد بلوغه الا اذا كانت بلفظ يصلح لا بتداء العقد كأوقعت الطلاق والعتاق وكذا لا تصح من غيره كابيه وو صيه والقاضى للضرورة قلت و مواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرعيه كما لو كان مجبوباً اوارتداواسلمت امرأ ته وابى الا سلام او كاتب وليه حظه من عبد مشترك واستوفى بد لها فقد صارا لصبى مطلقاً فى قول الخ۔ (۴) پس در قولیکہ صبی دریں مواقع منصوصہ مطلق گفتہ اند مطلبش ہمیں است کہ دریں موضع خاصہ اطلاق مطلق برو کردہ خواہد شد نہ آنکہ در غیر ایں مواقع مخصوصہ طلاق واقع کنند پس کدام حیلہ است کہ در صورت مسئولہ بکار آید و طلاق صبی واقع شود، ایں محال است وخیال۔

---

(۱) لا يقع طلاق المولى على امرأ ة عبده لحديث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ بالساق الخ والمجنون والصبى ولو مراهقا (ايضاً كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ وج ۲ ص ۵۸۶ ط.س.ج۳ ص۲۴۲) ظفير.
(۲) الدر المختار على رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ ط.س.ج۳ ص۲۴۲. ۱۲ ظفير.
(۳) ايضاً ج ۲ ص ۵۸۶ ط.س.ج۳ ص۲۴۳. ۱۲ ظفير.
(۴) رد المحتار كتاب الماذون مبحث فى تصرف الصبى ج ۵ ص ۱۵۰. ۱۲ ظفير.

نابالغ کی طلاق کا جو تذکرہ اصول فقہ کی کتابوں میں ہے اس کی مراد کیا ہے

(سوال ۱۳۰)زید نے اپنے بیٹے عمر کا نکاح جس کی عمر تخمیناً چھ سال کی ہے بکر کی لڑکی کے ساتھ جس کی عمر تخمیناً بارہ سال ہے کر دیا، زید مذکور دو سال کے بعد مر گیا، اس وقت چونکہ ناکح (لڑکے) کی عمر آٹھ سال ہے، اور منکوحہ (لڑکی) کی عمر چودہ سال ہے، زید کے وارث اس خیال سے کہ لڑکا نابالغ ہے اور لڑکی بالغہ ہو چکی ہے، اس حالت میں اگر میل کرادیا جائے تو اتحاد کی صورت نظر نہیں آتی بلکہ ناکح کا ضرر جانتے ہیں، بنابریں چاہتے ہیں کہ منکوحہ کا نکاح فسخ کرا کر دوسری جگہ کر دیا جائے اور اس عوض دوسرا بازو (دوسری لڑکی) لڑکے کی عمر کے برابر ناکح (لڑکے) نابالغ سے کر دیا جائے، اس صورت میں طلاق نابالغ کی جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ کتاب نور الانوار مطبع یوسفی ص ۲۸۵ میں یہ روایت ہے وان طلاق الصبی واقع الخ اور کتاب تلویح میں ہے قال شمس الائمۃ الحق انہ لا ضرورۃ فی اثبات الخ اور کتاب نامی شرح حسامی مطبع مجتبائی دہلی جلد ثانی ص ۷۸ میں درج ہے ان الطلاق والعتاق الخ فقط۔

(الجواب) صبی کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے، در مختار میں ہے لا یقع طلاق المولیٰ (الیٰ ان قال) والصبی، قال الشامی قولہ والصبی . الا اذا کان مجبوباً الخ (شامی ج ۲ ص ۵۸۶) پس معلوم ہوا کہ طلاق صبی واقع نہیں ہوتی، اور نور الانوار وغیرہ کی عبارتوں کا مطلب وہی ہے جو شامی نے بیان فرمایا، پھر یہ ایک اصولی بحث ہے کہ اباء عن الاسلام وغیرہ کو طلاق سمجھنا چاہئے یا نہیں، پس کتب مذکورہ کی عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ ان مواقع خاصہ میں بضرورت طلاق کا حکم کیا جاتا ہے، یہ حکم دوسری جگہ جاری نہیں ہو سکتا، نیز یہ کتابیں اصول فقہ کی ہیں، فتاویٰ کی کتابیں نہیں ہیں کہ ان سے فتویٰ دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم (اصول فقہ کی وہ بحث یہ ہے کہ وفی شرح التحریر قال صاحب الکشف وغیرہ "المراد من عدم شرعیۃ الطلاق او العتاق فی حق الصغیر عدمھا عند عدم الحاجۃ فاما عند تحققھا فمشروع ، قال شمس الائمۃ السرخسی زعم بعض مشائخنا ان ھذا الحکم غیر مشروع اصلافی حق الصبی حتی ان امرأتہ لا تکون محلا للطلاق وھذا وھم عندی فان الطلاق یملک بملک النکاح اذ لا ضرر فی اثبات اصل الملک بل الضرر فی الا یقاع حتیٰ اذا تحققت الحاجۃ الی صحۃ ایقاع الطلاق من جھتہ لد فع الضرر کان صحیح فاذا اسلمت زوجتہ وابی فرق بینھما وکان طلاقا عند ابی حنیفۃ و محمد واذا ارتد و العیاذ باللہ وقعت البینونۃ وکان طلاقافی قول محمد و اذا وجد تہ مجبوبا فخا صمتہ فر ق بینھما الخ (رد المحتار باب الکافر ج ۲ ص ۵۳۶) ظفیر۔

مراہق کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۱)چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں کہ شخصے پسر نابالغ را باد ختر نابالغہ تزویج نمودہ و آں پسر دختر راسہ طلاق داد، عام است کہ آں پسر نابالغ عاقل است یانہ، بر تقدیر اول مراہق است یا غیر ازاں، موافق شریعت غرا وملت بیضاو قوع طلاق خواہد شدیانہ؟ پس از انقضائے مدت چندبر مساوات آنکہ قبل بلوغ باشدیا بعد ازاں والدین دختر مر اورا در نکاح شخص دیگر آوردہ اند، پستر ازاں دختر اولاد ہویدا شدند نکاح ثانی منعقد شدیانہ؟ بر

تقدیر ثانی تفریق میاں شاں لابد است یانہ ؟ اگر لابد است حکم اولاد شاں چہ ؟ موقف حلال گردید یانہ ؟ فقط۔

(الجواب) طلاق صبی نابالغ غیر صحیح و غیر واقع است اگر چہ صبی مراہق و عاقل باشد و ہر گاہ طلاق واقع نہ شد، نکاح آں دختر بشخص دیگر ناجائز و باطل است قال اللہ تعالیٰ حرمت علیکم امہاتکم والمحصنات من النساء الآیۃ و صبی نابالغ مرفوع القلم است بنص حدیث، پس طلاق ش علی الصحیح غیر صحیح است و خلاف اں معتبر نیست و ہر گاہ نکاح ثانی ناجائز و باطل است تفریق میان شاں لازم است و اولاد و لد حرام است فقط واللہ اعلم (فی العالمگیریہ ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل الخ جلد ۱ ص ۳۳۰ مصری)

کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ

نابالغ کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲) اگر نابالغ اپنی منکوحہ کو طلاق دیوے تو واقع ہو جاوے گی یا نہیں۔ مولوی سراج احمد بھاولپوری فتویٰ وقوع کا دیتے ہیں۔

(جواب) نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی کما فی الدر المختار لا یقع طلاق المولی علیٰ امرأة عبده الخ والمجنون والصبی ولو مراهقا او اجازه بعد البلوغ الخ لانه حین وقوعه وقع باطلاً والباطل لا یجاز (الخ شامی ج ۲ ص ۴۲۶)(۱) پس معلوم ہوا کہ فتویٰ وقوع طلاق صبی کا دینا غلط ہے عند الحنفیہ صحیح نہیں ہے۔

نابالغ اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد اس کی بہن سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳) ایک نابالغ نے اپنے باپ کے ذریعہ سے اپنی بیوی کو طلاق دی، اسی وقت ایک مولوی نے اس شخص کا نکاح اس عورت کی ہمشیرہ کے ساتھ کر دیا یہ نکاح و طلاق صحیح ہے یا نہ۔

(الجواب) نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، (۲) اور نابالغ کا باپ یا دوسرا ولی نابالغ کی زوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا لحدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ الساق كذا فی الدر المختار، (۳) پس نکاح اس لڑکے نابالغ کا اس کی زوجہ کی ہمشیرہ سے بحالت موجودہ صحیح نہیں ہے بلکہ باطل ہے قال الله تعالیٰ وان تجمعوا بین الا ختین الآیۃ۔(۴)

ضرورت کے وقت بچے کی طلاق جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۴) طلاق صبی عند الضرورت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) طلاق صبی واقع نہیں ہوتی کما فی الدر المختار والصبی ولو مراهقاً او اجازه بعد البلوغ، (۵) اور وہ جو بعض مواقع میں صبی کی زوجہ کو اس سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور قاضی تفریق کر دیتا ہے، جیسے مجبوب کی

---

(۱) رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ و ج ۲ ص ۵۸۶ ط.س ج ۳ ص ۲۴۲ . ۱۲ ظفیر.
(۲) ولا يقع طلاق الصبی (هدایه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۸) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ ط.س ج ۳ ص ۲۴۲ . ۱۲ ظفیر.
(۴) سورة النساء ركوع ۴ . ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۶ ط.س ج ۳ ص ۲۴۳ . ۱۲ ظفیر.

زوجہ کو اس سے علیٰحدہ کردیا جاتا ہے یا مرتد کی زوجہ کو علیٰحدہ کردیا جاتا ہے تو وہ درحقیقت صبی کی طلاق نہیں ہے اور اگر اس کو مجازاً طلاق صبی کہا جاوے تو ان مواقع پر اور کسی موقع کو قیاس نہیں کرسکتے، کیونکہ وہ تفریق حسب تصریح فقہاء ان ہی مواقع کے ساتھ خاص (۱) ہے کما لو کان مجبوباً او ارتدّ اواسلمت امرأته وابی الاسلام الخ شامی۔(۲)

نابالغ کی بیوی زنا میں مبتلا ہو جائے تو بھی کیا اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی

(سوال ۱۳۵) کریم بخش نابالغ تین سالہ کا نکاح مسماۃ زینب بالغہ سے کیا گیا تھا وہ عورت مذکورہ چونکہ بالغہ تھی کہنے لگی کہ اس لڑکے نابالغ سے طلاق لے کر کسی بالغ مرد سے نکاح کردو، نہیں رہا جاتا زنا ہو جائے گا، چونکہ طلاق صبی کی غیر نافذ تھی، یہ معاملہ نہ کیا گیا، مسماۃ زینب نے زنا شروع کردیا، چنانچہ زنا سے ایک لڑکا پیدا ہو کر مر گیا اور ایک لڑکی ابھی چار سالہ موجود ہے، عورت مذکورہ اب بھی خواہاں ہے کہ طلاق دلادو، میں کسی سے نکاح کرلوں اور لڑکا کریم بخش جو عاقل غیر بالغ ہے غیرت سے طلاق دینے پر ہر وقت تیار ہے، ایسی صورت میں طلاق نابالغ کی جائز ہو سکتی ہے یا کیوں کر، کتب فقہ میں ہے کہ طلاق صبی کی عند الضرورت جائز ہے، اس ضرورت سے کیا مراد ہے، جس عورت بالغہ کا زنا ہو جانے کا سخت اندیشہ ہو، اور ابھی ہوا نہ ہو، وہ اپنے ناکح نابالغ سے طلاق لے سکتی ہے اور اس نابالغ کی طلاق جائز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) طلاق نابالغ کی کسی طرح صحیح نہیں ہے اور وہ جو بوجہ عنین ہونے یا مجنون ہونے یا مقطوع الذکر ہونے شوہر کی یا اسلام لانے زوجہ نابالغ کے اور انکار کرنے شوہر کے اسلام سے قاضی بضرورت تفریق کرا دیتا ہے وہ درحقیقت ایقاع طلاق از جانب نابالغ نہیں ہے اور ماسوا ان مواقع کے جن میں فقہاء نے تفریق کی تصریح کی ہے دوسرے موقع میں فقہاء عدم وقوع طلاق صبی کی تصریح فرماتے ہیں کہ ماسوا مسائل اربعہ کے صبی میں اہلیت طلاق کی نہیں ہے۔قال فی الشامی ووقوع فی المسائل الا ربع للحاجة ودفع الضرر لا ینا فی عدم اهلیة للطلاق فی غیرها کما مر تحقیقه فی باب نکاح الکافر الخ (۳) وایضاً فی الشامی فی کتاب الماذون ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع کما لو کان مجبوباً او ارتداواسلمت امرأته وابی الا سلام او کاتب ولیه حظه من عبد مشترك واستوفی بد لها فقد صارا لصبی مطلقاً فی قول کما صار معتقا الخ (۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸٦ ط.س.ج۳ ص۲٤۳ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ووقوع فی المسائل الا ربع للحاجة ودفع الضرر لا ینا فی عدم اهلیة للطلاق فی غیرها کما مر تحقیقه فی نکاح الکافر (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸٦ ط.س.ج۳ ص۲٤۳) ظفیر۔
(۳) ایضاً کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸٦ ط.س.ج ٦ ص ۱۵۰ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(٤) ردا لمحتار کتاب الطلاق ص ۵۸٦ نکاح کافر میں یہ بحث اس طرح ہے وهو من اغرب المسائل حیث یقع الطلاق من صغیر و مجنون زیلعی نمبر ج۲ وفیه نظر اذ الطلاق من القاضی وهو علیهما لا منهما فلیسا باهل للایقاع بل للوقوع کما لو ورث قریبه (در مختار) قوله فلیسا باهل للایقاع ای ایقاع الطلاق منهما بل هما اهل للوقوع ای حکم الشرع بوقوعه علیهما عند وجود موجبه (رد المحتار کتاب النکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳٦ ط.س.ج ۳ ص ۱۹۰) ظفیر۔
(۵) رد المحتار کتاب الماذون ج ۵ ص ۱۵۰ ط.س.ج ٦ ص ۱۵۰ ۔ ۱۲ ظفیر۔

گونگا شوہر کی بیوی طلاق کیسے حاصل کرے

(سوال ۱۳۶) ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح زمانہ طفولیت میں ایک لڑکے سے کر دیا تھا، اس وقت لڑکے میں کوئی عیب نہیں تھا، بعد بلوغ لڑکے میں چند عیوب پیدا ہو گئے، منجملہ ان کے عیب یہ ہے کہ لڑکا نامرد ہے اور گونگا بھی ہے، اس وجہ سے لڑکی کا والد چاہتا ہے کہ اس کا دوسرا نکاح کر دوں مگر لڑکا بوجہ گونگا ہونے کے طلاق نہیں دے سکتا، اس وجہ سے ایسی کا دوسرا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) گونگے کی طلاق اشارہ سے پڑ جاتی ہے، اور تحریر سے پڑ جاتی ہے، اگر وہ لکھ سکتا ہے تو اس سے طلاق لکھائی جاوے ورنہ اشارہ سے طلاق دلوائی جائے، بدون طلاق کے دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست نہیں ہے ۔(۱) فقط۔

اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۳۷) ہندہ نے بعد وفات شوہر کے دوسرا نکاح خالد سے کیا، زمیندار نے نکاح کے دس برس بعد بر بنا اس قانون کے کہ جب عورت بیوہ اپنا نکاح کر لیوے تو زمیندار کو اختیار ہے کہ اس کی اراضی سے شوہر اول کی بید خلی کر دے، استغاثہ بید خلی ہندہ نے عدالت میں کیا، خالد نے یہ بیان کیا کہ میرا نکاح ہندہ سے نہیں ہوا، اور ہندہ نے بھی یہی جواب دہی کی تو اس سے نکاح باقی رہا یا نہیں۔

(الجواب) خالد کے اس بیان سے اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی جیسا کہ شامی میں ہے قوله لا تطلق (اتفاقاً) ومثله قوله لم اتزوجك الخ والا صل ان نفي النكاح اصلالا يكون طلاقا بل يكون جحوداً الخ ج ۲ ص ۴۵۳ شامی(۲) فقط۔

نکاح کیا پھر باپ نے واپس لے لیا تو کیا اس سے طلاق ہو گئی

(سوال ۱۳۸) ایک شخص نے اپنی لڑکی دوسرے کے لڑکے کے نکاح میں دینا کیا، اور اس کی لڑکی اپنے لڑکے کے نکاح میں لینا کیا نابالغ لڑکی کا نکاح نابالغ لڑکے سے پہلے ہوا، اور بعد میں دوسرے لڑکے لڑکی کا نکاح ہوا، نکاح ہو جانے کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی بالکل دیوانی ہے اس لئے اس نے اس لڑکی دیوانی کو واپس کر دیا اور اپنی نابالغ لڑکی کو واپس لے لیا، اب وہ لڑکی بالغ ہے اور نکاح کرنا چاہتی ہے، کیا اس کو طلاق لینا ضروری ہے یا اس کے باپ کا واپس کرنا ہی اس کے لئے طلاق ہے۔

(الجواب) دونوں لڑکیوں کا نکاح ہو گیا، ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں ہو سکتی اور دونوں کا نکاح قائم ہے، جب تک شوہر بالغ ہو کر طلاق نہ دے، اس وقت تک کوئی لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہ ہو گی۔ اور دوسری جگہ

---

(۱) او اخرس ولو طارئا باشارته المعهودة فانها تكون كعبارة الناطق استحسانا (در مختار) يقع طلاق الا خرس بالا شارة يريد به الذي ولد وهو اخرس او طرء عليه ذلك ودام حتى صارت اشارته مفهومة وان لم تعتبر ففي كافي الحاكم الشهيد ما نصه فان كالا خرس لا يكتب وكان له اشارة تعرف في طلاقه ونكاحه وشرائه وبيعه فهو جائز الخ فقد رتب جواز الا شارة على عجزه عن الكتابة فيفيد انه ان كان يحسن الكتابة لا تجوز اشارته (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۴ ط.س. ج ۳ ص ۲۴۱) ظفير.

(۲) رد المحتار قبيل باب الصريح. ج ۲ ص ۶۲۳ ط.س. ج ۳ ص ۲۷۳، ۱۲ ظفير.

نکاح درست نہ ہوگا، اور باپ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔(۱) فقط

مجنون کی طرف سے اس کے وارث طلاق نہیں دے سکتے ہیں

(سوال ۱۳۹) مجنون کی طلاق اس کے وارثوں کی طرف سے یعنی بھائی یا والد کی جانب سے ہو سکتی ہے یا نہیں اور اس پر عدت ہے یا نہیں۔

(الجواب) مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور اس کا ولی مثلاً بھائی وغیرہ بھی طلاق نہیں دے سکتا لقوله علیه الصلوٰة والسلام الطلاق لمن اخذ الساق(۲) البتہ امام محمدؒ یہ فرماتے ہیں کہ عورت اگر تفریق چاہے تو قاضی مجنون کو ایک برس کی مہلت بغرض علاج دیوے اس کے بعد اگر وہ اچھا نہ ہو تو ان میں تفریق کرادے، بعد تفریق کے عورت عدت گذار کر نکاح ثانی کر سکتی ہے۔(۳)

بیوی کو خنثیٰ ظاہر کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں

(سوال ۱٤۰) زید نے دو چار آدمیوں کے سامنے اپنی زوجہ کو خنثیٰ ظاہر کیا کہ میری زوجہ میرے کام کی نہیں ہے، کیا زید کی اس گفتگو سے اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور اس کی زوجہ مہر پانے کی مستحق شرعاً ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس گفتگو سے زید کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۴) اور مہر موجل کا مطالبہ بھی قبل طلاق یا موت کے نہیں ہو سکتا۔(۵)

عورت بھاگ کر دوسرے کے پاس چلی گئی اور شوہر نے واپس لے جانے سے انکار کر دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱٤۱) ایک عورت اپنے شوہر کے گھر سے بھاگ کر دوسری شخص کے پاس چلی گئی، جب اس کے شوہر سے کہا گیا کہ تو عورت کو لے جا تو اس نے لے جانے سے انکار کر دیا، تو کیا نکاح فسخ ہو گیا، اور اس عورت کا نکاح ثانی جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوا، اور طلاق واقع نہیں ہوئی، اس کے شوہر سے کہا جاوے کہ یا اس

---

(۱) نکاح جب باضابطہ ہو چکا تو اب دونوں میں علیحدگی کی صورت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ شوہر بالغ ہو کر طلاق دے اس لئے کہ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ اس کے باپ کی طلاق اس کی بیوی پر واقع ہوگی ولا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده الخ والمجنون والصبی وان کان مراهقا اواجازه بعد البلوغ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ و ج ۲ ص ۵۸٦ ط.س. ج ۳ ص ۲٤۳) ظفیر. (۲) ولا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده الخ والمجنون والصبی (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵. ابن ماجه ص ۱۵۰ ط.س. ج ۳ ص ۲٤۲) ظفیر. (۳) ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة لو بالزوج ولو قضی بالرد صح (درمختار) ومحمد فی الثلاثة الا ول لو بالزوج کمایفهم من البحر (رد المحتار باب العنین ج ۲ ص ۸۲۲. ط.س. ج ۳ ص ۵۰۱) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزه للتھانوی اور للرحمانی ۱۲ ظفیر. (٤) طلاق جب شوہر دے گا واقع ہوگی، البتہ یہ مسئلہ ضرور ہے کہ خنثیٰ مشکل سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے وعقد یفید ملك المتعة ای حل استمتاع الرجل من امرأة لم یمنع من نکاحها مانع شرعی فخرج الذکر والخنثی المشکل (در مختار) ای ایراد العقد علیهما لا یفید ملك استمتاع الرجل بهما لعدم محلیتهما له الخ لوزوجه ابوه او مولاه لا مرأة او رجلا لا یحکم بصحته (رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۵٦ ط.س. ج ۳ ص ۳) ظفیر. (۵) وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق اوالموت (عالمگیری مصری باب المهر ج ۱ ص ۳۱۸ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۳۱۷) ظفیر۔

عورت کو طلاق دیوے یا لے جاوے اور نان نفقہ کی خبر گیری کرے، بدون طلاق کے دوسرا نکاح کرنا عورت کو جائز نہیں۔(۱)

مرگی والا حالت صحت میں طلاق دے گا تو واقع ہوگی

(سوال ۱۴۲) زید کا نکاح ہندہ سے بحالت نابالغی زوجین ہوا، زید نکاح کے بعد ایک سال تندرست رہا، بعدہ اس کو مرض مرگی لاحق ہوا، جس کا دورہ وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے اب زید کی عمر ۱۷ سال نو ماہ کی ہے، اگر زید اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو ہو جاوے گی یا نہ۔

(جواب) زید اگر حالت افاقہ میں طلاق دے گا تو طلاق صحیح ہے واقع ہو جاوے گی۔(۲)

اگر ایسا نہ کیا تو تجھ سے قطع تعلق کرلوں گا یہ جملہ بیوی سے کہا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳) ہندہ زوجہ حاملہ زید کی بیان کرتی ہے کہ بوقت روانگی جائے ملازمت تاریخ ۲۴ مارچ سن ۱۹۱۷ء میرے شوہر زید نے کہا کہ اگر وضع حمل میری ماں کے پاس نہ کیا تو تجھ سے قطع تعلق کردوں گا، اور زید ان الفاظ کی کہنے سے منکر ہے، دوسرے ایک خط نوبت سابق کا آیا ہوا زید کا بنام والدہ ہندہ کے آیا تھا، اس کا اول و آخر علیحدہ کر کے جس ورق کی ایک سطر میں عبارت "اگر آپ کی ذات کو میری ذات سے دھبہ لگتا تھا" اس سے پہلے اور بعد کی عبارت لعاب دھن سے حذف کر کے آگے صرف "قطع تعلق کردیا" درج ہے، والدہ ہندہ پیش کرتی ہے، جس کو زید کا زبردستی مٹانا لعاب دہن سے ظاہر کرتی ہے، اس صورت میں زوجہ زید پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) موافق اس تحریر کے جو ہمرشتہ ہے، ہندہ زوجہ زید پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ جو کچھ بیان ہندہ کا ہے اس کے موافق تو اس وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوئی کہ زید نے موافق قول ہندہ کے شرطیہ یہ کہا ہے کہ اگر ایسا ہوا تو تجھ سے تعلق قطع کردوں گا، تو اس لفظ سے اگر شرط بھی پائی جائے تو طلاق واقع نہیں ہوئی **لا نہ بلفظ المستقبل ولا یقع الطلاق بلفظ المستقبل لا نہ وعد کذا فی کتب الفقہ۔** (۳) اور والدہ ہندہ جو خط مشتبہ پیش کرتی ہے، اس سے بھی طلاق واقع نہیں ہوسکتی اس لئے کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ زید نے کس کو یہ لفظ لکھا ہے اور نیت اس لفظ سے کیا ہے، اگر بالفرض یہ لفظ زید نے اپنی زوجہ ہی کو لکھا ہو تو چونکہ یہ کنایہ ہے اور کنایہ میں اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں، لہذا یہ تحریر بھی موجب وقوع طلاق نہ ہوئی قال **فی الدر المختار علم انہ حلف ولم یدر بطلاق او غیرہ لغا کما لو شك اطلق ام لا الخ۔** (۴)

---

(۱) ویجب الطلاق لوفات الا مساك بالمعروف (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ ط.س. ج۳ ص ۲۲۹) واما نكاح منكوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (ایضاً باب المهر ج ۲ ص ۴۸۲ ط.س. ج۳ ص ۱۳۲) ظفیر

(۲) ویقع طلاق كل زوج بالغ عاقل الخ ولو مریضا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ ص ۲۳۵) ظفیر۔ (۳) انا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب تفویض الطلاق ج ۲ ص ۶۵۷ ط.س. ج۳ ص ۳۱۹) ظفیر

(۴) ایضاً كتاب الطلاق باب الصریح ج ۲ ص ۶۲۳ ط.س. ج۳ ص ۲۸۳۔ ظفیر۔

انتہائی غصہ کی حالت میں طلاق دی واقع ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۴) زید حلفاً اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ بکر سے عمر خسر بکر نے نہایت جاہلانہ مناقشہ کیا بکر کو جو ایک معزز شخص ہے کچھ کہہ کر مخاطب کیا اور بہت سے الفاظ اسے کہے جس کی باعث بکر پر ایسا غصہ طاری ہوا کہ تمام بدن کانپنے لگا، جس کی بابت یہ مشہور ہے کہ وہ نہایت موروود الغضب مغلوب المزاج شخص بکر نے عمر کو جواب ترکی بہ ترکی جواب دینا شروع کیا، زید متحیر ہوا کہ یہ کیا جہالت ہے، بکر کو کیا ہو گیا ہے کہ جو شاہراہ پر ایک معزز شخص ہو کر ایسی جہالت کر رہا ہے، اسی بحثا بحثی میں عمر خسر بکر نے پانچ سات مرتبہ ایک ایک نقص و عیب کو جتلا کر طلاق مانگی وہ عمر کی طرف دیکھتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ متحیر مبہوت ہے ایسی مبہوتی میں طلقت طلقت طلقت کہا زید کے ساتھ دیکھنے والے کئی شخص تھے، بعد اس کے بکر کا نشہ اترا، اور آدمی کی طرح باتیں کرنے لگا ورنہ زید کو قطعی یقین تھا کہ بکر کی یہ غضب آلودگی اور مجنونانہ حرکت ہاتھاپائی کی نوبت لائے گی آیا بکر کی اہلیہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں بینوا توجروا۔

اس پر مولوی محمد شبلی مدرس ندوہ نے یہ جواب لکھا ہے کہ صورت مسئولہ میں طلاق نہیں پڑی، کیونکہ مدہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور عبارت شامی جلد دوم ص ۴۶۲ کی وسئل فیمن طلق زوجته ثلاثا في مجلس القاضي وهو مدهوش فاجاب بان الدهش من اقسام الجنون فلا يقع (الخ) (۱) پیش کی ہے، اس پر حضرت مفتی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے جواب تحریر فرمایا ہے۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق یہ ظاہر ہے کہ طلاق اکثر غصہ ہی کی حالت میں دی جاتی ہے اور غصہ ہی موجب اور باعث طلاق دینے کا غالباً ہوتا ہے چنانچہ کنایات میں حالت غضب کو قرینہ وقوع طلاق کا بعض کنایات میں کرنا اس کی دلیل بین ہے کہ حالت غضب میں طلاق واقع ہو جاتی ہے اور سوال میں بکر کا کچھ بیان بھی مذکور نہیں ہے، مثلاً یہ کہ میں نہایت غضب سے مدہوش ہو گیا تھا، اور مجھ کو کچھ خبر نہیں ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں وغیرہ، پھر حکم عدم وقوع طلاق کا کرنا اس صورت میں مشکل ہے اور مدہوش قرار دینا بکر کو اس کی حالت ظاہر کو دیکھ کر درست نہیں ہے، اور باب الطلاق میں احتیاط لازم ہے کہ تحلیل حرام کی طرف مقتضی نہ ہو، اور صورت مذکورہ میں تین طلاق دینا مذکور ہے، لہذا حکم یہ ہے کہ بدون حلالہ کے وہ مطلقہ شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

بوقت طلاق ایسا غصہ ہو کہ بد حواس ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۵) مکرر متعلقہ ماقبل مندرجہ جلد ہذا جناب کے اس جملہ پر کہ سوال میں بکر کا کچھ بیان بھی مذکور نہیں، بکر سے دریافت کیا جاتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ بے شک مجھ پر ایسا غصہ طاری ہوا کہ بد حواسی و دہشت میں تھا، اب کیا حکم وقوع طلاق کے بارے میں ہوگا۔

(جواب) قاضی تو اس کو نہ مانے گا اور حکم وقوع طلاق کا کرے گا۔ البتہ دیانۃً موافق اختیار شامی طلاق واقع نہ ہوگی اور بندہ کو اس میں تامل ہے کیونکہ باب التعلیق کی عبارت ہر حال میں وقوع طلاق کو چاہتی ہے اور محققین مثل صاحب فتح و خانیہ نے اس کو اختیار فرمایا ہے اور یہ عبارت احقر کی اور سوال میں بکر کچھ بیان الخ علی سبیل التنزل تھی کہ

---

(۱) رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی طلاق المدهوش ج ۲ ص ۵۸۷ ط.س. ج۳ ص ۲۴۴ . ظفیر.
(۲) ويقع طلاق من غضب خلافا لابن القيم هذا هو الموافق عندنا (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷ ط.س. ج۳ ص ۲۴۴) ظفیر.

اختیار شامی کے موافق ہے، جب کہ وہ کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ میری زبان سے کیا نکلا۔ فقط۔

غصہ کی طلاق پر سوال اور اس کا جواب

(سوال ۱۴۶) جناب نے استفتاء میں یہ تحریر فرمایا کہ سوال میں بکر کا کچھ بیان بھی مذکور نہیں مثلاً یہ کہ میں غایت غضب سے مدحوش ہو گیا تھا اور مجھ کو کچھ خبر نہیں ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، اگر بکر خود ظاہر کرے کہ میری یہ حالت تھی اسی وقت عدم وقوع طلاق کا حکم لگایا جا سکتا ہے اگر دوسرے لوگ اس کو ظاہری حالت و قرینہ سے اس کی بد حواسی کو بیان کریں تو وہ حکم نہیں دیا جائے گا، اگر مدہوشی اسی قسم کے نہ ہو کہ جو کچھ وہ کہے اس سے بے خبر رہے تو کیا طلاق واقع ہو جاوے گی، اگر ایسا ہے تو شامی کی اس عبارت کے اس حصہ کی تردید کیسے ہوگی جسے مفتی صاحب ندوۃ العلماء نے پیش کیا ہے وہ یہ ہے لا یلزم فیه ان یکون بحیث لا یعلم ما یقول بل یکفی فیه بغلبة الهذیان واختلاط الجد والهزل فقط(۱) بینوا توجروا۔

(جواب) خود کہنے سے بھی معلوم ہو سکتا ہے اور بعض دفعہ دوسرے لوگ بھی قرائن سے معلوم کر سکتے ہیں مثلاً ایسے امور اس سے سرزد ہوں کہ ان کو وہ حالت ہوش میں نہیں کر سکتا جیسا کہ دیوانوں اور باؤلوں کو دیکھا جاتا ہے اور شامی کی عبارت مذکورہ پر جو خود اس نے اشکال پیش کیا ہے نعم یشکل علیه ما سیاتی فی التعلیق عن البحر و صرح به فی الفتح والخانیه وغیرهما الخ اور اس پر فرمایا ہے وهذا مشکل جدا، سو در حقیقت مذہب حنفیہ کا وہی ہے جو فتح القدیر و خانیہ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ طلاق غضبان واقع ہے اور تمام تفریعات فقہیہ طلاق غضبان کے وقوع کی مثبت ہیں اور جو جواب شامی نے اشکال مذکور کا دیا ہے وہ کافی نہیں ہے اور باب حرمت فروج میں احتیاط تام لازم ہے لہذا سوال مذکور میں جو صورت بیان کی گئی ہے جو کہ غضب میں ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہی ہونا چاہئے کہ طلاق واقع ہے۔ فقط۔

نابالغ کے بھائی کے طلاق نامہ لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۱۴۷) ایک نابالغ کی زوجہ کو اس کے بڑے بھائی نے دوسرے شخص کے بھکانے سے طلاق نامہ لکھ دیا، کیا نابالغ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ اسکا ولی یعنی بھائی باپ وغیرہ طلاق دے سکتا ہے در مختار میں ہے لایقع طلاق المولیٰ علیٰ امرأة عبده والمجنون والصبی الخ(۲) اور حدیث شریف میں ہے الطلاق لمن اخذ الساق الحدیث۔ (۳)

عورت شوہر کو بھائی یا والد کہہ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۸) اگر عورت اپنے شوہر کو بھائی یا والد کہہ دیوے تو طلاق پڑی یا نہیں۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷ ط.س ج۳ ص ۲۴۴ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ایضاً کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ ط.س ج۳ ص ۲۴۴ مطلب فی طلاق المدهوش. ۱۲ ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج۲ ص ۵۸۵ ط.س ج۳ ص ۲۴۲ ۱۲ ظفیر۔

(جواب)اس صورت میں طلاق نہیں ہوئی۔(۱)

عورت کے ناجائز تعلق سے بچہ پیدا کرنے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۹)اگر عورت آوارہ ہو اور حرام کا بچہ پیدا ہوا ہو تو طلاق پڑتی ہے یا نہیں۔
(جواب)اس سے بھی طلاق نہیں پڑتی۔(۲)

میں تجھ کو لے جانا نہیں چاہتا کہنے سے طلاق ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۵۰)اگر شوہر یہ کہہ دے کہ میں تجھ کو لے جانا نہیں چاہتا تو طلاق پڑے گی یا نہیں۔
(جواب)اس میں بھی بدون نیت کے طلاق نہیں ہوتی۔(۳)

بیوی کے متعلق کہا اسے خدا بھی جانتا ہوں اور رسول بھی پھر طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۵۱)غلام رسول سن ۱۹۲۴ء میں یہ بیہودہ بکواس کرتا بلکہ کلمات کفر بھی اس کی زبان سے نکلے مثلاً یہ کہ میں خان بانو لڑکی کو جسے چاہتا تھا خدا بھی جانتا ہوں، رسول بھی جانتا ہوں، والعیاذ باللہ پھر ۳۰ جولائی سن ۱۹۲۵ء کو اس نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظ دیا، اس بارہ میں مولوی احمد دین کا جواب یہ ہے کہ یہ الفاظ کفر ہیں، قائل مرتد ہے اور مرتد کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس لئے بلا حلالہ کے اس کی عورت اس پر جائز نہ ہوگی، اس کے علاوہ دوسرا، اور تیسرا جواب عدم وقوع طلاق کا ہے، اس صورت میں آپ کی کیا تحقیق ہے۔
(جواب)اس صورت میں احقر کے نزدیک پہلا جواب صحیح ہے، یعنی حکم ارتداد کا اس صورت میں کیا جاوے گا، اور بدون حلالہ کے شوہر اول اس عورت مطلقہ ثلثہ سے نکاح نہ کر سکے گا (۴) جیسا کہ درمختار و شامی میں تصریح ہے کہ ردۃ حکم طلاق کو باطل نہیں کرتی۔

درمختار و شامی میں تصریح ہے فلا یحلها وطؤ المولیٰ ولا ملك امة بعد طلقتين اوحرة بعد ثلث وردة وسبى الخ (در مختار) قال فی الشامی ای ولو طلقها ثنتين وهی امة ثم ملكها اوثلاثا وهی حرة فارتدت ولحقت بدار الحرب ثم سبيت وملكها لا يحل له وطئوها بملك اليمين حتى يزوجها

---

(۱)لان الطلاق لا يقع من النساء (ايضاً باب نكاح الكافر ص ۵۳۶ .ط.س. ج۳ص ۱۹۰) ظفير .(۲)لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة(ايضا فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۴۰۲ .ط.س. ج۳ص ۵۰)لوزنت امرأة رجل لم تحرم عليه (رد المحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۸۶ .ط.س. ج۳ص ۳۴) ظفير .(۳)ففی حالة الرضاء ای غير الغضب والمذاكرة تتوقف الا قسام الثلثه (من الكنايات المذكورة) على نيته للاحتمال القول له بيمينه فی عدم النية الخ وفی الغضب توقف الاولان ان نوى وقع والالا، وفی مذاكرة الطلاق يتوقف الاول فقط ويقع بالاخيرين وان لم ينو (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق باب الكنايات ج۲ ص ۶۴۰ .ط.س. ج۳ص ۳۰۰) ظفير .(۴)اس کا مطلب یہ ہوا کہ کلمات کفریہ کی وجہ سے غلام رسول مرتد ہو گیا اور ابھی تجدید ایمان نہیں کی تھی کہ سال بھر بعد اس نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے دے، تو حالت ارتداد میں اس نے جو طلاق دی وہ اس کی بیوی پر واقع ہو گئی، اب تجدید ایمان کے بعد اس سابقہ بیوی کو بغیر حلالہ وہ نہیں رکھ سکتا ہے ويقع طلاق زوج المرتدة عليها مادامت فی العدة لان الحرمة بالردة غير موبدةفانهاترفع بالاسلام فيقع طلاقه عليها فی العدة الخ قلت وهذا اذا لم تلحق بدار الحرب ففی الخانية قبيل الكنايات المرتد اذا لحق بدار الحرب فطلق امرا ته لا يقع وان عاد مسلما وهی فی العدة فطلقها يقع والمرتدة اذا لحقت فطلقها زوجها ثم عادت مسلمة قبل الحيض فعنده لا يقع وعند هما يقع (رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ص ۱۹۳)اس سے معلوم ہوا کہ ارتداد کے بعد بھی عدت میں طلاق واقع ہوتی ہے، لیکن ارتداد کے بعد عدت کے گذر جانے کے بعد اگر مرتد اپنی بیوی کو طلاق دے گا تو اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوگی، صورت مسئولہ میں غلام رسول نے کلمات کفریہ کے ایک سال بعد طلاق دی ہے اس لئے جواب میں یہ صراحت ضروری ہے کہ اس نے عدت ختم ہونے سے پہلے اگر طلاق مغلظہ دی تھی تو واقع ہو گئی اور اب حلالہ ضروری ہے اور اگر عدت گذر چکنے کے بعد یہ طلاق مغلظہ ہوئی ہے تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی، واللہ اعلم، ظفير مفتاحی۔

فيد خل بها الزوج ثم يطلقها كما في الفتح ثم قال بعد اسطر فوجه الشبه بين مسئلتين ان الردة واللحاق والسبي لم تبطل حكم الظهار واللعان كما لم تبطل حكم الطلاق الخ ص ۵۳۹ جلد ۲ شامی۔(۱)

نشہ کی حالت میں طلاق دی مگر شوہر کو خبر نہیں بیوی کہتی ہے گواہ بھی نہیں

(سوال ۱۵۲) ایک شخص نے حالت نشہ میں اپنی بی بی کو تین بار نام لے کر لفظ طلاق کا کہا کہ جامیں نے تجھ کو طلاق دیا، مگر مرد کو اپنا کہنا معلوم نہیں صرف عورت کہتی ہے کہ مجھ کو ایسا کہا اور اس کا کوئی دوسرا گواہ بھی نہیں ہے، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) سکران کی طلاق صحیح مذہب کے موافق ہو جاتی ہے، پس صورت مسئولہ میں جب کہ عورت اس کا اقرار کرتی ہے اور شوہر بھی انکار نہیں کرتا تو عورت پر تین طلاق واقع ہو گئی، اب بدون حلالہ کے اس کے درمیان حلت کی کوئی صورت نہیں، ہدایہ میں ہے طلاق السكران واقع الخ لانه زال عقله بسبب هو معصية فجعل باقيا حكما زجراً له(۲) فقط۔

حالت غضب کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۳) زید نے جو پارسا آدمی ہے، اپنی منکوحہ موطوءۃ کو حالت شدت غضب وغصہ میں کہا تجھ کو ایک طلاق، زوجہ نے کہا مجھ کو طلاق کی کوئی ضرورت نہیں ہے، پھر زید نے سخت غصہ میں کہا کہ تین طلاق تین طلاق، سو طلاق، اس اثناء میں زید کی بہن آ گئی، اور زید سے کہا ہوش میں آ تیرے۔ ہوش قائم نہیں ہیں، زید نے کہا میرے ہوش قائم ہیں، غصہ فرو ہونے کے بعد زید نے اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ تو نے مجھ کو "ہوش میں آ" اور میں نے "میرے ہوش قائم ہیں" نہیں کہا، زید کی نیت بھی طلاق کی نہیں تھی، اور دو عورتوں اور ایک مرد کی شہادت سے معلوم ہوا کہ زید کے ہوش و حواس باختہ تھے، آنکھیں سرخ تھیں، دستار سر سے اتری ہوئی تھی، ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے لیکن زید کہتا ہے مجھ کو طلاق کا علم ہے، طلاق ہوئی یا نہیں، واقع ہے تو شامی جلد ثانی مصری ص ۵۸۷ میں جو حالت غضب کی تشریح کی ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) اس بارہ میں علامہ شامی نے اولاً حافظ ابن قیم سے نقل کر کے تحقیق کیا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر غصہ وغضب اس درجہ پر پہنچ گیا کہ اس کی حالت بالکل مجنونانہ ہو گئی ہے اور اس کو کچھ ہوش وخبر نہیں کہ وہ کیا کر رہا ہے تو اس حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی، اگر مبادی غضب اور منتہائے غضب کے درمیان اس کی حالت ہے جیسا کہ صورت مسئولہ سے معلوم ہوتا ہے تو ابن قیم اس میں بھی عدم وقوع طلاق راجح سمجھتے ہیں اور حنفیہ کا مذہب اس صورت میں وقوع طلاق کا ہے کما في الشامي لكن اشار الى مخالفته في الثالث حيث قال ويقع طلاق من غضب خلافا ابن القيم (۳) اور آخر میں علامہ شامی نے فتح القدیر اور خانیہ سے ایک مسئلہ نقل کیا ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ حالت غضب کی طلاق واقع ہوتی ہے اور صورت مسئولہ اس کے مطابق ہے،

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷٤۱. ط.س. ج۳ص ٤١٢. ظفير.
(۲) هدايه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۸ و ج ۲ ص ۳۳۹. ظفير.
(۳) رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷. ط.س. ج۳ص ۲٤٤. ۱۲ ظفير.

وہ مسئلہ یہ ہے لو طلق فشهد عنده اثنان انك استثنيت وهو غير ذاكران كان بحيث اذا غضب لا يدرى ما يقول وسعه الا خذ بشهادتهما والا لا الخ (۱)ثم ذكر الا شكال والجواب عنه فراجعه حاصله وقوع الطلاق فى مثل الصورة المسئولة عنها،(۲)الغرض صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہو گئیں،بغیر حلالہ کے حلت شوہر اول کے لئے کوئی صورت نہیں ہے،فقہاء کرام رحمہم اللہ جو اقسام کنایات اور اقسام مطلق کی تفصیل فرماتے ہیں،اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حالت غضب کی طلاق واقع ہوتی ہے،باقی وہ غضب جو بالکل مجنونانہ حالت بنادے اس کو البتہ خارج کیا جائے گا کہ وہ جنون ہے،اور آنکھوں کا سرخ ہونا وغیرہ اس حالت میں دلیل نہیں ہے غصہ میں ایسا اکثر ہوتا ہے،احادیث میں ہے الا ترى الى انتفاخ اوداجه واحمرار عينيه الحديث (۳)او كما قال صلى الله عليه وسلم ،ابوداؤد میں ہے استبت رجلان عند النبى صلى الله عليه وسلم جعل احدهما تحمر عيناه وتنفح او داجه الحديث۔(۴)

زوج انکار کرے اور گواہ گواہی دیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۴)ایک شخص کی بابت چار گواہ گواہی دیتے ہیں کہ اس نے اپنی زوجہ کو طلاق دی،اور دیگر لوگ کہتے ہیں ہم نے نہیں سنی،طلاق واقع ہوگی یا نہیں اور زوج انکار کرتا ہے۔

(جواب)اگر گواہوں میں دو گواہ بھی عادل ہیں (۵)تو طلاق واقع ہو جائے گی اور انکار زوج مقبول نہیں ہوگا،واللہ تعالیٰ اعلم۔

شوہر منکر ہو اور گواہوں میں اختلاف ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۵)عورت بولتی ہے کہ میرے شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اور زوج منکر ہے اور دو شاہد ہیں مگر اس وقت وہ ہر دو موجود نہ تھے،دوسری مجلس میں ان کے سامنے زوج نے اقرار کیا ہے،اور ان میں سے ایک طلاق کا مقر ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ طلاق کا اقرار نہیں کیا بلکہ کہا عورت نہیں رکھوں گا آیا طلاق ہو گئی یا نہیں؟

(جواب)جب کہ زوج منکر طلاق ہے اور گواہان میں باہم اختلاف ہے لہذا صورت مسئولہ میں طلاق ثابت نہ ہوگی، زوجہ کا دعویٰ لغو ہے اور قول شوہر کا معتبر ہے کما فى الشامى شرح قول الدر المختار وكذا تجب مطابقة الشهادتين لفظا ومعنى بطريق الوضع قوله بطريق الوضع اى بمعناه المطابقى وهذا جعله الزيلعى تفسيراً للموافقة فى اللفظ الخ فقط۔(۶)

---

(۱)رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷ .ط.س.ج۳ص ۲۴۴ . ظفير.
(۲)دیکھئے ردالمحتار للشامى كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷ .ط.س.ج۳ص ۲۴۴ .۱۲ ظفير.
(۳)مشكوٰة باب الامر بالمعروف ص ۴۳۷ . ظفير.
(۴)ابو داؤد باب مايقال عند الغضب ج ۲ ص ۳۰۳ . ظفير.
(۵)ونصا بها لغير ها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق ووكالة الخ رجلان الخ او رجل وامرأتان (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الشهادات ج ۵ ص ۵۱۵) ظفير.
(۶)دیکھئے ردالمحتار شامى كتاب الشهادة باب الاختلاف فى الشهادة ص ۵۳۹ . ۱۲ ظفير.

گونگا نے بزبان حال یعنی اشارہ سے بیوی کو چھوڑ دیا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۵٦)زید پیدائشی گونگا ہے مگر عقل و سمجھ اور نفع و نقصان اور حرام و حلال کی بھی کسی قدر تمیز رکھتا ہے اور صوم و صلوٰۃ اشارہ سے ادا کر لیتا ہے، گھر اور محلّہ کے لوگ اس کے اشارہ کو سمجھ لیا کرتے ہیں، شب کے وقت اپنی اہلیہ سے کسی امر نامشروع کے صادر ہوتے دیکھ کر غصہ میں آکر اپنے باپ اور بھائی اور چند مستورات سے اشارہ اور زبان سے کہا کہ اس کو چھوڑ دیا اور نکال دیا آیا اس کی اہلیہ مطلقہ ہوگئی یا نہیں۔

(جواب)طلاق اخرس باشارته المعهوده واقع است كما في الدر المختار اواخرس ولو طاريا ان دام للموت به يفتي الخ واستحسن الكمال اشتراط كتابة باشارة المعهودة فانها تكون كعبارة الناطق الخ (۱) وفي الشامي وطلاقه المفهوم بالا شارة اذا كان دون الثلث فهو رجعي كذا في المضمرات(۲) (معلوم ہوا کہ اس کے متعین اشارہ سے طلاق ہو جائے گی، ظفیر)

نشہ پاکر جب ہوش نہ رہا طلاق دلوائی تو ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۵۷)زید کو چند لوگوں نے گانجا جو نشہ آور چیز ہے بقدر زائد پلولیا جس سے اس کے ہوش و حواس جاتے رہے، حالت سکر میں اس کی عورت کو اس کے سامنے بلوایا اور کہا کہ اس کو طلاق دیدو، چنانچہ حالت سکر میں زید نے اس کو طلاق دے دی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے کذا فی کتب الفقہ پس اس شخص کی زوجہ پر اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی۔(۳)

صرف دو عورتوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوتی ہے

(سوال ۱۵۸)مسماۃ اللہ رکھی کہتی ہے کہ مجھ کو میرے شوہر نے طلاق دے دی، لیکن اس مجلس میں خود موجود نہیں تھی بلکہ مسمی عبدالوحید اور مقبول احمد اور مسماۃ خورشیدی و بیگم و زینب و حسینہ موجود تھی، سب کا بیان ہے کہ ہمارے روبرو طلاق دی ہے، یہ بھی عرض ہے کہ مسماۃ حسینہ و خورشیدی پابند نماز ہیں اور زینب و بیگم و عبدالوحید غیر پابند نماز ہیں، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں، بیانات گوہان منسلکہ استفتاء ہیں۔

(جواب)اس صورت میں نصاب شہادت شرعیہ موجود نہیں، کیونکہ محض دو عورتیں نمازی ہیں حسینہ و خورشیدی، سوان کی شہادت کافی نہیں ہے، لہٰذا قول شوہر معتبر ہے اور طلاق ثابت نہ ہوگی،(۴) فقط۔

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸٤ .ط.س.ج۳ص۱۲،۲٤۱ ظفير.

(۲)(ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸٤ .ط.س.ج۳ص۲٤۱-۱۲ ظفير.

(۳)ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل الخ ولو سكران ولو نبيذ او حشيش او افيون او بنج زجراً به يفتي تصحيح القدوری واختلف التصحيح فيمن سكر مكرها (درمختار)وفي التار خانيه طلاق السكران واقع اذا سكر من الخمرا والنبيذ وهو مذهب اصحابنا (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۲ و ۲ ص ۵۸٤ .ط.س.ج۳ص۲۳۵)اگر نشہ زبردستی پلایا گیا ہو تو اس حالت کی طلاق میں اختلاف ہے مگر راجح یہ ہے کہ واقع نہیں ہوتی فصحح في التحفة وغيرها عدم الوقوع وجزم في الخلاصة بالوقوع قال في الفتح والاول أحسن لان موجب الوقوع عند زوال العقل ليس الا التسبب في زواله بسبب محظور وهو منتف وفي النهر عن تصحيح القدوری انه التحقيق((ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۳) ظفير.

(٤)ونصابها لغيرها من الحقوق الخ كنكاح وطلاق الخ رجلان الخ اور جل وامراتان الخ ولا تقبل شهادة اربع بلا رجل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الشهادات ج٤ ص ۵۱۵ وج ٤ ص ۵۱٦) ظفير.

ایک شخص نے بیوی سے کہلوایا میں تیری عورت نہیں ہوں اور تو بھی میرا مرد نہیں ہے کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۹)ایک شخص نے اپنی زوجہ سے غصہ کی حالت میں تین دفعہ یہ الفاظ کہلائے کہ میں تیری عورت نہیں ہوں، اور تو بھی میرا مرد نہیں ہے تو اس کہنے سے طلاق پڑی یا نہیں۔

(جواب)اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا، طلاق واقع نہیں ہوئی، آئندہ ایسے کلمات سے احتراز کرنا چاہئے۔(۱)

غلط شہرت سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۱۶۰)مصاحب علی اور ان کی بیوی میں عرصہ سے رنجش تھی، چند اشخاص نے مصاحب علی کی بیماری میں اور تندرستی میں دریافت کیا کہ کیا تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے، انہوں نے جواب دیا کہ نہ میں نے ان کو طلاق دی اور نہ میں ان سے ناراض ہوں، صرف وہ اپنے باپ کے یہاں گئی ہوئی ہیں، جس وقت ان کا جی چاہے چلی آویں ان کا گھر موجود ہے مگر بعد وفات مصاحب علی کے غلام مصطفےٰ کو جس کو مصاحب علی نے کل جائداد ہبہ کی ہے، انہوں نے غلط یہ مشہور کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ مصاحب علی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے، آیا اس غلط مشہور کرنے سے طلاق ثابت ہو گئی اور عورت اپنے شوہر کے ترکہ سے محروم ہو گی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں شوہر کے مرنے کے بعد لوگوں کا یہ مشہور کرنا کہ متوفی نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی تھی، حالانکہ زوجہ متوفی کی اس سے انکار کرتی ہے لغو اور باطل ہے، لوگوں کے کہنے سے بعد مرنے شوہر کے طلاق ثابت نہیں ہو سکتی، خصوصاً جب کہ خود غرضی ان کی معلوم ہو، علاوہ بریں اگر مرض الموت میں شوہر کا طلاق دینا بھی ثابت ہو جاوے اور قبل اختتام عدت شوہر فوت ہو جاوے تو عورت پھر بھی وارث ترکہ شوہر سے ہوتی ہے کما فی الدر المختار فلو ابانها وهو كذلك ومات فيه بذلك السبب ورثت هي الخ(۲)فقط۔

شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے، دوسرا کہتا ہے مگر گواہ نہیں ہے تو کیا حکم ہوگا

(سوال ۱۶۱)زید کے ایک ہی بیٹا ہے زید اس سے ناراض رہتا ہے، زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو بیٹے سے کہہ دینا کہ اگر تو نگینہ میں صورت دکھاوے تو تیری ماں پر تین طلاق زید اور اس کی بیوی کے سوا تیسرا شخص موجود نہ تھا، اور زید کی بیوی نے اپنے بیٹے سے یہ پیام پہنچا دیا، اور بیٹا اس کا نگینہ سے باہر چلا بھی گیا۔بیان مذکور زید کی بیوی، زید یہ کہتا ہے کہ میں نے ماں کا لفظ نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ تو اس سے کہہ دینا اگر وہ یہاں صورت دکھاوے تو اس پر تین طلاق ہیں۔

(جواب)جب کہ دو مرد عادل یا ایک مرد دو عورتیں لفظ ماں کہنے کی گواہ نہیں ہیں، اور زید اس لفظ سے انکار کرتا ہے

(۱)طلاق کا مالک مرد ہوتا ہے عورت نہیں لہذا عورت کے اس جملے کے کہنے سے طلاق واقع ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا، انما الطلاق لمن اخذ الساق (ابن ماجة ص ۱۵۰). ط.س. ج۳ص ۲۴۲ ظفیر(نظامی)

(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب طلاق المريض ج۲ ص ۷۱۷ ۔ اذا طلق الرجل امرأته في مرض موته طلاقا بائنا فمات وهي في العدة ورثته (هدايه باب طلاق المريض ج ۲ ص ۳۷۰. ط.س. ج۳ص ۸۷-۳۸۶) ظفیر

تو قول زید کا معتبر ہے اور زید کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، ھکذا فی کتب الفقہ۔(۱)

جبراً طلاق دلوانے سے ہو جاتی ہے

(سوال ۱۶۲) زید زنخا ہے ناچتا گاتا ڈھول بجاتا ہے، زوجہ کے حقوق میں ہمیشہ کمی کرتا ہے، وارثان مسماۃ کو جبراً زید سے طلاق دلوا دینے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) زید سے اگر جبراً طلاق دلوائی جاوے تو وہ طلاق واقع ہو جاتی ہے کما صرح بہ فی الدر المختار وغیرہ (۲) فقط۔

صورت مسئولہ میں طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۱۶۳) ایک عورت شوہر سے چھپ کر مکان پر باپ کے چلے گئی، ایک سال کے بعد شوہر کو نوٹس دیا کہ تم نے مجھ کو طلاق دے دی ہے اگر تم طلاق سے انکار کرتے ہو تو یہاں آکر فیصلہ کرلو، آٹھ روز کی مہلت ہے اگر ایک ہفتہ میں تم نہ آئے تو مجھے نکاح کرنے کا اختیار ہے، شوہر نے اس تحریر کا کچھ جواب نہیں دیا اور نہ خود گیا تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر واقع میں شوہر نے پہلے طلاق نہیں دی تھی اور شوہر کو طلاق سے انکار ہے تو محض عورت کے لکھنے سے اور شوہر کے اوپر نوٹس کرنے سے اور کچھ جواب نہ دینے سے کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور عورت کا یہ کہنا لغو ہے کیونکہ عورت کو کوئی اختیار طلاق کا بلا اختیار دینے شوہر کے نہیں ہے۔(۳) فقط۔

طلاق کی طلب پر کہا انشاء اللہ طلاق، تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۶۴) ہندہ زوجہ زید نے زید سے طلاق مانگی زید نے کہا انشاء اللہ تجھ کو طلاق، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی نکاح باقی ہے، (۴) فقط۔

زید نے عمر کو اضافی طلاق دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۵) زید نے عمر کو طلاق اضافی دی اور عمر مفہوم طلاق موصوف سے بالکل لاعلم ہے تو طلاق اضافی واقع ہوتی ہے یا نہ اور مذہب امام ابو حنیفہ یا صاحبین بنا بر طلاق اضافی کے کوئی چیز ایسی ہے کہ وہ عمل کر سکتا ہے یا بوجہ بے خبری کے دیگر مذاہب پر عمل ہو سکتا ہے۔

(جواب) شامی میں اس کے متعلق یہ تحقیق کی ہے کہ امام محمدؒ سے جو اس بارہ میں روایت عدم وقوع طلاق کی ہے وہ

---

(۱) ونصا بها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق الخ رجلان الخ او رجل و امرأتان (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥) ظفير۔

(۲) ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ الخ ولو مكرها فان طلاقه صحيح لا اقراره بالطلاق (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ٥٧٩، ط.س. ج۳ ص ۲۳٥) ظفير۔ شامی

(۳) حدیث نبوی ہے انما الطلاق لمن اخذ بالساق (ابن ماجه ص ١٥٠، ط.س. ج۳ ص ۲٤۲) طلاق مرد کا حق ہے، عورت کے کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ظفیر۔ (٤) واذا قال لا مرأته انت طالق انشاء الله تعالى متصلا لم يقع الطلاق لقوله عليه السلام من حلف بطلاق او عتاق وقال انشاء الله متصلا به لا حنث عليه (هدايه فصل فى الا ستثناء ج ۲ ص ۳٦٩) ظفير۔

ضعیف ہے، اس پر فتویٰ نہ دیا جاوے لا یقال اذا کان ذلك قوله محمد فکیف لا یفتیه به لما علمت فی ان ذلك روایته عن محمد وان قوله کقول الشیخین بالو قوع وان مافی الظهریة لا ینافی ذلك کما قررناه آ نفاً ولیس للمفتی الا فتاء بالروایة الضعیفة وکونها افتی بها کثیر من ائمه خوارزم لا ینفی ضعفها ولذا تقدم عن الصدرانه لا یحل لا حدان یفعل ذلك الخ(۱) اور اس سے کچھ پہلے یہ لکھا ہے یعنی ان المفتی لا یفتی صاحب الحادثة بما یتوصل به الی فسخ الیمین فلا یقول له ارفع الا مر الی شافعی او حکمه فی ذلك او استفته بل یقول یقع علیك الطلاق لان علیه ان یجیب بما یعتقده الخ۔(۲) فقط۔

باپ نے شرط لکھ دی، بیوی والے نے کہا اگر میں شرائط کے خلاف کروں تو جھوٹا ہوں بصورت خلاف ورزی کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۶) زید کے باپ خالد نے یہ اقرار نامہ ہندہ کی ماں کو لکھ دیا کہ جب تک ہندہ کی ماں چاہے ہندہ کو زید کے نکاح میں رکھے جب چاہے علیٰحدہ کر لے، زید نے یہ الفاظ کہے کہ جو کچھ میرے باپ نے اقرار نامہ میں شرائط لکھی ہیں اگر میں کوئی جھگڑا خلاف ان شرائط کے کروں تو جھوٹا ہوں، زید اب تک اپنی شرائط پر قائم رہا، مگر اب وہ اپنی عورت ہندہ کو خلاف شرائط اقرار نامہ اپنے مکان علاقہ غیر لے جانا چاہتا ہے تو بر بنائے خلاف ورزی اقرار نامہ طلاق عائد ہوگی یا کیا حکم ہوگا۔

(جواب) شرعاً اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ زید شوہر کے باپ خالد کا اقرار در بارہ طلاق معتبر نہیں ہے، اور زید نے ان الفاظ سے شرطیں قبول کی ہیں کہ اگر میں کوئی جھگڑا خلاف ان شرائط کے کروں تو جھوٹا ہوں، اس میں ذکر طلاق کا نہیں ہے، لہذا اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔(۳)

دو طلاق رجعی یکے بعد دیگرے دی اور رجعت کر لی تیسری بار انشاء اللہ کے ساتھ طلاق دی وہ واقع نہیں ہوئی

(سوال ۱۶۷) زید نے اپنی عورت ہندہ کو ایک طلاق رجعی دی اور اسی وقت رجعت کر لی، دو ایک ماہ بعد پھر ایک طلاق رجعی دے کر اسی وقت رجعت کر لی ایک سال بعد زید نے پھر اسی عورت کو کہا کہ تجھ کو طلاق انشاء اللہ، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی کذا فی الدر المختار۔(۴)

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار کتاب الطلاق مطلب فی فسخ الیمین المضافة الی الملك ج ۲ ص ۶۸۳ ط.س. ج۳ص ۳۴۷) ظفیر۔

(۲) ایضاً، ظفیر۔

(۳) اذا اضاف الطلاق الی النکاح وقع عقیب النکاح الخ فاذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (عالمگیری کشوری الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق ج ۲ ص ۴۴۰ ط.ماجدیه. ج۱ ص ۴۲۰) اور یہاں نکاح کی طرف اضافت ہی نہیں، اس لئے طلاق واقع نہیں ہوئی، واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۴) قال لها انت طالق انشاء الله متصلا الخ مسموعا بحیث لو قرب شخص اذنه الی فیه یسمع لا یقع للشك (در مختار) قوله بحیث اشار به الی ان المراد بالمسموع ماشانه ان یسمع وان لم یسمعه المنشی لکثرة اصوات مثلاط (رد المحتار کتاب الطلاق مطلب الاستثناء ج ۲ ص ۷۰۰ ط.س. ج۳ص ۳۶۶-۳۶۸)ظفیر۔

بیوی کا نام بدل کر طلاق دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۸) زید نے بوقت نکاح ثانی منکوحہ اولیٰ کو طلاق مغلظہ دے دی، لیکن زید نے منکوحہ اولیٰ کے نام میں عند الطلاق تبدیلی کی مثلاً منکوحہ کا نام ہندہ تھا اور کلثوم نام لے کر طلاق دی گئی مگر منکوحہ اولیٰ کے والد اور مولد کا نام زید نے صحیح طور پر لیا وقت طلاق کے، آیا منکوحہ کے نام کے تبدیل کرنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہ۔

(جواب) جب کہ نہ وہ حاضرہ ہو، اور نہ اس کی طرف اشارہ کیا گیا اور نام دوسرا لیا گیا تو اس کی زوجہ سابقہ پر اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی جیسا کہ در مختار میں ہے غلط وکیلها بالنكاح فی اسم ابيها بغير حضور هالم يصح للجهالة وكذا لو غلط فی اسم بنته الا اذا كانت حاضرة واشار اليها فيصح(۱) پس جیسا کہ نکاح میں تسمیہ غلط سے نکاح نہیں ہوتا، ایسا ہی طلاق میں بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔

جبراً طلاق دلانے سے ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۹) اگر کوئی شخص کسی سے جبراً اس کی بیوی کو طلاق دلاوے تو واقع ہوگی یا نہیں، اگر واقع ہوگی تو ابن ماجہ کی اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت سے بھول چوک اور جو امر زبردستی سے صادر ہو معاف کیا۔

(جواب) طلاق اس کی واقع ہو جاتی ہے، (۲) کیونکہ دوسری حدیث شریف میں ہے ثلاث جدهن جد و هزلهن جد الحديث (۳) اس میں آنحضرت ﷺ نے طلاق کو بھی شمار فرمایا ہے۔

بیوی کے کلمہ کفر زبان سے نکالنے کے بعد تین طلاق دی کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۰) زید نے اپنی بیوی کو کلمہ کفر بولنے کے بعد تین طلاق ایک جلسہ میں دے دی اور سال بھر کے بعد زید نے اسی بیوی سے بلا گواہ کے خود عقد کر لیا جائز ہوا یا نہیں۔

(جواب) کلمہ کفر سے تفریق ہو جاتی ہے، (۴) پھر طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر کلمہ کفر سرزد نہ ہوتا تو ایک جلسہ میں تین طلاق دینے سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، (۵) اور بدون حلالہ کے شوہر اول کے لئے وہ عورت حلال نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۳۷۸ .ط.س. ج۳ص۲۶ ،۱۲ ظفير.
(۲) بخلاف الهازل واللاعب فانه يقع قضاء وديانة لان الشارع جعل هزله به جدا فتح (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ .ط.س. ج۳ص۲٤۲) ظفير.
(۳) مشكوٰة باب الخلع والطلاق فصل ثانی ص ۲۸٤ آگے ان تین کی تشریح خود حدیث میں موجود ہے "النكاح والطلاق والرجعة رواه الترمذی (ايضاً) ظفير.
(٤) وارتداد احدهما فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفير. (۵) والبدعی ثلاث متفرقة او ثنتان بمرة الخ (در مختار) ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث متفرقة وكذا بكلمة واحدة بالا ولى (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷٦ .ط.س. ج۳ص۲۳۲) ظفير.

شوہر کے ولی کی طلاق اس کی بیوی پر واقع نہ ہوگی

(سوال ۱۷۱) اگر زید اور اس کی منکوحہ کی عمر پانچ چھ سال کی ہے، اور زید کے باپ دادا یا چچا نے زید کی منکوحہ کو تین طلاق دے دی تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں، وہ لوگ رجوع بھی کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور نہ نابالغ کے باپ دادا وغیرہ کی طلاق واقع ہوتی ہے، پس رجوع کی ضرورت نہیں ہے، نکاح ان کا قائم ہے **قال علیه الصلوٰة والسلام الطلاق لمن اخذ الساق وقال علیه**(۱) **الصلوٰة والسلام رفع القلم عن ثلاثة الحدیث**۔(۲)

طلاق دیتا ہوں کہا ہے تو طلاق ہو گئی

(سوال ۱۷۲) زید کا لڑکا خالد اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں، اور خالد کا باپ زید کہتا ہے کہ میں تم کو طلاق دلا دیتا ہوں، اپنے میکہ چلی جاؤ، خالد اور اس کے باپ نے متعدد مرتبہ یہ کلمہ کہا عورت کا باپ اس کو گھر لے آیا، اس صورت میں طلاق پڑی یا نہیں۔

(جواب) جب کہ خالد نے اپنی زوجہ کو کہا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں تو اس سے ایک طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوئی،(۳) پس اگر خالد نے تین مرتبہ یا زیادہ کلمہ کہا ہے تو اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، اور وہ عورت خالد کے نکاح سے خارج ہو گئی۔ فقط۔

اوپر کے جواب سے متعلق سوال

(سوال ۱۷۳) مکرر متعلق استفتاء مندرجہ بالا دریافت طلب یہ ہے کہ یہ وعدہ ہے یا بالفعل تطلیق ہے، اگرچہ جواب سے احتمال ثانی ظاہر ہو گیا ہے۔

(جواب) اگر یہ کہتا کہ طلاق دوں گا تو وہ صریح استقبال ہے اور وعدہ ہے اور صورت مذکورہ میں اس نے دیتا ہوں کہا ہے جو کہ بظاہر حال ہے اور حال سے طلاق واقع ہو جاتی ہے شامی میں ہے **ولا ن المضارع حقیقة فی الحال مجاز فی الا ستقبال کما هو احد المذاهب وقیل بالقلب وقیل مشترك بینهما وعلی الا شتراك یرجح هنا ارادة الحال بقرینة کونه اخباراً عن امر قام فی الحال الخ**۔(۴) غرض یہ ہے کہ حال سے طلاق واقع ہوتی ہے، اور دیتا ہوں سے بظاہر حال مراد ہے اگرچہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آئندہ دے دوں گا مگر یہ احتمال خلاف ظاہر ہے۔ فقط۔

---

(۱) ابن ماجه ص ۱۵۰، ۱۲ ظفیر.
(۲) مشکوٰة باب الخلع والطلاق ص ۲۸٤. ظفیر.
(۳) لان المضارع حقیقة فی الحال مجاز فی المستقبل الخ (رد المحتار کتاب الطلاق باب تفویض الطلاق ج ۲ ص ٦٥٧، ط.س. ج۳ ص۳۱۹. ظفیر.
(٤) رد المحتار باب تفویض الطلاق ج ۲ ص ٦٥٧. ط.س. ج۳ص۳۱۹. ۱۲ ظفیر.

غصہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے

(سوال ۱۷٤)زید نے غصہ میں اپنی زوجہ کو کہا ایک طلاق، تین طلاق، پانچ طلاق، اب زید کہتا ہے کہ مجھ کو غصہ میں کچھ ہوش نہ تھا مجھ کو خبر نہیں کہ میں نے کیا کہا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، ظاہر ہے کہ طلاق غصہ میں ہی اکثر دی جاتی ہے اور غصہ کو فقہاء نے قرینہ وقوع طلاق کا بعض کنایات میں لکھا ہے، البتہ یہ بھی بعض کتابوں میں تصریح ہے کہ اگر غصہ اس قدر زیادہ ہو کہ حد جنون کو پہنچ گیا ہو، اور اس وقت اس کو کچھ ہوش نہ رہے تو اس وقت کی طلاق واقع نہیں ہوتی، لیکن معمولی غصہ میں وقوع طلاق میں کچھ شبہ نہیں ہے(۱)اور بعد میں تین طلاق کے بدون حلالہ کے زید اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط

مجنون سے طلاق اس طرح لی کہ وہ سمجھ رہا تھا کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۵)ہندہ نے اپنی شوہر مجنون سے کہا کہ یا تو مجھے اپنے گھر میں رہنے دے یا مجھ کو طلاق دے دے تا کہ میں اپنا دوسرا نکاح کر الوں، مجنون نے گھر میں رہنے سے منع کیا اور اشارہ سے کہا کہ محلّہ کے چند آدمیوں کو جمع کرے، آدمی جمع ہوئے، مجنون نے اپنی زوجہ ہندہ کو اشارہ سے کہا کہ مہر معاف کر دے، ہندہ سمجھ گئی اور کہا کہ میں نے مہر معاف کر دیا پھر معافی مہر کا کاغذ ہندہ نے لکھا دیا، مجنون نے بحفاظت اس کاغذ کو اپنی رومال میں باندھ لیا اور طلاق نامہ پر اپنا انگوٹھا سب کے سامنے لگا دیا، ایسی حالت میں طلاق پڑ گئی یا نہیں۔

(جواب)مجنون کو اگر کسی وقت ہوش آجاوے تو اس کا حکم ممیز لڑکے کا سا لکھا ہے یعنی اس کے بعض تصرفات کو اگر ولی جائز رکھے تو صحیح ہیں ورنہ نہیں، اور طلاق کی اجازت ولی بھی نہیں دے سکتا کما فی الدر المختار وان ضاراً کالطلاق الخ لاوان اذن به ولیهما الخ(۲)البتہ امام محمدؒ کا یہ مذہب ہے کہ جنون حادث میں ایک سال کی مہلت مجنون کو دی جاوے، اگر وہ اچھا نہ ہو تو قاضی تفریق کرا دے اور اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے، پس شوہر مجنون کو ایک سال کی مہلت دے کر اگر وہ اچھا نہ ہو تو کسی قاضی مسلم سے تفریق کرا دی جاوے۔ فقط

بالغ ہو گیا تو طلاق ہو گئی

(سوال ۱۷٦)منا اور بہادر دو بھائی ہیں، بڑا منا، چھوٹا بہادر بہادر کی شادی نابالغی میں ہوئی تھی، جب رخصتی ہوئی عورت جوان تھی، بہادر نابالغ تھا، منا نے بہادر سے کہا کہ تو طلاق دے دے میں نکاح کر لوں گا، دیوبند سے دریافت ہوا کہ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، بعد چھ ماہ کے منا نے بہادر سے یہ کہا کہ اب تو بالغ ہو گیا طلاق دے دے، خلاصہ یہ کہ کہہ سن کر جس طرح ہوا بہادر سے طلاق دلا دی بعد تین یوم کے منا نے بہادر کی بیوی سے نکاح کر لیا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور عدت ہونی چاہئے یا منا کا نکاح بلا عدت گذارے ہی اس سے صحیح ہو گیا، (۲)اس حالت میں بلوغ کے بارہ میں عمر کا اعتبار ہو گا یا دیگر علامات کا۔

---

(۱)ویقع طلاق من غضب خلافا لا بن القیم (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷ ط.س. ج۳ص ۲٤٤) ظفیر.
(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الماذون ج ۵ ص ۱۵۰ واما الذی یجن ویفیق فحکمه کممیز نهایة (ایضاً کتاب الحجر ج ۵ ص ۱۲۳) ظفیر.

(جواب) اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی، بشرطیکہ بہادر بالغ ہو گیا ہو یعنی پندرہ برس کا پورا ہو گیا اور منا نے جو نکاح بعد تین یوم کے کر لیا اگر بہادر نے اپنی زوجہ سے صحبت اور خلوت نہ کی تھی اور قبل خلوت و صحبت طلاق دی تھی تو اس کے لئے عدت نہیں ہے قبل عدت نکاح جائز ہے اور اگر خلوت و صحبت ہو چکی تھی تو اس پر عدت واجب ہے قبل عدت نکاح درست نہیں ہوا، (۲) اس حالت میں اس کی عمر دیکھی جائے گی اگر پندرہ برس کی عمر پوری ہو گئی ہے تو وہ بالغ شمار ہو گا اور کسی علامت کو نہ دیکھا جاوے گا۔ (۱) فقط۔

طلاق کے وقت شاہد اور قاضی کی شرط کہیں نہیں ہے

(سوال ۱۷۷) کیا قرآن شریف میں ہے کہ طلاق اسی وقت واقع ہو گی کہ چار شاہدوں اور قاضی کے سامنے دی جاوے۔

(جواب) ایسا کہیں قرآن شریف میں نہیں ہے۔

گونگا تین کنکری پھینکے تو اس سے طلاق نہ ہو گی

(سوال ۱۷۸) زید گونگا ہے اس کی عورت نے اس سے علیحدہ ہونے کی صورت یہ اختیار کی کہ اس سے تین کنکریاں پھینکنے کو کہا، گونگا کے اس فعل سے تین طلاق واقع ہو جاویں گی یا نہیں۔

(جواب) تین کنکریاں پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، در مختار وغیرہ و اراد بما اللفظ او مما یقوم مقامه من الکتابة المستبینة او الا شارة المفهومة فلا یقع بالقاء ثلثة احجار الیها شامی۔ (۲)

طلاق دینے کے ساتھ لفظ انشاء اللہ آہستہ کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۹) اگر طلاق اس طرح دے کہ آہستہ لفظ انشاء اللہ کہے۔ مثلاً یوں کہے میں تمام لوگوں کے سامنے تین طلاق دوں گا، مگر انشاء اللہ دل میں ضرور کہوں گا اور ایسے ہی کیا۔ یعنی انشاء اللہ آہستہ سے کہا جس کو کسی نے نہیں سنا، تو یہ طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔

(جواب) اگر انشاء اللہ طلاق کے ساتھ اس طرح کہا جاوے کہ اگر کوئی اپنا کان اس کے منہ سے ملا دیوے تو سن لے تو وہ استثناء معتبر ہے یعنی طلاق واقع نہ ہو گی، اور اگر محض دل میں کہا اور زبان سے اس طرح نہیں کہا کہ اس کے منہ سے کان لگانے والا سن سکے تو طلاق واقع اور استثناء صحیح نہ ہو گا، در مختار میں ہے قال لها انت طالق انشاء الله متصلا مسموعا بحیث لو قرب شخص اذنه الی فمه یسمع فصح استثناء الا صم لایقع الخ (۳) فقط

---

(۱) بلوغ الغلام بالا حتلام والاحبال والا نزال الخ فان یوجد فیهما شئی فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی (ایضاً فصل بلوغ الغلام ج ۵ ۱۳۲ ط.س. ج۳ص ۱۵۳) ظفیر
(۲) رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص ۲۴۷ . ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۷۰۰ و ج ۲ ص ۷۰۲ ط.س. ج۳ص۶۸-۳۶۶ ظفیر

نام بدل کر طلاق دی مگر پوچھنے پر کہتا ہے کہ میں نام نہیں جانتا تھا اس لئے ایسا کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۰) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو نام بدل کر طلاق دی مثلاً یوں کہا کہ آبیہ خاتون بنت انور پر طلاق، اور نام اس کا آبیہ خاتون نہیں ہے بلکہ رجب بانو ہے کسی نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے نام بدل کر طلاق کیوں دی، شاید تیرے دل میں شرارت ہے، اس نے جواب دیا کہ میرے دل میں شرارت نہیں ہے بلکہ میں چونکہ اپنی زوجہ کا نام نہیں جانتا اس لئے دوسرے نام سے میں نے طلاق دی، آیا صورت ہذا میں نیت طلاق پائی جاتی ہے یا نہیں اور شخص مذکور کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہ۔

(جواب) صورت مسئولہ میں جب کہ شخص مذکور نے دوسرا نام لے کر انشاء طلاق کیا ہے اور اپنی زوجہ کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا تو پھر من حیث الدلیل قوی یہی ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ اول تو اس کے الفاظ تعیین نیت میں صریح نہیں، پھر اگر نیت بھی ہے تب بھی اس حالت میں کوئی مفید نہیں، باب طلاق میں نیت ایسی حالت میں مفید ہو سکتی ہے کہ الفاظ میں بھی ایقاع طلاق کا تحمل ہو لیکن جب کہ ایسا نہیں تو پھر مجرد نیت کیا مفید ہو سکتی ہے حقیقی مدار تو صرف لفظوں پر ہے قال فی البحرو فی المحیط الا صل انه متی وجدت النية و غیر اسمها بغیره لایقع الخ لان بذلك الاسم تكون امرأة اجنبية ولو بدل اسمها واشار الیها یقع بحر الرائق مطبوعه مصر جلد ۳ ص ۲۷۳ فقط۔

نافرمانی کی وجہ سے بحالت غصہ طلاق دی صحیح ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۱) زید نے ہندہ کی نافرمانی کی وجہ سے بحالت غصہ طلاق دی، ایسا طلاق دینا صحیح ہو سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) ایسی طلاق واقع ہو جاتی ہے، چنانچہ کتب فقہ میں حالت غضب کو قرینہ وقوع طلاق کا بعض کنایات میں قرار دیا گیا ہے، اور نیز ظاہر ہے کہ عادۃً اکثر اوقات طلاق غصہ ہی کی حالت میں دی جاتی ہے، اور غصہ و غیظ ہی باعث طلاق ہوتا ہے۔(۱)

نشہ میں طلاق دینے سے طلاق ہو گئی، دو طلاق کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے

(سوال ۱۸۲) زید تاڑی پی کر آیا مگر حواس درست تھے، اس حالت میں اپنی لڑکی و منکوحہ کو بلایا، اس پر زید کی ساس نے کہا کہ تمہارے یہاں نہیں جائے گی، اور تین دفعہ یہ کہا کہ تم طلاق دے دو، چنانچہ زید نے اس پر کہا کہ "ہم ماں سمجھ کر طلاق دیا" راستہ میں دو شخصوں نے یکے بعد دیگرے دریافت کیا کہ تم نے اپنی بیوی کو کیا کہا، زید نے جواب دیا کہ "ماں سمجھ کر طلاق دیا" بعد آٹھ ماہ کے دونوں چاہتے ہیں کہ حق زوجیت کسی صورت سے قائم ہو جائے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی، لیکن طلاق مغلظ نہیں ہوئی، لہذا بدون حلالہ کے شوہر اول اس سے نکاح کر سکتا ہے قال فی الدر المختار ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیراً بدائع لیدخل السکران ولو عبداً او مکرها او هاز لاً الخ او سکران الخ(۲) در مختار۔

---

(۱) ویقع طلاق من غضب خلافاً لابن القیمه اه وهو الموافق عند نا لم مر (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷ .ط.س. ج۳ص ۲٤٤ طلاق المدهوش) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ .ط.س. ج۳ص ۲۳۵ . ظفیر.

باب دوم

طلاق بذریعہ تحریر کن صورتوں میں واقع ہے اور کن صورتوں میں نہیں

طلاق نامہ لکھوایا مگر بیوی کو نہیں بتایا تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۸۳) ایک شخص نے طلاق نامہ لکھوایا، ابھی عورت کو ظاہر نہیں کیا تو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے کہ مجرد لکھنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ بلکہ شامی میں یہ ہے ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب۔(۱)

لکھنے سے طلاق ہو جاتی ہے

(سوال ۱۸٤) ایک شخص کی بیوی ہے اس پر دوسری شادی کی بات ہوئی، بوقت ایجاب وقبول لڑکی والے نے اس کو مجبور کیا کہ پہلی بیوی کو طلاق دے دو، ورنہ عزت جائے گی، اس بے چارہ نے مجبوراو کرہا طلاق نامہ ہاتھ سے لکھ دیا، زبان سے اقرار نہیں کیا شرعاً طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی کذا صرح بہ فی الدر المختار ۔(۲)

ایک شخص نے بیوی کے لئے تین طلاق لکھوائی اور کہا کہ رہنا ہے تو معافی مانگ ورنہ طلاق نامہ لے جا

(سوال ۱۸۵) ایک شخص نے غصہ میں اپنی عورت کو وثیقہ نویس سے تین طلاق لکھوائی اور روبرو گواہان کے اپنی عورت سے یہ کہہ دیا کہ یہ طلاق نامہ میں نے اس واسطے لکھا ہے کہ اگر تجھ کو طلاق لینی منظور ہے تو شام تک سوچ لے اور شام کو مجھ سے یہ طلاق نامہ لے جا، جہاں تیری مرضی ہو جا، اگر میرے گھر رہنا منظور ہو تو مجھ سے اپنے قصور کی معافی مانگ، شام سے قبل عورت اور خاوند رضامند ہو گئے، کیا شرعاً یہ طلاق پڑ گئی یا نہیں۔

(جواب) رد المحتار معروف شامی جلد ثانی کتاب الطلاق میں ہے ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب الخ (۳) اس عبارت سے واضح ہے کہ اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق

---

(۱) رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص ٤٧- ٢٤٦، ثم المرسومة لا تخلو اما ان ارسل الطلاق بان کتب اما بعد فانت طالق فکما کتب هذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة (ایضاً) ظفیر

(۲) کتب الطلاق ان مستبیناً علی نحو لوح وقع ان نوی و قیل مطلقا نوی اولم ینو (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص٢٤٦) ظفیر

(۳) دیکھئے ردالمحتار کتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالکتابة ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص٤٧-٢٤٦. ١٢ ظفیر

واقع ہوگئی وفی الحدیث ثلاث جدھن جدو ہزلھن جد النکاح والطلاق والعتاق او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ۔(۱) فقط

ایک کاغذ پر لکھا زید کی بیوی پر تین طلاق اوراس پر زید کا دستخط کرالیا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۶)ایک شخص نے ایک کاغذ پر یہ لکھ کر کہ زید کی بیوی ہندہ کو تین طلاق، زید سے دستخط کرائے، زید نے زبان سے کچھ نہیں کہا،اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اگر زید نے مضمون اس کا سن کر دستخط کئے ہیں تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی۔(۲)(اوراگراس کو سنایا نہیں گیا ہے اور دھوکہ دے کر اس کی مرضی کے خلاف طلاق نامہ پر دستخط لے لیا گیا ہے یازبردستی سے دستخط لیا ہے تو طلاق واقع نہیں ہوگی،ظفیر)

شوہر کے رشتہ داروں نے طلاق لکھوایااور شوہر سے دستخط کرادیا اوران ہی لوگوں نے بھیجا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۸۷)اغوی احد زوجة رجل واخفا ھا وادعی الرجل فی محکمة الجرگة فافتی اھل الجرگة بان یطلق الرجل المذکور زوجته بعوض ان یاخذ من الذی اغوی زوجته مائتی روبیة وینکح بنت اخری فبعد الحکم المذکور امراقرباء الزوج بکتا بة الطلاق للکاتب والزوج ساکت وبعد الفراغ من الکتابة کتب الزوج اسمه تحت الصك بیدہ کما ھوالمرسوم فی الحرف وما ارسل الی الزوجة وما امر لا حد ان یرسله الی الزوجة ھل یقع الطلاق فی ھذہ الصورة ام لا.

(جواب)فی ھذہ الصورة ان الزوج ان اقرانه کتابه وانه راض به یقع الطلاق والا لا کمافی ردالمحتار وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر انه کتابه (۳)اھ ملخصا عن التتارخانیه . فقط.

طلاق نامہ کے لئے صرف اسٹامپ خریدنے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۱۸۸)زید نے طلاق نامہ کے واسطے اسٹامپ خریدا،لیکن اسٹامپ پر طلاق تحریر نہیں کرتا،اورنہ کسی دوسرے سے طلاق تحریر کراتا ہے،اورنہ اپنی زبان سے زوجہ کو طلاق دی تو محض اسٹامپ خریدنے سے زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔اگر طلاق واقع نہیں ہوتی تو ردالمحتار کی عبارت ولو استکتب من آخر کتابا بطلا قھا الخ کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) محض اسٹامپ بغرض مذکور خریدنے سے اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوتی اور عبارت شامی ولو

---

(۱) دیکھئے مشکوۃ المصابیح باب الخلع والطلاق ص ۲۸۲ . ۱۲ ظفیر۔

(۲)الکتابة علی نوعین مر سومة وغیر مر سومة ونعنی بالمرسومة ان یکون مصدرا ومعنو نا مثل ما یکتب الی الغائب وغیر الموسومة ان لا یکون مصدرا و معنونا، وھو علی وجھین مستبینة وغیر مستبینة ،المستبینة مایکتب علی الصحیفة والحائط والارض علی وجه یمکن فیھمه وقرائته ففی غیر المستبینة لا یقع الطلاق وان نوی ، وان کانت مستبینة لکنھا غیر مرسومة ان نوی الطلاق یقع والا فلا الخ رجل اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امرأته الخ فکتب لا تطلق امرأته (عالمگیری مصری باب الطلاق بالکتابة ج ۱ ص ۴۰۳ و ج ۱ ص ۴۰۴ .ط.ماجدیه ج ص۲۷۸)ظفیر۔

(۳)رد المحتار کتاب الطلاق مطلب الطلاق باکتابة ج ۲ ص ۵۸۹ .ط.س.ج۳ص۲۴۷ . ۱۲ ظفیر۔

استکتب من آخر کتابا بطلاقھا الخ ۔(۱) کا صادق نہ آنا اس صورت میں ظاہر ہے، کیونکہ مضمون طلاق نامہ اس نے نہ خود لکھانہ کسی سے لکھوایا و اذلیس فلیس.

فریب سے انگوٹھا لگوا کر طلاق نامہ تیار کر لینے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۸۹) زید امام مسجد نے شوہر ہندہ سے مکر و فریب سے انگوٹھا لگوا کر طلاق بنالی اور پھر کسی دیگر شخص سے ہندہ کا نکاح کر دیا، اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں اور زید امام مسجد کا شرعا کیا حکم ہے، اس کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نکاح ثانی کے جو شاہد ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوئی، اور دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من النساء ای وحرمت علیکم ذات الازواج من النساء فی المدارك والخازن وغیرھما (۲) شامی میں ہے وان لم یقرانه کتابه ولم تقم بینة لکنه وصف الا مر علی وجه لا تطلق قضاءً ولا دیانة وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقرانه کتابه الخ ردالمحتار (۳) جلد ۲ ص ۴۲۹ آخر کتاب الطلاق قبیل باب الصریح، اور زید امام مسجد جس نے دھوکہ اور فریب سے کاغذ طلاق کا بنایا مفتری کذاب اور فاسق ہے، ایسے امام کو معزول کرنا واجب ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے قال فی الشامی واما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه بانه لا یھتم لا مر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعاً ولا یخفی انه اذا کان اعلم من غیرہ لا تزول العلة الخ بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریمه الخ ص ۳۷۶ جلد ۱ شامی (۴) اور نکاح ثانی کے معاونین وشاہدین بھی اگر ان کو علم اصل واقعہ کا ہے۔ عاصی و فاسق ھیں توبہ کریں۔ (۵) فقط

سادے کاغذ پر انگوٹھا لگوالیا پھر طلاق نامہ تحریر کرلیا کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۰) ایک شخص کی زوجہ اپنے گھر سے مفرور ہوگئی، اس شخص کے ماں باپ نے بالجبر عورت کی عدم موجودگی میں ایک [illegible] اس سے انگوٹھا لگوا کر عرضی نویس سے طلاق نامہ لکھوالیا اور اس شخص نے اپنی زبان سے لفظ طلاق نہیں کہا، آیا عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں، اگر وہ آپس میں پھر رجوع کریں تو کس طرح کریں۔

(جواب) طلاق تحریر کرانے سے بھی واقع ہو جاتی ہے اور عورت کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے، پس اگر اس طلاق نامہ میں جو عرضی نویس سے لکھوایا گیا ہے اور شوہر نے اس پر نشان انگوٹھا کیا (خواہ خوشی سے یا ناراضگی

---

(۱) پوری عبارت اس طرح ہے ولو استکتب من آخر کتاب بطلاقھا او قرأہ علی الزوج فاخذہ الزوج وختمه و عنونه وبعث بھا الیھا فاتاھا وقع علیھا ان اقر الزوج انه کتابه (ایضاً ط.س. ج۳ص۴۷-۲۴۶) ظفیر.
(۲) دیکھئے مدارك التنزیل ج ۱ ص ۱۷۱ لباب التاویل للخازن ج ۱ ص ۳۳۶ ظفیر.
(۳) رد المحتار کتاب الطلاق مطلب الطلاق بالکتابة ج ۲ ص ۵۸۶ ط.س. ج۳ص۴۷-۲۴۶، ظفیر.
(۴) دیکھئے ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ ط.س. ج۳ص۵۶۰ ظفیر.
(۵) اما نکاح منکوحة الغیر الخ لم یقل احد بجوازہ اصلا (ردالمحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۴۸۲ ط.س. ج۳ص۱۳۲) ظفیر.

ہے۔(۱) تین طلاق لکھی گئی ہے تو رجوع کرنا درست نہیں ہے، اور بدون حلالہ کے اس عورت سے نکاح درست نہ ہوگا، اور اگر ایک یا دو طلاق اس میں لکھی گئی ہیں تو رجوع کرنا عدت کے اندر درست ہے (زبردستی لکھوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے یہ جواب کسی اور شخص نے لکھا ہے اس سے چوک ہوگئی۔ ظفیر۔)

جعلی طلاق نامہ خود لکھوانے سے بھی طلاق واقع ہوتی ہے

(سوال ۱۹۱) ایک شخص نے کسی وجہ سے دوسری شادی کا ارادہ کیا جو جگہ پسند تھی پیغام بھیجا، جواب ملا کہ پہلی بیوی کو طلاق دے دو تو ہم شادی کرنے کو تیار ہیں، پہلی بیوی فرمانبردار تھی اس کو طلاق دینا شاق گذرا، اس وجہ سے بہانہ کیا گیا، میاں بیوی میں مشورہ ہوا کہ لوگوں کے دکھانے کو چند روز کے لئے علٰحدہ کیا جاوے گا اور بعد پھر سے واپس لے آوں گا، چنانچہ اسٹامپ خرید ا گیا اور دو گواہ بھی جعلی بنائے گئے، چنانچہ جعلی اسٹامپ طلاق جائے مقصود کھولا گیا یعنی دکھلایا گیا اور شادی ہوگئی، آیا پہلی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) طلاق لکھنے اور لکھانے سے بھی واقع ہو جاتی ہے۔ اور طلاق کے اندر جد و ہزل برابر ہے،(۲) یعنی جعلی طور سے یا مذاق سے بھی اگر طلاق دی جاوے یا دوسرے سے کہے کہ طلاق لکھ دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے، شامی میں ہے ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقراراً بالطلاق وان لم يكتب الخ۔(۳) اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی نے لکھنے والے سے کہا کہ میری عورت کا طلاق نامہ لکھ دے تو یہ اقرار طلاق کا ہے اگرچہ وہ نہ لکھے، غرض یہ ہے کہ اتنے کہنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، فقط۔

پہلے دستخط کرالیا بعد میں سنایا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۹۲) عبد الغنی مدعا علیہ کا بیان ہے کہ یہ صلح نامہ فریقین کے درمیان میری جانب سے طلاق کا اقرار ہے اس کو مریم بی بی مدعیہ کے وکیلوں نے بطور خود بغیر میری اجازت کے میری جانب سے لکھا ہے اس اقرار نامہ کی مجھ کو واقفیت نہ تھی کہ اقرار نامہ کا کیا مضمون ہے اور نہ مجھ کو پڑھ کر سنایا گیا بغیر سنائے مجھ سے دستخط کرائے بعد میں مجھ کو سنایا لیکن میں نے دستخط کرتے وقت زبان سے لفظ طلاق کا نہیں کہا، نقل اقرار نامہ کی ارسال ہے اس صورت میں مسماۃ مریم بی بی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) یہ صورت خلع کی ہے کہ زوجہ نے مہر معاف کر دیا اور شوہر نے طلاق دے دی اور در مختار و شامی میں ہے کہ کتابت سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے پس اگر شوہر کی اجازت اور رضامندی سے طلاق نامہ لکھا گیا اور اس نے اس پر دستخط کر دیئے اگرچہ دستخط پہلے کرائے ہوں اور مضمون بعد میں سنا ہو، اور اس مضمون سے انکار نہ کیا اگر انکار نہ کیا اور اپنی ناراضی ظاہر نہ کی تو یہ بھی اقرار طلاق ہے، اور طلاق واقع ہوگئی، زبان سے لفظ طلاق کہنے کی

(۱) جبراً لکھوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے وفي البحران المراد الاكراه على التلفظ بالطلاق فلو اكراه على ان يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا كذافى الخانيه (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲۳۶) ظفير.
(۲) ثلاث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والعتاق (مشكوٰة باب الخلع والطلاق ص ۲۸۲) ظفير.
(۳) رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲۴۶. ۱۲ ظفير.

ضرورت نہیں ہے، لکھنے اور لکھوانے اور لکھی ہوئی کو تسلیم کر لینے سے اور دستخط کر دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے وتمام تحقیقہ فی الشامی فقط۔(۱)(اگر مضمون معلوم نہ تھا اور نہ سننے کے بعد اس سے موافقت ظاہر کی اور نہ طلاق نامہ لکھنے کو کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی۔(۲)ظفیر۔)

جبراً طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق ہوئی یا نہیں جب کہ لکھوانے والا جبر کا انکار کرتا ہے

(سوال ۱۹۳)زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے نام ایک طلاق نامہ لکھا کہ میں خوشی سے اپنی عورت کو تین طلاق دے کر دخل زوجہ ہونے کا انکار کرتا ہوں، اب زید کا بیان ہے کہ ہندہ کے بھائی نے مجھے مکان میں بند کر کے مجھ سے لکھوایا اور میری عورت کو طلاق دلوائی مسماۃ ہندہ کے ورثہ کہتے ہیں کہ ہم نے جبر نہیں کیا، زید کا دعویٰ صحیح ہے یا نہیں، اور جبر کر کے طلاق نامہ لکھوایا گیا ہو تو ہندہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب)طلاق مکرہ عند الحنفیہ واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ در مختار میں ہے ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل الخ ولو عبداًاومکرھاً فان طلاقه صحیح لا اقراره بالطلاق الخ (۳)اور شامی نے نقل کیا ہے کہ بصورت اکراہ جو طلاق واقع ہوتی ہے مراد اس سے زبانی طلاق دینا اور دلانا ہے، پس اگر شوہر سے جبراً طلاق لکھوائی جاوے تو وہ طلاق واقع نہ ہوگی وفی البحران المراد الا کراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق لا ن الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا کذا فی الخانیه انتھی(۴) ردالمحتار۔ لیکن جب کہ اس میں اختلاف ہے کہ طلاق بالجبر لکھوائی گئی ہے یا نہیں، شوہر دعویٰ اکراہ کا کرتا ہے اور ہندہ اور اس کے ورثہ اس سے منکر ہیں تو شوہر کو دو عادل گواہوں سے ثابت کرنا اپنے دعویٰ اکراہ کو ضروری ہے بدون ثابت ہونے کے دو گواہوں سے(۵)قول شوہر کا معتبر نہ ہوگا، اور حکم وقوع تین طلاق کا کر دیا جاوے گا، اور حرف ت سے لکھنا طلاق کا مضر نہیں ہے، طلاق پھر بھی واقع ہو جاتی ہے، اور در مختار میں ہے ویدخل نحو طلاغ وتلاغ وطلاك وتلاك الخ وفی الشامی قال فی البحر و منه ای من الصریح الا لفاظ المصحفة وھی خمسة فزاد علی ماھنا تلاق الخ۔(۶)فقط۔

صرف انگوٹھا لگوانے سے طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۱۹۴)سعد اللہ کا نکاح پانچ سال ہوئے مسمی رحمون کی دختر سے ہوا تھا، دو برس ہوئے کہ لوگوں نے سعد اللہ کو مار پیٹ کر ایک سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگوالیا، اور زبان سے سعد اللہ نے کچھ نہیں کہا، صورت مسئولہ میں شرعاً طلاق واقع ہوئی یا نہ، لڑکی کے بھائی اس کو رخصت نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ تم نے طلاق دے دی، ہم لڑکی

(۱)وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر انه کتابه (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۸۸۹.ط.س.ج۳ص۲۴۷) ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب (ایضاً ، ط.س.ج۳ص۲۴۶ ظفیر. (۲)فلو اکرہ ان یکتب طلاق امرأ ته فکتب لا تطلق (ایضاً).ط.س.ج۳ص۲۳۶ ظفیر.

(۳)دیکھئے درالمختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹.ط.س.ج۳ص۲۳۵) ظفیر.

(۴)رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی المسائل التی تصح معی الاکراہ ج ۲ ص ۵۷۹.ط.س.ج۳ص۲۳۶. ۱۲ ظفیر.

(۵)ونصا بھا لغیرھا من الحقوق کنکاح وطلاق الخ رجلان او رجل وامرأ تان (در مختار) قوله لغیرھا ای لغیر الحدود و القصاص الخ (رد المحتار کتاب الشهادات ج ٤ ص ۵۱۵.ط.س.ج۵ص۴۶۵) ظفیر.

(۶)رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱.ط.س.ج۳ص۲۴۹. ۱۲ ظفیر.

کا دوسرا نکاح کریں گے۔

(جواب) اس صورت میں مسمی سعد اللہ کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی سادہ کاغذ پر جبراً انگوٹھا لگوا کر بعد میں طلاق نامہ لکھوا لینے سے شرعاً طلاق واقع نہیں ہوتی، سعد اللہ کی زوجہ اس کے نکاح میں ہے دوسرا نکاح رحمون کی دختر کا اس صورت میں شرعاً درست نہیں ہے، دختر کے اولیاء کو لازم ہے کہ وہ اس کو رخصت کر دیویں اور سعد اللہ کے گھر بھیج دیں، شامی میں ہے وان لم یقر انه کتابه الخ لا تطلق قضاءً ولا دیانةً وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه ۱۵. (۱)

طلاق نامہ لکھوا کر پھاڑ ڈالنے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے

(سوال ۱۹۵) ہندہ کو اس کے شوہر زید نے طلاق دی اور طلاق نامہ مکمل کر دیا، جس وقت دوسرا اسٹامپ بابت معافی مہر کے محرر نے تحریر کرنا شروع کیا، بلکہ قریب اختتام تھا کہ دفعۃً خود بخود بلا کسی ترغیب والتجاء کے ہر دو کاغذ پارہ پارہ کر دیئے، اکثر اہل خرد اس واقعہ کو طلاق مطلق کہتے ہیں، آیا طلاق ہوئی یا نہ؟

(جواب) اگر زید نے بلا کسی شرط کے طلاق نامہ لکھ دیا اور طلاق واقع کرنے کی غرض سے طلاق نامہ لکھا تو اگر تین طلاق اس میں لکھی گئی تو اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، فقط۔

ہندو کاتب سے طلاق نامہ لکھوانے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے

(سوال ۱۹۶) ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے کر طلاق نامہ لکھوادیا، لیکن کاتب اور گواہ ہندو ہیں اور شخص مذکور کہتا ہے کہ مجھ کو بھکا کر برادری نے طلاق نامہ لکھوادیا، ورنہ طلاق دینے میں میری کوئی نیت نہ تھی تو شرعاً کیا حکم ہے

(جواب) جب کہ شوہر نے وہ طلاق نامہ لکھوایا اور اس کو اقرار ہے، اگرچہ کاتب و گواہ ہندو ہے اور اگرچہ شوہر نے کسی کے بھکانے سے طلاق نامہ لکھوایا ہے، تو اس کی زوجہ پر موافق شرط طلاق نامہ کے طلاق واقع ہو گئی، (۲) پس اگر تین طلاق نہیں لکھی گئی بلکہ ایک یا دو طلاق صریح لکھی گئی ہے تو اس صورت میں عدت کے اندر شوہر اس عورت کو بلا نکاح کے رجوع کر سکتا ہے اور بعد عدت کے نکاح بلا حلالہ کر سکتا ہے۔ فقط

شوہر کی طرف سے خط کی جگہ طلاق نامہ آئے تو اس سے مطلقہ ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۹۷) ایک شخص اپنی زوجہ کو چھوڑ کر ملازمت پر چلا گیا، سات سال ہوئے اس درمیان میں کاغذ کبھی کبھی ارسال کرتا تھا، فی الحال اس کی طرف سے اس کی زوجہ کے پاس طلاق نامہ وصول ہوا ہے، یہ طلاق نامہ معتبر ہو کر اس کی زوجہ مطلقہ ہو گی یا نہیں۔

(جواب) ایسے معاملات میں خط کا اعتبار ہوتا ہے، پس اگر قرائن سے معلوم ہو کہ یہ خط شوہر کا ہے تو حکم طلاق کا

---

(۱) ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقراراً بالطلاق وان لم يكتب (رد المحتار ج ۳ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص۲۴۶) كتب الطلاق ان مستبينا على نحو لوح وقع ان نوى وقيل مطلقا (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص۲۴۶ ظفير.

(۲) ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها او قرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه الخ ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقراراً بالطلاق وان لم يكتب (رد المحتار كتاب كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص۲۴۶) ظفير.

کردیا جاوے گا،(۱) پھر اگر شوہر آکر انکار کرے کہ یہ خط میرا نہیں ہے، اور دو گواہ موجود نہ ہوں تو طلاق ثابت نہ ہوگی، فقط۔

کوئی دوسرا کسی کے شوہر کی طرف سے طلاق نامہ لکھوا کر جعلی دستخط کرادے تو طلاق نہ ہوگی

(سوال ۱۹۸) ایک شخص نے بکر کے خط کے موافق خط بنا کر طلاق نامہ لکھا اور اس پر جعلی دستخط بکر کے کر کے عورت کے سپرد کردیا، بکر اس تحریر کا انکار کرتا ہے کہ یہ میری تحریر نہیں، اور عورت کے پاس بھی سوائے اس تحریر کے اور کوئی شاہد نہیں ہے تو یہ طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ طلاق شرعاً ثابت اور واقع نہیں ہے۔(۲)

سادہ کاغذ پر شوہر کا دستخط لے لیا اور اس کے علم کے بغیر اس کی بیوی کے لئے طلاق نامہ لکھوا دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۹) عمر اور بکر نے زید سے ایک صاف بے نوشتہ کاغذ پر دستخط لے لئے، اور بعد میں ان دونوں نے اس صاف کاغذ پر ایک دوسرے شخص سے طلاق نامہ لکھوایا جس کا علم زید کو نہیں تو زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کما هو ظاهر۔ فقط

طلاق لکھوا کر بھیجی اور شوہر نے دستخط کردیا طلاق ہوگئی یا نہیں

(سوال ۲۰۰) زید کو بجرم قتل ۱۴ سال کی سزا ہوئی زید کی بیوی چونکہ جوان تھی، زید کے قریبی رشتہ داروں نے ایک طلاق نامہ لکھوا کر قید خانہ میں بھیجا، زید نے اس پر دستخط کردیئے، آیا طلاق ہوئی یا نہیں۔

(جواب) جب کہ زید نے مضمون طلاق نامہ کو پڑھ کر یا سن کر اس پر دستخط کردیئے اور اس طلاق نامہ کو تسلیم کرلیا تو زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ خود لکھنے سے یا لکھے ہوئے پر از راہ تصدیق و تسلیم دستخط کرنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ كذا في الشامي ۔(۳) فقط۔

طلاق نامہ لکھوا کر رکھ لیا بیوی سے نہیں کہا تو طلاق ہوئی یا نہیں اور کون سی طلاق ہوئی

(سوال ۲۰۱) ایک شخص نے بحالت غصہ اپنی زوجہ کے لئے طلاق نامہ لکھوا کر اپنے پاس رکھ چھوڑا، زوجہ کو کچھ نہیں کہا، طلاق نامہ ہم رشتہ ہذا ہے، آیا طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق ہوگئی یا نہیں، اگر طلاق ہوگئی تو کس قسم کی طلاق ہوئی۔

---

(۱) كتب الطلاق ان مستبينا الخ وقع ان نوى وقيل مطلقا (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۳ص ۲۴۶) ظفير.

(۲) اس صورت میں شوہر نے نہ زبان سے طلاق دی اور نہ اس نے لکھا اور نہ لکھنے کا حکم دیا اور اس کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی و كذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه (ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۳ص ۲۴۷) ظفير. (۳) وان لم يقر انه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الامر على وجه لا تطلق قضاء ولا ديانة ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۳ص ۲۴۷) ظفير.

(۴) ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها اوقراءة على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه الخ وقع ان اقر الزوج انه كتابه (ايضا .ط.س. ج۳ص ۲۴۶) ظفير.

(جواب) شامی میں ہے کہ اگر شوہر نے کاتب سے کہا کہ اکتب طلاق امرأتی (۱) یعنی میری زوجہ کی طلاق لکھ دے تو اس کہنے سے اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو جاتی ہے وہ لکھے یا نہ لکھے، پس جب کہ مجرد اس کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے تو جب شوہر نے کاتب سے طلاق نامہ لکھوایا اور اس کو یہ کہا کہ میری زوجہ کی طلاق لکھ دے تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی اور بوجہ بعض الفاظ طلاق نامہ کے یہ طلاق بائنہ ہوئی، پس حکم شرعی اس بارے میں یہ ہے کہ نکاح جدید کے ساتھ وہ شخص اپنی زوجہ کو رکھ سکتا ہے۔(۲) فقط۔

مخالف نے طلاق نامہ لکھوایا اور شوہر نے سمجھا نہیں اور دستخط کر دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۲) سید وہاب شاہ نے اپنی زوجہ کو نہ اپنی زبان سے طلاق دی نہ منشی کو بغرض لکھوانے طلاق نامہ کے بلوایا مگر اتنا ہوا کہ منشی سے کسی دوسرے مخالف شخص نے کہہ کر طلاق نامہ لکھوایا اور سید وہاب شاہ کو پڑھ کر سنایا مگر سید وہاب شاہ طلاق نامہ کا مطلب نہیں سمجھا بحالت عدم فہمی...... طلاق طلاق ثلاثہ پر دستخط کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) قول شوہر کے موافق اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی، کما تفہم من عبارۃ الشامی ولو استکتب من آخر کتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذ الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه الخ فقط۔(۳)

کتاب القاضی الی القاضی والی شرط طلاق بالکتابت میں معتبر ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۳) یہ عبارت جو کتاب القاضی الی القاضی میں مندرج ہے اور ہدایہ جلد سوم یوسفی میں مرقوم ہے وہ یہ ہے ولا يقبل الكتاب الا بشهادة رجلين او رجل وامرأتين لان الكتاب يشبه الكتاب الخ وفی ردالمحتار لا يعمل بالخط الخ یہ عبارت مذکورہ طلاق بالکتابت میں جاری ہو سکتی ہے یا نہیں اور وقوع طلاق اس پر مبنی ہے یا نہیں، یعنی باشہادۃ یا فقط بین القاضیین ہی مخصوص ہے۔

(جواب) شامی کتاب الطلاق میں ہے ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتی كان اقراراً بالطلاق وان لم يكتب ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها (الى ان قال) فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه الخ وان لم يقر انه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الا مر على وجه لا تطلق قضاءً ولا ديانة الخ۔(۴) ص ۴۱۹ جلد ثانی اس سے معلوم ہوا کہ طلاق بالکتابت کا اعتبار اسی وقت ہے کہ شوہر خط کا اقرار کرے یا عورت بینہ قائم کرے کہ یہ خط شوہر نے لکھا ہے یا لکھوایا ہے اور بدون ان ہر دو امور کے طلاق واقع نہ ہوگی، فقط۔

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ ص ۲۴۶. ظفیر.
(۲) وینکح مبانة بما دون الثلاث فی العدة وبعد ها بالا جماع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸ ط.س. ج۳ ص ۴۰۹) ظفیر.
(۳) ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ ص ۲۴۶. ظفیر.
(۴) دیکھئے ردالمحتار کتاب الطلاق مطلب الطلاق بالکتاب ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ ص ۲۴۶. ظفیر.

زبردستی طلاق نامہ پر دستخط لینے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۲۰۴) زید سے ہندہ اور وارثان ہندہ نے زدوکوب کر کے بجبر طلاق نامہ پر دستخط لے کر ہندہ کو غیر شخص سے منعقد کر دیا، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں، اور نکاح ثانی ہندہ کا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) بجبر طلاق نامہ پر دستخط کرا لینے سے جب کہ زید نے زبان سے طلاق نہیں دی اور نہ خود لکھی، طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح ثانی ہندہ کا صحیح نہیں ہوا۔(۱)

کاتب سے طلاق نامہ لکھنے کا کہا اور کوئی تفصیل نہیں بتائی تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۵) ایک شخص نے غصہ میں اپنی منکوحہ کو ایک کاتب سے طلاق لکھنے کا کہا، اس نے طلاق نامہ تین طلاق لکھ دی، لیکن اس شخص نے اپنی زبان سے کچھ نہیں کہا تو اب وہ شخص اپنی زوجہ سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر اس کاتب نے اس تحریر طلاق کو شوہر کو سنا دیا اور شوہر نے اپنی مرضی سے اس پر نشان انگوٹھا لگا دیا تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، اس صورت میں رجعت درست نہیں ہے اور بلا حلالہ کے اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا، اور اگر اس کاتب نے وہ تحریر شوہر کو نہیں سنائی اور نہ انگوٹھا لگایا تو پھر طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح قائم ہے۔(۲) فقط۔

شوہر نے نصیحت آمیز خط لکھا بیوی نے عمل نہیں کیا تو اس سے طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۲۰۶) زید شوہر ہندہ نے اپنی زوجہ کو ایک تحریر اس مضمون کی بھیجی کہ تم کو جن لوگوں کی صحبت سے بچنے کی میں نے تاکید کی ہے ان سے بچنا چاہئے، نیز فلاں عزیز کے سامنے نہ آنا چاہئے اور فلاں عزیز کے گھر نہ جاؤ، ورنہ دین و دنیا میں ہمارا، تمہارا سابقہ نہ ہوگا، لیکن زوجہ زید نے شرائط مذکورہ کی پابندی نہیں کی، تو اس صورت میں تعلقات زن و شوئی قائم رہ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زوجہ زید پر طلاق واقع نہیں ہوئی، نکاح قائم ہے۔(۳)

خط لکھا کہ تم کو چھوڑ دیا، دریافت کرنے پر شوہر حلف کے ساتھ انکار کرتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۷) زید نے اپنی عورت ہندہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا ہے اس خط کے پہنچنے پر اس کی عورت مطلقہ ہو گئی یا نہیں، لیکن خط کے پہنچنے پر جب زید سے دریافت کیا کہ تم نے اپنی عورت ہندہ کو اس مضمون کا خط لکھا ہے تو زید نے حلفیہ مسجد میں بیان کیا کہ میں نے کوئی خط نہیں لکھا اور نہ کبھی ہندہ کو طلاق دینے کا خیال کیا ہے، کیا زید کا یہ انکار معتبر اور مسموع ہو گا یا نہیں۔

(جواب) جب کہ زید اس تحریر سے انکار کرتا ہے اور دو گواہ عادل زید کی طلاق دینے یا خط لکھنے کے نہیں ہیں تو

---

(۱) وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص۲۴۷) في البحران المراد الا كراه على التلفظ بالطلاق فلو اكره على ان يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق (ايضا ج ۲ ص ۵۷۹. ط.س. ج۳ص۲۳۶) ظفير. (۲) ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها او قرأه على الزوج وختمه وعنونه الخ وقع ان اقرا لزوج انه كتابه الخ وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولا يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص۲۴۶) ظفير.

(۳) نصائح شوہر میں کوئی جملہ ایسا نہیں ہے جس سے طلاق واقع ہو سکتی۔ ظفیر۔

انکار زید کا معتبر ہے اور طلاق ثابت نہ ہوگی۔(۱) اور علاوہ بریں اس خط میں صریح طلاق کا لفظ بھی نہیں ہے بلکہ کنایہ کا لفظ ہے جس میں نیت کی ضرورت ہے یعنی اگر شوہر کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں، پس جب کہ شوہر ان الفاظ کے کہنے سے اور لکھنے سے ہی منکر ہے تو کسی طرح اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۲) فقط۔

طلاق نامہ لکھوایا اس پر نشان انگوٹھا لگایا، دو گواہوں کی گواہی کرائی، کون سی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۲۰۸) ہندہ نے اپنے شوہر سے کہا کہ یا تو میرے نام اپنی جائداد کر دے، ورنہ مجھے طلاق دے دے، شوہر نے اپنی جائداد اس کے نام کرنا پسند نہ کر کے ہندہ کی خواہش پر اسٹامپ خرید کر عرضی نویس سے طلاق نامہ لکھوا دیا اور دو گواہوں کی اس پر گواہی کرا دی اور اس کے مضمون کو تصدیق کر دیا اور نشان انگوٹھا طلاق نامہ پر لگا دیا پھر ان میں مصالحت ہوگئی، اب شوہر کہتا ہے کہ میں نے زبان سے لفظ طلاق نہیں کہا صرف طلاق نامہ لکھوایا اور تصدیق کیا ہے، صورت مذکورہ میں طلاق ہوئی یا نہیں، اور اگر واقع ہوئی تو کون سی رجعی یا بائن یا مغلظہ۔

(جواب) جب کہ عرضی نویس کو کہا کہ طلاق نامہ لکھ دے اور پھر اس کے مضمون کی تصدیق کر دی اور نشان انگوٹھا لگا دیا، موافق تصریح فقہاء کے طلاق واقع ہوگئی، اور جتنی طلاقیں اس کاغذ میں لکھی گئی وہ واقع ہوگئی، اگر تین طلاق لکھی گئی تو تین طلاق واقع ہو کر عورت مغلظہ بائنہ ہوگی، شامی میں ہے واذا قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب الخ۔(۳) فقط۔

دھوکہ سے انگوٹھا لگوانے یا دستخط کرانے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۲۰۹) ایک عورت نے کسی کے بھکانے سے اپنے خاوند سے فارغ خطی بطور شہادت کے لکھاتی، کیونکہ دیگر شخص نے کچھ قرض دیا تھا، اس نے کہا تم ہم کو کاغذ لکھ دو، دھوکہ سے فارغ خطی لکھائی دستاویز نہیں لکھائی، آیا وہ عورت طلاق پا گئی یا نہیں۔

(جواب) شوہر کو اگر خبر نہ تھی کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہے یا دھوکہ دے کر شوہر کے دستخط کرا لینے سے اور انگوٹھا لگوانے سے طلاق نہیں ہوتی، پس وہ فارغ خطی معتبر نہیں ہے۔(۴)

(۱) وان لم یقرأ بکتابہ ولم تقم بینۃ لکنہ وصف الا مر علی وجہ لا تطلق قضاء ولا دیانۃ ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲۴۷) ظفیر۔
(۲) ثم فرق بینہ وبین سر حتک فان سرحتک کنایۃ ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۸ ط.س. ج۳ص۲۹۹) ففی حالۃ الرضاء تتوقف الا قسام الثلاثۃ علی نیۃ الخ وفی الغضب توقف الا ولان وفی مذاکرۃ الطلاق یتوقف الاول فقط (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۰ ط.س. ج۳ص۳۰۱) ظفیر۔
(۳) (ردالمحتار کتاب الطلاق مطلب الطلاق بالکتابۃ ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲۴۶ ظفیر۔
(۴) ولو استکتب من آخر کتابا بطلاقھا او قرأ ہ علی الزوج فاخذ الزوج وختمہ وعنونہ الخ وقع ان اقر الزوج انہ کتابہ وان یقرانہ کتابہ ولم یقم بینۃ لکنہ وصف الا مر علی وجہ لا تطلق قضاء ولا دیانۃ وکذا کل کتاب لم یکتبہ بخطہ ولم یملہ بنفسہ لا یقع الطلاق مالم یقرانہ کتابہ ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲۴۶) ظفیر۔

ایک ماہ بعد میں نے تین طلاق دی اس جملہ کے لکھنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۱۰) ایک شخص نے اپنے سالے کے نام خط لکھا، اس میں تحریر تھا کہ ایک ماہ تک میرا انتظار کریں، بعد ایک ماہ کے میں نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دی تو ان الفاظ کے کہنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور خط میں شوہر کے دستخط نہیں ہیں۔

(جواب) ان الفاظ سے کہ ایک ماہ میرا اور انتظار کریں الخ وقت تحریر سے ایک ماہ بعد (۱) اس لکھنے والے کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی، جب کہ لکھنے والا اس کا شوہر ہو، نام لکھنا یا نہ لکھنا برابر ہے، (۲) (یعنی شوہر اس کا اقرار کرے یا دو عادل گواہ شہادت دیں کہ شوہر نے ہمارے سامنے لکھا ہے تب خط کا اعتبار ہوگا، بدون اس کے طلاق کا حکم نہیں کیا جائے گا)

بیوی نے کہا طلاق دے دو، شوہر نے لکھا سب سے کہہ دو طلاق دے دی کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱) عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے طلاق دے دو، میرے اس نکاح میں بدنامی ہے، میرے رشتہ دار ناراض ہیں، اس کے جواب میں شوہر نے ایک رقعہ لکھا کہ تمہاری بدنامی جاتی رہے گی، تم سب سے کہہ دو کہ طلاق دیدی، اس سے مقصود بظاہر ایقاع طلاق نہ تھا، اب اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) اگر واقع میں شوہر نے طلاق نہیں دی اور عورت سے کہہ دیا کہ "سب سے کہہ دو کہ طلاق دے دی" تو اس لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی، (۳) اور اگر غرض اس لفظ سے طلاق دینا ہی تھا تو طلاق واقع ہوگئی، (۴) اب مرد سے پوچھا جاوے کہ اس کی کیا غرض تھی۔

ثالث نے طلاق نامہ لکھوایا اور شوہر سے انگوٹھا لگوالیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۲) ایک شخص کا نکاح آٹھ سال ہوئے ایک لڑکی کے ساتھ ہوا تھا جس کی عمر اب ۲۲ سال ہے لڑکی کے پھوپا نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی غرض سے شوہر سے طلاق چاہی اس نے طلاق دینے سے انکار کیا، اس لڑکی کے پھوپا نے عدالت میں استغاثہ دائر کردیا، چند لوگوں نے فریقین کو بلایا اور صلح کی تحریک کی، لیکن ان لوگوں نے سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ دیا کہ لڑکی کا شوہر لڑکی کو طلاق دے دے تو ہم صلح نامہ داخل کردیں، ثالث حضرات نے کاتب کو بلا کر اسٹامپ ہر دو کے نام سے خرید اور کاتب سے طلاق نامہ لکھوایا، معلوم نہیں کہ اس کا کیا مضمون ہے، لڑکی کا شوہر بیٹھا رو رہا تھا کہ کاتب نے اٹھ کر اس کے انگوٹھے میں سیاہی لگا کر نشان انگوٹھا لے

---

(۱) وبقوله انت طالق غدا اوفی غد یقع عند طلوع الصبح الخ ومثله انت طالق شعبان او فی شعبان (در مختار) فاذا لم تکن له نية طلقت حين تغيب الشمس من آخر يوم من رجب الخ ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۶۰۶ ط.س. ج۳ ص ۲۶۵) ظفیر. (۲) ولو كتب على وجه الرسالة والخطاب كان يكتب يافلانة اذااتاك كتابي هذا فانت طالق طلقت بوصول الكتاب (در مختار) ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرا تى كان اقرار بالطلاق وان لم يكتب ولو استكتب من آخر كتا بابطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه الخ وقع ان اقر الزوج انه كتابه ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ ص ۲۴۶) ظفیر. (۳) واما ما فی الخانية لو اكره على ان يقربا لطلاق فاقرلا يقع كما لو اقره بالطلاق هاذ لا او كاذ بافقال فی السحران مراده بعدم الوقوع فی المشبه به عدمه ديانة ثم نقل عن البزازية والقنية لو ارادبه الخبر عن الماضي كذبا لا يقع ديانة وان اشهد فی ذلك لا يقع قضاء ايضا اه (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۲ ط.س. ج۳ ص ۲۳۸) ظفیر. (۴) ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مكرها الخ او ها زلا الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ و ج ۲ ص ۵۸۲ ط.س. ج۳ ص ۲۳۵) ظفیر.

لیا اس نے طلاق وغیرہ کا کوئی لفظ اب تک اپنے منہ سے نہیں نکالا تو یہ طلاق شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) لکھوانے اور لکھنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، لیکن یہ ضرور ہے کہ شوہر کو معلوم ہو کہ اس کاغذ میں طلاق لکھی ہوئی ہے اور پھر اس پر اس نے نشان انگوٹھا لگادیا تو طلاق واقع ہو گئی اور اگر اس کو مضمون کاغذ کی کچھ اطلاع نہیں ہے اور طلاق کا حال معلوم نہیں ہے تو پھر دستخط کرنے اور نشان انگوٹھا لگا دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔(۱)

طلاق نامہ لکھوایا بیوی کو نہیں بھیجا تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۱۳) زید نے اپنی دختر ہندہ گیارہ سالہ کا نکاح بکر کے بیٹے خالد عمر ۱۴ سالہ کے ساتھ کر دیا، اور مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ثلث معجّل وثلثان موجل علاوہ ازیں زیورات مبلغ پانسو روپیہ، ہندہ ساڑھے بارہ سال تک اپنی سسرال میں بخانہ بکر ہمراہ خالد شوہر خود آباد رہی، بعدہ زید والد ہندہ فوت ہو گیا، اب خالد نے جس کی عمر ۲۷ سال کی ہے۔ اپنی بیوی ہندہ کو اسٹامپ پر طلاق نامہ تحریر کر کے چند اشخاص کے ہاتھ اپنے والد بکر کے پاس بھیجا کہ وہ اس پر گواہی کر دے لیکن بکر نے اس کاغذ طلاق نامہ کو اپنے پاس رکھ لیا اور واپس نہ دیا، اس تحریر کے بعد ڈیڑھ سال تک کہ بکر نے ہندہ کو اپنے گھر میں رکھا، اب ہندہ چھ ماہ سے اپنی والدہ آمنہ کے پاس رہتی ہے تیرہ سال کے عرصہ میں آج تک خالد نے اپنی بیوی ہندہ سے جماع نہیں کیا، معلوم ہوا ہے کہ خالد میں کوئی نقص ہے، اب ہندہ اپنے مہر اور زیورات کی خواستگار ہے، اور اب خالد اس وجہ سے کہ شرعاً بوجہ عدم خلوت نصف مہر کی ہندہ حق دار ہوتی ہے طلاق دینا نہیں چاہتا ہے، حالانکہ وہ پہلے اسٹامپ پر طلاق تحریری دے چکا ہے، اس صورت میں ہندہ خالد سے پوری مہر کے پانے کی مستحق ہے یا نہ، اور اس پر طلاق واقع ہوئی یا نہ۔

(جواب) اگر خالد نے ہندہ کے ساتھ خلوت کی ہے اگر چہ جماع نہیں کر سکا، تو مہر پورا لازم ہو گیا، اور خالد نے اگر طلاق نامہ بغرض دینے طلاق کے لکھوایا تو طلاق واقع ہو گئی، اگر چہ خالد کے باپ بکر نے اس کاغذ کو روک لیا اور ظاہر نہ کیا کما فی الشامی ولو قال للکتاب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب الخ (۲)وفی الدر المختار والخلوة الخ کالوطی فیما یجئی ولو کان الزوج مجبوبا اوعنیناً الخ۔(۳)

اس کہنے سے کہ شادی نہیں ہوئی شادی کروں گا طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال ۲۱٤) عرصہ تیرہ ماہ کا ہوا کہ میرا نکاح ایک بالغہ لڑکی سے ہو چکا ہے، چونکہ رخصتی نہیں ہوئی، اس لئے میری بیوی اپنے باپ کے گھر ہے، ناواقفی سے دو غلطیاں مجھ سے ہوئیں اول یہ کہ میں نے ایک شخص کو مصلحتاً روپیہ وصول کرنے کی غرض سے یہ جھوٹ لکھ دیا کہ میرا نکاح ہونے والا ہے اس میں روپیہ کی ضرورت ہوگی

---

(۱) لو استکتب من آخر کتابابطلاقھا وقرأ ہ علی الزوج فاخذہ الزوج وختمہ و عنونہ وبعث بہ الیھا فاتا ھا وقع ان اقر الزوج انہ کتابہ الخ وکذا کل کتاب لم یکتبہ بخطہ ولم یملہ بنفسہ لا یقع الطلاق مالم یقر انہ کتابہ ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۳ص۲٤٦) اسی کے ساتھ شامی میں یہ بھی ہے وفی البحران امراد الا کراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراتہ فکتب لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ھنا کذا فی الخانیة ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ .ط.س. ج۳ص۲۳٦) ظفیر .(۲)(ردالمحتار کتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالکتابة ج ۲ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۳ص۲٤٦، ۱۲ ظفیر .(۳)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٦۵ .ط.س. ج۳ص۱۱٤ .۱۲ ظفیر.

روپیہ دے دیجئے اور اس طرح سے روپیہ لے گیا، دوسرے یہ کہ میرے دوست نے شادی کی بابت سوال کیا تب بھی میں نے ان کو مصلحتاً یہ جواب دیا کہ ابھی تک میری شادی نہیں ہوئی، ایسی صورت میں میری زوجہ پر طلاق تو واقع نہیں ہوئی۔

(جواب) اس لکھنے اور کہنے سے کہ میرا نکاح ہونے والا ہے یا ابھی نہیں ہوا، منکوحہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، ہاں یہ جھوٹی خبر دی گئی اس کا گناہ ہوا، اس سے توبہ کرنی چاہئے اور استغفار کرنا چاہئے قال فی الدر المختار او سئل الك امرأ ة فقال لا لاتطلق اتفاقاً وفی الشامی ومثله قوله لم اتزوجك او لم يكن بيننا نكاح الخ۔(۱)

بذریعہ خط بیوی کو طلاق دی تھی پھر ساتھ رہنے لگا، اور طلاق کا انکار کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۵) ایک شخص نے اپنے خسر کے پاس اس مضمون کا خط بھیجا کہ اب میں بیوی نہیں رکھ سکتا، میں نے آپ کی صاحبزادی کو جو میری بیوی ہے طلاق دی، میرا اور اس کا کچھ مطلب نہیں، نہ مجھے آپ کی صاحبزادی سے غرض ہے اور نہ مجھے اپنی چیز سے کچھ مطلب ہے، آپ کو اختیار ہے آپ جہاں چاہیں اس کا نکاح کردیں، یہ امر تحقیق شدہ ہے کہ یہ زوج ہی کا خط ہے، لیکن بوجہ جہالت کے کہ والد اس کا ناخواندہ ہے اس نے اس خط کو چھپا رکھا اور نہ کسی پر اس خط کا اظہار کیا، اور تخمیناً بعد دو سال کے اس کا شوہر اس کے والدین کے یہاں آیا اور اس لڑکی سے صحبت کی (لڑکی کو اس خط کی اطلاع نہ تھی) جس سے لڑکا پیدا ہوا، اب بعد تین سال کے اتفاقاً اس خط کا اظہار کیا گیا، جس کی خبر لڑکی کو بھی پہنچی، اب وہ علیٰحدگی چاہتی ہے، شرعاً یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور اب اس کا نکاح دوسرے شخص سے ہو سکتا ہے یا نہیں اور وہ لڑکا کیسا سمجھا جاوے گا۔

(جواب) طلاق اسی وقت سے واقع ہو گئی، جس وقت اس شخص نے خط لکھا، لیکن اگر وہ اس خط سے انکار کرتا ہے تو وہ جانے، وبال اس کی گردن پر ہے اگر وہ جھوٹا ہے، اور عورت پر گناہ نہیں ہے، اگر شوہر خط لکھنے سے منکر ہے تو لڑکا بھی اسی کا ہے۔(۲)

طلاق نامہ کی بات طے کی مگر مسودہ میں ابھی طلاق کا لفظ نہیں آیا تھا کہ چھوڑ دیا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۱۶) عمر اور اس کی منکوحہ میں نااتفاق اور خصومت اور مقدمہ بازی ہوئی اور اس اثناء میں کبھی ہر دو میں اتفاق کی نوبت بھی نہیں آئی جس کو عرصہ تقریباً تین سال سے زیادہ ہو گیا، اب جب ہر دو میں کسی طرح مصالحت نہ ہوئی تو مسماۃ کے کسی عزیز و رشتہ دار کے ذریعہ سے یہ تصفیہ قرار پایا کہ عمر مسماۃ کو آزاد کردے اور دونوں میں عدالتی قصہ و قضایا ختم ہو جاویں تو اس پر عمر رضامند ہو گیا اور اس کی رضامندی سے مسودہ طلاق نامہ کا تحریر ہوا، اس میں طلاق بائن تحریر ہوئی، جس کو عمر نے پڑھا، اور منظور کر کے اسٹامپ دست برداری پر لکھنا قرار

(۱) ردالمحتار کتاب الطلاق باب الصریح ج ۲ ص ۶۲۳. ط.س. ج۳ص ۲۳۸، ظفیر.
(۲) کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقا ای نوی أو لم ینو الخ وکتب علی وجه الرسالة والخطاب الخ طلقت (در مختار) وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی اولم ینو الخ وان لم یقرانه کتابه ولم تقم بینة لکنه وصف الامر علی وجه لا تطلق قضاءً ولا دیانة ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص ۲۴۶) ظفیر.

پایا اور عمر نے اپنے قلم سے طلاق نامہ کے مسودہ کو لکھنا شروع کیا اور ابھی تک الفاظ طلاق کو لکھنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ حسب اتفاق ایک شخص عمر کا رشتہ دار جس کو یہ تصفیہ منظور نہ تھا آپہنچا، اور عمر کو علیحدہ بلا کر گفتگو کی جس کی وجہ سے باقی ماندہ مسودہ اسٹامپ پر تحریر کرنے سے باز رہا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے ولو استكتب من آخر كتاباً بطلا قها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فا تها وقع ان اقر الزوج انه كتابه او قال للرجل ابعث به اليها اوقال له اكتب نسخة وابعث بها اليها وان لم يقرانه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الا مرعلى وجه لا تطلق قضاءً ولا ديانة الخ .(۱) اس عبارت سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں عمر کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ اس نے جو مسودہ کی نقل اسٹامپ پر کرنی شروع کی تھی اس میں الفاظ طلاق تک لکھنے کی نوبت نہیں آئی اور نہ تکمیل اس کی ہوئی اور نہ دستخط وغیرہ عمر کے اس پر ہوئے۔

ایضا :۔ یہ جواب پہلے جو لکھا تھا بر بناء اس ناتمام تحریر کے تھا جو اسٹامپ پر نقل ہو رہی تھی لیکن جب کہ شوہر نے مضمون مسودہ کی بھی تصدیق کر دی تھی، اور وہ اسی کے امر سے لکھی گئی تھی لہذا وقوع طلاق کے لئے وہ کافی ہے اور صحیح جواب اب احقر کے خیال میں یہ ہی ہے کہ اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی كما فى ردالمحتار ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتى كان اقرارا بالطلاق وان لم يكتب۔(۲)

شوہر نے بخوشی طلاق نامہ لکھوایا مگر بیوی کے پاس نہیں بھیجا اور اب انکار کرتا ہے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۱۷) ایک عورت اپنے والدین کے گھر جانا چاہتی تھی اس کے شوہر نے اس کو جانے سے روک دیا، عورت اپنے بہنوئی کے ہمراہ بدون اطلاع ورضامندی شوہر کے اپنے والدین کے گھر چلی گئی، جب شوہر کو اطلاع ہوئی تو اس نے غصہ میں قصبہ پھلور جا کر وثیقہ طلاق نامہ خریدا، اور عرضی نویس سے لکھوایا کہ مسماۃ خیران سے میری شادی ہوئی تھی، اب بوجہ ناموافقت لفظ طلاق سہ مرتبہ کہہ کر مسماۃ مذکورہ کو بخوشی خود طلاق دے دی گئی، اس حاشیہ کے دو گواہ ہیں، ایک فوت ہو چکا ہے، اور دوسرا ابھی اس وقت موجود نہیں، طلاق نامہ پر شوہر کا نشان انگوٹھا ہے، پھر اس کے نیچے اس کی شوہر نے مضمون طلاق کی تصدیق اور تصحیح کے لئے اپنا نام اپنے قلم سے لکھا ہے جو طلاق نامہ کی نقل سے ثابت ہوتا ہے، الغرض وہ طلاق نامہ اس مرد ہی کے پاس رہا، اپنی عورت کے پاس نہیں بھیجا، اور نہ اس کو اطلاع کی وہ اپنے والدین کے گھر دو سال تک رہی، اسی شوہر سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر شوہر جا کر لے آیا، مرد و عورت دونوں اتفاق سے آباد رہے۔ اس طلاق نامہ کی خبر دو تین آدمیوں کو تھی جو شوہر کے ہمراز تھے، عورت کو اور عوام کو خبر نہیں تھی، آٹھ نو سال بعد ایک شخص نے اس کے شوہر پر مقدمہ دائر کیا، اور طلاق نامہ کی نقل لے کر توہین میں پیش کی، شوہر نے بیان کیا کہ میں نے اپنی عورت کو نہ طلاق دی اور نہ کوئی وثیقہ طلاق نامہ خرید کر تحریر کیا ہے، میرے کسی مخالف نے مجھ کو شراب پلا کر میرا انگوٹھا لگا کر کوئی وثیقہ خرید اور

(۱) (ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۳ص ۲٤٦ . ۱۲ ظفير.
(۲) (ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۳ص ۲٤٦ . ۱۲ ظفير.

تحریر کر لیا ہوگا۔

سوال یہ ہے کہ ایک طرف تو وہ طلاق نامہ کی خرید اور تحریر سے انکاری ہے، اس کے جعلی اور فرضی ہونے کا اقراری ہے، دوسری طرف اس طلاق نامہ کی خرید کا ثبوت رجسٹر وثیقہ فروش بہ نشان انگوٹھا اور تحریر کا ثبوت رجسٹر عرضی نویس اور مضمون طلاق پر اس کا دوبارہ نشان انگوٹھا اور دستخط مع شہادت دو گواہ ایک قسم کی شہادت بھاری ہے، تو اس صورت میں عند الشرع اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور عورت مذکورہ کے بطن اور شوہر مذکور کے نطفہ سے ایک پسر دو دختر ہیں۔

(جواب) وباللہ التوفیق جب کہ شوہر طلاق اور اس تحریر کا مقر نہیں ہے اور نہ شہادت شرعیہ اس وقت موجود ہے جو اس کی تحریر کی شہادت دیوے اور احتمال تزویر قائم ہے اور ...... کے بارے میں احتیاط کی جاتی ہے اور بصورت ثبوت طلاق نسب اولاد کی نفی ہوتی ہے لہذا قول شوہر کے موافق حکم کیا جاوے گا، اور طلاق کا حکم نہ کیا جاوے گا اور اولاد ثابت النسب ہوگی کمافی ردالمحتا رباب ثبو ت النسب، و النسب یحتا ل لا ثبا ته مهماامکن وفی کتا ب القا ضی الی القاضی منه قوله لایعمل با لخط عبا رة الا شبا ه لا یعتمد علی الخط و لا یعمل بمکتو ب الو قف الخ قا ل البیر ی المر ادمن قو له لا یعتمد ای لا یقضی ا لقا ضی بذلك عند المنازعة لان الخط مما یذ ور یفتعل . کما فی مختصر الظهیریه و لیس منه ما فی دواوین القضا ء(۱) الخ قو له ویلحق به البر اء ات عبارةالا شبا ه ویمکن الحا ق البر اء ات السلطا نیه المتعلقة با لو ظا ئف ان کا نت العلة انه یعنی کتا ب الا ما ن لا یذ ورو ان کا نت العلة الا حتیا ط فی الا مان لحقن الد م فلا اقو ل یجب المصیر الی الا خیر سائحا نی ای لا مکان التز ویر بل وقد .وقع کما ذکر ه الحموی الی آخر ما قا ل(۲) الحاصل اگرچہ کاغذات دفاتر کو بعض مواقع میں حجت بھی مان لیا جاوے تاہم اس میں اختلاف ضرور ہے اور احتمال تزویر بھی قائم ہے، پس موضع احتیاط ضرور نہیں ہے کہ اس پر عمل کیا جاوے، یعنی جب کہ احتیاط اس کے خلاف میں ہو، اور مسئلہ احتیاط فی اثبات النسب کا معروف ہے، اثبات نسب میں بقدر امکان حیلہ کیا جاتا ہے لہذا تعرض کرنا شوہر سے اس بارے میں لازم نہیں ہے اور زوجین کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہئے کہ اگر فی الواقع شوہر نے طلاق ثلاثہ دے دی تھی اور پھر بلا حلالہ کے مطلقہ کو رکھ لیا ہے تو یہ وبال اس پر ہے لیکن جب کہ وہ تحریر طلاق اور زبانی طلاق دینے کا منکر ہے، اور دو شاہد عدل زبانی طلاق یا تحریری طلاق کے موجود نہیں ہیں، (۳) اور عرائض نویس اور وثیقہ فروش ایسے عدول نہیں ہیں کہ ان کی شہادت مثبت طلاق ہو، پھر نصاب شہادت بھی موجود نہیں ہے، اور حاشیہ کے دو گواہوں میں سے اب ایک فوت ہو چکا ہے اور ان کا عادل و ثقہ ہونا بھی معلوم نہیں ہے، تو کوئی وجہ شرعی ملزم ایسی نہیں ہے کہ شوہر کے قول کو رد کیا جاوے اور طلاق کو ثابت کیا جاوے اور نصب الاولاد کو نفی کیا جاوے اور ولد الزنا ہونا اولاد کا مانا جاوے، باقی یہ لکھنا بعض حضرات مفتیین کا

---

(۱) رد المحتار باب کتاب القاضی الی القاضی مطلب لا یعمل با لخط ج۲ ص ۴۸۹ .ط.س.ج۵ص ۴۳۵ . ۱۲ظفیر.
(۲) ردالمحتارباب کتاب القاضی الی القاضی ج ۲ ص ۴۸۹ . ۱۲ ظفیر
(۳) ونصا بها (ای الشهادة) لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح وطلاق الخ رجلان الخ اورجل و امرأتان (الدر المختار علی هامش ردالمحتارکتاب الشهادات ج ۴ ص ۵۱۵ ج ۴ ص ۵۱۶ .ط.س.ج۵ص ۴۶۵) ظفیر

کہ طلاق سکران بھی واقع ہے، اس میں یہ خدشہ ہے کہ شوہر طلاق بحالت سکر کا بھی مقر نہیں ہے اور نہ دو گواہ عادل طلاق بحالت سکر کی شہادت دے رہے ہیں، شوہر نے تو احتمالی طور سے ایسا کہا ہے کہ میرے کسی مخالف نے مجھ کو شراب پلا کر میرا انگوٹھا لگا کر کوئی وثیقہ خرید اور تحریر کرلیا ہوگا، دیکھئے اس میں لفظ تحریر کرلیا ہوگا موجود ہے جس سے اپنی تحریر کا بحالت سکر بھی اقرار نہیں ہے، پھر تعجب ہے کہ طلاق سکران کی واقع ہونے کو اس موقع پر کیسے حجت لایا جاتا ہے، فقہاء جو طلاق السکران واقع لکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مراد ان کی یہ ہے کہ اگر طلاق سکران محقق ہو جاوے تو واقع ہے اور تحقق اس کا دو طریق سے ہو سکتا ہے، یا دو گواہ ہوں یا وہ خود اقرار کرے اور طلاق نامہ کے لکھوانے میں علامہ شامی نے یہ تفصیل کی ہے جو صورت مسئولہ کے طلاق نامہ کو غیر معتبر ٹھہراتی ہے حیث قال قبیل الصریح ولو استکتب من آخر کتابابطلاقها وقرأه علی الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به الیها فاتا ها وقع ان اقر الزوج انه کتابه او قال للرجل ابعث به الیها او قال له اکتب نسخة و ابعث بها الیها وان لم یقر انه کتابه ولم تقم بینة لکنه وصف الا مر علی وجه لا تطلق قضاءً اولا دیانة وکذا کل کتاب لم یکتب بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر انه کتابه ج۲ ص ۴۲۹ شامی(۱)۔

طلاق نامہ پر دستخط کردینے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۱۸) زید کی بی بی کو بکر جو زید کا چچازاد بھائی ہے، زید کی عدم موجودگی میں اپنے مکان پر لے گیا، اور تین ماہ تک اس کو ورغلان کر اپنے موافق اور زید سے ناموافق کردیا، یہاں تک نوبت پہنچی کہ جب زید اپنی زوجہ کو لینے کے لئے گیا تو اس نے انکار کردیا، بکر نے کہا کہ اس کا چال چلن خراب ہے تم اس کو چھوڑ دو، میں بھی اس کو اپنے مکان سے نکال دوں گا، اس بناپر طلاق نامہ تحریر کیا گیا، لیکن اس پر دستخط کرنے کے لئے چار گھنٹہ کی مہلت چاہی، مگر زید کے ایک قریبی رشتہ دار نے اس کو دستخط کرنے پر مجبور کیا لہذا زید نے بلا کوئی لفظ اپنی زبان سے کہے اور بلا مضمون طلاق نامہ کا پڑھے ہوئے۔ مجبوراً دستخط کردیئے، بعد کو معلوم ہوا کہ یہ سب کارروائی دھوکہ دہی ہے کیونکہ بکر اس سے خود نکاح کرنا چاہتا ہے اس صورت میں طلاق زید کی زوجہ پر واقع ہوئی یا نہیں،

(جواب) جب کہ زید نے طلاق نامہ خود نہیں لکھا اور نہ کسی دوسرے سے لکھوایا بلکہ دوسرے لوگوں نے از خود لکھ کر زید سے دستخط کرائے، اور زید نے اس طلاق نامہ کے مضمون کو نہ پڑھا نہ سنا بلکہ کسی کے مجبور کرنے سے دستخط کر دیئے اور طلاق کا اس کو قرار نہیں ہے تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح زید کا اس سے قائم ہے وہ اس کو بدستور سابق اپنی زوجیت میں رکھے، شامی میں ہے وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لایقع الطلاق مالم یقر انه کتابه الخ ۔(۲) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص ۲۴۶. ظفیر.
(۲) ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲۴۷. ۱۲ ظفیر.

شوہر کہتا ہے معلق طلاق دی ہے قطعی طلاق نامہ پر دستخط سے انکار کر دیا مگر کہنے سننے سے دستخط کر دیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۹) رابعہ بیگم کو اس کے شوہر عبد الکریم شاہ نے طلاق معلق دی اور اقرار نامہ لکھ دیا تاکہ عدالت میں پیش ہو، اور جو مقدمہ رابعہ بیگم نے اپنے شوہر پر کر رکھا ہے وہ خارج کر دیا جاوے، لیکن طلاق نامہ میں طلاق منجز لکھ دی عبد الکریم شاہ نے سن کر دستخط کرنے سے انکار کیا کہ میں تو وہی مشروط طلاق دیتا ہوں، حاضرین نے کہا مشروط طلاق سے مقدمہ خارج نہ ہوگا، طلاق تمہاری مشروط ہے مگر اخراج مقدمہ کی غرض سے طلاق قطعی پر دستخط کر دو، اس غرض سے عبد الکریم نے طلاق قطعی پر دستخط کر دیئے اس قصہ کے گواہ موجود ہیں، عبد الکریم شاہ کی زوجہ پر طلاق قطعی ہوئی یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب ولو استکتب من آخر کتابا بطلاقها وقرأه علی الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به الیها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه کتابه او قال الرجل ابعث به الیها اوقال واکتب نسخته وابعث بها الیها وان لم یقر انه کتابه ولم تقم بینة ولکنه وصف الا مر علی وجه لا تطلق قضاءً ولا دیانةً وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر انه کتابه الخ ص ۴۲۹ شامی جلد ۲،(۱) ان مجموعہ روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تحریری طلاق میں جو کچھ اقرار شوہر کا ہو، اس کے موافق عمل در آمد ہوتا ہے، پس جبکہ شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے تحریری طلاق پر بربنا تسلیم طلاق معلق دستخط کئے ہیں تو قضاءً اور دیانةً دونوں طرح وہ طلاق معلق ہوگی اور چونکہ شرط کا وجود نہیں ہوا تو طلاق واقع نہ ہوگی (۲) فقط۔

ایک طلاق دے کر سترہ سال چھوڑ دیا اب رکھنا چاہتا ہے کیا کرے

(سوال ۲۲۰) زید اپنی زوجہ کی موجودگی میں ایک دوسری عورت پر عاشق ہو گیا، اس عورت نے زور دیا کہ جب تک اپنی پہلی بیوی کو طلاق نہ دیوے، اس وقت تک میں نکاح نہیں کرتی، زید نے اس کے کہنے میں آکر اپنی زوجہ کو تحریری طلاق نامہ لکھ کر اپنی پہلی بیوی کے پاس گیا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں، زوجہ نے کہا کہ میرا قصور ثابت کرو مجھ کو طلاق لینا منظور نہیں ہے، پھر زید خاموش ہو کر طلاق نامہ واپس لے گیا، سترہ سال کے بعد زید اس کو اپنے گھر میں لانا چاہتا ہے، لے جا سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں جس وقت زید نے اپنی زوجہ سابقہ کو طلاق لکھی یا لکھوائی اسی وقت طلاق واقع ہو گئی، پس اگر زید اس کو رکھنا چاہتا ہے تو نکاح جدید بمہر جدید کرے اور بعد نکاح کے اس کو رکھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ تین طلاق نہ لکھی ہوں ورنہ پھر ضرورت حلالہ کی ہے ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً

(۱) ردالمحتار کتاب الطلاق مطلب الطلاق بالکتابة ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ ص۲۴۶، ۱۲ ظفیر
(۲) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً (عالمگیری فصل ثالث فی تعلیق الطلاق ج۱ ص ۴۵۰ ط. ماجدیہ ج۱ ص۴۲۰) ظفیر

بالطلاق الخ(۱) شامی وفیہ وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی او لم ینو ثم المرسومة لاتخلو اما ان ارسل الطلاق بان کتب اما بعد فانت طالق فکما کتب هذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة (۲) شامی اور اگرچہ اس صورت میں کچھ اشتباہ عدم وقوع طلاق کا بھی ہے لیکن تاہم تجدید نکاح بہتر ہے تاکہ شبہ رفع ہو جائے۔ فقط۔

طلاق نامہ جبراً نقل کرایا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۲۱) اللہ رکھو نے عبد الغنی سے ایک طلاق نامہ جس کو وہ پہلے سے تیار کئے ہوئے تھا جبراً نقل کرایا، عبد الغنی نے بخوف اس تحریر کی نقل کر دی، مگر حلفیہ کہتا ہے کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں اگرچہ قاضی حکم طلاق کا کردے گا مگر دیانۃ قول اس کا معتبر ہے اور طلاق نہ ہوگی۔(۳) شامی۔

طلاق نامہ لکھوا کر بھیجا مگر وہ بیوی تک نہیں پہنچ سکا تو بھی طلاق واقع ہو گئی

(سوال ۲۲۲) زید نے طلاق نامہ تحریری ایک شخص کو دیا کہ تم اس کو بیوی کے پاس دے دو شخص مذکور نے وہ طلاق نامہ زید کے والد کو دے دیا، اس نے دبالیا بھیجا نہیں اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں جس وقت زید نے طلاق نامہ لکھایا لکھوایا، اسی وقت اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی، قال فی ردالمحتار ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب انتهی(۴) ملخصاً فقط۔

طلاق نامہ لکھا اور بیوی کو نہیں سنایا کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۳) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق نامہ لکھا مگر ہندہ کو نہیں سنایا گیا نہ کسی دوسرے کو معلوم ہوا۔ بعد تحریر طلاق نامہ ہندہ کو اپنے گھر میں رکھ کر مجامعت کرتا رہا پونے دوماہ کے بعد ہندہ سے کہا کہ میں تجھے طلاق دے کر چھوٹے بھائی کے ساتھ نکاح کراتا ہوں، اور بلا رضا مندی عورت کے اس کا انگوٹھا رجسٹر نکاح خوانی پر جبراً لگوالیا تو اس طریق سے نکاح صحیح ہوتا ہے یا نہیں، اور اس صورت میں طلاق کس وقت سے واقع ہوئی۔

(جواب) یہ مسلم ہے کہ عدت بعد طلاق کے فوراً شروع ہو جاتی ہے اور تصریح اس کی کتب فقہ میں موجود ہے(۵) اور یہ بھی شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ کتابت سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور شامی میں ہے کہ مجرد امر بکتابۃ الطلاق سے بھی طلاق ہو جاتی ہے، پس جب کہ زید کو اس واقعہ سے یعنی طلاق نامہ لکھنے سے انکار نہیں ہے تو اسی وقت

---

(۱) ردالمحتار للشامی کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲٤٦. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار کتاب الطلاق ج۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲٤٦. ۱۲ ظفیر
(۳) فی البحران المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب امرأته فکتب لا تطلق ردالمحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص۲۳٦) ظفیر. (٤) ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲٤٦. ظفیر. (۵) رجل تزوج امرأة نکاحا جائز او طلقها بعد الدخول اوبعد الخلوة الصحیحة کان علیها العدة (قاضی خان علی هامش عالمگیری باب العدة ج ۱ ص ۵۳۸ ط. ماجدیہ ج۱ص٥٤۹) ظفیر.

طلاق واقع ہو گئی،(۱) اور اسی وقت سے عدت شروع ہو گئی اور جبر یہ نشان انگوٹھا عورت کا لگوانے سے نکاح صحیح نہیں ہوتا(۲) اور گواہوں کے اختلاف کی صورت میں بھی نکاح ثابت نہیں ہوتا۔ فقط۔

فارغ خطی لکھوائی مگر پھاڑ دی، طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۲٤) زید اور اس کی زوجہ میں ناچاقی ہوئی اور زید نے دیگر اشخاص کو جمع کر کے فارغ خطی طلاق لکھائی اور یہ کہا کہ لڑکا، لڑکی میرے سپرد کر دو، تاکہ میں یہ طلاق نامہ سپرد کروں، اہل مجمع نے کہا کہ تاپرورش اولاد ہندہ کو نان نفقہ دیتے رہو، بعد پرورش ہو جانے کے لڑکے لڑکی کو لے کر طلاق دے دینا، اس میں بہت کچھ اصرار و انکار ہوا، مگر ہندہ نے لڑکا لڑکی نہ دئے زید نے طلاق نامہ چاک کر ڈالا اور زید فرار ہو گیا، عرصہ چھ ماہ کا ہوا کہ زید واپس آگیا اور زوجہ کے پاس رہتا ہے، آیا زید کا واپس آکر زوجہ کے پاس رہنا خلاف شرع تو نہیں اور نکاح مابین زوجہ اور زید کے قائم ہے یا نہیں۔

(جواب) (ردالمحتار میں ہے ولو قال للكاتبي اكتب طلاق امرأتي كان اقراراً بالطلاق وان لم يكتب، ولو استكتب من اخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه او قال للرجل ابعث به اليها الخ۔(۳) اس دوسری روایت ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها الخ سے یہ ظاہر ہے کہ صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ بظاہر صورت مسئولہ اسی کے مطابق ہے پس اگر یہ ہی صورت واقع ہوئی ہے تو صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور علاقہ زوجیت مابین زید اور اس کی زوجہ کے قائم ہے۔

طلاق نامہ کا مسودہ تیار کیا اور کہا کہ اتنا روپیہ دے تو یہ طلاق نامہ رجسٹری کرا دیا جائے کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۵) زید نے طلاق نامہ منسلکہ کا مسودہ تیار کیا اور اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے پچاس روپیہ دے تو یہ طلاق نامہ رجسٹری کرا دیا جاوے، مسودہ لکھ کر اب وہ انکاری ہے، عورت اپنے اقرار پر قائم ہے کہ روپیہ مجھ سے لے اور مجھے چھوڑ یہ ظاہر ہے کہ عزم مرد کا اس کے مسودہ سے صاف ہے الفاظ طلاق بائن بھی لکھ دیئے ہیں آیا یہ طلاق عاید ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اگر اس طلاق نامے کے لکھنے سے پہلے زوجہ سے یہ امر طے ہو گیا ہو کہ زوجہ نے مہر معاف کر دیا ہو تو شوہر کی اس تحریر سے اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی، کیونکہ عبارت طلاق نامہ کی یہ ہے کہ اس نے مجھ کو مہر معاف کر دیا، اور میں نے طلاق بائنہ دے دی، پس اگر واقعی زوجہ نے مہر معاف کر دیا ہو تو طلاق واقع ہو گئی، اور اگر

---

(۱) ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقراراً بالطلاق وان لم يكتب ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹) كتب الطلاق ان مستبينا الخ وقع (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص۲٤٦) ظفير.
(۲) اس لئے کہ اس میں ایجاب نہیں پایا گیا اور نہ گواہ پائے گئے، جواز نکاح کی صورت یہ لکھی ہے ان يكتب اليها يخطبها فاذا بلغها الكتاب وحضرت الشهود و قرأته عليهم وقالت زوجت نفسي منه او تقول ان فلا نا كتب الي يخطبني فاشهدوا اني زوجت نفسي منه اما لو لم تقل بحضر تم زوجت نفسي من فلان لا ينعقد لان سماع الشطرين شرط صحة النكاح وباسماعهم الكتاب ردالمحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۲٦۳) مطلب التزوج بارسال الكتب. ط.س. ج۳ص۱۲) ظفير.
(۳) (ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص۲٤٦. ۱۲ ظفير.

ابھی تک مہر معاف نہیں کیا تھا تو طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ طلاق کا واقع ہونا مہر کی معافی پر موقوف ہے۔ (۱) اس نوٹ سے کہ عورت مہر معاف کرنے کو تیار ہے، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی تک عورت نے مہر معاف نہیں کیا لہذا یہ طلاق نامہ کار آمد نہ رہا، اب پھر اگر شوہر راضی ہو تو خلع کرلے یعنی وہ طلاق دے دے اور عورت مہر معاف کردے، فقط۔

منصف کے سامنے کہلوایا کہ چھ ماہ ہوا طلاق دی اس نے تین طلاق لکھ دی کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۶) ایک شخص اپنی بیوی کو خلع طلاق دینے کے واسطے قاضی (جو انگریزی تنخواہ دار ہے) کے پاس گیا تاکہ طلاق نامہ رجسٹری کردیوے، خلع کرانے والے نے کہا کہ تم قاضی کے سامنے یہ کہو کہ میں اپنی بیوی کو ایک سال ہوا طلاق دی ہے۔ قاضی نے کہا کہ اگر ایک برس قبل کا طلاق دینا بیان کروں گے تو رجسٹری صحیح نہ ہوگی زیادہ سے زیادہ پانچ چھ ماہ قبل کی رجسٹری ہو سکتی ہے، چنانچہ موافق قول قاضی کے خلع کرانے والے نے کہا کہ صاحب یہ شخص کہتا ہے کہ میں نے بھادوں کے مہینہ میں طلاق دی ہے، تب قاضی نے بلا کسی سے پوچھے تین طلاق رجسٹری کرلی، ان لوگوں نے رجسٹری سے ایک روز بعد نکاح کرلیا، آیا شرعاً بیوی مذکورہ مطلقہ ہوگئی یا نہیں اور نکاح کنندہ کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں، اور شرکاء نکاح و نکاح خواں کا نکاح باطل ہوا یا نہیں۔

(جواب) اگر اس کاغذ پر شوہر کے دستخط ہوگئے یا نشان انگوٹھا ہوگیا غرض یہ کہ تصدیق اس مضمون طلاق کی شوہر کی طرف سے ہوگئی تو ہر سہ طلاق واقع ہوگئی۔ (۲) لیکن طلاق اسی وقت واقع ہوئی، جس وقت شوہر نے طلاق نامہ لکھوایا، زمانہ گذشتہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی، مثلاً شوہر اگر یہ کہے کہ میں نے ایک برس ہوا طلاق دے دی اور واقع میں طلاق نہیں دی تھی تو فی الحال طلاق واقع ہوئی ہے در مختار میں ہے ولو نکحھا قبل امس وقع الآن لان الا نشاء فی الماضی انشاء فی الحال الخ قولہ لان الا نشاء فی الماضیؒ انشاء فی الحال لانہ ما اسندہ الی حالة منا فية ولا يمكن تصحيحه اخبارٌ لكذبه وعدم قدرته على الا سناد فكان انشاءً فی الحال الخ شامی ج ۲ ص ٤٤٢ (۳) وفی الشامی ایضا ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتی كان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب ، ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه الخ (۴) ج ۲ ص ۴۲۹، اور جب کہ طلاق بوقت رجسٹری واقع ہوئی تو اس سے ایک روز بعد دوسرے شخص سے نکاح باطل ہے کیونکہ عدت میں نکاح باطل ہے، (۵) حاضرین مجلس و نکاح خواں کا نکاح باطل نہیں ہوا، لا نهم لم یرتدوا بهذه المعصيةؒ وفسخ النكاح فرع الا رتداد۔ فقط۔

---

(۱) واذا صافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا (عالمگیری مصری بحث تعليق ج ۱ ص ٤٥٠ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۴۲۰) ظفير.

(۲) وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ٥٨٩. ط.س. ج۳ص ٢٤٧) ظفير.

(۳) دیکھئے ردالمحتار باب الصريح مطلب اضافة الطلاق الى الزمان ج ۲ ص ٦٠٧. ط.س. ج۳ص ٢٦٦. ١٢ ظفير.

(٤) دیکھئے ردالمحتار كتاب الطلاق مطلب الطلاق بالكتابة ج ۲ ص ٥٨٩. ط.س. ج۳ص ٢٤٦. ١٢ ظفير.

(٥) وركنها حرمات ثابتة بها كحرمة تزوج (در مختار) اى تزوجها غيره فانها حرمة عليها ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ٨٢٥. ط.س. ج۳ص ٥٠٤) ظفير.

بغیر دستخط شوہر کا خط آیا، بیوی کو میری طرف سے اجازت ہے کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۷) ایک شخص اپنی زوجہ کو اس کے باپ کے پاس چھوڑ کر چلا گیا تھا، پانچ سال تک وہ گھر نہیں آیا مگر اس کی خبر گاہ بگاہ ملتی رہی ایک خط اس کی طرف سے خسر کے نام آیا کہ میرے آنے کی امید نہیں لہٰذا میری بیوی سے مہر معاف کرا دو، اور بیوی کو میری طرف سے اجازت ہے، اس خط پر اس کے دستخط نہیں تھے، اس مضمون پر لوگوں نے فتویٰ دریافت کیا، جواب یہ ملا کہ اگر وہ گم شدہ ہے اور پانچ چار سال ہو گئے ہیں تو وہ عورت عدت گذار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا عورت کو اطمینان ہو جائے کہ خط اسی کا ہے تو عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے، خط کی خبر سن کر وہ آیا اور خط سے انکار کرتا ہے لوگوں نے فتویٰ دکھلا کر کہا کہ تمہاری بیوی کو طلاق ہو چکی ہے، اس نے جواب دیا کہ اگر شریعت اس پر طلاق کا فتویٰ لگاتی ہے تو مجھ کو بھی مطابق حکم شریعت انکار نہیں ہے، اس بیوی کا نکاح اسی وقت دوسری جگہ کر دیا، اس صورت میں نکاح صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں اس شخص کی زوجہ پر طلاق کا حکم کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور نکاح ثانی صحیح نہیں ہے، اول تو وہ شخص خط ہی سے انکار کرتا ہے اور شہادت شرعیہ موجود نہیں ہے، (۱) اور اگر اس کا خط ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس خط میں کوئی لفظ صریح طلاق کا نہیں ہے، اگر ہے تو کنایہ کا لفظ ہے، اور اس میں نیت شوہر کا اعتبار ہے اور شوہر کو یہ تسلیم نہیں ہے، بہر حال وقوع طلاق کی کوئی وجہ اس میں نہیں ہے، اور مفقود ہونے کی صورت میں دعویٰ کے بعد چار برس گذارنا ضروری ہے دعویٰ سے پہلے جو مدت گذری اس کا اعتبار نہیں ہے بلکہ جس وقت سے عورت کو مہلت دی جاوے اور قاضی یا جماعت مسلمین کی طرف سے چار برس کی مدت مقرر کی جاوے، اس وقت سے چار برس گذرنا ضروری ہے، بعد چار برس کے عورت عدت وفات دس دن چار ماہ پورے کر کے نکاح ثانی کر سکتی ہے، جیسا کہ امام مالکؒ کا مذہب ہے کذا فی المدونۃ الکبریٰ للمالکیہ (۲) اور اس شخص کا فتویٰ شرعی کو تسلیم کرنا طلاق ثابت نہیں کرتا، کیونکہ وہ فتویٰ جو طلاق کا دیا گیا صحیح نہ تھا، فقط۔

طلاق دینا ہے یہ کہہ کر طلاق نامہ لکھوایا پھر پھاڑ دیا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۲۸) زید نے بکر سے کہا کہ مجھے طلاق نامہ لکھ دو، بکر نے پوچھا کہ کس کا طلاق نامہ لکھواؤ گے، زید نے کہا مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینا ہے، بکر نے لکھ دیا، بعد میں دوستوں کے سمجھانے سے طلاق نامہ چاک کر دیا، لہٰذا طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور زید نے زبان سے تین طلاق نہیں دی تھی۔

(جواب) زید کا یہ قول کہ مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینا ہے، اس پر دلالت کرتا ہے کہ زید نے ابھی طلاق نہیں دی بلکہ ارادہ طلاق دینے کا ہے، اور پھر اس نے وہ طلاق نامہ اپنی زوجہ کے پاس نہیں بھیجا اور نہ خود دیا، بلکہ اس کو پھاڑ دیا تو اس صورت میں موافق روایت شامی کی اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی قال فی الشامی ولو استکتب

---

(۱) وان لم یقرانه کتابه ولم تقم بینة لکنه وصف الامر علی وجه لا تطلق قضاءً ولا دیانةً ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ ص۲۴۷) ظفیر. (۲) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزه للتھانوی، زیر عنوان "حکم زوجه مفقود" مدونه کبریٰ کی عبارت یه هے قلت ارأیت امرأة المفقود اتعتدالاربع سنین فی قول مالك بغیر امرالسلطان قال مالك لا وان اقامت عشرین سنة ثم رفعت امرها الی السلطان نظر فیها وکتب الی موضعه الذی خرج الیه فان یئس منه ضرب لها من تلك الساعة اربع سنین فقیل لمالكؒ تعتد بعد الاربع سنین عدة الوفاة اربعة اشهر وعشر امن غیر ان یامرها السلطان بذلك قال نعم الخ (المدونة الکبریٰ ماجاء فی ضرب اجل المرأة المفقود ج ۵ ص ۱۳۲) ظفیر.

من آخر کتاباً بطلا قها وقرأه علی الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به الیها فاتاها وقع ان اقرالزوج انه کتابه الخ وکذا کل کتاب لم یکتب بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق ما لم یقرانه کتابه الخ۔(۱)اور اگر ایک دوسری روایت کے مطابق جو کہ شامی میں ہے۔ (ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأ تی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب)(۲) یہ کہا جاوے کہ اس صورت میں زید کے اس کہنے سے کہ طلاق نامہ لکھ دے اقرار طلاق ہو گیا تو اولاً اس میں یہ بحث ہے کہ زید کے دوسرے کلام سے جس کو اوپر لکھا گیا ہے فی الحال طلاق دینا نہیں معلوم ہوتا بلکہ آئندہ کو ارادہ طلاق کا معلوم ہوتا ہے اور ثانیاً یہ کہ تین طلاق کا لفظ زید نے نہیں کہا، لہٰذا اگر اس صورت میں طلاق واقع بھی ہوئی تو رجعی ہوئی، اس میں عدت کے اندر رجوع کرنا بلا نکاح کے صحیح ہے، پس احوط یہ ہے کہ زید اس کو عدۃ کے اندر رجوع کرے تاکہ کچھ شبہ نہ رہے۔

طلاق نامہ لکھوایا اور دستخط بھی کیا تو طلاق ہو گئی

(سوال ۲۲۹) زید اسٹامپ بغرض طلاق دینے اپنی عورت کے خرید کر حوالہ کاتب کے کر کے کہا کہ اس کو میری طرف سے طلاق نامہ بنا کر پورا کریں، کاتب نے عرف عام کے موافق تین لکھ کر انگوٹھا زید کا اس پر لگوالیا مگر زید نے زبانی طلاق نہیں دی، آیا زید کے زوجہ پر اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) جب کہ زید اس طلاق نامہ کے متعلق یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ میری طرف سے ہے اور طلاق نامہ میں تین طلاق مکتوب ہیں تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو گئی اور وہ مطلقہ مغلظہ ہو گئی، بدون حلالہ کے اب اس سے نکاح ثانی جائز نہیں، قال فی الشامی ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرا تتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب الخ ۔(۳) اور جس وقت یہ طلاق نامہ لکھا گیا اس وقت سے عدت شمار ہو گی فقط۔

اسٹامپ خرید کر طلاق نامہ لکھا مگر دستخط نہیں ہوئے تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۳۰) زید کی ہمشیرہ کا نکاح عمر سے ہوا، اور عمر کی ہمشیرہ کا نکاح زید سے، بہت مدت کے بعد نا اتفاقی کی وجہ سے زید و عمر دونوں طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے، چنانچہ اسٹامپ خرید اگیا اور مکمل طلاق نامہ لکھا گیا، گواہی وغیرہ ثبت ہو گئی، ابھی دستخط باقی تھے کسی وجہ سے یہ معاملہ رہ گیا اور اسٹامپ خزانہ میں واپس کر دیا گیا، اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی یا نہیں۔

سائلہ کا بیان ہے کہ جس وقت عرضی نویس نے اسٹامپ لکھنا شروع کیا تھا اس وقت طلاق دہندہ سے پوچھ لیا تھا کہ طلاق نامہ لکھیں طلاق دہندہ نے کہا تھا لکھو، اس کے بعد عرضی نویس نے طلاق نامہ لکھا، جس میں تین طلاق لکھی، گواہی ثبت ہو گئی، طلاق دہندہ کا انگوٹھا لگنا باقی تھا کہ کسی وجہ سے ناراض ہو کر فریقین متفرق ہو گئے۔

(جواب) اس صورت میں ظاہر یہ ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ جب شوہرین نے طلاق نامہ خود نہیں لکھا

(۱) (ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص ۱۲.۲٤٦ ظفیر۔
(۲) ایضاً .ط.س. ج۳ص ۲٤٦. ظفیر۔
(۳) ایضاً .ط.س. ج۳ص ۲٤٦. ظفیر۔

دوسرے سے لکھایا گیا تو جب تک اس تحریر پر شوہر کا اقرار نہ ہو، اور وہ یوں نہ کہے کہ یہ تحریر میری ہی طرف سے ہے طلاق واقع نہیں ہوئی، البتہ سائلہ کے بیان کے مطابق اگر امر بالطلاق ثابت ہو جائے یا شوہر خود اس کا اقرار کرے کہ میں نے امر بالطلاق کیا تھا تو یہ بھی طلاق اقرار سمجھا جائے گا اور طلاق واقع ہو جائے گی، شامی نے تاتارخانیہ سے نقل کیا ہے۔ ولو استكتب من اخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه الخ وقع ان اقرالزوج انه كتابه الخ وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقرانه كتابه الخ (۱) وفيه ايضاً ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقراراً بالطلاق. (۲) فقط۔

رخصتی سے پہلے طلاق در طلاق لکھوا کر بیوی کو بھیج دیا طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۳۱) میری لڑکی نابالغہ مسماۃ امیر بیگم کا نکاح محمد یعقوب سے عرصہ تین سال کا ہوا جو مبلغ دو ہزار روپیہ مہر معجّل پر عقد ہوا تھا، مگر اب تک محمد یعقوب نے مہر معجّل ادا نہ کیا اور نہ رخصت کرائی ۹ / اکتوبر سن ۱۹۱۹ء کو بیرنگ خط میں طلاق در طلاق طلاق لکھ کر اس پر اپنی انگوٹھا کا نشان لگا کر مسماۃ امیر بیگم کے نام بھیج دیا، آیا طلاق ہوئی یا نہیں اور عدت واجب ہے یا نہیں اور بعد طلاق کے مہر معجّل واجب رہا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں طلاق بائنہ محمد یعقوب کی زوجہ پر واقع ہو گئی، اور چونکہ طلاق قبل دخول واقع ہوئی (۳) اس لئے نصف مہر بذمہ شوہر واجب الادا ہے۔ اور عدت واجب نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ وان طلقتمو هن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدو نها الايه۔ (۴) اور نیز ارشاد ہے۔ وان طلقتمو هن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضةً فنصف ما فرضتم الايه (۵) فقط۔

طلاق نامہ شوہر نے لکھا اور زبان سے نہیں کہا تو کیا طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۳۲) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا تھا مگر رخصت نہیں کی تھی کہ باہم تنازع ہو گیا، اس نے لڑکی کے شوہر کو بلا کر یہ کہا کہ تم طلاق نامہ لکھوا دو، اور میں لڑکی سے معافی مہر لکھواتا ہوں، شوہر نے کہا بہت اچھا، لیکن شوہر نے زبان سے کوئی لفظ طلاق کا نہیں کہا، اس کے سامنے طلاق نامہ لکھا گیا اور بخشش نامہ مہر کا عورت کی طرف سے لکھا گیا، لیکن اب وہ مرد کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ مجھے صرف مہر معاف کرانا تھا، اس صورت میں طلاق پڑی یا نہیں

(جواب) اس صورت میں جب کہ اس شخص نے طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے اور بعوض مہر کے طلاق نامہ لکھوایا اگرچہ زبان سے کچھ نہ کہا تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی اور مہر معاف ہو گیا بدون طلاق کے مہر معاف نہ ہوگا،

---

(۱) (ردالمحتار كتاب الطلاق مطلب الطلاق بالكتابة ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲۴۶. ۱۲ ظفير
(۲) (ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ظفير
(۳) فان قلت الكتابة من الصريح او من الكناية قلت ان كانت على وجه الرسم معنونةً فهى صريح والا فكناية (البحر الرائق كتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۷۲ ط.س. ج۳ص۲۵۳) واذا طلق الرجل امرأته ثلثا قبل الدخول وقعن عليها الخ فان فرق الطلاق بانت بالاً ولىٰ ولم تقع الثانيه والثالثة (هدايه فصل فى الطلاق قبل الدخول ص ۳۵۱) ظفير
(۴) سورة لا حزاب ۶. ظفير (۵)

کیونکہ پہلے گفتگو معافی مہر کے بعوض طلاق کے تھی، اسی بناء پر باجازت شوہر طلاق نامہ لکھا گیا اور معافی مہر کی ہوئی لہذا طلاق ہوگئی اور مہر معاف ہوگیا۔(۱) فقط۔

کاتب سے کہا میری بیوی کے لئے طلاق لکھ دو، کاتب نے لکھا کہ بتول کو تین طلاق کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۳) کسی نے جاکر کسی کاتب سے کہا کہ میری بیوی کو طلاق لکھ دو، اور کاتب نے یہ الفاظ لکھے از جانب محمد شبلی، ہم محمد شبلی خان ساکن موضع جھتی پور کے ہیں، ہم اپنی بیوی بتول کو تین طلاق دیتے ہیں، طلاق، طلاق، طلاق، شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی بدون حلالہ کے وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہے، اور طریق حلالہ کا یہ ہے کہ وہ عورت مطلقہ بعد عدت کے دوسرے مرد سے نکاح کرے پھر بعد صحبت وجماع کے وہ طلاق دیوے پھر اس کی عدت بھی گذر جاوے اس وقت شوہر اول سے نکاح درست ہوسکتا ہے، کذا فی کتب الفقه (۲) فقط۔

میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اس لکھنے سے طلاق ہوگئی

(سوال ۲۳۴) ایک شخص نے اپنی بیوی کو مار پیٹ کر اور زیور وغیرہ چھین کر گھر سے نکال دی یہ شخص فوجی ملازم تھا اس کی بیوی کا جو روپیہ فوج میں واجب تھا، اس نے یہ کہہ کر کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے روپیہ خود لے لیا، چنانچہ کمانڈر فوج کی تصدیق ہمراہ ہے، آیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں اس شخص کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی اور اس پر طلاق واقع ہوگئی، (۳) اور تصدیق کمانڈر فوج سے ثابت ہے، ۷/۲ اگست سن ۱۹۲۶ء کو طلاق لکھی گئی، لہذا اب کہ نو ماہ طلاق کو ہوگئے، عدت اس کی گذر گئی، پس اس عورت کو نکاح ثانی کرنا جائز ہے۔ فقط۔

طلاق نامہ مکمل لکھوالیا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۳۵) ایک شخص کسی کو کہتا ہے کہ طلاق نامہ لکھو، اس نے کہا کہ طلاق لکھوانے سے نہیں پڑتی زبان سے پڑتی ہے پھر اس محرر نے طلاق نامہ لکھا اور زوج کا یہ اعتقاد ہوگیا ہے کہ طلاق لکھوانے سے نہیں ہوتی زبان سے ہوتی ہے، اور زبان سے میں فلاں شرط پر دوں گا، پھر زوج نے طلاق لکھوا کر اپنا انگوٹھا لگا کر طلاق نامہ اپنے پاس رکھ لیا، عورت کے پاس نہیں بھیجا، پھر اس سے کہا گیا کہ طلاق دو تو جواب دیا کہ فلاں شرط پوری کرو تب طلاق دوں گا، اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں۔

---

(۱) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط (عالمگیری مصری تعلیق الطلاق ج ۱ ص ۴۵۰. ط. ماجدیه ج۱ ص ۴۲۰) ولو استکتب من آخر کتاباً بطلاقها او قرأه علی الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه الخ وقع ان اقر الزوج انه کتابه ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط. س. ج۳ ص ۲۴۶) ظفیر.

(۲) ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹) وان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها اویموت عنها (باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۹) ظفیر.

(۳) وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی او لم ینو الخ فکما کتب هذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط. س. ج۳ ص ۲۴۶) ظفیر.

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ طلاق کتابت سے بھی پڑ جاتی ہے خواہ خود لکھے یا لکھوائے بشرطیکہ اقرار کرے کہ یہ میرا لکھا ہوا یا لکھوایا ہوا ہے یا دو گواہوں سے اس کا لکھنا یا لکھوانا یعنی حکم کرنا کتابت کا ثابت ہو جاوے شامی میں ہے ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتى كان اقراراً بالطلاق وان لم يكتب ، ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه او قال للرجل ابعث به اليها او قال له اكتب نسخةً وابعث بها اليها وان لم يقرانه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الا مر على وجه لا تطلق قضاءً ولا ديانةً وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه و لم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقرانه كتابه اھ ملخصاً شامی۔(۱) اس مجموعہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کہ شوہر نے اس طلاق نامہ کو لکھوا کر رکھوالیا اور اپنی زوجہ کے پاس نہیں بھیجا اور اس کی نیت بھی ابھی طلاق دینے کی نہ تھی بلکہ چند شرائط پر تھی تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۲)

غصہ میں طلاق نامہ لکھوالیا مگر دستخط نہیں کئے کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۶) ایک شخص نے اپنی بیوی کی کسی ناجائز حرکت سے ناراض ہو کر اسٹامپ خرید کر عرائض نویس سے کہا کہ طلاق نامہ لکھ دو، بیوی اور اس کے باپ کا نام بتلادیا، عرائض نویس نے طلاق نامہ تحریر کر دیا، اس اثناء میں غصہ فرو ہو گیا تھا، طلاق نامہ پر دستخط نہیں کئے اس کو لے کر جیب میں ڈال لیا، مکمل کر کے زوجہ کو نہیں دیا، گھر والوں نے اس کو لے کر چاک کر دیا، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہ۔

(جواب) عبارت کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں طلاق نہیں ہوئی جیسا کہ شامی میں ہے ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه وان لم يقرانه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الا مر على وجه لا تطلق قضاءً ولا ديانةً وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه لم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقرانه كتابه ا ه ملخصاً (۳) فقط۔

ایک طلاق لکھنے کا حکم دیا اور یہی سمجھ کر اس نے دستخط کیا مگر کاتب نے تین لکھ دیئے کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۷) زید کی والدہ اور بیوی میں تنازع ہوا جس کی وجہ سے زید نے ایک طلاق کے ارادہ سے اسٹامپ خریدا، اسٹام ایک ہندو ہے اسی سے زید نے طلاق نامہ لکھوایا، باوجود یہ کہ زید نے اس کو قبل از تحریر یہ کہہ دیا تھا کہ میری جانب سے ایک طلاق تحریر کر دینا مگر اس نے زید کے ایک دشمن کی اندرونی سازش سے بجائے ایک طلاق کے تین طلاق تحریر کر دی اور زید نے بوجہ حسن ظن کے بدون پڑھنے کے طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے، زید کا بیان حلفی ہم رشتہ استفتاء ہے اس صورت میں ایک طلاق واقع ہو گی یا تین طلاق ہوں گی۔

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار للشامی کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ ص ۲۴۶ . ظفیر.
(۲) واذا اضافه الى الشرط يقع عقيب الشرط اتفاقاً عالمگیری مصری تعلیق الطلاق ج ۱ ص ۴۵۰ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۴۲۰) ظفیر.
(۳) (ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ ص ۲۴۶ (خاکسار کے خیال میں طلاق ہو گی ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتى كان اقرارا بالطلاق (ایضاً ط.س. ج۳ ص ۲۴۶)ظفیر.

(جواب) اس صورت میں موافق بیان زید کے اس کی زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوئی تین واقع نہیں ہوئی، پس زید اپنی زوجہ کو عدت کے اندر بدون نکاح کے رجوع کر سکتا ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے کر سکتا ہے اور اگر زید نے جھوٹ کہا اور در حقیقت اس نے تین طلاق لکھنے کو کہا تھا تو اس کا وبال اس پر ہے مگر موافق حکم شریعت کے زید کے بیان کے موافق اس صورت میں ایک طلاق رجعی کا حکم کیا جاوے گا۔ در مختار میں ہے ویقع بھا ای بھذہ الا لفاظ الخ واحدۃ رجعیۃ الخ۔(۱) فقط۔

طلاق نامہ پر صرف انگوٹھا لگانے سے طلاق ہوگی یا نہیں

(سوال ۲۳۸) امی و ناخواندہ و نانویسندہ کی طلاق بصورت سکوت و عدم تلفظ و تکلم کسی لفظ و کسی کلام و حرکت لسانی کے طلاق نامہ معنونہ مستبینہ پر نشان یا انگوٹھا کرنے اور لگانے سے شرعاً طلاق واقع ہوگی یا نہیں جیسا کہ اس روزگار میں رواج ہے کہ ناخواندہ اور ان پڑھ کو ہر تحریر کے وقت نشانہ یا انگوٹھا کراتے ہیں، اسی طرح اگر نامہ تعلیق طلاق یا طلاق نامہ مطلقہ پر انگوٹھا یا نشانہ لس سے کرادیں وہ زبان سے کچھ نہ کہے ساکت رہ کر طلاق نامہ پر اپنی رضا سے بلا کسی اعتراض و انکار زبانی کے نشانہ یا انگوٹھا لگادے تو اس صورت میں اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اور اس کی طلاق تحریری میں تلفظ و تکلم اس کا ضروری ہے یا نہیں اور ساکت رہ کر نشانہ یا انگوٹھا لگانے سے بھی طلاق واقع ہوگی یا نہیں، تحریر معنون و مستبین پر مضمون مندرجہ بوضاحت تامہ شنیدہ و فہمیدہ و شنوانیدہ و فہمانیدہ ہونے کے بعد نشانہ و اثبات ایہام اس کے بارہ میں برابر نطق و تکلم ہو سکے یا نہ، فتویٰ کس پر ہے کاتب و غیر کاتب تحریری طلاق کے حکم میں برابر ہے یا امی کا تلفظ شرط ہے، نشانہ وغیرہ غیر کافی ہوگا۔

(جواب) کتب فقہ کی مختلف تصریحات و روایات سے ظاہر ہوتا ہے ہر چند کہ وقوع طلاق کے لئے تلفظ بالفاظ طلاق کرنا ضروری نہیں مگر اقرار بالفاظ کرنا یعنی یوں کہنا کہ جو کچھ اس تحریر میں لکھا گیا ہے بے شک وہ میری ہی ہے یا اسی کے قریب قریب کوئی اور لفظ کہنا ضروری ہے، بغیر کسی اقرار و اعتراف کے صرف مہر یا انگوٹھا لگادینا کافی نہیں فی العالمگیریہ رجل استکتب من رجل آخر الی امرأتہ کتاباً بطلاقھا وقرأہ علی الزوج فاخذہ وطواہ وختم وکتب فی عنوانہ الخ ان اقرا لزوج انہ کتابہ فان الطلاق یقع علیھا و کذا لک لو قال الرجل ابعث بھذاالکتاب الخ وان لم یقر انہ کتابہ لکنہ وصف الا مر علی وجہ فانہ لا یلزمہ الطلاق الخ(۲) وفی الشامی نقلا عن التتارخانیہ ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً بالطلاق وفیہ ایضاً ولو استکتب من آخر الخ وقع ان اقر الزوج انہ کتابہ الخ(۳) ص ۶۲۹ فقط۔

(۱) الدر المختار علی ھامش ردا لمختار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ وج ۲ ص ۵۹۲ .ط.س. ج۳ص۲۴۸-۱۲ ظفیر۔
(۲) عالمگیری مصری فصل سادس فی الطلاق بالکتابۃ ج ۱ ص ۴۰۴ .ط ماجدیہ ج ۱ ص ۳۷۹ . ظفیر۔
(۳) (ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ مطلب الطلاق بالکتابۃ .ط.س. ج۳ص۲۴۶ . ظفیر۔

زبردستی شوہر سے طلاق نامہ پر کوئی انگوٹھا لگوالے تو اس سے طلاق نہ ہوگی

(سوال ۲۳۹) زید کی منشا اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے بالکل نہ تھی، زبردستی اس سے طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوالیا گیا، اس صورت میں زوجہ زید مطلقہ ہوجاوے گی یا نہ۔

(جواب) طلاق نامہ پر زبردستی شوہر سے نشانی انگوٹھا لگوانے سے طلاق نہیں ہوئی، قال فی الدر المختار فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ھنا کذا فی الخانیه الخ(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خسر کو لکھا کہ بروقت طلاق دختر آپ نے وعدہ فرمایا تھا، اس سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲٤۰) عمر نے اپنے خسر زید کو نوٹس اس مضمون کا بھیجا کہ آپ کے ذمہ میرا چھ سو ۶۰۰ روپیہ واجب تھا اور اس میں سے آپ نے مبلغ دو سو روپیہ تو میری زوجہ یعنی آپ کی دختر کے طلاق لینے کے وقت مہر میں وضع فرمائے الخ اس کے بعد دوسرا کارڈ بطریق نوٹس اس مضمون کا بھیجا کہ آپ نے بروقت طلاق دختر خود بمقام اجمیر روبرو گواہان وعدہ فرمایا تھا الخ اس صورت میں عمر کی زوجہ مسماۃ خالدہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں، بصورت مطلقہ ہوجانے کے وہ شوہر خود سے نان و نفقہ کب تک بارے کی مستحق ہے۔

(جواب) اس صورت میں مسماۃ خالدہ کو طلاق موافق اقرار عمر کے واقع ہوگئی۔(۲) اور نفقہ عدت کا ذمہ شوہر واجب ہے۔(۳) فقط۔

شوہر نے کہا تم لکھو میں دستخط کردوں گا بعد میں طلاق نامہ پر دستخط نہیں کیا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲٤۱) زوجین میں جھگڑا تھا، زوجہ کے والد نے زوجہ سے کہا کہ اس جھگڑے سے بہتر ہے کہ فارغ خطی طلاق لکھ دو، خواص لوگ جمع ہوئے اور حاضرین نے زوج سے پوچھا کہ کیوں طلاق نامہ لکھا جائے، زوج نے کہا کہ تم لکھو میں دستخط کردوں گا بعد تحریر زوج نے طلاق نامہ پر دستخط نہیں کئے، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں

(جواب) اس صورت میں ظاہر یہ ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ نہ تو خود طلاق نامہ لکھا ہے نہ دوسرے کے لکھے ہوئے پر یہ اقرار کیا کہ یہ تحریر میری طرف سے ہے، حالانکہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ تحریر طلاق کا وقوع اس کے سواء متصور نہیں کہ شوہر خود لکھے یا دوسرے کے لکھے ہوئے کو اپنی طرف منسوب کرے اور یوں کہے کہ بے شک یہ تحریر میری طرف سے ہے، دوسرے کی تحریر پر صرف دستخط بھی اقرار کے بغیر سود مند نہیں، زوج کا یہ کہنا کہ تم لکھو میں دستخط کردوں گا، بے شبہ اقرار کا ایہام پیدا کرتا ہے مگر صرف ایہام پر کوئی حکم قطعی متفرع

---

(۱) ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ ص ۲۳۶، نیز دیکھئے فتاویٰ قاضی خان علی ھامش فتاوی عالمگیری مصری الطلاق بالکتابة ج ۱ ص ٤٤۱ ط. ماجدیه ج ۱ ص ٤۷۲. ظفیر.

(۲) وکذا لو اقربا لطلاق کاذبا او ھازلاً وقع قضاءً لا دیانة ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹) اور اگر اس نے صحیح خبر دی ہے تو طلاق دیانۃً اور قضاءً دونوں طرح واقع ہوچکی واللہ اعلم ظفیر.

(۳) وتجب المطلقة الرجعی والبائن النفقة والسکنی والکسوة (در مختار) کان علیه ابدال المطلقة بالمعتدة لان النفقة تابعة للعدة (ردالمحتار باب النفقه مطلب فی نفقة المطلقة ج ۲ ص ۹۲۱ ط.س. ج۳ ص ۶۰۹) ظفیر.

نہیں ہو سکتا، یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ شوہر کا قصد ابھی طلاق کا نہیں، اپنے قصد یا اقرار کو آئندہ پر چھوڑتا ہے، پس جب کہ شوہر کی تحریر بھی نہیں، دوسروں کی تحریر پر اقرار نہیں اور تحریر سے پہلے ایسے قطعی الفاظ بھی ثابت نہیں کہ اقرار کے قائم مقام ہو سکیں تو پھر یہ موہم لفظ وقوع طلاق کے لئے کافی نہیں ہو سکتے و کذلك كل كتاب لم يكتبه بخطه و لم يمله بنفسه لا يقع به الطلاق اذا لم يقر انه كتابه كذا في المحيط فتاویٰ عالمگیری۔(۱)

والدہ کو لکھا کہ دباؤ پڑے تو کہہ دو کہ ہمارے لڑکے نے طلاق دے دی ہے کیا حکم ہے

(سوال ۲۴۲) زید نے اپنی بیوی کے بارے میں یہ الفاظ اپنے باپ کے پاس لکھ کر بھیجے، اگر محلّہ دہلیز سے کوئی کسی قسم کا دباؤ پڑے تو صاف صاف کہہ دو کہ ہمارے لڑکے نے طلاق دے دی ہے، ہم کو کچھ واسطہ نہیں ہے، زید کے والدین نے حصہ اس خط کے ہندہ کو اس کے والدین کے مکان پر بھیج دیا، اور بے تعلقی کہلا بھیجی، ہندہ عرصہ دس سال سے والدین کے مکان پر ہے، کیا ہندہ ایسی صورت میں دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

(جواب) اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی، بعد عدت کے (جو کہ تین حیض ہیں) عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے، اور جب کہ طلاق کو ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔(۲) تو اگر عورت کو اس عرصہ میں تین حیض آچکے ہیں تو فوراً اس کو نکاح ثانی کرنا جائز ہے۔

بنت فلاں کو طلاق دینا لکھا تو بھی طلاق ہو گئی

(سوال ۲۴۳) میری دو لڑکیاں خراتی خاں کے دو لڑکوں کے عقد میں آئی تھیں، جس کو چار پانچ برس ہو گئے، اب ان لڑکوں نے بوجہ رنجش کے رجسٹری شدہ خط میں طلاق نامہ لکھ کر بھیجا ہے، اور لڑکیوں کا نام نہیں لکھا ہے، بنت فلاں کر کے لکھا ہے، اگر طلاق ہو گئی تو تین ماہ کا نفقہ ان پر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں ان دونوں پر طلاق واقع ہو گئی،(۳) عدت کے بعد دوسرے شخصوں سے نکاح ان کا صحیح ہے، اور نفقہ عدت کا بذمہ شوہر لازم ہے۔(۴)

طلاق نامہ لکھوا کر جب انگوٹھا کا نشان لگا دیا جس کے دو گواہ بھی موجود ہیں تو طلاق ہو گئی

(سوال ۲۴۴) زید نے چار سال ہوئے ہندہ سے نکاح پڑھایا، لیکن نان نفقہ دینے سے برابر جی چراتا رہا، چنانچہ اب تک ہندہ مجبورانہ حالت میں اپنے باپ کے گھر رہتی ہے، ہر چند زید سے نان نفقہ کی طالب ہوئی لیکن زید نے کچھ خیال نہ کیا، زیادہ اصرار کرنے پر ایک روز زید نے ایک طلاق نامہ لکھوا کر اور اپنے انگوٹھے کا نشان دے کر ایک

---

(۱) عالمگیری مصری فصل فی الطلاق بالکتابة ج ۱ ص ۴۰۵ ط. ماجدیه ج۱ ص۳۷۹. ظفیر.

(۲) وان كانت مستبينة لكنها غير مر سومة ان نوى الطلاق يقع والا فلا ، وان كانت مر سومة يقع الطلاق نوى او لم ينوثم المر سومة لا تخلو ان ارسل الطلاق بان كتب اما بعد فانت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة (عالمگیری مصری فصل سادس فی الطلاق بالکتابة ج ۱ ص ۴۰۳ ط. ماجدیه ج۱ ص۳۷۸) ظفیر.

(۳) بخلاف ما لو ذكر اسمها او اسم ابيها او اسم امها او ولدها فقال عمرة طالق او بنت فلان طالق او بنت فلانة او ام فلان فقد صرحوا انها تطلق وانه لو قال لم اعن امرأتي لا يصدق قضاءً اذا كانت امرأته كما وصف ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۱ ط. س. ج۳ ص۲۴۸) ظفیر. (۴) وتجب لمطلقة الرجعي والبائن النفقة والسكنى والكسوة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۳۱ ط. س. ج۳ ص۶۰۹) ظفیر.

شخص کی معرفت ہندہ کے پاس بھیج دیا، طلاق نامہ کے حاشیہ پر چار گواہ ہیں، منجملہ ان کے دو گواہ اور ایک کاتب تین اشخاص زید کے طلاق دینے اور انگوٹھے کے نشان کی تصدیق کرتے ہیں، اور دو گواہ حاشیہ طلاق نامہ کے اور خود زید طلاق دینے سے انکاری ہیں اور طلاق نامہ کو جعلی بتلاتے ہیں، لیکن زید کے انگوٹھے کا نشان بجنسہ ہے، ذرا بھی اشتباہ نہیں، ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی ھکذا فی کتب الفقہ۔(۱)

شوہر نے لکھا کہ لفظ طلاق تین بار کہہ کر اپنی زوجہ کو حرام کرتا ہوں کیا حکم ہے

(سوال ۲۴۵) شوہر نے بایں مضمون طلاق لکھ کر بھیجی کہ میں لفظ طلاق تین بار کہہ کر اپنی زوجہ کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں، وہ جہاں چاہے نکاح کر لے، اس میں دو آدمیوں کی گواہی بھی تھی طلاق ہوئی یا نہیں۔

(جواب) صورت مسئولہ میں تین طلاق عورت پر واقع ہو گئیں، بدون حلالہ اس کا نکاح درست نہیں ہے ھکذا یفھم من کتب الفقہ۔ فقط۔

---

(۱) ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب ولو استکتب من آخر کتابا بطلاقها وقرأه الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه الخ وقع ان اقرا لزوج انه کتابه ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲۴۶) ونصابها من الحقوق مالاً کان او غیره کنکاح وطلاق الخ رجلان الخ اورجل و امرأتان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الشهادة ج ۴ ص ۵۱۵ ط.س. ج۵ص۴۶۵) ظفیر.

باب سوم

طلاق صریح یعنی وہ الفاظ جن سے بلا نیت طلاق واقع ہوتی ہے

بلا اضافت طلاق دے گا تو بھی واقع ہو جاوے گی

(سوال ۲٤٦)زید بوقت خصومت با خسر خود گفت یک طلاق دادم دو طلاق دادم بغیر خطاب وبغیر اشارہ نہ زوجہ زید در آنجا حاضر بود ونہ اسم زوجہ گرفتہ ونہ اسم پدرش بر زبان راندہ دریں صورت بدون نیت زید طلاق بر زنش واقع شد یانہ ،اگر زید در مجلس چنیں الفاظ گفت کہ ترجمہ آں این ست من از دختر عمر جدا گشتم ،ایں الفاظ از کنایات است یانہ واز یں الفاظ طلاق واقع شود یانہ۔

(جواب)اقول و بالله التوفيق قال في ردالمحتار ولا يلزم كون الاضافة صريحة في كلامه كما في البحر لو قال طالق قيل له من عنيت فقال امرأتي طلقت امرأته الخ ثم قال ويؤيده ما في البحر لو قال امرأة طلاق الخ وقال لم اعن امرأتي يصدق او ويفهم من انه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته الخ انما يحلف بطلا قها لا بطلاق غيرها .(۱)الخ جلد ۲۔ پس ہر گاہ زید گفتہ است کہ از یں لفظ طلاق، طلاق زوجہ ام مراد نیست زوجہ اش مطلقہ شود بدو طلاق وہر گاہ بعد ازاں دراں مجلس یا مجلس دیگر گفتہ کلمات یکہ ترجمہ اش این است کہ من از دختر عمر جدا گشتم ،ازین لفظ یک طلاق بائنہ بر زوجہ اش واقع شد وآں زن مطلقہ ثلثہ شد۔ لان البائن يلحق الصريح كذا في الدر المختار (۲)وازین کلام ملابعد ایں ہم واضح شد کہ مراد اولاً طلاق زوجہ خود بود ، پس بدون حلالہ نکاح زید بآں دوبارہ جائز نباشد۔ فقط۔

بیوی کا نام لکھ کر تلاک، تلاک، تلاک کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲٤۷)زید نے عمر کو یہ الفاظ لکھے عورت رسول تلاک، تلاک، تلاک،اور رسول زید کی زوجہ ہے،اس میں طلاق بوکالت عمر واقع ہو گی یا کیا،چونکہ عمر نے طلاق دینے کو رد کر دیا ہے تو طلاق ہو گی یا نہیں بينوا توجروا.

(جواب)اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی،اور عمر کی وکالت اس میں نہیں ہے اور عمر کے رد کر دینے سے طلاق رد نہ ہو گی ،در مختار میں ہے ويقع بهذه الا لفاظ وما بمعنا ها من الصريح ويدخل نحو طلاغ و تلاغ وطلاك وتلاك الخ۔(۳)فقط۔

کسی کے کہنے سے کہا طلاق دادم اور معنیٰ نہ جانتا ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۲٤۸)زید نے عمر سے یوں کہلایا اپنی زوجہ کو طلاق دادم ،اور عمر طلاق دادم کو نہیں سمجھتا، عمر کی زوجہ پر طلاق ہو گئی یا نہیں (۲)زید کی زوجہ زید کی والدہ کو بہت ستاتی ہے اور سمجھانے سے باز نہیں آتی تو زید اس کو طلاق دے دے یا نہیں۔

(جواب)(۱) محض طلاق دادم کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔

---

(۱)(ردالمحتار للشامی باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ و ج ۲ ص ۵۹۱ .ط.س.ج۳ص۲٤۸ . ۱۲ ظفير.
(۲)الصريح يلحق الصريح وملحق البائن بشر ط العدة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٤٥ .ط.س.ج۳ص۳۰٦) ظفير.(۳)ايضاً باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۱ .ط.س.ج۳ص۲٤۹ . ۱۲ ظفير.

(۴) اس صورت میں زید کے ذمہ طلاق دینا ضروری نہیں ہے اول زوجہ کو تنبیہ کرے تاکہ وہ اس کی والدہ کی اطاعت کرے، اگر نہ مانے تو اس کو علیحدہ مکان میں رکھے۔

بائن طلاق دے کربلا نکاح ساتھ رہا اس زمانہ کی طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال ۲۴۹) شخصے زن خود را یک طلاق بائن دادہ بلا عقد در خانہ خود با او قات بسری نمود و بعد انقضائے عدت ثانیاً اور ایک طلاق داد باز بنکاح خود دور آورد بار دیگر یک طلاق داد دریں صورت بر زنش طلاق ثلاثہ واقع خواہد شد یا چہ۔

(جواب) دریں صورت زن مطلقہ ثلاثہ نشدہ است کہ طلاق ثانی کہ بعد انقضائے عدت دادہ است واقع نہ شدہ فی الدر المختار کتاب الطلاق و محله المنكوحة وفي الشامي اى ولو معتدة عن طلاق رجعي او بائن الخ(۱) وفي آخر الكنايات واما المعتدة للو طئ فلا يلحقها۔(۲) وتفصيل المسئلة في الشامي۔(۳)

میری طرف سے اس کو طلاق ہے میں آباد نہیں کرنا چاہتا طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۵۰) ایک لڑکی جس کی عمر سولہ ۱۶ سال کی ہے اس کا شوہر گم ہے لڑکی کی زبانی معلوم ہوا کہ جس وقت وہ مجھ کو چھوڑ کر گیا تھا تو اس نے یہ الفاظ کہے تھے، تجھے میں اپنے گھر میں آباد نہیں کرنا چاہتا، میری طرف سے اس کو طلاق ہے، اس صورت میں لڑکی کا دوسرا نکاح صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) اس مسماۃ پر طلاق واقع ہو گئی، بعد عدت کے وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور عدت کی شمار اسی وقت سے ہو گی، جس وقت سے اس کا شوہر اس کو الفاظ مذکورہ کہہ کر گیا ہے، فقط۔

مرتد ہونے کے بعد بیوی کو جو تین طلاق دی وہ واقع نہ ہو گی

(سوال ۲۵۱) ایک شخص مرتد ہو گیا، اس کے بعد زوجہ کو تین طلاق دی تو یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر وہ تجدید اسلام کے بعد زوجہ کو رکھنا چاہے تو بلا حلالہ کے رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) مرتد ہونے سے نکاح فوراً فسخ ہو گیا اس کے بعد جو اس مرتد نے اپنی زوجہ کو قبل تجدید اسلام تین طلاق دی وہ واقع نہیں ہوئی، پس بعد طلاق دینے کے اگر شوہر تجدید اسلام کرے اور اس مطلقہ سے نکاح کرنا چاہے تو بدوں حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے، کما في الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل فلا ينقص عدداً الخ (۴) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۴ ط.س. ج۳ص ۲۳۰. ۱۲ ظفير۔
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٥٢ ط.س. ج۳ص ۳۱٤ . ظفير۔
(۳) مثاله لو طلقها بائنا او خالعها ثم بعد مضى حيضتين من عدتها مثلا وطئها عالما بالحرمة فلزمها عدة ثانية وتدا خلتا فاذا حاضت الثالثة فهى منهما ولزمها حيضتان ايضاً لا كمال الثانية فلو طلقها فى الحيضتين الاخرتين لا يقع لانها عدة وطئ لا طلاق افاده فى الذخيرة ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٥٢ ط.س. ج۳ص ۳۱٤) ظفير۔
(٤) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ص ۱۹۳. ۱۲ ظفير۔

بیوی کہتی ہے تین طلاق، شوہر ایک کہتا ہے، کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۲) زید اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو طلاق دے کر کہیں فرار ہو گیا، باستفسار مسماۃ ہندہ نے بیان کیا کہ مجھ کو بیک وقت تین طلاق دی ہے، جب زید واپس آیا تو بیان کیا کہ میں نے ایک طلاق دی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ زید تین طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اور زوجہ کے پاس تین طلاق کے گواہ نہیں ہیں تو قول زید کا اس بارہ میں معتبر ہے اور ایک طلاق رجعی ثابت ہے اور عدت کے اندر زید اپنی زوجہ کو رجوع کر سکتا ہے۔(۱)

بیوی کے متعلق کہا کہ اگر اس کے ہاتھ کی روٹی کھاؤں تو میری ماں بہن پر طلاق ہے

(سوال ۲۵۳) ایک شخص نے غصہ میں اپنی زوجہ کو یوں کہا کہ اگر اس کے ہاتھ کی روٹی کھاؤں تو میری ماں بہن پر طلاق ہے، اور پھر دو چار روز کے بعد کہا کہ میری ماں بہن ہے، اور پھر ایک دفعہ فقط طلاق دینے کا لفظ زبان سے ادا کیا اور کچھ نہیں کہا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر کچھ گنجائش عورت کے رکھنے کی ہو تو بتلادیں۔

(جواب) اول کے دو جملے تو لغو ہیں ان سے طلاق واقع نہیں ہوئی مگر پھر جو لفظ طلاق کا زوجہ کو مخاطب کر کے یا زوجہ پر غصہ کر کے زبان سے نکالا تو اس سے اس پر ایک طلاق واقع ہو گئی۔(۲) مگر صرف ایک دفعہ طلاق دینے سے رجعی طلاق ہوتی ہے، اس میں عدت کے اندر رجوع کرنا بدون نکاح کے درست ہے۔(۳) فقط۔

طلاق دیتے ہیں کہنے سے طلاق ہو گئی

(سوال ۲۵۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مارا، وہ میکہ میں چلی آئی، لوگوں نے کہا کہ تمہاری جورو ہے تم اس کو بلاؤ، اس پر شوہر نے کہا کہ ہماری جورو ہوتی تو بلاتے اور جب گھر سے نکل گئی تو ہمارے رکھنے کے قابل نہیں ہے، اس سے پہلے ایک روز شوہر نے کہا کہ ہم طلاق دیتے ہیں تو طلاق ہوئی یا نہیں، عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر یہ الفاظ بھی شوہر نے کہے تھے کہ ہم طلاق دیتے ہیں، تو طلاق اس عورت پر واقع ہو گئی، عدت کے بعد دوسرے شخص سے نکاح درست ہے،(۴) فقط۔

---

(۱) اذا طلق الرجل امرأ ته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك اولم ترض لقوله تعالىٰ فامسكو هن بمعروف من غير فصل (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷٤) ظفير.

(۲) ولا يلزم كون الا ضافة صريحة فى كلامه لما فى البحر لو قال طالق فقال من عنيت فقال امرأتى طلقت امرأ ته ردالمحتارباب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ .ط.س.ج۳ص۲٤۸) ظفير.

(۳) اذا طلق الرجل امرأ ته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يرا جعها فى عدتها رضيت بذلك او لم ترض لقوله تعالىٰ فامسكوهن بمعروف من غير فصل (هدايه ب اب الرجعة ج ۲ ص ۳۷٤) ظفير.

(٤) لا ن المضارع حقيقة فى الحال مجاز فى الا ستقبال كما هو احد المذاهب وقيل بالقلب وقيل مشترك بينهما وعلى الا شتراك يرجع هنا ارادة الحال بقرينة كونه اخباراً عن امرقائم فى الحال وذلك ممكن فى الا ختيار ردالمحتارباب تفويض الطلاق ج ۲ ص ٦۵۷ .ط.س.ج۳ص۳۱۹) ظفير.

شوہر کہتا ہے کہ میں نے کہا طلاق دی اور گواہ کہتے ہیں کہ لفظ دی تین مرتبہ کہا کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۵)خالد کی زوجہ زید کی دختر اپنے والدین کے گھر گئی، زید نے دو آدمی بلانے کو بھیجے مگراس کے ساس نے نہیں بھیجی، آخر خالد خود گیا تب بھی ساس نے بھیجنے سے انکار کیااور سخت گوئی سے پیش آئی، خالد نے غصہ میں آکر یہ کہاکہ زید کی بیٹی جمال النساء کو طلاق دی، بعض گواہوں کے بیانات میں بھی یہ ہی الفاظ ہیں کہ زید کی بیٹی جمال النساء کو طلاق دی، اور بعض گواہوں کے بیانات میں یہ ہے کہ زید کی بیٹی جمال النساء کو طلاق دی، دی، دی یعنی لفظ دی مکرر سکرر مذکور ہے تو اس صورت میں زید کی دختر خالد کی زوجہ پر کتنی طلاق واقع ہوں گی۔

(جواب)اس صورت میں شوہر کے بیان میں صرف ایک دفعہ طلاق دی کا لفظ مذکور ہے اور باقی بیانات مختلف ہیں اور گواہی مخدوش ہے(۱) اور بعض بیانات میں جو لفظ دی، دی کا تکرار ہے وہ تاکید پر بھی محمول ہو سکتا ہے۔ اگر خالد اس کا مدعی ہو، لہٰذا خالد کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی حسب بیان سائل واقع ہوئی، اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر رجعت بلا نکاح کے جائز ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید کی ساتھ رجعت ہو سکتی ہے۔(۲) فقط۔

طلاق نامہ میں فارغ خطی کا لفظ نہ بھی ہو، تو بھی طلاق ہو جاتی ہے

(سوال ۲۵۶) شفیع محمد نے اپنی عورت کو طلاق دے کر طلاق نامہ لکھوادیا، اور طلاق نامہ میں فارغ خطی کا لفظ لکھوایا تو یہ طلاق واقع ہو گئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں شفیع محمد کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی شامی میں ہے ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقرارٌ بالطلاق وان لم يكتب. ولو استكتب من اخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فاتا ها وقع ان اقرالزوج انه كتابه الخ شامی (۳) ص ۴۲۹ جلد ثانی۔ فقط۔

دو میں سے ایک عورت سے لڑائی ہوئی اس نے کہا طلقتک ثلاثہ تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۷)رجل تنازع هى احدىٰ امرأته وقال يا طلقتك ثلاثة ولم تكن امرأ ته حاضرةً عنده ايضاً او قال طلقت منكوحةً طلاقا ثلاثاً .ثم قيل له من عنيت فقال لم اعن امرأ تي وله امرأ تا ن هل يقع عليهما او علىٰ احد هما .

(جواب)فی هذه الصورة تطلق امرأ ته التى تنازع معها لانه قال بحرف النداء يا طلقتك ثلاثافالتادى هى المتنازعة و ان لم تكن موجودة حاضرة فانه لا اثر لعدم حضور المرأة اوقال طلقت منكوحة طلاقاً ثلاثا فقوله منكوحةً ان كان شاملاً لا مرأتين لكن التنازع قرينة على ان المراد هى المتنازعة فتطلق طلاقا مغلظا ولم يصدق قوله لانه صرح بحرف النداء وكاف الخطاب او بقوله

---

(۱)وكذا تجب مطابقة الشهادتين لفظا و معنى بطريق الوضع (در مختار) قوله بطريق الوضع اى بمعنا ه المطابقى وهذا جعله الزيلعى تفسير اللموافقة فى اللفظ الخ ردالمحتارباب الا حتلاف فى الشهادة ج ٤ ص ٥٣٩ .ط.س. ج۵ص۴۹۳) ظفير.
(۲)اذا طلق الرجل امرأ ته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يرا جعها فى عدتها رضيت بذلك او لم ترضَ (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۴) ظفير.
(۳)(ردالمحتار كتاب الطلاق مطلب فى الطلاق بالكتابة ج ۲ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۳ص۲٤٦. ظفير.

منکوحة فکیف یصدق قوله لم اعن امرأته وقد قال فی الشامی ولا یلزم کون الا ضافة صریحة فی کلامه الخ فقط.(۱)

معافی مہر کے بعد طلاق دیتا ہوں کی تحریر سے کون سی طلاق واقع ہوگی

(سوال ۲۵۸) زید کا اپنی منکوحہ سے جھگڑا ہوا، عورت نے شوہر سے مفارقت چاہی، زید نے فوراً چار شخصوں کو بلالیا، اور اپنی عورت سے کہا کہ تم اپنا مہر معاف کر دو تاکہ تم کو طلاق دوں عورت نے جواب دیا کہ بالعوض مہر کے اگر تم دونوں بچوں کو مجھ کو دو تو میں مہر معاف کر دوں زید نے ایک تحریر بچوں سے لا دعویٰ ہونے کی لکھ دی، عورت نے معافی مہر کے ایک تحریر لکھی اور زید نے طلاق نامہ لکھا اور کہا کہ قطعی علیحٰدگی چاہتا ہوں اور یہ الفاظ لکھے کہ میں اپنی عورت منکوحہ کو طلاق دیتا ہوں، اس صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی، رجعت درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں طلاق بائنہ واقع ہوگئی، (۲) رجعت درست نہیں ہے، البتہ نکاح جدید بلا حلالہ کے ہو سکتا، (۳) فقط۔

زبان سے نکلا طلاق دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۹) ایک روز ظہر کی سنت پڑھ کر جو بیٹھا تو کچھ وسواس دل میں آیا اور یہ لفظ زبان سے کہا طلاق دی، تو بعد کو خیال آیا، اور بہت پریشانی ہوئی کہ اب شادی نہیں کر سکتے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) صرف طلاق دی کہہ دینے سے طلاق واقع نہیں ہوئی، خصوصاً جس صورت میں کہ کہنے والے کا نکاح ہوا بھی نہ ہو، لہٰذا اگر صورت مسئولہ میں زوجہ موجود ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی، اور اگر نہیں ہے تو شادی بلا شبہ کر سکتا ہے۔ فقط۔

کہا گیا طلاق دی؟ شوہر نے کہا ہاں ایسا ہی سمجھو کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۰) زید اور اس کی زوجہ میں رنجش ہو کر بیوی اپنے میکہ چلی گئی، زید نے یہ سمجھ کر طلاق دینے کے واسطے لفظ طلاق ہی ادا کرنے سے طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں، زید نے اردو میں ایسے الفاظ استعمال کئے جس سے سامعین کو اس کی طلاق دینے کا شبہ ہو کر اس سے پوچھا گیا تو نے اپنی بیوی کو طلاق دی، اس نے کہا ہاں ایسا ہی سمجھو، پھر پوچھتے کیا ہو، ایک عرصہ کے بعد بیوی کے رشتہ داروں سے کہا کہ وہ بیوی اپنے میکہ رہ جائے اور مجھ پر جو حق مہر اس کا ہے میں ادا کر دیتا ہوں اور وہ میرے زیورات ادا کر دے، لیکن پھر یہ معاملہ ناتمام رہا، اب چھ مہینہ گذرنے کے بعد میاں بیوی میں اتفاق ہو گیا، شرعاً جو حکم ہو تحریر فرمائیے۔

---

(۱) دیکھیے ردالمحتار للشامی باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص۲۴۸-۱۲۷ ظفیر.
(۲) وبالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۰ ط س ج۳ص۴۴۴ . ظفیر (۳) وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالا جماع ومنع غیره فیها لا شتباه النسب (در مختار) قوله بالا جماع راجع الی قوله فی العدة وهو جواب عن سوال هو ان قوله تعالی ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب اجله یعنی انقضاء العدة عام فکیف جاز للزوج تزوجها فی العدة والنص بعمومه یمنعه والجواب انه خص منه العدة من الزوج نفسه بالا جماع ردالمحتار باب الرجعة ج۲ ص ۷۳۸ .ط.س. ج۳ص۴۰۹) ظفیر.

(جواب) اس صورت میں زید کے ان الفاظ سے جواب سوال سامعین کے، کہ تونے اپنی بی بی کو طلاق دی، ایسا ہی سمجھوالخ اس کی زوجہ پر ایک طلاق واقع ہو گئی (۱) اور چونکہ خلع کا قصہ طے نہ ہوا، اس لئے وہ طلاق بائنہ نہیں ہوئی بلکہ وہ طلاق رجعی رہی، اس میں عدت کے اندر رجعت درست ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید کی ضرورت ہے۔ (۲) فقط۔

جبر کی وجہ سے جب بلا اضافت یہ کہے کہ طلاق ہے تو طلاق ہو گی یا نہیں

(سوال ۲۶۱) زید سے اس کی سسرال والوں نے اس کی زوجہ ہندہ کو بجبر طلاق دلانی چاہی زید نے مجبوراً..... کھڑے ہو کر صرف لفظ طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے کہا نہ تو ہندہ کا نام لیا اور نہ یہ کہا کہ میں نے طلاق دی نہ وہ طلاق دینا چاہتا تھا، اس صورت میں ایک طلاق ہو گی یا تین، سنا ہے کہ اگر ایک ہیئت سے ہزار بار طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے، یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) یہ تو غلط ہے کہ ایک ہیئت سے ہزار بار بھی طلاق دے گا تو ایک طلاق ہو گی، بلکہ اگر ایک دفعہ ایک مجلس میں بھی کوئی مرد اپنی عورت کو تین طلاق یا زیادہ دے دے تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاتی ہے، لیکن اس صورت مسئولہ میں وجہ طلاق واقع نہ ہونے کی دوسری ہے، وہ یہ ہے کہ اس نے طلاق کی نسبت اور اضافت اپنی زوجہ کی طرف نہیں کی اور نہ اس کا نام لیا نہ اشارہ کیا، اور اس کی نیت اور غرض بھی اپنی زوجہ کو طلاق دینے کی نہ تھی، لہذا اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق نہیں ہوئی۔ فقط۔ (۳)

کہا کہ فلاں سے شادی کرے تو طلاق صحیح ورنہ نہیں کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۲) عزیز اللہ جو ولد محمد جو نے اپنی منکوحہ کو اس شرط پر طلاق دی کہ اگر وہ زوجہ کے علیاً کی ہمراہ شادی کرے تو میری طلاق صحیح اور واجب العمل ہو گی، اور اگر کسی دوسرے شخص سے اس کی والدین اس کا نکاح کریں تو میری طلاق غیر صحیح اور ناواجب العمل تصور کی جاوے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں عزیز اللہ جو کی منکوحہ پر طلاق واقع ہو گئی، اور یہ شرط لغو ہے کہ وہ مسمّی علیاً سے نکاح کرے اور کسی سے نہ کرے بلکہ بعد طلاق کے مسماۃ مذکورہ کو اختیار ہے کہ جس سے چاہے نکاح کرے یا نہ کرے در مختار میں ہے وما يصح ولا يبطل بالشرط الفاسد الخ والنكاح والطلاق والخلع الخ قال فی الشامی قوله والطلاق كطلقتك على ان لا تتزوجی غیری بحرو الظاهر انه اذا قال ان لم تتزوجی غیری فكذلك ويأتي بيانه الخ ص ۲۲۹ جلد رابع شامی۔ (۴) باب المتفرقات ۔ وفی اول باب التعليق سئل

---

(۱) ولو قیل له طلقت امرأتك فقال نعم او بلى بالهجاء طلقت واحدة رجعية (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۲ ط.س. ج۳ص ۲۴۹) ظفیر. (۲) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك اولم ترض الخ (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۴) عدت گذر جانے کے بعد عورت بائنہ ہو جائے گی اس لئے نکاح جدید کی ضرورت ہو گی. (۳) صريحه مالم يستعمل الا فيه كطلقتك وانت طالق ومطلقة قيد بخطا بها لانه لو قال ان خرجت يقع الطلاق اولا تخرجی الاباذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الا ضافة اليها (در مختار) ای المعنوية فانها الشرط والخطاب من الاضافة وكذا الاشارة نحو هذه طالق وكذا نحو امرأتی طالق وزينب طالق ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص ۲۴۷) ظفیر. (۴) دیکھئے ردالمحتار باب المتفرقات ج ۴ ص ۳۱۶ و ج ۴ ص ۳۱۷ ط.س. ج۵ص ۲۴۷. ظفیر

عمن قال لزوجته انت طالق ان لم تتزوجي بفلان فاجاب لا خفاء في ان مراد الزوج بهذا التعليق انما هو عدم تزوجها بفلان بعد زوال سلطانه عنها بالفصال العصمة والقضاء العدة وهي حينئذ في غير ملكه فيكون لغواً فيلغو الشرط ويبقى قوله انت طالق فتطلق منجزاً الخ ص ٤٩٤ شامي جلد ثاني باب (۱) التعليق .

شوہر نے کہا چلنے کے دن طلاق دے چکا تھا اب عدت کب سے شمار ہوگی

(سوال ۲۶۳) ایک شخص نے ایک عورت سے اس معاہدہ پر نکاح کیا کہ اگر تجھ کو طلاق دوں گا تو پچاس روپیہ جرمانہ کے دوں گا، پھر اس نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا، اور دوسری منکوحہ کو ہمراہ لے کر سفر میں چلا گیا، چار سال ہو چکے ہیں، تقریباً ۷ ماہ ہوئے کہ وہ شخص لکھنو کی طرف ایک معتبر شخص سے ملا، اس نے عورت کی بابت دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں تو اس کو طلاق اسی ہی روز دے چکا تھا جب وطن کو چھوڑ کر آیا تھا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے سفر میں جانے کے وقت اس پچاس روپیہ کے خوف سے بظاہر طلاق نہیں دی تھی، عورت مذکورہ کو عقد ثانی کرنا جائز ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اگر شوہر طلاق سے انکار کرے تو صرف ایک کی شہادت سے طلاق ثابت نہیں ہوتی۔ (۲) البتہ اگر شوہر کو اس فقرہ کا جو اس نے اس معتبر شخص کے سامنے کہا ہے اقرار ہو تو طلاق اس وقت سے ثابت ہوگی جس وقت اس نے یہ لفظ کہا کہ میں تو اس کو طلاق اسی روز دے چکا تھا الخ اسی وقت سے عدت شمار ہوگی۔ (۳) اور عدت کے بعد عورت مذکورہ کو عقد ثانی کرنا جائز ہوگا۔ فقط۔

عدت کے بعد نکاح کیا اور مرنے سے دو تین دن پہلے طلاق دے دی کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۴) زید نے ہندہ مطلقہ سے بعد عدت کے نکاح کیا، بعد دس پندرہ یوم کے اندر بیمار ہو گیا، ہندہ چونکہ گھر کی نگرانی سے بے پرواہ اور چال چلن کی خراب تھی، زید نے بایں خوف کہ کوئی مہلک چیز نہ کھلا دے، بغرض احتیاط اپنے عزیزوں سے کہا کہ اتنے میں بیمار ہوں اس کو میرے سے الگ کر دو، اسی اثناء میں وہ حاملہ ہو گئی تھی، زید انکار کرتا تھا کہ یہ حمل میرا نہیں، ہندہ کہتی تھی کہ اسی کا ہے، بعد ازاں زید نے اس کو طلاق دے دی تیسرے دن زید کا انتقال ہو گیا، اس صورت میں زید کا نکاح درست ہوا یا نہیں، اور یہ طلاق معتبر ہے یا نہیں، اور ہندہ کو میراث پہنچے گی یا صرف مہر ہی کی مستحق ہے۔

(جواب) زید کا نکاح صحیح ہو گیا اور طلاق بھی واقع ہو گئی، مگر چونکہ زید نے اپنے مرض الموت میں ہندہ کو طلاق دی ہے، اس لئے ہندہ وارث ترکہ زید سے ہوگی اور مہر بھی پورا ملے گا۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۷۹ . ط.س. ج۳ص ۳۴۳ . ظفير . (۲) وماسوى ذلك من الحقوق يقبل فيها بشهادة رجلين او رجل و امرأ تين سواء كان الحق مالاً او غير مال مثل النكاح والطلاق (هدايه كتاب الشهادة ج۳ ص ۱۵۴ ظفير . (۳) ويلزم المرأ ة عند زوال النكاح (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۴ . ط.س. ج۳ص ۵۰۳) فالعدة من وقت الطلاق لا من وقت القضاء ج ۲ ص ۸۳۹ . ط.س. ج۳ص ۵۲۰) ظفير . (٤) من غالب حاله الهلاك بمرض الخ فلو ابا نها وهي من اهل الميراث طائعابلا رضا ها وهو كذلك ومات ورثت هي منه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب طلاق المريض ج ۲ ص ۷۱۵ . ط.س. ج۳ص ۳۸۶،۳۸۴) ظفير .

لفظ طلاق پانچ مرتبہ کہا کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۵) زید نے بحالت غصہ اپنی زوجہ کو پانچ مرتبہ یہ کلمہ کہا، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق اس صورت میں زوجہ زید مطلقہ ہوئی یا نہ۔

(جواب) اس صوت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، اور وہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی، اور وہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی، جیسا کہ شامی میں تصریح ہے و طلاق الغضبان واقع الخ (۱) اور بلکہ اکثر باعث طلاق کا غصہ ہی ہوتا ہے اور بعض کنایات میں فقہاء نے حالت غضب کو قرینہ وقوع طلاق کا فرمایا ہے اگرچہ نیت طلاق کی نہ ہو وھذا اوضح دلیل علی ان الغضب لاینا فی وقوع الطلاق۔ فقط۔

صرف سسر کے اس کہنے سے کہ میں نے سنا ہے طلاق دے دی، طلاق نہ ہو گی

(سوال ۲۶۶) خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی منکوحہ کو طلاق نہیں دی۔ زید کا سسر کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی ہے، اور لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے زید نے اپنی منکوحہ زوجہ کو فارغ خطی نہیں دی۔

(جواب) اس صورت میں فارغ خطی شرعی طریق سے ثابت نہیں ہے لہذا عورت مذکورہ زید کے نکاح میں ہے، اسی کو ملے گی۔

جب تک میرا روپیہ ادا نہ کرے گی تجھ پر طلاق پھر کہا طلاق دے چکا ہوں اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۷) خاوند نے اپنا روپیہ گن کر کہا کہ میرا روپیہ تو نے نکالا ہے، میرا روپیہ دے، عورت نے کہا میرے پاس نہیں ہے، خاوند نے کہا جب تک میرا روپیہ ادا نہ کرے گی تجھ پر طلاق ہے، اس کے بعد جس شخص نے اس سے دریافت کیا کہ اپنی عورت کو کیا طلاق دے دی، اس نے کہا میں طلاق دے چکا ہوں، چند آدمیوں سے بھی کہا کہ میں دے چکا ہوں، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور وہ دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) شوہر نے لوگوں کے دریافت کرنے پر جو بار بار کہا کہ میں طلاق دے چکا ہوں، اگر اس سے خبر دینا اسی سابق طلاق کا تھا تو اس کی زوجہ پر ایک طلاق جو اول دی تھی واقع ہوئی، (۲) اب عورت سے جدید نکاح کر سکتا ہے۔

اگر فلاں کام کرو گی تو طلاق دے دوں گا پھر بتایا کہ بیوی کو شرطیہ طلاق دے دی کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۸) زید نے غصہ میں اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم فلاں کام کروں گی تو تمہیں طلاق دے دوں گا، اس کے بعد زید نے اپنی ماں سے یہ کہا کہ لیجئے میں نے آپ کی خاطر اپنی بیوی کو شرطیہ طلاق دے دی، آیا اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زید نے جو اپنی والدہ سے کہا کہ میں نے شرطیہ طلاق دے دی ہے اور اس سے مراد اس کی وہی شرطیہ طلاق ہے، جو اس نے اپنی زوجہ سے کہا تھا کہ اگر تو فلاں کام کرے گی تو تجھ کو طلاق دے دوں گا، تو یہ

---

(۱) ویقع طلاق من غضب خلافا لا بن القیم ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷. ط.س. ج۳ ص ۲۴٤) ظفیر۔

(۲) لو قال لها انت طالق طالق او انت طالق انت طالق او قال قد طلقتك قد طلقتك او قال انت طالق وقد طلقتك قد طلقتك او قال انت طالق وقد طلقتك تقع ثنتان اذا کانت المرأة مد خولا بها ولو قال عنیت بالثانی الا خبار عن الا ول لم یصدق فی القضاء ویصدق فیما بینه وبین الله (عالمگیری مصری باب ثانی ایقاع الطلاق ج ۱ ص ۳۷۹. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۳۵۵)

وعدہ ہے، اس سے شرط پائے جانے پر بھی طلاق واقع نہیں ہوئی بلکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر زید طلاق دے گا تو واقع ہوگی ورنہ نہیں، لہٰذا زید کو کفارہ وغیرہ دینے کی کچھ ضرورت نہیں ہے، الفاظ مذکورہ سے بدون زید کے طلاق دینے کے طلاق واقع نہ ہوگی، اگرچہ ان کاموں میں سے اس کی عورت کوئی کام کر لے کما فی الهدایه (۱) وغیرہ من ان الطلاق بلفظ الاستقبال وعد۔ فقط۔

اگر نکاح کیا ہے تو طلاق سمجھو کہنے سے طلاق ہوگئی یا نہیں

(سوال ۲۶۹) زید شوہر نے بحالت لڑائی زوجہ عابدہ کو یہ کہا کہ نکاح کیا اگر ہے بھی طلاق سمجھو، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر واقعی زید نے نکاح کر لیا تھا تو اس کے اس کہنے سے کہ اگر ہے تو طلاق سمجھو، عابدہ پر طلاق واقع ہوگئی، (۲) عدت کے بعد وہ دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔ فقط۔

دو آدمی کے سامنے کہا کہ میں نے طلاق دے دی کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۰) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کی نانی نے زید سے کر دیا، زید چھ سات برس سے کہیں باہر رہتا ہے اور ہندہ سے کسی طرح کا تعلق نہیں رکھتا حتی کہ اتنی ہی مدت سے نان و نفقہ بھی نہیں دیا، البتہ دو آدمیوں کے سامنے یہ کہا ہے کہ میں نے تو ہندہ کو طلاق دے دی، اس صورت میں ہندہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔

(جواب) جب کہ طلاق پر شرعی شہادت موجود ہے تو ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی اس کو بعد عدت کے نکاح ثانی کا اختیار ہے۔ کما فی الهدایه وغیرہ وما سوی ذلك من الحقوق یقبل فیها شهادة رجلین او رجل و امرأتین سواء کان الحق مالاً او غیر مال مثل النکاح والطلاق الخ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شوہر ایک طلاق دینا بیان کرے اور گواہ سات تو کیا کیا جائے گا

(سوال ۲۷۱) ایک شخص نے اپنی عورت کے ساتھ جھگڑا فساد کر کے گھر سے نکال دیا، شہر میں مشہور ہوگیا کہ فلاں شخص نے عورت کو طلاق دے دی، بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورت کو اس نے سات طلاقیں دی، قاضی نے اس شخص سے دریافت کیا تو اس نے سات طلاق سے انکار کیا، ایک طلاق کا اقرار کیا، قاضی نے پھر ان کا نکاح کر دیا، اب دو شخص کہتے ہیں کہ اس شخص نے ہمارے روبرو اقرار کیا تھا کہ میں نے اپنی عورت کو سات طلاق دی ہیں، تو اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہوگا۔

(جواب) اگر وہ دو شخص عادل جو یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے ہمارے سامنے اقرار سات طلاق کا ہے تو اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ تین طلاق سے زیادہ شریعت میں لغو ہو جاتی ہیں اور تین طلاق سے عورت حرام مغلظہ ہو جاتی ہے، اور بدون حلالہ کے شوہر اول اس سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا، لہٰذا قاضی نے جو نکاح ان کا بدون حلالہ کے کر دیا وہ صحیح نہیں ہے اور شوہر کا اقرار کرنا بعد اقرار مذکورہ کے معتبر نہیں ہے، البتہ اگر وہ دو گواہ اقرار کے

---

(۱) وانا اطلق نفسی لم یقع لا نه وعد (در مختار) وعبارة الجوهرة وان قال طلقی نفسك فقالت انا اطلق لم یقع قیا ساو استحسانا ا ه ردالمحتار باب تفویض الطلاق ج ۲ ص ٦٥٨ .ط.س.ج۳ص۳۱۹) ظفیر.
(۲) ویقع طلاق کل عاقل بالغ الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ .ط.س.ج۳ص۲۳۵) ظفیر.
(۳) هدایه کتاب الشهادة ج ۳ ص ۱٥٤ و ج ۳ ص ۱۵۵ . ظفیر.

عادل و معتبر نہ ہوں اور شوہر سات طلاق کا لفظ کہنے سے انکار کردے تو پھر بموجب اس اقرار کے جو قاضی کے سامنے کیا ہے ایک طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوئی اور دوبارہ نکاح صحیح ہو گیا قال الله تعالیٰ الطلاق مرتان فامساك بعمروف او تسريح باحسان الیٰ قوله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجا غيره۔(۱) فقط۔

پہلے طلاق کا شوہر اقرار کرتا رہا اب انکار کرتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۲) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور لوگوں کے دریافت کرنے پر جواب دیا کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور چند مرتبہ طلاق دے چکا ہوں، اب زید طلاق سے انکار کرتا ہے، یہ انکار معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر دو گواہ عادل یعنی نمازی پرہیز گار طلاق کے گواہ ہیں یعنی جن کے سامنے زید نے یہ کہا کہ میں تو چند مرتبہ طلاق دے چکا ہوں، ان میں اگر دو گواہ بھی عادل و ثقہ ہیں، اس صورت میں طلاق ثلاث ہو گئی، اور زید کا انکار معتبر نہیں ہے۔(۲) فقط۔

ذیل کی صورت میں دونوں بیویوں کو طلاق پڑی یا ایک کو اور کتنی پڑی

(سوال ۲۷۳) شخص دوزن دارد بماہر دوزن در امور خانگی منازعت شدہ درامیاں گفت شمارا یک طلاق دادم، کسے گفت ایں چہ طلاق دادی، طلاق نہ شدہ است ..... گفت شمارا یک طلاق، دو طلاق، سہ طلاق دادم، دریں صورت ہر دوزن مطلقہ بسہ طلاق گردید یا چگونہ۔

(جواب) دریں صورت بہ ہر یک زن او سہ طلاق واقع شد قال فی الدر المختار قال لنسائه الا ربع بينكن تطليقة طلقت كل واحدة تطليقةً وكذا لو قال بينكن تطليقتان اوثلث اواربع الا ان ينوى قسمة كل واحدة بينهن فتطلق كل واحدة ثلاثا الخ در مختار قوله فتطلق كل واحدة ثلاثا اى الا فى التطليقتين فيقع على كل واحدة منهن طلقتان كذا فى كافى الحاكم الشهيد و مثله فى الفتح والبحر شامی جلد ۲ (۳) ص ۵۹۴۔

تجھ کو طلاق ہے چلی جا کہنے سے کون طلاق واقع ہوئی

(سوال ۲۷۴) رمضانی نے اپنی زوجہ کو کسی قصور پر یہ کہا تجھ کو طلاق ہے تو چلی جا، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں رمضانی کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔(۴)

---

(۱) سورة البقرہ . ۲۹ . ظفير.
(۲) وما سوىٰ ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين اورجل و امرأتين (هدايه ج ۲ ص ۱۵٤) ظفير.
(۳) ردالمحتار باب طلاق غير المدخول بها ج ۲ ص ٦۳۱ و ج۲ ص ٦۳۲. ظفير.
(٤) ويقع طلاق كل عاقل بالغ الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹. ط.س. ج۳ ص ۲۳۵) الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة (در مختار) واذا لحق الصريح البائن كان بائنا ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٤۵. ط.س. ج۳ ص ۳۰٦) ظفير.

بیوی سے کہا کہ مجھے تم سے تعلق نہیں طلاق دے دی پھر خط کے ذریعہ داداکو اطلاع دی کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۵) محمود نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ مجھے تم سے کچھ تعلق نہیں، میں نے تمہیں طلاق دے دی، اس کے بعد ایک پرچہ اپنے داداکو لکھا کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی، اس صورت میں طلاق بائن واقع ہوئی یا مغلظہ۔

(جواب) اس صورت میں محمود کی زوجہ پر دو طلاق بائنہ واقع ہوئی، (۱) بشرط یہ کہ اس پرچہ میں جو باپ کے پاس طلاق کے بارے میں بھیجا ہے، اس سے مراد اسے طلاق زبانی کی خبر دینا ہو تو اس صورت میں تین طلاق نہ ہوں گی، اور بدون حلالہ کے محمود اس مطلقہ سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے، بدون نکاح کے رجعت صحیح نہیں ہے، در مختار وغیرہ۔ فقط۔

طلاق وحلف کے ساتھ سچ کہنے کو کہا گیا مگر پھر بھی جھوٹ کہا کیا حکم ہے

(سوال ۲۷٦) ایک شخص کو حلف وطلاق کی نسبت کہا گیا فلاں بات سچ کہنا حلف اٹھا کر جھوٹ کہہ گیا، طلاق کی نسبت اس نے یہ کہا کہ اب میں بوڑھا ہوں عورت میرے سے طلاق ہی ہے، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔

(جواب) شامی جلد ثانی ص ۴۲۹ باب الصریح میں ہے فقال انی حلفت بالطلاق انی لا اشرب و کان کاذبا فیہ ثم شرب طلقت الخ۔ (۲) پس اس عبارت سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں اگر اس نے جھوٹا حلف اٹھایا تو اس کی زوجہ مطلقہ ہو جاوے گی۔ فقط۔

طلاق کے بعد شوہر کے پاس جا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۷) عرصہ چھ سال کا ہوا، ایک عورت کو اس کے خاوند نے بر سر عدالت طلاق دے دی، اور اس عورت کے ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی، اب وہ یہ کہتی ہے کہ میں خاوند کے یہاں جاؤں گی اور اس بات پر رضا مند ہیں کہ یہ ہی عورت آجاوے تو بہتر ہے، اس کے خاوند کی بھی یہ ہی صلاح ہے، سو جیسے حکم شریعت کا ہو اس کے مطابق نکاح کیا جاوے۔

(جواب) اگر تین طلاق اس کے شوہر نے نہیں دی تھی تو بلا حلالہ کے اس عورت کا نکاح شوہر اول سے درست ہے۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

طلاق بائن دیا اور تین مرتبہ کہا مگر تاکید کی نیت سے کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو زوجہ کی غیبت میں ایک شخص کے سامنے طلاق دی، اور مطلق یعنی طلاق دینے والا کہتا ہے کہ میں نے طلاق بائن، طلاق بائن، طلاق بائن، کہا اور میری نیت اس تکرار سے تین طلاق کی نہ تھی فقط طلاق بائن کی تاکید کا ارادہ تھا، یہ حلفیہ اور یمین سے بیان کرتا ہے اور زید کے سوا کوئی دوسرا گواہ نہیں

---

(۱) اذا لحق الصریح البائن کان بائنا لان البینونۃ السابقۃ علیہ تمنع الرجعۃ (ایضا. ط.س. ج ۳ ص ۳۰٦) ظفیر۔

(۲) (ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰. ط.س. ج ۳ ص ۲٤۸. ظفیر۔

(۳) وینکح مبانتہ بما دون الثلاث فی العدۃ وبعدھا بالا جماع ومنع غیرہ منھا لا شتباہ النسب (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الرجعۃ ج ۲ ص ۷۳۸. ط.س. ج ۳ ص ٤۰۹) ظفیر۔

ہے، کیا حکم ہے۔

(جواب) شوہر کے بیان کے موافق...... اس صورت میں بھی قضاءً تین طلاق بائن (مغلظہ) واقع ہوئی، کما فی ردالمحتار فی قوله وان نوی التا کید دین الخ ای وقع الکل قضاءً (۱) وفی باب الکنایات الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدة الخ۔ (۲) پس صریح الفاظ میں جو طلاق بائن دی جاوے، اس کو دوسرے اور تیسرے طلاق بائن لاحق ہو سکتی ہے، لہذا اس صورت میں قاضی تصدیق نہ کرے گا اس امر کی کہ شوہر کا ارادہ تاکید طلاق بائن کا تھا، پس اس حالت میں کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے، اور قضاءً حکم تین طلاق کا ہوگا، اور چونکہ فقہاء تصریح فرماتے ہیں، المرء ة کالقاضی کذافی الشامی۔ (۳) لہذا عورت کو جب کہ ان الفاظ کی خبر پہنچے گی تو وہ اس کو طلاق مغلظہ ہی سمجھے گی وفی الفتح والتاکید خلاف الظاهر و علمت ان المرأة کالقاضی لا یحل لها ان تمکنه اذا علمت منه ماظاهره خلاف مدعاه ا ه شامی۔ (۴) فقط۔

طلاق دے دی مندرجہ گواہی سے طلاق ثابت ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۷۹) زید نے ناراض ہو کر اپنی زوجہ کو مجمع عام میں طلاق دے دی، اور پے در پے تین بار طلاق کے الفاظ ادا کئے کہ تجھ کو میں نے چھوڑ دی اور طلاق دے چکا تجھ سے کوئی سروکار نہیں جس کے ثبوت میں گواہوں کے بیان بھیجے جاتے ہیں، اس پر طلاق ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر شوہر منکر ہو طلاق سے تو دو گواہوں عادل کی شہادت سے طلاق ثابت ہوتی ہے اور صورت مسئولہ میں جو شہادت ہم رشتہ ہے وہ شرعی شہادت پوری نہیں ہے، لہذا بدون شرعی شہادت کے طلاق ثابت نہ ہوگی۔ (۵) فقط۔

تین لکیر کھینچی تیسرے پر کہا طلاق ہے، پھر کہا مجھ پر میری عورت حرام، حرام، حرام کتنی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۲۸۰) احمد نے اپنے والد کا ہاتھ پکڑ کر تین لکیر کھینچی اور تیسری لکیر کے متصل کہا کہ طلاق ہے بعد اس کے متصل کہا مجھ پر میری عورت حرام، حرام، حرام اس صورت میں کتنی طلاق واقع ہوئی۔

(جواب) درمختار میں ہے انت طالق هکذا مشیراً بالا صابع المنشورة وقع بعدده بخلاف مثل هذا فانه ان نوی ثلاثاً وقعن والا فواحدة الخ (۶) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں بھی اگر شوہر کی نیت تین طلاق کی ہو تو تین طلاق واقع ہو جاویں گی ورنہ ایک طلاق صریح لفظ سے واقع ہوئی اور دوسری طلاق لفظ حرام

---

(۱) (ردالمحتار باب طلاق غیر المدخول بها ج ۲ ص ۶۳۲ . ط.س. ج۳ ص ۲۹۳ . ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۵ . ط.س. ج۳ ص ۳۰۶ . ظفیر.
(۳) (ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۴ . ط.س. ج۳ ص ۲۵۱ اس کے آگے یہ بھی ہے اذاسمعته او اخبر ها عدل لا یحل تمکینه (ایضاً) ظفیر.
(۴) . ط.س. ج۳ ص ۲۵۱ (۵) وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیها شهادة رجلین او رجل و امرأتین سواء کان الحق مالا او غیر مال مثل النکاح والطلاق (هدایه کتاب الشهادة ج ۳ ص ۱۵۴) ظفیر.
(۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الصریح ج۲ ص ۶۵۱ . ط.س. ج۳ ص ۲۷۴ . ظفیر.

سے واقع ہو کر عورت مطلقہ بائنہ ہو گئی اور باقی دو دفعہ لفظ حرام کہنا لغو ہوا، در مختار میں ہے۔ والصریح یلحق الصریح والبائن والبائن یلحق الصریح لا البائن البائن الخ۔(۱) فقط۔

طلاق کا انکار کیا پھر کہا اگر طلاق نہیں دی تب بھی دی، کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۱) ہندہ کا بیان ہے کہ میرے شوہر زید نے مجھ کو طلاق دی، دریافت کرنے پر زید نے اول تو انکار کیا اور پھر یہ بھی کہا کہ اگر طلاق نہیں دی تب بھی دی، اور یہ کلمہ ایک مرتبہ کہا، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) زید کے اس کلمہ سے کہ "اگر طلاق نہیں دی تب دی" ایک طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی، اس میں حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر بدون نکاح کے رجوع کر سکتا ہے کذا فی کتب الفقه ۔(۲) فقط۔

دوسرے سے کہا کہ اس کو طلاق دے چکا اس سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۸۲) ایک شخص بحالت غصہ اپنی بیوی کو طلاق دی، اپنی والدہ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اس کو طلاق دے چکا، شرعاً طلاق ہوئی یا نہیں، کیونکہ بیوی سے مخاطب ہو کر طلاق نہیں دی، اس صورت میں شوہر پھر زوجہ کو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں شرعاً طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی، لیکن اگر صرف ایک طلاق غصہ میں دی ہے تو عدت کے اندر اس عورت کو پھر لوٹا سکتا ہے، اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے کر سکتا ہے۔

عورت نے کہا شوہر نے طلاق دے دی اور عرصہ سے مجھے الگ کر رکھا ہے چنانچہ دوسرا نکاح کر لیا۔ شوہر اب انکار کرتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۳) ایک عورت کا بیان ہے کہ میرے خاوند نے مجھ کو طلاق دے دی اور عرصہ دراز سے وہ میرا کفیل نہیں ہے، یہ بیان کر کے اس نے اپنا نکاح ایک شخص سے پڑھالیا ہے، جب اس کے نکاح کی خبر شوہر سابق کو ہوئی اس نے یہ عذر کیا کہ میں نے طلاق نہیں دی، ایسی صورت میں نکاح ہوا یا نہیں۔

(جواب) جب کہ عورت کے دعوے طلاق پر دو گواہ شرعی نہیں ہیں، اور شوہر طلاق سے منکر ہے تو طلاق ثابت نہیں ہے اور نکاح ثانی اس عورت کا صحیح نہیں ہوا، اب شوہر اول سے کہا جاوے کہ یا وہ طلاق دے دیوے یا نان و نفقہ کی خبر گیری کرے۔ فقط۔

جن کے سامنے طلاق کا اقرار کیا ہے ان کی گواہی سے طلاق ثابت ہو گی یا نہیں

(سوال ۲۸۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی، تین چار شخص موجود تھے پھر شخص مذکور سے اور لوگوں نے دریافت کیا تو اس نے اقرار کیا کہ میں نے طلاق دے دی ہے اس کے بعد شوہر طلاق سے انکار کرتا ہے تو جن

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٤٥ . ط.س. ج۳ص ۳۰٦ . ظفير.

(۲) الرجعة هي استدامة الملك القائم في العدة بنحور اجعتك ورد تك ومسكتك بلا نية لانه صريح بكل ما يوجب حرمت المصاهرة كمس وبتزوجها في العدة ان لم يطلق بائنا فان ابا نها فلا وان ابت (در مختار) قوله ان لم يطلق بائنا هذا بيان لشرط الرجعة ولها شروط خمس قلت وهي ان لا يكون الطلاق ثلاثا الخ ولا واحدة مقترنة بعوض مالي ولا بصفة تبتنى عن البينونة الخ والا مشبهة كطلقة مثل الجبل ولا كناية يقع بها بائن ردالمحتارباب الرجعة ج ۲ ص ۷۲۷ وج ۲ ص ۷۳۰ . ط.س. ج۳ص۳۹۷) وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالا جماع (ايضا ج ۲ ص ۷۳۸ . ط.س. ج۳ص۴۰۹) ظفير.

لوگوں کے سامنے طلاق دی تھی وہ لاپتہ ہیں، لیکن جن لوگوں کے سامنے اقرار طلاق کا کیا تھا وہ موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے اس شخص نے طلاق کا اقرار کیا تھا، اس صورت میں اس شخص کی عورت پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اگر ان لوگوں میں سے جن کے سامنے اس شخص نے طلاق کا اقرار کیا دو شخص بھی عادل و نمازی ہیں تو طلاق ثابت ہوگئی اور انکار کرنا اس کا معتبر نہ ہوگا، کذا فی کتب الفقه۔(۱) فقط۔

دو طلاق بائن کے بعد تجدید نکاح کیا پھر چند ماہ بعد دو طلاق دی اب کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۵) زید نے ہندہ کو دو طلاق بائن دی پھر باہم راضی ہو کر نکاح پڑھالیا، پھر چار ماہ بعد دو طلاق بائن دیا اس صورت میں حسب مذہب حنفی تین طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(جواب) پہلی صورت میں بدون حلالہ کے شوہر اول کے ساتھ نکاح صحیح ہے، کیونکہ طلاق بائنہ کے بعد طلاق بائنہ جدید واقع نہیں ہوتی اور نیز عدت کے بعد طلاق دینے سے وہ طلاق ما قبل کی طلاق کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔(۲)

دو طلاق بائن کے بعد نکاح جدید کیا پھر چند دن بعد دو طلاق دی اب کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۶) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو دو طلاق بائن دے دی، پھر نکاح پڑھالیا، پھر چند روز کے بعد دو طلاق دی، اب ہندہ پر کتنی طلاق واقع ہوگی۔

(جواب) اگر طلاق سابق کی عدت گذر گئی تھی تو بعد کی دو طلاق سے تین طلاق نہ ہوں گی اور اگر عدت کے اندر دو طلاق کے بعد پھر دو طلاق دی تو تین طلاق واقع ہو جاویں گی۔(۳) فقط۔

بیوی کو تلاک یا تیلاک یا انت مطلقه کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۷) لفظ طلاک، طلاغ، طلاخ، تلاک، تلاق، تلاک کو فقہاء نے صریح طلاق میں داخل کیا ہے، اگر کسی نے تلاک یا تیلاک یا انت مطلقه بسکون طاء کہا تو حکم صریح طلاق کا ہوگا یا کنایہ کا۔

(جواب) تلاک اور تیلاک بحکم صریح ہے، ان الفاظ سے بدون نیت کے طلاق واقع ہو جاوے گی، اور انت مطلقه بالتخفیف کنایات میں سے ہے اس میں اگر نیت طلاق کی ہوگی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی کذا فی الشامی در مختار میں ہے وانت طالق و مطلقه بالتشدید الخ اور شامی میں ہے قوله بالتشدید ای تشدید اللا م فی مطلقة اما بالتخفیف فیلحق بالکنایة(۴) بحرو فی الدر المختار ایضاً ویدخل نحو طلاغ وتلاغ وطلاك وتلاك الخ (۵)

---

(۱) وما سوی ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين اورجل و امرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال مثلا النكاح والطلاق (هدايه كتاب الشهادة ج ۳ ص ۱۵۴) ظفير۔

(۲) وينكح مبانته بما دون الثلاث فى العدة وبعدها بالا جماع (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸ ط.س. ج۳ص۴۰۹) لا يلحق البائن البائن (ايضاً باب الكنايات ج ۲ ص ٦٤٦ ط.س. ج۳ص۳۰۸) ظفير۔

(۳) الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة والبائن يلحق الصريح (در مختار) قوله بشرط العدة هذا الشرط لا بدمنه فى جميع صور اللحاق فالا ولى تاخيره عنها ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٤٥ ط.س. ج۳ص۳۰٦) ظفير۔

(٤) (ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص۲٤۸. ظفير۔

(۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲٤۹ . ۱۲ ظفير۔

ایک عورت بحیثیت گواہ تین طلاق بتاتی ہے بقیہ ایک کیا کیا جائے

(سوال ۲۸۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو چند عورتوں اور ایک مرد کی موجودگی میں طلاق دی اب وہ مرد اور طلاق دہندہ اور اس کی زوجہ اور دو عورتیں یہ کہتے ہیں کہ ایک طلاق دی ہے لیکن ایک عورت یہ کہتی ہے کہ تین طلاق دی ہے، اس صورت میں کس کا قول معتبر ہے۔

(جواب) اس صورت میں ایک طلاق کا حکم ہوگا، تین طلاق کا حکم نہ ہوگا۔(۱) فقط۔

میاں بیوی ایک طلاق دینا بتاتے ہیں اور دو گواہ تین طلاق کیا کیا جائے

(سوال ۲۸۹) امانت اللہ نے اپنی زوجہ مسماۃ اقلیمہ کو ایک مرتبہ طلاق دیا، دونوں کا یہی بیان ہے، لیکن دوسرے دو شخص بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سنا کہ امانت اللہ نے تین مرتبہ طلاق دیا، لیکن جس جگہ شوہر نے طلاق دیا، اس جگہ یہ دونوں شخص موجود نہ تھے درمیان میں دیوار حائل ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے، زوج کہتا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ طلاق دی اور زوجہ بھی یہ ہی بیان کرتی ہے، البتہ گواہ سماعی شہادت تین طلاق کی دیتے ہیں، امانت اللہ نے عدت میں زوجہ کو رجوع کر لیا، جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں زوج کا قول معتبر ہے اور تین طلاق ثابت نہ ہوں گی، کیونکہ تین طلاق کے گواہ خود کہتے ہیں اور مقر ہیں کہ ہم اس مکان میں موجود نہ تھے اور دیوار درمیان میں حائل تھی اور ہماری شہادت سماعی ہے، لہذا ایسی شہادت شرعاً معتبر نہیں ہے،(۲) پس رجوع کرنا امانت اللہ کا عدت کے اندر بحالت مذکورہ اپنی زوجہ کو صحیح ہے اور وہ دونوں باہم زن و شو ہیں، نکاح ان کا قائم ہے،(۳) فقط۔

کئی طلاق دی مگر یاد نہیں انکار کرتا ہے ایک شخص گواہ ہے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۹۰) ایک شخص حالت بیماری میں کچھ ناخوش ہو کر دوسری جگہ چلا گیا، اس کا بڑا بھائی اس کے پاس گیا اور کہا کہ اپنی بیوی کو بھی اپنے پاس رکھ، اور بھی کچھ گفتگو ناراضی کی دونوں بھائیوں میں ہوئی، اسے حالت مرض میں اس نے کئی مرتبہ لفظ طلاق کہا، اس وقت سے اس کی بیوی اپنے ماں باپ کے پاس ہے، بعد آرام ہو جانے کے وہ شخص مکان پر آگیا اور بڑے بھائی سے کہا کہ اب میں اپنی بیوی کو لینے جاتا ہوں، بڑے بھائی نے جواب دیا کہ تو طلاق دے چکا ہے، اس نے کہا میں نے ہرگز طلاق نہیں دی نہ مجھ کو کچھ خبر ہے اور وہ قسم کھاتا ہے کہ مجھ کو مطلق خبر نہیں، حکیم صاحب یہ کہتے اور لکھتے ہیں کہ یہ مرض ایسا ہی تھا کہ اس میں عقل و حواس درست نہیں رہتے، اس پر ایک مولوی نے فتویٰ دیا کہ طلاق نہیں ہوئی، آیا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) ایسی حالت میں شوہر کا قول معتبر ہے، طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ نہ دو گواہ طلاق کے ہیں اور نہ شوہر مقر ہے طلاق کا اور اس کو کچھ یاد نہیں ہے۔ لہذا حکم طلاق کا اس صورت میں نہیں ہوا،(۴) فقط۔

---

(۱) وما سوىٰ ذلك من الحقوق تقبل فيه شهادة رجلين او رجل و امرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال مثل النكاح والطلاق (هدايه كتاب الشهادة ج ۳ ص ۱۵٤) ظفير. (۲) ولا يشهد على محجب بسماعه منه الا اذا تبين القائل بان لم يكن في البيت غيره لكن لو كان لا تقبل (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الشهادة ج ٤ ص ۵۱۸) ولا يشهد احد بمالم يعاينه بالا جماع (ايضاً ج ٤ ص ۵۲۰ ط.س. ج۵ ٤٦٨) ظفير. (۳) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك اولم ترض (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷٤) ظفير.

(۴) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق الخ رجلان اورجل و امرأتان (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الشهادات ج ٤ ص ۵۱۵ ط.س. ج۵ ص ٤٦۵) ظفير.

میں نے کل طلاق دے دی اس کے بعد تین مرتبہ کہا تمہاری صفائی دی کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۱) زید نے اپنی بی بی سے جھگڑا کیا، بعد ازاں بی بی نے زید سے کہا کہ کھانا کھالو، زید نے انکار کیا تب بی بی نے کہا کہ کھانا نہ کھاؤ گے تو طلاق دے دو، زید نے کہا کہ طلاق تو میں نے کل دے دی، اور دو گواہوں سے ثابت ہوا کہ ایک طلاق زید نے اپنی بی بی کو دی اس کے بعد تین مرتبہ زید نے کہا کہ تمہاری صفائی دیا، لہذا کون سی طلاق واقع ہوئی۔

(جواب) اس صورت میں ایک طلاق صریح پہلے ثابت ہوئی اور لفظ صفائی دیا جو کہ کنایہ ہے اس سے بوجہ دلالت حال دوسری طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور تکرار لفظ کنایہ سے ایک ہی طلاق رہتی ہے، لہذا زید کی زوجہ پر دو طلاق بائنہ واقع ہو گئی در مختار میں ہے وفی مذاکرة الطلاق یتو قف الا ول(۱) فقط وفیه والبائن یلحق الصریح الخ لا یلحق البائن البائن الخ۔(۲)

تین بار جواب دیا کہنے سے کون سی طلاق ہو گی

(سوال ۲۹۲) صغیرہ منکوحہ غیر مدخولہ کے شوہر اور والد میں کچھ نااتفاقی ہوئی، صغیرہ کے والد نے اس کے شوہر کو کہا کہ تم صغیرہ کو جواب دو، اس نے منظور کر لیا، مجلس میں سے ایک شخص نے شوہر صغیرہ کو کہا کہ تم نے اپنی منکوحہ فلاں کو جواب دیا، اس نے کہا کہ میں نے جواب دیا، اسی طرح اس کو تین بار کہا، اس نے بھی تین ہی بار کہا کہ میں نے جواب دیا، اور سندھ کے محاورہ میں جواب کا لفظ بجائے طلاق کے مستعمل ہے تو اس صورت میں صغیرہ مذکورہ پر ایک طلاق واقع ہوئی یا تین۔

(جواب) شامی میں ہے بخلاف فارسیة قوله سر حتك وهو رها كردم لا نه صار صريحاً في العرف الى ان قال فاذا قال رها كردم اى سرحتك يقع به الرجعي مع ان اصله كناية ايضاً وما ذاك الا لانه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق الخ۔(۳) پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں چونکہ لفظ جواب عرف میں طلاق کے معنی میں مستعمل ہے، لہذا عورت مذکورہ مطلقہ ہو گئی، اور جب کہ وہ صغیرہ غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق سے بائنہ ہو گئی دوسری اور تیسری طلاق اس پر واقع نہ ہو گی كما هو مسلم و مصرح في كتب الفقه۔(۴)

میں نے طلاق دی جہاں چاہے چلی جا کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۳) مولا بخش نے بوجہ دھمکی دینے اپنے بیٹے کے کہ جان سے ماردوں گا اپنی بیوی کو طلاق دے دی، ایک مرتبہ مولا بخش نے اپنی زبان سے یہ کہہ دیا کہ میں نے طلاق دی، جہاں اس کی مرضی ہو چلی جائے، ایک راہوں کے مولوی صاحب نے یہ کہا کہ بدون حلالہ کے درست نہیں ہے، تین ماہ کے بعد مولا بخش اپنی بیوی کو اور

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٤٠ . ط.س. ج۳ص ۳۰۱ . ظفير.
(۲) ايضاً ج ۲ ص ٦٤٥ و ج ۲ ص ٦٤٦ . ط.س. ج۳ص ۳۰٦ . ظفير.
(۳) ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٣٨ . ط.س. ج۳ص ۲۹۹ . ظفير.
(٤) وان فرق بانت بالا ولى ولذا لم تقع الثانية بخلاف الموطؤة حيث يقع الكل وكذا انت طالق ثلاثا متفرقات (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الصريح. ج ۲ ص ٦٢٦ . ط.س. ج۳ص ۲۸٦) ظفير.

طلاق دے پھر دوسرے سے نکاح کرے، جب وہاں تین ماہ رہے پھر مولا بخش کے ساتھ نکاح کرے، اس درمیان مولا بخش کا حقہ پانی بند رکھا جائے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں مولا بخش کی زوجہ پر دو طلاق بائن واقع ہو گئی، اگر مولا بخش اس کو رکھنا چاہے تو اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بدون حلالہ کے کر سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، (۱) اور راہون والے مولوی صاحب نے جو طریقہ بتلایا ہے اس بناء پر اہل برادری کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مولا بخش کو دق کریں اور برادری سے خارج کریں اور اس کا حقہ پانی بند کریں، بلکہ مولا بخش کا بیٹا اس سزا کا مستحق ہے، کیونکہ اس نے اپنے باپ کو سب وشتم کر کے جان سے مارنے کی دھمکی دی ہے اور اس کو مجبور کر کے طلاق دلائی ہے اور اپنی ماں کو بھی خوب زدوکوب کیا ہے اور سب وشتم کیا ہے، اس لئے اہل برادری کو لازم ہے کہ مولا بخش کے بیٹے کو برادری سے علیحدہ کر دیں اور جملہ تعلقات اس سے قطع کر لیں جب تک وہ توبہ نہ کرے اور والدین سے قصور معاف نہ کراوے اور ان کو راضی نہ کرے اور ان کی خدمت واطاعت کا وعدہ نہ کرے اس وقت تک اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا روا نہیں ہے، والدین کی اطاعت فرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس کی بہت تاکید اور حکم فرمایا ہے فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما الایہ فقط۔

جواب صحیح ہے، یہ عورت مطلقہ ہو گئی ہے، مگر مولا بخش اس سے نکاح کر سکتا ہے، مولوی صاحب نے جو یہ صورت تجویز کی ہے وہ ان کی جہالت کو ظاہر کرتی ہے۔

نیچے لکھی ہوئی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۹٤) ایک شخص نے حالت غصہ میں اپنی زوجہ کو تین طلاق دی، اس وقت وہاں ایک عورت مرد کے رشتہ داروں سے موجود تھی، نیز قریب کے مکان میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے بھی تینوں طلاق سنی، نیز دوسرے مکان میں ایک عورت نے بھی یہ الفاظ طلاق کے سنے اس عورت نے اپنے قریب والی عورتوں سے کہا کہ فلاں شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی، محلّہ کے لوگ یہ سنتے ہی اس شخص کے مکان میں گئے، عورت مطلقہ نے کہا کہ میرے اسباب دلاؤ، شوہر نے کہا کہ جو اسباب تمہارا ہے لے لو، مجمع کثیر میں عورت اپنا اسباب لے کر رشتہ داروں میں چلی گئی، اس کے بعد لوگوں کی ملامت کرنے پر شوہر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی، اس پر دوسرے شخص نے کہا کہ ایسا مت کہو، اگر اس کے رشتہ دار سنیں گے تو تمہاری خبر لیں گے اس نے کہا بے شک میں نے تین طلاق اپنی زوجہ کو دی، لیکن کوئی گواہ بھی تو پیش کریں گے اس وقت بجز ایک عورت کے اور کوئی موجود نہ تھا اور وہ عند الشرع معتبر نہیں اب وہ شخص طلاق سے اباء کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس کو طلاق نہیں دی، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے جب کہ اضافت طلاق کی زوجہ کی طرف نہیں، اور گواہ نے دیوار کے پیچھے سے لفظ طلاق کا سنا تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

---

(۱) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها لان حل المحلية باق لان زواله معلق بالطلقة الثالثة فينعدم قبله و منع الغير فى العدة لا شتباه النسب ولا اشتباه فى اطلاقه (هدايه باب الرجعة فصل فيها تحل به المطلقه ج ۲ ص ۳۷۹) ظفير. (۲) سورة الا سراء ركوع . ظفير.

(جواب)اقول و باللہ التوفیق اضافت کے متعلق شامی میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ اضافت کا صراحۃً ہونا شرط نہیں ہے قرائن بھی کافی ہیں حیث قال ولا یلزم کون الا ضافة صریحةً فی کلامه الی ان قال ویؤیده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثاً وقال لم اعن امرأ تی یصدق ویفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها فقوله انی حلفت بالطلاق ینصرف الیها ما لم یرد غیرها الخ۔(۱)اور دربارہ شہادت علی الحجب در مختار میں ہے ولا یشهد علی محجب بسماعه منه الا اذا تبین القائل بان لم یکن فی البیت غیره الخ(۲)اس سے معلوم ہوا کہ جب اس امر کا یقین ہو کہ یہ بولنے والا شخص ہے تو سننے والا گواہی دے سکتا ہے لیکن اگر قاضی کے سامنے اس امر کو ظاہر کر دے گا کہ میں نے غائبانہ سن کر گواہی دے رہا ہوں تو قاضی اس کا اعتبار نہ کرے گا، بہر حال یہ امور قاضی کے متعلق ہیں، مفتی تو ایسی حالت میں یہ فتویٰ دے سکتا ہے کہ طلاق وقع ہو گئی، کیونکہ اضافت الی الزوجہ اگر چہ صراحۃً نہ ہو، مگر قرائن اس کے ہوں کہ یہ شخص اپنی زوجہ ہی کو کہہ رہا ہے خصوصاً جب کہ کلام اس سے ہو رہا ہو، اور وہ مخاطب ہو تو ایسی حالت میں اگر کہا جاوے گا طلاق ہے تو مراد زوجہ کو طلاق دینا ہو گا اور گواہ جو دوسرے مکان سے سن رہا ہے اور جانتا ہے کہ طلاق دینے والا فلاں شخص ہے تو وہ گواہی طلاق کی دے سکتا ہے اور اگر یہ بیان نہ کرے کہ میں دوسرے مکان میں تھا تو اس کی گواہی معتبر ہو سکتی ہے، البتہ اگر یہ ظاہر کر دیوے گا کہ میں دوسرے مکان میں تھا تو پھر قاضی اس کا اعتبار نہ کرے گا، علاوہ بریں ایک دوسرے مرد کے سامنے بھی اس نے اقرار کیا ہے کہ میں نے بے شک تین طلاق دی ہیں، لیکن وہ گواہ کس کو پیش کریں گے وہاں سوائے ایک عورت کے کوئی اور موجود نہ تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کو یہ خیال ہے کہ بدوں گواہوں کے موجود ہوئے طلاق ہی نہیں پڑتی، حالانکہ طلاق تنہائی میں بھی واقع ہو جاتی ہے، مثلاً اگر کوئی شخص صرف تنہائی میں اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو وہ بھی واقع ہو جاتی ہے، گواہوں کا ہونا صرف اس وقت ضروری ہے کہ شوہر منکر ہو تو عورت بذریعہ گواہوں کے طلاق ثابت کر سکتی ہے اور اگر شوہر کو اقرار ہو کہ بے شک میں نے طلاق دی ہے مگر وہاں کوئی موجود نہ تھا تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر اس اقرار سے بھی انکار کرے تو البتہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے وہ اقرار ثابت ہو گا اور حکم طلاق کا کیا جاوے گا۔ بہر حال اگر شوہر طلاق سے بالکل انکار کرتا ہے اور اس دوسرے شخص کے سامنے جو اقرار کیا تھا اس سے بھی منکر ہے اور وہ اقرار کا سننے والا صرف ایک مرد ہے دوسرا شخص وہاں کوئی نہ تھا اور اصل طلاق دینے کے وقت بھی اس مکان میں صرف ایک عورت تھی اور باقی گواہ یہ بیان کریں کہ ہم دوسرے مکان میں تھے ہم نے دیوار کے پیچھے سے لفظ طلاق سنا ہے تو ایسی حالت میں بے شک حکم طلاق کا نہ کیا جاوے گا۔

---

(۱)ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ و ج ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ظفیر.
(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الشهادات ج ۲ ص ۵۱۸ ط.س. ج۵ص۴۶۸. ۱۲ ظفیر.

دو طلاق بائنہ کے بعد وطی حرام ہوئی اور عدت کے بعد تیسری طلاق واقع نہیں ہوئی دوبارہ نکاح کر سکتا ہے خواہ حمل ہو

(سوال ۲۹۵) ایک شخص عاقل بالغ نے اپنی عورت کو بوجہ نافرمانی کے غصہ کی حالت میں مارا، اور مکان سے باہر کر دیا اور زیور نکال کر کہا کہ تو میرے مکان سے چلی جا تم کو بالکل نہیں رکھتا ہوں طلاق دی جہاں چاہے چلی جا، تو نے میرے کپڑے نماز پڑھنے کے کیوں نہیں دھوئے میرا کہنا کیوں نہیں مانا، مرد کچھ روز تک مکان پر رہا اور عورت بھی مکان پر رہی کچھ عرصہ کے بعد مرد پردیس کو کہیں چلا گیا، ایک عرصہ کے بعد مکان پر واپس آیا اور عورت سے علیحدہ رہا، عورت اس کے پاس آتی رہی وہ صحبت سے باز رہا، جب عورت برابر آتی جاتی رہی تو ایک روز عورت کے اوپر رحم آیا اور شہوت کی وجہ سے صحبت کر لی، پھر بعد کو صحبت کرتا رہا بلا نکاح کے اور عدت کی گنتی وغیرہ کے کچھ پرواہ نہیں کی، اسی حالت میں اب پھر اس مرد نے دوسری مرتبہ طلاق پرچہ پر لکھ کر عورت کو دے دی، عورت کو کہہ دیا تم چلی جاؤ، وہ اپنے والدین کے یہاں چلی گئی، کچھ روز کے بعد پھر آگئی اور اسی مرد کے گھر پر رہنے لگی اور کسی کے گھر نہیں جاتی، اب یہ مرد جس کا وہ حمل ہے چار مہینے بعد اسی عورت سے نکاح حمل کی حالت میں کر لیا ہے، ابھی بچہ پیٹ میں ہے، اب فرمائیے کہ یہ نکاح حلال ہوا یا حرام اسی مرد سے نکاح ہوا ہے جس کی وہ عورت ہے اور جس کا حمل ہے اسی مرد سے نکاح ہوا ہے، اب چند لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ حالت حمل میں نکاح حلال نہیں ہے حرام ہوا ہے، نکاح نہیں ہوا، کوئی عالم اس نکاح کو حلال نہیں کر سکتا ہے، مگر ہم لوگوں میں کوئی عالم نہیں ہے، فقط۔

(جواب) پہلے جب مرد نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تو اس وقت دو طلاق بائنہ واقع ہوئی تھی ایک الفاظ کنایہ سے اور ایک صریح لفظ طلاق سے، اس میں نکاح ثانی شوہر اول سے عدت میں اور بعد عدت کے درست ہی ہے، (۱) جب کہ عرصہ کے بعد شوہر مکان پر واپس آیا اور بدون نکاح ثانی کے صحبت کی یہ حرام ہوا، اور اگر اس عرصہ میں عدت طلاق سابق کی گذر چکی تھی تو دوبارہ جو پرچہ طلاق کا لکھا اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی، (۲) لہذا نکاح شوہر اول کا بلا حلالہ کے اس عورت سے صحیح ہے اور حالت حمل میں بھی نکاح صحیح ہے (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مندرجہ ذیل صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۹۶) زید حلفیہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق نہیں دی اور ہندہ حلفیہ بیان کرتی ہے کہ میرے زوج زید نے طلاق دے دی ہے، آیا ہندہ پر طلاق پڑ گئی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر عورت کے پاس دو گواہ عادل طلاق کے نہیں ہیں اور شوہر طلاق سے انکار کرتا ہے تو طلاق ثابت نہیں ہوگی۔ فقط۔

---

(۱) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضا ئها لان المحلية باق لان زواله معلق بالطلقة الثالثة (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۹) ظفير. (۲) الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة والبائن يلحق الصريح (در مختار) قوله بشرط العدة هذا الشرط لا بد منه في جميع صور اللحاق فلا ولى تاخيره عنها (ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٤٥. ط.س. ج۳ص٣٠٦) ظفير. (۳) وصح نكاح حبلى (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل في المحرمات ج ۲ ص ٤٠١. ط.س. ج۳ص٤٨) ظفير.

بلا اضافت کے کسی کو لکھا کہ چھوڑتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق، نیت کچھ نہ تھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۷)ایک شخص نے اپنی بیوی کے سواء کسی غیر شخص کو کسی کی طرف اضافت و خطاب کئے بغیر یہ لکھ بھیجا ہے کہ اب میں چھوڑتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق، بعد اس کے لوگوں نے اس کاتب سے پوچھا کہ اس لکھنے سے تمہاری کیا نیت تھی، کاتب نے کہا میری کوئی نیت نہ تھی، آیا اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(جواب)شامی جلد ثانی باب الصریح میں ہے ویؤیدہ ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثاً وقال لم اعن امرأتی یصدق ویفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لابطلاق غیرها فقوله انی حلفت بالطلاق ینصرف الیها ما لم یرد غیرها الخ(۱) اس عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس شخص نے یہ کہا کہ ان الفاظ سے میری مراد میری زوجہ نہ تھی تو اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی، اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، اور اگر وہ یہ نہ کہتا تو بظاہر حال اس کی زوجہ مطلقہ ہوجاتی، جیسا کہ اس عبارت سے مستفاد ہے۔لان العادة من له امرأة الخ۔

بیوی سے کہا چھوڑدیا، اب انکار کرتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۸)ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ کو کہا کہ میں نے تم کو چھوڑدیا اور چھوڑدوں گا اور طلاق کا بھی ذکر آیا بے حد غصہ میں، اب شوہر طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اور زوجہ کہتی ہے کہ طلاق دے دی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب)اگر لڑکا طلاق دینے والا بالغ تھا اور دو گواہ عادل طلاق کے موجود ہیں تو طلاق واقع ہوگئی، شوہر کا انکار معتبر نہیں ہے اور اگر دو گواہ عادل طلاق کے نہیں ہیں تو طلاق کے انکار کی صورت میں طلاق ثابت نہ ہوگی۔(۲)

عورت کئی طلاق دینا بیان کرتی ہے اور شوہر صرف ایک کا اقرار کرتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۹)مسماۃ ہندہ کا بیان ہے کہ اس کو اس کے شوہر زید نے تین چار سال ہوئے یہ الفاظ کہے تھے کہ میں نے بھی دو طلاقیں دے دی تھی، اس پر ہندہ نے کہا کہ تونے کبھی ایسا نہیں کہا، اس پر شوہر نے کہا کہ جب نہیں دی تو اب دو طلاق دے دی، اب تین چار سال کے بعد یہ الفاظ کہے کہ میں تجھ کو ایک طلاق دیتا ہوں، اگر آئندہ تو میرا کہنا نہیں مانے گی تو تین ماہ کے بعد دوسری اور اس کے تین ماہ کے بعد تیسری طلاق دے دوں گا، مذکورہ بالا الفاظ میرے شوہر نے حالت غیظ و غضب میں کہے ہیں اور بالکل تنہائی میں کہے ہیں، کوئی گواہ نہیں ہے، ہندہ کا شوہر ہندہ کے بیان کی تکذیب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے قطعی یاد نہیں کہ میں نے اس کو کبھی یہ الفاظ کہے ہیں کہ جب دو طلاقیں نہیں دی تو اب دو طلاق دے دیں، البتہ اب صرف ایک مرتبہ یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں تجھ کو ایک طلاق دیتا ہوں الخ لیکن میری نیت نہ پہلے کبھی ہندہ کو چھوڑنے کی ہوئی اور نہ اس ارادہ سے میں نے

(۱)ردالمحتار کتاب الطلاق باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱۔ط.س.ج۳ص۲۴۸ ۱۲ ظفیر۔
(۲)ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلاً بالغاً (هدایه کتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۷) و نصابها لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالاً او غیره کنکاح وطلاق الخ رجلان الخ او رجل و امرأتان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الشهادات ج ۲ ص ۵۱۵ و ج ۲ ص ۵۱۶۔ط.س.ج۳ص۴۶۵۔ ظفیر۔

لفظ طلاق اس کو کہا بلکہ صرف تادیا لفظ طلاق کی اہمیت کو نہ سمجھ کر سخت غصہ کی حالت میں بے ساختہ ایک دفعہ زبان سے نکل گیا، اس صورت میں ہندہ زید کی زوجیت میں ہے یا خارج ہوگئی اور رجعت ہوسکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) شوہر جب کہ ہندہ کے بیان کی تکذیب کرتا ہے، اور گواہ کوئی موجود نہیں ہے تو قول شوہر کا معتبر ہوگا، (۱) اور ایک طلاق جو اس نے اب دی ہے وہ واقع ہو جاوے گی، اور یہ ایک طلاق رجعی ہے، عدت کے اندر اس میں بلا نکاح کے رجعت صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید کے ساتھ رجعت ہوسکتی ہے۔ (۲) لیکن ہندہ کو اگر یقین ہے کہ اس کے شوہر نے الفاظ مذکورہ بالا کہے تھے تو اس کے حق میں حرمت ثلاث ہوگئی، اس کو چاہئے کہ شوہر سے علیحدہ رہے اور بدون حلالہ کے اس سے نکاح نہ کرے۔ کیونکہ المرأۃ کالقاضی (۳) کتب فقہ میں مذکور ہے۔

اگر فلاں کام کروں تو بیوی پر تین طلاق، اس کام کے کرنے سے پہلے اگر وہ بیوی کو ایک طلاق دے دے اور عدت ختم کے بعد کام کرے پھر نکاح کرے کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۰) زید نے اپنی ساس سے نزاع کرتے ہوئے یہ کہا کہ اگر میں تمہارے گھر آؤں یا تمہارا کام کروں تو ہماری عورت پر تین طلاق، زید اگر قبل کام کرنے یا گھر آنے اپنی ساس کے اپنی عورت کو ایک طلاق دے دے اور بعد انقضائے عدت کے اپنی ساس کا اس کے کہنے سے کام کر دے۔ پھر اپنی عورت سے نکاح کر لیا، یہ امر جائز ہے یا نہ۔ اور حلف سے بری الذمہ ہو جاوے گا یا نہ۔

(جواب) قال فی الدر المختار و تنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا لکن ان وجد فی الملك طلقت وعتق والا لا فحیلة من علق الثلث بد خول الدار ان یطلقها واحدة ثم بعد العدة تد خلها فتنحل الیمین فینکحها الخ۔ (۴) پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اس عورت سے بلا حلالہ نکاح کر سکتا ہے اور حلف سے بری الذمہ ہو جاوے گا۔

طلاق تو دی تھی دو مگر بیان میں جھوٹ تین کہہ دی کتنی طلاق واقع ہو گی

(سوال ۳۰۱) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو دو طلاق دی تھی چند ایام کے بعد ایک مولوی صاحب اس معاملہ کے فیصلہ کے لئے تشریف لائے اور مجمع عام میں اس مرد مطلق سے دریافت کیا کہ تم نے اپنی زوجہ کو کے طلاق دی، اس مرد نے کہا کہ تین طلاق مغلظہ، پھر دو چار یوم کے بعد وہ مرد کہنے لگا کہ میں نے دراصل دو طلاق دی تھی، دو گواہ بھی موجود تھے، میں جھوٹ بول کر تین کہہ دی، آیا دو طلاق ہوں گی یا نہیں۔

(جواب) جب کہ اس مرد نے جواب سوال مذکور یہ کہا کہ تین طلاق مغلظہ تو اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوئی اور رجوع کرنا اس کلام سے صحیح نہیں ہے، فی الدر المختار . ولو نکحها قبل امس وقع الآن (ای فی قوله

(۱) حدیث نبوی ہے " البینة علی المدعی والیمین علی من انکر " عورت مدعی ہے اور شوہر منکر گواہ کی فراہمی عورت کے ذمہ تھی، جب وہ ثبوت فراہم نہ کر سکی تو شوہر کے قول پر فیصلہ ہوگا ۱۲ ظفیر۔ (۲) اذا طلق الرجل امرأ ته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یرا جعها فی عدتها رضیت بذلك او لم ترض الخ واذا کان الطاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳ و ج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر. (۳) والمرأ ة کالقاضی اذا سمعته او اخبرها عدل لا یحل لها تمکینه والفتویٰ انه لیس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدی نفسها بمال او تهرب (ردالمحتار کتاب الطلا ق باب الصریح ج ۲ ص ۵۸٤ .ط.س. ج۳ص ۲۵۱) ظفیر.
(٤) الدر المختار علیه هامش ردالمحتار باب التعلیق ج ۲ ص ٦۹۰ .ط.س. ج۳ص۳۵۵ .۱۲ ظفیر.

انت طالق امس) لان الا نشاء فی الماضی انشاء فی الحال الخ(۱) وقال علیه الصلوٰة والسلام ثلث جدهن وهز لهن جد الحدیث۔(۲) فقط۔

طلاق طلب کرنے پر کہا طلاق ہی سی ہے اس سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۳۰۲) ایک شخص نے اپنی بیوی کو عرصہ تک چھوڑ رکھا، بہت عرصہ کے بعد عورت نے اپنے شوہر کو کہلا کر بھیجا کہ مجھ کو لے جاؤ، اس نے انکار کیا، پھر عورت نے طلاق طلب کی اس نے یہ لفظ کہا طلاق ہی سی ہے، پھر دوبارہ بھی یہ ہی لفظ کہا تو ہر دو لفظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں عورت پر طلاق رجعی واقع ہو گئی، فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے سئل نجم الدین عمن قالت له امرأته طلقنی فقال نہ ترا طلاق ماندہ است نہ نکاح بر خیز و رہ گیر، قال هذا اقرار انه قد طلقها ثلثا کذا فی المحیط،(۳) عبارت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ کے کہنے سے بھی اقرار بالطلاق ہو جاتا ہے، فقط۔

دو شخصوں نے بیوی کے بدلنے کا مصمم ارادہ کر لیا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۳۰۳) دو شخصوں نے باہم مصمم یہ ارادہ کیا کہ ایک دوسرے کی عورت سے اپنی عورت تبدیل کرے، جب گھروں میں جا کر ذکر کیا تو عورتوں نے منظور نہ کیا، آیا اس وعدہ سے ان کی عورتوں پر طلاق پڑ چکی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں ان عورتوں پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط۔

طلاق دی، طلاق دی تین مرتبہ کہا اور کہنے والا کہتا ہے کہ مراد تاکید تھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۴) زید نے اپنی بیوی کو حالت غصہ میں تین طلاق دیں ساتھ الفاظ متفرقہ اور صریحہ کے وہ الفاظ یہ ہیں کہ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے پھر زید کہتا ہے کہ مراد ہماری ان الفاظ سے تاکید ہے، لہٰذا ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، عمر کہتا ہے کہ یہ طلاق صریح ہے، نیت کی ضرورت نہیں ہے۔

(جواب) در مختار میں ہے کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین الخ قوله وان نوی التاکید دین ای وقع الکل قضاءً الخ شامی)(۴) اس سے معلوم ہوا کہ قاضی اس کا اعتبار نہ کرے گا اور دیانۃً اس کی نیت معتبر ہے

شوہر سے کہا گیا کہ تو کہہ کہ فلاں کی لڑکی کو طلاق دی اس نے جواب میں کہا ہم نے قبول کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۵) ہندہ زید کے نکاح میں دس سال سے ہے، عرصہ ایک ماہ کا ہوا کہ ہندہ آٹھ دس آدمی لے کر گھر گئی، اور ان لوگوں کے سامنے ہندہ نے کہا کہ زید نامرد ہے، مجھ کو طلاق دلوا دیجئے، زید نے کہا کہ میں نامرد نہیں ہوں، مجھ کو یہ اپنے قریب نہیں آنے دیتی، لوگوں نے کہا کہ ہندہ تو چند روز اور رہ کر ہم لوگ تجربہ کر لیویں تب ہندہ نے کہا کہ میں ایک ساعت نہیں رہ سکتی ہوں، تب لوگوں نے زید کو ڈانٹا اور کہا کہ جب ہندہ نہیں رہے گی تو تم

---

(۱) ایضاً باب الصریح ج ۲ ص ۶۰۷۔ ط.س. ج۳ ص ۲۶۶۔ ظفیر۔
(۲) مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق ص۔ ظفیر۔
(۳) عالمگیری مصری فصل سابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیہ ج ۱ ص ۴۰۷۔ ط. ماجدیہ۔ ج ۱ ص ۳۸۱۔ ظفیر۔
(۴) ردالمحتار باب طلاق غیر المدخول بها ج ۲ ص ۶۳۲۔ ط.س. ج۳ ص ۱۲،۲۹۳ ظفیر۔

طلاق دے دو، زید خاموش ہو گیا، ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ تو کہہ کہ فلاں کی لڑکی کو ہم نے طلاق دیا، زید نے بسبب دہشت کے مجبور ہو کر کہا کہ ہم نے قبول کیا، لفظ طلاق وغیرہ کا کچھ بھی زبان پر نہیں لیا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) در مختار میں ہے قالت لزوجها طلقنی فقال فعلت طلقت وفی الشامی قوله فقال فعلت ای طلقت بقرینة الطلب(۱) اس عبارت سے واضح ہوا کہ صورت مذکورہ میں شوہر کا یہ کہنا کہ ہم نے قبول کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے طلاق دے دی، لہذا ہندہ پر طلاق واقع ہو گئی مگر طلاق رجعی ہے، عدت کے اندر زید اس کو رجوع کر سکتا ہے، اگر ہندہ مدخولہ ہے، اور اگر غیر مدخولہ ہے تو طلاق بائنہ واقع ہوئی، اس میں رجعت درست نہیں ہے۔

طلاق دی، دی، دی، کہا تو کون سی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۰۶) ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دے دو، طلاق دے دو، شوہر نے کہا میں نے تجھے طلاق دی، دی، دی، اس صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی، اور نکاح ثانی کی ضرورت ہو گی یا نہ۔

(جواب) ظاہر امراد شوہر کے تکرار سے لفظ دی تاکید طلاق کی ہے اس لئے اس صورت میں اس کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، عدت میں بدون نکاح کے اس سے رجعت کر سکتا ہے، یعنی یہ کہہ لے کہ میں نے تجھ کو پھر لوٹا لیا، اس کہنے سے نکاح سابق قائم رہے گا۔(۲) فقط۔

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۷) عبد اللہ نے اپنی بی بی کو ایک طلاق رجعی دے کر اسی دن رجعت کر لی، پھر تھوڑے زمانہ کے بعد عبد اللہ نے اپنی بی بی سے کہا کہ میں تم کو ایک ترکیب بتاتا ہوں کہ جب تو چاہے خود طلاق لے لے وہ یہ کہ فلاں شاخ درخت بیلے کی تو اپنے ہاتھ سے توڑ دے تو تجھے طلاق، چنانچہ عبد اللہ کی عورت نے مذاقاً اپنے بھائی سے اس شاخ کو تڑوا کر اپنے شوہر کے پاس بھیج دیا، اس کے بعد پھر عبد اللہ نے ایک طلاق رجعی دے کر رجعت کی، آیا عورت عبد اللہ پر حرام تو نہیں ہوئی اور اب عبد اللہ کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) ابھی تک تو عبد اللہ کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی، کیونکہ دو طلاق رجعی اس پر واقع ہوئی تھی اور دونوں کے بعد رجعت ہو گئی، لہذا وہ عورت عبد اللہ کے لئے حلال ہے اور شاخ توڑنے پر جو طلاق معلق تھی وہ واقع نہیں ہوئی (کیونکہ شرط نہیں پائی گئی، ظفیر) اس لئے دو ہی طلاق رہی، جس میں رجعت صحیح ہے،(۳) البتہ اگر عبد اللہ آئندہ طلاق دے گا تو پھر رجعت صحیح نہ ہو گی اور بدون حلالہ کے نکاح درست نہ ہو گا، کیونکہ آئندہ طلاق دینے پر

---

(۱) ردالمحتار کتاب الطلاق باب الصریح ج ۱ ص ۶۳۳ و ج ۲ ص ۶۳۴ ط.س. ج۳ص ۲۹۴. ظفیر.

(۲) لو قالت طلقنی طلقنی طلقنی فقال طلقت فواحدة ان لم ینوا لثلاث ولو عطفت بالواوفثلاث (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۳۴ ط.س. ج۳ص ۲۹۴) اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یرا جعها فی عدتها رضیت بذلك او لم ترض (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۴) ظفیر.

(۳) اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یرا جعها فی عدتها رضیت بذلك ام لم ترض (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۴) ظفیر.

اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو جاوے گی کذا فی کتب الفقہ۔ فقط۔

طلاق اور دوسری شادی کے بعد بلوغ و عدم بلوغ میں اختلاف

(سوال ۳۰۸) مسمی شیر نے اپنی منکوحہ مسماۃ بسان کو طلاق دے دی اور مسماۃ مذکورہ نے بعد انقضائے ایام عدت مسمی اسماعیل سے نکاح کر لیا، اب یہ تنازعہ ہے متعلقان مسمی شیر کہتے ہیں کہ شیر نابالغ ہے جس کی نسبت ایک عالم صاحب کے پاس شہادت گزرانی کہ شیر گیارہ سال کا ہے، عالم صاحب مذکور نے بلا حضور اسماعیل ناکح ثانی و مسماہ بسان حکم عدم بلوغ شیر کا دے کر نکاح مسمی شیر، اسماعیل نے دوبارہ روبرو چند علماء و معزز اشخاص وغیرہ کے عام مجلس میں دو گواہ پیش کئے جس مجلس میں مسمی شیر اور اس کے متعلقان بھی موجود تھے، شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ شیر اٹھارہ سال کا ہے اور یہ شہادت بھی حلفیہ ہے، اور ظاہر علامات بلوغ نظر نہیں آتیں، صرف اس کی بلوغت سالوں کے گزرنے سے ہو سکتی ہے، اس صورت میں بینہ کس کے معتبر ہیں بلوغ کے یا عدم بلوغ کے۔

(جواب) اگر کوئی علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر مرد یا عورت کی ہو جانے پر حکم بلوغ کا کر دیا جاتا ہے، پس جب کہ عمر اس لڑکے کی اٹھارہ سال کی ثابت ہے تو طلاق اس کی واقع ہو گئی قال فی الدر المختار وان لم یوجد فیھما شئی فحتی یتم لکل منھما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی (۱) اور طلاق بالغ کی واقع ہوتی ہے، نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی قال فی الدر المختار ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ الخ ولا یقع طلاق المولیٰ علی امرأۃ عبدہ الخ والصبی الخ۔ (۲) اور دونوں شہادتوں میں چونکہ اختلاف ہوا شیر کی عمر میں لہذا دونوں ساقط ہیں، اور عالم بلا تحکیم کے قائم مقام قاضی کے نہیں ہوتا، اور غیر قاضی کے سامنے شہادت پیش ہونا معتبر نہیں ہے۔ (۳) پس اس امر کی تحقیق از سر نو ہونی چاہئے کہ مسمی شیر کس دن اور تاریخ اور سنہ میں پیدا ہوا تھا، اس سے اس کی عمر معلوم ہو جاوے گی تاریخ ولادت وغیرہ کاغذات سرکاری میں درج ہوتی ہے اس سے حال معلوم ہو سکتا ہے کہ شیر باعتبار عمر کے بالغ ہے یا نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اگر بلوغ اس کا بوقت طلاق محقق ہو گیا تو طلاق اس کی واقع ہو گئی ورنہ نہیں۔

میاں بیوی طلاق کے منکر ہیں اور تین ماہ بعد گواہی دی جاتی ہے کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۹) مدعیہ و مدعیٰ علیہ ہر دو منکر طلاقند کدام مفتی یا طالب علم رہ بلا سبب شہادۃ یعنی طلب مدعیہ اولاً گواہاں را حاضر ساختہ بعد صرف مدعیٰ علیہ را پیش آوردہ بعد اثبات شہادۃ بلا جرح و تعدیل حکم وقوع طلاق مغلظہ در جماعت عامہ دادن جائز است یا نہ و طلاق مغلظہ واقع است یا نہ، و دعویٰ مدعیٰ علیہ بایں دلیل کہ مفتی و ہر دو شاہدان باوجود ملاقات و ہمسائیگی در ایں سہ ماہ تا ایں وقت چرا اطلاع ندادند و مفتی را با من دشمنی سابقہ است وغیرہا شرعاً مسموع است یا نہ۔

(جواب) در مختار میں ہے والذی تقبل فیہ الشہادۃ حسبۃً بدون الدعویٰ اربع عشر منھا الوقف الخ قال

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲. ط.س. ج۶ ص ۱۵۳. ۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ و ج ۲ ص ۵۸۰. ط.س. ج۳ ص ۲۳۵. ۱۲ ظفیر.
(۳) وکذا تجب مطابقۃ الشہادتین لفظا ومعنی الخ بطریق الوضع (در مختار) حتی لوادعی رجل مائۃ درھم فشھد شاھد بدرھم و اخر بدرھمین الخ لم تقبل عند ابی حنیفۃ (رد المحتار باب الاختلاف فی الشہادۃ ج ۴ ص ۵۳۸. ط.س. ج۵ ص ۴۹۳) ظفیر.

فی ردالمحتار وهی الوقف وطلاق الزوجة الخ و ایضاً فی ردالمحتار شاهد الحسبة اذا اخبرها بغیر عذر لا تقبل لفسقه اشباه عن القنية۔(۱) پس معلوم ہوا کہ اگر بلا عذر تاخیر شاہد حسبہ از ادائے شہادت ثابت ہو جائے تو عدم قبول شہادت ضروری ہے۔(۲) فقط۔

طلاق دینے کے بعد بیوی سے مل گیا کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۰) زید نے کسی خانگی جھگڑے کی بنا پر اپنی منکوحہ کو طلاق دے دیا، تیسرے، چوتھے روز ایک شخص نے کوشش کی کہ زید اور اس کی بی بی میں پھر ملاپ ہو جائے ایک مقامی عالم نے فتویٰ دیا کہ طلاق عائد نہیں ہوئی، اس لئے میاں بی بی بحالہ مل سکتے ہیں اس کے بعد زید نے چند آدمیوں کے روبرو اپنی بی بی کو بلا کر اپنے مکان میں داخل کر لیا، شرعاً زید کی زوجہ پر طلاق عائد ہوئی اس صورت میں یا نہیں۔

(جواب) اگر زید نے اپنی زوجہ کو تین طلاق نہ دی تھی بلکہ ایک یا دو طلاق دی تھی تو عدۃ کے اندر زید اپنی زوجہ کو بلا نکاح کے رجوع کر سکتا ہے اور رجوع کرنا اپنی زوجہ کو صحیح ہے (۳) اور اگر زید نے تین طلاق دے دی تھی تو پھر کوئی صورت رجوع کرنے کی بدون حلالہ کے نہیں ہے کما قال الله تعالیٰ الطلاق مرتان۔(۴) یعنی طلاق رجعی دو طلاق تک ہے، پھر فرمایا فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره،(۵) پس اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو پھر وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں ہے، جب تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے، یعنی پھر وہ دوسرا امر وبعد صحبت کے طلاق دے اور اس کی عدت گذر جاوے اس وقت شوہر اول اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے، فقط۔

دو طلاق دی اور بطور اطلاع باپ سے کہا طلاق دے دی کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۱) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو دو بار طلاق دی، بعد کو اپنے باپ سے کہا کہ میں نے طلاق دے دی، باپ نے خوشامد کی اور تین دن کے بعد نکاح پڑھوا دیا، یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں اگر باپ سے کہنے سے مطلب اس کا خبر دینا تھا اسی طلاق سابق کی اور جدید طلاق دینا مقصود نہ تھا تو وہی طلاق جو پہلے دی تھی واقع ہوئی اور وہ دو طلاق رجعی ہیں، ان میں عدت کے اندر رجوع کرنا بدون نکاح کے صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح بدون حلالہ کے جائز ہے،(۶) اور اگر غرض ونیت اس کی باپ سے

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار کتاب الوقف مطلب المواضع التی تقبل فیها الشهادة حسبة بلا دعوىٰ ج ۳ ص ۵۵۵ ط.س. ج۴ ص ۴۰۹، ظفیر.

(۲) ویجب الاداء بلا طلب لو الشهادة فی حقوق الله تعالیٰ وهی کثیرة عد منها فی الاشباه اربعة عشر قال ومتی اخر شاهد الحسبة شهادة بلا عذر فسق فترد کطلاق امرأة (در مختار) قال فی الاشباه تقبل شهادة الحسبة بلا دعوىٰ فی طلاق المرأة الخ (ردالمحتار کتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٤ ط.س. ج٥ ص ٤٦٣) ظفیر.

(۳) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها رضيت ام لم ترض (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ٣٧٤) ظفیر.

(٤) سورة البقر رکوع ۲۹. ظفیر.

(٥) ایضاً، ظفیر.

(٦) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها الخ (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ٣٧٤) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (ایضاً ص ٣٧٨) ظفیر.

کہنے میں ایک اور طلاق دینے کی تھی تو اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی اگر چہ زوجہ اس کی وہاں موجود نہ ہو، پس اس صورت میں بدون حلالہ کے شوہر اول اس سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا ھکذا فی کتب الفقہ۔ فقط۔

کئی دفعہ طلاق دے چکا مگر شوہر انکار کرتا ہے بیوی کیا کرے

(سوال ۳۱۲)(۱) زید اپنی خلوت میں سونے کے لئے گیا، ہندہ کا بیان ہے کہ میں جس وقت اس کے پاس خلوت میں گئی تو زید نے مجھ سے یہ کہا کہ اب میرے گھر چلو، میں نے کہا کہ ماں باپ تو مجھے پہلے ہی گھر سے نکال چکے اور طرح طرح کی تکالیف دیتے ہیں اور ہر وقت برا بھلا کہتے ہیں، غرض زید نے یہ سب کلام سن کر یہ کہا کہ میرے ماں باپ جو کچھ تجھ کو کہیں گے وہ سب سننا ہوگا، مجھ سے تیرا کھانا کپڑا نہیں ہو سکتا میں نے تجھ کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، میں نے تجھ کو چھوڑ دیا اور میں تجھ کو طلاق دے کر جاتا ہوں اور تجھ کو اجازت دیتا ہوں کہ تو جس سے دل چاہے اپنا نکاح کر لے، ہندہ زید کا یہ کلام سن کر اپنی والدہ کے پاس گئی، اس کی والدہ نے اس کو کہا کہ اب جا اسی کے پاس سو جا، صبح کو دیکھا جاوے گا، صبح کو جب زید سے استفسار کیا گیا تو وہ منکر ہو گیا اور یہ کہا کہ میں نے مذاقاً یہ کہا تھا کہ تجھ کو تیری بہن سے بدل لوں یا تیری بھاوج سے بدل لوں، ہندہ کا بیان ہے کہ اس سے قبل بھی کئی بار مجھے اسی طرح تین طلاق دے چکا ہے، میں اس کو نہایت وثوق سے کہتی ہوں۔

(۲) ایسی حالت میں ہندہ کو زید سے علیٰحدہ رہنا چاہئے یا نہیں۔

(۳) اگر زید جبراً اپنے پاس رکھے تو کیا کرے۔

(جواب)(۱، ۲) ایسی حالت میں ہندہ حتی الوسع زید سے علیٰحدہ رہے اگر ہندہ اس پر قادر نہیں تو گناہ زید کے ذمہ ہے ہندہ بری ہے عند اللہ، شامی جلد ۲ ص ۲ ۳ ۴ باب الصریح میں ہے والمرأۃ کالقاضی اذا سمعتہ او اخبرھا عدل لا یحل لھا تمکینہ والفتویٰ علیٰ انہ لیس لھا قتلہ ولا تقتل نفسھا بل تفدی نفسھا بما ل او تھرب الخ وفی البزازیۃ عن الاوز جندی انھا ترفع الامر للقاضی فان حلف ولا بینۃ لھا فالاثم علیہ۔(۱) فقط۔

(۳) اس صورت میں مفتی ہندہ کو یہ فتویٰ دے گا کہ جب کہ علم میں تیرا شوہر بالیقین تجھ کو طلاق ثلثہ دے چکا ہے تو تجھ کو زید کے پاس رہنا اور جانا درست نہیں ہے لیکن اگر قاضی و حاکم بسبب نہ ہونے دو گواہوں کے ہندہ کو اس کے شوہر کے سپرد کر دے جیسا کہ حکم قضاء کا ہے تو گناہ زید پر ہوگا نہ ہندہ پر کما مر من انھا ترفع الامر للقاضی فان حلف ولا بینۃ لھا فالاثم علیہ . ردالمحتار۔(۲)

بلا ارادہ طلاق کہا اچھا حرام اچھا طلاق کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۳) عمر نے بکر کو مجبور کیا کہ وہ اپنی منکوحہ کو طلاق دے دے، بار بار مجبور کرنے پر جان چھڑانے کے لئے بکر نے بلا ارادہ طلاق کہا، اچھا حرام، اچھا طلاق، بلا اضافت کے صرف اتنا کہنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو عبارت اذا لم یسم المرأۃ ولم یضف الیھا الطلاق لم یقع کا کیا مطلب ہوگا، اگر طلاق پڑی تو

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹٤ ۔ ط۔س۔ ج۳ ص ۲۵۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹٤ ۔ ظفیر۔ ط۔س۔ ج ۳ ص ۲۵۱۔

کون سی بائن یا ثلاثہ۔

(جواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر دو طلاق بائنہ واقعہ ہوں گی جیسا کہ شامی میں تصریح کی ہے کہ صراحۃً اضافت کی ضرورت نہیں ہے لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها فقوله انى حلفت بالطلاق ينصرف اليها ما لم يرد غيرها الخ وسيذ كر قريبا ان من الا لفاظ المستعملة الطلاق يلزمنى والحرام يلزمنى و على الطلاق وعلى الحرام فيقع بلا نية للعرف الخ فاوقعو به الطلاق مع انه ليس فيه اضافة الطلاق اليها صريحا فهذ ا مؤيد لما في القنية وظاهره انه لا يصدق فى انه لم يريد امرأ ته للعرف والله اعلم شامى ۔(۱) علاوہ بریں اس صورت میں یہ مذکور ہے کہ عمر نے اس کو مجبور کیا کہ وہ اپنی منکوحہ کو طلاق دے وے پس اس کے جواب میں اس کا یہ کہنا اچھا حرام اچھا طلاق صاف دلیل ہے اس کی کہ جس کے لئے عمر نے اس کو مجبور کیا ہے اور حکم کیا ہے اسی پر طلاق واقع ہوگی اور عمر کے قول میں اضافت موجود ہے، پس بکر کا قول بھی اسی کی طرف منصرف ہوگا، جیسا کہ فقہاء نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک مرد سے کہا کہ کیا تو نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہے اور اس نے کہا ہاں تو اس میں طلاق واقع ہو جاتی ہے حالانکہ شوہر کے کلام میں نہ لفظ طلاق مذکور ہے اور نہ اضافت موجود ہے، پس سوال عمر کا قرینہ تو یہ ہے اس پر کہ مراد طلاق دینا اسی کو ہے جس کے متعلق عمر نے اس کو مجبور کیا ہے اور صریح لفظ میں نیت کی ضرورت نہیں ہے، اور اسی طرح بعض الفاظ کنایہ میں جب کہ دلالت حال موجود ہو، پس عبارت جواہر کا یہ مطلب لیا جاوے گا کہ جب کہ کوئی قرینہ بھی اضافۃ الی الزوجہ کا موجود نہ ہو، یا وہ قول خلاف اصح ہے، فقط۔

بیوی کو طلاقن کر کے خطاب کرنے سے طلاق ہوگی یا نہیں

(سوال ۳۱۴) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے کہا اے طلاقن تو نے میرے لئے بچھونا کیوں نہیں بچھایا، اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں، اس لفظ سے طلاق دینا مقصود نہیں ہوتا۔

(جواب) اس لفظ کے کہنے سے اس کی زوجہ مطلقہ ہوگئی اور صریح لفظ طلاق میں نیت کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اگر یہ لفظ ایک دفعہ ہی کہا ہے تو ایک طلاق رجعی ہوئی اس میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح کے صحیح ہے۔(۲) فقط۔

عورت کہتی ہے پانچ چھ مرتبہ طلاق دی اور شوہر انکار کرتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۵) زید اور ہندہ زوجین میں بعض امور خانگی پر رنجش ہو کر نوبت بطلاق پہنچی مگر فریقین میں حسب ذیل اختلاف ہے، ہندہ کہتی ہے کہ میرے شوہر نے شب کے وقت آکر زیور طلب کیا، میں نے جواب دیا کہ زیور دور ہے تم کھانا کھالو جواب زید نے یہ دیا کہ کھانا تو کھا چکا، ہندہ نے کہا کہ اناج بھی ہو چکا تم لا دینا، زید نے کہا کہ فلاں فلاں زیور مجھ کو دے دو ضرورت ہے، زیور لے کر کہا کہ اناج تو جو آنا تھا آچکا۔ اور میں نے تجھ کو طلاق دی، ہندہ نے کہا کہ خبردار سنبھل کر کہو کیا کہتے ہو، زید نے چھ مرتبہ وہی الفاظ طلاق کہ میں نے تجھ کو طلاق دی، پھر

(۱) ایضاً ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ظفیر.
(۲) اذا طلق الرجل امرأ ته تطليقة رجعية الخ فله ان يرا جعها (هدايه باب الرجعة ص ۳۷۴) ظفير.

اعادہ کردیئے زید سے پوچھا گیا، زید کہتا ہے کہ میں نے مکان پر جا کر ہندہ سے کہا کہ میرے والد کے مکان پر چلو، ہندہ نے جواب دیا کہ خدا مجھ کو اس دہلی پر نہ لے جاوے، زید نے کہا کہ خدا مجھ کو اس دہلی پر نہ لاوے، یہ بیانات فریقین کے حلفی ہیں اور شہادت موجود نہیں، اس صورت میں عند اللہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور ہندہ کو جب کہ اس کے روبرو یہ الفاظ طلاق کے کہے اور وہ ان کا یقین رکھتی ہے، ایسی حالت میں زید شوہر کے ساتھ تعلقات زن و شور کھنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ دو گواہ شرعی طلاق کے نہیں ہیں اور شوہر انکار کرتا ہے تو حسب قاعدہ شرعیہ قول شوہر کا حلف معتبر ہے، البتہ اگر شوہر کے اقرار طلاق کے دو گواہ بھی موجود ہوں اور وہ شہادت اقرار شوہر کے دیتے ہوں تب بھی طلاق ثابت ہو جاتی ہے، لیکن جب کہ کوئی شہادت طلاق کی یا اقرار شوہر کی نہ ہو تو پھر قول شوہر کا معتبر ہوگا۔(۱) اور عورت کے بارے میں بے شک یہ حکم ہے کہ اگر اس کو یقین طلاق مغلظہ یا بائنہ کا ہے تو جہاں تک اس سے ہو سکے وہ اس مرد سے علیٰحدہ رہے اور اگر اس کو اس پر قدرت نہ ہو اور مجبور ہو تو اس پر مواخذہ نہیں گناہ شوہر پر ہے در مختار میں ہے **سمعت عن زوجها انه طلقها ولاتقدر على منعه من نفسها فلا اثم عليه انتها ملخصا**۔(۲)

میں نے بیوی کو طلاق دے دی لوگوں کے پوچھنے پر اس جملہ کو دہراتا رہا کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۶) زید نے بطور تذکرہ آپ سے آپ چند آدمیوں کے روبرو بیان کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور چونکہ زید ایک لغو گو اور فضول گو آدمی ہے اس واسطے حاضرین نے جھوٹ سمجھا، بطور تصدیق کے مکرر پوچھا فی الحقیقت تم نے طلاق دی تو زید نے مکرر سکرر کہا کہ ہاں میں نے طلاق دی اور ایک تحریر لکھ کر ڈاک سے عمر کے نام روانہ کر دی ہے کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دے دی مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ زید نے کوئی تحریر عمر کے نام نہیں بھیجی اور نہ اپنی جورو کے سامنے یا اس کی اعزاء کے سامنے جا کر طلاق دی ہے، صرف اس مجمع میں اس نے مذکورہ بالا طریقہ پر طلاق کا دینا بیان کیا، اور زید کی بیوی عمر کے یہاں بوجہ تکلیف خورونوش کے بطور خادمہ کے کام کرنے لگی تھی کہ کھانے پینے کا سہارا ہو، یہ امر زید کو ناگوار تھا، وہ چاہتا تھا کہ عمر کے یہاں اس کی بی بی نہ رہے اور زید کہتا ہے کہ میں نے اس وجہ سے ایسا بیان کیا کہ میری بی بی کے کانوں تک یہ خبر پہنچے اور وہ عمر کے یہاں کار ہنا ترک کر دے، اور میری نیت ہرگز طلاق دینے کی نہ تھی، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر واقع ہو گئی تو اب کس طریقہ سے وہ عورت زید کی زوجیت میں آسکتی ہے اس واقعہ کو ڈیڑھ مہینہ ہوا ہے۔

(جواب) اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی، کیونکہ اگر جھوٹ بھی ایسا کہہ دیا جاوے اور نیت بھی نہ ہو

---

(۱) ونصا بها لغيرها من الحقوق الخ رجلان او رجل و امرأتان (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادة ج ٤ ص ٥١٤ .ط.س. ج٥ص ٤٦٥) ظفير.

(۲) والمرأة كالقاضي اذاسمعته اواخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوىٰ علىٰ انه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال او تهرب الخ وفي البزازية من الا وزجندى انها ترفع الامر للقاضي فان حلف ولا بينة لها فالا ثم عليه (رد المحتا باب الصريح ج ٢ ص ٥٩٤ .ط.س. ج٣ص ٢٥١) ظفير.

تب بھی اس لفظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے ،(۱) البتہ اگر ایک دفعہ کے بعد جو لوگوں کے دریافت کرنے پر مکرر سہ کرر طلاق دینا بیان کیا اس میں اگر جدید طلاق کی نیت نہ ہو اور اسی طلاق سابق سے خبر دینے کا خیال ہو تو ایک طلاق ہی رہے گی ، زیادہ طلاقیں نہ پڑیں گی ۔ جس میں حلالہ کی ضرورت ہو ، اور ایک طلاق میں عدت کے اندر شوہر بدون نکاح جدید کے اپنی زوجہ کو رجوع کر سکتا ہے یعنی یہ کہہ دیوے کہ میں نے اپنی زوجہ کو لوٹا لیا اور چونکہ ابھی طلاق کو ڈیڑھ ماہ گذرا ہے ، اس لئے غالباً تین حیض نہ آئے ہوں گے اور ابھی عدت باقی ہے رجوع کر سکتا ہے ۔ فقط ۔

صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں

(سوال ۳۱۷) شریف الدین اخبار می کند کہ حسن شاہ اظہار کرد کہ از دور تخمیناً صد گز شنیدم کہ نبر جو در حالت جنگ و جدل آواز داد کہ خواہر خود را بخانہ ببر کہ او را سہ طلاق است فقط شریف الدین تلاش نمود کہ شاہد دیگر باید ، حبیب ملا نزد کساں دیگر سوائے شریف الدین بیان نمود کہ مرا ہم خبر است ، لیکن مرا ذمہ چیست کہ اظہار کنم کہ لحاظ ہمسائیگی است شریف الدین بعد سہ ماہ تقریباً از حاضران مجلس خصومت نبر جو استفسار لفظ سہ طلاق نمودہ و وعید کتمان شہادت ساختہ ایشاں گفتند کہ ہر گز لفظ طلاق نشنیدیم حبیب ملا ہم دریں مجلس حاضر بودہ ساکت ماند ، بعد سہ چہار روز شریف الدین شہادت حسن شاہ وایں حبیب ملا مذکورہ را گرفتہ حکم بوقوع طلاق داد ، مفتی حسام الدین شہادت حبیب ملا را بنابر تاخیر شہادت رد نمودہ حکم بعدم وقوع طلاق دادہ است ، دریں صورت حسب قانون شریعت غراء سہ طلاق واقع است یا نہ ، و معنی تاخیر شہادت در عرف فقہاء چیست و عذر تاخیر شہادت در شرع چگونہ معتبر است فقط ۔

(جواب) در مختار میں ہے ومتی اخر شاهد الحسبة شهادة بلا عذر فسق فترد الخ ۔(۲) وهكذا فی ردالمحتار والا شباه والنظائر وعذر ایں است کہ قاضی عادل موجود نباشد و مکانش قریب نباشد وغیرہ در المختار میں ہے لکن وجوبه الا داء لشروط سبعة مبسوطة فی البحر وغيره عدالة قاض وقرب مكانه وعلمه لقبوله وبكونه السرع قبولاً وطلب المدعی الخ لکن در شہادت حسبہ طلب مدعی شرط نیست ، پس ہرگاہ شاہد حسبہ طلاق محض از لحاظ ہمسائیگی در اداء شہادۃ تاخیر کند فسق او ظاہر است و شہادتش نامقبول است و طلاق از شہادت او ثابت نشود ۔ فقط ۔

طلاق کا لفظ کہا مگر تعداد یاد نہیں ، سننے والے کہتے ہیں ایک دو مرتبہ کہا کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۸) زید نے بحالت غصہ اپنی زوجہ کو مار پیٹ کیا اور اسی حالت غضب میں الفاظ طلاق کے کہے ، اب زید سے دریافت کیا کہ تو نے کتنے مرتبہ طلاق کا لفظ کہا ، اس نے جوب دیا کہ مجھے غصہ سخت تھا ، مجھے یاد نہیں ، جو لوگ ہنگامہ میں موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے لفظ طلاق دو ایک بار سے زیادہ نہیں سنا ، عورت کہتی ہے کہ مجھے کچھ یاد نہیں ، مگر لفظ طلاق کا ایک دو بار میں نے سنا تھا ، جو حکم شریعت ہو مطلع فرمائیے ۔

---

(۱) ثلث جدهن جد و هزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة رواه الترمذی (مشكوٰة باب الخلع والطلاق ص ۲۸٤) ظفیر .
(۲) ردالمحتار كتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٤ ط.س. ج٥ ص ٤٦٣ . ١٢ ظفیر .

(جواب) در مختار میں ہے ولو شك اطلق واحدة اواكثر يبنیٰ على الا قل الخ قال فی ردالمحتار الا ان يستيقن بالا كثر او يكون اكبر ظنه وعن الا مام الثانی اذا كان لايدری اثلث ام اقل يتحری وان استويا عمل با شد ذلك عليه اشباه.(۱) پس اگر حاضرین مجلس کا گمان غالب یہ ہی ہے کہ ایک دو سے زیادہ لفظ طلاق نہیں کہا ہے تو اس صورت میں طلاق رجعی واقع ہوئی، اور حکم اس میں یہ ہے کہ عدت کے اندر رجعت بلا نکاح کے صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے ہو سکتا ہے، البتہ اگر غالب گمان تین طلاق کا ہو، یا مساوی ہو تو پھر احوط یہ ہے کہ تین طلاق سمجھی جاویں اور بلا حلالہ کے نکاح صحیح نہ ہوگا کما مر عن الشامی من قوله عمل باشد ذلك عليه فقط۔

عدت کے بعد رجعی بائن ہو جاتی ہے

(سوال ۳۱۹) طلاق رجعی بعد انقضائے عدت بائنہ گردد یانہ۔

(جواب) طلاق رجعی بعد انقضائے عدت بائنہ گردد۔(۲)

ایک دو تین طلاق دی کہنے سے کتنی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۲۰) تم کو ایک طلاق دی، دو طلاق دی، یا ایک طلاق دو طلاق دی، اس کہنے سے آیا دو طلاق واقع ہوں گی یا تین جمع کر کے؟

(جواب) اس صورت میں جمع ہو کر تین طلاق ہو جائیں گی۔(۳)

طلاق کی کتنی قسمیں ہیں

(سوال ۳۲۱) طلاق کی کتنی قسمیں ہیں، اور ان میں ہر ایک کے واسطے کیا حکم ہے۔

(جواب) طلاق کی دو قسمیں ہیں، رجعی اور بائنہ، پھر بائنہ دو طرح ہے مغلظہ اور غیر مغلظہ، رجعی میں رجعت اندر عدت کے درست ہے، اور بائنہ غیر مغلظہ میں نکاح جدید کی ضرورت ہے اور مغلظہ یعنی طلاق ثلثہ میں حلالہ کی ضرورت ہے،(۴) فقط۔

ذیل کے منتر پڑھنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۳۲۲) زید اور اس کی زوجہ کے درمیان بوجہ شرارت اولیاء زوجہ کچھ بد معاگی تھی، لہٰذا زید اپنی زوجہ کو بدستور گھر میں لانے سے مجبور تھا، اس اثناء میں بکر نے زید کو منتر ذیل سکھلائے اور کہا کہ تم اس کو ایک خاص کوٹھری میں سوتے وقت اپنی زوجہ کی صورت خیال کر کے سات رات برابر پڑھو، انشاء اللہ تمہاری زوجہ بلا اذن اولیاء خود آجائے گی، منتر مذکور یہ ہے، آکو کورو آکو کورو آکو یار حمان، جا کہ جا کہ کرے ساتھ، بیری کے میرے

---

(۱) ردالمحتار قبيل باب طلاق غير المد خول بها ج ۲ ص ٦٢٤. ط.س. ج۳ص ۲۸۳. ظفير.

(۲) فاذا انقضت العدة ولم يرا جعها بانت عنه افقه السنه (ج ۸ ص ۷۹) ظفير.

(۳) والطلاق يقع بعد دقرن به (در مختار) ای متی قرن الطلاق بالعدد كان الوقوع بالعدد (ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ٦٢٧. ط.س. ج۳ص ۲۸۷) ظفير.

(٤) وينكح مبانته، بمادون الثلاث فی العدة وبعدها بالا جماع الخ لا ينكح بها ای بالثلاث الخ حتیٰ يطا ها غيرها بنكاح (ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸. ط.س. ج۳ص ٤٠٩) ظفير.

شیطان شوء کے ،دن سوئے جاجاکے ،زوجہ کانام لاگتا نہیں ،لاگے تو تیرے ہی ہیں ،جی سے تین طلاق تین طلاق تین طلاق ،اس صورت میں یہ وہم ہوتا ہے کہ زوجہ پر طلاق تو واقع...... ہوئی ،حالانکہ اس عبارت کے پڑھنے سے ایقاع طلاق منظور نہ تھا۔

(جواب) یہ ظاہر ہے کہ بدون معلوم ہونے معنی عبارت مذکور کے کچھ حکم قطعاً نہیں ہو سکتا، لیکن جو کچھ گمان غالب صورت مسئولہ میں ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی ،کیونکہ شوہر محض ایک عبارت معلّمہ کی نقل کررہا ہے بغرض عمل نہ بغرض ایقاع وانشاء طلاق ،پس توہم کو دور کریں ،اور جب کہ شوہر نے اس عبارت کو بغرض ایقاع طلاق نہیں پڑھا تو وہ اطمینان کرلے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی ،اور یہ فیصلہ فقہاء کا پیش رکھیں کہ شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔(۱)

اس وعدہ پر نکاح کیا کہ تیرے گھر نہ رہوں تو نکاح درست نہ رہے گا خلاف ورزی پر کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۳)مسماۃ فاطمہ سے نبی بخش نے اس وعدہ پر اور اقرار پر نکاح کیا کہ اگر میں تیرے گھر نہ رہوں اور تیری بلا اجازت اور کسی جگہ جاؤں یار ہوں تو میرا نکاح تیرے ساتھ درست نہ رہے گا۔بعد نکاح ایک رات مسماۃ کے گھر رہ کر پھر جس موضع کا تھا وہیں چلا گیا ،پھر مسماۃ فاطمہ کے گھر آکر نہیں رہا اور نہ اس کو خرچ دیا ،اس صورت میں مسماۃ مذکورہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں ،

(جواب)الفاظ مذکورہ سے صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور مسماۃ فاطمہ بحالت موجودہ دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی ،بلکہ اول شوہر سے طلاق لی جاوے پھر بعد گزرنے عدت کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

یہ ثابت ہو جائے تو گولی مار دینا اور یہی فیصلہ طلاق ہے کہنے کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۴)زید نے اپنی ہمشیرہ کا عقد بکر سے بایں خیال کردیا کہ بکر نا کتخدا ہے اور بکر نے بھی اپنے آپ کو نا کتخدا ہونا ظاہر کیا ،مگر قبل از رخصت زید کو دریافت ہو گیا کہ بکر نے اپنے ازدواج کو مخفی رکھا اور متزوج صاحب اولاد ہے ،اس پر زید نے ہندہ کو رخصت کرنے سے انکار کردیا کہ بشرط نا کتخدا ہونے بکر کے نکاح کردیا تھا ،چونکہ اس کے خلاف ظاہر ہوا ،اب ہم رخصت نہیں کرتے ،اور زید نے بکر سے خلع چاہا مگر بکر نے خلع منظور نہیں کیا بلکہ اس وقت تک سابق نکاح کو مخفی کرتا رہا ،پھر اسی تنازع میں بکر نے کہا کہ اگر میرا نکاح اور اولاد ہونا ثابت ہو جاوے تو میرے گولی مار دینا اور یہی فیصلہ طلاق ہے۔

فیصلہ یہاں ایسے تنازعات میں طلاق میں مستعمل ہوتا ہے ،اب زید کہتا ہے کہ ہندہ کو طلاق ہو گئی ،اور زید نے شہادت صحیحہ سے ان الفاظ کو ثابت کردیا ،اور بکر ان الفاظ کے کہنے سے قطعی انکار کرتا ہے ،اب یہ دریافت طلب ہے کہ صورت مذکورہ میں طلاق ہوئی یا نہیں بظاہر الفاظ اضافت طلاق کسی کی جانب نہیں ،لیکن باعتبار محل نزاع وتبادر کلام اضافت طلاق بطرف ہندہ دریافت ہوتی ہے۔

(جواب)اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی کما حققه الشامی من انه لا یلزم کون الا ضافة صریحة فی

(۱)علم انه حلف ولم یدر بطلاق او غیره لغاکما لو شك اطلق ام لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۲۳۔ط.س.ج۳ص ۲۸۳) ظفیر۔

کلامه وقال فهذا يدل على وقوعه وان لم يضفه الى المرأة صريحاً وقال لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها الخ۔(۱) اور چونکہ تذکرہ اور واقعہ ہمشیرہ زید کے متعلق تھا، لہذا اسی پر طلاق واقع ہوگی۔

لکھا کہ طلاق مسنونہ سے آزاد کر دیا اور یہ بھی کہ جہاں چاہے شادی کر لے اب اس کو رجوع کا حق ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۵) جو ایک شخص کتب درسیہ دینیہ سے واقف اور متدین ہے، اہل برادری کو فہمائش کرتا ہے کہ شرعاً طلاق بدعت ممنوع ہے، میں ایک فارغ خطی موافق سنت تحریر کر دیتا ہوں تم اس پر عمل کرو، بعدش عزم بالجزم میں اگرچہ ایک ہی مسنونہ احسن بلا عوض پورا حق مہر اپنی منکوحہ مدخولہ کو دے کر طلاق دے، لیکن بظاہر اسی ایکہ ہی طلاق کی بنا پر مضمون ذیل سے تمسک کر کے ایک کاغذ تحریر کر دیا، جس میں عدد ایک طلاق مسنونہ کی تصریح نہ ہو سکی اور لکھ دیا کہ میں نے اس کو طلاق مسنونہ دے کر حق زوجیت سے آزاد کر دیا، بعد گزرنے عدت کے جہاں جی چاہے نکاح کر لے، مجھے اس کے ساتھ کسی قسم کی مزاحمت نہ ہوگی۔

خلاصہ فقط سوال کا یہ ہے کہ کیا یہ شخص اپنی مطلقہ واحد کی طرف عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے یا نہیں، دوم یہ کہ کیا طلاق مسنونہ واحدہ بوقت تحریر کاغذیا بمجرد تقریر لسانی مثل بدعی کے واقع ہو جاتی ہے یا طلاق مسنونہ واحدہ مثل بدعیات کے نہیں ہے، مقید بطہر بلا جماع ہے، سوم کیا کاغذ کے باقی الفاظ مندرجہ فارغ خطی یعنی (اپنے حق زوجیت سے ازاد کر دیا وغیرہ) طلاق مسنونہ واحدہ شرعیہ کو بلا عزم بائن بنا سکتے ہیں یا نہ۔

(جواب) مطلق کی نیت اگر اسی وقت طلاق دینے کی تھی تو فی الحال واقع ہو جائے گی، کما فی الدر المختار وان نوى ان تقع الثلاث الساعة الخ صحت نیته الخ۔(۲) اور یہ طلاق مع بعد کے بائنہ ہوگی بوجہ زیادتی مابعد کے، دوم یہ کہ شوہر کا لفظ (اپنے حق زوجیت سے آزاد کر دیا) ترجمہ ہے انت حرة کا جو ان کنایات میں سے ہے جس سے بوقت مذاکرہ طلاق واقع ہو جاتی ہے کذا فی الدر المختار،(۳) پس اس لفظ سے ایک طلاق بائنہ فی الحال واقع ہو جائے گی، اگرچہ بوجہ عدم نیت اول لفظ صریح سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

بیوی طلاق کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے کیا کیا جائے

(سوال ۳۲۶) کلو نے اپنی زوجہ زینب کو چار سال تک اپنے سے علیٰحدہ رکھا، اور چار سال تک وہ کبھی ملا بھی نہیں، زینب کہتی ہے کہ کلو نے مجھ کو طلاق دے دی اور مصنوعی چار اشخاص کے نام بتا کر کہتی ہے کہ ان کے سامنے دی ہے میرے روبرو نہیں دی، حالانکہ چار سال سے کلو اس سے ملا بھی نہیں، آیا اس صورت میں طلاق

---

(۱) ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ و ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲٤۸، ۱۲ ظفیر۔

(۲) الدر المختار على ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۸ اس سے پہلے کی عبارت یہ ہے قال لموطوئته وهي ممن تحيض انت طالق ثلاثا للسنة وقع عند كل طهر طلقة الخ وان نوى ان تقع الثلاث الساعة (ایضاً). ط.س. ج۳ص ۲۳۵ ظفیر

(۳) ونحوا عتدی واستبرئی رحمك انت واحدة انت حرة الخ لا يحتمل السب والرد (وهذا القسم ثالث) وفي مذاكرة الطلاق يتو قف الا ول فقط ويقع بالا خيرين وان لم ينو (در مختار) قوله الا ول اى ما يصلح للردو الجواب (ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٤٠ ط.س. ج۳ص ۳۰۰..... ۳۰۱) ظفیر۔

ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) طلاق ہو جاوے گی، طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کے سامنے موجود ہونا ضروری وشرط نہیں ہے، اگر دو گواہ عادل یا زیادہ گواہی دیں کہ ہمارے سامنے طلاق دی ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔(۱)

کسی نے بیوی سے کہا طلاق دی طلاق بائن دی بعد میں انکار کرتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۷) سہ مرد عاقل بالغ گفتند کہ زید حق زوجہ موطوءہ خود گفت ترا طلاق دادم ترا طلاق بائن دادم، صرف ایں الفاظ شنیدہ ایم، وزید می گوید کہ نہ طلاق دادم نہ بائن گفتم، دریں صورت طلاق واقع شد یا نہ اگر واقع شد کدام طلاق شد۔

(جواب) اگر شہود عدول وثقہ ہستند انکار شوہر معتبر نیست، پس دو طلاق بائن بر زوجہ اش واقع خواہد شد و يقع بقوله انت طالق بائن الخ واحدة بائنة فى الكل لا نه وصف الطلاق بما يحتمله الخ در مختار . قوله لا نه وصف الخ وهو البينو نة الخ شامی۔(۲)

بغیر خطاب تین بار طلاق دی تو کون سی طلاق واقع ہوئی......

(سوال ۳۲۸) ایک شخص نے غصہ ہو کر لفظ طلاق کو تکرار کیا یعنی تین مرتبہ سے زیادہ بولا بغیر خطاب کے تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر طلاق واقع ہوئی تو کونسی، آیا بلا حلالہ اس کو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) قرینہ یہ ہے کہ اس نے اپنی زوجہ ہی کو طلاق دی ہے، کیونکہ محل طلاق وہی ہے، اور فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ عادۃً جس کی زوجہ ہوتی ہے وہ اسی کی طلاق پر حلف کرتا ہے فی الشامی لا ن العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها الخ ۔(۳) ج ۲ ص ۴۳۰ شامی اور اس صورت میں چونکہ تین طلاق ہوئی، لہذا بدون حلالہ کے وہ عورت شوہر اول کے نکاح میں نہیں آسکتی۔(۴)

خسر نے داماد سے اپنی لڑکی کو طلاق دلوائی مگر لڑکی شوہر اول کے ساتھ رہنا چاہتی ہے کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۹) خسر نے تکرار کی وجہ سے داماد سے اپنی دختر کو طلاق دلوائی اور بوقت طلاق عورت وہاں موجود نہیں تھی، عورت دو سال تک باپ کے گھر رہی، اس کے باپ نے چند جگہ نکاح کی تجویز کی مگر عورت نے منظور نہیں کیا اور شوہر اول کے یہاں جانا چاہتی ہے اس بارہ میں جو کچھ حکم شریعت کا ہو تحریر فرماویں۔

(جواب) اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی، اگر ایک یا دو طلاق دلوائی تھی تو اس عورت کا شوہر اول سے دوسرا

---

(۱) وما سوى ذلك من الحقوق تقبل شهادة رجلين او رجل و امرأتين كان الحق مالا او غير مال كنكاح وطلاق (هدايه كتاب الشهادة ج ۳ ص ۱۵٤) ظفير.

(۲) دیکھئے ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۲۱۷ و ج ۲ ص ۶۱۸ .ط.س. ج۳ص۲۷۶......۲۷۷. ۱۲ ظفير.

(۳) ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۱ .ط.س. ج۳ص۲٤۸. ۱۲ ظفير.

(٤) وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة الخ لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويد خل بها ثم يطلقها او يموت عنها(هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۸) ظفير.

نکاح ہو سکتا ہے، پس ان کا پھر نکاح کرادیا جاوے(۱) اور اگر تین طلاق دی تھی تو حلالہ کے بعد شوہر اول سے نکاح ہو سکے گا۔(۲)

طلاق دے چکا کہنے سے طلاق ہو گئی

(سوال ۳۳۰) کوئی اپنی زوجہ کو اس طرح طلاق دے کہ میں طلاق دے چکا، مگر بوجہ مہر کے ظاہر نہیں کیا، بغیر گواہ کے اپنے دل سے کہہ دیا، تو یہ طلاق ہوئی یا نہیں، اور پھر وہ عورت اپنا نکاح غیر سے کرلے تو درست ہے یا نہیں، اگر ظاہراً طلاق دے تو مہر دینا پڑتا ہے، اور نہ گواہ ہیں طلاق کے، مگر عورت بد چلن ہے۔

(جواب) جب شوہر نے یہ لفظ کہا کہ میں طلاق دے چکا تو طلاق واقع ہو گئی،(۳) گواہ ہوں یا نہ ہوں، اور عورت مہر وصول کر سکتی ہے لیکن اگر شوہر طلاق سے انکار کرے تو بدوں دو گواہوں کے طلاق ثابت نہ ہو گی، اور جب کہ شوہر کو اقرار طلاق کا ہے تو طلاق ثابت ہے، اور بعد عدت کے عورت کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے۔(۴)

صرف ایک شخص کے کہنے سے طلاق ثابت نہیں ہوتی

(سوال ۳۳۱) زید کی زوجہ مسماۃ ہندہ سے بکر نے ناجائز تعلق کر کے ہندہ کو اپنے خانہ انداز کرلیا، زید نے بکر کی نسبت عدالت میں استغاثہ کر کے ہندہ و بکر کو گرفتار کرایا، وقت گرفتاری ہندہ بکر کے گھر میں برآمد ہوئی، مگر بکر نے مقدمہ سے اپنی برأت اور ہندہ کو اپنی خانہ انداز رکھنے کی غرض سے زید کا ہندہ کو ایک ہی وقت میں تین دفعہ طلاق دینا ظاہر کر کے ہندہ کا زید کے نکاح سے باہر ہو جانا بیان کیا، زید طلاق سے حلفاً انکار کرتا ہے، کیا ایسی صورت میں طلاق ثابت ہو گی یا نہیں۔

(جواب) طلاق کا ثبوت شرعاً دو گواہان عادل معتبر کی شہادت سے ہوتا ہے اگر دو گواہ متقی و پرہیز گار نمازی گواہ طلاق کے نہیں ہیں تو بصورت انکار زید طلاق ثابت نہ ہو گی۔(۵)

کہا کہ جب گھر سے نکال چکا تو پھر طلاق ہے طلاق دے چکا کیا حکم ہے

(سوال ۳۳۲) شوہر اور زوجہ میں جھگڑا ہوا، شوہر کے چچا نے یہ کہا کہ اگر تجھ کو روٹی، کپڑا دینا منظور نہیں ہے تو اس کو طلاق دے دے، اس پر یہ جواب دیا کہ جب میں گھر سے نکال چکا ہوں تو پھر طلاق ہے، طلاق دے چکا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) جب کہ شوہر نے یہ لفظ کہہ دیا کہ تو پھر طلاق ہے اور طلاق دے چکا تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر

---

(۱) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها الخ (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳) وينكح مبانته بما دون الثلث في العدة وبعدها بالا جماع (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸. ط.س. ج۳ص۴۰۹) ظفير. (۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة الخ لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها (هدايه باب الرجعة فيما تحل به المطلقة ج ۲ ص ۳۷۸) ظفير.
(۳) صريحه مالم يستعمل الا فيه الخ كطلقتك (در مختار) فما لا يستعمل فيها الا في الطلاق فهو صريح يقع بلا نية (ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰. ط.س. ج۳ص۲۴۷) ظفير.
(۴) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق الخ رجلان الخ اورجل و امرأتان (ايضاً كتاب الشهادات ج ۴ ص ۵۱۵. ط.س. ج۵ص۴۶۵) ظفير.
(۵) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق الخ رجلان الخ اورجل و امرأتان (الدرالمختار على هامش ردالمحتار كتاب الشهادات ج ۴ ص ۵۱۵) ظفير.

طلاق واقع ہو گئی،(۱)بعد عدت کے دوسرا نکاح کرنا عورت کو درست ہے،

بیوی سے کہا تجھ کو طلاق دیا تو مثل ماں کے ہے، یہ تین مرتبہ کہا کون سی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۳۳)اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دیا اور تو مثل میری ماں بہن کے ہے اگر تو میرے ساتھ گھر کرے گی تو گویا اپنے باپ کو لے کر گھر کرے گی، یہ جملہ بتمامہا اس نے تین بار کہا، پس اس سے عورت پر طلاق مغلظہ واقع ہو گی یا نہیں۔

(جواب)اس کی عورت پر ایک طلاق صریح لفظ سے واقع ہو گی، اور مثل ماں بہن کہنے میں بھی اگر نیت طلاق ہے تو ایک طلاق بائنہ اس سے واقع ہو کر کل دو طلاق بائنہ ہو گئی، تیسرے لفظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، لہذا وہ عورت مطلقہ ثلاثہ نہیں ہوئی۔ کما فی الدر المختار وان نوی بانت علی مثل امی الخ براً او ظهاراً او طلاقاً صحت نیته ووقع ما نواه لانه کنایة والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا الخ (۲)اور علامہ شامیؒ نے اس موقعہ پر یہ بھی نقل فرمایا ہے وینبغی ان لا یصدق قضاءً فی ارادة البراذ اکان فی حال المشاجرة وذکر الطلاق الخ ۔(۳)اس اخیر عبارت شامی سے یہ بھی واضح ہوا کہ مذاکرہ طلاق کے وقت انت علی مثل امی سے قضاءً بلا نیت بھی طلاق بائنہ کا حکم ہوگا، اور چونکہ قاعدہ فقہاء کا ہے البائن لایلحق البائن،(۴)اس لئے اس بائنہ کے بعد دوسری بائنہ واقع نہ ہو گی، پس کل دو طلاق رہی اور دونوں بائنہ ہو گی۔

شوہر نے طلاق دی تھی مگر اب انکار کرتا ہے تو طلاق ہو گی یا نہیں

(سوال ۳۳۴)زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو اس کے باپ عمر کے سامنے طلاق بائنہ مغلظہ دی، اس طلاق کے اندازاً ایک سال بعد زید نے کسی طرح پر ہندہ کو بھکا کر یہ کہلا دیا کہ مجھے طلاق نہیں ہوئی اور زید بھی طلاق دینے سے انکار کرتا ہے، کیا عمر قاضی کے سامنے دعویٰ کر کے استقرار طلاق کی ڈگری لے سکتا ہے یا نہیں اور اپنی دختر ہندہ کو زید کے قبضہ سے نکال سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)جب کہ زید طلاق سے انکار کرتا ہے تو بدون دو عادل گواہوں کی شہادت کے طلاق ثابت نہ ہو گی اور قاضی حکم طلاق کا نہ کرے گا، اور جب کہ حکم طلاق کا بدون دو گواہوں کی گواہی کے نہیں ہو سکتا تو ہندہ زید کے نکاح اور قبضہ سے نہیں نکل سکتی۔(۵)

---

(۱)وهو کانت طالق ومطلقة وطلقتك وتقع واحدة رجعية وان نوى الاكثر او لا بانة او لم ينو شيئاً (عالمگیری الباب الثانی فی ایقاع الطلاق ج ۱ ص ۳۷۸ ط.س. ج۱ص ۳۵۴) ظفیر.

(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹۴ ط.س. ج۳ص ۴۷۰ ۔ ۱۲ ظفیر.

(۳)ایضا ط.س. ج۳ص ۴۷۰ ۔۱۲ ظفیر.

(۴)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٦ ط.س. ج۳ص ۳۰۷ ...... ۳۰۸ ۔ ۱۲ ظفیر.

(۵)ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غير مال كنكاح وطلاق الخ رجلان الخ او رجل و امرأتان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الشهادة ج ٤ ص ٥١٥ ط.س. ج۵ص ٤٦٥) ظفیر.

بغیر اضافت کسی کے زور دینے سے لفظ طلاق کہنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں

(سوال ۳۳۵)ایک شخص کا اپنے باپ کے ساتھ جھگڑا ہوا، باپ نے کہا بیٹے کو کہ زوجہ کو طلاق دے دے، بیٹے نے کئی دفعہ انکار کیا کہ میں طلاق نہیں دیتا، باپ نے بیٹے کو بہت زور دے کر کہا کہ لفظ طلاق کہہ، بیٹے نے لفظ طلاق بلااضافت کہہ دیا، تو اس صورت میں اس شخص کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہ۔

(جواب)شامی میں یہ لکھا ہے ولا یلزم کون الا ضافۃ صریحۃ فی کلامہ۔(۱)اس کا حاصل یہ ہے کہ طلاق واقع ہونے کے لئے صراحۃً نسبت کرنا زوجہ کی طرف ضروری نہیں ہے بلکہ جب کہ قرائن موجود ہوں کہ یہ شخص اپنی زوجہ ہی کو یہ لفظ کہہ رہا ہے تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی، مگر صورت مسئولہ میں چونکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سائل کو اپنی زوجہ کو طلاق دینا منظور نہ تھا اور باپ نے جب یہ کہا کہ لفظ طلاق کا کہہ تو اس نے لفظ طلاق کا بلااضافت کہہ دیا اور دل میں اس کے اپنی زوجہ کو طلاق دینے کی نیت نہ تھی تو اس طرح اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، جیسا کہ شامی میں ہے ویؤیدہ ما فی البحر لو قال امرأۃ طالق او قال طلقت امرأۃ ثلثاً وقال لم اعن امرأتی یصدق اہ ویفھم منہ انہ لو لم یقل ذلک تطلق امرأتہ لان العادۃ ان من لہ امرأۃ انما یحلف بطلاقھا لا بطلاق غیرھا الخ۔(۲)

شوہر طلاق کا اقرار کرے مگر لوگوں کے دباؤ کی وجہ سے سکوت اختیار کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۳۶)زید کے نکاح میں دو عورتیں ہیں، ایک کو موافق شرع شریف کے رکھتا ہے۔ اور دوسری نہایت ذلیل و خوار والدین کے مکان پر رہتی ہے، نہ پورے طور سے نان، نفقہ دیتا ہے نہ حسن سلوک کرتا ہے، زید خود بھی اگرچہ طلاق دینے کا مقر ہے لیکن چند اشخاص کے بھکانے کی وجہ سے ساکت ہے تو اس مسئلہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب)قال اللہ تعالیٰ فامساك بمعروف او تسریح باحسان(۳)اور فرمایا فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ الایہ(۴)پس جب کہ زید عدل اور مساوات دونوں زوجہ میں نہیں کرتا تو اس کو چاہئے کہ جس کی طرف رغبت نہیں اس کو طلاق دے دے اور جب کہ زید خود اقرار کرتا ہے طلاق کا، تو اس کی زوجہ مطلقہ ہو گئی، عدت کے بعد دوسرا نکاح کرنا درست ہے، اس لئے کہ اقرار طلاق بھی طلاق ہے، کذا فی کتب الفقہ۔

غصہ میں طلاق دی مگر یہ یاد نہیں کہ دو دی یا تین تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۷)ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ کو طلاق دی لیکن اس کو یہ یاد نہیں کہ دو مرتبہ دی یا تین مرتبہ اب اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی، لیکن اگر دو یا تین میں شک ہے تو دو طلاق سمجھی جاویں گی، اور دو طلاق صریح میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح جدید کے صحیح ہے حلالہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے،(۵)درمختار میں ہے

---

(۱)ردالمحتار کتاب الطلاق باب الصریح (ج ۲ ص ۵۹۰ ط۔س۔ ج۳ص۲۴۸) ظفیر۔
(۲)ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ ط۔س۔ ج۳ص۲،۴۸ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۳)سورۃ البقرہ رکوع ۲۹۔ ظفیر۔(۴)سورۃ النساء رکوع(۵)اذاطلق الرجل امرأتہ تطلیقۃرجعیۃاوتطلیقین فلہ ان یراجعھارضیت اولم ترض(ھدایہ باب الرجعۃ ج۲ص ۳۷۴) ظفیر۔

ولو شك اطلق واحدةً او اکثر بنی علی الا قل الخ۔(۱)

چھوڑنا صریح ہے یا کنایہ

(سوال ۲۳۸) لفظ چھوڑی کا بلغت ہندی صریح ہے یا کنائی۔

(جواب) چھوڑنا اور چھوڑے رکھنا جیسا کہ اردو میں طلاق میں مستعمل ہوتا ہے اسی طرح زوجہ کی خبر گیری نہ کرنے اور حقوق ادانہ کرنے اور معلق چھوڑنے میں بھی مستعمل ہوتا ہے پس کنایہ ہونا اس لفظ کا اردو ترجمہ میں بھی باقی ہے اور قرائن ودلالۃ الحال سے طلاق اس میں واقع ہو جاوے گی، کما فی بعض الکنایات۔(۲)

چار بیوی والے نے رات میں کسی کو دیکھ کر کہا کہ تجھ پر طلاق کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۹) ایک شخص کے چار بیویاں ہیں، اس نے اندھیرے میں رات کو لا علی التعیین ایک سے پانی مانگا، ایک انہیں سے پانی لے کر آئی مگر چونکہ اس کے پانی لانے میں دیر ہوگئی تھی، اس وجہ سے شوہر نے خفا ہو کر یہ کہہ دیا کہ تجھ پر طلاق ہے، اب صبح کو کوئی اقرار نہیں کرتی کہ میں پانی لے کر گئی تھی اور نہ شوہر پہچان سکتا ہے کہ کون تھی، تو در صورت مذکورہ کس پر طلاق واقع ہوگی۔

(جواب) درمختار میں ہے ولو قال امرأتی طالق وله امرأتان او ثلاث تطلق واحدة منهن وله خیار التعین، (۳) اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ اگر شوہر یہ لفظ کہے امرأتی طالق اور اس کی دو زوجہ ہیں یا تین تو ایک زوجہ پر طلاق واقع ہوگی، اور اختیار معین کرنے کا شوہر کو ہے اور دوسری روایت درمختار میں یہ ہے علم انه حلف ولم یدر بطلاق اوغیره لغا کما لو شك اطلق ام لا ۔(۴) اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ شک کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی، پس صورت مسئولہ میں بھی چونکہ کوئی زوجہ پانی دینے کا اقرار نہیں کرتی اور شوہر کو بھی معلوم نہیں کہ وہ کون سی تھی اور وہ زوجہ تھی یا کوئی غیر عورت، لہذا اس صورت میں وقوع طلاق میں شک ہے اور شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی، پس روایت ثانیہ زیادہ مناسب ہے صورت مسئولہ کے، اور روایت اولیٰ اس کے مناسب نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں اس کی کسی زوجہ کا مطلقہ ہونا صریح اور یقینی ہے صرف تعیین کا اختیار ہے، اور صورت مسئولہ میں یہی معلوم نہیں کہ جس کو خطاب کیا ہے اور اس لفظ سے کہ تجھ پر طلاق ہے، وہ کون عورت تھی، کیونکہ نہ شوہر کسی زوجہ کے متعلق اقرار کرتا ہے کہ فلاں زوجہ تھی اور نہ کوئی زوجہ اقرار پانی لے جانے کا کرتی ہے لہذا یہ صورت شک میں داخل ہے، اور شک میں عدم وقوع طلاق کا حکم ہے۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الصریح ص ۶۲۳ و ص ۶۲۴. ط.س. ج۳ص ۲۸۳، ظفیر۔

(۲) سرحتك فارقتك لا یحتمل الرد و السب الخ وفی مذاکرة الطلاق یتوقف الا ول فقط ویقع بالا خیرین وان لم ینو لان مع الد لالة لا یصدق قضاءً فی نفی النیة (در مختار) قوله سرحتك من السراحة وهو الا رسال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۹. ط.س. ج۳ص ۳۰۰..... ۳۰۱) و اذا قال هشتم تراولم یقل ازز نے فان کان فی حالة غضب او مذاکرة الطلاق فواحدة یملك الرجعة وان نوی بائنا او ثلاثا فهو کما نوی (عالمگیری مصری ج۱ ص ۴۰۵) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب طلاق غیر المدخول ج ۲ ص ۶۲۹. ط.س. ج۳ص ۲۹۰. ۱۲ ظفیر۔

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق باب الصریح ج ۲ ص ۶۲۳. ط.س. ج۳ص ۲۸۳. ۱۲ظفیر۔

طلاق دی مگر بیوی کی طرف نسبت نہیں کی کیا حکم ہے

(سوال ۲۴۰) شخصے زنے خود راسہ طلاق گفت واضافت بسوئے زوجہ نہ کرد، چہ حکم است۔

(جواب) درصورت مسئولہ سہ طلاق بر زوجہ او واقع شد فانہ لا یشترط ان یکون الاضافۃ صریحۃ کما حققہ فی الشامی.

باضابطہ طلاق نامہ کا جب تک شوہر انکار نہ کرے طلاق ہوگی

(سوال ۲۴۱) ایک طلاق نامہ سرکاری کاغذ پر ایک شخص نے دیکھ کر اور سن کر مطلقہ عورت کا نکاح ایک شخص سے کرادیا، بعد میں بعض اشخاص نے شور برپا کیا کہ طلاق نامہ جعلی تھا اس پر کیوں نکاح کیا گیا، اس پر نکاح خواں نے خدا کے خوف سے توبہ کر کے اپنے نکاح کی تجدید کرلی اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے اور عورت کا نکاح صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) صرف بعض اشخاص کے شور پر اس طلاق نامہ کو غلط سمجھنے اور نکاح ثانی کو ناجائز سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، البتہ اگر شوہر طلاق سے انکار کرے اور دو گواہ معتبر طلاق کے نہ ہوں تو پھر طلاق ثابت نہ ہوگی اور نکاح ثانی صحیح نہ ہوگا، بدون انکار شوہر کے اور باوجود پائے جانے شہادت معتبرہ کے نکاح ثانی کو ناجائز کہنا صحیح نہیں ہے اور جب کہ طلاق گواہوں سے ثابت ہے یا شوہر مقر طلاق کا ہے، تو نکاح ثانی جو بعد عدت کے ہوا صحیح ہوا، (۲) نکاح خواہ کو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں، اور عاقدین کے نکاح کو ناجائز قرار دینا صحیح نہیں ہے اور نکاح خواں کو تو تجدید اپنے نکاح کی اس وقت بھی ضرورت نہ تھی، کہ اس کو دھوکہ دے کر نکاح پڑھوالیا ہو، کیونکہ اس کا کچھ قصور نہیں، اور وہ عند اللہ ماخوذ نہیں ہے۔

بیوی طلاق کا دعویٰ کرے اور گواہ پیش کرے اور شوہر انکار کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۴۲) مسماۃ نور احمدی کہتی ہے کہ میرے شوہر محمد عمر نے مجھے طلاق دی ہے اور محمد عمر اس سے قطعی انکار کرتا ہے، اپنے ثبوت میں مسماۃ نور احمدی سراج احمد اور برکات احمد کو پیش کرتی ہے، یہ دونوں اپنے بیانات میں طلاق کے متعلق نور احمد کے بیان کی تائید نہیں کرتے ہیں، اور دو شخص عبد الظاہر اور عزیز اللہ کے متعلق نور احمدی نے بیان کیا کہ ان دونوں سے میرے شوہر نے بعد طلاق کے تذکرہ کیا کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی مئوخر الذکر دونوں شخص مسماۃ نور احمدی کی تائید کرتے ہیں، صورت مذکورہ میں جو حکم دربارہ طلاق ہونے یا نہ ہونے کا موافق شریعت مطہرہ کے ہو اس سے مطلع فرمائیے۔

(جواب) اگر عبد الظاہر اور عزیز اللہ پابند صوم و صلوٰۃ و معتبر و ثقہ آدمی ہیں تو ان کے اس بیان سے کہ "ہمارے سامنے محمد عمر نے طلاق دینے کا اقرار کیا" طلاق ثابت ہو جاتی ہے، محمد عمر کا انکار اس حالت میں معتبر نہیں ہے (۳)

(۱) ولا یلزم کون الاضافۃ صریحۃ فی کلامہ (ردالمحتار باب الصریح ج۲ ص ۵۹۰. ط.س. ج۳ ص۲۴۸) ظفیر.
(۲) ونصابھا ای الشہادۃ لغیر من الحقوق الخ کنکاح وطلاق رجلان او رجل و امرأتان (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الشہادۃ ج ۴ ص ۵۱۵ ط.س. ج۵ ص۴۶۵) ظفیر. (۳) ونصابھا لغیرھا من الحقوق الخ کنکاح وطلاق رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الشہادۃ ج ۴ ص ۵۱۵. ط.س. ج۵ ص۴۶۵) ظفیر.

دو طلاق دی اس کے بعد اس کا تذکرہ کیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۴۳)ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین عورتوں کے سامنے طلاق دے دی، اسی وقت باہر آکر ایک شخص کے سامنے بیان کیا کہ آج مجھ سے بہت سخت غلطی ہو گئی، میں نے غصہ میں اپنی بیوی کو دو دفعہ طلاق دے دی، پھر اپنے والد کے سامنے ذکر کیا، والد نے شہرت کرنے سے منع کیا، اس پر خاوند بالکل انکاری ہو گیا، اس کو اپنی زوجیت میں رکھنا چاہتا ہے مگر بیوی رہنا نہیں چاہتی اور دو عورتیں بھی شہادت نہیں دیتی، ایک مرد اور ایک عورت شاہد ہیں اس صورت میں طلاق پڑ گئی یا نہیں، اور شوہر کا انکار معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب)ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت سے شرعاً طلاق ثابت نہیں ہوتی بلکہ دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل کی گواہی سے ثابت ہوتی ہے۔ پس جب کہ شوہر طلاق سے منکر ہے اور شہادت شرعیہ موجود نہیں ہے تو طلاق ثابت نہ ہو گی پھر اگر در حقیقت مرد طلاق دے چکا ہے اور عورت بوجہ عدم ثبوت طلاق کے مجبوری اس کے پاس رہے اور مجامعت ہو تو گناہ شوہر پر ہے، عورت گنہگار نہ ہو گی حتی الوسع عورت علیحٰدگی اختیار کرے جب کہ اس کو یقین ہے طلاق کا، اور مجبوری گناہ مرد پر ہے، عورت پر گناہ نہ ہو گا۔(۱)

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے

(سوال ۲۴۴)ایک شخص کی شادی کو عرصہ بیس سال کا ہوتا ہے لیکن اس کو آوارگی اور بد اخلاقی نے اس حد تک پہنچا دیا کہ وہ تین مرتبہ جیل جا چکا ہے اس نے اپنی بیوی کی خادمہ کی نابالغہ لڑکی سے ناجائز تعلق پیدا کرنا چاہا جس کی عمر مشکل سے دس برس ہو گی، اس کی بیوی مانع ہوئی تو اپنی عورت پر بہتان باندھا کہ تم سے فلاں شخص کا ناجائز تعلق ہے، اور پھر مرعوب کرنے کے لئے اس کو بے انتہا زدوکوب کیا، بیوی نے قسم کھا کر یقین دلایا کہ یہ محض بہتان ہے اس کی اصلیت کچھ نہیں ہے۔

بالآخر شوہر نے ایک دن موقعہ پا کر اس نابالغ معصوم لڑکی سے زنا بالجبر کیا جس کے لئے عاقلین بالغین کی شہادت اور ڈاکٹر کے سارٹیفیکٹ عند الطلب پیش کئے جا سکتے ہیں، جب اس امر کی اطلاع شوہر کی ہمشیرہ کو ہوئی تو وہ فوراً لونڈی کو اپنے یہاں لے گئی لیکن وہ کسی طریقہ پر لونڈی کو اپنی ہمشیرہ کے یہاں سے لے آیا اور آکر اپنی بیوی کو ایک مکان میں مقفل کر دیا اور فاقہ سے رکھا اور اس لونڈی سے ناجائز تعلق قائم رکھا، عورت نے مجبور ہو کر اپنے اور بعد بخت شوہر کے خویش واقارب سے التجا کی کہ مجھے اس عذاب سے نجات دلائیں۔ چنانچہ شوہر کی ہمشیرہ دوبارہ جا کر اس کی بیوی اور لونڈی کو اپنے یہاں لا کر رکھتی ہے اور اس لونڈی کا علاج کراتی ہے، اس سے وہ غضبناک ہو کر اپنے احباب سے کہتا ہے کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دے گا، کیونکہ وہ بغیر رضا و اطلاع دوسرے گھر چلی گئی ہے، اسی شب کو مع چند احباب کے اپنی ہمشیرہ کے گھر آکر بیوی سے دریافت کرتا ہے کہ وہ جانا چاہتی ہے یا نہیں، عورت جانے سے انکار کر دیتی ہے تو وہ یہ کہتا ہوا چلا جاتا ہے کہ اگر تم آج شب کو ہمارے گھر نہیں آئی تو مطلقہ ہو گئی، اس شب کو عورت نہیں گئی بلکہ اب تک اس کی ہمشیرہ کے یہاں ہے، اس واقعہ کے تیسرے روز مع

---

(۱)والمرأة كالقاضي اذا سمعته او اخبرها عدل لا يحل لها تمكينه الخ وفي البزازية عن الاوزجندي انها ترفع الامر للقاضي فان حلف ولا بينة لها فالاثم عليه (ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۴ ط.س. ج۳ ص ۲۵۱) ظفير.

چند احباب کے پھر آیا اور کچھ نرمی اور سختی سے اپنے بیوی کو لے جانا چاہا مگر جب وہ کسی طرح راضی نہیں ہوئی تو چھ سات آدمیوں کے سامنے یہ کہتا ہوا اپنے لڑکے کو لے کر چلا جاتا ہے کہ جاؤ میں نے تم کو طلاق دیا، بلکہ میں نے طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری بھیج بھی دیا غالباً تم کو کل تک مل جائے گا، چنانچہ دوسرے روز ایک طلاق نامہ انگریزی میں اس کی بیوی کے نام سے آیا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

مسماۃ فلاں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اس کو میں نے اس بناء پر طلاق دیا کہ جس جگہ میں نے اس کو رکھا تھا، وہاں سے بغیر میری رضا و اطلاع کے دوسروں کے اشتعال سے چلی گئی ہے، جس سے صاف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اب اس کے اخلاق بد ہو گئے ہیں، اس کی اس حرکت سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ گذشتہ اپریل کو جو اس نے حلف اٹھا کر اپنی عصمت کا یقین دلایا تھا سراسر غلط اور جھوٹ تھا، بنابریں تمہاری عدت کے زمانہ میں جو شرع شریف کے مطابق کچھ دن گزارنے پڑتی ہیں، میں تمہارے خورو پوش کا کسی طرح ذمہ دار نہیں ہوں اور نہ مہر کا ذمہ دار ہوں، میرا لڑکا اس وقت قریب بارہ برس کے ہے اس کی تعلیم و تربیت نہایت ضروری ہے اور وہ اب میری زیر نگرانی تعلیم حاصل کرے گا، اور جہاں میں رکھوں گا وہیں رہے گا، میں اس کے لئے بشپ کالج تجویز کرتا ہوں، جہاں وہ بحیثیت بورڈر کے رہے گا (جو جگہ صرف عیسائی لڑکوں کے لئے مخصوص ہے) ان وجوہات کی بناپر میں مسماۃ فلاں کو کہتا ہوں کہ وہ فوراً میرا لڑکا میرے پاس بھیج دے تاکہ آئندہ کوئی کارروائی ایسی نہ کرنی پڑے جو باعث رنج و تکلیف ہو۔"

جب لوگوں نے اس کو اس بناپر بہت ہی لعنت، ملامت کیا تو ان لوگوں سے یہ کہا کہ خیر ابھی طلاق واپس لیتا ہوں، پھر عدالت میں جا کر باقاعدہ طلاق دوں گا۔" چنانچہ طلاق نامہ بھیجنے کے ایک ہفتہ بعد اپنی مطلقہ بیوی کے نام انگریزی میں بذریعہ رجسٹری ایک خط بھیجتا ہے، جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

تم جو میرے گھر سے بغیر میری رضا و اطلاع دوسروں کے اشتعال سے چلی گئی ہو تو میں اپنے ایک رشتہ دار کے ہمراہ تم کو لانے گیا تھا، تم نے آنے سے انکار کر دیا تھا، اس وجہ سے میں نے ایک پرزہ لکھ کر وہی طلاق نامہ تمہارے پاس بھیج دیا تھا، تاکہ تم طلاق کی دھمکی سے مرعوب ہو جاؤ، ورنہ میرا ارادہ طلاق دینے کا کبھی بھی نہ تھا نہ اب ہے، میں نے کوشش کی تھی کہ اس پرزہ کو واپس لے لوں، مگر وہ میرے ہاتھ سے باہر ہو چکا تھا، میری خواہش تھی کہ اس پرزہ کو تم تک نہ پہنچنے دوں، اس وجہ سے میں نے ڈاک خانہ میں بھی اطلاع دی تھی کہ وہ پرزہ اب تم کو نہ دیا جائے، اگر وہ پرزہ تم تک پہنچ گیا ہو تو کچھ خیال نہ کرنا، کیونکہ میرا مقصد تم کو کسی حالت میں بھی منقطع کرنے کا نہ تھا نہ اب ہے، تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں فلاں اور فلاں کے ساتھ پندرہ تاریخ کو تم کو لانے گیا تھا تو تم نے میرے لڑکے کو آنے کی اجازت دی اور یہ وعدہ کیا کہ ایک دو روز میں تم بھی چلی آؤ گی، مگر افسوس ہے کہ تم نے اب تک اپنا وعدہ پورا نہیں کیا اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تم بغیر کسی تاخیر کی چلی آؤ، کیونکہ میں تمہاری غیر حاضری کو بے طرح محسوس کر رہا ہوں، اب مجھے یہ اطلاع دو کہ میں تم کو کب لینے آؤں۔

یہ دوسرا خط واقعہ سے بالکل مختلف ہے، اس عورت نے کبھی بھی جانے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا نہ وہ اپنا لڑکا دینے پر رضامند تھی بلکہ زبردستی لے گیا ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ صرف پہلے خط کی بناء پر طلاق

واقع ہوئی یا نہیں، اگر ہوتی ہے تو کون سی طلاق، اور اگر واقع نہیں ہوتی تو مذکورہ بالا واقعات سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اور عدت کے زمانہ کے خورونوش اور مہر کا ذمہ دار شوہر ہوگا یا نہیں، شخص مذکور اسلامی تعلیم سے اس قدر بعید ہے کہ کس طریقہ سے اور کس حالت میں طلاق دینے طلاق واقع ہوتی ہے مطلق شعور نہیں، لہٰذا وقوع طلاق کے متعلق رائے قائم کرتے وقت اس کا خیال ضرور کیا جائے کہ ایسے مطلق طلاق کے معنی ہمیشہ منقطع کرنے کے سمجھتے ہیں، عورت طلاق سے بے انتہا خوش ہے، اگر کسی حیلہ شرعی سے بھی اس کو مجبور کیا جائے تو اس پر ظلم ہوگا، چونکہ وہ اب کسی طرح بھی راضی ہونے والی نہیں ہے، شخص مذکور صرف ہوس دولت کی وجہ سے تعلق منقطع کرنا نہیں چاہتا، خواہ یہ تعلق شرعاً ممنوع وحرام ہو، اس کو اپنی بیوی سے نہ کبھی صحیح معنوں میں الفت تھی نہ اب ہے جیسا کہ گذشتہ واقعات سے ثابت ہوچکا جو عند الضرورت با تفصیل پیش کئے جاسکتے ہیں۔

(جواب) قال اللہ تعالیٰ الطلاق مر تان فامساك بمعروف او تسريح باحسان (۱) الایہ قال فی التفسیر الا حمدی یعنی ان الطلاق الرجعی الذی یتعلق به الرجعة مر تان ای اثنان لا زائد تان فبعد ذلك امساكها بمعروف او تسريحها كذلك وهذا امر بصيغة الخبر كانه قيل طلقوا الرجعى مر تين الخ ص ٦٥، پس معلوم ہوا کہ دو طلاق تک شوہر کو عدت کے اندر رجعت کا اختیار ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے ہوسکتا ہے، اور اگر تیسری طلاق بھی شوہر دے دے تو پھر رجعت درست نہیں اور بلا حلالہ کے نکاح صحیح نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الاية۔ (۲) اور طریق حلالہ کا یہ ہے کہ عورت مطلقہ ثلاثہ عدت کے بعد جو کہ حائضہ کے لئے تین حیض ہیں کما قال اللہ تعالیٰ والمطلقت يتربصن بانفسهن ثلثة قروءٍ الاية (۳) دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ یعنی شوہر ثانی دخول کے بعد طلاق دیوے پھر اس کی عدت بھی گزر جائے، اس وقت اگر وہ چاہے شوہر اول سے نکاح کرسکتی ہے، پس صورت مسئولہ میں علاوہ طلاق نامہ تحریری کے دو طلاق مذکور ہیں، ایک طلاق معلق کہ جو اس کی زوجہ کے اس شب کو شوہر کے گھر نہ آنے پر معلق تھی اور دوسری طلاق غیر معلق جو شوہر نے ان الفاظ سے دی کہ جاؤ میں نے تم کو طلاق دی، پھر چونکہ اس کی زوجہ اس شب کو اس کے گھر نہیں آئی تو وہ طلاق معلق واقع ہوگئی کما هو حكم التعاليق۔ (۴) وصرح به فی كتب الفقه اور دوسری طلاق جو فی الحال دی تھی وہ بھی واقع ہوگئی، رہی تیسری طلاق جو بذریعہ طلاق نامہ دی گئی تو اگر اس تحریری طلاق سے غرض خبر دینا اسی طلاق سابق کی تھی تب تو دو طلاق ہی رہی اور اگر اس تحریری طلاق سے غرض جدید طلاق دینا تھا، تو تیسری طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی، پہلی صورت میں رجعت عدت کے اندر صحیح ہے اور بعد عدت کے بلا حلالہ کے نکاح درست ہے اور دوسری صورت میں عورت مطلقہ ثلاثہ ہوکر حرام مغلظہ ہوگئی، اس حالت میں بدون حلالہ کے اس سے نکاح صحیح نہ ہوگا، در مختار میں ہے كرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين الخ قوله وان نوى التا كيد دين اى وقع الكل

---

(۱) سورۃ البقرہ رکوع ۲۹۔ ظفیر۔ (۲) سورۃ البقرہ رکوع ۲۹۔ ظفیر۔ (۳) سورۃ البقرہ رکوع ۲۸۔ ظفیر۔
(٤) اذا وجد الشرط انحلت اليمين (عالمگیری مصری ج ۱ ص ٤٤٥۔ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ٤١٥) ظفیر۔

قضاءً و کذا اذا اطلق اشباہ ای بان لم ینو استینافا و لا تاکیداً لان الا صل عدم التا کید الخ شامی ۔(۱)

غصہ میں دفعۃً تین طلاق دی کیا حکم ہے

(سوال ۲۴۵) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو غصہ کی حالت میں آن واحد میں تین طلاق دیں، تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور رجعت درست ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئیں، اور وہ عورت مطلقہ اپنے شوہر پر حرام مغلظہ ہو گئی، بدون حلالہ کے شوہر اول کے نکاح میں نہیں آسکتی اور رجعت درست نہیں ہے۔(۲)

زوجین طلاق کا انکار کریں اور تین شخص عداوۃً گواہی دیں تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۴۶) زوجین طلاق کا اقرار نہیں کرتے بلکہ منکر ہیں، لیکن تین شخص عداوت کی وجہ سے گواہی دیتے ہیں کہ زوج نے طلاق دی تو بتائیے طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔

(جواب) اگر ان گواہوں کی عداوت اس شخص سے دنیاوی معاملات کی وجہ سے ہے تو دشمن کی گواہی معتبر نہیں ہے طلاق ثابت نہ ہو گی۔(۳)

مندرجہ صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۴۷) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دے کر اسی زوجہ کو لے کر دس بارہ سال تک گذران کیا، اس اثناء میں تین لڑکے پیدا ہوئے، اب محلّہ والوں نے اس کی گرفت کی تب زید نے مجبور ہو کر مجمع عام میں یہ اقرار کیا کہ ایک طلاق دینی سے دیانہ دینی سے دیا، دو طلاق دینی سے دیانہ دینی سے دیا، تین طلاق دینی سے دیانہ دینی سے دیا، طلاق ہوئی یا نہ اور اولاد ولد الحرام ہے یا حلال ہے۔

(جواب) ان الفاظ سے طلاق واقع ہو گئی، تین طلاق کے بعد نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور بلا حلالہ کے دوبارہ اس سے نکاح نہیں ہو سکتا، (۴) پس بعد طلقات ثلاثہ بلا حلالہ وبلا نکاح جو وطی ہوئی وہ زنا ہے اور اولاد ولد الحرام ہے۔

خلاف عہد سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۸) شیخ فدا حسین نے مسماۃ ویسن کے ساتھ عقد کیا اور قبل عقد یہ اقرار لکھ دیا کہ شیخ فدا حسین بعد شادی ہونے کے مع اپنی زوجہ کے بہ ترک مسکن سابق مدۃ العمر رہوں گا اور جو کچھ آمدنی ہو گی وہ سب شیخ وزیر اپنے خسر کو دوں گا وغیرہ، اگر اقرار کے خلاف کروں گا تو میرے خسر کو اختیار ہو گا کہ مسماۃ ویسن اپنی دختر کی شادی دوسرے شخص کے ساتھ کر دیویں مجھ کو کچھ عذر نہ ہو گا، اب خلاف عہد کرنے سے فدا حسین کی زوجہ کا نکاح ثانی

(۱) ردالمحتار باب الصریح ج۲ ص ۶۳۲. ط.س. ج۳ص۲۹۳. ظفیر.

(۲) والبدعی ثلاث متفرقة او ثنتان بمرة او مرتین فی طهر واحد لا رجعة فیه (در مختار) ثلاث متفرقة و کذا بکلمة واحدة بالا ولی الخ ذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعد هم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث (ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶. ط.س. ج۳ص۲۳۲ - ۲۳۳) ویقع طلاق من غضب خلافا لا بن القیم (ایضا ج ۲ ص ۵۸۷. ط.س. ج۳ص۲۴۴) ظفیر.

(۳) ولو العداوة للدنیا لا تقبل سواء شهد علی عدوه او غیره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب القبول وعدمه ج ۴ ص ۵۲۸) ظفیر.

(۴) لا ینکح مطلقه من نکاح صحیح نافذ بها ای بالثلاث الخ حتی یطأ بها غیره بنکاح نافذو تمضی عدة الثانی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۹. ط.س. ج۳ص۴۰۹) ظفیر.

جائز ہو گا یا نہ ؟

(جواب) یہ اقرار شیخ فدا حسین کا موجب طلاق اس کی زوجہ کا نہیں ہے لہذا اس صورت میں خلاف عہد و پیمان کرنے سے اس کی زوجہ مطلقہ نہیں ہوئی، اور دوسرا نکاح مسماۃ ویسن کا بدون طلاق دینے شیخ فدا حسین کے اور بدون گذرنے عدت کے صحیح نہیں ہوگا۔(۱) فقط۔

پندرہ برس کی عمر میں طلاق دینے سے واقع ہو جاتی ہے

(سوال ۲۴۹) اکبر علی نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ایک شخص سے کر دیا اور لڑکا پندرہ برس کا ہو چکا ہے، اس لڑکے کا باپ کہتا ہے کہ یہ نابالغ ہے اور شوہر نے اس لڑکی کو طلاق دے دی طلاق واقع ہوئی یا نہ، اور لڑکی اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں، اور دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اول تو باپ کا کیا ہوا نکاح لڑکی بعد بلوغ فسخ نہیں کرا سکتی، جیسا کہ کتب فقہ میں مسطور ہے، علاوہ ازیں..... فسخ نکاح کے لئے قاضی کا فسخ کرنا ضروری ہے،(۲) صرف عورت کے انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوا، جس وقت شوہر بالغ ہو جاوے اور طلاق دیوے طلاق واقع ہو گی، اگر اس وقت شوہر بالغ ہے اور پندرہ برس کی عمر پوری ہو گئی ہے اور اس نے طلاق دی ہے تو طلاق واقع ہو گئی،(۳) شوہر اگر پندرہ برس کا ہے تو اس کے باپ کہنے سے کہ وہ ابھی بالغ نہیں ہوا کچھ نہیں ہوتا، شرعاً پندرہ برس کی عمر میں بالغ شمار ہوتا ہے خواہ اور کوئی علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہو۔(۴) فقط۔

طلاق ہے نکل جا کہنے سے کون سی طلاق واقع ہو گی

(سوال ۲۵۰) ایک عورت کا بچہ بہت دیر تک روتا رہا خاوند نے اس کے رونے کو ناگواری کی وجہ سے منع کیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو چپ کرے، پھر دوبارہ منع کیا، جب بچہ چپ نہ ہوا تو خاوند نے بحالت غصہ اپنی بیوی سے کہا کہ تجھ کو گھر سے باہر نکال دینا چاہئے، عورت نے جواب میں کہا کہ نکال دو، اس وقت شوہر نے غصہ میں عورت کو گھر سے باہر نکالنے کی قسم کھانے کی غرض سے کہا کہ تجھے طلاق ہے نکل جا مگر یہ کہنا اس کا ارادتاً نہ تھا اور طلاق بھی صرف ایک دفعہ دی، ایسی صورت میں کیا حکم ہے، بینوا توجروا۔

(جواب) اس صورت میں طلاق بائنہ واقع ہو گئی، رجعت صحیح نہیں ہے، البتہ نکاح عدت کے اندر اور عدت کے بعد بدون حلالہ کے ہو سکتا ہے، پس شوہر کو اگر اس عورت کو نکاح میں لانا منظور ہے اور عورت اس پر راضی ہے تو دوبارہ بمہر جدید بحضور شاہدین اس سے نکاح کر لیوے، یہی کفارہ ہے اور کچھ کفارہ نہیں، ھکذا فی کتب الفقه(۵)

---

(۱) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (ردالمحتار باب المھر ج ۲ ص ۴۸۲) ظفیر۔

(۲) وحاصله انه اذا کان المزوج للصغیر و الصغیرة غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (ردالمحتار ج ۲ ص ۴۲۱ ط.س. ج۳ ص ۷۰) .

(۳) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل و لو تقدیرا (در مختار علی ھامش ردالمحتار ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ ص ۲۳۵) ظفیر۔

(۴) بلوغ الغلام بالا حتلام والاحبال والا نزال (الی قوله) فان لم یوجد فیھما شئی منھا فحتی یتم لکل منھما خمس عشرة سنة به یفتی (در مختار ج ۲ ص ۱۹۹ درمختار بغیر شامی کے کتاب الحجر فصل ص۲ ج۱۹۹ شامی کے ساتھ ایچ، ایم سعید ج۶ ص ۱۵۳) ظفیر۔

(۵) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان یتزوجھا فی العدة و بعد انقضائھا (ھدایه ج۲ ص ۳۷۸) ظفیر۔

غلط فہمی سے طلاق دی تو وہ بھی واقع ہو گئی

(سوال ۲۵۱)ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا، چند یوم کے بعد عورت بیماری میں مبتلا ہو گئی، اور اس کے شکم پر سوجن کے آثار پائے گئے اور ہر چند علاج کیا گیا کچھ افاقہ نہ ہوا، اور بعد چار ماہ کے دفعتاً تمام برادری میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ عورت مذکورہ کو شادی سے پہلے کا حمل ہے، ڈاکٹروں نے بھی دیکھ کر یہی کہا کہ شادی سے پہلے کا حمل ہے، اس پر شوہر نے اس کو تین طلاقیں دے دی، لیکن ڈاکٹروں کے قول کے موافق طلاق سے دو ماہ بعد وضع حمل ہو جانا چاہئے تھا، دو ماہ کے بعد معلوم ہوا کہ حمل شادی کے بعد کا ہے یعنی شوہر کا ہے، یہ بات غلط فہمی سے واقع ہوئی، اس عورت پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر واقع ہو گئی تو اب کس طرح زوجیت میں شوہر مذکور کے آسکتی ہے۔

(جواب)اگر نکاح سے چھ ماہ کے پورا ہونے پر وضع حمل ہو گا تو شرعاً وہ حمل شوہر کا ہے اور نسب اس بچہ کا اس سے ثابت ہے،(۱) مگر چونکہ شوہر نے غلط فہمی سے تین طلاقیں دے دی تو تین طلاق اس پر واقع ہو گئی، اگر دوبارہ اس کو نکاح میں لانا چاہے تو بدون حلالہ کے شوہر اول سے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا،(۲) اور طریقہ حلالہ کا یہ ہے کہ عدت گذرنے کے بعد یعنی وضع حمل کے بعد وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد بعد صحبت اور وطی کے اس کو طلاق دیوے، پھر عدت یعنی تین حیض گذر جاویں، اس وقت شوہر اول سے نکاح ہو سکتا ہے،

ایک طلاق دے کر رجعت کر لی پھر بقول خود ایک طلاق دی اور بقول دیگر دو تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۲)زید نے اپنی زوجہ زینب کو ایک طلاق رجعی دے کر رجوع کر لیا، ایک عرصہ کے بعد رات کو زید اپنے گھر میں آیا اور اپنی زوجہ کو کہا کہ دروازہ کھول عورت نے دروازہ نہ کھولا، زید نے غصہ میں بہ نیت طلاق رجعی پھر کہا کہ اے فلانی بنت فلاں تجھ کو طلاق، زید کہتا ہے کہ میں نے یہ الفاظ ایک بار کہے اور اس کا والد کہتا ہے کہ تم نے دوبار یہ الفاظ کہے، اس صورت میں نکاح جدید کافی ہے یا حلالہ کی ضرورت ہو گی۔

(جواب)جو کچھ زید کہتا ہے اور زید کو یاد ہے اسی کا اعتبار ہے، پس ایک طلاق رجعی پہلے دی تھی جس کے بعد اس کو رجوع کر لیا، اب یہ دوسری طلاق ہو گی، لہذا اب بھی وہ طلاق رجعی ہی ہے، کیونکہ دو طلاق تک رجعی ہی رہتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان(۳) یعنی طلاق رجعی دو طلاق ہیں اور پچھلی مرتبہ کی طلاق کو دو طلاق تسلیم کیا جاوے جیسا کہ زید کا والد کہتا ہے تو پھر تین طلاق ہو جاویں گی اور حلالہ کی ضرورت ہو گی بلا حلالہ کے پھر وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہ ہو گی، لیکن شرعاً دو گواہوں سے کم کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوتی، پس جب کہ زید کو اگر ایک ہی طلاق دینا یاد ہے تو اسی کا اعتبار ہے، اس حالت میں بلا نکاح زید اپنی زوجہ کو عدۃ کے اندر

---

(۱)ومن قال ان تزوجت فلانة فهی طالق فتزوجها فولدت ولداً لستة اشهر من یوم تزوجها فهوابنه (هدایه باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۴۰۸) ظفیر.

(۲)وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة او ثنتین فی الا مة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحا صحیحا وید خل بهاثم یطلقها او یموت عنها (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر.

(۳)سورة البقره ع ص ۲۸. ظفیر.

رجوع کر سکتا ہے،(۱) فقط۔

شوہر نے طلاق دی ہے مگر گواہ نہیں ہیں عورت کیا کرے

(سوال ۲۵۳) جس عورت کو اس کے شوہر نے طلاق مغلظہ دے دی اور وہ عورت بینہ سے طلاق کو ثابت نہ کر سکے اور زوج بحلف منکر طلاق ہو، اور عورت یقیناً اپنا صدق اور زوج کا کذب ثابت نہ کر سکے باوجود علم کے، تو ایسی عورت کو کیا شوہر کے پاس رہنا جائز ہے یا نہیں، اور بعد عدت کے عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں، کیا وقوع طلاق کے واسطے شاہدوں کا ہونا شرط ہے اور اگر عقد ثانی شرعاً نہ کر سکے تو کیا تدبیر کرے۔

(جواب) صورت مسئولہ میں عورت کو دیانۃً مرد کے پاس رہنا حرام ہے اور سخت گناہ ہے (۲) اور بعد انقضائے عدت دوسرے مرد سے نکاح جائز ہے اور وقوع طلاق کے لئے وجود شہداء ضروری شرط نہیں ہے، لیکن عقد ثانی کا خلاف مصلحت ہونا دیکھ لے، کبھی بوجہ بینہ نہ ہونے کے کوئی فتنہ نہ ہو جاوے۔

میں نے طلاق دی کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۴) ایک شخص عمر ۳۵ سالہ نے اپنی زوجہ کو بحالت غصہ یہ کہا کہ جا میں نے تجھ کو طلاق دی، یہ فقرہ ایک مرتبہ ادا کیا گیا، یہ طلاق صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں دو طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، اب رجعت نہیں ہو سکتی دوبارہ نکاح کر سکتا ہے، بشرطیکہ تین دفعہ یہ لفظ نہ کہا گیا ہو۔(۳)

طلاق دی کہنا ایک مرتبہ یاد ہے دو عورتیں تین کی گواہی دیتی ہیں کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۵) زید نے ہندہ کو طلاق بدیں طریق دی، عورت نے کہا کہ اگر تم اصل کے ہو تو مجھ کو چھوڑ دو، تو زید نے کہا طلاق دی، لیکن غصہ کی وجہ سے ہوش و حواس غائب تھے، لہذا یاد نہیں کہ کتنی مرتبہ دی، دو عورتیں وہاں موجود تھیں، وہ کہتی ہیں کہ تین طلاق دیں۔

(جواب) اس صورت میں نصاب شہادت نہ ہونے سے موافق اقرار زید کے ایک طلاق واقع ہو گی، فقط واللہ اعلم۔

اقرار سے طلاق واقع ہوتی ہے

(سوال ۲۵۶) ایک شخص نے دو گواہوں کے سامنے بیوی کو طلاق دی، پھر قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ چھ ماہ ہوئے میں نے طلاق دی، عورت بھی اقرار کرتی ہے کہ چھ ماہ ہوئے میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے، اب جس نے اس عورت سے نئی شادی کی ہے، برادری نے اس کا حقہ پانی بند کر دیا اور میاں جی کفارہ بتاتے ہیں کہ ایک سو بیس مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اور چالیس وقت کی نماز پڑھو، اور پنچائت نے پانچ روپیہ جرمانہ کیا، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

---

(۱) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك او لم ترض (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳) ظفير. (۲) والمرأة كالقاضى اذا سمعته او اخبرها عدل لا يحل لها تمكينه (ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۴ . ط.س. ج۳ ص ۲۵۱) ظفير. (۳) والبائن يلحق الصريح والصريح ما لا يحتاج الى نية بائنا كان الواقع به او رجعيا (ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ۶۴۵ . ط.س. ج۳ ص ۳۰۶) وينكح مبانته بما دون الثلاث فى العدة وبعدها بالا جماع (ايضاً ج ۲ ص ۵۳۸ . ط.س. ج۳ ص ۴۰۹) ظفير.

(جواب)جب کہ شوہر اقرار کرتا ہے کہ چھ ماہ ہوئے میں نے طلاق دی ہے اور عورت بھی یہی اقرار کرتی ہے تو اب کسی گواہ کی ضرورت نہیں، دونوں کے قول کے موافق چھ ماہ سے طلاق ثابت ہو جاوے گی اور چھ ماہ کے اندر عورت کو تین حیض آچکے ہیں تو اس کی عدت گذر گئی، بعد عدت عورت نے دوسرا نکاح کیا وہ صحیح ہے، اس میں کسی پر کچھ الزام لگانا اور حقہ پانی بند کرنا اور جرمانہ کرنا جائز نہیں، میاں جی نے جو کچھ کفارہ بتلایا یا برادری نے جو کچھ جرمانہ کیا یہ سب ناجائز اور غلط ہے۔

عداوت سے گواہی دے کر طلاق دی ہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۷)ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی، لیکن تین آدمیوں نے دشمنی سے یہ کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی چونکہ شخص مذکور نے ان تینوں کے ساتھ مقدمہ کیا ہے، اس وجہ سے دشمنی ہے، اس صورت میں طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔

(جواب)اگر دو مرد ثقہ عادل طلاق کی گواہی دیں تو طلاق ثابت ہو جاتی ہے لیکن دشمن کی گواہی معتبر نہیں ہوتی، اگر وہ دو یا تین مرد جو گواہی دیتے ہیں، شوہر سے ان کو دنیاوی معاملہ میں عداوت ہے تو انکی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہو گی۔(۱)فقط۔

گواہ جب موجود ہوں تو انکار سے کچھ نہیں ہوتا

(سوال ۲۵۸)ایک شخص اپنی بیوی کو چند آدمیوں کے روبرو طلاق دے دی اور اپنا دیا ہوا زیور واپس لے لیا، دوسرا نکاح بھی کر لیا جب عورت نے مہر کا دعویٰ کرنے کا ارادہ کیا تو شوہر طلاق سے منکر ہو گیا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں اور عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں جب کہ طلاق کے گواہ موجود ہیں طلاق ثابت ہو گئی، شوہر کا انکار معتبر نہیں، دو عادل گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہو جاتی ہے،(۲) تحریر کی ضرورت نہیں، بعد گذرنے عدت کے مطلقہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

جب شوہر کئی دفعہ کہے کہ ابھی طلاق دیتا ہوں تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۹)زید اپنی بیوی کو گالیاں دیتا ہے، کئی دفعہ کہہ چکا کہ اس کو ابھی طلاق دیتا ہوں، اس صورت میں کیا حکم ہے، عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب)شوہر کا یہ قول کہ میں اس کو ابھی طلاق دیتا ہوں اور اس کو بجائے ماں بہن سمجھوں گا موجب طلاق ہے، اور اگر یہ لفظ تین بار یا زیادہ کہا ہے تو حرمت مغلظہ ثابت ہو گئی اور بدون حلالہ کے اب وہ عورت شوہر اول کے نکاح میں نہیں آسکتی قال فی الدر المختار ای مثل ما سیذکرہ من نحو کونی طالقا او طلق ویا مطلقة

---

(۱)وعد وبسبب الدنیا (در مختار) فتحصل من ذلك ان شهادة العدو علی عدوہ لا تقبل (ردالمحتار کتاب الشهادة باب القبول وعدمه ج ٤ ص ٥٢٨ ط.س. ج٥ص ٤٨٠) ظفیر.

(۲)ونصابها لغیر ها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ کنکاح وطلاق الخ رجلان او رجل وامرأتان (ایضا کتاب الشهادة ج ٤ ص ٥١٥ ط.س. ج٥ص ٤٦٥) ظفیر.

بالتشدید و كذا المضارع اذا غلب فی الحال مثل اطلقك فی البحر۔(۱)اورجب کہ زوجہ زید پر طلاق واقع ہو گئی تو بعد عدت کے جو کہ تین حیض ہیں اس کو دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست اور صحیح ہے۔

کسی کے کہنے سے تین طلاق دفعۃً دے دے تو واقع ہو گی یا نہیں

(سوال ۲۶۰)ایک مولوی نے ایک جاہل سے کہہ کر اس کی زوجہ کو دفعۃً تین طلاق دلوادی، حالانکہ عورت بے عیب تھی، اس صورت میں کیا حکم ہے، آیا ایک بارگی تین طلاق واقع ہو گئی یا نہ، اور اس مولوی کی نسبت کیا حکم ہے۔

(جواب) تین طلاق اس کی عورت پر واقع ہو گئی، لیکن بے وجہ کسی کی زوجہ کو طلاق دلوانا برا ہے اور تین طلاق یک دفعہ دینا اور دلوانا بھی خلاف سنت ہے جس مولوی نے ایسا کیا برا کیا، لیکن تینوں طلاق واقع ہو گئی، اور وہ عورت اپنے شوہر پر حرام مغلظہ ہو گئی۔(۲)

غصہ میں کہا ایک طلاق دو طلاق

(سوال ۲۶۱)زید کا نکاح ہندہ سے ہوا، زید اور ہندہ میں لڑائی ہوئی، زید نے غصہ میں کہا، ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، ان الفاظ سے طلاق ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی اور قرینہ اس کا موجود ہے کہ وہ شخص اپنی زوجہ کو کہہ رہا ہے قال فی الدر المختار ویئویده ما فی البحر ولو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأةً ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق الخ ویفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها فقوله ان حلفت بالطلاق ینصرف الیها مالم یرد غیرها الخ۔(۳)

بے نمازی کی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہو گی

(سوال ۲۶۲)بد معاش بے نمازیوں نے عورت کو سکھا کر دعویٰ کرادیا کہ شوہر نے مجھ کو طلاق دے دی، اور یہ بد معاش بالکل خلاف شرع لوگ ہیں، ان ہی بد معاشوں کی گواہی سے عدالتوں نے طلاق کی تصدیق نہیں کی، اب جو حکم شرع ہو بیان فرمادیں۔

(جواب)طلاق کے ثابت ہونے کے لئے دو گواہان عادل یعنی نمازی پرہیز گار کبائر سے بچنے والوں کی گواہی ضروری ہے، فاسق خلاف شریعت لوگوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوتی، جب کہ شوہر طلاق سے انکار کرے، پس صورت مسئولہ میں ایسے لوگوں کی گواہی سے جس کا ذکر سوال میں ہے طلاق ثابت نہیں

---

(۱)ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ .ط.س.ج۳ص۲۴۸. ظفیر.

(۲)قال لزوجته غیر المدخول بها انت طالق ثلاثا الخ وقعن وان فرق بانت بالا ولیٰ لم تقع الثانیة بخلاف الموطوءة حیث یقع الکل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب طلاق غیر المدخول بها ج ۲ ص ۶۲۴ .ط.س.ج۳ص۲۸۴) بدعی یعود الی العدد ان یطلقها ثلاثا فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمات متفرقة الخ فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وکان عاصیا (عالمگیری کتاب الطلاق ج ۱ ص ۳۴۹) ظفیر.

(۳)ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ .ط.س.ج۳ص۲۴۸. ظفیر.

ہو گی۔(۱)

طلاق دے دوں گا کہنے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۳)ایک شخص نامرد ہے اوراس نے یہ کہا تھا کہ میں اپنی زوجہ کو طلاق دے دوں گا، لیکن کسی کے بھکانے سے طلاق نہیں دی، آیا یہ کہنے سے طلاق دے دوں گا طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں، اور ایک مرتبہ حالت نابالغی میں اس کی والدہ نے طلاق بھی دے دی تھی، آیا طلاق ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں ابھی طلاق نہیں ہوئی کیونکہ شرعاً نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور طلاق کا ارادہ اور وعدہ کرنے سے بھی طلاق نہیں پڑتی، (۲)اور عنین کی زوجہ کو بلا طلاق کے علیٰحدہ کرانے کی کچھ شرطیں ہیں کہ وہ پائی نہیں جاتی، لہذا جب تک شوہر طلاق نہ دے گا اس کی زوجہ اس کے نکاح سے علیٰحدہ نہ ہو گی اور دوسرا نکاح صحیح نہ ہو گا۔

بیوی کہتی ہے کہ شوہر نے طلاق مغلظہ دی، شوہر منکر ہے کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۴)ہندہ زوجہ زید مدعی ہے کہ زید نے مجھ کو طلاق مغلظہ دی، اور دو برس سے میرے اس کے تعلقات بالکل منقطع ہیں، لیکن اس کے پاس گواہ نہیں ہیں، ایسی حالت میں رفع شر کرنے کی وجہ سے زوجہ منکر سے حلف لے کر زوجہ اس کے حوالہ کی جاسکتی ہے یا نہیں۔

(جواب)ہندہ کو اگر بیقین معلوم ہے کہ اس کے شوہر زید نے اس کو طلاق مغلظہ دے دی ہے تو اس کو درست نہیں ہے کہ زید سے تعلق قائم رکھے، اور جس طرح ہو سکے زید سے علیٰحدگی رکھے اور کسی کو جائز نہیں ہے کہ اس حالت میں ہندہ کو زید کے حوالہ کرے اور اگر جبراً ہندہ زید کو ولوادی جاوے گی تو ہندہ گناہگار نہ ہو گی، زید گناہگار ہو گا، در مختار میں ہے سمعت من زوجها انه طلقها ولا تقدر على منعه من نفسها الا بقتله لها قتله بدون خوف القصاص ولا تقتل نفسها وقال الا وزجندی ترفع الامر للقاضی فان حلف ولا بينة فالا ثم عليه الخ وقيل لا تقتله الخ وبه يفتى الخ والا ثم عليه الخ در مختار. (۳)

دو مرتبہ کہا طلاق دے دیں گے اور ایک مرتبہ کہا طلاق دی، کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۵)محمد دین نے اپنی بی بی پچھن کو دو مرتبہ کہا کہ طلاق دے دیں گے، اور ایک مرتبہ کہا طلاق دے دی، اور اب محمد دین اور اس کی زوجہ باہم رہنے پر راضی ہیں، لیکن بعض گواہ گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے محمد دین کی زبان سے تین طلاق سنی ہیں مگر اس وقت محمد دین ہمارے سامنے نہیں تھا، بعض اس کی آواز اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے سنے ہیں اس صورت میں ان کی گواہی معتبر ہے یا نہیں۔

---

(۱) كل فرض له وقت معين كالصلوة والصوم اذا اخر من غير عذر سقطت عدالته الخ اذا ترك الرجل الصلوة استخفافا بالجماعة بان لا يستعظم تفويت الجماعة كما تفعله العوام او مجانة او فسقالا تجوز شهادته (عالمگیری مصری كتاب الشهادة باب الرابع الفصل الثانی ج ۳ ص ٤٦٦) ظفير.

(۲)اوانا طلق نفسی لم يقع لانه وعده مالم يتعارف او تنو الا نشاء فتح (الدر المختار على هامش ردالمختار باب التفويض ج ۲ ص ٦٥٧ ط س. ج۳ص ۳۱۹) ظفير.

(۳)الدر المختار على هامش ردالمحتار قبيل باب الا يلاء ج ۲ ص ٧٤٨ ط.س.ج۳ص ٤٢٠. ظفير.

(جواب)قال فی الدر المختار ولا یشهد علی محجب بسماعه منه الا اذا تبین القائل بان لم یکن فی البیت غیره لکن لو فسر لا تقبل الخ قوله فسر ای بانه شاهد علی المحجب الخ شامی.(۱) پس اس صورت میں گواہوں کی گواہی معتبر نہیں ہے، لہذا موافق اقرار زوج کے ایک طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، اور رجعی ہے، عدت میں رجعت درست ہے، اور بعد عدت کے نکاح جدید کی ضرورت ہے۔

نفقہ نہ دینے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۶)ایک شخص طلاق دے کر بیوی کو گھر سے نکال دیا، اس کو آٹھ سال چار ماہ ہوا، یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

اس کا جواب مولوی عبدالحق صاحب نو مسلم نے یہ لکھا ہے کہ مذہب حنفی اور شافعی اور مالکی و حنبلی کا اتفاق ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو چار برس تک نان و نفقہ نہ دیوے اور گھر سے نکال دے تو طلاق شرعی ہو جاتی ہے، اور آیات قرآنی سے ثابت ہے کہ تین طلاق کے بعد تین مہینے دس یوم میں عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور جو شہادت طلاق کی گواہان معتبر سے گذری ہے، اس شہادت کی رو سے شرعاً اس عورت کو نکاح کر لینا جائز ہے، یہ جواب صحیح ہے یا نہ۔

(جواب)اقول وباللہ التوفیق، یہ فتویٰ مولوی عبدالحق نو مسلم کا صحیح نہیں ہے، یہ دعویٰ ان کا کہ مذہب حنفی اور شافعی اور مالکی و حنبلی میں چار برس تک نفقہ نہ دینے سے طلاق ہو جاتی ہے غلط ہے اور دعویٰ اتفاق کا باطل ہے،(۲) اور تین مہینہ دس یوم عدت طلاق کا کہنا بھی غلط ہے، عدت طلاق کی نص قرآنی سے تین حیض ہیں، اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین مہینہ ہیں،(۳) پس جواب اصل سوال کا یہ ہے کہ اگر اس عورت کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی ہے اور دو گواہ عادل طلاق کی گواہی دیتے ہیں تو عدت گذرنے کے بعد یعنی تین حیض کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

بیوی سے کہا میری طرف سے طلاق ہے چلی جا تو کون سی طلاق ہوئی

(سوال ۲۶۷)زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے تنہائی میں یہ کہہ دیا کہ میری طرف سے تجھے طلاق ہے چلی جا، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہ، اور ہندہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

(جواب)اگر زید نے ہندہ سے یہ کہہ دیا کہ میری طرف سے تجھے طلاق ہے چلی جا تو ہندہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی، تنہائی میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، ایسی حالت میں کہ ہندہ کو زید کا طلاق دینا معلوم ہے تو ہندہ

(۱)دیکھئے ردالمحتار للشامی کتاب الشهادة قبیل الفرع ج ٤ ص ٥١٨ .ط.س.ج ۵ ص٤٦٨. ظفیر.
(۲)ولا یفرق بینهما بعجزه عنها ای النفقة بانوا عها الثلثه (وهی ماکول وملبوس و مسکن) ولا بعد ایفانه لو غائبا حقها ولو موسرا و جوز الشافعی باعسار الزوج و بتضرر ها بالغیبة ولو قضی به حنفی لم ینفذ (در مختار) قوله حقها ای من النفقة قوله لو موسرا المناسب لو معسرا لا نه اشارة الی خلاف الشافعی والا صح عنده عدم الفسخ بمنع المو سر حقها کمذهبنا (ردالمحتار باب النفقة مطلب فسخ النکاح بالعجز عن النفقة ج ۲ ص ۹۰۳.ط.س.ج۳ص ۵۹۰) ظفیر.
(۳)والمطلقت یتربصن بانفسهن ثلثة قروء (سورة البقره ع ۲۸) والی یئسن من المحیض من نساء کم ان ارتبتم فعد تهن ثلثة اشهرو الّٰئِی لم یحضن واولات الا حمال اجلهن ان یضعن حملهن (الطلاق ع ۱) ظفیر.

عدت طلاق گذار کر جو کہ تین حیض ہے اپنا دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔(۱)

پیر کے خوف سے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۶۸)ایک پیر نے اپنے ایک مرید کی ڈاڑھی پکڑ کر خوب زور سے ہلائی اور کہا کہ تیری زوجہ زانیہ ہے تو اس کو طلاق دے دے، زید مرید نے بوجہ خوف جان کے چھ سات مرتبہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دی، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی کما فی الدر المختار ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبداً او مکرهاً الخ قوله فان طلاقه صحیح ای طلاق المکره شامی۔(۲)

چلی جا تجھ پر طلاق، یہ جملہ کہا کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۹)زید نے غصہ میں اپنی زوجہ کو کہا کہ تو چلی جا اور یہاں سے نکل جا، تجھ پر طلاق، یہ یاد نہیں کہ طلاق کا لفظ ایک دفعہ کہا یا دو دفعہ یا تین دفعہ، اس صورت میں کیا حکم ہے، زید کس طرح سے زوجہ کو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں طلاق بائنہ زید کی زوجہ پر واقع ہو گی، رجعت صحیح نہیں ہے، لیکن اگر ایک یا دو طلاق دی ہے تو نکاح جدید عدت میں اور عدت کے بعد صحیح ہے، اور اگر تین طلاق دینا یاد ہے یعنی بظن غالب تین دفعہ لفظ طلاق کا کہنا یاد ہے تو پھر بدون حلالہ کے نکاح جدید بھی جائز نہیں ہے، لیکن بصورت شک تین طلاق شمار نہ ہوں گی، ایک ہی طلاق رہے گی جس کا حکم اوپر لکھا گیا۔(۳)

تحریری طور پر اور زبانی دونوں طرح طلاق دینے سے طلاق ہو گئی

(سوال ۲۷۰)زید نے بوجہ اپنی بد چلنی کے اپنی زوجہ کو بذریعہ خطوط کے جب کہ وہ عرصہ سے اپنے باپ کے گھر تھی طلاق دے دی، اور چند خطوط کے ذریعہ سے مفصل طلاق دے دی، اور علاوہ تحریر کے دو آدمیوں کے سامنے جو کہ نیک اور صالح ہیں، یہ کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں تم گواہ رہنا اور میری بیوی کے بھائی اور ماں سے کہہ دینا کہ وہ طلاق دے چکا، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب)اس صورت میں کہ شوہر نے بمواجہ دو آدمیوں صالح کے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی، طلاق واقع ہو گئی، اور یہ بار بار لکھنا اور کہنا شوہر کا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں، اگر خبر دینا ہے اس پہلے طلاق سے تو ایک طلاق رجعی ہوئی، اس میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح ہو سکتی ہے، اور بعد عدت کے نکاح جدید کے ساتھ

---

(۱)ان الصریح نوعان صریح رجعی و صریح بائن فالاول ان یکون بحروف الطلاق بعد الدخول حقیقة غیر مقرون بعوض ولا بعدد الثلاث لا نصاً ولا اشارة ولا موصوفا بصفة تبنئ عن البینونة الخ واما الثانی فبخلافه وهو ان یکون بحروف الابانه وبحروف الطلاق لکن قبل الدخول حقیقةاو بعد لکن مقرو نا بعد د الثلاث نصا او اشارة او موصوفابصفة تبنئ عن البینونة الخ (ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۲ ط.س. ج۳ص ۲۵۰) ظفیر. (۲)دیکھئے ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص۲۳۵) ظفیر. (۳)وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالا جماع ومنع غیره فیها لا شتباه النسب لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح بها ای بالثلاث حتی یطا ها غیره ولو الغیر مر اهقا یجا مع مثله بنکاح نافذو تمضی عدة الثانی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸ ط.س. ج۳ص ۴۰۹) لو شك اطلق واحدة او اکثر بنی علی الا قل (در مختار) الا ان یستیقن بالا کثر او یکون اکبر ظنه (ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۲۳ ط.س. ج۳ص۲۸۳) ظفیر.

رجعت ہو سکتی ہے،(۱)اور شوہر کے خطوط میں سے جو دو خط زوجہ کے بھائی کے نام ہیں ان میں تو طلاق صریح ہے، جس کا حکم وہی ہے جو اوپر لکھا گیا، یعنی طلاق رجعی واقع ہوئی اور ایک خط جو زوجہ کے نام ہے اس میں صریح نہیں بلکہ الفاظ کنایہ مذکور ہیں، اور اس خط میں مذاکرہ طلاق اور غصہ کا بھی اظہار نہیں ہے، لہٰذا ان الفاظ کنایہ میں نیت شوہر کا اعتبار ہے، اگر نیت طلاق کی ہے تو طلاق بائنہ ان سے واقع ہوتی ہیں، اور اگر نیت طلاق کی نہ ہو تو کچھ نہیں،(۲)باقی جن خطوط میں صریح طلاق لکھی ہے وہ واقع ہو گئی، اور وہ رجعی ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا۔

تین طلاق دے کر پھر رکھ لیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۱)عبداللہ نے اپنی منکوحہ کو ایک جلسہ میں دو گواہ کے روبرو تین مرتبہ طلاق دے دی اور منکوحہ کو علیحدہ کر دیا، بعد چندروز کے عبداللہ نے منکوحہ مذکورہ کو پھر خانہ انداز کر لی ہے تو کیا حکم ہے۔

(جواب)اس صورت میں عبداللہ کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، بدون حلالہ کے اس مطلقہ سے دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتا، اور ویسے ہی بلا حلالہ وبلا نکاح اس کو منکوحہ سمجھنا اور وطی کرنا حرام اور زنا ہے۔(۳)

مفتی کو طلاق کے متعلق کچھ پوچھنے کی ضرورت ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۲)مفتی کو طلاق دینے والے یا مطلقہ سے یہ سوال کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں کہ مثلاً طلاق حالت حمل میں دی ہے یا حیض یا نفاس میں، اگر شوہر ایک جلسہ میں تین طلاق دے دے تو کیا حکم ہے۔

(جواب)کچھ سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سوال کو سن کر جو کچھ جواب اس سوال کا ہووے دیا جاوے، اس سوال کی ضرورت نہیں ہے کہ طلاق حالت حیض یا حالت نفاس میں دی یا حالت حمل میں دی، کیونکہ ان سب حالتوں میں طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور ایک جلسہ میں تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔

نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے

(سوال ۲۷۳)اگر بحالت نشہ یا غصہ تین طلاق دیوے ایک جلسہ میں تو طلاق ہو گی یا نہ۔

(جواب)طلاق واقع ہو جاوے گی۔

حاملہ اور حائضہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

(سوال ۲۷۴)اگر عورت حاملہ یا حائضہ کو ایک جلسہ میں تین طلاق دی تو طلاق ہوئی یا نہیں۔

(جواب)ہو گئی، واضح ہو کہ عورت حاملہ کو یا حائضہ کو یا نفساء کو اگر ایک جلسہ میں تین طلاق دے گا، تین طلاق واقع ہو جاویں گی، لیکن حائضہ یا نفساء کو تین طلاق ایک دفعہ دینا یا ایک طلاق بدعت ہے شوہر گنہگار ہوتا ہے مگر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ **کما فی الدر المختار والبدعی ثلث متفرقة او ثنتان بمرة او مرتین الخ قال فی**

---

(۱)اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك ام لم ترض كذافي الهدايه (عالمگیری باب الرجعة ج ۱ ص ۴۷۰) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (ایضا ج ۱ ص ۴۷۲) لو قال عنيت بالثاني الاخبار عن الاول لم يصدق بالقضاء ويصدق فيما بينه وبين الله (عالمگیری ج ۱ ص ۳۵۵) ظفیر.(۲)لا يقع بها اى الكنايات الطلاق الا بالنية او بدلالة حال (عالمگیری باب الكنايات ج ۱ ص ۳۷۴.ط.ماجدیه ج ۱ ص ۳۷۴) ظفیر.(۳)وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها (عالمگیری باب الرجعة ج ۱ ص ۴۷۳.ط.ماجدیه ج ۱ ص ۴۷۳)

الشامی قوله ثلث متفرقة و کذا بکلمة واحدة بالا ولی الی ان قال و ذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلث الخ ثم نقل کلام ابن الهمام فراجعه.(۱)

بلا نیت بھی کہے کہ میں نے تم کو طلاق دی تو طلاق ہو جاوے گی

(سوال ۲۷۵)اگر شخصے زن خودرا سہ بار گفت کہ من ترا طلاق دادم و نیت طلاق دادنش نہ بود، دریں صورت طلاق واقع شد یا نہ؟ اگر واقع شد رجعی واقع شد یا مغلظ۔

(جواب)در طلاق صریح حاجت نیت نیست،(۲) اگر سہ بار طلاق دادہ زوجہ او مغلظ شد، وبدون حلالہ تجدید نکاح جائز نیست، صریحه مالم یستعمل الا فیه ولو بالفارسیة کطلقتك وانت طالق ومطلقة (الی) ویقع بها وان لم ینو شیئاً (در مختار)

سالی کا نام لے کر بیوی کو طلاق دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۶)زید نے جب دوسرا نکاح کرنا چاہا تو اس سے کہا گیا کہ پہلی بیوی کو طلاق دے دو، زید نے اپنی سالی کا نام لے کر کہا کہ آمنہ کو طلاق ہے، آمنہ زید کی سالی کا نام ہے، طلاق ہوئی یا نہیں۔

(جواب)طلاق واقع نہ ہوگی۔(۳)

انشاء اللہ کے ساتھ طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۷)عمر نے زبردستی کی وجہ سے اپنی بیوی کو اس طرح طلاق دی کہ لفظ طلاق کو آواز سے کہا اور انشاء اللہ ذرا آہستہ سے کہا کہ زبردستی کرنے والے نہ سنیں، طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(جواب)نہیں۔(۴)

جبراً طلاق لینے سے ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۸)طلاق جبراً شوہر سے لی جاوے تو واقع ہوتی ہے یا نہیں، اور زبان سے اقرار کی ضرورت ہے یا نہیں، یا صرف نقل کردینا طلاق نامہ کا جو دوسرے کا لکھا ہوا ہے، وقوع طلاق کے لئے کافی ہے یا نہیں۔

(جواب)شوہر سے جبراً طلاق اگر دلوائی جاوے تو طلاق ہو جاتی ہے،(۵) لیکن نقل کردینا طلاق نامہ کا جو دوسرے شخص کا لکھا ہوا ہے، محض لوگوں کی زبردستی سے، بدون ارادہ طلاق مفید طلاق نہیں اور اس سے طلاق نہیں پڑتی۔(۶)

---

(۱)ردالمحتار للشامی کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ ط.س. ج۳ص ۲۳۲......۲۳۳، ظفیر.

(۲)لان الصریح لا یحتاج الی النیة ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص ۲۴۹) ظفیر.

(۳)ولو قال امرأته الحبشیة طالق ونیته له فی طلاق امرأته لیست بحبشیة لا یقع علیها وعلی هذا اذا سمی بغیر اسمها ولا نیة له فی طلاق امرأته (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۳۷۴ ط.س. ج۳ص ۳۵۷) ظفیر.

(۴)اذا قال لا مرأته انت طالق انشاء الله متصلا لم یقع الطلاق (ایضا ج ۲ ص ۴۷۶ ط.س. ج۱ص ۴۵۴) ظفیر.

(۵)ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرها فان طلاقه صحیح لا اقراره بالطلاق (در مختار) ای طلاق المکره صحیح (ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص ۲۳۵) ظفیر.

(۶)وفی البحر المراد الا کراه علی التلفظ بالطلاق فلو اکره علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق الخ (ایضاً ط.س. ج۳ص ۲۳۶) ظفیر.

بعوض مال طلاق جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۹) زوجہ اگر شوہر کو مال دے کر طلاق لیوے تو جائز ہے یا نہیں، اور عدت ہوگی یا نہیں۔
(جواب) مرد بالغ سے اگر اس کی عورت مال دے کر طلاق لے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور عدت لازم ہے اگر صحبت یا خلوت صحیحہ ہوئی ہے، اور وہ روپیہ مرد کو لینا درست ہے۔(۱) لیکن اگر قصور مرد کا ہے تو اس کو روپیہ لینا اچھا نہیں۔(۲)

مہر ادا کرنے کی استطاعت نہ ہو تو طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۰) مہر معجّل ہو، اور خلوت صحیحہ ہو چکی ہو، بعد کو عورت اپنا مہر طلب کرے، اور شوہر اس کے ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو طلاق ہو گی یا نہیں، عورت کو اس میں کیا اختیار ہے۔
(جواب) طلاق نہیں ہوتی، صرف عورت کو اپنے نفس کو روکنے کا اختیار ہے،(۳) طلاق نہیں ہوتی۔

طلاق بعد کہا تجھ کو رکھوں تو ماں بہن کو رکھوں کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۱) زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر کہا اگر تجھ کو رکھوں، ماں بہن کو رکھوں، اب وہ زید کی بیوی ہو سکتی ہے یا نہیں۔
(جواب) یہ طلاق بائنہ ہوئی، تجدید نکاح کی ضرورت ہے، اور کچھ کفارہ نہیں،(۴)

طلاق دی چلی جا دو مرتبہ کہا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۲) ایک شخص نے اپنی عورت کو دو مرتبہ کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی جا چلی جا، اس صورت میں کے طلاق واقع ہوئی۔
(جواب) اس صورت میں اس عورت پر دو طلاق بائنہ واقع ہوئی۔(۵)

طلاق بائن دی حرام ہوئی کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۳) زید نے اپنی عورت سے کہا میں نے تم کو طلاق بائن دی اور تم مجھ پر حرام ہوئی اور میں تجھ پر حرام ہوا، کون سی طلاق واقع ہوئی۔
(جواب) اس صورت میں ایک طلاق بائن واقع ہوئی کما قال فی الدر المختار لا یلحق البائن البائن۔ فقط۔(۶)

....

(۱) ان طلقها علی مال فقبلت وقع الطلاق ولزمها المال وكان الطلاق بائنا (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۵۷۹) ظفیر،
(۲) ان كان النشوز من قبل الزوج فلا يحل له اخذ شئی من العوض علی الخلع و هذا فی حكم الديانة فان اخذ ها جاز ذلك فی الحكم ولزم حتى لا تملك استرد اده كذا فی البدائع (ايضاً ص ۵۰۸) ظفیر. (۳) لها منعه من الوطی و دواعيه (در مختار) واشار الی انه لا يحل له وطئو ها علی كره منها ان كان امتناعها لطلب المهر (ردالمحتار ج ۲ ص ۳۸۸ ط.س. ج۳ص ۱۴۳) ظفیر. (۴) وان نوى بانت علی مثل امی وكذا لو حذف لفظ براً اوظهارا او طلاقا صحت نيته ووقع ما نوا ه لا نه كناية قال فی البحر واذا نوى به الطلاق كان بائناً (ردالمحتار ج ۲ ص ۵۲۶ ط.س. ج۳ص ۵۷۰) ظفیر. (۵) ان الصريح نوعان صريح رجعی وصريح بائن ، فالاول ان يكون بحروف الطلاق بعد الدخول حقيقة غير مقرون بعوض ولا بعدد الثلاث لا نصا ولا اشارة ولا موصوفا بصفة تنبئی عن البينونة الخ واما الثانی فبخلافه الخ (ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۲ ط.س. ج۳ص ۲۵۰) ظفیر.
(۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ۶۴۶ ط.س. ج۳ص ۳۰۸. ظفیر.

زبانی بھی کہا کہ طلاق دے چکا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۴) صالحہ کو زید نے روبرو کوئی طلاق نہیں دی، لیکن زید نے دل میں یہ ارادہ کر لیا کہ قطعی طلاق دے چکا، اور صالحہ سے بھی یہی الفاظ کہے کہ میں طلاق دے چکا، کئی ماہ قریب ایک سال ایسے الفاظ کہا گیا، ایسی صورت میں کون سی طلاق پڑی اور اس کے واسطے کی کیا صورت ہے؟ فقط۔

(جواب) جب کہ زید نے یہ الفاظ زبان سے کہے ہیں کہ میں طلاق دے چکا اگرچہ واقعہ میں اس سے پہلے طلاق نہ دی ہو، طلاق واقع ہو گئی، پھر اگر تین بار یا اس سے زیادہ الفاظ مذکور کہے تو عورت مطلقہ ثلثہ اور مغلظہ ہو گئی، بدون حلالہ کے اس سے نکاح درست نہیں، فقط واللہ تعالیٰ اعلم (لو اقر با لطلاق کاذبا او هاز لا وقع قضاء لا دیانة ۔(۱) شامی ج۲ ص ۵۷٤)

احتلام والے چودہ سالہ کی طلاق ہوتی ہے

(سوال ۲۸۵) اس چودہ سالہ لڑکے کی طلاق واقع ہو گی یا نہیں جس کو احتلام ہوتا ہے۔

(جواب) مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ نابالغ کی طلاق نہیں پڑتی، اور بالغ کی پڑ جاتی ہے، پس اگر لڑکا محتلم ہے اور احتلام اس کو ہو چکا ہے، اس کے بعد اس نے طلاق دی ہے تو طلاق واقع ہو گئی، شرعاً لڑکے کو احتلام ہونے لگے یا پندرہ برس کی عمر پوری ہو جائے تو وہ بالغ ہے، (۲) فقط۔

نشہ میں کہا طلاق کا طریقہ بتاؤ طلاق دیتے ہیں کیا حکم ہے

(سوال ۲۸٦) زید کا حالت نشہ میں اپنی بیوی سے تکرار ہوا، اسی حالت میں ایک آدمی کو بلا کر کہا کہ ہم کو طلاق دینے کا طریقہ بتاؤ، ہم ابھی طلاق دیتے ہیں، پانچ چھ مرتبہ کہا طلاق ہوئی یا نہ؟

(جواب) ظاہر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں ارادہ اور وعدہ طلاق کا کیا ہے، پس طلاق واقع نہیں ہوئی۔

طلاق دی کہنے سے طلاق ہو گئی

(سوال ۲۸۷) ایک شخص نے بیوی سے کہا میں نے طلاق دی طلاق ہوئی یا نہیں، اور شوہر اس سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہو گی، عدت گذر جانے کے بعد شوہر اس سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر عدت نہیں گذری تو رجعت کر لے نکاح کی ضرورت نہیں، (۳) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ . ط.س. ج۳ص۲۳۸ ظفیر.

(۲) بلوغ الغلام بالا حتلام والا حبال والا نزال فان لم یوجد فیهما شئی فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی (در مختار مجتبائی ج ۲ ص ۱۹۹ درمختاربغیرشامی کتاب الحجر. ط.س. ج۲ص۱۹۹ . اورشامی کیساتھ . ط.س . ج ٦ ص ۱۵۳) ظفیر.

(۳) صریحه مالم یستعمل الا فیه ولو بالفارسیة کطلقتك وانت طالق ومطلقةالخ ویقع بها ای بهذه الا لفاظ وما بمعنا ها من الصریح (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ .ط.س. ج۳ص۲٤۷) اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة فله ان یرا جعها فی عدتها رضیت ام لم ترض (عالمگیری مصری باب الرجعة ج ۱ ص ٤۷۰) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (ایضا ج ۱ ص ٤۷۲) وتنقطع الرجعة اذا طهرت من الحیض الا خیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۳ .ط.س. ج۳ص٤۰۳) ظفیر.

تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں یا کر چکا ہوں اس پر تین طلاق یہ کہا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۸)ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر میں تیری اجازت کے بغیر دوسرا نکاح کروں یا کر چکا ہوں تو اس پر تین طلاق بر تقدیر خلاف شروط دوسری منکوحہ سابقہ یا مستقبلہ پر طلاق ہوگی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں دوسری منکوحہ سابقہ یا مستقبلہ مطلقہ ہوجائے گی وعلی هذا لو قال كل امرأة اتزوجها بغير اذنك فطالق فطلق امرأته طلاقا بائناً او ثلاثا ثم تزوج بغير اذنها طلقت لانه لم يتقيد يمينه ببقاء النكاح الخ شامی جلد ۳ کتاب الایمان ص ۱۳۶ ۔(۱)فقط۔

اگر تیری اجازت کے بغیر دو برس سے زیادہ ٹھہروں تو تجھ کو طلاق دینے کا اختیار ہے یہ کہا، کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۹)شوہر نے زوجہ سے کہا کہ اگر میں پردیس میں بلا اجازت تیری دو برس سے زیادہ ٹھہروں تو تجھ کو اختیار ہے اپنے نفس کو طلاق دیدے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب)اس صورت میں عورت کو اختیار ہے کہ اسی مجلس میں جس میں شرط پائی جاوے اپنے نفس کو طلاق دے دیوے۔(۲)فقط۔

بیوی کہتی ہے طلاق دی شوہر انکار کرتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۰)ہندہ منکوحہ زید نے دعویٰ کیا کہ زید نے مجھ کو طلاق دی، زید انکار کرتا ہے اور حلف اٹھاتا ہے، ہندہ گواہ پیش کرتی ہے کیا حکم ہے۔

(جواب)اگر گواہ عادل ہیں اور دو ہیں یعنی دو مرد ثقہ یا ایک مرد اور دو عورتیں عادلہ گواہی طلاق کی دیتی ہیں تو طلاق واقع ہوگئی، انکار شوہر اور حلف اس کا معتبر نہیں ہے۔(۳)فقط۔

سب گھر والوں کو طلاق دی یہ کہا کسی نے کہا تیری بیوی پر بھی طلاق پڑی کہا پڑنے دو کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۱)ایک شخص نے کہا میں نے اپنے سب گھر والوں کو طلاق دے دی، لیکن نیت طلاق کی نہ تھی، ایک دن لوگوں نے کہا کہ تیری زوجہ پر طلاق پڑ گئی تو اس وقت اس کی زبان سے نکلا، پڑ جانے دو، نیت اب بھی نہ تھی، کیا حکم ہے۔

(جواب)اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی، وہ عورت بالکل نکاح سے خارج ہوگئی، قال نساء الدنيا او نساء العالم طوالق لم تطلق امرأته بخلاف نساء المحله والدار۔ درمختار۔ شامی میں ہے و لو

---

(۱)دیکھئے ردالمحتار کتاب الایمان مطلب حلفه دال لیعلمنه ج ۳ ص ۱۳۶ .ط.س.ج۳ص۸٤٤......۸٤٥. ظفیر.

(۲)قال لها اختاری او امرك بيدك ينوى تفويض الطلاق لا نهما كنا ية فلا يعملان بلا نية او طلقى نفسك فلها ان تطلق فى مجلس علمها به مشا فهة او اخباراً (الدر المختار على هامش ردالمحتار با ب تفويض الطلاق ج ۲ ص ٦٥٣ .ط.س.ج۳ص۳۱۵) ظفير.

(۳)ومنها الشهادة بغير الحدود والقصاص وما يطلع عليه الرجال و شرط فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال كالنكاح والطلاق والعتاق والوكالة والوصاية ونحو ذلك مما ليس بمال (عالمگیری کتاب الشهادة ج ۳ ص ٤٥١) ظفير.

قال كل عبد فى هذه الدار او عبيده فيها عتقوا فى قولهم شامى.(۱)اور صریح طلاق میں نیت کی ضرورت نہیں ہے اور یہ کہنا شوہر کا کہ پڑ جانے دو اور بھی سبب وقوع طلاق کا ہے۔

صورت مسئولہ میں ایک رجعی طلاق پڑی

(سوال ۲۹۲)زید نے اپنی زوجہ سے کہا تجھ کو طلاق ہے۔ قیامت تک نہیں رکھوں گا، اگر پھر رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں، کیا حکم ہے۔

(جواب)صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت میں رجوع کر سکتا ہے، اور بعد عدت نکاح کر سکتا ہے، یہاں ظہار نہیں ہے، کیونکہ ظہار میں تشبیہ ہوتی ہے كما نقله الشامى عن الصير فية لو قال انت طالق ولا رجعةَ لى عليك فرجعية ۔(۲)فقط۔

طلاق دی گواہ موجود ہیں مگر زوجین انکار کرتے ہیں کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی، چار گواہ موجود ہیں، اب زوجین انکار کرتے ہیں، طلاق ہوئی یا نہ؟

(جواب)اگر دو گواہ گواہان طلاق میں سے عادل وثقہ ہیں تو زوجہ و شوہر کا انکار معتبر نہیں ہے، طلاق ثابت ہو جاوے گی(۳)(لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ان سے گواہوں کو دنیاوی عداوت ہے تو پھر ان کی گواہی معتبر نہیں ہوگی۔ظفیر)

تجھ کو طلاق، طلاق، طلاق، کونسی طلاق پڑی

(سوال ۲۹٤)ایک شخص غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ کو طلاق بایں الفاظ دی کہ تجھ کو طلاق، طلاق، طلاق، اس میں کون سی طلاق ہوئی۔

(جواب)اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، (۴)بدون حلالہ شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہو سکتی قال الله تعالىٰ فان طلقها (اى ثلاثا) فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الاية (۵) وهكذا فى كتب الفقه فقط.

---

(۱)ردالمحتار باب طلاق غير المدخول بها ج ۲ ص ۶۳۳. ط.س. ج۳ص ۲۹٤، ظفير.
(۲)دیکھئے ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۲. ط.س. ج۳ص ۲۵۰، ظفير.
(۳)وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين او رجل و امرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال مثل النكاح والطلاق (هدايه كتاب الشهادة ج ۳ ص ۱۳۸)ظفير.
(٤)رجل قال لا مرأته انت طالق انت طالق، انت طالق فقال عنيت بالا ولى الطلاق وبالثانى والثالثه افهامها صدق ديانة وفى القضاء طلقت ثلاثا، متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو اوبغير حرف الواو يتعدد الطلاق وان عنى بالثانى الا ول لم يصدق فى القضاء (عالمگيرى مصرى باب الصريح ج ۱ ص ۳۵۵).
(۵)بقره. ۲۹.

بیوی نے کہا تم بولو تو سات طلاق کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۵)ایک عورت نے غصہ میں اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تم مجھ سے بولو تو تم کو سات طلاق ہیں، اور مہر میں نے تم کو معاف کر دیا، کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی، اور مہر معاف ہوا یا واجب رہا۔

(جواب)اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، طلاق شوہر کی طرف سے ہوتی ہے نہ کہ عورت کی طرف سے، پس عورت کا یہ کہنا لغو ہے، اور دین مہر کا معاف کرنا بھی اگر بولنے پر معلق کیا تھا تو باطل ہے یعنی مہر معاف نہ ہوگا، در مختار میں ان چیزوں میں جن میں تعلیق نہیں ہے ابراء عن الدین کو بھی لکھا ہے والا براء عن الدین لانه تمليك من وجه الخ فلا يجوز تعليقه بالشرط شامی ۔(۱)فقط۔

مندرجہ مضمون سے طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۲۹۶)ایک شخص نے مضمون مندرجہ ذیل اپنی زوجہ کی نسبت لکھا طلاق ہوئی یا نہیں۔

"محمد عادل کی لڑکی کی شکایت میں نے اور بھی سنی ہے، بات یہ ہے کہ اب میں اس کو لانے کا نہیں، مہر کی بابت جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا، میرا اور اس کا نباہ نہیں ہوگا، اگر اس کے ماں باپ نکاح کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اجازت ہے۔" شوہر نے اقرار کیا کہ غصہ میں لکھا تھا، مگر نیت طلاق کی نہیں تھی کیا حکم ہے۔

(جواب)اس خط کے مضمون سے طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ شوہر نیت طلاق سے انکار کرتا ہے، اور ان الفاظ میں بدوں نیت کے طلاق واقع نہیں ہوتی۔(۲)فقط

مہر کے عوض طلاق دی تو کون سی طلاق ہوئی

(سوال ۲۹۷)ایک شوہر اپنی زوجہ کو اپنی خوشی سے طلاق دے دی اور عورت نے مہر معاف کر دیا، کون سی طلاق ہوئی۔

(جواب)طلاق ہو گئی، اگر تین طلاق دی ہے تو ہر حال میں بائن مغلظہ ہے اور اگر ایک یا دو دی ہے تو پھر اگر بعوض مہر دی ہے یعنی شوہر نے یہ کہا کہ میں طلاق دیتا ہوں تو مہر معاف کر دے اور عورت نے قبول کر لیا تو طلاق بائنہ واقع ہو گئی جس میں رجعت صحیح نہیں، اور صورت مسئولہ میں ظاہر یہی ہے کہ بوجہ طلاق عورت نے مہر معاف کیا ہے، پس اس صورت میں طلاق بائنہ واقع ہوئی، (۳)فقط۔

بیوی سے سمجھانے کے طور پر کہا انت طالق کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۸)زید نے اپنی زوجہ کو کتاب الطلاق کی تعلیم دیتے وقت بطور مثال حکایۃً عن الغیر انت طالق کہا، پس دونوں کے دل میں شبہ وقوع طلاق کا پیدا ہوا، حالانکہ نیت طلاق کی بالکل نہ تھی پس زید رجعت کہنے کے واسطے رجعت کہہ دیا، بعد کو معلوم ہوا کہ تعلیم مسئلہ کے لئے اس طرح کہنے سے طلاق نہیں ہوتی، کیا لفظ رجعت سے

---

(۱)

(۲)لا يقع بها اى بالكنايات الطلاق الا بالنية او بدلالة حال كذا فى الجوهره النيره (عالمگیری مصری باب الكنايات ج ۱ ص ۳۷٤) ظفير .(۳)الصريح نوعان صريح رجعى وصريح بائن فالاول ان يكون بحروف الطلاق بعد الدخول حقيقة غير مقرون بعوض واما الثانى فبخلافه الخ (ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۲ .ط.س. ج۳ص ۲۵۰) ظفير.

اقتضاء طلاق ہو گئی۔

(جواب) اس صورت میں کسی طرح طلاق واقع نہیں ہوئی اور رجعت کرنا خود لغو ہے مقتضی طلاق کو نہیں، فقط۔

نکاح کے بعد کہا کہ میرے چھوٹے بھائی سے اس کا نکاح کر دو، کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۹) زید کا نکاح عائشہ سے ہوا، پھر اس نے زینب سے نکاح کر لیا اور عائشہ کے اقرباء سے کہا کہ عائشہ میرے چھوٹے بھائی کو دے دو، چنانچہ انہوں نے عمر سے منگنا کر دیا، اب عمر فوت ہو گیا، سوال یہ ہے کہ زید کا نکاح عائشہ سے رہایا نہیں، کیونکہ وہ کہہ چکا تھا کہ عمر کو دے دو۔

(جواب) محض اس ارادہ سے کہ اپنی زوجہ کا نکاح دوسرے شخص سے کرنے پر آمادہ اور راضی ہو جاوے اور دن اور تاریخ نکاح کی مقرر ہو جاوے اس کی زوجہ مطلقہ نہیں ہوئی کیونکہ طلاق کے لئے کسی ایسے لفظ کے ساتھ تکلم ضروری ہے جو طلاق پر دلالت کرے محض نیت اور ارادہ اور رضا مندی سبب طلاق کا نہیں ہے قال فی ردالمحتار واراد بما اللفظ اوما یقوم مقامه من الکتابة المستبینة او الاشارة المفهومة فلا یقع بالقاء ثلثة احجار الیها اوامر ها بحلق شعرها وان اعتقدالالقاء والحلق طلاقا کما قد مناه الخ وفی القنیة زوج امرأته من غیره لم یکن طلاقا ثم رقم ان نوی طلقت الخ در مختار، قوله ان نوی طلقت لعل وجهه ان قوله زوجتك امرء تی فلا نة یحتمل ان یکون علی تقدیر ان صح تزویجها منك او تقدیرلانها طالق منی فاذا نوی الطلاق تعین الثانی فتطلق۔(۱) شامی

اور ظاہر ہے کہ یہ اختلاف روایات بعد تزوتج کے ہے، اور صورت مسئولہ میں تزوج واقع نہیں ہوا، محض ارادہ رہایا رضامندی رہی، اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور شامی کی عبارت سے یہ بھی واضح ہوا کہ نیت طلاق بصورت تزوج اس وقت طلاق واقع ہوتی ہے کہ زوج یہ کہے کہ زوجتک امرأتی فلانۃ یعنی شوہر خود نکاح اپنی زوجہ کا دوسرے شخص سے کرے اور وکیل وغیرہ عورت کا ہو کر اس کی طرف سے تزوتج کرے تو اس صورت میں چونکہ زوج کی طرف سے ہوا، اس لئے یہ لفظ کنایات میں داخل ہو کر نیت پر موقوف رہا اور جب کہ کوئی تلفظ اس قسم کا زوج کی طرف سے نہ ہو تو پھر کسی طرح طلاق واقع نہ ہو گی، باقی زید کا یہ کہنا کہ اچھا میرے چھوٹے بھائی کو دے دو۔ یہ لفظ موجب طلاق نہیں، کیونکہ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب یہ امر پختہ ہو جاوے گا، میں اس کو طلاق دے دوں گا، اس وقت بعد عدت کے نکاح ہو جاوے گا، بہر حال اس صورت میں وقوع طلاق کا حکم نہیں ہو سکتا، فقط۔

غصہ میں طلاق

(سوال ۳۰۰) زید بحالت غضب زن خود ہندہ راسہ طلاق داد، پس ایں طلاق ازروئے مذہب حنفیہ واقع شد یانہ ؟

(جواب) بر ہندہ سہ طلاق عند الحنفیہ واقع شد، چنانچہ فقہاء حنفیہ حالت غصب را قرینہ وقوع طلاق در [illegible] الفاظ

---

(۱) ردالمحتار قبیل باب تفویض الطلاق ج ۲ ص ۶۵۲ رد المحتار ۳۱٤ ظفیر۔

فرمودہ اند ، فی الدر المختار والكنايات لا تطلق بها الا بالنية او دلالة الحال وهی حالة مذاکرة الطلاق او الغضب الخ۔(۱) پس مصنفؒ حالت غضب را دلالت حال برائے ارادہ طلاق فرمودہ، ازیں تصریح ظاہر است کہ طلاق غضبان واقع می شود و نیز اکثر وقوع طلاق بسبب غضب می باشد، پس حالت غضب منافی وقوع طلاق نیست، فقط۔

طلاق کے لئے دو گواہ

(سوال ۳۰۱) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو لکھ کر بھیجا کہ اگر مہر معاف کر دو تو ہم نے طلاق دیا اور شوہر کی اس طلاق لکھنے کا ایک گواہ ہے اور ایک حافظ بیان کرتے ہیں کہ خط میں طلاق لکھی ہوئی اور خط بالکل مٹا ہوا ہے اور مشتبہ ہے اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور دوسرا نکاح اس عورت کا صحیح ہے یا نہ ؟

(جواب) اس صورت میں گواہی طلاق کی پوری نہیں ہے، کیونکہ شوہر کے طلاق لکھنے کا صرف ایک گواہ ہے باقی حافظ صاحب وغیرہ صرف خط میں طلاق ہونے کو بیان کرتے ہیں، اور خط اول تو شرعاً ویسے ہی حجت نہیں ہے اور بالخصوص یہ خط مٹا ہوا اور مشتبہ ہے، پھر اس میں جو کچھ پڑھا گیا وہ بھی مہر کی معافی پر طلاق کا معلق ہونا معلوم ہوا ہے ، بہر حال ثبوت طلاق کا اس صورت میں کچھ نہیں ہے، بقاعدہ شرعیہ طلاق واقع نہیں ہے اور دوسرا نکاح اس عورت کو درست نہیں ہے۔(۲) فقط۔

یہ کہنا کہ میں نے خلع تین طلاق دی

(سوال ۳۰۲) زید اپنی نابالغہ یا مراہقہ زوجہ کے طلاق نامہ میں یہ لکھا کہ میں نے تم سے نکاح کیا تھا مگر تم سے میرے گھر باہر کا کام کاج نہیں چلتا ہے اور تم میری خدمت میں حاضر نہیں ہوتی ہو، اس لئے چونکہ تمہارے والد نے مہر معاف کر دیا اس مہر کے بدلہ میں میں نے تمہیں خلع تین طلاق دی، بعد اس کے عورت کے والد سے معافی مہر کی رسید لکھا کر دستخط کرائے، اس صورت میں زید کی زوجہ پر کے طلاق واقع ہوئی؟

(جواب) اس صورت میں زید کی زوجہ مطلقہ ہو گئی خلع الاب صغیرته بما لها اومهرها طلقت فی الاصح كما لو قبلت هی وهی مميزة ولم يلزم المال لانه تبرع وكذا الكبيرة الا اذا قبلت فيلزمها المال قوله فی الاصح الخ وقيل لا تطلق لانه معلق بلزوم المال وقد عدم ووجه الاصح انه معلق بقبول الاب وقد وجد بزازيه شامی، قوله ولم يلزم المال ای لا عليها ولا على الاب على قول ابن سلمة وعنه يلزمه وان لم يضمن جامع الفصولين اما اذا ضمنه فلا كلام فی لزومه . شامی۔(۳)

---

(۱) رد المحتار. ط.س. ج۳ص۲۹۶.
(۲)
(۳) ردالمحتار ج۲ ص ۷۸۲ .ط.س. ج۳ص۴۵۷ . ظفیر.

یہ کہنا بغیر فلاں کے نکاح ثانی نہ کروں گا اگر کروں تو اس کو طلاق کا اختیار ہے

(سوال ۳۰۳) زید نے ہندہ کو نکاح کرتے وقت کابین نامہ میں لکھ دیا ہے کہ بلا اجازت بانوے موصوفہ کے دوسری شادی یا نکاح نہیں کروں گا، اگر کروں تو بانو موصوفہ کو اختیار ہے کہ میری طرف سے اس دوسری زوجہ پر تین طلاق واقع کر دے، اب زید نے ہندہ کو طلاق بائن دے دی ہے تو اگر اس وقت زید نکاح کسی دوسری عورت سے کرے تو ہندہ اس پر طلاق واقع کر سکتی ہے؟

(جواب) ہندہ کو اختیار ہوگا کہ زید کی دوسری بیوی کو طلاق دے دے شامی کتاب الایمان میں ہے وعلی هذا لوقال لامرأته کل امرأة اتزوجها بغیر اذنك فطالق فطلق امرأته طلاقا بائناً او ثلاثا ثم تزوج بغیر اذنها طلقت لانه لم تتقید یمینه ببقاء النکاح لا نها ان تتقید به لو کانت المرأة تستفید ولا یة الا ذن والمنع بعقد النکاح ای بخلاف الزوج فانه یستفید ولا یة الا ذن بالعقد الخ ۔(۱)

شرائط کے خلاف پر طلاق

(سوال ۳۰٤) زید نے کابین نامہ میں چند شروط لکھ دینے کے بعد یہ لکھ دیا کہ اگر شروط بالا میں سے کسی شرط کا خلاف کروں تو بیوی پر تیسری طلاق واقع ہوگی، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ اس دیار میں اکثر نکاح سے پہلے کابین نامہ رجسٹری کرا لیتے ہیں بعد اس کے نکاح کراتے ہیں تو وہ شروط معتبر ہیں یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی، کیونکہ تیسری طلاق دوما قبل کو چاہتی ہے کما فی الدر المختار وفی القنیة طلقتك آخر الثلث تطلیقات فثلاث وطالق آخر ثلث تطلیقات فواحدة والفرق دقیق حسن ۔(۲) اس فرق کو علامہ شامی نے بیان فرمایا فراجعہ (۳) اور جزاء میں استقبال کا لفظ وعدہ پر محمول نہ ہوگا، شادی سے پہلے کا اقرار اور تحریر معتبر نہیں جب تک کہ بعد نکاح پھر اس تحریر کا اقرار نہ کرے، فقط۔

طلاق دی مگر تعداد میں شبہ ہے کیا کرے

(سوال ۳۰۵) زید نے غصہ میں اپنی زوجہ کو دو تین مرتبہ لفظ طلاق کہا مگر خوب یاد نہیں کہ دو مرتبہ کہا یا تین مرتبہ کہا، اس بارہ میں کیا حکم ہے، آیا وہی نکاح درست ہے یا پھر کیا جاوے۔

(جواب) اگر غالب گمان تین طلاق کا ہے تو تین طلاق واقع ہوں گی اور بدون حلالہ کے زید اس سے نکاح نہیں کر سکتا، اور اگر گمان غالب دو طلاق کا ہے یا دونوں احتمال برابر ہیں تو دو طلاق ہوں گی، اس میں رجعت عدت کے اندر صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے ہو سکتا ہے۔(۴)

---

(۱) ردالمحتار ج۳ ص . ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردا لمحتار ج ۲ ص ۶۲۱ ط.س. ج۳ ص ۲۸۱، ظفیر.

(۳) قوله والفرق دقیق حسن وجه الفرق انه اضا ف الآخر الی ثلاث معهودة ومعهودیتها موقوفها بخلاف المنکر (رد المحتار ج ۲ ص ۶۲۲) ظفیر.

(٤) واذا کان الطلاق بائناً دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (عالمگیری باب الرجعة ج ۱ ص ٤۷۲) ظفیر.

یہ کہا کہ طلاق دے دی ہے کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۶)ایک شخص نے اپنی عورت کو چھوڑ رکھا ہے اور جب کوئی کہتا ہے کہ تم اپنی عورت کو کیوں نہیں لاتے، وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے، اور چندبار یہ جواب دیا ہے، تو اس عورت پر تین طلاق واقع ہوئی یا کیا؟

(جواب)اس عورت پر طلاق واقع ہو گئی، اور اگر تین دفعہ یا زیادہ شوہر نے یہ کلمہ کہا ہے تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی، اور اگر وہ عورت مدخولہ ہے یا خلوت ہو چکی ہے تو عدت تین حیض سے واجب ہے۔

شوہر دیوانہ ہو جائے تو بیوی کیا کرے

(سوال ۳۰۷)زید کا نکاح ہندہ سے ہوا تھا ۲۵ برس ہوئے، اب ۱۲ برس سے زید دیوانہ ہے، اس صورت میں ہندہ زید سے کیونکر علیحٰدہ ہو سکتی ہے، زید طلاق نہیں دیتا ہے۔

(جواب)در مختار میں ہے ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشاً کمجنون وجذام الخ ۔(۱) پس اس صورت میں عند الحنفیہ تفریق نہیں ہو سکتی اور دیوانہ کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی۔

(۱)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العنین ج ۲ ص ۸۲۲. ط.س. ج۳ص ۵۰۱. ظفیر.

تین طلاقیں اور ان سے متعلق احکام و مسائل

حلالہ کے شرائط

(سوال ۳۰۸) حلالہ میں کیا شرائط ہیں۔

(جواب) حلالہ یہ ہے کہ بعد طلاق شوہر اوّل جب عدت تین حیض گذر جاوے، دوسرے شخص سے نکاح کرے، اور شوہر ثانی بعد دخول طلاق دیوے پھر عدت گذر جانے پر شوہر اول کے لئے حلال ہو گی۔ فقط(۱)

حلالہ میں جماع شرط ہے

(سوال ۳۰۹) صالحہ مطلقہ ثلثہ سے زید شوہر اول اس طرح سے نکاح چاہے کہ اس کا نکاح بکر سے کر دے اور وہ بلا جماع تھوڑی دیر بعد طلاق دے دے اور اس کو دیکھے بھی نہیں، تو یہ صورت جائز ہے کہ اس کے بعد زید نکاح کرے۔

(جواب) صالحہ کو اگر زید نے تین طلاق دی ہے تو بدون وطی شوہر ثانی زید سے نکاح دوبارہ حلال نہیں ہے، حلالہ میں دخول و جماع شوہر ثانی شرط ہے۔(۲)

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۰) یہ جو مذکور ہے کہ اگر تین طلاق دے تو تینوں پڑ گئی، لیکن اگر نیت تاکید ہے تو دیانۃً صحیح ہے مگر قاضی تین کا حکم کرے گا یہ صحیح ہے یا نہیں، اور المرأۃ کالقاضی صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ مسئلہ صحیح ہے۔(۳)

اپنی بیوی سے کہا ایک طلاق دو طلاق، تین طلاق اور لفظ "تجھے" کا نہیں کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۱) ایک شخص نے بحالت ناراضگی اپنی عورت سے صرف یہ لفظ "ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، کہہ دیا، یہ نہیں کہا کہ تجھے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق دیتا ہوں تو اس صورت میں اس کی عورت پر تین طلاق واقع ہوئی اور حلالہ کی ضرورت ہو گی یا نہیں۔

(جواب) اس کی عورت پر اس صورت میں تین طلاق واقع ہو گئی اور بدون حلالہ کے اس سے نکاح حرام ہے کیونکہ قرینہ سے ظاہر ہے کہ مراد اس کی طلاق دینے سے اپنی زوجہ ہے جس سے لڑائی ہو رہی تھی اور ظاہر ہے کہ جس

---

(۱) وان کان الطلاق ثلثا فی الحرۃ لم تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها الخ والشرط الا یلاج دون الا نزال لانه کمال ومبالغة فیه (هدایه باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة ج ۲ ص ۳۷۹) واذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا الخ وهی حرۃ ممن تحیض فعدتها ثلثة اقراء لقوله تعالی والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلثة قروء (هدایه باب العدۃ ج ۲ ص ۴۰۲) ظفیر. (۲) وان کان الطلاق ثلثا الخ لم تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها ولا فرق ذلك بین کون المطلقة مد خولا بها او غیر مد خول بها ویشترط ان یکون الا یلاج مو جبا للغسل وهو التقاء الختانین اما الا نزال فلیس بشرط للاحلال (عالمگیری مصری باب الرجعه ج ۱ ص ۴۷۳ ط. ماجدیه ج۱ ص۴۷۳) ظفیر. (۳) کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین (در مختار) بان قال للمدخولة انت طالق انت طالق او قد طلقتك قد طلقتك او انت طالق قد طلقتك او انت طالق وانت طالق قوله وان نوی التاکید دین ای وقع الکل قضاء واذا قال انت طالق ثم قیل له ما قلت فقال قد طلقتها او قلت هی طالق فهی طالق واحدۃ لا نه جواب (رد المحتار للشامی باب طلاق غیر المد خول بها ج ۲ ص ۶۳۲. ط.س. ج۳ ص۲۹۳) ظفیر.

کے زوجہ ہوتی ہے وہ اگر طلاق دیتا ہے تو اس کی مراد بظاہر اس کی زوجہ ہی ہوتی ہے، اور شامی میں تحقیق کیا ہے کہ طلاق میں اضافت صریح کی ضرورت نہیں ہے۔(۱)

بیوی سے کہا تین طلاق ہے کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہا "تجھے تین طلاق ہے۔" ایک فریق کہتا ہے کہ تین طلاق ہوئی، دوسرا فریق کہتا ہے کہ یہ طلاق معلق ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں اس کی زوجہ مطلقہ ثلاثہ ہوگئی،(۲) بدون حلالہ کے اس سے دوبارہ نکاح درست نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنكح زوجاً غيره۔(۳) اور واضح ہو کہ یہ صورت تعلیق کی نہیں ہے بلکہ یہ تنجیز ہے یعنی فی الحال اس عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ کوئی کلمہ تعلیق کا اس میں نہیں ہے، نہ کوئی قرینہ تعلیق کا ہے۔

ایک مجلس میں تین طلاق دے اور نیت ایک کی ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۳) جلسہ واحدہ میں تین طلاق دینا اور نیت ایک کی کرنا اور دو تاکید کی غرض سے کہنا، یہ ایک واقع ہوگی یا تین۔

(جواب) تین طلاق ایک جلسہ میں دینے سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، اور نیت تاکید کو قاضی معتبر نہ کرے گا،(۴) اور عورت بھی نہ مانے گی تین طلاق ہی سمجھے گی والمراءۃ كالقاضی،(۵) کتب فقہ میں تصریح ہے۔

ان پڑھ نے کہا تجھ کو ثلاثہ ایک طلاق دی نیت ایک کی تھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۴) ایک شخص امی محض نے حالت غضب میں اور مذاکرہ طلاق میں اپنی بیوی کو کہا کہ تجھ کو ثلاثہ ایک طلاق دیا۔ اب وہ شخص منکر طلاق ثلاث اور مقر طلاق واحد ہے اور کہتا ہے کہ میں معنی ثلاثہ کے نہیں جانتا، میری نیت ایک طلاق کی تھی، اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق ثلثہ واقع ہوگی یا ایک طلاق۔

(جواب) اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی، اور طلاق صریح میں نیت اور فہم معنی کی ضرورت نہیں ہے (فيه ان الصريح لفظ الطلاق لا لفظ الثلاثه لمن لا يعرف العربيه (۶) ۱۲ محمد شفيع عفى عنه .)

---

(۱) ولا يلزم كون الاضافة صريحة فى كلامه لما فى البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتى طلقت امرأته الخ ويؤيده ما فى البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا او قال لم اعن امرأتى يصدق اه يفهم منه انه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها (ردالمحتار كتاب الطلاق باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ و ج ۲ ص ۵۹۱ .ط.س. ج۳ص ۲۴۱) ظفير.
(۲) وطلاق البدعة ان يطلقها بكلمة واحدة اوثلثا فى طهرو احد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصياً (هدايه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۴) ظفير ف. (۳) سورة البقرة ركوع ۲۹ . ظفير.
(۴) كرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين (در مختار) اى وقع الكل قضاء (ردالمحتار باب طلاق غير المدخول بها ج ۲ ص ۶۳۲ .ط.س. ج۳ص ۲۳۹)، ظفير.
(۵) ايضاً باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۳ .ط.س. ج۳ص ۲۴۸، ظفير.
(۶) مفتی شفیع صاحب مدظلہ کا منشایہ ہے کہ لفظ ثلاثہ کا جب معنی نہیں جانتا تھا تو ایک طلاق ہونی صراحت کی بحث لفظ طلاق میں تو مناسب ہے لفظ ثلاثہ میں یہ بحث نہیں ہو سکتی، پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ ثلاثہ کے ساتھ ایک طلاق کا لفظ کہا لہذا ایک ہی واقع ہونی چاہئے واللہ اعلم۔ ظفیر۔

صورت مسئولہ میں کونسی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۱۵) زید بہ زوجہ مدخولہ خود گفت ترا طلاق دادم طلاق دادم، فرداده روپیہ بدل مہر بہ شامی دہم ترا بہ خود حرام کردہ ام، دریں صورت کدام طلاق واقع می شود، رجعیہ واحدہ یا مثلثہ۔

(جواب) قال فی الدر المختار والبائن یلحق الصریح الخ۔(۱) پس در صورت مذکورہ زوجہ قضاء مطلقہ ثلثہ گشت۔

پہلے بائن طلاق دی پھر عدت میں تین دی تو کونسی طلاق پڑی

(سوال ۳۱۶) زید زوجہ خود بطلاق بائن حرام ساخت، بعد چند روز در میان عدت ثانیاً بسہ طلاق بر خود حرام ساخت۔ شرعاً زوجہ زید بر زید بسہ طلاق جدا می شود یا بطلاق بائن۔

(جواب) دریں صورت زوجہ مطلقہ ثلثہ شود و بسہ طلاق جدا گردیدہ قال فی الدر المختار الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدۃ الخ۔(۲) وفی ردالمحتار فاذا ابان امرأته ثم طلقها ثلاثا فی العدۃ وقع الخ۔(۳)

تین طلاق دینے کے بعد شوہر انکار کرتا ہے حالانکہ تین شاہد موجود ہیں کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۷) زید اپنی عورت کو اپنے مکان پر خوشی و خرمی کے ساتھ نہیں رکھتا تھا، لہذا زید کی عورت خفا ہو کر اپنے ماموں کے یہاں چلی گئی، زید وہاں پر گیا اور اپنی عورت کو تین طلاق دے دی، اور پھر آکر اپنے مکان پر یہ کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور وہاں کے تین آدمی برابر شہادت دیتے ہیں کہ تین طلاق دے دی، تو اس عورت کو طلاق ہو گئی یا نہیں، شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس عورت پر موافق بیان سائل کے تین طلاق واقع ہو گئی۔(۴) اس صورت میں بدون حلالہ کے وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔

مندرجہ ذیل صورت میں کتنی طلاق پڑے گی

(سوال ۳۱۸) کسی شخص نے اپنی منکوحہ کو یہ کہا تو ایک طلاق بائن ہے بعد اس کے کہا تو تین طلاق بائن ہے یا یہ کہا تو دو طلاق بائن ہے بعد اس کے کہا تو تین طلاق ہے اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی یا نہیں، اگر کوئی یہ کہے تو دو طلاق بائن ہے بعد نکاح کے پھر مدت کے بعد ایک طلاق رجعی دے دی، اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی یا اور کوئی صورت ہو گی، طلاق بائن اور رجعی مل کر تین طلاق واقع ہوں گی یا نہ، ایک طلاق بائن ہو یا دو طلاق بائن ہو، نکاح بعد تین طلاق کا مالک ہو سکتا ہے یا نہ۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۵ ط.س. ج۳ ص ۳۰۶-۱۲ ظفیر۔
(۲) ایضاً۔ ظفیر.. ط.س. ج۳ ص ۳۰۶
(۳) ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۶ ط.س. ج۳ ص ۳۰۷۔ ۱۲ ظفیر۔
(۴) ونصابها لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ کنکاح وطلاق الخ رجلان او رجل و امراتان (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الشہادات ج ۴ ص ۵۱۵ و ج ۴ ص ۵۱۶ ط.س. ج۵ ص ۴۶۵) ظفیر۔

(جواب)قال فی الدر المختار و کل فرقة هی طالق یقع الطلاق فی عدتها الخ(۱)فروع انمایلحق الطلاق لمعتدة الطلاق الخ وفیه ایضا(۲) وفی الکنایات الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدة الخ (۳)ان عبارات سے واضح ہوا کہ مطلقہ کی عدت میں اگر دوسری یا تیسری طلاق دی جاوے تو وہ واقع ہو جاتی ہے اور نیز در مختار میں ہے والزوج الثانی یهدم بالدخول فلولم یدخل لم یهدم اتفاقاً قنیه ما دون الثلاث ایضا ای کما یهدم الثلاث (۴)اس سے معلوم ہوا کہ اگر مطلقہ سے بلا نکاح شوہر ثانی شوہر اول نے دوبارہ نکاح کیا تو پہلی طلاقیں منہدم نہ ہوں گی، دونوں مل کر تین طلاق ہو جائیں گی اور وہ عورت مطلقہ ثلاثہ ہو جاوے گی۔

حلالہ میں وطی کے بعد فوراً طلاق دیدے تو عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۹)مطلقہ ثلثہ بعد گزرنے عدت کے اور شخص سے نکاح کر سکتی بعد وطی شوہر ثانی اس سے طلاق لے کر بعد عدت کے اول خاوند سے نکاح کر سکتی ہے، یا جو فتاویٰ رشیدیہ میں مرقوم ہے عمل کے لئے ضروری ہے، وہ یہ ہے۔ اور پھر دوسرا خاوند اس سے قربت کرے اور بعد قربت کے اپنے ہی نکاح میں رکھے، جب اس کو تین حیض آجاویں اس وقت طلاق دے اور بعد طلاق کے اس کی عدت پوری ہو، اور اگر اس عرصہ میں حمل ہو گیا تو وضع حمل ہو، ورنہ جب تین حیض آجاویں، اس وقت شوہر اول سے نکاح ہو سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہو جاوے گی تو ہر گز نکاح نہ ہوگا۔

(جواب)چونکہ شوہر ثانی کی وطی حلالہ کے لئے ضروری ہے اور جس طہر میں وطی ہو اس میں طلاق دینا بدعت ہے اور مکروہ ہے، اس لئے شوہر ثانی بعد دخول کے فوراً یا دو چار روز میں طلاق نہ دیوے ورنہ ارتکاب بدعت و کراہت کا لازم ہوگا لیکن اگر شوہر ثانی بعد وطی کے فوراً یا دو چار روز بعد اسی طہر میں طلاق دے دے گا تو طلاق واقع ہو جاوے گی اگرچہ بدعت ہوگی، اور بعد عدت کے وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال ہو جاوے گی، در مختار میں ہے والبدعی ثلاث متفرقة او ثنتان بمرة او مرتین فی طهر واحد لا رجعة فیه او واحدة فی طهر وطئت فیه الخ (۵)لیکن لفظ فی طهر وطئت فیه صرفاً اس کو مقتضی ہے کہ جس طہر میں وطی ہوئی اس میں طلاق نہ دیوے، پس اگر اس طہر کے بعد ایک حیض آنے کے بعد پھر دوسرے طہر میں جس میں وطی نہ ہو طلاق دے دے تو بظاہر وہ طلاق بدعت نہ رہے گی......لہذا فتاویٰ رشیدیہ میں جو تین حیض پورا ہونے کے بعد طلاق کو لکھا ہے، یہ احتیاطاً اور اولویت کے لئے ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۵۱ .ط.س.ج۳ص۳۱۳ . ظفیر.
(۲)ایضاً ج ۲ ص ۶۵۲ .ط.س.ج۳ص۳۱۳. ظفیر.
(۳)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۵ .ط.س.ج۳ص۳۰۶ . ۱۲ ظفیر.
(۴)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۴۶ .ط.س.ج۳ص۴۱۸ .ظفیر.
(۵)الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ .ط.س.ج۳ص۲۳۲ .۱۲ ظفیر.

اپنی بیوی سے کہا یہ عورت مجھ پر تین شرط طلاق ایک دفعہ ہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۰)ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی عورت کو یہ کہا کہ یہ عورت مجھ پر تین شرط طلاق ایک دفعہ ہے،اس طور پر کہہ دیا اور عدت کے اندر زبانی رجعت بھی کرلی، آیا بغیر نکاح وحلالہ کے یہ عورت اس پر جائز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، اور وہ عورت مطلقہ ثلثہ ہو کر مغلظہ بائنہ ہو گئی، بدون حلالہ کے اس سے شوہر اول دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا اور رجعت صحیح نہیں ہوئی، کیونکہ ایک دفعہ تین طلاق دینے سے بھی تین طلاق واقع ہو جاتی ہے قال فی الدر المختار والبدعی ثلث متفرقة قال فی الشامی وکذا بکلمة واحدة بالا ولی الخ وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعد هم من ائمة المسلمین الیٰ انه یقع ثلث الخ۔(۱)

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے

(سوال ۱ / ۳۲۱)موسیٰ میاں کے دو بیبیاں ہیں، وہ دونوں آپس میں لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں، محلّہ والوں نے موسیٰ میاں سے کہا کہ تم دونوں بی بیوں کو طلاق دے دو اس وقت موسیٰ میاں نے خاموشی اختیار کی، جب ان لوگوں نے بہت زور دیا تو موسیٰ میاں نے کہا، ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، نسبت طلاق کی کسی زوجہ کی طرف نہیں کی، آٹھ گواہ الفاظ مذکورہ کے سننے والے موجود ہیں ان میں دو گواہ کہتے ہیں کہ موسیٰ میاں نے ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق دیا کہا ہے باقی چھ گواہوں میں سے ایک نے موسیٰ میاں سے پوچھا کہ تم نے ایک کو دیا یا دونوں کو۔ موسیٰ میاں نے کہا دونوں کو، اس وقت بھی بلا نسبت الفاظ مذکورہ کہے تو اس صورت میں موسیٰ میاں کی ہر دو زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا کیا حکم ہے۔

(جواب)اس صورت میں اگر یہ الفاظ کہ دونوں کو دیا، ایک گواہ کے دریافت کرنے پر کہ تم نے ایک کو دیا یا دونوں کو، کم از کم دو عادل گواہوں کے سامنے کہا ہے تو وہ دونوں زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی، کیونکہ اول ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق بلا اضافت صریحہ کہا تھا، پھر گواہوں میں سے بعض کے دریافت کرنے پر کہا کہ دونوں کو دیا تو اگر اس وقت بھی وہ چھ گواہ یا کم از کم دو گواہ ان میں سے موجود تھے تو ہر دو زوجہ موسیٰ میاں کی مطلقہ ہو گئی، کیونکہ اول تو لوگوں کا یہ کہنا کہ دونوں بی بیوں کو طلاق دے دو، اس پر شوہر کا یہ قول کہ ایک طلاق الخ یہ صاف قرینہ ہے کہ اس نے اپنی ہر دو زوجہ ہی کو طلاق دی ہے اور ثانیاً جب کہ گواہوں کے سامنے تصریح کر دی کہ اس میں میری مراد دونوں ہیں، تو اب وقوع طلاق میں کچھ تردد نہ رہا، شامی میں ہے ولا یلزم کون الاضافة صریحة کلامه کما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأته الیٰ آخر ما حقق وفصل۔(۲)فقط۔

(۱)ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ .ط.س. ج۳ص ۲۳۲. ۱۲ ظفیر۔
(۲)ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ .ط.س. ج۳ص۲۴۸. ۱۲ ظفیر۔

بچپن میں نکاح ہو چکا تھا، بالغ ہونے پر پھر نکاح کیا بیوی کے دھوکہ میں آکر پہلے نکاح کی طلاق دی کیا حکم ہے

سوال ۲/ ۳۲۱) ایک عورت کا نکاح اس کے باپ نے صغر سنی میں کر دیا تھا اور بعد بلوغ کے پھر تجدید نکاح کی تھی، اب باہمی ناچاقی کے باعث عورت نے شوہر سے کہا کہ میرا تمہارے ساتھ دو دفعہ نکاح ہو چکا ہے، ایک نکاح کی مجھے تین طلاق دے دو، اور ایک نکاح رہنے دو، شوہر چونکہ بے علم تھا، اس نے اس فریب میں آکر تین طلاق دے دی، یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

جواب) اس صورت میں اس عورت پر تین طلاق ہو گئی، جیسا کہ تمام نصوص سے ثابت ہے قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره۔(۱) اور چونکہ نکاح پہلے ہو چکا تھا اس لئے تجدید نکاح لغو ہے اس سے کوئی دوسرا عقد نہیں ہوا، اور اگر ہو بھی تو منکوحہ ایک ہے اس پر تین طلاق واقع ہوں گی۔ وھو ظاہر۔

طلاق دیتا ہوں تین مرتبہ لکھا کیا حکم ہے

سوال ۳۲۲) زید نے اپنی زوجہ کو خط لکھتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھے اب میں سچے دل سے طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں، اس صورت میں زید کی زوجہ مطلقہ ہو گئی یا نہیں۔

جواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، بدون حلالہ کے وہ مطلقہ شوہر اول کے لئے حلال نہ ہو گی کذا کتب الفقه۔(۲)

دو طلاق کے بعد رجعت کر لی تھی، تیسری طلاق کے مطالبہ پر کہا "جاوہ بھی دے دیا" کیا حکم ہے

سوال ۳۲۳) زید نے زینب کو پاک طینت اور نیک طبیعت سمجھ کر اس سے نکاح کر لیا، تھوڑی مدت گزرنے کے بعد زینب کو کسی ناپسند حرکت پر اصلاح طبیعت کے خیال سے ایک طلاق دے دی، بعد زینب دوسری طلاق کی طالب ہوئی اور بہت اصرار کیا، زید نے مجبور ہو کر دوسری طلاق بھی دے دی، زینب مصر ہوئی کہ تیسری بھی دے دو، زید نے اپنے چند احباب سے مشورہ کر کے زینب سے رجعت کر لی اور تعلیم شریعت کے موافق کوشاں رہا کہ کسی طرح طبیعت درست ہو جاوے مگر ناکامی رہی اور زینب ہمیشہ طالب طلاق رہی، زید نے خیال کیا کہ اب تیسری مرتبہ ہے زینب ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو جاوے گی، لہذا بغیر قصد طلاق کے کوئی لفظ ایسا کہنا چاہئے کہ جس سے قطع تعلق اور طلاق نہ ہو، اور زینب سمجھے کہ قطع تعلق ہو گیا، اسی نیت کو لے کر زینب کے بڑے لڑکے سے کہا کہ تم اپنی ماں کو دوسرے گھر میں لے جاؤ، ورنہ میں تم کو پولیس کے حوالہ کر دوں گا زینب نے کہا کہ جب تک تم مجھ کو طلاق نہ دوں گے میں نہ جاؤں گی، زید نے کہا جا وہ بھی دے دیا، نہ زینب کا نام لیا اور نہ لفظ طلاق کا

---

۱) سورة البقرة . ۲۹ . ظفير . (۲) وان كان الطلاق ثلثا الخ لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم طلقها او يموت عنها الخ والشرط الا يلاج دو ن الا نزال لانه كمال و مبالغة فيه (هدايه باب الرجعة فصل فيما تحل به لمطلقة ج ۲ ص ۳۷۹) ظفير۔

ذکر کیا، مگر نیت طلاق کی نہیں کی۔

(جواب) صریح لفظ کے لئے نیت کی ضرورت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ زینب تیسری طلاق بھی طلب کرتی ہے، اس کے جواب میں زید کا یہ کہنا کہ جاوہ بھی دے دیا موجب طلاق ثالث ہے زینب پر، اور ایسے موقع پر قرینہ شاہد ہے کہ مراد زینب ہی کو طلاق دینا ہے وفی الشامی ولا یلزم کون الا ضافة صریحة فی کلامه۔(۱) البتہ اگر زید یہ کہے کہ لفظ وہ بھی دے دیا سے میں نے اشارہ طلاق کا نہ کیا تھا اور مشار الیہ میرے ذہن میں کچھ اور تھا سوائے طلاق کے تو یہ کہنا اس کا دیانۃً ہو سکتا ہے، قضاءً تسلیم نہ ہوگا، اور چونکہ عورت بھی مثل قاضی کے ہے کما صرح فی ردالمحتار ان المرأة کالقاضی (۲) تو عورت بھی اس کو تسلیم نہ کرے گی اور اپنے آپ کو مطلقہ ثلثہ سمجھے گی۔

والدین غصہ ہوئے اس پر بیوی والے لڑکے نے..... کہا طلاق، طلاق، طلاق، کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۴) زید نے اپنے والدین سے غصہ کی حالت میں بوجہ خفگی والدین اس کی زوجہ پر اور اس پر، یہ الفاظ کہے طلاق، طلاق، طلاق، تین مرتبہ یعنی اس لفظ طلاق کو کسی طرف منسوب نہیں کیا اور یہ کہا کہ میں کہیں چلا جاؤں گا یا بھیک مانگ کر کھاؤں گا، آیا یہ طلاق ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) موافق تصریح علامہ شامی کے اس صورت میں زید کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی ویؤ یده مافی البحرلو قال امرأة طالق اوقال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق ا و یفهم منه انه لولم یقل ذلک تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لابطلاق غیرها الخ(۳) ج۲ ص ۴۳۰۔

زید نے کہا عظنی کو ایک دو تین طلاق، کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۵) زید کی بیوی اور والدہ میں بہت کچھ جھگڑا ہوا، زید کے باپ نے زید کو کہا کہ تو اور تیری بہو ہمارے مکان سے نکل جاؤ، اس پر زید نے غصہ میں آکر کہا کہ آج سے عظنی کو ایک دو تین طلاق، عظنی مخفف ہے عظیم النساء کا اس کی والدین لڑکپن میں اسی تخفیف کے ساتھ اس کو بلاتے تھے، لیکن زید کے محلّہ کے دو تین آدمی یہ بھی کہتے ہیں کہ زید نے اس واقعہ مذکورہ کے بعد ان کے سامنے یہ اقرار کیا کہ زید نے یہ کہا ہے کہ آج سے عظیم النساء کو ایک دو تین طلاق دیا ہوں، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، کیونکہ اگر اس نے عظنی کہہ کر طلاق دی ہے تب بھی اس سے مراد عظیم النساء ہے، اور اگر عظیم النساء کہہ کر طلاق دی ہے تب تو وقوع طلاق ظاہر ہی ہے، بہر حال ہر دو طریق سے سہ طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہیں کما هو ظاهر۔(۴)

---

(۱) ردالمحتار کتاب الطلاق باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ۱۲ ظفیر۔
(۲) ایضاً ج۲ص ۵۹۴ ط.س. ج۳ص۲۵۱. ۱۲ ظفیر۔
(۳) ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ۱۲ ظفیر۔
(۴) قال لزوجة غیر المدخول بهاانت طالق ثلاثا الخ وقعن الخ وان فرق الخ بانت بالاولی الخ لم تقع الثانیة بخلاف الموطوءة حیث یقع الکل وعم التفریق (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب طلاق غیرالمدخول بهاج ص۶۲۴ وج۲ص ۶۲۶ ط.س. ج۳ص۲۸۴) ظفیر۔

بیوی سے کہا چلی جا تین طلاق کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۶) ایک شخص نے حالت غضب میں بحضور اپنی عورت کے یوں کہا "وبخ چلی جا تین طلاق ہیں" کیا حرمت مغلظہ ہو گئی، شبہ یہ ہے (کہ تین طلاق ہیں) اس کلمہ میں نسبت صریح نہیں ہے۔

(جواب) اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی، یہ حرمت مغلظہ ثابت ہو گئی ہے، کیونکہ ظاہر ہے کہ جب وبخ چلی جا میں خطاب عورت کو ہی ہے، تو تین طلاق سے مراد بھی اسی کو طلاق دینا ہے، اور شامی نے تصریح کی ہے کہ اضافت صریحہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قرائن سے بھی اضافت اور نسبت الی الزوجہ ہو جاتی ہے۔(۱)

جھگڑے میں بیوی سے کہا تجھ کو سات طلاق بعد میں کہتا ہے کہ سات کہا طلاق نہیں، مگر گواہ ہیں کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۷) زید نے اپنی زوجہ سے جھگڑے کی حالت میں یہ کہہ دیا کہ تجھ کو طلاق ہے، پھر جب کسی نے اس کا منہ بند کیا تو ایک دو منٹ میں دوبارہ زید نے یہ کہا کہ تجھ کو سات طلاق، سننے والے چند آدمی اس بات کے گواہ ہیں، مگر زید یہ کہتا ہے کہ میں نے محض اس قدر کہا ہے کہ تجھ کو سات، اور طلاق کا لفظ نہیں کہا، زید نے تصریح کر دی کہ لفظ تجھ کو ضمیر خطاب سے میری مراد میری زوجہ ہے، پھر دوسرے تیسرے روز اپنی اس تصریح کے خلاف بیان کیا کہ میری مراد میری زوجہ نہیں ہے، زید کا دوسرا بیان تصریح اول کے خلاف معتبر ہو گا یا نہ۔

(جواب) زید کا دوسرا بیان بر خلاف اقرار اول معتبر نہیں ہے اور اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، کیونکہ لفظ سات طلاق کے گواہ معتبر موجود ہیں تو زید کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی، اور بدون حلالہ کے شوہر اول کا نکاح اس سے نہیں ہو سکتا کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجا غیره ۔(۲) اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ اگر کوئی شخص تین سے زیادہ طلاق دے دے تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوتی ہیں اور باقی لغو ہیں۔(۳)

کہا خدا مر گیا اس سے پہلے بیوی کو تین طلاق دی تھی کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کسی بات پر تین طلاق دے دی، شوہر سے اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ تم نماز نہیں پڑھتے بڑے شرم کی بات ہے، تمہاری بیوی اور ساس سسرے نمازی ہیں، شوہر نے جواب دیا کہ نماز کس کی پڑھوں خدا تو مر گیا نعوذ باللہ شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، اور مردان کلمات کی وجہ سے جو اس نے حق تعالیٰ شانہ کی شان میں کہے کافر و مرتد ہو گیا۔ توبہ کرے اور پھر اسلام لاوے اور بعد اسلام کے بھی اس زوجہ مطلقہ ثلثہ

---

(۱) ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه (ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ ص۲۴۸) ظفیر۔
(۲) سورة البقره رکوع ۲۹۔ ظفیر۔
(۳) فطلاق حرة ثلث وطلاق امة ثنتان مطلقاً (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۸ ط.س. ج۳ ص۲۴۶) ظفیر۔

سے بدون حلالہ کے نکاح نہیں کر سکتا۔(۱) فقط۔

ایک مجلس کی تین طلاق کے بعد دوسرے مسلک پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۹) زید نے اپنی زوجہ موطوءہ کو تین طلاق بائن ایک مجلس بلفظ واحد اس طریقہ سے کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق بائن دیا، تو ایسی صورت میں موافق مذہب بن مقاتل انه اذا ارسل لا يقع شبهاً یا موافق مذہب طاؤس اذا ارسل لم يقع الا واحدة یا موافق مذہب شافعیہ کے حنفی کو عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زید کو اپنی زوجہ مطلقہ ثلاثہ کو بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح میں لانا درست نہیں ہے کما هو مذهب جمهور الصحابة و التابعين والائمة المجتهدين وحققه في الفتح بما لا مزيد عليه كما نقله الشامي في كتاب الطلاق(۲) پس زید کو اس صورت میں کسی دوسرے قول خارج عن المذہب پر عمل کرنا درست نہیں ہے، فقط۔

تین طلاق کے بعد نکاح درست نہیں ہے

(سوال ۳۳۰) ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق ثلثہ دے کر اپنے نفس پر حرام کر دی اور مہر بھی دے دیا، اور لوگوں کے سامنے بیان بھی کرتا رہا کہ اپنی عورت کو طلاق دے دی اور گھر سے نکال دی ہے، اب اس شخص نے بعد گذرنے پانچ چھ ماہ کے اس عورت سے نکاح کر لیا، آیا نکاح صحیح ہے یا نہیں، اور ناکح وغیرہ کی نسبت کیا حکم ہے۔

(جواب) تین طلاق کے بعد بدون حلالہ کے اس مطلقہ ثلثہ سے نکاح کرنا قطعاً حرام ہے قال الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الايه۔(۳) پس صورت مسئولہ میں جب کہ تین طلاق دینا تحریر و تقریر و شاہدین سے ثابت ہے تو اس مرد کو اپنی عورت مطلقہ سے بدون حلالہ کے نکاح کرنا حرام ہے، اور تعزیر اس کی یہ ہے کہ اس عورت کو اس سے علیحدہ کر دیا جائے اور وہ شخص نکاح کرنے والا اور اس کے معاونین جو اس میں شریک ہوئے یا جس نے نکاح پڑھا وہ گناہگار ہوئے، سب توبہ کریں اور آئندہ ایسے فعل کا ارتکاب نہ کریں،

واضح ہو کہ تین طلاق اگر شوہر ایک دفعہ دیوے وہ تینوں طلاق واقع ہو جاتی ہیں، اور یہ اجماعی مسئلہ ہے، اس کے خلاف کو علامہ صاحب فتح القدیر نے گمراہی اور ضلالت لکھا ہے، اور صحابہؓ سے لے کر آج تک اس پر اجماع ہے اور شرذمہ قلیلہ متبعہ ہوا کے خلاف کا اعتبار نہیں ہے جیسا کہ علامہ شامی نے کتاب الطلاق میں اس کی تحقیق محقق ابن ہمام صاحب فتح القدیر رحمہ اللہ سے نقل فرمائی ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ بها اى بالثلاث لو حرة وثنتين لوامة و قبل الدخول وما فى المشكلات باطل اومئول كمامر حتى يطأها غيره الخ بنكاح نافذ الخ و تمضى عدة الثانى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۹ ط.س. ج۳ص ۴۰۹) ظفير.

(۲) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعد هم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث الخ وقد ثبت النقل عن اكثر هم صريحا با يقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال (ر دالمختار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ ط.س. ج۳ص ۲۳۳) ظفير.

(۳) سورة البقرة . ۲۹ . ظفير.

(۴) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعد هم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال (شامى كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ ط.س. ج۳ص ۲۳۳) ظفير.

پہلے تعلیق کے الفاظ کہے پھر دریافت کرنے پر کہا طلاق دیدی کیا حکم ہے

(سوال ۳۳۱) زید نے اپنی عورت ہندہ کے نام اپنی کچھ جائداد رجسٹری کرادی بعد چند سال کے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تم رجسٹری شدہ زمین کا لادعویٰ نہیں لکھو گی تو تم پر تین طلاق ہے، بعد ہاشم نے زید سے پوچھا کہ کیا طلاق کا واقع صحیح ہے، جواب ملا کہ صحیح ہے ہم نے تین طلاق دے دی ہے، آیا ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) پہلے جو الفاظ زید نے کہے تھے وہ تعلیق کے تھے مگر دوبارہ جو ہاشم کے دریافت کرنے پر الفاظ کہے ان سے تین طلاق فی الحال زید کی زوجہ پر واقع ہو گئی بدون حلالہ کے وہ عورت زید کے لئے حلال نہیں ہے کذا فی کتب الفقه ۔(۱) فقط۔

حیض کی حالت میں تین طلاق دی تو کیا رجعت کر سکتا ہے

(سوال ۳۳۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو حالت حیض میں تین طلاق دی، ایک مولوی نے فتویٰ دیا کہ حالت حیض میں بعد تین طلاق کے بھی رجعت کافی ہے تحلیل کی ضرورت نہیں ہے، اور فقہاء نے بھی طلاق فی الحیض میں رجعت کو واجب لکھا، آیا بلا تحلیل رجعت کافی ہے یا نہ۔

(جواب) حائضہ کو حالت حیض میں طلاق دینا بے شک بدعت ہے لیکن طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس لئے فقہاء رجعت کو ضروری لکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ رجعت ایک یا دو طلاق صریح میں ہو سکتی ہے(۲) اور تین طلاق کے بعد رجعت درست نہیں ہے اور بلا حلالہ کے اس سے شوہر اول کا نکاح جائز نہیں ہے۔(۳) کما صریح به الشامی عن فتح القدیر ان الا جماع حصل علی وقوع الثلث واجماع الصحابة حق فما ذا بعد الحق الا الضلال ومن شاء التفصیل فلیراجع کتب الفقه(۴) فقط

تین مرتبہ اپنی بیوی کو لفظ تلاک کہنے سے طلاق ہوگی یا نہیں

(سوال ۳۳۳) ایک شخص اپنی زوجہ پر غصہ ہوا، اور تین مرتبہ لفظ تلاک کہا تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی اور حلالہ ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی اور بدون حلالہ کے وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہے قال الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الایة (۵) وقال فی الدر المختار

---

(۱) وان کان الطلاق ثلثا الخ لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحا صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها ولا فرق ذلك بین کون المطلقة مدخولا بها او غیر مدخول بها ویشترط ان یکون الا یلاج موجبا للغسل وهو التقاء الختانین اما الا نزال فلیس بشرط للاحلال (عالمگیری مصری باب الرجعه ج ۱ ص ۱۷۳ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۴۷۳) ظفیر. (۲) اما البدعی فنوعان بدعی لمعنی یعود الی العددو بدعی لمعنی یعود الی الوقت فالذی یعود الی العدد ان یطلقها ثلاثانی فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمات متفرقة الخ فاذا فعل وقع الطلاق وکان عاصیا والبدعی من حیث الوقت ان یطلق المدخول بها وهی ذوات الا قراء فی حالة الحیض او طهر جا معها فیه فکان الطلاق واقعا ویستحب له ان یرا جعها والا صح ان الرجعة واجبة هکذا فی الکا فی (عالمگیری کتاب الطلاق ج ۱ ص ۳۴۹ .ط.ماجدیه ج۱ ص۳۴۹) ظفیر. (۳) اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یرا جعها فی عد تها رضیت بذلك ام لم ترض الخ وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة الخ لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها والا صل فیه قوله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳ و ج ۲ ص ۳۷۹) ظفیر. (۴) دیکھئے ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ ظفیر. (۵) سورۂ البقرة . رکوع ۲۹ ، ظفیر۔

ویقع بها ای بهذه الا لفاظ وما بمعناها من الصریح ویدخل نحو طلاغ وتلاغ وطلاك وتلاك الخ بلافرق بین عالم وجا هل وان قال تعمدته تخویفاً لم یصدق قضاءً الخ (۱)وهكذا فی الشامی وقال علیه الصلوٰة والسلام ثلث جدهن جدوهز لهن جد الحدیث ۔(۲)

تجھ کو ایک طلاق، دو طلاق دی نیت دو کی بتاتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۳۳٤) شخصی بازوجہ خود کہ مدخولہ بہاست منازعت نمودہ گفت ترا یک طلاق دو طلاق دادم بر و، بلا سکوت درمیان ہر دو جملہ پس دریں صورت زوجہ وے مطلقہ سہ طلاق گردید یا مطلقہ بیک طلاق شد یا مطلقہ بدو طلاق، لیکن طالق می گوید کہ نیت من دو طلاق است از عبارات قاضی خاں ولو قال ترا یك طلاق وسکت ثم قال ودو طلاق طلقت ثلثا ولو قال دو طلاق بغیر حرف العطف ان نوی العطف طلقت ثلثا وان لم ینولا یقع الا واحدة(۳)(ایں قدر مستفاد می شود کہ درحالت سکوت طالق دو طلاق را اگر نیت عطف کرد سہ طلاق خواہد شود وگرنہ یک طلاق لیکن اگر بلا سکوت وبلا عطف گوید سہ طلاق خواہد شد یا نہ بینوا بالدلیل وتوجروا۔

(جواب)از عبارت شامی کہ در ذیل مذکور است ہم وقوع سہ طلاق در صورت مذکورہ واضح می شود، واحتیاط ہم دریں است کہ حکم وقوع سہ طلاق کردہ شود، قال فی الشامی فی قوله انت طالق لا بل ثنتین الخ ولو كانت مدخولاً تقع ثلث لا نه اخبر انه غلط فی ایقاع الواحدة ورجع عنها الی ایقاع الثنتین بد لها فصح ایقاعها دون رجوعه الخ(٤)ص ۷٥٤ جلد ثانی شامی۔

شمار ایک طلاق دو طلاق، تجھ کو چھوڑ دیا کہا تو کونسی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۳٥) شخصے نزد مولوی اقرار نمود کہ من زوجہ خود را دو طلاق دادہ ام ونور ہمسایگان پرسیدہ شد اوشان گفتند کہ مایاں دراں وقت درخانہ نبودیم، پس از چند روز گفتند کہ روبروئے ماسہ طلاق دادہ است امامایاں اخفاء نمودیم، باز طالق پرسیدہ شد او گفت کہ من چنیں گفتہ ام کہ شمار ایک طلاق دو طلاق اور تم کو چھوڑ دیا، دریں صورت چہ حکم است۔

(جواب)شہادت مشہور معتبر نیست بفسقهم با خفاء الشهادة و انكار ها ولیکن ہرگاہ شوہر خود می گوید کہ من چنیں گفتہ ام کہ شمار ایک دو طلاق اور تم کو چھوڑ دیا پس بحسب اقرار شوہر سہ طلاق بر زوجہ اش واقع شد چہ لفظ چھوڑ دیا، بقرینہ ماسبق مراد ازاں طلاق است ودر کتب فقہ تصریح است الصريح يلحق الصريح والبائن در مختار ۔(٥)فقط۔

---

(۱)الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س.ج۳ص۲٤۸.....۲٤۹۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲)مشکوٰة کتاب الطلاق ج ۲ ص ۲۸٤.۱۲ ظفیر۔
(۳) دیکھئے فتاوی قاضی خاں علی هامش الفتاوی الهندیه عالمگیری کتاب الطلاق ج ۱ ص ٤٦٠.۱۲ ظفیر۔
(٤)ردالمحتار کتاب الطلاق ۱۲ ظفیر۔
(٥)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٥.ط.س.ج۳ص۳۰٦۔ ۱۲ ظفیر

شافعی المذہب نے اپنی زوجہ کو ایک مجلس میں تین طلاق دی اب بغیر حلالہ رجعت کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۳۶)ایک شافعی نے اپنی زوجہ کو مجلس واحدہ میں تین طلاق دی، اب از روئے مذاہب اربعہ بغیر حلالہ کے مطلقہ ثلثہ سے مراجعت کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)بدون حلالہ کے مطلقہ ثلاثہ مذکورہ کو مراجعت نہیں کر سکتا لا طلاق قوله تعالیٰ الطلاق مرتان الیٰ قوله تعالیٰ طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنكح زوجا غيره(۱) الاية وقال فی ردالمحتار وذهب جمهور الصحابة و التابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلث الیٰ ان قال ناقلاً عن الفتح القديرو قد ثبت النقل عن اكثر هم صريحا با يقاع الثلث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ فيه الا جتهاد فهو خلاف لا اختلاف الخ۔(۲)اس سے معلوم ہوا کہ جمہور صحابہ وائمہ اربعہ کا مذہب اس صورت میں وقوع ثلث کا ہے، پس بعد اس کے یعنی بعد اس اجماع صحابہ و من بعد ہم کے کسی کا خلاف معتبر نہیں ہے اور صریح گمراہی ہے۔ فقط۔

ایک مجلس کی تین طلاق کے باوجود بلا حلالہ رجوع کا فتویٰ کیسا ہے

(سوال ۳۳۷)شہر قصور میں ایک مولوی صاحب کچھ مدت سے قیام پذیر ہیں، جنہوں نے یہ فتویٰ جاری کر رکھا ہے کہ جس عورت کو دفعۃً واحدۃً تین طلاق دی جاویں یعنی مطلقہ ثلثہ کی خاوند کو رجوع بلا حلالہ درست ہے اس صورت میں شرعی فتویٰ کیا ہے۔

(جواب)یہ فتویٰ بالکل غلط اور خلاف نص قطعی ہے اور جمہور ائمہ کے مذہب کے خلاف ہے مطلقہ ثلثہ کو بدون حلالہ کے حلال کرنا گویا کلام اللہ کا مقابلہ کرنا ہے کہ کلام اللہ میں تیسری طلاق کے بعد صاف حکم ہے کہ بدون حلالہ کے وہ عورت مطلقہ ثلثہ شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہے خواہ تین طلاق ایک دفعہ دی ہوں یا متفرق طور سے قال الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زو جا غيره (۳)اور علامہ محقق ابن ہمامؒ نے ان لوگوں کی پوری تردید فرمائی ہے جو تین طلاق کے بعد بلا حلالہ کے شوہر اول کے لئے مطلقہ ثلثہ کو جائز کہتے ہیں اور آخر میں یہ لکھا ہے وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال الخ (۴)پس معلوم ہوا کہ فتویٰ جواز نکاح کا بلا حلالہ کے صورت مذکورہ میں دینا عین ضلالت اور گمراہی ہے، اس فتویٰ دینے والے کے فتویٰ کو ہرگز اہل اسلام کو نہ ماننا چاہئے۔ فقط۔

---

(۱)سورة البقره ، ۲۹ ، ظفير.
(۲)ردالمحتار للشامي كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷٦ و ج ۲ ص ۵۷۷ .ط.س. ج۳ص۲۳۳ . ۱۲ ظفير.
(۳)سورة البقره ركوع ، ۲۹ .ظفير.
(٤)ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷٦ .ط.س. ج۳ص۲۳۳ . ۱۲ ظفير.

کہا کہ لوگوں کے کہنے سے تین طلاق دی کیا حکم ہے

(سوال ۳۳۸) عمر نے لوگوں کے کہنے سے جب کہ اس کی زوجہ کے متعلق تذکرہ طلاق کا ہو رہا تھا مجبوری لفظ تین طلاق کہہ دیا، اس وقت یہ معلوم نہ ہوا کہ طلاق کس کو دی، اب طلاق ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں طلاق ہو گئی، کیونکہ جب لوگوں نے شوہر سے اس کی زوجہ کو طلاق دینے کو کہا اور اس نے اس پر تین دفعہ کہہ دیا کہ میں نے طلاق دے دی تو اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گی، کیونکہ قرائن اس پر دال ہیں کہ مراد زوجہ کو طلاق دینا ہے، اور طلاق زوجہ ہی کو دی جاتی ہے، اور صورت مسؤلہ میں تو زوجہ ہی کو طلاق دینے کا تذکرہ اور جھگڑا تھا۔ فقط۔

بیوی سے کہا ثلثہ طلاق کیا حکم ہے

(سوال ۳۳۹) زید حالت مذاکرہ طلاق میں اپنی زوجہ کو بلا اضافت صریحہ کے کہتا ہے کہ ثلثہ طلاق دریافت کرنے سے جواب دیا کہ میں نے اپنی زوجہ کو کہا تھا اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو جاوے گی۔ فقط۔

ایک طلاق دی تھی مگر عدالت میں بیان کیا تین طلاق دے دی کیا حکم ہے

(سوال ۳۴۰) ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر اس کی ماں کے گھر بھیج دیا، عورت نے حاکم کے یہاں استغاثہ نان و نفقہ کا کیا، حاکم نے شوہر سے دریافت کیا کہ تم نے کے طلاق دی، اس نے کہا کہ تینوں طلاقیں دے دی، اگرچہ پہلے اس نے تین طلاق نہ دی تھی، مگر اس کہنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق دے دی، اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوئی یا نہ۔

(جواب) جب کہ اس شخص نے حاکم کے دریافت کرنے پر یہ جواب دیا کہ تینوں طلاقیں دے دی، اگرچہ پہلے اس نے تین طلاق نہ دی تھی، مگر اس کہنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، **كما في الدر المختار لان الا نشاء في الماضي انشاء في الحال الخ در مختار** (۱) **ولا يمكن تصحيحه اخباراً لكذبه وعدم قدرته على الا سناد فكان انشاءً في الحال الخ شامي جلد ثاني . فقط۔** (۲)

ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، کہا، کونسی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۴۱) ایک شخص نے اپنی زوجہ پر غصہ ہو کر کہا ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، ایک عالم نے اس سے پوچھا تو نے کس کو طلاق دیا اس نے کہا میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیا ہے اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی اور وہ بائنہ مغلظہ ہو گئی **كما في ردالمحتار عن البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتي طلقت امرأته الخ** ۔ (۳) فقط۔

---

(۱) الدر المختا على هامش ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۶۰۷ . ط.س. ج۳ص۲۶۶ . ۱۲ ظفير .
(۲) ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۶۰۷ . ط.س. ج۳ص۲۶۶ . ۱۲ ظفير .
(۳) ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ . ط.س. ج۳ص۲۴۸ . ۱۲ ظفير.

ایک طلاق دو طلاق بائن طلاق کہنے سے کتنی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۴۲)ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اثنائے تکرار میں یہ کہا کہ ایک طلاق دو طلاق، بائن طلاق ہے، چنانچہ ایک مرد اور ایک عورت اس کے گواہ ہیں، لیکن عورت کا نام شوہر نے طلاق کے وقت نہیں لیا، اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی۔

(جواب)اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، شوہر مقر ہے کہ میں نے یہ الفاظ کہے ہیں، لیکن اگر وہ انکار کرے اور دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل گواہ نہیں ہیں تو طلاق ثلٰث نہ ہوگی، باقی نام لینا عورت کا شرط نہیں ہے، کیونکہ قرینہ موجود ہے کہ اس نے اپنی زوجہ کو طلاق دی ہے قال فی الشامی ولا یلزم کون الاضافة صریحةً فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل من عنیت فقال امرأ تی طلقت امرأته الیٰ ان قال فهذا یدل علی وقوعه و ان لم یضفه الی المرأة صریحا(۱)...... لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها فقوله انی حلفت بالطلاق ینصرف الیها مالم یرد غیرها الخ شامی جلد ثانی ص ۴۲۹ و ص ۴۳۰۔ فقط۔

حالت غضب میں بیوی کو تین طلاق دی، ایک نے فتویٰ دیا کہ طلاق نہیں ہوئی دوسرے نے کہا دو طلاق ہوئی تیسرا کہتا ہے تین طلاق ہوئی کون صحیح ہے

(سوال ۳۴۳)زین الدین نے اپنی زوجہ کو بحالت غضب تین طلاق بلکہ پانچ سات مرتبہ طلاق دی، اس پر مولوی عبدالرحمٰن نے یہ فیصلہ کیا کہ غصہ کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، اور مولوی خلیل الرحمٰن نے دو طلاق کے وقوع کا فتویٰ دیا اور نکاح مطلقہ کا طالق سے بدون حلالہ کے کرادیا، لیکن مولوی عبدالشکور نے تین طلاق کے وقوع کا فتویٰ دیا کہ زین الدین کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، اس صورت میں کس کا فیصلہ اور فتویٰ صحیح ہے۔

(جواب)اقول وباللہ التوفیق صورت مسئولہ میں فتویٰ وفیصلہ مولوی عبدالشکور صاحب کا صحیح ہے تین طلاق زین الدین کی زوجہ پر واقع ہو گئی ، مولوی عبدالرحمٰن کا فتویٰ دربارہ عدم وقوع طلاق اور فتویٰ مولوی خلیل الرحمٰن کا دو طلاق کا حکم کرنے کا یہ دونوں فتویٰ غلط ہیں،(۲)اور بدون حلالہ کے نکاح کردینا باطل اور حرام ہے اب زین الدین کو اس عورت کو علیٰحدہ کر دینا چاہئے اور بدون حلالہ کے دوبارہ اس مطلقہ کو نکاح میں نہ لانا چاہئے کما قال اللہ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنكح زوجا غیره الا یة (۳)پس مطلقہ ثلثہ کو بدون حلالہ کے رکھنا اور بلا حلالہ کے نکاح کرنا قطعاً حرام اور باطل اور نص صریح کے خلاف ہے۔ فقط۔

---

(۱)(ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ .ط.س.ج۳ص۲۴۸.۱۲ ظفیر .
(۲)ویقع طلاق من غضب خلا فالا بن القیم (ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۷.ط.س.ج۳ص۲۴۴ مطلب فی طلاق المدهوش) ظفیر.
(۳)سورة البقرة . ۲۹ . ظفیر.

یک بار گی تین طلاق دی رجعت کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳٤٤)ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یک بار گی تین طلاق دی، ہدایہ میں ہے کہ تین طلاق ایک بار دینا ایک طلاق ہوتی ہے، مراجعت کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)ہدایہ میں یہ ہے کہ تین طلاق اگر ایک دفعہ دیوے گا تو یہ بدعت ہے لیکن ہر سہ طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور وہ شخص ارتکاب بدعت کی وجہ سے عاصی و گناہگار ہوا توبہ کرے **قال فی الهدایه و طلاق البدعة ان یطلقها ثلثاً بکلمةواحدة او ثلاثا فی طهرو احد فاذا فعل ذلك و قع الطلاق و کان عاصیا الخ۔**(۱)اس عبارت ہدایہ سے ظاہر ہے کہ ایک دفعہ تین طلاق دینے سے تینوں طلاق واقع ہو جاتی ہیں، مگر وہ گنہگار ہوا، خلاف سنت کرنے کی وجہ سے اور اسی طرح تمام کتب فقہ میں ہے کہ صورت مذکورہ میں تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، اور بدون حلالہ کے وہ عورت مطلقہ شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہے۔ فقط۔

کتنی طلاق سے عورت بلا حلالہ حرام رہتی ہے

(سوال ۳٤٥)کتنی دفعہ طلاق دینے سے عورت بغیر حلالہ کے شوہر مطلق پر حرام ہو سکتی ہے۔

(جواب) تین طلاق دینے کے بعد عورت مطلقہ بدون حلالہ کے شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔(۲)

دس دفعہ طلاق کے بعد بلا حلالہ جائز نہیں ہے

(سوال ۳٤٦)جو شخص اپنی منکوحہ کو دس دفعہ طلاق دے اور ثابت کرے تو کیا وہ عورت بدون حلالہ کے شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہو سکتی؟

(جواب)بدون حلالہ کے وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔

تین طلاق کے بعد بیوی کو رکھنا کیسا ہے اور اب جو اولاد ہو گی وہ وارث ہو گی یا نہیں

(سوال ۳٤۷)ایسی عورت مطلقہ سے ان ہی شرطوں پر بغیر حلالہ کے شوہر مطلق صحبت کرتا رہے، ایسے شخص پر شرعاً کیا سزا ہے، اور جو اولاد پیدا ہو وہ اس شخص کی جائداد کی مستحق ہو گی یا نہیں، اور ایسا شخص خلافت و سجاد گی کے قابل ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ فعل اس طلاق دہندہ کا حرام ہے، اور حرمت زنا کی مثل یہ حرمت ہے اور عذاب اس میں مثل ارتکاب زنا کے ہے اور نسب اولاد کا اس سے بوجہ امکان اشتباہ کے ثابت ہو گا اور میراث اس کی پاوے گی، اور وہ شخص جو مرتکب اس فعل حرام کا ہوا فاسق و بدکار ہے، لائق خلافت و سجاد گی کے نہیں ہے، اور پیر بنانے کا اہل نہیں ہے(۳) فقط۔

---

(۱)هدایه کتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۵. ۱۲ ظفیر.(۲)وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا وید خل بها ثم یطلقها او یموت عنها (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۹) ظفیر.(۳)وقیل یثبت لتصور العلوق فی حال الطلاق وزعم فی الجوهرة انه الصواب الا بد عوته لانه التزمه وهی شبهة عقد ایضا (در مختار) واشاربه الی الجواب عن اعتراض الزیلعی بان المبتوتة بالثلاث اذا وطئها الزوج بشبهة کانت شبهة فی الفعل ونصوا علی ان شبهة الفعل لا یثبت فیها النسب وان ادعاه واجاب فی البحر بان وطئ المطلقة بالثلاث لو علی مال لم تتمحض للفعل بل هی شبهة عقد ایضا فلا تنا قض ای لان ثبوت النسب لو جودشبهة العقد (ردالمحتار ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۸. ط.س. ج۳ص ۵٤۱) ظفیر.

مدخولہ غیر مدخولہ حتیٰ تنکح زوجا غیرہ میں برابر ہے یا دونوں میں فرق ہے

(سوال ۳۴۸) حتیٰ تنکح زوجا غیرہ برائے تحلیل حکم مدخولہ وغیر مدخولہ مساوی است یا فرق است۔

(جواب) حکم غیر مدخولہ در صورت یہ کہ سہ طلاق بروواقع شود مثلاً دفعتاً اگر سہ طلاق بروواقع کند ہمہ واقع شود، کقولہ طلقتک ثلاثا، پس دریں چنیں صورت مدخولہ مطلقہ ثلثہ وغیر مدخولہ مطلقہ ثلثہ برو در حکم تحلیل یکساں است کہ بدون حلالہ برائے شوہر اول حلال نیست۔(۱) فقط۔

ایک دو تین طلاق، اور ایک طلاق دو طلاق تین طلاق، ان میں کیا فرق ہے

(سوال ۳۴۹) ایک دو تین طلاق اور ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ایک ہی بات ہے یا نہیں، ہر دو صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی یا نہیں۔

(جواب) ان ہر دو کلمات کا مطلب ایک ہی ہے، ہر دو صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی۔ فقط۔

ایک طلاق دے کر چلا گیا مگر پوچھنے پر بتایا کہ تین طلاقیں دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۵۰) زید نے اپنی منکوحہ کو ایک مرتبہ کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دے دی یہ کہہ کر ایک جانب کو راہی ہوا، راہ میں ایک شخص نے پوچھا کہ سنا ہے تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، کہاہاں تین طلاقیں دے دی، زید کی عورت کو کتنی طلاقیں ہوئیں۔

(جواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق ہو گئی کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره(۲) اور حدیث شریف میں ہے ثلث جدهن جدوهز لهن جدا لحديث وعد صلى الله عليه وسلم فيها الطلاق(۳) فقط۔

شوہر نے جب تین طلاق کا اقرار کر لیا تو بعد عدت عورت شادی کر سکتی ہے

(سوال ۳۵۱) زید نے اپنی زوجہ کو خط لکھا کہ میں طلاق دے چکا جو کہ تین بار لکھا ہوا تھا، کچھ عرصہ کے بعد بکر اس کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ کیا تو نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی، اس پر اس نے کہا کہ نہیں، اور مکرر سہ کرر دریافت کرنے سے اس نے اقرار کیا، اس پر بکر نے کہا اس کا نکاح ثانی کرا دیں، اس پر اس نے کہا کہ جو نکاح کرے گا میں دیکھ لوں گا، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ زید نے اقرار تین طلاق کا کر لیا تو اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی بعد عدت کے دوسرا نکاح اس عورت مطلقہ کا کر لیا تو درست ہے، زید کا یہ کہنا کہ میں اس کو دیکھ لوں گا الخ لغو ہے، اس سے کچھ نہیں ہوتا، اور عدت طلاق کی حائضہ کے

---

(۱) وان كان الطلاق ثلاثا الخ لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويد خل بها ثم يطلقها او يموت عنها ولا فرق في ذلك بين كون المطلقة مد خولا بها او غير مدخول بها كذا في فتح القدير (ج ۱ ص ۴۷۳ عالمگیری مصری باب الرجعة) ظفير.

(۲) سورة البقرة. ۲۹ ، ظفير.

(۳) مشكوة كتاب الطلاق ج ۲ ص ۲۸۴-۱۲ ظفير.

لئے تین حیض ہیں، اور غیر حائضہ کے لئے تین ماہ ہیں، فقط۔(۱)

طلاق دی، دی، دی کہنے سے کتنی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۵۲) زید کی زوجہ نے بلا اجازت اپنے شوہر کے دختر صلبی زید کا نکاح اپنے بھانجہ سے کر دیا، زید چونکہ موجود نہ تھا، اس وجہ سے اس کو یہ علم نہ ہوا تھا خاص عقد کے موقع پر نکاح ہو چکنے کے بعد زید کو اس کے خسر نے طلب کیا، چونکہ زید کو اس حرکت پر سخت غصہ آ گیا تھا، اس حالت میں زید نے اپنی زوجہ کو اپنے خسر کے روبرو ان الفاظ سے طلاق دے دی کہ میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی، دی، دی، جب کہ لڑکی بالغہ تھی تو یہ نکاح ہوا یا نہ۔

(جواب) اگر لڑکی بالغہ تھی تو لڑکی کی اجازت سے اگر اس کی والدہ نے کفو میں اس کا نکاح کیا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا، اور زید کی زوجہ پر اس صورت میں تین طلاق واقع ہو گئی، بلا حلالہ کے زید اس سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔(۲)

اگر کسی نے بیوی سے کہا طلاق دے دی دے دی، دے دی، کتنی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۵۳) اگر کسے زوجہ خود را گفت طلاق دے دی، دے دی، دے دی، دریں صورت چند طلاق واقع شد۔

(جواب) از لفظ طلاق دے دی، دے دی، دے دی، سہ طلاق واقع خواہد شد، ونیت تاکید معتبر است۔(۳)

دو تین میں شک ہو تو کتنی طلاق واقع ہو گی

(سوال ۳۵۴) اگر کسی شخص کو یہ شک ہو کہ بیوی کو دو طلاق دی ہیں یا تین، کتنی طلاق واقع ہوں گی۔

(جواب) اگر شک ہو کہ دو دی یا تین تو دو طلاق واقع ہوں گی۔(۴) فقط۔

کہا طلاق دیتا ہوں، طلاق دی نکل جا، کون سی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۵۵) شوہر کا بیان ہے کہ میری زوجہ نے میری مرضی کے خلاف ایسا کام کیا جس پر مجھ کو غصہ آیا، اور میں نے اول مرتبہ یہ لفظ کہا کہ طلاق دیتا ہوں یا یہ لفظ کہا کہ تجھ کو طلاق دی اور تیسری مرتبہ یہ کہا کہ نکل جا اور سخت وسست کہا، عورت کا بھی یہی بیان ہے، اس صورت میں زوجہ پر کے طلاق واقع ہوئی۔

(جواب) اس صورت میں شوہر اور زوجہ دونوں کا بیان موافق ہے دو طلاق صریح دونوں کے بیان میں موجود ہے، اور طلاق دیتا ہوں یا تجھ کو طلاق دی، ان دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے، دونوں الفاظ طلاق صریح کے ہیں، دونوں سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، پس ان الفاظ سے تو دو طلاق عورت پر واقع ہوئی، اور لفظ نکل جا کنایات میں سے ہے، جب کہ بہ نیت طلاق یہ لفظ کہا جاوے تو اس صورت سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، پس اگر شوہر نے بہ نیت طلاق یہ

(۱) والّٰئی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثة اشھر و الّٰئی لم یحضن (سورة الطلاق . ۱) والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثة قروء (سورة البقرہ. ۲۸) ظفیر.

(۲) کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التا کید دین (در مختار) ای وقع الکل قضاء وکذا اذا طلق اشباہ ای بان لم ینو استافاولاتاکیدا لان الا صل علم التاکید (ردالمحتار بابطلاق غیر المدخول بھا ج ۲ ص ۶۳۲. ط.س. ج۳ص۲۹۳)

(۳) کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب طلاق غیر المد خول بھا ج ۲ ص ۶۳۲. ط.س. ج۳ص۲۹۳) ظفیر.

(۴) لو شک اطلق واحدة او اکثر بنیعلی الا قل (ایضاً باب الصریح ج ۲ ص ۶۲۳. ط.س. ج۳ص۲۸۳) ظفیر.

لفظ کہا ہے تو اس صورت میں تین طلاق عورت پر واقع ہو گئی اور وہ مغلظہ بائنہ ہو گئی، بلا حلالہ کے شوہر اول اس کو نہیں رکھ سکتا، اور در مختار میں ہے کہ طلاق صریح کے بعد بائنہ واقع ہو جاتی ہے ویلحق البائن الصریح الخ۔(۱) فقط۔

کہا طلاق دے دی لوگوں نے کہا ایسامت کہو اس نے کہا سچ مچ طلاق دے دی پھر دہرایا کتنی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۵۶) زید اور اس کی زوجہ میں جھگڑا ہوا، زید غصہ میں باہر آیا لوگوں نے پوچھا کیا ہوا، اس نے کہا کہ میرا اسباب منگادو، میں کہیں چلا جاؤں گا میں نے اس کو طلاق دے دی ہے حالانکہ طلاق نہیں دی تھی، اب مجھے اس سے مطلب نہیں، لوگوں نے کہا ایسامت کہو، اس نے کہا سچ ہے طلاق دے دی ہے، پھر لوگوں نے کہا ایسامت کہو، اس نے کہا نہیں جی میں نے طلاق دے دی ہے، آیا کس قسم کی طلاق واقع ہوئی۔

(جواب) اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی، اور اگر لفظ ثانی اور ثالث سے خبر دینا پہلی طلاق کا خیال میں نہ تھا تو تین طلاق واقع ہو کر عورت مغلظہ بائنہ ہو گئی، بدون حلالہ کے شوہر اول کے لئے وہ عورت حلال نہ ہو گی۔(۲) فقط (اور اگر لفظ ثانی و ثالث سے پہلے کی خبر دینا منشا تھا تو صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی۔ ظفیر)

طلاق رجعی کے ساتھ طلاق نامہ تحریر کرایا، کسی نے اصرار کر کے طلاق پر ۳ بنوادیا کیا حکم ہے

(سوال ۳۵۷) ایک شخص نے اپنی اہلیہ کے طلاق نامہ میں رجعی طلاق لکھی، ایک گواہ نے زید سے کہہ کر اور اصرار کر کے طلاق پر عدد ۳ بنوادیا، اس صورت میں رجعت درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں بوجہ لکھنے عدد ۳ کے اس شخص کے زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، رجعت اس میں درست نہیں ہے، اور بدون حلالہ کے نکاح جدید نہیں ہو سکتا، حلالہ ہونا چاہئے، اور طریق حلالہ کا یہ ہے کہ وہ عورت بعد گذرنے عدت کے دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ شوہر ثانی بعد وطی کے طلاق دے دے، پھر اس کی عدت بھی گذر جاوے، اس وقت وہ شوہر اول کے لئے وہ حلال ہو گی، اور سہواً اور زبردستی کا اس میں کچھ اعتبار نہیں ہے، بہر حال موافق لکھنے عدد ۳ کے تین طلاق واقع ہو گی لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جدو ھزلھن جدو عدمنھا الطلاق۔ فقط۔(۳)

---

(۱) دیکھئے الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۵ ط.س. ج۳ ص۳۰۶ . اذھبی الیٰ جھنم یقع ان نوی وکذا اذھبی عنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۵۲ ط.س. ج۳ ص ۳۱۴) ظفیر.

(۲) کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین (در مختار) واذا قال انت طالق ثم قیل لہ ما قلت فقال فقد طلقتھا او قلت ھی طالق فھی طالق واحدۃ لانہ جواب کذا فی الحاکم (ردالمحتار للشامی باب طلاق غیر المدخول بھا ج ۲ ص ۶۳۲ ط.س. ج۳ ص۲۹۳) ظفیر.

(۳) مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق ص ۲۸۴ . ظفیر .

اس کو لے جاؤ تین طلاق ہے اس صورت میں کتنی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۵۸) زید نے اپنی بیوی کو اس طور سے طلاق دی کہ اے عمر تم اپنی بہن کو لے جاؤ، اس کو میری طرف سے تین طلاق ہیں، پھر زید چالیس روز کے لئے دوسری جگہ چلا گیا، اس اثناء میں تمسہ مرض وبا اس قدر نازل ہوا کہ تمامی سکان قریہ بیمار ہو کر بعض فوت بھی ہوئے تو ایک شاہد نے بوجہ فرار زید بمدت چہل روز اور بعلت مرض وباء ادائے شہادت مذکور میں تین ماہ تک کسی مفتی کے سامنے نہیں کہا، تین ماہ کے بعد مفتی کے سامنے شہادت ادا کی۔ آیا طلاق مغلظہ واقع ہوئی یا نہیں، اور تاخیر شہادت کی نسبت کیا حکم ہے، آیا فرار طالق اور نزول مرض وباء عذر مسموع واسطے تاخیر شہادت کے ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں تین طلاق زید کی زوجہ پر واقع ہو گئی۔(۱) اور مفتی فتویٰ دیانت پر دیتا ہے اس کے سامنے ادائے شہادت کی ضرورت نہیں ہے،(۲) اور قاضی کا نہ ہونا یا دور ہونا اور نزول وباء مرض عذر عدم ادائے شہادت ہو سکتا ہے۔

کہا میں نے آزاد کیا، پھر کئی بار کہا طلاق دے چکا کیا حکم ہے

(سوال ۳۵۹) شوہر نے غصہ میں زوجہ کو کہا میں نے آزاد کیا، اس کے بعد کئی دفعہ یہ الفاظ کہے طلاق دے چکا، اس صورت میں کے طلاق واقع ہوئی۔

(جواب) اس صورت میں پہلے ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی تھی، اور پھر صریح لفظ طلاق کئی دفعہ کہنے سے وہ عورت مطلقہ ثلثہ ہو گئی، کیونکہ کتب فقہ میں ہے کہ بائنہ کے بعد صریح طلاق لاحق ہو جاتی ہے کذا فی الدر المختار الصریح یلحق الصریح و البائن الخ (۳) پس بدون حلالہ کے شوہر اول اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط۔

غیر عورت کو سامنے لا کر کہا طلقت ثلثا تو بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۳۶۰) ایک شخص نے اپنی والدہ سے اپنی زوجہ کی وجہ سے جھگڑا کیا، جس کی وجہ سے والدہ نے اس پر غصہ کیا اور مارا، اس کے جواب میں اس نے دوسری اجنبی عورت کو بلا کر طلقت ثلثا الفاظ کہے، حالانکہ اس کے اور زوجہ کے درمیان طلاق کا کوئی ذکر بھی نہیں تھا، پس ان الفاظ کے ادا کرنے سے عورت پر طلاق واقع ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) سوال کا یہ قرینہ کہ اس شخص نے اپنی زوجہ کی وجہ سے اپنی والدہ سے جھگڑا کیا الخ اور نیز یہ تصریح فقہاء کی کہ لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها الخ ۔(۴) شامی اور نیز یہ تصریح و لا یلزم کون الاضافة صریحة الخ (۵) کمافی الشامی اس کو مقتضی ہیں کہ صورت موجودہ میں اس شخص کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی اور قاضی اس صورت میں حکم طلاق کا کر دے گا، البتہ اگر شوہر یہ کہے کہ میری مراد

(۱) قال لزوجة غیر المدخول بها انت طالق ثلاثا الخ وقعن لما تقرر انه متی ذکر العدد کان الوقع به (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب طلاق غیر المدخول بها ج ۲ ص ۶۲۴ . ط.س. ج۳ص ۲۸۴) ظفیر۔
(۲) المفتی یفتی بالدیانة والقاضی یقضی بالظاهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب القضا ج ۴ ص ۴۲۴ . ط.س. ج۵ص ۳۶۵ مطلب فی الاجتهاد وشروطه. ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۵ . ط.س. ج۳ص ۳۰۶ مطلب الصریح یلحق الصریح والبائن . ظفیر. (۴) رد المحتار للشامی باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ . ط.س. ج۳ص ۲۴۸ . ظفیر. (۵) ایضاً ج ۲ ص ۵۹۰ . ط.س. ج۳ص ۲۴۸ . ظفیر.

اپنی زوجہ کو طلاق دینا نہیں ہے تو اس کی تصدیق کی جاوے گی کما فی الشامی ویؤیدہ ما فی البحر لو قال امرأۃ طالق اوطلقت امرأۃ ثلثا وقال لم اعن امرأتی یصدق اھ ویفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها الخ۔(۱)شامی فقط۔

سالی کی نیت کر کے بیوی کی چچی سے کہا تیری بھتیجی کو طلاق کیا حکم ہے

(سوال ۳۶۱) ایک شخص حلفاً کہہ رہا ہے کہ میری بی بی اور اس کی دو بہن میری سوتیلی ماں کی بھتیجی ہے، ایک دن میں نے اپنی سالی کی نیت کر کے اپنی سوتیلی ماں سے کہا کہ تیری بھتیجی کو میں نے تین طلاق دیا، لیکن قسم خدا کی کہ میری نیت میری بیوی پر نہیں تھی، اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق ہو گئی یا اس کی نیت اور قول معتبر ہے، کیا یہ مسئلہ اس مسئلہ رجل له بنات ذوات ازواج فقال زوج احداهن لا بینهن علی بنتك فینصرف الایقاع الی امرأته لانه لا یملك الایقاع الا علیها کے تحت میں داخل ہو سکتا ہے۔

(جواب) یہ صورت مسئولہ مسئلہ منقولہ میں داخل ہے جیسا کہ علت مذکورہ کی تائید شامی کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها الخ۔(۲) پس شخص مذکور کی زوجہ پر تین طلاق اس صورت میں واقع ہو گئی اور یہ قول اس کا کہ میں نے سالی کی نیت کر کے کہا ہے قضاء معتبر نہیں ہے (لیکن دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی۔(۳)ظفیر)

بیوی کو کئی مرتبہ طلاق دی مگر اب منکر ہے گواہ طلاق کی گواہی دیتے ہیں کیا حکم ہے

(سوال ۳۶۲) زید نے اپنی منکوحہ کو بموجودگی اس کے والدین کے اور ایک عورت رشتہ دار کے چند مرتبہ طلاق دی تو اب شوہر رجوع کر سکتا ہے یا نہیں، اب وہ شخص طلاق سے انکار کرتا ہے مگر گواہان طلاق کی گواہی دیتے ہیں، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر تین دفعہ لفظ طلاق شوہر نے کہا ہے تو عورت مطلقہ ثلاثہ ہو گئی رجعت اس میں درست نہیں ہے، اور بلا حلالہ کے شوہر اول نکاح نہیں کر سکتا، (۴) لیکن اگر شوہر طلاق سے انکار کرتا ہے تو دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں ثقہ نمازی پرہیزگار کی گواہی سے طلاق ثابت ہو گی، (۵) اور ماں باپ کی گواہی معتبر نہیں ہے۔(۶)

---

(۱) ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ظفیر.
(۲) ایضاً ج۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲۴۸ ظفیر.
(۳) لوقال امرأة طالق اوقال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق اھ (ایضاً ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲۴۸) ظفیر.
(۴) وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها (هدایه باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة ج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر.
(۵) ونصابها لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح وطلاق الخ رجلان او رجل و امرأتان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥ و ج ٤ ص ٥١٦ ط.س. ج٥ص٤٦٥) ظفیر.
(٦) والفرع لاصله الخ وبالعکس للتهمة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب القبول وعدمه ج ٤ ص ٥٢٧ ط.س. ج٥ص٤٧٨) ظفیر.

تم ہم پر حرام ہے تم کو طلاق ہے تین طلاق ہے اس جملہ سے کونسی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۶۳) زید نے اپنی عورت کو بایں الفاظ طلاق دی "تم ہم پر حرام ہے اور تم کو طلاق ہے، پھر کہا تم کو تین طلاق ہے۔" اس صورت میں کے طلاق واقع ہوں گی۔

(جواب) قال فی الدر المختا الصریح یلحق الصریح والبائن الخ ۔(۱) پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں لفظ حرام کے بعد جو کہ بائنہ ہے صریح طلاق لاحق ہو جاوے گی اور اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو جاوے گی۔

طلاق بعد پھر نکاح کرنا چاہتے ہیں کیا حکم ہے

(سوال ۳۶٤) محمد بخش نے اپنی زوجہ کو طلاق دی جیسا کہ دوسرے پارے کے چودھویں رکوع میں ارشاد ہے، اب پھر دونوں میاں بیوی راضی ہو کر نکاح کرنا چاہتے ہیں مطابق سورہ بقرہ کے ۲۹و۳۰ رکوع کے، مگر ہم لوگوں کے سمجھ میں نہیں آتا، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) محمد بخش کی زوجہ پر اس صورت میں تین طلاق واقع ہو گئیں اور تین طلاق میں بلا حلالہ کے شوہر اول سے نکاح درست نہیں ہے جیسا کہ پارہ دوم کے آخر رکوع الطلاق مرتان کے بعد فان طلقها فلا تحل له من بعدحتی تنکح زوجا غیرہ ۔(۲) میں مذکور ہے اور شامی میں ہے وکذا بکلمة واحدة بالا ولیٰ الیٰ ان قال وقد ثبت النقل عن اکثرهم صریحاً بایقاع الثلاث ولم یظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال الیٰ آخر ماقال ملخصاً من فتح القدیر ۔(۳)

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے

(سوال ۳٦۵) شخصے کہ آباو اجدادش مسلمان بوند شہادۃ بشہاد تین می دہد و دائماً در عیدین وگاہ گاہے در جماعت پنجگانہ ہم شریک می شود۔ ودر ادائے صوم رمضان و قربانی علی وجہ الکمال مستعد دیدہ آید وبا مسلمانان ھوا کلت ومشاربت ومناکحت ومجالست وموانست ومواخاۃ دارد، وگاہے چیزے از منافی تصدیق ہم چوں باختیار زنار بستن وانداختن مصاحف در قاذورات ازو بظہور نیامدو اہل محلّہ ازمد تہا اورا مسلمان دانند، شرع شریف ومذہب حنیف ایں کس مسلمان است یا کافر، شخص موصوف بحالت صحیح وسالم زوجہ خود راسہ طلاق دادہ بلا تحلیل نکاح کردنش می خواہد وباقتضائے زوجہ با مسلمانان می گوید من قبل ازیں مسلمان نبودم، اکنوں مر لو زوجہ را مسلمان کنید وزوجہ رابلا تحلیل در نکاح من دہد وحاجت تحلیل نیست زیرا کہ چوں مسلمان نبودم طلاق مسلمانان کہ حسن واحسن وبائن ومغلظ است بحق من چگونہ کارگر گردد، پس قولش کہ قبل ازیں مسلمان نبودم شرعاً معتبر شود یانہ، بر تقدیر اول چوں زوجین از سر نو اسلام آرند، نکاح شاں بلا تحلیل جائز باشد یانہ۔

(جواب) ظاہر است کہ شخص مذکور قبل ازیں مسلمان بود وشریعت حکم باسلام او کردہ بود، پس قول او کہ قبل ازیں مسلمان نبودم لغو است وغلط است یا محمول است بر نفی کمال اسلام وہر گاہ شخص مذکور بحالت اسلام کہ از افعال او

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٥ ط.س. ج۳ص۳۰٦. مطلب الصریح یلحق الصریح والکنایه ۱۲ ظفیر. (۲) سورة البقرة: ۲۹. ظفیر.
(۳) ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۷ ط.س. ج۳ص۲۳۳. ۱۲ ظفیر.

ظاہر بود سہ طلاق بزوجہ خود دادہ است زوجہ اش مطلقہ ثلثہ گردید، وبلا تحلیل باو نکاح جائز نخواہد شد قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتىٰ تنكح زوجاً غيره ۔(۱) الا ية وفى الدر المختار لا ينكح مطلقة بها اى بالثلث الخ حتى يطأ ها غيره بنكاح صحيح نا فذ الخ وفى(۲) كتاب الصلوٰة منه ويحكم باسلام فاعلها الخ قال عليه الصلوٰة والسلام من صلى صلا تنا وا ستقبل قبلتنا فهو منا الحديث شامى(۳) ص ۱۳۵ جلد اول، واگر ایں قول او راکہ قبل ازیں مسلمان نبودم فی الحال ارتداد گفتہ شود، تاہم زوجہ مطلقہ ثلثہ او کہ فی الواقع بحالت اسلام اور اسہ طلاق دادہ بودو بعد ازاں بقول مذکور مرتد شد والعیاذ باللہ بعد از تجدید اسلام بدون حلالہ نکاح با وحلال نخواہد شد لان حيلولة الردة لاترفع حكم الطلاق قال فى ردالمحتار فى آخر باب الرجعة لان الردة واللحاق والسبى لم تبطل حكم الظهار و اللعان كما لا تبطل حكم الطلاق الخ۔(۴)

صورت ذیل میں تین طلاق دونوں پر واقع ہوگئی

(سو ال ۳۶۶) زید کے دو زوجہ ہیں، آمنہ و فاطمہ، غصہ میں زید نے کہا فاطمہ سے کہ تم دونوں کو طلاق دوں گا، پھر کچھ دیر بعد کہا ایک دو طلاق دیا ہوں، پھر کچھ دیر بعد کہا کہ دونوں کو ایک دو تین طلاق دیا ہوں، زید کا کلام اخیری انشاء طلاق ہے یا اخبار کذب عن الطلاق ہے، اور طلاق دونوں پر واقع ہوئی یا ایک پر واقع ہوئی اور رجعی واقع ہوئی یا کون سی۔

(جو اب) اس صورت میں زید کی دونوں زوجہ پر تین تین طلاق واقع ہوگی، اور ہر ایک ان میں سے مطلقہ ثلثہ ہوگی قا ل فى الدر المختار قال انت طالق او انت حرة وعنى الا خبار كذباً وقع قضاءً الا اذا اشهد على ذلك الخ۔(۵) وايضافيه صريحه مالم يستعمل الافيه كطلقتك وا نت طالق ومطلقة و يقع بها اى بهٰذه الالفاظ وما بمعنا ها من الصريح الخ بلا فرق بين عا لم وجا هل وان قا ل تعمدته تخو يفاً لم يصدق قضاءً (۶) وفيه ولونكحها قبل امس وقع الآ ن لا ن الا نشا ء فى الماضى انشاء فى الحال الخ (۷) در مختار۔ الحاصل یہ الفاظ انشاء طلاق کے ہیں، لہٰذا زید کی ہر دو زوجہ پر تین تین طلاق واقع ہوں گی، فقط۔

اس طرح طلاق دی، میں نے طلاق دی ایک دو تین آدمی گواہ رہنا کیا حکم ہے

(سو ال ۳۶۷) ایک شخص نے اپنی بیوی کو بحالت غضب بایں الفاظ طلاق دی، کہ میں نے طلاق دی ایک دو تین آدمی گواہ رہنا، طالق کے بیان سے متعدد طلاق معلوم ہونے پر ازالہ شبہ کے لئے تشریح کرائی، تو اس نے کہا کہ ایک دو تین سے میری مراد آدمیوں کو جو وہاں موجود تھے گننا تھا، اسی وجہ سے تینوں آدمیوں کی طرف انگلی سے

---

(۱) سورۃ البقرہ رکوع ۲۹ . ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۹. ط.س. ج۳ ص ۴۰۹ . ۱۲ ظفیر . (۳) ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۱۲۰ . ط.س. ج۱ ص ۳۵۳ ظفیر.
(۴) ردالمحتار باب الرجعة مطلب حيلة اسقاط عدة المحلل ج ۲ ص ۷۴۱ . ط.س. ج۳ ص ۱۲۰۴۱۱ . ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب طلاق غير المدخول بها ج ۲ ص ۶۳۳ . ط.س. ج۳ ص ۲۹۳ . ظفیر.
(۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ و ج ۲ ص ۵۹۲ . ط.س. ج۳ ص ۲۴۷ . ۱۲ ظفیر.
(۷) ایضاً ج ۲ ص ۶۰۷ . ط.س. ج۳ ص ۲۶۶ . ۱۲ ظفیر.

اشارہ بھی کیا اس صورت میں اس شخص کا قول معتبر ہوگا شرعاً یا نہیں۔

(جواب) اس بارے میں مابینہ وبین اللہ قول اس شخص کا معتبر ہوگا، اور ایک طلاق کا حکم دیا جاوے گا، فقط۔

زبردستی صرف طلاق تین مرتبہ کہلوا لیا جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳٦۸) ہندہ کا نکاح بکر سے ہوا، بکر کے دیگر منکوحہ صغریٰ بھی موجود تھی، وارثان ہندہ نے بکر کو سخت مجبور کیا کہ یا تو وہ صغریٰ کو طلاق دے دے یا ہندہ کو طلاق دے دے، بکر نے انکار کیا جس کی وجہ سے بکر پر اس قدر جبر کیا کہ وہ گھبرا گیا، اور اس کے حواس قائم نہ رہے، اور اسی خود رفتگی کی حالت میں نہ صغریٰ موجود تھی نہ ہندہ نہ صغریٰ کا نام لیا نہ ہندہ کا نام لیا، لفظ طلاق چھ دفعہ کہلا لیا، اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا صغریٰ پر۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ اکراہ سے یعنی زبردستی سے طلاق دلانے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، پس اگر شوہر کو ڈرا کر اور خوف جان دلا کر مثلاً یہ کہلایا جاوے کہ فلانی عورت مسماۃ فلانہ کو طلاق دے دے اور اس نے بدون نام لئے کہہ دیا کہ میں نے طلاق دی یا طلاق ہے، اور چندبار اس لفظ کو کہا مثلاً تین دفعہ یا تین سے زیادہ تو اس عورت پر جس کا نام لے کر طلاق دلائی گئی، تین طلاق واقع ہو گئی، اگرچہ شوہر نے اس کا نام نہ لیا ہو، کذا فی کتب الفقہ۔(۱)

شادی شدہ نے اپنے کو مخاطب کر کے کہا اگر تمہاری شادی ہو گئی تو تمہاری بیوی کو تین طلاق کیا حکم ہے

(سوال ۳٦۹) زید اپنے نفس کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ اے زید اگر تمہاری شادی ہو گئی تو تمہاری بی بی کو تین طلاق، اور حالانکہ اس کی شادی ہو چکی ہے، بی بی موجود ہے، آیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی کیونکہ زید کا یہ کہنا (اے زید اگر تمہاری شادی ہو گئی ہے تو تمہاری بی بی کو تین طلاق) یہ امر محقق ہے، اس لئے کہ اس کی شادی ہو چکی ہے، اور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ امر محقق پر طلاق کو معلق کرنے سے طلاق منجز ہوتی ہے یعنی فوراً طلاق واقع ہو جاتی ہے، در مختار باب التعلیق میں ہے فالمحقق کان کان السماء فوقنا تنجیز الخ۔(۲) فقط۔

ایک مجلس کی تین طلاق پہلے ایک تھی اب اس حدیث کا ناسخ کون ہے

(سوال ۳۷۰) حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی ایک بار تین طلاق دیتا تھا تو وہ ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھی، اس حدیث کو آپ منسوخ لکھتے ہیں، اس کا ناسخ کون ہے۔

(جواب) اس کا ناسخ اجماع ہے جو کہ مؤید ہے نصوص کے ساتھ اور تفصیل اس کی فتح القدیر میں ملاحظہ ہو۔(۳)

---

(۱) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل الخ ولو عبدا او مکرہا فان طلاقہ صحیح لا اقرارہ بالطلاق (در مختار) فان طلاقہ صحیح ای طلاق المکرہ الخ وفی البحر ان المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق (ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹. ط.س. ج۳ص۲۵۳) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب التعلیق ج ۲ ص ٦۷۹. ط.س. ج۳ص۳٤۳. مطلب بتعلیق الطلاق. ۱۲ ظفیر۔

(۳) دیکھئے فتح القدیر کتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۵ مکتبہ حبیبیہ ج۳ص۳۲۹. ۱۲ ظفیر۔

ایک مجلس کی تین طلاق کے بارے میں ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سیاسی حکم قائم کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۳۷۱) زمانہ رسول اللہ ﷺ اور زمانہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور زمانہ حضرت عمرؓ میں دستور تھا کہ ایک بارگی جو تین طلاق دیتا تھا وہ ایک ہی شمار کیا جاتا تھا، تو حضرت عمرؓ نے تین قائم کر دی، زید کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے شرعی حکم قائم نہیں کیا سیاسی حکم قائم کیا ہے، ایسا کہنے والے پر کیا حکم ہے۔

(جواب) جو مسلمان صحابہؓ کے اجماع اور حضرت عمرؓ کے فتویٰ کی نسبت ایسا کہے وہ جاہل اور گمراہ ہے، حضرت عمرؓ نے نصوص شرعیہ کی بناپر ایسا حکم فرمایا ہے اور صحابہ کا اجماع اس پر بدون دریافت ماخذ صحیح کیسے ہو سکتا ہے، شامی میں لکھا ہے، قال فی الفتح بعد سوق الا حادیث الدالة علیه الی ان قال وقد یثبت النقل عن اکثرهم صریحاً بایقاع الثلث ولم یظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال الخ۔(۱) اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت عمرؓ نے شرعی حکم نافذ فرمایا ہے، جس پر احادیث صحیحہ دال ہیں اور ان کے حکم کا اس وقت صحابہ میں سے کوئی مخالف نہ ہوا، پس یہ عین حکم شرعی ہے، لہٰذا فرمایا صاحب فتح القدیر نے آخر میں فماذا بعد الحق الا الضلال یعنی حق وقوع ثلث ہے اور جو اس کا خلاف بعد اس اجماع اور وضوح حق کے کرے وہ گمراہ ہے۔ فقط۔

حالت غضب میں مولانا عبدالحی کے فتویٰ کے متعلق سوال

(سوال ۳۷۲) آپ کا فتویٰ نمبری ۴۵۴ موصول ہوا، آپ کا جواب بہت خوب ہے لیکن مولانا عبدالحیؒ فتاویٰ عبدالحی میں فرماتے ہیں۔

(سوال) زید نے اپنی عورت کو حالت غضب میں کہا کہ میں نے طلاق دیا، میں نے طلاق دیا، میں نے طلاق دیا، اس تین مرتبہ کہنے سے طلاق واقع ہو گی یا نہیں، اگر حنفی مذہب میں واقع ہو، اور شافعی میں واقع نہ ہو تو حنفی کو شافعی مذہب پر اس صورت میں عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک تین طلاق واقع ہو گئی اور بغیر تحلیل کے نکاح درست نہ ہو گا، مگر بوقت ضرورت اس عورت کا علیحدہ ہونا اس سے دشوار ہو، اور احتمال مفاسد زائد کا ہو، تقلید کسی اور امام کی اگر کرے گا تو کچھ مضائقہ نہ ہو گا، نظیر اس کی جواز نکاح زوجہ مفقود وعدۃ ممتدۃ الطہر موجود ہے کہ حنفیہ عند الضرورۃ قول امام مالک رحمۃ اللہ پر عمل کرنے کو درست رکھتے ہیں، فتاویٰ عبدالحی ص ۵۳ کیا مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔

(جواب) مولانا عبدالحی مرحوم نے خود لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک بدون حلالہ کے نکاح شوہر اول کا اس عورت مطلقہ کے ساتھ نہیں ہو سکتا، اور دوسرے کسی امام کا مذہب اس کے خلاف نقل نہیں کیا کہ فلاں امام کے نزدیک حلالہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مفقود الخبر کی زوجہ کا مسئلہ اور ممتدۃ الطہر کا مسئلہ لکھا ہے، سو ان دونوں مسئلوں میں فقہاء حنفیہ نے لکھ دیا ہے کہ امام مالکؒ کے مذہب پر عمل کر لیا جاوے، مگر مطلقہ ثلثہ میں حلالہ کی ضرورت نہ ہونا

(۱) ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ ط.س. ج۳ص ۲۳۳. ۱۲ ظفیر.

کسی امام کا مذہب مولانا مرحوم نے بھی نقل نہیں کیا کہ یہ کس کا مذہب ہے اور کس کی تقلید کی جاوے، اصل یہ ہے کہ اس مسئلہ میں چونکہ نص قطعی سے حلالہ ثابت ہے، اس لئے اس کا خلاف کرنا کسی کو درست نہیں ہے۔ اور باجماع یہ مسئلہ ثابت ہے شامی میں ہے وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الیٰ انه يقع الثلث الخ(۱) فتح القدیر میں لکھا ہے وقد ثبت النقل من اكثرهم صريحاً بايقاع الثلث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال ومن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الا جتها دفيه فهو خلاف لا اختلاف الخ۔(۲) پس معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں کسی کو خلاف کرنا جائز نہیں ہے اور اجماع کے بعد کوئی مخالف اس مسئلہ میں نہیں رہا اور جس کا خلاف تھا وہ پہلے تھا پھر سب نے بالاتفاق حکم وقوع سہ طلاق کا ایسی صورت میں کیا ہے، اور غیر مقلدین کی جماعت جو اس زمانہ میں نص قطعی اور اجماع سلف کا خلاف کر رہی ہے وہ صریح گمراہی پر ہے جیسا کہ صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام سے منقول ہوا،

الحاصل اس مسئلہ میں محققین حنفیہ مثل امام ابن ہمامؒ نے تصریح فرمادی ہے کہ وقوع سہ طلاق اور ضرورۃ حلالہ کے بارہ میں کسی کا خلاف معتبر نہیں ہے، اور اس پر اجماع ہو چکا ہے، اور اس کے خلاف کہنا خلاف حق ہے جو کہ عین ضلال ہے، فقط۔

ایک مجلس میں تین طلاق دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۷۳) زید نے اپنی عورت کو جلسہ واحدہ میں تین طلاق فوری دی، بربنائے مذہب امام اعظمؒ زید پر اس کی عورت بدون تحلیل حلال نہیں ہو سکتی، لیکن عورت مذکورہ کا اپنے شوہر سے علیٰحدہ ہونا دشوار ہے در صورت علیٰحدگی مفاسد زائدہ کا ظن غالب ہے، ایسی صورت میں زید کو حنفیہ حدیث ابن عباس وحدیث رکانہ کے مطابق رجعت کے لئے حکم دیں گے در انحالیکہ طلاق ثلثہ فوری کے متعلق زمانہ صحابہ سے اختلاف چلا آتا ہے، علامہ ابن رشد بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد میں بعد بیان مذاہب لکھتے ہیں، وكان الجمهور غلبو احكم التغليظ فى الطلاق سداً للذريعة ولكن تبطل ذلك الرخصة الشرعية والرفق المقصود فى ذلك اعنى قوله تعالىٰ لعل الله يحدث بعد ذلك امرا ،(۳) اور التعليق المغنى لسنن الدار قطنى میں مصنف نے اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ لکھا ہے وهو هذه قال شيخ الا سلام الحافظ ابن الحجرو اذا طلق ثلاثاً مجموعة وقعت واحدة وهو منقول عن ابن ابى طالب و ابن مسعود و عبدالرحمن بن عوف والزبير نقل ذلك ابن مغيث فى كتاب الوثائق له وغراه لمحمد ابن وضاح ونقل الغنوى ذلك عن جماعة من مشائخ قرطبه كمحمد بن نقى مخلدو محمد بن عبدالسلام الخشنى وغيرهما ونقله ابن المنذر عن اصحاب ابن عباس كعطاء وطاؤس و عمرو بن دينار ويتعجب من ابن التين حيث جزم بان لزوم الثلاث لا اختلاف فيه وانما الا ختلاف فى التحريم مع ثبوت الا ختلاف كما ترى انتهىٰ كلام الحافظ وقال الحافظ ابن

(۱) ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ ط.س. ج۳ص ۲۳۳. ۱۲ ظفير.
(۲) ايضاً ج ۲ ص ۵۷۷ ط.س. ج۳ص ۲۳۳. ۱۲ ظفير.
(۳) بداية المجتهد كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸. ۱۲ ظفير.

القیم فی اعلام الموقعین عن رب العالمین و هذا خلیفة رسول الله صلی الله علیه وسلم والصحابة کلهم معه فی عصره وثلث سنین من عصر عمرؓ علی هذا المذهب فلو عدهم العاد باسمائهم واحدا واحدا انهم کانوا یرون الثلاث واحدة اما بفتوی الخ او اقرار او سکوت ولهذا ادعی بعض اهل العلم ان هذا الاجماع قدیم ولم تجتمع الامة ولله الحمد علی خلافه بل لم یزل فیهم من یفتی به قرناً بعد قرن والی یومنا هذا فافتی به حبر الامة عبدالله بن عباس کما رواه حماد بن زید عن ایوب عن عکرمة عن ابن عباس اذا قال انت طالق ثلثا بضم واحدة وافتی ایضاً بالثلاث افتی بهذا وهذ اوافتی بانها واحدة الزبیر بن العوام وعبدالرحمن بن عوف حکاه عنهما ابن وضاح وعن علی وابن مسعود روایتان کما عن ابن عباس واما التابعون فافتی به عکرمه رواه اسمٰعیل بن ابراهیم عن ایوب عنه وافتی به طاؤس واما تابعو التابعین فافتی به محمد بن اسحٰق حکاه الامام احمد وغیره عنه وافتی به خلاس بن عمرو والحارث العکلی واما اتباع تابعی التابعین فافتی به داؤد بن علی واکثر اصحابه حکاه عنهم ابن الغلس وابن خرم و غیرهما وافتی به بعض اصحاب مالك حکاه التلهسانی فی شرح التفریع لابن حلاب قولاً للبعض المالکیة وافتی به بعض الحنفیة حکاه ابو بکر الرازی عن محمد بن مقاتل وافتی به بعض الحنفیة حکاه ابو بکر الرازی عن محمد بن مقاتل وافتی به بعض اصحاب احمد حکاه شیخ الاسلام ابن تیمیه عنه قال وکان الجد یفتی به احیاناً انتهی کلامه وقال ابن القیم فی اغاثة اللهفان واما اقوال الصحابة فیکفی کون ذلك فی عهد الصدیق ومعه جمیع الصحابة بل قد قال بعض اهل العلم ذلك اجماع قدیم وانما حدث الخلاف فی زمن عمر فقد صح انهم کانوا فی زمن رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر وصدراً من خلافة عمر یوقعون علی من طلق ثلاثاً واحدة واما دعوی الاجماع المتاخر فمردود لانه لم یزل الاختلاف وقد اختار داؤد واصحابه ان الثلاث واحدة ومن حکی الخلاف الطحاوی فی کتابه اختلاف العلماء وفی کتاب تهذیب الآثار وابو بکر الرازی فی احکام القرآن و حکاه ابن المنذرو حکاه ابن خرم و محمد بن نصر المروری والمادری فی کتاب العلم وحکاه عن محمد بن مقاتل من اصحاب ابی حنیفة وهو احد القولین فی مذهب ابی حنیفة وحکاه التلمسانی فی شرح التفریع قولا لما لك وحکاه شیخ الاسلام ابن تیمیه عن بعض اصحاب احمدو هو اختیاره انتهی کلامه کذا فی عون (۱)المعبود . حاشیه

(۱) دیکھئے التعلیق المغنی علی الدار قطنی کتاب اطلاق ص ٤٤٤ و ص ٤٤٥۔ یہ ساری بحث اہل حدیث عالم مولانا شمس الحق عظیم آبادی نے اپنی حمایت میں لکھی ہے، اور صریح حدیث نبوی کا رد کیا ہے، اس کے جواب کے لئے پڑھئے حضرت الاستاذ مولانا اعظمی مدظلہ کی "الاعلام المرفوعه اور الازهار المربوعه" جس میں اس مسئلہ کو واضح طور پر ثابت کیا ہے کہ ائمہ اربع طلاق ثلاثہ کے قائل ہیں، اور حدیث نبوی سے اسی کی تائید ہوتی ہے، حدیثین بخاری، مسلم، دار قطنی تمام کتب حدیث میں آئی ہیں، صاحب فتح القدیر لکھتے ہیں۔ وذهب جمهور الصحابة والتابعین و من بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث ومن الادلة فی ذلك ما فی مصنف ابن ابی شیبه والدار قطنی فی حدیث ابن عمر المتقدم قلت یارسول ارأیت لو طلقتها ثلاثا قال اذا قد عصیت ربك وبانت منك امرأتك وفی سنن ابی داؤد عن مجاهد قال کنت عند ابن عباس فجاءه رجل فقال انه طلق امرأته ثلاثا قال فسکت حتی ظننت انه رادها الیه ثم قال ایطلق احد کم فیرکب الحموقة ثم یقول یا ابن عباس یا ابن عباس یا ابن عباس فان الله عزوجل قال ومن یتق الله یجعل له مخرجا عصیت ربك وبانت منك امرأتك وفی موطا مالك بلغه ان رجلا قال لعبد الله بن عباس انی طلقت امرأتی مائة تطلیقة فما ذا تری علی فقال ابن عباس طلقت منك ثلاثا وسبع وتسعون اتخذت ایات الله هزوا وفی الموطا ایضا بلغه ان رجلا جاء الی ابن مسعود فقال انی طلقت ثمانی تطلیقات فقال ما قیل لك فقال قیل لی بانت منك قال صدقوا هو مثل ما یقولون وظاهره الاجماع علی هذا لجواب وفی سنن ابی داؤد و موطا مالك عن محمد بن ایاس بن الکبیر قال طلق رجل امرأته ثلاثا قبل ان یدخل بها ثم بداله ان ینکحها فجاء یستفتی فذهب معه فسأل عبدالله ابن عباس وابا هریره عن ذلك فقالا لا نری ان تنکحها حتی تنکح زوجا غیرك ، الخ (فتح القدیر کتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۵) ظفیر.

سنن ابی داؤد ، مولانا عبدالحی عمدۃ الرعایہ میں فرماتے ہیں القول الثانی انه اذا طلق ثلثاً تقع واحدة رجعية وهذا هو المنقول عن بعض الصحابة وبه قال داؤد الظاهری واتباعه وهو احد القولين لما لك ولبعض اصحاب احمد .

(جواب) اس کی تحقیق امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں کی ہے (۱) اور وقوع طلقات ثلاثہ کو ثابت کیا ہے اور اس کے خلاف کو رد کیا ہے اور نصوص قطعیہ سے اس صورت میں حلالہ ثابت ہے، بدون حلالہ کے مطلقہ ثلثہ شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی هذا هو الحق فماذا بعد الحق الا الضلال ۔ فقط

دو طلاق دے کر نکاح کرلیا، سات سال بعد پھر دو طلاق دی اور نکاح کرلیا، کیا حکم ہے

(سوال ۳۷۴) ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاق دی اور پھر نکاح کرلیا، بعد سات آٹھ برس کے پھر دو طلاق دی اور پھر نکاح کرلیا، کیا حکم شرع شریف جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں وہ عورت مطلقہ ثلثہ ہوگئی اور چونکہ درمیان میں نکاح زوج ثانی سے نہیں کیا، لہذا پہلی دو طلاق منہدم نہیں ہوئی، کیونکہ انہدام طلقات الاولی زوج ثانی سے ہوتا ہے كما فى الدر المختار والزوج الثانی يهدم الخ ما دون الثلاث ايضاً اى كما يهدم الثلث اجماعاً الخ۔ (۲) پس جب کہ زوج ثانی درمیان میں حائل نہیں ہوا تو پہلی دو طلاق منہدم نہ ہوں گی، اور پچھلی دو طلاقوں میں ایک طلاق ان کے ساتھ مل کر تین طلاق ہو جاویں گی، اور جب کہ عورت مطلقہ ثلاثہ ہوگئی تو بلا حلالہ کے اس سے نکاح صحیح نہ ہوگا اور وہ نکاح جو بعد میں کیا باطل ہوا، كما فى الدر المختار لا ينكح مطلقة بها اى بالثلث الخ حتى يطأها غيره الخ بنكاح نافذ الخ۔ (۳)

ایک شخص نے فال دیکھ کر بتایا طلاق دے دو، میں نے اسی سے لکھوا کر بھیج دیا کیا حکم ہے

(سوال ۳۷۵) عرصہ ایک سال کا گذرا، میں نے اپنی اہلیہ کو غصہ کے عالم میں طلاق ذریعہ خط لکھوا کر وطن روانہ کردیا، صورت طلاق دینے کی یہ ہے کہ میں بالکل جاہل آدمی ہوں، مجھ کو ہر وقت خوف خدا غالب تھا، بدیں وجہ کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے، اسی غلطاں و پیچاں میں اپنے دل میں خیال کیا کہ فال قرآن کے ذریعہ سے فیصلہ کرنا مناسب ہے، چنانچہ ایک حافظ قرآن سے ذکر کیا کہ آپ میری زوجہ کے متعلق فال دیکھئے، لہذا حافظ صاحب نے فال دیکھ کر مجھ سے کہا کہ تم اپنی اہلیہ کو طلاق دے دو، بموجب ان کے کہنے کے ان سے خط میں مکرر سہ کرر طلاق لکھوا کر بھیج دیا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور میں اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہوں یا نہیں۔

---

(۱) دیکھئے فتح القدير كتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۵ مكتبه حبيبيه ج۳ص۳۲۹، ۱۲ ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الرجعة مطلب مسئلة العدم ۲ ص ۷۴۶ .ط.س.ج۳ص۴۱۸، ۱۲ ظفير.
(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الرجعة مطلب فى العقد على المبانة ج ۲ ص ۷۳۹ .ط.س.ج۳ص۴۰۹، ۱۲ ظفير.

(جواب) یہ تو اس شخص کی غلطی اور نادانی ہے کہ فال کھول کر تم کو مشورہ طلاق کا دیا، اس طرح فال نکالنا اور دیکھنا شرعاً کوئی چیز نہیں ہے، نہ کوئی عالم ایسا کر سکتا ہے نہ غیر عالم، لیکن تمہاری زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی، اب بدون حلالہ کے اس کو دوبارہ نکاح میں نہیں لا سکتے۔(۱)

تین طلاق کے بعد پھر بیوی کا شوہر کے پاس رہنا کیسا ہے

(سوال ۳۷۶) تین سال کا عرصہ ہوا کہ زید اور ہندہ کا نکاح ہوا تھا، اب آٹھ ماہ کا عرصہ ہوا کہ ہندہ کے باپ نے پنچائت جمع کی اور زید سے کہا کہ ہماری لڑکی کو ہمارے گھر جانے دو، اور ہندہ جاتی نہیں تھی، اس حالت میں زید نے کہا کہ کہو تو طلاق دے دوں، پھر ہندہ کو اس کا باپ اپنے مکان پر لے گیا، ہندہ کے چلے جانے کے بعد ہندہ کے باپ نے زید کو بہت ڈرایا کہ میری لڑکی ہندہ کو طلاق دے دے ورنہ مار ڈالیں گے، پھر ایک روز عمر کے مکان پر ہندہ کا باپ اور چچازاد بھائی آئے اور زید سے کہا کہ ہندہ کو طلاق دے دے ورنہ ہندہ بھاگ جاوے گی اور تم اپنی جان بچانا چاہو تو طلاق دے دو، زید نے عمر اور ہندہ کے باپ اور چچازاد بھائی کے روبرو چھ مرتبہ کہا کہ طلاق دے دی، ہندہ نے جب سنا کہ مجھ کو طلاق دے دی تو باپ پر سخت ناراض ہوئی، طلاق دینے کے دو ماہ بعد موقع پا کر ہندہ زید کے مکان پر چلی گئی اور اب زید کے مکان میں ہے، آیا نکاح ثانی پڑھایا جاوے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں ہندہ پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں، بغیر حلالہ کے ہندہ زید کے لئے دوبارہ حلال نہیں ہو سکتی، اور اس کا اس کے بغیر زید کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا، البتہ حلالہ کے بعد ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ صحیح ہے اور طریقہ حلالہ کا یہ ہے کہ ہندہ طلاق کی عدت کے بعد یعنی اگر وہ غیر حاملہ ہے اور اس کو حیض آتا ہے تو تین حیض آنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور یہ دوسرا شوہر وطی کے بعد ہندہ کو طلاق دے، پھر ہندہ اس طلاق کی عدت گذارنے کے بعد زید سے نکاح کرے تو جائز ہے **قال الله تعالىٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الايه**(۲) اور سوال میں اگرچہ اضافۃ الی الزوجہ صراحۃ نہیں، مگر فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ اضافۃ کا صراحۃ ہونا ضروری نہیں ہے کمافی الشامی ولا یلزم کون الاضافۃ صریحۃ فی کلامہ الخ شامی ج ۲ ص ۵۹۰ البتہ اگر ایسی صورت میں کہ جس میں اضافت طلاق الی الزوجہ صراحۃ نہ ہو، اور شوہر یہ کہے کہ میری نیت و ارادہ میں اپنی زوجہ مراد نہ تھی کسی دوسری عورت یا مرد کا خیال کر کے اس کی نسبت یہ کہا تھا کہ اس کو طلاق دی تو دیانۃ اس کا قول معتبر ہے اگرچہ قاضی بسبب قرائن ظاہرہ کے اس کو نہ مانے گا **قال الشامی ناقلا عن البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتي يصدق الخ شامی ج ۲ ص ۵۹۱ فقط والله اعلم.**

---

(۱) ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقرار ابا لطلاق وان لم يكتب (ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ ص ۲۴۶ مطلب فى الطلاق بالكتابة) وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة الخ لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره (هدايه فصل فيما تحل به المطلقه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۸) ظفير.
(۲) سورة البقره. ركوع ۲۹. ظفير.

سہ طلاق دادم کہنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۷۷) شخصے در ساعت دوازدہم شب عالم محلہ را بخانہ خود آوردہ گفت کہ زوجہ ام راسہ طلاق دادم شما مہربانی کردہ برادرش را بیارید، مولوی موصوف گفت چہ می گوئی، گفت شما سخن من اعتبار نہ کنی، حسب شریعت محمدی زن خود راسہ طلاق دادم اگر نشود بفرمائید کہ چہ گوئیم، مولوی صاحب بیروں آمد وایں سخن راظاہر نہ نمود تا آنکہ بایدر مطلق بوجہ معاملہ دنیوی سخہا در میان آمد دریں اثناء مولوی صاحب اظہار طلاق نمود وزن مطلقہ بادو عورت گفتہ بود کہ مرا طلاق دادہ است دریں صورت مطابق شرع شریف برزن موصوفہ طلاق واقع شود یا نہ۔

(جواب) ہر سہ طلاق برزوجہ اش واقع شد،(۱) باقی برائے ثبوت عند القاضی بصورت انکار شوہر از طلاق ضرورت شہادت دومرد عادل یا ایک مرد ودوزن است پس اگر مولوی صاحب مذکور ہر دوزن شہود عدول اند انکار شوہر مسموع نخواہد شد وحکم طلاق دادہ شود واگر شوہر مقر است حاجت شہود برائے اثبات طلاق نیست، کما فی عامۃ الکتب المعتبرہ۔(۲)

میں تین طلاق شرعی کے ساتھ ہندہ کو اپنے نفس پر حرام کیا اس کہنے سے ہندہ کو کے طلاق ہوئی

(سوال ۲۷۸) زید اپنی عورت ہندہ کی نسبت یہ الفاظ لکھ کر اپنے نفس پر حرام کرتا ہے کہ میں نے تین طلاق شرعی کے ساتھ ہندہ کو اپنے نفس پر حرام کیا ہے اور مراد ظاہر الکھتا ہے کہ اب کوئی تعلق بموجب شرعی محمدی میرا ہندہ سے نہیں رہا، اور جب اس سے سوال کیا جاتا ہے تو شرع محمدی کو جانتا ہے تو اس سے لاعلمی ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں صرف نماز روزہ جانتا ہوں شرعاً کیا حکم ہے، بینوا۔

اس پر ایک مجیب مسمی محمد حیدر اللہ خاں نے جواب لکھا تھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تین طلاق کو ایک شمار کیا جاتا تھا، لہذا صورت مسئولہ میں ہندہ پر ایک طلاق واقع ہوئی، حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا جواب حسب ذیل ہے۔

(جواب) اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی، اور جو لوگ عدم وقوع ثلاث کی اس صورت میں قائل ہیں ان کارد صاحب فتح القدیر حسب ذیل فرماتے ہیں اما اولا فاجما عھم ظاھر لانہ لم ینقل عن احد منھم انہ خالف عمر رضی اللہ عنہ حین امضی الثلث الخ الی ان قال وقد اثبتنا النقل عن اکثر ھم صریحا با یقاع الثلث ولم یظھر لھم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال الخ۔(۳) فقط۔

---

(۱) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیرا الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ ص ۲۳۵) ظفیر۔
(۲) نصا بھا لغیر ھا من الحقوق الخ کنکاح وطلاق الخ رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الشھادات ج ٤ ص ٥١٥ ط.س. ج٥ ص ٤٦٥) ظفیر۔
(۳) فتح القدیر کتاب الطلاق ج ۳ ص ۲٦ مکتبہ حبیبیہ ج۳ ص ۳۳۰. ۱۲ ظفیر۔

ایک مجلس میں تین طلاق دی اب رجوع کرنا چاہتا ہے غیر مقلد کا فتویٰ پیش کرتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۳۷۹) زید نے اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو ایک ہی جلسہ میں متواتر تین طلاقیں دی اور اب وہ رجوع کرنا چاہتا ہے، مولوی ثناء اللہ وغیرہ کے فتووں کو استدلال میں پیش کرتا ہے، ایسی صورت میں رجوع کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) تین طلاق کے بعد عورت مغلظہ بائنہ ہو جاتی ہے اور بلا حلالہ کے اس سے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے کہ نص قطعی سے یہ ثابت ہے اور اجماع امت اس پر ہے، کسی کا خلاف اس میں معتبر نہیں ہے اور اس کے خلاف جو فتویٰ دے وہ فتویٰ صحیح نہیں ہے، زید کو رجوع کرنا اپنی زوجہ کو بلا حلالہ کے درست نہیں ہے۔(۱) کما قال اللہ تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره . (۲) قال فی الشامی وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسملمین الی انه یقع الثلث . قال فی الفتح بعد سوق الاحادیث الدالة علیه وهذا یعارض ما تقدم (ای من حملها واحدة) واما امضاء عمر الثلث علیهم مع عدم مخالفة الصحابة له وعلمه بانها کانت واحدة فلا یکن الا وقد اطلعوا فی الزمان المتاخر علی وجود ناسخ او لعلمهم بانتهاء الحکم لذلك الی ان قال وقد ثبت النقل عن اکثر هم صریحاً بایقاع الثلاث ولم یظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال ، ومن هذا قلنا لو حکم حاکم بانها واحدة لم ینفذ حکمه الخ شامی ج ۲ ص ۴۱۹ ۔(۳)

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر فوراً تین طلاق دی کیا حکم ہے

(سوال ۳۸۰) ما قولکم رحمکم الله فیمن قرأ او لاً کلمة لا اله الا الله محمد رسول الله ثم قال لزوجته انت طالق ثلاثا متصلا غیر منفصل واتفق العلماء بعد اختلا فهم فی وقوع الطلاق وعدمه ان ما یفتی به مولانا انور شاه یسلو کلهم.

(جواب) تطلق زوجته ثلاثا فی هذه الصورة بلا مریة ولا اختلاف معتبر کذا فی المعتبرات قال فی ردالمحتار فی بحث الا ستثناء فهذا کما تری صریح فی ان سبحان الله عقب الیمین فاصل یبطل للاستثناء اما انه استثناء فلم یقل به احدالخ ص ۵۱۲ ج ۲ (۴) وایضاً فی بحث وقوع الثلث بکلمة واحدة قوله ثلث متفرقة وکذا بکلمة واحدة بالا ولی ثم نقل الا جماع علی ذلك وقال وقد ثبت النقل عن اکثرهم صریحاً بایقاع الثلث ولم یظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال الخ ومن هذا قلنا لو حکم حاکم بانها واحدة لم ینفذ حکمه لا نه لا یسوغ الاجتهاد فیه فهو خلاف لا اختلاف الخ فقط۔

---

(۱) وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة الخ لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا وید خل بها ثم یطلقها او یموت عنها والا صل فیه قوله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره (هدایه باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقه ج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر. (۲) سورة البقره . ۲۹ . ظفیر.

(۳) ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ . ۱۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب التعلیق قبیل مطلب لهم لفظ انشاء الله هل ابطال او تعلیق ج ۲ ص ۷۰۴ . ۱۲ ظفیر.

سہ طلاق دارم کہنے سے طلاق ہو گی یا نہیں

(سوال ۳۸۱) شخصے گفت سہ طلاق دارم وزنش حاضر نہ بود، پس خطاب واشارت مفقود گردید، یا شخص مذکور زن خود را سر ندوی گوید کہ سہ طلاق دارم اما خطاب واشارت نمی کند ونہ نام زن گرفتہ است یا زن حاضر است لیکن خطاب واشارت نمی کند اندریں صورت علماء بنگالہ دو فریق گردیدند، فریقے می گویند کہ زوجہ مرد مطلقہ نہ گردید، زیرا کہ اضافت معنوی یافتہ نہ شد، وآں شرط وقوع طلاق است، وفریق ثانی می گویند کہ عادۃ زنش مطلقہ گردد، پس دریں صورت رائے جناب چیست وحکم شرعی چہ۔

(جواب) اقول قال الشامی قبیله ویو یده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق انتهی (۱) ویفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة الخ۔ (۲) پس از لفظ عالم برید غیر ہا ہماں مراد است کہ در سابق گفتہ کہ اگر شوہر در صورتیکہ اضافت الی الزوجہ نباشد بگوید لم اعن امرأتی من زوجہ خود را ازیں طلاق ارادہ نکردہ ام زوجہ اش مطلقہ نہ شود، واما ہرگاہ ہیچ نہ گفتہ چنانکہ در صورت مسئول عنہا است زنش مطلقہ گردد کما قال الشامی ویفهم منه انه لو لم یقل ذلك الخ فقط۔

ایک طلاق دی اور پوچھنے پر اس کی حکایت کرتا رہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۸۲) زید نے اپنی عورت ہندہ کو حالت غیض میں لفظ طلاق سے طلاق دیا، اور ایک برس اس سے علیحدہ رہا مکان سے باہر نہیں کیا، نان ونفقہ دیتا رہا، اور زید حلفیہ بیان کرتا ہے کہ میں نے طلاق سے محض طلاق مراد لیا ہے کوئی دوسری نیت نہیں کی دریافت کرنے پر اسی لفظ کو دوہراتا رہا۔ آیا زید اپنی عورت سے دوبارہ نکاح یا رجعت کر سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) اگر زید نے اپنی زوجہ کو ایک طلاق دی ہے یعنی ایک دفعہ لفظ طلاق کہا ہے تین دفعہ نہیں کہا اور پھر جو دریافت کرنے پر لفظ طلاق کہا ہے تو اس سے اس کی غرض ونیت اسی طلاق سابق کی خبر دینا تھی تو اس صورت میں زید اس کو عدت کے اندر بلا نکاح کے رجوع کر سکتا ہے اور بعد عدت کے نکاح کر سکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳) هكذا فی كتب الفقه۔

ہنسی میں کہا بیوی کو چھوڑ دیا پھر کہا طلاق، طلاق، طلاق تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۸۳) زید نے عمر کو "جس کے سر پر انگریزی بال ہیں" کہا کہ تم اس طرح بال رکھنے چھوڑ دو، جس کے جواب میں عمر نے بطور ہنسی کے کہا کہ تم اپنی بیوی کو چھوڑ دو، زید نے ہنسی ہی میں جواب دیا کہ میں نے چھوڑ دیا، جس پر عمر نے کہا بلکہ تین دفعہ طلاق کا لفظ اپنی زبان سے کہہ دو، زید نے فوراً (طلاق، طلاق، طلاق) پانچ سات مرتبہ

(۱) ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۷ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ۱۲ ظفیر.
(۴) واذا قال انت طالق ثم قیل له ما قلت فقال قد طلقتها او قلت هی طالق فهی طالق واحدة لانه جواب (ردالمحتار باب طلاق غیر المدخول بها ج ۲ ص ۶۳۲ ط.س. ج۳ص۲۹۳) ظفیر.

طلاق کا لفظ کہہ دیا، آیا طلاق پڑ گئی یا نہیں، اور پڑی تو کون سی، زید بیوی کو جدا کرنا نہیں چاہتا۔

(جواب) اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی، اور وہ عورت مغلظہ بائنہ ہوگئی، بدون حلالہ کے اب زید کے نکاح میں نہیں آسکتی، حدیث شریف میں وارد ہے ثلث جدهن جد وهزلهن جدو عد منهن الطلاق (۱) وقال الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الایہ۔(۲)

پانچ چھ بار کہا کہ تجھ کو طلاق دے چکا تو طلاق مغلظہ ہوگئی

(سوال ۳۸٤) زید نے ناراض ہو کر پانچ چھ بار مجمع عام میں یہ الفاظ کہے کہ میں تجھ کو طلاق دے چکا تجھ سے کچھ سروکار نہیں ہے، ہندہ نے عاجز آکر بکر سے نکاح ثانی کر لیا، لیکن پھر اب زید ہندہ کا دعویٰ کرے تو جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں ہندہ پر تین طلاق واقع ہوگئی، اگر بعد عدت کے اس نے دوسرے شخص سے نکاح کیا ہے تو وہ صحیح ہے اور زید کا دعویٰ باطل اور غیر مسموع ہے، لیکن اگر ہندہ کے پاس دو گواہ معتبر طلاق کے نہیں ہیں، اور زید طلاق سے انکار کرتا ہے، تو پھر قول زید کا معتبر ہے۔(۳)

شوہر اہل حدیث ہے اور بیوی حنفی شوہر نے ایک وقت میں تین طلاق دی تو اب عدت کے بعد شادی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۸۵) زید اہل حدیث ہے اور اس کی بیوی ہندہ حنفیہ ہے، زید نے چند معززین کی روبرو اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاق ایک وقت میں دی، ہندہ کا بیان ہے کہ عقائد احناف کے مطابق مجھ پر تین طلاق واقع ہوگئی، میں عقد ثانی کروں گی ایسی صورت میں ہندہ کو کیا کرنا چاہئے جب کہ اس کی عدت بھی گذر چکی ہے۔

(جواب) ہندہ کا قول صحیح ہے تین طلاق اس پر موافق مذہب حنفیہ کے واقع ہوگئی اور وہ مغلظہ بائنہ ہوگئی، عدت کے گذر جانے کے بعد اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے اور عدت کا گذر جانا تحریر بالا سے معلوم ہوا، پس ہندہ بلا تردد نکاح ثانی کرے کذافی کتب الفقہ۔ (۴)

بارہ طلاق دی تو بعد عدت عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۸٦) ایک شخص نے اپنی عورت کو تنہائی میں طلاق بارہ طلاقیں دی بطور استہزاء، عورت ایک مدت کے بعد والدین کے گھر گئی، اور ایک عالم سے مسئلہ دریافت کیا، عالم نے کہا کہ بر سبیل انکار زوج قضاءً طلاق واقع نہ ہوگی مگر دیانۃً اور عورت مذکورہ چند وجوہ سے دس سال تک والد کے گھر رہی کہ اگر زوج کے گھر جاوے تو بوجہ وقوع طلاق ارتکاب زنا لازم آوے گا، اور کچھ حصہ مہر کا شوہر کے ذمہ ہے اور شوہر نے نکاح کر لیا سوتن کا خوف

---

(۱) عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ثلث جدهن جدو هزلهن جد النکاح والطلاق والرجعة رواه الترمذی (مشکوة کتاب الطلاق ص ۲۸٤) ظفیر. (۲) سورة البقره رکوع ۲۹. ظفیر. (۳) ونصابها لغیرها من الحقوق الخ کنکاح وطلاق الخ رجلان او رجل و امرأتان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ٤ ص ۵۱۵) ظفیر.

(٤) قال لزوجته غیر المدخول بها انت طالق ثلاثا الخ وقعن لما تقرر انه متی ذکر العدد کان الوقوع به الخ وان فرق بانت بالاولی ولم تقع الثانیة بخلاف الموطوءة حیث یقع الکل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب طلاق غیر المدخول بها ج ۲ ص ۲٦٤ و ج ۲ ص ٦۲٦) ظفیر

ہے اور شوہر کو دونوں کے نفقہ کی وسعت نہیں، پس صورت مذکورہ میں عورت کو بلا اجازت شوہر کے والد کے گھر جانا اور عالم سے مسئلہ دریافت کرنا اور بوجہ نہ پانے مہر کے اپنے نفس کو زوج سے روکنا جائز ہے یا نہیں اور عورت مذکورہ کو اپنی سوتن کے ساتھ زبردستی ایک مکان میں رکھنا جائز ہے یا نہ، اور زوج کو امساک بالمعروف یا تسریح باحسان پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں، اور اگر ترک عمل باحد الامرین واجب ہے تو شوہر پر کیا لازم آئے گا، اور بنا بر مذہب شافعیؒ عمل باحد الامرین کرنا بوجہ شدت ضرورت کے احناف کو جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں تین طلاق اس شخص کی زوجہ پر واقع ہو گئی اور دیانۃً اس عورت کو درست ہے کہ بعد عدت کے دوسرا نکاح کرلیوے، لیکن بصورت انکار شوہر از طلاق قاضی بدون دو گواہان عادل کی شہادت کے حکم طلاق کا نہ کرے گا۔(۱) اور قاضی چونکہ وقوع طلاق کا حکم نہ کرے گا اس لئے بلا اجازت شوہر اس کے گھر سے جانے کی وجہ سے سقوط نفقہ کا حکم کرے گا اور عورت کو جب کہ علم طلاق کا ہے تو اس کو روکنا اپنے نفس کو شوہر سے درست ہے بلکہ ضروری ہے، شامی میں ہے بشرح قول در مختار سمعت من زوجها انه طلقها الخ کہے وینبغی لها ان تهرب منه الخ(۲) ج ۲ ص ۵۴۴ شامی اور زوجہ اپنے رہنے کے لئے علیحدہ مکان کا مطالبہ زوج سے کر سکتی ہے اور سوتن کے ساتھ رہنے سے انکار کر سکتی ہے، در مختار میں ہے و كذا تجب لها السكنى فى بيت خال عن اهله واهلها الخ ونقل المصنف عن الملتقط كفاية مع الا حماء لا مع الضرائر وفى الشامى فان المنافرة مع الضرائر اقوىٰ الخ(۳) اور زوج کو لازم ہے کہ حسب ارشاد باری تعالیٰ فا مساك بمعروف او تسريح باحسان الايه(۴) اپنی زوجہ کو اگر رکھے معروف کے ساتھ رکھے ورنہ چھوڑ دے، اور کالمعلقہ نہ رکھے اور اگر اس پر عمل نہ کرے گا، حاکم اس کو احد الامرین پر مجبور کرے گا مگر عند الحنفیہ حاکم خود تفریق نہیں کر سکتا كما قاله الشافعى رحمة الله تعالىٰ فقط۔

دو طلاق دی پوچھنے پر کہا کہ تین طلاق دے دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۸۷) کسی نے سنیچر کو دو طلاق دی، دو تین روز کے بعد شوہر سے دریافت کرنے پر کہا کہ میں نے تین طلاق دی ہیں، اس صورت میں بعض عالم کہتے ہیں تین طلاق نہیں ہوں گی۔ کیونکہ حکایت محکی عنہ کی نہیں ہے، اس میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں شوہر کے دوبارہ کہنے سے کہ میں نے تین طلاق دی ہیں، تین طلاق واقع ہو جاویں گی كما صرح به الفقهاء فقط۔

تین طلاق فصل سے تین مرتبہ دی کیا حکم ہے

(سوال ۳۸۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی کچھ روز کے بعد اور طلاق پھر دس بیس روز کے بعد اور طلاق دے دی تو تینوں طلاقوں میں کون سی طلاق ہوئی۔

---

(۱) ثلاث جدهن جدوهز لهن جد النكاح والطلاق والرجعة رواه الترمذى (مشكوٰة كتاب الطلاق) ج ص ۲۸۴ ظفير.
(۲) (ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۴۸. ط.س. ج۳ص ۴۲۰. ظفیر. (۳) دیکھئے (ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱۲ و ج ۲ ص ۹۱۳. ط.س. ج۳ص ۵۹۹. ظفیر. (۴) سورة البقره. ۲۸. ظفیر.

(جواب) اس صورت میں تین طلاق اس عورت پر واقع ہو گئیں۔(۱)

گواہ کہتے ہیں تین طلاق دی اور شوہر کہتا ہے ایک طلاق دی اور ایک استعفاء دیا کہا کیا حکم ہے

(سوال ۳۸۹) اکثر گواہ کہتے ہیں کہ شیخ کرامت علی نے اپنی زوجہ کو ان الفاظ سے کہ تجھ کو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق بائن طلاق دیا میں نے، اور کرامت علی اور ایک گواہ کہتا ہے کہ ان الفاظ سے طلاق دی اور کہا کہ تجھ کو استعفاء دیا میں نے، بعد اس کے باہر آکر کہا تجھ کو طلاق دیا میں نے، اب کوئی صورت ایسی ہے کہ پھر زوجہ و شوہر میں نکاح ہو جاوے۔

(جواب) اس صورت میں تین طلاق واقع ہو گئی، بلا حلالہ کے کوئی صورت جواز نکاح ثانی کی شوہر اول سے نہیں ہے هكذا في عامة كتب الفقه۔(۲)

طلاق دو طلاق بائن طلاق کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۹۰) کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو اس طرح پر طلاق دی کہ میں نے تجھ کو ایک طلاق دو طلاق بائن طلاق دیا اور اس خیال سے کہ اس کہنے سے اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی اس کو کسوت اور نفقہ بھی دے دیا، طلاق کے گواہ ایک مرد اور دو عورتیں ہیں، مرد کہتا ہے کہ اس نے تین طلاق کے بعد لفظ بائن کہا ہے، ایک عورت کہتی ہے کہ دو طلاق کے بعد لفظ بائن کہا ہے دوسری عورت کہتی ہے کہ مجھے کچھ خیال نہیں رہا کہ لفظ بائن دو طلاق کے بعد کہا یا تین کے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ خود شوہر اقرار تین طلاق کا کرتا ہے اور اس کو مطلقہ مغلظہ سمجھ کر عدت کا نفقہ بھی دے دیا تو اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی، بلا حلالہ کے وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں ہے۔(۳) اور اقرار شوہر کی حالت میں کسی گواہ اور شاہد کی ضرورت نہیں ہے البتہ انکار شوہر کی حالت میں گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے طلاق ثابت ہو جائے گی اور چونکہ بائنہ صریح کو ملحق ہو جاتی ہے،(۴) لہذا جو عورت یہ کہتی ہے کہ مرد نے دو طلاق کے بعد لفظ بائن کہا ہے اس کی گواہی کے موافق بھی تین طلاق ہو گئی، پس بہر حال عورت مطلقہ ثلثہ ہو گئی۔

طلاق مغلظہ کہا تو کون سی طلاق ہوئی اور کتنی

(سوال ۳۹۱) کسی نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجھ پر طلاق مغلظہ ہے اور اس سے اس نے کسی عدد کی نیت نہیں کی بلکہ یہ مراد لیا کہ بغیر حلالہ کے نکاح درست نہ ہو، اس صورت میں کس قسم کی طلاق واقع ہو گی۔

---

(۱) والزوج الثانی یهدم بالدخول فلولم ید خل لم یهدم اتفاقا ما دون الثلاث (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷٤٦) ظفیر.. ط.س.ج۳ص

(۲) وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة الخ لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و ید خل بها ثم یطلقها او یموت عنها (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر.

(۳) وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة الخ لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحاصحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر.

(٤) الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدة والبائن یلحق الصریح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٥ .ط.س.ج۳ص۳۰٦) ظفیر.

(جواب) اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوں گی اور وہ حرام مغلظہ ہو جاوے گی بدون حلالہ کے اس سے نکاح درست نہ ہوگا کما فی الدر المختار فان نوی ثلاثا فثلث لانہ فرد حکمی،(۱) اور جس طلاق میں بلا حلالہ کے نکاح صحیح نہیں ہوتا وہ تین طلاق ہیں و فی الشامی قد عللوا صحة نیة الثلث فی جمیع مامر بانه وصف الطلاق بالبینونة وهی نوعان خفیفة وغلیظة فاذا نووی الثانیة صح فیقال ان تاء الوحدة لا تنافی ارادة البینونة الغلیظة وهی مالا تحل له المرأة معها الا بزوج اخر الخ ج ۲ ص ۴۵۰(۲)

جب تین طلاق دی تو طلاق مغلظہ ہو گئی، بلا حلالہ جائز نہیں

(سوال ۳۹۲) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی جس کو عرصہ چھ سال کا ہو گیا چونکہ مسماۃ مذکورہ نے ایک نوٹس واسطے گذارہ شخص مذکور اپنے شوہر کو دیا۔ شخص مذکور نے اس کے پہنچنے پر نوٹس و کاغذ اسٹامپ طلاق نامہ کاتب کے پاس لے جا کر کہ میں نے مسماۃ کو طلاق دے دی ہے، چنانچہ کاتب نے طلاق نامہ تحریر کیا۔ گوہان حاشیہ اس جگہ پر موجود نہیں تھے، بیان کاتب و گواہان حاشیہ و نقل کاغذ طلاق نامہ پیش کردہ مسماۃ مذکورہ روبروئے عدالت، بنابر ملاحظہ لف ہے، لہٰذا مسماۃ مذکورہ اپنے والدین کے گھر بیٹھی ہے، طلاق مذکور جائز ہے یا نہیں اور اس کا دوبارہ نکاح ہمراہ شوہر خود درست ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) موافق طلاق نامہ منسلکہ مصدقہ عدالت مسماۃ مذکورہ پر تین طلاق واقع ہو گئی۔ اور جب کہ کاغذ طلاق نامہ خود شوہر نے رجسٹری کرایا اور داخل عدالت کیا اور اقرار اس کے مضمون کا کیا تو پھر انکار اس کا تین طلاق سے معتبر نہ ہوگا، ھکذا فی کتب الفقه۔(۳) اور بعد تین طلاق کے بدون حلالہ کے شوہر اول کے ساتھ دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔(۴) فقط۔

تین طلاق کے بعد زبردستی بیوی رکھ لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۹۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو گواہوں کے سامنے طلاق دی اور تین دی، بعد کو زوج نے اس عورت کے بلا نکاح و حلالہ کے جبراً اپنے گھر میں رکھ لیا، وہ عورت اس فعل سے بہت متنفر ہے مگر مجبور ہے اور چند آدمیوں نے بھی مل کر اس عورت کو جبراً زوج کے حوالہ کر دیا یہ عورت اس پر حرام ہے یا کیا۔ اور معاونین جو اس شخص کے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

(جواب) اگر دو گواہ معتبر اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے تین طلاق اس شخص نے اپنی زوجہ کو دے دی تو اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی اور اس کو منکوحہ سمجھنا اور وطی کرنا حرام اور زنا ہے اور وہ شخص عند اللہ بڑا فاسق اور ظالم ہے، اور جو لوگ اس بد فعلی کے معاون ہوئے ہیں وہ لوگ بھی اسی کے حکم میں ہیں اور زوجہ مجبور ہے، اگر وہ

---

(۱) ایضاً باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۴ ط.س. ج۳ص ۲۵۲ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار، باب الصریح ج ۲ ص ۶۱۸ ط.س. ج۳ص ۲۷۷۔
(۳) ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرء تی کان اقرار بالطلاق وان لم یکتب ولو استکتب من اخر کتابا بطلاقها وقراه علی الزوج وختمه و عنونه وبعث به بها فاتا ها وقع ان اقرا الزوج انه کتابه (ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۳ ص ۵۸۹ ط.س. ج۳ص۲۴۶ مطلب فی الطلاق بالکنایه.(۴) وان کان الطلاق ثلاثافی الحرة الخ لا تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها ویموت عنها (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر۔

اس فعل کو برا جانتی ہے اور حتی الامکان اس سے علیحدہ ہونے کی کوشش کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ مہربان ہیں شاید اس کی مجبوری پر نظر کر کے اس کے گناہ معاف کردیں۔

ایک مجلس میں دو یا تین طلاق کا حکم

(سوال ۳۹۴) ایک شخص نے غصہ کی حالت میں ایک وقت اور ایک ہی مجلس میں دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہ کہہ دیا کہ تجھ کو طلاق دیا۔ اس صورت میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہی مذہب ہے کہ تین طلاق واقع ہو گئی اور امام شافعیؒ کے نزدیک چونکہ مجلس واحد ہے تو ایک طلاق ہوئی اور رجعت کر سکتا ہے، مولانا عبدالحی صاحبؒ کی بھی یہی رائے ہے مگر حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فتاویٰ رشیدیہ میں صاف تحریر فرمادیا ہے کہ تین ہی طلاق ہوں گی اور ضرورت کچھ ملحوظ نہ ہوگی، اس صورت میں رجعت یا نکاح جدید ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر دو مرتبہ لفظ طلاق کا کہا تو حکم ظاہر ہے کہ عدت میں رجعت درست ہے اور اگر تین مرتبہ تو عورت مغلظہ بائنہ ہو گئی بدون حلالہ کے کوئی صورت دوبارہ نکاح کرنے کی بھی نہیں ہے (۱) اور فتویٰ حضرت اقدس مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا عین حق وصواب بلا ریب وارتیاب ہے، شامی میں محقق صاحب فتح القدیر سے نقل فرمایا ہے کہ اس صورت میں اجماع صحابہ وقوع سہ طلاق میں ہے اور شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ بعض حنابلہ نے خلاف کیا ہے جو معتبر نہیں ہے یا روافض کا خلاف ہے جو مردود ہے، بہر حال اس میں کچھ گنجائش نہیں ہے۔ محقق موصوف نے نہایت مدلل اس کو بیان فرمایا ہے ومن ھذا لو حکم حاکم بانھا واحدۃ لم ینفذ حکمہ لانہ لا یسوغ الا جتھا د فیہ فھو خلاف لا اختلاف الخ شامی۔(۲)

ایک مجلس میں تین طلاق

(سوال ۳۹۵) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق ایک مجلس میں دی اور عورت کا اس سے علیحدہ ہونا باعث مضرت ہے، حنفی مذہب میں کوئی طریقہ طلاق واقع نہ ہونے کا تحریر فرمائیے۔ اگر حنفی مذہب میں ایسا طریقہ نہ ہو تو حنفی کو خاص مسئلہ میں دوسرے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہو سکتی ہے یا نہ ؟

(جواب) صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہو گئی بدون حلالہ کے زوج اول کے لئے حلال نہیں ہے اگرچہ باعث مضرت ہے، اگر مضرت تھی تو طلاق کیوں دی، اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا جب جائز ہے کہ کوئی کراہت اس کے مذہب کی رو سے لازم نہ آوے اور یہاں کراہت بلکہ حرمت ہے لہذا اس صورت میں جائز نہیں ہے قال فی الدر المختار لکن یندب للخروج من الخلاف لا سیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذھبہ۔(۳) فقط۔

---

(۱) او اطلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یرا جعھا فی عدتھا رضیت بذالک او لم ترض الخ وان کان الطلاق ثلثا فی الحرۃ الخ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا وید خل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا (ھدایہ باب الرجعۃ ج ۲ ص ۳۷۳ وج ۲ ص ۳۷۸)۔
(۲) (ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۷۷ .ط.س. ج۳ ص ۲۳۳ . ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الطھارۃ ج ۱ ص ۱۳۶ و ج ۱ ص ۱۳۷ .ط.س. ج۱ ص۱۴۷ . ظفیر۔

یہ کہا کہ فارغ خطی لکھ چکا تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۹۶) محمد ابراہیم نے اپنی زوجہ مسماۃ ہندی کی نسبت اپنے بھائی کو یہ خط لکھا کہ میں اس کو ایک سال ہو طلاق دے چکا تھا اور فارغ خطی بھی لکھ کر اپنے بھائی کے پاس بھیج دی اور چند مرتبہ لفظ فارغ خطی زوجہ کی نسبت لکھا۔ اس صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی ؟ اگر دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ اگر نکاح جائز ہو تو اس کو نفقہ دینا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں مسماۃ ہندی پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور ظاہر یہ ہے کہ تین طلاق واقع ہوئی لہذا بدون حلالہ کے اس سے نکاح درست نہیں ہے، اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت یعنی تین حیض کے بعد وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح کرلے اور وہ بعد دخول و وطی طلاق دے دے پھر عدت گذرنے کے بعد شوہر اول نکاح کر سکتا ہے اور نفقہ مطلقہ کا عدۃ کے اندر شوہر کے ذمہ لازم ہے اور بعد عدۃ کے اگر چاہے بطریق احسان کے دیوے کچھ حرج نہیں ہے۔(۱)

ایک مرتبہ کہا طلاق دی اور پھر تین لکیریں کھینچیں کتنی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۳۹۷) زید نے اپنی زوجہ کو ایک مرتبہ کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی یہ کہہ کر تین لکیریں اپنی انگشت سے زمین پر نکالیں اور زید کا بیان ہے کہ میں نے تینوں لکیروں سے تین طلاق کا ارادہ کیا ہے، اس صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہوئی یا نہ ؟

(جواب) تین طلاق مغلظہ زید کی زوجہ پر واقع ہوئی۔(۲) بدون حلالہ کے اس سے نکاح زید کا درست نہیں۔

تین دفعہ سے زیادہ طلاق دے تو کون سی طلاق واقع ہو گی

(سوال ۳۹۸) اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو چندبار طلاق دے یعنی تین دفعہ سے زیادہ یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی تو اب پھر اس عورت سے بغیر حلالہ کے وہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟ اور اب اس مطلقہ سے اس کو تعلق زوجیت کا باقی رہا یا نہیں اور حلالہ کی شکل کیا ہے۔ آیا جس سے اس کا نکاح کرایا جائے پہلے اس سے شرط کرلی جاوے کہ نکاح کے بعد تو طلاق دے دینا اور صحبت نہ کرنا، یا نابالغ سے اس کا نکاح کرادیا جاوے اور وہ نابالغ اس کو طلاق دے دے تب اس سے نکاح کیا جاوے بینوا توجروا۔

(جواب) بدون حلالہ کے اس عورت مطلقہ ثلاثہ سے شوہر اول کا نکاح درست نہیں ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کا وطی کرنا شرط ہے، نابالغ غیر قادر علی الجماع سے حلالہ نہیں ہو سکتا اور پھر نابالغ کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی، مراہق یعنی قریب البلوغ اگر نکاح کر کے وطی کرے اور بعد بلوغ کے طلاق دے تو صحیح ہے اور شرط طلاق کی شوہر ثانی سے نہ کرنی چاہئے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے بلکہ بعد نکاح کے وہ خود طلاق دے دیوے، اس وقت بعد گذرنے عدت

---

(۱) وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة ...... لم تحل له حتی تنكح زوجا غیره نكاحا صحیحا ويد خل بها ثم يطلقها او يموت عنها (هدایه ج ۲ ص ۳۷۰) واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى فی عدتها رجعيا كان او بائنا (هدایه ج ۲ ص ۴۲۱) ظفیر۔

(۲) انت طالق هكذا مشیر بالا صابع المنشورة وقع بعدده (در مختار) ای بعدد ما اشار اليه من الا صابع الا شارة اللغوية او بعدد ما اشار به منها الا شارة الحسية (ردالمحتار ج ۲ ص ۶۱۵ ط.س. ج۳ص ۲۷۴)

کے شوہر اول نکاح کر سکتا ہے، در مختار میں ہے وکرہ التزوج تحریماً لحدیث لعن المحلل والمحلل له لشرط التحلیل الخ کتزوجك علی ان احللك وان حلت للاول لصحة النکاح وبطلان الشرط فلایجبر علی الطلاق الخ اما اذا ضمراذلك لا یکرہ وکان الرجل ما جوراً لقصد الا صلاح . در مختار۔(۱) قوله بشرط التحلیل تاویل للحدیث بحمل اللعن علی ذلك الخ . شامی۔(۲) فقط۔

جتنی شادیاں کریں گے سب کو تین طلاق ہیں، کوئی یہ کہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۹۹) ایک شخص نے لوگوں کے سامنے کہا کہ کون کہہ سکتا ہے بطور بہادری کے کہ ہم جتنی شادیاں کریں گے سب پر تین طلاق ہے، پس زید نے بعینہ وہ جملہ بہادری کے ساتھ ادا کیا کہ ہم جتنی شادیاں کریں گے سب پر تین طلاق ہیں، اس صورت میں زید کی منکوحہ پر جو بعد اس قول کے ہوئی ہے، تین طلاق واقع ہوں گی یا نہ اور زید کے لئے عند الحنفیہ حل نکاح کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں زید جس عورت سے نکاح کرے گا اس پر تین طلاق واقع ہوں گی اگر اس مطلقہ سے بعد حلالہ کے پھر نکاح کرے صحیح ہے اور اس پر دوبارہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ کما فی الشامی . لان الیمین فی کل وان انتهت فی حق اسم بقیت فی حق غیرہ من الاسماء۔ اور حیلہ حلت نکاح ایسے موقع میں وہ ہے جو در مختار اور شامی میں منقول ہے کہ فضولی کے نکاح کو جائز رکھے فعل کے ساتھ یعنی مہر و تقبیل وغیرہ کے ساتھ اس صورت میں اس منکوحہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ در مختار میں ہے کل امرأة تدخل فی نکاحی الخ وکذا فاجاز نکاح فضولی بالفعل لا یحنث الخ ۔(۳) فقط۔

ایک مجلس میں تین طلاق دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۰۰) ایک شخص نے ایک مجلس میں ایک وقت میں اپنی بیوی کو تین طلاق دی۔ آیا تینوں طلاق ایک مجلس کی تین ہی کے حکم میں ہیں یا ایک کے حکم میں۔ در صورت ثانی رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس پر ایک صاحب نے جواب ذیل لکھا ہے کہ

(جواب) بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ طلاق ثلاثہ مذکورہ بالا ایک ہی کے حکم میں ہے لہٰذا رجوع کر سکتا ہے چنانچہ مسلم شریف جلد اول ص ۴۷۷ میں مروی ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال کان الطلاق علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و ابی بکر و سنتین من خلافة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه طلا ق الثلث واحدة۔ یعنی نبی ﷺ اور ابوبکرؓ کے زمانہ میں اور دو سال حضرت عمرؓ کی خلافت میں ایک مرتبہ کی تین طلاق ایک ہی طلاق کے حکم میں ہوتی تھی۔

حررہ عبد الرحمٰن، مدرس مدرسہ مطلع معلوم

اس پر حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۷۴۳ باب الرجعة. ط.س. ج۳ ص۴۱۱. ۱۲.
(۲) شامی ج ۲ ص ۷۴۳. ط.س. ج۳ ص ۴۱۱ ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب قال کل امرأة تدخل فی نکاحی فکذا ج ۳ ص ۱۸۹. ط.س. ج۳ ص۸۴۶. کتاب الایمان باب الیمین فی الضرب والقتل الخ. ۱۲ ظفیر.

(جواب)اقول وبالله التوفیق۔ یہ فتویٰ مخالف ہے آیت قرآنیہ اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلث قال في الفتح بعد سوق الاحاديث الدالة عليه وهذا يعارض ما تقدم واما امضاء عمر الثلث عليهم مع عدم مخالفة الصحابة له وعلمه بانها كانت واحدة فلايمكن الا وقد اطلعوا في الزمان المتاخر على وجودنا سخ او بعلمهم بانتهاء الحكم الحق لذلك الى ان قال وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحاً بايقاع الثلث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لوحكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الا جتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف الخ ص ۴۱۹ (۱)شامی۔ الحاصل صورت مذکورہ میں اس شخص کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی اور بلا حلالہ کے وہ مطلقہ شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہے، قال الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنكح زوجا غيره الآيه۔(۲)(حدیث میں بھی صراحت موجود ہے، صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے ان الرجل طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبي صلى الله عليه وسلم اتحل للاول قال لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول۔(۳)

دار قطنی ص ۴۳۸ میں ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا طلق الرجل امرء ته ثلاثا فلا تحل له حتى تنكح زوجا غيره ويذوق كل واحد منهما عسيلة الآخر۔ اس طرح کی صریح حدیثوں کے بعد کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔)

خواہ نہ جانتا ہو مگر تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہوں گی

(سوال ۱۰۴)زید بے علم کو اس کی عورت نے تعلیم دی کہ سوائے گواہوں کے طلاق واقع نہیں ہوتی، تم مجھ سے الفاظ سیکھ کر مجھ کو طلاق دو، بعد میں اپنے باپ سے یہ ظاہر کروں گی شاید کہ طلاق کے خوف سے جو فلاں کام ملتوی ہے حاصل ہو جائے۔ پس زید نے بہ تعلیم اپنی عورت کے کہا کہ ہندہ بنت بکر کو میں نے تین طلاق دی اس

---

(۱)ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶. ط.س. ج۳ص ۲۳۳. ۱۲ ظفير.

(۲)سورة بقره ع ۲۹. ۱۲ ظفیر (۳)دیکھئے بخاری شریف ج ۲ ص ۷۹۱ مسلم شریف ج ۱ ص ۴۶۳ مسلم کے الفاظ بہت واضح ہیں، عن عائشة قالت طلق رجل امرء ته ثلاثا فتزوجها رجل ثم طلقها قبل ان يد خل بها فارادزوجها الاول ان يتزوجها فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال لا. حتى يذوق الآخر عسيلتها كما ذاق الاول. امام نووی نے اس کی صراحت کرتے ہوئے لکھا ہے وبه قال جميع العلماء من الصحابة والتابعين. امام مسلم نے دوسری جگہ اور وضاحت سے لکھا ہے وقد اختلف العلماء فيمن قال لا مرأته انت طالق ثلاثا فقال الشافعي وما لك وابو حنيفة واحمد وجما هير العلما من السلف والخلف يقع الثلث (مسلم ج ۱ ص ۴۷۸) رہا معاملہ ابن عباس کی حدیث کا سو اس کا جواب امام نووی نے دیا ہے واما حديث ابن عباس الخ فالا صح ان معناه انه كان في الامر الاول اذا قال لها انت طالق انت طالق ولم ينو تاكيداً ولا استينافاً يحكم بوقوع طلقة لقلة ارادتهم الا ستيناف بذالك فحمل على الغالب الذى هو ارادة التاكيد فلما كان فى عمر وكثر استعمال الناس بهذه الصيغة وغلب منهم ارادة الا ستيناف بها حملت عند الاطلاق على الثلث عملاً بالغالب السابق الى الفهم منها في ذالك العصر الخ (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۴۷۸)ماحصل یہ ہے کہ تین دفعہ مطلقاً یہ کہا کہ طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، اور کوئی نیت نہیں تھی تو اس میں اختلاف ہے کہ تین واقع ہو گئی یا ایک۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس صورت میں حضرت عمرؓ کے زمانے تک ایک مراد لی جاتی تھی، یہ سمجھ کر کہ تاکید کے لئے تین مرتبہ کہا ہے، مگر عہد عمر میں عموماً...... از سر نو متعدد طلاق ہی مراد ہونے لگی تھی، اس لئے اس اطلاق کی صورت میں اسے تین قرار دے دیا۔ یہ مطلب اس لئے اور بھی درست ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا فتویٰ بھی تین کا ہی ہے۔ موطا امام مالك میں هے ان رجلا قال لا بن عباس اني طلقت امرء تي ماءة تطليقة فما ذا ترى على فقال له ابن عباس طلقت منك بثلاث (موطا امام مالك كتاب الطلاق ص ۱۹۹)

صورت میں کتنی طلاق واقع ہوئیں یا نہیں ہوئیں۔

(جواب) اس صورت میں ہندہ بنت بکر پر تین طلاق واقع ہو گئی، فقط۔

دو لفظ طلاق اور ایک لفظ حرام سے کتنی طلاق ہوئی

(سوال ۴۰۲) زید نے اپنی مدخولہ کو کہا تو طلاق ہے، توں طلاق ہے، تو حرام ہے۔ آیا حرام طلاق صریح سے ملحق ہو کر حکم ثلاثہ کا ہوگا یا کیا۔

(جواب) اس صورت میں بے شک لفظ حرام دو صریح طلاق سے مل کر تین طلاق کا مثبت ہوگا۔ کما فی الدر المختار والبائن یلحق الصریح الخ ۔(۱) فقط

تین دفعہ کہا کہ طلاق دی تو تین ہی واقع ہوئیں

(سوال ۴۰۳) زید کے بھائی سے زید کی زوجہ ہندہ کا جھگڑا ہوا۔ اتنے میں زید آگیا۔ چونکہ زوجہ زید بلند آواز کے ساتھ گفتگو کر رہی تھی، زید نے منع کیا کہ خاموش ہو جا، وہ خاموش نہیں ہوئی اس بنا پر رنج زائد ہوا اور ہندہ بغیر اجازت اپنے گھر سے دوسری جگہ جانے لگی، اس وجہ سے زید نے یہ لفظ کہا کہ تو جاتی ہے تو تین طلاق دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر زید گھر سے باہر جانے لگا تو ہندہ نے اس کو پکڑ کر کہا کہ جاتا ہے تو میرا جھگڑا توڑ کر جا، اس پر زید نے یہ کہا کہ اگر تیری خواہش ہے تو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کون سی۔

(جواب) در مختار و شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی طلاق منجز ہوتی ہے، تعلیق میں شمار نہیں ہوتی، (۲) لہذا اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئیں اور ہندہ بائنہ مغلظہ ہو گئی، بدون حلالہ کے وہ زید کے نکاح میں دوبارہ نہیں آسکتی۔

ایک طلاق، دو طلاق، چار طلاق دادم سے کتنی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۴۰۴) زید زن خود را گفت ترا ایک طلاق دو طلاق چار طلاق دادم چند شوند از عبارت عالمگیریہ انت واحدۃ ومائۃ۔ انت واحدۃ والف معلوم میشود کہ محض دو واقع شوند زیرا کہ دریں عبارات یک واقع میشود۔ ودر اشباہ زیر قاعدہ الاعمال اولی من الاھمال ومما فرعتہ الخ سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ سوال میں دو طلاق واقع ہوں گی اور لفظ چار طلاق مثل مائۃ والف لغو ہوگا۔ تین طلاق کیوں نہ ہوں گی؟ نظائر وقوع ثلاثہ کی عبارت کتب فقہ میں بکثرت ہیں۔

(جواب) دریں صورت سہ طلاق واقع شود بلاریب وروایت عالمگیریہ در غیر مدخولہ است کہ آں از یک طلاق بائنہ میشود و ثانی وثالث در صورت تفریق بر وواقع نمی شود۔ عبارت عالمگیریہ در فصل رابع فی الطلاق قبل الدخول ایں است اذا طلق الرجل امرأتہ ثلاثاً قبل الدخول بھا وقعن علیھا فان فرق الطلاق بانت بالاولی ولم تقع الثانیۃ والثالثۃ الی ان قال ولو قال ولم یدخل بھا فانت طالق احدی وعشرین تقع الثلاث عند

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٥ ط.س. ج۳ ص۳۰٦ مطلب فی الصریح یلحق الصریح والبائن ۱۲ ظفیر۔

(۲) وان قال بامرہ او بحکمہ او بقضائہ او باذنہ او بعلمہ او بقدرتہ یقع فی الحال اضیف الیہ تعالیٰ او الی العبد اذ یراد بمثلہ التنجیز عرفا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ج ۲ ص ۷۰٦ ط.س. ج۳ ص۳۷۳ باب التعلیق) ظفیر۔

علمائنا الثلاثة ولو احد عشر تقع الثلاث فی قولهم ولو قال واحدة وعشراً وقعت واحدة ولو قال واحدة ومائة او واحدة والف كانت واحدة فی رواية الحسن عن ابی حنيفةؒ وقال ابو يوسفؒ تقع الثلاث كذا فی المحيط. (۱) پس معلوم شد کہ ایں اختلاف در غیر مدخولہ است نہ در مدخولہ۔ فقط۔

دو گواہوں کی گواہی سے تین طلاق ہوگی، گو شوہر کو یاد نہ ہو

(سوال ۴۰۵) زید نے بحالت غصہ جب کہ اس کی عورت نے کہا کہ تم مجھے طلاق دے دو، اس کے جواب میں زید نے یہ کہا میں نے تجھ کو دو مرتبہ طلاق دیا۔ اس کے بعد عدد میں اختلاف پڑا کہ تین طلاق دیا یا دو۔ زید کہتا ہے کہ دو طلاق دینے کا خوب خیال ہے، تین طلاق دینے کا کچھ خیال نہیں۔ الغرض دو کا پختہ خیال ہے۔ لیکن دو شخص عربی خواں طالب علم کہتے ہیں کہ زید نے تین طلاق دیا ہے۔ نیز ان میں کا ایک طالب علم یہ بھی کہتا ہے کہ زید نے مجھ سے اس مطلقہ کے سامنے یہ بھی کہا کہ میں نے اس کو دوسوں مرتبہ طلاق دیا مگر جاتی نہیں اور زید کی ماں اور بھائی بھی اقرار کرتے ہیں کہ تین طلاق دیا ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ دو معتبر گواہ کہتے ہیں کہ زید نے تین دی تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئیں، اب بلا حلالہ کے شوہر اول اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ (۲) فقط۔

شوہر ثانی وطی کے بعد طلاق دے تو شوہر اول کے لئے جائز ہے

(سوال ۴۰۶) ایک شخص نے مطلقہ ثلاثہ کو حلالہ کے لئے اپنے بہنوئی سے نکاح کر دیا محلل نے کئی روز کے بعد طلاق دی۔ وطی کے متعلق دریافت کیا گیا۔ قدیمہ کا بیان ہے کہ جدیدہ کے ساتھ ایک گھر میں میری بیداری کی حالت میں وطی ہوئی ہے اور محلل بھی اس کا مقر ہے لیکن جدیدہ علیحدہ گھر میں وطی کی مدعی ہے اور محلل اس کا منکر ہے علاوہ اختلاف مکان وطی کے جدیدہ کے ساتھ بمقابلہ قدیمہ کے وطی ہونا معتبر ہو گا یا نہیں۔

(جواب) شوہر اول سے نکاح حلال ہونے کے لئے وطی شوہر ثانی کی شرط ہے اور وطی کا اقرار دونوں کو ہے اگرچہ مکان میں اختلاف ہے۔ پس حسب اقرار زوجین عورت مذکورہ شوہر اول کے لئے حلال ہے یعنی بعد انقضائے عدۃ شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے ولو اخبرت مطلقة الثلث لمضی عدته وعدة الزوج الثانی بعد دخوله والمدة تحتمله جاز له ای للاول ان يصدقها ان غلب علی ظنه صدقها الخ۔ (۳) فقط۔

پہلے شوہر کی طرف لوٹنے کے لئے حلالہ یعنی نکاح اور وطی ضروری ہے اور طلاق دے دوں گا کہنے سے طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۴۰۷) ایک شخص مسمی نعمت خاں نے ہندو ریاست کی عدالت کے حکم سے اور نیز اپنے اہل برادری کے دباؤ سے اپنی زوجہ مسماۃ کبرو کو ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دیں۔ دو تین روز بعد نعمت خاں نے بعض لوگوں کے کہنے سننے پر بعض ہندو لوگوں سے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ میں زوجہ مذکورہ کو پھر اپنے یہاں بموقعہ مناسب بلا لوں گا

---

(۱) فتاویٰ عالمگیری مصری، فصل رابع فی الطلاق قبل الدخول ج ۱ ص ۳۷۳. ظفیر. (۲) ونصا بها ای الشهادة لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق الخ رجلان او رجل و امرء تان (ردالمحتار كتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥ ط.س. ج٥ ص٤٦٥) ظفير. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة مسئلة الهدم ج ۲ ص ٧٤٦ و ج ۲ ص ٧٤٧ ط.س. ج٣ ص٤١٨. ظفير.

.. تقریباً تین چار ماہ بعد شوہر و زوجہ میں زبانی مصالحت ہو گئی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد برادری نے بھی دوبارہ نکاح کرنے کی ہدایت کی چونکہ پہلے طلاق ہو کر وہ عورت ابھی تک کسی دوسرے شخص کے نکاح میں نہیں آئی تھی اس خیال سے عورت کا نکاح مسمی منگل خاں کے ساتھ ہو گیا، اس شرط پر کہ نکاح کے بعد فوراً ہی طلاق دے دے۔ بعد نکاح کے اس نے کہا کہ میں ابھی طلاق نہیں دیتا کل پرسوں تک طلاق دے دوں گا۔ پھر طلاق سے انکار کر دیا۔ عورت کو منگل خاں کی زوجیت منظور نہیں۔ سوال یہ ہے کہ نعمت خاں نے جو طلاق پہلے دی تھی وہ جائز ہے یا نہیں۔ منگل خاں کا نکاح صحیح ہے یا غلط۔ اور منگل خاں کا یہ کہنا کہ کل پرسوں کو طلاق دے دوں گا کیا حکم رکھتا ہے۔ اور عورت کا یہ کہنا کہ مجھے منگل خاں کی زوجیت منظور نہیں ہے جس کی وجہ سے نہ وہ منگل خاں کے یہاں گئی اور نہ خلوت صحیحہ ہوئی تو اب اس کی جدائی یا طلاق کی کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔

(جواب) نعمت خاں نے جو پہلے تین طلاق دی تھی وہ واقع ہو گئی اور بدون حلالہ کے وہ اس مطلقہ کو اپنے نکاح میں نہیں لا سکتا اور حلالہ یہ ہے کہ وہ عورت بعد عدت کے دوسرے مرد سے نکاح کرے پھر وہ وطی کے بعد طلاق دے اور اس کی عدت بھی گذر جاوے اس وقت شوہر اول نکاح کر سکتا ہے۔(۱) تین طلاق کے بعد رجعت نہیں ہو سکتی۔ پس نعمت خاں کا ارادہ رجعت ظاہر کرنا کچھ مفید نہیں ہے، اس سے کچھ نہیں ہوا اور اگر وہ رجعت بھی کر لیتا تب بھی رجعت صحیح نہ ہوتی اور نکاح سابق قائم نہ ہوتا۔ منگل خاں کا نکاح صحیح ہو گیا اور جب تک وہ صحبت کر کے اس منکوحہ کو طلاق نہ دے گا اور عدت نہ گذر جاوے گی اس وقت تک نعمت خاں کے لئے نکاح اس عورت سے حلال نہ ہوگا۔ اگر فرض کرو کہ منگل خان بدون صحبت و جماع کے طلاق بھی دے دیوے تب بھی نعمت خاں کے لئے وہ عورت حلال نہ ہو گی کیونکہ حلالہ میں دوسرے شوہر کا صحبت کرنا ضروری ہے اور منگل خاں کا یہ کہنا کہ طلاق دے دوں گا یا کل پرسوں تک طلاق دے دوں گا اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اور عورت نے جب اول منگل خاں سے نکاح کر لیا تو بعد میں اس کا یہ کہنا کہ مجھ کو منگل خاں کی زوجیت منظور نہیں ہے لغو ہے اس سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا۔ اور منکوحہ کو بعد نکاح کرنے کے کچھ اختیار علیٰحدگی کا نہیں رہتا اور بدون طلاق دینے شوہر کے وہ اس کے نکاح سے جدا نہیں ہو سکتی اور کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔(۲) پس طریقہ جدائی کا یہ ہے کہ منگل خاں سے طلاق دلوائی جاوے اور نعمت خان سے دوبارہ نکاح جائز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ منگل خاں بعد صحبت کے طلاق دے اور شرط مذکور کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے مگر نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔(۳) فقط۔

(۱) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة اوثنتین فی الا مة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها (هدایه باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة ج ۲ ص ۳۷۸) ولو اخبرت مطلقة الثلاث بمضی عدته وعدة الزوج الثانی بعد دخوله والمدة تحتمله جا زله ای للاول (در مختار) بل قالت تزوجت ودخل بی الزوج وطلقنی وانقضت عدتی (ر دالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷٤٦ ط.س. ج۳ص٤١٨) ظفیر.

(۲) اما نکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازه (ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٨٢ ط.س. ج۳ص۱۳۲ مطلب فی نکاح الفاسد).

(۳) واذا تزوجها بشرط التحلیل فالنکاح مکروه لقوله علیه السلام لعن الله المحلل و المحلل له هو محمله (هدایه باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقه ج ۲ ص ۳۷۹) قوله هذا هو محمله ای محمله اشتراط التحلیل فی العقد کما ذکرنا اذا لو اضمر ذالك فی قلبه لم یستحق اللعن وقیل معنی قوله هو محمله الکراهة محمل الحدیث لا فساده عنا یه (حاشیه هدایه)

ایک دفعہ میں تین طلاق دینے سے غیر مدخولہ کو بھی تین طلاق پڑتی ہے

(سوال ۴۰۸) غیر مدخولہ پر حلالہ ہے یا نہیں؟

(جواب) غیر مدخولہ کو اگر تین طلاق دفعۃً واحدۃً دی جاویں تو تین طلاق اس پر واقع ہو جاتی ہیں اور اس صورت میں حلالہ کی ضرورت ہے بدون حلالہ کے شوہر اول سے اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ فی الدر المختار قال لزوجته غیر المدخول بها انت طالق ثلاثا وقعن الخ۔(۱) فقط۔

بلا شرط تحلیل شوہر ثانی نکاح کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۰۹) شخصی زن خود را سہ طلاق داد بعد انقضاء عدت دیگر بر آں زن را بشرط تحلیل نکاح کرد اما بشرط تحلیل را در صلب عقد داخل نہ نمود بلکہ قبل عقد در جانبین شرط واقع شد۔ ہنگام نکاح بلا ذکر شرط عقد منعقد شد ایں نکاح برائے زوج ثانی بلا کراہت حلال شود یا نہ۔

(جواب) ہر گاہ در نکاح شرط تحلیل مذکور نشد کراہتے دراں نخواہد شد کما ذکر فی الدر المختار وکره التزوج للثانی تحریماً الخ بشرط التحلیل کتزوجتك علی ان احللك الخ اما اذا اضمرا ذلك لا یکره الخ .(۲) فقط۔

حلالہ میں جب شوہر ثانی بلا وطی طلاق دے تو وہ پہلے شوہر کیلئے حلال نہ ہوگی

(سوال ۴۱۰/۱) شوہر ثانی اگر بلا وطی کے طلاق دے دے تو عورت شوہر اول کے لئے جس نے تین طلاق دی تھی حلال ہو جاوے گی یا نہیں

(سوال ۴۱۰/۲) حلالہ کرنے والے کے لئے حدیث کا کیا حکم ہے؟

(جواب)(۱) حلالہ میں دوسرے شوہر کا وطی کرنا شرط ہے اگر بدون وطی وصحبت کے اس نے طلاق دے دی تو وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہے۔(۳)

(۲) حدیث شریف میں یہ وارد ہے لعن الله المحلل والمحلل له، یعنی اللہ کی لعنت ہے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا۔ اس کا مطلب، ہمارے فقہاء حنفیہ نے یہ لکھا ہے کہ اگر صراحۃً کسی سے کہا جاوے کہ بغرض حلالہ تو نکاح کرلے پھر طلاق دے دے اور وہ اسی شرط پر نکاح کرے اور اگر دل میں ہو اور زبان سے کچھ نہ کہا جاوے تو درست ہے۔ در مختار میں ہے اما اذا اضمر ذلك لا یکره وکان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح الخ .(۴)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب طلاق غیر المدخول بها ج ۲ ص ۶۲۴ .ط.س. ج۳ص ۲۸۴) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۴۳ وج ۲ ص ۷۴۴ .ط.س. ج۳ص ۴۱۴ .

(۳) عن عائشة قالت طلق رجل امرأته ثلاثاً فتزوجها رجل ثم طلقها قبل ان یدخل بها فاراد زوجها الاول ان یتزوجها فسئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ذالك فقال لا حتی یذوق الآخر عسیلتها کما ذاق الاول (مسلم شریف ج ۱ ص ۴۷۸ ظفیر)

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۴۴ وکره التزوج للثانی تحریما لحدیث لعن المحلل والمحلل له بشرط التحلیل کتزوجتك علی ان احللك وان حلت للاول لصحة النکاح وبطلان الشرط فلا یجبر علی الطلاق کما حققه الکمال (ایضاً ج ۲ ص ۴۷۳ .ط.س. ج۳ص ۴۱۵).

مطلقہ مغلظہ سے نکاح اور وطی کے بعد طلاق دیدی تو وہ پہلے شوہر کے لئے جائز ہے

(سوال ۴۱۱)زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دی۔ ہندہ نے بعد گزرنے میعاد عدت کے عمر کے ساتھ اپنا نکاح کر لیا۔ لیکن عمر نے بھی ہندہ کو شام کے ۴ بجے طلاق دے دی، دس بجے دن کے نکاح ہوا تھا۔ ہندہ کہتی ہے کہ عمر نے بعد وطی کے طلاق دی ہے اور پہلے عمر وطی کا انکار کرتا تھا۔ لیکن اب وہ بھی وطی کا اقرار کرتا ہے۔ اس صورت میں ہندہ اپنے شوہر اول زید کے لئے حلال ہے یا نہیں، ہندہ نے بعد طلاق عمر کے عدت گذار کر پھر زید شوہر اول سے نکاح کر لیا ہے، یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ نکاح جو زید زوج اول نے ہندہ سے کیا صحیح ہے۔ شامی میں ہے وعبارة البزازية ادعت ان الثانی جامعها وانكرا لجماع حلت للاول الخ۔(۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر ثانی جماع سے انکار بھی کرے اور عورت دعویٰ جماع کا کرے تو قول عورت کا معتبر ہے اور شوہر اول کے لئے وہ عورت حلال ہو گئی۔ فقط

تین طلاق کے بعد حلالہ ضروری ہے اور پندرہ سالہ سے حلالہ درست ہے

(سوال ۴۱۲)عرصہ سال بھر کا ہوا شوہر نے غصہ کی حالت میں زوجہ کو طلاق دے دی، اب زوجہ و شوہر دونوں راضی ہیں۔ عورت کا دیور پندرہ برس کا ہے اس کے ساتھ حلالہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر شوہر نے تین طلاق دے دی تھی تو بدون حلالہ کے اس عورت مطلقہ سے دوبارہ نکاح صحیح نہیں ہے اور دیور جس کی عمر پندرہ سال کی ہے اگر اس کے ساتھ نکاح کیا جاوے اور وہ بعد وطی کے طلاق دے دے تو بعد عدت کے شوہر اول نکاح کر سکتا ہے۔ غرض پندرہ سالہ شخص سے حلالہ ہو سکتا ہے۔(۲) فقط۔

مغلظہ حلالہ کے بعد جائز ہے

(سوال ۴۱۳)زوجہ خود را طلاق مغلظہ دادہ بعدہ تجدید نکاح کردہ، بعد دو ماہ بخوف عقوبت اخروی زن را نیز و دیگر بغرض تحلیل خفیۃ پیش دو شاہد نکاح داد آنکس بعد بناء طلاق داد بعد ش زید بعد اختتام عدت بنکاح خود آورد ہنوز آں زن بحق زید حلال شد یا نہ۔

(جواب) حلال شد۔ فقط۔

حلالہ میں وطی شرط ہے اگر بلا وطی شوہر ثانی طلاق دے گا تو پہلے شوہر کے لئے جائز نہ ہو گی

(سوال ۴۱۴)اگر در عقد آوردہ زن را شوہر ثانی بغیر مقاربت طلاق دہد حلالہ جائز است یا نہ یا برائے حلالہ نزدیکی لازمی است۔

(جواب) حلالہ این است کہ مطلقہ ثلثہ بعد تمام شدن عدت طلاق کہ برائے حائضہ سہ حیض است بشوہر ثانی نکاح کند و آں شوہر بعد وطی طلاق دہد، و عدت او تمام شود و آں وقت شوہر اول را نکاح کردن بازن مطلقہ حلال خواہد شد و اگر شوہر ثانی بلا دخول و مجامعت طلاق دہد دریں صورت برائے شوہر اول حلال نخواہد شد باز یکے دیگر بعد گذشتن

---

(۱) ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۴۶ ط.س. ج۳ ص ۴۱۷. ولو قالت دخل بی الثانی والثانی منکر فالمعتبر قولها (ایضا) ط.س. ج۳ ص ۴۱۸ ظفیر. (۲) لا ینکح مطلقه من نکاح صحیح نا فذ بها ای بالثلاث الخ حتی یطا ها غیرو لو الغیر مراهقاً یجا مع مثله الخ بنکاح نافذ الخ وتمضی عدته (الدر المختار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۹ ط.س. ج۳ ص ۴۰۹) قوله ولو مراهقا هوالدا نی من البلوغ نهر والا بدان یطلقها بعد البلوغ (ردالمحتار ایضا) پندرہ سالہ بالغ ہے اس کی فقہاء نے صراحت کی ہے جیسا کہ پہلے گذرا (ظفیر۔)

عدۃ نکاح کند و آنکس بعد وطی طلاق بد ہد تا کہ برائے شوہر اول حلال شود۔(۱) فقط۔

جو لوگ ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک کہتے ہیں حنفی ان کے متعلق کیا کہیں

(سوال ۴۱۵) ایک آدمی متبع مذہب اہل حدیث نے غصہ میں آکر اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاق دے دیں، علماء اہل حدیث نے ان کو ایک شمار کیا ہے، کیا حنفی کو ان مفتیوں کے اور اس شخص کے متعلق زنا کا فتویٰ دینا اور اس شخص کو زانی کہنا اور ان مفتیوں اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نا جائز؟ اور کیا حنفی کی نماز ان کے پیچھے فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب) بے شک جس نے تین طلاق میں ایک طلاق کا فتویٰ دیا اس نے سخت غلطی کی اور جمہور صحابہؓ وائمہ کا خلاف کیا اور نص قطعی کو چھوڑا وہ شخص امامت کے قابل نہیں ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں وہ بے شک زانی ہے اور اس کو زانی کہنا صحیح ہے بلکہ زانی سے بدتر ہے کہ مطلقہ ثلث کو بغیر حلالہ رجوع کر کے اس سے وطی کرتا ہے جو نص صریح قطعی کے خلاف ہے قال اللہ و تبارك وتعالیٰ فان طلقها (اے ثلثا) فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجاً غيره

فشمل قوله تعالیٰ المطلقة بالثلث متفرقة او دفعة واحدة فی مجلس واحد والتفصيل فی الفتح والشامی . فقط.

قال فی التفسير المظهری تحت قوله تعالیٰ الطلاق مرتان لكنهم اجمعوا علیٰ انه من قال لامرأته انت طالق ثلثا يقع ثلثا بالا جماع وقالت الا مامية ان طلق ثلثا دفعة واحدة لا يقع لهذه الاية وقال بعض الحنابلة يقع طلقة واحدة ومن الناس من قال ان فی قوله انت طالق ثلثا يقع فی المد خول بها ثلثا وفی غير المد خول بها والحجة لنا السنة والا جماع اما السنة فحديث ابن عمرؓ انه طلق امرأته وهی حائض الی ان قال فقلت يا رسول الله رايت لو طلقتها ثلثا اكان يحل لی ان ارا جعها قال لا كانت تبين منك وكانت معصية رواه الدار قطنی وابن شيبة فی مصنفه عن الحسن قال حدثنا ابن عمرؓ قد صرح بسماعه عنه وحديث ابن عباس فيه دلالة علی ان الحديث منسوخ فان امضاء عمرؓ الثلث .
بحضر من الصحابة وتقرر الا مر علی ذلك يدل علی ثبوت الناسخ عندهم وان كان قد خفی ذلك قبله فی خلافة ابی بكر ثم نقل المفسر فتوی ابن عباس ۳ عن ابی داؤد والطحاوی و مالك وفتویٰ ابن مسعودؓ عن الموطا وعبد الرزاق وفتویٰ ابی هريرةؓ مع ابن عباسؓ عن ابی داؤد و مالك و فتویٰ ابن عمرؓ عن مالك و فتویٰ علیؓ عن وكيع وفتویٰ عثمانؓ عن وكيع وروایة طلاق ابی عبادة بن الصامتؓ ان اباه طلق امرأة له الف تطليقة وانطلق عبادةؓ فسأل رسول الله صلی الله عليه واله وسلم فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم بانت بثلث فی معصية الله الحديث عن عبدالرزاق وروی الطحاوی عن انس قال لا تحل له حتیٰ تنكح زوجا غيره وروی ايضاً عن انسؓ عن عمرؓ فيمن

(۱) لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ بها ای بالثلاث الخ حتی يطا ها غيره بنكاح الخ وتمضی عدة الثانی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۴۰ و ج ۲ ص ۷۴۱ .ط.س. ج۳ص۴۰۹) ظفير.

طلق البکر ثلثا انہ لا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ وحدیث ابن عباسؓ یمکن تاویلہ بان قول الرجل انت طالق انت طالق انت طالق کان واحدۃ فی الزمن الاول لقصدھم التاکید فی ذلک الزمان ثم صاروا یقصدون التجدید فالزمھم ثلثا بما علم قصدھم الخ وحدیث رکانۃ قال طلقھا ثلثا فی مجلس واحد قال انما تلک طلقۃ واحدۃ فمنکر الخ والتفصیل فی التفسیر المظھری۔

وفی الفتاویٰ الخیریۃ (سئل) فی شخص طلق زوجتہ ثلثا مجتمعا فی کلمۃ واحدۃ فھل یقعن ام لا وھل اذا رفع الیٰ حاکم حنفی المذھب یجوزلہ تنفیذ الحکم بعدم الوقوع اصلا او بوقوع واحدۃاو یجب علیہ ان یبطلہ وھل اذا نفذہ ینفذ ام لا (اجاب) نعم یقعن اعنی الثلاث فی قول عامۃ العلماء المشھورین من فقھاء الامصار ولا عبرۃ بمن خالفھم فی ذلک اوحکم بقول مخالفھم الیٰ ان قال فی الاستدلال علیٰ ھذا نقلا عن الکمال بن الھمام اما لولا فاجماعھم ظاھر فانہ لم ینقل عن واحد منھم انہ خالف عمرؓ حین امضیٰ الثلاث الخ۔

وقال بعد ھذاالقول وقد اثبتنا عن اکثر ھم صریحا بایقاع الثلاث ولم یظھر لھم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال وعن ھذا قلنا لو حکم حاکم بان الثلاث بفم واحد طلقۃ واحدۃ لم ینفذ حکمہ لانہ لا یسوغ فیہ الاجتھاد فھو خلاف لا اختلاف فقد ظھر لک بذلک انہ لا یجوز لاحد تنفیذہ ولا العمل بہ وانہ لا ینفذ بالتنفیذ بل یجب علیٰ کل من رفع الیہ من الحکام الحنفیہ وغیرھم ممن یعتقد عدم جوازہ ان یبطلہ کما فی المجتبیٰ وغیرہ وفیہ ان اصحابنا لم یجعلوا قول من نفی الوقوع خلافا لانھم اوجبوا الحد علیٰ من وطئھا فی العدۃ وقال الشربینی وحکی عن الحجاج بن الارطاۃ وطائفۃ من الشیعۃ والظاھریۃ انہ لا یقع منھا الا واحدۃ واختارہ من المتاخرین من لا یعبأبہ فافتیٰ بہ واقتدی بہ من اضلہ اللہ تعالیٰ وقولہ المحقق الکمال وقول بعض الحنابلۃ القائلین بھذا المذھب صریح فی انھم لم یجمعوا علیہ وانما ھو قول البعض منھم وھو کذا لک فقد افتیٰ من ظھر اللہ فئوادہ منھم وفتح عن بصیرتہ بما وافق الاجماع من یھداللہ فھوالمھتدی ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشدا واللہ اعلم. فتاویٰ خیریہ ج ۱ ص ۴۳ وج۱ ص ۴۴ مصری۔

ایک طلاق، دوطلاق، تین طلاق دیں گے اگر یہ جملہ کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۱۶) زید نے اپنی بیوی مدخولہ کو اس طرح کہا ایک طلاق دوطلاق تین طلاق بائن دیں گے۔اب اس میں اختلاف ہے، زید اور زید کی بیوی کہتی ہے کہ مجھ کو اس طرح سے کہا کہ ایک طلاق دوطلاق تین طلاق دیں گے، طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔اور موضع کے لوگ کہتے ہیں کہ زید نے کہا ایک طلاق، دوطلاق، تین طلاق بائن دیا۔اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا۔

(جواب) اگر اس موضع کے دوعادل ثقہ مردیہ گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے زید نے یہ کہا ہے کہ ایک طلاق، دوطلاق، تین طلاق بائن دیا تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی۔زید کا اور اس کی زوجہ کا قول معتبر نہ ہوگا۔

(۱)اور اگر با قاعدہ کوئی گواہ طلاق کا نہیں تو زید کا قول معتبر ہے۔ طلاق واقع نہ ہوگی۔

غصہ کی تین طلاق بھی تین ہی ہوتی ہے

(سوال ۴۱۷)زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو بتکرار خانگی ناراض ہو کر غصہ میں آکر تین مرتبہ ایک ہی وقت طلاق دی حالانکہ اس کی نیت میں بوجہ عیالداری کے مصمم ارادہ جدا کرنے کا نہیں تھا لیکن بوجہ غصہ شدید کے ایسا اس زید سے واقع ہوا۔ اب زید اپنی زوجہ ہندہ مطلقہ کو پھر اپنی زوجیت میں واپس لینا چاہتا ہے، بدون حلالہ کے واپس لے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں حلالہ کی ضرورت ہے۔ بدون حلالہ کے زید ہندہ مطلقہ ثلاثہ سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔(۲)اور حلالہ کا طریق یہ ہے کہ جس وقت ہندہ کی عدت یعنی تین حیض گذر جاویں دوسرے مرد سے نکاح کرے پھر وہ بعد صحبت اور وطی کے طلاق دیوے۔ پھر عدت تین حیض گذر جاویں اس وقت زید سے نکاح درست ہو سکتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فان طلقها فلا تحل من بعد حتى تنكح زوجاً غيره (الآية)(۳)

تین طلاق دی تو تینوں ہی واقع ہوئیں

(سوال ۴۱۸)زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو روبرو تین گواہوں کے تین طلاق دے دی۔ اس صورت میں تین واقع ہوئی یا نہ ؟

(جواب)اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی۔ کچھ تردد وقوع سہ طلاق میں نہیں ہے۔ هكذا في عامة كتب الفقه . قال في الدر المختار . ويقع طلاق كل زوج بالغ(۴) الخ وفي باب الصريح منه الصريحة ما لا يستعمل الا فيه كطلقتك وانت طالق ومطلقة الخ ۔(۵)

مطلقہ نکاح کرے اور دوسرا شوہر بغیر خلوت طلاق دے دے تو پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۹)اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے دے اور عورت دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور قبل خلوت طلاق دے دے تو شوہر اول سے نکاح جائز ہو گیا نہیں۔

(جواب)اگر تین طلاق دی ہیں تو بدون حلالہ کے شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہے اور حلالہ میں وطی دوسرے شوہر کی شرط ہے۔(۶)(اور اگر ایک طلاق دی تھی تو دوسرے شوہر کے طلاق دینے کے بعد بلا خلوت پہلے شوہر سے نکاح بھی درست ہے۔ ظفیر)

---

(۱)ونصا بها اى الشهادة لغير ها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق الخ رجلان او رجل وامر تتان (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الشهادة ج ٤ ص ٥١٥ .ط.س.ج٥ص ٤٦٥) .

(۲)ويقع طلاق من غضب خلافا لا بن القيم (ر دالمحتار كتاب الطلاق ج ٢ ص ٥٨٧ .ط.س.ج٣ص ٢٤٤ مطلب فى طلاق المدهوش) وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة الخ لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويد خل بها ثم يطلقها او يموت عنها (هدايه باب الرجعة ج ٢ ص ٣٧٨) لا ينكح مطلقة بها اى بالثلاث حتى يطا ها غيره بنكاح تمضى عدة الثانى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ٢ ص ٧٣٩ ط.س.ج٣ص ٤٠٩ مطلب فى العقد على المبانة) ظفير

(۳)سورة البقرة ع ٢٩ .

(٤)الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ٢ ص ٥٧٩ .ط.س.ج٣ص ٢٣٥ .

(٥)ايضاً ج ٣ ص ٥٩٠ .(٦)وان كان الطلاق ثلثا الخ لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها (هدايه باب الرجعة ج ٢ ص ٣٧٨) ظفير.

تین طلاق کی صورت میں مذہب شافعی پر عمل جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۰) شخصے زوجہ خود را دفعۃً ہشت طلاق دادا بباعث محبت از ہر دو جانب بغایت مجبور و ناچار لہذا می خواہد کہ دریں امر بہ مذہب شافعی عمل نمودہ نکاح خود دارد پس اوراجائز گردد یانہ۔

(جواب) دریں صورت عمل بمذہب امام شافعی وغیرہ جائز نیست بدون حلالہ شوہر اول باو نکاح نتواں کرد حرام قطعی است قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الاية۔(۱) واضح ہو کہ علماء محققین نے ارقام فرمایا ہے کہ جو کوئی بلا حلالہ مطلقہ ثلاثہ سے نکاح کو جائز رکھے وہ گمراہ ہے اور ائمہ دین سے کوئی اس بارہ میں خلاف نہیں۔ اس میں روافض اختلاف کرتے ہیں نہ اہل سنت والجماعت۔(۲)

ایک مجلس کی تین طلاق واقع ہو جاتی ہے

(سوال ۴۲۱) اگر کوئی شخص ایک مجلس میں تین طلاق اپنی زوجہ کو دیوے تو طلاق پڑجاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) تینوں طلاقیں پڑجاتی ہیں اور وہ عورت مغلظہ بائنہ ہو جاتی ہے بدون حلالہ کے شوہر اول اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ كما قال الله تعالىٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره . آلاية۔(۳) اور فقہاء حنفیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ ایک وقت میں ایک دفعہ تین طلاق دینے سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔ كما في الدر المختار . والبدعي ثلاثة متفرقة او ثنتان بمرة او مرتان في طهر واحد لا رجعة فيه الخ قال في الشامي قوله ثلث متفرقة وكذا بكلمة واحدة الخ ثم قال وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعد هم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلث الخ ۔(۴)

غصہ کی حالت میں بیوی کو ماں بہن کہہ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۲۲) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو ماں بہن کہہ دے تو کیا حکم ہے۔ اور اگر غصہ کی حالت میں تین طلاق دے دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہ اور پھر رکھنا اس عورت کا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اپنی زوجہ کو صرف یہ کہنے سے کہ تو میری ماں بہن ہے طلاق واقع نہیں ہوتی، وہ عورت بدستور اس کی زوجہ ہے۔(۵) اور اگر کوئی شخص غصہ میں تین طلاق اپنی زوجہ کو دیوے تین طلاق اس پر واقع ہو جاتی ہیں۔ بدون حلالہ کے پھر اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔

---

(۱) سورة البقرہ رکوع ۲۹ (۲) امام شافعیؒ کے یہاں بھی تین ہی طلاق واقع ہوگی۔ حدیث نبوی ہے عن عائشة قالت طلق رجل امرأته ثلاثا فتزوجها رجل ثم طلقها قبل ان يدخل بها فاراد زوجها الاول ان يتزوجها فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذالك فقال لا . حتى يذوق الاخر عسيلتها كما ذاق الاول (مسلم كتاب الطلاق ج ۱ ص ۴۶۳) اس پر امام نوویؒ لکھتے ہیں وبه قال جميع العلماء من الصحابة والتابعين . آگے لکھتے ہیں وقد اختلف العلماء فيمن قال لا مرأته انت طالق ثلاثا فقال الشافعي ومالك وابو حنيفه واحمد وجما هير العلماء عن السلف والخلف يقع الثلاث (مسلم ج ۱ ص ۴۷۸) پھر یہ بات بھی طے ہے تلفیق باطل ہے فمن نكح مختلفافيه فان قلد القائل بصحته اوحكم بها من يراها ثم طلق ثلثا تعين التحليل وليس له تقليد من يرى بطلانه لا نه تلفيق للتقليد في مسئلة واحدة وهوممتنع قطعا (ردالمحتار باب الرجعة مطلب في حيلة اسقاط التحليل ج۲ ص ۷۴۵ ط.س. ج۳ ص ۴۱۸) ظفیر. (۳) سورة البقرة ع ۲۹. ظفیر. (۴) ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۶ ط.س. ج۳ ص ۲۳۲ . ظفیر. (۵) او حذف الكاف لغا الخ ويكره قوله انت امي ويا ابنتي ويا اختي ونحو (در مختار) وفي الفتح وفي انت امي لا يكون مظاهراً وينبغي ان يكون مكروها (ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹۴ ط.س. ج۳ ص ۴۷۰) ظفیر.

غیر مدخولہ بیوی کو طلاق اور اس سے متعلق احکام و مسائل

غیر مدخولہ بیوی کو ایک طلاق دی کیا حکم ہے

(سوال ۴۲۳) محمد بیگ نے اپنی دختر مسماۃ ہندی کا نکاح آٹھ سال کی عمر میں محمد اسمٰعیل سے کیا۔ لڑکی کی عمر اس وقت تقریباً ۱۵ سال ہے۔ مدت تین سال سے اور قبل اس کے کوئی واسطہ زن و شوہر کا نہیں ہوا اور محمد اسمٰعیل اپنی زوجہ کی نسبت اپنی زبان سے لفظ طلاق ادا کر چکا ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے

(جواب) اگر محمد اسمٰعیل نے حالت بلوغ اپنی زوجہ کو طلاق دی تو مسماۃ مذکورہ کے ساتھ اگر خلوت یا دخول ہو چکا ہے تو عدت پوری کر کے وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور عدت حائضہ کی تین حیض ہیں۔(۱) اور اگر دخول و خلوت نہیں ہوئی تو عدت لازم نہیں ہے بعد طلاق کے فوراً دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ فقط۔

غیر مدخولہ نے طلاق کا دعویٰ کیا اور جھوٹے گواہ بھی پیش کئے شوہر منکر ہے، کیا حکم ہے

(سوال ۴۲۴) ایک عورت غیر ،مدخولہ کسی مرد غیر کفو کے ساتھ بھاگ کر دعویٰ کرتی ہے کہ میرے ناکح نے مجھ کو طلاق دے دی ہے اور اس عورت زانیہ نے شاہد کاذب بھی پیش کئے ہیں اور ناکح کی طرف سے شہادت عدم طلاق ثابت ہو چکی ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

(جواب) اگر عورت کے دو گواہ معتبر ہیں اور نمازی و ثقہ ہیں پرہیز گار ہیں تو حکم طلاق کا کر دیا جاوے گا اور اگر گواہ معتبر نمازی نہیں تو طلاق واقع نہیں ہوئی شوہر کا انکار مع الحلف معتبر ہے۔(۲) فقط۔

رخصتی سے پہلے ایک دو طلاق دی کیا حکم ہے

(سوال ۴۲۵) زید نے اپنی زوجہ منکوحہ ہندہ کو قبل از رخصتی و وطی غصہ میں ایک جلسہ میں ایک یا دوبار لفظ طلاق کا کہا اس کہنے سے نکاح میں تو کچھ نقصان نہ ہو گا۔ اگر طلاق واقع ہو گئی تو نکاح کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

(جواب) غیر موطوءۃ ایک طلاق صریح سے بائنہ ہو جاتی ہے، پس بدون نکاح جدید کے اس کو رجوع کرنا صحیح نہیں ہے(۳) اگر وہ دونوں راضی ہیں تو پھر نکاح ہو جانا چاہئے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط۔

بیوی سے کہا طلاق، طلاق بائن دیا، کتنی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۴۲۶) کسی نے اپنی بیوی موطوءۃ یا غیر موطوءۃ کو حالت غصہ میں کہا طلاق، طلاق بائن طلاق دیا میں نے تجھ کو۔ اب عورت پر کے طلاق ہوئی اور شوہر اس کو نکاح میں رکھ سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۴۲۷) ایک شخص کو مار پیٹ کر اس کی سسرال والوں نے طلاق بائن اس کی زوجہ کو دلوائی۔ اس بیوی کو بغیر تحلیل کے نکاح پڑھا کر وہ مرد رکھ سکتا ہے یا نہیں اور جو لوگ بغیر تحلیل کے نکاح کو جائز بتلاتے ہیں وہ صحیح

---

(۱) قال لزوجته غیر المدخول بها انت طالق ثلاثا الخ وقعن وان فرق بوصف او خبر اوجمل بعطف او غیره بانت بالا ولی لا الی عدة ولذالم تقع الثانية بخلاف المو طوءة حيث يقع الكل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب طلاق غير المدخول بها ج ۲ ص ٦٢٤ ط.س. ج۳ ص ٢٨٤) ظفير.

(۲) ونصابها ای الشهادة لغيرها من الحقوق وسواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق الخ رجلان او رجل وامرء تان (ايضا كتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥ ط.س. ج٥ ص ٤٦٥) ظفير.

(۳) وان كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۸) ظفير.

ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں موطوءہ پر تین طلاق واقع ہوں گی اور غیر موطوءہ پر ایک بائنہ۔ پس موطوءہ ہونے کی صورت میں بلا حلالہ کے نکاح اس سے درست نہیں اور غیر موطوءہ ہونے کی صورت میں بلا حلالہ کے نکاح اس سے صحیح ہے۔(۱)

(جواب) اگر مطلقہ موطوءہ ہے تو بلا حلالہ کے اس سے نکاح نہیں کر سکتا اور جائز بتلانے والا آثم و جاہل ہے اور غیر موطوءہ میں حکم جواز نکاح کا صحیح ہے۔(۲) فقط۔

غیر مدخولہ بیوی سے کہا تین طلاق دیتا ہوں اب دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۲۸) ذاکر علی نے اپنی زوجہ غیر مدخولہ کو کہا کہ میں تین طلاق دیتا ہوں۔ اب وہ اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) غیر مدخولہ کو اگر تین طلاق ایک دفعہ دی جاویں اس طرح کہ تجھ پر تین طلاق ہیں مثلاً تو اس پر تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، لہٰذا اس صورت میں اگر مسمی ذاکر علی نے اپنی زوجہ کو تین طلاق ایک بار دی ہیں تو بدون حلالہ کی ذاکر علی اس سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ در مختار۔(۳) فقط۔

اگر میں نے کسی اور عورت سے نکاح کیا ہو تو اس پر آج سے ایک دو تین طلاق دادم پہلی نکاح میں آئی ہوئی غیر مدخولہ کو کتنی طلاق ہوں گی

(سوال ۴۲۹) شخصی در کابین نامہ زوجہ خود نوشت و ہم بزبان خود اقرار نمود کہ من اگر بغیر توہیچ زنے را نکاح کردہ باشم پس آں زن از امروز (۱۔ ۲۔ ۳) طلاق دادم۔ اکنوں معلوم گردید کہ شخص مذکور قبل ازیں شرط زنے را از نکاح کردہ است و آں زن غیر مدخول بہا است پس بر آں زن ازایں شرط یک طلاق واقع گردید یا سہ طلاق چہ ۱۔ ۲۔ ۳ طلاق را اگر در تفریق طلاق شمار کردہ شود یک طلاق واقع میشود و گرنہ سہ طلاق خواہد شد وایں صورت تفریق طلاق است یا چہ (۱۔ ۲) کہ عدد است آیا معدود طلاق باشد یا چیزے دیگر۔

(جواب) عدد ۱۔ ۲۔ ۳ ظاہر است کہ صفت طلاق است و تفریق در صفت مثل تفریق در طلاق است لہٰذا بصورت مذکورہ زن غیر مدخولہ از یک طلاق بائنہ شد و ثانی و ثالث بر وواقع نہ شد کما فی الدر المختار وان فرق بوصف او خبر او جمل بعطف او غیرہ بانت بالاولی لا الی عدۃ الخ۔(۴) فقط۔

---

(۱) قال لزوجتہ غیر المدخول بھا انت طلاق ثلاثا الخ وقعن الخ وان فرق الخ بانت بالا ولیٰ الخ ولذالم تقع الثانیۃ بخلاف الموطوۃ حیث یقع الکل۔ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب طلاق غیر المد خول بھا ج ۲ ص ۶۲۴ و ج ۲ ص ۶۲۶ .ط.س. ج۳ص ۲۸۴۔)

(۲) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فلہ ان یتزوجھا فی العدۃ وبعد انقضائھا الخ وان کان الطلاق ثلثا فی الحرۃ الخ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بھا ثم یطلقھا اویموت عنھاالخ (ھدایہ باب الرجعۃ فصل فیما تحل بہ المطلقۃ ج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر۔

(۳) قال لزوجتہ غیر المد خول بھا انت طالق ثلاثا الخ وقعن (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب طلاق غیر المد خول بھا ج ۲ ص ۶۲۴ .ط.س. ج۳ص ۲۸۴) ولاینکح مطلقۃ بھا ای بالثلاث حتی یطا نھا غیرہ بنکاح وتمضی عدۃ الثانی (ایضا باب الرجعۃ ج ۲ ص ۷۳۹ .ط.س. ج۳ص ۴۰۹) ظفیر۔

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب طلاق غیر الدخول بھا ج ۲ ص ۶۲۶ .ط.س. ج۳ص ۲۸۶.

غیر مدخولہ بیوی کو طلاق مغلظہ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ٤٣٠) کسی نے کہا کہ میری بیوی پر طلاق مغلظہ ہے اور اس کی بیوی غیر مدخولہ ہے تو اس پر کس قسم کی طلاق واقع ہوگی۔

(جواب) اس صورت میں طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر نیت تین طلاق کی ہو تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ کما فی الدر المختار ویقع بقوله انت طالقٌ بائن (الی ان قال) او اغلظه او اعظمه واحدة بائنة ان لم ينو ثلاثاً الخ۔(۱) فقط۔

صورت مسئولہ میں نکاح جدید بغیر حلالہ درست ہے

(سوال ٤٣١) ما قولکم رحمکم اللہ۔ دریں کہ زید قسم کرد کہ اگر من در خانہ عمر داخل خواہم شد بر زوجہ من کہ اسم او میمونہ است یک طلاق، سہ طلاق واقع خواہد شد، اتفاقاً زید دریں قسم حانث شد و در خانہ عمر داخل شد درانحالیکہ زوجہ زید غیر مدخولہ است، پس دریں صورت بر میمونہ زوجہ زید طلاق واقع شود یانہ، اگر واقع شود صورت حلت چہ باشد صرف تجدید عقد کافی است یا ضرورت تحلیل خواہد شد، بینوا بالدلیل توجروا۔

(جواب) قال فی الدر المختار فی باب طلاق غیر المدخول بها وتقع واحدة ان قدم الشرط الخ۔(۲) پس در صورت مسؤل عنہا چونکہ شرط مقدم است و عورت غیر مدخولہ است و طلاق متفرق دادہ است لہذا بوقت تحقق شرائط یک طلاق واقع گردیدہ زوجہ اش بائنہ خواہد شد و باقی بروئے واقع خواہد شد و نکاح جدید بدوں حلالہ باو صحیح خواہد شد وان فرق بانت بالا ولی ولم تقع الثانية الخ در مختار۔(۳)

اگر کوئی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق متفرق دے تو ایک واقع ہوگی

(سوال ٤٣٢) ایک شخص نے زوجہ غیر مدخولہ کو تین طلاق متفرق دیں، گواہوں کا بیان اس کی تصدیق کرتا ہے اس صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی۔

(جواب) غیر مدخولہ کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک کلمہ سے اس کو تین طلاق دے گا تو ہر سہ طلاق واقع ہو جاتی ہیں کما یقول انت طالق ثلاثا اور اگر متفرق طور پر طلاق دے گا تو وہ ایک طلاق سے بائنہ ہو جاتی ہے، دوسری اور تیسری طلاق اس پر واقع نہیں ہوتی، وان فرق بوصف او خبر او جعل بعطف او غيره بانت بالا ولیٰ لا الیٰ عدة الخ (در مختار)(۴) پس صورت مسئولہ میں جیسا کہ بیان شاہدوں کا ہے اس کے موافق اس کی زوجہ غیر مدخولہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق بالصریح ج ۲ ص ٦١٧ .ط.س. ج۳ ص ۲۷٦ . ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب طلاق غیر مدخول بها ج ۲ ص .. ط.س. ج۳ ص ۲۸٦ ظفیر۔
(۳) ایضاً ج ۲ ص ٦٢٦ .ط.س. ج۳ ص ۲۸٦ . ظفیر۔
(٤) ردالمحتار باب طلاق غیر مدخول بها ج ۲ ص ٦٢٦ .ط.س. ج۳ ص ۲۸٦ . ظفیر۔

باب چہارم کنایات

ایسے الفاظ سے طلاق دینا جن میں دوسرے معنی کے ساتھ طلاق کا معنی بھی پایا جاتا ہو

اس کی مجھ کو کوئی ضرورت نہیں کا جملہ کنایہ ہے، نیت سے طلاق ہوگی

(سوال ۴۳۳)ایک شخص نے ایک عورت سے یہ وعدہ کر کے کہ میں تمہارے پاس تمام عمر رہوں گا اور خدمت بہت کروں گا اور ہرگز تکلیف نہ دوں گا۔ نکاح کر لیا۔ بعد نکاح کے وعدہ خلافی کی اور تکلیف و نقصان لا حد پہنچانا شروع کیا۔ کیا اب یہ نکاح باقی رہے گا اور جس سے نکاح کیا ہے اس کو دو دفعہ یہ بھی کہا کہ جو لڑکی تمہاری میرے نکاح میں ہے اس کی مجھ کو کوئی ضرورت نہیں۔ کیا اس صورت میں نکاح باقی رہے گا یا نہیں۔

(جواب)اگر شوہر اس طرح کہتا ہے کہ اگر خلاف اپنے وعدہ کے کروں تو اس منکوحہ پر بعد نکاح کے طلاق ہے تو بصورت خلاف کرنے وعدہ کے اس کی عورت پر طلاق واقع ہو جاتی کما ھو حکم التعالیق لیکن اس صورت میں چونکہ شوہر نے ایسا نہیں کہا اور طلاق کو عدم ایفاء وعدہ پر معلق نہیں کیا لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی اور جو الفاظ شوہر نے اپنی زوجہ کو کہے ہیں کہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے یہ الفاظ کنایہ کے ہیں ان میں اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ پس شوہر سے دریافت کیا جاوے کہ اس نے کس نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں۔(۱) فقط۔

چھوڑ دیا اگر بہ نیت طلاق لکھا تو طلاق بائنہ واقع ہوئی

(سوال ۴۳۴)ایک شخص نے اپنے خسر کو لکھا کہ میں تمہاری لڑکی کو اس کی بدزبانی کے سبب چھوڑ دیا ہے، اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہ؟

(جواب)اگر یہ لفظ شوہر نے بہ نیت طلاق لکھا ہے تو اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ ہو گئی (۲)اور نکاح جدید کے ساتھ رجوع کر سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

طلاق کی نیت سے کہا کہ بیوی کو چھوڑ دیا تو تین دفعہ کہنے کے باوجود ایک طلاق بائنہ ہوگی

(سوال ۴۳۵)مرد نے اپنی عورت کو کہا کہ میں نے تمہیں چھوڑ دیا۔ ایسے تین دفعہ ایک ہی مجلس میں کہہ دیا اور گواہ بھی چار موجود ہیں، اب وہ عورت اس مکان میں سے نکل کر دوسرے کے مکان میں رہتی ہے اور جس کے مکان میں نکل کر رہتی ہے اس کے پشت پر اس عورت کے دو تین بچے بھی ہوئے اب پہلا خاوند نہ اسے لے جاتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے جس شخص نے اسے رکھا ہے اب وہ توبہ کرنا چاہتا ہے اور نکاح کرنا چاہتا ہے آیا اس کا نکاح کرنا درست ہے تو فقہ میں یا کون سی حدیث میں یا کون سی کتاب میں یا کس امام کے نزدیک جائز ہے اور پہلے خاوند کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں اور جو دوسرے شخص کے اولاد ہے وہ کیسی ہے۔

---

(۱)وسئل الك امرأة فقال لا، لا تطلق اتفاقا وان نوىٰ (در مختار) ومثله قوله لم اتزوجك اولم يكن بيننا نكاح اولا حاجة لى فيك بدائع لكن فى المحيط ذكر الوقوع فى قوله لا عند سواله ولو قال لا نكاح بيننا يقع الطلاق والاصل ان نفى النكاح اصلا لا يكون طلاقا بل يكون جحودا ونفى النكاح فى الحال يكون طلاقا اذا نوى وما عداه فالصحيح انه على هذا الخلاف اه (ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۶۲۳. ط.س. ج۳ص ۲۸۳).

(۲) حوالہ گذر چکا ہے ظفیر۔

(جواب) اگر شوہر اول نے بہ نیت طلاق یہ کلمہ کہ میں نے تمہیں چھوڑ دیا کہا ہے تو اس کی عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہو گئی کہ کنایات میں کئی دفعہ کہنے سے بھی بہ شرط نیت یا دلالۃ حال ایک طلاق ہی واقع ہوتی ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۱) پس اگر بہ نیت طلاق کلمہ مذکورہ شوہر نے کہا ہے تو عورت بعد گذارنے عدت کے جو کہ حیض والی عورت کے لئے تین حیض ہیں دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے خواہ اس سے کرے جس کے مکان میں رہتی ہے یا کسی دوسرے سے، اور بصورت وقوع طلاق اولاد جو زانی سے ہوئی ہے وہ ولد الزنا ہے لیکن اگر شوہر اول نے بہ نیت طلاق یہ کلمہ نہ کہا تھا اور نہ دلالت حال سے وقوع طلاق کا حکم ہو سکتا تھا تو پھر تاوقتیکہ شوہر اول طلاق نہ دیوے اور عدت اس کی نہ گذر جاوے دوسرے مرد سے نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لفظ چھوڑا کہنے سے بائنہ طلاق ہوتی ہے صریح نہیں

(سوال ۴۳۶) ایک شخص نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کی بیٹی چھوڑی۔ اس لفظ چھوڑ کو آپ صاحب کیا ترجیح دیتے ہیں کیونکہ بعض علماء اس لفظ کو بائن کہتے ہیں اور بعض صریح۔ آپ کتابوں کے حوالہ سے جواب تحریر فرماویں۔

(جواب) لفظ چھوڑا ترجمہ ہے سرحتک اور فارقتک کا پس جیسے کہ لفظ کنایات میں سے ہے، ان کا ترجمہ بھی کنایہ ہے نیت یا دلالت حال سے طلاق واقع ہوگی اور چھوڑنے کا لفظ ہمارے عرف میں جیسا کہ نکاح سے چھوڑنے پر بولا جاتا ہے۔ نفقہ وغیرہ کی خبر نہ لینے اور حقوق زوجیت کے ادا نہ کرنے پر بھی بولا جاتا ہے۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کذا فی الدر المختار۔ باب الکنایات۔**

کچھ تعلق نہیں کہنے سے نیت طلاق کی تھی، تو طلاق ہو گئی......

(سوال ۴۳۷) زینب بالغہ کا عقد عمر بالغ کے ساتھ ہوا تھا مگر عقد ور خصت سے دوسرے ہی دن سے باہم نااتفاقی اول ساس زینب کی جانب سے اور پھر عمر کی طرف سے شروع ہوئی۔ دو سال تک اس پر مار پیٹ کی تکلیف رہی جب میکہ ائی ماں باپ نے بٹھالیا عمر نے اہل برادری کو درمیان میں ڈال کر قسم کھالی کہ اب مار پیٹ و تکلیف نہ ہوگی لے گیا مگر پھر بد عہدی کی، دو سال تک چند مرتبہ اسی طریقہ پر آمد ورفت زینب کی رہی مگر عرصہ تین سال کا ہوا کہ عمر نے اپنی منکوحہ کو مار پیٹ کر اور اس کا زیور کپڑا اور دیگر سامان جہیز لے لیا اور میکہ پہنچا دیا اور یہ کہا کہ ہم کو منہ نہ دکھانا ہم سے کچھ تعلق نہیں ہے اور اس کے بعد عقد ثانی کر لیا۔ اس حالت میں زینب مجاز عقد ثانی کی ہے یا نہیں۔ کیونکہ عمر نہ پنچائت سے میل قبول کرتا ہے نہ صاف طور پر جواب دیتا ہے۔

(جواب) جب تک عمر زینب کو طلاق نہ دے گا کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے اور یہ الفاظ جو عمر نے کہہ کر زینب کو نکالا ہے، اگر ان الفاظ میں نیت طلاق کی تھی تو طلاق بائنہ واقع ہوگی۔(۲) عدت کے بعد زینب نکاح ثانی کر سکتی ہے اور اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی یہ امر شوہر سے دریافت کیا جاوے اس صورت میں

(۱) لا یلحق البائن البائن. الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۶

(۲) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال الخ فنحو اخرجی واذهبی الخ سرحتك فارقتك (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵ و ج ۶۳۹. ط.س. ج۳ ص۲۹۶) ویقع بما فیها ای باقی الفاظ الکنایات المذکورة الخ البائن ان نواها. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۱) ظفیر.

عمر سے کہا جاوے اور اس کو بذریعہ نالش وغیرہ کے مجبور کیا جاوے کہ یا وہ خبر گیری اپنی زوجہ کی کرے اور نان نفقہ ادا کرتا رہے ورنہ طلاق دے دے۔ فقط۔

لفظ چھوڑ دیا بائن ہے صریح نہیں

(سوال ٤٣٨) لفظ چھوڑی طلاق بائن ہے یا رجعی ہے، کوئی شخص اپنی عورت کو نام لے کر کہتا ہے کہ میں نے تم کو چھوڑا۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ویقع بباقیها ای باقی الفاظ الکنایات المذکورة الخ البائن ان نواها الخ ای ان نوی الواحدة شامی[۱] اس سے پہلے سرحتک اور فارقتک کو جس کا ترجمہ (چھوڑا میں نے تجھ کو) ہے۔ مذکور ہے۔ پس اس لفظ چھوڑا میں اگر نیت طلاق سے کیا ہے۔ ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور فارقتک میں ضرورت نیت کی یہ وجہ شامی نے لکھی ہے و کذا فارقتك لا نی طلقتك او فی هذا المنزل[۲] اور عرف میں چھوڑنے کا لفظ جیسا کہ طلاق میں بولا جاتا ہے۔ خبر گیری زوجہ کی نہ کرنے پر اور اس کو معلق چھوڑنے پر بھی بولا جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروها کالمعلقة[۳] قال فی المدارك وهی التی لیست بذات بعلی ولا مطلقة۔[۴] فقط۔

مجھ سے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں کا جملہ اگر طلاق کی نیت سے کہا تو طلاق ہو جائے گی

(سوال ٤٣٩) زید نے اپنی بیوی سے چندبار کہا کہ تو اپنی ماں باپ کے گھر چلی جا میں اور شادی کرنے والا ہوں مجھ سے اور تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر نیت شوہر کے الفاظ مذکورہ سے طلاق کی ہو تو طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ قال فی الدر المختار ففی حالة الرضا تتوقف الاقسام الثلاثة علی نیة الخ وفی الغضب الا ولان الخ۔ [۵] فقط۔

صورت ذیل میں نیت ہو تو طلاق ہو جائے گی

(سوال ٤٤٠) زید اپنی زوجہ ہندہ سے روپیہ مانگتا تھا اس نے دینے سے انکار کیا۔ زید نے ہندہ کو گالیاں فحش دے کر کہا اگر روپیہ دینے سے انکار کرتی ہے تو مجھ سے تجھے کوئی واسطہ نہیں یہاں سے چلی جانہ میں تیرا خاوند نہ تو میری زوجہ۔ ایسی حالت میں طلاق ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) ان الفاظ میں اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جاتی ہے ورنہ نہیں واقع ہوتی۔ درمختار میں ہے۔ لست لك بزوج او لست لی بامرءة الخ طلاق ان نواه [۶] اور شامی میں ہے وقید بالنیة لانه لا یقع

---

(۱) دیکھئے (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤١ و ج ۲ ص ٦٤٢. ط.س. ج۳ ص ۳۰۲.
(۲) (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٣٩. ط.س. ج۳ ص ۳۰۰.
(۳) سورة النساء.
(٤) تفسیر مدارك ج ۱ ص ۲۰۰. ظفیر.
(٥) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٠. ط.س. ج۳ ص ۳۰۰.
(٦) ایضاً باب الصریح ج ۲ ص ٦٢٣. ط.س. ج۳ ص ۲۸۳.

بدونها اتفاقاً لكونه من الكنايات واشار الى انه لا يقوم مقا مها دلالة الحال لانه ذلك فيما يصلح جواباً . فقط وهو الفاظ ليس هذا منها واشاربقوله طلاق الى ان الواقع بهذه الكنايات رجعى كذا فى البحر الخ. (۱)فقط.

جہاں تیرا دل چاہے چلی جا کہنے سے بشرط نیت طلاق ہو جائے گی

(سوال ۴۴۱)زید نے اپنی بیوی کو بے انتہا مار کر گھر سے یہ کہہ کر نکال دیا جہاں تیرا دل چاہے چلی جا۔ عورت کو اس کے بھائی لے گئے جس کو پانچ سال ہوتے ہیں، نہ شوہر لینے آیا نہ نان و نفقہ کی خبر لی، آیا طلاق ہو گئی یا نہ اور عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ، اور عدت کی بھی قید ہو گی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں اگر نیت شوہر کے الفاظ مذکورہ سے طلاق کی تھی تو ایک طلاق بائنہ ان الفاظ سے واقع ہوئی اور نیت ہونے نہ ہونے کا حال شوہر سے ہی دریافت ہو سکتا ہے اس سے دریافت کر لیا جاوے، اگر بہ نیت طلاق اس نے یہ الفاظ کہے تھے تو چونکہ عدت اب گذر گئی ہو گی اس لئے دوسرا نکاح کرنا درست ہے۔(۲)فقط۔

شوہر جملہ کہنے سے انکار کرتا ہے اور گواہ نہیں ہیں تو طلاق نہ ہو گی

(سوال ۴۴۲)زید نے اپنی زوجہ کے انتقال سے نو دس ماہ بعد ہندہ کے ساتھ عقد ثانی کیا چند روز تک ہندہ اور زید میں میل اور محبت رہی۔ ہندہ ہنسی خوشی زید کی اولاد جو اس کی زوجہ سابقہ سے ہے ان کی خدمت گذاری مطابق ہدایات زید کرتی رہی کچھ عرصہ سے زید کی اولاد کی نانی سے اور ہندہ سے ان بن ہو گئی چونکہ زید اپنی پہلی ساس کی بھی طرف داری کرتا رہا۔ ہندہ زید کے اس طرز سے ناخوش ہوئی اور زید کی اولاد وغیرہ کی خدمت گذاری سے گریز کرنے لگی۔ زید کو یہ بات ناگوار گذری اور ہندہ کو کئی مرتبہ مارا پیٹا۔ ایک روز بہت ناخوش ہوا اور ہندہ سے کہا اگر تو میری اولاد اور اس کی نانی کی خدمت سے گریز کرے گی تو تو مجھ پر حرام ہے۔ چنانچہ ہندہ ان کی خدمت سے برابر گریز کرتی رہی۔ زید نے ہندہ کو مار کر نکال دیا۔ اب زید کی خواہش مصالحت کی ہے اور اپنے کہے ہوئے جملہ سے انکاری ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے جب کہ عورت کو وہ جملہ کہنا تسلیم ہے اور محقق ہے۔

(جواب)زید اگر اس جملہ سے انکار کرتا ہے اور لفظ حرام بولنے کا اقرار نہیں کرتا اور دو گواہ عادل موجود نہیں ہیں تو انکار اس کا معتبر ہے اور طلاق واقع ہونے کا حکم نہ ہو گا اور شوہر کے حق میں وہ عورت حلال ہے لیکن چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کو یہ محقق ہو کہ شوہر نے یہ الفاظ کہے ہیں جس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے تو عورت کو شوہر سے علیٰحدہ رہنا چاہئے والمرأة كالقاضى شامى در مختار۔(۳)پس اگر اب وہ دونوں باہم زن و شوہر رہنے پر راضی ہوں تو تجدید نکاح کر لیں یہ بہتر ہے اور احوط ہے۔ فقط۔

---

(۱)(ردالمحتار باب الصريح (ج ۲ ص ۶۲۳ ط.س. ج۳ص ۲۸۳) ظفير.
(۲)ولو قال اذهبى اى طريق شئت لا يقع بدون النية وان كان فى حال مذاكرة الطلاق (عالمگیری مصری باب الكنايات ج ۱ ص ۳۷۶) ظفير.
(۳)دیکھئے (ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۴ ط.س. ج۳ص ۲۵۱.

گھر سے نکل تو میرے کام کی نہیں کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۴۳) زید نے اپنی منکوحہ کو زدوکوب کر کے گھر سے نکال دیا اور یہ کہا کہ تو میرے کام کی نہیں گھر سے نکل جا مگر لفظ طلاق کا نہیں کہا اور ایک دو سال تک نان و نفقہ نہیں دیا اور نہ رجوع کیا ایسی حالت میں طلاق ہوئی یا نہ۔

(جواب) ان الفاظ میں اگر نیت طلاق کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی ہے، اس میں نکاح جدید بلا حلالہ کے درست ہے اور اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی بدستور وہ عورت اس کی زوجہ ہے۔(۱)

میرا نباہ دینا مشکل ہے لکھ دیا اور طلاق کی نیت نہیں تھی تو طلاق نہیں ہوئی……

(سوال ۴۴۴) شوہر نے اپنی خوشدامن کو ایک تحریر لکھی کہ آپ کی لڑکی کا اور میرا نباہ دنیا میں مشکل ہے۔ اب وہ کہتا ہے کہ یہ تحریر میں نے یوں ہی لکھ دی تھی قطع تعلق کا ارادہ نہ تھا۔ آیا اس فقرہ سے طلاق بائن پڑی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ نباہ کو مشکل کہنا نہ صریح طلاق ہے نہ کنایہ اور پھر کنایہ میں نیت کی ضرورت ہے اور شوہر نیت طلاق کا انکار کرتا ہے۔ فقط۔

تم نکاح کر لو بیوی کو لکھا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۴۴۵) خاوند عبدالکریم خاں نے پہلے ۷ ۲ ستمبر سن ۱۹۱۵ء کو میرے نام چھٹی لکھی تھی کہ میری طرف سے دوسری کوئی امید نہ رکھنا، اگر رکھنا تو طلاق کی امید اس کے بعد دوسری چھٹی ۲۴ دسمبر سن ۱۹۱۸ء کو میری نام لکھی تھی کہ اگر تم نکاح کرو تو کر لو۔ ان دونوں چھٹیوں کی نقل شامل استفتاء کی جاتی ہیں ان دونوں چھٹیوں کے مضامین طلاق کی حد تک پہونچ چکے ہیں یا نہیں اور میں عبدالکریم خاں کی زوجیت سے علیٰحدہ ہو چکی ہوں، یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں ایک طلاق بائنہ عورت پر واقع ہو گئی اور وہ بعد عدت طلاق کے جو کہ حائضہ کے لئے تین حیض ہیں جس کو حیض نہ آتا ہو اس کے لئے تین ماہ ہیں) دوسرا نکاح کر سکتی ہے، کیونکہ عبدالکریم خاں شوہر کے دوسرے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ زوجہ نے اس سے طلاق کا سوال بایں الفاظ کیا کہ اگر تم نے طلاق باضابطہ روانہ نہ کی تو میں دوسرا نکاح کر سکتی ہوں) اس پر شوہر نے لکھا کہ (اگر تم نکاح کرو تو کر لو) اور یہ الفاظ کنایات طلاق سے ہے اور کنایات میں نیت طلاق یا دلالۃ حال سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ در مختار میں ہے اذھبی وتزوجی تقع واحدۃ بلا نیۃ الخ۔(۲)

---

(۱)فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال فنحوا خرجی واذهبی الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵. ط. س. ج۳ص۲۹۶) ظفیر.
(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۵۲. ط.س. ج۳ص۳۱۴. ظفیر.

میری زوجیت سے باہر ہو گئی کہنے سے بشرط نیت طلاق ہو جائے گی

(سوال ٤٤٦) ایک عورت اپنے شوہر کے والدین سے جھگڑا فساد کر کے بلا مرضی اپنے شوہر کے گھر سے باہر نکل کھڑی ہوئی اور میکہ میں رہتی رہی اور شوہر کا یہ بیان ہے کہ یہ عورت جس تاریخ سے میرے مکان سے بلااذن میرے باہر ہوئی ہے جب سے میرے نکاح زوجیت سے باہر ہو گئی ہے اب میں کسی طرح اپنے مکان میں یا بطور زوجیت کے نہیں رکھ سکتا اور نہ مہر و نان نفقہ دے سکتا ہوں بلکہ وہ روپیہ نقد اور زیور جو کہ اس کے جہیز وغیرہ سے علٰحدہ ہے یعنی میری ذات خاص سے جمع کیا ہوا ہے اس کے لینے کا مستحق ہوں جو کہ زوجہ اپنے ہمراہ لے گئی ہے۔ آیا عورت شوہر کے نکاح سے علٰحدہ ہو گئی یا نہیں اور جتنے عرصہ تک زوجہ اپنے والد کے پاس رہی اس کے نفقہ کی مستحق شوہر سے ہے یا نہیں اور کیا وہ زیور نقدی جو بوقت نکلنے کے اپنے شوہر کے مکان سے اپنی ہمراہ میکہ میں لے گئی تھی جب کہ وہ مال شوہر کا ہے تو شوہر اس کے لینے کا مستحق ہے یا نہیں۔

(جواب) عورت کے نکل جانے اور بلا اجازت شوہر باہر چلی جانے سے طلاق اس پر واقع نہیں ہوئی اور شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی۔ البتہ اگر شوہر نے یہ الفاظ کہے کہ میری نکاح وزوجیت سے خارج ہو گئی ہے بہ نیت ایقاع طلاق کہے ہیں تو یہ الفاظ کہنے کے وقت اس کی زوجہ مطلقہ ہو گئی۔(۱) پہلے سے مطلقہ نہیں ہوئی تھی اور ایسی عورت کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے جو بلا اجازت شوہر اس کے گھر سے نکلے، اور مہر ساقط نہیں ہوتا، مہر بذمہ شوہر واجب الادا ہے اور جو زیور بوقت جانے کے وہ عورت ساتھ لے گئی اگر در حقیقت شوہر کا بنولیا ہوا اور دیا ہوا تھا اور شوہر نے اس کو ہبہ نہ کیا تھا یا مہر میں نہ دیا تھا تو وہ شوہر کی ملک ہے شوہر اس کو واپس لے سکتا ہے۔ فقط۔

جہاں چاہے چلی جائے کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ٤٤٧) مسماۃ رحمی کو اس کے خاوند حاضر خاں نے مار کوٹ کر گھر سے نکال دیا رحمی نے گذارہ کے واسطے درخواست دی جس پر حاضر خاں مذکور نے مہاراجہ نابھہ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارہ دینے سے انکار کر کے عذر کیا کہ میں اس عورت کو اپنے پاس نہیں رکھتا جہاں چاہے چلی جائے بحکم سرکار مسماۃ مذکور کو آزاد کیا گیا۔ اس کے بعد مسماۃ مذکور نے عبدالکریم کے ساتھ نکاح ثانی کر لیا، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر مسماۃ رحمی کو پہلے شوہر نے اس کو طلاق دے دی تھی اور رحمی نے عدت کے بعد دوسرا نکاح عبدالکریم کے ساتھ کیا تو نکاح صحیح ہو گیا اس صورت میں عبدالکریم کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے اور اگر رحمی کے شوہر نے صرف یہی الفاظ کہے تھے کہ میں اس عورت کو اپنے پاس نہیں رکھتا جہاں چاہے چلی جاوے تو اگر طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے تھے تو طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی اور نکاح ثانی بعد عدت کے درست ہوا اور اگر کچھ نیت نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی اس صورت میں دوسرا نکاح کرنا رحمی کو درست نہیں ہے۔ پس شوہر اول سے

---

(۱) لا یقع بالکنایات الطلاق الا بنیة او دلالة الحال فنحوا خرجی واذهبی وقومی الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٣٥ ط.س. ج۳ ص۲۹٦) ولو قال انا بری من نکاحك یقع الطلاق اذا نوی (عالمگیری مصری باب الکنایات ج۱ ص ۳۷٦) ظفیر۔

نیت کا حال معلوم کیا جاوے۔(۱) فقط۔

بیوی سے کہا کہ تو میری بہن کے برابر ہے تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۴۴۸) زید نے اپنی زوجہ کو جھگڑے کے وقت یہ کہا کہ یہ میری بہن کے برابر ہے، کیا ان الفاظ سے طلاق پڑ گئی یا نہیں۔

(جواب) وان نوی انت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی خانیة براً او ظهاراً او طلاقاً صحت نیته ووقع مانواه لانه کنایة وان لا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا الخ در مختار۔(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ زید کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی تھی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی دوبارہ نکاح بدون حلالہ کے ہوسکتا ہے عدت میں اور بعد عدت کے ہر حال نکاح درست ہے اور اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی نکاح سابق قائم ہے۔ فقط۔

جس جگہ چاہے نکاح کر لینا کہنے اور لکھنے کا کیا حکم ہے

(سوال ۴۴۹) بکر اپنا وطن چھوڑ گیا، جاتے وقت اپنی بیوی زبیدہ کو یہ کہہ گیا کہ اگر میں تین سال تک نہ آیا تو تم جس جگہ چاہے نکاح کر لینا اور خط میں بھی اس نے تحریر کر بھیجا کہ زبیدہ کو میرے گھر سے نکال دینا۔ اب بکر کو گیارہ سال ہو گئے تو کیا زبیدہ پر طلاق واقع ہو گئی اور وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر بکر نے بہ نیت طلاق یہ الفاظ کہے تھے اور خط میں لکھے تھے تو بعد تین سال گزرنے کے صورت اولیٰ میں اور بوقت تحریر دوسری صورت میں طلاق واقع ہو گئی۔ اور اگر نیت کا حال معلوم نہیں تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۳) باقی اگر بکر مفقود ہو گیا ہے اور اس کا پتہ و نشان و موت و حیات کچھ معلوم نہیں ہے تو مفقود ہونے کے وقت چار سال گزرنے کے بعد اس کی زوجہ عدت وفات دس دن چار ماہ پوری کر کے نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ کما ذکرہ فی الشامی۔(۴)

تین مرتبہ کہا چھوڑ دیا تو کیا اس کے بعد نکاح ثانی ہوسکتا ہے

(سوال ۴۵۰/۱) رجل قال لا مرأته . میں نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے ثلاث مرات ثم ندم علی ما فعل واراد ان ینکحها هل یجوز له ان ینکحها بدون التحلیل.

تین پتھر پھینکے اور کہے چلی جا اس کا حکم کیا ہے

(سوال ۴۵۰/۲) رجل طرح ثلاث مدرات الی امرأته وقال اٹھ اور چلی جا۔ میرے گھر میں نہ بیٹھ۔

---

(۱) ولو قال لها اذهبی ای طریق شئت لا یقع بدون النیة (عالمگیری مصری کنایات ج ۱ ص ۳۷۶)

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹۴. ط.س. ج۳ص ۴۷۰. ۱۲ ظفیر.

(۳) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة الخ صحو اخرجی واذهبی وقومی الخ (الدر المختار قوله قضاء قید به لانه لا یقع دیانة بدون النیة ولو وجدت دلالة الحال فو قوعه بواحد من النیةاو دلا لةالحال انما هو القضاء فقط کما هو صریح البحر و غیره (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵ و ج ۲ ص ۶۳۶. ط.س. ج۳ص۲۹۶)

(۴) ولا یفرق بینه وبینها ولو بعد مضی اربع سنین خلافالمالك (در مختار) وقد قال فی البزازیة الفتویٰ فی زماننا علی قول مالك (ردالمحتار کتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۶. ط.س. ج۳ص ۲۹۵ مطلب فی الافتاء بمذهب مالك فی زوجة المفقود) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلةالنا جزة للتهانوی اور کتاب الفسخ والتفریق (للرحمانی) ظفیر.

ماحکم طلاقه ای هی بائنة بتطلیقة واحدة ام مطلقة بثلاث مغلظة فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره.

(جواب)(۱)ان تکلم بهذه الکلمات نا ویا الطلاق تبین بواحدةثم لا تقع اخری لا ن البائن لا یلحق البائن . کذا فی الدر المختار (۱)فیجوز له النکاح بها بلا تحلیل۔

(۲)فی الشامی. فلا یقع بالقاء ثلاثة احجار الیها اوبا مر ها بحلق شعرها وان اعتقد الا لقاء والحلق طلاقاً انتهی(۱) وقوله اٹھ چلی جاالخ ان کان بینة الطلاق تقع به واحدة بائنة . کما مر ۔(۲) فقط۔

میرے کام کی نہیں، سروکار نہیں، کنایہ کے الفاظ ہیں۔ نیت سے طلاق ہوگی

(سوال ۴۵۱)زید نے اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو یہ کہہ کر اپنے مکان سے نکال دیا کہ جا تو میرے کام کی نہیں ہے، تجھے اپنے نفس کا اختیار ہے اور خطوط میں بھی یہی لکھا کہ تجھے ہندہ سے کوئی سروکار نہیں ہے میں اسے نہیں چاہتا، میں اسے اپنے گھر سے نکال چکا ہوں اب ہندہ تقریباً بارہ سال سے اپنے شوہر زید سے علٰحدہ رہتی ہے۔ کیا اس صورت میں بدون مزید تحقیقات کے صرف ہندہ کے حلفیہ بیان پر اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)یہ الفاظ جو شوہر نے زبانی کہے یا خط میں لکھے کنایہ کے الفاظ ہیں، صریح طلاق کے الفاظ نہیں ہیں۔ ان الفاظ میں نیت کا اعتبار ہوتا ہے یا دلالت حال کا۔ اور جب کہ نیت شوہر کی کچھ معلوم نہ ہو اور نہ مذاکرہ طلاق کا ہو اور نہ حالت غصہ میں یہ الفاظ کہے گئے ہوں تو ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔(۳)اور جب کہ طلاق واقع نہیں ہوئی تو ہندہ کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

مرے لائق نہیں، مری عورت نہیں وغیرہا، کنائے کے الفاظ ہیں نیت سے طلاق ہوگی ورنہ نہیں

(سوال ۴۵۲)نھّو نے اپنی زوجہ کو بدچلن دیکھ کر یہ الفاظ کہے کہ یہ میرے لائق نہیں، جس جگہ چاہے نکاح کرے یا بازار میں بیٹھ جائے۔ اور یہ لکھ دیا کہ یہ میری بیوی نہیں ہے۔ اور اب وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی تو طلاق ہوئی یا نہیں۔

(جواب)ان الفاظ میں جو نھّو نے اپنی زوجہ کو کہے نیت طلاق سے طلاق واقع ہوتی ہے۔ پس اگر نھّو نیت طلاق کا انکار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ هکذافی کتب الفقه۔(۴)فقط۔

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۶ .ط.س. ج۳ص۳۰۶. ۱۲.
(۲) (ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ .ط.س. ج۳ص ۲۳۰ تحت قوله ما لم یستعمل الا فیه.
(۳)کنایة عند الفقهاء مالم یوضع له ای الطلاق واحتمله وغیره فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال وهی حالة مذاکرة الطلاق اوالغضب الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵ .ط.س. ج۳ص۲۹۶).
(۴)اذهبی وتزوجی تقع واحدة بلانیة (در مختار) ویخالف ما فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان ولو قال اذهبی فتزوجی وقال لم انو الطلاق لا یقع شئی الخ ویؤیده ما فی الذخیرة اذهبی وتزوجی لا یقع الا بالنیة (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۵۲ .ط.س. ج۳ص۳۱۴).

اپنی زوجیت سے علیحدہ کر دیا کا جملہ لکھنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ٤٥٣)زید نے اپنی زوجہ کو نوٹس دیا کہ میں نے تجھے اپنی زوجیت سے علیحدہ کیا۔اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں،اگر طلاق واقع ہوگئی تو رجعت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب)اگر زید نے بہ نیت طلاق یہ الفاظ لکھے ہیں تو اس کی زوجہ پر طلاق بائن واقع ہوگئی۔(۱)رجعت نہیں ہو سکتی۔(۲)فقط۔

چھوڑ دینے کے لفظ سے طلاق بائنہ ہوتی ہے

(سوال ٤٥٤)زید نے کہا کہ اگر میری زوجہ ہندہ آج شب میں میرے مکان میں نہیں آوے گی تو میری بیٹی کے برابر ہے۔بعد کوشش کے عمرو خالد و بکر زوجہ مذکورہ کو صحن مکان تک تو لے آئے مگر بوجہ خوف زدوکوب ہندہ کو نکال کر دوسرے مکان میں کر دیا۔بعدہ پھر ایک شخص نے زید مذکور سے کہا کہ اپنی بیوی کو کیوں نہیں لے آتے۔اس کا جواب زید نے یہ دیا کہ ہم نے اس کو چھوڑ دیا۔چھوڑ دیا۔بیٹی بولا چھوڑ دیا۔اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔اگر ہوئی تو بائنہ ہوگی یا مغلظہ۔

(جواب)اس صورت میں اگر شوہر کی نیت طلاق کی تھی اور بہ نیت طلاق اس نے یہ الفاظ کہے تھے تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی۔دوسری، تیسری واقع نہیں ہوئی لان البائن لا یلحق البائن(۳) کما فی الدر المختار وغیرہ وفی الشامی فی الکنایات قوله سرحتك من السراح بفتح السین وهو الارسال ای ارسلتك لانی طلقتك الخ او فی هذا المنزل . نهر شامی (ج ۲ ص ٤٦٥)(۴)فقط۔

ہم کو ضرورت نہیں کا جملہ کنایہ ہے نیت ہوگی تو طلاق ہوگی

(سوال ٤٥٥)ایک لڑکی نابالغہ ۹ سالہ کا نکاح اس کے والدین نے کیا۔چند یوم کے بعد فریقین میں تکرار ہوگیا اور لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجا۔والدین شوہر نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔عدالت نے نکاح ناجائز قرار دے کر دعویٰ شوہر کا خارج کر دیا۔پھر مقدمہ کا اپیل کیا گیا۔فیصلہ یہ ہوا کہ جب تک لڑکی نابالغ ہے اپنے والدین کے گھر رہے،پھر لڑکی مختار ہے،جب وہ لڑکی بالغ ہوئی تو اس کے والدین نے پیغام بھیجا کہ اپنی امانت لے جاؤ، شوہر نے کہلا بھیجا کہ اب ہم کو ضرورت نہیں ہے میں نے اور نکاح کر لیا ہے،اب کچھ عرصہ کے بعد لڑکی نے دوسرا نکاح کر لیا ہے۔یہ نکاح اس کا جائز ہے یا نہیں۔اور پہلا نکاح جو والدین نے نو سالہ عمر میں کیا تھا وہ فسخ ہو لیا نہیں۔

(جواب)شوہر کا یہ کہلا بھیجنا کہ اب ہم کو ضرورت نہیں ہے الفاظ طلاق صریح سے نہیں ہے البتہ کنایات میں داخل ہو سکتا ہے۔پس اگر شوہر کی نیت اس سے طلاق کی تھی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔الغرض پہلا نکاح اس

---

(۱)یہ جملہ کنایات کے باب سے ہے جس میں نیت ہونے سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔مفتی علامؒ نے اسے کنایات میں شمار کیا ہے ویقع بابرأتك عن الزوجیة بلا نیة (در مختار) قوله بلا نیة فی حال الغضب وغیرہ تاتار خانیه ومقتضاه انه طلاق صریح وفیه نظر وفی کنایات الجوهرة انا بریئ من نکاحك یقع ان نوی(ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ٦١٤ .ط.س.ج۳ص۲۷۳)

(۲)اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها الخ (عالمگیری مصری الباب السادس فی الرجعة ج ۱ ص ٤٣١)(۳)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات (ج ۲ ص ٤٤٦ .ط.س.ج۳ص۳۰۸).

(٤)ردالمحتار باب الکنایات (ج ۲ ص ٦٣٩ .ط.س.ج۳ص۳۰۰ . ۱۲ ظفیر.

لڑکی کا جو اس کے والد نے کیا تھا صحیح ہو گیا۔ اس کے بعد جب تک شوہر بالغ ہو کر طلاق نہ دیوے دوسرا نکاح صحیح نہیں ہو سکتا۔ اگر شوہر نے الفاظ مذکورہ بہ نیت طلاق کہے تھے تو عدت کے بعد دوسرا نکاح صحیح ہو گا ورنہ نہیں،
، شوہر سے نیت کا حال دریافت کیا
جاوے اور شامی نے بدائع سے نقل کیا ہے کہ لاحاجۃ لی فیک میں نیت سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن شامی کی عبارت مابعد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ نیت سے طلاق واقع ہو جاوے گی۔(۱) فقط۔

مطلب نہیں رکھنا، میری طبیعت اس کی طرف سے صاف نہیں کے جملے کنائے ہیں

(سوال ٤٥٦) اگر کوئی مسلمان بالغ اپنی بیوی کی نسبت اپنے برادر کلاں کو یہ الفاظ لکھے کہ میری بیوی بد چلن ہے اس لئے میری طبیعت اس کی طرف سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتی اور نہ میں اس سے کچھ غرض مطلب رکھتا ہوں اور نہ رکھنا چاہتا ہوں۔ اس کا اطمینان رکھئے خواہ کوئی کتنی ہی صفائی پیش کرے میں ہرگز صاف نہیں ہو سکتا۔ مثل ایک کھانا پکانے والی کے رکھ چھوڑا ہے، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں اس تحریر شوہر سے اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اخیر کے الفاظ صاف دلیل ہیں اس کی کہ اس کی نیت طلاق کی نہیں ہے کیونکہ یہ لفظ موجود ہے کہ مثل ایک کھانا پکانے والی کے رکھ چھوڑا ہے۔ ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ اس کو طلاق دینا منظور نہیں ہے اور کوئی صریح لفظ طلاق کا اس تحریر میں نہیں ہے۔ فقط۔

تین دفعہ کہا مجھ پر حرام پھر نکاح کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ٤٥٧) ہندہ زید کی عورت بلا اجازت زید کے اپنے کسی عزیز کے گھر چلی گئی اور عرصہ تک وہاں مقیم رہی۔ زید کو ایک شخص نے کہا کہ تم ایسی عورت کو طلاق دے دو۔ اس پر زید نے اپنی عورت ہندہ کو بدیں الفاظ طلاق دی کہ میرے نفس پر حرام۔ میرے نفس پر حرام ہے۔ میرے نفس پر حرام ہے۔ تین دفعہ۔ اس کے بعد پانچ ماہ گذرنے پر زید اور ہندہ نے باہم رضامند ہو کر پھر نکاح پڑھوانا چاہا تو زید کو کسی نے کہا کہ بدون حلالہ پھر نکاح درست نہیں کیونکہ جو طلاق تم نے دی مغلظہ تھی۔ اس پر ہندہ نے ایک دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کیا۔ دوسرے شوہر نے ہندہ کے ساتھ مباشرت کی۔ لیکن وطی پر قادر نہیں ہو سکا اور اس شوہر ثانی نے طلاق دے دی جس کو تین ماہ گزر چکے ہیں۔ اب زید اور ہندہ پھر نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ شریعت مبارک کیا حکم دیتی ہے۔

(جواب) اس صورت میں چونکہ زید نے صریح لفظ سے طلاق نہیں دی بلکہ بالفاظ کنایہ طلاق دی ہے اور الفاظ کنایہ میں طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے اور ایک بائنہ کے بعد دوسری بائنہ واقع نہیں ہوتی۔ کما صرح بہ فی

---

(۱) لست لك بزوج ولست لی بامرأة او قالت له لست لی بزوج فقال صدقت طلاق ان نواه خلافا لهما او سئل الك امرأة فقال لا لا تطلق وان نوى (درمختار) قوله لا تطلق اتفاقا وان نوى ومثله قوله لم اتزوجك او لم يكن بيننا نكاح اولا حاجة لی فيك بدائع لكن فی المحيط ذكر الو قوع فی قوله لا عند سواله قال ولو قال لا نكاح بيننا يقع الطلاق والا صل ان نفی النكاح اصلا لا يكون طلاقا بل يكون جحود او نفی النكاح فی الحال يكون طلاقا اذا نوى وما عداه فالصحيح انه هذا الخلاف اه بحر (ردالمحتار باب الصريح ج۲ ص ٦٢٣ ط.س. ج۳ص۲۸۳) ظفير.

الدر المختار وغیرہ۔ (۱) لہذا بصورت مذکورہ وہ عورت مطلقہ ثلثہ اور مغلظہ نہیں ہوئی بلکہ ایک طلاق بائنہ اس پر واقع ہوئی ہے اس لئے حلالہ کی ضرورت اس میں نہیں ہے بلا حلالہ شوہر اول سے نکاح صحیح ہے اور اگر چہ حلالہ کے لئے وطی شوہر ثانی کی شرط ہے اور بدون وطی شوہر ثانی مطلقہ ثلثہ شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہو سکتی مگر صورت مذکورہ میں چونکہ حلالہ کی ضرورت ہی نہ تھی اس وجہ سے شوہر ثانی کی طلاق کے بعد جس وقت تین حیض گذر جاویں یعنی عدت پوری ہو جاوے شوہر اول کے ساتھ نکاح صحیح ہے اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں اور جس کو حیض نہ آتا ہو بوجہ بڑھاپے وغیرہ کے اس کے لئے عدت تین ماہ ہیں۔ فقط۔

بیوی کے متعلق کہا میں اس کو نہیں رکھتا میرے لائق نہیں کیا حکم ہے

(سوال ۴۵۸) ایک شخص اپنی بیوی کو رخصت کرا کر اپنے گھر لے آیا۔ دو تین روز بعد معلوم ہوا کہ اس کو حمل حرام ہے، پھر خاوند اس کو اس کے والدین کے گھر چھوڑ گیا اور یہ کہہ گیا کہ اس کو میں نہیں رکھتا، یہ عورت میرے لائق نہیں ہے، عورت کے والدین نے عورت کو دوسرے شخص کے گھر بٹھلا دیا۔ دو تین ماہ بعد یہ دوسرا شخص جب کہ اس کے بچہ پیدا ہو چکا ہے اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ آیا اس سے نکاح ہو سکتا ہے۔

(جواب) اگر شوہر نے بہ نیت طلاق یہ الفاظ کہے ہیں تو اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی، بعد عدت کے دوسرے شخص سے اس کا نکاح درست ہے اور عدت اس کی وضع حمل ہے، جب بچہ پیدا ہو چکا تو عدت ختم ہو گئی اب اس کا نکاح درست ہے۔ باقی یہ امر شوہر سے دریافت کیا جاوے کہ اس نے بہ نیت طلاق یہ الفاظ کہے ہیں یا نہیں۔ (۲) فقط۔

تو میری عورت نہیں کا جملہ کہا کیا حکم ہے

(سوال ۴۵۹) زید نے اپنی زوجہ کو بلاوجہ بدسلوکی کا برتاؤ کر کے یہ الفاظ کہے کہ تو آج سے میری عورت نہیں ہے، میری ماں بہن کی طرح ہے۔ اس طریقہ پر جو شوہر نے طلاق دی وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں اور ایسی حالت میں طلاق ہو جانے سے عورت کو مہر شوہر سے مل سکتا ہے۔ اور یہ طلاق کس قسم کی ہے۔

(جواب) ان الفاظ سے جو طلاق واقع ہوتی ہے وہ بائنہ ہوتی ہے اور ان الفاظ میں اگر نیت شوہر کی طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں اور مہر زوجہ کا بعد طلاق کے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے بعد طلاق کے عورت اپنا مہر لے سکتی ہے۔ ھکذا فی کتب الفقہ۔ فقط۔

(۱) لان البائن لا یلحق البائن (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ، باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۵ ط.س. ج۳ص۳۰۸) ظفیر. (۲) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵ ط.س. ج۳ص۲۹۶) (۳) وان نوی انت علی مثل امی او کامی و کذا لو حذف علیّ حانیه برا او ظهارا وطلاقا صحت نیته ووقع ما نواه لا نه کنایة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹۴ ط.س. ج۳ص۴۷۰) لست لی با مراء ة الخ طلاق ان نواه ایضاً باب الصریح ج ۲ ص ۶۳۳ ط.س. ج۳ص۲۸۲) ظفیر۔

لفظ چھوڑا کہنے کے بعد رجوع جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۶۰)ایک شخص نے دوبار یہ الفاظ کہے ،فلاں عورت کو میں نے چھوڑا چھوڑا، مگر باز آں رجوع کردہ آیا بعد از دو طلاق رجوع واقع گردیدہ نکاح را قائم میکند یا چہ حکم است۔

(جواب)لفظ چھوڑا چھوڑا کنایات میں سے ہے۔جب کہ شوہر نے یہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے تو اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور بائنہ کے بعد دوسری بائنہ واقع نہیں ہوتی کما صرحوا ان البائن لا یلحق البائن۔(۱) درمختار وغیرہ۔ اور طلاق بائنہ میں رجوع بلا نکاح صحیح نہیں ہے۔ پس طلاق بائنہ دینے کے بعد شوہر کا رجوع کرانا بقاء نکاح کے لئے کچھ مفید نہیں ہے اور وہ رجوع کرنا کالعدم ہے۔بلا نکاح جدید وہ عورت اس کے نکاح میں داخل نہیں ہو سکتی۔(۲)(لہذا جدید نکاح کرے۔ظفیر)

میرے یہاں سے نکل جا کہنے میں طلاق کی نیت تھی تو ہو گئی

(سوال ۴۶۱)زید نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ متعدد دفعہ یہ بات کہی کہ تو میرے یہاں سے نکل جا۔ تو میرے کام کی نہیں ہے۔ چنانچہ اس کو اپنے گھر سے نکال بھی دیا اور زدوکوب کیا اور دو سال سے زیادہ ہو گئے زید نے اس سے رجوع نہیں کیا اور نہ اس کی خبر لی۔ آیا زید کی بیوی صورت مذکورہ میں بائنہ ہو گئی یا نہ۔

(جواب)قال فی الدر المختار فنحو اخرجی واذھبی وقومی الخ یحتمل رداً (الی ان قال) وفی الغضب توقف الا ولان الخ ای ما یصلح رداً وجواباً الخ شامی(۳)پس صورت مسئولہ میں اگر شوہر نے بہ نیت طلاق کلمہ مذکورہ کہا ہے تو اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔بلا نکاح رجعت اس میں درست نہیں ہے۔عدت کے بعد وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

تجھ سے کچھ تعلق نہیں کہنے سے بشرط نیت طلاق واقع ہو جائے گی

(سوال ۴۶۲)زید نے اپنی بیوی کو بحالت ناراضگی یہ الفاظ خط میں لکھے کہ مجھے تجھ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ تمام عمر اس کی شکل نہیں دیکھوں گا۔ان الفاظ سے طلاق ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اگر نیت شوہر کی ان الفاظ سے کہ مجھے تجھ سے کچھ تعلق نہیں ہے، طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی۔ نیت کا حال شوہر سے معلوم ہو سکتا ہے۔(۴)اور دوسرا فقرہ (کہ تمام عمر اس کی شکل نہیں دیکھوں گا)لغو ہے اس سے کچھ نہ ہو گا۔

---

(۱)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٦.ط.س.ج۳ص۳۰۸. ۱۲ .
(۲)واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجھا فی العدة وبعد انقضائھا (عالمگیری مصری . الباب السادس فی الرجعة ج ۱ ص ٤۳۱) ظفیر.
(۳)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦۳۷.ط.س.ج۳ص۲۹۸. ۱۲ ظفیر.
(٤)لوقال لھا لا نکاح بینی وبینک الخ یقع الطلاق اذا نوی لم یبق بینی وبینک عمل ونوی یقع (عالمگیری کشوری الفصل الخامس فی الکنایات ج ۲ ص ۳۹٤) ظفیر

حرام کے لفظ سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۴۶۳)ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ الفاظ کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔ وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب)اگر شوہر نے یہ لفظ کہ تو مجھ پر حرام ہے بہ نیت طلاق کہا ہے تو طلاق بائنہ اس کی عورت پر واقع ہو گئی[۱] عدت گزرنے کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ شوہر سے دریافت کیا جائے کہ یہ لفظ اس نے بہ نیت طلاق کہا تھا یا ویسے ہی بطریق سب و شتم کہہ دیا تھا۔ اگر اس کی نیت طلاق کی نہ تھی تو جب تک وہ طلاق نہ دے گا دوسرا نکاح عورت مذکورہ کا جائز نہ ہوگا۔

صورت ذیل میں کتنی طلاق ہوئی

(سوال ۴۶۴)ہندہ نے بیان کیا کہ میرے شوہر زید نے مجھ کو چھوڑ دیا ہے ڈیڑھ دو برس سے۔ جب زید مذکور سے پوچھا گیا تو اقرار کیا اور کہا کہ میں نے اس کو یعنی ہندہ مذکورہ کو ڈیڑھ دو برس سے چھوڑ دیا ہے مجھ کو اس سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ بعدہ کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے طلاق دی تو کہتا ہے کہ طلاق ہی جانئے یعنی چھوڑ دی اور کچھ سروکار نہ رکھنا طلاق ہی جانئے بعدہ کسی کے اصرار کرنے پر طلاق نامہ لکھ دیا اور اپنا دین مہر بخشوا لیا۔ سوال یہ ہے کہ پہلے اقرار سے کہ میں نے ڈیڑھ دو برس سے چھوڑ دیا ہے طلاق صریح رجعی واقع ہوئی یا نہیں۔ اور جب کہا کہ مجھ کو اس سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ اور کسی کے دریافت کرنے پر جواب دینا کہ طلاق شرعی نہیں دیا ہے یہ اقرار طلاق کو باطل کرتا ہے یا نہیں اور طلاق نامہ لکھ دینا پہلے حکم کو اٹھا سکتا ہے یا نہ اور وقوع طلاق بائن کی صورت میں عدت گزر گئی یا نہیں اور دوسرا نکاح ہندہ کا دوسرے مرد سے کر لینا صحیح ہو گا یا نہیں۔

(جواب)زید کا یہ کہنا کہ میں نے ڈیڑھ دو برس سے ہندہ کو چھوڑ دیا ہے کنایہ تھا۔ محتاج تھا نیت کا، کہ اگر بہ نیت طلاق کہا تو طلاق بائنہ اس سے واقع ہوئی ورنہ نہیں[۲] لیکن بعد میں یہ کہنا کہ طلاق ہی جانئے اس سے ایک طلاق واقع ہوئی۔ اگر پہلے لفظ سے بھی نیت طلاق کی تھی تو اب دو ہو گئی اور دونوں بائنہ۔ اور اگر پہلے لفظ سے نیت طلاق کی نہ تھی تو اب اس لفظ صریح سے ایک طلاق رجعی واقع ہوئی۔ بعد میں طلاق نامہ لکھنا اور مہر معاف کرانا یہ دوسری طلاق ہو گی۔ اور اگر طلاق نامہ میں تین طلاق لکھی گئی ہیں تو مجموعہ تین سے تین طلاق کے ساتھ ہندہ مطلقہ ہو گی، اور عدت اول طلاق کے بعد سے پورا کرنا ہو گی۔ یعنی جس وقت پہلی طلاق دی اسی وقت سے عدت شروع ہو جاوے گی۔ طلاق نامہ لکھنے کا اعتبار نہ ہو گا اور بعد عدت کے دوسرا نکاح صحیح ہے۔ اور طلاق کے بعد اس کہنے سے

---

(۱)قال لا مرأته انت علی حرام الخ ایلاء ان نوی التحریم او لم ینو شیئا وظهار ان نواه وهدران نوی الکذب الخ وتطلیقةبائنة ان نوی الطلاق وثلاث ان نواها ویفتی بانه طلاق بائن ان لم ینو ه لغلبة العرف (در مختار) هذ فی القضاء واما فی الدیا نة فلا یقع مالم ینو عدم نیة الطلاق صادق بعدم نیة شئی اصلاالخ قلت الظاهر انه اذا لم ینو شئا اصلا یقع دیانة ایضا الخ(ردالمحتار باب الایلاء یطلب فی قوله انت حرام ج ۲ ص ۷۶۰ و ج ۲ ص ۷۶۱ و ج ۲ ص ۷۶۲ .ط.س. ج۳ص۴۳۲ م) ظفیر.(۲)ثم فرق بینه وبین سرحتك فان سرحتك کنایة(ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۸ .ط.س. ج۳ص۲۹۹) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة اود لالة الحال (در مختار) قوله قضاء قید به لانه لایقع دیانة بدون النیة(ردالمحتار باب ایضاً ج۳ ص ۶۳۶ .ط.س. ج۳ص۲۹۶) ظفیر.

کہ طلاق شرعی نہیں دی ہے پہلا اقرار طلاق کا باطل نہ ہوگا۔ وہ طلاق ثابت اور صحیح رہے گی اور اسی وقت سے عدت شمار ہوگی۔ اگر اس وقت سے تین حیض ہو چکے ہیں عدت گذر گئی اور نکاح ثانی صحیح ہے۔(۱)

چھوڑ دیا کے لفظ سے بشرط نیت طلاق ہوگی

(سوال ٤٦٥) ایک شخص کی عورت بھاگ گئی تھی اس شخص نے یہ الفاظ کہے تھے کہ میں نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا۔ اب اس کی بیوی واپس آگئی۔ اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر بہ نیت طلاق اس نے یہ لفظ کہا تھا کہ میں نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی۔ اب بلا نکاح جدید کے اس کو اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا۔(۲)

صورت مذکورہ میں نیت طلاق کی تھی تو طلاق ہوگئی

(سوال ٤٦٦) ایک عورت مسلمان قوم لوہار کی شادی ایک شخص محمد بخش مسلمان لوہار کے ساتھ دس بارہ سال ہوئے ہوئی تھی اور وہ اس قدر مدت اس کی زوجیت میں رہی کہ شوہر کے نطفہ سے اس کی اولاد پیدا ہوئی۔ پھر اسی شوہر ظالم نے نہیں معلوم کس وجہ سے اس کو الزام لگا کر علیٰحدہ کر دی کہ اس نے ڈھیڑ کے ساتھ کھایا اور پیا ہے اور میرے کام کی نہیں ہے۔ چاہے غیر قوم اور غیر برادری کے گھر میں گھس جائے میں نہیں رکھتا۔ یہ کہہ کر ڈیڑھ سال سے تعلق زوجیت کا نہیں رکھتا اور گھر سے نکال دیا اور قطع تعلق کر چکا ہے۔ نہ اس کو رکھتا ہے اور نہ روٹی کپڑا دیتا ہے۔ بلکہ ایک تحریر ہندی لکھا کہ بہت سے اہل برادری کی گواہی کرا کر بھیج دی ہے کہ وہ چاہے غیر کو کرے جو برادری کا آدمی نہ ہو، مجھ کو غیر کے کر لینے میں انکار نہیں ہے اور نہ دعوی۔ ایسی صورت میں وہ عورت دوسری جگہ نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) جو الفاظ شوہر کے درج ہیں سوال میں وہ کنایہ کے ہیں، اگر بہ نیت طلاق شوہر نے ایسے الفاظ کہے ہیں تو طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی اور بعد گزرنے عدت کے وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور اگر شوہر نے بہ نیت طلاق الفاظ مذکورہ نہیں کہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی،(۳) اور شوہر کی نیت کا حال شوہر سے ہی معلوم ہو سکتا ہے اور ہندی کی تحریر ہم لوگ نہیں سمجھتے کہ اس میں کیا الفاظ تحریر ہیں۔

عدم تعلق کا جملہ کہنے سے نیت کے وقت طلاق ہوگی

(سوال ٤٦٧) زید اور اس کی زوجہ میں ہر مہینہ ایک دو دفعہ جھگڑا ہوتا ہے اور زید عورت کی نسبت ایک دو دفعہ لفظ نکال دیتا تھا۔ اب جو زید نے عورت سے سلوک کیا تو یہ الفاظ کہے کہ اگر آج سے میں تیری ساتھ کسی قسم کا لڑائی جھگڑا کروں تب تو مجھ سے بے تعلق ہے۔ عورت نے کہا کہ یہ لفظ زبان سے نہ نکالو۔ لڑائی ہمیشہ اسی طرح رہے گی۔ زید نے کہا کہ اگر اب لڑوں تب تیرا میرا کچھ تعلق نہیں۔ غرض کہ زید نے تین دفعہ یہی الفاظ کہے اور

---

(۱) فیها ثلاث حیض من وقت الطلاق شمنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۷۳۳. ط.س. ج۳ص ۵۱۳) ظفیر. (۲) وفی الکنایات "ونحو اعتدی الخ وسر حتك فارقتك لا یحتمل السب والرد ففی حالة الرضاء الخ" تتوقف الا قسام الثلاثة تاثیرا علی نیة للاحتمال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۹ و ج ۲ ص ٦٤٠. ط.س. ج۳ص ۳۰۰) ظفیر.

(۳) لوقال لها اذهبی ای طریق شئت لا یقع بدون النیة وان کان فی حال مذاکرة الطلاق (وقبیله) وفی الفتاوی لم یبق بینی وبینك عمل ونوی تقع (عالمگیری مصری باب الکنایات ج ۱ ص ۲۵۳) ظفیر.

لڑائی دونوں کی بدستور جاری ہے اور عورت بہت نیک ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ہمیشہ اس کی نااتفاقی رہی اور اس نے طلاق کا بھی لفظ نکالا۔ اب وہ عورت نکاح میں رہی یا نہیں۔

(جواب) اگر یہ لفظ کہا ہے کہ اگر آج سے میں تیری ساتھ الخ تو مجھ سے تو بے تعلق ہے یا تیرا میرا کوئی تعلق نہیں تو بے تعلق ہے یا تیرا میرا کوئی تعلق نہیں تو اس میں نیت کا اعتبار ہے۔ اگر نیت شوہر کی ان الفاظ سے طلاق کی تھی تو ایک طلاق بائنہ بعد شرط کے یعنی لڑائی کرنے کے واقع ہو گئی۔ اور اگر نیت طلاق سے یہ الفاظ نہ کہے تھے تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور نیت کا حال شوہر سے معلوم ہو سکتا ہے۔(۱) اور اگر کبھی صریح طلاق کا لفظ بھی کہا تھا تو بلا نیت بعد تحقق شرط کے طلاق واقع ہو گئی۔(۲)

بیوی سے کہا کہ دوسرا شوہر کر لو تو اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۸ ٤) زوجین میں باہم جھگڑا ہوا۔ شوہر نے زوجہ کو کہا کہ جیسے ہم نے دوسرا نکاح کر لیا تم بھی کر لو۔ ایسا کہنے سے نکاح قائم رہا یا ٹوٹ گیا۔ اگر ٹوٹ گیا تو اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا جائے۔

(جواب) یہ لفظ شوہر کا کہ "تم بھی دوسرا نکاح کر لو" کنایہ ہے طلاق کا۔ صریح طلاق نہیں ہے۔ اگر اس لفظ میں نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے، ورنہ نہیں۔ پس شوہر سے دریافت کر لیا جائے کہ اس کی نیت اس لفظ کے کہنے سے کیا تھی۔ اگر طلاق کی تھی تو طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔(۳) اور بعد عدت کے جو تین حیض ہے اس عورت کے لئے جس کو حیض آتا ہو، اور جس کو حیض نہ آتا ہو اس کے لئے تین ماہ ہیں۔ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔

جادور ہو چلی جا یہ کنائے ہیں نیت سے طلاق ہو گی

(سوال ۲٦۹ ٤) ایک شخص کے دو عورتیں ہیں ایک کو اچھی طرح رکھتا ہے اور دوسری کو ایک ایک ہفتہ تک کھانے کو نہیں دیتا اور یہ الفاظ کہے کہ جادور ہو چلی جا، اپنے باپ کے یہاں جا رہ تیرا میرا کچھ مطلب نہیں۔ اور اب اس شخص کو تین سال کی جیل ہو گئی تو اس حالت میں اس کی زوجہ پر طلاق پڑ گئی یا نہیں۔ عورت کو دوسرا نکاح کر لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسا شخص جو دونوں زوجہ میں عدل اور برابری نہ کرے فاسق اور مستحق عذاب ہے۔(۴) اور جو الفاظ وہ اپنی ایک زوجہ کو کہتا ہے اگر نیت طلاق کی ہے، تو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ کیونکہ یہ الفاظ کنایہ کے ہیں صریح

---

(۱) لو قال لها الخ لم يبق بيني وبينك نكاح يقع الطلاق اذا نوى الخ ولو قال لها الخ لم يبق بيني وبينك عمل ونوى يقع (عالمگیری کشوری باب الکنایات ج ۲ ص ۳۹٤ ط۔ ماجدیه ج۱ ص ۳۷۵) ظفیر۔

(۲) فاذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (عالمگیری کشوری باب التعليق فصل ثالث ج ۲ ص ٤٤٠ ط۔ ماجدیه ج۱ ص ۳۷٦) ظفیر۔

(۳) ولو قال تزوجي ونو الطلاق اوالثلث صح وان لم ينو شيئا لم يقع كذا في العتابية (عالمگیری کشوری باب الکنایات ج ۲ ص ۳۹۵ ط۔ ماجدیه ج۱ ص ٤۲۰) ظفیر۔

(٤) يجب (القسم) وظاهر الآية انه فرض ان يعدل اى ان لا يجور فيه اى في القسم بالتسوية في البيوتة وفي الملبوس والما كول والصحبة (در مختار) قوله وظاهر الآية انه فرض فان قوله تعالى فان خفتم الا تعدلو فوا حدة، امر بالا قتصار على الواحدة عند خوف الجور الخ (ردالمحتار باب القسم ج ۲ ص ٥٤٦ ط۔س۔ ج۳ ص ۲۰۱) ظفیر۔

طلاق کے نہیں ہیں، اور کنایہ میں نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔(۱) اور دوسرا نکاح اسی وقت جائز ہوتا ہے کہ پہلے شوہر کی طرف سے طلاق ہو جاوے اور جیل خانہ جانے سے بھی طلاق نہیں ہوتی۔

کوئی واسطہ تعلق نہیں کا جملہ کنایہ ہے نیت سے طلاق ہو گی

(سوال ۴۷۰) مسماۃ محمودہ چودہ سالہ کا نکاح اس کی سوتیلی ماں نے خالد سے کر دیا بلا رضامندی محمودہ کے باپ عمر کے۔ کچھ عرصہ بعد خالد نے محمودہ کا زیور و کپڑا اتار کر اور یہ کہہ کر کہ اب عمر بھر کو جاؤ ہم سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں اس کو میکہ پہنچا دیا۔ اب محمودہ نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہ۔

(جواب) بدون رضامندی باپ کے محمودہ کا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ کیونکہ اگر کوئی دوسری علامت بلوغ کی مثل حیض وحمل کے نہ ہو تو پورے پندرہ برس کی عمر میں شرعاً مرد اور عورت بالغ شمار ہوتے ہیں۔ پس چودہ برس کی عمر میں محمودہ شرعاً بالغہ نہیں ہوئی اور نابالغہ کا نکاح بدون ولی کے نہیں ہوتا، اور سوتیلی ماں یا اس کا بھائی ولی نہیں ہے۔ لہذا وہ نکاح جو سوتیلی ماں نے کیا باپ کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر باپ نے بعد اطلاع کے اس نکاح کو جائز نہیں رکھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا اور اگر جائز رکھا تو صحیح ہوا۔(۲) پس بصورت صحت نکاح اگر خالد نے الفاظ مذکورہ بہ نیت طلاق کہے ہیں تو محمودہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔ بعد عدت کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔(۳) بصورت عدم صحت نکاح فی الفور دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

تو بیوی نہیں کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۷۱) ایک شخص نے بحالت غصہ اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے کہ اب تو میری بیوی نہیں اور نہ آئندہ سے میں تجھ کو اپنی بیوی سمجھوں گا۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر طلاق کی نیت سے شوہر نے یہ لفظ کہا ہے کہ اب تو میری بیوی نہیں ہے تو ایک طلاق بائنہ اس پر واقع ہو گئی اور اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۴)

---

(۱) لو قال لها اذهبي اى طريق شئت لا يقع بدون النية وان كان في حال مذاكرة الطلاق (اور اس سے ذرا پہلے ہے) وفي الفتاوىٰ (لو قال لها) لم يبق بيني وبينك عمل و نوى يقع (عالمگیری مصری باب الكنايات ج ۱ ص ۲۵۳) ظفير.
(۲) فلو زوج الا بعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته (در مختار) فيكون سكوته اجازة لنكاح الا بعد وان كان حاضرا في مجلس العقد ما لم يرض صريحا او دلالة (ردالمحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۳۲ ط.س. ج۳ ص ۸۱) ظفير.
(۳) واخرجي واذهبي وقومي وابتغي الازواج لا نها تحتمل الطلاق وغيره فلا بد من النية (هدايه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۵۲) ظفير.
(۴) لست لك بزوج اولست لي بامرأة الخ طلاق ان نواه (در مختار) قيد بالنية لا نه لا يقع بدونها اتفاقا لكونه من الكنايات (ردالمحتار قبيل باب طلاق غير المدخول بها ج ۲ ص ۶۲۳ ط.س. ج۳ ص ۲۸۳) ظفير.

جہاں تیری مرضی ہو چلی جا کا جملہ کنایہ ہے نیت سے طلاق ہو گی

(سوال ۴۷۲)ایک شخص نے اپنی عورت کو مارا اور کہا کہ جہاں تیری مرضی ہے چلی جا مجھ کو تیری کچھ ضرورت نہیں ہے۔ کیا اس عورت پر طلاق واقع ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) یہ لفظ کنایہ ہے صریح طلاق کا لفظ نہیں ہے۔ اس میں اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق بائنہ واقع ہو گی ورنہ نہیں۔ نیت کا حال شوہر سے معلوم ہو سکتا ہے۔(۱)

صورت مذکورہ میں طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۴۷۳)اگر شخصے در حالت غضب زوجہ خود را میگوید کہ توبر من سہ چرائی سہ چرائی سہ چرائی است بعد ازاں میگوید کہ توبر من سہ طلا۔ و حرف اخر یعنی قاف را حذف کردہ و توبر من مثل مادر من ہستی اگر با توانبساط میکنم۔ این ہمہ الفاظ در حالت غضب اظہار نمود چہ حکم است۔

(جواب)لفظ سہ چرائی کہ در سوال سہ بار مذکور است معنی آں معلوم نیست کہ در کشمیر در کدام معنی مستعمل میشود واز لفظ توبر من سہ طلا بدون قاف طلاق واقع نمی شود کہ این نہ صریح طلاق است و نہ کنایہ و نہ از الفاظ مصحفہ ہست کہ طا یا قاف را بحرف دیگر مثل تاء و کاف بدل کردہ باشند لہذا لغو است۔ قال فی الدر المختار ورکنہ لفظ مخصوص ھو ماجعل دلالۃ علی معنی الطلاق من صریح او کنایۃ شامی۔(۲)اما قول شوہر توبر من مثل مادر من ہستی آنچہ ازاں نیت کردہ است از کرامت یا ظہار یا طلاق ہماں معتبر است واگر ہیچ نیت نیست لغو است و تشبیہ در بزرگی کرامت ارادہ کردہ خواہد شد کما قال فی الدر المختار وان نوی بانت علی مثل امی الخ براً او ظہاراً او طلاقاً صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامۃ الخ.(۳)

مہر دلادو اور طلاق تحریری لے لو کہنے سے طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۴۷۴)زید کی ہمشیرہ کا عقد بکر سے پانچ چھ ماہ پہلے ہوا تھا۔ اب زید نے بکر سے رخصت کو کہا تو بکر نے یہ جواب دیا کہ مجھے یہ نکاح اول ہی مرغوب نہ تھا اور نہ اب تعلق رکھنا منظور ہے۔ لہذا مجھے رسید مہر دلادو اور طلاق تحریری لے لو۔ ایسے صورت میں قطع تعلق ہوا یا نہیں۔

(جواب) یہ الفاظ کہ مجھے رسید مہر دلادو اور طلاق تحریری لے لو بطریق وعدہ اور بطریق تعلیق کے ہے کہ اگر تم رسید دلادو گے تو میں طلاق نامہ لکھ دوں گا۔ اس سے فی الحال طلاق واقع نہیں ہوئی (۴)اور یہ لفظ ''اور نہ اب تعلق رکھنا منظور ہے'' کنایہ ہے۔ اگر اس میں نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

---

(۱)فالکنایات لا تطلق بہا قضاء الا بنیۃ او دلالۃ الحال الخ فنحو اخرجی واذھبی وقومی الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵ ط.س. ج۳ص ۲۹۶) ظفیر.

(۲) ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۴ ط.س. ج۳ص ۲۳۰، ۱۲ ظفیر.

(۳)الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الظہار ج ۲ ص ۷۹۴ ط.س. ج۳ص ۴۷۰، ۱۲ ظفیر.

(۴)بخلاف قولہ طلقی نفسک فقالت انا طالق او انا اطلق نفسی لم یقع لانہ وعد (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب تفویض الطلاق ج۲ ص ۶۵۹ ط.س. ج۳ص ۳۱۹) ظفیر.

صورت ذیل میں طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۴۷۵) زید کا نکاح مسماۃ لمۃ اللہ سے بحالت نابالغی زوجین ہوا۔ بعد پانچ برس کے جب مسماۃ کی عمر ساڑھے بارہ برس کی ہوئی، شوہر کی طرف سے ایک کارڈ جس کا مضمون یہ تھا کہ لمۃ اللہ کا نکاح جو برائے نام میرے ساتھ ہوا تھا میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ اور کارڈ کے حاشیہ پر کوئی گواہ نہیں ہے۔ ڈاکخانہ میں ساتھ ہوا تھا میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ اور کارڈ کے حاشیہ پر کوئی گواہ نہیں ہے۔ ڈاکخانہ میں جون سن ۱۹۱۶ء کو ڈال دیا، اور زید جولائی سن ۱۹۱۶ء کو مسماۃ کو لینے کے ارادہ سے آیا اندر میعاد عدت کے۔ اس وقت اس کو وہ خط دکھایا گیا جس سے وہ انکاری ہے۔ شرعاً اس قسم کی تحریر معتبر ہے یا نہیں اور تحریر مذکورہ کے الفاظ سے طلاق ثابت ہو گی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ اول تو اس کارڈ میں صریح لفظ طلاق کا درج نہیں ہے، آزاد کرنے کا لفظ درج ہے اور اس میں نیت طلاق کی ضرورت ہے اور جب کہ شوہر کارڈ ہی کا انکار کرتا ہے تو نیت طلاق کا وہ کب اقرار کرے گا دوم بصورت انکار شوہر تحریر مذکور معتبر نہ رہی۔ کیونکہ نہ دو گواہ عادل تحریر کے ہیں اور نہ اقرار شوہر کا ہے۔ لہذا وہ تحریر شرعاً لغو اور باطل سمجھی جاوے گی۔ (۱)

بیوی سے کہا کہ جہاں جی چاہے چلی جا کیا حکم ہے

(سوال ۴۷۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تراجہاں جی چاہے چلی جا، یا کسی سے حرام کراتی پھر، مجھے تیرے سے کوئی کام نہیں۔ عورت دوسرا نکاح کرنے پر رضامند ہے۔ پہلا شوہر اس کو قبول نہیں کرتا، اور شوہر نے یہ بھی کہا کہ نہ تجھ کو طلاق دوں گا اور نہ گھر میں رکھوں گا۔

(جواب) دوسرا نکاح بدون شوہر کے طلاق دینے کے اور عدت گذرنے کے صحیح نہیں ہے اور چلی جاو غیرہ الفاظ اس قسم کے کنایات میں ہیں کہ ان میں ہر حال میں بدون نیت طلاق واقع نہیں ہوتی اور نیت کی نفی شوہر کے کلام سے ظاہر ہے۔

خسر سے کہا کہ میری طرف سے اجازت ہے جہاں چاہیں اپنی لڑکی کا نکاح کر دیں کیا حکم ہے

(سوال ۴۷۷) زید نے اپنی زوجہ کے باپ کو یہ الفاظ کہے "میری طرف سے اجازت ہے اپنی لڑکی کا جس جگہ چاہے نکاح کر دو۔" آیا شرعاً نکاح زید ٹوٹ گیا یا نہیں۔

(جواب) اگر زید نے اس لفظ سے طلاق کی نیت کی ہے تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی ولو قال اذھبی فتزوجی وقال لم انو الطلاق لا یقع شئی لان معناہ ان امکنک (الی ان قال) ویئویدہ ما فی الذخیرۃ اذھبی وتزوجی لا یقع الابالنیۃ وان نوی فھی واحدۃ بائنۃ الخ شامی۔ (۲) جلد ثانی ص آخر کنایات۔

---

(۱) وان لم یقرانہ کتابہ ولم تقم بینۃ لکنہ وصف الامر علی وجھہ لا تطلق قضاء ولا دیانۃ (ردالمحتار کتاب الطلاق لطلب فی الطلاق بالکتابۃ ج ۲ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۳ ص۲۴۷) ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۵۲ .ط.س. ج۳ ص ۳۱۴. ۱۲ ظفیر۔

بیوی سے کہا تیری ہی پیدا کہ تجھ کو اپنے گھر میں آنے دیں کیا حکم ہے

(سوال ۴۷۸) زید نے اپنی بی بی ہندہ کو رنج کی حالت میں زدوکوب کیا اور اس کی بدکلامی پر یوں کہا کہ تیری ہی پیدا نہ تجھ کو اپنے گھر میں آنے دیں۔ صورت مذکورہ میں طلاق یا ایلاء ہو لیا نہیں اور اس کا کچھ کفارہ آوے گا یا نہیں۔

(جواب) اس میں کچھ نہیں ہوا۔ نہ طلاق نہ ایلاء اور کفارہ اس میں کچھ نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار باب لظهار۔(۱)

جہاں چاہے چلی جا کا جملہ کہنے سے طلاق ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۷۹) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو زدوکوب کر کے اس کا زیور اتار لیا اور کہہ دیا کہ تو اپنی ماں کے یہاں چلی جا، یا جہاں چاہے چلی جا، میرے کام کی نہیں ہے۔ ہندہ اس کہنے کے بعد باپ کے گھر چلی گئی۔ اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) الفاظ مذکورہ کہ اپنی ماں کے یہاں چلی جا یا جہاں جی چاہے چلی جا کنایات طلاق سے ہیں۔ ان میں اگر شوہر کی نیت طلاق کی ہو تو طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ پس شوہر سے دریافت کیا جاوے کہ اس نے کس نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں۔ کذا یفهم من الدر المختار۔(۲)

میرا کچھ تعلق نہیں جدھر چاہے چلی جا کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۴۸۰) فقیر محمد کی بیوی بد چلن ہو گئی اور اس کے گھر سے نکل گئی اور جب اس نے اپنے خاوند سے طلاق مانگی تو اس کے خاوند نے یہ الفاظ کہے کہ میرا اس عورت سے کچھ تعلق نہیں ہے وہ جدھر چاہے چلی جاوے اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ الفاظ خلیۃ بریۃ اور بتۃ وبتلۃ سے کہ جن کی معنی انقطاع کے ہیں مذاکرہ طلاق میں طلاق واقع ہو جاتی ہے وفی مذاکرة الطلاق یتوقف الاول فقط درمختار (۳) ای لا یتوقف الا خیران وفی الشامی فتفسر المذاكرة بسوال الطلاق الخ۔(۴) پس اس صورت میں شوہر کا یہ لفظ کہ "میرا کچھ اس عورت سے تعلق نہیں ہے" بجواب اس عورت کے طلاق چاہنے کے مفید طلاق ہے۔ لہٰذا طلاق بائنہ اس پر واقع ہو گئی۔

---

(۱) وان لا ینو شیئا او حذف الکاف لغا (در مختار) لانه مجمل فی حق التشبیه فما لم یتبین مراد مخصوص لا یحکم بشی فتح (ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤ ط.س. ج۳ص ٤٧٠) ظفیر.

(۲) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال وهی مذاکرة الطلاق او الغضب فنحوا خرجی واذهبی وقومی الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۲ ص ٦٣٥ ط.س. ج۳ص۲۹٦) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٠ ط.س. ج۳ص۳۰۱. ۱۲ ظفیر.

(٤) ردالمحتار باب الکنایات ص ٦٣٧ تحت قوله وهی مذاکرة الطلاق. ط.س. ج۳ص۲۹۷. ۱۲ ظفیر.

مندرجہ ذیل جملے سے بلا نیت طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال ۴۸۱) زید و ہندہ نابالغان کا نکاح ان کے والدین نے صغر سنی میں کر دیا تھا۔ جب دونوں بالغ ہو گئے تو زید نے کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا، تو اس سے ہندہ نے کہا کہ تیرا نکاح میرے ساتھ ہوا ہے تو اور نکاح کیوں کرتا ہے۔ زید نے اس کے جواب میں کہا کہ میرا نکاح تیرے ساتھ نہیں ہوا۔ دوسری عورت سے اس کی اولاد بھی ہو گئی ہے۔ ہندہ کے باپ نے زید اور اس کے باپ سے یہ کہا کہ جب تم میری لڑکی کو کھانے پہننے کو نہیں دیتے ہو تو میں اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دوں گا۔ شوہر اور اس کی والدہ نے بالاتفاق کہا کہ تمہیں اختیار ہے۔ اس صورت میں ہندہ کا نکاح دوسری جگہ درست ہے یا نہیں۔

(جواب) زید کا یہ کہنا کہ میرا نکاح تیرے ساتھ نہیں ہوا جھوٹ ہے اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ شامی میں ہے والاصل ان نفی النکاح اصلاً لا یکون طلاقاً بل یکون جحوداً الخ۔(۱) اور اسی طرح اور اس کی والدہ کا ہندہ کے والد کے اس قول (میں اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دوں گا) کے جواب میں یہ کہنا کہ تمہیں اختیار ہے الفاظ صریح طلاق سے نہیں ہے جو بدون نیت کے اس سے طلاق واقع ہو جاوے پس بدون طلاق دینے زید کے ہندہ کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں ہے، اور الفاظ تفویض جو اختیار وغیرہ ہیں اس میں بھی نیت شوہر کی ضرورت ہے۔(۲) اور یہ بھی ضروری ہے کہ عورت اسی مجلس میں اپنے نفس کو طلاق دیوے، لہذا وہ صورت بھی یہاں متصور نہیں ہے۔

ہمارے یہاں سے چلی جا کچھ واسطہ نہیں، کہنے میں نیت کی ضرورت ہے

(سوال ۴۸۲) زید نے اپنی بیوی سے نزاع کر کے یوں کہا کہ ہم سے اور تم سے کچھ واسطہ نہیں۔ ہمارے یہاں سے چلی جاؤ، اور زیورات و کپڑے اس سے لے کر اپنے گھر سے نکال دیا اور کچھ خبر گیری نہیں کی۔ عورت بطور خود بسر کرتی رہی۔ بعدہ عورت نے عمر سے نکاح کر لیا۔ اب شوہر اول وفات پا گیا۔ بر تقدیر عدم صحت نکاح ثانی تجدید نکاح کے لئے عمر سے عدت گذارنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ لفظ کہ ہم سے اور تم سے کچھ واسطہ نہیں الخ کنایات میں سے ہے بدون نیت یا دلالت حال کے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔(۳) اور اب چونکہ شوہر اول وفات پا گیا ہے اس لئے نیت کا حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ لہذا عمر کے ساتھ جو نکاح ہوا وہ صحیح نہیں ہوا۔ عدت وفات دس دن چار ماہ ہیں جس وقت شوہر اول کی وفات کو دس دن چار ماہ ہو جاویں اس وقت نکاح جدید عمر کے ساتھ صحیح ہو سکتا ہے۔

(۱) ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۲۳۔ ط۔س۔ ج۳ ص ۲۸۳ ظفیر۔

(۲) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال الخ فنحو اخرجی واذ هبی الخ یحتمل ردا الخ ونحوا عتدی الخ واختاری الخ لا یتحمل السب والرد ففی حالة الرضا الخ یتو قف الا قسام الثلاثة تاثیرا علی نیة للاحتمال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵۔ ط۔س۔ ج۳ ص ۲۹۶ — ۲۹۸ — ۳۰۰) ظفیر۔

(۳) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال (الدر المختار علی هامش باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵) لست لك بزوج اولست لی بامرأة الخ طلاق ان نواه (در مختار) لا ن الجملة تصلح لا نشاء الطلاق کما تصلح لانکاره فیتعین الا ول بالنیة وقید بالنیة لا نه لا یقع بدونها اتفاقا لکونه من الکنایات (ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۲۳۔ ط۔س۔ ج۳ ص ۲۹۶ — ۲۹۸ — ۳۰۰) ظفیر۔

جہاں مرضی ہو چلی جا کہنے سے نیت ہو تو طلاق ہو گی ورنہ نہیں

سوال ۴۸۳) طلاق کنائی میں عورت کی بد خلقی یا غلطی کی وجہ سے زجرو توبیخ ورد جواب ورنج کے اظہار کے لئے کہے کہ جہاں تمہاری مرضی ہو چلی جاؤ۔ میرا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ میں تنگ ہو گیا ہوں، اور دل میں رنجیدہ اور ٹھار ہنے سے پریشان اور بے قرار بھی ہوں۔ لیکن دلالۃ الحال نہ ہو۔ یعنی عورت کے اسباب وغیرہ کو اس کے سپرد کرے اور الگ نہ کرے بلکہ ہاتھ بھی نہ لگاوے تو دل کے بے قرار اور عورت کے گستاخی اور بد خلقی اور بے ادبی کی جہ سے تنگدل ہونے سے بائن کا شبہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اصل منشاء اس کا عورت کو واقعی نکال دینا نہ ہو۔

جواب) ان الفاظ میں اگر نیت طلاق کی ہو یا غصہ اور قرینہ طلاق کا ہو تو حسب تفصیل در مختار طلاق واقع ہو جاتی ہے۔(۱)

زاد کر دیا تین مرتبہ کہا تو کون سی طلاق ہوئی

سوال ۴۸۴) عورت اور اس کے شوہر میں جھگڑا ہوا کرتا تھا۔ ایک روز جھگڑا طویل ہو گیا اور عورت نے اپنے اوند سے کہا کہ تو مجھ کو آزاد کر دے اور فارغ خطی لکھ دے اور میں نے اپنا دین مہر بھی چھوڑا اور اولاد بھی۔ اس کے وہر نے فارغ خطی لکھ دی اور تین مرتبہ لفظ آزاد بھی کہہ دیا۔ پندرہ دن کے بعد عورت پھر اسی خاوند کے یہاں ئی۔ ایسی صورت میں اس کو اس کا رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب) اس صورت میں عورت پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی ہے۔ لیکن اگر شوہر نے صریح لفظ طلاق تین دفعہ میں کہا بلکہ آزاد کرنے کا لفظ تین دفعہ کہا ہے تو اس سے ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ در مختار میں ہے ۔بائنہ کے بعد دوسری بائنہ واقع نہیں ہوتی۔(۲) اور ایک طلاق بائنہ کے بعد شوہر اول بدون حلالہ کے اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ عدت میں بھی اور بعد عدت کے بھی۔(۳) پس اگر واقعہ یہی ہے تو شوہر اول اس سے پھر کاح کر لیوے۔ اور اگر شوہر نے تین طلاق صریح لفظ طلاق کے ساتھ دی ہیں تو پھر بدون حلالہ کے شوہر اول اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔(۴)

کچھ واسطہ نہیں بلا نیت طلاق کہا تو کیا حکم ہے

سوال ۴۸۵) زید نے بحالت غصہ اپنی زوجہ کے باہمی ترش کلامی اور باربار کے اس کہنے پر "کہ تم کو میرے ساتھ جب کہ خرچ وغیرہ نہیں دیتے ہو کچھ واسطہ نہیں" یہ کہا کہ بے شک کچھ واسطہ نہیں اور اس کو کئی بار کہا وسری دفعہ پھر کسی موقع پر باہمی نزاع کے وقت زید نے زوجہ سے کہا کہ مجھے تم سے جب کچھ واسطہ نہیں تو خرچ

---

۱) فتحوا خرجی واذھبی الخ یتحمل رد أ الخ ففی حالة الرضا الخ تتو قف الا قسام الثلاثة تا ثیر اعلی نیة الخ وفی الغضب رقف الا ولان وان نوی وقع والا لا وفی مذاکرة الطلاق یتو قف الا ول فقط الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب لکنایات ج ۲ ص ٦٣٧ .ط.س.ج۳ص۲۹۸) ظفیر

۲) لایلحق البائن البائن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٦ .ط.س.ج۳ص۳۰۸) ظفیر.

۳) وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالا جماع (ایضاً باب الرجعة مطلب فی العقد فی المبانة ج ۲ ص ۷۳۱ .ط.س.ج۳ص۴۰۹) ظفیر.

٤) لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ الخ بها ای بالثلاث لو حرة الخ حتی یطا ها غیره الخ بنکاح نا فذ الخ وتمضی ىدته (ایضا ج ۲ ص ۷۳۹ .ط.س.ج۳ص۴۰۹) ظفیر

وغیرہ کا تقاضہ کیوں کرتی ہو۔ اور کئی بار ان الفاظ کو دہرایا مگر طلاق دینے کی نیت کسی بار بھی نہ تھی تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) جب کہ نیت زید کی ان الفاظ سے طلاق کی نہ تھی تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ الفاظ ان کنایات میں سے ہیں کہ بحالت غضب بھی ان میں اگر نیت طلاق ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ کذافی الدر المختار۔(۱)

لفظ چھوڑی سے بائنہ طلاق ہوتی ہے لہذا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے

(سوال ۴۸۶) زید نے اپنی عورت ہندہ کو ایک جماعت کے روبرو یہ کہا چھوڑی۔ چھوڑی۔ چھوڑی۔ اور اس کو اپنے گھر سے علیحدہ نہیں کیا۔ ابھی عدت پوری نہیں ہوئی۔ اب زید و ہندہ دونوں رجوع کرنا چاہتے ہیں تو کیا زید ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے، اور ہندہ مطلقہ ہوئی یا نہیں۔

(جواب) یہ لفظ کنایہ کا ہے اور کنایہ میں اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے اور در مختار وغیرہ میں ہے کہ طلاق بائنہ کے بعد دوسری طلاق بائنہ واقع نہیں ہوتی۔ لہذا دوبارہ نکاح اس سے کر سکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

چھوڑتا ہوں کہ جملہ سے بشرط نیت طلاق ہو گی

(سوال ۴۸۷) میکو نے اپنی زوجہ کو عرصہ ایک سال ہوا یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ مسماۃ فلاں کو میں چھوڑتا ہوں۔ مجھے کسی قسم کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق ہو گئی یا نہیں اور وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر میکو نے الفاظ مذکورہ بہ نیت طلاق کے کہے ہیں تو اس کی زوجہ مطلقہ بائنہ ہو گئی، بعد عدت کے دوسرا نکاح کرنا اس کو درست ہے۔ نیت کا حال شوہر سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔

میرے مکان سے چلی جا، یا تو بجائے والدہ ہے، ان جملوں کا کیا حکم ہے

(سوال ۴۸۸) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو خانگی معاملات میں ناراض ہو کر یہ الفاظ کہے، کہ میرے مکان سے چلی جا تو بجائے والدہ کے ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ دونوں لفظ کنایہ کے ہیں ان میں اگر نیت ظہار یا طلاق کی ہو تو ظہار یا طلاق ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ کما فی الدر المختار وان نوی بانت علی مثل امی او کامی الخ براً او ظهاراً او طلاقا صحت بنیته ووقع ما نواه لا نه کنایة وان لا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا وتعین الا دنی ای البر یعنی الکرامة الخ۔(۳)

---

(۱) فالکنایات ثلاث ما یحتمل الرد او ما یصلح للسب او لا فنحو اخرجی واذهبی وقومی الخ یحتمل ردا، ونحو خلیة، بریة، حرام بائن و مراد فها کتبة بتلة یصلح سبا، و نحو اعتدی واستبرئی رحمك، انت حرة الخ لا یحتمل السب ولا الرد ففی حالة الرضا ای غیر الغضب والمذاکرة تتوقف الا قسام الثلثة تا ثیرا علی نیة الخ وفی الغضب توقف الا ولان ان نوی وقع والا لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۰ ط.س. ج۳ص۲۹۸) ظفیر.

(۲) لا یلحق البائن البائن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ص ۶۴۶ ط.س. ج۳ص۳۰۸) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹۴ ط.س. ج۳ص ۴۷۰۔۱۲ ظفیر.

اور جب کہ نیت شوہر کا حال معلوم نہیں تو یہ لفظ لغو ہے۔ ظہار یا طلاق کچھ نہ ہوگا قرینہ طلاق ہوگی۔
ما بین فریقین کوئی قصہ زوجیت نہیں۔ کے جملے سے بشرط نیت

(سوال ۴۸۹) ہندہ نے اپنے شوہر خالد پر عدالت میں مہر کی نالش کی۔ قبل انفصال مقدمہ باہم بایں الفاظ تصفیہ ہو گیا کہ مبلغ دس روپے ماہوار واسطے گذارہ کے اپنی تنخواہ سے خالد ادا کرتا رہے گا اور مابین فریقین آئندہ کوئی قصہ زوجیت اور شوہری کا باقی نہیں رہا۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہ۔

(جواب) یہ الفاظ کنایہ کے ہیں کہ "مابین فریقین آئندہ کوئی قصہ زوجیت اور شوہری کا باقی نہیں رہا۔" پس اگر نیت شوہر کی یا کوئی قرینہ طلاق کا ہو طلاق واقع ہو جاوے گی ورنہ نہیں۔(۱)

موطوءۃ سے تین مرتبہ کہا تم کو چھوڑا کیا حکم ہے

(سوال ۴۹۰) ایک شخص نے اپنی منکوحہ موطوءہ کو تین بار یہ لفظ کہا کہ میں تم کو چھوڑا۔ اس میں حلالہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر بہ نیت طلاق یہ لفظ تین بار کہا ہے تو چونکہ یہ لفظ کنایہ ہے اور کنایہ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور ایک بائن کے بعد دوسری طلاق بائن واقع نہیں ہوتی۔ لہذا اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی اور نکاح جدید بلا حلالہ کے اس سے صحیح ہے کما فی الدر المختار ولا یلحق البائن البائن الخ۔(۲)

میں اس کا شوہر نہیں ہوں کنایہ ہے بشرط نیت طلاق واقع ہوگی

(سوال ۴۹۱) زید نے اپنی منکوحہ کو بد فعلی پر مجبور کیا۔ عورت نے تھانیدار سے شکایت کی۔ اس نے شوہر کو دھمکایا تو شوہر نے کہا کہ میں اس کا شوہر نہیں ہوں ملازم ہوں۔ یہ کہہ کر زید روپوش ہو گیا۔ تخمیناً آٹھ سال ہوئے نہ کوئی خبر بھیجی نہ خرچ بھیجا۔ کیا عورت اپنا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) در مختار میں ہے لست لک بزوج الخ طلاق ان نواہ الخ۔(۳) یعنی اگر اس لفظ سے نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ اب جب کہ شوہر کی نیت کا کچھ حال معلوم نہیں ہو سکتا تو حکم طلاق کا نہیں ہو سکتا۔ اگر شوہر بالکل مفقود الخبر ہے کہ اس کے مرنے جینے کا کچھ حال معلوم نہیں ہے تو موافق مذہب امام مالکؒ کے اس کے مفقود ہونے سے چار سال بعد عدت وفات پوری کر کے مفقود کی زوجہ نکاح کر سکتی ہے۔(۴)

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بھا قضاء الا بنیۃ او دلالۃ الحال (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵. ط.س. ج۳ص۲۹۶) ظفیر. سئل اللث امرأۃ فقال لا . لا تطلق اتفاقا وان نوی (در مختار) ومثلہ قولہ لم اتزوجک او قال لم یکن بیننا نکاح اولا حاجۃ لی فیک بدائع الخ والا صل ان نفی النکاح اصلا لا یکون طلاقا بل یکون جحودا (ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۲۳. ط.س. ج۳ص۲۸۳) ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۶. ط.س. ج۳ص۳۰۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) ایضا باب الصریح تحت الفروع ج ۲ ص ۶۲۳. ط.س. ج۳ص۲۸۳ ۱۲ ظفیر.
(۴) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ اور کتاب الفسخ والتفریق.

تیرا جی چاہے جہاں چلی جا کہنے میں نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی

(سوال ۴۹۲) زید اور زوجہ زید میں کچھ تکرار تھی۔ زید اپنی زوجہ کو سسرال سے یہ کہہ کر کہ اپنے مکان لے جاتا ہوں اپنی ہمراہ لے آیا۔ راستہ میں زید نے اپنی زوجہ کا زیور اتار کر سخت مار پیٹ کی۔ حتیٰ کہ چند مرتبہ تلوار کا حملہ کر کے کئی جگہ سے زخمی کیا اور بر ملا یہ الفاظ کہے کہ "تو میری ماں بہن کی برابر ہے تیرا جی چاہے جہاں چلی جا۔" اگرچہ کنایہ میں نیت کا اعتبار ہے۔ مگر حالت مار پیٹ و غضب میں ایسا کہنا بجز نیت طلاق کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس لفظ سے طلاق بائن واقع ہوئی اور اس کو چھ ماہ گزر چکے ہیں تو عدت بھی پوری ہو گئی تو عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) در مختار میں اخرجی وغیرہ الفاظ کو ان کنایات میں لکھا ہے کہ حالت غضب اور مذاکرہ طلاق میں بھی ان میں نیت کی ضرورت ہے۔ بدون نیت کے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (۱) البتہ باب الظہار میں شامی نے یہ لکھا ہے کہ انت کامی سے وقت نزاع و جھگڑے کے اور وقت مذاکرہ طلاق کے ظہار ہو جاتا ہے۔ وکذا الو نوی الحرمة المجردة ینبغی ان یکون ظہاراً وینبغی ان لا یصدق قضاءً فی ارادة البراذا کان فی حال المشاجرة وذکر الطلاق۔ (۲) اور حکم ظہار کا یہ ہے کہ جب تک کفارہ ظہار ادا نہ کرے وطی وغیرہ اس زوجہ سے حرام ہے۔ بہر حال طلاق اس سے واقع نہیں ہوتی۔

الحاصل بدون نیت طلاق کے حکم طلاق کا صورت مذکورہ میں نہ کیا جاوے گا اور نان نفقہ نہ دینے کی وجہ سے بھی عند الحنفیہ تفریق نہیں ہو سکتی۔ پس کوئی صورت جواز نکاح ثانی کی بدون طلاق و عدت گزارنے کے نہیں ہے۔

مذکورہ صورت بشرط نیت تفویض ہے

(سوال ۴۹۳) زید و ہندہ کے رفع نشوز و تنازع کے اور آپس میں صلح کر لینے کے بعد زید نے اپنی زوجہ ہندہ مذکورہ کو اس شرط پر اقرار نامہ لکھ دیا کہ اگر میں عرصہ ایک سال سے زیادہ پردیس میں رہ کر یا عرصہ چھ ماہ تک اپنے دیس میں رہ کر تمہارے حقوق نان و نفقہ وغیرہ ادا نہ کروں تو تمہارے ارادہ و خواہش اور خود پسندی کے مطابق دوسرا شوہر اختیار کر لینے سے تم پر ہمارا حق دین و دنیا میں بالکل نہ رہے گا۔ بعد عند القاضی ہمارا دعویٰ کذب و باطل سمجھا جاوے گا۔ بناء بر اس شرط کے ہندہ پر طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔ اگر ہو گی تو کونسی طلاق اور کس وقت واقع ہو گی۔ اور وقوع طلاق کے بعد ہی ہندہ دوسرا شوہر اختیار کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) شوہر کے اس کلام کا حاصل یہ ہوا کہ اگر میں نان و نفقہ وغیرہ ادا نہ کروں تو تم کو اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے موافق دوسرا شوہر کر لو الخ پس حکم اس کا یہ ہے کہ یہ الفاظ کنایہ کے ہیں۔ اس میں نیت کا اعتبار

---

(۱) والکنایات ثلاث ما یحتمل الرد او ما یصلح السب او لا ولا فنحو اخرجی واذھبی وقومی الخ یتحمل رد الخ ففی حالة الرضا الخ تتوقف الاقسام الثلثة تاثیر اعلی نیة الخ وفی الغضب توقف الا و لان ان نوی وقع والا لا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۹ و ج ۲ ص ۶۴۰۔ ط.س. ج۳ص۲۹۸) ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب الظہار ج ۲ ص ۷۹۴۔ ط.س. ج۳ص ۴۷۰. ۱۲ ظفیر۔

ہے۔(۱) اگر شوہر نے بہ نیت طلاق یہ الفاظ کہے ہوں تو بصورت نہ پورا کرنے شوہر کے شرط مذکور کو عورت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے نفس کو طلاق بائنہ دے دیوے اور عدت طلاق بصورت مدخولہ ہونے کی جو کہ تین حیض ہیں پورے کر کے دوسرا نکاح کر لیوے۔(۲) نیت کا حال شوہر سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔بدون معلوم ہونے نیت کے طلاق کا حکم نہ ہوگا۔

گھر سے نکل جا کہنے سے طلاق بوقت نیت ہوگی

(سوال ۴۹۴) زید نے اپنی زوجہ سے یہ کہا کہ تو میرے گھر سے نکل جا مجھے تجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ زید کی زوجہ کو نکلے ہوئے عرصہ دو سال کا ہوا اور بکر کے گھر میں ہے اور اس سے ہم صحبت ہو چکی ہے تو وہ زید کے نکاح میں رہی یا نہیں۔

(جواب) اگر الفاظ مذکورہ میں نیت طلاق کی شوہر نے کی ہے تو طلاق بائنہ واقع ہوئی ورنہ نہیں۔(۳) بلا طلاق اگر زوجہ زید بکر کے گھر رہی اور زنا کیا ہے تو زید کا نکاح نہیں ٹوٹا۔

بیوی سے کہا کہ تو ماں کے گھر گئی تو میرے نکاح سے خارج اب ماں کے گھر جانے کی تدبیر کیا ہے

(سوال ۴۹۵) اگر زید نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ اگر تو اپنے ماں باپ کے یہاں گئی تو میرے نکاح سے خارج ہے۔ زوجہ ہنوز ماں باپ کے یہاں نہیں گئی۔ دونوں میاں بیوی چاہتے ہیں کہ حیلہ ایسا بنایا جائے کہ زوجہ اپنے ماں باپ کے گھر آوے جاوے۔

(جواب) تدبیر اس کی کہ زید کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہو یہ ہے کہ اس کے ماں باپ زوجہ زید کے پاس آکر مل جایا کریں اور زوجہ زید ان کے گھر نہ جاوے۔ نیز ایک صورت دوسری ہے۔ جس میں ایک بار طلاق واقع ہو کر پھر طلاق واقع نہ ہوگی۔ وہ یہ کہ زوجہ زید اپنے والدین کے گھر چلی جاوے۔ ایک بار موافق شرط کے طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی اور یمین ختم ہو جاوے گی۔ پھر دوبارہ اس سے نکاح کر لیا جاوے۔ پھر طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ ایسی یمین ایک دفعہ میں پوری ہو جاتی ہے۔(۴) هكذا في كتب الفقه.

---

(۱) ولو قال اذهبي فتزوجي وقال لم انو الطلاق لا يقع شئ الخ ويئو يده ما في الذخيرة اذهبي وتزوجي لا يقع الا بالنية وان نوى فهي واحدة بائنة (ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ۶۵۲ .ط.س. ج۳ ص ۳۱۴) ظفير.

(۲) وهي في حق حرة تحيض لطلاق الخ بعد الدخول حقيقة او حكما الخ ثلث حيض كوامل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۵ و ج ۲ ص ۸۲۶ .ط.س. ج۳ ص ۵۰۴) ظفير.

(۳) وبقية الكنايات اذا نوى بها الطلاق كانت واحدة بائنة الخ وهذا مثل قوله الخ اخرجي واذهبي وقومي وابتغي الا زواج لانها تحتمل الطلاق وغيره فلا بد من النية (هدايه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۵۲) ظفير.

(۴) وفيها كلها تنحل اى يبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة الا في كلما (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۸۸ .ط.س. ج۳ ص ۳۵۲) ظفير.

حرام کے لفظ سے کونسی طلاق واقع ہوتی ہے

(سوال ۴۹۶) زید بحالت غصہ بعزم طلاق تین دفعہ زوجہ کو حرام حرام حرام کہتا ہے، یہ طلاق بائنہ ہے یا مغلظہ۔ اور حلالہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ طلاق بائن ہے۔ نہ مغلظہ البائن لا یلحق البائن میں (۱) داخل ہے۔ اس میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار والشامی لکن الرجعی لا یحرم الوطی فتعین البائن وکونه التحق بالصریح للعرف لا ینافی وقوع البائن به فان الصریح قد یقع به البائن الخ۔(۲)

تحریری طلاق دی بعد میں رجوع کرنا چاہتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۴۹۷) میری شادی دختر گل محمد سے ہوئی تھی میں اس سے سخت ناخوش ہوں۔ کیونکہ وہ میری مرضی کے موافق کوئی کام نہیں کرتی ہے اور میری بلامرضی ہر جگہ چلی جاتی ہے۔ اس لئے میں طلاق دیتا ہوں لہذا یہ چند کلمے بطریق فارغ خطی کے لکھ دیئے کہ سند رہے۔ اور اب شوہر رجعت کا خواستگار ہے اور تحریر طلاق نامہ سے منکر ہے۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور رجعت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) زید کی زوجہ پر موافق تحریر طلاق نامہ کے طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ اب سے رجعت درست نہیں ہے۔ البتہ اگر دونوں راضی ہوں تو دوبارہ نکاح بمہر جدید ہو سکتا ہے۔(۳)

چھوڑ دیا کے لفظ سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۹۸) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو بموجودگی اس کی مادر یعنی اپنی خوش دامن سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ میں نے تمہاری اس دختر کو چھوڑ دیا ہے۔ کبھی نہیں بلاؤں گا۔ اس وقت ہندہ حاملہ تھی۔ زید چاہتا ہے کہ ہندہ کو پھر اپنی زوجیت میں رکھوں تو کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں زید نے اگر یہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے تھے تو اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔(۴) اور حاملہ کی عدت وضع حمل سے پوری ہو جاتی ہے۔ اب زید اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔(۵)

شوہر نے طلاق دی اور بیوی نے مہر اور ایام عدت کا نان نفقہ معاف کر دیا تو کونسی طلاق ہوئی

(سوال ۴۹۹) زید نے اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو طلاق دے دی اور ہندہ نے اپنا مہر اور ایام عدت کا نان نفقہ معاف کر دیا۔ یہ طلاق بائن ہوئی یا رجعی۔ زید ہندہ سے رجعت کر سکتا ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٦ . ط.س. ج۳ص۳۰۸. ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٣٩ . ط.س. ج۳ص۲۹۹ ۱۲ ظفیر.

(۳) وینکح مبانته بمادون الثلاث فی العدة وبعد ها بالاجماع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸ . ط.س. ج۳ص۴۰۹ مطلب فی العقد علی المبانة) ظفیر

(۴) فالکنایات لا تطلق بها الخ الا بنیة اودلا لة الحال الخ سرحتك فارقتك لا یحتمل السب و الرد ففی حالة الرضاء الخ تتو قف الا قسام الثلاثة تاثیرا علی نیة (در مختار) سرحتك من السراح بفتح السین وهو الا رسال ای ارسلتك لا نی طلقتك لا حاجة لی (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٣٩ . ط.س. ج۳ص۲۹٦) ظفیر.

(۵) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر.

(جواب) اس صورت میں طلاق بائنہ واقع ہوئی۔ رجعت صحیح نہیں ہے۔(۱)

بیوی کے متعلق کہا کہ وہ حرام ہو گئی کیا حکم ہے

(سوال ۵۰۰) ہندہ نے اپنے شوہر زید کو چندبار یہ لکھا کہ تم کو خدا کی قسم ہم کو چھوڑ دو۔ زید نے اس قسم کی گزشتہ باتوں پر خیال کر کے چندبار یہ کہا کہ وہ ہم پر حرام ہو گئی۔ پھر زید سے ہندہ نے قسم دے کر یہ لکھا کہ تم ہم کو رجوع کرو۔ ایسی حالت میں زید ہندہ کو رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر زید نے یہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے ہیں تو ہندہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی (۲) اور چونکہ یہ لفظ کنایہ ہے اس لئے باربار کہنے سے بھی ایک ہی طلاق واقع ہوئی، (۳) اور حکم طلاق بائنہ کا یہ ہے کہ بلا نکاح کے رجعت درست نہیں ہے، اور نکاح عدت میں بھی ہو سکتا ہے اور بعد عدت کے بھی۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ بلا حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے۔ پس اگر زید کا پھر ہندہ کو رکھنے کا ارادہ ہے تو دوبارہ اس سے نکاح کرے بدون نکاح کے نہیں رکھ سکتا۔(۴)

چھوڑی کے لفظ سے کون سی طلاق واقع ہوتی ہے اور تین بار کہا تو کتنی طلاق ہوئی

(سوال ۵۰۱) عرف ہندوستان میں لفظ چھوڑی طلاق بائن میں سے ہے یا صریح رجعی میں سے۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو تین دفعہ لفظ چھوڑی کہے تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی یا صریح رجعی کہ بالحاق طلاق ثلثہ ہو اور موجب وجوب حلالہ۔ صورت مذکورہ میں اگر زوج حلال جان کر اپنی زوجہ کو اپنے گھر میں رکھے تو اس سے اجتناب واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) در مختار وغیرہ کتب فقہ میں سرحتک او فارقتک کو کنایات میں لکھا ہے (۵) اور حکم کنایات کا یہ ہے کہ حالت رضا میں جملہ اقسام کنایات کے نیت پر موقوف ہیں۔ اگر نیت طلاق کی ہے تو طلاق واقع ہو گی ورنہ نہیں۔ (۶) اور حالت غضب و مذاکرہ طلاق میں بعض الفاظ کنایات میں بلا نیت طلاق واقع ہونے کا حکم قاضی کرتا ہے۔ پس سرحتک اور فارقتک جن کا ترجمہ یہ ہے کہ "میں نے تجھ کو چھوڑا" کنایات کے ان اقسام میں سے ہے کہ حالت رضا میں ان سے طلاق کا واقع ہونا نیت پر موقوف ہے اور حالت غضب و مذاکرہ طلاق میں بدون نیت کے حکم طلاق کیواقع ہونے کا کر دیا جاتا ہے۔ کذافی الدر المختار۔ اور نیز حکم کنایات کا یہ ہے کہ ان سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے

---

(۱) وحکمه ان الواقع به لو بلا مال و بالطلاق الصريح على مال طلاق بائن (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الخلع مطلب الفاظ الخلع خمسة ج ۲ ص ۷۷۰. ط.س. ج۳ص ٤٤٤) ظفير.

(۲) وان كان الحرام فى الاصل كناية يقع بها البائن الخ و الحاصل ان المتاخرين خالفوا المتقدمين فى وقوع البائن بالحرام بلا نية حتى لا يصدق اذا قال لم انو لا جل العرف الحادث فى زمان المتاخرين فيتوقف الآن وقوع البائن به على وجود العرف كما فى زمانهم (ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٣٨. ط.س. ج۳ص۳۹۹) ظفير.

(۳) لا يلحق البائن البائن (ايضا ج ۲ ص ٦٤٦. ط.س. ج۳ص۳۰۸) ظفير.

(٤) وان كان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها (هدايه باب الرجعة فصل فيما تحل بها ج ۲ ص ۳۷۸) ظفير. (٥) دیکھئے الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٨٩. ط.س. ج۳ص۳۰۰. ۱۲ ظفير. (٦) فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٣٥. ط.س. ج۳ص۲۹٦) ظفير.

اور ایک طلاق بائنہ کے بعد دوسری طلاق بائنہ واقع نہیں ہوتی۔ لہذا لفظ چھوڑی اگر اپنی زوجہ کو کہا ہے اور نیت طلاق کی ہے تو اگر حالت غضب اور مذاکرہ طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوئی اور دوسرا اور تیسرا لفظ لغو ہوا۔ بدون حلالہ کے شوہر اول اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ **فی الدر المختار ویقع بہا قیہا ای باقی الفاظ الکنایات المذکورۃ الخ البائن ان نواہا الخ لا یلحق البائن البائن الخ۔**(۱)

لفظ آزاد کر دیا کنایہ ہے اس سے بوقت نیت طلاق بائنہ واقع ہوگی

(سوال ۵۰۲) زید کا نکاح زینب سے بحالت نابالغی بولایت اس کی والدہ کے ہوا۔ بہ تعین مہر شرعی ایجاب و قبول ہو گیا۔ اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں۔ اگر ہو گیا تو مہر کی کیا مقدار ہوگی۔ مسماۃ کے بالغہ ہونے سے پہلے اور خلوت ہونے سے بھی پہلے زید نے ایک کارڈ میں یہ الفاظ لکھ کر کہ مسماۃ زینب کو میں نے آزاد کر دیا، زوجہ کے پاس بھیج دیا۔ لیکن کارڈ پر کوئی گواہ حاشیہ نہیں تو یہ تحریر شرعاً معتبر ہوگی، اور اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نکاح زید کا ہو گیا اور مہر شرعی جو کہا گیا اس سے مراد اگر مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے جیسا کہ معروف ہے تو وہ تقریباً سوا سو روپیہ ہے اور ادنیٰ درجہ مہر کا شرعاً دس درہم ہے۔ مہر شرعی سے ان کی کیا مراد تھی اس کو معلوم کرنا چاہئے۔ وہی مہر واجب ہوتا ہے جو ارادہ کیا گیا تھا اور قبل دخول اور قبل خلوت طلاق دینے سے نصف مہر لازم ہوتا ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ وان طلقتمو ھن من قبل ان تمسو ھن و قد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم**(۱) اور تحریر سے اور خط میں لکھنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ جب کہ شوہر اقرار کرے کہ یہ خط میرا ہی ہے۔(۲) اور آزاد کرنے کا لفظ کہنا صریح طلاق نہیں ہے کنایہ ہے۔ اگر نیت شوہر کی اس لفظ سے طلاق کی ہے اور حال یہ ہے کہ شوہر بالغ ہے تو اس لفظ سے ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی۔(۳)

لفظ چھوڑا کہا پھر طلاق رجعی کا لفظ کہا کیا حکم ہے

(سوال ۵۰۳) زید اور اس کی زوجہ سلیمن میں باہم تکرار ہوا۔ تنبیہاً و تخویفاً ایک طلاق رجعی دینے کا ارادہ ہوا۔ یکا یک زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ چھوڑا میں چھوڑا میں۔ پھر خیال کیا کہ یہ تو الفاظ بالکنایہ ہیں۔ اس میں طلاق کی نیت نہ کر کے صراحۃً یہ کہا کہ عمر کی لڑکی کو ایک طلاق رجعی دیا۔ پس سلیما پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یا دو یا تین۔ بحوالہ تحریر فرمایا جاوے۔

(جواب) حالت غضب اس کو مقتضی ہے کہ لفظ چھوڑا میں سے طلاق بائنہ واقع ہو جاوے۔ کیونکہ یہ ترجمہ ہے سرحتک اور فارقتک کا، اور اس میں بحالت غضب بلا نیت طلاق واقع ہوتی ہے۔ **کما فی الدر المختار وفی الغضب توقف الا ولان ای ما یصلح رداً وجواباً وما یصلح سبا وجوابا ولا یتوقف ما یتعین للجواب**

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۱ وج ۲ ص ۶۴۲ و ج ۲ ص ۶۴۶. ط.س. ج۳ ص ۳۰۲ ...... ۳۰۸. ۱۲ ظفیر. (۲) سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱. ۱۲ ظفیر. (۳) وکذا کل کتاب لم یکتبہ بخطہ ولم یملہ بنفسہ لا یقع الطلاق مالم یقر انہ کتابہ اھ (ر د المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ ص ۲۴۷) ظفیر. (۴) وسرحتک فارقتک لا یحتمل السب و الرد الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ج ۲ ص ۶۴۱. ط.س. ج۳ ص ۳۰۰) ظفیر.

الخ وقال قبیله فی شرح قوله سرحتك وفارقتك لا یحتمل السب والرد ، ای بل معناه الجواب فقط الخ (۱) اور پھر طلاق رجعی دینے کے ارادہ پر لفظ چھوڑا کا زبان سے نکلنا نیت طلاق کو مفید ہے۔ پھر بعد تکلم کے نفی اولی کیسے متصور ہو سکتی ہے۔ مگر چونکہ یہ بھی تصریح ہے لا یلحق البائن البائن۔ اس لئے دو دفعہ چھوڑا میں نے، کہنے سے ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی، اور پھر اس لفظ سے، ایک طلاق رجعی دیا میں نے دوسری طلاق واقع ہو گئی اور وہ بھی بائنہ ہو گئی۔ کیونکہ بائنہ کے بعد رجعی متصور نہیں۔ لہذا یہ وصف لغو ہے اور بحکم الصریح یلحق الصریح والبائن، (۲) طلاق صریح ملحق بطلاق بائنہ ہو کر دو طلاق بائنہ واقع ہوں گے۔

نابالغہ کو چار پانچ مرتبہ طلاق دی تو کتنی طلاق واقع ہو گی

(سوال ۴۹۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ نابالغہ کو بحالت غصہ چند آدمیوں کے سامنے لفظ طلاق چار پانچ مرتبہ کہا اور وہ لڑکی نابالغہ موجود نہیں تھی، لہذا طلاق اس حالت میں ہوئی یا نہ۔

(جواب) اگر شوہر طلاق دینے والا بالغ تھا تو طلاق اس کی واقع ہو گئی۔ اگر چہ عورت نابالغہ ہو، اور اگر چہ وہاں موجود نہ ہو۔ (۳) لیکن غیر مدخولہ کو اگر طلاق دے دے متفرق طور سے تو وہ ایک طلاق سے بائنہ ہو جاتی ہے۔ دوسری اور تیسری طلاق اس پر واقع نہیں ہوتی۔ در مختار میں ہے وان فرق الخ بانت بالاولیٰ الخ۔ (۴)

دین مہر کے عوض میں جو طلاق دی وہ بائنہ ہوئی

(سوال ۴۹۵) زید و زینب شوہر و زوجہ میں باہم تکرار ہوا۔ زوجہ نے شوہر سے کہا کہ تم مجھ کو کیوں نہیں چھوڑتے ہو۔ شوہر نے کہا کہ اگر دین مہر معاف کر دو گی تو میں طلاق دوں گا۔ الحاصل عورت نے کہا کہ ہمارے بطن سے تمہارے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے ان کو بعوض دین مہر دے دو تو دین مہر معاف کر دوں گی۔ عورت کے اصرار پر شوہر نے یہ مضمون لکھ دیا کہ طلاق میں نے دیا اور دین مہر کے عوض میں لڑکے اور لڑکی کو دیا۔ اب مجھے زوجہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور نہ لڑکے اور لڑکی سے۔ زوجہ نے بھی یہ لکھوا کر شوہر کو دیا کہ دین مہر معاف کیا اور لڑکے و لڑکی کو عوض میں دین مہر کے پایا۔ اس صورت میں طلاق رجعی ہوئی یا بائن۔ اور اس صورت میں رجعت درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر شوہر نے ایک دفعہ یہ لفظ کہا ہے یا لکھا ہے کہ طلاق میں نے دیا تو اس کی زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوئی۔ اور چونکہ شوہر کے ابتدائے کلام میں یہ الفاظ واقع ہیں کہ دین مہر اگر معاف کر دو گی تو میں طلاق دوں گا اس لئے بعد میں جو طلاق شوہر نے دی تو غرض اس کی یہی معلوم ہوتی ہے کہ بعوض مہر اس نے طلاق دی ہے اس لئے اس صورت میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی۔ کیونکہ بعوض مال کے جو طلاق ہوتی ہے وہ بائنہ ہوتی ہے۔ اور مہر معاف ہو گیا، کیونکہ عورت نے بھی معافی مہر کی تصریح کر دی ہے۔ اور یہ لغو ہے کہ لڑکا اور لڑکی کے لینے کے عوض میں مہر معاف کیا۔ لہذا معافی مہر بعوض طلاق کے ہو گی۔ وحکمه ان الواقع به ولو بلا مال وبالطلاق الصريح

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۰ ط.س. ج۳ص ۳۰۰ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۵ ط.س. ج۳ص۳۰۶ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۳) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص۲۳۵) ظفیر۔
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق باب طلاق غیر المدخول بها ج ۲ ص ۶۴۶ ط.س. ج۳ص۲۸۶ ۔ ۱۲

علی مال طلاق بائن الخ در مختار۔(۱)اور جب کہ یہ معلوم ہوا کہ اس صورت میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی ہے تو حکم اس کا یہ ہے کہ رجعت تو اس میں صحیح نہیں ہے۔ لیکن نکاح جدید عدت میں اور بعد عدت کے ہو سکتا ہے ۔پس اگر عورت دوبارہ نکاح کرنے پر شوہر اول سے راضی ہو تو بلا حلالہ کے نکاح بمہر جدید صحیح ہے۔ در مختار میں ہے وینکح مبانته بما دون الثلث فی العدة وبعدها الخ۔(۲)

تین طلاق بائنہ کہنے سے کتنی طلاق واقع ہوتی ہے

(سوال ۴۹۶)(۱) طلاق بائن کے تین یا تین سے زیادہ الفاظ ایک نیت کے ساتھ اگر عورت کو کہے جاویں تو ایک بائنہ واقع ہوتی ہے یا زیادہ۔ اور اگر تین کی نیت کر کے زیادہ الفاظ کہے جاویں تو تین پڑتی ہیں یا نہیں۔ اور ایک بائن ہونے کے بعد اسی وقت یا دوسرے تیسرے روز صریح طلاق دی جاوے تو عدت کے اندر بائن کے ساتھ ملجاتی ہے یا نہیں یا اگر بائن کے بعد بائن عدت کے اندر دی جاوے تو پہلی کے ساتھ مل جاتی ہے یا نہیں۔ جب عورت پہلی بائن سے نکاح سے الگ ہو جاتی ہے تو پھر دوسری بائن یا صریح عدت کے اندر کس طرح مل سکتی ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص ایک طلاق کی نیت کرے اور دوسرے الفاظ بغیر کسی نیت کے طلاق کی تفصیل و تعریف کے لئے پہلے یا پیچھے تحریر کر دے اور ان الفاظ میں بائن وغیرہ کی نیت ہر گز نہ ہووے تو بائن کا احتمال ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مثلاً اس طرح کہے کہ میں تمہیں الگ کر کے صریح طلاق دیتا ہوں۔ یا گھر سے نکال کر صریح دیتا ہوں ۔یا حقوق زوجیت سے خارج کر کے صریح دیتا ہوں۔ یا دو لفظ اکٹھے استعمال کر کے تحریر کرے کہ میں تمہیں علیحٰدہ کرتا ہوں اور حقوق زوجیت سے خارج کرتا ہوں اور صریح طلاق دیتا ہوں۔ پہلے الفاظ میں نہ بائن کی نیت ہے نہ ان لفظوں سے بائن ہونے کا علم ہے تو اس صورت میں رجعی سمجھی جائے گی یا بائن سمجھی جائے گی۔

(جواب)(۱) قاعدہ اس میں یہ ہے جو در مختار میں مذکور ہے الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدة والبائن یلحق الصریح الخ ۔ لا یلحق البائن البائن ۔(۳) پس اس قاعدہ سے جواب آپ کے سوالات کے ظاہر ہو گئے۔

(۲) ان صورتوں میں طلاق بائن ہو جاتی ہے۔(۴)

غیر مدخولہ کو طلاق طلاق کہنے سے کونسی طلاق واقع ہوئی اور کتنی

(سوال ۴۹۷) زید بالغ نے اپنی منکوحہ نابالغہ غیر مدخولہ کو بعد بالغ ہونے کے بذریعہ خط تین طلاق بایں طور دی کہ آج سے تم کو طلاق۔ طلاق۔ طلاق دے دی ہے۔ اس صورت میں عورت مغلظہ ہو گئی یا بائنہ۔ اور عدت اس پر لازم ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۰ ط.س. ج۳ص ٤٤٤ . ۱۲ ظفیر.

(۲) ایضاً باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸ ط.س. ج۳ص ٤٠٩ . ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٥ و ج ۲ ص ٦٤٦ ط.س. ج۳ص ۳۰٦ ..... ۱۲.۳۰۸ ظفیر. (٤) الصریح یلحق الصریح و یلحق البائن بشرط العدة والبائن یلحق الصریح (در مختار) کما لو قال لها انت بائن او خالعها علی مال ثم قال انت طالق الخ (ردالمحتار باب الکنایات ج۲ ص ٦٤٥ ط.س. ج۳ص ۳۰٦) ظفیر.

(جواب) اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو پہلی طلاق سے وہ مطلقہ بائنہ ہوگئی، باقی طلاقیں اس پر واقع نہیں ہوئیں(۱) اور بصورت خلوت و جماع نہ ہونے کے اس پر عدت بھی لازم نہیں ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ و ان طلقتمو ھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدو نھا الآیۃ۔ پس بدون عدت کے وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر شوہر اول سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ بدون حلالہ کے شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے۔

غیر مدخولہ سے تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۹۸) زید نے ایک عقد کیا مگر رخصت ہونے کے قبل چند مردمان کے روبرو برضامندی خود تین مرتبہ اپنی منکوحہ کو طلاق دی اور عدت گذر گئی۔ اب بعد دو سال کے زید مذکور اس عورت کو رخصت کرا کے اپنے گھر لے گیا۔ ایسی صورت میں حلالہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب) غیر مدخولہ کو اگر متفرق طور سے تین طلاق دی جاویں تو وہ ایک طلاق سے بائنہ ہو جاتی ہے۔ دوسری اور تیسری طلاق اس پر واقع نہیں ہوئی۔ اس لئے شوہر اول بدون کے اس سے نکاح کر سکتا ہے۔(۲) اور بدون نکاح جدید کے اس کو رکھنا اور رجوع کرنا حرام ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۳)

دور ہو نکل جا کہنے میں اگر نیت طلاق کی تھی تو طلاق بائنہ ہو جائے گی

(سوال ۴۹۹) ایک شخص نے اپنی لڑکی کی جو پہلی بیوی سے تھی روزہ کی خوشی کی۔ اس کی دوسری بیوی کو ناگوار ہوا، اور اس نے جھگڑا کیا۔ شوہر نے یہ الفاظ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ تجھ کو مجھ سے کچھ واسطہ نہیں، دور ہو، نکل جا۔ وہ عورت غیر محرم کے گھر جا کر نکل گئی۔ پھر آ گئی۔ غرض چند دفعہ نزاع ہوا اور یہی الفاظ کہہ کہہ کر شوہر نے نکال نکال دیا۔ عورت نے اس کو بہت تنگ کیا۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ الفاظ جو شوہر نے چند دفعہ اپنی زوجہ کے حق میں استعمال کئے ہیں کنایات طلاق میں سے ہیں۔ جن میں نیت کی ضرورت ہے۔ پس اگر ان الفاظ کے کہنے کے وقت شوہر کی نیت طلاق کی تھی تو طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔ اور اگر طلاق کی نیت سے یہ الفاظ نہیں کہے تھے تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ قال فی الدر المختار فی باب الکنایات لا تطلق بھا الا بنیۃ او دلالۃ الحال الخ (۴) قال الشامی قولہ قضاءً قید بہ لا نہ لا یقع دیانۃً بدون النیۃ الخ (۵) وفیہ ایضاً واراد بھذا البعض ما یتحمل الرد کا خرجی واذھبی وقومی الی ان قال

(۱) قال لزوجتہ غیر المدخول بھا انت طالق یا زانیۃ ثلاثا وقعن الخ وان فرق بو صف او خبر اوجمل بعطف او غیرہ بانت بالا ولی لا الی عدۃ ولذا لم تقع الثانیۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب طلاق غیر المدخول بنھا ج ۲ ص ۶۲۴ ط.س. ج۳ص ۲۸۴) ظفیر. (۲) قال لزوجتہ غیر المدخول بھا انت طالق ثلاثا الخ وقعن الخ وان فرق الخ بانت بالا ولی لا الی عدۃ ولذالم تقع الثانیۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب طلاق غیر المد خول بھا ج ۲ ص ۶۲۴ ط.س. ج۳ص ۲۸۴ — ۲۸۶) ظفیر. (۳) وینکح مبانتہ بما دون الثلاث فی العدۃ و بعد ھا بالا جماع (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الرجعۃ ج ۲ ص ۷۳۸ ط.س. ج۳ص ۴۰۹) ظفیر. (۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵ ط.س. ج۳ص ۲۹۶. ۱۲ ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۶ ط.س. ج۳ص ۲۹۷. ۱۲ ظفیر.

ولذلک تو قف فیھا علی النیۃ فقط۔(۱)

فلانۃ علی حرام کہنے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۰) شخصے غائبانہ روبرو شاہدین عاقلین حرین بالغین اسم زوجہ خود گرفتہ میگوید کہ فلانۃ علی حرام۔ من اورافرخت خواہم نمود۔ آیا ایں الفاظ طلاق بائنہ واقع شود یار جعی۔

(جواب) دریں صورت طلاق بائن واقع گردد اگر بہ نیت طلاق گفتہ است۔ واگر بجائے این عرف جاری باشد کہ از حرام طلاق مراد میگیر ند یعنی بمنزلہ طلاق صریح معروف است دریں صورت در در مختار وغیرہ فرمودہ کہ بلا نیت طلاق واقع میشود (بائن و حرام الی ان قال ففی حالۃ الرضی لا یقع الطلاق فی الا لفاظ کلھا الا بالنیۃ کذا فی الھدایۃ فی قولہ وبقیۃ الکنایات الخ وبر ھن قولہ واگر بجائے ایں عرف جاری باشد الخ بقول صاحب الدر المختار قال لا مرأتہ انت علی حرام (الی ان قال) یفتی بانہ طلاق بائن وان لم ینوہ لغلبۃ العرف الخ (۲)قال الشامی قولہ وان لم ینوہ قلت الظاھر انہ اذا لم ینوی شیئا اصلاً یقع دیانۃ ایضاً وفیہ ایضاً قولہ الغلبۃ العرف اما کونہ بائنا فلا نہ مقتضیٰ لفظ الحرام لا ن الرجعی لا یحرم الزوجۃ ما دامت فی العدۃ وانما یصح وصفھا بالحرام بالبائن فقط)(۳)

میرا تجھ سے کچھ تعلق نہیں کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۰۱) زید پسر بکر نے اپنی زوجہ حمیدہ کو اس کے باپ کے گھر جانے سے منع کیا۔ جب وہ باجازت اپنے خسر بکر کی اپنے باپ عمر کے یہاں آنے پر آمادہ ہوئی تو زید نے بخوشنودی اپنی ماں ہندہ کے اپنی زوجہ حمیدہ کو علیٰحدگی میں کہا کہ اگر تو اپنے باپ کے یہاں جاتی ہے تو میرا تجھ سے کچھ تعلق نہیں۔ اب یہ کہہ دینا زید کا اپنی زوجہ حمیدہ کو تنہائی میں قابل تسلیم ہوگا یا نہیں۔ اور حمیدہ کی یہ شہادت شرع شریف میں معتبر ہے یا نہیں۔ عرصہ کے بعد زید کا ایک پرچہ حمیدہ کے باپ کے نام آیا۔ اس میں بھی زید نے لکھا تھا کہ میرے خط نہ بھیجنے کا سبب تم کو کسی کی زبانی معلوم ہو گیا ہوگا۔ جس سے اشارہ اپنی زوجہ کی طرف تھا۔ فقط۔

(جواب) جو الفاظ طلاق کے ہیں اور جن الفاظ سے شرعاً طلاق واقع ہوتی ہے وہ تنہائی میں شوہر اپنی زوجہ کو کہے یا مجمع میں کہے ہر طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ مگر صورت مسئولہ میں جو لفظ زید نے اپنی زوجہ کو علیٰحدگی میں کہا ہے وہ صریح لفظ طلاق کا نہیں ہے بلکہ کنایہ ہے اور حکم کنایہ کا یہ ہے کہ اگر نیت طلاق سے کہا جاوے تو طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے ورنہ کچھ نہیں۔ پس اگر زید نے طلاق دینے کے خیال سے اور طلاق کے ارادہ سے یہ لفظ کہتا ہے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ زید سے دریافت کرنے کی ضرورت ہے۔(۴) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

---

(۱) ایضاً ج ۲ ص ۶۳۶، ۱۲ ظفیر۔ (۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الایلاء ج ۲ ص ۷۶۰ و ج ۲ ص ۷۶۱ ۱۲ ظفیر۔ (۳) ردالمحتار باب الایلاء ج ۲ ص ۷۶۲، ۱۲ ظفیر۔

(۴) فالکنایات لا تطلق قضاء الا بنیۃ او دلا لۃ الحال وھی مذاکرۃ الطلاق او الغضب (در مختار) قولہ قضاء قید بہ لا نہ لا یقع دیانۃ بدون النیۃ ولو وجدت دلالۃ الحال (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵ و ج ۲ ص ۶۳۶) ظفیر۔

و دلیل قولنا یہ کنایہ ہے اور حکم کنایہ کا یہ ہے الخ لا یقع بھا الطلاق الا بالنیة او بد لا لة الحال عالمگیری مصری ص ۳۵۱ و ایضاً فیہ ، وفی الفتاویٰ لم یبق بینی وبینك عمل و نوی یقع کزا فی العتابیة عالمگیری ص ۳۵۲۔

میری طرف سے جواب ہے اس سے طلاق ہوئی یا نہیں ؟

(سوال ۵۰۲)میرے شوہر نے بحالت غضب مجھ کو یہ الفاظ کہے کہ اگر تو شام تک میرے گھر نہ آئی تو میری طرف سے جواب ہے۔ اور میں شام تک اس کے گھر نہیں گئی۔ زید نے یہ الفاظ میرے مواجہ میں بھی کہے ہیں، اور اس وقت اور رشتہ دار بھی موجود تھے، اور پھر انہی الفاظ کا اقرار میرے تایا صاحب کے روبرو جا کر کیا اور وہاں یہ بھی کہا کہ معافی نامہ مہر بھی میرے پاس موجود ہے جو خود نیت طلاق کا قرینہ ہو سکتا ہے۔ اب زید ان الفاظ کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ الفاظ کہے تھے کہ اگر شام تک تو میرے گھر نہ آئی تو جواب دے دوں گا۔ اور حالت غصہ کا ہی انکار کرتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک وہ اپنے انکار میں سچا نہیں ہے۔ ان الفاظ کے حالت غصہ میں سرزد ہونے کے شاہد میرے تایا اور والدہ و نانی و تائی و چچی ہیں جو ثقہ و عدل ہیں۔ پس اس صورت میں مجھ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اور واقع ہوئی تو قضاءً بھی ہوئی یا صرف دیانۃً ہی واقع ہوئی۔ اور مجھ کو اس شوہر کے ساتھ مقام کرنا اور تمکین وطی حلال ہے یا حرام۔ اور طلاق واقع ہوئی تو کونسی طلاق واقع ہوئی۔ زید یہ بھی کہتا ہے کہ اس وقت میری نیت طلاق کی ہرگز نہیں تھی۔ میں اس کو اس میں بھی سچا نہیں جانتی ہوں۔

(جواب)اس صورت میں جو کچھ زوجہ کا بیان ہے اور شہادت عدول سے ثابت، اس کے موافق طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ کیونکہ فقط لفظ جواب ہی طلاق سے کنایہ ہے اور کنایہ میں اگرچہ نیت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جب کہ قرینہ اور دلالت ارادہ طلاق موجود ہے تو قضاءً طلاق کا حکم کر دیا جائے گا۔ اور چونکہ عورت بھی اس بارہ میں قاضی کی مثل ہے۔ لہذا اس وقت وجود دلالت میں جو کہ حالت غضب ہے عورت کو وہی معاملہ کرنا لازم ہے جو قاضی کرتا۔ یعنی وہ اپنے شوہر سے علیحدہ رہے اور وطی حرام سمجھے تاوقتیکہ تجدید نکاح نہ ہو قال فی الشامی ویقع قضاءً الا ان یکون مکرھا والمراۃ کالقاضی اذا سمعتہ او اخبرھا عدل لا یحل لھا تمکینہ الخ ۔(۱)اس عبارت سے واضح ہے کہ اگر عورت کو شوہر کے قول کی تصدیق ہو تو شوہر کی نیت کا اعتبار نہ کرے اور وقوع طلاق کا اعتقاد کرے۔ کیونکہ حالت غضب میں جس کا ثبوت شہادت سے ہے وقوع طلاق کے لئے نیت کی ضرورت نہیں ہے اور قاضی اور عورت اس بارہ میں شوہر کی تصدیق نہ کریں گے۔ نیز شوہر کا حالت غضب کا انکار کرنا شہادت عدول سے حالت غضب ثابت ہونے کے بعد معتبر نہ ہوگا قال فی الدر المختار لان مع الدلالة لا یصدق قضاءً فی نفی النیة الخ باب الکنایات۔(۲)شامی جلد ثانی۔

واضح ہو کہ یہ سوال پہلے شوہر کی طرف سے آیا تھا۔ اس میں صورت سوال بدلی ہوئی تھی۔ اس میں بجائے ان الفاظ کے کہ میری طرف سے جواب ہے یہ لفظ لکھا تھا کہ اگر تو عصر تک نہ آئی تو میں جواب دے دوں گا یا

(۱)ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹٤ ط.س. ج۳ص۲۵۱ . ظفیر.
(۲)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤١ ط.س. ج۳ص۳۰۲ ظفیر.

اپنے نکاح سے خارج کردوں گا الخ اس کا جواب سائل کے بیان کے موافق یہ لکھا تھا چونکہ جواب دوں گا صیغہ استقبال ہے لہذا اس سے طلاق واقع نہ ہوگی الخ مگر سوال ہذا سے معلوم ہوا کہ وہ بیان شوہر کا غلط ہے، اور شہادت ثقہ اور معتبر لوگوں سے یہ امر ثابت ہے کہ شوہر نے یہ لفظ کہے ہیں کہ میری طرف سے جواب ہے اور حالت غضب کا ہونا بھی ثابت ہے۔ لہذا بصورت مسئولہ میں وقوع طلاق کا حکم ضروری ہے۔ پہلا جواب جو لکھا گیا وہ سوال کی غلطی کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔ فقط۔

کبھی میرے پاس نہ آنا کہنے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۳) زید نے اپنی زوجہ کو کہا غصہ میں کہ اب سے کبھی میرے پاس نہ آنا۔ اس نے کہا کہ میں جہاں چاہوں کام کروں اس نے کہا۔ تجھ کو اختیار ہے۔ جی میں یہ خیال تھا کہ اچھا پاپ کٹ جائے۔

(جواب) یہ الفاظ کہنا شوہر کا کہ اب سے کبھی میری پاس نہ آنا اور زوجہ کا اس کے جواب میں یہ کہنا کہ میں جہاں چاہوں کام کروں اور شوہر کا یہ کہنا کہ تجھ کو اختیار ہے الفاظ طلاق صریح وکنایہ سے نہیں ہیں۔ پس ان الفاظ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ شوہر نے جو کہا ہے کہ تجھ کو اختیار ہے تو یہ جواب ہے کلام زوجہ کا اور کلام زوجہ یہ ہے کہ میں جہاں چاہوں کام کروں۔

میں نے چھوڑی کہنے سے طلاق ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۰۴) زید کا ارادہ تین ماہ سے طلاق دینے کا تھا اپنی عورت کو۔ تین ماہ کے بعد چوری سے طلاق دے بیٹھا۔ لوگ اس کو ہر چند سمجھاتے رہے مگر وہ باز نہ آیا اور دے بیٹھا۔ اور زید نے یہ الفاظ کہے "میں نے چھوڑی" تین مرتبہ۔ اور زید کی نیت اب تک یہی ہے کہ کسی طرح سے مجھ سے جدا ہو۔ زید کو یہ خبر نہ تھی کہ کن لفظوں سے طلاق واقع ہوتی ہے۔ آیا یہ طلاق ہوئی یا نہ۔ اور ہوئی تو کونسی بائن یا مغلظہ۔

(جواب) یہ لفظ جو زید نے کہا "میں نے چھوڑی" اگر مراد اس سے اپنی زوجہ کو لیا ہے اور اس کی نسبت کہا ہے اور نیت طلاق کی اس میں کی ہے تو ایک طلاق بائنہ اس سے واقع ہوگی۔ کیونکہ یہ لفظ کنایہ ہے۔ اور کنایہ میں نیت طلاق سے طلاق بائنہ واقع ہوئی ہے۔ (۱) اور ایک بائنہ کے بعد دوسری بائنہ واقع نہیں ہوتی۔ اس لئے ایک ہی طلاق بائنہ رہی۔ **هكذا فى الدر المختار وغيره برية حرام بائن الى قوله سرحتك فارقتك درمختار . لا يلحق البائن البائن اذا امكن جعله اخبار الخ (در مختار على هامش الشامي جلد ٢ ص ٦٤٦.**

---

(۱) ہمارے زمانہ میں عرف بدل گیا ہے۔ عام طور پر جب عورت سے یہ کہا جاتا ہے۔ میں نے تجھ کو یا اس کو یا عورت کو چھوڑ دیا تو طلاق ہی مراد ہوتی ہے۔ لہذا استعمال عرف کے اعتبار سے یہ صریح طلاق ہے اور اس سے طلاق رجعی واقع ہوگی۔ چنانچہ عالمگیری ج ۲ ص ۴۹۸ نولکشور میں ہے وکان الشيخ الامام ظهير الدين المرغيناني يفتي في قوله بهشتيم بالوقوع بلا نية ويكون الواقع رجعيا اھ اسی طرح سرحتک وغیرہ میں شامی نے تفصیل کی کہ عرف پر مدار ہے۔ واللہ اعلم۔ مہدی حسن حاشیہ ص ۴۳۸ دیکھا جائے۔ ظفیر۔

دختر تو مرا نہ باید بگیر ایں فار غخطی وسہ سنگریزہ داو کیا حکم ہے

سوال ۵۰۵) شخصے بہ پدر زن خود خطاب کردہ گفت کہ دختر تو مرا نباید بگیر ایں فار غخطی۔ ایں بگفت وسہ سنگریزہ بدست پدر زن واد۔ الحال دریں صورت یک طلاق واقع میشود یانہ۔

جواب) ایں الفاظ کنایات اند پس اگر نیت سہ طلاق کردہ است سہ طلاق واقع شود وگرنہ لغو است قال الشامی فی کنایات وذکر فی الفتح هناك لو قال انت بثلاث وقعت ثلاث ان نوی لا نه محتمل لفظه الخ وفيه ما فی باب الصريح واراد بما اللفظ او ما يقوم مقامه من الكتابة المستبينة اوالا شارة المفهومة فلا ع بالقاء ثلثة احجار اليها او بامرها بحلق شعرها وان اعتقد الا لقاء والحلق طلاقا كما قد مناه لان كن الطلاق اللفظ او ما يقوم مقامه مما ذكر كما مر. (۱) وفيه ايضا فی شرح قوله وركنه لفظ مخصوص الخ هوما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صريح او كناية فخرج الفسوخ علی مامر راد اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة المستبينة واشارة الا خرس والا شارة الیٰ العدد بالا صابع فی له انت طالق هكذا كما سياتی وبه ظهر ان من تشا جر مع زوجته فاعطا ها ثلثة احجار ينوی طلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا و لا كناية لا يقع عليه كما افتی به الخير الرملی وغيره الخ(۲) فقط۔

طلاق دی کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

سوال ۵۰۶) عمرو نے اپنی بیوی کو مارنا شروع کیا کہ عمرو کا بھائی زید آگیا اور عمرو سے کہا کہ اگر تم اصل کے ہو طلاق دے دو۔ پس عمرو نے تین مرتبہ یہ کہا "طلاق دیا" خالد کہتا ہے کہ یہ طلاق عمرو کی زوجہ پر واقع نہیں ہوئی کیونکہ اس میں اضافت صریحہ موجود نہیں ہے۔ بکر کہتا ہے کہ یہ طلاق زوجہ عمرو پر واقع ہو گئی۔ اور زوجہ عمرو بائنہ بینونت مغلظہ ہو گئی اور بدون حلالہ کے عمرو اس کو ہرگز نہیں رکھ سکتا ہے۔ ان دونوں میں صحیح قول کس کا ہے۔

جواب) اس میں قول بکر کا صحیح ہے۔ اضافت صریحہ ضروری نہیں۔ قرائن کا بھی لحاظ ہوتا ہے۔ شامی میں ہے۔ لا يلزم كون الاضافة صريحةً فی كلامه(۳) وفيه ايضا لو قال امرأة طالق او قال طلقت امر ء ة ثلثاً وقال لم اعن امرأتی يصدق ويفهم منه انه لو لم يقل ذلك تطلق امرأ ته لان العادة ان من له امر ء ة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها (۴) الخ وفيه وسيذ كر قريباً ان من الا لفاظ المستعملة الطلاق يلزمنی والحرام يلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فيقع بلا نية للعرف الخ فاو قعوابه الطلاق مع انه ليس فيه اضافة الطلاق اليها صريحا فهذ ايو يد لما فی القنية وظاهره انه لا يصدق فی انه لم يرد امرأته للعرف (۵) فقط.

---

(۱) ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص۲۴۷ ظفير.
(۲) ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۴ ط.س. ج۳ص۲۳۰ ظفير.
(۳) ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ظفير.
(۴) ايضاً ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ظفير.
(۵) ايضاً ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ظفير.

بیوی سے کنایہ اور صریح الفاظ کہے اور تعلیقا بھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۰۷) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے متوجہ ہو کر یہ الفاظ کہے کہ یا تو تم چلی جاؤ۔ اگر تم کو میرے پاس ر منظور ہے تو ہر روز ایک دھڑی اناج پیسو اور پاخانہ اٹھاؤ اور سب کام کرو نہیں تو پھر طلاق۔ اور اس سے پہلے زید غصہ کی حالت میں اپنی منکوحہ کو یہ الفاظ بھی کہے کہ تجھ سے میرا کوئی واسطہ اور تعلق نہیں۔ میں تجھے چھوڑ دوا طلاق دے دوں گا۔ میں چھوڑنے والا ہوں۔ پھر یہ بھی کہا کہ میں نے طلاق دے دی۔ لیکن تنہا زوجہ کے سامنے الفاظ کہے کسی دوسرے کے سامنے نہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں جس قدر الفاظ زید نے اپنی منکوحہ کی نسبت کہے ان میں سے بعض کنایات ہیں جن ؛ نیت طلاق وغیرہ ہو تو طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے جیسے تجھ سے میرا کوئی واسطہ اور تعلق نہیں۔(۱) اور بعض الفاظ ا ہیں کہ ان میں دھمکی اور وعدہ طلاق کا ہے۔ جیسے طلاق دے دوں گا، چھوڑ دوں گا ان الفاظ سے فی الحال طلاق و نہیں ہوتی۔ البتہ یہ الفاظ کہ "اگر تم کو میرے پاس رہنا منظور ہو" الی آخرہ۔ ان الفاظ میں جو یہ لفظ ہے "نہیں تو طلاق" اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا نہ کرے گی تو تجھ پر طلاق ہے، تو یہ الفاظ تعلیق طلاق کے ہیں۔ اس میں حکم ہے کہ اگر وہ کام اس عورت نے کئے تو اس پر طلاق واقع ہو گئی۔(۲) یعنی ایک طلاق رجعی۔ ان الفاظ سے تحقق شرط کے واقع ہو گئی، اور حکم ایسی طلاق کا یہ ہے کہ اگر عدت میں اس سے رجعت کر لیوے تو نکاح قائم ہے ورنہ نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور پھر بدون جدید نکاح وہ عورت اس کی زوجہ نہیں ہے۔(۳)

تجھ کو تراق میرے گھر سے نکل جا کہا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۰۸) ایک شخص نے اپنی بیوی سے لڑائی کے وقت یہ کہا کہ تجھ کو تراق ایک دوا و تین۔ تو میرے سے نکل جا۔ یہ تو اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے صرف عورت کو ڈرانے اور دھمکانے کے واسطے یہ کلمہ کہا۔ طلاق کی نیت سے۔ یہ شخص کچھ خواندہ ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ط-ل-اق کے حروف سے طلاق ہوتی ہے نہ ت ر۔ لیکن بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اس نے لفظ طلاق کہا ہے، اور یہی ہماری سمجھ میں آیا۔ اس شخص کی عورت نے پہلا یہ دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے طلاق دے دی ہے مجھے مہر ملنا چاہئے۔ لیکن اس شخص نے طلاق واقع ہونے کا انکار کر اور اب وہ عورت بھی کہتی ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس نے مجھے لفظ طلاق کہا یا تراق وغیرہ غرض وہ دعویٰ دست بردار ہے۔ اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی۔

(جواب) اگر دو مرد عادل نمازی پرہیزگار اس امر کے شاہد ہیں کہ شوہر نے لفظ طلاق کہا ہے تو اس صورت اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی۔ قال فی الدر المختار ونصابها لغیرها من الحقوق س

---

(۱) لم یبق بینی وبینك عمل ونوی الطلاق یقع ولو قال انا بری من نكاحك یقع الطلاق اذا نوی (عالمگیری مصری الکنایات ج ۱ ص ۳۷۶) ظفیر۔

(۲) واذا اضافه الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لا مرء ته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالا تفاق لان الـ قائم فی الحال (هدایه باب الایمان فی الطلاق ج ۲ ص) ظفیر۔

(۳) اذا طلق الرجل امرء ته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یرا جعها فی عدتها رضیت بذالك او لم ترض لقوله تـ فامسكوهن بمعروف من غیر فصل (ایضا باب الرجعة ج ۲ ص) ظفیر۔

ٔ الحق ما لاً او غیرہ کنکاح و طلاق الخ رجلان ا لخ اور جل وا مرء تان ا لخ(۱)پس جبکہ دو
ں گواہ اس امر کے ہیں کہ شوہر نے لفظ طلاق کہا ہے تو طلاق واقع ثابت ہو جاوے گی اور پھر اس بحث کی
رت نہیں ہے کہ لفظ تراق سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ اس بحث کے متعلق در مختار میں یہ تحقیق کی
۔کہ ویقع بھا ای بھذہ الا لفاظ وما بمعنا ھا من الصریح وید خل نحوطلاغ وطلاك وتلاك
بلا فرق بین عالم وجاھل وان قال تعمدته تخو یفا لم یصدق الخ وفی الشامی قال فی البحر
ہ الا لفاظ المصحفة وھی خمسة فزاد علی ما ھنا تلاق وزادفی النھر ابدال القاف لا ماً الخ اس
صل یہ ہے کہ الفاظ مصحفہ سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور یہ کہنا کہ تراق ایک دو اور تین، تو میرے گھر
، نکل جا۔ اس میں قرینہ اس کو مقتضی ہے کہ ان الفاظ سے طلاق واقعہ ہو جائے گی۔

وڑ دیا صریح ہے یا کنایہ، بنگال میں اسی کے کہنے کا رواج ہے

و ال ۵۰۹) بنگال میں اپنی عورت کو کہتے ہیں چھوڑ دیا میں نے تجھ کو۔ اور عوام صریح طلاق مراد لیتے ہیں۔
، صورت میں صریح مراد ہوگی یا کنایہ۔

و اب) یہ ترجمہ ہے سرحتک یا فارقتک کا اور یہ الفاظ کنایات ہی سے ہیں۔ لہذا یہ بھی کنایہ ہی رہے گا اور نیت
ق یا دلالت حال سے طلاق بائنہ واقع ہوگی۔

، کے دباؤ کی وجہ سے بیوی کو فارغخطی لکھ دی دو سال کے بعد دونوں مل گئے۔ کیا حکم ہے

ؤ ال ۵۱۰) ایک شخص نے اپنی والدہ کے دباؤ سے اپنی زوجہ کو فارغخطی لکھ دی۔ بعد دو سال کے دونوں
غخطی کو غلط سمجھ کر مل گئے۔ آیا یہ فارغخطی صحیح ہے یا نہیں۔ اور اب دونوں کا ملنا حق ہے یا نہیں۔

نو اب) وہ فارغخطی صحیح ہو گئی اور طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی لیکن عدت کے اندر اور بعد عدت کے نکاح
ید صحیح ہے اور باپ کا جبر و تعدی بیجا تھا۔ لیکن میاں بیوی کو بدون نکاح جدید ملنا و یکجا ہونا جائز نہیں ہے۔ چاہئے کہ
، نکاح کریں۔(۲)

سے لے جا اور چاہے جہاں نکاح کر دے میری طرف سے طلاق
، سے کونسی طلاق واقع ہوئی

سو ال ۵۱۱) ایک شخص نے اپنی سالی سے لڑتے ہوئے کہا کہ تیری بہن جو میری زوجیت میں ہے اس کو لے جا
چاہے اس کا نکاح کر دے میری طرف سے اسے طلاق ہے۔ اس صورت میں طلاق رجعی واقع ہوئی یا بائن۔

نو اب) اس صورت میں اگر اس لفظ سے کہ اس کو لے جا اور جہاں چاہے اس کا نکاح کر دے نیت شوہر کی طلاق
ہے تو اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہوئی رجعت بلا نکاح درست نہیں ہے۔ تجدید نکاح بلا حلالہ کے عدت میں

)الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥. ط.س. ج٥ص٤٦٥. ١٢ ظفير.
)دیکھئیردالمحتار مع هامشه باب الصریح ج ٢ ص ٥٩٠ وج ٢ ص ٥٩١ وج ٢ ص ٥٩٢. ط.س. ج٣ص٢٤٨.
١ ظفیر. (٣)وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالا جماع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعه
٢ ص ٧٣٨. ط.س. ج٣ص٤٠٩) ظفير.

اور بعد عدت کے صحیح ہے۔(۱)

بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے شوہر کہتا ہے تنبیہاً کہا طلاق کی نیت سے نہیں کہا، کیا حکم ہے

(سوال ۵۱۲) ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ دریافت کرنے پر کہتا رہا کہ میں نے طلاق دی ہوئی ہے۔ یہ لفظ۔ کہنے والا ذی علم ہے اور عورت اس کی نافرمان ہے۔ نیت اس کی طلاق کی نہ تھی۔ تنبیہ کرتا تھا۔ چند آدمیوں سے کہا ہے کہ میری نیت طلاق کی نہیں ہے۔ صرف ڈراوا ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) ان الفاظ سے کہ تو مجھ پر حرام ہے طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوگی اور پھر دریافت کرنے پر یہ کہنا کہ میں نے طلاق دی ہوئی ہے اس سے دوسری بائنہ طلاق واقع ہوگئی۔ جیسا کہ در مختار میں ہے الصریح یلحق الصریح والبائن الخ(۲) اور یہ بھی در مختار میں ہے کہ جن الفاظ کنایات سے طلاق واقع ہوتی ہے۔ اگر ان کو چند بار کہا جاوے تو ایک طلاق ہی رہتی ہے البائن لایلحق البائن(۳) الحاصل اس صورت میں اس شخص کی زوجہ پر دو طلاق بائنہ واقع ہوگئیں۔ رجوع کرنا بلا نکاح اس میں صحیح نہیں ہے۔ البتہ نکاح جدید عدت میں اور بعد کے کر سکتا ہے اور یہ کہنا اس شخص کا کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی صرف ڈرانے کے لئے کہا ہے لغو ہے۔ فقط۔

بیوی کے متعلق کہا کہ نکاح کرنا چاہے تو کرلے۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۱۳) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو اس کی بدچلنی افواہاً سننے کی وجہ سے نہیں بلایا۔ اور ایک مرتبہ عمر سے بیان کیا کہ میں نے اب تک ہندہ کو طلاق نہیں دی اور نہ ہندہ کی خوشی ہے، اور نہ میری۔ اور میری خوشی روٹی کپڑ دینے کی بھی نہیں ہے۔ وہ خود دستکار ہے، اس لئے اس کو ضرورت نہیں ہے اور میں اس کو اپنے پاس بلانا بھی نہیں چاہتا اور نہ مہر دینا چاہتا ہوں۔ اگر عورت نکاح کرنا چاہے تو کرے۔ مگر میرا مال عورت سے دلایا جاوے اب تقریباً تین سال بعد زید اپنی عورت ہندہ کو بلانا چاہتا ہے کیونکہ ہندہ باعصمت ثابت ہوئی تو زید بلا سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) زید اپنی زوجہ ہندہ کو بلا سکتا ہے۔ اس کو ضرور بلانا چاہئے۔ کیونکہ اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اور صورت مذکورہ میں وہ زید کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی ہے۔

(جواب) (مکرر) اگر خلع کی صورت ہو جاوے اور شوہر رضامند ہو تو خلع کر لیا جاوے۔ عورت اپنا مہر معاف کر دے۔ اور شوہر طلاق دے دے۔

---

(۱) ولو قال لها اذهبي فتزوجي تقع واحدة اذا نوى (عالمگیری کنایات ج ۱ ص ۳۷٦) ویقع بما قیها ای باقی الفاظ الکنایات المذکورة الخ البائن ان نواها (در مختار) قوله البائن بالرفع فاعل یقع فی قوله ویقع بما قیها (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤١ و ج ٦٤٢ ط.س. ج۳ ص ۳۰۲) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٥ ط.س. ج۳ ص ۳۰٦ ظفیر.

(۳) ایضاً ج ۲ ص ٦٤٦ ط.س. ج۳ ص ۳۰۸ ظفیر.

میرا زیور دے دو میں آزاد کر دوں گا کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۱۴)ایک سال سے میری زوجہ اپنے باپ کے یہاں رہتی ہے۔ مجھ کو میری زوجہ کے رشتہ داروں نے واسطے لے جانے میری زوجہ کے کہا کہ یا اس کو لے جاؤ یا طلاق دے دو۔ میں نے کہا کہ میرا زیور دے دو میں اس کو آزاد کر دوں گا۔ انہوں نے زیور نہیں دیا اور کہا کہ اب تمہارا کچھ تعلق نہیں رہا۔ اور ایک مولوی نے کہہ دیا کہ طلاق ہو گئی۔ حالانکہ اس گفتگو کے وقت میری زوجہ وہاں موجود نہ تھی اور نہ اس نے اس گفتگو کو سنا۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہ۔

(جواب)طلاق واقع ہونے کے لئے زوجہ کا پاس اور سامنے ہونا یا اس کا سننا طلاق کی شرط نہیں ہے۔ لیکن صورت مسئولہ میں اس وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوئی کہ سائل نے اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی بلکہ یہ کہا ہے کہ میرا زیور دے دو۔ میں اس کو آزاد کر دوں گا۔ اس کے بعد نہ انہوں نے زیور دیا اور نہ شوہر نے طلاق دی۔ لہٰذا اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۱)

لکھا کہ زوجیت سے علیحدہ کر دیا کیا حکم ہے

(سوال ۵۱۵)زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو ایک تحریری نوٹس دیا جب کہ وہ اپنی ماں کے گھر چلی گئی تھی اور اس نوٹس میں یہ الفاظ لکھے۔ (فی الحال میں نے تجھ کو اپنی زوجیت سے علیحدہ کر دیا) لیکن جب عدالت میں زید سے پوچھا گیا تو زید نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ یہ کلمہ زجراً و تنبیہاً لکھا تھا۔ میں نے طلاق نہیں دی نہ مقصود میرا ان کلمات سے طلاق تھی بلکہ زجر و تنبیہ تھی کہ ہندہ فوراً میرے گھر واپس چلی آئے۔ آیا طلاق ہو گئی یا نہیں۔

(جواب)در مختار میں ہے لست لك بزوج او لست لی بامرأة الخ طلاق ان نواه ۔(۲)اس سے معلوم ہوا کہ ان الفاظ میں نیت طلاق سے طلاق واقع ہوتی ہے۔ پس جب کہ نیت شوہر کی طلاق کی نہ تھی اور وہ منکر ہے نیت طلاق سے تو قول اس کا معتبر ہے اور طلاق واقع نہ ہو گی۔ فقط۔

بھیج دو ورنہ میں جواب دے دوں گا کہنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۱۶)ایک شخص حلفیہ کہتا ہے کہ میں بیمار تھا۔ میری بیوی نے میری خدمت اچھی طرح نہیں کی اور ایک مرتبہ میں نے اس کو کسی غیر مرد کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس وجہ سے بھی میرے دل میں اس کی نفرت پیدا ہو گئی اور میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ تم میری بیوی کو اس کے باپ کے یہاں بھیجد و۔ ورنہ میں یہاں سے چلا جاؤں گا یا اپنی عورت کو جواب دے دوں گا دو گواہ ہیں جن کا بیان مختلف ہے۔ ایک گواہ کے بیان سے طلاق کا ثبوت ہوتا ہے، اور دوسرے سے نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں اس شخص کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔

(جواب)دونوں گواہوں کے بیان میں اختلاف ہے۔ اس لئے بصورت انکار شوہر از طلاق، طلاق ثابت نہ ہو گی۔ فقط (دوسرے دے دوں گا وعدہ ہے اس سے طلاق نہیں۔ ظفیر)

---

(۱)الفاظ الشرط ان واذا واذا ما الخ ففی هذه الا لفاظ اذا وجد الشرط انحلت اليمين وانتهت لا تقتضی العموم والتكرار (عالمگیری مصری الطلاق بالشرط ج ۱ ص ٤۱۵) پھر دے دوں گا وعدہ ہے اوانا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب تفويض الطلاق ج ۲ ص ٦۵۷ ط.س. ج۳ص ۳۱۹) ظفیر.

(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ٦۲۳ ط.س. ج۳ص ۲۸۲. ظفیر.

دو طلاق پہلے دے چکا تھا کئی سال بعد تیسری دفعہ کہا کہ تم سے مجھے کوئی واسطہ نہیں کیا حکم ہے

(سوال ۵۱۷) ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی۔ دو سال کے بعد پھر ایک طلاق دی۔ پھر تین سال کے بعد کسی بات پر ناراض ہوا اور بطور دھمکانے کے کہا ہم سے تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ہمارے سامنے سے چلی جاؤ۔ مگر نیت دھمکانے کی ہے۔ کیا اس صورت میں نکاح کر لینا چاہئے۔

(جواب) اس صورت میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر عدت گزر گئی ہے تو دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط (دھمکانے کے لئے جو جملہ بلا نیت طلاق کہا اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ظفیر)

بلا نیت غصہ میں کہا میرے مکان مت آنا مجھ سے قطع تعلق، کیا حکم ہے

(سوال ۵۱۸) زید اور زوجہ کے تکرار ہو جانے پر زوجہ بلا اجازت زید والدین کے گھر چلی جا۔ ئے اور زید غصہ میں خوشدامن سے یہ الفاظ کہے کہ میرے مکان پر اب زوجہ کو مت پہنچانا اور جو کچھ سامان تمہارا ہو اس کو منگا لینا۔ مجھ سے قطع تعلق۔ لیکن زید کے دل میں یہ خیال تک بھی نہیں ہے کہ زوجہ کو طلاق ہو جاوے۔ اس صورت میں نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا۔

(جواب) اس صورت میں موافق بیان زید کے کہ نیت اس کی طلاق کی نہ تھی اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ در مختار میں تصریح ہے کہ ان الفاظ سے جو قطع تعلق پر دال ہیں اگر چہ حالت غصہ میں سرزد ہوں بدون نیت کے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ چنانچہ عبارت ذیل در مختار کا یہی مفاد ہے۔ **وفی الغضب توقف الا ولان ان نوی وقع والا لا الخ۔**(۱)

کہا گیا کہ اتنے دن تک خبر نہیں لی تو پھر تمہاری بیوی نہیں رہے گی شوہر نے منظور کر لیا کیا حکم ہے

(سوال ۵۱۹) ایک شخص نے اپنے سالے کو خط لکھا جس میں اپنی زوجہ کو تین طلاق لکھی تھی۔ لیکن دریافت کرنے پر شوہر نے خط لکھنے سے انکار کر دیا۔ تب لوگوں نے اس سے قرار لیا کہ اب اگر چھ ماہ تک لڑکی کی خبر نہیں لو گے اور کھانا کپڑا نہ دو گے تو تمہاری بی بی بعد چھ ماہ کے نہ رہے گی۔ اس نے منظور کر لیا۔ مگر چھ ماہ سے دو تین ماہ زیادہ ہی ہو گئے۔ اس نے کوئی خبر نہیں لی۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) خط کے انکار کی صورت میں بدون دو گواہان عادل کے طلاق ثابت نہ ہو گی اور یہ الفاظ جو شوہر نے بعد میں بطریق تعلیق کہے ہیں کہ چھ ماہ تک خبر گیری نہ کرنے سے وہ اس کی بی بی نہ رہے گی اس میں نیت شوہر کا اعتبار ہے اگر شوہر نے بہ نیت طلاق یہ الفاظ کہے ہوں تو شرط کے پائے جانے کے بعد اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی ورنہ نہیں۔(۲)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶٤۰ ط.س. ج۳ ص ۳۰۱ ظفیر
(۲) فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة او دلالة الحال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦۳٥ ط.س. ج۳ ص ۲۹٦) ظفیر

بیوی سے کہا میں نے تجھ کو چھوڑ دیا کیا حکم ہے

(سوال ۵۲۰) اگر شوہر اپنی زوجہ کو یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے۔ چاہے چکلے میں جا کر بیٹھ جا۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) لفظ چھوڑ دیا ترجمہ سرحتک اور فارغتک کا ہے۔ اور وہ اصل میں کنایات میں سے ہے جو کہ محتاج طرف نیت کے ہیں۔ لیکن شامی میں ہے کہ عرف فارس میں رہا کردم صریح ہے طلاق میں۔ پس اسی طرح جب کہ ہندی میں چھوڑ دیا بمنزلہ صریح کے ہے تو اس میں بلا نیت طلاق واقع ہو گی۔ (۱) فقط۔

بغیر طلاق دوسرے کی بیوی سے خفیہ نکاح حرام ہے اور عدت میں نکاح حرام ہے اور یہ کہنا کہ بیوی سے سروکار نہیں بلانیت اس سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۵۲۱) زید نے ہندہ سے نکاح کیا کچھ عرصہ بعد باہم ناچاقی رہنے لگی اور زید کا طرز عمل ہندہ کے ساتھ یہ رہا کہ کبھی التفات کرتا اور کبھی عرصہ تک بے التفاتی سے پیش آتا اس کے بعد ہندہ کو خالد نے بلایا اور اس سے مخفی نکاح کر لیا۔ لوگوں کے کہنے پر خالد نے ہندہ کو گھر سے نکال دیا اور ہندہ اور زید میں پھر تعلق زوجیت پورا پورا رہا۔ اس کے بعد خالد نے زید کو بلوا کر اصلی حالت دریافت کی۔ زید نے کہا کہ میں نے ہندہ کو طلاق تو اب تک نہیں دی ہے۔ لیکن ڈیڑھ دو سال سے مجھے اس کے ساتھ کچھ سروکار نہیں ہے۔ اب حالت مثل طلاق ہی کے ہے۔ اگر ہندہ سے میرا مہر معاف کرا دیا جائے تو میں طلاق دینے کے لئے آمادہ ہوں۔ اس پر خالد نے کہا کہ تم طلاق دے دو میں مہر معاف کرا دوں گا۔ چنانچہ زید نے اس واقعہ کے دو تین دن بعد طلاق دے دی۔ طلاق دینے کے بعد ہی خالد نے ہندہ کو بلایا اور بلا نکاح و بلا انتظار عدت گھر میں رکھ لیا۔ کیا خالد کا وہ پہلا نکاح جو مخفی قبل از طلاق ہوا تھا صحیح ہوا اور بعد از طلاق ضرورت نہ تھی۔ خالد کہتا ہے کہ زید نے چونکہ یہ جملہ کہا کہ ڈیڑھ سال سے مجھے سروکار نہیں ہے اس کہنے سے ڈیڑھ سال پہلے طلاق واقع ہو گئی اور میرا پہلا نکاح بوجہ انقضائے عدت صحیح ہوا۔ زید کہتا ہے کہ میرے نیت اس جملہ سے طلاق کی نہ تھی۔ اس صورت میں زید کا کہنا صحیح ہے یا نہ اور شرعاً کیا حکم ہے

(جواب) خالد نے جو نکاح مخفی بلا طلاق شوہر اول کیا وہ باطل اور حرام ہے اور طلاق کے بعد بھی بلا عدت گزارنے کے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا اور طلاق اس وقت واقع ہوئی جس وقت شوہر اول یعنی زید نے طلاق دی ہے اور زید کے اس کہنے سے کہ مجھے ہندہ سے ڈیڑھ دو سال سے کچھ سروکار نہیں ہے، بدون نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (۳)

---

(۱) قوله سرحتك وهو رها كردم لانه صار صريحاً في العرف على ما صرح به نجم الزاهدى في شرح القدورى (ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ۶۳۸. ط.س. ج۳ ص ۲۹۹) اس سے پہلے اس طرح کے تمام سوالات میں اسے مفتی علام رحمۃ اللہ علیہ نے کنایہ قرار دے کر نیت کی شرط لگائی ہے، دراصل یہ دیکھنا چاہئے کہ ہندوستان میں "چھوڑ دیا" کا لفظ طلاق کے معنی میں صریح ہے یا نہیں۔ جس علاقہ میں صریح کے درجہ میں سمجھا جاتا ہے۔ بلا نیت طلاق ہو گی اور جہاں صریح کے درجہ میں نہیں ہے بغیر نیت طلاق نہیں ہو گی۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ رہا کردم کہیں صریح ہو تو ہندوستان میں چھوڑ دیا بھی صریح ہی ہو۔ ظفیر۔ (۲) امانکاح منكوحة الغير و معتدته الخ فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ ص ۵۱۶) ظفیر۔

(۳) فالكنايات لا تطلق بها الا بالنية (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ۶۳۵) ظفیر۔

مجھ کواس سے واسطہ نہیں آپ کو دیتاہوں اختیار ہے یہ کہاتو کیا حکم ہے

(سوال ۵۲۲)زید معہ اپنی بیوی منکوحہ کے بکر کے کمرہ میں داخل ہوااور زید نے یہ الفاظ بکر سے اپنی بیوی کے بارے میں کہے کہ اس کو میں آپ کی خدمت میں دیتاہوں۔ آپ کو اختیار ہے مجھ کو اب اس سے کچھ واسطہ نہیں۔اور متواتر کئی شب ایسا ہی کیا۔ایسی حالت میں شرعاً زید کی بیوی پر طلاق ہوگئی یانہ۔ ۔اور وہ عورت زید کے لئے جائز رہی یا نہیں اور بکر اس کے ساتھ نکاح کر سکتاہے یا نہیں۔

(جواب)وہ شخص دیوث اور بدکار وبے حیاہے جواس طرح اپنی زوجہ کو غیر مرد کے سپرد برائے حرام کاری کرے۔ مگراس کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور زید کا نکاح اس سے قائم ہے اور بکر سے نکاح درست نہیں ہے جب تک زید طلاق نہ دیوے اور عدت نہ گزر جاوے بکر سے اس کا نکاح حرام ہے۔

بیماری کی حالت میں طلاق دی مگر تعداد یاد نہیں کیا حکم ہے

(سوال ۵۲۳)ایک شخص نے بیماری کی حالت میں اپنی زوجہ کو طلاق دی۔اوراس کو یاد نہیں کہ میں نے کے مرتبہ طلاق کا لفظ کہا۔ایسی حالت میں کونسی طلاق واقع ہوگئی،اور تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی۔اب گمان غالب کا اعتبار کرے۔اگر گمان غالب یہ ہے کہ تین یازیادہ دفعہ طلاق کا لفظ کہاہے توبدون حلالہ کے نکاح میں نہ لاوے۔اور اگر گمان غالب ایک یادوکاہے،اور عدت یعنی تین حیض گذر چکے ہیں تودوبارہ نکاح کرلیوے۔حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ہکذا فی الشامی۔

طلاق بائنہ میں تجدید نکاح ضروری ہے راضی نامہ کافی نہیں

(سوال ۵۲۴)طلاق بائنہ بہ راضی نامہ بغیر تجدید نکاح زائل میشود یانہ،بلکہ تجدید نکاح ضروری است۔

(جواب)در طلاق بائنہ تجدید نکاح لابد است،بتراضی بدون تجدید نکاح زائل نمی شود۔(۱)

حرام کرلیاسے مراد اگر طلاق تھی واقع ہوگئی نہیں توجب تحریری طلاق دی تب واقع ہوئی

(سوال ۵۲۵)ایک عورت ۱۶ نومبر سن ۱۹۱۶ء کو عدالت میں بیان دیتی ہے کہ میرا خاوند نامرد ہے اور میرا خسر مجھ سے ہمیشہ ہم بستر ہوتارہاہے۔ اب میں اپنے خسر سے حاملہ ہوں۔ نیز اس عورت کا خاوند ایک دوسرے مقدمہ میں ۳۰ جولائی سن ۱۹۱۷ء کو دوسرے عدالت میں بیان دیتاہے کہ میں نے اپنی عورت کو مورخہ ۱۶ نومبر سن ۱۹۱۶ء کو بوجہ اس کے عدالت میں مذکورہ بالا بیان دینے کے اپنے اوپر حرام تصور کرلیا تھا۔ حالانکہ ۱۵ اپریل سن ۱۹۱۷ء کواس نے تحریری طلاق بھی کردیااور ایام حمل میں عورت مذکورہ کے متعلق تین چار آدمیوں کے سامنے حلفیہ کہہ چکا تھا کہ یہ عورت میرے اوپر حرام ہے۔یہ وجوہات دیکھ کر میں نے اس عورت کا نکاح مؤرخہ ۱۶ اپریل سن ۱۹۱۷ء کو عورت اور اس کے والد کے کہنے پر دوسرے شخص سے پڑھادیا۔اس صورت میں عورت مذکورہ کو کس تاریخ سے طلاق واقع ہوئی اور یہ نکاح عدت کے اندر ہولیاہر۔

(۱)اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها . (عالمگیری مصری باب الرجعة ج ۱ ص ۴۷۲) ظفیر.

(جواب) اگر نیت شوہر کی ان الفاظ سے کہ میں نے اپنی عورت کو ۱۶ نومبر سن ۱۹۱۶ء کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا طلاق کی تھی تو طلاق اسی وقت واقع ہو گئی۔(۱) عدت بھی اسی وقت سے شمار ہو گی۔ اور عورت چونکہ اس وقت حاملہ تھی تو وضع حمل سے اس کی عدت پوری ہو گئی۔ بعد وضع حمل کے جو نکاح ثانی اس کا ۱۶ اپریل سن ۱۹۱۷ء کو ہوا وہ صحیح ہوا۔ اور اگر نیت شوہر کی الفاظ مذکورہ سے طلاق کی نہ تھی تو جس وقت اس نے ۱۵ اپریل سن ۱۹۱۷ء کو تحریری طلاق دی اس وقت طلاق واقع ہوئی۔ اس صورت میں نکاح ثانی عدت میں ہوا اور باطل ہوا۔

بیوی کو لکھا تم کو طلاق دیتا ہوں میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں کونسی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۵۲۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ آج سے میں تم کو طلاق دیتا ہوں۔ مجھے تمہارے گھر اور اولاد کی پرواہ نہیں۔ میرا تمہارا اب کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق رجعی واقع ہوئی یا بائنہ۔

(جواب) اس خط کے موافق اس شخص کی منکوحہ پر دو طلاق بائنہ واقع ہو گئی اول صریح طلاق تھی۔ پھر لفظ کنایہ سے یعنی میرا تعلق اب کوئی نہیں ہے۔ ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی اور چونکہ اول ذکر طلاق کا ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کنایہ میں نیت کی ضرورت نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار وفی مذاکرة الطلاق یتوقف الاول فقط ای بخلاف لا خیرین وبتة وبتلة من الفاظ الثانی لا الاول۔(۲)

جہاں چاہے چلی جا مجھے صورت نہ دکھانا کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۲۷) زید نے اپنی بیوی کو بے انتہا مار کر گھر سے یہ کہہ کر نکال دیا کہ تو جہاں تیرا دل چاہے چلی جا چاہے بھنگیوں میں چلی جا۔ مجھے صورت نہ دکھلانا۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں، اور عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(۲) شوہر سے دریافت کیا گیا تو یہ جواب دیا اگر مجھ کو ضرورت اس کے لے جانے کی ہوتی تو میں اس قدر عرصہ تک اس کو یہاں کیوں چھوڑتا مجھے اس کی ضرورت نہیں جو دل چاہے سو کرے۔ میری طرف سے پانچ برس سے طلاق ہے۔ اب نکاح ثانی کے متعلق کیا ارشاد ہے۔

(جواب) اس صورت میں اگر نیت شوہر کی الفاظ مذکورہ سے طلاق کی تھی تو ایک طلاق بائنہ ان الفاظ سے واقع ہوئی اور نیت ہونے نہ ہونے کا حال شوہر سے دریافت کر لیا جاوے اگر بہ نیت طلاق اس نے یہ الفاظ کہے تھے تو چونکہ (۳) عدت اب گزر گئی ہو گی اس لئے دوسرا نکاح کرنا عورت کو درست ہے۔

---

(۱) ومن الا لفاظ المستعملة الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلا نیة للعرف (درمختار) ای فیکون صریحا لا کنایة (ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹٤. ط.س. ج۳ص۲۵۲) فنحوا خرجی واذھبی الخ یحتمل رد او نحو خلیة وبریة حرام بائن و مراد فھا الخ یصلح سبا (در مختار) وان کان الحرام فی الاصل کنایة یقع بھا البائن الخ والحاصل ان المتا خرین خالفوا المتقدمین فی وقوع البائن بالحرام بلانیة حتی لا یصدق اذا قال لم انو لا جل العرف الحادث فی زمان المتاخرین فیتو قف الان وقوع البائن به علی وجود العرف کما فی زمانھم الخ (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦۳۵. ط.س. ج۳ص۲۹۹) ظفیر. (۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤۰. ط.س. ج۳ص۲۹٦. ۱۲. ظفیر. (۳) فالکنایات لا تطلق بھا الا بالنیة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦۳۵) والقول قول الزوج فی ترك النیة مع الیمین (عالمگیری مصری کنایات ج ۱ ص ۳۷۵) ظفیر.

۲) شوہر کے اس بیان سے اس وقت طلاق ہوتی ہے جس وقت اس نے یہ کہا ہے کہ میری طرف سے تو پانچ برس
ے طلاق ہے۔ کیونکہ ایسے بیان سے اسی وقت طلاق ہوتی ہے جس وقت یہ کلام کیا ہے اس سے پہلے طلاق نہیں
وتی۔ کیونکہ جو زمانہ گذر گیا اس سے اب طلاق دینے کا اختیار نہیں رہا۔ پس اس کلام شوہر کے بعد جب عدت گذر
اوے یعنی تین حیض اس عورت کو ہو جاویں اس وقت دوسرا نکاح درست ہوگا۔

غصہ میں کہا ایک "دو" تین۔ تو میری ماں بہن ہے۔ لفظ طلاق نہیں کہا کیا حکم ہے

سوال ۵۲۸) شخصے در حالت غضب زوجہ خود را گفت یکے۔ دو۔ سہ۔ بر و مادر و خواہر من ہستی بلا ذکر لفظ طلاق و
مذاکرہ طلاق۔ پس دریں صورت کدام طلاق واقع شود۔

جواب) بدون لفظ طلاق و بدون مذاکرہ طلاق از لفظ یکے۔ دو۔ سہ۔ مادر و خواہر من ہستی طلاق واقع نشود۔ واز لفظ ماد
و خواہر من ہستی بلا حرف تشبیہ طلاق واقع نہ شود۔ فی الدر المختار وان لم ینو او حذف الکاف لغا. الخ۔[۱]
لفظ برو از کنایات ست اگر بہ نیت طلاق گفتہ شود طلاق بائنہ واقع شود و گرنہ طلاق واقع نہ شود۔ (۲) فقط۔

تو مجھ پر حرام کہنے سے کتنی طلاق پڑی اور چندبار کہے تو کیا حکم ہے

سوال ۵۲۹) زید نے در حالت مذاکرہ طلاق بد لالۃ الحال و نزاع باہمی اپنی عورت منکوحہ کو کہا کہ تو مجھ پر حرام
کتنی دفعہ کہنے سے ثلاثہ ہوتی ہے۔ دوبار یا زیادہ حرام کہنے سے کونسی طلاق ہوتی ہے۔

جواب) مذاکرہ طلاق کے وقت لفظ حرام سے ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ (۳) اور کئی لفظ حرام کہنے سے بھی
یک ہی طلاق بائنہ رہے گی۔ کیونکہ بائنہ کے بعد دوسری بائنہ واقع نہیں ہوتی۔ کما فی الدر المختار لا یلحق
بائن البائن الخ ۔ (۴)

شوہر کا یہ جملہ کہ جس طرح لائے تھے نکال دو۔ طلاق کے لئے کنایہ نہیں ہے

سوال ۵۳۰) ایک شخص کو اس کے سسر نے غصہ سے کہا کہ تم ہمارے یہاں مت آؤ۔ زیورات کو لا کر اپنی بی بی
مکان میں لے جاؤ۔ اس نے کہا جس طرح ہم کو لایا تھا اسی طرح نکال دو۔ یہ کنایہ طلاق سے ہے یا نہیں۔ پھر
غصہ میں آکر کہا میں نے طلاق دیا۔ اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی۔

جواب) یہ الفاظ شوہر کے کہ جس طرح ہم کو لایا تھا اسی طرح نکال دو الخ کنایہ طلاق سے نہیں ہے اور پھر جو غصہ
ں کہا میں نے طلاق دیا الخ اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوئی۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الظہار ج ۲ ص ۷۹۴. ط.س. ج۳ص ۴۷۰. ظفیر.
(۲) ولو قال لہا اذہبی ای طریق شئت لا یقع بدون النیۃ (عالمگیری مصری باب الکنایات ج ۱ ص ۳۷۶) ظفیر.
(۳) وان کان الحرام فی الا صل کنایۃ یقع بہا البائن الخ والحاصل ان المتاخرین خالفو االمتقدمین فی وقوع البائن بالحرام
بلا نیۃ (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۸. ط.س. ج۳ص ۲۹۹) ظفیر.
(۴) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۶. ط.س. ج۳ص۳۰۸) ظفیر.

طلاق دے دوں گا کہنے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۵۳۱) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو بوجہ نااتفاقی ظلم کر کے اپنے مکان سے نکال دیا اور کہتا رہا کہ میں تجھے ضرور طلاق دے دوں گا۔ میں تجھ کو عمر بھر رکھنے والا نہیں۔ ہندہ اپنے بھائی کے مکان میں چلی گئی۔ تین چار روز بعد زید کو اس کی سوتیلی ماں نے لعن طعن کی اور کہا کہ میں اور تیرا باپ ہندہ کو بلا کر ضرور مکان میں رکھیں گے اور تو نے اگر ہندہ کو طلاق دی تو پھر فلاں فلاں کی طرح جنہوں نے اپنی عورتوں کو طلاق دی ہے عمر بھر بے عورت رگڑے گا۔ اور کوئی تجھے عورت نہیں دے گا تو زید نے کہا کہ میں نے ہندہ کو چھوٹا کر دیا۔ میں عمر بھر نہیں رکھ سکتا۔ اب میں عمر بھر عورت نہیں کروں گا اس صورت میں ہندہ کو کس قسم کی طلاق واقع ہوئی۔

(جواب) اقول وبہ نستعین مذاکرہ طلاق کی تفسیر فقہاء نے یہ کی ہے کہ زوجہ طلاق کو طلب کرے اور صورت مسئولہ میں عورت کی طرف سے طلب طلاق نہیں ہے اور شوہر کا یہ قول کہ میں تجھے ضرور طلاق دے دوں گا حسب تفسیر فقہاء مذاکرہ طلاق نہیں ہے۔ کیونکہ لفظ استقبال سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور وہ لغو ہوتا ہے۔(۱) پس ظاہر یہ ہے کہ زید کا قول "میں نے ہندہ کو چھوڑ کر دیا عمر بھر نہیں رکھ سکتا۔" اگر اس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے ہندہ کو چھوڑ دیا الخ تو یہ کنایہ ہے محتاج ہے نیت کا، لعدم مذاکرة الطلاق بالتفسیر المذکور قال فی الشامی وعلی هذا فتفسیر المذاکرة بسوال الطلاق او تقدیم الا یقاع کما فی اعتدی ثلثا وقال قبله المذاکرة ان تسئله هی او اجنبی الطلاق الخ (۲) اور لفظ او تقدیم الایقاع سے کچھ شبہ نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ خاص اعتدی وغیرہ الفاظ ہیں کہ اول میں ایقاع طلاق مقدماً مقدر ہوتا ہے ای لانی طلقتک وغیرہ الغرض خود مرد کا ذکر طلاق بصیغہ وعدہ کرنا اور پھر لفظ کنایہ کہنا مفید اس کو نہیں ہے کہ اس کو مذاکرہ طلاق سمجھ کر لفظ کنایہ سے بلا نیت وقوع طلاق کا حکم کیا جاوے وهذا ماظهر لی فقط۔

پہلے کہا حرام پھر کہا طلاق کیا حکم ہے

(سوال ۵۳۲) ہندہ کا نکاح زید سے بغرض حلالہ کیا گیا، ہم بستری اور وطی ہوئی۔ صبح کو بکر نے زید سے کہا کہ اب تم طلاق دے دو۔ زید نے انکار کیا کہ ابھی میرا دل طلاق دینے کو نہیں چاہتا۔ آخر بکر کے رعب سے متاثر ہو کر مجبوراً زید نے کہہ دیا کہ اچھا حرام۔ بکر نے کہا کہ یہ نہیں تین طلاق کہو۔ زید نے اس لفظ کے کہنے سے انکار کیا۔ بکر نے پھر مجبور کیا تو زید نے بکر سے خلاصی پانے کے لئے صرف ایک دفعہ بغیر کسی نام کے کہہ دیا کہ اچھا جی طلاق۔ زید نے ہندہ کا نام نہیں لیا۔ نہ ہندہ وہاں موجود تھی۔ اس معاملہ کے ڈیڑھ ماہ بعد ہندہ مذکورہ نے رجوع کر کے برضائے خود زید سے وطی کی اور اب بکر نے ہندہ کو زید کی مطلقہ سمجھ کر دیگر جگہ نکاح کر لینے کی اجازت دے دی ہے۔ اس صورت میں ہندہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ زید نے لفظ حرام کہا اور بعد میں کہا اچھا طلاق، تو وہ عورت منکوحہ یعنی ہندہ مطلقہ بائنہ ہو گئی

---

(۱) ولو قال بالعربية اطلق لایكون طلاقا الا اذ غلب استعماله للحال فيكون طلاقا (عالمگیری مصری کنایات ج ۱ ص ۳۸٤) ظفیر۔
(۲) ردالمحتار کتاب الطلاق باب الکنایات ج ۲ ص ٦٣٧ ط.س. ج۳ ص۲۹۷. ظفیر۔

کیونکہ بکر اسی کو طلاق دلواتا تھا۔ لہذا قرینہ اسی کی طرف اضافہ کا موجود ہے اور جب کہ وہ مطلقہ بائنہ ہو چکی ہے تو زید کا اس سے وطی کرنا حرام ہوا۔ الحاصل ہندہ بعد عدت کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔ شامی میں ہے ویؤ یده ما في البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأةً ثلاثاً وقال لم اعن امرء تی یصدق ا ه ویفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرء ة انما یحلف بطلا قها لا بطلاق غیرها فقوله انی حلفت بالطلاق ینصرف الیها ما لم یرد غیرها الخ (۱)وسیذکر قریباً ان من الا لفاظ المستعملة الطلاق یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلانیة للعرف الخ فقط۔

کہا کہیں چلی جا مجھے ضرورت نہیں کیا حکم ہے

(سوال ۵۳۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہیں چلی جا مجھے ضرورت نہیں۔ ان الفاظ سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے الفاظ میں نیت کا اعتبار ہوتا ہے۔ اگر طلاق کی نیت سے اس نے یہ لفظ کہا ہے تو طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی۔ اس سے پوچھنا چاہئے کہ طلاق کی نیت سے کہے ہیں یا کس نیت سے۔ (۲) فقط۔

میرا کسی قسم کا تعلق نہیں رہا یہ لکھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۳۴) زید کی منکوحہ بدون اجازت شوہر اپنے والدین کے یہاں چلی گئی کہ جس کو ایک سال ہو چکا ہے، زید نے اس کے چلے جانے کے دو مہینہ بعد اس کے پاس ایک تحریری بھیجی کہ تم چونکہ بغیر میری اجازت اپنے والدین کے یہاں چلی گئی ہو۔ لہذا میرا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور تم اسی روز سے میرے نکاح سے باہر ہو۔ اطلاعاً تحریر ہے۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ لست لك بزوج اولست لی با مرأة اوقالت له لست لی بزوج فقال صدقت طلاق ان نواه(۳) وفی الشامی ، واشار بقوله طلاق الی ان الواقع بهذه الکنایة رجعی کذا فی البحر الخ۔ (۴) اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس صورت میں اگر نیت طلاق کی ہے تو طلاق واقع ہو گئی۔ بعد عدت کے عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

چھوڑ چکا ہوں اگر بیوی کے متعلق ہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۳۵) ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس حالت میں چھوڑ رکھا ہے کہ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا اور اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ خواہ کہیں رہے۔ اور دوسری عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ طلاق کے لئے اس کو کہا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ طلاق کے صریح لفظ سے میں اس کو مطلقہ نہیں کرتا۔ میرا نفس اس کو نہیں مانتا۔ البتہ میری طرف سے کوئی روک نہیں خواہ کہیں نکاح کر لے۔ میں اس کو چھوڑ چکا ہوں اور اپنا نکاح ثانی کر چکا ہوں۔ اس صورت میں اس

(۱) ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲۴۸ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ ط.س. ج۳ص۲۴۸. ظفیر.
(۳) اذهبی الی جهنم یقع ان نوی وکذا اذهبی عنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴[illegible] ط.س. ج۳ص۲۸۲) ظفیر. (۴) ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۲۳ ط.س. ج۳ص۲۸۳. ظفیر.

عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) "میں اس کو چھوڑ چکا ہوں" اگر نیت طلاق کی ہے اور بہ نیت طلاق شوہر نے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس سے ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی۔ صریح لفظ "طلاق" کا اگرچہ نہ کہا ہو لیکن بہ نیت یہ لفظ کہا ہو جو اس نے کہا تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور مذاکرہ طلاق کی صورت میں قضاءً ان الفاظ سے بلا نیت بھی طلاق کا حکم ہوتا ہے۔ بہر حال شوہر سے یہ دریافت کر لیا جاوے۔ اگر اس بہ نیت طلاق کے لفظ "چھوڑنے کا" کہا ہے تو اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔ بعد عدت کے دوسرا نکاح اس کا جائز ہے۔(۱)

فارغخطی لکھ چکا ہوں میرے لئے حرام ہے یہ لکھا تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۳۶) ایک شخص نے اپنے داماد کو لکھا کہ تم میرے دختر کا پوری طرح خرچ نہیں دے سکتے اور تم اپنے مکان میں چھوڑ گئے تھے تمہارے خویش واقارب نے اس کو نکال دیا ہے لہذا جب تم میں نان نفقہ دینے کی طاقت نہیں ہے تو اس کی گلو خلاصی کر دو۔ اس کا جواب داماد نے اپنی عورت کو یہ لکھا، اے بیوی تمہارے والد کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ تم فارغخطی طلب کرتی ہو تو میں پیشتر فارغخطی لکھ چکا ہوں اور اس خط میں تو فارغخطی لے، تو میرے لئے حرام ہے۔ سب طرح سے میں راضی، تو میرے کام کی نہیں۔ اس صورت میں طلاق ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔

مندرجہ ذیل اشعار بیوی کو لکھے اس سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۳۷) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو جو کہ اپنی ہمشیرہ خورد کے گھر گئی ہوئی تھی۔ الفاظ ذیل اشعار خط میں لکھ کر بھیجے تھے۔

ترک ہرگز ہو نہیں پردہ وہاں الطاف سے جیسے بے پردہ رہی ہو کچھ دنوں ممتاز سے
گر خلاف اس کے عمل ہے پایا اب جائے گا زوجیت کا باہمی رشتہ قطع ہو جائے گا

شعر متذکرہ موصول کے پہلے ہی سے مکتوب الیہا نے میاں الطاف سے جو کہ ان کے بہنوئی ہیں پردہ ترک کر دیا تھا اور بعد طلاق پانے کے بھی بے پردہ رہی، اس صورت میں طلاق بائن ہوئی یا نہیں۔ شوہر کا قول ہے کہ انہوں نے طلاق دینے کی نیت نہیں کی تھی۔

(جواب) اگر شوہر کی نیت طلاق کی نہیں تھی تو اس صورت میں طلاق نہ ہو گی کہ یہ لفظ کنایات میں سے ہے۔

---

(۱) واذا بهشتم ترا فان كان فى حالة غضب و مذاكرة الطلاق فوا حدة يملك الرجعة ان نوى بائنا او ثلاثا فهو كما نوى (عالمگیری مصری باب الکنایات ج ۱ ص ۳۷۹) سرحتك و فارقتك الخ يقع بها قيها البائن ان نواها (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٤١ ـ ط.س. ج۳ص ۳۰۰......۳۰۲) ظفير.

چلی جا میرے کام کی نہیں ان الفاظ کا کیا حکم ہے

(سوال ۵۳۸) میاں بیوی میں ہمیشہ تکرار رہتی تھی۔ اس صورت میں بہت دفعہ مرد نے عورتوں کے سامنے یہ لفظ کہے کہ تو میرے کام کی نہیں جہاں چاہے چلی جا۔ ہمیں کچھ غرض نہیں۔ مجبور ہو کر وہ عورت اپنے ماں باپ کے یہاں چلی آئی۔ جس کو آٹھ سال گذر گئے۔ آج تک شوہر نے اس کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اس صورت میں وہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر شوہر نے ان الفاظ سے نیت طلاق کی کی تھی اور بارادہ طلاق یہ الفاظ کہے تھے تو ایک طلاق بائنہ اس عورت پر واقع ہو گئی ہے۔ اب کہ بظاہر عدت گذر گئی دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر نیت شوہر کی طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ پھر نکاح ثانی بھی درست نہیں ہے۔ شوہر سے دریافت کیا جاوے کہ اس کی نیت کیا تھی۔

تو مجھ سے علیحدہ ہو تیری ضرورت نہیں یہ کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۳۹) زید نے اپنی زوجہ کو کئی مرتبہ یہ کہا کہ تو میرے سے علیحدہ ہو۔ اور نہ مجھ کو تیری ضرورت ہے اور شوہر نو ماہ سے لاپتہ ہے، اس میں عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ کلمات صریح طلاق کے نہیں ہیں۔ ان کلمات میں طلاق نیت شوہر پر واقع ہوتی ہے اور جب کہ نیت شوہر کا حال معلوم نہیں ہو سکتا تو کچھ حکم اس پر نہ کیا جاوے گا۔ اور طلاق ثابت نہ ہو گی اور دوسرا نکاح عورت مذکور کو درست نہیں ہے۔(۱)

میرے گھر سے نکل جاؤ۔ یہ جملہ بیوی کو لکھا کیا حکم ہے

(سوال ۵٤۰) ایک شخص مسلمان اس وقت بصرہ انگریزی فوج میں ملازم ہے۔ اس شخص نے جنگ میں سے اپنے گھر خط تحریر کیا اور اپنی عورت کو مخاطب کر کے یہ لکھا کہ تم میرے گھر سے نکل جاؤ۔ ہمارا تمہارے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہے۔ تم ہمارے سے مر گئی اور ہم تمہارے سے مر گئے، اس لفظ کے سوا اور کچھ ذکر طلاق وغیرہ کا نہیں لکھا۔ ایک مولوی نے اس تحریر پر طلاق تصور کر کے دوسرے مرد کے ساتھ اس عورت کا نکاح کر دیا ہے۔ ان الفاظ سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہ۔ اگر نہیں ہوتی ہے تو نکاح کرنے والے اور نکاح پڑھنے والے کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ الفاظ جو اس شخص نے اپنی زوجہ کو لکھے ہیں اگر طلاق کی نیت سے لکھے ہوں تو ایک طلاق بائن اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی۔(۲) عدت تین حیض کے بعد دوسرا نکاح اس عورت کا صحیح ہے اور اگر نیت طلاق کی نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور نیت کا حال شوہر سے دریافت کرنے پر معلوم ہو سکتا ہے۔ بدون تحقیق حال کے اور بدون معلوم ہونے نیت شوہر کے طلاق کا حکم لگا دینا صحیح نہیں ہے اور طلاق کا حکم کرنے والا اور دوسرا نکاح کرنے والا گناہگار ہے۔ توبہ کرے اور شوہر سے دریافت کیا جائے کہ اس کی نیت کیا تھی۔

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة او دلالة الحال (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦۳٥ ط.س. ج۳ص۲۹٦) ظفیر. (۲) فالکنایات لا تطلق بها ای بالکنایات الا بنیة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦۳٥. ط.س. ج۳ص۲۹٦) ظفیر.

اب تو میرے کام کی نہیں رہی نکل جا یہ کہا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۴۱) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ الفاظ کہہ کر کہ تو اب میرے کام کی نہیں رہی میرے یہاں سے نکل جا، گھر سے نکال دیا۔ ہنوز زوجیت قائم ہے یا طلاق ہو گئی۔

(جواب) یہ الفاظ جو اس شخص نے اپنی زوجہ کو لکھے ہیں صریح الفاظ طلاق کے نہیں ہیں کنایات کے الفاظ ہیں۔ اگر طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں تو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ پس شوہر سے دریافت کیا جاوے کہ اس کی نیت ان الفاظ سے کیا تھی۔ اگر نیت طلاق سے کہا ہے تو طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی ورنہ نہیں۔(۱)

بیوی سے کہا چھوڑ دیا طلاق ہو گی یا نہیں

(سوال ۵۴۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا تو کیا طلاق واقع ہو گئی۔

(جواب) لفظ چھوڑ دیا کنایہ ہے۔ اگر بہ نیت طلاق یہ لفظ کہا ہے تو طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور اگر بہ نیت طلاق نہیں کہا تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور نیت ہونے نہ ہونے میں اعتبار شوہر کے قول کا ہے مع الیمین قال فی الدر المختار والقول له بیمینه فی عدم النیة ۔(۲) اور مذاکرہ طلاق میں اگر شوہر نے لفظ مذکورہ اپنی زوجہ کو کہا ہے تو طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ مذاکرہ طلاق بھی اس لفظ میں قائم مقام نیت کے ہے۔

کہا تو کسی سے نکاح کر لے کیا حکم ہے

(سوال ۵۴۳) ایک شخص نے غصہ کی حالت میں صفائی سے اپنی زوجہ سے کہا میں اس بات سے خوش ہوں کہ تو میرے سامنے کسی سے نکاح کر لے۔ اس صورت میں طلاق بائنہ ہوئی یا رجعی یا وہ اس کی زوجہ بدستور باقی ہے۔

(جواب) یہ لفظ کنایہ ہے اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے کہا ہے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی کما فی الشامی عن الذخیرة اذهبی وتزوجی لا یقع الا بالنیة وان نوی فهی واحدة بائنة الخ۔ اور صاحب(۳) در مختار نے جو یہ نقل کیا ہے اذهبی وتزوجی تقع واحدة بلانیة ، علامه شامی (۴) نے فرمایا کہ یہ خلاف ہے قاضی خان کی تصحیح کے اور پھر ذخیرہ سے اس کی تائید کی۔ کما مر۔

کہا تو میری عورت نہیں ہے۔ کیا حکم ہے

(سوال ۵۴۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تو میری عورت نہیں ہے لڑکے کی عورت ہے اور تجھ کو جو حمل ہے میرے لڑکے کا ہے۔ اس کہنے سے اس کی عورت پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس کہنے سے اس کی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور عورت اس کے نکاح سے خارج نہیں

---

(۱) فالكنايات لا تطلق بها الا بنية ، فنحوا خرجي واذهبي وقومي (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٣٥ ط.س. ج۳ص۲۹٦) ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٤٠ و القول قول الزوج فی ترك النية مع اليمين (عالمگیری مصری کنایات ج ۱ ص ۳۷۵) ظفیر.
(۳) ردالمحتار للشامی قبیل باب تفويض الطلاق ج ۲ ص ٦٥٢ ط.س. ج۳ص۳۱٤ ظفير.
(٤) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٥٢ ط.س. ج۳ص۲۹٦ ظفير.

ہوئی۔(۱) فقط۔

جا نکل جا طلاق دی کہنے سے بائنہ طلاق واقع ہوئی

(سوال ۵۴۵) کریم نے اپنی عورت کو مارا اور کہا جا نکل جا میں نے تجھ کو طلاق دیا۔ اس کے بعد کریم نے عورت کو نوٹس دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق نہیں دی۔ اس پر پنچایت مقرر ہوئی اور کریم نے عورت کے رکھنے سے انکار کیا۔ لوگوں نے کہا کہ عورت کیا کرے۔ کریم نے کہا کہ جہاں چاہے جاوے اور جس سے چاہے نکاح کرے۔ اس صورت میں کریم کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہ۔

(جواب) اگر واقعی کریم نے یہ لفظ کہا تھا کہ جا نکل جا میں نے تجھ کو طلاق دی تو ایک طلاق بائنہ اسی وقت اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی۔ لیکن اگر شوہر اس سے منکر ہے اور گواہ طلاق کا کوئی نہیں ہے اور عورت کو یہ واقعہ معلوم ہے تو گو قاضی اس صورت میں حکم طلاق کا نہ کرے گا مگر عورت کے لئے حکم جدائی کا ثابت ہے یعنی اس عورت کو حلال نہیں ہے کہ اس مرد کے پاس رہے۔ مجبوری میں وہ معذور ہے۔(۲) اور دوسرے الفاظ جو کریم نے پنچایت کے سامنے کہے وہ کنایہ کے الفاظ ہیں اگر پہلا لفظ صریح ہے ثابت نہ ہو تو ان الفاظ میں نیت کی ضرورت ہے۔ اگر نیت طلاق کی ہو گی تو طلاق واقع ہو گی ورنہ نہیں۔

جملہ تم کو چھوڑ کر جاتا ہوں کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۴۶) ایک شخص نے زوجہ سے کہا میں تم کو چھوڑ کر جاتا ہوں۔ تم اور یہ بستی مجھ سے ہمیشہ کیلئے چھوٹ گئے اور یہ لفظ بھی کہا کہ تم کو طلاق دے کر جاؤں گا۔ طلاق ہوئی یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں ایک طلاق بائن واقع ہو گی۔ کیونکہ یہ لفظ کنایات سے ہے اور دلالۃ الحال کی وجہ سے طلاق بائن ہو جاوے گی۔ ولا تطلق بها الا بنية او دلالة الحال كذا فى الدر المختار (۳) وافاد الشامی تحته فتفسير المذاكرة بسوال الطلاق الخ اور تین طلاق نہیں واقع ہو گی اگرچہ نیت بھی کی ہو۔ لا يلحق البائن البائن الخ در مختار۔(۴)

چھوڑی سہ بار

(سوال ۵۴۷) ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو ایک دفعہ یہ لفظ کہا "چھوڑی سہ بار" اس صورت میں حلالہ کی ضرورت تو نہیں ہو گی۔

(جواب) اگر بہ نیت طلاق یہ لفظ شوہر نے کہا ہے تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی۔ نکاح جدید بلا حلالہ

---

(۱) ولو قال ما انت لى با مرأة او لست لك بزوج ونوى الطلاق يقع عند ابى حنيفة وعند هما لا يقع (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۳۵۱) ظفیر۔

(۲) والمرأة كالقاضى اذا سمعته او اخبرها عدل لا يحل لها تمكينه الخ وفى البزازية عن الاوزجندى انها ترفع الامر للقاضى فان حلف ولا بينة لها فالا ثم عليه قلت اى اذا لم تقدر على الفداء او الهرب ولا على منعه عنها فلا ينافى ما قبله (ردالمحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۴ ط.س. ج۳ ص ۲۵۱) ظفیر۔

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ۶۳۵ ط.س. ج۳ ص ۲۹۷ ظفیر۔

(۴) ایضاً ج ۲ ص ۶۴۶ ط.س. ج۳ ص ۳۰۸ ظفیر۔

درست ہے۔(۱)

انت لی حرام کہا کیا حکم ہے

(سوال ۵۴۸)زید زوجہ خودرا درحالت جنگ ومجادلہ گفت انت لی حرام۔ازیں لفظ طلاق واقع شد یانہ۔

(جواب)قال فی الشامی فی لفظ حرام وسیاتی وقوع البائن به بلا نية فی زمانا للتعارف۔(۲)پس ہرگاہ درلفظ حرام وقوع طلاق بائنہ بلانیت متعارف گشت۔از قول زید انت لی حرام طلاق بائنہ واقع خواہد شد۔

فلاں مجھ پر حرام ہے میں اسے بیچ دوں گا کہنے سے کونسی طلاق واقع ہوگی

(سوال ۵۴۹)شخصے غائبانہ روبروئے شاہدین عاقلین حرین بالغین اسم زوجہ خود گرفتہ میگوید کہ فلانة علی حرام من اورا فروخت خواہم نمود۔آیاایں الفاظ طلاق بائنہ واقع شد یار جعی۔

(جواب)دریں صورت طلاق بائن واقع گردد اگر بہ نیت طلاق گفتہ است واگر بجائے عرف جاری باشد کہ از حرام طلاق مرادمیگیر ند یعنی بمنزلہ طلاق صریح معروف است دریں صورت درمختار فرمودہ کہ بلانیت طلاق واقع میشود قال فی الدر المختار قال لامرء ته انت علی حرا م الی ان قا ل یفتی بانه طلا ق بائن وان لم ینوه لغلبة العرف الخ قال الشامی قوله وان لم ینوه قلت الظاهر انه اذالم ینو شئیا اصلا یقع دیانة ایضا و فیه ایضاً قوله لغلبة العرف اما کونه بائنا فلا نه مقتضی لفظ الحرام لان الرجعی لا یحرم الزوجة مادامت فی العدة وانما یصح وصفهابالحرام بالبائن. (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم.

کہا تو جان اور تراکام کیا حکم ہے

(سوال ۵۵۰)زید کی بیوی اس کے تشدد کی وجہ سے میکے چلی گئی مگر زید سے اجازت لے کر۔اور پندرہ دنوں میں واپسی کاوعدہ بھی کیا مگر واپس نہیں ہوئی۔زید نے دوخط لکھے۔اس کے بھائی کے نام لکھا،اس خط کو دیکھتے ہی پہنچادو۔جس طرح ممکن ہو،اگر خدانخواستہ نہیں پہنچاؤں گے تو واضح رہے کہ مجھ سے اور آپ کی ہمشیرہ سے کچھ سروکار نہیں رہے گا۔آئندہ آپ جانیں اور آپ کا کام۔دوسرا خط بیوی کے نام بھیجا"اگر تو فلاں دن اپنے بھائی کے ہمراہ میرے یہاں پہنچ گئی تو فبہا،ورنہ تو جان اور تیرا کام۔"بیوی اس متعینہ دن پر نہیں گئی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب)یہ الفاظ "تو جان اور تراکام"الفاظ کنایہ میں سے ہیں اور ظاہر اخلیة بریة کے ہم معنی ہیں۔لہذا اگر شوہر کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائنہ ہندہ پر واقع ہوگئی(۴)ورنہ نہیں۔

---

(۱)فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة الخ فنحو اخرجی واخرجی واذهبی الخ سر حتك و فارقتك (الدر المختار باب لکنایت ج ۲ ص ٦٣٥.ط.س.ج۳ص۲۹٦) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٣٨.ط.س.ج۳ص۲۹۸ ظفیر.

(۳)دیکھئے ردالمحتار باب الایلاء ج ۲ ص ٧٦٠ و ج ۲ ص ٧٦١.ط.س.ج۳ص٤٣٣. ظفیر.

(٤)فالکنایات لا تطلق بهاالا بنية اودلالة الحال (الی قوله) نحو خلية برئية (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٣٥.ط.س.ج۳ص۲۹٦) ظفیر.

چلی جانکل جا بیوی سے کہا

(سوال ۵۵۱) اگر کوئی شخص غصہ میں عورت کو کہے چلی جانکل جا تو ان الفاظ سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں۔
(جواب) اپنی زوجہ کو چلی جانکل جا کہنے سے اگر نیت طلاق کی ہے طلاق ہو جاتی ہے ورنہ نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تجھ سے کچھ واسطہ نہیں نکل جا سے طلاق

(سوال ۵۵۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تجھ سے کچھ واسطہ نہیں نکل جا چلی جا۔ میری طرف سے بھنگیوں میں جایا چماروں میں، میں تیرا خواہاں نہیں ہوں۔ ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔
(جواب) ان الفاظ سے نیت سے طلاق پڑتی ہے۔ اگر شوہر کی نیت طلاق کی تھی تو طلاق واقع ہو گئی اس سے دریافت کر لیا جاوے۔(۲)

تیرا میرا کچھ تعلق نہیں کہا

(سوال ۵۵۳) مسمات فاطمہ سے عزیز الدین نے نکاح کیا۔ اور کوئی حق زوجیت ادا نہ کرنے کی وجہ سے مسماۃ نے یہ الفاظ کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ میں تجھے باپ سمجھتی ہوں اور میں تیری بیٹی ہوں بلکہ زوجہ نے طلاق تک لے لی اور شوہر نے یہ الفاظ کہے کہ جہاں جی چاہے بیٹھ جا میرا تیرا کچھ تعلق نہیں ہے اور مسماۃ کو طلاق بنا چکا تھا جب جھگڑا ہوا فوراً طلاق لے لی کیا حکم ہے۔
(جواب) زوجہ کے ان الفاظ کہنے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ اختیار طلاق کا شوہر کو ہوتا ہے نہ زوجہ کو۔ زوجہ اگر یہ کہے کہ تو میرے اوپر حرام ہے یا تو میرا باپ ہے یا میں تیری بیٹی ہوں یا اس قسم کے الفاظ کہنے یا صریح طلاق کہنے سے طلاق وغیرہ کچھ نہیں ہوتی۔ البتہ شوہر نے جو یہ الفاظ کہے کہ میرا تیرا کچھ تعلق نہیں جہاں تیرا جی چاہے بیٹھ جا۔ اگر ان الفاظ سے نیت شوہر کی طلاق کی تھی تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی ہے(۳) مگر یہ الفاظ جو شوہر نے کہے ہیں کہ جہاں تیرا جی چاہے بیٹھ جا الخ۔ یہ الفاظ ایسے نہیں ہیں کہ ان سے عورت کو طلاق لینے کا اختیار حاصل ہو جاوے۔ فقط۔

یہ کہنا کہ مجھ کو اس کی زوجیت کا دعویٰ نہیں

(سوال ۵۵۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ کے بھائی کو خط لکھا اور اس میں یہ الفاظ لکھے کہ تم کو اپنی ہمشیرہ یعنی میری زوجہ کا اختیار ہے اس کو جس جگہ تمہارا دل چاہے بٹھلا دو۔ مجھ کو کچھ اس کی زوجیت کا دعویٰ نہیں ہے۔ یہ خط پڑھتے ہی اس شخص نے بعد گذرنے عدت کے دوسری جگہ نکاح کر دیا، یہ نکاح صحیح ہے یا نہ، اور یہ طلاق بائن ہے یا کیا۔
(جواب) اگر نیت شوہر کی ان الفاظ سے طلاق کی ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی لست لک بزوج او لست لی

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال (الی قوله) فنحو اخرجی واذهبی وقومی الخ (در مختار باب الکنایات. ط. س. ج۳ ص۲۹۶) ظفیر.
(۲) ایضاً ۱۲. ط. س. ج۳ ص۲۹۶ ظفیر.
(۳) لو قال لم یبق بینی وبینک ونوی یقع (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۳۹۴ ماجدیہ، مصری ج۱ ص۳۷۶).

بامرأة اوقالت لست لی بزوج فقال صدقت طلاق ان نواه . در مختار. وفی الشامی واشاربقوله طلاق ای ان الواقع بهذه الکنایة رجعی کذا فی البحر ۔(۱) اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس صورت میں نیت کرنے پر طلاق رجعی واقع ہوگی بعد عدت کے نکاح اس کا دوسرے شخص سے صحیح ہے۔

بیوی سے کہا جس سے چاہے ہم بستر ہو

(سوال ۵۵۵) ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو یہ کہا کہ تو فلاں شخص سے ہم بستر نہ ہونا اور جس سے چاہے ہم بستر ہو۔ اس کہنے سے وہ عورت زید کی نکاح سے خارج ہوئی یا نہ۔

(جواب) اس کلام سے زید کی زوجہ زید کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور اس پر طلاق نہ پڑے گی۔ فقط۔

مجھ سے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں

(سوال ۵۵۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اس کی ماں، دادی، چچا کے روبرو مجھ سے اس کلمہ کو کہا کہ مجھ سے اور تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس صورت میں وہ عورت اپنے شوہر کے نکاح میں رہی یا نہ۔ اور بچے والد سے کچھ پانے کے مستحق ہیں یا نہ۔ اور وہ لڑکی اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہ۔

(جواب) اگر شوہر نے یہ لفظ کہ مجھ سے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں ہے بہ نیت طلاق کہا ہے تو اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ عدت کے بعد دوسرا نکاح اس عورت کو درست ہے اور اگر بہ نیت طلاق اس نے یہ لفظ نہیں کہا یا سرے سے وہ اس لفظ کے کہنے سے انکار کرتا ہے تو چونکہ گواہی شرعی پوری موجود نہیں اس لئے طلاق ثابت نہ ہوگی اور نیت کا حال شوہر سے دریافت کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔(۲) بچوں کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اور جب تک طلاق ثابت نہ ہو عورت کا نفقہ بھی اسی کے ذمہ ہے اور باپ کے مرنے کے بعد بچوں کو اس کا مال حسب حصص شرعیہ ملے گا۔ فقط۔

یہ کہا کہ تجھ کو چھوڑ دیا کیا حکم ہے

(سوال ۵۵۷) زید نے غصہ میں زوجہ سے کہا، میں نے تجھ کو چھوڑ دیا تو میری بیٹی کے مانند ہے۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا ظہار۔ اگر زید اس سے نکاح کرنا چاہے تو عدت کے بعد کر سکتا ہے یا جب چاہے، مہر اور گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر طلاق کی نیت سے یہ لفظ کہا ہے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی اور اگر طلاق کی نیت نہیں تھی تو طلاق واقع نہیں ہوگی اور ظہار اس سے نہیں ہوتا، نیت طلاق ہو جانے کی صورت میں زید اس سے نکاح عدت میں اور بعد عدت کے کر سکتا ہے۔ مہر اور گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔(۳)

---

(۱) ردالمحتار ج۲ ص ۶۲۳ باب الصریح . ط.س.ج۳ص ۲۸۶ . ۱۲ ظفیر.

(۲) لو قال لم یبق بینی بینك عمل ونوی یقع (عالمگیری کشوری ج۲ ص ۳۹٤ . ماجدیه ج۱ ص۳۷۶) فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦۳۵ .ط.س.ج۳ص۲۹۶، ظفیر.

(۳) وان نوی بانت علی مثل امی او کامی، و کذا لو حذف علی بر او ظهار او طلاقاصحت نیته ووقع مانواه لا نه کنایة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤ .ط.س.ج۳ص ٤۷۰) ظفیر.

دوسرے کو لکھا کہ میری بیوی کو فارغ البال کر دیں کیا حکم ہے

(سوال ۵۵۸)زید نے اپنے بھائی کو خط لکھا کہ "دوماہ کے بعد میری زوجہ کو فارغ البال کر دیں" اس خط کو آئے ایک سال ہو گیا ہے وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

(جواب)شوہر نے جو اپنے بھائی کے نام خط لکھا ہے کہ بعد دوماہ میری زوجہ کو فارغ البال کر دیں۔ اگر بہ نیت طلاق ایسا لکھا تھا اور اس کے بھائی نے موافق تحریر شوہر کے اس عورت کو فارغ البال کر دیا یعنی طلاق دے دی تو اس عورت پر طلاق واقع ہو گئی۔ بدون نیت شوہر کے طلاق کی اور بدون اپنے بھائی کے طلاق دینے کے، طلاق واقع نہ ہو گی۔ پس اگر بھائی نے طلاق دے دی ہے اور شوہر کی نیت بھی یہی تھی تو بعد طلاق دینے کے اگر عدت یعنی تین حیض گزر گئے تو اب وہ عورت دوسرا نکاح جس سے چاہے کر سکتی ہے اور اگر ایسا نہیں ہوا تو نکاح نہیں کر سکتی، بھائی کو چاہئے کہ اول شوہر سے دریافت کرے کہ تمہاری نیت اس لفظ سے کیا ہے۔ اس کے بعد جب وہ لکھے کہ میری غرض یہ تھی کہ طلاق دے دو۔ اس وقت بھائی کو چاہئے کہ طلاق دے دے۔ جب وہ طلاق دے دے گا۔ اس کے بعد تین حیض عدت کے پورے کر کے عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ فقط۔

کہا کہ میرے کام کی نہیں طلاق دے چکا کیا حکم ہے

(سوال ۵۵۹)ایک شخص نے چھ سال ہوئے اپنی زوجہ کو ان لفظوں سے طلاق دی کہ تو میری ماں بہن ہے۔ میں اس کو اپنے گھر میں نہیں رکھوں گا۔ یہ میرے کام کی نہیں۔ میں تو طلاق دے چکا۔ اب وہ عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے۔ زید کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی، اور جن لوگوں کے سامنے مذکورہ الفاظ کہے تھے ان میں بعض مر گئے بعض زندہ ہیں۔

(جواب)اس صورت میں طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔ لیکن اگر شوہر انکار کرے تو دو گواہ عادل کے گواہی سے طلاق ثابت ہو گی،(۱)اور دو گواہ عادل طلاق کے نہ ہوں تو طلاق ثابت نہ ہو گی۔ انکار شوہر معتبر ہو گا اور باوجود گواہوں کے انکار شوہر کا معتبر نہ ہو گا۔(۲) اگر دو گواہ طلاق کے موجود ہیں تو اب جب کہ چھ سال طلاق کو گذر چکے ظاہر ہے کہ عدت طلاق جو تین حیض ہیں بھی گذر گئی۔ اس حالت میں عورت مطلقہ کو دوسرا نکاح کرنا صحیح و درست ہے۔

کہا کہ جہاں تیری مرضی ہو چلی جا۔ کیا حکم ہے

(سوال ۵۶۰)ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی کہ جہاں تیری مرضی ہو چلی جاؤ۔ مجھے کچھ دعویٰ نہیں ہے۔ اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہو گی۔

(جواب)اس صورت میں طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔(۳) فقط۔

---

(۱)فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵. ط. س. ج ۳ ص ۲۹۶ ظفیر. (۲)ونصا بها لغیر ها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح وطلاق الخ رجلان اورجل و امرأتان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الشهادت ج ٤ ص ۵۱۵. ط.س. ج۵ص٤٦٥) ظفیر. (۳)فنحو اذهبی واخرجی وقومی الخ ففی حالة الرضاء تتوقف الا قسام علی نیته (در مختار باب الکنایات. ط.س. ج۳ص۲۹۸ ...... ۳۰۰) و لو قال لها اذهبی ای طریق شئت لا یقع بدون النیة (عالمگیری مصری کتاب الطلاق ج ص ۳۵۲ . ط. ماجدیه ج۱ ص۳۷۶)ظفیر

سروکار نہیں کا جملہ طلاق کی نیت سے کہا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۶۱) ہاجرہ کے شوہر نے ہاجرہ کے ساتھ بد سلوکی کی۔ ہاجرہ کے دریافت کرنے پر کہا کہ جاؤ تم کو مجھ سے کوئی سروکار نہیں اور نہ مجھ کو تم سے ہے۔ ہاجرہ اپنے میکہ میں چلی آئی اور دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے۔ شوہر اول آمادہ فساد و تکرار ہے۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر شوہر نے یہ لفظ کہ جاؤ تم کو مجھ سے کوئی سروکار نہیں الخ بہ نیت طلاق کہا ہو تو اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔ لیکن اگر شوہر بہ نیت طلاق کہنے سے انکار کرے تو طلاق واقع نہ ہو گی۔(۱) اور بدون طلاق شوہر اول کے دوسرا نکاح ہاجرہ کا درست نہ ہو گا فقط۔

دوسرا خاوند کر لے کہنے سے بشرط نیت طلاق ہو گئی

(سوال ۵۶۲) زبیدہ کا خاوند کئی سال سے اپنی بی بی زبیدہ سے بے خبر ہے اور گداگری کرتا ہے۔ بی بی کی طرف سے سوال کرنے پر جواب دیا کہ میں اس کا خرچہ نہیں چلا سکتا وہ اپنا دوسرا خاوند کر لے۔ میرا کوئی اعتراض نہیں۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر یہ الفاظ بہ نیت طلاق شوہر نے کہے ہوں تو اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور اگر نیت طلاق سے نہ کہے ہوں تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور نیت کا حال شوہر سے معلوم ہو سکتا ہے(۲) فقط

میں اس کو اپنی عورت نہیں سمجھتا کہنے سے طلاق کی نیت ہو گی تو طلاق ہو گی

(سوال ۵۶۳) ایک شخص نے عدالت میں یہ بیان دیا جو درج ذیل ہے کیا اس کی عورت کو طلاق ہو گئی اور کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں مسمات ہو لاں میری عورت تھی وہ بد چلن ہو گئی تھی اور بارہ سال ہوئے میرے گھر سے نکل آئی تھی۔ میں نے اس کو طلاق نہیں دی ہے اس کا گذارہ حرا مکاری پر ہے۔ اب میں اس کو اپنی عورت نہیں سمجھتا۔ میری شادی کو ۱۳ سال کا عرصہ ہوا۔

(جواب) اس لفظ سے کہ اب میں اس کو اپنی عورت نہیں سمجھتا کنایات میں سے ہے اگر بہ نیت طلاق شوہر اس لفظ کو کہے تو اس کی زوجہ پر طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور اگر نیت نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہو گی اور شامی میں کہا کہ دلالت حال اس صورت میں نیت کے قائم مقام نہیں ہے عبارت در مختار یہ ہے لست لك بزوج او لست لي بامرأة او قالت لست لي بزوج فقال صدقت طلاق ان نواه الخ شامی میں ہے قوله طلاق ان نواه لان الجملة تصلح لانشاء الطلاق ان نواه الخ شامی میں ہے قوله طلاق ان نواه) لان الجملة

---

(۱) فنحوا ذهبي واخرجي وقومي الخ ففي حالة الرضا تتوقف الا قسام على نية (در مختار باب الكنايات ط.س. ج۳ ص۲۹۸ - ۳۰۰) ولو قال لها اذهبي اى طريق شئت لا يقع بدون النية (عالمگيرى مصرى كتاب الطلاق ج ۱ ص ۳۵۲) ظفير.

(۲) فالكنايات لا تطلق بها الا بنية او دلالة الحال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ۶۳۵ ط.س. ج۳ ص۲۹۶) لم يبق بيني وبينك عمل و نوى يقع كذا في العتابية (عالمگيرى كنايات ج ۱ ص ۳۷۶ ط. ماجديه ج۱ ص۳۷۶) ظفير

(۳) ولو قال اذهبي وتزوجي واحدة اذا نوى (عالمگيرى مصرى كنايات ج ۱ ص ۳۷۶) والقول قول الزوج في ترك النية مع اليمين (ايضاً ج ۱ ص ۳۷۵) ظفير

تصلح لا نشاء الطلاق کما تصلح لا نکاره فیتعین الا ولی با لنیة لا نه لا یقع بد ونها اتفا قا لکو نه من الکنا یات وا شا ر الی انه لا یقو م مقا م دلا لة الحا ل الخ واشا ر بقو له طلا ق الی ان الوا قع بهذه الکنا یة رجعی کذا فی البحر من الکنایات ج ۲ ص ٤٥٣. (۱)

کسی اور شخص سے شادی کرلو، کہنے سے بغیر نیت طلاق نہ ہوگی

(سوال ٥٦٤) ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا کہ تم قلم دوات لے آؤ کہ تم کو تحریر کردوں ازدواج کسی اور شخص سے کرلو آیا اس صورت میں طلاق پڑ جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں بدون نیت طلاق واقع نہ ہوگی۔ کذا فی الدر المختار۔(۲)

بیوی سے کہا کہ تو میری ہمشیرہ تو کیا حکم ہے

(سوال ٥٦٥) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو جھگڑے میں یہ کہا کہ اب تو میری ہمشیرہ ہے یہ بھی کہا کہ اب میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) در مختار میں ہے والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا الخ ۔(۳) یعنی اگر کچھ نیت نہ کرے یا صرف تشبیہ کو حذف کردے مثلاً یہ کہے کہ تو میری بہن ہے تو یہ لغو ہے۔ اس سے ظہار اور طلاق کچھ نہیں ہوگی اور یہ لفظ کہ اب میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے کنایات میں سے ہے اگر نیت طلاق سے یہ لفظ کہا ہو تو طلاق بائنہ اسکی زوجہ پر واقع ہوئی ورنہ کچھ نہیں۔ پھر اگر نیت شوہر کی ان الفاظ سے طلاق کی نہ تھی تو وہ اس عورت کو رکھ سکتا ہے وہ اس کی زوجہ ہے اور اگر نیت طلاق سے یہ الفاظ کہے ہیں تو نکاح جدید کے بدون حلالہ کے وہ اس کو لوٹا سکتا ہے۔ فقط۔

ایک جملہ کا مطلب

(سوال ٥٦٦) در مختار کے اس قول کا کیا مطلب ہے۔ (ولا یقع بار بعة طرق علیك مفتوحة)(۴)

(جواب) اربعہ طرق مفتوح ہونے سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس طرف چاہے چلی جاوے اختیار ہے اور جس راستہ کو چلے کچھ روک نہیں ہے۔ پس غرض فقہاء کی یہ ہے کہ اس لفظ کے کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

ایک طلاق کے بعد رجعت کا حق ہے لیکن اگر چھوڑ دیا کہا تو پھر بائنہ ہوگئی رجعت نہیں ہو سکتی

(سوال ٥٦٧) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بحالت غصہ ایک مرتبہ لفظ طلاق کا کہہ دے اور دوسرا لفظ چھوڑ دے منہ سے نکل جاوے تو رجعت کا کیا حکم ہے اور اگر چند مرتبہ لفظ چھوڑ دے کہا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) ایک یا دو مرتبہ لفظ طلاق کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ اس میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح کے درست ہے اور اگر اس کے بعد لفظ چھوڑ دے بھی کہا تو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے اس میں نکاح جدید کی ضرورت

---

(۱) ردالمحتار باب الصریح ج۲ ص ٦٢٣. ط.س. ج۳ص ۲۸۲ ظفیر.

(۲) ولو قال اذهبی فتزوجی وقال لم انو الطلاق لا یقع شئی الخ ویو یده ما فی الذخیرة اذهبی وتزوجی لا یقع الا بالنیة ، (ردالمحتار ... باب الکنایات ج ۲ ص ٦٥٢. ط.س. ج۳ص ۳۱٤) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤. ط.س. ج۳ص ٤۷۰ ظفیر.

(٤) دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٥٣. ط.س. ج۳ص ۳۱٤. پوری عبارت ہے ولا یقع بار بعة طرق علیك مفتوحة وان نوی مالم یقل خذی ای طرق شئت (در مختار کا نه یریان مراد الناس بمثله اسلکی الطریق الاربع والا فاللفظ انما یعطی الا مر بسلوك احد ها والا وجه ان تقع واحدة بائنة فتح (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٥٣. ط.س. ج۳ص ۳۱٤) ظفیر.

ہے اور لفظ چھوڑ دے بہ نیت طلاق کہنے سے بھی ایک طلاق بائنہ رہتی ہے۔ فقط۔

بیوی سے کہا "تو میری بہن ہو چکی ہے جہاں چاہے نکاح کرلے۔" کیا حکم ہے

(سوال ۵۶۸) ایک شخص نے بحالت غصہ اپنی زوجہ کو کہا کہ تو میری بہن ہو چکی جہاں چاہے اپنا نکاح کرلے تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اپنی زوجہ کو یہ لفظ کہنا کہ تو میری بہن ہو چکی لغو ہے اس سے طلاق نہیں ہوئی۔ مگر یہ لفظ کہنا مکروہ ہے آئندہ ایسا نہ کہنا چاہئے۔ البتہ یہ لفظ کہ جہاں چاہے نکاح کرلے (۱) کنایہ طلاق ہے اس میں اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر نیت نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (۲) فقط۔

کسی نے ہنسی سے کہا بیوی چھوڑ دی کیا حکم ہے

(سوال ۵۶۹) ایک شخص نے دوسرے سے آکر کہا کہ بیوی چھوڑ دی اس نے ہنسی میں جواب دیا چھوڑی۔ دل میں کچھ خیال نہیں تھا، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی کیونکہ ہنسی میں بھی طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (۳) اور چھوڑنے کا لفظ عرف ہندوستان میں بمعنی طلاق کے ہے۔ فقط (اگر نیت طلاق کی ہو گی تو طلاق واقع ہو گی ورنہ نہیں۔ ظفیر)

اچھا جاؤ قطع تعلق بیوی کے جواب میں کہا مگر نیت طلاق کی نہ تھی کیا حکم ہے

(سوال ۵۷۰) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تم ایک سال کے لئے اپنے والدین کے یہاں چلی جاؤ۔ میں کسی دوسری جگہ جاؤں گا۔ زوجہ نے کہا کہ میں سال بھر کے لئے تو جاتی نہیں۔ ہاں اگر تم قطع تعلق کر کے ہمیشہ کے لئے چھوڑ آؤ تو چلی جاؤں گی۔ زید نے کہا یہ میں ہرگز نہیں کر سکتا۔ پھر زید کے منہ سے ویسے ہی اثناء گفتگو میں بلا نیت وارادہ یہ نکلا کہ اچھا جیسے تم چاہتی ہو ویسے چھوڑ آؤں۔ وہ بولی کہ ہاں، زید کے منہ سے بلا ارادہ طلاق کے یہ نکلا کہ اچھا جاؤ۔ آیا اس لفظ سے طلاق پڑ گئی یا نہیں۔

(جواب) بدون نیت طلاق کے اس لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط۔ (۴)

---

(۱) ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤) ظفیر۔

(۲) ولو قال لها اذهبی فتزوجی یقع واحدة اذا نوی (عالمگیری مصری کنایات ج ۱ ص ۳۷٦) ظفیر۔

(۳) ثلث جدهن جد وهزلهن جدا لنکاح والطلاق الخ مشکوٰة باب الطلاق ص)

(٤) فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة او دلالة الحال فنحو اخرجی واذهبی وقومی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦۳۵ و ج ۲ ص ٦۳۷ ط.س. ج۳ ص ۲۹٦) ظفیر۔

بلانیت طلاق غصہ میں بیوی سے کہا تم آزاد ہو، تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۵۷۱)ایک شخص نے اپنی عورت کو بحالت غصہ کہا کہ تو مجھ سے آزاد ہے اور ان الفاظ کے کہنے سے اس کی نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔ صرف غصہ میں ڈرانے کی وجہ سے اسے کہہ دیا تھا۔ بعد ازاں وہ عورت ڈیڑھ سال تک اپنی والدہ کے یہاں رہی۔ اب وہ شخص راضی کر کے پھر اپنے گھر لایا۔ کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہو گی۔ اور کونسی طلاق واقع ہو گی جس میں صرف نکاح کی حاجت پڑے گی یا تحلیل کی۔

(جواب)حالت غصہ میں اپنی زوجہ کو اس لفظ کے کہنے سے کہ تو آزاد ہے، ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے قضاء نیت کا اعتبار نہیں ہے کذا فی الشامی۔(۱)لہذا اس عورت کو بدون نکاح جدید کے رکھنا درست نہیں ہے۔ پس اگر دوبارہ نکاح کرنے پر رضامندی ہیں تو بدون حلالہ کے نکاح ہو سکتا ہے از سر نو نکاح کر لیا جاوے۔ فقط۔

لے فارغخطی لے طلاق کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۷۲)ایک شخص نے اپنے داماد کو لکھا کہ تم میری دختر کا خرچ پوری طرح نہیں دے سکتے اور جب تم میں نان و نفقہ دینے کی طاقت نہیں تو اس کا کوئی خلاصہ راستہ کر دو۔ اس کا جواب داماد نے اپنی عورت کو یہ دیا کہ تمہارے والد کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ تم فارغخطی طلب کرتی ہو۔ اب تو میرے کام کی نہیں۔ میرے واسطے تو حرام ہو چکی لے فارغخطی، لے طلاق۔ اس صورت میں طلاق ہو گئی یا نہیں۔

(جواب)فارغخطی کا لفظ کہنے یا لکھنے سے طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ اگر عورت اس کو قبول کر لے۔ اور حرام ہو چکی وغیرہ الفاظ بھی ایسے ہیں کہ اگر شوہر کی نیت طلاق کی ہو یا مذاکرہ طلاق کے وقت یہ الفاظ کہے جاویں تو طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔(۲)فقط۔

طلاق دیتا ہوں اپنے نفس پر حرام کر لیا جہاں چاہے چلی جا طلاق نامہ میں لکھا کیا حکم ہے

(سوال ۵۷۳)غلام جیلانی نے اپنی زوجہ کو طلاق نامہ اس مضمون کا لکھ کر بھیج دیا کہ مسماۃ فاطمہ بی بی کو طلاق دیتا ہوں۔ آج کی تاریخ سے میں نے اس کو اپنے نفس پر حرام کر دیا ہے۔ اس کو اختیار ہے جہاں چاہے اپنا نکاح کر لے۔ اگر عدت میں یا بعد عدت کے تجدید نکاح کر لیں تو صحیح ہے یا نہ۔

(جواب)اس صورت میں غلام جیلانی کی زوجہ پر دو طلاق بائنہ واقع ہو گئیں۔(۳)وہ مطلقہ ثلثہ نہیں ہوئی۔ لہذا عدت میں یا بعد عدت کے غلام جیلانی اس کو نکاح جدید کے ساتھ لوٹا سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱)قال انت طالق اوانت حرو عنی الا خبار کذباً وقع قضاء الا اذا شهد علی ذالك (در مختار) ای علی انه یخبر كذبا (ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۳۳ ط.س. ج۳ص۲۹۳) ظفیر۔

(۲)فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة او دلالة الحال الخ فنحو اخرجی واذهبی وقومی الخ خلیة بریة حرام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۱ ط.س. ج۳ص۲۹۶) ظفیر۔

(۳)الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدة (در مختار) واذ الحق الصریح البائن کان بائنا لان البینونة السابقة علیه تمنع الرجعة کما فی الخلاصة (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۵ ط.س. ج۳ص۳۰۶) قال الزوج طلاق میکنم طلاق میکنم؟ کرئی ثلاثا طلقت ثلاثا بخلاف قوله کنم لا نه استقبال فلم یکن تحقیقا بالتشکیك ولو قال بالعربیة اطلق لا یکون طلاقا الا اذا غلب استعماله للحال فیکون طلاقا (عالمگیری مصری کنایات ج ۱ ص ۳۸۴) ظفیر۔

بیوی سے کہا میں ترے لائق نہیں تم دوسرا انتظام کرلو کیا حکم ہے

(سوال ۵۷٤) ہندہ بیان کرتی ہے کہ جس وقت سے میری شادی ہوئی شوہر بالکل میری طرف مخاطب نہیں ہوا ایک روز شب کو میں نے شوہر کا ہاتھ پکڑا۔ تب شوہر نے مجھ سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں بالکل تیرے لائق نہیں ہوں تم اپنا دوسرا انتظام کرلو۔ یہ کہہ کر پانچ روپیہ دے دیئے اور صبح کو کہیں چلا گیا۔ اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر بہ نیت طلاق شوہر نے یہ لفظ کہا ہے تو اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔(۱) عدت گذرنے کے بعد وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن نیت کا حال شوہر سے ہی معلوم ہو سکتا ہے اور شوہر کے نامرد ہونے کی وجہ سے قاضی شرعی بعد تاجیل کے تفریق کر سکتا ہے۔ مگر وہ اس زمانہ میں نہیں ہو سکتا، کیونکہ قاضی شرعی موجود نہیں ہے۔ فقط

صورت ذیل میں کیا حکم ہے

(سوال ۵۷۵) ہندہ کا نکاح زید سے ہوا تھا۔ دو ڈھائی سال تک دونوں میں تعلق زن و شوہر رہا۔ بعدہ زید نے ہندہ کو گھر سے نکال دیا اور کہہ دیا کہ جہاں تیرا جی چاہے چلی جا میرے کام کی تو نہیں ہے۔ مجھ سے کوئی تعلق نہیں جو تیرا جی چاہے سو کر۔ تب ہندہ پیشہ کسب کا کرنے لگی۔ اب کسی عالم دین کا وعظ سن کر اس کو یہ خیال ہوا کہ میں اس فعل قبیح کو چھوڑ کر اپنا نکاح کسی شریف کسی بھلے آدمی سے کرلوں چونکہ زید نے ہندہ کو طلاق نہیں دی ہے لیکن کسب کرنے کی حالت میں نکاح ٹوٹا یا نہیں اور دوسرا نکاح کرنے کی حالت میں طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب) پیشہ زنا وغیرہ سے نکاح شوہر اولیٰ کا باطل نہیں ہوا اور الفاظ مذکورہ جو زید نے کہے کنایات طلاق میں سے ہیں ان میں وقوع طلاق کے لئے نیت طلاق کی ضرورت ہے پس اگر وہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے ہوں تو طلاق واقع ہو گی دوبارہ طلاق کی ضرورت نہیں ہے۔(۲) اورنہ عورت پھر محل طلاق ہے اور اگر بہ نیت طلاق الفاظ مذکورہ نہ کہے تھے تو جواز نکاح ثانی کے لئے شوہر اول کے طلاق کی ضرورت ہے کذا فی الشامی وغیرہ۔ فقط

زندگی بھر ہم سے تم سے کوئی تعلق واسطہ نہیں کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۷٦) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو یہ کہا کہ اس سے اور ہم سے زندگی بھر کوئی واسطہ اور تعلق نہیں تو طلاق واقع ہوئی یا نہ۔ مگر یہ الفاظ غصہ کی حالت میں کہے بلکہ اگر نیت طلاق ہو جب بھی وہی حکم ہے جو غصہ کی حالت میں ہے یا نہیں۔ زید ہندہ کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں اور بعد نکاح پھر طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔

(جواب) یہ لفظ کنایات کی قسم ثانی میں داخل ہے اور حکم اس کا یہ ہے کہ حالت غصہ میں بدون نیت کے اس میں طلاق واقع نہ ہو گی فی الدر المختار وفی الغضب توقف الا ولان الخ(۳) پس اگر نیت طلاق نہ تھی تو طلاق واقع نہ ہو گی اور اگر نیت طلاق کی تھی تو ایک طلاق بائنہ اس میں واقع ہوئی۔ دوبارہ اس سے نکاح کر سکتا ہے اور لفظ

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها الا بنية (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦۳۵ ط.س. ج۳ ص ۲۹٦) ظفیر۔ (۲) ولو قال لها اذهبی ای طریق شئت لا یقع بدون النیة (عالمگیری مصری باب الکنایات ج ۱ ص ۳۷٦) ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤۰ ط.س. ج۳ ص ۳۰۱ ظفیر۔

مذکور سے پھر اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقط۔

پانچ برس جو جی آئے کرنا کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۷۷) ایک شخص کو دریائے شور کیا گیا۔ ورثاء نے اس سے دریافت کیا کہ تمہاری بعد تمہاری بیوی کا کس طرح گذر ہوگا۔ کیا تمہارے بعد اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا جائے تو اس نے جواب دیا کہ میرے جانے کے پانچ برس بعد جو تمہارا دل چاہے سو کرنا تم کو اختیار ہے۔ اب اس کو گئے ہوئے چھ سال گذر گئے اب اس کی عورت کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں اس شخص کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس نے صاف لفظوں میں طلاق نہیں دی اور نہ اس کی نیت کا حال معلوم ہوا اور نہ وہ مفقود الخبر ہے کہ اب اس کی زوجہ کا نکاح دوسری جگہ جائز ہو جاوے۔ بہر حال اس صورت میں نکاح ثانی کرنا اس عورت کا درست نہیں ہے۔ فقط۔

طلاق چاہتی ہے بیوی نے کہا ہاں شوہر نے کہا جا چلی جا کیا حکم ہے

(سوال ۵۷۸) زید اپنی بیوی کو کچھ سمجھا رہا تھا پر وہ نہیں مانتی تھی۔ بیوی کی خواہش آزمانے کے لئے زید نے کہا کیا تو طلاق چاہتی ہے اس نے کہا ہاں زید نے کہا جا چلی جا۔ بیوی وہاں سے اٹھی نہیں۔ کچھ دیر بعد زید نے رجوع کر لیا ۔ زید کہتا ہے کہ میں نے یہ لفظ بہ نیت طلاق نہیں کہا۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔ اگر زید اس لفظ کو تین مرتبہ یا زیادہ کہتا تو کیا حکم ہوگا۔

(جواب) اس کلمہ سے جیسا کہ زید کہتا ہے کہ جب کہ اس کی نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق اس پر واقع نہیں ہوگی اور بدستور نکاح ان میں قائم ہے اور اگر زید کی نیت طلاق کی ہوتی اور بہ نیت طلاق تین مرتبہ یا زیادہ یہ کلمہ جا چلی جا کہتا تو اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی، اور رجعت صحیح نہ ہوتی۔ کیونکہ طلاق بائنہ میں رجعت صحیح نہیں ہے۔ نکاح جدید کی ضرورت ہوتی ہے۔(۱)

ساس کو لکھا کہ اپنی نور چشمی کا عقد کہیں کر دیں کیا حکم ہے

(سوال ۵۷۹) زید اپنی زوجہ کی نسبت اپنی خوشدامن کو تحریر کرتا ہے کہ اپنی نور چشمی کا عقد بہت جلد کہیں کر دیں۔ یہ رائے از روئے مخالفت نہیں ہے بلکہ بہتر ائی کی رائے دے رہا ہوں۔ کیا طلاق ہو گئی۔

(جواب) اس سے طلاق نہیں ہوئی۔ فقط۔

اپنے اوپر حرام کیا کہنے کا کیا حکم ہے

(سوال ۵۸۰) میری منکوحہ میری بغیر اجازت بیگانہ کے گھر چلی گئی۔ میں نے اس کو سمجھایا اس نے نہیں مانا۔ بلکہ مجھ کو گالیاں دینی شروع کیں اور بغیر اجازت اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ اس کے والد نے مجھے مجبور کیا تو میں اس کے چھوڑنے پر تیار ہو گیا۔ اسٹامپ نویس نے شوہر سے پوچھا کہ تم نے اپنی عورت کو اپنے اوپر حرام کیا تو میں نے مارے ڈر کے تین مرتبہ کہا کہ میں نے اپنی عورت کو اپنے اوپر حرام کیا اور عرائض نویس نے میرا انگوٹھا

(۱) فالكنايات لا تطلق بها الا بنية الخ فنحو اخرجي واذهبي (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ۶۳۵ ط.س. ج۳ص ۲۹۶) ظفير.

لگوالیا۔ چند روز بعد عورت میرے پاس آئی کہ میں تم سے علیٰحدہ ہونا نہیں چاہتی۔ لیکن اس کے والد نے بعد عدت کے اس کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا۔ یہ نکاح صحیح ہولیا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں سائل کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ ہوگئی جیسا کہ حکم کنایات کا ہے کہ الفاظ کنایات کے بار بار اعادہ سے ایک طلاق بائنہ ہی رہتی ہے۔ کذا فی الشامی۔ (۱) پس اگر دوسرے شخص سے اس عورت مطلقہ کا نکاح بعد گذرنے عدت کے ہوا ہے تو وہ نکاح صحیح ہوگیا اور عدت طلاق اس عورت کے لئے جس کو حیض آتا ہو تین حیض ہیں۔ پس اگر تین ماہ دس یوم میں اس عورت کو تین حیض آچکے ہیں تو عدت اس کی پوری ہوگئی اور نکاح جو کہ بعد عدت کے ہوا صحیح ہوگیا شامی وغیرہ۔ اور واضح ہو کہ طلاق بائنہ میں شوہر اول اس عورت مطلقہ کو بلا نکاح کے رجوع نہیں کر سکتا۔ مگر نکاح جدید کر سکتا ہے۔ لیکن جب کہ اس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور نکاح بعد عدت کے ہوا تو شوہر اول اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط

بیوی کے رشتہ داروں سے کہا عورت میرے کام کی نہیں یہی میری طلاق وفار خطی سمجھو کیا حکم ہے

(سوال ۵۸۱) ایک شخص نے اپنی زوجہ کے رشتہ داروں سے کہا کہ عورت میرے کام کی نہیں ہے میں اس کو رکھنا نہیں چاہتا۔ لہذا اپنی لڑکی کو میرے گھر سے لے آؤ اور یہی میری طلاق وفار خطی سمجھو ان الفاظ کے کہنے سے عقد قائم رہایا طلاق واقع ہوگئی۔

(جواب) اس صورت میں ایک طلاق بائنہ اس عورت پر واقع ہوگئی اور عدت گذرنے پر وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ فقط۔

ایک مرتبہ طلاق کہا اور تین مرتبہ چھوڑ دی تو کتنی طلاق پڑی

(سوال ۵۸۲) مجھ میں اور میری زوجہ میں ایک روز تکرار ہوا۔ اس پر اس کے ماموں ظہور احمد نے مجھ کو اس قدر مارا کہ میری آنکھیں پتھرا گئیں میرا گلا گھونٹ کر تقریباً دو سو جوتے مارے۔ اس وجہ سے بحالت غصہ میں نے ایک مرتبہ کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی۔ اس پر ایک شخص نے آکر کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو چھوڑی۔ میں نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہ کہا کہ چھوڑ دی۔ لیکن لفظ طلاق صرف ایک مرتبہ کہا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں سائل کی زوجہ پر دو طلاق بائنہ واقع ہوئیں۔ کیونکہ ایک طلاق صریح لفظ طلاق سے واقع ہوئی اور پھر تین بار چھوڑ دی چھوڑ دی کہنے سے ایک طلاق بائنہ اور واقع ہوئی۔ جیسا کہ در مختار میں ہے والبائن یلحق الصریح (۲) پس سائل اگر اس عورت سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے اور وہ عورت بھی راضی ہو تو دوبارہ نکاح

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة او دلالة الحال الخ فنحو اخرجی واذهبی وقومی یحتمل رد الخ ویقع بما فیها ای باقی الفاظ الکنایات المذکورة الخ البائن ان نواها الخ لا یلحق البائن البائن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵ و ج ۲ ص ۶۴۶. ط.س. ج۳ص۲۹۶......۳۰۲) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۵ لا یلحق البائن البائن (در مختار) المراد بالبائن الذی لا یلحق هو ما کان بلفظ الکنایات لانه هو الذی لیس ظاهراً فی انشاء الطلاق کذا فی الفتح (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۶. ط.س. ج۳ص۳۰۶......۳۰۸) ظفیر.

ہو سکتا ہے۔ فقط۔

کنایہ کے مختلف جملے کہے تو کتنی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۵۸۳) میں نے اپنی زوجہ کی نسبت یہ الفاظ کہے آج میں نے عورت کے نکاح کا سوت توڑ دیا غیر عورت کے موافق حرام جانا۔ زندگی کے واسطے چھوڑ دیا اور وہ میرے واسطے حلال نہ ہو سکے گی۔ اس صورت میں سائل کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہوئی یا مغلظہ۔ دوبارہ اس کو رکھنے کی کیا صورت ہے۔

(جواب) اس صورت میں سائل کی زوجہ سائل پر حرام ہو گئی اور اس پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور نکاح کا تعلق منقطع ہو گیا۔ مگر چونکہ یہ طلاق لفظ کنایہ سے دی گئی ہے اس لئے وہ عورت ایک طلاق کے ساتھ بائنہ ہو گئی۔ جیسا کہ در مختار وغیرہ میں تصریح ہے البائن لا یلحق البائن الخ(۱) لہذا سائل اس مطلقہ بائنہ سے بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ عدت میں بھی اور بعد عدت کے بھی۔ کیونکہ تین طلاق اس صورت میں نہیں ہوئی۔ کذا فی کتب الفقہ۔ فقط۔

تو میرے گھر سے نکل جا طلاق کی نیت سے کہے تو طلاق ہو جائے گی

(سوال ۵۸٤) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو غصہ میں یہ الفاظ کہے تو میری بہن ہے میں تیرا بھائی ہوں۔ اب تو میرے گھر سے نکل جا۔ اب میں نے تجھ کو تمام تکلیفوں سے علیحدہ کر دیا۔ تو اپنے باپ کے یہاں رہا کیجئے۔ اب تیرا واسطہ مجھ سے نہیں رہا۔ پھر معلوم ہوا کہ ان الفاظ سے ان کی نیت طلاق کی تھی تو اس صورت میں کون سی طلاق ہوئی۔ شوہر بلا حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے یا نہ اور عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

(جواب) شوہر کا یہ کہنا کہ تو میری بہن ہے میں تیرا بھائی ہوں بلا حرف تشبیہ لغو ہے۔ اس سے طلاق و ظہار کچھ نہیں ہوتا۔ کذا فی الدر المختار۔(۲) البتہ یہ کہنا شوہر کا کہ تو میرے گھر سے نکل جا الخ یہ لفظ کنایہ طلاق کا ہے اس میں نیت کا اعتبار ہوتا ہے۔ پس اگر شوہر نے الفاظ مذکورہ بہ نیت طلاق کہے ہیں تو اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی اور تجدید نکاح عورت کی رضامندی سے ہو سکتی ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر عورت راضی نہ ہو اور دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے بعد عدت کے۔ فقط۔

تو مجھ پر حرام ہے کہنے کے دو گواہ ہوں تو طلاق بائنہ ہو گی۔

(سوال ۵۸۵) ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ کو مارا اور چھرا دکھا کر ڈرایا کہ مجھے باپ کہہ۔ زوجہ نے ڈر کر کہہ دیا۔ پھر اس نے کہا کہ تو ہم پر حرام ہے۔ ہم سے تجھ سے کچھ بات نہیں۔ یہ زوجہ اور اس کے طرف دار لوگوں کا بیان ہے مگر شخص مذکور بجز مارنے کے اور تمام باتوں سے انکار کرتا ہے۔ ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر اس لفظ کے سننے والے (کہ تو ہم پر حرام ہے) دو گواہ ثقہ اور عادل موجود ہیں تو اس صورت میں وہ

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٦ ط.س. ج۳ ص ۳۰۸ ظفیر.

(۲) وان نوی بانت علی مثل امی برا او ظهار او طلاقا صحت نيته وان لا ينو شيئا او حذف الكاف لغا (در مختار) لانه مجمل فی حق التشبیہ فما لم یتبین مراد مخصوص لا یحکم بشئی (ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤ ط.س. ج۳ ص ۳۷۰) فخو اخرجی واذهبی وقومی الخ یقع بما فیها البائن الخ (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ٦۳۷ ط.س. ج۳ ص ۲۹۸)

عورت اس مرد پر حرام ہو گئی اور اگر دو گواہ سننے والے الفاظ مذکور کے موجود نہیں ہیں اور شوہر انکار کرتا ہے تو پھر طلاق واقع نہ ہو گی۔ درمختار میں ہے۔ والقول له بيمينه الخ(۱) وفی الشامی کما افتی المتا خرون فی انت علی حرام بانه طلاق بائن للعرف الخ۔(۲) فقط۔

طلاق شرعی دیتا ہوں جہاں چاہے نکاح کر لیوے کہا تو کونسی طلاق ہوئی

(سوال ۵۸۶) ایک شخص کے طلاق نامہ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ میں اپنی زوجہ کو بوجہ اختلاف باہمی کے شرعی طلاق دیتا ہوں۔ اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے نکاح کر لیوے۔ میری طرف سے وہ مطلق العنان ہے۔ میں نے طلاق شرعی دے دی۔ اس نے مجھ کو مہر معاف کر دیا۔ یہ طلاق رجعی ہے یا بائنہ۔

(جواب) شامی نے یہ تصریح کی ہے کہ اگر صریح طلاق کے ساتھ کوئی لفظ کنایہ کا بولا جاوے گا تو دونوں طلاق بائنہ ہو جاوے گی اور ظاہر ہے کہ مطلق العنان کر دینا زوجہ کا آزاد کرنے کے معنی میں ہے اسی طرح اس کو نکاح کا اختیار دینا بمعنی ابتغی الازواج یا اذہبی وتزوجی کے ہے اور یہ سب کنایات طلاق ہیں اور مذاکرہ طلاق میں ان الفاظ سے طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ پس جب کہ صریح طلاق کے بعد ان الفاظ میں سے کوئی لفظ واقع ہو گا تو صریح طلاق کو بھی بائنہ کر دے گا۔ شامی میں بشرح قول صاحب در مختار کما لو نوی بطلاق واحدة وبنحو بائن اخری مذکور ہے۔ قوله (بنحو بائن) ای من کل کنایة قرنت بطالق کما فی الفتح و البحر شامی۔ اور یہ مسلم ہے کہ بعض کنایات میں غضب اور مذاکرہ طلاق قائم مقام نیت کے ہے اور انت حرة کو اس قسم میں سے شمار کیا ہے جس سے بحالت غضب و مذاکرہ طلاق بلا نیت طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ الغرض صورت مسئولہ میں اس شخص کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گی۔ فقط۔

تو مجھ پر حرام ہے جب تک ایسا نہ ہو کہا کیا حکم ہے

(سوال ۵۸۷) زید کی زوجہ اور اس کے رشتہ داروں نے زید پر کچھ بہتان لگایا۔ زید نے غصہ میں آکر اپنی زوجہ سے کہا کہ جو بہتان مجھ پر لگایا گیا ہے جب تک اس کا تصفیہ نہ ہو گا تو مجھ پر حرام ہے۔ اس پر اس کی زوجہ بلا اجازت اپنے رشتہ داروں میں چلی گئی۔ تین ماہ سے زائد ہوئے نہ وہ خود آئی نہ زید نے بلایا، اور نہ ابھی تک اس اتہام کا فیصلہ ہوا۔ اس صورت میں طلاق ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) لفظ حرام کنایات میں سے ہے۔ اصل قاعدہ فقہ کے موافق اس میں نیت کی ضرورت ہے۔ بلا نیت بحالت غضب اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی کما فی الدر المختار وفی الغضب توقف الا ولان الخ۔(۳) اور الفاظ خلیة بریة۔ حرام۔ بائن وغیرہ دوسری قسم میں سے ہیں جو کہ بحالت غضب بھی نیت پر موقوف ہیں۔ پس اگر یہ لفظ بہ نیت طلاق اپنی زوجہ کو کہا جاوے گا تو اس سے ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی اور بحالت مذاکرہ طلاق بلا نیت

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۰. ط.س. ج۳ ص ۳۰۰ ظفیر.
(۲) الحاصل ان المتاخرین خالفوا المتقدمین فی وقوع البائن بالحرام بلا نية حتی لا يصدق اذا قال لم انو لاجل العرف الحادث فی زمان المتاخرين لكن الرجعی لا يحرم الو طئ فتعين البائن (ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۸ و ج ۲ ص ۶۳۹. ط.س. ج۳ ص ۲۹۹) ظفیر. (۳) ردالمحتار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۰. ط.س. ج۳ ص ۳۰۱ ظفیر.

بھی اس لفظ سے طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے اور شامی نے نقل کیا ہے کہ متأخرین کا فتاوی یہ ہے کہ لفظ حرام سے بلا نیت طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے حیث قال وسیاتی وقوع البائن به بلا نية فی زماننا للتعارف الخ وفی الدر المختار وبقی امرا لحرام بانه طلاق بائن وان لم ینوه الخ اور واضح ہو کہ کسی مدت تک یا مدت تصفیہ معاملہ مذکورہ تک اپنی زوجہ کو اپنے نفس پر حرام کرنا ہمیشہ کے لئے حرام کرنا ہوتا ہے اور شوہر اول اگر اس سے نکاح کرنا چاہے اور عورت راضی ہو تو عدت کے اندر بھی نکاح کرنا صحیح ہے اور بعد عدت کے بھی صحیح ہے۔ وتنکح مبانته بما دون الثلث فی العدة وبعدها بالا جماع الخ۔(۱) فقط

تین لکیر کھینچ کر کہا جا تجھ کو چھوڑا کیا حکم ہے

(سوال ۵۸۸) ایک شخص بیان کرتا ہے کہ حالت غصہ میں بہ نیت طلاق اثناء جنگ کے اپنی زوجہ کو میں نے کہا کہ ایک لکیر دو لکیر تین لکیر زمین پر اس طرح تین لکیر کھینچ کر /// کہا کہ ایک لکیر دو لکیر تین لکیر جا میں نے تجھ کو چھوڑا اور ہمارے ملک میں لکیریں زمین پر طلاق دینے کے وقت کھینچتے ہیں۔ آیا صورت بالا میں تین طلاق واقع ہوئی یا نہ؟

(جواب) در مختار باب الصریح میں ہے صریحه مالم یستعمل الا فیه الخ قال فی الشامی واراد بما اللفظ اوما یقوم مقامه من الکتابة المستبينة اوالاشارة المفهومة فلا یقع بالقاء ثلثة احجار الیها او بامرها بحلق شعرها وان اعتقد الا لقاء والحلق طلاقاً کما قد مناه لان رکن الطلاق اللفظ او ما یقوم مقامه مما ذکر کمامر. (۲) وقال الشامی فیما سبق فی شرح قوله ورکنه لفظ مخصوص وبه ظهر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلثة احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایةً لا یقع علیها کماافتی به الخیر الرملی ردالمحتار شامی . (۳) پس معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں تین لکیر زمین پر بہ نیت طلاق کھینچنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع نہیں ہوئی۔ البتہ اس لفظ سے کہ جا میں تجھ کو چھوڑا بہ نیت طلاق یا بحالت غضب و مذاکرہ طلاق ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی کذا فی باب الکنایات من در المختار۔(۴)

اگر اتنے دن نہ آؤں تو میں لادعوی ہوں اس صورت میں کیا حکم ہے

(سوال ۵۸۹) ایک عورت اپنے خاوند سے زبانی یا بذریعہ خط طلاق طلب کرے۔ اس پر شوہر یہ کہے یا لکھے کہ چھ ماہ تک اگر میں نہ آؤں یا تیری حوائج کا انتظام نہ کروں تو میں لادعوی ہوں جو تیرا جی چاہے کر۔ چنانچہ قدوری و ہدایہ میں مذاکرہ طلاق کے وقت جواب بالکنایہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے کنایہ صحیح ہے۔

(جواب) جو الفاظ کنایہ کے سوال میں مذکور ہیں ان سے بے شک مذاکرہ طلاق کی صورت میں طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ لادعوی ہونا انت بریة یا انت حرة وغیرہ کے معنی کے قریب ہے اور ان دونوں لفظوں میں

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸ ط.س. ج۳ص ۴۰۹ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الصریح جو ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص ۲۷۷ ظفیر. (۳) دیکھئے ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۴ ط.س. ج۳ص ۲۳۰ ظفیر. (۴) فالکنایات لا تطلق بها الا بنية او دلالة الحال الخ فنحو اخرجی واذهبی الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۷ ط.س. ج۳ص۲۹۶ ظفیر

مذاکرہ طلاق کے وقت طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔(۱) اور جو تیرا جی چاہے کر بمعنی اختاری کے ہو سکتا ہے اس میں وقوع طلاق بائنہ کے لئے یہ شرط ہے کہ عورت اپنے نفس کو اختیار کرے یا طلاق دے۔ شامی میں ہے خلا اختاری ای حیث ذکر انه لا یقع بهما الطلاق ما لم تطلق المرء ة نفسها الخ۔(۲) فقط

تجھ کو نہیں رکھوں گا تجھ کو چھوڑ دیا کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۹۰) بشیر الدین کی بیوی اور اس کی والدہ میں لڑائی ہوئی۔ بشیر الدین نے بیوی کو مارنے کا قصد کیا۔ جس سے مسماۃ بھاگ کر دوسرے مکان میں چلی گئی۔ جب اس کی تلاش میں اس مکان تک پہنچا تو ایک عورت نے کہا کہ تو اس کو کیوں دوڑاتا ہے اس کو چھوڑ دے۔ اسی وقت بشیر الدین نے اپنی بیوی کو خطاب کر کے کہا کہ میں تجھ کو نہیں رکھوں گا اگر رکھوں تو تو میری ماں ہے تین مرتبہ کہا۔ تجھ کو چھوڑ دیا۔ شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے۔

(جواب) صورت مذکورہ میں اس شخص نے پہلے یہ لفظ کہا کہ میں تجھ کو نہیں رکھوں گا اس میں استقبال ہے اور استقبال سے طلاق نہیں ہوتی بلکہ وعدہ طلاق ہوتا ہے جس کو علامہ شامی نے لکھا ہے بقوله انه وعد۔(۳) اس کے بعد کہا کہ تو میری ماں ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو کسی محرمہ ابدیہ کے ساتھ تشبیہ دے مثلاً یوں کہے انت علی کظهر امی یا اس سے ظہار ثابت ہوتا ہے بغیر ادائے کفارہ کے وطی ناجائز رہتی ہے لیکن مذکورہ میں بوجہ حرف تشبیہ نہ ہونے کے ظہار ثابت نہیں ہوا۔ اس لئے کہ بغیر حرف تشبیہ کے کلام لغو قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں پر اس نے کہا کہ تو میری ماں ہے۔ یہ بعینہ ترجمہ ہے انت امی کا۔ یہاں حرف تشبیہ مذکور نہیں۔ لا محالہ یہ کلام اس کا لغو قرار دیا جائے گا۔ کما فی الدر المختا ولا ینو شیئا او حذف الکاف لغا وتعین الا دنی ای البر یعنی الکرامة حذف (۴) کاف کی مثال علامہ شامی نے بان قال انت امی کے ساتھ دی ہے۔ وفی العالمگیریة لو قال لها انت امی لایکون مظاهر او ینبغی ان یکون مکروها وفی البحر قید ها تشبیه لا نه لو خلا عنه لا ن قال انت الی لا یکون مظاهر الکنه مکرو ہ لقربه من التشبیه وقیاسا علی یا اخیته المنهی عنه فی حدیث ابی داؤد المصرح بالکراهة ولولا التصریح بها لا مکن القول بالظهار فعلم انه لا بد فی کونه ظهاراً باداة التشبیه شرعاً انتهیٰ (۵) البتہ قول اس کا تجھ کو چھوڑ دیا یہ ترجمہ ہے سرحتک کا۔ اور سرحتک الفاظ کنایہ کی تیسری قسم میں داخل ہے اور تیسری قسم کا حکم یہ ہے کہ حالت غضب میں بغیر نیت کے طلاق پڑ جاتی ہے کما فی فتاویٰ الشامیه وفی الغضب توقف الاولان ای ما یصلح رداً و جواباً وما یصلح سباً وجوابا الخ بخلاف الفاظ الاخیر ما یتعین للجواب فقط لانها وان احتملت الطلاق وغیره ایضاً لکنها لما زال عنها احتمال الردو التبعید و السب والشتم اللذین احتملتهما حال الغضب تعینت الحال دالة علی ارادة الطلاق فترجع جانب الطلاق فی کلامه ظاهراً

---

(۱) وفی مذاکرة الطلاق یتو قف الاول فقط ویقع بالا خیرین وان لم ینو (الدر المختار علی هامش ردالمحتاو باب الکنایات ج ۲ ص ۶٤۰ ط.س. ج۳ص ۳۰۱) ظفیر۔(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶٤۲ ط.س. ج۳ص ۳۰۳ ظفیر۔(۳) دیکھئے ردالمحتار باب تفویض الطلاق ج ۲ ص ۶۵۷ ط.س. ج۳ص ۳۱۹ ظفیر۔(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤ ط.س. ج۳ص ٤۷۰ اس کے بعد یہ بھی ہے ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ونحوه ظفیر۔
(۵) البحر الرائق باب الظهار ص ۔ ط.س. ج۴ص ۹۸

فلا یصدق فی الصرف عن الظاهر فلذا وقع بها قضاءً بلا توقف علی النیة انتهیٰ ۔(۱) پس یہ ثابت ہو گیا کہ چھوڑ دیا کے لفظ سے بغیر نیت کے ایک طلاق بائن پڑے گی۔ جب تک تجدید نکاح نہ ہو وطی ناجائز رہے گی۔ فقط۔

دو طلاق رجعی کے بعد کہا جواب ہے تو کیا حکم ہے

(**سوال ۵۹۱**) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو دو مرتبہ طلاق رجعی دی اور دونوں مرتبہ ہندہ کے معافی مانگنے پر رجوع کر لیا تین سال کے بعد زید نے تنگ آکر ہندہ کو اس کے باپ کے گھر جانے کو کہا کہ تم اب میرے کام کی نہیں ہو۔ ہندہ کے باپ نے پوچھا کہ وہ ہندہ کو اپنے گھر لے جائے۔ زید نے کہا لے جاؤ۔ ہندہ کے باپ نے پوچھا کہ تمہاری طرف سے اب جواب ہے۔ زید نے کہا ہاں جواب ہے۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(**جواب**) بحکم الطلاق مرتان زید کو دو طلاق تک حق رجعت ہندہ کا حاصل تھا لہذا رجعت دونوں دفعہ صحیح ہو گئی۔ تیسری دفعہ جو لفظ زید نے کہا وہ کنایہ کا لفظ ہے۔ اس میں نیت طلاق یا دلالۃ حال سے طلاق واقع ہوتی ہے۔ یعنی حالت غضب یا مذاکرہ طلاق میں طلاق واقع ہوتی ہے۔ مگر اس صورت میں دلالۃ حال موجود نہیں ہے۔ کیونکہ عورت یا اس کے باپ کی طرف سے طلب طلاق صریح الفاظ میں نہیں ہے اور نہ حالت غضب سوال میں مذکور ہے۔ لہذا بدون نیت زید کے اس سے طلاق واقع نہ ہو گی۔ پس اگر نیت زید کی طلاق کی تھی تو یہ تیسری طلاق بھی ہندہ پر واقع ہو گئی اور وہ مطلقہ ثلثہ مغلظہ ہو گئی۔ بدون حلالہ کے زید اس سے نکاح نہیں کر سکتا اور اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو ہندہ مطلقہ ثلثہ نہیں ہوئی۔ بدستور تعلق نکاح ان میں قائم ہے۔ **هکذا فی الدر المختار**۔(۲) فقط۔

نکال دو جہاں جی چاہے چلی جا کہا تو طلاق ہوئی یا نہیں

(**سوال ۵۹۲**) ایک شخص نے بذریعہ خط اپنی والدہ کو لکھا کہ میری منکوحہ کو گھر سے نکال دو۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ جہاں اس کا جی چاہے چلی جائے۔ زید نے یہ الفاظ ایک مفتی کو دکھلا کر بینونت کا فتویٰ حاصل کر کے اس عورت سے نکاح کر لیا۔ شوہر نے دعویٰ کر دیا۔ آخر اس سے تحریری طلاق حاصل کی گئی۔ آیا زید کا پہلا نکاح درست ہے یا تجدید نکاح ضروری ہے۔

(**جواب**) اگر اس شخص نے یہ الفاظ بہ نیت طلاق نہ لکھے تھے جیسا کہ اس کے دعویٰ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے تو طلاق کے بعد عدت گذار کر پھر اس سے نکاح کیا جاوے کیونکہ اس صورت میں پہلا نکاح باطل ہے۔ **لان نکاح منکوحة الغیر باطل در مختار**(۳) **و شامی قال الله تعالیٰ و المحصنات من النساء الآیة**۔(۴) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۰ ط.س. ج۳ ص ۳۰۱ ظفیر.
(۲) فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة او دلالة الحال الخ فنحو اخرجی واذهبی وقومی الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵ ط.س. ج۳ ص ۲۹۶) ظفیر. ب
(۳) اما نکاح منکوحة الغیر فلم یقل احد بجوازه (ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۸۲ ط.س. ج۳ ص ۱۳۲.
(۴) سورة النساء ظفیر.

غصہ میں سرحتک فارختک کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۹۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو غایت غصہ میں سرحتک فارختک کہا۔ قائل عدد کی تصریح نہیں کرتا۔ مگر زوجہ اور اس کی والدہ مع شاہدہ تین بار کہنے کا اظہار کرتے ہیں۔ اس صورت میں عدد کو کچھ دخل ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار وغیرہ میں ہے کہ سرحتک وفارختک کنایات کی اس قسم میں سے ہے کہ غصہ کی حالت میں بلا نیت اس سے طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے اور بحکم لا یلحق البائن البائن درمختار۔ عورت مذکورہ ایک طلاق کے ساتھ بائنہ ہو جاوے گی۔ دوسری اور تیسری طلاق جو بلفظ کنایہ ہو اس پر واقع نہ ہو گی اور نکاح جدید عدت میں اور بعد عدت کے شوہر اول سے جائز ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ درمختار وشامی۔ فقط۔

ایسا نہ کیا تو آزاد سمجھی جاؤ گی لکھا مگر نیت طلاق کی نہ تھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۹۴) ہندہ اپنے شوہر زید کے گھر جانے اور رہنے سے انکار کرتی تھی۔ زید کے ایک رشتہ دار نے محض دھمکی کی غرض سے بالفاظ ذیل ایک خط اپنے قلم سے لکھ کر اور زید کے دستخط کرا کر ہندہ کے پاس بھیج دیا۔ آج ۷ اگست سن ۱۹۲۶ء سے ۵ یوم کے اندر زید کے گھر آکر ہنسی خوشی رہنے لگو۔ ورنہ تم آزاد سمجھی جاؤ گی۔ ہم سے کچھ واسطہ نہ ہوگا۔ لیکن ہندہ پانچ یوم گذرنے پر بھی زید کے گھر نہیں آئی اور اب کہتی ہے کہ میں مطلقہ ہو چکی۔ آیا ہندہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔ زید تصریح کر رہا ہے کہ میری نیت طلاق دینے کی ہرگز نہ تھی، اور نہ الفاظ کے لکھنے سے راضی ہوں۔

(جواب) اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ اول تو زید ان الفاظ کے لکھوانے اور ان الفاظ سے راضی ہونے سے انکار کرتا ہے اور ثانیاً اس کی نیت طلاق کی نہ تھی اور نہ حالت غضب ومذاکرہ طلاق کی تھی کہ جس کے قرینہ سے وقوع طلاق سمجھا جاوے۔ لہذا اس صورت میں زید کی طرف سے ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ درمختار وشامی۔ فقط۔

خرچہ کے مطالبہ پر چھوڑی کہنے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۹۵) صرف لفظ چھوڑی کہنے سے بغیر ملاتے قرینہ بعونیت کے بوقت مطالبہ خرچ طلاق بائن واقع ہوتی ہے یا رجعی یا کچھ نہیں۔

(۲) جب ہندہ نے بحیثیت نکاح خرچہ کا دعویٰ کیا تو زوج تردید دعویٰ کے لئے کہتا ہے کہ میں نے چھوڑی ہوئی ہے اور یہ حق دار خرچہ کی نہیں ہے۔ یہ تردید زوج کی جو دال بر انقطاع کلی ہے متضمن اقرار بالطلاق البائن ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے کہ سرحتک وفارختک جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے تجھ کو چھوڑی، ان کنایات میں سے ہے کہ مذاکرہ طلاق کے وقت ان الفاظ سے بلا نیت طلاق واقع ہو جاتی ہے اور مذاکرہ طلاق کے معنی شامی میں یہ کہنے کے ہیں کہ عورت طلاق کا سوال کرے کہ مجھے طلاق دے دے۔ ان الفاظ سے بلا نیت طلاق واقع ہو جاتی ہے یا کوئی غیر شخص شوہر سے کہے کہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دے۔ اس کے جواب میں شوہر یہ کہے کہ میں نے چھوڑی تو اس وقت اس لفظ سے طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے اور طلب نفقہ کے جواب میں یہ لفظ کہنے سے طلاق واقع نہیں

ہوتی فتفسیر المذاکرۃ بسوال الطلاق او تقدیم الایقاع۔ فقط۔

تو کہیں چلی جامیں اگر طلاق کی نیت ہو تو طلاق ہو گی اور اغلام سے طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال ۵۹۶) دو حقیقی بہنیں ہیں۔ ایک کی شادی زید کے ہمراہ ہوئی اور دوسری کی شادی عمر کے ساتھ ہوئی عمر اپنی زوجہ سے اغلام کرتا تھا۔ اسی وجہ سے ان میں ناراضگی ہو گئی اور عمر نے اپنی زوجہ کو یہ الفاظ کہے تو کہیں چلی جا، مجھ کو تیری قطعی پروا نہیں۔ وہ اپنی ہمشیرہ زید کی زوجہ کے پاس چلی گئی اور زید سے ناجائز تعلق ہو گیا اور بچہ پیدا ہوا۔ آیا عمر نے جو الفاظ اپنی زوجہ کو کہے اس سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور ارتکاب اغلام سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں اور زید کی زوجہ کا نکاح قائم ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر عمر نے الفاظ مذکور بہ نیت طلاق کہے ہیں تو اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور اگر عمر کہے کہ ان الفاظ سے میری نیت طلاق کی نہ تھی تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور اغلام کے ارتکاب سے نکاح فسخ نہیں ہوا اور زید کی زوجہ کا نکاح بھی زید سے قائم ہے۔ فقط (مگر ایسے شخص کو جو اغلام کرنے پر قادر ہو، اور بیوی سے جماع پر قدرت نہ رکھتا ہو فقہاء نے عنین کے حکم میں لکھا ہے۔ ظفیر)

اپنی لڑکی کو جس جگہ چاہو دے دو مجھ کو ضرورت نہیں اگر طلاق کی نیت سے کہے گا طلاق ہو جائے گی

(سوال ۵۹۷) زید نے بوقت جدائی اپنے خسر کو کہا کہ اپنی لڑکی جس جگہ چاہے دے دو میری توبہ ہے اور مجھ کو کوئی ضرورت تیری لڑکی کی نہیں ہے۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں اگر شوہر نے الفاظ مذکورہ بہ نیت و قصد طلاق کہے ہیں تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی ورنہ نہیں۔ کیونکہ الفاظ مذکورہ پہلی دو قسموں میں ہیں تیسری قسم میں سے نہیں ہیں۔ جس سے حالت غضب و جدال میں بلا نیت طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ تیسری قسم کے الفاظ سرحتک فارقتک انت واحدۃ انت حرۃ وغیرہ کے ہیں اور الفاظ خلیۃ بریۃ حرام بائن بتۃ بتلۃ یہ سب دوسری قسم میں ہیں اور شامی میں خانیہ سے منقول ہے اذھبی فتزوجی وقال لم انو الطلاق لا یقع شئی الخ(۱) وفی شرح الجامع ولا فرق بین الوا و والفاء ویؤیدہ ما فی الذخیرۃ اذھبی وتزوجی لا یقع لا بالنیۃ الخ ر دالمحتار۔(۲) فقط۔

ہمیں اس کے رکھنے کی ضرورت نہیں واسطہ نہیں میں نیت سے طلاق ہوتی ہے

(سوال ۵۹۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ ہم کو اس کے رکھنے کی ضرورت نہیں اور اس سے ہم کو کچھ واسطہ نہیں۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔

(جواب) یہ الفاظ جو شخص مذکور نے اپنی زوجہ کو کہے کنایات میں سے ہیں۔ صریح طلاق کے الفاظ نہیں۔ ان میں اگر قرینہ طلاق کا نہ ہو تو نیت شوہر کی دریافت کی جاتی ہے۔ اگر نیت شوہر کی ان الفاظ سے طلاق کی ہو تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوئی اور اگر نیت طلاق کی نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۳) در مختار۔ شامی۔

---

(۱) ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۵۲. ط.س. ج۳ص ۳۱٤ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۵۲. ط.س. ج۳ص ۳۱٤ ظفیر.
(۳) فالکنایات لا تطلق بھا الا بنیۃ او دلالۃ الحال فنحوا خرجی واذھبی وقومی الخ (الدر المختار ج۲ ص ۶۳۵) ظفیر. (ط.س. ج ۳ ص ۲۹۶)

جہاں چاہوں شادی کر دو کہنے سے بشرط نیت طلاق ہو جائے گی

(سوال ۵۹۹) ہندہ صغیرہ کا نکاح اس کے والد نے ایک بڑی عمر والے شخص کے ساتھ کر دیا تھا۔ ہندہ اپنے شوہر زید کے یہاں رخصت ہو کر گئی۔ چونکہ میاں بی بی کی عمر میں بڑا فرق تھا، لڑائی شروع ہو گئی۔ کچھ دنوں کے بعد زید رنگون چلا گیا اور ہندہ کو اس کے میکہ میں چھوڑ گیا۔ چونکہ کچھ خبر نہ لیتا تھا عورت نے خط لکھوایا کہ آنا ہو تو آجاؤ۔ ورنہ صاف صاف لکھو۔ میں دوسری جگہ شادی کر لوں۔

زید نے اپنی ساس کے نام خط بھیجا کہ میں نہ آؤں گا، اس کی جہاں چاہو شادی کر دو۔ ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ کچھ دنوں کے بعد زید کا بھتیجہ ہندہ کو رخصت کرا لایا اور زید کو لکھا۔ وہ بھی رنگون سے چلا آیا۔ اپنی عورت ہندہ سے ملا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد لڑائی شروع ہو گئی۔ ہندہ نے اپنے بھائی وغیرہ کو خبر دی۔ وہ کسی طرح ہندہ کو زید کے گھر سے لے آئے۔ اب ہندہ زید کے یہاں جانے پر کسی طرح رضامند نہیں ہوتی اور زید اس کو علیٰحدہ کرنے اور خلع کرنے پر رضامند نہیں۔ ہندہ نے زید سے کہلا بھیجا کہ تم نے خط لکھا تھا کہ جہاں چاہو شادی کر لو۔ میں اپنا نکاح کرتی ہوں۔ زید نے جواب دیا کہ میں نے غصہ میں لکھا تھا۔ ہندہ نے عمر سے نکاح کر لیا۔ یہ نکاح شرعاً درست ہو لیا نہیں۔

(جواب) زید کے یہ الفاظ کہ اس کی جہاں چاہوں شادی کر دو کنایات طلاق سے ہیں۔ جن سے بصورت نیت طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ پس صورت مسئولہ میں یہ لفظ اگر بہ نیت طلاق کہے تھے تو ہندہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی، اور اس کا نکاح عمر سے صحیح ہو گیا۔ لیکن اگر زید کی نیت طلاق کی نہیں تھی بلکہ وہ اس سے انکاری ہے تو یہ الفاظ بیکار ہیں۔ ہندہ بدستور اس کی منکوحہ ہے۔ اس نے عمر سے جو نکاح کیا صحیح نہیں ہوا۔ جس طرح بھی ہو زید سے پہلے طلاق دلائی جائے یا یہ معاملہ قاضی کے یہاں پیش کیا جائے۔ وہ کسی شافعی المذہب قاضی کے ذریعہ ان میں تفریق کرا سکتا ہے۔ کیونکہ عدم ادائے نفقہ کی صورت میں اگرچہ حنفی قاضی کو تفریق کا اختیار نہیں، لیکن اگر یہ کسی ایسے حاکم کو جس کے مذہب میں تفریق جائز ہو حکم کر دے تو اس کا فیصلہ حنفی المذہب زوجین کے حق میں نافذ ہے۔

اس کو لے جاؤ اس سے نکاح کر لینا اگر طلاق کی نیت سے کہا تو طلاق واقع ہو گئی

(سوال ۶۰۰) ایک شخص نے باہمی جھگڑے کی وجہ سے اپنی زوجہ کو ایک غیر شخص کے ہمراہ کر کے یہ کہا کہ یہ ہمارے قابل نہیں ہے۔ تم اس کو لے جاؤ۔ اس سے نکاح کر لینا۔ یا اور کسی کے ساتھ نکاح کرا دینا۔ اس صورت میں عورت کو دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کے شوہر سے دریافت کر لیا جاوے۔ اگر اس نے الفاظ مذکورہ بہ نیت طلاق کہے ہیں تو اس عورت پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔ عدت کے بعد دوسرے شخص سے اس کا نکاح صحیح ہے۔ درمختار۔ (۱) فقط۔

میری طرف سے اجازت ہے رکھو، یا عقد کرا دو لکھنے سے طلاق ہو گی یا نہیں

(سوال ۶۰۱) شوہر نے دو خطوط میں اپنی زوجہ کی نسبت یہ الفاظ لکھے کہ میری طرف سے اجازت ہے جو طبیعت میں آوے کرو، یا اپنے گھر رکھو یا دوسری جگہ عقد کرا دو۔ اس صورت میں مسماۃ کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ الفاظ جو اس کے شوہر نے دو خطوط میں لکھے ہیں صریح طلاق کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ یہ کنایہ کے

(۱) لو قال لها اذهبی فتزوجی تقع واحدة اذا نوی (عالمگیری مصری ج ۱، ص ۳۷۶) ظفیر

الفاظ ہیں۔ ان میں نیت کی ضرورت ہے۔ اگر شوہر نے بہ نیت طلاق یہ الفاظ کہے یا لکھے ہوں تو ایک طلاق بائنہ اس صورت میں واقع ہو گئی ہے اور نیت کا حال شوہر سے صاف طور سے دریافت کر لیا جاوے کہ تمہاری نیت ان الفاظ کے لکھنے سے طلاق دینے کی ہے یا کیا مطلب ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ فقط۔

تم آزاد ہو دو مرتبہ کہا کونسی طلاق ہوئی

(سوال ۶۰۲) ایک شخص نے اپنی بیوی کو غصہ میں پہلی مرتبہ یہ کہا کہ تم مجھ سے آزاد ہو۔ اور دوسری مرتبہ کہا جاؤ تم مجھ سے آزاد ہو اور تیسری مرتبہ کہا کہ مجھ سے آزاد ہو۔ اس صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی۔ صرف تجدید نکاح سے حلال ہو جائے گی یا حلالہ بھی شرط ہے۔ اس سوال پر ایک دوسرے مولوی کا جواب لکھا ہوا تھا جس سے وقوع طلاق ثلثہ مفہوم ہوتا تھا۔

(جواب) اس صورت میں بندہ کے نزدیک طلاق بائنہ اس شخص کی زوجہ پر واقع ہوئی۔ جیسا کہ در مختار میں ہے انت حرۃ تو آزاد ہے۔ کنایات کی اس قسم میں سے ہے کہ جس میں بحالت غصہ بلا نیت کے طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد جو الفاظ کنایہ شوہر نے کہے ان سے بحکم لا یلحق البائن البائن جدید طلاق واقع نہ ہوگی۔ عبارت در مختار انت واحدۃ انت حرۃ الخ۔ وفی الغضب توقف الا ولان الخ ولا یتو قف ما یتعین للجواب الخ شامی ج ۲ ص ۴۶۵ اقول وانت انت حرۃ للجواب۔ فقط۔

یہ میرے مصرف کی نہیں اس جملہ میں طلاق کی نیت کا اعتبار ہے

(سوال ۶۰۳) زید ہفتہ عشرہ سے اپنی زوجہ سے ناراض تھا۔ جس پر چند آدمی بوجہ اتفاق کرانے کے جمع ہو گئے اور زید کو کہا کہ تم اپنی زوجہ کو لے جاؤ۔ جس پر زید نے یہ کہا کہ یہ میرے مصرف کی نہیں میں نہیں لے جاتا اور میں طلاق بھی نہیں دوں گا۔ اس صورت میں طلاق شرعی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں اگر زید کی نیت طلاق کی نہ تھی جیسا کہ اس کے لفظوں سے ظاہر ہے کہ میں طلاق بھی نہ دوں گا تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ جو الفاظ زید نے کہے ہیں وہ صریح الفاظ نہیں ہیں کنایہ ہے۔ ان میں نیت کی ضرورت ہے یا دلالت حال کی ضرورت ہے اور وہ دونوں اس صورت میں موجود نہیں ہیں، بلکہ یہ وہ الفاظ ہیں کہ جن سے غصہ کی حالت میں اور مذاکرہ طلاق کی حالت میں بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (۲) شامی۔ فقط۔

میں نے اپنی زوجیت سے علیحدہ کر دیا کہنے سے طلاق

(سوال ۶۰۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ میں نے تجھ کو زوجیت سے علیحدہ کر دیا۔ آج سے تو میری بیوی نہیں اور تم سے ہمارا نباہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ زوجہ علیحدہ ہو گئی اور پانچ چھ ماہ کے بعد اسی عورت سے جدید نکاح کیا۔ لہذا قول سابق سے طلاق پڑی یا نہیں۔ اور جدید نکاح کے بعد جو مصلحت کی وہ زنا ہے یا نہیں۔ (جواب) الفاظ مذکورہ اگر بہ نیت طلاق کہے جاویں تو ان سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے اور دوبارہ نکاح اس سے صحیح ہے۔ لہذا نکاح مذکور ہو گیا اور بعد نکاح کے صحبت اس سے جائز ہے۔ کما فی الدر المختار لا یلحق البائن

---

(۱) ولو قال ابعدی عنی ونوی الطلاق (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۳۷۶) ظفیر۔

(۲) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال ففی حالة الرضا تتوقف الا قسام الثلاثة علی نیة وفی الغضب الا ولان وفی مذاکرة الطلاق الاول فقط (در مختار) والحاصل ان الاول یتوقف علی النیة فی حالة الرضا والغضب والمذاکرہ (ردالمحتار ج ۲ ص ۶۳۵ و ج ۲ ص ۶۴۰ ط.س. ج۳ ص ۲۹۶ ...... ۳۰۰) ظفیر۔

البائن الخ۔(۱) فقط۔

صورت مذکورہ میں طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۶۰۵) خلاصہ سوال یہ ہے کہ (۱) ایک دفعہ زن وشوہر میں تکرار ہوئی۔ شوہر نے اپنی بیوی سے یہ کہہ دیا کہ تیرا میرا نباہ نہ ہوگا تو اپنا مہر لے کر اپنے والدین کے یہاں ہمیشہ رہ۔ پھر مجھ سے تجھ سے کچھ واسطہ نہ رہے گا۔ اس کے بعد نہ زوجہ کو لینے کے لئے آیا نہ خرچ وخوراک دیا۔
(۲) بیوی کے خرچ مانگنے پر یہ کہا کہ مجھ سے تجھ سے کیا واسطہ ہے۔
(۳) شوہر نے اثنائے گفتگو میں خسر سے یہ کہا کہ فیصلہ تو اس طرح ہوگا کہ یا تو میری بیوی کو ساتھ کرو، یا مجھ سے طلاق لو۔ خسر نے کہا کہ بس میں یہی چاہتا ہوں۔ یعنی طلاق ہی چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد طلاق کی تحریر ہوگئی جو منسلک استفتاء ہے۔ لہذا اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی۔ رجوع ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور زوجہ چونکہ حاملہ ہے عدت اس کی وضع حمل ہوگی یا نہیں۔ اور نفقہ گذشتہ ایام کا اور عدت کا شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوئی۔ یعنی نمبر ۳ میں جو شوہر نے یہ لفظ بجواب قول خسر خود کہ میں یہی چاہتا ہوں یعنی طلاق ہی چاہتا ہوں کہا کہ اچھا چھوڑ دیا۔ اس لفظ سے ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ کیونکہ یہ لفظ طلب طلاق کے بعد کہا گیا۔ لہذا مذاکرہ طلاق کے بعد یہ لفظ کہا گیا ہے جو کہ موجب وقوع طلاق ہے۔ در مختار۔(۲) بخلاف نمبر ۱ و نمبر ۲ کے کہ وہاں کوئی قرینہ اور دلالت حال وقوع طلاق کی نہیں ہے اور نیت شوہر بھی طلاق کی نہ تھی۔ جیسا کہ تمام تحریر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ظاہر ہے اور پھر جو تحریر طلاق کی ہوئی وہ چونکہ اسی طلاق سابق کی خبر دینے کے طریق سے تھی اس لئے اس سے دوبارہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ الغرض رجوع اس میں جائز نہیں (۳) ہے البتہ نکاح بمہر جدید برضائے فریقین ہو سکتا ہے اور عدت اس کی وضع حمل ہے۔ اور نان نفقہ گذشتہ زمانہ کا واجب نہیں رہا، اور نفقہ عدت کا شوہر کے ذمہ ہے۔ فقط۔

میں نے تمہاری صفائی کردی کہہ کر علیحدہ کردے تو طلاق ہوگی یا نہیں

(سوال ۶۰۶) خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید نے اپنی زوجہ کا زیور لے کر کہا کہ اب ہم نے تمہاری صفائی کردی۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ اپنی زوجیت سے علیحدہ کردیا۔ زید کی زوجہ میکہ چلی آئی۔ اب ۹ برس کے بعد زید دعویدار ہے کہ میں نے تم کو طلاق نہیں دیا۔ زید اس کو شرعاً لے جاسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر زید یہ کہے کہ میری نیت ان الفاظ سے طلاق کی نہ تھی تو قول اس کا معتبر ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ وہ اس کو رکھ سکتا ہے۔(۴) فقط۔

قد تم الجزء التاسع بعون الله تعالیٰ وتوفیقه

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۲. ط.س. ج۳ ص۳۰۸) ظفیر۔
(۲) دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۸. ط.س. ج۳ ص۳۹۹. ظفیر
(۳) ویقع بما فیها الخ البائن ان نواها (ایضاً ج ۲ ص ۶۴۲. ط.س. ج۳ ص۳۰۲......۳۰۳) ظفیر
(۴) والقول له بیمینه فی عدم النیة (الدر المختار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۰. ط.س. ج۳ ص۳۰۰) ظفیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین.

باب پنجم

تفویض کا بیان اور اس سے متعلق احکام و مسائل

تفویض طلاق

(سوال ۶۰۷) عبداللہ نے ہندہ سے بشرائط مندرجہ کابین نامہ نکاح کیا، اور یہ بھی لکھ دیا کہ اگر میں ان شرائط کے خلاف کروں گا تو ہندہ کو اختیار تین طلاق کا ہے، چنانچہ بعد نکاح کے عبداللہ نے چند شرطوں کا خلاف کیا، اس بناء پر ہندہ نے اپنے نفس کو تین طلاق دے دیں، اور بعد عدت زید کے نکاح کر لیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟
اور شوہر اول ہندہ کا اور چند آدمی کہتے ہیں کہ کابین نامہ جھوٹ بنا لیا ہے۔ اور ہندہ اور ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ کابین نامہ صحیح ہے اور زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور زید پر کچھ گناہ ہے یا نہیں؟
(الجواب) اگر دو گواہ عادل علاوہ ہندہ اور ہندہ کے باپ کے شرائط کابین نامہ کے ہیں تو تین طلاق ہندہ پر واقع ہو گئیں،(۱) اور دوسرا نکاح زید سے درست ہے اور زید کے پیچھے نماز درست ہے اور زید پر کچھ گناہ نہیں۔

اگر اتنے دنوں خبر گیری نہ کروں تو تم کو طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے اس شرط پر نکاح کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۶۰۸) زید نے ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر میں چھ مہینہ تم سے جدا رہوں اور اس اثناء میں تمہاری خبر گیری یعنی خورد و نوش ادا نہ کروں تو تم کو تین طلاق کا اختیار ہے ، لہذا بعد وجود شرط اگر تمہاری مرضی ہو تو تم اپنے آپ مطلقہ ہو کر دوسرے کے نکاح میں جا سکتی ہو، اس صورت میں عورت کے اختیار طلاق کا ہو گا یا نہیں، یہ شرط عورت کی جانب سے تھی، اگر اس شرط کی ابتداء زوج کی طرف سے ہو تو کیا حکم ہے۔
(الجواب) اس صورت میں تحقیق شرط کے بعد عورت کو اختیار طلاق لینے کا ہے، اور دونوں صورتیں برابر ہیں، درمختار میں ہے قال لها اختاری اوامرك بيدك ينوى تفويض الطلاق الخ او طلقى نفسك فلها ان تطلق فى مجلس علمها به مشافهة او اخباراً الخ. (۲)

اگر تمہاری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو تم کو اختیار ہے اس اختیار کے بعد عورت کی طلاق واقع ہو گی

(سوال ۶۰۹) ایک شخص نے بوقت تزوج زوجہ کو یہ اختیار دیا کہ اگر میں بلا اذن تمہارے دوسرے نکاح کروں تو

(۱) اقول وظاهر ان التعليق كا لتنجيز فى وقت تحقق الشرط (رد المحتار باب الامر باليد ج ۲ ص ۶۶۶ وما سوى من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالاً او غير مال مثل النكاح والطلاق والو كالة والو صية ونحو ذلك (هدايه كتاب الشهادة ج۳ ص ۱۲۲) ظفير ج ۳ ص ۱۵۲ -)
(۲) الدر المختار (على هامش رد المحتار باب تفويض الطلاق ج ۳ ص ۳۱۵.) ظفير. ج ۲ ص ۶۶۳)

اس حالت میں تم کو اختیار ہوگا کہ اس دوسری بی بی کو طلاق بائن دے کر میرے عقد سے دور کر دو، اس صورت میں اس عورت کو طلاق کا اختیار دینا صحیح ہے یا نہیں، اور اس کو اختیار ہوگیا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں عورت کو اختیار دینا درست ہے، اور اگر وہ اس وقت طلاق دے گی تو واقع ہو جاوے گی (۱)

کابین نامہ کے بموجب مدت مذکورہ کے بعد عورت خود کو طلاق دے سکتی ہے

(سوال ۶۱۰) ایک عورت کا خاوند چھ سات سال سے مفقود الخبر ہے اور وہ نکاح کے وقت اپنی زوجہ کو ایک کابین نامہ بریں مضمون لکھ دیا تھا کہ اگر میں نامرد ہو جاؤں یا مفقود الخبر یا قید، یا پردیس رہ کر تمہارے پاس آمد و رفت نہ رکھوں، اور خبر گیری نان و پارچہ کی نہ کروں تو دو سال میرا انتظار کر کے مجھے طلاق دینے کا جو حق اور اختیار ہے وہ تمہیں سپرد کرتا ہوں تم تین طلاق دے کر دوسرے شخص سے نکاح کر لینا، اس صورت میں موافق شرط کابین نامہ عورت طلاق لے کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں بعد تحقق شرط عورت کو تین طلاق لینے کا اختیار ہے، لیکن یہ شرط ہے کہ جس مجلس میں وہ مدت پوری ہو جس کے بعد شوہر نے اختیار طلاق کا دیا ہے، یعنی دو برس کی مدت، اسی وقت اور اسی مجلس میں عورت اگر اپنے نفس کو تین طلاق دے کر شوہر کی زوجیت سے علیحدہ ہو جاوے تو ہو سکتی ہے قال لها اختاری (الیٰ ان قال) او طلقی نفسك فلها ان تطلق فی مجلس علمها به مشافهةً او اخباراً وان طال یوماً او اکثر مالم یوقته وبمضی الوقت قبل علمها (۲) (در مختار) قوله مالم یوقته فلو قال جعلت لها ان تطلق نفسها الیوم اعتبر مجلس علمها فی هذا الیوم فلو مضی الیوم ثم علمت خرج الا مر عن یدها و کذا کل وقت قید التفویض به الخ (۳) شامی ج ۲ ص ۵۷۵. اقول وظاهر ان التعلیق کا لتنجیز فی وقت تحقق الشرط قال فی الشامی والتنجیز بمنزلة التعلیق (۴) ج ۳ ص ۴۸۴. وفی الدر المختار لکن فی البحر عن القنیه ظاهر الروایة ان المعلق کالمنجز (۵) ج ۲ ص ۴۸۴. وفی الدر المختار (ایضاً ومن الا لفاظ المستعملة الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلا نیة للعرف الخ (۶) ج ۲ ص ۴۳۲ شامی وفیه تفصیل حققه فی الشامی.

اختیار سونپنے کے مطابق عورت اپنے کو طلاق دے سکتی ہے

(سوال ۶۱۱) زاہد علی ولد عابد علی کا نکاح مسماۃ کریمابنت عبداللہ کے ساتھ بہ اقرار امر بالید منعقد ہو کر نکاح نامہ لکھا گیا جس میں یہ الفاظ تحریر ہیں، مسماۃ کریما موصوفہ کو برضامندی خود بلا اجبار واکراہ احدی مضمون امر بالید بااختیار مختار کر دیا، یعنی مسماۃ کریما ممدوحہ جب چاہیں اپنی ذات کو میرے عقد نکاح سے خارج کر کے آزاد کر لیں مجھ کو کبھی کسی طرح اپنے نکاح قائم رہنے کا عوئی نہ ہو سکے گا، کیونکہ بموجب اختیار مضمون امر بالید بااس وقت قطعاً یقیناً وہ میرے عقد نکاح سے خارج ہو جائیں گی، اب محمد زاہد علی کے افعال ناشائستہ کی وجہ سے مسماۃ کریما

(۱) ذکر ما یوقعه غیره باذنه وانواعه ثلاثة تفویض وتوکیل ورسالة الخ واما فی طلقی ضرتك فیصح رجوعه ولم یقید بالمجلس لا نه توکیل محض (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التفویض ج ۲ ص ۶۵۳ ط.س ج ۳، ۳۱۵ ظفیر.
(۲) ایضاً ظفیر (۳) رد المحتار کتاب الطلاق باب تفویض الطلاق ج ۲ ص ۶۵۳ و ج ۲، ۶۵۴-۱۲ ط.س ص ۳۱۵ ظفیر
(۴) رد المحتار باب الامر بالید ج ۲ ص ۶۶۶-۱۲ ط.س ج ۳ ص ۳۲۹ ظفیر. (۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الامر بالید ج ۲ ص ۶۶۶-۱۲ ج ۳ ص ۳۲۹ ظفیر. (۶) ایضاً کتاب الطلاق باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۴-۱۲ ظفیر

زاہد علی کے نکاح سے علیحدہ ہو کر عقد ثانی کرنا چاہتی ہے، پس مسماۃ کریما کن الفاظ اردو سے مضمون طلاق کو روبرو چند گواہوں کے اپنی زبان سے ادا کرے کہ طلاق واقع ہو جائے، اور اپنی ذات کو اس کے عقد سے آزاد کر لیوے۔

(الجواب) اس صورت میں کریما کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے اپنا نکاح فسخ کرے، اور وہ یہ الفاظ کہہ لیوے کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق بائنہ دی اور اپنے شوہر زاہد علی کے نکاح سے اپنے نفس کو خارج کر دیا، تو اس حالت میں کریما پر طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی، اور وہ زاہد علی کے نکاح سے خارج ہو جاوے گی، بعد عدت کے اس کو درست ہے کہ دوسرے مرد سے نکاح کر لیوے مگر یہ شرط ہے کہ شوہر نے الفاظ امر بالید بہ نیت طلاق کہے ہوں۔ کما فی الدر المختار قال لها اختياری و امرك بيدك ينوی تفويض الطلاق لانهما كناية فلا يعملان بلانية الخ فلها ان تطلق الخ.(۱)

نکاح سے پہلے تفویض نامہ صحیح نہیں، ہاں بطور تعلیق ہو تو درست ہے

(سوال ۶۱۲) ایک شخص قبل از عقد نکاح اپنی عورت کو جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے تفویض طلاق کا اختیار دیتا ہے یعنی جس وقت عورت چاہے مرد سے اپنی ذات کو بذریعہ طلاق جدا کر لے اور مطلقہ ہو جاوے، یہ تفویض قبل از نکاح درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح سے پہلے تفویض طلاق نہیں ہو سکتی لیکن اگر بطریق تعلیق واضافہ کہے اس طرح کہ جب تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو اختیار طلاق لینے کا ہے یا یہ کہے کہ بعد نکاح کے تجھ کو اختیار طلاق لینے کا ہے تو اس طرح تفویض صحیح ہے۔(۲)

اقرار نامہ کے مطابق عورت طلاق لے سکتی ہے

(سوال ۶۱۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ اقرار نامہ لکھ دیا تھا کہ مسماۃ کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو گی، اگر ہو تو مسماۃ کو اختیار ہے کہ وہ اپنا فیصلہ کرے۔ اس کے بعد عورت نے شوہر کی مرضی کے خلاف کام کیا جس کی وجہ سے شوہر نے عورت کو مارا، عورت فرار ہو کر والدین کے گھر چلی گئی اور عدالت میں دعویٰ کیا، عدالت نے اقرار نامہ کی وجہ سے حکم طلاق کا دے دیا، اس حالت میں عورت اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ شوہر نے ایسا اقرار نامہ لکھ دیا تھا اس کے موافق شرط کے پائے جانے پر عورت کو اختیار طلاق لینے کا ہے،(۳) اور بعد عدت کے دوسری جگہ اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب تفويض الطلاق ج. ۲ ص ۶۵۳ ط.س ج۳. ۳۱۵ ظفير.
(۲) شرطه الملك كقوله لمنكوحته الخ ان ذهبت فانت طالق او الا ضافة اليه اى الملك الخ كان نكحتك فانت طالق الخ فلغا قوله لا جنبية ان زرت زيد افانت طالق (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج. ۲ ص ۶۸۰ ط.س ج۳ ۳۴۴) ظفير. (۳) والثانى تعليق التفويض بالشرط وله اقسام احدها التفويض بالغيبة الخ ان فلا نا جعل امر امراء ة فلا نة بيدها معلقا بشرط انه متى غاب عنها من مذكورة كذا او من مكان كذا الخ ولم يعد اليها فى هذه المدة فانها تطلق نفسها بعد ذلك متى شاء ت الخ القسم الثانى التعليق التفويض بترك نقد المعجل الى وقت كذا الخ القسم الثالث تعليق التفويض بشرط قماره او بشربه الخمر او ضربه ضرباً موجعاً الخ (عالمگيرى كتاب الشروط فصل ثالث ج. ۶ ص ۲۲۲ وج. ۶ ص ۲۲۳) ظفير

کابین نامہ کی شرط جب نہیں پائی گئی تو طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال ٦١٤) مولوی زید نے اپنی لڑکی خالدہ کا نکاح بکر سے کر دیا، ایک کابین نامہ چند شرائط لکھوایا مجملہ ان شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر میں دائم المریض یا دائم الحبس یا مفقود الخبر ہو جاؤں یا طاقت جماع نہ رہے تو تین سال انتظار کے بعد خالدہ کو اختیار ہوگا کہ اپنے کو مطلقہ کر کے دوسرے شخص سے نکاح کرلیوے، چند روز بعد سسر داماد میں ناچاقی ہوئی، بکر نے میل جول اپنی زوجہ سے قطع کر دیا، مولوی نے فتویٰ دیا کہ بعد وجود شرط طلاق واقع ہوگئی، اس پر زید نے اپنی دختر خالدہ کا نکاح ثانی کر دیا، شوہر نے اس سے وطی بھی کرلی، اس صورت میں جس نے فتویٰ دیا اور شوہر ثانی کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) جب کہ شرط کابین نامہ محقق نہیں ہوئی تو عورت کو اختیار طلاق لینے کا نہیں ہے اور نکاح ثانی اس کا صحیح نہیں ہوا، باقی شوہر ثانی نے جب کہ بر بناء فتویٰ نکاح اور وطی کی ہے تو وہ مواخذہ سے بری ہے، گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔

حلالہ میں یہ شرط لگانا باطل ہے کہ جب میں چاہوں گی طلاق دے کر آزاد ہو جاؤں گی

(سوال ٦١٥) زید اگر اپنی زوجہ مطلقہ سے حلالہ اس شرط سے کرائے کہ خود زوجہ مطلقہ زید وقت نکاح ثانی یہ شرط لگائے کہ میں جب چاہوں گی، شوہر ثانی سے طلاق بائنہ لے کر آزاد ہو جاؤں گی تو کیا اس صورت میں حلالہ درست ہو جائے گا یا نہیں۔

(الجواب) شوہر ثانی جس وقت بعد وطی کے اس کو طلاق دے گا تو عدت کے بعد وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال ہے، اور عورت کا یہ شرط کرنا قبل از نکاح باطل ہے اس سے عورت کو خود اختیار طلاق کا حاصل نہ ہوگا، البتہ اگر یہ شرط کہ بعد نکاح میں جس وقت چاہوں گی طلاق لے لوں گی، اور شوہر ثانی اس کو منظور کرلے کہ بعد نکاح کے تجھ کو اختیار طلاق لینے کا ہے تو عورت جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے، (۱) اور وطی شوہر ثانی کی حلالہ میں ضروری ہے۔

بہ نیت تین طلاق بیوی سے کہا طلقی نفسک تو کتنی طلاق واقع ہوگی

(سوال ٦١٦) اگر زید نے بہ نیت سہ طلاق اپنی بیوی سے کہا طلقی نفسك، اس سے تین طلاق پڑیں گی یا ایک رجعی۔

(الجواب) اگر وہ تین طلاق اپنے نفس پر واقع کرے گی تین طلاق واقع ہو جاویں گی اور اگر ایک طلاق دے گی تو ایک واقع ہوگی۔ (۲)

---

(۱) شهدوا ان فلانا جعل امر امرأته فلانة بيدها على ان تطلق نفسها ما شائت ومتى شائت ابداً وانها قبلت منه هذا الا مر (عالمگیری مصری ج ٦ ص ٢٢٢) قال لها طلقي نفسك فلها ان تطلق في مجلس علمها به مشافهة او خبر او ان طال يوما او اكثر مالم يوقته (الدر المختار على هامش رد المحتار باب تفويض الطلاق ج ٢ ص ٦٥٣ ط.س ج٣ ٣١٥) ظفير. (٢) قال لها طلقي نفسك فلها ان تطلق نفسها (در مختار) هذا تفويض بالصريح ولا يحتاج الى نية والواقع به رجعي وتصح فيه نية الثلاث كما سيذكره المصنف اول فصل المشية (رد المحتار باب التفويض ج ٢ ص ٦٥٣ ط.س ج٣ ٣١٥) ظفير.

طلقی نفسک کہہ کر سال بھر خاموش رہا تو کیا حکم ہے

(سوال ٦١٧) زید اپنی بیوی کو طلقی نفسك کہہ کر ایک سال تک خاموش رہا، اس صورت میں زید کی نیت تین طلاق کی سمجھی جاوے گی یا نہیں۔

(الجواب) نہیں۔(۱)

طلاق سے جب جاہلوں کے عرف میں تین طلاق مراد ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ٦١٨) جاہلوں کے عرف میں طلاق کا لفظ بمعنی طلاق مغلظ ہے، اس عرف کا کچھ اعتبار ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس عرف کا اعتبار نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) او طلقی نفسك فلها ان تطلق (در مختار ط.س ج۳ص ۳۱۵) هذا تفويض بالصريح ولا يحتاج الى نية والواقع به رجعى (در مختار باب التفويض ج ۲ ص ٦٥٤ ط.س ج۳ص ۳۱۵) بغیر شوہر کی نیت کے صرف مدت دراز ہونے سے کچھ نہیں ہوتا قال لها طلقى نفسك ولم ينو اونوى واحدة فطلقت وقعت رجعية وان طلقت ثلاثا ونواه وقعن (ايضاً ج ۲ ص ٦٦٨) ظفير.

(۲) والطلاق يقع بعد دقرن به لا به (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الطلاق غير المد خول بها ج ۲ ص ٦٢٧ ط.س ج۳ص ۲۸۲) ظفير.

باب ششم

طلاق معلق کے احکام و مسائل

مرد نے کہا اگر فلاں جگہ جاؤں تو مجھے تین طلاق، کیا حکم ہے

(سوال ۶۱۹) زید نے بحالت غصہ سخت اپنی ہمشیرہ کے ساتھ جھگڑا کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں علاقہ بار کے چک میں جاؤں تو مجھے تین طلاق ہیں، ان الفاظ سے کیا ثابت ہوگا، کیا یہ الفاظ معلق بالشرط ٹھہریں گے، اور ان الفاظ سے کون سی طلاق ہوگی۔

(الجواب) اس صورت میں تین طلاق شرط مذکور پر معلق ہوں گی، اگر اس فعل کو کرے گا تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاویں گی، اور بدون حلالہ کے اس کی زوجہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی قال فی الدر المختار و من الا لفاظ المستعلمة الطلاق یلزمنی و الحرام یلزمنی و علی الطلاق و علی الحرام فیقع بلا نیة الخ(۱) والتفصیل فی الشامی۔(۲)

جس کے انکار پر طلاق کو معلق کیا، اس نے انکار کر دیا تو طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۶۲۰) زید می گوید کہ وقتے کہ ہمراہ عمر فساد و نیاوتی کردہ بودم آں وقت خالد من رازدوکوب ساخت، شخصے جواب داد کہ خالد ہرگز یا توزدوکوب نہ کردہ است، پس زید گفت کہ اگر خالد مرازدوکوب نہ کردہ باشد و حلفا منکر می شود، پس زوجہ مراسہ طلاق است بعدازاں خالد بروئے جماعت مسلمین حلف شرعی نمود کہ ہرگز کدام کونہ بازید زدوکوب نہ کردہ ام، دریں صورت زید راچہ حکم است، سہ طلاق واقع شود یا نہ۔

(الجواب) ہرگاہ زید بر قول مقراست و می گوید کہ خالد مرازدوکوب کردہ است طلاق بر زوجہ اش واقع نخواہد شد۔(۳)

اگر بچہ فلاں جگہ ہوا تو طلاق یہ جملہ کہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۲۱) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تیرے بچہ تیری ماں کے گھر ہوا تو تجھ پر طلاق ہے، چنانچہ بچہ اس کی ماں کے گھر پیدا ہوا تو طلاق ہوئی یا نہیں۔ زوجہ نے خود قرآن شریف ہاتھ میں لے کر میرے سامنے حلف سے بیان کیا اور ورثاء زوجہ سب کا یہی بیان ہے، اس کے زوج سے دریافت کیا تو اس نے جامع مسجد میں قرآن شریف ہاتھ میں لے کر حلف کیا کہ میں نے طلاق نہیں دی، ایک خط زوج کا لکھا ہوا زوجہ کے نام میرے پاس تھا، اس میں لکھا تھا کہ اگر تیری ذات کو مجھ سے دھبہ لگتا ہے تو میں نے قطع تعلق کیا، افسوس صد افسوس کیا خیال تھا کیا ہو رہا ہے۔ اس خط کو دکھلایا تو اقرار کیا کہ میرا ہی ہے مگر میری یہ نیت نہیں تھی، اس صورت میں اس کا قول معتبر ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر شوہر نے واقعی ایسا کہا یا لکھا کہ اگر بچہ تیری ماں کے گھر ہوا تو تجھ پر طلاق ہے اور پھر بچہ ماں کے گھر

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹٤ ط.س ج۳ ص ۱۲،۲۵۲ ظفیر۔
(۲) دیکھئے رد المحتار للشامی باب الصریح ج ۲ ص ۵۹٤ ط.س ج۳ ص ۱۲،۲۵۲ ظفیر۔
(۳) وان اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ٤٤٠ ط.س ج۱ ص ٤۲۰) اور یہاں شرط نہیں پائی گئی۔ ظفیر۔

ہوا تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی،(۱) لیکن اگر شوہر اس تحریر و تقریر تعلیق سے انکار کرے، اور کوئی ثبوت اس کا باقاعدہ شرعیہ نہ ہو تو حکم طلاق کا نہ ہوگا۔ کیونکہ اس بارے میں قول شوہر کا معتبر ہوتا ہے، اور قطع تعلق کے لفظ میں نیت کا اعتبار ہے، اگر شوہر نیت طلاق کا تسلیم نہ کرے تو اس لفظ سے شرعاً طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اگر عورت کو یقین طلاق کا ہو مثلاً یہ کہ اس نے خود طلاق کا لفظ سنا ہے یا اس کی تحریر میں دیکھا ہے تو اگر وہ اپنے آپ کو بچا سکے اور علیٰحدہ رہ سکے تو علیٰحدہ رہے اور مجبوری گناہ شوہر کے ذمہ ہوگا، عورت پر مواخذہ نہیں ہے۔(۲)

طلاق معلق میں شک ہو تو طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال ۶۲۲) زید نے قسم کھائی کہ اگر میں نے عمر کی شکایت کی ہو تو میری بیوی پر طلاق مغلظہ ہے، کچھ دنوں کے بعد اس کو یاد آیا کہ میں نے اس قسم کھانے سے فلاں شخص سے جو عمر کی شکایتوں سے واقف تھا مثلاً کلکتہ میں یہ کہا تھا کہ جب بنارس جاؤ تو عمر کی شکایت فلاں شخص سے کرنا، بنارس جا کر اس نے شکایت بھی کر دی تھی، مگر اس قسم میں زید کو یہ شبہ ہے کہ قسم کھاتے وقت کسی جگہ اور مکان کی تخصیص کی تھی یا نہیں، مثلاً اس طرح کہا تھا کہ اگر میں نے عمر کی شکایت بنارس میں کسی سے کی ہو تو میری بیوی پر طلاق مغلظہ ہے یا یہ کہ مطلق کسی جگہ وغیرہ کی تخصیص نہیں کی تھی، اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی، پس جب کہ صورت مسئولہ میں اس کو تعمیم و تخصیص مکان میں شک ہے، تو تحقق شرط سے طلاق واقع نہ ہوگی، علم انه حلف ولم يدر بطلاق او غيره لغا كما لو شك اطلق ام لا الخ در مختار۔(۳)

طلاق کو بیوی کے کسی کام پر صیغہ استقبال کے ساتھ معلق کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی

(سوال ۶۲۳) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو یہ کلمہ کہے کہ اگر تو نے فلاں کام کیا تو تجھ کو طلاق دے دوں گا، اگر عورت غلطی سے وہ کام کرے، اور مرد عورت پر کلمہ مذکور کا استعمال نہ کرے تو پہلے ہی کلمہ سے کیا عورت پر طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ عورت اس کام کو کرے گی تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی، البتہ اگر شوہر طلاق دے دے گا تو طلاق واقع ہوگی، بدون طلاق دیئے اس پہلے کلمہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔(۴)

---

(۱) فاذا اضافه الى الطلاق الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً (عالمگیری کشوری باب التعلیق ج ۲ ص ٤٤٠ ط.س. ج۱ ص ٤٢٠) ظفير.

(۲) والمرأة كالقاضي اذا سمعته او اخبرها عدل لا يحل لها تمكينه الخ الها ترفع الى للقاضي فان حلف ولا بينة لها فالا ثم عليه (رد المحتار كتاب الطلاق باب الصريح ج ۲ ص ٥٩٤ ط.س. ج۳ص۲۵۱) ظفير.

(۳) الدر المحتار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الصريح ج ۲ ص ٦٢٣ ط.س. ج۳ص۲۸۳. ۱۲ ظفير.

(٤) انا اطلق نفسي لم يقع لا نه وعد (در مختار) وعبارة الجوهرة وان قال طلقي نفسك فقالت انا اطلق لم يقع قياسا واستحسانا (رد المحتار باب تفويض الطلاق ج ۲ص ٦٥٨ ط.س. ج۳ص۳۱۹) ظفير.

ساتھ روانہ کردو، ورنہ طلاق دیتاہوں یہ کہااور بیوی روانہ نہیں کی گئی تو طلاق ہوگئی

(سوال ۶۲۴) زید اپنی سسرال میں واسطے لینے اپنی اہلیہ کے گیا، بعد گفت وشنید بسیار کے اس نے بحالت غصہ اپنی اہلیہ کی نسبت لوگوں سے یہ کہا کہ میری بیوی کو میرے ساتھ روانہ کردو، ورنہ میں طلاق دیتاہوں یا دے دوں گا لو طلاقنامہ لکھوالو، اور یہ الفاظ مختلف مجلسوں میں پندرہ بیس مرتبہ ادا کئے، ان الفاظ کی خبر لوگوں نے ہفتہ عشرہ تک زید کے خسر اور اس کی اہلیہ کو نہیں کی، اور زید کی اہلیہ کو اس کے ہمراہ روانہ نہیں کیا اور وہ بے نیل مرام واپس چلا گیا، اب اس واقعہ کو پندرہ بیس روز کا عرصہ گذر گیا تو زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں، ایک ہوئی یا تین۔

(الجواب) (لفظ ورنہ میں طلاق دیتاہوں) سے بوقت تحقق شرط طلاق واقع ہوجاوے گی، اور "دے دوں گا" میں طلاق واقع نہ ہوگی لا نہ وعد کذافی الشامی (۱) اور لفظ "لو طلاق نامہ لکھوالو" سے بھی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر قائل کو شک ہے کہ "طلاق دیتاہوں" کہا ہے یا "طلاق دے دوں گا" تو صورت شک میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور جس صورت میں طلاق واقع ہوگی ایک طلاق واقع ہوگی، اور متعدد مجلسوں میں نقل کرنے سے اگر غرض اس کی اخبار از طلاق اول ہے تو اس تکرار سے جدید طلاق واقع نہ ہوگی فی الدر المختار علم انه حلف ولم یدر بطلاق او غیرہ لغا کما لو شك اطلق ام لا و لو شك اطلق واحدةً او اکثر بنی علی الا قل الخ . (۲)

طلاق کو امر محال پر معلق کرنے سے طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۶۲۵) زید بالغ کا نکاح ہندہ بالغہ کے ساتھ ہوا، زید نے کسی رنجش سے یہ قسم کھائی کہ جب میں نکاح اپنی زوجہ ہندہ سے کروں تو وہ مجھ پر حرام ہے، لیکن قسم سے طلاق کی نیت نہ تھی بلکہ یہ سمجھتا تھا کہ اس قسم میں شرط لغو ہے نکاح تو ہوچکا، اب ایسی قسم کا اثر نکاح پر نہ ہوگا، البتہ قبل نکاح یہ قسم کھاتا تو ہندہ سے نکاح ہوسکتا، اس صورت میں زید پر ہندہ حرام ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) در مختار باب التعلیق میں ہے وشرط صحته کون الشرط معدوماً علی خطر الوجود فالمحقق کان کان السماء فوقنا تنجیزو المستحیل کان دخل الجمل فی سم الخیاط لغو (در مختار) قوله لغوفلا یقع اصلا لان غرضه منه تحقیق النفی حیث علقه بامر محال وهذا یر جع الی قولهما امکان البرشرط انعقاد الیمین الخ شامی جلد (۳) ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر امر مستحیل پر طلاق کو معلق کرے گا تو وہ لغو ہے، پس صورت مسئولہ میں ظاہر ہے کہ متزوجہ سے جب تک وہ اس کی زوجہ ہے نکاح نہیں ہوسکتا اور منکوحہ محل نکاح نہیں ہے، پس جب کہ یہ کلام لغو ہوا، تو اگر بعد طلاق کے پھر اس سے نکاح کرے گا تب بھی اس پر طلاق واقع نہ ہوگی، پس بحالت موجودہ جب کہ وہ عورت اس کے نکاح میں پہلے سے ہے اس پر بسبب تعلیق مذکور کے طلاق واقع نہ ہوگی۔

---

(۱) دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار للشامی ج. ۲ ص ۶۵۷ ط.س. ج۳ص ۳۱۹. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج. ۲ ص ۶۲۳ ط.س. ج۳ص ۲۸۳. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج. ۲ ص ۶۷۹ ط.س ج۳ص ۳۴۲. ۱۲ ظفیر.

طلاق کو روپیہ دینے پر معلق کیا ہے تو بغیر روپیہ دیئے طلاق نہیں ہوگی

(سوال ۶۲۶) زید کو یہ کہا گیا کہ ہندہ جو تیری منکوحہ ہے اس کو طلاق دے دے ہم تیرا دوسرا نکاح پڑھا دیں گے اور اس قدر روپیہ بھی دیں گے، اس پر زید نے طلاقنامہ بھی لکھ دیا، مگر طرف ثانی سے اب تک کوئی معاہدہ پورا نہیں ہوا نہ روپیہ دیا نہ نکاح کرایا، اور زید نے صرف یہ طلاق نامہ لکھا زبانی طلاق نہیں دی، آیا یہ عورت زید کے گھر میں رہ سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ طلاق نامہ لکھوانا روپیہ دینے پر تھا اور روپیہ نہیں دیا گیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

بیوی سے کہا آٹھ دن تک کھانا کھائے تو تجھ پر طلاق، تین دن بعد بیوی نے کھالیا کیا حکم ہے

(سوال ۶۲۷) ایک شخص نے موجودگی والدہ و ہمشیرہ کے اپنی زوجہ کو غصہ میں یہ کہا اگر تو آٹھ روز تک کھانا کھاوے تو تجھ پر طلاق ہے، زوجہ مذکورہ نے دو تین روز تک کھانا نہ کھایا زوجہ کے بھائی نے باصرار اس کو کھانا کھلا دیا معیاد کے اندر، اور شوہر الفاظ مذکورہ کے کہنے سے انکار کرتا ہے، عورت مذکورہ کہتی ہے کہ بے شک کہے ہیں، تو طلاق ہوئی یا نہیں، بعد چھ ماہ کے زبردستی شوہر زوجہ کو اپنے گھر لے گیا۔

(الجواب) جب کہ شوہر منکر ان الفاظ کے کہنے کا ہے اور دو گواہ عادل و معتبر موجود نہیں ہیں تو قضاءً شوہر کا قول معتبر ہوتا ہے اور طلاق ثابت نہیں ہوتی،[1] لیکن جب کہ عورت کو یقیناً معلوم ہے کہ شوہر نے یہ الفاظ کہے ہیں اور بوجہ متحقق ہونے شرط کے طلاق واقع ہوگئی ہے تو عورت کو حتی الوسع اس سے علیٰحدہ رہنا چاہئے اور مجبوری گناہ شوہر پر ہے،[2] اور چونکہ اس صورت میں موافق بیان زوجہ کے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور عدت کے اندر رجعت نہیں ہوئی جیسا کہ واقعہ سوال سے معلوم ہوتا ہے، تو اب حلال ہونے کی صورت عند اللہ یہ ہے کہ شوہر کو اس پر راضی کیا جاوے کہ تجدید نکاح کر لیا جاوے یعنی دو آدمیوں کے سامنے پھر ایجاب و قبول کر لیں، اور تین چار روپیہ مہر کے مقرر کر لیں۔[3]

جب طلاق دیتے وقت اس کو کسی کام پر معلق نہیں کیا تو بعد میں کہنے سے کچھ نہیں ہوتا طلاق ہوگئی

(سوال ۶۲۸) ہندہ کو اس کے شوہر زید نے اثناء گفتگو میں یہ الفاظ کہے کہ شرک کرنا تمہارا ثابت ہوا، میں نے تجھ کو طلاق دی میں نے تجھ کو طلاق دی، میں نے تجھ کو طلاق دی، بعد چند روز کے عدت پوری نہ ہوئی تھی کہ ہندہ کو اپنے گھر لے جا کر رکھا اور اب تک اس کے پاس ہے، اب ہندہ کہتی ہے کہ میں نے شرک کروانے کی نیت نہیں کی تھی، اور زید کہتا ہے کہ میں نے اسی شرط پر طلاق دی ہے کہ اگر شرک ثابت ہوگا تو میں تجھ کو طلاق دیدوں گا، لہذا شرک ثابت نہیں ہوا، اس وجہ سے میں نے رجوع کر لیا، جائز ہے یا نہ۔

---

(۱) فان اختلفا فی وجود الشرط فالقول له مع الیمین لانکاره الطلاق (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ج. ۲ ص ۶۹۰ ط.س ج۳ ص ۳۵۶) ظفیر. (۲) اذا سمعت المرأة الطلاق ولم تسمع الاستثناء لا یسعها ان تمکنه من الوطؤ (رد المحتار للشامی باب التعلیق ج ۲ ص ۷۰۳ ط.س ج۳ ص ۳۶۹) ظفیر.
(۳) وینکح مبانة بما دون الثلث (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة ج. ۲ ص ۷۳۸ ط.س ج۳ ص ۴۵۹) ظفیر.

(الجواب) اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی، اب بدون حلالہ کے زید کی زوجہ زید کے لئے حلال نہیں ہے، اور رجوع کرنا اور نکاح جدید کرنا اس سے بدون حلالہ کے درست نہیں ہے، کیونکہ زید کے اخیر الفاظ یہ ہیں کہ شرک کرنا تمہارا ثابت ہوا میں نے تجھ کو طلاق دی الخ پس اس میں طلاق کسی شرط پر معلق نہیں کی بلکہ بلا کسی شرط کے طلاق دی ہے، اور صریح الفاظ میں نیت ضروری نہیں ہے اور حالت غصہ میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور حالت جنون ثابت نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے ثلث جدهن جد وهزلهن جد الحديث۔(۱)

زبان سے طلاق دی اور دل میں تعلیق کا ارادہ کیا تو زبان کا اعتبار ہوگا

(سوال ۶۲۹) ایک طالب علم نے آپ کے فتوی کو دیکھ کر یہ شبہ ظاہر کیا ہے کہ سائل نے طلاق دل میں دی ہے زبان سے کچھ نہیں کہا، حالانکہ شوہر نے طلاق کا لفظ تین بار زبان سے کہا، لہذا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے، جب کہ تعلیق طلاق دل میں ہو، زبان سے نہ کہی جاوے اور طلاق زبان سے دی جاوے تو طلاق فی الحال واقع ہو جاتی ہے، صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق یہ امر صحیح ہے کہ اگر تعلیق زبان سے نہ کہی جاوے بلکہ دل میں ہو، اور طلاق زبان سے دی جاوے تو طلاق فی الحال واقع ہو جاتی ہے، احقر نے جو جواب پہلے لکھا تھا وہ غالباً اس وقت اس بناء پر تھا کہ تعلیق یعنی الفاظ شرط اور لفظ طلاق دونوں زبان سے کہے ہیں، کیونکہ پہلا سوال جو یہاں رجسٹر میں منقول ہے اس کے سیاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کے بیان کو سچ خیال کر کے یہ کہا کہ اگر ہندہ کا بیان سچا ہے تو میں نے تین طلاق دے دیا ہے اور پھر وہ بیان غلط ثابت ہوا، تو چونکہ شرط طلاق نہ پائی گئی، اس لئے جواب یہ لکھا گیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، پس اگر واقعہ یہ ہے کہ شوہر نے زبان سے شرط کو ظاہر نہیں کیا، صرف دل میں خیال کیا اور طلاق زبان سے دی کہ اس میں کوئی شرط زبان سے ادا نہیں کی تو طلاق فوراً واقع ہو گئی، كما ذكره في الدر المختار ۔(۲)

یہ کام نہ کرنا ورنہ طلاق دے دوں گا یہ جملہ تعلیق نہیں ہے

(سوال ۶۳۰) زید نے اپنی بیوی سے یہ کہا تم فلاں بات کسی سے نہ کہنا بلکہ کوئی بات گھر کی کسی سے نہ کہنا اور بغیر میرے حکم کے گھر سے باہر قدم نہ رکھنا نہیں تو طلاق دے دوں گا، اور اس کے بعد زید نے اپنی ماں سے یہ کہا میں نے بیوی کو شرطیہ طلاق دے دی، اب زید اس طلاق کو واپس لے کر زوجہ کو ان امور کا اختیار دے دے جن امور سے منع کیا تھا اور جن امور پر طلاق کو معلق کیا تھا، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در حقیقت زید نے جو الفاظ کہے تھے وہ شرطیہ طلاق نہ تھی بلکہ ایک وعدہ اور اظہار ارادہ کا تھا کہ اگر تو فلاں کام کرے گی تو طلاق دے دوں گا، تو اس سے تعلیق طلاق نہیں ہوئی بلکہ یہ وعدہ طلاق کا تھا، (۳) اس کو اختیار

---

(۱) مشكوة باب الطلاق ج ۲ ص ۲۸٤ ط.س ج۳ص۲٤۷ ۱۲ ظفير

(۲) صريحه مالم يستعمل الا فيه الخ يقع بها اى بهذه الا لفاظ وما بمعنا ها من الصريح الخ واحدة رجعية الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الصريح ج ۲ص۵۹۰ ط.س ج۳ ص۲٤۷) ظفير

(۳) انا اطلق نفسى لم يقع لا نه وعد (در مختار) وعبارة الجوهرة وان قال طلقى نفسك فقالت انا اطلق لم يقع قيا سا واستحسانا (رد المحتار باب تفويض الطلاق ج ۲ ص ٦٥٨ ط.س ج۳ص۳۱۹) ظفير

تھا کہ اگر اس کی زوجہ ان کاموں سے کوئی کام کرتی ہے تو چاہے وہ طلاق دیتا یا نہ دیتا یعنی اس وعدہ کا ایفاء کرتا یا نہ کرتا، لیکن جب کہ اس نے اپنی ماں سے یہ کہا کہ میں نے شرطیہ طلاق دے دی تو یہ شرطیہ طلاق ہو گئی۔(۱)

جب شرط نہیں پائی گئی تو طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال ۶۳۱) زید، بکر، عمر، خالد ہر چہار چار سیر دانہ گندم میں شریک ہیں، عمر اور بکر نے کچھ دانہ گندم فروخت کر کے ضروری معاش میں خرچ کر دیا اور زید نے بھی کچھ خرچ کئے، نیم پاؤ قدر دانہ گندم بورہ گیا وہ خالد نے جب دیکھا تو دل میں کہا کہ میرا حصہ بھی تھا، مگر خالد ہر چہار میں کمزور طالب علم تھا، اس نے نیم پاؤ کو بیچ کر مٹی لے کر چار جات رنگ کر دیئے، زید نے کہا کہ دانہ کہاں خرچ ہوا، ہر ایک منکر ہوا، اس نے کہا سب طلاق اضافی سے کہو تو ہر ایک نے طلاق اضافی سے کہا جب خالد کی باری آئی تو اس نے نیت میں یہ ارادہ کیا کہ میں بھی حصہ دار شریک ہوں چور نہیں ہوں۔ اس نے کہا میں چور نہیں ہوں اگر چوری کی ہو تو جب میں نکاح کروں تو میرے پر وہ عورت طلاق ہے، اس صورت میں خالد پر طلاق اضافی عائد ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں خالد پر طلاق اضافی عائد نہ ہو گی، کیونکہ درحقیقت وہ چور نہیں ہے اور اس امر میں وہ صادق ہے کہ میں چور نہیں ہوں، پس یہ شرط کہ اگر چوری کی ہو الخ اس پر عائد نہیں ہوتی۔

کابین نامہ میں ہے کہ اگر جبراً کہیں لے جاؤں گا تو آپ کو علاقہ زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہو گا کیا حکم ہے۔

(سوال ۶۳۲) کابین نامہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ آپ کو حسب دلخواہ جگہ میں رکھوں گا، اور جبراً کہیں نہیں لے جاؤں گا، اگر لے جاؤں گا تو آپ کو علاقہ زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہو گا، اب شوہر عورت کو غیر مرضی کی جگہ میں لے جانا چاہتا ہے جس کو عورت ناپسند کرتی ہے، اس صورت میں عورت کو طلاق کا اختیار ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں عورت کو طلاق بائن لینے کا حق حاصل ہو گا کما هو حكم التعليق من انه تنحل اليمين بعد وجود الشرط۔(۲) درمختار۔

تم نہیں جاؤ گی تو طلاق دے دوں گا کہنا وعدہ ہے تعلیق نہیں

(سوال ۶۳۳) اصغر علی سکینہ بی بی سے شادی کر کے سسرال میں رہتا تھا، بعد بیمار ہو کر آپس میں صلح کر کے گھر میں آیا اور دس ماہ تک بدستور میاں بی بی رہے، بعد اس کی زیادہ بیمار ہو کر برائے علاج بنگالہ چلا گیا، اور آپس میں خطوط بھی جاری رہے، اب اس کی غیوبت میں سکینہ بی بی نے طلاق کی دعوے دار ہوئی، باحضار مجلس روبرو دو پیش امام صاحبان اس طرح دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے میرے والد سے لڑائی کے وقت مجھ کو کہا تھا تم میرے ساتھ جاؤ گی یا نہیں، سکینہ بولی میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی، بعد تکرار مجھ کو تین طلاق دے دیا تھا سکینہ کی خالہ اور

(۱) صريحه الخ يقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعناها من الصريح الخ واحدة رجعية (رد المحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س ج۳ ص ۲۴۷) ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۹۰ ط.س ج۳ ص۳۵۲ ۱۲ ظفير.

خالہ کی بیٹی اور داماد گواہ موجود ہیں، ان گواہوں نے بعینہ تین طلاق کی گواہی دی، اس بناپر مولوی صاحب نے تین طلاق کا حکم کیا، بعد اس کے اصغر علی نے واپس آکر زوجہ کے مطلقہ ہونے کا شہرہ سنا، اور اصغر علی نے چند لوگوں کے سامنے بقسم کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق نہیں دی، ہاں بوقت فساد اتنا کہا تھا کہ تم میرے ساتھ نہ جاؤ گی تو تم کو طلاق دے دوں گا، اور بی بی سے بھی پوچھا گیا وہ بھی یہی کہتی ہے کہ ہم کو ساتھ جانے کو بلایا تھا، ہم نے انکار کیا، تب اس نے کہا کہ اگر نہ جاؤ گی تو طلاق دوں گا۔

اس حالت میں پیش امام مذکور نے گواہوں سے پوچھا کہ تم لوگوں نے پہلی مرتبہ تین طلاق دینے کی گواہی دی تھی، اب کیوں جھوٹ بولتے ہو، گواہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگوں کو سکینہ بی بی کے ایک رشتہ دار نے یہ کہا کہ تم تین طلاق دینا بیان کرنا، اس رشتہ دار سے دریافت کیا وہ بھی اقرار کرتا ہے کہ میں نے بغرض دوسری شادی کرنے کے ایسا کہا تھا، صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اصغر علی نے جو الفاظ بیان کئے ہیں کہ تم میرے ساتھ نہ جاؤ گی تو تم کو طلاق دوں گا، ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ اس میں وعدہ طلاق کا ہے۔ ایقاع طلاق نہیں ہے اور وعدہ طلاق سے طلاق نہیں پڑتی کما صرح به الفقهاء(۱) اور طلاق کے گواہوں نے جب کہ اپنے بیان کی تغلیط کی اور ان ہی الفاظ کا اقرار کیا جو شوہر نے بیان کیا تو ان کی گواہی غیر معتبر اور ساقط ہوگئی، البتہ قضاء قاضی کے بعد گواہوں کا رجوع مبطل حکم طلاق نہیں ہے۔ مگر مولوی صاحب جنہوں نے حکم طلاق کیا نہ قاضی ہیں نہ محکم فان رجعا قبل الحکم بها سقطت الخ وبعده لم يفسخ الحكم مطلقاً لترجحه بالقضاء الخ۔(۲) در مختار۔ الحاصل صورت مذکورہ میں تین طلاق ثابت نہیں ہوئی، سکینہ بی بی بدستور اصغر علی کی زوجہ ہے۔

تعلیق غیر متعین کی صورت میں بوقت موت طلاق واقع ہوگی

(سوال ٦٣٤) ایک شخص اور اس کی زوجہ میں جھگڑا ہوا، شوہر نے زوجہ کی ہمراہی عورتوں سے یہ کہا کہ اگر میں تم کو جہلم تک نہ پہنچادوں تو میری عورت پر تین طلاق ہیں، تعلیق غیر متعین کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں تعلیق بالطلاق ہوگئی، اگر شوہر شرط کو پورا نہ کرے گا یعنی جہلم تک ان عورتوں کو نہ پہنچاوے گا تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جائیں گی، مگر چونکہ وقت اس کا متعین نہیں کیا، اس لئے آخر عمر تک انتظار کیا جاوے گا، بوقت موت تین طلاق واقع ہوں گی، قال في الشامي بخلاف ماإذا كان شرط الحنث امراً عدمياً مثل ان لمن اكلم زيداً او ان لم ادخل فانها لا تبطل بفوت المحل بل يتحقق به الحنث للياس من شرط البرو هذا اذا لم يكن شرط البر مستحيلاً الخ۔(۳)

(۱) انا اطلق نفسي لم يقع لا نها وعد (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التفويض ج ۲ ص ٦٥٧ ط. س. ج۳ ص ۳۱۹) ظفیر
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرجوع عن الشهادة ج ٤ ص ٥٤٩ ظفیر
(۳) دیکھئے رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ٦٥٨ مطلب في مسئلة الكوز. ط. س. ج۳ ص ۳٤۹ ظفیر

تعلیق میں شرائط کے وجود سے طلاق ہو جاتا ہے

(سوال ٦٣٥) ایک شخص نے موافق رسم قبیلہ کے وقت نکاح کے یہ لکھ دیا کہ اگر میں زوجہ کو گھر سے نکالوں یا سخت گالیاں دوں یا ماروں یا نفقہ میں تنگی کروں تو میری طرف سے اس عورت کو تین طلاق ہیں، مجمع عام میں ان شرائط کا اقرار کیا، بعد نکاح کے امور مذکورہ میں سے کوئی امر وقوع میں آ گیا تو موافق شرط کے اس زوجہ پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اگر نکاح سے پہلے یہ شرط لکھی ہے تو وہ لغو ہے اس کا کچھ اثر بعد نکاح کے نہ ہوگا جیسا کہ کتب فقہ میں ہے شرطه الملك حقيقةً او الا ضافة اليه در مختار۔(۱) اور اگر بعد نکاح کے یہ شرط لکھی ہیں تو بوقت وجود شرط تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاویں گی۔

اگر اتنے دن خرچہ نہ دوں تو حق شوہری نہیں طلاق کی نیت سے کوئی کہے تو شرط پائے جانے کی صورت میں طلاق واقع ہوگی

(سوال ٦٣٦) شوہر اور زوجہ میں تکرار ہوا، بعدہ شوہر نے یہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ میں اگر چھ ماہ تک خرچ نہ دوں تو اس عورت پر میرا خاوندی کا حق نہیں بلکہ یہ اپنی خوشی سے جہاں جی چاہے نکاح کر لے، اس صورت میں کیا حکم ہے، آیا عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر شوہر نے یہ الفاظ کہ اس عورت پر میرا خاوندی کا حق نہیں ہے بہ نیت طلاق کہے ہیں تو در صورت پائے جانے شرط طلاق کے اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔(۲) عدت کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

طلاق کو مہر کی معافی کی شرط پر معلق کیا تو جب تک مہر معاف نہ کرے گی طلاق واقع نہیں ہوگی

(سوال ٦٣٧) زوجہ کا اپنے شوہر سے یہ معاہدہ ہوا کہ شوہر مجھ کو طلاق دے دے اور میں مہر معاف کر دوں، چنانچہ شوہر نے بدیں الفاظ طلاق دی کہ اگر زوجہ نے مہر معاف کر دیا، تو میری طرف سے طلاق ہے لیکن زوجہ بعد حصول طلاق فیصلہ مذکور کی پابند نہ رہی اور مہر کا دعویٰ قائم کر دیا، چونکہ شوہر نے طلاق باشرط دی تھی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ طلاق معلق تھی زوجہ کی طرف سے مہر معاف ہونے پر تو اگر زوجہ نے مہر معاف نہیں کیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی، هذا حكم التعليقات كذا فى المعتبرات۔(۳)

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ٦٨٠ ط.س. ج۳ ص ٣٤٤. ۱۲ ظفير.
(۲) وتنحل اليمين اذا وجد الشرط مرة (ايضا ج ۲ ص ٦٨٨ ط.س. ج۳ ص ٣٥٢) ظفير.
(۳) وتنحل اليمين اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ٦٨٨ ط.س. ج۳ ص ٣٥٢) ظفير.

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال ۶۳۸) زید اور اس کی منکوحہ میں کچھ تکرار ہو رہی تھی، اس کی زوجہ نے مغلوب الغضب ہو کر گھر سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا، چونکہ دن کا وقت تھا بے پردگی اور رسوائی کا سبب تھا، زید نے غصہ میں آ کر اپنی زوجہ سے کہا کہ یاد رکھ جیسے ہی گھر سے باہر نکلی تجھ کو طلاق ہے، اس کی زوجہ ڈر گئی، اور اپنے اس قصد سے باز رہی رات کو پھر کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی اور اب زید مغلوب الغضب ہو کر زوجہ کو دھمکانے کی غرض سے باہر چلا، اس وقت چونکہ بے پردگی وغیرہ کا کچھ احتمال بھی نہ تھا اور یہ خیال کر کے کہ زید کہیں چلا نہ جاوے، اس کی زوجہ بھی ساتھ ہولی، بعد دہلیز باہر نکل آئی، اس صورت میں اس پر طلاق ہوئی یا نہ۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی کما ھو مذکور فی کتب الفقه فی یمین الفور۔(۱)

اگر قرآن نہ پڑھے گی تو طلاق دے دوں گا کہا تو نہ طلاق دینا لازم نہ کفارہ

(سوال ۶۳۹) زید نے اپنی زوجہ سے تہدیداً قسم کھا کر کہا کہ تو قرآن شریف نہ پڑھے گی تو میں تجھ کو طلاق دے دوں گا، اب اس کی زوجہ نے کچھ پارے قرآن پاک کے ختم کئے۔ اور ابھی گاہ بگاہ قرآن پاک کا سبق پڑھتی بھی ہے، در صورت نہ ختم ہونے قرآن شریف کے زید کو طلاق دینا لازم آوے گا یا قسم کا کفارہ۔

(الجواب) اس صورت میں نہ طلاق دینا لازم ہے اور نہ کفارہ قسم واجب ہے۔

اگر لکھا کہ اتنے دن نفقہ نہ دوں تو اس کے بعد تم مطلقہ بسہ طلاق ہو کر شادی کر سکو گی کیا حکم ہے

(سوال ۶۴۰) ایک شخص نے اپنی بیوی کو لکھ دیا کہ اگر میں تمہارا نفقہ شش ماہ نہ دوں یا بے اجازت تمہاری دوسری شادی کروں تو تم باختیار خود مطلقہ بسہ طلاق ہو کر بعد عدت دوسری شادی کر سکو گی، بعدہ شوہر سے بعض افعال صادر ہوئے اور زوجہ معلوم ہوئے پر خاموش رہی، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) اختیار کے لفظ میں عدم تبدیل مجلس شرط ہے، اگر مجلس بدل گئی اختیار ساقط ہے کذا فی الدر المختار (۲)

اگر اس صحن میں روزہ رکھوں تو بیوی پر طلاق یہ کہا تو دوسری جگہ رہ کر روزہ رکھے

(سوال ۶۴۱) میں نے غصہ کی حالت میں روزہ کے بارے میں یہ کہا کہ جو کوئی اس صحن میں روزہ رکھے گا اس پر زن طلاق ہے، یہ جملہ میں نے اپنے حق میں کہا ہے، اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے روزہ رکھوں یا نہ رکھوں، روزہ رکھنے سے نکاح میں کچھ نقصان آوے گا یا نہیں۔

(الجواب) یہ تو ظاہر ہے کہ روزہ رمضان شریف کے رکھنے چاہئیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ موافق شرط کے روزہ رکھنے سے طلاق پڑ جاوے گی، پس اس طرح کرنا چاہئے کہ اس صحن میں روزہ نہ رکھے جاویں، یعنی روزہ کہیں اور

(۱) وشرط للحنث فی قوله ان خرجت مثلاً فانت طالق لمرید الخروج فعله فوراً لان قصده المنع عن ذلک الفعل عرفاً و مدار الایمان علیه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب یمین الفور ج ۳ ص ۱۱۵ ط.س. ج۳ ص ۷۶۱) ظفیر

(۲) فلها ان تطلق فی مجلس علمها به الخ لا تطلق بعده ای المجلس (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التفویض ج ۲ ص ۶۵۵ ط.س. ج۳ ص ۳۱۵) ظفیر

جاکراور رہ کر رکھنا چاہئے، بحالت روزہ اس صحن میں جس کی نسبت شرط کی ہے نہ جاوے۔

میری بیوی کو فلاں تاریخ تک نہ بھیجو گے تو طلاق ہو جائے گی یہ جملہ لکھا کیا حکم ہے

(سوال ۶۴۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کے باپ کو خط لکھا کہ میری عورت فلاں تاریخ تک میرے پاس بھیج دو تو بہتر ورنہ طلاق ہو جائے گی، یعنی مطلقہ سمجھی جائے گی، عورت کے باپ نے خوشامد کر کے شوہر کو راضی کر لیا کہ تاریخ مذکور تک تمہاری زوجہ نہیں آسکتی بعد میں بھیجوں گا اس صورت میں عورت مطلقہ ہو گی یا نہ۔

(الجواب) اس صورت میں اگر اس عورت کا باپ تاریخ معین پر اس عورت کو خاوند کے پاس نہ بھیجے گا عورت مطلقہ ہو جاوے گی، بوجہ تحقق شرط طلاق کے، (۱) مرد کا راضی ہو جانا اس تعلیق سابق کو باطل نہیں کرتا۔ (۲)

بیوی سے کہا صورت دکھاؤ گی تو یہی طلاق ہے کیا حکم ہے

(سوال ۶۴۳) ایک شخص نے حالت ناراضی اپنی زوجہ کو کہا کہ ابھی میرے مکان سے چلی جاؤ، اگر صورت دکھاؤ گی تو یہی طلاق ہے ایسا کہنے سے رجعی واقع ہو گی یا بائن، طلاق بائن میں تجدید نکاح کی ضرورت ہوتی ہے یا حلالہ کی۔

(الجواب) اس لفظ سے کہ ابھی میرے مکان سے چلی جا اگر نیت طلاق کی ہے طلاق بائنہ واقع ہو گی، (۱) اور اگر ان الفاظ سے کہ اگر صورت دکھاؤ گی تو یہی طلاق ہے، اگر زوجہ نے اس کے بعد صورت دکھائی طلاق رجعی واقع ہو گی۔ (۲) اور اگر پہلے لفظ میں نیت طلاق تھی جس کی وجہ سے طلاق بائنہ واقع ہوئی تو دوسرے لفظ سے بھی طلاق بائنہ ہو گی، اس صورت میں دو طلاق بائنہ واقع ہو گی، اس میں تجدید نکاح کی ضرورت ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

اگر اس احاطہ میں بود وباش کروں تو میری بیوی پر طلاق یہ کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۴۴) ماقول العلماء الذین وارث الانبیاء ایدھم اللہ تعالیٰ بمزید الاتقاء والبقاء کہ ایک شخص بتنازع والدین کہتا ہے کہ اگر میں اس احاطہ میں سکونت کروں جس میں آپ رہتے ہیں تو میری منکوحہ مجھ پر سہ طلاق ہے، اب معروض تحریر امر ہے کہ آیا وہ اس میں بود وباش کرے حانث ہو گا یا مطلقاً خواہ اس میں اقامت کرے خواہ عبادت کے طور پر داخل ہو تو حانث ہو جاوے گا، علاوہ ازیں قائل قول معروض بالا خدمت والا میں بیان کرتا ہے کہ میں نے عند التلفظ بود وباش کا قصد کیا تھا یعنی میرا یہ ارادہ تھا کہ اگر میں یہاں رہوں تو میری بیوی پر تین طلاق ہیں ورنہ نہیں، چنانچہ حالف نے اسی احاطہ میں سے ایک مکان کا دروازہ جو اسی احاطہ کے اندر کی طرف تھا وہ بند کر کے اس کا دوسرا دروازہ دوسرے احاطہ میں نکال کر مقیم ہے تو کیا اب حانث ہوا یا نہیں؟

(الجواب) بود وباش کرنے سے حانث ہو گا صرف داخل ہونے سے نہیں، مکان چونکہ اس احاطہ میں ہے جس میں داخل ہونے کی قسم کھائی ہے، اس لئے اس میں سکونت کرنے سے حانث ہو جائے گا، اگرچہ دروازہ بدل دیا ہے۔

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة او دلالة الحال الخ فنحو اخرجي واذهبي وقومي الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکنایات ج ۲ ص ۶۳۵ ط.س ج۳ ص ۲۹۶) ظفیر

(۲) وتنحل الیمین اذا وجد الشرط (ایضاً باب التعلیق ج ۲ ص ۶۸۸ ط.س ج۳ ص ۳۵۳) ظفیر

فلاں سے بات کروں تو میری بیوی نکاح سے باہر ہو جائے اور بغیر حلالہ نکاح میں نہ آوے تعلیق ہے

(سوال ٦٤٥) ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں نے جھوٹی قسم کھائی یا فلاں شخص سے کلام کی تو میری زوجہ نکاح سے باہر ہو جاوے اور بغیر حلالہ کے میرے نکاح میں نہ آوے بوقت تحقق شرط کے کون سی طلاق واقع ہوگی، اور اگر دوبارہ شرط پائی جاوے تو پھر بھی طلاق واقع ہوگی یا نہ؟

(الجواب) اگر شرط پائی گئی تو طلاق مغلظہ واقع ہوگی اور حلالہ کے بعد اگر شوہر اول کے نکاح میں وہ مطلقہ آوے گی اور دوبارہ شرط پائی جاوے تو دوبارہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ اوقال نویت البینونة الکبری الخ (در مختار وفی الدر المختار باب التعلیق وفیها کلها تنحل الیمین الخ اذا وجد الشرط مرةً الخ لا فی کلما الخ فلا یقع ان نکحها بعد زوج آخر الخ۔(۱)

یہ کہنا میں جتنی شادی کروں گا تین طلاق

(سوال ٦٤٦) چند آدمی طلاق کی گفتگو کر رہے تھے، ایک شخص نے کہا کہ میں جتنی شادی کروں گا تین طلاق، اس صورت میں وہ شخص اگر شادی کرے گا تو کیا اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوں گی تو اس کو کہتے وقت یہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔

(الجواب) اس طرح کہنے سے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے واقعی جب وہ نکاح کرے گا تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاویں گی، کیونکہ ذکر اسی مسئلہ کا تھا، اور تذکرہ منکوحہ پر طلاق واقع ہونے کا تھا یہی مراد قائل کی سمجھی جاوے گی اور جہل عذر نہیں ہے۔(۲)

یہ کہنا کہ میں اپنے چچا سے جبراً نہ لوں تو میری بیوی کو تین طلاق

(سوال ٦٤٧) ایک شخص نے اپنے چچا کو کہا کہ اگر میں پچاس روپیہ جو میرے تم پر ہیں جبراً نہ لوں تو میری زوجہ بسہ طلاق حرام ہے، اب اگر یہ چچا مرضی سے روپیہ دے دے تو کیا حکم ہے اور اگر مرضی سے نہ دے اور وہ جبراً نہ لے سکے تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) اگر چچا رضاء سے روپیہ دے دے تو یمین ساقط ہوئی، وہ شخص حانث نہ ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، وکذ الو حلف ان یجرہ الی باب القاضی ویحلفه فاعترف الخصم او ظهر شهود سقط الیمین لتقیده من جهة المعنی بحال انکاره در مختار۔(۳) اور اگر وہ رضاء سے نہ دے اور یہ جبراً وصول نہ کر سکے تو چونکہ یمین مطلقہ ہے، اس لئے آخر حیات میں حانث ہوگا اور اس کی زوجہ مطلقہ ہوگی، اگر وہ اس وقت تک

(۱) الدر المختار علی هامش ردا لمحتار ج ۲ ص ٦٨٨ ط س ج۳ ص ۳۵۲ ۱۲ ظفیر۔
(۲) اولا ضافة الیه کان نکحت امرأة او ان نکحت امرأة وکذا کل امرأة ویکفی معنی الشرط الا فی المعینة باسم او نسب او اشارة فلو قال المرأة التی اتزوجها طالق تطلق بتزوجها (در مختار باب التعلیق ج ۲ ص ٦٨٠ ط س ج۳ ص ۳٤٤)
(۳) الدر المحتار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب حلف لا یفارقنی ج۳ ص ١٤٦ ط س ج۳ ص۷۹۷ ظفیر۔

زندہ رہی، كذا في الدر المختار والشامي۔(۱)

نابالغ شوہر کا اقرار معتبر نہیں

(سوال ۶۴۸) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص کے لڑکے سے اس اقرار پر کیا کہ اتنی مدت تک لڑکا بلا اجازت کہیں نہ جاوے ورنہ بلا طلاق زوجہ اس پر حرام، لڑکے نے یہ اقرار لکھ دیا، اور پھر خلاف شرط بلا اجازت بھاگ گیا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) نابالغ کا اقرار اور عہد کچھ معتبر نہیں ہے، اس صورت میں اس لڑکے کے بھاگ جانے سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور شرط لغو ہے۔

اگر کہا کہ فلاں کے سواء دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق اس صورت میں کیا حیلہ کرے

(سوال ۶۴۹) خالد نے کہا کہ اگر میں سلمہ کے سوا دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو اب کس حیلہ سے نکاح کر سکتا ہے؟

(الجواب) اس صورت میں طلاق اس منکوحہ پر واقع ہو جاوے گی اور حیلہ اس کا فقہاء نے نکاح بذریعہ فضولی کے لکھا ہے فلیراجع۔(۲)

تعلیق ایک مرتبہ میں ختم ہو جاتی ہے دوبارہ نکاح میں طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۶۵۰) عمر نے قسم کھائی کہ میں زبیدہ سے نکاح نہ کروں گا اگر کروں تو زبیدہ کو طلاق ہے، اب اگر ایک مرتبہ نکاح میں لاوے گا تو طلاق پڑ جاوے گی، پھر دوبارہ نکاح میں لا سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ قسم ایک دفعہ میں ختم ہو جاوے گی، دوبارہ نکاح زبیدہ سے کر سکتا ہے وفيها كلها تنحل اى تبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة الخ(۳)

یہ کہا مہر کے بدلہ اپنی بیوی کو حرام کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۶۵۱) شخصے در غیبت زوجہ خود گفت کہ نفس مسماۃ فلانہ کہ زوجہ من است در بدل مہر کہ بذمہ من واجب بیک طلاق بائن حرام کردم و مطلقہ گردانیدم، زوجہ مذکور شنیدہ گفت کہ ہر گز شوہر خود را از مہر خود بری الذمہ نمی کنم

(۱) حلف ليا تينه فهو ان ياتي منزله او حانوته لقيه ام لا فلو لم ياته حتى مات احد هما حنث في آخر حياته وكذا كل يمين مطلقة (در مختار اى لا خصوصية للاتيان بل كل فعل حلف ان يفعله في المستقبل واطلقه ولم يقيده بوقت لم يحنث حتى يقع الياس عن البر الخ وتحقق الياس عن البر يكون بفوت احد هما (ر دالمحتار كتاب الايمان مطلب حلف لا يخرج الى مكه ج ۳ ص ۱۱۱ .ط.س. ج۳ص۷۵۷) ظفير

(۲) والحيلة فيه ما في البحر من انه يزوجه فضولي ويجيز با لفعل كسوق الواجب اليها (رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۸۱ ط.س. ج۳ص۳۴۵) حلف لا يتزوج فزوجه فضولي فاجاز بالقول حنث وبالفعل لا يحنث به يفتى خانيه وكل امراة تد خل في نكاحي فكذا فاجاز نكاح فضولي بالفعل لا يحنث (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الايمان مطلب كل امراة تد خل في نكاحي ج ۳ ص ۱۸۸ ط.س. ج۳ص۸۳۶) ظفير. (۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۸۸ .ط.س. ج۳ص۳۵۲) ظفير

دریں صورت طلاق شود یانہ۔

(الجواب) کما لو قال طلقتك علی الف درهم لا یقع مالم تقبل(۱) شامی، پس معلوم شد کہ دریں صورت طلاق واقع نہ شود۔

اگر تمہاری چیز لی ہو تو طلاق

(سوال ۶۵۲) زید عمر کے یہاں سے حقیقتاً ایک بیش قیمت چیز اٹھالایا، عمر نے زید سے کہا کہ کہو اگر میں نے تمہاری چیز لی ہو تو میری زوجہ پر طلاق ہے، زید نے کہا اگر تمہاری چیز لی ہو تو طلاق، یہ الفاظ جبراً بلا نیت زید نے کہے تو طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اگر یہ لفظ کہ "اگر تمہاری چیز لی ہو تو طلاق" کسی دوسری عورت کا خیال کر کے زید نے کہا تھا اپنی زوجہ کا دل میں خیال نہ تھا اور اس کی طرف نسبت کرنا طلاق کا نیت میں نہ تھا تو زید کی زوجہ پر طلاق کسی قسم کی واقع نہیں ہوئی۔(۲)

اگر علیحدہ نہ کروں تو میری بیوی کو طلاق ایک ماہ بعد علیحدہ کر لیا کیا حکم ہے

(سوال ۶۵۳) ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو کہا کہ تم شرکت میں کام اچھا نہیں کرتے، اگر میں تم سے مال علیحدہ نہ کروں تو میری زوجہ مطلقہ ہے، اس کے ایک ماہ بعد مال علیحدہ کیا، اس پر بعض علماء نے کہا کہ طلاق واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اب اس صورت میں کس کا قول صحیح ہے۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، اس صورت میں عدم وقوع طلاق کا فتویٰ صحیح ہے۔(۳) (اس لئے کہ اس نے مال علیحدہ کر لیا لہذا طلاق کی شرط پائی نہیں گئی۔ ظفیر)

قبل نکاح کی تعلیق لغو ہے

(سوال ۶۵۴) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کر دیا اس شرط پر کہ اگر بکر زید کے مکان پر رہ کر امداد کاروبار میں نہ کرے تو ہندہ پر طلاق ہے اب اگر بکر عہد شکنی کرے تو یہ عہد شکنی طلاق سمجھی جاوے گی یا نہیں۔

(الجواب) اگر قبل از نکاح زید نے بکر سے تحریراً و تقریراً تعلیق مذکور کرائی تھی تو وہ لغو ہے، طلاق واقع نہ ہوگی. فلغا قوله لا جنبية ان زرت زيدا فانت طالق فنكحها فزارت الخ(۴) (در مختار) اور اگر بعد از نکاح بکر نے یہ شرط کی ہے تو در صورت پورا نہ کرنے شرط کے ہندہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی۔ شرطه الملك كقوله المنكوحة او معتدته ان ذهبت فانت طالق او الا ضافة اليه الخ (۵) (در مختار)

(۱) رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۶۸ ط س ج۳ ص ۴۴۲ ظفیر
(۲) ویؤیده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق. (۵) رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۱ ط س ج۳ ص ۲۴۸ ظفیر (۳) واذا اضافه الی الشرط (هدایه ج ۲ ص ۳۶۴ باب الایمان فی الطلاق) ظفیر
(۴) دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۶۸۱ ط س ج۳ ص ۳۴۵. ۱۲ ظفیر
(۵) ایضا ج ۲ ص ۶۸۰ ط س ج۳ ص ۳۴۴ ۱۲ ظفیر

امید وفا پر طلاق کی تعلیق

(سوال ٦٥٥) ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں نے فلاں شخص سے کسی قسم کی امید وفا نہیں رکھی، اگر رکھی ہو تو میری زوجہ پر طلاق ہے، دو مرتبہ یہی الفاظ کہے اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) قسم کھانے والے سے دریافت کرنا چاہئے کہ امید وفاء کی اس کو تھی یا نہیں اگر تھی تو دو دفعہ میں دو طلاق رجعی واقع ہوئی اور اگر امید وفانہ تھی۔ تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۱)

بلا اجازت جانے پر طلاق کی تعلیق اور اس کا حکم

(سوال ٦٥٦) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ اگر تو بلا اجازت اپنے باپ کے گھر گئی تو تجھ کو طلاق ہے، چنانچہ زوجہ بلا اجازت چلی گئی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں شرعاً طلاق واقع ہو گئی کذا فی الدر المختار (۲) اور طلاق رجعی ہوئی عدت کے اندر رجعت بلا نکاح جائز ہے اور بعد عدت کے نکاح بلا حلالہ صحیح ہوگا۔(۳)

یہ کہنا کہ جب میں نکاح کروں طلاق مغلظہ

(سوال ٦٥٧) ایک شخص بیگانی عورت کو اغواء کر کے لے گیا، اس سے کسی عالم نے یوں طلاق دلائی کہ یہ عورت جب میں نکاح کروں اور جس حیلہ سے کر کے دی جائے اور جب حیلہ کیا جائے تو مجھ پر یہ عورت طلاق مغلظہ ہے، اب کوئی صورت جواز نکاح کی ہو سکتی ہے یا کیا؟

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق قال فی الدر المختار کل امرأة تدخل فی نکاحی الخ فکذا فاجاز نکاح فضولی بالفعل لا یحنث الخ و مثله ان تزوجت امرأة بنفسی او بوکیل او فضولی او دخلت فی نکاحی بوجه ما الخ وانما ینسد باب فضولی لو زاد واجزت نکاح فضولی ولو بالفعل فلا مخلص له الخ (۴) وقال الشامی وقال الفقیه ابو جعفر وصاحب الفصول حیلته ان یزوجه فضولی بلاامر هما فیجیزه هو فیحنث قبل اجازة المرأة لا الی جزاء لعدم الملك ثم تجیزه هی فاجاز تها لاتعمل فیجدد ان العقد فیجوز اذا لیمین انعقدت علی تزوج واحد الخ شامی.(۵)

تحقق شرط کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی

(سوال ٦٥٨) عبدالرحمٰن کا عبدالرزاق کی بیٹی کے ساتھ نکاح ہوا، قبل از ایجاب و قبول یا بعد ازاں عبدالرزاق نے اپنے داماد عبدالرحمٰن سے کہا کہ اگر تو اس شہر سے منتقل ہو کر کسی اور شہر میں گیا (یعنی مع اہل و عیال برائے

---

(۱) فاذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ٤٤٠ ط.س ج۱ ص ٤٢٠) ظفیر.

(۲) وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرة الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ٦٩٠ ط.س ج۳ ص ٣٥٢) ظفیر.

(۳) واذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یرا جعها فی عدتها رضیت بذلك او لم ترض الخ (هدایه ج ۲ ص ٣٧٣) ظفیر.

(٤) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب کل امرأة تد خل فی نکاحی ج ۳ ص ۱۸۹ ط.س ج۳ ص ٨٤٦.١٢ ظفیر.

(٥) رد المحتار کتاب الایمان مطلب ایضاً ج ۳ ص ۱۸۹ ط.س ج۳ ص ٨٤٧.١٢ ظفیر.

سلونت کلیہ) تو میں اپنی لڑکی کو تمہارے ساتھ نہ جانے دوں گا، سو معاہی عبد الرحمن نے اقرار کیا کہ ہاں اگر میں منتقل ہوا تو ہمارا تمہاری لڑکی یعنی اپنی زوجہ سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رہا، یا اگر میں نے ایسا کیا تو ہماری زوجہ مجھ پر حرام، یا اس کو طلاق، یا اپنی زوجہ سے خطاب کر کے کہا کہ اگر تم کو میں مثلاً لاہور سے ملتان میں رہنے کو لے گیا تو ہمارا تمہارا کوئی تعلق نہ رہا، یا تو مجھ پر حرام، یا تجھے طلاق، تو بوقت ایجاب شرط مذکورہ اس کی منکوحہ مطلقہ ہو جاوے گی یا نہیں۔

(الجواب) طلاق معلق بالشرط بوقت تحقق شرط واقع ہو جاتی ہے، پس اگر طلاق صریح کو معلق کیا تھا تو بلا نیت بعد تحقق شرط واقع ہو جاتی ہے، اور اگر بلفظ کنایہ تعلیق کی ہے تو اگر نیت طلاق سے وہ الفاظ کہے ہیں تو بعد تحقق شرط طلاق واقع ہو جاتی ہے در مختار میں ہے وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً لکن ان وجد فی الملك طلقت[1] الخ وفی باب الکنایات منه ففی حالة الرضا تتوقف الا قسام الثلثة علی نیة الخ۔(۲)

کہا کہ پچاس روپیہ دے کر ایسا نہ کروں تو میری بیوی پر طلاق اور دیا صرف بیس روپے کیا حکم ہے

(سوال ۶۵۹) فتو شاہ اور کرم شاہ دونوں شادی شدہ ہیں، دونوں نے لڑکیوں کے والدین کو یہ شرط تحریر کر دی کہ اگر ہم ۳۰ / ماہ بیساکھ کو مبلغ پچاس روپیہ دے کر اپنی زوجات کو اپنے گھر نہ لے جائیں یعنی اگر پچاس روپیہ ادا نہ کریں اور تاریخ پر نہ آئیں تو ہماری زوجات تین طلاق کے ساتھ ہمارے نفس پر حرام ہیں۔

اب فتو شاہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوا مگر نقدی صرف بیس روپے لایا اور کرم شاہ حاضر نہ ہوا، اس صورت میں فتو شاہ اور کرم شاہ کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ شرط طلاق کی پائی گئی طلاق واقع ہو گئی، کیونکہ طلاق معلق بوقت تحقق شرط واقع ہو جاتی ہے، پس جب کہ پچاس روپیہ اس تاریخ معین پر دونوں نے ادا نہ کئے اور ایک حاضر بھی نہیں ہوا تو دونوں کی عورتوں پر تین تین طلاق واقع ہو گئی۔(۳)

جس جگہ جانے پر طلاق کو معلق کیا تھا وہاں کسی طرح بھی جانے سے طلاق واقع ہو جائے گی

(سوال ۶۶۰) زید نے عورت کو معلق طلاق دی کہ اگر میں فلاں چک کے قطعہ زمین میں جاؤں تو میری زوجہ پر طلاق۔ اب اگر وہ شخص اس قطعہ یا اس چک میں زمین اپنی خرید کر چلا جاوے تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گی یا نہیں، کیونکہ زید کی طلاق معلق تھی کہ یار کے چک فلاں میں اگر جاؤں تو زوجہ میری پر طلاق ہے، اب وہ اس چک سے زمین خرید کر اپنی ملکیت میں جانا چاہتا ہے، کیا اس صورت میں اس کی گنجائش جانے کی ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ چونکہ مبنیٰ ایمان کا الفاظ ہیں نہ اغراض، جیسا کہ در مختار میں ہے الا یمان مبنیة

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۹۰ ط.س. ج۳ ص ۳۵۲ ظفیر. (۲) ایضا باب الکنایات ج ۲ ص ۶۴۰ ط.س. ج۳ ص ۳۰۰ ظفیر.
(۳) وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا لکن ان وجد فی الملك طلقت (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۹۰ ط.س. ج۳ ص ۳۵۲) ظفیر.

علی الا لفاظ لا علی الا غراض (۱) الخ صورت مسئولہ میں بوجہ عموم لفظ اگر زید اس چک میں سے کوئی قطعہ زمین خرید کر اس میں جاوے گا تو زوجہ اس کی مطلقہ ہو جاوے گی کما ھو حکم التعالیق۔

تعلیق کی صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہو گئی

(سوال ۶۶۱) عبدالعزیز نے اپنی زوجہ کو یہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ میری بیوی حلیمہ اور میرے میں کچھ روز سے تنازع تھا، اس میں آج پنچوں کے سامنے یہ طے ہوا کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنی بیوی کو اچھی طرح سے رکھوں گا اور دوسرا عقد نہ کروں گا جب تک وہ میری زوجیت میں رہے گی، اگر خلاف اقرار ہذا کے کروں یعنی دوسرا نکاح کروں تو میری بیوی کو اختیار ہوگا کہ بذریعہ عدالت یا برادری کے طلاق لے لیوے، اگر میں طلاق نہ دوں تو یہی اقرار نامہ طلاق نامہ سمجھا جاوے۔ جب حلیمہ کے باپ نے حلیمہ کو رخصت نہ کیا تو عبدالعزیز نے دوسرا نکاح کر لیا۔ اس صورت میں مسماۃ مذکورہ پر طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں یعنی جب کہ شوہر نے دوسرا نکاح کر لیا تو اس کی زوجہ اولیٰ پر طلاق ہو گئی۔ (۲)

زیور اور روپے پر تین طلاق معلق لکھوائی تو شرط پائے جانے سے اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی۔

(سوال ۶۶۲) زید نے اپنے خسر کو پانچ آدمیوں کی روبرو اس مضمون کا خط لکھوایا کہ اگر ہمارا زیور جو تمہاری لڑکی کے پاس ہے دے دو اور مہر معاف کر دو اور پانسو روپیہ زیادہ دو تو تمہاری لڑکی کو تین طلاق ہیں، سسرال خبر پہنچنے کے بعد اب زید انکار کرتا ہے اور پانچ آدمی اس امر کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہمارے سامنے یہ خط لکھوایا ہے، اس صورت میں وہ اشخاص صادق مانے جائیں گے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ تحریر زید کی موجود ہے اور اس کے لکھنے والے بھی پانچ شخص مسلمان عاقل بالغ ثقہ عادل موجود ہیں تو اگر واقع میں زید نے ان گواہوں کے سامنے یہ الفاظ کہے ہیں تو تعلیق ثابت ہو گئی اور بصورت پائے جانے شرط کے اس پر طلاق مغلظہ واقع ہو جاوے گی اور پھر بدون حلالہ کے شوہر اول کے لئے حلال نہ ہو گی۔ (۳)

شوہر نے کہا کہ اگر باپ کے گھر گئی تو طلاق اب اگر باپ کے مرنے کے بعد جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۶۳) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو یہ کہا کہ اگر تو اپنے باپ کے گھر جائے گی تو تجھ پر طلاق، پس ہندہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد گئی تو اس صورت میں اس پر طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہو گئی، کیونکہ باپ کا گھر باپ کے مرنے کے بعد بھی باپ کا گھر ہی عرفاً کہلاتا ہے، شامی میں ہے اذا علمت ذلك ظهر لك ان قاعدة بناء الا یمان علی العرف معناها ان المعتبر هو المعنی المقصود فی العرف من اللفظ المسمی الخ (۴) وفیه ایضاً اعلم انه اذا حلف ید خل

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الا یمان مطلب الا یمان مبنیة علی الا لفاظ ج ۳ ص ۹۹ ط س ج ۳ ص ۷۴۳ ظفیر (۲) وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۹۰ ط س ج ۳ ص ۳۵۲) ظفیر (۳) فان اختلفا فی وجود الشرط فالقول له مع الیمین لا نکاره الطلاق الخ لیکن یہاں گواہ موجود ہیں اس سے شوہر کی بات نہیں مانی جائے گی ط س ج ۳ ص ۳۵۶ ظفیر۔
(۴) رد المحتار للشامی کتاب الا یمان مطلب الایمان مبنیة علی الا لفاظ ج ۳ ص ظفیر۔

دار زید فدارہ مطلقا دار یسکنھا الخ۔(۱)

شرائط کے لکھنے کے بعد عمل نہ کرے تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں

(سوال ۶۶۴) ایک شخص نے حسب ذیل شرائط روبرو گواہان عادل لکھ دیئے ہیں اور پھر ان پر کاربند نہیں رہا، کیا بوجہ عدم تعمیل شرط رابع وسادس یا مجموعہ شرائط موجب شریعت محمدیہ ﷺ عورت منکوحہ مطلقہ بائنہ ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر ہو سکتی ہے تو کس طرح یعنی خود بخود آپ کو مطلقہ تصور کرے یا حاکم وقت اور قاضی شہر کی اجازت درکار ہے، اور عدت کب سے شروع ہوگی. تفصیل شرائط۔

(۱) زوجہ خود کو خوشی و خرمی بخانہ خود آباد رکھوں گا یعنی نان و نفقہ حسب توفیق خود برابر دیتا رہوں گا، نیز کسی امر کی تکلیف بھی نہیں دوں گا، اور زوجہ خود کو بخانہ خود واقع موضع جستر وال تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں آباد رکھوں گا، علاوہ ازیں کسی دوسری جگہ بلا اجازت خسر م یا زوجہ خود نہ لے جاؤں گا۔

(۲) زوجہ خود کو والدین اور اس کے قریبی لواحقین کے آنے جانے سے مانع نہ ہوں گا یعنی اس کو رخصت ہوگی کہ میری اجازت سے والدین یا لواحقین خود کے کسی غمی اور شادی کے موقع پر آیا جایا کرے۔

(۳) اگر برخلاف نمبر او نمبر ۲ زوجہ خود کو کسی قسم کی تکلیف دوں اور آباد نہ کروں یعنی نان و نفقہ نہ دوں تو مبلغ ۱۰ (دس روپیہ) بابت نان و نفقہ جہاں چاہے میری حاضر ذات اور میری ہر قسم کی جائداد سے مع خرچہ وہر جہ وصول کرے مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔

(۴) اگر آج سے بعد کوئی ایسا فعل خسر م یا زوجہ خود کروں جو قانوناً خلاف ہو یا کسی قسم کا خسر م اور زوجہ خود کو بہتان لگاؤں تو روبرو حکام وقت یہ تحریر ہذا کاذب ہوں گا بلکہ مرتکب مواخذہ فوجداری ہوں گا۔

(۵) جو زیورات میں نے زوجہ خود کو بوقت نکاح ڈالا ہے یا آئندہ ڈالوں اس تمام زیورات کے علاوہ مہرین معجّل اور غیر معجّل زوجہ خود مالک ہوگی میرا اور میرے کسی لواحق کا حق نہ ہوگا۔

(۶) بصورت عدم ادائیگی نان و نفقہ بشرح الصدر متواتر تا عرصہ چھ ماہ یعنی بموجب نمبر ۳ اگر متواتر تا عرصہ چھ ماہ مبلغ دس روپیہ بابت نان و نفقہ نہ دوں نیز نمبر ۴ اگر مواخذہ فوجداری کا بھی مرتکب ہوں تو زوجہ خود سے دست بردار ہوں گا اور بموجب تحریر ہذا طلاق بائنہ تصور ہوگی۔ آیا عورت مطلقہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر نکاح کے بعد شرائط مذکورہ لکھی گئی ہیں اور شوہر نے بعد نکاح کے ان شروط کو تسلیم کیا ہے تو بموجب شرط سادس بصورت خلاف ورزی کل شرائط اس کی زوجہ مطلقہ بائنہ ہو جائے گی کما ھو حکم التعالیق قال فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً الخ شامی ج ۲ ص ۵۰۲۔(۲) فقط۔

کہا اگر فلاں نے یہ کام نہ کیا ہو تو طلاق اس کا حکم کیا ہے

(سوال ۶۶۵) اگر یمین غموس طلاق کے ساتھ اٹھائی جاوے تو طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) ایضاً مطلب لا یضع قدمہ فی دار فلان. ط.س. ج۳ ص ۷۶۱ ظفیر

(۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۹۰. ط.س. ج۳ ص ۳۵۲ ظفیر

(الجواب) اگر کسی شخص نے اس طرح کہا کہ اگر اس نے فلاں کام زمانہ ماضی میں نہ کیا ہو تو اس کی زوجہ مطلقہ ہے، اور در حقیقت اس نے وہ کام نہ کیا تھا تو اس کی زوجہ مطلقہ ہو جاوے گی۔(۱)

اگر کسی نے طلاق مغلظہ کی شرط پر بغیر سنے دستخط یا انگوٹھا لگایا تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۶۶) ایک مسجد کا امام مرزائی خیالات ہونے کے علاوہ شریر اور اہل اسلام میں نفاق و اختلاف ڈالتا رہتا ہے، اکثر مسلمان اس کے پیچھے نماز نہ پڑھتے تھے اور بعض اس کے طرف دار و حمایتی پڑھ لیتے تھے، وہاں کے باشندگان نے باتفاق ایک دیگر عالم کو کہا کہ آپ ہماری مسجد کی آبادی و بہتری اور اہل اسلام میں اتفاق کے لئے جو کچھ تجویز کریں گے ہم سب اس کو منظور کر لیں گے، عالم نے کہا کہ مجھ کو ایک شرط لکھ دو اور انگوٹھے لگا دو تا کہ تم میرے فیصلہ کو باتفاق تسلیم کر لو، انہوں نے کہا آپ جو شرط چاہتے ہیں لکھ لیویں ہم سب انگوٹھے لگا دیویں گے اور دستخط کر دیں گے۔ چنانچہ اس عالم نے یہ شرط لکھی کہ ہم سب اقرار کرتے ہیں کہ کوئی ایک بھی ہم میں سے اس فیصلہ کے خلاف کرے گا تو اسی وقت ہماری عورتوں کو ہماری طرف سے تین تین طلاق شرعاً ہو جاویں اور ہماری بیویاں ہم پر ابد الآباد تک مطلقہ ثلثہ سے موصوف ہو جاوے گی اور ہم پر مطلقاً حرام ہوں گی۔ اس کے بعد مولوی صاحب مذکور نے ہر ایک کو کہا کہ دیکھو یہ شرط بہت سخت ہے آپ کو منظور ہے تو انگوٹھے لگاؤ، چنانچہ ہر ایک نے بغیر سنے اس شرط کے تحریر شدہ شرط کے نیچے یکے بعد دیگرے انگوٹھے و دستخط کر دیئے، اس کے بعد مولوی صاحب نے فیصلہ لکھا کہ اس امام کو نکال دو اور مسجد کا امام پندرہ روز تک اور تجویز کرو تو اہل اسلام میں اتفاق ہو گا ورنہ نہیں، پھر وہ شرط اور فیصلہ دونوں سب باشندگان گاؤں کو سنا دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے سر ماتھے پر، اور بعض خاموش ہو رہے، اب عملی طور پر بعض آدمی اس امام کو نہیں نکالتے حالانکہ ایک ماہ فیصلہ کو ہو گیا ہے تو کیا اب اس صورت میں ان بعض کی عورتیں مطلقہ ثلثہ ہوں گی یا سب کی عورتوں پر تین تین طلاق پڑ جائے گی یا کہ جو لوگ اس کو وہاں رکھنے پر رضامند ہیں صرف ان کی عورتوں پر طلاق پڑے گی اس شرط میں یہ بھی تحریر تھا کہ ہم میں سے جس کی بیوی نہیں ہے وہ فیصلہ کو نہ ماننے کی صورت میں مدرسہ نعمانیہ لاہور کو دو سو ۲۰۰ روپیہ نقد دے گا تو جو ایسے مسلمان فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے اور ملا کو نہیں نکالتے ان کو دو سو ۲۰۰ روپے مدرسہ نعمانیہ کو دینا ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) جو لوگ اس شرط اور فیصلہ کو سن کر کہا "ہمارے سر ماتھے پر"، ان کی زوجات پر بصورت خلاف کرنے کے طلاق ہو جاوے گی اور جنہوں نے سکوت کیا ان کی زوجات مطلقہ نہ ہوں گی اور چونکہ پہلے سب کا انگوٹھا لگانا بدون سنے شرط کے تھا اس لئے وہ معتبر نہیں ہے اور جو لوگ مخالفت فیصلہ کرنے والوں میں سے متزوج نہیں ہیں ان کے ذمہ جو جرمانہ دو سو روپیہ کا رکھا گیا ہے وہ باطل اور لغو ہے ان کو دو سو روپیہ مدرسہ نعمانیہ میں داخل کرنا ضروری نہ ہو گا قال فی الدر المختار لا باخذ المال فی المذهب (۲) الخ وفی الحديث الا لا يحل مال امرء مسلم الا بطيب نفس منه الحديث. (۳)

(۱) وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۹۰ ط.س. ج۳ص ۳۵۲) ظفير (۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعزير مطلب في التعزير با خذا لمال ج ۳ ص ط.س. ج۴ص ۶۱ ظفير (۳) مشكوة المصابيح ص ظفير

نکاح ثانی پر طلاق کو معلق کیا ہے تو نکاح ثانی کے بعد طلاق ہو جائے گی

(سوال ٦٦٧) زید مسماۃ کریمہ نکاح کرد، اولیائے کریمہ از زید یک قطعہ کابین نامہ گفتہ بود و دراں چند شرائط مرقوم بود۔ از شرائط شرطے مرقوم بود کہ اگر بلااذن کریمہ نکاح ثانی کند پس بر ہر دو منکوحہ طلاق ثلاثہ خواہد شد۔ بعد چند سال زید بلااذن کریمہ نکاح ثانی مسماۃ حلیمہ کرد، پس اندریں صورت حکم شرع چیست۔

(الجواب) اگر زید بعد نکاح مسماۃ کریمہ کابین نامہ مذکور نوشتہ است یا اقرار بآں کردہ است یا شرط مذکور را زبانی تسلیم کردہ است پس مفتی را رواست کہ بصورت تحقق شرط حکم طلاق بکند و کار مفتی ہمیں است کہ بدیں طور جواب دہد کہ اگر شوہر شرط مذکور تسلیم کردہ است تحریراً یا تقریراً و آں شرط محقق شدہ است طلاق واقع است کما ھو حکیم التعالیق۔(۱)

نکاح کی طرف اضافت کر کے تعلیق کی گئی ہے تو شرط پائے جانے سے عورت کو طلاق کا حق ہو گا

(سوال ٦٦٨) زید نے ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر بلا رضا ہندہ مدت معلومہ تک زید اسے چھوڑ کر چلا جائے تو ہندہ کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو وہ خود مطلقہ ہو جائے گی یا دوسرا نکاح کرنے پر اس کو یا جدیدہ کو طلاق۔ اب بر تقدیر وقوع شرط اس کی جزا مرتب ہو گی یا کیا، اگر ہو تو اس پر یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ قواعد کلیہ اور بعض فقہاء کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح معلق بالشرط الفاسد ہونے سے نکاح صحیح اور شرط بلا ثمرہ رہ جائے اگر ہو تو پھر شرط فاسد ہونے کے کیا معنی؟

(الجواب) یہ صورت تعلیق طلاق کی ہے اگر بعد نکاح کے یہ تعلیق کی گئی ہے یا قبل نکاح بطریق اضافت الی النکاح تعلیق مذکور پائی گئی ہے تو شرط محقق ہونے پر جزا مرتب ہو گی اور طلاق باختیار عورت کا جو کچھ معلق کیا ہے وہ ثابت ہو گا اور اگر شرط مذکور قبل نکاح و بلا اضافۃ الی النکاح ذکر کی گئی ہے تو خود شرط باطل اور لغو ہے اور نکاح صحیح ہے۔(۲)

کہا کہ اس کے بعد جو عورت نکاح میں ہے یا آئے گی اس پر تین طلاق کیا حکم ہے

(سوال ٦٦٩) ایک شخص گناہ کبیرہ کرنے کے بعد تائب ہوتا ہے اور بوقت توبہ یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ اگر اس کے بعد پھر یہ کبیرہ گناہ مجھ سے صادر ہوا اور میں نے اس کا ارتکاب کیا تو اب سے بعد جو عورت میرے نکاح میں ہے یا جو عورت میں نکاح کروں گا وہ تین طلاقوں سے ہر بار مطلقہ ہو گی تو ایسے شخص کو منکوحہ سابقہ یا جو آنے والی ہے ان الفاظ مذکورہ کے کہنے سے کیا حال ہو گا۔

(الجواب) اس صورت میں اگر شرط پائی جاوے گی تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی اور اگر یہ کہا ہے کہ جو عورت میں نکاح میں لاؤں وہ مطلقہ ثلثہ ہے تو جس عورت سے وہ نکاح کرے گا اس پر سہ طلاق واقع ہو جاویں گی

(۱) وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۳ ص ۶۹۰ ط.س. ج۳ ص ۳۵۲) ظفیر۔ (۲) وشرطه الملك حقيقة كقوله منكوحته او معتدته ان ذهبت فانت طالق والا صافه اليه اى الملك الحقيقى الخ كان نكحتك فانت طالق (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۸۰ ط.س. ج۳ ص ۳۴۴) ظفیر

كما في الدر المختار وفيها كلها تنحل اليمين اذا وجد الشرط مرة الا في كلما فانه ينحل بعد الثلث الخ ۔(۱)

لکھا کہ سسرال میں نہ رہوں تو بیوی کو طلاق کا اختیار ہے اس صورت میں کیا حکم ہے

(سوال ۶۷۰) ایک شخص محمد خان نے اپنی زوجہ کے متعلق یہ تحریر لکھی کہ دوماہ کے بعد استعفاء منظور ہونے پر میں آکر سسرال میں رہوں گا، اگر میں آکر سسرال میں نہ رہوں تو دولت خان کی لڑکی کو اختیار ہے کہ خود طلاق پختہ کر سکتی ہے اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے تو اس تحریر کے بموجب لڑکی کو اختیار نکاح کا حاصل ہے یا نہیں۔

(الجواب) شوہر کے تحریر میں طلاق کے متعلق یہ الفاظ ہیں، اگر سسرال میں نہ رہوں تو دولت خان کی دختر کو اختیار ہے کہ خود طلاق پختہ کر سکتی ہے، پس یہ تعلیق اختیار ہے سسرال میں نہ رہنے پر سو اگر بعد دوماہ کے استعفاء منظور ہونے کے بعد محمد خان مذکور سسرال میں آکر نہ رہا تو اس کی زوجہ کو اختیار ہے کہ وہ طلاق لے لیوے، اگر اس وقت اس نے طلاق لے لی تو طلاق اس پر واقع ہوگی عدت کے بعد دوسرا نکاح اس کا درست ہے اور اگر اسی عورت نے اس وقت طلاق نہ لی تو طلاق واقع نہ ہوئی۔(۲)

کہا کہ اگر مسجد کا کام کروں تو بیوی پر طلاق اب اگر کام کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۷۱) مسجد کے ملا سے اور زید سے مسجد میں کسی بات پر تکرار ہوا، ملا نے غصہ میں آکر کہا کہ اب اگر مسجد کا کام کرے تو اس کی بیوی پر طلاق ہے۔ لفظ طلاق یاد نہیں کہ ایک مرتبہ کہایا دو مرتبہ کہایا اس سے بھی زیادہ۔ ایسی صورت میں اگر ملا مسجد کا کام کرے تو اس کی بیوی پر طلاق ہو جاوے گی یا نہیں۔

(الجواب) اس قسم کی تعلیقات میں الفاظ اور عرف کا اعتبار ہوتا ہے پس چونکہ اس نے مطلقاً کہا ہے کہ اب اگر مسجد کا کام کرے تو اس کی بیوی پر طلاق ہے، اور مراد اپنی ذات ہے، لہذا اس کے بعد اگر وہ مسجد کا کام کرے گا تو اس کی زوجہ مطلقہ ہو جاوے گی، اور جس صورت میں یہ یاد نہ ہو کہ ایک طلاق دی یا دو یا زیادہ تو یہ دیکھے کہ غالب گمان کیا ہے جو کچھ گمان غالب ہو اس پر عمل کرے اور شامی نے خانیہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی جانب مرجح نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ زیادہ کو لیوے ولعله لانه يعمل بالا حتياط خصوصاً في باب الفروج الخ شامی جلد ثانی۔(۳)

صورت مذکورہ میں کیا حکم ہے

(سوال ۶۷۲) زید در حالت غضب عمر را مخاطب ساختہ می گفت چرا شخص، یا چیکو شخص، یا ہر کس کہ بہ برادر من بکر خویش دارو پس زنی طلاق کہ من با نکس ہر گز خویشے ندارم یا ایں الفاظ ترجمہ من است یا کلما وغیرہ و بر تقدیر وقوع طلاق خویش داشتن یک کس مع برادر مذکور حالف منحل شود یا بثلاث انجامد و ایں تعلیق خاص بحالت تعلق است و یا با اہل و عیال حالف، نیز و در کدام حالت یعنی در حالت اجتماعی و انفرادی مع برادر خود خویشے داشتن ہر کس

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۸۸ ط.س.ج۳ ص ۳۵۲. ظفير
(۲) وشرط للحنث في قوله ان خرجت فانت طالق الخ فعله فورا لان قصده المنع عن ذلك الفعل عرفا و مدار الايمان عليه وهذه تسمى يمين الفور الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الايمان مطلب في يمين الفور ط.س.ج ۳ ص ۷۶۱) ظفير
(۳) رد المحتار باب الصريح قبيل باب طلاق غير المدخول بها ج ۲ ص ۶۲۴. ظفير

طلاق واقع شود پس آں کدام حیلہ است کہ در صورت مذکور در حالت اجتماعی بہر کس بہ مذکور طلاق واقع نہ شود۔
(الجواب) ایں الفاظ ترجمہ کل من یفعل ھذا الفعل است، پس حالت ایں کہ ہر کس بہ برادر حالف خویش کردہ حالف یا عکس خویش کردہ زن او مطلقہ گردد الی ان ینتھی الی ثلث طلقات وایں تعلیق خاص بذات حالف مخصوص است اگر اہل وعیال او یا عکس کہ بہ برادر حالف خویش کرد خویشے کنند بر زوجہ حالف طلاق واقع نہ شود، قال فی الدر المختار وفیھا کلھا تنحل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فانہ ینحل بعد الثلث لا قتضائھا عموم الا فعال کاقتضاء کل عموم الا سماء الخ (در مختار)(۱) قال فی الشامی ولو قال المصنف الا فی کل و کلما لکان اولیٰ الخ (۲) وحیلہ کہ بصورت وجود شرط طلاق واقع نہ شود بندہ را معلوم نیست۔

بیوی کی بلا اجازت اگر نکاح کروں تو اس پر طلاق اس کے بعد اگر نکاح کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۷۳) زید نے ہندہ سے نکاح اور کابین نامہ میں یہ شرط کی بانوء موصوفہ کی روح قالب میں رہنے تک اس کی بلا اجازت دوسری شادی یا نکاح نہ کر سکوں گا۔ اگر دوسری شادی کی ضرورت ہو تو بی بی موصوفہ کا کل مہر ادا کر کے دوسرا امکان ہنا کر بی بی مسطورہ سے ایک حکم نامہ رجسٹری شدہ دے کر کر دے گا اور ماہواری چھ روپیہ کر کے بابت خورو پوش کے کروں گا ماسوائے اس کے اگر بہنر حکمت سے یا خفیہ دوسری بیوی کو اپنی زوجیت میں لاؤں تو منکوحہ ثانیہ پر تین طلاق، اتفاقاً بحکم خدا زوجہ اولیٰ سخت بیماری میں مبتلا ہو کر مثل مجنوں کے ہو گئی، قابل خدمت کے نہ رہی، اس لئے مجبوراً اس کو تین طلاق دے کر دوسری بی بی کو زوجیت میں لایا، اب منکوحہ ثانیہ مطلقہ ہوئی یا نہ۔
(الجواب) اقول و باللہ التوفیق رد المحتار جلد ثالث ص ۱۳۶ باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک میں ہے وعلی ھذا قال لا مرأتہ کل امرء ۃ اتزوجھا بغیر اذنک فطالق فطلق امرأتہ طلاقاً بائناً او ثلاثا ثم تزوج بغیر اذنھا فطلقت لانہ لم تتقید یمینہ ببقاء النکاح الخ۔(۳) پس اس روایت سے صراحتہ اس جزئیہ خاص کا حکم معلوم ہو گیا اور مطلقہ ہونا زوجہ ثانیہ کا ثابت ہوا۔

کابین نامہ کے خلاف ہوا تو طلاق ہو گی یا نہیں

(سوال ۶۷۴) بنگال میں کابین نامہ نکاح میں چند شرائط لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی شرط فوت ہو جاوے تو منکوحہ پر تین طلاق ہے اگر اس کابین نامہ کو عند النکاح یا بعد النکاح ناکح کو سنا کر یا دکھلا کر دستخط کرا لئے اور زبان سے ناکح نے کچھ نہیں کہا تو اس صورت میں اگر شرائط مذکورہ میں سے کوئی شرط فوت ہو گئی۔ تو منکوحہ پر تین طلاق ہو گی یا نہیں۔
(الجواب) نکاح کے بعد یہ تعلیق صحیح ہو سکتی ہے اور بصورت پائے جانے شرط کے طلاق ہو جاوے گی۔

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۸۸ ط.س. ج۳ ص ۳۵۲ ظفیر۔
(۲) رد المحتار باب التعلیق ج۲ ص ۶۸۸ ط.س. ج۳ ص ۳۵۲ ظفیر۔
(۳) رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل ج ۳ ص ۱۸۸ ظفیر۔

ایک ماہ تک نہ آئی تو طلاق اس کہنے کے بعد شوہر انتقال کر گیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۷۵) ایک شخص کی بیوی بھاگ گئی، شوہر نے نوٹس دیا کہ اگر تم ایک ماہ تک نہ آئی تو میں تم کو طلاق دے چکا وہ شخص انتقال کر گیا، اب اس کی ملکیت میں حصہ کی دعویدار ہو سکتی یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ عورت ایک ماہ تک نہ آئی تو بموجب شرط کے اس پر طلاق ہو گئی۔(۱) اور وہ وارث شوہر کی نہ ہو گی اور شوہر کے ترکہ سے حصہ نہ پاوے گی، البتہ مہر اپنا ترکہ شوہر ہی سے لے سکتی ہے، اور اگر یہ تعلیق وغیرہ مرض شوہر میں ہوئی اور پھر عدت مطلقہ کے اندر شوہر مر گیا تو عورت وارث شوہر کی ہو گی۔ والتفصیل فی کتب الفقه.

اگر فلاں تاریخ کو اتنے روپے ہر ماہ منی آرڈر نہ کروں تو بیوی کو طلاق اب اگر روپیہ کسی اور ذریعہ پہنچائے تو طلاق نہیں ہو گی۔

(سوال ۶۷۶) زید سے یہ تحریر کرالیا کہ میں اپنی منکوحہ کو مبلغ چار روپیہ بذریعہ منی آڈر بھیجتا رہوں گا اگر کسی ماہ کی ۲۸ تاریخ کو روانہ کروں تو یہ اقرار نامہ مثل طلاق نامہ کے تصور کیا جاوے اگر اور کسی طور پر یہ چار روپیہ پہنچاؤں تو اس کو باطل خیال کیا جاوے، اس صورت میں اگر زید روپیہ منی آرڈر نہ کرے بلکہ اور طریق سے روپیہ پہنچاوے تو طلاق پڑے گی یا نہیں۔

(الجواب) منی آرڈ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر دوسرے طریق سے بھی چار روپیہ پہنچاتا رہے تو طلاق واقع نہ ہو گی۔(۲)

اگر میرے گھر سے باہر گئی تو مجھ پر حرام ہے یہ کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۷۷) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کہے کہ اگر تو میرے گھر سے باہر کسی جگہ حتی کہ اپنے والدین کے گھر گئی تو مجھ پر حرام ہے، اس صورت میں کیا فتویٰ ہے۔

(الجواب) اس صورت میں اگر عورت اپنے باپ کے گھر جاوے گی تو شوہر پر حرام ہو جاوے گی یعنی طلاق بائنہ اس پر واقع ہو جاوے گی (۳)، پس بعد اس کے کہ عورت کہیں باہر والدین کے گھر چلی جاوے تو اس مرد کو اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہئے مہر جدید کے ساتھ۔

بیوی کے اس کہنے سے کہ فلاں تاریخ تک مہر نہ ادا کرو گے تو زوجیت سے علیحدہ ہو جاؤں گی کچھ نہیں ہوتا

(سوال ۶۷۸) عورت شوہر کو ذریعہ تحریر مقید کرتی ہے کہ اگر فلاں عرصہ تک تم مہر ادا نہ کرو گے تو میں تمہاری زوجیت سے اپنے آپ کو علیحدہ سمجھ کر عقد ثانی کرلوں گی تو بعد میعاد مطلقہ ہو گی یا نہ۔

---

(۱) وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۹۰ ط.س. ج۳ ص ۳۵۲) ظفير.

(۲) مقصد روپیہ پہنچانا ہے ذریعہ خواہ کچھ ہو۔ ظفیر

(۳) اذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول ان دخلت الدار فانت طالق (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۹۷ ط.س. ج۱ ص ۴۲۰) ظفير.

(الجواب) عورت کی ایسے تحریر سے وہ مطلقہ نہیں ہو سکتی۔(۱)

کہا اگر ایسانہ کروں تو بیوی کو اختیار ہے کہ وہ دوسرا طریقہ اختیار کرے کیا حکم ہے

(سوال ۶۷۹) زید نے ہندہ سے بایں شرط نکاح کیا کہ اگر میں تین سال تک ہندہ کو خرچ نہ دوں اور خبر گیری نہ کروں تو اختیار ہے کہ وہ اپنی گذران اور جوانی کی امنگوں کو پورا کرنے کا دوسرا طریقہ اختیار کر لے۔ اب ہندہ ان شروط کے پائے جانے پر مختار دوسرا طریقہ اختیار کرنے پر ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اگر زید کی نیت الفاظ مذکورہ سے طلاق کی ہو تو بوقت پائے جانے شرط کے ہندہ کو اختیار طلاق لینے کا اور دوسرا عقد کرنے کا ہے۔(۲)

مذکورہ صورت کا کیا حکم ہے

(سوال ۶۸۰) ایک شخص نے بوقت نکاح منجملہ دیگر شرائط کے ایک شرط یہ بھی تحریر کی تھی کہ اگر چھ ماہ کے اندر زیور مقرر کی ادائیگی سے قاصر رہوں تو جو کچھ میرا اب خرچ ہوا ہے یا آئندہ ہوگا اس سے دست بردار اور لادعوی ہوں گا اور یہ نکاح میرا ساقط اور کالعدم متصور ہوگا، اور تاایفاء وعدہ کوئی حق زن و شوہر مجھ کو حاصل نہ ہوگا۔ اور زیور دینے کے بعد کل حقوق مجھ کو حاصل ہوں گے اس مدت میں چھ ماہ تک برابر پردہ رہا اور کوئی حق زن و شوہر کا حاصل نہ ہوا، لیکن شوہر نے چھ ماہ گذرنے کے بعد آج تک اپنا وعدہ پورا نہیں کیا جس کو عرصہ ۷ سال ۴ ماہ کا ہوتا ہے یہ نکاح قائم رہا یا نہیں، اور مہر مقررہ مبلغ ایک ہزار اس سے وصول کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور مہر موجل کا مطالبہ قبل طلاق یا موت کے نہیں ہو سکتا، اور شرط دست برداری لغو ہے۔

کسی کو مجبور کر کے قسم لے لے کہ اگر وہ راز ظاہر کرے گا تو جس سے شادی کرے اس پر طلاق کیا حکم ہے

(سوال ۶۸۱) اگر کوئی شخص کسی کو جبراً یہ قسم دیوے کہ اگر تم میرا فلاں راز کسی سے کہو تو جب تم شادی کرو تمہاری بیوی پر طلاق پڑے، اور شخص مجبوراً یہ قسم کھا بھی لیوے پھر وہ اس راز کو ظاہر بھی کر دیوے تو اس کے لئے بعد نکاح کیا حکم ہے اور نکاح صحیح ہوگا یا نہیں اگر طلاق پڑ جائے تو رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کی زوجہ پر بعد نکاح کے طلاق واقع ہو جاوے گی اور عدت میں اس کو رجوع کر سکتا ہے کیونکہ معلق طلاق واحد ہے، اور اگر عدت میں رجوع نہ کیا تو اگر بعد عدت کے پھر اس سے نکاح کرے گا تو پھر طلاق واقع ہو گی۔

---

(۱) طلاق کی مالک عورت نہیں شوہر ہوتا ہے۔ ظفیر۔

(۲) ذکر مایوقعه غیره باذنه وانواعه ثلاثة تفويض وتوكيل ورسالة والفاظ التفويض ثلاثة تخيير وامر بيد ومشيئة قال لها اختاری او امرك بيدك ينوى التفويض الطلاق لانهما كناية فلا يعملان بلانية الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۶۵۳ ط.س. ج۳ ص ۳۱۵) ظفير

شرط معلق واپس نہیں ہو سکتی

(سوال ۶۸۲) ایک شخص کو کسی دوست نے مجبور کر کے اور یہ کہہ کر کہ یہ نکاح صحیح نہیں ہے طلاق معلق لکھ کر دستخط کرائے۔ اب یہ شرط واپس ہو سکتی ہے یا نہ؟

(الجواب) شرط مذکور واپس نہیں ہو سکتی لقوله عليه السلام ثلث جدهن جدو هزلهن جد الحديث۔(۱)

دھوکہ دے کر کہلوایا کہ بیوی کو اپنے نفس پر حرام کی تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۸۳) فدوی کا عقد ہوا۔ اس کے بعد میرے مخالفوں نے مجھے بھکا کر اور دھوکہ دے کر مجھ سے یہ الفاظ کہلا دیئے کہ مساۃ فلاں کو میں نے اپنے نفس پر حرام کی یعنی چھوڑ دی، اس صورت میں نکاح رہا یا فسخ ہو گیا۔ اب کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) اس صورت میں پہلا نکاح فسخ ہو گیا دوبارہ نکاح ہونا چاہئے۔

آئینہ نہ دیکھو گی تو تم پر طلاق نہیں پھر شوہر نے آئینہ دکھادیا کیا حکم ہے

(سوال ۶۸۴) مرد کی زبان سے بے ساختہ اور بھولے سے نکلا کہ تم کو طلاق ہے اگر آئینہ دیکھو۔ اگر آئینہ نہ دیکھو گی تو تم پر طلاق نہیں پڑے گی، مرد نے آئینہ اٹھا کر عورت کو دکھادیا تو طلاق پڑی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق نہیں پڑی۔

تحریر کیا کہ اگر چھ ماہ میں جائداد ان کے نام منتقل نہ کردوں تو نکاح منسوخ و باطل کیا حکم ہے

(سوال ۶۸۵) ایک شخص نے ایک عورت کو نکاح کرنے سے ایک گھنٹہ پہلے یہ معاہدہ اپنے قلم سے تحریر کر دیا کہ میں اس عورت کے نام جس کی ساتھ میں اب اس وقت نکاح کرنے والا ہوں اپنی فلاں جائداد اندر چھ ماہ کے منتقل کر دوں گا۔ اگر چھ ماہ تک اپنی فلاں جائداد اس عورت کے نام منتقل نہ کردوں تو بمجرد گذرنے چھ ماہ کے یہ نکاح منسوخ و باطل ہو گا، اب چھ ماہ گذر گئے اس شخص نے منکوحہ کے نام جائداد منتقل نہیں کی۔ آیا وہ نکاح باطل ہو گیا یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اگر لفظ مذکور شوہر نے بہ نیت طلاق کہا ہو تو اس کی زوجہ پر بصورت معاہدہ پورا نہ کرنے کے ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی اور نیت کا حال شوہر سے دریافت کر لیا جاوے جیسا کہ شامی میں ہے ومثله قوله لم اتزوجك اولم يكن بيننا نكاح اولا حاجة لى فيك الى ان قال ونفى النكاح فى الحال يكون طلاقاً اذا نوى الخ۔(۲)

کوئی اپنے بھائی کو طلاق کا مالک بنادے اور وہ اس کی بیوی کو طلاق دے دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۸۶) اسمٰعیل نے اپنے بڑے بھائی آدم کو اختیار دیا کہ میری عورت خدیجہ کو طلاق دینا نہ دینا تمہارے اختیار میں ہے۔ چنانچہ آدم نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کی عورت خدیجہ کو طلاق دے دی، آیا یہ طلاق واقع ہوئی یا

(۱) مشکوة کتاب الطلاق الخلع ص ۲۸۴ وليس للزوج ان يرجع فى ذلك (عالمگیری کشوری باب تفویض الطلاق ج ۲ ص ۷۵) ظفیر (۲) رد المحتار باب الصريح ج ۲ ص ۶۲۳ ط.س. ج۳ ص ۲۸۳۔ ظفیر۔
۳ ج ا ص ۲۸۶

نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں خدیجہ پر طلاق واقع ہو گئی کذا فی کتب الفقه۔(۱)

اگر میں نے اس سے زنا کیا ہو یا ارادہ کیا ہو تو جس سے شادی کروں اس پر طلاق یہ کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۸۷) زید مسماۃ زینب اہلیہ عمر سے تعلق ناجائز رکھتا تھا جب عمر کو یہ معلوم و مشاہدہ ہوا تو اس نے زید کو مجلس میں بلا کر یہ کہا کہ میری اہلیہ سے تعلق ناجائز کیوں رکھتے ہو زید نے انکار کیا تو عمر نے کہا کہ یہ کہہ دو کہ اگر میں نے تمہاری اہلیہ زینب سے زنا کیا ہو یا ارادہ کیا ہو تو جب میں شادی کروں تو میری زوجہ پر طلاق ہے۔ زید نے بوجہ ناواقفی بعینہ یہی الفاظ کہہ دیئے اس صورت میں اگر زید نکاح کرے تو شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے اور زید کو دیگر ائمہ ثلاثہ امام شافعی و مالک و احمد کے مذہب پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر در حقیقت زید نے زینب اہلیہ عمر سے ارتکاب فعل کیا ہو یا ارادہ کیا ہو تو جب وہ نکاح کرے گا اس کی منکوحہ پر عند الحنفیہ طلاق واقع ہو جاوے گی اور دیگر مذاہب پر اس بارہ میں حنفیہ کو عمل کرنا درست نہیں ہے، البتہ منکوحہ پر طلاق نہ پڑنے کا یہ حیلہ حنفیہ نے لکھا ہے کہ اس کا نکاح فضولی کرے اور وہ فعل کے ساتھ اس کو جائز رکھے مثلاً یہ کہ مہر بھیج دے تو اس منکوحہ پر طلاق واقع نہ ہو گی کما فی الدر المختار حلف لا یتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث و بالفعل لا الخ در مختار۔(۲) قوله و بالفعل کبعث المهر لو بعضه بشرط ان یصل الیها وقیل الوصول لیس بشرط الخ شامی۔(۳)

اگر تمہارے لئے اس کے ہاتھ کا کھانا حرام ہے تو تین طلاق یہ کہا تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۸۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اپنے والد کے ناراض ہونے پر یہ کہا کہ اگر تمہارے لئے اس کے ہاتھ کا کھانا حرام ہے تو میں نے اس کو تین طلاق دیا تو اس صورت میں طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ جس شرط پر اس نے طلاق کو معلق کیا ہے وہ شرط موجود نہیں ہے۔ کیونکہ کھانا اس کے ہاتھ کا حرام نہیں ہے۔

وطی حرام کروں تو مجھ کو طلاق یہ کہا تھا اور گدھے سے وطی تو کیا حکم ہے

(سوال ۶۸۹) میں نے حلف اٹھایا تھا کہ اگر میں نے زنائے حرام اور وطی حرام اور لواطۃ حرام کا ارتکاب کیا تو مجھ کو طلاق ہے، لیکن اب بوجہ نسیان حلف طلاق سے، وطی بہیمہ حمار کا مرتکب ہوا ہوں، آیا وطی حمار بھی اس حلف میں داخل ہے یا نہیں، اور یہ بھی یاد نہیں کہ میں نے حلف طلاق مغلظہ کا اٹھایا تھا یا نہ کا، اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہو گا۔

(الجواب) وطی حمار بے شک وبلا شبہ وطی حرام میں داخل ہے اور چونکہ الفاظ تعلیق میں وطی حرام بھی مذکور ہے۔

---

(۱) ولو قال امر امرأتی بید فلان شهر ا فهی علی الشهر الذی یلیه ویبطل بمضیه بلا علم (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۷۹ ط س ج ۱ ص ۳۹۲) ولو قال لغیر طلق امرأتی فقد جعلت ذلك الیك فهو تفویض (ایضا ط س ج ۱ ص ۲۹۳) ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب حلف لا یتزوج فزوجه فضولی ج ۳ ص ۱۸۸ ظفیر

(۳) رد المحتار کتاب الایمان مطلب ایضا ج ۳ ص ۱۸۹ ط س ج ۳ ص ۸۴۲ ظفیر

لہذا مقتضائے وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقاً اى سواء وجد الشرط فى الملك اولا لكن ان وجد فى الملك طلقت الخ (۱) در مختار شامی ج ۲ ص ۵۴۴۔ وطی حمار سے طلاق واقع ہوئی ہے۔ پس اگر تعلیق اس لفظ سے کی تھی جو کہ استفتاء کی ابتداء میں مذکور ہے یعنی تامجھ کو طلاق ہے تو اس صورت میں ایک طلاق واقع ہوئی ہے۔ اور اگر سہ طلاق کے لفظ سے تعلیق کی تھی تو حرمت مغلظہ واقع ہوئی ہے۔ اور بصورت شک ایک ہی طلاق واقع ہوگی کما فى الدر المختار لو شك اطلق واحدة اواكثر على الا قل الخ۔ (۲)

بکر نے صالحہ سے شادی کی تو تم کو طلاق دے دوں گا شادی کے بعد طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۶۹۰) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے کہا کہ بکر جو زید و ہندہ کا لڑکا ہے اگر صالحہ کے ساتھ جو ہندہ کی بھانجی ہے شادی کرے گا تو خدا کی قسم ہندہ کو طلاق دے دوں گا، چنانچہ بکر نے صالحہ سے نکاح کر لیا تو ہندہ پر طلاق ہوئی یا نہیں، اور زید پر کفارہ قسم کا واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ صورت وعدہ طلاق کی ہے طلاق نہیں ہے، اس واسطے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ عالمگیری میں ہے وفى المحيط لو قال بالعربية اطلق لا يكون طلاقاً الا اذا غلب استعماله للحال فيكون طلاقاً (۳) اور چونکہ زید نے قسم کھائی ہے اور شرط مذکور پائی گئی اس واسطے اگر زید نے اپنی حیات میں طلاق نہ دی تو کفارہ قسم کا اس کے ذمہ لازم ہوگا، اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص بری بات کی قسم کھاوے تو اس کو چاہئے کہ اس کام کو نہ کرے اور اپنی قسم کے توڑنے کا کفارہ ادا کرے۔

کہا کہ اس دروازہ سے گئی تو طلاق، اب دوسرے دروازے جائے گی تو طلاق نہیں ہوگی

(سوال ۶۹۱) ایک شخص نے اپنی عورت سے ایک دروازہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ اگر تو اس دروازہ سے باہر گئی تو تجھ پر تینوں طلاق ہے، چونکہ اس مکان سے باہر جانے کے کئی دروازہ تھے، اس کا منشاء اس وقت محض دھمکانے کا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ دوسرے دروازے سے یہ باہر جا سکتی ہے اور ہمیشہ کے لئے باہر جانے سے روکنا نہ تھا وہ عورت دوسرے دروازے سے باہر جا سکتی ہے یا اگر وہ دروازہ بند کرا دیا جائے تو بھی وہ کسی دوسرے دروازہ سے باہر جا سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ خاص دروازہ مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اگر تو اس دروازہ سے الخ تو دوسرے دروازہ سے باہر جانے کی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی، اور اس دروازہ کو بند کر دینے کی صورت میں بھی طلاق واقع نہ ہوگی لعدم تحقق الشرط۔

کہا کہ گھر میں لاؤں تو طلاق اب عورت خود آگئی تو طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۶۹۲) زید نے تعلیق کی کہ میں اپنی عورت ہندہ کو اسی کے موضع میں نفقہ دیا کروں گا اس کو اپنے موضع اور گھر میں کبھی نہ لاؤں گا، اگر اس کو اپنے گھر لاؤں تو وہ میرے اوپر مطلقہ ثلثہ ہوگی، بعدہ ہندہ خود بلا کہنے کسی کے

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۹۰ ط.س. ج۳ ص ۳۵۵. ظفیر (۲) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۶۲۳ ط.س. ج۳ ص ۲۸۳ ظفیر (۳) عالمگیری مصری ج ص . ظفیر

آئی اور زید نے اس کو اپنے گھر میں رکھ لیا تو طلاق ہوئی یا نہ۔
(الجواب) اس صورت میں موافق تصریح فقہاء کرام طلاق نہیں ہوئی کیونکہ تعلیق طلاق اپنے گھر لانے پر تھی، پس جب کہ شوہر اس کو نہیں لایا تو شرط نہ پائی گئی، پس جزاء بھی واقع نہ ہوگی۔ لا نه اذا فات الشرط فات المشروط درمختار میں ہے وتنحل اليمين بعد وجود الشرط(۱) مطلقاً ونظيره مافي الدر المختار ان لم تجئ بفلان او ان لم تردی ثوبی الساعة فانت طالق فجاء فلان من جانب آخر بنفسه و اخذا لثوب قبل وفقها لا يحنث الخ۔(۲)

کہا کہ اگر عمر اور اس کی اولاد کو زمین دوں تو میری بیوی پر طلاق اس کے داماد کو زمین دی کیا حکم ہے

(سوال ۶۹۳) زید نے حلف اٹھائی کہ اگر میں عمر اور اس کی اولاد کو زمین مزارعت پر دوں تو میری عورت پر تین طلاق ہے۔ اب عمر کے داماد کو زمین مزارعت پر دینے سے حانث ہوگا یا نہیں۔
(الجواب) عمر کے داماد کو زمین مزارعت پر دینے سے حانث نہ ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

سادہ کاغذ نکلنے پر طلاق معلق کی تھی مگر لکھا ہوا کاغذ نکلا کیا حکم ہے

(سوال ۶۹۴) زوجین میں باہم رنجش ہوئی زید نے زوجہ کو وطن بھیجا اور یہ کہہ دیا کہ جس وقت میرا بند خط تیرے پاس پہنچے اور اس کے اندر سادہ کاغذ نکلے تو سمجھ لینا کہ میں نے تجھ کو طلاق دے دی پھر اس کا خط آیا اس میں سادہ کاغذ نہیں نکلا بلکہ چند اشعار زوجہ کو لکھے تھے مثلاً ایک کو چھوڑ تین کو یاد کرالخ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔
(الجواب) چونکہ شرط نہ پائی گئی، لہذا اس صورت میں اس کی زوجہ پر کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

جس کوتاہی پر طلاق کو معلق کیا ہے اس کے پائے جانے پر طلاق واقع ہوگی

(سوال ۶۹۵) زید شوہر ہندہ نے عدالت شرع شریف میں نفقہ کی بحث پر ایک تعلیق نامہ لکھا جس میں تین شرط مندرج ہیں (۱) اگر زوجہ ام مدعیہ میری اطاعت کرے گی اور میرے پاس رہے گی تو اس حالت میں میں بحکم عدالت معرفت عدالت دوروپیہ ماہوار نفقہ میں اور تین جوڑے پارچہ حسب اندازہ نفقہ اور دو جوڑے جوتہ سالانہ ادا کرتا ہوں گا، اگر خدانخواستہ چار ماہ کا نفقہ مسلسل مجھ پر چڑھ جاوے تو مسماۃ زوجہ ام مدعیہ کو طلاق بائن ہے۔ (۲) اگر مسماۃ صغریٰ زوجہ ام مدعیہ بدون اجازت وخلاف مرضی میرے مکان سے باہر قدم رکھے گی یا کسی دوسری جگہ جاوے گی یا رہے گی تو میں اپنی زوجہ کو ہرگز نفقہ نہیں دوں گا۔ (۳) اگر خدانخواستہ میں بحالت بیماری وبحالت مقیدی وغیرہ کسی آفت میں مبتلا ہو جاؤں کہ کمانہ سکوں، یا بوجہ عسرت اپنے خورونوش سے محروم ہو جاؤں تو ایسی حالت مجبورانہ میں بھی یہ لفظ طلاق غیر مستند عدالت ہوگا، بعدہ زید بوجہ بے روزگاری خود وبحالت پریشانی وبوجہ

(۱) الدر المختار علی ردالمحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۹۰ ط س ج۳ ص ۳۵۵ ظفیر (۲) ایضا باب

عسرت ریاست غیر میں بتلاش روزگار چلا گیا اور ایک ماہ کا نفقہ ہندہ مدعیہ کو پیشگی ذریعہ عدالت دے گیا، اور دو ماہ بعد رقم نفقہ ہندہ مدعیہ کو بذریعہ منی آرڈ بھیج دیا، ہندہ زوجہ زید بعد چلے جانے زید کے دوسرے ہی روز اس مکان سے جو زید نے برائے سکونت زوجہ خود کو دیا تھا چھوڑ کر دیگر مکان میں چلی گئی، اس خبر کے معلوم ہونے پر زید نے سلسلہ ارسال رقم نفقہ کو حسب شرائط نمبر ۲ روک لیا، اور پانچ ماہ گذرنے کے بعد ہندہ نے ایک درخواست عدالت میں پیش کی کہ مجھ کو پانچ ماہ کا نفقہ میرے شوہر سے وصول نہیں ہوا۔ چنانچہ منقیان شرع نے شرط اول کے صرف اس فقرہ پر نظر ڈال کر (اگر خدانخواستہ چار ماہ کا نفقہ مسلسل مجھ پر چڑھ جائے تو زوجہ ام کو طلاق بائن ہے) زوجہ زید پر حکم وقوع طلاق بائن کا کیا آیا تعلیق موثر طلاق کے لئے صرف وجود اول شرط کا کافی ہے یا دیگر شروط مذکورہ کو بھی تعلیق میں دخل ہے۔

(الجواب) شرط اول چونکہ مستقل ہے اور بوقت تکلم بشرط اول اور کوئی شرط شوہر نے ظاہر نہیں کی، لہذا بعد میں جو قیود لگائی اور شرطیں کی وہ شرط اول کے ساتھ ملحق نہ ہوں گی بلکہ موافق شرط اول کے جس وقت چار ماہ کا نفقہ زوجہ کو وصول نہ ہوگا۔ اور شوہر ادا نہ کرے گا عورت مطلقہ بائنہ ہو جاوے گی، اور شرط اول کے اخیر کے الفاظ صرف یہ ہیں (اگر خدانخواستہ چار ماہ کا نفقہ مسلسل مجھ پر چڑھ جاوے تو مسماۃ زوجہ ام مدعیہ کو طلاق بائن ہے) پس موافق ان الفاظ کے جب چار ماہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ مسلسل لازم ہو جاوے گا طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی، اس شرط و جزاء میں اطاعت کرنے اور پاس رہنے کی بھی قید نہیں ہے اور یہ خود مستقل کلام ہے، ما قبل و مابعد پر موقوف نہیں ہے، لہذا فیصلہ جو عدالت نے وقوع طلاق کا کیا صحیح ہے۔(۱)

فلاں تاریخ کو گھر نہ آئی تو طلاق، اس تاریخ کو نہ آئی تو طلاق واقع ہو گئی

(سوال ۶۹۶) مسماۃ بی بی بتول زوجہ صدیق کے چچازاد ہمشیرہ کی کسی اولاد کی شادی کی تقریب تھی، اس تقریب میں مسماۃ بتول ہمراہ اپنی والدہ و حقیقی بھائی کے اپنے میکہ رائے پور سے موضع سوریا گئی جب یہ خبر اس کے شوہر کو معلوم ہوئی تو اس کے شوہر نے حسب ذیل تحریر لکھ کر بھیجی۔ وہ تحریر یہ ہے۔

"مسماۃ بی بی بتول عرصہ ساڑھے پانچ سال سے میرے عقد میں تھی، اور بلا رضامندی ہمارے جانے خانہ غیر میں، اس کو ساتھ اس اقرار کے طلاق دیتا ہوں کہ اگر وہ تاریخ ۱۶ / رجب سن ۱۳۳۵ھ کو بوقت بارہ ۱۲ بجے تک اپنے گھر آجاوے تو بہتر، ورنہ تاریخ مذکورہ بوقت مذکورہ بالا کے بعد اپنے کو طلاق سمجھے۔"

اب عرض یہ ہے کہ مسماۃ بی بی بتول موضع سوریا سے بتاریخ ۲۰ / رجب سن ۱۳۳۵ھ کو رائے پور آئی تو موافق شرع کے طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کون سی اور اگر شوہر پھر اس کو رکھ سکتا ہے تو کیا صورت ہے۔

(الجواب) اس صورت میں مسماۃ بی بی بتول پر طلاق رجعی واقع ہوئی، عدت کے اندر رجوع کرنا صحیح ہے۔ کما فی عامة کتب الفقه۔(۲)

(۱) فاذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (عالمگیری کشوری کتاب الطلاق باب رابع فصل ثالث ج ۲ ص ۴۴۰) ظفیر۔ س۔ ج ۱ ص ۲۰م

(۲) فاذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط (ايضا ج ۲ ص ۴۴۰) ظفیر۔ س۔ ج ۱ ص ۲۰م

جب تعلیق کے مطابق میکے نہیں گئی تو طلاق ثلثہ واقع ہو گئی

(سوال ۶۹۷) زید نے بحالت غصہ اپنی بیوی زینب سے جو حاملہ ہے یہ کہا کہ اگر تم کل تک اپنے میکہ نہ جاؤ گی تو تم پر تین طلاق بائن ہیں ، اگر زینب اس روز معہودہ کو اپنے میکہ نہ جاوے بلکہ اس قریہ میں ٹھہری رہے تو ایسی صورت میں اس پر کس قسم کی طلاق ہو گی ، اور رجعت کی کوئی صورت ہے یانہ ، عدت کا نان نفقہ زید کے ذمہ ہے یا نہیں ، وضع حمل ہونے پر جو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو ، اس کی پرورش کا حق کس کو ہے اور نفقہ کس کے ذمہ ہے۔

(الجواب) وقت مقررہ پر میکہ نہ جانے پر عورت پر تین طلاق واقع ہو گئی ، اور وہ مغلظہ بائنہ ہو گئی ، رجعت صحیح نہیں ہے (۱) اور بدون حلالہ کے شوہر اول سے نکاح نہیں ہو سکتا ، (۲) عدت اس کی وضع حمل ہے ، (۳) تاوضع حمل نفقہ اس کا بذمہ شوہر ہے ، مدت حضانت میں پرورش لڑکا لڑکی کی ان کی والدہ کا حق ہے اور خرچ بذمہ شوہر ہے۔ (۴)

نکاح کے بعد کہا اگر پہلی بیوی نکلے تو اس کو طلاق ، لہذا نکلنے پر طلاق ہو گی

(سوال ۶۹۸) زید نے ہندہ سے عقد کرنا چاہا اور قبل نکاح باہم یہ شرط قرار پائی کہ اگر زید کی زوجہ یا اولاد ثابت ہوئی تو یہی فیصلہ بھی طلاق ہے اور بعد نکاح کے زید نے وہی الفاظ شرط جو قبل از نکاح زبان سے کہے تھے کہ اگر میری زوجہ یا اولاد نکلے تو یہی فیصلہ بھی طلاق ہے کہے ، بعد قرار داد شرط مذکور بعد از عقد تحقیق سے معلوم ہوا کہ زید کی زوجہ اول اور نیز زوجہ اول سے اولاد ہے ، ایسی صورت میں زید کی زوجہ ہندہ پر طلاق پڑ گئی یانہ۔

(الجواب) جب کہ زید نے نکاح کے بعد الفاظ مذکورہ کہے اور شرط محقق ہوئی تو ہندہ پر طلاق واقع ہو گئی۔ (۵)

تعلیق طلاق منظور کرنے کے بعد شرط پائی گئی تو طلاق واقع ہو جائے گی

(سوال ۶۹۹) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے اس شرط پر کیا کہ اگر بکر تین یا چار مہینہ مکان چھوڑ کر چلا جاوے یا شوہر کے گھر سے لڑکی بوجہ مخاصمت کے چلی جاوے اور تین یا چار مہینہ گذر جاویں تو زوجہ منکوحہ مذکورہ پر تین طلاق پڑ جاویں گی ، بکر نے ان شرائط کو قبول کیا ، بر تقدیر وقوع شرط منکوحہ مذکورہ پر طلاق پڑ جائے گی یانہ۔

(الجواب) اگر شوہر نے بعد نکاح اس شرط کو قبول کیا اور تعلیق طلاق کو منظور کیا تو طلاق واقع ہو گی ورنہ نہیں ، کیونکہ قبل نکاح اس قسم کی شرط لغو ہوتی ہے۔ (۶)

---

(۱) فاذا اضافه الى الطلاق وقع عقيب الشرط (عالمگیری کشوری كتاب الطلاق باب رابع فصل ثالث ج ۲ ص ٤٤٠) ظفیر. س - ج ۱ ص - ۴۲۰

(۲) وان كان الطلاق ثلثا الخ لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويد خل بها ثم يطلقها او يموت عنها (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر.

(۳) وان كانت حاملا فعد تها ان تضع حملها لقوله تعالى او لا ت الا حمال اجلهن ان يضعن حملهن (ايضاً باب العدة ج ۲ ص ٤٠١) ظفیر.

(٤) واذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالام احق بالو لد الخ والنفقة على الا ب الخ (هدايه باب حضانة الو لد ج ۲ ص ٤١٣) ظفیر.

(٥) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ٤٤٠) ظفیر. س - ج ۱ ص ۴۲۰

(٦) وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد فى الملك طلقت (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ٦٩٠) ظفیر. س - ج ۳ ص ۳۵۵

شرط پائے جانے کے بغیر عورت کو طلاق کا حق نہیں ہے

(سوال ۷۰۰) کسی شخص نے ایک عورت سے یعنی ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر عورت مذکورہ مجھ سے تین ماہ کے پہلے پہلے مہر طلب کرے گی تو میں اس کو مہر دے دوں گا ورنہ عورت کو اپنے نفس کا اختیار ہے کہ اپنے کو طلاق دے لے۔ اتنے میں اس شخص کی اپنے خسر سے ناموافقت ہو گئی ۔اور خسر ایک مولوی کو ہمراہ لے کر داماد کے مکان پر گیا، داماد مکان پر موجود نہیں تھا مگر اس کے خسر نے سب پڑوسیوں کو جمع کر کے اپنی لڑکی کا مہر طلب کیا، اس صورت میں عورت مذکورہ طلاق اپنے نفس کو دے سکتی ہے یا نہیں۔ اور اس کے ہمراہ جو مولوی صاحب آئے تھے وہ دعوے سے کہتے ہیں کہ میں بغیر طلب مہر کے تم سے خلاصی اور رہائی کرائے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرا دیتا ہوں۔ یہ قول کیسا ہے۔

(الجواب) عورت طلاق اس وقت لے سکتی ہے کہ شرط پائی جائے اور شرط یہ تھی کہ تین ماہ سے پہلے اگر عورت مجھ سے مہر طلب کرے اور میں نہ دوں تو اس کو اختیار طلاق لینے کا ہے، بدون اس شرط کے پائے جانے کے عورت کو اختیار طلاق لینے کا نہیں ہے۔ اور جو مولوی صاحب یہ کہتے ہیں کہ بغیر طلب مہر کے اور بدون تحقق شرط کے عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے وہ غلطی پر ہیں، ان کا قول معتبر نہیں کما فی الدر المختار وفیها کلها تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃً الخ۔(۱)

جب تعلیق میں مطلق جمعہ کہا تو اس سے پہلا جمعہ مخصوص نہ ہو گا، لہٰذا طلاق نہ ہو گی

(سوال ۷۰۱) مدیون نے دائن سے کہا کہ اگر تمہارا دین جمعہ کو نہ دوں تو میری عورت پر تین طلاق ہے، نہ تو جمعہ کو باول یا ثانی مقید کیا اور نہ دین کو جزءً یا کلاً مقید کیا، بعدہ کچھ دین اول جمعہ میں دیا اور کچھ دین بقیہ دوسرے جمعہ میں دیا۔ اور شہود میں سے ایک شاہد ثقہ بلفظ اشہد کہتا ہے کہ معلق نے جمعہ کو اس طور پر مقید کیا تھا کہ اگر اس جمعہ کو نہ دوں تو الخ اور تقیید پورے دین کی اگرچہ معلق سے نہیں سنی مگر عرف اور قرینہ کی روش میں یہی سمجھا تھا کہ سارا دین اس آئندہ جمعہ کو دے گا، دوسرا شاہد ثقہ بلفظ اشہد کہتا ہے کہ تعیین زمان یعنی جمعہ و تعیین دین بکل دونوں میں عرف کی روش سمجھا تھا، کیونکہ اہل بازار و نخاس ایسی مطلق مواعید سے متصل آنے والا جمعہ، ہفتہ، ماہ، سال مراد لیتے ہیں، پس ایسی شہادت اور عرف عام کی رو سے مطلق جمعہ سے اول مراد ہو گا یا نہ، بر تقدیر اول جب کہ اس نے اس جمعہ میں پورا دین ادا نہ کیا تو کیا یہ تادیہ جزو دین مثل تادیہ کل دین کے متصور ہو کر موجب بر ہو گا یا کالعدم ہو کر موجب حنث ہو گا، اور معلق کی زوجہ مطلقہ ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) چونکہ جمعہ کلام حالف میں مطلق ہے اور دین بھی مطلق ہے، لہٰذا بقاعدہ المطلق یجری علی اطلاقه اور بقاعدہ الا یمان مبنیة علی الا لفاظ لا علی الا غراض در مختار باب الیمین(۲) فی الدخول والخروج الخ صورت مسئولہ میں حالف حانث نہ ہو گا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہو گی وتحقیقه فی

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۸۸۔ ط.س. ج۳ ص ۳۵۵ ظفیر۔
(۲) دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الیمین فی الدخول والخروج ج۳ ص ۹۹۔ ط.س. ج۳ ص ۷۴۳۔ ظفیر۔

الشامی فی تحت قولہ الا یمان مبینة علی (۱) الا لفاظ شامی ج ۳ ص ۷۲.

ولی کا کسی شرط پر طلاق کو معلق کرنا موجب وقوع طلاق نہیں

(سوال ۷۰۲) ہندہ کا نکاح بحالت نابالغی بولایت اس کے والد ہمراہ زید نابالغ بولایت ان کے نانا کے ہوا۔ بوقت نکاح شرائط مندرجہ ذیل قرار پائی۔

(۱) مہر معجل بہ تعداد دو ہزار روپیہ نقد بروقت ادا کر دیا جاوے گا۔ (۲) شہر جے پور میں دو کانات مالیت ڈھائی ہزار روپیہ جن کے کرایہ کو ہندہ علاوہ نان نفقہ کے دیگر ذاتی مصارف میں لے سکتی ہے خرید کر دی جاویں گی زید کو ان کے بیع ور ہن کا اختیار نہ ہوگا۔ (۳) ایک مکان قیمتی دو ہزار روپیہ ہندہ و زید ہر دو کی بودوباش کے واسطے جے پور میں خرید کیا جاوے گا یہ بھی ملک ہندہ سمجھا جاوے گا۔ (۴) ہم سب لوگ مع اہل و عیال سکونت اجمیر کی ترک کر کے یہاں جے پور میں رہا کریں گے۔ چنانچہ شرط اول کا ایفاء اس طور سے ہوا کہ بجائے دو ہزار روپیہ نقد کے زیور جو بوقت نکاح دو ہزار کا بیان کیا گیا تھا بعد کو پندرہ سو کا نکلا امتاز کھا جا کر یہ اقرار کیا گیا کہ ایک ماہ کے بعد روپیہ دے کر زیور لے لیا جاوے گا جس کا ایفاء بوجہ اس کے کہ زیور تعداد مہر سے کم تھا نہیں کیا گیا۔ باقی ہر سہ شرائط کا ایفاء بمدت ایک سال بدیں شرط کی اگر مدت معینہ میں شرائط مذکورہ بالا کا ایفاء نہ ہو تو مسماۃ کو طلاق ہے، چنانچہ اس کو دو سال گذر گئے آج تک ولی زید کی طرف سے شرائط کا ایفاء نہیں ہوا۔ اور اب ہندہ بالغہ ہے اور اپنے شوہر کے یہاں جانے سے ناراضگی ظاہر کرتی ہے۔ ایسی صورت میں ہندہ کو بوجہ نہ ہونے ایفاء شرائط طلاق ہوئی یا نہیں اور وقت بلوغ ناراضی ظاہر کرنے پر نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں۔

(الجواب) قال فی الدر المختار لا یقع طلاق المولیٰ علی امرأة عبدہ لحدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ بالساق الخ والمجنون الخ والصبی ولو مر اهقا الخ (۲) وفی الشامی قال ای الز ملی وقد افتیت بعدم وقوعه فیما اذا زوجه ابوہ امرأةً وعلق علیه متی تزوج او تسریٰ علیه فکذا فکبر فتزوج عالماً بالتعلیق اولاً الخ۔ (۳) اس عبارت سے واضح ہوا کہ ولی کا کسی امر پر طلاق کو معلق کرنا موجب وقوع طلاق نہیں ہے اگرچہ شرط پائی جائے، لہذا صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہ ہوگی اور صورت موجودہ میں زوجہ کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے

جس چیز پر تعلیق کی ہے اس کے غیر پر طلاق نہ ہوگی اور شوہر اپنے قول سے رجوع نہیں کر سکتا

(سوال ۷۰۳) زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم میرا بھات اپنے بھات کے ساتھ پکاؤ گی تو تم پر طلاق ہے۔ اگر زید کی بیوی زید کے لئے اور کوئی کھانا روٹی وغیرہ اپنی روٹی کے ساتھ پکاوے تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اور زید اس قول سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔

---

(۱) اس کے لئے دیکھئے رد المحتار باب الیمین فی الدخول والخروج. ج ۳ ص ۹۹. ط.س. ج ۳ ص ۷۴۴. ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ . ط.س. ج ۳ ص ۲۴۲،۲۴۲ ۱ ظفیر
(۳) رد المحتار کتاب الطلاق تحت قوله والصبی ج ۲ ص ۵۸۶ . ط.س. ج ۳ ص ۱۲۲۴۳ ظفیر.

(الجواب) اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ طلاق خاص بھات کے ساتھ بھات پکانے پر معلق تھی،(۱) اور زید اپنے قول سے رجوع نہیں کر سکتا۔

نابالغہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تنہا ہوں دوسرا کوئی نکلے تو طلاق، دوسری بیوی ہوگی تو اس کو طلاق ہوگی

(سوال ٧٠٤) زید نے ہندہ نابالغہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تنہا اکیلا ہوں میرا کوئی نہیں، اگر میرا کوئی نکلے تو نکاح باطل سمجھا جائے۔ عقد ہو جانے کے بعد اگر کسی کا بھی ہونا ثابت ہوگا تو یہی فیصلہ طلاق ہے۔ اس شرط کے بعد ورثاء ہندہ نے زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح کر دیا۔ بعد نکاح کے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ زید کی زوجہ و لڑکی موجود ہے اور ورثاء ہندہ نے ہندہ کو رخصت بھی نہیں کیا تھا، علاوہ ازیں جس وقت ہندہ بالغہ ہوئی فوراً اپنا نکاح فسخ کر دیا۔ کیا یہ نکاح صحیح ہوا زید کے قول کے مطابق ہندہ پر طلاق پڑی یا نہیں اور ہندہ کے فسخ کرنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں، ہندہ رخصت کئے جانے پر رضامند نہیں کیا بالجبر رخصت کر سکتے ہیں۔

(الجواب) نکاح ہو گیا تھا مگر موافق شرط کے ہندہ پر طلاق واقع ہو گئی(۲)۔ باقی خیار بلوغ کی وجہ سے نکاح فسخ کرنے کی جو شرائط ہیں وہ اس زمانہ میں بوجہ قاضی نہ ہونے کے متحقق نہیں ہو سکتی۔ اور جہاں قاضی شرعی ہو وہاں یہ مسئلہ جاری ہو سکتا ہے مگر اس کی ضرورت نہیں ہے، اور رخصت کرانے کے متعلق یہ جواب ہے کہ غیر مدخولہ پر طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے، پس اس میں رجعت کرنا اور رخصت کرانا درست نہیں۔

نکاح سے پہلے اقرار نامہ طلاق کے لئے معتبر نہیں ہے

(سوال ٧٠٥) اگر کوئی شخص قبل از نکاح اپنی زوجہ کے ولی کو ایک قطعہ اقرار نامہ تحریر کر دے کہ اگر میں بلا مرضی اپنی زوجہ کے اس جگہ سے دیگر جگہ چلا جاؤں اور مجھ کو وہاں پر ایک ماہ کا عرصہ منقضی ہو جاوے یا ایک ماہ کے اندر خرچ نان نفقہ کے لئے نہ پہنچے تو یہی اقرار نامہ بطور طلاق نامہ کے سمجھا جاوے گا اگر یہ شخص نکاح کرنے کے بعد بلا مرضی اپنی منکوحہ مذکورہ کے پردیس چلا جائے اور ایک ماہ سے زیادہ عرصہ منقضی ہو جائے اور میعاد مذکور کے اندر خرچ وغیرہ اس زوجہ کو نہ پہنچے، تو موافق تحریر اقرار نامہ کے طلاق پڑ جاوے گی یا نہیں۔ اگر یہ عورت اس کے گھر میں رہنا نہ چاہے تو پھر طلاق لینے کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔ (۲) عورت مہر وصول کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) قبل از نکاح جو اقرار نامہ شوہر نے لکھا وہ معتبر نہیں ہے۔ اور طلاق واقع نہ ہوگی،(۳) پس اگر عورت اس سے علیحدگی چاہے تو شوہر سے طلاق لے یا خلع کرے۔ (۲) اگر شوہر طلاق دے دے اور زوجہ مدخولہ ہو تو کل مہر شوہر سے لے سکتی ہے۔ بدون طلاق اور مفارقت کے مہر موجل وصول نہیں کر سکتی ہے۔(۴)

(۱) ففی البحرانت طالق بد خول الدار اوبحیضتك لم تطلق حتی تد خل او تحیض رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ٦٨٧ ط.س. ج٣ص٣٥٢) وفی ان حضت لا یقع برویة الدم لا حتمال الا ستحاضة فان استمر ثلاثا وقع (ایضاً ج ۲ ص ٦٩٥ ط.س. ج٣ص٣٦٠) ظفیر.

(۲) فاذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا (عالمگیری کشوری فصل ثالث فی تعلیق الطلاق ج ۲ ص ٤٤٠) ظفیر ط.س. ج١ص٤٢٠م

(۳) ولا یصح اضافة الطلاق الا ان یکون الحالف مالکاً او یضیفه الی ملك ، والا ضافة الی سبب الملك کالتزوج کالا ضافة الی الملك فان قال لا جنبیة ان دخلت الدار فانت طالق ثم نکحها فد خلت الدار لم تطلق (عالمگیری کشوری فصل ثالث فی تعلیق الطلاق ج۲ ص ٤٤٠) ظفیر. (٤) ویتا کد عند وطئ او خلوة صحت من الزوج او موت احد هما الخ (الدر المختار علی هامش. ط.س. ج٣ص ١٠٢ رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤. ط.س. ج١ص٤٢٠) ظفیر.

تعلیق میں شرط پائے جانے کی صورت میں طلاق بائن ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۷۰۶) طلاق تعلیق میں شرط پوری ہونے پر طلاق بائن پڑ جاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر صریح طلاق معلق کی ہے تو بعد تحقق شرط رجعی طلاق واقع ہوگی اور اگر بائنہ کو معلق کیا ہے تو بائنہ واقع ہوگی، غرض جیسی طلاق معلق کی ہے بوقت تحقق ویسی ہی واقع ہوگی۔(۱)

نکاح کے وقت جو شرط کی ہے اس کی خلاف ورزی سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

(سوال ۷۰۷) ایک شخص نے نکاح کرتے وقت اپنی بیوی کو یہ لکھ دیا کہ اگر میں تمہارے ساتھ مثل میاں بیوی کے معاشرت نہ کروں یا ایک ماہ تک نفقہ نہ دوں تو تم تین طلاق بائنہ لے کر دوسرا نکاح کر سکو گی۔ اب ناکح نے ایک ماہ سے زاید سے نفقہ نہیں دیا تو شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) قال فی الدر المختار فی باب التعلیق شرطه الملك الخ اوالا ضافة الیه(۲) وفیه ایضا وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا لکن ان وجد فی الملك طلقت وعتق والا لا الخ (۳) پس اگر یہ اقرار اور تعلیق شوہر نے بعد نکاح کے کی تھی یا یہ کہا تھا کہ اگر تجھ سے نکاح کے بعد ایسا کروں الخ تو بعد تحقق شرط عورت مطلقہ ثلاثہ ہو جاوے گی۔ اور اگر نکاح سے پہلے یہ اقرار اور تعلیق کی ہے اور اضافت الی النکاح بھی نہیں کی تو یہ تعلیق لغو ہے کما مر عن الدر المختار۔(۴)

کابین نامہ لکھا کہ اگر ایسا ہوگا تو میری طرف سے طلاق ہوگی، کیا حکم ہے

(سوال ۷۰۸) شخصے در کابین نامہ زوجہ خود نوشتہ دادہ ہم بہ زبان خود اقرار نمود کہ من بغیر توبہ زندگی خود ہیچ نکاحے نخواہم کرد۔ اگر بغایت ضرورت افتد کل مہر تو ادا نمودہ رجسٹری شدہ اجازت نامہ از تو گرفتہ نکاحے خواہم کرد بغیر ازینہا ہر گاہ ہر نکاحے کہ کنم در آں وقت بر ہر یکے ازاں زنان صاف سہ طلاق من خواہد شد۔ تعلیق طلاق بصیغہ استقبال نمود پس از چند سال شخصے مذکور بضرورت از زن خود مہر معاف کنانیدہ واجازت نامہ ازو گرفتہ نکاحے دیگر کرد۔ اما اجازت نامہ رجسٹری شدہ بجا نیاوردہ۔ پس شرعاً بعدم ایفاء شرط بر زن جدیدہ اش سہ طلاق گردیدہ یا نہ۔ بعض گویند از جہت صیغہ استقبال طلاق نخواہد شد و بعض می گویند طلاق خواہد شد۔ کدام فریق بر حق اند۔

(الجواب) دریں صورت فریق ثانی بر صواب است چراکہ صیغہ استقبال در تعالیق محمول بر وعدہ نمی شود بلکہ بعد تحقیق شرط وقوع جزاء مرتب می شود کما یظهر من الطحطاوی فی شرح قوله فی نحو طلبیة واسمیة الخ قوله وبلن نحو وما یفعلوا من خیر فلن یکفروه . قوله وبا لتنفیس نحو ومن یرتد منکم عن دینه فسوف یات الله بقول. ومثال ما یناسب المقام علی الترتیب ان دخلت الدار فاطلقی او فانت طالق

---

(۱) واذا اضافه الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (هدایه باب الا یمان فی الطلاق ج ۲ ص ۳۶۴) الطلاق علی ضربین صریح وکنایة فالصریح قوله انت طالق ومطلقة وطلقتك فهذا یقع به الطلاق الرجعی الخ اذا وصف الطلاق بضرب من الزیادة والشدة کان بائنا مثل ان یقول انت طالق بائن (هدایه باب ایقاع الطلاق ج ۲ ص ۳۳۸ وج۲ ص ۳۳۹) ظفیر (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۸۰ ط.س.ج۳ ص ۳۵۵. ۱۲ ظفیر (۳) ایضا ج ۲ ص ۶۹۰. ۱۲ ظفیر

(۴) فلغا قوله لا جنبیة ان زرت زید افانت طالق فنکحها فزارت الخ (ایضاً ج ۲ ص ۶۸۱. ط.س. ج۴ ص ۳۵۵) ظفیر

او فعسى ان تطلقي او فما انت لى بزوجة ناويا الطلاق او فقد طلقتك او فلن تكوني معي على ذمتي ناويا او فسوف اطلقك والظاهر انه في عسى وسوف لا تطلق ويحرر الخ طحطاوی باب التعليق
(۱) پس استثناء عسی و سوف دلیل است بآنکه اگر در جزاء لن استقبالیہ آید جزاء مرتب خواہد شد کما مثل به او فلن تكوني معي على ذمتي ناوياً و ترجمہ اش ظاہر است کہ ایں است اگر تو داخل دار شدی پس ہرگز با من نخواہی ماند و در ذمہ من نخواہی بود۔ درانحالیکہ نیت طلاق باشد کہ ایں کنایہ است و در کنایہ نیت شرط است۔ و نیز در طحطاوی در باب تفویض الطلاق فی شرح قولہ او انا اطلق نفسي لم يقع لانه وعد قوله لانه وعد وهو غير لازم الخ وفى البزازيه لوقال انا احج لا يلزمه شئي بخلاف مالو قال ان شفى الله مرضى فانا احج كان نذرا لان المواعيد باكتساب التعاليق يصير لازمة طحطاوى باب تفويض الطلاق۔(۲)

اگر کہا فلاں کو قتل نہ کیا تو میری بیوی پر طلاق ہے، شرط جب پائی جائے گی طلاق واقع ہوگی

(سوال ۷۰۹) زید نے اثنائے گفتگو میں کہہ دیا کہ اگر میں نے عمر کو قتل نہ کیا تو میری منکوحہ میرے اوپر تین شرائط پر طلاق ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ تین شرط جو اس نے کہی ہیں اس کی نیت کیسی تھی۔ اب وہ عمر کے قتل پر قادر نہ ہوا۔ پس ایسی طلاق صحیح ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر صحیح ہوتی ہے تو دوسری صورت مندرجہ ذیل میں کیا حکم ہے کہ منکوحہ زید تو مطلقہ ہوئی، اب اس کا نکاح دوسرے زوج سے ابھی نہیں ہوا تھا کہ یہ عورت مرتدہ ہوگئی، پس بار دوم ہدایت اسلام سے اس کا نکاح زوج اول سے بلا حلالہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔
(الجواب) ایسی یمین مطلقہ میں آخر حیات میں حانث ہوتا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ قبل الموت کو کرلیوے قال في الدر المختار حلف ليا تينه الخ فلو لم ياته حتى مات احدهما حنث في آخر حياته و كذا كل يمين مطلقة قال في الشامي قوله و كذا كل يمين مطلقة الخ اى لا خصوصية للايتان بل كل فعل حلف ان يفعله في المستقبل واطلقه ولم يقيده بوقت لم يحنث حتى يقع الياس عن البر مثل ليضر بن زيدا الخ (۳) اور دوسری صورت کا جواب یہ ہے کہ بلا حلالہ کے اس صورت میں شوہر اول سے نکاح صحیح نہیں ہے کما في الشامي ان الردة واللعان والسبي لم تبطل حكم الظهار واللعان كما لم تبطل حكم الطلاق الخ۔(۴)

نکاح سے پہلے کہا کہ اگر ایسا ہوا تو میری بیوی کو مطلقہ سمجھا جائے کیا حکم ہے

(سوال ۷۱۰) کسی شخص نے قبل النکاح شرط کی کہ اگر میں اپنی زوجہ کو والدین کے گھر جانے سے روکوں یا نان نفقہ نہ دوں تو مطلقہ سمجھی جاوے گی۔ اب لڑکی کے والد نے دعویٰ کیا ہے تاکہ لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کردے، آیا یہ شرط قبل النکاح معتبر شرعاً ہوگی یا نہیں۔
(الجواب) قبل النکاح بدون اضافت الی النکاح ایسی تعلیق صحیح نہیں ہے۔ لہٰذا زوجہ اس کی اس صورت میں بعد تحقق

(۱) طحطاوی علی الدر المختار باب التعليق ج ۲ ص ۱۵۳ و ج ۲ ص ۱۵٤. ۱۲ ظفير.
(۲) طحطاوی علی الدر المختار باب تفويض الطلاق ج ۲ ص ۱٤۱. ۱۲ ظفير.
(۳) رد المحتار كتاب الايمان باب اليمين في الدخول والخروج. ج ۳ ص ۱۱۱ ط.س ج۳ص ۷۵۷. ۱۲ ظفير.
(٤) رد المحتار ط.س. ج۳ص ۷۵۷.

شرط مطلقہ نہ ہوگی کما فی الدر المختار باب التعلیق شرطه الملك الخ اوالا ضافة اليه كان نكحت امرأة وان نكحتك فانت طالق الخ فلغا قوله لا جنبية ان زرت زيداً فانت طالق فنكحها فزارت الخ۔(۱)

بیوی سے کہا کہ تیری زندگی میں شادی کروں تو ایسا ایسا
شوہر اگر اس کو طلاق دے کر شادی کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۷۱۱) زید نے زوجہ کے ساتھ یہ شرط کی کہ تیری زندگی میں دوسرا نکاح نہ کروں گا۔ اگر کروں تو تجھ کو پانسو روپیہ مہر اور چھ روپیہ ماہوار دے کر بعد کو تیری رضامندی سے کروں گا، ورنہ اس پر ایک طلاق دو طلاق، تین طلاق ہیں۔ اب زید نے بلاادائے شرط بالاہلیہ زوجہ سابقہ کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو اس پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اگر ہوگی تو کون سی۔ اور آج کل جو شرائط کابین نامہ میں لکھی جاتی ہیں ان میں سے کیا کیا شرائط معتبر ہیں۔

(الجواب) شامی ص ۱۳۶ جلد ثالث ایمان میں ہے وعلى هذا لو قال لا مرأته كل امرأةاتزوجها بغير اذنك فطالق فطلق امرأته طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم تزوج بغير اذنها طلقت لانه لم تتقيد يمينه ببقاء النكاح الخ۔(۲) پس موافق اس جزیہ مصرحہ کے صورت مسئولہ میں زوجہ ثانیہ پر طلاق ہو جاوے گی، کیونکہ شوہر نے بقاء نکاح کی قید نہیں لگائی مطلقاً زندگی زوجہ اولیٰ میں کہا ہے، اور چونکہ تین طلاق کی تعلیق کی ہے اس لئے تین طلاق واقع ہوں گی، اور شرائط کابین نامہ وہ معتبر ہوتی ہیں جو بعد نکاح کے ہوں، اور جو شرائط قبل نکاح وبلا اضافت الی النکاح کی جاویں وہ غیر معتبر ہیں۔

یہ لکھوانا جائز ہے یا نہیں کہ پہلی بیوی کی موجودگی میں شادی کروں تو اس کو تین طلاق

(سوال ۷۱۲) کابین نامہ میں جس قدر شروط لکھواتے ہیں وہ سب معتبر ہیں یا نہیں مثلاً یہ شرط لگانا کہ تیری موجودگی میں دوسرا نکاح کروں تو اس کو تین طلاق ہے، اس صورت میں طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) کابین نامہ جو قبل از عقد لکھا جاتا ہے اور عدم ایفاء بعض شرط پر مثلاً اس کی طلاق کو معلق کیا جاتا ہے وہ معتبر نہیں ہوتی اور جو ایسا لکھا کہ تیری موجودگی اور منکوحہ ہونے اور زوجہ رہنے کی حالت میں جو دوسرا نکاح کروں تو وہ مطلقہ ہے یہ صحیح ہے۔(۳)

معافی مہر کی شرط پر طلاق دی اب طلاق کے بعد عورت مہر معاف نہیں کرتی کیا حکم ہے

(سوال ۷۱۳) ہندہ نے بوساطت اپنے ورثاء کے اپنے خاوند زید سے شرطیہ طلاق چاہی کہ خاوند مجھ کو طلاق دے دے اور میں مہر معاف کر دوں۔ چنانچہ زید کی جانب سے طلاق نامہ اور ہندہ کی طرف سے دست برداری زر مہر۔ ہر دو کاغذات کاتب نے تحریر کئے، ہندہ نے دستاویز دست برداری معافی مہر پر اپنا نشان انگوٹھا ثبت کیا، اسی

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۸۰ ط.س. ج۳ ص ۳۴۴ ظفير.
(۲) رد المحتار باب الايمان ج۳ ص ۱۸۸ ط.س. ج۳ ص ۸۴۵. ۱۲ ظفير. (۳) شرطه الملك الخ اوالا ضافة اليه الخ كان نكحت امرأة اوان نكحتك فانت طالق (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۸۰ و ج۲ ص ۶۸۱ ط.س. ج۳ ص ۳۴۴) ظفير.

طرح زید نے طلاق نامہ پر دستخط کئے۔ بعد از تکمیل طلاق نامہ ہندہ کے ورثاء کو اور دست برداری زید کو دے دی۔ بعد حصول تحریر طلاق نامہ ہندہ نے معافی مہر سے انکار کر دیا اور بلا اتمام عدت نکاح ثانی کر لیا، اور اب مہر کا دعویٰ کرتی ہے۔ ایسی صورت میں شرعاً نکاح ثانی حلال ہے یا حرام، جب کہ طلاق مشروط بشرط معافی مہر پر معلق تھی واقع ہوئی یا نہ۔

(الجواب) (از جائے دیگر) جب کہ مہر کی معافی طلاق پر معلق اور طلاق معافی مہر پر معلق ہے تو نہ طلاق بغیر معافی مہر کے ہو سکتی ہے اور نہ معافی مہر بغیر طلاق کے ہو سکتی ہے، اگر عورت مہر معاف نہ کرے گی تو دعویٰ وقوع طلاق غلط ہوگا، اور ایسی صورت میں اول ہی خاوند کی منکوحہ رہے گی۔ ایام عدت میں نکاح حرام ہے اور اگر باوجود علم کوئی اس کو جائز بتائے وہ فاسق ہے اور جو اس کے مرتکب ہیں اگر توبہ نہ کریں تو ان سے تعلقات اسلامی ترک کر دینا از جرا جائز ہے۔

(الجواب) (از حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ) جب کہ شوہر نے مضمون طلاق نامہ سن کر یا پڑھ کر اس پر دستخط کر دیئے اور عورت نے معافی مہر کے کاغذ پر نشان انگوٹھا لگا دیا یعنی اس کو تسلیم کر لیا تو معاملہ خلع کا پورا ہو گیا۔ اب نہ شوہر طلاق سے رجوع کر سکتا ہے اور نہ عورت معافی مہر سے انکار کر سکتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور مہر ساقط ہو گیا۔ اور عدت میں جو نکاح ہوا وہ باطل ہوا۔ در مختار میں ہے وشرطه الخ وصفته ماذكره بقوله هو يمين في جانبه لا نه تعليق الطلاق بقبول الحال فلا يصح رجوعه عنه قبل قبولها الخ وفي جانبها معاوضة بمال فصح رجوعها قبل قبوله الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ بعد قبول شوہر کے عورت لزوم مال سے رجوع و انکار نہیں کر سکتی اور جیسا کہ دستخط شوہر کے بعد سننے اور دیکھنے مضمون طلاق نامہ کے تسلیم مافیہ ہے، اسی طرح عورت کا نشان انگوٹھا لگانا تسلیم مافیہ ہے۔ شامی میں ہے ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه الخ وقع ان اقر الزوج انه كتابه الخ۔ (۲)

کابین نامہ کی خلاف ورزی کی صورت میں کیا حکم ہے

(سوال ۷۱۴) شخصے در کابین نامہ زوجہ خود نوشتہ داد کہ اگر کابین نامہ ہذا اندرون پانزدہ روز رجسٹری کردہ نہ دہد زوجہ مطلقہ بسہ طلاق خواہد شد، وہمچنیں اگر تا بقائے نکاح بلا اجازت زن موصوفہ زن دیگر بنکاح آرد زن اولی مطلقہ بسہ طلاق خواہ شد الی غیر ذلک من الشرائط، اکنوں شخص مذکور اندرون پانزدہ روز کابین نامہ زوجہ اولی رجسٹری کردہ نہ داد و نیز بلا اجازت زن موصوفہ زن دیگر را بحبالہ نکاح خود آورد۔ پس زن اولی مطلقہ بسہ طلاق گردد یا نہ۔ ایں جا در میان علماء اختلاف واقع شدہ۔ بعض می فرمایند کہ در تعلیقات مذکورہ در جزاء لفظ خواہد شد صیغہ مستقبل است واز صیغہ مستقبل طلاق نہ شود۔ بعض می گویند کہ دریں صورت بر زن اولی طلاق واقع گردد، زیرا کہ از لفظ مستقبل اگرچہ در تنجیز طلاق واقع نہ گردد لیکن در صورت تعلیق از مستقبل نیز طلاق شود، دریں صورت چہ حکم است۔

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۶۸ ط.س. ج۳ص ۴۴۱، ۴۴۲ و ج۲ ص ۷۶۹ ط.س. ج۳ص ۴۴۱، ۴۴۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س ج۳ص ۲۴۶. ۱۲ ظفیر.

(الجواب) قال فی الطحطاوی ان دخلت الدار فاطلقی او فانت طالق او فعسی ان تطلقی الخ او فلن تکونی معی علی ذمتی ناویا اوفسوف اطلقك والظاهر انه فی عسی وسوف لا تطلق الخ (۱) ج ۲ ص ۱۵۴ ازیں عبارت واضح شد کہ سوائے سوف و عسی در ہمہ صور تہا طلاق واقع شود و ظاہر است کہ فلن تکونی معی الخ برائے استقبال است و دراں در تعلیق طلاق واقع شود اگر بہ نیت طلاق ایں لفظ گفتہ چرا کہ ایں کنایہ است و در کنایہ نیت شرط است الحاصل بصورت مذکورہ بعد تحقق شرط سہ طلاق واقع خواہد شد۔

اس بیوی کی تازندگی دوسری شادی کروں تو اس پر طلاق مغلظہ اب شادی کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱ / ۷۱۵) زید نے لکھا کہ تاحیات ہندہ زوجہ خود۔ اگر نکاح کروں تو عورت جدید ثانیہ کو میری طرف سے طلاق مغلظہ ہے، وقت تحریر شرط ہذا زید کو یہ علم نہ تھا کہ وہ کون ہوگی، بحیات زوجہ خود زید عقد ثانی کر سکتا ہے یا نہیں۔

اس کے لئے تیسری عورت سے نکاح کا کیا حکم ہے

(سوال ۲ / ۷۱۵) بصورت بالا اگر زید نے نکاح ثانی کیا، اور اس کو طلاق مغلظہ ہو گئی تو پھر زید عورت ثالثہ کے ساتھ نکاح کیوں نہیں کر سکتا، اس وجہ سے کہ زید نے یہ شرط کی تھی کہ تاحیات ہندہ زوجہ خود عقد ثانی نہ کروں گا، نہ یہ کہ عقد ثالث و رابعہ بھی نہ کروں گا۔

(الجواب) (۱، ۲) درمختار میں ہے وفیها کلها تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرةً الا فی کلما فانه تنحل بعد الثلث وفی الشامی وای کذلك حتی لو قال ای امرأة تزوجها فهی طالق لا یقع الا علی امرأة واحدة ۔ (۲) کما فی المحیط وغیرہ اس عبارت سے واضح ہوا کہ اگر زید نے بحیات ہندہ دوسرا نکاح کیا تو اس دوسری زوجہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگی۔ اس کے بعد اگر اور کسی عورت سے نکاح کرے گا تو اس پر طلاق نہ ہوگی۔

اگر فلاں کی اجازت کے بغیر زبیدہ زوجہ فلاں سے نکاح کروں اس پر تین طلاق زبیدہ کو جب پہلا شوہر طلاق دے دے تو نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۷۱۶) اگر زید یہ لکھ دے یا کہہ دے کہ اگر بدون اجازت بکر زبیدہ سے نکاح کروں تو زبیدہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو جاوے، زید کی تحریر کے وقت زبیدہ بہ نکاح دیگر تھی بعد علیحدگی از شخص دیگر زبیدہ سے زید عقد کر سکتا ہے کہ نہیں، کیونکہ زید نے یہ لفظ لکھے ہیں کہ زبیدہ پر تین طلاق مغلظہ ہیں، زید کے طلاق ڈالنے سے شخص دیگر پر یعنی زبیدہ پر طلاق نہیں پڑ سکتی تو پھر زید زبیدہ سے کیوں نہیں نکاح کر سکتا۔

(الجواب) اس صورت میں چونکہ اضافت الی النکاح موجود ہے، اس لئے اگر بلا اجازت بکر زبیدہ سے بعد علیحدگی از شوہر اول نکاح کرے گا تو زبیدہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو جاوے گی کما فی الدر المختار شرطه الملك الخ اوالا ضافة الیه الخ کان نکحت امرأة الخ۔ (۳)

---

(۱) طحطاوی علی الدر المختار باب التعلیق ج۲ ص ۱۵۴ ۔ ۱۲ ظفیر۔ (۲) دیکھئے رد المحتار مع هامشه باب التعلیق ج ۲ ص ۶۸۸ ط.س. ج۳ ص ۳۵۵ ۔ ۱۲ ظفیر۔ (۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۰ ط.س. ج۳ ص ۳۴۴ ۔ ۱۲ ظفیر

فلاں کی اجازت کے بغیر فلاں سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق، نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۷۱۷) زید نے کہا اور لکھا کہ بدون اجازت عمرو اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق ہے یا محض یہ لفظ کہ بدون اجازت عمرو اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو طلاق ہے شکل اول میں زید نے خود پر طلاق ڈالی، اور شکل ثانی میں محض لفظ طلاق کا استعمال کیا اب زبیدہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس لفظ سے کہ مجھ پر طلاق ہے طلاق واقع نہ ہوگی اور دوسرے لفظ سے کہ اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو طلاق ہے زبیدہ بعد نکاح کے مطلقہ ہو جاوے گی کما فی الشامی انه لا یلزم الا ضافة صریحة بل تکفی القرینة والعادة وعبارته کذا ویو یده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق اھ ویفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلا قها لا بطلاق غیرها الخ۔(۱)

انشاء اللہ متصلاً کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال ۷۱۸) زید نے الفاظات سوال سوئم اور چہارم کی ہمراہ لفظ انشاء اللہ تعالیٰ بھی کہا۔ اس صورت میں زید زبیدہ سے نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں۔

(الجواب) انشاء اللہ متصلاً کہہ دینے سے حکم طلاق ساقط ہو جاتا ہے قال لها انت طالق انشاء الله تعالیٰ متصلاً الخ لا یقع۔(۲)

اگر تم خالہ کے گھر جاؤ گی تو طلاق اس کے بعد کسی طرح جا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۷۱۹) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تم اپنی خالہ کے گھر جاؤ گی تو تم پر طلاق ہے، تو ایسی حالت میں وہ عورت باجازت شوہر اپنی خالہ کے یہاں جا سکتی ہے یا نہیں علاوہ اس کے کوئی صورت ایسی ہے کہ بلا وقوع طلاق وہ زوجہ اپنی خالہ کے گھر جا سکتی ہے یا کسی صورت سے بھی جانا ممکن نہیں ہے۔

(الجواب) اس صورت میں تعلیق مطلق ہے، لہذا اگر وہ عورت اپنی خالہ کے گھر جاوے گی، اگرچہ باجازت جاوے طلاق واقع ہو جاوے گی۔ لیکن ایک دفعہ واقع ہو کر پھر دوبارہ وسہ بارہ وغیرہ جانے سے طلاق واقع نہ ہوگی، اگر شوہر نے طلاق کا لفظ کہا تین طلاق نہ کہا تھا تو ایک طلاق کے بعد عدت میں رجوع کر لیوے۔

کہا کہ فلاں سے ملوں تو میرا نکاح فسخ ہے اگر ملے گا تو طلاق ہوگی یا نہیں

(سوال ۷۲۰) قد علق الرجل فسخ نکاحه علی ملاقات احد فقال ان لقیت بفلان فنکاحی فاسخ. فیا ایها الهداة قد طلقت زوجتها اذا وجد اللقاء المذکور ام لا.

(الجواب) ان نوی الطلاق بقوله فنکاحی فاسخ یقع الطلاق البائن بعد وجود الشرط ای اللقاء کما هو حکم التعلیق قال فی الدر المختار. اذهبی الیٰ جهنم یقع ان نوی خلاصه وکذا اذهبی عنی

(۱) رد المحتار کتاب الطلاق باب الصریح ج۲ ص ۵۹۰ و ج ۲ ص ۵۹۱ . ط.س ج۳ ص۲۴۸ .۱۲ ظفیر
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق مطلب مسائل الاستثناء والمشیة ج ۲ ص ۷۰۰ . ط.س ج۳ ص۳۶۶ . ۱۲ ظفیر

والفلحی وفسخت النکاح وانت علی کالمیة الخ۔(۱)فقط۔

کہا کہ زوجہ کو تکلیف دوں تو اس پر طلاق اور کپڑا نہیں دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۷۲۱) ایک شخص نے نکاح کے بعد یہ اقرار کہا کہ اگر میں اپنی زوجہ کو قصداً تکلیف دوں تو میری زوجہ پر طلاق ہے، بعد ازاں زید نے اپنی منکوحہ کو یہ تکلیف پہنچائی کہ زید کی عدم موجودگی میں زید کی ماں نے زید کی منکوحہ سے کھانے کی اشیاء جبراً لے کر صندوق میں بند کر دی، مسماۃ منکوحہ نے کپڑا بدلنے کے لئے زید سے کپڑا طلب کیا زید نے کپڑا نہیں دیا۔ حالانکہ کپڑے کی سخت ضرورت تھی۔ آیا موافق اقرار نامہ کے طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) زید کی والدہ کا فعل زید کی طرف منسوب نہ ہوگا۔ باقی زید کا کپڑے بدلنے کو نہ دینا اس میں یہ تفصیل ہے، در مختار میں ہے وتفرض لها الكسوة فی كل نصف حول مرة لتجدد الحاجة حراً وبرداً الخ ثم قال وتزاد فی الشتاء جبةً وسرو الاً وما يد فع به اذى حروبردو لحافاً وفراشاً وحدها الخ قوله الى ان طلبته۔(۲) اور شامی میں ہے قوله فی كل نصف حول مرة الا اذا تزوج وبنى بهاولم يبعث لها كسوة فتطالبه بها قبل نصف الحول والكسوة كالنفقة فی انه لا يشترط مضر المدة بحر عن الخلاصة وحاصله انها تجب لها معجلةً لا بعد تمام المدة واعلم انه لا يجد د لها الكسوة مالم يتخرق ما عند ها او يبلغ الوقت الذى يكسوها الخ۔(۳) پس جس تفصیل سے کپڑا پہنانا شوہر کے ذمہ لازم ہے اگر اس میں اس نے کوتاہی کی ہے تو یہ بیشک تکلیف ہے اور طلاق واقع ہو جاوے گی ورنہ نہیں۔

ایک شخص نے کہا اگر بات کروں تو میری بیوی پر طلاق، دو بیوی میں سے کس پر طلاق ہوگی

(سوال ۷۲۲) شخصے گفت اگر من با تو کلام کنم بزوجہ من سہ طلاق، بعد ازاں باو کلام کرد و حالانکہ آں شخص را دو زوجہ است، پس بر ہر زن سہ طلاق باشد یا بر یک زن؟ و کدام زن؟

(الجواب) بر یک زن سہ طلاق واقع خواہد شد و اختیار تعیین مر شوہر راست ولو قال امرأ تی طالق وله امرأ تان او ثلث تطلق واحدة منهن وله خيار التعيين(۴) وفی الشامی لا فرق فی ذلك بين المعلق والمنجز الخ۔

طلاق معلق کی اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال ۷۲۳) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو چند شرائط لکھ دی، منجملہ ان کے جو یہ شرط ہے کہ جب میرے خسر یا اور کوئی عزیز میری زوجہ کو رخصت کرانے آویں تو بوقت رخصت کے میں کوئی مزاحمت نہ کروں گا، اگر کوئی مزاحمت کروں تو یہی تحریر بجائے طلاق بائن سمجھی جاوے، جب زید کا خسر اپنی لڑکی کو رخصت کرانے گیا تو زید نے پس و پیش کر کے دو تین روز کے بعد رخصت کیا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہ؟

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكنايات ص ۶۵۲. ط.س ج۳ص ۳۱۲-۱۲ ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۹۳ و ج ۲ ص ۸۹۴ و ج ۲ ص ۸۹۷. ط.س. ج۳ ص ۵۸۰. ۱۲ ظفير.
(۳) رد المحتار باب النفقة ص ۸۹۳ و ص ۸۹۴. ط.س. ج۳ص ۵۸۰. ۱۲ ظفير.
(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب طلاق غير المدخول بها ص ۶۲۹ ط.س. ج۳ص ۲۹۰. ۱۲ ظفير.

(الجواب) اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔

یہ کہا کہ اگر تو فلاں گھر میں داخل ہوئی تو تجھ پر تین طلاق پھر اس نے درج ذیل حیلہ کیا کیا حکم ہے۔

(سوال ۷۲۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو فلاں گھر میں داخل ہوگی تو تجھ پر تین طلاق سے طلاق ہے۔ پھر اس شخص نے یہ حیلہ کیا کہ اس عورت کو طلاق بائن دے کر عدت کے اندر نکاح کر لیا اور نکاح سے پہلے اس کو گھر میں داخل کیا پھر اس سے نکاح کر لیا، اس صورت میں وہ عورت مطلقہ ثلثہ تو نہ ہوگی؟

(الجواب) عدت کے اندر گھر میں داخل ہونے سے وہ عورت مطلقہ ثلثہ ہو جاوے گی۔(۱) اور نکاح مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے صحیح نہیں۔

نان نفقہ نہ دوں تو نکاح سے باہر

(سوال ۷۲۵) ایک شخص نے کہا اگر میں اپنی زوجہ کو نان نفقہ نہ دوں تو وہ میرے نکاح سے باہر ہو جاوے گی۔ اب سات ماہ گذر چکے کہ اس نے ایک حبہ بھی نہیں دیا تو اس کی عورت پر طلاق واقع ہوئی یا نہ دوسرا نکاح اس عورت کا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) اس صورت میں ایک طلاق بائنہ اس عورت پر واقع ہوگئی۔(۲)

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال ۷۲۶) ایک شخص نے بقر سائم غیر کو چراگاہ میں کھالیا، چند آدمی اس وقت موجود تھے، بعدہ وقت مخاصمت و مواخذہ کے بخوف تاوان و معاوضہ کے شخص مذکور نے کہا کہ یہ میرا جانور تھا اور اگر یہ میرا جانور نہیں ہے تو تین شرطوں سے میری موجودہ عورت مطلقہ ہو جاوے تین شرط بجائے تین طلاق کے ہمارے ملک میں مستعمل ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔ اور اگر واقع ہوئی تو کون سی طلاق ہوئی۔

(الجواب) در مختار میں ہے فان غصب و غیر المغصوب فزال اعظم منا فعه الی ان قال ضمنه وملکه بلا حل انتفاع قبل اداء ضمانه ای رضا مالکه باداء کذبح شاة ای شاة غیره الخ۔(۳) اس عبارت سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ ذبح کرنے سے غاصب مالک ہو جاتا ہے، اگرچہ بلا ادائے ضمان نفع اٹھانا حرام ہے۔

لکھا اگر بیوی کو جلد نہیں بھیجا تو یہ میرا طلاق نامہ ہے۔ اس صورت میں ایک ماہ سے کم مدت میں بھیج دیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال ۷۲۷) ایک شخص نے اپنے سالے کے نام خط لکھا جس میں اپنے خسر کو بہت برا بھلا لکھا ہے اور بعد میں

---

(۱) وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۸۸ ط.س. ج ۳ ص ۳۵۵) ظفیر۔
(۲) فاذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۴۴۰) ظفیر۔ ج ۱ ص ۴۲۰
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الغصب ج ۵ ص ۱۶۷ ط.س. ج ۶ ص ۱۹۳۔ ظفیر۔

یہ بھی لکھا کہ پس مناسب ہے کہ ہزار ہزار تحریر کی یہ ایک تحریر تصور کر کے جلد بڑی بیگم یعنی میری زوجہ کو میرے مکان پر روانہ کردو، اگر اس پر بھی کسی لالچ سے روانہ نہیں کی جاوے گی تو میرا طلاق نامہ ہے۔ اول تو یہ فرمائیے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کس قسم کی۔ مضامین خط سے زوجہ قاضی کے یہاں تفریق کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) قال فی الدر المختار الشهر و مافوقه ولو الی الموت بعيد وما دونه قريب الخ ولفظ السريع كا لقريب والاجل كالبعيد الخ (۱) پس شوہر نے صورت مسئولہ میں اپنی زوجہ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ جلد اس کو بھیج دو اگر نہ بھیجو گے تو یہی میری طرف سے طلاق ہے، پس ایک ماہ کی مدت سے کم میں بڑی بیگم یعنی زوجہ کاتب کو نہیں بھیجا گیا تو موافق تصریح فقہاء اس پر طلاق معلق واقع ہوگئی۔ عدت کے گذرنے پر جو کہ مطلقہ کے لئے تین حیض ہیں وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے جب کہ موافق تحریر بالا عورت پر طلاق واقع ہوگئی تو اگرچہ طلاق رجعی ہو تب بھی بعد عدت کے عورت مطلقہ شوہر کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے، پس عدت گذرنے کے بعد عورت دعویٰ تفریق بے تامل کر سکتی ہے۔ اور وہ دعویٰ کرے یا نہ کرے خود بخود بعد عدت گذرنے کے نکاح شوہر سے خارج ہو جاوے گی۔

مشروط طلاق کا حکم

(سوال ۷۲۸) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو اس شرط پر طلاق دی کہ اگر بکر (زید کے بیٹے) نے اپنی ماں ہندہ کے روبرو زید کی توہین کی اور ہندہ نے بکر کو منع نہیں کیا تو ہندہ پر تین طلاق مگر دریافت سے معلوم ہوا کہ اس وقت ہندہ بکر کے پاس موجود نہ تھی، ہندہ کو کچھ علم بھی نہیں تھا۔ صورت ہذا میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) صورت مسئولہ میں اگر شرط ایقاع طلاق نہیں پائی گئی یعنی یہ کہ بکر نے اپنی والدہ ہندہ کے روبرو زید اپنے باپ کی توہین نہ کی یا کی مگر اس نے روکا اور منع کیا تو طلاق واقع نہ ہوئی، اور جب کہ ہندہ اس وقت موجود ہی نہ تھی تو وقوع طلاق کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے، پس صورت مسئولہ میں طلاق ہندہ پر واقع نہ ہوئی۔

نکاح کر کے یہ شرط نامہ لکھ دیا کہ دوسرا نکاح کروں تو تم کو طلاق کا اختیار ہے۔ لہذا دوسرے نکاح کے بعد عورت کو اختیار حاصل ہوگا

(سوال ۷۲۹) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور کابین نامہ لکھ دی کہ اگر میں دوسرا نکاح کروں یا نان نفقہ نہ دوں تو تم کو تین طلاق لینے کا اختیار ہے، اس کے بعد زید نے دوسرا نکاح کر لیا اور نان نفقہ نہیں دیا گواہ موجود ہیں۔ اب اس عورت نے کابین نامہ اپنے شہر کے قاضی کے پیش کیا اور نکاح فسخ کرا کر بعد عدت کے نکاح ثانی عمر سے کیا۔ اب ولی شوہر اول اور ان کے درمیان تنازع ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کابین نامہ جھوٹ ہے۔ آیا یہ نکاح درست ہے؟ یعنی عمر سے اور عمر کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ مرد نے شرائط کابین نامہ کو پورا نہ کیا اور خلاف ان شرائط کے کیا تو عورت کو اختیار طلاق لے لینے کا حاصل ہے، پس جب عورت نے اپنے نفس کو تین طلاق دی طلاق ہو گئی، اور بعد گذرنے عدت کے یعنی

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار الشهر و ما فوقه بعيد ج ۳ ص ۱۸۲. ظفير

تین حیض کے نکاح ثانی جو عمر سے کیا وہ صحیح ہے۔ اور عمر پر کچھ گناہ اور مواخذہ نہیں، امامت عمر کی بلا کراہت درست ہے۔

روٹی کپڑا نہ دو گے تو یہی طلاق ہے

(سوال ۷۳۰) برادری نے شوہر سے کہا کہ تم اس کو روٹی کپڑا دو گے، اگر نہ دو گے تو وہ اپنی دوسری شادی کر لے گی۔ شوہر نے اقرار کر لیا کہ میں روٹی کپڑا دوں گا اور کہا کہ میرا یہی اقرار طلاق سمجھا جائے۔ اب وہ شوہر اس کی خبر گیری نہیں کرتا۔ آیا یہ طلاق لے کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟

(الجواب) شوہر کا اگر یہ مطلب تھا کہ اگر میں روٹی کپڑا نہ دوں تو اقرار طلاق سمجھا جاوے تو اس صورت میں جب کہ اس نے روٹی کپڑا نہیں دیا موافق اس کے اقرار کے اس کی زوجہ مطلقہ ہو گئی بعد عدت کے دوسرا نکاح کرنا اس کو درست ہے۔

ایک کو طلاق دی تو دوسری عورت پر یا پہلی پر سابق شرط کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہو گی

(سوال ۷۳۱) اگر کسی شخص نے ایک عورت کو طلاق دی اور بعد میں اس سے نکاح کیا تو نکاح کے بعد اس کی سابقہ طلاق پڑ جائے گی یا نہیں؟ اور اگر کسی شرط کے ساتھ طلاق دے اور پھر اسی عورت سے نکاح کر لے اور نکاح کے بعد وہ شرط پائی جائے تو اس صورت میں طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

(الجواب) قبل از نکاح عورت پر طلاق واقع نہیں نہ منجزانہ معلقا جب کہ تعلیق قبل از نکاح ہو اگر چہ تحقق شرط بعد نکاح ہو۔ مثل قوله لا جنبية ان دخلت الدار فانت طالق ثم نكحها فدخلت الدار فلا يقع الطلاق۔(۱)

تم سے وطی کروں تو ماں بہن سے کروں اس کہنے سے طلاق نہیں ہو گی

(سوال ۷۳۲) اگر کسی نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے جماع کروں تو اپنی ماں بہن سے کروں اور پھر اس سے جماع کر لیا تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر یہ کہا کہ میں طلاق دے آیا ہوں، حالانکہ طلاق نہیں دی تھی جھوٹ بولا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) اگر کسی نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ اگر تجھ سے جماع کروں تو اپنی ماں بہن سے کروں۔ اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی مگر یہ کہنا گناہ ہے آئندہ ایسا نہ کہے اور اس سے کہ میں طلاق دے آیا ہوں اگر چہ جھوٹ کہا ہو طلاق واقع ہو جاتی ہے لو اقر بالطلاق كاذباً او هازلاً وقع قضاءً لا ديانةً شامی (۲) ج ۲ ص ۵۷۹۔

مذکورہ صورت میں کیا حکم ہے

(سوال ۷۳۳) دو طالب علموں میں بحث ہوئی ہدایۃ النحو کی عبارت مندرجہ ذیل کے متعلق (الجمعية ولزومها الخ) ایک کہتا ہے کہ الجمعیۃ غلط ہے الجمعیۃ ہونا چاہئے اگر الجمعیۃ غلط نہ ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے۔ دوسرا کہتا ہے

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۸۱ ط.س. ج۳ص۳۴۵۔ ۱۲ ظفیر. (۲) رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص۲۳۸۔ ظفیر۔

کہ اگر الجمعیۃ کا مطلب صحیح نہ ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے اس صورت میں کس کی بیوی پر طلاق ہوئی۔

(الجواب) صورت مسئولہ میں دونوں میں سے ایک کی بھی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ہدایۃ النحو کے تمام نسخوں میں الجمعیۃ کا لفظ موجود ہے جو سیاق کلام اور ترکیب نحو کے لحاظ سے نہایت صحیح اور بر محل ہے اور مجرور بھی ہو سکتا ہے اور مرفوع بھی۔ ان دونوں صورتوں میں حاصل یہ ہوگا (وہ جمع تنہا دو سببوں کے قائم مقام ہے جن میں ایک جمعیۃ اور دوسرا اس کا لزوم ہے الخ) اور اگر للجمعیۃ ہو تو معنی جب بھی صحیح ہو جائیں گے بلکہ مفاد کے لحاظ سے) مناسب تر ہوں گے۔ یعنی جمع دو سببوں کے قائم مقام اس لئے ہے کہ اس میں جمعیت ہے اور لزوم جمعیۃ بھی، پس جب کہ دونوں عبارتوں کا حاصل اپنے اپنے موقع پر صحیح ہے تو وقوع طلاق کی کوئی وجہ نہیں۔ وجود شرط کے بغیر وقوع طلاق متصور نہیں۔(۱)

مکرر متعلقہ استفتاء

(الجواب) پہلے جواب میں یہ بات پیش نظر تھی کہ جب قائل اول یوں کہتا ہے کہ اگر الجمعیۃ کا لفظ غلط نہ ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے تو گویا وہ یوں کہہ رہا ہے کہ اگر یہ غلط نہ ہو اور الجمعیۃ غلط ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے یعنی جس شرط پر اس نے وقوع طلاق کو معلق کیا ہے اس کے دو جزو ہیں الجمعیۃ کا صحیح ہونا اور للجمعیۃ کا غلط ہونا، پس جب کہ للجمعیۃ غلط نہیں تو شرط بتمامہ نہیں پائی گئی لہذا طلاق بھی واقع نہیں ہوئی، لیکن قائل کی مراد یہ نہیں ہے بلکہ صرف لفظ الجمعیۃ کی صحت پر طلاق کو معلق کیا ہے تو چونکہ یہ شرط متحقق ہے لہذا وقوع طلاق میں شبہ نہیں۔ بہر حال الجمیعۃ اور للجمعیۃ دونوں اپنے اپنے موقع پر صحیح ہیں۔ الجمعیۃ کو غلط کہنا جہل اور قواعد نحو سے انتہائی ناواقفیت ہے پس موجودہ صورت میں بھی اگر طلاق واقع ہوگی تو قائل اول کی بیوی پر ہوگی اور قائل ثانی بہر کیف سبکدوش ہے۔

اقرار کے خلاف ہونے کی صورت میں طلاق ہوگی

(سوال ۷۳۴) میرا عقد اس اقرار پر ہوا کہ ہماری عورت اپنے والدین کے مکان پر رہے اور ہم اس کا کھانا کپڑا برابر دیں گے چند ماہ بعد ہم اپنے مکان پر چلے آئے، اب ہم رخصتی کے طلبگار ہیں تو عورت کا والد کہتا ہے کہ ہماری لڑکی تمہارے اقرار پر بیٹھی ہے تمہارے ہمراہ نہ جاوے گی تم نے اقرار کے خلاف کیا تمہارا نکاح ٹوٹ گیا۔ آیا موافق شریعت کے ہمارا نکاح ٹوٹ گیا یا قائم ہے۔

(الجواب) اگر تم نے نکاح میں یہ شرط کی تھی کہ ہم اپنی زوجہ کو اس کے باپ کے گھر رہ کر کھانا کپڑا دیں گے اور اگر نہ دیں تو اس پر طلاق ہے اور وہ ہمارے نکاح سے خارج ہے، تو بصورت نہ دینے نان و نفقہ کے اس پر طلاق واقع ہو جاوے گی، اور وہ تمہارے نکاح سے خارج ہو جاوے گی۔ اور اگر طلاق کی تعلیق نہ تھی تو پھر اس پر طلاق واقع نہ ہوگی اور نکاح فسخ نہ ہوگا اور تم اپنی زوجہ کو رخصت کرا سکتے ہو۔ (سوال میں تعلیق کا ذکر نہیں ہے لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ظفیر)

---

(۱) وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقاً (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۹۰۔ ط۔س۔ ج۳ ص ۳۵۵) یہاں شرط نہیں پائی گئی لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ظفیر۔

صورت مذکورہ میں طلاق نہیں ہوگی

(سوال ۷۳۵) ایک شخص نے بعد نکاح اپنے قلم سے تحریر کردیا کہ اگر میں اس منکوحہ پر دوسری شادی کروں یا اس منکوحہ اور اس کی والدہ کی بلا رضامندی کسی جگہ سکونت اختیار کروں تو یہ منکوحہ میری مطلقہ بہ طلاق بائن ہوگی۔ پھر اس نے بغیر رضامندی دونوں کے ایک گاؤں میں امامت کرلی اور وہاں رہنے لگا۔ بعض ایام میں بعد نماز عشاء گھر آجاتا اور نماز فجر سے پہلے چلا جاتا ہے تو اس کی منکوحہ پر طلاق بائن واقع ہوگئی یا نہیں۔

(الجواب) اقول وبالله التوفيق ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں اس کی منکوحہ پر طلاق بائنہ واقع نہ ہوگی کیونکہ غرض حالف کے کسی جگہ سکونت کرنے سے یہ ہے کہ مع اہل وعیال کے اس جگہ سکونت کرے کمالا یخفی پس ملازمت کے لئے کسی جگہ جانا اور بضرورۃ ملازمت وہاں رہنا اس مقام کو دائماً جائے سکونت بنانا نہیں ہے قال فی رد المحتار والمساكنة بالا ستقرا ر والدوام وذلك باهله ومتاعه الخ۔(۱) ج ۳ ص ۷۸۰ وقال قبيله ومران المساكنة لا تثبت الا باهل كل منهما ومتاعه الخ(۲)

ایسا نہ ہو تو مجھ پر سہ طلاق کہنے سے نہ ہونے کی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی

(سوال ۷۳۶) ایک شخص نے پیشی مقدمہ کے وقت عدالت میں یہ کہا کہ اگر آج اس مقدمہ میں فتح نہ پاؤں تو مجھ کو سہ طلاق شرعی ہے، اور مقدمہ میں کامیابی نہ ہوئی تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) فی الدر المختار وعلى الطلاق وعلى الحرام فيقع بلانية للعرف وتمام (۳) تحقيقه فی ردالمحتار پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں تحقق شرط کی حالت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی۔

اس صورت میں جب شرط نہیں پائی گئی طلاق نہیں واقع ہوئی

(سوال ۷۳۷) زید اپنے باپ اور دیگر بھائیوں کے ساتھ دکان کرتا ہے، مکان سکونتی اس کا علیحدہ ہے ایک دوسرا بھائی زید کا ہے اس کے یہاں چوری ہوئی، زید نے حلف کیا کہ میرے چوری نہیں ہوئی اگر میرے ہوئی ہو تو میری عورت پر تین طلاق ہیں۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں، کیونکہ مال سب کا مشترک ہے لیکن زید کی مراد یہ تھی کہ میرے گھر چوری نہیں ہوئی۔

(الجواب) اگر زید نے یہ نیت کر کے تعلیق کی ہے کہ میرے گھر میں چوری نہیں ہوئی اور اگر ہوئی ہو تو الخ پس اس نیت سے حلف کرنے میں اس کی زوجہ مطلقہ نہیں ہوئی، کیونکہ اس کے مکان میں چوری نہیں ہوئی۔

صورت مسئولہ میں طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۷۳۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ کہا اور لکھ دیا کہ اگر میں غیر عورت سے سوائے تمہارے حرام کروں یا اس کی بابت گفتگو کروں تو بی بی خاتون جنت سے ایسا کروں والعیاذ باللہ تعالیٰ اس کے بعد اس کو ایک غیر عورت سے

---

(۱) رد المحتار كتاب الايمان مطلب حلف لا يساكن فلانا ج ۳ ص ۱۰۷ ط.س. ج۳ص ۷۵۰ . ظفير۔
(۲) ایضاً ج ۳ ص ۱۰۷ ط.س. ج۳ص ۷۵۰ . ظفیر. (۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۴ .ط.س. ج۳ص ۲۵۲ . ۱۲ ظفير.

گفتگو کرتے دیکھا گیا تو اس کی زوجہ اس پر حرام ہوگئی یا نہیں۔ اور اس لفظ سے کفر عائد ہو لیا نہیں ؟
(الجواب) اس صورت میں اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی، اور اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور کفر بھی اس پر عائد نہیں ہوا۔ جو کچھ کہا اور لکھا اس سے توبہ کرے اور آئندہ ایسا نہ کہے۔

وعدہ تھا کہ ساس کے گھر بیوی کو رکھوں گا اب اگر اپنے گھر لے جائے گا تو کیا حکم ہے

(سوال ۷۳۹) کمترین نے ایک عورت سے نکاح کیا اور منکوحہ کی والدہ نے قبل نکاح مجھ سے یہ معاہدہ لکھا لیا کہ میں خلاف مرضی اس کی منکوحہ کو اس کے گھر سے باہر نہیں لے جاؤں گا صرف یہی الفاظ تھے کسی قسم کی تعلیق وغیرہ نہیں تھی، اب منکوحہ کو میں اپنے گھر لے جانا چاہتا ہوں تو میرے نکاح میں کچھ فرق آوے گا یا نہیں۔
(الجواب) اس صورت میں چونکہ تعلیق نہیں ہے اس لئے اگر وہ شخص اپنی زوجہ کو بدون اجازت اپنی والدہ کے اس کے مکان سے لے جاوے تو نکاح میں کچھ خلل نہ آوے گا اور طلاق واقع نہ ہوگی، البتہ بسبب معاہدہ کے بلا ضرورت اس شخص کو خلاف معاہدہ نہ کرنا چاہئے اور اپنی زوجہ کو نہ لے جانا چاہئے اور اگر بضرورت لے جاوے تو جائز ہے اور کچھ کفارہ اس پر لازم نہیں ہے۔

قصور ظاہر کردے ورنہ تین طلاق، قصور ظاہر کردیا تو طلاق نہ ہوئی

(سوال ۷۴۰) زید کی بیوی حمیدہ سے کوئی قصور ہو گیا تھا، زید نے سخت غصہ میں حمیدہ سے کہا کہ اگر تو اپنا قصور ظاہر کردے تو میں تیرا جرم معاف کردیتا ہوں ورنہ تجھے تین مرتبہ طلاق ہے۔ زید کے اس کہنے سے پیشتر ہی حمیدہ نے زید کی بہن سے اپنے قصور کو ظاہر کردیا تھا جو بعد میں زید پر بھی ظاہر ہو گیا، طلاق ہوئی یا نہیں۔
(الجواب) اس صورت میں چونکہ حمیدہ نے اپنا قصور ظاہر کردیا اور زید پر بھی ظاہر ہو گیا، اس لئے حمیدہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، موافق اس قاعدہ کے **اذا فات الشرط فات المشروط۔ فقط**

بلا رضامندی لے جاؤں تو نکاح فسخ ہوگا کہا تو اب کیا حکم ہے

(سوال ۷۴۱) خلاصہ سوال یہ ہے کہ شوہر نے زوجہ کو یہ لکھ دیا کہ بعد نکاح ہونے کے یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر منکوحہ کے بلا رضامندی دوسری جگہ لے جاؤں تو میرا نکاح فسخ ہوگا، عورت نے یہی الفاظ کہہ کر شوہر سے اقرار نامہ لکھوا لیا ہے، اس صورت میں مذاکرہ طلاق ہوگا یا نہیں، اور وقوع طلاق کا کیا حکم ہوگا۔
(الجواب) فسخ نکاح کا لفظ جب کہ صریح طلاق کا لفظ نہیں ہے اور عورت نے یہی لفظ کہا ہے، صراحتاً طلب طلاق نہیں کی تو مذاکرہ طلاق نہ ہوا لہذا شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا، اور اگر عورت صریح الفاظ میں طلب طلاق معلق کرتی اور اس پر شوہر فسخ نکاح کا لفظ تعلیقاً کہتا تو تحقق شرط کے وقت طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو جاتی، **کما فی الدر المختار و تنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا الخ**۔(۱)

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۹۰ ط.س ج ۳ ص ۳۵۵. ظفیر.

اگر نکاح نہ کروں تو میری منکوحہ پر تین طلاق اس کہنے کا کیا حکم ہے

(سوال ۷۴۲) زید شادی شدہ ہے۔ اور وہ حلف اٹھاتا ہے کہ اگر دیگر نکاح نہ کروں تو مجھ پر اپنی منکوحہ بطلاق ثلاثہ طلاق، اگر زید دیگر شادی نہ کرے تو زید کی منکوحہ کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) زید اگر دوسری شادی نہ کرے گا تو خواہ وہ ہندہ سے کرے یا کسی دوسری عورت سے تو اس کی پہلی منکوحہ پر طلاق ثلاثہ واقع ہو جاوے گی، لیکن ابھی اس کی منکوحہ سابقہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ اس نے ابھی کوئی وقت اپنے نکاح ثانی کا مقرر نہیں کیا، پس تمام مدت حیات اس کا وقت ہے، پس آخر حیات تک اگر زید نے دوسرا نکاح نہ کیا تو اس وقت اس کی منکوحہ سابقہ مطلقہ ثلثہ ہوگی۔

خلاف شریعت کوئی کام کروں تو تم کو طلاق کا اختیار ہوگا اب اگر قبر کو سجدہ کرے تو اختیار ہوگا یا نہیں

(سوال ۷۴۳) دولہا کی طرف سے یہ اقرار نامہ تحریر ہوا کہ اگر میں خلاف شریعت کوئی کام کروں تو دولہن کو اختیار ہوگا کہ مجھ سے علیحدگی کر کے طلاق حاصل کر لیوے جب دولہن اس کے گھر گئی تو اس نے قبروں کو سجدہ کیا، دولہن باپ کے گھر آکر خاوند کو کہا کہ تم پابند شریعت ہو جاؤ ورنہ میرا مہر ادا کر دو، خاوند نے کچھ نہ کہا، اس بناء پر عورت نے اپنے نفس کو تین طلاق دی، یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں یہ تعلیق و تفویض جو شوہر کی طرف سے اپنی زوجہ کے لئے ہوئی تھی صحیح تھی، اور عدم ایفاء شروط کی صورت میں عورت کو طلاق کا اختیار تھا لیکن یہ اختیار اسی وقت تک تھا جس وقت شوہر سے خلاف شریعت امور صادر ہوئے تھے یعنی بفور صدور اگر عورت اپنے اختیار کو استعمال کر لیتی تو طلاق واقع ہو جاتی لیکن جب کہ ایک مدت یونہی گذر گئی اور اس نے اپنے مفوضہ اختیار سے کام نہیں لیا تو بظاہر اب یہ اختیار اس کو نہیں رہا کیونکہ تفویض میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو اختیار کے استمرار و دوام پر دلالت کرے، لہذا یہ اختیار ٹھیک عدم ایفاء شروط کے وقت تک ہی محدود رہے گا، عورت نے اتنی مدت کے بعد اپنے اختیار سے جو طلاق لی ہے وہ واقع نہیں ہوئی، شامی میں ہے قوله امرك بيدك مثله المعلق كان دخلت الدار فامرك بيدك فان طلقت نفسها كما وضعت القدم فيها طلقت وان بعد ما مشت خطوتين لم تطلق لا نها طلقت بعد ما خرج الا مر بيدها بحر من المحيط ۔(۱)

اس بیوی کی حیات میں دوسری شادی کردں تو اس دوسری کو تین طلاق، اب پہلی کو طلاق دے کر دوسری شادی کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۷۴۴) مسمی علی افسر نے مسماۃ بیوی جان سے نکاح کیا اور یہ لکھ دیا کہ اگر بیوی جان کی حیات میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو وہ مطلقہ ثلاثہ ہوگی، اور اب علی افسر نے مسماۃ بیوی جان کو طلاق دے کر دوسری عورت

(۱) رد المحتار باب الا مر باليد ج ۲ ص ۲٦۲ ط.س ج۳ص ۳۲۷. ظفیر.

سے نکاح کرلیا ہے تو اس عورت پر طلاق ثلثہ واقع ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اگر بحیات زوجہ اولیٰ مسماۃ بیوی جان کے علی افسر دوسرا نکاح کرلیا تو دوسری زوجہ مطلقہ بطلقات ثلثہ ہوجاوے گی، لان الایمان مبنیة علی الالفاظ لا علی الاغراض. در مختار وفی رد المحتار وعلی هذا ولو قال امرأته کل امرأة اتزوجها بغیر ذلک فطالق فطلق امرأته طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم تزوج بغیر اذنها طلقت لانه لم تتقید یمینه ببقاء النکاح الخ۔(۱)

طلاق نامہ لکھا مگر کہا کہ جب تک مہر کی معافی نہ لکھ دے یہ تحریر نہ دی جائے کیا حکم ہے

(سوال ۷۴۵) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق تحریر کرکے اپنے عزیز کے پاس بھیج دی اور تاکید کی جب تک میری زوجہ دین مہر سے دست برداری نہ لکھ دے اس کو یہ تحریر نہ دینا، زید کی زوجہ نے دست برداری دینے سے انکار کردیا تو طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) زید کی یہ تحریر معافی مہر پر معلق تھی جیسا کہ زید کی تصریح مابعد سے معلوم ہوتا ہے، پس اگر اس کی زوجہ نے معافی کو منظور نہیں کیا تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ حکم التعالیق والعبرة للمعانی.

کہا کہ آج دن سے اگر میرا بدن چھولے تو تم پر تین طلاق، رات میں چھوا تو کیا حکم ہے

(سوال ۷۴۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو رات کے وقت غصہ میں یہ کہا کہ آج دن سے اگر تو میرا بدن چھوئے تو تجھ پر تین طلاق، بی بی گھبرا گئی اور شوہر کا ہاتھ پکڑ لیا کہ مجھے معافی دو، شوہر کے کلام میں دن کی قید ہے اور شوہر کی نیت طلاق دینے کی نہ تھی، تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) حکم شرعی یہ ہے کہ صریح لفظ طلاق میں خواہ وہ معلق ہو یا منجز نیت کا اعتبار نہیں ہے بدون نیت کے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے کذا فی الدر المختار اور ایسے موقع پر دن سے مراد مطلق وقت ہوتا ہے گویا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سے اگر تو نے مجھ کو ہاتھ لگایا الخ لہذا اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی، بدون حلالہ وہ شخص اپنی زوجہ مطلقہ ثلثہ سے دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا، کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً وغیره (۲) الا یه وقال علیه الصلوٰة والسلام ثلث جدهن جد وهزلهن جد(۳) الحدیث قال فی الشامی ای لو قال یوم احکم فلاناً فانت طالق فهو علی اللیل والنهار الخ۔(۴)

امامت وملازمت کے سوا اگر تم کو چھوڑ کر سکونت کروں تو بیوی پر طلاق، اس کے بعد دوسرے گاؤں میں امامت کی ملازمت کرلی کیا حکم ہے

(سوال ۷۴۷) ایک عورت نے ایک مسافر کو خانہ داماد رکھا اور یہ کہا کہ اگر تم گھر میں مثل حقیقی فرزند کے سکونت رکھو تو میں اپنی دختر کا نکاح تمہارے ساتھ کردوں گی ایسا نہ ہو کہ بعد نکاح تم کسی جگہ بغیر میری رضا کے

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۱۸۸ ط.س ج۳ ص۸۴۶. ظفیر. (۲) سورة البقره. ۲۹
(۳) مشکوٰة ج ۲ ص ۲۸۴ (۴) رد المحتار. ظفیر.

سکونت کرلو، مسافر نے کہا کہ اگر میں کسی جگہ بغیر رضا تم دونوں کے تجھ کو چھوڑ کر سکونت کروں تو منکوحہ میری تمہاری دختر مطلقہ بطلاق بائن ہو، اور امامت وملازمت کی ممانعت اختیار تم کو نہ ہوگا اور ان دونوں سے طلاق واقع نہ ہوگی، بعد اس کے ایک دوسرے گاؤں میں بذریعہ امامت بلا منکوحہ اس نے سکونت کی، تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں جب کہ مسافر مذکور نے امامت وملازمت کی سکونت کو مستثنیٰ کرلیا تھا تو اگر امامت و ملازمت کی وجہ سے وہ کسی دوسرے موضع میں سکونت رکھے گا تو شرط حنث نہ پائی گئی، اور اس وجہ سے اس کی زوجہ مطلقہ نہ ہوگی کیونکہ انحلال یمین وجود شرط پر ہے پس جب کہ وجود شرط محقق نہ ہوگا تو حنث بھی نہ ہوگا اور جزاء مذکور اس پر مرتب نہ ہوگی کما فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا الخ۔(۱) پس جب کہ محقق نہیں تو حنث یعنی وقوع طلاق بھی نہیں، البتہ اگر نفقہ کے بارے میں یہ تعلیق تھی کہ اگر مسافر مذکور اپنی زوجہ کو نفقہ نہ دے گا تو وہ مطلقہ بائنہ ہے، اور پھر نفقہ معہودہ نہ دیا تو طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی، کیونکہ وجود شرط محقق ہے، لہذا حنث اس پر مرتب ہوگا۔

نکاح کے چھ سال بعد جو شرط لکھی گئی اس سے بھی طلاق ہوگی

(سوال ۷۴۸) سائل نے ایک عورت سے نکاح کیا اور کسی قسم کا اقرار بوقت نکاح نہیں ہوا، بعد چھ سال کے جب سر میل اور رخصتی کا مطالبہ کیا تو منکوحہ کے والدین نے کہا کہ ہم رسومات شادی اس وقت کریں گے جب ہم کو یہ اقرار تحریر کردو کہ ناکح اپنے منکوحہ کے والدین کے گھر رہے گا، سائل نے مجبور ہو کر اقرار نامہ لکھ دیا کہ اگر جبراً منکوحہ کو اپنے والدین سے جدا کر کے لے جاوے تو نکاح فسخ سمجھا جاوے، اس صورت میں شرط کے پائے جانے پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) سائل کا یہ عذر صحیح نہیں ہے کہ بروقت نکاح کوئی شرط نہیں ہوئی اور چھ سال کے بعد بوقت سر میل جو شرط ہوئی وہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ شرعاً بعد نکاح کے بھی اس قسم کی شرط اور تعلیق ہے، پس اگر بہ نیت طلاق شوہر نے یہ اقرار نامہ لکھا ہے کہ جبراً لے جانے پر نکاح فسخ سمجھا جاوے اور جبراً لے جانا ثابت ہو جاوے دو گواہان عادل سے تو عورت پر طلاق واقع ہو جاوے گی، کما فی الدر المختار شرطه الملك اوالا ضافة اليه الخ (۲) وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقاً الخ۔(۳)

تحریر کے خلاف چھپ کر بھی اس کام کے کرنے سے طلاق ہو جائے گی

(سوال ۷۴۹) عبدالرحمن نے ایک اقرار نامہ تحریر کیا، جس کی نقل ارسال ہے، اب عبدالرحمن اس کی بیوی اور اس کے ورثہ چاہتے ہیں کہ شرائط اقرار نامہ کو فسخ کر دیا جاوے، یہ جائز ہے یا نہیں اگر عبدالرحمن چھپ کر تاڑی پیوے اور شہادت شرعی نہ ہو تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۹۰۔ ط.س ج۳ص ۳۵۵۔ ظفیر۔
(۲) ایضاً ج ۲ ص ۶۸۰۔ ظفیر۔ (۳) ایضاً ج ۲ ص ۶۹۰۔ ط.س ج۳ص ۳۴۴۔ ظفیر۔

(الجواب) عبدالرحمٰن اوراس کے ورثہ اس شرط سے پھر نہیں سکتے، اگر عبدالرحمٰن خلاف اقرار نامہ کرے گا یعنی اپنی زوجہ کو نان ونفقہ کی تکلیف دے گا یا تاڑی پیوے گا ظاہر یا پوشیدہ تو اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو جاویں گی کما قال فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا الخ۔(۱)

اگر یہ مقام چھوڑ کر کہیں جائیں تو چھ ماہ بعد بیوی پر تین طلاق، اب صورت ذیل میں کیا حکم ہے

(سوال ۷۵۰) زید نے اپنی زوجہ کو یہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ ہم گھوسی کے اندر رہیں گے اگر گھوسی چھوڑ کر کہیں چلے جائیں تو چھ مہینہ کے بعد ہماری عورت مسماۃ نظیرن کو تین طلاق بائن پڑ جائیں گی، بعد تحریر اقرار نامہ زید دو ماہ گھوسی کے اندر رہا، اس کے بعد دوسری جگہ چلا گیا، پھر چھ ماہ کے اندر ہی گھوسی آیا اور اپنی بی بی کو رخصت کرا کر لے گیا اور ایک شب اپنے گھر رکھ کر میکہ پہنچا دیا، اور کچھ دن گھوسی رہ کر دوسری جگہ چلا گیا، اب اٹھارہ مہینہ سے گھوسی نہیں آیا تو مسماۃ نظیرن پر موافق اقرار نامہ کے طلاق واقع ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اگر زید یہ کہے کہ میری مراد شرط مذکور سے یہ تھی کہ رخصت کرانے سے پہلے اگر میں گھوسی چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تو مسماۃ نظیرن پر تین طلاق ہیں تو چونکہ زید رخصت کرانے سے پہلے چھ ماہ کے لئے غائب نہیں ہوا، بلکہ چھ ماہ کے اندر گھوسی آ گیا اور اپنی زوجہ کو رخصت کرا کر لے گیا، لہذا شرط طلاق نہیں پائی گئی، اور تین طلاق اس کی زوجہ پر نہیں واقع ہوئی، اور جب ایک دفعہ شرط مخل ہو گئی تو دوبارہ اس شرط سے طلاق واقع نہ ہو گی، لیکن اگر زید یہ مراد اپنی بیان نہ کرے اور شرط مطلقاً رکھی جاوے کہ جس وقت بھی زید گھوسی سے چھ ماہ کے لئے غائب ہو تو اس کی زوجہ مطلقہ بطلقات ثلثہ ہو جاوے تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی کیونکہ شرط پائی گئی۔ قال فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا الخ۔(۲)

مندرجہ شرط نامہ کی خلاف ورزی کا کیا حکم ہے

(سوال ۷۵۱) زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح بکر سے چند شرائط پر کیا تھا جو اسٹامپ پر بکر نے قبل نکاح خود تحریر کر دی تھیں، منجملہ ان شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے بہنوئی کی بے عزتی کرے گا الخ بصورت وعدہ خلافی ہندہ پر میرا حق زوجیت نہ رہے گا، اب بکر نے وعدہ خلافی کر کے زید اور اس کے بہنوئی کی ناحق بے عزتی کی تو ہندہ کا نکاح بکر سے فسخ ہو گیا یا نہ۔

(الجواب) نکاح سے پہلے جو اقرار نامہ شوہر نے لکھا اور تعلیق طلاق کی وہ شرعاً معتبر نہیں ہے، البتہ بعد نکاح کے اگر کسی شرط پر شوہر اپنی زوجہ کی طلاق کو معلق کرے تو اس شرط کے پائے جانے سے اس کی زوجہ مطلقہ ہو جاوے گی، بشرطیکہ صریح لفظ طلاق مذکور ہو یا کنایہ طلاق کا لفظ بہ نیت طلاق ذکر کیا جاوے اور اس صورت میں چونکہ لفظ کنایہ کا مذکور ہے اور اس میں اگر نیت طلاق کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے، اس لئے بدون حلالہ کے دوبارہ شوہر اول سے نکاح ہو سکتا ہے۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۹۰ ط.س ج۳ص۳۵۵ ظفیر۔
(۲) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ج ۲ ص ۶۹۰ ط.س ج۳ص ۳۵۵ ظفیر۔

باب ہفتم

طلاق کے متفرق مسائل

عورت کے جیل کاٹنے کے بعد کیا شوہر کو طلاق پر مجبور کیا جائے گا

(سوال ۷۵۲) کیا عورت کے جیل خانہ بھگت لینے پر شوہر شرعاً طلاق دینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔
(الجواب) مجبور نہیں کیا جاسکتا۔(۱)

کیا جبراً عورت کی رخصتی کرائی جائے گی

(سوال ۷۵۳) کیا عورت بجبران حالات کے ہوتے ہوئے شوہر کے یہاں رخصت نہیں کرائی جاسکتی۔
(الجواب) عورت رخصت کرائی جانے پر شرعاً مجبور کی جاوے گی۔(۲)

قاضی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۷۵٤) کیا ایسی صورت میں بلا رضامندی شوہر جیل خانہ بھگت لینے پر بھی بعد رہائی عورت حاکم شرعی مثل قاضی طلاق دے سکتا ہے اور تفریق کر سکتا ہے یا سوائے شوہر کے اور کوئی طلاق نہیں دے سکتا۔
(الجواب) صرف شوہر ہی طلاق دے سکتا ہے قاضی و حاکم تفریق نہیں کرا سکتا اور طلاق نہیں دے سکتا۔(۳)

عورت کا دعویٰ اور اس کی حیثیت

(سوال ۷۵۵) اگر عورت رہا ہونے پر فارغخطی کا دعویٰ کرے اور یہ عذر کرے کہ میرا شوہر شیخ صدیقی نہیں ہے، اس لئے میں جانا نہیں چاہتی تو شرعاً ایسے عذرات پر طلاق عائد ہو سکتی ہے یا نہیں۔
(الجواب) ایسے عذرات قابل سماعت نہیں ہیں (۴) وھذا کلہ من الدر المختار ورد المحتار۔

لکھا میں نے فلاں دن سے خاوند ہونے کا خیال دل سے نکال دیا، طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۷۵٦) اگر کسی عورت کو اس کا خاوند خط میں یہ لکھ کر بھیج دے کہ میں نے اپنے دل سے خاوند ہونے کا خیال یکم جنوری سن ۱۹۲۳ء سے نکال دیا، تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نکاح قائم ہے۔
(الجواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور نکاح قائم ہے۔ کذا یفھم من کتب الفقہ لانہ لیس بصریح ولا کنایة متعینہ۔

---

(۱) لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة ولا علیها تسریح الفاجر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ج۲ ص ٤٠٢ .ط.س. ج۳ص ٥٠ . ظفیر.
(۲)وینقلها فیما دون مدته ای السفر من المصر الی القریة وبا لعکس ومن قریة الی قریة (در مختار) وقول الله تعالی اسکنو هن من حیث سکنتم (دیکھیے رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٩٥ و ج ۲ ص ٤٩٦ .ط.س. ج۳ص۱۴۷) ظفیر.
(۳)ولا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده لحدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ بالساق (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ٥٨٥ .ط.س. ج۳ص۲٤۲) ظفیر. (٤)لوز وجها برضا ها ولم یعلموا بعد م الکفاءة ثم علموا لا خیار لا حد (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة ج۲ ص ٤٣٧ .ط.س. ج۳ص۸۵) ظفیر.

جبراً طلاق دلانا کیسا ہے اور جبر کرنے والوں کے متعلق کیا حکم ہے

(سوال ۷۵۷) جبراً طلاق دلانا شرعاً کیسا ہے، مکرہین مجبرین علی التطلیق کے شرکاء اور معاونین کا کیا حکم ہے اور مکرہین کا بائیکاٹ کر دینے کے بعد معافی مانگنے پر ان کو معافی دیدی گئی، اس کے بعد ان کو دعوت کر کے دستر خواں سے اٹھانا کیسا ہے اور اس کے دستر خواں سے اٹھانے پر امام مسجد کا لڑکا اور بھتیجہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے، امام مسجد نے ان کی تحسین کی، آیا امام مسجد کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں، اس کو معزول کر کے دوسرا امام مقرر کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) حنفیہ کے نزدیک طلاق مکرہ واقع ہو جاتی ہے بدلیل حدیث ثلث جدهن جدوهزلهن جد الحدیث(۱) باقی یہ کہ شوہر پر اکراہ کرنا تاکہ وہ طلاق دے دے، اس میں تفصیل ہے اگر شوہر حقوق زوجہ ادا نہیں کرتا اور اضرار عورت کے درپے ہے تو اگر وہ طلاق نہ دے اور نہ امساک بالمعروف کرے تو اس سے جبراً طلاق دلانا اور اکراہ کرنا درست بلکہ ضروری ہے، اور اگر بے وجہ اور بلا عذر شرعی اکراہ کیا جاوے تو معصیت اور ظلم ہے۔(۲) اور جب کہ مجرمین کو معافی دے دی گئی تو پھر ان میں کسی کو دعوت سے اٹھانا نہ چاہئے تھا، اور امام مذکور کے پیچھے نماز صحیح ہے اور بوجہ مذکور معزول کرنا امام سابق مذکور کو درست نہیں ہے، اور تفریق بین المسلمین امر مذموم و قبیح ہے۔

کنکریاں پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی گو رواج ہو

(سوال ۷۵۸) ایک ملک میں رواج ہے کہ طلاق دینے کے وقت صرف کنکریاں عورت کی طرف پھینکتے ہیں، زبان سے کچھ نہیں کہتے اس سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں

(الجواب) کنکریاں پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی کذا فی الشامی۔(۳)

اقرار نامہ لکھا کہ اپنا حق طلاق روح نبوت کو تفویض کر دیا، اس کا کچھ اثر ہو گا یا نہیں

(سوال ۷۵۹) ایک شخص نے یہ اقرار نامہ لکھا کہ میری زوجہ فلاں بنت فلاں کے مہر مثل کے عوض میں نے اپنا طلاق کا حق حضرت محمد ﷺ کی روح کو تفویض کر دیا، اس سے طلاق پر کچھ اثر ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) مضمون اقرار نامہ شرعاً لغو ہے، اس پر کچھ اثر طلاق وغیرہ کا مرتب نہ ہو گا۔

ثبوت طلاق کے لئے شرعی شہادت ضروری ہے

(سوال ۷۶۰) زید کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کے ورثہ یہ کہتے ہیں کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھی اور بعد طلاق کے پھر اپنے گھر میں رکھی، اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور زوجہ زید کہتی ہے کہ مجھ کو طلاق نہیں دی بلکہ دوسری بیوی کو دی تھی اور وہ چلی گئی پھر اس کے گھر نہیں آئی اور مجھ کو پھر گھر میں رکھا مجھ کو طلاق نہیں دی، یہ لوگ مجھ کو محروم کرنے کی غرض سے ایسا کہتے ہیں، اور ایک گواہ یہ کہتا ہے کہ میں نے زید کو طلاق

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح باب الخلع والطلاق ص ۲۸۲ ، ۱۲ ظفیر.

(۲) ویجب (الطلاق) لو فات الامساك بالمعروف ويحرم لو بدعيا ومن محاسنه التخلص به من المكاره الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ ط.س. ج۳ ص۲۲۹ .) ظفير. (۳) وبه ظهر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلثة احجار ينوى الطلاق ولم يذكر لفظالاصريحا ولا كناية لا يقع عليه (ايضا ج ۲ ص ۵۷۴ .ب.س. ج۳ ص ۲۳۰) ظفير.

دیتے ہوئے خود سنا، باقی لوگ دوسروں سے سنا ہوا بیان کرتے ہیں، اس صورت میں زید کی زوجہ مطلقہ مانی جائے گی یا نہیں اور ترکہ سے محروم ہوگی یا نہ۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق ثابت نہیں اور اس کی دختران کا نسب زید سے ثابت ہے اور وہ عورت اور اس کی دختر وارث زید کی ہوں گی۔(۱)

فاسقوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوتی

(سوال ۷۶۱) دو چار اشخاص نے اس بات کی شہادت جھوٹی دی کہ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی، یہ گواہی بلا اقرار زید کے معتبر ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر زید کو اقرار طلاق کا نہ ہو اور کوئی ثبوت شرعی باضابطہ طلاق کا نہ ہو تو محض فاسقوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہوگی۔(۲)

قسم کھا کر کہا کہ نہیں بلاؤں گا اور چھ ماہ نہیں بلایا تو اس سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۷۶۲) زید و ہندہ باہم زن و شو ہیں، ہندہ اپنے باپ کے گھر کسی حیلہ سے چلی گئی، زید لینے گیا تو نہیں آئی، اور ہندہ کے ماں باپ بھائی وغیرہ نے تکرار کی کہ نوبت بعدالت فوجداری پہنچی، اسی کارروائی میں عرصہ دو سال کا منقضی ہو گیا، بالآخر زید نے بذریعہ عدالت دخل چاہا تو ہندہ کی جانب سے یہ عذر ہوا کہ زید نے قسم کھا کر یہ کہا نہ بلاؤں گا اور چھ ماہ تک نہیں بلایا طلاق بائن ہو گئی آیا یہ صحیح ہے کہ طلاق ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب) اگر بالفرض زید نے یہ الفاظ کہے ہوں کہ میں نہ بلاؤں گا اور پھر چھ ماہ تک بلایا بھی نہیں تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ لانہ لیس من صریح الطلاق ولا من کنایاتہ ھکذا فی کتب الفقہ۔

مندرجہ ذیل صلح نامہ کی بنیاد پر طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۷۶۳) ہندہ زوجہ زید خوشی تین روز کے لئے اپنے میکہ گئی بعد کو آنے سے انکار کر دیا، اس پر کچھ تکرار ہوئی، عدالت میں اس شرط پر مصالحت ہو گئی کہ ہندہ اپنا دین مہر معاف کر کے (کھیت و مکان سے جو زید نے مہر میں لکھ دیا تھا) دست بردار ہو جائے اور زید اسے طلاق دے دے تحریر صلح نامہ یہ ہے کہ میں مدعا علیہ نمبرا نے مدعیہ کو طلاق دے دی اور مجھ کو مدعیہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے جہاں چاہے رہے یا نکاح ثانی کرے، لیکن زید حلفاً یہ بیان کرتا ہے کہ صلح نامہ میں نے خود نہیں لکھا اور نہ میں نے کسی سے لکھوایا بلکہ ہندہ کے وکیلوں نے اس کو خود لکھ کر جبراً مجھ سے دستخط کرا کے اور اس پر منصف صاحب نے مصالحت منظور کر لی، مگر دستخط کے وقت نہ میں نے طلاق کی نیت کی اور نہ زبان سے طلاق کا لفظ کہا ہندہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں موافق اس سوال کے ہندہ مطلقہ نہیں ہوئی۔

---

(۱) دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں نصاب شہادت ہے، وہ یہاں پورا نہیں۔ وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیھا شھادۃ رجلین او رجل وامرأتین مثل النکاح والطلاق (ھدایہ ج۳ ص ۱۳۹) ظفیر. (۲) وشرائط الاداء عشرۃ عامۃ (در مختار) فھی الحریۃ والبصر والنطق والعدالۃ الخ (رد المحتار کتاب الشھادات ج۳ ص ۵۱۳ ط.س. ج۳ ص ۴۶۴م) ظفیر.

عورت بدکار نکلے اور شوہر بغیر کافی رقم لئے طلاق نہ دے تو وہ دیوث کہا جائے گا یا نہیں

(سوال ۷۶٤) جب کسی کی عورت دوسرے سے تعلق پیدا کرلے تو وہ مرد یہ چاہتا ہے کہ شوہر سابق اس کو طلاق دے دے، لیکن شوہر سابق بغیر کافی رقم لئے طلاق نہیں دیتا، وہ شوہر دیوث ہے یا نہیں، اور روپیہ لے کر طلاق دینا کیسا ہے۔

(الجواب) وہ شوہر دیوث نہ کہلاوے گا، قصور اور گناہ جو کچھ ہے عورت پر ہے، اور طلاق دینا روپیہ لے کر درست ہے جیسا کہ خلع میں ہوتا ہے۔

کیا یہ صحیح ہے کہ جس عورت کو بیس بچہ ہو جائے وہ نکاح سے باہر ہو جاتی ہے

(سوال ۷٦٥) یہاں اس بات پر جھگڑا ہے کہ جس عورت کے بیس بچے ہو جاویں تو وہ نکاح سے باہر ہو جاتی ہے نکاح ثانی ہونا چاہئے۔

(الجوابؐ) یہ بات غلط ہے وہ عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔

جو عورت زنا میں مبتلا ہو جائے اس کو طلاق دینا ضروری ہے یا نہیں

(سوال ۷٦٦) ایک شخص ملازم ہو کر لام پر چلا گیا، چار سال کے بعد واپس آیا، اس کے پیچھے اسکی منکوحہ نے اس کے بھائی سے ناجائز تعلق کر لیا، زنا سے لڑکا جنا شرعاً ایسی عورت کو طلاق دے کر علیحدہ کر دینا ضروری ہے یا کیا۔

(الجواب) اگر وہ عورت توبہ کرلیوے تو اس کو طلاق دینا اور چھوڑنا ضروری نہیں ہے اور نکاح قائم ہے، در مختار میں ہے وفی آخر حظر المجتبی لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ الخ۔(۱)

استاذ طلاق دینے کو کہے اور باپ وغیرہ روکے تو کیا کرنا چاہئے

(سوال ۷٦۷) زید کی شادی بکر کی دختر سے ہوئی، لیکن زید کے استاذ ناراض ہیں، کیونکہ زید عالم مشہور ہے اور بکر جاہل، زید چاہتا ہے کہ جس طرح ہو، استاذ کو راضی کروں۔ لیکن استاذ کہتے ہیں کہ جب تک اپنی عورت کو طلاق نہ دوگے میں راضی نہ ہوگا، اس صورت میں زید کو کیا کرنا چاہئے، زید کا باپ چچا طلاق سے مانع ہیں۔

(الجواب) زید کے ذمہ اس صورت میں طلاق دینا اپنی زوجہ کو ضروری نہیں ہے خصوصاً جب کہ اس کے والدین و چچا وغیرہ طلاق سے منع کرتے ہیں تو طلاق دینی نہ چاہئے اور استاذ کی ناراضی اگر بلا کسی وجہ شرعی کے ہے تو اس کی کچھ پرواہ نہ کرے جس قدر اپنا کام ہے وہ کرے یعنی ان سے معافی چاہے اور قصور معاف کراوے اگر وہ معاف نہ کریں تو یہ مواخذہ اور گناہ ان کے ذمہ ہوگا، زید بری ہو جاوے گا۔

کوئی صورت ہے کہ شوہر زبان سے طلاق نہ دے اور طلاق ہو جائے

(سوال ۷٦۸) وہ کون سی صورتیں ہیں کہ شوہر زبان سے طلاق نہ دے خود بخود عورت مطلقہ ہو جائے۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المختار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ٤۰۲. ط.س. ج۳ ص ۵۰. ظفیر.

(الجواب) وہ صورت یہ ہے کہ شوہر یا عورت معاذ اللہ مرتد ہو جاوے تو بعد ارتداد احدہما خود بخود تفریق ہو جاتی ہے والتفصیل فی کتب الفقه (یا وہ لکھ کر طلاق دے تو بھی طلاق ہو جائے گی۔ ظفیر۔)

طلاق رجعی اور بائنہ کا فرق کیا ہے اور حلالہ کب ہوتا ہے

(سوال ۷۶۹) حلالہ کی کب ضرورت ہوتی ہے بعد تین طلاق بائنہ کے یا ایک طلاق میں بھی حلالہ کی ضرورت ہوتی ہے، ایک طلاق رجعی اور طلاق بائنہ میں کیا فرق ہے۔

(الجواب) حلالہ کی ضرورت تین طلاق میں ہوتی ہے ایک یا دو طلاق بائنہ میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے البتہ نکاح جدید کی ضرورت ہے اور طلاق بائنہ میں رجعت صحیح نہیں ہے اگرچہ ایک ہو، اور تین طلاق رجعی نہیں ہوتی، دو طلاق تک رجعی رہتی ہے اگر تین طلاق ہو جاویں تو مطلقہ مغلظہ بائنہ ہو جاتی ہے هكذا فی كتب الفقه (۱)

مہر معجّل پر نکاح کیا گیا مہر ادا نہ کر سکا تو تفریق ہوگی یا نہیں؟

(سوال ۷۷۰) ہندہ کا نکاح بولایت ولی جائزہ بہ تقرر مہر مبلغ پچاس ہزار روپیہ معجّل حالت نابالغی زید سے ہو کر عرصہ آٹھ سال ہوا ہنوز رخصتی نہیں ہوئی، اور زید نے اب تک ہندہ کی رخصتی کے لئے کوئی رغبت ظاہر نہیں کی اگر مہر کی ادائیگی میں زید کوئی عذر کرے تو جبراً تفریق ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائباً حقها الخ (۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر عورت کے حقوق مہر وغیرہ ادا نہ کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور تفریق نہیں ہو سکتی، البتہ جب کہ مہر معجّل قرار پایا تھا اور شوہر نے اب تک ادا نہیں کیا تو زوجہ اپنے نفس کو شوہر کے پاس جانے سے روک سکتی ہے اور اگر مہر مؤجل قرار پایا تھا تو عورت یہ بھی نہیں کر سکتی، بہر حال بلا طلاق شوہر کے علیحدگی کی کوئی صورت نہیں ہے كذا فی الدر المختار والشامی وعالمگیری۔

طلاق کے بعد دوسرے سے عورت نکاح کر سکتی ہے

(سوال ۷۷۱) خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید اپنی زوجہ ہندہ کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا، زید کے والدین نے ہندہ کو اس کے میکہ بھیج دیئے، کئی سال کے بعد زید آیا تو زید کی خوش دامن نے اس کو سمجھایا مگر وہ نہیں مانا تو زید کی خوش دامن نے کہا کہ اگر تم اس کا خرچ نہیں اٹھا سکتے ہو تو طلاق ہی دے دو۔ زید نے کہا کہ میری طرف سے طلاق ہے، جس کے گواہ دو عورتیں موجود ہیں، ہندہ اپنا عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں جب کہ ہندہ کو یقین ہے کہ زید اس کو طلاق دے کر چلا گیا تو ہندہ کو نکاح ثانی کرنا دوسرے شخص سے جائز ہے كذا فی الدر المختار۔ (۳)

---

(۱) وینکح مبانة بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالا جماع الخ لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذبها ای بالثلاث حتی یطأها غیر الخ نکاح نا فذ الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۹، ۷۴۰. ط.س. ج۳ص ۴۰۹) ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج۲ ص ۹۰۳ .ط.س. ج۳ص ۵۹۰ . ظفیر. (۳) لو قالت امرأته لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لا باس ان ینکحها (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۴۷. ط.س. ج۳ص ۵۲۹) ظفیر۔

جس پردہ نشیں کے یہاں اجنبی مر جائے اس سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں

(سوال ۷۷۲) جس عورت پردہ نشیں کے یہاں اجنبی مر جاوے وہ نکاح میں رہتی ہے یا نہیں۔
(الجواب) نکاح اس کا نہیں ٹوٹا، وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح میں ہے (مگر اجنبی کے سامنے ہونا گناہ ہے۔(۱) ظفیر)

عورت رہنا نہیں چاہتی اور شوہر طلاق نہیں دیتا، کیا صورت کی جائے

(سوال ۷۷۳) عورت خاوند سے راضی نہیں۔ طلاق طلب کرتی ہے، خاوند انکار کرتا ہے، اس مقدمہ کا کس طرح فیصلہ کیا جاوے۔
(الجواب) بدون طلاق دینے شوہر کے یا بدون خلع کرنے کے تفریق نہیں ہو سکتی پنچوں کو اختیار طلاق دینے کا نہیں ہے، البتہ اگر شوہر اور عورت دونوں پنچوں کے حوالہ فیصلہ کر دیویں اور وہ پنچ خلع کرا دیں تو طلاق واقع ہو جاوے گی۔

طلاق کے دعویٰ پر مہر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال ۷۷٤) ایک عورت اپنے باپ کے یہاں خاوند سے فساد کر کے چلی آئی، باپ نے عدالت میں یہ ظاہر کر کے کہ میری لڑکی کو طلاق دے دی ہے لہذا عورت اپنے مہر کا دعویٰ کرتی ہے ڈگری پاتے خاوند نے مہر دینے کا وعدہ کر لیا، تو مہر کا اقرار کرنے سے طلاق ہو گئی یا نہیں۔
(الجواب) مہر کے دینے کا اقرار کرنے سے طلاق نہیں ہوتی۔

عورت کے کچھ کہنے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۷۷۵) کوئی عورت اپنے شوہر سے بحالت غصہ یہ الفاظ کہے کہ تو آج سے میرا حقیقی بھائی ہے نہ تو میرا شوہر ہے نہ میں تیری بیوی ہوں، مجھے تجھے کچھ واسطہ نہیں ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔
(الجواب) عورت کے اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا، اور نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا اور کچھ کفارہ بھی اس میں نہیں ہے، وہ دونوں بدستور خاوند بی بی ہیں، البتہ عورت کو آئندہ ایسا لفظ نہ کہنا چاہئے۔

جس عورت پر زنا کا شبہ ہو اس کو طلاق دینا چاہئے یا نہیں

(سوال ۷۷٦) زید کے ہمسایوں نے زید سے کہا کہ تمہاری زوجہ کو تمہاری غیبت میں اپنے دیور عمر سے زنا کراتے دیکھا ہے، چنانچہ روبرو عمر کے بھی صاف صاف چشم دید تعلق بیان کر دیا، مگر بوقت گذرنے شہادت مذکورہ کے ہر دو نے نہ اقرار کیا نہ انکار، بعد چلے جانے شاہدوں کے دونوں نے ان شاہدوں کو بانی شر وفساد قرار دے کر انکار زنا کرنے لگے، مگر زید کو دونوں کے طرز عمل وگفتگو سے ثبوت زنا ہو گیا تھا، اسی وجہ سے چاہتا تھا کہ

---

(۱) لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة ولا علیها تسریح الفاجر الا ان یخا فا ان لا یقیما حدود الله فلا باس ان یتفرق (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج۲ ص ٤٠٢ ط.س. ج۳ص ٥٠) ظفیر.

عورت کو طلاق دے دے مگر زید موافق مسئلہ شرعی ہر دو میں سے اقرار ظاہری کا منتظر تھا، اب بعد سات سال کے عمر تو بوجہ مبتلا مرض مہلک و مایوس زندگی ہو کر خود بخود اپنے قول کی حلفیہ تردید کرتے لگا اور ثبوت تعلق مذکور کرنے لگا، مگر عورت صاف طور پر اقرار زنا نہیں کرتی شرعاً کس کا قول معتبر ہے اور یہ عورت شرعاً قابل طلاق ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں عورت مذکورہ پر زنا ثابت نہیں ہے، کیونکہ ظاہر ہے کہ جو شہادت چشم دید زنا کے لئے جس کیفیت کے ساتھ ضروری ہے وہ اس صورت میں پائی نہیں گئی اور عورت خود منکر ہے زنا سے اور عمر کا اقرار زنا اس عورت پر حجت نہیں ہو سکتا، علاوہ بریں شوہر پر زانیہ کا طلاق دینا بھی ضروری نہیں ہے، درمختار میں ہے **ولا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرہ الخ**(۱) باقی اگر زید اس کو طلاق دینا چاہے تو اس کو اختیار ہے طلاق واقع ہو جاوے گی

بیوی طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر انکار، تو کس کا قول مانا جائے گا

(**سوال ۷۷۷**) ہندہ زوجہ زید کا بیان ہے کہ مجھ کو میرے شوہر نے تین طلاق دی ہیں اور زید طلاق دینے سے انکار کرتا ہے، اس صورت میں کس کا قول معتبر ہے اور علاقہ زوجیت قائم ہے یا نہیں۔

(**الجواب**) شوہر اگر طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اور زوجہ کے پاس دو گواہ طلاق کے معتبر نہیں ہیں تو قول شوہر کا معتبر ہوگا اور طلاق ثابت نہ ہوگی اور علاقہ زوجیت ہندہ کا زید کے ساتھ قائم ہے، **ھکذا فی الدر المختار**۔(۲)

طلاق کا وکیل بنایا کیا حکم ہے

(**سوال ۷۷۸**) زید اپنی جماعت کے ساتھ ایک مولوی عمر نامی کے پاس آیا اور مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو مولوی صاحب میری بیوی کو طلاق دینے کے وکیل ہیں، جب کہ زید نے مولوی صاحب کا نام نہیں لیا محض مولوی صاحب کی طرف آنکھ اٹھا کر متوجہ ہو کر کہنے سے مولوی صاحب وکیل ہو چکے یا نہیں، جب کہ اس مجلس میں عمر کے سوا دوسرا کوئی مولوی بھی نہیں ہے۔

(**الجواب**) اس صورت میں وہ مولوی صاحب وکیل ہو گئے۔(۳)

صرف طلاق کا وکیل بنایا تھا مگر وکیل نے تین طلاق دیدی

(**سوال ۷۷۹**) وکیل نے شرط پوری ہونے پر زید کی بیوی کو تین طلاق دے کر مغلظہ کر دیا، اور زید نے فقط لفظ طلاق کا کہا تھا، ایک سال کے بعد زید نے کہا کہ میں نے مولوی صاحب کو ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(**الجواب**) اس صورت میں قول شوہر معتبر ہے ظاہر الفاظ شوہر بھی ایک طلاق رجعی کو مقتضی ہیں۔(۴)

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ٤٠٢. ط.س. ج۳ ص ٥٠. ظفیر.

(۲) ویسال القاضی المدعی علیه عن الدعوی فیقول انه ادعی علیك كذا فما ذا تقول الخ فان اقر فبها او انكر فبر هن المدعی قضی علیه بلا طلب المدعی والا یبر هن حلفه الحاكم بعد طلبه (الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الدعوی ج ٤ ص ٥٨٥. ط.س. ج۳ ص ٥٧٧) ظفیر. (۳) واذا قال الرجل طلق امرأ تی فله ان یطلقها فی المجلس وبعده وله ان یرجع لانه توكیل وانه استعانة فلا یلزم ولا یقتصر علی المجلس (هدایه باب تفویض الطلاق فصل فی المشیة ج ۲ ص ٣٦٠) ظفیر. (٤) صریحه مالم یستعمل الا فیه كطلقتك الخ یقع بها الخ واحدة رجعیة وان نوی خلا فها (الدر المختار علی هامش رد المحتار (باب الصریح ج ۲ ص ٥٩٢. ط.س. ج۳ ص ۲۴۷) ظفیر.

شوہر کہتا ہے کہ صرف ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا، تین دینے پر وکیل معزول ہوا یا نہیں

(سوال ۷۸۰) زید کہتا ہے کہ میں نے مولوی صاحب کو ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا، جب مولوی صاحب نے تین طلاق دی تو میری مخالفت کی اور موکل کی مخالفت سے وکیل معزول ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں، اور طلاق کا کیا حکم ہے آیا لغو ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ جب شوہر کی نیت تین طلاق کی نہ تھی تو وکیل کو اختیار تین طلاق دینے کا نہ تھا، اس میں وہ معزول ہے، لہذا تین طلاق واقع نہ ہوں گی۔(۱)

شوہر کا حکم بنانا

(سوال ۷۸۱) زید کا مولوی صاحب کے پاس آنا حکم بنانے کا حکم رکھتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) مولوی صاحب کو اس نے وکیل بنایا ہے، حکم بنانے کی صورت یہ نہیں ہے۔

ایک عبارت کا مطلب

(سوال ۷۸۲) درمختار کی اس عبارت **الا صل فی الو کالۃ الخصوص** کا کیا مطلب ہے۔

(الجواب) مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر مئوکل توکیل میں دعویٰ خصوصیت کرے کہ میں نے فلاں خاص امر میں وکیل بنایا تھا اور وکیل دعویٰ عموم کرے تو قول مئوکل معتبر ہے کیونکہ توکیل میں یہی اصل ہے جیسا کہ درمختار میں یہ تفریع بیان کی ہے **فان باع الو کیل نسیئۃً فقال امرتک بنقدو قال اطلقت صدق الآمر**۔(۲)

عدالت کے ذریعہ طلاق دلوانا کیسا ہے

(سوال ۷۸۳) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہندہ اور اس کے شوہر میں باہم ناموافقت ہے، اگر بذریعہ عدالت جبراً ہندہ کو اس کے شوہر سے طلاق دلادی جاوے تو جائز ہے یا نہیں

(الجواب) درمختار میں ہے کہ عندالحنفیہ زبردستی اور جبراً اگر شوہر سے طلاق دلوائی جاوے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے، پس اگر شوہر کو ڈرادھمکا کر اور مجبور کر کے طلاق دلوائی جاوے یا حاکم اس کو حکم کرے کہ تو طلاق دے دے اور شوہر طلاق دے دے تو طلاق واقع ہو جاوے گی،(۳) اور جب کہ زوجین میں باہم ناموافقت ہے اور خاوند اپنی عورت کو تکلیف پہنچاتا ہے تو طلاق دلوانے میں کچھ گناہ نہ ہوگا، کیونکہ شوہر کا خود یہ فرض ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو اچھی طرح سلوک اور بھلائی کے ساتھ نہ رکھے تو اس کو لازم ہے کہ طلاق دے دے۔ **کما قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان**۔(۴)

---

(۱) لو وکلہ بشراء شئی بعینہ غیر الموکل لا یشتریہ لنفسہ عند غیبۃ حیث لم یکن مخالفا فلو اشتراہ بغیر النقود او بخلاف ما سمی الموکل الخ ینعزل فی ضمن المخالفۃ عینی (ایضاً باب الوکالۃ بالبیع والشراء ج ٤ ص ٥٦٠. ط.س. ج۵ص۵۱۷) ظفیر۔
(۲) (۳) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل الخ ولو عبداً او مکرھافان طلاقہ صحیح لا اقرارہ بالطلاق (در مختار) فان طلاقہ صحیح ای طلاقا لمکرہ (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹. ط.س. ج۳ص۲۳۵) ظفیر۔
(٤) سورۃ البقرہ . ۲۸ . ظفیر۔

طلاق بائن کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے

(سوال ۷۸٤) ایک شخص نے جس کا نام سلطان ہے عرصہ ایک سال کا ہوا ایک تحریر زوجہ کے نام لکھ کر بھیجی جس میں طلاق بائن الفاظ تحریر کی ہے میں تم کو اپنے یہاں رکھنا نہیں چاہتا، اس لئے تم کو طلاق دیتا ہوں تم کو اختیار ہے جو چاہو سو کرو تمہارا امر میں دے دوں گا، اب سلطان مذکور اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے کر سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) موافق تحریر کے مسمی سلطان کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہوئی ہے لہذا نکاح جدید مسمی سلطان اس سے کر سکتا ہے۔(۱)

جو بیوی سے زنا کرائے اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۷۸۵) ایک شخص کی بیوی زانیہ ہے اور وہ شخص اس کو زنا سے نہیں روکتا حتی کہ اب یہ حالت ہے کہ وہ عورت خاوند کے سامنے ہی اپنے آشناؤں کو گھر میں لاتی ہے اور خاوند منع نہیں کرتا اور نہ طلاق دیتا ہے ایسے مرد وزن کا حکم کیا ہے۔

(الجواب) ایسی حالت میں اس شخص سے پھر طلاق دینے کو کہا جائے اگر اب بھی نہ مانے تو پھر مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے بے حیا مرد و عورت سے تمام علائق منقطع کر دیں، یہاں تسلط کفار کے سبب اس کے سوا اور کیا سزا ہو سکتی ہے کہ تمام باغیرت مسلمان عملاً ان سے بیزاری کا اظہار کریں، اور بحق وقار شریعت و غیرت اسلام کسی طرح کا کوئی علاقہ نہ رکھیں، جو لوگ باوجود اس علم کے ان سے میل ملاپ رکھتے ہیں وہ بھی گنہگار ہیں۔

شراب کے کاروبار سے اس کی بیوی مطلقہ نہیں ہوئی

(سوال ۷۸٦) ایک شخص نے شراب کا ٹھیکہ لیا۔ اس نے چند ماہ کام کر کے چھوڑ دیا اور تائب ہوا، بعض علماء فرماتے ہیں اس کی زوجہ مطلقہ ہو گئی دوبارہ نکاح کرے، یہ شرعاً صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور جب کہ اس شخص نے معصیت مذکورہ سے توبہ کر لی تو بحکم حدیث شریف التائب من الذنب کمن لا ذنب له (۲) گناہ اس کا معاف ہو گیا آئندہ۔

حاملہ عورت کہتی ہے کہ مجھے طلاق پڑ چکی ہے تو کیا حمل بعد اس کا دوسرا نکاح جائز ہے

(سوال ۷۸۷) امرأة بالغة يتحلف بتطليق زوجها ولكن ليس معها شاهدو هي حاملة فنكا حها الثانى بعد الوضع جائز ام لا ۔

(الجواب) قال فى الدرالمختار و كذا لو قالت امرأة لرجل طلقنى زوجى وانقضت عدتى لاباس ان ينكحها الخ وفى الشامى قوله لا باس ان ينكحها فى الخانية قالت ار تد زوجى بعد النكاح

---

(۱) وينكح مبانة بما دون الثلاث فى العدة وبعدها بالا جماع (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸. ط.س. ج۳ص۴۰۹) ظفیر. (۲) مشکوٰۃ.

وسعه ان يعتمد على خبر ها ويتزوجها الخ ص ٦١٦ جلد ثانى شامى۔(۱)فوضح من هذه العبارة ان نكاحها الثانى بعد الوضع معتمد اعلى قولها جائز فى الشرع.

دو بیوی والا ایک کو بلا قصور طلاق دے کر اپنے بھائی سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۷۸۸) ایک شخص کے دو بیوی ہیں وہ یہ چاہتا ہے کہ ایک کو طلاق دے کر اپنے بھائی سے نکاح کر دے، اب یہ بتائیے کہ مہر دینا بھی اس کو واجب ہے کہ نہیں، دوسرے کیا بے قصور طلاق دینا ثابت ہوگا اور یہ نکاح درست ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) قال فى الدر المختار وايقاعه مباح عند العامة الخ۔(۲) "اور واقع کرنا طلاق کا مباح ہے، اکثر کے نزدیک الخ" اور طلاق دینے پر عدت گذرنے کے بعد شوہر کے بھائی کو اس سے نکاح کرنا درست ہے، اور وہ عورت اگر مدخولہ ہے پورا مہر شوہر کو ادا کرنا ہوگا۔(۳)

جبراً طلاق دلوانا اور طلاق سے پہلے عورت کو اپنے گھر میں لے جانا کیسا ہے

(سوال ۷۸۹) ایک شخص پر جبر کر کے اس کی بیوی کو طلاق دلوانا اور اس مطلقہ کو طلاق سے پہلے اپنے گھر میں بند کر کے رکھنے والے کے واسطے کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ حرام ہے، اور خلوة بالاجنبیہ حرام ہے، مرتکب اس کا فاسق ہے۔(۴)

بیوی کہتی ہے کہ طلاق دے دی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے گواہ موجود ہیں

(سوال ۷۹۰) مسمی زید کا نکاح مسماۃ خالدہ سے ہوا تھا، مگر اب مسماۃ خالدہ مذکورہ اور اس کے والدین یہ بیان کرتے ہیں کہ زید نے مسماۃ خالدہ مذکورہ کو طلاق دی، اور گواہ جو طلاق نامہ میں لکھے ہوئے ہیں پیش کئے جن کی شہادت مع نقائص درج ہیں، اور مسمی زید اور اس کی والدہ جو اس طلاق نامہ میں گواہ ہے یہ بیان کرتی ہے کہ نہ ہم نے طلاق دی اور نہ طلاق نامہ لکھا مگر اس بات کی مقر ہیں کہ نشانی انگوٹھا ان کے ہیں جو ان سے دھوکہ دے کر بنوا لئے گئے، منجملہ پانچ گواہان حاشیہ طلاق نامہ کے تین گواہ بروقت حاضر تھے، حافظ محمد شفیع صاحب پیش امام مسجد اور محمد علی خیاط و مسماۃ کلثوم مادر زید، اس مسماۃ کلثوم کا ذکر اوپر آچکا، ہر دو گواہان کا بیان ہے کہ زید نے ہم لوگوں کے سامنے باوجود بہت سمجھانے کے مسماۃ خالدہ کو طلاق دے دی، یعنی بائن طلاق دے دی اور یہ طلاق نامہ لکھوا کر ہم سے دستخط کرا کے حوالہ کر دیا، ان دونوں گواہان کو اکثر یہاں کے علماء غیر معتبر تصور کرتے ہیں، کیونکہ حافظ محمد شفیع عرصہ بیس سال کا ہوا قید ہو گئے تھے تو اب ان کی حالت اچھی ہے اور محمد علی بازار میں بیٹھ کر پیشہ خیاطت کرتا ہے اگرچہ متشرع آدمی ہے اور ایک گواہ زبانی بھی گواہی دیتا تھا لیکن بوقت شہادت اس کی داڑھی شرعی پیمانہ سے

---

(۱) رد المحتار باب العدة ج۲ ص ۸۴۷ ط.س. ج۳ص ۵۲۹ ظفير. (۲)الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ ط.س. ج۳ص ۲۴۷. ۱۲ ظفير

(۳)ومن سمى مهرا عشرة فما زاد فعليه المسمى ان دخل بها او ما ت عنها لانه بالدخول يتحقق تسليم المبدل وبه يتا كد البدل (هدايه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۴) ظفير. (٤)قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايا كم والدخول على النساء فقال رجل ارأيت الحمو قال الحمو الموت متفق عليه وقال عليه السلام لا يخلون رجل بامرأة الا كان ثالثهما الشيطان رواه الترمذى (مشكوة كتاب النكاح) ظفير.

بہت تھوڑی تھی، (۱) یہ کہ یہ طلاق ہوئی کہ نہیں (۲) یہ گواہان شرعاً معتبر ہیں کہ نہیں۔ (۳) کیا زید خالدہ پر قبضہ کر سکتا ہے یا نہیں (۴) زید کو واسطے تجدید نکاح کی ضرورت ہے کہ نہیں۔

(الجواب) طلاق بائنہ اس صورت میں شرعاً ثابت ہے، دو مرد عادل نمازی کی گواہ اس بارہ میں کافی ہے، (۱) تیسرے گواہ کی داڑھی اگر غیر مشروع ہے تو اس کی گواہی معتبر نہیں ہے، مگر کسی گواہ کا سزا یافتہ ہونا اور بعد توبہ کے نیک ہو جانا، اسی طرح بازار میں دکان خیاطت کرنا مانع عن الشہادت نہیں ہے کذافی کتب الفقہ (۲) پس جب کہ ثابت ہوا کہ طلاق بائنہ اس صورت میں خالدہ پر واقع ہو گئی تو زید کا دعویٰ دخل زوجیت کا باطل ہے اگر عورت راضی ہو تو تجدید نکاح ہو سکتی ہے۔

شوہر اگر طلاق کا اقرار کرلے تو طلاق ہو جاتی ہے

(سوال ۷۹۱) ایک عورت نے بیان کیا کہ میرے خاوند نے مجھ کو بارہا طلاق زبانی دے دی ہے اور دو تین مسلمان کہتے ہیں کہ اس شخص نے ہمارے سامنے اپنی عورت کو طلاق دینے کا اقرار کیا ہے، اور عورت نے جب خاوند سے دریافت کیا تو اس نے طلاق سے انکار کیا، اس صورت میں اگر عورت کسی امام مسجد سے بعد عدت کے نکاح کر لیوے تو امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا کیا۔

(الجواب) اقرار طلاق کا کرنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اگر دو مسلمان نمازی پرہیزگار گواہی اقرار طلاق کی دیتے ہیں تو عورت شرعاً مطلقہ ہو گئی، بعد عدت کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے، اور انکار شوہر کا معتبر نہیں ولو قیل له طلقت امرأتك فقال نعم اوبلی بالهجاء طلقت الخ (درمختار) (۳) وفیه ایضاً ولو نکحها قبل امس وقع الآن لان الا نشاء فی الما ضی انشاء فی الحال الخ پس جب کہ طلاق ہو گئی تو بعد عدت کے وہ عورت جس کسی سے نکاح کرے درست ہے اور امام مذکور پر کچھ الزام نہیں اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔

صورت مسئولہ میں طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۷۹۲) زید نے اپنی لڑکی سلمہ کا جو چھ سات ماہ کی تھی بکر کے ساتھ نکاح کر دیا، بعدہ زید اور اس کی منکوحہ کے درمیان منازعت و مخالفت ہو گئی، جس پر منکوحہ زید اپنی دختر نابالغہ سلمہ کو لے کر ماں باپ کے گھر چلی گئی، سولہ سترہ برس وہاں رہی، جب سلمہ بالغہ ہوئی تو بکر نے سلمہ کے نانا سے زفاف کی خواستگاری کی تو انہوں نے نکاح کا انکار کیا تو بکر بذریعہ عدالت چارہ جو ہوا، اور نکاح کے ثبوت کی شہادتیں دلائیں اور زید نے بھی نکاح کر دینا تسلیم کیا، جس پر مجسٹریٹ نے فیصلہ بحق بکر کر دیا، بعد سلمہ نے اپیل کیا جس پر بکر نے یہ کہا کہ اگر سلمہ کے نانا حلفیہ جو کچھ لکھ دیوے تو میں اسی پر کاربند رہوں گا، سلمہ کے نانا نے قرآن شریف اٹھا کر بیان کیا کہ بکر کے اور سلمہ کے

---

(۱) ونصا بها لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح وطلاق ووکالة الخ رجلان الخ او رجل و امراتان الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥ ط.س. ج٥ص ٤٧٠) ظفیر۔

(۲) والفاسق اذا تاب لا تقبل شهادته مالم یمض علیه زمان یظهر علیه اثر التوبة (رد المحتار باب القبول وعدمه ج ٤ ص ٥٢٢ ط.س. ج٥ص٤٧٣) ان صاحب الصناعة الدنیة کالزبال والحائك مقبول الشهادة اذا کان عد لا فی الصحیح (ایضا ج ٤ ص ٥٢٤ ط.س. ج٥ص٤٧٥) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ٥٩٢ ط.س. ج٣ص٢٤٩ . ١٢ ظفیر۔

درمیان کوئی نکاح نہیں ہے، اس پر عدالت نے فیصلہ کر دیا، اب کیا بکر کے کاربند ہونے کا لفظ طلاق کنائی ہو گیا نہیں، سلمہ اب نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) نکاح سلمہ نابالغہ کا جو اس کے باپ نے کیا تھا صحیح ہے اور بکر کے اس لفظ کاربند ہونے کا کہنے سے طلاق نہیں ہوئی لانہ لیس من الفاظ صریح الطلاق ولا من کنایاته قال فی الشامی واراد بما اللفظ او ما یقوم مقامه من الکنایة المستبینه والا شارة المفهومة (الیٰ ان قال) لان رکن الطلاق اللفظ او ما یقوم مقامه الخ۔(۱)

طلاق کے معنی نہ جانتا ہو مگر وہ لفظ کہنے کی گواہی دے تو اس سے طلاق ثابت ہو گی

(سوال ۷۹۳) کیا اگر کوئی گواہ تعریف طلاق نہ بیان کر سکے اور کہے کہ میں یہ نہیں جانتا کہ طلاق کس کو کہتے ہیں۔ مگر وہ گواہ زید کے اس قول کی شہادت دے کہ میرے سامنے زید نے ہندہ کو تین مرتبہ یہ کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی، تو فرمایا جائے کہ وقوع طلاق کے لئے ایسی شہادت کافی ہو گی یا نہیں، بیانات گواہان مسمیان قیدار خاں و تولا خاں ہمرشتہ استفتاء ہذا ہیں۔

(الجواب) ایسی شہادت ثبوت طلاق کے لئے کافی ہے اور طلاق واقع ہو جاوے گی۔

میل ملاپ سے مایوسی کے وقت طلاق نہ دینا کیسا ہے

(سوال ۷۹٤) زوجہ و شوہر میں دلی رنجش ہے۔ میل ہونے کی امید ختم ہو چکی ہے، عورت طلاق چاہتی ہے شوہر طلاق نہ دے تو اس کو گناہ ہوتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسی صورت میں شوہر طلاق نہ دینے سے گناہگار ہوتا ہے۔(۲)

تنہائی کی طلاق واقع ہوتی ہے

(سوال ۷۹۵) زید نے اپنی زوجہ کو تنہائی میں کوٹھے کے اندر طلاق دی اور کہا مجھ سے اب کوئی تعلق نہیں رہا، پھر بعد لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کیا، پس طلاق کس وقت واقع ہوئی اور عدت کب سے شمار ہو گی۔

(الجواب) طلاق اسی وقت واقع ہو گئی جس وقت زید نے تنہائی میں طلاق دی اور عدت بھی اسی وقت سے شمار ہو گی۔

نابالغ شوہر کی عورت دوسری شادی نہیں کر سکتی

(سوال ۷۹٦) زید کی شادی اس کے تایا چچا نے صغر سنی میں کر دی تھی، منکوحہ زید ایک سال سے بالغ ہے، زید کے بالغ ہونے کی ابھی دو تین سال تک امید نہیں ہے، زید کے تایا چچا آزاد نہیں کرتے، منکوحہ بالغہ بغیر شوہر و اس کے تایا چچا کی آزادگی و طلاق کے نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید کے تایا چچا اگر زید کی طرف سے طلاق دیں بھی تو وہ معتبر نہیں طلاق واقع نہیں ہو گی، اور نہ زید نابالغ کی طلاق واقع ہو سکتی ہے، پس اس صورت میں منکوحہ بالغہ نکاح ثانی نہیں کر سکتی۔ کما ورد فی الحدیث

---

(۱) رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص۲٤۷. ظفیر.
(۲) ویجب لوفات الامساك بالمعروف (الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ ط.س. ج۳ص۲۲۹) ظفیر.

الطلاق لمن اخذ الساق (۱)

نکاح ہوا مگر شوہر نے نہ نان نفقہ دیا نہ حقوق شوہری ادا کئے کیا حکم ہے

(سوال ۷۹۷) ایک لڑکی کا نکاح اس شخص کے ساتھ کر دیا، لیکن اب لڑکی والدین کے گھر ہے، شوہر نہ اس کو نان نفقہ دیتا ہے نہ صحبت اور خلوت ہوئی، صحبت اور خلوت نہ ہونے سے نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں، اور دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست ہے یا نہ۔

(الجواب) پہلا نکاح اس لڑکی کا صحیح ہو گیا، اور خلوت یا صحبت نہ ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹا جب تک شوہر اول سے طلاق نہ لی جاوے اور عدت نہ گذر جاوے دوسرا نکاح اس کا صحیح نہیں ہے۔

قسم کھانا کہ دوسرا نکاح کروں تو وہ حرام

(سوال ۷۹۸) زید نے قسم کھائی کہ اگر میں ہندہ کے سوا دوسرا نکاح کروں تو وہ بی بی مجھ پر حرام ہے، اگر اب زید دوسرا نکاح کرے تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) دوسری منکوحہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی۔ (۲)

یہ کہنا کہ دنیا کی ساری عورتیں میری ماں ہیں

(سوال ۷۹۹) زید نے کہا دنیا کی کل عورتیں میری ماں ہیں، اب زید کسی عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا کیا؟

(الجواب) یہ قول لغو ہے جس عورت سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔

مطلقہ سے جماع

(سوال ۸۰۰) زید طلاق والی بیوی سے جماع کرتا ہے اور زید مسجد کا امام ہے تو اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہ۔

(الجواب) ایسے شخص کو امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۳)

حلالہ میں جماع کا شرط ہونا

(سوال ۸۰۱) بغیر جماع شوہر ثانی مطلقہ شوہر اول کے لئے حلال ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) بغیر جماع شوہر ثانی شوہر اول کے لئے مطلقہ ثلثہ حلال نہیں ہو سکتی۔ (۴)

یہ کہنا کہ فلاں کام کروں تو میری زوجہ پر طلاق

(سوال ۸۰۲) زید نے قسم کھائی کہ اگر فلاں کام کروں تو میری زوجہ پر تین طلاق ہیں، اب زید نے وہ فعل کیا تو

---

(۱) ابن ماجہ کتاب الطلاق . ظفیر .
(۲) وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا الخ الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ۶۹۰ . ط . س . ج ۳ ص ۳۵۵) ظفیر . (۳) ويكره امامة عبدوا عرابى وفاسق مختصر (در مختار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر . (۴) وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة او ثنتين فى الا مة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يد خل بها ثم يطلقها الخ (هدايه ج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر .

زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی۔(۱)

شوہر سے یہ کابین نامہ لکھوانا کہ بلا اجازت دوسری شادی نہ کروں گا

(سوال ۸۰۳) ملک بنگال میں دستور ہے کہ دولہا سے علاوہ مہر کے ایک کاغذ بنام کابین نامہ رجسٹری شدہ لیتے ہیں اور اس میں چار شرائط ہوتے ہیں، منجملہ ان شرطوں کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ بلا اجازت کے دوسری شادی نہ کروں گا اگر کروں گا تو طلاق ہے، اور یہ شرط فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربع کے مخالف ہے یا نہیں، اور بعض دفعہ یہ کابین نامہ قبل عقد بھی رجسٹری ہوتا ہے کیا حکم ہے۔

(الجواب) جواب مسئلہ مستفسرہ یہ ہے کہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع (۲) میں امر وجوب کا نہیں ہے بالاتفاق امر اباحت ہے کہ اگر کرو تو جائز ہے، پس اگر لڑکی کے اولیاء اس وجہ سے کہ دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں شوہر عدل نہ کرے گا اور ہماری لڑکی کو تکلیف پہنچے گی، ایسی شرط کرلیویں تو کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا، البتہ عموماً یہ قاعدہ مقرر کرلینا اچھا نہیں ہے۔ یعنی واقع ہو جائے گی و قبل از عقد جب تک تحقق شرط و قوع جزاء ضروری ہے یعنی طلاق واقع ہو جاوے گی، قبل از عقد جب تک اضافت الی العقد نہ پائی جاوے تو اقرار ہر جگہ معتبر نہیں ہوتا، لیکن جو صورت سوال میں درج ہے کہ دوسری زوجہ کی طلاق زوجہ اولیٰ کے نکاح کے بعد پر معلق کیا ہے تو اس میں قبل عقد اور بعد عقد برابر ہے، اگر بعد نکاح زوجہ اولیٰ وہ شخص دوسری زوجہ سے نکاح کرے گا دوسری زوجہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی۔(۳)

گونگا کی طلاق واقع کس طرح ہوتی ہے

(سوال ۸۰٤) زید گونگا بہرا نابینا ہے، اس کے والد نے بوقت بلوغ اس کا عقد ایک عورت سے کرا دیا تھا، ایجاب و قبول زید کی جانب سے زید کے والد نے کیا تھا، ایک زمانہ تک اشارہ وغیرہ سمجھتا رہا، اب ۵۔٦ سال سے اشارہ بالکل نہیں سمجھتا، اس کی زوجہ علیٰحدگی چاہتی ہے، علیٰحدگی کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) گونگے کی طلاق اشارہ سے واقع ہو جاتی ہے یعنی جو اشارہ طلاق کا اور علیٰحدہ کرنے کا معہود و معلوم ہو، اگر وہ اس طریق سے اشارہ کردے تو طلاق واقع ہو جاوے گی اور اگر گونگا لکھنا جانتا ہو تو لکھنے سے طلاق واقع ہو گی، اس صورت میں کسی اور اشارہ سے طلاق واقع نہ ہو گی کذا فی الدر المختار والشامی (٤) اور اگر نہ کوئی اشارہ طلاق کا وہ کر سکتا ہو اور نہ لکھ سکتا ہو تو پھر طلاق واقع ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور نکاح ثانی کرنا اس کی زوجہ کو بدون طلاق کے درست نہیں ہے۔

---

(۱) وتنحل اليمين اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ٦٨٨. ط. س. ج ۳ ص ۳۵۲) ظفير. (۲) سورة النساء ركوع . ۱ . ظفير.

(۳) وتنحل اليمين اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التعليق ج ۲ ص ٦٨٨. ط. س. ج ۳ ص ۳۵۲) ظفير (٤) ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل الخ اواخرس باشارته المعهود فانها تكون كعبارة الناطق استحسانا (در مختار) وفى التتار خانيه من الينابيع ويقع طلاق الاخرس بالاشارة يريد به الخ فان كان الاخرس لا يكتب وكان له اشارة تعرف فى طلاقه ونكاحه وشرائه وبيعه فهو جائز الخ (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ٥٨٤. ط. س. ج ۳ ص ۲۳۵) ظفير

عورت طلاق کا دعوی کرے اور شوہر انکار تو کیا کیا جائے

(سوال ۸۰۵) اگر عورت مدعیہ تین طلاق کی ہو اور شوہر طلاق سے انکار کرتا ہو تو طلاق کے ثبوت کی کیا صورت ہو سکتی ہے، آیا گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہو جاوے گی یا کیا، اور کیسے گواہوں کی گواہی سے طلاق کا ثبوت ہو گا، اور طلاق کے ثبوت کے لئے تحریری طلاق ہونا ضروری تو نہیں، اگر زبانی طلاق دے دیوے تو کیا حکم شریعت مطہرہ دیتی ہے، اور عورت نان نفقہ کا دعوی کرتی ہے، یہ دعوی طلاق کے دعوی کے منافی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(الجواب) جس صورت میں عورت دعوی طلاق کا کرے اور شوہر منکر ہو طلاق سے تو دو گواہ عادل مسلمان یعنی نمازی پرہیزگار فسق و فجور سے بچنے والوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر دو گواہ باہم متفق اللفظ والمعنی گواہی دیویں، گواہوں کا اختلاف یہاں بھی موجب رد شہادت ہے، درمختار میں ہے ولزم فی الکل الخ لفظ اشھد بقولھا والعدالۃ لو جوبہ الخ وایضاً فی الدر المختار وکذا تجب مطابقۃ الشھادتین لفظاً ومعنی الخ(۱) پس صورت مسئولہ میں اور واقعہ مذکورہ میں اگر دو گواہ مسلمان عادل بلا اختلاف بیان، طلاق کی گواہی دیں تو شرعاً طلاق ثابت ہے، اور بصورت ثابت ہونے تین طلاق کے "علاقہ نکاح" مابین الزوجین منقطع ہے اور واضح ہو کہ طلاق واقع ہونے کے لئے شرعاً لکھنے کی ضرورت نہیں ہے شوہر اگر زبانی طلاق دیوے اور تحریر میں نہ لاوے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور نان نفقہ کا دعوی کرنا عورت کا دعوی طلاق کو مضر نہیں ہے۔

شوہر کے پابند شریعت نہ ہونے کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا

(سوال ۸۰۶) ایک لڑکی کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا تھا مگر شوہر اور اس کی گھر والے بد دین ہیں یعنی نماز، روزہ کے پابند نہیں اور پاخانہ کے لئے عورتیں جنگل میں جاتی ہیں تو ایسی حالت میں اس لڑکی کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہ؟ اور لڑکی مہر پانے کی مستحق ہے یا نہ اگر مہر کے عوض میں طلاق لی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نکاح ہو گیا اب بدون طلاق دینے شوہر کے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اگر لڑکی بوجہ شوہر کے اور اس کے گھر والوں کی بد دینی کی وجہ سے وہاں جانا نہیں چاہتی تو جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے اگر مہر کے عوض وہ طلاق دے تو ایسا ہی کیا جاوے، اگر عورت سے صحبت ہو گئی ہے تو مہر پورا واجب ہے۔(۲)

طلاق معلق سے بچنے کی تدبیر

(سوال ۸۰۷) زید نے بحالت غصہ اپنے باپ سے جو ضعیف العمر بیمار ہیں یہ کہہ دیا کہ اگر میں تمہاری خدمت اپنے ہاتھ سے کروں تو میری زوجہ کو تین طلاق، لیکن زید اپنے اس قول سے نہایت پشیمان ہے اور باپ کی خدمت کرنا چاہتا ہے سوائے زید کے اور کوئی خدمت کرنے والا اس کے باپ کا نہیں ہے۔ مگر خدمت کرنے میں تین طلاق واقع ہونے کا اندیشہ ہے، اگر خدمت کرنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع نہ ہوں تو زید خدمت کرنے

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الشھادات ج ٤ ص ٥٣٨ ـ ٥١٦ ط.س. ج٥ص ٤٦٢، ظفیر.
(۲) ومن سمی مھرا عشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بھا او مات عنھا (ھدایہ ج ۲ ص ۳۰٤) ظفیر.

کو تیار ہے۔

(الجواب) باپ کی خدمت کرنا ضروری اور واجب ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ خدمت کرنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو جاویں گی، پس تدبیر تین طلاق سے بچنے کی یہ ہو سکتی ہے کہ اس عورت کو ایک طلاق رجعی دے دی جاوے اور عدت یعنی تین حیض پورے ہونے دیں یہاں تک کہ عدت ختم ہونے پر وہ عورت شوہر کے نکاح سے خارج و علیحدہ ہو جاوے گی، اس وقت باپ کی خدمت کرے قسم پوری ہو جاوے گی اور تین طلاق واقع نہ ہوں گی، کیونکہ وہ عورت اس وقت محل طلاق نہیں ہے، پھر نکاح اس عورت سے دو گواہوں کے روبرو تھوڑے سے مہر کے ساتھ مثلاً دس درہم یعنی اڑھائی تین روپیہ کے ساتھ کر لیوے، اس تدبیر سے حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی اور پھر ہمیشہ باپ کی خدمت کرتا رہے طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ وہ تعلیق اور قسم ایک دفعہ میں ختم ہو جاوے گی، **هكذا في الدر المختار وغيره**۔(۱)

بلا عذر گواہی میں تاخیر

(سوال ۸۰۸) زید ہندہ کو طلاق دے کر اس کے ساتھ شب باشی کرتا رہا، دو لڑکے بھی پیدا ہوئے، اب دو شخص گواہی دیتے ہیں کہ زید نے ہندہ کو طلاق مغلظہ دی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) طلاق کے گواہ اگر بلا عذر گواہی دینے میں تاخیر کریں فاسق ہو جاتے ہیں، ان کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوتی۔(۲)

(۱) وتنحل اليمين اذا وجد الشرط مرة (الدرالمختار على هامش رد المحتار با لتعليق ج ۲ ص ۶۸۸ ط.س. ج۳ ص ۳۵۲) ظفير.

(۲) ومتى اخر شاهد الحسبة شهادته بلا عذر فسق فترد لها (الدر المختار على هامس رد المحتار ج ۴ ص ۵۱۴ ط.س. ج۵ ص ۴۶۳) ظفير

باب ہشتم

طلاق رجعی سے متعلق احکام ومسائل

دو طلاق کے بعد عدت میں ہم بستری سے رجعت ہو جاتی ہے

(سوال ۸۰۹) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو دوبار طلاق دے دی، اور پھر وہ دونوں زوج اور زوجہ ایک مکان میں رہتے رہے، باز چند دن باز نہ آئے وطی کر بیٹھے۔ اب یہ فرمایئے کہ وہ وطی کرنا ہی رجعت ہو گیا یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔

(الجواب) دو طلاق بھی رجعی ہیں یعنی بعد دو طلاق رجعی کے عدت میں رجعت صحیح ہے، پس اس صورت میں رجعت صحیح ہو گئی اور ہم بستری کرنا شوہر کا عدت میں یہی رجعت ہے، اب دوبارہ رجعت کرنے کی اور نکاح کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ وہ عورت بدستور نکاح میں ہے اور اس کی زوجہ ہے۔(۱)

دو صریح طلاق کے بعد بیوی

(سوال ۸۱۰) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو دو طلاق صریح دی، اب وہ اس کو لوٹا سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) دو طلاق صریح کے بعد عدت کے اندر بدون نکاح کے اس کو لوٹا سکتا ہے اور عدت کے بعد نکاح جدید کی ضرورت ہے،(۲) اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں(۳) **هكذا فى كتب الفقه . قال الله تعالىٰ الطلاق مرتان اى التطليق الذى يراجع بعده مراتان اى اثنان فامساك اى فعليكم امساكهن بعده بان تراجعوهن الخ جلالين۔**(۴)

غصہ میں دو مرتبہ کہا طلاق دی طلاق دی، کیا حکم ہے

(سوال ۸۱۱) بکر نے غصہ میں آکر دو مرتبہ اپنی زوجہ ہندہ کو کہا کہ میں نے طلاق دی طلاق دی، آیا ہندہ کو طلاق ہوئی یا نہیں، اگر طلاق ہوئی تو کون سی، تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا کیا۔

(الجواب) اس صورت میں زوجہ بکر مسماۃ ہندہ پر دو طلاق رجعی واقع ہو گئی عدت کے اندر رجعت درست ہے اور بعد عدت کے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔(۵) **هكذا فى كتب الفقه.**

---

(۱) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك او لم ترض الخ والرجعة ان يقول راجعتك الخ اويطاها او يقبلها او يلمسها بشهوة الخ (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳) ظفير.

(۲) واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك اولم ترض كذا فى الهدايه (عالمگيرى مصرى باب الرجعة ج ۱ ص ٤۲۸) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها (ايضا ج ۱ ص ٤۳۱) ظفير.

(۳) وهى فى حق حرة الخ تحيض لطلاق الخ بعد الدخول حقيقة او حكماً الخ ثلاث حيض كوامل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۵ ط.س. ج۳ص ٥۰٤) ظفير.

(٤) تفسير جلالين سورة البقره ص ۱۲ ظفير.

(٥) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳) ظفير.

نکاح میں رہو یا طلاق لے لو، اس کے جواب میں بیوی نے کہا طلاق لیتی ہوں کیا حکم ہے

(سوال ۸۱۲) عمر نے اپنی منکوحہ کو کہا کہ چاہو تم میرے نکاح میں رہو چاہو طلاق لے لو تم کو اختیار ہے، منکوحہ نے کہا میں طلاق لیتی ہوں، اس صورت میں بھی طلاق بائن ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں بھی طلاق رجعی واقع ہو گی کما فی الدر المختار امرک بیدک فی تطلیقة او اختاری تطلیقة فاختارت نفسها طلقت رجعية الخ۔(۱)

پرچہ لکھ کر طلاق دینے سے کون سی طلاق ہوتی ہے

(سوال ۸۱۳) ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک پرچہ لکھ کر دیا جس میں یہ مضمون ہے کہ میں نے اپنی عورت کو طلاق دی، اس صورت میں کس قسم کی طلاق واقع ہوئی اور کیا حکم ہے۔

(الجواب) لکھنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، پس رقعہ میں جو مضمون شوہر نے لکھا ہے اس سے ایک طلاق رجعی اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، عدت کے اندر رجعت اس میں صحیح ہے، یعنی بدون نکاح کے شوہر اس کو لوٹا سکتا ہے اور رکھ سکتا ہے، قال فی الدر المختار يقع بها ای بهذه الا لفاظ وما بمعنا ها من الصريح الخ واحدة رجعية الخ۔(۲)

ہم اس کو طلاق دیتے ہیں کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوئی

(سوال ۸۱۴) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے متعلق ایک خط پنچ کے نام لکھا، جس میں حسب ذیل فقرے لکھے ہیں، کل پنچان کو معلوم ہو کہ ہم نے اس لڑکی سے بھر پایا، آپ ہمارا زیور وغیرہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے لے کر ہمارے ماں باپ کے پاس بھجوا دیجئے ہم اس کو نہیں رکھیں گے اس کے ماں باپ کہتے تھے کہ ہماری لڑکی کو جواب دو، سو اب ہم خود طلاق دیتے ہیں پس اس صورت میں کس قسم کی طلاق واقع ہوئی۔

(الجواب) اس صورت میں ایک طلاق رجعی اس کی عورت پر واقع ہوئی ہے کیونکہ طلاق صرف اس لفظ سے واقع ہوئی ہے۔ "اب ہم خود طلاق دیتے ہیں۔" اور کوئی لفظ طلاق کا اس مضمون میں نہیں ہے، لہذا اس لفظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوئی۔(۳)

آج سے اس کو طلاق ہی سمجھو کہا تو کون سی طلاق ہوئی

(سوال ۸۱۵) زید نے اپنی بیوی سے ناخوش ہو کر ایک محلّہ کی عورت کو مخاطب کر کے اپنی بیوی کی نسبت کہا کہ آج سے ان کو طلاق ہی سمجھو، دوسرے یہ کہ آج سے اگر ہم ان سے بیوی کا برتاوا رکھیں تو اپنی لڑکی سے زنا کریں، اس صورت میں کون سی طلاق ہوئی، دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

---

(۱) الد المختار علی هامش رد المحتار باب تفويض الطلاق ج ۲ ص ٦٦١. ط.س. ج۳ص ۳۲۳. ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدرالمختار علی هامش ردا لمحتار باب الصريح ج۲ ص ۵۹۰. ط.س. ج۳ص۲٤۸. ۱۲ ظفیر۔
(۳) صريحه مالم يستعمل الا فيه الخ كطلقتك وانت طالق الخ يقع بها ای بهذه الالفاظ وما بمعنا ها من الصريح الخ واحدة رجعية (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الصريح ج ۲ ص ۵۹۰ و ج ۲ ص ۵۹۲ ط.س. ج۳ص۲٤۷) ظفیر۔

(الجواب) اس صورت میں زید کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی۔ اور دوسرا جملہ کہ "آج سے اگر ہم ان سے بیوی کا برتاوا رکھیں الخ" یہ لغو ہے، پس عدت میں رجعت درست ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید ہو سکتا ہے اور کچھ کفارہ اس میں نہیں ہے۔(۱)

ایک طلاق دے کر متعدد لوگوں سے کہتا رہا کہ طلاق دے دی تو کتنی طلاق واقع ہو گی

(سوال ۸۱۶) زید نے اپنی سسرال میں چچیا ساس کے سامنے کہا کہ بیوی کو کہہ دو کہ ہم نے طلاق دیا۔ پھر اپنی سالیوں کے سامنے کہا کہ ہم نے تمہاری بہن کو طلاق دے دیا، پھر باہر مردوں میں بھی کہا کہ ہم نے طلاق دیدیا اور چوتھے شخص سے بھی ایسا ہی کہا، مگر یہ تین بار جو اول دفعہ کے بعد طلاق کا تکرار کیا گیا یہ محض بغرض اطلاع و اخبار کے کہا ہے، اس سے تجدد و تعدد طلاق مراد نہیں تھا، اب جو کچھ حکم ہو مطلع فرمایئے۔

(الجواب) اگر نیت زید کی دوبارہ اور سہ بارہ وغیرہ سے خبر دینا اسی طلاق اول کی ہے تو اس کی زوجہ پر صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی،(۲) اور حکم اس کا یہ ہے کہ عدت کے اندر رجعت بلا نکاح کے درست ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے ہو سکتا ہے۔

شراب پی کر دو طلاق دی کیا حکم ہے

(سوال ۸۱۷) ایک شخص نے شراب پی اور حالت مدہوشی و غصہ میں اپنی زوجہ کو دو طلاق دی، آیا طلاق بائن پڑی یا نہیں۔

(الجواب) ایک یا دو طلاق صریح سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے بائنہ نہیں ہوتی۔(۳) (اور شراب کے نشہ کی طلاق واقع ہوتی ہے وفی التتار خانیه طلاق السکران و اقع اذا سکر من الخمر او النبیذ. رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸٤ ظفیر)۔

دو طلاق دی اور رجوع کر لیا۔ اب چار سال بعد پھر طلاق دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۱۸) ایک عورت کا یہ خیال ہے کہ عرصہ تین چار سال کا ہوا، اس کو اس کے شوہر نے دو طلاق دی تھی اور درمیان عدت کے رجوع کر لیا تھا۔ اب تین چار سال کے بعد ایک طلاق اور دے دی، آیا یہ بعد کو دی ہوئی طلاق اور طلاقوں سے ملحق ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) مطلقہ کی عدت کے بعد اگر پھر اس کو طلاق دی جاوے تو وہ پہلی طلاق کے ساتھ ملحق نہیں ہوتی، کیونکہ طلاق کے لاحق ہونے کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ عدت کے اندر مکرر طلاق دی جاوے، در مختار میں ہے الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدة قوله بشرط العدة هذا الشرط لا بدمنه فی جمیع صور اللحاق الخ شامی۔(۴)

(۱) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فی عدتها رضيت بذلك او لم ترض الخ واذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳ وج ۲ ص ۳۷۸) ظفیر. (۲) واذا قال انت طالق ثم قیل له ما قلت فقال قد طلقتها او قلت هی طالق فهی طالق واحدة لا نه جواب (رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۳۲ ط.س. ج۳ ص ۲۹۳) ظفیر. (۳) صریحه مالم یستعمل الا فیه الخ کطلقتك وانت طالق الخ ویقع بها الخ واحدة رجعیة وان نوی خلافها من البائن الخ او لم ینو شیئاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ ص ۲٤۷) ظفیر
(٤) ایضا باب الکنایات ج ۲ ص ٦٤٥. ۱۲ ظفیر

جعلی داماد بن کر جس نے طلاق دی ہے اس کی خود بیوی پر طلاق ہو جائے گی۔

(سوال ۸۱۹) عمر زید کا داماد ہے، زید نے عمر سے کسی دشمنی کی وجہ سے بکر کو اپنا جعلی داماد بنا کر یعنی بغیر اس کے کہ واقع میں زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کیا ہو، عدالت میں حاکم کے روبرو یہ بات ظاہر کی کہ یہ بکر میرا داماد ہے، حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے جعلی داماد نے حاکم کے سامنے کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں، اور جعلی داماد کے واقع میں ایک بیوی ہے، تو یہ طلاق اور طلاق نامہ جو حاکم کے روبرو لکھا گیا اس کی نفس الامر بیوی کے حق میں معتبر ہوگا یا نہیں۔ اور بکر کی واقعی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں بکر کی واقعی بیوی پر طلاق واقع ہو جاوے گی۔ قال فی الدر المختار باب الصریح صریحه مالم یستعمل الا فیه فطلقتك الخ ویقع بها واحدة رجعیة وان نوی خلافها(۱) الخ وقال علیه الصلوٰة والسلام ثلث جدهن جدو هز لهن جدو عد صلی الله علیه وسلم منهن الطلاق۔(۲)

ہم اس کو برابر طلاق دیتے ہیں لکھا تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۲۰) ایک شخص نے اپنے خسر کو یہ لکھا کہ تمہاری لڑکی ہمارے ماں باپ سے برابر تکرار کرتی ہے، ہم اس کو برابر طلاق دیتے ہیں اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں، اور کوئی صورت اس کی زوجیت میں رہنے کی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اس شخص کی زوجہ پر الفاظ مذکورہ فی السوال سے کہ (ہم اس کو برابر طلاق دیتے ہیں) ایک طلاق واقع ہوگئی اور یہ طلاق رجعی ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر شوہر اس کو بدون نکاح کے رجعت کر سکتا ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بدون حلالہ کے درست ہے قال الله تعالیٰ الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسریح باحسان الآیه (۳) یعنی طلاق رجعی دو طلاق ہیں پھر شوہر کو اختیار ہے کہ اس کو رکھ لے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دے بھلائی کے ساتھ یعنی اضرار مقصود نہ ہو۔

ایک طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کس طرح ہوگا

(سوال ۸۲۱) ایک شخص اپنی بیوی کو ایک دفعہ طلاق دے دے اگر طلاق واقع ہوگئی تو دوبارہ کس طرح نکاح ہو سکتا ہے۔

(الجواب) اس کی عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اگر عدت پوری نہ ہوئی ہو تو شوہر اس کو بدون نکاح کے پھر رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت پوری ہوگئی ہو تو دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔(۴)

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ۵۹۰ ط.س. ج۳ص ۲۴۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) مشکوٰة باب الطلاق . ظفیر.
(۳) سورة البقرہ رکوع ۲۹ . ظفیر.
(۴) اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة الخ فله ان یرا جعها فی عد تها الخ واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (عالمگیری مصری باب الرجعة ص ۴۳۱. ط.س. ج۱ ص ۴۷۲) ظفیر.

طلاق رجعی میں بوسہ سے رجعت ہو جاتی ہے

(سوال ۸۲۲) اگر صورت مسئولہ میں بجائے قول مذکور کے زید نے یہ کہا ہو کہ جب عرصہ دراز سے ہمارے تمہارے درمیان خاص تعلق نہیں ہے تو طلاق تو مدت ہوئی ہو چکی پھر طلاق کیا مانگتی ہو تو اس صورت میں کیا حکم ہے آیا طلاق ہوئی یا کیا؟ اگر طلاق رجعی ہو تو اگر زید ہندہ کا شہوت سے بوسہ لے لے تو رجعت صحیح ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ معلوم ہوا کہ اس صورت یعنی دوسری صورت میں طلاق رجعی واقع ہوئی تو تقبیل بالشہوۃ سے عدت میں رجعت صحیح ہو گئی، در مختار میں ہے وبكل مايوجب حرمة المصاهرة الخ وفي الشامي قال في البحر ودخل الوطي وتقبيل بشهوة الخ۔(۱)

میں نے طلاق دی کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوئی، عدت میں رجعت ہو جاتی ہے

(سوال ۸۲۳) زید نے اپنی زوجہ کو ایک بار یہ کہا کہ میں نے تم کو طلاق دیا، اس صورت میں کیسی طلاق ہوئی اور اس کی رجعت کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) اگر منکوحہ اس کی مدخولہ ہے تو یہ طلاق رجعی ہوئی، عدت میں رجعت بلا نکاح صحیح ہے۔(۲)

عدت میں رجعت درست ہے

(سوال ۸۲٤) ایک شخص نے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق دی، اب عدت میں دس بارہ روز کا وقفہ ہے تو رجعت درست ہے یا نہیں، لفظ یہ ہیں (طلاق قطعی دی)۔

(الجواب) اس صورت میں اگر شوہر نے صرف ایک طلاق دی ہے تو عدت میں رجعت کرنا درست ہے یعنی بلا نکاح لوٹا سکتا ہے، شوہر یہ کہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا۔(۳) اور قطعی کا لفظ یقینی کے معنی میں ہے اس سے طلاق بائنہ نہیں ہوتی۔

طلاق بائن میں رجعت نہیں

(سوال ۸۲۵) طلاق بائن میں رجوع کرنا درست یا نہیں؟

(الجواب) طلاق بائن میں رجوع کرنا بدون نکاح کے درست نہیں ہے البتہ اگر طلاق بائن ایک یا دو ہوں تین نہ ہوں تو عدت کے اندر اور بعد عدت کے نکاح جدید بدوں حلالہ کے درست ہے، اور اگر تین طلاق بائنہ دی ہیں تو بدوں حلالہ کے نکاح درست نہیں ہے۔( )

---

(۱) رد المحتار باب الرجعة ج۲ ص ۷۲۹ ط.س. ج۳ص ۳۹۹. ۱۲ ظفیر۔

(۲) اذا طلق الرجل امرأته تطليقه رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض (الى قوله) والرجعة ان راجعتك اوراجعت امرأتي الخ (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳) ظفير۔(۳) ايضاً ج ۲ ص ۳۷۳. ۱۲ ظفير

(۴) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (الى قوله) وان كان الطلاق ثلثا الخ لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها (هدايه ج ۲ ص ۳۷۸) ظفير

میں نے طلاق دے دی ہے کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے

(سوال ۸۲۶) زید نے اپنے خسر بکر کو ایک خط لکھا زبیدہ اپنی دوسری بیوہ بیٹی کو اطلاع دو کہ ہندہ کو میں نے یعنی زید نے طلاق دے دی ہے، زبیدہ زید سے نکاح کر لے، زبیدہ نے انکار کیا حالانکہ زید نے ہندہ کے پاس کوئی اطلاع نہیں بھیجی، لیکن ہندہ کو سنتے سناتے اس بات کا علم ہو گیا، اور تین ماہ کے اندر زبیدہ زید کے پاس چلی آئی اور اب زید کے ساتھ ہی رہتی ہے، زید نے ہندہ کے ساتھ دوبارہ نکاح نہیں کیا۔ کیا اس صورت میں ہندہ کو طلاق ہو گئی، اور اگر طلاق ہو گئی تو رجعت کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) اس صورت میں ہندہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی، عدت کے اندر اندر بلا نکاح زید ہندہ کو رجوع کر سکتا ہے، رجعت یہ ہے کہ عدت کے اندر کہہ لیوے کہ میں نے اپنی زوجہ کو رجوع کر لیا(۱) اور عدت مطلقہ کی تین حیض ہیں۔

ایک دو صریح طلاق کے بعد رجعت درست ہے نکاح جدید کی ضرورت نہیں

(سوال ۸۲۷) زید نے ہندہ سے نکاح کیا ایک سال ہندہ زید کے گھر آباد رہی، زید بیمار ہوا کہ امید زندگی ہر گز نہ تھی، برادران زید نے حالت بیماری میں زید سے جبراً طلاق دلائی قبل از گذرنے معیاد عدت زید نے ہندہ سے پھر رجوع کیا، آیا رجوع صحیح ہے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔

(الجواب) اگر طلاق ایک دو صریح زید سے دلائی تب تو عدت کے اندر جو زید نے رجوع کیا وہ صحیح ہو گیا، اور ہندہ بدستور اس کی زوجہ رہی نکاح جدید کی ضرورت نہیں ہے۔(۲) اور اگر زید سے تین طلاق دلائی گئی تو پھر رجوع کرنا صحیح نہیں ہے، اور بدون حلالہ کے ہندہ کے ساتھ زید کا نکاح اب نہیں ہو سکتا۔

اگر خاموش نہیں ہو گی تو طلاق کہنے سے کون سی طلاق واقع ہوئی

(سوال ۸۲۸) باہم سوتن میں جھگڑا ہو رہا تھا، مرد ایک عورت کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ اگر تو خاموش نہیں ہو گی تو تجھ کو طلاق ہے اول مرتبہ میں وہ عورت خاموش نہیں ہوئی، پھر دوسری مرتبہ مرد نے کہا کہ اگر خاموش نہیں ہو گی تو تجھ کو طلاق ہے، اس دفعہ بھی خاموش نہیں ہوئی، پھر تیسری مرتبہ مرد نے کہا کہ اگر خاموش نہیں ہو گی تو تجھ کو طلاق ہے، اس مرتبہ ثالث میں عورت بالکل خاموش ہو گئی، اس صورت میں کے طلاق واقع ہوئی اور شوہر کے طلاق کا مالک رہا، اور شوہر کو اختیار لوٹا لینے کا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق رجعی ہوئی، کیونکہ دو طلاق صریح تک رجعی رہتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان (۳) ای الطلاق الرجعی اثنان پس عدت کے اندر شوہر اس مطلقہ کو لوٹا سکتا ہے اور بعد عدت کے لوٹانا بلا نکاح جدید کے درست نہیں ہے البتہ نکاح جدید کے ساتھ لوٹا سکتا ہے ھکذا فی الدر المختار (۴) اور

---

(۱) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقة فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض الخ والرجعة ان يقول راجعتك اوراجعت امرأتي الخ او يطأها او يقبلها او يلمسها بشهوة (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳) ظفير

(۲) ایضاً ۱۲ ظفیر. (۳) سورۃ البقرہ. ۱۲ ظفیر.

(۴) حوالہ بار بار گذر چکا۔ ظفیر

شوہر اس صورت میں ایک طلاق کا اور مالک رہا اگر قبل انقضاء عدت ایک طلاق اور دے دے گا تو تین طلاق واقع ہو جاویں گی پھر بدون حلالہ کے اس سے نکاح درست نہ ہوگا کما بین فی کتب الفقه.

ایک طلاق دو طلاق میں دو طلاق واقع ہوگی

(سوال ۸۲۹) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تجھ کو ایک طلاق دو طلاق تو اس گھر میں جا، ایک شخص نے طلاق سے کہا کہ ایک طلاق کیوں باقی رکھا، اس نے جواب دیا کہ وہ ایک طلاق تازیست نہ دوں گا، بعض عالم کہتے ہیں کہ عورت پر تین طلاق واقع ہوئی کیونکہ ایک طلاق دو طلاق جملہ تین طلاق ہوئی بعض کہتے ہیں کہ دو طلاق رجعی واقع ہوئی کیونکہ عطف مفقود اور سکوت معدوم دونوں کے درمیان انفصال نہیں ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) جب کہ نیت شوہر کی ایک اور دو کو جمع کرنے کی نہیں ہے تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر دو طلاق رجعی واقع ہوگی جیسا کہ شوہر کے جواب سے بھی معلوم ہوتا ہے۔(۱)

طلاق دی دی دی کہنے سے ایک طلاق واقع ہوئی

(سوال ۸۳۰) خالد کی زبان سے غصہ کی حالت میں اپنی خوش دامن کے دروازہ میں یہ الفاظ نکلے، زید کی بیٹی جمال النساء کو طلاق دی دی دی، لیکن زوجہ کا نام جمال جہاں ہے مگر ولدیت صحیح ہے، آیا غلطی نام زوجہ سے طلاق ہوگئی یا نہیں، دی، دی، دی کا تکرار برائے لفظ طلاق اول ہوگا یا برائے طلاق ثلاثہ۔

(الجواب) ایسی غلطی سے طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاتی ہے، دی دی دی کا تکرار تاکید طلاق سابق ہے، لہذا اس صورت میں ایک طلاق رجعی ہی رہے گی۔(۲)

ایک طلاق دے کر جب رکھ لیا تو رجعت ہوگئی دوسرے سے اس کا نکاح درست نہیں

(سوال ۸۳۱) عمر نے دھوکہ سے زید کو شراب پلوائی اور کئی آدمیوں کے مدد سے زبردستی زید سے طلاق کے الفاظ کہلوائے، لیکن زید کہتا ہے کہ میں نے ہندہ کو صرف ایک ہی دفعہ طلاق دی ہے، حالت درست ہونے کے بعد کچھ عرصہ دونوں میں تعلق زوجیت قائم رہا، زید کسب معاش کے لئے باہر گیا، عمر نے جبراً اس کی زوجہ سے نکاح کر کے اس کو اپنے پاس رکھا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) وہ عورت زید کی منکوحہ ہے کیونکہ زید نے ہندہ کو ایک طلاق دی تھی پھر جب اس کو مثل منکوحہ کے رکھا تو رجعت صحیح ہوگئی، اور نکاح قائم رہا، پھر عمر کا نکاح اس سے صحیح نہیں ہوا۔

---

(۱) وہو واحدة فی ثنتین واحدة الخ وان نوی واحدة وثنتین فثلاث وفی غیر الموطؤة واحدة کواحدة وثنتین وان نوی مع الثنتین فثلاث مطلقا (در مختار) فان الو او للجمع الخ فصح ان یراد به معنی الواو (رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۰۳ ط.س. ج۳ ص ۲۶۱) ظفیر.

(۲) اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها الخ والرجعة ان یقول راجعتك الخ او یطاها او یقبلها اویلمسها بشهوة (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳) ظفیر.

طلاق نامہ لکھا سات دن بعد بچہ پیدا ہوا تو اب رجعت نہیں ہو سکتی

(**سوال ۸۳۲**) زید نے اپنی زوجہ حاملہ کو اس کے کہنے پر طلاق نامہ لکھ دیا مگر تین طلاق نہیں لکھی اور نہ اس نے تین دفعہ زبان سے طلاق دی، طلاق دینے کے پندرہ یوم بعد زید اور اس کی بیوی کا دوبارہ میل ہو گیا، زید نے اس کو نان و نفقہ دینا شروع کر دیا، بعد طلاق نامہ کے آٹھ سات روز میں لڑکی پیدا ہو گئی، آیا زید مسماۃ مذکور کو کسی طرح اپنے گھر رکھ سکتا ہے یا نہ۔

(**الجواب**) اگر تین دفعہ طلاق تحریر نہیں کی اور نہ زبانی تین طلاق دی تو اس صورت میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح کے درست تھی مگر جب کہ بوقت طلاق وہ عورت حاملہ تھی تو عدت اس کی وضع حمل تھی جب بچہ پیدا ہو گیا تو عدت اس کی ختم ہو گئی،(۱) پس اگر شوہر نے بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس کو رجوع نہ کیا تھا تو اب بلا نکاح کے رجوع نہیں کر سکتا البتہ نکاح جدید بلا حلالہ کے کر سکتا ہے **کذا فی کتب الفقہ**۔(۲)

عدت کے اندر رجوع نہ کرنے سے بائنہ ہو گئی نکاح جدید کرنا ہوگا

(**سوال ۸۳۳**) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دی پھر رجوع کرنا چاہا لیکن عورت راضی نہیں ہوئی یہاں تک کہ چار پانچ ماہ گذر گئے اور عدت پوری ہو گئی، اب زید زوجہ کو رجوع کر سکتا ہے یا کیا۔

(**الجواب**) طلاق رجعی میں شوہر کو عدت کے اندر اپنی زوجہ کو رجوع کرنا درست ہے اور اس میں عورت کی رضا مندی کی ضرورت نہیں ہے، بدون رضا و اجازت عورت کے بھی شوہر اس کو عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے لیکن اگر شوہر نے عدت کے اندر اپنی زوجہ کو رجوع نہیں کیا خواہ یہ سمجھ کر رجوع نہ کیا کہ بلا رضا مندی عورت کے رجوع کرنا درست نہیں ہے تو بعد عدت کے وہ عورت بائنہ ہو گئی، اب بدون نکاح جدید کے اس کو لو ما درست نہیں اور نکاح جدید عورت کی رضا مندی سے ہو سکتا ہے۔(۳)

طلاق رجعی میں عدت کے اندر جماع سے رجوع ہو جاتا ہے

(**سوال ۸۳۴**) زید نے بسلسلہ تکرار اپنی زوجہ ہندہ سے دوبار کہا کہ ہم نے تم کو طلاق دی، اس کے بعد قریب زمانہ میں تعداد ایام یاد نہیں جھگڑا رفع ہونے پر زید نے زوجہ سے ہم بستری کی، کیا ایسی حالت میں الفاظ طلاق باطل ہو کر زوجہ بدستور منکوحہ متصور ہوگی اور فعل ہم بستری حلال ہوگا یا حرام۔

(**الجواب**) اس صورت میں طلاق رجعی ہوئی، لہذا اگر عدت میں زید نے اس سے وطی کر لی تو یہ رجعت صحیح ہو گئی اور وہ بدستور زید کی زوجہ ہو گئی، لیکن شرط یہ ہے کہ زید نے عدت کے اندر یعنی طلاق کے بعد تین حیض پورے

---

(۱) وفی حق الحامل الخ وضع جمیع حملها (در مختار) ای بلا تقدیر بمدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بیوم او اقل الخ (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۱ ط. س. ج۳ ص ۵۱۱) ظفیر. (۲) اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها الخ رضیت بذلك او لم ترض الخ (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (عالمگیری مصری باب الرجعة ج ۱ ص ۴۳۱) ظفیر (۳) اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها الخ رضیت بذلك او لم ترض الخ (هدایه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (عالمگیری مصری باب الرجعة ج ۱ ص ۴۳۱) ظفیر (ج ۱ ص ۴)

ہونے سے پہلے صحبت کی ہو۔(۱)

ایک طلاق دی پھر خبر دینے کے طور پر اس کو کئی مرتبہ دہرایا تو کتنی طلاق ہوگی

(سوال ۸۳۵) ایک شخص نے غصہ میں کہا کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دیتا ہوں، اس کے بعد وہ اپنے مکان کی طرف چلا، لوگوں نے روکا اس نے کہا مجھے کیوں روکتے ہو میں تو طلاق دے چکا ہوں بعدہ گھر میں جاکر اپنی عورت سے کہا کہ تو چلی جا، کسی عورت اجنبیہ کے پوچھنے پر کہ کیوں چلی جاوے، اس نے کہا کہ میں بہت آدمیوں کے سامنے طلاق دے چکا ہوں، وہ شخص کہتا ہے کہ بعد کے الفاظ میں نے خبر دینے اور بتلانے کے واسطے کہے ہیں دوبارہ طلاق دینے کے لئے نہیں کہے، تو ان جملوں سے طلاق رجعی ہوئی یا طلاق مغلظہ۔

(الجواب) اس صورت میں جب کہ شخص مذکور نے دوسری اور تیسری مرتبہ لفظ طلاق کا پہلی طلاق کے خبر دینے کی غرض سے کہا ہے اور جدید طلاق دینے کی نیت سے نہیں کہا تو اس عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، اس میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح جدید کے صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید کے ساتھ رجوع کر سکتا ہے کذا فی الدر المختار(۲)

دو طلاق کے بعد رجعت کرلی پھر جب تیسری طلاق دی تو اب وہ مغلظہ ہوگئی

(سوال ۸۳۶) زید نے ہندہ کو ایک طلاق رجعی دے کر رجعت کرلی اندر عدت کے، پھر چند ماہ بعد ایک اور طلاق رجعی دے کر اس سے بھی رجعت کرلی، پھر چند مہینہ کے بعد ایک اور طلاق رجعی دے دی، اس صورت میں تین طلاق زید کی زوجہ ہندہ پر واقع ہوئی یا رجعی۔

(الجواب) اس صورت میں اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہوگئی، یعنی تین طلاق کے ساتھ بائنہ مغلظہ ہوگئی، اب بدون حلالہ کے شوہر اول اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔(۳)

اگر آج رات نہ آئی تو طلاق پھر نہ آئی تو رجعی طلاق پڑے گی

(سوال ۸۳۷) اگر کوئی عورت بغیر اپنے شوہر کی رضامندی واجازت کے اپنی ماں کے گھر چلی جاوے اور اس کا شوہر ایک مرتبہ یہ کہے کہ اگر آج رات میں نہ آئی تو اس کو طلاق ہے اور باوجود بلانے کے عورت نہ آئی تو اس پر کس قسم کی طلاق واقع ہوئی۔

(۲) اگر طلاق رجعی پڑی تو رجوع کرنے میں عورت اور اس کے والدین کے اختیارات کیا ہیں۔

(۳) اگر مرد رجوع کرنا چاہے اور عورت یا اس کے والدین رضامند نہ ہوں تو کیا حکم ہے، رجوع کرنے میں عورت کی موجودگی ضروری ہے یا نہیں، بعد رجوع کے دونوں کا ملنا ضروری ہے یا نہیں۔

---

(۱) والرجعة ان يقول راجعتك الخ اويطأها او يقبلها او يلمسها بشهوة (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۲۷۳) ظفير
(۲) حوالہ گذر چکا ۱۲ ظفیر (۳) الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان الخ فان طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجا غيره (سورة البقره ۲۸) لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ بها اى بالثلاث الخ حتى يطأها غيره الخ بنكاح نافذ الخ وتمضى عدة الثانى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۹ ط.س. ج۳ص ۴۰۹) ظفير

(۴) جب کہ عورت کی شرط طلاق پوری نہ کرنے کی وجہ سے طلاق پڑی تو طلاق کی ذمہ داری عورت پر رہی یا مرد پر اور مہر کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) (۱ تا ۳) اس صورت میں صرف ایک طلاق رجعی اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر شوہر اس کو بدون عورت کی رضامندی اور اجازت کے اور بدون اس کے والدین کی رضا و اجازت کے رجوع کر سکتا ہے یعنی زبان سے یہ کہہ دے کہ میں نے اس کو رجوع کر لیا اور بدستور اپنی زوجہ اس کو قائم رکھا عورت کے پاس ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ صحبت وغیرہ کرنے کی ضرورت ہے، صرف زبان سے کہہ لینے سے کہ میں نے اپنی زوجہ کو رجوع کر لیا رجعت صحیح ہو جاتی ہے اور نکاح قائم رہتا ہے، در مختار میں ہے وتصح بنحو . راجعتك الخ وان ابت الخ۔(۱)

(۴) اس صورت میں عورت نے وہ کام کیا جو کہ سبب ہوا طلاق کے واقع ہونے کا۔

نشہ کی حالت میں طلاق دی ہوش کے بعد رجوع کر لیا کیا حکم ہے

(سوال ۸۳۸) ایک شخص نے حالت نشہ دو ایک آدمیوں کے بھکانے سے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی، ہوش میں آنے کے بعد انہوں نے دوسرے دن رجوع کر لیا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور رجوع کرنا صحیح ہو گیا یا نہ۔

(الجواب) نشہ کی حالت میں شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے در مختار لیکن اگر اس نے ایک یا دو طلاق صریح دی تھی تین طلاق نہ دی تھی تو بعد ہوشیار ہونے کے اور نشہ زائل ہونے کے رجوع کر لینا اس کا درست ہے اور بعد رجوع کر لینے کے وہ عورت بدستور اس کی زوجہ رہے گی اور نکاح قائم رہے گا قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان ای الطلاق الرجعی اثنان وقال فی الدر المختار وتصح بنحور اجعتك الخ ان لم یطلق بائناً الخ وفی الشامی قلت ھی ای شروط الرجعة ان لا یکون الطلاق ثلاثاالخ ۔(۲)

ایک طلاق دو طلاق دی کہنے سے کتنی طلاق ہوتی ہے جب کہ نیت رجعت کی ہو

(سوال ۸۳۹) ایک شخص نے حالت غضب اپنی بیوی کو کہا کہ ایک طلاق دو طلاق دیا نیت رجعت کی تھی اور یہ کہ عورت کو زجر ہو جاوے تو اس سے تین طلاق ہوئی یا دو، اور رجعت ہو سکتی ہے یا نہ اور اگر مثلاً عورت کو لفظ خطاب سے کہے کہ تجھ کو طلاق دیا یا صیغہ غائب سے کہے تو خطاب اور عدم خطاب سے کچھ فرق ہوتا ہے یا نہ۔

(الجواب) دراصل اس لفظ سے کہ ایک طلاق دو طلاق دیا تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوتی ہے، کما یفھم من قول صاحب الدر المختار وان نویٰ واحدة وثنتین فثلث لو مد خولاً بھا وفی غیر الموطوئة واحدة کقوله لھا واحدة وثنتین لانه لم یبق للثنتین محل الخ (۳) یعنی غیر مدخولہ میں ایک طلاق کہنے سے بائنہ ہو جاتی ہے اور دو کے لئے عورت محل نہ رہے گی اس سے مضموم ہوتا ہے کہ اگر مدخولہ ہے تو تین طلاق واقع ہوں گی لیکن اگر شوہر کی نیت اضراب اور اعراض کی ہے یعنی یہ کہ ایک نہیں بلکہ دو طلاق دیا یعنی ایک پہلی اور ایک

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۲۸ و ج ۲ ص ۷۳۰ ط.س. ج۳ص۳۹۸، ۴۰۰. ظفیر.
(۲) رد المحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۰ ط.س. ج۳ص۲۹۸، ۴۰۰ . ظفیر. (۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۰۳ .ط.س. ج۳ص ۲۶۱ . ظفیر.

اور طلاق دی تو دیانۃً یہ نیت اس کی معتبر ہو جاوے گی اور دو طلاق واقع ہوں گی، اور رجعت عدت میں صحیح ہو گی اور دونوں صورتوں کا حکم ایک ہے۔

طلاق کے بعد رجعت جائز ہے اور بعد عدت نکاح

(سوال ۸۴۰) مسمی عظیم اللہ کی عورت مسماۃ وحیدن ایک روز بلا اجازت شوہر کے ایک ملاقاتی عورت کے نکاح پر جو اس کی بچپن کی سہیلی تھی اور اس کی ہم قوم تھی چلی گئی اور ایک رات اس کے یہاں رہ گئی، اور پھر صبح کو جب اپنے مکان پر آئی تو برادری کے لوگ جو اس عورت کے اور اس کے شوہر کے مخالف اور اس کے بر خلاف تھے، انہوں نے مسماۃ وحیدن کو اس کی سہیلی مسماۃ رسولن کے شوہر سے متہم کیا جس کے نو ماہ بعد وحیدن کے لڑکا پیدا ہوا، لیکن اس تہمت کے بعد مسماۃ وحیدن کو اپنے مکان پر آکر حیض آیا جیسا کہ گھر اور محلّہ کی عورتوں اور خود عظیم اللہ سے معلوم ہوا، نیز عظیم اللہ نے ان تہمتوں کا کوئی اثر قبول نہیں کیا اور بیوی سے تعلقات بدستور رکھے، اس کے بعد عظیم اللہ کلکتہ چلا گیا جب برادری کے لوگوں نے اس کے باپ اور گھر والوں کو زیادہ تنگ کیا تو انہوں نے عظیم اللہ کو خط لکھا، جس کے جواب میں اس نے کلکتہ سے یہ الفاظ لکھ کر بھیجے کہ ہم نے مسماۃ وحیدن اپنی بیوی کو طلاق دیا، لیکن اس کے باوجود مسماۃ وحیدن اس کی زوجیت میں ہے اور فریقین کا دل صاف ہے، اس کے بعد اس کے ایک لڑکی اور بھی پیدا ہوئی، مگر برادری کے لوگ اب تک اس کے باپ وغیرہ کو برادری سے خارج کئے ہوئے ہیں کہ طلاق عورت کو عظیم اللہ کیوں اپنے گھر میں رکھے ہوئے ہے۔

(الجواب) عظیم اللہ نے اگر اپنی بیوی مسماۃ وحیدن کو صرف ایک طلاق دی ہے جیسا کہ اپنے خط میں لکھا ہے تو اس صورت میں عدت کے اندر رجوع کر لینا بدون نکاح کے درست ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ ہو سکتا ہے، پس اگر عظیم اللہ نے عدت کے اندر اپنی زوجہ کو رجوع کر لیا تو ان کا نکاح قائم ہے،(۱) اور برادری کے لوگوں کی یہ زیادتی اور ظلم ہے کہ بے وجہ عظیم اللہ اور اس کے باپ کو تنگ کرتے ہیں اور برادری سے خارج کرتے ہیں، اہل برادری کو ایسا معاملہ ہرگز شرعاً جائز نہیں اور پہلے بھی تہمت لگانا مسماۃ وحیدن پر شرعاً معصیت اور گناہ تھا، اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

استفتاء کا پہلا جواب آیا کہ طلاق نہیں ہوئی ساتھ رہنے لگا کئی ماہ بعد جواب ملا طلاق ہو گئی درمیانی مدت کا کیا حکم

(سوال ۸۴۱) زید نے ایک استفتاء دربارہ طلاق دو علماء دین کی خدمت میں روانہ کیا، پہلے جواب میں یہ تھا کہ طلاق عائد نہیں ہوئی، چنانچہ زید نے فوراً اپنی زوجہ سے رجوع کر لیا، اس کے بعد دوسرا جواب موصول ہوا جو زید کو نہیں دکھلایا گیا، اس اثناء میں زید کی بیوی حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) پہلے فتویٰ کے بعد جو رجوع کیا گیا اور وطی ہوئی اور حمل قرار پایا اور لڑکا پیدا ہوا، یہ سب مستفتی کے حق میں جائز ہوا، اور لڑکا ثابت النسب ہوا کیونکہ سائل کے حق میں فتویٰ مفتی کا حجت ہوتا ہے، اس کے بعد جب

---

(۱) والرجعة ان يقول راجعتك الخ اويطاها او يقبلها او يلمسها بشهوة (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳) ظفير.

یہ تحقیق ہوا کہ فتویٰ سابق غلط تھا اور دوسرا صحیح فتویٰ اس کے خلاف معلوم ہوا تو جو فعل سابق ہو چکا وہ حلال رہا اور لڑکا بھی ثابت النسب رہا جیسا کہ موطوءہ بالشبہہ کا حکم ہے۔(۱) مگر آئندہ کو اس سے علیحدگی کی جاوے، اور جو حکم طلاق ثلاثہ کا ہے وہ جاری کیا جاوے یعنی بدوں حلالہ کے وہ شخص عورت مطلقہ ثلثہ سے نکاح نہ کرے اور اس کو حلال نہ سمجھے۔

طلاق کے بعد عورت کو رکھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۸۴۲) ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے اور بعد عدت کے اس مطلقہ کو پھر لے جانا چاہتا ہے، کیا وہ شخص اس مطلقہ سے نکاح کر سکتا ہے؟

(الجواب) اگر ایک یا دو طلاق دی تھی تو اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔

عدت کے بعد بلا نکاح رکھنا کیسا ہے

(سوال ۸۴۳) اگر وہ اسی طرح عورت کو اپنے گھر لے جاوے تو اس کے شکم سے پیدا شدہ اولاد ولد الحرام کہلائے گی اور اس جائداد کی وارث ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اگر بلا نکاح اس سے اولاد ہوگی تو وہ ولد الزنا ہوگی اور وارث اس کے ترکہ کی نہ ہوگی۔

دو طلاق رجعی کے بعد رجعت کرلی اب تیسری طلاق کے بعد رجعت نہیں کر سکتا ہے

(سوال ۸۴۴) زید زوجہ خود را طلاق رجعی دادہ رجوع نمود باز ثانی بار طلاق رجعی دادہ رجوع کرد، بعدہ ثالث بار طلاق رجعی دادہ، پس بعد از ثالث مذکور رجوع جائز است یا محتاج بحلالہ گردد، وآں طلاقہاء سابقہ بسبب رجوع حکم عدم دارندو یا حکم وجود کہ بباعث آں تغلیظ ثلثہ ثبوت گرفتہ بحلالہ محتاج شود بر تقدیر آنکہ طلاقہائے سابقہ بہ سبب رجوع ساقط شوند، پس ایں عبارت متون چہ معنی دارد کہ یهدم الزوج الثانی مادون الثلث.

(الجواب) مسئلہ ہمیں است کہ زوج ثانی طلقات سابقہ را منہدم می سازد و بدوں زوج ثانی طلاقہائے سابقہ منہدم نمی شوند، پس بصورت (۲) مسئولہ بعد طلقات ثلثہ بدون حلالہ زوجہ اش بروحلال نخواہد شد کما قال الله تعالى الطلاق مرتان (الی) فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الآيه(۳)

شوہر نے کہا طلاق دی وہ میری ماں ہے کون سی طلاق ہوئی

(سوال ۸۴۵) بکر نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ میں نے طلاق دیا آج سے وہ ہماری ماں ہے، اس صورت میں ہندہ پر کون سی طلاق واقع ہوئی۔

(الجواب) اس صورت میں بکر کی زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوئی جو کہ رجعی ہوگی عدت میں رجعت بدون نکاح کے صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید ہو سکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، کما قال الله تعالى الطلاق مرتان

---

(۱) وعدة المنكوحة نكاحا فاسدا فلا عدة في باطل وكذا موقوف قبل الا جازة لكن الصواب ثبوت العدة والنسب والموطوءة بشبهة الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ ط.س. ج۳ص۵۱۶) ظفير.

(۲) والزوج الثاني يهدم بالدخول فلولم يدخل لم يهدم اتفاقا مادون الثلاث ايضاً اى كما يهدم اجماعا لا نه اذا هدم الثلاث فمادونها اولى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۴۶ ط.س. ج۳ص۴۱۸) ظفير. (۳) سورة البقرة ۲۹ ظفير

فامساك بمعروف اوتسريح باحسان الاية (۱)اور ماں کہنے سے بلا حرف تشبیہ طلاق وظہار کچھ نہیں ہوتا وان لا ينوا و حذف الكاف لغا۔(۲)در مختار۔

بیوی کو لکھا کہ تجھ کو طلاق شرعی دی رجعت درست ہے یا نہیں

(سوال ۸٤٦)ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق نامہ لکھا کہ میں نے تجھ کو طلاق شرعی دے دی ہے، اس صورت میں رجعت درست ہے یا نہ۔

(الجواب)اس صورت میں ایک طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوئی عدت کے اندر رجعت اس سے کر سکتا ہے۔(۳)

طلاق کے بعد میاں بیوی ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۸٤۷)زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دے دی، بعد کو دونوں چاہتے ہیں کہ پھر میل کرلیں، اس صورت میں زید کا نکاح پھر ہندہ سے ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر نکاح نہ ہو سکے تو کیا یہ بھی شرعاً ناجائز ہے کہ دونوں کا قیام ایک ہی گھر میں رہے اور اپنی گذر اوقات اپنے لڑکے بالغ کے ساتھ کر سکتے ہیں یا نہیں جو معاملات میاں بیوی کے درمیان ہوتے ہیں ان سے کچھ سروکار نہیں۔

(الجواب)اگر زید نے ایک یا دو طلاق صریح دی ہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر بلا نکاح کے رجعت درست ہے اور بعد عدت کے نکاح ہو سکتا ہے، اور اگر تین طلاق دی ہیں تو بلا حلالہ کے زید اس سے نکاح نہیں کر سکتا(۴)، اور بحالت عدم نکاح دونوں کا ایک جگہ رہنا اگر پردہ کے ساتھ ہو اور اولاد موجود ہو تو بضرورت کچھ حرج نہیں ہے كذا في الدر المختار عن شيخ الا سلام رحمة الله وغیرہ۔(۵)

بیوی سے کہا ایک طلاق دو طلاق دیا تو کتنی طلاق واقع ہوگی

(سوال ۸٤۸)ایک شخص نے بخار کی حالت میں چند مردوں اور عورتوں کے سامنے اپنی بیوی کو کہا کہ سالی کو ایک طلاق دو طلاق دیا میں، چنانچہ وہ لوگ یہی گواہی دیتے ہیں اور دوسرا ایک گواہ کہتا ہے کہ دو طلاق کے بعد بائن کا لفظ بھی کہا اس صورت میں کیا حکم ہے، اس پر ایک مفتی صاحب نے دو طلاق رجعی کا فتویٰ دیا ہے جس کی نقل ہمرشتہ ہذہ ہے، ایک صاحب نے جواب مذکور کی تغلیط کر کے طلاق بائنہ قرار دی ہے، اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

(الجواب)جب کہ اس شخص نے اپنی زوجہ کو سالی کہہ کر یعنی گالی دے کر طلاق دی ہے تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی اور موافق بیان گواہان کے دو طلاق رجعی اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی عدت کے اندر اس میں رجعت درست ہے اور ایک گواہ کا طلاق بائن کہنا معتبر نہیں ہے، پس جواب مجیب کا صحیح ہے اور تغلیط کرنے

---

(۱)سورة البقرة ۲۹ ظفير.(۲)الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۷۹٤ باب الظهار ط.س.ج۳ص٤۷۰ ظفير.(۳)ومحله المنكوحة الخ طلقة رجعية فقط في طهر لا وطئ فيه وتركها حتى تمضى عدتها الخ فعلم ان الا ول سنى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق١ ج ۲ ص ۵۷٤ ط.س.ج۳ص ۲۳۰،۲۳۱)ظفير.(٤)اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يرا جعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض لقوله تعالى فامسكو هن بمعروف من غير فصل الخ واذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان يتزوجها في العدة وبعدا نقضاء ها الخ وان كان الطلاق ثلثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويد خل بها ثم يطلقها او يموت عنها (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳ و ج ۲ ص ۳۷۸) ظفير.(۵)وسئل شيخ الا سلام عن زوجين افترقا ولكل منهما ستون سنة وبينهما اولاد تتعذر عليهما مفارقتهم فيسكنان في بيتهم ولا يجتمعان في فراش ولا يلتقيان التقاء الا زواج هل لهما ذلك قال نعم واقره المصنف (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۵۵ ط.س.ج۳ص۵۳۸)ظفير.

والے کی تغلیط غلط ہے۔

صورت ذیل میں کیا حکم ہے

(سوال ۸٤۹) زید اپنی کج رائے کی وجہ سے اپنی زوجہ ہندہ پر ناراض ہوتا ہے، ہندہ کا باپ زید سے کہتا ہے کہ یا تو میری دختر کے ساتھ حسن سلوک سے رہا کرو یا اسے طلاق دے دو، زید اور ہندہ کے باپ کے درمیان جھگڑا ہو جاتا ہے، ہندہ باپ کے گھر چلی آتی ہے، زید طلاق نامہ لینے کے لئے دوڑنے لگتا ہے اور کہتا ہے طلاق نامہ لو میں دیتا ہوں، لوگ اسے پکڑ لیتے ہیں، دوسرے دن زید زیورات کا مطالبہ کرتا ہے، ہندہ تین چار ماہ سے میکہ ہے، کیا اس صورت میں ہندہ پر طلاق رجعی واقع ہو گئی اور عدت ہو چکی ہے تو کیا کیا جاوے، اس صورت میں اگر ہندہ خلع کرانا چاہے تو کیا واجب آتا ہے (ب) جنہیں جو تین ماہ کا حمل کے صورت میں اسقاط یا اجواتی خون ضربہ وغیرہ سے کرنک کی شکل میں رحم میں موجود ہو مسائل عدت میں کیا حکم رکھتا ہے۔

(ج) غصہ کی حالت میں خالد قسم اٹھاتا ہے کہ یہ نر گاؤ اگر بارہ روپے سے فروخت کروں تو میری عورت کو طلاق ہے، دوسرے دن اس بیل کو اٹھارہ روپیہ میں فروخت کر دیتا ہے، خالد کی منکوحہ غیر مدخولہ نابالغہ اس صورت میں کیا حکم رکھتی ہے۔

(الجواب) اس صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہو گی، عدت کے بعد رجعت درست نہیں ہے، البتہ نکاح جدید بدون حلالہ کے کر سکتا ہے۔(۱) اور خلع طلاق رجعی میں عدت کے اندر ہو سکتا ہے بعد عدت کے خلع نہیں ہو سکتا۔

(ب) اور حمل میں جب تک بعض اعضاء ظاہر نہ ہوں اس وقت تک اس کی سقوط سے عدت پوری نہیں ہوتی اور احکام ولد کے اس کو نہیں دیئے جاتے (۲) درمختار میں کہا کہ ظہور خلقت اعضاء بعد ایک سوبیس یوم کے ہوتی ہے جس کے چار ماہ ہوتے ہیں۔ اور تحقیق اس کی کتب فقہ میں ہے۔(۳)

(ج) اس صورت میں خالد کی زوجہ مطلقہ نہیں ہوئی لعدم وجود الشرط۔

جب تیسری طلاق یاد نہ ہو تو رجعت درست ہے

(سوال ۸۵۰) زید کی دو بیویاں ہیں بوجہ تکرار کے حالت غصہ میں زید نے ایک جلسہ میں دونوں کو طلاق دی، اور زید کو دو مرتبہ طلاق دینا اچھی طرح یاد ہے لیکن تیسری مرتبہ طلاق دینا یاد نہیں، لیکن دونوں بیویاں کہتی ہیں کہ زید نے باہر جا کر تیسری مرتبہ طلاق دی اور ہم نے سنی، اس صورت میں رجوع درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اگر زید کو دو طلاق کا اقرار ہے تو طلاق بلاشبہ واقع ہو گئی اور تیسری کا اگر زید اقرار کرتا

---

(۱) وان كانت الطلاق بائناً دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (هدايه باب الرجعة ج ۲ ص ۳۷۳) ظفير.

(۲) وفي حق الحامل الخ وضع جميع حملها لان الحمل اسم لجميع ما في البطن وفي البحر خروج اكثر الولد كا لكل الخ (درمختار) قوله لان الحمل علة لتقدير لفظ الجميع فلو ولدت وفي بطنها آخر تنقضي العدة بالآخر واذا اسقطت سقطا ان استبان بعض خلقه انقضت به العدة لا نه ولد و الافلا (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۱. ط.س ج۳ص ۵۱۱) ظفير.

(۳) وقالوا يباح اسقاط الو لد قبل اربعة اشهر (در مختار) هل يباح الا سقاط بعد الحمل نعم يباح مالم تتعلق منه شئي ولن يكون ذلك الا بعد مائة وعشرين يوما (رد المحتار باب نكاح الرقيق مطلب في حكم اسقاط الحمل ج ۲ ص ۵۲۲ ط.س ج۳ص ۱۷٦) ظفير

ہے تو تیسری طلاق بھی واقع ہوگئی، اور اس حالت میں رجوع کرنا جائز نہیں ہے، اور بدون حلالہ کے زید ان سے نکاح بھی نہیں کر سکتا، اور اگر زید کو تیسری طلاق کا اقرار نہیں ہے تو محض ہر دو زوجہ کے کہنے سے تیسری طلاق ثابت نہ ہوگی۔ اور شبہ سے بھی طلاق ثابت نہیں ہوئی اس حالت میں رجوع کرنا عدت کے اندر بدون نکاح جدید کے درست ہے لقوله تعالىٰ الطلاق مرتان (۱) یعنی طلاق رجعی دو طلاق ہیں۔

جب تیسری طلاق دینا شوہر کو یاد نہ ہو

(سوال ۱۵۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دے کر چھوڑ دیا، عرصہ تین یا چار سال کے بعد پھر اس سے نکاح کر کے گھر لے آیا، بعض اہل علم نے اعتراض کئے کہ اگر تین طلاق دیا ہے تو یہ نکاح درست نہیں ہوا ہے، جس کے جواب میں وہ شخص کہتا ہے کہ چونکہ زیادہ مدت گذری ہے، اس لئے مجھ کو یاد نہیں آیا ہے کہ دو طلاق دیا یا تین اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق اس صورت میں اس شخص کی زوجہ پر طلاق رجعی واقع ہوئی، عدت کے اندر بدون حلالہ کے نکاح جدید شوہر اول کے ساتھ درست ہے، اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے درست ہے اور عدۃ طلاق کی تین حیض ہے اور صورت مسئولہ میں چونکہ عدت گذر چکی ہے لہٰذا شوہر اول اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ در مختار میں ہے ولو شك اطلق واحدة او اكثر بنى على الا قل الخ۔(۲)

لیکن شامی کی رائے کا رجحان اس طرف ہے کہ صورت مسئولہ میں احتیاطاً تین طلاق کا حکم کیا جاوے،(۳) اور بدون حلالہ کے نکاح شوہر اول کے ساتھ درست نہ ہونا چاہئے۔

---

(۱) سورة البقره ۲۹. ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الصريح ج ۲ ص ۶۲۳ ط.س. ج۳ص۲۸۳. ظفير.
(۳) وعن الا مام الثاني اذا كان لا يدرى اثلاث ام اقل يتحرى وان استويا عمل باشد ذلك عليه الخ ولعله لا نه يعمل باحتياط خصوصاً فی باب الفروج (رد المحتار ج ۲ ص ۶۲۴ ط.س. ج۳ص۲۸۳) ظفير.

باب نہم

خلع سے متعلق احکام و مسائل

فارغخطی خلع کے ہم معنی ہے اور اس سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے

(سوال ۸۵۲) اگر کسی نے اپنی زوجہ سے یہ کہا کہ میں نے تجھ کو فارغخطی دی تو اس سے شرعاً طلاق رجعی ہوگی یا بائنہ۔

(الجواب) لفظ فارغخطی مباراۃ کا ترجمہ یا اس کے ہم معنی ہے، اور یہ الفاظ خلع سے ہے جو کہ قبول عورت پر موقوف ہے اور اس میں طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے جیسا کہ در مختار باب الخلع میں ہے هو ازالة ملك النكاح المتوقفة على قبولها بلفظ الخلع او مافى معناه ليدخل لفظ المبارأة فانه مسقط (۱) الخ وحكمه ان الواقع به الخ طلاق بائن قوله ان الواقع به اى بالخلع ولو بلفظ البيع و المبارأة بحر شامی۔(۲) اور اگر لفظ فارغخطی کا استعمال محض طلاق میں ہو تو پھر بھی اس لفظ سے طلاق بائنہ واقع ہوگی، کیونکہ یہ لفظ بینونت اور قطع تعلق پر دال ہے جو کہ طلاق بائنہ میں ہوتا ہے۔

شوہر سے نہ بننے کی صورت میں خلع کرنا بہتر ہے

(سوال ۸۵۳) ایک عورت کا خاوند نہ نان نفقہ دیتا ہے اور نہ مہر دیتا ہے اور مہر کی ڈگری بھی عدالت نے کر دی تھی مگر بوجہ مفلسی وصول نہ ہو سکی، اب وہ عورت مجبور ہو کر یہ چاہتی ہے کہ عدالت سے چارہ جوئی اس بات کی کرے کہ مہر معجّل کے عوض میں خلع کر لوں اور خاوند سے کچھ واسطہ نہ رہے

(الجواب) بصورت ناموافقت زوجین یہ بہتر ہے کہ خلع ہو جاوے لیکن خلع میں رضا مندی زوجین کی ضرورت ہے، عورت تو خود چاہتی ہے اور خلع پر راضی ہے مرد کو بھی راضی کر لینا چاہئے اگر وہ بعوض مہر خلع کر لے گا خلع ہو جاوے گا اور عورت اس کی قید نکاح سے باہر ہو جاوے گی، پس شوہر کو سمجھانا چاہئے یا بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جاوے کہ وہ خلع کر لے۔(۳)

بذریعہ خلع طلاق حاصل کرنا جائز ہے

(سوال ۸۵٤) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بہت مجبور کر رکھا ہے اور بد معاش آدمی ہے اور نہ نان و نفقہ دیتا ہے نہ خبر گیری کرتا ہے ایسی عورت کو طلاق بطور خلع کے دلوانی چاہیے کہ نہیں، اگر اس پر بھی طلاق نہ دے تو حاکم وقت سے کہہ کر جبراً طلاق دلائی جا سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) حنفیہ کے مذہب کے موافق اس صورت میں بدون طلاق دینے شوہر کے تفریق نہیں ہو سکتی، البتہ خلع ہو سکتا ہے، خلع کی صورت یہ ہے کہ عورت مثلاً مہر معاف کر دے اور شوہر طلاق دے دے، اور حاکم وقت اگر جبراً شوہر سے طلاق دلوادے تو یہ صورت بھی ہو سکتی ہے طلاق واقع ہو جاوے گی، کیونکہ حنفیہ کے نزدیک اکراہ

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷٦٦ و ج ۲ ص ۷٦۷. ط.س. ج۳ص ٤٣٩، ٤٤١. ظفير

(۲) دیکھئے رد المحتار باب الخلع ج۲ص ۷۷۰ ظفير

(۳) واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا باس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به الخ فاذا فعل ذلك وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال الخ (هدايه باب الخلع ج ۲ ص ۳۸۳) ويجب الطلاق لو فات الا مساك بالمعروف (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲. ط.س. ج۳ ص۲۲۹ ظفير

سے بھی طلاق ہو جاوے گی کما صرح به الفقهاء كذا فى الدر المختار۔(۱)

طلاق بائن کے بعد خلع درست نہیں

(سوال ۸۵۵) طلاق بائن کے بعد اگر خلع کیا تو صحیح ہوگا یا نہیں، اور یہ خلع تیسری طلاق ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) کتب فقہ میں تصریح ہے لا یلحق البائن البائن،(۲) لہذا طلاق بائنہ کے بعد خلع صحیح نہ ہوگا اور اس سے طلاق واقع نہ ہوگی فی الدر المختار خرج به الخلع فى النكاح الفاسدو بعد البينونة والردة فانه لغو كذا فى الشامى ۔(۳)

خلع کے بعد گذشتہ نان ونفقہ باقی نہیں رہتا ہے

(سوال ۸۵۶) ایک عورت منکوحہ نے اپنے شوہر سے بعوض مہر شرعی کے بالمقطع ایک راس بھینس کم مالیت کی لے کر اپنی رضامندی سے خلع کر لیا اور بھینس لے کر اپنے بہنوئی کے ہمراہ چلی گئی، اب عورت مذکور باغواء مخالفین شوہر پر عدالت میں نان نفقہ کی دعویدار ہے، اور شوہر کو بوجہ خلع ہو جانے کے نان نفقہ دینے سے قطعی انکار ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) درمختار میں ہے ويسقط الخلع الخ و المباراة كل حق ثابت وقتها لكل منهما على الآخر مما يتعلق بذلك النكاح الخ الانفقه العدة وسكنا ها فلا يسقطان الا اذانص عليها الخ۔(۴) اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ عورت کا دعویٰ گذشتہ زمانہ کے نفقہ کا صحیح نہیں کیونکہ خلع سے گذشتہ نفقہ سب ساقط ہو جاتا ہے، اور صورت مسئولہ میں خلع صحیح ہے لہذا نفقہ بھی ساقط ہے، البتہ عدت کا نفقہ بدون تصریح کرنے کے ساقط نہیں ہوتا، پس صورت مسئولہ میں عورت عدت کے نفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے، اور گذشتہ زمانہ حالت نکاح کے نفقہ کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔

شوہر کی مرضی کے خلاف خلع نہیں

(سوال ۸۵۷) ایک شخص اپنی زوجہ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا ہے اور ایسی خواہش ناجائز رکھتا ہے جس سے غریب عورت کو بہر حال انکار کرنا پڑتا ہے حتیٰ کہ حالت حیض میں مقاربت چاہتا ہے جس سے وہ انکار کرتی ہے، اس پر سخت زدوکوب کی جاتی ہے، ان وجوہ سے عورت خاوند کے گھر جانا نہیں چاہتی اور خاوند طلاق بھی نہیں دیتا، اب اس کا انکار خاوند کے گھر جانے سے جا ہے یا بے جا اگر شوہر طلاق نہ دے تو حاکم وقت سے خلع کرا سکتی ہے یا نہیں، اگر خلع کرا سکتی ہے تو دین مہر کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) عورت کا اپنے شوہر کے گھر نہ جانا بوجہ بیجا ایذاء دہی و ناجائز حرکتوں کے جائز و باموقع ہے، لیکن خلع

---

(۱) ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل الخ ولو عبد اومكرها فان طلاقه صحيح (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س ج۳ص۲۳۵) واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا باس ان تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به (هدايه باب الخلع ج ۲ ص ۳۸۳) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٤٦ ط.س ج۳ص۳۰۸. ۱۲ ظفير. (۳) ايضا باب الخلع ج ۲ ص ۷٦٦. ۱۲ ظفير. (٤) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۷ و ج ۲ ص ۷۷۸ ط.س ج۳ص ۴۵۲. ۱۲ ظفير.

بدون رضا مندی شوہر کے نہیں ہو سکتا۔ خلع کے بعد مہر وغیرہ ساقط ہو جاتا ہے۔(۱)

جبراً خلع سے بھی طلاق بائنہ ہو جاتی ہے

(سوال ۸۵۸)ہندہ نابالغہ دختر عمر کا نکاح زید سے ہوا تھوڑے دنوں کے بعد عمر نے اپنی لڑکی نابالغہ کا زید سے خلع کرانا چاہا، زید نے انکار کیا مگر عمر اور چند لوگوں نے زید سے جبراً خلع کرالیا اور یہ لکھوالیا کہ میں نے ہندہ نابالغہ منکوحہ بنت عمر کو خلع کیا اور مجھ کو دین مہر معاف کیا، اس صورت میں خلع ہوا یا نہیں۔

(الجواب)قال فی الدر المختار خلع الاب صغیرته بما لها او مهرها طلقت فی الا صح الخ ولم یلزم المال الخ ای لا علیها و لا علی الاب الخ(۲)شامی ج ۲ ص ۵۶۸۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ باپ نے اگر صغیرہ کی طرف سے بعوض اس کے مال کے یا اس کے مہر کے خلع کیا اس پر طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی اور مال کسی پر لازم نہ آوے گا اور مہر ساقط نہ ہوگا، پس یہی جواب اس مسئلہ کا ہے۔

عورت سے زبردستی ایک ہزار کے اقرار پر مرد نے خلع کیا کیا حکم ہے

(سوال ۸۵۹)زید نے اپنی منکوحہ ہندہ سے مبلغ ایک ہزار روپیہ پر خلع کیا، ہر چند ہندہ نے علانیہ طور پر اعطاء روپیہ سے انکار کیا مگر زید نے ہندہ کو تحذیر و تخویف سے اقرار روپیہ کا کرالیا کیا بموجب شریعت نکاح باطل ہے، وبر تقدیر انفکاک نکاح روپیہ ہندہ پر واجب الاداء ہے یا نہیں۔

(الجواب)اس صورت میں خلع صحیح ہے اور عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہو گئی، اور زوجہ کے ذمہ ہزار روپیہ لازم نہیں، در مختار میں ہے اکرهها الزوج علیه تطلق بلا ما ل لان الرضا شرط للزوم المال وسقوطه(۳)اور ردالمحتار میں ہے قوله علیه ای علی الخلع منحۃ ای علی ان تقول له خالعنی وفی البحر علی القبول ای اذا کان هو المبتدی بقوله خالعتك فافهم قوله تطلق ای بائناً ان کان بلفظ الخلع ور جعیاً ان کان بلفظ الطلاق علی مال کما مر و یاتی قوله شرط للزوم المال ای علیها وهو البدل المذکور فی الخلع قوله وسقوطه ای عن الزوج وهو المهر الذی علیه۔(۴)اور مہر عورت کا جو بذمہ شوہر ہے ساقط ہو جائے گا، در مختار میں ہے ویسقط الخلع الخ والمباراة الخ کل حق الخ لکل منهما علی الآخر مما یتعلق بذلك النکاح۔(۵)

فار غخطی کن اسباب کی بنیاد پر حاصل کرنا درست ہے

(سوال ۸۶۰)زوجہ اپنے خاوند سے کن کن وجوہ سے شرعاً فارغخطی حاصل کر سکتی ہے۔

(الجواب)جب موافقت نہ ہو، اور ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کر سکے تو جائز ہے کہ شوہر سے طلاق لیوے اگر

---

(۱)واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود الله فلا بأس بان تفتدی نفسها بما ل یخلعها به الخ فاذا فعل ذلك وقع بالخلع تطلیقة بائنة الخ والمبا راة کالخلع کلاهما یسقطان کل حق لکل واحد من الزوجین علی الآخر مما یتعلق بالنکاح عند ابی حنیفة (هدایه باب الخلع ج ۲ ص ۳۸۳ و ج۲ ص ۳۸۷) ظفیر.(۲)الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۸۲.ط.س. ج۳ص۴۵۷. ۱۲ ظفیر.(۳)ایضاً باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۲.ط.س. ج۳ص۴۴۶. ۱۲ ظفیر.(۴)رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۲.ط.س. ج۳ص۴۴۶. ۱۲ ظفیر.(۵)الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۸.س. ج۳ص۴۵۲. ۱۲ ظفیر.

وہ بلا کچھ معاوضہ لئے طلاق نہ دیوے تو کچھ معاوضہ دے کر طلاق لیوے یا خلع کرلوے اور اس سے اپنا پیچھا چھڑا لیوے بدون خلع یا طلاق کے عورت اس کے نکاح سے خارج نہیں ہو سکتی، اور قصور اگر مرد کا ہو تو مرد کو کچھ معاوضہ لینا مکروہ ہے۔(۱)

خلع کا کاغذ فریقین کی مرضی سے لکھ گیا تو خلع ہو گیا، اس کے پھاڑنے سے خلع ختم نہیں ہوگا

(سوال ۸۶۱) زوجین کی باہم ناچاقی پر دونوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب ہم میں کوئی صورت گذارہ کی اور اتفاق باہمی کی نہیں ہے، شوہر نے کہا کہ طلاق نامہ لکھتا ہوں اور عورت نے کہا کہ میں مہر کی معافی کا کاغذ لکھتی ہوں، چنانچہ دونوں نے ان کاغذات کو لکھا، ان کے لکھنے کے بعد شوہر کا بڑا بھائی آگیا، اس سے دونوں نے واقعہ بیان کیا کہ ہم دونوں میں اتفاق اور گذران کی کوئی صورت نہ تھی، اس لئے ہم نے باہم خلاصی کرلی ہے، شوہر کے بڑے بھائی نے ان دونوں کو بُرا بھلا کہا، اور دونوں سے کاغذ چاک کرادیا تو آیا اس صورت میں خلع ہوایا نہیں اور طلاق ہوئی یا نہیں

(الجواب) زوجین میں باہم خلع ہو گیا اور خلع طلاق بائن ہوتا ہے۔ اور جب کہ تحریر خلع کی طرفین سے ہو گئی شوہر نے طلاق کا کاغذ لکھ لیا اور عورت نے مہر کی معافی کا کاغذ لکھ لیا اور سامنے برادر کلاں شوہر کے یہ تقریر کی کہ ہم میاں بیوی میں گذارہ کی کوئی صورت نہ تھی لہذا ہم نے خلاصی کرلی تو خلع پورا ہو گیا اور طلاق بائنہ عورت پر واقع ہو گئی اور مہر ساقط ہو گیا۔(۲) پھر برادر کلاں شوہر کے برا بھلا کہنے سے اگر وہ دونوں کاغذ چاک کردیئے گئے تو اس کا کچھ اثر خلع کے جائز ہونے پر نہیں پڑتا اور خلع باطل نہیں ہوتا، الحاصل عورت مذکور اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہو گئی اور مطلقہ ہو گئی ہے عدت گذرنے پر وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ **هكذا في كتب الفقه.**

خلع شوہر کی بغیر مرضی نہیں ہو سکتا ہے

(سوال ۸۶۲) زید کی زوجہ منکوحہ اگر زید سے بوجہ تکلیف نان نفقہ یا زدوکوب بلا ضرورت یا طبعاً ناراض اور متنفر ہو، اور کسی طرح زید کے نکاح میں رہنا پسند نہ کرکے اپنے مہر معاف کرکے طلاق چاہتی ہو اور شوہر اس کا جود کسی طرح ضد اطلاق نہ دیتا ہو، اور ایذاء رسانی عمل میں لاتا ہو، ایسی صورت میں شرعاً زن منکوحہ کو قید نکاح سے آزادی دلوائی جا سکتی ہے یا نہیں، اور عورت کی اولاد جو صلب زید سے بعمر ڈیڑھ سالہ ہو وہ زید کو دلوائی جا سکتی ہے یا عورت کو۔

(الجواب) یہ صورت خلع کی ہے کہ عورت اپنا مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دے دے، ایسی حالت میں کہ باہم زوجین کے تنفر ہے یہ ضروری ہے کہ خلع ہو جاوے، مگر خلع ہو یا طلاق بدون شوہر کی رضامندی کے کچھ نہیں ہو سکتا اور شرعاً ایسی کوئی صورت نہیں ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے یا بدون خلع کرنے کے عورت اس

(۱) ولا باس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق بما يصلح للمهر الخ وكره تحريما اخذشئي الخ ان نشزوان نشزت لا (در مختار) قوله للشقاق اى لو جود الشقاق وهو الاختلاف والتخاصم وفي القهستانى عن شرح الطحاوى السنة اذا وقع بين الزوجين اختلاف ان يجتمع اهلهما ليصلحوا بينهما فان لم يصلحا جاز الطلاق والخلع اه (رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۶۷ ط.س ج۳ص ۴۴۱) ظفير (۲) كتب الطلاق ان مستبينا على نحو لوح وقع ان نوى وقيل مطلقا (در مختار، المراد به في الموضعين نوى او لم ينو الخ ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأ تى كان اقرار ابالطلاق وان لم يكتب (رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۹ ط.س ج۳ص ۲۴۶) وحكمه ان الواقع به الخ وبا لطلاق الصريح على مال طلاق بائن (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۰ ط.س ج۳ص ۴۴۶) ظفير.

کے نکاح سے خارج ہو جاوے، پس جس طرح ہو شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ خلع کرلے یا طلاق دے دے، اگر ویسے نہ مانے تو بذریعہ حاکم کے ایسا کرایا جاوے یعنی حاکم شوہر کو مجبور کرے کہ یا وہ نان و نفقہ دیوے اور زوجہ کی خبر گیری کرے ورنہ خلع کرلے یا طلاق دے دے هکذا فی کتب الفقه۔(۱)

شوہر کے قبول کرنے کے بعد خلع ہوتا ہے

(سوال ۸۶۳) زوجہ اپنے شوہر سے بسبب تشدد زوج تقریباً گیارہ سال سے علیحدہ ہے، شوہر کو اس کے نان نفقہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے زوجہ اپنے ماں باپ کے گھر رہتی ہے، اس نے اپنے شوہر کو بلا کر بمواجہ دو شاہدوں کے یہ الفاظ کہے کہ میں بالعوض مبلغ آٹھ سو روپیہ اپنے دین مہر کے جو تمہارے ذمہ واجب الاداء ہیں تم سے خلع کرتی ہوں، تاریخ امروزہ سے مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں، ایام عدت گذارنے کے بعد مجھے اختیار ہوگا کہ اپنا نکاح دوسرے کے ساتھ کرلوں۔

شوہر نے یہ الفاظ پورے طور پر سنے اور بغور اس کی طرف دیکھ کر مکرر اس سے پوچھا کہ اب تم کو کوئی دعویٰ تو مجھ سے نہ ہوگا، عورت نے جواب دیا کہ اب نہ مجھ کو تم سے کوئی واسطہ ہے اور نہ کوئی دعویٰ ہوگا، یہ سن کر شوہر اپنے مکان جو تقریباً بارہ کوس ہے چلا گیا۔ آیا یہ خلع ہو گیا یا نہیں اور بعد ایام عدت عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) شوہر کا قبول کرنا اس خلع کو سوال میں مذکور نہیں ہے اور محض یہ کہنا شوہر کا کہ اب تم کو کوئی دعویٰ تو مجھ سے نہ ہوگا تمہید تھی قبول کرنے کی، اگر اس کے بعد شوہر اسی مجلس میں یہ کہہ دیتا کہ میں نے قبول کیا یا مجھے منظور ہے تو خلع پورا ہو جاتا، پس محض اس قدر بیان سے جو سوال میں مذکور ہے خلع نہیں ہوا، اور عورت کو نکاح ثانی کرنا درست نہیں ہے کما فی رد المحتار قوله فصح رجوعها قبل قبوله ای اذا كان الا بتداء منها بان قالت اختلعت نفسی منك بكذا فلها ان ترجع عنه قبل قبول الزوج ويبطل بقيا مها عن المجلس وبقيامه ايضاًولا يتوقف على ماوراء المجلس بان كان الزوج غائباً حتى لوبلغه وقبل لم يصح الخ۔(۲)

بغیر طلاق یا خلع دوسرا نکاح جائز نہیں

(سوال ۸۶۴) زید اپنی زوجہ ہندہ کو بارہ سال سے روٹی کپڑا نہیں دیتا، نہ خلع پر رضامندی ظاہر کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے ہندہ نے مال نفقہ کا دعویٰ عدالت میں کیا وہ خارج ہو گیا، ہندہ چاہتی ہے کہ خلع ہو جاوے ورنہ طلاق مل جائے تاکہ دوسرا نکاح کر سکے۔

(الجواب) زید سے یا طلاق لی جائے یا خلع کیا جائے، بدون اس کے ہندہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، اور دوسرا نکاح ہندہ کا صحیح نہ ہوگا۔(۳)

---

(۱) ويجب اى الطلاق لوفات الا مساك بالمعروف (الد ر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ ط.س. ج۳ ص۲۲۹) ظفیر (۲) رد المحتار باب الخلع ج۲ ص ۷۶۹ ط.س. ج۳ص۴۴۲. ۱۲ ظفیر.
(۳) واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته (الى قوله) لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (ايضاً باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ ط.س. ج۳ص۵۱۶) ظفیر

خلع بغیر شوہر کی رضامندی نہیں ہو سکتا ہے

(سوال ۸۶۵) خالد ہندہ کا شوہر ہندہ کے زوج کے قابل نہ رہنے کی وجہ سے ہندہ کے ساتھ بے رحمی سے پیش آتا ہے، اور شرم دنیا کی وجہ سے طلاق بھی نہیں دیتا، ایسی حالت میں کیا ہندہ دعویٰ خلع کر کے دوسری شخص سے نکاح کر سکتی ہے؟ اور مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

(الجواب) طلاق اور خلع بدون رضائے شوہر ہو نہیں سکتا،(۱) پس اگر شوہر طلاق دے دیوے یا خلع کرے، ہر دو صورت میں بعد انقضائے عدت ہندہ دوسرا عقد کر سکتی ہے، اور اگر شوہر وطی کر چکا ہے تو مہر پورا لازم ہوگا۔(۲) لیکن خلع میں مہر ساقط ہو جاتا ہے۔(۳)

نابالغہ خلع بذریعہ ولی کرا سکتی ہے

(سوال ۸۶۶) ہندہ نابالغہ بولایت اپنے پدر عمر کے اپنے شوہر سے جو بالغ ہے بمعافی مہر خلع کرانا چاہتی ہے یہ صورت خلع جائز ہے یا نہیں اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہوگا یا نہ۔

(الجواب) خلع مذکور شرعاً جائز ہے اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہو جاوے گا **ویسقط الخلع والمباراة الخ کل حق لکل منهما علی الآخر مما یتعلق بذلك النکاح الخ در مختار ملخصاً**(۴)

نابالغ شوہر سے خلع کی کوئی صورت نہیں

(سوال ۸۶۷) ہندہ نابالغہ کا عقد بکر نابالغ کے ساتھ ہوا، ہندہ بالغہ ہو گئی بکر ہنوز نابالغ ہے لہٰذا ہندہ اس سے خلع کر سکتی ہے یا نہیں اور بکر طلاق دے سکتا ہے یا نہ؟ اگر نہیں تو اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے یا خلع کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نابالغ کی طلاق اور خلع دونوں باطل ہیں نہ وہ طلاق دے سکتا ہے نہ خلع کر سکتا ہے اور نہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے سکتا ہے نہ خلع کر سکتا ہے، پس بعد بلوغ بکر اگر وہ چاہے خلع کرے یا طلاق دے دے قبل بلوغ بکر کچھ نہیں ہو سکتا(۵)

---

(۱) الحدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ بالساق (درمختار) کنایة عن ملك المتعة (رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵)ظفیر۔

(۲)ویتا کدالمهر عندو طئ او خلوة صحت من الزوج (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ ط.س. ج۳ص۱۱۸)ظفیر۔

(۳)ویسقط الخلع الخ کل حق لکل منهما علی الآخر مما یتعلق بذلك النکاح (در مختار) قوله کل حق شمل المهر والنفقة المفروضة الخ (رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۷ ط.س. ج۳ص ۴۴۲) ظفیر۔

(۴)الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۷. خلع الا ب صغیرته بما لها او مهر ها طلقت فی الا صح کما لو قبلت هی وهی ممیزة ولم یلزم المال لانه تبرع (در مختار) قوله لم یلزم المال ای لا علیها (لا علی الاب علی قول ابن سلمه وعنه یلزمه وان لم یضمن جامع الفصو لین اما اذاضمنه فلا کلام فی لزومه علیه (ایضاً باب الخلع ج ۲ ص ۷۸۲ ط.س. ج۳ص۴۵۷) ظفیر۔

(۵)لا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده الخ والصبی ولو مراهقا اواجازه بعد البلوغ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۶. ط.س. ج۳ص ۲۴۲) وشرطه ای الخلع کالطلاق (در مختار وهو اهلیة الزوج (ایضاً باب الخلع ج ۲ ص ۷۶۸. ط.س. ج۳ص ۴۴۱)ظفیر۔

ولی کی اجازت کے بغیر خلع

(سوال ۸٦۸)فی رد المحتار باب الخلع قوله و کذا الکبیرة الخ ای اذا خلعها ابو ها بلا اذنها فانه لا یلزمها المال بالا ولی لا نه کالا جنبی فی حقها وفی الفصولین اذا ضمنه الا ب اوالا جنبی وقع الخلع ثم اجازت نفذ علیها وبری الزوج من المهرو الا ترجع به علی الزوج والزوج علی المخالع . وان لم یضمن توقف الخلع علی اجازتها فان اجازت جاز وبری الزوج عن المهر والا لم یجز . قال فی الذخیرة ولا تطلق وقال غیره ینبغی ان تطلق لا نه معلق بالقبول وقدو جد الخ ای یقول المخالع . وفی البزازیة وان لم یضمن توقف علی قبولها فی حق المال قال هذا دلیل علی ان الطلاق واقع وقیل لا یقع الا باجاز تها الخ(۱) انتهی یعنی اگر بلا اذن واجازت اب الکبیرہ بعوض صداق کبیرہ بازوج خلع کند طلاق واقع شود یانہ۔ درذخیرہ ودیگر کتب فقہ عدم وقوع راگر فتہ ودربزازیہ وقوع طلاق رااکنوں فتوی بر کدام قول دادہ شود ،ای طلاق واقع شود یانہ۔

(الجواب)وقوع طلاق دریں صورت راجح است کما قال فی موضع آخر وحاصله انه فی الصغیرة لا یلزم المال مع وقوع الطلاق(۲) شامی قوله طلقت فی الا صح وقیل لا تطلق لا نه معلق بلزوم المال وقد عدم و وجه الا صح انه معلق بقبول الاب وقد وجد بزازیه(۳) . رد المحتار ج ۲ ص ٥٦۸ .

باپ نے خلع کرایا شوہر نے طلاق دی مگر عورت نے قبول نہیں کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۸٦۹)اگر اب الزوجہ داماد خودرا بگوید کہ من تراز یورا ئیکہ توداده بودی بتو واپس دہم بلکہ صدو پنجاہ روپیہ دیگر بتو دہم تودختر مرا طلاق دہ، پس اب الزوجہ زیورات مذکورہ وصدو پنجاہ روپیہ حوالہ داماد کرد۔ داماد گفت کہ من فلانہ بنت فلاں راسہ طلاق دادم دریں صورت طلاق بلاقبول زن واقع خواہد شدیانہ۔

(الجواب)دریں صورت طلاق واقع شود،واین طلاق بالمال است وبائنہ است وقبول زن شرط وقوع طلاق نیست کما مر فی المسئلة الا ولی فان خالعها الاب علی مال ضامناله ای ملتزماً لا کفیلا لعدم وجوب المال علیها صح و المال علیه کالخلع من الا جنبی فالاب اولی (در مختار) قوله کالخلع من الا جنبی ای الفضولی وحاصل الا مرفیه انه اذا خاطب الزوج فان اضاف البدل الی نفسه علی وجه یفید ضمانه له او ملکه ایاه کان خلعها بالف علی او علی انی ضامن او علی الفی هذه او علی عبدی هذا ففعل صح والبدل علیه الخ شامی۔(۴)

(۱)دیکھئے رد المحتار باب الخلع مطلب فی خلع الصغیرة ج ۲ ص ۷۸۲ ط.س. ج۳ص ٤٥۷ . ظفیر.
(۲)رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۸۳ . ط.س. ج ۳ ص ٤٥۷ . ظفیر.
(۳)رد المحتار باب الخلع مطلب فی خلع الصغیرة ج ۲ ص ۷۸۲ .ط.س. ج۳ص ٤٥۷ . ظفیر.
(٤)ایضاً مطلب فی خلع الفضولی ج ۲ ص ۷۸۲ ط.س. ج۳ص٤٥۸ . ظفیر.

مہر کے عوض خلع ہوا ہے کیا شوہر کا دیا ہوا مہر واپس لے سکتا ہے؟

(سوال ۸۷۰) اگر زوجہ قبول خلع در بدل مہر کند دراں بقیہ مہر او دین شود یانہ۔ و شوہر مالیکہ پیش از خلع بہ زوجہ در بعض مہر دادہ باشد رجوع خواہد کرد یانہ از عبارت ذیل چہ مراد است قال الشامی ناقلا عن البحر قال وقد ظهر لی ان محل البرأة ما اذا خالعها بعد دفع المعجل فانها براء عن المعجل ويبرء هو عن المئوجل ولذا قال فی المحيط الصحيح انه يسقط المهر وما قبضت المرء ة فهو لها وما بقی فی ذمته يسقط۔(۱) الخ قال فی الفتاوی الخيرية لا يرجع به ای بالمقبوض علی الصحيح۔

(الجواب) آنچہ شامی از بحر نقل کردہ ہمیں صحیح است کہ آنچہ از مہر قبل خلع بزوجہ دادہ شد اگر بعض مہر ست رد آں نہ کردہ شود و آنچہ بذمہ شوہر باقی ماندہ است ساقط شود۔ پس معلوم شد کہ بعد از خلع چیزے بذمہ شوہر باقی نہ ماندہ است، اگر خواہد داد ہبہ شمردہ شود، اگر موانع از رجوع یافتہ نہ شود رجوع می تواں کرد۔(۲)

خلع میں جو طلاق دی اس سے کون سی طلاق ہوئی

(سوال ۸۷۱) عطاء محمد نے اپنی زوجہ مسماۃ جمی سے بعوض مبلغ پچاس روپیہ زر مہر کے خلع کر لیا اور مسماۃ کو طلاق دے دی، اس صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق بائنہ مسماۃ جمی زوجہ عطا محمد پر واقع ہوگئی ہے۔(۳)

چھوڑتا ہوں جہاں دل چاہے چلی جائے کہنے سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

(سوال ۸۷۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مال لے کر فار خطی لکھ دی، جس میں یہ الفاظ درج ہیں میں مسماۃ فلاں کو چھوڑتا ہوں جس جگہ اس کا دل چاہے چلی جاوے طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اگر بہ نیت طلاق شوہر نے یہ الفاظ لکھے تھے تو طلاق بائنہ واقع ہوگئی، اور چونکہ شوہر نے اس فار خطی پر مال لیا ہے اس لئے وقوع طلاق اغلب ہے، پس اگر شوہر اس کو رکھے تو دوبارہ نکاح کرے۔(۴)

بیوی علیحدگی چاہے تو کیا کیا جائے

(سوال ۸۷۳) ایک شخص اپنی بیوی پر ظلم و تعدی کرتا ہے، زوجہ نے چودھری کے پاس آکر فریاد کی، کہ ہمارے درمیان انفصال و قطع تعلق کرادیں، اس صورت میں کیا حکم ہے، اس قسم کا کوئی فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہوا ہے یا نہیں۔

---

(۱) رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۸۴ ط.س. ج۳ص ۴۵۹ ظفیر. (۲) قال الزوج خالعتك فقبلت المراة و لم يذكر اما الاطلقت لوجود الايجاب والقبول وبرئ عن المهر المئوجل لوكان عليه والا لم يكن شيئاً ردت عليه ما ساق اليها من المهر المعجل لما مرانه معاوضة (در مختار) قال فی البحر و ظاهر اول العبارة ان المهر اذا كان مقبوضاً فلا رجوع له وصريح آخرها الرجوع وبه صرح فی الخانية فحينئذ لم يبرأ كل منهما عن صاحبه وقد ظهر لی ان محل البراء ة ما اذا خالعها بعد دفع المعجل فانها تبرأ عن المعجل ويبرأ هو عن المئوجل ولذا قال فی المحيط الصحيح انه يسقط المهر ما قبضت المرأة فهو لها وما بقی فی ذمته يسقط ا ه (ردالمحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۸۴. ط.س. ج۳ص ۴۵۹) ظفير. (۳) وقع طلاق بائن فی الخلع رجعی فی غيره (درمختار) قوله بائن فی الخلع لا نه من الكنايات الدالة علی قطع الوصلة فكان الوقع به بائنا (رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۲. ط.س. ج۳ص ۴۴۲) ظفير

(۴) فاذا فعل ذلك وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال لقوله عليه السلام الخلع تطليقة بائنة ولا نه يحتمل الطلاق حتی صار من الكنايات والواقع بالكنايات بائن (هدايه باب الخلع ج ۲ ص) ظفير.

(الجواب) اس صورت میں برضامندی زوجین خلع ہو سکتا ہے۔ اور خلع آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی ہوا ہے خلع کے سواء اور کوئی صورت عمدگی فیصلہ کی نہیں ہے۔(۱)

جس سے روپیہ لے کر شوہر سے خلع حاصل کیا اس سے نکاح جائز ہے

(سوال ۸۷٤) ہندہ کو زید نے اس لئے روپیہ دیا کہ وہ اپنے شوہر سے خلع کر لے، اس بنا پر ہندہ نے زید سے روپیہ لے کر خلع کر لیا اور عدت گذار کر زید ہی سے نکاح کر لیا، نکاح ہو لیا نہیں۔

(الجواب) نکاح ہو گیا شرائط صحت نکاح پائی گئی، فان خالعها الاب علی مال ضامناله ای ملتزمالا فیلا لعدم وجوب المال علیها صح والمال علیه کالخلع مع الا جنبی فلا ب اولی الخ (در مختار) قوله کا لخلع مع الا جنبی ای الفضولی وحاصل الا مر فیه انه اذا خاطب الزوج فان اضاف البدل الی نفسه علی وجه یفید ضمانه له او ملکه ایاه کان خلعها بالف علی الخ ففعل صح۔(۲)

پس جب کہ اجنبی شخص اپنے پاس سے مال دے کر شوہر سے خلع کرا سکتا ہے بلاامر و قبول زوجہ تو جبکہ زوجہ خود ایسا کرے کہ دوسرے شخص سے مال لے کر اپنے شوہر سے خلع کرے بدرجہ اولیٰ درست ہے، اور جبکہ خلع درست ہوا، اور خلع طلاق ہے پس بعد انقضائے عدت نکاح صحیح ہوا۔

شوہر کو بعوض خلع کتنی رقم لینی جائز ہے

(سوال ۸۷۵) زوجہ زید خواہاں خلع سے خاوند کو کس قدر رقم لینا جائز ہے؟

(الجواب) فقہاء نے اس بارے میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر قصور شوہر کا ہے اور نافرمانی اس کی طرف سے ہے تو خلع میں اس کو عورت سے کچھ مال لینا حرام ہے، اور اگر نافرمانی زوجہ کی طرف سے ہے تو درست ہے، پھر یہ اختلاف ہے کہ دیئے ہوئے سے زیادہ لینا درست ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے و کرہ تحریماً اخذ شئی ان نشزوان نشزت لا ولو منه نشوز ایضاً ولو باکثر مما اعطاها علی الا وجه فتح. وصحح الشمنی کراهة الزیادة تعبیر الملتقی لاباس به یفید انها تنزیهیة وبه یحصل التوفیق۔(۳)

شوہر کی منظوری کے بغیر قاضی خلع نہیں کر سکتا ہے

(سوال ۸۷٦) عمر کو کسی جرم میں ۱۳ ماہ کی قید ہوئی، قاضی نے اس کی بی بی کو بلوا کر خلع کا حکم کر دیا، بغیر علم و اذن شوہر خلع ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) نہیں ہو سکتا۔(۴)

(۱) عن ابن عباس ان امرأة ثابت بن قیس اتت النبی صلی الله علیه وسلم فقالت یا رسول الله ثابت بن قیس ما اعتب علیه فی حلق ولا دین ولکن اکره الکفر فی الا سلام فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتردین علیه حدیقته قالت نعم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقبل الحدیقة فطلقها تطلیقة رواه البخاری وعن نافع عن مولاة لصفیة بنت ابی عبید انها اختلعت من زوجها بکل شئی لها رواه مالك (مشکوة باب الخلع والطلاق ص ۲۸٤) ظفیر. (۲) دیکھئے رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۸۳. ط.س. ج۳ص٤٥٨) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۱ ط.س. ج۳ص٤٤٥. ظفیر. (٤) هو ازالة ملك النکاح الخ المتوقفة علی قبولها الخ وشرط کالطلاق (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷٦٦. ط.س. ج۳ص٤٤٠،٤٣٩) ظفیر.

طلاق کا کاغذ جب شوہر کی مرضی سے لکھ گیا تو طلاق واقع ہو گی اب اس کی واپسی کا کوئی فائدہ نہیں

(سوال ۸۷۷) ہندہ کے باپ نے ہندہ کی شادی زید سے کر دی، دو تین برس بعد ہندہ و زید میں نااتفاقی ہو گئی، اور ہندہ اپنے باپ کے پاس چلی آئی جس کو عرصہ ۱۴ برس کا ہوا، اس عرصہ میں زید نے ہندہ کے نان و نفقہ کی کچھ خبر نہیں لی، اب عرصہ ۴ ماہ کا ہوا کہ ہندہ نے کوشش کی کہ یا مجھ کو طلاق دے دے یا رکھ لے، زید نے رکھنے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر ہندہ مہر معاف کر دے تو میں طلاق دے دوں، چنانچہ ہندہ نے ۸ / کے کاغذ پر لکھ دیا کہ شوہر میرا اگر طلاق دے دے تو میں مہر معاف کرتی ہوں اور مہر سے دست بردار ہوتی ہوں، اور زید نے بھی طلاق لکھ دی اور ہندہ کا کاغذ لے لیا، اب جو لوگ درمیانی تھے ان میں آپس میں جھگڑا ہو گیا، انہوں نے زید کا کاغذ زید کو واپس کر دیا اور ہندہ کا کاغذ زید سے لے کر ہندہ کو واپس کر دیا، اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی اور وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

(الجواب) اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہو گئی اور مہر معاف ہو گیا، کیونکہ یہ خلع کی صورت ہے کاغذ واپس کر دینے سے طلاق واپس نہیں ہو سکتی، قال علیه الصلوٰة و السلام ثلث جدهن جدوهز لهن جد الحدیث۔(۱)

عورت کی مرضی کے بغیر خلع نہیں ہوتا ہے

(سوال ۸۷۸) زبیدہ کو اس کے شوہر نے گھر سے نکال دیا جس کو چار سال ہوئے، اس درمیان میں زبیدہ کو شوہر کے گھر بھیجنے کی گفتگو ہوتی رہی، مگر زبیدہ کے علاتی بھائی نے زبیدہ کی بلا اجازت اس کے شوہر زید سے تین طلاق دلوا کر مہر سے باز دعویٰ لکھ دیا، آیا طلاق واقع ہو کر مہر ساقط ہو جائے گا یا نہ۔

(الجواب) بدون رضامندی زوجہ کے خلع نہیں ہو سکتا، یعنی نہ مہر ساقط ہوتا ہے نہ طلاق واقع ہوتی ہے، پس مسماۃ کے بھائی نے جو بلا اجازت مسماۃ کی اس کے مہر سے باز دعویٰ دے دیا وہ صحیح نہیں ہوا، شوہر کی طرف سے تین طلاق جو کہ معافی مہر پر موقوف تھی وہ بھی واقع نہیں ہوئی۔(۲)

خلع کی صورت اور اس سے مہر کی معافی

(سوال ۸۷۹) شوہر اگر زوجہ کو طلاق دیدے یا خلع کر کے تو مہر ساقط ہو گا یا دینا پڑے گا، خلع کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) اگر خلع کیا جاوے گا تو مہر ساقط ہو جاوے گا اور اگر خلع نہ کیا ویسے ہی طلاق دے دی تو مہر ساقط نہ ہو گا، اور خلع کی صورت یہ ہے کہ زوجہ مہر معاف کر دے اور شوہر طلاق دے دیوے یا مرد یہ کہے کہ میں تجھے خلع کیا بعوض مہر کے یا صرف یہ کہہ دے کہ میں نے تجھے خلع کیا اور عورت قبول کرے۔(۳) در مختار میں ہے ویسقط

(۱) مشکوٰۃ باب الخلع و الطلاق ص ۲۸۴ . ظفیر.

(۲) الخلع هواز الة ملك النكاح المتوقفة على قبولها (در مختار) قوله على قبولها اى المرأة قال فى البحر ولا بدمن القبول منها حيث كا ن على مال او كان بلفظ خالعتك او اختلعى ا ه (رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۶۶ ط.س. ج۳ص۴۳۹، ۴۴۰) ظفير

(۳) والخلع يكون بلفظ البيع والشراء والطلاق والمباراة كبعت نفسك او طلاقك او طلقتك على كذا او بارأتك اى فارقتك وقبلت المرأة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۰ ط.س. ج۳ص۴۴۳) ظفير.

الخلع والمباراۃ کل حق لکل منھما علی الآخر الخ۔(۱)

صرف ارادہ ظاہر کرنے سے نہ خلع ہوتا ہے اور نہ طلاق واقع ہوتی ہے

(سوال ۸۸۰)ایک شخص بالا نے کسی بات پر اپنی زوجہ کو مارا، زوجہ خوف کی وجہ سے روپوش ہوگئی تو شوہر نے لوگوں کو جمع کر کے نمبردار کے ساتھ خلع بعوض مبلغ دوسو روپیہ کے ٹھہرایا اور ایک روپیہ کا اسٹامپ خرید اگر اگلے روز بوجہ زیادہ لالچ کے کاغذ تحریر نہیں کرایا تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہ۔ اور بالا نے اپنی زوجہ کو زنا کی تہمت بھی لگائی تو کیا حکم ہے۔

(الجواب)اس صورت میں مسمی بالا کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ خلع کا ارادہ رہا اس کی تکمیل نہیں ہوئی اور پہلے جو کہا تھا وہ صریح طلاق کا لفظ نہیں ہے۔(۲)اور نیت کا نہ ہونا ارادہ خلع سے ظاہر ہے اور تہمت لگانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

روپیہ لے کر کہا میرا فلاں سے کوئی تعلق نہیں تو خلع ہوگیا

(سوال ۸۸۱)ایک شخص نے منکوحہ غیر سے نکاح کیا ناکح نے دعویٰ کیا اور پیش حاکم اس طور پر صلح ہوئی کہ مدعی نے دوسو پچاس روپیہ لے کر کہا کہ اب میرا اسماۃ غلام فاطمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ صورت خلع کی ہے طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب)یہ صورت خلع کی ہے طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی۔ قال فی الدر المختار باب الخلع ھو ازالة ملك النكاح بلفظ الخلع او مافی معناه الخ لیدخل لفظ المباراة فانه مسقط وسیجئ الخ ملخلصاً۔(۳)

خلع لکھ دینے سے خلع ہو جاتا ہے

(سوال ۸۸۲)درمیان زن و شوہر ابتداء مخالفت تھی، بغرض تصفیہ چند اشخاص جمع ہوئے اور یہ فیصلہ قرار پایا اس کے شوہر نے کہا کہ جو مکان مسماۃ کے نام ہے اس سے دست برداری دے اس کے عوض مبلغ دوسو روپیہ لے لے اور میری دوسری زوجہ کے نام وہ مکان لکھ دے تو میں اس کو طلاق نامہ باضابطہ لکھ دوں، درمیان زن و شوہر یہ معاملہ طے ہوگیا، ہر دو نے اسٹامپ لکھ دیئے، عورت نے مکان سے دست برداری لکھ دی اور شوہر نے طلاق نامہ لکھ دیا صرف رجسٹری باقی رہ گئی تھی۔ شوہر نے دھوکہ دیا اور رجسٹری نہیں کرائی، اس صورت میں عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب)جب کہ شوہر نے طلاق نامہ لکھ دیا اور عورت نے مکان سے دست برداری لکھ دی، تو یہ خلع شرعاً مکمل ہوگیا اگرچہ بوجہ دھوکہ بازی شوہر کے رجسٹری نہ ہو سکا، رجسٹری ہونا شرعاً ضروری نہیں ہے، پس اس صورت میں وہ عورت مطلقہ ہوگئی، عدت کے بعد اس کو دوسرا نکاح کر لینا شرعاً درست

---

(۱)الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۷۔ ط.س. ج۳ص۴۵۲ ظفیر۔
(۲)الخلع هو ازالة ملك النكاح المتوقفة علی قبولها بلفظ الخلع او ما فی معناه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۶۷. ط.س. ج۳ص۴۳۹، ۴۴۱) ظفیر. (۳)الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ج۲ ص ۷۶۷ ط.س. ج۳ص۴۳۹، ۴۴۱ ظفیر

ہے(۱)

روپے لے کر طلاق دی تو بائن طلاق ہوئی

(سوال ۸۸۳) ایک شادی شدہ عورت کو ایک شخص بھگا کر لے گیا، شوہر نے اس پر دعویٰ کیا، لوگوں نے شوہر کو اس لے جانے والے سے چار سو روپیہ دلا کر راضی نامہ کرا دیا، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس شخص نے جس کی وہ زوجہ تھی اگر چار سو روپیہ لے کر طلاق دے دی تو یہ طلاق علی المال ہے یہ شرعاً جائز ہے گویا شوہر نے روپیہ لے کر طلاق دی جیسا کہ خلع میں ہوتا ہے، پس وہ شخص جس نے روپیہ شوہر اول کو دے کر طلاق دلوائی اس کو چاہئے کہ عدت کے بعد نکاح کرے۔(۲)

بلا رضامندی شوہر جبراً خلع جائز نہیں

(سوال ۸۸٤) جب کہ خاوند زوجہ کی خبر گیری حسب حیثیت کرتا ہو اور خلع کرنے پر راضی نہ ہو تو عورت بذریعہ عدالت جبراً خلع کرا سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) خلع میں زوجین کی رضا و اجازت کی ضرورت ہے بلا رضا شوہر خلع نہیں ہو سکتا، اور عورت کو یہ جائز نہیں ہے کہ شوہر کے نان و نفقہ دینے کی صورت میں وہ جبراً خلع کراوے۔(۳)

فیصلہ سے پہلے صلح بہتر ہے

(سوال ۸۸۵) دعویٰ خلع ہونے پر قبل از فیصلہ زوجین میں مصالحت کرانا کیسا ہے

(الجواب) یہ اچھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والصلح خیر (۴) یعنی صلح کر لینا بہتر ہے۔

حیلہ کر کے بیوی کو لے جانا کیسا ہے

(سوال ۸۸٦) اگر خاوند زوجہ کو یہ کہہ کر لے جاوے کہ میری ماں فوت ہو گئی، اور در اصل ماں فوت نہیں ہوئی جائز ہے یا نہیں اور خلع کرانے کو یہ عذر زوجہ کا کافی ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) شوہر کو اپنی زوجہ کو لے جانے کا حق ہے لیکن جھوٹ بول کر لے جانے کی ضرورت نہیں ہے، اس جھوٹ کا گناہ شوہر پر ہوگا اس سے توبہ و استغفار کرے، اور یہ عذر زوجہ کے لئے خلع کرانے کا نہیں ہو سکتا۔

شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کی ڈگری سے خلع نہیں ہوتا

(سوال ۸۸۷) جب کہ زوجہ کی جانب سے درخواست طلاق گذرنے پر شوہر نان و نفقہ دینا اور حقوق زوجیت ادا کرنا

---

(۱) الخلع هو ازالة ملك النكاح المتوقفة على قبولها بلفظ الخلع اوما فى معناه الخ وقوله لها انت طالق بالف او على الف وقبلت فى مجلسها لزم ان لم تكن مكرهة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷٦۷ و ج ۲ ص ۷۷۵ ط.س. ج۳ ص ٤۳۹، ٤٤۱) وقع طلاق بائن فى الخلع (ايضاً ج ۲ ص ۷۷۲ ط.س. ج۳ ص ٤٤٤) ظفير.
(۲) وحكمه ان الواقع به ولو بلا مال و بالطلاق على مال طلاق بائن (ايضاً ج ۲ ص ۷۷۰ ط.س. ج۳ ص ٤٤٤) ظفير.
(۳) واذا تشاق الزوجان الخ فلا باس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعل ذلك وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال (هدايه باب الخلع ج ۲ ص ۳۸۰) خلع اور طلاق کا حق صرف شوہر کو دیا گیا ہے۔ ظفير (٤) سورة النساء ۱۹ ظفير

...دل کرتا ہے تو ایسی صورت میں بھی زوجہ خلع کرانے کی مستحق ہو سکتی ہے اور عدالت ڈگری خلع کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں عورت خلع نہیں کرا سکتی اور عدالت سے ڈگری خلع کی بدون رضامندی شوہر کے نہیں ہو سکتی اگر ہو گی تو وہ شرعاً صحیح نہ ہو گی۔(۱)

خلع پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے

(سوال ۸۸۸) ہندہ اپنے شوہر کے گھر جانا پسند نہیں کرتی، یعنی اس سے راضی نہیں تو زید کو خلع و طلاق پر مجبور کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) مجبور نہیں کیا جا سکتا اگر وہ چاہے طلاق و خلع کر سکتا ہے کیونکہ طلاق کا اختیار شریعت میں شوہر کو دیا گیا ہے قال علیه الصلوة والسلام الطلاق لمن اخذ الساق۔(۲)

دوران مقدمہ میں خلع ہو سکتا ہے

(سوال ۸۸۹) ایک عورت اپنے شوہر کے مظالم کرنے اور نان و نفقہ نہ دینے سے تنگ آکر با جازت شوہر خود اپنے باپ کے یہاں چلی گئی، زوج نے بمقابلہ زوجہ عدالت دیوانی میں طلبی زوجہ کی نالش کی، زوجہ نے یہ جوابدہی کی کہ شوہر ظالم ہے، نان و نفقہ نہیں دیتا اس لئے خلع کرا دیا جاوے، مدعی نے یہ عذر کیا کہ طلبی زوجہ کی نالش میں خلع نہیں ہو سکتا، یا زوجہ کو خلع کی علیحدہ نالش کرنی چاہئے۔

(الجواب) خلع شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ عورت اپنا حق مہر وغیرہ معاف کر دے اور شوہر طلاق دے دے یا یہ کہہ دے کہ میں نے بعوض مہر کے خلع کیا سو یہ ہر وقت اور ہر حالت میں صحیح ہے، دوران مقدمہ طلبی زوجہ میں بھی ہو سکتا ہے یہ قول شوہر کا غلط ہے کہ طلبی زوجہ کی نالش میں خلع نہ ہو سکے اور خلع سے طلاق بائنہ عورت پر واقع ہو جاتی ہے کذا فی الدر المختار۔(۳)

تین دفعہ فارغطی سے بھی ایک ہی طلاق بائن واقع ہو گی

(سوال ۸۹۰) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو بعوض معافی مہر فارغطی دی اور تین دفعہ کہا کہ میں نے فارغطی دی، تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوئی تو کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

(الجواب) زوجہ کی جانب سے معافی مہر کے عوض زوج کا فارغطی دینا بمنزلہ مبارأة و خلع کے ہے مگر اتنا فرق ہے کہ خلع بسبب عرف کے طلاق میں صریح ہو گیا اور فارغطی کا لفظ ایسا نہیں ہے، اس لئے لفظ خلع میں صرف خلع کا لفظ استعمال کرنے سے طلاق بائنہ واقع ہو گی خواہ طلاق کی نیت کرے یا نہ کرے اور خلع کے لفظ کے علاوہ میں اگر نیت طلاق کی کرے گا تو طلاق بائنہ واقع ہو گی ورنہ نہیں ۔ مگر جہاں لفظ فارغطی کا طلاق میں عرف ہو تو یہ بھی

---

(۱) اس لئے کہ یہ حق شوہر کا ہے دوسرا اسے استعمال نہیں کر سکتا ہے۔ ظفیر۔
(۲) دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ ط.س ج۳ص ۴۴۲ . ظفیر.
(۳) الخلع ازالة ملك النكاح المتوقفة على قبولها بلفظ الخلع او ما في معناه فانه مسقط ولا باس به عند الحاجة بما يصلح للمهر الخ (ایضاً باب الخلع ج ۲ ص ۷۶۶ و ج ۲ ص ۷۶۷ ط.س ج۳ص ۴۳۹، ۴۴۱) ظفیر.

بمنزلہ خلع کے صریح ہو جائے گا۔

بہر حال بصورت عدم عرف لفظ فارغخطی اگر بہ نیت طلاق کہا ہے تو اس صورت میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور فارغخطی تین دفعہ کہنے سے تین طلاقیں واقع نہیں ہوئیں، کیونکہ ایک ہی دفعہ کہنے سے وہ بائنہ ہوگئی اور طلاق بائنہ کے بعد دوسری طلاق بائنہ واقع نہیں ہوتی قال فی الدر المختار (باب الخلع) الا ان المشائخ قالو الا تشترط النیة ھھنا الخ در مختار (۱) قال الشامی قوله ھھنا ای فی لفظ الخلع وفی البحر عن البزازیة فلو کانت المبارأة ایضاً کذلك ای غلب استعما لھا فی الطلاق لم تحتج الی النیة وان کانت من الکنایات والا تبقی النیة مشروطة فیھا وفی سائر الکنایات علی الا صل ۔ (۲)

خلع کے بعد بھی عدت ضروری ہے

(سوال ۸۹۱) اگر خلع والی عورت بلا عدت دوسرے مرد سے نکاح کر لے تو یہ نکاح عند الشرع جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اثنائے عدت میں نکاح نہیں ہوتا، عدت طلاق کے اندر نکاح باطل ہے اور اس کا قول کہ اس میں عدۃ نہیں ہے غلط ہے۔ (۳)

خلع اور عدت سے متعلق احادیث

(سوال ۸۹۲) نسائی وغیرہ میں جو باب الخلع وعدۃ المختلعہ میں حدیث واحدہ وارد ہے یا مثل ترمذی شریف وابو داؤد شریف کے بحیضۃ وارد ہے، ان احادیث میں بظاہر امام صاحب کا مسئلہ خلاف معلوم ہوتا ہے لہٰذا وہ حدیث جو صراحۃ حیض ثلثہ کی وارد ہے مع تطبیق رواۃ تحریر فرمائی جائے، ایک غیر مقلد سے فدوی کی اس بارے میں گفتگو ہوئی تھی، اس وجہ سے دریافت کرتا ہے۔

(الجواب) ثابت بن قیس کی زوجہ نے جو اپنے شوہر سے خلع کرنا چاہا، اور اس ارادہ سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ نے ثابت بن قیس کو فرمایا اقبل الحدیقة وطلقھا تطلیقة رو البخاری۔ (۴) اس پر علامہ قاری تحریر فرماتے ہیں وفیه دلیل علی ان الخلع طلاق لا فسخ الخ (۵) پس جب کہ اس حدیث بخاری سے خلع کا طلاق ہونا ثابت ہوا تو عدۃ کا فیصلہ نص قطعی سے خود ہو چکا ہے قال اللہ تعالیٰ و المطلقات یتربصن بانفسھن ثلثة قروء الایه (۶)

مہر معاف کر کے خلع کرانا درست ہے

(سوال ۸۹۳) زید اپنی زوجہ ہندہ کو خرچ خوراک نہیں دیتا اور طلاق بھی نہیں دیتا، لہٰذا اگر زید کو رقم کثیر کا لالچ دے کر خلع کر لیا جاوے اور اس کی اس رقم کو دین مہر میں مجرا کر لیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۱ ط.س.ج۳ص۴۴۵ . ظفیر. (۲) رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۱ .ط.س.ج۳ص۴۴۵ . ظفیر.

(۳) العدة ھی تربص یلزم المرأة عندزوال النکاح ورکنھا حرمات ثابتة بھا کحرمة تزوج و خروج وھی فی حق حرة تحیض لطلاق ولو رجعیا او فسخ بجمیع اسبابه بعد الدخول حقیقة او حکما ثلاث حیض کوامل (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۳ .ط.س.ج۳ص۵۰۳) ظفیر. (۴) مشکوة باب الخلع والطلاق ص ۲۸۲ . ظفیر.

(۵) عمدة القاری شرح البخاری ص . ظفیر. (۶) سورة البقره . ۲۸ . ظفیر.

(الجواب) خلع کے متعلق جو صورت سوال میں مذکور ہے جائز ہے، ایک رقم معین پر خلع کر لینے کے بعد دین مہر میں اس کا مجراء ہو سکتا ہے، پھر دوسری صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت قاضی کے یہاں عدم ادائیگی نفقہ کی درخواست کرے، یہ قاضی کسی شافعی المذہب قاضی سے جن کے مذہب میں عدم ادائیگی کی وجہ سے تفریق ہو سکتی ہے تفریق کراوے، یہ قضاء حنفی کے حق میں نافذ ہے، یہ صورت کسی اسلامی ریاست میں جاکر بسہولت ہو سکتی ہے۔ ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا الخ وجوزہ الشافعی الخ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعاً فقضی بہ نفذ الخ در مختار باب النفقہ۔(۱)

روپیہ لے کر طلاق دی تو طلاق بائنہ سے عورت علیحدہ ہوگئی

(سوال ۸۹٤) زید اپنی زوجہ ہندہ سے کبھی ہم بستر نہیں ہوا، چند معززین مسلمین کے سامنے زید نے کہہ دیا کہ میں اس عورت کو نہیں رکھتا، یہ مجھ پر طلاق ہے اور حرام ہے، عمر نے زید کو کہا کہ ایک سو پچاس روپیہ میں تم کو دیتا ہوں بطور خلع، زید نے کہا میں قبول کرتا ہوں، یہ عورت مجھ پر طلاق ہے اور حرام ہے، اس صورت میں ہندہ مطلقہ ثلثہ ہوئی یا نہیں۔ اور بکر کو خلع دینا لازمی ہے۔

(الجواب) اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی اور بکر کو روپیہ مذکورہ دینا لازمی ہے، در مختار میں ہے فان قالھا الا ب علی مال ضا منا لہ الخ صح والمال علیہ کالخلع من الا جنبی الخ وفی الشامی قولہ کا لخلع من الا جنبی ای الفضو لی وحاصل الا مرفیہ انہ اذا خاطب الزوج فان اضاف البدل الی نفسہ علی وجہ یفیدضما نہ لہ او ملکہ ایاہ کان خلعھا بالف علی او علی انی ضامن او علی الفی ھذہ او عبدی ھذا ففعل صح والبدل (۲)علیہ الخ شامی۔

پنچائت کے ذریعہ خلع درست ہے

(سوال ۸۹۵) خلاصہ سوال یہ ہے کہ امیر حسن اپنی زوجہ کی خبر گیری نہیں کرتا تھا، بالآخر پنچائت نے امیر حسن اور اس کی زوجہ سے اقرار نامہ اس امر کا لکھالیا کہ جو کچھ پنچائت فیصلہ کردے گی وہ فریقین کو منظور ہوگا، اس کے بعد پنچائت نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم مسماۃ مریم کا مہر مبلغ دوسو روپیہ اور بروئے اقرار نامہ دس روپیہ ماہوار کی تمام رقم امیر حسن کو معاف کرتے ہیں اور امیر حسن کی زوجہ مریم کو آزاد کیا گیا، شرعاً مسماۃ مریم آزاد ہوئی یا نہیں اور یہ آزادی بطریق خلع ہوئی یا بطریق طلاق۔

(الجواب) اس صورت میں مسماۃ مریم آزاد ہوگئی اور طلاق بائنہ اس پر واقع ہوگئی اور یہ آزادی بطریق خلع وبطریق طلاق علی المال ہوئی، خلع بھی عند الحنفیہ طلاق ہے جیسا کہ در مختار باب الخلع میں ہے وحکمہ ان الواقع بہ ولو بلا مال وبا لطلاق الصریح علی مال طلاق بائن الخ ۔ (۳)

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ج ۲ ص ۹۰۳ ط.س. ج۳ص ۵۹۰ ظفیر۔
(۲) رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۸۲ ط.س. ج۳ص٤٥٨ ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۰ ط.س. ج۳ص ٤٤٤ ظفیر۔

باب دہم

باب الایلاء

قسم کھانا کہ چار ماہ تک بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا

قسم کھا کر کہا چار ماہ تک تیرے پاس نہیں جاؤں گا کیا حکم ہے

(سوال ۸۹٦) اگر شوہر نے یہ قسم کھائی کہ میں تیرے قریب نہ جاؤں گا چار ماہ تو اس قسم سے کون سی طلاق واقع ہو جاوے گی۔

(الجواب) یہ مسئلہ ایلاء کا ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ میں درج ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر یہ قسم کھالیوے کہ چار ماہ تک تیرے قریب نہ جاؤں گا، عربی کے الفاظ یہ ہیں، واللہ لا اقربك اربعة اشهر فهو مول لقوله تعالی للذين يولون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان فاؤافان الله غفور رحيم وان عز موا الطلاق فان الله سميع عليم۔(۱)

پس اگر شوہر نے یہ قسم کھائی ہے کہ واللہ میں تیرے قریب چار ماہ تک نہ جاؤں گا اور پھر چار ماہ تک نہ گیا تو بے شک اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔(۲) پس یہ خود غور کر لیا جاوے کہ آیا شوہر نے واقعی اس طرح قسم کھا کر زبان سے کہا تھا یا نہیں۔

---

(۱) هدايه باب الا يلاء ج ۲ ص ۳۷٦ . ظفير۔

(۲) فان وطيها في الا ربعة الا شهر حنث في يمينه ولزمته الكفارة ويسقط الا يلاء وان لم يقربها حتى مضت اربعة اشهر بانت منه بتطليقة (هدايه باب الا يلاء ج ۲ ص ۳۷۷ . ظفير۔

باب یازدہم

لعان سے متعلق احکام ومسائل

بغیر شرائط کے پائے گئے لعان نہیں ہوتا ہے

(سوال ۸۹۷) مسماۃ نور زوجہ کمال نجار نے یہ ظاہر کیا کہ مجھ کو میرا شوہر تہمت زنا کی لگاتا ہے کہ تو فلاں شخص کے ساتھ زنا کراتی ہے مجھ کو اس وقت حمل اپنے خاوند کا ہے اور خاوند کہتا ہے کہ یہ حمل میرا نہیں ہے اور ناحق جھوٹی تہمت مجھ کو زنا کی لگاتا ہے، یہاں تک اپنے بھائی مسمی فتاح نجار کے ساتھ تہمت لگاتا ہے، لیکن کمال نجار نے ظاہر کیا کہ میں نے نہ اپنی منکوحہ مسماۃ نوری کو کبھی تہمت زنا لگائی اور نہ میں نے حمل سے انکار کیا، یہ اپنے والد کے کہنے پر چلتی ہے، ہاں جس جس کا شک ہے تو میں منکوحہ خود کو کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ نشست وبرخاست نہ کر مگر وہ نہیں مانتی، یہ شک ہے، اس صورت میں لعان ثابت ہے یا نہ۔

یک مولوی حکم لعان فرمودہ، فتویٰ او صحیح ونافذ شد یا نہ۔

(الجواب) حکم لعان دریں صورت بحالت موجودہ بلا تحقیق شرائط لعان کردن درست نیست وحکم تفریق نافذ نیست، واگر کسے فتویٰ دادہ است آں صحیح نیست، بروعمل نباید کرد کما بین فی کتب الفقہ۔(۱)

بیوی کو شوہر نے تہمت لگائی اب بیوی تفریق چاہتی ہے کیا حکم ہے

(سوال ۸۹۸) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو زنا کی تہمت لگائی، ہندہ تفریق چاہتی ہے، اس صورت میں حاکم مسلمان لعان کرا سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہاں لعان کا حکم نہیں ہے اور نہ تفریق ہو سکتی ہے، جیسا کہ در مختار میں ہے فمن قذف بصریح الزنا فی دار الا سلام الخ۔(۲)

نکاح خواں نے جو لعان کر کے تفریق کی وہ صحیح نہیں ہے

(سوال ۸۹۹) زید نے اپنی زوجہ کو عمرو کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی، اور دونوں نے قسمیں کھا کر لعان کیا اور قاضی نکاح خواں نے دونوں میں تفریق کرا دی، اس صورت میں لعان صحیح ہوا یا نہیں اور تفریق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے فمن قذف بصریح الزنا فی دار الا سلام زوجتہ الخ قال فی الشامی قولہ فی دار الا سلام اخرج دار الحرب لا نقطاع الو لایۃ ۔(۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں لعان صحیح نہیں ہوا، اور تفریق نہیں ہوئی۔

---

(۱) وسببہ قذف الرجل زوجتہ قذ فایو جب الحد فی الا جنبیۃ الخ فمن قذف بصریح الزنا فی دارا لا سلام زوجتہ الحیۃ بنکاح صحیح (در مختار) قولہ فی دار الا سلام اخرج دار الحرب لا نقطاع الولایۃ (رد المحتار باب اللعان ج ۲ ص ۸۰۵ و ج ۲ ص ۸۰۶. ط.س. ج۳ص ۴۸۳) ظفیر

(۲) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب اللعان ج۲ ص ۸۰۶ قولہ فی دار الا سلام اخرج الحرب لانقطاع الو لایۃ (رد المحتار باب اللعان ج۲ ص ۸۰۶. ط.س. ج۳ص ۴۸۴) ظفیر

(۳) رد المحتار باب اللعان ص ۸۰۶. ط.س. ج۳ص ۴۸۴. ۱۲ ظفیر

شوہر کے قسم کھا کر تہمت لگانے اور بیوی کے لعنت کرنے سے طلاق ولعان نہیں ہوا

(سوال ۹۰۰) زید نے اپنی بیوی ہندہ پر تہمت زنا لگائی، چار مرتبہ سے زائد چار یا اس سے زائد اشخاص کے روبرو اس کا اعادہ کیا اور قسم کھا کر کہا اور اس کو ایک سال سے زیادہ گذر گیا اور اس سے قبل بھی ہندہ اور اس کے بچوں کا جو کہ زید کی صلبی اولاد ہے بہت ہی کم عرصہ تک خورونوش کا زید کفیل رہا، حالانکہ شادی کو سولہ سال کا عرصہ گذر گیا، ہندہ اور اس کے بچوں کے کفیل ہندہ کے والدین رہے، ایسی حالت میں طلاق ولعان واقع ہوئی یا نہیں، زید نے ہندہ پر اور ہندہ نے زید پر روبرو چند اشخاص کے لعنت کی۔

(الجواب) اس صورت میں لعان اور طلاق کچھ ثابت نہ ہوگا، کیونکہ لعان کی شرائط اس وقت مفقود ہیں اور جب کہ لعان اس زمانہ میں اس ملک میں ثابت نہیں بوجہ مفقود ہونے اس کی شرائط کے، تو اگر خود زوجین نے لعان کر لیا تو اس سے تفریق نہ ہوگی اور طلاق واقع نہ ہوگی، اور شوہر پر اس تہمت لگانے کا مواخذہ رہے گا اور دنیا میں اس پر کوئی حکم اس وقت مرتب نہ ہوگا، شامی باب اللعان میں ہے **وبشترط ایضاً کون القذف بصریح الزنا کونه فی دار الا سلام الخ وفیه**(۱) **ایضاً قوله فی دارا لا سلام اخرج دارالحرب الخ وفیه ایضا وهوانه لا تقع الفر قة بنفس اللعان قبل تفریق الحاکم الخ**۔(۲) پس ہندہ اس صورت میں بدستور زید کی زوجہ ہے اس سے کہا جاوے کہ یا طلاق دے یا حقوق زوجیت نان نفقہ ادا کرے۔ **قال الله تعالیٰ فامساك بمعروف او تسریح باحسان**۔(۳)

ہندوستان میں لعان اور اس کی وجہ سے تفریق کی کوئی صورت نہیں

(سوال ۹۰۱) زید نے اپنی زوجہ کو زنا کی تہمت لگائی، اگر مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگاوے اور عورت انکار کرے اور مرد گواہ نہ پیش کرے جس کی تحقیق کے لئے ثالثی کی گئی، ثالثی میں تہمت زنا ثابت ہوئے، اس میں لعان کا حکم ہے یا نہیں، اور چونکہ قاضی نہیں ہے تو تفریق کی کیا صورت ہوگی۔

(الجواب) لعان کے لئے چونکہ دارالاسلام کا ہونا بھی شرط ہے **کما صرح به فی کتب الفقه** لہذا اس ملک میں لعان کی کوئی صورت نہیں ہے، اور جب کہ لعان نہیں ہے تو تفریق بھی نہ ہوگی۔(۴)

صرف ایک مرد اور ایک عورت کے دیکھنے سے زنا ثابت نہیں ہوتا اور یہاں لعان نہیں

(سوال ۹۰۲) زید کے دو بیوی ہیں۔ ہندہ و خالدہ، زید اور خالدہ دونوں نے ہندہ کو حالت زنا میں زیروزبر بچشم خود دیکھا تو زنا ثابت ہے یا نہیں اور بعد طلاق کے دین مہر دینا لازم ہوگا یا نہیں اور زید اس کو لعان کرا کر طلاق دیوے یا بلا لعان کے۔

(الجواب) زید اور اس کی زوجہ خالدہ کے بیان سے ہندہ پر زنا کا ثبوت نہ ہوگا اور بوجہ دارالاسلام نہ ہونے کے لعان بھی نہ آوے گا، اور مہر بعد طلاق کے واجب الاداء ہوگا۔

---

(۱) رد المحتار باب اللعان ج ۲ ص ۸۰۶ . ط.س. ج۳ص ۴۸۴ . ظفیر. (۲) ایضاً ج ۲ ص ۸۱۰. ط.س. ج۳ص ۴۸۴ ظفیر. (۳) سورة البقره . ۲۹ . ظفیر.
(۴) قوله فی دار الا سلام اخرج دار الحرب (رد المحتار باب اللعان ج ۲ ص ۸۰۶. ط.س. ج۳ص ۴۸۴) ظفیر.

دو گواہوں کی شہادت سے شوہر کا تہمت لگانا ثابت ہو جاتا ہے

(سوال ۹۰۳) ہندہ نے اپنے شوہر زید پر دعویٰ لعان کیا باوجودیکہ وہ پاک باعصمت ہے، زید نے انکار کیا۔ ہندہ نے دو گواہ پیش کئے جو پابند صوم وصلوٰۃ ہیں، یہ گواہ عادل مانے جائیں گے یا نہیں؟

(الجواب) لعان کے لئے شرط ہے دارالاسلام کا ہونا، شامی میں ہے ویشترط ایضاً کون القذف بصریح الزنا وکونه فی دارالا سلام الخ (۱) الخ لہذا اس ملک میں تو لعان نہیں ہے، البتہ اگر دارالاسلام میں اگر شوہر اپنی زوجہ کو تہمت صریح زنا وغیرہ کی لگادے تو لعان واجب ہوتا ہے۔ فمن قذف بصریح الزنا فی دارالا سلام زوجته الخ لا عن الخ۔ (۲) اور جب کہ دو گواہان عادل سے شوہر کا تہمت لگانا ثابت ہو جاوے تو انکار شوہر کا معتبر نہیں ہوگا، اور اس صورت میں ہر دو گواہان مذکورہ زوجہ کے عادل مانے جائیں گے۔

تہمت لگانے کی سزا

(سوال ۹۰٤) اگر کوئی شخص جھوٹی قسم کھا کر اپنی منکوحہ بیوی پر جو نہایت درجہ نیک اور باعصمت ہے، شرارتاً بے عصمتی کا اتہام لگائے تو اس کا نکاح رہایا فسخ ہو گیا۔

(الجواب) اپنی زوجہ کو زنا کی تہمت لگانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا، لیکن شوہر کو حد قذف یعنی اسی ۸۰ کوڑے لگائے جائیں گے، اگر حکومت اسلام ہو، اور شہادت اس کی مردود ہوگی، در مختار میں ہے ویحد الحر اوالعبد الخ قاذف المسلم الحر البالغ العاقل العفیف من فعل الزنا الخ بصریح الزنا (در مختار) ولا القاذف فی دارالحرب (شامی)۔ (۳)

ہندوستان میں لعان کے ذریعہ فسخ نکاح نہیں ہے۔

(سوال ۹۰۵) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو تہمت لگائی کہ میری بیوی ہندہ کا ناجائز تعلق عمر سے ہے اور عمر کئی مرتبہ ہندہ کے بطن سے حمل ساقط کرا چکا ہے، ہندہ نے اس کو سن کر جج صاحب کے یہاں دعویٰ کیا کہ لعان کرا کے میرا نکاح فسخ کر دیا جائے، زید روپوش ہے تو اس صورت میں لعان ہو لیانہ۔

(الجواب) شرعاً حالت موجودہ میں لعان کا حکم نہیں ہے اور نکاح فسخ نہیں ہوا۔ ہندہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ (۴)

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب اللعان ج ۲ ص ۸۰۵ ط.س. ج۳ص ٤٨٤ . ظفیر.
(۲) ایضاً ج۲ ص ۸۰٦ . ط.س. ج۳ص ٤٨٤ . ظفیر.
(۳) دیکھئے رد المحتار باب حد القذف ج ۳ ص ۲۳۱ . ط.س. ج٤ص ٤٥ . ظفیر.
(٤) فمن قذف بصریح الزنا فی دارالا سلام زوجته بنکاح صحیح العفیفة عن الزنا الخ لا عن (در مختار) قوله فی دار الا سلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایة (رد المحتار باب اللعان ج ۲ ص ۸۰٦. ط.س. ج۳ص ٤٨٤) ظفیر.

باب دوازدہم

ظہار سے متعلق احکام ومسائل

بہ نیت طلاق یہ کہنا کہ تو میری بہن کے مثل ہے اس سے طلاق بائن واقع ہوئی ہے

(سوال ۹۰۶) زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں بہ نیت طلاق کہا کہ تو مثل میری لڑکی اور مثل میری بہن کے ہے، اس صورت میں کون سی طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، اگر بائن واقع ہوئی تو قبل وضع حمل شوہر اول سے نکاح درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر ان الفاظ میں زید کی نیت طلاق کی تھی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، نکاح عدت میں یعنی قبل وضع حمل زید شوہر اول کا اس سے درست ہے (۱) وان نوی بِاَنْتِ علیّ مثل امی او کامی الخ براً او ظہاراً او طلاقاً صحت نیته و وقع مانواہ لا نه کنا یة۔(۲) در مختار۔

ماتحت کہنا چاہتا تھا مگر زبان سے نکلا تو میری ماں ہے کیا حکم ہے

(سوال ۹۰۷) ایک شخص اپنی زوجہ کو یہ کہنا چاہتا کہ تو میری ماتحت ہے، بوجہ غلطی کے اس کی زبان سے نکلا کہ تو میری ماں ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق و ظہار کچھ نہیں ہے نکاح باقی ہے، مگر ایسا کہنا مکروہ ہے آئندہ ایسا لفظ نہ کہا جاوے، در مختار میں ہے والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا (در مختار) قوله او حذف الکاف بان قال انت امی شامی ۔(۳) ج ۲ ص ۵۷۷ ویکرہ قوله انت الی یا بنتی یا اختی ونحوہ در مختار(۴)(صفحہ مذکور شامی ج ۲۔)

غصہ میں بہ نیت طلاق کہنا کہ تو مثل میری بیٹی کے ہے اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

(سوال ۹۰۸) زید اپنی بیوی کو بہ نیت طلاق بحالت غصہ کہتا ہے کہ مثل میری بیٹی کے اور تو مثل میری ہمشیرہ کے ہے، اس صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی اور زید کی بیوی حاملہ بھی ہے بغیر وضع حمل زید کا نکاح اسی عورت سے صحیح ہے یا نہ۔ زید نے طلاق سے تین چار روز بعد نکاح کر لیا صحیح ہو گیا یا نہ؟

(الجواب) اگر بہ نیت طلاق زید نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے ہیں کہ تو مثل میری بیٹی کے ہے اور تو مثل میری، ہمشیرہ کے ہے تو ایک طلاق بائنہ اس پر واقع ہو گئی زوجہ پر عدت واجب ہے، عدت اس کی وضع حمل ہے، اور زید کا نکاح اس سے عدت کے اندر یعنی وضع حمل سے پہلے بھی صحیح ہے، پس نکاح جو زید طلاق سے تین چار دن بعد کیا صحیح ہو گیا، (۵) در مختار میں ہے وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لوحذف علی براً او

---

(۱) وینکح مبانة بما دون الثلاث فی العدة وبعدها با لا جماع (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸ .ط .س. ج۳ ص ۴۰۹) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الظهار ج۲ ص ۷۹۴ .ط .س. ج۳ ص ۴۷۰. ظفیر. (۳) دیکھئے رد المحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹۴ .ط .س. ج۳ ص ۴۷۰. ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹۴ .ط .س. ج۳ ص ۴۷۱ ظفیر. (۵) وینکح مبانة بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالا جماع (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۸ .ط .س. ج۳ ص ۵۰۹) ظفیر.

ظهاراً او طلاقاً صحت نيته ووقع ما نواه لا نه كنا ية الخ ۔(۱)

اگر تیرے ساتھ ہم بستر ہوں توماں کے ساتھ ہوں اس کہنے سے طلاق نہیں ہوئی

(سوال ۹۰۹) زید نے غصہ میں آ کر اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر آج سے میں تمہارے ساتھ ہم بستر ہوں تو اپنی ماں کے ساتھ فلاں کیا، مگر اس کی نیت نہ چھوڑنے کی تھی اور نہ طلاق دینے کی۔ تو نکاح قائم رہا یا نہیں اس شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں نکاح قائم رہا، اور طلاق وظہار وایلاء کچھ نہیں ہوا، وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وكذا لو حذف على براً او ظهاراً او طلاقا صحت نيته ووقع ما نواه لا نه كنا ية والا ينو شيئا او حذف الكاف لغا الخ (۲) وفي كتاب الا يمان منه وان فعله فعليه غضبه الخ او هوزان او سارق الخ لا يكون قسما الخ در مختار ۔(۳)

اگر تجھ سے بولوں تو اپنی بہن سے بولوں اس کہنے سے طلاق نہیں پڑتی

(سوال ۹۱۰) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے کہا کہ تو مجھے مہر معاف کردے، ہندہ نے انکار کیا، زید نے غصہ سے کہا کہ آج سے میں تجھ سے بولوں تو اپنی بہن سے بولوں، یہ فقرہ زید نے اپنی زبان سے ادا کیا، نکاح کے قائم رہنے نہ رہنے میں کیا اثر رکھتا ہے، اور زید کو ہندہ سے قربت درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس لفظ سے طلاق نہیں پڑتی اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا۔ قربت وجماع درست ہے۔(۴)

تجھ سے جماع کروں توماں سے کروں اس جملہ کے کہنے کا کیا حکم ہے

(سوال ۹۱۱) زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تجھ سے مجامعت کروں تو اپنی ماں سے کروں، اس صورت میں کیا کفارہ ہے۔

(الجواب) یہ لفظ جو شوہر نے کہا ظہار کا لفظ نہیں ہے، اس میں کچھ کفارہ نہیں ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے ان وطئتك وطئت امی لا شئی علیه الخ كذا في غاية السراجي عالمگیری ۔(۵)

بیوی سے کہا تجھ سے صحبت کروں توماں سے کروں طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۹۱۲) زید نے اپنی منکوحہ کو غصہ کے وقت یہ کہا کہ اگر تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں، پھر بعد میں کہا کہ تیرے پاس لیٹنا اور بات کرنا بھی حرام ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ الفاظ منکوحہ کو کہنے سے کہ اگر تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی، لیکن لفظ حرام جو شوہر نے بعد میں کہا اگر اس میں نیت طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائنہ اس سے واقع ہوئی۔(۶)

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤ ط. س. ج۳ص ۴۷۰ ظفیر. (۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤ ط.س. ج۳ص ۴۷۰ . ظفیر. (۳) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الا يمان ج ۳ ص ۷۸ ط.س. ج۳ص ۷۲۱ . ظفیر.

(٤) وان لم ينو شيئا او حذف الكاف لغا (ايضاً باب الظهار ج ۲ ص ۷۳۸ . ظفیر. (٥) عالمگیری کشوری ج ۲ ص ٥٢٦ باب الظهار. ط.س. ج۳ص ۵۰۷ . ظفیر. (٦) وان كان الحرام في الا صل كناية يقع بها البائن الخ ولا شئى من الكنا ية يقع به الطلاق بلا نية او دلالة الحال كما صرح به البدائع (ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ٦٣٨ . ط.س. ج۳ص ۲۹۹) ظفیر.

نکاح جدید عدت میں اور بعد عدت کے کر سکتا ہے۔

بیوی کو بہن کہا کیا حکم ہے

(سوال ۹۱۳)زید نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تو میری بہن ہے عورت منکوحہ نے کہا کہ میں تو تمہاری بی بی منکوحہ ہوں تم مجھ کو بہن کیوں کہتے ہو، زید نے جواب دیا کہ تم کو بہن بن کر رہنا پڑے گا، اب دونوں کو اندیشہ طلاق کی وجہ سے علیحدہ رکھا ہے، ہم بستر نہیں ہونے دیا، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب)در مختار میں ہے کہ ایسا کہنا اپنی زوجہ کو مکروہ ہے، لیکن اس سے طلاق نہیں پڑتی اور نکاح میں فرق نہیں آتا، شوہر کو چاہئے کہ اس کو منکوحہ ہی سمجھے اور آئندہ ایسے الفاظ نہ کہے، عبارت در مختار کی یہ ہے والا ینو شیئا او حذف الکاف (بان قال انت امی) لغاو تعین الاد نی ای البر یعنی الکرامة ویکرہ قولہ انت امی ویا ابنتی ویا اختی در مختار۔(۱)

تجھ سے تعلق رکھوں تو ماں، بہن سے رکھوں اس کہنے کا کیا حکم ہے

(سوال ۹۱٤)ایک شخص نے غصہ میں اپنی عورت کو یہ کلمات کہے، میں اگر تجھ سے کچھ تعلق رکھوں اپنی ماں بہن سے رکھوں یا یہ کہنا تو میری ماں بہن کے برابر ہے، اس کے بعد کہا تجھ کو طلاق ہے تجھ کو طلاق ہے، یہ سب الفاظ ایک جلسہ میں کہے، کیا کوئی صورت ان کے میل کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب)لفظ مثل کے لانے اور نہ لانے میں فقہاء نے فرق کیا ہے، بناء علیہ جملہ اول یعنی یہ کہ اگر تجھ سے تعلق رکھوں اپنی ماں بہن سے رکوں لغو ہے، اور جملہ ثانیہ کہ تو میری ماں بہن کے برابر ہے اس میں نیت کا اعتبار ہے، اگر ظہار کی نیت ہو ظہار ہے اور اگر طلاق کی نیت ہو طلاق ہے، اور اگر احترام وبزرگی میں تشبہ مراد ہے تو نہ ظہار ہے نہ طلاق، لیکن چونکہ یہ لفظ کنایہ ہے اور کنایات میں دلالت حال میں بلانیت بھی وقوع طلاق کا حکم ہوتا ہے، اس لئے یہ موقعہ چونکہ ذکر طلاق کا ہے اس لئے ایک طلاق بائنہ ان الفاظ سے واقع ہو گئی، پھر دوبارہ لفظ طلاق سے دو طلاق واقع ہوئی، پس اس کی زوجہ پر اس صورت میں تین طلاق واقع ہو گئی، اور بدون حلالہ کے اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے، قال فی الدر المختار وان نوی بانت علی مثل امی اوامی و کذا لو حذف علی خانیة براً اوظھارا: او طلاقا صحت نیتہ ووقع مانواہ لا نہ کنایة والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا وتعین الا دنی ای البر یعنی الکرامة الخ وفی الشامی قولہ لانہ کنایة ای من کنایات الظھار والطلاق ای ان قال الخ وینبغی ان لا یصدق قضاءً فی ارادة البر اذا کان فی حال المشاجرة وذکر الطلاق الخ۔(۲)

اس کہنے سے کہ تمہارے پاس جائیں تو ماں کے پاس جائیں طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۹۱۵)ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر ہم تمہارے پاس جائیں تو اپنی ماں کے

(۱)الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الظھار ج ۲ ص ۷۹٤ ط.س. ج۳ص ٤۷۰. ظفیر
(۲)دیکھئے رد المحتار باب الظھار ج ۲ ص ۷۹٤ ط.س. ج۳ص ٤۷۰ ظفیر

پاس جائیں، اس قسم کھانے کے کئی گھنٹہ بعد میاں بیوی اکٹھے ہوئے تو اس قسم کا کیا حکم ہے، نیز اس کی بیوی حیض سے تھی، لیکن جس رات کا یہ واقعہ ہے اس سے پہلے یعنی ایک تمام دن خون نہیں آیا تھا اور مدت حیض ختم ہو چکی تھی لیکن عورت نے غسل نہیں کیا تھا، قبل غسل کے دونوں ہم بستر ہوئے۔

(الجواب) عالمگیریہ میں ہے **ولو قال ان وطئتك وطئت امی فلا شئی علیه الخ** (۱) یعنی اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو یہ کہے کہ اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے صحبت کروں تو اس سے کچھ نہیں ہوتا یعنی ظہار اور طلاق کچھ نہیں ہوتی، پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں اس کی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور مدت حیض کے ختم ہونے کے بعد وطی کے جواز و عدم جواز میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اکثر مدت حیض کے دس دن میں پوری ہو گئی تھی تو قبل غسل وطی درست ہے، اور اگر عادت سابقہ کے موافق مثلاً چھ سات دن میں حیض منقطع ہوا تو اس میں جواز وطی کے لئے یہ شرط ہے کہ بعد انقطاع حیض اتنا زمانہ گذر جاوے کہ اس میں غسل اور لبس ثیاب و تحریمہ نماز ہو سکے، پس جب کہ ایک دن انقطاع حیض کے بعد گذر گیا تو وطی درست ہے۔ (۲)

ظہار کا کفارہ ادا کئے بغیر بیوی سے ہم بستر ہونا

(سوال ۹۱۶) ظہار کے بعد بلا کفارہ ادا کئے صحبت کرے تو اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

(الجواب) در مختار میں ہے **فان وطی قبله تاب واستغفر وکفر للظهار فقط الخ** ۔ (۳) یعنی اگر مظاہر نے پہلے کفارہ دینے سے وطی کی تو وہ توبہ واستغفار کرے اور صرف کفارہ ظہار ادا کرے۔

بیوی سے ظہار کیا پھر تین طلاق دی، حلالہ کیا اس کے بعد بھی کفارہ لازم ہے

(سوال ۹۱۷) ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا کہ تو میری ماں بہن کے برابر ہے، دس منٹ بعد تین طلاق عورت مذکورہ کو دے دی، اب دوبارہ نکاح یہ شخص اس عورت سے کس طرح کر سکتا ہے، کیا یہ صورت صحت نکاح کے لئے ہو سکتی ہے کہ شوہر کے چھوٹے بھائی سے عورت کا نکاح کیا جاوے اور وہ بعد دخول طلاق دے، بعد عدت گذرنے کے شوہر اول اس سے نکاح کرے، اگر یہ صورت صحیح ہے تو دوبارہ نکاح کرنے کے بعد حکم ظہار باقی رہے گا یا نہ۔

(الجواب) اگر یہ لفظ شوہر نے بہ نیت ظہار کہا تھا کہ تو میری ماں بہن کے برابر ہے تو بعد طلقات ثلثہ حلالہ کے بعد جب شوہر اول اس عورت سے نکاح کرے گا حکم ظہار کا باقی رہے گا، یعنی بلا ادائے کفارہ ظہار اس سے صحبت نہیں کر سکتا، در مختار میں ہے **فیحرم وطؤها علیه ودواعیه الخ حتی یکفر وان عادت الیه بملك یمین او بعد زوج آخر الخ** شامی میں ہے **قوله وان عادت الیه (الخ) قال فی النهر افاد بالغایة ای بقوله حتی یکفر انه**

---

(۱) عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۵۲۶ باب الظهار . ظفیر. س. ج ۱ ص ۵۰۷.

(۲) واذا انقطع دم الحیض لاقل من عشرة ایام لم تحل وطیها حتی تغتسل الخ ولو لم تغتسل ومضی علیها ادنی وقت الصلوة بقدر ان تقدر علی الاغتسال والتحریمة حل وطیها لان الصلوة صارت دینا فی ذمتها فطهرت حکما (هدایه باب الحیض ج ۱ ص ۳۹) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹۳ ط.س. ج ۳ ص ۴۶۹. ظفیر.

لو طلقها ثلاثاثم عادت اليه تعود بالظهار الخ(۱)ص ۵۷۶ جلد ثانی شامی وفی الدر المختار ایضاً وان نوی بانت علی مثل امی الخ براً او ظهاراً او طلاقا صحت نيته الخ(۲)اور مطلقہ ثلثہ سے دوبارہ نکاح کرنے کے جواز کی جو صورت سوال میں لکھی ہے وہ صحیح ہے مگر یہ ضرور ہے کہ شوہر اول کے بھائی سے نکاح بعد گذرنے عدت کے کیا جاوے۔

بیوی کو ماں، بہن، بیٹی کہنے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال ۹۱۸) شوہر زوجہ کو رات بھر ماں بہن بیٹی کہتا رہا اور بیوی شوہر کو باپ، بھائی، چچا کہتی رہی، اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں طلاق نہیں ہوئی کما فی الدر المختار او حذف الکاف لغا(۳) مگر ایسا کہنا مکروہ ہے آئندہ ایسا نہ کہا جاوے۔

میں نے تجھ کو ماں کے برابر حرام سمجھا کہنے سے طلاق ہوگی یا ظہار

(سوال ۹۱۹) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ میں نے تجھ کو ماں کے برابر حرام سمجھا، اس صورت میں طلاق ہوئی یا ظہار۔

(الجواب) شوہر کے یہ لفظ کہ میں نے تجھ کو ماں کے برابر حرام سمجھا۔ ان الفاظ میں سے ہے جن میں ظہار و طلاق دونوں کی نیت صحیح ہے، اور اگر کچھ بھی نیت نہ ہو تو کم سے کم ظہار ضرور ثابت ہوتا ہے، عام طور سے لوگ ظہار سے ناواقف ہوتے ہیں، وہ جب ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں بالیقین طلاق اور دائمی مفارقت و متارکت کی نیت ہوتی ہے، پس صورت مسئولہ میں جب کہ شوہر کی نیت کا حال معلوم نہیں تو ظاہری عرف کے لحاظ سے یہی حکم کیا جائے گا کہ اس کی عورت مطلقہ بائنہ ہوگئی عدت گذرنے کے بعد وہ نکاح ثانی کر سکتی ہی، در مختار میں ہے وبانت علی حرام کامی صح ما نواہ من ظہار او طلاق الخ وان لم ینو ثبت الا دنی وھو الظہار الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم .(۴)

بیوی کو بہن کے برابر کہنے کا کیا اثر ہوتا ہے

(سوال ۹۲۰) ایک شخص نے اپنی بیوی کو بہن کے برابر کہا اور کہنے سے کچھ مدعا نہیں تھا، شرعی حکم کیا ہے۔

(الجواب) جب کہ کہنے والے کی کچھ نیت نہ تھی تو کلام اس کا لغو ہے طلاق وغیرہ کچھ واقع نہ ہوگی کما فی الدر المختار والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغاالخ۔(۵)

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الظهار ج ۲ ص ۸۹۲ و ج ۲ ص ۸۹۳. ط.س. ج۳ص۴۷۰ ظفیر.
(۲) الد المختار علی هامش رد المحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤. ط.س. ج۳ص۷٦۸. ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤. ط.س. ج۳ص۴۷۰ ظفیر.
(٤) ایضا. ط.س. ج۳ص ٤٧٠. ظفیر.
(۵) الد المختار علی هامش ردالمحتارر باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤. ط.س. ج۳ص۴۷۰. ظفیر.

شادی سے پہلے بیوی کو بہن کے برابر کہنے سے کچھ حرج نہیں

(سوال ۹۲۱) ایک شخص نے جس کی بیوی نہیں ہے اپنی بیوی کو بہن کے برابر کہا، تواب اس کو نکاح کرنے میں یا نکاح کے بعد کچھ حرج تو نہیں ہے۔

(الجواب) یہ کلام اس کا لغو ہے بعد نکاح طلاق وغیرہ کچھ نہ ہوگی۔

بیوی سے کہے دادی باز آجا، کیا اس سے طلاق ہو جائے گی

(سوال ۹۲۲) ہندہ کسی سے لڑ رہی تھی، اس کے شوہر زید نے غصہ میں کہا کہ دادی باز آجا چپ رہ، کیا ہندہ پر اس لفظ کے کہنے سے طلاق ہو گئی۔

(الجواب) درمختار اور شامی میں ہے کہ ایسا لفظ بلا حرف تشبیہ کہنے سے طلاق وغیرہ کچھ نہیں ہے وہ لفظ لغو ہو جاتا ہے، عبارت درمختار یہ ہے والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا الخ۔(۱)

بیوی سے کہا اگر تجھ سے شادی کروں تو اپنی دختر سے کروں کیا حکم ہے

(سوال ۹۲۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بوجہ بد چلنی کے غصہ میں آکر کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ شادی کروں تو میں اپنی دختر کے ساتھ یا والدہ کے ساتھ شادی کروں، کیا اس صورت میں اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں۔

(الجواب) ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی، نکاح باقی ہے کذافی العالمگیریہ۔(۲)

تجھ کو ہمشیرہ کے برابر سمجھوں گا کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۹۲۴) بکر نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کیا تمہارا ناجائز تعلق عمر سے ہے تاوقت یہ کہ میں اس کی تحقیق نہ کرلوں گا تجھ کو ہمشیرہ کے برابر سمجھوں گا، اس صورت میں بکر کی زوجہ مطلقہ ہوئی یا نہ۔

(الجواب) اس صورت میں بکر کی زوجہ بکر پر حرام نہیں ہوئی اور اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کذا یظھر من الکتب(۳)

شوہر سے کہا تو میرے بھائی جیسا ہے طلاق ہوئی یا نہیں

(سوال ۹۲۵) زید کی زوجہ نے اپنے شوہر زید کو اپنے برادر حقیقی سے تمثیل دی یعنی یہ کہا کہ تو میرے حقیقی بھائی جیسا ہے، اس صورت میں عورت نکاح سے خارج ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں نکاح قائم ہے عورت کے اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا، البتہ شامی میں لکھا ہے کہ اگر شوہر عورت کو ماں بہن بلا حرف تشبیہ کے کہہ دیوے تو یہ مکروہ ہے، لیکن طلاق یا ظہار اس صورت میں بھی نہیں ہوتا۔(۴)، بناء علیہ عورت کا الفاظ مذکورہ کہنا بھی پسندیدہ نہیں ہے۔

---

(۱) ایضاً ظفیر. (۲) وان قال لم اتزو جك ونوی الطلاق لا یقع الطلاق بالا جماع كذا فی البدائع (عالمگیری كشوری كتا بات ج ۲ ص ۳۹۳) وان قال ان وطئتك وطئت امی فلا شئی علیه (عالمگیری كشوری الظهار ج ۲ ص ۵۲۶) ظفیر س ج ا س ۷.
(۳) ویكره قوله انت امی و یا ابنتی ویا اختی ونحو (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۷۹٤ باب الظهار ط.س. ج۳ ص ٤۷۰ ظفیر.
(٤) ایضاً ط.س. ج۳ ص ٤۷۰ ظفیر

غصہ میں بیوی سے کہا تو میری ماں ہے پوچھنے پر بتایا نیت کچھ نہیں تھی

(سوال ۹۲۶)زید نے اپنی زوجہ کو بحالت غیظ و غضب یہ کہا کہ تو میری ماں ہے، زید سے دریافت کیا کہ تیری اس لفظ سے کیا نیت تھی تو یہ جواب دیا کہ غصہ میں کہہ دیا تھا اور کچھ بھی نیت نہ تھی اس صورت میں طلاق یا ظہار کچھ ہوا یا نہیں۔
(الجواب)اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور نہ ظہار ہوا مگر آئندہ ایسا کہنا نہ چاہئے کہ مکروہ ہے در مختار میں ہے والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا در مختار ویکرہ قولہ انت امی الخ۔(۱)

بیوی سے کہا اگر تجھ سے جماع کروں تو ماں بہن سے کروں، اس صورت میں کیا حکم ہے

(سوال ۹۲۷)زید نے اپنی منکوحہ کو لڑائی اور غصہ کی حالت میں کہہ دیا کہ اگر میں تجھ سے جماع کروں تو گویا اپنی ماں یا بہن سے کروں، ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا ظہار۔
(الجواب)عالمگیریہ میں ہے ولو قال ان وطئتك وطئت امی فلا شئی علیه (۲)اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں طلاق و ظہار کچھ نہیں ہوا۔

بغیر نیت طلاق بیوی کو بہن کہہ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۲۸)اگر کسے زوجہ خود را خواہر بگوید طلاق شود یا نہ واگر نیت طلاق نشود طلاق واقع شود یا نہ۔
(الجواب)اگر کسے زوجہ خود را خواہر یا مادر بگوید بر زوجہ اش طلاق واقع نمی شود و نیز ظہار نمی شود، البتہ چناں گفتن یعنی زوجہ خود را خواہر گفتن مکروہ است قال فی الدر المختار والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا الخ ویکرہ قولہ انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوہ وقال فی الشامی فقد صرحوابان قولہ لزوجتہ یا اخیة مکروہ وفیه حدیث رواہ ابو داؤد ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سمع رجلاً یقول لا مرأته یا اخیة فکرہ ذلك ونهی عنه۔(۳)ازیں روایت وحدیث ظاہر است کہ در صورت مذکورہ فی السوال نہ طلاق می شود ونہ ظہار، البتہ ایں قول مکروہ است کمامر۔

تیرے گھر میں گھسوں تو اپنی ماں سے بد فعلی کروں یہ کہنا لغو ہے

(سوال ۹۲۹)اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ یہ میری بہن ہے تو اس سے ظہار ہو گیا یا نہیں؟ یا یہ کہے کہ اگر میں تیرے گھر میں گھسوں تو اپنی ماں سے بد فعلی کروں تو اس کا کیا حکم ہے؟
(الجواب)اگر کسی نے اپنی زوجہ کو کہا کہ یہ میری بہن ہے بلا حرف تشبیہ تو یہ لغو ہے نہ ظہار ہے نہ طلاق کذا فی الدر المختار اور اگر یہ کہا زوجہ کو کہ اگر میں تیرے گھر میں گھسوں تو اپنی ماں سے بد فعلی کروں تو یہ بھی لغو ہے نہ ظہار ہے نہ طلاق کما ھو ظاھر من تعریف الظھار والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا قال الشامی فی تحت قوله او حذف الکاف بان قال انت امی الخ وقال الشامی والذی فی الفتح وفی انت امی لا یکون مظاهراً (الیٰ ان قال) فعلم انه لا بد فی کونه ظهاراً من التصریح باداة التشبیه شرعاً الخ شامی وقال فی الدر المختار فی تعریفه . وشرعاً تشبیه المسلم زوجته الی قوله بمحرم علیه تابیداً الخ۔(۴)

---

(۱)الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۷۹٤ باب الظهار. ط.س. ج۳ص ٤۷۰ . ظفیر. (۲)عالمگیری کشوری الباب التاسع فی الظهار ج ۲ ص ۵۲٦ . ظفیر. (۳)دیکھئے رد المحتار باب الظهار ج ۲ ص ۷۹٤. ط.س. ج۳ص ٤۷۰ .
(٤) ایضا. ظفیر. ط.س. ج۳ ص ٤۶۷

باب سیزدہم

نامرد، مجنون، متعنت اور دوسرے عیوب کی وجہ سے تفریق اور فسخ نکاح کے احکام و مسائل

نامرد سے بھی نکاح ہو جاتا ہے بغیر طلاق دوسرا نکاح جائز نہیں

(سوال ۹۳۰) ایک شخص کا نکاح بحالت بلوغت ہمراہ لڑکی کے پڑھا گیا، بعدہ ثابت ہوا کہ لڑکا مرد نہیں ہے حق زوجیت ادا نہیں کر سکتا، اب شادی کو ڈیڑھ سال ہو گیا ہے آج تک کوئی مردانگی کی علامت ظاہر نہیں ہوئی، سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور لڑکا طلاق بھی نہیں دیتا ہے، اب شریعت کیا حکم دیتی ہے۔

(الجواب) شوہر اگر عنین ہے نکاح منعقد ہو گیا ہے، اور چونکہ اس زمانہ میں شرائط فسخ متحقق نہیں ہیں، لہذا جب تک شوہر طلاق نہ دے گا علیحدگی نہ ہو گی اور عورت کو دوسرا نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔(۱) فقط (اب علماء کے اتفاق سے فسخ کی صورت نکل آئی ہے شرعی پنچائت میں مقدمہ دائر کیا جائے یا دار القضاء میں۔ ظفیر۔)

نامرد کی بیوی کا نکاح ثانی بلا طلاق نہیں ہو سکتا ہے

(سوال ۹۳۱) لڑکی نابالغہ کا عقد اس کے والدین نے کر دیا، بعد البلوغ لڑکی نے اپنے شوہر کو مادر زاد نامرد پایا، ہر چند علاج معالجہ کیا ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کہ تندرست نہیں ہو سکتا، تین چار سال تک علاج کیا کچھ نفع نہیں ہوا، صورت موجودہ میں عورت کا نکاح ثانی بلا طلاق ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) قال فی الدر المختار والا بانت بالتفریق من القاضی ان ابی طلاقها بطلبها الخ (۲) وفیه ایضا ولا عبرة بتاجیل غیر قاضی البلدة الخ (۳) اس سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں چونکہ تاجیل و تفریق قاضی شرعی کے ذریعہ سے نہیں ہوئی لہذا نکاح فسخ نہیں ہوا، اور بلا طلاق شوہر اول وبدون انقضائے عدت اس عورت کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں ہے۔

نامرد کی بیوی دوسرا نکاح کیسے کرے

(سوال ۹۳۲) امرأة وجدت زوجها عنینا فصبرت معه مدة کثیرة وهو یعالج مرضه فلم یبرء من مرضه وهی لا تستطیع الصبر و تطلب منه الفرقة فما ذا یفعل فی هذا الملك لعدم القاضی وان قال الزوج المذکور لا مرأته والله لا اقربها یعنی الزوجة حتی اشفی من مرض العنة فهل یکون هذا ایلاء ام لا .

(الجواب) قال فی الدر المختار فان وطی مرة فبها والا بانت بالتفریق من القاضی بطلبها(۴) وقال قبیله

---

(۱) اذا وجدت المرأة زوجها مجبوباً الخ فرق الحاکم بطلبها الخ بینهما (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیرہ. ج۳ ص ۸۱٦. ط.س. ج۳ ص ٤۹٤) اس زمانہ میں تفریق کا کیا طریقہ ہوگا، اس کے لئے دیکھئے "الحیلة الناجزه" للتهانوی۔ اور "کتاب الفسخ والتفریق" للرحمانی . ظفیر (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۳ ص ۸۱۹. ط.س. ج۳. ٤۹۸. ۱۲ ظفیر. (۳) ایضا ج ۳ ص ۸۱۸. ط.س. ج۳ ص ٤۹۸. ۱۲ ظفیر. (٤) دیکھئے حوالہ سابق ج ۳ ص ۸۱۹. ط.س. ج۳ ص ٤۹۸. ظفیر

ولا عبرة بتا جيل غير القاضي الخ(۱) فعلم انه لا يتصور التفريق في صورة عدم القاضي وانما يحصل التفريق بالطلاق من الزوج او الخلع. وبقوله لا اقربها حتى اشفى من العنة لايكون مولياً لانه يمكن ان يشفى قبل مدة الا يلاء ويطأ ها كما قال في الدر المختار اوقال وهو بالبصرة والله لا ادخل مكة وهي بها لا يكون مولياً لانه يمكنه ان يخر جها منها فيطا ها (در مختار) اى في المدة من غير شئى يلزمه شامي (۲) جلد ثاني ص ۵۵۰.

نابالغی میں ایک نامرد سے نکاح ہو گیا اب کیا کرے

(سوال ۹۳۳) زید نامرد کا نکاح ایک دختر نابالغہ سے ہوا، اس وقت دختر رضامند تھی اور اس کو یہ علم نہ تھا کہ زید نامرد ہے، زید کے ماں باپ نے بہت کچھ علاج کرایا مگر کچھ نفع نہیں ہوا، نکاح کو دو سال ہو گئے ہیں، اب دختر نہایت ملول ہے اور آزادی چاہتی ہے، زید سے۔ آزادی لینے کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر زید آزادی نہ دیوے تو کیا کیا جاوے۔

(الجواب) زید سے نکاح ہو گیا تھا بشرطیکہ لڑکی نابالغہ کے ولی نے اس کا نکاح کیا تھا، اب اگر زید طلاق دے دے تو مطلقہ کا دوسرا نکاح صحیح ہو جائے گا بدون طلاق دینے کے دوسرا نکاح درست نہیں ہے، زید سے طلاق لی جاوے۔ اگر وہ طلاق دے دیوے گا طلاق واقع ہو جاوے گی۔ (۳)

نامرد سے نکاح جائز ہے علیحدگی کے لئے قاضی سے درخواست کرنی چاہئے

(سوال ۹۳۴) اگر کسی لڑکی کا نکاح نامرد لڑکے کے ساتھ ہو جائے اور لڑکا پیدائشی نامرد ہو یا بعد وطی کے نامرد ہوا ہو تو دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہوا یا نہیں، اگر صحیح ہوا تو اب جب کہ بالکل نامرد اور لاعلاج ثابت ہوا تو اس کی زوجہ کے لئے شرعاً کیا حکم ہے، جب کہ شوہر خوشی سے طلاق نہ دیتا ہو۔

(الجواب) شوہر اگر اول سے ہی نامرد ہو یا بعد نکاح کے نامرد ہو گیا تو دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہو گیا، لیکن دوسری صورت میں جب کہ شوہر بعد نکاح کے نامرد ہو گیا ہے اور وطی کر چکا ہے تو زوجہ کو کچھ اختیار فسخ نکاح کا نہیں، اور پہلی صورت میں جب کہ شوہر اول سے ہی نامرد ہے اور وطی بالکل نہیں کی تو عورت کو یہ دعویٰ پہنچ سکتا ہے کہ شوہر کی نالش کرے اور دعویٰ کرے، قاضی اس کے دعویٰ پر شوہر کو ایک برس کی مہلت بغرض علاج دیوے اگر تندرست ہو جاوے اور وطی پر قادر ہو جائے فبہا ورنہ عورت اگر تفریق چاہے تو قاضی تفریق کر دیوے، بدون تاجیل و تفریق قاضی کے تاجیل و تفریق نہ ہو گی کذا فی الدر المختار (۴) مگر اس زمانہ میں چونکہ قاضی نہیں ہے پس شوہر سے طلاق کو کہا جاوے اگر وہ طلاق دے دے گا تو علیحدگی ہو جائے گی اور عورت کو دوسرا نکاح کرنا درست ہو جاوے گا۔ اور اگر شوہر نے طلاق نہ دی تو کوئی صورت علیحدگی کی نہیں۔ (۵)

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب العنين وغيره ج ۳ ص ۸۱۸. ط.س. ج۳ ص۴۹۷. ظفير.
(۲) دیکھئے رد المحتار للشامی باب الایلاء ج ۲ ص ۷۵۷. ط.س. ج۳ ص۴۲۹. ظفير.
(۳) ويقع طلاق كل زوج اذا كان عاقلا بالغا (هدايه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۷. ط.س. ج۳ ص۲۳۵) ظفير.
(۴) ولو وجدته عنينا هو من لا يصل الى النساء لمرض الخ اجل سنة لا شتمالها على الفصول الا ربعة الخ قمرية بالا هلة الخ فان وطى مرة فبها والا بانت بالتفريق من القاضي ان ابى طلاقها بطلبها الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العنين وغيره ج۳ ص ۸۱۸. ط.س. ج۳ ص۴۹۶، ۴۹۸) ظفير.
(۵) بعد کے علماء نے مسلم پنچایت کو قاضی کے قائم مقام تسلیم کیا ہے، وہ پنچایت قاضی کے فرائض انجام دے گی، تفصیل کے لئے دیکھئے "الحيلة الناجزه" للتھانوی اور بہار و اڑیسہ میں امارت شرعیہ کے تحت قاضی مقرر ہیں۔ ظفیر

عنین کی بیوی اگر خود فسخ کرے تو وہ ایک سال کی مدت مہلت کی دے گی یا نہیں

(سوال ۹۳۵)(۱)ایک نابالغ کا نکاح بولایت اس کے چچا کے ایک لڑکی سے ہوا تھا، بعد بلوغ کے وہ لڑکا فاتر العقل اور عنین ٹھہرا، خود وہ اپنے عنین ہونے کا مقر ہے اور حکیموں اور ڈاکٹروں نے بھی اس کو لاعلاج ٹھہرالیا ہے، ہر چند کئی سال سے انہوں نے دوا کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، لڑکی چونکہ عاقلہ بالغہ ہے ڈیڑھ سال سے اپنے میکہ میں بیٹھی ہے وہ تفریق چاہتی ہے اس لئے کہ شوہر قطع نظر عنین ہونے کے بوجہ اختلال دماغ زوجہ کے نان نفقہ کا بھی متحمل نہیں ہوسکتا، مگر باوجود مطالبہ تفریق کے زوج محض ضد و سرکشی سے طلاق دینے سے انکار کرتا ہے حالانکہ اس کے چچا بھی تفریق پر راضی ہیں، زوج نے اس کو نہایت ضیق و مخمصہ میں ڈال رکھا ہے، بدیں وجہ اگر صاحبینؒ کے قول پر (جو ظاہر الروایۃ و مفتی بہ ہے) عمل کر کے خود نکاح فسخ کردے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں، قال فی مجمع الا نهر جلد اول ص ٤٦٢ وعنهما انها كما اختارت نفسها تقع الفرقة باختيار هاو ظاهر الرواية كما في المضمرات . وفي رد المحتار جلد ثاني ص ٦٤٧ وقيل يكفي اختيار ها نفسها ولا يحتاج الى القضاء كخيار العتق قيل وهو الا صح كذافي غاية البيان وجعل في المجمع الاول قول الامام والثاني قولهما نهر . وفي البدائع عن شرح مختصر الطحاوى ان الثاني ظاهر الرواية ثم قال وذكر في بعض المواضع ان ماذكر في ظاهر الرواية قولهما الخ اگر صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر عمل کر کے زوجہ کو فسخ نکاح کرنا درست ہو تو آیا اس صورت تاجیل معیاد یک سالہ کی ضرورت ہوگی یا نہیں، چونکہ کئی سال تک زوج دوا کر چکا ہے اور اس کا عنین ہونا معلوم ہو چکا ہے اور خود مقر بھی ہے، آیا فسخ نکاح کے لئے وہی امتداد زمانہ و معالجہ و تیقن مرض کافی ہوگا یا تاجیل جدید کی ضرورت ہوگی، اگر ضرورت ہے تو حسب روایات فقہیہ بدون قاضی کے تاجیل ہو نہیں سکتی، قال في الوقاية اجله الحاكم وفي مجمع الا نهر ولا عبرة لتا جيل غير الحاكم كائناً من كان آه وفي در ر المنتقى ولا عبرة بتاجيل غيره آه وفي الدر المختار ولا عبرة بتاجيل غير قاضي البلدةآ ه و كذافي رد المحتار وغیرہ اور قاضی شرعی یہاں مفقود ہے، پس صاحبینؒ کے قول پر عمل کر کے فسخ کرنے کی کون صورت ہو سکتی ہے۔

(۲) فتاوی خیریہ جلد ثانی ص ۱۶ میں ہے سئل في العنين اذا جعل بينه و بين زوجته محكمين فاجلوه سنة مضت هل لهم ان يفرقوا بينهما اذ طلبت ام لا . اجاب نعم . يصح التحكيم في مسئلة العنين لا نه ليس بحدولا قودولا دية على العاقلة ولهم ان يفر قوا بطلب الزوجة . واللہ اعلم۔ اس فتوے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم کے ذریعہ سے تاجیل و تفریق ممکن ہے اگر زوج کا عنین ہونا متحقق ہو جائے اور زید خود مقر ہو اور حکیم و ڈاکٹر بھی کہتے ہوں اور دوا بھی سالہا سال کر چکا ہو، پس اگر حکم بغیر تاجیل جدید کے نکاح فسخ کردیں تو یہ فسخ کافی ہوگا یا نہیں، کیابدون تاجیل جدید کے فسخ جائز نہیں ہے۔

(۳) اگر زوج عنین سے اس مضمون کا وکالت نامہ لکھوالیا جاوے کہ میری زوجہ مسماۃ فلاں بنت فلاں جو میرے نکاح میں ہے چونکہ میرے مرض کے سبب سے تفریق چاہتی ہے، اس لئے اس معاملہ میں اس نزاع کے طے اور

فیصل کرنے میں فلاں شخص کو وکیل مقرر کرتا ہوں اور آج سے ایک سال کے لئے فلاں شخص کو اختیار کل دیتا ہوں کہ میری زوجہ مذکورہ کے معاملہ میں جس طرح فیصلہ کر دیں گے مجھے منظور ہے، سال کے اندر مجھے وکیل کے معزول کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ جب میں معزول کروں تو میرا وکیل ہے، بعد اس تحریر کے اگر وکیل عنین کی زوجہ کو اسی مجلس میں یا بعد مجلس قبل عزل طلاق بائن ایک یا دو یا تین دے دے تو طلاق واقع ہو جاوے گی یا نہیں، فتاویٰ قاضی خان جلد ثانی ص ۵۲۳ میں ہے ولو قال وكلتك فی جمیع امور التی یجوز بها التوكيل كانت الوكالة عامة فی البیاعات والاجارات والانكحة وكل شئی وعن محمدؒ لو قال هو وكیلی فی كل شئی جائز صنعته كان وكيلاً فی البیاعات والهبات والاجارات وعن ابی حنیفةؒ انه يكون وكيلاً فی المعاوضات دون الهبة والعتاق وقال مولاناؒ وهكذا كله اذا لم يكن فیٔ حال مذاكرة الطلاق فان كان فی حال مذاكرة الطلاق يكون وكيلاً بالطلاق آه وفی الدر المختار جلد ثانی ص ۵۲۸ واذا قال لرجل ذلك ای قال له طلق امرأتی او قال لها طلقی ضرتك لم يتقيد بالمجلس لانه توكيل فله الرجوع الا اذا زاد كلما عزلتك فانت وكيل الخ.

(الجواب)(۱،۲) عام قواعد اور تصریحات کتب فقہ سے تفریق قاضی کا ہونا اس میں ضروری معلوم ہوتا ہے، درمختار میں ہے وشرط للكل القضاء الا ثمانية(۱) پھر تفریق بوجہ عنین ہونے کے ان میں شمار کی جن میں قضاء قاضی شرط ہے، اور نیز درمختار باب العنین میں ہے والا بانت بالتفريق من القاضی لا نها فرقة قبل الدخول الخ (۲) قوله من القاضی ان ابی طلاقها ای ان ابی الزوج لانه وجب عليه التسريح بالا حسان حين عجز عن الا مساك بالمعروف فاذا امتنع كان ظالما فناب عنه واضيف فعله اليه الخ۔(۳) اس کے بعد تفصیل کے ساتھ عدم احتیاج قضاء کو بیان کیا، اور اگر اس تفریق کی قضاء کو شرط نہ کیا جائے تاہم تاجیل کے لئے قضا ضروری ہے اور یہ تاجیل جدید ہوگی، پہلا معالجہ دوا کرنا اس تاجیل میں شمار نہ ہوگا(۴) اور اگر حکم کو قائم مقام قاضی کے اس موقعہ پر کیا جاوے جیسا کہ بعض کتب سے ظاہر ہے، اور بعض فقہاء نے اس کا انکار کیا ہے، تو حکم کو فی الحال تفریق درست نہیں ہے بعد تاجیل جدید وہ تفریق کر سکتا ہے۔

(۳) بظاہر غرض اس تحریر سے اس وکیل کو حکم بنانا منظور ہے کہ وہ تاجیل وتفریق میں جو کچھ حکم کرے گا مجھے منظور ہے، پس جن لوگوں کے نزدیک تاجیل حکم معتبر ہے ان کے قول کے موافق حکم یہ کر سکتا ہے کہ شوہر کو اگر ایک برس کی مہلت دے دے اور وہ اچھا نہ ہو تو بطلب عورت تفریق کردے لیکن حکم جب ہوگا کہ عورت بھی اس کو اسی طرح اختیار دے دے،(۵) اور بظاہر یہ توکیل بالطلاق نہیں ہے جیسا کہ سیاق عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب.
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین ج ۲ ص ۸۱۹ و ج ۲ ص ۸۲۰-۱۲ ظفیر.
(۳) رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۲۰-۱۲ ظفیر. (٤) ولو وجدته عنینا الخ اجل سنة الخ فان وطی مرة فبها والا بانت بالتفريق (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین ج ۲ ص ۸۱۸) ظفیر.
(۵) ولا عبرة بتاجيل غير قاضی البلدة (در مختار) فلا يعتبر تاجيل المرأة ولا تاجيل غيرها ولا يعتبر تاجيل غير الحاكم كائنا من كان وظاهره ولو محكما تامل (رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۱۸) ظفیر.

جب نامرد شوہر بیوی کو طلاق نہ دے تو عورت کیا کرے

(سوال ۹۳۶) ایک سولہ سالہ لڑکی کا نکاح زید ۲۵ سالہ سے ہوا، بعد خلوت کے معلوم ہوا کہ شوہر نامرد ہے اور طلاق دینے پر رضامند نہیں ہوتا، اس صورت میں زوجہ کو علیحدگی نامرد شوہر سے کیسے ہو سکتی ہے۔

(الجواب) جب کہ قاضی شرعی موجود نہ ہو جیسا کہ اس زمانہ میں ہے تو سوائے طلاق دینے شوہر کے اور کوئی طرق علیحدگی کا اس وقت میں نہیں ہے، کیونکہ تاجیل و تفریق قاضی جو شرط ہے وہ مفقود ہے (اب علماء کے اتفاق سے جماعت مسلمین اور دار القضاء قائم ہو چلے ہیں، ان کے ذریعہ کارروائی کر کے تفریق حاصل ہو سکتی ہے۔(۱) ظفیر۔)

بیوی سے زنا کرانے والے نامرد کی بیوی کیا کرے

(سوال ۹۳۷) زید عنین ہے، اس کی عورت طلاق چاہتی ہے طلاق نہیں دیتا اور عورت کو زنا پر مجبور کرتا ہے اور دوسروں کے سپرد کر دیتا ہے وہی اس کو کھانا بھی دیتے ہیں، ایسی حالت میں اس کی زوجہ بلا طلاق کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور وہ مسلمان ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ شخص جو ایسی بے حیائی کا کام کرتا ہے فاسق اور دیوث ہے مگر منکوحہ اس کی بدون طلاق کے اس کے نکاح سے خارج نہ ہو گی اور دوسرا نکاح اس کا درست نہ ہو گا اور وہ کافر نہیں ہوا (بذریعہ دار القضاء اور شرعی پنچایت نکاح فسخ کرا کے ایسے شوہر سے نجات حاصل کی جائے، ہندوستان میں جگہ جگہ دار القضاء اور شرعی پنچایت قائم ہو چکی ہیں۔(۲) ظفیر۔)

نامرد جب علاج کے بعد قادر ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۳۸) میری عورت بعد شادی کے کچھ عرصہ تک میرے پاس رہی، اس عرصہ میں روزانہ مجامعت کی کوشش کرتا رہا لیکن بوجہ کمزوری قوت باہ میں عورت پر قادر نہ ہو سکا، عورت کے استغاثہ پر مجھ کو ایک مولوی صاحب نے ایک سال کی مہلت اس شرط پر دی کہ اگر سال بھی میں بعد علاج کے تندرست ہو جاؤں تو عورت میری زوجیت میں رہے گی ورنہ طلاق ہو جاوے گی، لیکن ایک سال کے بعد مولوی صاحب نے مجھے نوٹس دیا کہ عورت تمہاری زوجیت سے باہر ہو چکی ہے، میں اس وقت تندرست ہوں اور مجامعت پر قادر ہوں لیکن عورت میرے پاس نہیں بھیجی جاتی، یہ کہتے ہیں کہ اس پر طلاق ہو چکی۔

(الجواب) حکم شرعی یہ ہے کہ شوہر کو بعد مہلت دینے ایک سال کے دیکھا جاوے کہ وہ مجامعت پر قادر ہوا یا نہیں، اگر قادر ہو تو تفریق نہ کی جاوے اور اگر پھر بھی قدرت نہ ہو اور عورت تفریق چاہے تو پھر قاضی یا حکم تفریق کر سکتا ہے، پس جو فیصلہ ان مولوی صاحب کا ہے وہ غلط ہے، حکم شرعی یہ نہیں ہے اور ان کے کہنے سے تفریق نہیں ہوتی، عورت مذکورہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے ولو وجدتہ عنینا او خصیاً الخ اجل سنة الخ

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق اور الحیلة الناجزہ۔ ظفیر۔
(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق اور الحیلة الناجزہ۔ ظفیر۔

فان و طی مرة فبها والا بانت بالتفریق من القاضی الخ بطلبها الخ (۱) فقط۔

جذامی کے ساتھ اس کی بیوی نہیں رہتی ہے، تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۳۹) زید جذامی ہو گیا ہے، اس کی زوجہ ہندہ بھاگ کر عمر کے یہاں چلی گئی ہے، زید کے یہاں جانا نہیں چاہتی اور زید طلاق دینے سے منکر ہے، کیا امام شافعیؒ کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے دونوں میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں لکھا ہے کہ علماء حنفیہ میں سے امام محمدؒ کا بھی یہ مذہب ہے کہ اس صورت میں حاکم تفریق کرا سکتا ہے وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسه مطلقا ومحمدؒ فی الثلاثة الاول لو بالزوج ولو قضی بالرد صح۔ (۲)

نان نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق نہیں ہو سکتی ہے

(سوال ۹۴۰) ایک شخص اپنی عورت کو سات آٹھ سال سے اپنے مکان نہیں لے جاتا نہ طلاق دیتا ہے نہ نفقہ کا انتظام کرتا ہے لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے شرعاً کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة الخ اور شامی میں ہے قوله بانواعها الخ وهی ما کول وملبوس و مسکن اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر زوجہ کا نان و نفقہ دے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے تو اس سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی، البتہ شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ یا وہ طلاق دے دے اور یا حقوق زوجیت ادا کرے، بدون طلاق دینے شوہر کے اس لڑکی کا دوسرا نکاح جائز اور صحیح نہیں ہے، البتہ بعض ائمہ کا مذہب اس صورت میں بضرورت تفریق کر دینے کا ہے، پس اگر قاضی حنفی اپنا نائب ایسے شخص کو بنا دیوے جس کا مذہب تفریق کا ہو، اور وہ تفریق کر دے تو قاضی حنفی اس کو نافذ کر سکتا ہے قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائباً ممن مذهبه التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضراً وابی عن الطلاق لان رفع الحاجة الدائمة لا یتیسر بالاستدانة اذا لظاهر انها لا تجد من یقرضها وغنی الزوج مالاً امر متوهم فالتفریق ضروری اذا طلبته الخ۔ (۳) (اب علماء احناف نے بھی دار القضاء اور جماعت مسلمین کے ذریعہ تفریق کی اجازت دی ہے، دیکھئے الحیلة الناجزه للتهانوی۔ ظفیر۔)

معنت شوہر سے امام شافعیؒ کے مسلک پر تفریق ہو سکتی ہے

(سوال ۹۴۱) ہندہ کا نکاح زید سے ہوا تھا، سولہ سال ہوئے ہندہ اب تک اپنے والدین کے گھر ہے، اب تک نہ زید نے اس کو اپنے گھر بلایا اور نہ نان نفقہ دیا اور نہ طلاق دیتا ہے، ہندہ بیمار ہے اطباء کی رائے یہ ہے کہ بغیر نکاح کے

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۱۸. ط.س. ج۳ ص۴۹۶ ظفیر.
(۲) رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۲۲. ط.س. ج۳ ص۵۰۱. ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقه ج۲ ص ۹۰۳. ط.س. ج ۵۹۰ ظفیر

ازالہ مرض ممکن نہیں ہے اگر ازدواج نہ ہوا تو ہلاکت کا اندیشہ ہے، تو نکاح ثانی ہندہ کا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) اصل مذہب حنفیہ کا اس بارے میں یہ ہے کہ بدون طلاق شوہر کے تفریق نہیں ہو سکتی جیسا کہ در مختار میں ہے ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانوا عها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها الخ وجوزه الشافعی باعسار الزوج وبتضرر ها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ نعم لوامر شافعیا فقضی به نفذ اذا لم یرتش الآمر والمامور۔(۱) اور ہدایہ میں ہے ومن اعسر بنفقة امرأ ته لم یفرق بینهما ویقال لها استدینی علیه وقال الشافعیؒ یفرق لانه عجز عن الا مساك بالمعروف فینوب القاضی نیا به فی التفریق الخ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کا مذہب اس صورت میں تفریق کا نہیں ہے لیکن بضرورت اگر امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق فتویٰ دیا جاوے اور قاضی شافعی سے تفریق کرادی جاوے تو درست ہے کذا فی الشامی۔

زوجہ مجنون کیا کرے

(سوال ۹۴۲) زید بدختر ے صغیرہ بولایت پدرش نکاح کرد و منکوحہ در خانہ پدر ماند، قبل ازانکہ منکوحہ بہ بلوغت رسد زید مجنون گشت، اکنوں چونکہ منکوحہ بہ بلوغت رسیدہ است زید باو ہرگز متوجہ نیست واز کار زن و شو معطل است، پس تفریق فیمابین زید و زوجہ ونکاح ثانی جائز است یا نہ۔

(الجواب) قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشاً کجنون وجذام وبرص الخ(۳) وقال فی الشامی قوله ولا یتخیر الخ ای لیس لواحد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفة وابی یوسف الخ۔(۴) پس معلوم شد کہ مذہب امام ابو حنیفہؒ عدم تفریق است بصورت مذکورہ وعدم جواز نکاح ثانی۔

دیوانہ کی بیوی کے لئے تفریق ہے یا نہیں دوسرے مذہب پر عمل اس سلسلہ میں کیسا ہے

(سوال ۹۴۳) زنے را کہ شوہرش دیوانہ شدہ می رسد کہ بلا تفرقہ قاضی شرعی وبشرط نبودن قاضی شرعی بلا حکم حاکم وقت فسخ نکاح کند یا نہ، دریں بلاد کہ قاضی شرعی عدیم الوجود است حکم حاکم انگریز نائب مناب قاضی شرعی تواند شد یا نہ، و حنفی را عمل بمذہب دیگر روا باشد یا نہ۔

(الجواب) قال فی الدر المختار ولا یتخیر احدالزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشاً کجنون وجذام وبرص الخ۔(۵) پس تفریق میاں مجنون وزوجہ اش عند الحنفیہ علی المذہب الصحیح الراجح درست نیست واگر قاضی حنفی است اور اہم نمی رسد کہ تفریق در میان او شاں کند، پس بصورت نبودن قاضی بہیچ وجہ تفریق درست نیست وحکام وقت بحکم قاضی شرعی نباشند، البتہ حکم مسلم فریقین بحکم قاضی می باشد ولیکن از جانب مجنون ایں ہم متصور

(۱) ایضاً ظفیر۔ (۲) هدایه باب النفقة ج ۲ ص ٤١٦. ظفیر۔
(۳) الدر المختار باب العنین وغیره ج ۱ ص ۲٥٤. ۱۲ ظفیر۔
(٤) رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۲۲. ط. س. ج۳ ص ۵۰۱. ۱۲ ظفیر۔
(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۲۲. ط. س. ج۳ ص ۵۰۱. ۱۲ ظفیر۔

نیست، البتہ اگر قاضی شافعی المذہب باشد مثلاً واو حکم فسخ کند صحیح است و حنفیاں را دریں صورت مذہب غیر عمل کردن درست نیست۔(۱) (حالات سے مجبور ہو کر علماء احناف نے تفریق کی صورت نکالی ہے اور اس کی اجازت دی ہے، اس کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق لمولٰنا الرحمانیؒ یا الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ ظفیر۔)

شوہر جب خبر نہ لے تو عورت تفریق کے لئے کیا کرے

(سوال ۹٤٤) ایک عورت کا نکاح عبدالحی سے ہوا، بعد نکاح معلوم ہوا کہ اس کا شوہر سخت آوارہ اور عیاش ہے، چنانچہ کچھ دنوں بعد وہ اپنی منکوحہ کو ستانے لگا حتیٰ کہ نان نفقہ بند کر دیا، اور گھر سے نکال دیا، چار برس سے والدین کے گھر پڑی ہے گذارہ کی کوئی صورت نہیں ہے، اس صورت میں زوجین کے درمیان تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسی صورت میں کہ شوہر حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا۔ اور نفقہ نہیں دیتا اس کو لازم ہے کہ زوجہ کو طلاق دے دے، پس اس کو مجبور کیا جائے اور کرایا جائے کہ جس طرح وہ طلاق دے دے، (۲) بدون طلاق کے عند الحنفیہ نفقہ وغیرہ نہ دینے کی وجہ سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی کذا فی الدر المختار۔(۳) بعد کے علماء نے تفریق کی صورت نکالی ہے، جو قاضی شریعت یا شرعی پنچایت کے ذریعہ ہو سکتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" للتھانویؒ بحث زوجہ متعنت، ظفیر۔)

شوہر بد اطوار ہو اور بیوی کے حقوق ادا نہ کرے تو بیوی علیٰحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹٤٥) زید رنڈی بازی کرتا ہے شراب پیتا ہے، حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا اور نان نفقہ نہیں دیتا، دوسری عورت غیر منکوحہ رکھتا ہے، ایسی حالت میں زید کی زوجہ زید سے علیٰحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) قال فی الدر المختار ۔ ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها الخ (۴) اس روایت سے معلوم ہوا کہ نان نفقہ نہ دینے سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی، اسی طرح دیگر امور میں بھی تفریق کا حکم عند الحنفیہ نہیں ہے، البتہ ایسی حالت میں ناموافقت و خوف و خطر میں ضروری ہے کہ جس طرح ہو سکے شوہر سے طلاق لی جاوے، بعد طلاق کے عدت گذرنے پر دوسرا نکاح عورت کا صحیح ہو گا، بلا طلاق شوہر اول کے دوسرا نکاح درست نہیں ہے (۵) (اب علماء نے متعنت سے علیٰحدگی کی شکل نکالی ہے، اس کے لئے حیلہ ناجزہ دیکھئے۔ ظفیر)

---

(۱) اب علماء نے کچھ نئی راہیں نکالی ہیں اس کے لئے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" للتھانویؒ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ویجب ای الطلاق لو فات الا مساک بمعروف (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ ط س ج۳ص ۲۲۹) ظفیر (۳) ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها ولو موسرا وجوزه الشافعی باعسار الزوج وتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی به نفذ (در مختار) قوله بانواعها الثلاثة وهی ماکول وملبوس ومسکن (رد المحتار باب النفقة مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقة او بالغیبة ج ۲ ص ۹۰۳ ط س ج۳ص ۵۹۰) لیکن اگر اسے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے یا نفقہ کی کوئی صورت نہیں ہے، تو اس صورت میں زوجہ متعنت کے تحت فسخ نکاح کی صورت نکل سکتی ہے بعد کے علماء نے یہ صورت تجویز کی ہے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" للتھانویؒ ۱۲ ظفیر۔
(٤) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقة او بالغیبة ج ۲ ص ۹۰۳ ط س ج۳ص ۵۹۰ ظفیر (۵) اما نکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازه ولم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ ط س ج۳ص ۵۱٦) ظفیر

نان نفقہ نہ دینے والے شوہر سے نکاح فسخ ہوگیا نہیں

(سوال ۹۴۶) ایک شخص اپنی زوجہ کو نان نفقہ نہیں دیتا اور نہ اس کا مہر ادا کرتا ہے جو معجل تھا، ایسی صورت میں حاکم نکاح کو فسخ کرسکتا ہے یا نہیں، شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ صورت مرقومہ میں بحکم حاکم نکاح فسخ ہوسکتا ہے۔

(الجواب) شامی جو کہ معتبر کتاب فقہ کی ہے اس میں لکھا ہے وقوله ولو قضى بالردصح اى لو قضى به حاكم يراه الخ صح(۱) اور در مختار میں ہے و لو قضىٰ به حنفي لم ينفذ الخ(۲) ان مجموعہ روایات سے معلوم ہوا کہ حاکم سے مراد وہ حاکم ہے جس کا مذہب فسخ نکاح کا بحالت مذکورہ ہو حنفی حاکم مراد نہیں ہے، حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوسکتا في الدر المختار ولا يفرق بينهما لعجزه عنها و لا بعدم ايفائه لو غائباً حقها الخ۔(۳)

تنبیہ آج کل بضرورت شدیدہ اس مسئلہ میں مالکیہ کے مذہب پر فتویٰ دیا گیا ہے جس کی تفصیل حیلہ ناجزہ میں مذکور ہے، اس کو دیکھ لیا جاوے۔ (مرتب)

جو شوہر وطی کے بجائے لواطت کرے تو عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۴۷) ایک شخص اپنی زوجہ سے بجائے وطی کے لواطت کرتا ہے اور اس سے باز نہیں آتا، ایسی صورت میں لڑکی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں شوہر سخت گناہگار اور فاسق ہوا، حدیث شریف میں ایسا فعل کرنے والے پر لعنت وارد ہوئے ہے، لیکن اس وجہ سے حاکم ان میں تفریق نہیں کرا سکتا، البتہ شوہر کو تنبیہ کی جاوے کہ وہ اس سے توبہ کرے ورنہ اس کو مجبور کیا جاوے کہ وہ طلاق دے دے یا خلع کرے اور عورت کو بحالت مذکورہ شوہر کے پاس جانا نہ چاہئے، بلکہ یا شوہر توبہ کرے اور اس فعل سے باز آوے یا طلاق دے دے یا خلع کرے۔ (فقہاء نے ایسے شوہر کو جو وطی پر قادر نہ ہو، اور لواطت کا عادی ہو، عنین کے حکم میں قرار دیا ہے، اور جو صورت عنین سے گلو خلاصی کی ہے۔ اس سے بھی کی جا سکتی ہے، اس کے لئے دیکھئے کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ۔ ظفیر۔)

شوہر بیس سال کے لئے قید ہو جائے تو عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۴۸) زید کو ایک مقدمہ میں بیس سال کی قید ہوئی، اس کی زوجہ بلا طلاق کے عقد ثانی کرسکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) شوہر کے بیس برس یا کم و بیش قید ہو جانے سے نکاح فسخ نہیں ہوا، لہٰذا اس صورت میں جب تک شوہر طلاق نہ دے اور اس کی عدت نہ گذر جاوے اس وقت تک اس عورت کو دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز نہیں

---

(۱) رد المحتار باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۲۲. ط.س. ج۳ص ۵۰۱. ۱۲ ظفیر۔

(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه مطلبٌ فى فسخ النكاح بالعجز عن النفقه ج ۲ ص ۹۰۳. ط.س. ج۳ص ۵۹۰. ۱۲ ظفیر۔

(۳) ایضاً ظفیر

شوہر تیس سال کے لئے قید ہو گیا اور عورت صبر نہیں کر سکتی تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے

(سوال ۹٤۹) زید کو کسی جرم میں تیس سال کی قید ہو گئی، تین سال گذر چکے ستائیس سال باقی ہیں، اس کی زوجہ کہتی ہے کہ میں اس قدر مدت مدید بلا خاوند صبر نہیں کر سکتی نکاح فسخ کرا دیا جاوے، چنانچہ مقدمہ عدالت میں دائر ہے، زید کہتا ہے میرے دو بچہ ہیں ایک لڑکا پانچ سالہ ایک لڑکی سہ سالہ موجود ہیں، ان کو کون پرورش کرے گا، نان و نفقہ زوجہ اور بچوں کو کون دے گا لہذا میں طلاق دینا اور علیحدہ کرنا نہیں چاہتا، والد زوجہ زید کہتا ہے کہ زید کا کوئی بھائی حقیقی نہیں، دور کے رشتہ کا ہے، نہ زید کے پاس کوئی مکان مملوکہ ہے جس میں علیحدہ رہے، جس رشتہ دار کے مکان میں رکھنا چاہتا ہے اس پر اطمینان نہیں آبروریزی کا ظن غالب ہے، بحالت موجودہ حکم شرعی کیا ہے جبراً نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اصل مذہب حنفیہ کا اس صورت میں یہ ہے کہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اور بدون طلاق دیئے شوہر کے نکاح ثانی کرنا عورت کو درست نہیں ہے کما فی الدر المختار ولا یفرق بینهما بعجزه عنها ولا بعدم ایفائه لو غائباً حقها الخ(۱) در مختار لیکن بعض دیگر ائمہ ایسی صورت میں فسخ نکاح کو جائز فرماتے ہیں، اور حنفی کو بضرورت اس پر عمل کرنا درست ہے، اور احوط یہ ہے کہ جس کا مذہب تفریق اور فسخ نکاح کا ہے اس سے فسخ کرا لیوے۔ قال فی الدر المختار وجوزه الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ حکمه نعم لو امر شافعیا فقضی به نفذ اذا لم یرتش الآمر والمامور بحر در مختار۔(۲) اور شامی میں ہے والحاصل ان عند الشافعی اذا اعسر الزوج بالنفقة فلها الفسخ وکذا اذا غاب وتعذر تحصیلها منه علی ما اختاره کثیرون منهم لکن الا صح المعتمد عند هم ان لا فسخ ما دام مو سرا الخ شامی(۳) ج ۲ ص ٦٥٦ وفیه بعد اسطر قال فی غرر الا فکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا لمن مذهبه التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضراً او ابی عن الطلاق لا ن رفع الحاجة الدائمة لا یتیسر بالا ستدانة اذ الظاهر انها لا تجد من یقر ضها وغنی الزوج مالاً امرٌ متوهم فالتفریق ضرو ری اذا طلبته وان کان غائباً یفرق لان عجزه غیر معلوم حال غیبته الخ ونقل فی البحر اختلاف المشائخ وان الصحیح کما فی الذخیرة عدم النفاذ لظهور مجازفة الشهور الخ والحاصل ان التفریق بالعجز عن النفقة جائز عند الشافعی حال حضرة الزوج وکذا حال غیبته مطلقاً او مالم تشهد بینته باعساره الآن کما علمت مما نقلنا عن التحفة والحالةالا ولی جعلها مشائخنا حکماً مجتهدا فیه فینفذ فیه القضاء دون الثانیة الخ الیٰ ان قال نعم یصح الثانی لمذهب احمد کما ذکره فی کتب مذهبه وعلیه یحمل ما فی فتاویٰ قاری الهدایه حیث سئل عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب اذا قامت بینة علیٰ ذلك وطلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذو قضاء علی الغائب وفی نفاذ

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۳ ط.س. ج۳ص ۵۹۰. ظفیر
(۲) ایضا ج۲ ص ۹۰۳ و ج ۲ ص ۹۰٤. ط.س. ج۳ص ۵۹۰. ظفیر
(۳) رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۳. ط.س. ج۳ص ۵۹۰. ۱۲ ظفیر

القضاء علی الغائب روایتان عند نافعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجھا من الغیر بعد العدة(۱) الخ شامی ج ۲ ص ٦٥٦. پس ظاہر ہے کہ روایات اس بارے میں نہایت مختلف اور مضطرب ہیں لیکن موقع ضرورت میں حنفی کو گنجائش ہے کہ تفریق کرادے اور عدت کے بعد جواز نکاح ثانی کا فتویٰ دے دے۔

دائم المریض شوہر کی بیوی نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۵۰) ایک عورت بعد نکاح کے کچھ مدت خاوند کے ساتھ رہی، بعد کو خاوند کے بدن میں ناسور ہو گیا، دو تین سال سے وہ زخم اچھا ہوتا ہے اور ایک ماہ کے عرصہ میں پھر تازہ ہو کر خون اور پیپ جاری ہو جاتا ہے، خاوند نامرد نہیں لیکن کم طاقتی کے باعث ہمبستر نہیں ہو سکتا، اگر ہوتا ہے تو زیادہ تکلیف ہوتی ہے، خاوند خوراک، پوشاک، مکان وغیرہ سب کچھ دینے کو راضی ہے، مگر عورت اپنی خوشی سے نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے، مہر کا عوض بھی اسمی کے قبضہ میں ہے وہ دینے کا انکار کرتی ہے، عورت کی خوشی سے نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویسقط حقھا بمرة ویجب دیانة احیا نا الخ(۲) پس ایک دفعہ کی وطی کے بعد عورت کا حق ساقط ہو جاتا ہے بایں معنی کہ وہ فسخ نکاح کا دعویٰ شوہر کے عنین ہونے کی بناء پر نہیں کر سکتی ہے، پس صورت مسئولہ میں جب کہ شوہر عنین نہیں ہے اور وطی ہو چکی ہے ولو مرة تو عورت کو حق نہیں ہے کہ نکاح فسخ کرادے، لیکن اگر شوہر چاہے طلاق دے دے یا عورت سے کچھ مال لے کر بالعوض مہر خلع کر لیوے۔ (علماء نے عورت کی خشیت زنا کے پیش نظر گنجائش پیدا کی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزہ اور کتاب الفسخ والتفریق ظفیر)

متعنت کی بیوی انگریزی عدالت کے ذریعہ نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۵۱) مسماۃ ساجرہ بالغہ کا شوہر اس کو نان ونفقہ نہیں دیتا نہ طلاق دیتا ہے نہ گھر رکھتا ہے، ایسی حالت میں عورت مذکورہ حاکم انگریزی مجاز سے خلع یا فسخ نکاح کرا سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت فسخ نکاح اول اور دوسرا نکاح جائز ہونے کی نہیں ہے، البتہ اگر حاکم یا کوئی دوسرا شخص زبردستی بھی شوہر سے طلاق دلوادے گا یا خلع کردے گا تو طلاق واقع ہو جاوے گی۔

بد چلن شوہر کی بیوی کیا کرے

(سوال ۹۵۲) ایک لڑکی کا شوہر بد چلن ہے لڑکی کو اپنے گھر نہیں بلاتا نہ طلاق دیتا ہے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں جب تک اس لڑکی کا شوہر طلاق نہ دیوے اور عدت نہ گذر جائے اس وقت تک اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا شرعاً درست نہیں ہے (دارالقضاء اور شرعی پنچائت کے ذریعہ اس طرح کے مصائب سے عورت کو نکالا جا سکتا ہے۔(۳) ظفیر۔)

---

(۱) رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۳ و ج ۲ ص ۹۰٤ .ط.س ج۳ص ۱۲.۵۹۰ ظفیر (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب القسم ج ۲ ص .ط.س ج۳ص ۱۲۲۰۲ ظفیر (۳) دیکھئے الحیلة الناجزه للتهانوی اور کتاب الفسخ والتفریق للرحمانی ـ ظفیر.

مجذوم کی بیوی فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۵۳) زید کو جذام ہو گیا ہے اس کی زوجہ ہندہ اس سے سخت نفرت کرتی ہے اور زید کے گھر جانا نہیں چاہتی انکار کرتی ہے، شرعاً زید و ہندہ میں جدائی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب میں اگر شوہر کو جذام وغیرہ لاحق ہو جاوے تو اس کی زوجہ اس کے نکاح سے علیٰحدہ نہیں ہو سکتی۔ اور عورت کو اختیار فسخ کرنے نکاح کا نہیں ہے، لہٰذا ایسی حالت میں کہ عورت وہاں جانا نہیں چاہتی، اس کے شوہر سے کہا جاوے کہ وہ طلاق دے دیوے، بعد طلاق کے اور بعد عدت گذرنے کے اس عورت کا دوسرا نکاح صحیح ہے، بدون طلاق کے علیٰحدگی کی کوئی صورت نہیں ہے قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشاً کجنون و جذام الخ۔(۱) (لیکن امام محمدؒ نے اجازت دی ہے۔(۲) اور اس پر فتویٰ دیا گیا ہے۔(۳) ظفیر۔)

عوت کے کابل ہجرت کرنے سے نکاح فسخ نہیں ہوگا

(سوال ۹۵۴) زن منکوحہ ارادہ ہجرت بسوئے کابل دارد مگر شوہر او اجازت ندہد، ہجرت او جائز است یا نہ ودر حالت ہجرت نکاح او فسخ شود یا نہ۔

(الجواب) ہجرت آں زن روا و نکاح فسخ نمی شود۔

عدم واقفیت سے جذامی سے نکاح ہو گیا تو فسخ کے لئے کیا کرے

(سوال ۹۵۵) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح جذامی شخص کے ساتھ عدم واقفیت سے دھوکہ میں آ کر اس کے والدین نے کر دیا، اور رخصت تاہنوز نہیں ہوئی، بعد نکاح ہونے کے اس شخص کے مرض سے آگاہی ہوئی، ایسی صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو باقاعدہ علیٰحدگی کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) در مختار میں ہے ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر لو فاحشاً کجنون و جذام و برص الخ وفی الشامی قولہ ولا یتخیر الخ ای لیس لواحد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفةؒ و ابی یوسفؒ الخ(۴) پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا اور موافق قول شیخین کے جو کہ صحیح ہے زوجہ کو اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے، البتہ اگر شوہر طلاق دے دیوے تو علیحدہ ہو سکتی ہے، پس اگر جدا ہونا ہے تو شوہر سے طلاق لینا چاہئے۔ (امام محمدؒ کے قول پر فسخ کی صورت ہے، اس کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق للرحمانی۔ ظفیر)

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ج۲ ص ۸۲۲. ط.س. ج۳ص ۵۰۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة مطلقا ومحمد فی الثلاثة الاول لو بالزوج کما یفہم من البحر وغیرہ (رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲. ط.س. ج۳ص ۵۰۱) ظفیر
(۳) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزہ للتھانوی اور کتاب الفسخ والتفریق للرحمانی ۱۲ ظفیر.
(۴) رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۲۲. ط.س. ج۳ص ۵۰۱. ۱۲ ظفیر

نان نفقہ جب شوہر نہ دے تو عورت کیا کرے

(سوال ۹۵۶) ایک شخص اپنی عورت کو نان و نفقہ نہیں دیتا تو عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

(الجواب) جب تک شوہر طلاق نہ دیوے گا عورت اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور دوسرا نکاح درست نہ ہوگا، پس جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے۔ (یا دار القضاء میں مقدمہ دائر کر کے نکاح فسخ کرایا جائے۔ ظفیر۔)

جس کے شوہر کو قید کی سزا ہو گئی وہ کیا کرے

(سوال ۹۵۷) زید کو قمار بازی میں پانچ سال کی قید ہو گئی اس کی زوجہ کے لئے نفقہ کی کوئی صورت نہیں ہے، وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں جس طرح بھی ہو زید سے طلاق دلائی جاوے ورنہ پھر کسی اسلامی ریاست میں جا کر عورت قاضی کے یہاں علیحدگی کی درخواست گذاردے وہ قاضی کسی شافعی یا مالکی المذہب قاضی کے ذریعہ تفریق کرا سکتا ہے، کیونکہ اگرچہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عدم ادائے نفقہ کی صورت میں تفریق نہیں، لیکن کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ اگر حنفی قاضی شافعی قاضی کو حکم کر دے تو اس کی قضاء عورت کے حق میں نافذ ہو جائے گی، نعم لو امر شافعیاً نفذ قضائه الخ در مختار۔(۱)

شوہر جب سوزاک و آتشک میں مبتلا اور آوارہ ہو تو بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۵۸) زید اور ہندہ دونوں کی شادی دونوں کی نابالغی کی حالت میں ہوئی تھی، پھر بعد بلوغ کے ہندہ پارسا پابند صوم و صلوٰۃ نکلی اور زید شرابی و زناکار سخت آوارہ نکلا بوجہ آوارگی ایک پیسہ نہیں کماتا، آتشکی و سوزاک کے مرض میں مبتلا ہے، زید طلاق دیتا ہے اور نہ خلع کرتا ہے، پس یہ بات تو اہل علم پر ظاہر ہے کہ علی ما فی عامة کتب الفقه ہمارے امام محمدؒ نے شوہر کے مجنون اور مبروص و مجذوم ہونے کی حالت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے، اور فتاویٰ عالمگیری میں حاوی قدسی سے منقول ہے کہ امام محمدؒ نے جنون مطبق کو مثل جب کے فرمایا ہے و به ناخذ پس عیوب ثلاثہ میں سے ایک عیب میں عورت کے لئے اختیار ہونے پر فتویٰ بھی ہوا ہے، اور در مختار میں ہے ولو قضی بالرد صح یعنی اگر عیوب خمسہ میں سے کسی کے سبب سے مالکی یا شافعی یا حنبلی قاضی نکاح فسخ کر دے تو اس کا حکم صحیح ہوگا۔ پس اگر ہندہ اس سخت ناچاری اور مجبوری کی حالت میں زوجہ مفقود کے مسئلہ کی طرح عالم مالکی سے اور جہاں علمائے احناف کے سوائے اور کسی مذہب کا عالم نہ ہو وہاں عالم حنفی ہی سے اپنے نکاح کو فسخ کرالے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اقول وبالله التوفيق علامہ شامی نے اول تو فتح القدیر سے یہ نقل کیا ہے وقد تكفل في الفتح برد ما استدل به الائمة الثلاثة ومحمد رحمه الله بما لا مزيد عليه جس سے ضعف قول امام محمد رحمہ اللہ محقق ہوا۔ اور عبارت در مختار ولو قضى بالرد صح پر یہ لکھا ہے ای لو قضى به حاكم يراه پس معلوم ہوا کہ مراد حاکم شافعی یا مالکی یا حنبلی ہے، حاکم و قاضی حنفی کو حکم فسخ کرنا صحیح نہیں ہے چہ جائیکہ عالم حنفی کو کہ وہ قاضی بھی

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹ ۰ ۳ ط.س. ج۳ ص ۵۹۰. ۱۲ ظفیر.

نہیں ہے (موجودہ حالات میں علماء نے جماعت مسلمین، شرعی پنچائت اور دار القضاء کے ذریعہ فسخ کی صورت پر فتویٰ دیا ہے، اس سلسلہ میں حضرت تھانویؒ کی کتاب الحیلۃ الناجزہ اور مولانا عبد الصمد رحمانی کی کتاب الفسخ والتفریق دیکھی جائے۔ ظفیر۔)

دس سال تک جس کے شوہر نے خبر نہیں لی، اس کا کیا کیا جائے

(سوال ۹۵۹) ایک شخص نے دس سال سے اپنی زوجہ منکوحہ کی خبر نہیں لی اور کسی مقام دور دراز پر چلا گیا اور نفقہ نہیں دیا، اس صورت میں حالت نہ ملنے طلاق کے کوئی صورت نکاح ثانی کی عورت کے لئے ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں عورت کی رہائی کی صورت یہی ہے کہ اس کے شوہر سے طلاق لی جاوے بعد طلاق کے عدت گذار کر عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے، بدون اس کے کوئی صورت علیٰحدگی کی نہیں ہو سکتی۔ (یہ شوہر متعنت ہے، رہائی کی صورت یہ ہے کہ شرعی پنچائت میں یا جہاں قاضی شریعت ہے وہاں قاضی کے یہاں درخواست دے کر چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانویؒ یا کتاب الفسخ والتفریق از مولانا رحمانیؒ۔ ظفیر۔)

نان نفقہ شوہر نہ دے تو عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۶۰) ایک شخص اپنی زوجہ کی قطعاً خبر گیری نان پارچہ وغیرہ کی نہیں کرتا اور نہ حقوق زوجیت ادا کرتا ہے حتی کہ خطوط کا جواب بھی نہیں دیتا، عورت نے واسطے تقاضہ خرچ کے خود بھی بہت سے خطوط روانہ کئے اور دوسروں سے بھی روانہ کرائی لیکن اس کو مطلق التفات نہیں ہے ایسی حالت میں عورت کو دوسرا نکاح کرنا حلال ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ولا یفرق بینهما بعجزه عنها الخ ولا بعدم ایفائه حقها الخ الی ان قال ولو قضیٰ به حنفی لم ینفذ الخ نعم لو امر شافعیا فقضیٰ به نفذ الخ و فی رد المحتار قال فی غرر الا فکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذهبه التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضراً او ابی عن الطلاق الخ(۱) ج ۲ ص ۹۵۹ شامی۔ پس ان روایات سے واضح ہوا کہ حنفیہ کا مذہب اس صورت میں تفریق کا نہیں ہے، البتہ جس امام کے نزدیک اس صورت میں تفریق صحیح ہے اس مذہب کا حاکم و قاضی تفریق کرا سکتا ہے اگر شوہر طلاق دینے سے انکار کرے، اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جس طرح ہو شوہر سے کہہ کر اس کی زوجہ کو طلاق دلائی جاوے یا اس کو کہا جاوے کہ نان و نفقہ زوجہ کی خبر گیری کرے ورنہ قاضی حنفی کسی دوسرے مذہب والے کو جس کا مذہب تفریق کا ہے اپنا نائب بنا دے کہ وہ تفریق کر دیوے۔(۲)

---

(۱) رد المحتار باب النفقه مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقة او بالغیبة ج ۲ ص ۹۰۳ ط.س. ج۳ ص ۵۹۰۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) اس سلسلہ میں دیکھئے الحیلة الناجزه للتهانوی بحث زوجه متعنت ۱۲ ظفیر۔

شوہر کی زیادتی کی صورت میں بیوی فسخ نکاح کے لئے کیا کرے

(سوال ۹٦۱) ہندہ کے ساتھ اس کا شوہر زید اور دیگر رشتہ داران شوہری بد سلوکی سے پیش آویں اور زدوکوب وقتاً فوقتاً کرتے رہیں، اور زید اور اس کے رشتہ داران یعنی پدر وماں ہندہ کو اپنے مکان سے جبراً بے عزتی کے ساتھ بے پردہ کرکے نکال دیں تو آیا اس کو بذریعہ عدالت نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہے اور بصورت دعوی اعادہ حقوق زن و شوہر ہندہ بربناء عذر مذکور مدعی کے پاس جانے سے انکار کر سکتی ہے۔

(الجواب) فسخ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے، لیکن بذریعہ عدالت وغیرہ شوہر کو اس پر مجبور کرا سکتی ہے کہ یا وہ اس کو اچھی طرح رکھے اور حقوق ادا کرے اور یا طلاق دے دے، غرض یہ ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے اس صورت میں تفریق نہیں ہو سکتی، اور اگر شوہر کی طرف سے یہ دعوی ہو کہ ہندہ شوہر کے گھر آباد ہو تو تاوقتیکہ شوہر کی طرف سے اس کا اطمینان نہ ہو کہ وہ آئندہ ایذا دہی اور بے حرمتی نہ کرے گا ہندہ اس کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے اور نفقہ ہندہ کا اس صورت میں شوہر کے ذمہ واجب ہے والدین کے گھر رہ کر نفقہ لے سکتی ہے، کیونکہ اس صورت میں ہندہ خود شوہر کے گھر سے ناشزہ ہو کر نہیں نکلی بلکہ وہ بے عزتی کے ساتھ جبراً نکالی گئی ہے، در مختار میں جن عورتوں کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے ان کے بیان میں ذکر کیا ہے **وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود ولو بعد سفره خلافا للشافعي والقول لها في عدم النشوز بينهما الخ**(۱) پس ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں ہندہ خود شوہر کے گھر سے نافرمان ہو کر نہیں نکلی بلکہ نکالی گئی ہے، پس کوئی وجہ سقوط نفقہ کی نہیں ہے۔

عورت کہتی ہے کہ میرا شوہر خنثیٰ ہے اس کا دوسرے سے نکاح کرنا کیسا ہے

(سوال ۹٦۲) ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے حالت نابالغی میں ہوا تھا، بعد بلوغ عورت نے دعوی کیا مرد خنثیٰ ہے، معلوم ہوا کہ مرد کا اندام مخصوصہ ڈیڑھ دو انچ ہوگا، کیا یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں، طلاق کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے **ولو قصيراً لا يمكنه ادخاله داخل الفرج فليس لها الفرقة بحر وفيه نظر الخ وفي الشامي قوله وفيه نظر اشار الى ما قاله الشر نبلا لى في شرحه على الوهبانية الخ قلت لكن لم ينفرد به صاحب القنية بل نقله في الفتح والبحر عن المحيط الخ** .(۲) الغرض حاصل یہ ہے کہ صورت سوال کے موافق نکاح منعقد ہو گیا اور اس وجہ سے ان میں تفریق نہ کی جاوے گی، البتہ اگر شوہر طلاق دے دے یا اس سے طلاق کسی طرح لے لی جاوے تو پھر نکاح ثانی عورت مذکورہ کا دوسرے شخص سے جائز ہے۔

شافعی المذہب عورت نان نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق کرا سکتی ہے

(سوال ۹٦۳) زید و ہندہ شافعی ہیں، اور عقد کو نو سال ہوئے، زید نے نان و نفقہ نہیں تو کیا ہندہ زید سے بمذہب

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ص ۵۷٦. ۱۲ ظفیر.
(۲) دیکھئے رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۱٦. ط.س. ج۳ص ٤۹٤. ۱۲ ظفیر.

امام شافعی مخلصی حاصل کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں موافق مذہب امام شافعی کے ہندہ تفریق کرا سکتی ہے کما فی الهدایه وقال الشافعي يفرق لانه عجز عن الا مساك بالمعروف فينوب القاضي منابه في التفريق الخ۔(۱)

نان نفقہ نہ ملنے کی وجہ سے تفریق

(سوال ۹٦٤) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی، جس کو اٹھارہ سال کا عرصہ ہو گیا، زید نے اس عرصہ میں ہندہ کو ایک پیسہ نان و نفقہ کا دیا نہ اپنے پاس بلایا نہ حقوق زوجیت ادا کیا اور نہ وہ ہندہ کو طلاق دیتا ہے، تو کسی مذہب کی رو سے ایسی عورت بلا طلاق شوہر کے عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسی حالت میں کتب فقہ میں لکھا ہے کہ قاضی شافعی المذہب سے تفریق کرائی جائے، در مختار میں ہے نعم لو امر شافعيا فقضى به نفذ الخ ۔(۲)

نان نفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹٦٥) ہندہ کا نکاح خالد سے ہوا تھا، بہت عرصہ ہوا، لیکن اس وقت تک خالد نے ہندہ کو نفقہ نہیں دیا، اور تکلیف پہنچائی کچھ عرصہ ہوا کہ خالد خزانہ سرکاری میں چوری کر کے روپوش ہو گیا، اب ہندہ دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) ولا يفرق بينهما بعجزه بانوا عها الثلاثة ولا بعدم ايفائه لو غائباً حقها ولو موسراً وجوزه الشافعي باعسار الزوج وبتضر رها بغيبته ولو قضى به حنفي لم ينفذ الخ۔(۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے مذہب میں شوہر کے نفقہ نہ دینے سے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے سے اور شوہر کے غائب ہونے کی وجہ سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی او عورت کو نکاح ثانی کرنا جائز نہیں ہے، اور امام شافعیؒ نے زوج کے مفلس ہونے اور زوج کے غائب ہونے کی صورت میں تفریق کو جائز فرمایا ہے، لہٰذا تم قاضی یا حاکم شافعی المذہب سے تفریق کرانے کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہو، (۴) اور قاضی یا حاکم حنفی المذہب تفریق نہیں کر سکتا ہے۔

شوہر اندھا ہو جائے تو عورت علیحدہ نہیں ہو سکتی ہے

(سوال ۹٦٦) بحالت نابالغی نکاح ہوا، بعد میں لڑکا نابینا ہو گیا پہلے بینا تھا، اب دلہن چاہتی ہے کہ دولہا کو چھوڑ دوں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ولا يتخير احد الزوجين بعيب في الآخر ولو فاحشا كجنون و جذام الخ اور شامی میں ہے قوله ولا يتخير الخ اى ليس لو احد من الزوجين خيار فسخ النكاح بعيب في الآخر عند ابي حنيفة الخ بناءً (۵) علیہ صورت مسئولہ میں دولہا کے نابینا ہو جانے کی وجہ سے دلہن کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اس نکاح کو فسخ کر دے اور اس نابینا دولہا کو چھوڑ کر دوسرا دولہا کرے۔

---

(۱) دیکھئے هدايه باب النفقه ج ۲ ص ٤١٦ ۔ ظفير ۔ (۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۳ ۔ ظفير
(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۳ ۔ ط.س. ج۳ ص ۵۹۰ ۔ ۱۲ ظفير ۔
(٤) نعم لم امر شافعيا فقضى به نفذ ۔ (ايضا) ط.س. ج۳ ص ۵۹۰ ظفير ۔ (۵) ديكهئے رد المحتار باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۲ ۔ ط.س. ج۳ ص ۵۰۱ ۔ ظفير ۔

نامرد کی بیوی کیا کرے

(سوال ۹۶۷) باکرہ لڑکی کا نکاح ہوا، اور چند مرتبہ وہ لڑکی زوج کے یہاں گئی آئی اور اب وہ بالغہ ہو گئی، لیکن وہ کہتی ہے کہ یہ مرد عورت کے کام کا نہیں ہے یعنی نامرد ہے جیسا زوجین میں ہم بستری ہوتی ہے اس سے کبھی نہیں ہوئی اور وہ شخص طلاق بھی نہیں دیتا، اب جو حکم شرعی ہو وہ تحریر فرمائیں، یہاں کوئی قاضی بھی نہیں ہے۔

(الجواب) شوہر کے نامرد ہونے سے نکاح باطل نہیں ہوتا بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی اس وقت نہیں (۱)

نامرد کی بیوی کا نان نفقہ اور مہر

(سوال ۹۶۸) ایک لڑکے اور لڑکی نابالغ کا عقد چھ سال ہوئے ہوا تھا، لڑکی اس وقت بالغ ہے، لڑکے کی نسبت مشہور ہے کہ وہ نامرد اور معذور ہے، کوئی کام نہیں کر سکتا، ایسی صورت میں طلاق اور خرچ نان و نفقہ و مہر کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے، اس عرصہ میں لڑکی اپنی سسرال میں بھی رہی ہے۔ اگر مرد طلاق دے دے تو مہر ادا کرنا ہوگا یا نہیں، اور نفقہ چھ سال کا ادا کرے گا یا نہیں۔

(الجواب) بدون طلاق کے عورت اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہو سکتی اور اگر خلوت ہونے کے بعد شوہر طلاق دیوے گا تو مہر پورا لازم ہوگا والخلوة الخ كالوطى فيما يحيى ولو كان الزوج مجبوباً او عنينا او خصيا الخ (۲) در مختار۔ اور نفقہ گذشتہ زمانہ کا ساقط ہو جاوے گا والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء اوالرضا الخ در مختار۔ (۳)

(الجواب) (متعلق سوال مکرر نمبر ۹۶۸) آپ کے مسئلہ کا جواب وہی ہے جو پہلے لکھا گیا، یہ قید نکاح کی ایسی بھاری قید ہے کہ شوہر ہی کے قبضہ میں اس کی رہائی رکھی گئی ہے، شوہر سے زبردستی خواہ خوشی سے جس طرح ہو سکے طلاق لی جاوے، بعد طلاق کے عدت گذرنے پر جو کہ تین حیض ہیں دوسرا نکاح جائز ہو جاوے گا، اور طلاق اگر زبردستی سے بھی شوہر سے دلوادی جاوے تو واقع ہو جاتی ہے، پس شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ جس طرح ہو سکے وہ طلاق دیوے۔ (۴)

(۱) بذریعہ مسلمان حاکم یا بہار میں بذریعہ قاضی امارت شرعیہ اور دوسرے ان جگہوں میں مسلمان حاکم نہ ہونے کی صورت میں بذریعہ مسلمان پنچایت شوہر عنین سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے "الحيلة الناجزه" للتهانوی ۱۲ ظفیر

(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٦٧ و ج ۲ ص ٤٦٨ ط س ج۳ص ۱۱٤. ظفیر

(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰٦ ط س ج۳ص ٥٩٤ . ۱۲ ظفیر

(٤) اگر کسی طرح طلاق نہ دے، تو قاضی یا مسلمان حاکم یا پنچ مسلمان پنچایت کے سامنے مقدمہ پیش کر کے شرعی قوانین سے طلاق حاصل کی جا سکتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے "الحيلة الناجزه" للتهانوى رحمه الله ۱۲ ظفیر

معذور اور مخبوط الحواس کی بیوی کیا کرے

(سوال ۹۶۹) میری ہمشیرہ کی شادی کم سنی میں ہوئی تھی، اس کا شوہر مخبوط الحواس ہے دونوں ٹانگیں مع دھڑ ماری ہوئی ہیں، اب لڑکی بالغہ ہے اور شوہر اس کا قابل نہیں اور نہ شوہر اپنی مخبوط الحواسی کی وجہ سے طلاق دے سکتا ہے، لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ شوہر اگر مخبوط الحواس اور معذور و مریض ہو تو اس کی زوجہ کو اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں کر سکتے لیکن اگر اس کی بدحواسی حد جنون و دیوانگی کو نہ پہنچی ہو، صرف سفیہ یعنی خفیف العقل ہو تو اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور اگر مجنون یا معتوہ یعنی دیوانہ اور باولا ہے تو پھر اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی ایسی حالت میں مجبوری ہے، در مختار میں ہے ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرھا الخ اوھا زلا او سفیھا خفیف العقل او سکران الخ ای لایقع طلاق المولیٰ علی امرأة عبده والمجنون والصبی والمعتوه من العته وھو اختلال فی العقل الخ۔(۱)

عنین کی بیوی ایک سال کی مہلت کے بعد تفریق کرا سکتی ہے

(سوال ۹۷۰) ایک شخص نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے سے چار صد روپیہ لے کر کر دیا تھا، لڑکا نامرد نکلا، عورت نے اس کی نامردی کا اعلان کر دیا، علاج کی مہلت دی گئی، علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوا، عورت مجبور ہو کر دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے، یہ نکاح جو روپیہ لے کر کیا گیا ہوا یا نہیں، اگر نکاح صحیح ہوا تو عنین کی زوجہ بغیر طلاق کے علیحدہ ہو کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا مگر جو روپیہ لیا گیا اگر بطریق مہر معجّل کے تھا تو عورت کا مملوک ہے، اور اگر باپ نے اپنے واسطے لیا ہے تو روپیہ لے کر دختر کا نکاح کرنا ناجائز اور رشوت ہے واپس کرنا چاہئے۔(۲) بغیر طلاق شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی اس زمانہ میں نہیں ہے، کیونکہ قاضی شرعی کے سوا نہ کوئی مہلت دے سکتا ہے نہ تفریق کر سکتا ہے اور قاضی شرعی اس زمانہ میں نہیں ہے،(۳) لہذا بدون طلاق شوہر کے اور بدون گذرنے عدت کے عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی، در مختار میں ہے ولا عبرة بتاجیل غیر قاضی البلدة الخ۔(۴)

جو شوہر عرصہ تک بیوی کی خبر گیری نہ کرے وہ عورت کیا کرے

(سوال ۹۷۱) ایک شخص بارہ سال سے اپنی منکوحہ کو چھوڑ کر افریقہ چلا گیا اور کسی قسم کی خبر گیری نہیں کرتا اور نہ زوجہ کو اپنے پاس بلاتا ہے اور نہ خود آتا ہے تو اس صورت میں زوجہ کو اختیار دوسرا نکاح کرنے کا ہے یا نہ؟ اور عورت نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہ؟

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹. ط.س. ج۳ص ۲۳۵. ۱۲ ظفیر (۲) احد اهل المرأة شیئا عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳، ط.س. ج۳ص ۱۵٦. ظفیر

(۳) علماء دیوبند و سہارنپور نے حالات سے مجبور ہو کر راستہ پیدا کیا ہے، اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے "الحیلة الناجزة" للتھانوی، بہار میں بذریعہ قاضی امارت شرعیہ، اور دیگر صوبوں میں مسلمان حاکم نہ ہونے کی صورت میں بذریعہ مسلمان پنچایت شرعی کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے ۱۲ ظفیر. (٤) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۱۸. ط.س. ج۳ص ٤۹۷. ۱۲ ظفیر

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق مذہب حنفیہ اس بارے میں یہ ہے کہ شوہر کی عدم خبر گیری کی وجہ سے اور نفقہ نہ دینے کی وجہ سے اور دیگر حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی وجہ سے زوجہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنا نکاح فسخ کردے اور دوسرا نکاح کرلے نکاح کے فسخ کرنے اور طلاق دینے کا اختیار شوہر کو دیا گیا ہے نہ عورتوں کو فی الحدیث الطلاق لمن اخذ الساق۔(۱) یہ صحیح ہے کہ مرد کو ایسا کرنا حرام ہے کہ نہ خبر گیری کرے نہ طلاق دے لقولہ تعالیٰ فامسکو ھن بمعروف او سرحو ھن بمعروف ولا تمسکو ھن ضرارا لتعتدوا،(۲) لیکن اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر شوہر ایسا کرے تو عورت خود نکاح کو فسخ کرلے اور طلاق لے لے، البتہ اگر ایسے حاکم اور قاضی کے سامنے یہ معاملہ پیش کرے جس کا مذہب تفریق کا ہے تو وہ تفریق کر سکتا ہے، در مختار میں ہے ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا بانوا عھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ حقھا لو غائباً الخ (۳) الخ وفی الشامی وعلیہ یحمل ما فی قاری الھدایۃ حیث سئل عمن غاب زوجھا ولم یترک لھا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذلک فطلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ و ھو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عند نا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجھا من الغیر بعد العدۃ الخ۔(۴)

زوجہ عنین کی تفریق بذریعہ حکم

(سوال ۹۷۲) نامرد کے ہمراہ لاعلمی میں کسی عورت کا نکاح کردیا جاوے اور بعد نکاح معلوم ہونے پر مرد کو طلاق دینے پر مجبور کیا جاوے اور وہ شخص طلاق دینے پر رضامند نہ ہو تو اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہو سکتا ہے یا نہ؟

(الجواب) نکاح ہوگیا، پس اول تو شوہر سے کہا جاوے کہ طلاق دے دے ورنہ اس زمانہ میں پھر تفریق کی صورت یہ ہے کہ ایک حکم مقرر کیا جاوے یہ دعوی کرے کہ میں اس نامرد کے نکاح میں رہنا نہیں چاہتی، اس پر شوہر کو ایک برس کی مہلت علاج کے لئے دی جاوے اگر وہ اچھانہ ہو اور قابل جماع کے نہ ہوا تو عورت کے کہنے پر وہ حکم ان دونوں میں تفریق کردے اور نکاح کو فسخ کردے، بعد فسخ کے عورت عدت طلاق کی پوری کرکے دوسرا نکاح کرسکتی ہے کما فی الدر المختار ولو وجدتہ عنینا الخ اجل سنۃ الخ۔(۵) اور شامی میں اس بارے میں حکم بنانے کے جواز میں تامل بھی کیا ہے۔(۶) پس بہتر یہ ہے کہ جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ ط.س. ج۳ص ۲۴۲. ظفیر.
(۲) سورہ البقرہ رکوع ۲۹. ظفیر.
(۳) رد المحتار باب النفقہ ج ۲ ص ۹۰۳ ط.س. ج۳ص ۵۹۰. ظفیر.
(۴) ایضاً ج ۲ ص ۹۰۳ و ص ۹۰۴ ط.س. ج۳ص ۵۹۰. ظفیر.
(۵) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۱۸. ط.س. ج۳ص ۴۹۶. ۱۲ ظفیر.
(۶) ولا یعتبر تاجیل غیر الحاکم کائنا من کان فتح وظاھرہ ولو محکما تامل (رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۱۸ ط.س. ج۳ص ۴۹۷. ظفیر.

جب عنین شوہر نے کبھی وطی نہ کی ہواس کی عورت کا حکم

(سوال ۹۷۳) ایک عورت کا خاوند عنین ہے ایک مرتبہ بھی جماع کی نوبت نہیں آئی اور نہ عورت کو طلاق دیتا ہے اور نہ نان نفقہ دیتا ہے، اس صورت میں مذہب حنفی میں شوہر عنین کی زوجیت اور اس کے دام سے بچنے کی کیا صورت ہے؟

(الجواب) اس صورت میں حنفیہ کے مذہب کے موافق صورت تفریق کی یہ ہے کہ قاضی یعنی حاکم شرعی عورت کے طلب کرنے پر شوہر کو ایک سال کی مہلت علاج کے لئے دیوے، اس عرصہ میں اگر نفع نہ ہو تو عورت کی طلب پر حاکم شرعی تفریق کردے ۔(۱) اب اس وقت یہ تو ہو نہیں سکتا، لہذا سوائے طلاق شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے کذافی کتب الفقه۔(۲)

جس کا شوہر اوباش ہو اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے اس کا حکم

(سوال ۹۷۴) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے کل زیورات وغیرہ اوباشی میں صرف کردیا، زید شرابی دغاباز جواری ہے، اور اپنی زوجہ کو دس گیارہ برس سے نان ونفقہ نہیں دیتا نہ حقوق زوجیت ادا کرتا ہے، اس صورت میں شرعاً فسخ نکاح کی اجازت ہے یا نہیں۔

(الجواب) حنفیہ کے نزدیک بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت ہندہ کی علیحدگی کی نہیں ہے اور بدون طلاق شوہر کے اس صورت میں زوجین میں تفریق نہیں ہوسکتی اور نکاح فسخ نہیں ہوسکتا۔ کما فی الدر المختار لا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه حقها الخ۔(۳)

جو شوہر احکام شرعیہ کا مخالف ہو اس سے نجات کی صورت

(سوال ۹۷۵) ہندہ کا شوہر زید چھ سال سے آوارہ ہے، ایک بازاری عورت کے یہاں پڑا ہے، احکام شرعیہ اور نیز پردہ کا سخت مخالف ہے، نہ ہندہ کے پاس آتا ہے نہ اس کو خرچ دیتا ہے، اور طلاق دینے سے بھی انکار کرتا ہے، ہندہ اس کے پاس جانا نہیں چاہتی اور دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے، اس صورت میں دوسرا نکاح ہندہ کا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے کیونکہ بحالت موجودہ ہندہ کو اس کے ساتھ بھیجنا بھی مناسب نہیں ہے، اور بدون طلاق کے اور بدون گذرنے عدت کے ہندہ کو دوسرا نکاح کرنا بھی شرعاً درست نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) ولو وجدته عنينا الخ اجل سنة الخ فان وطى مرة فبها والا بانت بالتفريق من القاضى ان ابى طلاقها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۱۸. ط.س.ج۳ص۴۹۶) ظفير.

(۲) جہاں قاضی یا حاکم شرعی حکومت کی طرف سے نہ ہو، وہاں مسلمانوں کی شرعی پنچایت قائم مقام بنائی جاسکتی ہے اور اس کا فیصلہ نافذ ہوگا (دیکھئے حیلہ ناجزہ، اسی طرح دار القضاء بھی تفریق کراسکتا) (دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ج ۲ ص ۹۰۳۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے الحیلۃ الناجزہ میں علماء کے اتفاق سے ایسے شوہروں سے نجات کی صورت بذریعہ شرعی پنچایت یا قاضی لکھی ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی نے کتاب الفسخ والتفریق میں تفریق کا جواز ثابت کیا ہے۔ ظفیر۔

(۴) ایسا شخص متعنت ہے اور بذریعہ قاضی یا شرعی پنچایت نکاح فسخ ہوسکتا ہے اس کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ اور کتاب الفسخ والتفریق۔ ظفیر۔

تراضی مسلمین سے مقرر قاضی کا فیصلہ جائز ہے

(سوال ۹۷٦) یہاں قومی عدالت میں ایک درخواست گذری ہے جس میں مدعیہ کا بیان ہے کہ اس کے خاوند نے آٹھ سال سے اس کو چھوڑ دیا ہے اور نان نفقہ کی مطلق فکر نہیں کرتا، نہ اس بات کی امید ہے کہ کہنے سننے سے راضی ہو کر اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے یا علیحدگی میں اس کے کھانے کپڑے کا کفیل ہو، اس صورت میں عدالت کی جانب سے کیا فیصلہ کیا جائے، مدعا علیہ طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہے اور مدعیہ موجودہ طرز زندگی سے تنگ آکر کسی طرح سے بے تعلقی حاصل کرنے کی خواہش مند ہے، مدعی کی نسبت یہاں مدعیہ کی درخواست آنے سے بہت دن قبل مدعا علیہ نماز پڑھنے اور مسجد میں آنے سے انکار کرنے اور نمازیوں پر لعنت کرنے کے جرم میں اس کے ساتھ جماعت نے قطع تعلق کر دیا ہے۔

(الجواب) عبارت تاتارخانیہ وغیرہ سے جو علامہ شامی نے نقل کی ہے، یہی معلوم ہوتا ہے کہ تراضی مسلمین سے جو قاضی مقرر ہوتا ہے اس کو فصل خصومات میں حکم قاضی شرعی کا ہے، (۱) البتہ صاحب فتح القدیر نے اس میں تحقیق فرمائی ہے کہ اول والی مسلم مقرر کر لیں، پھر وہ والی قاضی کو مقرر کر لے، (۲) اس میں شک نہیں ہے کہ یہ پورے اطمینان نفس کی بات ہے کما قال صاحب النہر، اس کے بعد یہ ہے کہ عند الحنفیہ قاضی حنفی صورت مسئولہ میں تفریق نہیں کر سکتا لیکن بعض ائمہ کا مذہب تفریق کا ہے، لہذا مسئلہ مجتہد فیہا ہوا، سو ایسی حالت میں اگر قاضی مجتہد ہو تو عند البعض اس کا حکم اپنے کے خلاف نافذ ہو جاتا ہے لیکن اصح واحوط یہی ہے کہ نافذ نہیں ہوتا، اور اگر قاضی مجتہد نہ ہو جیسا کہ اب اگر کوئی قاضی ہوگا تو وہ ایسا ہی ہوگا تو اس کا حکم خلاف اپنے مذہب کے کسی حال میں نافذ نہیں ہوتا کما فی الشامی فاما المقلد فانما ولاہ لیحکم بمذهب ابی حنیفة فلا یملك المخالفة الخ ج ٤ ص ۳۳۵ کتاب القضاء احقر کے خیال میں یہی ہے کہ جب کہ قاضی مجتہد نہیں ہے تو مسائل مجتہد فیہا میں بھی اس کی قضاء خلاف مذہب نافذ نہ ہوگی۔(۳)

ظالم شوہر سے نجات کی صورت

(سوال ۹۷۷) زید اپنی زوجہ کو نہ نان ونفقہ دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے، اب ہندہ کیا کرے۔

(الجواب) عند الحنفیہ زید کو مجبور کیا جاوے کہ یا وہ نفقہ دے ورنہ طلاق دے وے بدون طلاق زید کے تفریق نہیں ہو سکتی کذا فی الدر المختار۔(٤)

---

(۱)
(۲)
(۳) اس کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانوی جس میں دوسرے مسلک کے مجتہد کے مسائل کے مطابق تفریق کی علماء ہند نے اجازت دی ہے ۱۲ ظفیر۔
(٤) ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه حقها ولو موسرا وجوزه الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی به نفذ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۳، ط.س. ج ۳ ص ۵۹۰) اب ہمارے علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے، اس کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانوی۔ ظفیر۔

جو شوہر بیوی کا جانی دشمن ہو اس کے ساتھ رہنا مناسب نہیں

(سوال ۹۷۸) میرا خاوند مجھ سے ایک عرصہ سے سخت ناراض اور خواہاں جان کا ہے، دو حملہ مجھ پر کر چکا ہے، ایک حملہ بندوق کا اور دوسرا حملہ چاقو کا ناک کاٹنے کی نیت سے کیا، چونکہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے، اس لئے میں اس کے نکاح سے جدا ہونا چاہتی ہوں۔

(الجواب) ایسے شوہر کے پاس بھیجنا عورت کو نہ چاہئے تاوقتیکہ اس کی طرف سے اطمینان نہ ہو لیکن اس کے نکاح سے بدون طلاق کے جدا نہیں ہو سکتی، لیکن اگر عدالت جبراً شوہر سے طلاق دلوادے گی تب بھی طلاق واقع ہو جاوے گی۔(۱)

دیوث کی بیوی کا شوہر کے پاس رہنا مناسب نہیں

(سوال ۹۷۹) ایک عورت ہندو مشرف باسلام ہوئی، اور ایک شخص نو مسلم نے اس سے نکاح کر لیا، لیکن وہ عورت کو بدفعلی اور کسب کرانے پر مجبور کرتا ہے، ایسی حالت میں عورت کو کیا کرنا چاہئے، اگر شوہر ضداً طلاق نہ دے تو عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں، اور شوہر سے علیٰحدگی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ وہ شخص ایسا شریر النفس اور ظالم و بدکار ہے جو کہ سوال میں مذکور ہے اور سائلہ کو معصیت پر مجبور کرتا ہے تو بحالت مذکورہ اس کے پاس نہ رہنا چاہئے اور شریعت مجبور نہیں کرتی ایسے ظالم و فاسق کے ساتھ رہنے پر، البتہ بدون اس کے طلاق دینے کے نکاح کے ٹوٹنے اور دوسرے نکاح کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہے، پس جس طرح ہو بذریعہ حکام وغیرہ کے اس پر زور ڈال کر اور جبر کر کے اس سے طلاق دلوائی جاوے بعد طلاق کے اور بعد عدت گذارنے کے دوسرا نکاح درست ہے۔(۲)

جس کا شوہر بدطینت ہو اس کے پاس اس کی بیوی کو نہ بھیجنا درست ہے

(سوال ۹۸۰) ایک مسماۃ کا بیان ہے کہ شوہر میرا ظالم ہے اور جابر ہے اور وہ میرے ساتھ یہ کرتا ہے کہ ایک شب میں تین چار بار ہم بستر ہوتا ہے جس سے مجھ کو نہایت درجہ تکلیف ہوتی ہے اور ایام حیض میں بھی باز نہیں آتا، اور انکار کرنے پر چھری دکھلاتا ہے اور مارتا ہے اور مجھ سے اغلام بھی کرتا ہے، چند مرتبہ اس نے اپناذکر میرے منہ میں داخل کر کے انزال کیا، ایسی حالت میں اگر عورت مذکورہ کے والدین عورت کو شوہر کے پاس نہ بھیجیں تو گنہگار تو نہ ہوں گے۔

(الجواب) ایسی حالت میں لڑکی کے والدین اپنی لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجیں، اور نہ بھیجنے سے وہ گنہگار نہ ہوں گے بلکہ جس طرح ہو سکے شوہر سے طلاق دلوائیں۔

---

(۱) دار القضاء اب ہندوستان کے بہت سے شہروں میں قائم ہو چکا ہے ان کے ذریعہ تفریق ہو سکتی ہے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ اور کتاب الفسخ والتفریق۔ ظفیر۔
(۲) ایضاً۔ ظفیر

ظالم شوہر سے نجات کی صورت بتائی جائے

(سوال ۹۸۱) یہاں یہ مرض عام پھیلا ہوا ہے کہ شوہر نکاح کے کچھ عرصہ بعد بلاوجہ شرعی اپنی زوجہ کو مار پیٹ کر والدین کے یہاں پہنچا دیتا ہے اور قطعاً خبر گیری نہیں کرتا، لڑکی جوان جوان ہو کر خواہ مخواہ دوسری جگہ رسوخ پیدا کرتی ہے جو بڑے شرم اور بے حیائی کی بات ہے، آپ براہ مہربانی اس معاملہ میں کوئی راستہ شریعت کا بتلائیں تاکہ جب لڑکی کی بات ہے، آپ براہ مہربانی اس معاملہ میں کوئی راستہ شریعت کا بتلائیں تاکہ جب لڑکی والوں کو یہاں تک نوبت پہنچے تو وہ عقد ثانی لڑکی کا دوسری جگہ کر دیں اور وہ حلال طیب ہو۔

(الجواب) شریعت غراء میں مخلص کی صورت ایسی حالت میں یہ رکھی ہے کہ شوہر اگر کسی طرح خبر گیری اپنی زوجہ کی نہیں کرتا اور نفقہ نہیں دیتا اور اس کے حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا تو شوہر سے کہا جاوے کہ وہ اپنی منکوحہ کو طلاق دے دے بلکہ اس کو مجبور کیا جاوے کہ یا وہ حسن معاشرت کو اختیار کرے ورنہ طلاق دے دے کما قال اللہ تعالیٰ فامساك بمعروف او تسريح باحسان الآیہ(۱) کہ شوہر کو لازم ہے کہ یا اچھی طرح رکھے یا عمدہ طرح چھوڑ دے اور اگر شوہر غائب ہو جاوے کہ کہیں اس کا پتہ نہ چلے اور وہ بالکل مفقود الخبر ہو جاوے تو اس کی زوجہ کے لئے یہ صورت خلاصی کی رکھی ہے کہ چار برس انتظار کر کے عدت وفات دس دن چار ماہ پورے کر کے نکاح ثانی کر لیوے یہ امام مالک کا مذہب ہے اور حنفیہ نے بھی اس پر فتویٰ دیا ہے کذا فی الشامی۔(۲)

جذام والا اپنے مرض کو چھپا کر نکاح کرلے بعد میں ظاہر ہو تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے

(سوال ۹۸۲) زید مرض قبیحہ متوارث از قسم جذام و برص اسود وغیرہ امراض میں مبتلا تھا، اور اس نے کسی نوع وحیلہ سے اپنے اس مرض قبیح و مکروہ کو بہ نیت فریب دہی پوشیدہ رکھا اور دھوکہ دے کر اپنا نکاح ہندہ سے کر لیا، مگر ہنوز ہندہ اپنے ہی گھر تھی اور خلوۃ صحیحہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ زید مذکور کا سارا فریب کھل گیا، بایں سبب مع ہندہ اور اس کے ولی نے نکاح فسخ کر دیا، اس صورت میں ہندہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

(الجواب) اگر زید نے اپنے مرض مذکور کو مخفی رکھا، اور ہندہ اور اس کا ولی زید کے مرض مذکور سے بے خبر رہے اور نکاح کر دیا تو اس صورت میں نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ صحیح ہو گیا اور ہندہ اور اس کے ولی کو اختیار فسخ کا بقول مفتی بہ نہیں ہے ولا يتخير احد الزوجين بعيب في الآخر ولو فاحشاً كجنون و جذام وبرص الخ(۳) اور اس میں امام محمدؒ کا خلاف ہے مگر مفتی بہ قول شیخین ہے، اور اگر زید نے دھوکہ دیا اور یہ کہا کہ مجھ میں کوئی مرض قبیح جذام و برص وغیرہ نہیں ہے اور ہندہ اور اس کے ولی کو مطمئن کیا، اور ہندہ کے ولی نے اس بناء پر یعنی زید میں مرض مذکور نہ سمجھ کر نکاح کیا، اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوا تو اس صورت میں ہندہ اور اس کے ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہے، پس جب کہ ہندہ کے ولی نے اس نکاح کو فسخ کر دیا تو وہ نکاح فسخ ہو گیا اور ہندہ کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہے کما فی الدر المختار لو تزوجته على انه حر او سني او قادر على المهر والنفقة فبان بخلافه او

(۱) سورۃ البقرہ ۲۲۹ (۲) قوله خلافا لما لك فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين الخ قال فى البزازية الفتوى فى زماننا على قول مالك (رد المحتار للشامی كتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۶ ط.س ج۴ ص ۲۹۵) ظفير.
(۳) ايضاً باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۲۲ ط.س ج۳ ص ۵۰۱. ۱۲ ظفير

علی انه فلان ابن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار الخ ۔(۱) ج ۲ ص ۷ ۵۹ شامی۔

جو شخص اپنی بیوی کو ایذاء دے وہ کیا کرے

(سوال ۹۸۳) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو نہایت ایذاء پہنچاتا ہے اور نان و نفقہ نہیں دیتا بلکہ نان و نفقہ کی طلب میں یہ الفاظ کہے ہم سے کوئی مطلب نہیں ہے جو کچھ ان کا جی چاہے وہ کریں، اس صورت میں کیا طرز عمل شرعاً اختیار کیا جاوے، اور لڑکی نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں جس طرح بھی ہو سکے شوہر سے طلاق دلوائی جائے، اور شوہر پر بھی فرض ہے کہ فوراً طلاق دے دے، جب وہ امساک بالمعروف نہیں کر سکتا ہے تو تسریح باحسان لازمی ہے قال الله تعالیٰ فامساك بمعروف او تسریح باحسان۔(۲) اب اگر وہ اس کے بعد بھی طلاق دینے پر تیار نہ ہو تو پھر کسی مسلم ریاست میں جا کر عورت کی طرف سے قاضی کے یہاں تفریق کی درخواست گذار دی جائے اور وہ قاضی کسی شافعی المذہب قاضی سے جس کے مذہب میں نان و نفقہ ادا نہ کرنے کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے تفریق کرا دے، یہ قضاء عورت کے حق میں نافذ ہو جائے گی۔(۳) اس کے بعد اس کو نکاح ثانی کا اختیار ہے، اور اگر یہ الفاظ کہ ہم سے کوئی مطلب اور سروکار نہیں ہے شوہر نے بہ نیت طلاق یا مذاکرہ طلاق میں کہے ہیں تو ان الفاظ سے طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہو گئی، عدت کے بعد دوسرے شخص سے اس کا نکاح جائز ہے۔

پاگل کی بیوی کیا کرے

(سوال ۹۸٤) ایک دس سالہ لڑکی کا نکاح لڑکی کے ولی نے ایک سولہ سترہ سال کے نوجوان سے کر دیا تھا، نکاح کے دو سال بعد نوجوان مذکور بیمار ہو کر پاگل ہو گیا، نوجوان کے وارثوں نے کامل چار سال تک یونانی اور ڈاکٹری معالجہ اپنی حسب حیثیت کیا، لیکن نوجوان کو کچھ آرام نہیں ہوا، مجبور ہو کر اس کو پاگل خانہ بھیج دیا، دو اڑھائی سال سے پاگل خانہ میں داخل ہے، اب تک حالت بدستور ہے، اب لڑکی کا کوئی وارث اور خبر گیراں نہیں ہے، اب لڑکی اپنا نکاح خود کسی سے کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) حنفیہ کے مذہب کے موافق اس لڑکی کے نکاح ثانی کے جواز کی کوئی صورت نہیں،(۴) کیونکہ دیوانہ کی زوجہ کو اس کے نکاح سے نہ حاکم علیحدہ کر سکتا ہے اور نہ خود دیوانہ کی طلاق معتبر ہو سکتی ہے، البتہ بعد مدت دیوانہ کے عدت وفات پوری کر کے اس کی زوجہ نکاح ثانی کر سکتی ہے قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین ج ۲ ص ۸۲۲ ط.س. ج۳ص ۵۰۱ ظفیر۔ (۲) سورة البقرة ۲۹ ظفیر

(۳) وجوزه الشافعی با عسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ نعم لوامر شافعیا فقضی به نفذ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۰۳ ط.س. ج۳ص ۵۹۰) ظفیر

(۴) اس زمانہ میں بوجہ سخت مجبوری کے اس مسئلہ میں امام مالکؒ و امام محمدؒ کے مذہب پر حکم جواز فسخ کا دیا گیا ہے، جس کی تفصیل حیلہ ناجزہ میں مذکور ہے۔ وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة مطلقا ومحمد فی الثلاثة الاول (الجنون والجذام والبرص) لو بالزوج کما یفهم من البحر وغیره (رد المحتار باب العنین ج ۲ ص ۸۲۲) ظفیر۔

الزوجين بعيب في الآخر ولو فاحشاً كجنون و جذام وبرص الخ۔(۱)

پاگل کی طرف سے ولی یا قاضی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۹۸۵) ولی جائز یا قاضی محتسب ولی مہجور مثل مجنون و فاتر العقل زوجہ مہجور شرعی کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں، خصوصاً جب کہ خلوت صحیحہ بھی نہ ہوئی ہو۔

(الجواب) مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور اس کا ولی یا قاضی بھی اس کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتا لحديث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ الساق در مختار۔(۲)

مجنون کی بیوی علیٰحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۸۶) مجنون کی زوجہ کو اس سے علیٰحدہ کر سکتے ہیں اور ان میں باہم تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق۔

(الجواب) مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موافق جو کہ مفتی بہ ہے مجنون کی زوجہ کو مجنون سے علیٰحدہ نہیں کرا سکتے فی الدر المختار ولا يتخير احد الزوجين بعيب في الآخر ولو فاحشا كجنون وجذام وبرص (۳) اور شامی میں امام محمدؒ اور ائمہ ثلاثہ کا خلاف نقل کر کے لکھا ہے وقد تكفل في الفتح بردما استدل به الا ئمة الثلاثة و محمد بما لا مزيد عليه۔(۴)

مجنون کی بیوی جس کو زنا کا خطرہ ہے اور نان نفقہ کا سامان بھی نہیں دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۸۷) ایک مرد مجنون ہو گیا، اس کی عورت جوان زنا کا خوف کرتی ہے اور اس کے گذارہ کی کوئی صورت نہیں ہے، کیا وہ نکاح فسخ ہو گیا، اور کیا جنون کی کوئی مدت متعین ہے یا نہیں، اور کیا دوسرے مذہب پر عمل کر کے نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اگر کر سکتی ہے تو کس کے مذہب پر اور اس کی کیا دلیل ہے۔

(الجواب) اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک مجنون کی عورت کا نکاح فسخ نہیں ہوا، اور دوسرا نکاح اس کی درست نہیں ہے، امام محمد رحمہ اللہ اور ائمہ ثلاثہ کا اس میں خلاف ہے، لیکن فقہاء نے اس بارے میں حنفی کو اجازت نہیں دی دوسرے ائمہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کرنے کی کذا فی الشامی۔(۵)

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۲۲. ط.س. ج۳ ص ۵۰۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵. ط.س. ج۳ ص ۲۴۲. موجودہ دور میں انتہائی مجبوری کی وجہ سے امام مالکؒ اور امام محمدؒ کے مذہب پر فسخ کے جائز ہونے کا حکم دیا گیا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحيلة الناجزه للتهانوی ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب العنين وغيره ص ۸۲۲. ط.س. ج۳ ص ۵۰۱. ۱۲ ظفیر.

(۴) رد المحتار باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۲۲. ط.س. ج۳ ص ۵۰۱. ۱۲ ظفیر.

(۵) حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ میں تمام علماء ہند کے اتفاق سے دوسرے ائمہ اور امام محمدؒ کے قول پر فسخ نکاح کا فتویٰ دیا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" (ظفیر) وخالف محمد في الثلاثة الاول لو بالزوج كما يفهم من البحر وغيره (رد المحتار باب العنين ج ۲ ص ۸۲۲. ط.س. ج۳ ص ۵۰۱) ظفیر.

جو مجنون پاگل خانہ میں ہے اس کی بیوی کیا کرے

(سوال ۹۸۸) ایک شخص مجنون ہو گیا اور حالت جنون میں ایک آدمی کو مار ڈالا، حاکم نے اس کو دار المجنونین میں بھجوادیا ہے جس کو برس گذر چکے ہیں، مگر ہنوز وہی مجنونانہ حالت ہے، اس کی عورت کے لئے نجات کی کوئی صورت ہے جب کہ اس کو نان نفقہ کی بہت تکلیف ہے، اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔

(الجواب) امام صاحبؒ کے مفتی بہ مذہب کے موافق مجنون کی زوجہ کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے، امام محمد رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک فسخ نکاح کا اختیار ہے کذا فی الدر المختار، پس اگر کسی شافعی المذہب سے رجوع کر کے نکاح فسخ کرالیوے تو درست ہے۔ شامی۔(۱)

مجنون اور اس کے ولی کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے

(سوال ۹۸۹) مجنون کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں، اگر نہیں ہوتی تو اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) مشکوٰۃ شریف میں باب الخلع والطلاق میں یہ حدیث ہے، وعن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رفع القلم عن ثلثة عن النائم حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یبلغ وعن المعتوہ حتیٰ یعقل رواہ الترمذی وغیرہ ۔(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ اور دیوانہ کی طلاق وغیرہ واقع نہیں ہوگی، اور فقہاء نے لکھا ہے کہ نابالغ و مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور ولی کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی لحدیث ابن ماجہ الطلاق لم اخذ الساق۔(۳)

مجنون جس کو کبھی ہوش آجاتا ہے اس کی بیوی کیا کرے

(سوال ۹۹۰) مرد مجنون ہے، عورت جوان ہے مجنون کے ماں بھائی عورت مجنون کی کفالت نہیں کرتے، کچھ ہوش تھا، اس کے ایک بچہ بھی پیدا ہوا، مگر مجنون عرصہ پانچ سال خراب حالت میں ہے مگر کبھی چند منٹ کے لئے ہوش آجاتا ہے مگر عورت کی کفالت بالکل نہیں کر سکتا، ایسی صورت میں ماں و بھائی جوان عورت و بچہ کی پرورش سے انکار کرتے ہیں، اب عورت کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) مرد مجنون کی زوجہ کے بارے میں در مختار میں ہے کہ امام ابو حنیفہ و امام یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اس کی زوجہ کو اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے، اور امام محمد رحمہ اللہ نے اختیار دیا ہے، لیکن علامہ شامی نے کہا ہے کہ فتح القدیر میں امام محمدؒ کے قول کو رد کیا ہے پس احوط قول شیخین کا ہے کہ تفریق نہیں ہو سکتی، ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون و جذام و برص و رتق وقرن وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة مطلقاً ومحمد فی الثلاثة الاول لو بالزوج الخ شامی میں ہے قولہ ولا یتخیر ای لیس لواحد

---

(۱) ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه حقها وجوزه الشافعی با عسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ نعم لوامر شافعیا فقضی به نفذ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۳ ط.س ج۳ص ۵۹۰) ظفیر

(۲) مشکوة باب الخلع والطلاق ص ۲۸٤۔ ظفیر (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵ ط.س ج۳ص۲٤۲۔ لا یقع طلاق المولی علی امرأ ة عبده لحدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ الساق والصبی ولو مراهقا واجازه بعد البلوغ (ایضاً ط.س ج۳ص ۲٤۲ ظفیر

من الزوجين خيار فسخ النكاح بعيب فى الآخر عند ابى حنيفة وابى يوسف وهو قول عطاء والنخعى وعمر بن عبدالعزيز وابى زياد وابى قلابة وابن ابى ليلى والا وزاعى والنووى والخطابى وداؤد الظاهرى واتباعه وفى المبسوط انه مذهب على وابن مسعود رضى الله عنهم الخ وفيه ايضاً وقد تكفل فى الفتح برد مااستدل به الائمة الثلاثة ومحمد بما لا مزيد عليه۔(۱)

پاگل بیوی کو طلاق دے دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۹۱) عورت مجنون ہے مرد اچھی حالت میں ہے، عورت کو طلاق دی تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) اگر عورت مجنونہ ہے اور شوہر مجنون نہیں ہے بلکہ عاقل بالغ ہے تو اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے ویقع طلاق كل زوج عاقل بالغ الخ۔(۲)

جو پاگل کبھی اچھا کبھی پاگل رہتا ہے اگر صحت کی حالت میں طلاق دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۹۲) ایک لڑکی گیارہ سال کی شادی ہوئی لیکن خلوۃ صحیحہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ اس کے شوہر کا دماغ خراب ہو گیا اس طرح کہ دو چار روز اچھا اور دس پندرہ روز پاگل، جس وقت شوہر اچھا تھا، اس نے اپنی زوجہ کو طلاق دی، طلاق ہوئی یا نہیں اب لڑکی مذکورہ کی عمر ستر ہ برس ہے، اس نے بغیر عدت کے دوسرا نکاح کر لیا ہے جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) اگر بحالت افاقہ وہ بالکل اچھا ہو جاتا ہے کچھ خلل دماغی اس کو نہیں رہتا تو اس حالت کی طلاق اس کی واقع ہو جاتی ہے كما فى الشامى وجعله الزيلعى فى حال افاقته كالعاقل والمتبادر منه انه كالعاقل البالغ الخ وما ذكره الزيلعى على ما اذا كان تام العقل الخ۔(۳) پس بصورت مذکورہ نکاح ثانی درست ہے كما قال الله تعالىٰ ثم طلقتمو هن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدو نها فمتعو هن وسرحوهن سراحاً جميلاً۔(۴)

پاگل کی بیوی کے لئے امام محمدؒ کے مذہب پر عمل کیسا ہے

(سوال ۹۹۳) ایک شخص دیوانہ ہو گیا تو اس کی جوان زوجہ کو امام محمدؒ کے مذہب پر عمل کرنا اور نکاح ثانی کرنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اقول وبالله التوفيق قال فى الدر المختار ولا يتخير احد الزوجين بعيب فى الآخر ولو فاحشاً كجنون وجذام وبر ص الخ وخالف الائمة الثلاثة فى الخمسة مطلقاً ومحمد فى الثلاثة الاول لو بالزوج ولو قضى بالردصح فتح وفى الشامى قوله ولو قضى بالرد صح اى لو قضى به حاكم يراه فافادانه مما يسوغ فيه الا جتهاد الخ وقال قبيله وقد تكفل فى الفتح بردما استدل به

(۱) دیکھئے رد المحتار للشامى باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۲۲ ط.س. ج۳ص ۵۰۱ . ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۹ ط.س. ج۳ص۲۳۵ . ظفير.
(۳) رد المحتار كتاب الحجر ج ۵ ص. ط.س. ج۳ص ۱۴۴ . ظفير.
(۴) سورة الاحزاب . ۶ . ظفير.

الائمة الثلاثة و محمد بما لا مزيد عليه۔(۱) اس سے معلوم ہوا کہ امام محمدؒ کا مذہب اس بارے میں مفتی بہ نہیں ہے، البتہ اگر قاضی حکم فسخ کا کر دے تو نافذ ہو جاوے گا لانه مما يسوغ فيه الاجتهاد.

مجنون جس کو ایک دو دن ہوش آجائے اس کی طلاق واقع ہوگی

(سوال ۹۹٤) ہندہ کا شوہر زید دیوانہ ہے ہندہ کی بسر اوقات کا کوئی ذریعہ نہیں، ہندہ مذکورہ اس سے طلاق لینا چاہتی ہے، اور زید کی حالت یہ ہے کہ کبھی کبھی گھنٹہ آدھ گھنٹہ ایک روز دو روز ہوش میں ہو جایا کرتا ہے، ایسے وقت میں زید کی طلاق واقع ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید جس وقت ہوش میں ہوتا ہے اگر بالکل تام العقل اور ہوشیار ہوتا ہے تو اس حالت میں اگر وہ طلاق دیوے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت بھی کامل العقل نہیں ہوتا تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور حالت دیوانگی کی بھی طلاق واقع نہیں ہوتی قال في الشامي فيحترز به عمن يفيق احياناً اى يزول عنه مابه بالكلية وهذا كالعاقل البالغ في تلك الحالة وهو محمل كلام الزيلعي۔(۲)

جو پندرہ دن ٹھیک رہتا ہے اور پندرہ دن پاگل حالت صحت میں طلاق دے دے تو ہوگی یا نہیں

(سوال ۹۹۵) زید تین برس سے مجنون ہو گیا ہے، پاگل خانہ میں اس کا علاج ہو رہا ہے، بقول ڈاکٹر اس کی اس وقت ایسی حالت ہو گئی ہے کہ پندرہ دن طبیعت اس کی صحیح اور درست ہو جاتی ہے، حسن و قبیح فعل کو اچھی طرح تمیز کر لیتا ہے، جب ایسی حالت میں کوئی عزیز اس سے ملتا ہے تو تمام عزیز و اقارب کو پوچھتا ہے، اور پندرہ دن طبیعت اس کی خراب رہتی ہے، حسن و قبیح فعل کو تمیز نہیں کر سکتا اگر حالت افاقہ میں اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو صحیح ہوگی یا نہیں۔

(۲) زوجہ زید مسکین اور غریب ہے، کوئی خبر گیری کرنے والا نہیں ہے، لہذا امام محمدؒ کے قول پر عمل کر کے طالب تفریق کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) حالت افاقہ میں اگر وہ تام العقل ہو جاتا ہے تو طلاق اس کی صحیح ہے كما حققه الكمال قال في الشامي فيحترز عمن يفيق احياناً اى يزول عنه ما به بالكلية وهذا كالعاقل البالغ في تلك الحالة(۳) شامی جلد خامس کتاب الحجر۔

(۲) علامہ شامی نے اس موقع پر کہا وقد تكفل في الفتح برد ما استدل به الائمة الثلاثة ومحمد بما لا مزيد عليه۔(۴) پس معلوم ہوا کہ بموجب قول امام محمدؒ فتویٰ دینا درست نہیں ہے، اور تفریق صحیح نہ ہوگی۔ اصل مذہب یہی ہے کہ زمانہ حال کی نزاکت اور قاضی شرعی نہ ہونے کی وجہ سے عورتوں کی مظلومیت پر نظر کر کے زمانہ حال کے علماء نے تفریق کی اجازت بنا بر مذہب مالکیہ دے دی ہے، جس کے لئے کچھ شرائط ضروری ہیں۔

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب العنین ج ۲ ص ۸۲۲ ط.س. ج۳ص ۵۰۱۔ ظفیر۔ (۲) رد المحتار کتاب الحجر ج ۵ ص ۱۲٤ ط.س. ج۳ص ۱٤٤۔ ۱۲ ظفیر۔ (۳) رد المحتار کتاب الحجر ج ۵ ص ۱۲٤ ط.س. ج۳ص ۱٤٤۔ ۱۲ ظفیر۔ (٤) رد المحتار باب العنین ج ۲ ص ۸۲۲ ط.س. ج۳ص ۵۰۱۔ ظفیر۔

یہ سب شرائط واحکام الحیلة الناجزہ للحیلة العاجزہ (۱) میں ضبط کردیئے گئے ہیں، اس کو دیکھ لیا جائے۔ (مرتب)۔

ایسا لڑکا جس کے حواس ٹھیک نہیں، نہ بول سکتا ہے وہ کس طرح طلاق دے گا۔

(سوال ۹۹۶) ایک لڑکے کا نکاح پانچ چھ سال کی عمر میں ہوا، اب وہ بالغ ہے، مگر شروع ہی سے اس کے ہوش وحواس ٹھیک نہیں، نہ وہ بول سکتا ہے، اور اس کو دین ودنیا کی کچھ خبر نہیں ہے، اس کی طلاق کی کیا صورت ہو سکتی ہے، اور طلاق کی عدت ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اگر یہ لڑکا مجنون ہے، اس کے ہوش وحواس صحیح نہیں، اچھے برے کی تمیز نہیں کرسکتا تو امام محمدؒ کے مذہب کے موافق قاضی ان میں تفریق کرسکتا ہے، اس کے بعد وہ عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے، اور اگر وطی یا خلوت صحیحہ بھی اب تک نہیں ہوئی تو پھر عدت بھی نہیں، قال محمد ان کان المجنون حادثا یؤجلہ سنة کالعنة وان کان مطبقاً فھو کالجب وبہ ناخذ کذا فی الحاوی (۲) القدسی عالمگیریہ وفی الدر المختار واذا وجدت المرأة زوجھا مجبوباً الخ فرق بینھما فی الحال لعدم فائدة التاجیل الخ ۔ (۳)

جذام والے کی بیوی تفریق کرا سکتی ہے

(سوال ۹۹۷) ولی محمد کی شادی کر-ساسے ہوئی چھ سال ہوئے، تین سال تک زوجہ شوہر کے پاس رہی، بعد تین سال کے شوہر کو آثار فساد خون ظاہر ہوئے، اور اب اس کو مرض جذام مخلوع ظاہر ہو گیا، زوجہ علیٰحدگی چاہتی ہے تاکہ عقد ثانی کرلیوے۔

(الجواب) در مختار میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے موافق مرض جذام وبرص وغیرہ میں تفریق بین الزوجین نہیں ہو سکتی، بلکہ شوہر سے کہا جاوے کہ وہ طلاق دے دے، بدون طلاق دیئے شوہر کے تفریق نہ ہوگی اور عورت کو دوسرا نکاح کرنا جائز نہ ہوگا، البتہ امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ جذام وبرص کی صورت میں اگر شوہر طلاق نہ دے تو حاکم تفریق کرا سکتا ہے، پس شوہر اول سے کہا جاوے کہ وہ طلاق دے دے اور اگر وہ طلاق نہ دے تو حاکم شرعی سے تفریق کرالی جاوے۔ (۴) (دلائل پہلے بھی رد المحتار سے نقل ہو چکے ہیں۔ ظفیر۔)

شوہر کو جذام کی بیماری ہو تو عورت کو خیار فرقت حاصل ہے

(سوال ۹۹۸) زید کو جذام ہو گیا ہے، اس لئے اس کی بیوی زینب خلع چاہتی ہے مگر شوہر مذکور چھوڑنا نہیں چاہتا تو علیٰحدگی کے لئے کیا صورت اختیار کی جاوے۔

(الجواب) جذام، برص اور جنون کی وجہ سے امام محمدؒ کے مذہب کے موافق عورت کو خیار فرقت حاصل ہے، وہ اپنے شوہر سے علیٰحدگی حاصل کرسکتی ہے یعنی اس کو حق ہے کہ وہ کسی حاکم شرعی قاضی وغیرہ کے یہاں تفریق کی

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للتھانوی و کتاب الفسخ والتفریق للرحمانی ۔ ظفیر۔
(۲) عالمگیری باب العنین ج ص ۵۲۶ ظفیر (۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار ط.س. ج۳ ص ۴۹۴۔
(۴) واذا کان بالزوج جنون او برص اوجذام فلا خیار لھا عند ابی حنیفة وابی ابویوسف وقال محمد لھا الخیا ردفعا للضرر عنھا کما فی الجب والعنة (ھدایہ باب العنین ج ۲ ص ۳۹۸ و ج ۲ ص ۳۹۹) ظفیر۔

درخواست کرے پس صورت مسئولہ میں جب کہ خلع اور طلاق وغیرہ کی کوئی صورت نہیں ہے تو امام محمدؒ کے مذہب پر عمل کیا جاسکتا ہے واذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خیار لها عند ابی حنیفة وابی یوسف وقال محمد لها الخیار دفعاً للضرر عنها (۱) الخ هدایه قال محمد ان کان الجنون حادثا یؤ جله سنة کالعنة ثم یخیر المرأة الخ وان کان مطبقا فهو کالجب وبه نا خذ حاوی القدسی عالمگیریه۔(۲)

(۱) دیکھئے هدایه باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۳۹۸ و ج ۲ ص ۳۹۹۔ ظفیر۔
(۲) دیکھئے عالمگیری باب العنین ج۱ ص ۵۲۶ ماجدیه ۔ ظفیر۔

باب چہار دہم

زوجہ مفقود الخبر سے متعلق احکام و مسائل

زوجہ مفقود کے سلسلہ میں امام مالکؒ کا فتویٰ اور احناف کا عمل

(سوال ۹۹۹) جواب پہنچا، جس کا مضمون یہ ہے۔ زوجہ مفقود سے چار سال کے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ پورے ہونے کے بعد نکاح صحیح ہے اور اگر زوج آجاوے تو وہ عورت اسی کو ملے گی، اور جو اولاد شوہر ثانی سے ہوئی ہو وہ اس کو ملے گی فی الشامی باب المفقود۔

اگر پھر شوہر اول آجاوے تو مالکیہ کے اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ وہ شوہر اول کے پاس جاوے اور نکاح ثانی فسخ سمجھا جاوے دوسرا یہ کہ نکاح دوم موجب فسخ نکاح اول ہے پس وہ ثانی کے پاس رہے گی اور اول کو کوئی حق باقی نہ رہے گا، اور جمہور مالکیہ کے نزدیک بھی قول معتبر و مفتی بہ ہے از فتاویٰ مولانا عبدالحی صاحب اس میں اور آپ کے جواب میں کیا تطبیق ہے، اور اگر شوہر اول کو ملے گی تو اس کو نکاح کی ضرورت ہوگی یا نہیں، اور شوہر ثانی کو طلاق اور عورت کو عدت گذارنی ہوگی یا نہیں۔ اور شوہر ثانی کے ذمہ مہر لازم ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) شامی جلد ثالث باب المفقود میں ہے لکن لو عادحياً بعد الحكم بموت اقرانه قال الطحاوی الظاهر انه كالميت اذا احی والمرتد اذا اسلم فالباقی فی يدورثته له ولا يطالب بما ذهب قال ثم بعد رقمه رئيت المرحوم ابا السعود نقله عن الشيخ شاهين ونقل ان زوجة له والا ولاد للثانی۔(۱) اس عبارت سے جو مطلب احقر نے لکھا تھا وہی ظاہر ہے، اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے بسبب نہ دیکھنے اس حکم صریح کے قواعد سے حکم لکھا ہے کیونکہ قاعدہ معروفہ یہ ہے کہ جس امام کا مذہب اختیار کیا جاوے اس کے متعلق انہیں کی شرائط کی پابندی کی جاوے مگر چونکہ یہ حادثہ اور مسئلہ دوسرا ہے اس لئے اس میں اپنے مذہب کی تصریح کے موافق عمل کرنا اوفق ہے اور لفظ زوجة له سے خود ظاہر ہے کہ نکاح جدید کی شوہر اول کو ضرورت نہیں ہے، اور شوہر ثانی کو طلاق کی حاجت نہیں ہے، اور بصورت وطی عدت لازم ہوگی جیسا کہ موطوءة بالشبہہ میں عدت لازم ہوتی ہے اور شوہر ثانی کے ذمہ بعد وطی کے مہر مثل لازم ہوگا۔

جس کا شوہر دس سال سے مفقود ہو وہ امام مالکؒ کے فتویٰ پر عمل کرے

(سوال ۱۰۰۰) مسماۃ وزیرو کا شوہر دس سال ہوئے کہ لاپتہ ہے تو اس کی زوجہ وزیرو نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ واقعی مہدی حسن شوہر مسماۃ وزیرو کا عرصہ دس سال سے مفقود الخبر ہے تو موافق مذہب امام مالک رحمہ اللہ کے جس پر علماء حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے، اب مسماۃ وزیرو نکاح ثانی کر سکتی ہے كذا في الشامي قوله خلافاً لمالك فان عنده تعتدزوجة المفقود عدة الوفاة بعد مض اربع سنين الخ۔(۲)

(۱) رد المحتار كتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۸، ط.س. ج۳ص۲۹۷. ظفير.
(۲) ايضا ج۳ ص ط.س. ج۳ص۲۹۵. ۱۲ ظفير

ساٹھ برس کا آدمی سات سال سے غائب ہے اس کو زندہ سمجھا جائے یا مردہ

(سوال ۱۰۰۱) جو شخص سات سال سے مفقود ہے اور عمر اس کی تخمیناً ساٹھ برس کی ہے، اس کو زندہ شمار کیا جائے گا یا مردہ، اور مردہ مانا جائے گا تو کب سے۔

(الجواب) کتب فقہ در مختار وغیرہ میں ہے کہ اصل مذہب امام ابو حنیفہ کا یہ ہے کہ جس وقت تک اس کے اقران یعنی ہم عمر فوت نہ ہو جاویں اس وقت تک وہ شخص مفقود الخبر زندہ شمار ہوگا، اس کا مال اس کے ورثہ کو تقسیم نہ کیا جاوے گا، پھر فقہاء نے ہم عمروں کے فوت ہونے کے زمانہ کو محدود کیا ہے، بعض نے فرمایا ایک سو بیس برس بعض نے سو برس بعض نے نوے برس اور متاخرین نے ساٹھ یا ستر برس کی عمر ہونے پر موت مفقود کا حکم دیا ہے اور اکثر فقہاء نے نوے برس پر فتویٰ دیا ہے واختاره فی الكثرة وهو الا وفق هدايه وعليه(۱) الفتویٰ ذخیرہ شامی وقد قال فی النظم المعروف۔

مال مفقود را معطل دار　　　تا نود سال از ولادت آں

پس اس قول مفتی بہ کے موافق جس وقت شخص مذکور مفقود الخبر کی عمر نوے برس کی ہو جاوے اس کو حکم موت کا دے کر اس کی میراث ورثہ موجودین پر تقسیم کی جاوے گی، یعنی جو ورثاء اس وقت موجود ہوں ان کو دیا جائے گا، اور جو اس سے پہلے مر گئے وہ محروم رہے کما فی الدر المختار ويقسم ماله بين ورثته الآن الخ در مختار ای حين حكم بموته لا من مات قبل ذلك الوقت. شامی(۲)

شوہر کے دو برس سات ماہ غائب کے بعد جو نکاح ہوا وہ صحیح نہیں ہے

(سوال ۱۰۰۲) زید دو برس سات ماہ سے مفقود الخبر تھا، اس کی زوجہ کے وارثوں نے زوجہ زید کا نکاح ثانی دو برس سات ماہ کے بعد عمر کے ساتھ کر دیا، ۲۵ شعبان سن ۱۳۴۰ھ کو عقد ثانی ہوا اور ۲۹ محرم سن ۱۳۴۳ھ کو زید مفقود الخبر صحیح سلامت واپس آ گیا، تو وہ عورت اسی کو ملے گی یا نہیں۔

(الجواب) زوجہ زید کا دوسرا نکاح جو شوہر اول کی مفقود ہونے سے دو برس سات ماہ بعد ہوا، کسی مذہب کے موافق صحیح نہیں ہوا۔(۳) اور جب کہ زید واپس آ گیا تو وہ عورت اسی کو ملے گی اور نکاح اس کا زید سے قائم ہے کیوں کہ کوئی وجہ فسخ نکاح کی نہیں پائی گئی كذا فی عامة كتب الفقه۔

(۱) هدايه كتاب المفقود ج ۲ ص ۵۸۶ پوری عبارت یہ ہے واذا تم له مائة وعشرون سنة من يوم ولد حكمنا بموته وفی ظاهر المذهب يقدر بموت الاقران وفی المروی عن ابی يوسف بمائة سنة وقدره بعضهم بتسعين الخ والا وفق ان يقدر بتسعين واذا حكم بموته اعتدت امرأة عدة الوفاة من ذلك الوقت (ايضاً) ظفير۔

(۲) رد المحتار كتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۸ ط.س. ج ۴ ص ۲۹۸. ظفير۔

(۳) اذا غاب الرجل فلم يعرف له موضع ولم يعلم احی هو ام ميت نصب القاضی من يحفظ ماله الخ ولا يفرق بينه وبين امرأته وقال مالك اذا مضى اربع سنين يفرق القاضی بينه وبين امرأته الخ (هدايه كتاب المفقود ج ۲ ص ۵۸۴) ظفير۔

جوان العمر عورت جس کا شوہر غائب ہے کیا کرے

(سوال ۱۰۰۳) ایک شخص چار سال سے مفقود الخبر ہے اس کی منکوحہ کو بہت سی ضروریات نکاح ثانی کی طرف داعی ہیں، جوان العمر ہے ارتکاب ممنوع شرعی کا خوف ہے، نفقہ، کسوت، سکنی، زوج کی طرف سے نہیں ملتا، کیا اس حالت ضرورت میں شرعاً عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔

(الجواب) اس مسئلہ میں صحابہ اور تابعین اور ائمہ مذہب کے درمیان بہت بڑا اختلاف ہے، حضرت عمرؓ اور ایک بڑی جماعت صحابہ کرامؓ کی قائل ہے کہ زوجہ مفقود کو چار سال تک انتظار کرنا چاہئے، اس کے بعد عدت وفاۃ ختم کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے، بعض نے اس پر اجماع صحابہ کا بھی دعویٰ کیا ہے اور یہی قول علاوہ حضرت عمرؓ کے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ (ایک روایت میں) کی طرف منسوب ہے (زرقانی) اور یہی قول امام مالک رحمہ اللہ کا بھی ہے، اور بعض صحابہ مثل حضرت ابن مسعود اور حضرت علی دوسری روایت کی بناء پر) یہ فرماتے ہیں کہ مفقود کی زوجہ کو اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جس وقت شوہر مفقود کی موت ظاہر و متحقق ہو جائے اور اسی کو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اختیار کیا ہے، چنانچہ اس میں فقہاء حنفیہ کے حسب ذیل اقوال مشہور ہیں (۱) مفقود کے اقران (ہم عمر) کے مر جانے تک مفقود کو زندہ تصور کیا جائے گا۔ (۲) نوے برس تک (۳) سو برس تک (۴) ایک سو بیس برس تک مفقود کے موت کا حکم نہ کیا جاوے گا (۵) قاضی کی رائے پر مفوض ہے، جس وقت قاضی کو اس میں مصلحت نظر آوے اس وقت مفقود کی موت کا حکم کر سکتا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی مدت معینہ مقرر نہ کی جائے بلکہ جیسے کہ امام ابو حنیفہؒ کا عام مسلک ہے کہ مبتلی بہ کی رائے پر تفویض کرتے ہیں، ویسا ہی یہاں بھی اختیار کیا جاوے گا کما فی البحر و اختار شمس الا ئمة ان لا یقدر بشئی لا نه الیق بطریق الفقه لان نصب المقادیر بالرای لاتکون وفی الهدایة انه الاقیس وفوضه بعضهم الی القاضی فای وقت رای المصلحة حکم بموته قال الشارح وهو المختار بحر ج ۵ ص ۱۷۸ اور صاحب قنیہ اس قول کو ابو حنیفہ کی روایت قرار دیتے ہیں کما قال نافع عن ابی حنیفة ان مدة الفقد مفوض الیٰ رای القاضی فیحکم بما اویٰ الیه اجتها ده فیقسم ماله حینئذ بین الاحیاء من ورثته قنیه ص ۱۸۰ اور زیلعی کا مختار بھی یہی ہے، صاحب بحر ینابیع سے نقل کر کے اس قول کو ظاہر روایت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ شامی میں ہے قوله واختار الزیلعی تفویضه للامام قال فی الفتح فای وقت رای المصلحة حکم بموته قال فی النهر و فی الینابیع قیل یفوض الیٰ رای القاضی ولا تقدیر فیه فی ظاهر الروایة وفی القنیة جعل هذا روایة عن الامام ا ه صاحب بحر کا مختار بھی یہی قول معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ دوسرے اقوال کے اختیار کرنے والے کے متعلق استعجاب ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ والعجب من المشائخ کیف یختارون خلاف ظاهر المذهب مع انه واجب الا تباع علی مقلدی ابی حنیفة والا مام محمد لم یعتبر السنین وانما اعتبره المتقد مون بعده وقال الصدر الشهید فی شرحه ما قال محمد احوط کما فی التتار خانیه ولقد صدق من قال کثرة المقالات تو ذن بکثرة الجهالات ومن الغریب ما نقله فی التتار خانیة انه مقدر بثما نین سنة

وعلیه الفتویٰ بحر ج ۵ ص ۱۷۸ ، خلاصہ یہ ہے کہ ایک مدت معینہ تک انتظار کرنے کا حکم جو کہ حنفیہ کا مذہب قرار دیا جاتا ہے وہ فی الحقیقۃ ائمہ حنفیہ سے منقول نہیں بلکہ ائمہ کا قول یہی ہے کہ جب آثار و قرائن سے اس کے مرنے کا گمان غالب ہو جائے تو اس وقت مفقود کے مرنے کا حکم کیا جاوے گا چنانچہ بعض مواقع میں تھوڑی سی مدت کے گذر جانے پر بھی موت کا حکم دیئے جانے کے قائل ہوئے ہیں کما فی الشامی نقلاً عن الزیلعی وقال الزیلعی لانه یختلف باختلاف البلاد وکذا غلبة الظن تختلف باختلاف الا شخاص فان الملك العظیم اذا نقطع خبره یغلب علی الظن فی ادنیٰ مدة انه قدمات اھ(۱) اس کے بعد صاحب شامی خود فرماتے ہیں ومقتضاه انه یجتهد ویحکم بالقرآئن الظاهرة الدالة علی موته وعلی هذا یبتنی(۲)

مفقود الخبر کی بیوی پہلے شوہر کی واپسی کے بعد اسی کو ملے گی

(سوال ۱۰۰٤) زید مفقود الخبر کی زوجہ نے زید کا عرصہ دراز تک انتظار کے بعد اپنا دوسرا نکاح کیا، مدت مدید کے بعد زید مفقود الخبر واپس آیا، اور اس نے دعویٰ کر دیا کہ میری زوجہ ہے، اور چار سال کا مفقود الخبر ہونا ظاہر کیا، دوسرے خاوند سے اس کی زوجہ کے بچہ پیدا ہوا، اب دریافت طلب امر ہے کیا وہ زوجہ زید کی سمجھی جاوے گی، اور بچہ کس کے نسب میں داخل ہو گا۔

(الجواب) شامی میں تصریح ہے کہ اگر مفقود الخبر واپس آجاوے تو اس کی زوجہ اسی کو ملے گی، شوہر ثانی سے علیٰحدہ کرا دی جاوے گی اور اولاد شوہر ثانی کی ہے شامی ج ۳ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مفقود الخبر کی بیوی نے دوسری شادی کر لی پھر پہلا شوہر آیا مگر وہ رکھنا نہیں چاہتا کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۰۵) زوجہ مفقود کا نکاح ثانی کر دیا تھا بعد نکاح ثانی کے شوہر اول آگیا تو اب نکاح دوسرا صحیح اور جائز رہا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا کرنا چاہئے؟ کیونکہ شوہر اول اس کو رکھنا نہیں چاہتا۔

(الجواب) بعد آنے خاوند اول کے دوسرا نکاح جائز نہیں رہا (۴) اگر وہ یعنی شوہر اول اس عورت کو رکھنا نہیں چاہتا تو صورت اس کی یہ ہے کہ شوہر اول اس عورت کو طلاق دے دے اور وہ عورت عدت تین حیض پوری کر کے دوسرے خاوند سے جس کے پاس ہے نکاح کر لے مہر جدید مقرر کرے۔

بیوی پہلے شوہر کے آجانے کے بعد اسی کو ملے گی

(سوال ۱۰۰٦) قبر سے چھ مہینے پر ایک شخص زندہ نکلا ہے، اس کی بیوی موجود ہے، وہ کس کو ملے گی۔

(الجواب) اس کی زوجہ اسی کو ملے گی کما فی الشامی لکن لو عاد حیاً بعد الحکم بموت اقرانه قال الظاهر انه کالمیت اذا احی والمر تداذ اسلم فالباقی بین ورثته له ولا یطالب بما ذهب قال ثم بعد

(۱) رد المحتار کتاب المفقود ج ۳ ص ٤٥٧ ط.س. ج٤ ص٢٩٧. ظفیر. (۲) ایضا ج ۳ ص ٤٥٧. ط.س. ج٤ ص ٢٩٧. ظفیر. (۳) لو عاد بعد الحکم بموت اقرانه (الی قوله) نقل ان زوجة له والا ولا دللثانی (رد المحتار کتاب المفقود ج ۳ ص ٤٥٨. ط.س. ج٤ ص٢٩٧) ظفیر. (٤) ایضا. ط.س. ج٣ ص ٢٩٧. ظفیر.

رقمه رأيت المرحوم ابا السعود نقله الشيخ شاهين ونقل ان زوجة له والا ولاد للثاني۔(۱)

شوہر کی دو برس کی گمشدگی کے بعد عورت نے دوسری شادی کرلی وہ جائز نہیں ہوئی۔

(سوال ۱۰۰۷) ایک عورت کا خاوند پردیس کو چلا گیا تھا، دو برس تک گم رہا۔ بعد چار برس کے اس عورت کے والد نے دوسرا نکاح کردیا، اور نکاح سے دو برس پہلے اس خاوند کا خط بھی آچکا تھا، دو اولاد بھی دوسرے خاوند سے پیدا ہوئی پھر اس کا خاوند اول بھی آگیا، وہ عورت خوشی سے پہلے خاوند کے یہاں چلی گئی، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ عورت کس کی منکوحہ رہی اور وہ اولاد کس کی ہے۔

(الجواب) پہلا نکاح قائم ہے اور دوسرا باطل ہوا، اور اولاد جو زوج ثانی سے ہوئی ولد الحرام ہے۔(۲)

دس سال گم شدہ شوہر کا انتظار کرنے کے بعد عورت کی دوسری شادی

(سوال ۱۰۰۸) ایک شخص اپنے گھر سے مفقود ہوگیا جس کو عرصہ دس سال کا ہوا، اس کی بیوی تنگ ہوکر دوسرے شخص کے یہاں چلی گئی، اور بغیر نکاح کے اولاد بھی ہوئی ہے، اب وہ اس شخص سے نکاح بھی کرسکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس عورت کو چاہئے کہ اب نکاح کرلیوے کیونکہ امام مالکؒ کے مذہب میں چار برس کے بعد مفقود الخبر کے زوجہ عدت وفات پوری کر کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے، اور اس پر حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے۔(۳) (بلا نکاح دوسرے مرد کے پاس جب تک وہ رہی حرام کاری میں مبتلا رہی، اس سے توبہ کرے، البتہ اب شادی کرلینے کے بعد اس کا رہنا سہنا جائز ہوگا۔ ظفیر۔)

دس برس شوہر کا انتظار کر کے عورت نے دوسری شادی کرلی، اب پہلا شوہر آگیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۰۹) زید نے اپنی شادی کی، اور اس کے تین برس بعد وہ پردیس چلا گیا اور دس برس تک اس کا پتہ نہیں چلا، بعد کو زید کی بیوی نے نکاح ثانی کرلیا۔ اور اب زید جو کہ بارہ برس بعد واپس آیا اور مسماۃ مذکورہ پر دعویٰ کرتا ہے یہ دعویٰ اس کا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ دعویٰ اس کا درست اور جائز ہے، وہ عورت شوہر اول کو ہی ملے گی، کیونکہ شوہر اس کا اگر مفقود الخبر نہ ہوا تھا تو وہ دوسرا نکاح ہی باطل ہوا، اور اگر مفقود الخبر ہوگیا تھا تو مفقود میں بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ واپس آجائے تو اس کی زوجہ اس کو ملے گی کما فی رد المحتار قال ثم بعد رقمه رئيت المرحوم ابا السعود نقله عن الشيخ شاهين ونقل ان زوجته له والا ولاد للثاني . كتاب المفقود شامي ج ۳ ص ۳۳۲۔(۴)

---

(۱) رد المحتار كتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۸ ط.س. ج ۴ ص ۲۹۷ ظفير.

(۲) جب دو برس بعد شوہر کا خط آگیا تو یہ مفقود نہیں کہا جائے گا، اس لئے دوسرا نکاح جائز نہیں ہے۔ امانكاح منكوحة الغير و معتدته الخ لم يقل احد بجوازه فلم ينعقداصلا (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ ط.س. ج۳ ص ۵۱۶) ظفير.

(۳) ولا يفرق بينه وبينها ولو بعد مضى اربع سنين خلافا لمالك (در مختار) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين الخ قال فى البزازيه الفتوى فى زماننا على قول مالك (رد المحتار كتاب المفقود مطلب فى الا فتاء بمذهب مالك فى زوجة المفقود ج ۳ ص ۴۵۶ ط.س. ج ۴ ص ۲۹۵) ظفير

(۴) رد المحتار كتاب المفقود تحت قوله فان ظهر قبله ج ۳ ص ۴۵۸ ط.س. ج ۴ ص ۲۹۷. ظفير.

زوجہ مفقود میں قضائے قاضی کی بحث

(سوال ۱۰۱۰) آپ نے زوجہ مفقود کے مسئلہ میں قضاء قاضی کا ذکر نہیں فرمایا۔

(الجواب) مفقود الخبر کی زوجہ کے بارے میں امام مالک کے مذہب کے موافق بندہ تفریق قاضی و قضائے قاضی کا ذکر اس وجہ سے نہیں کرتا کہ یہ مسلم ہے کہ جس امام کا مذہب لیا جاوے، اس امام کا اس بارے میں جو مذہب ہو اس کو لینا چاہئے، بندہ نے جو اس بارے میں کتب فقہ مالکیہ کو دیکھا تو ان کی کتب میں یہ تفصیل ہے فصل لذكر المفقود واقسامه الاربعة . ولزوجة المفقود الرفع للقاضي والوالي ووالي الماء والا فلجماعة المسلمين فيوجل الحر اربع سنين ثم اعتدت كالو فاة ولا يحتاج فيها لاذن من الحاكم . والا يوجد احد منهم فلجماعة المسلمين من صالحي بلدها الخ شرح الخلاصة الدر دية على مختصر الشيخ الخليل في الفقه للامام المالك رحمه الله، اور شاید یہی وجہ ہو کہ شامی نے امام مالک کے مذہب کی تشریح میں یہ لکھا ہے قوله خلا فا لما لك فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الو فاة بعد مضى اربع سنين ومذهب الشافعي القديم الخ(۱) ج ۳ ص ۴۰۳ باقی اگر قاضی کی تفریق پائی جاوے تو بہت اچھا ہے پھر کچھ تامل نہ ہوگا (صاحب ہدایہ کی عبارت وقال مالك اذا مضى اربع سنين يفرق القاضي بينه وبين امرأ ته الخ،(۲) ہدایہ کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ قاضی موجود ہو تو وہی تفریق کا حکم دیوے تاکہ کچھ شک نہ رہے۔

جس کا شوہر غائب ہے وہ کیا کرے

(سوال ۱۰۱۱) ایک لڑکی کا شوہر عرصہ آٹھ سال سے غائب ہے، باوجود تلاش کے کہیں پتہ نہیں چلتا، لڑکی اس وقت نوجوان ہے اگر اس کی شادی دوسرے شخص سے نہ کی جاوے تو قوی احتمال زنا کا ہے جس کو لڑکی خود اپنی والدہ سے اشارۃً کنایۃً اظہار کرتی رہتی ہے، اس صورت میں لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں حنفیہ نے امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے کہ چار برس کے بعد زوجہ مفقود کو اس کے نکاح سے خارج کر کے عدت وفات پور کرا کے دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دیتے ہیں كما في الشامي عن القهستاني لو افتى في مواضع الضرورة لاباس به الخ۔(۳)

مفقود الخبر کی بیوی کی دوسری شادی کے لئے قضائے قاضی ضروری ہے

(سوال ۱۰۱۲)(۱) زوجہ مفقود اگر بمذہب امام مالک رحمہ اللہ چار سال کے بعد دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس کو تفریق قاضی کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر تفریق قاضی کی ضرورت ہے تو اس کی کیا دلیل ہے۔ اور اگر تفریق قاضی کی ضرورت نہیں ہے تو عبارت ذیل کا کیا مطلب ہے جس سے تفریق قاضی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

ولا يفرق بينه وبين امرأ ته (٤) هدايه ولا يفرق بينه وبينها ولوبعد مضى اربع سنين (٥) (در مختار) قال مالك

---

(۱) رد المحتار كتاب المفقود ج ۳ ص ٤٥٦ . ط.س. ج٤ ص٢٩٥ . ١٢ ظفير. (٢) هدايه كتاب المفقود ج ٢ ص ٥٩٧ . ١٢ ظفير. (٣) رد المحتار كتاب المفقود ج ٣ ص ٤٥٦ . ط.س. ج٤ ص٢٩٥ . ١٢ ظفير. (٤) هدايه كتاب المفقود ج ٢ ص ٥٨٥ ظفير. (٥) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب المفقود ج ٣ ص ٤٥٦ . ط.س. ج٤ ص٢٩٥ . ١٢ ظفير.

اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینه وبین امرأته وتعتد عدۃ الوفاۃ ثم تزوجت من شاءت لان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه هکذا قضی الخ(۱)لا یفرق بینه وبین امرأته وحکم بموته بمضی تسعین سنة وعلیه الفتویٰ عالمگیریه. (۲) انه انما یحکم بموته بقضاء لانه امر متحمل فما لم ینضم الیه القضاء لا یکون حجة(۳)در مختار ان هذا ای ماروی عن ابی حنیفة من تفویض موته الیٰ رای القاضی نص علی انه انما یحکم بموته بقضاء شامی.(۴)

(۲)اگر تفریق ضروری ہے تو اس ملک میں کون تفریق کر سکتا ہے، کیونکہ حاکم وقت نصاریٰ کی طرف سے کوئی قاضی مقرر نہیں، اور مسلمانوں کی تراضی واتفاق سے بھی کسی کو منصب قضاء نہیں ملا ہے۔ پھر تفریق کی کیا صورت ہے۔

(الجواب)(۱،۲)حنفیہ کے قواعد اور تصریحات کے موافق تفریق قاضی کی ضرورت ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر یہ کہا جاوے کہ جب کہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ کا اس بارے میں لیا جاوے تو ان کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اول تاجیل اربع سنین کے وقت تاجیل قاضی یا والی یا عام مسلمین کی ضرورت ہے، پھر بعد گذرنے چار برس کے زوجہ مفقود خود عدت وفات پوری کرکے دوسرا نکاح کر سکتی ہے کذا صرح به فی کتب الفقه المالکیه اور ظاہر عبارت شامی اسی کو مقتضی ہے کماقال فی شرح قوله خلافا لمالک فان عنده تعتد زوجة المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین الخ(۵) وفی شرح الخلاصة فقه للامام مالک ولزوجة المفقود الرفع للقاضی والوالی ووالی الماء والا فلجماعة المسلمین فیوجل الحر اربع سنین ثم اعتدت کالوفات ولا یحتاج فیها لا ذن من الحاکم۔(۶)

زوجہ مفقود چار سال انتظار قاضی کے حکم سے کرے گی، اور پھر قضاء کی ضرورت ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۰۱۳)صاحب ہدایہ نے امام مالک رحمۃ اللہ کا مذہب دربارہ تفریق زوجہ مفقود بایں الفاظ تحریر فرمایا ہے قال مالک اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینه وبین امرأته وتعتد عدۃ الوفاۃ ثم تزوجت من شاءت(۷)جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چار سال گزرنے کے بعد تفریق ضروری ہے اور عبارت شامی فان عنده تعتد زوجة المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین۔(۸)اس کو مقتضی ہے کہ نہ تربص اربع سنین کے لئے حکم قاضی کی ضرورت ہے اور نہ چار سال کے بعد تفریق قاضی کی حاجت ہے، پس ان دونوں میں سے کون سا قول فقہ مالکیہ کے موافق ہے، جس زوجہ مفقود کو تاجیل اربع سنین کا حکم کسی قاضی سے حاصل نہ ہوا ہو تو بعد گذرنے چار سال کے اس کی تفریق ضروری ہوگی یا نہیں۔

---

(۱)ھدایہ کتاب المفقود ج ۲ ص ۵۸۵ و ج ۲،ص ۵۸۶. ظفیر.
(۲)عالمگیری کتاب المفقود ص . ظفیر.
(۳)الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۸ .ط.س. ج۴ص۲۹۷. ظفیر.
(۴)رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۸ .ط.س. ج۴ص۲۹۷. ظفیر.
(۵)ایضاً ج ۳ ص ۴۵۶ .ط.س. ج۴ص۲۹۵۔۱۲ ظفیر.
(۶)شرح الخلاصه.
(۷)ھدایہ کتاب المفقود ج ۲ ص ۵۸۵. ظفیر.
(۸)رد المحتار کتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۶ .ط.س. ج۴ص۲۵۵. ظفیر.

(الجواب) یہ جیسا آپ نے صاحب ہدایہ اور شامی سے نقل فرمایا ہے ان دونوں کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے اور شرح دردر فقہ مالکیہ میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ تاجیل قاضی ووالی وعامہ مسلمین کے بعد تفریق قاضی وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے، اور بندہ کے خیال میں اس زمانہ میں بوجہ نہ ہونے قاضی کے حسب تصریح فقہاء مالکیہ تاجیل و تفریق عامہ مسلمین کافی ہے، اور تاویل قول صاحب ہدایہ کی یہ ہو سکتی ہے۔ یفرق القاضی الخ ای ان کان والا یکفی تاجیل غیر القاضی ایضاً ولا حاجة الی التفریق بعده ـ(۱)

چار سال کے بعد قاضی نے زوجہ مفقود کی شادی کردی اس کے بعد جب پہلا شوہر آگیا تو بیوی اسی کو ملے گی

(سوال ۱۰۱۴) ایک عورت کا خاوند لاپتہ ہو گیا، چار سال گذرنے کے بعد قاضی نے موت کا حکم لگا کر چار ماہ دس دن کے بعد اس کا نکاح ثانی کردیا، چند روز بعد پہلا خاوند آگیا وہ نکاح صحیح ہوا یا نہ اور اب وہ عورت کس کی زوجہ رہے گی قاضی کو کس صورت سے اس کا فیصلہ کرنا چاہئے۔

(الجواب) وہ نکاح ثانی تو صحیح ہو گیا، اور اولاد جو اس سے ہوگی وہ ولد الحلال ہے، لیکن بعد آجانے شوہر اول کے وہ عورت شوہر اول کو ملے گی کما فی الشامی ان زوجة له والا ولا د للثانی الخ رد المحتار جلد ثالث کتاب المفقود ـ(۲)

مفقود الخبر کے مال کی تقسیم کب ہوگی

(سوال ۱۰۱۵) مفقود کا مال اس کے وارث کب تقسیم کر سکتے ہیں۔

(الجواب) جس وقت مفقود کی عمر اس قدر ہو جاوے کہ اس کے ہم عمر مر جاویں، اس وقت اس کے ورثہ موجودین مال تقسیم کریں۔(۳)

مفقود الخبر کی بیوی موجودہ زمانہ میں کب دوسرا نکاح کرے گی

(سوال ۱۰۱۶) اگر کسی عورت کا خاوند اپنے وطن سے مفقود الخبر ہو جاوے تو کتنے زمانہ کے بعد وہ عورت فی زمانہ علمائے دین کے نزدیک دوسری شخص کے نکاح میں آسکتی ہے۔

(الجواب) مفقود الخبر کی زوجہ چار برس کے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ پورے کر کے موافق مذہب امام مالکؒ کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے، اس پر حنفیہ کا فتویٰ ہے۔(۴)

---

(۱) اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزہ بحث زوجہ مفقود. والله اعلم ۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار کتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۸. ط.س. ج۳ص۲۹۷. ۱۲ ظفیر.
(۳) وبعده یحکم بموته فی حق ماله یوم علم ذلك ای موت اقرانه فتعتد منه عرسه للموت ویقسم ما له بین من یرثه الآن (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۸. ط.س. ج۳ص۲۹۸) ظفیر.
(۴) خلافا للمالك فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الو فاة بعد مضی اربع سنین الخ وقد قال فی البزازیة الفتویٰ فی زماننا علی قول مالك (رد المحتار کتاب المفقود مطلب فی الا فتاء بمذهب مالك ج ۳ ص ۴۵۶. ط.س. ج۳ص۲۹۵).

مفقود الخبر کی کس عمر کا اعتبار کیا جائے گا

(سوال ۱۰۱۷) ظہر الدین والد واعظ علی بعمر بست سال سن ۱۸۷۴ء میں مفقود الخبر ہوئے، جس کو عرصہ بیالیس سال کا ہوا، اس وقت سے لے کر اس وقت تک اس کی کوئی خبر نہیں ملی کہ زندہ ہیں یا مر گئے، اور اس وقت ان کی عمر ۶۲ سال کی ہوتی ہے، شرعاً ان کی موت و حیات کے بارے میں کیا حکم ہے، موت کا حکم کس وقت دیا جاوے گا۔

(الجواب) متاخرین فقہاء نے ساٹھ سال برس کی عمر کا اعتبار کیا ہے کہ اس کے بعد موت کا حکم دیا جاتا ہے، اور ابن الہمام نے ستر برس کی عمر کو اختیار فرمایا ہے کذافی الشامی۔(۱) پس اب کہ ۶۲ برس کی عمر مفقود کی ہو گئی، اگر موت کا حکم دے کر اس کا ورثہ وارثوں موجودہ پر تقسیم کیا جائے تو درست ہے۔(۲)

شوہر بیس سال سے مفقود الخبر ہے، بیوی نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۱۸) ایک لڑکی کی شادی کم سنی میں کی گئی اور شوہر شادی کے تین سال بعد کہیں چلا گیا اور اب تک مفقود الخبر ہے، بیس برس کا زمانہ گذر گیا ہے نہ تو اس نے کوئی خط بھیجا ہے اور باوجود تلاش کے نہ ہی اس کا کچھ پتہ چلا، اگر لڑکی کہیں نکاح کرنا چاہے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس حالت میں اس کا دوسرا نکاح درست ہے۔ جیسا کہ شامی میں نقل کیا گیا۔(۳)

جو دس سال تک مفقود الخبر رہے اس کی بیوی کا نکاح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۱۹) ایک شخص شادی کر کے کہیں چلا گیا، اور دس سال تک مفقود الخبر رہا۔ دس سال بعد لڑکی کے وارثوں نے لڑکی کی شادی اور شخص سے کر دی، چند روز بعد لڑکی کا پہلا شوہر آکر دعویدار ہوا، عدالتی چارہ جوئی کی مگر مقدمہ خارج ہو گیا اور وہ پھر بغیر طلاق دیئے کہیں چلا گیا، اس لڑکی کے بارے میں کیا حکم ہے، مندرجہ بالا شادی کو خلاف شرع سمجھ کر لڑکی کے وارثوں سے قومی جماعت نے قطع تعلق کر دیا۔

(الجواب) مفقود الخبر کی زوجہ کا بعد دس سال کے جو نکاح کیا گیا تھا وہ صحیح ہو گیا، لیکن جس وقت شوہر سابق واپس آیا تھا وہ عورت شرعاً اسی کو واپس ملنی چاہئے تھی، اور جو نکاح ہوا تھا وہ فسخ ہو گیا، اب اگر وہ شخص پھر کہیں چلا گیا اور لاپتہ ہے تو چار برس کے بعد عدت وفات پوری کر کے پھر وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ دس سال کے بعد جو اس عورت نے نکاح کیا تھا وہ خلاف شرع نہ تھا، پھر اس سے قطع تعلق کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، چاہئے کہ میل ملاپ کر لیں۔

---

(۱) واختار المتاخرون ستين سنة واختار ابن الهمام سبعين لقوله عليه الصلوٰة والسلام اعمار امتي ما بين الستين الى السبعين (رد المحتار كتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۷ ط.س. ج۳ ص۲۹۶) ظفير.

(۲) وبعده يحكم بموته في حق ماله يوم علم ذلك اى موت اقرانه فتعتد منه عرسه للموت ويقسم ماله بين من يرثه الآن (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۸) ظفير.

(۳) خلافا للمالك فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين الخ وقد قال في البزازيه الفتوى في زماننا على قول مالك (رد المحتار كتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۶ ط.س. ج۳ ص۲۹۶) تفصیل کے لئے دیکھئے "حيلة ناجزه" للتهانوى.

جس کے شوہر کو حبس دوام کی سزا دی گئی اس کا حکم

(سوال ۱۰۲۰) ایک شوہر جو دس پندرہ سال سے مفقود الخبر ہے، یا کوئی شخص جس کو سزا دریائے شور یا حبس دوام کی دی گئی اس کی بیوی عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) مفقود الخبر کا دوسرا حکم ہے، اور جس کو سزا دریائے شور دی گئی وہ مفقود الخبر نہیں ہے اور اس کی زوجہ دوسرا عقد شوہر کی زندگی میں نہیں کر سکتی، اور مفقود الخبر وہ ہے جس کا نشان و پتہ اور موت و حیات کچھ معلوم نہ ہو، (۱) اس کو ایک وقت مقرر پر شرعاً موت کا حکم دے دیا جاتا ہے۔

شوہر نو سال سے پلٹن میں ہے خبر گیری نہیں کرتا، بیوی کیا کرے

(سوال ۱۰۲۱) ایک شخص عرصہ نو سال سے نکاح کر کے پلٹن میں ملازم ہو گیا ہے، اور اس عرصہ میں اپنی زوجہ کو نہ خرچ روانہ کیا، اور عورت کے رشتہ داروں نے جو خطوط روانہ کئے نہ ان کا جواب دیا۔ اس بارے میں مولوی ثناء اللہ نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ چار سال کے بعد عورت کا دوسرا نکاح جائز ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ شخص جس کا ذکر سوال میں ہے مفقود الخبر نہیں ہے، اس حالت میں اس کی زوجہ کو اس سے علیحدہ نہیں کرا سکتے، اور دوسرا نکاح اس عورت کا نہیں کر سکتے بدون طلاق دینے شوہر اول کے دوسرا نکاح جائز نہ ہوگا، اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ مفقود الخبر کی زوجہ کا مسئلہ ہے، علمائے دیوبند وغیرہ نے زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں بے شک امام مالکؒ کے مذہب کے موافق فتویٰ دیا ہے کہ چار برس کے بعد اس کی زوجہ عدت وفات پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے مگر وہ یہ مسئلہ نہیں ہے جو سوال میں ہے۔(۲)

مفقود الخبر کی بیوی بغیر قضائے قاضی دوسری شادی نہیں کر سکتی

(سوال ۱۰۲۲) زید آٹھ سال کی مدت سے مفقود الخبر اور لاپتہ ہے، اس کی زوجہ نے بغیر قاضی کی تفریق کے دوسرے شخص سے اپنا عقد نکاح کر لیا، جب علماء کو خبر ہوئی تو انہوں نے تنبیہ کر کے ان کی مفارقت کرا دی، اب زوجہ مذکورہ سے ارتکاب زنا کا خوف ہے، اس صورت میں امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر فتویٰ کے بموجب کہ چار سال کی مدت ہے اور تفریق قاضی شرط ہے، مذکورہ عورت چاہتی ہے کہ کسی عالم کو حکم قرار دے دیا جائے اور تفریق کا حکم کر کے نکاح کی اجازت دے دے۔

اس معاملہ میں دو امر دریافت طلب ہیں، ایک یہ کہ اس حالت میں ضرورت کے بوقت عالم قاضی کا قائم مقام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ عالم کی تفریق مثل قاضی کی تفریق کے ہے یا نہیں۔

(الجواب) مفقود الخبر کے بارے میں ماخوذ و معمول بہ امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ چار سال کے بعد مفقود الخبر کی زوجہ عدت وفات گذار کر نکاح ثانی کر لے، چنانچہ شامی کی عبارت یہ ہے قوله خلافا لما لك فان عند ہ

---

(۱) وهو لغة المعدوم وشرعا غائب لم يدراحي هو فيتو قع قدومه ام ميت الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۳. ط.س. ج ۴ ص ۲۹۲) ظفير. (۲) ايضاً ۱۲ ظفير.

تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین الخ (۱) اس عبارت سے واضح ہوا کہ چار سال گذرنے کے بعد زوجہ مفقود عدت وفات پوری کر لے، تفریق کی ضرورت نہ ہو گی، بس چار سال ہو جانے کے بعد تفریق کے ارادہ سے عدت گذارنا کافی ہے، لیکن امام مالک رحمہ اللہ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریق کرنی چاہئے، اور تفریق کرنے والا اگر قاضی نہ ہو تو مسلمانوں کی دیندار جماعت کا تفریق کرنا بھی کافی ہے۔ (۲)

مفقود الخبر سے متعلق احکام

(سوال ۱۰۲۳) شوہر مفقود الخبر کی میعاد شرع شریف میں کس قدر ہے اور کب تک؟ مال متروکہ اس کا کس طرح تقسیم کیا جاوے۔

(الجواب) مفقود الخبر کی زوجہ کے نکاح میں حنفیہ نے قول امام مالک رحمہ اللہ اختیار کیا ہے کہ بعد چار سال کے اس کی زوجہ عدت دس دن چار ماہ پورے کر کے نکاح ثانی کر سکتی ہے کذا فی الشامی (۳) اور دربارہ تقسیم میراث مفقود مذہب اصلی مذہب حنفیہ پر عمل درآمد ہو گا، اور مذہب اصلی حنفیہ کا اس بارے میں ہے کہ جس وقت اقران اس کے مر جاویں اس وقت حکم موت مفقود کا دیا جاوے، (۴) اور تقدیر اس کی نوے برس کے ساتھ کی گئی ہے اور اس میں دیگر اقوال بھی ہیں جو کتب فقہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

---

(۱) رد المحتار کتاب المفقود مطلب فی الافتاء بمذهب مالك ج ۳ ص ٤٥٦. ط.س. ج٤ ص ۲۹۵. ظفیر.
(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے "الحیلة الناجزه" للتھانوی ۱۲ ظفیر۔
(۳) خلا فالمالك فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین الخ وقد قال فی البزازیه الفتوی فی زماننا علی قول مالك (رد المحتار کتاب المفقود ج۳ ص ٤٥٦. ط.س. ج۳ ص ۲۹۵) ظفیر.
(٤) وبعده یحکم بموته فی حق ماله یوم علم ذلك ای موت اقرانه فتعتد منه عرسه للموت ویقسم ماله بین من یرثه الآن (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب المفقود ج ۳ ص ٤٥٨. ط.س. ج۳ ص ۲۹۸) ظفیر.

باب پانزدہم

عدت سے متعلق احکام و مسائل

نابالغ کی بیوی جس کے ساتھ نہ خلوت ہوئی اور نہ وطی اس پر عدت نہیں ہے

(سوال ۱۰۲٤) زید نے بوقت لڑکپن کسی لڑکی سے نکاح کیا، اور بغیر وطی و خلوت کے طلاق دے دی، تو عدت کرنی ضروری ہے یا نہیں، اور یہ طلاق بعد بلوغ کے ہے۔

(الجواب) اگر وطی اور خلوت نہیں ہوئی تو عدت لازم نہیں قال اللہ تعالیٰ وان طلقتمو هن من قبل ان تمسو هن فما لكم عليهن من عدة تعتدو نها الآيه۔(۱)

جس عورت کی عادت حیض آٹھ یوم ہے اس کی عدت کے ایام کم از کم ۵۴ دن ہوں گے

(سوال ۱۰۲۵) جس عورت کی عادت حیض آٹھ یوم کی ہو، اس عورت سے مطلقہ ہونے کے چالیس روز بعد نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) چالیس روز میں اس کی عدت ختم نہ ہوگی بلکہ کم از کم اس کی عدت کے ۵۴ یوم ہوتے ہیں، اور عدت میں نکاح باطل ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله الآيه۔(۲)

نابالغ شوہر کی خلوت سے بھی عدت لازم ہے۔

(سوال ۱۰۲٦) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے ایک لڑکے نابالغ سے کر دیا تھا، اب لڑکی کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی، اب لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں، اور عدت اس صورت میں واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر اس کے شوہر نے بالغ ہو کر اپنی زوجہ کو طلاق دی ہے، تو طلاق واقع ہو گئی، (۳) اور اگر شوہر کے ساتھ خلوت ہو چکی تھی اگرچہ حالت عدم بلوغ میں ہوئی ہو تو عدت لازم ہے، بعد عدت کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے وتجب العدة بخلوته اى الصبى وان كانت فاسدة الخ شامى۔(۴)

شوہر بغیر خلوت فوت ہو جائے تو بیوی پر عدت وفات لازم ہے

(سوال ۱۰۲۷) کسی آدمی نے بالغہ عورت سے نکاح کیا، اور شوہر بغیر خلوت کے فوت ہو گیا، اس صورت میں عورت مذکورہ پر عدت ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں عورت مذکورہ پر عدت لازم ہے، اور عدت اس کی چار ماہ دس یوم ہے کما قال اللہ تعالیٰ. والذين يتو فون منكم و يذرون ازواجاً يتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشراً(۵) الآيه وفى

---

(۱) سورة البقره . ظفير .(۲) سورة البقره واما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ لم يقل بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٨٢) ظفير. (۳) نابالغ شوہر کی طلاق واقع نہیں ہوتی ولا يقع طلاق الصبى والمجنون (هدايه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۷) ظفير (٤) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٦٦ ط.س. ج۳ ص ۱۱٤. ۱۲ ظفير. (۵) سورة البقره ظفير.

الدر المختار والعدة للموت اربعة اشهر و عشرة الخ مطلقا وطئت او لا لوصغيرة الخ ۔(۱)

اکثر مدت حمل دو سال ہے اس کے بعد شرعاً اعتبار نہیں، عدت تین حیض ہے۔

(سوال ۱۰۲۸) ایک بیوہ کا حمل خشک ہو گیا، اگر یہ حمل پانچ چھ سال تک پیٹ میں رہے تو اس کی عدت کب تک ہوگی، کتنی مدت کے بعد میں یہ عورت نکاح کر سکتی ہے۔

(الجواب) شرعاً دو برس سے زیادہ حمل نہیں رہتا، (۲) لہذا عورت مذکورہ شرعاً حاملہ شمار نہ ہوگی بلکہ وہ ممتدة الطہر ہے، پس اگر وہ مطلقہ ہے تو عدت اس کی تین حیض سے پوری ہوگی، جس مدت میں بھی تین حیض پورے ہوں، اور اگر وہ متوفی عنہازوجہا ہے تو عدت اس کی دس دن چار ماہ میں پوری ہوگی۔ (۳)

مطلقہ سے بعد عدت نکاح ہو سکتا ہے

(سوال ۱۰۲۹) زید نے زوجہ کو طلاق دی، اب بکر چاہتا ہے کہ اس زوجہ کو اپنے نکاح میں لاوے، سو اس کو فی الحال نکاح میں لا سکتا ہے یا نہیں، آیا کتنا روز عدت کرنا ہوگی۔

(الجواب) عدت طلاق کی تین حیض ہیں، اور جس کو حیض نہ آتا ہو تین ماہ ہیں، پس طلاق کے وقت سے تین حیض گذرنے پر بکر اس سے نکاح کر سکتا ہے اس سے پہلے نہیں کر سکتا۔ (۴) قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدة النكاح حتیٰ يبلغ الكتاب اجله الآيه۔(۵)

عدت خلع وہی ہے جو طلاق کی عدت ہے

(سوال ۱۰۳۰) عدت خلع کی کیا ہے۔ کسی عورت نے خلع کے ایک مہینہ بعد نکاح کر لیا، جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) خلع کی عدت وہی ہے جو طلاق کی یعنی تین حیض کامل اور بصورت نہ آنے حیض کے تین ماہ۔ پس خلع کے ایک مہینہ بعد جو نکاح ہوا وہ باطل ہوا، كما في الدر المختار . وهي في حق حرة تحيض لطلاق او فسخ بجميع اسبابه الخ ثلثة حيض كوامل الخ باب العدة (۶) وفي باب الخلع منه وحكمه ان الواقع به الخ طلاق بائن ۔(۷)

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۰ . ط.س. ج۳ص ۵۱۰ . ۱۲ ظفير.
(۲) واكثر مدة الحمل سنتان لقول عائشه الو لدلا يبقى فى البطن اكثر من سنتين ولو بظل مغزل (هدايه باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۴۱۲) ظفير.
(۳) واذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا الخ وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلثة اقراء الخ وان كانت حاملا فعدتها ان تضع حملها الخ وعدة الحرة فى الوفاة اربعة اشهر و عشرا الخ (هدايه باب العدة ج ۲ ص ۴۰۱ و ج ۲ ص ۴۰۲) ظفير.
(۴) وهي فى حق حرة الخ تحيض لطلاق الخ او فسخ بجميع اسبابه الخ ثلثة حيض كوامل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۵ . ط.س. ج۳ص ۵۰۴) واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته الخ لم يقل احد بجوازه (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ . ط.س. ج۳ص ۵۱۶) ظفير.
(۵) سورة البقره . ظفير.
(۶) الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۵ . ط.س. ج۳ص ۵۰۴ . ۱۲ ظفير.
(۷) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۰ . ط.س. ج۳ص ۴۴۴ . ۱۲ ظفير.

عدت طلاق نامہ لکھنے کے وقت سے شمار ہوگی

(سوال ۱۰۳۱) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو تحریری طلاق نامہ لکھا، ہندہ کو طلاق کی اطلاع اسی وقت ہوگئی تھی، لیکن تحریر طلاق ۶ اجمادی الثانیہ کو ملی، دریافت طلب یہ امر ہے کہ مدت اس کی عدت کی کب سے شمار ہوگی اور مدت عدت کیا ہے۔

(الجواب) جس وقت زید نے طلاق نامہ تحریر کیا اسی وقت ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی، اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں، اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ ہیں، پس اگر وقت تحریر طلاق سے تین حیض ہندہ کے گذر چکے ہیں تو عدت ہندہ کی پوری ہوگئی، اور اگر تین حیض ابھی پورے نہ ہوئے ہوں تو ان کو پورا کر لیا جاوے، اس کے بعد نکاح ثانی کرنا ہندہ کو درست ہے۔(۱)

عدت وفات چار ماہ دس دن ہیں

(سوال ۱۰۳۲) ایک عورت کا خاوند کچھ دنوں سے پردیس تھا اور وہاں اس کا انتقال ہوگیا، اس کی عورت عقد کرنا چاہتی ہے تو اس کی عدت کیا ہوئی۔

(الجواب) عدت اس کی دس دن چار ماہ ہیں، شوہر کے مرنے کے وقت سے، جب دس دن چار ماہ پورے ہو جاویں اس وقت وہ عورت بیوہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔(۲)

طلاق رجعی کی عدت

(سوال ۱۰۳۳) عدۃ طلاق رجعی چیست، آیا دریں طلاق رجوع منجانب آں زوج مزیل طلاق گردیدانہ؟ وازالہ طلاق رجعی بکدام امور ممکن است؟

(الجواب) عدت طلاق رجعی سہ حیض است قال فی الدر المختار وھی فی حق حرۃ تحیض لطلاق ولو رجعیا او فسخ بعد الدخول حقیقۃ او حکما ثلث حیض کو امل الخ ۔(۳) در طلاق رجعی رجوع در عدت درست است و رجعت از قول و فعل مثل وطی و مس بالشہوۃ و تقبیل و نظر الیٰ داخل الفرج وغیرہ درست می شود و مستحب رجعۃ بالقول است کما قال الشامی فی باب الرجعۃ والمستحب ان یراجعھا بالقول(۴) الخ وقال فی الدر المختار وتصح مع اکراہ وھزل ولعب وخطا بنحو ر اجعتک الخ ۔(۵)

---

(۱) وھی فی حق حرۃ الخ تحیض لطلاق او فسخ بجمیع اسبابہ الخ ثلثۃ حیض کو امل الخ وفی حق من لم تحض الخ ثلثۃ اشھر (ایضاً باب العدۃ ج ۲ ص ۸۲۵ ط.س. ج۳ ص ۵۰۴) ظفیر۔

(۲) والعدۃ للموت اربعۃ اشھر الخ وعشرۃ الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۳۰ ط.س. ج۳ ص ۵۱۰) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۲۵ ط.س. ج۳ ص ۵۰۴ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(۴) رد المحتار باب الرجعۃ ج ۲ ص ۷۲۹ ط.س. ج۳ ص ۳۹۸ ۔ ظفیر۔

(۵) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرجعۃ ج ۲ ص ۷۲۸ ط.س. ج۳ ص ۳۹۸-۱۲ ظفیر۔

پانچ سال تک حمل رہنا معتبر نہیں ہے

(سوال ۱۰۳۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیں اور اس عورت کو پانچ سال سے حمل ہے اور وہ شخص اس مطلقہ کی برادرزادی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے یا بالاشہر ہے؟ اور اس کی بھتیجی سے کس وقت نکاح جائز ہے؟

(الجواب) چار پانچ سال تک حمل کا قائم رہنا عند الحنفیہ معتبر نہیں ہے کیوں کہ عند الحنفیہ اکثر مدت حمل کی دو برس ہے، (۱) پس اس کو حاملہ نہیں کہہ سکتے لیکن عدت اس کی بالاشہر نہیں ہے بلکہ تین حیض ہیں، البتہ اگر وہ عورت سن ایاس یعنی پچاس سال یا پچپن سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس وقت اس کی عدت بالاشہر ہوگی، پس جب کہ وہ عورت سن ایاس کو نہیں پہنچی تو تین حیض پورے ہونے کے بعد اس کی عدت ختم ہوگی، (۲) اور جب تک تین حیض پورے نہ ہوں گے اس وقت تک اس کی برادرزادی سے نکاح درست نہیں ہے۔ (۳)

بیوہ عدت میں کہیں جا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۳۵) متوفی عنہا زوجہا یعنی بیوہ کو عدت کے اندر اپنے بھائی یا والدین کے یہاں کسی شادی وغیرہ میں دن یا رات کے کچھ حصہ کو جانا اور پھر رات کو اپنے گھر واپس آجانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) متوفی عنہا زوجہا کو عدت کے اندر جو فقہاء نے دن کو یا رات کے کچھ حصہ میں باہر جانے کی اجازت دی ہے اس کی وجہ سے نفقہ کی ضرورت ہے، اگر یہ ضرورت نہ ہو تو پھر وہ مثل مطلقہ کے ہے کہ عدت میں نکلنا اور کہیں جانا اس کو درست نہیں ہے، چنانچہ در مختار میں ہے حتیٰ **لو کان عندھا کفا یتھا صارت کالمطلقة فلا یحل لھا الخروج** (فتح) (۴) اور ایسا ہی شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے۔ پس متوفی عنہا زوجہا کو عدت میں بھائی یا والدین کے گھر شادی وغیرہ میں دن کو بھی (یعنی مطلقاً دن یا رات میں) جانا درست نہیں ہے۔

نامرد کی بیوی پر بھی عدت ہے اگر خلوت ہو چکی ہے

(سوال ۱۰۳۶) زید نابالغ کی شادی اس کے والدین نے کر دی، جب زید کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو اس کی زوجہ سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل نامرد ہے، عورت پر قادر نہیں ہو سکتا، اور ڈاکٹر نے زید سے یہ کہہ دیا کہ تم اچھے نہیں ہو سکتے، زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی تو زید کی زوجہ پر طلاق کی عدت ہے یا نہیں۔

(الجواب) ظاہر یہ ہے کہ زید کی خلوة تو اپنی زوجہ سے ضرور ہوئی ہوگی۔ اگر چہ صحبت نہیں ہوئی، پس اگر خلوت ہو چکی ہے تو اس کی عورت پر بعد طلاق کے عدت واجب ہے، تین حیض عدت کے ہیں بعد عدت کے دوسرے

---

(۱) اکثر مدة الحمل سنتان واقلها ستة اشهر (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۷ ط.س. ج۳ص ۵٤۰) ظفیر.
(۲) تحیض لطلاق ولو رجعیا الخ ثلث حیض کوامل (ایضاً باب العدة ج ۲ ص ۸۲۵. ط.س. ج۳ص ۵۰٤، ۵۰۵) ظفیر.
(۳) وحرم الجمع بین المحارم نکاحا ای عقداً صحیحا وعدة ولو من طلاق بائن (ایضا باب المحرمات ج ۲ ص ۳۹۰. ط.س. ج۳ص۳۸) ظفیر.
(٤) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵٤ .ط.س. ج۳ص۵۳٦. ۱۲ ظفیر.

شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔(۱)

کافرہ سے عدت کے بعد نکاح ہو سکتا ہے

(سوال ۱۰۳۷) زید مسلم کا ہندہ کافرہ سے عرصہ سے ناجائز تعلق تھا، اب ہندہ مسلمان ہو گئی ہے اور فوراً ہی زید مسلم مذکور کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے، آیا اس کو عدت کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(الجواب) مسلمان ہونے کے بعد تین حیض کے بعد نکاح کر سکتی ہے اس سے پہلے نہیں کر سکتی، اگر وہ عورت حالت کفر میں کسی کے نکاح میں ہو۔ ولو اسلم احدهما ثمه الخ لم تبن حتیٰ تحیض ثلثا الخ۔(۲)

عدت کی تکمیل سے پہلے انتقال مکانی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۳۸) ایک شخص کی وفات بھوپال میں ہوئی، تو ان کی زوجہ کو قبل پورا کرنے عدت کے یہاں لا سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہاں عدت پوری کرنے تک رہنے میں کسی قسم کا خوف اور بے اطمینانی نہیں ہے اور سب ضروریات وہاں پوری ہو سکتی ہیں تو اسی جگہ عدت پوری کرنی چاہئے یہاں آنا درست نہیں ہے، اور اگر وہاں باطمینان نہیں رہ سکتی، اور ضروریات پوری نہیں ہو سکیں تو اپنے وطن کو آسکتی ہے، در مختار میں ہے او کانت فی مصر او قریة تصلح للاقامة تعتدثمه (در مختار) قوله تصلح للاقامة بان تامن فیها علی نفسها وما لها وتجد ما تحتاجه الخ شامی(۳) (ترجمہ و حاصل مطلب) یا ہو عورت بوقت موت شوہر کے مثلاً کسی شہر یا قریہ میں جو اقامت کی صلاحیت رکھتا ہے اس طرح کہ عورت وہاں مامون ہے، جان و مال کا کچھ اندیشہ نہیں ہے اور ضروریات مل سکتی ہیں تو وہ اسی شہر یا قریہ میں جس میں شوہر کی وفات ہوئی ہے عدت پوری کرے۔

عدت وفات کے بعد بیوہ کی شادی درست ہے

(سوال ۱۰۳۹) ایک عورت کا شوہر مر گیا، اس عورت نے چار ماہ دس دن بعد دوسرے شخص سے نکاح کر لیا، یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔

(الجواب) یہ نکاح جو موت شوہر اول سے چار ماہ دس دن بعد میں ہوا صحیح ہوا، کیونکہ عدت متوفی عنہا زوجہا کی دس دن چار ماہ ہے، اس کے بعد نکاح ثانی درست ہے قال اللہ تعالیٰ والذین یتو فون منکم ویذرون ازواجاً یتربصن بانفسن اربعة اشهر و عشراً (۴)

---

(۱) والخلوة بلا مرض احدهما الخ کالوطیء ولو مجبو با او عنیناً او خصیا وتجب العدة فیها ای تجب العدة علی المطلقة بعد الخلوة احتیاطاً (البحر الرائق باب المهر ج ۳ ص ۱۵۵ ط.س ج۳ص۱۵۱) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۶ و ج ۲ ص ۵۳۷ ..ط.س ج۳ص۱۹۳. ظفیر.

(۳) رد المحتار فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۶ .ط.س ج۳ص۵۳۹. ۱۲ ظفیر.

(۴) سورة البقره. ۳۰ . ظفیر.

مطلقہ بعد عدت کے نکاح کر سکتی ہے

(سوال ۱۰۴۰) ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دی تو وہ عورت بلا عدت کے دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں، کیونکہ وہ موطوءہ نہیں ہے۔

(الجواب) جس عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاق دے دی ہیں، وہ بعد عدت کے دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے، اور اگر خلوت و صحبت کچھ نہ ہوئی تھی تو عدت لازم نہیں، طلاق کے بعد فوراً نکاح دوسرا کر سکتی ہے۔(۱)

جہاں شوہر انتقال کرے وہیں عدت گذارنا چاہئے

(سوال ۱۰۴۱) زید نے انتقال کیا، زوجہ زید عدت میں ہے، اور زید کے سوائے کوئی دوسرا نگراں کار نہیں، کیا ایسی صورت میں بیوہ کو بزمانہ عدت دوسری شہر یا قصبہ یا گاؤں میں جہاں اس کی ضروریات کی پوری نگہداشت ہو سکتی ہے منتقل کر سکتے ہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے وتعتدان ای معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیه ولا یخرجان منه الا ان تخرج او یتهدم المنزل الخ(۲) اس کا حاصل یہ ہے کہ عورت کو عدت اس مکان میں پوری کرنی چاہئے جس میں عدت واجب ہوئی ہے، یعنی جس مکان میں وہ بوقت موت شوہر مثلاً موجود تھی اور رہتی تھی، مگر یہ کہ وہ مکان کسی دوسرے کا ہو، اور وہ اس کو وہاں نہ رہنے دے یا وہ مکان منہدم ہو جاوے یا خوف انہدام ہو الخ۔ الغرض بحالت موجودہ اس عورت کو اسی مکان میں عدت گذارنا چاہئے اور اس کی ضروریات کا سامان وہیں کر دینا چاہئے۔

شادی شدہ کافر عورت مسلمان ہونے کے بعد دوسرے مسلمان سے عدت کے بعد شادی کرے گی

(سوال ۱۰۴۲) ایک ہندو عورت مسلمان شدہ کا شوہر اگر اسلام قبول نہ کرے تو وہ کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور اس کے لئے عدت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) قال فی الدر المختار ولو اسلمه احدها ثمه ای فی دار الحرب الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا الخ۔(۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پہلے گذرنے تین حیض کے وہ عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور جس کو حیض نہ آتا ہو اس کے لئے تین ماہ قائم مقام تین حیض کے ہیں۔

عدت وفات ہر حال میں ضروری ہے خواہ شوہر بیوی دونوں نابالغ ہوں یا ایک

(سوال ۱۰۴۳) شوہر نابالغ ہے اور زوجہ بھی نابالغہ ہے، یا شوہر بالغ ہے اور زوجہ نابالغہ ہے، ان دونوں صورتوں میں اگر شوہر مر جائے تو عدت لازم آوے گی یا نہیں۔

---

(۱) اربع من النساء لاعدة علیهن المطلقة قبل الدخول الخ (عالمگیری کتاب الطلاق الباب الثالث عشر فی العدة ج ۱ ص ۴۷۱ ط.س. ج۳ ص ۵۲۶) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۴ ط.س. ج۳ ص ۵۳۶۔ ۱۲ ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۷ ط.س. ج۳ ص ۱۹۳۔ ۱۲ ظفیر

(الجواب) موت کی عدت بہر حال دس دن چار ماہ ہیں خواہ شوہر اور زن میں سے کوئی بالغ ہو یا نہ ہو۔(۱)

ایام عدت طلاق دینے کے وقت سے شمار ہوتا ہے

(سوال ۱۰۴۴) ایک شخص اپنی بیوی کو بیسوں دفعہ یہ کہا کہ میں اس کو طلاق دے چکا ہوں اور چھوڑ چکا ہوں یہ کہہ کر ہمیشہ پردیس چلا جاتا تھا، اب وہ پردیس سے آیا تو اس کو سب آدمیوں نے کہہ کر طلاق نامہ لکھوالیا ہے تو میرا نکاح اس عورت کے ساتھ اس وقت ہو سکتا ہے یا نہیں، تحریر طلاق نامہ سے عدت شمار ہوگی یا کب سے۔

(الجواب) جس وقت شوہر نے یہ کہا تھا کہ میں اس عورت کو طلاق دے چکا ہوں، اسی وقت طلاق واقع ہوگئی اور اسی وقت سے عدت شروع ہوگئی۔ اگر وقت طلاق دینے سے تین حیض آچکے ہیں تو اب نکاح اس سے آپ کا ہو سکتا ہے فی الحال نکاح کر لیا جاوے، تحریر طلاق نامہ کے بعد پھر عدت کی ضرورت اس صورت میں نہ ہوگی۔(۲)

خلوت سے پہلے طلاق ہوئی ہے تو اس پر عدت نہیں ہے

(سوال ۱۰۴۵) زید بالغ کا نکاح ہندہ نابالغہ سے ہوا موافق قاعدہ ولایت کے، پھر جب عرصہ کے بعد زید نے ہندہ کو طلاق مغلظہ دی، اور ابھی تک لڑکی اپنے ماں باپ ولی کے یہاں ہے، شوہر کے مکان پر کبھی نہیں گئی، بوقت طلاق وہ لڑکی نابالغہ تھی، طلاق سے ایک ماہ بعد وہ لڑکی بالغہ ہوئی، ایسی صورت میں لڑکی پر عدت لازم ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر طلاق قبل دخول و قبل خلوۃ ہوئی ہے تو عدت لازم نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتمو ھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا الآیہ۔(۳)

ٹیلیگرام سے اگر موت کی خبر آئے تو قابل اعتبار ہے اور عدت موت کے دن سے شمار ہوگی

(سوال ۱۰۴۶) ٹیلی گراف یا تار یا خط سے ایک شخص کے مرنے کی خبر آنے پر اس کا اعتبار کیا جا سکتا ہے اور اس کی عورت اس تاریخ سے عدت میں بیٹھے یا کیا کرے۔ اس روز سے ایام عدت گذر جانے پر وہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) طلاق و موت وغیرہ میں اعتبار اس خبر کا کر سکتے ہیں، اور اس وقت سے عورت کی عدت شروع ہو جاوے گی،(۴) اگر پھر یہ خبر تحقیق ہوگئی اور سچی نکلی تو عدت معتبر ہوئی ورنہ عدت غیر معتبر رہے گی اور نکاح ثابت رہے گا، اور جب کہ کوئی خبر خلاف اس خبر سابق کے نہ آوے اور عدت گذر جاوے تو نکاح ثانی عورت کو کرنا درست اور صحیح ہے۔

(۱) والعدۃ للموت اربعۃ اشھر الخ وعشر الخ مطلقا وطئت اولا، ولو صغیرۃ او کتابیۃ الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ مطلب فی عدۃ الموت ج ۲ ص ۸۳۰. ط.س. ج۳ ص ۵۱۰) ظفیر.

(۲) ھی (ای العدۃ) انتظار مدۃ معلومۃ یلزم بعد زوال النکاح (عالمگیری مصری الباب الثالث عشر فی العدۃ ج ۱ ص ۴۷۱ .طبع ماجدیۃ ج۱ ص ۵۲۶) ظفیر. (۳) سورۃ الاحزاب. ۶.. ظفیر.

(۴) ھی (ای العدۃ) انتظار مدۃ معلومۃ یلزم بعد زوال النکاح (عالمگیری مصری الباب الثالث عشر فی العدۃ ج ۱ ص ۴۷۱) ط.م. ج۳ ص ۵۲۶. ظفیر.

عدت وفات میں لڑکی باپ کے گھر آسکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۴۷)(۱)ایک شخص کا انتقال جو خورجہ کا رہنے والا ہے لکھنؤ میں ہوا، متوفی کا بھائی اس کی بیوہ کو اور والدہ کو بمقام سدولی جو لکھنؤ کے قریب ہے وہاں پر وہ تحصیل دار ہیں لے گئے۔ اب بیوہ مذکورہ اپنے والدین کے یہاں دوران عدت میں آسکتی ہے یا نہیں۔
(۲)اگر مرحوم کے بھائی کا اس مقام سے تبادلہ ہو جائے تو اس حالت میں اپنے باپ کے گھر آکر عدت پوری کر سکتی ہے یا نہیں۔
(۳)زوجہ مرحوم کو زمانہ عدت کہاں پر پورا کرنا چاہئے۔
(۴)اگر عورت باپ کے گھر ہو اور شوہر کا انتقال ہو جائے تو عدت کہاں پوری کرنی چاہئے۔
(الجواب)(۱)اب وہ بیوہ اپنے باپ کے گھر زمانہ عدت میں نہیں آسکتی عدت وہاں پوری کر کے آوے کما فی الشامی وحکم ما انتقلت الیه حکم المسکن الا صلی فلا یخرج منه الخ ج ۲ ص ۶۲۱(۱)
(۲)اس حالت میں اگر وہاں عدت پورا کرنے کا انتظام ہو سکے تب تو وہاں عدت پوری کرائی جائے، مثلاً اس کے پاس کسی کو چھوڑا جاوے، اور اگر مجبوری ہو تو پھر جو جگہ قریب تر ہو وہاں لے جاوے۔(۲)
(۳)اصل یہ ہے کہ جس جگہ عورت وقت موت شوہر موجود ہو وہاں عدت پوری کرے، مجبوری کو دوسری جگہ جا سکتی ہے، پھر وہاں سے کہیں نہ جاوے، غرض یہ ہے کہ عدت میں حتی الوسع سفر سے(۳) بچے۔
(۴)اس حالت میں باپ کے گھر ہی عدت پوری کرے، در مختار میں ہے۔ وتعتد ان ای معتدة طلاق و موت فی بیت وجبت فیه ولا یتخر جان منه الا ان تخرج او یتهدم المنزل الخ وفی الشامی قوله فی بیت وجبت فیه هو ما یضاف الیهمابالسکنیٰ قبول الفرقة ولو غیربیت الزوج الخ(۴)شامی ص ۶۲۱

عدت طلاق کے وقت سے شمار ہوگی

(سوال ۱۰۴۸)زید نے بذریعہ خطوط اپنی بیوی کو تین طلاق دیں، تین سال بعد زید کا خسر زید کے پاس گیا اور کہا کہ میری لڑکی کے ساتھ تمہارا کیا ارادہ ہے، زید نے دو گواہوں کے روبرو بیان کیا کہ میں پہلے خطوط میں بھی اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں اور اب بھی طلاق مکرر سہ کرر دیتا ہوں۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق اگر واقع ہو گئی ہے تو عدت خطوط کے وقت سے شروع ہو گی یا گواہوں کی گواہی کے وقت سے۔
(الجواب)زید کے خط اور گواہوں کے بیانات سے زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہونا ثابت ہوتا ہے، پس زید کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی اور عدت وقت تحریر خط سے شروع ہو گئی کما فی الدر المختار و مبدأالمدة بعد الطلاق و بعد الموت علی الفور و تنقضی العدة وان جهلت المرأة بهاای بالطلاق والموت لانها

(۱)رد المحتار باب العدة ج۲ ص ۸۵۴ ط.س. ج۳ص۵۳۷ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۳،۲)وتعتد ان ای معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیه ولا یخرجان منه الاان تخرج او یتهدم المنزل او تخاف انهدامه او تلف مالها اولا تجد کراء البیت ونحو ذلك من الضرورات فتخرج لا قرب موضع الیه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۴ ط.س. ج۳ص۵۳۶) ظفیر۔
(۴)رد المحتار باب العدة فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۴ ط.س. ج۳ص۵۳۶ ۔ ۱۲ ظفیر۔

اجل فلا یشترط العلم بمضیه سواء اعترف بالطلاق او انکرالخ (۱) ای بعد ان اقیمت علیه البینة رد المحتار فکما کتب هذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة الخ (۲) ج ۲ ص ۴۲۸۔

ایک عورت سے دو مرد شادی کا دعویٰ کریں اور تاریخ نہ بتائیں تو دونوں فسخ سمجھے جائیں گے

(سوال ۱۰۴۹) زید و عمر دونوں اس بات کے مدعی ہیں کہ ہندہ ہماری منکوحہ ہے، اور ہندہ ہر دو کے ساتھ حسب زعم خود بطور نکاح صحیح آباد بھی رہی ہے بعد ازاں ہر دو نے محکمہ شریعت میں دعویٰ کیا اور ہر ایک نے ثبوت بھی پیش کیا، قاضی نے ہر دو نکاح ناجائز قرار دے کر عورت کو علیٰحدہ کر دیا، اب یہ عورت نکاح ثانی کے واسطے خواہ ان میں سے کسی کے ہمراہ کرے حسب قواعد شرعیہ تو عدت گذار کر کرے گی یا نہیں۔

(الجواب) قال فی الدر المختار فان برهنا فی دعویٰ نکاح سقطا لتعذر الجمع الیٰ ان قال هذا اذا لم یورخا۔ (۳) پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں جب کہ کسی نے ان دونوں مدعیوں میں سے تاریخ بیان نہیں کی تو دونوں کا دعویٰ ساقط ہے اور ان میں سے کسی کا بھی نکاح ثابت نہ ہوا، لہذا نکاح ثانی کے لئے عورت کو عدت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مرتدہ اسلام لانے کے بعد عدت گذار کر نکاح کرے گی

(سوال ۱۰۵۰) اگر کوئی عورت مرتدہ ہو جائے تو اس کا نکاح باطل ہو جاتا ہے یا نہیں، اگر مرتدہ ہو جانے کے بعد نکاح باطل ہو جاتا ہے تو پھر مسلمان ہو کر دوسرے شخص سے بلا انقضاء عدت نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے وارتداد احد هما فسخ عاجل بلا قضا (۴) الخ وفیه ایضاً فی باب العدة وهی فی حق حرة تحیض لطلاق الخ او فسخ بجمیع اسبابه بعد الدخول حقیقةً او حکماً الخ ثلثة حیض کو امل الخ۔ (۵) پس معلوم ہوا کہ مرتدہ کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور بعد اسلام لانے کے وہ فوراً دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی بلکہ عدت اس پر لازم ہے اگر وہ مدخولہ ہے۔ پس بلا انقضاء عدت دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی، اور اگر یہ معلوم ہو کہ عورت نے یہ حیلہ شوہر اول سے علیٰحدگی کا کیا ہے اور شوہر اول اس کو رکھنا چاہتا ہے تو فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ اس عورت کو مجبور علی الاسلام کر کے شوہر اول سے اس کا نکاح بجبر کرا دیا جائے وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لها الخ قال فی الشامی فی شرح قوله وعلی تجدید النکاح ولا یخفی ان محله اذا طلب الزوج ذلك الخ۔ (۶)

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۹. ط.س. ج۳ص ۵۲۰. ۱۲ ظفیر
(۲) رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالکتابة ج ۲.ص ۵۸۹. ط.س. ج۳ص۲۴۶. ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب دعویٰ الرجلین ج ۴ ص ۶۰۴ و ج ۴ ص ۶۰۵. ط.س. ج۳ص ۵۷۱. ظفیر
(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج۳ص۱۹۳. ۱۲ ظفیر.
(۵) ایضا باب العدة ج ۲ ص ۸۲۵ و ج۲ ص ۸۲۶. ط.س. ج۳ص۵۰۴. ۱۲ ظفیر.
(۶) رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۴۰. ط.س. ج ۳ ص ۱۹۴ - ۱۲ ظفیر

زمانہ عدت میں زنا سے حمل ہو جائے تو اسکی عدت وضع حمل ہے

(سوال ۱۰۵۱) ہندہ اپنے شوہر خالد کے انتقال سے دوسرے روز عباس کے مکان میں آئی اور دونوں میں ناجائز تعلق ہے، جب عدت کا زمانہ بھی زناکاری میں گذرا تو لوگوں کے کہنے پر عباس ہندہ کے ساتھ نکاح پڑھانے پر مستعد ہوا، ان صورتوں میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں، اگر ہندہ حاملہ ہو گئی ہو تو کتنے عرصہ کے بعد نکاح ہو سکے گا۔

(الجواب) اس صورت میں عباس کا نکاح ہندہ سے بعد پوری ہونے عدت وفات یعنی دس دن چار ماہ کے وقت موت شوہر سے صحیح اور درست ہے شامی میں ہے واعلم ان المعتدۃ لو حملت فی عدتها ذکرہ الکرخی ان عدتها وضع الحمل ولم یفصل والذی ذکرہ محمد ان هذا فی عدۃ الطلاق اما فی عدۃ الوفاۃ فلا تتغیر بالحمل وهوا لصحیح کذا فی البدائع الخ۔(۱)

خلوت صحیحہ سے پہلے شوہر مر جائے تو اس پر عدت وفات ضروری ہے

(سوال ۱۰۵۲) ایک لڑکی بالغہ کا نکاح ہوا، مگر قبل خلوت صحیحہ اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا، ایسی حالت میں اس کے لئے عدت دس روز چار مہینہ واجب ہے یا نہیں، اگر اس نے قبل دس دن چار ماہ کے نکاح ثانی کر لیا تو نکاح جائز ہوا یا نہیں۔

(الجواب) عدت وفات کی دس دن چار ماہ اس پر لازم ہے، اور عدت کے گذرنے سے پہلے جو نکاح اس لڑکی بیوہ کا کیا گیا وہ صحیح نہیں ہوا۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

(سوال ۱۰۵۳) ہندہ کو حمل ہو کر اس کے پیٹ میں بچہ خشک ہو گیا، حمل کے بعد پورا ایک سال جب گذرا تو اس کا شوہر بکر فوت ہو گیا، اب اس کے شوہر کی فوتیدگی کو ایک سال تین ماہ کا عرصہ اور حمل ہوئے دو سال تین ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے، اب تک وضع حمل کی صورت نہیں ہوئی، ہندہ دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے، شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) شرعی حکم اس بارے میں یہ ہے کہ متوفی عنہا زوجہا اگر بوقت وفات شوہر حاملہ ہو، اگر بعد موت شوہر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ کا نسب اسی شوہر متوفی سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لا قل منهما من وقته ای من سنتین من وقت الموت الخ (۳) اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے کما فی الدر المختار وفی حق الحامل مطلقاً الخ وضع جمیع حملها الخ(۴) پس قبل وضع حمل ہندہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی ہے۔

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۳۱ ط.س. ج۳ص ۵۱۲ ظفیر۔

(۲) والعدۃ للموت اربعة اشهر الخ وعشر الخ وطئت اولا ولو صغیرۃ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدۃ مطلب فی عدۃ الموت ج ۲ ص ۸۳۰ ط.س. ج۳ص ۵۱۰) ظفیر۔ (۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦۰ ط.س. ج۳ص ۵۴۲ ظفیر۔

(٤) ایضاً باب العدۃ ج ۲ ص ۸۳۱ ظفیر. ط.س. ج ۳ ص ۵۱۰

اگر تین ماہ نو دن میں تین حیض آچکے ہیں تو عدت ختم ہو گئی اور نکاح جائز ہے

(سوال ۱۰۵۴) تین ماہ نو یوم کے بعد جو نکاح ہوا ہو، وہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مطلقہ کی عدت تین حیض ہیں یعنی جس کو حیض آتا ہو، اس کے لئے عدت یہ ہے کہ طلاق کے بعد تین حیض پورے ہو جاویں، اس کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے اور جس کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہیں، پس اگر عورت مذکورہ کو حیض آتا ہے تو دیکھنا چاہئے کہ اس عرصہ مذکورہ میں اس کو تین حیض ہو چکے ہیں یا نہیں، اگر تین حیض ہو چکی تھے اس کے بعد نکاح ہوا تو نکاح صحیح، اور اگر تین حیض پورے نہ ہوئے تھے تو نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا ہے۔

گو اس کا شوہر بہت دن سے علیٰحدہ ہو لیکن خلوت صحیح کے بعد عدت لازم ہے

(سوال ۱۰۵۵) ایک شخص نے اپنی بیوی سے تین سال علیٰحدہ رہ کر طلاق دی، عدت پوری ہونے سے پہلے دوسرے مرد سے نکاح کیا، مذہب حنفی کے موافق صورت مرقومہ میں نکاح درست ہے یا نہیں، بر تقدیر ثانی تجدید نکاح و توبہ واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) عورت اگر مدخولہ ہے یا خلوت صحیحہ ہو چکی ہے تو عدت لازم ہے اور عدت کے اندر جو نکاح ہوا وہ باطل ہے، عدت کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے اور جو گناہ ہوا، اس سے توبہ کرے۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

(سوال ۱۰۵۶) امرأة طلقها زوجها فی مرض موته ثلاثا وهی حامل والحمل فی بطنها منذ خمسة اعوام فما عدتها وضع الحمل ولا یعلم وضع الحمل متی یکون فهل یلزمها العدة بالا شهر ام بوضع الحمل۔

(الجواب) عدتها وضع الحمل لقوله تعالیٰ واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن(۱) وفی الدر المختار وفی حق الحامل مطلقاً الخ وضع جمیع حملها (۲) وفی البحر عن الخانیه المتوفی عنها زوجها اذا ولدت لاکثر من سنتین من الموت حکم بانقضاء عدتها قبل الولادة بستة اشهر وزیادة فتجعل کانها تزوجت بآخر بعد انقضاء العدة وحملت منه الخ شامی۔(۳)

غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہے

(سوال ۱۰۵۷) ماقولکم فی طلاق امرأة غیر مدخولة بها هل علیها العدة ام لا وان تزوجت بزوجها الاول المطلق هل یجوز لها التزوج به ان طلق الزوج الاول طلاقاً واحداً او ثلثة متفرقات ام لا . بینوا توجروا۔

---

(۱) سورة الطلاق، ۱. ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج۲ ص ۸۳۱ .ط.س ج۳ص۵۱۲. ظفیر. (۳) رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۱.ط.س ج۳ص۵۱۲ . ظفیر.

(الجواب)اقول وبہ نستعین عورت غیر مدخولہ جس سے اس کے شوہر نے نہ وطی کی ہو نہ خلوت صحیحہ اس کو اگر طلاق دی جائے تو عدت اس پر لازم نہیں ہے لقولہ تعالیٰ فما لکم علیهن من عدة تعتدونها الآیہ(۱)اور غیر مدخولہ کو اگر تین طلاق متفرقہ دی جاویں تو وہ پہلی طلاق سے بائنہ ہو جاتی ہے،دوسری اور تیسری طلاق اس پر واقع نہیں ہوتی،(۲)لہذا زوج اول کو بلا حلالہ کے نکاح کرنا اس سے صحیح ہے هکذا فی عامة کتب الفقه.

نکاح باطل و فاسد میں فرق نہیں اس میں جو وطی ہوئی وہ حلالہ نہیں

(سوال ۱۰۵۸)ایک عورت نے زید سے نکاح کیا اور زید نے اس کو طلاق مغلظہ دی،اس عورت نے قبل انقضائے عدت عمر سے نکاح کر لیا،کچھ عرصہ بعد عمر نے بھی اس کو طلاق دے دی،اب اس عورت نے زوج اول زید سے نکاح کیا(ب)اس عورت کا زید سے نکاح کرنا حالت عدت میں یہ نکاح فاسد ہے یا باطل(ج)اس نکاح سے جو حالت عدت میں واقع ہوا،جو وطی ہوئی وہ حلالہ کے لئے کافی ہے یا نہیں،اور نکاح کرنا دوبارہ زوج اول کے لئے صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب)عدت گذرنے سے پہلے جو نکاح اس مطلقہ نے عمر سے کیا وہ فاسد اور باطل ہے،اور نکاح فاسد و باطل میں بقول محققین کچھ فرق نہیں ہے بخلاف بیع کے۔شامی میں ہے فیه ان لافرق بین الفاسد والباطل فی النکاح بخلاف البیع الخ (۳)اور نکاح فاسد کے ساتھ وطی ہونا حلالہ کے لئے کافی نہیں ہے،در مختار میں ہے حتی یطأ ها غیره الخ بنکاح نافذ خرج الفاسد والموقوف الخ ۔(۴)پس حلالہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت بعد گذرنے عدت طلاق کے دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ بعد وطی کے طلاق دے دے پھر اس کی عدت بھی گذر جاوے اس وقت شوہر اول سے نکاح درست ہوگا کما فی الدر المختار لا ینکح مطلقة بها ای بالثلث حتیٰ یطاها غیره بنکاح نافذ و تمضی عدتها ای الثانی الخ ۔(۵)

خلع والی عورت سے بلا انقضائے عدت نکاح درست نہیں

(سوال ۱۰۵۹)ایک مرد نے عورت مطلقہ مختلعہ سے بعد وقوع طلاق کے چوتھے روز نکاح کیا ہے اور کہتا ہے کہ عدت ضروری نہیں،آیا نکاح صحیح ہے یا نہیں اور شخص مذکور کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب)عدت کے اندر نکاح باطل ہے قال الله تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلثة قروء(۶) الآیه والخلع طلاق کما فی الدر المختار وحکمه ان الواقع به ولو بلا مال وبا لطلاق علی مال طلاق بائن الخ (۷)اور انکار کرنا شخص مذکور کا عدت کا ضروری ہونے سے صریح مقابلہ ہے نص قرآنی کا،پس قول اس کا باطل

---

(۱)سورة الاحزاب ۔ ٦ ۔ ظفیر ۔(۲)قال لزوجة غیر المد خول بها انت طالق ثلاثا وقعن الخ وان فرق بانت بالا ولی لا الی عدة ولذا لم تقع الثانیه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب طلاق غیر المدخول بها ج ۲ ص ٦٢٤ و ج ۲ ص٦٢٦ ۔ط.س.ج۳ص۲۸٤) ظفیر ۔(۳)رد المحتار باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ج ۲ ص ۸۳۵ ۔ ط.س.ج۳ص۵۱٦ ۔ ظفیر ۔(٤)الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۹ ۔ط.س.ج۳ص ۵۱۰ ۔ ظفیر ۔(۵)الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة ج ۲ ص ۷۳۹ ۔ط.س.ج۳ص ۵۱۰ ۔ ظفیر۔
(٦)سورة البقره ۔ ۲۸ ۔ ظفیر ۔ (۷) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۰ ۔ط.س.ج۳ص٤٤٤ ۔ ظفیر۔

ہے اور شخص مذکور فاسق ہے اور واجب التعزیر ہے۔

جس کا شوہر وفات پا جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے

(سوال ۱۰۶۰) زید ہ صغیرہ کا شوہر فوت ہو یا تو اس کی عدت چار مہینہ دس یوم ہوگی یا کم و بیش۔

(الجواب) پورے چار مہینہ دس دن اس کی عدت ہوگی، اس مدت کے پوری ہونے سے پہلے نکاح اس بیوہ کا جائز نہیں ہے۔(۱)

عدت میں نکاح جائز نہیں اور اس کے ساتھ خلوت بھی جائز نہیں

(سوال ۱۰۶۱) ایک عورت کا خاوند مر گیا بعد مرنے خاوند کے دو ماہ بعد ایک شخص نے اس عورت کو چوریاں پہنا کر بغرض نکاح اپنے گھر میں رکھ لیا ہے، روز و شب اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھاتا ہے، جائز ہے یا نہ اور شب کو ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔

(الجواب) عدت میں نکاح باطل ہے قال اللہ تعالیٰ و لا تعزموا عقد النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ (۲) اور بے نکاح کے اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں رہنا حرام ہے خواہ کھانا اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھاوے یا نہ کھاوے، الغرض کھانے میں دراصل کچھ حرج نہیں ہے، حرج اس میں ہے کہ تنہا اس کے ساتھ رہے، اور ایسی باتیں کرے جس میں تہمت ہو۔(۳)

آبرو کا خوف ہو تو عدت دوسری جگہ گذار سکتی ہے

(سوال ۱۰۶۲) زید سنی ایک گاؤں میں رہتا تھا، جس کے اکثر باشندے رافضی ہیں اور وہ اس سے مذہبی اور قسم قسم کے تکرار رکھتے تھے، دفعتاً ایک دوا کے حیلہ سے کوئی چیز اس کو کھلا دی۔ تین چار گھنٹہ میں اس کا انتقال ہو گیا، اگر زید کی زوجہ اس گاؤں میں عدت کرے تو اس کی آبرو کا اندیشہ ہے اور مال کے تلف ہو جانے کا خوف ہے، تو میکہ میں آکر عدت کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسی حالت میں والدین کے گھر آکر عدت پوری کرنا درست ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) والعدة للموت اربعة اشهر بالاهلة وعشر من الايام بشرط بقاء النكاح صحيحا الى الموت مطلقا وطئت او لا ولو صغيرة اوكتابية تحت مسلم ولو عبدا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۰ ط.س. ج۳ص ۵۱۰) ظفير۔

(۲) سورة البقرة - ۳۰ - ظفير۔

(۳) وهو الظاهر لحرمة الخلوة بالاجنبية (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۵۵ ط.س. ج۳ص۵۳۸) ظفير۔

(۴) وتعتدان اى معتدة طلاق وموت فى بيت وجبت فيه ولا يخرجان منه الا ان تخرج او ينهدم المنزل اوتخاف انهدامه اوتلف مالها ونحو ذلك من الضرورات فتخرج (در مختار) اى معتدة الوفاة كما دل عليه ما بعده الخ (رد المحتار باب العدة فصل فى الحداد ج ۲ ص ۸۵۴ ط.س. ج۳ص۵۳۶) ظفير۔

تحریری طلاق میں بھی عدت لازم ہے

(سوال ۱۰۶۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تحریری طلاق دے دی، اس عورت پر عدت لازم ہے یا نہیں۔

(الجواب) عدت اس عورت پر لازم ہے، طلاق کے وقت سے عدت تین حیض پورے کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے، هکذا فی کتب الفقه۔(۱)

عورت جہاں تھی اور شوہر کا انتقال ہو گیا، عورت وہیں عدت گذارے گی

(سوال ۱۰۶٤) ہندہ اپنے والدین کے گھر شوہر سے ڈیڑھ سو کوس پر موجود ہے کہ بیوہ ہو گئی، اب قبل عدت خانہ شوہر بوجہ رواج برادری جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز نہیں ہے بلکہ والدین کے گھر میں جہاں وہ بوقت موت شوہر تھی عدت پوری کرے، کذا فی الدر المختار وتعتدان ای معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیه الخ۔(۲)

سن ایاس کے پہلے حیض سے عدت ہوتی ہے

(سوال ۱۰۶۵) ایک عورت جس کی حالت یہ ہے کہ بلوغ کے وقت کچھ زمانہ حیض بند رہا پھر کسی علاج کرنے سے شروع ہو کر اپنی عادت لگاتار آتا رہا، ولادت بچہ کے بعد دوبارہ پھر نہیں آیا بندش کی حالت میں ہی اس کو طلاق ملی ہے او تین ماہ پورے ہو گئے ایک دفعہ بھی نہیں آیا، کیا وہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا تین حیض پورے کرے، اب اس کی عمر بیس پچیس برس کے درمیان ہو گی۔

(الجواب) جب تک سن ایاس کو اس کی عمر نہ پہنچے اس وقت تک عدت تین حیض سے لی جاوے گی مہینوں سے عدت معتبر نہ ہو گی، البتہ یہ ممکن ہے کہ بذریعہ دواء وغیرہ استخراج دم کرا لیا جاوے۔ درمختار۔(۳)

شوہر کی موت کی خبر کے بعد جو نکاح بعد عدت کیا تھا صحیح تھا مگر جب شوہر آ گیا تو اب وہ عورت اسی کو ملے گی

(سوال ۱۰٦٦) عظیم گھر سے چلا گیا، چھ ماہ بعد اس کے وارثان کو اس کے ایک بھائی کی طرف سے جو اس کے ہمراہ تھا موت کی اطلاع بذریعہ خط پہنچی، بعد ڈیڑھ سال کے اس کی عورت نے نکاح ثانی کر لیا، کچھ عرصہ بعد عظیم واپس آ گیا، اس نے دعویٰ کیا کہ میری زوجہ ہے، کیا شرعاً زوجہ مذکورہ عظیم ہی کے عقد میں رہی یا گیا، پھر راضی کے عدت عورت پر لازم ہے یا نہیں۔ اور نکاح ثانی کی ضرورت ہے
اور شوہر ثانی سے جو لڑکا ہوا۔ وہ کس کا ہوگا؟

لو عاد حیا بعد الحکم بموت اقرانه قال الطحطاوی الظاهر انه فی یدو رثته له ولا یطالب بما ذهب قال ثم بعد رقمه رأیت و نقل ان زوجته له والا ولا دللثانی تامل ج ۳ ص ۳۳۲

......

العدة من وقت الکتابة رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص الحداد ج ۲ ص ۸۵٤ ط.س. ج۳ص۵۳٦. ظفیر.

بان حاضت ثم امتد طهر ها فتعد بالحیض الی ان تبلغ سن الا یاس (الدر ۸۲۸ ط.س. ج۳ص۵۰۸) ظفیر.

رد المحتار۔(۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ جب شوہر اول آ گیا وہ زوجہ اسی کی ہے، اور اولاد جو دوسرے شوہر سے ہوئی وہ دوسرے شوہر کی ہے، اور اگر شوہر اول طلاق دیوے تو عدت کے بعد وہ مطلقہ دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے، اور خبر موت شوہر اول کے بعد جو اس عورت نے بعد انقضائے عدت وفات دوسرا نکاح کیا تھا وہ صحیح ہو گیا تھا، مگر شوہر اول کے آنے کے بعد وہ فسخ ہو گیا کما ظهر من عبارة الشامی۔

عدت کے اندر عورت کو دھوکہ دے کر کسی خاص سے شادی پر مجبور کرنا معصیت ہے

(سوال ۱۰۶۷) عمر نے ایک عورت کے خاوند کے فوت ہونے کے چالیس روز بعد متوفی کے برادر حقیقی کے کہنے سے رجسٹر نکاح میں سفید ورق رکھ کر انگوٹھے لگوا لئے کہ عورت معتدہ کو معلوم ہو جائے کہ رجسٹر نکاح میں انگوٹھے لگنے سے اب میں بعد عدت کے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی، اور عمر نے اس کو باور کرا دیا کہ اب تمہارا نکاح ہو گیا، زید نے عمر کو چند مردمان میں کہا کہ ایسا کرنا دھوکہ اور معصیۃ ہے، آیا ایسا کرنے سے عمر گنہگار ہوا یا نہیں۔

(الجواب) یہ بے شک دھوکہ دہی اور اخفاء حکم شرعی ہے، عورت کو تو یہ مسئلہ بتلانا چاہئے کہ اس کو اختیار ہے کہ بعد ختم عدت جس سے چاہے نکاح کرے، اور یہ کہ عدت نکاح اور وعدہ نکاح صراحۃً درست نہیں ہے نہ یہ کہ اس کو مقید اور پابند کر لیا جائے، الغرض یہ فعل مذموم ہے اور معصیۃ کبیرہ ہے۔(۲)

مدخولہ پر شوہر سے دو سال الگ رہنے کے باوجود بعد طلاق عدت لازم ہے

(سوال ۱۰۶۸) ایک منکوحہ عورت اپنے خاوند کے پاس چند عرصہ تک یکجا ہم بستر رہے بعد کو بوجہ رنجش دو سال تک خاوند سے علیحدہ رہی، پھر خاوند نے طلاق دے دی عدت واجب ہے یا نہ، اگر بلا گذرے عدت کے عورت دوسرے مرد سے نکاح کر لیوے تو یہ نکاح جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) عدت اس پر واجب ہے، اور بدون گذرنے عدت کے دوسرا نکاح دوسرے شخص سے کرنا باطل ہے اور حرام ہے، کما قال الله تعالیٰ و لا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله لآیه(۳)

عدت میں نکاح حرام ہے

(سوال ۱۰۶۹) مطلقا عدت غیر میں نکاح کرنا باطل ہے یا فاسد۔

(الجواب) معتدہ سے عدت میں نکاح کرنا حرام ہے، کما قال الله تعالیٰ و لا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله۔(۴) باقی یہ کہ عدت میں نکاح کرنا فاسد ہے یا باطل، اس میں دونوں قول ہیں اور محقق ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ باب النکاح میں باطل اور فاسد میں کچھ فرق نہیں ہے، بعض فقہا نے یہ فرق کیا ہے کہ اگر ناکح کو معلوم ہے کہ یہ معتدہ ہے تو نکاح باطل ہے ورنہ فاسد ہے اور باطل میں عدت لازم نہ ہوگی اور دخول اس میں زنا محض

(۱) رد المحتار كتاب المفقود ج ۳ ص ۴۵۸ ط.س. ج۴ ص ۲۹۷. ظفير.
(۲) والمعتدة تحرم خطبتها وصح تعريضا لو معتدة الوفاة (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل في الحداد ج ۲ ص ۸۵۲ ط.س. ج۳ ص ۵۳۴) ظفير.
(۳) سورة البقرة. ۳۰ ظفير. (۴) ايضا. ظفير.

ہوگا، اور فاسد میں دخول کے بعد عدت لازم ہے والتفصیل فی کتب الفقه۔

بعد خلوت صحیحہ عدت ضروری ہے

(سوال ۱۰۷۰) عمر ہندہ بہن بھائی ہیں اور زید و زینب بہن بھائی ہیں، آپس میں زید کا نکاح ہندہ سے اور عمر کا نکاح زینب سے ہوا، زید و ہندہ دونوں بالغ تھے، اور عمر و زینب نابالغ، تین ماہ بعد زید نے ہندہ کو طلاق دے دے، اس واقعہ کو عرصہ تین سال کا گذر چکا ہے۔ اب دونوں بالغ ہیں، اگر عمر زینب کو طلاق دے تو اس کے واسطے عدت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) اگر عمر نے زینب کے ساتھ وطی یا خلوت کی ہے اور بعد خلوت کے عمر زینب کو طلاق دے وے گا تو زینب پر عدت لازم ہوگی۔ کما قال الله تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلاثة قروء(۱) وفی الدر المختار باب عدت میں ہے تربص یلزم المرء ة عند زوال النکاح الخ وسبب وجوبها عقد النکاح المتاکد بالتسلیم وما جری مجراه من موت او خلوة الخ(۲) اور شامی باب المہر میں ہے وتجب العدة بخلوته وان کانت فاسدة لا ن تصریحهم بوجوبها بالخلوة الفاسدة شامل لخلوة الصبی کذافی البحر من باب العدة الخ(۳) ج ۲ ص ۳۳۹ شامی۔

مطلقہ ممتدۃ الطہر کے عدت کیا ہوگی

(سوال ۱۰۷۱) عورت مطلقہ ممتد الطہر کی عدت کیا ہے اور اس کی عادت یہ ہے کہ ولادت کے بعد اس کو دو سال بعد حیض آتا ہے اب تین چار ماہ ہوئے کہ اس کو بچہ پیدا ہوا ہے، اس کے بعد طلاق ہوئی، اس کو حیض آتا ہے۔

(الجواب) قال الزاهدی وقد کان بعض اصحابنا یفتون بقول مالکؒ فی هذه المسئلة للضرورة الخ شامی۔(۴) پس اس فتویٰ کے مطابق عدت اس کی یعنی ممتدۃ الطہر کی نوماہ میں ختم ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رتقاء پر بھی بعد خلوت عدت ہوگی

(سوال ۱۰۷۲) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا، بعد خلوت کے معلوم ہوا کہ ہندہ رتقاء ہے، جماع کے لائق نہیں ہے، اب اگر زید اس کو طلاق دے دے تو ہندہ کو عدت پوری کرنی چاہئے یا نہیں؟ در مختار میں فلا عدة بخلوة الرتقاء لکھا ہے۔

(الجواب) شامی میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ خلوت فاسدہ میں بھی عدت لازم ہے وتجب العدة بخلوته وان کانت فاسدة لان تصریحهم بوجوبها بالخلوة الفاسدة شامل لخلوة الصبی۔(۵) اور در مختار کا یہ قول فلا عدة بخلوة الرتقاء(۶) قدوری کی اس تفصیل پر مبنی ہے کہ مانع شرعی ہو تو عدت واجب ہے اور مانع حسی ہو تو

(۱) سورة البقره ۔ ۲۸ ۔ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۴ ط.س. ج۳ص۵۰۳ ۔ ظفیر۔
(۳) رد المحتار للشامی باب المهر ج ۲ ص ۴۶۶ ط.س. ج۳ص۱۱۴ ۔ ظفیر۔
(۴) ایضاً باب العدة ج ۲ ص ۸۲۹ ط.س. ج۳ص۵۰۹ ۔ ظفیر۔
(۵) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۶ ۔ ظفیر
(۶) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۵ ط.س. ج۳ص۵۰۴ ۔ ظفیر۔

واجب نہیں مگر باب المہر میں صاحب در مختار نے اس قول قدوری کو نقل فرما کر فرمایا ہے والمذهب الاول ، والاول هو قوله وتجب العدة في الكل۔(۱) پس صورت مسئولہ میں ہندہ مطلقہ کی عدت پوری کر کے اس کی بہن سے نکاح ہو سکتا ہے نہ قبل عدت کے۔ فقط۔

نومسلمہ کی عدت جس کا شوہر مر گیا

(سوال ۱۰۷۳) ایک کافرہ مسلمان ہوئی، اس کا خاوند کفر کی حالت میں انتقال کر گیا تھا، جس دن مسلمان ہوئی اس دن اس کے خاوند کی وفات کو تقریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا تھا، آیا مسماۃ مذکور مسلمان ہونے کے دن نکاح کر سکتی ہے یا دس دن چار ماہ کا انتظار کرنا پڑے گا۔

(الجواب) در مختار میں ہے ذمية غير حامل طلقها ذمي او مات عنها لم تعتد عند ابي حنيفة اذا اعتقدوا ذلك الخ وفي الشامي قوله لم تعتد عند ابي حنيفة فلو تزوجها مسلم او ذمي في فور طلاقها جاز الخ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے اعتقاد میں اگر عدت واجب نہیں ہے تو اس عورت نومسلمہ سے فوراً نکاح درست ہے۔

عدت والی عورت کا کسی کی غمی شادی میں جانا درست نہیں

(سوال ۱۰۷٤) ایک عورت عدت میں ہے۔ اس کے بھائی یا قریب رشتہ دار کے موت ہو گئی تو اس کو وہاں جانا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) عورت کو عدت میں بلا ضرورت مکان عدت سے نکلنا اور کسی کی شادی غمی میں شریک ہونا درست نہیں ہے۔ (۳)

ایک جواب پر اشکال کا جواب

(سوال ۱۰۷۵) الرشید نمبر ۸ جلد ۴ ماہ صفر سن ۱۳۳٦ھ صفحہ نمبر ۲۹ میں درج ہے کہ جب کہ دو مرد عادل گواہی تین طلاق دیتے ہیں تو طلاق واقع ہو گئی، اور عدت وقت طلاق سے واقع ہو گی وغیرہ وغیرہ۔

اس جواب کو احقر کو سمجھنے میں کچھ دقت پیش آئی، جس کے خلاصہ کرنے کے لئے مجبور ہوں، جس کی وجہ وجوہات ذیل سے پیچیدگی پیدا کرتی ہے یعنی بہشتی زیور ص ٤٦ حصہ چوتھا پر تحریر ہے کہ طلاق بائن دینے کے بعد پھر دھوکہ سے عدت کے اندر مطلقہ سے صحبت کر لی تو اب اس دھوکہ کی صحبت کی وجہ سے ایک عدت اور واجب ہو گئی، اب تین حیض اور پورے کرے، جب تین حیض اور گذر جاویں گے تو دونوں عدتیں ختم ہو جاویں گی۔

اب صفائی اس امر کی ضروری ہے کہ اگر مطلقہ سے دھوکہ سے صحبت کی جاوے تب بھی دوسری عدت

(۱) ایضاً باب المهر ج ۲ ص ٤٧٣ ط.س. ج۳ص ۱۲۲. ظفیر

(۲) رد المحتار باب العدة مع هامشه ج ۲ ص ۸٤٥ ط.س. ج۳ص ۵۲٦-۱۲ ظفیر

(۳) ولا تخرج معتدة رجعي وبائن باى فرقة كانت على مافي الظهيرية الخ فيلزمها ان تكترى بيت الزوج لو حرة الخ مكلفة من بيتها اصلاً لا ليلاً ولا نهاراً ولا الى صحن دار فيها منازل لغيره ولو باذنه لا نه حق الله تعالى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة فصل في الحداد ج ۲ ص ۸۵۳ ط.س. ج۳ص ۵۳۵) ظفیر

کی ضرورت ہے، کیا قصداً کرے تو اس حالت میں دوسری عدت کی ضرورت نہیں؟ جیسا کہ الرشید کے جواب مسئلہ سے مراد حاصل ہوتی ہے، کیونکہ طلاق کے بعد تعلقات واختلاط زن وشوئی قصداً جاری تھے، اس لئے شمار عدت وقت طلاق سے شروع ہوگی نہ کہ اخیر مرتبہ صحبت کرنے کی تاریخ سے۔

(الجواب) در مختار میں ہے واذا وطئت المعتدة بشبهة ولو من المطلق وجبت عدة اخرى الخ۔(۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر طلاق دینے والا عدت میں اپنی مطلقہ سے دھوکہ اور شبہ سے وطی کرے تو دوسری عدت لازم ہے جیسا کہ آپ نے یہ مسئلہ بہشتی زیور سے بھی نقل کیا ہے اور علامہ شامی نے اس پر یہ لکھا ہے کہ شبہ اور دھوکہ سے وطی کی صورت یہ ہے کہ شوہر نے یہ سمجھا کہ مجھ کو وطی حلال ہے یا تین طلاق کے بعد بلا حلالہ کے نکاح کر کے وطی کرے،(۲) اور اگر جانتا ہے کہ یہ مطلقہ مجھ پر حرام ہے اور پھر وطی کرے تو وہ موطوءۃ بالشبہ نہیں ہے۔ اور دوسری عدت لازم نہیں ہے ومفاده انه لو وطئها بعد الثلث فی العدة بلا نكاح عالماً بحر متها لا تجب عدة اخرى لا نه زنا الخ۔(۳) ص ۶۰۹۔

غیر مدخولہ مطلقہ پر عدت نہیں لیکن جس کا شوہر مر جائے اس پر ہر حال میں عدت ہے مدخولہ ہو یا نہ ہو

(سوال ۱۰۷۶) ہر ایک امام مسجد کو سرکار کی طرف سے ایک رجسٹر برائے اندراج نکاح ملا ہوا ہے، جس کے سرورق یہ مسائل ہیں، متوفی الزوج غیر مدخولہ کو عدت، بعد از طلاق زوجہ سالی سے قبل گزرنے عدت کے نکاح کا عدم جواز ہے، آیا فی الوقع یہ مسائل صحیح اور قابل عمل ہیں یا نہیں۔

(الجواب) یہ ہر دو مسئلہ صحیح ہیں، مطلقہ اگر غیر مدخولہ اور غیر خلوت شدہ ہو تو اس پر عدت نہیں ہے، كما قال الله تعالىٰ ثم طَلَّقْتُمُوْهُنَّ من قبل ان تمسو هن فما لكم عليهن من عدة تعتدو نها الآیه،(۴) لیکن متوفی عنہا زوجہا پر ہر حال میں عدت لازم ہے، خواہ وہ مدخولہ ہو یا نہ ہو، کیونکہ اس کے لئے مطلقاً عدت کا حکم آیت والذين يتو فون منكم الآيه(۵) سے ثابت ہوتا ہے۔

مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا کی عدت میں فرق

(سوال ۱۰۷۷) جو عورت نا قابل حمل عقیمہ یا نابالغہ ہونے کے سبب سے ہو مگر اس کا شوہر قابل وطی ہے، یا جو مرد عنین یا نابالغ ہو مگر اس کی زوجہ قابل حمل ہے، تو ہر دو صورت میں عورت کا حاملہ نہ ہونا مسلم ہے، تو جب ایسی عورت بیوہ یا مطلقہ ہو تو اس پر عدت لازم ہوگی یا نہیں، اور اگر عدت ہوگی تو کتنے ایام کی ہوگی، اور صورت اول میں دخول ناممکن حمل کے بعد عورت مطلقہ ہوگئی اور صورت ثانی میں بلا دخول، کیونکہ بوجہ شوہر کے عنین یا نابالغ

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة مطلب فى وطؤالمعتدة بشبهة ج ۲ ص ۸۳۷ و ج ۲ ص ۸۳۸ . ط.س. ج۳ص۵۱۸ . ظفير. (۲) وذلك كالموطوءة للزوج فى العدة بعد الثلاث بنكاح وكذا بدونه اذا قال ظننت انها تحل لى او بعد ما ابا نها بالفاظ الكناية (رد المحتار باب ايضاً ج ۲ ص ۸۳۷ . ط.س. ج۳ص۵۱۸ . ظفير.
(۳) رد المحتار باب العدة مطلب فى وطئ المعتدة بشبهة ج ۲ ص ۸۳۷ .. ط.س. ج۳ص۵۱۸ . ۱۲ ظفير.
(۴) سورة الاحزاب ركوع ٦ . ۱۲ ظفير.
(۵) سورة البقره ركوع ۳۱ . ۱۲ ظفير.

ہونے کے دخول کا احتمال ہی نہیں، مگر بلا دخول عورت کو مطلقہ کر دیا تو ہر دو صورت میں کتنا مہر دینا ہوگا۔

(الجواب) شوہر کے مرنے کی صورت میں عورت پر پوری عدت وفات دس دن چار ماہ لازم ہے، خواہ دخول و خلوت ہوئی یا نہ ہوئی ہو، اور مہر پورا لازم ہے، (۱) اور طلاق کی صورت میں اگر طلاق قبل دخول و قبل خلوت صحیحہ ہو تو عورت پر عدت لازم نہیں اور مہر نصف لازم ہے قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتمو ھن من قبل ان تمسو ھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدو نھا الآیہ۔ (۲)

خوف خرابی صحت کی وجہ سے عدت میں نقل مکانی جائز ہے

(سوال ۱۰۷۸) زید نے وفات پائی، اہلیہ زید کے ایام عدت کے ایک ماہ ۱۸ یوم گذر چکے ہیں، جس جگہ قیام ہے وہاں بوجہ خرابی آب و ہوا بیماری بکثرت ہے جس کی وجہ سے سخت پریشانی لاحق ہے، اس وجہ سے اہلیہ زید نقل مکان پر محض اس خیال سے کہ تبدیل آب و ہوا ہو جاوے اور جو تفکرات لاحق ہیں وہ دور ہو جاویں آمادہ ہے۔ آیا ایام عدت میں نقل مکان جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) رد المحتار میں اعذار خروج معتدہ میں سے یہ بھی لکھا ہے۔ قولہ ونحو ذلک منہ ما فی الظھیریۃ لو خافت باللیل من امر المیت والموت ولا احد معھا التحول لو الخوف شدیداً والا فلا الخ۔ (۳) پس شدت خوف کو عذر جواز خروج قرار دیا ہے، لہذا الصورت مسئولہ دوسرے مکان میں بغرض تبدیل آب و ہوا اور زوال افکار و ہموم بصحت عقیدہ منتقل ہونا درست ہے۔

---

(۱) والمھر یتاکد با حد معان ثلثۃ الدخول والخلوۃ الصحیحۃ وموت احد الزوجین سواء کان مسمی او مھر المثل حتی لا یسقط شئی بعد ذلک (عالمگیری مصری الباب السابع فی المھر فصل ثانی ج ۱ ص ۲۸۴ ط.س. ج۳ص ۳۰۳) ظفیر۔

(۲) سورۃ الاحزاب رکوع ۶۔ ۱۲ ظفیر۔

(۳) رد المحتار باب العدۃ فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۴ ط.س. ج۳ص۵۳۶۔ ۱۲ ظفیر۔

زانیہ اگر شوہر رکھتی ہے تو طلاق کے بعد اس پر عدت ضروری ہے

(سوال ۱۰۷۹) ایک شخص کی زوجہ زانیہ ہے شوہر نے اس کو بد چلن دیکھ کر ایک ماہ ہوا طلاق دے دی اور قبل طلاق کے تین ماہ سے حاملہ ہے اور کبھی اپنے شوہر کے نزدیک نہیں گئی اور جس شخص کا حمل ہے اس سے شوہر نے ۲۵ روپیہ لے کر طلاق دی ہے ایسی حالت میں زانی سے ایام عدت کے اندر نکاح اس عورت کا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) عدت اس عورت کی جو بوقت طلاق حاملہ ہے وضع حمل ہے جس وقت بچہ پیدا ہو جاوے گا اس وقت عدت اس کی پوری ہو گی، اور وہ بچہ شوہر اول کا ہی شرعاً قرار دیا جائے گا کذافی کتب الفقہ، بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس عورت کا دوسرا نکاح درست نہیں ہے بالکل حرام قطعی ہے کما قال اللہ تعالیٰ **ولا تعزموا عقدة النكاح حتىٰ يبلغ الكتب اجله الآيه**(۱) ترجمہ اور نہ قصد کرو تم عقد نکاح کا یہاں تک کہ عدت پوری ہو، **وقال الله تعالىٰ واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن الآيه**۔(۲)(ترجمہ) اور حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ بچہ جنیں۔

عدت میں نکاح جائز نہیں ہوا

(سوال ۱۰۸۰) ایک عورت جس کا خاوند عرصہ دو سال سے مفقود الخبر رہا اور خبر گیر ان نان پارچہ کے علاوہ دوسرے ملک میں جا کر خط و کتابت سے بھی واسطہ نہ رکھا، اب معلوم ہوا کہ اس کا خاوند گوڑ گانوہ میں آ گیا، مسماۃ نے طلاق نامہ لکھوایا ۴ / مئی کو اور ۲۰ مئی کو دوسرا نکاح کر لیا، یہ نکاح ہو گیا یا نہیں مہر اور خرچ عدت وغیرہ کا بھی فیصلہ ہو گیا ہے۔

(الجواب) اگر عورت مدخولہ ہے یا خلوت صحیحہ ہو چکی ہے تو عدت طلاق تین حیض پورا کرنا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ عدت کے پورا کرنا لازم ہے، عدت کے اندر نکاح حرام اور باطل ہے، یہ حکم شرعی ہے کہ عدت کے اندر نکاح نہ ہونا چاہئے کسی کے دعویٰ وغیرہ پر مبنی نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ **ولا تعزموا عقدة النكاح حتىٰ يبلغ الكتب اجله الآية**۔(۳)

مرتدہ بعد اسلام دوسرے مرد سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۸۱) ایک مرتدہ کو حالت ارتداد میں ایک سال یا زیادہ گذر گیا، اب اگر یہ مرتدہ بعد اسلام لانے کے دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے یا نہیں کیونکہ اس مرتدہ کو اس زمانہ میں بموجب شرع شریف شوہر اول کے واسطے مجبور نہیں کر سکتے۔ اور اگر شوہر اول اس مرتدہ کو حالت ارتداد میں یا قبل ارتداد کے طلاق ثلثہ

---

(۱) سورۃ البقرہ رکوع ۳۰۔ ۱۲ ظفیر
(۲) سورۃ الطلاق رکوع ۱۔ ۱۲ ظفیر
(۳) سورۃ البقرہ رکوع ۳۰۔ ۱۲ ظفیر

دے دے تو ہر سہ حالت میں بعد اسلام لانے کے عدت گذارنا ہوگا یا نہیں کیونکہ حالت ارتداد میں ایک سال گذر گیا، صورت اول میں صرف ارتداد ہے اور ثانی وثالث میں طلاق ہے ،اگر صورت ثانی وثالث میں کسی مشرک سے نکاح کرے تو یہ حلالہ کے لئے معتبر ہوگا یا نہ۔

(الجواب) مرتدہ کو اسلام لانے اور شوہر اول سے نکاح کرنے پر مجبور کرنے کا فتویٰ در مختار میں نقل کیا ہے وتجبر علی الا سلام وعلیٰ تجدید النکاح الخ زجراً لها بمهر یسیر الخ وعليه الفتوىٰ[1] وفی الشامی ویقع طلاق زوج المرتدة عليها ما دامت فی العدة لان الحرمة بالردة غیر متابدة فانها ترتفع بالا سلام فیقع طلاقه عليها فی العدة مستتبعا فائدته من حرمتها عليه بعد الثلث حرمة مغياة بوطی زوج آخر الخ[2] وفی الدر المختار ایضاً او ذميا لذمية ای ولو کان التحليل لاجل زوجها المسلم کما فی البحر شامی[3] اس اخیر عبارت سے معلوم ہوا کہ مشرک سے شادی کرنے سے اور وطی سے تحلیل ہو جاوے گی اور عبارت سابقہ سے معلوم ہوا کہ عدت حالت ارتداد میں واجب ہوتی ہے ، پس بعد اسلام کے عدت جدید کی ضرورت نہیں ہے۔

غیر مدخولہ ایک طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اس پر عدت نہیں

(سوال ۱۰۸۲) ایک شخص بالغ عاقل نے اپنی منکوحہ غیر مدخولہ کو طلاق ثلاثہ دے دی، پھر اس عورت غیر مدخولہ کا نکاح دوسرے شخص سے کیا گیا مگر پھر بھی وہی غیر مدخولہ رہی اور اسی حالت میں شوہر دوم نے بھی طلاق ثلاثہ دے دی اور عورت کنواری رہی، زمانہ طلاق دیگر میں عورت بالغہ ہوگئی ہے، کیا یہ عورت شوہر اول کے ساتھ شرعاً نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور اس صورت میں اس کو عدت گذارنی ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) غیر مدخولہ کو طلاق دینے میں عدت لازم نہیں ہوتی اور غیر مدخولہ کو اگر متفرق طور سے تین طلاق دی جاویں تو تین طلاق اس پر واقع نہیں ہوتی البتہ اگر دفعۃً ایک لفظ سے تین طلاق دی جاویں مثلاً یہ کہا جاوے کہ تجھ پر تین طلاق ہیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں، اور تین طلاق میں حلالہ کی ضرورت ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کی وطی ضروری ہے، پس اگر شوہر اول نے تین طلاق ایک دفعہ ایک لفظ کے ساتھ دی تھی جیسا کہ اوپر گذرا تو بلا وطی شوہر ثانی کے شوہر اول اس سے نکاح نہیں کر سکتا اور اگر تین طلاق متفرق دی تھی تو غیر مدخولہ ایک طلاق سے بائنہ ہوگئی باقی دو طلاق اس پر واقع نہیں ہوئی ،اس صورت میں بلا حلالہ کے شوہر اول اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔[4]

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النكاح الكافر ج ۲ ص ۵۴۰ .ط.س. ج۳ص ۱۹۴ .۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ص۱۹۳ . ۱۲ظفیر.
(۳)
(۴) قال لزوجته غير المدخول بها انت طالق الخ ثلاثا الخ وقعن لما تقرر انه حتى ذكر العدد كان الوقوع به الخ وان فرق الخ بانت بالا ولى لا الى عدة ولذا لم تقع الثانية (الدر المختار على هامش رد المحتار باب طلاق غير المدخول بها ج ۲ ص ۶۲۴ .ط.س. ج۳ص ۲۸۶،۲۸۴)ظفیر

بیوی کے رہتے ہوئے سالی سے نکاح کیا خلوت سے پہلے علیحدہ کرائی گئی تو اس پر عدت نہیں ہے

(سوال ۱۰۸۳) مسمی رمضان نے اپنی سالی مسماۃ مہنی سے باوجود ممانعت نکاح کر لیا، بلحاظ حرمت جمع بین الا ختین اس کو برادری سے خارج کر دیا نکاح کے آٹھ دس روز بعد تفریق کرائی گئی، علیحدگی سے تیسرے یا چوتھے روز اس کا نکاح ایک دوسرے مرد سے کر دیا گیا، شرکاء نکاح کا یہ بیان ہے کہ مسمی رمضان اور مسماۃ مہنی دونوں حلف سے بیان کرتے ہیں کہ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی، اس صورت میں ان دونوں کا قول اس بارے میں صحیح اور معتبر ہو گا یا نہیں اور عدت کی ضرورت ہو گی یا نہیں، تیسرے چوتھے روز تفریق سے جو نکاح ہوا وہ صحیح ہوا یا نہ۔

(الجواب) اس میں عدت کی ضرورت نہیں ہے اور قول ان دونوں کا دربارہ عدم وطی معتبر ہے قال فی الشامی وتقدم فی باب المهر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدة(۱) پس نکاح اس غیر مدخولہ کا جب کہ تفریق کے بعد تیسرے یا چوتھے روز ہوا صحیح ہوا۔

خلوت صحیحہ نہیں ہوئی ہو تو مطلقہ پر عدت نہیں

(سوال ۱۰۸٤) زید کا نکاح ہندہ سے بحالت صغر سنی ان کے ورثاء نے کر دیا تھا، بالغ ہونے کے بعد بوجہ رنجش باہمی زید و ہندہ میں خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی، نکاح کے گیارہ سال بعد اب زید نے مجمع عام میں تین طلاق دی کر طلاق نامہ تحریر کر دیا ہے تو ہندہ پر عدت لازم ہے یا بغیر عدت کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

(الجواب) ہندہ کو اس صورت میں عدت کرنے کی ضرورت نہیں ہے بدون عدت کے پورا کرنے کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ قال الله تعالیٰ ثم طلقتمو هن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدو نها الآية۔(۲)

عدت میں کسی بھی مصلحت سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۱۰۸۵) ایک عورت نے چار پانچ یوم ہوئے اپنا عقد اپنے دیور کے ساتھ کیا، صحبت نہیں ہوئی۔ وہ عورت اس سے ناخوش ہے اور اپنا نکاح دوسرے شخص سے کرنا چاہتی ہے، اگر اس شخص سے طلاق دلا کر فوراً نکاح کرا دیا جاوے اور صحبت بعد گزرنے عدت کے کی جاوے تو اس طرح کا عقد کرنا جائز ہے یا نہیں، یہ عقد مصلحتاً کیا جاتا ہے۔

---

(۱) رد المحتار باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ج ۲ ص ۸۳۵ ط.س. ج۳ ص ۵۱٦ ۱۲ ظفیر۔
(۲) الاحزاب ۔٦ ۔ ظفیر

(الجواب) عدت کے اندر نکاح کسی طرح اور کسی مصلحت درست نہیں ہے، ایسا نکاح قطعی حرام اور باطل ہے، ہرگز کسی مصلحت دنیاوی کی وجہ سے ایسی گناہ کبیرہ کا قصد نہ کیا جاوے،(۱) لیکن عدت مدخولہ پر واجب ہوتی ہے پس اگر قبل دخول و قبل خلوت اس سے طلاق لی جاوے اور وہ طلاق دے دے تو فوراً دوسرا نکاح عورت مطلقہ غیر مدخولہ کر سکتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتمو ھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا الآیہ۔(۲)

غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہے مگر مدخولہ پر عدت ہے

(سوال ۱۰۸۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بایں طور طلاق دی کہ جلسہ اول میں ایک طلاق معافی مہر ایک دفعہ۔ جلسہ دویم میں ایک طلاق بعد معافی مہر۔ جلسہ سویم میں ایک طلاق بلا معافی مہر۔ اس صورت میں مہر معاف ہوا اور طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور عدت لازم ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں تین طلاق اس عورت پر واقع ہوگئی اور مہر ساقط ہوگیا، اور عورت اگر مدخولہ تھی تو عدت اس پر لازم ہے اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں اور جس کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہیں۔(۳)

بعد خلوت عدت ہوگی خواہ سال بھی علیحدہ رہنے کے بعد طلاق دی ہو

(سوال ۱۰۸۷) جس عورت کو شوہر کے یہاں سے آئے ہوئے اپنے ماں باپ کے یہاں ایک سال ہوا ہے، اور اب اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی، تو اس صورت میں اس عورت پر عدت ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر خلوت یا صحبت ہو چکی ہے تو عدت لازم ہے۔(۴)

مندرجہ ذیل صورتوں میں عدت

(سوال ۱۰۸۸) (۱) جس عورت کے بچہ پیدا ہوا، چار روز بعد اس کا شوہر مر گیا، اس کی عدت کیا ہے۔ (۲) ایک عورت اور مرد میں جدائی ہوگئی کہ عورت باپ کے گھر چلی گئی، ایک سال بعد شوہر مر گیا، اس عرصہ میں وہ شوہر ان کے گھر نہیں گیا تو اس عورت پر عدت ہے یا نہیں۔ (۳) نابالغہ عورت کا خاوند مر گیا ہو تو عدت آتی ہے یا نہیں۔ (۴) ایک عورت شوہر سے لڑ کر باپ کے گھر چلی آئی پانچ سال گذرنے پر طلاق دے دی، اس پر عدت ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱، ۲) پہلی دو صورتوں میں عدت اس عورت کی چار ماہ دس یوم ہیں۔(۵) (۳) اور تیسری صورت میں

(۱) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته الخ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (شامی باب العدۃ ج ۲ ص ۸۲۵. ط.س. ج۳ص ۵۱۶) ظفیر۔

(۲) سورۃ الاحزاب. ۳۶. ۱۲ ظفیر۔

(۳) تحیض لطلاق الخ بعد الدخلول حقیقة اوحکما الخ ثلاث حیض کو امل الخ والعدۃ فی من لم تحض لصغر اوکبر او بلغت بالسن لم تحض الخ ثلاثة اشھر بالا ھلة لو فی الغرۃ والا فبا لا یام (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۲۵. ط.س. ج۳ص ۵۰۴) ظفیر۔

(۴) وسبب وجو بھا عقد النکاح المتاکدبا لتسلیم وما جری مجراہ من موت اوخلوۃ ای صحیحة (ایضاً ج ۲ ص ۸۲۴. ط.س. ج۳ص ۵۰۴ ظفیر۔

(۵) والعدۃ للموت اربعة اشھر بالا ھلة لو فی الغرۃ کما مر وعشر من الا یام بشرط بقاء النکاح صحیحا الی الموت مطلقا وطئت اولاولو صغیرۃ (الدرا لمختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۳۰. ط.س. ج۳ص ۵۱۰. ظفیر۔

بھی عدت چھ ماہ دس یوم ہیں۔(۱) (۴) چوتھی صورت میں اگر وہ عورت مدخولہ تھی یا خلوت ہو چکی تھی تو عدت اس کی تین حیض ہیں اگر حیض آتا ہو، ورنہ تین ماہ ہیں۔(۲)

نامرد کی مطلقہ پر عدت ہے

(سوال ۱۰۸۹) زید نامرد ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دے دے اور ہندہ بھی طلاق لینا چاہتی ہے، بعد طلاق ہندہ کو عدت کی ضرورت عقد ثانی کے لئے ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر خلوت ہو چکی ہے اگرچہ صحبت نہ ہوئی ہو تو ہندہ پر بعد طلاق کے عدت لازم ہے اور عدت طلاق کی اس عورت کے لئے جس کو حیض آتا ہو تین حیض ہیں، پس ہندہ طلاق کے بعد عدت گذار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے کما فی الدرالمختار باب المهر والخلوة الخ كالوطي الخ ولوكان الزوج مجبوباً او عنيناً او خصياً الخ۔(۳)

عدت میں عورت کے لئے زیب و زینت درست نہیں

(سوال ۱۰۹۰) ایک بیوہ عدت کی حالت میں زینت کرنے بلکہ سفاح تک سے باز نہیں آئی، اور برملا کہیں کی کہیں چلی جاتی ہے، کیا ایسی عورت کا نکاح عدت سے پہلے ہو سکتا ہے۔

(الجواب) عدت کے اندر نکاح کرنا باطل ہے اور بیوہ کو ایام عدت میں جو کہ چار مہینہ اور دس روز ہے، (۴) زیب و زینت کرنا اور رنگے ہوئے کپڑے پہننا مثل سرخ و زرد کی اور زیور اور ریشمی کپڑا و خوشبو وغیرہ استعمال کرنا جائز نہیں، عالمگیری میں ہے۔ على المبتوتة والمتوفى عنها زوجها اذا كانت بالغة مسلمة الحداد فى عدتها(۵) اور حدیث حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ان النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الاخر ان تحد على ميت فوق ثلث الا على زوج اربعة اشهرو عشراً۔(۶) اور اس کو عدت کے مکان ہی میں رہنا لازم ہے اور اگر کسی امر ضروری کے لئے مکان سے باہر جانے کی ضرورت ہو تو دن میں یا بعض حصہ رات میں نکلنا درست ہے، عالمگیری میں ہے المتوفى عنها زوجها تخرج نهاراً وبعض الليل ولا تبيت فى غير منزلها(۷) اور عدت کے اندر نکاح کرنا صحیح نہیں ہے۔

پانچ سال علیحدہ رہنے کے باوجود بعد خلوت عدت ہوگی

(سوال ۱۰۹۱) ایک لڑکی جس کی عمر آٹھ سال کی تھی، اس کے والد نے برضائے خود ایک شخص سے اس کا نکاح کر دیا تھا، اس کے بعد وہ ایک سال سے کچھ کم اپنی سسرال رہی پھر کسی وجہ سے والدین کے یہاں چلی آئی، اب

---

(۱) والعدة للموت اربعة اشهر الخ وعشر الخ ولو صغيرة (ايضاً ط.س.ج۳ص ۵۱۰) ظفير۔
(۲) وسبب وجو بها عقدة النكاح المتأكد بالتسليم وما جرى مجراه من موت اوخلوة الخ (ايضاً ج ۲ ص ۸۲۴ ط.س.ج۳ص ۵۰۴) ظفير۔
(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۸ ط.س.ج۳ص ۱۲ ظفير۔
(۴) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً (رد المحتار باب العدة مطلب فى النكاح الفاسدو الباطل ج۲ ص ۸۳۵ ط.س.ج۳ص۵۱۶) ظفير (۵) عالمگیری مصری الباب الرابع عشر فى الحداد ج ۴۷۶ ط.ماجديه ج۳ص۵۳۳ ۱۲ ظفير (۶) مشكوة عن البخارى و مسلم باب العدة ص ۲۸۸-۱۲ ظفير
(۷) عالمگیری الباب الرابع عشر فى الحداد ج۲ ص ۴۷۷-۱۲ ظفير. م. ج ۱ ص ۵۳۴

عرصہ پانچ سال کا گذر گیا وہ واپس سسرال نہیں گئی، پس اب باہمی مخالفت زوجین کی وجہ سے اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے کر اپنے سے جدا کر دیا ہے، کیا اس لڑکی مطلقہ کو شرعاً نکاح ثانی کے لئے عدۃ ہے یا نہیں اگر ہے تو کتنی۔

(الجواب) اگر شوہر نے اس سے وطی یا خلوت کی ہے تو عدت اس پر لازم ہے اگر اس کو حیض آنے لگا ہے تو عدۃ اس کی تین حیض ہیں، اور اگر ابھی اس کو حیض نہیں آیا تو عدت اس کی تین ماہ ہیں،(۱) اور اگر وطی اور خلوت اس سے نہیں ہوئی تو کچھ عدت لازم نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتمو ھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا فمتعوھن وسرحوھن سراحاً جمیلاً الآیۃ۔(۲)

ایام عدت میں جو زنا سے حاملہ ہوگئی اس کی عدت وضع حمل ہے

(سوال ۱۰۹۲) ایک عورت نے عدت طلاق کے اندر ایک شخص سے زنا کیا جس سے وہ عدت گذارنے کے بعد نکاح کرنا چاہتی تھی، مگر زنا سے اس کو حمل رہ گیا، عورت و مرد دونوں اس امر کے مقر اور یقین کرنے اور دلانیوالے ہیں کہ حمل طلاق دہندہ کا نہیں بلکہ ہم دونوں کے فعل سے نطفہ قرار پایا ہے، اب عورت کو طلاق کی عدت گذار کر اس مرد سے نکاح کرنا چاہئے یا بعد وضع حمل کے، اور بچہ کس کے نسب سے شرعاً سمجھا جاوے گا اور یہ خوبی ظاہر ہے اور معلوم کہ عورت کا طلاق دہندہ شوہر قوت مردمی سے بیکار تھا جس کے باعث مجبوراً عورت کو اس نے طلاق دی ہے اور اس بنا پر عورت چاہتی ہے کہ اگر وضع حمل سے قبل کوئی صورت نکاح کی ہو تو میری پردہ پوشی ہو جاوے، جواب اس کا جلد مرحمت ہو۔

(الجواب) عدت اس مطلقہ کی اس صورت میں وضع حمل ہے بعد وضع حمل کے دوسرے مرد سے نکاح صحیح ہوگا قبل وضع حمل کے نکاح ثانی درست نہیں ہے اور وقت طلاق سے دو برس کے اندر اگر بچہ پیدا ہو تو اگرچہ طلاق بائنہ یا طلاق ثلثہ ہو نسب اس بچہ کا شوہر اول سے ثابت ہوگا بدوں دعویٰ کے کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جائت بہ لاقل منھا من وقت الطلاق الخ ولم تقر بمضی عدۃ الخ در مختار ملخصاً۔(۳)

جب سے طلاق دی تھی اس وقت سے عدت ہوگی پہلے لکھ دینے سے عدت نہیں ہوگی

(سوال ۱۰۹۳) زید نے ایسی عورت سے نکاح کیا۔ جس کا خاوند ایک اور پہلا موجود تھا، نکاح ہونے کے بعد پہلا خاوند عوید ار ہوا، منکوحہ پہلے خاوند کے یہاں جانے سے گریز کرتی رہی، ایسی حالت میں جب ہر دو خاوند میں تکرار شروع ہوا تو اہل بستی یا اہل برادری کے مجبور کرنے یا باہم تکرار رفع کرنے کو پہلے خاوند سے طلاق دلوادی اور طلاقنامہ میں مضمون مندرجہ مع چند گواہوں کے ایک اسٹامپ پر تحریر کر دیا گیا ہے، مضمون یہ ہے (میں اپنی عورت کو طلاق دے چکا ہوں جس کو عرصہ چھ ماہ کا گذرا، اب میں لادعویٰ ہوں مورخہ ۱۵ / فروری سن ۱۹۱۹ء)

---

(۱) رجل تزوج امرأۃ نکاحاجائزا فطلقہا بعد الدخول او بعد الخلوۃ الصحیحۃ کان علیہا العدۃ کذا فی فتاوی قاضی خان الخ فمن تحیض فعدتہا ثلثۃ اقراء الخ والعدۃ لمن لم تحض لصغر او کبر او بلغت بالسن ولم تحض ثلثۃ اشہر کذا فی النقایہ (عالمگیری کشوری باب العدۃ ج۲ ص ۵۴۲ و ج ۲ ص ۵۴۳ .ط.ماجدیۃ ج۱ ص ۵۲۶) ظفیر۔

(۲) سورۃ الاحزاب : ۶. ظفیر. (۳) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ج۲ ص ۸۵۸.ط.س.ج۳ص ۵۴۱،۱۲ ظفیر۔

واقعہ یہ ہے کہ دراصل طلاق نامہ ۲ ماہ قبل جیسا کہ اسٹامپ کاغذ پر ظاہر کیا نہیں دیا گیا ہوگا، اب طلاق دینے کے بعد عورت کو ایام عدت پورے کرنے چاہئے یا نہیں، اور وہ پہلا نکاح ثانی کہ طلاق نامہ تحریر کرنے کے چند روز پیشتر ہوا ہے جائز قرار پاسکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) طلاق اس وقت واقع ہوئی جب کہ شوہر نے طلاق دی پس اگر ۲ ماہ قبل طلاق نہ دی تھی اور یہ غلط لکھوایا ہے تو اب طلاق واقع ہوئی اور عدت اس کی بعد تین حیض گذارنا چاہئے، اس کے بعد نکاح ثانی کیا جاوے، قبل طلاق و قبل عدت کے جو نکاح ہوا وہ صحیح نہیں ہوا۔(۱)

عدت میں دنوں کا شمار قمری ہوگا یا کیا

(سوال ۱۰۹۴) بہشتی زیور اور غایۃ الاوطار میں ہے کہ صغیرہ اور آئسہ اور بالغہ غیر حائضہ کی عدت طلاق و موت کا شمار اگر طلاق یا موت پہلی تاریخ کو واقع ہوئی تو حساب ہر مہینے کا ہلال سے ہوگا اگر درمیان مہینے کے واقع ہوئی تو حساب ہر مہینے کا تیس دن کا انتہی، یہ شمار صحیح ہے۔

(الجواب) اس پر عمل کرنا چاہئے قال فی رد المحتار فی المحیط اذا اتفق عدة الطلاق والموت فی غرة الشهر اعتبرت الشهور بالا هلة وان نقصت عن العدد وان اتفق فی وسط الشهر فعند الا مام اعتبر بالا یام فتعتد فی الطلاق بتسعین یوما۔(۲)

خلع کی عدت

(سوال ۱۰۹۵) عدت خلع کی عند الحنفیہ کیا ہے (۲) عدت طلاق کے اندر اگر جان بوجھ کر نکاح کیا جاوے تو ولی اور قاضی و شاہد و حاضرین کے نکاح میں فتور آئے گا اور تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی یا نہیں (۳) اگر کوئی ایسے نکاح سے مانع ہو اور خلاف شرع سمجھ کر اس مجلس سے چلا وے تو اس کو اجر عند اللہ ملے گا یا نہیں۔

(الجواب) خلع عند الحنفیہ طلاق بائن ہے، پس عدت اس کی مانند عدت طلاق کے تین حیض ہیں حائضہ کے لئے اور تین ماہ ہیں غیر حائضہ کے لئے درمختار میں ہے وحکمه ان الواقع به الخ طلاق بائن الخ۔(۳) (۲) عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح کرنا باطل ہے (۴) اور نکاح کرنے والی اور اس کے معین سب فاسق و عاصی ہیں توبہ کریں، لیکن ان کے نکاح میں کچھ فتور اور خلل نہیں آیا۔ کیونکہ نکاح کا ٹوٹنا، کے مرتد ہونے پر مرتب ہے اور یہ ارتداد نہیں ہے (۳) وہ شخص مثاب و ماجور ہے لا نکاره المنکر۔

نامرد کی مطلقہ پر عدت

(سوال ۱۰۹۶) ایک عورت کا شوہر بعد نکاح کے سات برس ہوئے چھوڑ کر چلا گیا اور بے خبر تھا، اب شوہر کا اجمیر میں پتہ لگا، اس کو جے پور میں لائے، دریافت کرنے پر جواب دیا کہ میں عورت کے قابل نہیں ہوں، اور یہ بھی عورت سے معلوم ہوا کہ کبھی صحبت نہیں ہوئی، شوہر مذکور نے عورت کے روبرو چار گواہ کے طلاق دے دی،

---

(۱) واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص۵۱٦) ظفیر.

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۸۲۹. ط.س. ج۳ص۵۰۹. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۰. ط.س. ج۳ص٤٤٤. ۱۲ ظفیر.

(٤) اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدة الخ فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص۵۱٦) ظفیر.

دائی سے معلوم ہوا کہ عورت حاملہ نہیں ہے، طلاق سے ایک ماہ بعد عورت مذکور کا نکاح ایک دیگر شخص سے کرلیا گیا، ایام حیض بدستور جاری ہیں، نکاح ثانی جو عورت مذکور کا کیا گیا یہ شرعاً جائز ہو لیا نہ، اور اب عورت مذکور کو عدت کے ایام پورے کرنے چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) نکاح مذکور جو طلاق سے ایک ماہ بعد ہوا وہ ناجائز اور باطل ہوا، عدت کے بعد نکاح صحیح ہوگا، اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں، اس عورت کو شوہر ثانی سے علیحدہ کر کے تین حیض پورے کرا کر پھر نکاح کیا جاوے۔(۱)

جو منکوحہ زانی کے ساتھ کئی سال سے ہے بعد طلاق اس پر عدت ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۰۹۷) ایک عورت منکوحہ اپنے زوج کو چھوڑ کر غیر کے ساتھ بطور یاراں چلی گئی، اس یار نے اس کو تین چار برس اپنے پاس رکھا اور اسی کوشش میں تھا کہ خاوند اس کو طلاق دے دیوے تاکہ میں اس عورت سے نکاح کرلوں آخر کار خاوند نے اس کو طلاق دے دی تو کیا یہ عورت مطلقہ عدت گذارے گی یا نہیں اور بوقت گذارنے عدت کے یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ عورت اپنے خاوند سے تین چار سال علیحدہ رہی ہے، اور اس مدت میں خاوند نے اس سے وطی نہیں کی، اور عدت شرعاً استبراء رحم کے لئے مقرر ہے اور اس صورت میں استبراء حاصل ہے۔

(الجواب) وہ عورت جب کہ اپنے شوہر کی مدخولہ ہے یا خلوت ہو چکی ہے تو عدت اس پر لازم ہے، کیونکہ عدت دراصل فوت نعمت نکاح کی وجہ سے ہے اور سوگ نکاح کے جانے کا ہے، یہی وجہ ہے کہ مجرد خلوت سے بھی عدت لازم ہو جاتی ہے۔(۲) کہ وہاں بعض اوقات سوائے فوت حرمت نکاح کے اور کچھ نہیں ہے۔ فقط۔

بیوہ حاملہ کا نکاح وضع حمل سے پہلے جائز نہیں

(سوال ۱۰۹۸) بیوہ عورت کو دو ماہ کا حمل ہے نکاح درست ہے یا نہیں یا کہ بعد وضع حمل کے نکاح کرنا درست ہے۔

(الجواب) نکاح اس کا قبل وضع حمل کے درست نہیں ہے، بعد وضع حمل کے نکاح کرنا چاہئے۔(۳)

عدت میں تھامے رکھنے کی نیت سے بھی نکاح جائز نہیں

(سوال ۱۰۹۹) اگر کسی بیوہ کا نکاح عدت کے اندر بایں اندیشہ کردیا جاوے کہ عدت تک اس کو کوئی بھکا دیوے اور دوسرا نکاح پڑھوالے اور صحبت نہ کی جاوے تو یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) عدت کے اندر کسی طرح اور کسی خیال سے نکاح درست نہیں ہوتا، وہ نکاح بالکل باطل ہے، اور ایسا کرنے والے فاسق و عاصی ہیں۔(۴)

---

(۱) وخلوة المجبوب خلوة صحيحة عند ابي حنيفة و خلوة العنين والخصى خلوة صحيحة كذا فى الذخيرة (عالمگيرى كشورى باب المهر فصل ثانى ج ۲ ص ۳۱۵ ط. ماجدية ج۱ ص ۳۰۵) واما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ فلم يقل احد بجوازه (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ ط.س. ج۳ ص ۵۱۶) ظفير.

(۲) وسبب وجوبها عقد النكاح المتا كد با لتسليم وما جرى مجراه من موت او خلوة اى صحيحة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۴ ط.س. ج۳ ص ۵۰۴) ظفير.

(۳) وليس للمعتدة بالحمل مدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بيوم او اقل الخ وشرط انقضاء هذه العدة ان يكون ما وضعت قد استبان خلقه (عالمگيرى كشورى باب العدة ج ۲ ص ۵۴۵ ط. ماجدية ج۱ ص ۵۲۸) ظفير.

(۴) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتا باب المهر ج ۲ ص ۴۸۲ ط.س. ج۳ ص ۱۳۲) ظفير.

عورت جہاں رہتی تھی گو وہ اس کے شوہر کا گھر نہ ہو وہیں عدت گذارے

(سوال ۱۱۰۰) جو عورت اپنے باپ یا کسی دوسرے کے گھر میں رہتی ہے مع الزوج یا بلا زوج اور مع رضاء الزوج یا بلا رضاء اس کا جب شوہر مرے تو اس کو وہیں عدت پوری کرنی چاہئے جہاں رہتی ہے یا شوہر کے گھر جا کر اور اگر دفن سے قبل یا بعد شوہر کے گھر چلی جائے تو وہ عدت کہاں پوری کرے آیا شوہر کے گھر یا جہاں رہا کرتی تھی۔

(الجواب) در مختار میں ہے وتعتدان ای معتدة طلاق و موت فی بیت وجبت فیه الخ (در مختار) هو ما یضاف الیهما بالسکنی قبل الفرقة ولو غیر بیت الزوج الخ۔(۱) شامی اس کا حاصل یہ ہے کہ جس گھر میں عورت پہلے سے رہتی ہو، اگرچہ وہ شوہر کا گھر نہ ہو عدت اسی گھر میں پوری کرے، یعنی اگرچہ شوہر وہاں نہ ہو جیسا کہ من بیتها کی شرح میں شامی میں ہے قوله من بیتها متعلق بقوله ولا تخرج والمراد به ما یضاف الیها بالسکنی حال وقوع الفرقة والموت بدایه سواء کان مملوکاً للزوج او غیره حتی لو کان غائبا وهی فی دار باجرة قادر علی دفعها فلیس لها ان تخرج الخ۔(۲)

نابالغہ مطلقہ پر بھی بعد خلوت عدت ہے

(سوال ۱۱۰۱) زید بالغ نے رخصتی سے پہلے ہندہ نابالغہ کو طلاق دے دی، اس صورت میں ہندہ نابالغہ پر طلاق کی عدت واجب ہے یا نہیں۔

(۲) اگر ہندہ نابالغہ شوہر کے ساتھ رہی ہو لیکن ہندہ قابل صحبت نہ ہو تو اس صورت میں عدت طلاق کی ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) شوہر بالغ نے اگر اپنی زوجہ نابالغہ کو قبل خلوت طلاق دے دی تو نابالغہ پر عدت لازم نہیں ہے۔ قال الله تعالی ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیهن من عدة تعتدونها الآیة(۳)

(۲) خلوت ہو جانے سے عدت لازم ہو جاتی ہے اگرچہ صحبت نہ ہوئی کذا صرح به فی الشامی۔(۴)

شوہر اقرار کرے چھ ماہ پہلے طلاق دی تھی تو عدت اسی وقت سے شمار ہوگی

(سوال ۱۱۰۲) اگر شخصی اقرار بحضور جماعت کند کہ طلاق از مدت شش ماہ خود دادہ است اندریں صورت عدت از وقت اقرار محسوب خواہد شد یا از شش ماہ مجری است۔

(الجواب) اگر او در حقیقت شش ماہ قبل از تکلم طلاق نہ دادہ و آں کس دریں اقرار کاذب بود طلاق فی الحال واقع خواہد شد و عدت ہم ازیں وقت وقوع طلاق شمار کردہ خواہد شد لان الا نشاء فی الماضی انشاء فی الحال در مختار ولا یمکن تصحیحه اخبارا لکذبه الخ شامی۔(۵) و اگر فی الواقع شوہر قبل ازیں بہ شش ماہ طلاق دادہ

(۱) تنقیح رد المحتار فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۴. ط.س. ج۳ص۵۳۶. ۱۲ ظفیر
(۲) رد المحتار فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸۵۳. ط.س. ج۳ص۵۳۶. ۱۲ ظفیر
(۳) سورة الاحزاب. ۶ ظفیر
(۴) وسبب وجوبها عقد النکاح المتاکد بالتسلیم وما جری مجراه من موت او خلوة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۴. ط.س. ج۳ص۵۰۴) والخلوة کالوطی فیما یجنی ای من الا حکام (ایضا باب المهر ج ۲ ص ۴۶۵ ط.س. ج۳ص۱۱۴) ظفیر (۵) رد المحتار

بود عدت ازاں وقت شمار کردہ خواہد شد، الغرض عدت بعد از وقوع طلاق شماری شود(۱)

کیا کرایہ والے مکان میں عدت ضروری ہے

(سوال ۱۱۰۳) ایک عورت متوفی عنہا زوجہا عدت کے اپنے والدین کے گھر جا سکتی ہے، کیونکہ اس کا شوہر کرایہ کے مکان میں رہتا تھا، عورت مفلس ہے کھانے پینے کو بھی نہیں۔

(الجواب) اگر عورت کو اس مکان کا کرایہ دینا پڑتا ہے اور اس کو اس کی قدرت وطاقت ہے، تو عدت میں دوسرے مکان میں جانا درست نہیں ہے۔ (اور اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو دوسرے مکان میں جا سکتی ہے۔(۲) ظفیر)

عدت میں اگر عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی

(سوال ۱۱۰٤) ایک شخص نے اپنی بیوی مسماۃ حسنو کو طلاق دی، جس وقت طلاق دی تھی اس وقت وہ حاملہ نہ تھی، زمانہ عدت میں اس نے زنا کیا اور اس زنا سے حاملہ ہو گئی، تو اب اس کی عدت کس طرح ہوگی؟ اور مسماۃ حسنو اب ایک اور شخص قاسم کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے، جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار اور شامی میں ہے کہ اگر عدت میں مطلقہ حاملہ عن الزنا ہو جاوے تو عدۃ اس کی وضع حمل ہے۔ (۳) واعلم ان المعتدة لو حملت فی عدتها ذکر الکرخی ان عدتها وضع الحمل ویفصل والذی ذکر محمد ان هذا فی عدة الطلاق الخ شامی۔(۴) پس نکاح قاسم کے ساتھ بعد بچہ پیدا ہونے کے جائز ہوگا، اس سے پہلے جائز نہیں ہے۔

مطلقہ عدت گذرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے

(سوال ۱۱۰۵) ایک عورت کو اس کے شوہر نے عرصہ ۱۴ سال کا ہوا طلاق دے دی تھی، اب عورت نکاح کرنا چاہتی ہے جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) اب نکاح اس کا درست ہے، ضرور کر لے یہ بہت اچھا ہے

زمانہ عدت کا نکاح باطل ہے اور بعد عدت والا درست ہے

(سوال ۱۱۰٦) زید مر گیا، عدت وفات گذرنے سے پہلے اس کی عورت نے دوسرا نکاح کر لیا، جب زید کی عدت گذر گئی، اس وقت اس عورت نے تیسرا نکاح کر لیا، متوخر الذکر نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) جو نکاح عدت میں ہوا تھا وہ باطل ہوا،(۵) پس متوخر الذکر نکاح صحیح ہے۔

---

(۱) ابتداء العدة فی الطلاق عقب الطلاق (عالمگیری کشوری باب العدة ج ۲ ص ۵٤۸ ط. ماجدیة ج۱ ص ۵۳۱) ظفیر

(۲) وتعتد ان معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیه الخ الا ان تخرج وینهدم المنزل الخ اولا تجد کراء البیت ونحو ذلك من الضرورات فتخرج لا قرب موضع الیه (در مختار) قوله لا تجد الخ افاد انها لو قدرت علیه لزمها مالها (رد المحتار باب الحداد ج ۲ ص ۸۵٤ ط.س ج۳ ص ۵۳٦) ظفیر

(۳) فاذا حبلت فی العدة تنقضی بوضعه سواء کان من المطلق او من زنا او من نکاح فاسد اذا ولدته بعد المتارکة لا قبلها کما قدمناه (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۹ ط.س ج۳ ص ۵۱۹) ظفیر

(٤) ایضاً ج۲ ص ۸۳۱ ط.س ج۳ ص ۵۱۱، ۱۲ ظفیر

(۵) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤۸۲ ط.س ج۳ ص ۱۳۲) ظفیر

مطلقہ ثلثہ کی عدت

(سوال ۱۱۰۷) جس عورت کو ایک مجلس میں اس کے خاوند تین طلاقیں دے دیں تو اس مطلقہ کی عدت کتنی مدت ہوگی۔

(الجواب) تین حیض۔(۱) فقط۔

نامرد کی بیوی پر خلوت کے بعد عدت لازم ہے

(سوال ۱۱۰۸) ایک عورت کے خاوند نے جو کہ نامرد ہے، اپنی زوجہ کو طلاق دے دی، عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے، اس صورت میں اس عورت پر عدت لازم ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر شوہر نامرد سے خلوت ہو چکی ہو، اور اس کے بعد طلاق دی ہو تو عدت لازم ہے، عدت کے اندر نکاح دوسرے مرد سے صحیح نہیں ہے قال فی الدر المختار والخلوة الخ كالوطی الخ ولو كان الزوج مجبوباً او عنيناً الخ۔(۲)

معتدہ کا شادی میں نکلنا درست نہیں ہے

(سوال ۱۱۰۹) متوفی عنہا زوجہا کو عدت کے اندر اپنے بھائی یا والدین کے یہاں کسی شادی وغیرہ میں دن دن یا کچھ حصہ رات کو جانا اور پھر رات کو اپنے گھر واپس آجانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) متوفی عنہا زوجہا کو عدت کے اندر جو فقہاء نے دن کو یا بعض حصہ رات میں باہر جانے کی اجازت دی ہے، اس کی وجہ نفقہ وغیرہ کی ضرورت ہے اگر یہ ضرورت نہ ہو تو پھر وہ مثل مطلقہ کے ہے کہ عدت میں نکلنا اور کہیں جانا اس کو درست نہیں ہے، چنانچہ در مختار میں ہے حتی لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة فلا يحل لها الخروج۔(۳) فتح اور ایسا ہی شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے، پس متوفی عنہا زوجہا کو بھائی یا والدین کے گھر شادی وغیرہ میں دن کو بھی جانا درست نہیں ہے۔

شوہر پر عدت نہیں ہے

(سوال ۱۱۱۰) میری اہلیہ کے انتقال کے ۳ روز بعد میرے سالہ نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا، آیا مجھ کو مثل عورت کے عدت گذارنے کے کچھ تامل کرنا چاہیے تھا یا کیا۔

(الجواب) مرد پر کچھ عدت نہیں ہے بعد مرنے زوجہ کے اس کی بھتیجی سے فوراً نکاح درست ہے۔(۴)

دودھ پلانے والی عورت کی عدت بھی تین حیض ہی ہے

(سوال ۱۱۱۱) ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی، عورت کی گود میں چونکہ بچہ شیر خوار موجود ہے اور وہ دودھ اس کا پیتا ہے، اس وجہ سے اس عورت کا ایام شیر خوارگی میں حیض نہیں آتا بلکہ دو سال کے بعد جب بچہ کا دودھ چھڑاتی ہے، اس وقت حیض آتا ہے۔ اس وقت عورت نہ حاملہ ہے نہ آئسہ ہے، پس اس صورت میں

(۱) وهي (اى العدة) فی حق حرة تحيض لطلاق او فسخ بعد الدخول حقيقة او حكما ثلاث حيض كوامل (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۸۲۵ باب العدة. ط.س. ج۳ص ۵۰٤) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش الطحطاوی باب المهر ج ۲ ص ۵۳ و ج ۲ ص ۵٤) ظفير

(۳) الدر المختار على هامش الطحطاوی فصل فی الحداد ج ۲ ص ۲۳۰. ۱۲ ظفير.

(٤) واصطلاحا تربص يلزم المرأة (ايضا ج ۲ ص ۲۱٤ باب العدة ظفير.

عدت اس عورت کی با حیض ہوگی یا بالا شہر، اور نکاح کب درست ہوگا۔

(الجواب) قال فی الدر المختار وھی فی حق حرۃ تحیض الخ ثلثۃ حیض کو امل الخ۔(۱) پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں عدت مسماۃ مذکورہ مطلقہ کی تین حیض ہیں، جب تک تین حیض پورے نہ ہوں گے، نکاح اس کا درست نہیں ہے۔

جس کی عدت وضع حمل ہو، اگر دوا سے حمل گرادے تو عدت پوری ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۱۱۲) عورت مطلقہ جس کی عدت وضع حمل ہو، وہ اپنی مدت حمل پوری ہونے سے پہلے اگر اپنے حمل کو کسی دوا وغیرہ سے ساقط کر دیوے تو اس کی عدت پوری ہو جاوے گی یا نہ۔

(الجواب) اگر مطلقہ حاملہ کسی حیلہ و تدبیر سے حمل کو ساقط کرادے تو اگر اس حمل کے بعض اعضاء ظاہر ہوگئے تھے مثل ہاتھ پیر وغیرہ کے تو عدت اس کی پوری ہو جاتی ہے۔(۲) وسقط ظھر بعض خلقه کید اورجل الخ ولد الخ وتنقضی به العدۃ الخ در مختار۔(۳)

عدت طلاق میں جو زنا سے حاملہ ہو جائے اس کی عدت وضع حمل ہے

(سوال ۱۱۱۳) جو عورت عدت طلاق کے اندر زنا سے حاملہ ہو جاوے اس کی عدت کیا ہوگی، اور زانی سے جو نکاح قبل وضع حمل ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) جو عورت عدت کے اندر زنا سے حاملہ ہو جاوے اس کی عدت وضع حمل سے پوری ہوتی ہے فی رد المحتار عن الحاوی الزاھدی اذا حبلت المعتدۃ وولدت تنقضی به العدۃ سواء کان من المطلق او من زنا الخ۔(۴) اس زانی نے جو نکاح کیا قبل وضع حمل، کیا وہ باطل اور ناجائز ہوا کیونکہ وہ نکاح عدت میں ہوا، اور نکاح عدت کے اندر باطل ہے۔

شوہر کے عیسائی ہوتے ہی عورت نکاح سے خارج ہو گئی لیکن اس پر عورت لازم ہے

(سوال ۱۱۱٤) زید نے مذہب عیسائی اختیار کر لیا، اب اس کا نکاح ہندہ مسلمہ کے ساتھ باقی رہا یا نہیں، اور ہندہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں، اور ہندہ پر عدت ہے یا نہیں، اگر ہے تو کب سے عدت شمار ہوگی، آیا وقت ارتداد زید سے یا وقت فسخ نکاح سے۔

(الجواب) قال فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل الخ وفیه وعلیه نفقة العدۃ الخ وفیه ایضاً وھی فی حق حرۃ ولو کتابیة تحت مسلم تحیض لطلاق الخ ولو رجعیا او فسخ بجمیع اسبابه الخ ثلث حیض کو امل الخ قوله بجمیع اسباب مثل الا نفساخ بخیار البلوغ والعتق وعدم الکفاءۃ وملك احد الزوجین الا خر والردۃ فی بعض الصور الخ (شامی(۱) جلد ثانی)

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں ہندہ زید کے نکاح سے خارج ہو گئی، اور عدت ہندہ پر لازم ہے بعد

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۲۵. ط.س. ج۳ص ٥٠٤. ۱۲ ظفیر.
(۲) واذا اسقطت سقطا ان استبان بعض خلقه انقضت به العدۃ لا نه ولد والا فلا (رد المحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۳۱. ط.س. ج۳ص ۵۱۲) ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار. ط.س. ج۳ص ۵۱۲.
(٤) رد المحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۳۱. ط.س. ج۳ص ۵۱۱. ۱۲ ظفیر.

عدت وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے، اور زمانہ عدت وقت ارتداد شوہر سے شمار ہوگا۔

مرتدہ پر عدت لازم ہے

(سوال ۱۱۱۵) اگر بصورت ترک اسلام اس کی منکوحہ اس پر حرام ہے اور نکاح اس کا فسخ ہو تو ایسی عورت کے لئے عدت شرعی ہے؟

(الجواب) عدت واجب ہے۔(۲)

عدت والی عورت کا نکاح باطل ہے

(سوال ۱۱۱۶) ایک شخص کا انتقال ہو گیا، اس کی بیوی سے عدت کے اندر اس کے خسر نے نکاح ثانی کرا دیا، نکاح پڑھنے والے کو معلوم نہیں کہ عدت پوری ہوئی یا نہیں، دوسرے اس مجمع میں ہر اکابر موجود تھے، بعض عالم بھی تھے کہ اس کی عدت پوری نہیں ہوئی، انہوں نے اس وقت کچھ تذکرہ نہیں کیا، اگلے روز کہا کہ عدت کے اندر نکاح پڑھا دیا، اب ان کا نکاح ہوا یا نہ۔ اہل مجلس گنہگار ہوئے یا نہیں، نیز اہل مجلس کا نکاح باقی رہا یا نہ۔

(الجواب) جب کہ واقعی عدت اس کی پوری نہیں ہوئی تھی تو وہ نکاح باطل اور ناجائز ہے،(۳) اور اہل مجلس عقد میں سے جن کو علم تھا کہ عدت پوری نہیں ہوئی اور پھر کچھ نہ بولے گناہگار فاسق ہوئے توبہ کریں اور جن کو علم نہ تھا وہ گنہگار نہیں ہوئے، اور ان میں سے نکاح کسی کا نہیں ٹوٹا، کیونکہ نکاح کا فرو مرتد ہونے سے ٹوٹتا ہے، اور یہ فعل گناہ ہے کفر و ارتداد نہیں۔

مجذوم کی بیوی جو کئی برس شوہر سے علیحدہ رہی طلاق کے بعد اس پر بھی عدت ضروری ہے

(سوال ۱۱۱۷) ایک شخص مجذوم اپنی عورت کو طلاق دینے پر آمادہ ہے اور وہ پندرہ سولہ سال سے جذام میں مبتلا ہے، صاحب فراش ہے، کیا ایسی حالت میں بھی اس کی عورت کو عدت کی ضرورت ہوگی۔

(الجواب) جب کہ وہ عورت مدخولہ ہے یا اس سے خلوت ہو چکی ہے، یعنی اگر کسی وقت بھی خلوت یا صحبت ہو چکی ہو تو عدت بعد طلاق کے اس پر لازم ہے، اور عدت مطلقہ کی اگر اس کو حیض آتا ہو تین حیض ہیں، پس عدت گذرنے سے پہلے دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا۔(۴)

مرنے والے شوہر نے وطی نہ کی ہو تو بھی عدت وفات ضروری ہے

(سوال ۱۱۱۸) ایک شخص فوت ہوا، اس کی عورت بعمر بیس سال ہے، اس کے والدین نے ۳۵ یوم میں اس کا نکاح ایک اور شخص سے کر دیا، لیکن عورت نکاح ثانی جبریہ ہو جاتا اور بیشتر خاوند سے وطی ہو جانا بیان نہیں کرتی ہے یعنی وطی کر کے نہیں مرا، تو یہ نکاح ثانی جائز ہوا یا نہ، اگر بالغہ عورت کا خاوند بغیر وطی مر جاوے تو بھی عدت موت ضروری ہے یا نہیں۔

(۱) دیکھئے رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۵ ط.س. ج۳ص ۵۱۶، ۱۲۵ ظفیر.
(۲) وارتداد احدهما فسخ عاجل فللموطوءة كل مهرها ولغيرها نصفه لو ارتدوعليه نفقة العدة (در مختار) قوله وعليه نفقة العدة اى لو مدخولا بها اذ غيرها لا عدة عليها وافادوجوب العدة سواء ارتداوارتدت بالحيض او بالا شهر لو صغيرة او آئسة او بوضع الحمل كما فى البحر (رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ص ۱۹۳) ظفير
(۳) امانكاح منكوحة الغير و معتدته (الى قوله) لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ ط.س. ج۳ص ۵۱۶) ظفير (۴) وتجب العدة فى الكل اى كل انواع الخلوة احتياطاً (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۷۳ ط.س. ج۳ص ۱۲۲) ظفير

(الجواب) جس عورت کا شوہر مر جاوے اگرچہ اس نے وطی نہ کی ہو، تب بھی عدت اس عورت پر چار ماہ دس یوم کی واجب ہے، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعة اشھر وعشرا الآیة (۲)۔ پس یہ آیت علی الاطلاق متوفی عنہا زوجہا کی عدت مدت مذکورہ کے ساتھ واجب کرتی ہے، خواہ وہ عورت موطوءہ ہو یا نہ ہو کذا فی کتب الفقه۔(۳) لہذا نکاح اس عورت کا جو قبل از اختتام عدت ہوا باطل اور حرام وناجائز ہے۔

خوف ہو تو عدت شوہر کے گھر کے بجائے والدین کے یہاں گذارنا درست ہے

(سوال ۱۱۱۹) ایک لڑکی ۲۰ جنوری سن ۱۹۶۰ء کو بیوہ ہو گئی ہے جو اپنے شوہر کے مکان پر سکونت پذیر ہے، بیوہ مذکورہ کو کھانے پینے کی سخت تکلیف ہے اور اس کی سسرال والے طرح طرح کی سختی اور تشدد کرتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بعد عدت فوراً ہی اپنی مرضی کے موافق بیوہ کا عقد ثانی کر دیویں، اور بیوہ یہ چاہتی ہے کہ اپنے والدین کی رضاء سے عقد کرے، بحالت مذکورہ اگر اندر ایام عدت بیوہ مذکورہ والدین کے مکان پر آکر عدت پوری کرے تو کر سکتی ہے یا نہیں، کیونکہ وہاں پر علاوہ معاملات مذکورہ کے یہ بھی اندیشہ ہے کہ اگر بیوہ نے ان کی رضامندی کے موافق نکاح سے انکار کیا تو وہ ضرور مار پیٹ کریں گے جس سے اندیشہ جان کا بھی ہے یا بیوہ خودکشی پر آمادہ ہو جاوے۔

(الجواب) ایسے اندیشہ اور خوف کی حالت میں وہ بیوہ اپنے والدین کے گھر آکر عدت پوری کر سکتی ہے۔(۱)

کافر عورت مسلمان ہوئی اس کا شوہر مسلمان نہیں ہوا، اس پر عدت لازم ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۲۰) ایک کافرہ عورت داخل اسلام ہوئی اور اس کا خاوند جو کافر ہے مسلمان نہیں ہوتا تو کیا ان دونوں میں شرعاً تفریق ہو جائے گی، اور عورت پر عدت لازم آئے گی یا نہ۔ اگر اس عورت نے مسلمان ہونے کے بعد فوراً کسی مسلمان سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا یا نہ۔

(الجواب) در مختار میں ہے ولو اسلم احدھما ثمه ای دار الحرب ویلحق بها الخ لم تبن حتی تحیض ثلثا او تمضی ثلثة اشھر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب الخ۔(۲) اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس ملک میں اگر کوئی عورت شوہر والی اسلام قبول کرے اور اس کا شوہر اسلام نہ لاوے تو تین حیض یا تین ماہ کے بعد وہ اپنے شوہر سے بائنہ اور مطلقہ ہو گی، اور آگے یہ کہا ہے ولیست بعدة الخ۔(۳) یعنی یہ تین حیض عدت کے نہیں ہیں بلکہ یہ مدت قائم مقام انکار شوہر کے ہیں، اسلام لانے سے پھر اس میں اختلاف ہوا ہے کہ علاوہ ان تین حیض کے اور عدت عورت پر لازم ہو گی یا نہیں، امام صاحب کے قاعدہ کے موافق اس پر عدت لازم نہ ہو گی اور تین حیض مذکورہ گذرنے کے بعد نکاح ثانی اس کو حلال ہے، اور قبل اس مدت کے نکاح صحیح نہ ہو گا۔

(۲) سورة البقرة ۲۴۰ ظفیر۔

(۳) والعدة للموت اربعة اشھر وعشر من الایام بشرط بقاء النكاح صحيحاً الى الموت مطلقا وطئت اولا ولو صغيرة الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۰ ط س ج ۳ ص ۵۱۰) ظفير

(۱) وتعتد ان ای معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیه الخ الا ان تخرج او ینهدم المنزل اوتخاف الخ ونحو ذلك من الضرورات فتخرج لا قرب موضع الیه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۵٤ ط س ج ۳ ص ۵۳٦) ظفیر (۲) ایضا باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳٦ وج ۲ ص ۵۳۷ ط س ج ۳ ص ۱۹۳-۱۲۰ ظفیر (۳) ایضا وھل تجب العدة بعد مضی ھذه المدة فان کانت المرأة حربیة فلا لانه لا عدة علی الحربیة (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۷ ط س ج ۳ ص ۱۹٤) ظفیر

مسلمان عورت مرتد ہو جائے اور پھر اسلام لے آئے تو اس پر عدت ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۲۱) ہندہ زوجہ زید مرتد ہو گئی تو اس پر عدت آوے گی یا نہ۔ اور نکاح اس صورت میں فسخ ہوگا یا نہ، دوسرا شخص اس سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے وارتداد احدهما فسخ عاجل الخ (۱) وفی رد المحتار وافادوجوب العدة سواء ارتدا وارتدت (۲) الخ پھر در مختار میں یہ لکھا ہے وتجبر علی الا سلام وعلی تجدید النکاح زجراً لها بمهر یسیر کدینار (وعلیه الفتویٰ ولو الجیه وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً و تیسراً الخ (۳) ان عبارات سے یہ مطالب واضح ہوئے اولاً یہ کہ مرتد ہونے سے احد الزوجین کے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور عدت عورت پر لازم ہوتی ہے، اور دوسری روایت در مختار سے یہ معلوم ہوا کہ عورت اگر مرتدہ ہو جاوے والعیاذ باللہ تو اس کو مجبور کیا جاوے گا اسلام لانے پر۔ اور شوہر اول سے تھوڑے سے مہر پر تجدید نکاح کرنے پر، اور مشائخ بلخ کے فتویٰ سے معلوم ہوا کہ عورت کے مرتد ہو جانے سے نکاح کے فسخ ہونے کا حکم نہ کیا جاوے گا۔ زجراً۔ فقط۔

بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے

(سوال ۱۱۲۲) ایک عورت پندرہ تاریخ کو بیوہ ہوئی۔ اس نے پندرہ پندرہ تاریخ کے حساب سے چار مہینہ دس روز پورے کر کے اپنا نکاح ثانی کر لیا، دو چار آدمیوں نے عدت کے اندر دو چار روز کی کمی نکال دی یہ صحیح ہے یا نہ۔

(الجواب) بے شک بموجب روایت امام اعظمؒ اس صورت میں عدت میں کچھ کمی رہتی ہے، کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ایسی صورت میں کہ وسط شہر میں بیوہ ہو، دنوں کی گنتی کا اعتبار ہے، یعنی ہر ایک مہینہ تیس تیس دن لیا جاوے گا، اور دس دن چار ماہ کے ایک سو تیس دن ہوں گے، (۴) پس اگر ایک سو تیس دن سے کم میں اس بیوہ نے اپنا نکاح کر لیا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا، پھر نکاح کر لے۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

(سوال ۱۱۲۳) ایک عورت بیوہ کو دو سال سے زائد گذر چکے اس کو حمل بالیقین ہے، جنین خشک ہو گیا ہے، کبھی پھول جاتا ہے کبھی پھر خشک ہو جاتا ہے، عدت اس عورت کی کیا ہوگی۔

(الجواب) عدت اس کی وضع حمل ہے۔ (۵)

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س ج۳ص ۱۹۳ ۔ ۱۲ ظفیر (۲) ردالمحتار باب ایضاح ۲ ج ص ۵۳۹ ط.س ج۳ص ۱۹۳، ۱۹٤ ۔ ۱۲ ظفیر (۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵٤۰ ط.س ج۳ص ۱۹٤ ۔ ۱۲ ظفیر

(۴) والعدة للموت اربعة اشهر بالا هلة لو بالغرة کمامر وعشر من الایام (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۰ ط.س ج۳ص ۵۱۰ وقبیله بالا هلة لو فی الغرة والا فبالایام بحر وغیره (در مختار) فی المحیط اذا اتفق عدة الطلاق والموت فی غرة الشهر اعتبرت الشهور بالا هلة وان نقصت عن العددوان اتفق فی وسط الشهر فعند الا مام یعتبر بالا یام فتعتد فی الطلاق بتسعین یوما وفی الو فاہمائة وثلاثین وعندهما یکمل الاول من الا خروما بینهما بالا هلة الخ (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۲۹ ط.س ج۳ص ۵۱۰) ظفیر
(۵) وفی حق الحامل الخ وضع جمیع حملها (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۱ ط.س ج۳ص ۵۱۱) ظفیر۔

ممتد الطہر کی عدت

(سوال ۱۱۲۴) ایک عورت کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے لیکن آثار بلوغت اب تک پیدا نہیں ہوئے، نہ حیض آیا نہ چھائیوں کا ابھار ہوا اس کا خاوند کہتا ہے کہ یہ مرد کے قابل نہیں ہوسکتی، اب کسی طرح عورت مذکورہ کی دوسری بہن اس کی شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہ، اگر اس کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی یا کیا؟

(الجواب) اس عورت کو طلاق دے کر عدت گذرنے کے بعد اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے اور عدت اس کی جب تک سن ایاس کو نہ پہنچے تین حیض ہیں، اور بعض فقہاء نے امام مالکؒ کے مذہب پر بضرورۃ فتویٰ دیا ہے، ان کے نزدیک عدت ممتد الطہر نو ماہ میں منقضی ہوتی ہے اور شامی میں نحر وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ پورے ایک سال میں عدت ختم ہوتی ہے ۔ در مختار میں ہے والعدة فی حق من لم تحض لصغر او کبرا وبلغت بالسن الخ ولم تحض الخ الشابة الممتدة بالطہر بان حاضت ثم امتد طہرھا فتعتد بالحیض الی ان تبلغ سن الایاس (۱) وفی الشامی قال الزاهدی وقد کان بعض اصحابنا یفتون بقول مالك فی هذه المسئلة للضرورة الخ۔(۲)

نو مسلمہ جس کا کافر شوہر مر چکا ہے اس پر عدت نہیں ہے

(سوال ۱۱۲۵) ایک عورت مسلمان ہوئی، اس کا بیان ہے کہ میرا خاوند مر چکا ہے جو کہ کافر تھا، اس کو مسلمان ہوئے ایک ہفتہ ہوا، اس کا نکاح کسی مسلمان سے سر دست ہو سکتا ہے یا تین حیض کا انتظار کرنا پڑے گا۔

(الجواب) اس نو مسلمہ کا نکاح بعد اسلام کے فوراً کسی مسلمان سے درست ہے۔

بے پردہ کو بھی عدت میں پردہ کرنا چاہئے

(سوال ۱۱۲۶) بیوہ عورتوں کو جو کہ اپنے خاوند کے وقت میں بے پردہ رہتی تھی، کیا عدت میں ان پر پردہ واجب ہے۔

(الجواب) ان کو پردہ کرنا چاہئے اور پردہ میں رہنا چاہئے، اور بیوہ عورت کسی کار ضروری کی وجہ سے دوسرے گاؤں میں یا دوسرے محلّہ میں اگر دن دن کو جاوے تو درست ہے، رات کو گھر واپس آجاوے۔(۱)

طلاق کا انکار کرنے کے بعد اقرار کرے تو اس کی عدت کب سے ہوگی

(سوال ۱۱۲۷) زید کی بیوی کہتی ہے کہ مجھے زبانی طلاق دی ہے، مگر وہ اقرار نہیں کرتا جب اس کو مبلغات کی طمع دی گئی تو وہ تحریری طلاق میں لکھواتا ہے کہ میں اس کو چھ ماہ پہلے طلاق دے چکا ہوں، اس کی عدت تحریر تاریخ سے شروع یا چھ ماہ پہلے سے۔

(الجواب) در مختار میں ہے بخلاف مالو اقر بطلاقها منذ زمان ماض فان الفتوی علی انها من وقت الا قرار الخ(۲) پس معلوم ہوا کہ مفتی بہ اس صورت میں یہ ہے کہ وقت اقرار و تحریر سے عدت شمار ہوگی احتیاطاً۔

---

(۱) ایضا ج ۲ ص ۸۲۷ و ج ۲ ص ۸۲۸ ط.س.ج۳ص ۵۰۷ ۔ ۱۲ ظفیر (۲) رد المحتار للشامی باب العدة ج ۲ ص ۸۲۹ ط.س.ج۳ص ۵۰۸ ۔ ۱۲ ظفیر (۱) لاتخرج معتدة رجعی وبائن بای فرقة کانت الخ لو حرة من بیتها الخ وتبیت اکثر اللیل فی منزلها الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۵۳ ط.س.ج۳ص ۵۱۸) ظفیر۔

(۲) ایضا ج ۲ ص ۸۳۹ ط.س.ج۳ص ۵۲۰ ۔ ۱۲ ظفیر۔

عدت وفات میں نکاح کر لیا تھا چھ ماہ بعد علیحدگی اختیار کی پھر اسی سے نکاح کر لیا اب عدت کیا ہوگی۔

(سوال ۱۱۲۸) ایک عورت کی عدت وفات میں صرف ایک مہینہ گذرا تھا کہ ایک مرد نے اس سے نکاح کیا، بسبب عدم علم و جہالت زن و مرد کے چھ مہینہ تک اس کے ساتھ رہا، پھر چند اشخاص کو خبر ہوئی، انہوں نے تفریق کرادی، اور مرد کو عورت کے مکان سے نکال دیا، پھر تین روز بعد مرد ایک مولوی کو لے کر آیا اور عورت راضی ہوگئی اور مولوی صاحب نے ان کا نکاح پڑھادیا، یہاں مولویوں کے دو فریق ہیں، ایک فریق کہتا ہے کہ عدت وفات گذر گئی اب اس کا نکاح درست ہوگیا، دوسرا فریق کہتا ہے کہ تفریق کے بعد جب تک ماتی عدت پوری نہ ہو جائے نکاح درست نہیں، اگر عدت کے اندر نکاح ہوا اور ایک مدت دراز تک زن و شوی ہم بستر رہیں، خواہ وہ عدت اشہر سے ہو یا حیض سے تو اس عرصہ میں پہلی عدت تمام ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے واذا وطئت المعتدة بشبهة ولو من المطلق وجبت عدة اخرى لتجدد السبب وتد اخلتا والمرئى من الحيض وعليها ان تتم العدة الثانية ان تمت الاولىٰ الخ وفى الشامى اعلم ان المرء ة اذا وجبت عليها عدتان فاما ان يكون من رجلين او من واحد ففى الثانى لا شك ان العدتين تد اخلتا وفى الاول ان كانتا من جنسين كالمتوفى عنها زوجها اذا وطئت بشبهة او من جنس واحد كالمطلقة اذا تزوجت فى عدتها فوطئها الثانى وفرق بينهما تد اخلتا عند نا و يكون ما تراه من الحيض محتسباً منهما جميعاً واذا نقضت العدة الاولى ولم تكمل الثانيه فعليها اتمام الثانية الخ شامی(۱) ج ۲ ص ۹۰۶۔ اس عبارت سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں دونوں عدتیں متداخل ہوں گی، اور عدت وفات پوری کر کے اگر عدت ثانیہ پوری نہ ہوئی ہو اس کو پورا کرنا چاہئے۔

صورت ذیل میں عدت کب سے ہوگی

(سوال ۱۱۲۹) عبدالرحیم ہجرت کر کے کابل چلا گیا ہے، اور ایک تحریر مورخہ ۲ / جولائی، ۱۱ / جولائی سن ۱۹۲۰ء کو ہم کو ملی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آج کی تاریخ سے تین ماہ تک میری طرف سے کوئی خط نہ آیا تو میری زوجہ مطلقہ ہے اور اس کا نکاح ثانی کا اختیار ہے، اس صورت میں اگر زوجہ عبدالرحیم پر طلاق عائد ہوگی تو اس کی عدت کب سے شمار ہوگی۔

(الجواب) اس صورت میں تیسری جولائی یعنی روز تحریر خط سے جس وقت تین ماہ پورے ہو جاویں گے یعنی تین اکتوبر سن ۱۹۲۰ء کو بشرطیکہ اس وقت تک اور کوئی تحریر اس کی دوسرے مضمون کی نہ آوے تو موافق شرط کے ۳ / اکتوبر کو اس کی زوجہ مطلقہ ہو جاوے گی، اور اس وقت سے عدت طلاق تین حیض اس کو پورے کرنے ہوں گے اگر اس کو حیض آتا ہو۔

زانیہ زانی سے فوراً نکاح کر سکتی ہے عدت نہیں

(سوال ۱۱۳۰) زید نے ہندہ سے نکاح کیا کچھ عرصہ بعد ہندہ کی ہمشیرہ کو بھی اپنے برف میں رکھا، پھر ہندہ کی

(۱) دیکھئے رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۷ و ج ۲ ص ۸۳۸ ط.س. ج۳ص۵۱۸ مطلب فى وطء المعتدة بشبهة ۱۲ ظفیر

ہمشیرہ کو زید نے طلاق دے کر آزاد کر دیا تو اب ہمشیرہ ہندہ دوسرا نکاح بعد عدت کے کرے گی یا اس پر عدت لازم نہیں۔

(الجواب) ہمشیرہ ہندہ سے جب کہ زید نے نکاح نہ کیا تھا اور بلا نکاح اس سے تعلق ناجائز رکھا اور زنا کیا تو زید کے گھر سے علیحدہ ہونے پر وہ فوراً اپنا نکاح کر سکتی ہے، عدت اس پر کچھ نہیں ہے۔(۱)

معتدہ کے ساتھ زنا کرنے سے اس پر نئی عدت نہیں آتی

(سوال ۱۱۳۱) ایک شخص نے بے علمی کے سبب سے ایک عورت کو اس کے شوہر کے مرنے کے ایک ماہ بعد نکاح کیا، چھ ماہ تک ہم بستر رہا، پھر لوگوں نے زوجین میں تفریق کرادی اور مرد کو عورت کے مکان سے نکال دیا، پھر ایک مولوی نے تین چار روز بعد دونوں کا نکاح پڑھادیا، یہ نکاح جائز و نافذ ہوا یا نہیں، اگر مدت دراز کے بعد تفریق واقع ہو نکاح فاسد وغیرہ میں تو بقیہ عدت اول زوجین کے باہم مشغولی کے زمانہ کے اندر تمام ہو سکتی ہے یا بعد تفریق کے متداخل ہو کر تمام ہوگی۔

(الجواب) شامی ج ۲ ص ۳۵ باب المهر و ذكر في البحرهناك عن المجتبى ان كل نكاح اختلف العلماء في جوازه كالنكاح بلا شهود فالدخول فيه موجب للعدة اما نكاح منكوحة الغير و معتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً الخ۔(۲) اس سے معلوم ہوا کہ معتدہ غیر سے باجود علم اس امر کے کہ یہ معتدہ ہے نکاح کر کے دخول کرنے سے عدت لازم نہیں آتی، اور ظاہر یہ ہے کہ اس کی عدت زنا کے زمانہ میں پوری ہو جاوے گی، مثلاً اگر کوئی معتدہ بیوہ عدت کے اندر زنا کرے تو ظاہر ہے کہ زمانہ عدت میں ہی شمار ہوگی۔

مطلقہ پر عدت ضروری ہے

(سوال ۱۱۳۲) ابتداءً زید کا نکاح ہندہ سے ہوا کچھ عرصہ کے بعد زید نے بزمانہ حیات ہندہ اس کی حقیقی بہن سے نکاح کر لیا، پھر زید نے ہندہ کو طلاق دے دی، اب ہندہ کو دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے واسطے ایام عدت پورے کرنے ہوں گے یا نہیں۔

(الجواب) عدت لازم ہوگی۔ فقط۔

شوہر والی جو زنا سے حاملہ ہوئی ہے اس پر عدت لازم ہے

(سوال ۱۱۳۳) زید کی منکوحہ زبیدہ سے عمر نے زنا کیا اور زبیدہ حاملہ ہو گئی، بحالت حمل زید نے اس کو طلاق دے کر علیحدہ کر دی، آیا زبیدہ کو عمر سے نکاح کرنے کے لئے عدت پوری کرنی شرط ہے یا نہ۔

(الجواب) چونکہ بحکم الولد للفراش وللعاهر الحجر(۳) وہ حمل زنا کا ہونا شرعاً مسلم نہیں ہے، اس لئے عمر

---

(۱) لونكحها الزانى حل له وطؤها اتفاقا والولد له ولزمه النفقة (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل في المحرمات ج ۲ ص ۴۰۱ ط.س. ج۳ ص۴۹) ظفیر۔

(۲) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۸۲ ط.س. ج۳ ص۱۳۲ مطلب في النكاح الفاسد. ۱۲ ظفیر۔

(۳) ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ج ۱ ص ۱۸۶ ظفیر۔

کو اس مطلقہ حاملہ سے بدون وضع حمل کے نکاح جائز نہ ہوگا، کیونکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے کما قال اللہ تعالی واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن الایہ۔(۱)

عدت سے متعلق چند سوالات

(سوال ۱۱۳۴) اگر طالق و مطلقہ دونوں کہتے ہیں کہ نہ ایک جگہ ہم تنہائی میں بیٹھے ہیں اور نہ وطی ہے، اب ان کے قول پر بحلف اعتبار کیا جاوے یا بغیر حلف اعتبار کر کے بغیر عدت کے نکاح کیا جاوے۔

(۲) اگر بعد اس نکاح کے ایک مہینہ کے اندر وہ عورت کسی اور مرد کے ساتھ چلی جاوے اور اپنے قول مذکورہ بالا سے منکر ہو جاوے تو اس کے قول پر اعتبار کیا جاوے یا نہیں۔

(۳) اگر طلاق کے بعد عورت کہے کہ میں غیر مدخولہ ہوں تو بغیر عدت کے دوسرے مرد سے نکاح اس کا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) خلوت صحیحہ گواہان سے ثابت ہوتی ہے، یا طالق و مطلقہ کے قول سے۔

(الجواب) جب کہ دونوں متفق ہیں عدم خلوت و صحبت پر تو حلف کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) انکار مابعد کا اعتبار نہیں ہے۔

(۳) اگر گمان اس کے قول کے صدق کا ہو تو اس پر اعتماد کر کے نکاح اس کے ساتھ بغیر عدت کے جائز ہے

(۴) اگر دونوں متفق ہیں کسی ایک امر پر تو ضرورت شہود کی نہیں ہے اور اگر باہم اختلاف ہے تو مدعی پر بینہ ہیں او منکر پر یمین۔

حمل والی کی عدت وضع حمل ہے اگر وہ خشک ہو گیا ہو تو اس کا دوا وغیرہ سے گروانا جائز ہے۔

(سوال ۱۱۳۵) جس کے پیٹ میں حمل ہو اور خاوند مر گیا ہو، اور بچہ پیٹ میں سوکھ گیا ہو، اس عورت کا نکاح کرنا قبل از اسقاط حمل جائز ہے یا نہیں یا اس حمل کو کسی طرح گروانا جائز ہوگا۔

(الجواب) حاملہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت وضع حمل ہے کما قال اللہ تعالی واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (۲) الآیۃ پس جب تک وضع حمل نہ ہو جس طرح بھی ہو اس وقت تک وہ عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی، اور جب کہ بوجہ خشک ہو جانے حمل کے ولادت کی کوئی صورت نہ ہو سکے تو اسقاط حمل دوا وغیر کے ذریعہ سے درست ہے۔

طلاق ثلثہ کے بعد اگر شوہر زنا کرتا رہا ہے تو اس کی عدت علیحدگی کے بعد شروع ہوگی

(سوال ۱۱۳۶) ایک شخص نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ تین طلاق دے دی، اور اس بات کو عرصہ چار پانچ ماہ گذر گیا ہے، مرد، عورت دونوں بدستور صحبت کرتے رہتے ہیں، یہ عورت اسی شوہر کے گھر میں رہ سکتی ہے یا نہیں، اگر عورت دوسرے مرد سے نکاح کرنا چاہے تو عدۃ از سر نو کرنی پڑیگی یا وہ چار پانچ مہینہ شوہر کے گھر رہی وہ عدت میں شمار ہوں گے، اور ان سے عدت پوری ہو جاوے گی۔

(الجواب) اس عورت پر تین طلاق واقع ہو گئی، بدون حلالہ کے وہ شوہر اول سے نکاح نہیں کر سکتی، اور شوہر اول کو اس سے برابر وطی کرتے رہنا حرام اور زنا ہے اور دوسرا نکاح اس کو دوسرے شخص سے عدت گذارنے کے بعد کرنا

---

(۲) سورۃ الطلاق۔ ۱۔ وفی حق الحامل مطلقا وضع جمیع حملھا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۳۱۔ ط.س. ج۳ ص ۵۱۱) ظفیر۔ (۱) سورۃ الطلاق۔ ۱۔ ظفیر۔

چاہئے، اور عدت اس وقت سے شروع ہوگی کہ وہ شوہر اول سے علیحدہ ہو جاوے اور اس کے قریب نہ جاوے۔(۱)

دوبارہ لا کر جماع کرنے سے عدت ثانیہ واجب ہوگی

(سوال ۱۱۳۷) ایک شخص نے زوجہ کو تین طلاق بائن دے کر علیحدہ کر دیا، پھر عدت کے اندر اس کو اپنے گھر لایا یہاں تک کہ عدت گذر کر چند روز ہو گئے، بعدہ اہل محلّہ نے ان کے درمیان تفرقہ کرا دیا، اور دریافت کرنے پر طالق نے جواب دیا کہ مجھے طلاق یاد نہ تھا، تو دوبارہ لا کر جماع کرنے سے عدت ثانیہ واجب ہوگی یا نہیں، اور یہ وطی بالشبہ ہے یا زنا۔

(الجواب) یہ وطی بالشبہ ہے اور عدت دوسری واجب ہے اور تداخل عدتین میں ہو جاوے گا، اور بدون گذرنے عدت ثانیہ کے نکاح تحلیل درست نہیں ہے کذا فی الدر المختار و الشامی۔(۲)

جو عورت قابل مجامعت نہ ہو، اس پر بھی عدت ہے

(سوال ۱۱۳۸) ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی بعد کو معلوم ہوا کہ وہ عورت قابل مجامعت نہیں ہے، سوائے سوراخ پیشاب کے کچھ نہیں ہے، تب اس نے طلاق دے دی تو اس پر عدت واجب ہے یا نہیں، اور شوہر پر نفقہ عدت کا واجب ہے یا نہیں، اور مہر کس قدر لازم ہے۔

(الجواب) عدت احتیاطاً اس پر واجب ہے، (۳) اور نفقہ عدت بھی لازم ہے، کیونکہ نفقہ تابع عدت کے ہے کذا فی الشامی اور مہر نصف لازم ہے بوجہ نہ ہونے دخول کے اور نہ ہونے خلوت صحیحہ کے، کیونکہ اس عورت کے ساتھ جو خلوت ہوئی وہ خلوت صحیحہ نہیں ہے کذا فی الدر المختار۔(۴)

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے خواہ شوہر کے انتقال کے آدھ گھنٹہ کے بعد ہی وضع حمل ہوا ہو

(سوال ۱۱۳۹) حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، اگر اس کے شوہر کی وفات اور وضع حمل آن واحد میں ہو تو عدت کیا ہوگی، اگر وضع حمل انتقال شوہر سے آدھ گھنٹہ مقدم یا مؤخر ہو تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) حاملہ کی عدت مطلقاً وضع حمل ہے، اگر شوہر کی وفات سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے بعد بھی وضع حمل ہوا تو عدت پوری ہو گئی، اور اگر وفات سے کچھ پہلے وضع حمل ہو تو پھر عدت دس یوم چار ماہ ہے، شامی میں ہے قوله وضع جميع حملها اى بلا تقدير بمدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بيوم او اقل الخ ۔(۵)

ختم عدت پر معلوم ہوا کہ حمل ہے تو عدت کا کیا ہوگا

(سوال ۱۱۴۰) ایک عورت عرصہ ایک سال سے بوجہ نااتفاقی اپنے خاوند سے علیحدہ ہے، اور اس کو اس کے شوہر نے ۲۸ / مارچ کو طلاق دی، اور ۲۸ / جون کو تین ماہ عدت ختم ہوئی، اس وقت اس کو حمل دو ماہ دس روز کا تھا،

---

(۱) ومبداءها اى العدة فى النكاح الفاسد بعد التفريق من القاضى بينهما ثم لو وطئها حد او المتاركة اى اظهار العزم من الزوج على ترك وطئها. (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۴۱) ظفير. ط. س. ج۳ ص ۵۲۱
(۲) واذا وطئت المعتدة بشبهة ولو من المطلق وجبت عدة اخرى لتجدد السبب وتداخلتا الخ (ايضاً ج ۲ ص ۸۳۷. ط.س. ج۳ ص ۵۱۸ مطلب وطؤ المعتدة بشبهة) ظفير.
(۳) ان المذهب وجوب العدة للخلوة صحيحة او فاسدة (رد المحتار ج ۲ ص ۸۲۵. ط.س. ج۳ ص ۵۰۴) وتجب العدة بخلوته وان كانت فاسدة لا ن تصريحهم بوجوبها با لخلوة الفاسدة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۴۶۶. ط.س. ج۳ ص ۵۰۴) (۴) والخلوة بلا مانع حسى وطبعى وشرعى ومن الحسى رتق وقرن عفل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۶. ط.س. ج۳ ص ۱۱۴) ظفير.
(۵) دیکھئے رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۱. ط.س. ج۳ ص ۵۱۱. ۱۲ ظفير.

اس عورت کا نکاح ثانی حمل کی حالت میں دوسرے شخص سے جائز ہے یا نہیں، اور حمل موجودہ کا بچہ کس کا تصور ہوگا، پہلے شوہر کا یا شوہر ثانی کا۔

(الجواب) اس عورت کو چونکہ عدت کے اندر حمل معلوم ہوا تو اس کی عدت وضع حمل ہے،(۱) یعنی جس وقت بچہ پیدا ہوگا، اس وقت عدت اس کی پوری ہوگی، اور اگر طلاق رجعی دی گئی تھی یعنی ایک یا دو طلاق صریح لفظوں میں دی تھی تو عدت میں حاملہ ہونا اس کا رجعت سمجھی جاویگی شوہر اول سے اور نسب بچہ کا شوہر اول سے ہی ثابت ہوگا، اور دوسرے شخص سے نکاح اس کا درست نہ ہوگا، کیونکہ پہلی طلاق سے رجوع ہو چکا تو وہ عورت زوجہ شوہر اول کی ہوگئی، اور اگر طلاق بائنہ یا مغلظہ تھی اور عدت میں حمل ظاہر ہوا تو اگر بچہ چھ ماہ سے زائد میں پیدا ہوا تو نسب بچہ کا شوہر سے ثابت نہ ہوگا، لیکن جب کہ شوہر دعویٰ کرے کہ بچہ میرا ہے اور عدت پھر بھی وضع سے پوری ہوگئی، اور اس صورت میں بعد وضع حمل دوسرے مرد سے نکاح صحیح ہے، اور بچہ کا نسب کسی سے ثابت نہ ہوگا بلکہ وہ ولد الزنا ہے اگر شوہر نے دعویٰ نہ کیا ہو۔

عدت کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہے

(سوال ۱۱٤۱) زید نے اپنی زوجہ حاملہ کو طلاق دے کر گھر سے نکال دیا، آیا شرعاً عورت مذکورہ کو خرچہ وضع حمل تک و مہر اور بعد میں پرورش بچہ کے لئے کچھ مل سکتا ہے۔

(الجواب) اس صورت میں عورت کا مہر اور عدت کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہے اور بچہ کی پرورش کا خرچ بھی بذمہ شوہر ہے کذا فی کتب الفقہ۔(۲)

معتدہ وفات تعزیت میں کہیں نہیں جا سکتی ہے

(سوال ۱۱٤۲) معتدہ وفات کو تعزیت میں کسی رشتہ دار کے یہاں جانا کیسا ہے

(الجواب) ناجائز ہے کما فی الشامی عن الفتح والحاصل ان مدار خروجها بسبب قيام شغل المعيشة فيتقدر بقدره الخ ج ۲ ص ٦٧٣۔(۳)

دو سال علیحدہ رہنے کے بعد بھی شوہر طلاق دے تو بھی عدت لازم ہوگی

(سوال ۱۱٤۳) اگر واقعی یہ معلوم ہو جائے کہ زوج اپنی زوجہ سے دو سال سے بالکل علیحدہ ہے اور دوسری جگہ رہتا ہے، اگر اس حالت میں دو برس کے بعد شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دے تو کیا اس صورت میں بھی عورت پر عدت گذارنی لازم ہوگی یا نہیں، کیونکہ علت جو کہ استبراء رحم ہے وہ پہلے سے حاصل ہے۔

(الجواب) جب کہ اس عورت سے دخول یا خلوت ہو چکی ہے، تو عدت اس پر لازم ہے لا طلاق قوله تعالى والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلثة قروء۔(۴) کیونکہ اصل سبب عدت کے وجوب کا فرمان حق تعالیٰ ہے اور یہ علل جو فقہاء منصوصات میں تحریر فرماتے ہیں یہ از قبیل نکات بعد الوقوع ہے ان پر مدار حکم کا موجود گی نص صریح نہیں ہوتا۔

---

(۱) اعلم ان المعتدة لو حملت فی عدتها ذکر الکرخی ان عدتها وضع الحمل (ایضا)، ط.س ج۳ ص ٥١١ ظفیر

(۲) وتجب لمطلقة الرجعی والبائن والفرقة بلا معصیة کخیار عتق النفقة والسکنی والکسوة ان طالت المدة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۲۱. ط.س ج۳ ص ٦٠٩ مطلب فی نفقة المطلقة) ظفیر.

(۳) رد المحتار فصل فی الحداد ج ۲ ص ۸٥٤ ط.س ج۳ ص٥٣٦ ۱۲ ظفیر (۴) سورة البقرہ ۲۲۸ ظفیر

عدت وفات میں جس نے شادی کرلی اس کی عدت کا بیان

(سوال ۱۱۴۴) زید متوفی کی بیوی سے عدت وفات کے اندر عمر نکاح کر کے وطی کرتا رہا اور نکاح کے بعد ان دونوں میں تفریق نہ ہوئی اور نہ اس عورت کی مابقا عدت پوری ہوئی، چھ ماہ بعد عمر نے پھر اس عورت سے نکاح کر لیا، فتاویٰ عالمگیری باب العدۃ میں ہے ولو تزوجت فی عدۃ الو فاۃ فدخل بھا الثانی ففر ق بینھما فعلیھا بقیۃ عدتھا من الاول تمام اربعۃ اشھر و عشرو علیھا ثلث حیض من الآخر ویحتسب بھا حاضت بعد التفریق من عدۃ الو فاۃ کذا فی معراج الدرایہ وھکذا فی المبسوط وایضاً فیہ المطلقۃ اذا حاضت حیضۃ ثم تزوجت بزوج آخر ووطئھا الثانی وفرق بینھما وحاضت حیضین بعد التفریق کان لھذا الزوج الثانی ان یتزوجھا لا نقضاء عدۃ الاول الخ اس صورت میں عمر کا نکاح جو بعد چھ ماہ کے زید متوفی کی زوجہ سے ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) اتمام عدت اولیٰ بعد تفریق یا متارکت زوج ثانی کے واجب ہے، پس جب کہ عمر سے علیحدگی نہ ہوئی تو وہ عدت اتمام عدت اولیٰ کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ بعد تفریق یا متارکت شوہر ثانی کے اتمام عدت اولیٰ لازم ہے، اور دوسری عدت بالاقراء یا بالاشہر لازم ہے، لیکن شوہر ثانی یعنی عمر اگر اس سے نکاح کرنا چاہے تو بعد گذرنے عدت اولیٰ کے دوسری عدت میں نکاح کر سکتا ہے، کیونکہ وہی اس صورت میں صاحب عدت ہے کما نقل عن الا مام ابی حنیفۃ انہ یدخل علیھا للحال لانہ صاحب العدۃ ۔(۱) شامی وھکذا یفھم من العبارۃ المنقولۃ فی السوال من العالمگیریہ کان لھذا الزوج الثانی ان یتزوجھا لا نقضاء العدۃ الا ولیٰ ای بلا انتظار انقضاء العدۃ الثانیہ۔(۲) اس سے معلوم ہوا کہ دوسری عدت کا پورا ہونا اس سے نکاح کرنے میں ضروری نہیں ہے، البتہ اگر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے تو پھر دوسری عدت کا پورا کرنا بھی لازم ہے، اور ان دونوں عدتوں میں تداخل ہو جاتا ہے کما فی الشامی فی شرح قولہ وجبت عدۃ اخری الخ وفی الدر (اعلم ان المرأۃ اذا وجبت علیھا عد تان فاما ان یکون من رجلین او من واحد ففی الثانی لا شک ان العدتین تداخلتا وفی الا ول کانتا من جنسین کا لمتوفی عنھازوجھا اذا وطئت بشبھۃ او من جنس واحد کا لمطلقۃ اذا تزوجت فی عدتھا فوطئھا الثانی وفرق بینھما تداخلتا عندنا ویکون ما تراہ من الحیض محتسباً منھما جمیعاً واذا انقضت العدۃ الا ولیٰ ولم تکمل الثانیۃ فعلیھا اتمام الثانیۃ الخ (۳)۔

عدت میں ایک حیض کے بعد حمل ہو گیا عدت کیسے گذارے

(سوال ۱۱۴۵) مطلقہ کو ایک حیض آیا، پھر اس کو زنا سے حمل رہ گیا، اب یہ مطلقہ زانی سے نکاح کرنا چاہتی ہے، کب کرے۔

(الجواب) بعد وضع حمل کے نکاح کرے قبل وضع حمل اس کو نکاح کرنا جائز نہیں، کیونکہ عدت اس کی وضع

---

(۱) عالمگیری باب العدۃ ج ۱ ص ۵۳۶ ماجدیۃ ۔ ظفیر۔
(۲) عالمگیری کشوری ج ۳ ص ۵۳۲۔
(۳) رد المحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۳۸ ط س ج ۳ ص ۵۱۹ مطلب فی وطئ المعتدۃ بشبھۃ ۱۲ ظفیر

حمل ہے کمافی رد المحتار للشامی ومثله مالو كان الحمل فی العدة الخ وفی الحاوی اذا حبلت المعتدة وولدت تنقضی به العدة الخ فالمراد بقوله اذا حبلت المعتدة معتدة الطلاق بقرينة ما بعده الخ .واعلم ان المعتدة لو حبلت فی عدتها ذكر الكرخی ان عدتها وضع الحمل الخ۔(۱)

حاملہ کا حمل خشک ہو جائے تو عدت کیسے پوری کرے

(سوال ۱۱٤٦) عورت متوفی عنہازوجہا حاملہ کی عدت وضع حمل ہے ،اگر حمل پیٹ میں خشک ہو جاوے تو عدت کیسے منقضی ہو گی۔

(الجواب)جب کہ حمل پیٹ میں خشک ہو گیا تو شریعت میں وہ حاملہ متصور نہ ہو گی اور عدت اس کی چار ماہ دس دن ہو گی مثل غیر حاملہ کے کما قال اللہ تعالیٰ والذين يتو فون منكم ويذرون از واجاً يتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا(۲)الاية. وفی الدر المختار والعدة للموت اربعة اشهر و عشر مطلقاً الخ فلم يخرج عنها الا الحامل قوله فلم يخرج عنها الا الحامل فان عدتها للموت وضع الحمل كما فی البحر وهذا اذا ما ت عنها وهی حامل اما لو حبلت فی العدة بعد موته فلا تتغير فی الصحيح كما ياتی قريباً (۳)پس مراد حاملہ سے وہ ہے کہ حمل اس کا متحقق ہو،اور جب کہ خشک ہو گیا تو حاملہ ہونا اس کا متحقق نہ رہا۔

قد تم الجزء العاشر بتوفيقه تعالیٰ علیٰ يد محمد ظفير الدين غفر الله ذنوبه
ويليه الجزء الحادی عشر انشاء الله تعالیٰ.

---

(۱)رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۱ ط.س. ج۳ص ۵۱۱. ۱۲ ظفير.
(۲)سورة البقره . ۳۰ . ظفير
(۳) رد المحتار باب العدة ص ۸۳۰. ۱۲ ظفير.

باب شانزدہم
نسب سے متعلق احکام و مسائل

منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد

(سوال ۱۱۴۷) ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے نکل کر دوسری جگہ نکاح کر کے بیٹھ گئی ہے اور خاوند اول نے اس کو طلاق نہیں دی ہے۔ وہ اولاد جو خاوند ثانی سے ہوئی ہے حلال ہے یا حرام؟ اور اس اولاد کا دیگر نسلوں سے رشتہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

(الجواب) غیر مطلقہ عورت کا نکاح ثانی ناجائز اور باطل ہے اولاد جو شوہر ثانی سے ہے وہ شوہر اول کی طرف شرعاً منسوب ہوگی لقوله عليه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر ۔(۱) اور جب کہ اس اولاد کا نسب شوہر اول سے ثابت ہے تو رشتہ کرنا ان سے جائز ہے۔ فقط وهذا اذا لم يعلم بان لها زوجاً غيره فكيف اذا ظهر زوج غيره فلا شك في عدم ثبوته من الثاني شامي باب ثبوت النسب۔(۲) وكذا لا عدة لو تزوج امرأة الغير عالماً بذلك (۳) الخ عن العدة . محمد انور عفا الله عنه.

میاں دس سال سے باہر ہو، اور یہاں بچہ ہو تو حلالی ہوگا یا حرامی

(سوال ۱۱۴۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ نے اپنی کتاب بہشتی زیور حصہ چہارم ص ۵۷ میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تب بھی وہ بچہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے، فرض کرو کہ زید دس بارہ برس سے پردیس میں ہے اور اس کے لڑکا پیدا ہو گیا، در اں حالیکہ اس درمیان میں وہ ایک منٹ کو بھی گھر نہیں آیا تو یہ لڑکا کس طرح حرامی نہ کہلائے گا اور کیوں کر وہ حرامی نہ ہوگا؟ اگر یہ خیال کیا جائے کہ ممکن ہے مرد اپنی بیوی کے پاس تنہائی میں آگیا ہو، اور کسی کو علم نہ ہو تو مسئلہ مذکورہ میں یہ بات بھی نہیں، کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ برس گذر گئے وہ گھر نہیں آیا، چونکہ اس مسئلہ سے طبیعت میں ایک قسم کی الجھن پیدا ہوتی ہے اور دوسری قوموں کے صریح اعتراض کے لئے کافی موقعہ ہے، اس لئے براہ کرم مفصل و مشرح جواب سے مطلع فرمائیں۔

(الجواب) جو مسئلہ آپ نے بہشتی زیور سے نقل کیا ہے صحیح ہے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جس کی زوجہ ہے بچہ اس کا کہلائے گا، حدیث شریف میں آگیا ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر (۴) (بچہ اس کا ہے جس کا

---

(۱) مشكوٰة باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۸. ط.س. ج۳ ص ۵۵۲. ۱۲ ظفير.
(۳) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً (ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۸۳. ط.س. ج۳ ص ۱۳۲) ظفير.
(۴) مشكوٰة باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفير.

فراش ہے یعنی جس کے نکاح میں وہ عورت ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے یعنی محروم رہے گا اور اس کو سزا دی جائے گی) نسب بچہ کا اسی شوہر سے ثابت ہوگا۔ پس امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے اس حدیث صحیح کے ارشاد کے موافق یہ حکم فرمایا کہ شوہر کہیں ہو، بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔ پس جب کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تو اس کے خلاف کیسے کوئی حکم کر سکتا ہے۔ اور مطلب اس حدیث کا اور بہشتی زیور کے مسئلہ کا یہ ہے کہ در حقیقت وہ بچہ اگرچہ ولد الزنا ہو مگر ہم کو حکم یہ ہے کہ اس کو حرامی نہ کہیں، عورت کے خاوند کے طرف منسوب کریں۔(۱)

مدت حمل اور عدت حاملہ

(سوال ۱۱۴۹) حمل عورت کی کتنی مدت ہے؟ اور حد عورت کرنگ کی کتنے سال ہے؟ اور علامات حمل کی کتنی ہیں؟ اور نشانات کرنگ کے کتنے ہیں؟

(الجواب) حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو برس ہے اور کم از کم چھ ماہ۔(۲) اور عدت حاملہ مطلقہ یا حاملہ متوفی عنہا زوجھا کی وضع حمل(۳) ہے کرنگ عورت کا مطلب معلوم نہیں ہوا کہ کس کو کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کچھ جواب نہیں دیا جا سکتا۔

زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا، اور چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۵۰) ایک عورت کے زنا سے حمل قرار پا گیا اور اس کا نکاح کر دیا گیا، نکاح سے چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو بچہ کا نسب ناکح سے ثابت ہو گیا یا نہیں؟ اور اس بچہ کا وارث ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) نکاح سے پہلے زنا سے جو حمل ہے اور بعد میں جو نکاح ہوا اور نکاح سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس کا ناکح سے ثابت نہیں ہوگا اور میراث اس کی ناکح نہ پاوے گا، ماں اور بھائی اخیافی وارث ہوں گے۔(۴)

نسب کا ثبوت

(سوال ۱۱۵۱) الف نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ ابھی والدین کے گھر میں تھی کہ ب اسے اغواء کر کے

(۱) ان الفراش علیٰ اربع مراتب وقد اکتفو بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی لمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر منذ تزوجها لتصوره کرامة او استخدام الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦۷. ط.س. ج۳ص ۵۵۰) ظفیر۔

(۲) اکثر مدة الحمل سنتان الخ واقلها ستة اشهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۷۵۷) ظفیر۔

(۳) وفی حق الحامل الخ وضع جمیع حملها بلا تقدیر بمدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بیوم اوا قل جوهره (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۱. ط.س. ج۳ص ۵۱۱) ظفیر۔

(٤) ولو ولدت لا قل منه (ای نصف حول) لم یثبت (درمختار) لانه تبین ان العلوق کان سابقا علی النکاح زیلعی (ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦٤. ط.س. ج۳ص ۵٤۷) ظفیر۔

لے گیا، اور الف کا دخول اور خلوت صحیحہ وغیرہ اس کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور الف خود بھی اپنی زوجہ سے دخول یا مس وغیرہ کرنے کا قطعی انکاری ہے۔ چنانچہ اس کا تحریری بیان مع شہادت منسلک ہذا ہے۔ عرصہ دراز تک الف کی منکوحہ ب کے یہاں رہی اور الف نے اس کو طلاق بھی نہیں دی اور ب کے گھر میں اس کے اولاد پیدا ہوئی۔ اب کچھ عرصہ سے وہ عورت تو مرگئی لیکن اس کی دو لڑکیاں زندہ ہیں۔ اب الف یا الف کا بھائی ان لڑکیوں میں سے کسی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں، اور نسب میں وہ دونوں لڑکیاں کس کو ملتی ہیں۔ اس استفتاء میں دو قول ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے!

زید کا بیان اس استفتاء کے جواب میں یہ ہے کہ وہ لڑکیاں نسب میں الف کی ہیں، کیوں کہ ولد فراش کا ہے کما قال علیه الصلوٰة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر ۔(۱) اور تفسیر فراش کے ساتھ عقد کی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عقد فراش ہے جیسے کہ کرخیؒ سے فتح القدیر میں منقول ہے، دوسرے وہ اپنے دعوے کے اثبات میں عقد کو حکم وطی میں شامل جانتا ہے وللعقد حکم الوطی اور اپنے دعوے میں تزویج مشرقی اور مغربیہ کا شامی سے سند لاتا ہے۔(۲) اور کہتا ہے کہ جب عقد کے لئے حکم وطی اور فراش کا ثابت ہے تو تینوں امر مطلوب یعنی فراش ووطی ونسب ثابت ہو گئے، اس لئے الف یا الف کے بھائی کو ان لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ وہ اس صورت میں الف کی بیٹیاں اور الف کے بھائی کی بھتیجیاں ہیں، ان کا نکاح ان سے حرام ہے۔

عمر کا جواب بالعکس ہے۔ کہتا ہے کہ یہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں، پس الف یا الف کا بھائی ان سے نکاح کرنے کا مجاز ہے۔ اور صورت مسئولہ میں الف اولاد سے محروم ہے اگرچہ الف عقد صحیح بھی کیوں نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ بلا فراش صرف نکاح کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ حقیقت میں فراش دخول کا ہونا ارجح ہے اور یہ باتیں الف سے پایہ ثبوت تک نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اولاد ب کی ہے کیونکہ مستفرش حقیقی ب ہے اس لئے اولاد بھی فراش حقیقی کی ہونی چاہئے۔ اگرچہ بمقتضائے حدیث نبوی فاسد ہی کیوں نہ ہو الولد للفراش وللعاهر الحجر للعاهر الحجر کے یہ معنی ہیں، کہ زوج اول مستفرش ہو اور عورت سے غائب نہ رہا ہو جیسے فقہاء نے صراحت سے بیان فرمایا ہے رجل غاب عن امرأته فتزوجت باخرٰی وولدت او لاداً ثم جاء الزوج الا ول فالاولاد للثانی علیٰ مذهب الذی رجع الیه الا مام وعلیه الفتویٰ کما فی الخانیة والجوهرة والکافی وغیرها وفی حاشیة شرح المنار لا بن حنبلیؒ وعلیه الفتویٰ ان احتمله الحال لکن فی آخر المجمع حکیٰ اربعة اقوال ثم افتیٰ بما اعتمده المصنف وعلّله ابن ملك بانه المستفرش حقیقة فالولد للفراش

(۱) مشکوٰة باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر۔

(۲) کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر مذتزوجها لتصوره کرامة او استخدا ما ً الخ (الدر المختار علی ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۷. ط.س. ج۳ ص ۵۵۰) ظفیر۔

الحقیقی وان کان فاسداً وتمامه فیه فراجعه در مختار (۱) وظاهره ان المفتی به الولد للثانی مطلقاً وان جاء ت به لا قل من ستة اشهر من وقت العقد کما یدل علیه ذکر الا طلاق قبله والا قتصار علی التفصیل بعده . شامی (۲)اگر زید اپنے دعوے میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت شاہد لاتا ہے اور کہتا ہے کہ قیام فراش کے لئے مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں نکاح ہی بلا دخول حجت ہو سکتا ہے تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ جیسے شامی میں وارد ہے قوله بلا دخول المراد نفیه ظاهراً وان لا فلابد من تصوره وامکانه ولذالم یثبتوا النسب من زوجة الطفل ولاممن ولدت لا قل من ستة اشهر الخ والحق ان التصور شرط ولذا لو جاء ت امرأة الصبی الو لد لا یثبت نسبه والتصور ثابت فی المغربیة لثبوت کرامات الاولیاء والا ستخدامات فیکون صاحب خطوه اوجنی شامی۔ (۳)اس دعویٰ میں نسب ب کی ثابت ہے پس الف کو ب کی لڑکیوں سے نکاح کرنا ہر طرح جائز ہے اور اسی طرح الف کے بھائی کو بھی۔ یہ دو قول ہیں ان میں سے کون مقبول کون مردود ہے؟

(الجواب)صورت مسئولہ میں ہر دو قول یعنی زید و عمر دونوں کا قول دربارہ نسب کئی وجوہ سے بالکل مردود اور مطرود ہے، کیونکہ نسب ثابت کرنے کے لئے فراش جو مقارناً للعلوق کے ساتھ ہو ضروری ہے۔ ہم دونوں کے بیانات کو واضح طور پر رد کرتے ہیں، زید کا دعویٰ دریں بارہ کہ یہ عقد حکم وطی کا رکھتا ہے کئی اسباب کی بناء پر غلط ثابت ہوتا ہے۔ پہلے اگر عقد مطلق کو وطی کا حکم ہوتا تو طلاق قبل دخول کی صورت میں عدت لازم ہوتی حالانکہ نص اس کے رد میں شاہد ناطق ہے قولہ تعالیٰ یآ ایها الذین آمنوا اذا نکحتم المؤمنٰت ثم طلقتمو هن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیهن من عدة تعتدونها الآیہ۔(۴)

نیز اگر عقد کے لئے حکم وطی کا ہوتا تو حرمت ربیبہ میں ان کی ماؤں کا دخول شرط نہ ہوتا، وربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بهن فان لم تکونوا دخلتم بهن فلا جناح علیکم الآیة(۵)اور نیز اس ثبوت میں سنن ترمذی کی حدیث حلالہ کے لئے دخول مشروط قرار دیا گیا کما قال علیه الصلوٰة والسلام لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتك۔(۶)

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۸.ط.س.ج۳ص ۵۵۲. ۱۲ ظفیر.
(۲)ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۸.ط.س.ج۳ص ۵۵۲. ۱۲ ظفیر.
(۳)ردالمحتار باب ثبوت النسب ج۲ ص ۸۶۷.ط.س.ج۳ص ۵۵۰......۵۵۱. ۱۲ ظفیر.
(۴)سورة الاحزاب ع ۳　ظفیر.
(۵)سورة النساء ع ۴ . ظفیر.
(۶)ترمذی ماجاء فی من یطلق امراته ثلاثاً الخ ص ۱۸۰. ۱۲ ظفیر.

دوسرے وہ اپنے دعوی میں فراش کی تفسیر عقد سے بیان کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ فراش کی تفسیر میں عقد ہی کا لانا غیر تام ہے البتہ عقد فراش کے اجزاء میں سے ایک ضروری جز ہے۔ کیا فتح القدیر میں جو فراش کی تعریف کی گئی ہے ملاحظہ سے نہیں گذری۔ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الفراش یثبت مقارنا للنکاح المقارن للعلوق۔(۱) اس میں فراش کے لئے علوق کا ہونا ضروری مانا گیا ہے۔ اور چونکہ زید کے دعوی میں علوق مطلقاً مفقود ہے، اس لئے وہ اس کے اثبات میں چنداں مفید نہیں ہوسکتا۔

تیسرے ساتھ ہی زید کا اپنے دعوی کی دلیل میں کرخیؒ کے قول کے مطابق فراش کی تفسیر عقد کرنا جمہور کی تفسیر کے مخالف ہے۔ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں۔ تفسیر الفراش بالعقد کما فسر الکرخیؒ اعنی العقد هو الفراش مخالف لتفسير هم السابق له فی فصل المحرمات یکون المرأة بحیث یثبت نسب الولد منها اذا جاء ت به فان هذا لکون یثبت بعد العقد لا مع العقد (فتح القدير باب ثبوت النسب) (۲)

چوتھے زید اپنے دعوی میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں استدلال کرتا ہے اور عقد کے ساتھ بلا دخول کو مفید اثبات جانتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہاں اس کے دعوی کے ثبوت میں اس صورت کو بطور دلیل لانا ہرگز صادق نہیں آسکتا کیونکہ ایک تو اس میں تصور اور امکان دخول کا پایا جانا ثابت ہے اور زوجہ طفل کی صورت میں عدم تصور وامکان کی وجہ سے نسب ثابت نہیں ہوسکتا، اور فیما نحن فیه تصور اور امکان خود الف کے ساتھ انکار صحبت ودخول کی وجہ سے قطعاً مفقود ہے۔ علاوہ ازیں صورت مسئولہ میں زوجہ الف قبضہ غیر میں ہے۔ اور زوجہ مشرقی اس کے خلاف تحت وتصرف خود اس کے ہے، نیز مشرقی منکر دخول نہیں تو اس صورت میں ہر دو صورت مختلف واقع ہوئی، باوجود مذکورہ بالا دلیل کے یہ بھی بتادینا ضروری ہے کہ اگر عقد مطلق کو حکم وطی کا ہوتا تو ثبوت نسب میں مندرجہ ذیل صورت کے لئے احتیاج تکلف لاحق نہ ہوتی من قال ان تزوجت فلانة فهی طالق فتزوجها فولدت ولداً لستة اشهر من يوم تزوجها فهو ابنه وعليه المهر اما النسب فلا نها فراشة والتصور ثابت بان تزوجها وهو يخا لطهاوطياً وسمع الناس كلامها فوافق الا نزال النكاح والنسب يحتاط فی اثباته هكذا فی هداية ملخصاً ۔(۳) پس نسب اس صورت میں ثابت ہوسکتا ہے جب کہ علوق مقارناً بالنکاح اور تصور علوق کا مقارناً بالنکاح صورت مندرجہ بالا میں ثابت ہوسکتا ہے جیسے فتح القدیر جلد دوم

(۱) فتح القدير ص ۳۰۱ باب ثبوت النسب ۔ ظفير
(۲) فتح القدير باب ثبوت النسب ص ۳۰۱ ظفير ۔
(۳) دیکھئے هدایه باب ثبوت النسب ۔ظفیر ۔

ص ۳۸۴ علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں واذا فیکون العلوق مقارناً للنکاح فیثبت النسب وتصور العلوق ثابت بان تزوجها وهويخالطها وطياً وسمع الناس كلا مها فوافق الا نزال النكاح الا حسن تجويزاً انها وكلامه فبا شرا لوكيل ولهما كذلك فوافق عقد الا نزال. ہاں وہ اس صورت میں نکاح سے قبل مرتکب گناہ مخالطت حرمت کا باعث بن گیا۔ دیگر علامہ موصوف فرماتے ہیں قال بعض المشائخ لا يحتاج الى هذا التكلف بل قيام الفراش كاف ولا يعتبر امكان الدخول بل النكاح قائم مقامه كما في تزوج المشرقي مغربية لثبوت كرامات الا ولياء والا ستخد امات فيكون صاحب خطوة او جنى (فتح القدير)(۱) اس مندرجہ بالا صورت میں ابن ہمامؒ کی تقریر سے یہ امر بخوبی محقق ہو گیا اور ساتھ ہی دلیل زید کی دلیل مشرقی اور مغربیہ کی صورت صورت مسئولہ کے ساتھ متبائن ٹھہری، کہ الف کے خود اپنے انکار دخول خلوت ومس وغیرہ سے ہر گز یہ امر اس صورت میں ثابت نہیں آسکتا۔ اور تصور صورت مسئولہ میں قطعاً مفقود ہے۔ زید کے بیانات کی حقیقت منکشف کر دی گئی، اور اس کا استدلال مردود ہوا۔

اب عمر کے فتاویٰ کے بارے میں یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ صورت مسئولہ میں لڑکیاں الف یا الف کے بھائی کے ساتھ نکاح کی جا سکتی ہیں کیوں کہ الف صرف عقد ہی عقد سے محروم النسب ہے اور مجرد نکاح عدم دخول اور عدم تصور دخول کی وجہ سے وہ کسی صورت میں لڑکیوں کا باپ نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس کا بھائی جب کہ بارہا بیان کر دیا گیا ہے کہ الف مسماۃ مسئولہ سے صرف نکاح رکھتا تھا اور اپنے بیانات سے دخول وغیرہ سے قطعی براءت ظاہر کرتا ہے تو ہم اس صورت میں عمر کے فتویٰ سے صرف اسی شق یعنی جواز نکاح الف یا الف کی بھائی کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن اس کی بھی اس امر کے متعلق کہ وہ لڑکیاں بھی ب کی ہیں ہم کئی وجوہات سے اس کو بھی رد کرتے ہیں۔

اقول وبالله التوفيق عمر کا یہ بیان کہ وہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں ہر گز درست نہیں، کیوں کہ پہلے ب ابظاہر ساتھ علم نکاح الف کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے مصر علی الکبائر یعنی زانی ہے اور وہ الف کی منکوحہ کو اغواء کر کے لے جاتا ہے، اس کو نسب میں کیا دخل بلکہ اس کے لئے مضمون کلام قدسی نظام وللعاهر الحجر اس کے لئے حجر جزاء ہے۔

دوسرے وہ مستفرش حقیقی نہیں کیوں کہ فراش کے لوازم میں ہم نے مفصل ذکر کر دیا ہے کہ وہ نکاح کے بعد متحقق ہوتا ہے، حالانکہ ب تو اغواء کنندہ اور زانی ہے، تیسرے جو کہ وہ اپنے دعویٰ کے اثبات میں رجل غاب عن امرأته فتزوجت باخرى الخ شامی سے سند لاتا ہے اس کے بعد میں صورت مسئولہ سے استشہاداً لانا

(۱) فتح القدير ج ۳ ص ۳۰۱ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

گویا زید کی تقلید کرنا ہے کیونکہ وہ مشرقی مغربیہ کی صورت کی طرح یہاں ہرگز صادق نہیں آسکتی بلکہ صاف طور پر تبائن ہے کیونکہ ب کو الف کے نکاح کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے بخوبی علم و تیقن ہے اور صورت مسئولہ میں تو اس عورت کو تو قاضی نے مفقود کی حیثیت سے فسخ نکاح کا حکم دے کر دوسرے شخص سے تزویج کر دی تھی اور تزویج غائب کی عورت کی دوسرے شخص سے محقق شدہ امر ہے، حالانکہ مانحن فیہ میں اس کے بالکل برعکس ہے کیوں کہ ب زانی اور اغواء کنندہ ہے، نیز تزویج کنندہ تو اس طرح کے طریق پر ب کا نسب ثابت ہوا، پس نظر برامورات متذکرہ بالا ہم اس نتیجہ پر بخوبی پہنچ گئے کہ الف اور ب دونوں نسب کی رو سے ان لڑکیوں سے بالکل محروم ہیں کیوں کہ الف کا صرف عقد ہی عقد ہے اور ب کا نکاح نہیں ہے بلکہ علوق اور دخول ہے، پس اس صورت میں ہر دو کا فراش محقق نہیں ہو سکا، البتہ الف اور الف کا بھائی ان لڑکیوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور ب زانی ہے اور زانی کی جزاء بمصداق للعاهر الحجر حجر ہے۔ فقط۔

(الجواب) از حضرت مفتی صاحب مدرسہ اسلامیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اقول وباللہ التوفیق۔ صورت مسئولہ میں جواب اول یعنی زید کا جواب صحیح ہے۔ شرعاً نسب ان لڑکیوں کا الف سے ثابت ہے اور الف یا الف کے بھائی سے ان کا نکاح کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر(۱) قال في الدر المختار ان الفراش على اربع مراتب ضعيف الخ ومتوسط الخ وقوى وهو فراش المنكوحة فانه فيه لا ينقضى الا باللعان شامى (۲) (ج ۲ ص ۶۳۰) وفى صفحه ۲۹۳ قال فى البحر لو تزوج بامرء ة الغير عالما بذلك ودخل بهالا تجب العدة عليها حتى لا يحرم على الزوج وطئها وبه يفتى ولا نه زنا والمزنى بها لا تحرم على زوجها (۳) الخ وفى باب العدة منه . اما نكاح المنكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا .(۴) وفيه ايضاً والتصور ثابت فى المغربية لثبوت كرامات الا ولياء الخ وفى الدر المختار عن البحر متى سقط اللعان بوجه ما الخ لم ينتف نسبه ابدافلو نفاه ولم يلا عن حتى قذفها اجنبى بالو لد فحد فقد ثبت نسب الولد الخ وفيه قالواو صرحوا ببقاء نسبه بعد القطع فى كل الا حكام لقيام فراشها الا فى حكمين الا رث والنفقة فقط الخ .(۵) قوله فى كل الا حكام فيبقى النسب بين الو لد والملا عن فى حق الشهادة والزكوٰة والقصاص والنكاح الخ شامى.(۶)

روایات مذکورہ سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں زید کا جواب صحیح ہے، اور عمر کا جواب صحیح نہیں ہے

---

(۱) ترمذی ص ۱۸۶ . ۱۲ ظفیر .

(۲) ردالمحتار ج ۲ ص ۸۶۷ .ط.س. ج۳ص ۵۵۰ . ۱۲ ظفیر .

(۳) دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۴۵ .ط.س. ج۳ص۵۲۷ . ۱۲ ظفیر .

(۴) ردالمحتار ج ۲ ص ۸۳۵ .ط.س. ج۳ص۱۳۲ . ۱۲ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب اللعان ج۲ ص ۸۱۵ .ط.س. ج۳ص ۴۹۳ . ۱۲ ظفیر.

(۶) ردالمحتار باب اللعان ج ۲ ص ۸۱۵ .ط.س. ج۳ص۴۹۳ . ۱۲ ظفیر.

اور اس کا استدلال روایتہ رجل غاب عن المرأة فتزوجت باخری الخ۔(۱) کا مجیب ثالث نے دے دیا ہے۔ اور احقر نے جو روایات نکاح منکوحۃ الغیر کے بطلان اور اس کے زنا ہونے کے اثبات میں نقل کی ہیں ان سے بھی تردید عمر کے استدلال کی ظاہر ہے۔ اور مجیب ثالث کا یہ فیصلہ کہ دونوں جواب صحیح نہیں ہیں اور تجویز نکاح دختر باالف وبابر اور الف صحیح نہیں ہے اس صورت میں تو نفی نسب کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ اور فقہاء کی تصریح سے تو یہ محقق ہوا کہ اگر بوجہ لعان نسب بھی منقطع کر دیا جائے۔ تب بھی نکاح بین الملاعن وولدہ حرام ہی رہتا ہے کما مر عن الدر المختار۔ فقط۔

صورت مسئولہ میں نسب ثابت ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۵۲) عبدالرحمٰن فوت شد، سہ برادران عم زاد و یک دختر و دو زوجگان گذاشت زوجہ ثانیہ حاملہ بود، بعد وفات او دخترے پیدا شد مگر انتقال کردہ و برادران عم زاد تفصیل است بایں طور کہ یکے ازاں جملہ اللہ داد از بطن حنین زنے است کہ آں زن مطلقہ بود قبل اتمام عدۃ شوہر اول عم متوفی نکاح کردہ بود و دو ازاں جملہ از بطن حنین زنے کہ نکاح مادران ہر دو را ثبوت شاہدے نیست۔ اکنون سب [illegible] عم متوفی ثابت است یانہ، واز مال متوفی آں سہ ترکہ خواہند یافت یانہ۔

(الجواب) در صورت موجودہ اگر والد عبدالمجید و عبدالغفور مدعی نکاح با مادر او شاں بود، نسب او شاں از پدر خود ثابت است، واز ترکہ عبدالرحمٰن از راہ عصوبت وارث خواہند شد قال لغلام هو ابنی ومات المقر فقالت امه الخ انا امرأته وهو ابنه یر ثانه استحسانا الخ در مختار (۲) وفیه ایضاً لا نها شهادة علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال فی اثباته مهما امکن والا مکان بینهما بسبق التزوج سرا بمهر یسیر الخ (۳) وایں حکم و قاعدہ در اللہ داد ہمہ جاری خواہد شد چرا کہ تجدید نکاح بعد عدۃ ممکن است، پس پدر او دعوی بنوۃ او کردہ است نسب ثابت است۔

جس سے حمل قرار پایا بچہ اس کا ہے

(سوال ۱۱۵۳) زید نے ہندہ بیوہ سے نکاح کیا، بعد استقرار حمل ہندہ اپنے بھائی کے یہاں چلی گئی، اس کے بھائی نے زید سے ایام حمل میں طلاق لے کر بعد وضع حمل ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا، اب بکر اس مولود کو زید کا بتاتا ہے اور زید بھی اپنا پسر بتلا کر اس کو لینا چاہتا ہے اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) وہ لڑکا زید کا ہے اور زید ہی اس کا ولی ہے مگر حق پرورش سات برس کی عمر تک اول ماں کا حق ہے، ماں اگر بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ ماں کے بعد نانی کا پھر دادی کا پھر بہنوں کا پھر خالہ کا پھر پھوپھی کا حق ہے۔ اگر ان عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو باپ لے سکتا ہے بہر حال بکر کو کچھ حق بچہ کے روکنے کا نہیں ہے۔ در مختار میں ہے۔ او متزوجة بغیر محرم الصغیر الخ۔(۴)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦۸. ط.س. ج۳ص ۵۵۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦۵. ط.س. ج۳ص ۵٤۹. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦۳. ط.س. ج۳ص ۵٤۷. ۱۲ ظفیر.
(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۳. ط.س. ج۳ص ۵۵۷. ۱۲ ظفیر.

جو بچہ شوہر کے ساتھ رہنے کے زمانہ میں پیدا ہوا، وہ اسی کا ہے

(سوال ۱۱۵۴) ایک شخص کے دو لڑکے ہیں ایک بعمر دس سال دوسرا بعمر ۸ یا ۹ ماہ اور شخص مذکور نہ اپنی زوجہ کو روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہر طرح کی اذیت پہنچاتا ہے اور وہ شخص اپنے چھوٹے لڑکے کی نسبت کہتا ہے کہ یہ مجھ سے پیدا نہیں ہوا حرامی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے اور عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے اور اس خاوند سے طلاق مانگتی ہے مگر یہ طلاق نہیں دیتا، اس کا نکاح جائز ہے یا نہ ؟

(الجواب) اس بچہ نو دس ماہ کا نسب اسی شخص سے ثابت ہے۔ انکار اس کا غیر معتبر ہے(۱) اور دوسرا نکاح اس عورت کا بدون طلاق دینے شوہر کے صحیح نہیں ہے جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے۔(۲)

ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب باپ سے ہوتا ہے

(سوال ۱۱۵۵) ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے یا نہیں، اور نسب کا اعتبار ماں سے ہے یا باپ سے ؟

(الجواب) لڑکی ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب کا اعتبار باپ سے ہوتا ہے۔ پس اگر باپ شریف خاندان کا ہے اور فرض کریں کہ زوجہ اس کی صحیح النسب نہیں ہے تو اولاد کے نسب میں کچھ خرابی اور خلل نہ ہوگا۔(۳)

طلاق سے پہلے جو لڑکا پیدا ہوا وہ شوہر کا ہے

(سوال ۱۱۵۶) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی۔ اب وہ عورت دعویٰ کرتی ہے کہ لڑکا زید کے نطفہ سے ہے اور خورش و پوشش کا دعویٰ عدالت میں دائر کیا ہے مگر کوئی پورا ثبوت نہیں تو کیا حکم ہے ؟

(الجواب) اس صورت میں شرعاً نسب لڑکے کا زید سے ثابت ہے اور دعویٰ عورت کا صحیح ہے جیسا کہ در مختار میں ہے کمایثبت بلا دعوة احتیا طاً فی مبتوتة جاء ت به لا قل منهما من وقت الطلاق الخ(۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر مطلقہ بائنہ وقت طلاق سے دو برس سے کم میں بچہ جنے تو وہ شوہر کا ہے۔

جمع بین الاختین والے کی اولاد کا نسب

(سوال ۱۱۵۷) زید نے جمع بین الاختین کیا اور دونوں سے اولاد ہوئی۔ یہ بیویاں اور اولادیں جائز قرار پائیں گی یا نہیں، اور زید کے ترکہ کی وارث ہوں گی یا نہیں ؟

(الجواب) جمع بین الاختین حرام ہے جس سے پیچھے نکاح کیا وہ باطل ہے، پہلا نکاح صحیح ہے۔ پس پہلی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب ہے اور وارث ترکہ پدری کی ہے اور دوسری عورت سے جس سے پیچھے نکاح ہوا، اس سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب نہیں ہے اور وارث نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) واذا تزوج الرجل امر ء ة فجاءت بولد الخ ان جاء ت به لستة اشهر فصا عدا يثبت نسبه منه اعترف الزوج او سكت الخ فان جحد الو لا دة يثبت بشها دة امرأة واحدة تشهد بالو لادة حتى لو نفاه الزوج يلا عن لا ن النسب يثبت بالفراش القائم (هدايه باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۴۱۱) ظفير. (۲) واما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ ط.س. ج۳ ص ۱۳۲) ظفير. (۳) كما فى قوله تعالى "وعلى المولود له رزقهن" الا يه سيق لاثبات النفقة وفى ذكر المولودله اشارة الى ان النسب للآباء (حاشيه ردالمحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۷۵ ط.س. ج۳ ص ۲۹۸) ظفير. (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۸ ط.س. ج۳ ص ۵۴۱. ۱۲ ظفير. (۵) فان تزوج اختين فى عقد تين ولا يدرى ايتهما اولى فرق بينه وبينهما لان نكاح احدهما باطل بيقين الخ (هدايه فصل المحرمات ج۲ ص ۲۸۸) ظفير.

پردیسی کی بیوی کو زنا سے بچہ ہوا اس کا نسب

(سوال ۱۱۵۸) ایک شخص کسی شہر میں ملازم تھا اور اپنی زوجہ کو برابر خرچ روانہ کرتا رہا۔ یہاں اس کی زوجہ نے دوسرے مرد سے زنا کرلیا، اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ شخص نوکری چھوڑ کر گھر آیا، اب کس طرح اپنی عورت کو ہمراہ رکھے اور نسب اس لڑکے کا اس سے ثابت ہے یا کیا؟

(الجواب) قال فی ردالمحتار حیث قسم الفراش علی اربع مراتب . وقوی وھو فراش المنکوحة ومعتدة الرجعی فانه فیه لا ینتفی الا باللعان الخ اقول ومن شرائط اللعان کون القذف فی دار الا سلام اخرج دارالحرب لا نقطاع الو لایة الخ شامی۔(۱) وفی الدر المختار وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینھما فو لدت لستة اشھر مذ تزوجھا لتصوره کرامة او استخداما فتح الخ ۔(۲)

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نسب لڑکے کا شوہر سے ثابت رہے گا اگرچہ شوہر یہ کہے کہ میرا نہیں۔

مفتوح کی بیوی زنا کرائے اور اس کا اقرار کرے تو اس کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا اس کے شوہر سے؟

(سوال ۱۱۵۹) زید کے دو لڑکے مفتوح و فاتح اور عمر کی ایک لڑکی ایلی ہے مفتوح کا نکاح ایلی سے ہوا، اور فاتح نے ایلی سے زنا کیا اور اس کو فاتح سے حمل رہ گیا اس صورت میں اس حمل کا ذمہ دار کون ہے۔ آیا مفتوح ایلی کو طلاق دے دے یا ہم صحبت ہونے سے وہ مفتوح پر حرام ہوگئی ہے، ثبوت زنا سے پہلے مفتوح کی منکوحہ کے ایک لڑکی پیدا ہو کر مر گئی وہ کس کی ہوگی، اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی فاتح نے ایلی پر حملہ نیت بد سے کیا تھا اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے یا نہ اور بچہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے؟

(الجواب) حدیث شریف میں ہے الو لد للفراش وللعاھر الحجر (۳) اور فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اس قا[illegible] کے موافق منکوحہ کی اولاد کا نسب شوہر سے ثابت فرمایا ہے، لہذا صورت مسئولہ میں ایلی کی اولاد کا نسب مفتوح [illegible] ثابت ہے اور حمل جو اب موجود ہے یہ بھی مفتوح کا ہے، اور مفتوح کے ذمہ ایلی کو طلاق دینا ضروری نہیں [illegible] اور صحبت کرنا ایلی سے جائز ہے، مفتوح پر اس کی زوجہ ایلی حرام نہیں ہوئی اور بالفرض اگر فاتح برادر مفتوح [illegible] ایلی کا زنا ثابت ہو جاوے تب بھی ایلی اپنے شوہر مفتوح پر حرام نہیں ہوئی، اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے۔ اگر [illegible] ایلی کو طلاق دے گا تو کل مہر ایلی کا مفتوح کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ اور بچہ جو پیدا ہوگا اس کی پرورش [illegible] بھی

(۱) ردالمحتار باب اللعان ج ۲ ص ۸۰٦ .ط.س. ج۳ص ۵۵۰ . ۱۲ ظفیر .
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦۷ .ط.س. ج۳ص ۵۵۰ . ۱۲ ظفیر .
(۳) [illegible] ھے عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قام رجل فقال یا رسول الله ان فلانا ابنی [illegible] لجا ھلیة [illegible] صلی الله علیه وسلم لا دعوة فی الا سلام ذھب امر الجاھلیة الولد للفراش وللعاھر الحجر" رواه ابو داؤد [illegible] مشکوٰة باب اللعان ص ۲۸۷) ظفیر .

بذمہ مفتوح ہوگا۔(۱)

اولاد کا شوہر ثانی سے نسب

(سوال ۱۱۶۰) عورتے رازوج خود ترک کردہ بموضع دیگر بودوباش اختیار نمود، بعد چند ماہ آں عورت بسوئے زوج چند آدمی فرستادہ تاکہ ازاں زوج طلاق بگیر ند۔ پس آں چند آدمی ازانجا آمدہ عورت مذکورہ رابہ شخص دیگر نکاح دار ند، و نیز بہذا الشخص وباولادہ آنکہ پیدا شد نداز بطن آں عورت تخمیناً تاسی سال مواکلۃ و مشاربت و معاشرت می نمودند۔ اکنوں از آں چند آدمی دو یک نفر محض دنیوی دشمنی کردہ گویند کہ وقتیکہ برائے طلاق عورت مذکور ہ بسوئے زوج اول رفتہ بودیم دراں وقت آں زوج طلاق نداد فلہذا مافریب نمودہ یک شخص دیگر رازوج قرار دادہ و دیگر دو شخص را گواہ قرار دادہ از قاضی حکم آوردہ بزوج ثانی نکاح دادیم و آں عورت می گوید کہ من آں معاملہ ندانم مگر باوجود ایں چوں زوج اول بقصبہ من آمدہ بود روبروئے دوسہ آدمی بر دیگر طلاق می گرفتم۔ آیا رجوع آں نفر معتبر شود یانہ۔

(الجواب) دریں صورت قول آں چند کس رجوع کنندہ معتبر نشود و نسب اولاد از شوہر ثانی ثابت شود لان النسب یحتاط فی اثباته کمافی ردالمحتار فصل ثبوت النسب تنبیه لا تسمع بینته ولا بینة ورثته علی تاریخ نکاحها بما یطابق قوله لا نها شهادة علی النفی معنیً فلا تقبل والنسب یحتال لا ثباته مهما امکن والامکان هنا یسبق التزوج بها سراً بمهر یسیرو جهراً باکثر سمعة ویقع ذلك کثیراً وهذا جوابی لحادثة فلیتنبه له شرنبا لیه الخ ردالمحتار (۲) جلد ۲۔

جس سے زنا کیا تھا اس سے حمل کے بعد نکاح کیا تو بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

(سوال ۱۱۶۱) ایک شخص نے ناجائز طور پر ایک عورت سے فعل بد کیا اور حمل رہ گیا تو نکاح اس عورت سے کر لیا، اس صورت میں وہ بچہ حلال ہوا یا حرامی اور شخص مذکور کی جائداد سے بچہ کو حصہ مل سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس شخص کا نکاح اس حاملہ عورت سے صحیح ہو گیا لیکن جو حمل نکاح سے پہلا ہے وہ ثابت النسب نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہوا وہ ولد الحرام ہے اور وارث نہیں ہے کما فی الحدیث المشهور الو لد للفراش وللعاهر الحجر۔(۳) فقط۔

زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا

(سوال ۱۱۶۲) ہندہ اپنے حمل کے بارے میں زید ہی کا قبل از نکاح نطفہ ناجائز ثابت کرتی ہے اور زید کو اس سے انکار ہے۔ اپنے اپنے دعوے میں دونوں کے بیانات حلفیہ ہیں، شرعاً کس کا بیان قابل تسلیم ہے۔

(الجواب) زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا لقوله علیه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر (۴) پس وہ حمل زید

(۱) واذا تزوج الرجل امرأة فجاء ت بولد الخ ان جاء ت به لستة اشهر فصا عداً یثبت نسبه منه اعترف الزوج اوسکت الخ لان النسب یثبت للفراش القائم (هدایه باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۴۱۱) ظفیر۔
(۲) ردالمحتار فصل ثبوت النسب ج۲ ص ۸۶۳۔ ط۔س۔ ج۳ص ۵۴۷۔ ۱۲ ظفیر۔
(۳) مشکوٰة باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر۔
(۴) مشکوٰة باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر۔

زانی سے ثابت النسب نہ ہوگا اور ہندہ سے نسب اس کا ثابت ہے کیونکہ ولد زنا کا نسب صرف ماں سے ثابت ہوتا ہے اور ماں ہی کی میراث کا وہ بچہ مستحق ہوتا ہے۔

عورت جس مرد سے زنا کا دعویٰ کرتی ہے اس سے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

(سوال ۱۱۶۳) سکینہ کا خاوند بکر مر گیا سکینہ اور اس کا دیور زید ایک ہی مکان میں رہتے تھے، سکینہ دوسروں کے ہاں آیا جایا کرتی تھی، سکینہ کے ایک لڑکی حرامی پیدا ہوئی سکینہ کہتی ہے کہ زید کا نطفہ اور قسم کھاتی ہے۔ زید قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا، اور سکینہ پرورش کا خرچہ زید سے طلب کرتی ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) محض شبہ سے یا عورت کے کہنے سے زید کا زانی ہونا ثابت نہ ہوگا اور زنا سے جو بچہ پیدا ہوا، اس کا نسب کسی سے ثابت نہیں ہے اور زید پر اس کا خرچ و نفقہ نہیں ہے، ماں سے اس کا نسب ثابت ہے اور ماں کے ذمہ ہی اس کا خرچ ہے۔(۱) فقط۔

قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا

(سوال ۱۱۶۴) ایک شخص نے جو ابتداء سے قادیانی مذہب رکھتا تھا تقیہ کر کے یعنی چھپا کر مذہب کو ایک اہل السنّت والجماعت مسلمان کی لڑکی سے عقد کیا لیکن قادیانی شخص ہنوز مذہب قادیانی رکھتا ہے۔ آیا یہ نکاح ابتداءً صحیح ہوا یا نہیں اور مہر و نفقہ عورت کو ملے گا یا نہیں اور بچہ کا نسب ثابت اور صحیح ہوگا یا نہیں اور بچہ کا خرچ اور پرورش کس کے ذمہ ہوگی؟

(الجواب) نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا، اور مہر و نفقہ کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اولاد صحیح النسب اور ثابت النسب نہ ہوگی۔ البتہ ماں سے اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور ماں کے ذمہ پرورش اور نفقہ بچہ کا لازم ہوگا، اور وراثت ماں سے جاری ہوگی کما فی الدر المختار ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الا م فقط لما قد مناه فی العصبات انه لا اب لهما ۔(۲) فقط۔

نکاح کے باوجود شوہر اگر کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۶۵) جو لڑکی زید سے ہندہ کے نکاح میں رہتے ہوئے پیدا ہوئی، اس لڑکی کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہیں، زید ہندہ کو یہ تہمت لگاتا ہے کہ تو زانیہ ہے اور یہ لڑکی میرے نطفہ سے نہیں ہے۔

(الجواب) نسب لڑکی کا زید سے ثابت ہے۔(۳)

چار بیوی کے رہتے ہوئے پانچویں سے شادی اور اس سے جو اولاد ہوئی اس کے نسب کا حکم

(سوال ۱۱۶۶) ایک شخص کی چار زوجہ موجود ہیں ان سے اولاد بھی ہے۔ موجودگی چار ازدواج کے خامس عورت کے ساتھ نکاح کیا اس سے بھی اولاد پیدا ہوگئی اب شخص مذکور مر گیا، عورت پنجم اور اس کی اولاد میراث پاوے گی یا نہ اور عورت پنجم کی اولاد جائز ہے یا نہیں اور پنجم عورت کی ساتھ نکاح فاسد تھا یا باطل؟ ہر ایک کے احکام

---

(۱) ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الا م فقط لما قدمناه فی لعصبات انه لا اب لهما (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب فی الغرقی والجرقی وغیرهم ج ۵ ص ۷۰۰. ط.س. ج٦ ص ۷۹۹ ــــ ۸۰۰) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الفرائض ج۵ ص ۷۰۰. ط.س. ج٦ ص۷۹۹ ــــ ۸۰۰. ۱۲ ظفیر۔

(۳) الولد للفراش وللعاهر الحجر (ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸٦) ظفیر۔

علیٰحدہ از قسم میراث وعدت ونسب وغیرہ بیان فرماویں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد الخ وهو الذی فقد شرطا من شرائط الصحة کشهود بالو طوء قوله کشهود، ومثله تزوج الا ختین معاً ونکاح الا خت فی عدة الاخت ونکاح المعتدة والخامسة فی عدة الرابعة الخ وان النسب یثبت فیه والعدة ان دخل الخ شامی (۱) ج ۲ ص ۳۵۰۔

الحاصل اس بارے میں عبارات فقہاء مختلف ہیں، بعض عبارات سے ثبوت عدت وثبوت نسب ظاہر ہوتا ہے اور بعض سے اس کا عکس، لیکن باب نسب میں چونکہ احتیاط کی جاتی ہے اور مهما امکن نسب کو ثابت کیا جاتا ہے اس لئے اولاد کا نسب ثابت کیا جاوے گا اور میراث کا حکم کیا جاوے گا اور نکاح فاسد وباطل ہیں۔ عدت کے سواء دیگر امور میں کچھ فرق نہیں ہے کما فی الشامی ج ۲ ص ۳۵۰ والحاصل انه لا فرق بینهما ای الفاسد والباطل فی غیر العدة اما فیها فالفرق ثابت الخ۔(۲)

مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہو اس کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۶۷) جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے اور پھر نکاح کرے تو اولاد حلال ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے اور معصیۃ ہے اور بعد نکاح جو اولاد ہوگی نسب اس کا ثابت ہوگا احتیاطاً۔(۳) فقط۔

حالت کفر کے شوہر سے جو بچہ ہو، اس کا نسب اسی سے ہوگا

(سوال ۱۱۶۸) ایک ہندو عورت نے بحالت بلوغ برضا مندی خود مذہب ہندوؤں کو ترک کر کے دین اسلام قبول کیا اور بعد دو چار یوم کے الٰہی بخش سے نکاح کیا، بعد نکاح بیان کیا کہ مجھے پہلے ہندو خاوند کا دوماہ کا حمل ہے، چنانچہ سات ماہ گذرنے پر لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی ہے اور یہ نکاح نومسلمہ کا الٰہی بخش سے جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) حسب تصریح فقہاء حنفیہ اسلام لانے سے دو چار روز بعد اس عورت نومسلمہ کا نکاح جو الٰہی بخش کے ساتھ ہوا باطل وناجائز ہوا، اور نسب اس کی دختر کا شوہر اول سے ہے۔(۴) فقط۔

بچہ زنا سے ہوا مگر دونوں میں سے کسی کو اقرار نہیں، تو بچہ شوہر کا ہوگا

(سوال ۱۱۶۹) زید کا فرزند پردیس سے چھ ماہ یا برس روز کے بعد واپس آیا، اس کو معلوم ہوا کہ میری بیوی کے ساتھ میرے والد نے یہ حرکت کی کہ اس سے بدفعلی کی اور اس کے دو گواہ ایک زید کا فرزند خورد اور ایک زید کی بیوی، لیکن نہ معلوم اس نے کس وجہ سے اپنی بیوی کو نہ چھوڑا، اور اس کے خاوند کے نطفہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا،

---

(۱) ردالمحتار باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد ج ۲ ص ۴۸۱. ط.س. ج ۳ ص ۱۳۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً ج ۲ ص ۴۸۲. ط.س. ج ۳ ص ۱۳۲. ۱۲ ظفیر. (۳) وعدة المنکوحة نکاحا فاسد الخ لکن الصواب ثبوت العدة والنسب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج ۳ ص ۵۱۶) قال الحلوانی هذه المسئلة دلیل علی ان الفراش ینعقد بنفس العقد فی النکاح الفاسد الخ فهذا صریح فی ثبوت النسب فیه (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۶. ط.س. ج ۳ ص ۵۱۷) ظفیر. (۴) ومن هاجرت الینا مسلمة حاملا بانت بلا عدة فیحل تزوجها اما الحامل فحتی تضع علی الا ظهر لا للعدة لشغل الرحم بحق الغیر (در مختار) فان هذه حملها ثابت النسب (ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۸. ط.س. ج ۳ ص ۱۹۳) ظفیر.

اور زید کا نطفہ نہ ٹھہرا تھا اور عورت اپنے فعل کا اقرار نہیں کرتی اور زید بھی اقرار نہیں کرتا تو اس حالت میں وہ لڑکا حلالی کہلائے گا یا حرامی؟ زید کے فعل سے طلاق ہو گئی یا نہیں اور مہر واجب ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے ساتھ بیٹے کو سلوک کرنا چاہئے یا نہیں؟

(الجواب) وہ بچہ شوہر کے نطفہ سے ہی قرار دیا جاوے اور نسب اس کا اس سے ثابت ہوگا اور حرامی نہ سمجھا جاوے گا اور وہ عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور مہر بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ جب وہ عورت اور زید اقرار زنا کا نہیں کرتے اور گواہی کافی موجود نہیں تو زنا ثابت نہیں ہے، اور جب کہ زنا ثابت نہیں ہے تو بیٹے کو باپ کی طرف بدگمانی نہ کرنی چاہئے اور بد سلوکی نہ کرنی چاہئے۔

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ حلالی ہوتا ہے

(سوال ۱۱۷۰) ایک عورت بیوہ بالغہ نے ایک شخص سے نکاح کر لیا۔ سات ماہ چار یوم میں اس کے لڑکی پیدا ہوئی، اور قبل عقد یہ شہرت تھی کہ اس کو حمل ہے۔ اب نکاح کرانے والے اور عورت کے کنبہ والوں کے ساتھ متارکت کرنا کیسا ہے؟

(الجواب) شریعت میں مدت حمل کی کم سے کم چھ ماہ ہیں، پس نکاح سے چھ ماہ پورے ہونے کے بعد جو بچہ عورت کے پیدا ہو وہ اسی شوہر کا ہے اور نسب اس بچہ کا اس سے ثابت ہے **فال علیه الصلوٰة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر** (۱) پس بموجب اس حدیث شریف کے وہ لڑکی اسی شوہر سے ہے جس کے نکاح کو سات ماہ چار یوم ہوئے، اس میں کچھ شبہ نہ کرنا چاہئے اور عورت کو تہمت زنا کی نہ لگانی چاہئے۔ اور زوجین اور ان کے قرابت داروں سے متارکت نہ چاہئے کہ یہ گناہ ہے۔

غیر مطلقہ سے شادی درست نہیں اور اس کی اولاد ولد الزنا ہوگی

(سوال ۱۱۷۱) زید اپنی زوجہ کی خبر گیری نہیں کرتا تھا، ناچار زوجہ کے باپ نے زید سے کہا کہ تم اپنی زوجہ کو بلا لو یا طلاق دے دو تا کہ اس کا عقد ثانی ہی کر دیں وہ مہر معاف کرتی ہے، زید نے کہا کہ چاہے وہ کسب کرے چاہے نکاح ثانی کرے ہماری بلا سے۔ زوجہ زید محمود سے نکاح ثانی کرنے پر آمادہ ہو گئی اور محمود بھی تیار ہو گیا لیکن باوجود کوشش کے کسی نے ان کا نکاح نہیں پڑھا مجبوراً دونوں ایک دوسرے کو میاں بیوی کہنے لگے اور رہنے سہنے لگے، زید بھی خاموش ہو گیا، اولاد بھی ہوئی، عرصہ بیس سال سے زائد گذر گیا اور یہ دونوں مع اپنے بچوں کے مثل میاں بیوی کے رہتے ہیں، غالباً زید فوت بھی ہو گیا، کیا یہ اولاد حلالی ہے اور اپنے باپ زید کے ترکہ کی وارث ہوگی یا نہیں؟ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے بھی نزدیک جائز ہو تو تحریر فرمائیں۔

(الجواب) زید نے کوئی بات صاف نہ کہی جس سے وقوع طلاق کا حکم کیا جاوے اور جب کہ زید نے طلاق نہیں دی تو دوسرا عقد اس کی زوجہ کا شرعاً درست نہیں ہوا۔ (۲) اور صورت مسئولہ میں نکاح بھی نہیں کیا گیا ویسے ہی وہ عورت محمود کے ساتھ رہنے لگی اور میاں بیوی کہنے لگے تو اس صورت میں جو اولاد ہوئی وہ ولد حرام ہے اور نسب

---

(۱) ترمذی باب ماجاء فی ان الولد للفراش ص ۱۸۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) اما نکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازه اصلا (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص ۱۳۲)

اولاد کا محمود سے ثابت نہیں ہے۔ لہذا ان میں میراث بھی جاری نہ ہوگی۔(۱) فقط۔

چھ مہینے سے کم میں جو بچہ ہوا وہ ثابت النسب نہیں؟

(سوال ۱۱۷۲) زید کی ہمشیرہ سے عمر نے ۲۱ شعبان سن ۱۳۳۷ھ کو عقد کیا اور زید کی ہمشیرہ کے ۶ صفر سن ۱۳۳۸ھ کو لڑکی تولد ہوئی، نکاح عمر کا ساقط ہو لیا جائز رہا۔

(الجواب) نکاح صحیح ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا، لیکن وہ دختر جو بوقت نکاح عمر سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوئی ہے نسب اس کا عمر سے شرعاً ثابت نہیں ہے۔(۲) فقط۔

ولد الزنا سے جو اولاد ہوئی وہ ثابت النسب ہے

(سوال ۱۱۷۳) زید ہندہ کنواری کے ساتھ زنا کرتا رہا، جب ہندہ نے خود کو پنچ شش ماہہ حاملہ محسوس کیا تو زید کو کہا کہ اس حالت میں مجھے میرا باپ بھائی مار ڈالیں گے، لہذا تو مجھے بھگا کر لے چل یا میں خود کشی کرتی ہوں، پس اس بناء پر زید ہندہ کو بھگا کر لے گیا، ہندہ کے بکر پیدا ہوا جب ہندہ مر گئی تب زید وطن مالوفہ میں آیا، زید کا نکاح ہندہ کے مرتے وقت تک نہ معلوم ہے کہ آیا ان کا نکاح بعد ازاں بھی ہوا یا نہ۔ اس وقت عدم ثبوت نکاح کے دو وجہ ہیں ایک تو اس زمانہ کے لوگ مر گئے ہیں، جس کو عرصہ ستر برس سے زیادہ گذر چکا ہے دوسری یہ کہ ہندہ کا نکاح نہ اس وقت مشتہر تھا نہ اب۔ اور زید نے اپنی حیات میں بکر کو اپنی املاک سے محروم کر دیا تھا، زید نے واپس آکر دوسری شادی بموجب شرع شریف کر لی، جس سے تین لڑکے پیدا ہوئے، ایک تو مر گیا باقی دو لڑکے عمر اور خالد حیات ہیں جو ورثہ پدری کے متصرف اور قابض ہیں۔

بکر جس کو ولد الزنا کہا جاتا ہے کسی اور جگہ اپنی شادی کر لی جس سے دو بیٹے شاکر و حارث پیدا ہوئے اور خود مر گیا، زید کے مرنے کے بعد اس وقت شاکر ۴۵ برس کا اور حارث ۳۸ برس کا۔ اب شاکر و حارث عمر اور خالد سے ورثہ جد کا طلب کرتے ہیں آیا شرعاً دونوں مدعی وارث ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور صورت مسئولہ میں نکاح زید کا ہندہ سے ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں شاکر اور حارث کو جو کہ بکر کے بیٹے ہیں اور مدعیان وراثت ہیں ان کو حصہ ترکہ زید سے ملے گا یعنی جس قدر حصہ بکر کو پہنچا اس کے وارث اس کے دونوں پسر شاکر و حارث ہوں گے اور جب کہ شاکر و حارث مدعی اس امر کے ہیں کہ ہمارا باپ بکر زید کا بیٹا تھا اور صحیح النسب تھا اس کا حصہ ہم کو ملنا چاہئے۔ تو شریعت میں ان کا قول معتبر ہوگا اور دعویٰ صحیح ہوگا کیونکہ فقہاء نے لکھا ہے کہ نسب کے بارے میں بہت احتیاط کی جاتی ہے، پس جب کہ علم اس کا نہیں ہے کہ زید کا ہندہ سے نکاح ہوا یا نہیں تو زید کا نکاح ہندہ سے شرعاً تسلیم کیا جاوے گا اور یہ سمجھا جاوے گا کہ زید کا نکاح ہندہ سے خفیہ ہو گیا ہوگا یعنی دو گواہوں کے سامنے جس کی خبر عام طور سے مشتہر نہ ہوئی۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر زید کا ایک لڑکا یعنی عمر اور خالد کا بھائی زید کی حیات میں فوت ہو چکا تھا تو اس صورت میں زید کے مرنے کے بعد اس کے وارث تین پسر ہوئے بکر و عمر و خالد۔ ان تینوں کو بحصہ مساوی ترکہ زید کا

(۱) ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط لما قد مناه فی العصبات انه لااب لهما (سراجی ط.س. ج۶ص ۷۹۹ - ۸۰۰) ظفیر. (۲) اکثر مدة الحمل سنتان. الخ. واقلها ستة اشهر اجماعاً (در مختار باب المهر ج ۲ ص ۵۵۷ ط.س. ج۳ص ۵۴۰) ظفیر.

ملے گا اور حصہ بکر کا اس کی پسران شاکر و حارث کو ملے گا۔ شامی جلد ثانی باب ثبوت النسب میں ہے لا تسمع بینته ولا بینة ورثته علی تاریخ نکا حها بما یطابق قوله لا نها شهادة علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال لا ثباته مهما امکن الخ(۱) ص ۷۶۲ الحاصل نفی نکاح پر شہادت معتبر نہیں ہوتی اور زید کا محروم کردینا بکر کو املاک سے شرعاً معتبر نہیں ہے، بعد مرنے زید کے بکر وارث اس کا ہوگا۔

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوگا ثابت النسب ہوگا

(سوال ۱۱۷٤) اگر نکاح سے چھ مہینہ بعد لڑکا پیدا ہوا تو وہ ثابت النسب ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) وہ ولد ثابت النسب ہے، ناکح سے نسب اس کا ثابت ہے۔(۲) فقط۔

معروف النسب کا نسب کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا ہے

(سوال ۱۱۷۵) زید کی زبانی و تحریری اقرار سے اور سرکاری کاغذات سے عمر کا زید کا بیٹا ہونا ثابت ہوتا ہے، کیا دو تین ٹرسٹیوں کے یہ کہنے سے کہ رجسٹر پیدائش میں ماں کے نام سے داخلہ ہے اس لئے بیٹا ہو سکتا ہے یا نہیں، کیا باپ کے اقرار سے ٹرسٹیوں کے کہنے کی زیادہ وقعت ہو سکتی ہے یا نہیں، تمام اہل شہر وغیرہ عمر کو زید کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں اور ٹرسٹی بھی عمر کو وقف میں سے تنخواہ دیتے ہیں اگرچہ زید عمر کو دستاویز وقف میں محروم کر گیا ہو۔ اس صورت میں عمر زید کا بیٹا اور نسب عمر کا زید سے ثابت ہے یا نہیں؟

(الجواب) شامی میں ہے والنسب یحتال فی اثباته مهما امکن (۳) یعنی نسب کے ثابت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو احتیاط کی جاتی ہے اور نسب ثابت کیا جاتا ہے، پس معروف النسب کا نسب ٹرسٹیوں کے کہنے سے منتفی نہیں ہو سکتا اور جب کہ زید کا زبانی و تحریری اقرار عمر کے بیٹا ہونے کا ہے اور عام لوگ بھی اس کو جانتے ہیں تو اب وہ نسب کسی کے نفی کرنے سے اور انکار کرنے سے منتفی نہ ہوگا اور زید نے اگر اس کا کچھ حصہ دستاویز وقف میں نہ رکھا تو اس سے عمر کا نسب زید سے منتفی نہیں ہوا۔

نکاح کے بعد بچہ زنا سے ہو اوہ بھی شرعاً ثابت النسب کہا جائے گا

(سوال ۱۱۷٦) ہندہ زید کے منکوحہ غیر مدخولہ ہے۔ زید بعد عقد رنگروٹ ہو کر چلا گیا جب واپس آیا تو اس کو حاملہ پا کر طلاق دے دی شرعاً یہ حمل ثابت النسب ہے یا زنا کا؟ ہندہ کا نکاح قبل وضع حمل زانی یا غیر زانی سے درست ہے یا نہیں۔ ایسی عورت کے واسطے عدت طلاق ہے یا نہیں؟

(الجواب) شرعاً حمل مذکور ثابت النسب ہے لقوله علیه الصلوٰة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر (٤) وهکذا فی کتب الفقه اور چونکہ وہ حمل ثابت النسب ہے اور مطلقہ مذکورہ عدت میں ہے اور عدت اس کی وضع حمل پر پوری ہوتی ہے، لہذا نکاح اس کا قبل وضع حمل زانی و غیر زانی سے درست نہیں ہے قال اللّٰه تعالیٰ

---

(۱) ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦۳ و ج ۲ ص ۸٦٤ ط.س. ج۳ ص ٥٤۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) فولدت لنصف حول مذنکحها لزمه نسبه لتصور الوطؤ حالة العقد ولو ولدته لا قل منه لم یثبت (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦٤ ط.س. ج۳ ص ٥٤۷) ظفیر. (۳) ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦٤. ۱۲ ظفیر. (٤) ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸٦. ۱۲ ظفیر

ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله (۱) فقط

نکاح باطل سے جو اولاد ہو، اس کو ثابت النسب کہا جائے گا

(سوال ۱۱۷۷) زید و ہندہ دونوں رشتہ میں پھوپھی زاد بھائی بہن ہیں اور دونوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ زید کا نکاح ہندہ کی دختر زبیدہ سے ہو گیا اور پانچ بچے ہونے کے بعد یاد آیا کہ زید و ہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے، اس نکاح کا کیا حکم ہے اور یہ بچہ حلالی ہیں یا حرامی اور نکاح لڑکیوں کا ثابت النسب لڑکوں سے جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) جب کہ زید و ہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا بحالت شیر خوارگی تو زید و ہندہ رضاعی بھائی بہن ہو گئے اور ہندہ کی دختر زید کی بھانجی رضاعی ہوئی۔ لہذا نکاح زید کا ہندہ کی دختر سے ناجائز اور باطل ہے اور ثبوت النسب میں اختلاف روایات ہے، احوط یہ ہے کہ نسب اولاد کا ثابت کہا جاوے اور اولاد کو ولد الحرام نہ کہا جاوے اور نکاح ان لڑکیوں کا صحیح النسب لڑکوں سے درست ہے۔ (۲)

زمانہ عدت میں نکاح سے جو اولاد ہو اس کا نسب

(سوال ۱۱۷۸) اگر زید نے مطلقہ سے عدت میں نکاح کیا اور فوراً ہی حمل قرار پا گیا تو یہ نکاح جائز اور اولاد حلال ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) وہ نکاح ناجائز اور باطل ہے اور نسب اولاد کا ثابت ہے۔ (۳)

شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہو تو وہ ثابت النسب کہا جاوے گا

(سوال ۱۱۷۹) عمر کے فوت ہونے سے بائیس ماہ کے بعد عمر کی زوجہ ہندہ بیوہ کے لڑکا پیدا ہوا، شرعاً یہ لڑکا عمر کا متصور ہوگا یا کیا حکم ہے؟

(الجواب) عورت متوفی عنہا زوجہا کے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو تو وہ شوہر متوفی سے ثابت النسب ہے ولد الحرام کہنا اس کو درست نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ بائیس ماہ میں بچہ پیدا ہوا جو کہ دو برس سے کم مدت ہے تو بالیقین نسب اس بچہ کا شوہر متوفی سے ثابت ہے قال فی الدر المختار ویثبت نسب ولد معتدة الموت لا قل منهما من وقته ای الموت الخ (۴) ترجمہ اور ثابت ہوتا ہے نسب ولد معتدہ موت ہے دو برس سے کم میں۔

شوہر ثانی سے چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوا شوہر اول کی وفات کے دو سال سے زیادہ میں تو ثابت النسب نہ ہوگا؟

(سوال ۱۱۸۰) ایک شخص نے عورت حاملہ سے نکاح کیا چار پانچ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا اس کے بعد شوہر نے اس عورت کو طلاق دے دیا اور بوقت ولادت پہلے شوہر کے انتقال کو دو سال یا کچھ کم مدت ہوتی ہے، لہذا وہ بچہ پہلے شوہر کا ہوگا یا ثانی کا اور نفقہ اس کا کس کے ذمہ ہوگا اور وارث کس کا ہوگا؟

(۱) سورة البقره ۲: ۲۳۵. ۱۲ ظفير. (۲) والنسب يحتال لا ثباته مهما امكن (ردالمحتار فصل فى ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦٤. ط.س. ج۳ص۵٤۷) ان الدخول فى النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب الخ (ردالمحتار باب العدة ج۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص۵۱٦) ظفير. (۳) ومثل له فى البحر هناك بالتزوج بلا شهودو تزوج الاختين معاوالاخت فى عدة الا خت و نكاح المعتدة الخ اى ان الدخول فى النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص۵۱٦) ظفير.

(٤) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦۰. ط.س. ج۳ص۵٤۳. ۱۲ ظفير.

(الجواب) حاملہ متوفی عنہا زوجہا سے نکاح صحیح نہیں ہے اور جو بچہ نکاح ثانی سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو وہ شوہر ثانی کا نہیں ہے اور شوہر اول سے ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وفات شوہر اول سے دوبرس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا ہو۔ اگر پورے دوبرس میں یا اس کے بعد پیدا ہوا تو وہ بچہ شوہر اول کا نہیں ہے، اس کی طرف نسبت نہ ہوگا اور نہ شوہر ثانی کا ہے بلکہ ولد الزنا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے ذمہ بھی اس کا نفقہ نہیں ہے اور اگر شوہر اول کی وفات سے دوبرس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا تو شوہر اول سے نسب اس کا ثابت ہے اور اس کا وارث ہوگا۔(۱) فقط

نکاح کے دس ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

(سوال ۱۱۸۱) زید اپنی بیوی کو اپنے بھائی خالد کے حوالہ کر کے جنگ پر چلا گیا۔ دس ماہ بعد بچہ پیدا ہوا مخالف کہتے ہیں کہ یہ بچہ خالد کا ہے اور خالد وزینب دونوں زانی وزانیہ ہیں۔ اسی وجہ سے خالد کو برادری سے خارج کرنا کیسا ہے اور بچہ زید کا ہے یا خالد کا؟

(الجواب) شرعاً وہ بچہ زید کا ہے اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے لقوله عليه الصلوٰة والسلام الو لد للفراش وللعاهر الحجر (۲) پس خالد اور زینب کو زانی ومزنیہ کہنے والے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہئے اور اس اتہام ناجائز کی بناء پر خالد کو برادری سے خارج کرنا جائز نہیں ہے اور اہل وطن کا اس مولود ثابت النسب کو ولد الحرام کہنا صریح حدیث الو لد للفراش کا خلاف ہے لہذا وہ عاصی وفاسق ہیں توبہ کریں

شوہر سے ملنے کے سات ماہ بعد جو بچہ ہو او وہ شوہر کا ہے

(سوال ۱۱۸۲) ایک عورت بعد شادی کے دو سال تک اپنے خاوند کے پاس رہی، پھر دو سال تک خاوند سے جھگڑا ہونے پر والدین کے گھر رہی پھر جب خاوند کے گھر آئی تو ساڑھے سات ماہ میں بچہ پیدا ہوا، یہ بچہ خاوند کا ہے یا غیر کا؟

(الجواب) شرعاً وہ بچہ خاوند کا ہی سمجھا جاوے گا اور نسب اس کا اسی سے ثابت ہے لقوله عليه السلام الو لد للفراش الحديث (۳) فقط۔

بچہ کا نسب باپ سے ہوتا ہے

(سوال ۱۱۸۳) زید کا باپ شیخ یا سید ہے تو زید اور اس کی اولاد شیخ یا سید شمار ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) نسب باپ کی طرف سے ہوتا ہے جس کا باپ شیخ یا سید ہے وہ بھی شیخ یا سید ہے اور اس کی اولاد آگے کو بھی۔(۴)

---

(۱) ويثبت نسب ولد معتدة الموت لا قل منهما من وقته اى الموت اذا كانت كبيرة (در مختار) لا قل منهما اى من سنتين (ردالمحتار فصل فى ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۰. ط.س. ج۳ص۵٤۳) ظفير.
(۲) ترمذى باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸٦ .۱۲ ظفير.
(۳) ترمذى باب ماجاء ان الو لد للفراش ص ۱۲.۱۸٦ ظفير .
(٤) عن النبى صلى الله عليه وسلم قال الو لد لصاحب الفراش (الفراش كناية عن الزوج) (بخارى مع حاشيه ج ۲ ص ۹۹۹) ظفير.

طلاق کے بعد دو برس سے کم میں بچہ ہو تو وہ حلالی ہوگا ورنہ حرامی

(سوال ۱۱۸٤)بعد طلاق بائن دوران عدت میں بلا عقد ثانی زید و ہندہ میں تعلق زن و شوہر کا قائم ہو گیا تو اولاد حلالی ہے یا حرامی۔

(الجواب)طلاق کے وقت سے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر مطلق سے ثابت ہے اور وہ بچہ ولد الحلال ہے اور اگر دو برس یا زیادہ میں پیدا ہوا تو دعویٰ سے نسب ثابت ہوتا ہے ورنہ نہیں، یعنی اگر مطلق کہے کہ یہ بچہ میرا ہے تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہ ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلاد عوة احتیاطاً فی مبتوتة جاء ت لا قل منهما من وقت الطلاق الخ ولو لتما مها لا یثبت النسب الخ الا بد عوته لا نه التزمه (در مختار) وله وجه بان وطاها بشبهة فی العدة. هدایه وغیرها (شامی)(۱)

چچا کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ

(سوال ۱۱۸۵)مسماۃ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا، اس کا چچا اور والدہ وغیرہ موجود تھے، عائشہ صغیرہ کے چچا نے اس کا نکاح جزیرہ مورس میں کر دیا تھا، مگر عائشہ کی والدہ وغیرہ اس نکاح سے ناخوش تھی نہ ان کے مشورہ سے یہ نکاح ہوا تھا۔ عائشہ کی ماں نے دو عالموں سے یہ واقعہ بیان کر کے مسئلہ دریافت کیا اور نکاح فسخ کرانا چاہا مولوی صاحبان نے فرمایا کہ نکاح تو ہو چکا، لیکن اگر تم نکاح فسخ کرانا چاہتی ہو تو جب لڑکی بالغ ہو تب کسی عالم سے فسخ کرالینا، کیونکہ اس وقت قاضی شرعی کوئی نہیں ہے، پس جب لڑکی بالغہ ہوئی تو اس لڑکی کی استدعاء پر علمائے مذکورین نے نکاح فسخ کیا اور عائشہ کے چچا کو مورس خبر پہنچائی انہوں نے سکوت کیا۔ اس زمانہ میں حافظ محمد سلیمان صاحب افریقہ میں تھے ان کو اس واقعہ کی مطلقاً خبر نہ تھی۔ چار پانچ سال کے بعد جب حافظ صاحب واپس آئے تو علماء مذکورین اور باشندگان راندیر کی یہ رائے ہوئی کہ عائشہ کا نکاح حافظ صاحب سے ہو جائے، کیونکہ اقرباء میں سے ہیں ہر دو مولوی صاحبان مذکور و دیگر علماء کا اس پر اتفاق تھا کہ نکاح اول فسخ ہو چکا ہے لہٰذا وہ سب اس سعی میں تھے کہ نکاح عائشہ کا حافظ صاحب موصوف سے ہو جاوے۔ اور مسماۃ عائشہ بالغہ بھی اس وجہ سے کہ وہ یہ سمجھتی تھی کہ میرا پہلا نکاح فسخ ہو چکا ہے حافظ صاحب سے نکاح کرنے پر راضی تھی، الحاصل حافظ صاحب کا نکاح مسماۃ عائشہ سے ہو گیا اور اس نکاح میں راندیر، سورت اور اطراف کے معزز علماء شریک تھے، حافظ صاحب کے ایک دختر مسماۃ عائشہ سے پیدا ہوئی جو موجود ہے اس مسماۃ عائشہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ اس صورت میں نکاح اول مسماۃ عائشہ کا فسخ ہو گیا یا نہیں اور نکاح ثانی صحیح ہوا یا نہیں اور اس لڑکی کا نسب حافظ صاحب سے ثابت ہے یا نہیں؟

(الجواب)روایات فقہیہ سے یہ ظاہر ہے کہ چچا کے کئے ہوئے نکاح کو نابالغہ بعد بلوغ کے فسخ کرا سکتی ہے، لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے، بدون قضاء قاضی وہ نکاح فسخ نہ ہوگا کما فی الشامی فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیه لقوله فیتوارثان فیه ای فی هذا النکاح قبل ثبوت

(۱)دیکھئے ردالمحتار علی هامشه الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۸ .ط.س. ج۳ص ۵٤۱ .۱۲ ظفیر

فسخه۔(۱)اور کوئی عالم اس بارے میں قائم مقام قاضی ہو کر نکاح کو فسخ نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر فریقین کسی کو حکم مقرر کر دیں تو حکم قائم مقام قاضی ہو سکتا ہے اور حسب قاعدہ نکاح فسخ کر سکتا ہے بہر حال صورت مسئلہ میں نکاح سابق فسخ نہیں ہوا۔ لیکن ایسی غلطی میں اگر لاعلمی سے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا جاوے اور شوہر ثانی سے اولاد ہو تو مفتی بہا روایت کے موافق نسب اولاد کا شوہر ثانی سے ثابت ہوتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اس لڑکی کا نسب حافظ محمد سلیمان صاحب شوہر ثانی سے شرعاً ثابت ہے ولد الزنا کہنا اس کو ناجائز اور حرام ہے۔ در مختار میں ہے غاب عن امرأته فتزوجت بآخر وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالا ولاد للثانی علی المذهب الذی رجع الیه الامام وعلیه الفتویٰ کما فی الخانیه والجوهرة والکافی وغیره الخ وفی الشامی قوله غاب عن امرأته شامل لما اذا بلغها موته او طلاقه فاعتدت وتزوجت ثم بان خلافه ولما اذا ادعت ذلك ثم بان خلافه شامی جلد ثانی ص ٦٣١ فصل (۲) فی ثبوت النسب .وایضاً فی الدر المختار فی بیان حکم النکاح الفاسد لکن الصواب ثبوت العدة والنسب وفی الشامی فهذا صریح فی ثبوت النسب (۳) فیه الخ وفی الدر المختار والموطوئة بشبهة ومنه تزوج امر ء ة الغیر عالمًا بحا لها الخ. (۴)۔

ان عبارات سے واضح ہے کہ صورت مذکورہ فی الحال میں نسب لڑکی کا شوہر ثانی حافظ محمد سلیمان سے ثابت ہے۔

دو برس کے اندر جو بچہ پیدا ہو وہ باپ کا ہوتا ہے

(سوال ۱۱۸٦) زید اپنی بیوی کو اس کے والدین کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا۔ پندرہ ماہ بعد واپس آیا تو اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب زید کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا نہیں، اس کی بیوی کہتی ہے کہ لڑکا تیرا ہے اب وہ لڑکا زید کا سمجھا جائے یا ولد الزنا۔

(الجواب) وہ لڑکا زید کا ہے ولد الزنا نہیں ہے۔ زید سے ہی اس کا نسب ثابت ہے شرعاً دو برس تک بچہ شکم میں رہ سکتا ہے کذا فی کتب الفقہ۔(۵)

جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہوا وہ صحیح النسب نہیں

(سوال ۱۱۸۷) ایک لڑکی کے والدین نے اس کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا، نکاح سے چار مہینہ کے اندر اس دختر کے لڑکا سالم و مکمل مع کل عضو کے مثل بچہ نو ماہ کے پیدا ہوا اور زندہ ہے ایسے بچہ کا نسب ثابت ہو گیا نہیں اور دین مہر جب کہ وہ ایام حمل حرام میں ہوا اس لڑکے یعنی شوہر کے ذمہ واجب ہو گیا نہیں اور ایام حمل میں جو نکاح ہوا، یہ درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢١ .ط.س. ج۳ص ٧١. ١٢ ظفیر. (۲) دیکھئے ردالمحتار علی هامشه الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ٨٦٨ .ط.س. ج۳ص ٥٥٢. ١٢ ظفیر. (۳) دیکھئے ردالمحتار علی هامشه الدر المختار باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ج ۲ ص ٨٣٦.ط.س. ج۳ص٥١٦...... ٥١٧. ١٢ ظفیر. (٤) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ٨٣٦.ط.س. ج۳ص ٥١٧. ١٢ ظفیر. (٥) اکثر مدة الحمل سنتان الخ فیثبت نسب ولد معتد الرجعی الخ وان ولدت لا کثر من سنتین الخ کما یثبت بلادعوة احتیاطا فی مبتوتة جاء ت به لا قل منهما الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ٨٥٧.ط.س. ج۳ص ٥٤٠...... ٥٤١) ظفیر.

(الجواب) اس صورت میں نکاح اس کا ہو گیا اور اگر شوہر نے وطی اس سے کی ہے تو مہر تام بذمہ شوہر لازم ہو گیا قال فی الدر المختار وصح نکاح حبلی من زنالا حبلی من غیرہ الخ وان حرم وطؤھا حتی تضع (الی ان قال) لونکحھا الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقاالخ(۱) لیکن اگر بچہ چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہے وقت نکاح سے تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہیں ہے ھکذا فی کتب الفقہ قال فی الدر المختار اکثر مدۃ الحمل سنتان و اقلھا ستۃ اشھر اجماعاً در مختار(۲) وفی باب المھر منہ ویتا کد عندوطی او خلوۃ صحت من الزوج الخ(۳) فقط۔

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو اس کا نسب ثابت نہ ہوگا

(سوال ۱۱۸۸) ایک عورت کو اس کے خاوند کے انتقال کے وقت چار مہینہ کا حمل تھا، شوہر کے انتقال کے چار سال تین ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا۔ کیا وہ لڑکا ثابت النسب اور اپنے باپ کا وارث ہو گا یا نہ؟

(الجواب) اکثر مدت حمل عند الحنفیہ دو برس ہے، پس شوہر کے مرنے کے بعد اگر دو برس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہ ہوگا اور اس کا وارث نہ ہوگا کما فی الدر المختار وان ولدت لا کثر منھما من وقتہ (ای الموت شامی) لا یثبت بدائع. ولو لھما فکالا کثر بحر ۔(۴) فقط۔

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب نہیں

(سوال ۱۱۸۹) بہشتی زیور حصہ چہارم میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر جاوے اور دو سال بعد اس کے بچہ پیدا ہو تو وہ خاوند مرحوم کا مانا جائے گا، دوسرے یہ کہ چار ماہ دس دن عدت کے چلے آتے ہیں اور نکاح ہو گیا۔ ایک سال نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو بچہ پہلے خاوند کا مانا جائے گا یا دوسرے کا۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لا قل منھا من وقتہ ای الموت الخ ولو اقرت بمضیھا بعد اربعۃ اشھر و عشر فولدتہ لستۃ اشھر لم یثبت الخ اس مجموعہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا شوہر مر جاوے تو اگر دو برس سے پہلے اس کا بچہ پیدا ہو اور اس عورت نے چار مہینہ دس دن کے بعد عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو تو اس کے بچہ کا نسب شوہر متوفی سے ثابت ہے اور اگر اس عورت نے دس دن چار ماہ کے بعد عدت گذرنے کا اقرار کیا اور دوسرا نکاح کر لیا اور پھر چھ ماہ یا اس سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر ثانی سے ثابت ہوگا۔

سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

(سوال ۱۱۹۰) مسماۃ ہندہ بیوہ نے بیوہ ہونے کے چار سال بعد بکر سے نکاح کیا اور نکاح کے سات ماہ بعد مسماۃ ہندہ کے لڑکا تولد ہوا، اس صورت میں نکاح صحیح ہو لیا نہ اور وہ بچہ کس کا ہے؟

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۱. ط.س. ج۳ص۴۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۷. ط.س. ج۳ص ۵۴۰ والا بان ولدتہ لا قل من ستۃ اشھر یثبت النسب وھذا قول محمدو بہ یفتی (باب المھر ج ۲ ص ۴۸۴. ط.س. ج۳ص۱۳۴) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المھر ج ۲ ص ۴۵۴. ۱۲ ظفیر.
(۴) الدر المختار علی ھامس ردالمحتار باب ثبوت النسب ج۲ ص ۸۶۱. ط.س. ج۳ص۵۴۴. ۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۰. ط.س. ج۳ص۵۴۳. ۱۲ ظفیر.

(الجواب) نکاح ہندہ کا بکر سے صحیح ہو گیا اور وہ بچہ بھی شرعاً بکر کا ہے نسب اس بچہ کا بکر سے ثابت ہے۔(۱)

جب عورت شادی کا دعویٰ کرتی ہے اور اولاد کا بھی تو وہ صحیح النسب ہے

(سوال ۱۱۹۱) مدعاعلیہ کو جو مدعی کا دادا ہے، مدعی کے ثبوت نسب سے اس کو انکار ہے، یعنی یہ کہتا ہے کہ میرے بیٹے نے نکاح اس کی ماں سے نہیں کیا بلکہ کہیں باہر سے اس کو لے آیا تھا اور لانے کے چھ مہینہ بعد اس سے یہ اولاد ہوئی تھی، مجھے علم نہیں کہ خفیہ اگر اس نے نکاح کر لیا ہو۔ گواہ کوئی نہیں ہے کیونکہ بہت دنوں کا واقعہ ہے ہاں مدعی کی ماں کو اقرار ہے کہ بیٹا میرا ہے اور اس کے باپ سے میرا نکاح ہوا تھا، اس صورت میں نسب اس کا اپنے باپ سے ثابت ہو گا یا نہ؟

مہر کا حکم

(سوال ۱۱۹۱/۲) مذکورہ بالا صورت میں مہر کے متعلق عورت کا قول مانا جائے گا یا نہیں؟

غیر شرعی گواہوں کی گواہی

(سوال ۱۱۹۱/۳) نکاح یا طلاق کے اگر شرعی گواہ نہ ہوں تو غیر شرعی گواہوں کی شہادت مانی جائے گی یا نہیں۔

(الجواب) (۱) نکاح صحیح مانا جائیگا اور نسب ثابت ہو گا، دادا کا قول اور دعویٰ معتبر نہ ہو گا۔(۲)

(۲) مہر کے بارے میں اگر مدعی گواہ معتبر پیش کرے تو وہ مقدار معتبر ہو گی، ورنہ جس کے قول کی شہادت مہر مثل سے ثابت ہو وہ معتبر ہو گا۔

(۳) غیر عادل گواہوں کی گواہی سے نکاح و طلاق ثابت نہ ہوں گی مگر جو صورت سوال نمبر ایک کی ہے اس میں دعویٰ عورت کا متعلق نکاح و ثبوت نسب کے بلا شہادت معتبر ہے اور دادا کا قول گواہی کے ساتھ بھی دربارہ نفی نسب و نفی نکاح مسموع نہیں قال فی ردالمحتار لا تسمع بینته ولا بینة ورثته علی تاریخ نکا حها بما یطابق قوله لا نها شهادة علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال لا ثباته مهما امکن والا مکان ههنا یسبق التزوج بها سراً بمهر یسیر الخ(۳) ص ۶۲۷ جلد ثانی شامی باب ثبو ت النسب۔

دو گواہ کی موجودگی میں نکاح ہوا ہے تو اولاد صحیح النسب ہو گی

(سوال ۱۱۹۲) مسماۃ زبیدہ سے جس پر یکایک عالم غربت آ گیا تھا، بکر نے کہا کہ مجھ سے شادی کر لے مگر خفیہ اس پیام کی اطلاع صرف زبیدہ کی ایک بہن کو ہوئی، مسماۃ زبیدہ تیار ہو گئی، یہ دونوں بہنیں ایک دوسرے مکان میں

---

(۱) واذا تزوج الرجل امر ء ة فجاء ت بولد لا قل من ستة اشهر منذ یوم تزوجها لم یثبت نسبه الخ وان جاء ت به لستة اشهر فصا عد ایثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سکت لان الفراش قائم والمدة تامة (هدایه باب ثبوت النسب ج۲ ص ۴۱۱) ظفیر۔

(۲) ولو ولدت فاختلفا فی المدة فقالت المرأة نکحتنی منذنصف حول وادعی الا قل فالقول لها بلا یمین وقالا تحلف وبه یفتی کما سیجئی فی الدعویٰ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۳. ط.س. ج۳ص ۵۴۷) قال لغلام هو ابنی ومات المقر فقالت امه المعروفة بحریته الا صل والا سلام انا امرأته وهو ابنه یرثانه استحسانا (ایضاً ج ۲ ص ۸۶۵. ط.س. ج۳ص ۵۴۹) ظفیر۔

(۳) ردالمحتار باب ثبوت النسب ج۲ ص ۸۶۳ و ج ۲ ص ۸۶۴. ط.س. ج۳ص ۱۲.۵۴۷ ظفیر۔

کسی بہانہ سے لے جائی گئیں اور وہاں ان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ قاضی اور وکیل موجود ہیں، ایجاب و قبول معرفت وکلاء ہوا۔ یہ دونوں بہنیں نہ قاضی کو جانتی ہیں نہ وکلاء کو۔ بکر مسماۃ زبیدہ سے مسماۃ ہی کے مکان پر خفیہ طریقہ سے کبھی کبھی ملتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زبیدہ حاملہ ہوگئی اور لڑکا کا تولد ہوا اب سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جائز سمجھا جا سکتا ہے یا نہیں اور کیا یہ لڑکا حلال کا سمجھا جائے گا اور شرعاً زبیدہ کا اور لڑکے کا کچھ حق ہے یا نہ اگر بکر انکار کردے تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر عورت مذکورہ نے نکاح پڑھنے والے کو اجازت نکاح پڑھنے کی بذریعہ وکیل وغیرہ کے دے دی، اور ایجاب و قبول کے سننے والے دو مرد مسلمان موجود تھے تو نکاح منعقد ہو گیا،(۱) اور لڑکا بکر کا ہے اور نسب اس کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا وارث بکر کا ہوگا، بکر کا انکار شرعاً معتبر نہ ہوگا، جب کہ دو گواہ نکاح کے موجود ہیں۔(۲)

محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا

(سوال ۱۱۹۳) ہندہ کو ایک جاہل پیر نے فتویٰ دیا۔ ہندہ جاہل لاعلمی سے زوجہ مدخولہ کو طلاق دے کر اس کی دختر سے جو دوسرے شوہر سے تھی نکاح کیا، صحبت کی اس کو حمل ہو گیا۔ جب قاضی علاقہ کو خبر ملی تو در میان دختر و فدوی تفریق کرائی اور ہندہ نے توبہ کی۔ اب قاضی ترجیح عدم ثبوت نسب کو دیتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) چونکہ نکاح محارم سے نکاح باطل ہے اس لئے مقتضاء اس کا یہی ہے کہ نسب اس کا ثابت نہ ہو کما صرح به فی الشامی ولذالا یثبت النسب فی نکاح المحارم الخ۔(۳) فقط

ڈیڑھ سال کے بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب باپ سے ہوگا

(سوال ۱۱۹٤) ایک عورت اپنے خاوند سے حاملہ تھی خاوند فوت ہو گیا، ڈیڑھ سال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی طرف منسوب ہوگی۔

(الجواب) شوہر کے انتقال کے بعد ڈیڑھ برس میں جو لڑکی پیدا ہوئی وہ شوہر کی طرف منسوب ہے اور نسب اس کا شوہر متوفی سے ثابت ہے کیونکہ اکثر مدت حمل کے دو برس ہیں۔(۴)

دو برس کے بعد شوہر بیوی کے پاس آیا اور بچہ پانچ ماہ بعد ہوا، اس کا نسب کس سے ہوگا؟

(سوال ۱۱۹۵) زید سفر سے دو برس کے بعد ۷ جمادی الاولی سن ۱۳۴۰ھ کو اپنے مکان پہنچا اور ۲۵ شوال سن ۱۳۴۰ھ کو تقریباً پانچ ماہ نو یوم میں اس کی زوجہ کے صحیح سالم زندہ بچہ پیدا ہوا، اس صورت میں بچہ صحیح النسب ہے یا نہیں۔ اور مدت حمل کم از کم کس قدر ہے۔

---

(۱) وینعقد بایجاب من احدهما وقبول من الآخر الخ کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منك وبقول الآخر تزوجت الخ وشرط حضور شاهدین حرین مکلفین سامعین الخ (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار کتاب النکاح ج۲ ص ۳٦۱ .ط.س. ج۳ص۹) ظفیر. (۲) ویثبت النسب احتیاطا بلا دعوة وتعتبر مد ته من الوطؤ الخ وقالا ابتداء المدة من وقت العقد (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب المهر ج ۲ ص ٤۸٤ .ط.س. ج۳ص ۱۳٤) ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ٤۸۲ .ط.س. ج۳ص ۱۳۲ .۱۲ ظفیر. (٤) واکثر مدة الحمل سنتان لخبر عائشه رضی الله تعالیٰ عنها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۷ .ط.س. ج۳ص ۵٤۰) ظفیر.

(الجواب) بچہ صحیح النسب ہے اور زید کا ہے اسی کی طرف منسوب ہوگا اور مدت حمل کم از کم چھ ماہ ہے، یعنی وقت نکاح سے اگر چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ شوہر کا ہے اور سفر اور حضر کا فرق اس بارے میں شریعت نے کچھ نہیں کیا۔ پس اگر زید کے سفر میں ہوتے ہوئے بھی اس کی زوجہ کے بچہ پیدا ہوگا تو وہ زید کا ہی شمار ہوگا اور نسب اس کا زید سے ثابت ہوگا لقولہ علیہ السلام الو لد للفراش وللعاھر الحجر۔(۱) فقط

چھ شادیاں کرنے والے کی اولاد کا نسب

(سوال ۱۱۹۶) ایک شخص نے چھ شادیاں کیں ان سب سے اولاد زندہ موجود ہے اس کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ وجائیداد جو کہ اس نے چھوڑی سب کی اولاد کو تقسیم ہوگا یا پہلی چار بیبیوں کی اولاد کو اور باقی دو بیبیوں کی اولاد محروم ہوگی۔

(الجواب) نکاح فاسد میں بھی نسب اولاد کا شوہر سے ثابت ہوتا ہے، لہذا وہ جملہ اولاد ثابت النسب ہوگی۔ کذا فی الشامی(۲) فقط۔

دوسرے کی بیوی کو لے گیا اور اس سے بچہ ہوا، اس کا نسب

(سوال ۱۱۹۷) ایک شخص نے اپنے بھانجہ کی بیوی سے رسم پیدا کر کے لے کر بھاگ گیا اور دس برس تک لے کر پھر تا رہا دو تین اولاد بھی ہو گئی اور وہ کہتا ہے کہ میں نے نکاح کر لیا تھا حالانکہ اس کا بھانجہ زندہ ہے اور طلاق بھی نہیں دی تو وہ نکاح جائز ہے یا نہ اور اولاد حرام کی ہوگی یا نہ اور برادری میں اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اسی کے نکاح میں ہے اور جو شخص اس عورت کو لے گیا تھا اور وہ نکاح کرنے کا مدعی ہے اس کا نکاح نہیں ہوا،(۳) اور بحکم الو لد للفراش جو اولاد ہوئی وہ شوہر اول یعنی بھانجہ کی شمار ہوگی اور نسب اولاد کا اس بھانجہ سے ثابت ہوگا اور برادری میں ان کا نکاح ہو سکتا ہے۔

ہندو عورت سے اولاد ہوئی اس کا نسب

(سوال ۱۱۹۸) زید ایک مشہور شخص تھا اس کا ناجائز تعلق ایک ہندو عورت سے مشہور تھا جس سے اولاد بھی ہوئی لیکن زید نے اپنی حیات میں کوئی تردید نہیں کی۔ پس اگر اب اس کی اولاد مسلمان اور منکوحہ ہونے کے ثبوت میں ایک نکاح نامہ پیش کرے تو معتبر ہوگا یا نہیں اور وہ عورت اور اس کی اولاد ان لوگوں کی کفو میں ہوگی یا نہیں جو ماں باپ دونوں کی طرف سے مسلمان ہیں۔

(الجواب) اسلام اور نکاح اس عورت کا اور اس کی اولاد کا صحیح النسب ہونا مسلم ہوگا۔ شامی باب ثبوت النسب میں اس کی تصریح ہے اور چونکہ نسب میں اعتبار باپ کا ہے اس لئے اس کی اولاد کفو ہے ان لوگوں کی جو قدیم الاسلام ہیں۔(۴)

---

(۱) مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷۔ ۱۲ ظفیر. (۲) وتقدم فی باب المھر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب (ردالمحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص۵۱۶) ظفیر. (۳) امانکاح منکوحۃ الغیر الخ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ردالمحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۳۵) ظفیر. (۴) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الو لد لصاحب الفراش (بخاری باب الولد للفراش ج ۲ ص ۹۹۹) ظفیر.

اگر کسی کی بیوی کا تعلق ناجائز غیر مرد سے ہو تو اولاد کس کی ہو گی ؟

(سوال ۱۱۹۹) ایک شخص نے اپنی بڑی بھاوج سے ناجائز تعلق کر لیا، اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں تو لڑکیاں شوہر کی ہوں گی یا زانی کی یعنی ناجائز تعلق رکھنے والے کی اور نفقہ ان لڑکیوں کا اس ناجائز تعلق والے کے ذمہ ہے یا نہیں۔ حالانکہ مرد اور عورت یعنی زانی و زانیہ دونوں اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ لڑکیاں ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہیں۔

(الجواب) اس صورت میں بحکم الو لد للفراش وہ دونوں لڑکیاں عورت کے شوہر کی ہیں اور نسب ان کا اسی سے ثابت ہے۔ جس شخص سے تعلق ناجائز تھا اس کے ذمہ نفقہ ان لڑکیوں کا نہیں ہے اور وہ لڑکیاں اس ناجائز تعلق رکھنے والے کی طرف منسوب نہ ہوں گی۔(۱)

آٹھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ صحیح النسب ہے

(سوال ۱۲۰۰) ہندہ کا خاوند فوت ہوا، ڈیڑھ سال بعد زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح اس طور پڑھایا گیا کہ ایک مکان کے اندر دو شخص مسلمان عاقل بالغ بلائے گئے۔ ہندہ اور زید بھی اسی مکان میں موجود تھے، ایک اور پانچواں شخص بھی موجود تھا جس نے روبروان دو شخصوں کے ہندہ اور زید کا ایجاب و قبول کرا کر عقد کرا دیا۔ عقد نکاح کے وقت حمل اور عدم حمل سے کچھ تعرض اور اظہار نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ نکاح سے آٹھ ماہ بعد لڑکا تولد ہوا۔ آیا نکاح مذکور شرعاً صحیح اور منعقد ہوا یا نہیں اور وہ لڑکا صحیح النسب ہے یا نہیں جو شخص اس لڑکے کو بلا تحقیق حرامی کہے وہ کس سزا کا شرعاً مستحق ہے

(الجواب) اس صورت میں نکاح شرعاً منعقد ہو گیا اور نکاح میں کچھ خرابی اور خلل نہیں آیا اور جو لڑکا نکاح سے آٹھ ماہ بعد تولد ہوا، اس کا نسب زید سے ثابت ہے، جیسا کہ فقہاء تصریح فرماتے ہیں کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے، پس نکاح سے چھ ماہ یا زیادہ میں جو اولاد ہو گی اس کا نسبت ناکح سے ثابت ہو گا و فی الحدیث الولد للفراش وللعاهر الحجر (۲) پس جو شخص اس بچہ کو ولد الحرام کہے وہ سخت فاسق و عاصی ہے۔

نکاح سے پہلے کا حمل ثابت النسب نہ ہو گا

(سوال ۱۲۰۱) زید نے زبیدہ سے زنا کیا اور زبیدہ کو حمل رہ گیا۔ اب چونکہ مسماۃ کو سات ماہ کا حمل زید سے ہے، لہٰذا زید نے فی الحال زبیدہ سے نکاح کر لیا ہے، تو زید سے اس کا نسب ثابت ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) حدیث شریف میں ہے الو لد للفراش وللعاهر الحجر۔(۳) پس جو حمل نکاح سے پہلے کا ہے اس کا نسب زید سے ثابت نہ ہو گا۔

شوہر سے لڑکا پیدا ہوا اور پھر حمل رہا مگر شوہر منکر ہے

(سوال ۱۲۰۲) ایک شخص نے کبر سنی میں جوان عورت سے نکاح کیا، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، دو سال کے

---

(۱) واقلها ستة اشهر اجماعاً (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج۲ ص ۷۵۷. ط.س. ج۳ص ۵٤۰) ظفیر. (۲) مشكوٰة باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ـ ۱۲ ظفیر.
(۳) مشكوٰة باب اللعان فصل اول ص ۱۲.۲۸۷ ظفیر.

بعد سل وذیابیطس میں سخت مبتلا ہوا جب کہ اس کی عورت سات ماہ کی حاملہ تھی۔ کہا کہ یہ حمل مجھ سے نہیں ہے اور اس کا دو سالہ بچہ بھی مجھ سے نہیں ہے زنا سے ہے اور طلاق دے کر دونوں جدا رہے۔ بعد وضع حمل مسلول مذکور کا انتقال ہو گیا۔ لہذا یہ عورت اور دونوں بچے اسکے ترکہ کے مستحق ہیں یا نہیں۔

(الجواب) اگر طلاق کے وقت سے دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس بچہ کا اسی شوہر مطلق سے شرعاً ثابت ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلا دعوة احتیا طافی مبتوته جاء ت به لا قل منهما (ای من سنتین) من وقت الطلاق الخ (۱) پس صورت مذکور میں دونوں بچے وارث متوفی کے ترکہ کے ہوں گے اور نسب ان کا اسی متوفی سے ثابت ہوگا اور عورت مذکورہ وارث اس متوفی کی نہ ہوگی۔ کیونکہ وضع حمل سے عدت اس عورت مطلقہ کی ختم ہو گئی اور بعد عدت کے اس شخص کا انتقال ہوا تو چونکہ بوقت موت شخص مذکور سے کوئی علاقہ نکاح کا باقی نہ رہا تھا لہذا وہ عورت وارث اس شخص کی نہ ہوگی اور امرأة الفار بالطلاق کی زوجہ مطلقہ اسی وقت وارث ہوتی ہے کہ اس کی عدت کے ختم ہونے سے پہلے اس شخص کا انتقال ہو جاوے۔ کذا فی الدر المختار۔

ہمبستری کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو اوہ صحیح النسب کہا جائے گا

(سوال ۱۲۰۳) زید کی زوجہ کے ہمبستری سے آٹھ ماہ بائیس روز بعد دختر پیدا ہوئی، اس عورت کے کل چار لڑکیاں ہیں، سب سے بڑی نو ماہ دس یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ بارہ یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ دو یوم میں پیدا ہوئے، ان لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہ، سب سے پہلی لڑکی کا کیا حکم ہے جبکہ قرائن مشتبہ سے یقین ہوتا ہے کہ یہ اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہے۔

(الجواب) ان سب لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے اور سب لڑکیاں شرعاً زید کی ہیں اور شبہ و شک کرنا اس میں درست نہیں ہے چھ ماہ میں نکاح کے بعد جو لڑکی لڑکا پیدا ہو وہ صحیح النسب ہوتا ہے اور شوہر کا ہی سمجھا جاتا ہے اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا، نواں مہینہ جب شروع ہو جاتا ہے تو عام طور سے وہ ولادت کا وقت ہے، کسی کو نو ماہ سے کچھ زائد میں بچہ پیدا ہوتا ہے ورنہ اکثر نواں مہینہ شروع ہونے کے بعد ولادت ہو جاتی ہے اس میں وہم اور شک نہ کرنا چاہئے۔ (۲)

نکاح سے پہلے جو بچہ زنا سے پیدا ہوا اس کا نسب بعد نکاح زانی سے نہیں ہوگا

(سوال ۱۲۰٤) زید نے اپنی داشتہ عورت سے قبل از نکاح زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہونے کے بعد اس سے نکاح کر لیا۔ اب اس لڑکے کا نسب زید سے ثابت ہو گا یا نہیں اور زید کے ترکہ کا وارث ہو گا یا نہ، اب نکاح کے بعد اس داشتہ عورت کا نان و نفقہ کا ذمہ دار زید ہو گیا نہیں؟

(الجواب) جو لڑکے بے نکاحی عورت سے قبل از نکاح پیدا ہوا اس کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہے اور وہ اس کا وارث نہیں ہے لیکن اگر اس کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا اگر وصیت اس کے لئے کرے تو ایک ثلث تک صحیح ہو سکتی ہے اور جب کہ اس داشتہ عورت سے نکاح ہو گیا تو وہ مثل دیگر زوجات کے مستحق نفقہ

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۸. ط.س. ج۳ص ۵٤۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) واقلها ستة اشهر اجماعاً (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۷. ط.س. ج ۳ ص ٥٤٠) ظفیر

وغیرہ و مستحق وراثت ہوگی۔

شوہر عرصہ دراز سے پردیس ہو تو بیوی کے بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا

(سوال ۱۲۰۵) زید اپنے گھر سے پردیس چلا گیا، عرصہ دراز کے بعد اس کی بیوی سے بچہ پیدا ہوا وہ بچہ حرامی سمجھا جاوے گا یا حلالی؟

(۲) زید کا نکاح ہو گیا رخصتی نہ ہوئی اس کو حلالی کہیں گے یا حرامی، یہ دونوں مسئلے بہشتی زیور کے ہیں ان کی دلیل کیا ہے؟

(الجواب) بہشتی زیور کے ہر دو مسئلوں کی دلیل یہ حدیث ہے الو لد للفراش وللعاهر الحجر اور شوہر سے نسب ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بعد نکاح کے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہو، بلکہ اگر چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوگا تو اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا، کیونکہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے البتہ نکاح سے پورے چھ ماہ میں یا اس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا، (۱) اور دلیل اس کی حدیث مذکور ہے اور فقہاء حنفیہ نے اس کی تصریح سنتان سے کی ہے، تمام کتب فقہ در مختار و ہدایہ و شامی وغیرہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے، بدعتی اگر اعتراض کریں گے تو وہ تمام فقہاء حنفیہ پر اعتراض ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

طلاق کے ڈھائی سال کے بعد پیدا ہونے والے کا نسب طلاق دینے والے سے ثابت نہ ہوگا

(سوال ۱۲۰۶) میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا، ایک سال بعد اس کو طلاق دے دی۔ دو نیم سال گذر گئے مسماۃ کو فہمائش کی کہ تم مظہر کو اس حمل کی تہمت لگاؤ۔ چنانچہ مظہر نے عدالت کے خوف سے ذمہ لے لیا۔ مظہر رہا ہو گیا۔ مگر قسم خداوند تعالیٰ مظہر نے یہ زنا نہیں کیا نہ مظہر کو اس کا علم ہے۔ اس صورت میں حکم شریعت مطہرہ کیا ہے۔

(الجواب) اگر سائل نے واقعی زنا نہیں کیا تو وہ عند اللہ بری ہے اور جب کہ طلاق کو دو نیم سال گذر گئے تھے اس کے بعد حمل ظاہر ہوا تو وہ شوہر مطلق کا شرعاً نہیں ہے، بلکہ وہ حمل زنا سے ہے۔ (۲) البتہ اگر مظہر نے اس کو تین طلاق نہ دی تھی تو اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔

بچی شوہر کی ہوگی زانی سے نسب ثابت نہ ہوگا

(سوال ۱۲۰۷) زید نے ایک عورت سے نکاح کر لیا، اسی دوران میں بکر کا اسی عورت سے ناجائز تعلق ہو گیا عورت کے لڑکی پیدا ہوئی، بعد ازاں زید نے عورت کو طلاق دے دی، لڑکی کی شکل و شباہت بالکل زید سے ملتی جلتی ہے۔ بکر قریشی ہے اور زید اور عورت ارائین ہیں، تو لڑکی کس قوم کی کہلاوے گی اور ولد الحرام ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) ان الفراش على اربع مراتب وقد اكتفوا بقيام الفراش بلاد خول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر مذتزوجها لتصوره كرامة او استخداما (در مختار) ضعيف و هوفراش الأمة الخ ومتوسط وهو فراش ام الو لد الخ وقوى وهو فراش المنكوحة و معتدة الرجعى فانه فيه لا ينتفى الا باللعان واقوى كفراش معتدة البائن (ردالمحتارباب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۷. ط.س. ج۳ص ۵۵۰) ظفير.

(۲) كما يثبت بلا دعوة احتياطا فى مبتوتة جاءت به لا قل منهما من وقت الطلاق لجواز وجود وقته الخ ولو لتمام مهما لا يثبت النسب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۸. ط.س. ج۳ص ۵۴۱) ظفير.

(الجواب) زید جس قوم کا ہے وہ لڑکی بھی اسی قوم کی کہلاوے گی کیونکہ اس وقت تک عورت مذکورہ زید کے نکاح میں تھی، (۱) لہٰذا بحکم حدیث شریف الولد للفراش وللعاهر الحجر وہ لڑکی منسوب زید کی طرف ہوگی بکر کی طرف منسوب نہ ہوگی اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے وہ ولد الحرام نہ کہلاوے گی۔ بہر حال خاندان قریش کا لڑکا اگر اس لڑکی سے نکاح پر راضی ہے اور وہ لڑکی بھی خوش ہے تو نکاح ان کا باہم صحیح ہے۔

جس عورت نے بلا طلاق دوسری شادی کرلی وہ پہلے شوہر کو ملے گی اور دوسرے شوہر کی اولاد شوہر ثانی کو

(سوال ۱۲۰۸) زید اپنی منکوحہ زینب اور دختر فاطمہ شیر خوارہ کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ زینب چونکہ بد چلن تھی، اس نے ایک شخص کے ہمراہ نکاح کر لیا ہے کہ مجھے خاوند نے چھوڑ دیا ہے، زوج ثانی سے اولاد بھی ہوئی، اب تیرہ سال کے بعد زوج اول واپس آیا ہے تو زوجہ اس کو ملے گی یا نہیں اور جو اولاد زوج ثانی سے ہوئی وہ کس کو ملے گی اور فاطمہ جو زید سے ہے اور اب تیرہ سال کی ہے اس کا نفقہ دے کر سالہائے گذشتہ کا زید اس کو لے سکتا ہے یا نہیں اور نکاح ثانی جو زینب نے کیا تھا وہ صحیح یا فاسد ہے یا کیا؟

(الجواب) وہ اولاد جو زوج ثانی سے ہوئی تھی زوج ثانی کی ہے اور زوجہ شوہر اول کی (۲) ہے اسی کو ملے گی اور زید اپنی دختر فاطمہ کو بعد بالغہ ہونے کے لے سکتا ہے اور بالغہ ہوتے تک اپنی والدہ کے پاس رہے گی بشرطیکہ اس کی والدہ زید کے گھر آجاوے ورنہ زید فی الحال اپنی دختر فاطمہ کو لے سکتا ہے اور گذشتہ زمانہ کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے، بخلاف نفقة القريب فانها لا تصير دينا ولو بعد القضاء والرضاء الخ شامی۔ (۳) ج ۲ ص ۶۵۸۔

شادی کے چھ ماہ بعد جو حمل ظاہر ہو وہ شوہر کی طرف منسوب ہوگا

(سوال ۱۲۰۹) ایک عورت مسلمان کی کسی کافر سے بد تعلقی کر کے توبہ کر کے مسلمان ہو کر کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کیا، بعد چھ مہینہ کے اس کے شوہر کو حمل کا علم ہونے کے بعد وہ انکار کرتا ہے کہ یہ حمل میری طرف سے نہیں ہے بلکہ اسی کافر کی طرف سے ہے، اس بنا پر وہ اس عورت کو چھوڑنا چاہتا ہے آیا حمل کا انکار صحیح ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں شوہر کا انکار کرنا حمل سے صحیح نہیں ہے وہ حمل اسی شوہر مسلمان کا سمجھا جاوے گا۔ کیونکہ ادنیٰ مدت حمل کی شریعت میں چھ ماہ ہے۔ (۴) در مختار۔ فقط

غیر مطلقہ سے شادی کے بعد جو اولاد ہوئی وہ جائز وارث نہیں ہوگی

(سوال ۱۲۱۰) زید نے ناجائز طریق پر عمر کی منکوحہ اپنے گھر رکھی اور عرصہ تک عمر سے کہتا رہا کہ تم روپیہ

---

(۱) اذا تزوج الرجل امرأة فجاء ت بولد لا قل من ستة اشهر منذيوم تزوجها لم يثبت نسبه الخ وان جاء ت به لستة اشهر فصاعدايثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سكت لان الفراش قائم و المدة تامة (هدايه باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۴۱۱) ظفير. (۲) غاب عن امرأته فتزوجت بآخر وولدت او لاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثاني (الدر المختار على ها مش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۸. ط.س. ج ۳ ص ۵۵۲) ظفير. (۳) دیکھیے ردالمحتار للشامي باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۶. ط.س. ج ۳ ص ۵۹۴. ۱۲ ظفير. (۴) اذا تزوج الرجل امرأته فجاء ت بولد لا قل من ستة اشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه الخ وان جاء ت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف الزوج اوسكت لان الفراش قائم والمدةتامة (هدايه باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۴۱۱) ظفير.

لے کر طلاق دے دو، عمر انکار کرتا رہا، بعد ازاں زید نے یہ دعویٰ کیا کہ عمر نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی ہے اور ایک مولوی کے پاس اس امر کے گواہ پیش کر دیئے کہ ہمارے روبرو اپنی زوجہ کے حق میں حسب ذیل الفاظ کہے ہیں۔ (۱) وہ میری عورت نہیں، وہ میرے کام کی نہیں، میں اس کو آباد کرنا نہیں چاہتا، اس سے میرا کوئی تعلق باقی نہیں ہے، جہاں چاہے چلی جائے میری طرف سے اس کو اختیار ہے۔ مولوی مذکور نے حکم وقوع طلاق کا دیا اور عورت کا نکاح زید سے کر دیا اور اس نکاح سے اولاد ہوئی اور زید مر گیا، مولوی مذکور کا شہادت مذکور پر طلاق کا حکم دینا قضاء ہے یا افتاء۔ یہ الفاظ طلاق کنائی ہیں یا نہ اور بصورت اول نیت کا ہونا ایقاع طلاق کے لئے شرط ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اول بدون غیر حاضری عمر نیت کا پتہ کیسے ہوگا، اگر زید کا نکاح ثانی نہ ہو تو یہ عورت اس کی اولاد زید کے مال کی وارث ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) اگر عمر کا اپنی زوجہ کی نسبت الفاظ مذکورہ کا کہنا ثابت بھی ہو جاوے تو ان الفاظ سے بدون نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوئی، اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے، (۱) لہذا مولوی صاحب نے جو حکم وقوع طلاق کا مطلقاً کیا ہے یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے۔ اور جب کہ طلاق واقع نہیں ہوئی تو عمر کی زوجہ کا نکاح ثانی زید کے ساتھ صحیح نہیں ہوا۔ (۲)

(۲) یہ الفاظ کنایہ طلاق کے الفاظ ہیں اور وقوع طلاق کے لئے نیت طلاق سے کہنا شرط ہے اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

(۳) جب کہ نکاح صحیح نہیں ہوا تو عورت مذکورہ زید کی زوجہ نہیں ہوئی اور اس سے جو اولاد ہوئی وہ بھی ثابت النسب نہیں ہے لہذا عورت مذکورہ اور اس کے بطن سے جو اولاد زید کے نطفہ سے پیدا ہوئی وہ بھی وارث زید کے ترکہ اور جائداد کی نہ ہوگی۔ فقط۔

ایک شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس رہنے لگی، اب شوہر کے پاس آنے کے لئے کیا کرے؟

(سوال ۱۲۱۱) ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے نامحرم شخص کے ساتھ فرار ہو کر مرتکب زنا ہوئی اور اس شخص سے اولاد بھی ہوئی، اب وہ عورت توبہ کر کے اپنے پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ؟ اور اولاد جو دوسرے شخص سے پیدا ہوئی وہ کس کی ہے؟

(الجواب) اگر شوہر اول نے طلاق نہیں دی تھی تو وہ عورت زوجہ اسی شوہر اول کی ہے نکاح اس کا باقی ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے اور اولاد جو کچھ شوہر اول سے علیحدہ رہنے کے زمانہ میں ہوئی وہ سب منسوب شوہر اول کی طرف ہوگی لقوله عليه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ (۳) وقد اكتفوا بقيام فراش بلا دخول

---

(۱) فالكنايات لاتطلق بها الا بنية او دلالة الحال الخ فنحوا خرجي واذهبي (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الكنايات ج ۲ ص ۶۳۵. ط.س. ج۳ ص ۲۹۶ ..... ۲۹۸) ظفیر. (۲) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (ردالمحتار باب المحرمات ج۲ ص ۴۸۲. ط.س. ج۳ ص ۵۱۶) ظفیر. (۳) ولذالو صرح بانه من الزنالا يثبت قضاء ايضا (ردالمحتار باب المحرمات ج ۲ ص ۴۰۱. ط.س. ج۳ ص ۴۹) ظفیر.

کتزوج المغربی بمشرقیۃ الخ درمختار(۱) فقط۔

زنا کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۱۲) بے نکاحی عورت سے زانی کے جو اولاد ہوئی اس کا نسب زانی یعنی زید سے ثابت ہوگا یا نہ ؟

(الجواب) وہ اولاد ولد الحرام ہے زید سے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الو لد للفراش وللعاھر الحجر۔ بے نکاحی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ زانی سے ثابت النسب نہیں ہے۔(۳)

حاملہ بالزنا سے زید نے نکاح کیا کچھ دنوں بعد اس کا لڑکا ہوا اس کا نسب

(سوال ۱۲۱۳) زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور بوقت نکاح ہندہ حاملہ زنا سے تھی بعد نکاح کے چند ماہ میں ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا تو یہ لڑکا زید کا ہوگا یا نہیں ؟

(الجواب) اگر نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کا نسب زید سے ثابت نہیں ہے اور نہ وہ لڑکا زید کا وارث ہو سکتا ہے،(۴) لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الو لد للفراش وللعاھر الحجر۔(۵) فقط۔

نکاح کا علم نہ ہونے کی وجہ سے منکوحہ غیر سے نکاح کیا تو اولاد صحیح النسب ہوگی

(سوال ۱۲۱٤) زید نے ہندہ کے نکاح کا دعویٰ عدالت میں کیا مگر عدالت نے اس نکاح کو ثابت نہ پایا دعویٰ خارج کر دیا۔ پھر زید نے اپیل کیا وہ بھی نامنظور ہوا، پھر نگرانی کی وہ بھی نامنظور ہوئی۔ ان تینوں عدالتوں کے فیصلہ کے بعد ہندہ کے ورثاء نے ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا۔ جس شب کو نکاح ہونے والا تھا، اس سے ایک دن پہلے زید مدعی ناکام نے اپنے دو تین رفیقوں کے ساتھ ہندہ اور ان کی بہن اور باپ کی ناک کاٹ لی، زید وغیرہ کو اس مقدمہ میں سزا ہوئی، اس سزا کے مرحلہ واپیل میں زید نے عذر پیش کیا کہ چونکہ میرا نکاح ہندہ کے ساتھ تھا اور اس سے مجھے محروم کیا گیا ہے، اس غیرت سے میں نے جرم کیا تھا، عدالت اپیل نے ابتدائی کاغذات دیکھ کر تحقیقات کے بعد نکاح کو ثابت قرار دیا۔ اب ہندہ بکر کے گھر میں دو تین بچوں کی ماں ہے، اس صورت میں ہندہ اور بچوں کی نسبت کیا حکم ہے ؟

(الجواب) قال فی ردالمحتار اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انھا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا الخ (۶) ج۲ ص۶۰۷ باب العدۃ وفی آخر ھذا المذھب من الدر المختار وکذا لا عدۃ لو تزوج امرءۃ الغیر ووطئھا عالماً بذلک الخ(۷) پس ہندہ جب کہ منکوحہ زید تھی تو بکر کے ساتھ نکاح اس کا باطل ہے اور نسب اولاد شوہر ثانی کا شوہر ثانی سے ثابت نہیں ہے

(۱) ترمذی باب ماجاء ان الو لد للفراش ص ۱۸۶ ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۷۶۷ .ط.س. ج۳ص ۵۵۲ . ۱۲ ظفیر. (۳) فلولا قل من ستۃ اشھر من وقت النکاح لا یثبت النسب ولا یرث منہ الخ ولداً لو صرح بانہ من الزنا لا یثبت (ای النسب) قضاء ایضا (ردالمحتار باب المحرمات ج ۲ ص ۴۰۱ .ط.س. ج۳ص ۱۳۲) ظفیر. (٤) ولو نکحھا الزانی حل لہ وطئھا اتفاقا والو لد لہ ولزمہ النفقۃ (در مختار ج ۲ ص ۱۸۹ .ط.س. ج۳ص ٤۹) قولہ والدلہ ای ان جاءت بعد النکاح لستۃ اشھر فلولا قل من ستۃ اشھر من وقت النکاح لا یثبت النسب ولا یرث منہ (ردالمحتار باب المحرمات ج ۲ ص ٤۰۱ .ط.س. ج۳ص ٤۹) ظفیر. (۵) ترمذی باب ماجاء ان الو لد للفراش ص ۱۸۶ . ۱۲ ظفیر. (٦) دیکھئے ردالمحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸۳۵ .ط.س. ج۳ص ۵۱۶ .۱۲ ظفیر.
(۷) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العدۃ ج ۲ ص ۸٤۵ .ط.س. ج۳ص ۵۲۷ .۱۲ ظفیر.

لا نه زنا ولا نسب فی الزنا لقوله علیه الصلوٰة والسلام الو لد للفراش وللعاهر الحجر۔(۱) یہ جب ہے کہ بکر کو علم ہو کہ ہندہ منکوحہ زید کی ہے اور اگر اس کو یہ علم نہ ہو اور اس نے بربناء عدم ثبوت نکاح زید خود نکاح کیا اور بعد میں نکاح زید کا ثابت ہو گیا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ عورت شوہر اول کو ملے گی یعنی زید کو اور اولاد بکر کی ہے ۔در مختار میں ہے غاب عن امر ء ته فتزوجت بآخر وولدت اولاد ثم جاء الزوج الا ول فالا ولا د للثانی علی المذهب الخ وفی ردالمحتار وانما وضع المسئلة فی الولد اذ المرأة تردالی الاول اجماعاً(۲) فقط.

سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے لہذا اس کی اولاد صحیح النسب نہیں ہوگی

(سوال ۱۲۱۵)ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا اور دخول کیا، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی یہ لڑکی اپنے باپ کی کہی جاوے گی یا حرام سمجھی جاوے گی باپ کی وارث ہوگی یا نہیں اور باپ پر حرام ہے یا نہ ؟

(الجواب)قال فی الشامی ج ۲ ص ۲۰۵ باب المهر ولذا لا یثبت النسب ولا العدة فی نکاح المحارم ایضاً کما یعلم مما سیاتی فی الحدود الخ(۳) وفی الحدود وحاصله ان عدم تحقق الحل من وجه فی المحارم بکونه زنا محضاً یلزم منه عدم ثبوت النسب والعدة الخ(۴) اقول فعلم ان لا نسب ولا عدة.

ماں کے ذریعہ شیوخ میں شرف

(سوال ۱۲۱۶)سیادت کا شرف جو حضرت فاطمہؓ کے واسطہ سے حضرات حسنین میں آیا ہے وہی شرف سیادت اب بھی بذریعہ ماں کے شیوخ وغیرہ کی اولاد میں آئے گا یا نہیں ؟

(الجواب)اثر اس شرف کا بذریعہ ماں کے شیوخ کی اولاد میں بھی آوے گا۔

مسلمان ہونے سے پہلے والی اولاد صحیح النسب نہیں بعد والی صحیح النسب ہے

(سوال ۱۲۱۷)ہندہ ایک برہمن عورت نے زید کے ساتھ درپردہ ناجائز تعلق پیدا کیا اور بعد چندے بے حجابانہ زید کو اپنا شوہر مشہور کرنا شروع کیا تاہم زید اپنی بیوی منکوحہ کے ساتھ رہتا رہا، اور ہندہ سے درپردہ ناجائز تعلق مثل سابق رکھتا رہا، عرصہ بیس سال تک تخمیناً یہ ناجائز تعلق رہا اس اثناء میں نہ صرف زید سے بلکہ اور اشخاص سے یہ تعلق ناجائز رہا۔ ہندہ کے بطن سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور ان کا نام بصورت مسلمان رکھا گیا لیکن یہ تحقیق نہیں ہے کہ یہ اولاد کس کے نطفہ سے پیدا ہوئی، اور نہ زید کو اس اولاد کو اپنی اولاد ہونا اور نہ ہندہ کو اپنی منکوحہ ہونا تسلیم۔ تاہم ہندہ اس اولاد کو زید کے نطفہ سے پیدا ہونا اور اپنے کو زید کی زوجہ منکوحہ ہونا بتلاتی ہے اور یہ اولاد بھی اپنی مادر کے بیان کی تائید کرتے ہیں اس صورت میں اولاد صحیح النسب مانی جائے گی یا نہیں ؟بعد میں زید نے اس عورت ہندہ کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا ہے۔

(الجواب)وہ اولاد جو ہندہ کے اسلام لانے سے پہلے اور نکاح سے پہلے بطن ہندہ سے ہوئی وہ بحالت مذکورہ صحیح

---

(۱)مشکوٰة باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷. ۱۲ ظفیر.(۲)ردالمحتار مع الدر المختار فصل ثبوت النسب ج۲ ص ۸۶۸.ط.س.ج۳ص۵۵۲. ۱۲ ظفیر.(۳)ردالمحتار للشامی باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد ج ۲ ص ۴۸۲.ط.س.ج۳ص۱۳۲. ۱۲ ظفیر.(٤)ردالمحتار باب الوطؤ الذی یوجب الحدو الذی لا یوجبه ج ۳ ص ۲۱۲. ۱۲

النسب نہیں ہے اور زید کی اولاد نہ مانی جاوے گی ہاں اگر زید نے بھی مثل ہندہ کے ہندہ کا مسلمان ہونا اور اپنی منکوحہ ہونا بیان کیا ہو تو نکاح صحیح مانا جاوے گا اور اولاد صحیح النسب زید کی سمجھی جاوے گی کذا فی الشامی۔(۱)

طلاق کے نو ماہ بعد جو بچہ ہو وہ شوہر کا کہا جائے گا

(سوال ۱۲۱۸) زید نے اپنی منکوحہ کو ۲۰ ذیقعدہ کو قطعاً جدا کر دیا اور مورخہ ۸ محرم کو بائنہ طلاق دے دی بعد جدائی اور قبل طلاق منکوحہ مذکورہ کے ایام حیض ظاہر ہوئے، جدائی سے نو ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا اور بعد جدائی زید کے زید کی منکوحہ کا ناجائز تعلق مسمی پرشاد سے ہو گیا تھا تو یہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا یا حرامی؟

(الجواب) اس صورت میں نسب اس مولود کا زید سے ثابت ہے وہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطا فی مبتوتۃ جاء ت به لا قل منهما من وقت الطلاق الخ در مختار (۲)

بنی فاطمہ کی افضلیت

(سوال ۱۲۱۹) سوائے بنی فاطمہ خواہ وہ صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی وغیرہ ہوں نسباً سید ہو سکتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں ہو سکتے تو ان مدعیان سیادت نسبی کی کوئی وعید شریعت حقہ حنفیہ میں مقرر ہے یا نہیں۔ اگر سید نسباً ہیں تو کیا دلیل ہے؟

(۲) سیادت نسبی بنی فاطمہ میں منحصر ہے یا نہیں مع دلیل تحریر فرمائیے۔

(الجواب) (۱، ۲) بکثرت روایات صحیحہ سے اہل بیت کا سید ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اہل بیت کے جس قدر مناقب احادیث میں مذکور ہیں ان کی بنا پر یہ حکم لگا دینا بے جا نہیں کہ بطون قریش میں سب سے بہتر اور اشرف نسباً اہل بیت ہیں۔ البتہ اہل بیت کی تعیین میں علماء کا خلاف ہے کہ اہل بیت کس کو کہتے ہیں۔ محقق اور راجح یہ ہے کہ اہل بیت صرف بنی فاطمہ نہیں بلکہ وہ ہیں جن پر صدقہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کے لئے صدقہ کھانا جائز نہیں ہے فی الهدایه وهم آل علی وآل عباس وآل جعفر و آل عقیل وآل الحارث ابن المطلب (۳)۔ حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں۔ ان سے بنی فاطمہ اور بھی زیادہ افضل ہیں۔ روایات میں جس قدر فضائل بنی فاطمہ کے مذکور ہیں اوروں کے نہیں۔ نیز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا بنی فاطمہ کو قرب حاصل ہے اوروں کو نہیں۔ شاید اسی وجہ سے قدیم زمانہ سے برابر یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ ہی کو سید کہتے ہیں۔ غرض کہ یہ عرف بے وجہ اور بے اصل نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے ان النبی صلی الله علیه وسلم جلس علی المنبر للخطبة الحسن بن علی الی جنبه وهو یقبل الناس مرة وعلیه اخریٰ ویقول ان ابنی هذا سید ولعل الله تعالیٰ ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔(۴)

---

(۱) نکح کافر مسلمة فولدت منه لا یثبت النسب منه ولا تجب العدة لانه نکاح باطل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۷۱. ط.س. ج۳ص ۵۵۵) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۸ ج۲. ط.س. ج۳ص ۵۴۱. ۱۲ ظفیر.

(۳) هدایه باب من یجوز دفع الصدقات الیه ومن لا یجوز ص ۱۸۶ ج ۱ الا اولا دعباس وحارث و اولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (ردالمحتار باب المصرف ص ۹۰ ج۲. ط.س. ج۳ص ۳۵۰) ظفیر.

(۴) مشکوٰة عن البخاری باب مناقب اهل البیت ص ۵۶۹. ۱۲ ظفیر.

اس روایت سے اگرچہ بنی فاطمہ کے سیادت نسبی میں منحصر ہونے پر استدلال نہیں کر سکتے۔ البتہ یہ ضرور کہنا ہوگا کہ نبی کریم ﷺ کا اپنی زبان مبارک سے کسی پر سید کا اعلان فرمانا بے شک اس کی سیادت نسبی کے لئے کافی ہے۔ اور بھی وہ طغرائے امتیاز ہے جس کے باعث تمام اہل بیت سے فاطمیین کا رتبہ زیادہ ہونا چاہئے۔ اہل بیت اگرچہ سید ہیں لیکن بنی فاطمہؓ سیادت نسبی میں بلاشبہ اوروں سے بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ بنی فاطمہ کا نسب آنحضرت ﷺ سے زیادہ قریب ہے۔ طبرانی میں ہے عن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الیٰ عصبة فان عصبتهم لابیهم ما خلا ولد فاطمه فانی عصبتهم فانا ابوهم(۱) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ تمام اہل بیت سید ہیں لیکن جس کو سیادت نسبی کہنا چاہئے بنی فاطمہ میں منحصر ہے بنی فاطمہ سے بڑھ کر نسباً کوئی سید نہیں، کیونکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہر ایک مؤنث کی اولاد اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی عصبیت میری طرف منسوب ہے میں ان کا باپ ہوں۔ یہی اجزاء ہیں جن کے باعث قدیم زمانہ سے یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ کے سواء اور کسی کو خواہ اہل بیت ہی سے کیوں نہ ہو سید نہیں کہتے۔ اب اس عرف کی بناء پر آج اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا عباسی یا علوی اپنے آپ کو سید کہے اس کا یہ دعویٰ مسموع نہیں ہو سکتا۔ بنی فاطمہ ہی کو سید کہا جائے گا۔ بنی فاطمہ کے سواء اہل بیت اگر اپنی سیادت نسبی کے مدعی ہوں تو چونکہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے ان کی سیادت، نسبی بے اصل نہیں اگرچہ عرف میں اب ان کو سید نہیں کہا جاتا۔ اس لئے ان کے حق میں اس دعویٰ کی نسبت شریعت میں کوئی وعید نہیں، البتہ اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی اپنے آپ کو سید بتلائے اور یہ جانتا ہو کہ ہم کسی طرح نسباً سید نہیں ہو سکتے ایسے مدعیان سیادت نسبی کے حق میں وعید شدید ہے روی مسلم ص ۷۵ عن سعد وابی بکرؓ ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقول من ادعیٰ الیٰ غیر ابیه و هو یعلم انه غیرا بیه فالجنة علیه حرام(۲) (ترجمہ) "جو شخص کسی کو یہ کہے کہ وہ میرا باپ ہے اور جانتا ہو کہ یہ میرا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے" اس کو عذاب بھگتنا ہوگا بلا سزا پائے جنت میں داخل نہ ہوگا۔

پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص باوجود اس کے کہ فاطمی نہیں ہے اپنے آپ کو سید بتلائے عرفاً چونکہ سید کا بنی فاطمہ پر اطلاق کیا جاتا ہے اس لئے ضمناً اس کا یہ دعویٰ ہوا کہ میں بنی فاطمہ سے ہوں، حالانکہ خود جانتا ہے کہ میں فاطمی نہیں ہوں، بلاشبہ ایسے شخص کے حق میں وہی وعید شدید ہے جو حدیث میں ذکر کی گئی۔

حضرت فاطمہؓ کے علاوہ سب کا نسب باپ سے ہوتا ہے

(سوال ۱۲۲۰) ظاہر ہے کہ نسب شریعت حقہ میں باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ بنی فاطمہ کا نسب فاطمہ زہریؓ سے ثابت کیا جاتا ہے، اگر عورت کی طرف سے نسب ثابت ہو سکتا ہے تو ایک سیدہ اور ایک فاروقی سے یا صدیقی سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوگا یا ماں کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے، مختار کیا ہے؟

(۱)　　(۲) مسلم شریف ج ۱ ص ۵۷. ۱۲ ظفیر.

(الجواب) روی الحاکم عن جابر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الی عصبۃ الا ولدی فاطمۃ فانا ولیھا وعصبتھا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے لیکن بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا نسب حضرت فاطمہؓ کے واسطہ سے آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہے اور یہ صرف حضرت فاطمہؓ کے سیدۃ النساء ہونے اور ان کی غایت شرافت کی وجہ سے ہوا ہے۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی خصوصیت ہے۔ آئندہ کسی عورت کی جانب سے خواہ وہ سیدہ ہی کیوں نہ ہو نسب ثابت نہ ہوگا، باپ کا اعتبار کیا جاتا ہے، باپ اگر فاروقی ہو تو بچہ بھی فاروقی ہوگا۔ باپ اگر صدیقی ہو تو بچہ بھی صدیقی ہوگا۔

ہاشمی کی دلیل سیادت اور اہل بیت کی مراد

(سوال ۱۲۲۱) سوائے بنی فاطمہ کے بعض ہاشمی اپنی سیادت نسبی پر دلیل بیان کرتے ہیں کہ ہم پر ہر قسم کا صدقہ حرام ہے اور نیز ہم اہل بیت میں سے ہیں، لہذا ہم نسباً سید ہیں۔ پس یہ دلیل ان کی سیادت نسبی کے واسطے کافی ہے یا نہیں اگر کافی نہیں ہے تو صدقہ ان پر کیوں حرام ہے اور یہ لوگ اہل بیت ہیں یا نہیں اور اہل بیت میں کون کون داخل ہیں اور نیز بنی فاطمہ کی سیادت پر کیا دلیل ہے؟

(الجواب) ان کا سیادت نسبی کے لئے یہ دلیل پیش کرنا صحیح ہے لیکن عرفاً ان کو سید نہیں کہا جائے گا، اہلبیت کے متعلق ابھی کہہ کر آیا ہوں کہ وہ آل علی اور آل عباس اور آل جعفر اور آل حارث بن عبد المطلب اور آل عقیل ہیں۔ صرف بنی فاطمہ ہی نہیں ہیں۔(۱)

الغرض بنی ہاشم میں سے جو حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں واجب التعظیم اور بطون قریش میں سب سے باستثناء فاطمیین افضل ہیں۔ بر عایت عرف اگر کوئی ان کی سیادت نسبی کا منکر ہو تو اس کے لئے شرع میں کوئی جرم نہیں۔ کیونکہ عرفاً ان کو سید نہیں کہتے۔ البتہ جو شخص بغرض اہانت منکر ہوگا اس کے عاصی ہونے میں شبہ ہی نہیں، بسا اوقات اس قسم کے جھگڑوں میں پڑنے سے بڑوں کی شان میں گستاخی اور در پردہ اہانت ہو جاتی ہے، مسلمانوں کو ایسے معاملات میں دخل نہ دینا چاہئے۔ ھذا ما حصل لی واللّٰہ اعلم وعلمہ اتم فان یك صواباً فمن اللّٰہ وان یك خطاء فمنی ومن الشیطان وکان اللّٰہ غفوراً رحیماً۔

اقول وباللّٰہ التوفیق اس میں شک نہیں ہے کہ بنی ہاشم جن پر صدقہ حرام ہے سیادت نسبی ان کی مسلم ہے بلکہ فقہاء رحمہم اللّٰہ تعالیٰ تمام قریش کو باہم ایک دوسرے کا کفو فرماتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں لا تفاضل بینھم فی الدر المختار فقریش بعضھم اکفاء بعض قال فی ردالمحتار قولہ بعضھم اکفاء بعض اشار الیٰ انہ لا تفاضل فیما بینھم من الھاشمی والنوفلی والتیمی والعدوی وغیرھم ولھذا زوج علی وھاشمی ام کلثوم بنت فاطمہ لعمر وھو عدوی فلو تزوجت ھاشمیۃ قرشیاً غیر ھاشمی لم یرد

(۱) ولا الی بنی ھاشم (در مختار) تصرفات الزکوٰۃ الی اولاد اذا کانوا مسلمین فقراء الا اولاد عباس وحارث واولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۹۰. ط.س. ج۲ ص ۳۵۰) ظفیر۔

عقدھا الخ۔(۱)ص ۳۱۸ جلد ثانی شامی اور نیز ردالمحتار میں اسی صفحہ میں ہے و الخلفاء الا ربعة کلھم من قریش الخ۔(۲)البتہ اس میں بھی کچھ تردد نہیں ہے کہ بنی فاطمہ کو فضیلت زیادہ ہے اور عرفاً سادات وہی کہلاتے ہیں اور نزاع ایسے امور میں لاحاصل ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدی۔

باپ سے جو اولاد ہوئی صحیح النسب ہے کسی کے کہنے سے حرامی نہ ہوگی۔

(سوال ۱۲۲۲)ہندہ زوجہ بکر تھی، بکر نے ہندہ کو طلاق دے کر نکال دیا ہندہ عرصہ دراز تک بے شوہر رہی، بعد میں ہندہ نے زید سے نکاح ثانی کر لیا اور زید و ہندہ اندازاً تیس سال تک بطور زوجہ و شوہر ہم خانہ رہے اور عام باشندگان قصبہ وغیرہ ان کو جائز مرد و عورت جانتے تھے اور وہ خود بھی باہم ایک دوسرے کو نکاحی شوہر و زوجہ بیان کرتے تھے، اسی عرصہ میں بطن ہندہ سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کو زید نے اپنی صلبی و نسبی اولاد ہونا تسلیم کیا اور وقت پیدائش ہر سہ کے حساب رواج ملک بہت خوشی وغیرہ کی اور ان ہر سہ کی شادی بھی زید نے اپنے کفو میں کر دی اور قبل وفات زید نے وصیت کی اور جائداد منقولہ وغیر منقولہ حصہ کے موافق ہر سہ کو تقسیم کر دی۔ اب عرصہ پانچ سال کا ہوتا ہے کہ زید مر گیا اور بعد وفات زید ہر چہار وارث جو زید چھوڑ گیا وہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر بعد متوفی زید قابض ومالک اس وقت ہیں۔ پسران زید نے نام درج رجسٹر سرکار کرانے کی بابت دعویٰ کیا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا، چنانچہ عزیزان زید نے دعویٰ مذکورہ میں یہ عذر کیا کہ عمر و خالد زید کی اولاد ولد الحرام ہیں چونکہ ہندہ کا نکاح زید سے جائز نہیں ہوا، کیونکہ شوہر سابق بکر نے ہندہ کو طلاق نہیں دی، منجانب ہندہ گواہان طلاق پیش ہو کر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کو فلاں مقام پر ہمارے سامنے طلاق بکر شوہر سابق نے دی ہے، پھر عزیزان زید نے یہ عذر کیا کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح زید متوفی کے ساتھ نہیں ہوا، اس لئے اولاد ولد الحرام ہے، اس پر گواہان جانب ہندہ اور نکاح خواں واسطے اثبات پیش ہو کر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح خود میں نے پڑھایا اور دیگر گواہان نے بیان کیا کہ ہم مجلس عقد میں شریک تھے اور نکاح ہمارے سامنے ہوا،

اب سول یہ ہے (۱) جو اولاد بطن ہندہ سے پیدا ہوئی جس کو زید نے اپنی اولاد صلبی تسلیم کیا ہے وہ ہر سہ اولاد نسبی و صلبی زید ہیں یا نہیں؟

اولاد باپ کے جائداد کی وارث ہوگی

(سوال ۱۲۲۲/۲)عمر و خالد ہر دو پسران زید متوفی کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے وارث ہیں یا نہیں؟

(سوال ۱۲۲۲/۳)وجوہات صدر سے مسماۃ کا نکاح ثابت ہے یا نہیں؟

(۴)واقعات مندرجہ بالا سے ہندہ کو واقعی طلاق ہونا ثابت ہے یا نہیں؟

(۵)عزیزان زید متوفی انکار طلاق و نکاح کی شہادت شرع پیش کرتے ہیں یا نہیں؟، جو حکم شرعی ہو تحریر فرمادیں۔

(الجواب)(۱)جو اولاد زید کی بطن ہندہ سے ہوئی وہ زید سے ثابت النسب ہے اور وارث زید کی ہے۔

(۲)عمر و خالد اور ان کی ہمشیرہ اور والدہ چاروں وارث زید کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے حسب حصص شرعیہ

---

(۱)ردالمحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۳۸. ط.س. ج۳ص ۸۴. ۱۲ ظفیر.(۲)ایضاً .ط.س. ج۳ص ۸۴. ۱۲ ظفیر.

ہیں۔ پس بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث ان سب پر ترکہ زید کا تقسیم ہوگا علی حسب فرائض۔

(۳، ۴) نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ صحیح مانا جائے گا اور شوہر اول کا طلاق دینا جب کہ دو گواہان عادل سے ثابت ہے تو اس کی طلاق ثابت ہو جاوے گی اور بعد عدت کے جو نکاح زید کا ہوا وہ صحیح تسلیم ہوگا۔

(۵) اقرباء زید کا نفی طلاق و نفی نکاح زید پر گواہان کا پیش کرنا معتبر نہ ہوگا اور وہ گواہی نہ سنی جاوے گی کما فی الشامی والنسب یحتال لا ثباته مهما امکن الخ اور اس سے پہلے ہے لا نها شهادة علی النفی معنی فلا تقبل الخ شامی جلد ثانی ص ۶۲۷ باب ثبوت النسب(۱)

نکاح کے تین چار ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب نہیں

(سوال ۱۲۲۳) زید نے ہندہ سے ۲۷ ربیع الاول سن ۱۳۱۸ھ میں عقد نکاح کیا اور ۲۷ جمادی الاولیٰ سن ۱۳۱۸ھ میں ہندہ کے لڑکا تولد ہوا جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندہ کو اس کے شوہر سابق نے طلاق دے کر ایک سال سے زائد عرصہ ہوا جدا کر دیا تھا۔ اس صورت میں اس لڑکے کو زید کا فرزند کہیں گے یا ہندہ کے شوہر سابق بکر کا فرزند کہا جاوے گا۔ ایسے لڑکے کی وراثت کس کی جانب منتقل ہوگی؟

(الجواب) چھ مہینہ سے کم میں نسب ثابت نہیں ہوتا، پس جو بچہ کہ نکاح سے دو ماہ میں پیدا ہو، اس کا نسب اس ناکح سے یعنی شوہر ثانی سے ثابت نہ ہوگا۔ اور شوہر سابق سے نسب کے ثابت ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر طلاق رجعی تھی اور مطلقہ نے اقرار عدت کے گذرنے کا نہ کیا تھا تو دو برس میں اور اس سے زیادہ میں اگر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر سابق کا سمجھا جائے گا، اور نسب اس سے ثابت ہوگا اور ولادت دلیل رجعت قرار پاوے گی اور نکاح ثانی باطل ہوگا۔ اور اگر طلاق بائنہ تھی تو دو برس سے کم میں اگر بچہ پیدا ہوا، اور عدت کے گذرنے کا اقرار نہ کیا تو نسب اس بچہ کا شوہر اول سے ثابت ہوگا اور نکاح ثانی اس صورت میں بھی باطل ہوگا کما فی الدر المختار فیثبت نسب ولد معتدة الرجعی الخ وان ولدت لا کثر من سنتین الخ مالم تقربمضی العدة الخ و کانت الولادة رجعة کما یثبت مبتوتة جاء ت به لا قل منهما من وقت الطلاق الخ (۲) در مختار اور وراثت لڑکے کی شوہر ثانی کی طرف منسوب نہ ہوگی، اور شوہر اول کی طرف اس صورت میں منسوب ہوگی کہ نسب اس کا شوہر اول سے ثابت ہو اور اگر ثابت نہ ہو مثلاً وہ مطلقہ عدت کے گذرنے کا اقرار کر چکی ہو اور وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہوا ہو تو پھر نسب اس بچہ کا شوہر اول سے بھی ثابت نہ ہوگا اور اس سے بھی وراثت ثابت نہ ہوگی، اس حالت میں صرف اپنی ماں کا وارث ہوگا، اور اس کی ماں اس کی وارث ہوگی، باپ اس کا کوئی نہ کہلاوے گا۔

شوہر والی عورت کی اولاد کا نسب

(سوال ۱۲۲۴) ایک شخص ملازم اپنی ملازمت پر ہے، اس کے چھوٹے برادر نے اس کی زوجہ کو اپنے گھر میں رکھا، جس سے حمل قرار پا گیا اب وہ شخص رخصت پر آیا تو اس نے اس بد کام سے غیرت نہیں کی بلکہ خوش ہے۔ آیا

(۱) فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۳ و ج ۲ ص ۸۶۴. ط.س. ج ۳ ص ۵۴۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۷. ط.س. ج ۳ ص ۵۴۰. ۱۲ ظفیر.

ان ہر دو پر اور ان سے اہل اسلام کو تاتوبہ اجتناب لازم ہے یا نہیں؟

(جواب) شوہر والی عورت کا حمل اور ولد جو پیدا ہو وہ شرعاً شوہر کا ہے اور شوہر سے نسب اس کا ثابت ہوتا ہے۔ پس یہ حکم کرنا وہ شوہر کا نہیں ہے بلکہ اس کے بھائی کا ہے غلط ہے لقوله عليه الصلوٰة والسلام الو لد للفراش وللعاهر الحجر (۱) اور در مختار میں ہے حتیٰ لو نكح مشرقي بمغربية يثبت نسب اولادها منه الخ (۲) پس جب کہ مسئلہ یہ ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ بدون دیکھے زنا کا حکم کرے اور اس حمل کو واقعی زنا کا حمل سمجھے اور ان سے متارکت کرے۔

زمانہ عدت کے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم

(سوال ۱۲۲۵) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دے دی۔ ہندہ نے چار یوم بعد بکر سے نکاح کر لیا اور لڑکا پیدا ہوا، لڑکے کو حرامی کہنا جائز ہے یا نہیں اور بکر کا وارث ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے ويجب مهر المثل في نكاح فاسدو هو الذى فقد شرطا من شرائط الصحة كشهود الخ قال في ردالمحتار قوله كشهود و مثله تزوج الا ختين معاً و نكاح الاخت في عدة الاخت و نكاح المعتدة والخامسة في عدة الرابعة والا مة على الحرة وفي المحيط تزوج ذمي مسلمةً فرق بينهما لا نه وقع فاسدا فظاهره انها لا يحدان وان النسب يثبت فيه والعدة ان دخل بحر قلت لكن سيذكر الشارح في آخر فصل في ثبوت النسب عن مجمع الفتوى نكح كافر مسلمة فولدت منه لا يثبت النسب منه ولا تجب العدة لا نه نكاح باطل (۳) الحاصل روایات اس بارے میں مختلف ہیں اور احوط بصورت مذکورہ ثبوت نسب و ثبوت وراثت ہے یعنی نسب اس لڑکے کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا بکر کا وارث ہے۔

---

(۱) مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷. ۱۲ ظفیر.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار با ب ثبوت النسب . وقد اكتفى بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي مشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر له تزوجها لتصوره كرامة او استخد اماً (ايضاً ج ۲ ص ۸٦۸ با ب ثبوت النسب.ط.س.ج۳ص ۵۵۰) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب المهر مطلب في النكاح الفاسد ج ۲ ص ٤٨١ و ج ۲ ص ٤٨٢ .ط.س.ج۳ص ۱۳۱. ۱۲ ظفیر.

باب ہفدہم
بچوں کی پرورش کے متعلق احکام و مسائل

ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

(سوال ۱۲۲۶) ایسی نابالغہ لڑکی جس کی عمر چار سال کی ہو اور ماں اس کی فوت ہو گئی ہو اور یوم پیدائش سے اپنی نانہال میں پرورش پائی ہو اور ماں نے قبل فوت ہونے کے اپنی ماں یعنی لڑکی کی نانی کے سپرد کر دیا ہو۔ تا سن بلوغ اپنی نانی کے پاس رہے گی یا کہ لڑکی کا باپ جبراً لے سکتا ہے؟ اگر نانی کے پاس رہے گی تو کتنے سال تک؟ اور اس کی پرورش کے خرچہ کا دینددار لڑکی کا باپ ہو گا یا نہیں؟

(۲) جس صورت میں یہ خوف ہے کہ اگر دختر مذکورہ بالا اس کے باپ کے حوالہ کر دی جائے تو وہ اسے کسی عیسائی اسکول میں سپرد کر دے گا تو شرعاً ایسی لڑکی کو ایسے باپ کے حوالہ کر دینا چاہئے یا نانی کے پاس رہے گی؟

(الجواب) لڑکی نابالغہ بالغہ ہونے تک نانی کی پرورش میں رہے گی اور صورت مسئولہ میں حق حضانت نانی کو ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت نہ ہو اور لڑکی کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ لازم ہوں گے قال الشامی واما النفقة علی الولد اذا لم تتبرع بها فهل لها الرجوع بها علی الاب قیل نعم(۱) الخ وقال فی الدر المختار ثم ای بعد الام ام الام الخ وفیه ایضاً فی مقام آخر والا م والجدةلاب وام احق بها بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ الخ۔(۲)

(۲) حق پرورش نانی کا ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت نہ ہو۔ باپ نانی سے اس لڑکی کو بالغ ہونے تک نہیں لے سکتا۔(۳)

ماں نانی اور خالہ کے بعد پرورش پھوپھی کو ہے پھوپھا کو بالکل نہیں

(سوال ۱۲۲۷) ایک لڑکا عمر ڈیڑھ سالہ یتیم ہے، اس کے خاندان کا کوئی وارث موجود نہیں ہے، فقط اس لڑکے کی تائی موجود ہے، اور اس کے تایا کے دو داماد عظیم داد خان اور چھوٹے خاں ہیں۔ بوقت مرنے کے اس لڑکے کی والدہ وصیت کر گئی تھی کہ عظیم داد خان وغیرہ تم میرے بچہ کی پرورش کرنا۔ چنانچہ برضامندی عظیم داد خان وغیرہ وہ لڑکا اپنی تائی کے پاس رہتا تھا۔ اب اس لڑکے کو اس کی پھوپھی کا لڑکا اس کی تائی سے زبردستی لے گیا ہے اور اس کے مال کو برباد کرنا چاہتا ہے، اس لڑکے کی کفالت کا زیادہ مستحق کون ہے؟

(الجواب) اس بچہ کی پھوپھی اگر موجود ہو تو ماں، نانی، خالہ وغیرہ کے بعد پرورش کا حق پھوپھی کو ہے، لیکن اگر موجود نہ ہو تو پھوپھی کے بیٹے کو کچھ حق اس بچہ پر نہیں ہے کمافی الدر المختار۔ ولا حق لو لد عم وعمة وخال

---

(۱) وتجب النفقة بانوا عها علی الحر لطفله یعم الانثی والجمع الفقیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۳۲. ط.س. ج۳ص ۶۲۱) ظفیر

(۲) یثبت للام الا ان تکون مرتدة الخ او فاجرة الخ ثم ای بعد الا م بان ماتت الخ ام الا م الخ والام والجدة احق بها ای بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱ و ج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص ۵۵۵...... ۵۵۶) ظفیر.

(۳) وغیرهما احق بها حتی تشتهی وقدر بتسع وبه یفتی وبنت احد عشر مشتهاة اتفاقازیلعی وعن محمد ان الحکم فی الا م والجدة کذلك وبه یفتی لکثرة الفساد زیلعی (ایضاً ج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص ۵۶۶) اس سے معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول کے مطابق نانی کو پرورش کا حق زیادہ سے زیادہ گیارہ برس کی عمر تک ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

و خالة لعدم المحر مية وفی(۱)ردالمحتار ولا لا بنّ العمة فی حضانة الغلام الخ(۲)پھر شامی نے اس میں یہ بحث کی ہے کہ اگرچہ محرمیت یہاں نہیں ہے لیکن جس صورت میں کچھ اندیشہ فتنہ کا نہ ہو وہاں حق حضانت باقی ہے، مثلاً ابن العم کو لڑکے نابالغ کا حق حضانت حاصل ہے، لڑکی نابالغہ کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح پھوپھی کے پسر کو نابالغہ دختر پر حق نہیں ہے مگر نابالغ لڑکے پر حق ہے، پس اس کا مقتضی یہ ہے کہ صورت موجودہ میں پھوپھی کا بیٹا احق ہے اس کی پرورش کے لئے۔

نانی کے رہتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں

(سوال ۱۲۲۸)عبدالرحمٰن متوفی نے ایک زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی نابالغان چھوڑی، پھر زوجہ عبدالرحمٰن بھی فوت ہوگئی۔ اس نے اپنا لڑکا اور لڑکی مذکورہ اپنی والدہ کے سپرد کردیئے کچھ دنوں کے بعد عبدالرحمٰن کی ہمشیرہ نے بطمع مال واسباب نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی چھین لیا۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں اور حق پرورش شرعاً کس کو ہے۔

(الجواب)والدہ کے بعد پرورش نابالغان کا حق نانی کو ہے، پس پھوپھی کو یہ حق شرعاً نہیں ہے کہ وہ نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی لیوے، کذا فی الدرالمختار۔(۳)

نانی کی موجودگی میں باپ کے چچا کے پوتے کو حق پرورش نہیں ہے

(سوال ۱۲۲۹)مساۃ محمودہ بیگم نے انتقال کیا اور اس نے دو پسر نابالغ ایک شیرخوار اور دوسرا بعمر چھ سال اور ایک دختر نابالغہ بعمر پانچ سالہ چھوڑی، اور یہ تینوں اپنی نانی کے پاس بحق حضانت زیر پرورش ہیں۔ اب ڈیڑھ سال کے بعد محمد عابد باپ نابالغان کا فوت ہوگیا۔ متوفی نے اپنی حیات میں اولاد مذکور کے خورد ونوش میں کچھ نہیں دیا اور نہ آئندہ کے لئے کوئی انتظام کیا۔ اب ایک شخص عبدالباسط متوفی کے باپ کے چچا کا پوتہ اور ایک شخص بہاء الدین ماموں متوفی کہ جو خسر بھی ہوتا ہے کہ بعد انتقال زوجہ اولیٰ متوفی نے عرصہ ایک سال کا ہوا، اس کی دختر سے نکاح کرلیا تھا کہ جو حاملہ ہے۔ اب جو سہام حصہ نابالغان میں متروکہ والدین سے پہنچیں ان کا محافظ اور متصرف وولی مال متوفی کے باپ کے چچا کا پوتہ ہے یا ماموں متوفی کا کہ جو خسر بھی ہے، یا نابالغوں کے نانا اور نانی، کون ہوسکتا ہے، اور شرعاً صرف خورد ونوش یتیموں کے مال میں سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب)حق پرورش ان بچوں کا اس صورت میں ان کی نانی ہی کو ہے،(۴)جن کی پرورش میں وہ ہیں۔ اور ولایت نابالغوں کے مال کی باپ کو ہوتی ہے یا باپ کے وصی کو یا دادا کو یا اس کے وصی کو یا قاضی وحاکم کو یا جس کو وہ مقرر کردے اور باپ کے چچا کا پوتہ یا ماموں ولی نابالغوں کے مال کے نہیں جیسا کہ شامی میں ہے واما ما عد الاصول من الوصیة کالعمّ والاخ او غیرهم کالام ووصیها وصاحب الشرطة لا یصح اذنهم له لانهم لیس لهم ان یتصر فوافی ما له تجارة فکذا لا یملکون الاذن له فیها والا ولون یملکون التصرف فی ماله الخ (۵)اس سے معلوم ہوا کہ سوائے باپ دادا وغیرہ کے چچا یا اس کی اولاد یا بھائی کو نابالغ کے مال میں تصرف کا اختیار نہیں ہے اور شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے کہ یتیم کے مال میں اگر صلحائے اہل محلّہ کوئی تصرف ایسا کریں

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۷۹.ط.س.ج۳ص ۵٦٤ . ۱۲ ظفیر.
(۲)ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۷۹.ط.س.ج۳ص ۵٦٤ . ۱۲ ظفیر.
(۳)ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ ثم ام الاب (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج ۲ ص ۸۷۸.ط.س.ج۳ص ۵٦۲) ظفیر.(٤)ایضاً .ط.س.ج۳ص ۵٦۲ . ۱۲ ظفیر.(۵)ردالمحتار کتاب الماذون مطلب فی تصرف الصبی ومن له الولایة علیه ج ۵ ص ۱۵۲ .ط.س.ج٦ص ۱۷۳ . ۱۲ ظفیر.

جس میں نابالغ کا نفع ہو یا اس کو ضرورت ہو تو جائز ہے اس بناء پر نانا، نانی جو پرورش میں وہ نابالغان ہیں تصرف مال نابالغان میں موقع ضرورت میں کر سکتے ہیں اور ان کے لئے کوئی چیز خرید سکتے ہیں اور تصرف بیع و شراء کا کر سکتے ہیں، پس نابالغوں کے حصہ کا مال ان کے نانا، نانی ہی کے سپرد کر دینا مناسب ہے اور ان کو یہ جائز ہے کہ نابالغوں کے خورد و نوش کے لئے ان کے حصہ میں سے صرف کریں اور حسب ضرورت تصرف بیع و شراء کریں۔ رد المحتار جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے قلت وذکرو امثل هذا فی وصی الیتیم و انه لو تصرف فی ماله احد من اهل السکة من بیع او شراء جاز فی زماننا للضرورة وفی الخانیة انه استحسان وبه یفتی الخ۔(۱)

مطلقہ ماں جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے حق پرورش رکھتی ہے

(سوال ۱۲۳۰) زید نے ہندہ کو طلاق دی، طلاق کے بعد اسی وقت ہندہ اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی، ایک لڑکا ساڑھے پانچ برس کا اور ایک لڑکی نو برس کی مرد کو دے کر چلی گئی اور طلاق دینے کو عرصہ تین ماہ کا گذرا، اور اب تک دو بچے زید کے ہمراہ ہیں۔ اب تین ماہ کے بعد ہندہ کا پرورش کرنے کا دعویٰ ہے۔ آیا بچوں کے پرورش کا حق کس کو ہے ہندہ کو یا زید کو، خلاصہ تحریر کریں، بینوا وتوجروا.

(الجواب) پرورش کا حق والدہ کو ہے جب تک کہ وہ بچوں کی غیر محرم سے اپنا نکاح نہ کرے اور مذکر لڑکے کا حق پرورش سات برس تک ہے اور مؤنث لڑکی کا حق پرورش سن بلوغ تک (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

گیارہ سالہ لڑکی کو ولی پھوپھی سے لے سکتا ہے

(سوال ۱۲۳۱) مسماۃ شرم خاتون کی والدہ پہلے مر چکی ہے، پرورش کے واسطے نانی کے پاس رہی اور متروکہ باپ سے گذارہ کرتی رہی، بعد مرنے نانی کے دادی کے پاس پرورش پاتی رہی پھر دادی بھی مر گئی، اس وقت پرورش کیلئے پھوپھی مسماۃ صاحب خاتون کے پاس رہی، اب وہ لڑکی گیارہ سالہ ہو چکی ہے، محمد بخش متوفی کا بڑا چچا حسین بھی مر چکا ہے۔ اب احمد مذکور لڑکی مذکورہ کو اس کی پھوپھی مسماۃ صاحب خاتون سے واپس لینا چاہتا ہے، صاحب خاتون انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرا حق پرورش لڑکی کے بلوغ تک ہے، اس کے قبل نہیں دونگی کیا اس صورت میں احمد مسماۃ شرم خاتون کو اس کی پھوپی صاحب خاتون سے لے سکتا ہے یا نہیں، اور حسین متوفی کا لڑکا اللہ دتہ موجود ہے، وہ اگرچہ عصوبۃ میں احمد مذکور سے کم ہے مگر لڑکی مذکورہ کا ماموں بھی ہوتا ہے وہ لڑکی کا متولی بننے میں احمد سے زیادہ تر مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے وغیرهما احق بها حتی تشتهی وقدر بتسع وبه یفتیٰ وبنت احدی عشر مشتهاة اتفاقاً الخ(۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے ماں اور نانی اور دادی کے دیگر حاضنہ کو حق پرورش لڑکی کے مشتہاۃ ہونے تک ہے اور گیارہ برس کی لڑکی باتفاق مشتہاۃ ہے، لہذا مسمی احمد جو ولی نابالغہ کا ہے اس کو صاحب خاتون سے لے سکتا ہے۔ اور اللہ دتہ پسر مسمی حسین کو بموجودگی احمد مذکور کے حق ولایت حاصل نہیں ہے۔

(۱) ردالمحتار کتاب الوقف مطلب ولایة نصب القیم الی الوقف الخ ج ۳ ص ۵۶۶. ط.س. ج ۴ ص ۴۱۲. ظفیر
(۲) الحضانة تثبت للام الخ الا ان تکون مرتدة الخ اوفاجرة الخ او غیر مامونة الخ او متزوجة بغیرمحرم الصغیر الخ والحاضنته اما او غیر ها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی الخ واحق بها ای بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱ و ج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص ۵۵۵......۵۵۶) ظفیر.
(۳) الدر المختار علیه هامش ردالمحتار باب الحضانة ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص ۵۶۶. ۱۲ ظفیر.

ماں کو حق پرورش ہے جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے

(سوال ۱۲۳۲) زید نے ہندہ کو طلاق دی اور ہندہ نے مہر معاف کیا، اور بچوں سے لادعویٰ ہونے کا اقرار کیا، اب ساڑھے تین ماہ کے بعد بچوں کی پرورش کا دعویٰ کرتی ہے۔ لیا حق پرورش کس کو ہے، اور ہندہ کے اقرار توڑنے پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) جب تک ہندہ بچوں کے غیر محرم سے نکاح نہ کرے حق پرورش شرعاً ہندہ کو ہے۔ (۱) اور طلاق جو ہو چکی ہے وہ اب باطل نہیں ہو سکتی۔ فقط۔

ماں کو لڑکا لڑکی کا حق پرورش

(سوال ۱۲۳۳) زید نے اپنی زوجہ سے رنج و تکرار کر کے علیحٰدگی اختیار کی، زید سے اس عورت کی ایک لڑکی بعمر آٹھ سال، اور ایک لڑکا بعمر چار سال موجود ہے، زید نے جبراً لڑکی کو لے کر اس کا نکاح کر دیا اور لڑکے کو بھی جبر سے لینا چاہتا ہے، قانون عدالت دس کی عمر سے کم اجازت نہیں دیتا کہ بچے اس کی ماں سے علیحٰدہ کرا دیئے جاویں، شرعاً کیا حکم ہے، زید کس عمر میں ان بچوں کو ان کی ماں سے لے سکتا ہے؟

(الجواب) حکم شرعی دربارہ حق پرورش یہ ہے کہ لڑکی ماں کے پاس بالغہ ہونے تک اور حائضہ ہونے تک رہ سکتی ہے، اور لڑکا سات برس تک اس سے پہلے بدون کسی امر مانع و سقوط حق حضانت کے باپ اپنی اولاد کو ان کی والدہ سے جبراً نہیں لے سکتا۔ (۲) اور نکاح کا اختیار باپ کو ہے، نکاح کا ولی وہی ہے، اس کو اختیار ہے نابالغوں کا نکاح جہاں مناسب سمجھے کر دیوے اس میں ماں کو کچھ دخل اور اعتراض نہیں ہو سکتا۔ الغرض نکاح مذکور صحیح ہو گیا، البتہ حق پرورش والدہ کو لڑکی کے بالغہ ہونے تک ہے۔ فقط۔

حق پرورش ماں کو ہے اور نفقہ باپ پر ہے

(سوال ۱۲۳٤) زید کی بیوی بد چلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، دو لڑکے جن کی عمر ساڑھے پانچ سال اور ساڑھے تین سال ہے زید کے پاس رہنے چاہئے یا زید کی بیوی کے پاس، اگر زید کی بیوی کے پاس رکھے جائیں تو ان کے خرچہ کا کون ذمہ دار ہوگا۔

(الجواب) حق پرورش ان بچوں کی والدہ کو حاصل ہے لڑکی کے لئے حق پرورش بلوغ تک ہے، اور لڑکے کیلئے سات برس ہیں، اور نفقہ ان کا باپ کے ذمہ ہے، لیکن ماں کی بد چلنی کی وجہ سے اگر بچوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ماں کا حق ساقط ہے پھر اگر اور کوئی حاضنہ پرورش کنندہ مثل خالہ پھوپھی وغیرہ نہیں ہے تو باپ لے سکتا ہے۔ (۳)

---

(۱) الحضانة تثبت للام الاان تكون مرتدة الخ او فاجرة الخ اومتزوجة غير محرم الصغير (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱ وج ۲ ص ۸۷۲: ط.س.ج۳ص۵۵۵) ظفير.

(۲) الحضانة تثبت للام الخ والحاضنة اماً او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدربسبع الخ واحق بها اى بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱ وج ۲ ص ۸۸۱.ط.س.ج۳ص۵۵۵......٥٦٦) ظفير.

(۳) الحضانة تثبت للام الخ الا ان تكون مر تدة الخ او فاجرة فجوراً ايضيع الو لدبه كزنا وغناء وسرقة كما فى البحر (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱ و ج۲ ص ۸۷۲.ط.س.ج۳ص۵۵۵...٥٥٦) ظفير.

ناجائز بچہ کا بار ماں پر ہے

(سوال ۱۲۳۵) ہندہ کے ناجائز حمل سے جو لڑکا پیدا ہوا، اس کے بار پرورش کا کون ذمہ دار ہے۔

(الجواب) اس کی پرورش بھی ماں کے ذمہ ہے۔(۱)

ولد الزنا کی پرورش کرنا گناہ نہیں

(سوال ۱۲۳۶) ایک عورت نے زنا کیا لڑکی پیدا ہوئی، جب لڑکی سات ماہ کی ہوئی تو ماں مر گئی، لڑکی کا نانا اس کی پرورش کرتا ہے، لوگ معترض ہیں تو نانا اس کو پرورش کرے یا نہ کرے۔

(الجواب) نانا کا پرورش کرنا اس لڑکی کو کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ ثواب کا کام ہے اور ضروری ہے، پس اس وجہ سے چھوڑ نا نانا کو درست نہیں ہے۔

ماں، نانی اور دادی کو حق پرورش

(سوال ۱۲۳۷) زید نے ایک لڑکا چھ ماہ کا چھوڑ کر انتقال کیا، زید کے بھائی نے کچھ خبر گیری نہ کی، اب زوجہ زید مسماۃ ہندہ عقد ثانی کرنا چاہتی ہے، عمر ہندہ کے لڑکے کو لینا چاہتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہندہ بلا عقد رہے تو لڑکا اس کا ہے ورنہ عمر لے لے گا، شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) مسئلہ یہی ہے کہ اگر ہندہ اپنا نکاح ایسے شخص سے کرے گی جو کہ لڑکے کا محرم نہ ہو تو ہندہ کا حق پرورش ساقط ہو جاوے گا۔(۲) اور ماں کے بعد حق پرورش عورتوں کا حق ہے جیسے نانی، دادی، خالہ، پھوپی وغیرہ ان کا حق ہو جاوے گا، عمر کا حق اس وقت ہو گا کہ کوئی مذکورہ بالا...... عورتوں میں سے نہ ہو۔(۳) فقط۔

ماں، نانی، دادی اور خالہ کے بعد پھوپھی کو حق پرورش حاصل ہوتا ہے

(سوال ۱۲۳۸) زید و بکر دونوں حقیقی بھائی ہیں زید کا بیٹا عمر ہے، اس کی ایک لڑکی پانچ سالہ ہے جس کو چھوڑ کر عمر فوت ہو گیا، اس کی زوجہ نے نکاح ثانی کر لیا، عمر متوفی کی ایک حقیقی ہمشیرہ موجود ہے اور تین بھائی چچازاد ہیں، اس صورت میں حق پرورش کس کو ہے؟

(الجواب) محمد عمر متوفی کی زوجہ نے اگر نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو کہ لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس کا حق پرورش ساقط ہو گیا، اب بصورت موجودہ جب کہ لڑکی کی نانی، دادی خالہ کوئی نہیں ہے تو حق پرورش لڑکی کی پھوپھی یعنی محمد عمر کی ہمشیرہ کو ہے۔(۴) فقط۔

....

(۱) الحضانة تثبت للام النسبية (ایضاً ج ۲ ص ۸۷۱. ط.س. ج۳ ص ۵۵۵) ظفیر.

(۲) والحضانة یسقط حقها بنکاح غیر محر مه ای الصغیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۸۰. ط.س. ج۳ ص ۵٦٥) ظفیر.

(۳) ثم ای بعد الام بان ماتت الخ او تزوجت باجنبی ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت ثم الخالات کذالك ثم العمات کذلك (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج ۲ ص ۸۷۸. ط.س. ج۳ ص ۵٦۳ ...... ۵٦۳) ظفیر

(٤) فان لم یکن له ام فام الا م الخ فان تکن له ام الا م فام الاب فان لم تکن له جده فالا خوات الخ ثم الخالات الخ ثم العمات الخ وکل من تزوجت من هو لاء یسقط حقها (هدایه باب الحضانة ج ۲ ص ٤١٤) ظفیر.

ماں جب غیر سے شادی کرلے اور نانی نہ ہو تو دادی کو حق پرورش ہے

(سوال ۱۲۳۹) شکر اللہ نے انتقال کیا ایک لڑکا نابالغ اسمٰعیل اور ایک برادر حقیقی اور زوجہ حشمت جس نے نکاح ثانی کر لیا ہے اور والدہ وارث چھوڑے، تو حق پرورش کس کو ہے یعنی اسمٰعیل کی دادی کو یا اسمٰعیل کے نانا کو؟

(الجواب) اسمٰعیل کا حق پرورش بعد نکاح کر لینے حشمت، کے غیر سے اسمٰعیل کی دادی کو ہے اور ولایت نکاح اس کے چچا حقیقی کو ہے، نانا کو کچھ حق پرورش نہیں ہے۔(۱)

ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے، ماموں کو نہیں۔

(سوال ۱۲۴۰) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ کی پرورش دو سال سے جب سے والدین راہی عدم ہوئے ہیں اس لڑکی کی بڑی بہن کے ذمہ ہے، اور خالہ زاد بہن بھی متکفل ہے اب اس لڑکی کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے حقیقی ماموں نے دعویٰ عدالت کیا ہے اس صورت میں ولایت نکاح اور ولایت پرورش کا حق کس کو ہے۔

(الجواب) نابالغہ کا حق پرورش ماں، نانی دادی کے بعد اس کی بہن کو ہے، بہن کی موجودگی میں ماموں کو حق پرورش نہیں ہے اور اختیار نکاح کا بھی بصورت نہ ہونے عصبات کے ماں وغیرہ کے بعد بہن کو ہے ماموں کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں نہیں ہے، درمختار میں ہے فان لم یکن عصبةً فالولایة للام الخ للاخت الخ ثم لذوی الا رحام العمات ثم الا خوال الخ۔(۲)

ماں جب غیر سے نکاح کرے تو اس کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے

(سوال ۱۲۴۱) زید ایک زوجہ اور دختر ڈھائی سالہ چھوڑ کر فوت ہوا، دو سال کے بعد عورت نے نکاح ثانی کر لیا، زید کے چچازاد بھائی لڑکی کو لے جانا چاہتے ہیں تو عورت لڑکی کو رکھ سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر اس عورت نے نکاح ثانی ایسے شخص سے کیا ہے جو لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس عورت کا حق پرورش ساقط ہو گیا اس کو کچھ حق لڑکی کے روکنے کا اور جبراً رکھنے کا نہیں ہے۔(۳)

نانی نہ ہو تو نانا کو حق پرورش نہیں ہے

(سوال ۱۲۴۲) زید کی زوجہ فوت ہو گئی، دو لڑکیاں ایک ۱۲ سالہ ایک ۸ سالہ ہیں، زید ان کو اچھی طرح سے پرورش کر سکتا ہے، لڑکیوں کی بہن شادی شدہ اور چچا چچی دادا موجود ہیں، لیکن لڑکیوں کا نانا اپنا حق پرورش بتلا کر روکتا ہے، آیا بمقابلہ زید کے نانا کو حق حضانت حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) والدہ کے بعد حق پرورش نابالغان کا نانی کو ہے پھر دادی کو پھر بہن کو الخ پس اگر نانی، دادی نابالغان کی کوئی نہیں ہے، تو حق پرورش ان کی بہن کو ہے نانا کو اس صورت میں کچھ حق روکنے کا نہیں ہے۔(۴) اگر نانی زندہ نہ

---

(۱) ثم ای بعد الام الخ ام الأم الخ ثم ام الاب الخ والحاضنة یسقط حقها بنکاح غیر محرمه ای الصغیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۸۰. ط.س. ج۳ص ۵۶۲) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ بلا توسط انثی (ایضا باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ص۷۶) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ص۷۸. ۱۲ ظفیر. (۳) الحاضنة یسقط حقها بنکاح غیر محرمه ای الصغیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۸۰. ط.س. ج۳ص۵۶۵) ظفیر. (۴) ثم ای بعد اللام الخ ام اللام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام الخ ثم الخالات الخ ثم العمات (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج۲ ص ۸۷۸. ط.س. ج۳ص ۵۶۲...... ۵۶۳) ظفیر.

ہو، اور ولایت واختیار نکاح باپ کو ہے هكذا في كتب الفقه۔(۱)

لڑکا آٹھ سال کے بعد ولی کے سپرد ہو گا کسی کو حق پرورش نہیں

(سوال ۱۲۴۳) سندر خاں کا باپ منو خاں فوت ہو گیا اس نے ایک زوجہ بھوریجان اور ایک پسر سندر خاں نابالغ بھوری جان کے بطن سے اور ایک پسر خان محمد خاں بالغ پہلی زوجہ متوفیہ کے بطن سے چھوڑے، اس وقت سندر خان کی عمر آٹھ سال کی ہے، اور اس کی والدہ بھوری جان بد چلن آوارہ ہے، تو اس کو حق پرورش سندر خاں کو حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں سندر خاں پسر منو خاں کا حق حضانت اس کی والدہ مسماۃ بھوری جان کو نہیں ہے کیونکہ اول تو اس کی عمر آٹھ سال کو پہنچ گئی ہے اس حالت میں کسی کو بھی حق حضانت اس کا باقی نہ رہا، اور بھوری جان کو بوجہ بد چلنی وغیرہ کے سندر خان کا حق حضانت اس حالت میں بھی باقی نہ رہتا، جب کہ سندر خان لائق حضانت ہوتا جیسا کہ عبارت در مختار اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہے الا ان تكون مرتدةً اوفاجرةً فجوراً يضيع الخ پس اب سندر خاں اپنے ولی کے سپرد کیا جاوے گا جو کہ صورت موجودہ میں اس کا علاتی بھائی خان محمد خان ہے جیسا کہ شامی میں ہے واذا استغنى الغلام الخ فالعصبة اولى الا قرب فالا قرب الخ(۲) اور اس سے پہلے یہ عبارت مذکور ہے واذا استغنى الغلام عن الخدمة اجبرا لاب او الوصى او الولى على اخذه (۳) اور استغناء کی مدت سات برس کی عمر ہے۔ كما في الدر المختار وقدر بسبع الخ۔(۴)

بچہ کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے

(سوال ۱۲۴۴) بچہ کو دودھ پلوانا والدین میں سے کس پر فرض ہے خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔

(الجواب) دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے، یعنی یہ کہ اگر ماں دودھ نہ پلاوے تو باپ کسی مرضعہ کو مقرر کرے کہ وہ ماں کے پاس رہ کر دودھ پلاوے لیکن اگر باپ غریب ہے اور ماں کو کوئی عذر نہیں ہے تو ماں کے ذمہ بچہ کو دودھ پلانا ضروری ہے۔(۶)

ماں کے بعد حق پرورش نانی کو ہے

(سوال ۱۲۴۵) ماں کے بعد نانی کو نابالغان کی حضانت کا اختیار ہوتا ہے یا کسی دیگر رشتہ دار کو؟

(الجواب) حق حضانت ماں کے بعد نانی کو ہے۔(۷)

---

(۱) الولى فى النكاح العصبة بنفسه (ايضاً باب الولى ج ۲ ص ۴۲۷ . ط.س. ج۳ ص ۷۸) ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱ . ط.س. ج۳ ص ۵۶۶ . ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۸۱ . ط.س. ج۳ ص ۵۶۶ . ۱۲ ظفير .
(۴) ايضاً . ط.س. ج۳ ص ۵۶۶ . ۱۲ ظفير.
(۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۸۱ . ط.س. ج۳ ص ۵۶۶ . ظفير.
(۶) الحضانة تثبت للام الخ ولا تجبر من لها الحضانة عليها الا اذا تعينت لها ولم ياخذ ثدى غيرها او لم يكن للاب ولا للصغير مال به يفتى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ . ط.س. ج۳ ص ۵۵۵ ...... ۵۵۹) ظفير.
(۷) ثم بعد الام بان ماتت اولم تقبل الخ ام اللام وان علت (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانت ج ۲ ص ۸۷۷ و ج۲ ص ۸۷۸ . ط.س. ج۳ ص ۵۶۲) ظفير.

لڑکی کے بالغہ ہونے تک حق پرورش ہے

(سوال ۱۲۴۶) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے اور جب کہ لڑکی اپنی نانی کے پاس رہنا چاہتی ہو کہ جس نانی نے اسے پرورش کیا اور جس کو اس لڑکی کی حضانت کا اختیار ہو، اس صورت میں اس لڑکی کو کوئی مرد رشتہ دار بعید جو مجرد ہو اور نامحرم لڑکی کا ہو تو وہ شخص لڑکی کو بجبر اس کی نانی سے کیا لے سکتا ہے؟

(الجواب) حق حضانت لڑکی کے حائضہ ہونے تک نانی کو ہے دور کا رشتہ دار اگرچہ وہ ولی نکاح کا ہو، نانی سے اس کو نہیں لے سکتا۔(۱)

زمانہ گذشتہ کا نفقہ نانی ولی سے نہیں لے سکتی

(سوال ۱۲۴۷) اگر لڑکی کی حضانت کا زمانہ ختم ہو گیا ہو، اور لڑکی کا ولی لڑکی کو اس عورت سے کہ جس کی حضانت میں وہ رہی ہو، لینا چاہے تو کیا اس عورت کو خرچہ پرورش جو اس کی پرورش میں خرچ ہوا ہے اس شخص سے کہ جو اپنے قبضہ میں لے لینا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) زمانہ گذشتہ کا خرچہ نانی وغیرہ جس کو حق حضانت ہے، ولی عصبہ سے نہیں لے سکتی۔(۲)

بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کو ماں سے جدا نہیں کیا جا سکتا ہے

(سوال ۱۲۴۸) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے بغیر رضامندی لڑکی کے نانی سے کوئی جدا کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نہیں۔(۳)

---

(۱) ثم بعد الام الخ ام الا م الخ والحاصنة الخ احق به الخ والام والجدة لام ولاب الخ احق بها ای بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج ۲ ص ۸۸۱ ط.س. ج۳ص ۵۶۲.....۵۶۳) ظفیر.

(۲) والنفقة لا تصیر دینا الا بالقضاء اوالرضا ای اصطلا حهما علی قدر معین اصنا فاالخ (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۰۶ ط.س. ج۳ص ۵۹۴) ظفیر.

(۳) فان لم تکن له ام فام الا م اولی من ام الاب والام والجدة لام اولاب احق بالجاریة حتی تحیض (هدایه باب حضانة الولد ج ۲ ص ۴۱۳ وج ۲ ص ۴۱۴) ظفیر.

حق پرورش کی مدت

(سوال ۱۲۴۹) دختر کو اس کی ماں کو اور ماں نہ ہو تو نانی کو حق حضانت کس مدت تک ہے، اور دختر کے باپ کا چچا زاد بھائی دختر کو اس کی نانی سے جبر لینے کا مجاز ہے یا نہیں؟

(الجواب) ماں کو اور اس کے بعد نانی کو حق حضانت لڑکی کا اس لڑکی کے حائضہ ہونے تک ہے یعنی بالغہ ہونے تک ہے، اور ولایت نکاح نابالغہ کے عصبات کو ہے علی ترتیب الارث والحجب۔ اور اگر کوئی ولی محرم لڑکی کا نہ ہو بلکہ غیر محرم ہو تو لڑکی بعد پورا ہونے حق حضانت کے اس کے سپرد نہ کی جاوے گی، بلکہ جس کے پاس ہے مثلاً نانی وغیرہ کے اسی کے پاس چھوڑی جاوے گی، در مختار میں ہے والام والجدة لام اواب احق بها ای بالصغیرة حتیٰ تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة الخ وفی رد المحتار وفی الخلاصة وغیرها واذا استغنی الغلام او بلغت الجاریة فالعصبة اولیٰ یقدم الا قرب فالاقرب ولا حق لا بن العم فی حضانة الجاریة ا ہ قلت بقی ما اذا انتهت الحضانة ولم یوجد عصبة ولا وصی فالظاهر انه یترك عند الحاضنة الخ(۱) وفیه ایضاً وبتعلیلهم بان ابن العم غیر محرم وانه لا حق لغیر المحرم۔

ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو حق پرورش ہے

(سوال ۱۲۵۰) زید کا انتقال ہو گیا اور زید کے تین لڑکیاں صغیر سن ہندہ بیوہ زید کے بطن سے ہندہ کے پاس موجود ہیں، انتقال زید کے دو برس بعد ہندہ نے بچوں کے نامحرم سے نکاح ثانی کر لیا تو حق حضانت لڑکیوں کا ان کی نانی کو ہے یا علاتی بہن اور پھوپھی کو، جب کہ علاتی بہن اور پھوپھی لڑکیوں کا صرف خود اپنے پاس سے اٹھاویں۔

(الجواب) قال فی الدر المختار ثم ای بعد الا م الخ ام الا م الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب ولام ثم لام ثم لاب (۲) الخ وفی الشامی ارادت ام امه تربیته باجر وام ابیه ترضیٰ بذلك مجانافاحبت بانه یدفع للمتبرعه الخ (۳) ص ۶۳۵۔ روایت در مختار سے یہ معلوم ہوا کہ نانی اور دادی کے بعد بہن کا حق ہے اور روایت شامی سے معلوم ہوا کہ ان میں سے جو مفت پرورش کرے وہ احق ہے، لہذا صورت مذکورہ میں لڑکیاں علاتی بہن اور پھوپھی کے پاس چھوڑی جائیں گی تا کہ لڑکیوں کا نقصان مالی نہ ہو۔

نابالغ کا حق پرورش

(سوال ۱۲۵۱) زید فوت ہوا۔ اس نے ایک زوجہ تین لڑکیاں چھوڑی، ایک کی عمر ڈھائی برس کی ہے، حق پرورش کس کو ہے؟

(الجواب) پرورش کا حق اول اس کی والدہ کا ہے، پھر نانی کا، پھر دادی کا اور پھر بہنوں کا حق ہے۔(۴)

---

(۱) ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ص ۸۸۱.ط.س.ج۳ص۵۶۶. ۱۲ ظفیر.(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج ۲ ص ۸۷۸.ط.س.ج۳ص۵۶۲......۵۶۳. ظفیر.(۳) ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷٤ .ط.س.ج۳ص۵۵۸.۱۲ ظفیر (٤)احق الناس بحضانة الصغیر حال قیام النکاح او بعد الفرقة الام الخ وان لم تکن له ام تستحق الحضانة الخ فام الام اولی من کل واحدة الخ فان لم یکن للام ام فام الاب اولیٰ ممن سواها الخ فان ماتت الخ فالا خت لاب وام (عالمگیری مصری، کتاب الطلاق الباب السادس عشر فی الحضانة ج ۱ ص ٤۸۲.ط.ماجدیه ج۱ص۵٤۱) ظفیر.

بلوغ کے بعد ولی کے حوالہ

(سوال ۱۲۵۲) اس لڑکی کا مال بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے یا کیا کیا جاوے؟

(الجواب) بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے گا۔(۱)

پرورش کا خرچ

(سوال ۱۲۵۳) خرچ پرورش کس کے ذمہ ہے اور کس قدر اور کتنی مدت تک۔

(الجواب) اگر خود اس لڑکی کا مال موجود ہے تو اس میں سے اس کا خرچہ لیا جاوے گا، اور اگر اس کے پاس نہیں ہے یعنی اس کے باپ نے کچھ نہیں چھوڑا تو والدہ وغیرہ کے ذمہ اور ترتیب اس کی کتب فقہ میں مذکور ہے۔ کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کے ذمہ اس کا نفقہ ہے اس کے ذمہ یہ خرچ پرورش کا ہے اور مدت حضانت مذکور کے لئے سات برس ہے اور مئونث کے لئے بلوغ یعنی حیض کا آنا ہے۔(۲)

بچہ کا ولی کون ہوگا

(سوال ۱۲۵۴) بعد پرورش کون ولی ہوگا۔

(الجواب) ولی عصبات ہوتے ہیں علی ترتیب الارث والحجب کما فی الدر المختار پس اس صورت میں اگر دادا وغیرہ موجود نہیں ہے تو چچا ولی ہے۔(۳)

نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے؟

(سوال ۱۲۵۵) زید نے انتقال کیا چار لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ کر، اس میں ایک لڑکا اور لڑکیاں بالغہ زوجہ اول متوفیہ سے ہیں، اور تین لڑکے نابالغ زوجہ ثانیہ موجودہ سے ہیں، نابالغان کی حق پرورش اور جائداد کا محافظ اور امین کون ہے؟

(الجواب) نابالغان کا حق حضانت یعنی حق پرورش اس صورت میں ان کی والدہ کو ہے۔(۴) اور ولی نکاح نابالغان کا ان کا بھائی علاتی ہے جو کہ بالغ ہے۔(۵) اور حصہ جائداد وغیرہ جو نابالغان کا ہے وہ ان کی والدہ کے پاس رکھا جاوے۔

---

(۱) نفقة الا ولاد الصغار علی الاب لا یشار که فیها احد الخ ارضاع الصغیر اذا یوجد من ترضعه انما یجب علی الاب اذا لم یکن للصغیر مال و اما اذا کان له مال فتکون مئونة الرضاع فی مال الصغیر کذا فی المحیط الخ ونفقة الصبی بعد انعطام اذا کان له مال فی ماله الخ وان کان الاب زمنا ولیس للصغیر مال یقضی بالنفقة علی الجدولا یرجع الجدبذلك علی احد (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السابع عشر فی النفقات فصل رابع ج ۱ ص ۴۹۶ و ج ۱ ص ۴۹۸ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۵۶۰......۵۶۱) ظفیر.

(۲) والام والجدة احق بالغلام حتی یستغنی وقدربسبع سنین و قال القدوری حتی یا کل ویشرب وحده ویستنجی وحده وقدره ابو بکر الرازی بتسع سنین والفتوی علی الا ول واللام والجدة احق بالجارية حتی تحیض (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السادس فی الحضانة ج ۱ ص ۴۸۳) ظفیر. ط ماجدیہ ج ۱ ص ۵۴۲

(۳) الولی فی النکاح لا المال العصة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالو لاية للام (در مختار) قوله فیقدم ابن المجنونة الخ ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق ثم لاب الخ ثم ابن الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق ثم لاب ثم ابنه (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۲۸) ظفیر.

(۴) اذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد (هدایه باب حضانة الولد ج ۲ ص ۴۱۳) ظفیر.

(۵) الو لی فی النکاح العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ .ط.س. ج۳ ص۷۸) ظفیر.

خالہ اور چچا میں حق پرورش کس کو ہے؟

(سوال ۱۲۵۶) ایک لڑکی نابالغہ کے والدین مر چکے ہیں، صرف خالہ اور چچا موجود ہیں، اس صورت میں حق حضانت کس کو ہے؟

(الجواب) اس صورت میں حق حضانت نابالغہ کا خالہ کو ہے۔(۱) اور ولی نکاح کا اس کا چچا ہے، کذا فی الدر المختار۔(۲)

حق پرورش ماں کو ہے اور حق ولایت عصبات کو

(سوال ۱۲۵۷) زیدؒ زوجہ اول مرحومہ سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا بالغ اور زوجہ ثانیہ موجودہ سے تین لڑکے نابالغان چھوڑ کر انتقال کر گیا، نابالغہ ثلاثہ کا حق پرورش اور جائداد و نکاح کا ولی کون ہے؟

(الجواب) حق پرورش نابالغان کا ان بچوں کی والدہ کو ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے، لہذا اس صورت میں اگر دادا ان نابالغوں کا موجود نہیں تو ان کے نکاح کا ولی ان کا علاتی بھائی ہے، اور جائداد کی ولایت بھائی کو نہیں ہے، اس صورت میں حکام جس کو منتظم مقرر کر دیں وہ انتظام کرے۔(۳)

حق پرورش نانی کو ہے اور ولایت نکاح تایا کو ہے

(سوال ۱۲۵۸) ایک لڑکی بعمر تخمیناً گیارہ برس کی اپنی نانی حقیقی کے پاس رہتی ہے اس وجہ سے کہ اس کے والدین مر چکے ہیں۔ البتہ اس لڑکی کا تایا زندہ ہے، اس صورت میں حق پرورش لڑکی مذکورہ کا اور ولایت نکاح کی کس کو ہے؟

(الجواب) اس صورت میں حق پرورش لڑکی کا اس کی نانی کو ہے حیض آنے تک یعنی بالغہ ہونے تک وہ نانی کے پاس رہے گی اور تایا اس کو نہیں لے سکتا،(۴) البتہ ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اس کے تایا کو ہے جب کہ اس سے قریب تر کوئی عصبہ موجود نہیں(۵) اور یہ ولایت اور اختیار لڑکی کے عدم بلوغ تک ہے بعد بالغہ ہونے کے کسی ولی کا جبر اس پر نہیں ہو سکتا خود لڑکی بالغہ کی اجازت ورضا سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔(۶)

پھوپھی اور تائی میں حق پرورش کس کو ہے؟

(سوال ۱۲۵۹) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سال ہے اس کے والدین فوت ہو گئے ہیں، اب ورثاء میں جھگڑا ہو رہا ہے، لڑکے کی پھوپھی کہتی ہے کہ لڑکا اور مال مجھ کو ملنا چاہئے، اور تائی کہتی ہے کہ مجھ کو ملنا چاہئے، لڑکے کا چچا تایا کوئی زندہ نہیں ہے، پھوپھی اور پھوپھی زاد بھائی اور تائی زندہ ہے، مال اور لڑکا کس کے پاس رہے گا۔

---

(۱) ثم الخالات اولیٰ من العمات ترجیحا لقرابۃ الام (ہدایہ باب حضانۃ الولد ومن احق ج ۲ ص ۴۱۳)
(۲) الولی فی النکاح الخ العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ ص ۷۶) ظفیر. (۳) الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب (در مختار) لا المال فان الولی فیہ الاب و وصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲. ط.س. ج۳ ص ۷۶) ظفیر. (۴) ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ والام والجدۃ لام اولاب احق بہا للصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاہر الروایۃ (در مختار) وبلوغہا اما بالحیض اوالانزال اوالسن ط (ردالمحتار باب الحضانۃ ج ۲ ص ۸۷۷ وج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ ص ۵۶۲ ..... ۵۶۳) ظفیر.
(۵) الولی فی النکاح الخ العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ ص ۷۶) ظفیر. (۶) لا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰. ط.س. ج۳ ص ۵۸) ظفیر.

(الجواب) اس صورت میں اس لڑکے کی پرورش کا حق اس کی پھوپھی کو ہے، تائی اور پھوپھی زاد بھائی کو کچھ حق بمقابلہ پھوپھی کے نہیں ہے، چنانچہ در مختار میں خالہ کے بعد پھوپھی کا حق لکھا ہے۔ ثم الخالات الخ ثم العمات كذالك الخ۔(۱)

حق پرورش ماں کو ہے

(سوال ۱۲۶۰) زید کے پاس ایک داشتہ عورت موجود ہے، یہ عورت جس وقت زید کے پاس آئی تو اپنے ساتھ ایک لڑکا ہشت سالہ لائی، زید نے اس متبنّیٰ وبالک کو اپنے پاس رکھا اور پرورش کی، وہ لڑکا جب بالغ ہوا تو اس کا نکاح ہندہ سے کر دیا، بطن ہندہ سے دو لڑکے ہوئے، ایک کی عمر چار سال دوسرے کی چھ سال ہے، دو سال ہوئے ہندہ کا زوج مر گیا، زید نے مسماۃ کے پاس جس قدر زیورات و کپڑے واثاث البیت وغیرہ تھے بروز وفات شوہر ہندہ زبردستی چھین لئے، مسماۃ میکہ میں چلی آئی اور اس کا باپ اس کی اور دونوں صغیر بچوں کی پرورش کرتا ہے، وہ عورت اپنے شوہر کے پاس زید سے علیٰحدہ دوسری جگہ رہتی تھی اور اس کا شوہر آٹھ سال سے زید سے علیٰحدہ رہتا تھا اور زیور واثاث البیت مال ومتاع سب مکسوبہ زوج مسماۃ تھا۔ اب زید نے عدالت میں دعویٰ کیا ہے کہ دونوں اطفال صغیر مجھے دلوائے جاویں، میں ان کی پرورش کروں گا عدالت نے اس مقدمہ کو پنچائت کے سپرد کیا، پنچوں نے یہ لکھا ہے جس صورت میں دونوں بچے صغیر ہیں اور ماں ان کی پرورش کی درخواست کرتی ہے تو فی الحال وہ بچے زید کو نہ دیئے جاویں، بلکہ ماں کے پاس رہیں، کیونکہ نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ جلد ۲ باب الحضانت میں ص ۴۰۳ میں ہے کہ تربیت کی حق دار اول ماں ہے اس پر جبر نہ کریں گے اگرچہ اس میں اور خاوند میں تفریق ہو جاوے، یعنی طلاق دی ہو، اس لئے کہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا تھا، پیٹ میرا اس کا برتن، چھاتی میری اس کی مشک گود میری اس کا مکان، اس کے باپ نے مجھے طلاق دی اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے، سو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس کو کہ تو زیادہ حق دار ہے اس کے رکھنے کی جب تک کہ نکاح نہ کرے، روایت کیا اس کو ابو داؤد احمد وحاکم نے اور صحیح کہا اس کو، اور اس واسطے کہ ماں کی شفقت زیادہ ہے تو اس کو دینا اچھا ہوگا، حضرت ابو بکرؓ نے نہ دیا حضرت عمرؓ کو بلکہ سپرد کیا اس کو اس کی ماں کے وقت وقوع فرقت کے، روایت کیا اس کو مالکؒ نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابو بکرؓ نے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے کہ نہ جدا کیا جاوے والدہ اپنے لڑکے سے، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے طلاق دی جمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو، تو اس نے نکاح کیا، اور آئے حضرت عمرؓ اور لے لیا اور اپنے بیٹے کو اور پکڑا اس کو اس کی ماں نے، یہاں تک کہ مرافعہ کیا دونوں نے حضرت ابو بکرؓ کے پاس، تو فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کہ چھوڑ دو اس لڑکے کی ماں اور اس لڑکے کو، تو لے لیا اس کی ماں نے لڑکے کو، اور ایک روایت میں مصنف کے ہے کہ فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کہ چھونا ماں کا، گود اس کی، بو اس کی، بہتر ہے اس کے لئے تم سے یہاں تک کہ جوان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کرے اپنے نفس کو انتہی۔ اور مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۳ ص ۸۱ مولانا عبدالحیؒ بجواب ایں سوال کہ عصبات راہم حق حضانۃ است یانہ، لکھتے ہیں، ہر گاہ مادر یا خالہ یا مادر مادر یا مانند آنہا نباشند یا آنکہ بعذرے حق اینہا ساقط شود برائے پرورش

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۸. ط.س. ج۳ ص ۵۶۳. ۱۲ ظفير.

بعصبات حادہ خواہد شد، در عالمگیریہ می آرد اذا وجب الا نتزاع من النساء اولم یکن للصبی امرأة من اهله یدفع الی العصبة انتهی۔(۱) اور بزیر جواب سوال باوجود مادر و خواہرش جدہ را حق حضانت می رسدیانہ، تحریر فرماتے ہیں فی الدر المختار ثم ای بعد الام بان ماتت اولم تقبل اواسقطت حقها او تزوجت باجنبی ام اللام وان علت عند عدم اهلیةالقربیٰ ثم ام الاب وان علت انتهیٰ۔(۲) اور اسی کتاب کی جلد ۳ ص ۸۱ میں باب الحضانۃ میں ہے، سوال حق حضانۃ کہ مادر راست بچہ ام عذر ساقط می شود، جواب بعذر آنکہ مرتد شود یا فاجرہ باشد بہ زنایا غنایا سرقہ یا نیاحۃ یا مانند آں یا پرورش نہ نماید کہ طفل راگذاشتہ اکثر اوقات از خانہ می بر آید یا آنکہ بغیر محرم دختر رانکاح کرد۔ در در مختار می آرد والحضانة تثبت للام ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة فجوراً یضیع الو لد به کزنا وغنا وسرقةو نیاحة کذا فی البحر او غیر ما مونة ذکره فی المجتبیٰ بان تخرج کل وقت وتترك الولد فما یعاً او متزوجة بغیر محرم الصغیرة انتهی(۳) بناءً علیہ بچے صغیرہ والدہ کی پرورش میں رہیں گے، یہ فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے یا نہ؟

(الجواب) اس میں شبہ نہیں کہ حق حضانت اول والدہ کو ہے پھر نانی کو پھر دادی کو الی آخر الترتیب اور لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق والدہ اور جدہ کو بالغہ ہونے تک موافق ظاہر الروایت کے ہے۔ اور امام محمدؒ کے قول کے موافق نوبرس تک۔(۴) بہر حال مدت مذکورہ میں دونوں بچوں کی پرورش کا حق والدہ کو ہے اور اگر باپ ان بچوں کا نہیں ہے تو زید کو کچھ حق ولایت نہیں، حق نابالغان کا بھی نہیں ہے، پس فیصلہ پنچان جو متعلق حق حضانت والدہ کے ہوا، صحیح موافق شریعت کے ہے، اور عبارات کتب معتبرہ مع ترجمہ خود فیصلہ پنچان میں درج ہیں، اور کسی عبارت کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

صورت مسئولہ میں حق پرورش دادی کو ہے

(سوال ۱۲۶۱) ہندہ مر گئی اور اس کے چار بچے ہیں ہر بچہ سات برس سے کم ہے، ان بچوں کے نانا اور دادا اور دادی وخالہ اور پھوپھی و باپ موجود ہیں، اس صورت میں کون ان بچوں کو رکھ سکتا ہے؟

(الجواب) حق حضانت دادی کو ہے(۵) اور ولایت نکاح باپ کو ہے۔(۶)

پرورش کی کیا مدت ہے اور اس کے بعد کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۶۲) پرورش کرنے کی مدت کتنی ہے؟ اور کتنی مدت کے بعد والد اپنے لڑکے بچے کو لے سکتا ہے۔

(الجواب) حق پرورش لڑکے میں سات سال ہے اور لڑکی میں حیض آنے تک، بعد مدت مذکورہ والد اپنے بچوں کو

---

(۱) عالمگیری مصری باب الحضانة ج۱ ص ۵٤۲. ط. ماجدیه ج۱ ص ۵٤۲. ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۷۷. ط.س. ج۳ ص ۵٦۲......۵٦۳. ظفیر.
(۳) ایضا ج ۲ ص ۸۷۱. ط.س. ج۳ ص ۵٦٦ ظفیر. (٤) الحضانة تثبت للام ولو بعد الفرقة الخ ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام ثم ام الاب الخ والام والجدة احق بها ای بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة الخ وغیرهما حق بها حتی تشتهی وقدر بتسع وبه یفتی وعن محمد ان الحکم فی الام والجدة کذالك وبه یفتی (ایضاً ج ۲ ص ۸۸۱) ظفیر.
(۵) ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب وان علت (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷. ط.س. ج۳ ص ۵٦۲......۵٦۳) ظفیر. (٦) الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلا توسط انثیٰ علی ترتیب الارث والحجب (ایضا باب الولی ج ۲ ص ٤۲۷. ط.س. ج۳ ص ۷٦) ظفیر.

لے سکتا ہے، والحاضنة احق بالغلام حتی یستغی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی وبالصغیرة حتی تحیض فی ظاهر الروایة۔(۱)در مختار۔

ماں جب فاجرہ ہو تو اس کو حق پرورش حاصل نہیں رہتا

(سوال ۱۲۶۳) میرا بھائی چھ سال ہوئے انتقال کر گیا، اور اس نے اپنی دختر کو جس کی عمر چار سال کی تھی اپنے بڑے بھائی اور چھوٹی بہن کے سپرد کر گیا، ڈیڑھ سال ہوا کہ بڑا بھائی بھی فوت ہو گیا، بعد ازاں لڑکی میری چھوٹی بہن کی سپردگی میں رہی اس وقت لڑکی میرے پاس ہے جس کی عمر دس برس کی ہو چکی ہے، میری بھاوج یعنی لڑکی کی والدہ کے ایک لڑکا فعل حرام سے تولید ہوا، اس صورت میں لڑکی کی پھوپھی لڑکی کی ولی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے کہ اگر ماں مرتدہ ہو جاوے یا زانیہ ہو یا غیر مامون ہو تو اس کا حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جس کا حق ہے اس کے پاس بچہ رہے گا، پس اس صورت میں جب کہ پھوپھی کے سوا ماں کے بعد اور کوئی حق دار نہیں تو پھر پھوپھی کو حق پرورش ثابت ہو جاوے گا لڑکی کے بالغہ ہونے تک پھوپھی اس کو رکھ سکتی ہے، اور جب لڑکی بالغہ ہو جاوے تو اس کی اجازت سے پھوپھی اس کا نکاح بھی کر سکتی ہے در مختار میں ہے الا ان تکون مرتدة اوفاجرة فجوراً یضیع الو لد به کزنا الخ او غیر ما مونة الخ۔(۲)فقط۔

حق پرورش کی ترتیب

(سوال ۱۲٦٤) نابالغہ کی پرورش کا حق ماں کے بعد اول نانی کو ہے یا بہن کو، اور ولایت نکاح میں کس کا درجہ مقدم ہے۔

(الجواب) ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت درمختار۔(۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حق پرورش نابالغہ میں ماں کے بعد نانی کا حق بہن سے مقدم ہے اور ولایت نکاح نابالغہ میں بھی نانی مقدم ہے بہن سے۔ واولا هم الام ثم الجدة ثم الاخت لاب وام الخ شامی۔(۴) باب الولی۔ فقط۔

جیسا بھی ماحول ہو ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

(سوال ۱۲٦٥) میرا لڑکا عبدالقادر جس کی عمر ۳½ سال ہے، کچھ عرصہ چار ماہ ہوا، اس کی والدہ انتقال کر گئی، وہ اپنے نانا، نانی کے یہاں مقیم ہے جہاں پر اس کی تربیت اسلام کے خلاف گالی گلوج اور لغویات سنے ہو رہی ہے، لیکن اس کے نانا، نانی اس کو میرے پاس آنے نہیں دیتے تو از روئے شریعت اس کو وہاں اسی حالت میں رہنے دیا جاوے یا تربیت اسلام کے واسطے کوشش کر کے ان سے لے لیا جاوے۔

(الجواب) آپ کے لڑکے عبدالقادر سلمہ کی والدہ چونکہ انتقال کر گئی ہے تو بحالت موجودہ ان کی پرورش کا حق اس کی نانی کو ہے، سات برس تک وہ رکھ سکتی ہے، اس کے بعد آپ لے سکتے ہیں اور اپنے پاس رکھ کر ہر قسم کی تعلیم شروع کرا سکتے ہیں، یہ عمر ایسی ہے کہ اگر کچھ وہاں کی صحبت سے لڑکے میں جو برے اثرات کچھ پیدا بھی ہوں گے تو

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص۵٦٦، ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۷۲. ط.س. ج۳ص۵۵٦. ۱۲ ظفیر. (۳) ایضاً ج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص۵٦۲...... ۵٦۳. ۱۲ ظفیر. (٤) ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۹. ط.س. ج۳ص۷۸. ظفیر.

ان اثرات کا ازالہ جلد ہو سکتا ہے، هكذا في كتب الفقه (۱) فقط۔

نو سال کے بعد لڑکا کو باپ اس کی ماں سے لے سکتا ہے

(سوال ۱۲۶۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اس کے ایک لڑکا صغر سن تھا جس کی عمر سات سال سے کم تھی، کچھ عرصہ کے بعد عورت نے نکاح ثانی کر لیا بچہ کے غیر محرم سے اور بچہ کی عمر بھی نو سال کی ہو گئی تو عورت سے بچہ کا مطالبہ اس کے باپ نے کیا، لیکن اس کی ماں دینا نہیں چاہتی، اس صورت میں باپ کی موجودگی میں کوئی دوسرا اولی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک رہتا ہے، اس کے بعد اس کو کچھ حق نہیں رہتا کما في الدر المختار والحاضنة اما اوغيرها احق به اى بالغلام حتىٰ يستغني عن النساء وقدر بسبع وبه يفتي، (۲) اور نیز والدہ کا حق پرورش بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لینے سے ساقط ہو جاتا ہے، والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه الخ در مختار۔ (۳) لہٰذا اس صورت میں کسی طرح والدہ، نانا، نانی وغیرہم کو اس لڑکے کے روکنے کا کچھ حق نہیں ہے، باپ اس کو لے سکتا ہے اور باپ اس کا ہر طرح حق دار ہے، اور باپ کی موجودگی میں دوسرا کوئی ولی اقرب اس لڑکے کا نہیں ہے۔

والدہ کے بعد حق پرورش نانی کو سات سال کی عمر تک ہے

(سوال ۱۲۶۷) میری زوجہ ثانی کا انتقال ہو گیا ہے، ایک بچہ جس کی عمر تقریباً پانچ سال ہے، اپنے نانا کے پاس ہے، ان کو بھوپال روانہ کرنے میں اصرار ہے یا میرے مقابلے میں اس کا ولی نانا یا ماموں ہو سکتا ہے؟

(الجواب) اس لڑکے نابالغ کے مال اور نکاح کی ولایت آپ کو ہے، اور حق پرورش سات برس کی عمر تک والدہ کے بعد اول نانی کو اس کے بعد دادی کو اس کے بعد بہنوں کو ہے، پس اگر نانی بچہ کی موجود ہے اور وہ اس کو اپنی پرورش میں رکھنا چاہتی ہے تو آپ سات برس کی عمر ہونے پر اس کو لے سکتے ہیں، اور اگر نانی بچہ کی موجود نہیں ہے تو حق پرورش بچہ مذکور کا اس کی دادی اور بہنوں کو ہے۔ (۴) ان کی حضانت میں نانا اور ماموں کو حق پرورش نہیں ہے بلکہ نانا اور ماموں کا درجہ حق پرورش میں باپ وغیرہ کے عصبات کے بعد ہے اور پرورش کرنے والی لڑکے کو آپ کی اجازت سے بھوپال لے جا سکتی ہے۔

---

(۱) ثم اى بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع وبه يفتي (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۷۷ و ج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ ص ۵۶۲ ...... ۵۶۳) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ ص۵۶۶. ۱۲ ظفير.

(۳) ايضاً ج۲ ص ۸۸۰. ط.س. ج۳ ص۵۶۵. ۱۲ ظفير.

(٤) ثم اى بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام ثم لام الخ والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع وبه يفتي (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ ص۵۶۲...... ۵۶۳) ظفير.

باب ہشدہم
نان و نفقہ سے متعلق احکام و مسائل

شوہر کے خلاف مرضی جب بیوی میکے چلی جائے تو حق نفقہ نہیں رہتا

(سوال ۱۲۶۸)ایک عورت کے پیٹ میں لڑکا مر گیا، ڈاکٹر سے نکلوایا گیا جس کے صدمہ سے دونوں مقام ایک ہو گئے، مرد کے کام کی نہیں رہی، اس نے دوسرا نکاح کیا، یہ اس دوسری عورت سے بھی لڑی اور تنگ کیا، پھر اپنا اور اس دوسری عورت کا کل زیور لے کر اپنے باپ کے مکان میں چلی گئی اور اس سے انکار کرتی ہے کہ میں نہیں لائی۔ اب شوہر کو یہ خیال ہے کہ اگر طلاق دوں تو کوئی شخص اس سے نکاح نہیں کرے گا، یہ خیال ہے کہ اس کو اس کے باپ کے گھر خرچ دے دیا کرے۔

(الجواب) جب کہ وہ عورت شوہر کے گھر سے خلاف مرضی شوہر کے اپنے باپ کے گھر چلی گئی، نفقہ اس کا ساقط ہو گیا، اگر وہاں رہتے ہوئے شوہر اس کو نفقہ نہ دے گا تو گنہگار نہیں ہے اور اگر دے دے تو یہ شوہر کا تبرع اور احسان ہے گناہ کچھ نہیں۔(۱)فقط۔

گذشتہ سالوں کے اخراجات کی ادائیگی شوہر پر واجب نہیں

(سوال ۱۲۶۹)زید اپنی زوجہ کو سسرال میں رکھتا تھا اور کل خرچہ اس کا اس کے والدین اٹھاتے تھے، زید نے کبھی کچھ نہیں دیا، اب اس کے والدین اس سے خرچہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب)مذکورہ بالا اخراجات جو زوجہ زید کے والدین نے اپنی لڑکی پر صرف کئے ان کے مطالبہ کا حق اس کے والدین کو نہیں ہے۔قال فی الدر المختار والنفقة لایصیر دیناً الا بالقضاء اوالرضاء الخ۔(۲)

شوہر نفقہ بند کر دے تو کیا کیا جائے؟

(سوال ۱۲۷۰)خاوند بسبب ناراضگی کے بیوی کا نفقہ بند کر دے تو کیا کرنا چاہئے؟

(الجواب)شریعت میں اس کا علاج یہ ہے کہ شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ نان و نفقہ دیوے یا طلاق دیوے۔(۳)فقط۔

بیویوں کا حق مکان ہے، بہتر ہونا ضروری نہیں

(سوال ۱۲۷۱)ایک شخص کی دو بیبیاں ہیں اور ہر ایک بیوی کو ایک مکان علیحدہ علیحدہ دیا، اب عرصہ کے بعد ایک بیوی مکان بدلنا چاہتی ہے، کیونکہ ایک کے پاس کڑی چھت کا ہے، اور دوسری کے پاس کھپریل کا ہے۔ اب آیا زوج کو مکان کا بدل دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر نہ بدلے تو کچھ گناہ تو نہیں؟

(الجواب)اس میں زوج پر کچھ گناہ نہیں ہے، حق سکونت ہر دو زوجہ کا ادا ہو گیا، اور اب دوسری زوجہ کو بدلنے کا کچھ نہیں۔(۴)

---

(۱)ولا نفقة لا حد عشر الی ان قال وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۰ .ط.س.ج۳ص۵۷۵.....۵۷۶)ظفیر.(۲)ایضاً ج ۲ ص ۹۰۶.ط.س.ج۳ص۵۹۵. ۱۲ ظفیر.(۳)ویجب (الطلاق) لو فات الا مساك بالمعروف(الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج۲ ص ۵۷۲.ط.س.ج۳ص۲۲۹ ظفیر.

(٤)وعلی الزوج ان یسکنها فی دار مفردة لیس فیها احد من اهله (هدایه باب النفقة ج۲ ص ٤٢١)ظفیر.

خسر سے عدت کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

(سوال ۱۲۷۲)(م) شوہر (ز) اپنی زندگی میں اپنے باپ کے ساتھ اکٹھا رہتا تھا، اب بعد انتقال (م) کے (ز) اپنے خسر سے اپنے زمانہ عدت کے نفقہ اور مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ نیز بعد وفات (م)(ز) کے لڑکا پیدا ہوا، اور پندرہ ماہ زندہ رہ کر فوت ہو گیا، اس کا پندرہ ماہ کا خرچہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) منکوحہ (م) کی اپنے خسر سے مطالبہ نفقہ عدت وغیرہ کا نہیں کر سکتی،(۱) اگر (م) نے کچھ ترکہ مملوکہ اپنا چھوڑا ہے تو مہر اپنا اس ترکہ شوہری میں لے سکتی ہے اور حصہ میراث اپنا اور اپنے پسر کی طرف سے جو اس کو پہنچا وہ لے سکتی ہے،

شوہر بیوی کو نکال دے تو اس کا نفقہ اس پر واجب ہے

(سوال ۱۲۷۳) اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نہ نماید، نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است یانہ؟ و اگر زوجہ بسبب عدم ادائے حقوق طلاق طلب کند عاصی ہست یانہ؟

(الجواب) اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نماید نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است زوجہ نالش کردہ بگیرد (۲) و اگر بسبب عدم ادائے حقوق زوجہ طلاق طلب کند عاصی نیست و بر شوہر واجب است کہ در صورت عدم ادائے حقوق او طلاق بدہد۔(۳) فقط۔

نفقہ اور سامان جہیز کا حکم

(سوال ۱۲۷٤) زید نے ہندہ زوجہ خود کو بوجہ تنہائی کے چھ برس سے اپنی خوشی سے اس کے میکے میں چھوڑ آیا، اور ایک ماہ کا نان نفقہ دے کر کہا کہ آئندہ اسی طرح دیتا رہوں گا، مگر بعد اس کے اس نے کچھ نہیں دیا اور اب اس نے طلاق دے دی تو اب ہندہ اپنا مہر اور نان نفقہ میکے میں رہنے کی مدت کا اور بعد اس کے زمانہ عدت کا نان نفقہ اور سامان جہیز وغیرہ جو اس کے والدین نے دیا تھا پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں ہندہ اپنا مہر اور نفقہ والدین کے گھر رہنے کی مدت کا اور نفقہ عدت کا لینے کی مستحق ہے، شوہر سے مطالبہ اس کے لینے کا کر سکتی ہے،(٤) اور سامان جہیز جو اس کو والدین سے ملا ہے وہ اس کی ملک ہے اس کو بھی لے سکتی ہے ھکذا فی کتب الفقہ۔(۵)

....

(۱) النفقة واجبة للزوجةعلى زوجها مسلمة كانت اوكافرة اذاسلمت نفسها الى منزله فعليه نفقتها وكسو تها وسكنا ها (ايضاً ج ۲ ص ٤١٧)ظفير.

(۲) تجب للزوجة على زوجها (النفقه) الى قوله ولو هي في بيت ابيهما اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى وكذا اذا طالبها ولم تمتع اوا متغت للمهر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸٦.ط.س.ج۳ص ۵۷۲) ظفير.

(۳) ويجب (الطلاق) لو فات الا مساك بالمعروف (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲.ط.س.ج۳ص ۲۲۹) ظفير.

(٤) فتجب للزوجة على زوجها (الى قوله) ولو هي في بيت ابيها اذا لم يطا لبها الزوج بالنقلة به يفتى (در مختار) فتجب النفقة من حين العقد الصحيح وان لم تنتقل الى منزل الزوج اذا لم يطالبها (ردالمحتار ج۲ ص ۸۸۹.ط.س.ج۳ص ۵۷۲)ظفير.

(۵) وجهزا بنته بجهاز وسلمها ذلك ماليس له الا سترد اد منها ولا لورثته بعده الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج۲ ص ۵۰۳.ط.س.ج۳ص ۱۵۵)ظفير.

زوجہ متوفی عنہا کی عدت کا نفقہ

(سوال ۱۲۷۵)زوجہ پسر متوفی کی عدت میں ہے، اس کی عدت کے اخراجات کس کے ذمہ ہیں؟ کیا شوہر کے باپ کے ذمہ ہے؟ اگر شوہر کا پدر کچھ زوجہ کے صرف میں خرچ کرے تو زوجہ کے حقوق میں سے مجرا کر سکتا ہے یا نہ؟

(الجواب) کسی کے ذمہ نہیں ہیں، کیونکہ شوہر تو مر گیا اس کے ذمہ نفقہ عدت کا نہیں ہے اور شوہر کے باپ کے ذمہ یہ اخراجات نہیں ہیں، پدر جو کچھ خرچ کرے وہ تبرع ہے مجرا نہیں کر سکتا۔(۱)

مرنے والے کے لڑکے کا ولی کون ہے؟

(سوال ۱۲۷۶)پسر متوفی نے ایک پسر جس کی عمر چھ سال کی ہے چھوڑا، اس کا ولی کون ہے، اور حق پرورش کس کو حاصل ہے؟

(الجواب)ولی اس بچہ کا اس کا دادا ہے اور حق پرورش اس کی والدہ کو ہے۔(۲)

زید نے نان نفقہ کی ضمانت لی تو نفقہ کی اس سے مستحق ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۷۷)زید نے بکر کے فرزند کے ساتھ عمر کی دختر کا نکاح اس معاہدہ پر کرلیا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کردو، اور کسی بات کا اندیشہ نہ کرو، میں اس کے نان نفقہ و مہر کا ذمہ دار ہوں، اب لڑکا اپنی زوجہ کو عمر کے گھر چھوڑ گیا ہے اور نان نفقہ نہیں دیتا اور نہ بلاتا ہے، اس صورت میں زید سے جو ضامن ہے نفقہ و مہر کا دعویٰ ہو سکتا ہے یا نہ؟

(الجواب)زید ضامن سے نفقہ اور مہر کا مطالبہ شرعاً ہو سکتا ہے، ولا یطالب الا ب بمهر ابنه الصغير الفقير الا اذاضمنه على المعتمد كما فى النفقة الخ (۳) وفى الشامى اداء ضمان الولى الكبير منهما فظا هر لانه كالا جنبى الخ شامى۔

زوجہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے

(سوال ۱۲۷۸)زوجہ مطلقہ ثلثہ کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہ؟

(الجواب)واجب ہے۔(۴)فقط۔

اولاد کی پرورش اور شادی باپ کے ذمہ ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۷۹)اولاد کی شادی و پرورش اور تعلیم باپ کے ذمہ ضروری ہے یا نہ؟ خصوصاً جب کہ اولاد کے پاس مال نہ ہو۔

(الجواب)باپ کے ذمہ اولاد کا نفقہ اس وقت ہے کہ اولاد کے پاس مال نہ ہو، اگر اولاد کے پاس مال ہو تو اولاد کے

---

(۱)ولا نفقة للمتوفى عنها زوجها (هداية ج ۲ ص ۴۲۲)ظفير.(۲)واذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالام احق بالولد (هدايه ج ۲ ص ۴۱۳) ظفير.(۳)الدر المختار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۱ على هامش ردالمحتار .ط.س.ج۳ص۱۴۱. ظفير.(۴)واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى فى عدتها رجعيا كان او بائناً (الى قوله) سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول للمطلقة الثلث النفقة والسكنى ما دامت فى العدة (هدايه ج ۲ ص ۴۲۱) ظفير.

مال میں سے ان پر خرچ کرے۔(۱)

مطلقہ کی عدت اور اس کا نفقہ

(سوال ۱۲۸۰)معتدہ طلاق مستحق نفقہ از شوہر خود است یانہ ؟وعدت معتدہ طلاق کی جوان باشد حیض است، اگر تاسہ چہار سال می گوید کہ ہنوز سہ حیض از من از وقت طلاق منقضی نہ شدہ اند قول وے را اعتماد کردہ شود یانہ ؟و نفقہ مدت مذکورہ بر شوہر لازم است یانہ ؟

(الجواب)وتجب لمطلقة الرجعی والبائن النفقة الخ ولوادعت امتداد الطهر فلها النفقة الخ۔(۲)پس معلوم شد کہ نفقہ مطلقہ تا انقضائے عدت واجب است و در امتداد طہر قول مطلقہ معتبر است الا ان یقیم الزوج البینة علی اقرارها بانقضاء العدة او تبلغ هی سن الایاس بعدثلثة اشهر کذافی الشامی.

صغیر کا نفقہ

(سوال ۱۲۸۱)نفقہ صغیر کہ بعمر دو سال است از پدر گرفتہ شود یانہ ؟ومدت حضانت چیست ؟

(الجواب)نفقہ صغیر بذمہ پدر است، حسب عرف نفقہ از پدر گرفتہ شود و تا ہفت سال نزد حاضنہ ،ام یاام الام یاغیر اوشاں بماند۔(۳)فقط۔

مطلقہ کی عدت کا نفقہ بذمہ شوہر

(سوال ۱۲۸۲)عورت حاملہ ہے بعد بچہ پیدا ہونے کے اس کا نان و نفقہ شوہر پر واجب ہوگا یانہ ؟

(الجواب)مطلقہ کا نفقہ عدت میں شوہر پر لازم ہے اور بچہ پیدا ہونے پر بچہ کا نفقہ باپ کے ذمہ لازم ہے۔(۴)

بیوی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۸۳)زوجہ اپنے شوہر کے ہمراہ جانے سے سفر میں انکار کرتی ہے اگر شوہر نفقہ بند کردے تو کیا حکم ہے ؟

(الجواب)در مختار میں ہے او ابت الذهاب الیه او السفر معه اومع اجنبی بعثه ما ینقلها فلها النفقه۔(۵) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے، نفقہ نہ دینے میں شوہر گنہگار ہوگا۔

---

(۱)وتجب النفقة بانواعها علی الحر لطفله یعم الانثی الجمع الفقیر الحر فان النفقة المملوك علی مالكه والغنی فی ماله الحاضر (در مختار) الفقیر ای ان لم یبلغ حد الکسب الخ (ردالمحتار باب النفقه مطلب الصغیر والمکتسب نفقة فی کسبه ج ۲ ص ۹۲۳.ط.س.ج۳ص۶۱۲)ظفیر.

(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقة ج۲ ص ۹۲۱.ط.س.ج۳ص۶۰۹. ظفیر.

(۳)وتجب النفقة بانواعها علی الحر لطفله یعم الانثی والجمع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ص ۹۲۳) والام والجدة احق بالغلام (الی قوله) والخصاف قدر الا ستغناء بسبع سنین اعتبار اللغالب (هدایه ج۲ ص ۴۱۴.ط.س.ج۳ص۶۱۲) ظفیر. (۴)اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسکنی فی عد تها رجعیا کان او بائنا(هدایه ج ۲ ص ۴۲۱)ونفقة الاولاد الصغار علی الاب لا یشارکه فیها احد الخ (هدایه ج ۲ ص ۴۲۳)ظفیر.

(۵)الدر المختار باب النفقه ج۱ ص ۲۶۷.ط.س.ج۳ص۵۹۴.۱۲ ظفیر.

زوجہ کا حق بسلسلہ سکنیٰ

(سوال ۱۲۸٤)زید نے زردین مہر کل معجّل اپنی زوجہ کو ادا کر دیا، مسماۃ ہندہ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتی اور بخانہ شوہر کے بھی آنے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں زید مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بخانہ اپنے سکونت پذیر کر کے حقوق زوجیت ادا کرنے کا شرعاً مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب)زید کو بے شک یہ حق ہے کہ اپنی زوجہ کو علیحدہ مکان میں رکھے اور زوجہ کے ذمہ اس کی اطاعت اور ادائے حق شوہری لازم ہے،(۱)ورنہ وہ عورت ناشزہ اور نافرمان ہے، فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اگر زوجہ بےوجہ شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر نہیں رہتا۔(۲)

بلاوجہ شوہر کے مکان میں عورت نہ جائے تو وہ شرعاً نافرمان ہے

(سوال ۱۲۸۵)ایک شخص بہ ثبت اقرار نامہ بدیں الفاظ اپنی شادی کراتا ہے کہ میں اپنے خسر کے ہمراہ رہوں گا، اگر کسی قسم کی ناچاقی ہو جاوے تو مکان اسی محلّہ میں کرایہ پر لے کر رہوں گا، اس شادی کو تین سال ہو گئے، ایک لڑکا بھی بعمر دو سال موجود ہے اب داماد اور خسر میں ایسا تنازعہ ہو گیا کہ نبھاؤ مشکل ہے، اس غرض سے داماد گھر چھوڑنے پر مجبور ہوا اور آئندہ اس محلّہ میں رہنا نہیں چاہتا، دوسرے محلّہ میں مکان کرایہ پر لیا ہے، لڑکی اس مکان میں جانے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں لڑکی خاوند سے نان نفقہ پانے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہ اور لڑکا اپنی ماں کے ہمراہ ہے۔

(الجواب)اگر عورت اس مکان میں شوہر کے ساتھ بلاوجہ نہ جاوے گی، تو ناشزہ ہو گی اور شوہر سے نفقہ پانے کی مستحق نہ ہو گی هكذا فی الدر المختار (۳)وغیرہ، اور لڑکا ماں کے پاس ہی رہے گا۔(۴)

بچہ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے

(سوال ۱۲۸٦)زید نے اپنی زوجہ ہندہ کا مہر ادا کر دیا اور ہندہ کو اس کے والدین کے یہاں پہنچادیا، ہندہ کے ہمراہ ایک چھوٹا بچہ ہے، زید نہ اس کی پرورش کرتا ہے اور نہ ہندہ کو نان نفقہ دیتا ہے، کوئی حق زوجیت ادا نہیں کرتا اور گھر رکھنے سے انکار کرتا ہے اور طلاق بھی نہیں دیتا اس صورت میں ہندہ کے گذر اوقات کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟۔

(الجواب)نالش کر کے شوہر سے نان و نفقہ مقرر کرائے یا وہ طلاق دے گا یا نفقہ دے گا، شریعت کا یہ حکم ہے کہ

(۱)قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا الرجل دعا زوجته لحاجة فلتاته وان كانت على التنور (مشكوة ص ۲۸۱) ظفير.

(۲)لانفقة لا حد عشر مرتدة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج۲ ص ۸۸٦. ط.س. ج۳ص۵۷۵)ظفير.

(۳)لانفقه خارجة من بيته بغيرحق وهي الناشزة مختصرا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص۵۷٦) ظفير.

(٤)تربية الولد تثبت للام النسبية ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة الخ او متزوجة بغير محرم الصغير (ايضا باب الحضانة ج۲ ص ۸۷۱. ط.س. ج۳ص۵۵۵......۵۵٦) ظفير.

حاکم شوہر سے زبردستی نفقہ دلوائے۔(۱)

عدت کے ایام میں جب عورت شوہر کے گھر سے بلاوجہ نکل جائے تو مستحق نفقہ عدت نہیں

(سوال ۱۲۸۷)زوجہ بعد وفات شوہر چوتھے روز مکان اپنے شوہر کا جہاں شوہر فوت ہوا تھا چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے یہاں چلی گئی اور ایام عدت مکان شوہر میں نہیں گذارے، ایسی حالت میں شوہر کے ترکہ سے اس کو نان و نفقہ کا استحقاق تا اختتام عدت حاصل ہو گا یا نہیں۔

(الجواب)بعد وفات شوہر عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے وہ نکلے یا نہ نکلے، پس شوہر کے ترکہ میں سے عدت کا نفقہ عورت کو نہ ملے گا،فی الدر المختار لا تجب بانواعها لمعتدة موت الخ ۔(۲)

والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ

(سوال ۱۲۸۸)زید کے دو لڑکے ہیں زید اپنے لڑکوں سے کہتا ہے کہ تم اپنی کمائی میں سے میرا حصہ جدا کر دو، شرعاً زید اور اس کی بیوی ضعیف و نادار ہیں، بیٹوں کے مال میں سے کچھ حصہ زید واس کی زوجہ کا ہے یا نہیں ؟ لڑکے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی قوت بازو سے کمایا ہے، آپ کا ہماری کمائی میں کچھ حصہ نہیں، کیا حکم ہے ؟

(الجواب)ماں باپ کا جب کہ محتاج و ضعیف و نادار ہوں،ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ واجب ہے، پس دونوں کے ذمہ ماں باپ کا خرچ لازم ہے بقدر حاجت پوشاک و خوراک کے لئے ان کو دیویں،اور کوئی حصہ علاوہ نفقہ کے لازم نہیں ہے،وتجب على موسر الخ النفقة لاصوله الفقراء الخ ملخصادر مختار۔(۳)

جب تک نکاح باقی ہے بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے

(سوال ۱۲۸۹)زید عرصہ چار سال سے افریقہ چلا گیا،اور اپنی منکوحہ عورت کو چھوڑ گیا تین سال تک اس نے اپنی منکوحہ کی خبر تک نہ لی،ناچار بمعرفت وکیل نان نفقہ کے لئے نوٹس دیا تو اس نے دو سو روپیہ بھیج دیا،اب سنا جاتا ہے کہ وہ اس جگہ خمر خواری میں مشغول ہے اور کوئی عورت بھی بغیر نکاح کے رکھی ہوئی ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نے وطن کو کبھی جانا ہی نہیں،اور نہ وہ اب خرچ دیتا ہے نہ آباد کرتا ہے نہ چھوڑتا ہے،ایسی صورت میں عورت کو کیا کرنا چاہئے ؟

(الجواب) اقول وبالله التوفيق مذہب حنفیہ اس بارہ میں یہ ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، نفقہ کے لئے حکام کی طرف رجوع کرے اور حکام شوہر کو مجبور کریں کہ عورت کی خبر گیری کرے اور نفقہ دے ورنہ طلاق دے دے خود حاکم تفریق نہیں کرا سکتا، قال فی الدرالمختار ولا يفرق بينهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ايفائه لو غائباً حقها ولو موسراً وجوزه الشافعي

---

(۱) فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها الخ ،الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۶.ط.س.ج۳ص۵۷۲) ويجب (الطلاق) لوفات الا مساك بالمعروف (ايضا كتاب لطلاق ج۲ ص۵۷۲.ط.س.ج۳ص۲۲۹) ظفير.(۲)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه مطلب فى نفقة المطلقة .ط.س ج۳ص۶۱۰.۱۲ ظفير.(۳)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۳۱.ط.س.ج۳ص۶۱۲ ۱۲ ظفير.

باعسار الزوج وبتقررها بغيبة ولو قضى به حنفى لم ينفذ الخ والتحقيق فى الشامى۔(۱)

بیوی اپنے شوہر کو گھر میں آنے سے روکنے کا حق نہیں رکھتی

(سوال ۱۲۹۰)اگر زوجہ اپنے شوہر کو خدا کا واسطہ دے کر یہ کہے کہ تو میرے پاس مت آ،یا اس گھر میں مت آ، حالانکہ گھر اس کے شوہر کا ہو، تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب)زوجہ کو یہ حق نہیں کہ وہ شوہر کو اس کے گھر میں آنے سے روکے اور منع کرے،اور نہ شوہر کو اس میں عورت کا کہنا ماننا ضروری ہے، عورت کو کچھ اختیار نہیں ہے کہ وہ خدا کا واسطہ دے کر ایسا کہے اور اس کو یہ کہنا درست نہیں ہے۔(۲)

نکاح کر کے خبر نہ لینا

(سوال ۱۲۹۱)ایک شخص نے نکاح کر کے پھر اپنی زوجہ کی خبر نہیں لی جس کو تین سال گذر گئے،اب کیا حکم ہے؟

(الجواب)جب تک شوہر طلاق نہ دے گا،اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی،بدون طلاق کے اور بدون گذرنے عدت کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی،چاہئے کہ نان نفقہ کا اس پر دعویٰ کیا جاوے یا اس سے طلاق لے لی جاوے۔(۳)

بعد ختم عدت مطلقہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں

(سوال ۱۲۹۲)زید کی زوجہ نے بذریعہ نالش زید سے تاحیات اپنے نان نفقہ کی رجسٹری کرالی،پھر کچھ دنوں بعد زید نے زوجہ کو طلاق دے دی،اور اس کے ماں باپ کو بھی بذریعہ رجسٹری اطلاع دے دی،اب بعد انقضائے عدت زید نے زوجہ کو طلاق پوری دے دی،یعنی رجعت نہیں کی بلکہ بالکل نکال دی اور نان نفقہ بند کر دیا،اب زوجہ نے پھر نان نفقہ کی نالش کی ہے،اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ شریعت میں بعد طلاق وبعد انقضائے عدت نان نفقہ فرض ہے۔

(الجواب) نفقہ زوجہ کا بذمہ زوج حالت نکاح میں اور بعد طلاق عدت کے ختم تک لازم ہے،اس کے بعد نفقہ واجب نہیں رہتا،قال فى الدر المختار فتجب للزوجة على زوجها الخ وفيه ايضاً وتجب لمطلقة الرجعى والبائن والفرقة بلا معصية النفقة والسكنى الخ۔(۴)فقط۔

مطلقہ جب اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو عدت کا نفقہ نہیں ہے

(سوال ۱۲۹۳)ایک شخص نے اپنی عورت کو تین دفعہ طلاق دے دی اور عورت اپنے خاوند کے گھر نہیں رہی اپنے والدین کے گھر پر چلی گئی،اب وہ عدت کا نفقہ طلب کرتی ہے،کیا وہ مستحق نفقہ کی ہے یا نہیں؟

---

(۱)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العنين وغيره ج۲ ص ۹۰۳ .ط.س. ج۳ص ۵۹۰ صاحب "حیله ناجزه" حضرت تھانویؒ نے حالات سے مجبور ہو کر راستہ پیدا کیا ہے، تفصیل اس میں دیکھی جائے ۱۲ واللہ اعلم۔ظفیر۔(۲)قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المرءة اذا صلت خمسها وصامت شهرها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من اى ابواب الجنة شاءت رواه ابو نعيم فى الحليه (مشكوٰة باب عشرة النساء ص ۲۸۱) ظفير.(۳)اس شخص پر بھی واجب ہے کہ یا حقوق ادا کرے ورنہ طلاق دے دے، ويجب لو فات الا مساك بالمعروف (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج۲ ص ۵۷۲ .ط.س. ج۳ص۲۲۹) ظفير.(٤)ايضاً باب النفقه ج ۲ ص ۹۲۱ .ط.س. ج۳ص۵۷۲. ۱۲ظفير.

(الجواب) اگر عورت مطلقہ شوہر کے گھر سے چلی جاوے، اور عدت وہاں پوری نہ کرے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم نہیں ہے۔ کذا فی الشامی۔(۱)

بغیر طلاق شوہر، بیوی کے جرم کی وجہ سے علیٰحدگی اختیار کرے تو بھی نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۲۹٤) زید نے اپنی اہلیہ کو ایک شخص کے ساتھ مجامعت کرتے دیکھا اور زید نے اپنی منکوحہ سے کنارہ کشی اختیار کی اور نفقہ سے بھی دست بردار ہو گیا، جس کو عرصہ ایک سال کا ہوتا ہے، کیا ایسی صورت میں بھی زید کو مہر اور نفقہ دینا ہوگا، نیز بعد خلوت صحیحہ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے جو مہر مرد کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے۔

(الجواب) اس صورت میں زید کے ذمہ مہر اور نفقہ لازم ہے، کیونکہ بعد خلوت صحیحہ کے مہر شوہر کے ذمہ لازم و مؤکد ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار ویتا کد عندو طی او خلوة صحت الخ(۲) فقط۔

دوسری شادی سے خسر نہیں روک سکتا ہے اور نہ گھر بٹھا کر لڑکی کا نفقہ لے سکتا ہے

(سوال ۱۲۹۵) ایک شخص کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی، تھوڑے عرصہ بعد کہ کسی قسم کا تعلق نہیں ہونے پایا کہ لڑکی ایک عارضہ میں مبتلا ہوئی کہ چہرہ بالکل مسخ ہو گیا دیکھنے سے بھی طبیعت کراہت کرتی ہے۔ ہر چند علاج کیا گیا لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا، لڑکے کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکے کی دوسری شادی کر دیں، لیکن لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ ہم دوسری شادی نہیں ہونے دیں گے جب تک کہ لڑکی کے خورد نوش کی ماہانہ رقم مقرر نہ کرو، اور وہ علیٰحدہ رہے گی، تمہارے یہاں نہیں جاوے گی لیکن رقم تم کو ادا کرنی ہوگی، اور لڑکے کے والدین نے صدہا مرتبہ لڑکی کو اپنے گھر بلایا وہ آنے سے انکار کرتی ہے، صورت مذکورہ میں لڑکی کے والدین کو نکاح شوہر سے مانع ہونے کا حق ہے یا نہیں، اور شوہر طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ کے والدین کو شوہر کو دوسرے نکاح سے منع کرنے کا کوئی حق شرعاً نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ شوہر کے والدین مجبوری و بضرورت اپنے پسر کی دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تو بحالت موجودہ ان کو دوسری شادی سے منع کرنا سخت ظلم اور معصیۃ ہے، اور ماہانہ زوجہ کا نفقہ مقرر کرانا باوجود یہ کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اور وہاں نہیں رہتی یہ بھی خلاف حکم شرع ہے، نفقہ زوجہ کا اسی وقت لازم ہوتا ہے کہ وہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے، اور انکار کرنے کی صورت میں نفقہ ساقط ہو جاتا ہے کمافی الشامی قوله والا لا ای وان امکن نقلها الی بیت الزوج بمحفة ونحوها فلم تنتقل لا نفقة لها الخ شامی۔(۳) جلد ۲ باب النفقۃ، اور شوہر کو طلاق دینا بھی جائز ہے۔

بد چلن بیوی کا نفقہ

(سوال ۱۲۹٦) زید کی بیوی بد چلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، زید کی بیوی کو جب تک

---

(۱) وتجب لمطلقة الرجعی والبائن النفقة والسکنی والکسوة (در مختار) وفی المجتبی نفقة العدة کنفقة النکاح وفی الذخیرة وتسقط بالنشوز وتعود بالعود واطلق فشمل الحامل وغیرها والبائن بثلاث (ردالمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۲۱ ط.س. ج۳ص۶۰۹) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المهر ج۲ ص ٤٥٤ ط.س. ج۳ص۱۰۲) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹ ط.س. ج۳ص۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

طلاق نہیں دی گئی، نان ونفقہ کی حق دار ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نفقہ کی حق دار ہے۔(۱)

شوہر کے خلاف ماں باپ کے یہاں رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں

(سوال ۱۲۹۷) ایک عورت بلا رضامندی شوہر اپنے والدین کے پاس رہ کر نان ونفقہ طلب کرتی ہے باوجود یہ کہ شوہر اس کو بلانے گیا اور وہ نہ آئی، آیا ایسی حالت میں وہ اپنا نان ونفقہ شرعاً پا سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ایسی حالت میں عورت نان ونفقہ کی مستحق نہیں ہے جب تک وہ شوہر کے گھر نہ آوے گی اس کو نفقہ نہ ملے گا، البتہ اگر باجازت شوہر وہاں یعنی والدین کے گھر رہی یا کوئی وجہ شرعی اور عذر شرعی نہ آنے کا ہو تو اس وقت وہ نفقہ پا سکتی ہے۔(۲)

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

(سوال ۱۲۹۸) زید کے دو بیبیاں ہیں، پہلی بی بی سے آٹھ اولاد پانچ ذکور تین اناث، اور دوسری بی بی سے صرف ایک اولاد ذکور ہے، پہلی بی بی نہایت شریف وفادار خدمت گذار فرمانبردار خوش اخلاق ونیک نفس ونیک بخت ہے، اور دوسری بی بی سخت بد خلق وبد زبان، بے وفا، باغی وسرکش ہے جو اپنے شوہر کی برائی، بدنامی وبربادی کی ہمیشہ خواہاں وجویاں رہتی ہے، اور از وقت عقد تا ایندم شوہر کے ساتھ رہنے سے انکاری ہے، اگرچہ زید نے اس پر کبھی کسی قسم کی سختی وغیرہ نہیں کی، کیونکہ زید نہایت نیک نفس ونیک مزاج ہے، مگر وہ زوجہ اپنی اعزہ کی صلاح بد ونیز اپنی ذاتی وخلقی کج خلقی وسرکشی کی وجہ سے باوجود یہ کہ زید کی خواہش وفہمائش اور نصیحت وپند کی وہ اپنی سرکشی ونافرمانی سے باز نہیں آتی اور ساتھ نہیں رہتی تو ایسی صورت میں اس کا نان ونفقہ دینا زید پر واجب ہے یا نہ، اور کیا زید کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد اس سرکش وبے وفا زوجہ سے لے لے، اس معاملہ میں شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) ایسی عورت نافرمان کا نفقہ جو کہ شوہر کے پاس نہ جاوے اور باوجود طلب شوہر کے جانے سے انکار کرے اور عدول حکمی شوہر کی کرے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہے جیسا کہ در مختار میں ہے لا نفقة لا حد عشر مرتدة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود الخ۔(۳) اور حق پرورش بچہ کا والدہ کو سات برس تک ہے، اب اگر وہ لڑکا سات برس کا پورا ہو گیا ہے تو اس کا باپ اس کو اسکی والدہ سے لے سکتا ہے،(۴) اور جب تک وہ لڑکا والدہ کے پاس رہے گا اس کا خرچہ باپ کو دینا ہوگا بشرطیکہ اس لڑکے کی ملک میں کچھ مال نہ ہو، اور اگر اس کے پاس مال ہے تو اس کے مال میں سے اس کا خرچ دیا جاوے گا(۵)

---

(۱) فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها لا نها جزاء الا حتباس (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۶. ط.س. ج۳ص ۵۷۲) ظفير. (۲) لانفقة لا حد عشر مرتدة الخ خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش ردا لمختار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹ و ج ۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ص ۵۷۵) ظفير.
(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۸۹ و ج ۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ص ۵۷۵. ۱۲ ظفير.
(٤) والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى (ايضاً باب الحضانة ج۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص ۵۶۶) ظفير. (۵) وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله الفقير الحرفان نفقة المملوك على مالكه والغنى في ماله الحاضر (ايضا باب النفقه ج۲ ص ۹۲۳. ط.س. ج۳ص ۶۱۲) ظفير.

جب شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں

(سوال ۱۲۹۹) زید کی زوجہ اگر زید کے مکان پر نہ جاوے یا زید جہاں نوکر ہو وہاں نہ رہے، اور اپنے والدین کے مکان پر رہے تو نفقہ زید سے لے سکتی ہے یا نہیں اور زید اس کو اپنے ساتھ مکان یا نوکری پر لے جا سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ اگر شوہر کے گھر جانے اور اس کے ساتھ جانے سے باوجود طلب شوہر کے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلة به یفتی۔(۱) لیکن اس کے بعد در مختار میں کہا اگر سفر میں شوہر کے ساتھ جانے سے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط نہ ہوگا۔ بخلاف ماإذا خرجت من بیت الغصب اوابت الذهاب الیه اوالسفر معه الخ (در مختار) ای بناءً اعلی المفتی به من انه لیس له السفر بها لفساد الزمان فامتناعه بحق الخ شامی جلد ۲۔(۲)

بیوی جان کے خوف کی وجہ سے جب شوہر کے یہاں نہ رہے تو بھی نفقہ پائے گی

(سوال ۱۳۰۰) جب کہ زوجہ زید کو زید کے ساتھ رہنے میں اپنی جان کا خوف ہے تو زوجہ اپنے شوہر سے علیحدہ رہ کر نان و نفقہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی حالت خوف و مجبوری میں عورت اپنے شوہر سے نفقہ گھر بیٹھے لے سکتی ہے، کیونکہ اس حالت میں وہ ناشزہ نہیں ہے، پس یہ نہ جانا اس کا شوہر کے گھر نافرمانی اور نشوز نہ ہوگا جو کہ مسقط نفقہ ہے، جیسا کہ شامی ہے وسئلت عن امر ء ة اسکنها زوجها فی بلاد الدر وزالملحدین ثم امتنعت وطلبت منه السکنی فی بلاد الا سلام خوفاً علی دینها ویظهر لی ان لهاذلك الخ قوله اوا لسفر معه ای بناءً اعلی المفتی به من انه لیس له السفر بها لفساد الزمان فامتنا عها بحق الخ. (۳)ص ٦٤٧ . فقط.

شوہر کی مرضی سے میکے میں بھی رہے گی تو نفقہ پائے گی

(سوال ۱۳۰۱) ایک شخص کا نکاح ایک جوان عورت سے ہوا تخلیہ ہوا مگر شوہر حق ادا نہ کر سکا، بلکہ صاف لفظوں میں بی بی سے کہا کہ مجھے بیماری ہے میں رنگون جاتا ہوں اپنی دوا کر کے بہت جلد آؤں گا، بعد ایک ہفتہ کے رنگون چلے گئے اور پانچ برس میں واپس آئے، اور عورت زمانہ نکاح سے تا ایندم اپنے میکہ میں ہے تو نان و نفقہ کی مستحق ہے یا نہیں، اور عورت خلع چاہتی ہے تو مہر وزیور وغیرہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) شرعاً نکاح صحیح ہو گیا اور چونکہ اب قضاۃ اسلام نہیں ہیں جو تاجیل و تفریق کریں، اس لئے بدون طلاق دینے شوہر کے علیحٰدگی نہ ہوگی اور خلع اگر کرنا چاہیں تو زوجین کی رضامندی سے ہو سکتا ہے، خلع کے بعد عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہو جاوے گی، اور خلع سے مہر وغیرہ ساقط ہو جاتا ہے، اور اگر عورت خلاف مرضی

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص۵۷۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۰ و ج ۲ ص ۸۹۱. ط.س. ج۳ص۵۷۷. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۱. ط.س. ج۳ص ۵۷۷. ۱۲ ظفیر.

اپنی شوہر کے اپنی میکہ میں نہیں رہی بلکہ شوہر کی مرضی واجازت سے رہی تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم ہے وھذا کله فی کتب الفقه۔(۱)

گذشتہ نفقہ بغیر قضائے قاضی واجب نہیں

(سوال ۱۳۰۲) زید نے ہندہ کو یہ الفاظ کہے (ہم نے اس کو چھوڑ دیا اور ہم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے) اگر اسی سال مذکورہ میں ہندہ نے قرض لے کر حوائج ضروریہ میں صرف کیا ہے، تو ادا کی کیا صورت ہے؟

(الجواب) کتب فقہ میں ہے کہ پچھلا نفقہ بدون قضاء یا رضاء کے شوہر کے ذمہ دین نہیں ہوتا، لہذا ماضی کا نفقہ شوہر سے وصول نہیں کیا جاسکتا، البتہ اگر وہ خوشی سے دے دیوے تو دوسری بات ہے، در مختار میں ہے۔ والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء الخ (۲)

گذشتہ چودہ سال کا نفقہ واجب ہوگا یا نہیں؟

(سوال ۱۳۰۳) مسماۃ گجرا دختر فاطمہ کو اس کے شوہر کلن نے چودہ برس سے اپنے پاس نہیں رکھا اور نہ روٹی کپڑا دیا اور بار گجرا کا اس کی والدہ نے برداشت کیا، لہذا ایسی حالت میں چودہ برس کا خرچہ اور زر مہر شوہر کلن سے دلایا جائے گا یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء الخ۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نان و نفقہ عورت بلا قضاء یا رضاء کے نہیں لے سکتی اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے ابھی مطالبہ مہر کا شوہر سے نہیں ہو سکتا ہے۔

غائب مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ

(سوال ۱۳۰٤) سلیمان کی شادی عائشہ کے ساتھ ہوئی، سلیمان شادی سے ایک ماہ بعد افریقہ چلا گیا، جس کو ستائیس برس کا عرصہ ہوا، زوج نے افریقہ سے زوجہ کے لئے نان و نفقہ و خط نہیں بھیجا، مگر زوج کا افریقہ میں زندہ ہونے کا یقین ہے، زوجہ میں افریقہ جانے کی طاقت نہیں، زوجہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے، اور زوجہ کو دوسرا نکاح کرنا اس صورت میں درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ سلیمان زندہ ہے اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے تو بدون سلیمان کے طلاق دینے کے اس کی زوجہ عائشہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور نفقہ عائشہ کا بذمہ سلیمان کے واجب ہے کما فی الدر المختار فتجب للزوجة الخ على زوجها الخ ولو هی فی بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة الخ به يفتى الخ (۴) فقط

(۱) ولو هی فی بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى وكذا اذا طالبها ولم تمتنع (در مختار) فتجب للزوجة و هذا ظاهر الرواية فتجب النفقه من حين العقد الصحيح وان لم تنتقل الى منزل الزوج اذا لم يطالبها (ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۵) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۶. ط.س. ج۳ص ۵۹٤. ۱۲ ظفير.

(۳) ايضاً. ط.س. ج۳ص ۵۹٤ ظفير.

(٤) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۶ وج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۲..... ۵۷۵. ظفير.

عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۳۰۵) ایک شخص عنین نے دھوکہ دے کر ایک عورت باکرہ سے نکاح کیا اور خلوت اول میں وہ ہاتھ نہیں لگا سکا، کیا وہ نکاح جائز ہے اور عورت کو ایسے شخص پر حقوق زوجیت حاصل ہوں گے یعنی اس سے وہ مہر اور نان و نفقہ لے سکتی ہے، اور اس کے ورثہ میں حصہ پا سکتی ہے اور در صورت علیٰحدگی عدت لازم آتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ نکاح صحیح ہے، اور نفقہ زوجہ کا بذمہ شوہر لازم ہے اور بعد خلوت کے اگر علیٰحدگی ہو تو پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور عدت بھی واجب ہے اور شوہر کے مرنے کے بعد وہ عورت حصہ پاوے گی(۱)

گذشتہ سالوں کا نفقہ واجب الادا نہیں ہوتا

(سوال ۱۳۰۶) محمد اسحاق کی ایک نابالغہ لڑکی اس کی مطلقہ عورت کے ساتھ چلی گئی تقریباً پانچ سال ہو گئے، لڑکی کی ماں نے قرضہ لے کر اس کو پرورش کیا، مدت منفقہ کا نان و نفقہ محمد اسحاق پر عائد ہوگا یا نہیں ؟

(الجواب) اصل یہ ہے کہ نفقہ ماضی کا ساقط ہو جاتا ہے، بدون قضاء یا رضاء کے دین بذمہ شوہر نہیں ہوتا، کما فی الدر المختار والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء الخ(۲) پس موافق اس قاعدہ کے جب کہ قضاء یا رضا کسی مقدار نفقہ پر نہیں ہوئی تو وہ ساقط ہو گیا۔

بلا اجازت جو بیوی میکے چلی جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں

(سوال ۱۳۰۷) حاملہ بیوی جو اپنے شوہر کے بیماری کی حالت میں بلا اجازت شوہر اپنے باپ کے ساتھ مع چند زیورات کے جو اس کے مہر کے نصف حصہ کے قریب ہیں ساتھ لئے ہوئے اپنے میکہ میں چلی گئی ہو، اور باوجود مکرر سہ کرر شوہر کی طلبی کے اپنے باپ کی رائے کے موافق شوہر کے گھر آنے کو انکار کرتی ہو تو نان و نفقہ اور مہر کی طلب کرنے کی حق دار ہے یا کیا ؟

(الجواب) اس مدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے، (۳) اور مہر اگر موجل ہے تو اس کا مطالبہ عورت ابھی نہیں کر سکتی، اس کا وقت موت یا طلاق ہے

مطلقہ مہر اور نفقہ عدت کی مستحق ہے

(سوال ۱۳۰۸) اگر کوئی مشرکہ مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کرے پھر مسلمان اس کو طلاق دے دے تو وہ سوائے مہر و نان و نفقہ عورت کے کسی دوسرے شئی کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہیں یا دوامی نفقہ دلایا جا سکتا ہے ؟

(الجواب) وہ مطلقہ سوائے مہر اور نفقہ عدت کے اور کسی شئی کی مستحق نہیں ہے، اور اگر طلاق بائنہ ہے تو بلا نکاح جدید کے شوہر اس کو نہیں رکھ سکتا، البتہ طلاق رجعی میں بدون نکاح کے عدت میں رجوع کر سکتا ہے

---

(۱) فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها لا نها جزاً الاحتباس (ايضاً ج۲ ص ۸۸۶ و ج۲ ص ۸۸۷. ط.س. ج۳ ص ۵۷۲) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۶. ط.س. ج۳ ص ۵۹۴. ۱۲ ظفير. (۳) لا نفقة لا حد عشر مرتدة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشرة حتى تعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹ و ج ۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ ص ۵۷۵) ظفير.

اور مطلقہ کے لئے بعد عدت کے نفقہ نہیں ہے، پس دوامی نفقہ اس کو شرعاً نہیں دلایا جاسکتا۔(۱)

نافرمان بیوی جب شوہر کے پاس رہتی ہے تو اس کا نفقہ ضروری ہے

(سوال ۱۳۰۹) زید کی زوجہ نافرمان ہے اپنے شوہر کی رضاجوئی کی پرواہ نہیں کرتی باوجود تقاضہ و تاکید کے صوم و صلوٰۃ کی پابندی نہیں باوجود تنبیہ اور ممانعت کے غیر محرموں کے سامنے بے حجاب آتی ہے، زید نے تنگ آ کر دوسرا عقد کرلیا، اب زوجہ اول اپنے نان و نفقہ اور عدل کی مدعی ہے تو کیا زوجہ اول اپنے حقوق کے مطالبہ میں حق بجانب ہے اور آیا ایسے نافرمان عورت کا جو نماز روزہ کی پابندی ضروری نہیں سمجھتی اور خلاف مرضی شوہر غیر محرموں کے سامنے آتی ہے، شوہر کے ذمہ نان و نفقہ اور عدل واجب ہے یا نہیں ؟

(الجواب) زید کی زوجہ اولیٰ کا نان و نفقہ و عدل کے بارے میں مطالبہ کرنا حق بجانب ہے، اس کا نان و نفقہ زوج کے ذمہ جب تک وہ شوہر کے گھر ہے اور جب تک وہ نافرمان ہو کر اس کے گھر سے نکل نہ جاوے واجب ہے (۲) اور عدل و مساوات درمیان ہر دو زوجہ کے واجب و لازم ہے۔

زانیہ بیوی کا نفقہ

(سوال ۱۳۱۰) زید نے ایک لڑکی سے نکاح کیا اس کے چار ماہ بیس روز کے بعد لڑکا پیدا ہوا، تو شرعاً نکاح و مہر وغیرہ حقوق زوجیت کا کیا حکم ہے ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح زید کا صحیح ہو گیا، کیونکہ حاملہ عن الزنا سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اگر نکاح اس حاملہ کا غیر زانی سے ہو تو تاوضع حمل اس کو وطی کرنا جائز نہیں ہے، پس جب کہ بوجہ لاعلمی کے وطی ہوئی تو زید کو کچھ گناہ نہیں ہوا، اور نکاح قائم ہے، اور نان و نفقہ زوجہ کا جب کہ وہ شوہر کے مکان پر رہے بذمہ شوہر واجب ہے۔(۳) اور مہر بعد صحبت کے پورا واجب ہو جاتا ہے۔

جب تک شوہر کے پاس بیوی نہ رہے نفقہ واجب نہیں ہوتا

(سوال ۱۳۱۱/۱) شادی کے بعد لڑکی کے والدین پر یہ فرض ہے کہ نہیں کہ وہ لڑکی کو اس کی سسرال بھیج دیں جب کہ اس کا شوہر اس کو کوئی تکلیف نہ دیتا ہو، اور اگر لڑکی شوہر کے یہاں نہ جاویں والدین کے پاس رہے تو نان و نفقہ اس کا شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں، اور اولاد کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا ؟

(سوال ۱۳۱۱/۲) جب ہندہ اپنے شوہر کے حقوق پوری طور پر ادا نہیں کرتی تو اگر زید سے کوئی گناہ کبیرہ ہو جاوے تو خدا کے یہاں جوابدہ زید ہوگا یا اس کی بی بی ؟

(الجواب)(۱،۲) والدین کے ذمہ یہ ضروری ہے اور شوہر اس کو زبردستی لے جاسکتا ہے، اور اگر نہ جاوے اور خلاف رضائے شوہر اپنے والدین کے پاس رہے تو شوہر کے ذمہ اس کا نان و نفقہ نہیں ہے اور دعویٰ اس کا اپنے نان و نفقہ کے بارے میں باطل ہے،(۱) اور اولاد کا خرچ باپ کے ذمہ ہے۔(۲)

(۱) وتجب لمطلقة الرجعي والبائن الخ النفقة والسكنى والكسوة ان طالت المدة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۲۱. ط.س. ج۳ص۶۰۹) واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى فى عدتها الخ سمعتُ رسول الله عليه السلام يقول للمطلقة الثلث النفقة والسكنى ما دامت فى العدة. (هدايه باب النفقه ج ۲ ص ۴۲۳) ظفير.

(۲) النفقة واجبة للزوجة على زوجها الخ اذ سلمت نفسها الى منزله (هدايه باب النفقه ج ۲ ص ۴۱۷) ظفير. (۳) ايضاً

(۱) لا نفقة لا حد عشر مرتدة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهى الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹ وج ۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ص۵۷۵) ظفير. (۲) والنفقة على الاب على ماذكر (هدايه باب حضانة الولد ج۲ ص ۴۱۴) ظفير.

نفقہ میں گرانی وارزانی کی وجہ سے ردوبدل کرنا جائز ہے

(سوال ۱۳۱۲) نابالغان کے نفقہ میں بوجہ گرانی وارزانی کے باپ کے ذمہ کمی وبیشی ہو سکتی ہے یا نہ، یعنی اگر حاکم نے ایک دفعہ ایک مقدار مقرر کر دی ہو تو اس کے بعد بوجہ گرانی نرخ کے اس مقدار مقررہ پر زیادتی کا حکم صادر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نفقہ میں بقدر ارزانی و گرانی کمی بیشی ہو سکتی ہے کما فی الدر المختار ویقدر ھا بقدر الغلاء والرخص الخ (در مختار) ای یراعی کل وقت اومکان بما ینا سبه وفی البزازیه اذا فرض القاضی النفقة ثم رخص تسقطا لزیادة ولا یبطل القضاء وبالعکس لها طلب الزیادة اه وکذا لو صالحته علی شئی معلوم ثم غلا السعر اورخص کما سیذکره المصنف والشارح الخ شامی(۳) صالحت زوجها عن نفقة کل شهر علی دراهم ثم قالت لا تکفینی زیدت الخ در مختار (۴) فقط۔

بیوی کا نفقہ واجب ہے اور ماں صاحب جائداد کا نفقہ واجب نہیں

(سوال ۱۳۱۳) زید کی والدہ اور اہلیہ میں بے حد ناچاقی ہے، زید نے ہر طریق پر اتفاق کی کوشش کی لیکن ناکام رہا، والدہ زید کا سوائے زید کے اور کوئی بچہ نہیں ہے، اور والدہ زید کے پاس محض اسی کی قابل جائیداد ہے، زید پریشان ہے کہ دونوں میں سے اس کے واسطے کوئی ایسا نہیں کہ جس سے علیٰحدہ ہو۔ اس کی تنخواہ اتنی نہیں کہ وہ دونوں کے اخراجات کا علیٰحدہ علیٰحدہ کفیل ہو سکے، اگر وہ ان دونوں میں سے ایک شخص کو اپنے ہمراہ رکھے اور خرچ دیوے تو ماخوذ ہوگا یا نہ؟

(الجواب) زید کے ذمہ اس کی اہلیہ کا پورا نفقہ لازم ہے، (۵) اور اس کی والدہ کے پاس جب کہ جائداد بقدر اس کی گزر کے موجود ہے تو زید کے ذمہ اس کا خرچ واجب نہیں ویسے (۶) ان کے خوش رکھنے کو کچھ خدمت کرتا ہے اور محبت وادب سے پیش آتا ہے۔

گذشتہ سالوں کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

(سوال ۱۳۱۴) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح ہوا، چند روز بعد لڑکی کا شوہر کہیں چلا گیا، اور چھ سال تک مفقود الخبر رہا، اس عرصہ میں لڑکی اپنے والدین کے یہاں رہی اور بالغہ ہو کر اپنی قوت بازو سے کما کر کھاتی رہی، اب شوہر آگیا ہے زوجہ کو گھر لے جانا چاہتا ہے تو چھ سال کا نفقہ اس سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) کتب فقہ میں ہے والنفقة لا تصیر دیناً الا بالقضاء اوالرضاء الخ (۱) لہذا گذشتہ زمانہ کا نفقہ شوہر سے نہیں لے سکتی لیکن اگر وہ خوشی سے دے دیوے تو لینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

سفر میں جو بیوی ساتھ نہ جائے اس کا نفقہ بھی ضروری ہے

(سوال ۱۳۱۵) ایک شخص ہجرت کرنا چاہتا ہے، اس کی دو بیبیاں ہیں، ایک کا نام چھوٹی ایک کا بڑی ہے، چھوٹی کے ایک لڑکا خورد سال ہے بڑی کے ایک لڑکا ۱۹ سالہ ہے، اور ایک لڑکی ۲۷ سالہ بال بچوں والی ہے چھوٹی ہجرت

(۳) ردالمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۹۷ . ط.س. ج۳ ص ۵۸۳ . ۱۲ ظفیر.

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۵ . ط.س. ج۳ ص ۵۹۳ ظفیر.

(۵) النفقة واجبةللزوجة علی زوجها الخ اذا سلمت نفسها الی بیته (هدایه باب النفقه ج ۲ ص ۴۱۷) ظفیر.

(۶) وتجب علی موسر الخ النفقة لا صوله ولواب امه الفقراء ولو قادرین علی الکسب الخ بالسویة (در مختار) قوله لا صوله الا الام المتزوجة فان نفقتها علی الزوج قوله الفقراء قید به لا نه لا تجب نفقة الموسر الا الزوجة (ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۳۲ وج ۲ ص ۹۳۳ . ط.س. ج۳ ص ۶۲۱) ظفیر.

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۶ . ط.س. ج۳ ص ۵۹۴ . ۱۲ ظفیر.

کے لئے تیار ہے، بڑی کالڑکا ہجرت کرنا چاہتا ہے مگر وہ خود ہجرت کرنا نہیں چاہتی، دریافت طلب یہ ہے کہ بعد ہجرت مہاجر پر بڑی کانان و نفقہ کس قدر واجب رہے گا؟

(الجواب) در مختار میں ہے بخلاف ماإذا خرجت من بیت الغصب اوابت الذهاب الیه اوالسفر معه او مع أجنبی بعثه لینفقهافلها النفقة الخ(۲) شامی میں ہے قوله او مع السفر معه) امر بناءً علی المفتی به من انه لیس السفر بها لفساد الزمان فامتنا عها بحق الخ(۳) یعنی عورت کا شوہر کے ساتھ نہ جانا نافرمانی اور نشوز میں داخل نہیں ہے جو کہ نفقہ کو ساقط کرنے والا ہے، پس حاصل یہ ہے کہ اس عورت کا نفقہ جو ساتھ نہ جاوے بذمہ شوہر لازم ہے اس کا انتظام شوہر کو کرنا چاہئے۔

باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمہ ہے

(سوال ۱۳۱۶) مریم صغیرہ کا باپ مر گیا ہے ایک برادر چچازاد اور ماں موجود ہے، صغیرہ کے نفقہ کا کفیل کون ہے اور کس عمر تک؟ مریم ایسی قوم کی لڑکی ہے جس کی سات آٹھ سالہ لڑکی اپنے کسب سے روٹی حاصل کر سکتی ہے۔

(الجواب) اولاد صغار کا نفقہ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی ماں کے ذمہ ہے، شامی میں ہے وهی اولی بالتحمل من سائر الا قارب الخ ۔(۴) باقی یہ کفالت نفقہ اسی وقت تک ہے، جب تک کہ وہ خود کوئی کسب نہ کر سکیں اور جب کہ سات آٹھ سالہ بچہ اس قوم کا خود کسب حلال کر سکتا ہے تو ان کا نفقہ بھی صرف اتنی ہی عمر تک واجب ہوگا قال خیر الرملی لو استغنت الانثی بنحو خیاطة وغزل یجب ان تکون نفقتها فی کسبها الخ شامی جلد ۲(۵)

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

(سوال ۱۳۱۷) ہندہ ایک مالدار کی لڑکی ہے، والدین کی سازش سے ہمیشہ اپنے شوہر سے نافرمان ہو کر والد کے گھر میں بیٹھ گئی، باوجود سمجھانے کے بھی شوہر کے گھر نہیں گئی، اب چھ مہینہ سے اس کا شوہر مجنون ہو کر پاگل خانہ میں زیر علاج ہے، اب ہندہ مجنون کے بھائی سے نان و نفقہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے کہ ناشزہ عورت کا نفقہ جو کہ شوہر کے گھر سے بلا عذر شرعی کے چلی جاوے ساقط ہو جاتا ہے اور جب تک وہ شوہر کے گھر واپس نہ آوے، اس وقت تک نفقہ کی مستحق نہیں ہے، لہٰذا اس صورت میں دعویٰ نفقہ کا باطل اور غیر مسموع ہے قال فی الدر المختار لا نفقه لا حدی عشرة مر تدة الخ وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود والقول لها فی عدم النشوز بیمینها الخ۔(۱)

اگر شوہر کے ساتھ رہے تو بیوی کا نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۳۱۸) میرا عقد ۴ مارچ سن ۱۹۲۴ء کو دختر نذر محمد خاں کی ساتھ ہوا، بوقت عقد مجھ سے پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان کے نان و نفقہ کے لکھوا کر رجسٹری کرالی علاوہ ازیں پانچ ہزار کا مہر مئوجل تحریر کرالیا گیا، اب میری منکوحہ بے حد نافرمان ہے اور اپنے میکہ چلی گئی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنا نہیں چاہتی اپنے میکہ میں رہنا چاہتی ہے جو میرے خلاف ہے، اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں، اور مبلغ پندرہ روپیہ خرچ پاندان جو مجھ سے

---

(۲) ایضا ج ۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ ص ۵۷۷. ۱۲ ظفیر .(۳) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۱. ط.س. ج۳ ص ۵۷۷. ۱۲ ظفیر .(٤) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۲۴. ط.س. ج۳ ص ٦١١. ١٢ ظفیر .

(۵) ایضاً ج ۲ ص ۹۲۳ .ط.س. ج۳ ص ٦١١. ١٢ ظفیر .

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹ و ج۲ ص ۸۹۰ .ط.س. ج۳ ص ۵۷۵. ۱۲ ظفیر .

لکھوایا گیا اور نیز مہر کے متعلق شرعاً کیا حکم ہوگا؟

(الجواب) شوہر کے ذمہ بعد نکاح کے علاوہ مہر مقرر کے نفقہ زوجہ کا حسب حیثیت لازم ہوتا ہے اور وہ بھی اس وقت تک کہ عورت کی طرف سے نافرمانی اور شوہر کے گھر سے چلا جانا نہ پایا جاوے، اور اگر ایسا ہوا یعنی زوجہ کی طرف سے نافرمانی اور خروج پایا گیا تو اس مدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ نہیں رہتا پس اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا، اور بصورت نافرمانی اور نکل جانے عورت کے نفقہ اس مدت کا کہ جب تک عورت خاوند کے گھر واپس نہ آوے شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے اور پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان جو شوہر سے لکھوایا گیا وہ بھی شرعاً شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، البتہ مہر جس قدر مقرر ہو گیا وہ شوہر کے ذمہ واجب ہو گیا، مگر مطالبہ اس کا بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے کذا فی کتب الفقہ۔ (۱)

نفقہ کی مقدار

(سوال ۱۳۱۹) نان و نفقہ کا نقدی مقدار و اندازہ ماہوار و سالانہ متوسط اقوام میں کس قدر ہوگا، شرعاً اس کی تعیین یا اندازہ ہے یا کہ ملک و وسعت کے مطابق۔

(الجواب) اس کی کوئی مقدار شرعاً معین نہیں ہے، متوسط نفقہ جس زمانہ میں نرخ اجناس وغیرہ کے اعتبار سے ہوتا ہے، اس کی مقدار باہمی مصالحت سے یا جماعت کے مشورہ سے طے ہو، اور شوہر اس کو تسلیم کرے وہی مقدار مقرر ہو سکتی ہے۔ (۲)

نکاح فاسد کا نفقہ واجب نہیں

(سوال ۱۳۲۰) زید نے ہندہ کو سہ بار طلاق بائن دی، پھر چار پانچ سال کے بعد یہ خیال کر کے کہ وہ صرف طلاق بائن دی تھی باخفاء نکاح ثانی کیا، اسی نکاح سے ایک لڑکی ایک سال کی ہو کر فوت ہو گئی، اب ہندہ کو علم ہوا کہ زید نے مجھ سے نکاح ثانی بغیر حلالہ کے کیا تھا جو کہ حرام تھا تو اتنی مدت تک کا ہندہ زید سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ؟

(الجواب) اس صورت میں زید کے ذمہ نفقہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دوسرا نکاح نکاح فاسد ہوا تھا، اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نکاح فاسد موجب نفقہ نہیں، والنکاح الفاسد لایوجب النفقہ الخ خانیہ۔(۳)

شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج لازم نہیں

(سوال ۱۳۲۱) میری زوجہ مریضہ کا علاج اس کے اقارب نے اپنی خوشی سے کیا، اب وہ لوگ جو کہ انہوں نے علاج میں رقم صرف کی ہے مجھ سے طلب کرتے ہیں، اور جس زمانہ میں میری زوجہ بیمار رہی ہے اس زمانہ کا نان و نفقہ بھی طلب کرتے ہیں، تو کیا وہ رقم جو انہوں نے صرف کی ہے مجھ پر واجب الاداء ہے، اور نان و نفقہ بھی واجب ہے یا نہ؟

(الجواب) شوہر کے ذمہ زوجہ مریضہ کی دوا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ تبرع محض ہے، پس صورت مسئولہ میں جن لوگوں نے اس کی بیماری میں دوا وغیرہ کے سلسلہ میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ ضروری نہیں کیونکہ اس وجوب خود اس کے اوپر بھی نہیں تھا چہ جائیکہ دوسروں کے کرنے سے اس پر وجوب ہو جائے ولا

(۲) فتجب بنکاح صحیح الخ علی روجها لانها جزأ الاحتباس الخ لا نفقة لا حد عشر ما تدة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهی الناشزة حتی تعود (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۶و ج ۲ ص ۸۸۹ ط.س. ج۳ص ۵۷۳ ...... ۵۷۶) ظفير.

(۳) ويقدر بقدر الغلاء والرخص ولا تقدر بدر اهم ودنانير (در مختار) ای يراعی كل وقت او مكان بما يناسبه وفی البزازيه اذا فرض القاضی النفقة ثم رخص تسقط الزيادة ولا يبطل القضاء و بالعكس لهاطلب الزيادة وكذا لو صالحته علی شئی معلوم (ردالمحتار باب النفقة ج۲ ص ۸۹۷ ط.س. ج۳ص ۵۸۳) ظفير.

(۳) فلا نفقة علی مسلم فی نكاح فاسد لا نعدام سبب الوجوب (ايضاً ج۲ ص ۸۸٦ ط.س. ج۳ص ۵۷۲) ظفير.

یجب الدواء لمرض ولا اجرۃ الطبیب ولا الفصد الخ عالمگیریه(۱)البتہ اس زمانہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے، کما فی الدر المختار ، او مرضت فی بیت الزوج فان لها النفقة استحساناً لقیام الا حتباس الخ ۔(۲)فقط

خود شوہر جب بیوی کو میکہ بھیج دے تو اس کا نفقہ لازم ہوگا

(سوال ۱۳۲۲)ایک شخص نے بادل ناخواستہ اپنی بیوی کو اس کے عزیزوں کے اصرار پر ناخوش ہو کر اس کے والدین کے یہاں بھیج دیا، وہاں سے بیوی بلا اجازت شوہر و بلا اطلاع اپنی ماں کے ساتھ پردیس میں جا کر غیر مردوں کو دیکھتی ہے تو وہ عورت خاوند سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ، اور نکاح سے خارج تو نہیں ہوئی؟

(الجواب)اس صورت میں عورت مذکورہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور جب کہ شوہر نے زوجہ کے اصرار پر خود اس کے والدین کے گھر بھیجا ہے اگرچہ اس کا دل نہ چاہتا تھا تو عورت مذکورہ نفقہ پانے کی مستحق ہے کما فی الدر المختار ولوهی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها و کذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للمهر الخ۔(۳)یعنی زوجہ نفقہ پانے کی شوہر سے مستحق ہے اگر وہ اپنے باپ کے گھر ہو، جب کہ اس کے خاوند نے اس کو بلایا نہ ہو یا بلایا ہو اور اس نے انکار نہ کیا ہو یا مہر کی وجہ سے انکار کیا ہو لیکن عورت کا بدون اجازت شوہر کے اپنی والدہ کے ساتھ پردیس جانا درست نہیں ہے اور غیر مردوں کو دیکھنا کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ خواہ شوہر کی اجازت ہو یا نہ ہو۔ فقط۔

تنگ دست شوہر سے تفریق

(سوال ۱۳۲۳)زید اپنی بیوی کا نان و نفقہ دینے سے بالکل انکار کرتا ہے، اور عدالت سے بھی کچھ نہیں ہوا، اب شوہر کا پتہ بھی نہیں قرض بھی کوئی نہیں دیتا، اب عورت کو حق فسخ نکاح حاصل ہے یا نہیں، کوئی صورت ہے جس سے تفریق ہو جاوے اور بوقت عدم ادائیگی نفقہ و انکاری ہونے کے کوئی صورت تفریق کی ہے یا نہیں؟

(الجواب)حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ عورت کو حق فسخ نہیں ہے بلکہ شوہر سے نفقہ کو کہا جاوے، اگر وہ نہ دے تو بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ یہ نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دے دے صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ اس صورت میں قاضی ان میں تفریق کرا سکتا ہے۔ ومن اعسر بنفقة امرء ته لم فرق بینهما ویقال لها استدینی علیه وقال الشامی رحمه الله یفرق لا نه عجز عن الامساك المعروف فیناب القاضی منابه فی التفریق الخ (۴)اور مختار میں ھے وجوز الشافعی باعسار الزوج بتضررها بغیبته ولو قضیٰ به حنفی لم ینفذنعم لو امرشافعیاً فقضیٰ به نفذ (۵)اور شامی میں ھے قال ی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائباً ممن مذهبه التفریق بنهما اذا کان الزوج حاضراً وابی عن الطلاق الخ الیٰ ان قال وعلیه یحمل مافی فتاویٰ قاری الهدایه حیث سئل عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بینةً علی ذلك وطلبت فسخ لنکاح من قاض یراه ففسخ نفذو هو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عند افعلی القول بنفاذه بسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة الخ ص ۶۵۶ ج۲ شامی۔(۶)

---

(۱) کما یلزمها مداوا تها ای اتیانه لها بدواء المرض ولا اجرة الطبیب ولا الفصد والحجامة ، هندیه (ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹ ط.س. ج۳ص۵۷۵) ظفیر. (۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸ ط.س. ج۳ص۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

(۳)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

(۴)هدایه باب النفقه ج۲ ص ۴۱۹. ۱۲ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۹۰۳ . ۱۲ ظفیر. ط.س. ج۳ ص۵۹۰

(۶) ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۹۰۳ و ج۲ ص ۹۰۴. ط.س. ج۳ص ۵۹۰. ۱۲ ظفیر

پس اس صورت میں تفریق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایسے قاضی سے رجوع کیا جاوے جس کا مذہب تفریق کا ہو، وہ اگر تفریق کر دے گا تو صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح ثانی جائز ہے۔

بیوی جب شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جائے تو اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا

(سوال ۱۳۲٤) ایک شخص کی عورت باوجود تاکید نہ تو نماز پڑھتی ہے نہ روزہ کی پابند ہوتی ہے نہ اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے، بلکہ بد چلنی اس کی ثابت ہونے پر اس فاحشہ عورت کو طلاق دے دی، بعد طلاق کے وہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ طلاق سے پہلے ایام نافرمانی کا نان نفقہ دیا جاوے اور مہر ادا کیا جاوے اس صورت میں نان نفقہ اور مہر کے بارے میں کیا حکم ہے ؟ عورت مذکورہ کو ایام نافرمانی قبل از طلاق کے نان نفقہ لینے کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں اور جب کہ طلاق بد چلنی کے سبب سے دی جاتی ہے تو مہر دینا ہوتا ہے یا نہیں ایسے ہی ایام عدت کے نان نفقہ کا دعویٰ بھی درست ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) زوجہ اگر خاوند کی نافرمان ہو کر اس کے گھر سے چلی جاوے تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے اور اگر شوہر کے گھر رہے تو نفقہ واجب ہے۔(۱) پس طلاق سے پہلے جب تک وہ عورت شوہر کے مکان پر رہے نفقہ اس کا واجب ہوتا ہے، لیکن یہ بھی مسئلہ ہے کہ گذشتہ نفقہ کا مطالبہ بلا حکم قاضی وبلا رضا باہمی صحیح نہیں ہے،(۲) اور اگر وہ مطلقہ مدخولہ ہے یعنی وطی یا خلوت صحیحہ کے بعد اس کو طلاق دی گئی ہے تو مہر پورا بذمہ شوہر واجب الاداء ہے۔(۳) اور ایام عدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ لازم ہے، خواہ عورت کو اس کی نافرمانی اور بد چلنی کی وجہ سے طلاق دی جاوے یا بغیر اس کے، مہر اور نفقہ ہر حالت میں لازم ہوتا ہے، هكذا في عامة كتب الفقه۔(۴)

شوہر جہاں رہے بیوی کو وہیں رہنا ہوگا تب ہی نفقہ کی مستحق ہوگی

(سوال ۱۳۲۵) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ایک قصبہ میں ہوا، وہاں سے زید ہندہ کو اپنے مکان پر لے گیا جو مسکن ہندہ سے دو روز کا راستہ ہے، یہ مکان زید کا ایک موضع میں ہے اور قصبہ سے آٹھ میل ہے، نکاح کو نو سال ہوئے اس عرصہ میں ہندہ زید کے یہاں اچھی طرح رہی، اب عرصہ ڈیڑھ سال سے زید نابینا ہو گیا ہے تو ہندہ اس سے تفریق چاہتی ہے اور یہ بہانہ نکالا ہے کہ زید گاؤں میں رہتا ہے میں گاؤں میں رہنا نہیں چاہتی، قصبہ میں جو مسکن زید کا ہے وہاں میرے کھانے پینے کا انتظام کرلیا جائے، آیا زید کو اس بات پر مجبور کیا جاسکتا ہے کہ وہ زوجہ کو قصبہ میں رکھ کر وہاں اس کے خورد نوش کا انتظام کرے، شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے ؟

(الجواب) زید کو شرعاً اس امر پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وہ موافق خواہش ہندہ کے ہندہ مذکورہ کو قصبہ مذکورہ میں رکھ کر اس کے نفقہ کا انتظام کرے بلکہ ہندہ کو ضروری ہے کہ وہ شوہر کے مکان میں رہے، اگر ہندہ بلا رضامندی وبلا اجازت زید کے اس قصبہ میں جا کر رہے گی تو اس کا نفقہ زید کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا كذا في الدر المختار(۵) وغیرہ۔

---

(۱) وان نشزت فلا نفقة لها حتى تعود الى منزله (هدايه باب النفقه ج ۲ ص ٤۱٦) ظفير.
(۲) واذا مضت مدة لم ينفق الزوج عليها وطالبته بذلك فلا شئى لها الا ان يكون القاضى فرض لها النفقه او صالحت الزوج على مقدار نفقتها فيقضى لها بنفقة ما مضى (هدايه باب النفقه ج ۲ ص ٤۱۸) ظفير. (۳) ومن سمى مهر عشر فما زاد فعليه المسمى ان دخل بها او مات عنها (هدايه باب المهر ج۲ ص ۳۰٤) ظفير. (٤) واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى فى عدتها رجعيا كان اوبائناً (هدايه باب النفقه ج۲ ص ٤۲۱ ط.س. ج۳ ص۵۷٦) ظفير. (۵) خارجة من بيته بغير حق وهى الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۹۰) ظفير.

نکاح کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر رہ کر نفقہ حاصل کرنا چاہئے

(سوال ۱۳۲۶) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا تھا عرصہ ہو گیا، اب تک ہندہ زید کے مکان نہیں گئی اور نہ آئندہ جانا قبول کرتی ہے، اس صورت میں زید کا ہندہ کو اسی طرح ہمیشہ معلق رکھنے کا حق ہے یا نہ آنے کے باعث ہندہ کو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔

(الجواب) جبکہ ہندہ کا نکاح زید سے حسب قاعدہ شرعیہ ہو گیا تو اب ہندہ کو اختیار نہیں کہ وہ زید کے گھر نہ اور علیحدگی چاہے۔ ہندہ زید کی منکوحہ ہو گی اس کو اپنے شوہر زید کی اطاعت کرنی چاہئے، اور زید کے ذمہ یہ ہے کہ جب ہندہ زید کے گھر آجاوے تو اس کے نان نفقہ کی خبر رکھے اور حقوق زوجیت ادا کرے، اگر اس وقت زید کچھ کوتاہی کرے گا تو وہ گناہگار ہو گا اور اگر ہندہ زید کے گھر نہ جاوے بلا کسی وجہ شرعی کے تو اس میں ہندہ گناہگار ہے قال اللہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضهم علی بعض وبما انفقوا من اموالهم فالصلحت قنتت حفظت للغیب بماحفظ اللہ.(۱)

وکیل کے کچھ مقرر کرنے سے شوہر کے ذمہ واجب نہیں

(سوال ۱۳۲۷) ایک عورت کا ایک شخص سے نکاح ہوا، وقت نکاح اس شخص کے وکیل سے یہ بات ٹھہری کہ اگر ناکح یعنی وہ شخص جس سے نکاح ہوا بعد میں کچھ حرکت کرے تو فی یوم بیوی کا اس سے ایک ایک روپیہ خرچہ لیا جاوے گا، وکیل نے یہ بات تحریر کردی مگر وکیل مذکور کو اس شخص نے اس قسم کی تحریر کردینے کی کوئی اجازت نہیں دی تھی خود بخود وکیل نے تحریر کردیا ہے کہ اگر کچھ حرکت کرے تو ایک روپیہ روزانہ خرچ وہ شخص جس کا نکاح ہوا ہے دیوے گا، وکیل صدر کی تحریر جو کہ بغیر اجازت اس شخص کے جس کا نکاح ہوا ہے، درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) وکیل کو جبکہ وہ نکاح کا وکیل تھا اختیار ایسی تحریر کا نہ تھا، ایک روپیہ روزانہ بذمہ شوہر عائد نہیں ہو گا اور وکیل کے ذمہ بھی نہ ہو گا کہ یہ تحریر خلاف شرع اور باطل ہے۔

نافرمانی کی صورت میں نفقہ واجب نہیں رہتا

(سوال ۱۳۲۸) یہاں اس قسم کا رواج ہے کہ بعد شادی عورت خاوند کے گھر ایک سال رہتی ہے، ایک سال بعد بیوی کا باپ اس کو اپنے گھر لے جاتا ہے، بعد اس کے دو سال گذرتے ہیں، دو سال کے عرصہ میں بہت دفعہ خاوند نے اپنی بیوی کے لانے کے واسطے چند آدمی بھیجے مگر بیوی کے والد نے اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا، اور اب بیوی کا والد خرچہ ایک روپیہ یومیہ لینا چاہتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) شوہر کے ذمہ اس صورت میں نان نفقہ وغیرہ اور ایک روپیہ روزانہ کچھ نہیں ہے، کیونکہ نشوز اس صورت میں عورت کی طرف سے پایا گیا ہے ایسی حالت میں نفقہ زوجہ کا ساقط ہو جاتا ہے، درمختار میں ہے لا نفقة لاحدی عشرة الخ وخارجة من بیته بغیر حق (۲) الخ وفی الشامی وتجب النفقة من حین العقد الصحیح وان لم ینتقل الی منزل الزوج اذا لم یطا لبها الخ۔(۳) ص ۶۴۶، پس قید اذالم یطالبها سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر طلب کرے اور عورت اس کے گھر بعد طلب کے نہ آوے اور کوئی وجہ شرعی امتناع کی نہ ہو تو

(۱) سورۃ النساء رکوع ٦. ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۵. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے۔

جو بیوی مرد کی اطاعت نہ کرے اس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے

(سوال ۱۳۲۹) ہندہ نے زوج کی اطاعت چھوڑ دی، اور اس کے گھر بھی نہیں رہتی، اپنے ماں باپ کے گھر رہتی ہے، اور سفر بلا اجازت شوہر کے بغیر کسی محرم کے کرتی ہے اس صورت میں کیا نان نفقہ زوج پر ضروری ہے یا نہیں، عورت والدین کے گھر نان نفقہ کی طالب ہے۔

(الجواب) ایسی عورت کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے، کما فی الدر المختار لا نفقة لا حدی عشرة الیٰ ان قال وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة الخ . (۱)

شرط کے مطابق شوہر پر نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۳۳۰) مسماۃ ہندہ مع والدین خود کے بودوباش اجمیر شریف کی رکھتی ہے، اور زید شوہر ہندہ کی بودوباش قدیم وحال اکبر آباد کی ہے، اور نکاح بھی مسماۃ ہندہ کا اجمیر میں ہوا ہے، زید شوہر ہندہ نے بوقت نکاح ایک اقرار نامہ میں لکھا ہے کہ مسماۃ ہندہ بوقت ناراضی خود اجمیر یا جہاں چاہے رہے، میں اس حالت میں بھی مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بلا عذر پانچ روپیہ ماہوار دیتا رہوں گا، جب کہ زید شوہر مسماۃ ہندہ نے ہندہ کو قسم قسم کی تکالیف پہنچائی کہ جس کے صدمات سے ہندہ مجبور ہو کر اکبر آباد سے اجمیر بخانہ والدین آگئی ہے، اب زید ہندہ کو جبراً اجمیر شریف سے اکبر آباد لے جانا چاہتا ہے، اور ہندہ جانا پسند نہیں کرتی زید کو لے جانے کا حق ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں شوہر کو چاہئے کہ موافق شرط کے اپنی زوجہ کو اجمیر شریف سے نہ لے جاوے اور نفقہ دیتا رہے، جیسا حدیث شریف میں ہے احق الشروط ان توفوابه بها استحللتم به الفروج۔(۲) متفق علیہ لیکن اپنے وطن اکبر آباد میں مثلاً لے جانا مصلحت سمجھتا ہے اور پسند کرتا ہے تو اس کو یہ حق ہے لے جاوے اور یہ بھی حق ہے کہ اگر زوجہ اس کے کہنے کے موافق اکبر آباد وغیرہ نہ جاوے تو نفقہ نہ دے۔(۳)

بیوی شوہر کے خلاف رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں

(سوال ۱۳۳۱) جب کہ شوہر کے پہلی زوجہ سے اولاد ذکور واناث ہو، اور زوجہ ثانی کے ادائے حقوق شرعی پر شوہر کو خیال نہ ہو تو کیا زوجہ ایسی صورت میں شوہر سے علیحدہ رہ کر حقوق شرعی طلب کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) خلاف رائے شوہر اس کے گھر سے علیحدہ رہ کر نفقہ طلب نہیں کر سکتی بلکہ وہیں رہے اور اپنے حقوق اور نفقہ کا مطالبہ کرے نافرمانی شوہر کی درست نہیں ہے۔(۴)

معلقہ بیوی کا نفقہ ضروری ہے

(سوال ۱۳۳۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اپنے سوتیلے لڑکے سے الزام لگایا، مگر خود کوئی واقعہ جس سے ثبوت پوری طرح ہو سکے نہیں دیکھا، اور جس قدر واقعہ دیکھا تھا اس کو علمائے کرام نے ثبوت الزام کے لئے کافی نہیں سمجھا اور وہ عورت نکاح میں قائم رہی مگر وہ شخص اپنے شک پر قائم ہے اور جس وقت سے اس کو یہ شبہ ہوا ہے زوجہ

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج۱ ص ۸۸۹ ط.س. ج۳ ص ۵۷۵ . ۱۲ ظفیر.

(۲) مشکوٰۃ باب اعلان النکاح وغیرہ ص ۲۷۱ . ظفیر.

(۳) ولذا قید بالا جبنی اذ لو کان محرمالم یکن لها نفقة لا نه لیس لها الا متناع (ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۱ ط.س. ج۳ ص ۵۷۶ .) ظفیر.

(۴) لا نفقه لا حدی عشرة الخ وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتے تعود (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۹۰ . ط.س. ج۳ ص ۵۷۵) ظفیر.

کو معلق چھوڑ رکھا ہے، اگر وہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو اس عورت مظلومہ کا نان نفقہ جب سے اس کو معلق چھوڑ رکھا ہے بذمہ شوہر ہوگا یا نہیں؟ جس کی تعداد بوقت نکاح پندرہ روپیہ ماہوار ہو چکی ہے۔

(الجواب) نفقہ مقررہ شوہر کے ذمہ مدت مذکورہ کا واجب الاداء ہے کما فی الدر المختار و النفقة لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء ای اصطلاحهما علی قدر معین الخ۔(۱)

اولاد کا نفقہ

(سوال ۱۳۳۳) اور کیا اس کی ہر سہ اولاد کا نان نفقہ اب تک اور آئندہ ذمہ شوہر ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) ہر سہ اولاد کا نفقہ بذمہ ان کے باپ یعنی اس عورت کے شوہر کے ذمہ لازم ہے قال فی الدر المختار و تفرض النفقه الخ لزوجة الغائب وطفله (۲) الخ وایضاً فیه وتجب لطفله یعم الا نثی والجمع الخ۔(۳)

زچہ خانہ کا نفقہ

(سوال ۱۳۳٤) زچہ خانے میں جو مصارف ہوئے وہ بذمہ شوہر ہیں یا نہیں؟

(الجواب) وہ مصارف بھی ذمہ شوہر ہیں۔

مہر کی ادائیگی

(سوال ۱۳۳۵) مہر کی جو تعداد مقرر کی گئی تھی اس کی ادائیگی بذمہ شوہر ضروری ہے یا نہیں، خواہ زبانی ہو یا تحریری، کیونکہ بوقت نکاح ایک ہزار معجّل اور ایک ہزار مؤجل اور زیور بخشش ہے تحریر کیا گیا، اور ایک مکان قیمتی پانسو روپیہ کا زبانی وعدہ کیا گیا تھا جو تحریر میں نہیں آیا گواہ موجود ہیں۔

(الجواب) بعد طلاق کے جو مہر مؤجل ہوتا ہے وہ بھی معجّل ہو جاتا ہے لہذا طلاق دینے کے بعد کل مہر بذمہ شوہر واجب الاداء ہے قال فی ردالمحتار ناقلا عن الخلاصة وبالطلاق یتعجل المئوجل الخ ۔(٤)

بیوی کے نفقہ کی مقدار

(سوال ۱۳۳٦/۱) زوجہ کا نفقہ بحالت غنی شوہر وافلاس زوجہ کس قدر ہوگا، اور مفتی بہ اس بارے میں کیا ہے۔

نفقہ سے زیادہ رقم جو بیوی کے پاس جمع ہو

(سوال ۱۳۳٦/۲) زید اپنی زوجہ کو اپنی پوری تنخواہ جو کہ [illegible] روپیہ ماہوار تھی بارہ سال سے دیتا رہا، اور وہ رقم اس کے اور اس کے عیال کے نفقہ سے بہت زیادہ تھی، زوجہ نے اس میں سے ایک معتدبہ رقم پس انداز کی، پس یہ رقم زید کی ملک ہے یا زوجہ کی، اور زید نے پانچ برس تک اپنی زوجہ سے یہ نہیں کہا کہ رقم باقی ماندہ مہر میں محسوب ہوگی۔

(الجواب) (ا) در مختار میں ہے فتستحق النفقة بقدر حالهما به یفتی ویخا طب بقدرو سعه وفی ردالمحتار قال فی البحر واتفقوا علی وجوب نفقة الموسرین اذا کانا موسرین وعلی نفقة المعسر اذا کانا معسرین و انهما الاختلاف فیما اذا کان احدهما موسراً و الآخر معسراً فعلی الظاهر الروایة الا عتبار لحال الرجل فان کان موسراً وهی معسرة فعلیه نفقة الموسرین وفی عکسه نفقة المعسرین

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۹۰٦ ط.س. ج۳ص ۵۹٤. ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۹۱٦ ط.س. ج۳ص ٦۰٤. ۱۲ ظفیر. (۳) ایضاً ج۲ ص ۹۲۳ ط.س. ج۳ص ٦۱۲. ۱۲ ظفیر. (٤) ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ٤۹۳ ط.س. ج۳ص ۱٤٤. ۱۲ ظفیر.

واما علی المفتی به فتجب نفقة الوسط فی المسئلتین وهو فوق نفقة المعسرة ودون نفقة الموسرة (۱) پس قول مفتی بہ کے موافق اس صورت میں اوسط درجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہوگا اس کی مقدار ہر زمانہ کے نرخ اور گرانی کے اعتبار سے مقرر ہو سکتی ہے مثلاً اگر ادنیٰ درجہ کا نفقہ دس روپیہ ماہوار اور اعلیٰ درجہ کا بیس روپیہ تو اوسط پندرہ روپیہ ہوگا اور بچہ کا خرچ بقدر اس کے خرچ اور حاجت کے متعین کیا جاوے گا۔

(الجواب)(۲) اس صورت میں اگر زید کی نیت یہ ہے کہ جو کچھ اس رقم میں سے نفقہ کے بعد پس انداز ہو وہ بھی زوجہ کی مملوک ہے تو مالک اس رقم باقی ماندہ کی زوجہ ہے، اور اگر اس کو مالک بنانا مقصود نہیں ہے تو وہ رقم زاید مملوکہ زید کی ہے۔

نکاح باطل کا نفقہ

(سوال ۱۳۳۷) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، کچھ عرصہ بعد ہندہ کو بد چلن پاکر زید نے اس کو طلاق دینا چاہا، زید نے کاغذ خرید کر عرضی نویس سے طلاقنامہ لکھوایا، اقرار یہ ٹھہرا تھا کہ اگر ہندہ زید کا زیور جو ہندہ کے پاس تھا، زید کو واپس کر دے اور معافی مہر کا اقرار نامہ لکھ دے تو زید ہندہ کو روبرو گواہان کے طلاق شرعی دے کر آزاد کر دے، لیکن جب طلاق نامہ تحریر ہو چکا ہنوز زید کے دستخط نہیں ہوئے تھے، ہندہ نے زیور واپس دینے اور اقرار نامہ معافی مہر لکھوانے سے انکار کر دیا، جس پر زید نے نہ طلاق نامہ مکمل کر کے ہندہ کو دیا اور نہ زبان سے طلاق دی۔ ہندہ چار پانچ سال آوارہ پھرنے کے بعد بکر سے نکاح کیا، بد چلنی کی وجہ سے بکر نے بھی طلاق دے دی کیا ہندہ بکر سے زر مہر اور ایام عدت کا نفقہ پانے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہیں۔ بکر ہندہ کے فریب سے لاعلم تھا، بکر کو کچھ گناہ ہوا؟

(الجواب) زید کی طرف سے ہندہ پر اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ ہندہ اپنے اقرار پر قائم نہ رہی تو زید کی طرف سے بھی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور جب کہ ہندہ مطلقہ نہیں ہوئی تو بکر کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہوا اور جب کہ نکاح نہیں ہوا تو بکر سے نفقہ اور مہر کا بھی مطالبہ نہیں کر سکتی ہے، (۲) اور بکر کو جب کہ ہندہ کے فریب کی کچھ خبر نہ تھی تو اس پر گناہ نہیں ہوا۔

شوہر جب خود بیوی کو نہ لائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

(سوال ۱۳۳۸) ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، دو سال تک تقریباً باہم اتفاق رہا اور ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد شوہر کی خوشی سے زوجہ اپنی والدین کے گھر گئی اور وہاں رہی پھر شوہر نے کبھی اس کو نہیں بلایا، اور باوجود تقاضا زوجہ اور اس کے والدین کے شوہر اس کو لینے نہیں آیا اور نہ اجازت آنے کی اس کو دی اور اس کے والدین نے اس عرصہ میں یہ چاہا کہ یا وہ اپنی زوجہ کو بلاوے یا یہیں رہتے ہوئے نان و نفقہ دے، مگر شوہر کسی امر پر راضی نہیں ہوتا تو اس صورت میں عورت مطالبہ نفقہ کا کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نفقہ اس عورت کا بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ عورت کی طرف سے نشوز کچھ نہیں پایا گیا، در مختار میں ہے فتجب ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی وکذا اذا طالبها ولم تمتنع الخ۔ (۳) پس عورت بذریعہ نالش وغیرہ نفقہ لے سکتی ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۸. ط.س. ج۳ص ۵۷٤. ۱۲ ظفیر.
(۲) امانکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً (ردالمحتار باب العدة ج۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص ۵۱٦) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

شوہر کا روپیہ لے کر جو بیوی بھاگ گئی اس کا نفقہ

(سوال ۱۳۳۹) زید کی منکوحہ عورت بلا اجازت شوہر بلا وجہ اچانک چھ سو روپیہ کا مال لے کر مفرور ہو گئی جس کو عرصہ اٹھارہ سال گذر گئے، آج وہ اس قدر عرصہ کے بعد خرچ ماہواری کی خواستگار ہے۔ آیا زید خرچ کا کفیل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار باب النفقہ میں ہے لا نفقة الخ الخا رجة من بيته بغير حق وهي الناشزة الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ وہ عورت ناشزہ ہے اور اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے، دعویٰ اس کا باطل ہے

گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا؟

(سوال ۱۳٤۰) عورت مذکورہ نے اٹھارہ سال تک لڑکیوں کو زید سے پوشیدہ رکھا، اس صورت میں زید لڑکیوں کے خرچ کا ذمہ دار ہو سکتا ہے کہ نہیں۔

(الجواب) گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا قال في الدر المختار والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء في ردالمحتار ثم اعلم ان المراد بالنفقة نفقة الزوجة بخلاف نفقة القريب فانها تصير ديناً ولو بعد القضاء والرضاء حتى لو مضت مدة بعد هما تسقط كما ياتي الخ . (۲)

بلا اجازت جب عدت میں باہر چلی جائے

(سوال ۱۳٤۱) ہندہ کو زید نے طلاق دی، وہ زید کے یہاں سے بخوف گناہ اپنے باپ کے یہاں چلی آئی تو کیا زمانہ عدت کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہو گا؟ اور بعد طلاق جو لڑکا زید سے پیدا ہوا اس کا نفقہ بھی زید ہندہ کو نہیں دیتا۔

(الجواب) نفقہ عدت کا مطلقہ کے لئے واجب ہوتا ہے اور خاوند کی نافرمانی سے ساقط ہو جاتا ہے، شامی میں ہے ونفقة العدة كنفقة النكاح. وفي الذخيرة وتسقط بالنشوز الخ (۴) باب النفقه جلد ثانی شامی ص ٦٦٩ وفي الدرالمختار لا نفقة الخ لخارجة من بيتة بغير حق الخ اور چونکہ صورت مسئولہ میں عدت میں نکلنا مطلقہ کا بلا عذر ہے لہذا نفقہ اس کا ساقط ہے، اور لڑکا جو بعد طلاق کے پیدا ہوا، نسب اس کا زید سے ثابت ہے یعنی اس مدت میں پیدا ہوا کہ نسب اس کا زید سے ثابت ہے تو نفقہ اس کا بھی باپ کے ذمہ ہے، شامی میں ہے قال في البحر وعلىٰ هذا يجب على الاب ثلثة اجرة الرضاع واجرة الحضانة ونفقة الو لد الخ (۵) ص ۷۶۳ جلد ثانی۔

گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

(سوال ۱۳٤۲) محمد خلیل زوج مسماۃ رحمت دونوں میں اتفاق نہ تھا، اس لئے محمد خلیل نے اپنی زوجہ مذکورہ کو اس کے میکہ میں پہنچا دیا، اور وہ بیس ماہ تک میکہ میں رہی، اس درمیان میں محمد خلیل نے اپنی زوجہ کو ایک حبہ نفقہ نہیں دیا، پس شرعاً زوجہ مذکورہ اپنے شوہر محمد خلیل سے نفقہ ایام گذشتہ ماہ کا لینے کی مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء درمختار (٦) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ

---

(۱) ایضاً ج۲ ص ۸۸۹ و ج ۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ ص ۵۷٦. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب النفقة مطلب لا تصير النفقة دينا الا بالقضاء ج ۲ ص ۹۰٦. ط.س. ج۳ ص ۵۹٤. ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار باب النفقة تحت قوله وتجب لمطلقة الرجعي والبائن مطلب في نفقة المطلقة ج۲ ص ۹۲۱. ۱۲ ظفير.
(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۸۹ و ج۲ ص ۸۹۰. ۱۲ ظفير.
(۵) ردالمحتار.
(٦) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقة مطلب لا تصير النفقة ديناً ج۲ ص ۹۰٦. ۱۲ ظفير.

گذشتہ کا نفقہ بدون حکم قاضی یا کسی مقدار معین پر صلح کرنے کے لازم نہیں ہوتا۔

بہن کا نفقہ بھائیوں پر

(سوال ۱۳۴۳) زید نے انتقال کیا، ایک لڑکی نابالغہ اور ایک عینی بھائی اور ایک اخیافی بھائی چھوڑے، تو عندالشرع لڑکی کا نفقہ اور اجازت نکاح کس کے ذمہ واجب ہے۔

(الجواب) لڑکی نابالغہ ہو یا بالغہ اگر وہ محتاج ہے، نفقہ اس کا بحالت مذکورہ دونوں بھائیوں پر بقدر ارث واجب ہے، سدس برادر اخیافی پر اور باقی عینی بھائی پر کہ حساب میراث بھی اسی طرح ہے صرح به فی الدرالمختار بعد قوله بقدر الا رث الخ ولو اخوة متفرقین فسد سها علی الا خ لام والباقی علی الشقیق کارثه الخ۔(۱) اور ولایت نکاح باعتبار عصوبۃ ہے لہذا اولیٰ نکاح نابالغہ اس صورت میں عینی بھائی ہے کما فی الدر المختار الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الا رث والحجب۔(۲)

زید کے وعدہ کے عدم ایفاء پر بیوی اپنے کو شوہر سے علیٰحدہ نہیں رکھ سکتی ہے

(سوال ۱۳۴۴) زید ہندہ سے شادی کرنا چاہتا ہے، زید کے اور بیویاں موجود ہیں ہندہ کے ماں باپ زید سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی جائداد کا ایک حصہ ہندہ کے نام کرادے تاکہ آئندہ کے جھگڑوں کا احتمال باقی نہ رہے، زید ایک اقرار نامہ بحق ہندہ لکھ دیتا ہے کہ چونکہ مجھ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ تاوقتیکہ میں ایک مکان دس ہزار روپیہ کا اور نیز اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے نصف حصہ ہندہ کے نام ہبہ نہ کروں ازدواج اس سے نہ ہو سکے گا، لہذا میں بہ ثبات ہوش وحواس بلا جبر واکراہ لکھ دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ مکان نمبری فلاں مملوکہ فلاں جو میرے پاس مبلغ سات ہزار میں رہن بالقبض ہے، اور جس کی مدت رہن ختم ہونے کو ہے ایک سال باقی ہے، بفور وصول رقم رہن مکان مذکور کوئی دوسرا مکان یا کوئی اور جائداد ان کی حسب دلخواہ یا وہی مکان مرہونہ ان کو دلادوں گا اور ان کے حق میں ہبہ کردوں گا ان کو کل حقوق مالکانہ اس دس ہزار کی خرید کردہ جائداد پر حاصل رہیں گے، اگر مستورات میں موافقت نہ ہوئی تو علیٰحدہ مکان میں رکھوں گا، اس کے علاوہ اپنی کل جائداد مسکونہ وذاتی کا نصف حصہ جس کی تفصیل اقرار نامہ ہذا میں درج ہے، مسماۃ ہندہ کے حق میں ہبہ کردیا، اور کل حقوق مالکانہ جو مجھے اس کے متعلق حاصل تھے وہ بذریعہ ہذا مسماۃ کی ذات پر منتقل کردیئے گئے، چونکہ میرا ازدواج اس شرط پر موقوف تھا، لہذا میں نے بہ خوشنودی خود و برضامندی دیگر ورثہ یہ تحریر لکھ دی ہے، اس اقرار کے بھروسہ پر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہو جاتا ہے اور ہندہ سے اولاد بھی پیدا ہوئی ہے مگر باوصف تقاضا زید اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہیں کرتا ہے، اس لئے ہندہ اپنے ماں باپ کے گھر آ کر بیٹھ جاتی ہے، پس آیا زید کو اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہ کرنے تک حق طلب ہندہ ہو سکتا ہے یا نہیں، اور بصورت دعوی طلب زوجہ ہندہ کو یہ حق امتناع واصرار حاصل ہے یا نہیں کہ جب تک زید حسب اقرار خود مقدم یعنی اقرار نامہ کے بموجب تعمیل نہ کرے زید حق طلب زوجہ سے متمتع نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں باوصف اس کے کہ ہندہ اپنی ماں باپ کے یہاں مقیم رہے زید پر نفقہ ہندہ کا واجب الادا ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) مہر معجّل اگر شوہر نہ دیوے تو اس کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو شوہر سے روک سکتی ہے، علاوہ مہر کے

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۴۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ۱۲ ظفیر.

جو وعدہ شوہر نے مکان و جائداد وغیرہ دینے کا کیا یا اقرار نامہ لکھ دیا ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی، البتہ مہر نہ دینے کی وجہ سے اگر عورت شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ ساقط نہیں ہوتا، بخلاف صورت مذکورہ کے کہ اگر یہ وعدہ ہبہ مکان وغیرہ کا علاوہ مہر کے ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی قال فی الدر المختار ولو منعت نفسها للمهر الخ لانه منع بحق فتستحق النفقة الخ ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطا لبها الزوج بالنقلة به یفتی وکذا اذا طالبها ولم تمتنع اوامتنعت للمهر الخ۔(۱)

نفقہ کا دعویٰ شوہر پر

(سوال ۱۳٤٥) ایک عورت کے نکاح کو تیرہ سال ہوئے، اس کا شوہر آج تک کسی طرح سے خبر گیراں نہیں ہے، نہ روٹی کپڑا دیتا ہے نہ پاس سوتا ہے، تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، عورت مذکورہ اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) بدون طلاق کے دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی،(۱) لیکن نفقہ کا دعویٰ کرے اور بحکم سرکار اس سے خرچ کھانے کپڑے کا وصول کرے۔

جب والدین لڑکی کو شوہر کے یہاں نہ بھیجیں

(سوال ۱۳٤٦) اگر والدین لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجیں اور لڑکی بوجہ عدم رضا والدین کے شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرے تو شوہر کے ذمہ نفقہ واجب ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نفقہ اس کا بذمہ شوہر واجب نہ ہوگا اور وہ عورت ناشزہ یعنی نافرمان شوہر کی ہوگی اور عاصی ہوگی۔(۲)

نفقہ کے ادا نہ ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں

(سوال ۱۳٤٧) مابین زن و شوہر کے نہایت بد مزگی پیدا ہو گئی ہے، عورت کے وارثوں کے پاس شوہر کی جبر و تعدی ناقابل برداشت اور نان و نفقہ کی عدم خبر گیری کے بینہ موجود ہیں بدیں وجہ عورت اور اس کے ورثاء تفریق بین الزوجین کرانا چاہتے ہیں، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) ہمارے مذہب میں نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق بین الزوجین نہیں ہو سکتی، البتہ شوہر پر نفقہ کی نالش کی جا سکتی ہے۔ اور رفع تکلیف کی تدبیر سرکار سے کرائی جاوے۔(۳)

جو عورت کوشش کے باوجود شوہر کے یہاں نہیں آتی اس کا نفقہ واجب نہیں

(سوال ۱۳٤٨) ایک شخص کی عورت اپنے والدین کے یہاں رہتی ہے اور شوہر ہر چند کوشش کرتا ہے کہ

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۸ و ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

(۲) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته الخ لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٨٢. ط.س. ج۳ص ۵٦۱ ظفیر.

(۳) لا نفقة الخ خارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ص۵۷٦) ظفیر.

(۴) ولا یفرق بینهما لعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه (در مختار. قوله بانواعها الثلاثة وهی ماکول وملبوس ومسکن (ردالمحتار ج۲ ص ۹۰۳) اب زوجہ متعنت کے لئے تفریق کی صورت نکل سکتی ہے دیکھئے "الحیلة الناجزہ" للتهانوی ط.س. ج۳ص ۵۹۰، ۱۲ ظفیر.

میری زوجہ میرے پاس رہے لیکن وہ کسی طرح شوہر کے پاس نہیں رہتی اور اسے دو بچے بھی ہیں نہ ان بچوں کو باپ کے پاس بھیجتی ہے، اور عدالت سے اس نے چھ روپیہ ماہوار شوہر سے لینا مقرر کرالیا ہے، شوہر نے مجبور ہو کر دوسرا نکاح کرلیا ہے، اس صورت میں شرعاً اس عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں، اور مسماۃ بوجہ اندیشہ جان کے مبلغ سات روپیہ شوہر سے طلب کرتی ہے۔

(الجواب) اس صورت میں اس زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ ناشزہ ہے اور ناشزہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے والناشزۃ لا نفقۃ لھا وھی اللتی خرجت من منزل الزوج بغیر اذنہ بغیر حق فتاویٰ قاضی خان (۱) وان نشزت فلا نفقۃ لھا (ھدایہ) (۲) اور عورت کا یہ مطالبہ شرعی حیثیت سے ناجائز اور ناقابل قبول ہے۔ فقط۔

جو شوہر نہ نفقہ دے اور نہ لے جائے وہ کیا کرے؟

(سوال ۱۳۴۹) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے خود دوسرا نکاح کرلیا ہے، اس صورت میں عورت مہر مؤجل اور نفقہ کا دعویٰ کرسکتی ہے یا نہیں، اور تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے تفریق نہیں ہوسکتی اور دوسرا نکاح لڑکی کا نہیں ہوسکتا، جس طرح ہو اس کے شوہر سے طلاق لی جاوے۔ اکراہ اور جبر کر کے بھی اگر اس سے طلاق لی جاوے گی اور بعد طلاق کے مہر مؤجل کے وصول کا دعویٰ بھی عورت کی طرف سے ہوسکے گا، اور گذشتہ نفقہ کا دعویٰ نہیں ہوسکتا ہے، جب کہ حاکم کی طرف سے نفقہ ماہانہ وغیرہ مقرر نہ کیا گیا ہو، ھکذا فی الدر المختار۔(۳)

جب خود شوہر نہ لے جائے تو اس پر نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۳۵۰) ہندہ زوجہ زید اپنی چھوٹی ہمشیرہ کی شادی میں سسرال سے رخصت ہو کر میکہ چلی آئی بعد تقریب زید ہندہ کو رخصت کرالے جانے سے انکاری ہوا، اور بالکل قطع تعلق کرلیا، ہندہ نے عدالت میں نان و نفقہ کا دعویٰ کیا، زید نے جواب دہی کی کہ ہندہ بدچلن ہے، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ ہندہ ضرور بدچلن ہے ایسی صورت میں وہ کھانا کپڑا اپنے شوہر زید سے ہرگز پانے کی مستحق نہیں ہوسکتی، ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں، اور زید سے مہر وصول کرسکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں شرعاً ہندہ کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہے کیونکہ جب کہ ہندہ شوہر کی اجازت سے اپنے میکہ میں آئی اور پھر زید اس کو اپنے گھر نہ لایا باوجودیکہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہیں کرتی تو اس صورت میں ناشزہ اور نافرمان نہیں ہے، (۴) اور شوہر کے اس دعویٰ کرنے سے کہ ہندہ بدچلن ہوگئی ہے اور عدالت سے اس کے موافق فیصلہ ہونے سے ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور ہندہ کو بحالت موجودہ دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور مہر مؤجل بدون طلاق کے نہیں لے سکتی، فقط۔

جو عورت شوہر کے پاس نہ رہے اس کا نفقہ واجب نہیں

---

(۱) فتاوی قاضی خان باب النفقہ مصری ج ۱ ص ۳۶۱ . ظفیر.

(۲) ھدایہ باب النفقۃ ج ۲ ص ۴۱۸ . ۱۲ ظفیر.

(۳) والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء اوالرضاء (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب النفقہ ج۲ ص ۹۰۶ . ط.س. ج۳ص ۵۹۴) ظفیر. (۴) فتستحق النفقۃ بقدر حالھما الخ ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطا لبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب النفقہ ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۴) ظفیر.

(سوال ۱۳۵۱)زید کی منکوحہ زید کے گھر میں نہیں رہتی اور مرتکب فعل شنیع کی ہورہی ہے اس کا نان و نفقہ زید کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟

(الجواب)جو عورت شوہر کے گھر میں نہ رہے اور نافرمانی کرے وہ ناشزہ اور نافرمان ہے، ایسی عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے، در مختار میں ہے **لا نفقة لا حدی عشر الیٰ ان قال وخارجة من بیته بغیر حق وهی ناشزة الخ۔**(۱)اور در مختار، میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کی زوجہ فاجرہ ہو تو اس کو طلاق دینا واجب نہیں البتہ اگر وہ باوجود سمجھانے کے اور تنبیہ کرنے سے بھی نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آوے تو پھر طلاق دے دینی چاہئے **لیس علی الزوج تطلیق الفاجرہ۔**(۱)فقط۔

گذشتہ برسوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

(سوال ۱۳۵۲)زید و ہندہ کی کمسنی میں ان کے والدین نے نکاح کردیا، نکاح کے بارہ برس کے بعد ہندہ کی والدہ نے ہندہ کو وداع کیا ہے، دو ایک ماہ بعد ہندہ کو پھر لے گئی، اب دوسری مرتبہ جب زید کے اقرباء ہندہ کو لانے کے لئے گئے تو اب اس کے والدین کہتے ہیں کہ بارہ برس کا نفقہ جو زید کے ذمہ ہے وہ ادا کردے تو لے جاؤ، تو کیا اس صورت میں زید پر گذشتہ بارہ برسوں کا نفقہ واجب ہوتا ہے یا نہیں اگر واجب ہے تو پورا یا نصف؟

(الجواب)در مختار میں ہے **لا تصیر النفقة دیناً الابالقضاء اوالرضاء الخ۔**(۲)یعنی نفقہ پہلے زمانے کا شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہوتا، بدون حکم قاضی کے یا بدون رضامندی کے، اس لئے ہندہ کے والدین بارہ برس کا نفقہ زید سے نہیں لے سکتے اور یہ عذر ان کا مسموع نہ ہوگا، اور اگر ہندہ بدون رضا شوہر کے والدین کے یہاں رہے گی تو وہ ناشزہ و نافرمان ہوگی، در آئندہ کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا۔

مہر کی ادائیگی وسعت نہ ہو تو مہلت دی جائے اور نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۳۵۳)ایک عورت اور مرد کا نکاح ہوا جن کے مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ کے مقرر ہوئے، اسی غرض سے کہ دولہا پر دباؤ ہو، دلہن اپنے شوہر کے یہاں چلی گئی، مہر ادا کرنے کی طاقت نہیں اور بیوی معاف نہیں کرتی، اس صورت میں مسئلہ کیا اجازت دیتا ہے، بغیر صفائی مہر دونوں رہنے لگے اور تمام خرچ شوہر نے برداشت کیا تو اس صورت میں عورت پر گناہ سود کا تو نہیں ہوا، یا سود کہا جائے گا۔

(الجواب)جب کہ شوہر میں قدرت اور وسعت مہر ادا کرنے کی نہیں ہے تو اس کو شرعاً مہلت دی جائے گی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وان کان ذو عسرة فنظرة الیٰ میسرة**(۳)الایہ اور بدون ادا کرنے دین مہر کے اور بدون معاف کرانے کے شوہر کا نان و نفقہ دینا اپنی زوجہ کو سود نہیں ہے بلکہ نفقہ نہ دینے سے شوہر گنہگار ہوگا، کیونکہ شوہر کے ذمہ علاوہ دین مہر کے زوجہ کا نان و نفقہ بھی واجب ہوتا ہے۔(۴)اور شوہر پر دباؤ ڈالنے کی وجہ سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔

عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے

(سوال ۱۳۵۴)زید نے ہندہ کو طلاق دے دی اور صرفہ کا عدت میں وعدہ ادائی کرتا ہے مگر وعدہ خلاف ہے

(۱)الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب النفقہ ج ۲ ص ۸۸۹ و ج ۲ ص ۸۹۰ ط.س. ج۳ص۵۷۶. ۱۲ ظفیر.
(۲)ایضاً باب المحرمات ج۲ ص ۴۰۲ ط.س. ج۳ص ۱۲۰۵۰ ظفیر. (۳)الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب النفقہ ج۲ ص ۹۰۶ ط.س. ج۳ص۵۹۴. ۱۲ ظفیر. (۳)سورة البقرہ آیت نمبر ۲۸۰ ع ۳۸ ظفیر. (۵)النفقه واجبة للزوجة علی زوجها الخ اذا سلمت نفسها الیٰ منزله (هدایه باب النفقه ج۲ ص ۴۱۷)ظفیر.

چونکہ ملازم پیشہ ہے، اس لئے رقم ملازمت خود وصول کرلیتا ہے، کیازید ایسے فعل پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔
(الجواب) زید پر نفقہ عدت کا واجب ہے اور جب کہ زید میں وسعت ادا کرنے کی ہے تو وہ ادا کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے(۱)

بیوہ مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے

(سوال ۱۳۵۵) ایک بیوہ عورت کا شوہر کچھ جائیداد چھوڑ گیا ہے، نقدی کچھ نہیں چھوڑی ہے، آیا بیوہ مکان فروخت کر کے یا گروی رکھ کر اپنا گذارہ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بیوہ کو ز کوٰۃ کا روپیہ دیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب) مکان گروی رکھنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں شرعاً کسی امر میں ممانعت نہیں ہے، لیکن مشورہ یہ ہے کہ اگر فی الحال خرچ کی ضرورت ہے اور یہ امید ہے کہ جس وقت جائداد کی آمدنی آوے گی اس آمدنی سے مکان گروی چھڑا لیا جاوے گا تو مکان گروی رکھ دیا جاوے اور اگر مکان متعدد ہیں۔ اگر مکان ایک ہی ہے تو پھر مکان کو گروی نہ رکھے اور نہ فروخت کرے۔ بلکہ جنگل کی زمین گروی رکھ دے یا فروخت کردے بقدر ضرورت۔ فقط۔

قدتم الجزء الحادی عشر بعون اللہ تعالیٰ و تو فیقه فی شهر ذی القعدة سنة اربع مائته والف علیٰ ید العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی الذی فوض الیه الترتیب والتحشیة تحت اشراف صاحب الفضیلة حکیم الاسلام مولانا القاری محمد طیب دامت فیو ضه ، رئیس الجامعة الا سلامیه دارالعلوم دیو بند.
ویاتی الجزء الثانی عشر انشاء اللہ تعالیٰ

---

(۱) اذا طلق الرجل امر ء ته فلها النفقة والسکنی فی عدتها رجعیا کان او بائنا (هدایه باب النفقه ج ۲ ص ۴۲۳) ظفیر.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ وصحبہ اجمعین

قسم کھانے اور اس کے کفارہ سے متعلق احکام و مسائل

حلف بالقرآن جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱) قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر یا اس کو ہاتھ میں لے کر کسی امر یا نہی کے فعل یا ترک مثلاً صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرنے نشہ خواری و جوابازی سے باز آنے پر قسم و عہد کرنا یا کرانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ نفس کلام اللہ مخلوق نہیں مگر قرآن اس حروف و صوت کے ساتھ مخلوق ہے اس لئے یہ غیر اللہ ہے اور غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے اگرچہ قسم ہو جاتی ہے۔ بکر کہتا ہے کہ نہ شرک ہے نہ بدعت اور نہ حکم ہے نہ منع بلکہ ترغیب الی الامر و نہی عن المنکر ہے اس لئے اچھا ہے آپ مدلل بیان فرمائیں۔

(الجواب) اقول قال فی ردالمحتار ونقل فی الهندية عن المضمرات وقد قيل هذا فی زمانهم اما فی زماننا فيمين وبه نأخذو نامرو نعتقد وقال محمد بن مقاتل الرازی انه يمين وبه اخذ جمهور مشائخنا اھ فهذا موید لكونه صفة تعورف الحلف بها كعزة اللّٰه وجلاله الخ(۱) پس معلوم ہوا کہ حلف بالقرآن متعارف ہے اور یہ ایسا ہے جیسا کہ حلف بعزۃ و جلالہ پس شرک و بدعت کہنا اس کو صحیح نہیں ہے اور ترک معاصی پر عہد و پیمان کرنا اور کرانا عمدہ کام ہے اور نماز جنازہ ہر ایک مسلمان نیک و بد کی پڑھنی چاہئے۔ الا ما استثناه الفقهاء لقوله عليه الصلوٰة والسلام صلوا على كل بر و فاجر الحديث۔

قسم کھائی کہ زید پر اگر ظلم کروں تو کافر ہو جاؤں شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۲) شخصے حلف کرد کہ بر زید ظلم و حق تلفی او نخواہم کرد اگر کنم پس من کافر و از شفاعت شفیع المذنبین بریم۔ پس اگر بر زید ظلم و حق تلفی او کند بموجب یمین خود کافر گردد و از شفاعت شفیع المذنبین بر و خواہد شد یا نہ؟

(الجواب) ایں قسم ست کہ بصورت حنث کفارہ بر و لازم شود(۲) در کفر او بصورت حنث اختلاف است و اصح انست کہ کافر نہ شود فی الدر المختار والا صح ان الحالف لم يكفر سواء علقه بما ض او آت ان كان عنده فی اعتقاده انه يمين الخ(۳)

قرآن مجید کی قسم کھانے سے انکار کی صورت میں کیا حکم ہے؟

(سوال ۳) خلافت کمیٹی سے چند ممبر اس لئے اخذ کئے گئے کہ نماز پڑھنے کی تاکید کریں لیکن شرط یہ تھی کہ جملہ

---

(۱) ردالمحتار كتاب الايمان مطلب فی القرآن ج۳ ص ۷۰ ط.س. ج۳ ص۷۱۳ ظفیر۔

(۲) وتعليق الكفر بالشرط يمين وسيجی انه ان اعتقد الكفربه يكفر والا يكفر (در مختار) بالتشديد ای تلزمه الكفارة (ردالمحتار كتاب الايمان مطلب فی القرآن ج۲ ص ۷۱ ط.س. ج۳ ص۷۱٤ ظفیر۔

(۳) دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۷۵ ط.س. ج۳ ص۷۱۸ ظفیر۔

ممبر تقرری سے قبل اپنے دست مبارک کو مصحف مجید سے مزین فرما کر قسم کھائیں کہ اس امر میں کسی خویش؛ رعایت نہ کریں گے ایک شخص اس پر معترض ہے اور مخالف ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) معترض اور مخالف اس کار خیر میں صریح خطا پر اور سخت گنہگار ہے اس سے توبہ کرائی جاوے۔

ایمان کی قسم کھانا کیسا ہے ؟

(سوال ٤) مسلمان کو ایمان کی قسم کھانا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) قسم اللہ کی کھانی چاہئے اللہ کے سوا ایمان یا قرآن وغیرہ کی قسم نہ کھانی چاہیے۔(۱)

قسم کھائی اور نکاح میں دھوکہ ہو گیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۵) عرصہ دس ماہ کا ہوا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا عورت کے بھائی نے قبل از نکاح سوا۔ تعریف کے اور کچھ ظاہر نہ کیا رخصت کے بعد معلوم ہوا کہ عورت بالکل اپاہج و مجبور دونوں ہاتھ پاؤں بے کار اندا نہانی میں بوجہ ہڈی کے گنجائش نہیں ۵۰۰ روپیہ مہر مقرر ہوا تھا اور بوقت نکاح میں نے قسم کھائی تھی کہ طلاق دوں گا ایسی حالت میں اگر طلاق دی جائے تو کیا حکم ہے جب کہ مجھے دھوکہ دیا تو نکاح ہوا یا نہ ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح ہو گیا اور بلا وطی طلاق دینے کی صورت میں نصف مہر بذمہ شوہر لازم ہے او طلاق نہ دینے کی جو قسم کھائی تھی بوجہ ضرورت مذکورہ بحالت مذکورہ اس قسم کا توڑنا جائز ہے مگر کفارہ قسم کا لاز ہو گا۔(۲)

بیوی سے کسی وجہ سے ہمبستر نہ ہونے کی قسم کھانا

(سوال ٦) اگر کوئی شخص اپنے دل میں قسم کھانے کہ کل ہم اپنی بی بی کے ساتھ کسی وجہ سے غصہ ہو کر قسم کھا ہمبستر نہ ہوں گے لیکن اپنی بی بی کی خواہش سے ہمبستر ہو گیا تو شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) جب تک زبان سے الفاظ قسم کہہ کر نہ توڑے کفارہ قسم اس پر نہیں آتا(۳)

انشاء اللہ کے ساتھ قسم کھانے کا حکم

(سوال ۷) میرے والد نے مجھ سے مرغ نہ کھانے کا عہد کرلیا میں نے ان الفاظ سے عہد کیا کہ انشاء اللہ میں مر نہیں کھاؤں گا۔ مجھے مرغ کھانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز ہے کیونکہ انشاء اللہ کہنے سے قسم نہیں رہتی یہ بہت اچھا کیا کہ انشاء اللہ کہہ لیا۔(٤)

قسم کھائی کہ فلاں کام نہ کروں گا پھر کر لے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۸) اگر کوئی شخص اس طرح قسم کھائے اور عہد کرے کہ اے خدا میں تیری ذات بابرکات کی قسم کھا کر کہتا

---

(١) لا يقسم بغير الله تعالى كالنبي والقرآن والكعبة (در مختار اي لا ينعقد القسم بغير الله تعالى غير اسمائه وصفاته بل يحرم (ردالمحتار كتاب الايمان ج٣ ص ٧٠ ط.س. ج٣ص ٧١٢) ظفير. (٢) فانه يجب فيما اذا حلف على طاعة ويحر فيما اذا حلف على معصية ويندب فيما اذا كان المحلوف عليه جائزا (ردالمحتار كتاب الايمان ج ٣ ص ٦٣ ط.س.ج٣ص ٧٠٤) وفيه الكفارة ان حنث ردالمحتار ج ٣ ص ٦٦ ط.س.ج٣ص ٧٠٨) ظفير. (٣) وركنها اللفظ المستعمل فيها (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ٣ ص ٦٣) ظفير.
(٤) وصل بحلف انشاء الله بطل يمينه كذا يبطل به اى الاستثناء المتصل كل ما تعلق بالقول عبادة او معاملة (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ٣ ص ٩٨ ط.س.ج٣ص ٧٤٢ ظفير.

ں کہ اگر میں فلاں کام میں اپنا عہد توڑوں تو مجھے دوزخ میں ڈالئے اور دین و دنیا میں ہمیشہ ذلیل و خوار کیجئے اور اپنی دیجئے اور مردود کیجئے اور میری دعا کبھی قبول نہ کیجئے اور میں آسمان اور زمین اور فرشتوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ ے اپنا عہد کبھی نہ توڑوں گا اور پھر وہ توڑ دے تو اس کا کیا حشر ہوگا اور اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

لجواب) اس صورت میں اگر وہ شخص اس عہد کو توڑ دے تو کفارہ قسم کا اس کے اوپر واجب ہے۔(۱) یعنی دس لمینوں کو دو وقت کھانا کھلاوے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہناوے، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے۔(۲)

لغ لڑکا قرآن شریف اٹھائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ۹) ایک نابالغ لڑکا ریل سے بغیر ٹکٹ سفر کرتا ہے اگر اس کا کوئی عزیز اس سے قرآن شریف اٹھوائے اور وائے تو وہ گنہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب) وہ گناہ گار نہ ہوگا۔

ریعت کے کسی کام پر اہل برادری سے عہد لینا

سوال ۱۰) اور اہل برادری نے پنچایت سے یہ کہا کہ کلمہ پڑھو اس کے بعد کہا گیا کہ اگر اس ہمارے حکم کو کوئی ے تو وہ خدا اور رسول سے پھرے۔ اس قسم کی قسم کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب) اگر شریعت کے کام پر ایسا عہد لیا جاوے کہ جو کوئی اس حکم شریعت کو توڑے وہ گویا خدا تعالیٰ اور رسول کا ف ہے تو یہ جائز ہے لیکن برادری کے حکم پر مطلقاً ایسا عہد لینا درست نہیں ہے چاہے وہ حکم موافق شریعت ہ ہو یا نہ ہو اس کی تعمیل کریں اور جو کوئی اس حکم کو توڑے وہ خدا اور رسول کا مخالف ہے۔ تو ایسا عہد لینا درست ں ہے۔

ر اللہ کی قسم کیسی ہے؟

سوال ۱۱) خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھانا مثلاً لڑکے یا قرآن شریف وغیرہ کی قسم کھانا درست ہے یں ایسی قسم کھانے والا مشرک ہوگیا نہیں؟

جواب) غیر اللہ کی قسم کھانا حرام ہے جیسے بیٹے یا باپ وغیرہ کی قسم کھانا۔(۳) البتہ قرآن شریف کا قسم کھانا ارف ہوگیا ہے لہذا وہ معتبر ہے اور قسم ہو جاتی ہے فی الدر المختار قال الکمال ولا یخفی ان الحلف ر آن الان متعارف فیکون یمینا الخ فقط۔(۴)

رثوں کے حلف کا وارثوں پر اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

سوال ۱۲) ایک محلہ جس میں اقوام شیخ رہتے ہیں اور ان میں دو فریق ہو رہے تھے ہر دو فریق نے یہ تجویز کی کہ ۔ فریق ایک ہو جائیں اور کوئی نزاع آپس میں نہ رہے ہر حالت میں ہر شخص شادی غمی میں سب شریک رہیں اور عہد کی پابندی کے لئے سب کے ہاتھ میں قرآن شریف دے کر یہ حلف لیا گیا کہ مراسم برادرانہ ترک کئے

وفیه الکفارة ان حنث (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ٦٦ ط.س.ج۳ص۷۰۸) ظفیر.
و کفارته تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین کما مر فی الظهار او کسوتهم بما یصلح للاوساط وینتفع به فوق ثلاثة اشهر تر عامة البدن (ایضا ج۳ ص ۸۲ ط.س.ج۳ص۷۲۵ - ۷۲٦) ظفیر (۳) لا یقسم بغیر الله تعالی (در مختار) ای لا . القسم بغیره تعالی الخ بل یحرم ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۷۰ ط.س.ج۳ص۷۱۲)(٤) الدر المختار علی ں ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۷۰ ط.س.ج۳ص۷۱۲) ظفیر.

جاویں گے جس شخص نے حلف کیا تھا اب ان میں سے چند اشخاص ہیں باقی فوت ہوگئے ایک شخص نے یہ مخالفت کی کہ وہ خلاف اپنی گروہ کے دوسرے گروہ کی جانب سے مقدمات میں پیروی کرنے لگا ان اشخاص کے وارثوں نے جنہوں نے قرآن شریف اٹھایا تھا اور حلف کیا تھا یہ کہا کہ گو اب تک ہم اپنے مورثوں کے حلف کے پابند رہے مگر اس عہد وحلف کی پابندی ہم پر عائد نہیں ہوتی کیا یہ صحیح ہے اور جو لوگ حلف کرنے والوں میں سے بقید حیات ہیں ان پر پابندی حلف لازم ہے یا نہیں؟

(الجواب) مورثوں کی حلف کا وارثوں پر کچھ اثر عائد نہیں ہوتا البتہ جو لوگ ان حلف کرنے والوں میں کے بقید حیات ہیں وہ اپنے حلف اور قسم کو توڑیں تو ان پر کفارہ لازم آئے گا۔(۱)

لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ کفارہ لازم ہونے کی وجہ سے وہ لوگ گناہگار بھی ہوں اور مواخذہ دار اخروی ہوں بلکہ بسا اوقات حلف کا توڑنا ضروری ہو جاتا ہے۔(۲) جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بعض دفعہ کسی فعل کے کرنے پر قسم کھائی اور پھر اس کی خلاف میں آپ کو بہتری معلوم ہوئی تو آپ نے اس قسم کو توڑ دیا اور کفارہ دے دیا اور اسی طرح آپ نے دوسروں کو بھی حکم فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی کسی امر پر حلف کرے اور پھر اس کے خلاف میں خیر معلوم ہو اور وہ خلاف کام ثواب کا ہو تو قسم کو توڑ دو اور جو امر بہتر اور شریعت میں موجب ثواب ہے اس کو کرے پس اگر اس شخص سے کوئی امر خلاف شریعت ہوا ہے تو اس وجہ سے اس سے متارکت کی ہے تو یہ اچھا ہے اس میں گناہ نہیں ہوا اور حلف کرنے والے کفارہ قسم کا دے دیویں(۳) فقط۔

قسم کھائی جائداد سے کہ نہیں لوں گا وارث ہو جانے کے بعد کیا کرے؟

(سوال ۱۳) ایک شخص نے اپنے والد کے ساتھ جھگڑا فساد کر کے یہ حلف کیا اگر میں تمہاری جائداد کی کچھ کھاؤں تو میں نبی کے دین سے خارج ہوں گا اب اس کے والد کا انتقال ہو گیا تو حلف سے بری ہونے کی کیا صورت ہے اور جائداد کی میراث ہونے کی کیا صورت؟

(الجواب) ان الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے۔(۴) لہذا اگر اس جائداد میں سے کچھ لیوے اور کھاوے تو کفارہ قسم کا دیوے اور بصورت حنث اس کے کفر میں اختلاف ہے لہذا احوط یہ ہے کہ وہ تجدید اسلام کرے در مختار میں ہے والقسم ایضا بقوله ان فعل كذا فهو يهودي او نصراني الخ او كافر فيكفر بحنثه ۔(۵) فقط۔

دوسرے نے یہ قسم دی کہ یہ کام کرنا ہے اس نے نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱٤) رشید نے حمید کو کہا اللہ کی قسم تم کو یہ کام کرنا ہوگا اب اگر حمید وہ کام نہ کرے تو رشید حانث ہو گیا نہیں؟

(الجواب) رشید حانث ہوگا۔(۶) فقط۔

---

(۱) وهذالقسم فيه الكفارة ان حنث (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ٦٦ ط. س، ج۳ ص ۷۰۸) ظفير. (۲) ومن حلف على معصية كعدم الكلام مع ابويه اوقتل فلان الخ وجب الحنث والتكفير لانه اهون الامرين الخ (ايضاً ج۳ ص ۸۵ ط.س. ج۳ ص۷۲۸) ظفير. (۳) وهذا لا قسم فيه الكفارة ان حنث (ايضا ج۳ ص ٦٦ ط.س ج۳ ص ۷۰۸) ظفير. (٤) وبرى من الله وبرى من رسوله يمينان الخ و برى من الا سلام اوالقبلة او صوم رمضان او الصلوٰة الخ يمين لانه كفر و تعليق الكفر بالشرط يمين (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۷۱ ط.س. ج۳ ص۷۱۳) ظفير. (۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ۷٤ ط.س. ج۳ ص۷۱٦ قوله فيكفر بحنثه اى تلازمه الكفارة اذا حنث اى قاله بتحريم الحلال لا نه لما جعل الشرط علما على الكفرو قد اعتقده واجب الا متناع وامكن القول بوجوبه بغيره جعلنا يمينا نهر (ردالمحتار ج۳ ص ۷۵ ط.س. ج۳ ص۷۱۸) ظفير. (٦) وفيه الكفارة ان حنث (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ٦٦ ط.س. ج۳ ص۷۰۸ ظفير.

کلمہ پڑھ کر قسم کھانے سے قسم ہوگی یا نہیں؟

(سوال ۱۵) ایک شخص نے اس طور سے قسم کھائی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خدا گواہ ہے اگر میں یہ کام کروں تو رسول اللہ کی شفاعت سے ناامید ہوں۔ پھر اس کام کا مرتکب ہوا ہو۔ اس صورت میں اس شخص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) در مختار میں ہے کہ ان الفاظ سے قسم نہیں ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا مگر اس میں گناہ ہے لہذا توبہ واستغفار کرے وفیہ اشهد الله لا افعل يستغفر ولا كفارة وكذا اشهدك واشهد ملائكتك لعدم العرف الخ وفي انا برئ من الشفاعة ليس بيمين لان منكر من مبتدع لا كافرا لخ۔(۱) فقط۔

فلاں کام کروں تو خدا کے دیدار سے محروم رہوں پھر کر لیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۶) اس شخص نے یہ عہد کیا کہ اگر اب سے میں برے کام کو کروں تو خدا کا دیدار اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت مجھ کو نصیب نہ ہو والعیاذ باللہ تعالیٰ اور دونوں جہاں میں میرا روسیاہ ہو کچھ عرصہ بعد وہ ہی کام اس نے کیا تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) در مختار کتاب الایمان میں ہے وفي انا برئ من الشفاعة ليس بيمين الخ ۔(۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ الفاظ مذکورہ فی السوال سے قسم منعقد نہیں ہوتی لہذا اس کام کے کرنے کی وجہ سے کفارہ واجب نہ ہوگا آئندہ اس قسم کے الفاظ کہنے سے احتراز واجتناب کرنا چاہئے اور صدق دل سے اس فعل قبیح سے توبہ نصوحہ کرنی چاہئے اور آئندہ اس فعل بد سے بچنا چاہئے۔ فقط۔

خنزیر کھانے کی قسم کھائی پھر توڑ دی کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۷) ایک شخص اپنے چچا سے ناراض ہے چچا نے منانا چاہا تو اس نے قسم کھائی کہ اگر میں جاؤں تو خنزیر کھاؤں اب اگر وہ چچا کا کہنا مان لے تو قسم کے بارے میں کیا کرے؟

(الجواب) یہ قسم نہیں ہوئی مگر اس بات کے کہنے کا گناہ ہوگا۔ و كذالك ان قال ان فعلت كذا فانازان او شارب خمر او اكل ميتة فليس بحالف۔(۳) فقط۔

زید نے ہزار روزہ کی قسم کھائی تو کیا کرے؟

(سوال ۱۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے کچھ مال بکر کا چرالیا بکر اس کو قسم کھلاتا ہے اور زید قسم کھاتا ہے کہ اگر میں نے چرایا تو مجھ پر ہزار روزہ فرض ہوں یا واجب ہوں آیا عند الشرع اس پر ہزار روزہ واجب ہوں گے یا نہیں؟ ایسا ہی اگر آئندہ کی بابت قسم کھالے کہ اگر میں تیرا مال چراؤں تو مجھ پر ہزار واجب ہوں؟

(الجواب) دونوں صورتوں میں روزہ فرض ہوں گے كذا يفهم من الدر المختار لامواخذة فيها الافي ثلث طلاق وعتاق ونذر اشباه وان علقه بما لم يرده كان زينت لفلانة مثلا فحنث در مختار (۴) ج ۳ ص ۹۴۔

یہ کہنا کہ ایسا کروں تو اپنے باپ کا نہیں قسم نہیں ہے؟

(سوال ۱۹) اگر یہ کہہ دے کہ اگر میں آپ کے گھر جاؤں تو اپنے باپ سے نہیں بلکہ کسی خاکروب سے ہوں۔ اگر چلا جاوے تو کفارہ لازم ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۷٦. ط.س. ج۳ ص۷۱۸ ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ۷٦. ط.س. ج۳ ص۷۱۹ ظفير. (۳) ايضاً ج ۳ ص ۷۸ ظفير. هو يستحل الدم او لحم الخنزير ان فعل كذا لا يكون يمينا لان استحلال ذلك لايكون كفرا ردالمحتار ج ۳ ص ۷۸. ط. س. ج ۳ ص ۷۲۱ ظفير. (٤) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ٦٤. ط.س. ج۳ ص۷۰٦ ظفير.

(الجواب) اس میں کچھ کفارہ نہیں ہے۔ جانا درست ہے۔

گھر نہ آنے کی قسم کھائی اور سامان بھیجا تو حانث نہیں ہوا

(سوال ۲۰) زید اور اس کی ساس میں کچھ نزاع ہوا زید نے غصہ سے اپنی ساس کو کہا کہ اگر میں تمہارے گھر آؤں یا کام کروں تو میری عورت مجھ پر حرام، حرام، حرام تین دفعہ کہا پھر زید اپنے گھر چلا گیا جب زید کی عورت اپنی ماں کے گھر بیمار ہوئی تو زید کسی شخص سے تعویذ لائے اور کسی اور شخص کو دے دیا کہ میری ساس کو دے دو اور ایک تربوز کسی شخص نے زید کو دیا کہ تم اپنی ساس کو دے دینا، زید نے وہ تربوز کسی اور شخص کو دے دیا کہ میری ساس کو دے دینا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید ان دو کام کے کرنے سے حانث ہوا یا نہ؟ اور اس کی عورت پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زید حانث نہیں ہوا کیونکہ زید اپنی ساس کے گھر نہیں آیا اور نہ اس کے کہنے سے اس کا کوئی کام کیا ہے۔(۱)

ایسا کروں تو خدا اور رسول سے بیزار ہوں کہنا قسم ہے

(سوال ۲۱) ایک شخص نے نذر کی کہ فلاں چیز لوں گا تو خدا اور رسول سے بیزار رہوں گا اور وہ شخص اس چیز پر قائم ہو گیا اس کے واسطے کیا حکم شریعت میں ہے۔

(الجواب) اگر اس شخص نے اس کام کو کر لیا جس کے چھوڑنے کی قسم کھائی تھی تو اس پر کفارہ قسم کا واجب ہے۔ (۲) اور قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کا کھانا یا کپڑا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے روزے پے در پے رکھنا چاہئے۔(۳) اور آئندہ ایسی قسم نہ کھاوے۔

ناجائز بات پر حلف لینا درست نہیں مگر قسم توڑنے سے کفارہ ہوگا

(سوال ۲۲) چالیس پچاس آدمیوں نے اس بات پر قسم کھائی کہ ہفتہ ہفتہ کو اناج نکال کر فروخت کر کے روپیہ جمع کیا کریں اور جب کوئی اس جماعت میں مر جائے یا کسی کا عزیز مر جاوے تو اس روپیہ میں سے ایک مقدار معین پر اس کی تجہیز و تکفین میں خرچ کیا جائے اور سال بھر میں جس قدر روپیہ جمع ہو تو گیارہویں کے موسم میں بڑے پیر صاحب کی گیارہویں کی جائے اس بات پر قسم کھانا اور اصرار کرنا کیسا ہے اور کفارہ لازم ہے یا نہ؟

(الجواب) اس بات پر قسم دینا اور قسم کھانا حرام ہے اور ایسی قسم کھانا بھی حرام ہے اور اس قسم کو توڑ دینا چاہئے اصرار کرنا ایسی قسم پر ناجائز ہے۔(۴) اور کفارہ قسم کا دینا لازم ہے۔(۵) **والتفصیل فی کتب الفقه۔**

---

(۱) جب زید نے خلاف قسم کیا ہی نہیں تو معلق طلاق واقع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (ظفیر)

(۲) ہو بری من الله وبری من رسوله یمینان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۷۱ ط.س. ج۳ص۷۱۳) ظفیر. (۳) وكفارته الخ اطعام عشرة مساكين او كسوتهم الخ وان عجز عنها كلها الخ صام ثلثة ايام ولاء (ايضاً ج۳ ص ۸۲ ط.س. ج۳ص۷۲۵) ظفیر. (۴) من حلف علی معصية الخ وجب الحنث والتكفير لانه اهون الامرين (ايضاً ج۳ ص ۸۵ ط.س ج۳ص۷۲۸ ظفیر. (۵) وفيه الكفارة الخ ان حنث (ايضاً ج۳ ص ۶۶ ط.س ج۳ص۷۰۸) ظفیر.

جانور کا دودھ نہ کھانے کا جب حلف لیا ہے تو گھی وغیرہ کھانے سے حانث نہ ہوگا۔

(سوال ۲۳) زید نے کہا میں اس بھینس کا دودھ نہ پیوں گا اور کوئی شرط نہیں کی۔ آیا زید کو اس بھینس کا گھی کھانا جائز ہے یا نہیں۔ یا کب تک دودھ پینا جائز نہیں ہے؟ یعنی صرف اس بیانت کا یا ہمیشہ کے لئے۔ نیز بھینس مذکور کی کٹڑی کا دودھ بشرط زندگی جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) گھی کھانا درست ہے اور اس کی کٹڑی کا دودھ بھی جائز ہے صرف اس کا دودھ پینے سے کفارہ لازم آوے گا۔ یعنی ایک دفعہ کفارہ آوے گا پھر جائز ہو جائے گا۔(۱) فقط (جب کوئی شرط نہیں کی تو یمین نہیں ہوا، اور اس کی وجہ سے کھانے سے حانث نہ ہوگا۔ ظفیر)

کسی مزار پر جانے سے انکار حلف سے انکار نہیں

(سوال ۲٤) ہندہ نے اپنے داماد پر دعویٰ زنا کا کیا مگر گواہ معتبر نہ دے سکا۔ قاضی نے حلف مدعا علیہ پر یہ فیصلہ کیا کہ فلاں فقیر کے مزار پر حلف کرے کہ میں نے اپنی ساس سے زنا نہیں کیا مدعا علیہ نے انکار کیا کہ میں فقیر کے مزار پر نہیں جاؤں گا۔ یہ انکار حلف سے ہو یا نہیں؟

(الجواب) یہ انکار حلف سے نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی قسم کھانے کو وہ تیار ہے اور مزار فقیر پر لے جانا لغو ہے اس سے انکار کرنا حلف سے انکار نہیں ہے۔

حلف کے بعد دعویٰ میں زیادتی جائز نہیں

(سوال ۲۵) عدالت میں حلف بھی ہوتا ہے۔ عدالت کہتی ہے کہ حلف سے کہو کہ تمہارا دعویٰ ٹھیک ہے تو اگر روپیہ دو روپیہ بڑھا کر دعویٰ کیا گیا تو یہ حلف سچ ہو گا یا جھوٹ؟

(الجواب) وہ حلف جھوٹ ہوگا زیادہ کا دعویٰ نہ کرنا چاہئے۔(۲) البتہ بصورت سرکشی و تمرد مدیون جو خرچہ عدالت سے ملے وہ لینا درست ہے کہ سبب اس خرچہ کا مدیون سرکش ہوا ہے اور اس کی سرکشی و عدم ادائے قرضہ کی وجہ سے نالش دائر کی گئی ہے۔ فقط۔

ہاتھ پر قرآن دے کر حلف دینے سے حلف ہو جاتا ہے

(سوال ۲٦) اگر کوئی شخص مسلمان کسی معاملہ میں مسلمان کو حلف قرآن شریف کا دے اس طریق سے کہ وقت اظہار اس کے ہاتھوں پر قرآن شریف رکھے، آیا اس طور سے حلف ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے وقال العینی وعندی ان المصحف یمین لا سیمافی زماننا قوله وقال العینی عبارته وعندی لو حلف بالمصحف او وضع یده علیه وقال وحق هذا فهو یمین ولاسیما فی هذا الزمان الذی کثرت فیه الا یمان الفاجرة ورغبة العوام فی الحلف بالمصحف الخ ۔(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ اس زمانہ میں قرآن ہاتھوں پر رکھ کر حلف دینا قسم ہے یعنی اس سے قسم ہو جاتی ہے اور احکام یمین اس سے

(۲) غموس تغمسه فی الاثم ثم النار وهی کبیرة ان حلف علی کاذب عمداً الخ کو الله مافعلت کذا عالما بفعله الخ یا ثم بها تلزمه التوبة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الا یمان ج ۳ ص ٦٤ ط.س. ج۳ص ۷۰۵) ظفیر.
(۳) ردالمحتار کتاب الا یمان ج ۳ ص ۷۰ ط.س. ج۳ص ۷۱۳) ظفیر.
(۱) ولا یحنث فی حلفه لا یاکل من هذا البسر او الرطب او اللبن باکل رطبة وتمره وشیرازه لان هذا صفات داعیة الی الیمین (درمختار) لان هذه صفات الخ (ردالمحتار باب الیمین فی الاکل ج ۳ ص ۱۲۱ ظفیر.

متعلق ہو جاتے ہیں الخ فقط۔

جب قسم کے خلاف کسی بھی وجہ سے کیا تو کفارہ ہوگا

(سوال ۲۷) عمر نے قسم کھائی تھی کہ میں فلاں گھر میں نہ جاؤں گا نہ وہاں کھانا کھاؤں گا لیکن والدہ عمر اس کو مجبور کر کے اس گھر میں لے گئی اور وہاں کھانا بھی کھلایا اب آئندہ عمر وہاں جا سکتا ہے یا نہیں اور عمر کو کچھ گناہ تو نہیں ہوا۔ اور کفارہ کیا ہوگا؟

(الجواب) قسم ٹوٹ گئی ہے اور کفارہ قسم کا لازم ہے اب آئندہ وہاں جانا درست ہے قسم پوری ہو گئی ہے اور گناہ کچھ نہیں ہوا صرف کفارہ لازم ہے اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا دس مسکینوں کو کپڑا ہر ایک کو ایک ایک جوڑا دیوے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے روزے متواتر رکھے۔

خلاف قسم کرنے سے کفارہ لازم ہے

(سوال ۲۸) زید نے قسم کھائی اس امر کی کہ میں بکر سے کبھی نہیں بولوں گا پھر بسبب ضرورت کے زید بکر سے بولا تو زید کے قسم کو صحیح سمجھنا چاہئے قسم کا کفارہ تو اس پر ضرور واجب ہے۔

(الجواب) کفارہ قسم کا زید کے ذمہ لازم ہے اور آئندہ کو بولنا چاہئے۔(۱)

قرآن سے حلف دلانا درست ہے

(سوال ۲۹) قرآن شریف سے حلف دلانا جائز ہے یا نہ بہ تقدیر اول کسی جاہل بے نمازی کو جو وضو اور غسل سے محض ناواقف ہے قرآن شریف دے کر حلف کرانا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب)قال فی الدر المختار قال العینی وعندی ان المصحف یمین لا سیما فی زماننا وعند الثلثة المصحف والقرآن وکلام اللّٰہ یمین وفی الشامی نقلاً عن الھندیہ عن المضمرات وقد قیل ھذا فی زمانھم اما فی زماننا فیمین و بہ ناخذو نا مرو نعتقد وقال محمد بن مقاتل الرازی انہ یمین وبہ اخذ الجمھور مشائخنا اھ فھو مؤید لکونہ صفة تعورف الحلف بھا کعزة اللہ وجلالہ الخ اس سے معلوم ہوا کہ حلف دینا ساتھ قرآن شریف کے جائز ہے۔ فقط۔

جب قسم کے مطابق ادا نہیں کیا تو کفارہ ہوگا

(سوال ۳۰) زید نے عمر پر ڈگری کا اجراء کرایا عمر نے کچھ روپیہ زید کو دے کر مابقی کے واسطہ مزید مہلت چاہتا تھا۔ زید نے خدا کی قسم کھا کر یہ کہہ دیا کہ میں کل مطالبہ کو بے باق کروں گا مگر بعض اصرار و مجبوری کی وجہ سے اپنی قسم کے خلاف عمر کو مہلت دینا منظور کیا اس صورت میں زید پر کفارہ قسم کیا ہوگا؟

---

(۱)ومن حلف علی معصیة کعدم الکلام مع ابو یہ الخ وجب الحنث والکتفیر وحاصلہ ان المحلوف علیہ اما فعل او ترک وکل منھما اما معصیة وھی مسئلة المتن او واجب الخ وھواولی من غیرہ او غیرہ اولی منہ کحلفہ علی ترکہ وطی زوجتہ شھراً ونحوہ حنثہ اولی الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۸۵ ط.س. ج۳ص۷۲۸ وفیہ الکفارة ان حنث (ایضا ج۳ ص ۶۶ ط.س. ج۳ص۷۰۸)ظفیر.(۲)دیکھئے ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۷۰ ط.س. ج۳ص۷۱۳ ظفیر.

(الجواب) اس صورت میں کفارہ قسم کا زید کے ذمہ لازم ہے۔(۱) فقط۔

کفارہ ادا کرنے کے بعد قسم باقی نہیں رہتی

(سوال ۳۱) میں نے ایک چیز کے استعمال سے عمر بھر کی قسم کھائی تھی کہ میرے لئے اس کا استعمال کرنا عمر بھر کے واسطے حرام ہے پھر نہ رہ سکا، استعمال کر کے حانث ہو گیا، یہ قسم میرے سے منتہی ہو گئی یا نہیں یعنی بعد کفارہ دینے کی بھی قسم مذکور کے جہت سے استعمال کرنا حرام ہو گا یا نہ؟

(الجواب) قسم منتہی ہو گئی کفارہ کے بعد پھر اس کے استعمال سے حنث نہ ہو گا۔(۲)

شفاعت سے محروم ہونا یمین نہیں ہے

(سوال ۳۲) زید و عمر نے قسم کھا کر یہ معاہدہ کیا کہ ہم کبھی تعلق قطع نہ کریں گے اگر ہم باہمی انقطاع تعلق کریں تو ہم کو بروز قیامت رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو، اگر وہ دونوں اب انقطاع تعلق کرنا چاہیں تو ان دونوں پر کفارہ لازم ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدر المختار وفی انا بری من الشفاعة لیس بیمین لان منکرها مبتدع لا کافر الخ۔(۳) پس معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ فی السوال یمین نہیں ہے اور اس میں کفارہ لازم نہیں ہے فقط۔

قسم باپ نے کھائی تو بیٹے کی خلاف ورزی سے قسم نہیں ٹوٹے گی

(سوال ۳۳) زید نے قسم کھائی کہ میں اپنے حقیقی بھائی بکر سے زمین کے کاروبار میں شرکت کروں تو میری بیوی پر تین طلاق اب کسی عرصہ کے وہ خود تو نہیں لیکن اس کا لڑکا جو کہ جوان ہے بدون کہے والد کے اپنے چچا کے ساتھ زمین کے کاروبار میں شریک ہو گیا اور والد نے اسے لا و نعم کچھ بھی نہیں کہا اس لڑکے کی شرکت سے باپ حانث ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) بیٹے کی شرکت سے باپ کی قسم نہ ٹوٹے گی اور وہ حانث نہ ہو گا۔(۴) کذا فی کتب الفقہ۔

جس کے ساتھ عدم شرکت کی قسم کھائی تھی اس کے بیٹے کے ساتھ شرکت سے حانث نہیں ہو گا

(سوال ۳۴) زید و عمر دونوں بھائی عقد مزارعت میں شریک تھے، زید نے کسی بات پر ناراض ہو کر کہا اگر میں تیری زندگی میں تیرے ساتھ شراکت کروں تو میری عورت کو تین طلاق ہیں۔ بعد دو سال کے عمر نے اپنے برادر زادہ بکر کو اپنا شریک بنا لیا اور زید کا بیٹا بکر جوان ہے مگر تابع باپ کے رہتا ہے۔

(الجواب) زید اس صورت میں حانث نہ ہو گا کما فی ردالمحتار فی الکبیرین لا یحنث الاب بالمباشرة لعدم ولایة علیهما فهو کالا جنبی عنهما فیتعلق بحقیقة الفعل الخ۔(۵) ص ۸۱۱ باب الیمین فی البیع والشراء پس معلوم ہوا کہ بالغ بیٹا مثل اجنبی کے ہے تو بیٹے کو شریک بنانا باپ کو شریک بنانا نہیں ہے لہذا بیٹے کو شریک کرنے

---

(۱) وفیه الکفارة ان حنث (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ٦٦. ط.س. ج۳ ص ۷۰۸ ظفیر.
(۲) وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ج۲ ص ٦٨٨. ط.س. ج۳ ص ۳۵۵) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ٧٦. ط.س. ج۳ ص ۷۱۳. ظفیر.
(٤) ولا تزر وازرة وزر اخری (سورة النجم)
(۵) دیکھئے ردالمحتار باب الیمین فی البیع والشراء مطلب لا یتزوج ج۳ ص ۱٦٢. ط.س. ج۳ ص ۸۱۵ ظفیر.

سے حانث نہ ہوگا۔

قسم کا کفارہ دے کر اس کے خلاف کام میں شرکت

(سوال ۳۵) زید، عمر ہر دو برادر حقیقی ہیں ان کا باپ فوت ہو چکا ہے صرف والدہ زندہ ہے۔ عمر کی شادی کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔ زید کا جھگڑا دو مرتبہ والدہ کے ساتھ خرید سامان شادی پر ہوا۔ زید نے دونوں مرتبہ بحالت غصہ قسم کھا کر کہا کہ میں ہرگز عمر برادر خورد کی شادی میں شریک نہ ہوں گا اس پر والدہ نے بھی کہا کہ میں بھی شریک نہ ہوں گی، تو زید کس صورت سے شریک شادی ہو سکتا ہے ؟(۲) اگر قسم کا کوئی کفارہ ہے تو کیا ہے ؟(۳) شادی سے پہلے یا بعد بھی ادائیگی کفارہ کیا ہو سکتی ہے ؟

(الجواب) نمبر ۱ تا نمبر ۳ زید کفارہ قسم کا دے دیوے اور شریک شادی ہو جاوے۔(۱) اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلاوے یا ان کو کپڑا پہنا دیوے اور غلام کے آزاد کرنے کو اس وجہ سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہاں غلام نہیں ہے۔ پھر اگر کھانا یا کپڑا دس مسکینوں کو دینے کی طاقت نہیں ہے تو تین روزہ متواتر رکھے یہ کفارہ قسم کا ہے اور کفارہ بعد قسم توڑنے کے واجب ہوتا ہے۔(۲) شادی میں شریک ہونے سے پہلے کفارہ ادا نہ ہوگا۔(۳)

یہ کہنا کہ ایسا کروں تو اپنی ماں کو دفن کروں، قسم نہیں

(سوال ۳۶) کسی کام کے لئے اگر کوئی شخص خود سزا مقرر کرے مثلاً یہ کہے کہ اگر میں فلاں کام کروں تو ایسا ہو جیسا میں نے اپنی ماں کو زندہ دفن کر دیا۔ پھر اگر اس نے وہ کام کر لیا تو کیا کرنا چاہئے کچھ کفارہ اس کا ہے یا نہیں۔

ایسا کروں تو کلام اللہ کی مار پڑے کہنا

(سوال ۲) اب اس نے مسجد میں ان باتوں پر قرآن شریف اٹھایا کہ اگر ہم نماز ترک کریں اور جھوٹ بولیں اور غیبت کریں اور اپنی منکوحہ بیوی کے علاوہ کوئی اور ناجائز طریقہ اختیار کریں تو ہم کو کلام اللہ کی مار پڑے اور ہم دین و دنیا کہیں کے نہ رہیں اور ہم عہد کرتے ہیں اور قرآن شریف اٹھاتے ہیں کہ یہ امور آئندہ سے نہ کریں گے اور کسی سے کوئی کام خلاف عہد ہو گیا تو اس کا کوئی کفارہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اب اس کو کیا کرنا چاہئے ؟

(الجواب) پہلی صورت میں کچھ کفارہ وغیرہ لازم نہیں ہے مگر دوسری صورت میں اگر وہ ان افعال میں سے کسی کو کر لیوے تو کفارہ قسم کا دیوے۔(۴) یعنی دس محتاجوں کو کھانا کھلاوے دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلاوے یا ان کو کپڑا دیوے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے۔

---

(۱) من حلف على معصية الخ وجب الحنث والتكفير وحاصله ان المحلوف عليه اما فعل او ترك وكل منهما اما معصية او واجب وبره فرض او هو اولى من غيره او غيره اولى منه الخ وحنثه اولى (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ۸۵. ط.س. ج۳ص۷۲۸ ظفير .(۲) وكفارته الخ اطعام عشرة مساكين او كسوتهم الخ وان عجز عنها كلها الخ صام ثلثة ايام ولاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ٤ ص ۸۲ وج۳ ص ۸٤. ط.س. ج۳ص۷۲۵ وفيه الكفارة الخ ان حنث (ايضاً ج۳ ص ٦٦ ط.س. ج۳ص۷۰۸) ظفير .(۳) ولم يجز التكفير ولو بالمال قبل حنث (در مختار) لان الحنث هو السبب كما مر فلا يجوز الا بعد وجوده (ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ص ۸٤. ط.س. ج۳ ص۷۲۷) ظفير .(٤) وفيه الكفارة الخ ان حنث (در مختار ط.س. ج۳ص۷۰۸)

ایسا کروں تو خدا اور رسول سے دور رہوں کہنا قسم ہے

(سوال ۳۷) زید نے اپنا مکان بکر کے ہاتھ فروخت کیا۔ زید کسی کا قرض دار تھا، وہ بکر نے سب اپنے ذمہ لکھوالیا اور وعدہ کیا کہ جس دن ہمارے نام رجسٹری کردو گے اسی وقت باقی روپیہ ادا کردوں گا، زید نے سب منظور کیا دو تین دن کے بعد زید نے بکر کو مکان دینے سے انکار کردیا تب بکر نے جملہ مسلمانوں کو جمع کر کے عذر کیا کہ مجھے میرا مکان دلوادیں۔ مسلمانوں نے زید کو غیرت اور شرم دلائی کہ مسلمان ہو کر ایسا کام نہ کرو، زید نے کہا کہ اگر بکر ہم کو سولہ روپیہ اور دیوے تو اگر میں اپنا مکان بکر کے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کردوں تو میں خدا اور رسول سے دور ہوں اور قیامت کے دن میرا منہ سور کا ہو۔ تب بکر نے زید کو سولہ روپیہ اور دینا منظور کیا۔ دو تین دن کے بعد زید اپنے وعدہ سے پھر پلٹ گیا اور مکان کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیا اور اس کے نام رجسٹری کرادی۔ اب زید پر کفارہ قسم واجب ہے تو کیا ہے، اور زید گناہگار ہوا یا نہ اگر ہوا تو کیا کرنا چاہئے ؟

(الجواب) بے شک زید گناہگار ہوا توبہ کرے اور کفارہ قسم کا ادا کرے۔ (۱) قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا یا کپڑا دیوے یا غلام آزاد کرے، مگر یہ صورت تو یہاں نہیں ہو سکتی، صرف کھانے اور کپڑے کی صورت ہو سکتی ہے۔ اور اگر کھانے اور کپڑے کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے متواتر رکھے۔ (۲)

اللہ کی دہائی دینے سے قسم نہیں ہوتی

(سوال ۳۸) اکثر مستورات ذرا ذرا سی بات میں کہہ دیا کرتی ہیں، اللہ کی دہائی ہم تم سے نہ بولیں گے اگر ایسا کریں تو دس روزہ نہ پاویں یہ جملہ قسم میں داخل ہے یا نہ اور اس کا کفارہ کیا ہے اور اگر کئی بار یہ جملہ کہے گئے ہوں تو ایک کفارہ دینا ہوگا یا متعدد۔ اور اگر یہ جملہ قسم میں داخل نہیں تو کفارہ ادا کر کے قسم توڑ دینا چاہئے یا قسم کی پابندی کرنا لازمی ہے اور کفارہ دے کر قسم کے توڑنے میں گناہ ہے یا نہیں ؟ توڑنے میں درانحالیکہ کسی مسلمان سے تین روز سے زیادہ رنج نہ رکھنا چاہئے ؟

(الجواب) یہ کلمات قسم میں داخل نہیں ہیں کفارہ وغیرہ کچھ نہیں آتا۔ (۳) اور اگر بالفرض ایسی قسم کھائی جاوے تو اس کو توڑ دینا چاہئے۔ (۴) اور کفارہ میں تداخل بھی ہو جاتا ہے۔

ملازم کو حلف دلا کر ملازم رکھنا کیسا ہے ؟

(سوال ۳۹) ملازم کو حلف اور عہد کر کے کسی قسم کی نافرمانی و قصور نہ کروں گا اور سستی وغیرہ نہ کروں گا اور

---

(۱) وفی البحر مایباح للضرورة لا یکفر مستحله کدم وخنزیر (در مختار) هو یستحل الدم و لحم الخنزیر ان فعل کذا لا یکون یمینا لان استحلال ذلک لا یکون کفرا الخ (ردالمحتار کتاب الایمان ج۲ ص ۷۸. ط.س. ج۳ص ۷۲۱.

(۲) و کفارته تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین او کسوتهم بما یصلح للاوساط وینتفع به فوق ثلثة اشهر و یستر عامة البدن الخ وان عجز عنها کلها وقت الاداء الخ صام ثلثة ایام ولاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۸۲. ط.س. ج۳ص ۷۲۵ ظفیر.

(۳) وقوله حقا وحق الله وحرمته الخ لایکون قسما لعدم التعارف (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۷۷. ط.س. ج۳ص ۷۲۰) ظفیر.

(٤) ومن حلف علی معصیة الخ وجب الحنث والتکفیر وحاصله ان المحلوف علیه اما فعل او ترک و کل منها اما معصیة او واجب وبره فرض او هوا ولی من غیره او ولی منه کحلفه علی ترک وطی زوجته شهرا و نحوه حنثه اولی الخ (ایضاً ج۳ ص ۸۵. ط.س. ج۳ص ۷۲۸) ظفیر.

تازیست آپ کی اطاعت و ملازمت کروں گا وغیرہ اس قسم کا حلف کر کے ملازمت کرنا کیسا ہے؟

(الجواب) اگر خادم اور ملازم کو اس عہد پر جس کی بابت حلف لی جارہی ہے پابندی کا ارادہ اور نیت ہے اور اس کا آقا اور مخدوم بلا حلف ادا کرائے اس کو نہیں رکھ سکتا تب تو ایسی صورت میں حلف کرنے اور حلفیہ عہد نامہ تحریر کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن ایسے عہد و پیمان میں انشاء اللہ کہہ دینا ضروری ہے تا کہ بصورت وقوع خلاف گناہگار نہ ہو۔

جائز تھوڑا تھوڑا کر کے بھی دینے سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے

(سوال ۴۰) اگر کوئی شخص کفارہ یمین بالتراخی اس طرح ادا کرے کہ آج کچھ دیا کچھ ہفتہ دو ہفتہ بعد مساکین کو دیا کیا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

(الجواب) متفرق دینا درست ہے بشرطیکہ دس مسکینوں کو پہنچ جاوے یا ایک مسکین کو دس دن تک کھانا دونوں وقت کھلا دیوے یا نقد وغیرہ دے دیوے۔(۱)

مالدار کا کفارہ میں روزے رکھنا کافی نہیں

(سوال ۴۱) قسم کے کفارہ میں مالدار آدمی روزے رکھ دے تو کفارہ ادا ہو گیا نہیں؟

(الجواب) کفارہ ادا نہ ہوگا۔(۲)

والدہ کے کہنے سے کام کرنا چاہئے

(سوال ۴۲) ایک شخص نے غصہ میں یہ کہا کہ میں کپڑے کی اچکن نہیں پہنوں گا اگر وہ اب نہ پہنے تو والدہ کو رنج ہو آیا زید کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس شخص کو وہ اچکن پہن لینا چاہئے والدہ کو ناراض نہ کرنا چاہئے۔

کہا اس باغ کا آم کھاؤں تو سور کھاؤں یہ قسم ہے

(سوال ۴۳) زید اپنے عزیز کو بطور تحفہ کچھ آم وغیرہ بھیج دیا کرتا ہے ایک روز کسی بات پر اس کے عزیز نے غصہ میں آکر کہہ دیا کہ اگر میں کھاؤں تو سور کھاؤں اس باغ کا آم۔ اب اگر وہ شخص اس باغ کا آم یا زید کے ہاتھ کا تحفہ لیوے اور کھاوے تو کیا اس کا کچھ کفارہ دینا پڑے گا۔

(الجواب) اگر وہ شخص اس باغ کے آم کھاوے تو کفارہ قسم کا اس کے اوپر لازم ہے۔(۳) یعنی دس مسکینوں کا کھانا یا کپڑا اور یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے۔

---

(۱) وکفارته الخ تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین کما مر فی الظهار او کسوتهم (در مختار) قوله عشرة مساکین ای تحقیقا او تقدیرا حتی لو اعطی مسکینا واحداً فی عشرة ایام کل یوم نصف صاع یجوز الخ ولو عشاهم فی رمضان عشرین لیلة اجزاه اه (ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۸۲ و ج ۳ ص ۸۳ .ط.س.ج۳ص۷۲۵) ظفیر .(۲) وان عجز عنها کلها وقت الاداء الخ صام ثلثة ایام ولاء (د رمختار) قوله ان عجز قال فی البحر اشار الی انه لو کان عنده واحد من الثلاثة لا یجوز له الصوم (ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۸٤ .ط.س.ج۳ص۷۲۷) ظفیر .(۳) وفی البحر مایباح للضرورة لا یکفر مستحله کدم و خنزیر (در مختار) لایکون یمینا للشك لا نه قد یکون استحلاله کفرا کما فی غیر حالة الضرورة فیکون یمینا وقد لا یکون کفرا کما فی حالة الضرورة فلا یکون یمیناً فقد حصل الشك فی کونه یمینا اولا. کتاب الایمان ج۳ ص ۷۸ .ط.س.ج۳ص ۷۲۱. اس سے معلوم ہوا کہ اس قول سے قسم نہیں ہوگی۔ مفتی علامہ نے خود بھی پہلے یہی فتویٰ دے دیا ہے، جو کسی جگہ درج ہے۔ ظفیر۔

غلط و ناجائزیات پر حلف لینے کے بعد توڑ دینا درست ہے مگر کفارہ دینا ہوگا۔

(سوال ٤٤) ایک شخص مجھ سے محبت کرنے لگا تھا اور مدرسہ میں مجھ کو بھکایا اور مجھ سے کلام مجید مسجد میں لے جا کر حلف کرلیا اور اس وقت نیک بخت معلوم ہوتا تھا اور اب مجھ کو تمام گاؤں میں بدنام کردیا اور مجھ سے چال سے پیش آتا ہے اگر میں اس سے ملوں تو سخت گناہگار ہوں گا اگر نہ ملوں تو کلام مجید اٹھانے کی وجہ سے گناہگار تو نہ ہوں گا۔ اس سے بری ہونے کا فتویٰ فرمادیں۔

(الجواب) اس بدمعاش سے ملنا ہرگز نہ چاہئے اور حلف کا خیال کرنا نہ چاہئے ایسی قسم کا توڑنا ضروری ہے۔(۱) اور کفارہ قسم کا دے دینا چاہئے۔ یعنی دس مسکینوں کا کھانا دونوں وقت یا کپڑا دیا جاوے اگر یہ نہ ہو سکے اور طاقت کھانا کھلانے کی اور کپڑا دینے کی نہ ہو تو تین دن کے روزہ متواتر رکھنے چاہئے۔(۲)

قسم توڑنے پر کفارہ ہے

(سوال ٤٥) زید نے کسی بات پر قسم کھا کر پھر اس کا خلاف کیا۔ بعض لوگوں نے اس کو یہ چارہ بتایا ہے کہ ایک ختم قرآن شریف کرلیا جائے اور دس آدمیوں کو کھانا کھلایا جاوے کیا اس ختم اور مسکینوں کے کھانا کھلانے سے کفارہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ قسم اگر توڑی جاوے تو کفارہ اس کا دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلانے سے ادا ہو جاتا ہے۔(۳) اور جو گناہ قسم کے توڑنے سے ہوا وہ کفارہ سے معاف ہو جاتا ہے۔(۴)

قسم توڑ دے گا تو کفارہ دینا ہوگا

(سوال ٤٦) بعض آدمی لڑکوں کا نام رجسٹر سے نکالنے کے لئے قسم دیتے ہیں اگر قسم پوری ہو جاوے تو اپنا نقصان ہے اگر نہ کیا جاوے تو آخرت کا خیال ہے پھر کیا کرنا چاہئے؟

(الجواب) جب کہ وعدہ کرلیا ہے کہ رجسٹر میں نام نہ کروں گا اور قسم کھالی ہے تو اس کے خلاف نہ کرے اور

---

(١) ومن حلف على معصية الخ وجب الحنث والتكفير الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج٣ ص ٨٥٠) ظفير. ط.س. ج٣ص٧٢٨.

(٢) وكفارته الخ تحرير رقبة او اطعام عشر مساكين او كسوتهم الخ وان عجز عنهما كلها وقت الاداء اوصام ثلثة ايام ولاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج٣ ص ٨٢و ج ٣ ص ٨٤. ط.س. ج١ص) ظفير.

(٣) وكفارته اطعام عشرة مساكين (در مختار) اي تحقيقاً او تقديراً حتى لواعطى مسكيناً واحداً فى عشرة ايام كل يوم نصف صاع يجوز الخ قوله كمامر فى الظهار يعثيهم ويغديهم (ردالمحتار كتاب الايمان ج٢ ص ٨٤ وج٢ ص ٨٣. ط.س. ج٣ص٧٢٥) ظفير.

(٤) وفيه الكفارة الخ ان حنث وهي اى الكفارة ترفع الاثم وان لم تو جد منه التو به عنها معها (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج٣ ص ٦٦. ط.س. ج٣ص٧٠٨) ظفير.

نقصان دنیاوی کا خیال نہ کرے اور اگر خلاف کر لیا تو کفارہ قسم کا دینا ہوگا۔(۱)

قسم توڑنے سے نہ منافق ہوتا ہے اور نہ اس کی بیوی مطلقہ ہوتی ہے

(سوال ۴۷) ایک شاگرد نے کسی معاملہ دنیاوی میں اپنے استاذ سے قسم کھائی پھر کسی وجہ سے قسم توڑ دی خلاف حکم استاذ کے کیا۔ اب استاذ صاحب شاگرد پر حکم منافق ہونے اور عدم جواز نماز کا پیچھے ان کی اور بی بی کے مطلقہ ہونے کا لگاتے ہیں آیا یہ تینوں امر ان پر عائد ہوتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) ان تینوں امور میں سے کوئی امر بھی قسم توڑنے والے پر عائد نہیں ہوتا یہ استاذ صاحب کا افتراء اور جہالت ہے کہ حکم کفر و نفاق کا لگاتے ہیں قسم توڑنے سے کفارہ قسم کا دینا ہوتا ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے۔(۲)

قسم کھائی اور اس کے خلاف کام کیا تو کفارہ دینا ہوگا کافر نہیں ہوگا

(سوال ۴۸) ایک شخص ملازم ہوا اور اطمینان کی وجہ سے یہ قسم کھائی قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہ اگر میں تمہارے کہنے کے موافق کام نہ کروں تو مجھ کو نہ خدا کا دیدار ہو اور نہ محمد ﷺ کی شفاعت ہو اور میں خدا اور رسول سے پھر جاؤں گا۔ اب اس نے اپنے عہد کے خلاف کام کیا تو وہ شخص مسلمان رہا یا نہیں؟

(الجواب) صحیح مذہب کے موافق یہ شخص کافر نہیں ہوا لیکن قسم کا کفارہ دیوے اور توبہ استغفار کرے اور احتیاطاً تجدید اسلام کرے۔(۳)

یہ قسم کھانا کہ فلاں آئے گا تو مسجد نہیں آؤں گا گناہ ہے

(سوال ۴۹) چند اشخاص نے بطور حلف کے یہ کہا کہ اگر یہی نشہ نوش مسجد میں آوے گا تو ہم نماز پڑھنے مسجد میں ہرگز نہ آویں گے ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) ایسا حلف کرنا گناہ ہے اس حلف کو توڑ کر کفارہ قسم کا دینا چاہئے اور مسجد میں آنا چاہئے۔(۴)

---

(۱) وفيه الكفارة الخ ان حنث (ايضاً . ط.س. ج۳ص۷۰۸)

(۲) وفيه الكفارة فقط ان حنث (الدر المختار على ردالمحتار كتاب الا يمان ج ۳ ص ٦٦ .ط.س. ج۳ص۷۰۸) ظفير.

(۳) وفيه الكفارة ان حنث (ايضاً) وفى انا برئ من الشفاعة ليس بيمين لان منكرها مبتدع لاكافر (ايضاً). ط.س. ج۳ص۷۰۸ ظفير.

(٤) ومن حلف على معصية الخ وجب الحنث والتكفير لانه اهون الا مرين (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ۸۵ .ط.س. ج۳ص۷۲۸) ظفير.

نہ ملنے کی قسم کھائی پھر ملا تو کفارہ دینا ہوگا

(سوال ۵۰) ایک شخص نے دوسرے شخص سے ملنے کی بابت قسم کھائی کہ اب تجھ سے ہرگز نہیں ملوں گا اگر تجھ سے ملوں تو مجھ کو خدا اور رسول کا دیدار اور شفاعت نصیب نہ ہو۔ پھر اس شخص سے مل گیا۔ اب قسم کھانے والے کو کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) قسم کا کفارہ دے دیوے یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا دس مسکینوں کو کپڑا یعنی ہر ایک کو پورا پورا جوڑا دیوے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزہ متواتر رکھے (۱) اور توبہ و استغفار کرے۔

نہ کھانے کی جب قسم کھائی تھی اور کھایا تو کفارہ ہوگا

(سوال ۵۱) زید نے بارہ منین کی ... قوم سے حلف چاہی اور قوم نے اس کو بطیب خاطر منظور کر کے قسم کھائی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں کہ تا تصفیہ نزاع قصابان و نرخ گوشت خرید کر کے کھانا ہم پر حرام ہے اور اس معاملہ میں ہر ایک امر کلی و جزوی بلا مشورہ جملہ قوم کے خود نہ کرے گا بعد ازاں عمر و بکر منجملہ قوم کے حلیف تھے۔ زید ... کے ... سے غیبت و عدم مشورہ سے قصابوں سے بیع و شراء شروع کر دی اب باقی قوم عمر و بکر کو حانث قرار دے کر کفارہ یمین واجب کہتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہ؟

(الجواب) اس صورت میں عمر و بکر بے شبہ جنہوں نے بلا مشورہ قوم خلاف یمین کیا حانث ہیں اور کفارہ یمین ان پر لازم ہے۔ (۲)

قسم کھائی کہ دوسری شادی نہیں کروں گا کرے گا تو کفارہ دے گا

(سوال ۵۲) میں نے قسم کھائی تھی کہ دوسری شادی نہیں کروں گا۔ اب اولاد نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں تو شرعاً کیا حکم ہے ... ازدواج ثانی کیا ہے تو عدل کس طرح قائم رکھے۔ حضر و سفر میں بھی عدل ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر آپ دوسرا نکاح کریں گے تو قسم کا کفارہ دینا ہوگا جو کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے متواتر روزے رکھنا کفارہ قسم کا ہے (۳) اور بعد نکاح ثانی ہر دو زوجہ میں برابری کرنا کھانے کپڑے لینے بیٹھنے وغیرہ میں ضروری ہے۔ سفر میں اختیار ہے جس کو چاہو ساتھ رکھو سفر میں برابری کی ضرورت نہیں ہے اور کفارہ دینے کے بعد نکاح ثانی سے کچھ گناہ نہ ہوگا۔

---

(۱) وکفارته الخ اطعام عشرة مساكين او كسوتهم بما يصلح للاوساط وينتفع به فوق ثلثة اشهر ويستر عامة البدن الخ وان عجز عنها كلها الخ صام ثلثة ايام ولاء (ايضا ج ۳ ص ۸۲ وج ۳ ص ۸٤ ط س ج ۳ ص ۷۲۵) ظفير۔
(۲) وفيه الكفارة الخ ان حنث (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ٦٦ ط س ج ۳ ص ۷۰۸) ظفير
(۳) وكفارته الخ اطعام عشرة مساكين كما مر في الظهار او كسوتهم بما يصلح للاوساط الخ وان عجز عنها كلها الخ صام ثلثة ايام ولاء (ايضا ج ۳ ص ۸۲ وج ۳ ص ۸٤ ط س ج ۳ ص ۷۲۵) ظفير۔

نہ کہنے کی قسم کھائی تھی اور کہہ دیا تو حانث ہو گا

(سوال ۵۳) زید نے عمر سے ایک بات کہی اس کے بعد زبردستی قسم کھلائی بایں طور کہ اقرار کرو کہ اگر میں اس بات کو کسی سے کہوں تو واللہ قیامت کے روز حضرت صاحب کی امت میں نہ اٹھایا جاؤں۔ حالانکہ زید قسم نہیں کھاتا تھا کسی وجہ سے مجبور تھا اب اگر زید اس بات کو کسی سے کہہ دے تو حانث ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زید حانث ہو جاوے گا۔ کفارہ قسم کا اس کو ادا کرنا ہو گا۔(۱)

قسم کے خلاف کرنے سے کفارہ دینا ہو گا

(سوال ۵۴) زید نے عمر سے عہد کیا کہ میرے اور تیرے درمیان جو کوئی خفیہ راز ہے اگر کسی پر اظہار کروں گا تو مجھ کو قسم بخدا کسی موقع پر یہ راز خفیہ دیگر آدمیوں پر اظہار کرنا پڑا۔ اس صورت میں ان پر کیا کفارہ آوے گا۔

(الجواب) کفارہ اس قسم کا یہ ہے کہ غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلاوے یا کپڑا پہناوے۔ اگر ان تینوں میں سے کچھ بھی نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے۔(۲)

ایسا کروں تو دین و ایمان سے خارج ہو جاؤں قسم ہے

(سوال ۵۵) ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر ۱۰ ذی الحجہ تک مثلاً اپنی عورت سے جماع کروں تو دین ایمان سے خارج ہو جاؤں اور ۱۰ ذی الحجہ سے پہلے اس نے جماع کیا تو وہ مسلمان رہا یا نہیں اور کچھ کفارہ لازم ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ شخص مسلمان رہا کفارہ قسم کا اس پر لازم ہے(۳) یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا کپڑا پہناوے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے یہ کفارہ اس کے قسم کا ہے اس طرح کہنے سے قسم ہو جاتی ہے لہذا کفارہ قسم کا اس پر لازم ہے۔

غصہ میں قسم کھانے سے بھی قسم ہو جاتی ہے

(سوال ۵۶) ایک شخص نے غصہ کی حالت میں قسم کھائی کہ اگر تم نے مجھ سے مذاق کیا تو میں تم سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔ خلاف کرنے کی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) اگر وہ شخص اپنی قسم کے خلاف کرے گا تو کفارہ قسم کا اس کے ذمہ لازم ہو گا۔(۴) یعنی دس مسکینوں کو کھانا دونوں وقت کھلاوے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہناوے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے۔

قرآن کی قسم کھانا

(سوال ۵۷) قرآن شریف کی قسم کھانا کیسا ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے لا یقسم بغیر اللہ تعالی کالنبی والقرآن والکعبۃ قال الکمال ولا یخفی ان

(۱) وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث (ایضا ج۳ ص ٦٦) ظفیر (۲) وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین کمامر فی الظہار او کسوتہم بما یصلح للاوساط الخ وان عجز عنہا کلہا وقت الاداء الخ صام ثلثۃ ایام ولاء (ایضا ج ۳ ص ۸۲ وج۳ ص ۸٤ ط س ج۳ ص۷۰۸) ظفیر (۳) بری من الاسلام او القبلۃ الخ یمین لانہ کفر و تعلیق الکفر بالشرط یمین (ایضا ج۳ ص ۱۷) وفیہ الکفارۃ فقط ان حنث (ایضا ج۳ ص ٦٦ ط س ج۳ ص۷۲۵) ظفیر۔
(٤) وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث (ایضا ج۳ ص ٦٦ ط س ج۳ ص۷۰۸) وکفارتہ الخ طعام عشرۃ مساکین کما فی الظہار او کسوتہم الخ وان عجز عنہا کلہا صام ثلثۃ ایام ولاء (ایضا ج ۳ ص ۸۲ ط س ج۳ ص ۷۲۵) ظفیر۔

الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمیناً الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی قسم نہ کھانی چاہئے لیکن اگر کھائی تو قسم منعقد ہو جاوے گی اور بصورت حانث ہونے کے کفارہ لازم آوے گا اور حالف مذکور کے پیچھے نماز صحیح ہے۔

قرآن غیر اللہ میں ہے یا نہیں اور اس کی قسم کیسی ہے؟

(سوال ۵۸) قسم غیر اللہ کی کھانا جائز نہیں۔ آیا غیر اللہ میں قرآن داخل ہے یا نہیں اگر قرآن شریف کو صفات اللہ میں سے مانا جائے جیسا کہ صاحب فتح القدیر کی عبارت سے پتہ چلتا ہے تب تو قرآن شریف کے ساتھ قسم کھانے میں کوئی قباحت نہیں مگر صاحب وقایہ لکھ رہے ہیں لا لغیر اللّٰہ کالنبی والقرآن والکعبۃ پھر اس عبارت کا مطلب کیا ہوگا۔ بینوا و توجروا۔

(الجواب) شامی نے قول صاحب ہدایہ ومن حلف لغیر اللّٰہ تعالیٰ لم یکن حالفاً کالنبی والکعبۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من کان حالفاً فلیحلف باللّٰہ او لیذر وکذا اذا حلف بالقرآن لانہ غیر متعارف الخ نقل کرنے کے بعد فرمایا فقولہ وکذا یفید انہ لیس قسم الحلف لغیر اللّٰہ تعالیٰ بل ھو من قسم الصفات ولذا عللہ بانہ غیر متعارف الخ (۲) پس معلوم ہوا کہ تحقیق یہ ہے کہ قرآن کو غیر اللہ میں داخل نہ کیا جائے کیونکہ جب قرآن بمعنی کلام اللہ تعالیٰ ہے تو صفت ہونا اس کا ظاہر ہے اور صفات لاھو ولا غیرہ ہیں اور صاحب شرح وقایہ اور اسی طرح دیگر فقہاء کا غیر اللہ کی مثال میں قرآن کو بیان کرنا مبنی علی غیر التحقیق ہے یا مبنی ہے قرآن کو بمعنی مصحف لینے پر لان المراد بالمصحف الورق وبجلد۔ یا اس بنا پر کہ قرآن حروف ہیں اور حروف مخلوق ہیں وکل مخلوق غیر الخالق مگر تحقیق وہی ہے جو پہلے لکھی گئی۔

تمہارے ہاتھ سے روٹی کھاؤں تو والدین سے کھاؤں یہ قسم نہیں

(سوال ۵۹) زید نے اپنی منکوحہ عورت کو حالت غصہ تین بار بہ نیت طلاق یہ الفاظ کہے کہ اگر میں تمہارے ہاتھ سے روٹی کھاؤں تو اپنے والدین سے کھاؤں اور یہ الفاظ سوگند کے ساتھ کہے، اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں اور زید پر کوئی کفارہ ہے یا نہیں؟

(الجواب) ان الفاظ سے طلاق کی قسم نہیں پڑی، البتہ اگر بطور قسم کے ایسا کہا اور پھر حانث ہو تو کفارہ قسم کا اس کے ذمہ ہے اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کپڑے پہناوے یا کھانا دیوے اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزے پے در پے رکھے۔ (۳)

کلمہ طیبہ پڑھ کر یا آنحضرتؐ کو ضامن کر کے کہنا قسم نہیں

(سوال ۶۰) ایک شخص شیر سنگھ نے ایک مسلمان سے جو حقہ پیتا تھا یہی الفاظ حقہ کے ترک کرانے کے واسطے معاہدہ لیا کہ میں کلمہ طیبہ پڑھ کر اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور حضرت رسول اکرم ﷺ کو ضامن دے کر اقرار

---

(۱) دیکھئے الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۷۰۔ ط۔س۔ ج۳ ص ۷۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار ج۳ ص ۷۰ کتاب الایمان مطلب فی القرآن۔ ط۔س۔ ج۳ ص ۷۱۲۔۱۲ ظفیر۔
(۳) وکفارتہ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین او کسوتهم بمایستر عامۃ البدن الخ وان عجز عنها وقت الاداء صام ثلثۃ ایام ولاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۸۲۔ ط۔س۔ ج۳ ص ۷۲۵) ظفیر۔

کرتا ہوں کہ آئندہ حقہ نہیں پیوں گا کیا یہ صورت قسم کی ہو سکتی ہے یا معاہدہ کی۔ اگر معاہدہ کنندہ اس معاہدہ کو توڑ کر حقہ نوشی کرے تو اس پر کسی قسم کا کفارہ یا کوئی تعزیر شرعی عائد ہو سکتی ہے؟

(الجواب) یہ قسم شرعی نہیں ہوئی اور خلاف کرنے میں کچھ کفارہ لازم نہیں ہے قال فی الشامی عن الصیرفیۃ لو قال علی عهد الله وعهد الرسول لا افعل کذا لایصح لان عهد الرسول صار فاصلا الخ۔(۱)

اس کو کھاؤں تو سور کھاؤں کہنے سے قسم نہیں ہوئی

(سوال ۶۱) دو گھڑے رس بغرض پکانے رسیاول کے آیا گھر میں ایک شخص غصہ ہو گیا اور یہ کہا کہ اس کو کھاؤں یا چکھوں تو جیسے سور کھایا۔ اب اس رس کا سر کہ رکھ دیا ہے اس کو اس رس کا سر کہ کھانا جائز ہے یا نہیں اور رسیاول کا کیا حکم ہے اس کا کھانا بھی جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں قسم نہیں ہوئی اس رس مار سیاول یا اس کے سر کے کو سب کو کھانا درست ہے کفارہ کسی صورت میں لازم نہیں۔(۲)

قسم کھائی کہ بیس دن بیوی سے ہمبستری نہیں کروں گا اور کر لیا تو کفارہ دینا ہوگا

(سوال ۶۲) زید نے قسم کھائی کہ عرصہ بیس روز تک اپنی زوجہ سے صحبت نہیں کروں گا اور پھر بیس روز میں دو دفعہ صحبت کر لی اس صورت میں دو کفارے واجب ہوئے یا ایک اور تعداد کفارہ کی کیا ہے؟

(الجواب) اس صورت میں ایک کفارہ واجب ہوگا اور تعداد اس کفارہ کی اس زمانے میں یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا کپڑا پہناوے اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے۔(۳)

مسلمان سے قطع تعلق کی قسم توڑ کر کفارہ دینا چاہئے

(سوال ۶۳) ایک شخص مسمی اصغر علی نے ایک دنیاوی معاملہ میں خطیب مسجد کے ساتھ تنازعہ کی اور مولوی صاحب کی زبانی بے ادبی کی اور اپنی خوشی سے جماعت و مسجد سے علیحدہ ہو گیا۔ اصغر علی کی اس حرکت پر جماعت نے قسم کھائی کہ ہم اس کو اپنے کسی کاروبار میں شریک نہ کریں گے اور نہ اس کے شریک ہوں گے بالکل قطع تعلق کر لیا۔ اب اصغر علی مذکور اپنی خطاء پر نادم ہو کر اہل جماعت سے معافی کا خواستگار ہے اور توبہ کرتا ہے اب اہل جماعت کو اپنی قسم پر قائم رہنا اور ایفاء قسم کرنا واجب ہے یا اصغر علی کا قصور معاف کر کے اس کو جماعت میں شامل کر لینا چاہئے؟

(الجواب) ہر گاہ اصغر علی مذکور اپنے فعل پر نادم ہوا اور توبہ کی تو عند اللہ اس کا قصور معاف ہو گیا کیونکہ حدیث

---

(۱) ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۶۲ قبیل مطلب فی حکم الحلف بغیرہ تعالی ج۳ ص ۶۲ ط.س. ج۳ص ۷۰۵
(۲) وکذا (لایکون یمینا) اذا قال ان فعلت کذا فانا زان او سارق او شارب خمر او آکل ربوا (ہدایہ کتاب الایمان ج۲ ص ۴۶۰) ظفیر
(۳) وکفارته الخ تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین او کسوتهم بما یصلح للاوساط وینتفع به فوق ثلاثة الشهر ویستر عامة البدن الخ وان عجز عنها کلها الخ صام ثلاثة ایام ولاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب کفارة الیمین ج ۳ ص ۸۲. ط.س. ج۳ص ۷۲۵ ظفیر

شریف میں ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔(۱) اصغر علی مذکور کو چاہئے کہ امام مذکور سے اپنی گستاخی اور خطا معاف کرادے اور امام اور دیگر اشخاص کو چاہئے کہ جب وہ توبہ کرے تو اس کا قصور معاف کریں۔ کیونکہ جب حق تعالیٰ بندہ کے ہر قسم کے گناہ معاف فرماتا ہے تو بندوں کو بھی چاہئے کہ اگر کسی شخص سے کچھ قصور ہو جاوے اور وہ نادم ہو کر قصور معاف کراوے تو اس کا قصور معاف کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ خذالعفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین الایۃ پس لوگوں کو چاہئے کہ اپنی قسم کا لحاظ نہ کریں۔ قسم کو توڑ دیں اور اس کا کفارہ دے دیں اور اصغر علی مذکور کو داخل جماعت وشامل قوم کر لیں۔

یہ کام کروں تو میری ماں پر طلاق کہنے سے قسم نہیں ہوتی

(سوال ٦٤) پنجاب میں رواج ہے کہ بعض لوگ قسم کھاتے وقت اکثر یہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر میں فلاں بات یا کام کروں تو میری ماں پر طلاق ہے۔ حالانکہ ماں کو طلاق دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیا یہ قسم ہے اگر کوئی شخص اس کام کو کر گذرے جس کی بابت اس نے قسم کھائی ہے تو کیا اس پر شریعت کا کوئی مواخذہ یا کفارہ وغیرہ لازم آتا ہے۔

(الجواب) یہ قسم نہیں اور اس میں کفارہ کچھ نہیں ہے۔(۲) اور ایسا کہنا جائز نہیں ہے توبہ کرے (یعنی اگر صرف یہ جملہ کہا کہ فلاں کام کروں تو میری ماں پر طلاق۔ لیکن اس کے ساتھ قسم بھی کھائی ہے تو کفارہ دینا لازم ہے۔ ظفیر

ناجائز قسم توڑنے سے بھی کفارہ ہوگا

(سوال ٦٥) زید نے غصہ میں قسم کھائی تھی کہ میں وطن نہ جاؤں گا پھر بزرگوں کے مجبور کرنے پر قسم توڑ دی اور وطن چلا گیا تو اس صورت میں کفارہ آئے گا یا کیا؟

(الجواب) ایسی قسم کو توڑنا ہی چاہئے تھا(۳) اور کفارہ اس میں لازم آئے گا۔(۴)

کفارہ ظہار طلبہ کو دینے سے ادا ہو جاتا ہے

(سوال ٦٦) ایک شخص کے ذمہ کفارہ ظہار واجب ہے تو اس کی ادائیگی کے واسطے طلبہ کو کپڑے یا جوتہ یا غلہ کی قیمت اگر دی جائے تو کفارہ ادا ہوگا یا نہ؟

(الجواب) جمیع شقیں درست ہیں کفارہ اس میں ادا ہو جاتا ہے(۵) فقط

(۱) مشکوۃ باب الاستغفار والتوبہ ۱۲ ظفیر۔

(۲) وثالثہا منعقدۃ وھی حلفہ علی مستقبل ان یمکنہ فنحو واللہ لا اموت ولا تطلع الشمس من الغموس (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ٦٦) غموس ان حلف علی کاذب عمدا الخ یا ثم بہا فتلزمہ التوبۃ ایضا ط۔س۔ ج۳ ص ۷۰۸۔

(۳) واراد البر وجوداً وعدماً فان یجب فیما اذا حلف علی طاعۃ ویحرم فیما اذا حلف علی معصیۃ ویندب فیما اذا کان عدم المحلوف علیہ جائزا (ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ٦۳) ظفیر۔

(٤) وثالثہا منعقدۃ وھی حلفہ علی مستقبل یمکنہ وبہ الکفارۃ الایۃ واحفظوا ایمانکم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ٦٦ ط۔س۔ ج۳ ص ۷۰۸) ظفیر۔

(٥) وکفارتہ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین او کسوتہم بما یصلح للاوساط وینتفع بہ فوق ثلثۃ اشہر ویستر عامۃ البدن الخ واذا عجز عنہا صام ثلثۃ ایام ولاء (قولہ عشرۃ مساکین) ای تحقیقا او تقدیرا (ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۸۲ ط۔س۔ ج۳ ص ۷۲۵) ظفیر۔

قسم توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ؟

(سوال ۶۷) قسم توڑ دینے سے کیا کفارہ واجب ہوتا ہے یا آتا ہے ؟

(الجواب) آئندہ امر پر قسم کھا کر اس کو توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اور کفارہ قسم میں مقدم کفارہ مالی ہے یعنی غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلا دینا یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا۔ اگر ان امور سے عاجز ہے تو تین روزے متواتر رکھے (۱) فقط

خلاف قسم کرنے سے کفارہ دینا ہوگا

(سوال ۶۸) موضع تکبیری والے جلاہوں نے عہد کر لیا تھا کہ ہم سوائے دو آدمیوں کے کسی سے اپنا کپڑا فروخت نہ کرائیں گے بعد دو سال جو انہوں نے جو عہد کر لیا تھا توڑ دیا تو ان کے کیا حکم ہے ؟

(الجواب) اگر تکبیری والوں نے قسم کھا کر یہ عہد کیا تھا تو اس عہد کے خلاف کرنے پر کفارہ قسم کا ان کو دینا پڑے گا اور اگر قسم نہ کھائی تھی ویسے ہی عہد کر لیا تھا تو اس کے توڑنے میں کچھ کفارہ نہیں اور توڑنا عہد کا اس حالت موجودہ میں کچھ ممنوع نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام پر قسم کھالے اور عہد کر لے پھر اس کے خلاف میں بہتری معلوم ہو تو اس قسم اور عہد کو توڑ دے اور کفارہ قسم کا دیوے۔ فقط۔

یمین طلاق سے بچنے کی صورت

(سوال ۶۹) زید نے گفت بطور قسم کہ اگر ہم راہی عمر تکلم کنم بر زن من سہ طلاق است در شریعت کدام حیلہ است کہ تکلم کند و بر زن آں طلاق واقع نشود ؟

(الجواب) قال فی کتاب الایمان من الدر المختار الکلام والتحدیث لایکون الا باللسان فلا یحنث باشارۃ و کتابۃ الخ ۔ (۲) پس حیلہ عدم وقوع طلاق این است کہ با عمر کلام نہ کند باشارہ یا بکتابت باو مخاطبت کند۔ فقط

فلاں عورت سے نکاح کرنے کی قسم کھائی دوسری سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۷۰) سلمہ بکر کی منکوحہ ہے خالد نے قسم کھائی کہ میں سلمہ سے نکاح کروں گا تو یہ قسم لغو ہوئی یا نہ ؟ اور خالد دوسری عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) قسم کا کفارہ دینا لازم ہے۔ (۴) اور دوسری عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) و کفارۃ الیمین تحریر رقبۃ واطعام عشرۃ مساکین او کسوتھم بما یصلح للاوساط ویستر عامۃ البدن الخ وان عجز عنھا کلھا وقت الاداء صام ثلثۃ ایام ولاء (درمختار) قولہ عشرۃ مساکین ای تحقیقا او تقدیرا حتی لو اعطی مسکینا واحدا فی عشرۃ ایام کل یوم نصف صاع یجوز الخ (ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۸۲ ط س ج۳ ص ۷۲۵) ظفیر

(۲) وثالثھا منعقدۃ وھی حلفہ علی مستقبل آتٍ یمکنہ وھذا القسم فیہ الکفارۃ لایۃ واحفظوا ایمانکم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۶۶ ط س ج۳ ص ۷۰۸) ظفیر

(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان مطلب حلف لا یکلمہ ج ۳ ص ۱۴۲ ط س ج۳ ص ۷۹۲ ظفیر

(۴) سلمہ جو اس کی بیوی تھی اگر اسی سے پھر نکاح کی قسم کھائی ہو تو کوئی بات نہ ہوئی اگر دوسری کوئی ہے اس کے متعلق قسم کھائی اور اس سے نکاح نہیں کیا اور دوسری سے کیا تو کفارہ لازم ہوگا۔

قسم کے بعد جب خلاف قسم کیا تو کفارہ آئے گا

(سوال ۷۱) چند طلباء نے قسم کھائی کہ قرآن شریف ہاتھوں پہ اٹھا کر ہم حلف سے کہتے ہیں کہ آئندہ کو فلاں شخص سے ہرگز نہ پڑھیں گے مگر کسی خاص وجہ سے ان کو پڑھنا پڑ گیا، اب صرف دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان طلباء کو کفارہ قسم کا دینا ہوگا اور کفارہ کیا ہے، قسم تو ظاہر ہے کہ ٹوٹ گئی۔

(الجواب) صورت مستفسرہ میں طلباء حانث ہو گئے اور کفارہ یمین ان کے ذمہ لازم ہو گیا قال فی الدر المختار و ثالثها منعقده وهی حلفه علی مستقبل الی ان قال وهذا القسم فيه الكفارة لآيةواحفظوا ايمانكم۔(۱) اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلاوے، یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے کہ ان کا اکثر بدن ڈھک جائے یا رقبہ آزاد کرے، و کفارته (۱) تحریر رقبة او (۲) اطعام عشرة مساكين او (۳) كسوتهم الخ (بما يصلح للاوساط و ينتفع به فوق ثلثة اشهر ويستر عامة البدن(۲) (اور اگر رقبہ کے آزاد کرنے پر جیسا کہ آج کل ہے) یا کھانا کھلانے پر یا کپڑا پہنانے پر قادر نہ ہو تو تین دن پے در پے روزے رکھے۔(۳) قال فی الدر المختار وان عجز عنها كلها صام ثلثة ايام ولاء الخ وقال الله تبارك وتعالى فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ماتطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم واحفظوا ايمانكم الآية(۴) فقط۔

جس قصاب کے یہاں کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی اگر اس کا گوشت دوسرے گھر کھالے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۷۲) ایک بستی کے چند گھروں کے چند لوگوں نے قسم کھائی کہ فلاں فلاں قصاب کے گھر کا گوشت نہ خریدیں گے اور نہ ان کے یہاں کا گوشت جو اس کے گھر کا پکا ہو ہرگز نہ کھائیں گے۔ قسم گھر کے ایک ایک آدمی نے کھائی۔ ان کی وجہ سے گھر کے جتنے لوگ تھے اس پر سب نے عمل کیا اور عرصہ دو برس تک اس پر لوگوں کا عمل رہا۔ اب گاؤں میں دعوت ان لوگوں کی ہوتی ہے اور دعوتوں میں انہی قصابوں کا گوشت ہوتا ہے نہ تو دعوت کا انکار کر سکتے ہیں نہ بوجہ قسم کے گوشت کھا سکتے ہیں۔ لہذا عرض ہے کہ اگر ان قصابوں کے گھر کا گوشت دوسرے گھر والوں کے یہاں پک جائے تو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

پکا ہوا گوشت کھانے سے بھی کفارہ ہوگا

(سوال) اگر یہ لوگ ان قصابوں کا گوشت خود خریدیں یا دوسرے کا پکا ہوا کھائیں تو کفارہ دیں گے یا نہیں اور کتنا کفارہ دیں گے۔

غریب کے لئے کفارہ ہے یا نہیں؟

(سوال) قسم کھانے والے غریب ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الايمان ج۳ ص ٦٦ ط.س. ج۳ ص۷۰۸ ظفير.
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۸۲ ط.س. ج۳ ص۷۲۵ ظفير.
(۳) ايضا ج۳ ص ۸٤ ط.س. ج۳ ص۷۲۵ ظفير. (٤) المائده ٥: ۸۹. ۱۲ ظفير.

جنہوں نے قسم نہ کھائی ان پر کفارہ نہیں

(سوال)وہ لوگ جنہوں نے قسم نہ کھائی تھی مگر ان کا عمل اس پر رہا، تو کیا یہ لوگ بھی کھائیں گے تو ان پر گناہ لازم ہوگا اور کفارہ دے دیں گے۔

(الجواب)اگر وہ لوگ اپنی قسم کے خلاف کریں گے تو کفارہ قسم کا دینا ہوگا۔(۱) قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا پیٹ بھر کر کھلائیں۔ یا کپڑا پہنائیں، یا ایک غلام آزاد کریں...... یعنی غلام کی قیمت ادا نہیں کی جاسکتی۔ اگر کھانے سے کفارہ ادا کرے تو ہر مسکین کو آدھا صاع گندم یعنی پونے دو سیر بحساب وزن انگریزی یا اس کی قیمت دے دے تو کافی ہے اور اگر کسی مدرسہ میں نقد دے دے اور کہہ دے کہ دس طالب علم مساکین کو فی کس پونے دو سیر گندم کی قیمت دے دی جائے تو یہ درست ہے کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر دس محتاجوں کو بٹھا کر کھلا دے تو یہ بھی جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ انہی دس کو دونوں وقت کھانا کھلاوے اور پیٹ بھر کر سالن کے ساتھ روٹی کھلاوے یا چاول کھلاوے ایک وقت میں دس مسکینوں کو کھلانے کی شرط نہیں اگر ایک طالب علم کو دس دن تک دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلاوے تو یہ بھی جائز ہے۔(۲)

(۳)وہ غریب جس کو طاقت کھانا کھلانے کی یا کپڑا پہنانے کی نہ ہو تو وہ تین روزے متواتر رکھے۔(۳)

(۴)جن لوگوں نے قسم نہیں کھائی تھی ان پر کچھ گناہ نہیں اور نہ ان پر کفارہ آئے گا فقط۔

کہا ایسا کروں تو امت محمدیہ سے باہر ہو جاؤں قسم ہو گئی

(سوال ۷۳)اگر کسی شخص نے کہا کہ فلاں کام کروں تو امت محمدیہ سے باہر ہو جاؤں تو اس سے قسم منعقد ہو جاتی ہے یا نہیں اور اگر وہ شخص پھر اس کام کو کرلے تو کفارہ دینا لازم ہوگا یا نہیں؟

(الجواب)اگر کسی نے یہ کہا کہ فلاں کام کروں تو معاذ اللہ امت محمدیہ سے باہر ہو جاؤں تو اس سے قسم منعقد ہو جاتی ہے اور بصورت حنث کفارہ دینا لازم ہے۔(۴)

قسم کھائی کہ فلاں دن قرض ادا کر دوں گا

(سوال ۷٤)اگر کسے حلف کرد کہ من فلاں روز دین او ادا کنم و سابق ازاں ادا کرد حانث شود یا نہ؟

(الجواب)اگر حلف کرد کہ فلاں روز دین او ادا کنم و سابق ازاں ادا کرد حانث نہ شود۔(۵)

---

(۱)وثالثها منعقدة وهي حلفه على مستقبل آت يمكنه الخ فيه الكفارة لآية واحفظوا ايمانكم الخ ان حنث (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الايمان ج۳ ص ٦٦ ط.س. ج۳ص ۷۰۸) ظفير.

(۲)و كفارته تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين او كسوتهم بما يصلح للاوساط وينتفع به فوق ثلثة اشهر ويستر عامة البدن (در مختار قوله عشرة مساكين اى تحقيقا او تقديرا حتى لو اعطى مسكينا واحدا فى عشرة ايام كل يوم نصف صاع يجوز الخ (رد المحتار كتاب الايمان ج۳ ۸۲ ط.س. ج۳ص ۷۲۵) ظفير.

(۳)وان عجز عنها كلها وقت الاداء الخ صام ثلثة ايام ولاء (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۸٤ ط.س. ج۳ص ۷۲۷)ظفير.

(٤)و كلام الله يمين زاد احمد والنبى ايضا ولو تبرأ من احدها يمين اجماعا (ايضا ج۳ ص ۷۰ ط.س. ج۳ص ۷۸۲).

(۵)حلف ليعطينه راس شهر فاعطاه قبله او ابراه اومات الطالب سقط اليمين عندابى حنيفة ومحمد (فتاوى عالمگيرى ج۲ ص ۷٤ نولكشورى)

دل میں قسم کھائی تواس کے خلاف کرنے سے حانث نہیں ہوگا

(سوال ۷۵) اگر کوئی شخص اپنے دل میں قسم کھائے کہ کل ہم اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستر نہ ہوں گے لیکن اپنی بیوی کی خواہش سے ہم بستر ہو گیا تو شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) جب تک زبان سے الفاظ قسم کہہ کر نہ توڑے کفارہ قسم اس پر نہیں آتا۔(۱)

قرآن کی قسم کھانا

(سوال ۷۶) قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر یا اس کو اٹھا کر ہاتھ میں امر یا نہی کے فعل یا ترک صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرنے نشہ خواری وجوابازی سے باز آنے پر قسم وعہد کرنا یا کرانا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ زید کہتا کہ نفس کلام اللہ مخلوق نہیں مگر قرآن اس حرف وصوت وصورت کے ساتھ مخلوق ہے اس لئے یہ غیر اللہ ہے اور غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے اگرچہ قسم ہو جاتی ہے۔ بکر کہتا ہے کہ نہ شرک ہے نہ بدعت اور نہ حکم ہے نہ منع بلکہ ترغیب الی الامر ونھی عن المنکر ہے اس لئے اچھا ہے آپ مدلل تحریر فرمائیے۔

(الجواب) اقول قال فی ردالمحتار ونقل فی الھندیۃ عن المضمرات وقد قیل ھذا فی زمانھم اما فی زماننا فیمین وبہ ناخذو نامرو نعتقد وقال محمد بن مقاتل الرازی انہ یمین وبہ اخذ جمھور مشائخنا الخ فھذ امؤید لکونہ صفۃ تعورف الحلف بھا کعزۃ اللّٰہ وجلالہ۔(۲) پس معلوم ہوا کہ حلف بالقرآن متعارف ہے اور یہ ایسا ہے جیسا کہ حلف بعزۃ اللّٰہ و جلالہ۔ پس شرک وبدعت کہنا اس کو صحیح نہیں اور ترک معاصی پر عہد وپیمان کرنا اور کرانا عمدہ کام ہے اور نماز جنازہ ہر ایک مسلمان نیک وبد کی پڑھنی چاہئے الا مام استثناہ الفقھاء لقولہ نبی علیہ السلام صلوا علی کل برو فاجر الحدیث۔(۳)

کار خیر کے لئے قسم لینا کیسا ہے؟

(سوال ۷۷) خلافت کمیٹی سے چند ممبر اس لئے اخذ کئے گئے کہ نماز پڑھنے کی تاکید کریں لیکن شرط یہ ہے کہ جملہ ممبر تقرری کے قبل اپنے دست مبارک کو مصحف شریف سے مزین فرما کر قسم کھائیں کہ اس امر میں کسی خویش کی رعایت نہ کریں گے ایک شخص اس پر معترض ہے اور مخالف ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) معترض اور مخالف اس کار خیر میں صریح خطاکار ہے اور سخت گناہ گار ہے اس سے توبہ کروائی جائے۔(۴)

پیغمبر بھی آئے تو یہ کام نہ کروں "قسم نہیں

(سوال ۷۸) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر کوئی پیغمبر علیہ السلام آجاویں تو بھی میں یہ کام نہ کروں گا بعد ازاں پشیمان

(۱) ورکنھا اللفظ المستعمل فیھا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۶۳۔ ط.س. ج۳ص ۷۰۴.
(۲) ردالمحتار کتاب الایمان مطلب فی القرآن (ج۳ ص ۷۰ ط.س. ج۳ص ۷۱۲) ظفیر. (۳) شرح فقہ اکبر ص ۹۱ ظفیر. (۴) تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدہ ۵: ۲ قال الکمال ولایخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا وعندی ان المصحف والقرآن وکلام اللہ یمین لا سیما فی زماننا وعندالثلاثۃ المصحف والقرآن وکلام اللہ یمین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مطلب فی القرآن ج۳ص ۷۰ ظفیر. لم یکن حالفا کالنبی الخ لقولہ علیہ السلام من کان منکم حالفا فلیحلف باللہ او لیذر (ھدایہ اولین کتاب الایمان ج۲ ص ۴۵۹. ط.س. ج۳ص ۷۱۲)

ہو کر توبہ کرے اور وہ کام کر لیوے تو کیا کفارہ آوے گا ان الفاظ...... سے قسم ہوئی یا نہیں ؟

(الجواب) ایسا کہنے سے قسم نہیں ہوتی اور اس کام کے کر لینے سے کفارہ واجب نہیں ہے لیکن اس قسم کے الفاظ نہ کہنے چاہئیں۔(۱)

نہ بولنے کا حلف لیا کیا کرے ؟

(سوال ۷۹) اگر کوئی شخص کلام مجید کو ہاتھ میں لے کر عہد کرے کہ اس کلام مجید کو گواہ کرتا ہوں اور اس کی قسم کھاتا ہوں کہ اب اتنے عرصہ تک حامد سے نہ بولوں گا اگر وہ اب حامد سے بولے تو کفارہ واجب ہے یا نہ اور اس کو حامد سے بولنا چاہئے یا نہیں ؟

(الجواب) اس کو حامد سے بولنا چاہئے اور کفارہ قسم کا ادا کر دیوے (۲) اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلادیں یا کپڑا پہنادیں اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے۔(۳) فقط۔

قسم کھائی کہ شادی نہیں کروں گا اب شادی کرنا چاہتا ہے کیا کرے ؟

(سوال ۸۰) زید نے اپنی بیوی سے یہ قسم کھائی کہ میں اپنے خدا اور رسول کو ضامن دے کر وعدہ واثق و کامل ...... کرتا ہوں کہ تمہاری موجودگی میں دوسری شادی نہ کروں گا اب لڑکا نہ ہونے کی وجہ سے زید کو دوسری شادی کرنا ضروری ہے۔ تو مواخذہ اخروی سے بچنے کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) زید دوسری شادی کر سکتا ہے البتہ اگر کرے گا تو اس کو کفارہ قسم کا دینا ہوگا اور مواخذہ سے بری ہو جائے گا(۴) اور قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہناوے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے کما قال اللّٰہ تعالیٰ **فكفارة اطعام عشرة مساكين الآية** . فقط۔

ایسا ہوا تو اسلام سے خارج ہو جاؤں یہ حلف ہے

(سوال ۸۱) اگر کوئی مرد یا عورت قسم کھا کر لکھے کہ میں قسم کھاتا ہوں یا کھاتی ہوں اللہ پاک کی اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی، اگر خلاف تحریر لکھوں یا زبانی شکایت کروں تو اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافر، یا کافر، ہو کر مروں اور پھر اس قسم کے خلاف کرے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

(الجواب) اگر مذکور قسم کے خلاف کا ارتکاب کرے تو کفارہ یمین واجب ہے ورنہ نہیں۔(۵)

....

(۱) ومن حلف بغير الله لم يكن حالفا كا لنبى الخ لقوله عليه السلام من كان منكم حالفاً فليحلف بالله او ليذر (هدايه اولين كتاب اللايمان ج۲ ص ۴۵۹)

(۲) ونوع يتخير فيه بين البر والحنث والحنث خير من البرفيندب فيه الى الحنث (عالمگیری مصری ج۲ ص ۵۲).

(۳) وكفارة اليمين كسا عشرة مساكين وان شاء اطعم عشرة مساكين . فان لم يقدر صام ثلاثة ايام متتابعات (هدايه اولين كتاب الايمان ج۲ ص ۴۶۱).

(۴) (من حلف على معصية الخ وجب الحنث والتكفير لانه اهون الامرين حاصله ان المحلوف عليه اما فعل او ترك وكل منهما اما معصية او واجب وبره فرض او هوا ولى من غيره او غيره اولى منه حنثه اولى) (الدر المحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۸۵ .ط.س. ج۳ ص۷۲۸) ظفير

(۵) ولوقال ان فعل كذا فهو برى من الا سلام فهو يمين استحسانا . كذا فى البدائع (عالمگیری مصری كتاب الايمان ج۲ ص ۵۴ .ط.س. ج۱ ص۵۴) وفيه الكفارة الخ ان حنث (الدر المحتار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان) ج۳ ص ۶۶ .ط.س. ج۳ ص۷۰۸) ظفير

قسم توڑنے سے کفارہ آئے گا

(سوال ۸۲) زید کو اس کی برادری نے کسی بات پر برادری سے علیحدہ کر دیا اور برادری کے ہر ایک شخص نے حلف اٹھایا کہ ہم زید سے ہرگز خلط ملط نہ رکھیں گے پھر سب نے عمداً زید سے خلط ملط شروع کر دیا تو ان پر قسم کا کفارہ ہے یا نہ اور کیا کفارہ ہے اور ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ اور اگر زید اپنی خطاء سے معافی مانگے اور ان سے ملنا چاہے تو کچھ حرج تو نہیں ہے؟

(الجواب) جن لوگوں نے قسم کھانے کے بعد اس کے خلاف کیا ہے ان کے ذمہ کفارہ قسم ہے۔ (۱) یعنی اگر وہ صاحب استطاعت ہیں تو ان پر دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا واجب ہے اور اگر اس قدر استطاعت نہیں تو پھر پے در پے تین روزے رکھنے واجب ہیں، (۲) اور بہر حال ایسے لوگوں سے خلط ملط رکھنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور زید نے اگر کوئی شرعی قصور کیا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ توبہ کرے اور اگر کوئی عرفی تقصیر کی ہے تو اس کے لئے پھر بھی یہی بہتر ہے کہ اپنی برادری سے مواخات قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے کہ باہمی اتفاق مسلمانوں کے لئے جزو لاینفک ہے۔ فقط۔

قسم کھائی فلاں کام نہیں کروں گا اب کرنا چاہتا ہے کیا کرے

(سوال ۸۳) ایک شخص نے قسم کھائی قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہ فلاں کام نہ کروں گا اب وہ اس کے خلاف کرنا چاہتا ہے تو یہ قسم جائز تھی یا ناجائز اور کفارہ واجب ہے یا نہ؟

(الجواب) یہ قسم منعقد ہو گئی اور اگر حانث ہو گا یعنی اس قسم کو توڑے گا اور خلاف کرے گا تو کفارہ دینا ہو گا، در مختار میں ہے قال الكمال ولا يخفى ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فيكون يميناً الخ (۳) فقط

بکر کی چیز کھاؤں تو خنزیر کا گوشت کھاؤں

(سوال ۸٤) زید نے کہا کہ اگر میں بکر کی کوئی چیز کھاؤں تو خنزیر کا گوشت کھاؤں یا اپنی اولاد کو کھلاؤں اب اگر زید بکر کو کوئی چیز کھلانا چاہے تو بکر کے لئے کس طریقہ پر جائز ہو گا۔ اگر بکر زید کی کوئی چیز کھالیوے تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا یمین ہے اس میں کفارہ بعد الحنث لازم ہوتا ہے (۴) لیکن جو صورت سوال میں ہے اس سے بکر کا کھانا حرام نہیں ہوا اور اگر کھاوے تو کفارہ لازم نہ ہو گا۔ لو قال ان اكلت هذا الطعام فهو علی حرام فاكله لا كفارة، در مختار (۵) فقط۔

(۱) وفيه الكفارة الخ ان حنث (الدر المختار على رد المحتار كتاب الايمان ج۳ ص ٦٦ ط.س. ج۳ص ۷۰۸) ظفیر
(۲) فكفارته الخ اطعام عشرة مساكين او كسوتهم الخ وان عجز عنها كلها الخ صام ثلثة ايام ولاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۸۲ ط.س. ج۳ص ۷۲۵) ظفیر
(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۷۰ ط.س. ج۳ص ۷۱۲
(٤) كل حل او حلال الله او حلال المسلمين على حرام الخ فيمين (در مختار) لان تحريم الحلال يمين (رد المحتار كتاب الايمان) ج۳ ص ۸۹ ط.س. ج۳ص ۷۳۲
(۵) الدر المختار على هامش رد المحتار مطلب تحريم الحلال ج۳ ص ۸٦ ط.س. ج۳ص ۷۳۰) ظفیر

عورت نے قسم کھائی گھر ویران کروں گی تو وہ اس کا کفارہ دے

(سوال ۸۵) ایک عورت نے غصہ میں اپنے خاوند سے کہا کہ خدا کی قسم میں تیرے گھر کو ویران کروں گی اگر ویران نہ کیا تو قسم کا کفارہ لازم آوے گا یا وہ کافر ہو جائے گی ؟

(الجواب) کفارہ قسم کا دینا لازم ہوگا۔(۱) اور وہ کافر نہ ہوگی۔(۲)

شرط کی وجہ سے قسم کھائی تو شرط ختم ہونے سے قسم ختم نہیں ہوگی

(سوال ۸۶) زید عمر میں قسمیں ہوئیں کہ ایک دوسرے کا کہنا مانا کریں گے چند یوم کے بعد زید نے عمر سے کہا کہ تم مجھے اس بات کی اجازت دیدو کہ اگر تم نے قسم توڑ دی اور میرا کہنا نہ مانا تو پھر میں بھی تمہارا کہنا نہ مانوں گا عمر نے اس کی اجازت دے دی اب عمر نے قسم توڑی اگر زید عمر کا کہنا نہ مانے تو زید بھی حانث ہوگا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں زید حانث ہوگا کیونکہ اول جو حلف ہو لیا بعد میں اس میں کچھ استثناء نہیں ہو سکتا(۳) فقط۔

نہ بولنے کی قسم کھائی جب بولے گا حانث ہوگا

(سوال ۸۷) عمر نے یہ قسم کھائی کہ اگر میں بکر اور خالد سے بولوں تو جتنی شادی کروں سب پر طلاق اور روز حشر رسول اللہ ﷺ میری سفارش نہ کریں اور مرنے کے وقت کلمہ نصیب نہ ہو، دوزخ کے سواء بہشت کی خوشبو نصیب نہ ہو پھر ایک روز عمر بکر سے بولا تو عمر حانث ہوگا یا نہیں، اور جو عمر کی شادی کرادے اس زوجہ پر بھی طلاق ہوگی یا نہیں ؟

(الجواب) عمر اس صورت میں حانث ہوگا(۴) اور اگر وہ شادی کرے گا تو اس کی زوجہ مطلقہ (۵) ہو جاوے گی، لیکن عمر کافر نہ ہوگا مسلمان ہی رہے گا اور جو شخص عمر کی شادی کرادے اس پر کچھ مواخذہ نہیں اور اس کی زوجہ مطلقہ نہ ہوگی۔ فقط۔

زید نے قسم کھائی کہ فلاں چیز فلاں کو نہیں لینے دوں گا مگر فلاں کو خوشی دیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۸۸) زید کی ماں نے اس کی بیوی ہندہ کو ۳ عدد سونے کے زیور دیئے تھے اس کی ماں بیٹے میں کچھ کشید گی ہوئی تو زید نے بحالت غصہ قسم کھائی کہ میں اپنی بیوی کو مذکورہ بالا زیورات نہ لینے دوں گا اور جو زیورات ہندہ کے پاس تھے اتار کر پھینک دیئے زید کی ماں نے دوبارہ وہ زیورات ہندہ کو دیئے اور زید کے کہنے سے وہ واپس نہیں کرتی تو اس صورت میں زید کی قسم ٹوٹی یا نہیں ؟

---

(۱) وثالثها منعقدة وهى حلفه على مستقبل آت الخ فيه الكفارة فقط ان حنث (الدر المختار على ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۶۶ ط.س ج۳ ص۷۰۸). (۲) والا صح ان الحالف لم يكفر سواء علقه بماض او آت ان كان عنده فى اعتقاده انه يمين (ايضا ج۳ ص ۷۵ ط.س ج۳ ص۷۱۸) ظفير. (۳) وصل بحلفه ان شاء الله بطل يمينه وكذا يبطل به اى بالا ستثناء المتصل (در مختار) قيد بالوصل لانه لو فصل لا يفيد (ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۹۸ ط.س ج۳ ص۷۴۲).
(۴) وسئل عمن قال انا برئ من الشفاعة ان فعلت كذا قال يكون يمينا (عالمگیری مصری) ج۲ ص ۵۳ ط ماجدیه ج۱ ص۵۳. (۵) وتنحل اليمين اذا وجد الشرط مرة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج۲ ص ۶۹۰ ط.س ج۳ ص۳۵۵).

(الجواب) اس صورت میں زید کی قسم نہیں ٹوٹی اور زید پر کفارہ قسم کا لازم نہیں ہے۔ فقط۔

کھاؤں تو سور کھاؤں کہنے سے قسم نہیں ہوتی

(سوال ۸۹) کہا فلاں کے گھر کا کھاؤں تو سور کھاؤں اس سے قسم ہو گی یا نہیں؟

(الجواب) اگر کسی شخص نے یہ الفاظ کہے کہ اگر میں فلاں کے گھر کا کھانا کھاؤں تو سور کھاؤں، تو یہ قسم نہیں ہے اس سے کھانا اس کے گھر کا حرام نہیں ہوا اور کفارہ نہ آوے گا وفی البحر مایبا ح للضرورة لایکفر مستحله کدم وخنزیر الخ (در مختار) وفی الشامی هو یستحل الدم او لحم الخنزیر ان فعل کذا لا یکون یمیناً لا ن استحلال ذلك لایکو ن کفراً الخ فقط۔(۱)

رسومات چھوڑ دینے کی قسم کھائی پھر ادا کیا تو کفارہ آئے گا

(سوال ۹۰) خلاصہ یہ ہے کہ گاؤں کے لوگوں نے قسم کھائی کہ آئندہ رسومات شادی نہ کریں گے، پھر سب نے یہ قسم توڑ دی اس کا کیا کفارہ ہے؟

(الجواب) جو لوگ قسم کھا کر حانث ہوئے ان کے ذمہ کفارہ قسم واجب ہے۔(۲) یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا کپڑا دیا جائے اور اس پر مقدرت نہ ہو تو پھر مجبوری تین روزہ رکھے۔(۳) کھانے اور کپڑے پر قدرت کے باوجود روزہ رکھنے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا۔(۴) بہر حال اسی طرح کی اس میں اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ ان کا ترک لازمی ہے۔ تمام مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اس کی پابندی کریں اور پھر جو لوگ اس کی مخالفت کریں اور اس کے خلاف عمل کریں ان سے تمام تعلقات منقطع کر دینے چاہئیں۔ معصیت اور جاہلانہ رسوم پر اصرار کرنے والے اس قابل نہیں ہیں کہ مسلمان ان سے کوئی واسطہ رکھیں۔ فقط۔

قسم کھائی کہ رات بیوی سے نہیں ملوں گا پھر ملا

(سوال ۹۱) ایک شخص نے کلام مجید کی قسم کھائی کہ آج کی رات اپنی بیوی سے نہیں ملوں گا پھر اپنی بیوی سے اسی رات میں ملاقات کی اس صورت میں وہ حانث ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں حانث ہو گا اور کفارہ قسم کا لازم ہو گا قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا الخ در مختار۔

امام کے ساتھ گالم گلوچ

(سوال ۹۲) بعض لوگوں نے اپنے امام کے ساتھ فساد کیا اور اس کو بیہودہ گالیاں دیں۔ بے عزتی کی اور مسجد میں جانے سے روکا حالانکہ تمام اہل بستی کے ساتھ انہوں نے بھی حلفاً وعدہ کیا کہ تمام حکم امام کے پورے کرینگے

(۱) ردالمحتار کتاب الا یمان ج۳ ص ۷۸ ط.س. ج۳ص ۷۲۱.(۲) ومنعقدة وهو ان یحلف علی امرفی المستقبل ان یفعله اولا یفعله وحکمها الزوم الکفارة عند الحنث کذافی الکان (عالمگیری مصری کتاب الایمان ج۲ ص ۵۲ ط. ماجدیه ج۲ ۱ص ۵۲) .(۳) کفارة الیمین عتق رقبة الخ ان شاء کسی عشرة مساکین کل واحد ثوبا فما زادوادناه ما یجوز فیه الصلوة وان شاء اطعم عشرة مساکین کالاطعام فی کفارة الظهار الخ فان لم یقد ر علی احد الا شیاء الثلثة صام ثلثة ایام متتابعات (هدایه کتاب الا یمان ج۲ ص ۴۶۱) (۴) قال فی البحر اشارالی انه لو کان عنده واحد من الا صناف الثلثة لا یجوز له الصوم درمختار ج۳ص ۷۲۷ .(۵) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۷۰ ط.س. ج۳ ص ۷۱۲ ظفیر.

اور ہر ایک حکم شرعی کی تعمیل کریں گے۔ عدالت میں جھوٹی شکایتیں پیش کرنا۔ ان امور کے متعلق کیا حکم ہے۔
(الجواب) جملہ سوالات کا جواب یہ ہے کہ بلاوجہ امام کے ساتھ فساد کرنا اور گالی گلوچ دینا اور برا کہنا اور عدالت میں جھوٹی شکایتیں کرنا حرام اور ناجائز ہے (۱) اور جن لوگوں نے ایسا کیا وہ فاسق و فاجر اور گناہ گار ہوئے ان کو توبہ کرنی چاہئے اور امام سے قصور معاف کرانا چاہئے اور اگر ان لوگوں نے قسم کر امام کی اطاعت کا عہد تھا تو اس کے خلاف کرنے سے کفارہ قسم کا ان کے ذمہ واجب ہے۔ (۲) دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاویں اور امام کو یا کسی مسلمان کو مسجد میں آنے سے اور نماز پڑھنے سے روکنا حرام ہے قران شریف میں اس کو بہت بڑا ظالم اور مسجد کا خراب کرنے والا فرمایا گیا ہے ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذ کرفیها اسمه وسعی فی خرابها الایة (۴)

عورت نے قسم کھائی عمر بھر نکاح نہیں کروں گی اب کرنا چاہتی ہے کیا کرے؟

(سوال ۹۴) ایک بیوہ عورت سے اس کے دیور نے نکاح کے لئے کہا اس نے قرآن شریف کی قسم کھا کر یہ کہا کہ میں عمر بھر دوسرا نکاح نہ کروں گی، اب وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس کو کفارہ دینا ہو گا یا نہیں؟
(الجواب) اگر وہ نکاح کرے گی (۵) تو اس کو کفارہ قسم کا دینا ہو گا، دس مسکینوں کو کپڑا دے یا کھانا دونوں وقت کا کھلاوے اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے روزہ متواتر رکھے۔ (۶) فقط۔

قرآن کی قسم کھانا کیسا ہے؟

(سوال ۹۵) زمانہ حال میں قرآن شریف کی قسم کھانا جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) اس زمانہ میں اگر کوئی قسم کھائے تو وہ شرعاً حالف سمجھا جائے گا اور اس پر تمام احکام حلف کے جاری ہوں گے کیونکہ آج کل عام طور پر حلف بالقرآن کا رواج ہے قال المحقق ابن همام فی فتح القدیر ثم لا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمیناً کما هو قول الائمة الثلثة الخ (۷) فتح القدیر جلد ۴۔ فقط۔

فلاں چیز نہیں رکھی تو ماروں گا اس سے قسم نہیں ہو گی

(سوال ۹۶) اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اگر تو نے فلاں چیز گھر میں نہ رکھی تو تجھ کو بہت ماروں گا اور پھر درمیان سال وہ چیز نہ ملی تو یہ قسم ہوئی اور خاوند پر نہ مارنے کی صورت میں کفارہ واجب ہو گا یا نہیں؟

---

(۱) قال النبی صلی الله علیه وسلم سباب المسلم فسوق وقتاله کفر (مشکوة باب ص).
(۲) وفیه الکفارة الخ ان حنث (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الا یمان ج۲ ص ۶۶. ط.س. ج۳ص۷۰۸) ظفیر. (۳) وکفارته الخ اطعام عشرة مساکین کمامرفی الظهار او کسوتهم (ایضا ج ۳ ص ۸۲. ط.س. ج۳ص۷۲۵ (ظفیر).
(۴) سورة البقرة۲: ۱۱۴. (۵) ونوع لا یجوز حفظهما وهو ان یحلف علی ترك طاعته او فعل معصیة الخ فیندب فیه الی الحنث (عالمگیری مصری کتاب الایمان ج۲ ص ۵۲. ط.س. ج۲ص۵۲.
(۶) وکفارته الخ اطعام عشرة مساکین کما مرفی الظهار اوکسوتهم بما یصلح للاوساط ویستر عامة البدن الخ وان عجز عنها کلها الخ صام ثلثة ایام ولاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۸۴. ط.س. ج۳ص۷۳۵) ظفیر. (۷) فتح القدیر ج ۴ ص ۳۵۴ باب مایکون یمینا وما لا یکون یمیناً. ط.س ج۳ص۳۵۴. ظفیر

(الجواب) یہ قسم نہیں ہوئی اور کفارہ اس میں واجب نہیں ہے اور زوجہ کو بھی نہ مارے اور آئندہ ایسا کلام نہ کرنا چاہئے۔(۱)

مدعاعلیہ سے مدعی کی موجودگی میں حلف لینا چاہئے

(سوال ۹۷) قاضی نے مجلس قضا میں مدعاعلیہ سے حلف لیا مگر مدعی کو نہیں بلایا مدعی کی غیبت میں حلف مدعاعلیہ کا معتبر ہے یا نہیں؟

(الجواب) مدعاعلیہ پر یمین مدعی کے طلب کرنے سے لازم ہوتی ہے کما فی الدر المختار والا یبرھن حلفہ الحاکم بعد طلبہ اذ لا بد من طلبہ الیمین فی جمع الدعاوی الا عند الثانی فی اربع الخ پس جب کہ طلب کرنا مدعی کا شرط ہے تو معلوم ہوا کہ مدعی کا یا اس کے وکیل کا موجود ہونا شرط ہے فقط۔

قسم کھانے کے بعد گو قرض خواہ مہلت دے لیکن خلاف ورزی پر کفارہ ہوگا

(سوال ۹۸) زید نے قسم کھا کر کہا میں کل مطالبہ بے باق کر دوں گا مگر بعض مجبوری کی وجہ سے زید نے عمر کو مہلت دینا منظور کر لیا کیا اس صورت میں زید پر کفارہ ہوگا؟

(الجواب) اس صورت میں زید پر کفارہ قسم لازم ہے۔

ایک دفعہ حلف کی خلاف ورزی کرنے اور کفارہ دینے کے بعد دوبارہ وہ عائد نہ ہوگی

(سوال ۹۹) میں نے ایک چیز کے استعمال سے عمر بھر کی قسم کھائی تھی، کہ میرے۔ لئے اس کا استعمال کرنا عمر بھر کے لئے حرام ہے، پھر نہ رہ سکا استعمال کر کے حانث ہو گیا، یہ قسم مجھ سے منتہی ہو گئی یا نہیں، یعنی اب تو اس کے استعمال سے دوبارہ حانث نہیں ہوں گا۔

(۲) خود اس کا استعمال مباح ہے یا حرام۔

(الجواب) قسم منتہی ہو گئی، کفارہ کے بعد پھر اس کے استعمال سے حنث نہ ہوگا۔

(۲) مباح ہے کذا حققہ الشامی لکنہ، خلاف الاولیٰ

ایمان کی قسم

(سوال ۱۰۰) مسلمان کو ایمان کی قسم کھانا جائز ہے یا نہیں؟

مسلمان سے ترک موالات

(سوال ۱۰۱) کافر سے ترک موالات جائز ہے مگر مسلمان سے ترک موالات کر سکتا ہے یا نہیں؟

قسم کھا کر توڑنا

(سوال ۱۰۲) قسم کھا کر توڑنا کفارہ قسم کا دینا ہوگا یا نہیں؟

(الجواب)(۱) قسم اللہ کی کھانی چاہئے اللہ کے سوا ایمان یا قرآن کی قسم نہ کھانی چاہئے۔(۲)

---

(۱) وثالثہا منعقدۃ وھی حلفہ علی مستقبل (الدر المختار کتاب الایمان ج۳ ص ۶۶. ط.س. ج۳ص۷۰۸) ظفیر.
(۲) لایقسم بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۷۰. ط.س. ج۳ص۷۱۳) ظفیر.

(۲) کفر اور فسق کی وجہ سے ترک موالات ہوتی ہے اور اس میں تفصیل اور درجات ہیں۔(۱)
(۳) قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ قسم کا دینا لازم ہے۔ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کا دونوں وقت کھانا دینا یا دس مسکینوں کو دس جوڑے کپڑے کا دینا۔ اگر یہ نہ ہو سکے۔(۲) تو تین روزے پے در پے رکھنا۔ فقط۔

انشاء اللہ کے ساتھ قسم کھانے سے قسم نہیں رہتی

(سوال ۱۰۳) میرے والد نے مجھ سے مرغ کھانے کا عہد کرایا میں نے ان الفاظ سے عہد کیا کہ انشاء اللہ میں مرغ نہیں کھاؤں گا۔ مجھے مرغ کھانا جائز ہے یا نہ ؟

(الجواب) جائز ہے کیونکہ انشاء اللہ کہنے سے قسم نہیں رہتی، یہ بہت اچھا کیا کہ انشاء اللہ کہہ لیا۔(۳)

کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی اور دودھ پی لیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۰۴) ایک شخص نے رات کو سوتے وقت غصہ میں آ کر ایک شخص کی ہاتھ میں کھانا دیکھ کر یہ کہا کہ میں آج خدا کی قسم کھانا نہ کھاؤں گا بعد اس کے وہ شخص ایک گلاس دودھ بھرا ہوا لایا اور سخت عاجزی سے کہا اگر کھانے کے لئے تم نے قسم کھائی ہے خیر یہ دودھ پی جاؤ اس شخص کے کہنے کی وجہ سے دودھ پی لیا آیا یہ دودھ غذا میں داخل ہے اور پینے والا حانث ہو گیا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں دودھ پینے سے شخص مذکور حانث نہ ہوگا۔ کما فی الشامی۔(۴) **ففی البحر عن البدائع لو حلف لا یاکل ھذا اللبن فاکل الخبز او التمر او لا یاکل ھذا العسل او الخل فاکل الخبز یحنث الخ** الغرض علت مذکورہ لا نہ لا یاکل سے صورت مستفسرہ میں عدم حنث ظاہر ہے۔

شرکت کی قسم کھائی مگر نا جائز امور ہو تو کفارہ دے کر قسم توڑ دے

(سوال ۱۰۵) چالیس آدمیوں نے مل کر ایک پنچایت مقرر کی کہ ہر شخص آپس میں ایک دوسرے کی غمی اور شادی میں شریک حال رہیں اور اس بات پر ہر شخص نے قسم کھائی کہ جو اس پنچائت سے الگ ہو جائے وہ آنحضرت ﷺ کی امت سے خارج ہے اب اس پنچائت میں جہاں کہیں شادی ہوتی ہے تو گانا بجانا اور ناچ وغیرہ رسوم شرکت مثلاً کنگنا وغیرہ بھی ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس پنچائت میں شامل حال رہنا کیسا ہے اور اس سے علیحدہ ہونے کی کیا صورت ہے

(الجواب) اس صورت میں جس غمی و شادی میں گانا بجانا اور وغیرہ رسوم خلاف شریعت ہو اس میں شریک ہونا درست نہیں اور اس حالت میں قسم کو پورا کرنا جائز نہیں ہے اور کفارہ قسم کا دے دیا جائے۔ اور یہ کہنا لغو ہے کہ جو شخص اس میں شریک نہ ہو وہ حضور ﷺ کی امت سے خارج ہے بلکہ شریک ہونا گناہ کی جگہ حرام ہے اور نہ شریک

---

(۱) بلا وجہ شرعی ترک موالات مسلمانوں سے درست نہیں تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان. ارشاد ربانی ھے . ظفیر. (۲) وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث الخ وکفارته الخ اطعام عشرة مساکین او کسوتھم الخ وان عجز عنھا کلھا الخ صام ثلثة ایام ولاء (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ٦٦ و ج۳ ص ۸۳ و ج۳ ص ۸٤. ط.س. ج۳ص ۷۰۸ ۔ ۷۲۵ ۔ ۷۲۷) ظفیر.
(۳) وصل بحلفه انشاء اللہ بطل یمینه (ایضاً ج۳ ص ۹۸. ط.س. ج۳ص ۷٤۲) ظفیر.
(٤) باب الیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام ط.س. ج۳ص ۷٦٥

ہونا ضروری ہے اور ایسی قسم کا توڑنا لازم ہے۔(۱)

ولایتی کپڑے کے عدم استعمال کی قسم سے پہلے کے کپڑے ناجائز نہیں ہوئے

(سوال ۱۰۶۱) زید نے حلف کیا کہ میں آج سے ولایتی کپڑوں کا استعمال حرام وناجائز سمجھتا ہوں نہ استعمال کروں گا نہ خود خریدوں گا، پس جو کپڑے اس حلف سے پیشتر زید کے پاس موجود ہیں ان کا استعمال جائز ہے یا حرام؟

(الجواب) وہ کپڑے جو پہلے سے خریدے ہوئے ہیں ان کا استعمال شرعاً درست ہے لیکن اگر حلف عام الفاظ میں کیا تھا کہ آج سے ولایتی کپڑا حرام سمجھتا ہوں اور ان کا استعمال اپنے اوپر حرام کر لیا تو کفارہ قسم کا دینا پڑے گا اگر چہ وہ پہلے خریدے ہوئے بھی استعمال کرے۔(۲)

جھوٹی قسم کھانے والے کا حکم

(سوال ۱۰۷۱) جھوٹی قسم کھانے والے کا کیا حکم ہے ایک بزرگ نے فرمایا کہ جھوٹی قسم کھانے والا بارہ مہینے دنیا میں خراب اور ذلیل ہوتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور جھوٹی قسم کھانے والا مسکینوں کو کھانا کھلاوے تو کفارہ ادا ہوتا ہے یا حج کرنے سے؟

(الجواب) جھوٹی قسم کھانا عمداً گناہ کبیرہ ہے اور جھوٹی قسم کھانے والا فاسق ہے اور جھوٹی گواہی دینے والے پر تو بہت زیادہ وعید وارد ہوئی ہے قرآن شریف میں اس کو شرک کے ساتھ اور برابر فرمایا کما قال تعالیٰ واجتنبوا قول الزور حنفاء للّٰہ غیر مشرکین(۳) کذا ورد فی بعض الاحادیث اور نیز وارد ہوا ہے الکبائر الا شراک باللّٰہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس(۴) رواہ البخاری وفی روایۃ انس وشھادۃ الزور بدل الیمین الغموس متفق علیہ باقی یہ امر کہ جھوٹی قسم کھانے والا بارہ مہینے کے اندر خراب وذلیل دنیا کے اندر ہوتا ہے یہ کسی نص سے ثابت نہیں ہے اور جھوٹی قسم جو کسی گذشتہ معاملہ پر ہے اس میں کفارہ نہیں ہے صرف توبہ سے گناہ معاف ہو جائے گا اور آئندہ بات پر قسم کھانا مثلاً یہ کہ قسم ہے اللہ کی میں فلاں کام کروں گا اور اس کو نہ کرے تو اس میں کفارہ ہے اور اس کا نام یمین منعقدہ ہے اور جھوٹی قسم گذشتہ امر پر جس کا نام یمین غموس ہے اس میں صرف توبہ ہی سے کفارہ ہو جاتا ہے۔(۵) اور اگر توبہ کر کے حج بھی اس کے بعد کیا تو اور ثواب ہے اور حج سے بہت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

---

(۱) من حلف علی معصیۃ الخ وجب الحنث والتکفیر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۸۵ ط.س. ج۳ ص ۷۲۸) ظفیر.

(۲) وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث (ایضاً ج۳ ص ۶۶ ط.س. ج۳ ص ۷۰۸) ظفیر.

(۳) سورۃ الحج ۲۲: ۳۰، ۳۱

(۴) مشکوٰۃ شریف.

(۵) وھی الخ غموس الخ ان حلف علی کاذب عمداً الخ کواللّٰہ ما فعلت کذا الخ ویا ثم بھا فتلزمہ التوبۃ الخ ومنعقدۃ وھی حلفہ علی مستقبل آت یمکنہ وھذا القسم فیہ الکفارۃ الخ ان حنث (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۶۳ وج ۳ ص ۶۶ ط.س. ج۳ ص ۷۰۵ – ۷۰۸) ظفیر

ہم نے قسم کھائی کہ کسی دوسرے کو کام نہ سکھائیں گے یہ کیسا ہے

(سوال ۱۰۸) ہم لوگ شیشی بناتے ہیں اور ہماری پنچائیت میں قرآن شریف اٹھایا گیا ہے کہ کوئی شخص باہر کے رہنے والوں کو کام نہ سکھاوے یہ خلاف شرع ہے یا نہیں۔ ایک شخص نے حلف توڑ دیا اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) ایسا حلف کرنا بیشک خلاف شریعت ہے(۱) لیکن جو شخص اس حلف کو توڑ دے اس پر کفارہ یمین کا لازم ہے یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا پیٹ بھر کر کھلانا یا دس مسکینوں کو کپڑا دینا اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے متواتر رکھنا لازم ہے۔(۲)

شادی ہونے کے باوجود جھوٹی قسم کہ شادی نہیں ہوئی

(سوال ۱۰۹) اگر کوئی شخص حلفیہ بیان دے کہ میری شادی نہیں ہوئی اور نہ میں کوئی اولاد رکھتا ہوں درانحالیکہ اس کی شادی اسی جگہ ہوئی ہے جہاں سے وہ انکار کرتا ہے اور اس کے اولاد بھی ہے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) وہ شخص جھوٹی قسم کی وجہ سے گناہ گار ہوا اور کفارہ اس قسم کا توبہ کرنا ہے(۳) لیکن اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی۔

فلاں کام کا مرتکب ہوں تو جنت حرام کردے یہ قسم نہیں ہے

(سوال ۱۱۰) ایک شخص نے معصیت سے بچنے کے لئے یہ الفاظ زبان سے نکالے کہ اگر میں فلاں گناہ کا مرتکب ہوں تو اے اللہ جنت مجھ پر حرام کردے اور دوزخ میں ڈالدے، اس کے بعد وہ چند مرتبہ اس معصیت کا مرتکب ہوا آیا یہ قسم ہے کہ کفارہ ادا کیا جائے یا توبہ کافی ہے۔

(الجواب) یہ قسم نہیں ہے اور اس میں کفارہ لازم نہیں ہے۔ توبہ کرے(۴)

بار بار قسم کھائی اور خلاف ورزی کی کیا کرے

(سوال ۱۱۱) ایک شخص ایک حرام فعل کرتا ہے لیکن اس نے اس فعل سے توبہ کی اور قسم کھائی کہ آئندہ ایسا کام نہ کریں گے۔ پھر وہی کام کیا اور پھر توبہ کی اس طرح کئی مرتبہ کیا۔ اب پھر توبہ کر رہا ہے تو اس کو پہلی قسموں کی بابت کیا کرنا چاہئے۔ اور کیا کفارہ واجب ہے۔

(الجواب) اس صورت میں اگر پہلے کفارہ قسم کا نہیں دیا تھا تو اب سب قسموں کا ایک کفارہ دے دینا کافی ہے(۵) اور گناہ کی معافی کے لئے توبہ صدق دل سے کرنا کافی ہے۔ اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں

---

(۱) لا یقسم بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ قال الکمال لا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا (درمختار) قولہ بغیر اللہ ای لا ینعقد بغیرہ تعالیٰ ای غیر اسمائہ وصفاتہ ولو بطریق الکنایۃ کما مر بل یحرم کمافی القہستانی (ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۶۷) ظفیر (۲) وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث الخ وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین اوکسوتہم الخ و ان عجز عنہا کلہا الخ صام ثلثۃ ایام ولاءً (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۲۶ و ج ۳ ص ۸۲) ظفیر (۳) وہی غموس ان حلف علی کاذب عمدا و یاثم بہا فتلزمہ التوبۃ (ایضا ج ۳ ص ۴۳) ظفیر (۴) ولا یقسم بصفۃ لم یتعارف الحلف بہا من صفاتہ تعالیٰ کرحمتہ وغضبہ و سخطہ الخ لعدم العرف (ایضا ج ۳ ص ۴۷) ظفیر

(۵) وفی البحر عن الخلاصۃ والتجرید و تتعدد الکفارۃ لتعدد الیمین والمجلس والمجالس سواء الخ (درمختار) وفی البغیۃ کفارات الایمان اذا کثرت تداخلت ویخرج بالکفارۃ الواحدۃ عن عہدۃ الجمیع وقال شہاب الائمۃ ہذا قول محمد قال صاحب الاصل المختار عندی اہ مقدسی (ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۷۱)

کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو دس جوڑے کپڑے کے دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے متواتر روزے رکھے۔

ایسا ہو تو کلام پاک کی مار ہو قسم ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۲) دو شخصوں کے درمیان سچی محبت ہے ان میں مندرجہ ذیل عہد و پیمان ہو چکے۔ میں کلام مجید ہاتھ پر رکھ کر قسم کھاتا ہوں کلام مجید کی خدا کو حاضر و ناظر جان کر اگر ہم ترک تعلق کریں یا کسی کے دباؤ سے یا روکنے سے روکیں یا ایک دوسرے کے ساتھ برائی کریں تو ہم کو اس کلام پاک کی مار ہو اور بروز محشر حضرت کی شفاعت سے محروم رہیں اور دنیا سے کافر ہو کر اٹھیں اگر اس عہد کو کسی وجہ سے توڑا جائے تو کفارہ دینا درست ہوگا یا نہ جب کہ کفارہ دینے کی نسبت بھی بالفاظ مذکورہ بالا عہد کیا ہو۔

(الجواب) اگر بضرورت شرعیہ اس قسم اور عہد کو توڑا جائے تو کفارہ قسم کا واجب ہوگا (۱) اور اس قسم کا بالفاظ مذکورہ معاہدہ کرنا شرعاً درست بھی نہیں ہے۔ (۲)

کسی کو نکلوانے کی قسم کھائی اور کامیاب نہ ہوا تو کفارہ دے

(سوال ۱۱۳) کسی شخص نے کسی کے نکلوانے کے قسم کھائی لیکن وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا تو شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) قسم کا کفارہ دیوے جو کہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے متواتر روزے رکھے۔ (۳)

جان کے خوف سے غلط حلف لینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۱٤) اگر زید کو کسی وجہ سے اپنی جان کا خوف ہو تو اس کو غلط حلف اٹھانا جائز ہوگا یا نہیں ؟

(الجواب) جان و مال و آبرو کے خوف سے جھوٹ کی اجازت ہے لیکن صریح جھوٹ نہ بولے تعریضاً درست ہے۔ (٤)

قسم کے بعد خلاف ورزی سے حانث ہوگا

(سوال ۱۱۵) چند لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم نماز روزہ قضا نہ کریں گے پھر انہوں نے ان کے خلاف کیا۔ حکم شرعی کیا ہے ؟

(الجواب) جن لوگوں نے قسم کھا کر اس کے خلاف کیا اور قسم توڑ دی ان پر کفارہ قسم کا لازم ہے۔ (۵) اور کفارہ قسم کے توڑنے کا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا یا دونوں وقت کھانا کھلانا اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن متواتر روزہ رکھنا

---

(۱) وفیه الكفارة الخ ان حنث (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ٦٦ ط.س. ج۳ ص۷۰۸) ظفير. (۲) ان فعل كذا فهو يهودى اونصرانى الخ او كافر. ط.س. ج۳ ص۷۱۷. (۳) وكفارته الخ اطعام عشرة مساكين او كسوتهم الخ وان عجز عنها كلها الخ صام ثلثة ايام ولاء (ايضاً ج۳ ص ۸۲. ط.س. ج۳ ص۷۲۵) ظفير. (٤) الكذب مباح لاحياء حقه ودفع الظلم عن نفسه والمراد التعريض لا ن عين الكذب حرام (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحظر و الاباحة باب فى البيع ج۵ ص ۳۷۷. ط.س. ج۳ ص٤۷۲) ظفير. (۵) وفيه الكفارة الخ ان حنث (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ٦٦. ط.س. ج۳ ص۷۰۸) ظفير.

چاہئے۔(۱)اور تارکین نماز و روزہ پر قضاان نمازوں اور روزوں کی لازم ہے۔ فقط۔

جب تک قرض ادا نہ ہوگا روزہ رکھوں گی یہ نذر نہیں

(سوال ۱۱۶) میری دادی صاحبہ کی عمر ۷۲ برس کی ہے اور بوجہ ضعیفی کے نشست و برخاست بھی دشوار ہے چونکہ ان کے ذمہ چار ہزار سے زائد قرضہ دادا صاحب کے وقت کا ہے اس لئے انہوں نے متفکر ہو کر عہد کر لیا ہے کہ تاادائیگی قرض روزہ رکھوں گی چنانچہ ایک سال سے موافق عہد کے برابر روزہ رکھتی ہیں۔ یہ صورت نذر کی ہے یا نہیں، کسی طرح دادی صاحبہ کا روزہ موقوف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ صورت نذر کی نہیں ہے۔ اس لئے روزہ ہمیشہ تاادائے قرض رکھنا ان کو لازم نہیں ہے۔ پس آپ دادی صاحبہ سے کہہ دیں کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور قسم کا کفارہ دے دیں۔ یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلاویں فقط۔

خلاف قسم گورنمنٹ کالج میں پڑھنے سے کفارہ دینا ہوگا

(سوال) علماء دین کے فتویٰ کے بموجب بندہ نے کالج کی تعلیم چھوڑ دی تھی اور والدین کو رضامند کر کے جامعہ ملیہ، علی گڑھ میں داخل ہو گیا داخل ہوتے وقت بندہ نے یہ حلف اٹھایا کہ میں علمائے دین کے فتویٰ کے بموجب جب تک ہر ایک مسلمان پر عدم تعاون فرض ہے اس پر کاربند رہوں گا۔ اب جب کہ بندہ رخصت پر گھر پہنچا تو والدین نے مجبور کرنا شروع کیا۔ اب اسلامیہ کالج لاہور جو کہ گورنمنٹ کی امداد لیتا ہے داخل ہو جاؤں۔ مجھے اب کیا کرنا چاہئے؟

(الجواب) امداد لینا مدارس میں گورنمنٹ سے اگرچہ درست نہیں ہے۔(۴) لیکن ایسے مدارس اور کالجوں میں پڑھنا اگرچہ اچھا نہیں ہے۔ مگر درست ہے، پس اگر والدین اس پر مجبور کریں کہ کالج اسلامیہ لاہور میں داخل ہو کر پڑھو تو یہ درست ہے۔ اس کو اختیار ہے لیکن اگر خلاف حلف کے کام کیا اور قسم توڑی تو کفارہ قسم کا لازم ہوتا ہے۔(۵) اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلادے یا کپڑا پہنادے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزے متواتر رکھے۔ فقط۔

معصیت والی قسم توڑنا واجب ہے

(سوال ۱۱۸) ایک عورت سے میرا ناجائز تعلق ہے عورت مذکورہ کے کہنے سے میں نے اس بات کی قسم کھائی ہے کہ اپنی زوجہ سے ہفتہ میں ایک مرتبہ سے زاید ہم بستر نہ ہوں گا۔ اس گناہ سے نجات کیونکر پا سکتا ہوں؟

---

(۱) وکفارته الخ اطعام عشرة مساكين او كسوتهم الخ وان عجز عنها كلها الخ صام ثلثة ايام ولاء (در مختار) وفي الاطعام اما التمليك اوالا باحة فيعشيهم ويعديهم ولو اطعم خمسة وكساخمسة اجزاه ذلك عن الاطعام الخ (ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص۸۲ و ج۳ ص ۸۳ .ط.س. ج۳ص ۷۲۵ - ۷۲۷) ظفير.(۲) وعهد الله الخ اذا علقه بشرط على يمين او عهد ان لم يصف الى الله تعالى اذا علقه بشرط (در مختار) قوله عبدالله لقوله تعالى واوفو بعهد الله اذا عاهد تم ولا تنقض الايمان الخ وفي الجوهرة اذا قال عهد الله ولم يقل على عهد الله فقال ابو يوسف هو يمين وعند هما لا اه قلت لكن جزم في الخانية بانه يمين بلاحكايته خلاف (ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ۷۳ .ط.س. ج۳ص۷۱۶) ظفير.(۳) وفيه الكفارة الخ ان حنث (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۶۶ .ط.س. ج۳ص۷۰۸) ظفير.(۴) یہ فتویٰ وقت ترک موالات کے زمانہ میں دیا جاتا تھا جب انگریزوں کی ہندوستان پر حکومت تھی اور علماء کرام نے آزادی حاصل کرنے کے لئے گورنمنٹ انگلشیہ سے ترک موالات کا فتویٰ دیا تھا۔ اب وہ حکم باقی نہیں رہا۔ ظفیر.(۵) وفيه الكفارة الخ ان حنث (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۶۶ .ط.س. ج۳ص۷۰۸) ظفير

(الجواب) ایسی قسم کو جو کہ معصیت سے پُر ہو شرعاً توڑنا واجب ہے اور تعلق ناجائز اس عورت سے چھوڑ دینا چاہئے(۱) اور کفارہ قسم کا دے دیا جاوے جو کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے روزے متواتر رکھے جاویں۔(۲) فقط۔

قسم کھانا کیسا ہے؟

(سوال ۱۱۹) حلف اٹھانا کیسا ہے؟

غیر اللہ کی قسم کیسی ہے

(سوال ۱۲۰) سوائے خدا کے اور شئی کی قسم کھانی جائز ہے یا نہیں؟ بینوا بالدلیل۔

(الجواب) (۱) اللہ کی قسم کھانا اگر ضرورۃً ہو تو جائز ہے لیکن بلا ضرورت اچھا نہیں شامی میں ہے والیمین باللہ تعالیٰ لا یکرہ وتقلیلہ اولی من تکثیرہ الخ۔(۳)

(۲) اللہ تعالیٰ کے سوائے اور کسی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ان اللہ نہاکم ان تحلفوا بآبائکم من کان حالفاً فلیحلف باللہ او لیصمت متفق علیہ۔(۴) اور وجہ ممانعت کی یہ ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہے اس کی عظمت ملحوظ ہوتی اور عظمت کاملہ حقیقۃً اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کسی دوسرے کو اس میں شرکت نہیں ہے جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے الحکمۃ فی النہی عن الحلف بغیر اللہ تعالیٰ ان الحلف یقتضی تعظیم المحلوف بہ و حقیقۃ العظمۃ مختصۃ بہ تعالیٰ فلا یضاہی بہ غیرہ الخ (۵) اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا اس سے منع فرمادینا کافی دلیل ممانعت کی ہے۔ فقط۔

غیر اللہ کی قسم

(سوال ۱۲۱) اسلام میں حلف سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسری قسم کا جائز ہے یا نہیں؟ بصورت عدم جواز زید کا ایک موقعہ پر یہ کہہ دینا کہ حلف کیا چیز ہے نعوذ باللہ من ذلک (خدا کیا چیز ہے) کے ہم معنی ہوا یا نہیں۔ پس صورت آخر میں زید کے متعلق حکم شریعت سے مطلع فرمائیں۔

(الجواب) قسم اللہ تعالیٰ کی یا اس کی صفات معروفہ کی ہونی چاہئے، اس کے سواء غیر اللہ کی قسم کھانا درست نہیں ہے اور حلف سے غرض تاکید کلام ہوتی ہے۔(۶) پس زید کا یہ کہنا کہ حلف کیا چیز ہے اس کے لاعلمی کی دلیل ہے

---

(۱) من حلف علی معصیۃ الخ وجب الحنث والتکفیر (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۸۵. ط.س. ج۳ص۷۲۸) ظفیر

(۲) وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین او کسوتہم الخ وان عجز عنہا کلہا الخ صام ثلثۃ ایام ولاء (ایضاً ج۳ ص ۸۲. ط.س. ج۳ص۷۲۵) ظفیر. (۳) ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۶۳. ط.س. ج۳ص۷۰۵. ظفیر.

(۴) مشکوٰۃ ص ۲۹۶. (۵) مرقاۃ المفاتیح ج۲ ص ۵۵۴ والحدیث وہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان حالفا فلیحلف باللہ تعالیٰ الخ محمول عند الاکثرین علی غیر التعلیق فانہ یکرہ اتفاقاً لما فیہ مشارکۃ المقسم بہ للہ تعالیٰ فی التعظیم الخ (ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۶۳ ط.س. ج۳ص۷۰۵) ظفیر

(۶) والقسم باللہ تعالیٰ الخ وباسم من اسمائہ کالرحمن والرحیم والحلیم والعلیم الخ اوبصفۃ من صفاتہ تعالیٰ کعزۃ اللہ وجلالہ الخ لا یقسم بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ مختصراً (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۶۷. ط.س. ج۳ص۷۱۰) ظفیر

گویا وہ ایفاء قسم کو ضروری نہیں سمجھتا اور بعض مواقع میں ایسا ہوتا بھی ہے کہ حلف کا خیال نہ کرنا چاہئے اور اس حلف اور قسم کو توڑ دینا چاہئے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ کسی فعل پر قسم کھاتا ہوں اور پھر اس کے خلاف میں خیر دیکھتا ہوں تو اس حلف کو توڑ دیتا ہوں اور فعل خیر کو کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔ (۱) سوال ہذا میں سائل کا یہ لکھنا کہ حلف کیا چیز ہے مراد اور ہم معنی اس کے ہے کہ خدا کیا چیز ہے۔ غلط ہے۔ لہذا قائل قول مذکور کی تکفیر نہ کی جاوے گی البتہ اس قائل کو ایسا نہ کہنا چاہئے اور اس کہنے سے وہ عاصی ہوا۔ توبہ کرے اور آئندہ ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالے۔ فقط۔

شطرنج کے سلسلہ میں حلف

(سوال ۱۲۲) زید نے شطرنج کھیلنے سے حلف اٹھالی ہے اگر کفارہ دینا چاہے تو کیا مقدار ہے؟

(الجواب) شطرنج کھیلنے کا حلف اٹھانے سے معلوم نہیں سائل کا کیا مطلب ہے آیا یہ حلف کیا ہے کہ نہ کھیلوں گا یا یہ کہ کھیلوں گا۔ پس اس نے حلف نہ کھیلنے کا کیا ہے کہ نہ کھیلوں گا، تو یہ اچھا کیا ہے۔ اس قسم کو نہ توڑے اور اگر یہ حلف کیا ہے کہ شطرنج کھیلا کروں گا تو اس قسم کو توڑنا چاہئے اور اس کھیل کو ترک کرنا چاہئے کیونکہ شطرنج کھیلنا حرام ہے۔ (۲) اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کا کھانا کھلاوے یا دس جوڑے کپڑے دس مسکینوں کو دے اور اگر یہ نہ ہو سکے یعنی اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزہ متواتر رکھے اور غلام آزاد کرنے کو اس لئے چھوڑ دیا کہ اس ملک میں وہ دشوار ہے۔ فقط۔

قرآن ہاتھ میں لے کر حلف کرنا

(سوال ۱۲۳) اگر کسے عمداً وقصداً قرآن شریف در دست گرفتہ معاہدہ سازد کہ ایں کار بکنم پس بر خلاف آں کند در حق وی چہ حکم است کہ نابر دروغ نمودن قسم کلام اللہ شریف خارج از اسلام گردیدہ است وزنش مطلقہ شدہ است یا نہ؟

(الجواب) آں کس عاصی شدہ است توبہ کند (۳) اگر حلف قرآن کردہ است وحانث شدہ است کفارہ یمین برو واجب است وکافر نہ شدہ وزنش مطلقہ نہ شدہ است کذا فی الدر المختار (۴) فقط۔

فلاں سے جرأنہ لوں تو میری بیوی کو طلاق اس کے بعد فلاں نے خود دے دیا

(سوال ۱۲۴) ایک شخص نے اپنے چچا کو کہا اگر میں پچاس جو میرے تم پر ہیں جرأنہ لوں تو میری زوجہ بسہ طلاق حرام ہے۔ اب اگر یہ چچا مرضی سے روپیہ دے دے تو کیا حکم ہے اور اگر مرضی سے نہ دے اور وہ جرأنہ لے سکے تو کیا حکم؟

---

(۱)

(۲) من حلف على معصية الخ وجب الحنث والتكفير (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الا يمان ج۳ ص ۸۵ ط.س. ج۳ص۷۲۸) ظفير. (۳) الا يقسم بغير الله تعالى كا النبي والقران والكعبة (در مختار) لقوله عليه الصلوة والسلام من كان منكم حالفا فليحلف بالله او ليذر (ردالمحتار كتاب الا يمان ج۳ ص ۷۰ ط.س. ج۳ص۷۱۲) ظفير

(۴) وفيه الكفارة الخ ان حنث الخ والا صح ان الحالف لم يكفر سواء علقه بماض اوات انكان عنده في اعتقاده انه يمين وان كان جاهلا (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۶۶ ط.س. ج۳ص۷۰۸) ظفير.

(الجواب) اگر بچار رضا سے روپیہ دے دیوے تو یمین ساقط ہوئی اور وہ شخص حانث نہ ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی و کذا لو حلف ان یجرہ الی باب القاضی ویحلفه فاعترف الخصم اوظهر شهود سقط الیمین لتقید من جهة المعنی بحال انكاره۔(۱) در مختار اور اگر وہ رضا سے نہ دے اور یہ جبراً وصول نہ کر سکے تو چونکہ یمین مطلقہ ہے اس لئے آخر حیات میں حانث ہوگا اور اس کی زوجہ مطلقہ ہوگی اگر وہ اس وقت تک زندہ رہی کذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط۔

قسم کھائی کہ فلاں منکوحہ سے نکاح کروں گا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۵) سلمہ بکر کی منکوحہ ہے خالد نے قسم کھائی کہ میں سلمہ سے نکاح کروں گا تو یہ قسم لغو ہوگی یا نہ اور خالد دوسری عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) قسم کا کفارہ دینا لازم ہے اور دوسری عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔(۲)

فلاں عورت کے سوا دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق

(سوال ۱۲۶) خالد نے کہا کہ اگر میں سلمہ کے سوا دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو اب کس حیلہ سے نکاح کر سکتا ہے؟

(الجواب) اس صورت میں طلاق اس منکوحہ پر واقع ہو جاوے گی اور حیلہ اس کا فقہاء نے نکاح بذریعہ فضولی کے لکھا ہے فلیراجع۔(۳)

فلاں سے نکاح کروں تو اس کو طلاق بعد طلاق دوبارہ نکاح جائز ہے

(سوال ۱۲۷) عمر نے قسم کھائی کہ میں زبیدہ سے نکاح نہ کروں گا۔ اگر کروں تو زبیدہ کو طلاق ہے۔ اب اگر ایک مرتبہ نکاح میں لاوے گا تو طلاق پڑ جاوے گی۔ پھر دوبارہ نکاح میں لا سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ قسم ایک دفعہ میں ختم ہو جاوے گی دوبارہ نکاح زبیدہ سے کر سکتا ہے وفيها كلها تنحل ای تبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة الخ۔(۴)

....

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الیمین فی الاكل والشرب ج۳ ص ۱٤٦ ط.س. ج۳ص۷۹۷ بل العلة فيه انه بعد ظهور الشهود لا يمكن التحليف وفی البزازية حلفه ليوفين حقه يوم كذا وليا خذن بيده و لا ينصرف بلا اذنه فاوفاه اليوم ولم ياخذبيده وانصرف بلااذنه لا يحنث لان المقصود هو الايفاء اه (ردالمحتار باب ايضاً).

(۲) وفيه الكفارة الخ ان حنث (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ٦٦ ط.س. ج۳ص۷۰۸) ظفير

(۳) حلف لا يتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث و بالفعل لا يحنث به يفتی الخ كل امرأة تدخل فی نكاح فكذا فاجاز نكاح فضولی بالفعل لايحنث (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب حلف لا يتزوج فزوجه فضولی ج۳ ص ۱۸۸ ط.س. ج۳ص٦ ٨٤) ظفير۔

(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعليق ج۲ ص ٦٨٨ ط.س. ج۳ص۳۵۵۔

باب النذور
(نذر و منت ماننا اور اس سے متعلق احکام و مسائل)

جس جانور کی نذر کی تھی جب وہ مر جائے تو کیا کرے؟

(سوال ۱) شخص مفلس حیوانے معین نذر نمود بعد چند روز حیوان منذور ہلاک شد آیا ضمانش حیوان دیگر بر شخص مذکور لازم آید یا نہ؟

(الجواب) ضمانش ساقط است و حیوان دیگر برو لازم التصدق نیست کما فی البدائع ان المنذورة لو هلكت او ضاعت تسقط التضحية بسبب النذر غيرانه ان كان موسرا تلزمه اخرى با يجاب الشرع ابتداءً لا بالنذر و لو معسراً لا شئى عليه اصلاً ردالمحتار(۱) جلد (۵)

بزرگ کے لئے نذر اور اس کے گوشت کا حکم

(سوال ۲) زید نے کسی بزرگ کی نذر دو بکرے مانی اور قبر پر ذبح کئے اور گوشت تقسیم کیا آیا گوشت شرعاً حلال ہے یا حرام اور آکلین اور نذر کرنے والوں پر شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) نذر بغیر اللہ حرام ہے اور جو جانور غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر مانا جاوے اور ذبح کیا جاوے وما اهل به لغير الله میں داخل ہے اور حرام ہے۔ در مختار میں ہے وما يوخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائيح الا ولياء الكرام تقربا اليهم فهو بالا جماع باطل و حرام الخ وفى الشامى قوله باطل و حرام لوجوه منها انه نذر لمخلوق و النذر للمخلوق لا يجوز لانه عبادة و العبادة لا تكون لمخلوق الخ و (۲) فى الحديث ملعون من ذبح لغير الله الحديث۔

نذر کی گائے کے بچہ کا حکم

(سوال ۳) گائے منذور سے بچہ پیدا ہوا اس کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) وہ بچہ بھی حکم اس گائے منذورہ کے ہے کما فی الدر المختار كتاب الا ضحية ولدت الاضحية ولداً قبل الذبح يذبح الولد معها الخ وفى الشامى لا ن الام تعينت للاضحية والو لديحدث على صفات الا م الشرعية الخ(۳)

متعین مقدار کھانے کی نذر اور اس کا حکم

(سوال ٤) ایک شخص نے اس طرح نذر کی کہ اوقات طعام میں یعنی غدا اور عشاء میں سے فی وقت اگر ڈیڑھ روٹی سے زیادہ کھاؤں تو ایک روزہ نذر کا رکھوں گا لیکن یہ کہنا یاد نہیں رہا کہ فلاں تاریخ تک نذر کرتا ہوں۔ پانچ سات منٹ بعد کہہ دیا کہ فلاں روز تک نذر کرتا ہوں تو نذر کب تک مقرر ہوئی۔ آیا تمام عمر کے لئے تو نہیں ہوئی؟

(الجواب) اول نذر میں چونکہ کوئی لفظ دوام اور ہمیشگی کا اس نے نہیں کہا اس لئے ایک دن کے لئے وہ نذر منعقد

---

(۱) ردالمحتار كتاب الا ضحية ج۵ ص ۲۸٤ ط.س. ج٦ص ۳۲۵) ظفير.
(۲) ردالمحتار كتاب الصوم ج۲ ص ۱۷۵ ط.س. ج۲ص۴۳۹) ظفير
(۳) ردالمحتار كتاب الا ضحية ج۵ ص ۲۸۱ وج ۵ ص ۲۸۲ ط.س. ج٦ص ۳۲۲) ظفير.

ہوئی۔ پھر جب یہ کہا کہ فلاں روز تک یہ نذر کرتا ہوں تو اسی روز تک وہ نذر رہے گی اس کے بعد نذر لازم نہیں ہوگی۔(۱)

نذر کی قربانی سے نفس واجب قربانی ادا نہیں ہوگی

(سوال ۵) شخصے بدیں طور نذر کرد کہ اگر ثور ے مسمی وشیق عند العوام والجہال از بیمارش بہ شود۔ واللہ بوقت قربانی آنرا قربانی کنم حالانکہ آں شخص مذکور تونگر است دریں صورت نذرش درست است یا نہ وبرو قربانی دیگر واجب است یا آں ثور مذکور کفایت کند۔

(الجواب)قال فی رد المحتار قال فی البدائع ولو نذران یضحی شاۃ وذلک فی ایام النحر وهو موسر فعلیه ان یضحی بشاتین عند نا شاۃ بالنذر وشاۃ بایجاب الشرع ابتداً الا اذا عنی به الا خبار عن الواجب علیه فلا یلزمه الا واحدۃ ولو قبل ایام النحر لزمه شاتان بلا خلاف الخ ج ۵ ص ۲۰۳ کتاب الا ضحیۃ۔(۲) پس بصورت مسئول اگر نذر مذکور قبل ایام نحر واقع شد علاوہ قربانی ثور مذکور قربانی دیگر برو واجب شود فقط۔

سوال کی مزید تفصیل

(سوال ۶)مکرر متعلق نمبر ۸۳۸ مندرجہ رجسٹر ندلیاد پڑتا ہے کہ الفاظ نذر کے شروع میں یہ لفظ بھی کہا تھا کہ اگر آج سے لے کر فی وقت ڈیڑھ روٹی سے زیادہ کھاؤں الخ یہ لفظ دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے یا نہیں اور اس کا کہنا بھی یقینی نہیں۔

(۲)اس شخص نے جو پانچ سات منٹ کے بعد یہ لفظ کہے کہ فلاں روز تک نذر کرتا ہوں تو یہ الفاظ نذر سابق کے ساتھ ملحق ہوں گے یا جدید نذر ان الفاظ سے منعقد ہوگی؟

(الجواب)اگر بالفرض یہ لفظ بھی نذر کے شروع میں ہو کہ اگر آج سے لے کر الخ تب بھی چونکہ کوئی لفظ دوام وہمیشگی کی نذر کا نہیں کہا اس لئے وہ نذر اسی دن کے متعلق ہوئی کیونکہ انتہاء کچھ بیان نہیں کی گئی اور یہ بصورت یقین کے ہے اور شک سے کچھ حکم ثابت نہیں ہوتا۔

(۲)اور دوسرا جز نذر جدید ہے ملحق بالنذر الاول نہیں ہے اس لئے وہ نذر اس قدر ایام کی ہوگی جو اس نے ذکر کیا۔

گائے نذر مانی اور اس کی قیمت دے دی تو نذر ادا ہو گئی

(سوال ۷)زید نے نذر مانی کہ اگر میرا لڑکا پیدا ہو تو ایک گائے صدقہ کروں گا۔ لڑکا پیدا ہوا۔ زید نے گائے کی قیمت وقتاً فوقتاً فقراء ومساکین کو دے دیئے تو کیا زید نذر سے بری ہو گیا یا نہیں۔ اگر پندرہ سال میں قیمت ادا کردے تو کیا ولادت کے وقت جو قیمت گائے کی تھی وہ ادا کرے یا فی الحال جو قیمت ہو؟

(الجواب) قیمت ادا کرنے سے زید بری الذمہ ہو گیا اور جس مدت میں چاہے اس کی قیمت کو صدقہ کردے

---

(۱)ومن نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسه واجب ای فرض وهو عبادۃ مقصودۃ ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر الحدیث من نذر وسمی فعلیه الوفاء بما سمی کصوم وصلاۃ الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج۳ ص ۹۱. ط.س. ج۳ص۷۳۵) ظفیر (۲) ردالمحتار کتاب الا ضحیۃ ج۵ ص ۲۷۹. ط.س. ج۶ص ۳۰۲ ظفیر

درست ہے۔(۱) اور قیمت وقت ادائیگی جو کچھ ہے وہ دینی چاہئے۔

ہم کفو لڑکا ملنے پر ایک نذر

(سوال ۸) زید نے یہ منت مانی تھی کہ اگر لڑکا مولوی میرے کفو کا مل جاوے گا تو میں منت مانتا ہوں کہ اگر لڑکا پیدا ہوا تو علم دین پڑھاؤں گا۔ وعظ پند کے واسطے چھوڑ دوں گا اور لڑکی پیدا ہوئی تو عالم سے اپنے کفو کے نکاح کر دوں گا، میری قوم میں لڑکا مولوی نہیں ملتا عمر ۲۰ یا ۲۲ برس کی ہو، اب کیا کروں؟

(الجواب) یہ منت شرعاً صحیح نہیں ہوئی۔ پس اپنی دختر کا نکاح جہاں مناسب سمجھے اور جس لڑکے کو لائق دیکھے کر دے۔ منت کا کچھ خیال نہ کرے۔

سماع موتی اور نذر اولیاء کرام

(سوال ۹) سماع موتی اور نذر ماننا اولیاء کرام کا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) سماع موتی مختلف فیہ ہے جو کہ معروف ہے اور نذر غیر اللہ کی جائز نہیں ہے۔(۲)

نذر پوری نہ ہوئی تو نذر کے روپے کا حکم کیا ہے؟

(سوال ۱۰) ایک شخص کی والدہ بیمار تھی اس نے نیت کی کہ میں اللہ واسطے مسجد میں چالیس روپیہ دوں گا جب کہ اس کی والدہ بغیر تندرست ہوئے فوت ہو گئی تو وہ روپیہ مسجد میں دیوے یا برادری کو روٹی کھلاوے۔

(الجواب) اس شخص کو چالیس روپیہ اللہ واسطے دینا بہتر ہے خواہ مسجد میں دیوے یا محتاجوں کو دیوے۔(۳) اس میں ثواب ہے مگر برادری کی روٹی میں صرف کرنا درست نہیں ہے اور اس میں کچھ ثواب نہیں ہے۔

نذر کی قربانی کا گوشت فقراء کا حصہ ہے

(سوال ۱۱) کسی کا لڑکا بیمار ہو جاوے تو اس طرح منت مانتے ہیں کہ اگر میرا لڑکا اچھا ہو جائے گا تو اتنے بکروں کی قربانی کروں گا۔ یہ گوشت غنی کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) نذر کا گوشت فقراء کا حق ہے غنی کو نہ دینا چاہئے۔(۴)

---

(۱) نذر ان یتصدق بعشرة دراهم من الخبز فتصدق بغيره جاز ان ساوى العشرة كتصدق بثمنه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الايمان مطلب في احكام النذر ج۳ ص ۹٦ ط.س. ج۳ص ۷٤۱) ظفير.

(۲) من نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط وكان من جنسه واجب وهو عبادة مقصودة (در مختار) وفي البدائع ومن شروطه ان يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض وتشييع الجنازة والوضوء الخ (ردالمحتار كتاب ايضا ج۳ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص ۷۳۵) واعلم ان النذر الذى يقع للا موات من اكثر العوام وما يوخذمن الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الا ولياء الكرام وتقربا اليهم فهوبالا جماع باطل وحرام (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصوم ج۲ ص ۱۷۵ ط.س. ج۲ص ٤۳۹) ظفير. (۳) من نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط الخ وجد الشرط المعلق به لزم الناذر الخ كصوم وصلاة وصدقة (الدر المختار على هامش ردالمحتار احكام النذر ج ۳ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص ۷۳۵) اس سے معلوم ہوا کہ ذمہ ضروری تو نہیں ہے لیکن بہ نیت ایصال ثواب مسجد میں لگا دینا یا غریبوں کو دیدینا بہتر ہے ظفیر۔

(٤) ناذر المعينة ولو فقيراً لو ذبحها تصدق بلحمها الخ ولا ياكل الناذر منها (الدر المختار على هامش ردالمحتارر كتاب الاضحية ج٥ ص ۹۷۲ وج٥ ۲۸۰ ط.س. ج٦ص ۳۲۰) وفي القنية هذا التصدق على الا غنياء لم يصح مالم ينو ابناء السبيل (ايضا كتاب الايمان ج ۳ ص ۹۳ ط.س. ج۳ص ۷۳۷) ظفیر۔ اس نذر کا وہی مصرف ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔ مصرف الزكوة الخ وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة (ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفير.

منت کا گوشت خود کھانا جائز نہیں

(سوال ۱۲) کسی شخص نے مصیبت میں منت مانی تھی کہ اے اللہ اس مصیبت سے مجھ کو نجات دے تو تیرے نام کا ایک بکرا ذبح کروں گا یا ایک روپیہ کی شیرنی تقسیم کروں گا کام پورا ہونے پر بکرا ذبح کر کے گوشت مسکینوں کو تقسیم کر دے یا خود بھی کھا سکتا ہے اور یہ شخص مالدار ہے۔

(الجواب) محتاجوں کو تقسیم کرنا چاہئے۔(۱)

نذر مطلق کی گائے میں قربانی کے شرائط ہیں یا نہیں؟

(سوال ۱۳) نذر مطلق کی گائے اور بکری مثل قربانی کے دو سالہ اور ان عیوب سے پاک اور بری ہونا شرط ہے یا نہیں؟

(الجواب) گائے و بکری وغیرہ کی نذر اسی وجہ سے صحیح ہے کہ ان جانوروں کی قربانی ہوتی ہے، لہذا شرائط قربانی کا پایا جانا نذر مطلق میں ضروری ہے۔(۲) البتہ نذر معین جس کی کرے وہی متعین ہے۔

نذر کی قربانی میں شرائط کا لحاظ

(سوال ۱۴) در جانور شرائط قربانی ملحوظ است یا نہ۔ اگر کسے نذر کرد کہ گاوے برائے خدا ذبح نماید آیا اور اسی رسد کہ گاوے برائے خدا ذبح نماید یا بلا ذبح بفقیر بدہد۔

(الجواب) در جانور منذور شرائط قربانی ملحوظ خواہد بود۔ ودر نذر ذبح گاؤ ذبح کردنش وصدقہ کردنش احوط است۔(۳)

نذر کا جانور کیسا ہو؟

(سوال ۱۵) نذر کا جانور مثل قربانی کے ہونا چاہئے یا نہیں؟

(الجواب) یہی احوط ہے کہ جانور منذورہ مثل قربانی کے ہو۔ کیونکہ جانور منذورہ کو فقہاء نے بقیاس علی الاضحیہ کے تصریح کی ہے۔ شامی۔(۴)

نذر کی نفل نماز کھڑا ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر

(سوال ۱۶) جو شخص نذر کرے اگر اللہ تعالیٰ میرا فلاں کام پورا کر دے تو دس نفل پڑھوں گا تو ان نفلوں کو کھڑے ہو کر ادا کرنا واجب ہے یا بیٹھ کر بھی ادا کر سکتا ہے؟

(الجواب) اگر طاقت ہے تو کھڑا ہو کر پڑھنا چاہئے۔(۵)

---

(۱) ناذر لمعینة ولوفقیراً تصدق بلحمها الخ ولا یا کل الناذر منها (الدر المختار علی هامش (ردالمحتار کتاب الا ضحیة ج۵ ص ۲۷۹. ط.س. ج٦ص ۳۲۰) ظفیر.

(۲) ولو قال لله علی ان اذبح جزورا وتصدق بلحمه فذبح مکانه سبع شیاه جازو وجهه لا یخفی (در مختار) ووجهه لا یخفی هو ان السبع تقوم مقامه فی الضحایا والهدایا (ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۹٦. ط.س. ج۳ص ۷٤۰).

(۳) قال فی البدائع اما الذی یجب علی الغنی والفقیر فالمنذور به بان قال لله علی ان اضحی شاه او بدنة او هذه الشاة او البدنة او قال جعلت هذه الشاة اضحیة لانها قربة من جنسها ایحاب الخ فتلزم بالنذر کسائر القرب والو جوب بالنذر یستوی فیه الغنی والفقیر الخ (ردالمحتار کتاب لا ضحیة ج۵ ص ۲۷۹. ط.س. ج٦ص ۳۲۰. ظفیر.

(٤) ولوقال لله علی ان اذبح جزورا واتصدق بلحمه فذبح مکانه سبع شیاه جازووجهه لا یخفی (در مختار) هو ان السبع تقوم مقامه فی الضحایا والهدایا (در المختار احکام النذر ج۳ ص ۹٦. ط.س. ج۳ص ۷٤۰) ظفیر.

(۵) اس لئے کہ اس کا پورا ثواب ملے گا۔

شیرینی تقسیم کرنے کی نذر اور اس کا حکم

(سوال ۱۷) کسی شخص نے نذر کی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو اس قدر شیرینی تقسیم کروں گا بعد پورا ہونے کام کے شیرینی ہی تقسیم کرے یا تیل لوٹہ صف وغیرہ بھی مسجد میں رکھ سکتا ہے؟

(الجواب) شیرینی ہی بانٹنا ضروری نہیں ہے۔ فقراء و مساکین کو وہ رقم صدقہ کر سکتا ہے۔(۱) مسجد میں کوئی چیز اس رقم سے خرید کر نہ دیوے۔(۲)

نذر کے جانور میں عمر کا لحاظ

(سوال ۱۸) جب کسی کا لڑکا بیمار ہوتا ہے تو ایک بکرا خواہ گائے ذبح کر کے محتاجوں پر تقسیم کر دیتے ہیں یا منت مانتے ہیں کہ یا اللہ اگر میرا لڑکا اچھا ہو جاوے گا تو میں ایک بکرا یا گائے ذبح کر کے محتاجوں کو دوں گا تو بکرا ایک سال سے کم اور گائے دو سال سے کم کی ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں جب کہ نذر اور منت مانی گئی تو بکرا ایک برس کا اور گائے دو برس کی ہونی چاہئے مثل قربانی کے۔(۳)

گائے کے صدقہ کرنے کی نذر مانی تو عمر کا لحاظ ہو گا

(سوال ۱۹) شخصے بازنے نمود کہ اگر خداوند کریم اوراشفاء دہد للہ یک گوسفند یا یک گاؤ تصدق خواہم کرد آیا بعد صحت گوسفند یک سالہ وگاؤ دو سالہ ضرور است یا نہ۔

(الجواب) عبارتے دریں بظر نیامدہ قیاس بر اضحیہ می خواہد کہ گوسفند یک سالہ وگاؤ دو سالہ باشد واحوط بود لش محل تردد نیست۔(۴)

نذر کی قربانی کے گوشت کا حکم

(سوال ۲۰) قربانی کرنے کی نذر مانی تو اس قربانی کا سب گوشت خیرات کرنا ہو گا یا ہم خود بھی استعمال کر سکتے ہیں اور امراء کو بھی دے سکتے ہیں؟

(الجواب) اس کا تمام گوشت صدقہ کر دینا چاہئے اور محتاجوں کو ہی دینا چاہئے۔(۵)

نذر کے جانور میں عمر کی قید

(سوال ۲۱) زید نے نذر مانی کہ اگر میرے لڑکے کو اللہ تعالیٰ شفا دے تو میں ایک بکری یا یہ بکری یا فلاں سفید بکری کو صدقہ کروں گا ان صورتوں میں عمر بکری کی مثل قربانی کے شرط ہے یا نہیں؟

---

(۱) نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها لما تقرر في كتاب الصوم ان النذر غير المعلق لا يختص بشئ (در مختار) وكذا يظهر منه انه لا يتعين فيه المكان والدرهم والفقير ردالمحتار مطلب احكام النذر ج ۳ ص ۹۶ ط.س. ج۳ص ۷٤۰) ظفير. (۲) کیونکہ نذر واجب التصدق ہے جو فقراء کا حق ہے، مسجد پر اس کا خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ ظفیر.

(۳) ولو قال لله على ان اذبح جزوراً وتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز الدر المختار على هامش ردالمحتار ج۳ ص ۹٦ ط.س. ج۳ص ۷٤۰) ظفير. (٤) ايضا ط.س. ج۳ص ۷٤۰

(۵) مصرف الزكوة والعشر الخ وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة (ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفير.

ماں نے بیٹے کے بیل کی قربانی نذر مانی بیٹا راضی نہیں کیا کرے؟

(سوال ۲۲) خالد کے دو بیل بیمار ہو گئے اس کی ماں نے نذر مانی کہ اگر یہ بیل اچھے ہو گئے تو ایک بیل قربانی کروں گی جب بیل اچھے ہو گئے تو خالد اپنی ماں کو نذر پورا کرنے سے منع کرتا ہے۔ ایفاء نذر کیوں کر ہو؟

(الجواب) اس بجری میں شرائط قربانی کا لحاظ رکھنا چاہئے البتہ اگر کسی بجری کو متعین کر دیا ہے تو اس کو ہر حال نذر کے پورا کرنے کے لئے ذبح کر کے صدقہ کر سکتا ہے خواہ شرائط قربانی اس میں پائی جاویں یا نہ پائی جاویں۔(۱)

(۲) خالد کے مملوکہ بیلوں میں بدون اجازت خالد کے اس کی والدہ کسی بیل کو ذبح نہیں کر سکتی بلکہ اس کو اور بیل خرید کر ذبح کر کے نذر پوری کرنی چاہئے کیونکہ دوسرے کے ملک میں اس کو اختیار نہیں ہے پس اگر اس کی والدہ کی غرض نذر سے یہ تھی کہ انہیں دو بیلوں مملوکہ خالد میں سے ایک کو ذبح کروں گی تو وہ نذر منعقد نہیں ہوئی۔(۲) لقوله عليه السلام و لانذر لابن ادم فيما لا يملك الحديث او كما قال صلى الله عليه وسلم اور اگر مطلق بیل کا ذبح کرنا نذر کیا تھا تو نذر صحیح ہو گئی پس اس صورت میں دوسرا بیل خرید کر نذر پوری کرے۔

ہر نماز کے بعد دو رکعت نفل کی نذر مانی کیا کرے؟

(سوال ۲۳) زید نے نذر کی تھی کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہو گیا تو ہر نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھوں گا، بفضلہ اس کا کام پورا ہو گیا، پس زید اپنی نذر کے موافق کئی دن تک پانچوں نذر کا دوگانہ ادا کرتا رہا، پھر کبھی کبھی قضا ہونے لگا رفتہ رفتہ بالکل چھوٹ ہی گیا، اب حساب بھی یاد نہیں رہا کہ کتنے دوگانہ قضاء ہوئے اور کتنے پڑھے گذری ہوئی نذر کی نمازوں کے متعلق کیا کیا جاوے جن کا حساب بھی یاد نہیں رہا اور آئندہ بھی اس نذر کے دوگانہ کو ادا کرنا لازم ہے یا اس سے بچنے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟

(الجواب) اس قسم کی نذر لازم ہو جاتی ہے اور پورا کرنا اس کا لازم ہے۔ جو دوگانہ وقت پر ادا نہیں ہوا اس کی قضاء لازم ہے۔ (۳) اور زندگی میں فدیہ دینا ان نمازوں کا درست نہیں ہے، فدیہ کی وصیت بوقت موت لازم ہوتی ہے کہ اس قدر دوگانہ میرے ذمہ رہے ان کا فدیہ میرے مال سے دیا جاوے، ہر ایک دوگانہ کا فدیہ مثل صدقۃ الفطر کے بوزن اسی ۸۰ پونے دو سیر گندم تقریباً ہوتے ہیں ہر ایک دوگانہ کے عوض وارث اس قدر گندم یا اس کی قیمت ادا کریں یہ تو بعد الموت کا حکم ہے زندگی میں سوائے ادا کرنے یعنی قضا کرنے ان دوگانوں کے اور کوئی صورت خلاصی کی نہیں ہے۔ پس اب یہ کیا جاوے کہ آئندہ ہر نماز کے ساتھ دوگانہ منذورہ ادا کرے مگر جن نمازوں کے بعد اس قسم کی نماز درست نہیں ہے جیسے فجر اور عصر اس میں یہ کرے کہ عصر سے پہلے پڑھ لے اور فجر کے بعد کا دوگانہ آفتاب نکلنے کے بعد یا صبح صادق سے پہلے پڑھ لیا کرے اور باقی نمازوں کے بعد اس دوگانہ کو ادا کیا کرے۔ اور گذشتہ

---

(۱) ولو قال لله على ان ذبح جزوراً واتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جازوو جهه لا يخفى (در مختار) وهو ان السبع تقوم مقامه فى الضحايا والهدايا (ردالمحتار مطلب احكام النذر ج۳ ص ۹۶. ط.س. ج۳ص ۷٤٠) ظفير

(۲) نذر ان يتصدق بالف من ماله وهو يملك دو نها لزمه ما يملك منها فقط هو المختار لانه فيما لم يملك لم يوجد النذر الخ قال مالى فى المساكين صدقة ولا مال لم يصح اتفاقاً (در مختار) وشرط صحة النذر ان يكون المنذور ملكا للناذر (ردالمحتار مطلب فى احكام النذر ج۳ ص ۹۷. ط.س. ج۳ص ۷٤۱) ظفير. (۳) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من نذر ان يطع الله فليطعه (مشكوة باب فى النذور ج ۸ ص ۲۹۷ فيه دليل على من نذر طاعة يلزم الوفاء به (حاشيه مشكوة)

فوت شدہ دوگانوں کا تخمینہ کرلے کہ کب سے نہیں پڑھی، ہر ایک شب وروز کے پانچ دوگانہ واجب ہیں ان کو جس طرح سہل ہو قضا کرتا رہے اور پھر اس کے اندازہ میں جس قدر باقی رہ جاویں ان کے لئے وصیت کردیوے کہ اس قدر فدیہ دوگانوں کا میرے بعد ادا کیا جاوے۔(۱)

زیورات کے صدقہ کی نذر کی صورت میں قیمت دینا کیسا ہے ؟

(سوال ۲۴) حالت مرض میں مریض کی طرف سے کچھ زیورات و نرگاؤ وغیرہ صدقہ کے لئے نکالے گئے بعد صحت یابی مریض کی رائے سے ان کی قیمت طے کرا کر صدقہ کرنا اور اشیاء مذکورہ اپنے صرف میں لانا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) قیمت کا دینا اس صورت میں درست ہے کذافی الدر المختار (۲)

مٹھائی کی نذر کی تو اس کی قیمت سے کپڑا بنا کر دینا جائز ہے

(سوال ۲۵) کسی نے نذر کی کہ اگر میرا کام ہو جاوے تو میں اتنی نقدی کے بتاشے لڑکوں کو تقسیم کروں اگر یہ خیال کر کے کہ اس میں تو چنداں نفع نہیں، کسی مسکین کو کپڑا بنا دیا یا کسی مسکین کو نقد ہی دے دیا تو نذر ادا ہو گئی یا نہ ؟

(الجواب) اس صورت میں نذر ادا ہو جاوے گی، بتاشہ کی تخصیص نہیں ہے کذافی الدر المختار نذر ان یتصدق بعشرۃ دراھم من الخبز فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشرۃ کتصدقہ بثمنہ الخ ۔(۳)

نذر کا کھانا محتاج کا حق ہے

(سوال ۲۶) ایک شخص دانش مند فتویٰ جدیدہ ایجاد کرتا ہے کہ نذر اللہ اور ایصال ثواب کا کھانا محتاج و فقراء وغیرہ کا حق ہے، متمول اور مرفہ الحال کو ناجائز ہے، یہ صحیح ہے یا غلط ؟

(الجواب) یہ صحیح ہے، کہ نذر اللہ وایصال ثواب کا کھانا و نقد وغیرہ فقراء و مساکین کا حق ہے، امراء و رؤسا کو کھلانا نہ چاہئے (۴)

تاریخ سے پہلے نذر پوری کردے تو

(سوال ۲۷) زید نے نذر مانی کہ میں اپنی بھینس کا سب دودھ گیارھویں تاریخ کا خیرات کر دیا کروں گا۔ اگر اسی قدر دودھ تاریخ معین سے پہلے خیرات کردے تو جائز ہے یا نہ ؟

(الجواب) پہلے خیرات کر دینا بھی درست ہے۔(۵)

---

(۱) ولو نذر الصوم الا بد فاکل لعذر فدیٰ (در مختار) فاکل لعذر وکذا لدونہ قولہ فدیٰ لکل یوم نصف صاع من برا و صاعا من شعیر وان لم یقدر استغفر اللہ تعالیٰ کما مر (ردالمحتار کتاب الا یمان ج۳ ص ۹۷ ط.س. ج۳ص ۷٤۱) ظفیر

(۲) وکذا یظھر منہ لایتعین فیہ المکان والدرھم والفقیر لا ن التعلیق انما اثر فی انعقاد السبیۃ فقط (ردالمحتار ج۳ ص ۹٦) نذران یتصدق بعشرۃدراھم من الخبز فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی کعشرۃ کتصدق بثمنہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارمطلب فی احکام الندر ج۳ ص ۹٦ .ط.س. ج۳ص ۷٤۱)ظفیر.(۳)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۹٦، و ج۳ ص۹۷ ظفیر.ط.س. ج۳ص ۷٤۱ .۱۲ .(٤)مصرف الزکوۃ الخ ، وھو ایضاً مصرف لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات والواجبۃ (در المختار باب المصرف ج۲ ص ۷۹ .ط.س. ج۳ص۳۳۹) ظفیر.(۵)فلونذر التصدق یوم الجمعۃ بمکۃ بھذالدرھم علی فلان فخالف جاز وکذا لو عجل قبلہ فلو عین شھرا للا عتکاف او للصوم فعجل قبلہ عنہ ، صح، وکذالو نذر ان یحج سنۃ کذا فحج سنۃ قبلھا صح الخ. لا نہ تعجیل بعد وجود السبب وھو النذر فیلغو التعین. (ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۹٦ .ط.س. ج۳ص ۷٤۱) ظفیر ۱۲

باپ کی بیوہ کو نذر کے روپے دینا جائز ہے

(سوال ۲۸) زید نے اپنے مقصد بر اری کے عوض میں دس روپیہ اللہ تعالیٰ کے نام پر بطور نذر یا منت دینے کئے تھے اتفاق سے اس کی مادر جو بیوہ ہے اور سید ہے ضرورت مند ہے اگر زید وہ روپیہ اس کو دے دے تو منت پوری ہو جائے گی یا نہیں اور دراں حالانکہ وہ سیدانی ہے۔ اس کو یہ صدقہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) سوتیلی ماں ہونے کی وجہ سے تو اس کو دینا نذر کے روپیہ کا ممنوع نہ تھا مگر سیدانی ہونے کی وجہ سے اس کو دینا ممنوع ہے کیونکہ نذر کے روپیہ کا حکم زکوٰۃ کا سا ہے اور مصرف نذر کے روپیہ اور زکوٰۃ کا ایک ہے۔(۱)

نذر کی قربانی ادا کرنے سے پہلی واجب قربانی ادا نہ ہوگی

(سوال ۲۹) کسی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو عید الضحیٰ کے دن گائے یا بکری قربانی کروں گا اب اگر اس کا کام ہو جائے تو اس پر وہ گائے قربانی کرنا واجب ہوگا یا نہیں اگر واجب ہوگا تو جو قربانی مالک نصاب ہونے کے سبب سے واجب ہوئی تھی ادا ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ شخص صاحب نصاب ہے کہ اس پر قربانی پہلے سے واجب ہے تو بصورت نذر کرنے اس کو دو قربانی کرنی چاہئے کذا فی الشامی۔(۲)

نذر معین میں گوشت کے بجائے زندہ جانور دینا

(سوال ۳۰) شخصے نذر معین کردہ است کہ فلاں روز یا ہر ماہ گوسفندے خواہم واو ہنوز گوسفند را ذبح کردہ مساکین را تقسیم کند یا زندہ یکے محتاج را بدہد ایں ہم جائز است یا نہ یا عوض آں..... گوسفند قیمت نقدیا اناج بدہد روا باشد یا نہ؟

(الجواب) خواہ ذبح کردہ صدقہ کند یا زندہ بمستحق راصدقہ کند ہمہ جائز است۔(۳)

مسجد میں سونے کا چراغ جلانے کی منت

(سوال ۳۱) عمر نے منت مانی کہ اگر میری فلاں مراد بر آئی تو اپنے پیر کے مسجد میں سونے کا چراغ جلاؤں گا بعد اس نذر پوری کرنے کے وہ چراغ مسجد کے کام میں صرف کیا جاوے یا کون مستحق ہے؟

(الجواب) وہ چراغ مسجد کے صرف میں لایا جاوے۔ وہ مسجد کا ہو گیا۔

بغیر قبضہ قرض دار کو معاف کر دینے سے نذر ادا نہ ہوگی

(سوال ۳۲) قرض خواہ مقروض مفلس سے کہتا ہے کہ میرے بائیس روپیہ جو تمہارے ذمہ قرض ہیں ان میں سے ساڑھے بارہ روپیہ بعوض نذر معین میں نے ساقط کئے قبل القبض علی القرض کیا نذر معین ادا ہو سکتی ہے۔

(الجواب) نذر معین اور نذر مطلق کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے جیسا کہ شامی باب المصرف میں ہے وھو

---

(۱) مصرف الزکوٰۃ الخ وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر الخ (ردالمحتار باب المصرف ج ۳ ص ۹۶) ظفیر۔

(۲) ولو نذر ان یضحی شاۃ وذلک فی ایام النحر، ھو موسر فعلیہ ان یضحی بشاتین عند نا شاۃ بالنذر وشاۃ بایجاب الشرع ابتداء (ردالمحتار کتاب الاضحیۃ ج۵ ص ۲۷۹ و ج۵ ص ۲۸۰ ط.س. ج۶ ص ۳۲۰) ظفیر۔

(۳) ولو ترکت الاضحیۃ ومضت ایامھا تصدق بھا حیۃ ناذر فاعلی تصدق لمعینۃ ولو فقیرا ولو ذبحھا تصدق بلحمھا تصدق بقیمۃ النقصان ایضا ولا یا کل الناذر منھا فان اکل تصدق بقیمۃ ما اکل (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الاضحیۃ ج۵ ص ۲۸۹ و ج۵ ص ۲۸۰ ط.س. ج۶ ص ۳۲۰

مصرف ایضا لصدقة الفطر والکفارة والنذر الخ(۱) پس جیسا کہ بطریق مذکور زکوۃ ادا نہیں ہوئی نذر بھی ادا نہ ہوگی شامی میں ہے وفی صورتین لا یجوز الا ولی اداء الدین عن العین کجعله ما فی ذمة مدیونه زکوٰة لما له الحاضر الخ(۲) وفی الدر المختار وحیلة الجواز ان یعطی مدیونه الفقیر زکوٰته ثم یاخذها عن دینه(۳)

گائے کے ذبح کرنے میں نیت کا اعتبار

(سوال ۳۳) زید نے اپنی بیماری میں نیت کی کہ اگر خدا شفا بخشے تو ایک گائے ذبح کر کے اہل محلّہ کو کھلاؤں گا، یا عمر نے نیت کی کہ اگر میرا مقصود حاصل ہو تو دس روپیہ کی شیرنی مسجد میں مصلیوں کو کھلاؤں گا۔ اب بعد حصول مقصود اور شفائے مرض کے یہ نذر کس طرح ادا کریں اس لئے کہ اہل محلّہ اور مسجد کے مصلیوں میں بہت سے صاحب نصاب بھی ہیں اگر صاحب نصاب کو بھی کھلائیں تو نذر ساقط ہوگی یا نہیں اور اس قسم کا کھانے والا اور کھلانے والا مرتکب کبیرہ ہیں یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے ولو قال ان برئت عن مرضی هذا ذبحت شاة اوعلی شاة اذبحها فبرئ لا یلزمه شئی الاان یقول فلله علی ان اذبح شاة الخ(۴) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صیغہ نذر کا یہ ہے کہ یوں کہے کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ یہ ہے کہ مثلاً گائے ذبح کروں اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ محض نیت سے نذر نہیں ہوتی جب تک زبان سے صیغہ نذر کا نہ کہے پس صورت مسئولہ میں اول تو نذر ہونے میں کلام ہے۔ اور اگر فی الواقع اس نے نذر کی ہے تو پھر حکم یہ ہے کہ فقراء پر وہ گوشت صدقہ کرنا چاہئے اہل محلّہ کی قید بھی لازم نہیں ہے اور مصلیان مسجد کی تخصیص بھی ضروری نہیں ہے جن فقراء کو چاہے دے دیوے۔ در مختار میں ہے نذر لفقراء مكة جاز التصرف لفقراء غیر ها الخ وفی ردالمحتار وكذا يظهرانه لا يتعين فيه المكان والدرهم والفقير الخ ص ۷۱ جلد نمبر ۳ شامی۔(۵) الحاصل جو کچھ نذر کیا وہ فقراء کو دینا لازم ہے اگر اس میں سے کچھ اغنیاء کو دیا گیا تو اسی قدر اور اپنے پاس سے فقراء کو دیوے ورنہ وہ مقدار نذر اس کے ذمہ واجب رہے گی اور جب کہ وہ مقدار فقراء کو دے دیوے گا تو کچھ گناہ نہ رہے گا۔

جس متعین جانور کی نذر مانی اس کا دے دینا کافی ہے

(سوال ۳۴) کسی نے کم عمر جانور معین کی تصدق کی نذر معلق مانی اب مقصود حاصل ہو گیا فوراً اس جانور کو صدقہ کرنا چاہئے یا اضحیہ کے عمر کے لحاظ سے دیر کریں۔

(۱) ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ ص ۳۳۹. ظفیر.
(۲) ردالمحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱٦ ط.س. ج۲ ص ۲۷۱ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوة ج۲ ص ۱٦ ط.س. ج۲ ص ۲۷۱ . ظفیر.
(٤) الدر المختار علی هامش ردا لمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۹۵ ط.س. ج۳ ص ۷۳۹ ظفیر.
(۵) ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۹٦ ط.س. ج۳ ص ۷٤۰. ظفیر.
(٦) ردالمحتار کتاب الایمان (ج ۳ ص ۹٦ ط.س. ج۳ ص ۷٤۰) ظفیر.

(الجواب) جتنی عمر کا بھی وہ جانور ہے جب کہ نذر اسی کے ساتھ معین ہے اسی کو ذبح کرنا کافی ہے۔(۱)

مسجد میں بتاشہ تقسیم کرنے کی نذر

(سوال ۳۵) کسی نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ میرا فلاں کام بر لاوے گا تو جامع مسجد کے مصلیوں میں پانچ سیر بتاشہ تقسیم کروں گا یہ نذر ہوگی یا وعدہ؟

(الجواب) یہ نذر ہوگئی لیکن تعین بتاشہ وغیرہ کی ضروری نہیں اس کی قیمت کو بھی صدقہ فقراء پر کر سکتا ہے اور جامع مسجد کی بھی تخصیص نہ ہوگی کما فی الدر المختار والشامی(۲)

لڑکا کی سلامتی پر نذر

(سوال ۳۶) زید نے نذر قبول کی کہ اگر میرا لڑکا زندہ وسلامت رہے تو بعد نو سال کے نو روپیہ کی شیرینی اللہ کے نام کی یا کھانا پکا کر مساکین واقارب کو تقسیم کروں گا اب زید اس روپیہ کی شیرنی اور کھانا ہی تقسیم کرے یا تعمیر و صرف طلبہ میں دے سکتا ہے یا نہ؟

(الجواب) شیرینی اور کھانے کی تخصیص لازم نہیں ہے۔ نقد بھی فقراء کو دے سکتا ہے۔ کذا فی الدر المختار لیکن تعمیر مسجد میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے اور طلبہ مساکین کو دے سکتا ہے۔(۳)

مسجد میں جو زمین دی اس میں مدرسہ بنانے کا حکم

(سوال ۳۷) ایک شخص نے جو کچھ زمین نذر اللہ دیا یا مسجد میں دیا یا بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے دیا اور کوئی کچھ زمین وقف دیا، اب بستی کے کل آدمیوں نے متفق ہو کر زمین مذکور کی آمدنی سے ایک مکتب بنایا اور ایک استاد پڑھانے کے لئے مقرر کیا اور زمین مذکورہ کی آمدنی سے استاد کو تنخواہ دی جاتی ہے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) زمین موقوفہ کی آمدنی اس کام میں صرف ہونی چاہئے جس کام کے لئے واقف نے اس زمین کو وقف کیا ہے پس جو زمین مسجد کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہے وہ آمدنی اس میں صرف کی جاوے اور جو زمین فقراء میں صرف کرنے کو وقف کی جاوے اس کی آمدنی فقراء و مساکین پر صرف کی جاوے طلبہ مساکین بھی اس کا مصرف ہیں مگر تنخواہ مدرس اس میں سے دینا درست نہیں ہے

اونٹ کی نذر مانی اونٹ نہ ملے تو کیا کرے؟

(سوال ۳۸) زید نے یہ منت مانی تھی کہ یا اللہ اگر فلاں مقصود میرا حاصل ہو تو ایک اونٹ قربانی کروں گا۔ اب وہ مقصود حاصل ہو گیا اور اونٹ وہاں پر نہیں ملتا، اگر زید اونٹ کی قیمت خیرات کر دے تو نذر ادا ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) تصدق ناذر لمعينة ولو فقير الو ذبحها تصدق بلحمها الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الا ضحية ج ۵ ص ۲۷۹ .ط.س. ج۶ص ۳۲۰) ظفير وكذا لوماتت فعلى الغنى غير ها لا الفقير (در مختار) اى ولو كانت الميتة منذورة بعينها لما فى البدائع ان لمنذورة لو هلكت او ضاعت تسقط التضحية بسبب النذر غيرانه ان كان موسرا تلزمه الا خرى بايجاب الشرع ابتداء لا بالنذر ولو معسر لا شئى عليه اصلا (ردالمحتار كتاب الا ضحية ج۵ ص ۲۸۴ .ط.س. ج۶ص ۳۲۵)(۲) نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها لما تقرر فى كتاب الصوم ان النذر غير المعلق لا يختص بشئى (در مختار) والنذر عن اعتكاف او حج او صلاة او صيام وغيرها غير المعلق ولو معينا لا يختص بزمان ومكان و درهم وفقير فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدرهم على فلان فخالف جاز (ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ۹۶ .ط.س. ج۳ص ۷۴۰) ظفير (۳) فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدر هم على فلان فخالف جاز (ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۹۶ .ط.س. ج۳ص ۷۴۱) ظفير

(الجواب) در مختار میں ہے کہ اگر کسی نے نذر کی کہ میں اونٹ ذبح کروں گا تو وہ سات بکرے ذبح کر سکتا ہے ولو قال للہ علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز الخ (در مختار)۔(۱)

نذر کے جانور سے فائدہ حاصل کرنا

(سوال ۳۹) انتفاع از حیوان منذورہ جائز باشد یا چہ وبچہ اش حکم ام باشد یا نہ؟

(الجواب) انتفاع از حیوان منذورہ درست نیست وبچہ اش حکم ام باشد کما فی الشامی لان الام تعینت للاضحیۃ والولد یحدث علی صفات الام الشرعیۃ ومن المشائخ من قال ھذا فی الاضحیۃ الموجبۃ بالنذر او مافی معناہ کشراء الفقیر والا فلا الخ ج۵ ص ۲۰۵ کتاب الاضحیۃ۔(۲)

چرس کی نذر صحیح نہیں

(سوال ۴۰) میری پھوپھی بیمار تھی لوگوں نے کہا کہ سائیں سہیلی بابا کی زیارت پر جانا اور چرس نذر کرنا، خدا کے فضل سے میری پھوپھی صحت یاب ہو گئی اب وہ زیارت مذکور جس جگہ ہے وہاں بطور سیاحت جانا چاہتی ہے اس بارہ میں کیا حکم ہے؟ آیا چرس کا ثواب پہنچادے یا نقد کا یا کچھ نہیں؟

(الجواب) چرس کی نذر صحیح نہیں ہے اور چرس چڑھانا گناہ ہے ایسی نذر صحیح نہیں ہوتی، پس نہ چرس دینا لازم ہے نہ نقد نہ کچھ اور چیز و یسے تبرعاً اگر ان بزرگ کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی محتاج کو نقد یا کھانا وغیرہ دے دیوے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے مگر چرس نہ دیوے اور پھوپھی کو اگر بطریق سیر و سیاحت اپنے ہمراہ لے جاؤ اور کوئی امر خلاف شریعت واقع نہ ہو تو درست ہے۔(۳)

بیمار نذر بعد صحت پوری کرے اور صحت نہ ہونے کی صورت میں فدیہ دے

(سوال ۴۱) ہندہ کا شوہر کسی آفت میں مبتلا ہو گیا تھا اس نے چھ مہینہ کے روزہ پے در پے رکھنے کی نذر مانی، اللہ تعالیٰ نے اس کے شوہر کو نجات بخشی، ہندہ ایفاء نذر میں تاخیر کرتی رہی کہ سخت بیمار ہو گئی، اب وہ کیا کرے؟

(الجواب) انتظار صحت کا کرے بعد صحت کے روزہ نذر کے رکھے اگر اچھی نہ ہو تو وصیت فدیہ کی کرے کہ اس کے مال میں سے اس کے ورثہ فدیہ ادا کرے اور فدیہ ایک روزہ کا مثل فطرہ کے ہے۔ زندگی میں اس کو فدیہ دینا درست نہیں، یعنی اس فدیہ سے روزہ ادا نہ ہوں گے، تندرست ہو کر پھر روزہ رکھنے ہوں گے ورنہ وصیت کرنا لازم ہوگا وقضوا لزوما ما قدروا بلا فدیۃ ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیۃ الخ(۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مطلب احکام النذر ج۳ ص ۹۶. ط.س. ج۳ ص ۷۴۰ (ظفیر)
(۲) ردالمحتار کتاب الاضحیۃ ج۵ ص ۲۸۲ ط.س. ج۶ ص ۳۲۳ (ظفیر)۔
(۳) من نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسہ واجب الخ وھو عبارۃ مقصودۃ (در مختار) وفی البدائع ومن شروطہ ان یکون قربۃ مقصودۃ فلا یصح النذر بعیادۃ المریض وتشیع الجنازۃ والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والاذان وبناء الرباطات والمساجد وغیر ذالک (ردالمحتار احکام النذر ج۳ ص ۹۱. ط.س. ج۳ ص ۷۳۵)
(۴) نذر صوم شھر معین لزمہ متتابعا لکن ان افطر فیہ یوما قضاہ وحدہ وان قال متتابعا بلا لزوم استقبال لانہ معین (در مختار) لان شرط التتابع فی شھر بعینہ لغو لانہ تتابع لتتابع الایام الخ واما اذا کان الشھر غیر معین فان شاء تابعہ وان شاء فرقہ (ردالمحتار ج۳ ص ۹۷. ط.س. ج۳ ص ۷۴۱)۔

صحت کے لئے فدیہ جائز ہے

(سوال ۴۲) عوام وخواص میں دستور ہے کہ بیمار کی صحت کی غرض سے بکرا ذبح کرتے ہیں اور بظاہر ان کی نیت فدیہ کی ہوتی ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جائز ہے۔(۱)

گائے ذبح کرنے کی نذر میں عمر کا لحاظ ہوگا

(سوال ۴۳) ایک شخص نے اپنے اوپر نذر کی کہ اگر فلاں کام پورا ہو جاوے تو ایک گورو یعنی بقر خدا کے واسطے ذبح کر کے تقسیم کروں گا اب کام پورا ہو گیا، نذر ادا کرنا واجب ہے مگر اس طرف چند علماء میں تفرقہ عظیم واقع ہو گیا، ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ گورو یعنی بقر جس عمر کا ہو ذبح کر دینا چاہئے۔ دوسرے گروہ کے علماء یہ کہتے ہیں کہ جو شرائط قربانی میں ہیں وہ اس نذر کے جانور میں بھی ہوں گی ورنہ نذر ادا نہ ہوگی ان دونوں قولوں میں سے کس کا قول عند الشرع صحیح ہے اور گوروا سے کہتے ہیں جو بڑا اور جوان ہو، بیٹوا تو جروا۔

(الجواب) قال فی الدر المختار ولو قال للّٰہ علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاۃ جاز فی مجموع النوازل و وجھہ لا یخفی قولہ ووجھہ لا یخفی) ھو ان السبع تقوم مقامہ فی الضحایا والھدایا اط۔(۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرائط قربانی کا لحاظ اس میں ضروری ہے۔ فقط۔

صرف نذر کی نیت سے نذر واجب نہیں ہوتی

(سوال ۴۴) زید نیت کرتا ہے کہ اگر میری فلاں دکان یا مکان کرایہ پر چڑھ جاوے گا تو اس کی ایک ماہ کا کرایہ اللہ کے واسطے دوں گا۔ اب وہ مکان یا دکان کرایہ پر چڑھ گیا زید اس کے ایک ماہ کا کرایہ کو حسب وعدہ مصرف خیر میں صرف کرنا چاہتا ہے ایسے نذر کو اللہ کے واسطے کھانا پکوا کر طلبہ مساکین وغیرہ کو کھلا سکتا ہے یا نہیں اور اس میں سے خود بھی کھا سکتا ہے یا نہیں اور اپنے عزیز و اقارب کو کھلا سکتا ہے یا نہیں، کسی مسجد کی تعمیر یا مدرسہ کی تعمیر میں یا چاہ میں اس کو لگا سکتا ہے یا نہیں، آیا اس کو ایسا اختیار ہے یا نہیں کہ اس رقم موعودہ کو جس کار خیر میں چاہے لگا دے؟

(الجواب) زید نے اگر محض ایسی نیت کی ہے اور زبان سے کچھ نذر نہیں کی اس حالت میں زید پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔ اگر تبرعاً کچھ بطور صدقہ محتاجوں وغیرہم کو کھلا دیوے تو اچھا ہے، اس میں سے خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی کھلا سکتا ہے اور جو رقم چاہے مسجد میں بھی لگا دیوے کار ثواب ہے اور اگر زبان سے نذر اور منت مانی ہے کہ بصورت مذکورہ میرے ذمہ ہے کہ اللہ واسطے ایک ماہ کا کرایہ دوں گا تو پھر اس تمام رقم کو مساکین و فقراء کو دینا ضروری ہے اگر اس رقم کا کھانا پکوا کر کھلاوے تو تمام محتاجوں کو ہی کھلاوے خود اس میں سے نہ کھاوے اور نہ

(۱) ولو قال ان برأ ت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ او علی شاۃ اذبحھا فبری لا یلزمہ شئی الخ الا اذا زاد و اتصدق بلحمھا فیلزمہ . لان الصدقۃ من جنسھا فرض وھی الزکاۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار احکام النذر ج۳ ص ۵۵ ط.س. ج۳ص ۷۳۹) ظفیر

(۲) ردالمحتار کتاب الایمان ج۳ ص ۹۶ ط.س ج۳ص ۷۴۰ . ظفیر من نذر نذراً مطلقاً او معلقاً بشرط و کان من جنسہ واجب الخ ووجد الشرط المعلق بہ لزمہ الناذر الخ کصوم وصلاۃ وصدقۃ (الدر المختار ای لزمہ الوفاء (ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج۳ ص ۹۱) گویا زبان سے کہنا شرط ہے صرف دل میں سوچنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ظفیر۔

احباب اغنیاء کو کھلاوے اور نہ مسجد میں لگاوے۔ غرض نذر کا یہ حکم ہے کہ صدقہ کرنا مساکین پر واجب ہے۔(۱) اور اگر نذر نہ ہو تو پھر اختیار ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا۔ فقط۔

نذر مانی کہ ایسا ہو جائے تو قرآن ختم کروں گا

(سوال ٤٥) ایک شخص نے نذر کی کہ لڑکے کو آرام ہو جائے تو دس حافظوں سے ایک قرآن شریف ختم کراؤں گا اور دل میں یہ بھی ہے کہ ان کو کھانا بھی کھلاؤں گا، اس صورت میں نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ نذر لازم نہیں ہوئی۔(۲)

نیاز بنام حضرت حسینؓ کا حکم

(سوال ٤٦) ایک شخص نے واسطے اللہ کے بایں طور نذر کی کہ اگر میرے بیٹا ہو تو میں اللہ کے واسطے نیاز کروں اور ثواب حضرت حسینؓ کی روح کو پہنچاؤں، اب میرے بیٹا ہوا اور میں نے ہر سال ایک ہنسلی بنوا کر رکھ لی اب وہ پوری ہو گئی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ واسطے اللہ ثواب امام حسینؓ کی روح کو پہنچادوں۔ یہ صورت جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) ایسی نذر جس میں اموات کا تقرب ہو بالاتفاق باطل اور حرام ہے للا جماع علی حرمة النذر للمخلوق ولا ینعقد الخ. (۳) پس امام حسینؓ کے ایصال ثواب کی نذر کرنا شرعاً صحیح نہیں ہوئی اور آئندہ ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے۔ جو نذر اللہ کے واسطے کی جاوے وہ خالص اللہ کے لئے ہونی چاہئے اس میں کسی کے ایصال ثواب کا ارادہ اور نیت نہ کرنی چاہئے پس یہ نذر جو سائل نے کی ہے اس میں تقرب لغیر اللہ کا شائبہ معلوم ہوتا ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی نذر نہ کرنی چاہئے نذر خاص اللہ کے لئے ہونی چاہئے اگر خالص اللہ کے لئے نذر مانی جاوے تو لازم ہوتی ہے اور مصرف اس کا فقراء اور مساکین ہیں، یہ طریق جو سائل نے نذر کا خیال کیا خلاف شرع ہے اور ہنسلی وغیرہ بنوانا اور بچہ کو پہنانا حرام ہے یہ جاہلوں کی رسوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچاوے۔

قربانی کی نذر میں قربانی ضروری ہے یا قیمت بھی دے سکتا ہے؟

(سوال ٤٧) میری ہمشیرہ جہاز میں سخت بیمار ہوئی، منت مانی کہ اگر خیریت سے جائے قیام پہنچی تو قربانی کروں گا۔ الحمد للہ کہ خیریت سے پہنچی، آیا منت جو مانی ہے وہ قربانی ہی کرنے کی صورت میں پوری ہو سکتی ہے یا وہی قیمت کسی یتیم خانے وغیرہ میں دی جا سکتی ہے۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) منت جو قربانی کی ہے تو قربانی ہی کرنی چاہئے۔ قربانی سے یہ منت پوری ہو گی۔(۴)

---

(۱) نذر کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔ مصرف الزکوة والعشر وهو ایضا مصرف لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة (ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص۳۳۹) ظفیر. (۲) من نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط المعلق به لزم الناذر الخ کصوم وصلاة وصدقة الخ ولم یلزم الناذر مالیس من جنسه فرض کعیادة المریض و دخول مسجد الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج۳ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص۷۳۵) ظفیر. (۳) ولم یلزم الناذر ما لیس من جنسه فرض کعیادة مریض وتشییع جنازة ودخول مسجد الخ لانه لیس من جنسها فرض مقصود و هذا هو الضابط وفی البحر شرائطه خمس فزاد ان لایکون معصیة لذاته (در مختار) واما کون المنذور معصیة یمنع انعقاد النذر فیجب ان یکون معناه اذا کان حراما بعینه او لیس فیه جهة قربة (ردالمحتار مطلب احکام النذر ج۳ ص ۹۲ ط.س. ج۳ص۷۳۶) ظفیر. (٤) قال فی البدائع ولو نذر ان یضحی شاة وذلك فی ایام النحر وهو موسر فعلیه ان یضحی بشاتین عند نا شاة بالنذر وشاة بایجاب الشرع ابتداء (ردالمحتار کتاب الاضحیة ج۵ ص ۲۷۹ ط.س. ج٦ص ۳۲۰) ظفیر

نذر معین میں عمر کی قید

(سوال ۴۸) نذر معین میں شرط ایک سالہ ہے یا نہیں منذور شاۃ ہو۔

(الجواب) مشروط ہے۔(۱)

مٹھائی کی نذر میں کوئی بھی مٹھائی تقسیم کرنا درست ہے

(سوال ۴۹) مٹھائی منت مان کر اس کی قیمت کسی کو دی اور کہا کہ تم فلاں مٹھائی منذور خرید کر تقسیم کر دینا، آخذ نے اس مٹھائی منذور کی جگہ اور مٹھائی تقسیم کر دی تو جائز ہے یا ناجائز؟

(الجواب) جائز ہے۔(۲)

نذر میں اس کی قیمت غیر مستحق کا لینا جائز نہیں

(سوال ۵۰) بتاشہ مان کر اس کی قیمت کسی کو دی اور کہا کہ تم اس قیمت سے بتاشہ خرید کر کے غریبوں کو دے دینا، اب آخذ قیمت کو جائز ہے کہ قیمت کو اپنے تصرف میں لائے اگر نہیں تو کیا بتاشہ ہی دینا واجب ہے اگر اور کوئی مٹھائی بتاشہ کی جگہ تقسیم کر دے تو نذر پوری ہو جاوے گی یا نہیں؟

(الجواب) خود کھانا درست نہیں اور تبدیل مٹھائی جائز ہے کما مر۔(۳)

نذر کی مٹھائی غیر مستحق کے لئے درست نہیں

(سوال ۵۱) صاحب نصاب کو نذر کا بتاشہ وغیرہ جو غیر مفروضات میں سے ہے کھانا جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) نذر کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں، پس اغنیاء کے لئے درست نہیں ہے کما فی الشامی باب المصرف ای بیان مصرف الزکوۃ وہو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر الخ۔(۴)

منت کا روپیہ محتاج کو دینا چاہئے مجلس امام حسین پر خرچ نہ کرے

(سوال ۵۲) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں میلاد شریف یا مجلس امام حسینؓ کروں گا۔ کام ہو جانے پر منت کے روپیہ کا مناسب صرف کس شکل میں ہونا چاہئے؟

(الجواب) مسلمان محتاجوں کو دے دینا چاہئے، مجالس مذکورہ میں صرف نہ کرے۔(۵)

چادر چڑھانے کی نذر درست نہیں

(سوال ۵۳) ایک شخص نے نذر مانی کہ بغداد میں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر ایک غلاف چڑھاؤں گا تو اس پر اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں اور اگر یہ شخص اس غلاف کی بقدر روپیہ حضرت پیران پیر کی

---

(۱) ولو قال للہ علی ان اذبح جزورا واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاۃ جاز وجہہ لا یخفی (در مختار) وہو ان السبع تقوم مقامہ فی الضحایا والہدایا (ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۴ ص ۹۶ ط.س. ج۳ص ۷۴۰) ظفیر.
(۲) وکذا یظہر منہ انہ لا یتعین فیہ المکان والدرہم والفقیر لان التعلیق انما اثر فی انعقاد السببیۃ فقط (ردالمحتار مطلب احکام النذر ج۳ ص ۹۶ ط.س. ج۳ص ۷۴۱) ظفیر. (۳) مصرف الزکوۃ والعشر الخ وہو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر الخ (ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص ۳۳۹). (۴) دیکھئے ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفیر. (۵) مصرف الزکوۃ والعشر الخ وہو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر الخ (ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص ۳۳۹) ظفیر.

روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی مصرف خیر میں صرف کرے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ نذر لازم نہیں ہے اور اس کا پورا کرنا درست بھی نہیں ہے اگر وہ شخص اس قدر روپیہ کسی مصرف خیر میں صرف کر کے اس کا ثواب حضرت پیران پیرؒ کو پہنچادے تو یہ جائز ہے، حدیث شریف میں ہے لا وفاء لنذر فی معصیة ولا فیمالا یملك العبد رواہ مسلم وفی روایة لا نذر فی معصیة اللّٰه۔ فقط۔(۱)

نذر میں جب شرط نہ پائی جائے تو کیا کرے؟

(سوال ۵٤) ایک شخص کا بیل قریب المرگ تھا۔ ان نے یہ نذر مانی کہ اگر یہ بیل اچھا ہو گیا تو باپ کے انتقال کے بعد اس کو ذبح کر کے لوگوں کو کھلاؤں گا۔ پس وہ اچھا ہو گیا اور اب تک والد زندہ ہے اور بیل فی الحال مرنے والا ہے ایسی حالت میں اداء نذر کی کیا صورت ہے اور نذر لازم ہے یا نہ؟

(الجواب) اس صورت میں شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے نذر لازم نہیں ہے، اصول فقہ میں حنفیہ کا یہ قاعدہ ہے جس چیز کی تعلیق شرط کے ساتھ کی جاوے گویا اس پر تکلم شرط کے بعد ہوتا ہے۔(۲)

مسجد بنانے کی نذر کا حکم

(سوال ۵۵) ایک عورت کا لڑکا بیمار تھا اس نے یہ نذر مانی کہ اگر میرا لڑکا اچھا ہو جاوے تو ایک مسجد بناؤں گی۔ مسجد کا طول و عرض کتنا ہونا چاہئے، اگر مسجد نہ بناوے بلکہ اس روپیہ سے مسجد قدیم کی مرمت کرادی تو جائز ہے یا نہیں، نذر ادا ہو جاوے گی یا نہ اور یہ بھی نذر کی تھی کہ مسجد میں چاندی کا چراغ جلاؤں گی اس کے متعلق کیا حکم ہے اور ایک بزرگ کے مزار پر جا کر یہ کہا تھا کہ میرا لڑکا اچھا ہو جاوے تو شیرینی چڑھاؤں گی، تو قبر پر شیرنی چڑھانا اور اس شیرینی کو کھانا کیسا ہے؟

(الجواب) مسجد بنانے کی نذر صحیح نہیں ہوئی۔ پس اس کو مسجد بنانا ضروری نہیں ہے اور کچھ طول و عرض کی قید ملحوظ نہیں ہے، اگر اس کا دل چاہے مسجد بنادیوے خواہ کتنا ہی طول و عرض رکھے اور اگر نہ بناوے یہ بھی درست ہے اور مسجد قدیم کی اگر درستی کر دے یہ بھی درست ہے۔(۳) مگر لازم یہ بھی نہیں ہے اور چاندی کا چراغ رکھنا مسجد میں اور اس کا استعمال کرنا بھی حرام ہے یہ نذر بھی لازم نہیں ہوئی اور قبر پر شیرینی چڑھانے کی نذر بھی لازم نہیں ہوئی اور یہ درست بھی نہیں ہے۔(۴) اگر یہ غرض ہو کہ فقراء مزار کو دی جاوے گی تو نذر صحیح ہے اور لازم ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ انہیں فقراء کو دیوے دوسرے محتاجوں کو بھی دے سکتا ہے اور ان محتاجوں کو اس کا کھانا درست ہے۔(۵)

---

(۱) مشکوٰة کتاب الایمان والنذور ص ۲۹۷ ظفیر

(۲) من نذر نذراً مطلقاً او معلقاً بشرط الخ ووجد الشرط المعلق به لزمه الناذر لحديث من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى (الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب فى احكام النذر ج ۳ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص۷۳۵) ظفير (۳) ومن شروطه (اى النذر) ان يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض وتشييع الجنازة الخ وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلك وان كانت قربا الا انها غير مقصود (رد المحتار مطلب فى احكام النذر ج۳ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص۷۳۵) ظفير (٤) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا وفاء لنذر فى معصية ولا فيما لا يملك العبد وفى روايه لا نذر فى معصية الله رواه مسلم (مشكوٰة باب فى النذور ج ص ۲۹۷) ظفير (۵) نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ص ۹۶ ط.س. ج۳ص۷٤۰) ظفير

نذر کی متعدد صورتیں

(سوال ۵۶) اس طرح نذر کرنا کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہو جاوے تو فلاں پیر کو یا عالم کو یہ چیز دوں گا یہ نذر صحیح اور منعقد ہوئی یا نہیں؟

(۲) اگر یہ نذر کرے کہ خداوندا میرا فلاں کام پورا ہو جاوے تو فلاں بزرگ کو اللہ کے واسطے اس قدر فلاں چیز دوں گا یہ نذر صحیح ہے یا نہیں، بر تقدیر صحت منذور اسی بزرگ کو دینا ضروری ہے یا دوسروں کو بھی دے سکتا ہے؟

(۳) اگر یہ نذر کرے کہ خداوندا اگر میرا فلاں کام پورا ہو جاوے تو فلاں بزرگ یا عالم کو فلاں چیز دوں گا۔ یہ نذر صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) پہلی اور تیسری صورت میں نذر منعقد نہیں ہوئی اور دوسری صورت میں نذر ہو گئی مگر تخصیص اس بزرگ کی کچھ نہیں ہے جس کو چاہے وہ مقدار صدقہ کر دے فی الدر المختار نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها الخ (۱) فقط۔

اتنے روپے سے اللہ کی نیاز کی وصیت کی کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۷) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ ان اسی روپیوں کو نیاز اللہ کر دینا اب ان روپیوں کو مسجد میں لگایا جاوے تو کچھ حرج تو نہیں ہے اور اگر کسی نے اس واسطے روپیہ جمع کیا کہ حج کو جاؤں اور نیت تام ہے مگر بوجہ لڑائی کے نہیں جا سکتا تو اگر مسجد کی تعمیر میں روپیہ خرچ کر دے تو جائز ہے یا نہیں اور اس کے ذمہ سے حج ساقط ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) پہلی صورت میں فقراء کو صدقہ کرنا چاہئے، مسجد کے تعمیر میں نہ لگاوے۔ (۲) اور ثانی صورت میں اس روپیہ سے مسجد تعمیر کر سکتا ہے۔ (۳) اور حج فرض بدون کئے ساقط نہ ہو گا البتہ بصورت عدم امن طریق جانا حج کے لئے ضروری نہ رہے گا۔ جب امن ہو جاوے جانا ضروری ہے اور فرضیت باقی ہے جس وقت موقع جانے کا ملے چلا جاوے فقط۔

نذر کا مصرف کیا ہے؟

(سوال ۵۸) فتاویٰ مولانا عبدالحی صاحب میں ہے کہ نذر کی شیرینی کا مصرف محتاج و فقیر ہے۔ امیر کو اس کا کھانا روا نہیں تو نا روا کے کیا معنی ہیں؟

(الجواب) مولانا عبدالحی صاحب کا فتویٰ صحیح ہے امیر کو اس مٹھائی کا کھانا روا (جائز) نہیں ہے مساکین کو دے دینا چاہئے اور کسی مسجد کے نمازیوں کی تخصیص شرعاً باطل ہے جس مسجد یا غیر مسجد کے فقیروں کو چاہے دے دے اور

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان مطلب فى احكام النذر ج ۳ ص ۹۶. ط.س ج۳ص ۷۴۰ نذر ان برئت من مرضى هذا ذبحت شاة فبرى يلزمه شئى لان الذبح ليس من جنسه فرض الخ فلا يصح الا اذا زادو اتصدق بلحمها فيلزمه لان الصدقة من جنسها فرض (ايضا ج۳ ص ۹۵. ط.س ج۳ص ۷۳۹) ظفير. (۲) من نذر نذرا مطلقا الخ وكان من جنسه واجب اى فرض الخ وجد الشرط لزم الناذر لحديث من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى (ايضا ج۳ ص ۹۱. ط.س ج۳ص ۷۳۵) نذر کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے اس لئے مسجد میں لگانا درست نہیں مصرف الزکوٰۃ میں صراحت ہے وهو ايضا مصرف لصدقة الفطر والكفارة والنذر الخ (ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۷۹. ط.س ج۲ص ۳۳۹) ظفير
(۳) [illegible] ثواب پائے گا من بنى مسجدا لله تعالى بنى الله له بيتا فى الجنة او كما قال. ظفير

مٹھائی کی جگہ نقد دے دے یا کھانا کھلاوے اور ناروا کے معنی حرام کے ہیں(۱)

زبان سے کہنا نذر کے لئے ضروری ہے

(سوال ۵۹) فدوی نے جمعہ کی شب میں کسی قسم کی دعا مانگی اور اسی کے ساتھ یہ بھی ارادہ کیا کہ کام پورا ہونے پر ایک روزہ رکھوں گا وہ کام پورا ہو گیا اور روزہ نذر ی قریب ۹ بجے دن کے یاد آیا اسی وقت نیت روزہ کی کرلی تو دن میں نیت کرنے سے روزہ ہو لیا نہ؟

(الجواب) اگر محض دل میں یہ ارادہ کیا کہ کام پورا ہونے پر ایک روزہ رکھوں گا تو یہ نذر نہیں ہے نذر اس وقت ہوتی ہے کہ زبان سے یہ کہے کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو اللہ کے واسطے ایک روزہ رکھوں گا یا میرے ذمہ نذر ہے کہ ایک روزہ رکھوں گا۔ بہر حال اگر نذر کے الفاظ اس نے زبان سے کہے ہیں تو یہ نذر مطلق ہے اس میں رات سے نیت کرنے کی ضرورت ہے دن میں نیت کرنے سے روزہ نذر کا ادا نہ ہوگا اور اگر زبان سے کچھ نہیں کہا محض نیت دل میں اور ارادہ روزہ کا کیا ہے تو وہ نفلی روزہ ہے اس کی نیت دن میں بھی دوپہر سے پہلے پہلے ہو سکتی ہے۔(۲)

نذر شرعی کی تحقیق

(سوال ۶۰) زید کا لڑکا بیمار تھا ایک بکری کے بچہ کی منت کی کہ بعد صحت صدقہ کروں گا مگر بعد صحت کاہلی سے وہ بچہ رہ گیا یہاں تک کہ وہ بڑا ہو کر حاملہ ہو گئی ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ جو بچہ جنی اس کو صدقہ کردو شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) کتب فقہ میں یہ تحقیق کی ہے کہ جب تک یہ نہ کہے کہ ذبح کر کے للہ صدقہ کردوں گا اس وقت تک نذر شرعی نہیں ہوتی پس جب کہ نذر نہیں ہوئی تو صدقہ کرنا اس بچہ کا اور اس کی اولاد کا ضروری نہیں ہے۔(۳)

مسجد میں رقم خرچ کرنے کی نذر

(سوال ۶۱) مخنثہ بیمار ہوا اور مبلغ سات سو روپیہ کسی مسجد میں لگانے کی منت مانی اب بحکم خدا وہ صحت یاب ہو گیا اور منت کا روپیہ مسجد میں لگانا چاہتا ہے تو جائز ہے یا نہیں؟ مسلمانوں کے لئے قریب مسجد کے اس سے کنواں بنوانا اور اس سے وضو وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ روپیہ مسجد کے ضروریات میں اور مسجد میں صرف کرنا درست ہے اور جب کہ منت اور نذر مسجد میں

....

(۱) مصرف الزكوة الخ وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر (ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص۳۳۹) ظفير. (۲) من نذر نذراً مطلقاً و كان من جنسه واجب اى فرض وهو عبادة مقصودة الخ وجد الشرط لزمه الناذر لحديث من نذروسمى فعليه الوفاء بما سمى (در مختار) مثل لله على صوم سنة فتح وافاداله يلزمه ولو لم يقصده (ردالمحتار كتاب الايمان ج ۳ ص ۹۱. ط.س. ج۳ ص۷۳۵) فيصح اداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية من الليل الى الضحوة الكبرى لا بعدها الخ والشرط للباقى من الصيام قران النية للفجر ولو حكما وهو تبيت النية للضرورة وتعيينها لعدم تعين الوقت (در مختار) قوله والشرط الباقى من الصيام اى من انواعه الى الباقى منها بعد الثلاثة المتقدمة فى المتن وهو قضاء رمضان والنذر المطلق وقضاء النذر المعين والنفل بعد افساده والكفارات اسبع (ردالمحتار كتاب الصوم ج ۲ ص ۱۱۹. ط.س. ج۲ ص۳۷۷) ظفير. (۳) ولو قال ان برئت عن مرضى هذا ذبحت شاة او على شاة اذ بحها فبرى لا يلزمه شئى الخ الا اذا زادوا تصدق بلحمها فيلزمه لان الصدقة من جنسها فرض (الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب فى احكام النذر ج ۳ ص ۹۵. ط.س. ج۳ ص۷۳۹) ظفير.

لگانے کی تھی تو مسجد میں ہی اس کو صرف کرنا چاہئے اور جائز یہ بھی ہے کہ حسب ضرورت مسجد کے قریب کنواں بنوا دیا جاوے اور اس کنویں کا پانی مسلمانوں کو پینا اور اس سے وضو وغیرہ کرنا درست ہے۔(۱)

نذر کا صحیح طریقہ

(سوال ۶۲) اگر کوئی شخص بکرا پالے اور کہے کہ میں بڑے پیر صاحب کی نیاز دلاؤں گا یعنی پیر صاحب کے نام کا کھانا کھلاؤں گا، یہ کھانا حلال ہے حرام؟

(الجواب) اگر غرض اس کی یہ ہے کہ اس بکری کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے صدقہ کروں گا اور ثواب اس کا بروح پر فتوح حضرت پیر صاحب کو پہنچاؤں گا تو وہ حلال ہے اور بعد ذبح کرنے کے اللہ کے نام پر کھانا اس کا فقراء کو درست ہے۔ اور اگر یہ نیت نہیں ہے بلکہ پیر کے نام پر بطور تقرب ذبح کرنا ہے تو جائز نہیں۔(۲)

جانور چھوڑنے کی نذر صحیح نہیں

(سوال ۶۳) ایک شخص بیمار ہوا اور اس کے والد نے حالت بیماری میں منت مانی کہ اگر میرے لڑکے کو خداوند کریم صحت کلی عطا فرماوے تو اپنے لڑکے کی طرف سے ایک جانور خدا کے نام پر چھوڑوں گا بعد صحت اس کے والد نے ایک جانور اہل محلّہ کے حوالہ کر کے اور مالک بنا کر چھوڑ دیا وہ جانور ہر گاؤں کی کھیتی چرتا رہا اسی طرح تین چار سال تک پرورش پائی اب اس جانور کو کل گاؤں والے ذبح کر کے کھا سکتے ہیں یا نہیں اور منت ادا ہو گی یا نہیں اور اس جانور کے چمڑے کی قیمت مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ نذر صحیح نہیں ہوئی اور وہ جانور چھوڑنے والے کی ہی ملک میں ہے وہ خود یا جس کو وہ اجازت دے اس کو ذبح کر کے کھا سکتے ہیں اور اس کے چمڑے کی قیمت جہاں چاہے صرف کرے۔(۳)

نذر کی مدت ختم ہونے پر کام ہوا تو اس کا ایفاء لازم نہیں ہے

(سوال ۶۴) ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میرا ادھار اتنے دنوں میں وصول ہو جاوے تو میں کچھ اللہ کے نام پر دوں گا، اس کا ادھار کچھ عرصہ میں تھوڑا تھوڑا بعد میعاد کے وصول ہوا تو اس صورت میں ایفاء نذر لازم ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں جب کہ وقت معین سے بعد میں روپیہ وصول ہوا تو ایفاء نذر اس کے ذمہ لازم نہیں ہے اور کچھ دینا ضروری نہیں۔(۴)

(۱) وفی البدائع ومن شروطه ان یکون قربة مقصودة فلا یصح النذر بعیادة المریض وتشییع الجنازة الخ وبناء الرباطات والمساجد وغیر ذلک وان قربا الا انها غیر مقصودة اه (ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۱) معلوم ہوا یہ نذر نہ ہوئی اس لئے اس روپے سے مسجد اور کنواں بنانا جائز ہوگا۔ ط.س. ج۳ ص ۷۳۵ ظفیر۔
(۲) ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل حرام مالم یقصد صرفها لفقراء الانام (ردالمحتار) قوله باطل و حرام لوجوه منها انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون المخلوق ومنها ان المنذور له میت والمیت لا یملک ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون الله تعالیٰ فاعتقاده ذلک کفر الخ (ردالمحتار کتاب الصوم ج۲ ص ۱۷۵. ط.س. ج۲ ص ۷۳۹) ظفیر۔ (۳) من نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسه واجب ای وهو عبادة مقصودة و وجد الشرط المعلق به لزمه الناذر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۱. ط.س. ج۳ ص ۷۳۵) جانور چھوڑنا نہ واجب اور نہ عبادت مقصودہ ہے لهذا یہ نذر نہ ہوئی۔ ظفیر۔
(۴) ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر (ایضا) یہاں شرط نہیں پائی گئی۔ ط.س. ج۳ ص ۷۳۵. ظفیر۔

اگر یہ بچ گیا تو ذبح کر کے نمازیوں کو کھلاؤں گا

(سوال ۶۵) ایک شخص کے بچھڑے کو کتے نے کاٹا اس شخص نے یہ کہا کہ اگر یہ بچہ بچا رہے تو میں اس کو ذبح کر کے مصلیوں کو اور لوگوں کو کھلاؤں گا، مصلی سے جمعہ کے مصلی مراد ہیں یعنی جمعہ میں جس قدر نمازی حاضر ہوں گے ان کو کھلاؤں گا اس میں اکثر اغنیاء ہوتے ہیں یہ نذر صحیح ہے یا کیا حکم ہے ؟

(الجواب) یہ نذر ہو گئی اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا گوشت فقراء کو کھلایا جاوے نہ اغنیاء کو اور اس کے کہنے کا اعتبار نہ ہو گا کیونکہ نذر میں تعین صحیح نہیں ہوتی۔ کذا فی الدر المختار فی بیان (۱) احکام النذر فقط۔

اللہ ایسا کرے تو مسجد میں مٹھائی دوں گا یہ نذر ہے

(سوال ۶۶) زید یہ کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اچھا کر دے تو مسجد میں ایک سیر بتاشہ یا بورا دوں گا یہ نذر منعقد ہوتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر غرض زید کی صدقہ کرنا ہے اہل مسجد پر تو نذر صحیح ہے اور تعین بتاشہ و بورا کی لازم نہیں ہوئی، دوسری کوئی چیز از قسم طعام یا نقد بھی صدقہ کر سکتا ہے اور اگر بالفرض یہ نذر لازم نہ ہوئی ہو تب بھی ادا کر دینا احوط ہے۔(۲)

زمین کے پورے پلاٹ ملنے پر نذر مانی مگر ملا تہائی کیا حکم ہے ؟

(سوال ۶۷) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر مجھ کو فلاں زمین کا مربع مل گیا تو سو روپیہ مدرسہ میں دوں گا اب اس کو تہائی ملا تو تہائی نذر کا ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں ایفاء نذر واجب نہیں ہے کیونکہ شرط نہیں پائی گئی اور شرط پورا مربع ملنا تھا وہ نہ ملا لہذا نہ کل نذر کا اداء کرنا واجب ہوا اور نہ بعض کا(۳) فقط۔

نذر کے واجب ہونے کی شرط

(سوال ۶۸) ایک شخص حنفی اہل سنت والجماعت نے منت مانی کہ چار یاری جھنڈا بغرض تبلیغ واشاعت اسلام اٹھادیں گے اور فقراء و مساکین کو کھانا تقسیم کریں گے جب کہ وہ مرض ہیضہ میں مبتلا تھا بفضل رب العزت اس کو صحت ہوئی اب ایفاء منت واجب ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نذر کے واجب الایفاء ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کی جنس سے کوئی واجب مقصود بالذات ہونا چاہئے جیسے کہ روزہ یا نماز کی نذر ہو تو وفا واجب ہے ورنہ نہیں، کمامر فی التنویر ومن نذر نذراً مطلقاً اومعلقاً بشرط وکان من جنسه واجب وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط لزم الناذر کصوم ولم یلزم

---

(۱) نذر لفقراء مکة جاز الصرف لفقراء غیرها لما تقرر فی کتاب الصوم ان النذر غیر المعلق لا یختص بشئی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ج۳ ص ۹٦. ط.س. ج۳ص ۷٤۰) ظفیر

(۲) نذر لفقراء مکة جاز الصرف لفقراء غیرها (در مختار) فلو نذر التصدق یوم الجمعة بمکة بهذا الدرهم علی فلان فخالف جاز (ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹٦. ط.س. ج۳ص ۷٤۰) ظفیر

(۳) من نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسه فرض وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر (درمختار) والمراد الشرط الذی یرید کونه (ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۱. ط.س. ج۳ص ۷۳۵) ظفیر

مالیس من جنسه فرض كعيادة مريض وتشييع جنازة ودخول مسجد اه ملخصاً اور چونکہ صورت مسئولہ میں کسی ایسی چیز کی منت نہیں مانی گئی جس کی جنس سے کوئی واجب ہو،لہذا ایفاء واجب نہیں۔

چارپائی جھنڈا،یا تعزیہ سب امور بدعات ہیں جن کے متعلق ارشاد نبوی ہے من احدث في امر نا هذا ما ليس منه فهورد ۔ مشکوٰۃ۔اس قسم کے افعال سے تبلیغ اسلام کا ہونا ہی پہلے غلط ہے اس لئے کہ تبلیغ بدعت ہوگی،بالفرض ایسا ہو تبلیغ بھی تو بھی اسلام ایسی چیزوں سے بے نیاز ہے الحق يعلو ولا يعلى،البتہ مسلمان کو یہ لازم ہے کہ تعزیہ کی تردید و تصحیح کرے اس کو احدث فی الدین اور بدعت ثابت کرے تاکہ بدعت گل ہو جائے نہ عوام کو ایک بدعت سے دوسری بدعت کے ذریعہ روکے واللہ الموفق فقط۔

مسجد میں جو کھانے کی چیز آتی ہے اس کا حکم

(سوال ۶۹) بنگال مساجد میں شیرینی چینی بتاشہ ، جمعہ کی روز معمول ہیں، کبھی منت بھی کر کے لاتے ہیں کبھی بغیر منت کے ، سو غنی کو اس کا کھانا درست ہوگا یا نہیں اور دیگر اوقات میں بھی ان چیزوں کو مسجد کے منبر پر یا طاق میں رکھ جاتے ہیں کبھی نقد بھی دے دیتے ہیں تو ان چیزوں کو مصلیوں کی رضامندی سے نصف حصہ تقسیم کر کے باقی کا دام مسجد یا مدرسہ و دیگر ضروریات دینی میں لگانا درست ہوگا یا نہیں ؟

(الجواب) نذر کا کھانا اغنیاء کے لئے درست نہیں ہے۔(۲) اور اگر نذر نہیں تو درست ہے اور مسجد میں دینے والا اور رکھنے والا اگر یہ کہے کہ یہ نذر نہیں ہے اور مسجد میں صرف کرنے کی اجازت دی تو مسجد میں صرف کرنا اس کی قیمت کا درست ہے۔

مرغ، کیلا وغیرہ کی نذر برائے فقراء صحیح ہے

(سوال ۷۰) مرغ،کیلا،آم،ناریل،ترکاری،بتاشہ،شیرینی،وغیرہ کی نذر صحیح اور لازم الادا ہے یا نہیں،اگر ہے تو شبہ یہ ہوتا ہے کہ نذر کے واسطے ایک شرط یہ ہے کہ وہ ان چیزوں میں سے ہو جس کا ہم جنس کوئی فرض یا واجب ہو اور اشیاء مذکورہ ان چیزوں میں سے ہیں یا نہیں ؟

(۲) نذر کی چیز اغنیاء کو کھانا درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اشیاء مذکورہ کے تصدق کی نذر صحیح ہے۔(۳) کیونکہ تصدق کی جنس فرض ہے کالزکوۃ۔

(۲) نذر کی چیز اغنیاء کو کھانا درست نہیں ہے اس کا مصرف فقراء ہیں۔(۴)

نذر پیر کے نام پر جائز نہیں

(سوال ۷۱) ایک شخص یہ نذر یا منت مانتا ہے کہ مجھ کو اپنی تجارت میں جس قدر نفع ہوگا اس میں اس قدر

(۱) دیکھئے الدر المختار على هامش ردا لمحتار مطلب فی احکام النذر ج۳ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص ۷۳۵) ظفیر

(۲) مصرف الزكوة الخ وهو ايضا مصرف لصدقة الفطر والكفارة والنذر (ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص ۳۳۹) اور یہ چیزیں فقراء و مساکین وغیرہم کے لئے ..... ہیں اغنیاء کیلئے نہیں انما الصدقات للفقراء و المساكين . الخ ظفير.(۳) ومن نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وكان من جنسه فرض وهو عبادة مقصودة الخ كصوم وصلاة وصدقة ووقف واعتكاف (الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب فی احكام النذر ج۳ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص ۷۳۵) ظفير (۴) ولا يجوز ان يصرف ذالك لغنى ولا لشريف ذى منصب او ذى نسب او علم ما لم يكن فقيراً ولم يثبت فى الشرع جواز الصرف للاغنياء (ردالمحتار كتاب الصوم مطلب فى احكام النذر الذى يقع للاموات ج ۲ ص ۱۷۵ ط.س. ج۲ص ۴۳۹) ظفير

بقصد کی حضرت غوث الاعظمؒ کے نام پر نکال کر فلاں پیر صاحب کو دے دوں گا یا خود غرباء میں تقسیم کر دوں گا یہ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ نذر شرعاً صحیح نہیں ہوئی کیونکہ نذر لغیر اللہ جائز نہیں ہے البتہ اگر اللہ کے واسطے نذر کی جاوے اور ثواب اس کا حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ کی روح پر فتوح کو پہنچایا جاوے تو یہ درست ہے۔(۱) پس اب جب کہ یہ نذر صحیح نہیں ہوئی تو اب اس کو اختیار ہے کہ جب اس کو تجارت میں نفع ہو تو جس قدر چاہے اللہ کے واسطے غرباء کو دے دے اور صدقہ فقراء پر کر دے اور ثواب اس کا حضرت پیران پیرؒ کو پہنچے اور ہمیشہ ایصال ثواب کا یہی طریقہ رکھنا چاہئے۔ فقط۔

پیر کا بکرا دینا یا نذر ماننا جائز نہیں۔

(سوال ۷۲) پیر کا بکرا دینا جائز ہے یعنی نذر کرنا، کیا اس کا گوشت حلال ہے؟

(الجواب) اسی طرح نذر غیر اللہ کی درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے اور غیر اللہ کے نام پر چھوڑا گیا بکرا وغیرہ بھی حلال نہیں ہوتا۔(۲)

مسجد کے نام پر نذر اور اس کا حکم

(سوال ۷۳) اکثر لوگ اس طرح نذر کرتے ہیں کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اللہ کے واسطے مسجد میں شیرینی، میٹھے چاول یا سوا سیر بتاشہ یا ایک سیر چینی دوں گا، اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ در صورت عدم وجوب ان اشیاء منذورہ کو اغنیاء کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) نذر تو صحیح ہو گئی لیکن تعین شیرینی، بتاشہ، چاول وغیرہ کی لازم نہیں ہوئی اس قدر نقد بھی دینا جائز ہے۔(۳) اور مصرف اس کا فقراء ہیں، اغنیاء کو کھانا نہ چاہئے۔(۴) فقط۔

نذر کا غریب کے لئے بھیک مانگ کر پورا کرنا درست نہیں

(سوال ۷۴) ایک شخص نے نذر کی تھی کہ جب میں قرآن شریف یاد کر لوں گا تو دس دیگ اللہ کے واسطے مساکین کو کھلاؤں گا اور وہ بالکل غریب ہے کوئی وسیلہ نذر کے پورا کرنے کا نہیں ہے اور نابینا ہے وہ کہتا ہے کہ بھیک مانگ کر ادا کروں گا تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) ایسی نذر صحیح نہیں ہوتی کما لو قال مالی فی المساکین صدقة ولا مال له لم یصح الخ

(۱)اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الا ولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالا جماع باطل وحرام مالم یقصد واصرفها لفقراء الا نام (د رمختار) ای بان تکون صیغة النذر لله تعالی للتقرب الیه ویکون ذکر الشیخ مراد ا به فقراء ه، الخ (ردالمحتار مطلب فی النذر الذ ی یقع للاموات ج ۲ ص ۱۷۵ ط.س. ج۲ص۴۳۹) ظفیر.(۲)ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام الخ تقربا الیهم فهو بالا جماع باطل وحرام (درمختار) لانه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز (ردالمحتار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ج ۲ ص ۱۷۵ ط.س. ج۲ص۴۳۹)ظفیر.(۳)نذر نذر امطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسه فرض وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر الخ کصوم وصلاة وصدقة. الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب فی احکام النذر) ج۲ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص ۷۳۵.(٤)مصرف الزکوة وهو مصرف ایضا لصدقة الفطر والکفارة والنذر (ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص ۳۳۹) و لا یجوز ان یصرف ذلك (ای النذر) لغنی ولاالشریف ذی منصب او ذی نسب او علم ما لم یکن فقیرا ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف للاغنیاء (ردالمحتار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ج ۲ ص ۱۲۵ ط.س. ج۲ص ۴۳۹) ظفیر

در مختار۔(۱) پس اس نابینا کو لازم نہیں ہے کہ بھیک مانگ کر نذر پوری کرے اور سوال حرام ہے، فقط۔

غیر اللہ کے لئے نذر کرنا جائز نہیں ؟

(سوال ۷۵) غیر اللہ کے لئے نذر کرنا جائز ہے یا ناجائز،

(الجواب) غیر اللہ کے نام کی نذر باتفاق ناجائز ہے اور وہ نذر صحیح نہیں ہوئی۔(۲) جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ معصیت کی نذر صحیح نہیں ہے او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ۔(۳) فقط۔

اگر یہ بچہ اچھا ہو تو ذبح کر کے لوگوں کو کھلاؤں گا۔

(سوال ۷۶) زید کی گائے کا بچہ بیمار ہوا اس وقت اس نے یہ کہا کہ اگر یہ بچہ اچھا ہو جاوے تو میں اس کو ذبح کر کے لوگوں کو کھلاؤں گا۔ اخیر سال کے بعد اس نے بچہ ذبح کر کے خود ہی کھایا اور لوگوں کو بھی کھلایا تو کیا یہ نذر ادا ہو گئی یا نہ ؟

(الجواب) در مختار میں ہے ولو قال ان برئت من مرضی ھذاذبحت شاة او علی شاة اذ بحھا فبرئ لایلزمه شئی الخ لان الذبح لیس من جنسه فرض بل واجب کالا ضحیة فلا یصح الا اذازادو اتصدق بلحمھا الخ وفی الشامی قوله لان الذبح لیس من جنسه فرض ھذا التعلیل لصاحب البحر و ینا فیه ما فی الخانیة قال ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاة فبرئ لا یلزمه شئی الا ان یقول فللّٰه علی ان اذبح شاة الخ لان اللزوم لایکون الا بالنذر و الدال علیه الثانی لا الا ول۔(۴) الخ ثم نقل فیه الا ختلاف۔ الحاصل اس صورت میں یہ نذر نہیں ہوئی بلکہ وعدہ ہے لا ن قوله ذبحت شاة وعد لا نذر (۵) پس اس کا گوشت خود کھانا اور دوسرے کو کھلانا درست ہے۔ فقط۔

غیر اللہ کی منت یا نذر و نیاز کا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۷۷) غیر اللہ سے منت مانگنی یا ان کے نام کی نیاز و نذر کرنی اور اگر کام ہو جاوے تو اس کو پورا نہ کرنا عند الشرع کیسا ہے ؟

(الجواب) غیر اللہ کی نذر حرام ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے اور ایفاء ایسے نذر کا اور منت کا جائز نہیں ہے پس چاہئے توبہ و استغفار کرے اور آئندہ ایسے نذر لغیر اللہ نہ کرے جیسا کہ ردالمحتار معروف بہ شامی باب الاعتکاف سے پہلے نذر لغیر اللہ کی حرمت کو مفصلا بیان کیا ہے۔ غیر اللہ کو حاجت روا سمجھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے(۶) اور معصیت ہے۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مطلب فی احکام النذر (ج ۳ ص ۹۷ .ط.س. ج۳ص ۷۷۲) ظفیر.

(۲) والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق (ردالمحتار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ج ۲ ص ۱۷۵ .ط.س. ج۲ص ۴۳۹) ظفیر. (۳) لا وفاء لنذر فی معصیة ولا فیما لا یملك العبد رواہ مسلم وفی روایة لا نذر فی معصیة الله (مشکوة باب فی النذر ص ۲۹۷) ظفیر. (٤) ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۲ ص ۹۵ .ط.س. ج۳ص ۷۳۹ ظفیر. (٥) ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۶ .ط.س. ج۳ص ۷٤۰ .ظفیر. (٦) اعلم ان النذر الذی یقع للاموت من اکثرا لعوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت و نحوھا الی ضرائح الا ولیاء الکرام تقر با الیھم فھو بالا جماع باطل و حرام (درمختار) لو جوہ منھا انه نذرلمخلوق و النذرلمخلوق لا یجوز لانه عبادة و العبادة لا تکون لمخلوق ومنھا ان المنذور له میت والمیت لا یملك ومنھا انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الا مور دون الله تعالیٰ فاعتقادہ ذالك کفر (ردالمحتار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ج۲ ص ۱۷۵ .ط.س. ج۲ص ۴۳۹) ظفیر.

حدیث شریف میں ہے کہ معصیت کی نذر صحیح نہیں ہے اور ایفاء اس کا لازم نہیں ہے۔ بلکہ توبہ واستغفار ایسے نذر سے لازم ہے۔ فقط۔

اللہ کے نام کی نیاز کے مستحق فقراء ہیں

(سوال ۷۸) دسویں محرم کو ایک نیاز اللہ کے نام کی بغرض ایصال ثواب شہداء عام مسلمانوں کے چندہ سے کی گئی اس کا صرف کرنا مساکین کے حق میں اولیٰ ہے یا عام مسلمین اس کو کھا سکتے ہیں؟

(۲) نیاز مذکورہ صرف امراء ہی کو کھلادیا جاوے اور کسی مسکین کو اس میں شریک نہ کیا جاوے تو اس میں کامل ثواب ہو سکتا ہے یا صرف مساکین کے کھلانے میں؟

(الجواب) اول تو یہ طریق نیاز کا مستحسن نہ تھا چندہ کی صورت نہ ہونا چاہئے تھا، جس کو جو کچھ توفیق ہوتی خفیہ مساکین کو کھلادیتا یہ افضل تھا، اب بحالت موجودہ وہ کھانا مساکین کو کھلانا چاہئے اغنیاء کے لئے صدقہ کا کھانا اچھا نہیں ہے۔ (۱)

(۲) اس میں کامل ثواب نہیں ہے۔ فقط۔

اماموں اور ولیوں کے نام کا جھنڈا و پنجہ کرنا حرام ہے

(سوال ۷۹) ماہ محرم میں اماموں کے پنجے اور ولیوں کے نام کا جھنڈا کپڑا کرنا اور ان کے پاس نذر و نیاز کی اشیاء لے جانا اور منت ماننا یہ تمام افعال شرک شنیع ہیں یا صرف حرام ہیں، آیہ کریمہ انما الخمر والمیسر والا نصاب والا زلام الخ میں انصاب کا جو ذکر آیا ہے اس میں پنجے شدے وغیرہ داخل ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) اماموں کی پنجہ بٹھانا اور ولیوں اور اماموں کے نام کا جھنڈا کپڑا کرنا اور ان کو نذر و نیاز چڑھانا اور منت ماننا اور ان کو متصرف جان کر ان سے حاجات مانگنا اور ان کا طواف و سجدہ کرنا یہ سب افعال شرکیہ اور کفریہ ہیں اور بحالت موجودہ وہ انصاب میں داخل ہیں معالم التنزیل میں کانهم الی نصب یو فضون کی تفسیر میں مذکور ہے یعنون الی شئ منصوب یقال فلان نصب عینی وقال الکلبی الی علم وراية ومن قراء بالضم قال مقاتل والکسائی یعنی الی اوثانهم اللتی کانوا یعبدونها من دون اللّٰه تعالیٰ قال الحسن یسر عون الیها ایهم یستلمها اولا ۔(۲) حضرت شاہ ولی اللہ نے تفسیر فتح الرحمٰن میں فرمایا وماذبح علی النصب وآنچہ ذبح کردہ شدہ است بر نشانہائے معبود باطل یعنی بر صورت قبر۔ (۳) اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب تفسیر موضح القرآن میں فرماتے ہیں۔ اور جو ذبح ہوا کسی تھان پر اور جو خدا کے سواء کسی نام پر ذبح کیا اور جو کسی مکان کی تعظیم پر ذبح کیا سوا خانہ خدا کے ۔ انتہی موضح۔ (۴) اور در مختار میں ہے۔ واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقرباً الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفها لفقراء الانام فقدابتلی الناس بذلک ولا سیمافی هذه الاعصار و

(۱) مصرف الزکوٰۃ الخ وهو ایضا لصدقة الفطر و الکفارات و النذر (ردالمحتار باب المصرف ج۳ ص ۷۹ ط.س ج۲ص ۳۳۹) ظفیر. (۲) دیکھئے معالم التنزیل ص . (۳) فتح الرحمن . (۴) موضح القران ص .

قد بسط العلامة قاسم فی شرح درر البحار ولقد قال الامام محمد رحمه اللّٰه لو کان العوام عبیدی لاعتقتهم واسقطت ولا ئهم وذلك لانهم لایهتدون فالکل بهم یتعبرون انتهی۔ (۱) وفی ردالمحتار المعروف بالشامی قوله باطل وحرام لو جوه منها انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق ومنها ان المنذور له میت والمیت لا یملك ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الا مور دون اللّٰه تعالیٰ واعتقاده ذلك کفر الخ شامی (۲) ص ۱۲۸ آخر عبارت شامی سے واضح ہوا کہ نذر غیر اللہ کو متصرف جان کر اس کی منت ماننا کفر و شرک ہے اور یہ ظاہر ہے اس میں کچھ خفا نہیں ہے اور نذر کا عبادت ہونا بھی اس کو مقتضی ہے کہ نذر غیر کفر ہے کیونکہ عبادت غیر اللہ صریح کفر ہے اور شرک جلی ہے قال اللّٰه تعالیٰ وما امروا الا لیعبدوا اللّٰه مخلصین له الدین وقال اللّٰه تعالیٰ امرا لا تعبدوا الا ایاه الآیة۔ (۳) فقط۔

یہ نذر ماننا کہ فلاں نوکر ہو گیا تو اس کی تنخواہ کا ایک حصہ مسافروں پر خرچ کروں گا کیسا ہے؟

(سوال ۸۰) مادرے نذر کردو قتیکہ فرزند من نوکر شود از تنخواہ او حصہ چہلم بمسافران و موذنان رامید ہم ایں نذر جائز است یا نہ واگر فرزند تنخواہ خود بمادر نہ دید چہ حکم است؟

(الجواب) فی الحدیث لا وفاء لنذر فی معصیة ولا فیما لا یملك العبد رواه مسلم۔ (۴) پس نذر مذکور از تنخواہ پسر خود کہ مملوک ناذر نیست صحیح نیست و وفاء آں بر پدر ش مادر ش لازم نیست و اگر پسر از تنخواہ خود آنچناں کند کہ پدر گفتہ بود فرزند کردہ بود عاصی نخواہد شد۔ فقط۔

مسجد میں شیرینی بھیجنے کی نذر درست ہے

(سوال ۸۱) اگر کسی نے یہ نذر کی کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو مسجد میں شیرینی دوں گا۔ تو یہ نذر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) فقہاء نے اس میں یہ لکھا ہے کہ ایسی نذر صحیح ہو جاتی ہے مگر تخصیص اس مسجد کی نہیں ہوتی اور نہ فقراء اس مسجد کی خصوصیت ہوتی ہے بلکہ جس جگہ کے فقراء کو چاہے تقسیم کر دے۔ (۵) فقط۔

فلاں پیر کی روح کے لئے خیرات کروں گا یہ نذر درست نہیں

(سوال ۸۲) نذر کردن لغیر اللہ تعالیٰ چہ حکم دارد و چنانچہ عادل جہان است کہ بوقت بیماری یا مصیبت میگویند یا الٰہی وقتیکہ ایں مریض خوش شدہ یا ایں مصیبت زائل گردیدہ فلاں جانور بنام تو برائے روح فلاں پیر خیرات کنم۔

(الجواب) اس بارہ میں قول فیصل یہ ہے جو صاحب درمختار و شامی نے نقل فرمایا ہے واعلم ان النذر الذی یقع

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ ج۲ ص ۱۷۵۔ ط۔س۔ ج۲ ص ۴۳۹۔ ظفیر۔
(۲) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصوم مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ج۲ ص ۱۷۵۔ ط۔س۔ ج۲ ص ۴۳۹۔ ظفیر۔
(۳) [illegible]
(٤) مشکوۃ باب فی النذور ص ۲۹۷۔ ظفیر۔
(۵) نذر لفقراء مکة جاز الصرف لفقراء غیرها لما تقرر فی کتاب الصوم ان النذر غیر المعلق لا یختص بشیئ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۶۔ ط۔س۔ ج۳ ص ۷٤۰) ظفیر۔

للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الا ولیاء الکرام تقرباً الیھم فھو بالا جماع باطل و حرام(۱)الخ قولہ باطل و حرام لو جوہ منھا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لا نہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملك ومنھا انہ ظن ان المیت یتصرف فی الاموردون اللہ تعالیٰ واعتقادہ ذلك کفر الخ ردالمحتار۔(۲) المعروف بالشامی پس معلوم ہوا کہ نذر لغیر اللہ ہر طرح حرام ہے نذر خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہونی چاہئے ، پس کسی بزرگ اور پیر کے تقرب کے لئے نذر کرنا صحیح نہیں ہے اور معصیۃ ہے اور پیر کو مخاطب کر کے اس سے حاجت طلب کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے لہٰذا ان صورتوں سے احتراز کرنا چاہئے اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خالص نذر کرنا بلا شرکت غیر چاہئے مثلاً یہ کہے کہ یا اللہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جاوے گا تو میں تیرے واسطے اس قدر صدقہ و خیرات کر کے فقراء کو کھلاؤں گا۔ فقط۔

جو کچھ نفع ہوگا اس میں اتنا خیرات کروں گا یہ نذر نہیں

(سوال ۸۳)ایک تاجر نے یہ کہا کہ میں ہمیشہ جو نفع ہوگا آدھ آنہ فی روپیہ اللہ کے واسطے خیرات کرتا رہوں گا اور وہ تاجر پہلے بھی مال تجارت پر خاصی رقم منافع مال تجارت میں سے خیرات کر دیا کرتا تھا اور مصارف اس رقم کے غرباء مساکین وافطاری صائمین و تعمیر مسجد وغیرہ میں صرف کر دیتا تھا، لہٰذا یہ صورت نذر کی ہے یا نہ ؟

(الجواب) یہ صورت نذر کی نہیں ہے جن مصارف میں پہلے صرف کرتا تھا ان میں اب بھی صرف کر سکتا ہے۔(۳)فقط۔

اولاد ہوئی تو اتنے دن کا روزہ رکھوں گی یہ نذر ہے

(سوال ۸٤)ایک عورت نے نذر کی کہ اگر میرے اولاد ہو خداوند کریم مجھے اولاد بخشے تو نو ماہ کے روزے رکھوں گی اب اس کے اولاد ہونے لگی اور نذر کے روزہ رکھ نہیں سکتی جب روزہ رکھتی ہے بیمار ہو جاتی ہے لہٰذا وہ فدیہ دے سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب)اس صورت میں ان روزوں کا رکھنا لازم ہے جس وقت ممکن ہو رکھے۔(۴)اور جب رکھنے سے بالکل ناامید ہو جاوے اس وقت فدیہ کی وصیت کر دے۔(۵)فقط۔

میرا بچہ صحت یاب ہو گیا تو مسجد میں مٹھائی تقسیم کروں گا نذر صحیح ہے

(سوال ۸۵)زید نے نذر کی کہ اگر میرے لڑکے کو آرام ہو جاوے تو اللہ کے واسطے مسجد میں مٹھائی تقسیم کروں گا

---

(۱)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصوم مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ج ۲ ص ۱۷۵ ط.س. ج۲ص۴۳۹ . ظفیر. (۲)دیکھئے ردالمحتار کتاب الصوم مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ج۲ ص ۱۷۵ ط.س. ج۲ص۴۳۹ . ظفیر. (۳)اس پر نذر کی تعریف صادق نہیں آتی. ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ الخ فبرئ لا یلزمہ شئ (در مختار) لان قولہ ذبحت شاۃ وعد لانذر (ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۷ ط.س. ج۳ص۷۳۹) ظفیر. (٤)من نذر نذرامطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسہ فرض وھو عبادۃ مقصودۃ الخ ووجد الشرط لزم الناذر الخ کصوم وصلاۃ وصدقۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الا یمان ج۳ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص۷۳۵) ظفیر. (۵) نذر الصوم الا بد فاکل لعذر فدی (در مختار) لکل یوم نصف صاع من بر او صاعا من شعیر وان لم یقدر استغفر اللہ تعالی (ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۷ ط.س. ج۳ص۷٤۱) ظفیر ۔

یہ جائز ہے یا نہیں اور اس مٹھائی کے کون لوگ مستحق ہوں گے فقراء یا اغنیاء بھی اور جو اشیاء خدا کے واسطے مسجد میں دی جاوے ان کو بدون اجازت مالک کے تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں، مقیم اور مسافر دونوں مسجد میں خورد و نوش کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) اس طرح نذر صحیح ہو جاتی ہے مگر تخصیص مسجد یا مٹھائی کی نہیں ہوتی۔ فقراء کو وہ مقدار تقسیم کر دے اغنیاء کو نہ چاہئے۔(۱) اور جب کہ مالک نے وہ مٹھائی وغیرہ مسجد میں دے دی تو جس کو چاہے وہ فقراء پر تقسیم کر سکتا ہے۔ در مختار میں لکھا ہے کہ مقیم کو مسجد میں سونا اور کھانا مکروہ ہے مسافر کو درست ہے واکل ونوم الا بمعتکف الخ.(۲) لیکن شامی میں ہے کہ اہل صفہ مسجد میں سوتے تھے اور باتیں بھی کرتے تھے لان اهل الصفة كانوا يلازمون المسجد وكانوا ينامون ويتحدثون ولهذ الا يحل لا حد منعه الخ۔(۳) پس شرک کہنا اس کو جہل ہے اور غلط ہے۔ فقط

فلاں کام ہو گیا تو اتنے لاکھ درود پڑھوں گا نذر ہے یا نہیں؟

(سوال ۸٦) زید نے نذر لی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو میں پانچ لاکھ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو بخشوں گا وہ کام پورا ہو گیا اور زید عدیم الفرصتی کی وجہ سے اتنی تعداد پڑھنے سے قاصر ہے تو کیا کرے۔

(الجواب) در مختار میں ہے ولو نذر ان يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم كل يوم كذا لزمه وقيل لا۔(۴) اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف کے تعداد نذر سے لازم ہونے میں اختلاف ہے اور راجح لزوم نذر ہے۔(۵) پس جہاں تک ہو سکے مقدار نذکور کے پورا کرنے کی کوشش کرے مثلاً اگر ایک ہزار روزانہ پڑھے گا تو پانچ ماہ میں ایک لاکھ ہو جائے گا۔ اسی طرح جس قدر پڑھ سکے اس کا حساب لکھتا رہے۔ فقط

میرا کام ہو گیا تو نمازیوں کو کھلاؤں گا نذر ہے اس کے مستحق فقراء ہیں

(سوال ۸۷) اگر کوئی شخص یہ نذر کرے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرا کام پورا کر دیا تو ایک گائے یا بکری ذبح کر کے جمعہ کے دن مصلیوں کو کھلاؤں گا تو وہ گوشت غنی صاحب نصاب بھی کھا سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ گوشت فقراء کو دیا جاوے غنی صاحب نصاب کو نہ دیا جائے اور یوم جمعہ کی اور مصلیوں کی تخصیص لازم نہیں ہوئی، جن فقراء کو جس جگہ جس دن چاہے دے سکتا ہے، در مختار میں ہے نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها.(۱) اور شامی میں ہے والنذر من اعتكاف او حج او صلاة الخ لا يختص بزمان

---

(۱) من نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها (در مختار) فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدر هم على فلان فخالف جاز (ردالمحتار مطلب في احكام النذر ج ۳ ص ۹٦ ط.س. ج۳ص ۷٤۰) ظفير

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب في الغرس في المسجد ج۱ ص ٦۱۹ ط.س. ج۱ص ٦٦۱) ظفير

(۳) ايضاً ج ۱ ص ٦۱۹ تحت قوله بان يجلس لا جله ط.س. ج۱ص ٦٦۲ ظفير

(٤) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان مطلب في احكام النذر ج ۳ ص ۹٤ ط.س. ج۳ص۷۳۸) ظفير

(٥) قوله لزمه لان من جنسه فرض وهو الصلوٰة عليه صلى الله عليه وسلم مرة واحدة في العمروتجب كلما ذكرو انما هي فرض عملي (ردالمحتار ايضاً ج۳ ص ۹٤ ط.س. ج۳ص۷۳۸) ظفير

(٦) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الايمان مطلب في احكام النذر ج ۳ ص ۹٤) ظفير

و مکان و درهم وفقیر فلو نذر التصدق یوم الجمعة بمکة الخ فخالف جاز الخ شامی۔(۱)فقط۔

صدقہ نفلی کا غنی کو کھانا کیسا ہے ؟

(سوال ۸۸) زید کا فرزند بخت بیمار ہے زید نے اپنے فرزند کے نام سے ایک گائے ذبح کر کے تقسیم کر دی۔ اس گوشت کا کھانا امیر اور فقیر کے لئے کیسا ہے ؟

(الجواب) جب کہ بہ نیت صدقہ ایسا کیا ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو وہ گوشت فقراء و مساکین کو تقسیم کرنا چاہئے اگر چہ بوجہ صدقہ نفل ہونے کے اغنیاء کو بھی دینا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ فقراء و مساکین کو کھلایا جاوے۔ فقط۔

گائے نذر کی تو اس میں قربانی کی شرط ضروری ہو گی۔

(سوال ۸۹) ایک شخص نے اپنے اوپر نذر کی کہ اگر فلاں کام ہو جاوے تو ایک گائے خدا کے واسطے ذبح کر کے تقسیم کروں گا اب کام پورا ہو گیا نذر ادا کرنا واجب ہے مگر اس طرف چند علماء میں تفرقہ عظیم واقع ہو گیا ہے ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ گائے جس عمر کی ہو ذبح کر دینا چاہئے ،دوسرے گروہ کے علماء یہ کہتے ہیں کہ جو شرائط قربانی میں ہیں وہ اس نذر کے جانور میں بھی ہوں گی ورنہ نذر ادا نہ ہو گی ان دونوں قولوں میں کس کا قول عند الشرع معتبر ہے اور صحیح اور گائے اسے کہتے ہیں جو بڑی اور جوان ہو۔

(الجواب) قال فی الدر المختار ولو قال لله علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمه فذبح مکانه سبع شیاه جاز کذا فی مجموع النوازل ووجه لا یخفی قوله ووجهه لایخفی هو ان السبع تقوم مقامه فی الضحایا والهدایا۔(۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرائط قربانی کا لحاظ اس میں ضروری ہے۔ فقط۔

صرف نذر کی نیت کی زبان سے نہیں کہا تو نذر نہیں ہوئی

(سوال ۹۰) زید نیت کرتا ہے کہ اگر میری فلاں دکان یا مکان کرایہ پر چڑھ جائے گا تو اس کی ایک ماہ کا کرایہ اللہ کے واسطے دوں گا اب وہ مکان یا دوکان کرایہ پر چڑھ گیا زید اس کے ایک ماہ کے کرایہ کو حسب وعدہ مصرف خیر میں صرف کرنا چاہتا ہے ایسی نذر کو اللہ کے واسطے کھانا پکوا کر طلبہ و مساکین وغیرہ کو کھلا سکتا ہے یا نہیں اور اس میں سے خود بھی کھا سکتا ہے یا نہیں اور اپنے عزیز و اقربا کو کھلا سکتا ہے یا نہیں کسی مسجد کی تعمیر میں یا مدرسہ کی تعمیر میں یا چاہ میں اس کو لگا سکتا ہے یا نہیں آیا اس کو یہ اختیار ہے یا نہیں کہ رقم موعودہ کو جس کار خیر میں لگانا چاہے لگاوے۔

(الجواب) زید نے اگر محض ایسے ہی نیت کی اور زبان سے کچھ نذر نہیں کی تو اس حالت میں زید پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔ اگر تبرعاً کچھ بطور صدقہ محتاجوں وغیرہم کو کھلا دیوے تو اچھا ہے اس میں خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی کھلا سکتا ہے اور جو رقم چاہے مسجد میں بھی لگاوے کار ثواب ہے اور اگر زبان سے نذر و منت مانی ہے کہ بصورت مذکورہ میرے ذمہ ہے کہ اللہ کے واسطے ایک ماہ کا کرایہ دوں گا تو پھر تمام رقم کو مساکین و فقراء کو دینا ضروری ہے اور اگر اس رقم کا کھانا پکا کر کھلاوے تو تمام محتاجوں کو ہی کھلادے خود اس میں سے نہ کھاوے اور نہ احباب و اغنیاء کو کھلاوے اور نہ مسجد میں لگاوے غرض نذر کا یہ حکم ہے صدقہ کرنا مساکین پر واجب

(۱) ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۹۶ ط.س. ج۳ص ۷٤۱) ظفیر.
(۲) دیکھئے ردالمحتار کتب الایمان مطلب فی احکام النذر ج۳ ص ۹٦ ط.س. ج۳ص ۷٤۰) ظفیر.

ہے اور اگر نذر نہ ہو تو پھر اختیار ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا۔(۱)

امام حسینؓ کی نذر جائز نہیں

(سوال ۹۱) ایک شخص نے اللہ کے واسطے بایں طور نذر کی کہ اگر میرے بیٹا ہو تو میں اللہ کے واسطے نیاز کروں اور ثواب حضرت امام حسینؓ کی روح کو پہنچاؤں اب اس کے بیٹا ہو اور اس نے ہر سال ایک بھیلی ہوا کر رکھ لی اب وہ پوری ہو گئی ہیں اب وہ چاہتا ہے کہ اللہ کے واسطے ثواب امام حسینؓ کی روح کو پہنچادے، یہ صورت جائز ہے یا نہ ؟

(الجواب) ایسی نذر جس میں اموات کا تقرب ہو بالاتفاق باطل اور حرام ہے للاجماع علی حرمة النذر للمخلوق و لا ینعقد الخ۔(۲) پس امام حسینؓ کے ایصال ثواب کی نذر کرنا شرعاً صحیح نہیں ہوئی اور آئندہ ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے جو نذر اللہ کے واسطے کیا جائے وہ خالص اللہ کے لئے ہونی چاہئے اس میں کسی کے ایصال ثواب کا ارادہ اور نیت نہ کرنی چاہئے، پس یہ نذر جو اس شخص نے کی ہے اس میں تقرب لغیر اللہ کا شائبہ معلوم ہوتا ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی نذر نہ کرنی چاہئے۔ نذر خالص اللہ کے لئے خالص ہونی چاہئے اگر خالص اللہ کے لئے نذر مانی جاوے تو وہ لازم ہوتی ہے اور مصرف اس کا فقراء اور مساکین ہیں۔(۳) یہ طریق جو سائل نے نذر کا خیال کیا خلاف شرع ہے اور بھیلی وغیرہ بنوانا اور چھ کو بربانا حرام ہے یہ جاہلوں کی رسوم ہیں اللہ تعالیٰ بچاوے۔ آمین فقط۔

نذر قربانی کی کی ہے تو قربانی سے نذر پوری ہوگی

(سوال ۹۲) میری ہمشیرہ جہاز میں سخت بیمار ہوئی میں نے منت مانی کہ اگر خیریت سے جائے قیام پر پہنچی تو قربانی کروں گا الحمد للہ کہ خیریت سے پہنچی آیا منت جو مانی ہے وہ قربانی ہی کرنے کی صورت میں پوری ہو سکتی ہے یا وہی قیمت کسی یتیم خانہ وغیرہ میں دی جا سکتی ہے ؟

(الجواب) منت جو قربانی کی کی تھی تو قربانی ہی کرنی چاہئے قربانی سے منت پوری ہوگی۔(۴) فقط اور یہ ایام قربانی یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو ہوگی۔(۵)

لڑکا اچھا ہو گیا تو قرآن ختم کراؤں گا یہ نذر لازم نہیں

(سوال ۹۳) ایک شخص نے نذر کی کہ لڑکے کو آرام ہو جائے تو دس حافظوں سے ایک قرآن شریف ختم کراؤں گا اور دل میں یہ بھی ہے کہ ان کو کھانا بھی کھلاؤں گا، اس صورت میں نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ نذر لازم نہیں ہوئی۔ فقط۔

---

(۱) مصرف الزكوة الخ وهوايضاً مصرف لصدقة الفطر والكفارة والنذر (ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفير. (۲) دیکھیے ردالمحتار كتاب الصوم مطلب فی النذر الذی يقع للاموات الخ ج ۲ ص ۱۷۵. ط.س. ج۲ ص ۴۳۹ ظفير. (۳) ومصرف الزكوة الخ وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر (ردالمحتار ج۲ ص ۷۹. ط.س. ج۲ ص ۳۳۹) ظفير. (۴) لو نذر قبل ايام النحر ان يضحی لزمه شاتان احداهما بالنذر والاخرى للغنى (ردالمحتار كتاب الاضحية ج۵ ص ۲۹۱. ط.س. ج۶ ص ۳۳۲ ظفير. (۵) وحيث علمت ان الاضحية اسم لما يذبح فی وقت مخصوص لم يكن فيها الغاء الوقت فاذا نذرها يلزم فعلها فيه والا لم يكن اتيا بالمنذور لانها بعده لا تسمى اضحية (ردالمحتار كتاب الاضحية ج۵ ص ۲۹۱. ط.س. ج۶ ص ۳۳۲) ظفير

نذر کی چیز خود کھانا جائز نہیں

(سوال ۹۴) ایک شخص نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ میرا یہ کام آسان کرے تو میں واسطے اللہ کے حضرت پیر صاحب کی رتی دوں گا اس کا وہ کام ہو گیا تو وہ نذر کی چیز آپ بھی کھاتا ہے اولاد کو بھی دیتا ہے اور غنی کو بھی دیتا ہے اور مسکینوں کو بھی دیتا ہے۔ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) نذر کی چیز خود نہ کھانی چاہئے مسکینوں اور فقیروں کو دینی چاہئے۔(۱) اور اس طرح نذر نہ کرنی چاہئے بلکہ اس طرح کرنی چاہئے کہ اگر میرا کام ہو گیا تو اللہ کے واسطے محتاجوں کو اس قدر دوں گا (نذر کی چیز غنی کو بھی کھانا جائز نہیں ہے جیسے زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر۔(۲) ظفیر) فقط۔

غریبوں کو کھلانے کی نذر مانی اس کا روپیہ انگوڑہ فنڈ میں دینا کیسا ہے؟

(سوال ۹۵) کسی شخص نے نذر مانی کہ میری تجارت میں اتنی ترقی ہو جائے تو میں ایک لاکھ فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا۔ خدا نے اس کا کام پورا کر دیا تو اس کی قیمت انگوڑہ فنڈ میں غازیوں کو دے سکتا ہے یا نہیں اور شخص مذکور کچھ فقراء کو غلہ خشک دے چکا ہے وہ ادا ہوا یا نہیں؟

(الجواب) نذر کی رقم کے مصارف بھی وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں اور ان میں تملیک فقراء شرط ہے۔(۳) پس جیسا کہ زکوٰۃ کی رقم بعد تملیک کسی فقیر کے، انگوڑہ فنڈ میں دی جا سکتی ہے...... اسی طرح نذر کی رقم بھی بعد حیلہ، تملیک انگوڑہ میں دی جا سکتی ہے اور طریقہ تملیک کا یہ ہے کہ یہاں کسی محتاج کو جو مالک نصاب نہ ہو زکوٰۃ و نذر دے دی جائے اور اس کو مالک بنادیا جائے، پھر اس کو کہہ دیا جائے کہ وہ اپنی طرف سے اگر چاہے انگورہ فنڈ میں دے دے، مگر نذر مذکور میں ایک اشکال یہ ہے کہ ناذر نے ایک لاکھ فقراء کو کھانا کھلانے کی نذر کی ہے تو اسی قدر لوگوں کو مالک نذر کا بنایا جائے اور ہر ایک فقیر کو بقدر ایک فطرہ کے قیمت نقد دی جائے یا کھانا کھلایا جائے اور جس قدر فقیروں کو غلہ خشک دے چکا ہے وہ ادا ہو گیا باقی فقراء کو بھی خود غلہ یا نقد دیا جائے، لیکن بعد اس تحریر کے شامی دیکھنے سے معلوم ہوا کہ نذر میں تعداد فقراء کی پورا کرنا ضروری نہیں ہوتا اس کی عبارت یہ ہے قلت وکما لا یتعین الفقیر لا یتعین عدده ففی الخانیة ان زوجت بنتی فالف درهم من مالی صدقة لکل مسکین درهم فزوج ودفع الالف الی مسکین جملة جاز الخ۔(۴) پس اس بناء پر لاکھ فقیروں کو کھلانا یا غلہ نقد وغیرہ دینا ضروری نہ ہوا بلکہ ایک فقیر کو بھی دے سکتے ہیں، لہٰذا انگورہ فنڈ میں بھیجنے کے لئے ایک فقیر کی ملک کر کے وہ رقم انگورہ فنڈ میں بھیجی جا سکتی ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) مصرف الزکوة الخ وهو مصرف ایضا لصدقة الفطر و الکفارة والنذر (ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ص۳۳۹) ظفیر. (۲) ولا الی من بینهما ولاء الخ او زوجیة الخ ولا الی غنی یملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الا صلیة من ای مال کان (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المصرف ج ۲ ص ۸۶ و ج۲ ص ۸۸ ط.س. ج۲ص۳۳۶) ظفیر (۳) مصرف الزکوة الخ وهو مصرف ایضا لصدقة الفطر و الکفارة والنذر وغیره ذلك من الصدقات الواجبة (ردالمحتارعلی باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ .ط.س. ج۲ص۳۳۹) ظفیر.

(۴) دیکھیے ردالمحتارمطلب فی احکام النذر تحت قوله لما تقرر فی کتاب الصوم ج ۳ ص ۹۶ و ج۲ ص ۹۷ ط.س. ج۲ص۷٤۱) ظفیر. (۵) وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما و کذا فی تعمیر المسجد الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوة ج ۲ ص ۱٦ .ط.س. ج۲ص۲۷۱)

نذر مانی اور پورا کرنے سے قبل فوت ہو گیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۶) ایک لڑکا جو کالج میں پڑھتا تھا اس نے اپنے پاس ہونے پر تیس ہزار نفلیں نذر اللہ پڑھنے کی مانی تھی بعد پاس ہونے کے اس نے نوافل شروع کر دی، لیکن وہ صرف ایک ماہ زندہ رہا آیا، اس کی نذر ساقط ہو گئی یا نہیں؟

(الجواب) اگر متوفی وصیت فدیہ کی کر جاتا اور مال چھوڑ تا تو اس کے ورثاء پر فدیہ دینا ان نمازوں کا اس کے مال میں سے واجب ہوتا لیکن جب کہ اس نے وصیت نہیں کی تو وارثوں پر فدیہ دینا لازم نہیں۔(۱) فقط۔

گیارہویں کی نذر جائز نہیں

(سوال ۹۷) اگر کوئی شخص منت کرے کہ اگر میری شادی ہو جائے تو بڑے پیر صاحب کی گیارہویں کروں گا، آپ بڑے پیر ہیں دعا فرمائیں۔ یا دوسرے شخص کے اولاد نہیں ہوتی وہ منت کرے کہ شہید کربلا آپ مقبول درگاہ ہو، دعا فرمایئے کہ اگر میرے فرزند ہو تو میں آپ کے نام کا دلدل چڑھاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول کرے، فرزند ہو، یا کسی شخص کو مرض لاحق ہو علاج سے عاجز آ کر اس نے منت کی خواجہ معین الدین چشتی کی، کہ اگر مجھے شفاء کلی حاصل ہو جائے تو غلاف چڑھاؤں گا، آیا اس قسم کی منت ماننا اور اس کا پورا کرنا اور ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) معصیت کی نذر شرعاً صحیح اور معتبر نہیں ہوتی جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے لا نذر فی معصیة او کما قال(۲) صلی اللہ علیہ وسلم لہٰذا مذکورہ نذر صحیح نہیں ہیں اور نہ ان کا ایفا ضروری ہے اور کفارہ قسم کا ادا کرنا واجب ہے۔ فقط۔

حاضری روضہ کی منت مانی مگر وہ مفلس ہے کیا کرے؟

(سوال ۹۸) ایک شخص نے نذر مانی، وقت مرض مہلک کے، یا رسول اللہ اگر مجھے شفاء ہو گئی تو تیرے روضہ پر آؤں گا اور حج بیت اللہ کروں گا اب وہ تندرست ہو گیا لیکن وہ بالکل مفلس عیال دار ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) روضہ انور پر جانے کی نذر تو صحیح نہیں ہوئی لانہ لیس من جنسه واجب۔(۳) اور حج کی نذر صحیح ہو گئی، جس وقت طاقت ہو حج کرے قال وان لم یکن شئی فلا شئی علیه کمن او جب علی نفسه الف حجة یلزمه بقدر ما عاش فی کل سنة حجة۔(۴) وفیه ایضا لو نوی شیئا من حج او عمرة او غیره

---

(۱) ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلوة نصف صاع من بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم (در مختار) فاذا لم یوص فات الشرط (ردالمحتار مطلب اسقاط الصلوة عن المیت ج۱ ص ۶۸۶ .ط.س. ج۲ص۷۲) ظفیر.

(۲) اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام الخ تقربا الیهم فهو بالا جماع باطل وحرام (در مختار) لو جوه منها انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق ومنها ان المنذور له میت والمیت لا یملک ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالی فاعتقاده ذلک کفر الخ (ردالمحتار کتاب الصوم مطلب النذر الذی یقع للاموات ج۲ ص ۱۷۵ .ط.س. ج۲ص۴۳۹) ظفیر

(۳) ولم یلزم الناذر مالیس من جنسه فرض کعیادة مریض الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۹۲ .ط.س. ج۳ص۷۳۶) ظفیر

(۴) ردالمحتار مطلب فی احکام النذر تحت قوله لزمه ما یملک منها فقط ج۳ ص ۹۷ .ط.س. ج۳ص۷۴۱) ظفیر

فعلیه مانوی(۱) وفیه ایضا قول در مختار ولو نذر بثلاثین حجة ردبقدرعمره. (در مختار) ای لزمه ان یحج بقدر مایعیش ومشی فی الباب المناسك علی انه یلزمه الکل وعلیه ان یحج بنفسه بقدر ماعاش ویحب الایفاء بالبقیة الخ وفی الفتح الحق لزوم الکل ۔(۲)فقط۔

نذر کے کھانے میں عقیقہ کا گوشت دینا درست ہے

(سوال ۹۹) زید نے نذر مانی کہ جب میں اپنے نئے مکان میں رہنے لگوں گا تو اپنے دوست واحباب کو کھانا کھلاؤں گا، اس کو اپنے لڑکے کا عقیقہ بھی کرنا ہے تو اگر وہ عقیقہ کر کے اس کے گوشت کو بہ منت نذر مذکور پکوا کر دوست احباب کو کھلادے تو نذر ہو جائے گی یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نذر ادا ہو جائے گی (دوست واحباب کو کھانا کھلانے کی نذر سے نذر نہیں ہوتی اور نہ وہ لازم ہوتی ہے ولم یلزم الناذر ما لیس من جنسه فرض کعیادة مریض الخ۔(۳)(در مختار)ظفیر۔

نذر کا عہد اور اس کا حکم

(سوال ۱۰۰) زید نے اپنے اوپر یہ عہد قائم کیا کہ اگر فلاں گناہ صادر ہوا تو ایک دفعہ گناہ صادر ہونے پر مبلغ ۴ روپیہ راہ للہ میں خرچ کروں گا۔ پھر یہ گناہ سات مرتبہ سرزد ہوا کل سزا کے ۲۸ روپیہ ہوئے اب طالب علمی کے زمانہ میں ادا کرنے کی وسعت نہیں بعد طالب علمی کے ادا کر سکتا ہے یا نہ؟ درود شریف اور استغفار سے بھی ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر لفظ نذر کا کہا ہے تو ادا کرنا رقم مذکور کا ضروری ہے جس وقت وسعت ہو ادا کر دیوے۔(۴) اور اگر نذر کا لفظ نہیں کہا تو ادا کرنا رقم کا واجب نہیں ہے، توبہ واستغفار کرنا اور درود شریف پڑھنا بہر حال اچھا ہے۔ فقط۔

کامیاب ہو گیا تو ہر جمعہ کو روزہ رکھوں گا نذر ہے

(سوال ۱۰۱) بندہ نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم اگر میں اس امتحان میں کامیاب ہو گیا تو ہمیشہ ہر جمعہ کو روزہ رکھا کروں گا، سو امتحان میں کامیاب ہو گیا جس کو ساڑھے سات سال ہو چکے آیا قسم کا کفارہ میرے ذمہ واجب ہے، اگر روزہ ہی رکھنا واجب ہے تو ایام گذشتہ کی قضاء لازم ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ لفظ کہ خدا کی قسم اگر بندہ اس امتحان میں کامیاب ہو جائے تو ہمیشہ ہر جمعہ کو روزہ رکھا کروں گا، نذر ہے جس کا ایفاء واجب ہے اور چونکہ یہاں تعلیق نذر ایسی شرط کے ساتھ کی گئی ہے جس کے ہونے کا ارادہ تھا۔(۵)

---

(۱) ایضاً تحت قوله ولو نوی صیاما الخ. ط. س. ج۳ص۷۴۲. ظفیر.

(۲) دیکھئے ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۸. ط.س. ج۳ص۷۴۲) ظفیر (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج۳ ص ۹۲ ط.س. ج۳ص۷۳۶ وقال ان برئت من مرضی هذا ذبحت شاة او علی شاة اذبحها فبرئی لا یلزم شئی لان الذبح لیس من جنسه فرض فلا یصح الا اذا زاد و اتصدقها بلحمها فلیزمه لان الصدقة من جنسها فرض (ایضا ج ۳ ص ۹۵ ط.س. ج۳ص۷۳۹) ظفیر. (٤) سوال میں جو صورت درج ہے اس سے نذر نہیں معلوم ہوتا بلکہ عہد اور وعدہ معلوم ہوتا ہے، لانه وعد لا نذر بوناده مافی البزازیه لو قال ان سلم ولدی اصوم ما عشت فهذا وعد (ردالمحتار ص ۹۶ ط.س. ج۳ص۷٤٠) نذران یتصدق بالف من ماله وهو یملك دونها لزمه ما یملك منها فقط هو المختار لانه فیما لم یملك لم یوجدا لنذر فی الملك (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج۳ ص ۹۷ ط.س. ج۳ص۷٤١) ظفیر. (۵) فان علقه بشرط یریده کان قدغائبی او شفی مریضی یوفی وجوبا ان وجدا لشرط (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹٤ ط.س. ج۳ص۷۳۸) ظفیر

یعنی اس کا وجود مقصود تھا، اس لئے صاحب ہدایہ وغیرہ کی تفصیل کے موافق اس میں سوائے نذر کے دوسرا کوئی احتمال نہیں کما بینہ تحت قوله وان علق نذراً بشرط فوجد الشرط فعليه الوفاء بنفس النذر الخ ۴۶۳ پس آئندہ ہر جمعہ کو روزہ سے رہنا واجب ہے، اور اگر اب تک کوئی جمعہ چھوٹ گیا ہے اس کی قضا بھی واجب ہے۔(۱) اور اگر ظاہر الروایۃ کی عبارت کو عدم تمیز پر مطلقاً حمل کر کے نذر کی روایت کو مطلقاً موجب تخییر مانا جائے تو گذشتہ جمعہ ہی کے حق میں حمل علی الیمین کر کے ایک کفارہ کافی ہو سکتا ہے، کما فی الشامی كفارات الايمان اذا كثرت يخرج بالكفارة الواحدة عن عهدة الجميع ج ۳ ص ۵۴۰ یہ طریقہ صاحب بحر کا ہے مگر صاحب شامی نے اس کی تردید کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اس مسئلہ میں تخییر کا کوئی قول نہیں ہے بلکہ صاحب بحر کو وہم ہوا ہے، لہٰذا القول صاحب شامی صورت مسئولہ میں قسم کا احتمال ہے ہی نہیں صرف نذر ہے جس کا ایفاء واجب ہے۔(۲) فقط۔

معمولاً جو روزے رکھتا ہے اس میں نذر کی نیت کر لے تو ادا ہوں گے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۲) اگر کوئی شخص روزوں کا نذر کرے اور اس کا معمول بھی روزوں کا ہے مثلاً ایام بیض یا پنجشنبہ جمعہ وغیرہ اگر صیام معمولہ میں نیت صیام نذر کی تو نذر سے سبکدوش ہو جائے گا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نذر مطلق ادا ہو جائے گی۔(۳)

اگر بلا سے نجات پائی تو ہر جمعہ کو روزہ رکھوں گا نذر ہے

(سوال ۱۰۳) اگر کسے در مرض یا در بلا گرفتار شدہ ایں الفاظ بگوید کہ اگر من ازیں مرض یا ازیں بلا نجات یابم، تمام جمعہ را روزہ دارم، ایں نذر لازم شود یا نہ؟ بصورت لزوم اگر در غیر جمعہ ادا کردہ شود چہ حکم دارد؟

(الجواب) اگر کسے بالفاظ مذکورہ نذر کردہ است بعد تحقق شرط ایفاء آں لازم است، وروزہ ہر یک جمعہ بر وواجب شد، اگر در بعض جمعہ بوجہ نتواند، قضاء آں بدیگر ایام کند ثم ان علقه بشرط يريده كان قدم غائبي او شفي مريض يوفي وجوبا الخ(۴) در مختار۔

مقصد پورا ہو گیا تو فلاں مسجد میں وعظ کہوں گا نذر نہیں ہے

(سوال ۱۰۴) ایک شخص نے نذر کی کہ اگر یہ مقصد پورا ہو گیا تو اللہ کے واسطے کانپور کی جامع مسجد میں وعظ کہوں گا۔ تو یہ نذر واجب ہو گئی یا نہیں؟

ایک شخص نے حالت طالب علمی میں خیال کیا کہ اگر یہاں کی درسیات پوری ہو گئیں تو اللہ کے واسطے

---

(۱) نذر صوم شهر معين لزمه متتابعا لكن ان افطر فيه يوماً قضاء وحده الخ ولو نذر الصوم الا بد فاكل لعذر فدى (الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب في احكام النذر ج ۳ ص ۹۷ ط.س. ج۳ص۷۴۱) ظفير. (۲) والحاصل انه ليس في المسئلة سوى قولين الاول ظاهر الرواية عدم التخيير اصلا والثاني التفصيل المذكور واما ما توهمه في البحر من القول الثالث وهو التخيير مطلقا وانه المفتى به فلا اصل له (ردالمحتار كتاب الايمان ج۳ ص ۹۴ ط.س. ج۳ص۷۳۸) ظفير. (۳) ومن نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط وكان من جنسه فرض وهو عبادة مقصودة الخ ووجد الشرط لزم الناذر (در مختار) اى لزم الوفاء باصل القربة التى التزمها لا بكل وصف التزمه لانه لو عين درهما او فقيرا او مكان للتصدق او للصلوة فالتعيين ليس بلازم (ردالمحتار مطلب في احكام النذر ج ۳ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص۷۳۵) (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب ايضا (ج۳ ص ۹۴ ط.س. ج۳ص۷۳۸) ظفير.

مدرسہ دیوبند میں بلا تنخواہ سال بھر مدرسی کروں گا یہ نذر واجب ہو گئی یا نہیں؟

(الجواب) ان دونوں صورتوں میں نذر نہیں ہوئی اور ایفاء اس کا واجب نہیں ہے۔(۱)

کام ہو گیا تو ایک اونٹ ذبح کر کے غریبوں کو کھلاؤں گا نذر ہے

(سوال ۱۰۵) ایک شخص نے نذر مانی کہ لئے اللہ اگر فلاں کام میرا ہو جائے گا تو ایک اونٹ ذبح کر کے محتاجوں کو تقسیم کروں گا، کام پورا ہو گیا، اب وہ چاہتا ہے کہ اونٹ کی قیمت غریبوں کو دے دے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے۔ ولو قال ان برئت من مرضی هذا ذبحت شاة (الی ان قال) الا زادوا تصدق بلحمها فیلزمه الخ۔(۲) اس عبارت سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں اس شخص کو اونٹ ذبح کر کے محتاجوں کو دینا لازم ہے۔

مسجد میں مٹھائی کی نذر اور امام و مؤذن کے لئے اس کا حکم

(سوال ۱۰۶) مسجد میں بتاشے وغیرہ منت کرتے ہیں اس سے منت ہو جاتی ہے یا نہیں اور مؤذن و امام کو یہ چیزیں فروخت کرنا جائز ہوگا؟

(الجواب) مطلقاً صیغہ نذر سے نذر نہیں ہوتی۔(۳) اور جو اشیاء امام کے لئے ہیں ان کو استعمال اور فروخت کر سکتا ہے اور جو اشیاء امام کے لئے نہیں ہیں مثلاً تیل وغیرہ علاوہ ماکولات کے وہ اشیاء مسجد کی ہیں ان کو فروخت کر کے خود رکھنا درست نہیں ہے۔(۴)

نذر کے جانور اور قربانی کے جانور کی شرطیں

(سوال ۱۰۷) نذر کے جانور میں قربانی کے جانوروں کی شرائط مثلاً گائے دو سال کی اور بکری ایک سال کی وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) نذر کے جانور میں قربانی کے جانور کی شرائط ہونا چاہئے ولو قال للہ علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمه فذبح مکانه سبع شیاه جاز الخ ووجهه لا یخفی (در مختار) قوله ووجهه لا یخفی هو ان السبع تقوم مقامه فی الضحایا والهدایا(۵) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر کو اضحیہ وہدی پر قیاس کیا جاتا ہے۔

دوسرے کے مال میں نذر

(سوال ۱۰۸) نذر کردن درمال غیر صحیح است یا نہ؟

(الجواب) نذر در مال غیر صحیح نمی شود پس ایفاء آن لازم نیست۔ فی الدر المختار لا نه فیما لم یملك لم یوجد النذر فی الملك الخ فلم یصح وفی الشامی ای وشرط صحة النذر ان یکون المندور ملکا

(۱) لم یلزم الناذر مالیس من جنسه فرض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب ایضا ج ۳ ص ۹۲ ط.س.ج۳ص۷۳۶) ظفیر (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۵ ط.س.ج۳ص۷۳۵ ظفیر. (۳) من نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الا یمان ج ۳ ص ۹۱) ظفیر (۴) ردالمحتار مطلب فی احکام النذور ج ۳ ص ۹۶ ط.س.ج۳ص۷۳۵) ظفیر
(۵) ردالمحتار مطلب فی احکام النذر (ج ۳ ص ۹۷ ط.س.ج۳ص۷٤۱) وفی البحر عن الخلاصة لو قال للہ علی ان اهدی هذه الشاة وهی ملك الغیر لا یصح النذر (ردالمحتار مطلب ایضا ج ۳ ص ۹۳ ط.س.ج۳ص۷۳۷) ظفیر

للناذر الخ فقط۔

دیوی کے نام والے جانور کی قربانی

(سوال ۱۰۹) ایک شخص نے ایک جانور ماتایا دیوی کے نام یا سید سالار وغیرہ وغیرہ کے نام پر چھوڑ دیا اب اس کو خرید کر قربانی کرنا جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) جائز نہیں ہے۔ فقط۔

نذر بارواح پیران

(سوال ۱۱۰) ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو برائے خدا یا ارواح پیر صاحب اس قدر نقدیا کوئی جنس دوں گا اور جب وہ کام ہو گیا تو وہ نقد اور جنس مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز نہیں ہے تو کیا کیا جائے؟

(الجواب) اگر برائے خدا نذر مانی ہے تو محتاجوں کو دے دیوے۔(۱) اور ان پر صدقہ کرے اور جو بارواح پیران نذر مانی ہے تو یہ جائز نہیں ہے اور وہ نذر منعقد نہیں ہوئی۔(۲)

بچوں کے لئے مٹھائی کی منت کی اس کی قیمت غریبوں کو دینا کیسا ہے؟

(سوال ۱۱۱) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر اللہ جل شانہ مجھے تندرستی عطا فرماتے تو میں خورد سال بچوں کو شیرینی تقسیم کروں گا بعد کو جب صحت ہو گئی خیال ہوا کہ شیرینی تقسیم کرنی فضول ہے کسی محتاج بیکس کو یہ قیمت دے دی جائے تو جائز ہے؟

(الجواب) اس صورت میں محتاجوں کو وہ رقم جو معین کی ہے دے سکتا ہے شیرینی تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے۔(۳) فقط۔

ناجائز منت کا روپیہ کار خیر میں

(سوال ۱۱۲) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں میلاد شریف یا مجلس امام حسینؓ کروں گا، کام ہو جانے پر منت کے روپے کا مناسب صرف کس شکل میں ہونا چاہئے؟

(الجواب) مسلمان محتاجوں کو دے دینا چاہئے۔ مجالس مذکورہ میں صرف نہ کرے (کیونکہ میلاد اور مجالس امام حسین کی منت درست نہیں ہے پس یہ منت جائز نہیں ہوئی۔(۴) ظفیر۔)

---

(۱) ولو قال ان برئت من مرضی هذا ذبحت شاة او علی شاة اذبحها فبری لا یلزمه شئ الخ الا اذا زاد واتصدق بلحمها فیلزمه (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۵. ط.س. ج۳ ص ۷۳۹) ظفیر.

(۲) اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام الخ تقربا الیهم فهو بالا جماع باطل وحرام (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۷۵ ط.س. ج۳ ص ۷۳۹) ظفیر.

(۳) نذر ان یتصدق بعشرة دراهم من الخبز فتصدق بغیره جاز ان ساوی العشرة کتصدق بثمنه (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۶. ط.س. ج۳ ص ۷۴۱)

(۴) اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام الخ تقربا الیهم فهو بالا جماع باطل وحرام (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۷۵ ط.س. ج۳ ص ۷۳۹ قبیل باب الاعتکاف)

روزے کی منت کا ایفاء

(سوال ۱۱۳) ہندہ کا شوہر کسی آفت میں مبتلا ہو گیا تھا اس نے چھ مہینے کے روزے پے در پے رکھنے کی نذر کی، اللہ تعالیٰ نے اس کے شوہر کو نجات بخشی، ہندہ ایفاء عہد میں تاخیر کرتی رہی کہ سخت بیمار ہو گئی اب وہ کیا کرے؟

(الجواب) انتظار صحت کا کرے، بعد صحت کے روزہ نذر کے رکھے اور اگر اچھی نہ ہو تو وصیت فدیہ کی کرے اس کے مال میں سے اس کے ورثا فدیہ ادا کریں اور فدیہ ایک روزہ مثل فطرہ کے ہے زندگی میں اس کو فدیہ دینا درست نہیں، یعنی اس فدیہ سے روزہ ادا نہ ہوں گے، تندرست ہو کر پھر روزہ رکھنے ہوں گے ورنہ وصیت کرنا لازم ہوگا۔ وقضوا الزوماً ما قدروا ابلاً فدية الخ ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية الخ۔(۱)

بیمار کے لئے جانور کا فدیہ

(سوال ۱۱۴) عوام و خواص میں دستور ہے کہ بیمار کی صحت کی غرض سے بکرا ذبح کرتے ہیں اور بظاہر ان کی نیت فدیہ کی ہوتی ہے۔ یہ جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) جائز ہے۔ فقط۔(۲)

پل و مسجد بنانے کی نذر صحیح نہیں

(سوال ۱۱۵) اگر کسی نے یہ نذر کی کہ اگر میرے لڑکے کو شفا ہو جائے تو میں مسجد بنوا دوں گا، یا مسجد میں چاندنی خرید کر دوں گا، یا ہم کسی راستے پر پل تیار کر دیں گے، یا ہم مولود شریف پڑھائیں گے پھر بعد چند روز کے اس کے لڑکے کو آرام ہو گیا، تو اس پر نذر واجب ہے یا نہیں اگر وہ چیزیں کسی محتاج و مسکین کو دیدے اس کے ذمہ سے نذر ساقط ہو گئی یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدر المختار ومن نذر نذراً مطلقاً او معلقا بشرط وکان من جنسه واجب ای فرض الخ وهو عبادة مقصودة ووجدالشرط المعلق به لزم النا ذرالخ کصوم وصلوة وصدقه (۳) الخ وفی الشامی ومن شروطه ان یکون قربة مقصودة فلایصح النذر بعیادة المریض وتشییع الجنازة ودخول المسجد وبناء الرباطات والمساجد وغیر ذلک وان کانت قربا الا انها غیر مقصودة ا ه (۴) پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نذر لازم نہ ہوگی، صدقہ کی نذر میں تصدق لازم ہوتا ہے وہ اغنیاء کو دینا درست نہیں ہے فقراء کو دینا چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصوم فصل فی العواض المبیحة لعدم الصوم ج۲ ص ۱۶۰ ط.س. ج۲ ص۴۲۳) کالفطرة قدراً (در مختار) ای التشبیه بالفطرة من حیث القدر الخ وکذا هی مثل الفطرة من حیث الجنس وجواز اداء القیمة (ردالمحتار ایضاً ج ۲ ص ۱۶۱ ط.س. ج۲ ص۴۲۴) ظفیر

(۲) ولو قال ان برئت من مرضی هذا ذبحت شاة اوعلی شاة اذبحها الخ واتصدق بلحمها فیلزمه لا ن الصدقة من جنسها فرض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۲ ص ۹۵ ط.س. ج۳ ص۷۳۹) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصوم مطلب فی احکام النذر (ص ۹۱ ج ۳ ط.س. ج۳ ص۷۳۵)

(۴) ردالمحتار مطلب فی احکام النذر (ص ۹۱ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۷۳۵) ظفیر

(۵) ومصرف الزکوة الخ وهو مصرف ایضا لصدقة الفطر والکفارات والنذر الخ ردالمحتار باب المصرف (ص ۷۹ ج ۲ ط.س. ج۳ ص۳۳۹)

نذر کے جانور میں قربانی کی شرائط ضروری ہیں

(سوال ۱۱۶) بیل و بکری اگر نذر غیر معین ہو تو اس کے سن میں قربانی کی شرط واجب ہے یا نہیں؟

(الجواب) بیل و بکری منذورہ میں سن قربانی کا لحاظ ضروری معلوم ہوتا ہے اور احوط ہونے میں تو اس کے کلام ہی نہیں اور تصریح اس کی نظر سے نہیں گذری۔ (۱) فقط

نذر پوری کرنے سے قبل مر جائے تو ورثاء کیا کریں؟

(سوال ۱۱۷) زید نے ایک ماہ کے روزے کی نذر کی بیس روزے پورے ہوئے تھے کہ انتقال ہو گیا اب اس کے ذمہ دس روزے جو باقی رہ گئے ان کی ادائیگی کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) اگر زید نے کچھ مال چھوڑا ہے اور وصیت ادا فدیہ کی کر گیا ہو تو دس روزہ کا فدیہ زید کے ترکہ میں سے دے دیں تو یہ اچھا ہے اور امید ہے کہ متوفی کے روزوں کا کفارہ انشاء اللہ ادا ہو جائے گا۔ (۲)

کس جانور کی قربانی جائز ہے؟

(سوال ۱۱۸) درنذر نزاع واقع شدہ است یکے از علماء می گوید کہ نذر بجز بقر و غنم و شتر یعنی ہر جانور یکے از اں اضحیہ جائز باشد نذر ہم منعقد شود و از جانوران دیگر مثل کبوتر و مرغ و فاختہ و غیر ہم نذر منعقد نہ شود و دیگر میگوید کہ نذر مطلق بر جانوریکہ باشد مثل کبوتر وغیرہ منعقد می تواند شد قول کدام کس عند الشرع صحیح است؟

(الجواب) قال فی الدر المختار و من نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط و كان من جنسه واجب ای فرض الخ وهو عبادة مقصودة خرج الو ضوء وتكفين الميت . وو جد الشرط المعلق به لزم الناذر الخ ولم يلزم الناذر ما ليس من جنسه فرض كعيادة المريض و تشييع الجنازة ودخول مسجد الخ لا نه ليس من جنسها فرض مقصود الخ (۳) ازیں عبارت واضح است کہ صحیح قول اولی است یعنی بغیر جانور قربانی نذر نخواہد شد۔ فقط

نذر مانی کہ لڑکا پیدا ہوا تو اسماء نبی میں سے نام رکھوں گا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۹) ایک شخص نے یہ نذر کی کہ اگر میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام آنحضرت ﷺ کے اسماء گرامی سے رکھوں گا، اب وہ اپنے لڑکے کا نام احمد اللہ، محمد اللہ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ نذر منعقد نہیں ہوئی لہذا اس کو اختیار ہے کہ جو نام چاہے رکھے مگر ایسا نام نہ ہو جس کی ممانعت وارد ہو۔ (۴) فقط

---

(۱) ولو قال لله على ان اذبح جزورا واتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياة جاز وجهه لا يخفى (درمختار) هو ان السبع تقوم مقامه فى الضحايا والهدايا (ردالمحتار مطلب فى احكام النذر ج ۳ ص ۹۶. ط.س. ج۳ص۷۴۰) ظفير. (۲) وقضوا لزوما ما قدروا ابلا فدية الخ ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية الخ وفدى لزوما عنه اى عن الميت اليه الذى يتصرف فى ما له كا لفطرة قدرا (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى العواض المبيحة ج ۲ ص ۱۶۰. ط.س. ج۳ص۴۲۳) ظفير. (۳) ردالمحتار مطلب فى احكام النذر ج ۲ ص ۹۱ وج۲ ص ۹۲. ط.س. ج۳ص۷۳۵ ظفير. (۴) ولم يلزم الناذر ماليس من جنسها فرض كعيادة المريض وتشييع الجنازة ودخول المسجد لا نها ليس من جنسها فرض مقصود (الدر المختار على هامش رد المحتار مطلب فى احكام النذر ج۳ ص ۹۲. ط.س. ج۳ص۷۳۶) ظفير.

بتاشہ کی نذر کیسی ہے ؟

(سوال ۱۲۰) زید کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اچھا کردے تو مسجد میں ایک سیر بتاشہ یا بوراد وں گا، یہ نذر منعقد ہوتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر غرض زید کی صدقہ کرنے کی ہے اہل مسجد پر تو نذر صحیح ہے اور تعین بتاشہ وبورا کی لازم نہیں، نذر نہ ہوئی ہو تب بھی ادا کردینا احوط ہے۔(۱)

نذر مانی مگر کام پورا نہ ہوا تو کیا کرے ؟

(سوال ۱۲۱) اگر کوئی آدمی کسی کام کے واسطے نذر مانے اور وہ کام پورا نہ ہو تو وہ منت کو پورا کرے یا نہ ؟

(الجواب) جب وہ کام ہو جائے تو منت پوری کرے بشر طیکہ وہ منت گناہ نہ ہو۔ (کام اگر پورا نہ ہوا تو نذر کا پورا کرنا لازم نہیں ہے۔(۲) ظفیر۔)

نذر کا مصرف کیا ہے ؟

(سوال ۱۲۲) ایک مریض نے یہ کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے شفاء دے تو دونوں بڑے بیل فی سبیل اللہ قربانی کر دوں گا شفایاب ہونے کے بعد اس صدقہ کا مصرف کون سا ہے، اور اس مذبوح کے لئے یوم اضحیٰ ہونا ضروری ہے یا نہ ؟

(الجواب) اس جانور کو ذبح کر کے فقراء پر صدقہ کرے اور اس کے ذبح کے لئے یوم الاضحیٰ ہونا ضروری نہیں ہے۔(۳) فقط۔

نذر کا مسنون طریقہ کیا ہے ؟

(سوال ۱۲۳) نذر اللہ کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے ؟

(الجواب) نذر کا مشروع طریقہ یہ ہے کہ مثلاً اگر میرا فلاں کام ہو گیا یا فلاں بیمار کو شفاء ہو گئی تو میں اللہ کے واسطے اس قدر روپیہ وغیرہ صدقہ کروں گا یا گائے یا بکری اللہ کے نام پر ذبح کر کے محتاجوں کو تقسیم کراؤں گا یا اس قدر روزہ رکھوں گا یا اتنی رکعتیں نماز پڑھوں گا، وغیرہ وغیرہ در مختار میں ہے من نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط و کان من جنسه فرض وهو عبادة مقصودة الخ ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث من نذر و سمى فعليه الوفاء بما سمى كصوم وصلاة وصدقة الخ.(۱) فقط۔

بکری کی نذر میں پوری بکری صدقہ کرنا واجب ہے

(سوال ۱۲۴) زید نے منت کی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو ایک بکری صدقہ کروں گا، بعد اس نے بکری کا بچہ صدقہ کر دیا، نذر ہو گئی یا نہیں ؟

---

(۱) قال ان برئت من مرضى هذا ذبحت شاة الخ فلا يصح الا اذا زاد و اتصدق بلحمها فيلزمه لان الصدقة من جنسها فرض (الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب في احكام النذر ج۳ ص ۹۵ ط.س. ج۳ص۷۳۹) ظفير. (۲) من نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط كان من جنسها فرض وهو عبادة مقصود ووجد الشرط لزم الناذر (ايضا ج ۳ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص۷۳۵) ظفير (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب فى احكام النذر ج ۳ ص ۹۱ ط.س. ج۳ص ۷۳۵ ظفير

(الجواب) اس صورت میں پوری بکری یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے لہذا جب کہ نذر کرنے والے نے بکری کے بچہ کا صدقہ کیا ہے تو وہ کس قیمت کا تھا، غرض یہ کہ بکری کی قیمت سے اس بچہ کی قیمت جس قدر کم ہے اسی قدر قیمت اور صدقہ کر دے، تاکہ پوری بکری کی قیمت کا صدقہ ہو جائے۔ درمختار میں ہے من نذر نذر امطلقا او معلقا بشرط الخ و وجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث من نذر وسمیٰ فعليه الو فاء بما سمى الخ نذر ان يتصدق بعشرة دراهم من الخبز فتصدق بغيره جاز ان ساوی العشرة كتصدق بثمنه (۱) فقط۔

نذریں جن کو بھول گیا اور نذر کا روزہ مسلسل رکھے یا متفرق؟

(سوال ۱۲۵) زید کے ذمہ بہت سی نذریں تھیں، زید کو ان میں شبہ ہو گیا کہ میرے ذمے کتنی نذریں ہیں تو ان کو کس طرح ادا کیا جائے، اور زید نے پچیس روزے نذر مان لی تو ان کو علی التتابع رکھنے سے نذر ادا ہو گی یا متفرق رکھ دینے سے ہی ادا ہو جائے گی؟

(الجواب) ظن غالب پر عمل کیا جائے ظن غالب کے موافق جس قدر روزے اور نماز کی رکعت وغیرہ اس کے خیال میں ہوں ان کو پورا کرے پچیس روزے رکھ دینے سے جس طرح بھی ہوں نذر پوری ہو جائے گی۔ (۲)

منت کی قربانی کا وقت

(سوال ۱۲۶) منت کی قربانی عید الاضحیٰ میں کرنی چاہئے یا جب چاہے؟

وعدہ کیا تہائی آمدنی خیرات کروں گی تو کیا اس پر عمل ضروری ہے؟

(۲) میری بیوی نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنی آمدنی کا تیسرا حصہ خیرات کیا کروں گی اس صورت میں تہائی آمدنی خیرات کرنا ضروری ہے یا کیا اور اس خیرات سے شوہر کا قرض ادا کر سکتی ہے یا نہیں اور میری وہ اولاد جو دوسری زوجہ کی بطن سے ہے ان کو دینا اس خیرات کا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) منت کی انہی دنوں میں قربانی کرنی چاہئے جو قربانی کے دن ہیں یعنی ذی الحجہ کی دس تاریخ سے بارہ تک (۳)

(۲) اگر یہ وعدہ نذر بصیغہ نذر تھا تو جو آمدنی اس کو ہو اس کی تہائی کا صدقہ کرنا لازم ہے فی الشامی و شرط صحة النذر ان يكون المنذور ملكا للناذر او مضا فا الى السبب كقوله ان اشتريتك فلله علی ان اعتقك۔ (۴) شوہر کی آمدنی اس میں داخل نہیں بلکہ شوہر جو کچھ اس کی ملک کرے گا اس میں تہائی کا صدقہ کرنا لازم ہوگا اور نذر کے پورا نہ کرنے سے وہ گنہگار ہو گی اور اس ——— خیرات میں شوہر کا قرض ادا کرنا جائز نہیں۔ دوسری بیوی کی اولاد اگر وہ بالغ اور محتاج ہے تو ان کو دینا درست ہے اور اولاد صغار میں باپ کے غناء کا اعتبار ہے اور اگر بصیغہ نذر نہ ہو تو ایفاء وعدہ اس کا لازم نہیں صدقہ کرے تو بہتر اور جب طاقت نہ ہو تو نہ کرنے میں گناہ نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۱ وج ۳ ص ۹۶ ط.س. ج۳ص۷۳۵ ۷۴۱ ظفير. (۲) نذر صوم شهر معين لزمه متتا بعا لكن ان افطر فيه يوما قضاه وحده (در مختار) اي قضى ذلك اليوم فقط لئلا يقع كل الصوم فی غير الوقت الخ واما اذا كان الشهر غير معين فان شاء تابعه وان شاء فرقه الا اذا شرط التتابع فيلزمه (ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۷ ط.س. ج۳ص۷۴۱) ظفير.
(۳) قلت وانما تعيين المكان فی نذر الهدى والزمان فی نذر الاضحية لان كلا من هما اسم لخا ص معين فالهدى ما يهدى للحرم والاضحية مايذبح فی ايامها حتى لو لم يكن كذلك لم يوجد الا سم (ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج۳ ص ۹۷ ط.س. ج۳ص۷۴۱) ظفير. (٤) ردالمحتار مطلب فی احکام النذور ج ۳ ص ۹۷ ط.س. ج۳ص۷۴۱ ظفير.

کتاب القصاص و الحدود

باب اول قصاص
(قتل کرنے اور زخمی کرنے سے متعلق احکام ومسائل)

مارنے والے کو قتل کرنا کیسا ہے اس پر حد ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱) دو شخص آپس میں مشورہ کر کے ایک ثالث شخص کی ضرب ورسوائی کے واسطے عصاہائے صغیر لے کر راستہ میں بستی سے تخمیناً چالیس قدم کے فاصلے پر بیٹھے اور وقت ظہر کا تھا ان کا ارادہ قتل کا نہ تھا محض اس کی رسوائی مطلوب تھی جب آپس میں دست اندازی ہوئی کچھ ضرب عصاء صغیر کی اس شخص نے کی اس ثالث شخص کے پاس پستول تھا اس نے نکال کر مارا تو ایک شخص کو قتل کر دیا آیا یہ مقتول شہید ہے یا نہ ؟ حالانکہ ارد گرد لوگ موجود تھے۔

(الجواب) عبارت ہدایہ اس بارہ میں یہ ہے ومن شهر على رجل سلاحاً ليلاً اونهاراً او شهر عليه عصا ليلاً فى مصر او نها راً فى طريق فى غير مصر فقتله المشهور عليه عمداً فلا شئى عليه لما بينا ه وهذا لان السلاح لا يلبث فيحتاج الى دفعه بالقتل۔(۱) والعصا الصغيرة وان كان يلبث ولكن فى الليل لا يلحقه الغوث فيضطرا لى دفعه بالقتل وكذا فى النهار فى غير المصر فى الطريق لا يلحقه الغوث فاذا قتله كان دمه هدراً الخ هدايه وهكذا فى رد المحتار۔(۲) پس ظاہر ان عبارت سے یہ ہے کہ مقتول ہدر الدم ہے، جیسا کہ لفظ ہدایہ فی طریق غیر مصر الخ اس پر دال ہے اور دفع شر و دفع ضرر واجب ہے فقط۔

قاتل کی سزا

(سوال ۲) کلکٹر میرٹھ کے حکم سے احسان اللہ نے بشیر خاں کو بندوق سے مار ڈالا، قاتل سے مواخذہ ہوگا یا نہیں ؟ حکم حاکم سے شاید مواخذہ نہ ہو۔

(۲) اگر احسان اللہ خان توبہ کر لیں اور ساٹھ روزہ متواتر رکھیں اور دو ہزار سات سو چالیس روپیہ بشیر خان کے باپ کو دیدیں تو مواخذہ اخروی سے بری ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟

(الجواب) اس کی وجہ سے قاتل مواخذہ سے بری نہ ہوگا اور قصاص یا دیت شرعاً اس پر لازم ہوگی۔

(۲) اس میں قصاص واجب ہوتا ہے البتہ اگر اولیاء مقتول دیت لینے پر راضی ہو جائیں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے

---

(۱) هدايه ما يوجب القصاص وما لا يوجب ج ٤ ص ٥٦٧۔ ظفير۔
(۲) هدايه باب مايوجب القصاص وما لا يوجب (ج ۳ ص ٥٦٨) ظفير۔

اور مواخذہ اخروی سے بری نہ ہوگا فقط۔(۱)

مسلمان کا کافر کو زخمی کرنا

(سوال ۳) ایک مسلمان نے ایک ہندو کافر کو بعد اوت ناحق تلوار سے زخمی کیا اتفاقاً اسی زخم سے وہ دس روز کے بعد داخل جہنم ہوا تو اب اس پر قصاص واجب ہے یا نہیں اگر وہ توبہ کرنا چاہے تو کس طرح کرے چونکہ غیر اسلام میں شریعت کے موافق سزائیں مقرر نہیں لہذا اس کو چھڑانے میں جھوٹی گواہی یا مالی امداد کرنا بھی جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جو قوم عہد شکن ہو اور ان کی طرف سے متواتر عہد شکنی ہوتی ہو اور وہ قوم مصداق وهم بدأو کم اول مرة۔(۲) تو ان سے کوئی معاہدہ باقی نہیں رہتا، لہذا بصورت مذکورہ قصاص واجب نہیں ہے اور اس کو چھڑانے میں کوشش کرنا جائز ہے۔

سونے والے کی کروٹ سے دب کر بچہ مر جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ٤) سونے والے کی کروٹ کے نیچے اگر بچہ دب کر مر جاوے تو کفارہ اس پر لازم ہوتا ہے یا نہیں۔ اور والد اور والدہ اور اجنبی میں فرق ہوگا یا نہ۔

(الجواب) اس میں کفارہ واجب ہے اور دیت عاقلہ پر لازم ہے والرابع ما جری مجراہ ای مجری الخطاء کنائم انقلب علی رجل فقتله لا نه معذور کالمخطی وموجبه الکفارة والدیة علی العاقلة الخ در مختار۔(۳) اور والد والدہ وغیرہ میں حکم واحد ہے۔

قصاص کا روکنا جب کہ مقتول کے ورثاء نابالغ ہوں

(سوال ٥) قاتل پر ثبوت کامل ہے جس کا حکم قصاص ہے لیکن ورثاء مقتول سب نابالغ ہیں قاضی صاحب کا فتوی ہے کہ احد الورثاء کے بلوغ تک انتظار کیا جائے کہ بالغ ہونے پر خواہ وہ معاف کردے یا قصاص لے۔ مفتی صاحب بھی متفق ہیں۔ ہائی کورٹ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ بلوغ احد الورثاء کا زمانہ تین چار سال ہے اس وقت تک انتظار کرنا مناسب نہیں، لہذا قاتل کو دائم الحبس کیا جائے۔ شامی وعالمگیری میں دو قول ملتے ہیں کہ سلطان ولی قصاص ہے یا نہ کہ احد الورثاء کے بلوغ کا انتظار کیا جائے مگر ترجیح کسی کو نہیں لکھی اس صورت میں آپ کی کیا رائے ہے؟

(الجواب) اس بارہ میں کتب فقہ میں وہی روایات ملتی ہیں جو کہ جناب کی نظر میں گذر چکی ہیں، کسی جانب کو ترجیح نہیں لکھتے، البتہ انتظار بلوغ احد الورثاء میں یہ وجہ ترجیح کی ضرور ہے کہ قاضی وحاکم کو عفو کا اختیار نہیں ہے اور احد الورثہ کو اختیار ہے اس لئے یہی راجح ہونا چاہئے اور وہ وجہ سیاسی وتعزیری دائم الحبس کرنے کی وجہ ترجیح نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ حکم قواعد شرعیہ سے علیحدہ ہے فقط۔

---

(۱) فالعمد ما تعمد ضربه بسلاح او ما اجری مجری السلاح کالمحدد الخ وموجب ذالك الماثم لقوله تعالی ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جهنم الآیة الخ والقود لقوله تعالی کتب علیکم القصاص فی القتلی الخ الا ان یعفوا الاولیاء او یصالحوا لان الحق لهم الخ (هدایه کتاب الجنایات ج ٤ ص ٥٥٩).

(۲) سورہ توبہ ۲۔ (۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الجنایات ج ٥ ص ٤٦٩ ط.س. ج ٦ ص ٥٣١۔ ظفیر

قتل کرنے کی سزا

(سوال ٦) ایک شخص نے دوسرے کے پاس کچھ امانت رکھی جب مالک نے مانگا توامین اس کو دھوکہ دے کر گھر لے گیا اور قتل کر دیا، اس کا مقدمہ چل رہا ہے چیف کورٹ نے پھانسی کا حکم دیا ہے وارثوں نے اپیل کر دی ہے، قاتل کے ورثاء کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) سوال میں یہ ظاہر نہیں ہوا کہ قتل کس طرح واقع ہوا تاکہ حکم شرعی معلوم ہو تاکہ قصاص کا ہے یا دیت کا اور بہر حال کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ مقتول کے اولیاء اور ورثاء اگر قاتل کو معاف کر دیں تو یہ افضل ہے،اس کے بعد یہ ہے کہ کچھ مال لے کر صلح کر لیں عفو الولی عن القاتل افضل من الصلح والصلح افضل من القصاص الخ در مختار۔(۱) اور قاتل کے ورثاء اگر قاتل کے بچانے میں کوشش کریں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر فی الواقع وہ قتل اس طرح واقع ہوا ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہے تو سقوط سزائے موت میں کوشش کرنا ممنوع نہیں ہے۔ اور یہ بھی در مختار میں تصریح ہے یجوز الشفاعة فی القصاص لا الحد الخ۔(۲)

قاتل کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

(سوال ۷) زید کی ماں و زوجہ میں اکثر نااتفاقی رہا کرتی تھی زوجہ کو آٹھ ماہ کا حمل تھا، ماں کے اشارہ سے زوجہ کو قتل کر ڈالا، لاش چاک ہونے پر بچہ نے آنکھ کھولی اور پھر فوراً مر گیا۔ عدالت میں ناجائز طریقہ سے طبی شہادتیں اس قسم کی گذریں کہ زید کچھ خبطی و شکی تھا۔ مگر اس کا کچھ خیال نہ کر کے عدالت سیشن جج نے پھانسی کا حکم دیا اور اپیل ہونے پر عدالت عالیہ ہائی کورٹ نے سزا پھانسی بحال رکھی، پھر گورنمنٹ میں زید کی کم عمری و نوجوانی و شک و خبط ظاہر کر کے معافی کی درخواست کی گئی، حکم آیا کہ سزا پھانسی منسوخ۔ زید ملزم کو چار سال کی سزا کافی ہے لہذا بلا گزرنے میعاد سزا قید کے وہ رہائی پا کر اپنے مکان پر واپس آ گیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید شرعاً گناہ و قتل سے بری اور پاک صاف ہو گیا ہے یا نہیں اور اس کے ساتھ خورد و نوش و نشست و برخاست جائز ہے یا نہیں، یا کسی طرح بری اور پاک و صاف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) شامی میں ہے واعلم ان توبة القاتل لاتکون بالا ستغفار و الندامة فقط بل یتوقف علی ارضاء اولیاء المقتول فان کان القتل عمداً لا بدان یمکنهم من القصاص منه فان شاؤا قتلوه وان شاؤا عفوا عنه مجاناً فان عفوا عنه کفته التوبة اه۔(۳) پس معلوم ہوا کہ بدون معاف کرنے اولیاء مقتول کے اور بدون توبہ و استغفار کرنے کے قاتل پاک و صاف نہیں ہوا بلکہ اس کو لازم ہے کہ مقتولہ کے اولیاء سے معاف کرا دے اور توبہ و استغفار کرے۔ امید ہے کہ وہ بری اور پاک و صاف ہو جائے گا۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الجنایات ج ٥ ص ٤٨٤ ط.س. ج٦ص٥٤٨. ظفیر.
(۲) ایضاً ج ٥ ص ٤٨٤ ط.س. ج٦ص٥٤٩.
(۳) ردالمحتار کتاب الجنایات ج ٥ ص ٤٨٤ ط.س. ج٦ص٥٤٩.

باب دوم احکام زنا
(زنا وغیرہ سے متعلق شرعی احکام ومسائل)

الزام زنابغیر ثبوت ثابت نہیں ہوتا۔

(سوال ۱) ایک لڑکے کے ذمہ زنا عائد ہوتا ہے کیونکہ وہ لڑکا ایک لڑکی کے پاس ایک مکان میں سوتا تھا لڑکی صبح کو روتی ہوئی اٹھی اور کہنے لگی کہ میرے ساتھ برا کام کرنا چاہتا تھا لیکن کسی نے بھی برا فعل کرتے نہیں دیکھا صرف لڑکی کے جملہ مذکور پر یقین کرتے ہیں، لڑکا کہتا ہے کہ میں نے کچھ برا فعل نہیں کیا، میں نے صرف نماز کے واسطے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا تھا، سو تحریر فرمائیں کہ وہ شخص نماز بھی پڑھاتا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہ ؟

(الجواب) اس صورت میں جب کہ کوئی شرعی ثبوت زنا پر نہیں۔(۱) تو پھر صرف لڑکی کے اقرار سے کسی دوسرے کو ملزم نہیں قرار دیا جاسکتا، یہ اقرار صرف لڑکی ہی کے حق میں معتبر ہے یعنی اس پر وہ تمام احکام جاری ہوں گے جو شرعاً زنا پر مرتب ہوسکتے ہیں۔(۲) اور یہاں لڑکی نے بھی زنا کا اقرار نہیں کیا، شخص اس سے بری سمجھا جاوے گا اور صرف اس وجہ سے اس کی امامت میں بھی کوئی حرج نہیں ہے البتہ اگر خارجی طور پر لوگوں کو اس کے فسق کا حال معلوم ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے اس سے توبہ کرالی جاوے۔

صرف زانی کے اقرار سے زنا ثابت ہوجاتا ہے

(سوال ۲) ایک شخص زنا کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے عورت پر سوار ہوکر وطی کیا، پھر چند ماہ بعد ایک جنگل میں وہی دونوں فاعل و مفعول زنا کرتے دیکھے گئے لوگوں نے قرآن دے کر اس سے زنا پر حلف لیا، اس نے سال، ماہ، تاریخ ساعت زنا، مکان زنا او کالمیل فی المکحلہ کے داخل کرنے کا اقرار کیا۔ مگر زنا پر چار گواہ نہیں پائے گئے اس کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص کے ساتھ خورد ونوش جائز ہے یا نہ ؟

(الجواب) اس صورت میں جب کہ شخص مذکور نے اقرار بالزنا کیا تو بقاعدہ المرء یوخذ باقرارہ اس کے حق میں اس کا اعتبار کیا جائے گا۔(۳) یعنی جو احکام کہ شرعی شہادت موجود ہونے کی صورت میں اس پر عائد ہوتے وہ اب بھی عائد ہوں گے، البتہ یہ ضرور ہے کہ صرف اس کے حق میں معتبر ہوگا، کسی دوسرے کے حق میں نہیں، کیونکہ اقرار کو فقہاء نے حجۃ قاصرہ قرار دیا ہے، جو صرف مقر ہی کے حق میں معتبر ہوسکتی ہے دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا فی الهداية وانه ملزم لو قوع دلالته الاترى كيف الزم رسول الله صلى الله عليه وسلم ماعزؓ باقراره وتلك المرأة باعترافها الخ وهو حجة قاصرة لقصور ولاية المقر عن غيره فيقصر عليه الخ هدايه ربع ثالث(۴) پس صورت مسئولہ میں جب تک کہ زانی توبہ واستغفار نہ کرے اس کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات نہ رکھنے چاہئیں، یہاں ہندوستان میں حدود شرعیہ قائم نہیں ہوسکتیں اس لئے اب اس کے سواء کوئی

---

(۱) ولا تقبل الشهادة على الزنا الا شهادة اربعة احرار المسلمين كذافى شرح الطحاوى (عالمگيرى مصرى باب خامس ج ۲ ص ۱۵۱ ط. ماجديه ۱ ص ۱۵۱). (۲) ويثبت الزنا باقراره (ايضا باب ثانى ج ۲ ص ۱۴۳) ظفير
(۳) ويثبت الزنا باقراره (عالمگيرى مصرى باب ثانى ج ۲ ص ۱۴۳ ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۴۳) ظفير
(۴) هدايه كتاب الحدود فصل فى الزنا (ج ۳ ص) ظفير

چارہ کار نہیں۔ فقط۔(۱)

منکوحہ سے زنا حق اللہ اور حق العباد دونوں ہے

(سوال ۳) نکاح شدہ عورت سے زنا کرنا حق العباد ہے یا نہ اور عورت کے خاوند کا زانی سے کچھ مواخذہ ہے یا نہ ؟

(الجواب) منکوحہ عورت سے زنا کرنا حق اللہ بھی ہے اور حق العباد بھی، حدیث شریف میں کبائر کے بیان میں ہے قال ان تزنی حليلة جارك اس پر محشی لکھتے ہیں لانه زنا وابطال حق الجوار والخيانة معه فيكون اقبح۔(۲) فقط۔

زانیہ کی سزا

(سوال ٤) ایک عورت زانیہ ہے اور حاملہ ہے اب اسلامی حد کسی طرح جاری نہیں ہو سکتی اب اس کو کیا سزا دینی چاہئے اور کیا معاملہ کیا جاوے ؟

ہندوستان میں حد کا اجراء

(سوال ٥) اگر اس عورت کو بعد وضع حمل قتل خفیہ کر دیا جاوے تو قاتل شرعاً مجرم ہوگا یا نہ ؟

زانی سے زانیہ کا نکاح

(سوال ٦) اگر اس عورت کا جائز طریقہ سے نکاح کر دیا جائے تو کیسا ہے ؟

زنا زیادہ قبیح ہے یا سود

(سوال ۷) زنا اور سود میں کیا نسبت ہے قبح زیادہ کس میں ہے ؟

(الجواب) (۱) توبہ کراویں اور نصیحت کر دیں۔(۳)

(۲) یہ جائز نہیں ہے۔(٤)

(۳) نکاح کر دینا اچھا ہے اس میں آئندہ فتنہ کا انسداد ہے۔(٥)

(٤) دونوں گناہ کبیرہ ہیں البتہ سود کو زنا سے بلکہ چھتیس ٣٦ زنا سے اشد حدیث میں فرمایا گیا ہے۔(٦) فقط۔

دار الحرب میں زانی پر کیا حد ہوگی ؟

(سوال ۸) زانی پر کوئی حد شرعی اس زمانہ میں لگ سکتی ہے یا نہیں اور زانی مدت حمل میں اگر اس سے نکاح کرے تو ہو سکتا ہے یا نہ ؟

(الجواب) کچھ اس زمانہ میں جاری نہیں ہو سکتی۔(۷) اور وہ حمل خواہ زید کا ہو یا نہ ہو اگر زید اس سے نکاح کرے

---

(۱) لانه لا حد في دار الحرب (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج ٤ ص ٥ .
(۲) دیکھئے مشكوة باب الكبائر مع الحواشى ص ۱۷ ط. (۳) لا نه لا حد فى دارالحرب (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود (ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج ٤ ص ٥) ظفير (٤) اس لئے کہ یہ دار الاسلام نہیں دار الحرب کے حکم میں ہے لانه لا حد فى دار الحرب (ايضاً) ظفير. (٥) قال النبى صلى الله عليه وسلم يا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فانه اغض للبصر و احصن للفرج متفق عليه (مشكوة كتاب النكاح ص ۲٦۷) ظفير
(٦) قال الله تعالى لا تقربوا الزنا انه كان فاحشة و ساء سبيلاً (بنى اسرائيل . ٤)
(۷) لا نه لا حد فى دارالحرب (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج ٤ ص ٥) ظفير

تو اس حالت حمل میں بھی نکاح ہو سکتا ہے۔

زنا پر کیا سزا دی جائے؟

(سوال ۹) ایک شخص نے اپنی حقیقی بھانجی سے زنا کیا پنچایت کی روبرو اس لڑکی نے بیان کیا جس پر برادری نے اس کو علیحدہ کر دیا اس پر شرعاً کیا حکم لگ سکتا ہے؟

(الجواب) جب کہ گمان غالب ایسا ہی ہے وہ شخص متہم بالزنا ہے اگرچہ شرعی طور سے زنا کا ثبوت نہیں ہے کیونکہ ثبوت زنا کا شرعاً چار عادل گواہوں کی چشم دید شہادت ہوتا ہے۔(۱) اس کو یہی تنبیہ کافی ہے کہ اس کو تا ظہور صلاح و توبہ برادری سے خارج کیا جاوے کیونکہ تعزیر شرعی تو اس زمانہ میں بوجہ نہ ہونے حکومت اسلام کے جاری نہیں ہو سکتی۔ فقط۔

دختر کے ساتھ زنا

(سوال ۱۰) ایک شخص نے اپنی دختر کے ساتھ زنا کیا اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اور کیا سزا ہے؟

(الجواب) لڑکی محرمات لدیہ سے ہے اول تو زنا ہر ایک عورت سے حرام قطعی ہے کہ حلال سمجھنے والا اس کا کافر ہے(۲) پھر اپنی لڑکی سے زنا کرنا ہر طرح موجب معصیت و ملامت دارین ہے اور سخت روسیاہی کی بات ہے ایسے شخص کا منہ کالا کرنا چاہئے اور برادری کی جو کچھ سزا ہو اس کو دینی چاہئے، شرعی سزا اور حد تو اس زمانے میں بوجہ حکومت غیر اسلامی کے جاری نہیں ہو سکتی۔ فقط۔(۳)

بلا نکاح عورت کو رکھنا

(سوال ۱۱) بے نکاح عورت کو رکھنے والے کے لئے کیا سزا ہے؟

(الجواب) وہ شخص مرتکب زنا کا ہے اور فاسق ہے۔(۴) فقط

دار الحرب میں زانی کی سزا

(سوال ۱۲) اس زمانہ میں زانی کو کیا سزا دی جا سکتی ہے؟

(الجواب) کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود دار الاسلام میں قائم ہو سکتی ہیں، دار الحرب میں حدود قائم نہیں ہو سکتی کما فی الدر المختار فی دار الاسلام لا نہ لا حد بالزنا فی دار الحرب الخ وفی الشامی لا حد بالزنا فی دار الحرب۔(۵) الخ پس معلوم ہوا کہ ہندوستان میں حد زنا وغیرہ قائم نہیں ہو سکتی اور جب کہ بادشاہ اسلام موجود نہیں ہے تو قانون شرعی کے جاری ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور شریعت اسلامیہ میں رجم کی عوض اور کوئی سزا تجویز نہیں کی گئی اور تعزیر میں کچھ تحدید اور تعین نہیں ہے حاکم کی رائے پر موقوف ہے۔ فقط۔

---

(۱) ولا تقبل الشهادة الا شهادة اربعة احرار مسلمين (عالمگیری مصری باب خامس ج ۲ ص ۱۵۱) ظفیر. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۵۱. (۲) ان من استعمل ما حرمه الله تعالى على وجه الظن لايكفر و انما يكفر اذا اعتقد الحرام حلالاً الخ قوله ظانا الحل اما لو اعتقده يكفر كما مر ردالمحتار كتاب الحدود مطلب اذا استحل المحرم (ج ۳ ص ۲۱۳ ط. س. ج ٤ ص ۲٤) ظفير. (۳) لانه لاحد فى دار الحرب (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط. س. ج ٤ ص ۵) ظفير. (٤) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزنى الزانى حين يزنى وهو مومن (مشكوة باب الكبائر ص ۱۷.

(۵) ردالمحتار كتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط. س. ج ٤ ص ۵. ظفير.

محارم سے نکاح کو حلال جاننے کی سزا

(سوال ۱۳) محارم کے ساتھ نکاح کرنے اور حلال جان کر صحبت کرنے سے حد آوے گی یا نہیں؟

(الجواب) اصل یہ ہے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک حدود شبہ سے بھی ساقط ہو جاتی ہیں، نفس نکاح سے حرمت مشتبہ ہو جاتی ہے اس لئے حد ساقط ہے البتہ اس کے مرتکب کو سخت تعزیر دی جا سکتی ہے۔(۱) امام طحاویؒ نے اس مسئلہ کو مدلل بیان کیا ہے وخالفهم آخرون فی ذلك فقالوا لایجب فی هذا حد الزنا ولكن یجب فیه التعزیر والعقوبة البلیغة وممن قال بذلك ابو حنیفة وسفیان الثوری الخ ، شرح معانی الآثار جلد ثانی باب التزوج بالمحارم۔(۲) فقط۔

زانی سے تعلق رکھنا کیسا ہے؟

(سوال ۱۴) ایک مولوی صاحب کی چچازاد بھانجی اپنے خدمت گار سے جو ان کے یہاں بچپن سے رہتا ہے ناجائز تعلق رکھتی ہے مولوی صاحب کی اس خدمت گار سے دوستی ہے۔ اس مکروہ فعل سے مولوی صاحب کو ذرا ملال نہیں بلکہ اس سے کشادہ پیشانی سے دوستی قائم ہے اس صورت میں مولوی صاحب کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر ان مولوی صاحب کو علم ہے کہ وہ خدمت گار زانی ہے اور مولوی صاحب کی چچیری بھانجی سے اس کا تعلق ناجائز ہے اور شہادت شرعیہ سے زنا اور ناجائز تعلق ثابت ہے اور پھر بھی مولوی صاحب مذکور باوجود قدرت کے اس خدمت گار کو اس فعل شنیع سے نہ روکیں تو بے شک گناہ گار ہوں گے ان کو توبہ کرنی چاہئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو خاص اس امت کا شعار اور مایہ افتخار ہے ضروری سمجھ کر اس پر کاربند ہوں البتہ دوسرے مسلمانوں کو بھی یہ لازم ہے کہ بدون چار آدمیوں کی عینی شہادت کے کسی عورت یا مرد کو زنا کی تہمت نہ لگاویں۔ ورنہ پھر وہ ماخوذ ہوں گے اور اگر اسلامی حکومت ہو تو ان کو حد قذف اسی کوڑے مارے جائیں گے۔(۳) کماقال الله تعالیٰ لو لاجاءوا علیه باربعة شهداء فاذلم یاتوابا لشهداء فاولئك عندالله هم الكاذبون۔(۴) فقط۔

ہمشیرہ کے ساتھ زنا کے مرتکب کی سزا

(سوال ۱۵) ایک شخص کو اپنی ہمشیرہ حقیقی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے عبدالغنی نے بچشم خود دیکھا اور اس کو جھڑکا، اس کو دو تین آدمیوں نے سنا، صبح کو لڑکی سے پوچھا اس نے مجمع میں اقرار کیا کہ اڑھائی مہینہ سے ایسا کرتا ہے ان کے ساتھ برادری کو کیا سلوک کرنا چاہئے؟

---

(۱) لا یحد ولا یعزز (در مختار) قوله الحل اما لوا عتقده یكفر كما مرقوله یعزر ای اجماعا وفی الفتح لم یجب علیه الحد عند ابی حنیفة وسفیان الثوری وزفروان قال علمت انها حرام علی ولكن یجب الحدویعاقب عقوبة هو اشد ما یكون من التعزیر سیاسةً لا حد ا مقدرا شرعا ادا كان عالماً بذلك (ردالمحتار كتاب الحدود) ج۳ ص ۲۱۲ وج ۳ ص ۲۱۳ .ط.س. ج ٤ ص ۲٤) ظفیر .(۲) شرح معانی الآثار باب التزوج بالمحارم ص) ظفیر.

(۳) لا تقبل الشهادة علی الزنا الا شهادة اربعة احرار مسلمین ان شهد علی الزنا اقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلاثة لا تقبل الشهادة ویحد الشاهد حد القذف (عالمگیری مصری باب خامس ص ج ۲ ص ۱۵۱ و ج ۲ ص ۱۵۲ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر (٤) سورة النور ۲٤: ۱۳

(الجواب) ایک آدمی کی گواہی سے شرعاً زنا ثابت نہیں ہوتا۔(۱) اور عورت کا اقرار مرد کے حق میں معتبر نہیں ہے اس لئے شرعی کوئی حد ان پر نہیں لگ سکتی۔ البتہ جب کہ شبہ ہو گیا اور تہمت لگ گئی تو ان دونوں کو علیحدہ رکھا جاوے اور ایک جگہ نہ رہنے دیا جاوے۔(۲) فقط۔

منکوحہ دوسرے کے سپرد کرنا

(سوال ۱۶) اللہ دتا درزی نے اپنی دختر نابالغہ فضل بیگم کا عقد مسمی حسین کے ساتھ کر دیا اور رخصتی دوسرے وقت پر ملتوی کی گئی۔ اب راجہ علی، علی شان خان نمبردار نے کچھ روپیہ رشوت میں لے کر بغیر عقد شرعی لڑکی کو پائی میں بٹھا کر اپنے درزی مسمی فضل کے سپرد کر دن کیا فضل اور فضل بیگم کا خاوند بیوی کی طرح بغیر عقد شرعی تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

اس کی سزا

(سوال ۱۷) علی شان کا ایسا کرنا موجب تعزیر ہے یا نہ؟

زانی سے تعلق

(سوال ۱۸) علی شان کے رشتہ داروں کو اس سے تعلق قطع کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۴) نابالغ منکوحہ کے باپ ایجاب اور ناکح کے باپ کے قبول کرنے سے نکاح شرعی منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ فضل النساء نابالغہ کا نکاح شرعی طور پر اس کے باپ نے کر دیا تھا تو وہ نکاح اسی وقت لازم و نافذ ہو گیا تھا۔ اب نہ مسماۃ کا دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے اور نہ کسی کو یہ اختیار ہے(۳) کہ ناجائز طریق پر اس کو کسی اجنبی کے حوالہ کرے، لہذا فضل اور فضل النساء کے درمیان فوراً علیحدگی کرائی جائے اگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوں تو ان سے تمام مسلمان قطع تعلق کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ **فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین**۔(۴)

(۲) بے شک علی شان نے سخت گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے، مسلمانوں کو اس سے میل ملاپ رکھنا جائز نہیں اور اس کے حق میں یہی تعزیر ہے۔

(۳) اگر علی شان توبہ کرے اور منکوحہ کو اس کے شوہر کے پاس پہنچائے تو تمام برادری کو اس سے کوئی تعلق نہ رکھنا چاہے کیونکہ حقیقت میں اس حرام کے ارتکاب کا یہی شخص باعث ہوا ہے۔

(۴) زوجین کے عدم بلوغ کی صورت میں ان کے باپ کو ان کے نکاح کا کلی اختیار حاصل ہے پس صورت مسئولہ میں اگر لڑکا بھی نابالغ تھا تو اس کے باپ کو بھی اختیار کلی حاصل تھا۔ اور اگر بالغ تھا اور باپ نے اس کی رضا و اجازت سے نکاح کیا تھا، یا نکاح کے بعد اس نے رضامندی ظاہر کر دی تب بھی نکاح نافذ و صحیح ہو گیا، اب تاوقتیکہ

---

(۱) لا تقبل الشهادة على الزنا الا شهادة اربعة احرار مسلمين ان شهد على الزنا اقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلاثة لا تقبل الشهادة ويحد الشاهد حد القذف (عالمگیری مصری باب خامس ج ۲ ص ۱۵۱) **ظفیر**.

(۲) عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يخلون رجل بامرأة الا كان ثالثهما الشيطان رواه الترمذى (مشكوة باب بيان العورات ص ۲۶۹) والمعنى يكون الشيطان معهما ويهيج شهوة كل منهما حتى يلقيهما فى الزنا (حاشيه مشكوة عن المرقاة ص ۲۶۹) ظفير. (۳) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ لم يقل احد بجوازه (ردالمحتار باب المحرمات ج ۲ ص ۴۸۲) ظفير. (۴) سورة الانعام . ۸.

شوہر طلاق نہ دے مسماۃ کو دوسرے نکاح کا اختیار نہیں ایسی حالت میں نکاح ثانی باطل اور بحکم زنا ہے۔(۱) فقط۔

زنا کسی کے ساتھ جائز نہیں

(سوال ۱۹) بھانجی کے ساتھ زنا کرنا جائز ہے یا نہیں اور نانا نانی معاون ہیں اس کی کیا سزا ہو سکتی ہے؟

(الجواب) حرام ہے اور جو اس کام میں زانی اور زانیہ کی مدد کرے وہ بھی فاسق و فاجر ہے ان سب سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے۔(۲) فقط

زنا میں چار گواہوں کی وجہ

(سوال ۲۰) جب کہ جرم کے ثبوت میں دو کس شہادت پر مدار ہے تو زنا کے ثبوت پر اربع شہادت کیوں ضروری ہیں۔

(الجواب) زنا چونکہ سنگین جرم ہے اور اس کی سزا بھی بہت سخت اور شدید ہے یعنی زانی محصن کی سزا سنگسار ہے اور غیر محصن کو سو کوڑے لہذا حکمت حق تعالیٰ اسکو مقتضی ہوئی کہ اس کی شہادت میں بھی کچھ شدت رکھی جاوے تاکہ اشاعت فاحشہ بین المؤمنین میں کمی ہو۔(۳) فقط۔

مرد و عورت کا ایک بستر پر سونا زنا کے ثبوت کے لئے کافی نہیں

(سوال ۲۱) ایک مرد اور ایک عورت جوان العمر کو باہم ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے اور ہمکنار دیکھا گیا شاہد نے اول سے آخر تک ان کو حالت مذکور پر دیکھا مگر کوئی حرکت جماعی نہیں دیکھی، اس حالت میں زنا ثابت ہے یا نہیں؟

اس صورت میں زنا ثابت نہیں

(سوال ۲۲) اس صورت میں فریقین پر ثبوت زنا اور حد زنا قائم ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس حالت کے دیکھنے سے زنا کا ثبوت نہیں ہوتا اگرچہ یہ فعل بھی حرام ہے۔(۴)

(۲) اس صورت میں زنا ثابت نہیں ہے اور نہ حد زنا ثابت ہے۔(۵)

دو شخص کی گواہی سے زنا ثابت نہیں ہوتا

(سوال ۲۳) ایک شخص نے اپنی خوشدامن سے زنا کیا اس عورت کے لڑکے اور بھانجے دونوں نے جن کی عمر پندرہ سولہ سال ہے بچشم خود دخول کرتے ہوئے دیکھ لیا اور مجمع میں بیان کر دیا اس کے بعد عورت کے لڑکے نے اپنے اقرار سے رجوع کر لیا تو اس صورت میں زنا ثابت ہے یا نہیں۔

---

(۱) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته الخ فلم یقل احد بجوازه (ردالمحتار ج ۲ ص ۴۸۲. ط.س. ج۳ ص ۵۱۶) ظفیر

(۲) قال رجل یا رسول الله ای الذنب اکبر عندالله قال ان تدعوا الله ندا وهو خلقك قال ثم ای قال ان تقتل ولدك خشیة ان یطعم معك قال ثم ای قال ان تزنی حلیلة جارك فانزل الله تصدیقها والذین لا یدعون مع الله الٰها آخر و لا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق و لا یزنون الایة متفق علیه (مشکوة باب الکبائر ص ۱۶) ارشاد ربانی هے تعاونوا علی البر و التقوی و لا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدة ۱) ظفیر.

(۳) یثبت الزنا بشهادة اربعة رجال فی مجلس واحد بلفظ الزنا لا مجرد لفظا لوی والجماع (در مختار) لان لفظ الزنا هو الدال علی فعل الحرام الخ (ردالمحتار کتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۶)

(۴) ویثبت الزنا عند الحاکم بشهادة اربعة یشهدون علیه بلفظ الزنا لا بلفظ الوطء والجماع الخ وقالوا رایناه ادخل کالمیل فی المکحلة (عالمگیری مصری باب ثانی ج۲ ص ۱۴۳) ظفیر

(۵) ان تمکنت فیه الشبهة لا یجب الحد (عالمگیری باب رابع ج ۲ ص ۱۴۷) ظفیر.

(الجواب) دو شخص کی گواہی سے زنا ثابت نہیں ہوتا پس وہ دونوں لڑکے اگر عاقل وبالغ وعادل بھی ہوں اور ان میں سے کوئی اپنے قول سے رجوع نہ بھی کرتا تب بھی ان کی گواہی سے زنا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ زنا کا ثبوت چار گواہوں کی گواہی سے ہوتا ہے۔(۱) کما قال اللہ تعالیٰ لولا جاؤا علیه باربعة شهداء فاذ لم یاتو ا بالشهداء فاؤلئك عند الله هم الکاذبون۔(۲) پس جب کہ شرعاً اس گواہی کا اعتبار نہیں ہے تو اس قصہ کے پیچھے نہ پڑنا چاہئے اور اشاعت فاحشہ نہ کرنا چاہئے، کیونکہ یہ سخت گناہ ہے کہ بدون ثبوت شرعی کے اس کو زبان سے نکالا جاوے اور مشہور کیا جاوے۔

زنا کا ثبوت

(سوال ۲۴) اگر زید کا گمان اپنی زوجہ پر ہو کہ وہ زانی ہے مخفی طور سے زنا کراتی ہے

(۲) اگر زید نے اپنی زوجہ کو چشم خود سے زنا کرا کے آتی ہوئی دیکھ لیا ہے اور زانی کو شناخت کیا کہ وہی عمرو زانی ہے جو خفیہ طور سے غیر حاضری میں بلایا جاتا تھا، زید بھی اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے زوجہ کو چار ماہ کا حمل ہے تو وہ اس کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) اگر زید نے عمرو کو اپنے مکان سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا رات کے وقت، ان صورت میں زنا ثابت ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱ تا ۳) ایسے توہمات کا شریعت میں اعتبار نہیں ہے اور جب تک چار گواہ چشم دید زنا کے نہ ہوں زنا ثابت نہیں ہوتا۔(۳) کما قال اللہ تعالیٰ لو لا جاؤا علیه بار بعة شهداء وفاذلم یا توا بالشهداء فاولئك عند الله هم الکاذبون۔(۴) پس وہ حمل جو زید کے زوجہ کو ہے وہ شرعاً زید کا ہی سمجھا جاوے گا اور اس کا نسب زید سے ہی ثابت ہوگا۔(۵) اور عورت مذکورہ کا رکھنا زید کو جائز ہے۔(۶) اور اگر زید اس کو طلاق دے دے گا تو اس پر طلاق ہو جائے گی لیکن طلاق دینا واجب نہیں ہے۔ فقط

نابالغہ سے زبردستی زنا اور اس کی سزا

(سوال ۲۵) اگر کوئی شخص زبردستی عورت نابالغہ سے زنا کرے تو کیا دونوں سزا زنا کے مستحق ہوں گے یا کیا اور کیا سزا دی جاوے گی؟

(۲) اگر کوئی شخص بالغہ عورت سے زبردستی زنا کرے تو کیا دونوں سزا کے مستحق ہوں گے اور عورت پر کیا کفارہ آئے گا؟

(الجواب)(۱،۲) ان دونوں صورتوں میں مرد وعورت توبہ واستغفار کریں اور اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرمانے والا ہے

---

(۱) لا تقبل الشهادة علی الزنا الا شهادة اربعة احرار مسلمین و ان شهد علی الزنا اقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلثة لا تقبل الشهادة ویحد الشاهد حد القذف (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۱۵۱ و ج ۲ ص ۱۵۲ ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۵۱) ظفیر (۲) سورة النور رکوع ۲. (۳) ویثبت الزنا عند الحاکم ظاهر ابشهادة اربعة یشهدون علیه بلفظ الزنا لا بلفظ الوطی والجماع وقالوا رایناه ادخل کالمیل فی المکحلة (عالمگیری مصری باب ثانی ج ۲ ص ۱۴۳ ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۵۱) ظفیر (۴) سورة النور ۳. (۵) الولد للفراش وللعاهر الحجر (مشکوٰة ص ۲۸۷) ظفیر.

(۶) لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة ولا علیها تسریح الفاجر الا اذا خاف ان لا یقیما حدود الله فلا باس ان یتفرقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المحرمات ج ۲ ص ۴۰۲. ط.س. ج۳ ص ۵۰) ظفیر.

اور کوئی حد اس زمانہ میں اس ملک میں جاری نہیں ہو سکتی۔(۱)

حاملہ من الزنا سے نکاح اور اس سے وطی

(سوال ۲۶) حبلی من الزنا سے اگر غیر زانی نکاح کرے تو قبل وضع حمل وطی کرنے سے اس پر حد شرع قائم ہو گی یا نہ یہاں پر قاضی شرع تو ہے نہیں اگر کوئی عالم زانی وزانیہ کو زجراً سودو سو جوتی وغیرہ مارنے کا حکم دے تو یہ جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) اس صورت میں حد شرع نہیں ہے کیونکہ نکاح کی وجہ سے شبہ پیدا ہو گیا۔(۲) اس صورت میں قاضی شرع کے سوا دوسرا شخص حد قائم نہیں کر سکتا۔

تین کی گواہی سے زنا ثابت نہیں ہوتا

(سوال ۲۷) زید کی بیوی پر تہمت زنا لگائی گئی تین آدمیوں نے گواہی دی کہ ہم نے زنا کراتے دیکھا اس صورت میں زنا ثابت ہوا یا نہیں؟

(الجواب) زید کی بیوی پر اس صورت میں شرعاً زنا ثابت نہیں ہے پس پنچایت کی طرف سے زید کو کچھ سزا نہ دینی چاہئے (ان شهد على الزنا اقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلاثة لا تقبل الشهادة (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۱۵۱) ظفیر۔

خوشدامن کے ساتھ زنا

(سوال ۲۸) کوئی شخص اپنی خوش دامن کے ساتھ زنا کرے، داماد اور ساس نے ایک مجمع عام میں اقرار بھی کیا شہر کے لوگ دو مولوی کو لائے انہوں نے مرقومۃ الذیل سزاؤں کا فتویٰ دیا کہ جوتا اور کھڑم اور جھاڑو وغیرہ زانی کے گلے میں لٹکایا جاوے زانی زانیہ کو ماں کہے اور زانیہ زانی کو باپ کہے، زانی تبدیل مکان کرتا ہو گا۔ زانی کو ساٹھ روزے مثل کفارہ صوم کے رکھنے ہوں گے زانی اور زانیہ کے شوہر کے ساتھ مواکلت مشاربت و مجالست بند کیا جائے، آیا یہ سزائیں دینا کیسا ہے؟

(الجواب) زنا کی حد اول تو اس ملک میں جاری نہیں ہو سکتی کما فی الدر المختار والشامی لا نه لا حد بالزنا في دار الحرب ۔(۳) دوسرے یہ سزائیں جس کسی نے تجویز کیں ان میں سے کوئی سزا بھی زنا کی نہیں ہے یہ اس مجوز کی جہالت ہے شرعاً یہ سزائیں زنا کی نہیں ہیں اور ثبوت زنا چار گواہان عادل کی گواہی سے ہوتا ہے یا چار مرتبہ قاضی کے سامنے اقرار کرنے سے، چونکہ اب قاضی شرعی بھی نہیں نہ اقرار چار مجالس میں ہوا لہذا ثبوت زنا حسب قاعدہ شرعیہ نہیں ہے بہر حال صورت مسئولہ میں نہ زنا ثابت ہے نہ کوئی حد اس پر قائم ہو سکتی ہے قال فی الدر المختار يثبت ايضا باقراره الخ اربعاً في مجالسه الا ربعة كلما اقر رده بحيث لا يراه .(۴) پس اگر درحقیقت اس شخص سے زنا ہوا تو توبہ کرے یہی اس کا کفارہ ہے اور خوش دامن کے ساتھ زنا کرنے سے زانی کی

(۱) لانه لا حد في دار الحرب (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج ٤ ص ۵) ظفير.
(۲) لاحد لشبهة العقد (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود ج ۳ ص ۲۳ ط.س. ج ٤ ص ۹.
(۳) ايضاً (ج ۳ ص ۱۹۸ ط.س. ج ٤ ص ۵) ظفير (٤) ط.س. ج ٤ ص ۸

زوجہ اس پر حرام لبدا ہو جاتی ہے اس صورت میں اپنی زوجہ کو علیحدہ کر دے اور زانیہ کے شوہر کا کچھ قصور نہیں ہے جو اس سے متارکت کی جاوے اور اس کو سزا دی جائے۔

زانی سے برتاؤ

(سوال ۲۹) ایک شخص نے اپنی ہمشیرہ کی لڑکی سے زنا کیا اس کے ساتھ کھانا پینا برتاؤ جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ اس کے ہمراہ ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) اس شخص سے توبہ کرائی جاوے اور تنبیہ کی جائے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے علیحدگی کرنی چاہئے اور جو لوگ اس کے معاون ہیں گناہ گار ہیں (کیونکہ اس ملک میں حد جاری نہیں ہو سکتی لانہ لاحد فی دار الحرب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵) ظفیر)

سماعی گواہوں سے زنا ثابت نہیں ہوتا

(سوال ۳۰) زید کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا ناجائز تعلق ایک بھنگن سے تھا۔ کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے بلکہ تمام سماعی گواہ ہیں اس صورت میں زید کے واسطے کیا سزا ہے اور اگر کوئی شخص عینی شہادت دے تو زید مذکور کے واسطے کیا سزا ہے، ایسے ثبوت کے بعد کیا دوسرے مسلمان اسی کے ساتھ خورد و نوش کر سکتے ہیں۔

(الجواب) محض سماعی باتوں سے زید پر تہمت زنا کی لگانا شرعاً درست نہیں ہے۔(۱) اور ایک دو گواہ کے عینی شہادت سے بھی زنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ ثبوت زنا کے لئے چار عادل گواہوں کی چشم دید شہادت کی ضرورت ہے جو یہ گواہی دیں کہ ہم نے عین فعل مذکور کو کالمیل فی المکحلہ دیکھا ہے کما بین فی کتب الفقہ، پس بدون ایسی شہادت کے زنا ثابت نہیں ہوتا اور زید کو زانی سمجھنا اور کہنا درست نہیں ہے۔(۲)

بیوی کے مرنے کے بعد ساس سے زنا اور اس کا حکم

(سوال ۳۱) زید نے بعد انتقال اپنی زوجہ کے اپنی ساس سے زنا کیا، اب شرعاً اس گناہ کی کیا سزا ہے۔

(الجواب) قال الله تعالىٰ قل يا عبادى الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطو من رحمة الله (۳) پس ان دونوں کو توبہ کرنی چاہئے، اور استغفار کرنا چاہئے، اس سے وہ دونوں پاک ہو جاویں گے لان التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ (۴) اور اس ملک میں چونکہ کوئی سزا شرعی قائم نہیں ہو سکتی۔(۵) اس لئے توبہ ہی کافی ہے۔ فقط۔

---

(۱) ویثبت الزنا عند الحاكم ظاهراً بشهادة اربعة يشهدون عليه بلفظ الزنا لا بلفظ الوطی والجماع الخ وقالوا رأيناه ادخل كالميل في المكحلة (عالمگيرى مصرى ج ۲ ص ۱۴۳ ط. ماجديه ج۱ ص ۱۴۳)۔
(۲) لا تقبل الشهادة على الزنا الا شهادة اربعة احرار مسلمين ان شهد على الزنا اقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلاثة لا تقبل الشهادة ويحد الشاهد حد القذف (عالمگيرى باب خامس ج۲ ص ۱۵۱ و ج ۲ ص ۱۵۲ ط. ماجديه ج۱ ص ۱۵۱) ظفير. (۳) سورة الزمر. ٦۔
(٤) مشكوة باب الاستغفار والتوبة
(۵) لانه لا حد فی دار الحرب (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط. س. ج٤ ص۵) ظفير

دو کے دیکھنے سے زنا ثابت نہیں ہوتا

(سوال ۳۲) زید کی دو بیوی ہے ہندہ و خالدہ۔ دونوں نے ہندہ کو حالت زنا میں زیر و زبر بچشم خود دیکھا تو زنا ثابت ہے یا نہیں اور بعد طلاق کے دین مہر دینا لازم ہو گا یا نہیں اور زید اس کو لعان کرا کر طلاق دے دے یا بلا لعان کے ؟

(الجواب) زید اور اس کی زوجہ خالدہ کے بیان سے ہندہ پر زنا کا ثبوت نہ ہو گا اور بوجہ دار الاسلام نہ ہونے کے لعان بھی نہ آوے گا۔(۱) اور مہر بعد طلاق کے واجب الادا ہو گا۔(۲)

زنا کر کے توبہ کر لیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۳۳) زید نے کسی بھنگن یا چماری سے زنا کیا اور بعد عرصہ کے توبہ کر لی آیا بعد توبہ کے اس کو کوئی سزا یا تاوان دینا چاہئے یا نہیں۔ اور جائز ہے یا نہ ؟۔

(الجواب) جب کہ زید نے توبہ کر لی اور اس فعل قبیح پر نادم ہوا اور استغفار کیا تو گناہ اس کا معاف ہو گیا اب اس پر کچھ سزا اور تنبیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے **التائب من الذنب کمن لا ذنب له**۔(۳) فقط۔

زنا بالجبر اور اس کا حکم ؟

(سوال ۳۴) زید اپنی بڑی دختر سے مرتکب زنا بالجبر کا ہوا، اور چھوٹی دختر سے زنا بالجبر کی گفتگو کی اور تحقیق دونوں بیٹیوں سے محققوں کو ثابت ہو چکی ہے اور شہرت عامہ بھی ہو چکی اگر چہ شرع سے مجبور ہیں مگر چھوڑنا بھی دشوار ہے بوجہ غیرت اسلام اور شہرت عامہ کے۔

(الجواب) شرعاً اس صورت میں با قاعدہ شرعیہ ثبوت زنا مرد پر نہیں ہے اور اس ملک میں اقامت حدود بھی نہیں ہو سکتی پس شخص مذکور سے توبہ کرالی جاوے۔(۴) کہ **التائب من الذنب کمن لا ذنب له**، حدیث شریف (۵) میں وارد ہے۔ فقط۔

---

(۱) ان شهد على الزنا اقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان اوثلاثة لا تقبل الشهادة ويحد الشاهد حد القذف (عالمگیری باب خامس ج ۲ ص ۱۵۱ و ج ۲ ص ۱۵۲ ط ماجدیه ج۱ ص۱۵۱) ظفیر.

(۲) فمن قذف بصريح الزنا فى دارالاسلام زوجة الحية بنكاح صحيح الخ العفيفة عن فعل الزنا وتهمة الخ (در مختار) قوله فى دار الا سلام اخرج دار الحرب لا نقطاع الو لاية (ردالمحتار باب اللعان ج ۲ ص ۸۰۶ ط.س. ج۳ ص ۴۸۴) ظفير.

(۳) مشكوة باب الا ستغفار و التوبة ص

(۴) لا نه لا حد فى دار الحرب (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج۴ ص۵) ظفير.

(۵) مشكوة باب الا ستغفار و التوبه) ظفير.

زنا کا ثبوت

(سوال ۳۵) ایک مسلمان عورت ایک نصرانی کے یہاں رہتی ہے گاؤں کے مسلمان دو فریق ہیں ایک فریق کہتا ہے کہ یہ عورت نصرانی کے ساتھ ایک پلنگ پر سوتی ہے، دوسرا فریق عورت کے بیان کی تائید و تصدیق کرتا ہے، عورت کا بیان یہ ہے کہ میں تین برس سے نصرانی کے پاس ایک پلنگ پر نہیں سوتی ہوں، کیا مسماۃ تہمت زنا سے بری ہے اور کمائی اس کی حلال ہے یا حرام، کسی کار خیر میں لگا سکتی ہے یا نہ، عورت کہتی ہے کہ میں نصرانی کے بچوں کو کھلانے اور رکھنے پر نوکر ہوں، یہ حلفیہ بیان کرتی ہے۔

(الجواب) اس سوال کی رو سے زنا کا ثبوت نہیں ہے،(۱) البتہ مسماۃ مذکورہ کو ایسے تہمت سے بچنا ضروری چاہئے۔(۲) اور جب کہ ملازمت کا تعلق بیان کرتی ہے تو آمدنی اس کی حلال ہے اور کھانا اس کا جائز ہے البتہ نامحرم کے پاس ایک چارپائی پر لیٹنا اگر دو گواہوں عادل و نمازی پرہیزگار سے ثابت ہے تو فاسقہ ہونا اس عورت کا ثابت ہے۔(۳) جس سے اس کی آمدنی نوکری کی تو حرام نہ ہوگی مگر تنبیہ کرنا اور روکنا اس فعل سے ضروری ہے۔ فقط۔

دخول نہ ہونے کی صورت میں زنا ثابت نہیں ہوگا

(سوال ۳۶) زید نے کسی عورت باکرہ سے جماع کرنا چاہا لیکن عورت کے اوپر قادر نہیں ہوا بسبب کم طاقتی کے یا کسی وجہ سے یعنی دخول نہیں ہو سکا یہ زنا ہوا یا نہیں۔

(الجواب) دخول نہ ہونے کی صورت میں زنا ثابت نہ ہوگا اور حد بھی واجب نہ ہوگی۔(۴) اور گناہ ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے، اور شوہر والی یا غیر شوہر والی عورت سے زنا برابر ہے یعنی معصیت کبیرہ ہونے میں دونوں برابر ہے اور شوہر والی سے زنا کرنے میں ایک دوسرا گناہ بھی ہے یعنی شوہر کی بے حرمتی کا۔(۵)

زنا کرنے والے کی سزا

(سوال ۳۷) زید نے ایک عورت سے زنا کی اور حمل رہ گیا، زید خود مقر ہے، اس صورت میں زید کے لئے شرعاً کیا سزا ہے۔

(الجواب) اس صورت میں توبہ اور استغفار کافی ہے اللہ سے توبہ کریں اور آئندہ کو ایسا کام نہ کریں، اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور غفور رحیم ہے اور حدود اس وقت جاری نہیں ہو سکتی۔(۶)

---

(۱) والزنا الموجب للحد وطی وهو ادخال قدر حشفة من ذكر مكلف ناطق طائع فی قبل مشتهاة خال عن ملكه وشبهة فی دار الاسلام الخ ويثبت بشهادة اربعة رجال فی مجلس واحد (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۴ ط.س. ج۳ص ۵۰۴) ظفير. (۲) قال النبی صلی الله عليه وسلم اتقوا مواضع التهم (الجامع الصغير)

(۳)

(۴) هو قضاء الرجل شهوته محرمافی قبل المرأة الخالی عن الملكين و شبهتهاشبهة الاشتباه الخ وركنه التقاء الختانين و مواراة الحشفة لان بذالك يتحقق الايلاج والوطی (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الزنا ج ۲ ص ۱۴۳ ط.ماجدیه ج۱ ص۱۴۳) ظفير

(۵) ويثبت الزنا باقراره الخ (ايضا ج ۲ ص ۱۴۳) من زنی فی دارالحرب اوفی دارالبغی ثم خرج الينا لا يقام عليه الحد (عالمگیری باب رابع ج ۲ ص ۱۴۹ ط.ماجدیه ج۱ ص۱۴۹) ظفير

(۶) ويثبت الزنا عند الحاكم ظاهرا بشهادة اربعة يشهدون عليه بلفظ الزنا لا بلفظ الوطؤ والجماع الخ وقالوا رأيناه ادخل كالميل فی المكحلة الخ ويثبت الزنا باقراره (عالمگیری باب ثانی ج ۲ ص ۱۴۳ ط.ماجدیه ج۱ ص۱۴۳) ظفير

ثبوت زنا اور حکم رجم کی شرط

(سوال ۳۸) کسی شخص کے ذمہ زنا کا ثبوت کب ہو سکتا ہے اور رجم کی کیا شرطیں ہیں صرف بے جا اتہام سے یا گواہوں کی ضرورت ہے۔

(الجواب) زنا کا ثبوت چار گواہوں سے جو کہ حالت زنا کو چشم دید بیان کریں ہوتا ہے اور رجم کی شرائط میں سے احصان بھی ہے۔(۱) اور بلا شہود عدول کے محض اتہام بے جا سے زنا کا ثبوت نہیں ہوتا بلکہ تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری ہوتی ہے اور ملک ہندوستان میں حدود رجم وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

زانیہ کو جان سے مار ڈالنے میں اخروی سزا

(سوال ۳۹) زید کو کسی طریقہ سے یقین ہو گیا کہ میری فلانی محرمہ نے زنا کیا ہے زید نے اس کو کسی طریقہ سے جان سے ماردی تو زید سے آخرت میں مواخذہ ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) زید پر اس صورت میں مواخذہ اخروی ہوگا قال اللہ تعالیٰ لولا جاؤا علیه باربعة شهداء و اذ لم یاتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الكاذبون الایه۔(۲)

زانیہ بہن کا قاتل اور اس کی اخروی سزا

(سوال ۴۰) زید نے اپنی اخت کو اپنی آنکھوں سے زنا کراتے دیکھا یا اخت نے خود زید سے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے زید نے اپنی اخت کو جان سے ماردی تو زید سے مواخذہ اخروی ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) ہوگا۔(۳)

زانیہ بیوی کا مار ڈالنا کیسا ہے

(سوال ۴۱) ایک شخص کی بیوی نے اپنے خاوند سے مختلف مجالس میں متعدد مرتبہ اقرار کیا کہ میں نے زنا کرایا ہے خاوند نے شریعت کے اس مسئلہ کو کہ اگر کوئی تین مرتبہ زنا کا اقرار کرے تو شریعت اس کو مار دینے کا حکم کرتی ہے اپنا موید سمجھ کر عورت کو زہر دے دیا اور وہ مر گئی اب شرعاً کیا حکم ہے اگر خاوند مجرم ہے تو نجات کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) یہ مسئلہ اس نے غلط سمجھا کہ تین مرتبہ زنا کا اقرار کرنے والے کو مار ڈالنا چاہئے۔(۴) اور یہ بھی غلط سمجھا کہ حدود و قصاص کو ہر ایک شخص جاری کر سکتا ہے،(۵) لہٰذا اس زہر دینے اور مار ڈالنے سے وہ عاصی و فاسق اور مرتکب کبیرہ کا ہے، اب علاج اس کا سوائے توبہ و استغفار کے اور مرحومہ کے لئے دعا مغفرت و ایصال ثواب کے

---

(۱) فان قال انا محصن او یشهد الشهود علی احصانه (ایضاً) ط. ماجدیه ۱ ص ۱۴۳.

(۲) سورة النور رکوع. ۲. (۳) فالعمد ماتعمد ضربه بسلاح او ماجری مجری السلاح کالمحدد الخ وموجب ذلك المائم لقوله تعالیٰ ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاء ہ جهنم الا یقوالقود لقوله تعالیٰ کتب علیکم القصاص فی القتلی (هدایه کتاب الجنایات ج ۴ ص ۵۵۹) ظفیر. (۴) زانی اور زانیہ شادی شدہ کی شرعی سزا سنگسار کرنا ہے مگر یہ دار الاسلام میں ہے دار الحرب جہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں یہ سزا جاری نہیں ہوتی ہے، فان قال انا محصن او یشهد الشهود علی احصانه الخ یجب رجمه (عالمگیری ج ۶ ص ۱۴۳ ط. ماجدیه ۱ ص ۱۴۳) ظفیر.

(۵) یہ سزا صرف سلطان یا اس کا مقرر کردہ نائب و قاضی کر سکتا ہے شوہر سخت گنہگار ہوا ومن یقتل مؤمنا متعمداً فجزاء ہ جهنم الایة (سورة النساء. ۱۳) ظفیر.

کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرماوے اور مرحومہ کو ثواب اس قدر عطا فرماوے کہ وہ خوش ہو جاوے اور اپنے شوہر مجرم کا قصور معاف کردے (اگر یہ جرم دار الاسلام میں شوہر کرتا تو قصاص میں وہ قتل کیا جاتا۔(۱) ظفیر)

کسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا

(سوال ۴۲) زید کی عورت ہندہ سے عمر نے زنا کیا، یہ گناہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دے گا یا زید سے معاف کرانا ہوگا۔

(الجواب) حدیث شریف میں کبائر کے بیان میں وارد ہے قال ثم ای قال ان تزنی حليلة جارك فانزل الله تصديقها والذين لايدعون مع الله الها آخرا الی ولا يزنون، پس معلوم ہوا کہ زنا کسی عورت سے خواہ وہ کسی کی منکوحہ ہو یا نہ ہو، کبائر میں سے ہے جیسا کہ آیت ولا یزنون سے ظاہر ہوتا ہے۔ البتہ منکوحہ غیر سے اور حلیلہ جار سے اور بھی زیادہ قبیح ہے، الحاصل توبہ اور ندامت واستغفار کرے اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور غفور رحیم ہیں منکوحہ کے شوہر پر اس کو ظاہر نہ کرے اور اس کی جو کچھ خیانت ہوئی ہے کہ اس کی منکوحہ سے زنا کیا اور اس کی بے حرمتی کی اس سے بالاجمال معاف کرالیوے کہ جو کچھ میں نے خیانت و بے حرمتی کی ہو اس کو معاف کردو وغیرہ اور اس میں بھی کچھ خوف فتنہ کا ہو تو یہ بھی نہ کہے صرف توبہ اللہ تعالیٰ سے کرے کہ درحقیقت زنا حقوق اللہ سے ہے، شرح فقہ اکبر میں ہے وفی روضة العلماء الزانی اذا تاب تاب الله عليه الخ ص ۱۹۵ و صاحب القنية اذا تاب لم يتب الله عليه حتى يرضى عنه خصمه الخ۔

زانی باپ کا قتل اور اس کا حکم

(سوال ۴۳) زید اپنی خوش دامن سے زنا کا مرتکب ہوا۔ اس کا والد بکر مانع ہوا تو زید نے عمداً ناحق اپنے والد کو قتل کردیا، لہٰذا زید زبانی توبہ استغفار سے لوگوں سے برتاؤ کر سکتا ہے یا کوئی اور صورت توبہ کی ہے۔

(الجواب) زید کو توبہ استغفار بھی کرنا چاہئے اور جو ورثہ باپ کے علاوہ اس قاتل کے ہیں کہ ان کو قصاص لینے کا حق ہے ان سے بھی معافی چاہے۔(۲) اور باپ مقتول کے لئے دعا مغفرت وایصال ثواب کرے۔

زانیہ سے بچہ ہوا اس کے ساتھ معاملہ

(سوال ۴۴) جو شخص اجنبیہ عورت سے زنا کرے اور بچہ پیدا ہو اس کے لئے کیا حکم شرعی ہے۔

(الجواب) وہ شخص جو ایسا فعل علانیہ کرتا ہے فاسق و بدکار ہے توبہ کرے ورنہ مسلمان اس کو چھوڑ دیں اور اس سے قطع تعلق کریں اور اگر علانیہ یہ فعل نہیں ہے تاہم موضع تہمت سے احتراز لازم ہے۔(۳)

(۱) دیکھئے مشکوۃ المصابیح باب الکبائر ص ۱۷۔
(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل متعمدا دفع الى اولياء المقتول فان شاء واقتلوه وان شاء واخذ والدية رواه الترمذي (مشكوة كتاب القصاص ص ۳۰۱) اگر دار الاسلام ہوتا تو وہ قصاص میں قتل کیا جاتا ارشاد ربانی ہے کتب عليكم القصاص في القتلى الخ. ظفیر. (۳) زانی زانیہ کی سزا اسلام میں اگر شادی شدہ ہے تو سنگسار کرنا ہے اور غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے مارنا، مگر ہندوستان دار الاسلام کے حکم میں نہیں ہے اس لئے یہ سزا یہاں جاری نہیں ہو سکتی ہے اذا وجب الحدو كان الزانى محصنا رجمه بالحجارة حتى يموت الخ وان كان غير محصن فحده مائة جلدة ان كان حرا (عالمگیری مصری باب ثالث ج۲ ص ۱۴۵ و ج ۲ ص ۱۴۲ ط. ماجدیہ ج۱ ص ۱۴۵) ظفیر.

زنا کا کفارہ ہے یا نہیں

(سوال ٤٥) اگر کوئی شخص بازاری عورت سے زنا کرے اور بوجہ قانون انگریزی کے حد شرعی زانی پر قائم نہیں ہو سکتی تو بجائے حد کے کوئی کفارہ دے کر یہ بری ہو سکتا ہے اور کفارہ کیا ہے اور مسلمانان کو زانی سے تعلقات رکھنا کسی صورت میں جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس گناہ کا کفارہ توبہ واستغفار اور آئندہ کو احتراز کرنا ہے اور جب کہ وہ توبہ کرلے تو اس سے تعلقات رکھنا روا ہے۔(۱)

زنا کرنے کے بعد توبہ کرنا

(سوال ٤٦) اگر کوئی شخص زنا یا کسی گناہ کا مرتکب ہوا، اور پھر پورے اخلاص سے توبہ کرے تو توبہ اس کی قبول ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) توبہ اس کی قبول ہو گی۔(۲)

اقرار زنا کے بعد گواہوں کی ضرورت نہیں ہے

(سوال ٤٧) اگر زانی زنا کا اقرار کرلے اور لڑکا ولد الحرام پیدا ہو جائے تو گواہوں کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(۲) زانی کی حد

(سوال) زانی کی کیا حد ہے

(الجواب) گواہوں کی ضرورت نہیں ہے۔(۳)

(۲) حد شرعی اس وقت میں جاری نہیں ہو سکتی ہے،(۴) ویسے قوم کی طرف سے جو کچھ ان کو تنبیہ ہو سکے کی جاوے ان کو برادری سے خارج رکھا جاوے جب تک کہ وہ توبہ کرے۔

زنا کا شک کرنا درست نہیں

(سوال ٤٨) زید نے چند لوگوں کو جمع کر کے بیان کیا کہ مجھے بکر کی نسبت اپنی زوجہ کے ساتھ زنا کرنے کا شک ہے جو بکر کے دیرینہ مخالف ہیں سمعی شہادت زنا کی دیتے ہیں اس صورت میں بکر کو زانی ٹھہرانا کیسا ہے اور زید نے اس کے بعد تین دن زوجہ کو اپنے پاس رکھ کر لوگوں کی فہمائش پر علیحدگی کی اور زید پر اور زوجہ پر کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں بکر پر زنا کا الزام لگانا محض سننے پر گناہ کبیرہ ہے اس سے بکر زناکار قرار نہیں پا سکتا۔(۵) اس پر جھوٹی تہمت لگانے والے عاصی و فاسق ہیں زید بھی عاصی و فاسق ہے توبہ کرے اور زید کی زوجہ پر بھی یہ الزام ثابت نہیں ہے، پس اگر زید نے اس کو طلاق نہیں دی تو بدستور زید کی زوجہ ہے اس کو رکھنا چاہئے۔

---

(۱) ھندوستان میں حدود شرعی جاری نہیں ہو سکتی ہے اس لئے توبہ واستغفار کے سوا کوئی صورت نہیں۔ ظفیر

(۲) حدیث نبوی ھے التائب من الذنب کمن لا ذنب له (مشکوۃ ص ۲۰٦) عن عائشة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیه متفق علیه (مشکوۃ باب الا ستغفار وا لتوبة ص ۲۰۳). (۳) ویثبت الزنا باقرارہ (عالمگیری مصری باب ثانی ج ۲ ص ۱٤۳ ط ماجدیه ۱ ص ۱٤۳) ظفیر. (٤) کیونکہ یہاں اسلامی حکومت نہیں ہے حدود کے اجراء کیلئے دار الاسلام ہونا شرط ہے فی دار الا سلام لانه لا حد فی دار الحرب (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط س ج٤ ص ٥) (٥) ویثبت الزنا عند الحاکم ظاھرا بشھادة اربعة یشھدون علیه بلفظ الزنا الخ وقالوا رایناہ ادخل کالمیل فی المکحلة (عالمگیری مصری ج ۲ ص ٤۳) بان شھد علی الزنا اقل من اربعة بان شھد احداو اثنان او ثلاثة لا تقبل الشھادة ویحد الشاھد حد القذف عند علمائنا (عالمگیری مصری باب خامس ج ۲ ص ۱٥۱ و ج ۲ ص ۱٥۳ ط ماجدیه ج ۱ ص ۱٥۱) ظفیر

باب سوم

سرقہ
(چوری وغیرہ سے متعلق احکام و مسائل)

ایک شخص نے دوسرے کی چیز چرا کر تیسرے کو دی جس سے وہ ہلاک ہو گئی، ضمان کس پر ہے

(سوال ۱) زید نے عمر کے کہنے سے کسی کی چیز چرا کر بکر کو دی اور بکر سے ہلاک ہو گئی اس چیز کا ضامن کون ہو گا۔

(الجواب) اس چیز کا ضامن بکر ہو گا اور بکر چور سے یعنی زید سے رجوع کرے گا کما فی الدر المختار وفیہ لو استھلکه المشتری منه او الموهوب له فللما لك تضمينه وفی ردالمحتار المعروف بالشامی قوله فللمالك تضمينه) ای تضمين المشتری او الموهوب له ثم يرجع المشتری علی السارق بالثمن لابالقيمة تاتا رخانيه عن المحيط وفيها عن شرح الطحاوی لو قطع ثم استهلكه غيره كان للمسروق منه ان يضمنه قيمته الخ شامی ج ۳ ص ۲۱۰ ـ (۱)

خودرو جنگل سے لکڑی چرانا کیسا ہے

(سوال ۲) جو جنگل خود سرکار کی ملک ہیں جیسے پہاڑ وغیرہ ایسے جنگل کی خودرو لکڑی وغیرہ چوری سے کاٹنی درست ہے یا نہ۔

(الجواب) احتیاط ترک میں ہے

نگران باغ بغیر اجازت مالک کے جو چیز دے وہ جائز نہیں

(سوال ۳) جو مالی سرکاری یا امیروں کے باغوں میں رہتے ہیں اگر وہ اپنی طرف سے کسی کو کچھ ترکاری یا کوئی پودہ دیویں تو درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ جائز نہیں ہے۔ (کیونکہ یہ محافظ ہے مالک نہیں)

صرف شبہ کی بنیاد پر ضمان لینا درست نہیں

(سوال ٤) زید کے کچھ روپے چوری ہو گئے زید نے عمرو پر شبہ کیا اور زید کا ظن غالب عمرو پر ہے اور عمرو انکار کرتا ہے اور زید کو عمرو کی قسم پر اعتبار نہیں ہے اگر زید عمرو سے روپیہ لے لے تو جائز ہے یا نہیں اور زید کو گناہ حق العباد کا ہو گا یا حق اللہ کا یا کچھ نہیں۔

(الجواب) زید کو عمرو سے ضمان لینا درست نہیں ہے اور اگر زید نے اپنے گمان کے موافق عمرو سے ضمان لے لی اور فی الحقیقت عمرو نے چوری نہ کی تھی تو زید عند اللہ ماخوذ ہو گا اور حق العباد اس کے ذمہ رہے گا۔ (۲)

(۱) ردالمحتار باب كيفية القطع واثباته ج ۳ ص ۲۹۱ ط.س. ج ٤ ص ۱۱۱ ـ ظفير. (۲) السرقة انما تظهر با حد الا مرين اما بالبينة او بالا قرار (عالمگيری مصری كتاب السرقة ج ۲ ص ۱۷۱ ط. ماجديه ج ۱ ص ۱٤۱) ظفير

چور سے ضمان لینا

(سوال ۵) زید نے خالد کی بکری چوری کر کے تلف کر دی خالد نے بکری کی قیمت بنرخ گراں زید سے لے کر بکر کے دعوے سے دست بردار ہو گیا مگر سرکار نے زید کو نہیں چھوڑا جیل میں ڈال دیا یا جیل ہونے کی تقدیر پر مذکورہ بکری کی قیمت خالد کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز ہے کیونکہ جیل میں جانا حد شرعی نہیں ہے جو یہ خیال کیا جاوے کہ ضمان ساقط ہونی چاہئے، شامی میں ہے لان انتفاء الضمان انما هو بسبب القطع الخ ۔(۱) الحاصل چونکہ سارق کا قطع ید نہیں ہوا جو کہ حد شرعی ہے تو ضمان کا لینا جائز ہے۔ فقط۔

قبر کی چادروں کا چوری کرنا اور اس کی ملکیت

(سوال ٦) قبور اولیاء پر ملک پنجاب میں عموماً غلاف قیمتی اور جھاڑ وغیرہ ڈالے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ قبور بیت مقفل میں ہوتی ہیں ورنہ خانقاہ اس مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ مال ورثہ کا مملوک ہے یا نہیں، زید اس قبر سے جو مقفل محرز ہے اتنی قدر غلاف خفیۃً اٹھا کر بھاگ جاتا ہے جن کی قیمت نصاب سرقہ تک ہو جاوے تو یہ شخص بعد ثبوت کے مستحق حد سرقہ کا ہے یا نہیں۔

(الجواب) مالک ان اشیاء غلاف وغیرہ کا وہ ہے جس نے وہ غلاف وغیرہ ڈالا اور رکھا ہے اور چرانا ان اشیاء کا کسی کو جائز نہیں ہے لیکن ان اشیاء کی چوری سے حد سرقہ واجب نہیں۔(۲) ہوئے جیسا کہ در مختار میں ہے۔ وكذا لو سرقه من بيت فيه قبر او ميت فتاوله بزيارة القبر الخ۔(۳)

قبر کے غلاف کے استعمال کو جائز سمجھنا اور اس کی تاویل کرنا

(سوال ۷) اگر زید عالم صورت اولیٰ میں قبور سے غلاف وغیرہ اٹھا کر استعمال کرنا جائز اور حلال سمجھے اور حلت میں یہ تاویل پیش کرے کہ ورثہ اہل قبور تضیع مال کے مرتکب ہیں، لہذا ایسے مال کو خفیہ اٹھا کر استعمال کرنا ہر ایک مسلم کو جائز ہے۔

(الجواب) یہ تاویل اس کی غلط ہے اور چرانا ان اشیاء کا درست نہیں ہے اور استعمال کرنا درست نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) ردالمحتار باب كيفية القطع ج ۳ ص ۲۹۱. ط.س. ج ٤ ص ۱۱۰ .

(۲) ولو سرق من القبر دراهم او دنانير اوشيئاغير الكفن لم يقطع بالاجماع اختلف مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ فيما اذا كان القبر في بيت مقفل والاصح انه لا يقطع سواء بنش الكفن او سرق مالا آخر من ذلك البيت وكذا اذا سرق الكفن في تابوت في القافله لا يقطع (عالمگیری مصری كتاب الحدود ج ۲ ص ۱۷۸. ط. ماجدیه ۱ ص۱۷۸.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب السرقة ج۳ ص ۲۷٦. ط.س. ج٤ ص ۹٤. ظفیر.

(٤) وبنش بقبورولوكان القبر في بيت مقفل في الاصح او كان الثوب غير الكفن وكذا لو سرقه من بيت فيه قبر اوميت لنا وله زيارة القبر (الدرالمختار على هامش ردالمحتار كتاب السرقه ج ۳ ص ۲۷٦. ط.س. ج٤ ص ۹٤) حد نہیں ہے لیکن چوری بہر حال چوری ہے تعبیر چوری سے کی گئی ہے ظفیر.

چوری کا اقرار اور دوسرے کے لئے اس کی گواہی

(سوال ۸) چار شخصوں نے مل کر چوری کی ان میں سے دو شخص اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں اور باقی ساتھیوں پر گواہی دیتے ہیں، یہ گواہی معتبر ہے یا نہیں۔

(الجواب) اقرار کرنے والوں کا اقرار اپنی نفس پر معتبر ہے اور گواہی ایسے لوگوں کی معتبر نہیں ہے۔(۱)

چوری کا روپیہ خفیہ طور پر مالک کو پہنچادے تو چور بری ہو جائے گا

(سوال ۹) ایک شخص نے کسی کا روپیہ چوری کیا بعد چند روز کے اسے ندامت ہوئی اور خیال ہوا کہ اب اس کا روپیہ کسی طرح سے اس کے یہاں پہنچا دینا چاہئے اگر یہ سارق اتنی رقم اصل مالک کے یہاں کسی طرح سے پہنچا دیوے اور اس کو خبر نہ ہو تو یہ بری الذمہ ہو جائے گا یا نہ۔

(الجواب) کسی طریق سے بھی اگر روپیہ اس کے پاس پہنچا دیوے گا تو مواخذہ سے بری ہو جائے گا، خبر کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔(۲)

چوری کے روپے سے تجارت کی تھی نقصان ہوا اب بقیہ روپیہ واپس کرے یا پورا دیوے

(سوال ۱۰) ایک شخص نے کسی کا روپیہ چرایا اور اس روپیہ مسروقہ سے تجارت کی اس میں اس کو نقصان ہوا تو سارق کل روپیہ اصل مالک کو واپس کرے یا نقصان کے بعد جو روپیہ بچا ہے وہ دے گا۔

(الجواب) کل روپیہ مسروقہ دینا چاہئے۔

چوری کے روپیہ سے نفع ہوا اس کا مالک کون ہے

(سوال ۱۱) ایک شخص نے کسی کا روپیہ چوری کیا اور اس روپیہ مسروقہ سے تجارت کی اور نفع ہوا تو اس منافع کا مالک کون ہوگا اور صدقہ کرنا نفع کا واجب ہے یا مستحب۔

(الجواب) نفع کا مالک سارق ہے اور صدقہ کرنا اس کا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

---

(۱) السرقة انما تظهر با حد الا مرين اما با لبينة او بالا قرار الخ فاقر السارق. فالقاضي لا يحتاج السوال عن المسروق (عالمگیری مصری کتاب السرقۃ ج ۲ ص ۱۷۱ ط۔ ماجدیہ ص ۱۷۱) اور گواہ کے لئے شرط ہے کہ وہ عادل ہوں اس لئے کہ اس کی گواہی دوسروں کے حق میں معتبر نہیں۔ کیونکہ چوری کی وجہ سے وہ فاسق کے حکم میں ہو گیا۔ ظفیر۔

(۲) وترد العين لو قائمة وان باعها او وهبها لبقائها على ملك مالكها (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب كيفية القطع ج ۳ ص ۲۹۱) ويبرأ بردها ولو بغير علم المالك في البزازية غصب دراهم من كيسه ثم ردها فيه بلا علمه برئ و كذا لو سلمه اليه بجهة اخرى كهبة اوايداع او شراء و كذا لو اطعمه فاكله (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الغصب ج ۵ ص ۱۹۵ ط. س. ج ۶ ص ۱۸۲) ظفير.

(۳) وترد العين لو قائمة الخ لبقائها على ملك مالكها (ايضاً). ط. س. ج ٤ ص ۱۱۰ ظفير.

چور کا مالک سے اجمالی معاف کرانا کافی ہے یا نہیں

(سوال ۱۲) زید نے بکر کی مصاحبت میں رہ کر چند اشیاء مملوکہ بکر کی چرالی تھی، ان اشیاء مسروقہ میں سے کچھ اشیاء موجود ہیں اور کچھ ہلاک ہوگئی ہیں، زید کا یہ ارادہ ہے کہ حق العبد بخشوائے اور یہ بار اس کے گردن پر نہ رہے جس پر اگر زید ظاہر طور سے بکر سے اپنے فعل اور اشیاء مسروقہ کی تفصیل کرے اور معافی لے تو باعث بے اعتباری اور سخت شرمساری زید کا ہے کیا اگر زید بکر سے یہ کہے کہ تو مجھے فی سبیل اللہ سب حقوق اپنے جلی و خفی جو تیرے مجھ پر ہوں یا کوئی چیز تیری بلا اجازت میں نے اٹھالی ہو تو معاف کر دے اور بکر بھی راضی ہو جاوے تو اس اجمال سے سرقہ کا گناہ معاف ہو جاتا ہے یا نہیں اور اس وقت جو اشیاء مسروقہ میں سے زید کے پاس موجود ہیں وہ اس پر درست ہو جاتی ہیں یا نہیں۔

(الجواب) زید کے ذمہ ضروری ہے کہ جو اشیاء مسروقہ بکر کی اس کے پاس موجود ہیں وہ بکر کو واپس کر دے اور جو ہلاک ہوگئی ان کو معاف کرادے یا ضمان دیوے باقی مجملاً معاف کرنا جو سوال میں مذکور ہے اس میں تفصیل ہے، شرح فقہ اکبر میں ہے ثم هل يكفيه ان يقول على دين فاجعلنى فى حل ام لا بدان يعين مقداره ففى النوازل رجل له على آخر دين وهو لا يعلم بجميع ذلك فقال له المديون ابرنى مما لك على فقال الدائن ابرئك قال نصير رضى الله عنه لا يبرأ لا عن مقدار ما يتو هم اى يظن انه عليه وقال محمد بن سلمة يبرأ عن الكل قال الفقيه ابو الليث حكم القضاء ما قاله وحكم الآخرة ما قاله نصير الخ۔(۱) امام ابو الليث کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ قضاءً تمام حقوق ساقط ہیں اور دیانۃً یعنی عند اللہ و بحکم اخروی صرف وہی ساقط ہوئے جن کا دائن کو علم ہے اور بہر حال جو اشیاء موجود ہیں ان کو واپس کرنا ضروری ہے یا صاف طور سے ہبہ کرانا لازم ہے کہ فلاں فلاں اشیاء تیری میرے پاس موجود ہیں وہ مجھ کو ہبہ کر دے کیونکہ جو تفصیل اوپر مذکور ہے وہ دیون میں ہے نہ اعیان موجودہ میں، فقط۔

نصاب سے کم مال مسروقہ کی ہلاکت پر ضمان لازم ہے

(سوال ۱۳) مال مسروقہ جس میں قطع ید نہیں ہے اس کے ہلاک اور استہلاک سے سارق مال کا ضامن ہے یا نہیں تو اگرچہ سرقہ گواہوں یا اقرار سے ثابت ہو اور جب اس زمانہ میں حکم کو قطع ید کا حکم نہیں تو ایسی صورت میں مال مسروقہ جو کہ لائق قطع ید ہے اس کے ہلاک یا استہلاک سے سارق مال کا ضامن ہے یا نہ اگر سرقہ کا ثبوت گواہوں سے ہو یا اقرار سے۔

(الجواب) شامی نے کتاب الغصب میں صاحب فتح القدیر سے نقل کیا ہے قوله وفيه لابن الكمال كلام الخ حاصله ان السرقة داخلة باعتبار اصلها فى الغصب الاان فيها خصوصية ادخلتها فى الحدود فلا ينافى دخولها باعتبار اصلها فى الغصب الخ ج۵ص ۱۱۴ (۲) شامی وفى كتاب السرقة من الدر المختار وصح رجوعه عن اقراره بها وان ضمن الحال الخ لا قراره على نفسه. قوله لا قراره على

(۱) شرح فقہ اکبر. (۲) ردالمحتار كتاب الغصب ج ۵ ص ۱۵۶. ط.س. ج۶ص ۱۷۹. ظفير.

نفسه علة للزوم الحال فی المسئلتین الخ۔(۱)ان عبارات سے واضح ہوا کہ مال مسروقہ جس میں قطع ید نہیں ہے یا بوجہ عدم وجود شرائط قطع کے قطع ید نہیں ہو سکتا اس کی ضمان بصورت ہلاک واستہلاک لازم ہے

عورت کی چوری کے شبہ میں اس کا مال لینا درست نہیں

(سوال ۱۴)ایک شخص کی والدہ کو اس کی زوجہ پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ گھر کی چیز جنس وغیرہ لے کر فروخت کرتی ہے بلکہ اس شخص کی والدہ نے اپنے لڑکے کو کئی دفعہ دکھلا دیا کہ یہ چیزیں نکالی ہوئی ہیں اور لڑکے کو بھی یقین ہوا کہ یہ چیز تھوڑی ضرور نکلی ہوئی ہے۔ مگر کسی نے آج تک دیکھا نہیں نہ چیز نکالتے ہوئے نہ فروخت کرتے ہوئے، شخص مذکور کی زوجہ کا کچھ روپیہ رکھا ہوا تھا اس شخص نے اپنی والدہ کے کہنے سے وہ روپیہ خود لے لیا اس روپیہ کا مالک کون ہوگا اور اس عورت کی چوری کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(الجواب)چوری کے ثبوت کی دو ہی صورتیں ہوتی ہیں۔یا وہ عورت خود اقرار کرے یا دو گواہ عادل گواہی چوری کی دیویں بدوں اس کے ثبوت چوری کا نہیں ہو سکتا، پس وہ روپیہ جو عورت کا رکھا ہوا ہے شوہر کو اس کا اٹھا لینا اور رکھ لینا درست نہیں ہے،وہ روپیہ عورت کو دے دینا چاہئے۔ فقط۔

اقرار کرنے کے بعد چور کا پھر رجوع کرنا

(سوال ۱۵)از تودہ گندم غیر پیمانہ شدہ قدرے گندم دزدیدہ شد وریخت دانہا تانخانہ یکے رسید چوں او را تہمت بدزد دارند گفت کہ بے شک من دزدیدہ ام ولیکن فی الحال کدام امیر وحاکم را نگویند آں قدر کہ دزدیدہ ام شمار ادا خواہم کرد، پس از چند روز منکر از اقرار وریخت دانہا تانخانہ خود گردید، اکنوں دو گواہ نزد مدعی برریختن دانہا تانخانہ مدعا علیہ و دو گواہ دیگر بر اقرار مدعی علیہ ہستند وبر فعل سرقہ ہیچ گواہ نیست پس ہمیں گواہان سرقہ ثابت خواہد شد یا نہ۔ اگر ثابت شود پس انداز مجہول است چہ قدر ضمانت بر او لازم گردد۔

(الجواب)قال فی الدر المختار وصح رجوعه عن اقراره بها وان ضمن المال۔(۳)اس عبارت درمختار اور اس پر شامی نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اقرار کرنے کے بعد رجوع کرنے اور انکار کرنے سے قطع ید ساقط ہو جاتا ہے لیکن مال کی ضمان لازم ہے، پس جو مقدار سارق بیان کرے بصورت نہ معلوم ہونے مقدار کے اس کے ذمہ وہی لازم ہے۔

قیمت کفن میں سے چوری کرنا

(سوال ۱۶)ایک شخص نے کفن میں سے دام چرائے پھر ظاہر ہو گیا اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

(الجواب)وہ دام جو اس نے چرائے مالکان کفن یعنی اہل میت کو جنہوں نے کفن دیا ہو واپس کرے یا ان سے معاف کرالیوے اس گناہ سے پاک ہو جاوے گا۔

---

(۱) ردالمحتار کتاب السرقة ج ۳ ص ۲۶۹ ط.س. ج ٤ ص ٨٦. ظفیر.
(۲) انما السرقة تظهر باحد الامرین اما بالبینة او بالاقرار (عالمگیری مصری کتاب السرقة ج ۲ ص ۱۷۱. ط.ماجدیه ۱ ص ۱۷۱) ظفیر.
(۳)الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب السرقه ج ۳ ص ۲۶۹. ط.س. ج ٤ ص ٨٦. ظفیر.

باب چہارم

حد شرب
(شراب وغیرہ پینے کی سزا اور اس کے متعلق احکام و مسائل)

شرابی کی سزا کا ثبوت

(سوال ۱) شارب الخمر کے لئے اسی ۸۰ کوڑے کا حکم کون سی حدیث سے مستفاد ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں تو نعال اور کھجوروں کی شاخوں کی سزا دی گئی ہے جیسا کہ عبداللہ بن جندبؓ کی حدیث میں مصرح موجود ہے۔

(الجواب) دلیل اس کوڑے کی اجماع صحابہؓ سے اور فتح القدیر میں اس کی پوری بحث کی ہے اور احادیث اور آثار سے ثابت کیا ہے فلیر اجع منه۔(۱)

شرابی کو کیا سزا دی جائے

(سوال ۲) تین لوگوں نے بظاہر شراب پی ہے ان کے لئے کیا سزا ہونی چاہئے۔

(الجواب) اگر دو عادل گواہوں سے کسی شخص کا شراب پینا ثابت ہو جاوے تو شریعت میں اس کی سزا اسی ۸۰ کوڑے ہیں۔(۲) مگر یہ سزا حکومت اسلامی ہونے کی صورت میں حاکم اسلام یعنی قاضی جاری کر سکتا ہے اور اب چونکہ حکومت اسلامی نہیں ہے تو یہ حد بھی جاری نہ ہوگی۔ (لہٰذا ان لوگوں کو تنبیہ برادری کے طریقے سے کی جاوے یعنی اول ان سے توبہ کرائی جاوے اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان سے تعلقات برادرانہ منقطع کرالئے جاویں۔ فقط۔

غیبت سود خوری کی سزائیں

(سوال ۳) غیبت، لواطت، سود خوری، شراب نوشی جوا کے لئے شریعت میں کوئی حد مقرر ہے یا نہیں۔

(الجواب) غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی کراوے اور توبہ کریں اور لواطت میں اگر دارالاسلام ہو تو تعزیر ہے،(۳) اور سود خواری میں سود کا واپس کرنا اور توبہ کرنا بھی کفارہ ہے۔ فقط۔

....

(۱) وحد الخمر و السكر في الحر ثمانون سوطاً لا جماع الصحابة يفرق على بدنه كما في حد الزنا هدايه لا يجزى ضرب شارب الخمر و كذا غيره ممن وجب عليه الحد بالنعال وان كانوا يضربون في العهد النبوى بالنعال والعصا والا يدى لا نعقاد الا جماع من الصحابة ومن بعد هم على تركه (حاشيه هدايه ج ۳ ص ۵۰۸ باب حد الشرب) ظفير.

(۲) ولا يثبت الشرب بها اى بالرائحة بل بشهادة رجلين الخ او يثبت باقراره مرة صاحبا ثما نين سو طا للحرو فرق على بدن كحدالزنا (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود باب حد الشرب ج ۳ ص ۲۲۶ وج ۳ ص ۲۲۷ ط.س. ج ٤ ص ۷۰ ظفير. (۳) في دار الاسلام لانه لا حد بالزنى في دارالحرب (الدرا لمختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج ٤ ص ۵) ظفير. (٤) ولا يحد بوطئو بهيمة بل يعزر وتذبح ثم تحرق ويكره الا نتفاع بها حية وميتة الخ او بو طئو دبر و قالا ان فعل بالا جانب حدو ان في عبده اوامة او زوجته فلا حد اجماعا بل يعزر الخ وفي الفتح يعزر ويسجن حتى يموت او يتوب (در مختار) قوله اوبوطئو دبراعلفه فشمل دبرا لصبى والزوجة (ردالمحتار كتاب الحدود ومطلب في وطى الدابة ج ۳ ص ۲۱۳ ط.س. ج ٤ ص ۲٦) ظفير.

شرابی سے تعلقات

(سوال ٤) ایک شخص مسلمان شراب پیتا ہے مسلمانوں کو اس سے برتاؤ کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) ایسے شخص سے ملنا جلنا اور تعلقات رکھنا درست نہیں ہے۔(۱)

شرابی اور اس کے حامیوں کی کیا سزا ہے

(سوال ٥) ایک شخص عرصہ پندرہ سولہ سال سے شراب پیتا ہے۔ اور باوجود فہمائش کے باز نہیں آتا آخر مسلمانوں نے متفق ہو کر اس کو مسلمانوں کی جماعت سے خارج کر دیا، چھ سات آدمی اس کے طرف دار ہیں، اب لوگ کہتے ہیں کہ یہ رات دن پینے والا شراب کا معذور اور بیمار ہے نہ پینے سے بیمار ہو کر مر جائے گا ایسے شخص کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے اس کو شریک کرنے کی کیا صورت ہے اور کچھ نقد روپیہ کی سزا مسلمان دے سکتے ہیں یا نہیں اور جو لوگ اس کے طرف دار ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس زمانہ میں شرعی حد تو جاری نہیں ہو سکتی، (۲) مسلمانوں کا کام یہی ہے کہ اگر کوئی مسلمان فعل چوری یا بدکاری یا شراب خواری کرے تو اس کو سمجھا دیں اور توبہ کرا دیں پھر بھی اگر نہ مانے تو وہ جانے اسی پر مواخذہ ہے سمجھانے والے بری الذمہ ہیں اور جرمانہ مالی کرنا درست نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ مسلمانان اس سے نفرت رکھیں اور خوشی اس سے نہ ملیں اگر کوئی مجبوری یا فتنہ ہو تو خیر ورنہ بہتر یہی ہے کہ اس سے قطع تعلق رکھیں اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے خوشی ملنا جلنا اختیار نہ کریں باقی مجبوری کو جو کچھ مصلحت و مناسب وقت ہو کریں ور خاموش ہو رہیں اس سے زیادہ مسلمانوں کے اختیار میں کچھ نہیں ہے کہ اپنی ناراضی اس سے ظاہر کر دیں اور ہو سکے تو قطع تعلق کر دیں۔

شراب اور بھنگ کے استعمال میں فرق ہے یا نہیں

(سوال ٦) شراب اور بھنگ پینے والے کی حد شرعی ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ۔

(الجواب) حد شرعی تو اس ملک میں بوجہ نہ ہونے حکومت اسلام کے جاری نہیں ہو سکتی ویسے حرمت کے حکم میں دونوں برابر ہیں۔(۳) اور دونوں فاسق ہیں توبہ کریں۔ فقط۔

---

(۱) حد اسی ۸۰ کوڑے کے لئے دار الاسلام ہونا شرط ہے ہندوستان جیسے ملک میں اخلاقی سزا ترک تعلقات ہی ہو سکتی ہے لانہ لا حد فی دار الحرب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحدود ج۳ ص۱۹۵) ظفیر.

(۲) (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج٤ ص٥).

(۳) وعند محمد ما اسکر کثیره فقلیله حرام وهو نجس ایضا قالوا وبقول محمد ناخذ الخ (ردالمحتار باب حد الشرب ج ۳ ص ۲۲۵ ط.س. ج٤ ص ۳۸۰) ظفیر.

باب پنجم

حد قذف

(کسی پاک دامن کو زنا کی تہمت لگانا اور اس کی سزا سے متعلق احکام و مسائل)

کیا زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہ ضروری ہیں

(سوال ۱) زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا نہ۔

(الجواب) ضروری ہے۔(۱)

چار سے کم گواہوں سے زنا ثابت نہیں

(سوال ۲) اگر چار گواہ نہ ہوں تو زنا ثابت ہو سکتا ہے یا نہ۔

(الجواب) نہیں۔(۲)

صرف والدین کے کہنے سے زنا ثابت نہیں ہوتا

(سوال ۳) زانیہ کے والدین اگر یہ کہہ دیں کہ ہم نے اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا تو زنا ثابت ہو گیا یا نہیں۔

(الجواب) نہیں۔(۳)

جب قاذف چار گواہ نہ پیش کر سکے

(سوال ٤) اگر تہمت لگانے والا چار گواہ نہ لا سکا تو حد قذف کا مستحق ہے یا نہ۔

(الجواب) ہے۔

تہمت زنا لگانے والے کی سزا

(سوال ٥) ایک شخص ایک عورت پر الزام لگاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہم نے آنکھ سے نہیں دیکھا، غرض کہ الزام ثابت نہیں ہے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ شوہر عورت کے جو اولاد ہو اس کا نسب اس کی شوہر سے ثابت ہوتا ہے، غیر کی طرف نسب نہیں ہو سکتا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے **الولد للفراش وللعاهر الحجر**۔(٤) یعنی اولاد اس شخص کی طرف منسوب ہو گی جس کی وہ زوجہ ہے اور تہمت لگانا بدون تحقیق کے کسی شخص پر جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہے اور تہمت لگانے والا سخت گناہ گار ہے بلکہ حکم شریعت کا یہ ہے کہ اگر تہمت لگانے والا گواہ نہ پیش کر سکے تو اس پر حد قذف واجب ہوتی ہے۔(٥) فقط۔

---

(۱) ویثبت الزنا عند الحاكم ظاهر ا بشهادة اربعة يشهدون عليه بلفظ الزنا (عالمگیری مصری کتاب الحدود ج ۲ ص ۱٤۳ ط ماجدیه ج۱ ص۱٤۳)

(۲) لا تقبل الشهادة على الزنا الا شهادة اربعة احرار مسلمين (عالمگیری مصری کتاب الحدود ج ۲ ص ۱۵۱ ط ماجدیه ج۱ ص ۱۵۱)۔

(۳) وان شهد على الزنا اقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلاثة لا تقبل الشهادة (عالمگیری مصری کتاب الحدود ج ۲ ص ۱۵۱ ط ماجدیه ج۱ ص ۱۵۱) ظفیر۔

(٤) مشکوۃ شریف ج ۲ ص ۲۸۷ کتاب اللعان۔

(٥) اذا قذف الرجل رجلا محصنا او امرأة محصنة لخ وطا لب المقذوف بالحد حده الحاكم ثمانين سوطا ان كان القاذف حرا وان كان عبدا حده اربعين سوطا (عالمگیری مصری کتاب الحدود ج ۲ ص ۱٦۰)۔

تہمت زنا اور اس کی سزا

(سوال ٦) ایک شخص نے ایک عابد متقی ذی عصمت پر زنا کی تہمت لگائی اور گواہ پیش نہ کر سکا، صرف ایک شخص نے اتنا کہا کہ فلاں مرد اور عورت کو راستے سے گزرتے ہوئے دیکھا؟

(۲) اس ملک میں بادشاہ اسلام اور قاضی نہیں ہے جس کی طرف سے حدود شرعیہ نافذ ہوں تو ایسے کے لئے عند الشرع کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں زنا ثابت نہیں ہے۔(۱)

(۲) اس ملک میں حدود جاری نہیں ہو سکتے لہذا وہ تہمت لگانے والا توبہ کرے اور مقذوف سے معافی مانگے۔(۲) فقط۔

بلا ثبوت تہمت زنا کا حکم

(سوال ۷) جو شخص بلا ثبوت شرعی کسی مسلم پر تہمت زنا وافعال خبیثہ لگائے تو اس کا کیا حکم ہے اور اس کو شہرت دیتا پھرے۔

(الجواب) بدون ثبوت شرعی کے کسی مسلمان پر تہمت زنا وافعال خبیثہ لگانا حرام اور معصیت کبیرہ ہے اور اگر حکومت اسلامیہ ہو تو قاذف پر حد قذف لازم ہوتی ہے۔(۳) وتفصیلہ فی کتب الفقہ، فقط۔ (اور جو لوگ اس طرح کی غلط چیزوں کی شہرت کرتے ہیں وہ سخت گنہگار ہیں۔(۴) ظفیر)

تہمت لگانے والے کے ساتھ کیا کیا جائے

(سوال ۸) ایک عورت سن رسیدہ ۹ سال سے بیوہ ہو گئی ہے، چال چلن اس کا بہت اچھا ہے مگر کوئی دوسرا مرد اس کے گھر میں نہیں ہے اس لئے وہ ایک مرد نوکر رکھ کر زراعت کا کام کراتی تھی چند لوگ اس کے دشمن پہلے سے ہیں، انہوں نے بلا دیکھے اس نوکر سے تہمت لگائی اور جامع مسجد میں بروز جمعہ نوکر کے ہاتھ پر قرآن شریف رکھ کر پوچھا، اس نے قسم کھا کر کہا کہ ہماری ماں کی عمر کی عورت ہے، میں بھی اس کو ماں سمجھتا ہوں۔ لوگوں نے اس کو سچا سمجھ کر چھوڑ دیا اور مخالفین سے رنجیدہ ہو گئے، دو تین ماہ کے بعد مسماۃ نے اس نوکر کو چھوڑ دیا، تب دشمنوں نے اس نوکر کو بھکار کر کہلا دیا کہ ہماری آشنائی اس عورت سے تھی، پنچائت قائم کر کے اس نوکر کے کہنے پر

---

(۱) قال الله تعالى لو لا جاؤا عليه باربعة شهداء فاذلم يا توا بالشهداء فاولئك عندالله هم الكاذبون (سورة النور ركوع ۳)

(۲) تہمت لگانے والے کی سزا اسی ۸۰ کوڑے ہے ارشادربانی ہے والذين يرمون المحصنت ثم لم يأتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم الفاسقون (سورة النور ۱)

(۳) ارشادربانی ہے والذين يرمون المحصنت ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم الفاسقون (سورة النور ۱) لانه لا حد في دارالحرب (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود ج۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج٤ ص٥) ظفير.

(٤) ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب في الدنيا والآخرة (سورة النور ركوع ۲) ظفير.

عورت بیوہ کے پچاس جوتہ مار کر منہ پر کالک لگا کر ذات سے نکال دیا، اس صورت میں ان لوگوں کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) تہمت لگانے والا شخص اور اس کے بھکانے والے فاسق وعاصی ہیں ان کے قول کا اعتبار نہیں ہے اور ان کے کہنے سے عورت مذکورہ کو برادری سے خارج کرنا اور پانی وغیرہ بند کر دینا درست نہیں ہے ان ظالموں کو ایسے ظلم سے توبہ کرنی چاہئے اور اس قدر ظلم اس عورت بیوہ پر ناحق نہ کرنا چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے۔(۱)

تہمت لگانے کے بعد کہنا کہ میں نے غلط کہا تھا

(سوال ۹) نوری نے مسجد میں بیان کیا کہ ہم خان محمد کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے کیونکہ وہ ولد الزنا ہے اس وجہ سے کہ اس کی ماں کو اس کے پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی تھی اور اس کے والد نے اس سے نکاح کر لیا چونکہ یہ نکاح صحیح نہیں ہوا اس لئے اس کے ماں باپ دونوں زانی اور اولاد ولد الزنا ہوئے اور ولد الزنا کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ پھر نوری نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم نے رنج وغصہ کی وجہ سے ایسا کہا ہم سے قصور ہوا، اس صورت میں نوری کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) اگر حدود جاری ہوتی تو نوری مستحق حد قذف تھا،(۲) اب صرف توبہ کرنا چاہئے اور خان محمد وغیرہ سے قصور معاف کرائے کیونکہ اپنے بیان سابق کی نوری نے خود تکذیب کی لہذا جھوٹا ہونا اس کا محقق ہو گیا۔

---

(۱) اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ان پر حد قذف کے اسی ۸۰ کوڑے لگتے کیوں کہ ارشاد ربانی ہے والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابداً واولئك هم الفاسقون (سورة النور رکوع ۱) ظفیر.

(۲) القذف في الشرع الرمی بالزنا الخ اذا قذف الرجل رجلاً محصناً او امرأة محصنة بصريح الزنا الخ وطالب المقذوف بالحد، حده الحاكم ثمانین سوطاً ان كان القاذف حراً وان كان عبداً حده اربعین سوطاً كذا في فتح القدير (عالمگیری كتاب الحدود و باب سابع ج ۲ ص ۱٦۰ ط. ماجدیه ج۱ ص ۱٦۰) ظفیر.

باب ششم

تعزیر

حدود کے علاوہ دوسرے مختلف جرائم اور ان کی سزا سے متعلق احکام ومسائل

جس جانور کے ساتھ آدمی نے جماع کیا اس جانور اور آدمی کا حکم

(سوال ۱) اگر کسی نے جانور کے ساتھ جماع کیا تو اس شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے، اور جانور کا گوشت کھانا کیسا ہے۔

(الجواب) شامی میں ہے ویعزرو تذبح البھیمة وتحرق علی وجه الا ستحباب ولا یحرم اکل لحمھا الخ(۱) یعنی اگر جانور کے ساتھ کسی نے جماع کیا تو وہ شخص تعزیر دیا جاوے کوڑے مارا جاوے، یہ حکم حاکم کے لئے ہے، اور اس جانور کو ذبح کیا جاوے، یعنی کھایا نہ جاوے لیکن یہ حکم علی وجہ الاستحباب ہے اور اگر اس کا گوشت بعد ذبح کے کھالیوے تو درست ہے مگر اچھا نہیں اور جیسا کہ فقہاء نے اس کے گوشت کو جلانے کا حکم لکھا ہے، اسی طرح اس گوشت کو دفن کر دینا بھی درست ہے فقط۔

ماکول اللحم کے ساتھ وطی کی گئی اس کا اور وطی کرنے والے کا حکم

(سوال ۲) زید نے بہیمہ ماکول اللحم سے وطی کی تو اس شخص پر شرعاً کیا تعزیر ہے اور اس بہیمہ ماکول اللحم کا کیا حکم ہے آیا اس کا کھانا اور دودھ پینا اور اس کے بچہ سے انتفاع لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جانور کی وطی سے تعزیر لازم ہے اور مقدار تعزیر حاکم کی رائے پر مفوض ہے اور اس بہیمہ کو ذبح کر کے جلا دینا مستحب ہے اس کا گوشت کھانا اور دودھ پینا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے اور بچہ سے انتفاع درست ہے قال فی ردالمحتار یعزر و تذبح البھیمة وتحرق علی وجه الاستحباب ولا یحرم اکل لحمھا ج۱ ص ۱۱۳۔

حاملہ بکری سے وطی کی تو وہ حرام نہیں ہوئی

(سوال ۳) بکری حاملہ سے کسی نے وطی کی وہ بکری حلال رہی یا حرام ہو گئی اگر اس کو ذبح کر کے جلایا جائے تو وضع حمل اور رضاعت کا انتظار کرنا ہو گا یا نہیں۔

---

(۱) ولا یحد بوطئو بھیمة بل یعزرو تذبح ثم تحرق ویکرہ الا نتفاع بھا حیة میتة (در مختار) ولیس بواجب کما فی الھدایه وغیرھا وھذ اذا کانت مما لا یو کل فان کانت تو کل جاز اکلھا عندہ وقالا تحرق ایضاً (ردالمحتار باب الو طو الذی یو جب الحد ج ۳ ص ۲۱۳ ط.س. ج٤ ص ۲٦)

(الجواب) ردالمختار میں ہے ویعزر و تذبح البهيمة وتحرق على وجه الا ستحباب ولا يحرم اكل لحمها شامی (۱) ج ۱ ص ۱۱۲ اس عبارت سے واضح ہے کہ اس بکری کا کھانا حرام نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ کھاویں اور ذبح کر کے جلادیں اور اگر وہ حاملہ ہے تو بہتر ہے کہ انتظار وضع حمل رضاع کا نہ کریں تب بھی گناہ نہیں ہے۔

نابالغ بچہ یا بکری کے ساتھ وطی کرنے والے کی سزا

(سوال ٤) صبی غیر بالغ یا بزوطی کردہ ورائے ایں امر شخص واحد است و صبی واطی منکر است آیا حکم شاۃ چہ باشد و تعزیر بر اں واطی آید یا نہ۔

(الجواب) درمختار میں ہے ویعزر و تذبح البهيمة وتحرق على وجه الا ستحباب ولا يحرم اكل لحمها به الخ شامی (۲) ج ۱ ص ۱۱۲۔ ترجمہ یہ ہے اور تعزیر کیا جاوے وطی کرنے والا بہیمہ سے اور وہ بہیمہ ذبح کیا جاوے اور جلادیا جاوے بطریق استحباب نہ بطریق وجوب اور نہیں حرام ہے کھانا اس جانور کا بسبب وطی کے، لیکن یہ حکم جب ہے کہ وطی بہیمہ کی دو گواہوں سے یا اقرار سے ثابت ہو جاوے اور ایک کی گواہی سے کچھ حکم ثابت نہ ہوگا۔ فقط۔

چور سے مالی جرمانہ لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں

(سوال ٥) ایک شخص نے کسی شخص کے روپیہ چوری کئے ظاہر ہونے پر اس سے کل روپیہ وصول کیا گیا بستی کے سربر آوردہ لوگ اس بات پر متفق ہوئے کہ علاوہ مال مسروقہ کے مبلغ پچیس روپیہ بطور جرمانہ کے ادا کرے اور یہ روپیہ اس مدرسہ میں صرف کیا جاوے جو اس بستی میں مدت سے قائم ہے اس نے اس روپیہ کو ادا کر دیا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس روپیہ کو مدرسہ میں صرف کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے، علاوہ اس کے جس شخص کا روپیہ چوری کیا گیا تھا اس نے مبلغ ۱۳ روپیہ اس شخص نے بھی بطور خود دیئے ان کا روپیہ کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) جرمانہ مالی شرعاً جائز نہیں ہے کما فی الشامی . و الحاصل ان المذهب عدم التعزير با خذ المال الخ۔ (۳) پس صرف کرنا اس پندرہ روپے کا مدرسہ میں جائز نہیں ہے بلکہ اس روپیہ کو واپس کرنا چاہئے، پھر اگر وہ خوشی سے دیوے تو مدرسہ میں صرف کرنا درست ہے اور سے ۱۳ جو مالک نے اپنے پاس سے خوشی سے دیئے ان کا لینا درست ہے۔

---

(۱) ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ١٥٤ ط.س. ج ۱ ص ۱٦٦.

(۲) ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ١٥٤ ط.س. ج ۱ ص ۱٦٦

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التعزير ص ٢٤٧ ط.س. ج ٤ ص ٦١ مطلب فى التعزير باخذ المال لا با خذ مال فى المذهب بحر وفيه عن البزازيه وقيل يجوز و معناه ان يمسكه مدة لينزجر ثم يعيده له فان يئس من توبته صرفه الى مايرى وفى المجتبى انه كان فى ابتداء الا سلام ثم نسخ (در مختار) قوله فى المذهب قال فى الفتح وعن ابى يوسف يجوز التعزير للسطلان باخذ المال وعندهما وباقى الا ئمة لا يجوز (ردالمحتار مطلب فى التعزير باخذ المال ج ٣ ص ٢٤٦ ط.س. ج ٤ ص ٦١) ظفير.

اکابر اہل سنت کی شان میں بدزبانی کی سزا

(سوال ۶) کسی طالب علم نے جب امام کو مرجی اور مولانا اشرف علی صاحب کو ہٹ دھرم بد مذہب کہا تو مدرسہ کے ایک سرپرست نے اس کو تھپڑ مارا، کیا اس سے قصاص لیا جائے گا۔

(الجواب) ایسے بد زبان کو تعزیراً ضرب کرنا اور تھپڑ مارنا چاہئے ہی تھا۔(۱)

قاضی شرعی کے سوا دوسرا آدمی حد شرعی قائم نہیں کر سکتا

(سوال ۷) یہاں پر قاضی شرعی تو ہے نہیں اگر کوئی عالم زانی و زانیہ کو زجراً سو دو سو جوتے وغیرہ مارنے کا حکم دیوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں قاضی شرعی کے سوا دوسرا شخص حد شرعی قائم نہیں کر سکتا۔(۲)

بھانجی کے ساتھ زنا کی سزا

(سوال ۸) ایک شخص نے اپنی ہمشیرہ کی لڑکی سے زنا کیا اس کے ساتھ کھانا پینا بر تاؤ جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ اس کے ہمراہی ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس شخص سے توبہ کرائی جاوے اور تنبیہ کی جاوے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے علیٰحدگی اختیار کرنی چاہئے اور جو لوگ اس کے معاون ہیں گناہ گار ہیں۔(۳) فقط۔

استاذ کو گالیاں دینے کی سزا

(سوال ۹) شخصے استاذ خود را بایں طور حقارت نمود کہ تو ابن خنزیر یا ابن کلب است قائل این الفاظ را چہ حکم است نکاح بدستور است یا نہ۔

(الجواب) شخص مذکور فاسق و عاصی و واجب التعزیر است اما تکفیر نہ کردہ خواہد شد و حکم فسخ نکاح وغیرہ احکام ارتداد بر و جاری نخواہند شد۔(۴)

---

(۱) وعزر كل مرتكب منكر او موذى مسلم بغير حق بقول او فعل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۲۵۱ ط.س. ج ٤ ص ٦٦) ظفير.

(۲) في الفتح ما يجب حقا للعبد لا يقيمه الا الامام لتو قفه على الدعوى الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۲۵۰) باقی حد تو یہ ہندوستان میں نہیں ہے لا نه لا حد في دارالحرب (ايضا كتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج ٤ ص ٥) ظفير. (۳) مسلمان حکومت ہوتی تو باضابطہ حد جاری ہوتی مگر یہاں نہیں لانه لا حد في دارا لحرب (ايضا) حدیث نبوی ہے من وقع على ذات محرم فاقتلوه رواه الترمذى (مشكوة باب التعزير ج ۳۱۷ ط.س. ج ٤ ص ٥) ظفير.

(٤) وعزر كل مرتكب منكر او موذى مسلم بغير حق بقول او فعل الخ وعزر الشاتم الخ يا خبيث يا سارق يا فاجر يا مخنث الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۲۵۱ ط.س. ج ٤ ص ٦٦) ظفير.

رمضان کے دنوں میں علی الاعلان کھانا کھانے والا

(سوال ۱۰) ایک مسلمان نے ماہ رمضان میں دن کے وقت اپنی زوجہ کے تیجہ کے دن کھانا پکوا کر اپنے اقارب و اہل محلّہ کو کھانا کھلایا اعلانیہ طور پر اور حقہ پان سے بہت تواضع اور مدارات کی، ایسا شخص مرتکب کبیرہ ہے یا کافر اور جس نے اس سے بیعت کی تھی وہ قائم رہی یا نہ، اس سے مرید ہونا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور اس کے پاس بیٹھنا اٹھنا کیسا ہے اور توبہ اس کی مجمع عام یا جامع مسجد میں ہوگی یا کیا۔

(الجواب) وہ شخص مرتکب گناہ کبیرہ ہوا۔ اور فاسق ہے(۱) کافر نہیں ہے اور قابل بیعت ہونے کے نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے اس سے بیعت کی وہ بیعت جائز اور درست نہیں ہے۔ وہ لوگ اس فاسق کو پیر نہ سمجھیں۔ اور کوئی مسلمان اس کو پیر نہ بناوے اور اس کو امام نہ بناوے اور اس کے ساتھ صحبت نہ رکھے جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے قطع تعلق کر دینا چاہئے، توبہ مجمع عام میں یا مجمع خاص میں، جامع مسجد ہو یا غیر جامع مسجد میں توبہ ہر طرح قبول ہوتی ہے۔ فقط۔

اکابر ائمہ کی توہین کرنے والا مستحق تعزیر

(سوال ۱۱) جو شخص ائمہ اربعہ خصوصاً امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو گمراہ و بے دین کہے یا امام بخاری کی توہین کرے یا کسی صحابی کی توہین کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) وہ شخص جو ایسا عقیدہ رکھے اور ائمہ دین خصوصاً امام الائمہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بد ظن ہو اور یا کسی صحابی کی توہین کرے مبتدع اور فاسق بے دین ہے اور مستحق تعزیر ہے۔(۲) فقط۔

زانی سے مالی جرمانہ لینا درست نہیں

(سوال ۱۲) اگر کسی زانی پر زنا کی وجہ سے پنچ جرمانہ کرے تو اس جرمانہ کو نیک کام مثلاً مسجد کی تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مالی جرمانہ کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے، پس جو روپیہ پیسہ جرمانہ میں لیا جاتا ہے مالک کو واپس کرنا چاہئے۔ وہ اپنی خوشی سے تعمیر مسجد میں لگائے تو جائز ہے۔ **فی الشامی جلد نمبر ۳ فی البزازیہ ان معنی التعزیر باخذ المال (علی القول به اساك شئی من ماله عند مدة لینجز ثم یعید ہ الحاکم الیه لاان یا خذ الحاکم لنفسه اولبیت المال کما یتو همه الظلمة . ظفیر) (الی قوله) اذ لا یجوز لا حد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی**(۳)

---

(۱) وکل مرتکب معصیة لا حد فیها فیها التعزیر اشباہ (در مختار) والمفطر فی رمضان یعزر و یحبس (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱ . ط.س. ج٤ ص٦٦) ظفیر.

(۲) وترد شهادة من یظهر سب السلف لا نه ظاهر الفسق الخ او یظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم وهم الصحابة والتابعون (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤٠٥ . ط.س. ج٤ ص۲۳۷) ظفیر وعزر کل مرتکب منکر و موذی مسلم بقول او فعل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱ .ط.س. ج٤ ص٦٦) ظفیر.

(۳) دیکھئے ردالمحتار مطلب فی التعزیر با خذ المال ج ۳ ص ۲٤٦ .ط.س. ج٤ ص٦۱ . ظفیر.

ہنود کا کھانا کھانے پر تعزیر نہیں

(سوال ۱۳) اگر کوئی مسلمان ہنود کا کھانا کھالے جس پر خنزیر یا مردار یا جھٹکا کھانے کا اشتباہ ہو اس پر شرعاً کیا تعزیر ہے۔

(الجواب) مسلمانوں کو ایسے شخص کے کھانے سے احتراز مناسب ہے لیکن پہلے جو کھالیا اس پر کچھ تعزیر وغیرہ نہیں ہے۔ آئندہ احتیاط رکھنی چاہئے۔ فقط۔

متبع شریعت معزز کو حرام زادہ وغیرہ کہنے سے مستحق تعزیر ہوگا

(سوال ۱۴) زید اور بکر میں تکرار ہوا، زید نے بکر کو یہ گالی دی کہ تم اور تمہارے شہر کے باشندے کل حرام زادہ و ولد الزنا ہیں حالانکہ بکر متبع شریعت اور معزز ہے آیا زید کیلئے تعزیر و تادیب شرعاً ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں زید پر تعزیر کی جاوے گی اور زید مستحق تعزیر ہے، لیکن وجوب تعزیر ایسی صورت میں دعویٰ پر موقوف ہے اور قاضی یا حاکم بعد دعویٰ کے اس کو جاری کر سکتا ہے، بہر حال زید اس میں عاصی ہوا توبہ کرے اور بکر سے معاف کراوے ورنہ بکر کے دعویٰ پر حاکم زید کو تعزیر کرے گا۔(۱)

رعایا سے جرمانہ لینا شرعاً درست نہیں ہے

(سوال ۱۵) زمین دار لوگ اپنی رعایا سے جرمانہ لیتے ہیں فی روپیہ چار آنہ کے حساب سے لیتے ہیں یہ جرمانہ لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ جرمانہ لینا شرعاً درست نہیں ہے کما فی الشامی لا یجوز لا حد من المسلمین نفس منہ الحدیث (۲) او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔

جانور سے وطی کرنے کی سزا

(سوال ۱۶) اگر کوئی شخص جانور بکری سے جماع کرے تو اس کی نسبت کیا تعزیر شرعی ہے اور اس کے گوشت کو کھانا کیسا ہے۔

(الجواب) وہ شخص توبہ کرے اور اس کا گوشت کھایا نہ جاوے اس کو ذبح کرکے جلا دیا جاوے۔(۳)

....

(۱) اذا شتم اصلہ عزر بطلب الولد کیا ابن الفاسق یا ابن الکا فر وانہ یعزر بقولہ یا قحبہ الخ یا حرا مزادہ معناہ المتولد من الوطؤ الحرام (ردالمحتار علی ہامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۵ ط.س. ج ٤ ص ۷۰) لکن فی الفتح مایجب حقا للعبد لا یقیمہ الا الا مام لتوقفہ علی الدعوی الا ان یحکما فیہ (ایضاً ج ۳ ص ۲۵۰ ط.س ج ٤ ص ٦٥) ظفیر۔
(۲) اذ لا یجوز لا حد من المسلمین اخذمال بغیر سبب شرعی الخ والحاصل ان المذہب عدم التعزیر با خذ المال (ردالمحتار باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال ج ۳ ص ۲٤٦ ط.س. ج ٤ ص ٦۱) ظفیر۔
(۳) لا یحد بوطؤ بہیمۃ بل یعزر و تذبح و تحرق ویکرہ الا نتفاع بہا حیۃ ومیتۃ ای یقطع امتداد التحدث بہ کلما رویت ولیس بواجب کما فی الہدایا وغیرہا وھذا اذا کانت مما لا یوکل فان کانت تو کل جاز اکلہا عندہ وقالا تحرق ایضاً (ردالمحتار مطلب فی وطئ الدابۃ ص ۲۱۳ ط.س. ج ٤ ص ۲٦) ظفیر۔

نماز کی پابندی نہ کرنے پر مالی جرمانہ لینا جائز نہیں

(سوال ۱۷) اگر میت کے ورثہ نماز پنجگانہ کے پابند نہ تھے تو اس وجہ سے میر محلہ یا متولی بغیر جرمانہ مالی لئے میت مسلمان کو دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتے، جرمانہ مالی لے کر میت کو دفن کرنے کی اجازت دیتے ہیں اس صورت میں جرمانہ مالی لینا کیسا ہے اور لینے والا کیسا ہے اور جرمانہ مالی کو مسجد کے کاموں میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) گناہ اس میر محلہ و متولی پر ہے جو جرمانہ لیتا ہے اور بدون جرمانہ لئے میت مسلمانوں کو دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور جرمانہ لینا شریعت میں حرام ہے اور لینے والا فاسق ہے اور اس روپیہ جرمانہ کو مسجد کے کاموں میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔(۱)

جس عورت نے چھپ کر رات میں لچے سے ملاقات کی اس کی سزا

(سوال ۱۸) دو شخص نمازیوں نے اپنے محلہ دار کے کہنے کی وجہ سے رات کو چھپ کر دیکھا کہ اس محلہ دار کی عورت نے ایک شخص لچہ سے بہت خوشی سے ہاتھ ملایا اس پر ان دونوں کو بہت مارا اس صورت میں اس عورت اور مرد کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) جب کہ ان نمازیوں نے اس عورت کو اجنبی مرد فاسق کے ساتھ اس انبساط واختلاط کے ساتھ دیکھا تو ان کو تنبیہ کرنا اور مارنا اس فاسق و فاسقہ کا درست تھا جیسا کہ در مختار میں باب التعزیر میں ہے ویقیمه کل مسلم حال مبا شرت المعصية الخ۔(۲) اور عاصی ہونا اس عورت اور مرد کا اس حالت میں ظاہر ہے اس سے وہ دونوں توبہ کریں۔(۳) لیکن اتنی بات دیکھ کر حکم زنا کا نہیں ہو سکتا اور ثبوت زنا اس سے نہیں ہوتا اور اس عورت کا نکاح اس کے شوہر سے قائم ہے۔(۴)

جانور سے وطی کرنے پر تعزیر

(سوال ۱۹۹) زید نے بکری سے وطی کی اس بکری کی نسبت کیا حکم ہے اس کا گوشت کھا سکتے ہیں یا نہیں اور دودھ پی سکتے ہیں یا نہیں۔ واطی کے لئے کیا حکم ہے، بعض کہتے ہیں کہ بکری کو ذبح کر کے دفن کی جاوے اور قیمت اس کی واطی سے وصول کی جاوے۔

(الجواب) جانور سے وطی کرنے والے پر تعزیر ہے جو کچھ حاکم مناسب سمجھے اور دوسرے بکری کو ذبح کر کے جلا دینے کا حکم ہے استحباباً اور گوشت کھانا اس کا اور دودھ پینا حرام نہیں ہے اور رکھنا درست ہے۔ اور قیمت اس کی واطی کے ذمہ نہیں ہے، کیونکہ مالک کو اختیار ہے کہ اس بکری کو رکھے ذبح نہ کرے، البتہ بہتر یہ ہے کہ ذبح کر کے

---

(۱) والحاصل ان المذهب عدم التعزير باخذالمال الخ اذ لا يجوز لا حد من المسلمين اخذ مال احد بغير سبب شرعي (ردالمحتار مطلب في التعزير با خذ المال ج ۳ ص ۲۴۶ و ج ۳ ص ۲۴۷ .ط.س. ج ۴ ص ۶۱ ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۲۵۰ .ط.س. ج ۴ ص ۶۶. ظفير.

(۳) يعزر المولى عبده والزوج زوجته على تركها الزينة الخ والخروج من منزلها الخ وكشفت وجهها لغير محرم او كلمة (ايضاً ج ۳ ص ۲۶۰ .ط.س. ج ۴ ص ۷۷، ظفير.

(۴)

اس کو جلادیا جاوے، ردالمختار یعنی شامی میں ہے ویعزر وتذبح البھیمة وتحرق علی وجه الا ستحباب ولا یحرم اکل لحمھا به الخ(۱)(بکری کی قیمت کا مطالبہ وطی کرنے والے سے بکری والا کر سکتا ہے اور اس کی قیمت دینی چاہئے۔(۲)ظفیر)

جانور سے وطی کا ارادہ کیا مگر دخول نہیں ہوا تو گوشت بلا کراہت حلال ہے

(سوال ۲۰)زید نے بارادہ وطی کسی حلال جانور مثلاً گائے یا بکری وغیرہ کو ہاتھ لگایا حتی کہ زید نے اپنے ذکر کو جانور کے زج سے بلا فصل کسی شئی کے ملحق کر دیا لیکن دخول نہیں ہوا یا اس نے مطلقاً وطی کر لی تو اب بحالت مذکورہ زید یا دیگر مسلمان کو جانور موصوفہ کا شیر یا گوشت یا اس کی بیع حلال ہے یا نہیں۔ اور کیا زید کو گناہ مذکورہ کے معافی کے واسطے استغفار کافی ہو سکتی ہے یا اس کو کفارہ بھی دینا پڑے گا۔ تو اس کا کفارہ کیا ہوگا۔

(الجواب)اگر دخول نہیں ہوا ہے تو اس کا گوشت و دودھ بلا کراہت حلال ہے اور اگر دخول ہو گیا تو بہتر یہ ہے کہ اس جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت دفن کر دیا جاوے اور اس کو کوئی نہ کھائے اور اس کو کھالیا تو حرام نہیں ہے مگر اچھا نہیں ہے۔ کذا فی الشامی اور زید اس فعل شنیع سے توبہ کرے توبہ کرنا معافی گناہ کے لئے کافی ہے اور کچھ کفارہ سوائے توبہ کے نہیں ہے۔(۳)

مسلمان کو گالی دینے والا مستحق تعزیر ہے

(سوال ۲۱)ایک شخص نے ایک مسلمان باشرع قوم سید کو سب و شتم کیا رو کنے پر سیدوں کا نام لے کر گالیاں دینی شروع کی اور باز نہیں آیا، ایسے شخص کے حق میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب)وہ شخص فاسق ہے اور شریعت اسلام میں وہ مستحق تعزیر ہے کما ورد سباب المسلم فسو ق وقتاله کفر (۴) وقال الله تعالیٰ ولا تلمزو انفسکم ولا تنا بزوا بالا لقاب بئس الا سم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئك ھم الظلمون۔(۵)پس معلوم ہوا کہ شخص مذکور ظالم و فاسق ہے توبہ کرے اور اس سید مظلوم و مشتوم سے قصور معاف کراوے۔

---

(۱) ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵٤ ط س ج۱ص ۱٦٦۔

(۲)ولا یحد بوطئ بھیمة بل یعزر وتذبح ثم تحرق و یکرہ الا نتفاع بھاحیة ومیتة وفی النھر الظاھر انه یطا لب ند با لقولھم تضمن الخ(در مختار) ھذا اذا کانت مما لا یوکل فان کانت توکل حازا کلھا عندہ وقالا تحرق ایضاً فان کانت الدابة لغیر الواطی یطا لب صاحبھا ان یدفعھا الیه بالقیمة ثم تذبح ھکذا قالوا ولا یعرف ذلك الا سماعا فیحمل علیه زیلعی ونصرقوله الظاھر ان یطالب ندبا الخ الی قولھم یطا لبھا صاحبھا ان یدفعھا الی الواطی لیس علی طریق الجبر و عبارة النھرا نه یطالب علی وجه الندب ولذاقال فی الخانیة کان لصا حبھا ان یدفعھا الیه بقیمته ا د وعبارة البحر والظاھرانه لا یجبر علی دفعھا ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۱۳ و ج ۲۱٤ ط س ج ٤ ص ۲٦) ظفیر۔

(۳)لا یحد بوطئ بھیمة بل یعزر و تذبح ثم تحرق ویکرہ الا نتفاع بھا حیة ومیتة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۲ ص ۲۱۳ ط س ج ٤ ص ۲٦) ظفیر

(٤)مشکوۃ باب حفظ اللسان ص ٤۱۱۔ ظفیر

(۵)سورۃ الحجرات۔ ۲

جس نے سور کا دودھ استعمال کیا اس کی سزا

(سوال ۲۲) محبوب پٹیل نے چالیس روز تک سور کا دودھ دوائی میں استعمال کیا ہے اس کے لئے شرعاً کیا سزا ہے۔

(الجواب) اس شخص سے جس سے یہ قصور سرزد ہوا توبہ کرائی جاوے کہ آئندہ کبھی وہ ایسا نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا پچھلا گناہ معاف فرمادے گا، مسلمانان کو چاہئے کہ اس سے پختہ توبہ کرالیویں اگر وہ توبہ کرلے تو اس سے میل جول قائم رکھیں۔

جرمانہ کی رقم مجرم کی رضا سے کسی بھی مد میں خرچ کر سکتے ہیں

(سوال ۲۳) ایک شخص نے نماز پڑھنے سے انکار کیا خلافت نے اس پر ۱۰ جرمانہ کیا تو یہ روپیہ مسجد یا مدرسہ یا خلافت کے صرف میں آسکتا ہے یا نہ۔

(الجواب) اس کی رضا و خوشی سے جس مد میں وہ کہے صرف ہو سکتا ہے۔(۱)

تارک نماز تعزیر کا مستحق ہے

(سوال ۲٤) تارک جماعت و نماز کے لئے ہر ایک شہر میں نماز کمیٹیوں نے جو جرمانہ مقرر کر رکھا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ترک نماز کی وجہ سے ہر ایک تعزیر سخت سے سخت دینا جائز ہے یہاں تک کہ تارک نماز کو تعزیراً قتل کر دینا بھی ائمہ سے منقول ہے پس جس طریق سے بے نمازی کو پابند نماز بنا سکیں وہ ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ عوام کو سوائے جرمانہ کے اور کسی طریق سے تنبیہ ہونا دشوار ہے اور ہر ایک تعزیر کو ہر ایک شخص جاری بھی نہیں کر سکتا اور جرمانہ مالی بکیفیت خاص ائمہ سے منقول ہے قال فی الشامی وافاد فی البزازیة ان معنی التعزیر باخذ المال علی القول به امساك شئی من ماله عند مدة لینز جر ثم یعیده الحاکم الیه الخ وفی المجتبیٰ لم یذکر کیفیة الا خذ واری ان یا خذها فیمسکها فان یئس من توبة یصرفه الی مایری الخ۔(۲)

بیوی سے زنا کرانے والے کی سزا

(سوال ۲۵) ایک شخص اپنی عورت سے اپنے گھر میں عام پیشہ کراتا ہے۔ تمام اہل شہر جانتے ہیں، شرعاً اس کی کیا سزا ہو سکتی ہے۔

(الجواب) ایسی حالت میں مسلمانوں کے اختیار میں سوائے اس کے اور کیا سزا ہے کہ ان دونوں سے قطع متارکت

---

(۱) وکل مرتکب معصیة لا حد فیها ، فیها التعزیر اشباه (در مختار) قال فی فتح القدیر ویعزر من شهد شرب الشار بین والمجتمعون علی شبه الشرب وان لم یشربوا ومن معه رکوة خمرا لخ ویا کل الربوا والمغنی والمخنث والنائحة یعزرون ویحبسون حتی یحدثوا توبة الخ (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱ ط.س. ج ٤ ص ٦٧) ظفیر.

(۲) فی البزازیة ان معنی التعزیر با خذ المال علی القول به امساك شئی من ماله عنه مدة لینزجر ثم یعید ه الحاکم الیه (ردالمحتار مطلب فی التعزیر باخذالمال ج ۳ ص ۲٤٦ ط.س. ج ٤ ص ٦١).

(۳) دیکھئے ردالمحتار مطلب فی التعزیر باخذ المال ج ۳ ص ۲٤٦ ط.س. ج ٤ ص ٦١) لیکن صحیح یہ ہے کہ مالی جرمانہ جائز نہیں اگر مالی جرمانہ کیا ہے تو اسے واپس کر دینا ہوگا علامہ شامی اس بحث کو ختم کر کے لکھتے ہیں والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال (ایضا ج ۳ ص ۲٤٧ ط.س. ج ٤ ص ٦١) خود مفتی علام بھی یہی فتویٰ دے رہے ہیں۔ جیسا کہ گذرا غالباً یہاں منشاء یہی ہوگا کہ لے لیا جائے اور پچھ دنوں کے بعد واپس کر دیا جائے تاکہ تنبیہ ہو جائے جیسا کہ ایک جواب میں صراحت بھی فرمادی ہے

کر دی جاوے اور ان کی خوشی و غمی میں بالکل شرکت نہ کی جاوے اور ہر طرح ان کو مجبور کیا جاوے کہ وہ اس حرکت شنیعہ کو چھوڑ دیں اور توبہ کریں۔(۱) (کیونکہ ہندوستان میں زنا کی سزا رجم جاری نہیں کی جاسکتی ہے کہ غیر مسلم ملک ہے۔ ظفیر۔)

مالی جرمانہ کا شرعی حکم

(سوال ۲۶) ایک گروہ مسلمانوں کا یہ اعلان کرے کہ جو شخص کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو گا وہ ہماری برادری سے علیٰحدہ ہو گا مگر یہ کہ اس کبیرہ سے توبہ کرے اور پختگی و اعلان اور کچھ رقم تجویز کردہ اہل برادری کو دے جس کو برادری اپنی رائے سے کسی مصرف حسن میں صرف کرے گی یہ جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) یہ اعلان اور معاہدہ تو بہت اچھا ہے کہ جو شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو وہ برادری سے خارج ہے مگر یہ کہ اس گناہ سے توبہ کرے لیکن جرمانہ مالی عند الحنفیہ جائز نہیں ہے اور اگر بغرض تنبیہ کسی مرتکب کبیرہ و تارک نماز کی مثلاً ایسا کیا جاوے تو اس کے جواز کی یہ صورت ہے کہ اس جرمانہ کو علیٰحدہ رکھا جاوے اور پھر کسی وقت اسی شخص کو واپس دیا جاوے جس سے لیا ہے یا اس کی اجازت سے جس کار خیر میں وہ کہے صرف کر دیا جاوے۔(۲)

نماز جنازہ کی پابندی نہ کرنے پر مالی جرمانہ کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۷) جو شخص میت کی تجہیز و تکفین میں شریک نہ ہو اس پر جرمانہ کرتے ہیں۔

(۲) فرض نماز پڑھے یا نہ پڑھے اس پر کچھ انتظام برادری کا نہیں ہے۔

(۳) جو نماز جنازہ نہ پڑھے اس پر بھی جرمانہ کرتے ہیں۔

(۴) کسی سے جرمانہ لے کر دیگ وغیرہ برتن خریدنا جو برادری کے کام میں آتے ہیں اور اس کا پکا ہوا کھانا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) (از نمبر ۱ تا نمبر ۴) یہ کام اچھا ہے کہ برادری کے لوگوں کو نماز کی تاکید کی جاوے اور ترک نماز پر ان کو تنبیہ کی جاوے خواہ جنازہ کی نماز ہو یا فرائض پنجگانہ بلکہ فرائض پنجگانہ کی زیادہ تاکید کرنی چاہئے اور اس کے ترک پر زیادہ تنبیہ کرنی چاہئے اور میت کی شرکت بھی کار ثواب ہے اس کی تاکید بھی اچھا کام ہے مگر جرمانہ مالی کرنا شریعت میں نہیں ہے اگر بغرض تنبیہ کیا گیا تو اس کو انہیں دینے والوں کو واپس کرنا چاہئے یا ان کی دوبارہ اجازت بخوشی دینے سے کسی نیک کام میں صرف کر دیا جاوے اور ظروف خریدنا بھی ان کی اجازت اور خوشی سے درست ہے لیکن جبر نہ لیا جاوے اور جبر یہ اجازت کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔(۳)

---

۱) لانہ لا حد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵. ط.س. ج ٤ ص ٥) ظفیر
۲) لا باخذ المال فی المذہب بحر وفیہ عن البزازیہ وقیل یجوز و معناہ ان یمسکہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ الیہ الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲٤۲. ط.س. ج ٤ ص ٦۱) ظفیر.

۳) لا باخذ المال فی المذہب وفیہ عن البزازیہ وقیل یجوز ومعناہ ان یمسکہ ثم یعیدہ الیہ (در مختار) والحاصل ان المذہب عدم التعزیر باخذ المال (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲٤٦ و ج ۳ ص ۲٤۷. ط.س. ج ٤ ص ٦۱) ظفیر.

اغلام کی سزا

(سوال ۲۸) دوامرد بالغ اغلام کرتے ہوئے چھ آدمیوں نے پکڑا، ان دونوں کو کیا تعزیر دی جاوے۔

(الجواب) آپ لوگ کچھ حد اور تعزیر نہیں لگا سکتے یہ کام حاکم اسلام کا ہے۔(۱)

علاتی بہن کا بوسہ لینے کی سزا

(سوال ۲۹) ایک لڑکے نے اپنی علاتی بہن کا بوسہ لیا دونوں کو یہ تسلیم ہے، ان کے لئے کیا سزا ہے، عرصہ ایک ایک سال سے برادری سے علیحدہ ہیں اور لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے کر دیا تھا۔

(الجواب) علاتی بھائی بہن میں آپس میں ایسے ہی حرمت ہے جیسا کہ حقیقی بھائی بہن میں پس ان دونوں کو توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ کو ایسا فعل نہ کرنا چاہئے اور کچھ سزا سوائے توبہ کے نہیں ہے ان سے توبہ کرائی جاوے اور برادری میں شامل کر لیا جاوے۔(۲)

جانور سے وطی کر کے اسے فروخت کر دیا رقم کیا کرے

(سوال ۳۰) زید نے ایک گائے سے وطی کر کے اس کو فروخت کر دیا اس روپیہ کو کس مصرف میں صرف کیا جائے اس روپیہ کو صدقہ کر سکتے ہیں یا نہیں اور زید کو کیا سزا دی جائے گی۔

(الجواب) شامی میں ہے کہ جس جانور سے وطی کی گئی ہو مستحب یہ ہے کہ اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت کو جلا دیا جاوے اور کسی کو نہ دیا جاوے نہ صدقہ کیا جاوے اور وطی کرنے والے کو تعزیر دی جاوے اور کھانا اس جانور کا حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے اور اچھا نہیں ہے۔ و یعزر وتذبح البھیمة وتحرق علی وجه الاستحباب و لا یحرم اکل لحمها به الخ(۳) پس جملہ و لا یحرم اکلها سے ظاہر ہے کہ جانور مذکور ملک مالک سے خارج نہیں ہوا اور یہ ذبح کر کے اس کے گوشت کا جلانا استحباباً ہے اور کھانا اس کا حرام نہیں ہے، پس اگر مالک جانور نے جانور مذکور کو فروخت کر دیا تو وہ قیمت اس کی ملک ہے اس کو خواہ اپنے تصرف میں لاوے یا صدقہ کر دے، اور بہتر صدقہ کر دینا معلوم ہوتا ہے تاکہ گناہ مذکور کا کفارہ ہو جاوے اور وہ شخص توبہ کرے اور سزا اس کی یہی کافی ہے کہ اس سے توبہ کرائی جاوے اور وہ شخص قیمت مذکور کو صدقہ کر دیوے۔

---

(۱) لانه لا حد فی دار الحرب(الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج ٤ ص ٥) تعزیر کے سلسلے میں ہے ویقیمه کل مسلم حال مباشرة المعصیة واما بعده فلیس ذلك لغیر الحاکم والزوج والمولی (ایضا باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۰ ط.س. ج ٤ ص ٦٥) باقی اغلام کی سزا اسلام میں سخت هے ولا بحد الخ بوطئو دبر و قالا ان فعل فی الا جانب حدو ان فی عبده اوا مته او زوجته فلا حد اجما عابل یعزر قال فی الدر رنحو الا حراق بالنار هدم الجدار وا لتنکیس من محل مر تفع باتباع الا حجار وفی الحاوی والجلد اصح، وفی الفتح یعزر و یسجن حتی یموت اویتوب ولو اعتاد اللواطة قتله الا مام سیاسة(الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوطئو الذی یو جب الحدو ما لا یوجبه ج ۳ ص ۲۱٤ ط.س. ج ٤ ص ۲٦) اس مسئلہ پر دیکھئے خاکسار کی کتاب "نسل کشی." ظفیر.

(۲) ویعزر من شهد شرب الشاربین الخ و کذا من قبل اجنبیة او عا نقها او مسها بشهوة (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱ ط.س. ج ٤ ص ٦٧) ظفیر.

(۳) ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱٥٤ ط.س. ج٤ص۱٦٦ ظفیر.

میلاد مروجہ نہ کرنے کی سزا دینا درست نہیں

(سوال ۳۱) مسلمانوں کی پنچایت میں ایک شخص پر بوجہ ایک جرم کے یہ بات مقرر کی گئی کہ شخص مذکور دس فقیروں کو کھانا کھلاوے اور ایک میلاد شریف کرے تب برادری میں شامل ہو سکتا ہے۔ اس پر ایک ثالث نے کہا کہ یہ سب لغو اور غلط ہے میلاد شریف ہمارے فلانے میں گیا، تم فقیر کو ہر گز نہ کھلاؤ نہ میلاد کرو اس صورت میں مانع کے لئے کیا حکم ہے اور میلاد شریف کو گالی دینے والا کس سزا کا مستوجب ہے؟

(الجواب) شریعت میں یہ سزا کسی مجرم کی نہیں بتلائی گئی کہ دس فقیروں کو یا پچاس فقیروں کو کھانا کھلاؤ۔ یہ پنچایت کی از خود تراشیدہ رسم ہے، یہ شریعت کا حکم نہیں ہے اور شریعت میں جرمانہ کرنا بھی درست نہیں ہے جو کہ عام جاہلوں کی برادری میں مروج ہے۔(۱)

اسی طرح میلاد شریف مروجہ کی مجلس منعقد کرنے کو علماء نے بدعت اور مکروہ کہا ہے۔(۲)

لہذا برادری کو کسی مجرم کے جرم کا کفارہ مقرر کرنا کہ جاؤ دس محتاجوں کو کھانا کھلاؤ اور میلاد شریف کرو غلط ہے۔ اور یہ حکم شریعت سے نہیں ہے پس ایسے حکم کو رد کرنا یہ تو عین مطابق شریعت کے ہے لیکن اس شخص مانع میلاد وغیرہ کو ایسا لفظ کہنا نہ چاہئے تھا جو کہ شرعاً وعرفاً قبیح ہے بلکہ اس کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ یہ حکم خلاف شریعت ہے اس لئے اس پر عمل در آمد نہ کیا جاوے اور ایسی گستاخی اور عامی جاہلانہ لفظ کا استعمال نہ کرنا چاہئے تھا اس سے توبہ کرے۔ فقط۔

صحیح العقیدہ مسلمان کو بلا تحقیق قادیانی کہنا صحیح نہیں ہے۔

(سوال ۳۲) زید نے بکر کی نسبت کہ جو شہر کا امام اور تمام مسلمانوں کا دینی پیشوا اور پکا حنفی ہے یہ الزام جھوٹا الزام لگایا کہ وہ قادیانی ہو گیا ہے مسلمانوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور نکاح وغیرہ پڑھوانا نہیں چاہئے، اور اس افتراء اور بہتان کی شہادت چند سامعین نے ایک مجمع کثیر کے سامنے کہ جن میں ہزاروں آدمی مجتمع تھے دی، پس زید کو اس کی سزا شرعاً کیا ہونی چاہئے۔

(الجواب) کسی مسلمان سنی حنفی پر بلا تحقیق ایسی تہمت لگانا کہ وہ قادیانی ہو گیا ہے یا قادیانی ہے گویا اس کو کافر کہنا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی کو کافر کہا جاوے اور وہ ایسا نہ ہو تو وہ اسی پر لوٹتا ہے جس نے کہا۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لا خیہ کافر فقد باء بھا احد ھما متفق علیہ۔(۳) اور نیز حدیث شریف میں ہے سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر۔(۴) الغرض زید اس صورت میں ناحق ہے اس کو توبہ کرنی چاہئے اور جس کو تہمت لگائی ہے اس سے معافی کرانی چاہئے۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایھا لذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم (الی قولہ تعالیٰ) بئس الا سم الفسوق

---

(۱) لا یجوز لا حد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۴۰ ط.س. ج ۴ ص ۶۱) ظفیر. (۲) من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد (مشکوۃ ص ۲۷) ظفیر.
(۳) مشکوۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۱ ظفیر. (۴) مشکوۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۱ ظفیر.

بعد الایمان ومن لم یتب فاولئك هم الظلمون۔(۱)

ہندوستان میں شرعی سزا کا اجراء بحالت موجودہ نہیں ہو سکتا

(سوال ۳۳) زید غرور اور تکبر و حسد کی وجہ سے عمرو غریب الوطن کا جانی دشمن ہو گیا حتی کہ اس نے چند دیگر بدمعاش اشخاص کو ہمراہ لے کر بوقت نصف شب عمرو پر حملہ قاتلانہ کیا اور اس کی اہلیہ کو بھی جبراً گھسیٹ کر باہر لے گئے عمرو اگرچہ بری طرح زخمی ہوا مگر حق تعالیٰ کے فضل سے جان سلامت رہی اور اس کی اہلیہ کو بھی قادر مطلق نے ظالموں کے ہاتھ سے نجات دی زید ایک دوسرے ہمراہی سمیت گرفتار ہو کر حوالہ پولیس ہوا اب ان کے بعض اقارب نے عمرو سے راضی نامہ کرنا چاہا مگر عمرو نے رواجی راضی نامہ سے انکار کرتے ہوئے شرعی فیصلہ کو منظور کیا لیکن یہ انھوں نے قبول نہ کیا آخر ان دونوں کو سزائیں قید و جرمانہ ہوا، آیا ایسے شریر و سرکش کو جو پہلے بھی چوری وغیرہ کا عادی تھا مناسب چارہ جوئی کر کے سزا دلانا بہتر تھا یا چپکے سے معاف کر دینا۔ اور جو زید کے لئے امداد اور کوشش کر رہے ہیں ان کا یہ فعل آیات ذیل کے خلاف ہے یا نہیں یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا ابائکم واخوانکم اولیاء الخ لاتجد قوما یؤمنون بالله والیوم الآخر یوادون من حاد الله ورسوله الایة بینوا وتوجروا۔

(الجواب) راضی نامہ اور معافی کی کوشش کرنے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ظالم اپنے ظلم سے نادم ہو کر عفو تقصیر مظلوم سے کراتا ہے اور عفو کے مستحق ہونے میں کچھ کلام نہیں۔(۲) قاتل کو معاف کر دینے کا ذکر خدائے تعالیٰ نے فرمایا فمن عفی له من اخیه شئی الایة۔(۳) پس جب کہ قتل سے بھی معافی ہو سکتی ہے اور بہتر ہے تو قتل سے کم ظلم میں بدرجہ اولیٰ معافی بہتر ہے غرض اس سے یہ ہے کہ ظالم جب کہ نادم ہوا اور اس نے اظہار ندامت کی اور توبہ کی جیسا کہ اس کے معافی چاہنے سے ظاہر ہوا ہے تو مظلوم کو معاف کر دینا بہتر ہے اور اگر وہ معاف نہ کرے جو کہ اس کی اختیار میں ہے تو پھر شرعی سزا ہونی چاہئے مگر ظاہر ہے کہ شرعی سزا جاری نہیں ہے۔(۴) اور حاکم جو سزا دے گا وہ شرعی نہ ہو گی لہذا اگر قانونی سزا سے جو کہ شرعی سزا نہیں ہے۔ برات اور رہائی کی کوشش کی جائے تو اس میں کچھ معذوری شرعی معلوم نہیں ہوتا اور جب کہ مضروب شرعی فیصلہ پر راضی نہ ہوا تو یہ اس نے تجاوز عن الحق کیا اب اس کو یا اس کے طرف داروں کو کیا حق ہے کہ رہائی کی کوشش کرنے والوں پر اعتراض کریں اور اس کو مطعون کریں،، الحاصل سزا قانونی سے (جو کہ من وجہ بلکہ من کل وجہ ظلم ہے اور من لم یحکم بما انزل الله میں داخل ہے) بچانے کی کوشش کرنے والوں کو ان آیات کی وعید میں داخل کرنا جو کہ کفار محاربین خدائے تعالیٰ و محاربین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ہے صحیح نہیں ہے۔

---

(۱) سورة الحجرات. ۲.

(۲) وهو ای التعزیر حق العبد غالب فیه فیجوز فیه الا براء والعفو (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۷ ط.س. ج ٤ ص ۷۳) ظفیر.

(۳) سورة البقر. ۲۲.

(٤) کیونکہ یہاں اسلامی حکومت نہیں ، لانه لا حد فی دار الحرب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج ٤ ص ۵) ظفیر.

میاں بیوی کے جھگڑے میں مالی جرمانہ شرعاً درست نہیں ہے

(سوال ۳٤) زید نے خالد کی لڑکی زبیدہ سے نکاح کیا اور زید نے خالد کو بوقت نکاح یہ اقرار لکھ دیا کہ میں اپنی منکوحہ کو اپنے خسر خالد کے شہر اور گھر سے باہر نہ لے جاؤں گا مجھے لے جانے کا حق نہیں ہے وہ جہاں چاہے اس کا نان و نفقہ میں دیتار ہوں گا، اب زید اپنی منکوحہ کو باہر لے جاسکتا ہے یا نہیں اور زید نے یہ اقرار بھی تحریر کر دیا کہ اگر میں اپنی منکوحہ زبیدہ پر دوسرا نکاح کر دں تو پانچ سو روپیہ سرکار میں اور پنچوں میں جرمانہ کے ادا کروں گا زید کو دوسری عورت سے نکاح کرنے پر جرمانہ دینا اور لینا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) بہتر یہ ہے کہ اگر شوہر کو وہاں رہنے میں اور اپنی زوجہ کو وہاں رکھنے میں کچھ عذر اور حرج نہیں ہے تو بحکم حدیث شریف احق الشرط ان تو فوا به ما استحللتم به الفروج۔(۱) اپنے وعدہ اور شرط کو پورا کرے لیکن اگر وہ اپنی زوجہ کو رخصت کرا کر لے جاوے تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے اور اس کو اس کا حق ہے کما قال اللہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء۔(۲) کابین نامہ ایک وعدہ ہے اگر شوہر کو کچھ عذر نہ ہو تو اس کو پورا کرنا بہتر ہے اور اگر وہ اپنے وطن میں لے جاوے تو یہ بھی جائز ہے اور شوہر کو اس کا حق ہے اور پانچ سو روپیہ لینا اس سے بصورت نکاح ثانی کرنے کے درست نہیں ہے کیونکہ یہ شرط جائز نہیں ہے۔(۳) اور مالی جرمانہ شرعاً درست نہیں ہے۔

مسلمان کو حرام زادہ کہنا حرام ہے

(سوال ۳۵) مسلمان را حرام زادہ گفتن و لعنت کردن چیست بر آں حسب شرع چہ وعید۔

(الجواب) حرام است و در احادیث بر آں وعید وارد است۔(۴)

عورت اگر شوہر کا حکم نہ مانے تو کیا سزا دی جائے

(سوال ۳٦) عورت باوجود شوہر کی سختی کے بے پردہ پھرنے سے باز نہ آوے تو اس کے لئے کیا سزا ہے۔

(الجواب) شوہر جب کہ اس کو بے پردہ پھرنے سے منع کرتا ہے اور وہ نہیں مانتی تو شوہر عند اللہ گناہ سے بری ہے اور عورت گنہگار ہے۔ (مرد کا فرض ہے سختی سے روکے اور تنبیہ کرے شوہر کو تعزیر کا حق ہے۔(۵) ظفیر)

---

(۱) مشکوٰۃ باب اعلان النکاح ص ۲۷۱۔ ظفیر۔

(۲) سورۃ النساء۔ ٦۔

(۳) لا باخذ المال فی المذھب (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲٤٦۔ ط.س. ج٤ ص ٦۱) ظفیر۔

(٤) کل من ارتکب منکراً و آذی مسلما بغیر حق بقول او فعل او اشارة یلزمه التعزیر (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۵۔ ط.س. ج٤ ص ٦٦) ظفیر۔

(۵) ویقیمه (ای التعزیر) کل مسلم حال مبا شرة المعصیة واما بعده فلیس ذلك لغیر الحاکم والزوج والمولی (در مختار) ای التعزیر الواجب حقا لله تعالیٰ لانه من باب ازالة المنکر قال صلی الله علیه وسلم من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه الحدیث (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۰۔ ط.س. ج٤ ص ٦۵) یعزر المولی عبده والزوج زوجته ولو صغیرة علی ترکها الزینة الشرعیة وترکها غسل الجنابة وعلی الخروج من المنزل لو بغیر حق (در مختار) اشار الی ان تعزیر الزوج لزوجة لیس خاصا بالمسائل الاربعة المذکورة فی المتون ولذا قال فی الولوالجیة له ضربها علی هذه الاربعة وما فی معناها (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲٦۰۔ ط.س. ج٤ ص ۷۷) ظفیر۔

مسلمان پر جھوٹا الزام لگانا حرام ہے

(سوال ۳۷) مسلمان کو مسلمان پر جھوٹا الزام لگانا کیسا ہے اور الزام لگانے والے کے لئے کیا سزا ہے۔

(الجواب) کسی مسلمان پر جھوٹا الزام لگانا حرام ہے تہمت لگانے والا فاسق ہے، توبہ کرے اور معاف کراوے ورنہ عذاب آخرت میں گرفتار ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلا حجت شرعیہ تہمت زنا لگانا فسق ہے

(سوال ۳۸) ایک استاد و شاگرد میں کچھ تخالف ہوا اور استاد نے در پے ضرر شاگرد ہو کر اس پر تہمت زنا بلا حجت شرعیہ لگائی اور سب و شتم و فواحش سے پیش آیا تو استاد پر حد قذف ہے یا تعزیر واجب ہے۔

(الجواب) سب و شتم کرنا و تہمت زنا و فواحش کسی مسلمان کو لگانا بلا حجت شرعیہ کے فسق ہے اور موجب تعزیر ہے وعزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل الخ در مختار(۲) وزاد بعضهم ان الحد مختص بالامام والتعزير يفعله الزوج والمولى وكل من راى احداً يباشر المعصية الخ شامی۔(۳)

سیاستہ و تہدیداً جرمانہ کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۹) ہندہ زید کی زوجہ منکوحہ تھی۔ ہندہ کی عفت و دیانت واطاعت و خانہ داری وغیرہ پوری طرح ثابت ہے، زید نے بلا وجہ بوجہ محض ادائے نفقہ سے بچنے کے لئے اور ہندہ کو اپنے ترکہ سے محروم کرنے کے لئے ہندہ کو طلاق دی ہے تو کیا اعلیٰ حضرت شاہ دکن بحیثیت فرماں روائے اسلامی و حکیم السیاستہ ہونے کے زید پر عبرۃ و سیاستہ و تہدیداً جرمانہ یا کوئی سزا مناسب وقت و حالات نافذ فرما سکتے ہیں تاکہ عبرۃ آئندہ ظالم شوہروں کو جرات نہ ہو کہ وہ مظلومہ عاصمہ زوجات کی صنف ضعیف کے حقوق شرعی اپنی اغراض نفسانی سے بحیل شرعی تلف کرنے کی طرف تقدیم کریں، کیا ایسی تعزیر و تنبیہ و محظور و ممنوع شرعی تو نہیں ہے اور کیا ناظم صاحب دار القضاء شاہ وقت کے ملاحظہ ساطعہ میں انتظاماً کوئی تعزیر و تہدید مثل جرمانہ وغیرہ کی تجویز پیش فرما سکتے ہیں۔

(الجواب) نصوص آیات و احادیث سے طلاق کا مباح ہونا ثابت ہے اس لئے صاحب در مختار نے اباحت اور حظر کو نقل کر کے تصحیح اباحت کو قرار دیا۔ حيث قال وايقاعه مباح عند العامة لا طلاق الآيات وقيل قائله الكمال الاصح حظره اى منعه الا لحاجة كريبة وكبر والمذهب الاول كما فى البحر(۴) البتہ صاحب رد المحتار شامی کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب فتح القدیر کمال ابن ہمامؒ کے قول کو راجح سمجھتے ہیں کہ اصل طلاق میں حظر ہے اور بلا وجہ ارتکاب اس کا محظور و ممنوع ہے حیث قال واما الطلاق فان الاصل فيه الحظر بمعنى انه محظور الا لعارض يبيحه وهو من قولهم الاصل فيه الحظر. والاباحة للحاجة الى الخلاص فاذا كان بلا سبب اصلالم يكن فيه حاجة الى الخلاص بل يكون حمقا وسفاهة رائى ومجرد كفران النعمة واخلاص الايذاء بها وباهلها واولادها الى ان قال فحيث تجرد عن الحاجة المبيحة له

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرمى رجل رجلا بالفسوق ولا يرميه بالكفر الا ارتدت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك رواه البخارى (مشكوة باب حفظ اللسان ص ۴۱۱) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۲۵۱ ط.س. ج۴ ص۶۶. ظفير (۳) ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۲۴۵ ط.س. ج۴ ص۶۲. ظفير.
(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ ط.س. ج۳ ص۲۲۷ ظفير

شرعا یبقی علی اصله من الحظر و لهذا قال الله تعالی فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا ای لا تطلبوا الفراق وعلیه حدیث ابغض الحلال الی الله الطلاق قال فی الفتح ویحمل لفظ المباح علی ما ابیح فی بعض الا وقات اعنی او قات تحقق الحاجة المبیحة الخ شامی (۱) جلد ثانی. پس بناء علیہ اگر ایسے موذی شخص کو جو بلاوجہ شرعی محض ایذاء رسانی کے لئے طلاق دینے کو اپنی عادت مقرر کرلے، حاکم اسلام کی طرف سے کوئی تہدید و توبیخ ہو تو یہ مستحسن ہوگا اور قاضی شرعی اگر مناسب سمجھیں تو کوئی تعزیر ایسے شخص کو دلا سکتے ہیں۔ فقط۔

مسلمان کو گالی دینا اور طعن تشنیع کرنا

(سوال ۴۰) زید نے بلا قصور عمرو کو گالی دی اور یہ کہا کہ تم مسلمان نہیں اور مسلمان ہونے کی تم میں کیا علامت ہے بلکہ تمہارے تمام موضع میں کوئی مسلمان نہیں حالانکہ اکثر آبادی مسلمانوں کی ہے جن میں بعض علماء بھی ہیں، کیا ایسی صورت میں زید پر تعزیر واجب نہیں ہوگی اور اس کے پیچھے اقتداء بھی جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید اس صورت میں فاسق اور ظالم ہے حدیث شریف میں ہے سباب المسلم فسوق وقتاله کفر۔ (۲) یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے مقاتلہ کرنا کفران نعمت ہے، یا استحلال قتال مسلم کفر ہے۔ اور اگر مراد اس شخص کی حقیقت میں مسلمانوں کو بے ایمان اور کافر کہنا ہے تو اس میں اس کے کفر کا خوف ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کو کافر کہے تو وہ کفر یا اس کا گناہ اس پر عود کرتا ہے، (۳) الغرض زید کو ہنوز توبہ کرنی چاہئے اور کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا چاہئے باقی حد تعزیر بوجہ حکومت اسلامی نہ ہونے کے اس زمانہ میں جاری نہیں ہو سکتی۔ (۴) فقط۔

گھوڑی کے ساتھ جماع اس کی سزا اور گھوڑی کا حکم

(سوال ۴۱) جو شخص گھوڑی سے زنا کرے اس کو کیا سزا ہونی چاہئے اور اس گھوڑی کو کیا کیا جائے۔

(الجواب) گھوڑی کو ذبح کرکے جلا دیا جائے اور اس شخص کو تعزیر کی جاوے۔ (۵)

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار للشامی کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲. ط.س. ج۳ص۲۲۷. ظفیر.

(۲) مشکوۃ شریف باب حفظ اللسان ص ۴۱۱. ظفیر.

(۳) قال النبی صلی الله علیه وسلم ایما رجل قال لا خیه کافر فقدباءبها احد هما متفق علیه (مشکوۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۱ ظفیر.

(۴) لا نه لا حد فی دار الحرب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵. ط.س. ج۴ص۵) اس میں شبہ نہیں کہ اس طرح کے کلمات قابل تعزیر ہیں فیعزر بشتم ولده الخ ویقذف مسلم ما بیا فاسق الخ وعزر الشاتم بیا کافر هل یکفران اعتقدالمسلم کافرا نعم والا لا به یفتی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۲ و ج ۳ ص ۲۵۳. ط.س. ج۴ص۶۷) ظفیر. (۵) ولا یحد بوطئ بهیمة بل یعزرو تذبح ثم تحرق ویکره الا نتفاع بها حیة ومیتة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوطئ الذی یوجب الحد وما لا یوجب ج۳ ص ۲۱۳. ط.س. ج۴ص۲۶) ظفیر.

چچی کے ساتھ نکاح کرادینے میں مالی جرمانہ جائز نہیں

(سوال ۴۲) بکر اور خالد گواہان نکاح پر اس جرم میں کہ انہوں نے چچی سے نکاح کرادیا پنچائت نے جرمانہ کیا یہ جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) بکر اور خالد پر شرعاً نکاح مذکور کے گواہ ہونے سے کچھ جرم اور گناہ عائد نہیں ہوتا ان پر اور زید پر جو جرمانہ کیا گیا وہ ناجائز ہے وہ جرمانہ اس کو واپس ملنا چاہئے۔(۱)

اگر کوئی اپنی عورت کو زدو کوب کرے تو اس کی سزا

(سوال ۴۳) ایک شخص نے اپنی عورت کو زدو کوب کی اور بہت دور تک بال پکڑ کر اور برہنہ کر کے گھسیٹا یہ شخص ظالم ہے یا نہیں اور اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اس کی ساتھ متارکت کرنی چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا شخص ظالم ہے بے شک اگر وہ توبہ نہ کرے تو اہل دیہات اس کو تنبیہہ کریں اور کھانا پینا اس کے ساتھ چھوڑ دیں تاکہ وہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے۔(۲) فقط

ہندوستان میں حدود جاری نہیں ہوسکتی تعزیر کی جاسکتی ہے

(سوال ۴۴) زید نے عمر پر تہمت زنا لگائی اور پھر چار گواہ نہ پیش کرسکا، اس پر مولوی صاحب نے حد قذف کی بناء پر مسلمانوں کو اس سے اجتناب کا حکم دیا یہ حکم صحیح ہے یا نہیں، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم اس حکم پر عمل نہیں کرسکتے کیونکہ مسلمان بادشاہ موجود نہیں ہے اس کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ ہندوستان میں بوجہ نہ ہونے سلطنت اسلامیہ کے کوئی حد جاری نہیں ہوسکتی۔(۳) لیکن تنبیہاً و تعزیراً اس قسم کے برادری کی سزا دی جاسکتی ہے جس سے مجرم کو تنبیہہ ہو اور آئندہ وہ مرتکب اس جرم کا......نہ ہو اور دوسروں کو بھی عبرت ہو۔ لہذا یہ حکم ان مولوی صاحب کا مناسب ہے اس میں کچھ ممانعت نہیں ہے اور اس کو ماننا چاہئے۔

جو چور نہیں ہے اسے چور کہنے والا مستحق تعزیر ہے

(سوال ۴۵) ایک شخص چور نہیں ہے اگر اس کو چور کہے تو کہنے والے پر شرعاً کیا حد آئے گی۔

(الجواب) ایسا شخص مستحق تعزیر ہے لیکن یہ فعل امام کے ساتھ مختص ہے اس زمانہ میں اس کا اجراء نہیں ہوسکتا وعزر الشاتم بیا کافر الخ ویا سارق الخ۔(۴) فقط۔

....

(۱) فی البزازیة ان معنی التعزیر با خذ المال علی القول به ابساك من ماله عند مدة لینز جر ثم یعیده الحاکم الیه لا ان یاخذ لنفسه او لبیت المال کما یتوهم الظلمة اذ لا یجوز لا حد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی (ردالمحتار باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال ج ۳ ص ۲۴۶ ط.س. ج ۴ ص ۶۱) ظفیر.

(۲) وبهذا ظهرانه لا یجب علی الزوج ضرر زوجته اصلا ادعت علی زوجها ضر بافاحشا و ثبت ذلك علیه عزر (در مختار) قوله ضربا فاحشا قید به لا نه لیس له ان یضر بها فی التادیب ضربا فاحشا وهو الذی یکسر العظم و یخرق الجلد او یسوده کما فی التاتارخانیة قال فی البحر و صر حوا بانه اذا ضربها بغیر حق وجب علیه التعزیر ا ه اے وان لم یکن فاحشا (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۶۲ ط.س. ج ۴ ص ۷۹) ظفیر. (۳) لانه لا حد فی دارالحرب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج ۴ ص ۵) ظفیر. (۴) دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار با ب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۳ ط.س. ج ۴ ص ۶۹) ظفیر.

غیر کی عورت بھگا کر لے جانے اور غائب کرنے کی سزا

(سوال ٤٦) زید نے ہندہ کو بھگا کر کہیں چھوڑ دیا اور یہ معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر گئی، زید کا بیان ہے کہ ہندہ غائب ہو گئی، مجھے معلوم نہیں کہاں گئی اس عورت کا شوہر اور برادری کے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ دو سو روپیہ لے کر اس شخص کا جرم معاف کر دیں یہ شخص دو سو روپیہ کی رقم گاؤں کے پدھان کو دے چکا ہے لیکن ان لوگوں کو نہیں پہنچی، اب یہ دو سو روپیہ اور مانگتے ہیں، زید اپنی خطاء سے تائب ہے اور وہ معافی مانگ چکا ہے لیکن یہ لوگ نہیں مانتے، آیا شرعاً زید کے ذمہ دو سو روپیہ واجب ہیں یا نہیں اور اس کا یہ جرم جب کہ وہ معافی چاہتا ہے معاف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) شرعی حیثیت سے زید کے ذمہ کوئی جرمانہ وغیرہ نہیں ہے جب وہ اپنے قصور سے تائب ہو کر اپنے جرم پر معافی خواہ ہے تو اب برادری کو اس پر کوئی سختی کرنے کا حق نہیں ہے قال علیہ السلام التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔(۱) لیکن اس میں شبہ نہیں کہ زید نے جس فعل شنیع کا ارتکاب کیا ہے شرعی اور سیاسی حیثیت سے اس کا اقتضا تعزیر ہے کما هو مصرح فی کتب الفقه (۲) چنانچہ اگر حکومت اسلام ہوتی تو یہ مستحق تعزیر تھا مگر اب یہ صورت نہیں۔ لہذا توبہ کے بعد برادری بھی اس کے قصور کو معاف کر دے مگر جرمانہ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ فقط۔

والدہ کے ساتھ نکاح کرنے والے کی سزا

(سوال ٤٧) اگر کوئی شخص اپنی والدہ کے ساتھ نکاح کر لے تو بعد وطی کرنے کے اس پر تعزیر لازم ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے کہ سوتیلی والدہ یعنی باپ کی زوجہ سے نکاح کرنے پر تعزیر آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا۔(۳) چہ جائے کہ کوئی حقیقی والدہ سے ایسا فعل کرے تو بدرجہ اولیٰ سخت تعزیر کا مستحق ہے۔(۴)

عند الحنفیہ مالی جرمانہ جائز نہ ہونے کی دلیل

(سوال ٤٨) جرمانہ مالی عند الحنفیہ جائز نہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟ مرتکب کبیرہ سے بطور جرمانہ جو اہل برادری لیتے ہیں وہ گناہ کا جرمانہ نہیں لیتے گناہ کا جرمانہ تو صرف توبہ ہے، یہ مالی جرمانہ اس امر کا ہے کہ مجرم جو برادری سے علیٰحدہ کر دیا گیا تھا اب توبہ کر کے داخل برادری ہونا چاہتا ہے تو اہل برادری ایک رقم اپنے میں داخل ہونے کے لئے تجویز کر کے خود لیتے ہیں اور جس مصرف میں چاہتے ہیں صرف کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں تو

---

(۱) والحاصل ان المذهب عدم التعزير باخذ المال (ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۲٤۷. ط.س. ج٤ ص ٦۱) ظفیر.

(۲) خدع المرأة انسان واخرجها وزوجها يحبس حتى يتوب او يموت لسعيه في الارض بالفساد (در مختار) قوله حتى يتوب اويموت. عبارة غيره حتى يردها وفي الهندية وغيرها قال محمد احبسه ابدا حتى يردها اويموت (ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۳٦٤. ط.س. ج٤ ص ۸۱) ظفیر.

(۳) عن البراء بن عازب قال مربي خالي ابو برده و معه لواء فقلت اين تذهب قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى رجل تزوج امرأة ابيه براسه رواه الترمذي والنسائي فامرني ان اضرب عنقه و اخذ ماله (مشكوة باب المحرمات ص ۲۷٤) ظفیر.

(٤) كل مرتكب معصية لا حد فيها فيها التعزير (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۲٥۱. ط.س. ج٤ ص ٦۷) ظفیر.

اگر مجرم ہی سے کسی مصرف حسن میں وہ رقم تجویز کردہ صرف کرادی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار باب التعزیر میں ہے لاباخذ المال فی المذھب بحر وفیہ عن البزازیۃ وقیل یجوز معناہ ان یمسکہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ لہ فان یئس من توبۃ صرفہ الی مایری وفی المجتبی انہ کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ(۱) حاصل یہ ہے کہ اب جرمانہ مالی جائز نہیں ہے اگر بغرض زجرو تنبیہ لیوے تو پھر اس کو واپس کردے اور جس کو فیس کہا جاتا ہے وہ بھی اسی جرمانہ میں داخل ہے اور ناجائز ہے اور اگر مجرم خوشی خاطر بلا جبر واکراہ کسی مصرف میں اس رقم کو صرف کرے تو جائز ہے مگر اس کو پورا اختیار ہونا اور مالک ہونا سنادیا جائے پھر وہ خواہ خود رکھے یا کسی مصرف میں صرف کرے۔

جرمانہ کی رقم واپس کی جائے

(سوال ۴۹) ایک شخص سے بورڈنگ میں اس لئے جرمانہ لیا کہ اس نے وقت معین پر کھانے کا روپیہ ادا نہیں کیا تو جرمانہ لینا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) جرمانہ مالی شرعاً درست نہیں ہے اور اگر جرمانہ کی رقم لی جاوے تو اس کو واپس کرنا چاہئے۔(۲)

امام اعظمؒ کے نزدیک مالی جرمانہ

(سوال ۵۰) جو مقدمات پنچائت سے طے ہوتے ہیں جس کا قصور ہوتا ہے اس پر برادری کو جرمانہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) اس جرمانہ کو مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۳) اگر اس جرمانہ سے پانی بھرنے والے کو اجرت دی جائے تو اس پانی سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں۔

(۴) بے نمازی پر جرمانہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو بے نمازی پر کیا دباؤ ڈالا جائے کہ وہ نماز پڑھنے پر مجبور ہوں۔

(الجواب) (۱، ۲، ۳) جرمانہ مالی کرنے کو امام صاحب کے مذہب میں ممنوع لکھا ہے اور امام ابو یوسفؒ بغرض زجرو تنبیہ جائز فرماتے ہیں۔(۳) مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد میں اسی کو دے دیا جائے یا اس کی اجازت اور خوشی سے کسی نیک کام مسجد وغیرہ میں صرف کردیا جائے، پس اگر ایسا ہو تو اس پانی سے وضو کرنا درست ہے۔

(۴) بے نمازی کو ایسا مجبور کیا جائے کہ وہ ترک نماز سے باز آجائے مثلاً یہ کہ اس سے بالکل تعلقات منقطع کرلئے جائیں اور اس کو برادری سے خارج کردیا جائے اور تعزیر کی جائے۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب التعزیر ج۳ ص ۲۴۶ ط.س. ج۴ ص ۶۱) ظفیر
(۲) لا باخذ المال فی المذھب وفیہ عن البزازیہ وقال یجوز و معناہ ان یمسکہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ لہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۴۶ ط.س. ج۴ ص ۶۱) ظفیر
(۳) لا باخذ المال فی المذھب قال فی الفتح عن ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان باخذ المال وعندھما وباقی الائمۃ لا یجوز اہ وظاھر ان ذلک روایۃ ضعیفۃ عن ابی یوسف قال فی الشر نبلالیۃ ولا یفتی بھذا لما فیہ من تسلیط الظلمۃ علی اخذ مال الناس فیاکلونہ اہ (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۴۶ ط.س. ج۴ ص ۶۱) ظفیر

توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

(سوال ۵۱) اگر کوئی جانور سے زنا کر کے توبہ کر لے تو گناہ معاف ہو جائے گا یا نہیں۔

(الجواب) توبہ سے وہ گناہ معاف ہو جائے گا، آئندہ ایسا نہ کرے۔(۱)

تعزیر کی مختلف صورتیں

(سوال ۵۲) کسی ایک عاصی کو یہ سزا دی جاسکتی ہے کہ علاوہ سلام و کلام ترک کرنے کے اس سے خرید و فروخت بھی بند کر دی جائے کہ اس کو ایک پیسے کا ستو بھی نہ ملے۔

(الجواب) تعزیرات حسب مصالح مختلف طرق سے ہوتی ہے اور غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کو آئندہ کے لئے نصیحت ہو اور دوسروں کے لئے عبرت۔ چنانچہ ترک نماز پر ان کے قتل کر دینے تک کی اور پہاڑ سے گرا دینا تک کی اجازت ہے اور حکم ہے اور جائے غور ہے کہ جب کسی شخص سے متارکت اور مقاطعت کا حکم کسی معصیت کی وجہ سے ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یعنی تارک اس سے نہ کوئی معاملہ کرے نہ سلام و کلام کرے، نہ بیع و شراء کرے اور ہر ایک مسلمان اس کا مخاطب ہے پھر اعتراض کس پر ہے جو کوئی بیچتا ہے وہ اپنا فرض ادا کرتا ہے ولا تجالسوھم ولا تنا کحو ھم وغیرہ الفاظ حدیث ہیں جو کہ اہل اہوا کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔(۲)

گالی دینے کی سزا

(سوال ۵۳) گالی دینے والے پر شرعی الزام لگ سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ گناہ گار ہوتا ہے، توبہ کرے اور جس کو گالی دی ہے اس سے بھی معاف کرانا ضروری ہے۔(۳)

تعزیر عام مسلمانوں کا حق ہے یا نہیں

(سوال ۵۴) عالمگیری ردالمحتار وغیرہا میں ہے کہ بعد ارتکاب معصیت فقط قاضی کو تعزیر کا اختیار ہے ہر شخص کو نہیں، پس مقاطعت و متارکت کا مجاز ہر شخص ہر وقت کیسے ہو سکتا ہے۔

(الجواب) اصل یہ ہے کہ یہ جملہ و لا تجالسو ھم و لا تنا کحو ھم ۔(۴) کے مخاطب عام مسلمین ہیں اس میں قاضی اور حاکم کی تخصیص نہیں ہے یہ از قبیل امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اور علاوہ بریں جب قاضی اور حاکم اسلام نہ ہو تو پھر زجر کی صورت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اہل اسلام اتفاق کر کے مجرم کو اس کے جرم سے باز آنے کی کوشش کریں۔

---

(۱) التائب من الذنب کمن لا ذنب له (مشکوٰۃ شریف ص) ظفیر۔
(۲) والتعزیر لیس فیه تقدیر الخ ویقیمه کل مسلم حال مباشرة المعصیة الخ الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج۳ ص ۲٤۷ و ج ۳ ص ۲۵۰ ط.س ج٤ ص٦۲) ظفیر۔
(۳) وعزر کل مرتکب منکراً او موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱ ط.س ج٤ ص٦٦) ظفیر۔
(٤)

علماء حق کو سور کہنے والا فاسق ہے

(سوال ۵۵)اگر کوئی شخص علمائے دین کو سور کہے تو شریعت میں اس کے لئے کیا تعزیر ہے۔

(الجواب)وہ شخص فاسق ہے، توبہ کرے۔(۱)

چماری کے ساتھ کھلاملار کھنے والا کافر نہیں گناہ گار ہے

(سوال)ایک شخص نے ایک چماری کو عرصہ ۵ماہ تک اپنے گھر میں رکھ کر خوب کھلاملار کھااسی عرصہ میں دونوں پر مقدمہ قائم ہو گیااور چماری چماروں کو مل گئی، اور شخص مذکور نے اوراس کے بھائی نے ایک ساتھ کھانا کھایا تووہ شخص اوراس کا بھائی دونوں مسلمان ہیں یا کافر ہو گئے، یہاں پر اس شخص سے مسلمانوں نے پانچ روپیہ تاوان لے کر مسجد میں داخل کئے ہیں۔یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)وہ شخص جس نے چماری کے ساتھ کھلاملار کھاوہ گناہ گار ہوا،اس کو توبہ کرنی چاہئے اوروہ کافر نہیں ہوا مسلمان ہی ہے اوراس کا بھائی بھی مسلمان ہے، صرف اسی شخص کو توبہ کرنی چاہئے اور نمازوروزہ کرنی چاہئے۔(۲)اور وہ روپیہ جو تاوان کا اس سے لیا گیاوہ اسی کوواپس کرنا چاہئے ،یہ لینادرست نہ تھالیکن اب اگر وہ خوشی سے مسجد میں دے دیوے تو مسجد میں صرف کرنا اس کا درست ہے اور توبہ کے بعد اس شخص کے ساتھ کھانا پینا درست ہے ،فقط۔

کسی مسلمان پر غلط مقدمہ کرنے والے کا حکم

(سوال ۵۶)ایک پٹھان جو بعہدہ مجسٹریٹی ملازم سرکار برطانیہ ہے، صوم وصلوۃ کا پابند نہیں، تارک جمعہ وجماعت ہے، حلق لحیہ کا عادی، زناوشراب سے غیر محترز۔ عیاش، رعونت پسند، بے مروت ہے اس نے ایک سید نجیب الطرفین رئیس پر جوپابند صوم وصلوۃ اور متبع شریعت ہے ،بایں طور کے عدالت میں دعوی دائر کیا ہے کہ سید ممدوح نے مجھے ایک مجمع میں منافق، بے ایمان شیطان کہا ہے، ان الفاظ سے میری عزت وشہرت کوبٹہ لگا ہے اس لئے استدعا ہے کہ ڈگری دس ہزار روپیہ معہ خرچہ بحق مدعی بر خلاف مدعاعلیہ صادر فرمائی جاوے، سید ممدوح کا جواب ہے کہ بے ایمان تومیں نے نہیں کہا یہ مدعی کا افتراء ہے چونکہ مدعی کو میرے ساتھ دشمنی ہے اس لئے میرے قریبی رشتہ دار کی تلاشی کرائی اوروہ بیکار ثابت ہوا۔ تحقیقاتی کمیٹی کے مجمع میں میرے آنے پر مدعی نے میرے زانو پر ہاتھ لگاتے ہوئے خندہ روئی سے ہاتھ بڑھایا میں نے اپنا ہاتھ نہ دیتے ہوئے کہا کہ بس دوروٹی اچھی نہیں۔ میرے اس کہنے پر مدعی نے اشتعال آمیز لہجہ میں ڈانٹ کر کہا کہ کسی منافق اور شیطان نے تلاشی کرائی ہے۔ میں نے اس کے جواب میں اس کے کہے ہوئے الفاظ بایں طور کہے کہ تواپنے منہ سے منافق بن یا شیطان ،یا جوکچھ بن۔ تلاشی تونے کرائی ہے اور بس۔اس بارے میں فیصلہ شرعی کیا ہے۔

---

(۱)لابیا حمار یا خنزیر الخ واستحسن فی الهدایه التعزیر لو المخاطب من الا شراف وتبعه الزیلعی وغیره (در مختار) ذکر فی شرحه علی الملتقی ایضا انه لو علی وجه ا المزاح یعزر فلو بطریق الحقارة کف لان اهانته اهل العلم کفر علی المختار (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۵ و ج ۳ ص ۲۵۶ .ط.س. ج۴ص ۷۱)
(۲)

(الجواب) اگر مقذوف میں یہ امور موجود ہیں جو سوال میں درج ہیں تو اس کا قاذف مستحق تعزیر نہیں ہے کما فی الدر المختار وبقذف مسلم بیا فاسق الا ان یکون معلوم الفسق کمکاس مثلاً (۱) بلکہ ان امور سے خود اس پر تعزیر ہے چنانچہ مسلم کو ناحق تکلیف پہنچانا زبان سے یا کسی کارسازی سے اور شراب خوری کی مجلس میں حاضر ہو جانا اور شراب کے برتنوں اور لوازم کو ساتھ رکھنا یا رمضان شریف کے ایام میں دن کو اپنے پاس ناشتہ جیسی چیزوں کا رکھنا بھی موجب تعزیر ہے کما فی الدر المختار والشامی وعزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل الخ ویعزر من شرب الشاربین الخ (۲) ج ۳ ص ۱۸۷ فقط۔

سحر کرنے والے کا حکم اور اس کا ثبوت

(سوال ۵۷) دو آدمیوں نے ایک شخص پر سحر کرایا۔ وہ شخص فوت ہو گیا لیکن عامل صاحب کہتے ہیں کہ اب ان سحر کرنے والوں پر سحر کرانا خلاف شرع ہے شرعاً اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں ان عامل صاحب کا یہ کہنا کہ یہ خلاف شرع ہے صحیح ہے کیونکہ شرعی قاعدہ سے ثبوت اس امر کا نہیں ہوا کہ اس شخص نے سحر کیا ہے، کیونکہ شرعی قاعدہ ثبوت کا یہ ہے کہ یا وہ ساحر خود اقرار کرے یا دو معتبر گواہوں کی شہادت سے ان کے سامنے اس کا کرنا ثابت ہو جاوے، شامی میں منقول ہے قال ابو حنیفةؒ الساحر اذا اقر بسحرہ او ثبت بالبینة یقتل ویستتاب منه۔ (۳) فقط

خنزیر اور کتا کا بچہ کہنا قابل تعزیر ہے نکاح فسخ نہیں ہوتا

(سوال ۵۸) یکے شخص استاد خود را بایں طور حقارت نمود کہ تو ابن خنزیر یا ابن کلب است قائل ایں الفاظ را چہ حکم است نکاح بدستور است یا نہ۔

(الجواب) شخص مذکور فاسق و عاصی و واجب التعزیر است۔ (۴) اما تکفیر نہ کردہ خواہد شد و حکم فسخ نکاح وغیرہ احکام ارتداد بر و جاری نخواہد شد۔

شادی میں خلاف شرع امور کرنے والے کا حکم

(سوال ۵۹) ایک شخص ان رسومات پر جو تقریب بیاہ شادی وغیرہ میں خلاف شرع مروج ہیں اصرار کرتا ہے اور برادری کی مقرر کردہ جماعت ان کو خلاف امور سے روکتے ہیں ہر امکانی کوشش کر چکی ہے مگر وہ باز نہیں آتا، لہذا ایسے شخص کے متعلق کیا شرعی سزا ہو سکتی ہے۔

(۲) پردہ پر عمل نہ کرنے والا دیوث ہے

(سوال ۶۰) اگر کوئی شخص باوجود سمجھانے کے بھی پردہ پر عامل نہیں ہوتا اور اپنے گھر کا انتظام نہیں کرتا تو ایسے شخص کے متعلق شریعت مطہرہ کیا سزا تجویز کرتی ہے۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱ و ج ۳ ص ۲۵۲. ط.س. ج ٤ ص ٦٧) ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱. ط.س. ج ٤ ص ٦٦. ظفیر. (۳) دیکھئے ردالمحتار باب المرتد مطلب فی الساحر والزندیق ج ۳ ص ٤۰۸. ط.س. ج ٤ ص ۲٤۰. ظفیر. (٤) لا یعزر بیا حمار یا خنزیر یا کلب واستحسن فی الهدایة التعزیر والمخاطب من الا شراف وتبعه الزیلعی وغیرہ (در مختار) وقیل فی عرفنا یعزر لا نه یعد شنیعا (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۵. ط.س. ج ٤ ص ۷۱) ظفیر.

(۳) ایسا آدمی مستحق تعزیر ہے

(سوال ۶۱) بعض لوگ دینوی عاریا اپنی خود غرضی اور ذاتی مفاد کی وجہ سے سر تابی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے شرعاً کیا سزا ہے۔

(۴) کسی کی بیوی کو بھگانے اور بیچنے والے کی سزا

(سوال ۶۲) ایک شخص نے کسی کی بیوی کو بھگا کر فروخت کر دیا، شریعت بائع مشتری کے لئے کیا سزا تجویز کرتی ہے اور مشتری کی جو اولاد ہوگی وہ کیسی ہوگی؟ ترکہ کی مستحق ہوگی یا نہیں۔

(۵) کسی منکوحہ کا بلا طلاق دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرنے والے کی سزا

(سوال ۶۳) جو شخص اپنی دختر کا نکاح کر دینے کے بعد بلا طلاق شوہر کے دوسرے شخص سے نکاح کر دے اس کے لئے کیا حکم ہے

(۶) جھوٹا دعویٰ کرنے والا مستحق تعزیر ہے

(سوال ۶۴) ایک بیوہ کا نکاح زید سے ہو گیا تھا، ایک دوسرے شخص نے عدالت میں یہ جھوٹا دعویٰ دائر کیا کہ زید سے اس کا نکاح نہیں ہوا بلکہ عمر سے ہوا اور چند مسلمانوں نے جھوٹی شہادت دی، حلف اٹھائے عورت عدالت میں حاضر ہوئی، آیا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں ور جھوٹی شہادت دینے والوں کے لئے شریعت میں کیا سزا ہے۔

(الجواب) جو امور شادی بیاہ وغیرہ میں خلاف شرع مروج ہیں وہ سب منکر بشر طیکہ کہ خلاف شرع اور منکرات کے مرتکب کو شرعاً تعزیر کی سزا دی جاتی ہے کما فی الدر المختار وعزر کل مرتکب منکرا و موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل الخ۔(۱) یعنی ہر مرتکب معصیت کے لئے تعزیر ہے پس جو شخص خلاف شرع امور پر اصرار کرتا ہے اس کو اپنی برادری تعزیر کی سزا دے سکتی ہے اس لئے کہ تعزیر میں بوقت مباشرت معصیت ہے ہر مسلم کو حق ہے کہ تعزیر قائم کرے کما فی الدر المختار ویقیمه کل مسلم حال مباشرة المعصية تنبيه واما بعده فليس ذلك بغير الحاكم والزوج والمولىٰ الخ ۔(۲) یعنی حقوق اللہ (کما حمل علیها فی الشامی عبارة القنية المارة آنفا)(۳) میں بوقت ارتکاب معصیہ ہر مسلم مرتکب معصیت پر تعزیز قائم کرنے کا مجاز ہے الخ وفي الشامي الفرق بين الحدو التعزير ان الحد مقدرو التعزير مفوض الى راى الامام وان الحديد رأ بالشبهات والتعزير يجب معها وان الحد لا يجب على الصبى والتعزير شرع عليه والرابع ان الحد يطلق على الذمى والتعزير يسمى عقوبة له لان التعزير شرع للتطهير تاتارخانيه وزاد بعض المتأخرين ان الحد مختص بالا مام والتعزير يفعله الزوج و المولى وكل من رأى احدايبا شر المعصية (۴) ج ۳ ص ۱۹۳ بعد انقضائے معصیت بھی زوج اور مولی نیز باپ بذریعہ خود تعزیر دے سکتے

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۲۵۱ ط.س. ج۴ ص ۶۶. ظفير
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ۲۵۰ ط.س. ج۴ ص ۶۵) ظفير
(۳) قوله ويقيمه الخ اى التعزير الواجب لله تعالى لا نه من باب ازالة المنكر (ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۲۵۰ ط.س. ج۴ ص ۶۵) ظفير (۴) ردالمحتار باب التعزير ج ۳ ص ۲۴۷ ط.س. ج۴ ص ۶۲. ظفير

ہیں اور تعزیر مجرم اور جرم کی حیثیت کے موافق مختلف صورتوں سے قائم ہو سکتی ہے کسی صورت میں حبس، کسی کسی میں قتل، کسی میں محض گوشمالی وغیرہ کے ذریعہ سے تعزیر قائم کی جائے گی۔(۱) تعزیر بالمال میں اختلاف ہے جو جواز کے قائل ہیں وہ اس کے معنی یہ کہتے ہیں کہ اس سے مال کو لے کر اپنے پاس اس وقت تک رکھے کہ وہ مجرم تائب ہو جاوے جب وہ تائب ہوا اور اس جرم کے ارتکاب میں بالکل رک گیا تو جرمانہ اس کو واپس کرنا چاہئے اور اگر وہ نہ رکے تو جرمانہ کو دوسرے کاموں میں صرف کر سکتے ہیں۔ کما فی الدر المختار لا باخذ المال فی المذهب بحرو فیه عن البزازیة وقیل یجوز ومعناه ان یمسکه مدة لینزجر ثم یعیده له فان یئس من توبته صرفه الیٰ ما یریٰ وفی المجتبیٰ انه کان فی ابتداء الا سلام ثم نسخ۔(۲)

(۲) ایسا شخص شرعاً دیوث کہلاتا ہے جو مستحق تعزیر ہے کما فی الدر المختار۔(۳)

(۳) یہ شخص بھی مستحق تعزیر ہے لما مر فی نمبر ا، و عزر کل الخ۔

(۴) دونوں اشد تعزیر کے مستحق ہیں۔ کما فی الدر المختار ۔(۴) ویکون التعزیر بالقتل کمن وجد رجلا مع امرأة لا تحل له الخ۔(۵) اور بدون نکاح شرعی کے جو اولاد ہوئی وہ ولد الزنا ہے۔

(۵) مثل نمبر ۴ کے اس کا حکم بھی ہے اور اس عورت کو اس کے شوہر کے پاس پہنچادیا جاوے یا شوہر سے طلاق لے کر حسب قاعدہ دوسرے شخص سے نکاح کیا جاوے۔(۶)

(۶) وہ فاسق ہو گئے اور ان پر بھی شرعاً تعزیر ہے۔(۷)

شہادت شرعیہ کے بغیر وطی ثابت نہیں

(سوال ۶۵) ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو بچشم خود دیکھا ہے کہ وہ بھیڑ سے جماع کر رہا ہے، بجز ایک شخص کے اور شاہد کوئی نہیں ہے، متہم شخص منکر ہے، شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں شہادت شرعیہ موجود نہیں ہے جس سے زنا مذکور ثابت ہوتا اور وہ شخص منکر ہے تو اس پر کچھ تعزیر نہیں ہے۔(۸) اور اس جانور کو بھی کچھ نہ کیا جاوے۔ اگر زنا ثابت ہو جاتا تو حکم یہ تھا کہ اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جاوے اور زانی کو تعزیر دی جاوے مگر اب جب کہ زنا ثابت ہی نہیں تو کچھ بھی سزا جاری نہ ہوگی۔ فقط۔

---

(۱) تادیب دون الحد الخ ویکون به وبالحبس بالصفع علی العنق وفرك الا ذن و وبالكلام العنیف الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزیر ج ص ۲٤٦ ط.س.ج٤ص٦٠. ظفیر.(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ٤٦ ..ط.س.ج٤ص٦١ ظفیر.(۳) وكل مرتكب معصیة لاحدفیهافیهاالتعزیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱ .ط.س.ج٤ص٦٧.ظفیر.(٤) وفی الا شباه خدع انسان امرأة انسان واخرجها وزوجها یحبس حتیٰ یتوب اویموت لسعیه فی الارض بالفساد (الدر المخار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۲ ص ۲٦٤ .ط.س.ج٤ص٨١) ظفیر.(۵) ایضا ج ۳ ص ۲٤٧ و ج ۳ ص ۲٤٨ .ط.س.ج٤ص٦٢. ظفیر.

(٦) اما نكاح منكوحة الغیر ومعتدته الخ فلم یقل احد بجوازه اصلا (ایضاً باب المهر ج ۲ ص ٤٨٢ .ط.س. ج ۳ ص ۵۱٦) ظفیر.(٧) وكل مرتكب معصیة لا حد فیها ، فیها التعزیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱ .ط.س.ج٤ص٦٧) ظفیر.(٨) والشهادة علی الشهادة وشهادة رجل وامرأتین كما فی حقوق العباد (در مختار) قوله شهادة رجل و امرأتین صرح به الزیلعی وكذا فی التتار خانیه و فی الجوهره لا تقبل فی التعزیر شهادة النساء مع الرجال عنده لانه عقوبة وعندهما تقبل لانه حق آدمی (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۸ .ط.س.ج٤ص٧٤) ظفیر

طلاق کے چھ ماہ بعد دوسرا نکاح کرنے پر کوئی سزا نہیں

(سوال ٦٦) زید نے اپنی عورت ہندہ کو تین طلاقیں دے دیں۔ ہندہ نے تقریباً چھ ماہ بعد نکاح ثانی کر لیا تین سال بعد ایک مفسد نے عدالت میں مخبری کی کہ ہندہ نے ناجائز طور پر نکاح ثانی کیا ہے، کیا ہندہ اور اس کا شوہر لائق تفریق ہیں اور کیا شرعاً ان کو کوئی سزا دینا چاہئے۔

(الجواب) اس صورت میں ہندہ کا نکاح ثانی صحیح ہے اور تفریق زوجین میں نہیں ہو سکتی، یعنی بدون طلاق دینے شوہر کے کسی کو تفریق کی اجازت نہیں ہے اور شرعاً شوہر ثانی اور ہندہ پر کوئی تعزیر نہیں ہے۔(۱)

افعال شنیعہ کا اقرار فسق پر دلیل ہے

(سوال ٦٧) ایک شخص نے متعدد اوقات میں چند اشخاص کے روبرو اقرار کیا کہ میں نے فلاں عورت کو کئی دفعہ برہنہ کر کے دیکھا ہے اور ایک شخص کے سامنے زناء کا بھی اقرار کیا اس صورت میں اگر زنا ثابت نہیں ہے تو اس پر توبہ لازم ہے یا نہیں۔

(الجواب) خود اس کا اقرار افعال شنیعہ کا اس کے فسق کے لئے کافی ہے اور ایسا شخص واجب التعزیر ہے۔(۲) اس کو توبہ کرنی چاہئے قال اللہ تعالیٰ ومن یفعل ذلک یلق اثا ما یضا عف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مهانا الا من تاب وامن وعمل عملاً صالحا فاولئك یبدل اللہ سیئا تهم حسنات وکان اللہ غفوراً رحیماً ۔(۳) فقط۔

بلا قصور مارنے اور گالی دینے والی کی سزا

(سوال ٦٨) چند عورتیں آپس میں لڑ رہی تھیں کہ ایک شخص نے ایک عورت کے لڑکے کے جو کہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا چار لکڑیاں ماریں اس کی ماں چھڑانے آئی تو اس کے انگوٹھے پر ایک لکڑی ماری اور برہنہ ہو گیا اور بہت گالیاں وغیرہ بکیں ایسے شخص کو کیا سزا دینی چاہئے۔

(الجواب) وہ شخص فاسق و عاصی ہوا اور اس پر مواخذہ اخروی قائم ہے تاوقتیکہ وہ معاف نہ کراوے اور اگر سلطنت اسلامی ہوتی تو حاکم اسلام جو کچھ مناسب سمجھتا اس کو تعزیر بھی دیتا۔(۴)

---

(۱) اس لئے کہ جب طلاق کے بعد عدت گذر چکی عورت کو شادی کا پورا حق حاصل ہے میاں بیوی میں کوئی بھی شرعی طور پر مجرم نہیں ظفیر۔

(۲) وعزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول اوفعل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱ ط.س. ج٤ ص ٦٦) ظفیر

(۳) سورة الفرقان. ٦.

(٤) وعزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل الخ وبشتم مسلم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱ و ج۳ ص ۲۵۲ ط.س. ج٤ ص٦٦) والتعزیر لیس فیه تقدیر هو مفوض الی رائی القاضی وعلیه مشا ئخنا لان المقصود منه الزجر واحوال الناس فیه مختلفة (ایضاً ج ۳ ص ۳٤۷ ط.س. ج٤ ص ٦۲. ظفیر.

دنیاوی خواہشات کو دین پر ترجیح دینا معصیت ہے

(سوال ۷۹) کیا شرعاً زید کو دنیاوی خواہشات کو دین کے مقابلہ میں مقدم رکھنے کے جرم میں کوئی تعزیر مل سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) دنیاوی خواہشات کو دین پر ترجیح دینا معصیت اور اتباع خواہش نفس ہے اور اس پر مواخذہ ضروری ہے دنیا میں اس پر کوئی تعزیر مقرر نہیں ہے۔(۱)

باہم مار پیٹ کرنا اور اس کی سزا

(سوال ۷۰) قاضی صاحب کے لڑکے نے میرے مکان کے اندر پانی پھینکا اور وہ چھینٹے میرے اوپر پڑے، یہ حرکت اچھی نہ تھی، فدوی نے اپنا بچہ سمجھ کر بطور نصیحت دو طمانچہ مارا تاکہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے اور کسی برائی یا دشمنی کی نظر سے اس کو نہ مارا اور یہ حال میں نے قاضی صاحب سے عرض کر کے ان سے معافی چاہی انہوں نے بنظر انصاف مجھ سے کچھ شکایت نہ کی لیکن بعض لوگوں نے دشمنی کی نظر سے بروز جمعہ میری عدم موجودگی میں اس طور سے اعلان کیا کہ گلاب خاں مستری نے قاضی صاحب کے لڑکے کی چھاتی پر چڑھ کر مارا ہے اور مولوی عاشق علی صاحب کو جوتوں سے مارا ہے (حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں) اس جرم میں اگر کوئی مسلمان گلاب خان سے سلام و کلام بلکہ کسی طرح کا تعلق نہ رکھے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کریں اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) جو صورت سوال میں درج ہے اس کے موافق اول تو گلاب خان سے کوئی فعل ایسا نہیں ہوا کہ موجب تعزیر ہو کیونکہ اگر گلاب خان نے قاضی صاحب کے لڑکے کو اس کی قصور پر صرف طمانچہ مارا تو یہ کوئی ایسا قصور نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ مستحق تعزیر ہو اور اگر بالفرض اس سے قصور ہوا تو اس نے معافی چاہ لی، اور معافی مانگ لی۔ اب اس کو برادری سے خارج کرنا اور اس کے ساتھ معاملہ مذکور کرنا اور اعلان مذکور کرنا درست نہیں ہے، سب اہل اسلام کو چاہئے کہ گلاب خان کے ساتھ شریک رہیں اور اس کو برادری سے اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج نہ جانیں یہ بڑا ظلم ہے جو اس کے بارے میں تجویز کیا گیا ہے، غایت یہ ہے کہ اگر کسی زعم میں گلاب خان سے قصور ہوا ہے تو اس سے توبہ کرالیں۔ اور وہ معافی چاہے اس کے بعد اس سے کچھ علیٰحدگی نہ رکھی جاوے۔ فقط۔

باربار ہدایت کے باوجود نماز کا پابند نہ ہو

(سوال ۷۲) جو شخص باربار۔ ہدایت و تدارک سے پابند نماز نہ ہو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے۔

(الجواب) مسلمانوں کا کام نصیحت کرنا ہے اگر وہ نہ مانے تو عاصی و فاسق ہے تعزیر اگرچہ واجب ہے لیکن اس زمانہ میں بوجہ نہ ہونے حاکم اسلام کے اجزاء تعزیر کی کوئی صورت نہیں ہے، اور اگر کسی تنبیہ سے وہ باز آجائے تو فبہا ورنہ اس سے مقاطعت کر دیں۔

---

(۱) وکل مرتکب معصیة لاحد فیها فیها التعزیر (درمختار) قال فی الفتح ویعزر من شهد شرب الشاربین والمجتمعون علی شبه الشرب وان لم یشربوا لخ وکذا المسلم یبیع الخمرو ویاکل الربوا (ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲۵۱ ط.س. ج ٤ ص ٦٦) والتعزیر لیس فیه تقدیر بل هو مفوض الی رائی القاضی وعلیه مشا نخنا زیلعی لان المقصود منه الزجرواحوال الناس فیه مختلفة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التعزیر ج ۳ ص ۲٤۷) ظفیر

کتاب السیر
(جہاد سے متعلق احکام و مسائل)

باب اول

دار الحرب و دار الاسلام اور ان سے متعلق احکام و مسائل

خلفاء راشدین نے غزوات میں شرکت فرمائی ہیں

(سوال ۱) خلفاء راشدینؓ نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں غزوہ کیا ہے یا نہیں، اور فتح ہوئی یا کیا۔

(الجواب) خلفاء راشدین کے زمانہ میں بہت سی فتوحات ہوئی ہیں جو تاریخ و سیر میں بالتفصیل مذکور ہیں جس کو شوق ہو تاریخ کی کتابوں میں دیکھ لے۔ فقط۔ (خود عہد نبوی میں بھی غزوات میں شریک ہوتے رہے۔ ظفیر)۔

دار الحرب میں جمعہ و عیدین و پنجگانہ پڑھنی درست ہے

(سوال ۲) ہندوستان بعد سلطنت اسلام کے دار الحرب ہو یا نہیں؟

(۲) دار الحرب میں پنجگانہ نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

(۳) دار الحرب میں جمعہ و عیدین کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) درست ہے (۲) درست ہے (۳) درست ہے۔(۱)

ہندوستان کے کافر کیا ہیں

(سوال ۳) ہندوستان کے کافر ذمی ہیں یا حربی

ہندوستان کیا ہے

(سوال ٤) ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟

(۲) اگر کسی کافر حربی کو مسلمان نے نوکر رکھا تو اس پر حکم ذمی کا ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) ہندوستان دار الحرب ہے اور ہندوستان کے کافر مستامن و ذمی ہیں اور دار الاسلام میں کافر حربی مستامن ہو کر رہ سکتا ہے اور کافر حربی کو اگر مسلمان نے امن دے کر رکھا تو وہ مستامن ہے۔(۲) (ہندوستان کے دار الحرب ہونے کا فتویٰ سب سے پہلے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے دیا۔ پھر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے سن ۱۸۵۷ء میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی امارت میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حافظ ضامن شہیدؒ، مولانا محمد منیر نانوتویؒ اور دوسرے علماء نے انگریزی اقتدار کا مقابلہ کیا اور شاملی کے میدان میں داد شجاعت دی اور اسکے بعد برابر ہندوستان کو دار الحرب قرار دیتے رہے، شیخ الہند مولانا محمود حسن عثمانی نے تحریک

---

(۱) واما بلاد عليها ولاة كفار فيجوز للمسلمين اقامة الجمع والا عياد الخ (ردالمحتار كتاب القضاء ج ۳ ص ٤۲۷ ط.س. ج۵ ص ۳٦۹) ظفير. (۲) قالا بشرط واحد لا غير. وهو اظهار حكم الكفر وهو القياس الخ حاصله انه لماصار دار حرب صار في حكم ما استو لوا عليه في دارهم (ردالمحتار فصل في استيمان الكافر ج ۳ ص ۳٤۹ ط.س ج٤ ص ۱۷۵) ظفير.

(ریشمی رومال) آزادی کے لئے جاری کی، مولانا عبید اللہ سندھی اور مولانا منصور انصاری جلاوطن ہوئے، خود شیخ الہند اور مولانا حسین احمد مدنی و حکیم نصرت حسین وغیرہ کو حکومت ہند نے مالٹا میں کئی سال قید رکھا، اگست سن ۱۹۴۷ء میں ملک آزاد ہوا مگر آزادی کے بعد یہاں مسلمانوں پر جو مظالم ہوئے اور جیسی قتل و خون ریزی ہوئی اس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، اسی وجہ سے شیخ الاسلام مولانا مدنی نے آزادی کے بعد بھی اس ملک کو اس کے حالات کی وجہ سے دار الحرب ہی کہا۔ اور بعض لوگوں نے دار الحرب کی ایک قسم دار الامان قرار دیا، بہر حال اب ملک آزاد ہے مگر مسلمانوں اور اسلام کے حصہ میں آزادی کا کوئی ثمرہ نہیں، مسلم کی جان و مال عزت و آبرو ابھی تک محفوظ نہیں، اور حکومت کی نظر میں اس کی کوئی قدر و قعت نہیں، بعض مخصوص مسلمانوں نے آزادی سے ضرور فائدہ اٹھایا مگر یہ انفرادی ہے اور ایسا پہلی حکومت میں بھی ہوا، ملت اسلامیہ سوگوار ہی ہے آئندہ خدا شاید کوئی صورت پیدا کرے، لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ظفیر۔

جہاد میں شرکت کے لئے والدین کی اجازت

(سوال ۵) بلا اجازت والدین کے جہاد کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر جہاد فرض عین ہو جائے تو بلا اجازت جانا درست ہے ورنہ نہیں۔ اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے۔(۱)

دار الحرب کی تعریف میں امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے

(سوال ۶) احناف کے نزدیک تعریف دار الحرب کیا ہے، ہندوستان دار الحرب ہے یا نہیں، دار الحرب سے ہجرت لازم ہے یا نہیں۔

(الجواب) تعریف دار الحرب میں اختلاف امام اعظمؒ و صاحبینؒ کا ہے، کما ہو مسطور فی کتب الفقہ، بناء اختلاف فی تعریف دار الحرب کما ہو مذکور فی کتب الفقہ، ہندوستان کے دار الحرب ہونے میں اختلاف ہے۔(۲) اور ہجرت دار الحرب سے مطلقاً لازم نہیں ہے۔(۳)

اوقاف پر قبضہ کرنے سے حکومت مالک نہیں ہوگی

(سوال ۷) کافر گورنمنٹ استیلاء کر کے مسلمانوں کی مملوکہ جائدادوں کو اور اوقاف پر قبضہ کرے تو وہ مالک ہو جاتی ہے؟

---

(۱) لا یفرض علی صبی وبالغ لہ ابوان او احد ھما لان طاعتھما فرض عین وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام للعباس بن مرداس لما اراد الجہاد الزم امک فان الجنۃ تحت رجل امک وفیہ لا یحل سفر فیہ خطر الا باذنھما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الجہاد ج ۳ ص ۳۰۴ ط.س. ج ۴ ص ۱۲۴) ظفیر

(۲) لا تصیر دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلاثۃ باجراء احکام اھل الشرک و باتصالھا بدار الحرب بان لا یبقی فیھا مسلم او ذمی آمنا بالامان الاول علی نفسہ (در مختار) ای بان یغلب اھل الحرب علی دار من دارنا اوارتد اھل مصر و غلبوا و اجروا احکام الکفر او نقض اھل الذمۃ العھد وتغلبوا علی دارھم ففی کل من ھذہ الصور لا تصیر دار حرب الا بھذہ الشروط الثلاثۃ وقالا بشرط واحد لا غیر وھو اظھار حکم الکفر و ھو القیاس ھندیہ (رد المحتار فصل فی استئمان الکافر ج ۲ ص ۳۴۹ ط.س. ج ۴ ص ۱۷۴ ظفیر.

(۳) اما فی بلاد علیھا ولاۃ کفار فیجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد و یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیھم طلب وال مسلم اھ (رد المحتار فصل فی استئمان الکافر ج ۳ ص ۳۵۰) ظفیر.

(۲) جب کہ مسلمان اس کافر حکومت کے ہاتھ سے چھڑانے پر قادر نہیں ہوئے تو اس حالت میں اگر گورنمنٹ نے ایک شخص کی جائداد دوسرے کے وقف کو کسی کے ہاتھ فروخت کردیا تو اس خریدار کو باوجود اس علم کے کہ یہ فلاں شخص کی مغصوبہ جائداد ہے یا وقف ہے، خریدنا اور اس سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) اوقاف میں یہ حکم جاری نہ ہوگا کیونکہ الوقف لا یملك ولا یملك مطلق ہے۔(۱) اور نیز قید وان تغلبوا علی اموالنا الخ سے اوقاف خارج ہوگئے۔

(۲) جائداد مملوکہ میں یہ قاعدہ جاری ہوگا کہ بعد تسلط کفار مشتری کے حق میں تصرف جائز ہے۔(۲) لیکن اوقاف میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا، اوقاف کے مصارف میں صرف کرنا لازم ہوگا۔(۳) فقط۔

ہندوستان کا حکم مختلف دور میں

(سوال ۸) جب پنجاب میں سلطنت سکھوں کی تھی تو جو ملک ان کے زیر حکومت تھا تو وہ دارالحرب تھا یا دارالاسلام اور جب برطانیہ کی حکومت ہوئی تو کیا حکم رہا۔

(الجواب) چونکہ ہندوستان در زمانہ سلطنت شاہان اسلام دارالاسلام بود۔ بعد ازاں سکھان یا نصاری تسلط شدند، پس در بودن آں دارالحرب اختلاف است لہذا در مسئلہ ربو او غیرہ احتیاط باید کرد (مگر مفتی علام مختلف جگہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے چکے ہیں اور علمائے دیوبند کا حکومت انگریز دارالحرب ہونے کا متفقہ فیصلہ تھا بلکہ آزادی کے بعد بھی بعضوں نے دارالحرب ہی قرار دیا واللہ اعلم۔ ظفیر)

اگر کفار مسلمانوں کے اموال پر غالب آجائیں تو وہ اس کے مالک ہو جاتے ہیں

(سوال ۹) گورنمنٹ نے جب سے اپنا تسلط ہندوستان وغیرہ پر کیا ہے اور مسلمانوں کی ملکیت توڑ کر اپنی ملکیت قائم کردی ہے مثلاً آراضی درخت وغیرہ تو اب یہ چیزیں گورنمنٹ کسی مسلمان کو دے دے مثلاً زمین کاشتکاری کے لئے اور درخت بیع کے لئے اور پہاڑ تجارت شہد وغیرہ کے لئے اور رقم بخشش کے طور پر مسلمان کو لے کر فائدہ اٹھانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) کتب فقہ میں آیا ہے کہ اگر کفار مسلمانوں کے اموال پر غالب آجائیں اور اس کو اپنی حفاظت میں لے

---

(۱) فاذا تم (الوقف) ولزم لا یملك ولا یملك ولا یعار ولا یرهن (در مختار) قوله لا یملك ای لا یکون مملوکا لصاحبه ولا یملك ای لا یقبل التملیك لغیر بالبیع ونحوه (ردالمحتار کتاب الوقف ج ۳ ص ۵۰۷. ط.س. ج ٤ ص ۳۵۱ - ۳۵۲).

(۲) وان غلبوا علی اموالنا ولو عبدا مومنا واحرزوها بها راهم ملکوها (در مختار) لقوله تعالی الفقراء المهاجرین سماهم فقراء فدل علی ان الکفار ملکوا اموالهم التی ها جروا عنها الخ (ردالمحتار کتاب الوقف ج ۳ ص ۳۳۷. ط.س. ج ٤ ص ۱٦۰) ظفیر. (۳) فان شرائط الوقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع وهو مالك فله ان یجعل له حیث شاء مالم یکن معصیة وله ان یخص صنفا (رد المحتار کتاب الوقف ج ۳ ص ٤۹۹. ط.س. ج ٤ ص ۳٤۳).

(٤) لا تصیر دارالاسلام دار حرب الا بامور ثلاثة باجراء احکام اهل الشرك وباتصالها بدارالحرب وبان لا یبقی فیها مسلم او ذمی آمنا بالا مان الا ول علی نفسه ودارالحرب تصیر دار الا سلام باجراء احکام اهل الا سلام فیها کجمعة وعید وان بقی فیها کافر اصلی وان لم تتصل بدارالا سلام (الدر المختار) قال بشرط واحد لا غیر وهو اظهار حکم الکفر وهو القیاس ویتفرع علی کونها صارت دارحرب ان الحدود والقود لا یجری فیها وان الا سیر والمسلم یجوز له التعرض لما دون الفرج وتنعکس الا حکام اذا صارت دارا لحرب دارالاسلام قال بعض المتا خرین اذا تحققت الا مور الثلاثة فی مصر المسلمین ثم حصل لا هله الا مان ونصب فیه قاض مسلم ینفذ احکام المسلمین عادی الی دارالا سلام (ردالمحتار باب ایضا ج ۳ ص ۳٤۹. ط.س. ج ۳ ص ۱۷٤) ظفیر۔

پس تو وہ ان کے مالک ہو جاتے ہیں پس صورت مسئولہ میں جب کہ انگریز یہاں ہندوستان میں مسلط ہو گئے تو وہ مالک ہو گئے، اب ان کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے ہبہ کر دیں، لہذا مسلمانوں کے لئے اس کا لینا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ فی الخانیة ولو استولی اھل الحرب علی اموالنا وحرز وھا بدارھم ملکوھا عندنا(۱) الخ خانیہ ج ۳. کذا لو وھبہ او یا خذہ بقیمة الخ عالمگیری ۔ فقط۔

ہندوستان میں ہندو مسلم ذمی ہیں یا حربی

(سوال ۱۰) آج کل جو حالت ہندوؤں کی مسلمانوں کے ساتھ اکثر بلاد ہندوستان میں ہے وہ ظاہر ہے اور معلوم ہے قابل دریافت امر یہ ہے کہ ہندوستان کے اہل ہنود اب بھی ذمی کے حکم میں ہیں یا حربی کے، ہم مسلمانوں کے اوپر ان کے ذمہ ہونے والے حقوق عائد ہوتے ہیں یا حربی والے۔

(الجواب) در حقیقت ہندوستان میں ہندو اور مسلمانوں کی شان مستامن کی سی تھی،(۲) لیکن جب سے ہندوؤں نے جگہ جگہ مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے ہیں اور علی الاعلان مسلمانوں کے دشمن ہو گئے ہیں تو مسلمانوں کے ساتھ ان کا کوئی معاہدہ وغیرہ نہ رہا اور مصداق وھم بدء و اکم اول مرة۔(۳) کے ہو گئے۔

دار الحرب میں دینی امور کے لئے امیر مقرر کرنا

(سوال ۱۱) دار الحرب میں دینی معاملات کے لئے امام وغیرہ مقرر کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) دار الحرب یعنی اس ملک کے متعلق جس پر کفار کا تسلط ہو یہ تو فقہاء نے لکھا ہے کہ جمعہ وغیرہ کے انتظام کے لئے کوئی امام مقرر کر لیں اور اپنے معاملات باہمی کے فیصلہ کے لئے قاضی مقرر کر لیں۔(۴) باقی کفار و محاربین کے حملوں کی مدافعت کے لئے اور مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کو حکام وقت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا، کیونکہ ان کے پاس ایسی قوت نہیں ہے کہ مدافعت کر سکیں اور امور سیاسیہ کا انتظام کر سکیں فقط۔

---

(۱) فتاوی خانیہ باب الا ستیلاء ج ۳ ص وان غلبوا علی اموالنا واحرزوھا بدارھم ملکوھا (در مختار) وھو قول مالك واحمد ایضاً فیحل الا کل والوطئ لمن اشتراہ منھم کما فی الفتح لقولہ تعالی للفقراء المھاجرین سما ھم فقیراً فدل علی ان الکفار ملکوا اموالھم التی ھاجروا عنھا (ردالمحتار باب استیلاء الکفار ج ۳ ص ۳۳۶ وج ۳ ص ۳۳۷ ط.س. ج ٤ ص ۱٦۰) ظفیر.

(۲) ھو من یدخل دار غیرہ بامان مسلما کان او حربیاً دخل مسلم دارالحرب بامان حرم تعرضہ شئی من دم و مال و فرج منھم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المستامن ج ۳ ص ٤٤۱ ط.س. ج ٤ ص ۱٦٦) ظفیر۔ گویا مفتی علام انگریزی دور حکومت میں ہندو اور مسلمان دونوں کو مستامن کے درجہ میں سمجھتے تھے اور انگریزوں کو حکمراں اور کوئی شبہ نہیں کہ اس وقت انگریزوں کی ہی حکومت تھی انہوں نے قوت کے ذریعہ اس ملک پر قبضہ کیا تھا۔ ظفیر۔

(۳)

(٤) ولو فقد والٍ لغلبة کفار وجب المسلمین تعیین وال وامام للجمعة (درمختار) واما بلاد علیھا ولاة کفار فیجوز للمسلمین اقامة الجمعه والا عیاد ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین فیجب علیھم ان یلتمسوا والیا مسلما منھم اھ وفی الفتح واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منہ کما ھو فی بعض بلاد المسلمین غلب علیھم الکفار کقرطبہ الآن یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منھم یجعلونہ والیا فیولی قاضیا فیکون ھو الذی یقضی بینھم الخ (ردالمحتار کتاب القضاء ج ٤ ص ٤۲۷ ط.س. ج ٤ ص ۳٦۹) ظفیر.

باب دوم

عشر و خراج
(عشر و خراج اور ان سے متعلق احکام و مسائل)

خراجی زمین کی تعریف و شرائط

(سوال ۱) زمین خراجی کس کو کہتے ہیں اور اس کی کیا کیا شرائط ہیں؟

(الجواب) فی الدر المختار ما اسلم اھلہ طوعا او فتح عنوۃ وقسم بین جیشنا والبصرۃ عشریۃ۔(۱) بس ایسی زمین عشری ہے جب تک درمیان میں کسی غیر مسلم کی ملک نہ ہو جاوے۔

جس قدر بھی غلہ ہو اسی میں عشر واجب ہے

(سوال ۲) زمین دار کو جو اپنی زمین سے مقرر اجارہ غلہ یا نقد روپیہ کاشتکار سے وصول ہوتا ہے اور اس میں سے مال گذاری سرکاری دی جاتی ہے تو کس قدر غلہ کی مقدار پر عشر واجب ہے، اور ادائے مال گذاری کے بعد یا پہلے اور اگر غلہ اتنا ہو کہ سال بھر کا گذر مشکل ہو تو کیا تب بھی عشر دیا جاوے گا، اور یہ حکم زمین دار و کاشتکار دونوں سے متعلق ہے یا کسی ایک سے۔

(الجواب) قبل ادا کرنے مال گذاری سرکاری کے کل غلہ وصول شدہ میں واجب ہے۔ یہ حکم دونوں سے متعلق ہے جس قدر غلہ جس کے پاس رہے اس کے ذمہ اسی مقدار کا عشر ادا کرنا واجب ہے۔(۲)

جملہ اجناس اور ترکاریوں میں عشر کا حکم

(سوال ۳) نقد روپیہ اور تمام اجناس ترکاری وغیرہ میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) نقد کا حکم جدا ہے اس میں زکوٰۃ ہے، بشرائط آں یعنی یہ کہ بقدر نصاب ہو اور سال گذر جاوے۔(۳) باقی جملہ اجناس و ترکاریوں میں عشر واجب ہے، جس قدر ہو اسی کا عشر ادا کرے۔

غلہ وصول ہونے پر عشر ادا کرے

(سوال ٤) اگر کاشتکار سے غلہ وغیرہ زمین کا وصول ہوا تو اس صورت میں بھی عشر واجب ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) غلہ وصول ہونے کی صورت میں عشر ادا کیا جاوے گا۔(٤)

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العشر والخراج ج ۳ ص ۲۵۰ و ج۳ ص ۳۵۱ ط.س. ج٤ ص۱۷٦)

(۲) وفی المزارعۃ ان کان البذر من رب الارض فعلیہ ولو من العامل فعلیھما بالحصۃ (در مختار) فالحاصل ان العشر عند الامام علی رب الارض مطلقا وعندھما کذالک لو البذر منہ ولو من العامل فعلیھما وبہ ظھران ما ذکرہ الشارح ھو قولھما اقتصر علیہ لما علمت من ان الفتوی علی قولھما لصحۃ المزارعۃ الخ فی البدائع ان المزارعۃ جائزۃ عندھما والعشر یجب فی الخارج والخارج بینھما ویجب العشر علیھما (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵ و ج ۲ ص ۷٦ ط.س. ج۲ ص ۳۳۵) ظفیر (۳) شرط افتراضھا عقل وبلوغ واسلام وحریہ وسببہ ملک نصاب حولی تام فارغ عن دین لہ مطالب من جھۃ العباد الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الزکوۃ. ط.س. ج۲ ص۲۵۸)

(٤) وان الملک غیر شرط فیہ بل الشرط ملک الخارج الخ ولان العشر یجب فی الخارج لا فی الارض فکان ملک الارض وعدمہ سواء کما فی البدائع (ردالمحتار باب العشر والخراج ج ۲ ص ۳۵۲ و ج ۳ ص ۳۵۳. ط.س. ج٤ ص۱۷۷)

مصارف عشر کیا ہیں

(سوال ۵) عشر لینے کا مستحق کون ہوگا۔

(الجواب) جو مصرف زکوٰۃ کا ہے وہی عشر کا بھی ہے۔(۱)

ارض مملوکہ مسلمین میں جہاں راجاؤں کو ٹیکس دیا جاتا ہے عشر واجب ہے

(سوال ۶) جو آراضی مملوکہ مسلمین ہیں اور راجاؤں کو باقی دینی پڑتی ہے اس میں عشر واجب ہے یا نہ۔

(الجواب) عشر واجب ہے۔(۲)

عشری زمین اگر اجارہ پر دی جائے تو عشر کون ادا کرے

(سوال ۷) عشری زمین اگر اجارہ پر دے دی جائے تو اس صورت میں عشر مالک زمین ادا کرے یا کاشتکار۔

(الجواب) اس میں اختلاف ہے کہ عشر اس صورت میں مالک زمین پر ہے یا مستاجر یعنی کاشتکار پر، امام صاحب اول کے قائل ہیں۔ اور صاحبین دوسرے کے، حاوی میں ہے وبقولهما ناخذ شامی۔ یعنی حاوی میں صاحبین کے قول کو مختار کہا ہے بناء علیہ کاشتکار کل پیداوار کا عشر ادا کرے۔(۳) فقط۔

بادشاہ اگر عشر نہ لے تو عشر ساقط نہیں ہوتا

(سوال ۸) ہماری زمین عشری ہے یا نہیں اگر ہے تو انگریز جو چار آنہ فی کنال ہم سے لیتے ہیں اس کو خراج کہا جائے گا یا اس کو اگر کہا جائے گا تو کس روسے، اور ثانیاً یہ ہے کہ عشر کے لئے شرط زمین کا عشری ہوتا کہ کسی بادشاہ اسلام نے اگر عشر رکھا ہو تو وہ عشری ہوگی اگر خراج رکھا ہے تو خراجی ہوگی، تو ہند اور پنجاب کی زمین پر کسی تواریخ سے معلوم نہیں ہوتا کہ فلاں بادشاہ نے یہاں عشر رکھا ہے خصوصاً جہانگیر واکبر بادشاہ یا گذشتہ جو گذر چکے ہیں۔ ثالثاً یہ کہ دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔ اگر دارالحرب ہے تو کیا دارالحرب میں عشر واجب ہے یا نہیں اور اگر دارالاسلام ہے تو کن شرائط سے دارالاسلام ہے، الغرض یہاں کے بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ یہاں ہرگز عشر نہیں ہے اور بعض عشر کے قائل ہیں، آپ کی کیا رائے ہے۔

(الجواب) در مختار میں ہے وما اسلم اهله طوعاً او فتح عنوةً وقسم بين جيشنا الخ عشرية لانه اليق بالمسلم (۴) وفي ردالمحتار ولو قال بيننا يشمل ما اذا قسم بين المسلمين غير الغانمين فانه عشري لان الخراج لا يوظف على المسلم ابتداءً قهستاني..... شامي وفيه اى الدر المختار . ولو ترك العشراى السلطان لا يجوز اجماعاً ويخرجه بنفسه للفقراء (۵) شامی در مختار میں ہے وذکرہ فی

---

(۱) اے مصرف الزكوة والعشر الخ هو فقير الخ ومسكين الخ وعامل الخ و مديون لا يملك نصابا فاضلا عن دينه الخ (باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ ص۳۳۹) ظفير

(۲) يجب العشر في ارض غير خراج في سقى سماء وسيح الخ ويجب نصفه في سقى غرب ودالية الخ او سقاه بماء اشتراه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶ ط.س ج۲ ص۳۲۵) ظفير.

(۳) والعشر على الموجر كخراج موظف وقالا على المستاجر كمستعير مسلم وفي الحاوى و بقولهما ناخذ (در مختار) فلا ينبغي العدول عن الافتاء بقولهما ذلك (ردالمحتار باب العشر ج۲ ص ۷۵ ط.س. ج۲ ص۳۳۴) ظفير

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر والخراج ج ۳ ص ۳۵ ط.س. ج۴ ص۱۷۶) ظفير.

(۵) ردالمحتار باب العشر والخراج ج ۳ ص ۳۵۱ ط.س. ج۴ ص۱۷۶) ظفير.

الزکوۃ لا نه منها قال فی الفتح قیل ان تسمیته زکوۃ علی قولهما لا شتراطهما النصاب والبقاء بخلاف قوله ولیس بشی اذا لا شك انه زکوۃ حتی یصرف مصارفها و اختلافهم فی اثبات، بعض شروط لبعض انواع الزکوۃ و نفیها لا یخرجه عن کونه زکوۃ الخ .(۲)ان عبارات سے چند امور معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کی آراضی کا اصل وظیفہ عشر ہے، دوم یہ کہ اگر بادشاہ عشر نہ لیوے تو عشر ساقط نہیں ہوتا، بلکہ خود مالک زمین کو عشر نکالنا چاہئے اور فقراء کو دینا چاہئے، سوم یہ کہ عشر بھی زکوۃ ہے، پس جب کہ اصل وظیفہ مسلم کا عشر ہے تو جو آراضی مملوکہ مسلمین ہیں تو اصل میں وہ عشری تھی کہ سلاطین اہل اسلام نے ان کو فتح کر کے مسلمانوں کو دے دی تھی، یا ان کا حال سابق کچھ معلوم نہیں ہے ان دونوں صورتوں میں اگر در حقیقت کسی زمین میں عشر مقرر ہونا چاہئے اور بادشاہ اسلام نے یا غیر نے عشر مقرر نہ کیا تو اس سے عشر ساقط نہیں ہوتا اور وہ زمین عشری ہونے سے خارج نہیں ہوتی ہے اور جب کہ عشر بمنزلہ زکوۃ ہے تو جب کہ زکوۃ اموال پر ہر جگہ واجب ہے بلاد اسلام ہوں یا غیر اسی طرح عشر بھی ہر جگہ لازم ہوگا اور واضح ہو کہ زمین عشری سے اگر خراج لیا جاوے تب بھی عند اللہ عشر ساقط نہیں ہوتا ہے، لہذا صاحب زمین کو عشر نکال کر فقراء کو دینا چاہئے، الحاصل احوط بھی ہے کہ مسلمانان اپنی آراضی کی پیداوار زمین سے عشر ادا کریں۔ فقط۔

عشری زمینوں میں دسواں حصہ ادا کرے

(سوال ۹) آراضی کی پیداوار میں کس حساب سے زکوۃ دینی چاہئے، دسواں حصہ یا کم و بیش خرچہ سال بھر کا نکال کر دی جاوے، یا کل پیداوار میں سے اجرت کٹائی وغیرہ نکال دی جاوے یا کیا۔ زکوۃ کے وقت مویشی زراعت بھی شمار ہوں گے یا نہیں، اگر پچاس تولہ چاندی اور سات تولہ سونا ہو تو کیا ان کی مجموعی رقم پر زکوۃ دی جاوے گی۔ یا جب تک ہر دو کا نصاب پورا نہ ہو جاوے۔ اور زکوۃ کس حساب سے دینی چاہئے، سادات کو زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں اور زکوۃ کے مستحق کون لوگ ہیں، ہر ایک کو کس قدر دینا چاہئے۔

(الجواب) عشری زمینوں میں اس زمانہ میں بھی عشر یعنی دسواں حصہ ادا کرنا ضروری ہے، اور مسلمانوں کے پاس جو زمین ہیں ان کو عشری سمجھنا چاہئے کیونکہ مسلمانوں کی آراضی کا اصل وظیفہ عشر ہے، اور عشر کل پیداوار میں سے دینا چاہئے، خرچہ کچھ نہیں نکالا جاتا، نہ اجرت کسی کی نکالی جاتی ہے، (۳) زراعت کے کام کے مواشی پر زکوۃ نہیں ہے، اسی طرح جو جانور گھر پر کھڑے ہو کر کھاتے ہیں ان پر بھی زکوۃ نہیں ہے، چاندی اور سونا دونوں ہوں تو دونوں کو جمع کر کے اگر نصاب پورا ہو جاوے مثلاً آدھا نصاب سونے کا ہو اور آدھا چاندی کا تو زکوۃ لازم ہے، اس زمانے میں نفع فقراء کا اس میں ہے کہ سونے کو بھی چاندی کی قیمت کر کے چاندی میں شامل کر کے زکوۃ دی جاوے، اور نصاب چاندی کا ۵۲ ½ تولہ اور ساڑھے سات تولہ سونا کا ہے، جس وقت نصاب پورا ہو جاوے

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر والخراج ج ۳ ص ۳٦٦ .ط.س. ج۲ص۳۲۵) ظفیر .
(۲) ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦۵ و ج ۲ ص ٦٦ .ط.س. ج۲ص۳۲۵ ظفیر. (۳)یجب العشر الخ فی مسقی السماء ای مطروسیح الخ بلا شرط نصاب وبقاء یجب مع الدین الخ ویجب نصفه فی مسقی غرب ودالیة الخ بلا رفع مئون الزرع وبلا اخراج البذر لتصر یحهم بالعشر فی کل الخارج (در مختار) بلا رفع اجرة العمال ونفقة البقرو کری الانهار واجرة الحافظ ونحو ذالك (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦٦ و ج۲ ص٦۹ .ط.س. ج۲ص۳۲۵) ظفیر

چالیسواں حصہ زکوۃ کا دینا چاہئے یعنی ہر سیکڑے میں سے ۲ ع ۸واں حصہ دینا لازم ہے۔(۱) سادات کو زکوۃ دینا درست نہیں ہے، اگر ضرورت زیادہ ہو تو اس کے لئے شریعت میں یہ حیلہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جو غریب ہو صاحب نصاب نہ ہو اور سید نہ ہو اس کو زکوۃ دے دی جاوے اور مالک بنا دیا جاوے۔ پھر وہ اپنی طرف سے سیدوں کو دے دے۔ یہ صورت جواز کی ہے، زکوۃ محتاجوں کو دینی چاہئے ایک شخص کو نصاب سے کم دینی چاہئے مثلاً ۵۲ ۱/۲ تولہ چاندی سے کم دی جاوے اگر کوئی شخص مقروض ہو اور کنبہ والا ہو اور ضرورت زیادہ ہو اس کو زیادہ دینا بھی جائز ہے۔ فقط۔

عشری زمین میں دسواں حصہ اللہ واسطے نکالنا چاہئے

(سوال ۱۰) جو اراضی زیر تحت سرکار انگلشیہ ہے اور رعایا خراج اراضی سرکار انگریز بہادر کو ادا کرتی ہے تو اس اراضی کی پیداوار میں جو غلہ پیدا ہوتا ہے، اس غلہ کا کیا حکم ہے کہ کون سا حصہ زکوۃ ادا کیا جاوے، نیز خرچ زراعت و لگان سرکاری وغیرہ قبل اداء زکوۃ منہا کیا جاوے یا نہ کیا جاوے۔

(الجواب) اگر وہ زمین عشری ہے تو دسواں حصہ اس میں سے اللہ واسطے نکالنا چاہئے، اور کل پیداوار سے نکالا جاوے خرچ زراعت و لگان سرکاری وغیرہ مجرا نہ کیا جاوے۔(۲) فقط۔

پیداوار غلہ میں عشر کی مقدار

(سوال ۱۱) پیداوار غلہ سے کون سا حصہ زکوۃ ادا کرنا چاہئے۔ حضور نے اللہ واسطے تحریر فرمایا ہے، آیا اللہ واسطے کون سا حصہ یا کس قدر فی من ادا کرنا چاہئے۔

(الجواب) پہلے جواب میں یہ لکھ دیا تھا کہ زمین اگر عشری ہے تو دسواں حصہ اللہ واسطے دینا چاہئے یعنی اگر دس من غلہ ہو تو ایک من غلہ صدقہ کرنا چاہئے اور بیس من غلہ پیدا ہو تو دو من غلہ نکالنا چاہئے، اور محتاجوں کو دینا چاہئے۔(۳)

بارانی و مالگذاری والی زمین میں عشر اور اس کی مقدار

(سوال ۱۲) جس زمین کی مال گذاری سرکار میں ادا کی جاتی ہے اور بارانی ہے اس کے غلہ میں سے عشر ادا کیا جاوے یا کیا اور خرچ زراعت و لگان سرکاری جو ادا کیا ہے مجرا ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ زمین عشری ہے تو دسواں حصہ اس میں سے اللہ واسطے نکالنا چاہئے اور کل پیداوار زمین سے نکالا جاوے، خرچ زراعت و لگان سرکاری مجرا نہ کیا جاوے گا۔(۴)

---

(۱) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة دارهم وزن سبعة مثاقيل الخ والمعتبر وزنهما اداءً و وجوباً لا قيمتهما واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولو تبراً او حليا مطلقا وعرض تجارة قيمته نصاب من ذهب او ورق مقوماً باحد هما ربع عشر في كل خمس بحسابه ففي كل اربعين درهما درهم وفي كل اربعة مثاقيل قيراطان (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب زكوة المال ج ۳ ص ۳۸ ط.س. ج۲ص۲۹۵) ظفير. (۲) يجب العشر الخ في مسقى سماء وسيح ويجب نصفه في مسقى غرب ودالية الخ بالا رفع مئون الزرع وبلا اخراج البذر لتصريحهم بالعشر في كل الخارج (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ص ۶۶ و ج ۲ ص۶۹ ط.س. ج۲ص۳۵۲) ظفير. (۳) دیکھئے شامی باب العشر ظفير.ط.س. ج۲ص ۳۲۵ . (۴) افادان ملك الارض ليس بشرط بوجوب العشر و انما الشرط ملك الخارج لانه يجب في الخارج لا في الارض (ردالمحتار باب العشر ج ۲ص ۶۷) بلا رفع مئون الزرع و بلا اخراج البذر (در مختار) اى يجب العشر في الاول ونصفه في الثاني بلا رفع اجرة العمال ونفقة البقر و كرى الانهار و اجرة الحافظ و نحو ذلك (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۹ ط.س. ج۲ص۳۲۵) ظفير.

عشر نکالنے میں اخراجات زراعت ولگان وضع ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۳) جو آراضی زیر تحت انگلشیہ ہے اور رعایا خراج اراضی سرکار انگریز بہادر کو ادا کرتی ہے تو اس اراضی کی پیداوار میں جو غلہ پیدا ہوتا ہے اس غلہ کا کیا حکم ہے اور کون سا حصہ زکوٰۃ ادا کیا جاوے، و نیز خرچ زراعت ولگان سرکاری وغیرہ قبل اداء زکوٰۃ منہا کیا جاوے یا نہ کیا جاوے اور غلہ مذکور جس کی بابت سوال ہے وہ برسات سے سینچا گیا ہے، ڈول یا چرس یا نہر سے نہیں سینچا گیا۔

(الجواب) اگر وہ زمین عشری ہے تو دسواں حصہ اس میں سے اللہ واسطے نکالنا چاہئے اور کل پیداوار سے نکالا جاوے، خرچ زراعت ولگان سرکار وغیرہ مجرا نہ کیا جاوے۔(۱)

غلہ کی پیداوار کا عشر

(سوال ۱۴) پیداوار غلہ سے کون سا حصہ زکوٰۃ ادا کرنا چاہئے، حضور نے اللہ واسطے فرمایا ہے آیا اللہ واسطے کون سا حصہ یا کس قدر فی من ادا کرنا چاہئے، بینوا توجروا۔

(الجواب) پہلے جواب یہ لکھ دیا تھا کہ زمین اگر عشری ہے تو دسواں حصہ اس کی پیداوار کا اللہ واسطے دینا چاہئے یعنی اگر دس من غلہ ہو تو ایک من غلہ صدقہ کرنا چاہئے اور بیس من غلہ پیدا ہو تو دو من غلہ نکالنا چاہئے اور محتاجوں کو دینا چاہئے۔(۲)

عشری زمین کی تعریف اور عشر کس کے ذمہ ہے

(سوال ۱۵) زمین عشری کی کیا تعریف ہے اور کیا اپنی طرف سب زمین عشری ہے اور سب کا عشر دینا واجب ہے۔ حالانکہ سرکار بھی مال گذاری لیتی ہے اور جو زمین مہاجن سے مسلمان نے لی ہے اس کی آمدنی پر بھی عشر دیا جاوے اور عشر مالک کے ذمہ ہے یا کاشتکار کے، اگر مالک خود کاشت کرے تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) عشری زمین کا مطلب یہ ہے کہ جس زمین میں عشر واجب ہو وہ عشری ہے جس وقت پورا حال معلوم نہ ہو جیسا کہ اس وقت ہے تو عموماً یہ حکم کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمین کو عشری سمجھی جاتی ہے اور کفار کی مملوکہ آراضی خراجی، پس مسلمان کے پاس جو زمین مثلاً معافی کی چلی آتی ہے یا اس نے کسی مسلمان سے خریدی ہے وہ عشری ہے اور جو زمین کافر سے خریدی ہے وہ خراجی رہے گی، اور بعض حضرات نے ایسا بھی لکھا ہے کہ جب سرکار سب زمینوں کا محصول لیتی ہے تو سب خراجی ہی ہیں، مگر مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ مسلمان اپنی آراضی مملوکہ میں عشر نکالیں، اگر زمین اجارہ پر دی گئی ہے تو امام صاحب کے نزدیک عشر مالک پر ہے، رقم اجارہ میں سے دسواں حصہ

---

(۱) یجب العشر الخ بلا رفع مؤن الزرع و بلا اخراج البزر لتصریحهم بالعشر فی کل الخارج (در مختار) ای یجب العشر فی الاول ونصفه فی الثانی بلا رفع اجرة العمال ونفقة البقر وكرى الانهار واجرة الحافظ ونحو ذلك (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۹ ط.س. ج۲ ص۳۲۵) ظفیر

حصہ قبضہ کرے اگر مالک خود کاشت کرے تو تمام پیداوار کا دسواں حصہ نکالے۔ محصول سرکاری وغیرہ کچھ وضع نہ ہوگا۔(۱)

بٹیداری والی زمین کا عشر کیا ہے اور کس کے ذمہ ہے

(سوال ۱۶) مسلمان مزارعین پر خواہ زمیندار ہوں یا کاشتکار پیداوار زراعت میں یکساں زکوٰۃ فرض ہے یا کچھ فرق ہے اور کس قدر زکوٰۃ دینی چاہئے۔

(الجواب) زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے، یہ عشر کہلاتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ زمین عشری ہو خراجی نہ ہو، مزارعت کی صورت میں یعنی بٹائی کی صورت میں عشر دونوں پر ہے یعنی جس قدر غلہ مالک زمین کے حصہ میں آوے اس کا عشر وہ دیوے اور جس قدر کاشتکار کے حصہ میں آوے اس کا عشر وہ دیوے۔(۲)

عشر نکالتے وقت سرکاری خراج منہانہ کیا جائے گا

(سوال ۱۷) ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں کوئی آراضی ایسی نہیں ہے جو پرتہ مال گذاری سرکار سے مستثنیٰ ہو، پس بحالت متذکرہ زمیندار یا کاشتکار کو پیداوار آراضی سے غلہ بقدر رقم مال گذاری سرکار یا لگان زمیندار خارج کر کے بقیہ غلہ پر زکوٰۃ دینی یا کل پیداوار پر بلا منہائے رقم مال گذاری وغیرہ۔

(الجواب) زمین عشری ہے تو کل پیداوار کا دسواں حصہ دینا چاہئے خرچ سرکاری وغیرہ منہانہ کیا جاوے۔(۳)

خراجی زمین میں عشر کا

(سوال ۱۸) مولانا عبدالحی صاحب در مجموعہ فتاویٰ جلد دوم ص ۳۱۸ نوشتہ اند کہ ہر کہ در زمین مملوکہ خود بآب باراں کاشت کرد عشر غلہ بر و واجب الادا است مگر در صورتیکہ خراج زمین مذکورہ بحاکم وقت دادہ شود در آں وقت عشر ساقط است بحکم عبارت ردالمحتار و غیرہا لا یجتمع العشر مع الخراج انتہی، تفصیل ایں مسئلہ چگونہ است و قولہ لا یجتمع مع الخراج چہ معنی دارد۔

(الجواب) معنی قولہ لا یجتمع العشر مع الخراج انه لا یوخذ من الارض الخراجية العشر ولا من العشرية الخراج ولكن ان اخذ من العشرية الخراج فهل يسقط العشر فهو محل تامل پس ظاہر آں است کہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم حکم زمین خراجی نوشتہ اند کہ اگر از زمین خراجی حکام خراج گرفتند ادائے عشر لازم نخواہد شد لیکن اگر از زمین عشری۔

(۱) ارض العرب الخ وما اسلم اهله طوعا او فتح عنوة وقسم بين جيشنا الخ عشرية لا نه اليق بالمسلم (درمختار) اى الارض التى اسلم اهلها قوله اليق بالمسلم اى كافيه من معنى العبادة وكذا هو الها حيث يتعلق بنفس الخارج (ردالمحتار باب العشر والخراج ج ۳ ص ۳۵۰ و ج ۳ ص ۳۵۱ ط.س ج ٤ ص ۱۷٦) ظفير.

(۲) والعشر على الموجر كخراج موظف وقالا على المستاجر كمستعير مسلم وفي الحاوى وبقولهما ناخذ فى المزارعة ان كان البذر من رب الارض فعليه ولو من العامل فعليهما بالحصة (در مختار) قال فى النهر و لو دفع الارض العشرية مزارعة ان البذر من قبل العامل فعلى رب الارض وقالا فى الزرع لصحتها وقد اشتهر ان الفتوى على الصحة الخ والحاصل العشر عند الامام على رب الارض مطلقا وعندهما كذلك لو البذر منه ولو من العامل فعليهما (ردالمحتار ج ۲ ص ۷۵ و ج ۲ ص ۷٦ ط.س ج ۲ ص ۳۳٤) ظفير.

(۳) يجب العشر فى الاول (اى ماسقى بماء المطر والسيح) ونصفه فى الثانى (اى فى مسقى غرب ودالية) بلا دفع اجارة العمال ونفقة البقر وكرى الانهار واجرة الحافظ ونحو ذلك (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦۹ ط.س ج ۲ ص ۳۲۵)

خراج گرفتہ شد ظاہر آں است کہ دیانۃ بذمہ مالک ادائے عشر لازم است۔(۱) فقط۔

سرکاری محصول سے عشر ساقط نہیں ہوتا

(سوال ۱۹) سرکار زمین سے جو محصول لیتی ہے اس سے عشر ساقط ہوتا ہے یا نہ۔

(الجواب) عشری زمین سے محصول لینا مسقط عشر نہیں ہے۔ ہذا ہوالا حتیاط۔ ہاں اگر زمین عشری ہی نہ ہو بلکہ خراجی ہو تو محصول دینا کافی ہے یعنی عشر اس میں واجب نہیں ہے۔(۲) فقط۔

سرکاری جنگل، حکومت کی عطیہ زمین اور کافر سے خریدی ہوئی زمین کا حکم

(سوال ۲۰) میرے پاس تین قسم کی زمین ہے ان میں سے کون سی زمین پر خراج ہے اور کون سی زمین پر عشر یا کیا۔ قسم اول جنگل سرکاری پڑا ہوا تھا، سرکار میں درخواست کی گئی وہ مجھے ملی اور میری ملک میں ہے، قسم دوم ہے ایک کافر سے خریدی گئی ہے جو میری ملک ہے قسم سوم سرکاری زمین مثلاً ایک سال یا زیادہ کے لئے زراعت کے واسطے دی جاتی ہے۔

(الجواب) در قسم اول زمین عشر لازم است لان العشر الیق بالمسلم وما اسلم اهله طوعا او فتح عنوة وقسم بین جیشنا والبصرة ایضاً باجماع الصحابة عشرية لا نه الیق بالمسلم ای لما فيه من معنى العبادة ردالمحتار (۳) وفيه لو ان المسلم اوا لذمی سقا ها مرة بما ء العشر و مرة بماء الخراج فالمسلم احق بالعشر والذمی بالخراج الخ ۔(۴) ودر قسم دوم خراج است اواشتری مسلم من ذمی ارض اخراج یجب الخراج الخ در مختار۔(۵) در مختار ودر قسم سوم عشر در خارج لازم است لانهم صرحوابان الملك غير شرط فيه بل سبب وجوبه الارض النامية وشرط ملك الخارج ای لا ملك الارض كما فى الار اضى الموقوفة كذافى ر د المحتار۔(۶) فقط۔

---

(۱) اخذ البغاة والسلا طين الجائرة زكاة الا موال الظاهرة كالسوائم والعشر والخراج لا اعادة على اربابها ان صرف الماخوذ فى محله والا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة الخراج لانهم مصارفه (در مختار) اما السلطان الجائر فله ولاية اخذها وبه يفتى الخ نعم ذكر فى المعراج عن كثير من المشائخ بلخ انه كالبغاة لا نه لا يصرفه الى مصارفه وفى الهداية انه الا حوط (ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۲۲ .ط.س.ج۲ص۲۸۸)

(۲) اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكاة الا موال الظاهرة كالسوائم والعشر والخراج لا اعادة على اربابها ان صرف الماخوذ فى محله والا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج (در مختار) قوله فعليهم اى ديانة قال فى الهدايه وافتوبان يعيدوها دون الخراج لكن هذا فيما اخذه البغاة لتعليلهم بان البغاة لا يا خذون بطريق الصدقة بل بطريق الاستحلال فلايب فونها الى مصارفها ا ه اما السلطان الجائر الخ ذكر فى المعراج عن كثير من مشائخ بلخ انه كا لبغاة لا يصرفه الى مصارفه وفى الهداية انه الا حوط (ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۲ .ط.س.ج۲ص۲۸۸) ظفير۔

(۳) ردالمحتار باب العشر و الخراج ج ۳ ص ۳۵۰ و ج ۳ص ۳۵۱ .ط.س.ج٤ص۱۷٦) ظفير۔

(۴) دیکھئے ردالمحتار باب العشر و الخراج ج ۳ ص ۳۵۱ .ط.س.ج٤ص۱۷٦) ظفير۔

(۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر والخراج ج ۳ ص ۳٦٤ .ط.س.ج٤ص۱۹۱ ظفير۔

(۶) دیکھئے ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦۷ .ط.س.ج۲ص۳۲۵ ۔الفاظ یہ ہیں افادان ملك الارض ليس بشرط لو جوب العشر وانما الشرط ملك الخارج لا نه يجب فى الخارج لا فى الارض فكان ملكه لها وعدمه سواء الخ لان سببه الارض النامية بالخارج تحقيقاً (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦۷ .ط.س.ج۲ص۳۲۵) ظفير۔

عشری وخراجی زمین کی تعریف

(سوال ۲۱) کون سی زمین عشری ہے اور کون سے خراجی اگر زمین عشری سے خراج سرکاری لے لیا جاوے تو عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہ۔

(الجواب) اراضی مملوکہ مسلمانان راکہ حال آنہا معلوم نیست احتیاط عشری باید شمرد و عشر از آنھا باید داد و از زمین عشری اگر خراج گرفتہ شود عشر ساقط نمی شود۔ فقط (عشری زمین وہ ہے جو ہمیشہ سے مسلمانوں کے قبضہ میں رہی ہو خواہ بخوشی ابتداء میں مسلمان ہوا ہو یا وہ قوت کے ذریعہ فتح حاصل ہوئی ہو اور مسلم فوج میں تقسیم کردی گئی ہو اور کبھی غیر مسلم کی ملکیت میں نہ گئی ہو اور خراجی وہ زمین ہے جو کافروں کے قبضہ اور ملکیت میں رہی ہو یا چھوڑ دی گئی ہو خواہ مسلمانوں نے ان سے خرید لی ہو۔ (۱) ظفیر)

جو مسلمان عشر نہ نکالے

(سوال ۲۲) عشر نہ دینے والا دیندار مسلمان ہے یا کیا۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) عشر نہ دینے والا باوجود وجوب عشر کے ایسا ہی گناہ گار ہے جیسا کہ زکوٰۃ نہ دینے والا گناہ گار اور فاسق ہوتا ہے۔ کافر نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

زمین کی قسمیں اور ان کے عشر کا حکم

(سوال ۲۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان زمینوں کے بارے میں جو ہنوز تو آباد ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں جیسے ملک پنجاب میں نہر لائکل پور و سرگودھا آباد شدہ و نہر منٹگمری اب آباد ہو رہی ہے کہ آیا ان زمینوں پر عشر ہے یا نہیں، باقی حیثیت محنت و مشقت و محصول سرکاری کے لحاظ سے تو یہ زمین سے چاہے زائد ہیں، اس لئے کہ چاہی زمین کا محصول تو ۴ کنال ہے پنجاب میں اور ان زمینوں کا محصول عنصر کنال ہے و علی ہذا القیاس اضافہ محنت کہ کبھی انسان مربعہ کے کام سے تحصیل تفریع بالکلیہ نہیں کر سکتا، بینوا توجروا۔

(الجواب) شامی میں منقول ہے احتراز اعما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ . (۳) اس روایت کے موافق عشر لازم نہیں، لیکن اگر ایسی اراضی دار اسلام میں ہوں گی تو عشر ہی ہوں گی ان میں عشر دینا لازم ہوگا، لہذا اگر احتیاطاً دیا جاوے تو عشر دیا جاوے۔ (۴)

---

(۱) ارض العرب وهی من حد الشام والكوفة الى اقصى اليمن وما اسلم اهله طوعاً او فتح عنوة وقسم بين جيشنا والبصرة ايضا باجماع الصحابة عشرية لا نه اليق بالمسلم الخ وما فتح عنوة ولم يقسم بين جيشنا الا مكة اقر اهله عليه او نقل اليه كفار اخراو فتح صلحا خراجية لا نه اليق بالكافر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر و الخراج ج ۳ ص ۳۵۰ و ج۳ ص ۳۵۲ .ط.س. ج۴ ص۱۷۶) ظفير۔

(۲) يجب العشر الخ (درمختار ط.س. ج۲ ص۳۲۵)۔

(۳) ردالمحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱ .ط.س. ج۲ ص ۳۲۰ . ظفير۔

(۴) فيدخل فيه المفا وزا و ارض الموات فا نها اذا جعلت صالحة للزراعة كانت عشرية او خرا جية (ايضاً) پہلے مفتی علامہ عشری زمین میں عشر کو واجب اور ضروری قرار دیا کرتے تھے لیکن جب سے شامی کا یہ جزیہ ملا یا سامنے آیا اس وقت سے رائے بدل گئی۔ ظفیر۔

ہندوستان میں عشری وخراجی زمین اوراس کا حکم

(سوال ۲۴) پنجاب میں ممات زمین کا احیاء انگریزوں نے پنجابیوں سے کرلیا ہے، نہریں انگریزی خرچ سے تیار ہوئی ہیں، آباد خود کاشتکار کرتے ہیں، بعض کاشتکاروں سے سرکار نے قیمت لے کر زمین ان کی ملک کردی ہے، بیع، ہبہ وغیرہ کا ان کو اختیار دے دیا ہے محصول معین لیتے ہیں اور جن سے قیمت وصول نہیں ہوئی سرکار نے ان کو موروثی قرار دیا ہے، ان کو بیع وغیرہ کا اختیار نہیں، ان سے محصول زیادہ لیتے ہیں یہ دونوں قسم کی زمین عشری ہے یا خراجی اور اجارہ کی صورت میں عشر مالک پر ہے یا مستاجر پر اور مزارعت کی صورت میں کس پر بینوا توجروا۔

(الجواب) اراضی دارالحرب کو علامہ شامی نے عشری اور خراجی ہونے سے خارج کیا ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں ویحتمل ان یکون احترازا عما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ شامی باب الرکاز۔(۱) غالباً اسی بناپر قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مالابد منہ میں اراضی ہندوستان کو عشری قرار نہیں دیا، باقی اس میں کچھ شبہ نہیں کہ عشر دینا احوط ہے۔ اور زمین عشری کو اگر اجارہ پر دیا جاوے یا مزارعت پر تو اجارہ کی صورت میں امام صاحب موجر پر اور صاحبین مستاجر پر عشر واجب فرماتے ہیں والعشر علی الموجر الخ وقالا علی المستاجر وفی الحاوی وبقولهما ناخذ الخ۔(۲) اور مزارعت کی صورت میں عشر دونوں پر بقدر حصہ ہے۔ فقط۔

سرکاری لگان دینے سے عشر ادا ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۶) یہاں کے لوگ عشر نہیں دیتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم بادشاہ کو عشر دیتے ہیں، بتائیے کہ کفار یا بادشاہ کے عشر دینے سے ادا ہو جاتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) عشر کے مصارف زکوۃ کے مثل ہیں مسلمان محتاجوں کو دینا چاہئے، کافروں کو دینے سے عشر ادا نہ ہوگا۔(۳)

کفار سے خریدی ہوئی زمین میں عشر نہیں ہے

(سوال ۲۶) میرے باپ نے ۷۰ ایکڑ زمین کفار سے خریدی تھی اس میں کچھ باغ ہے اور کچھ زمین ٹھیکہ پر دے رکھی ہے کچھ میں خود کاشت کرلیتا ہوں، اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ اس زمین میں عشر آوے گا یا نہیں۔

(الجواب) کفار سے جو زمین خریدی جاوے وہ عشری نہیں ہے۔(۴) فقط

---

(۱) ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱. ط.س. ج۲ص ۳۲۰. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۴ و ج۲ ص ۷۵. ط.س. ج۲ص ۳۳۴. ظفیر. (۳) اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكوة الا موال الظاهرة كالسوائم والعشر و الخراج لااعادة على ربها ان صرف الماخوذ فی محله الخ وان لا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج (درمختار) اما السلطان الجائر الخ ذكر في المعراج عن كثير من مشائخ بلخ انه كالبغاة لانه لا يصرفه الى مصارفه وفي الهدايه انه الا حوط (ردالمحتار باب زكاة الغنم ج ۲ ص ۳۲. ط.س. ج۲ص۲۸۸) ظفیر (۴) اواشترى مسلم من ذمی ارض خراج يجب الخراج ولو معه انسان من الزراعة (در مختار) وقد صح ان الصحابة اشتروا اراضى الخراج و كانوا يؤدون خراجها (ردالمحتار باب العشر و الخراج ج۳ ص ۳٦٤. ط.س. ج٤ص ۱۹۱).

عشر کے لئے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے یا نہیں

(سوال ۲۷) کھیتی کا عشر صاحب نصاب پر واجب ہے یا سب پر۔

(الجواب) اگر زمین عشری ہے تو صاحب نصاب اور غیر صاحب نصاب دونوں عشر نکالے اور محتاجوں کو دے۔(۱) اور جو فقیر مانگنے والے ہیں اگر وہ صاحب نصاب ہیں تو ان کو عشر وزکوۃ دینا درست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پیداوار میں اخراجات وضع کر کے عشر نکالا جائے یا بغیر وضع کے

(سوال ۲۸) عشری زمین میں جو مزدوروں کو مزدوری ادا کی گئی ہے تو اس کا حساب عشر میں وضع کیا جاوے گا یا نہیں۔

(الجواب) عشر میں مزدوروں کی مزدوری اور دیگر اخراجات کا حساب نہیں ہوتا یعنی مزدوروں کی مزدوری وغیرہ کی وجہ سے عشر میں کمی نہ ہوگی لہذا دسواں حصہ اس میں سے دینا چاہئے، در مختار میں ہے بلا رفع مئون ..... وبلا اخراج البذر لتصریحهم بالعشر فی کل الخارج الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔(۲)

زمینداروں کو جو مال گزاری ادا کرتے ہیں ان کی زمین کا عشر

(سوال ۲۹) عشری زمین کسے کہتے ہیں اور خراجی زمین کسے کہتے ہیں، جو لوگ زمینداروں کو مال گزاری ادا کرتے ہیں ان لوگوں پر کس حساب سے غلہ میں صدقہ واجب ہے۔

(الجواب) شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمین عشری وخراجی نہیں ہیں، اگر احتیاطاً عشر دے تو بہتر ہے، اور جو لوگ زمیندار کو مال گزاری ادا کرتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ عشر کس پر واجب ہے، امام صاحب زمیندار پر عشر واجب قرار دیتے ہیں اور صاحبین مستاجر پر۔ اور در مختار میں ہے وبقولهما نا خذ. اور شامی نے بھی بعد تفصیل و تحقیق کے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے اور مفتی بہ وماخوذ بہ کیا ہے حیث قال فلا ینبغی العدول عن الا فتاء بقولهما ذلك۔(۳)

تمباکو میں بھی عشر ہے اگر زمین عشری ہو

(سوال ۳۰) اگر کسی شخص نے اپنی زمین میں تمباکو بویا تو اس کی پیداوار میں عشر لازم ہو گا یا نہ۔

(الجواب) اگر زمین عشری ہے تو عشر اس میں سے لازم ہو گا۔(۴)

....

(۱) یجب العشر بلا شرط نصاب وبلا شرط بقاء حولان حول (درمختار) ثبت ذلك بالكتاب والسنة والا جماع والمعقول اے یفترض لقوله تعالى وآتو احقه یوم حصاده فان عامة المفسرین علی انه العشر او نصفه وهو مجمل بینه قوله صلی اللہ علیه وسلم ما سقت السماء ففیه العشر وما سقی بغرب او دالیة ففیه نصف العشر (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶ و ج ۲ ص ۶۷ ط.س. ج۲ ص۳۲۶) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۹ و ج ۲ ص ۷۰ ط.س. ج۲ ص۳۲۸ ظفیر۔

(۳) ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۴ و ج ۲ ص ۷۵ ط.س. ج۲ ص۳۳۴ ظفیر۔

(۴) علی انه عند ابی حنیفة یجب العشر فی الخضروات (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶ ط.س. ج۲ ص۳۲۷) ظفیر۔

جس کے پاس بقدر کفاف زمین ہو اس پر بھی عشر ہے

(سوال ۳۱) بکر اپنی تھوڑی سی مملوکہ زمین کو خود کاشت کرتا ہے اور وہ ذریعہ رزق اس کے بال بچوں کا ہے اس پر کھیتی کی پیداوار میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) عشر ونصف عشر اس پر واجب ہے۔(۱)

جس غلہ کا عشر نہ نکالا جاوے

(سوال ۳۲) زید نے غلہ کا دسواں حصہ زکوٰۃ نہیں نکالی تو وہ غلہ حرام ہو گیا یا حلال۔

(الجواب) وہ غلہ حلال ہے، زید زکوٰۃ نہ دینے سے گناہ گار اور فاسق ہو جاوے گا۔

خراجی زمین میں عشر نہیں

(سوال ۳۳) کتاب الفاروق مصنفہ مولانا شبلی نعمانی کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس زمین پر خراج ہو اس پر عشر واجب نہ تھا۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) فقہاء حنفیہ نے ایسا ہی لکھا ہے کہ جس زمین سے محصول لیا جاوے اس میں عشر نہیں ہے۔(۲) فقط۔

عشر سے متعلق قرآن میں حکم

(سوال ۳۴) کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ جس طرح صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے متعلق قرآن شریف میں اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ صراحت سے مذکور ہے اسی طرح عشر کے متعلق کوئی آیت کریمہ ہے یا نہیں، ہندوستان میں عشر واجب ہے کہ نہیں۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) عشر کے وجوب کو مفسرین نے آیۃ و اتوا حقه، یوم حصاده. (۳) سے ثابت فرمایا ہے، لہذا زمین عشری میں عشر لازم ہو گا فقط واللہ اعلم۔

اراضی ہندوستان میں عشر

(سوال ۳۵) ہندوستان میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) روایات اس قسم کی بھی ہیں کہ عشر واجب نہ ہو اور عموم ادلہ اس کو مقتضی ہیں کہ عشر واجب ہو پس احوط یہ ہے کہ عشر دینا چاہئے۔(۴)

---

(۱) بلا شرط نصاب و بقاء (درمختار) فیجب فیما دون النصاب بشرط ان یبلغ صاعا وقیل نصفه وفی الخضروات التی لا تبقی وهو قول الامام وهو الصحیح (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦٧ ط.س. ج۲ ص۳۲٦) ظفیر

(۲) یجب العشر ارض غیر الخراج (در مختار) اشارالی ان المانع من وجوبه کون الارض خراجیة لا نه لا یجتمع العشر والخراج (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦٦ ط.س. ج۲ ص۳۲۵.) ظفیر.

(۳) سورة الانعام رکوع ۱۷

(٤) ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر (ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ٦١ ط.س. ج۲ ص ۳۲۰) یجب العشر فی ارض غیر خراج (در مختار) ای یفترض لقوله تعالی واتوا حقه یوم حصاده الخ وهو مجمل بینه قوله صلی الله علیه وسلم ما سقت السماء ففیه العشر و ما سقی بغرب اودالیة ففیه نصف العشر الخ (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦٦ ط.س. ج۲ ص۳۲۵) ظفیر.

سالانہ لگان والی زمین کی پیداوار میں عشر

(سوال ۳۶) زید نے ایک زمیندار سے بیس روپیہ سالانہ لگان پر کاشت کرنے کے لئے زمین لی ہے اور پینتیس روپیہ اس کی سینچائی وغیرہ میں صرف ہوا ہے، پیداوار سوروپیہ کا ہے زید کو اس میں کس قدر زکوۃ دینی ہوگی۔

(الجواب) اس صورت میں اگر زمین عشری ہے تو دسواں حصہ پیداوار کا اس کو فقراء کو دینا چاہئے، جس قدر پیداوار ہوئی مثلاً سوروپیہ کے اسی کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔

زمیندار کاشتکار دونوں پر بقدر حصہ عشر ہے

(سوال ۳۷) الف نے اپنی زمین جو بارانی ہے عمر کو اس شرط پر کاشت کو دے دی کہ کاشت پر تخم جس قدر خرچ ہوگا وہ ادا کروں گا اور پیداوار حصہ نصف نصف تقسیم کر لیں گے لگان سرکاری بھی الف ادا کرتا ہے، کل پیداوار زمین بالا سے بائیس من غلہ حاصل ہوا جو نصف حصہ ۱۱ من الف کو ملا، اجرت کلیانہ تقریباً ایک من اس کے علاوہ مشترکہ دی گئی گویا کل پیداوار زمین ہذا ۲۳ من ہوئے، کیا الف پر عشر واجب ہے اور کس قدر، ساری پیداوار کا عشر الف مالک زمین ہی ادا کرے یا صرف اپنے اپنے حصہ کا دیں گے یا لگان والی زمین کی وجہ سے عشر ساقط ہو جائے گا۔

(الجواب) زمین عشری میں اگر وہ زمین زراعت پر دی جاوی جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے عشر زمیندار و کاشتکار پر بقدر اپنے اپنے حصہ کے واجب ہوتا ہے اور ایک من جو اجرت میں مشترک صرف ہوا ہے اس کا عشر دونوں پر واجب ہے۔(۲) اور یہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ جو زمین خراجی ہو اس میں عشر واجب نہیں ہوتا ہے۔(۳) فقط

ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی

(سوال ۳۸) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی اس میں قول فیصل کیا ہے

(الجواب) شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی وعبارته فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ. ص ٤٥ شامی جلد ثانی باب العاشر۔ فقط۔

بٹائی والی زمین میں عشر

(سوال ۳۹) ہندوستان میں جو لوگ زمیندار ہیں اور خود کاشت نہیں کرتے، رعایا کاشت کرتی ہے، زمیندار کو جو روپیہ رعایا سے ملتا ہے اسی میں سے مال گذاری سرکاری ادا کر کے باقی زمیندار اپنے صرف میں لاتے ہیں، ایسے زمینداروں پر بعد ادائے مال گزاری کے کیا اور بھی کوئی حق شرعی خراج وغیرہ ادا کرنا لازم ہے یا کیا؟

(الجواب) جن آراضی میں خراج یعنی محصول سرکاری دیا جاتا ہے ان میں عشر یعنی دسواں حصہ دینا ضروری نہیں ہے، اگر دیوے بہتر ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ دوسروں سے کاشت کرانے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ نقد

---

(۱) يجب العشر ويجب نصفه في مسقي غرب او دالية اي دولاب لكثرة المؤنة الخ او سقاه بماء اشتراه (الدر المختار علي هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦٨ وج ۲ ص ٦٩ ط.س. ج۲ ص۳۲۵) اس سے معلوم ہوا کہ اگر سینچائی قیمتاً ہوئی ہے تو نصف عشر یعنی بیسواں حصہ دینا ہوگا۔ ظفیر۔ (۲) وفي المزارعة ان كان البذر من رب الارض فعليه ولو من العامل فعليهما بالحصة (الدر المختار علي هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵ ط.س. ج۲ ص۳۳۵) ظفیر.

(۳) لئلا يجتمع والخراج (الدر المختار علي هامش ردالمحتار ج۲ ص ٦٦ ط.س. ج۲ ص۳۲۵) ظفیر۔ (٤) رد المحتار باب الركاز ج ۲ ص ٦١ ط.س. ج۲ ص ۳۲۰) ظفیر۔

روپیہ پر بطریق اجارہ زمین دی جاوے، دوسرے یہ کہ بٹائی غلہ پر دی جاوے ثانی صورت میں اگر تخم مزارع کا ہے تو ہر یک مالک و مزارع اپنے اپنے حصہ کے غلہ میں دسواں حصہ دیویں اور پہلی صورت میں اجر مستاجر پر ہے اور قول صاحبین کا ہے اور اس پر در مختار میں فتویٰ نقل کیا ہے۔ والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولهما ناخذ و فی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (۱) وفی الشامی قوله ارض غیر الخراج، اشار الی ان المانع من وجوبه کون الارض خراجیةلانه لا یجتمع العشر و الخراج الخ۔(۲)ج ۲ ص ۴۹ باب العشر۔

باغ میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۴۰)اسی طرح پر جن لوگوں کے پاس آم وغیرہ کے باغ ہیں ان کو بھی کوئی حق شرعی ادا کرنا ہے تو اس کی صراحت فرمائی جاوے۔

(الجواب)اس میں بھی وہی حکم ہے کہ اگر اس زمین میں محصول سرکاری دیا جاتا ہے تو باغ کے پھلوں پر عشر نہیں ہے۔ فقط۔

زمین کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۴۱)پیداوار کی زکوٰۃ کیوں کر ہے، اگر کسی کے پاس نقد اور مال نہ ہو مکان اور زمین سیکڑوں اور ہزاروں روپیہ کی ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح ہے، بینوا توجروا۔

(الجواب)اگر زمین عشری ہے تو اس کے غلہ میں دسواں حصہ نکالنا اللہ کے واسطے لازم ہوتا ہے۔(۳)اور مکان مسکونہ وغیرہ اگر چہ سیکڑوں ہزاروں روپیہ کا ہو اس میں کچھ زکوٰۃ نہیں ہے۔(۵)فقط

ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی

(سوال ۴۲)زمین مزروعہ ہندوستان جو اب زیر حکومت انگریزوں کے ہے عشری ہے یا خراجی، بہر دو تقدیر جب کہ ٹھیکہ ادا کیا جاوے عشر فرض ہو گا یا خراج یا کچھ نہیں، بصورت وجوب جن زمینوں پر سرکار نہر کا پانی پہنچاتی ہے اور آب پاشی بصورت قیمت پانی کے لیتی ہے ایسے زمین کا عشر دینا ہو گا یا نصف عشر، بصورت وجوب کیا یہ ہو سکتا ہے کہ بقدر ٹھیکہ سرکاری کاٹ کر باقی کا عشر فرض ہو، ریاست بھاولپور کی زمین کا حکم جس کا حکمراں مسلمان ہے اور مستفسرہ مذکورہ میں باقی زمین جیسا ہے یا کہ متفاوت۔

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۴ و ج ۲ ص ۷۵ .ط.س. ج۲ص ۳۳۴) ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶ .ط.س. ج۲ص۳۲۵ظفیر.(۳)یجب العشر فی ارض غیر الخراج الخ بلا شرط نصاب وبقاء حولان حول (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶ .ط.س. ج۲ص۳۲۵ ... ۳۲۶) ظفیر. (۴)یجب العشر غیر الخراج الخ بلا شرط نصاب وبقاء حولان حول ... (الدر المختار علی هامش رد المحتارباب العشر ج ۲ ص ۶۶ .ط.س. ج۲ص۳۲۵) ظفیر.
(۵)ولا (زکوٰة) فی ثیاب البدن المحتاج الیها الخ واثاث المنزل و دور السکنی ونحوها و کذالکتب اذا لم تنو التجارة وان ساوت نصابا (در مختار) قوله ونحوها ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیها والحوانیت والعقارات (ردالمحتار کتاب الزکوة ج۲ ص ۱۰) ظفیر.

لجواب) عبارت شامی میں یہ تصریح ہے کہ آراضی ہندوستان میں عشر و خراج کچھ نہیں ، نہ وہ عشری ہیں نہ
اجی ، پس جو سرکار محصول لیتی ہے وہ خراج نہیں کہلاتا ، عبارت شامی یہ ہے فان ارضها ليست ارض خراج
عشر الخ باب الركاز ۔(۱) جہاں عشر واجب ہوتا ہے وہاں کل پیداوار کا عشر واجب ہوتا ہے پکے وضع نہیں
تا اور جن آراضی میں پانی کا محصول دیا جاتا ہے ان میں نصف عشر ہے ، اور ریاست اسلامیہ میں عشر دینا چاہئے ۔
ظ ۔

ائی کرنے والے پر عشر

سوال ۴۳) جس شخص کے پاس ذاتی زمین نہ ہو اور وہ لگان پر زمین لے کر کاشت کرائے اور پاس لاگت بھی نہ ہو
ہ سودی قرض لے کر صرف کرے تو ایسی حالت میں اس کے اوپر پیداوار میں سے عشر واجب ہے یا نہیں ۔
لجواب) قول صاحبین کے موافق زمین عشری کا عشر بذمہ مستاجر ہے ، فی الدر المختار وقالا على
مستاجر اور باب العشر میں یہ بھی ہے ويجب مع الدين الخ ۔(۲) ان روایات کے موافق عشر پیداوار کا اس پر
جب ہے ۔ فقط ۔

زمین محنت کر کے نہر سے سینچی جائے

سوال ۴۴) کاربزار جبیل وانہار کہ از دریا برائے سقی آراضی کندہ می کنند درو عشر است یا نصف عشر ۔
لجواب) اگر زمین عشری است دریں صورت عشر واجب خواہد شد ۔(۳)

---

۱) ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱ ط . س . ج ۲ ص ۳۲۰ پہلے عشر کا فتویٰ دیتے تھے ، پھر احتیاطاً دینے کو لکھا کرتے تھے پھر لکھنے لگے کہ
زم نہیں ہے ، ہندوستان میں عشر کے جو مصارف ہیں چونکہ ان کی خانہ پری نہیں ہوتی ، غرباء فقراء مدارس اسلامیہ کے طلباء ان سب کا
رومدار عشر وزکوٰۃ ہی ہے اس لئے علماء کا فیصلہ بھی ہے کہ عشر نکالنا بہتر ہے خود مفتی علامہ نے بھی اکثر جگہ یہی لکھا ہے ، اور در مختار و شامی کی
بارت جو دوسری جگہ باب زکوٰۃ الغنم میں ہے اس کا ماحصل بھی یہی ہے کہ عشر نکالنا ضروری ہے وہ عبارت یہ ہے اخذ البغاة والسلاطين
جائرة زكوٰة الاموال الظاهرة كالسوائم والعشر والخراج لا اعادة على اربابها ان صرف الماخوذ في محله الآتي في باب
مصرف وان لا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج لانه مصارفه (درمختار) قوله فعليهم ديانة كما في
ض النسخ قال في الهداية وافتوا بان يعيد وهادون الخراج (ردالمحتار ج ۲ ص ۳۲ ط . س . ج ۲ ص ۲۸۸) ظفیر .
۲) دیکھئے الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۷ و ج ۲ ص ۷۵ ط . س . ج ۲ ص ۳۳۴ . ظفیر
۳) يجب العشر الخ في مسقى سماء اے مطر و سيح كنهر الخ ويجب نصفه في مسقى غرب اى دلو كبير و دالية اى دولاب
كثرة المئونة وفي كتب الشافعية او سقاه بماء اشتراه وقواعد نا لا تاباه (در مختار) كذا نقله الباقاني في شرح الملتقى عن
بحه البهنسي لان العلة في العدول عن العشر الى نصفه في مسقى غرب و دالية هي زيادة الكلفة كما علمت وهي موجودة
ی شراء الماء ولعلهم لم يذكروا ذلك لان المعتمد عند نا ان شراء الشرب لا يصح الخ (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص
۶۰ و ج ۲ ص ۶۷ و ج ۲ ص ۶۹ ط . س . ج ۲ ص ۳۲۵ - ۳۲۶) ظفیر ۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

(سوال ۵ ٤) آپ نے استفتاء نمبر ۶۸۳ (مندرجہ رجسٹر ہذا) میں تحریر فرمایا ہے کہ روایت فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں اور باغوں میں عشر نہیں ہے، اس میں شبہ یہ ہے کہ الامداد شعبان میں یہ لکھا ہے پیداوار میں جس سے آمدنی کرنا مقصود ہو عشر واجب ہوتا ہے خواہ غلہ ہو خواہ پھل، پس کھیت اور باغ دونوں میں واجب ہے اسی قسم کا جواب حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ کا منقول ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس بارہ میں پہلے بے شک احقر نے بھی یہی لکھا ہے جو آپ نے نقل فرمایا اور الامداد وغیرہ میں بھی مضمون موجود ہے۔ اب چند مدت ہوئی ہے کہ شامی جلد ثانی باب الرکاز میں یہ عبارت نظر پڑی جو ذیل میں درج ہے اور جس کا حاصل یہ ہے کہ اراضی دار الحرب نہ عشری ہیں نہ خراجی اور یہ مسئلہ فقہاء کے نزدیک متفق علیہ مسلم و معلوم ہوتا ہے اس عبارت کے دیکھنے کے بعد اس کی اصل معلوم ہوئی، جو حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ نے مالابد منہ میں تحریر فرمایا ہے کہ مسائل عشر اس کتاب میں اس وجہ سے نہیں لکھے گئے کہ یہاں زمین عشری نہیں ہیں یا یہاں کی زمینوں پر عشر نہیں ہے۔ او کما قال، الغرض تصریح شامی کے بعد اور تحقیق قاضی صاحب مرحوم کے پیش نظر اب احقر یہ لکھنے لگا کہ ہندوستان کی زمینیں عشری نہیں ہیں، بایں ہمہ احتیاط عشر نکالنے میں ہے، وہ عبارت یہ ہے تنبیه قال فی فتح القدیر بالخراجية والعشرية ليخرج الدار فانه لا شئی فيها لكن و رد عليه الارض التي لا وظيفة فيها كالمفازة اذ يقتضى انه لا شئی فی الماخوذ منه وليس كذا لك فالصواب ان لايجعل ذلك لقصد الاحتراز بل للتنصيص على ان وظيفهما المستمرة لاتمنع الاخذ مما يوجد فيهما (الى ان قال) واقول يمكن الجواب بان المراد بالعشرية والخراجية ما تكون وظيفتهما العشر او الخراج سواء كانت بيدا حد اولا فتشمل المفازة وغيرها بدليل ماقدمناه عن الخانية من ان ارض الجبل عشرية فيكون المراد الاحتراز بها عن دار الحرب ويدل عليه انه في متن دار البحار بمعدن غير الحرب فعلم ان المراد معدن ارضنا ولهذا قال القهستاني في قوله فی ارض خراج او عشرا لاحصر فی ارضنا سواء كانت جبلاً او سهلاً مواتاً او ملكاً واحترز عن داره وارضه وارض الحرب اه ثم رائيت عين ماقلته في شرح الشيخ اسمعيل حيث قال ويحتمل ان يكون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ .(۱) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارض حرب نہ عشری ہے نہ خراجی، اس لئے اب بوجہ تصریح فقہاء ہندوستان کی اراضی سے عشر کی نفی لکھنی پڑتی ہے، اور اس کے خلاف اب تک کہیں دیکھا نہیں گیا کہ آراضی حرب میں وجوب عشر کی تصریح ہو، لہذا پہلے جو فتویٰ حسب قواعد عامہ وجوب عشر کا دیا جاتا تھا اب اس کو چھوڑنا پڑا۔

---

(۱) ردالمحتار باب الرکاز ج ص ٦٠ ط س ج۲ ص ۳۲۰ ظفیر

میں مشقت سے سینچی جاتی ہے اس میں عشر

ال ۴۶)ایک قطعہ زمین جو پہاڑ کے پانی سے سیراب ہوتی ہے مگر محنت ومشقت سے بند دے کر سیراب کی ہے توشرعاً اس پر عشر واجب ہے یا نصف عشر۔

واب)شامی باب الرکاز میں ہے واحترزبه عن داره وارضه وارض الحرب اه ثم رأيت عين ما قلته في ح الشيخ اسمعيل حيث قال ويحتمل ان يكون احترازا عما وجد في دار الحرب فان ارضهما ت ارض خراج او عشر الخ۔(۱) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینیں نہ عشری ہیں اور نہ ، اور اگر یہ صورت دارالاسلام کی زمین میں ہو تو وہاں بصورت مذکورہ عشر لازم ہوگا کیونکہ مستقی سماء وسیح میں واجب ہوتا ہے کذا فی الدر المختار۔

شیاء میں زکوٰۃ نہیں

ال ۴۷)ہدایہ میں ہے کہ حسب ذیل چیزوں پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی، مکان سکونت، پہننے کے کپڑے، ب خانہ داری، سواری کے جانور، خدمتی غلام، لونڈی، ہتھیار مستعمل، باقی چیزوں پر زکوٰۃ ہوتی ہے۔ ہدایہ کی ت یہ ہے قال ابو حنيفة رحمه الله في قليل ما اخرجته الارض وكثيره العشر سواء سقى سيحاً به السماء (۲) زمینداری یا کاشتکاری کے پیداوار میں عشر نکالنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔

واب)یہ جو کچھ ہدایہ سے نقل کیا ہے صحیح ہے، ان اشیاء پر زکوٰۃ نہیں، اور زمین کی پیداوار قلیل وکثیر میں امام فہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عشر لازم ہے، اور یہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ زمین عشری سے اگر خراج لے لیا عشر ساقط نہیں ہوا عشر دینا چاہئے، خود فقراء کو تقسیم کردے عاشر وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے، لیکن ار میں باب الرکاز۔(۳) میں نقل کیا ہے کہ آراضی حرب میں عشر وخراج کچھ نہیں ہے اس سے ثابت ہوتا ہے وستان کی اراضی میں عشر نہیں ہے، سرکار نے جو کچھ محصول لے لیا اس کے سوا اور کچھ دینا واجب نہیں ہے

ستان کی زمین پر عشر واجب نہیں

ل ۴۸)ہندوستان کی زمینوں پر عشر واجب ہے یا نہ۔

اب)شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب نہیں ہے۔(۴)

کھئیے ردالمحتار باب الرکاز (ج ۲ ص ۶۱ ط.س. ج۲ص ۳۲۰) ظفیر۔

کھئیے ردالمحتار باب الرکاز ج۲ ص ۶۱ ويحتمل ان يكون احترازاً عما وجد في دار الحرب فان ارضها ليست الار اج وعشر (ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱ ط.س. ج۲ص ۳۲۰)ظفیر
ارضها ليست ارض خراج اوعشر (ردالمحتار باب الرکاز ج۲ ص ۶۱ ط.س. ج۲ص ۳۲۰) ظفیر۔

کشمیر و پنجاب کی زمین عشری ہے یا خراجی

(سوال ٤٩) ہندوستان و کشمیر و پنجاب کی اراضی عشری ہیں یا کہ خراجی۔

(الجواب) قال فی الشامی فی باب الرکاز فی قوله فی ارض خراجیة او عشریة الخ واحترزبه عن داره وارضه وارض الحرب ثم رائیت عین ماقلته فی شرح الشیخ اسمٰعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر انتهی ص ٤٥ جلد ۲ اقول وبه ظهر و حه قول مؤلف ما لا بد منه حیث قال رحمه اللہ وہمچنیں احکام زمین عشری کہ دریں دیار نیست و مسائل عاشر کہ بر طرق و شوارع باشند کور نکردہ شد۔

سندھ و بنگال کی زمین میں عشر کا حکم

(سوال ٥٠) آراضی ہندوستان و پنجاب و سندھ و پورب بنگالہ عشری ہے یا خراجی۔

(۲) عشری یا خراجی ہونے کی وجہ کیا ہے۔

(۳) حاکم وقت نصاریٰ جو زمین کا خراج لیتے ہیں یہ خراج ہے یا عشر۔

(الجواب) ردالمحتار جلد ۲ باب الرکاز میں ہے قال القھستانی بعد قوله فی ارض خراج او عشر الا حصة فی ارضنا سواء کانت جبلاً مواتاً او ملکا و احترزبه عن داره وارضه وارض الحرب ثم رائیت عین ما قلته فی شرح الشیخ اسمعیل قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ۔(۱) ص ۴۵ آخر جملہ فان ارضها لیست ارض خراج عشر سے واضح ہے کہ اراضی ہندو پنجاب وغیرہ نہ عشری ہے اور نہ خراجی اور سرکار انگریزی جو محصول لیتی ہے وہ عشر ہے اور نہ خراج۔

ریاست کی زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ٥١) ہم لوگ ریاست کے رہنے والے ہیں اور لگان مقررہ سرکار کو دیتے ہیں ہم پر عشر واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) خراجی زمین میں عشر نہیں ہوتا اور خراج اور عشر جمع نہیں ہوتے لہذا جس زمین کا محصول سرکاری جاوے اس میں عشر لازم نہیں، لا نه لا یجتمع العشر والخراج، شامی۔(۲)

ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی مگر احتیاطاً عشر نکالا جائے

(سوال ٥٢) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی۔

(الجواب) شامی نے باب الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ ہندوستان کی آراضی نہ عشری ہیں نہ خراجی، لیکن بعض قواعد آراضی مملوکہ مسلمین کے عشری ہونے کو مقتضی ہیں، کیونکہ اصل وظیفہ آراضی مملوکہ مسلمین کا عشر ہے، اس بنا پر احوط یہ ہے کہ مسلمان اپنی آراضی مملوکہ کا عشر ادا کریں، خصوصاً ان آراضی کا جو کہ معافی دوام

(۱) ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ٦١ ط۔س۔ ج ۲ ص ۳۲۰ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦٦ ط۔س۔ ج ۲ ص ۳۲۰ ظفیر۔

اور ان میں محصول نہیں دیا جاتا۔(۱)

مالک زمین زمیندار اور کاشتکار مستاجر

(سوال ۵۳) زمیندار وہی ہے جو حاکم وقت کو خراج دیتا ہے یا اور کوئی، اور جس نے اس سے اجرت پر لیا وہ مستاجر ہے یا نہیں، زمیندار خود مالک ہے یا سرکار سے مستاجر ہے، عشر کے لئے ملک شرط ہے یا نہیں، مستاجر اور مزارع پر عشر واجب ہونے کے لئے عشری زمین شرط ہے یا نہ۔

(الجواب) زمیندار وہی ہے جو سرکار کو خراج دیتا ہے اور مالک زمین زمیندار ہے اور عشر کے لئے ملک شرط ہے۔ لیکن مزارعت واجارہ کی صورت میں صاحبین کا مذہب جو کہ مفتی بہ ہے یہ ہے کہ مزارعت میں زمیندار اور مزارع دونوں پر بقدر حصہ عشر واجب ہے اور اجارہ کی صورت میں عند الصاحبین مستاجر پر عشر واجب ہے اور امام صاحب موجر پر عشر واجب فرماتے ہیں، بعض فقہاء نے امام صاحب کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے لیکن اس زمانہ میں صاحبین کے مذہب پر فتویٰ دینا اقرب ہے اور درمختار میں حاوی سے منقول ہے وبقولهما ناخذ و في المزارعة ان كان البذر من رب الارض فعليه ولو من العامل فعليهما بالحصة الخ۔(۳)

جو خراج سرکار لیتی ہے اس سے عشر ساقط ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۵۴) جو محصول سرکار کو دیا جاتا ہے، یہ عشر میں محسوب ہوگا یا علاوہ محصول سرکاری کے عشر نکالنا چاہئے۔

(الجواب) خراج اور محصول جو سرکار کو دیا جاتا ہے وہ عشر کو ساقط کرتا ہے کیونکہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے (اصل یہ ہے کہ دار الحرب میں نہ عشر ہے نہ خراج، ورنہ حکومت جو لیتی ہے اس کا مصرف وہ نہیں ہے جو عشر(۴) کا ہوتا ہے) ظفیر۔

عشر کا مصرف اور عشری زمین

(سوال ۵۵) زمانہ حال میں عشری زمین کون سی ہے اور اس کا کیا حکم ہے اور اس کا مصرف کیا ہے۔

(الجواب) عبارت رد المحتار سے واضح ہوتا ہے کہ بلاد غیر اسلام میں زمین عشری اور خراجی نہیں ہے چنانچہ عبارت اس کی باب الرکاز میں یہ ہے احترازاً عما وجد في دار الحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر۔ (۵) اور عشری ہونا تسلیم کیا جاوے تو بوجہ ادائے محصول سرکاری عشر واجب نہیں رہتا کیونکہ عشر اور

---

(۱) اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكوة الاموال الظاهرة كالسوائم والعشر و الخراج لا اعادة على اربابها ان صرف الماخوذ في محله الآتي ذكره والايصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله (درمختار) اي ديانة ردالمحتار باب زكاة الغنم ج ۲ ص ۳۲ ط.س. ج ۲ ص ۲۸۸۔

(۲) عشر کے لئے زمین کا مالک ہونا شرط نہیں ہے بلکہ پیداوار کا مالک ہونا شرط ہے اس لئے عشر پیداوار میں ہے نہ کہ زمین میں افادان ملك ارض ليس بشرط لوجوب العشر وانما الشرط ملك الخارج لا نه يجب في الخارج لا في الارض فكان ملكه لها وعدمه سواء بدائع (ردالمحتار باب العشر ج ۳ ص ۷۶ ط.س. ج ۲ ص ۳۲۵) ظفیر۔

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵ و ج ۲ ص ۷۶ ط.س. ج ۲ ص ۳۲۵. ظفیر

(۴) ويحتمل ان يكون احترازاً عما وجد في دار الحرب فان ارضها ليست ارض خراج وعشر ردالمحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱ ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰) ظفیر

(۵) ردالمحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱ ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰ ظفیر

خراج جمع نہیں ہوتے، کذافی کتب الفقہ۔(۱) اور اگر احتیاطاً عشر دیا جاوے تو ہر ایک مسلمان اپنی زمین مملوکہ کا عشر فقراء مساکین کو دے دے کیونکہ آراضی مملوکہ مسلمین کا اصل وظیفہ عشر ہے اور مصرف عشر کا وہی ہے جو مصرف زکوٰۃ کا ہے۔(۲)

ہندوستان کی زمین اور اس میں عشر کا حکم

(سوال ۵٦) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی اور عشر میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں جو کہ زمینداران کاشتکاری کرتے ہیں اور آراضی کا لگان سرکار کو دیتے ہیں اور جس قدر ان کو منظور ہوتا ہے اپنی کاشت میں رکھتے ہیں جو اراضی خود کاشت کرتے ہیں اس کی پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ زکوٰۃ غلہ و تجارت کے مال میں سے جو نکالی جاتی ہے اس میں سال کی قید ہے، یا غلہ تیار ہونے پر، اور زکوٰۃ پورے غلہ کی حساب سے دی جاوے یا خرچ اخراجات منہا کر کے۔

(الجواب) ردالمحتار باب الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں کوئی زمین عشری اور خراجی نہیں ہے بناءً علیہ جو محصول سرکار لیتی ہے اس کو خراج نہ کہیں گے اور جب کہ کوئی زمین ہندوستان کی عشری نہیں ہے تو عشر بھی واجب نہ ہوگا لیکن اگر احتیاطاً مسلمان اپنی اراضی کا عشر دیویں تو اچھا ہے اور عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا جس جگہ واجب ہے کل پیداوار پر واجب ہے اور جس وقت غلہ پیدا ہو اسی وقت واجب ہے سال کی قید اس میں نہیں ہے اور مال تجارت میں سال بھر کے بعد زکوٰۃ لازم آتی ہے، اور زمین عشری اگر مزارعت پر دی جاوے تو اس کی پیداوار میں عند الصاحبین حسب حصہ ہر ایک پر یعنی کاشتکار اور مالک زمین پر عشر لازم آتا ہے اور اجارہ کی صورت میں امام صاحب موجر پر اور صاحبین مستاجر پر عشر لازم فرماتے ہیں۔(۳)

غلہ کی زکوٰۃ

(سوال ۵۷) ایک شخص مقروض ہے جو کچھ روپیہ اخراجات سے بچتا وہ قرض میں ادا کرتا ہے مگر جو کچھ گھر میں کھیتی ہوتی ہے اس غلہ سے وہ زکوٰۃ نکالتا ہے، درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار باب العشر میں ہے ویجب مع الدین یعنی عشر باوجود قرض کے بھی لازم ہوتا ہے پس جس جگہ عشر لازم ہے وہاں وجوب عشر کے لئے دین مانع نہیں ہے۔(۴) اور جہاں عشر واجب نہیں ہے وہاں بھی دے دینے میں کچھ حرج نہیں ہے کما ہو ظاہر۔

---

(۱) لانہ لا یجتمع العشر والخراج (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦٦۔ ط۔س۔ ج۲ص۳۲۵) ظفیر۔

(۲) اخذ البغاۃ و السلاطین الجائرۃ زکوۃ الا موال الظاھرۃ کالسوائم والعشر و الخراج لا اعادۃ علی اربابھا ان صرف الماخوذ فی محلہ ای فی باب المصرف وان لایصرف فیہ فعلیھم فیما بینھم و بین اللہ اعادۃ غیر الخراج (در مختار قولہ فعلیھم ای دیانۃ کما فی بعض النسخ قال فی الھدایۃوافتوابان یعیدوھادون الخراج (ردالمحتار باب زکوۃ الغنم ج۲ ص ۳۲ ط۔س۔ ج۲ص۲۸۸) ظفیر۔ (۳) ویجب العشر الخ بلا شرط نصاب وبلا شرط بقاء و حولان حول الخ والعشر علی الموجر و قالا علی المستاجر و فی الحاوی وبقولھما ناخذو فی المزارعۃ ان کان البذر من رب الارض فعلیہ ولو من العامل فعلیھما بالحصۃ (در مختار) قولہ بلا شرط نصاب فیجب فیما دون النصاب بشرط ان یبلغ صاعا قولہ حولان حول حتی لو اخرجت الارض مرارا وجب فی کل مرۃ لا طلاق النصوص (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦٦ و ج ۲ ص ۲۷ و ج ۲ ص ۷٤ وج ۲ ص ۸۵ ط۔س۔ ج۲ص۳۲۵ - ۳۵۵ ظفیر (٤) ویجب مع الدین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦۷ ط۔س۔ ج۲ص۳۲٦) ظفیر۔

مزارع پر عشر ہے یا نہیں

(سوال ۵۸) ایک شخص مسلمان ہے اپنے پٹہ کی زمین اپنے مملوکہ جانوروں سے مختلف اجناس کی زراعت کرتا ہے، زمین کی بابت سرکار میں مقررہ لگان داخل کیا جاتا ہے اور گاؤں کے مختلف پیشہ وروں مثلاً دھیر، لوہار، بڑھئی، کمہار وغیرہ کے مقررہ حقوق حسب رواج ملک ادا کئے جاتے ہیں یہ حق داری بمعاوضہ خدمت ہوا کرتی ہے، آیا مزارع پر علاوہ ان حقوق مذکورہ کے عشر کی ادائے گی بھی لازم ہے یا کیا، مسلمانوں کی حکومت میں صرف عشر لیا جاتا تھا بیت المال میں یہ رقم جمع ہو کر مسلمانوں کے کام آتی تھی اب صورت حال اور ہے اس زمانہ میں مملکت کا انتظام بدل گیا ہے اور ہر زمین پر اس کی حیثیت کے لحاظ سے محصول لیا جاتا ہے، اس محصول کو عشر میں شمار کیا جاوے گا یا نہیں بصورۃ ثانیہ حقیقی اخراجات وضع کرنے کے بعد جو پیداوار ہو اس پر عشر ادا کرنا ہوگا یا نہیں اور عشر کا مصرف زمانہ موجودہ میں کیا ہوگا۔

(۲) ہر پیداوار پر علیحدہ علیحدہ عشر ادا کیا جاوے گا یا مختلف اجناس سے جو جملہ آمدنی ہو اس کی قیمت لگا کر دسواں حصہ بنام عشر علیحدہ کیا جاوے۔

(الجواب) اقول قال فی الدر المختار باب العشر یجب العشر فی ..... ارض غیر الخراج الخ بخلاف الخراجیۃ لئلا یجتمع العشرو الخراج الخ ملخصا قولہ ارض غیر الخراج اشار الی ان المانع من وجوبہ کون الارض خراجیۃ لانہ لا یجتمع العشرو الخراج الخ۔(۱) اس عبارت سے واضح ہوا کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے پس جس زمین سے خراج یعنی محصول سرکاری لیا جاوے اس میں عشر نہیں ہے وفی الدر المختار ایضاً بلا رفع مئون الزرع وبلا اخراج البذر لتصریحھم بالعشر فی کل الخارج الخ۔(۲) اس سے معلوم ہوا کہ جس زمین میں عشر واجب ہوتا ہے اس کی کل پیداوار میں واجب ہوتا ہے حقوق پیشہ وران و خدام زرع وغیرہ مستثنیٰ نہیں ہوتے اور نہ یہ حقوق مانع اداء وجوب عشر کو ہیں البتہ خراجی ہونا زمین کا مانع وجوب عشر کو ہے، اور مصرف عشر کا وہی ہے جو مصرف زکوٰۃ ہے جو مذکور ہے قول باری تعالیٰ میں انما الصدقات للفقراء والمساکین الایۃ کذافی الدر المختار و ردالمحتار۔(۳)

(۲) عشر میں ادائے قیمت بھی درست ہے وجاز دفع القیمۃ فی زکوٰۃ وعشر و خراج و فطرۃ ونذرو کفارۃ غیر الا عتاق الخ۔(۴) پس معلوم ہوا کہ اجناس مختلفہ میں ہر ایک جنس کا عشر علیحدہ نکالنا ضروری نہیں ہے بلکہ قیمت کا حساب لگا کر جس جنس میں چاہے کل اجناس مختلفہ کا عشر ادا کر دیوے یا نقد سے ادا کر دیوے۔

---

(۱) ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦٦ ط.س. ج۲ ص۳۲۵. ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ٦۹ و ج۲ ص ۷۰ ط.س. ج۲ ص۳۲۸) ظفیر۔
(۳) ای مصرف الزکوۃ والعشر الخ ھو فقیر ومسکین الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص ۷۹ ط.س. ج۲ ص۳۳۹) ظفیر۔
(٤) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب زکاۃ الغنم ج۲ ص ۲۹ ط.س. ج۲ ص۲۸۵ - ۲۸٦. ظفیر۔

نقد لگان والی زمین میں عشر ہے یا نہیں

(سوال ۵۹) ہندوستان کی آراضی عشری ہے یا خراجی، ایک آراضی کو زید نے نقد لگان پر دیا اس میں زکوٰۃ واجب ہے یا کیا، زید سرکار کو مال گذاری اراضی کی ادا کرتا ہے تو اس سے عشر ساقط ہوتا ہے یا کیا، اور عشر غلہ کا صدقہ کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) شامی باب الرکاز میں ہے کہ آراضی ہندوستان کی نہ عشری ہے نہ خراجی لیکن احتیاط عشر کے ادا کرنے میں ہے اور جو زمین عشری ہو اس کی پیداوار میں عشر واجب ہوتا ہے اور اگر آراضی کی آمدنی سے بقدر نصاب مالک کے یا کاشتکار کے پاس حوائج ضروریہ سے بچ جاوے تو بعد حولان حول اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور عشر غلہ کی قیمت اگر صدقہ کردی جاوے تو یہ بھی درست ہے اور زمین عشری کا عشر خراج لینے سے ساقط نہیں ہوتا۔(۱)

بیع شدہ اور موہوبہ اراضی میں عشر

(سوال ۶۰) زید کے پاس بیع شدہ اراضی موہوبہ بھی ہے کیا زید پر آراضی مذکور کا عشر ہے یا نہیں۔

(الجواب) عشر اس پر نہیں ہے۔(۲)

گندم، تل، سرسوں، پٹ سن میں زکوٰۃ کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۶۱) اشیاء کاشت، دھان، تل، سرسوں، سن، پاٹ وغیرہ زراعت کی زکوٰۃ کیوں کر دینی ہوگی، زمین مزروعہ کا خزانہ سالانہ تو زمیندار کو دیا جاتا ہے اب پیداوار میں عشر یا زکوٰۃ دینے کا کیا طریقہ ہے۔

(الجواب) دسواں حصہ یا بیسواں حصہ کل پیداوار کا دینا یہ عشر اور نصف عشر کہلاتا ہے اور جس زمین کا محصول سرکار لیتی ہے اس میں عشر و نصف عشر نہیں ہے۔(۳)

عشر چالیسواں حصہ نہیں دسواں حصہ ہے

(سوال ۶۲) اگر کوئی زمین کسی غیر مذہب کی ہو یعنی ہندو کی اس کے بعد نصاریٰ نے اس پر قبضہ کر لیا ہو تو اس کی پیداوار میں چالیسواں حصہ نکالنا چاہئے یہ صحیح ہے یا غلط۔

(الجواب) زمین کی پیداوار میں مالک زمین پر یا دسواں حصہ آتا ہے یا بیسواں، چالیسوں حصہ کے دینے کا حکم زمین کی پیداوار میں نہیں ہے ویسے بطریق صدقہ نفلی جس قدر چاہیں دے دیں مگر فرض نہیں ہے۔(۴)

معافی والی زمین کی پیداوار میں عشر ہیں یا نہیں؟

(سوال ۶۳) زید کے قبضہ میں کچھ زمین معافی ہے، یہ عشری ہے یا نہیں۔ زید نے زمین مذکورہ کو اگر خود کاشت کی تو اس پر بلا لحاظ صاحب نصاب ہونے کے اگر زکوٰۃ واجب ہوگی تو کس قدر۔ اور اگر زید نے یہ معافی زمین کسی غیر

---

(۱) اخذ البغاة والسلاطين الجائر زكوة الاموال الظاهرة كالسوائم والعشر لا اعادة على اربابها ان صرف الماخوذ في محله الاتي في باب المصرف وان لا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج (در مختار) اى ديانة قال في الهداية وافتوا بان يعيدو و هادون الخراج (ردالمحتار باب زكوة الغنم ج ۲ ص ۳۲ ط.س. ج۲ ص۲۸۹) ظفير. (۲) انما الشرط ملك الخارج لا نه يجب في الخارج لا في الارض (ردالمحتار) باب العشر ج ۲ ص ۶۷ ط.س. ج۲ ص۳۲۶) ظفير. (۳) کیونکہ دارالحرب میں عشر نہیں ہے لا نها ليست في ارضها عشر (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۷ ط.س. ج۲ ص۳۲۶) ظفير. (۴) اى يجب العشر في الاول ونصف العشر في الثاني الخ (ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۹ ط.س. ج۲ ص۳۲۸) ظفير

شخص کو لگان یا بٹائی پر دے دی تو بھی زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں، اگر دینی ہوگی تو کس قدر اور ایک کو یا دونوں کو
(الجواب) روایت شامی باب الرکاز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان جیسے بلاد کی اراضی عشری و خراجی نہیں ہے (۱) اور احتیاط اس میں ہے کہ اس زمین کی پیداوار کا عشر دیا جاوے یعنی اگر خود کاشت کی ہے تو تمام پیداوار کا عشر خود ادا کرے اور اگر کسی کو مزارعت یعنی بٹائی پر دی ہے تو بقدر حصہ ہر ایک عشر دیوے اور نقد اجارہ پر دینے میں عشر بذمہ موجر ہے یا مستاجر علی اختلاف القولین (۲)

عشر واجب ہے یا فرض

(سوال ٦٤) عشر نکالنا فرض ہے یا واجب یا کیا، اور جو کچھ سرکار کو دیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔
(الجواب) ایسی تصریح شامی میں ہے کہ دارالحرب میں جہاں کفر کی حکومت ہے، وہاں زمینوں میں عشر اور خراج کچھ بھی واجب نہیں ہے، اور جو کچھ سرکار کو محصول دیا جاتا ہے اس کو خراج کے نام سے موسوم نہیں کرنا چاہئے بہر حال مسلمانوں کے ذمہ ایسی زمینوں کی پیداوار میں عشر یا نصف عشر واجب نہیں ہے ویسے علی سبیل الاحتیاط دیدیویں تو بہتر ہے لیکن فرض وواجب مثل زکوٰۃ کے نہیں ہے، عبارت شامی باب الرکاز میں یہ ہے ویحتمل ان یکون احتراز اعما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ۔ (۳) پس جملہ فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ اس بارہ میں صریح ہے کہ دار حرب کی زمین میں عشر وغیرہ نہیں ہے، ویسے جو حکام لے لیویں ان کو کون روک سکتا ہے اور وہ جو کچھ چاہیں اس کا نام رکھیں پس جب کہ یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اس کے بعد کسی سوال کے جواب کی ضرورت نہ رہی

سرکاری لگان سے عشر معاف ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ٦٥) محصولیکہ پیش حکام اصاری در ملک ہند از جانب مالک زمین دادہ می شود مسقط عشر است یا نہ۔
(الجواب) مسقط عشر است۔ (۴)

دس پانچ بیگہ والے کے ذمہ عشر

(سوال ٦٦) ایک کاشتکار کے پاس دس پانچ بیگہ زمین ہے اس پر زکوٰۃ عشر واجب ہے یا نہیں۔
(الجواب) اس صورت میں زکوٰۃ و عشر وغیرہ اس پر واجب نہیں ہے شامی میں ایک روایت ہے کہ دارالحرب کے اراضی پر عشر نہیں ہے۔ (۵)

---

(۱) ویحتمل ان یکون احتراز اعما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر (ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ٦١ ط.س ج۲ص ۳۲۰) ظفیر۔
(۲) والعشر علی الموجر و قالا علی المستاجر وبقولهما نا خذو فی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه وان کان من العامل فعلیهما بالحصة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۹۷۵ ط.س ج۲ص ۳۳٤ ظفیر۔
(۳) ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ٦١ ط.س ج۲ص ۳۲۰) ظفیر۔
(٤) ایضا
(٥) فان ارضها ای دارالحرب لیست ارض خراج وعشر (ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ٦١ ط.س ج ۲ص ۳۲۰) ظفیر۔

سرکاری لگان دینے کے باوجود عشر دیا جاوے یا نہیں

(سوال ٦٧) باوجود سرکاری معاملہ کے زمیندار لوگ پیداوار اجناس سے عشر دیں یا نہیں۔

(الجواب) وجوب عشر اس صورت میں نہیں ہے اور شامی میں باب الرکاز میں لکھا ہے کہ دارالحرب کی آراضی عشری و خراجی نہیں ہیں یہ دوسری صورت عدم وجوب عشر کی ہے۔(۱)

جس زمین کا خراج ہندو زمیندار لیتا ہے اس میں عشر

(سوال ٦٨) میرے پاس کچھ زمین ہے کسی زمین کا خراج ہندو زمیندار کو دیتا ہوں، اور کسی زمین کا خراج مسلمانوں کو دیتا ہوں، اب ہم کو عشر دینا ہوگا یا نہیں، میں زمین کو بٹائی پر دیتا ہوں مگر بیج عامل دیتا ہے اس حالت میں کس حساب سے عشر دینا ہوگا۔ اگر نصف بیج میں دوں اور نصف عامل دے تب کس حساب سے دینا ہوگا۔

(الجواب) شامی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آراضی دارالحرب میں خراج و عشر کچھ نہیں ہے اور جن اراضی عشریہ میں عشر لازم ہے اور فرض ہے اس میں فتویٰ اس پر لکھا ہے کہ مزارعت کی صورت میں زمیندار و مالک پر بقدر حصہ عشر لازم آتا ہے یعنی جس قدر غلہ جس کے حصہ میں آوے وہ اس کا عشر ادا کرے۔(۲)

عشر مزارع پر ہے یا مالک پر

(سوال ٦٩) بصورت مزارعت عشر بر مالک زمین است یا بر مزارع یا بر ہر دو لازم است۔

(الجواب) دراں دیار کہ آراضی آں دیار عشری است بصورت مزارعت بقدر حصہ عشر بر مالک زمین و مزارع لازم است۔(۳) یعنی ہر ایک از ایشاں عشر حصہ خود بدہد ولیکن در ردمحتار تصریح است کہ آراضی ہندوستان نہ خراجی است و نہ عشری۔

ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی

(سوال ٧٠) یہاں کی زمین خراجی ہے یا عشری اور مطلب عبارت مالابد منہ فارسی "و ہمچنیں احکام عشر زمین عشری در یں دیار نیست" کیا ہے۔

(الجواب) شامی باب الرکاز میں یہ روایت نقل کی ہے کہ دارالحرب کی آراضی عشری اور خراجی نہیں ہے، اسی بنا پر حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس سرہ نے مالابد منہ میں لکھا ہے کہ زمین عشری دریں دیار نیست یعنی چونکہ ہندوستان دارالحرب ہے اس لئے زمین عشری یہاں نہیں ہے اور شامی کی روایت سے معلوم ہوا کہ خراجی بھی نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ایضاً ط س ج۲ ص ۳۲۰

(۲) وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۷۵ ط س ج۲ ص ۳۳۵)

(۳) ایضاً

(۴) یحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دارالحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر (ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱ ط س ج۲ ص ۳۲۰)

نہری زمین کا عشر کیا ہوگا

(سوال ۷۱) کل آراضی نہری کہ از سعی نصاری معمور شدہ است و قبل ازیں بالکل ویران بود آنچہ پیداوار شدے بہ سبب باراں شدے واکنوں آب بذریعہ نہر در ہر جا میرو ودور سدو خراج ہم بگیر ند، بعض مولوی گویند کہ کل آراضی نہری در حکم عشری است کہ عشر دادہ می شود وبعض عکس آں وبعض از نسبت بحصہ، کدام قول راجح وکدام مرجوح است۔

(الجواب) در شامی آوردہ کہ در اراضی دار الحرب عشر و خراج نیست ازیں روایت معلوم شدہ کہ در اراضی ہندوستان عشر واجب نیست ونیز فقہا تصریح فرمودہ اند کہ اگر در زمین عشری ماء انہاء دادہ شود کہ محصول آں و قیمت آں بہ سرکار دادہ میشود دراں نصف عشر یعنی بستم حصہ واجب (۱) میشود وایں نیز تصریح است کہ عشر با خراج جمع نمی شود۔ فقط۔

نہری زمین میں عشر

(سوال ۷۲) نہری زمین کے پیداوار میں کس قدر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

(۲) کنواں والی زمین کا عشر

(سوال ۷۳) چاہی زمین میں کس قدر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

(۳) بارانی زمین میں عشر

(سوال ۷٤) بارانی زمین کس قدر واجب ہے

(۴) تالاب سے سینچی ہوئی زمین میں عشر

(سوال ۷۵) جس زمین میں آب پاشی جوہڑ یا تالاب سے کی گئی اس میں کس قدر زکوۃ واجب ہے۔

(۵) زید میندار ہے بکر زید کا ہالی ہے جو کل پیداوار کا شت $\frac{1}{4}$ کا شریک ہے اور باقی زید مالک ہے، بالفرض ساٹھ من غلہ پیداوار کل کھیت ہے تو زید کو پچاس من کی زکوۃ دینی چاہئے یا ساٹھ من کی۔

(الجواب) بعض روایات کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی اراضی میں عشر نہیں ہے لیکن جس جگہ اور جن اراضی میں عشر ہے وہاں سوال نمبر ا کا جواب یہ ہے کہ اس میں عشر واجب نہیں ہے اور نمبر ۲ میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے۔ (۳) اور بارانی زمین میں عشر واجب ہے اور جوہڑ یا تالاب سے اپنی محنت سے پانی دیئے میں بیسواں حصہ واجب ہے۔ (۵) پچاس من کی زکوۃ زید دے دے اور دس من کی بکر دے۔ (۲) فقط۔

---

(۱) ویجب نصفه فی مسقی غرب ودالیة الخ وفی کتب الشافعیة اوسقاه بما اشتراه وقواعد نالا تاباه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۲۹. ط.س. ج۲ ص۳۲۸) ظفیر.

(۲) یجب العشر الخ فی مسقی سماء ای مطرو سیح کنهر الخ ویجب نصفه فی مسقی غرب ودالیة او سقاء بماء اشتراه الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۱ وج ۳ ص ۶۸ و ج۲ ص ۶۹. ط.س. ج۲ ص۳۲۶ ۳۲۸) ظفیر.

مسئلہ عشر

(سوال ۷۳) ایک کاشتکار نے اپنی زمین میں چھ روپیہ کل اخراجات کھیتی لگا کر پیداوار آٹھ سو روپیہ کی حاصل کی تو اس پر زکوٰۃ کتنی رقم کی واجب ہوگی۔ (۲) اسی طرح دوسری زمین میں چھ سو روپیہ لگا کر فصل پر کل پانچ سو روپیہ کی پیداوار یعنی اصل لاگت سے بھی یک صد روپیہ کا نقصان رہا تو اب زکوٰۃ کی کیا شکل ہے۔ (۳) ایک کاشتکار مندرجہ سوال نمبرا، کے مطابق تمام اخراجات زمین برداشت کرتا ہے اور بذریعہ موٹھ چاہ سے پانی دے کر کھیت سے فصل حاصل کرتا ہے وہ زکوٰۃ کس طرح ادا کرے۔ (۴) آج کل جو نالیشن عدالت میں دائر ہوتی ہے اور اس میں مدعی کا صرفہ وکیل اور گواہ وغیرہ وغیرہ میں بہت کچھ ہوتا ہے اور مدعا علیہ پر ڈگری اس کے خرچ کی ہوتی ہے تو مدعی کو اصل رقم کے علاوہ صرفہ کی رقم کی جو ڈگری ملتی ہے وہ مدعی کو لینا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) نمبرا، نمبر ۲، نمبر ۳، جن آراضی میں عشر واجب ہے ان میں کل پیداوار کا عشر نکالنا واجب ہے بدون وضع کرنے اخراجات کما فی الدر المختار بلا رفع مئوف الذرع ، (۱) اور مزارعت میں کاشتکار اور مالک زمین پر بقدر حصہ عشر واجب ہے۔ (۲) اور شامی کی روایت باب الرکاز سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالحرب کی زمینوں میں عشر نہیں، اور نمبر ۳ میں ایک دوسری تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ اس میں بیسواں حصہ نکالنا واجب ہے۔ باقی جواب بدستور مذکور ہے نمبر ۴ یہ اخراجات دراصل بذمہ مدعی ہیں لیکن مدعی علیہ کے تمرد کی وجہ سے نالش کرنی پڑی تو مدعا علیہ سے لینا جائز ہے جو واقعی خرچ ہے وہ لے باقی واپس کردے۔ فقط۔

کیا عشر میں عامل کا طلب کرنا شرط ہے

(سوال ۷۴) زید کہتا ہے کہ اداء عشر کے واسطے طلب عامل شرط ہے جب تک عامل طلب نہ کرے ادا کرنا واجب نہیں۔

(الجواب) زید کا قول صحیح نہیں ہے صاحب زمین عشری اگر خود اس کا عشر ادا کردے تو یہ بھی درست ہے ویسقط عن صاحب الارض کما لو ادی بنفسه الخ شامی۔ (۳) البتہ بحث جداگانہ ہے کہ دارالحرب میں عشر واجب ہے یا نہیں۔ شامی نے تصریح کی ہے باب الرکاز میں کہ دارالحرب کی زمین عشری ہے نہ خراجی، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالحرب میں عشر واجب نہیں ہے اگر احتیاطاً دے دیں تو بہتر ہے، فقط۔

حکومت کی زمین میں عشر

(سوال ۷۵) گورنمنٹ برطانیہ اس علاقہ میں آراضی مربعہ جات تقسیم کرتی ہے تو ان آراضی پر عشر شرعی واجب ہے یا نہ، بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے، بعض کہتے ہیں واجب نہیں ہے، تو حکم فیصل تحریر فرمادیں۔

(الجواب) اصل یہ ہے کہ سرے سے ہندوستان کی آراضی میں عشر واجب ہونے میں تامل ہے کیونکہ شامی باب الرکاز میں تصریح ہے کہ دارالحرب کی آراضی نہ عشری ہیں اور نہ خراجی، اور ہندوستان دارالحرب ہے لہذا بموجب

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۹ ط.س. ج۲ص۳۲۸ . ظفیر.
(۲) وفی المزارعة ان کان البذر من قبل رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (ایضاً ج ۲ ص ۷۵) ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۷ . ط.س. ج۲ص۳۳۵ . ظفیر.

روایۃ باب الرکاز ہندوستان کی آراضی میں مطلقاً عشر واجب نہ ہونا چاہئے، اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ، نے مالابدمنہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اور جو حضرات احتیاطاً ہندوستان کی آراضی میں عشر لازم فرماتے ہیں ان حضرات کے نزدیک مربعہ جات مذکورہ میں اول سے ہی عشر لازم ہوگا۔(۱) فقط

ہندوستان میں گذشتہ سالوں کا عشر

(سوال ۷۶) السلام علیکم۔ میں دو روز سے بحد کوفت میں ہوں اللہ تعالیٰ سہل کردے میں آج تک غافل رہا اور ذہن میں نہیں تھا کہ عشر غلہ بجوز کوٰۃ واجب الاداء ہے غلہ آنے پر معمولاً للہ کچھ دیا جاتا تھا، باحتیاط دسواں حصہ وصول کا نہیں دیا گیا، سالہائے گذشتہ کا کیا کروں کہ حساب کتاب نہیں، کیا معاف کیا جاسکتا ہے، مدرسہ میں غلہ بھیجنا دشوار ہے، قیمت بھیج سکتا ہوں، نصف عشر کے کیا معانی ہیں میں عشر دوں یا نصف عشر، املاک کا عموماً غلہ مقرر ہیں وصول ہوتا ہے اور بڑی مقدار رہ جاتی ہے جو نالش کر کے نقدی میں وصول ہوتا ہے، اس نقدی کا رقم کے ساتھ زکوٰۃ نقد میں ادا ہوتا ہے، غالباً اس میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔

(الجواب) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، والا نامہ پہنچا، پہلے ایک زمانہ تک یہی علم رہا کہ ہندوستان کی عشری زمینوں میں عشر واجب ہے اور رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تحریرات کی موافق یہ فیصلہ کیا اور بہت جگہ فتویٰ دیا کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمینوں کو عموماً عشری ہی سمجھنا چاہئے اور عشر دینا چاہئے کیونکہ آراضی عشریہ میں عشر یا نصف عشر کا نکالنا بحکم آیت و اتوا حقه یوم حصاده مثل زکوٰۃ کے فرض ہے۔ پھر کچھ زمانہ کے بعد مالابدمنہ میں حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحقیق اور تصریح نظر پڑی کہ ہم نے اپنی کتاب میں زکوٰۃ کے مسائل کے ساتھ عشر کے احکام اس وجہ سے نہیں لکھے کہ ان دیار میں زمینیں عشری نہیں ہیں اسکے ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ قاضی صاحب کا یہ حکم فرمانا کہ یہاں عشری نہیں ہیں، اس زمانہ کا متفقہ مسئلہ ہوگا کیونکہ قاضی صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے خاص تلمیذ اور حضرت شاہ عبدالعزیز وغیرہ حضراتؒ کے ہم عصر ہیں اور سب حضرات باہم متفق ہیں، باہم کوئی خلاف نہیں ہے، ضروری ہے کہ یہ مسئلہ اس زمانہ کا متفق علیہ مسئلہ ہوگا کہ ہندوستان میں عشری زمینیں نہیں ہیں، پھر اس کے ساتھ عموماً یہ معمول دیکھ کر کہ کوئی اپنے بزرگوں میں عشر کا اہتمام مثل زکوٰۃ کے نہیں کرتا، تعجب ہوتا تھا اور تردد بھی ہوتا تھا اور گویا حضرت قاضی صاحب کی تحقیق کی تائید ہوتی تھی کہ ایسا بھی کیا ہے کہ سب بزرگوں نے عشر کا اہتمام چھوڑ دیا ضرور کوئی بات ہے، جس کی وجہ سے عملاً یہ متروک ہوگیا ہے، چند سال ہوئے ہیں کہ مولانا محمد انور شاہ صاحب یا اور کسی صاحب نے یہ فرمایا کہ شامی باب الرکاز میں یہ روایت ہے کہ دارالحرب کی زمینوں میں عشر واجب نہیں ہے، یہاں کی اراضی نہ عشری ہیں نہ خراجی، اس روایت کو دیکھا اور اس کو دیکھ کر حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب کی تحریر کی وجہ معلوم ہوئی کہ یہی وجہ ہے کہ وہ حضرات ہندوستان کی زمینوں کو عشری نہیں کہتے، کیونکہ ہندوستان کو وہ دارالحرب سمجھتے تھے۔ شامی باب الرکاز کی عبارت یہ ہے واحترزبه عن داره وارضه وارض الحرب الخ فان ارضها

---

(۱) حوالہ بار بار گذر چکا۔ ظفیر۔

لیست ارض خراج او عشر الخ ،(۱) اور عبارت مالابد منہ کی یہ ہے "و تفصیل نصاب اجناس سوائم و قدر واجب آں طول دارد و دریں دیار ایں اموال بقدر وجوب زکوٰۃ نمی باشد لہٰذا مسائل زکوٰۃ ان مذکور نکردہ شد و ہمچنیں احکام عشر زمین عشریہ کہ دریں دیار نیست و مسائل عاشر کہ بر طریق و شوارع باشد مذکور نکردہ باشد۔(۲)" اس کے بعد ایک اشکال یہ باقی رہتا ہے کہ حضرت اقدس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وجوب عشر کا حکم فرماتے ہیں اور تحریر او تقریر اس کو ظاہر فرمایا ہے، غالباً جناب کو بھی یاد ہوگا یا معمول حضرت کا معلوم ہوگا اور اس میں شک نہیں۔ نصوص آیات واحادیث کا مقتضا بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ امام صاحب جمیع ماخرجت الارض میں وجوب عشر کا حکم فرماتے ہیں۔" اور جیسا کہ زکوٰۃ دارالحرب میں ساقط نہیں ہوتی بلکہ صاحب مال بطور خود ادا کرتا ہے اسی طرح عشر بھی ہر جگہ واجب ہونا چاہئے، ہاں چونکہ عشر کے وجوب کے لئے زمین کا عشری ہونا ضروری ہے اور جب کہ یہ کہا جاوے کہ دارالحرب کی آراضی عشریہ نہیں ہیں تو وجوب عشر کی کوئی وجہ نہ ہوگی اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا قول و فعل احتیاط پر مبنی کہا جاوے، چنانچہ ہمارے مرشد مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ بھی اپنے خاص لوگوں کو عشر نکالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور اسی بنا پر حضرت والد ماجد صاحب جو کچھ محاصل میں سے بقدر حصہ بندہ کو دیا کرتے تھے کہ وہ دس بیس دھڑی تقریباً ہوتا تھا تو بندہ گھر کہلا دیتا تھا کہ سدس دھڑی میں سے ایک دھڑی اللہ واسطے دے دو۔(۳)

(۲) قیمت عشر دینا جائز ہے۔

(۳) نصف عشر بیسواں حصہ ہے جیسا کہ عشر دسواں حصہ ہے اسی طرح نصف عشر بیسواں حصہ ہے اور یہ فرق پانی کی قیمت وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی آراضی عشریہ میں اصل یعنی عشر دسواں حصہ پیداوار کا دینا واجب ہے، لیکن اگر زمین کو پانی دینے میں مزدوری زیادہ صرف ہوئی اور مشقت ہوئی اور خرچ بڑھ گیا تو پھر بجائے عشر کے نصف عشر دینا واجب رہ جاتا ہے جیسا کہ در مختار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے، ویجب العشر فی مسقی سماء ای مطر وسیح الخ ویجب نصفه فی مسقی غرب ای دلو کبیر ودالیة ای دولاب لکثرت المؤنة وفی کتب الشافعیة او سقاه بماء اشتراه وقواعد نا لا تا باه. (۴) اور علامہ شامی نے کہا کہ وجہ یہی ہے کہ جب خرچ زیادہ ہوگا بجائے عشر کے نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب رہ جائے گا۔ فقط۔

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ۶۱ ط.س. ج ۲ ص ۳۲۰ ظفیر
(۲) مالابد منه ۱۲. (۳) در مختار باب زکوة الغنم کی عبارت غالباً حضرت اقدس گنگوہیؒ کے پیش نظر ہو جس میں صراحت کہ اگر سلطان جائز عشر لے کر اس کے مصرف میں خرچ نہ کرے تو دوبارہ عشر دینا ضروری ہے اخذ البغاة والسلاطین الجائرة زکوة الاموال الظاهرة کالسوائم والعشر والخراج لا اعادة علی اربابها ان صرف فی محله الآتی فی باب المصرف وان لا یصرف فیه فعلیهم اعادة غیر الخراج (در مختار) قوله فعلیهم ای دیانة کما فی بعض النسخ قال فی الهدایة والفتوایان یعید وهادون الخراج (ردالمحتار ج ۲ ص ۳۲ ط.س. ج ۲ ص ۲۸۸) ظفیر وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشر و خراج و کفارة نذر و فطرة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب زکوة الغنم ج ۲ ص ۲۹ ط.س. ج ۲ ص ۲۸۵) ظفیر
(۴) دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶ و ج ۲ ص ۶۸ و ج ۲ ص ۶۶ ط.س. ج ۲ ص ۳۲۵ ۳۲۸ ظفیر

عشر وخراج جمع نہیں ہونے کا کیا مطلب ہے

(سوال ۷۷) فقہاء نے جو یہ فرمایا ہے کہ عشر اور زمین کا خراج جمع نہیں ہوتے یہ ان کا فرمانا حکومت مسلمانوں کیلئے مخصوص ہے کہ جس زمین کا خراج لیا جائے اس کا عشر نہیں لیا جاسکتا یا کہ حکومت غیر اسلام کے لئے بھی یہی حکم ہوگا، شامی جلد ثانی میں تصریح ہے کہ کفار حربی جب ہمارے ملک پر غالب آجائیں تو ان کا بھی وہی حکم ہوتا ہو بغاۃ کا ہے یعنی اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ جس طرح باغیوں کے لینے سے مالک سے ساقط ہو جاتی ہے ایسا ہی متغلب حربی سے بھی ساقط ہو جاتی ہے، علامہ کی یہ رائے قابل قبول ہے یا نہیں غرض کہ ہندوستان کی زمین میں عشر واجب ہے یا خراج۔

(الجواب) علامہ شامی نے باب الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ دارالحرب کی آراضی نہ خراجیہ ہیں نہ عشریہ یعنی وہاں نہ خراج واجب ہے اور نہ عشر، کفار نے جو کچھ خراج لیا گویا وہ خراج شرعی نہیں ہے اور نہ واجب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں جب کہ اس کو دارالحرب کہا جاوے جیسا کہ محققین کی رائے ہے عشر واجب نہیں ہے۔ احتیاطاً اگر کوئی دے دے تو یہ امر آخر ہے اور اس کی تائید حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی تصریح سے بھی ہوتی ہے جو کہ انہوں نے مالابد منہ میں فرمائی کہ ہم نے مسائل عشر اس لئے نہ لکھے کہ ان بلاد میں عشر واجب نہیں ہے۔ (۲) پس اگر ہندوستان کی زمینوں کو عشری اور خراجی کہا جاتا تو پھر یہ حکم یہاں بھی جاری ہوتا کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے کہ ہندوستان میں جس زمین کا خراج لیا جاتا ہے اس پر عشر نہیں ہے اور اسی قاعدہ سے استدلال فرمایا ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے اور علامہ شامی کی یہ تحقیق ویظهر لی ان اهل الحرب لو غلبوا علی بلدة من بلادنا كذلك الخ (۳) صحیح معلوم ہوتی ہے، عبارت باب الرکاز میں یہ ہے واحترزبه عن داره وارض الحرب ثم رایت مین ماقلته فی شرح الشیخ اسماعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ ص ۴۵ جلد ۲ شامی (۴) فقط

خراجی وعشری زمین

(سوال ۷۸) زمین عشری کون سی ہے اور خراجی کون سی

عرب کی زمین عشری ہے یا کیا

(سوال ۷۹) عرب کی زمین کل عشری ہے یا بعض عشری اور بعض خراجی۔

---

(۱) دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العشر ج۲ ص ٦٦ (ج ۲ ص ٦٨ (ج ۲ ص ٦٩ ط س ج۲ ص ۳۲۵ ۳۳۰ ظفیر (۲) ویحتمل ان یکون احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر (ردالمحتار باب الرکاز ج ۲ ص ٦١ ط س ج۲ ص ۳۲۰) ظفیر
(۳) ط س ج۲ ص ۳۲۰ (٤) ردالمحتار باب الرکاز ج۲ ص ٦١ ط س ج۲ ص ۳۲۰ ظفیر

(۳) عشر وخراج دونوں جمع نہیں ہوتے ہیں

(سوال ۸۰) عشر اور خراج دونوں جمع ہو سکتے ہیں یا نہیں

(۴) کیا عشر کے لئے خلیفۃ المسلمین کا ہونا ضروری ہے

(سوال ۸۱) عشر کے واسطے خلیفۃ المسلمین کا ہونا شرط ہے یا نہیں۔

(۵) عجم کی زمین کا حکم

(سوال ۸۲) زمین عجم کی عشری ہے یا خراجی۔

(۶) حکومت کے ٹیکس کے ساتھ عشر کا حکم

(سوال ۸۳) جو خراج رعایا سے وصول کیا جاتا ہے اس کے ساتھ عشر شرعی جمع ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۷) ہندوراجہ کی رعایا پر عشر وخراج دونوں ہے یا ایک

(سوال ۸۴) ہندو بادشاہ کی رعایا پر عشر وخراج دونوں لازم ہیں یا ایک جیسے کشمیر، نیپال وغیرہ۔

(۸) مسلمان ریاستوں کی زمین کا حکم

(سوال ۸۵) مسلمان ریاستوں کا حکم کیا ہے۔

(۹) دارالحرب کی تعریف اور ہندوستان کیا ہے

(سوال ۸۶) دارالحرب کی کیا تعریف ہے اور ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔

(الجواب) اصل تو یہ ہے کہ جس زمین کے رہنے والے مسلمان ہو جائیں اور وہ زمین جو مفتوح ہونے کے بعد غانمین میں تقسیم ہو جائے عشری ہے لیکن وہ زمین جو مجہول الحال ہیں یعنی جن کے متعلق یہ معلوم نہیں کہ پہلے ان پر خراج تھا یا عشر، اور اس وقت وہ مسلمانوں کے قبضے میں ہیں تو ان پر بھی عشر لازم ہوگا کیونکہ مسلمان کے حق میں مناسب تر عشر ہی ہے اور گذشتہ حالت کو بھی موجودہ حالت پر ہی قیاس کیا جائے گا، ہدایہ میں ہے و کل ارض اسلم اهلها او فتحت عنوة وقسمت بين المسلمين الغانمين فهي ارض عشر لان الحاجة الى ابتداء التو ظيف على المسلم والعشر اليق به لما فيه من معنى العبادة الخ ـ(۱) وفي الشامي نقل في غاية البيان ان الا مام السرخسي ذكر في كتاب الجامع ان عليه العشر بكل حال لانه احق بالعشر من الخراج وهو الا ظهر الخ شامی جلد ۲ ـ(۲)

(۲) عرب کی تمام زمین عشری ہیں ارض العرب کلها ارض عشر عالمگیر یہ وهدایہ(۳) وغیرہ پھر اس کی فقہاء نے تحدید فرمادی ہے۔

(۳) حنفیہ کے نزدیک عشر وخراج دونوں جمع نہیں ہو سکتے ولا عشر في الخارج من ارض الخراج وقال الشافعي يجمع بينهما الخ ولنا قوله عليه السلام لا يجتمع عشرو خراج في ارض مسلم ولان احدا

---

(۱) هدایه باب العشر والخراج ج ۳ ص ۵۷۰
(۲) ردالمحتار باب العشر تحت قوله لرضاء ج ۲ ص ۷۱ ط.س ج۲ ص ۳۳۰ ظفیر.
(۳) هدایه باب العشر والخراج ص ۵۷۰

من ائمة العدل والجور لم يجمع بينهما وكفى باجماعهم حجة الخ هدايه ربع ثانى۔(۱)

(۴) خلیفہ نہ ہونے کی صورت میں عشر خود ادا کردے کیونکہ عشر زکوٰۃ زمین کی ہے قال اللہ تعالیٰ و آتو احقه یوم حصاده الایة۔(۲)

(۵) اس میں تفصیل ہوگی، کلیۃً کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

(۶) شامی میں ہے کہ دار الحرب کے زمینوں پر عشر نہیں اور خراج بھی نہیں، ہندوستان چونکہ دار الحرب ہے لہذا یہاں بھی یہی حکم ہوگا ولهذا قال القهستانى بعد قوله فى ارض خراج او عشر الاحصر فى ارضنا الخ واحترز به عن داره الخ و ارض الحرب ثم قال ويحتمل ان يكون احترازاً عما وجد فى دار الحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ شامى۔(۳) ج ۳۔ تاہم اگر کوئی ادا کرے تو اولیٰ ہے۔

(۷) حکومت کی طرف سے جو مقرر ہو وہ تو مجبوری ادا کرنا پڑتا ہے ورنہ یہ بھی حکم دار الحرب ہیں اور خراج اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔(۴)

(۹) دار الحرب کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں اس لئے ہندوستان کے متعلق اختلاف ہے تاہم محقق اور صحیح یہی ہے کہ یہ دار الحرب ہے کیونکہ جس بلاد پر کفار مسلط ہوں وہ بحقیقت دار الحرب ہے۔(۵) فقط۔

مسئلہ عشر کی مختلف صورتیں

(سوال ۸۷) عشر اور چالیسواں میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔

(۲) کاشتکاری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کاشتکاری جس کی مالگذاری سرکار کو دی جاتی ہے میں عشر یا چالیسواں دینا واجب ہے یا نہیں؟

(۳) زید تین قسم کی زمین کاشت کرتا ہے اولاً یہ کہ وہ کسی رئیس امیر سے کچھ کاشت لئے ہوئے ہے، جس کی پیداوار کے نصف نصف حصہ آپس میں تقسیم ہوتے ہیں، مال گزاری مالک دیتا ہے، دوم یہ کہ زید اپنی زمین مملوکہ میں کاشت کرتا ہے اس کی مال گزاری زید ہی سے متعلق ہے، سوئم، یہ کہ زید کے پاس معافی کی زمین ہے اس میں کاشت کرتا ہے، اور مال گزاری دینا نہیں پڑتی، تینوں صورتوں میں زید پر عشر واجب ہے یا نہیں؟

(۵) عشر چالیسواں حصہ دینا فرض ہے یا واجب ہے یا مستحب؟

(۶) عشر چالیسواں سال بھر میں ایک مرتبہ دینا چاہئے یا ہر فصل پر۔

(۷) عشر چالیسواں کے مصارف کون ہیں؟

(الجواب) از نمبر ۱ تا نمبر ۲ کاشتکاری جائز ہے، جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی تفصیل موجود ہے اور جو صورتیں

---

(۱) هدايه باب العشر و الخراج ج ۲ ص ۵۷۳۔(۲) سورة الانعام ركوع ۱۷۔(۳) ردالمحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱ ط.س ج۲ ص ۳۲۰ ظفير۔(٤) فان ارضها (اى ارض دار الحرب) ليست ارض خراج وعشر (ردالمحتار باب الركاز ج ۲ ص ۶۱ ط.س ج۲ ص ۳۲۰ ظفير۔(۵) وقالا بشرط واحد لا غير و هو اظهار حكم الكفر وهو القياس (ردالمحتار باب استيمان الكافر ج۳ ص ۳٤۹ ط.س ج۲ ص۱۷۶) پوری عبارت اس طرح ھے، لا تصير دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلاثة باجراء احكام اصول الشرك وباتصالها بدار الحرب وبان لا يبقى فيها مسلم او ذمى آمنا بالامان الا ول (در مختار ط.س ج۲ ص۱۷۵)

کاشتکاری کے سوال میں لکھی ہیں وہ سب درست ہیں۔(۱) اور عشر دسواں حصہ زمین کی پیداوار کا ہے اور چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا ہوتا ہے اس کا نام زکوٰۃ ہے، روپیہ وغیرہ سے بعد سال بھر کے جو چالیسواں دیا جاتا ہے، اور شامی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں پر عشر نہیں ہے۔(۲) لیکن جس جگہ عشر لازم ہوتا ہے وہاں پر ایک فصل پر زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ مثلاً دس من میں سے ایک من دینا لازم ہوتا ہے۔(۳) اور زکوٰۃ روپیہ وغیرہ کا سال بھر میں ایک دفعہ دینا فرض ہے۔(۴) اور عشر جس جگہ لازم ہے وہاں پر ایک فصل پر جو آمدنی زمین کی ہو اس میں سے عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا دینا لازم ہے، اور مصارف عشر و زکوٰۃ کے فقراء و مساکین وغیرہ ہیں۔ فقط۔

(۱) وكذا صحت لو كان الارض والبذر لزيد والبقر والعمل للآخر او الارض له والباقي للآخر او العمل له والباقي للآخر فهذه الثلاثة جائز (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المزارعة ج ۵ ص ۲۴۲ ط.س ج ۲ ص ۲۷۸) ظفير

(۲) حوالہ بار بار گذر چکا۔ ظفیر۔

(۳) ويجب العشر الخ في مسقى سماء و سيح الخ ويجب نصفه في مسقى غرب و دالية لكثرة المؤنة الخ او سقاه بماء اشتراه الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۶ و ج ۲ ص ۶۹ ط.س ج ۲ ص ۳۲۶ - ۳۲۸) ظفير

(۴) ولا بد من الحول لانه لا بد من مدة يتحقق فيها النماء وقدرها الشرع بالحول لقوله عليه السلام لا زكوة في مال حتى يحول عليه الحول الخ (هداية كتاب الزكوة ج ۲ ص ۱۶۵) ظفير

باب سوم

جزیہ

اسلامی حکومت میں بسنے والے غیر مسلم اور ان سے متعلق احکام و مسائل

لفظ جزیہ کی تحقیق بیان فرمائیں

(سوال ۱) لفظ جزیہ کی کیا اصلیت ہے۔ سائل اس لفظ پر ادبی اور تاریخی اور مذہبی پہلو سے آگاہی چاہتا ہے اور سہولت کے واسطے حسب ذیل نمبروں پر تقسیم کرتا ہے۔

(۱) اصل میں جزیہ کس زبان کا لفظ تھا، عربی ہی زبان کا لفظ تھا یا فارسی سے معرب کیا گیا۔

(۲) اسلام سے پہلے یہ رائج تھا یا نہیں

اسلام سے پہلے یہ ٹیکس عرب یا فارس میں رائج تھا یا نہیں۔

(۳) اس اصول کے قیام کا منشاء کیا ہے

اس اصول کے قائم کرنے سے اسلام کا کیا مقصد تھا، کیا یہ ذمیوں پر ظلم و تعدی کرنے کا ایک آلہ تھا۔

(۴) خلفائے راشدین اور مسلمان سلاطین کے عہد میں کیا دستور رہا خلفائے راشدین اور سلاطین وقت کے عہد میں اس کا کیا دستور العمل رہا اور ہر شخص سے کتنا کتنا لیا جاتا تھا۔

(۵) عہد نبوی ﷺ میں جزیہ ذمیوں سے لیا جاتا تھا یا نہیں اور اس کی مقدار کیا ہے

جزیہ کامال آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ذمیوں سے لیا جاتا تھا یا نہیں، فقہ میں اس کے واسطے کوئی خاص مقدار مقرر ہے یا سلاطین کو اجازت ہے کہ وہ جیساملک کی حالت دیکھ کر مناسب سمجھیں وصول کریں۔

(الجواب) کتب لغت کے دیکھنے سے ہمیں محقق طور پر یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ لفظ عربی ہی ہے جزاء سے ماخوذ ہے وفی الکشاف سمیت جزیۃ لانھا طائفۃ مما علی اھل الذمۃ ان یجزوہ ای یقضوہ او لانھم یجزون بھا من منّ علیھم بالا عفاء عن القتل ص ۵۵۰ کشاف جلد اول مطبوعہ مصر . وفی تاج العروس قال الراغب الجزیۃ سمیت بذلک للاجتزاء بھا عن حقن دمھم قال ابن الا ثیرا لجزیۃ ھی فعلیۃ من الجزاء کانھا جزت عن قتلہ ومنہ قولہ تعالیٰ حتیٰ یعطوا لجزیۃ الایۃ وجمعہ جزی کلحیۃ ولحی کما فی الصحاح۔(۱) تاج العروس۔ پس معلوم ہوا کہ علامہ زمخشری اور شارح قاموس کا مختار یہ ہے کہ لفظ جزیہ عربی ہے جزا سے ماخوذ ہے۔ اور جس نے یہ کہا کہ یہ لفظ فارسی الاصل ہے۔ اصل میں گزیت تھا اس کو معرب کیا گیا" خلاف تحقیق ہے کتب لغت میں اس پر کوئی نقل موجود نہیں۔

(۲) اسلام سے پہلے بھی جزیہ فارس میں رائج رہا ہے، مورخ مشہور حافظ ابو جعفر طبری کسریٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں والزموا الناس الجزیۃ ما خلا اھل البیوتات والعظماء والمقاتلۃ والھرابذۃ والکتاب ومن کان فی خدمۃ الملک وصیروا اعلی طبقات اثنی عشر درھما وثمانیۃ وستۃ واربعۃ بقدر اکثار الرجل واقلالہ ولم یلزموا الجزیۃ من کان اتی لہ من السن دون العشرین وفوق الخمسین طبری جلد ثانی ص ۱۲۳ مطبوعہ مصر۔

(۳) اس میں شک نہیں کہ جزیہ سیاست سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ اہل فارس نے اس کی اولاً بنیاد ڈالی، اور شریعت اسلامیہ کی ہرگز یہ شان نہیں کہ وہ سیاسی اور ملکی امور میں دخیل ہو، شریعت کا مقصد کسی پر حکم رانی نہیں، شریعت کی غرض ہے کہ وہ ان امور کی تعلیم دے جو تکمیل نفس اور تطہیر اخلاق کے اسباب ہوں جن کے اختیار کرنے سے وہ شئی حاصل ہو جائے جو خلقت انسانی کا اصلی راز اور اس کی پیدائش کا در حقیقت منشاء ہے لیکن شریعت انسانی سیاسی اور ملکی امور سے بالکل برطرف بھی نہیں بلکہ وہ امور بھی جو بحسب الظاہر مملکت اور سیاست سے تعلق رکھتے ہیں مگر در حقیقت مقصد شرعی کی ان سے تکمیل ہوتی ہے شریعت ہی سے محسوب ہوں گے، جب یہ ذہن نشین ہو چکا تو اب سنئے کہ شریعت کا مقصد یہ ہے کہ اہل عالم شرک اور بت پرستی سے باز رہ کر خدائے واحد کو پہچانیں اور جس غرض کے لئے پیدا کئے گئے ہیں مثلاً یہ کہ اپنے معبود حقیقی کی عبادت کریں اس غرض کی تکمیل میں کوشاں ہوں، چنانچہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ جب مبعوث ہوئے آپ نے جہان مشرکین کو اسلام کی دعوت دی اہل کتاب کو بھی (جو پہلے سے موحد کہلاتے تھے لیکن عناد اور ہوائے نفسانی کے باعث جس کو توحید کہنا چاہئے اس کا ان میں نام و نشان نہ تھا) توحید حقیقی اور تکمیل ایمان کی طرف بلایا مگر چونکہ ان کے قلوب عناد اور مخالفت حق سے لبریز تھے باوجودیکہ رسول اللہ ﷺ کی حقانیت ان پر روز روشن کی طرح عیاں تھی جیسے انسان اپنی اولاد کی شناخت میں دھوکہ نہیں کھاتا اسی طرح آپ کے پہچاننے میں ان سے کوئی غلطی نہیں ہوئی کما قال اللہ تعالیٰ یعرفونه كما يعرفون ابناءهم۔(۱) جب جان بوجھ کر بوجہ عناد و مخالفت یا حرص ریاست آپ کی نبوت کے منکر ہوئے تو شریعت اسلامیہ نے ان کے ہوش میں لانے کے لئے اور ان کی اصلاح نفس کے لئے ایک عمدہ طریقہ جاری کیا ان کو غیرت دلانے کے اسباب پیدا کئے، غلامی کی ذلت سے ڈرایا تاکہ غلامی کی غیرت کھا کر ہوش میں آئیں اور اصلاح نفس کی فکر کریں، اسی باعث ان کی تکمیل ہو جائے، چنانچہ جزیہ جس کے قبول کرنے کو وہ خود بھی ذلت جانتے تھے، اور کسریٰ و نوشیرواں نے ذلیل ہی کرنے کے لئے جزیہ کا نفاذ کیا تھا ان پر مقرر کیا تاکہ ایک زمانہ کے بعد ان کا تعصب جاتا رہے اور جزیہ کی قید سے رہائی چاہ کر دائرہ اسلامی میں داخل ہوں۔ اس مقصد کی تائید میں خالد بن الولید کا نامہ مبارک درج کرتا ہوں۔ بسم الله الرحمن الرحيم من خالد بن الوليد الى رستم و مهران فى ملاء فارس سلام على من اتبع الهدى اما بعد فانا ندعوكم إلى الاسلام فان ابيتم فاعطوا لجزية عن يد وانتم صاغرون، فان ابيتم فان معى قوم يحبون القتل فى سبيل الله كما يحب الفارس الخمر والسلام على من اتبع الهدىٰ رواه فى شرح السنة للبغوى۔(۲) پس معلوم ہوا کہ جزیہ کے قائم کرنے سے شریعت کی غرض ان کی اصلاح نفس، تکمیل ایمان، تطہیر اخلاق تھی، یا یہ کہئے کہ عالم میں امن قائم کرنا مقصود تھا اس کو کوئی ظلم نہیں کہہ سکتا، یہ عین امن پسندی وانصاف ہے۔

کتاب الخراج سے قاضی ابو یوسفؒ کے معلوم ہوتا ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح امین امت نے خراج اور جزیہ وصول شدہ کو پھر واپس کرادیا۔ حیث قال فكتب ابو عبيدة الى كل وال ممن خلفه فى المدن التى صالح اهلها يا مرهم ان يردوا عليهم ما جبى منهم من الجزية والخراج الخ۔(۳) اور فتوح الشام

(۱) سورة البقره (۲) مشكوة باب الكتاب الى الكفار ص ۳۴۲ (۳) كتاب الخراج لابى يوسف ص ۸۱ ظفير

میں علامہ ازدی لکھتے ہیں ابو عبیدہ نے حبیب بن مسلمہ کو بلا کر یہ کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ فلاں فلاں شہروں کے باشندوں سے جو کچھ بطریق صلح ہم نے ان سے وصول کیا ہے ان کو واپس کر دوں، انتہی۔

اب کیا اس کے بعد کوئی صاحب ذوق سلیم کہہ سکتا ہے کہ جزیہ ذمیوں پر قائم کرنا ظلم و ستم کرنے کا ایک آلہ تھا، ہرگز نہیں۔ اس سے ان کی اصلاح نفس مقصود تھی چنانچہ وصول شدہ جزیہ کو واپس کرنا بھی اسی غرض سے تھا تاکہ وہ مسلمانوں کے اخلاق سے گرویدہ ہو کر دائرہ اسلامی میں داخل ہوں اور سمجھ لیں کہ اسلام کی غرض تحصیل زر نہیں ہے۔

(۴و۵) آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد میں ذمیوں سے جزیہ لیا جاتا تھا اور جزیہ دو طرح کا تھا ایک وہ جو بطریق صلح مقرر ہوا ہو اس جزیہ کی تعیین صلح پر دائر ہے، جتنی مقدار مقرر نہیں سلطان وقت کو اختیار ہے جتنا چاہے مقرر کر سکتا ہے خواہ وہ لوگ جن پر جزیہ مقرر کیا گیا ہے شریعت کی قرارداد پر راضی ہوں یا نہ ہوں، وہ مقدار یہ ہے اعلیٰ درجہ کے غنی پر سال بھر کا جزیہ ۴۸ درہم، ماہواری ۴ درہم اور متوسط درجہ کے غنی پر سال بھر میں ۲۴ درہم ماہواری دو درہم، اور معمولی درجہ کے آدمی پر جو معمولی پیشہ و تجارت کرتا ہو لوگ اس کو غنی نہ کہتے ہوں ماہواری ایک درہم، سالانہ بارہ درہم۔ کما فی الفتح قال ابن الهمام الجزية على ضربين جزية توضع بالتراضي والصلح عليها فتقدر بحسب ما عليه الاتفاق فلا يزاد عليه تحرزاً عن الغدر و اصله صالح رسول الله صلى الله عليه وسلم اهل نجران وهم قوم من نصارىٰ بقرب اليمن على الفى حلة فى العام على ما فى السنن لابى داؤد عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه قال صالح رسول الله صلى الله عليه وسلم اهل نجران على الفى حلة النصف فى صفرو النصف فى رجب والضرب، الثانى جزية يبتدئ الامام بتوظيفها اذا غلب على الكفار ففتح بلادهم واقر على املاكهم فهذه مقدرة بقدر معلوم شاؤا اوابوا رضوا اولم يرضوا فيضع على الغنى فى سنة ثمانية واربعين فى كل شهر اربعة دراهم وعلى المتوسط اربعة وعشرين درهما فى كل شهر درهمين وعلى الفقير المعتمل اثنى عشر درهما فى كل شهر درهما واحدا (۱) اور جزیہ کی قسم اول جس طرح خلفائے راشدین سے منقول ہے قسم ثانی بھی منقول ہے کما فی الهداية بعد ذكر القسم الثانى ومذهبنا منقول عن عمرو عثمان وعلى رضى الله عنهم اجمعين ولم ينكر عليهم احد من المهاجرين والانصار انتهىٰ. (۲)

---

(۱) فتح القدير باب الجزية ج ٤ ص ٣٦٨ ظفير
(۲) هداية باب الجزية ج ۲ ص ٥٧١ ظفير

باب چہارم

مرتد

کلمات کفریہ اور ارتداد سے متعلق احکام و مسائل

مرزا غلام احمد کے ارتداد کا فتویٰ اور اس کی تعریف کرنے والا فاسق ہے

(سوال ۱) خواجہ کمال الدین لاہوری مرزا غلام احمد قادیانی کی فصاحت بلاغت کی تعریف کرتے ہیں یا ان کا استقبال کرنا یا ان کو اپنے یہاں مہمان کرنا کیسا ہے ایسا شخص مرتد ہے یا نہیں۔

(الجواب) مرتد تو نہیں، فاسق و عاصی ضرور ہے کہ بے دین کی تعظیم کرتا ہے باقی جو معتقد عقاید قادیانی کا ہے اس کے ارتداد پر فتویٰ علماء کا ہو چکا ہے۔(۱)

یہ دعویٰ کہ مجھ میں رسول اللہ کی روح حلول کر گئی ہے کفر ہے

(سوال ۲) ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی روح میرے بدن میں حلول کر گئی ہیں وغیرہ، اس اعتقاد کی نسبت کیا حکم ہے۔

(الجواب) عقائد مذکورہ کفر کے عقائد ہیں، مدعی مذکور گمراہ اور بے دین ہے۔(۲) اس سے مرید ہونا اور اس کا اتباع کرنا درست نہیں ہے۔ وہ شخص مصداق ضلوا فاضلوا(۳) کا ہے، اس کی صحبت سے بچیں، ولنعم ماقال فی المثنوی المعنوی۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

خدا و رسول کا منکر مرتد ہے

(سوال ۳) ایک شخص نے یہ الفاظ کہے کہ میں خدا اور رسول کو نہیں مانتا والعیاذ باللہ ایسے شخص پر حکم ارتداد ہوگا اور نکاح اس کا باطل ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) ایسے شخص پر حکم کفر و ارتداد کا ہوگا اور نکاح اس کا باطل ہو گیا، ہکذا فی کتب الفقہ۔(۴)

عورت مرتد ہو گئی پھر بعد میں اسلام لا کر دوسرا نکاح کر لیا کیا حکم ہے

(سوال ٤) آج کل عورتوں نے نکاح فسخ کرنے کا یہ طریقہ کر رکھا ہے کہ عورت چند یوم کے لئے عیسائی ہو جاتی

---

(۱) ودعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) فیکون فی هؤلاء من یستحق القتل کمن یدعی النبوة او یطلب تغیر شئی من الشریعة ونحو ذالك (ایضاً ص ١٨٤) ظفیر

(۲) کذا الکافر بسبب الزندقة لا توبة له الخ والداعی الی الالحاد والاباحی کالزندیق وفی الفتح وفی المنافق الذی یبطن الکفر و یظهر الاسلام کالزندیق الذی لا یتدین بدین (درمختار) الا الاباحة والغالیة والشیعة من الروافض والقرامطة والزنادقة والفلاسفة لا تقبل توبتهم بحال من الاحوال (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤٠٩ و ج۳ ص ٤١٠ ط س ج ٤ ص ٢٤١) (۳) مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۳

(٤) ذکر فی المسایرة ان ما ینفی الاستسلام او یوجب التکذیب فهو کفر (ردالمحتار باب المرتد ج۳ ص ۳۹۲ ط س ج٤ ص ۲۲۳) والکفر شرعا تکذیبه صلی اللہ علیه وسلم فی شئی مماجاء به من الدین ضرورة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المرتد ج۲ ص ۹۲ ط س ج٤ ص ۲۲۳) ظفیر

ہے، پھر کسی دوسری جگہ اسلام لے آتی ہے اور جہاں چاہے نکاح کر لیتی ہے، غرض حقیقت میں ترک اسلام نہیں بلکہ خاوند کو چھوڑنا مقصود ہوتا ہے، ایسی عورت کو مرتد کہا جاوے گا یا نہیں اور نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں اور اگر مرتدہ اسلام کی طرف لوٹ آوے تو کیا پہلے ہی خاوند کو دلائی جاوے گی یا اس کو اختیار ہوگا جہاں چاہے نکاح کر لے۔

(الجواب) ظاہر المذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ احد الزوجین کا مرتد ہو جانا موجب فسخ نکاح ہے وارتداداحد هما فسخ عاجل الخ درمختار،(۱) لیکن فقہاء نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ جو عورت اس لئے مرتد ہو معاذ اللہ کہ شوہر اول کے نکاح سے نکل جاوے اور دوسرے شخص سے نکاح کر لیوے اس کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کو مجبور کیا جاوے گا اسلام پر اور شوہر اول سے تجدید نکاح(۲) پر و تجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح الخ در مختار۔(۳) اور مشائخ بلخ کا فتویٰ یہ ہے کہ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہ ہوگا اور وہ بعد اسلام کے شوہر اول کے نکاح میں ہی رہے گی وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً وتيسرا الخ قال في النهر والا فتاء بهذا اولىٰ من الا فتاء بما في النوادر۔(۴) وفی الشامی وقد كان بعض مشائخنا من علماء العجم ابتلى بامرأة تقع فيما يوجب الكفر كثيراً ثم تنكر وعن التجديد تابى ومن القواعد المشقة تجلب التيسير والله الميسر لكل عسير الخ ۔(۵)

ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال ۵) ہندہ مومنہ ہے اور اس کا شوہر زید یہاں تک فسق وفجور میں مبتلا ہے کہ اپنی زوجہ ہندہ کو نماز روزہ بھی نہیں کرنے دیتا جس وقت وہ نماز پڑھتی ہے زدوکوب کر کے نیت تڑوا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا اور رسول کیا کر سکتا ہے یہ سب باتیں ملاؤں کی گھڑی ہوئی ہیں اور وہ قرآن پڑھنا چاہتی ہے تو کہتا ہے کہ قرآن کیا چیز یہ تو محمد ﷺ نے جھوٹی باتیں عربی میں جمع کر کے دنیا کو بھکا دیا ہے۔ ایک دفعہ قرآن شریف میں ٹھوکر مار کر دور پھینک دیا اور اللہ ورسول کی شان میں بہت کچھ بیہودہ باتیں بکی والعیاذ باللہ ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر اور نکاح اس کا فسخ ہوا یا نہ۔

(الجواب) وہ شخص مرتد وکافر ہو گیا، اور نکاح۔(۶) اس کا فسخ ہو گیا لا ن الا رتداد موجب الفسخ عاجلا كذا في كتب الفقه۔(۷)

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ص ۱۹۳) ظفیر

(۲) ولو ارتدت لمجى الفرقة منها الخ تجبر (ايضاً ج ۲ ص ۵۳۹ وج ۲ ص ۵٤۰ ط.س. ج۳ص ۱۹٤) ظفیر

(۳) ايضاً ج ۲ ص ۵٤۰ ط.س. ج۳ص ۱۹٤ ظفیر

(٤) ايضاً ج ۲ ص ۵۳۹ و ۲ ص ۵٤۰ ط.س. ج۳ص ۱۹٤ ظفیر

(۵) ردالمحتار للشامي باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵٤۰ ط.س. ج۳ص ۱۹٤ ظفیر

(٦) من هزل بكفر ار تدوان لم يعتقده للاستخفاف فهو لكفر العناد (در مختار) والا ستخفاف به وبالمصحف والكعبة وكذا مخالفة او انكار ما اجمع عليه بعد العلم به لان ذلك دليل على ان التصديق مفقود (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج٤ص ۲۲۲) ظفیر

(۷) ارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجلا بلا قضاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج۳ ص ۵۳۱ ط.س. ج۳ص ۱۹۳) ظفیر

اگر عقیدہ اسلام کا ہو اور افعال کفر کے تو کیا حکم ہے

(سوال ٦) پہلے ایک چماری مسلمان ہوئی اور اپنا نکاح اہل اسلام سے پڑھوایا، چھ ماہ اس شخص کے گھر میں رہی پھر اس چماری کو ہندو جبراً پکڑ کر لے گئے اس کا خاوند گمی اور مقدمہ میں قید ہو گیا تھا پانچ ماہ تک چماری ہندوؤں کے گھر رہی حلال حرام کو مباح جانا اب پھر دوبارہ مسلمان ہوئی، آیا پہلا نکاح اس کا فاسد ہو گیا یا کیا، اس چماری کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہے یا نہیں، یا پہلے خاوند سے طلاق لینی چاہئے۔

(الجواب) جو امور سوال میں درج ہیں ان سے اس چماری کا مرتد ہونا معلوم نہیں ہوتا اگر در حقیقت وہ اپنے اسلام پر قائم رہی اور عقیدہ اسلام کا رہا اگرچہ اعمال میں شریک کفار کے رہی تو وہ مرتد نہیں ہوئی اور اس کا پہلا نکاح قائم ہے بدون اس کے طلاق کے اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور دوسرے شخص سے نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر اس نے اپنا عقیدہ بدل دیا تھا اور اسلام سے منحرف ہو گئی تھی اور اسلام کا انکار کر دیا تھا تو نکاح سابق اس کا فسخ ہو گیا اب دوبارہ اسلام لانے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح صحیح ہے۔(۱)

حضور ﷺ کی توہین کرنا ارتداد ہے

(سوال ۷) ایک صوفی کے مکان پر وعظ ہوا جس میں حضور ﷺ کی شان مبارک میں توہین کے الفاظ استعمال کئے گئے اور اہل مجلس میں سے ایک نے اٹھ کر کہا کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے بہت صحیح و درست ہے اور پھر ان تینوں شخصوں نے ایک جلسہ عام میں توبہ کی آیا ان کی توبہ قابل یقین ہے یا نہیں اور نکاح رہا یا نہیں۔

(الجواب) اگر کوئی ایسا کلمہ زبان سے نکالا جو شرعاً توہین کا کلمہ ہے اور حکم ارتداد اس پر ہو سکتا ہو تو ایسی (۲) حالت میں نکاح ان کا باقی نہیں رہا اور توبہ و اسلام لانا ان کا قبول ہے بعد توبہ کے تجدید نکاح کرنی چاہئے (۳) اور پوری بات جبھی معلوم ہو کہ آیا اس میں تاویل ممکن ہے یا نہیں۔

قرآن و حدیث کو نہیں مانتا یہ جملہ ارتداد ہے

(سوال ۸) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے والد نے زید سے غیر کفو میں کر دیا تھا، بعد بلوغ کے ہندہ شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرتی رہی، ہر چند اس کو سب نے سمجھایا کہ شرعاً تمہارا نکاح ہو گیا ہے اب تم کو وہاں جانا ضروری ہے جس پر ہندہ نے بیساختہ یہ جواب دیا کہ ہم قرآن و حدیث کو نہیں مانتے چاہے مسلمان رہیں یا نہ رہیں، اب ہندہ کا نکاح زید سے قائم ہے یا نہیں۔

---

(۱) ایضاً۔

(۲) ویجب الحاق الاستهزاء والا ستخفاف به وتعلق حقه الخ وحينئذ فيعم حضرة الرسالة فينبغى القول بكفره (درمختار) اجمع عوام اهل العلم على ان من سب النبى صلى الله عليه وسلم يقتل (ردالمحتار، باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۱ ط.س ج ۴ ص ۲۳۲) ظفير

(۳) مايكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح واولاده اولاد زنا وما فيه خلاف يؤمر بالا ستغفار والتوبة وتجديد النكاح (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۲ ص ۴۱۴ ط.س ج ۴ ص ۲۴۶) ظفير۔

(الجواب) یہ کلمہ کفر وارتداد کا ہے۔(۱) اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل الخ۔(۲) پس نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ قائم نہیں رہا بلکہ فسخ ہو گیا۔

حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ کہا پھر بعد میں انکار کیا کیا حکم ہے

(سوال ۹) زید اور عمر نے شہادت دی کہ خالد نے اب سے تقریباً چھ ماہ پیشتر فلاں مقام پر حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہہ دیا تھا، اس شہادت کو خالد نے انکار کیا چنانچہ شاہدین نے بھی خفیہ شہادت دی تھی آیا خالد کا انکار توبہ کا قائم مقام ہے یا نہیں اور اس کی زوجہ بائنہ ہوئی یا نہ، شاہدین نے چونکہ بلا عذر شہادت دینے میں تاخیر کی تو ان کی شہادت معتبر ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) درمختار میں ہے شهد و اعلى مسلم بالردة وهو منكر لا يتعرض له لا لتكذيب الشهود العدول بل لان انكاره توبة ورجوع يعنى فيمتنع القتل فقط وتثبت بقية احكام المرتد كحبط عمل وبطلان وقف وبينونة زوجة ۔ الخ۔ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ انکار اس کا توبہ ہے اور رجوع ہے اس سے کچھ تعرض نہ کیا جاوے لیکن زوجہ اس کی بائنہ ہو جاوے گی لہذا تجدید نکاح کرے اور تاخیر شہادت حسبۃً بے شک اگر بلا عذر ہو تو موجب رد شہادت ہے لیکن قاضی شرعی کا موجود نہ ہونا یہ خود عذر تاخیر شہادت کافی ہے۔

احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال ۱۰) ایک شخص مسلمان ایک ہندو حجام سے مرید ہوا، اور نماز روزہ سب احکام شریعت چھوڑ کر ہندوؤں کی طرح پیشانی میں سندور، چندن دیگر درخت تلسی کو پوجتا ہے، اس کی زوجہ اس کی نکاح میں ہے یا نکاح ثانی اس کا جائز ہے۔

(الجواب) مرتد ہونا احد الزوجین کا سبب فسخ نکاح کا ہے، کما فی الدر المختا وارتداد احدهما فسخ عاجل الخ (۴) اور امور مذکور جن کا ارتکاب شوہر نے کیا پرستش غیر اللہ وغیرہ یہ امور موجب ارتداد ہیں قال الله تعالى وما امروا الا ليعبدو الله مخلصين له الدين الاية (۵) وقال تعالى لا تسجد وا للشمس ولا للقمر

---

(۱) من هزل بلفظ كفرار تدوان لم يعتقده للاستخفاف (در مختار) اى تكلم به با ختياره غير قاصد معناه (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س ج ٤ ص ۲۲۲)
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س ج۳ ص ۱۹۳ ظفير
(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۲ ص ٤١٣ ط.س ج٤ ص ۲٤٦) ظفير
(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س ج۳ ص ۱۹۳ ظفير
(۵) سورة البينة ۱

واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون الآیۃ(۱)فی ردالمحتار ج ۳ ص ۲۸٤ وبالجملہ فقد ضم الی التصدیق بالقلب اوبالقلب واللسان فی تحقیق الایمان امور الاخلال بھا اخلال بالایمان کالسجود للصنم وقتل نبی والاستخفاف وبالمصحف وبالکعبۃ الخ۔(۲)

اگر گناہ ہے تو میں اکیلا جواب دہ ہوں کلمہ کفر نہیں ہے

(سوال ۱۱)ایک مسلمان کہ مسجد کو خلاف حکم خدا اور رسول کے بنوارہا ہے، دوسرے شخص نے اس کو فتویٰ دکھایا جس میں درمختار اور شامی کی عبارت ہے، اس کے جواب میں اس نے کہا کہ مجھے بنوانے دو اگر گناہ ہے تو تم سب بری ہو، سب کا گناہ میرے اوپر رہا، میں اکیلا خدا کو جواب دے لوں گا، اس شخص نے کہا کہ توبہ کرو یہ الفاظ بہت برے ہیں اس نے کہا نہیں کرتے توبہ نہیں کرتے، اس شخص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے ان الفاظ سے کفر لازم آتا ہے یا نہ اور دوسرا شخص بھی گناہ گار ہوگا یا نہ۔

(الجواب)وہ شخص سخت گناہگار ہوا توبہ کرے اور انکار کرنا توبہ سے سخت گناہ ہے کفر تو اس وجہ سے نہیں کہہ سکتے کہ یہ تاویل ممکن ہے کہ کسی کے کہنے سے وہ توبہ نہیں کرتا، بہر حال ایسے شخص سے خطاب نہ کیا جاوے قال اللہ تعالیٰ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما(۳)اور ایک کا گناہ دوسرے کے ذمہ نہیں ہو سکتا۔ بحکم ولا تزر وازرۃ وزر اخری(٤)

مرشد کو رسول و خدا کہنے والا مرتد و کافر ہے

(سوال ۱۲)جو شخص مرشد کو رسول اور خدا کہے اس کی نسبت کیا حکم ہے، جو شخص تذکرہ قیامت میں کہتا ہے کہ آگے چل کر سب کچھ معلوم ہو جائے گا دوسرا شخص اس کے جواب میں کہتا ہے کہ آگے کیا دیکھنا ہے مٹی سے مٹی مل جائے گی، اس ملک میں بہت رواج ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور جو شخص باری تعالیٰ کے نور سے رسول ﷺ کا نور کہتا ہے اس کا کیا حکم ہے اور توبہ سے انکار کرتے ہیں۔

(الجواب)جو شخص مرشد کو رسول اور خدا کہتا ہے وہ کافر و مرتد ہے اور کافر کہنا مسلمان کا خود کفر ہے، اور انکار حشر ونشر وحساب وکتاب بھی کفر ہے(۵)اور توبہ سے انکار کرنا بھی مسلمان کا کام نہیں ہے اور فاتحہ پڑھنی کھانا سامنے رکھ کر

(۱)حم السجدہ ۱۹۔
(۲)ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط۔س۔ ج۳ص۲۲۳۔ ظفیر۔
(۳)الفرقان ۱٤۔
(٤)سورۃ النجم ۲
(۵)من ھزل بلفظ الکفر ار تدوان لم یعتقدہ للاستخفاف (درمختار) واشاراِلی ذلک بقولہ للاستخفاف فان فعل ذلک استخفاف واستھانۃ بالدین الخ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط۔س ج۳ص ۲۲۲) ظفیر

خلاف سنت ہے اور بدعت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور میں کسی کو شرکت نہیں ہے لیس کمثلہ شئی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا شرک جلی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور کا تجزیہ کرنا بھی کفر و شرک ہے۔

قرآن حکیم کو گالی دینا کفر ہے

(سوال ۱۳) ایک شخص نے قرآن شریف کو سخت گالی دی اور توبہ کرنے سے صاف انکار کر دیا شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) قرآن شریف کو گالی دینا کفر ہے۔(۱) والعیاذ باللہ، پس اس شخص سے جب کہ وہ توبہ اپنے کفر سے بھی نہیں کرتا، مرتدین اور کفار کا معاملہ کرنا چاہئے اور اس سے قطعاً علیحدگی اور متارکت کی جاوے قال اللہ تعالیٰ فلا تقعدبعد الذکری مع القوم الظلمین۔(۲)

مرتد سے تعلقات اور میل جول حرام ہے

(سوال ۱۴) ایک مسلمان عیسائی ہو گیا اس سے دوستی اور محبت رکھنا اور خندہ پیشانی ہو کر ملنا اور کھانا پینا کیسا ہے۔

(الجواب) وہ شخص جو اسلام سے پھر کر عیسائی ہو گیا مرتد ہے اس سے تعلقات اور میل جول رکھنا حرام اور ناجائز ہے، اور خندہ پیشانی اس سے مصافحہ کرنا اور ملنا اور اس کے ساتھ مواکلت و مشاربت رکھنا ناجائز اور ممنوع ہے ایسے لوگ جو اس مرتد کے ساتھ خندہ پیشانی ملے اور ساتھ کھایا پیا گناہگار ہوئے اس سے توبہ کریں اور آئندہ سے اس سے اجتناب کریں۔(۳)

حالت غصہ میں کلمہ کفر نکالنا

(سوال ۱۵) غصہ کی حالت میں چونکہ عقل مغلوب ہو جاتی ہے اگر کلمہ کفر نکل جاوے تو قائل کافر ہے یا نہیں۔

(الجواب) غصہ کی حالت میں کلمہ کفر زبان سے نکل جانے سے بھی کفر ہو جاتا ہے توبہ کرنا چاہئے اور تجدید اسلام کرنی چاہئے۔(۴)

قرآن کی تحقیر کفر ہے

(سوال ۱۶) زید و عمر میں معاملہ بیع و شراء میں تنازع ہوا، زید نے اس بیع کی قیمت طرح بتائی عمر نے کہا کہ تم قرآن شریف ہاتھ میں لے کر اٹھا جاؤ میں منظور کر لوں گا، زید نے کہا کہ قرآن شریف پر نعوذ باللہ کتے پیشاب کریں، زید پر اس کلمہ قبیحہ کے تکلم کرنے سے کیا حکم ہوتا ہے۔

---

(۱) وبا لجملة فقد ضم الى التصديق بالقلب واللسان فى تحقيق الا يمان امور الا خلال بها اخلال با لايمان اتفاقا كالسجود للصنم وقتل نبى والا ستخفاف به وبالمصحف والكعبة (ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ط.س. ج۴ص ۲۲۲) ظفير

(۲) الانعام ۱۴

(۳) ومن ارتد عرض الحاكم عليه الا سلام استحبابا الخ وتكشف شبهة الخ ويحبس وجوبا ثلاثة ايام فان اسلم فيها والا قتل حسبت من بدل دينه فاقتلوه الدر المحتار على هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۴ ط.س. ج ۴ ص ۲۲۵)

(۴) من هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقده للاستخفاف (در مختار) اى تكلم به باختياره غير قاصد معناه وهذه لاينافى ما مر ان الايمان هو التصديق فقط ومع الا قرار لان التصديق وان كان موجودا حقيقة لكنه زائل حكما (ردالمحتار باب المرتد ج۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج۴ص ۲۲۲) ظفير

(الجواب) زید بوجہ تکلم اس کلمہ قبیحہ کے کافر و مرتد ہوا اور اس کی زوجہ اس کی نکاح سے خارج ہو گئی، تجدید نکاح و تجدید اسلام و توبہ و استغفار اس پر واجب ہے، ردالمحتار میں مسائرہ سے نقل کیا گیا ہے وبالجملة فقد ضم الی التصدیق بالقلب اوبالقلب واللسان فی تحقیق الا یمان امور الا خلال بها اخلال بالا یمان اتفاقا کترك السجود للصنم وقتل نبی والاستخفاف به وبا لمصحف والکعبة الخ۔

زوجین میں سے کسی کے کلمہ کفر کہنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال ۱۷) ہندہ کا نکاح زید سے چھ سات برس ہوئے ہوا تھا، زید نے اتنے عرصہ میں کسی قسم کا حق ہندہ کا ادا نہیں کیا زید کو نہ مجامعت پر قدرت ہے نہ نان و نفقہ دیتا ہے بلکہ زید کو عادت اغلام کرانے کی ہے جس کی وجہ سے مجامعت پر قدرت نہ رہی اور والدین کے بھکانے کی وجہ سے طلاق نہیں دیتا، زیادہ تکلیف پہنچنے کی وجہ سے اکثر اوقات ہندہ کی زبان سے کلمہ کفر کے بھی جاری ہو جاتے ہیں تو ہندہ بوجہ کلمہ کفر کے عقد نکاح سے باہر ہو گئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو ایسی صورت تحریر فرمائیں کہ ہندہ زید سے علیٰحدہ ہو جاوے۔

(الجواب) بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے البتہ اگر کلمہ کفر زوجین میں سے کسی کی زبان سے ایسا نکل گیا ہے جو باتفاق کفر ہے تو اس سے نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کلمہ کفر کا ایسا ہو کہ اس میں گنجائش تاویل کی نہ ہو۔ اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ شوہر سے زبردستی سے اگر طلاق کہلا دیا جاوے تب بھی طلاق پڑ جاتی ہے لقوله علیه الصلوٰة والسلام ثلث جدهن جدو هزلهن جد الحدیث۔(۲)

شریعت کا منکر کافر ہے

(سوال ۱۸) اگر کوئی شخص شریعت کا انکار کرے اور کہے کہ ہم شریعت کو نہیں مانتے تمہاری شرع تمہارے گھر میں آیا وہ شخص مرتد ہو گیا یا نہیں، اور اس کی زوجہ مطلقہ ہو گئی یا نہیں۔

(۲) ایک مجلس میں ایک مولوی کے ساتھ کچھ مسائل شرعیہ کا تذکرہ ہو رہا تھا ناگاہ ایک شخص نے آخر بطور بغض کے علماء کی بہت ہی حقارت واستہزاء توبیخ کرنی شروع کی ایسے شخص کے لئے کیا حکم شرعی ہے۔

(الجواب) اقول وبالله التوفیق قال فی ردالمحتار وفی الخلاصة وغیرها اذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر و وجه واحد یمنعه فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر الخ ۔(۳) ص ۲۸۵ باب المرتد و فیه عن جامع الفصولین وعلی هذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم ولکن یمکن التاویل بان مراده اخلاقه الردیة ومعاملته القبیحة لا حقیقة دین الا سلام فینبغی ان لا یکفر

---

(۱) من هزل بلفظ کفر ارتدوان لم یعتقده للاستخفاف (در مختار) ای تکلم به باختیاره غیر قاصد معناه وهذا لاینافی ما مران الا یمان هوالتصدیق فقط اومع الا قرار لان التصدیق وان کان موجوداً حقیقة لکنه زائل حکما ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج ٤ ص ۲۲۲ .ظفیر

(۲) مشکوٰة کتاب الطلاق ص ۲۸٤ . ظفیر

(۳) الدر المحتار علی هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۰ ط.س. ج ٤ ص ۲۳۰ .ظفیر

حینئذ واللہ تعالیٰ اعلم ج ۳ ص ۲۸۹ (۱) شامی وقد سئل فی الخیریة عمن قال له الحاکم ارض بالشرع فقال لااقبل فافتیٰ مفتٍ بانه کفرو بانت زوجته فهل یثبت کفره بذلك فاجاب بانه لا ینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اهل الا سلام الی اخره(۲)وفی الدر المختار و الفاظه تعرف فی الفتاوی بل افردت با لتالیف مع انه لا یفتی بالکفر بشی منها الا فیما اتفق المشائخ علیه کما سیجی قال فی البحرو قد الزمت نفسی ان لا افتی بشی منها(۳)ونقل تمام عبارته فی الشامی وفی آخره فعلی هذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورة لا یفتی بالتکفیر فیها ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منها اه کلام البحر باختصار شامی. (۴) ص ۲۸۵ پس گناہ گار ہوا کافر نہیں ہوا۔

جو شخص مسجد کی توہین کرے اور امام کو گالی دے

(سوال ۱۹)اگر کوئی شخص اپنے ثروت کے گھمنڈ سے یہ کہے کہ میں مسجد پر پیشاب کرتا ہوں اور امام کو گالیاں دے ایسے شخص کے لے کیا حکم ہے اور جو اشخاص اس کے مددگار ہیں اور مسجد کے لوٹوں کو خراب کریں اور ان سے طہارت کریں ان کے لئے کیا حکم ہے اور وہ لوٹے پاک رہ سکتے ہیں۔

(الجواب)ایسے شخص کے لئے شریعت میں کفر کا خوف ہے توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے اور جو لوگ اس فاسق و فاجر کے مددگار ہوں وہ بھی عاصی و فاسق ہیں، توبہ کریں اور آئندہ ایسے حرکات سے باز آویں(۵)اور مسجد کے لوٹوں کو خراب نہ کریں اور ان لوٹوں کو ناپاک نہ سمجھیں کیونکہ جب تک نجاست کا لگنا یقینی طور سے معلوم نہ ہو اس وقت تک ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا۔(۶)

شریعت کی جگہ اگر رواج کو مانے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰)وکیل مدعی علیہ نے مدعی سے کہا کہ تم شرع محمدی مانتے ہو یا نہیں تو مدعی نے کہا جس طرح رواج ہے تم اس طرح کرو یہاں شرع کا کیا کام اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

(الجواب) مسلمان کو شرع محمدی کا نہ ماننا اور یہ کہنا کہ رواج کے موافق کرو یہاں شرع کا کیا کام ہے سخت گناہ ہے جس میں خوف کفر ہے اس کلمہ سے توبہ کرنی چاہئے اور تجدید ایمان کرنی چاہئے۔(۷)

باتفاق علماء قادیانی کافر ہیں

(سوال ۲۱)ایک شخص داخل فرقہ قادیانی ہو گیا ہے اور خیالات و عقائد مرزا قادیانی کے رکھتا ہے، اب اس کی تکفیر کی جائے یا نہیں، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو جائے گی یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار باب المرتد ج۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج۴ص ۲۳۰ ظفیر.
(۲)ایضاً ط.س. ج۴ص ۲۳۰.(۳)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ وج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج۴ص۲۲۳ .ظفیر. (۴) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج۴ص۲۲۲. ظفیر.
(۵)سیذکر الشارح ان مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیه خلاف یومر بالا ستغفار والتوبةو تجدید النکاح (ردالمحتار باب المرتد ج۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج۴ص ۲۳۰. ظفیر. (۶)الیقین لایزول بالشك فقه کا ایک قاعده کلیہ ہے۔ ظفیر۔(۷)من اهان الشریعة والمسائل التی لابد منها کفر (شرح فقه اکبر) ص ۲۱۵. ظفیر.

(الجواب) علماء اہل حق نے باتفاق قادیانی کی تکفیر فرمائی ہے کیونکہ عقائد و اقوال اس کے باتفاق کفر ہیں، پس جو شخص قادیانی ہو جاوے اور عقائد اس کے مثل مرزا قادیانی کے ہو جاوے اور مثل عقائد قادیانیوں کے وہ مرزا کو نبی جانے وہ کافر و مرتد ہے اور مسئلہ فقہ کا ہے کہ مرتد ہو جانا کسی کا زوجین میں سے فوراً موجب فسخ نکاح ہے در مختار میں ہے وارتداد احدهما فسخ عاجل (۱) الخ لہٰذا زوجہ اس شخص کی جو کہ قادیانی ہو گیا اس کے نکاح سے خارج ہو گئی۔

ارتداد سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

(سوال ۲۲) اگر کوئی شادی شدہ مسلمہ عورت اہل سنت والجماعت اپنے مذہب سے منحرف ہو کر مثلاً شیعہ یا مرزائی یا کسی اور ایسے مذہب میں چلی جائے جو غیر اسلام ہو تو کیا اس کا سابقہ نکاح حالت اسلام صحیح رہ سکتا ہے کہ نہیں۔

(الجواب) اگر سنیہ مسلمہ عورت منکوحہ نے کوئی ایسا مذہب اختیار کیا جو باتفاق کفر وارتداد ہے جیسے مرزائی ہو جانا یا غلاۃ روافض میں سے ہو جانا تو نکاح اس کا شوہر سابق سے فوراً ٹوٹ جاتا ہے، کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل الخ۔ (۲)

مرزائیوں کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے

(سوال ۲۳) ایک عورت کا شوہر مرزائی ہو گیا چار پانچ سال کا عرصہ گذر چکا، عورت شوہر کو زمرہ کفار میں شمار کرتی ہیں، اور وہاں جانے پر رضامند نہیں ہے، کیا شوہر کے مرزائی ہونے سے نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) مرزائیوں کے کفر پر علماء کا فتویٰ ہے، پس جب کہ خاوند اس عورت کا مرزائی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا، کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل الخ۔ (۳) پس اس عورت کو اس کے شوہر مرزائی سے جس طرح ہو سکے علیٰحدہ کر دیا جاوے اور عدت کے بعد دوسرا نکاح کر دیا جاوے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کفر وارتداد ہے

(سوال ۲۴) جس شخص کا قول اپنی نسبت یہ ہو کہ جس کو امن و ایمان اور صراط مستقیم درکار ہو تو وہ سلطان الاولیاء خاتم الولایت علیہ الصلوٰۃ کے موجودہ خلیفہ احمد زماں نامی کے پاس آ کر صراط مستقیم کا راستہ دیکھیں، شخص مذکور اور اس کے معاونین کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے اور اس دعوے کے ضمن میں مہدی موعود اور رسالت کے بھی دعویٰ ہیں، ایسا شخص مسلمان رہ سکتا ہے یا نہ اور وہ شخص مریدوں سے احمد زماں رسول اللہ کہلاتا ہے۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) وعن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم يكون فی آخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم عن الا حاديث بما لم تسمعوا انتم ولاآباء كم فاياكم واياهم

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ص ۱۹۳. ظفير.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج۳ص ۱۹۳. ظفير.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج۳ص ۱۹۳. ظفير.

لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم۔(۱)اور بعض روایات میں ہے کہ تیس دجال ہوں گے ہر ایک ان میں سے دعویٰ نبوت کرے گا۔الحدیث، پس شخص مذکور جو کہ اپنے مریدوں سے اپنی نسبت رسول اللہ کہلاتا ہے اور اس کلمہ سے ان کو منع نہیں کرتا اور ہدایت صراط مستقیم کو اپنے اتباع میں منحصر جانتا ہے اور کہتا ہے وہ بالیقین دجال و کذاب ہے اور اہل باطل اور ضال و مضل ہے، مسلمانوں کو اس کی صحبت سے اور اس کی گمراہی سے احتراز لازم ہے، زیادہ لکھنے کی اس میں ضرورت نہیں ہے کیونکہ بطلان اس کا اور اس کے طریقہ کا اظہر من الشمس ہے جب کہ حق تعالیٰ کا ارشاد صریح ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔(۲)اور جناب رسول اللہ ﷺ صاف فرماتے ہیں فلا نبی بعدی(۳) کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو پھر مدعی نبوت کے اہل باطل و اہل ضلال ہونے میں کسی مسلمان کو کیا شبہ ہو سکتا ہے اور اس کے کفر و ارتداد میں کیا ریب و تردد ہے۔

مسلمان عورت گھر سے نکل کر آریہ ہو گئی تو نکاح فسخ ہو گیا

(سوال ۲۵)اگر کوئی مسلمان منکوحہ عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکل کر آریہ ہو گئی یا عیسائی ہو جاوے تو اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں۔

(الجواب)زوجین میں سے کسی ایک کا مرتد ہونا فوراً نکاح کو فسخ کرتا ہے کما فی الدر المختار و ارتداد احدھما فسخ عاجل،(۴) پس جب کہ کوئی عورت مسلمہ آریہ یا عیسائی ہو گئی تو نکاح اس کا اس کے شوہر سے فوراً فسخ ہو گیا، اگر وہ پھر اسلام لاوے گی تو تجدید نکاح ضروری ہے اور فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ عورت اگر مرتد ہو جاوے تو اس کو مجبوراً مسلمان کیا جاوے اور شوہر اول سے تھوڑے سے مہر پر اس کا نکاح کیا جاوے۔(۵)

کلمہ کفر کے بعد بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے

(سوال ۲۶)ایک شخص ملازم نے ایک مجرم کو بحکم افسر گرفتار کیا۔بعد میں ایک دو آدمی نے آ کر اس ملازم سے کہا کہ یہ مجرم چھوڑ دو مگر ملازم نہ مانا اور اصرار کرنے پر ملازم کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے کہ اگر پیغمبر بھی آجائے یا کہے تو بھی میں نہیں چھوڑ سکتا، اس پر اس کو علماء نے کفر کا فتویٰ دے دیا ہے اور کہتے ہیں کہ تمہاری توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ آیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں، اور اس کو معافی کس طرح مل سکتی ہے۔

(الجواب) توبہ اس کی قبول ہو گی اس کو چاہئے کہ تجدید ایمان کرے اور توبہ کرے قال اللہ تعالیٰ وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ الآیۃ۔(۶)

---

(۱)مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۲۸۔ ظفیر۔
(۲)الاحزاب۔ ۲۔
(۳)وختم بی الرسل وانا خاتم النبیین متفق علیہ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۱) ظفیر۔
(۴)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹۔ط۔س۔ ج۳ص۱۹۳۔ ظفیر۔
(۵)لو ارتدت الخ تجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لھا بمھر یسیر کدینار وعلیہ الفتویٰ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج۲ ص ۵۴۰۔ط۔س۔ ج۳ص۱۹۴) ظفیر۔
(۶)

قرآن شریف کو ازراہ تمسخر پھینکنا کفر ہے

(سوال ۲۷) زید نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح عمر سے کر دیا۔ عمر محض بے علم جاہل فاسق فاجر تارک صلوۃ وصوم وزانی ہے، مریم کو ایذاء پہنچاتا ہے، بارہا قرآن شریف کو بوقت تلاوت پھینک دیا، اگر زید مریم کو اب پھر عمر کے یہاں بھیجے تو مریم ارادہ خودکشی کا رکھتی ہے اور عمر ارادہ مریم کے مارنے یا فروخت کرنے کا رکھتا ہے تو شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) قرآن شریف کا ازراہ استخفاف پھینک دینا کفر وارتداد ہے۔(۱) ایسی حالت میں اسکی زوجہ مریم اس کے نکاح سے خارج ہو گئی،(۲) پس مریم کو عمر کے گھر نہ بھیجی جاوے اور دوسرا نکاح اس کا بعد عدت کے درست ہے۔

کہنا کہ خدا اور قرآن سے فیض نہ ہوا کفر ہے

(سوال ۲۸) چند مسلمانوں نے ہنود کی طلب موافقت ومشارکت پر ہنود کے ساتھ راج گدی کو (کہ ایک مورت ہوتی ہے) کھلان اور پھول چڑھانے سے پوجا اور ہنود کے ساتھ جی جی بولتے گئے اور بعض نے ان میں سے یہ بھی کہا کہ ہم کو خدا اور قرآن سے کچھ فیض نہ ہوا تو وہ مشرک ہوئے یا نہ۔

(الجواب) اس صورت میں ان کو تجدید اسلام وتجدید نکاح لازم ہے کذا فی ردالمحتار وغیرہ۔(۴)

قرآن وحدیث وفقہ کو شیطانی کتابیں کہنا کفر وارتداد ہے

(سوال ۲۹) ایک مسلمان قرآن وحدیث پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کے نزدیک اس کو بیان کرتا ہے اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے ایسے شخص کو ایک مسلمان شیطان کہتا ہے اور قرآن وحدیث کو شیطان کی کتاب کہتا ہے، ایسے شخص کے بارہ میں کیا حکم شرعی ہے۔

(الجواب) پہلے یہ معلوم ہو جانا چاہئے کہ وہ شخص جس کو قرآن شریف اور حدیث شریف پر عمل کرنے والا بتلایا گیا ہے وہ مروج عامل بالحدیث یعنی کہی غیر مقلد تو نہیں ہے جو سلیقہ قرآن وحدیث کے سمجھنے کا اور تطبیق بین الاحادیث کا نہیں رکھتے اور فقہ اور کتب فقہ حنفیہ کا انکار اور خلاف کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ دعویٰ ان کا تو قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ پورے عامل قرآن وحدیث کے نہیں ہیں کہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہ کا خلاف کرتے ہیں اور ان پر طعن کرتے ہیں اور اگر وہ عامل بالحدیث والقرآن حنفی ہے اور موافق فقہ حنفی کے جو عین مطابق قرآن وحدیث کے ہے عمل کرتا ہے اور مقلد ہے حنفی سنی ہے تو ایسے عالم حنفی متبع سنت کو برا کہنا نہایت مذموم وقبیح ہے اور بہر حال قرآن وحدیث اور فقہ کو شیطانی کتاب کہنا والعیاذ

---

(۱) والکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا (در مختار) یعنی انه جزاء ه القتل علی وجه کونه حدا قوله لا تقبل توبته لان الحد لا یسقط بالتوبة وافادانه حکم الدنیا واما عند الله تعالیٰ فهی مقبولة (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۰. ط.س. ج ۴ ص ۲۳۱). (۲) وبا لجمله قد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقیق الایمان امور الا خلال بها اخلال بالایمان اتفاقا کسجود الصنم وقتل نبی والاستخفاف به وبالمصحف الخ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲. ط.س. ج ۴ ص ۲۲۲) ظفیر. (۳) وارتداد احد هما فسخ عاجل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج ۳ ص ۱۹۳) ظفیر. (۴) وبا لجملة فقد ضم الی التصدیق الخ فی تحقیق الایمان امور الا خلال بها اخلال بالایمان کسجود صنم وقتل نبی والاستخفاف به وبالمصحف الخ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲. ط.س. ج ۴ ص ۲۲۲) وارتداد احد هما فسخ عاجل (در مختار. ط.س. ج ۳ ص ۱۹۳) ظفیر.

باللہ کفر صریح وارتداد قبیح ہے۔(۱)

مشرکین کی اولاد بلوغ سے پہلے

(سوال ۳۰) اطفال مشرکین بلوغ تک دین والدین یعنی دین کفر پر ہیں یا دین اسلام پر۔

(الجواب) احادیث اس بارہ میں مختلف ہیں جیسا کہ کل مولود الخ وارد ہے اسی طرح ہم امن ابائهم اور الله اعلم بما كانوا عاملين وغیرہ بھی وارد ہے اور بحث اس میں طویل ہے اور کسی قدر شامی میں اوائل جنازہ میں بھی اس اختلاف کو بیان فرمایا ہے، اور محققین نے اگرچہ راجح اس کو کہا ہے کہ وہ اہل جنت ہیں لیکن یہ حکم اخروی ہے اور دنیاوی وظاہری حکم اسی تفصیل سے ہے جو فقہاء نے لکھا ہے کہ حکم اسلام صبی یا تبعاً لا حد الا بوین کیا جاتا ہے یا تبعاً للدار الاسلام وغیرہ یا یہ کہ خود صبی عاقلاً اسلام لاوے کما فی الدر المختار و ردالمحتار وغیرہ۔(۲)

قرآن عزیز کو گالی دینا کفر ہے

(سوال ۳۱) ایک شخص نے بحق قرآن عزیز مجمع عام میں بغیر از ارتفاع موانع شرعیہ گالی گلوچ دی والعیاذ باللہ تعالیٰ تو کیا یہ شخص شرعاً کافر ہوا یانہ اور تجدید نکاح و تلقین وغیرہ امور شرعیہ بھی ضروری ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کے ارتداد میں کچھ شبہ نہیں ہے تجدید اسلام و تجدید نکاح اس کو ضروری ہے۔(۳)

اذان کو سانپ کی آواز سے تشبیہ دینا کفر ہے

(سوال ۳۲) زید فاسق فاجر ہے اور ہنود سے راہ ورسم رکھتا ہے، عشاء کی اذان جب مئوذن نے کہی تو کلمات اذان سن کر زید نے ایک ہندو سے کہا کہ کاکاڈونڑھا بولا کھانا لاؤ اس طرف ڈونڑھا سانپ کو کہتے ہیں جو نہایت حقیر سمجھا جاتا ہے، اس صورت میں زید کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے اور عمر اس کو سزا دے سکتا ہے یا نہیں، اور زید کس سزا کا مستحق ہے۔ عمر کہتا ہے کہ زید کو اول کلمہ پڑھنا چاہئے اور توبہ کرنا چاہئے، کلمہ پڑھنا اور توبہ کرنا اس کا ضروری ہے۔

(الجواب) زید کے یہ کلمات کفر کے ہیں بے شک اس کو توبہ و تجدید ایمان اور تجدید اسلام کرنا چاہئے اور کچھ سزا تم اس زمانہ میں نہیں دے سکتا اور نہ شرعاً موجودہ زمانہ میں وہ مکلف سزا دینے کا ہے لہذا صرف زید سے کہا جاوے کہ وہ توبہ کرے اور کلمہ پڑھے تاکہ پھر وہ مسلمان ہو۔(۴)

---

(۱) ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او ینقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منه امراته (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۳ ط.س. ج ۴ ص ۲۳۴) ظفیر۔

(۲) (الا صح ان الا نبیاء لا یسئلون ولا اطفال المومنین وتوقف الامام فی اطفال المشرکین وقیل هم خدام اهل الجنة (در مختار) قوله توقف الا مام الخ ای فی انهم یسئلون وفی انهم فی الجنة او النار و قال ابن الهمام فی مسائرته وقد اختلف فی سوال اطفال المشرکین وفی دخولهم الجنة اوالنار فتردد فیهم ابو حنیفة وغیرہ وقدوردت فیهم اخبار متعارضة فالسبیل تفویض امرهم الی اللہ تعالی وقال محمد بن الحسن اعلم ان اللہ لا یعذب احدا بلا ذنب اھ وقال ابو البرکات النسفی عن ابی حنیفة الروایة الصحیحة انهم فی المشیئة لظاهر الحدیث الصحیح اللہ اعلم بما کانوا عاملین (رد المحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۷۹۸ ط.س. ج ۲ ص ۱۹۲) ظفیر۔

(۳) وبالجملة فقد ضم الی التصدیق الخ امور الا خلال بها اخلال بالا یمان کقتل نبی والا ستخفاف به وبالمصحف الخ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج ۴ ص ۲۲۲) ظفیر۔

(۴) ویظهر من هذا ان ماکان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الا ستخفاف الخ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج ۴ ص ۲۲۲) ظفیر۔

مجھے اسلام کی ضرورت نہیں یہ کلمہ کفر ہے۔

(سوال ۳۳) ایک شخص نے کہا اے میرے پچھلے سال والے خدا، دوسرے شخص نے اس کو کہا کہ یہ کلمہ کفر ہے اس سے دو خدا ثابت ہوتے ہیں اور آدمی کافر ہو جاتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے اسلام کی ضرورت نہیں ہے میں رام رام کروں گا، کیا ایسا شخص مسلمان رہ سکتا ہے اور اس کے واسطے کیا حکم ہے۔

(الجواب) پہلے کلمہ سے تو کفر نہیں ہوا تھا کیونکہ اس کا مطلب یہ لینا چاہئے کہ اے میرے ہمیشہ کے خدا کماورد فهو الآن كما كان، مگر دوسرے شخص نے جو اپنی جہالت اور غلطی سے اس سے یہ کہہ دیا کہ یہ کلمہ کفر کا ہے اور اس پر اس نے یہ کہا کہ مجھے اسلام کی ضرورت نہیں ہے الخ یہ کلمہ کفر کا ہے پس وہ شخص توبہ کرے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے۔(۱)

مجھے خدا و رسول سے کچھ واسطہ نہیں یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۳۴) ایک شخص نے پانچ چھ آدمیوں کے روبرو علی الاعلان یہ کہا کہ مجھ کو خدا اور رسول سے کچھ واسطہ نہیں، وہ شخص مسلمان رہا یا نہیں۔

(الجواب) یہ کلمہ کفر کا ہے اس شخص کو توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا چاہئے اور آئندہ ایسے کلمات سے احتراز کرنا چاہئے۔(۲)

حرام کو حلال سمجھنے والے کا حکم

(سوال ۳۵) فعل حرام کو حلال سمجھ کر کرنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس میں تفصیل ہے جو کہ شامی باب المرتد میں مذکور ہے حاصل یہ ہے کہ ہر ایک حرام کو حلال سمجھنے والا یا بر عکس کافر نہیں ہے، بلکہ اس میں چند قیود ہیں جو کہ کتاب مذکور کے موقع مذکور میں منقول ہیں اس میں ملاحظہ فرمالیویں۔(۳)

حضرت حق جل مجدہ کو بڈھا کہنا یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۳۶) زید نے کسی بات میں یہ کہا کہ خدا کیا ہمارے سے اچھا ہے اور ہم بھی تو خدا ہیں مکرر سہ کرر یہ الفاظ کہے اور ایک مرتبہ رمضان شریف سے دو تین روز پہلے عمر نے یہ الفاظ کہے کہ اب دو تین روز میں بڈھے کا حکم ماننا پڑے گا یعنی روزہ رکھنا پڑے گا، اور یہ کہ اللہ پاک تو بہت روز کا ہے کیا اب تک بڈھا نہیں ہوا ہوگا ۔ اس صورت میں کیا حکم عمر پر شرعاً عائد ہوتا ہے، بیان فرمائیں۔

(الجواب) یہ کلمات عمر کے کفر کے ہیں تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرے، اور تجدید ایمان نہ کرے اس کے پیچھے نماز

(۱) من هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقده للا ستخفاف فهم لكفر العناد (در مختار) هزل اى تكلم به باختياره غير قاصد معناه (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج ٤ ص ۲۲۲) ظفير.

(۲) والحاصل ان من تكلم بكلمة الكفر ها زلاً او لا عباً كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده كما صرح به الخانية (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج ٤ ص ۲۲۲) مايكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل والنكاح الخ وما فيه خلاف يومر بالا ستغفار والتوبة وتجديد النكاح (در مختار) قوله والتوبة اى تجديد الا سلام (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤١٤ ط.س. ج ۲ ص ۲٤٦) ظفير.

(۳) والا صل ان من اعتقد الحرام حلالاً فان كان حراما لغيره كمال الغير لايكفروان كان بعينه فان دليله قطعيا كفر والا فلا الخ فيكفر اذا قال الخمر ليس بحرام (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج ۲ ص ۲۲۳).

نہ پڑھیں۔(۱)

شریعت کو گالی دینے والا کافر ہے

(سوال ۳۷) شخص دیگر مرا گفت کہ بامادر مذہب او زنا خواہم کرد پس یکے از حضار مجلس گفت کہ تمارا حکم سخت خواہد رسید کہ جائے شریعت رویم واندریں بارہ استغاثہ نمایم کہ شما بہ نسبت مذہب سب و شتم نمودی۔ دیگر مرتبہ شخص مذکور سباب گفت کہ بامادر شرع کنندہ زنا خواہم کرد وبامادر شرع ہم زنا می کنم، دریں صورت چہ حکم می رسد بر قائلین الفاظ مذکورہ۔

(الجواب) قال فی الدر المختار و کما لو سجد لصنم او وضع مصحفاً فی قاذورة فانه یکفر الخ واشار بقوله للاستخفاف فان فعل ذلك استخفاف واستهانة بالدین فهو امارة عدم التصدیق الخ ج ۳ ص ۳۸٤ ردالمحتار (۲) وفی شرح الفقه الاکبر و فی المحیط من جلس علی مکان مرتفع ویسألون منه مسائل بطریق الاستهزاء ثم یضربونه بالو سائد ای مثلاً وهم یضحکون کفروا جمیعاً لاستخفافهم بالشرع و کذا لو لم یجلس علی المکان المرتفع الخ۔ (۳) پس معلوم شد کہ سباب شرع کافر است والعیاذ باللہ۔

یہ کہنا کہ جب رسول اللہ وفات پاگئے تو ایمان بھی مر گیا، کفر نہیں ہے

(سوال ۳۸) زید کا قول ہے کہ جو لوگ محض رسول ہی پر ایمان لائے تھے جب رسول وفات پاگئے تو ان کے ایمان بھی مر گئے، جو محض رسول ہی پر ایمان لائے تھے آیا زید پر شرعاً تکفیر ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کی تکفیر نہ کی جاوے گی کیونکہ اس کا مطلب اپنی غلط فہمی سے غالباً ایسا ہوگا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بعد وفات آنحضرت ﷺ خطبہ پڑھا تھا اور ان لوگوں کو متنبہ فرمایا تھا جو کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ وفات نہیں ہوئی اس خطبہ میں یہ الفاظ منقول ہیں من کان یعبد محمداً قدمات ومن کان یعبد الله فکان الله حیٌّ لا یموت الخ (۴) یعنی جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا سو واضح ہو کہ محمد ﷺ کی وفات ہو گئی اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا سو اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہ مرے گا۔ الخ لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے اور وہ زید کے قول کے خلاف ہے اگرچہ زید غلطی سے ایسا سمجھا ہو، پس زید کا الفاظ مذکورہ کہنا غلط اور باطل ہے کیونکہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے ظاہر ہے کہ وہ توحید و رسالت و تمام امور شرعیہ پر ایمان لائے لہٰذا وہ مومن کامل ہیں اور بعد وفات آنحضرت ﷺ کے بھی وہ مومن رہے اور ایمان ان کا کامل رہا، پس الفاظ مذکور کہنا زید کو جائز نہیں ہے، اور یہ اس کی جہالت کی بات ہے لیکن بوجہ امکان تاویل اس کو کافر نہ کہیں گے مگر وہ گناہگار سخت ہے توبہ کرے اور آئندہ ایسے الفاظ زبان سے نہ نکالے۔(۵)

---

(۱) یکفر اذا وصف الله تعالی بما لا یلیق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره او الکر وعده ووعیده او جعل له شریك او ولدا الخ (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج ۲ ص ۲۵۸ .ط.ماجدیه. ج۲ص۲۵۸) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب المرتد ج۳ ص . ط.س.ج٤ص ۲۲۲ (۳) شرح فقه اکبر ص ۲۱۳ و ص ۲۱٤. (٤) اعلم انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المرتد.ط.س.ج٤ص۲۳۹.

یہ کہا کہ اگر نماز ہی سے مسلمان ہوتا ہے تو میں کافر ہی سہی

(سوال ۳۹) زید سے کسی نے یہ کہا کہ تم مسلمان ہو تم کو نماز پڑھنا چاہئے، تم کیسے مسلمان ہو جو نماز نہیں پڑھتے ہو، اس نے صاف یہ کہا کہ اگر نماز ہی سے مسلمانی ہے تو میں کافر ہی سہی یا کوئی شخص یہ کہے کہ جاؤ جاؤ تم ہی بڑے نمازی ہو تم ہی جنت کو جانا ہم دوزخ ہی میں رہیں گے ایسے لوگ مسلمان ہیں یا کافر۔

(الجواب) یہ کلمہ کفر کا ہے وہ شخص کافر ہو گیا اس کو توبہ و تجدید اسلام کرنا لازم ہے۔(۱)

شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال ۴۰) زید تنہا عیسائی ہو گیا اس کی زوجہ و دیگر اہل کنبہ بدستور اسلام پر مستقیم رہے تو اس کی زوجہ کو کچھ سال کے بعد نکاح ثانی کرنے کے لئے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید جب عیسائی ہو گیا اور اس کی زوجہ مسلمان رہی تو نکاح اس کا فوراً فسخ ہو گیا بعد عدت کے اس کو دوسرا نکاح کرنا جائز اور درست ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل. (۲)

جو اسلام کو برا کہے اور گالی دے وہ اسلام سے خارج ہے

(سوال ۴۱) اگر کوئی شخص اہل اسلام اور مذہب اسلام کی توہین کرے اور برے الفاظ بولے اور گالی گفتار دیوے ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے کہ جو شخص دین اسلام کو برا کہے اور گالیاں دے وہ اسلام سے خارج ہے اس کو لازم ہے کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام کرے اور تجدید نکاح کرے ورنہ اس سے اہل اسلام کو متارکت اور علیٰحدگی فرض ہے۔(۳)

رسول کو گالی دینے سے کافر ہو گا

(سوال ۴۲) ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو مارا، عورت نے شوہر سے کہا کہ خدا و رسول کے واسطے مجھ کو نہ مار، اس پر اس کے خاوند نے خدا اور رسول کی شان میں سخت گالیاں دی وہ کافر ہوا یا نہیں؟ اور اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہوئی اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور اولاد کی پرورش کا حق کس کو ہے۔

(الجواب) وہ شخص کافر ہو گیا،(۴) اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور اولاد کی پرورش بھی وہی کرے گی۔(۵)

---

(۱) اعلم انه اذا تكلم بكلمة الكفر عالما بمعنا ها ولا يعتقد معنا ها لكن صدرت عنه من غير اكراه بل مع طواعية فانه يحكم عليه بالكفر الخ (شرح فقه اكبر ص ۳۰۲) ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۱ ص ۵۳۹ ط.س. ج۲ ص. ظفير.
(۳) وعلى هذا ينبغي انه يكفر من شتم دين مسلم ولكن يمكن التاويل.
(۴) يكفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او سخر باسم من اسمائه الخ او نسبه الى الجهل او العجز او النقص (عالمگيرى مصرى موجبات الكفر ج ۲ ص ۲۵۸ ط. ماجديه ج۲ ص ۲۵۸) ظفير.
(۵) وارتداد احدهما فسخ عاجل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج ۳ .۱۹۳) ظفير.

تناسخ کا قائل اور جنت ودوزخ کا منکر کافر وملحد ہے

(سوال ۴۳) ایک مسلمان کے عقائد حسب ذیل ہیں، تناسخ کا قائل ہونا۔ دوزخ وجنت کا منکر ہونا، اس زندگی کے بعد بھی اسی طرح دوامائرقی کرتے رہنا، قرآن شریف کو مثل دیگر تصانیف کے سمجھنا اور لیٹ کر پڑھنا، یاجوج ماجوج وغیرہ واقعات کا منکر ہونا، اور یہ کہنا کہ میں نے فلاں کتاب فلسفہ کو قرآن پر ترجیح دے دی ہے اور جو وقت قرآن شریف کے پڑھنے میں صرف کرتا وہ ہی اس میں کرتا ہوں، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) ان عقائد وافعال میں بعض کفر والحاد اور بعض غیر ثابت وحرام ہیں اور بعض سوءادبی میں داخل ہیں، پس جس شخص کے یہ تمام عقائد ہوں وہ مومن ومسلم نہیں ہے کافر وملحد وزندیق ہے ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو اس سے متارکت کرنا لازم ہے اور اگر حکومت اسلام کی ہو تو ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔(۱)

پیر کو خدا کہنا اور سمجھنا کفر ہے

(سوال ۴۴) ایک شخص پیر کو سجدہ کرتا ہے اور خدا کہتا ہے اور علماء کو دشنام دیتا ہے اور کعبہ سے افضل سمجھ کر دوسری طرف سے نفل پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارا علم صدری ہے اس کا خدا کو بھی پتہ نہیں العیاذ باللہ تعالیٰ ان الفاظ سے کفر لازم آتا ہے یا نہیں، جو عالم یہ کہے کہ توحید کا اقرار اور رسالت کا اقرار قلبی کافی ہے، اگرچہ زبانی کیسا ہی اشد لفظ کفر کا کہے اس سے کفر لازم نہیں آتا۔ اس کی نسبت شرعی حکم کیا ہے۔

(الجواب) بے شبہ افعال واقوال مذکورہ کفر کے افعال واقوال ہیں، پیر کو خدا کہنا اور سمجھنا اور شریعت کی توہین کرنا یہ ایسے امور ہیں کہ ان کے کفر ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے۔(۲) اور ایسا مولوی جو کہ ان امور کفریہ پر بھی ان کے قائل کی تکفیر نہ کرے گمراہ ہے اور لائق اقتداء وامامت کے نہیں ہے۔

دین اسلام کے بارے میں بیہودہ گوئی صریح کفر ہے

(سوال ۴۵) نصیر آباد میں مسلمانان نے ایک عام مذہبی تحریک کی کہ ہر قوم وگروہ میں شراب نوشی وقماربازی ونیز داڑھی منڈانے کا انسداد عمل میں لایا جاوے نماز پنجوقتہ وجمعہ پابندی سے ادا کرے اموات کی تجہیز وتکفین میں ضرور شریک ہو، جو اس کے خلاف کرے گا وہ برادری سے خارج ہوگا، باوجود اس کے عمر نے داڑھی منڈائی قوم نے اس کو بلا کر دریافت کیا تو عمر نے قوم کو فحش کلام سے جواب دیا اور اسلام ومذہب کی شان میں بیہودہ وفحش بکا اس لئے قوم نے اس کو خارج از برادری کر دیا، شرعاً ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) دین اسلام کے بارے میں بیہودہ گوئی اور فحش کلام صریح کفر ہے۔(۳) پس ایسا شخص جو اسلام کو برا کہے اور توہین دین اسلام کرے وہ کافر ہے اس کو مسلمان نہ سمجھنا چاہئے اور تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام نہ کرے اس وقت تک اس کو مسلمان نہ سمجھا جاوے اور داخل برادری اسلام نہ کیا جاوے۔

---

(۱) من انکروا لقیامة اوالجنة اوالنار الخ یکفر (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج ۲ ص ۲۷۴. ط ماجدیہ ج ۲ ص ۲۷۴) (۲) ویخاف علیه الکفر اذا شتم عالما من غیر سبب (عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۰. ط ماجدیہ ج ۲ ص ۲۷۰) (۳) رجل قال للآخر مسلمانم تہ فقال له لعنت برتو وبر مسلمانی تو یکفر کذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۵. ط ماجدیہ ج ۲ ص ۲۵۷) ظفیر

قرآن شریف تحقیراً پھینکنا کفر ہے

(سوال ٤٦) ایک عورت اور اس کے شوہر میں آجاتی ہے، شوہر اس کو نان ونفقہ نہیں دیتا نہ طلاق دیتا ہے اور عورت کو زدوکوب کرتا ہے ایک دفعہ عورت قرآن شریف کی تلاوت کر رہی تھی اس کے پاس سے قرآن مجید لے کر شوہر نے پھینک دیا تو اس حالت میں عورت بلا طلاق شوہر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) قرآن شریف کو پھینک دینا استخفاف بالقرآن الکریم ہے اور یہ امر موجب کفر وارتداد ہے لہذا اس فعل سے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور عدت کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے

خدا کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے

(سوال ٤٧) باپ بیٹے میں لڑائی ہوئی، باپ نے کہا کہ یا یار خدایا میں انصاف تجھ کو دیتا ہوں، اس پر لڑکا کہتا ہے کہ تو تیرے خدا سے باہم بد فعلی کر والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس کے کہنے سے وہ کافر ہو لایا نہ اور اس کی زوجہ مطلقہ ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں وہ بیٹا کافر اور مرتد ہو گیا اور اس کی زوجہ فوراً اس کے نکاح سے خارج ہو گئی۔

اگر کوئی کہے کہ میں مسائل شرعیہ سے منحرف ہوں تو یہ کفر ہے

(سوال ٤٧) فتح محمد نے اپنی آراضی قیمۃً نور محمد کو بیع کر دی۔ وقت بیع قرآن شریف اٹھا کر یہ عہد کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ضامن ہیں اور شاہد ہیں میں اس کے خلاف ہرگز نہیں کروں گا ایک مدت تک مشتری کا قبضہ آراضی پر رہا اس کے بعد بائع نے آراضی دوسرے شخص کو بیع کر دی۔ جب اس سے کہا گیا تو جواب دیا کہ بیع کے وقت میں نے دھوکہ دے کر قیمت وصول کی اور قرآن شریف کے ساتھ استہزاء کیا۔ اور مسائل شرعیہ سے معرض ہوں شخص مذکور اور اراضی وقیمت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) دھوکہ دینا کسی مسلمان کو اور اس سے معاملہ بیع کا کر کے منحرف ہونا حرام ہے اور وہ شخص جو مرتکب اس کا ہوا فاسق ہے اور بصورت بیع نہ دینے کے واپس کرنا قیمت کا اس پر لازم ہے۔ اور اگر اس نے صاف یہ کہا ہے کہ ..... قرآن کے ساتھ استہزاء کیا ہے اور مسائل شرعیہ سے منحرف ہوں تو یہ قول اس کا کفر وارتداد ہے العیاذ باللہ۔(۱)

کلمات کفر کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے

(سوال ٤٨) کلمات کفر اور افعال کفر سے زوجہ مطلقہ ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) کلمات کفر میں تجدید نکاح ضروری ہے۔(۲)

انبیاء علیہم السلام کی شان میں سب وشتم کرنے والا کافر ہے

(سوال ٤٩) ماقولکم من سب وشتم الا نبیاء علیہم السلام کلھم عامداً صریحاً وسب کتاباً فیہ ذکرھم سبا باً قبیحاً فی جماعۃ من المسلمین وای الا حکام جاریۃ علیہ مع کونہ مسلماً۔

---

(۱) یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لایلیق بہ الخ (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج ۲ ص ۳۵۷ ط. ماجدیہ ج۲ ص۲۵۸) ظفیر (۲) اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن او سخر بایۃ من القرآن او عاب کفر (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۶۶ ط. ماجدیہ ج۲ ص۲۶۶) ظفیر

(الجواب)لا ریب فی کفر من تفوہ بھذا الکلام ۔(۱)

قرآن مجید کی توہین کرنا کفر ہے

(سوال ۵۰)ایک شخص کی بیوی تلاوت قرآن شریف کی کررہی تھی اس نے زوجہ پر خفا ہو کر قرآن شریف کی بے ادبی ہاتھ اور زبان سے کی وہ مسلمان رہا یا نہیں اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب) قرآن شریف کی توہین اور استخفاف کرنا کفر وارتداد ہے اور کفر ارتداد احد الزوجین موجب فسخ نکاح ہے کما فی ردالمحتار قال فی المسایرة وبالجملة فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقیق الا یمان امور الا خلال بھا اخلال بالا یمان اتفاقاً کسجود الصنم وقتل نبی والا ستخفاف به وبا لمصحف والکعبة۔(۲)

کلمہ کفر کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے

(سوال ۵۱)ہر کلمہ کفر سے تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں، تجدید نکاح کی کیا صورت ہے۔

(الجواب)ضروری ہے اور نکاح ثانی مثل نکاح اول کے مہر وغیرہ کے ساتھ ہونا چاہئے۔(۳)

یہ کہنا کہ خدا مر گیا نماز کس کی پڑھیں کفر ہے

(سوال ۵۲)جو شخص تارک الصلوٰۃ ہو اور سلفہ نشہ بھنگ پیوے اور علانیہ یہ کہے کہ نماز کس کی پڑھیں کیا خدا مر گیا والعیاذ باللہ تعالیٰ ایسے شخص کے جنازہ کی نماز پڑھنا یا رسم شادی کرنا جائز ہے یا نہیں، جو امام ایسے لوگوں سے برتاؤ رکھے اور شادی میں جوڑا اور نذرانہ ان سے لیوے اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور یہی گیارہویں کو منع کرتا ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب)ایسا شخص جو نماز کے بارے میں ایسے الفاظ کہتا ہے کافر ہے۔(۴)اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے اور شادی وغیرہ میں شرکت نہ کی جاوے اور جو امام ہو کر ایسے شخص سے میل جول رکھے اور جوڑا و نذرانہ لیوے وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور جب تک وہ توبہ نہ کرے امام بنانا اس کو حرام ہے اور گیارہویں کی تخصیص کو بے شک علماء حقانی بدعت اور ناجائز فرماتے ہیں، اگر ایصال ثواب کرنا ہو تو بلا قید گیارہویں کے کسی تاریخ اور دن میں کھانا وغیرہ فقراء کو بہ نیت ایصال ثواب بروح حضرت غوث الثقلینؒ دے دیوے اور اغنیاء اس میں سے نہ کھاویں۔

---

(۱)سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش الخ قال یکفر لا نه شتم لهم واستخفاف بهم (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۶۳ ط ماجدیه ج۲ص۲۶۳) ظفیر

(۲) ردالمحتار باب المرتد ج۳ ص ۳۹۲ ط ماجدیه ج۲ص ۲۲۲ ۔ ظفیر ۔

(۳)وینعقد النکاح بایجاب من احد هما وقبول من الا خر (د رمختار کتاب النکاح ط س ج۳ص۹)۔

(٤)سئل عمن ینسب الی الا نبیاء الفواحش الخ قال یکفر لانه شتم لهم و استخفاف بهم (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج ۲ ص ۲٦۳ ط ماجدیه ج۲ص ۲٦۳) ظفیر۔

چند وہ کلمات جن سے کفر لازم آتا ہے

(سوال ۵۳) جو شخص یہ کہے کہ (الف) روزہ بھوکوں کے لئے ہے جس کے اناج نہ ہو وہ روزہ رکھے، ہماری مسجد ہمارا چاہ ہے، سور ہمارے پیچھے نہ تو ہیں۔ (ب) شراب، موئی، بھنگ کون حرام کرتا ہے یہ تو پیغمبروں نے پی ہے ہم بھی پیویں گے نہ ہم توبہ کریں گے (د) جو لوگ ہمیں احکام بالا سے روکتے ہیں وہ لوگ یزید ہیں، ہم لوگوں نے ان کا حقہ پانی بند کر دیا ہے ایسے سیدوں کو مسلمان سمجھنا اور تعظیم کرنا اور امداد کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) یہ اقوال ان کے سخت معصیۃ کے ہیں کہ خوف کفر ہے اور نصوص شرعیہ کے خلاف ہیں ان پر توبہ کرنا لازم ہے ورنہ مسلمانان کو ان سے بالکل متارکت کر دینی چاہئے اور ان کی غمی و شادی میں شریک ہونا نہ چاہئے۔

(ب) یہ قول بھی غلط اور صریح گمراہی ہے اور اس میں خوف کفر ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

(د) یزید کے سے افعال ان کے ہیں نہ ان کے جو ان امور محرمہ سے منع کرتے ہیں بلکہ منع کرنے والے عین حق پر ہیں اور مرتکب افعال محرمہ فاسق و فاجر ہیں، پس ایسے سیدوں کو نافرمان شریعت کا اور مخالفت دین کا اور فاسق سمجھنا چاہئے، جب تک وہ توبہ نہ کریں اس وقت تک ان کے ساتھ میل جول نہ رکھنا چاہئے اور ان کی تعظیم نہ کرنی چاہئے اور جو لوگ ان کا ساتھ دیں ظالم و فاسق ہیں اور معاون ہیں معصیت پر۔(۱)

کہنا کہ میرے جسم میں جب تک طاقت ہے خدا و رسول کو کچھ نہیں سمجھتا کفر ہے

(سوال ۵۴) ایک شخص نے کسی بات پر یہ الفاظ کہے کہ جس وقت تک میرے جسم میں قوت ہے میں خدا اور رسول کو کچھ نہیں سمجھتا والعیاذ باللہ تعالیٰ ایسے شخص کے گھر کھانا پینا اور اس سے ملنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ شخص کافر و مرتد ہے اس کے ساتھ ملنا جلنا اور کھانا پینا ناجائز ہے، اس سے مسلمانوں کو بالکل علیٰحدگی کرنا چاہئے جب تک کہ وہ تجدید اسلام نہ کرے اور توبہ نہ کرے۔(۲)

خدا کو مرغ اور آدمی کہنے والا کافر ہے

(سوال ۵۵) زید کہتا ہے کہ خدا مرغ ہے اور آدمی ہے نعوذ باللہ تو کافر ہے یا نہیں۔

(الجواب) کافر ہے۔(۳)

والدین کی شان میں اور حق تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا حکم

(سوال ۵۶) جو شخص اپنے والد کو دلہ، دیوس، کنجر، بے غیرت، بے حیا، اور والدہ کو حرامزادی، گشتی، بد چلن بد معاش، بدکار وغیرہ کلمات کہے اور جب ذکر خداوند کریم کے نام پاک کا کیا جاوے تو وہ الفاظ ادا کرے جو ایک کافر مشرک بھی نہ کرے، ایسے شخص کی نسبت شریعت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) ایسا شخص فاسق و ظالم و عاق والدین ہے اور حق تعالیٰ شانہ کی شان مقدس میں کوئی لفظ گستاخی کا کہنا کفر

---

(۱) سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش الخ قال یکفر لانہ شتم لہم واستخفاف بہم (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج۲ ص ۲۶۳ ط. ماجدیہ ج۲ ص ۲۶۳) ظفیر. (۲) ومن قال لا ادری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان انسیا او جنیا یکفر (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۶۳ ط. ماجدیہ ج۲ ص ۲۶۳) ظفیر. (۳) یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ الخ او نسبہ الی الجہل او النقص (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۵۸ ط. ماجدیہ ج۲ ص ۲۵۸) ظفیر.

وارتداد ہے۔(۱) والعیاذ باللّٰہ العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العزیز الحکیم۔

واقعہ معراج، قیامت وغیرہ کا منکر کافر ہے

(سوال ۵۷) زید احکام وواقعہ معراج رسول اللہ ﷺ سے قطعی انکار کرتا ہے۔

(۲) زید قرآن شریف کے احکام کا مضحکہ اڑاتا ہے کہ قرآن شریف لچر کلام سے پر ہے۔

(۳) زید اطاعت احکام خلیفۃ المسلمین سے انکار کرتا ہے اور منصب خلافت کو مسلم کے لئے غیر ضروری بتاتا ہے۔

(۴) زید منکر قیامت ہے یعنی دنیا کو لافانی سمجھتا ہے۔

(۵) علماء دین کی توہین کرتا ہے اور گالیاں دیتا ہے۔

(۶) تحریک ترک موالات کو ذاتی اختراع علماء دین کا گردانتا ہے۔

(الجواب) (از ۱ تا ۶) ایسا شخص جس کے احوال سوالات میں ذکر کئے ہیں کافر و مرتد ہے مسلمان نہیں ہے، ایسے شخص کو مسلمان نہ سمجھنا چاہئے۔ اور اہل اسلام کا سا معاملہ اس کے ساتھ نہ کرنا چاہئے۔(۲)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے کفر میں شبہ نہیں ہے

(سوال ۵۸) عموماً اور خصوصاً مبایعین اور مصدقین مرزا غلام احمد قادیانی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ کتب دینیات میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجہ کفر کی پائی جاویں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اس کو کافر نہ کہا جاوے گا، اور حدیث میں ارشاد ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہئے عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ انہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللّٰہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللّٰہ فی ذمتہ دوسری حدیث یہ ہے من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ اور رسالہ استنکاف المسلمین میں دربارہ ترک موالات مرزائیاں جو فتویٰ علماء دین نے مفتی بہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے معتقدین ومبایعین پر کفر کے لگائے ہیں ان کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور حسب ذیل آیات کو پیش کرتے ہیں ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا اور مرزا کے مسلمان ہونے کے ثبوت میں ایک پرچہ بھی جس پر چند مبایعین ومصدقین کے دستخط ہیں پیش کرتے ہیں جو ہمرشتہ ہذا ہے، اب علماء کرام سے یہ عرض ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے تو مرزا اور اس کے معتقدین بھی اہل قبلہ اور کلمہ گو ہیں علماء دین ان پر کفر کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں اور پرچہ منسلکہ پر اعتبار کرنا چاہئے یا نہیں، اور جو شخص مرزا اور اس کی جماعت کو مسلمان سمجھے اور اس کی نسبت کیا حکم ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے اتباع ومریدین کے کفر وارتداد میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے، اس میں ایک وجہ بھی اسلام کی باقی نہیں رہی، تمام وجوہ کفر وارتداد کی ہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی پیغمبر کی

---

(۱) ایضاً ظفیر ط ماجدیہ ج۲ ص۲۵۸

(۲) اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن او تسخر بایۃ من القرآن او عاب کفر (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۶۶) من انکر القیامۃ او الجنۃ الخ یکفر (عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۴ ط ماجدیہ ج۲ ص ۲۷۴) ظفیر۔

توہین باتفاق کفر ہے اور سب و شتم انبیاء ارتداد صریح ہے بعد اس کے کوئی وجہ اسلام کی اس شخص میں باقی نہیں رہتی نہ توحید باقی رہتی اور نہ اقرار رسالت اور تفصیل اس کی کتابوں اور رسالوں میں موجود ہے اس کو ملاحظہ کریں اور مرزا مذکور کے تمام کفریات اور عقائد باطلہ کو علماء نے جمع کر کے ایک جگہ شائع کیا ہے اور طبع کرایا ہے اس کو دیکھ لیں اور اشتہار مسلکہ بالکل کذب صریح ہے، اس میں مرزا کے کفر کو چھپایا گیا ہے وہ قابل اعتبار نہیں ہے، پس جو شخص مرزا مذکور اور اس کے اتباع کو مسلمان سمجھے اور ان کے کفر کا اظہار نہ کرے وہ جاہل و عاصی ہے اور سخت گناہگار ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے اس کو ہرگز امام نہ بنایا جاوے۔(۱)

اللہ ورسول اور دین اسلام کا منکر کافر ہے

(سوال ۵۹)ایک شخص سے قربانی عیدالاضحیٰ کے متعلق مشورہ کیا گیا اس نے جواب دیا کہ میں اس کام میں شریک نہیں ہو سکتا اور خدا اور رسول سے اور دین اسلام سے بھی منکر ہوں باوجودیکہ وہ مسلمان پابند صوم وصلوٰۃ ہے اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

(الجواب)جو شخص ایسا کلمہ کفر کا کہے کہ معاذ اللہ وہ شخص خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام سے منکر ہے تو وہ کافر ہے اور اسلام سے خارج ہے اس کو لازم ہے۔(۲) کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے اور آئندہ ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالے۔(۳)

چیچک کو دیوی تصور کرنا اور چڑھاوا چڑھانا امور شرکیہ میں سے ہے

(سوال ۶۰)چیچک کے دورہ میں لوگ چیچک کو مرض تصور نہیں کرتے بلکہ ایک دیوی کا تصور کرتے ہیں اور اس کا نام بھی تعظیم سے لیتے ہیں۔ اور ہندو عورتوں کو جمع کر کے ان کے مذہب کے موافق رسوم ادا کرتے ہیں اور دریا کے کنارے گانا بجانا ہوتا ہے اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں جو لوگ مرد یا عورت اس قسم کی رسوم کرتے ہیں وہ کافر و مرتد ہیں یا نہیں اور وہ اپنی عورتوں سے نکاح پھر سے کریں یا کیا۔

(الجواب)جو عورتیں اور مرد ایسے رسوم کو ادا کرتے ہیں وہ فاسق و عاصی ہیں ان کو توبہ کرنا چاہئے اور کافر و مرتد کہنے میں ان کے احتیاط کرنی چاہئے اگر رسوم مذکورہ کے رسوم شرکیہ ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے تاہم تکفیر میں احتیاط کرنا بہتر ہے کیونکہ فقہاء نے اس بارہ میں ایسا ہی لکھا ہے اور تکفیر میں بہت احتیاط کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن

---

(۱)والکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حدا او لا تقبل توبته مطلقا الخ حق عبدلا یزول بالتوبة ومن شك فی عذابه و کفره کفر و تمامه فی الدر (درمختار) اجمع المسلمون ان شاتمه کافر و حکم القتل ومن شك فی عذابه و کفره کفرا لخ وفیها من نقص مقام الرسالة بان سبه صلی الله علیه وسلم او بفعله بان بغضه بقلبه قتل حدا الخ لکن صرح فی اخرا لشفاء بان حکمه کالمرتد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۰ وج۳ ص ۴۰۱ ط.س ج ۴ ۲۳۱)ظفیر

(۲)من شك فی ایمانه فهو کافر الخ ومن لا یرضی من الا یمان فهو کافر (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج ۲ ص ۲۵۷ ط.س. ماجدیه ج۲ص ۲۵۷) ظفیر

(۳)مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده او لاد زنا و مافیه خلاف یومر بالا ستغفار والتوبة وتجدید النکاح (در مختار) ذکر فی نور العین ویجدد بینهما النکاح ان رضیت زوجة بالعودا لیه والا فلا تجبر قوله والتوبة ای تجدید الا سلام (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۱۴ ط.س ج ۴ ۲۴۶) ظفیر

تجدید نکاح بہتر اور احوط ہے اور تاوقتیکہ یہ لوگ امور مذکورہ و رسوم شرکیہ سے تائب نہ ہوں ان سے علیحدگی اور مقاطعت مناسب ہے۔(۱)

ویدو قرآن میں جو فرق کا قائل نہ ہوں

(سوال ۶۱) جو شخص اپنے ایسے وعظ میں قوم مسلم و دیگر اقوام مثل ہنود کا اجتماع ہو مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرماتا کہ ہنود اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں، ہم لوگ اپنے عقائد جاہلانہ سے آپس میں تفریق ڈالتے ہیں۔ ~

نہ جا جاہل کی باتوں پر اگر تو دہن کا پکا ہے   اسی پتھر کا بت خانہ اسی پتھر کا مکہ ہے

نعوذ باللہ من ذلک۔ اور نیز اذان و ناقوس میں بھی کوئی فرق نہیں اور ہنود کی مذہبی کتاب کو قرآن مجید سے تطابق دے کر کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے حکم میں کچھ فرق نہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ کلمات کفر کے ہیں ایسا اعتقاد رکھنے والا اور ایسے اعتقادات کی تعلیم دینے والا مسلمان نہیں ہے کافر و مرتد ہے۔ وہ شخص پیر بنانے کے لائق نہیں ہے۔(۲) اور عالم کہلانے کا مستحق نہیں ہے بلکہ فاسق و مبتدع بلکہ کافر و مرتد ہے مسلمانوں کو اس کے مکائد سے احتراز لازم ہے اور اس کے کلمات کفریہ سننے سے احتراز واجب ہے۔

آنحضور ﷺ کو الوہیت کا درجہ دینا اور اعتقاد رکھنا کفر ہے

(سوال ۶۲) جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایسے الفاظ کہے جن سے شرک و بدعت کی بو آتی ہو وہ شخص کیسا ہے مثلاً یہ شعر پڑھے ~

قطرہ دریا میں گر کر فنا ہو گیا   بندہ وحدت میں جا کر خدا ہو گیا

خدا تعالیٰ ازل سے وحدہ لاشریک تھا لیکن بعد میں اس نے اپنے روبرو آئینہ رکھا

ع پھر خدا جیسا ایک دوسرا ہو گیا۔ نستغفر اللہ۔

(الجواب) ایسا اعتقاد رکھنا کفر ہے اور ایسے اشعار پڑھنا حرام ہے۔(۳)

نماز روزہ کا منکر اور علماء کو گالی دینے والا کافر ہے

(سوال ۶۳) زید نے کہا کہ میں نماز روزہ کا قائل نہیں اور ایک فتویٰ حرمت مصاہرۃ کا اس کے سامنے پیش کیا گیا اس نے برجستہ کہا کہ میں اس کو نہیں مانتا علماء کو فحش گالی دے کر کہا کہ علماء جھوٹے ہیں اور جو حرمت مفتی بہ تھی ان کو حلال سمجھتا ہے، ان صورتوں میں اس پر فتویٰ تکفیر ہو گا یا نہیں۔ اور فتویٰ تکفیر ہونے پر اس کی بیوی اگر تجدید نکاح پر کسی طرح راضی نہ ہو یا بوجہ اس کے کہ زید کے لڑکے نے زید کی بیوی کے ساتھ سوائے زنا کے جمیع دواعی زنا بشہوت کئے ہوں جس کی وجہ سے یہ فتویٰ علماء زید پر حرام ہو گئی ہو اور تجدید نکاح نہ کرے تو دوسرے

(۱) اعلم انه لا يفتى بكفر اليكم امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان فى كفره خلاف الخ وفى الدر وغيرها اذا كانت فى المسئلة وجوه توجب الكفر وواحد يمنعه فعلى المفتى الميل لما يمنعه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج ٤ ص ۲۲۹. وما فيه خلاف يو مر بالاستغفار و التوبة و تحديد النكاح وظاهره انه امر احتياط (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج ٤ ص ۲۳۰) ظفير.

(۲) ومن اعتقد ان الايمان والكفر واحد فهو كافر ومن لا يرضى من الايمان فهو كافر ومن يرضى بكفر نفسه فقد كفر (عالمگیری مصری موجبات الكفر ج ۳ ص ۲۵۷ ط. ماجدیه ج ۲ ص ۲۵۷) ظفير.

(۳) ذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد النبى صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لايعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله (شرح فقه اكبر ص ۱۸۵).

شخص کے ساتھ نکاح جائز ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) زید کے یہ کلمات تو کفر کے ہیں۔(۱) مگر احتیاطاً و بسبب گنجائش تاویل ولو ضعیفا زید کی تکفیر نہ کی جاوے گی، کما حققہ الفقہاءؒ شامی اور جب کہ حکم کفر وارتداد کا زید پر جاری نہ ہوگا تو اس کی زوجہ کا نکاح بھی فسخ نہ ہوگا البتہ احتیاطاً تجدید ایمان و تجدید نکاح کر لینا چاہئے اگر عورت تجدید نکاح پر راضی نہ ہو تو بدون نکاح جدید کے بھی وہ عورت زید کی زوجہ ہے اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور بحالت موجودہ دوسرے شخص سے نکاح اس کا درست نہیں ہے۔(۲)

قادیانی اور اس کے پیروکار کافر ہیں

(سوال ۶۴) مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار مسلمان ہیں یا کافر بر تقدیر ثانی اگر باپ سنی حنفی ہو اور اس کا بیٹا قادیانی ہو گیا ہو تو یہ بیٹا شرعاً باپ کا وارث ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) قادیانی اور اس کے اتباع کافر ہیں اور یہ منصوص ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔(۳)

یہ کہنا کہ ایمان رہے یا جائے تعزیہ بنائیں گے

(سوال ۶۵) تعزیہ کی اعانت پر کسی کو مجبور کرنا اور یہ کہنا کہ ایمان رہے یا جائے اس کو نہ چھوڑیں گے کیسا ہے۔

(الجواب) ایسے کلمات کے قائل کے ایمان کے زوال کا خوف ہے۔(۴)

خلفاء راشدین اور حضرت صدیقہؓ پر تہمت لگانے والا کافر ہے

(سوال ۶۶) خلفاء راشدین اور اہل بیت مطہرہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ کی شان مبارک میں جو شخص الفاظ نا ملائم یا دشنام یا برا کہتا ہو اور تہمت لگاتا ہو وہ دائرہ اسلام میں ہے یا نہیں۔(۲) ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں اور تعلق دوستانہ و ہمدردی رکھنا اور کھانا کھانا وغیرہ جائز ہے یا نہیں۔(۳) اور جو شخص ایسے شخص سے میل جول رکھتا ہو اس سے میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) (از ۱ تا ۳) خلفاء راشدین سب و شتم کو بھی بہت سے علماء و فقہاء نے کافر کہا ہے اور بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت رکھنے والوں اور افک کے قائلین کو باتفاق کافر کہا ہے کیونکہ اس میں نص قطعی کا انکار ہے۔(۵) پس اس شخص کا ذبیحہ درست نہیں ہے اور اس سے تعلق و محبت رکھنا درست نہیں ہے اور جو شخص اس سے میل جول رکھے وہ عاصی و فاسق ہے توبہ کرے۔

---

(۱) والاصل ان من اعتقد الحرام حلالاً فان حراما لغیرہ الخ لایکفر وان کان لعینہ فان دلیلہ قطعیا کفر والا فلا وقیل التفصیل فی العالم اما الجاھل فلا یفرق بین الحرام لعینہ ولغیرہ وانما الفرق فی حقہ ان ماکان قطعیا کفربہ والا فلا فیکفر اذا قال الخمر لیس بحرام (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج۴ ص۲۲۳).

(۲) ان مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح وظاھرہ انہ امر احتیاط (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج۴ ص۲۴۶) ظفیر.

(۳) ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) ظفیر.

(۴) استحلال المعصیۃ کفر (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۹) ظفیر.

(۵) من سب الشیخین اوطعن فیھما کفر ولا تقبل توبۃ وھو المختار للفتوی (در مختار) نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھا او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوھیۃ فی علی رضی اللہ تعالی عنہ الخ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۴ و ج۳ ص ۴۰۵ ط.س. ج۴ ص۲۳۶) ظفیر.

جمعہ کی نماز کو شر و فساد کی نماز کہنا کفر ہے

(سوال ٦٧) اگر کوئی شخص ازروئے تحقیر کہہ دے کہ نماز جمعہ شر و فساد کی نماز ہے تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ کلمہ کفر ہے اور وہ شخص کافر و مرتد ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔(۱)

یہ کہنا کہ ہم کافر ہیں کیا حکم ہے

(سوال ٦٨) ایک نمازی نے ایک بے نمازی کو واسطے نماز پڑھنے کے کہا اس نے ناصح کو برا بھلا کہا اور یہ کہا کہ ہم کافر ہیں وہ کافر ہوا یا نہیں اس کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ اس شخص نے یہ کلمہ کہا کہ ہم کافر ہیں معاذ اللہ تو وہ شخص کافر ہو گیا، پس اگر وہ توبہ اور تجدید ایمان نہ کرے تو مسلمان اس کے مرنے جینے میں شریک نہ ہوں۔(۲)

اللہ تعالیٰ کی شان میں گالی دینے والا کافر ہے

(سوال ٦٩) جو شخص مسلمان اپنا کام حرج ہونے کی وجہ سے جب کہ بارش برستی ہو اور اس کے کام میں خلل پڑتا ہو نقصان ہونے کی وجہ سے خداوند تعالیٰ کو گالی دیوے اور منع کرنے سے بھی باز نہ آوے والعیاذ باللہ ایسے شخص کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) وہ شخص جو ایسی گستاخی کرے کافر ہے، تجدید اسلام و تجدید نکاح اس کو لازم ہے۔(۳)

گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں مرتد ہے اور مرتد انکار کرتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ٧٠) زید نے ایک استفتاء کے جواب میں ہندہ اور اس کے معاونین پر شرعی حیثیت سے کفر اور ارتداد کا حکم اور فتویٰ دے کر اہل اسلام کو اس امر کی تاکید کی تھی کہ وہ ہندہ اور اس کے معاونین سے تمام تعلقات قطع کر دیں چنانچہ اس پر بستی کے مسلمانوں نے عمل در آمد شروع کر دیا تھا اب جب کہ ہندہ کے معاونین اس مقاطعہ پر سخت ذلیل و رسوا ہوئے تو انہوں نے صحیح واقعات پر پردہ ڈال کر اپنی برأت کے لئے چند سوالات بصورت استفتاء بعض مشہور علماء کرام کی خدمت میں بھیجے، علماء کرام چونکہ واقعات صحیحہ سے قطعی بے خبر تھے سوالات کے مطابق جوابات ارقام فرما دیئے، پھر مستفتی نے اپنے اس استفتاء کو مع جوابات زید کے سامنے جو پیشتر صحیح واقعات پر کفر کا فتویٰ دے چکا تھا پیش کیا جس پر زید نے بے تکلف دستخط کر دیئے گویا غیر واقعی سوالات کی موافقت باوجود پور اعلم ہونے کے دیدہ دانستہ کی اور فتنہ عظیم پھیلا دیا، آیا زید کا رویہ عند الشرع کیسا ہے، زید مسلمان ہے یا کافر یا فاسق نماز اس کے پیچھے کیسی ہے۔

(الجواب) اصل یہ ہے کہ مفتی اور اس کے مصدق کے سامنے جو کچھ واقعہ پیش کیا جاوے گا وہ اس کے موافق جواب دے گا یا تصدیق کرے گا پس جو شخص موجبات کفر سے انکار کرے اور اس امر کا اقرار کرے کہ میں نے وہ

---

(۱) وکذا الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر لان ذالك من امارات تكذيب الانبياء (شرح فقه اكبر ص ۱۸٦) نماز چیزے نیست او قال نماز کرا کم مادر وپدر من مرد واند یکفر (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲٦۸ . ط. ماجدیه ج۲ص۲٦۸) ظفیر۔
(۲) ومن اعتقدان الايمان والكفر واحد فهو كافر ومن لا يرضى من الايمان فهو كافر (ايضاً ج ۲ ص ۲۵۷) ظفير۔
(۳) والكافر بسب نبي من الانبياء فانه يقتل حداً ولا تقبل توبته مطلقا ولو سب الله تعالى يكفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او سخر باسم من اسمائه الخ (عالمگیری موجبات الكفر ج ۲ ص ۲۵۸ . ط. ماجدیه ج۲ص۲۵۸) ظفير۔

افعال نہیں کئے جو میری طرف منسوب کئے جاتے ہیں تو اس حالت میں یہی جواب دیا جاوئے گا کہ شخص مذکور کافر نہیں ہے، فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر معتبر گواہوں سے کسی شخص کا مرتد ہونا معلوم ہو لیکن وہ انکار کرے کہ میں نے یہ امور جو موجب ارتداد ہیں نہیں کئے ہیں تو موافق اس کے قول کے اس کو چھوڑ دیا جاوے گا اور اس سے کچھ تعرض نہ کیا جاوے گا، درمختار میں ہے **شهدوا على مسلم بالردة وهو منكر لا يتعرض له لا لتكذيب الشهود العدول بل لان انكاره توبة ورجوع الخ**۔(۱) اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل کی گواہی سے کفر وارتداد ثابت ہو اور وہ اس سے انکار کرے تو اس سے کچھ تعرض نہ کیا جاوے گا نہ اس لئے کہ عادل گواہوں کو جھوٹا سمجھا گیا بلکہ اس وجہ سے کہ اس شخص کا انکار کرنا یہ توبہ ہے اور رجوع ہے پس موافق بیان سائل کے جب کہ کسی عالم نے کوئی فتویٰ لکھا اور اس جواب پر زید نے دستخط کر دیئے اور اس کی تصدیق کی تو اس کا حاصل یہ ہے کہ اس بیان کے موافق یہ جواب صحیح ہے چنانچہ اسی معاملہ مذکورہ میں جو فتویٰ سہارنپور سے عدم تکفیر کا لکھا گیا ہے وہ یہاں بھی آیا تھا اور اس پر یہاں سے ان الفاظ سے تصدیق کی گئی ہے کہ جو لوگ اس عورت مرتدہ کو حکم ارتداد کرنے والے اور اس کی معین ہیں، ان پر کفر کا فتویٰ بحالہ ہے اور جو لوگ اس امر میں اس کے معاون نہیں ہیں اور اس عورت کے ارتداد پر راضی نہیں ہیں وہ کافر نہیں ہیں، لہذا زید کے دستخط کرنے کا بھی یہ مطلب ہے اور اس وجہ سے احقر کی رائے میں اس پر شرعاً کچھ مواخذہ نہیں ہے، اور لعن وطعن کرنا زید پر اس وجہ سے روا نہیں ہے کیونکہ اگرچہ زید کو علم ہو کہ فلاں شخص اس امر میں شریک ہے لیکن جب وہ اس سے انکار کرے تو موافق تصریح صاحب درمختار کے اس کو کافر نہ کہا جاوے گا۔

نماز کی تحقیر کفر ہے

(سوال ۷۱) ہندہ بوقت نماز با دختر زید جنگ وجدال می کرد زن دیگر گفت کہ اے ہندہ مردماں نماز می خوانند تو خاموش باش، ہندہ تحقیراً واستخفافاً در جواب گفت کہ نماز بر فرج وموئے فرج، دریں صورت ہندہ کافرہ شد یا نہ۔

(۲) احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

عورت کے کلمہ کفر کہنے سے نکاح فسخ ہوتا ہے یا نہیں۔

(۳) کلمہ کفر سے آدمی کافر ہو جاتا ہے

کلمہ کفر کہنے سے آدمی کافر ہوتا ہے یا نہیں۔

(۴) مرتد کسے کہتے ہیں

اگر کلمہ کفر کہنے سے کافر ہو گیا تو اس کو مرتد کہیں گے یا کیا۔

(الجواب) یہ کلمہ کفر کا ہے۔(۲)

(۲) نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔(۳)

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۱۳. ط.س. ج۴ ص۲۴۶ . ظفير. (۲) لان مناط التكفير و هو التكذيب والا ستخفاف عند ذلك (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲. ط.س. ج۴ ص۲۲۲) ظفير. (۳) وارتداداحد هما فسخ عاجل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج۳ ص۱۹۳) ظفير.

(۳) کلمہ کفر کہنے سے کافر ہو جاتا ہے
(۴) اس کو مرتد کہیں گے۔

خنزیر دیوی پر چڑھایا کفارہ کی شکل کیا ہو

(سوال ۷۲) زید نہایت مہلک عارضہ میں مبتلا ہو گیا اور بعض کے کہنے سے معلوم ہوا کہ کسی دشمن نے اس کو موٹھ ماری ہے اس کو اپنے مرنے کا پورا یقین ہو گیا، بعض مشرکین کے اغواء سے بچہ خنزیر منگا کر دیوی پر چڑھایا، برادری نے اس کو علیحدہ کر دیا ہے اس لئے کیا کفارہ ہے۔

(الجواب) کفارہ شرعی یہی ہے کہ وہ استغفار کرے اور تجدید اسلام کرے اور کلمہ شہادت پڑھے اور اپنے فعل پر نادم اور مستغفر ہو اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرے اور وعدہ صادقہ ہے وهو الذى يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات ويعلم ما تفعلون الآية۔

اصحاب ثلثہؓ کو کافر کہنے والا کافر و مرتد ہے

(سوال ۷۳) اصحاب ثلثہؓ کو جو شخص کافر کہے اس کی امامت و بیعت اور ان کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) شخص مذکور کافر ہے چنانچہ شامی میں ہے نقل فى البزازية عن الخلاصة ان الرافضى اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافر ج ۳ ص ۳۰۲۔(۱) ان لوگوں کی تعلیم و تلقین کے موافق عمل کرنا اور اس کو اپنا امام و پیشوا بنانا قطعاً جائز نہیں قال الله تعالىٰ ومن يبتغ غير الا سلام دينا فلن يقبل منه وهو فى الآخرة من الخاسرين۔(۲) اور ایسے گمراہ لوگوں سے قطع تعلقات کرنا ضروری ہے قال الله تعالىٰ فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظلمين۔(۳) لہذا حتی الامکان ان کے ساتھ نشست و برخاست سے احتراز کرنا چاہئے۔

کل گناہ خدا کے سر کلمہ کفر ہے

(سوال ۷۴) رحمان نے مولوی احمد شاہ سے سوال کیا کہ اگر شاہدین جھوٹی اور عداوتی شہادت ظاہر کر کے کوئی حقیقت ضائع کر دیویں جس کی وجہ سے تمام عمر حرام و گناہگاری زائد ہوتی جاوے تو تمام عمر کے گناہ کس کے سر پر پڑیں گے، مولوی احمد شاہ نے جواب دیا کہ یہ کل گناہ خدا تعالیٰ کے سر پڑیں گے والعياذ بالله تعالىٰ۔ اس بارہ میں شرعی حکم کیا ہے۔

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر گواہوں نے جھوٹی گواہی دے کر کسی کی حق تلفی کی اور حاکم شرعی نے ان گواہوں کی گواہی پر ناحق کسی کی ملک دوسرے کو یعنی مدعی کاذب کو دلوادی تو گناہ اس کا ان گواہوں پر ہے اور اس مدعی پر ہے حاکم پر گناہ نہیں ہے کما ورد فى الحديث مصرحا بانه قطعة من نار فى حق المدعى الكاذب(۲) وقال الله تعالىٰ واجتنبوا قول الزور حنفاء لله غير مشركين به(۵) اور یہ مقولہ مولوی احمد شاہ مذکور کا غلط اور جہل

(۱) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۵. ط.س. ج ۴ ص ۲۳۷.
(۲) آل عمران. ۱۷.
(۳) الانعام. ۱۴.
(۴) الحج. ۱۱.

صریح ہے اور کلمہ کفر کا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نماز پڑھنے والے کو کافر سمجھنا

(سوال ۷۵)زید جو مدعی اسلام ہے اس امر کا قائل ہے کہ نماز کا پڑھنے والا کافر ہے، علماء کی غلطی کے باعث یہ نماز ایجاد ہوئی ہے ورنہ شریعت میں کہیں اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے اللہ کی یاد اور اس کی عبادت دل میں ہونی چاہئے۔ ایسے شخص کے لئے اور جو لوگ اس کے ہم خیال ہوں ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) شخص مذکور اور اس کے اتباع و ہم عقیدہ لوگوں کے کفر و ارتداد میں کچھ شبہ اور تامل نہیں ہے۔(۱) ان کے ساتھ معاملہ کفار و مرتدین کا سا ہونا چاہئے اور اہل اسلام ان کو اپنی جماعت سے علیحدہ کردیں اور ان کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہ رکھیں۔

خدائی کا دعویٰ کفر ہے

(سوال ۲۷۶)ایک شخص نے مجھ سے تین مرتبہ یہ لفظ کہا کہ میں تیرا خدا ہوں والعیاذ باللہ تعالیٰ اس شخص کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔

(الجواب) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یقل منهم انی اله من دونه فذلك نجزیه جهنم كذلك نجزی الظلمین۔(۳)(ترجمہ)اور جو کوئی ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ کے سوا پس اس کی سزا دوزخ ہے ہم اسی طرح ظلم کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں، پس اس آیت سے واضح ہے کہ شخص مذکور کافر و ظالم ہے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کے ساتھ کھانا پینا ملنا جلنا درست نہیں ہے۔

ہندوؤں کے ذریعہ چڑھاوا چڑھانا معصیت اور فسق ہے

(سوال ۷۷)ایک مسلمان لڑکا بیمار ہوا اس کے والدین نے ستیلا مانا یعنی ایک بت کی منت مانی کہ ہمارا لڑکا اچھا ہو جاوے گا تو ایک بکرا چڑھاویں گے بعد شفا ہونے کے ایک بکرا منت کا کسی ہندو کے ذریعہ سے بت پر لے جا کر کاٹا گیا اور گاؤں کے ہندو لوگوں میں تقسیم ہوا، لڑکے کے والدین کا اسلام و نکاح باقی رہا یا نہ۔

(الجواب)وہ دونوں عاصی و فاسق ہوئے توبہ واستغفار کریں اور تجدید نکاح کر لینا اچھا ہے اور احوط ہے۔(۴)

کہنا کہ مصیبت میں دنیا و عاقبت کچھ نہیں سوجھتی کیا حکم ہے

(سوال ۷۸)زید و بکر میں باہم منازعت ہوئی زید نے کہا میں خودکشی کر کے اس کو قید کراؤں گا عمرو نے زید کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرنا ورنہ عاقبت میں سخت سزا ہوگی، زید نے کہا کہ اس وقت مجھے دنیا اور عاقبت کی نہیں سوجھتی ہے اس کلمہ سے زید کافر ہوا یا نہ۔

(الجواب)اس کلمہ میں خوف کفر ہے مگر چونکہ تاویل ممکن ہے اس لئے کافر نہ کہا جاوے گا، بہر حال تجدید ایمان

---

(۱)من جحد فرضا مجمعا عليه كالصلوٰة والصوم والزكوٰة والغسل من الجنابة كفر (شرح فقه اكبر ص ۲۱۲) ظفير.

(۲) اذا انكر الرجل آية من القرآن او سخرباية من القرآن او عاب كفر (عالمگیری موجبات الكفر ج ۲ ص ۲۶۶ ط.ماجديه ج۲ص۲۶۶) ظفير وكذا الا ستهزاء على الشريعة الغراء كفر (شرح فقه اكبر ص ۱۸۶) ظفير.

(۳)الانبياء ۲. (۴)ومافيه خلاف يومر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المرتد ج۳ص ۴۱۴ ط.س.ج۴ص ۲۳۰) ظفير.

وتجدید نکاح بہتر ہے۔(۱)

میں عیسائی ہوں یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۷۹)جو شخص یہ کہے کہ میں عیسائی ہوں اس کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں، اگر کسی نے بھول کر کھالیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب)وہ شخص کافر ہوگیا اس کے ساتھ کھانا پینا جائز نہیں ہے اگر بھول کر کھالیا تو گناہ نہیں ہے آئندہ ایسانہ کرے۔(۲)

کلمہ کا اس طرح پڑھنا لا الہ الا اللہ ابوبکر و عثمان و علی محمد رسول اللہ

(سوال ۸۰)اگر کوئی شخص کلمہ طیبہ کے ساتھ صحابہ کرام کے نام کو ملا کر پڑھے بایں طور لا الہ الا اللہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی ومحمد رسول اللہ ۔ تو وہ کافر ہوگا یا گناہگار، اگر کافر نہیں تو جو لوگ اس کو کافر کہتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) کتب فقہ میں تصریح ہے اگر کسی کلام وغیرہ میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو اگرچہ وہ ضعیف ہو تو مفتی کو اس قائل کے اسلام کی طرف مائل ہونا چاہئے اور باوجود امکان تاویل تکفیر مسلم کی طرف مبادرت نہ کرنی چاہئے اور فتویٰ کفر کا نہ دینا چاہئے بناءً علیہ شخص مذکور کو کافر نہ کہا جاوے گا۔(۳) لیکن ایسے کلام موہوم سے جس میں خوف کفر ہو آئندہ کو احتیاط کرنی چاہئے اور تاویل اس کلام میں یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف محمد کی خبر ہو یعنی پورا کلمہ اس طرح ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اس کے درمیان میں شخص مذکور نے اپنی جہالت سے ابوبکر و عمر و عثمان و علی زیادہ کر دیا۔ گویا یہ مطلب ہے کہ یہ حضرات خلفاء برحق ہیں اور ان کی خلافت کا اعتقاد کرنا چاہئے، بہر حال آئندہ ایسے الفاظ سے سخت احتراز کرنا چاہئے اور ایسے کلام کے ساتھ جو کہ موہم کفر ہو کبھی تکلم نہ کرنا چاہئے۔

مسجد میں پیشاب کردوں کلمہ کفر ہے

(سوال ۸۱)ایک شخص نے مسجد کے متعلق یہ الفاظ کہے کہ مسجد کیا میری سسری ہے اور مسجد میں میں پیشاب کردوں اور سورکاٹ کرڈالدوں والعیاذباللہ تعالیٰ اس صورت میں اس شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب)یہ کلمات اس شخص کے کفر کے کلمات ہیں اس کو توبہ کرنا اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے قطع تعلق کردیں۔(۴)

---

(۱)اذا اطلق کلمة الکفر عمد الکنه لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر الخ وقال بعضهم یکفروهو الصحیح عندی لانه استخف بدینه اه (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ .ط.س. ج ٤ص ۲۲٤) ظفیر.

(۲)ایضاً ظفیر.

(۳)وفی الخلاصة وغیرها اذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر و وجه واحد یمنعه، فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم وفی التتارخانیة لا یکفر بالمحتمل لا ن الکفر نهایة فی العقوبة فیستدعی نهایة فی الجنایة ومع الاحتمال لا نهایة اه (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ .ط.س. ج ٤ص ۲۳۰) ظفیر.

(٤)اذا اطلق الرجل کلمة الکفر عمد الکنه لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر الخ وقال بعضهم یکفر وهو الصحیح عندی لا نه استخف بدینه (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ .ط.س. ج ٤ص ۲۲٤) ظفیر.

قرآن پر پیشاب کردوں گا یہ کہنا کفر ہے

(سوال ۸۲)زید و ہندہ میں تکرار ہوا ہندہ نے کہا میں قرآن لے کر بددعا کروں گی زید نے کہا میں تمہاری قرآن پر پیشاب کردوں گا نعوذ باللہ من ذلک، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب)اس صورت میں زید کافر و مرتد ہو گیا(۱)اور اس کا نکاح اس کی زوجہ سے ٹوٹ گیا اور فسخ ہو گیا کما فی الدرالمختار وارتداد احدهما فسخ عاجل الخ ۔ (۲)

نماز کی توہین کرنا کفر ہے

(سوال ۸۳)ایک مجمع میں نماز جمعہ کا کچھ تذکرہ ہوا ایک امام نے غصہ ہو کر کہا دو رکعت دبر میں دو گے یا چار اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ کلمہ جو اس نے کہا کفر کا کلمہ ہے (۳)اس کو چاہئے کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے۔

توہین کلام اللہ کفر ہے

(سوال ۸۴)ایک شخص کو کسی بات پر کہا جاوے کہ قرآن شریف اٹھاؤ اگر وہ کہہ دیوے کہ میرا آلہ تناسل اٹھاوے گا تو اس پر کیا حکم ہوگا۔

(الجواب) یہ کفر کا کلمہ ہے کیونکہ توہین کلام اللہ اس سے ظاہر ہے اور وہ کفر ہے (۴)لہذا تجدید ایمان و تجدید نکاح اس کو لازم ہے۔

شریعت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۸۵)ایک مجلس میں چند آدمی ایک امر متنازع کے فیصلہ کے لئے جمع ہوئے ان میں سے ایک فریق نے شریعت حقہ کی توہین کی اور علانیہ کہا کہ ہم پنچائت کے فیصلہ کے مقابلہ میں شریعت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور ہم کو ایسی مسلمانی کی ضرورت نہیں جس میں پابندی ہو ہم رسم برادری کو شریعت کے مقابلہ میں مقدم سمجھتے ہیں آیا اس اعتقاد کے رکھنے والے اور ایسے الفاظ کے کہنے والے مسلمان رہے یا نہ، تجدید نکاح و تجدید اسلام ہونی چاہئے یا نہ۔

(الجواب)الفاظ مذکورہ کہنے والے اشخاص کافر ہو گئے ان کو تجدید اسلام و تجدید نکاح و توبہ و استغفار کرنا لازم ہے اور جب تک توبہ و تجدید اسلام وغیرہ نہ کرے ان کے ساتھ ملنا جلنا درست نہیں ہے۔(۴)

---

(۱)وبا لجملہ فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقق الا یمان امور الا خلال بها اخلال بالا یمان اتفاقا کسجود الصنم وقتل نبی والا ستخفاف به وبالمصحف والکعبة الخ ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س.ج٤ص۲۲۲) ظفیر.(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س.ج۳ص۱۹۳. ظفیر .(۳) اذا اطلق الرجل کلمة الکفر عمداً لکنه لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر الخ وقال بعضهم یکفر وهو الصحیح عندی لا نه استخف بدینه والحاصل ان من تکلم بکلمة الکفر هازلاً او لا عبا کفر عند الکل لا اعتبار با عتقاده امور الا خلال بها اخلال بالا یمان اتفاقاً کسجود صنم وقتل نبی والا ستخفاف بها والمصحف الخ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ظفیر (ایضاً ج ۳ ص ۳۹۳.ط.س.ج٤ص۲۲٤).(٤)وکذا الاستهزاء علی الشریعة الغراء کفر لان ذلک من امارات تکذیب الا نبیاء (شرح فقه اکبر ص ۱۸٦) اذا قال لوامرنی الله بکذالم افعل فقد کفر (عالمگیری مصری ج۲ ص ۲۵۸) ظفیر.

میرا مذہب اسلام نہیں ہے اس کا قائل مرتد ہے

(سوال ۸۶) ایک شخص مسائل دینیہ سے واقف ہے اور نماز روزہ کا پابند لیکن جب سے اس اسکول کا مدرس اول ہوا اور مخالفین اسلام کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کہ مسلمان اس رتبہ کا اب مستحق نہیں ہے اس لئے کہ تعداد ان کی پوری ہو چکی ہے جب اس نے دیکھا کہ یہ عہدہ مجھ سے جاتا ہے تو اس نے حکام بالا سے یہ درخواست کی کہ میں مسلمان کی تعداد میں نہیں ہوں میرا مذہب اسلام نہیں ہے، شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) حالت مذکورہ ایسی حالت اضطرار و اکراہ نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے کلمہ کفر کہنا اور خروج عن الاسلام کا اقرار کرنا درست ہو تا کہ وہ شخص الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان میں داخل ہو کر مسلمان رہے بلکہ شخص مذکور مجرد کہنے اس کلمہ کے کہ میرا مذہب اسلام نہیں ہے کافر ہو گیا اس کو تجدید اسلام لازم ہے اور توبہ و استغفار ضروری ہے تاکہ وہ پھر اسلام میں داخل ہو اور جماعت مومنین میں داخل ہو۔(۱)

غیر اللہ کو تعظیماً و عبادۃً سجدہ کرنا شرک ہے

(سوال ۸۷) زید غیر اللہ کیلئے سجدہ تعظیماً و عبادۃً دونوں کو حرام کہنے کے باوجود اول قسم کے سجدہ کو شرک نہیں جانتا لیکن عمر دونوں قسم کے سجدوں کو حرام اور شرک کہتا ہے کس کا قول صحیح ہے۔

(الجواب) غیر اللہ کے لئے سجدہ تعظیماً و عبادۃً کرنا حرام اور کفر ہے کیونکہ تعظیماً سجدہ کرنا بھی عبادۃً سجدہ کرنا ہے، اسی لئے در مختار میں سجدہ تعظیماً و عبادۃً دونوں کو کفر لکھا ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے یہ متفق علیہ کفر ہے۔ البتہ خلاف اس سجدہ میں ہے جو بطور سلام اور تحیہ کی ہو یعنی سلام کی جگہ سجدہ کیا جاوے، در مختار میں ہے و کذا تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لا نہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما ومرتکباً للکبیرۃ انتھی وفی الشامی(۲) وذکر الصدر الشھید انہ لا یکفر بھذہ السجود لانہ یرید بہ التحیۃ وقال شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہ التعظیم کفر قال القھستانی وفی الظھیرۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا الخ ج ۵ ص ۲۴٦ پس معلوم ہوا کہ اختلاف جو کچھ ہے وہ سجدہ تحیہ میں ہے اور سجدہ عبادت اور تعظیم باتفاق کفر ہے، پس در حقیقت یہ دو قسم نہیں ہیں کیونکہ سجدہ عبادۃ اور تعظیم کو فقہاء ایک ہی قسم شمار فرماتے ہیں اور اس کو کفر فرماتے ہیں لہٰذا اس میں قول عمر صحیح ہے البتہ سجدہ تحیہ میں اختلاف ہے کہ وہ کفر ہے یا نہیں اور حرام کبیرہ ہونے میں کچھ خلاف نہیں ہے۔

(۱) من شک فی ایمانہ الخ فھو کافر و من اعتقد ان الایمان والکفر واحد فھو کافر و من لا یرضی من الا یمان فھو کافر و من یرضی بکفر نفسہ فقد کفر (عالمگیری مصری ج۲ ص ۲۵۷ . ط. ماجدیہ ج۲ ص ۲۵۷) ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الحظر و الاباحۃ ج ۵ ص ۲۳۷ .ط.س. ج٦ ص ۳۸۰ . ظفیر
(۳) دیکھئے ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ ج ۵ ص ۳۰۸ .ط.س. ج٦ ص ۳۸۳ . ظفیر.

احادیث نبویہ کی توہین کفر ہے

(سوال ۸۸)(۱)احادیث نبوی کی توہین کرنا اور گالیاں دینا(۲)نمازیوں کو نماز پڑھنے کی بابت گالیاں دینا(۳)خود کو کہنا کہ میں راماشاہ کی امت میں ہوں۔

(الجواب)احادیث نبویہ کی توہین کرنا اور یہ کہنا کہ میں راماشاہ کی امت میں ہوں کفر ہے۔(۱)اور نمازیوں کو گالی دینا حرام اور فسق ہے۔(۲)

سید اگر کہے کہ نماز روزہ میرے لئے معاف ہے تو مسلمان نہیں

(سوال ۸۹)اور جو سید بھنگ نشہ وغیرہ پیوے اور یہ کہے کہ ہمیں نماز روزہ سب معاف ہے ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں۔

(الجواب)جو لوگ ایسا کہیں وہ مسلمان نہیں ہیں ایسے کلمات سے کفر ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔(۳)

حق تعالیٰ کی شان میں گالی کفر ہے

(سوال ۹۰)میرے شوہر زید نے اگر مجھے طلاق دے دی اور حق تعالیٰ شانہ کی شان پاک میں بہت ہی نازیبا الفاظ کہے یہاں تک کہ بیتی کی گالی دی وغیرہ وغیرہ، تو اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب)زید مذکور نے اگر واقعی حق تعالیٰ شانہ کی شان پاک میں ایسے الفاظ کہے جو سوال میں مذکور ہیں تو وہ کافر ہو گیا،(۴)اور اس نے اگر اپنی زوجہ کو طلاق بھی نہ دی ہو تب بھی اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور نکاح فسخ ہو گیا کما فی الدر المختار وارتداد احد ھما فسخ عاجل الخ ۔(۵)پس اس صورت میں زید کو زوجہ کے ساتھ رہنا اور اس سے تعلق زوجیت کا رکھنا درست نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کی شان میں فحش کلمات کہنے والا مرتد ہے

(سوال ۹۱)ایک شخص آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں نہایت فحش کلمات کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک سور کا گوشت جناب کے دشمنوں نے کھایا ہے وغیرہ وغیرہ ایسے شخص کے بارہ میں کیا حکم ہے

(الجواب)وہ شخص مرتد ہو گیا اگر وہ تجدید اسلام اور توبہ نہ کرے تو اس سے مسلمان بالکل قطع تعلق اور متارکت کر دیں اگر حکومت اسلام ہوتی تو اس کو سخت سزا دی جاتی مگر اب سوائے قطع تعلق کے مسلمان کیا کر سکتے ہیں کیونکہ حدود و تعزیرات اسلامی حاکم اسلام ہی جاری کر سکتا ہے۔(۶)

---

(۱)من اهان الشریعة او المسائل التی لا بد منها کفر (شرح فقه اکبر ص ۲۶۵) ظفیر۔

(۲)سباب المسلم فسوق وقتاله کفر (مشکوة باب حفظ اللسان ص)۔

(۳) من جحد فرضا مجمعا علیه کالصلوة والصوم والزکوة والغسل من الجنابة کفر (شرح فقه اکبر ص ۲۱۲) من قال لا اصلی جحودا او استخفافا او علی انه لم یومر او لیس بواجب فلا شك انه کفر فی الکل (ایضا ص ۲۱۹) ظفیر

(۴)والکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا ولو سب الله تعالی قبلت لانه حق الله تعالی والاول حق عبد لایزول بالتوبة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۰ ط.س. ج۴ص۲۳۱) ظفیر

(۵)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ص۱۹۳ . ظفیر

(۶)والکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حدا ولا تقبل توبته الخ ومن شك فی عذابه وکفره کفر وتمامه فی الدر (درمختار) اجمع المسلمون ان شاتمه کافر وحکمه القتل (ردالمحتار) باب المرتد (ج ۳ ص ۴۰۰ ط.س. ج۴ص۲۳۱) لا بد لا حد فی دار الحرب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۵ ط.س. ج۴ص۵) ظفیر

کہاں کی حدیث و قرآن یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۹۲)ایک شخص نے بدعت کو منع کیا سننے والوں میں سے ایک نے کہا کہ میاں کہاں کی باتیں اور کہاں کی یہ حدیث و قرآن ایسا کہنے والے کے لئے کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

(الجواب)ایسا کہنے والا گناہگار اور فاسق ہے اور اگر استخفافاً اس نے قرآن وحدیث کی نسبت ایسا کلمہ کہا تو یہ کفر ہے۔ (۱) پس اس شخص کو توبہ کرنی چاہئے۔ اور احتیاطاً تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنی چاہئے جیسا کہ شامی میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔(۲) فقط۔

احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال ۹۳)اگر شوہر کلمہ کفر کہے اور وہ پایہ ثبوت کو پہنچ جائیں تو اس کی زوجہ مطلقہ بائنہ ہو گی یا نہیں، اور زوجہ بھی کلمہ کفر کہے اور یہ بھی پایہ ثبوت کو پہنچ جائیں تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے آیا نکاح فسخ ہو گا یا وہ خود مطلقہ بائنہ ہو گی۔

(الجواب)در مختار میں ہے وارتداد احد هما فسخ عاجل،(۳) پس معلوم ہوا کہ بصورت مرتد ہو جانے زوج یا زوجہ کے فوراً ان میں نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ فقط۔

اپنے کو خدا، قیامت، جنت و دوزخ کا منکر کہنا کفر ہے......

(سوال ۹٤)جو مسلمان اپنے آپ کو خدا کہے نعوذ باللہ اور قیامت کو بے بنیاد سمجھیں، بہشت اور دوزخ اسی دنیا کو خیال کرے اور کفر و شرک کے کلمات کہے اور جھوٹی قسمیں کھائے ہم کو اس سے کیا سلوک کرنا چاہئے توبہ اس کی مقبول ہے تو کچھ کفارہ بھی ہو گا یا نہیں۔

(الجواب)وہ شخص مرتد اور کافر ہو گیا لیکن وہ اپنے خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ سے توبہ کرے اور تجدید اسلام کرے، تو توبہ اس کی مقبول ہے اور پھر وہ مسلمان ہو جاوے گا اور پھر اس کے ساتھ معاملہ اہل اسلام کا سا رکھنا چاہئے اور کچھ کفارہ اس کا نہیں ہے۔(۴) فقط۔

غصہ میں کہا پیغمبر زادہ بھی آجائے تو بھی کام نہ کروں گا

(سوال ۹۵)زید نے حالت غصہ میں یہ کہا کہ اگر کوئی پیغمبر زادہ بھی آجاوے تو میں یہ کام نہ کروں گا مگر بنظر استخفاف شریعت نہیں کہا بلکہ بوجہ زائل ہونے عقل کے کہا پھر فوراً جب اثبات عقل ہوا استغفار کر لیا تو شرعاً شخص مذکور کو حکم ارتداد کا دیا جائے گا یا نہ۔

---

(۱)امور الا خلال بها اخلال بالا یمان کسجود صنم وقتل نبی والا ستخفاف به و بالمصحف الخ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ .ط.س. ج٤ص۲۲۲ . ظفیر .

(۲)مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولا ده اولاد زنا وما فیه خلاف یومر بالا ستغفار والتوبة وتجدید النکاح (در مختار) قوله التوبة ای تجدید الا سلام (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤١٤ .ط.س. ج٤ص٢٤٦) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۳ ص ۵۳۹ .ط.س. ج٤ص١٩٣ . ظفیر.

(٤)من انکر القیامة اوالجنة او النار اوالمیزان اوا لصراط اوالصحائف المکتوبة فیها اعمال العباد یکفر (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۷٤ .ط.ماجدیه ج۲ص۲۷٤ من ارتد عرض الحاکم علیه الاسلام استحبابا(علی المذهب لبلوغه الطاعوة وتکشف شبهته و یحلس وجو بًا وقیل ندبا ثلثة ایام یعرض علیه الا سلام فی کل یوم ان استهل الخ فان اسلم فیها والا قتل لحدیث من بدل دینه فاقتلوه (الدر المختا علی هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹٤ .ط.س. ج٤ص٢٧٤ .ظفیر

(الجواب) قال فی الدر المختار و شرائط صحتها العقل والصحو والطوع فلا تصح ردة مجنون ومعتوه وموسوس وصبی لا یعقل وسکران ومکره علیها الخ پس معلوم ہوا کہ اگر غضب ایسا تھا کہ زید اس میں مغلوب العقل اور مسلوب العقل ہو گیا متماثل دیوانہ کے تو حکم ارتداد اس پر نہ کیا جاوے گا اور بہر حال توبہ و تجدید ایمان لازم ہیں۔ فقط۔

اس وقت کافر بن کر بحث کرتا ہوں کلمہ ارتداد ہے

(سوال ۹۵) ہندو و مسلمان میں مسجد و دیول کے جھگڑے کا تصفیہ تحصیلدار کے اجلاس میں ہو رہا تھا زید نے بتائید ہندو و بلحاظ خیر خواہی اور مسجد کی بے حرمتی کی غرض سے یہ کہا کہ اس وقت میں کافر بن کر ہنود کی طرف سے بحث کرتا ہوں وغیرہ تو زید کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں زید کافر و مرتد ہو گیا اور تمام عمل اس کے حبط ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وهو فی الآخرة من الخاسرین۔(۱) پس زید پر تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے اور توبہ و استغفار لازم ہے تاکہ از سر نو مسلمان ہو جاوے اور احکام اسلام اس پر جاری ہوں۔ فقط۔

بیوی جب عیسائی بن گئی تو نکاح باقی نہیں رہا

(سوال ۹۶) میاں بیوی میں تکرار ہوا بیوی عیسائی ہو گئی نکاح باقی رہا یا نہیں۔

(۲) دوبارہ جب اسلام لے آئی تو شوہر اول کو ملے گی

اگر بیوی پھر مسلمان ہو گئی تو شوہر اول کا کچھ حق باقی رہا یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں نکاح باقی نہیں رہا۔(۲)

(۲) پھر مسلمان ہونے پر وہ عورت شوہر اول ہی کو دی جائے گی یعنی اس عورت کو مجبور کیا جاوے کہ شوہر اول سے نکاح کرے۔ در مختار اور شامی میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔(۳) فقط

اولاد کو کافر کہنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

(سوال ۹۷) ایک عورت نے اپنی صغیر السن اولاد کو کافر کہا زوج نے اس سے کلام و حقوق زوجیت ترک کر دیا، بدیں غرض کہ مبادا میری زوجہ میرے نکاح سے خارج ہو گئی ہو یہ خیال صحیح ہے یا کیا حکم ہے۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے من قال لا خیه کافر فقد باء به احد هما او کما قال صلی الله علیه وسلم(۴) اور یہ بھی حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کافر کہے، اور وہ کافر نہیں ہے تو وہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے، الحدیث، اسی حدیث کے معنی یہ بیان کئے گئے ہیں کہ گناہ کافر کہنے کا اس پر عود کرتا ہے وفیہ اخر، اس صورت میں وہ عورت فاسقہ ہوئی اور نکاح نہیں ٹوٹا، پس وہ شخص بدستور سابق اپنی

---

(۱) المائدہ . ۵

(۲) وارتداد احدهما فسخ عاجل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ . ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفیر. (۳) ولا شئی لو ارتدت الخ تجبر علی الا سلام وعلی تجدید النکاح زجرا بمهر یسیر کدینار وعلیه الفتوی (ایضاً ج ۳ ص ۵۳۰ . ط.س. ج۳ص۱۹٤) ظفیر.

(٤) مشکوة شریف باب حفظ اللسان ص ٤۱۱ . ظفیر.

زوجہ کور کھے اور احتیاطاً تجدید نکاح کر لیوے تو اچھا ہے جیسا کہ ظاہر حدیث کا مقتضی ہے۔ فقط۔

خدا کو نہیں مانتا کلمہ کفر ہے

(سوال ۹۸) زید نے بمواجہ تین آدمیوں کے اپنے خسر کے اس کہنے پر کہ تو نہ کبھی نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے۔ (تجھ سے بولنے کو ہمارا دل نہیں چاہتا۔) یہ کہا کہ میں خدا کو نہیں مانتا، میں تو عیسیٰ مسیح کو مانتا ہوں، والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ، اس کلمہ کے کہنے سے زید مرتد ہو گیا یا نہ اور اس کی عورت اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور اس پر عدت طلاق واجب ہوگی یا عدت وفات۔

(الجواب) صرف اس لفظ کے کہنے سے کہ میں خدا کو نہیں مانتا ہوں شخص مذکور کافر اور مرتد ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور عدت طلاق اس پر لازم ہوئی۔ درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل۔ (۱) الخ وایضا فی باب العدۃ وھی فی حق حرۃ الخ املاق او فسخ بجمیع اسبابہ الخ ثلثۃ حیض کوامل الخ ۔ (۲) فقط۔

(۱) الدر المختار علی ھامس ردالمحتار باب نکاح الکافر ج۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج۳ص ۱۹۳ . ظفیر.
(۲) ایضاً باب العدۃ ج ۱ ص ۸۲۵ و ج۲ ص ۸۲۶. ط.س. ج۳ص ۵۰۴. ظفیر.

مجھے خدا کی ضرورت نہیں کلمہ ارتداد ہے

(سوال ۹۹) ایک واعظ نے ایک عورت زانیہ کو نصیحت کی کہ وہ زنا چھوڑ دے۔ اس پر عورت نے جواب دیا کہ مجھے خدا کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ خدا کی جنت کی، شرعاً اس عورت کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔

(الجواب) اس عورت پر حکم کفر وارتداد کا لاحق ہو گیا۔(۱) اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا اس کو توبہ کرا کر اور تجدید اسلام کرا کر پھر نکاح کیا جاوے۔(۲) فقط۔

میں کافر ہو گیا کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۰۰) زید اور عمر میں عداوت چلی آتی ہے، زید نے اس بات کا عہد کیا کہ اگر عمر اپنی لڑکی کی شادی زید کے لڑکے سے کر دیوے تو زید اس بات کا حلف اٹھائے گا کہ وہ کبھی عمر کی لڑکی سے عداوت نہ نکالے گا، نہ تکلیف دے گا چنانچہ زید نے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھالی اور زید کے لڑکے سے عمر کی دختر کا عقد ہو گیا، زید عقد کے بعد جھگڑا فساد کرنے اور لڑکی کو غیر معمولی تکالیف پہنچانے لگا عمر نے اپنی ٹوپی زید کے قدموں پر رکھ دی اور معافی کا خواستگار ہوا، زید نے دو مرتبہ یہ کلمہ کہا کہ اگر خداوند کریم آسمان پر سے اتر آوے اور مجھ کو کہے تب بھی میں معاف نہ کروں گا، عمر نے کہا کہ یہ کلمات کفر کیوں زبان سے نکالتے ہو تب زید نے کہا کہ میں کافر ہو گیا اور یہ بھی کہا کہ اگر عمر کے گھر کی طرف قبلہ ہو جاوے تو میں سجدہ نہ کروں اس صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے، زوجین میں علیٰحدگی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید نے جو کلمات کفر کہے اس سے اس کا کافر ہونا و مرتد ہونا ثابت ہوا۔(۳) اس کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے اور اس کا لڑکا چونکہ اپنی زوجہ کو نان و نفقہ دیتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے اس لئے بموجب حکم بعض ائمہ قاضی شرعی اس کی زوجہ کو اس سے علیٰحدہ کرنے کا حکم کر دے اور فسخ نکاح کر کے دوسرے نکاح کی اجازت دے دے یہ کام کسی ریاست اسلامیہ میں جا کر ہو سکتا ہے وہاں کا قاضی تفریق کرا دیوے۔ فقط۔

کلام اللہ کو کلام انسانی اور دوسرے کلمات کفریہ سے مرتد ہو گیا

(سوال ۱۰۱) زید مسلمان افعال کفر و شرک کا مرتکب ہے کچھ دنوں پیشتر مسلمانوں سے بحث و تکرار کرتا ہوا کلام اللہ کو کلام انسانی قرار دے کر قرآن پاک کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا، اور احادیث صحیحہ کو بوسیدہ کاغذوں کی طرح چاک کر کے پھینک دیا۔

(۲) وہ یہ کہتا ہے کہ لحم خنزیر اور لحم بز میں کچھ فرق نہیں ہے، اسی طرح اپنی مادر حقیقی اور اپنی عورت میں تمیز نہیں ہے، مشرکوں کے دیوتاؤں کو نذر چڑھاتا ہے اور مشرکین کا ذبیحہ کھاتا ہے۔

(۳) رام اور رحمٰن دونوں کو ایک کہتا ہے۔

---

(۱) لا یکفر احد من اهل القبلة الا فیه نفی الصانع القادر العلیم او شرك او انكار للنبوة (شرح فقه اكبر ص ۱۹۹) ظفیر
(۲) وارتداد احد هما من الزوجین فسخ عاجل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س ج۳ ص۱۹۳) ظفیر (۳) اذا اطلق الرجل كلمة الكفر عمداً لكنه لا یعتقد الكفر الخ قال بعضهم یكفر وهو الصحیح عندی لا نه استخف بدینه اه (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س ج ٤ ص ۲۲٤) ظفیر

(۴) مسلمانوں کو یہ تلقین کرتا ہے کہ نماز ایک فعل عبث ہے، ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر اگر وہ مرجائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں، زید اب تک زنا میں مشغول تھا اب زانیہ سے نکاح پسند کرتا ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) ایسے عقائد رکھنے والا شخص کافر و مرتد ہے۔(۱) اگر وہ تائب و اسلام لا کر نہ مرے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے۔ اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا جائے، اگر وہ شخص پھر اسلام میں داخل ہونا چاہے اور گزرے ہوئے عقائد و افعال سے توبہ کرے تو اس کو مسلمان کر لیا جاوے۔

(۴) نکاح اس کا اس زانیہ سے فوراً کر دیا جاوے۔

مرتد ہونے کے بعد پھر مسلمان ہونا

(سوال ۱۰۲) اگر کوئی مسلمان مرتد ہو جائے اور پھر اسلام لانا چاہے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

(الجواب) جس وقت وہ پھر مسلمان ہونا چاہے اس کو مسلمان کر لیا جاوے اسلام میں کچھ تنگی نہیں ہے اور اللہ کی رحمت وسیع ہے اس کی شان یہ ہے کہ ؎

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ … گر ملحد و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست … صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت کا منکر کافر ہے

(سوال ۱۰۳) ایک عالم کہتا ہے کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت و صحابیت کا منکر ہو اور مستحق لعنت و تبرا ءہو، وہ اسلام سے خارج ہے کسی بھی قسم کا برتاؤ اس کے ساتھ نہ کرنا چاہئے، دوسرا شخص کہتا ہے کہ ایسے شیعہ کے ساتھ برتاؤ درست ہے وہ کلمہ پڑھتے ہیں لہذا خارج اسلام نہیں ہو سکتا اس بارہ میں کس کا قول صحیح ہے۔

(الجواب) اس بارہ میں عالم کا قول صحیح ہے، اور دوسرا شخص جو کچھ کہتا ہے وہ اصول اسلام سے ناواقفیت پر مبنی ہے اس کو چاہئے کہ اس سے توبہ کرے۔(۲)

میرا ایمان میری جوتی کے نیچے یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۰۴) ایک شخص لکھا پڑھا وکیل باوجود واقفیت کے ایسے کلمات قبیحہ مجمع کثیر میں اپنی زبان سے نکالے کہ میرا ایمان میری جوتی کے نیچے ہے تو شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے۔

---

(۱) اذا اطلق الرجل کلمة الکفر لکنه لا یعتقد الکفر الخ قال بعضهم یکفر وهو الصحیح عندی لا نه استخف بدینه (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج ۴ ص ۲۲۴) ظفیر۔
(۲) نعم لا شك فی تکفیر من قذف السیدة عائشه رضی الله تعالیٰ عنها او انکر صحبة الصدیق الخ (ردالمحتار باب المرتد ج ۲ ص ۴۰۶ ط.س. ج ۴ ص ۲۳۷) ظفیر

(الجواب) یہ کلمہ کفر کا ہے وہ شخص جس نے یہ کلمہ کہا کافر ہو گیا۔(۱) اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی جیسا کہ در مختار میں ہے، و ارتداد احد هما فسخ عاجل ،(۲) پس اس شخص کو توبہ کرنا اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ فقط۔

قادیانی کافر ہیں روافض میں تفصیل ہے

(سوال ۱۰۰۵) ایک مولوی صاحب نے بروز جمعہ یہ فتوی بیان فرمایا کہ شرعاً جملہ افراد اہل شیعہ واحمدی کافر ہیں، اور جو شخص ان کے ساتھ خورد و نوش کرے گا یا ان کے ساتھ کسی تقریب میں شامل ہو گا کافر متصور ہو گا اور پھر اس کی ساتھ برتاؤ کرنے والا بھی کافر ہو گا علی ہذا القیاس سلسلہ کفر جاری رہے گا، اور جملہ عورات کا نکاح ناجائز اور فسخ شدہ ہے جو لڑکیاں اہل سنت و جماعت کی کسی شیعہ یا احمدی کے ساتھ بیاہی ہوئی ہیں ان کی اولاد ولد الحرام ہیں اور وہ زنا کرا رہی ہیں، کیا جملہ افراد اہل شیعہ کافر ہیں۔(۲) کیا جملہ افراد احمدی جماعت کے کافر ہیں، ہم حنفی ہیں اور جنس فرقہ احمدیہ کا ہم سے تعلق ہے وہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے (۳) کیا جملہ عورات کا نکاح ناجائز اور فسخ شدہ ہیں جو اہل سنت والجماعت کی لڑکیاں ہیں اور کسی شیعہ یا احمدی سے بیاہی ہوئی ہیں اور وہ اس طرح زنا کرا رہی ہیں (۴) کیا کسی معزز شیعہ یا احمدی اہل برادری کی تعظیم کرنا کفر ہے اور پھر جو اس کے ساتھ برتاؤ کرے گا یا اس کی کسی تقریب میں شریک ہو گا وہ بھی کافر ہو گا یا گناہگار۔

(الجواب) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین سب باتفاق علمائے اہل حق کافر و مرتد ہیں ان سے کسی قسم کا اتحاد و ارتباط رکھنا اور بیاہ شادی کرنا سب حرام ہے۔(۳) اور روافض میں یہ تفصیل ہے کہ جو فرقہ ان کا قطعیات کا منکر ہے اور سب شیخین کرتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہے یعنی افک کا معتقد ہے، اور صحابہ کی تکفیر کرتا ہے وہ بھی کافر و مرتد ہے(۴) ان سے مناکحت و مجالست حرام ہے اور واضح ہو کہ روافض تبرا کہ ہی ہوتے ہیں اگرچہ بوجہ تقیہ کے جو ان کے نزدیک دینی فعل ہے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اور اپنے عقائد باطلہ مخفی رکھتے ہیں لہذا ان کے قول و فعل کا اعتبار نہ کیا جاوے بلکہ ان کے اصول مذہب کو دیکھا جاوے پس بعد اس تمہید کے آپ خود اپنے سوالات کا جواب سمجھ سکتے ہیں۔

(۱) اکثر افراد شیعہ ایسے ہیں کہ ان کے کفر پر فتویٰ ہے اور اصول مذہب کے اعتبار سے ان کے کفر میں کچھ تردد نہیں لہذا ان کے ذبیحہ میں اور ان سے رشتہ مناکحت قائم کرنے میں احتیاط کی جاوے اور احتراز کیا جاوے۔

(۲) قطعاً کافر و مرتد ہیں اور یہ غلط ہے کہ وہ مسلمان کو کافر نہیں کہتے ان کی کتب مذہب کو دیکھو کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی مرزا کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے اور جو اس کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔

(۳) یہ صحیح ہے وہ نکاح نہیں ہوا اور اس حالت میں صحبت و جماع کرنا زنا ہے۔

(۴) یہ حکم عام نہیں ہے مگر معصیت اور فسق ہونے میں اس کے کلام نہیں ہے اور حدیث شریف میں ہے من

(۱) و کذا مخالفة او انکار ما اجمع علیه بعد العلم به لان ذلك دلیل علی ان التصدیق مفقود(ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲. ط.س. ج ٤ ص ۲۲۲) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹. ط.س. ج۳ ص ۱۹۳) ظفیر

(۳) ودعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالا جماع (شرح فقه اکبر ص ۲۰۲).

(۴) وبهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد لا لوهیة فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة (ردالمحتار باب المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸. ط.س. ج۳ ص ٤٦) ظفیر

وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الا سلام۔(۱) پس جب کہ مبتدع کی تعظیم و توقیر کرنا گویا اسلام کو منہدم کرنا ہے تو ایسے گمراہ کافر و مرتد فرقوں کی تعظیم و توقیر کس درجہ معصیت ہوگی۔ فقط۔

کلمہ کفر کا اعلان ہو چکا تو تجدید کا بھی اعلان کرے

(سوال ۱۰۵) اگر کسی کلمہ سے کفر لازم آجاوے بجائے خود تو کیا استیناف ایمان علی رؤس الاشہاد ضروری ہے۔
(۲) اور استیناف ایمان سے حسنات حاصلہ عود کر آتی ہیں یا نہیں۔
(۳) تجدید ایمان کا رکن کیا چیز ہے۔

(الجواب) اگر کلمہ کفر کا اعلان ہو چکا ہے تو تجدید میں اعلان کرنا چاہئے اور اگر کلمہ کفر زبان سے نکل گیا اور کسی کو اس کی خبر بھی نہیں ہے تو تجدید ایمان میں اعلان کی ضرورت نہیں ہے۔
(۲) مسئلہ یہ ہے الساقط لا يعود و فيه اختلاف منقول فی الشامی فلیر اجع (۲)
(۳) جو رکن ایمان کا ہے وہی تجدید ایمان کا رکن ہے۔

حق تعالیٰ کی شان میں گالی دینے والا کافر و مرتد ہے

(سوال ۱۰۶) میرے شوہر زید نے مجھے طلاق دے دی اور حق تعالیٰ شانہ کی شان پاک میں بہت ہی نازیبا الفاظ کہے یہاں تک کہ بیتی کی گالی دی وغیرہ وغیرہ تو اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) زید مذکور نے واقعی حق شانہ کی شان پاک میں ایسے الفاظ کہے ہیں جو سوال میں ہیں تو وہ کافر ہو گیا (۳) اور اس نے اگر اپنی زوجہ کو طلاق بھی نہ دی ہو تب بھی اس کی زوجہ اس کی نکاح سے خارج ہو گئی اور نکاح فسخ ہو گیا کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل الخ۔(۴) پس اس صورت میں زید کی زوجہ کو زید کے ساتھ رہنا اور اس سے تعلق زوجیت کا رکھنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

تعظیماً سجدہ غیر اللہ کو ناجائز ہے

(سوال ۱۰۶) جناب نے غیر اللہ کو تعظیماً سجدہ کرنے کے متعلق جو تحریر فرمایا ہے وہ نہایت تشفی بخش ہے لیکن یہ امر ابھی تک دریافت طلب باقی ہے کہ اگر ایک شخص خود غیر اللہ کو تعظیماً سجدہ نہیں کرتا بلکہ تعظیماً سجدہ کرنے کو حرام جانتے ہوئے کہتا ہے کہ چونکہ بجز خبر واحد لو امرت احد اان يسجد لا حد لا مرت المرأة ان تسجد لزوجها کے اور دلیل سے سجدہ تعظیمی جو شرائع سابقہ میں کیا گیا تھا اس کا منسوخ ہونا معلوم نہیں، اور اس حدیث سے بھی بحیثیت خبر واحد ہونے کے ناسخ کتاب ہونے میں شبہ باقی رہتا ہے، لہذا بہت سے اس حدیث سے نیز آیت قرآنی لا تسجدو للشمس الآیۃ سے در صورت وحدۃ حکم اگر ثابت ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ سجدہ غیر اللہ

---

(۱) مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة ص ۳۱۔
(۲) واسلامه (ای المرتد) ان يتبرا عن الا ديان سوی الا سلام او عما انتقل اليه بعد نطقه بالشهاد تين ولو اتی بهما علی وجه العادة لم ينفعه ما لم يتبرأ (در مختار) انما هو شرط لا جراء احكام الدنيا عليه (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۵۔ط۔س۔ج ٤ ص ۲۲٦) ظفیر۔
(۳) ومن وصف الله تعالی بما لايليق به او سخر باسم من اسمائه الخ يكفر (شرح فقه اكبر ص ۱۸۷) ظفیر۔
(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹۔ط۔س۔ج۳ ص ۱۹۳) ظفیر۔

کو کرنا حرام ہے کفر ثابت نہیں ہوتا اور اگر تسلیم کیا جائے کہ سجدہ تعظیما کرنا کفر ہے تو اس کفر کا انکار جو نص قطعی سے ثابت ہے کفر ہوگا یا نہیں اور اس قسم کے منکر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کسی حکم قرآنی کے منسوخ ہونے کے معنی جس وقت ذہن نشین ہو جاویں گے اس وقت خود بخود سمجھ میں آجاوے گا کہ حدیث سے حکم قرآنی منسوخ ہو سکتا ہے، سو واضح ہو کہ منسوخ کے معنی یہ ہیں کہ وہ حکم فلاں وقت تک یا فلاں زمانہ میں تھا اور چونکہ رسول اللہ ﷺ قرآن کے معنی بیان فرمانے والے ہیں اور آپ کا بیان کسی حکم کے متعلق واجب العمل ہے جیسا کہ خود قرآن شریف میں ارشاد ہے لتبین للناس ما نزّل الیھم (ترجمہ) تاکہ آپ بیان فرمادیں لوگوں کیلئے معنی قرآن منزل کے پس جب آپ کسی حکم قرآن کے متعلق یہ بیان فرمادیں کہ حکم مذکور فلاں زمانہ میں تھا اور پہلی امتوں کے لئے تھا اب وہ حکم نہیں ہے تو یہ امر نص قرآنی سے ثابت ہے کہ آپ کا یہ بیان واجب العمل ہے لہذا حدیث ناسخ قرآن ہو سکتا ہے خود قرآن شریف سے ثابت ہے اور خبر واحد ہونا اس کو مضر نہیں ہے جب کہ وہ صحیح حدیث ہو کیونکہ خبر واحد ہونا ہمارے اعتبار سے ہے ورنہ جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے کوئی حکم سنا وہ نقل قرآن کے حکم کی واجب العمل ہیں۔ فقط۔

زید نے بودھ مذہب پر ہونے کا اعلان کر دیا تو مرتد و کافر ہو گیا

(سوال ۱۰۷) زید مسلمان نے اعلانیہ بودھ مذہب اختیار کر لیا اور خود مندر کا ایک رکن ہے میونسپلٹی اور گورنر کے کونسل کے رائے دہندگان کی دو فہرستیں ہیں مسلمین کی جدا اور کفار کی جدا، زید کا نام کفار کی فہرست میں ہے اپنے بیرونی دروازہ پر بودھ کی تصویر بنوائی ہے۔ مگر بایں ہمہ ہر سال گیارہویں شریف اور اس میں مسلمانوں کی دعوت بھی کرتا ہے تو زید مسلمان ہے یا مرتد اور اس کی دعوت میں جانا اور کھانا اس کا حصہ یا روپیہ پیسہ لینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ زید نے اعلانیہ اپنے کو بودھ مذہب پر ہونے کا اعلان کر دیا اور اپنے دروازہ پر بودھ کی تصویر بھی قائم کی اور اس کے بعد اس مذہب سے توبہ کا اعلان نہیں کیا اور اپنے مسلمان ہونے کا اظہار نہیں کیا تو وہ کافر و مرتد ہے۔(۱) اس کی کسی دعوت وغیرہ میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز نہیں ہے اور روپیہ پیسہ اس سے لینا درست نہیں ہے اور اس کے گھر کسی جلسہ میں وعظ و مولود شریف میں شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط۔

تماشہ کرنے والا کہے میں خدا ہوں تو مرتد و کافر ہے

(سوال ۱۰۷) تماشہ کرنے والا تماشہ کے وقت اپنے آپ کو نعوذباللہ خدا کہتا ہے اور دوسروں کو سجدہ کرنے کو کہتا ہے کیا وہ مسلمان ہے اور ایسا تماشہ دیکھنے والے اور شرکت و امداد کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے۔

(۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ اس تماشہ کے اندر عبرت دکھائی جاتی ہے اور ناحق کو شکست اور حق کو فتح اس کا نتیجہ ہوتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

---

(۱) ومن لا یرضی من الایمان فھو کافر و من یرضی بکفر نفسه فقد کفر (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج ۲ ص ۲۵۷ ط.س. ج۲ ص۲۵۷. المرتد ھو شرعا الراجع عن دین الا سلام و رکنھا اجراء کلمة الکفر علی اللسان بعد الا یمان (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المرتد ج۳ ص ۳۹۱ ط.س. ج۴ ص۲۲۱) ظفیر.

(الجواب) یہ کفر ارتداد صریح ہے اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔(۱) قال اللّٰہ تعالیٰ ومن یقل منھم انی الہ من دونہ فذالک نجزیہ جھنم کذالک نجزی الظلمین۔(۲)

(۳) یہ قول غلط اور تاویل باطل ہے۔(۳) فقط۔

قرآن مجید کی توہین کفر ہے

(سوال ۱۰۸) زید نے بکر کو کسی دنیوی معاملات میں فیصلہ کے لئے کہا قرآن قسم کی طور پر اٹھا، تو میں فیصلہ منظور کرلوں گا لیکن بکر نے باہمی تنازعات میں کہا کہ میرا توذکر بھی نہیں اٹھاتا۔ بکر دوسری جگہ ایسے بےادبانہ الفاظ سے توبہ کرتا ہے، اب بکر پر کیا تعزیر شرعی عائد ہوتی ہے۔

(الجواب) بکر ان الفاظ سے مرتد اور کافر ہو گیا،(۴) اگر اس نے توبہ اور تجدید ایمان کرلیا ہے تو پھر وہ مسلمان ہو گیا اب بعد اسلام لانے کے اس پر کچھ حد اور تعزیر نہیں ہے اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا تھا اس کو پھر نکاح کرنا چاہئے۔ در مختار،(۵) شامی۔

اللہ ورسول کی شان میں گستاخی کفر ہے

(سوال ۱۰۹) اگر کوئی عورت اپنے خاوند پر مشتعل ہو کر خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں الفاظ اہانت کے کہے تو ایسی عورت اسلام سے خارج ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) عورت مذکورہ کو توبہ کرنا چاہئے، توبہ کے بعد تجدید نکاح بھی ضروری ہے

شریعت کے حکم کو نہیں مانتا یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۱۰) مسمی فرمان علی اور مہدی خان نے عام طور پر مجلس میں یہ کہا کہ ہم شرع شریف کے حکم کو نہیں مانتے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے، اس کی جنازہ کے نماز پڑھنا اور اس سے تعلقات رکھنا کیسا ہے۔

(الجواب) اس میں شک نہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے۔(۶) اور ایسا شخص اس لائق نہیں کہ مسلمانوں کی صف میں اس کو جگہ دی جائے ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا جرم ہو سکتا ہے کہ شریعت اسلامی کے متعلق ایسے توہین آمیز الفاظ کہے حقیقت میں ایسی ہی بے باکی دائمی ضلالت اور ابدی ہلاکت کا باعث ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صراط مستقیم پر قائم رکھے چونکہ صورت مسئولہ میں کلمہ مذکور مجمل ہے اس لئے ایسا کلمہ کہنے والا کے

(۱) لا یکفر احد من اھل القبلة الا فیما فیہ نفی الصانع القادر العلیم او شرک او انکار النبوة (شرح فقہ اکبر ج ص ۱۹۹) من ھزل بلفظ کفر ا رتدوان لم یعتقدہ للاستخفاف (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹٤ ط.س. ج٤ ص ۲۲۲) ظفیر. (۲) سورة الا نبیاء. (۳) وفی البحر عن الجامع الا صغر اذا اطلق الرجل کلمة الکفر عمداً لکنہ لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر لان الکفر یتعلق بالضمیر و لم یعتقد الضمیر علی الکفر وقال بعضھم یکفر وھو الصحیح عندی لا نہ استخف بدینہ اہ ثم قال فی البحر والحاصل ان من تکلم بکلمة الکفر ھاز لا او لا عبا کفر عند الکل ولا اعتبار لا عتقادہ کما صرح بہ الخانیة (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳. ط.س. ج٤ ص ۲۲٤) ظفیر

(٤) قال فی المسایرة وبا لجملة فقد ضم الی التصدیق با لقلب او بالقلب واللسان فی تحقق الایمان امور الا خلال بھا اخلال بالایمان کسجود لصنم وقتل نبی والا ستخفاف بہ وبا لمصحف الخ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج٤ ص ۲۲۲) ظفیر

(٥) من وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ الخ یکفر (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۷)

(٦) من اھان الشریعة او المسائل التی لابد منھا کفر (شرح فقہ اکبر ص ۳۱۵) ظفیر.

کفر میں احتیاط کی ضرورت ہے، کسی مسلمان کے قول میں جب تک بھی کوئی قابل قبول تاویل ممکن ہو سکتی ہو تو اس کو کافر بنانے سے ہمیں احتراز ہی کرنا چاہئے کہ ایمان و کفر کا معاملہ بہت ہی نازک ہے، بحر الرائق میں خلاصہ سے نقل کیا ہے اذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم . (۱) وفی الفتاوی الصغری الکفر شئ عظیم فلا اجعل المومن کافرا حتیٰ وجدت روایة انه لا یکفر انتهی (۲) اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے رجل قال لغیره صل المکتوبة فقال لا اصلیها الیوم اختلفوا فیه ذکر الناطفی عن محمد انه قال قول الرجل لا اصلی یحتمل وجوها اربعة احدها لا اصلی فقد صلیتها والثانی لا اصلی بقولك ففی هذه الوجوه لا یکفر والرابع لا اصلی ولیس تجب علی الصلوٰة ولم او مربها یعنی جحودها یصیر کافرا قال الناطفی فعلی هذا اذا اطلق وقال لا اصلی لا یکفر لا ن هذا اللفظ محتمل انتهی، قول (۳) وکذا هذا وفی الدر المختار لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن. (۴) پر شامی میں اس قول کے تحت میں ہے ثم ان مقتضی کلامهم ایضالا یکفر بشتم دین مسلم ای لا یحکم بکفره لامکان التاویل الخ . (۵) غرض یہ کہ اسی طرح کی بہت سی عبارتیں ہیں جو احتیاط پر مجبور کرتی ہیں لہذا صورت مسئولہ میں ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا جائز ہے البتہ جب تک یہ شخص اپنے کرتوت سے تائب نہ ہو اس سے کسی طرح کا بھی تعلق نہ رکھنا چاہئے جو ایسی حالت میں اس سے تعلق رکھیں گے وہ گنہگار ہوں گے۔ ڈر ہے کہ ان کا شمار بھی اسی کے ساتھ نہ ہو جائے اور نہ کسی مسلمہ کا اس کے ساتھ ایسی حالت میں نکاح کیا جائے، نکاح کے معاملہ میں بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔ فقط .

احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

(سوال ۱۱۱) اگر وہ لڑکی جس نے مذہب قادیانی اختیار کر کے اپنا نکاح کسی احمدی سے کر لیا ہے اگر پھر مسلمان کر لی جائے تو اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاوے گا یا نہیں۔

(۲) احمدی میاں بیوی ایک ساتھ مسلمان ہوئے تو نکاح باقی رہے گا

(سوال ۱۱۲) اگر دونوں اشخاص ساتھ ہی احمدی سے مسلمان ہو جائیں تو ان کے نکاح کے متعلق کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں اس کا نکاح قادیانی شخص سے ٹوٹ جائے گا کیونکہ قادیانی مرتد ہیں اور احد الزوجین کا ارتداد نکاح کے منافی ہے در مختار میں ہے وفسد ان اسلم احدهما قبل الآخر (۶) بحر الرائق میں ہے لان ردة بالآخر منافیة للنکاح ابتداء فکذابقاءً الخ وقال به یعلم حکم البینونة باسلام احدهما فقط

---

(۱) ردالمحتار باب المرتد ج۳ ص ۳۹۳ .ط.س. ج۴ ص۲۲۸ . ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ .ط.س. ج۴ ص۲۲۸ . ظفیر.
(۳) فتاویٰ قاضی خاں باب ما یکون کفرا من المسلم وما لا یکون ج۳ ص ۵۹۷ . ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص۳۹۹ .ط.س. ج۴ ص ۳۳۹ . ظفیر.
(۵) ردالمحتار للشامی باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ . ظفیر.
(۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص۵٤۱ .ط.س. ج۳ ص۱۹۶ . ظفیر

بالاولیٰ۔(۱)

(۲) اگر دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوئے ہیں تو ان کا نکاح باقی بحالہ ہے ورنہ فسخ ہو جائے گا۔(۲) فقط

زوجین میں ایک کے ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال ۱۱۲) زید نے ایک ہندو عورت کو مسلمان کر کے اپنا نکاح کیا ۱۱ سال تک اس کے پاس رہی لیکن اب آریوں نے اس کو بھگا کر مرتد بنا کر عدالت میں نکاح ہونے سے انکار کرا دیا، نکاح کے گواہ اور وکیل موجود ہیں۔ قاضی بھی منکر ہے اور رجسٹر ظاہر نہیں کرتا اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) شریعت اسلام میں دو گواہوں سے نکاح کا ثبوت ہو جاتا ہے لیکن بعد مرتد ہو جانے اس عورت کے نکاح فسخ ہو گیا جیسا کہ در مختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل۔(۳) فقط۔

قرآن کی نسبت کلمات توہین کفر ہے

(سوال ۱۱۳) کمال الدین جلد ساز نے مجمع اہل اسلام میں یہ کلمات کہے کہ میں قرآن شریف کو کچھ چیز نہیں سمجھتا میں اس کو آگ لگا سکتا ہوں چند آدمیوں کی شہادتیں منسلک ہیں ایسے شخص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) قرآن شریف کی نسبت کلمات توہین کے کہنا کفر ہے۔(۴) لیکن اگر کمال الدین انکار کرتا ہے تو یہ انکار اس کا توبہ سمجھا جاوے گا اس کو چاہئے کہ توبہ و استغفار کرے اور تجدید ایمان کرے، بعد توبہ و استغفار تجدید ایمان کے اس کے ساتھ کچھ تعرض نہ کیا جاوے اور اس کو مسلمان سمجھا جاوے اور میل جول رکھا جاوے اور اگر وہ شخص توبہ و استغفار و تجدید ایمان سے انکار کرے تو پھر اس سے قطع تعلق کر لیا جاوے۔ فقط۔

میں شریعت کو نہیں مانتا یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۱۴) زید نے کسی وجہ سے اپنا مکان اپنے لڑکے عمرو کو ہبہ کر دیا اور علاوہ عمرو کے زید کے تین لڑکے دو لڑکیاں اور بھی موجود ہیں اب زید چاہتا ہے کہ اپنی حیات میں سب کو یہ مکان تقسیم کر دے عمرو کہتا ہے کہ میں شریعت کو نہیں مانتا تو عمرو اسلام سے خارج ہو لیا نہیں اور نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔

(الجواب) عمرو بوجہ اس قول کے اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی بعد اسلام لانے کے تجدید نکاح کر سکتا ہے۔(۵)

اپنے کو خدا اور رسول کہنے والا کافر و مرتد و ملحد ہے

(سوال ۱۱۵) یحییٰ خاں ایک جاورہ میں مقیم ہے پہلے اس نے مہدی موعود، پھر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد رسول بنا اور اپنے نام کا کلمہ بنایا لا الہ الا اللہ ہو یحییٰ عین اللہ اور اپنے کو عین اللہ کہتا ہے اور ایک کتاب لکھی

---

(۱) وبقی النکاح ان ارتدا معا بان لم یعلم السبق فیجعل کالغرقی ثم اسلما کذالک استحسانا وفسد ان اسلم احدھما قبل الآخر (در مختار) قولہ کذا لک بان لم یعلم السبق (ردالمحتار باب نکاح الکافر ج۳ ص ۵۴۱ ط.س ج۳ ص ۱۹۶) ظفیر۔ (۲)

(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ظفیر (۴) اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ من القرآن او عاب کفر (عالمگیری مصری ج۲ ص ۲۶۶ ط. ماجدیہ ج۲ ص ۲۶۶) ظفیر (۵) اذا اطلق الرجل کلمۃ الکفر عمدا لکنہ لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر الخ وقال بعضھم یکفر وھو الصحیح عندی لانہ استخف بدینہ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س ج۴ ص ۲۲۴) ظفیر

ہے اس کا نام فرمان بالمقابل قرآن رکھا ہے اور خود کو فرمانروا کہتا ہے اور اب اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے آیات قرآنی کم وزیادہ کرکے پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن میں غلطی ہے الخ اور اللہ تعالیٰ کو لہوولعب کرنے والا کہتا ہے نعوذباللہ یحییٰ خان کے لئے کیا حکم اور جو مسلمان اس کو واجب التعظیم سمجھیں اور اس کے اقوال کی تصدیق کریں اور اس کی اعانت کریں اور اس کے ساتھ خوردونوش کریں ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) یحییٰ خاں مذکور کا مرتد ہونا اس کے اقوال سے ثابت و محقق ہے۔(۱) اس کے ساتھ مسلمانوں کو ملنا اور اس کی محبت واعانت کرنا حرام ہے اور جو لوگ اس کو بزرگ اور واجب التعظیم سمجھیں اور اس کی تصدیق کریں وہ بھی کافر ہیں اس میں کچھ شک نہیں ہے قال اللّٰہ تعالیٰ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین الآیة (۲) وقال اللہ تعالیٰ ومن یقل منھم انی الٰہ من دونہ فذلک نجزیہ جھنم کذالک نجزی الظالمین۔(۳) فقط۔

قرآن کی کسی آیت کی تحقیر سے خوف کفر ہے

(سوال ۱۱۶) زید نے منبر پر وعظ بیان فرمایا عمرو نے خشمناک ہوکر اس کو منبر سے نیچے گرادیا اور مارپیٹ کیا۔ زید نے آیت کریمہ پڑھا، عمرو نے کہا کہ یہ آیت قرآنی اپنی عورت کو بتلاؤ میں نہیں مانتا ہوں، عمرو کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) عمرو کا یہ فعل نہایت قبیح ہے اور آیت قرآنیہ کی نسبت ایسے الفاظ کہنے سے خوف کفر ہے اس کو توبہ کرنی چاہئے۔ فقط۔

غالی شیعہ اسلام سے خارج ہیں

(سوال ۱۱۷) ایک عالم کہتا ہے کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحابیت وخلافت کا منکر ہو اور مستحق لعنت و تبرا ہو وہ اسلام سے خارج ہے کسی قسم کا برتاؤ اس کے ساتھ نہ کرنا چاہئے، دوسرا شخص کہتا ہے کہ ایسے شیعہ کے ساتھ برتاؤ درست ہے وہ کلمہ پڑھتے ہیں، لہٰذا خارج اسلام نہیں ہوسکتا، اس بارہ میں کس کا قول صحیح ہے۔

(الجواب) اس میں عالم کا قول صحیح ہے۔(۵) اور دوسرا شخص جو کچھ کہتا ہے وہ اصول اسلام سے ناواقفیت پر مبنی ہے اس کو چاہئے کہ اس سے توبہ کرے۔

---

(۱) ودعویٰ النبوة بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کفر بالا جماع (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) اذا انکر الرجل آیة من القرآن الخ او عاب کفر (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۶۶ ط. ماجدیہ ج۲ ص۲۶۶) ظفیر۔

(۲) الاحزاب۔

(۳) الانبیاء ۲۔

(٤) اذا انکرالرجل آیة من القرآن او سخر بایة من القرآن اوعاب کفر (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۶۶. ط. ماجدیہ ج۲ ص۲۶۶) ظفیر۔

(۵) ولو انکر احد خلافةالشیخین یکفر (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۰) نعم لا شك فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا اوانکر صحبة الصدیق (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۵ و ج ۳ ص ۴۰۶. ط.س. ج٤ ص۲۳۷) ظفیر۔

شریعت کے بالمقابل رواج کو ماننا کفر ہے

(سوال ۱۱۸) جو شخص یہ کہے کہ میں فیصلہ شریعت کے موافق نہیں کروں گا بلکہ رواج کے موافق فیصلہ کردوں گا اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ کلمہ کفر ہے اور استخفاف دین ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے۔(۱)

شریعت کو نہیں ماننا کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۱۹) زید نے اپنے امام مسجد کو بلا حکم شرعی امامت سے علیحدہ کردیا سمجھانے پر یہ جواب دیا کہ (اگر شریعت بھی اس کو امام مانے تب بھی میں اس کو امام نہیں مانتا) زید کا یہ کہنا کفر ہے یا نہیں اور زید کو تجدید نکاح کرنا چاہئے یا نہیں یا صرف توبہ ہی کافی ہے، ایک عالم نے یہ فتویٰ دیا کہ زید جب تک توبہ اور تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کرنا چاہئے اس پر زید نے عالم مذکو کو برسر اجلاس گالیاں دیں اور سخت بے عزت کیا، کیا فتویٰ عالم کا درست تھا، بہر حال زید کے لئے کیا حکم ہے توبہ ہی کافی ہے یا عالم سے معافی بھی مانگے۔

(الجواب) اس میں شک نہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے اور استخفاف دین محمدی ﷺ ہے اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے علماء نے ایسے بے باک اور شریعت کو بازیچہ اطفال سمجھنے والوں پر بالاتامل کفر کے فتوے لگادیئے ہیں مگر اس وجہ سے کہ اسلام کا اور کفر کا معاملہ بے حد نازک ہے، حضرات فقہاءؒ نے اس میں بہت ہی احتیاط کی ہے اور فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں جب تک کوئی قابل قبول تاویل ہو سکتی ہو اور اس کا کلام کسی محمل حسن پر اتر سکتا ہو اس وقت تک اس کو کافر کہنے میں احتیاط کی جائے گی، پس چونکہ شخص مذکور کا کلام محتمل تاویل ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ اس کی مراد شریعت کو برا کہنا نہیں بلکہ اس خاص شخص کی برائی مقصود ہے اس لئے اس کو کافر کہنے میں احتیاط کی ضرورت ہے در مختار میں ہے واعلم انه لا يفتى بكفر دين مسلم امكن حمل كلامه على محمول حسن او كان في كفره خلاف ولو كان ذلك رواية ضعيفة الخ ۔(۲) پھر شامی میں ہے ثم ان مقتضى كلامهم ايضا انه لا يكفر بشتم دين مسلم اى لا يحكم بكفره لامكان التاويل ثم رائيته في جامع الفصولين حيث قال بعد كلام اقول وعلى هذا ينبغى ان يكفر من شتم دين مسلم ولكن يمكن التاويل بان مراده اخلاقه الردية ومعاملته القبيحة لا حقيقة دين الاسلام فينبغى ان لا يكفر الخ(۳) شامی مطبوعہ مصر ج ۳ ص ۳۸۹ . وقال في البحر بعد كلام طويل والذى تحرر انه لا يفتى تكفير مسلم امكن حمل كلامهم على محمل حسن الخ ثم قال ولقد الزمت نفسى ان لا افتى بشئ منها الخ(۴) بحرالرائق ج ۵ ص ۱۳۵ "مطبوعہ مصر" وفي الخلاصة وغيرها اذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتى ان يميل الى الذى يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم وزاد

(۱) او انكار ما اجمع عليه بعد العلم به لا ن ذلك دليل على ان التصديق مفقود الخ وافعال تصدر عن المتهتكين له لالتها على الا ستخفاف بالدين الخ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۹۲. ط.س. ج ٤ ص ۲۲۲) ظفير. (۲) الدر المحتار على هامش رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۸ و ج ۳ ص ۳۹۹. ط.س. ج ٤ ص ۲۲۹ . ظفير. (۳) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹. ط.س. ج ٤ ص ۲۳۰. ظفير (٤) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳. ط.س. ج ٤ ص ۲۲۹. ظفير.

فی البزازیة الاذاصرح بارادة موجب الکفر فلا ینفعه التاویل(۱)حینئذ انتھیٰ ، نقله فی البحر بہ حال اس کو توبہ کرنی چاہئے اور احتیاطاً تجدید نکاح بھی اور جب تک کہ یہ شخص کامل توبہ اور ندامت کے ساتھ اپنے فعل پر پشیمان نہ ہو اس سے قطع تعلق سیاست اسلامیہ کے مطابق ہے اور جس عالم نے ایسا فتویٰ دیا وہ صحیح ہے قال فی الشامی وما فیه خلاف یومر بالا ستغفار والتوبة وتجدید النکاح ثم قال وظاهره انه امر احتیاط وقال بعد کلام واما امره بتجدید النکاح فهو لا شك فیه احتیاطاً الحاصل(۲)اگرچہ ایسے شخص کو کافر نہ کہا جائے لیکن توبہ واستغفار کے بغیر چارہ نہیں اور علی سبیل الاحتیاط تجدید نکاح بھی ہونی چاہئے اور سب سے پہلے اس کو اس عالم دین سے معافی مانگنی چاہئے کہ جس کو بغیر شرعی قصور کے برا بھلا کہہ کر اپنی عاقبت خراب کی ہے ، علماء دین کی تعظیم حقیقت میں دین کی تعظیم ہے اور ان کو حقیر سمجھنا دین کو حقیر جاننا ہے ، شرح فقہ اکبر میں خلاصہ سے نقل کیا ہے من ابغض عالماً من غیر سبب خیف علیه الکفر ص ۲۱۳ وفی الظهیریة من بین وجها شرعیا فقال خصمه هذا کون الرجل عالماً الخ یخاف علیه الکفر شرح فقه اکبر ص ۲۱٤۰ فقط۔

مرتد کا انکار عود الی الاسلام سمجھا جائے گا

(سوال ۱۲۰)زید پہلے مسلمان تھا پھر کچھ بعد عیسائیوں کے ساتھ اختلاط رہا اور پادری صاحب کے پاس جا کر اس نے مذہب عیسائی اختیار کر لیا بعد ازاں ایک مسلمان نے دانستہ اپنی بیٹی کا نکاح زید سے کر دیا ، اب زید کہتا ہے کہ میں عیسائی نہیں ہوا ، یہ مجھ پر افتراء ہے کیا زید کا انکار توبہ کے قائم مقام ہے اور اس لڑکی کا نکاح زید سے جائز ہے۔

(الجواب)کتب فقہ میں لکھا ہے کہ مرتد کا انکار عود الی الاسلام اور توبہ ورجوع کے قائم مقام سمجھا جاوے گا ، لہذا اس صورت میں جب کہ زید اپنے عیسائی ہونے سے منکر ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کے اس انکار کو جھٹلایا جائے ، وہ واقعی اگر عیسائی ہو گیا ہے تو پھر اس کے افعال واعمال خود شاہد بن کر اس کی تکذیب کر دیں گے اور یہ غیر واقعی انکار اس کو کوئی نفع نہ پہنچا سکے گا لیکن اس وقت جب کہ وہ کھلے لفظوں میں یہ کہہ رہا ہے کہ یہ مجھ پر بہتان ہے میں عیسائی نہیں ہوا تو پھر ضرورت نہیں کہ خواہ مخواہ اس کو مرتدین کے زمرہ میں داخل کیا جائے بلکہ اب تو یوں کہا جائے گا کہ وہ اپنے انکار سے توبہ ورجوع کا اعلان کر رہا ہے ، قال فی الخانیه وجحود الردة یکون عودا الی الاسلام خانیه جلد ٤ ص ٦٠٤ وفی الدر المختار شهدوا علی مسلم بالردة وهو منکر لا یتعرض له لا لتکذیب الشهود العدول بل لان انکاره توبة ورجوع الخ در مختار جلد ۳(۳)ص ۲۹۹ اور جب کہ اس کا نکاح اس انکار کے بعد ہوا ہے تو پھر اس کی صحت میں بھی کوئی تردد نہیں ہے۔

مجھے شریعت محمدی کا فیصلہ منظور نہیں کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۲۱)دو شخصوں میں باہم تنازع تھا ایک نے ان میں سے کہا کہ فیصلہ بحسب شرع محمدی کر لینا چاہئے

---

(۱) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج٤ ص ۲۳۰ . ظفیر.
(۲) دیکھئے ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج٤ ص ۲۳۰ . ظفیر.
(۳)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤١٣ ط.س. ج٤ ص٢٤٦ . ظفیر.

دوسرے نے اس کے جواب میں کہا کہ مجھے فیصلہ شریعت محمدی کا منظور نہیں ہے اپنا رواج منظور کیا جائے گا پس منکر فیصلہ شریعت کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) شریعت محمدیہ صلوات اللہ وسلامہ وعلی صاحبہا کے فیصلہ سے انکار کرنا کفر ہے۔ اس شخص کو توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

جو عیسائی وغیرہ بنانے کی کوشش کرے وہ بھی کافر ہے

(سوال ۱۲۲) ایک عورت شادی شدہ کو چار آدمی عیسائی کرانے لے گئے، تاکہ نکاح ٹوٹ جائے، عیسائی ہونے کے وقت ایک آدمی اس نیت سے چلا گیا کہ میرے نکاح اور ایمان کو نقصان نہ پہنچے، باقی تین آدمی ساتھ رہے اور عیسائی ہونے کے وقت انہوں نے رسوم عیسوی ٹوپی اتار کر ادا کی، ان پر کیا حکم ہے اور عورت مذکورہ کا پہلا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔

(الجواب) مسئلہ شرعی یہ ہے کہ جو کسی شخص کے کافر عیسائی وغیرہ بنانے پر راضی ہو اور اس میں کوشش کرے وہ بھی شریعت میں کافر ہو جاتا ہے پس اگر چاروں اس پر راضی تھے تو چاروں کافر ہوئے اور اگر تین راضی تھے اور ایک ناراض ہو کر علیحدہ ہو گیا تو تین کافر ہوئے ایک مستثنیٰ رہا۔(۲) اور ایسی عورت کے لئے جو کہ کسی مسلمان کے نکاح سے خارج ہونے کے لئے عیسائی اور مرتد ہو اس کے بارہ میں فقہاء نے یہ حکم فرمایا ہے کہ اس عورت کو جبر مسلمان کیا جاوے اور اس کے پہلے شوہر سے ہی پھر ان کا نکاح جدید بمہر یسیر کر دیا جاوے۔(۳) در مختار۔ فقط۔

دین و شریعت کو سب و شتم کرنا کفر ہے

(سوال ۱۲۳) چھ آدمیوں نے شراب پی کر دین کو برا بھلا کہا ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔

(الجواب) شراب پینا گناہ کبیرہ ہے اور دین اور شریعت کو سب و شتم کرنا کفر ہے اس کو توبہ کرنی چاہئے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔(۴) فقط۔

مجھ کو نمازی کی قبر میں نہیں جانا یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۲۴) بندہ ایک تیلی کے گھر تیل لینے گیا میں نے اس سے کہا اٹھو بھائی نماز پڑھو اس نے کہا چلو تم کو کیا ہے، دوبارہ کہنے پر اس نے مجھے گالیاں دی، سہ بار کہنے پر جواب دیا دشنام دے کر مجھ کو نمازی کی قبر میں نہیں جانا، چوتھی دفعہ کہنے پر جواب دیا کہ جب نماز پڑھنے والے خلاص ہو جائیں گے تو بھی کیا ہے اور منع کرنے پر اس نے مجھے مارا میں شرمندہ ہو کر واپس چلا آیا، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے

(الجواب) اس شخص کے فاسق ہونے میں کسی کے نزدیک شبہ نہیں ہے اور اس حالت میں خوف کفر ہے اس کو

---

(۱) و قد حقق في المسايرة انه لا بد في حقيقة الايمان من عدم ما يدل على استخفاف من قول او فعل ويأتي بيانه(ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۱ ط.س. ج٤ص۲۲۲) اذا اطلق الرجل كلمة الكفر عمداً لكنه لم يعتقد الكفر قال بعض اصحابنا لا يكفر الخ وقال بعضهم يكفر وهو الصحيح عندى لا نه استخف بدينه(ايضاً ج ۳ ص ۳۹۳)ظفير. (۲)ومن امر امرأة بان ترتد الخ كفر لا سكر (شرح فقه اكبر ص ۲۲۵ ط.س. ج٤ص۲۲٤) ظفير. (۳)ولو ارتدت لمجئ الفرقة الخ وتجبر على الا سلام وعلى تجديدالنكاح زجراً لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوىٰ الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ٤ ص ٥٤٠ ط.س ج۳ص١٩٤)ظفير. (٤)من اهان الشريعة او المسائل التى لا بد منها كفر (شرح فقه اكبر ص) ظفير.

توبہ کرنی چاہئے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

شرعی فیصلہ کا منکر کافر ہے یا نہ

(سوال ۱۲۵) دو شخص کسی معاملہ میں جھگڑتے ہیں، ایک نے کہا چلو شرعی فیصلہ کریں دوسرے نے شرعی فیصلہ سے انکار کیا تو وہ کافر ہو گیا یا نہ۔

(الجواب) وہ شخص فاسق ہے تکفیر میں احتیاط کی جاوے۔(۲)

تیرے مذہب کی ماں کو ایسا کروں یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۲۶) اگر کوئی شخص ہوش و حواس کی حالت میں یوں کہے کہ تیرے پیر کے اور تیرے مذہب کے ماں کو کروں گا تو اس کا کیا حکم ہے اور اس کو امام بنانا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) ایسے کلمات کفریہ ہیں ان سے سلب ایمان کا اندیشہ ہے پس ایسے شخص سے فوراً توبہ کرائی جاوے اور تاوقتیکہ توبہ نہ کرے اس سے قطعاً متارکت کر دی جائے لقوله تعالیٰ فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظلمين ۔(۳) الآیۃ اور اس کو امام نہ بنایا جاوے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔

ہم اللہ میاں کے بھتیجے ہیں کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۲۷) ایک شخص کو کہا گیا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے جواب دیا کہ ہم اللہ میاں کے بھتیجے ہیں ہم کو معاف ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ کلمہ کفر ہے اس شخص کو توبہ کرنی چاہئے اور پھر ایمان لانا چاہئے۔(۴) فقط۔

ہمارا خدا انگریز ہے اس کا قائل کافر و مرتد ہے

(سوال ۱۲۸) ایک شخص کلمات کفریہ زبان پر لاتا ہے مثلاً یوں کہتا ہے کہ ہمارا خدا انگریز ہے وہی ہم کو رزق دیتا ہے، خالی نماز پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں، اس قسم کی اور بھی باتیں کہتا ہے، ایسے شخص کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے۔

(الجواب) جس شخص نے کلمات مذکورہ کہے وہ کافر و مرتد ہو گیا،(۵) جب تک وہ توبہ نہ کرے، تجدید اسلام نہ کرے اس وقت تک اس سے میل جول ترک کر دینا چاہئے اور ان کو برادری سے خارج کر دینا چاہئے اور اس کی شادی و غمی میں ہرگز شریک نہ ہونا چاہئے فقط۔

---

(۱) من قیل له صل فقال لا اصلی یا مرك کفر (شرح فقه اکبر ص ۱۲۰) من قال لا اصلی جحودا او استخفافا او علی انه لم یومر او لیس بواجب فلا شك انه كفر فی الكل (ایضاً ص ۲۰۹) ظفیر

(۲) وقد سئل فی الخیریة عمن قال له الحاکم ارض الشرع فقال لا قبل فافتی مفت بانه کفر و بانت زوجته فهل یثبت کفره فاجاب بانه لا ینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اهل الاسلام (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط.س.ج ۴ ص ۲۳۰) ظفیر (۳) سورة الانعام . ۱٤.

(٤) من وصف الله تعالیٰ بما لا یلیق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره او انکر وعده او وعیده یکفر (شرح فقه اکبر ص ۱۸۷) ظفیر

(٥) لا یکفر احد من اهل القبلة الا فیما فیه نفی الصانع القادر العلیم او شرك او انکار للنبوة (شرح فقه اکبر ص ۱۹۹) ظفیر

قرآن و نبی کیا چیز ہے یہ کلمات کفریہ ہیں

(سوال ۱۲۹) شخصے خویشتن را در زمرہ درویشاں در آوردہ اظہار امور مغیبات و علم آں می نماید و میگوید کہ چنیں و چناں خواہد شد و بریں سیرت مواظبت و مستمر است وچوں وے را بطور نصیحت گفتہ شد کہ ایں امر ند در قرآن ست و نہ نبی کریم ﷺ چنیں کردہ و گفتہ بجواب گفت کہ بگذارید قرآن مجید چہ چیز است ہے و نبی کریم ﷺ چیست و کیست و شخص مذکور مسلوب الحواس و نہ مجنون پس چنیں شخص کافر شد یا نہ۔

(الجواب) في الشامي وبالجملة فقد ضم الى التصديق بالقلب او بالقلب واللسان في تحقيق الا يمان امور الا خلال بها اخلال بالا يمان اتفاقا كالسجود لصنم وقتل نبي والا ستخفاف به و بالمصحف والكعبة و كذا مخالفته او انكار ما اجمع عليه بعد العلم به لان ذلك دليل على ان التصديق مفقود الخ شامی ،(۱) پس معلوم شد کہ قائل مذکور کافر شد، فقط۔

حالت جنابت میں نماز پڑھ لی تو خارج از اسلام نہیں ہوگا

(سوال ۱۳۰) زید چند مبلغین کے ساتھ کسی گاؤں میں بغرض تبلیغ گیا، رات اسی بستی میں قیام رہا اتفاقاً زید کو احتلام ہو گیا وہاں سے قبل طلوع صبح کے قیام گاہ کی طرف سب لوگ روانہ ہوئے، راستہ میں ایک مسجد ملی جس میں نہ کوئی غسل خانہ نہ غسل کرنے کا کوئی انتظام، صرف سقاوہ میں وضو کرنے کے لئے پانی موجود تھا، سب لوگوں نے نماز فجر ادا کی زید نے بھی حالت حدث اکبر ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور شرم کی وجہ سے اپنے محتلم ہونے کو ظاہر نہیں کیا اور اگر نماز نہ پڑھتا تو سب لوگ اس کے محدث ہونے کو جان لیتے اور زید کو معلوم تھا کہ یہ نماز نہیں ہوگی بلکہ پڑھنے کے وقت قصد کر لیا تھا کہ مکان پر پہنچ کر غسل کر کے نماز ادا کروں گا، تو صورت مسئولہ میں زید کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں، از روئے شرع شریف کتب معتبرہ سے جواب مدلل کر کے تحریر فرمادیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

(الجواب) صورت مسئولہ میں زید بدستور مسلمان اور اس کا نکاح بدستور قائم ہے اس کو اپنے فعل پر توبہ کرنی چاہئے اس پر لازم ہے کہ کبھی ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کرے اس میں اہانت دین اور استخفاف ارکان اسلام کا مشتبہ ہو سکتا ہے، بہر حال معتمد اس صورت میں عدم تکفیر ہی ہے، كما في الشامي و المعتمد عدم التكفير كما هو ظاهر المذهب ،(۲) فقط واللہ اعلم۔

خدا تعالیٰ و نبی پاک کی شان میں گستاخی کفر ہے

(سوال ۱۳۱) ایک عورت نے خدا اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بہت بیجا الفاظ کہے اور دین محمدی سے اعراض اور اس کی توہین کرتی ہے اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) خدائے تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کو سب و شتم کرنا کفر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی یہ صفت بتلائی ہے کہ اللہ کو گالی دیں گے قال الله تعالىٰ ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدوا بغير علم

(۱) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج ٤ ص ۲۲۲) ظفیر
(۲) ردالمحتار ط.س. ج ٤ ص ۲۳۰

الآیۃ۔(۱) پس اس کو توبہ کرائی جاوے۔

نماز کا منکر کافر و مرتد ہے

(سوال ۱۳۲) جو شخص نماز سے قطعی انکار کردے اور یہ کہے کہ ہم نہیں پڑھیں گے وہ کیسا ہے اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے۔

(الجواب) یہ کلمات کفریہ ہیں ایسا کہنے والے کے کفر کا اندیشہ ہے۔(۲) ایسے شخص سے اہل اسلام کوئی واسطہ نہ رکھیں، اس سے تمام تعلقات منقطع کردیں۔ فقط۔

میں کافرہ تجھ مومن سے اچھی ہوں کفر ہے

(سوال ۱۳۳) ہندہ نے اپنے بچہ کو محبت میں آکر یہ کہا کہ یہ بچہ مجھے تمام جہاں سے سب سے بہتر اور اچھا ہے اس کے خاوند نے کہا کہ کمبخت تمام دنیا میں انبیاء و اولیاء بھی ہیں ان سے کون بہتر ہوگا۔ وہ بولی کہ یہ سب سے اچھا ہے۔ اس کے خاوند نے کہا کہ تو کافرہ ہوگئی اس پر اس نے کہا کہ میں کافرہ ہی تیرے جیسے ایماندار سے اچھی ہوں۔(۱) آیا ان کلمات کے کہنے سے کہ میں کافرہ ہی اچھی ہوں تیرے جیسے ایماندار نہیں چاہئے۔ ہندہ کافرہ ہوئی یا نہ۔

کافرہ کو تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے

(سوال ۱۳٤) (۲) اگر کافرہ ہوگئی تو اس کے توبہ کرنے پر تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ۔

(۳) زید کے ان کلمات سے کہ میں تیرے ساتھ کلام نہیں کرنا چاہتا اور تیرا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کون سی رجعی یا بائنہ اب رجوع کی کیا صورت ہے۔

(۴) زید سے جب ہندہ نے یہ الفاظ کہے کہ میں کافرہ ہی تیرے جیسے ایماندار نہیں چاہئے زید نے کہا کہ ان کلمات کے کہنے سے تو میری زوجہ سے باہر ہوگئی صحیح ہے یا نہ۔

(۵) جب تک ہندہ توبہ نہ کرے اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے۔

(۶) اگر ہندہ بعد میں انکار کرے کہ یہ الفاظ میں نے نہیں کہے پھر کیا حکم ہوگا۔

(الجواب) (۱) یہ کلمات کفر کے ہیں اس سے ہندہ کافرہ ہوگئی۔(۳) (۲) تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔(۴) (۳) ہندہ نے جس وقت یہ کلمات کہے وہ کافرہ ہوگئی نکاح اس کا زید سے فسخ ہوگیا پھر اس پر الفاظ مذکورہ سے طلاق واقع نہیں ہوئی، در مختار میں ہے وارتداد احدهما فسخ عاجل فلا ينقص عددا وتفصيل المسئلة فی الشامی.(۵) (۴) یہ قول زید کا صحیح ہے۔ (۵) جب تک وہ باوجود اقرار کلمات مذکورہ کے توبہ نہ کرے تو اس کو علیحدہ کردیا جاوے۔ (۶) یہ اس کی توبہ سمجھی جاوے گی اور اس کو مسلمان سمجھا جاوے گا۔(۶) فقط۔

---

(۱) الانعام ۱۹۔ (۲) من قال لا اصلی جحودا او استخفافا او علی انه لم يؤمر او ليس بواجب فلا شك انه كفر اور آگر یہ مطلب ہے کہ نماز پڑھ چکا ہے یا اس طرح کی دوسری چیز ہو (شرح فقه اکبر ص ۲۰۵) تو کفر کا حکم نہیں ہوگا، بہر حال تاویل ممکن ہے اس لئے قطعی حکم نہ کیا جائے کا تحرز انه لا يفتی بكفر مسلم امكن حمل كلامه علی محمل حسن او كان فی كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة، ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج ٤ ص ۲۲۹) (۳) اذا اطلق الرجل كلمة الكفر عمدا لكنه لم يعتقد الكفر قال بعض اصحابنا لا يكفر الخ وقال بعضهم يكفر وهو الصحيح عندی لانه استخف بدينه (ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج ٤ ص ۲۲٤) (٤) وارتداد احدهما فسخ عاجل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ ص ۱۹۳) (۵) دیکھئے ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج ٤ ص ۱۹۳ (٦) شهدوا علی مسلم بالردة وهو منكر لايتعرض له الخ لان انكاره توبة ورجوع (الدر مختار) ولو بدون اقرار بالشهادتين وهو قول ظاهر قول المتون ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤۱۳ ط.س. ج ٤ ص ۲٤٦)

بت کی پوجا صریح شرک ہے

(سوال ۱۳۵) ایک شخص نے اس حال سے کہ اس کی اولاد ہمیشہ ضائع ہو جایا کرتی تھی مع اپنی عورت اور ایک دوسرے اجنبی عورت کے بت ماتا کی پوجا کی اور بت ماں کے لئے گندم پکا کر تقسیم کئے آیا اس فعل کے بعد یہ تینوں دائرہ اسلام میں داخل ہیں اور ان کا نکاح بحالہ قائم ہے یا نہ۔

(الجواب) یہ فعل کفر اور شرک صریح ہے ان کو تجدید اسلام و توبہ واستغفار و تجدید نکاح کرنا لازم ہے کذا فی الدر المختار و رد المحتار۔(۱)

نماز نہ پڑھوں گا کافر ہی ہو کر رہوں گا کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۳۶) ایک مسجد خام کی دیوار بوجہ بارش شہید ہو گئی ایک مسلمان اس کی مٹی اٹھا کر مکان تیار کر رہا ہے اور منع کرنے پر کہتا ہے کہ میں ضرور مٹی اٹھاؤں گا، میں نماز نہیں پڑھوں گا کافر ہی ہو کر رہوں گا۔

(الجواب) یہ کلمہ کفر ہے (۲) اس سے توبہ کرنی چاہئے اگر یہ شخص توبہ نہ کرے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے قطع تعلق کر دیں قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین الآیۃ(۳) فقط۔

حق تعالیٰ کی شان میں گستاخی کفر ہے

(سوال ۱۳۷) ایک شخص نے حق تعالیٰ کی شان میں بے ادبی کے الفاظ کہے جس سے کفر عائد ہوتا ہے تو نکاح ٹوٹا یا نہیں۔

(الجواب) جن الفاظ سے کفر عائد ہوتا ہے۔(۴) اس میں بعد توبہ کے و تجدید ایمان کے نکاح کرنا ضروری ہے، پس اس شخص کو چاہئے کہ تجدید ایمان کرے اور توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے۔(۵) فقط۔

صحبت صدیق اکبرؓ کا منکر رافضی کافر ہے

(سوال ۱۳۸) شیخے منکر صحبۃ الصدیق روا رکھنے والا سب شیخین کا ہے ایسے شخص کے ساتھ مسلمانوں کو تعلقات رکھنا اور اپنے ساتھ مساجد میں نمازوں میں شریک کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اقول و بہ نستعین بے شک ایسا رافضی جو کہ منکر صحبت صدیقؓ ہو باتفاق کافر ہے اور اکثر فقہاء نے سب شیخین کرنے والے کو بھی کافر کہا ہے۔(۶) پس ایسے رافضی کے ساتھ اختلاط و ارتباط رکھنا اور بلا نکیر ان کو مسجد مسلمین میں آنے دینا اور شریک نماز و جماعت کرنا حرام اور ناجائز ہے ایسے لوگوں سے جہاں تک ہو سکے اجتناب اور علیحدگی کی جاوے قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین۔(۷) فقط۔

---

(۱) وبالجملة فقد ضم الى التصديق بالقلب وبالقلب و اللسان في تحقق الايمان امور الا خلال بها اخلال بالا يمان كالسجود لصنم (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹٤ ط س ج ٤ ص ۲۲۲) ظفير. (۲) من جحد فرضا مجمعا عليه كالصلوة والصوم والزكوة والغسل من الجنابة كفر (شرح فقه اكبر ج ۳ ص ۲۱۲) من قال لا اصلي جحودا او استخفافا الخ فلا شك انه كفر ايضا ج ص ۲۰۹) ظفير (۳) والكافر بسب نبي من الا نبياء فانه يقتل حدا او لا تقبل توبته مطلقا وسب الله تعالى قبلت لا نه حق الله (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤۰۰ ط س ج ٤ ص ۲۳۱) ظفير.
(٤) وارتداد احدهما فسخ عاجل (ايضا باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹) ظفير.
(۵)
(٦) ان الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافر الخ نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله تعالى عنها او انكر صحبة الصديق الخ (ردالمحتار باب المرتد ص ٤۰۵ و ص ٤۰٦) ظفير.
(۷) الا نعام . ٤ .

مسجد کو زناخانہ کہنا معصیت اور گناہ ہے

(سوال ۱۳۹) مسجد کو یہ کہنا کہ یہ زناخانہ ہے اور یہاں گدھے بیل کی جگہ یہ مسجد نہیں۔ یہ کیسا ہے۔

(الجواب) یہ بھی سخت معصیت ہے اور گناہ ہے توبہ کرنی چاہئے۔(۱)

توہین عالم فسق ہے

(السوال ۱۴۰) توہین عالم کفر یا فسق؟

(الجواب) فسق ہے والتفصیل فی الشامی ج ۲

توہین و تحقیر عالم کفر ہے

(سوال ۱۴۱) ایک شخص نے عالم دین کی توہین کی تو وہ کافر ہوا یا نہیں بعضے کتب میں ہے کہ توہین و تحقیر عالم کی کفر ہے۔

(الجواب) فقہاء نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ جب تک تاویل ممکن ہو کسی مسلمان کی تکفیر نہ کی جاوے اور اگر کسی شخص میں بہت سی وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ ضعیف عدم کفر کی ہو تو مفتی کو عدم کفر کی طرف میلان کرنا چاہئے۔ یہ تمام تفصیل در مختار و شامی میں ہے۔(۳) لہذا صورت مذکورہ میں اس کو کافر نہ کہا جاوے البتہ احوط یہ ہے کہ وہ شخص جو علماء کو سب و شتم کرتا ہے اور علم دین کا استخفاف کرتا ہے تجدید ایمان و تجدید نکاح کرے هذا کله فی ردالمحتار المعروف بالشامی۔(۴) فقط۔

یہ شرع کس سسرے نے بنائی کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۴۲) زید نے جب نکاح کیا تو یحییٰ نے یہ کہا یہ شرع کس سسرے نے بنائی کہ چچی سے نکاح کر دیا، یحیی کیلئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) یحییٰ نے جو کلمہ زبان سے نکالا یہ کلمہ کفر کا ہے اس کو اس کلمہ سے توبہ کرنی چاہئے اور تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنی چاہئے۔(۵)

تاویل جب تک ممکن ہو کافر نہ کہیں گے

(سوال ۱۴۳) زید نے کہا کہ اگر میں بسم الله الرحمن الرحیم کے باپ کا نام نہ بتا سکوں تو میری بیوی پر طلاق ہے اور باپ کا نام نہ بتا سکا تو کیا حکم ہے اس پر مجیب نے احتیاطاً تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم دیا، زید جب تجدید نکاح کے لئے اپنی بیوی کے پاس گیا تو زوجہ نے انکار کر دیا اور شوہر ثانی کا ارادہ ظاہر کیا آیا زوجہ زید زوج ثانی کی

---

(۱) قال الله تعالى ان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا (سورة الجن ۲ × ۲) وترد شهادة من يظهر سب السلف لا نه يكره ، ظاهر الفسق (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۵) وفي الخلاصة من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر (شرح فقه اكبر ص ۲۱۳) ظفير (۳) اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر و واحد يمنعه فعلى المفتي الميل بما يمنعه (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج ٤ ص ۲۳۰) ظفير . (٤) ثم ان مقتضى كلامهم ايضا انه لا يكفر بشتم دين مسلم اى لا يحكم بكفره لا مكان التاويل ثم رأيته في جامع الفصولين حيث قال بعد كلام اقول و على هذا ينبغى ان يكفر من شتم دين مسلم ولكن يمكن التاويل بان مراده اخلاقه الردية ومعا ملة القبيحة لا حقيقة دين الاسلام فينبغى ان لا يكفر حينئذ والله اعلم واما امره بتجديد النكاح فهو لا شك فيه احتياطا (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج ٤ ص ۲۳۰) ظفير (۵) اذا اطلق الرجل كلمة الكفر عمدا لكنه لا يعتقد الكفر قال بعض اصحابنا لا يكفر الخ وقال بعضهم يكفر وهو الصحيح عندى لا نه استخف بدينه (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳) ظفير

زوجیت میں جا سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق ۔ چونکہ حکم تجدید ایمان و تجدید نکاح اس صورت میں احتیاطاً تھا نہ اس وجہ سے کہ وہ یقیناً کافر ہو گیا لا نہ متی یمکن التاویل وان کان ضعیفاً لایحکم بکفرہ الخ ردالمحتار (۱) وغیرہ لہذا عورت مذکورہ کو یہ جائز نہیں ہے کہ بدون طلاق زید و انقضاء عدت دوسرے شخص سے نکاح کر سکے ، در مختار میں ہے وما فیہ خلاف یومر بالا ستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح الخ قولہ وتجدید النکاح ای احتیاطاً وقولہ احتیاطاً ای یامرہ المفتی بالتجدید لیکون وطؤہ حلالا بالا تفاق وظاھرہ لانہ لا یحکم القاضی بالفرقۃ بینھما وتقدم ان المراد بالا ختلاف ولو روایۃ ضعیفۃ ردالمحتار ، (۲) شامی ص ۳۹۹ ج ۳ فقط۔

رمضان میں اعلانیہ کھانا، جھوٹ بولنا وغیرہ فسق و معصیت ہیں

(سوال ۱۴۴) زید و عمر دونوں بکر کے بیٹے ہیں عمر اور بکر دونوں فعل قبیح کے مرتکب ہیں ، رمضان شریف میں دن کو اعلانیہ کھاتے پیتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں چوری زنا وغیرہ کرتے ہیں زید ان کو منع کرتا ہے اور نصیحت کرتا ہے تو برا مانتے ہیں اور مغلظ گالیاں زبان سے نکالتے ہیں ایسے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اور ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) عمر و بکر اس صورت میں فاسق ہیں اور ان کے کفر کا خوف ہے (۳) ان سے توبہ کرائی جاوے اور تجدید ایمان کا حکم کیا جاوے ، بعد توبہ و استغفارہ تجدید ایمان و تجدید نکاح کے ان کو شامل جماعت مسلمین کیا جاوے اور ساتھ کھانے پینے میں کیا جاوے ۔ ورنہ علیحدہ کر دیا جاوے اور اس کے ساتھ کھانا پینا بیٹھنا سب ترک کر دیا جاوے۔ فقط۔

امور دین کی توہین کرنے والا کافر ہے

(سوال ۱۴۵) ماقولکم فی رجل قال التوبۃ کذا وکذا من انسب التوبۃ الی الفاظ شنیعۃ ما یستکرہ الناس بذکر ذلک الا عضا المخصوصۃ ھل یکفر لا ھانۃ امر من امور الدین۔

علماء کو گالی دینے والا فاسق ہے

(سوال ۱۴۶) نصح ونھی عالم زوجۃ امرأ عن فعل حرام او کلام قبیح بالا جنبی فاخبرت المرأۃ زوجھا عنہ فسب الزوج العالم فما یحکم علی من یسب العلماء۔

---

(۱) اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ، وجہ واحد یمنعہ فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم الخ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف ولو روایۃ ضعیفۃ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط ۔ س ۔ ج ۴ ص ۲۳۰) ان مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف یومر بالا ستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح وظاھرہ انہ امرا حتیاط (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط ۔ س ۔ ج ۴ ص ۲۳۰) ظفیر ۔ (۲) دیکھئے ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۱۴ ط ۔ س ۔ ج ۴ ص ۲۴۶ ۔ ظفیر
(۳) من اھان الشریعۃ او المسائل التی لا بد منھا کفر (شرح فقہ اکبر ص ۲۱۵) ظفیر ومن بین وجھا شرعیا فقال خصمہ کون الرجل عالما او قال لا تفعل معی عالمیا لا نہ لا ینقدعندی ای لا یجوز ولا یمضی یخاف علیہ الکفر (شرح فقہ اکبر ص ۲۱۴) ظفیر

(الجواب)(۱)یکفر (۱)(۲)هو فاسق ویخاف علیه الکفر۔(۲)

نبی کو خدا کہنے والا کافر و مشرک ہے

(سوال ۱۴۷) قائل اس بیت کے حق میں کیا حکم ہے۔

شریعت کا ڈر ہے مگر صاف کہہ دوں
نبی جی ہمارا خدا بن کے آیا (۳)

(الجواب) یہ قول کفر ہے اور صریح شرک ہے، والعیاذباللہ تعالیٰ۔ فقط

نماز کی توہین سے خوف کفر ہے

(سوال ۱۴۸) قومی پنچایت کے ایک شخص نے یہ کہا کہ آپ حضرات جس قدر خانگی معاملات کا اہتمام کرتے ہیں اگر اس قدر نماز روزہ یا دیگر امور شرعیہ میں توجہ فرمائیں تو کتنے گھر نمازی ہو جائیں اس پر صدر پنچایت نے جواب دیا کہ تم پنچائت اور نماز وغیرہ کا مقابلہ کرتے ہو کیا نماز ہی پڑھنے سے مسلمان ہوتا ہے ہم اس پر شرط لگاتے ہیں کہ اگر کوئی مولوی صاحب اس کو ثابت کر دیں تو میں دس روپیہ دوں گا نہیں تو آپ سے لوں گا اب سوال یہ ہے کہ صدر مذکور کا کہنا حق بجانب ہے یا نہیں۔

(الجواب) صدر پنچائت کا یہ قول لغو ہے۔ بلکہ اس میں خوف کفر ہے۔(۴) کہ اس نے نماز کی توہین کی۔ آنحضرت ﷺ نے نماز کو دین کا ستون فرمایا ہے جس نے نماز کی پرواہ نہ کی اس نے دین کے ستون کو گرادیا اور ترک صلوٰۃ پر حدیث میں کفر کا اطلاق آیا۔ من ترك الصلوٰة متعمد افقد كفر۔(۵) یعنی جس نے قصداً نماز ترک کی وہ کافر ہو گیا ، پس اگرچہ حنفیہ تارک صلوٰۃ کو کافر نہیں کہتے اور حدیث مذکورہ کی تاویل کرتے ہیں لیکن فاسق ہونے میں اس کے کچھ شبہ نہیں ہے اور توہین کرنے والا نماز کی یا ہلکا سمجھ کر چھوڑنے والا نماز کا باتفاق کافر ہے۔(۶) اور یہی تاویل حدیث مذکور کی ہے ، پس صدر مذکور کا قول بالکل بے دینی کی دلیل ہے اور گویا نماز ان کے نزدیک لائق اہتمام کے نہیں ہے۔

شریعت سے استہزاء کفر ہے

(سوال ۱۴۹) ایک شخص نے یہ الفاظ کہے کہ "شرعی فیصلہ مجھے منظور نہیں ہے" اور شریعت کوئی چیز نہیں ہے ، دریافت یہ امر ہے کہ ایسا شخص شرعاً مرتد ہے یا نہیں اور اس سے اسلامی تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) بے شک انکار و استہزا بالدین والشریعۃ کفر ہے كما فی الشامی ویظهر من هذا ان ماکان دلیل

---

(۱) وکذا الا ستهزاء علی الشریعة الغراء کفر لان ذلك من امارات تکذیب الا نبیاء (شرح فقه اکبر ص ۱۸۶) ظفیر
(۲) وفی الخلاصه من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف الکفر الخ (شرح فقه اکبر ص ۲۱۳) ظفیر
(۳) قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰهکم اله واحد فمن کان یرجو القاء ربه فلیعمل عملاً صالحا ولا یشرك بعبادة ربه احدا (الکهف)
(۴) وقد حقق بالمسایرة انه لا بد فی حقیقة الا یمان من عدم مایدل علی الاستخفاف من قول او فعل (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۱ ط.س. ج ۴ ص ۲۲۲) ظفیر
(۵) مشکوٰة.　(۶) وکذا الا ستهزاء علی الشریعة الغراء کفر لان ذلك من امارات تکذیب الا نبیاء (شرح فقه اکبر ص ۱۸۶) ظفیر

الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الا ستخفاف الخ۔(۱) ص ۲۸۴ جلد ۳ فقط۔

مسخری سنانے والا فاسق ہے

(سوال ۱۵۰) نقال لوگوں کو طرح طرح کی مسخریاں سنا کر ہنساتا ہے اس میں نقال اور ہنسنے والے کافر اور ان کی عورتیں مطلقہ ہو جاتی ہیں یا نہیں اور مسخری میں معلم بن کر لڑکوں کو سبق پڑھاتے ہیں۔

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق ۔ قال فی الشامی نا قلاً عن البحر والذی تحرر انه لا یفتی بکفر مسلم لا مکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره اختلاف ولو روایة ضعیفة فعلی هذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورة لا یفتی بالتکفیر فیها ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئی منها ا ه (۲) بحر وایضا فی ردالمحتار و علی هذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم ولکن یمکن التاویل بان مراده اخلاقه الردیة ومعاملته القبیحة لا حقیقة دین الا سلام فینبغی ان لا یکفر حینئذ الخ ۔(۳) الحاصل ان نقال کی تکفیر میں احتیاط کرنا لازم ہے۔ البتہ تجدید ایمان و توبہ و استغفار و تجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے۔ فقط۔

قرآن وحدیث کی توہین کفر ہے

(سوال ۱۵۱) ایک پنچائت میں باہمی نفاق دور کرنے کی غرض سے زید نے کچھ ثبوت قرآن شریف اور حدیث شریف سے دیئے اور یہ چاہا کہ آپس کے نزاع شریعت کے موافق دور ہو جائیں اس پر بکر نے اٹھ کر زید سے یہ کہا کہ تم ادھر ادھر کے قرآن اور ادھر ادھر کی حدیثوں سے یہ لیکچر دے کر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہو ایسے شخص کی بابت شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) قرآن شریف اور حدیث شریف کی توہین کرنا کفر ہے جیسا کہ ردالمحتار شامی میں ہے وبالجملة فقد ضم الی التصدیق بالقلب اوبالقلب واللسان فی تحقق الا یمان امور الا خلال بها اخلال بالا یمان اتفاقاً کالسجود للصنم وقتل نبی والاستخفاف به وبالمصحف والکعبة الی ان قال لان ذلك دلیل علی ان التصدیق مفقود الخ ص ۲۸٤ جلد ۳ (۴) شامی۔ پس اس عبارت سے واضح ہوا کہ قرآن شریف کی توہین کرنا اور نبی علیہ السلام کی توہین اور آپ کی حدیث کی توہین کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ لہٰذا اس شخص کو توبہ کرنی چاہئے اور اس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے۔ فقط۔

بسم اللہ پڑھنے پر استہزاء کرنا کفر ہے

(سوال ۱۵۲) (۱) زید ہر کام کے شروع میں بسم اللہ کہنے کا عادی ہے ایک روز عمر نے زید کو اس کہنے پر بہت طعن و تشنیع کی اور یہ کہا کہ خدا تو راستہ گھاٹ میں پڑا ہے اس کو ہر وقت پکارنے کی ضرورت کیا ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س.ج٤ ص ۲۲۲ من اهان الشریعة او المسائل التی لابد منها کفر (شرح فقه اکبر ص ۲۱۵) ظفیر

(۲) ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۳ ط.س.ج٤ ص ۲۲۹ ظفیر۔

(۳) ردالمحتار باب المرتد ج ٤ ص ۳۹۹ ط.س.ج٤ ص ۲۳۰۔

(٤) ردالمحتار باب المرتد (ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س.ج٤ ص ۲۲۲) ظفیر۔

تقدیر پر شک کرنا خوف کفر ہے

(سوال ۱۵۳)(۲) عمر ہمیشہ تقدیر کے مسئلہ پر علماء سے طعن و تشنیع اور بحث کرتا ہے۔
(۳) اور عمر عذاب قبر کے بارے میں شک کرتا ہے اور علماء سے ہمیشہ بحث و تکرار کرتا ہے اور جاہلوں کو بد عقیدہ کرتا ہے، عمر کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) احکام شرعیہ پر استہزاء کرنا کفر۔(۱) اور بسم اللہ پڑھنے پر استہزا کرنا اسی طرح تقدیر کے مسئلہ میں شک کرنا اور عذاب قبر میں شک کرنا اور علماء کو بے وجہ سب و شتم کرنا یہ جملہ امور حرام ہیں بعض ان میں سے حد کفر کو پہنچتے ہیں لہذا عمر کو توبہ کرنا و تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا لازم ہے، ردالمحتار شامی جلد ۳ ص ۲۸۴ میں ہے و لذا قال فی المسایرة وبالجملة فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقق الایمان امور الا خلال بها اخلال بالایمان اتفاقاً کالسجود لصنم وقتل نبی والا ستخفاف به وبالمصحف والکعبة وکذا مخالفة اوانکار ما اجمع علیه بعد العلم به لان ذلك دلیل علی ان التصدیق مفقود الخ قلت ویظهر من هذا ان ماکان دلیل الا ستخفاف یکفر به وان لم یقصد الا ستخفاف۔(۲) فقط۔

اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کفر ہے

(سوال ۱۵٤) جو مسلمان غصہ میں اللہ جل شانہ کے نام پر یہ کہے "میں تمہارے خدا کو ٹھینگا دکھاتا ہوں (والعیاذ باللہ تعالیٰ) اور اسی قسم کے الفاظ گستاخی اور بے ادبی کے خدائے تعالیٰ کی شان میں استعمال کرے تو وہ مسلمان ہے یا نہیں۔

(الجواب) شخص مذکور شرعاً قطعاً کافر و مرتد ہے اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔(۳) فقط۔

بزرگوں سے گستاخی حرام و فسق ہے

(سوال ۱۵۵) جو شخص اپنے بزرگوں، چچا استاذ وغیرہ کو ایذاء دے اور کلمات گستاخانہ کہے وہ فاسق اور کافر ہے یا نہیں اس کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص علماء کی تحقیر کرے اس کو کافر کہنا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ اپنے بزرگوں چچا وغیرہ اور استاذ کو بے وجہ ستانا اور گستاخانہ کلام ان سے کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور مرتکب اس کا فاسق ہے لیکن اس کو کافر نہ کہنا چاہئے کیونکہ کفر ایک شئی عظیم ہے جب تک تاویل ممکن ہو کافر نہ کہا جائے، اسی طرح علماء حق کی تحقیر کرنا بھی سخت گناہ ہے کافر اس کو بھی نہ کہنا چاہئے کیونکہ تاویل کی گنجائش ہے ہکذا فی کتب الفقه۔(٤)

---

(۱) من اهان الشریعة اوالمسائل التی لابدمنها کفر وکذاالاستهزاءِ او علی الشریعة الغراء کفر (شرح فقه اکبر ص ۱۸۸) ظفیر. (۲) دیکھئے ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج٤ ص ۲۲۲ (ظفیر.)
(۳) من وصف الله بما لا یلیق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من او امره او انکر وعده اووعیده یکفر (شرح فقه اکبر ص ۱۸۷). (٤) انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن اوکان فی کفره اختلاف ولو روایة ضعیفة (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج٤ ص ۲۲۹) ظفیر

مرزا غلام احمد کو مجدد اور فیض نبوت سے مستفید سمجھنے والے بھی کافر ہیں

(سوال ۱۵۶) ہم ان تمام احکامات پر جو حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شریعت کے ہیں ایمان رکھتے ہیں اور اس کی پیروی کی کوشش کرتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کو مجدد اور باتباع پیروی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اور ان کی طرف سے فیض نبوت سے مستفید جانتے ہیں از روئے شریعت محمدیہ ﷺ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) واضح ہو کہ اگر کسی شخص میں باوجود تمام عقائد اسلامیہ کے ماننے کے ایک عقیدہ بھی کفریہ ہو اور کسی ایک امر کا ضروریات دین سے بھی انکار کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے پس جو شخص باوجود دعویٰ اسلام و عقائد اسلام کے ایک ایسے مرتد و ملحد کو جس کی کتابوں سے اس کی کفریات ثابت ہیں مسلمان سمجھے بلکہ اس کو مجدد اور فیض نبوت سے مستفید سمجھے وہ بھی قطعاً کافر ہے کیونکہ اس نے کافر کو مسلمان اور کفر کو اسلام سمجھا پس جب کہ محقق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بوجہ دعویٰ نبوت و توہین انبیاء کرام علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام وغیرہا کے قطعاً کافر ہے کیونکہ جو شخص ایسے کافر و ملعون کو مجدد و مستفید از فیض نبوت سمجھے اس کے کفر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔(۱) فقط۔

حدیث نبوی کی توہین کفر ہے

(سوال ۱۵۷) توہین حدیث مخصوص چہ حکم دارد و بر توہین کنندہ حدیث خاص کہ میگوئد بول می کنم بریں حدیث چہ حکم است۔

(الجواب) شک نیست کہ استخفاف و توہین حدیث و استخفاف کتب شرعیہ کفر است۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ قال فی ردالمحتار ولذا قال فی المسايرة وبالجملة فقد ضم الى التصديق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقق الا يمان امور الا خلال بها اخلال بالا يمان اتفاقا كسجود لصنم وقتل نبی والا ستخفاف به و بالمصحف والكعبة الى ان قال ولا عتبار التعظيم المنافى للا ستخفاف كفر الحنفية بالفاظ كثيرة وافعال تصدر من التهتكين لد لالتها على الا ستخفاف بالدين كالصلوٰة بلا وضوء عمداً بل بالموا ظبة على ترك سنة استخفافا بسبب انه فعلها النبی صلى الله عليه وسلم زيادة اواستقبا حها كمن استقبح من آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه او احفاء شاربه الخ۔(۲) ج ۳ ص ۲۸۴

تم انبیاء کو سر پر اٹھائے پھرو یہ کہنا کفر ہے

(سوال ۱۵۸) ایک شخص فسادی اور جھگڑالو ہے اگر کوئی شخص اس کو یہ کہے کہ انبیاء کا طریقہ خلق ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ تم ہی انبیاء کو سر پر اٹھائے پھرو اس پر کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ کلمہ کہنا جس میں انبیاء علیہم السلام کی توہین ہے کفر ہے ایسا شخص جب تک توبہ نہ کرے اور تجدید

---

(۱) قد يكون فی هؤلاء من يستحق القتل كمن يدعی النبوة او يطلب تغير شئی من الشريعة ونحو ذلك (شرح فقه اكبر ص ۱۸۴) ظفير۔

(۲) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج ٤ ص ۲۲۲ ۔ ظفير۔

اسلام نہ کرے اس وقت تک اس سے ملنا جلنا ترک کردینا چاہئے۔(۱) فقط۔

کسی حدیث کا منکر کافر ہوا یا نہیں

(سوال ۱۵۹) ایک شخص نے ایک عالم کو کسی مسئلہ پر مسجد میں تکرار کر کے برا بھلا کہا اور حقارت کی بات کی، عالم مذکور نے کتاب منگا کر حدیث دکھائی اس شخص نے کہا کہ اگر چودہ کتاب میں اس حدیث کو دکھاؤ گے تب بھی اس حدیث کو نہیں مانوں گا بلکہ جو آباؤ اجداد نے کیا ہے وہ ہم کرتے رہیں گے بعد میں اس حدیث کی عداوت میں اس شخص نے عالم موصوف کو گالی دی اور توہین کی اور مسجد میں نہیں آتا کہتا ہے کہ ہم اس عالم کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے، شرعاً یہ شخص کافر ہے یا نہیں۔

(۲) ایک شخص رشوت خوار دروغ گو، سود خوار چار سو پانچ سو روپیہ لے کر جھوٹی گواہی دیتا ہے اور عالم کی بات نہیں مانتا اور غریبوں میں جو عالم ہوتے ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ایسے شخص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ دونوں شخص فاسق اور ظالم ہیں توبہ کریں اور شخص اول کلمات کفریہ کا مرتکب ہوا ہے تاہم بوجہ امکان تاویل اس کو کافر کہنے میں احتیاط کی جاوے لیکن احتیاطاً اس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا چاہئے فقط۔(۲)

نکاح کو برا سمجھنے والا گناہ گار ہے

(سوال ۱۶۰) اگر کوئی شخص نکاح کو برا سمجھے تو وہ کافر ہو گا یا گناہ گار۔

(الجواب) وہ کافر نہ ہو گا گناہگار ہو گا۔(۳) فقط۔

یہ کہنا کہ خدا و رسول کو نہیں جانتا کلمات کفر ہیں

(سوال ۱۶۱) زید اپنی زوجہ کو اٹھارہ سال سے نفقہ نہیں دیتا نہ اس کو بلاتا ہے جب اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر تو اس کو نہ رکھے تو طلاق دے دے اور خدا و رسول کا خوف کر، اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ میں خدا اور رسول کو نہیں جانتا کہ کیا چیز ہے نعوذ باللہ تعالیٰ اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) الفاظ مذکورہ کے کہنے سے زید کافر و مرتد ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی کما فی الدر المختار، وارتداد احدھما فسخ عاجل الخ(۴)

لہٰذا نکاح ثانی اس کی زوجہ کا اس صورت میں درست ہے۔

احکام شریعت کے متعلق نازیبا کلمات کہنا کفر ہے

(سوال ۱۶۲) جو شخص امام مسجد ہو کر قصداً نماز ترک کرے اور ڈاڑھی کو قبضہ تک بڑھانا برا سمجھے اور یہ کہے کہ میں کتے کی پونچھ نہیں بڑھاتا علماء شریعت سے ضد رکھتا ہے اور ان کے وعظ میں شریک ہونا برا سمجھتا ہے اور بدعتی کا وعظ دلچسپی سے سنتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ اور یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں ثلثة لا ترفع

---

(۱) وان شتم الملائكة كالانبياء (در مختار هو مصرح به عندنا فقالوا اذا شتم احدا من الا نبياء او الملائكة كفر وقد علمت ان الكفر بشتم الا نبياء كفر ردة فكذا الملائكة فان تاب فبها والا قتل (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۳ ط.س. ج ۴ ص ۲۳۵) ظفير (۲) من اهان الشريعة او المسائل التى لا بد منها كفر (شرح فقه اكبر ص ۲۱۵)

(۳) النكاح من سنتى فمن رغب عن سنتى فليس منى (مشكوة) (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۵ ص ۵۳۹ ط.س. ج ۳ ص ۱۹۳ ظفير

لهم صلا تهم فوق رؤسهم رجل ام قوما وهم له كارهون۔

(الجواب) ایسا آدمی فاسق ہے اور احکام شریعت کے متعلق اس نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ کلمات کفر ہیں، عمداً نمازوں کو ترک کرنا شعائر اسلامی کے متعلق ایسے توہین آمیز الفاظ استعمال کرنا، علماء حق سے بغض و عداوت رکھنا وغیرہ وغیرہ یہ سب امور اس کے فسق والحاد پر شاہد ہیں اور بتصریح فقہاء اقتداء فاسق مکروہ بکراہت تحریم ہے تمام نمازیوں کا فرض ہے کہ ایسے شخص کو عہدہ امامت سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ کردیں، کبیری میں ہے وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقا يأثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه با مور دينه وتساهله فى الاتيان بلوازمه الخ(۱) وفى الخلاصة من ابغض عالما بغير سبب ظاهر خيف عليه الكفر وفيه ايضا من قال قصصت شاربك والقيت العمامة على العاتق استخفا فا الخ فذلك كفر الخ شرح فقه اكبر (فصل فى العلم والعلماء)(۲) سوال میں جس حدیث کے صحت کے متعلق سوال ہے وہ سنن ابی داؤد میں مروی ہے، فقہاء نے اس حدیث سے ایسے شخص کے امامت کو مکروہ لکھا ہے۔ فقط۔

بکر تمہارا خدا ہے یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۶۳) زید نے ضد اور لڑائی میں عمر کو یہ کہہ دیا کہ بکر تمہارا خدا ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس سے کفر ہو جاتا ہے۔(۳)

کہنا کہ "پیر کے کام کے سامنے نماز کچھ نہیں یہ کلمہ" کفر ہے

(سوال ۱۶٤) زید ایک شخص کا مرید ہے اور زید کا یہ اعتقاد ہے اور یہ قول ہے کہ پیر کے کام کے سامنے نماز کچھ چیز نہیں ہے زید کا یہ اعتقاد شرعاً کیسا ہے؟ اور زید کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے زید کی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کا یہ قول زندقہ اور کلمات کفریہ سے ہیں تمام وہ الفاظ جن سے دین اور اس کے کسی رکن کی توہین ہو یا بطور استخفاف کہے جائیں موجب للکفر ہیں معاذ اللہ منہ، بلکہ بعض فقہاء نے تو ایسے بے باک اور بدلگام لوگوں پر کفر کا ہی حکم لگا دیا ہے۔ زید کو ایسے ہتک آمیز اور جاہلانہ الفاظ اور ایسے مہلک اعتقاد سے فوراً توبہ کرنی چاہئے جب تک تائب نہیں ہوگا اس کی گواہی معتبر نہیں ہوگی اسی طرح کی پیر پرستی ہے جس کو شرک کہا جا سکتا ہے وفى الخلاصة يكفر بقوله انا برى من الثواب والعقاب الخ بحر وفى المسايرة كفر الحنفية بالفاظ كثيرة وافعال تصدر من المتهتكين لد لا لتها على الا ستخفاف بالدين الخ بحر الرائق جلد ٥ وفى عالمگيرية نقلا عن المحيط . اذا ترك الرجل الصلوٰة استخفافاً بالجماعة بان لا تفويت الجماعة الخ او مجانة او فسقا لا تجوز شهادته۔(٤)

(۱) واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لا مر دينه وبان فى تقديمه تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا الخ وفى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ٥٢٤ ط.س. ج۳ص ٥٦٠) ظفير
(۲) شرح فقه اكبر ص ۲۱۳. ظفير
(۳)
(٤) البحر الرائق

میں اسلام کو نہیں مانتا کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۶۵) ایک شخص نے مولویوں کی شان میں سخت کلام کہا اس پر میں نے دو چار باتیں نصیحت کی کہی تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں اسلام کو نہیں مانتا اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) وہ شخص کافر ہو گیا اور اسلام سے خارج ہو گیا۔(۱) اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق کر دینا چاہئے اور اس کو پورا تدارک دینا چاہئے۔

ہندو کی نذر مسلمان نے پوری کی تو وہ کافر نہ ہو گا

(سوال ۱۶۶) ایک مسلم نے دیوتا کے نام پر نذر کی جس کی صورت یہ ہوئی کہ یہ ایک ہندو مکان میں رہتا تھا، ہندو نے یہ نذر کی کہ اگر یہ شخص تندرست ہو گیا تو میں ایک بکرا قربانی کروں گا مسلمان نے اس نذر کو پورا کیا اب یہ مسلمان ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں شخص مذکور پر حکم کفر و ارتداد کا نہ کیا جائے گا لیکن احتیاطاً تجدید ایمان و تجدید نکاح و توبہ لازم ہے۔

میرا حشر ہنود کے ساتھ ہو کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۶۷) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرا حشر ہنود کے ساتھ ہو گا اس جملہ کا کہنے والا اگر مرتد ہو جائے گا تو مجرد ارتداد ہی سے اس کی زوجہ نکاح سے نکل جائے گی یا تفریق قاضی یا طلاق شوہر کی ضرورت ہو گی اور بعد ارتداد بھی ممبر او قاف رہ سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ کلمہ کفر کا ہے اور اس کلمہ کا قائل اپنی موت اور حشر کفار کے ساتھ ہونے پر راضی ہے یا اظہار رضا مندی کرتا ہے کیونکہ عربی میں ترجمہ اس لفظ کا یہ ہے۔

احشر مع الکفار۔ اور یہ محقق ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کما تموتون تحشرون او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم اوقال اخرجہ اللہ تعالیٰ من الدنیا بلا ایمان او کافراً او اما تہ بلا ایمان او کافراً اوا بدہ اللہ فی النار او اخلدہ کفر الخ وفی المحیط من رضی بکفر نفسہ فقد کفرا ی اجما عا ویکفر غیرہ اختلاف المشایخ الخ وفی موضع اخرمنہ لا حمیۃ لی ولاد ین کفر یعنی بقولہ فلا دین لی فانہ خرج بھذا عن دین الا سلام۔(۲) الغرض اس کلمہ کے کفر ہونے میں کچھ تردد نہیں معلوم ہوتا ہے اور ارتداد سے اس کی زوجہ فوراً اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے، تفریق قاضی کی ضرورت نہیں، وارتداد احد ھما فسخ عاجل درمختار۔(۳) اور یہ صحیح ہے کہ تولیت کے لئے اسلام شرط نہیں ہے امین اور قادر علی انتظام التولیۃ ہونا وغیرہ شرط ہے

قال فی الاسعاف ولا یولی الا امین قادر بنفسہ او بنائبہ الخ ویشترط للصحۃ بلو غہ وعقلہ لا حریتہ

(۱) عالمگیری قالت امرأۃ لزوجھا لیس لك حمیۃ ولا دین الا سلام فقال الزوج لیس لی حمیۃ ولا دین الا سلام فقد قیل انہ یکفر عالمگیری مصری موجبات الکفر (ج ۲ ص ۲۷۷ ط.س. ج۲ ص ۲۷۷) ظفیر۔
(۲) دیکھئے شرح فقہ اکبر ص قالت امرأتہ لزوجھا لیس لك حمیۃ ولا دین الا سلام الخ فقال الزوج لیس لی حمیۃ ولا دین الاسلام فقد قیل یکفر (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج ۲ ص ۲۷۷ ط.س. ج٤ ص ۲۷۷) ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج٤ ص ۱۹۳۔ ظفیر۔

و اسلامه شامی(۱) جلد نمبر ۳۔

کلمہ کی ترتیب بدلنے سے کفر لازم نہیں آتا

(سوال ۱۶۸) ایک شخص نے اپنے شجرہ میں کلمہ طیبہ کو ایک ہی سطر میں اس عنوان سے لکھا ہے۔ یا اللہ رسول اللہ ابو بکرؓ عمرؓ لا الہ الا اللہ محمد عثمانؓ علیؓ اس کو کفر اور شرک کہنا اور لکھنے والے کو کافر کہنا صحیح ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

(الجواب) بندہ نے پہلے اس مسئلہ کا جواب بعض لوگوں کو لکھا ہے کفر و شرک کہنا اس طرح کلمات مذکورہ کے لکھنے کو صحیح نہیں ہے اور اس کے کفر ہونے اور لکھنے والے کو کافر کہنے کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اس طرح غیر مرتب نہ لکھنا چاہئے، بلکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ(صلی اللہ علیہ وسلم) اول لکھنا چاہئے اس کے بعد خلفائے راشدین کے نام علی الترتیب لکھنا چاہئے مثلاً ابو بکر عمر عثمان علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ فقط۔

محتلم نماز میں شریک ہو گیا تو کافر نہیں ہوا

(سوال ۱۶۹) زید رات کو محتلم ہوا، صبح کو نہ تو نہایا اور نہ فجر کی نماز پڑھی پھر ظہر کے وقت بوجہ شرم کے بغیر غسل جماعت میں شریک ہو گیا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوا یا نہیں اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں، عصر کے وقت غسل کر کے نماز فجر و ظہر ادا کی اور توبہ و استغفار کیا۔

(الجواب) اس صورت میں صحیح یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہوا اور توبہ و استغفار سے اس کا گناہ معاف ہو گیا، احتیاطاً تجدید ایمان و تجدید نکاح کر لینا بہتر ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

خنزیر کھاؤں گا کلمہ نہ پڑھوں گا اس سے مرتد ہو گیا

(سوال ۱۷۰) عمر نے زید سے چند مسلمانوں کے سامنے یہ کہا کہ تم نہ روزہ رکھتے ہو نہ نماز پڑھتے ہو حتی کہ کلمہ پڑھنا بھی نہیں جانتے اگر جانتے ہو تو پڑھو اس پر زید نے کہا ہم نہیں پڑھیں گے پھر اس سے کلمہ پڑھنے کے لئے اصرار کیا گیا تو قسم کھا کر کہتا ہے کہ ہم سور کا گوشت کھائیں اگر کبھی کلمہ پڑھیں یا سنیں، آیا زید دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں زید دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اور کافر ہو گیا، والعیاذ باللہ تعالیٰ،(۳) اس کو تجدید ایمان کرنا اور توبہ کرنا لازم ہے۔ فقط۔

شیطان کا علم وسیع ہے یا رسول اللہ ﷺ کا

(سوال ۱۷۱) جس نے مجمع عام میں یہ کہا کہ یقیناً شیطان کا علم رسول کے علم سے وسیع ہے آیا یہ کلمہ کفر ہے اور کہنے والا کافر ہے یا نہیں؟

(الجواب) نصوص میں وارد ہے کہ علم غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے اور انبیاء علیہم السلام اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس قدر علم اللہ تعالیٰ نے مغیبات کا دیا ہے وہ ان کو معلوم ہو گیا جیسا کہ شرح فقہ

---

(۱) و کذا لو صلی بغیر القبلة او بغیر طهارة متعمدا یکفر (شرح فقه اکبر ص ۱۸۸)۔
(۲) و کذا لو صلی بغیر القبلة او بغیر طهارة متعمدا یکفر (شرح فقه اکبر ص ۱۸۸)۔
(۳) لا یکفر احد من اهل القبلة الا فیه نفی الصانع القادر العلیم او شرك او انکار للنبوة (شرح فقه اکبر ص ۱۹۹)

اکبر میں ہے ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا من المغیبات الاما اعلمہم اللہ تعالیٰ احیانا الخ ملخصاً (۱) اور شیطان کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مہلت دی کہ جس کو بھکا سکے بھکادے قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم (۲) اور حدیث شریف میں ہے ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم۔ (۳) اور دوسری آیت میں ہے انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم۔ (۴) اور جو شخص ایسا کہتا ہے کہ جواب سوال میں درج ہے تو اس سے دریافت کیا جائے کہ اس کا کیا مطلب ہے بدون تحقیق مطلب کچھ حکم نہ کیا جائے۔ فقط۔

ہم جہنم میں رہیں گے تم جنت میں رہنا یہ کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۷۲) جو شخص یہ کہتا ہے کہ جاؤ ہم جہنم میں رہیں گے تم جنت میں رہنا وہ مسلمان رہا یا نہیں؟

(الجواب) یہ کلمات کفر کے ہیں کہ چاہئے کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے۔ (۵)

کہنا کہ حلال و حرام سے کچھ غرض نہیں

(سوال ۱۷۳) زید کا یہ کہنا ہے کہ ہم کو حرام و حلال سے کچھ غرض نہیں اور علماء کو برا کہنا اور تحقیر کرنا۔ اگر کوئی کہے کہ آپ مسلمان ہیں آپ کو ایسے بے باکانہ و گستاخانہ کلام نہ کرنا چاہئے تو یہاں تک کہہ گزرتا ہے کہ مجھے مسلمان ہی نہ سمجھو میں تو عیسائی ہوں وغیرہ وغیرہ تو زید کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) زید کے کلمات بعض حد کفر کو پہنچے ہوئے ہیں اور بعض فسق و معصیت ہیں اس کو توبہ کرنا لازم ہے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح ضروری ہے۔ (۶) فقط۔

احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال ۱۷۴) ایک عورت کافرہ بیوہ نے (جس کے ساتھ پہلے شوہر کافر سے ایک لڑکا نابالغ ہے) بعد قبول کرنے اسلام کے ایک مسلمان سے نکاح کر لیا اور اپنے لڑکے نابالغ کا نکاح ایک نابالغہ لڑکی سے کر دیا، بعد مرنے نو مسلمہ کے اس کا لڑکا اپنی کافر قوم کے ساتھ جا ملا اور مرتد ہو گیا اس کا نکاح منعقد ہو گیا تھا یا نہیں اور اب نکاح اس کا قائم رہا یا فسخ ہو گیا؟

(الجواب) اس لڑکے کا نکاح منعقد ہو گیا تھا لیکن جب کہ وہ لڑکا پھر مرتد ہو گیا اور کافروں کے ساتھ جا ملا تو نکاح اس کا فسخ ہو گیا الا بان ابی او سکت فرق بینھما ولو کان الزوج صبیا ممیزاً اتفاقاً علی الاصح (در مختار) قولہ صبیا ممیزا ای یعقل الادیان لان ردتہ معتبرۃ فکذا اباءہ فتح الخ شامی۔ (۷)

---

(۱) شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵۔ ظفیر۔
(۲) سورہ ص۔ ۱۴۔
(۳) مشکوٰۃ۔
(۴)
(۵) من اھان الشریعۃ او المسائل التی لا بدمنھا کفر (شرح فقہ اکبر ص ۲۱۵) ظفیر۔
(۶) من اعتقد ان الایمان والکفر واحد فھو کافر و من لا یرضی من الایمان فھو کافر و من یرضی بکفر نفسہ فقد کفر (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج ۲ ص ۲۵۷۔ ط۔ ماجدیہ۔ ج ۲ ص ۲۵۷) ظفیر۔
(۷) ردالمحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۴ ط۔ س۔ ج ۳ ص ۱۸۹۔ ظفیر۔

مرتد کو کیوں قتل کیا جائے

(سوال ۱۷۵) اسلام کا حکم ہے کہ مرتد کو بعد ارتداد تین دن تک محبوس رکھا جائے اگر وہ مسلمان ہو جائے تو بہتر ورنہ قتل کر دیا جائے یہ کون سا انصاف ہے۔

(الجواب) دین اسلام میں داخل ہو کر پھر مرتد ہونا یہ کھلی ہوئی بغاوت ہے اور مضرت اس کی بہت زیادہ ہے اس لئے کہ اس کے لئے نص صریح وارد ہوئی من بدل دینه فاقتلوه ، رواه البخاری۔(۱) کیونکہ ایسے باغی و سرکش اور فتنہ پھیلانے والے کی سزا سوائے اس کے استیصال کے اور کچھ نہیں ہو سکتی اور تفصیل اس کی اس رسالہ میں دیکھئے جو مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے قتل مرتد کے بارے میں مفصل لکھا ہے اور باقی یہ کہ مرتد پر عرض اسلام اور کشف شبہات اور حبس ثلثہ ایام واجب ہے یا مستحب اس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے ، در مختار میں ہے کہ اگر مرتد مہلت طلب کرے تو اس کو مہلت تین دن کی مع حبس کے دی جاتی ہے اور اگر وہ مہلت طلب نہ کرے تو فوراً قتل کر دیا جائے۔(۲)

تکفیر مسلم میں احتیاط ضروری ہے

(سوال ۱۷۶) ایک مکان کے اندر ایک فقیر کی قبر ہے اس مکان کا ایک دروازہ بند رہا کرتا تھا اور باقی دروازے کھلے رہتے تھے ایک شخص نے آ کر اس دروازہ کو کھول دیا اس پر بعض لوگوں نے یہ یقین کیا کہ یہ دروازہ خود بخود کھل گیا ہے اور جو شخص اس دروازہ سے گزرے گا اس پر آگ دوزخ کی حرام ہو جائے گی اور وہ بہشتی ہو جائے گا چنانچہ زید عمر بکر اس وجہ سے اس دروازے سے گذرے تو ان کو کافر کہا جائے گا یا نہیں اور دروازہ مذکور کو بند کرنا کیسا ہے؟

(الجواب) دروازہ مذکور کو بند کر دینا ضروری ہے جو فتنوں کا دروازہ ہے اور عقیدہ مذکور کے ساتھ اس دروازہ سے گذرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن زید عمر و بکر کو کافر نہ کہا جائے کیونکہ تکفیر مسلم میں نہایت احتیاط کرنا لازم ہے ، شرح فقہ اکبر میں ہے وقد ذکر وان المسئلة المتعلقه بالکفر اذا کان لها تسع وتسعون احتمالاً للکفر و احتمال واحد فی نفیه فالا ولی للمفتی والقاضی یعمل بالا حتمال ان فی الخ۔(۳)

خدا بھی آ کر کہے تو نہ کھاؤں گی کلمہ کفر ہے

(سوال ۱۷۷) زید کی اہلیہ خالدہ نے کھانا چھوڑ دیا سمجھانے پر یہ کہا کہ خدا بھی آ کر کہیں گے تو نہ کھاؤں گی ، بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اس کلمہ سے وہ مرتدہ ہو گئی۔

(الجواب) در مختار میں ہے وارتداد احد هما فسخ عاجل فللموطؤة ولو حکما کل مهرها لتا کده به

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۵ ظفیر۔

(۲) من ارتد عرض الحاکم علیه الا سلام استحباباً علی المذهب لبلوغه الدعوة وتکشف شبهة بیان ثمرة العرض ویحبس وجوبا وقیل ندبا ثلاثة ایام یعرض علیه الا سلام فی کل یوم منها ان استمهل ای طلب المهلة والا قتله من ساعته الا اذا اسلم بدائع (د رمختار) قوله الحاکم ای الا مام او القاضی قوله بیان ثمرة العرض الظاهران ثمرة العرض الا سلام والنجاة من القتل واما هذا فثمرة التاجیل ثلاثة ایام لان من انتقل عن الا سلام والعیاذ بالله تعالیٰ لابد له غالبا من شبهة فتکشف له ان ابداها فی هذه المدة قوله والا قتله ای بعد عرض الا سلام وکشف شبهته(ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹٤ ط.س. ج ٤ ص ۲۲۵) ظفیر

(۳) شرح فقه اکبر ملا علی قاری ص ظفیر

ولغیرها نصفه لو ارتد ولا شئ من المهر والنفقة(۱) در مختار مختصاً۔ پس معلوم ہوا کہ اگر وطی یا خلوت ہو چکی ہے اس کے بعد عورت مرتد ہوئی والعیاذ باللہ تو مہر کامل بذمہ شوہر لازم ہے اگر قبل دخول خلوت عورت مرتدہ ہوئی تو مہر اور نفقہ ساقط ہے اور توبہ کرنے کے بعد پھر نکاح صحیح ہے۔ فقط۔

یہود و نصاریٰ جو آنحضور ﷺ پر ایمان نہیں لائے کافر ہیں

(سوال ۱۷۸) ایک عالم کہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ جو کہ قائل توحید ہیں کافر نہیں ہیں، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہود و نصاریٰ جو آنحضرت ﷺ پر ایمان نہیں لائے وہ کافر ہیں جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے وعن ابی هريرة رضی اللہ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذى نفس محمد بيده لا يسمع بى احد من هذه الامة يهودى ولا نصرانى ثم يموت ولم يومن بالذى ارسلت به الا كان من اصحاب النار رواه مسلم۔ (۲)

اور جو یہود و نصاریٰ آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے وہ مسلمان اور مومن ہو گئے ان کو یہود و نصاریٰ نہ کہا جائے گا اور اگر کسی نے باعتبار ملت سابقہ کے ان کو یہودی اور نصرانی کہہ دیا تو یہ کفر نہیں ہے۔ فقط۔

مسلمان کی تکفیر میں احتیاط ضروری ہے

(سوال ۱۷۹) یک زن یا مرد از غیر اللہ مراد خواستہ است و خبر غیبی را یقین دانستہ است و بر جملہ رسوم اہل ہنود عمل کردہ است و سجدہ را بد گفتہ است آں مرد عند الشرع چہ حکم دار کافر است یا نہ اگر نکاح دارد فسخ شود یا نہ؟

(الجواب) چونکہ حکم شرع لیست کہ در تکفیر مسلم عجلت نہ کردہ شود و اگر در و نود و نہ ۹۹ وجہ کفر باشد و یک وجہ اسلام باشد و آں ہم ضعیف باشد مفتی را میلان بسوئے عدم تکفیر باید کما صرح بہ الفقہاء بناء علیہ در صورت ہر دو تکفیر نہ کردہ شود کہ تاویل ممکن ست۔ (۲)

سبقت لسانی سے غلط بات نکل جائے تو کفر نہیں ہوگا

(سوال ۱۸۰) زید یہ کہنا چاہتا تھا کہ کیا خدا سے باپ بڑھ کر ہے لیکن سہو اور جلدی میں بجائے کلمہ مذکور کے یہ نکلا کیا خدا بڑھ کر ہے۔ یہ کلمہ بے اختیار نکل گیا، بعض علماء نے کہا کہ زید کافر ہو گیا ہے اور اس کی منکوحہ پر طلاق واقع ہو گئی، آیا اس صورت میں زید کافر ہوا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) زید اس صورت میں کافر نہیں ہوا، علماء کو فتویٰ کفر دینے میں احتیاط کرنی چاہئے اور جلدی نہ کرنی چاہئے، حدیث شریف میں ہے رفع عن امتی الخطاء والنسيان۔ (۳) قال تعالىٰ لا تو اخذنا ان نسينا او اخطأنا الخ۔ (۴) علاوہ بریں یہ کلمہ ویسے بھی مئول ہو سکتا ہے اور امکان تاویل کی صورت میں تکفیر کسی مسلمان

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ص۱۹۳. ظفیر

(۲) اذا كان فى المسئلة وجوه توجب الكفر و واحد يمنعه فعلى المفتى الميل لما يمنعه ثم لو نيته ذالك فمسلم والا لم ينفعه حمل المفتى على خلافه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج۴ص۲۳۰) ظفیر

(۳) مشکوۃ

(۴) سورۃ البقرہ

کی ناجائز ہے۔(۱)

استاذ اور والدین کا عاق کافر نہیں ہوتا

(سوال ۱۸۱) عاق والدین یا استاذ کا کافر ہے یا نہیں؟

(الجواب) عاق والدین یا استاذ کافر نہیں ہے، فاسق اور گناہگار ہوتا ہے۔ فقط۔

حضرت حق کو ماں باپ کہنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۲) غیر مسلم بچوں مسلم اور غیر مسلم کی تعلیم وتربیت کے واسطے رسالے لکھ کر چھپوا کے اسکول اور مدرسوں میں شائع کرتے اور اس میں ایک فقرہ اس طرح درج ہے، "خدا اپنا باپ اور ماں ہے" لہذا ایسی تعلیم مسلم بچوں کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟ اور خدا کو ماں باپ کہنا جائز ہے یا نہیں اور جب جائز نہ ہو تو بموجب عبارت فتاوی عالمگیری یکفر اذا وصف اللّٰہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ او بامر من اوامرہ او انکر وعدہ او وعیدہ او جعل لہ شریکا او ولدا او زوجۃ الخ کے اس طرح کے عقیدے اور کلام سے کفر ہو گا یا نہیں۔ اور اگر مجازاً یہ مقولہ خداوند پر اطلاق کیا جائے یہ مزاحاً ہر اقوام کے واسطے جائز ہے یا نہیں یا اہل علم کو مثل مقولہ انبت الربیع البقل عالم کو کہنا جائز ہو اور غیر عالم اور جاہل کو کہنا جائز نہ ہو۔

(الجواب) چونکہ مراد ایسے الفاظ سے معنی حقیقی نہیں ہیں اور الفاظ مجازاً بمعنی مربی و پرورش کنندہ کے ہے اس وجہ سے کفر کہنا اس کو صحیح نہیں اور قائل کو کافر نہ کہنا چاہئے۔ لیکن تکلم ایسے کلمات موہمہ کے ساتھ کرنا نہ چاہئے اور بچوں کو تعلیم دینا ایسے کلمات کی نہ چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ اس سے غلط فہمی ہو اور عقیدہ میں خرابی پیدا ہو اور مسلمان صحیح العقیدہ ہونا، قائل کے مجاز کا قرینہ ہو سکتا ہے۔(۲)

(الجواب صواب) اگرچہ ایک حدیث بلفظ الخلق عیال اللّٰہ(۳) آئی ہوئی ہے لیکن تاہم فتوی مذکور الصدر درست ہے قال فی الدر المختار و مجرد ابہام اللفظ مالا یجوز کاف فی المنع اھ (۴) وقال قبلہ نقلا عن الفاسی وقد اختلف العلماء فی جواز اطلاق الموہم فی معنی صحیح اھ اقول ومقتضی الکلام انمتنا المنع من ذلک فیما ورد عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ فقط۔

رسول اللّٰہ ﷺ معبود ہیں یہ عقیدہ شرک ہے

(سوال ۱۸۳) ایک شخص نے کلمہ شریف کے یہ معنی قائم کئے ہیں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللّٰہ اور وہ کون ہے محمد رسول اللّٰہ، پس ایسے شخص کے پیچھے اقتدا جائز ہے یا نہیں اور تجدید نکاح کی بابت کیا فتوی ہے۔

(الجواب) ترجمہ کلمہ طیبہ کا یہ ہے کہ اللّٰہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمد ﷺ اللّٰہ کے پیغمبر ہیں، یہ ترجمہ کرنا

---

(۱) لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان روایۃ ضعیفۃ (ردالمحتار) اذا اراد ان یتکلم بکلمۃ مباحۃ فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاء بلا قصد لا یصدقہ القاضی وان کان لا یکفر فیما بینہ وبین اللّٰہ تعالیٰ (ردالمحتار باب المرتد ج۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج٤ ص۲۲۹) ظفیر۔

(۲) لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج٤ ص۲۲۹) ظفیر (۳) مشکوۃ باب الشفقۃ علی الخلق ص ٤۲٥۔

(٤)

کہ وہ کون ہے محمد رسول اللہ، یہ ترجمہ غلط ہے اور یہ عقیدہ محمد الرسول اللہ معبود ہیں صریح شرک ہے، اس شخص کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے ایسے عقیدے والا مرتد ہے۔(۱) نکاح اس کا فسخ ہو گیا بعد توبہ و تجدید اسلام کے تجدید نکاح ضروری ہے قال اللّٰہ تعالیٰ لا تتخذوا الٰھین اثنین انما ھو الہ واحد۔(۲) فقط۔

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں پر قادر نہیں کفر ہے

(سوال ۱۸۴) زید نے یہ کلمات کہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے مگر انسان پر قادر نہیں، اور بعض اشیاء بغیر نوشتہ تقدیر کے ہوتی ہیں اور باجاہر قسم کا بغرض اعلان شادیوں میں جائز ہے، علماء اور پابند صوم وصلوٰۃ کو اکثر برا کہتا ہے، ایسے کلمات سے کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں اور اس کی منکوحہ نکاح میں رہی یا گیا۔

(الجواب) یہ کلمات جو زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قادر علی الاطلاق نہیں کہتا اور تقدیر کا منکر ہے اور باجہ شادیوں میں جائز کہتا ہے ان میں سے بعض امور کفر وارتداد کے ہیں۔(۳) اور بعض فسق و معصیت ہیں جیسے باجہ کے جواز کا قول، پس شخص مذکور کو توبہ و تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا چاہئے۔

شاتم کی توبہ قبول ہو سکتی ہے

(سوال ۱۸۵) ایک شخص نے ایک سید کو اس طرح سے سب وشتم کی...... کہ سید کو اس پر ایک مولوی صاحب نے یہ حکم دیا کہ شاتم کفارہ ایک ہزار غرباء کو روٹی کھلا کر تجدید اسلام اور تجدید نکاح کر کے اسلام میں داخل ہو جائے۔ آیا شاتم کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں اور شخص مذکور نماز پڑھے یا نہیں۔

(الجواب) صحیح یہ ہے کہ توبہ اس کی قبول ہو سکتی ہے اس کو چاہئے۔(۴) کہ توبہ کرے تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے، بس اسی قدر کافی ہے اور غرباء کو کھانا کھلانا ضروری نہیں ہے، اسلام لانے اور نماز پڑھنے سے اس کو نہ روکیں، فقط۔

اہل سنت کا عقیدہ حضرت معاویہؓ صحابی جلیل ہیں

(سوال ۱۸۶) ایک شخص اہل سنت والجماعۃ ہو کر کہتا ہے کہ حضرت حسنؓ کو جو زہر دیا تھا اس میں حضرت معاویہؓ کی بھی سازش تھی دیگر یہ کہ جس وقت امیر معاویہؓ کے مقام مخصوص پر بچھو نے نیش زنی کی تھی تو اس وقت آپ نے عبید اللہ کی والدہ سے بد فعلی کی تھی جس سے عبید اللہ تولد ہوا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) حضرت معاویہؓ آنحضرت ﷺ کے صحابی خاص ہیں اور آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے دعا خاص

---

(۱) قال اللہ تعالی فی القرآن "قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الہ واحد (سورۃ الکھف)۔
(۲) وقد ارسل اللہ تعالی رسلا من البشر الی البشر الخ اول الا نبیاء آدم وآخر ھم محمد علیہ السلام الخ (شرح عقائد نسفی ص ۹۴) ظفیر۔ (۳) اذا اطلق الرجل کلمۃ الکفر عمدا لکنہ لا یعتقد الکفر الخ قال بعضھم یکفر وھو الصحیح عندی لا نہ استخف بدینہ الخ والحاصل ان من تکلم بکلمۃ الکفر ھاز لا اولا عبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط س ج ۴ ص ۲۲۴) ولا یخرج عن علمہ وقدرتہ شئی الجھل بالبعض والعجز عن البعض نقص الخ النصوص القطعیۃ ناطقۃ بعموم العلم وشمول القدرۃ فھو بکل شئی علیم وعلی کل شئی قدیر (شرح عقائد النسفیۃ ص ۳۱ وص ۳۲) ظفیر۔ (۴) والکافر لسب نبی من الا نبیاء فانہ یقتل حد او لا تقبل توبتہ مطلقا الخ لکن صرح فی آخر الشفاء بان حکمہ کالمرتد ومفادہ قبول التوبۃ (در مختار) وافاد انہ حکم الدنیا اما عند اللہ تعالی فھو مقبولۃ کما فی البحر الخ واخطاء فی فھمھا لان المراد بھا ما قبل التوبۃ والا لزم تکفیر کثیر من الا ئمۃ المجتھدین القائلین بقبول توبۃ وسقوط القتل بھا عنہ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۰ و ج ۳ ص ۴۰۱ ط س ج ۴ ص ۲۳۱) ظفیر

فرمائی ہے ،بشارت دی ہے کاتب وحی تھے ،(۱)ان کی شان میں گستاخانہ خیال رکھنا تہمت لگانا سخت گناہ اور معصیت ہے وہ شخص فاسق اور بدکار ہے۔(۲)جو ایسا عقیدہ رکھتا ہے اس کی نماز روزے کچھ مقبول نہیں ہے ،وہ در حقیقت رافضی ہے اس کو ایسے خیال سے توبہ کرنی چاہئے۔فقط۔

رمضان المبارک میں بھی مشرک کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے

(سوال ۱۸۷)عذاب قبر در رمضان المبارک فقط بر عصاۃ مومنین در گذر دیا یہ کافرین حقیقی نیز۔

(الجواب)فی الحدیث ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ اولیلۃ الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ القبر۔(۳) (الحدیث)پس از قید مسلم معلوم شد کہ برائے کافر این حکم نیست۔

جو کچھ ہوتا ہے منجانب اللہ ہوتا ہے

(سوال ۱۸۸)ایک صاحب فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے منجانب اللہ ہوتا ہے۔

(الجواب)یہ صحیح ہے ،جو کچھ ہوتا ہے منجانب اللہ ہوتا ہے ، قل کل من عنداللہ (۴)لیکن بندہ کاسب اعمال خیر و شر کا ہوتا ہے ،اس لئے جزاو سزا اس پر مرتب ہے۔(۵)فقط۔

خدا اور رسول سے بیزاری کا اظہار کلمۂ کفر ہے

(سوال ۱۸۹)زید اپنی زوجہ سے بے وجہ جھگڑ رہا تھا ،بکر نے اس کو سمجھایا اور قرآن شریف کی آیت پڑھی ،اس پر زید نے کہا ہمیں نہیں چاہئے تمہاری آیت ،تمہارا خدا و رسول ،اب زید سے توبہ کرائی جائے یا نکاح لوٹایا جائے۔

(الجواب)یہ کلمہ جو زید کی زبان سے نکلا ہے کلمہ کفر ہے ،زید سے توبہ کرائی جائے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرائی جائے۔(۶)فقط۔

بدعتی فاسق ہے ،مشرک کی بخشش نہ ہوگی

(سوال ۱۹۰)مشرک کی بخشش ہے یا نہیں بدعتی کس امر کا مستحق ہے۔بدعت کس کو کہتے ہیں ؟

(الجواب)کافر اور مشرک کی بخشش نہیں ہے (۷) جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان اللہ لایغفران یشرك بہ ویغفر مادون ذلك لمن یشاء۔(۷)اور بدعت دین میں نئی بات نکالنے کو کہتے ہیں اور بدعتی مخالف اور تارک سنت ہے ،بدعتی عاصی وفاسق ہے ، مستحق عذاب ہے مگر کافر نہیں ہے۔

(۱)عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا واہدبہ رواہ الترمذی(مشکوۃ باب جامع المناقب ص ۵۷۹) وہواحد الذین کتبو الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوحی (اکمال فی اسماء الرجل ص ۶۱۷) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذو ہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذا ہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیو شك ان یا خذہ رواہ الترمذی ایضا ص ۵۵٤) ظفیر.

(۲) وترد شہادۃ من یظہر سب السلف لانہ یکون ظاہر الفسق الخ وقال الزیلعی او یظہر لسب السلف یعنی الصالحین منہم وہم الصحابۃ والتابعون لان ہذہ الاشیاء تدل علی قصور عقلہ وقلۃ مروّتہ ومن لم یمتنع عن مثلہا لا یمتنع عن الکذب عادۃ (ردالمحتار باب المرتد.ط.س.ج٤ص۲۳۶)

(۳)مشکوۃ باب الجمعۃ ص ۱۲۱ .

(٤)سورۃ النساء رکوع ۱۱

(۵)وللعباد افعال اختیاریۃ یثابون بہا ان کانت طاعۃ ویعاقبون علیہا ان کانت معصیۃ لا کمازعمت الجبریۃ انہ لا فعل للعبد اصلا وان حرکاتہ بمنزلۃ حرکات الجمادات (شرح العقائد النسفیۃ ص ۵۹ ظفیر.

(۶)من لایرضی من الایمان فہو کافر و من قال لا ادری صفۃ الاسلام فہو کافر (عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۷ .ط.ماجدیہ ج۲ص۲۵۷) ظفیر .(۷)واللہ لا یغفران یشرك بہ باجماع المسلمین الخ ویغفر مادون ذلك لمن یشاء الخ والآیات والا حادیث فی ہذا المعنی کثیرۃ (شرح عقائد نسفی ص ۸۰) (۷)سورۃ النساء. ۱۵ .

سحر بر حق ہے

(سوال ۱۹۱)زید کہتا ہے کہ میں سحر کا قائل نہیں، آیا زید کا کہنا غلط ہے یا صحیح، بہر صورت زید کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب)مذہب اہل سنت والجماعت کا یہ ہے کہ سحر بر حق ہے یعنی اس کا اثر ہوتا ہے، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر بعض یہود نے سحر کیا ہے اور آپ پر اس کا اثر ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو دفع فرمایا، تفسیر خازن میں ہے ومذهب اهل السنة ان له وجودا وحقيقتا والعمل به الكفر الخ۔(۱)پس زید جو ایسا کہتا ہے اسے مذہب اہل سنت والجماعت کی تحقیق کرنی چاہئے اور علماء اہل سنت سے دریافت کرنا چاہئے خود بدون علم کے کوئی رائے قائم کرلینا ٹھیک نہیں ہے حدیث شریف میں ہے انما شفاء العي السوال۔(۲)الحدیث۔ فقط۔

تارک صلوٰۃ فاسق ہے

(سوال ۱۹۲)تارک صلوٰۃ کافر ہے یا فاسق؟ اگر فاسق ہے تو "من ترك الصلوٰة متعمداً فقد كفر" کے کیا معنی ہوں گے؟

(الجواب)تارک صلوٰۃ فاسق ہے اور فقد کفر کے معنی یہ ہے کہ فقد قرب۔

کتاب اللقطہ

(گری پڑی ہوئی چیزیں اور ان سے متعلق احکام و مسائل)

لقطہ میں مالک یا ورثاء کا پتہ نہ چلے تو اس کی طرف سے صدقہ کردے

(سوال ۱)زید ایک دوکان پر آیا اس دوکان پر اتفاق سے ۵۲ تولہ چاندی چھوڑ گیا اور بھول گیا، جب یاد آیا، دوکاندار سے دریافت کیا، دوکاندار نے صاف انکار کردیا اور دوکاندار اپنے کام میں لے آیا، جس کو عرصہ چالیس سال کا ہوا اس کے بعد وہ دوکاندار مالدار ہوگیا، جب بیمار ہوا تو اس نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ وہ چاندی مالک کو دے دیں، اب عرصہ کثیر گذر گیا اس مالک چاندی کا کچھ پتہ و نشان نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ ہندو تھا یا مسلمان اب وارثوں کو کیا کرنا چاہئے اور وہ دوکاندار جو وصیت کرکے مر گیا اس دین سے کس طرح بری ہوسکتا ہے۔

(الجواب)ایسی حالت میں کہ مالک کا پتہ نہ لگے اور نہ اس کے ورثہ کا پتہ لگے اس قدر چاندی فقراء و مساکین پر صدقہ کردی جائے۔ امید ہے کہ اس طرح کرنے سے مواخذہ حق العباد سے بری ہو جاوے گا، یہ صدقہ کرنا مالک چاندی کی طرف سے سمجھا جاوے اور بعد صدقہ کرنے دینے کے مالک یا اس کے ورثا کا پتہ لگ جاوے۔(۳)تو ان سے کہہ دیا جاوے، اگر وہ صدقہ پر راضی ہو جاویں تو فبہا ورنہ ان کو دینا ہوگا۔ فقط۔

پڑی ہوئی چیز لقطہ ہے مسجد میں لگانا درست نہیں ہے

(سوال ۲)اگر مسجد میں کسی شخص نامعلوم کا کپڑا اور کوئی چیز پڑی پاوے تو اس چیز کو مسجد میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں

(۱)دیکھئے تفسیر خازن ج ٤ ص ٤٢٩ ظفیر (۲)مشکوٰۃ کتاب العلم ص ٣٦ وباب التیمم ص ٥٥

(۳)اللقطه هی رفع شئی ضائع للحفظ علی الغیر لا للتملیك الخ دفعها لصاحبها ان امن علی نفسه تعریفها الخ وعرف ای نادی علیها حیث وجدها وفی المجامع الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها اوانها تفسد ان بقیت كالا طعمة والثمار كانت امانة الخ فینتفع الرافع بها له لو فقیرا والا تصدق بها علی فقیر الخ فان جاء مالكها بعد التصدق خیر بین اجازة فعله ولو بعد هلاكها وله ثوابها او تضمینه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب اللقطة ج ٣ ص ٤٣٩ وج ٣ ص ٤٤٣ ط.س. ج٤ ص٢٧٦) ظفیر

(الجواب) وہ لقطہ ہے اور اس کا اعلان کرنا چاہئے، مسجد کے صرف میں نہ لایا جاوے۔(۱)

کوئی چیز پڑی ہوئی ملی تو وہ لقطہ ہے اعلان کیا جاوے

(سوال ۳) زید کو کوئی چیز راستہ میں پڑی ہوئی ملی، اس کو اٹھا کر اپنے صرف میں لا سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ لقطہ ہے اس کی تعریف کرے یعنی مسجد یا بازار میں پکار کر دریافت کرے کہ کسی کی کوئی چیز گم ہوئی تو ظاہر کردو۔(۲) فقط واللہ اعلم۔

اعلان کے بعد بھی مالک نہ ملے تو لقطہ کا کیا حکم ہے

(سوال ٤) مدرسہ ہذا کے احاطہ میں اس گوشہ میں جہاں خاکروبان مدرسہ بعد فراغت کام بیٹھتے ہیں ایک چادر پڑی ہوئی ملی، اس واقعہ کو دو سال سے زائد ہو گئے چند مرتبہ اعلان بھی کیا مگر کوئی مالک اس کا نہیں آیا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت مدرسہ میں داخل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) صرف طلباء میں اس کو داخل کر دیا جاوے، یہ درست ہے۔(۳) فقط۔

لقطہ کا اعلان اس کا افطاری میں صرف کرنا درست نہیں

(سوال ٥) مسجد میں بعد نماز عشاء کے نوٹ یا روپیہ وغیرہ پایا جاوے اور معلوم نہیں کس کے ہیں اس کو افطاری میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں اور کتنی مدت تک انتظار کرنا چاہئے اور مسجد کی جائداد میں تصرف کرنا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) حکم اس روپیہ اور نوٹ کا لقطہ کا ہے اور لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اتنی مدت تک اس کی تعریف کرے کہ جان لے کہ اس کا مالک ناامید ہو گیا ہو گا اور اب طلب نہ کرے گا اور تعریف یہ ہے کہ اس موقع پر جہاں سے وہ چیز ملی ہے لوگوں سے دریافت کرتا رہے اور تحقیق کرتا رہے کہ کسی کی کوئی چیز کھوئی گئی ہو تو آکر بیان کرے، جب مالک کے ملنے سے ناامیدی ہو اور ظن غالب یہ گمان ہو کہ اس کے مالک نے اب تلاش چھوڑ دی ہو گی اور وہ اب اس کو طلب نہ کرے گا تو اگر خود محتاج ہے تو اپنے صرف میں لاوے ورنہ فقراء پر صدقہ کرے اس کے بعد اگر مالک آجاوے، اگر اس صدقہ وغیرہ پر راضی ہو جائے فبہا ورنہ اس کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا الحاصل یہی تفصیل اس صورت میں ہے یہ جائز نہیں کہ افطاری میں اس کو صرف کر دے کیونکہ افطاری میں اغنیاء اور فقراء سب ہی ہوتے ہیں اور مسجد کی جائداد کی آمدنی کو بلا استحقاق اپنے صرف میں لانا جائز نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) اللقطه هی رفع شئی ضائع للحفظ علی الغیر لا للتملیك ندب رفعها لصا حبها ان امن علی نفسه تعریفها والا فالترك اولی وان اخذ لنفسه حرم الخ فینتفع الرافع بها لو فقیر والا تصدق بها علی فقیر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب اللقطه ج ۳ ص ٤۳۹ ط.س.ج٤ص۲۷٦) ظفیر.

(۲) وعرف ای نادی علیها حیث وجدها وفی المجامع (در مختار) فقال الحلوانی یکفی عن التعریف اشهادة عند الاخذ بانه اخذها لیردها ومنهم من قال یاتی علی ابواب المساجد وینادی قوله ای نادی اشاران المراد بالتعریف الجهر به کما فی الخلاصة (ردالمحتار کتاب اللقطه ج ۳ ص ٤٤١ ط.س.ج٤ص۲۷۸) ظفیر.

(۳) فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق بها علی فقیر وفی الغنیة لورجی وجودالمالك وجب الایصاء فان جاء مالکها بعد التصدق خیر بین اجازة فعله ولو بعد هلاکها او تضمینه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب اللقطه ج ۳ ص ٤٤۲ ط.س.ج٤ص۲۷۹)

(۴) اللقطه الخ فان اشهد علیه بانه اخذه لیرده علی ربه ویکفیه ان یقول من سمعتموه ینشد لقطه فدلوه علی وعرف ای نادی علیها حیث وجدها وفی المجامع الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها او انها تفسد ان بقیت کالاطعمه والثمار الخ فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق علی فقیر فان جاء مالکها بعد التصدق خیربین اجازة فعله ولو بعد هلاکها او تضمینه (در مختار) قوله الی ان علم الخ لم یجعل للتعریف مدة اتباعا للسرخسی فانه بنی الحکم علی غالب الرائی فیعرف القلیل والکثیر الی ان یغلب علی رائه ان صاحبه لا یطلبه (ردالمحتار ج ۳ ص ٤٤۱ ط.س.ج٤ص۲۷۸) ظفیر.

مالک سے جب ناامیدی ہو جائے تو لقطہ کو صدقہ کرنا چاہئے

(سوال ٦) مجھے ریل میں سے ایک ہار نقرئی پڑا ہوا ملا، میں نے ہر چند مالک کو تلاش بھی کیا مگر پتہ نہیں لگا اس کو تین سال گذرتے ہیں وہ میرے پاس موجود ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ جس وقت مالک کے ملنے سے ناامیدی ہو جائے تو اس کو فقراء پر صدقہ کر دیا جاوے۔ (۱)

مالک کے نہ ملنے پر لقطہ کو صدقہ کردے

(سوال ۷) زید کو راستہ سے ایک کپڑا پڑا ہوا ملا اور مالک اس کا معلوم نہیں تو اس کپڑے کو کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) اولاً اس کپڑے کی تعریف باقاعدہ کرے یعنی مالک کی تلاش کرے اگر مل جائے اس کو دیدے ورنہ جب مالک کے ملنے سے ناامیدی ہو جاوے تو مساکین پر صدقہ کردے۔ (۲)

لقطہ کا شرعی حکم

(سوال ۸) قاضی علیم الدین مرحوم رئیس شاملی نے اپنی حیات میں مکانات سکونتی و جائداد زرعی بنام دار العلوم دیوبند وقف کی بعد انتقال قاضی صاحب مرحوم کے اور جملہ سامان مثل نقدی و دیگر جائداد وغیرہ کے ورثاء کو پہنچا۔ اب ایک عرصہ دراز کے بعد مکان وقف دار العلوم دیوبند میں ایک کوٹھے کے اندر سے مبلغ تین سو پچاس روپیہ سکہ رائج الوقت کی رقم ایک ہانڈی میں گڑی ہوئی برآمد ہوئی، لہٰذا ایسی صورت میں رقم مذکور کس کو پہنچے گی آیا وقف کو یا واقف مرحوم کے ورثاء کو۔

(الجواب) اس رقم کا حکم لقطہ کا سا ہے اور لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی مالک اس کا معلوم نہ ہو تو وہ فقراء کا حق ہے، فقرا پر صدقہ کر دیا جاوے پس اگر ورثہ میں سے کوئی دعویٰ کرے کہ یہ ہمارے مورث کا رکھا ہوا ہے اور علامات و نشان بتلاوے تو وارثوں کو ملے گا، ورنہ فقراء پر صدقہ کیا جاوے۔ (۳)

مالک کے نہ ملنے پر لقطہ صدقہ کردے

(سوال ۹) مسجد میں ایک جاء نماز ایک ڈبہ پان کا ملا مالک معلوم نہیں اس کو کیا کیا جائے۔

(الجواب) جس مالک کے ملنے سے ناامیدی ہو جاوے تو فقراء و مساکین پر صدقہ کر دیا جاوے۔ (۴)

اعلان کے بعد جب مالک سے مایوسی ہو تو محتاج لقطہ کا استعمال کر سکتا ہے

(سوال ۱۰) اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی پاوے ۴۰ روز تک اسکے مالک کا پتہ نہ چلے تو اگر وہ غریب ہے تو خود رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

---

(۱) وعرف ای نادی علیها حیث وجدها وفی المجامع الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها او انها تفسد ان بقیت کا لا طعمة والثمار کانت امانة الخ فینتفع الرافع بها لو فقیرا او الا تصدق علی فقیر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب اللقطه ج ۳ ص ۴۴۱ ط.س. ج ٤ ص ۲۷۸) ظفیر.

(۲) ایضاً ظفیر. ط.س. ج ٤ ص ۲۷۸.

(۳) وعرف الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها او انها تفسد الخ فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق علی فقر (در مختار) لان الغنی لا یحل له الا نتفاع بها الا بطریق القرض لکن باذن الا مام (ردالمحتار کتاب اللقطه ج ۳ ص ۴۴۱ ط.س. ج ٤ ص ۲۷۸) ظفیر. (۴) ایضاً ظفیر. ط.س. ج ٤ ص ۲۷۸

(الجواب) بعد تعریف کے اگر پانے والا محتاج ہے تو خود رکھ سکتا ہے اور بعد میں اگر مالک مل جائے تو اس کو اختیار ہے کہ پانے والے کو معاف کر دے یا اس سے ضمان لے لیوے(۱)

مالک نہ ملنے پر لقطہ کو کیا کرے

(سوال ۱۱) ایک شخص لا پتہ چھتری اپنی بھول گیا جس کو تقریباً دو ماہ ہوئے اب تک نہیں آیا ہر جمعہ کو چھتری قریب ممبر کے لٹکا کر با آواز بلند اعلان کر دیا جاتا ہے، اب اس چھتری کو کیا کیا جائے۔

(الجواب) اس چھتری کو اب کسی محتاج کو صدقہ کر دیا جاوے یا خود اٹھانے والا چھتری کا اگر محتاج ہو تو رکھ سکتا ہے پھر اگر مالک کا پتہ لگ جاوے تو اس مالک کو اختیار ہوگا کہ یا وہ صدقہ کو جائز رکھے یا اس کا معاوضہ لے لیوے فقط کذا فی الدر المختار۔(۲)

لقطہ کا مال مسجد میں صرف نہ کرے

(سوال ۱۲) اگر کوئی شخص کوئی چیز شاہراہ عام پر پڑی ہوئی پائے اور بوجہ شاہراہ عام ہونے اس کا مالک دریافت نہ کیا جا سکے تو اس شئ کو فروخت کر کے مصرف مسجد میں لا سکتا ہے یا کیا کرے۔

(الجواب) جب کہ باوجود تلاش اور تحقیق کے مالک کا پتہ نہ چلے تو حکم ہے کہ اٹھانے والا اس چیز کو کسی محتاج کو دیدیوے یا اگر خود محتاج ہے تو خود اپنے کام میں لاوے پھر اگر مالک مل جاوے اور وہ صدقہ کی اجازت دے تو خیر ورنہ اس شخص کو اس کی ضمان اپنے پاس سے دینی ہوگی اور مسجد میں اس کو صرف نہ کرے۔(۳)

تلاش کے بعد مالک کا پتہ نہ چلے تو کیا کرے

(سوال ۱۳) زید برائے حج کعبۃ اللہ گیا، واپسی میں غلطی سے کسی دوسرے شخص کی ایک بوری جس میں مختلف قسم کے برتن ہیں ہمراہ لے آیا اس بوری پر ایک شخص کا نام بھی لکھا ہوا ہے، لیکن کوئی مفصل پتہ نہیں لکھا جس کے ذریعہ سے اس کا مال اس کو واپس کر دیا جائے، اب مکان پر پہنچ کر زید نے اعلان کیا کہ اس قسم کی بوری غلطی سے

---

(۱) فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق علی فقراء الخ فان مالکها بعد التصدق خیر بین اجازة فعله بعد هلا کها او تضمینه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب اللقطه ج ۳ ص ۴۴۲. ط.س. ج۴ ص۲۷۹) ظفیر.

(۲) فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق بها علی فقیر فان جاء مالکها بعد التصدق خیر بین اجازة فعله ولو بعد هلا کها او تضمینه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب اللقطه ج ۳ ص ۴۴۲. ط.س. ج۴ ص۲۷۹) ظفیر.

(۳) عرف الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها الخ فینتفع الرافع بها لو فقرا و الا تصدق علی فقیر (ایضاً ج ۳ ص ۴۴۲ و ج ۳ ص ۴۴۳. ط.س. ج۴ ص۲۷۸) ظفیر.

میں لے آیا ہوں جن صاحب کی ہو لے لیں مگر اس کے مالک کا پتہ نہیں چلتا اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے۔
(الجواب) اس کا حکم لقطہ کا ہے اگر بعد تلاش کے مالک کا پتہ معلوم نہ ہو تو حکم اس کا یہ ہے کہ ان جملہ اشیاء کی فہرست لکھ کر اپنے پاس رکھے اور ان اشیاء کو فقراء کو صدقہ کر دیوے اور اگر خود محتاج ہے تو خود ہی اپنے صرف میں لا سکتا ہے پھر اگر کسی وقت مالک کا پتہ معلوم ہو جاوے تو اس کو اختیار ہے کہ یا وہ صدقہ کو جائز رکھے یا قیمت ان اشیاء کی اٹھانے والے سے لے لیوے۔(۱)

مسلمان میت کی جیب سے رقم ملی کیا کرے

(سوال ۱۴) تصادم ریل سے بہت آدمی فوت ہو گئے تھے جب ان کو غسل دینے لگے تو ایک مسلمان میت کے پاس سے کچھ روپیہ نکلا اور اس میت کا پتہ نشان کچھ معلوم نہیں کہ اس کے ورثاء کو وہ روپیہ دیا جاوے۔ تو مسجد میں اس روپیہ کو صرف کرنا درست ہے یا نہیں۔
(الجواب) حکم یہ ہے کہ ایسا مال فقراء پر صدقہ کر دیا جاوے، مسجد میں صرف نہ کیا جاوے، ثواب اس کا میت کو پہنچے گا۔

عرصہ تک جب مالک کا پتہ نہ چلے تو لقطہ کی بیع جائز ہے

(سوال ۱۵) ایک شخص نے عرصہ ڈیڑھ سال کا ہوا ایک ٹرنک ریل گاڑی میں پڑا پایا اس کا کوئی وارث نہیں ملا اس میں بیس روپیہ کچھ کپڑے یا ایک دستی مشین سینے کی ملی، اب وہ مشین فروخت کرنا چاہتا ہے میں خرید کر سکتا ہوں یا نہیں۔
(الجواب) جب کہ اس قدر عرصہ تک مالک کا کچھ پتہ نہیں لگا تو اس کا بیچنا اور خرید نا درست ہے مگر اس فروخت کرنے والے کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر وہ خود محتاج نہیں ہے تو اس قیمت کو اور اسی طرح باقی سامان اور نقد کو فقراء پر صدقہ کر دے اور اگر وہ خود محتاج ہے تو خود بھی اپنے صرف میں لا سکتا ہے اور پھر مالک کے ملنے کے بعد اس کو اختیار ہے خواہ اس صدقہ کو جائز رکھے یا اس کا معاوضہ لے لے۔(۲)

---

(۱) عرف الی ان علم ان صاحبها لا يطلبها او انها تفسد ان بقيت كانت امانة الخ فينتفع الرافع بها لو فقيرا والا تصدق على فقير الخ فان جاء مالكها بعد التصدق خير بين اجازة فعله او تضمينه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب اللقطه ج ۳ ص ۴۴۱ ط.س. ج ۴ ص ۲۷۸) ظفير.
(۲) عرف الی ان علم ان صاحبها لا يطلبها او انها تفسد ان بقيت كانت امانة الخ فينتفع الرافع بها لو فقيرا والا تصدق على فقير الخ فان جاء مالكها بعد التصدق خير بين اجازة فعله او تضمينه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب اللقطه ص ۴۴۱ ج ۳. ط.س. ج ۴ ص ۲۷۸) ظفير

بزرگ کے مزار سے کوئی چیز ملی تواس کو کیا کرے

(سوال ۱۶) اگر کسی شخص کو مزار بزرگ پر سے کوئی چیز پاوے تو وہ اس پائی ہوئی شئی کو اپنے صرف میں لا سکتا ہے یا نہیں جب کہ اس کا مالک معلوم نہ ہو۔

(الجواب) پائی ہوئی شئی کے متعلق حکم شرعی یہ ہے کہ بعد تعریف اور اعلان ضروری کے کسی محتاج پر صدقہ کر دیا جاوے اور اگر خود محتاج ہو تو خود اپنے صرف میں لاوے، پھر اگر مالک مل جاوے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ اس صدقہ کو جائز رکھے یا پانے والے سے اس کا معاوضہ لے لے۔(۱)

سرقہ کی رقم ملی اس کا مصرف کیا ہے

(سوال ۱۷) زید کو کچھ نقد سرقہ کیا ہوا جو کہ قرینہ سے کافر کا معلوم ہوتا ہے شہر سے باہر ملا ہے، اور مالک معلوم نہیں اب اگر زید اس کا اظہار کرتا ہے، تو اس کو اپنی عزت کا خوف ہے کہ اس کے اوپر کوئی دعویٰ کر دے، اب شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) خفیہ طور سے مالک کا پتہ لگاوے اگر معلوم ہو جاوے تو کسی ذریعہ سے اس کے پاس پہنچا دیوے اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو فقراء پر صدقہ کر دے اور اگر اٹھانے والا خود محتاج ہے تو خود اپنے خرچ میں بھی لا سکتا ہے، والتفصیل(۲) فی کتب الفقہ۔

غیر آباد جگہ میں رقم ملی تو وہ بھی لقطہ کے حکم میں ہے

(سوال ۱۸) زید کے پڑوس میں ایک ہندو رہتا تھا عرصہ آٹھ سال کا ہوا کہ سب مر گئے کوئی باقی نہیں ہے، مکان خالی بے مرمت ہو کر دیوار وغیرہ بھی گر گئی، زید کی بی بی کو وہاں سے ایک کوزہ میں ساٹھ روپیہ ملے، یہ اپنے خرچ میں لا سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کا حکم لقطہ کا ہے اور لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اس جگہ اور دیگر مجامع میں اس کی تعریف کرے، یعنی ایک عرصہ تک، اور ظاہر الروایۃ میں ایک برس تک پکار کر دریافت کرے کہ کسی کی کوئی چیز کھوئی گئی ہو تو بتلا دے۔ عورت اگر خود یہ کام نہ کر سکے تو دوسروں کے ذریعہ سے کرا دے، پھر اگر کوئی مالک نہ ملے تو فقراء پر صدقہ کر دے اور اگر خود محتاج ہے تو خرچ کرے پھر اگر مالک مل گیا تو وہ خواہ اس کے فعل کو جائز رکھے یا اس سے ضمان لے لے۔ در مختار میں ہے وعرف ای نادی علیها حیث وجدها وفی المجامع الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها الخ فینتفع الرافع بها لو فقیراً والا تصدق علی فقیر الخ فان جاء مالکها بعد التصدق خیر بین اجازة فعله او تضمینه۔(۳)

---

(۱) عرف ای نادی علیها حیث وجدها او فی المجامع الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها الخ فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق علی فقیر الخ فان جاء مالکها بعد التصدق خیر بین اجازة فعله ولو بعد هلاکها او تضمینه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب اللقطه ج ۳ ص ٤٤١ ط.س. ج٤ ص٢٧٨) ظفیر
(۲) وترد العین لو قائمة وان باعها او وهبها لبقائها علی ملك مالکها (در مختار) قال ابو حنیفة لا یحل للسارق الا نتفاع بها بوجه من الوجوه (ردالمحتار باب السرقه ج ۲ ص ۲۹۱ ط.س. ج٤ ص ۱۱۰) لقطہ کا حکم اور اس کا حوالہ بار بار گذر چکا۔ ظفیر
(۳) دیکھیے الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب اللقطه ص ٤٤١ ط.س. ج٤ ص٢٧٨) ظفیر

لقطہ کو غنی استعمال نہیں کر سکتا

(سوال ۱۹) لقطہ کو غنی استعمال کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) لقطہ کو غنی خود استعمال نہیں کر سکتا ہے۔(۱)

اگر خود محتاج ہو تو لقطہ استعمال کر سکتا ہے

(سوال ۲۰) اگر کسی کو زمین پر پڑا ہوا کچھ نقد روپیہ یا اسباب مل جاوے تو اپنے خرچ میں لاوے یا محتاجوں کو صدقہ کر دے۔

(الجواب) محتاجوں میں صدقہ کر دے اور اگر خود محتاج ہو تو خود بھی صرف کر سکتا ہے۔(۲)

پڑے ہوئے روپے پر لقطہ کا حکم جاری ہوگا

(سوال ۲۰) راستہ میں زید کو دس دس روپے کے دو نوٹ پڑے ہوئے ملے ان کو کیا کرے ؟

(الجواب) اس روپے کو فقراء و مساکین پر صدقہ کر دے ، غرض یہ ہے کہ حکم لقطہ کا اس میں جاری ہوگا۔(۳)

تم الجزء الثانی عشر بعون اللّٰہ تعالیٰ وبتوفیقه علی ید العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی ویلیه الجزء الثالث عشر ان شاء اللّٰہ.

---

(۱) فینتفع الرافع بها لو فقیراً والا تصدق علی فقیر الخ (در مختار) قوله لو فقیرا قید به لان الغنی لا یحل له الا نتفاع بها الا بطریق القرض لکن باذن الا مام نهر قوله علی فقیر الخ قالوا ولا یجوز علی غنی ولا علی طفله الفقیر وعبده (ردالمحتار کتاب اللقطه ج ۳ ص ۴۴۲ و ج ۳ ص ۴۴۳ . ط.س. ج ۴ ص ۲۷۹) ظفیر.

(۲) فینتفع الرافع بها لو فقیراً والا تصدق علی فقیر . (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب اللقطه ج ۳ ص ۴۴۲ و ج ۳ ص ۴۴۳ . ط.س. ج ۴ ص ۲۷۹) ظفیر .

(۳) فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق علی فقیر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب اللقطه ج ۳ ص ۴۴۲ و ج ۳ ص ۴۴۳ . ط.س. ج ۴ ص ۲۷۹) ظفیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الشرکة والقسمة

شرکت اور بٹوارہ کا بیان

سوداگری میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی شرکت درست ہے

سوال:(۱) شراکت اناث کی ذکور کے ساتھ معاملہ سوداگری میں جائز ہے یا نہیں؟

۲۰ے ۱۳۳۶ھ)

الجواب: درست ہے۔(۱)

مشترک کاروبار کی آمدنی میں دونوں شریکوں کا حصہ برابر ہے

سوال:(۲) دو شخص دست کار، دکان دار، مشترک ہیں؛ ایک شخص کسی اور جگہ جا کر کام کرتا ہے،
ے گھر پر کام کرتا رہتا ہے، اس کی آمدنی میں جو گھر پر رہتا ہے کس قدر حصہ ہوگا؟(۱۸۵ ۱۳۳۴ھ)

الجواب: دونوں کا حصہ برابر ہے(۲) فقط

---

۱ أما الشرائط العامة: فأنواع منها أهلية الوكالة (بدائع ۵/۷۷ شرائط الشركة) وفيه في بيان
انط الوكالة: وأما الذي يرجع إلى الوكيل فهو أن يكون عاقلا (بدائع ۵/۱۶ كتاب الوكالة)
) وحكمها الشركة في الربح (الدرالمختار مع الرد ۶/۳۷۰ كتاب الشركة، مطلب:
كة العقد)

مشترک کاروبار میں کوئی ٹھیکہ ایک کے نام سے ہو تب بھی دوسرا نصف نفع کا مستحق ہوگا

سوال: (۳) زید اور بکر نے شرکت میں کاروبار شروع کر دیا، اور نصف نصف دونوں کا مقرر ہوا لیکن کچھ ٹھیکہ ایسا ہوا کہ اس کا اقرار صرف بکر کے نام سے ہوا تھا، اور زید نے بکر کا اعتبار کر کے اس کے نام ٹھیکہ پختہ کرادیا تھا، اور زید و بکر کا باہم یہی اقرار تھا کہ منافعہ نصف نصف دونوں کا ہوگا؛ لیکن بکر نصف منافعہ ٹھیکہ مذکور کا زید کو دینے سے انکار کرتا ہے؛ شرعاً زید اس منافعہ کا حقدار ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۱۲۰۷/ ۱۳۳۰ھ)

الجواب: اس صورت میں زید شرعاً نصف نفع کا مستحق ہے(۱) فقط

کوئی شریک کام نہ کرے اور نفع برابر لے تب بھی شرکت درست ہے

سوال: (۴) زید کے سو (۱۰۰) روپے ہیں اور بکر کے بیس، دونوں نے کہا: فلاں تجارت کریں جو نفع یا نقصان ہو وہ نصفاً نصف ہوگا، اور زید نے کہا کہ میں اس تجارت میں کوئی کام نہ کروں گا، یہ معاملہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۲۴/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ صورت شرکت کی درست ہے کما فی عامة کتب الفقه (۲) فقط

مشترک تجارت میں کم کام کرنے والے کا نفع کتنا ہوگا؟ اور وہ اپنے نفع میں سے زیادہ کام کرنے والے کو کچھ دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵) زید، عمر، بکر تینوں نے مل کر تجارت شروع کی، زید نے پچیس ہزار روپے عمر اور بکر کو

---

(۱) وحکمها الشرکة في الربح (الدر المختار مع الرد ۶/ ۳۷۰ کتاب الشرکة، مطلبٌ: شرکة العقد)

(۲) قوله: ومع التفاضل في المال دون الربح أي بأن یکون لأحدهما الف وللآخر ألفان مثلا واشترطا التساوي في الربح، قلت: والظاهر أن هذا محمولٌ علی ما إذا کان العمل مشروطا علی أحدهما (رد المحتار ۶/ ۳۷۷ کتاب الشرکة، مطلبٌ: في توقیت الشرکة روایتان)

بہ شرط ذیل دیے کہ تم دونوں تجارت کرو اور جو منافعہ یا نقصان تجارت میں ہو وہ چہار حصہ میں تقسیم ہوگا، دو حصے زید کے، اور ایک حصہ عمر اور ایک بکر کا —— تجارت کے وقت عمر اور بکر میں اس بات کی کچھ شرط نہیں ہوئی تھی کہ دونوں کام تجارت کا برابر کریں گے یا کم وبیش، عمر نے پورے تین سال تجارت میں کام کیا اور بکر نے تین سال میں صرف سات ماہ کام کیا تو بکر پوری چوتھائی پانے کا مستحق ہے یا نہیں؟ اگر بکر اپنے حصہ میں سے عمر کو کچھ دے تو درست ہے یا نہیں؟ مگر بکر کی اپنے تمام منافع میں یہ نیت ہے کہ میرے حصہ میں جس قدر منافعہ حاصل ہوگا اس میں سے علاوہ حوائج ضروری کے کل روپیہ مکہ معظمہ جا کر خرچ کروں گا تو اس صورت میں بکر، عمر کو اپنے روپے میں سے دے سکتا ہے یا نہیں؟ فقط (۱۲۱۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس صورت میں بکر پورا چوتھائی حصہ پانے کا مستحق ہے، لیکن اگر وہ اپنی رضا سے عمر کو اپنے حصے میں سے کچھ دے دے تو درست ہے، اور اس نیت کی وجہ سے کہ مکہ معظمہ جا کر روپیہ خرچ کروں گا وہ مال بکر کی ملک سے خارج نہیں ہوا، بکر جو چاہے تصرف کر سکتا ہے اور جس کو چاہے دے سکتا ہے(۱) فقط

مالک مشین کے ساتھ سلائی کے کام میں شرکت کرنا

سوال: (۲) ابوخان نے کپڑا سینے کی مشین سنگر کمپنی سے ایک سو ستر روپے میں اُدھار خریدی، پانچ روپے ماہواری کے حساب سے، ۹۰ روپے خریدار نے کمپنی کو دے دیے باقی اس سے ادا نہ ہو سکے؛ کیوں کہ کام آنا بند ہوگیا، مجبوراً اس نے ایک مہاجن کے پاس ۵۵ روپے میں مشین گروی رکھی، زید اور عمر نے اس سے کہا کہ اگر تم اس بات پر راضی ہو جاؤ کہ کام کپڑا سینے کا ہم تم سب مل کر کریں گے لیکن آمدنی میں سے چھ آنہ فی روپیہ مزدوری کا ہم دونوں کو دیا کرو تو ہم ۵۵ روپے دے کر مشین چھڑا لاویں، وہ راضی ہوگیا۔ زید اور عمر نے روپے دے کر مشین چھڑا لی، اور ابوخان نے ان کے روپے کی ادائیگی کا ایک سال کا وعدہ کیا اور یہ شرط کی کہ اگر ایک سال میں روپیہ ادا نہ کروں تو مشین زید اور عمر کی ملک سمجھی جاوے، اب ہر سہ اشخاص مل کر کام کپڑا سینے کا کرتے ہیں، اور فی روپیہ چھ آنہ حسب اقرار مزدوری میں سے زید اور عمر لیتے

(۱) لكن هذا مقيدٌ بأن يشترطا الأكثر للعامل منهما أو لأكثرهما عملا أما لو شرطاه للقاعد أو لأقلهما عملا فلايجوز (رد المحتار ۶/ ۳۷۷ كتاب الشركة، مطلبٌ: في توقيت الشركة روايتان)

ہیں: یہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۷۶ / ۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس طرح شرکت کرنا درست ہے کہ مشین ایک شخص کی ہو، پھر وہ مالک مشین، اور دوسرے لوگ اس سے کام سلائی کا کریں، اور نفع میں حسب قرارداد سب شریک ہوں، البتہ یہ امور جو اس میں شرط کیے گئے ہیں کہ ہم مشین اس شرط پر چھڑاتے ہیں الخ یا یہ کہ بعد ایک سال کے اگر روپیہ ادا نہ کیا تو وہ مشین تمہاری ہے: یہ شروط باطلہ ہیں ایسا نہ کرنا چاہیے، اور ان شرطوں کی وجہ سے اصل معاملہ بھی خراب ہو جاتا ہے: لہذا ان شرطوں کو حذف کر دینا چاہیے(۱)

شرکت میں خریدی ہوئی جائداد کا حکم

سوال: (۷) عمرو زید نے ایک جائداد مشترک خریدی، زید ہر طرح سے وسعت مالی رکھتا ہے، اور عمر مفلس و نادار ہے، زرِ ثمن جائداد زید نے دیا، بعد انتقال زید، وارثانِ زید جائداد مذکورہ بالا میں سے حصہ نصف جائداد عمر سے لینا چاہتے ہیں، عمر کہتا ہے کہ زید بیشک میرا شریک تھا، زرِ ثمن میں نے ہی دیا ہے تمہارا کچھ حق اس جائداد میں نہیں ہے، اور وارثان زید کہتے ہیں کہ اگر روپیہ ہمارے مورث نے نہیں دیا ہے تو ہم وہ زرِ ثمن اب دیتے ہیں ہم کو نصف جائداد دو، اور مورث کے انتقال سے اس وقت تک جو منافعہ ہوا ہے وہ تم ہم کو دو، بموجب حکم شرع حق پر کون ہے؟ (۲۸۹ / ۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب زید و عمر دونوں مشتری جائداد مذکور کے ہیں تو دونوں شریک نصف نصف کے ہیں، اور ان کے بعد ان کے ورثہ قائم مقام ان کے ہیں، لہذا زید کے ورثہ کا قول اور مطالبہ شرعاً صحیح اور حق ہے، فی رد المحتار: قوله: ولزمه نصف الثمن: بناء على أن مطلق الشركة يقتضي التسوية الخ (۲) فقط واللہ اعلم

---

(۱) خياط وتلميذ اشتركا في الخياطة على أن يقطع الأستاذ الثياب ويخيط التلميذ والأجر بينهما نصفان ... ينبغي أن تصح هذه الشركة (فتاوى هندية ۲/۳۳۱ قبيل الباب الخامس في الشركة الفاسدة) وفيه: الشركة تبطل ببعض الشروط الفاسدة (هندية ۲/۳۳۵)

(۲) الشامي: ۶/۳۹۶ كتاب الشركة ـ فصل في الشركة الفاسدة.

شرکت کا روپیہ اگر کم وبیش ہو تو نفع اور نقصان کس طرح تقسیم کیا جائے؟

سوال: (۸) دو شخص شریک تجارت ہیں ایک بوجہ عدیم الفرصتی کے شریک کار نہ ہوتے ہوئے دوگنا روپیہ دے دیتا ہے، دوسرا شخص ایک حصہ روپیہ اور ایک حصہ کے عوض تجارت کے کاروبار کا ذمہ دار ہوتا ہے، ایسی صورت میں اگر خسارہ رہے تو شرعاً کیا حکم ہوگا؟ (۱۳۴۱/۲۲۹۹ھ)

الجواب: شرکت کا روپیہ اگر کم وبیش ہو اور منافع کا حصہ کم روپیہ والے کا زیادہ اور زیادہ روپیہ والے کا کم مقرر کیا جاوے تو یہ بھی درست ہے، اور نفع اور نقصان میں دونوں شریک ہوں گے، نقصان کی صورت میں زیادہ روپے والے پر زیادہ نقصان، اور کم روپے والے پر کم نقصان عائد ہوگا؛ غرض نقصان حسب حصہ اصل ہوگا (۱)

خسارہ تمام شرکاء پر حسبِ حصص تقسیم کیا جائے گا

سوال: (۹) عبدالغفور نے فضل احمد سے آلو کی تجارت کے لیے ایک ہزار چار سو روپے اور محمد یحییٰ سے سات سو روپے لیے، بعدہٗ عبدالغفور نے اپنے ماموں محسن کو باجازت فضل احمد ومحمد یحییٰ کے شریک کر لیا اور خود عبدالغفور نے ستر روپے اور محسن نے ۶۱۵ روپیہ اس تجارت میں اپنا لگایا، دو ہزار سات سو پچاسی روپے کا مال لایا گیا، کچھ مال فروخت ہونے کے بعد محسن نے عبدالغفور کو اور مال لانے کے لیے روانہ کیا۔ بکری کے روپے میں سے ۸۱۵ روپے دے کر روانہ کیا اور کہہ دیا کہ چالیس پچاس من خریدنا، عبدالغفور نے سوچا کہ ساٹھ من خریدوں خرچ ریل وغیرہ کا برابر ہی ہوگا اور روپیہ بھی کافی ہے، عبدالغفور نے فضل احمد سے دریافت کیا کہ تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ جس قدر مناسب سمجھو اور جس قدر نفع کے ساتھ ہو جاوے اس قدر لاؤ، چنانچہ عبدالغفور ساٹھ من لایا، فروخت ہونے پر مبلغ ۳۹۹ روپے دس آنے چھ پیسے خسارہ ہوا، اب محسن کہتے ہیں کہ میں اس مال کا شریک نہیں جو دوبارہ ساٹھ من آیا ہے؛ کیوں کہ ہماری بتلائی ہوئی مقدار سے زیادہ لایا گیا، حالاں کہ محسن نے اپنی ہی رائے سے روپیہ دے کر عبدالغفور کو بھیجا۔

---

(۱) وفی الدر المختار: والربح علی ماشرطا، قال الشامی: وقید بالربح لأن الوضیعة علی قدر المال وإن شرطا غیر ذلک (۶/۴۷۹ کتاب الشرکة۔ مطلبٌ: فی تحقیق حکم التفاضل)

تھی۔اب محسن نے پانچ سو اٹھتر روپے نقد وصول کر لیے تو خسارہ سب کے ذمہ پڑے گا یا نہیں؟ اور محسن کے ذمہ اس مکان کا کرایہ ڈال سکتے ہیں جس میں مال فروخت کیا گیا ہے یا نہ؟ کیونکہ محسن اپنے حصہ سے جو اس کو بعد خسارہ کے ملنا چاہیے اس قدر زیادہ وصول کر چکے ہیں کہ کرایہ مکان کا ادا ہو جائے؛ شرعاً کیا حکم ہے؟ (۸۱۱/۱۳۳۰ھ)

الجواب: خسارہ موافق حصص کے جملہ حصہ داروں پر پڑے گا (۱) اور محسن کے ذمہ کل کرایہ مکان مذکور کا ڈال سکتے ہیں فقط

نفع ونقصان کے متعلق شریک کا بیان بہ حلف معتبر مانا جائے گا

سوال: (۱۰) نور محمد و ابراہیم نے بحصہ مساوی ایک دکان کپڑے کی کھولی، شروع میں نور محمد کا تین سو پچاس روپیہ اور ابراہیم کا صرف ۹۰ روپیہ (تھا) ابراہیم باہر سے مہاجنوں کے یہاں سے مال لاتے رہے، اور دونوں آدمی فروخت کرتے رہے، بعد اس کے ابراہیم مال باہر لے جا کر فروخت کرتے رہے، جس قدر مال باہر لے جاتے تھے اس میں سے بکری کا کچھ روپیہ تو لاتے تھے اور باقی کے متعلق یہ کہتے تھے کہ وہاں پر مال پڑا ہے، کچھ دنوں یہی سلسلہ جاری رہا بعد میں تھوڑا مال اور کچھ رقم وہاں سے واپس لائے، ساڑھے چار ہزار روپیہ ابراہیم نے دبالیا۔ دریافت کرنے پر لاعلمی ظاہر کی اس کے بعد مہاجنوں نے ابراہیم سے اپنے روپے کا تقاضہ کیا اس نے جواب دیا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں سب نقصان ہو گیا، بعدہٗ نور محمد کو دکان سے نکالنے کی تدبیر کی اور بقیہ مال پر خود قبضہ کرنا چاہا جب نور محمد کو یہ معلوم ہوا تو انھوں نے دو مہاجنوں کا قرض بقیہ مال سے ادا کر دیا، باقی مہاجنوں کا قرض ابھی تک باقی ہے اس صورت میں عند اللہ دونوں پر روپے کا ادا کرنا برابر واجب ہے یا کم وبیش، یا صرف ایک ہی پر؟ (۸۵۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: شرکت میں شریک امین ہوتا ہے اور اس کا قول معتبر ہوتا ہے نفع اور نقصان میں کما فی الدر المختار: وھو أی الشریك أمین فیقبل قوله بیمینه فی مقدار الربح والخسران والضیاع والدفع لشریکه (۲) لہٰذا جو کچھ نفع ونقصان کے متعلق ابراہیم کا بیان ہے وہ بحلف معتبر مانا

(۱) حوالہ سابقہ۔

(۲) الدر المختار مع الشامی ۳۸۵/۶ کتاب الشرکة — مطلبٌ: أقر بمقدار الربح ثم ادعی الخطاء.

جاوے گا اور نقصان دونوں پر پڑے گا، اور قرض خواہوں کا مطالبہ صرف ابراہیم سے ہوگا جب کہ معاملہ کرنے والا ان سے ابراہیم تھا اور عقد شرکت میں ایک دوسرے کا کفیل نہ ہوا تھا پھر ابراہیم نصف اس کا نور محمد سے لے گا قال في الدر المختار: والربح على ما شرطا.... و يطالب المشترى بالثمن فقط لعدم تضمن الكفالة الخ قال المحقق الشامي: هذا إذا لم يذكر الكفالة الخ (۱) فقط

مشترک مال میں سے ایک شریک کا اپنی ضرورت میں کچھ رقم خرچ کرنا —— اور کم رقم والے کا حصہ

سوال: (۱۱) تین شخصوں نے مل کر تجارت کی، اور ایک شریک نے برضا دیگر شرکاء کچھ روپیہ شادی میں صرف کیا یہ روپیہ مجرا ہوگا یا نہ؟ نیز شخص مذکور متوفی کا حصہ عندالشرکۃ چوں کہ کم تھا، اس لیے تقسیم ترکہ کے وقت اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہوگا یا برابر طریقہ سے تقسیم کی جائے؟ (۱۵۱/۳۵-۱۳۴۵ھ)

الجواب: شرکت کے روپے سے جس شریک نے بھی جو زائد رقم صرف کی ہے وہ حساب کے وقت ضرور مجرا ہوگی، پھر اگر سب حصہ دار منافع میں برابر کے شریک تھے تو راُس المال کی کمی سے کسی کے حصہ نفع میں کمی نہیں کی جا سکتی، اور اگر نفع بقدر راُس المال طے ہوا تھا تو اسی کے موافق عمل کیا جائے گا، یعنی متوفی کا جس قدر اصل روپیہ تھا نفع بھی اسی لحاظ سے محسوب ہوگا، غرض عقد شرکت جن شرائط کے تحت منعقد ہوا تھا، اب بوقت تقسیم ان کے موافق عمل کیا جاوے گا (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۱۲) تین شخصوں نے شرعی حیثیت سے تجارت کی، اور مال مشترک میں سے ایک شریک نے اپنی ذات خاص کے لیے رقم صرف کی تو یہ رقم اس کے حصہ میں محسوب ہوگی یا نہیں؟ اگر محسوب ہوگی تو یہ دین اور دین مہر دونوں تقسیم ترکہ سے مقدم ہوں گے یا نہیں؟ اور ان دونوں دینوں میں ان کے مستحقین کو ان کے حصے کے موافق جو کچھ منافعہ آئے گا وہ بھی دیا جائے گا یا صرف ان کا دین ادا کرنے پر جو کچھ رقم رہے گی جس میں منافعہ بھی شامل ہے وارث باہم تقسیم کر سکتے ہیں؟ (۹۳/۳۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جو کچھ اس شریک نے اپنی ذات خاص یعنی اپنی دختر کی شادی میں خرچ کیا وہ اس کے

---

(۱) الدر المختار مع الشامي ۶/۳۷۹ كتاب الشركة - مطلبٌ: في تحقيق حكم التفاضل.

(۲) فـاعـدة: الشرط لما صح وجب الوفاء به شرعًا (قواعد الفقه: ۸۵ شرح السير ۳/۲۹۶) وفيه: يلزم مراعاة الشرط بقدر الإمكان (قواعد الفقه: ۱۴۳)

حصہ میں محسوب ہوگا، اگر نفع میں اس قدر گنجائش ہے تو اس کے حصہ کے نفع میں محسوب ہوگا، اور دوسرے شرکاء کو اس قدر نفع دے دیا جاوے گا؛ گویا نفع کی تقسیم ہوجاوے گی، اور اگر نفع میں اس قدر گنجائش نہیں ہے تو اصل میں سے کم کردیا جاوے گا؛ یعنی اس کا روپیہ کم رہ جاوے گا اور یہ دین نہیں ہے بلکہ اس نے اپنے نفع کو یا اصل میں سے کم لے لیا(۱) فقط

مشترک جائداد میں شرکاء کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا

سوال: (۱۳) جدی جائداد مشترک میں چند شریک ہیں اگر ان میں سے ایک شریک ذاتی تعلق کی بناء پر کسی غیر مستحق کو جائداد مذکورہ کا کوئی حصہ دیدے تو شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور دینے والے کے حصے میں یہ چیز محسوب ہوگی یا نہیں؟ (۱۵۸۳/ ۱۳۴۴ھ)

الجواب: جائداد مشترکہ میں بدون تقسیم کے کسی شریک کو اس قسم کے تصرف کا اختیار نہیں ہے؛ لیکن اگر باقی اس کو جائز رکھیں کہ وہ حصہ خاص اس شریک کے حصہ میں لگادیا جائے تو یہ تصرف جائز ہوجائے گا اور یہ حصہ اس کے تقسیم میں لگایا جائے گا(۲)

ایک شریک کا دوسرے شرکاء کی اجازت کے بغیر مکان کی مرمت کرنا

سوال: (۱۴) بکر کہتا ہے کہ میں نے ایک مکان کی مرمت میں تین سو روپے صرف کیے ہیں، مگر اس رقم کا صرفہ ظاہر نہیں ہے، نہ بکر نے دیگر شرکاء کی اجازت سے یہ رقم صرف کی، ایسی حالت میں بکر کس قدر رقم کا دیگر شرکاء سے مطالبہ کرسکتا ہے؟ آیا اپنے دعوی کے موافق پوری رقم پائے گا یا جو موقع پر اندازہ کرنے سے ثابت ہوا اس قدر رقم کا (۱۶۷/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: بکر نے اگر ضرورت کی وجہ سے اس مکان کی مرمت کی ہے تو وہ خرچ مشترک ہوکر سب شرکاء کے ذمہ ہوگا، اور قول بکر اس بارے میں معتبر ہوگا۔

---

(۱) وما اشتراه أحدهم لنفسه يكون له ويضمن حصة شركائه من ثمنه إذا دفعه من مال المشترك (ردالمحتار ۳۷۲/۶ كتاب الشركة – مطلبٌ: فيما يقع كثيرًا.......)

(۲) وكل منهما أجنبي في نصيب الآخر، حتى لا يجوز له التصرف فيه إلا بإذن الآخر كغير الشريك، لعدم تضمنها الوكالة (مجمع الأنهر كتاب الشركة ۵۴۳/۲ دارالكتب العلمية، بيروت)

ایک شریک کا دوسرے شرکاء کی اجازت کے بغیر مشترکہ مکان میں تعمیر کرنا

سوال: (۱۵) ایک مکان پانچ حصہ داروں کا بحصہ برابر مشترکہ ہے، ایک حصہ دار نے چار حصہ داروں کی عدم موجودگی میں چوبارہ (مکان کے اوپر کا وہ کمرہ جس کے چاروں طرف کھڑکیاں ہوں) اپنی لاگت سے بنالیا ہے، شرعاً اس میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۲/۸۸۵ھ)

الجواب: اس صورت میں جو چوبارہ ایک شریک نے بلا اجازت وامر دیگر شرکاء کے بنایا ہے اس میں جملہ شرکاء حق دار ہیں، اور وہ چوبارہ بھی مثل اصل مکان کے پانچوں شریکوں میں مشترک ہے، اور خرچ کرنے والا دیگر شرکاء سے ان کے حصہ کا روپیہ بھی نہیں لے سکتا بلکہ وہ متبرع سمجھا جائے گا۔ کما فی الشامی: أن الشريك إذا لم يضطر إلى العمارة مع شريكه الخ فهو متبرع الخ(۱) فقط

سوال: (۱۶) جدید تعمیر جو کہ ایک شریک نے بدون اذن دیگر شرکاء کے مشترکہ جگہ میں بنائی ہو اپنی لاگت اور مصارف سے وہ تعمیر کس کی ہوگی؟ بانی کی یا شرکاء میں مشترک رہے گی؟ (۱۳۴۳/۱۰۰۵ھ)

الجواب: جدید تعمیر جو ایک شریک نے بلا اذن دوسرے کے کی ہے: اس کے متعلق شامی میں یہ تفصیل ہے: والذي تحصل في هذا المحل أن الشريك إذا لم يضطر إلى العمارة مع شريكه بأن أمكنه القسمة فانفق بلا إذنه فهو متبرع وإن اضطر وكان الشريك يجبر على العمل معه فلا بد من إذنه أو أمر القاضي فيرجع بما أنفق وإلا فهو متبرع وإن اضطر وكان شريكه لا يجبر فإن أنفق بإذنه أو بأمر القاضي رجع بما أنفق وإلاَّ فبالقيمة الخ(۱) فقط (اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ اگر ایک شریک دوسرے شریک کے ساتھ تعمیر کرنے میں مضطر و مجبور نہیں ہے (مثلاً مشترک مکان اتنا بڑا ہے کہ اس کی تقسیم ممکن ہے) پھر بھی ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر مکان میں تعمیر کی تو تعمیر کرنے والا اپنے شریک سے اس کے حصے کا خرچہ وصول نہیں کر سکتا کیونکہ وہ متبرع اور احسان کرنے والا ہے۔

اور اگر ایک شریک تعمیر کرنے میں مجبور ہے اور دوسرے شریک کو اس کے ساتھ تعمیر کرنے پر شرعاً مجبور کیا جا سکتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت یا قاضی کے حکم سے مکان میں تعمیر کی ہو تو تعمیر کرنے والا اپنے شریک سے اس کے حصے کا خرچہ

(۱) رد المحتار على الدر المختار ۴۰۲/۶ مطلبٌ: في الحائط إذا خرب .... كتاب الشركة.

وصول کر سکتا ہے — اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت یا قاضی کے حکم کے بغیر مکان میں تعمیر کی ہو تو تعمیر کرنے والا اپنے شریک سے اس کے حصے کا خرچہ وصول نہیں کر سکتا، کیونکہ تعمیر کرنے والا قاضی سے نالش کر کے اپنے شریک کو تعمیر پر مجبور کر سکتا تھا، پھر بھی اس نے ایسا نہیں کیا اس لیے وہ تعمیر میں مضطر نہ ٹھہرا، بلکہ متبرع اور محسن ہوا۔

اور اگر ایک شریک تعمیر کرنے میں مضطر ہے اور دوسرے شریک کو شرعاً مجبور نہیں کیا جا سکتا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت یا قاضی کے حکم سے مکان میں تعمیر کی ہو تو تعمیر کرنے والا اپنے شریک سے اس کے حصے کا خرچہ وصول کر سکتا ہے — اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت یا قاضی کے حکم کے بغیر مکان میں تعمیر کی ہو تو تعمیر کرنے والا اپنے شریک سے اس کے حصے کا خرچہ وصول نہیں کرے گا، بلکہ اس کے حصے کی قیمت وصول کرے گا، کیونکہ یہ متبرع اور محسن نہیں، بلکہ اپنے مال کی حفاظت کی خاطر تعمیر کرنے میں مضطر ہے ۱۲ محمد امین پالن پوری)

ایک شریک کا دوسرے شرکاء کی اجازت سے مکان تعمیر کرنا

سوال: (۱۷) ایسے مکان میں جس کی حیثیت معمولی تھی اور اس میں صرف تین پلہ مکان اور ایک چھوٹا باورچی خانہ تھا، تین اشخاص شریک تھے، بعد کو برضامندی دو شرکاء کے ایک شریک نے اپنی طرف سے مکان مذکور کو از سرِ نو پہلے سے اعلیٰ حیثیت پر تعمیر کیا، اور بجائے تین پلہ مکان کے ایک باورچی خانہ، اور دس پلہ مکان تعمیر کرائے، اب وہ دونوں شرکاء اپنا اپنا حصہ چاہتے ہیں، آیا دونوں شرکاء اپنا اپنا حصہ کس طرح لیں گے؟ سابق حیثیت کی بناء پر یا موجودہ حالت کے موافق؟ وہ دونوں شرکاء دوسرے مکان پر سکونت پذیر ہیں نگران کی اجازت سے مکان بنایا (۱۷۱/۱۲۷، ۱۳۳۸ھ)

الجواب: مکان مذکور ہر سہ شرکاء کا ہے، اور چونکہ بہ اذن باقی شرکاء کے تعمیر ہوئی اس لیے خرچ تعمیر جملہ شرکاء پر حسب حصص عائد ہوگا۔ کما فی الدر المختار: والضابط أن كل من أجبر أن يفعل مع شريكه إذا فعله أحدهما بلا إذن فهو متطوع وإلا لا الخ (۱) اور شامی میں ہے: بخلاف ما إذا كان مريد الإنفاق غير مضطر وكان صاحبه لا يجبر كدار يمكن قسمتها وامتنع الشريك من

(۱) الدر المختار مع الشامی ۲/۴۰۰ کتاب الشرکة۔

العمارة فإنه لايجبر فلو أنفق عليها الآخر بلا إذنه فهو متبرع الخ (۱) پس لفظ بلا اذنہ کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر عمارت باذن باقی شرکاء ہوگی تو خرچہ ان کے ذمہ بھی عائد ہوگا اور مالک سب شرکاء رہیں گے۔ فقط

بعض شرکاء کے لیے نفع کے علاوہ مزید تنخواہ مقرر کرنا درست نہیں

سوال: (۱۸) زید دکان میں اپنے ساتھ چار شریک بکر، خالد، جعفر، امین ملا کر کل پانچ شریک قرار دیتا ہے؛ جن میں زید اور بکر دو بڑے حصہ دار ہیں اور باقی تین چھوٹے حصہ دار ہیں، اور چونکہ پچھلے تینوں شریک خالد، جعفر اور امین کے حصوں کا نفع ان کے حق المحنت کو دیکھتے ہوئے ناکافی ہے: اس لیے زید چاہتا ہے کہ نفع کے علاوہ خالد کو چار سو روپے ماہوار اور جعفر و امین کو ڈھائی ڈھائی سو روپے ماہوار دکان سے دیا کرے، ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲۴۳۳/۱۳۴۴ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وشرطها أي شركة العقد كون المعقود عليه قابلا للوكالة الخ وعدم مايقطعها كشرط دراهم مسماة من الربح لأحدهما الخ (۲) آخر جملہ عبارت مذکورہ کشرط دراهم مسماة الخ سے معلوم ہوا کہ یہ صورت چار سو روپے وغیرہ دینے کی شرعاً درست نہیں ہے، اور اس سے شرکت باقی نہیں رہتی اور شرکت فاسد ہو جاتی ہے۔ فقط

مشترک ترکہ میں سے کھانا اور خرچ کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۱۹) دو بھائی ہیں ایک بالغ اور دوسرا نابالغ، مال دونوں کا مشترک ہے: اس میں سے کھانا اور خرچ کرنا کیسا ہے؟ (۱۸۱۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: بڑے بھائی کو چاہیے کہ جو کچھ وہ مال مشترک میں سے خود خرچ کرے اس کو اپنے حساب میں لگاوے اور حساب لکھتا رہے، تو پھر اس میں سے دوسروں کو جن کو وہ کھلاوے کھانا درست ہے۔ فقط

سوال: (۲۰) ایک شخص شریف خاندان کا ہے، اور اس کا والد فوت ہو گیا ہے یعنی دنیا سے دار عقبیٰ

(۱) الشامي ۶/۴۰۰ كتاب الشركة . مطلبٌ مهمٌّ: في ما إذا امتنع الشريك من العمارة .....

(۲) الدر المختار مع الرد ۶/۴۷۰ مطلبٌ: شركة العقد ، كتاب الشركة .

کو انتقال کر گیا ہے، اور وہ شخص پڑھنا چاہتا ہے، کتب عربیہ کچھ پڑھا ہوا بھی ہے لیکن تکمیل کرنا چاہتا ہے، اور ان صاحب کے دو بھائی ہیں چھوٹے چھوٹے، ایک دو تین سال کا، دوسرا چار پانچ سال کا ہے، اب یہ شخص شرعی فتویٰ پوچھتا ہے کہ مال مشترکہ سے جو کہ ان کے والد مرحوم کا متروکہ ہے جس میں وہ دو بھائی صغیر سن بھی شریک ہیں قبل التقسیم اپنی تعلیم کے لیے خرچ کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا بعد تقسیم خرچ کرے؟

(۲۶۶۰/۱۳۳۱ھ)

الجواب: یہ صورت جائز ہے کہ وہ قبل از تقسیم کے معلم وغیرہ کی تنخواہ کے لیے اپنے خرچ میں ترکہ متروکہ سے زیادہ لیوے، لیکن اس کو حساب لکھتے رہنا چاہیے تاکہ آئندہ اس زائد رقم کو بوقت حساب اپنی طرف لگاوے، ان صغیر بھائیوں کے حساب میں نہ لگاوے۔

مشترک تالاب میں ڈالی ہوئی مچھلیوں کا حکم

سوال: (۲۱) ایک تالاب کے بہت مالک ہیں، سب شرکاء نے مچھلیاں خرید کر یا کہیں سے پکڑ کر علی السویۃ اس تالاب میں ڈالی ہیں، اگر کوئی ایک شریک اس تالاب سے مچھلی پکڑے تو اس کو سب شرکاء میں بقدر سہامہم تقسیم کرنا ہوگا یا نہیں؟ (۲۵۸۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: سب شرکاء مالک ہیں سب کو علی السویۃ تقسیم کرنی چاہیے(۱)

مشترک تالاب میں بعض شرکاء کی چھوڑی ہوئی مچھلیوں کا حکم

سوال: (۲۲) ایک تالاب میں چار شریک ہیں، دو نے مچھلیاں خرید کر چھوڑیں تو جن دو نے نہیں چھوڑیں وہ پکڑ کر کھائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۵۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جس شریک نے مچھلیاں تالاب میں ڈال دی ہیں، ساری مچھلیاں اسی کی ملک ہیں دوسرے

---

(۱) فإذا كان سعيهم واحدًا ولم يتميز ماحصله كل واحدمنهم بعمله يكون ماجمعوه مشتركا بينهم بالسوية وإن اختلفوا في العمل والرأى كثرةً وصوابًا (رد المحتار ۶/۳۷۲ كتاب الشركة، مطلبٌ فيما يقع كثيرًا في الفلاحين ....) وفي الشامي : والربح في شركة الملك على قدر المال (۶/۳۸۲ كتاب الشركة، مطلبٌ: اشتركا على أن ماشتريا من تجارة ....)

شرکاء کو ان کے پکڑنے یا ان پر تصرف کرنے کا حق بصورتِ مسئولہ ہرگز نہیں ہے کما مر فی الشرکة الفاسدة فــفـی الـدر الـمختار: کما لو دفع لرجلٍ دابة ليه جرها والأجر بينهما فالشركة فاسدة والربح للمالك الخ (۱) ہاں اگر دوسرے شرکاء اس میں مچھلیوں کی پرورش سے مانع ہو جائیں گے تو آئندہ کے لیے مچھلیوں کے چھوڑنے والے کو تالاب میں ان کی اجازت کے بدون مچھلیوں کو چھوڑنا نہیں چاہیے؛ لیکن شرکاء کو اس کی مملوکہ مچھلیوں کا کھانا کسی طرح جائز نہیں ہے (۲)

مشترک زمین میں جو خودرو درخت ہیں ان کے مالک کون ہیں؟

سوال: (۲۳) مشترک زمین میں جو درخت ہوں خواہ پھلدار ہوں یا غیر پھلدار ہوں، خودرو ہوں، اس کے مالک زمین والے ہوں گے یا عوام لوگ؟ (۷۱۹/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: جو لوگ مالک زمین ہیں وہی ان درختوں کے مالک ہیں۔

تقسیم شدہ زمین کی پیداوار میں اشتراک کا حکم

سوال: (۲۴) زید اور عمر نے جو کسی زمانہ میں تقسیم اراضی مابین خود کرلی تھی، اور اب پھر اشتراک کرنا چاہتے ہیں اس طور سے کہ ما خرج من الارض نصفا نصف مشترک ہو اور اراضی حال سابق پر بدستور منقسم رہے اگر یہ صورت جائز ہے فبہا؛ ورنہ کوئی حیلہ احسن ایسے اشتراک کا مرقوم فرمایا جاوے؟

(۱۲۲۹-۴۴/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ زید وعمر نے اراضی باہم تقسیم کرلی، اور ہر ایک کی زمین علیحدہ علیحدہ منقسم محدودہ ہوگئی تو ہر ایک اس غلہ و پیداوار کا مالک ہوگا جو اس کی زمین میں پیدا ہوا، دوسرے کی زمین کے غلہ کے کسی جزو کا مالک نہیں ہوسکتا، اور اس کل زمین کا غلہ مشترکہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ جب زمین ہر ایک کی علیحدہ ہے تو غلہ بھی ہر ایک کا علیحدہ رہے گا، اگر وہ دونوں ہر دو زمین کے غلہ کو مخلوط بھی کرلیں گے تو یہ شرکت ملک ہوگی،

---

(۱) الشامي: ۶/ ۳۹۳ في أوائل الشركة الفاسدة.

(۲) وكل منهما أجنبي في نصيب الآخر، حتى لا يجوز له التصرف فيه إلا بإذن الآخر كغير الشريك، لعدم تضمنها الوكالة (مجمع الأنهر كتاب الشركة ۲/ ۵۴۳ دار الكتب العلمية، بيروت)

اس میں ہر ایک اپنے اپنے حصہ کا مالک ہوتا ہے، اور اس کا حصہ اسی قدر ہے جو اس کی زمین کی پیداوار ہے نہ کم وبیش وهي ضربان: شركة ملك: وهي أن يملك متعدد اثنان فأكثر عينًا أو دينا بارث الخ. أو بيع أو غيرهما بأي سبب كان جبريا أو اختياريًاالخ وكل من شركاء الملك أجنبي في مال صاحبه (درمختار)(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کارکن شریک کی خیانت پر شرکاء کے چند اعتراضات اوران کے جوابات

سوال: (۲۵) زید، عمر، بکر، خالد، اور فاروق پانچ مسلمان ایک ایک ہزار روپے کے شریک ہوئے کہ راب خرید کر کھانڈ بنائی اور فروخت کی جائے، خالد راس المال کا امین اور کارکن قرار پایا مگر نفع نقصان میں برابر کا شریک رہا۔ فاروق چوں کہ کھانڈ بنانے سے واقفیت رکھتا ہے اور اس کا عمل بھی مشروط تھا اس لیے اس کا نفع ونقصان میں ربع کا حصہ رہا۔ اور باقی تین ربع میں چار شخص تین آنے کے شریک رہے، زید، عمر، بکر روپیہ دے کر علیحدہ ہو گئے، خالد نے راب خریدی، اور فاروق نے کام کیا، ختم سال پر جب کھانڈ وغیرہ سب فروخت ہو چکی تو خالد نے ظاہر کیا کہ تجارت میں نقصان ہوا جس کی مقدار تقریباً دو ہزار ہے۔ کسی شریک نے حساب کی کوئی جانچ نہ کی، اور یہ سمجھ کر کہ بازار کا نرخ گرنے کے سبب خسارہ ہوا ہے عجب نہیں، دوسرے سال اس کی تلافی ہو جائے گی، خالد سے کہا کہ جو روپیہ راس المال مشترکہ میں بچا ہے اس سے دوبارہ پھر تجارت کرو۔ فاروق نے اس کو تسلیم نہ کیا اور خسارہ کا روپیہ چار آنہ فی روپیہ مجرا دے کر اپنی رقم لے لی، اس لیے اب چار آدمیوں میں شرکت رہی، اور خالد نے راب خرید کر کھانڈ تیار کی اور فروخت کرائی، ختم سال پر خالد نے کہا کہ اس مرتبہ پھر خسارہ ہوا اور سال اول و دوم کا خسارہ ملا کر سات سو روپیہ خسارہ میں اور تین سو روپیہ باقی راس المال میں ظاہر کیا، تب شرکاء نے حساب طلب کیا اور خالد نے ہر دو سال کا گوشوارہ جس میں مال کے مختلف نرخ پر خرید تاریخ وار اور اسی طرح مصارف اور فروختگی مال یعنی کھانڈ وغیرہ کی تفصیل وار ظاہر کر کے نقصان دکھا دیا۔ شرکاء کو خالد امین شریک پر یہ اعتراضات ہیں:

(الف) کل سرمایہ ابتدائی پانچ ہزار روپے تھا اور گوشوارہ سے معلوم ہوا کہ راب کی خرید پانچ ہزار

---

(۱) الدر المختار مع الشامي ۶/۳۶۴ في أوائل كتاب الشركة.

دو روپے کی اور قریبًا یک صدرو پیہ تیاری میں صرف ہوا ہے یعنی ایک سو دو روپے کا اضافہ خالد امین نے بلا اجازت شرکاء اپنے پاس سے کیا ہے۔ یہ خلط موجب فساد ہے جس سے شرکت ہی فاسد ہوگئی کہ بلا اجازت واطلاع شرکاء عمل میں آیا۔

(ب) سال دوم میں خسارہ کی رقومات اول تو معلوم نہیں ہوئیں، اور حساب سے علم متحقق بھی مانا جائے تو فاروق سے ربع نقصان کا مجرا غلط ہے، اس کو راٗس المال کا روپیہ کم پہنچا؛ اس لیے رقم سرمایہ چہار شرکاء کی مجہول ہوگئی کہ حقیقت کچھ تھی اور سمجھی گئی کچھ، اور اس کی اب تصحیح بھی ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ رقم مجموعی چار شرکاء کی ڈھائی ہزار روپے ہوگی، مگر خالد کے گوشوارہ سے معلوم ہوا کہ اس نے راب چھ ہزار روپے کی خریدی، اور نقصان سب کا بہ عدد رؤس شرکاء منقسم کیا، قطع نظر اس کے کہ اپنی طرف سے اضافہ رقم کر کے خسارہ کو سب پر ڈالنا ظلم ہے یہ کثیر اضافہ تصریح شرکاء کے خلاف اور بغیر اذن ہی نہیں بلکہ خلاف اذن ہوا ہے، جس کا اثر مختصر تجارت پر تیاری مال میں تاخیر وغیرہ پر پڑا اور موجب نقصان ہوا؛ اس لیے یہ خلط مستقل مفسد للشرکۃ اور موجب للضمان ہوا۔

(ج) ہر دو گوشوارہ میں خرید شدہ وفروخت شدہ مال کے نرخ ظاہر کیے گئے ہیں۔ شرکاء کہتے ہیں کہ بلا دلیل ہیں جب تک رسیدات بائع ومشتری نہ ہوں ہم ماننے پر مجبور نہیں۔ خالد امین شریک کہتا ہے کہ میں امین تھا اس لیے مجھ پر بدگمانی کا کسی کو حق نہیں، اور نہ مشتری بائع سے رسید لینے کا قاعدہ، رہا اضافہ رقم سو اس کو میرا ذاتی قرار دے کر خسارہ کو عدد رؤس الاموال پر تقسیم کر لو مگر اس خلط کا اثر شرکت کے بطلان پر نہیں پڑ سکتا کہ مجھ پر ضمان واجب ہو۔

(د) گوشوارہ سے معلوم ہوا کہ ہر سال میں راب خرید شدہ مثلاً چار سو من ہے اور فروختگی میں کھانڈ منجھا اور شیرہ سب کا مجموعہ سوا تین سو من ہے، اس لیے شرکاء کہتے ہیں کہ پچھتر من مال کم ہوا اس کا پورا کرنا یا قیمت دینا تم پر لازم ہے، امین شریک کہتا ہے: یہ چھیج (نقصان) میں گیا۔ شرکاء کہتے ہیں کہ کام کرنے والوں سے ہم نے تحقیق کی کہ مجموعہ راب سے اس کی ہر سہ اجزاء تیار شدہ میں پانچ سات فیصدی سے زیادہ کمی نہیں ہوتی اور اس کمی کو بھی شیرہ میں پانی ملا کر پورا کر لیتے ہیں، حالاں کہ محقق ہے کہ پانی بہ افراط تم نے بھی ملایا ہے، پھر تیس فیصدی مال میں کمی تمہارے زیر نگرانی ملازموں کی خیانت وسرقہ بھی اگر ہو تو اس کا ضمان تم پر ہے کہ حق امانت ونگرانی کا ادا نہیں کیا، خالد کہتا ہے کہ میرے پاس بجز اس کے کچھ جواب

نہیں کہ جو نگرانی میں نے کی صرف اس پر مجھے قدرت تھی اور میں نہیں بتا سکتا کہ اتنی کمی کیوں اور کس طرح ہوئی مگر مجھ پر ضمان ہرگز واجب نہیں ہے۔

الحاصل خالد کہتا ہے کہ میں امین تھا اور مجھ پر کوئی بار تاوان نہیں ہے، اور شرکاء کہتے ہیں کہ تم نے ہماری منشاء کے خلاف اضافہ رقم وخلط وغیرہ ایسے تصرفات کیے جن پر ہم کسی طرح راضی نہیں، اور تمہاری بے توجہی اور ملازموں پر کام چھوڑ دینے سے خلاف متعارف اتنا کثیر نقصان لاحق ہوا، لہٰذا یہ ساری تجارت تمہاری ذاتی تھی اور ہمارا راس المال تم کو واپس کرنا پڑے گا۔

لہٰذا استفسار ہے کہ یہ شرکت کس قسم کی ہے؟ اور صحیح ہے یا فاسد؟ اور بے احتیاطی ونزاع فریقین میں حق کس طرف ہے؟ اور شرعی فیصلہ نقصان وراس المال کے متعلق آخر کیا ہے؟

(ھ) گوشوارہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خالد نے اپنا ذاتی مال بھی بازار کا نرخ قائم کر کے شریک کیا اور نیز بازاری نرخ پر خود خریدا بھی ہے۔ اس صورت میں بائع ومشتری ایک ہی شخص ہوا، یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کا اثر کیا ہوگا؟ فقط (۱۰۶۳/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) یہ امر موجب فساد شرکت نہیں ہے جیسا کہ روایات کتب فقہ سے جو آئندہ منقول ہیں واضح ہو جاوے گا۔

(ب) یہ امر بھی موجب فساد شرکت نہیں؛ غایۃ الامر یہ ہے کہ جس قدر زیادہ روپے کی راب خریدی گئی وہ خاص خریدنے والے کے ذمہ ہے، اگر یہ تسلیم ہو کہ شرکاء نے رقم موجودہ سے زیادہ رقم کی راب خریدنے کی اجازت نہ دی تھی، روایات فقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی شریک رقم موجودہ شرکت سے زیادہ مال خریدے اور قرض کرے تو اگر باقی شرکاء کی اجازت نہیں ہے تو اس کا ذمہ دار خاص خریدنے والا ہے، اس کا نفع ونقصان اسی کی طرف عائد ہوگا وہ شرکت فاسدہ نہ ہوگی۔ قال فی الدر المختار: ویبیع بما عز وھان خلاصۃ بنقد ونسیئۃ الخ قولہ بنقد و نسیئۃ متعلق بقولہ یبیع، وأما الشراء فإن لم یکن فی یدہ دراھم و لادنانیر من الشرکۃ فاشتری بدراھم أو دنانیر فھو لہ خاصۃ، لأنہ لو وقع مشترکا تضمن إیجاب مال زائد علی الشریک وھو لم یرض بالزیادۃ علی رأس المال ولوالجیۃ، و مفادہ أنہ لو رضی وقع مشترکا لأنہ یملک الاستدانۃ باذن شریکہ (۱) (رد المحتار)

(۱) ردالمحتار ۶/ ۳۸۳ کتاب الشرکۃ

وفی الدر المختار: و یطالب المشتری بالثمن فقط لعدم تضمن الکفالة، و یرجع علی شریکه بحصته منه إن ادّی من مال نفسه أی مع بقاء مال الشرکة وإلّا فالشراء له خاصةً لئلا یصیر مستدینًا علی مال الشرکة بلا إذن بحر، وفی الشامی: قوله وإلّا أی وإن لم یبق مال الشرکة أی لم یکن فی یده مال ناض بل صار مال الشرکة أعیانا وأمتعةً فاشتری بدراهم أو دنانیر نسیئة فالشراء له خاصةً دون شریکه، لأنه لو وقع علی الشرکة صار مستدینا علی مال الشرکة واحد شریکی العنان لا یملك الاستدانة إلّا أن یأذن له فی ذلك الخ بحر (۱)(شامي) و فی موضع آخر من الدر المختار: فقال ذو الید قد استقرضت ألفا فالقول له إن المال فی یده لأنه حینئذٍ أمین فقد ادعی أن الألف حق الغیر بخلاف ما إذا لم یکن فی یده لأنه یدعی دینا علیه فلو قال لی فی هذا المال الذی فی یدی کذا یقبل أیضا کما یقبل أنه للغیر تأمل، وهی واقعة الفتوی و به افتیت رملی علی المنح. وافتی أیضا فی الخیریة: فیما إذا قال الذی فی یده المال کنت استدنت من فلان کذا للشرکة و دفعت له دینه بأن القول قوله بیمینه الخ ویؤیده ما فی الحامدیة عن المحیط السرخسی فی فصل ما یجوز لاحد شریکی العنان: لو استقرض أحدهما مالا لزمهما لأن الاستقراض تجارة و مبادلة معنی لأنه یملکه المستقرض و یلزمه ردمثله الخ و کذا فی الخانیة من فصل شرکة العنان لکن فی الخانیة: أیضا قال: أحد شریکی العنان إني استقرضت من فلان ألف درهم للتجارة لزمه خاصةً دون صاحبه لأن قوله لا یکون حجة لإلزام الدین علیه الخ (۲)(ردالمحتار) ان عبارات سے یہ واضح ہوا کہ اگر کوئی شریک رقم شرکت سے زیادہ مال خریدے تو اس زائد مال میں یہ اختلاف ہے کہ وہ دونوں شریکوں پرلازم ہوگا یا خاص خریدنے والے کے ذمہ رہے گا، جب کہ دوسرے شریک کی اجازت نہیں لی گئی، لیکن فساد شرکت کسی طرح اس میں نہیں ہے بلکہ ان عبارات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رجحان فقہاء کا اسی طرف ہے کہ جو مال قرض خریدا گیا وہ جملہ شرکاء میں مشترک ہوگا بہرحال اس سے شرکت فاسد نہیں ہوتی۔

(ج) خالد کارکن کا یہ قول صحیح ہے کیونکہ وہ امین ہے، اور نفع ونقصان میں اس کا قول معتبر ہوتا ہے،

---

(۱) الشامی ۲/ ۳۷۹، ۳۸۰ کتاب الشرکة.

(۲) رد المحتار ۲/ ۳۹۷ کتاب الشرکة.

اور یہ قول بھی اس کا صحیح ہے؛ غایۃ الامر یہ ہے کہ رقم زائد کو اس کے ذمہ رکھا جاوے قال فی ردالمحتار: وتفرع علی کونه أمانة ما سئل قاری الهداية عمن طلب محاسبة شريكه فأجاب: لايلزم بالتفصيل (شامی ۳/۳۴۷) قوله فأجاب الخ. حيث قال: إن القول قول الشريك والمضارب في مقدار الربح والخسران مع يمينه و لايلزمه أن يذكر الأمر مفصلاً والقول قوله في الضياع والرد إلى الشريك قلت: بقي ما لو ادعى على شريكه خيانة مبهمة ففي قضاء الأشباه لايحلف(۱)(شامی)

(د) ظاہر ہے کہ یہ شرکت عنان ہے اور بوجہ امور مذکورہ یہ شرکت فاسد نہیں ہوئی، اور خالد امین ہے قول اس کا در بارہ نفع ونقصان معتبر ہے، اور شرکاء کا محاسبہ تفصیلی موجب ضمان علی الامین نہیں ہے، اور تفصیل اس کی روایات منقولہ بالا سے واضح ہے۔

(ھ) غالبًا مراد یہ ہے کہ خالد نے راب خرید شدہ میں اپنی راب بھی ملادی اور اس کا ثمن معین کر کے لکھا تو یہاں بیع وشراء کچھ نہیں ہے؛ غایۃ یہ ہے کہ اس نے اپنا مال بھی مال خرید شدہ میں ملا دیا تو یہ امر موجب فساد شرکت مذکورہ نہیں ہے اور اگر بالفرض بائع ومشتری ایک ہو، اور یہ بیع ناجائز ہو تو وہ مال ملک خالد میں رہا تو خلط اس کا بھی موجب فساد شرکت نہیں ہے۔ کما مر فی العبارات. فقط

میاں بیوی کی تجارت میں بیوی کا حصہ

سوال: (۲۶) زید کے لڑکا پیدا ہوا، اس کی ہمشیرہ ہندہ نے بوجہ خوشی زید کے لڑکے کو موافق رواج کے ہنسلی، کھنڈوے (گلے کا ہار اور کنگن) چڑھائے جن کی قیمت چھ روپے تھی، زید نے اپنی بہن ہندہ کو اپنے لڑکے کی خوشی یا ہنسلی کھنڈوے چڑھانے کے صلہ میں دو بھینسیں دیں، ایک بھینس ہندہ نے فروخت کر کے اس کی قیمت سے اپنے شوہر کے روپے میں ملا کر تجارت غلہ کی کی، اور نفع ہوا، دوسری بھینس کا بچہ ہندہ نے اپنے گھر رکھا اور بھینس کو بیچ کر کچھ اور روپیہ شوہر کے روپیوں میں سے ملا کر اور بھینسیں شوہر سے خریدلیں، دو بھینسیں معہ ایک بچہ کے فی الحال موجود ہیں، مگر چارہ ان کا شوہر کے ذمہ رہا بلا کسی شرط کے، اور گھی، دودھ وغیرہ دونوں زوجین کے صرف میں آتا رہا، اور یہ معلوم نہیں کہ ہنسلی اور کھنڈوے ہندہ کے

(۱) ردالمحتار ۶/۳۸۷ – ۳۸۸ کتاب الشرکة.

روپے کے تھے یا شوہر کے روپے سے بنوائے گئے تھے؛ اس صورت میں اس مال تجارت کا مع منافع کے اوران تینوں جانوروں کا مالک شوہر ہے یا ہندہ؟ (۶۹۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ہمشیرہ زید نے جو اس کے لڑکے کو خوشی میں ہنسلی وکھنڈوے دیے ہیں وہ عرفاً اس کی طرف سے ہبہ ہے، اور زید نے جو اس کی طرف سے اس کے مقابلہ میں اس کو بھینسیں دی ہیں وہ عوض ہبہ ہے، پس اس صورت میں یہ ہبہ بعوض متصور ہوگا؛ اوراس نے شوہر کے ساتھ جو شرکت تجارت کی ہے اس میں بقدر اپنے حصہ کے وہ اپنے مال کی مالک ہے؛ شامی میں ہے: وإذا اجتمع بعملهما أموال كثيرة فقيل هي للزوج وتكون المرأة معينة له إلا إذاكان لها كسب عليحدة فهو لها وقيل بينهما نصفان(۱)

میاں بیوی نے مل کر جو کچھ کمایا اس میں بیوی نصف کی حقدار ہے

سوال: (۲۷) زید اور اس کی زوجہ دونوں مل کر کماتے تھے، بعد انتقالِ زید اس کی زوجہ نصف مال کی حق دار ہے یا نہیں؟ (۱۲۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: ہے۔(۲)

باپ اور بیٹوں نے مل کر تجارت کی تو سب کا حصہ برابر ہوگا

سوال: (۲۸) زید کے دو لڑکے عمرو بکر تھے، زید نے ان دونوں کو لے کر تجارت شروع کی، مگر رأس المال زید وعمر کا تھا بکر کی جانب سے فقط عمل تھا نہ کہ رأس المال۔ قبل تجارت دونوں پسر باپ کی عیال میں نہیں تھے، بلکہ کسب حلال سے اوقات بسر کرتے تھے، اور ماں باپ کے لیے بھی خورد ونوش کا انتظام کرتے تھے، اور بکر جو عمل کرتا ہے اجرت وغیرہ نہیں لیتا بلکہ تجارت میں صرف کرتا ہے، اب تینوں شخص تجارت میں علی التساوی شریک ہوں گے یا بکر نوکر ہوگا؟ (۲۲۹۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: قال في الشامي: يؤخذ من هذا ما أفتى به في الخيرية في زوج امرءة وابنها اجتمعا في دار واحدة وأخذ كل منهما يكتسب عليحدة ويجمعان كسبهما ولايعلم

(۱) الشامي ۲/ ۳۹۲ فصلٌ في الشركة الفاسدة.

(۲) حوالہ سابقہ۔

التفاوت ولا التساوی ولا التمییز فأجاب: بأنه بینهما سویة وکذلك لو اجتمع إخوة یعملون فی ترکة أبیهم ونما المال فهو بینهم سویة ولو اختلفوا فی العمل والرأی الخ ثم هذا فی غیر الابن مع أبیه لما فی القنیة: الأب وابنه یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما شئ فالکسب کله للأب إن کان الابن في عیاله لکونه معیناله الخ (۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب ہر دو پسر باپ کی عیال میں نہیں ہیں تو سب برابر کے شریک ہیں۔ فقط

باپ کے روپیوں سے بیٹے نے جو نفع کمایا وہ سب باپ کا ہے

سوال: (۲۹) میرے والد مرحوم نے کسی قدر روپیہ میرے بھائی مرحوم کو دیا تھا، اور وہ اس سے روزگار کرتے تھے، اور میرے والد کوئی کام نہیں کرتے تھے، اب ان کا انتقال ہوگیا ہے، لہٰذا عرض یہ ہے کہ جس قدر روپیہ میرے والد کا ہے، اور جس قدر میرے بھائی نے اس میں بڑھایا ہے وہ سب ترکہ والد ہی کا شمار ہوگا یا اصل ان کا اور نفع میرے بھائی کا ہوگا؟ اور میرے والد نے اپنی حیات میں بارہا میرے بھائی سے اپنا روپیہ طلب کیا تھا۔ (۱۲۰۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: والد کے روپے سے جو کاروبار تجارت تمہارے بھائی نے کیا تھا وہ سب اصل مع نفع تمہارے والد کا ہے، سب ورثہ پر بقدر حصہ تقسیم ہوگا (۲)

کاروبار میں بیٹا باپ کی مدد کرتا ہے تو پوری آمدنی باپ کی ملک ہے

سوال: (۳۰) بیٹا اپنے باپ کے گھر اور عیال میں ہمیشہ سے سکونت پذیر ہے، باپ کو اس کے کاموں میں مدد دیتا ہے جدا نہیں، کاروبار کرنے سے پہلے اس کے پاس کچھ مال نہ تھا جو کچھ تھا باپ ہی کا تھا، اور باپ بدستور کسب معیشت میں مشغول ہے دونوں کا کاروبار متحد ہے؛ یہی بیٹا فوت ہوا، پس جو کچھ اس کی کمائی ہے اور اس کے پاس پایا جاوے، جو بھی ہو نقد وجنس، دواب ومواشی وغیرہ جو دونوں کی

---

(۱) الشامی: ۶/۳۹۲ کتاب الشرکة – فصل في الشرکة الفاسدة.

(۲) سوال کے آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ نے بیٹے کو روپے قرض دیے ہیں، اور یہ بھی اشارہ ہے کہ بیٹے کی مستقل معیشت ہے، باپ کے ماتحت کاروبار نہیں ہے، اگر واقعہ ایسا ہے تو نفع سائل کے بھائی کا ہوگا، اور جتنا روپیہ سائل کے والد نے دیا تھا وہ ترکہ شمار ہوگا ۱۲ سعید احمد پالن پوری۔

کمائی سے حاصل ہوا ہو، یہ سب شرع شریف کی رو سے باپ کی ملک ہے جو زندہ ہے، یا اسی بیٹے کا ترکہ؟ اور اس میں ارث کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟ اور جو کچھ اس کے زیر قبضہ اور زیر قفل ہو، وہ کس کی ملک ہے؟ کس دلیل سے؟ یہ جو زیر قبضہ اور زیر قفل ہے وہ بھی مکسوبات بالا میں سے ہے، اس کی زوجہ کا مہر کس پر کس جائداد سے ادا کرنا لازم وواجب ہے؟ اور اس کے زیر استعمال فروش ولحاف جو ہوں اس کی زوجہ مفت لے سکتی ہے یا کسی حق میں مجرا کر کے دیا جاوے؟ ایسے بیٹے کا بصورت وبحالت مذکورہ بالا کچھ ترکہ ہے یا نہیں؟

اور جن کی معیشت بذریعہ وعظ گوئی یا فتوی دہی یا امامت مساجد یا خادمیت یا پیری مریدی سے جاری ہو، ان میں اگر مذکورہ بالا صورت اور واقعہ پایا جاوے حکم اس کا بھی ایک ہی ہے یا کچھ فرق ہے؟ تجویز میں ان کو مساوات ہے یا اور کچھ؟ جس پر ایسے واقعات اور قضایا میں علماء اسلام وفقہاء اعلام کا فتوی کتب معتبرہ فقہیہ میں ثابت ہوا اسی کی عطاء سے مشکور فرمایا جاوے۔

فتاوی خیر الدین رملی وتنقیح فتاوی حامدیہ کی کتاب الدعوی اور ردالمحتار شرح درمختار کے شرکتِ فاسدہ کے باب میں جو فتوی اس قسم قضایا کے بارہ میں ثابت ہے، وہ فتوی صورت مسئولہ پر راست آتا ہے یا نہیں؟ ان میں جو سوال وجواب ہے وہ اس سوال وجواب پر راست آتا ہے یا نہیں؟ جو حق ہو اس سے مطلع فرمایا جاوے۔ حدیث: کل أحد أحق بماله من والده وولده والناس أجمعين (السنن الكبرى للبيهقي عن حيان الجمحي) اور جامع صغیر سیوطی. المرء أحق بمكاسبه وغیرہ کے منطوق سے فتوی کتب مذکورہ پر کچھ نقض نہیں آتا؟ حدیث مذکور صحیح ہے یا نہیں؟ حیان جمحی صحابہ میں سے ہیں یا نہیں؟ (۱۸۴۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ردالمحتار میں فتاوی خیریہ کے سوال وجواب کو نقل کر کے یہ لکھا ہے: ثم هذا في غير الابن مع أبيه لما في القنية: الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شئ فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معيناله ألاترى لوغرس شجرة تكون للأب الخ (۱) (۳۴۹/۳ شركة فاسدة) پس صورت مسئولہ کے مطابق یہ روایت قنیہ کی ہے، اور یہی صورت مسئولہ کا جواب ہے کہ جو کچھ بیٹے کے پاس ہے وہ بھی باپ کا ہے، بیٹے کا ترکہ اس میں کچھ نہیں ہے، پس اسی کے موافق احکام مرتب ہوں گے —— اور حدیث کل أحد أحق بماله الخ بھی

(۱) الشامي: ۳۹۲/۲ كتاب الشركة - فصل في الشركة الفاسدة.

اسی روایت قنیہ کی مؤید ہے؛ کیونکہ سوال میں یہ ہے کہ جو کچھ تھا باپ کا تھا، اسی میں بیٹے نے بھی باپ کے ساتھ مل کر عمل وکسب کیا تو بیٹا اس صورت میں معین باپ کا ہوا، اور مال سب باپ کا ہوا لقوله عليه السلام: كل أحد أحق بماله من والده و ولده و الناس أجمعين (۱) پس جب کہ وہ مکسوبہ مملوکہ باپ کا ہے تو بیٹے کی زوجہ ودیگر ورثہ کا اس میں کچھ حق نہ ہوگا، اور زوجہ کا مہر اس میں سے نہ لیا جاوے گا، البتہ وعظ گوئی اور خادمیت مسجد وغیرہ کی صورت اس سے علیحدہ ہے، اس میں ہر ایک آمدنی اس کی ملک ہوگی جس کو ملے، اور بصورت اختلاط وعدم تمیز تساوی پر محمول ہوگی، اس صورت میں بھی حدیث مذکور سے استدلال ہوگا۔

اور حدیث مذکور صحیح ہے '' جامع صغیر '' میں اس پر علامت صحت لکھی ہے اور '' سراج منیر شرح جامع صغیر '' میں اس کو صحیح کہا ہے۔

اور '' اصابہ واسد الغابہ '' سے معلوم ہوتا ہے کہ حبان جُمَحی ابن جبلہ تابعی ہیں صحابی نہیں ہیں اس صورت میں حدیث مرسل ہوگی بہرحال قابل استدلال ضرور ہے۔ فقط

سوال: (۳۱) زید کا فرزند عمر اپنے باپ کے ساتھ کاروبار آمد وخرچ میں مشترک رہا، دستاویزات قرضہ جات بھی بالاشتراک موجود ہیں؛ کیا وہ جائداد جو بعد زید موجود ہے فقط زید کی متصور ہوگی یا مشترک قرار دی جا کر بعد قطع اشتراک جو حصہ زید کا ہوگا وہ تقسیم کیا جائے گا؟ (۱۳۴۲/۳۹۲ھ)

الجواب: وہ تمام ترکہ باپ کا شمار ہوگا، اور سوال سے معلوم ہوا کہ عمر اپنے باپ کی شرکت میں کاروبار کرتا تھا اور خرچ مشترک تھا، اس سے معلوم ہوا کہ عمر اپنے باپ کے عیال میں تھا علیحدہ نہ تھا؛ پس عمر معین اپنے باپ کا سمجھا جائے گا اور ترکہ کل زید کا ہوگا، اور جملہ ورثہ پر حسب حصص تقسیم ہوگا جیسا کہ شامی جلد ثالث شرکت فاسدہ میں بیان کیا ہے: ثم هذا في غير الابن مع أبيه لما في '' القنية '' الأب و ابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شئ فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معينا له ألا ترى لو غرس شجرة تكون للأب الخ (۲)

سوال: (۳۲) زید لکڑی کی تجارت کرتا تھا، جب اس کی اولاد ہوئی تو دو لڑکے بلا کسی معاہدہ کے اس

---

(۱) السنن الكبرى للبيهقي ۷/۷۹۰ دار الكتب العلمية بيروت

(۲) الشامي: ۶/۳۹۲ في أوائل الشركة الفاسدة.

کے ہمراہ کام کرنے لگے، اور تجارت میں ترقی کرتے رہے، اور وہ دونوں معہ بیوی بچوں کے زید کے عیال میں رہتے رہے، ان دونوں لڑکوں میں سے ایک فوت ہوگیا، اس کی اولاد موجود ہے، اب زید بغرض رفع نزاع اپنی جائداد، مکانات اور اسباب تجارت اپنے موجود لڑکے اور پوتے اور ناتی (نواسہ) اور بیوی پر تقسیم کرنا چاہتا ہے اس طور سے کہ عنداللہ گنہگار نہ ہوتو ہر ایک کو کس قدر دیوے؟ یہ دونوں لڑکے جو شریک فی العمل تھے شریک تجارت تھے یا اجیر؟ اور مال کا مالک صرف زید ہے یا لڑکے بھی؟ (۲۸۱۰/۱۳۳۱ھ)

الجواب: وہ تمام ترکہ(۱) زید کا ہے، لڑکے جو کام کرتے تھے وہ شریک ترکہ نہیں ہیں بلکہ وہ باپ کے معاون اور مددگار سمجھے جاتے ہیں، جیسا کہ شامی میں تصریح کی ہے: فی القنیة: الأب وابنه یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما شئ فالکسب کله للأب إن کان الابن فی عیاله لکونه معیناله الخ (۲) (شامی ج:۳) پس جب کہ معلوم ہوا کہ وہ تمام ترکہ زید کا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ اپنی حیات میں اپنے وارثوں اور قرابت داروں کو جس طرح چاہے تقسیم کرے؛ مگر کسی کو ضرر پہنچانا مقصود نہ ہو، اور حسب ضرورت جس کو جس قدر حاجت مند سمجھے تقسیم کردیوے، وراثت کے قاعدہ کے موافق تو ظاہر ہے کہ بیٹوں کے ہوتے ہوئے پوتے اور پوتیاں محروم ہوجاتے ہیں؛ اور نواسہ اور نواسیاں تو اولاد دختری کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہوجاتے ہیں اس لیے وراثت کا قاعدہ زندگی میں ملحوظ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس میں پوتوں وغیرہم کا نقصان ہے، البتہ اس کی ضرورت ہے کہ اضرار یعنی ضرر رسانی کسی کی مقصود نہ ہو جیسا کہ درمختار میں ہے: ولابأس بتفضیل بعض الأولاد فی المحبة لأنها عمل القلب وکذا فی العطایا إن لم یقصد به الإضرار الخ (۳)

باپ کا اپنے بیٹوں کے نام مکان خرید کرنے اور ان کو اپنے ساتھ تجارت میں لگانے کا حکم

سوال: (۳۳) (الف) زید نے دو چھوٹے لڑکوں کے نام دو مکان مسکونہ خرید کیے، اور مرمت

---

(۱) لفظ ترکہ مجازاً بمعنی مملوکہ استعمال کیا ہے، کیونکہ ابھی زید باحیات ہے ۱۲

(۲) الشامی ۳۹۲/۶ فی أوائل الشرکة الفاسدة.

(۳) الدرالمختار مع الشامی: ۴۳۴/۸ کتاب الهبة - قبیل باب الرجوع فی الهبة.

وغیرہ اپنے روپے سے کراتا ہے تو وہ مکان پدر کے ہیں یا بیٹے کے؟

(ب) زید نے پسران خود کو اپنے ساتھ تجارت کے کاروبار میں لگا رکھا تھا، ایک پسر کا انتقال ہوگیا تو اسباب تجارت میں سے اس کے ورثہ کو حق ملے گا یا نہیں؟ (۴۴/۲-۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) وہ دونوں مکان زید کے ہیں۔

(ب) وہ سب اسباب تجارتی وغیرہ باپ کا ہے، پسر متوفی کے ورثہ کا اس میں کچھ حق نہیں ہے (۱)

ایک بیٹے نے اپنے ذاتی روپے سے جو جائداد خریدی اس کا مالک تنہا وہی ہے

سوال: (۳۴) باپ اور چار فرزند ایک مکان میں رہتے تھے، اور باپ کو وظیفہ ملتا تھا، فرزند اکبر نے جو جائداد اپنی محنت سے خریدی اس کا مالک کون ہے؟ (۳۰۲۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: فرزند اکبر نے اگر وہ جائداد اپنے کسب اور محنت اور اپنے ذاتی روپے سے خرید کی تھی تو مالک اس کا تنہا وہی ہے، دوسرے بھائیوں کا اس میں کچھ حصہ اور حق نہیں ہے (۲) فقط

بیٹے نے اپنی کمائی سے جو مکان بنایا ہے اس کو باپ خالی نہیں کرا سکتا

سوال: (۳۵) زید کے بیٹے نے اپنی کمائی سے ایک مکان بنایا ہے، زید کا کوئی حصہ اس تعمیر میں نہیں ہے، اب زید نے اپنے بیٹے کو نوٹس دیا ہے کہ تم نے جو مکان بنایا ہے وہ میری ملکیت ہے اس لیے دو ہفتہ کے اندر میرا مکان خالی کردو ورنہ مکان معہ سامان فروخت کردیا جائے گا، یہ کہنا زید کا صحیح ہے یا نہیں؟ (۸۱۱/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) الأب والابن يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيئ فالكسب كله للأب الخ (ردالمحتار: ۲/۳۹۲ كتاب الشركة - فصلٌ في الشركة الفاسدة)

(۲) وماحصله أحدهما فله، قال الشامي: قوله وماحصله أحدهما أى بدون عمل الآخر - وفيه تحت قوله " مطلبٌ اجتمعا في دارٍ واحدةٍ.... ثم ذكر خلافا في المرأة مع زوجها إذا اجتمع بعملهما ..... إلى قوله ..... إلّا إذا كان لها كسبٌ عليحدة فهو لها الخ (رد المحتار ۲/۳۹۲ كتاب الشركة - فصلٌ في الشركة الفاسدة)

الجواب : اگر اس مکان کی زمین بھی بیٹے کی مملوکہ تھی اور تعمیر بھی بیٹے نے کرائی، زید کا اس میں کچھ صرف نہیں ہوا تو زید اس مکان کا مالک نہیں ہے، اور بیٹے سے اس کو خالی نہیں کرا سکتا، اور کچھ تصرف بیع وشراء کا اس میں نہیں کر سکتا، اور اگر زمین زید کی تھی اور زید نے وہ زمین اپنے بیٹے کو مکان تعمیر کرانے کے لیے دے دی تھی تب بھی زید اس کو واپس نہیں لے سکتا۔ فقط

باپ نے بیٹوں کو اپنی مالیت تقسیم کر دی، پھر بیٹوں نے مشترک کاروبار کیا تو اس کا حکم

سوال : (۳۶) زید نے اپنے لڑکوں یحییٰ، خالد، بکر، عمر، یونس اور یوسف کے لیے بموجب حکم شریعت ایک وصیت نامہ لکھدیا جس میں موجودہ قرضہ اور مالیت کو تقسیم کر دیا، اور یہ ہدایت کر دی کہ یحییٰ اپنا کاروبار الگ کرے، اور باقی چار بھائی خالد کی زیر نگرانی اس کام کو چلائیں جو کہ ''یحییٰ وخالد اینڈ برادرس'' کے نام سے ہو رہا ہے؛ لیکن پھر ہر شش برادران نے باہمی سمجھوتہ کر لیا کہ حتی الامکان ہر شش برادران مشترکہ ہی کام کریں، چنانچہ تین سال تک تو کاروبار بحسن وخوبی کرتے رہے، اور اس تین سال میں والدین ویحییٰ نے قرضہ وغیرہ امور خانگی تقریبات سے بھی فراغت پالی۔ چوتھے سال اسی کام کو یحییٰ، یونس ویوسف نے انجام دیا۔

علاوہ ازیں ایک دوسرا کام یحییٰ نے اپنی قوت بازو سے بیوپار شروع کر کے اس کی آمدنی کو مشترکہ کاروبار میں شامل کر دیا، بعد اختتام سال چہارم خالد آیا اور اسی کام مشترکہ کو اپنی تحویل میں لے کر یونس کو دوسرے کام پر لگا دیا، اور یحییٰ ویوسف نے دوسری جگہ جا کر ایک نئے کارخانے کی بنیاد ڈالی، چنانچہ خالد نے پورے سال اسی کام کو تنہا بلا امداد غیرے اپنی قوت سے کیا، بعد اختتام سال پنجم زید نے بلحاظ حالت موجودہ تجدید وصیت نامہ وتقاسمہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کرنا چاہا تو خالد جو اس کاروبار کا مالک ہو گیا تھا منافعہ چار سال تک کا حساب پیش کر دیا، زید نے سال پنجم کی نسبت کہا: تو خالد نے بدیں عذر حساب دینے سے انکار کر دیا کہ وصیت نامہ سابقہ کی رو سے علیحدہ علیحدہ ہو گئے، دوسرے مجھے اس سال میں کسی نے امداد نہیں دی؛ لہٰذا یہ میری ملکیت خاص ہے، مشترکہ حساب میں شامل کرنا نہیں چاہتا۔ اور یحییٰ نے اس

منافع کی تقسیم کو منع کیا جو بیوپار کہ اس نے خاص اپنی ذمہ داری سے کیا تھا؛ لہٰذا خالد و یحییٰ کے عذرات قابل سماعت ہیں یا نہیں؟ فیصلہ شرعی اس بارے میں کیا ہونا چاہیے؟ (۱۳۴۳/۳۱۱ھ)

الجواب: زید نے جو اپنے ہر شش پسران کو مال موجودہ تقسیم کیا اور ہبہ کیا، اگر یہ ہبہ بقاعدہ شرعیہ صحیح و نافذ تھا یعنی ہبہ مشاع کا نہ تھا، بلکہ مال موجودہ کو تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ ہر ایک پسر کا قبضہ اس کے حصہ منقسمہ پر کرادیا، اور پھر ان پسران نے باہم اشتراک کے ساتھ کاروبار تجارت کیا تو اس وقت جس قدر مال وسامان موجود ہے وہ سب پسران کو بہ حصہ مساوی تقسیم ہوگا، اور اگر ہبہ مذکورہ بقاعدہ شرعیہ صحیح و نافذ نہیں ہوا بوجہ مشاع ہونے اور مشترک ہونے حصص کے جیسا کہ ظاہر حال اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے، تو پھر پسران مالک حصص موہوبہ کے نہیں ہوئے، اور وہ سامان و مال زید کی ملک سے خارج نہیں ہوا، اور اب تک تمام مال وسامان موجودہ کا مالک زید ہے، اور اب اس کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے تقسیم کردے، اور اگر وہ تقسیم نہ کرے گا یا وہ تقسیم شرعاً صحیح نہ مانی گئی تو زید کے بعد جملہ پسران بہ حصہ مساوی مالک و وارث ترکہ زید کے ہوں گے، چنانچہ روایت ذیل جو شامی میں ہے پہلی اور دوسری صورت کی دلیل ہے:

تنبيه: يؤخذ من هذاما أفتى به في الخيرية في زوج امرء ة وابنها اجتمعا في دار واحدة وأخذ كل منهما يكتسب عليحدة ويجمعان كسبهما ولايعلم التفاوت ولاالتساوى ولا التمييز فأجاب: بأنه بينهما سوية، وكذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سويةً ولو اختلفوا في العمل والرأى اهـ. وقد منا أن هذا ليس شركة مفاوضة مالم يصرحا بلفظها أوبمقتضياتها مع استيفاء شروطها، ثم هذا في غير الابن مع أبيه لما في القنية: الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شئٌ فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معينا له، ألا ترى لوغرس شجرة تكون للأب الخ (۱) فقط

ایک بھائی نے اپنی ذاتی محنت سے جو مال جمع کیا ہے اس میں دوسرے بھائی کا حصہ ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۷) ایک شخص صرف ایک مکان چھوڑ کر رحلت کر گیا، اس کے دولڑکے بکر و عمر یک جا

(۱) الشامي ۳۹۲/۶ كتاب الشركة – فصلٌ في الشركة الفاسدة.

رہتے تھے، بکر نے اپنی ذاتی کوشش سے مال جمع کیا، اب دونوں بھائی علیحدہ ہونا چاہتے ہیں، عمر کل مال کا نصف حصہ طلب کرتا ہے، بکر دینے سے انکار کرتا ہے کہ یہ کل مال میری محنت کا ہے، صرف مکان میں سے نصف حصہ دوں گا؛ اب عمر شرعاً بکر کی جائداد میں سے نصف حصے کا مستحق ہے یا صرف مکان میں سے؟ (۱۵۷۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی جلد ثالث کتاب الشرکۃ میں ہے: کذلك لو اجتمع إخوة یعملون فی ترکة أبیهم ونما المال، فهو بینهم سویة ولو اختلفوا فی العمل والرأی الخ. ص: ۳۴۹(۱) پس اگر ان دونوں بھائیوں کا اجتماع اس طرح رہا ہے جو روایت مذکورہ میں مذکور ہے تو دونوں بھائی برابر تقسیم کریں گے، اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ باپ نے سوائے مکان کے کچھ ترکہ نہ چھوڑا تھا اور کسب دونوں کا نہ تھا، بلکہ صرف ایک بھائی نے کسب کیا اور مال حاصل کیا، اور دوسرے بھائی کا اس میں کسب شامل نہیں ہوا تو پھر وہ مال حاصل شدہ اور مکسوبہ سب اسی کا ہے جس نے اپنی کسب سے حاصل کیا اور دوسرے بھائی کی شرکت صرف اس ترکہ میں ہے جو باپ نے چھوڑا تھا۔ فقط

ایک بھائی نے اپنی آمدنی سے جو زیور اور گھریلو سامان اکٹھا کیا ہے اس میں دوسرے بھائی کا حق ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۸) خالد کے تین لڑکے زید، عمر، بکر ہیں، لڑکوں کی ماں صاحب جائداد ہے، زید گھر کا کام اور سیر وغیرہ کا کام کرتا ہے، عمر اور بکر ملازمت کرتے رہے۔ اور جو کچھ ہو سکا گھر بھی دیتے رہے، عمر نے کوئی جائداد سوائے معمولی چیزوں کے کچھ نہیں فراہم کی، لیکن بکر نے اپنی بیوی کا زیور اور اثاث البیت منقولہ پیدا کیا؛ عمر چاہتا ہے کہ موروثی جائداد باپ ماں کی حیات میں تقسیم کرالی جاوے، اور بکر کا ذاتی پیدا کردہ اثاث البیت منقولہ بھی تقسیم کرالے؛ ایسی حالت میں عمر کے کیا حقوق شرعاً بکر کے اثاث البیت پر ہیں؟ (۹۷۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بکر نے جو زیور اور سامان خانہ داری اپنی آمدنی ملازمت سے حاصل کیا وہ اسی کا ہے

(۱) رد المحتار ۳۹۲/۶ کتاب الشرکة - فصل فی الشرکة الفاسدة.

زید یا عمر کا کچھ حق اس میں نہیں ہے۔ (۱)

دو بھائیوں کے درمیان جو دکان مشترک ہے اس میں تیسرے بھائی کا کوئی حصہ نہیں

سوال: (۳۹) زید، عمر، بکر تین حقیقی بھائی ہیں، جن کے پاس ماں باپ کے ترکہ سے کوئی جائداد مکان سکنی کے علاوہ نہ تھی، زید وعمر مل کر اپنے رسوخ سے ساہوکار سے بطور قرض کچھ اجناس لائے اور آپس میں مل کر اس کی تجارت کرتے رہے، تیسرا بھائی بکر ان کی تجارت میں شامل نہ رہا، بلکہ بطور خود ایک دکان کرتا رہا، لیکن گھر میں تینوں بھائی مع اہل وعیال کے اکٹھے رہے، اور مصارف کی یہ صورت رہی کہ گھر کے بڑے بڑے مصارف مثل اناج اور لباس ولکڑی وغیرہ زید وعمر کی دکان سے صرف ہوتی رہی، بکر کی دکان سے بھی معمولی مصارف جیسے نمک، مرچ، ہلدی، شکر وغیرہ گھر کے لیے آتے رہے، چند سال اسی طرح گزرے، چنانچہ زید، عمر کی دکان میں کافی منافعہ ہوا، مگر بکر کو چنداں منافعہ نہ ہوا۔

اب یہ تینوں بھائی ایک دوسرے سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں، اور زید وعمر کہتے ہیں کہ ہماری دکان کا منافعہ انصافاً ہم دونوں میں منقسم ہونا چاہیے کیونکہ بکر نہ اس میں عملاً شریک تھا نہ اور کسی طرح اس کی شرکت اس میں رہی نہ شرکت عقد نہ شرکت ملک؛ کیونکہ باپ کے ترکہ میں سے اس میں ایک حبہ بھی نہیں لگا، اور نہ باپ نے کوئی جائداد نقدی وجنسی چھوڑی تھی، لیکن بکر اس دکان سے بھی تیسرے حصہ کا طلب گار ہے، اور کہتا ہے کہ میں بڑی دکان کی تجارت میں کسی طرح شریک نہ تھا مگر سکونت اور عیال تینوں بھائیوں کا ایک ہی گھر میں تھا، اور میں بھی اپنی چھوٹی دکان سے گھر کے مصارف کے لیے کچھ نہ کچھ دیتا رہا حکم شرعی کیا ہے؟ (۱۸۱۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس صورت میں بکر کا مطالبہ بڑی دکان کے تیسرے حصہ کا محض بیجا اور غلط ہے، اس دکان میں اس کی شرعاً کسی قسم کی شرکت نہیں ہے (۲) فقط

---

(۱) لقوله عليه السلام: كل أحد أحق بماله من والده وولده والناس أجمعين (السنن الكبرى للبيهقي ۷/۷۹۰ دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) وكذلك لو اجتمع إخوة   شامی ۶/۳۹۲ كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة.

ایک بھائی کی علیحدہ تجارت کا حکم

سوال: (۴۰) چار حقیقی بھائیوں کا کاروبار ساتھ ہوتا ہے، جائداد اور ملکیت وغیرہ سب شرکت میں ہیں، خورد ونوش بھی ساتھ ہی ہے، ان میں سے ایک بھائی کسی سے روپیہ قرض لے کر اور بھائیوں سے الگ تجارت بھی کرتا ہے، اور اپنے بھائیوں کے ساتھ بھی برابر تجارت میں مصروف رہتا ہے، اوقات فاضلہ میں اس تجارت کی دیکھ بھال کرتا ہے تو اس صورت میں اس خاص تجارت میں جو کچھ نفع ونقصان ہوگا وہ اسی ایک کے ذمہ ہوگا یا سب بھائی اس میں شریک ہوں گے؟ (۸۱۵/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس علیحدہ تجارت کے نفع ونقصان کا کوئی بھائی شریک وذمہ دار نہ ہوگا (۱) فقط

بھائیوں کی علیحدہ املاک کا حکم

سوال: (۴۱) ایک شخص کے وارثوں میں دو بیٹے اور ایک بیوی ہے، بیس سال تک ایک ساتھ ہم طعام رہ کر دونوں بیٹوں نے جدا جدا کمائی وکسب کیا، اور روزی کا مال جدا جدا رکھ کر جائداد ومکانات و تالاب وغیرہ خریدے اور بنائے۔ اس وقت وہ لوگ جدا ہونا چاہتے ہیں تو وہ جائداد اور مکانات وتالاب وغیرہ کس طرح ان لوگوں میں تقسیم ہوں گے؟ آیا وہ جائداد ومکانات وغیرہ جدا جدا جس نے خریدا یا بنایا ہے اس کا ہی ہوگا یا ورثاء میں بہ حصہ مساوی منقسم ہوگا؟ (۹۴۲/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ ان دونوں بیٹوں نے جدا جدا کمایا، اور اپنے اپنے مال مکسوبہ سے علیحدہ علیحدہ جائداد خریدی اور مکانات وغیرہ بنوائے، تو ہر ایک اپنے اپنے مکسوبہ اور جائداد خرید کردہ کا مالک ہوگا، باقی ورثہ کا اس میں کچھ حق وحصہ نہیں ہے۔ قال فی ردالمحتار: یؤخذ من هذا قال: ما أفتی به فی "الخیریة" فی زوج امرأة وابنها اجتمعا فی دار واحدة وأخذ كل منهما یكتسب علیحدة و یجمعان كسبهما ولا یعلم التفاوت ولا التساوی ولا التمییز فأجاب: بأنه بینهما سویة الخ (۲)

---

(۱) وفی "الدرر" لایستحق الربح إلا باحدی ثلث: بمال، أو عمل، أو تقبل (ردالمحتار: ۶/ ۳۹۱ كتاب الشركة مطلبٌ: فی شركة التقبل)

(۲) ردالمحتار: ۶/ ۳۹۲ كتاب الشركة – بعد فصل فی الشركة الفاسدة.

اس عبارت میں قید ویستعان کسبھما الخ سے معلوم ہوا کہ اگر وہ دونوں باہم اپنے مکسوبہ مال کو جمع نہ کریں تو ہر ایک اپنے اپنے مکسوبہ مال و جائداد کا مالک ہے۔ لاخفاء فیہ۔ فقط

ایک بھائی کا کاروبار میں شریک نہ ہونا

سوال: (۴۲) کلاہ محمد، وصی محمد، نور محمد اور عبدالرحیم چاروں حقیقی بھائی تھے، سب کا کھانا پینا ایک میں تھا، لیکن کاروبار صرف تین بھائی مل کر کرتے تھے، نور محمد اپنا وقت سیر لاابالی میں بسر کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک تاجر آیا جس نے فریب دے کر گھر کا سارا مال مع زیورات کے بلکہ باہر سے بھی جس قدر مال مل سکا سب لے کر چلتا بنا جس کی تعداد قریب ۴۲ ہزار کی تھی، اس سے ایک پیسہ بھی وصول نہ ہوا جس کی وجہ سے تینوں بھائی سخت خسارہ اور نقصان میں پڑے، آخر کار مایوس ہوکر تینوں بھائیوں نے بڑی جانفشانی سے پھر کاروبار شروع کیا اور بڑی مشکل سے ۱۸ ہزار روپے قرضہ ادا کیا تھا کہ عبدالرحیم کا انتقال ہوگیا، اس وقت ۲۴ ہزار روپے قرضہ باقی تھا، اور پونجی کچھ نہ تھی؛ عبدالرحیم نے ایک لڑکا عبدالرحمن اور ایک دختر نور بی بی اور ایک زوجہ مریم اور تین بھائی چھوڑے۔

اس کے بعد کلاہ محمد، وصی محمد نے روزگار بڑھایا اور خدا کے فضل سے باقی کل قرضہ ادا ہوگیا، اور کچھ پونجی بھی ہوگئی جس سے ایک مکان بھی رہنے کو خریدا؛ دس برس کے بعد وصی محمد کا انتقال ہوا، انہوں نے دو لڑکے محمد ایوب، محمد عثمان اور ایک زوجہ نور بی بی اور دو بھائی چھوڑے، نور بی بی نے اپنا حصہ رسدی ترکہ وصی محمد سے ابن الزوج محمد عثمان، محمد ایوب کو ہبہ کردیا۔

کاروبار تجارت میں ترقی ہوتی رہی؛ کلاہ محمد کا انتقال ہوگیا، انہوں نے دو لڑکے محمد اسماعیل، عبدالغفار، دو دختر رحمت و زینب ایک زوجہ عائشہ چھوڑی؛ پھر رحمت کا انتقال ہوگیا ایک لڑکا عبدالقدوس ایک لڑکی زبیدہ اور شوہر عبدالغنی چھوڑا؛ پھر زینب نے وفات پائی ایک لڑکا ابوالقاسم اور دو لڑکیاں آمنہ اور سکینہ اور شوہر محمد رفیق چھوڑا؛ پھر محمد عثمان مرے، دو لڑکیاں جمیلہ اور جنت ایک زوجہ سائرہ ایک بھائی حقیقی محمد ایوب چھوڑا؛ پھر محمد ایوب کا انتقال ہوا ایک بیوی سکینہ تین لڑکے اکرام اور محمد اور لقمان اور چار لڑکیاں رابعہ، آسیہ، سلمیٰ، اسماء، چھوڑی۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کاروبار جائداد میں جس میں تین بھائی کلاہ محمد، وصی محمد، عبدالرحیم، ایک

ساتھ کام کرتے تھے، اور ایک بھائی نور محمد کچھ نہ کرتے تھے، ہر ایک بھائی کتنے کتنے حصہ کا مستحق ہے؟ نور محمد کا بھی کچھ حصہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا؟ اور عبدالرحیم جب مرے تھے اس وقت سوائے قرض کے اور کچھ نہ تھا تو ان کا بھی حصہ اس کاروبار میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا؟ پھر ان چاروں بھائیوں کا حصہ ان کے ورثاء پر کس طرح تقسیم ہوگا؟ (۱۳۴۱/۹۹ھ)

الجواب: شامی فصل شرکۃ فاسدہ میں ہے: وكذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية، ولو اختلفوا في العمل والرأي الخ(۱) (شامی: ۳/۳۴۹)

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر باپ کے ترکہ میں کئی بھائی تجارت اور کاروبار کریں، اور اس کو بڑھاویں تو وہ سب بھائی اس میں برابر کے حصہ دار ہیں، اگر چہ ان کا عمل اور کوشش مختلف ہو، لیکن جو بھائی بالکل اس کاروبار سے علیحدہ رہا، اور اس نے کسی قسم کی بھی اعانت بھائیوں کے کام میں نہ کی اور کسی قسم کا عمل نہ کیا تو روایت بالا کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ وہ اس نما میں شریک نہ ہوگا، صرف اصل ترکہ سے جو کچھ اس کو پہنچا وہ اس کا مالک ہوگا، اور بعد میں جب کہ وہ مال سب ضائع ہوگیا تو پھر از سر نو جن بھائیوں نے کام شروع کیا اور تجارت کو بڑھایا، اور ترکہ پدری کچھ موجود نہ رہا تو وہ انہیں کا ہے، یعنی جن بھائیوں نے قرض ادا کر کے پونجی بڑھائی اور نفع حاصل کیا وہ صرف انہیں کا حق ہے، اور ان کے بعد ان کی اولاد کو حصہ رسد ملے گا۔ فقط

سرمایہ اور شرط کے بغیر بھائی کی تجارت میں عملاً شریک ہونا محض تبرّع ہے

سوال: (۴۳) زید کے تین لڑکے ہیں عمر، بکر، خالد۔ زید کی زندگی میں عمر نے نوکری کی، لیکن زید کو کچھ نہ دیتا تھا حتی کہ زید عمر کی زوجہ وغیرہ کے اخراجات کا متکفل تھا؛ کچھ دنوں کے بعد عمر نے ملازمت کے روپے سے تجارت شروع کی، زید کے انتقال کے بعد بکر تجارت میں بغیر کسی شرط اور بغیر روپے دیے ہوئے شریک ہوگیا، اور چار برس تک عمر و بکر دونوں کام کرتے رہے، اس کے بعد باہم نفاق پیدا ہوگیا، اور دونوں علیحدہ ہوگئے: اس صورت میں مال تجارت سے بکر کو کچھ حصہ ملے گا یا نہیں؟ اور خالد بھی مستحق

(۱) ردالمحتار ۶/۳۹۲ کتاب الشركة ـ بعد فصل في الشركة الفاسدة

کسی حصہ کا ہے یا نہیں؟ (۹۶۱/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: عمر جب کہ اپنے باپ زید سے اس کی زندگی میں بے تعلق ہو چکا تھا تو اس نے اپنے کسب سے جو تجارت کی وہ سب اسی کی ہے، باپ یا اس کے دوسرے بھائیوں کا اس میں کچھ حق نہیں، بکر نے اپنے بھائی عمر کے ساتھ جو شرکت کی اور اس کے ساتھ مل کر جو کام کیا وہ شرعاً محض تبرع سمجھا جائے گا، کیونکہ یہ شرکت کوئی شرعی شرکت نہیں جس پر شرعی احکام جاری ہو سکیں؛ پس اس مال تجارت میں عمر کا کوئی شریک نہیں اس کا شمار باپ کے ترکہ میں نہ ہوگا کہ خالد یا اور دوسرے وارث اس میں شریک ہو سکیں (۱) لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ عمر کا یہ فعل شرعاً جائز نہ تھا کہ اس نے اہل وعیال کے نفقہ کو باپ کے ذمہ ڈال کر اپنی نااہلی کا ثبوت دیا، اس کا گناہ عمر کی گردن پر ہے، اور اس لحاظ سے اگر وہ اس روپے میں اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی شریک کرے تو کچھ نہ کچھ اخراجات نفقہ کی مکافات ہو سکے گی۔

جو بیٹا باپ سے علیحدہ رہتا ہے اس کا کمایا ہوا مال باپ کے ترکہ میں شامل نہ ہوگا

سوال: (۴۴) زید صاحب علم ومُکْنَتْ ایک قریہ میں پیش امام تھا، منکوحہ اولیٰ سے ایک ہی ولد (عمر) پیدا ہوا، زید نے اپنے لڑکے عمر کی شادی کر کے امامت پر اپنا قائم مقام کر دیا۔ اور کچھ جائداد مملوکہ وزیورات جو عمر کی والدہ کا تھا عمر کے پاس بلا ہبہ چھوڑ کر قریہ ثانیہ میں امام ہو گیا، اور بعد فوت ہونے زوجہ اولیٰ کے زید نے نکاح ثانی قریہ ثانیہ میں کر لیا، اس سے کچھ اولاد نہیں ہوئی، پھر نکاح ثالث سے چند اولاد ہوئی جو موجود ہے، اور زید نے قدرے جائداد قریہ ثانیہ میں اور زیورات پیدا کیے، اور عمر نے قریہ اولیٰ میں کچھ ترقی امامت کی آمدنی سے کی، بعدہ زید کا انتقال ہو گیا ——— اب عمر کہتا ہے: جو جائداد وزیورات میرے پاس ہیں وہ میرا مملوکہ ہے، اور قریہ ثانیہ میں جو جائداد وزیورات ہیں وہ متروکہ زید کا ہے، لہٰذا مجھ کو اس میں سے بھی حصہ ملنا چاہیے، اور فریق ثانی کہتا ہے کہ کل جائداد وزیورات متروکہ

(۱) ثم هذا في غير الإبن مع ابنه لما في القنية الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شي فالكسب كله للأب إن كان الإبن في عياله الخ (ردالمحتار: ۳۹۲/۶ كتاب الشركة۔ فصلٌ في الشركة الفاسدة) مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا کہ بیٹا علیحدہ ہو تو اس کا مال باپ کا مال نہ سمجھا جائے گا. واللہ اعلم.

زید کا ہے؛ اس صورت میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟ (۸۷۳/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس واقعہ کے متعلق پہلے بھی سوال آیا تھا اس سے معلوم ہوا تھا کہ عمر علیحدہ رہتا تھا، زید کی عیال میں نہ تھا، اور عمر نے اپنے کسب امامت سے جائداد خریدی اور ترقی دی۔ تو اس صورت میں بموجب روایت شامی عمر کے پاس جو کچھ مکسوبہ واندوختہ ہے وہ زید کے ترکہ میں شامل نہ ہوگا، اور جو ترکہ زید کا قریہ ثانیہ میں ہے اس میں سے باقی اولاد کے ساتھ عمر بھی حصہ پاوے گا **الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيٌ فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معينا له الخ** (شامی عن القنیۃ ص:۳۴۹) پس قید ان کان الابن فی عیاله سے معلوم ہوا کہ اگر پسر علیحدہ رہتا ہو، اور باپ کے ساتھ شامل نہ ہو تو اس کے پاس جو کچھ مکسوبہ ہے وہ باپ کا ترکہ نہ ہوگا (۱) فقط

جو بیٹا باپ کے ساتھ رہتا ہے اس کا کمایا ہوا مال باپ کے ترکہ میں شامل ہوگا

سوال: (۴۵) زید دو پسر داشت، یکے از آنہا در حالت پیری پدر خود از عیال پدر علیحدہ گردیدہ، قدرے اموال فراہم گردانید، و پسر دیگر در عیال پدر بودہ از کسب خود بر پدر خود نفقہ گردانید، وقدرے اموال حاصل گردانید، بعد مرگ پدر پسر یکہ علیحدہ بود از اموال پسر یکہ در عیال پدر بود حصہ می طلبد، و اموال مکسوبہ خود را بوجہ علیحدگی ملک خاص خود قرار دادہ برادر خود را محروم می گرداند؟ فقط (۱۵۳۴/ ۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: پسر یکہ در عیال پدر بود مکسوبہ او کہ شامل مکسوبہ پدر شد ملک پدر است، و بعد از مرگ پدر در ترکہ اش شامل است، ہر دو پسر در آں بحصہ مساوی حق دارند و مالک اند، پسر یکہ در عیال پدر نبود مکسوبہ او خالص ملک اوست، پسر دیگر را دراں حصہ نمی رسد۔ کذا في الشامي (۲) فقط

ترجمہ: سوال: (۴۵) زید کے دو لڑکے ہیں، ان میں سے ایک نے والد کے بوڑھاپے میں ان کی عیال سے علیحدہ ہو کر کچھ اموال فراہم کیے، اور دوسرا بیٹا والد ہی کی عیال میں رہ کر اپنی کمائی سے والد پر خرچ کرتا رہا اور کچھ مال واسباب بھی حاصل کر لیے، والد کی وفات کے بعد وہ بیٹا جو علیحدہ ہو گیا تھا باپ

---

(۱) الشامی: ۶/ ۳۹۲ کتاب الشرکة - بعد فصل فی الشركة الفاسدة.

(۲) رد المحتار ۶/ ۳۹۲ کتاب الشرکة - فصلٌ في الشركة الفاسدة.

ں عیال میں رہنے والے بیٹے کے مال میں سے حصہ طلب کرتا ہے، اور اپنا کمایا ہوا مال و اسباب علیحدگی کی وجہ سے اپنی خاص ملکیت قرار دیکر دوسرے بھائی کو محروم کرتا ہے؟

الجواب: جو بیٹا باپ کی عیال میں تھا اس کا کمایا ہوا مال و اسباب باپ کے مکسوبہ میں شامل ہو کر باپ ہی کی ملکیت ہوگا، اور اس کے مرنے کے بعد ترکہ میں شمار ہوگا، لہٰذا دونوں بیٹے اس میں برابر حصے کے حقدار ہیں: اور جو بیٹا باپ کی عیال میں نہیں تھا اس کا کمایا ہوا مال خاص اسی کی ملک ہے اس لیے دوسرے بیٹے کو اس میں سے کوئی حصہ نہ پہنچے گا۔

بڑے بھائی کا اپنا اور نابالغ بھائی کا روپیہ تجارت میں لگانا

سوال: (۴۶) حسینی نابالغ مرحوم اپنے بڑے بھائی نبی صاحب کی شرکت میں ہی رہتے تھے، اور نبی صاحب نے اپنا اور اپنے بھائی کا روپیہ تجارت میں لگایا تو جو منافعہ ہوا وہ کس کا ہے؟ (۲۶۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ نفع دونوں کا ہے (۱) فقط

ایک بھائی کا مشترک مال میں سے اپنے بیٹے کو کاروبار کے لیے رقم دینا

سوال: (۴۷) امین الدین، کریم الدین، قسیم الدین تینوں بھائی ہمیشہ سے ساتھ شامل ہیں معہ مال و متاع کے، امین الدین کے کسی پسر نے اپنے والد سے کچھ روپیہ طلب کیا کہ میں علیحدہ کاروبار کروں گا، امین الدین نے پسر مذکور کو روپے دیتے وقت یہ کہا کہ جب مجھ کو روپے کی ضرورت پڑے گی میں اس روپے کو لے لوں گا۔ جب تم کو ترقی ہو جاوے دے دینا، پسر مذکور نے کاروبار کیا — بحمد اللہ — ترقی پائی، اور روپیہ والد کا ادا کر دیا۔ جو روپیہ امین الدین نے پسر مذکور کو دیا تھا وہ مشترکہ میں سے دیا تھا یعنی سب بھائیوں کا تھا، اور روپے دیتے وقت دیگر شرکاء سے اجازت نہیں لی تھی: لیکن سب کو اس کا علم پورے طور سے تھا، مگر قسیم الدین و کریم الدین کو اس کا علم نہیں تھا کہ واپسی کے وعدہ پر روپیہ دیا گیا ہے، تو

(۱) وكذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية ولو اختلفوا في العمل والرأي (الشامی: ۳۹۲/۶ کتاب الشركة – فصل فی الشركة الفاسدة)

اس صورت میں قسیم الدین وکریم الدین پسر مذکور کے چچا ترقی یافتہ مال میں سے حصہ پانے کے مستحق ہیں یا نہ؟ (۱۳۴۱/۷۱۳ھ)

الجواب: اس صورت میں قسیم الدین وکریم الدین پسر مذکور کے مکسوبہ میں سے حصہ پانے کے مستحق نہیں ہیں۔ فقط

مشترک کاروبار میں فوت شدہ بھائی کی اولاد کا حصہ

سوال: (۴۸) زید کے انتقال کے بعد زید کے نقد متروکہ سے اس کے تینوں لڑکوں کا کاروبار تجارت شامل رہا، پھر ان میں سے عمر نامی نے انتقال کیا، اور اس کی اولاد بھی اپنے دونوں چچا کے ساتھ شامل ہے، اور رأس المال تجارت زید کا متروکہ تھا جس سے تینوں بھائی کاروبار یکجائی کرتے آئے، مگر دونوں چچا نے مکانات وجائداد وغیرہ بعد انتقال عمر کے جو کچھ اس مشترکہ مال تجارت سے حاصل کیا یا کرتے ہیں وہ سب اپنے ہی نام سے خرید کرتے ہیں، اور متوفی بھائی کی اولاد اس وقت تک ان دونوں کے ساتھ ہے، ایسی صورت میں عمر کی اولاد جملہ جائداد واسباب تجارت میں حسب حصہ رسدی برابر کے حصہ دار اور شریک شرعاً ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۸۹۷ھ)

الجواب: جب کہ عمر کا ترکہ وحصہ دونوں بھائیوں نے شامل تجارت مثل اپنے حصہ کے رکھا تو منافع میں عمر کی اولاد مثل دوسرے بھائیوں کے مالک وشریک ہے، جب تک اشتراک باقی ہے نفع میں سب بہ حصہ برابر شریک ہیں یعنی عمر کا حصہ بھی مثل باقی دو بھائیوں کے ہوگا، اور عمر کی اولاد اس کی مستحق ہے(۱) فقط

فوت شدہ شریک کا روپیہ تجارت میں لگانا

سوال: (۴۹) زید جائداد ونقد چھوڑ کر فوت ہوا، نقد کم تھا، زید کے بعد زید کے شرکاء نے زید کے نقد کو تجارت میں لگا کر تجارت کو چلایا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور نفع ونقصان زید کے روپے کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۱۰۷۷ھ)

---

(۱) وكذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سويّةً ولو اختلفوا في العمل والرأي (ردالمحتار ۶/۳۹۲ كتاب الشركة - فصلٌ في الشركة الفاسدة)

الجواب: بعد انتقالِ زید سلسلہ تجارت ختم ہوگیا، اور شرکاء سے معاملہ تمام ہوگیا، پس اگر شرکاء نے زید کے روپے کو تجارت میں لگائے رکھا تو نقصان زید کے روپے پر نہ پڑے گا، نفع کا اختیار ہے لگاویں یا نہ لگاویں(۱) فقط

مشترک ترکہ سے جو نفع ہوا اس کا حقدار کون ہے؟

سوال: (۵۰) زید متوفی کے ترکہ میں مبلغ ستائیس سو روپے نقد تھے، اور اس نے بوقت وفات حسب ذیل وارث چھوڑے ایک زوجہ عائشہ، ایک دختر فاطمہ، تین پسر، چونکہ زید متوفی تاجر تھا اس لیے رقم مذکور تجارت میں لگا چکے تھے؛ متوفی کی زندگی ہی میں اور اس کے بعد بھی وارثوں نے اپنا اپنا حصہ نہیں لیا بلکہ سلسلہ تجارت کو جاری رکھ کر تقریباً دس سال کا عرصہ گذار دیا، مگر رقم مذکور کی آمدنی سے تینوں بیٹے اپنے مصارف لیتے رہے، لیکن فاطمہ اور عائشہ نے آج تک ایک پیسہ بھی نہیں لیا، بلکہ ساری جائداد نقدی وجنسی پر متذکرہ بالا تینوں لڑکے قابض ومتصرف رہے، فاطمہ وعائشہ کا خورد ونوش بھی ترکہ متوفی سے نہیں نکلا۔

اب ترکہ مذکورہ کی تقسیم ہورہی ہے اور بہی کھاتہ کی رو سے تینوں لڑکوں نے اپنے مصرف میں سات ہزار روپے بمدت دس سال لائے ہیں، اور تقریباً گیارہ ہزار روپے اس وقت بھی موجود ہیں جس میں اصلی رقم مبلغ ستائیس سو روپے بھی شامل ہیں کہ جس سے بطور منافعہ رقم مذکور اٹھارہ ہزار حاصل ہوئی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ فاطمہ اور عائشہ کا حصہ صرف گیارہ ہزار کی موجودہ رقم سے ادا کیا جائے گا یا اٹھارہ ہزار سے؛ کیوں کہ فاطمہ وعائشہ دعویٰ کرتی ہیں کہ رقم مذکور ہم پانچوں وارثوں کے درمیان بہ شرکت ملک مشترک تھی، جس میں سے تینوں بیٹوں نے ہماری اجازت کے بدون ہی اپنے لیے سات ہزار روپے خرچ کیے ہیں اور ہم نے کچھ بھی نہیں لیا؟ (۱۸۱۵/۴۲-۱۳۴۴ھ)

الجواب: صورت مذکورہ فی السوال میں شرکت عقد نہ تو صراحۃً منعقد کی گئی اور نہ از روئے قواعد فقہیہ ہوسکتی ہے؛ کیونکہ زید کا ترکہ اکثر عروض تجارت یعنی سامان وغیرہ ہے، اور اس میں شرکت عقود نہیں ہوسکتی جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے: الشركة إنما تصح بالدراهم والدنانير والتبر لا يصلح

(۱) وتبطل الشركة بموت أحدهما (تنوير الأبصار مع الشامي ۶/۳۹۴ فصلٌ في الشركة الفاسدة)

رأس مال الشركات في ظاهر الرواية، وفي رواية كتاب الصرف: التبر كالنقود والمعتبر فيه العرف الخ (۱) لہٰذا زید کا ترکہ ورثۂ زید میں بہ شرکت ملک مشترک ہے، اور شرکت ملک میں ایک شریک کو دوسرے شریک کے حصے میں تصرف کرنے کا شرعاً کوئی حق نہیں، لہٰذا تینوں بیٹوں نے جو دس سال کی مدت تک عائشہ وفاطمہ کے حصے پر بلا ان کی اجازت کے تاجرانہ تصرفات کیے وہ عقد شرکت کے تحت میں داخل نہیں ہو سکتے، اور جو کچھ منافع اس مدت میں حاصل ہوئے وہ اصل رأس المال کی طرح وارثوں میں حسب حصہ تقسیم ہوں گے، یعنی صورت مذکورہ میں اٹھارہ ہزار کو اصل قرار دے کر اس کا آٹھواں حصہ عائشہ وفاطمہ کو دیا جائے گا۔

علامہ شامی نے اس مسئلہ کے متعلق ایک مستقل جزئیہ میں بھی حکم تحریر فرمایا ہے:

تنبيه: يقع كثيرا في الفلاحين ونحوهم، أن أحدهم يموت فتقوم أولاده على تركته بلا قسمة ويعملون فيها من حرث وزراعة وبيع وشراء واستدانة ونحو ذلك، وتارةً يكون كبيرهم هو الذي يتولى مهماتهم ويعملون عنده بأمره وكل ذلك على وجه الإطلاق والتفويض لكن بلا تصريح بلفظ المفاوضة ولا بيان جميع مقتضياتها مع كون التركة أغلبها أو كلها عروض لا تصح فيها شركة العقد، ولا شك أن هذه ليست شركة مفاوضة خلافا لما أفتى به في زماننا من لا خبرة له، بل هي شركة ملك كما حررته في تنقيح الحامدية، ثم رأيت التصريح به بعينه في فتاوى الحانوتي ماذا كان سعيهم واحدًا ولم يتميز ماحصله كل واحد منهم بعمله يكون ماجمعوه مشتركًا بينهم بالسوية وإن اختلفوا في العمل والرأي كثرةً وصوابًا كما أفتى به في الخيرية الخ (شامي كتاب الشركة ج:۳)(۲)

شرکت کی چند فاسد صورتیں

سوال: (۵۱) زید وبکر مسلمان اور موہن غیر مسلم یہ تینوں شخص ایک ٹھیکے میں شریک ہیں، صورت یہ ہے کہ گورنمنٹی سڑک پر کنکر بچھواتا ہے، ان میں صرف زید روپیہ لگاتا ہے، اور کام متعلقہ زیادہ تر ملازم

(۱) خلاصة الفتاوى ۴/۲۹۴ كتاب الشركة – الفصل الأول مطبوعة نول كشور لكنؤ.

(۲) الشامي: ۶/۳۷۲ كتاب الشركة – مطلبٌ: في مايقع كثيرا في الفلاحين ....

کے سپرد ہے جس کی نفری اور انتظام وغیرہ بھی زید ہی کرتا ہے، تھوڑی بہت نگرانی ہر سہ فریق کرتے ہیں، آپس میں یہ قرار پایا ہے کہ منافع خالص سے دو حصے زید اور ایک ایک حصہ بکر اور موہن لیں؛ کیا یہ معاملہ جائز ہے؟ (۱۰۷۵/۳۲-۱۳۴۳ھ)

الجواب: معاملہ شرکت مذکورہ کا مطابق شریعت کے نہیں ہے؛ کیوں کہ شرکت میں روپیہ سب شرکاء کا ہونا چاہیے (۱) اور اگر مضاربت اس کو کہا جاوے تو مضاربت میں عمل دوسرے کا یعنی مضارب کا ہونا چاہیے، رب المال یعنی زید کا عمل شرط کرنا مفسد عقد ہے۔ کما فی ردالمحتار وغیرہ (۲)

سوال: (۵۲) زید نے گھوڑی خریدی، اور بکر سے کہا کہ سرکار گھوڑیوں کے نام پر ربع زمین دیتی ہے، اور میرا لڑکا خالد شاید چھوٹی عمر کا ہو اور گھوڑی پالی ہوئی سرکار نامنظور کرے، اگر ہمارے نام سے گھوڑی منظور کرے تب بھی تمہارا اور ہمارا نصف حصہ ہے، اور اگر تمہارے نام سے گھوڑی منظور کرے تو بھی حصہ برابر رہا، اور نصف قیمت گھوڑی کی بکر نے زید کو دیدی، خالد کی گھوڑی نامنظور ہوئی اور بکر کی پالی ہوئی گھوڑی منظور ہوئی، یہ شرکت جائز ہے یا نہیں؟ اور زمین سے جو آمدنی ہوئی وہ کس کا حق ہے، جب کہ گھوڑی بکر کے نام سے منظور ہوئی، اور خالد کے نام سے منظور نہیں ہوئی (۱۰۱۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ شرکت صحیح نہیں ہے، اور بظاہر اقسام شرکت میں سے کسی قسم میں داخل نہیں ہے، لہٰذا جو کچھ گھوڑی کے پیش کرنے کی وجہ سے بکر کے نام سے اراضی ملی اس کا نفع بکر کو ہی ملے گا، اگر وہ تبرعاً زید کو کچھ دیدے تو یہ جائز ہے، درمختار میں ہے: بخلاف شركة دلالين و مغنين الخ ووُعّاظ و سُؤّال لأن التوكيل بالسؤال لا يصح، قوله لأن التوكيل بالسؤال لا يصح و ما لا تصح فيه الوكالة لا تصح فيه الشركة (شامی ۳/۳۴۸)(۳) فقط

---

(۱) قال في البدائع: أما الأول وهو الشركة بالأموال، فهو أن يشترك إثنان في رأس مالٍ الخ (بدائع ۵/۷۳ في اوائل كتاب الشركة)

(۲) وعبارة الشامي: واشتراط عمل رب المال مع المضارب مفسد للعقد لأنه يمنع التخلية فيمنع الصحة (الشامي: ۲/۳۸۳) وفي الهندية: فإن شرط أن يعمل رب المال مع المُضارب تفسد المُضاربة (هندية: ۴/۳۸۷)

(۳) الدرالمختار و الرد ۲/۳۸۹-۳۹۰ مطلبٌ: في شركة التقبل - كتاب الشركة.

شرکتِ فاسدہ کی ایک صورت اور اس کا حکم

سوال: (۵۳) زید نے عمر کو کہا کہ اگر تم تجارت میں روپیہ دو گے تو دو تہائی نفع ہمارا ہوگا، اور ایک تہائی تمہارا، اور یہی نقصان کا حال ہوگا، اس معاملہ کے بعد زید نے عمر کو کچھ روپیہ دیکر مال خریدنے کے لیے بھیجا، عمر نے اپنے وطن جا کر روپیہ واپس کر دیا، یہ لکھ کر کہ اب مال خریدنے کا موقع نہیں ہے، اس کے بعد زید نے عمر کو یہ لکھا کہ ہم نے موافق وعدہ کے مال خرید لیا ہے اگر تم کو شریک ہونا ہے تو روپیہ بھیج دو، عمر نے دو ہزار بھیج دیا؛ پس عمر اس صورت میں شریک ہو گیا یا نہیں؟ اور یہ شرکت صحیح ہوئی یا نہیں؟ (۱۱۵۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ شرکت فاسدہ ہے کہ اس میں اول روپے کی مقدار بیان نہیں کی گئی، اور نقصان بہر حال تہائی عمر کے ذمہ کیا گیا، لہٰذا یہ شرکت فاسدہ ہے، اور حکم شرکت فاسدہ کا یہ ہے کہ جس قدر ہر ایک کا روپیہ ہوگا اسی قدر نفع نقصان اس کو ملے گا (۱) فقط

شرکاء بد دیانت ہوں تو کیا کرے؟

سوال: (۵۴) ایک دکان میں زید اور دیگر چند اشخاص نے شریک ہو کر اس امر پر عہد و حلف کیا کہ ہم شرکت دکان سے علیحدہ نہ ہوں گے، اور نہ کسی شریک کی حق تلفی کریں گے، اور نہایت ایمانداری سے کام کو انجام پہنچاویں گے، اب بخلاف اس کے بعض شرکاء بد دیانتی اور حق تلفی دیگر شرکاء کی کرتے ہیں، زید کو یہ خوف ہے کہ عہد شکنی میں کچھ مؤاخذہ نہ ہو؛ اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ (۱۲۰۶/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس حالت میں زید اگر شرکت سے علیحدہ ہو جاوے تو اس پر کچھ مؤاخذہ نہیں ہے، بلکہ ایسے بد دیانت لوگوں کی شرکت میں اندیشہ مؤاخذہ کا ہے، لہٰذا زید کو ضروری ہے کہ وہ شرکت کو چھوڑ دیوے (۲) فقط

---

(۱) والربح في الشركة الفاسدة بقدر المال ولا عبرة بشرط الفضل (الدر المختار مع الشامي: ۲/۳۹۳ كتاب الشركة: فصلٌ في الشركة الفاسدة) وفي الشامي: والوضيعة بينهما على قدر رأس مالهما أبدًا (ردالمحتار ۲/۳۷۸ كتاب الشركة – مطلبٌ: في توقيت الشركة روايتان)

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المرءُ على دين خليله فلينظر أحدكم من يخالل (مشكوة ص ۴۲۷ باب الحب في الله ومن الله)

شرکت میں تہمت سے بچنا

سوال: (۵۵) میری، ایک عورت قوم جاٹ کے ساتھ زراعت میں شرکت ہے، اس کے خاندان والے صد ہا قسم کے اتہامات لگاتے ہیں، کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۶۵ھ)

الجواب: جب کہ اس مساۃ کی شرکت سے اتہامات لگتے ہیں تو ایسی تہمت سے بچنا چاہیے، کیوں کہ موقع تہمت سے بچنے کا شریعت میں حکم ہے (۱) فقط

طوائف کے ساتھ تجارت میں شرکت کرنا

سوال: (۵۶) حلال آمدنی والے کو طوائف کے ساتھ تجارت میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۸/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ صورت شبہ سے خالی نہیں ہے، اور احتیاط اس میں بہتر ہے (۲) فقط

جس کمپنی کے قواعد خلافِ شرع ہوں اس کے شیئرز خریدنا درست نہیں

سوال: (۵۷) ایک کمپنی قائم ہوتی ہے، اس کے شیئر نکالے جاتے ہیں، اس کو لوگ خرید کرتے ہیں؛ ایسی کمپنی میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۲۲/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس قسم کی کمپنی کے قواعد خلاف شرع ہوتے ہیں شرکت ان میں درست نہیں ہے۔

سوال: (۵۸) آج کل تاجرانہ کمپنیاں جس طور سے قائم ہیں کہ بہت سے لوگوں کا روپیہ اس میں شامل ہوتا ہے اور وہ سالانہ مقررہ نفع مثلاً چالیس فیصدی یا اس سے کم وبیش حصہ داروں میں تقسیم کرتے

(۱) روى الخرائطي في مكارم الأخلاق عن عمر من قوله بلفظ من أقام نفسه مقام التهمة فلايلومنّ من أساء الظن به (كشف الخفاء ومزيل الإلباس ۲/۳۳۳)

(۲) عن الحسن بن علي قال: حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم دع مايريبك إلى مالا يريبك الحديث (مشكوة: ص: ۲۴۲ باب الكسب وطلب الحلال)

رہتے ہیں اور حصہ دار اپنے حصہ کو فروخت بھی کر سکتے ہیں اگر کمپنی کا کام عمدہ چل رہا ہو تو اس کے حصوں کی قیمت بڑھ جاتی ہے، اور ایسے ہی نقصان کی حالت میں حصوں کی قیمت میں کمی بھی ہو جاتی ہے، پس ان حالات میں کیا کوئی مسلمان بھی ایسے کاروبار میں شریک ہو سکتا ہے؟ (۶۲۸/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: قواعد اور معاملات ان کمپنیوں کے اکثر خلاف شرع اور حرام ہوتے ہیں مثلاً فیصدی کچھ مقدار نفع کی معین کر دینا یہ بھی مفسد معاملہ شرکت وغیرہ ہے، اسی طرح اکثر قواعد و شرائط خلاف شرع ہوتے ہیں، اور فروخت کرنا کسی حصہ دار کا اپنے حصہ کو زیادہ و کم رقم پر بھی حرام ہے؛ پس ایسے معاملات میں مسلمانوں کو شرکت درست نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۵۹) فی زماننا ٹرامومی وریلوی کمپنی و دیگر کارخانہ جات کے حصص جسے یہاں کی اصطلاح میں شیئر کہتے ہیں خریدے جاتے ہیں، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک کمپنی پارچہ بافی یا آہن سازی کی مقرر کی جاتی ہے اور اس کا سرمایہ مقرر کر کے اس کے حصص فروخت کیے جاتے ہیں اور اس کے کارکنان بھی تنخواہ دار مقرر ہوتے ہیں اور نفع بھی حصہ رسد تقسیم کرتے ہیں اور کچھ روپیہ نفع میں سے جمع رہتا ہے جو سود پر دیا جاتا ہے اور سود اس کا نفع میں شامل کر کے حصہ داروں کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور ان حصص کی قیمت کمپنی کے نفع نقصان کے اعتبار سے بڑھتی گھٹتی رہتی ہے، حصہ داران اپنے حصوں کو اسی بھاؤ سے فروخت کرتے ہیں، بیع کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بائع دلال سے کہتا ہے کہ میں اپنی فلاں کمپنی کا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہوں دلال فروخت کر دیتا ہے، یہاں مشتری کسی چیز پر قبضہ نہیں کرتا بلکہ ایک کی جگہ دوسرے کا نام لکھا جاتا ہے؛ یہ حصص خریدنے جائز ہیں یا نہیں؟ (۵۲۴/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسی کمپنی میں شریک ہونا شرعاً جائز نہیں ہے کہ شرائط و معاملات اس کے سب خلاف شریعت ہیں اور حرام ہیں اور سود کا معاملہ اس میں داخل ہے، پھر کسی دوسرے کا کوئی حصہ کسی شریک کا لینا اور خریدنا بھی درست نہیں ہے؛ کیونکہ شرائط صحت بیع و شراء اس میں مفقود ہیں، اور اگر اس کو بیع و شراء پر حمل نہ کریں بلکہ یہ خیال کریں کہ ایک شریک اپنی جگہ دوسرے کو شریک کمپنی بناتا ہے اور خود علیحدہ ہوتا ہے تو یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ ایسی کمپنی کی شرکت ہی درست نہیں ہے۔ فقط

حصہ داروں کو اپنا روپیہ مانگنے اور لینے کا حق ہے

سوال: (۶۰) ایک شخص کچھ روپیہ ایک کمپنی میں دے کر حصہ دار بنتا ہے اور کمپنی کا یہ قانون ہے کہ روپیہ کبھی کسی زمانہ میں واپس نہیں ہوگا۔ صرف نفع ملا کرے گا، کیا یہ قانون جائز ہے؟ اور باوجود اس قانون کے حصہ داروں کو اپنا روپیہ مانگنے کا اور لینے کا حق ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۱۹۲ھ)

الجواب: یہ قانون شرعاً صحیح نہیں ہے۔ حصہ داروں کو اپنا روپیہ مانگنے اور لینے کا حق حاصل ہے۔ فقط

مشترک آمدنی سے خریدی ہوئی جائداد کی تقسیم

سوال: (۶۱) عمر و زید دو برادر حقیقی نے اپنی رضامندی سے اپنے متعلقین کا کھانا پینا شرکت میں رکھا، اور نوکری کے ذریعہ سے جو روپیہ کماتے تھے کھا پی کر جو روپیہ پس انداز ہوتا تھا، عمر اس کی جائداد خرید کر دونوں برادر کے نام بیع نامہ لکھا لیتا ہے، اور یہ حصہ مساوی جائداد خریدی جاتی تھی، اس وقت قبضہ عمر کا اور ورثہ زید کا نصفا نصف ہے، بعدہ دو موضعوں کے بسوات عمر نے اس طرح خرید کیے کہ ایک موضع کے بسوے اپنے برادر زید کے نام بذریعہ بیع نامہ لکھائے، اور دوسرے موضع کے بسوے اپنے فرزند کے نام لکھائے، اور بعد تحریر بیع نامہ بارہ سال تک دونوں کا قبضہ رہا، پھر زید کے دل میں بد نیتی پیدا ہوئی، اور برادر عمر پر عدالت دیوانی میں نالش دائر کردی کہ یہ جائداد جو عمر نے اپنے پسر کے نام خریدی تھی یہ میری آمدنی اور روپے سے خریدی تھی مجھے دلادی جائے، عدالت سے دونوں فریق نے مقدمہ پنچایت میں منتقل کرالیا، اور زید نے پنچوں کو رشوت دیکر اپنے موافق کرالیا، اور حقیت عمر (عمر کی ملکیت) اس کے قبضہ سے نکل گئی، پھر زید مر گیا۔

اب عمر یہ دریافت کرتا ہے کہ عمر نے جو جائداد مذکورہ اپنے پسر اور زید کے نام خریدی تھی زید نے بد نیتی سے وہ بھی ناحق خود لے لی، پھر زید مر گیا، اب اس کے ورثہ کے قبضہ میں وہ حقیت عمر کی ہے ورثہ کو اس کا رکھنا کیسا ہے؟ (۱۳۴۴-۴۳/۸۹۶ھ)

الجواب: قال فی ردالمحتار: وإن لم یعرف مقدار ما کان لکل منهما صدق کل واحد

منهما إلى النصف لأنهما استويا في الاكتساب وكان المكتسب في أيديهما، فالظاهر أنه بينهما نصفان ـــــ إلى أن قال ـــــ وكذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية، ولو اختلفوا في العمل والرأي الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں دونوں بھائی برابر برابر شریک ہیں دونوں میں جائداد نصف نصف تقسیم ہونی چاہیے، زید نے جو کچھ ناحق لیا یہ اس کے لیے جائز نہیں، اور اس کے ورثہ کے حق میں بھی جائز نہیں ہے، واپس کرنا چاہیے یا معاف کرانا چاہیے، اور مورث نے جو مال حرام ذریعہ سے حاصل کیا وہ ورثہ کے حق میں بھی حرام ہے جب کہ ان کو علم اس کی حرمت کا ہو۔ فقط

مشترک مکانات کی تقسیم کیسے ہوگی؟

سوال: (۶۲) مکاناتِ مشترکہ کی تقسیم شرعاً کیسے ہوگی؟ (۱۳۴۳/۲۰۹ھ)

الجواب: جو مکانات مشترکہ ہیں ہر ایک کی تقسیم علیحدہ علیحدہ کی جائے گی کما في الدر المختار: دورٌ مشتركةٌ أو دارٌ وَضَيْعَةٌ أو دارٌ وحانوتٌ قُسم كلٌّ وحدها (۲) وفي الكنز: دورٌ مشتركةٌ أو دارٌ وَضَيْعَةٌ أو دارٌ وحانوتٌ قُسم كلٌّ عليحدة (۳) فقط

بعض شرکاء کی عدم موجودگی میں جائداد کی تقسیم

سوال: (۶۳) اگر چند گز زمین چند شرکاء میں مشترک ہو، اور بعض شرکاء موجود ہوں بعض موجود نہ ہوں؛ تو شرکاء موجودین آیا شرعاً یہ اختیار رکھتے ہیں کہ اس مشترک زمین میں سے اپنے حصے کی قدر تقسیم اور جدا کر کے اس میں کوئی تصرف کر لیں، اور باقی زمین دوسرے شرکاء کے لیے چھوڑ دیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر قرائن سے معلوم ہو کہ دوسرے شرکاء اس کو جائز رکھیں گے تو کیا حکم ہے؟ اور جو بعض نابالغ ہوں تو کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۳۹۴ھ)

---

(۱) ردالمحتار: ۶/۳۹۲ كتاب الشركة - فصلٌ في الشركة الفاسدة.

(۲) الدرالمختار مع الرد: ۹/۳۱۵ كتاب القسمة.

(۳) البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ۹/۲۷۶ كتاب القسمة.

الجواب: اس زمانہ میں کہ رفع الی القاضی متصور نہیں، شرکاء موجودین کو یہ جائز ہے کہ بحضور عدول اہل محلہ اپنا حصہ جدا اور تقسیم کر کے اس میں تصرف کریں، اور شریک غائب یا نابالغ کے حصے کو محفوظ رکھیں، اور جب کہ قرائن سے رضاء غائب کی معلوم ہو تو جواز بدرجہ اولیٰ ہے جیسا کہ روایات ذیل سے مفہوم ہوتا ہے:

وأن لغير الوصي التصرف لخوف متغلب، وعليه الفتوى (درمختار) وفي الشامي: وإنما لم يحصر التصرف في الوصي إشارة إلى جواز تصرف غيره كما إذا خاف من القاضي على ماله أي مال الصغير، فإنه يجوز لوأحد من أهل السكة أن يتصرف فيه ضرورةً الخ (۱) وفي العالمغيرية أيضًا: والكرم والأرض إذا كانا بين رجلين وأحدهما غائب أو كان الأرض بين بالغ ويتيم، يرفع الأمر إلى القاضي فإن لم يرفع الحاضر وزرع الأرض بحصته طاب له فتاوى قاضي خان (۲) ويناسبه روايات جواز أخذ الدين من جنس الدين من مال مديونه، ومن خلاف الجنس أيضًا ففي الدرالمختار وأطلق الشافعي أخذ خلاف الجنس للمجانسة في المالية قال في المجتبى: وهو أوسع فيعمل به عند الضرورة (درمختار) قال القهستاني: وفيه إيماء إلى أن له أن يأخذ من خلاف جنسه عند المجانسة في المالية وهذا أوسع، فيجوز الأخذ به وإن لم يكن مذهبنا؛ فإن الإنسان يعذر في العمل به عند الضرورة كما في الزاهدي انتهى، قلت: وهذا ما قالوا: إنه لامستند له لكن رأيت في شرح نظم الكنز للمقدسي إن عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم إلخ والفتوى اليوم على جواز الأخذ عندالقدرة من أي مال كان إلخ (ردالمحتار ج:۳ كتاب السرقة) (۳)

باپ اور بعض بیٹوں نے مل کر جو مال کمایا اس کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟

سوال: (۶۴) زید کے پانچ فرزند بالغ ہیں اور دو فرزند و ایک دختر نابالغ ہیں، زید نے اپنی ذاتی

(۱) ردالمحتار: ۳۵۴/۱۰ كتاب الوصايا، في آخر باب الوصي وهو الموصى اليه.
(۲) هندية: ۳۳۲،۳۳۱/۲ كتاب الشركة، فصلٌ في المتفرقات.
(۳) الشامي: ۱۱۷/۶ كتاب السرقة، مطلبٌ: يعذربالعمل بمذهب الغير عند الضروة.

محنت سے ہزار روپے کے نقود واجناس وغیرہ کسب کیے، پھر بالغ پسران کی معیت میں چار ہزار کا مال کمایا، فی الحال زید کے پاس پانچ ہزار کا مال موجود ہے، اموال مشترکہ میں کس نے کس قدر کسب کیا اور کس قدر محنت کی یہ منضبط نہیں ہوسکتا، ایک پسر ولید نے تقریباً آٹھ سال تک طالب علمی کی، اور نقود مشترکہ میں سے بہت روپیہ خرچ کیا، طالب علمی سے فارغ ہوکر تھوڑے عرصہ تک کسب معاش میں شریک رہے، دوسرے پسر ولی احمد کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی، اب زید اور فرزند باہم جدا ہونا چاہتے ہیں، پس تقسیم اموال ان میں کیوں کر ہوگی؟ اور نابالغ اولاد کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں؟ (۲۰۴۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ تمام مال زید کا مملوکہ ہے، اگر زید اس مال کو اولاد پر تقسیم کرنا چاہتا ہے تو جملہ اولاد بالغ اور نابالغ کو برابر تقسیم کرے، اور اگر زید نے اپنی حیات میں تقسیم نہ کیا تو زید کے انتقال کے بعد جملہ ورثہ حسب حصص شرعیہ حصہ پائیں گے جیسا کہ شامی میں ہے:

ثم هذا في غير الابن مع أبيه لما في القنية: الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شئ فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معينا له ألا ترىٰ لو غرس شجرة تكون للأب الخ (۱) فقط

دو بھائیوں نے مل کر جو مال کمایا اسے کس طرح تقسیم کیا جائے؟

سوال: (۶۵) دو بھائی پندرہ بیس سال سے ایک ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے، اور دونوں نے ایک ساتھ جائداد واسباب کسب کیا، اب دونوں بھائی علیحدہ ہوگئے، اس صورت میں مال مکسوبہ اور جائداد کس طرح تقسیم ہونی چاہیے؟ آیا دونوں اپنے اپنے مال مکسوبہ کو لے لیں یا تمام کو مشترک قرار دے کر تقسیم کرلیں؟ (۳۵ /۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں مال مکسوبہ اور سامان وجائداد وغیرہ دونوں میں نصف نصف کرلیا جاوے کما في ردالمحتار للشامي: في زوج امرأة وابنها اجتمعا في دار واحدة، وأخذ كل منهما يكتسب علىٰ حدة، ويجمعان كسبهما، ولا يعلم التفاوت ولا التساوي ولا التمييز؛ فأجاب: بأنه بينهما سوية، وكذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم، ونما المال، فهو بينهم

(۱) ردالمحتار: ۶/ ۳۹۲ كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة.

سویۃ ولو اختلفوا فی **العمل** والرأی الخ(۱)(شامی ج:۳) فقط

بھائیوں کے درمیان مشترک ساز وسامان کس طرح تقسیم کیا جائے؟

سوال: (۶۶) زید، عمر، بکر، بھائی حقیقی ہیں، حیات والدین سے زید بصیغہ ملازمت جملہ اخراجات خانگی وغیرہ کا کفیل ہے، اوراب بعد ممات بھی ہے، پس بصورت علیحدہ ہونے کے ہر ایک کا شرعاً کیا حصہ ہے؟ (۲ ے ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر سب بھائی کماتے ہیں، اور سب شریک رہے، اور کمی بیشی کا حال معلوم نہیں تو جو کچھ گھر میں موجود ہے بوقت علیحدگی سب برابر برابر تقسیم کریں گے، اور جو کچھ باپ نے چھوڑا ہے اس کو بھی سب برابر برابر تقسیم کریں گے(۲) فقط

مشترک ترکہ اور بڑے بھائی کے نام پر خریدی ہوئی جائداد کی تقسیم

سوال: (۶۷) ایک مسماۃ فوت ہوئی، اس کا ترکہ اس کے دو بیٹوں محمد حسن وعبدالغفار کے قبضہ میں آیا، اور اس کے بعد اس کی دولڑکیاں مریم وبی بی کے حصے بھی جو والد کے ترکہ سے ملے تھے بذریعہ ہبہ نامہ موسومہ محمد حسن وعبدالغفار مشترکہ دونوں بھائیوں کی طرف منتقل ہوئے، اب تک کاروبار خورد و نوش ایک ساتھ رہا، اور اس اثناء میں جو جائداد غیر منقولہ خرید ہوئی اس کے وثیقوں پر بڑے بھائی محمد حسن کا نام لکھا گیا، اب دونوں بھائی علیحدہ رہنا چاہتے ہیں تو شرعاً دونوں بھائیوں کا حصہ علیحدہ ہوگا یعنی برابر ہوگا یا کم وبیش؟ (۱۱۸۹/۱۳۳۱ھ)

الجواب: اس صورت میں تمام جائداد محمد حسن اور عبدالغفار کے درمیان انصافاً تقسیم ہوگی، نصف جائداد عبدالغفار کو اور نصف جائداد محمد حسن کو ملے گی، وثیقوں پر بڑے بھائی کا نام ہونا یا تمام امور میں عبدالغفار ہی کا سربرآوردہ ہونا کچھ مؤثر نہیں کما فی الشامی: یقع کثیرًا فی الفلاحین ونحوهم

---

(۱) ردالمحتار: ۳۹۴/۶ کتاب الشرکۃ، بعد فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ.

(۲) فإذا کان سعیهم واحدًا ولم یتمیز ماحصله کل واحد منهم بعمله یکون ماجمعوه مشترکًا بینهم بالسویّۃ وإن اختلفوا فی العمل والرأی کثرۃً وصوابًا (ردالمحتار: کتاب الشرکۃ، مطلبٌ فیما یقع کثیرًا .... ۳۷۲/۶)

أن أحد هم يموت فتقوم أولاده على تركته بلا قسمة و يعملون فيها من حرث وزراعة و بيع و شراء واستدانة و نحو ذلك ، و تارة يكون كبيرهم هو الذى يتولى مهماتهم و يعملون عنده بأمره .... فإذا كان سعيهم واحدا و لم يتميز ما حصله كل و احد منهم بعمله يكون ما جمعوه مشتركا بينهم بالسوية و إن اختلفوا فى العمل والرأى كثرة وصوابا الخ (۱) (۳/ ۳۴۸) فقط

سوال: (۶۸) ایک شخص جس کے چار لڑکے ہیں، اور کچھ زمین ومکان اور سامان خانگی چھوڑ کر فوت ہوگیا ہے، سامان خانگی کچھ اس کا زرخرید ہے اور کچھ جدی ہے، اور کچھ بڑے لڑکے نے اپنا سامان خانگی بطور امانت بند کر کے زیر نگرانی والد کے رکھا ہوا تھا، اور تیسرا لڑکا خرید کر باپ کو دیتا رہا اس نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ یہ میری ملکیت ہے یا باپ کی، اور جو لڑکا بڑے سے چھوٹا ہے اس نے کچھ نہیں خریدا وہ جو کچھ نقد لاتا تھا باپ کو دیتا تھا، اور بڑا و تیسرا لڑکا تھوڑا بہت باپ کو بھی دیتے رہے ہیں اور علیحدہ سامان بھی خرید کرتے رہے ہیں، چوتھے بیٹے نے باپ کو کچھ نہیں دیا، اور باپ کے مرنے پر تجہیز و تکفین میں بھی حصہ نہیں لیا، اب وہ لڑکے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں تو شرعاً زمین ومکان، سامان خانگی وغیرہ کی کس طور سے تقسیم ہوگی؟ (۱۵۹۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: شامی میں منقول ہے: يؤخذ من هذا ما أفتى به فى الخيرية فى زوج امرء ة وابنها اجتمعا فى دار واحدة وأخذ كل منهما يكتسب على حدة ويجمعان كسبهما، ولا يعلم التفاوت ولا التساوى ولا التمييز، فأجاب: بأنه بينهما سوية، وكذلك لو اجتمع إخوة يعملون فى تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية ولو اختلفوا فى العمل والرأى الخ ثم هذا فى غير الابن مع أبيه لما فى القنية: الأب وابنه يكتسبان فى صنعة واحدة ولم يكن لهما شيء فالكسب كله للأب إن كان الابن فى عياله لكونه معينا له ألا ترى لو غرس شجرةً تكون للأب الخ (۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے اس سامان کے جو بڑے لڑکے نے اپنے لیے خرید کر بطریق امانت بند کر کے باپ کے پاس رکھا ہے، باقی جملہ مکان وزمین وسامان ترکہ پدری شمار ہو کر تمام پسران کو بہ حصہ برابر تقسیم ہوگا۔ فقط

(۱) رد المحتار: ۶/ ۳۷۲ كتاب الشركة – مطلبٌ: فى مايقع كثيرًا فى الفلاحين .....

(۲) رد المحتار: ۶/ ۳۹۲ كتاب الشركة، مطلبٌ: اجتمعا فى دار واحدة واكتسبا

سوال: (۶۹) زید نے ایک زوجہ ایک والدہ دولڑکے ایک بالغ دوسرا نابالغ وارث چھوڑے، زید کی وفات کے بعد جملہ ورثہ شامل رہتے رہے، جائداد موروثی کا تقاسمہ نہیں ہوا، حالت اشتراک ہی میں کچھ جائداد اور خریدی گئی اور اس کے وثیقہ جات میں پسر کلاں بالغ کا نام درج ہوا؛ ایسی صورت میں وقت تقاسمہ پسر نابالغ اس جائداد میں سے حصہ پائے گا یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۵۸۱ھ)

الجواب: جو جائداد بحالت اشتراک خریدی گئی، اگر وہ جائداد مشترکہ کی آمدنی سے خریدی گئی ہے اگرچہ نام پسر کلاں کا بوجہ اس کے کارکن وغیرہ ہونے کے درج ہوا ہے وہ بھی جملہ ورثہ زید کے بالاشتراک ہے، پسر نابالغ بھی اس میں سے مثل پسر بالغ کے حصہ پائے گا، شامی جلد ثالث میں ہے: وکذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية(۱) (کتاب الشركة) فقط

مشترک ترکہ سے جاری دکان کے ساز وسامان کی تقسیم

سوال: (۷۰) عمرو وخالد ہر دو برادر نے دکان شرکت میں کی، اور عمرو اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچ دوسری جگہ سے کرتے تھے، اور خالد اپنے اہل وعیال کا خرچ دکان ہی میں سے کرتے تھے اور یہ دکان مشترک ترکہ سے جاری تھی، اب سوال یہ ہے کہ ترکہ اثاثہ دکان کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ آیا اس اثاثہ دکان کی تقسیم ہوگی جو مورث اعلی کے انتقال کے وقت موجود تھا یا کل اثاثہ اور اس وقت تک جو منافعہ ہوا وہ بھی تقسیم ہوگا؟ خالد کا انتقال ہوگیا اس کے ورثہ موجود ہیں (۱۰۹۱/۴۳-۱۳۴۴ھ)

الجواب: دکان کا تمام سامان جواب تک مع منافعہ موجود ہے دونوں بھائیوں عمرو وخالد پر برابر تقسیم ہوگا خالد کا نصف حصہ اس کے وارثوں کو ملے گا، اور عمرو اپنے نصف کا خود مالک ہے۔ (۱) فقط

باہمی رضامندی سے تقسیم کرنے کے بعد کوئی فریق دعویٰ نہیں کرسکتا

سوال: (۷۱) دو شخص نے ایک زمین مشترکہ کا ٹھیکہ لیا، بعدہ اپنی رضامندی سے تقسیم کرلی جس کو پچاس برس گذر چکے، اب چونکہ زمین باوقعت ہوگئی ہے تو وہ فریق جس کے پاس کچھ زمین کم ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے زمین پوری برابر کردو، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۲۲۱۵ھ)

(۱) الشامي: ۳۹۲/۶ بعد فصل في الشركة الفاسدة.

الجواب: جب کہ پہلے باہمی رضامندی سے زمین مذکور تقسیم کر لی گئی تو اب کوئی فریق کسی دوسرے فریق پر کچھ دعوی نہیں کر سکتا (۱) فقط

شرکاء تقسیم پر راضی نہ ہوں تو کیا کرے؟

سوال: (۲۷) اس موضع میں چند آدمی زمین دار ہیں، اور آبادی یہاں کی آپس میں تقسیم ہے، یہاں کا رواج اور واجب العرض (۲) کی شرط یہ ہے کہ جو شخص جس زمین افتادہ پر قابض ہو گیا وہی اس کا مالک ہے، اب سب شرکاء دل سے راضی ہوں یا نہ ہوں مگر اس کا قبضہ نہیں ہٹا سکتے، زید کا بھی ایک ایسی ہی زمین پر قبضہ ہے، اور وہ زمین اس قدر ہے کہ اگر تقسیم ہو تو زید کے حصے میں اس سے زائد آئے، مگر متفرق اور مختلف جگہ، تو یہ قبضہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر نا جائز ہے تو کس صورت سے اپنا حق حاصل کریں؟ کیونکہ اگر سرکاری تقسیم کرائیں تو آج کل بے ایمانی اتنی ہے کہ مالیت سے زائد صرف کریں تب کہیں بڑی دقت سے اپنا حق وصول ہو، اور اس پر بھی ضروری نہیں کہ جمیع شرکاء اس تقسیم سے بہ دل راضی ہوں، اور نجی طور سے تقسیم کرنا تو تقریباً ناممکن ہے؛ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے یعنی ایسا قبضہ کسی زمین پر بقدر اپنے حصے کے کر لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کوئی جواز کی صورت اپنا حق حاصل کر لینے کی کیا ہو سکتی ہے؟ (۳۸۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شرعی طریق سے تقسیم جائداد واراضی وغیرہ مشترکہ کی دو ہی صورتیں ہیں کہ یا بذریعہ حاکم کے تقسیم ہو، یا برضامندی باہمی تقسیم ہو، البتہ اگر شرکاء کسی طرح باہمی رضامندی سے تقسیم نہ کریں، اور سرکاری طور سے بھی تقسیم دشوار ہو، اور اپنا حق نہ مل سکتا ہو تو اس وقت بحالت مجبوری بقدر اپنے حق کے

---

(۱) قال صاحب البدائع . ومنها اللزوم بعد تمامها في النوعين جميعاً حتى لا يحتمل الرجوع عنها إذا تمت بيان ذلك أن الدار إذا كانت مشتركةً بين قوم فقسمها القاضي أو الشركاء بالتراضي فخرجت السهام كُلها بالقرعة لايجوز لهم الرجوعُ (بدائع الصنائع: ۴۷۸/۵، كتاب القسمة – بيان أوصاف القسمة) وفي الشامي: تنبيه : إذا قسم القاضي ...... إلى أن قال: ولا رجوع بعد تمام القسمة (۳۱۶/۹ كتاب القسمة ، مطلبٌ : في الرجوع عن القرعة)

(۲) وہ شرائط جو قانونی بندوبست کے خاتمے پر مالکوں اور کاشت کاروں کے درمیان کاشت وغیرہ کے بارے میں لکھی جائیں۔

قبضہ کر سکتا ہے جیسا کہ فقہاء نے دربارۂ اخذ حق خود فتوی دیا ہے(۱)

خلافِ شرع تقسیم کو فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۷۳) زید کے ورثہ بالغین اور نابالغین: دو بیویاں، اور ہر ایک بیوی کے مساوی اولاد ذکور واناث، اور ہر جانب میں بالغین و نابالغ، بالغوں نے تقسیم کے لیے پنچ مقرر کیے، پنچوں نے حصہ تقسیم شرعی کے مطابق نہیں کیا، ایک فریق کو زیادہ ایک فریق کو کم دیا، جس فریق کو کم ملا اس نے پنچوں سے عذر کیا، مگر بعد میں فہمائش سے اس تقسیم کے مطابق عمل درآمد کیا، اور ہر فریق اپنے حصے پر قابض ومتصرف ہوگیا، بیع وغیرہ جملہ تصرفات اپنے اپنے حصے میں کیے، زمانہ کے بعد نابالغ ہر فریق کے بھی بالغ ہوگئے، باوجود کمی زیادتی کے علم کے انھوں نے بھی کوئی انکار نہیں کیا، بلکہ برابر مالکانہ تصرف بیع اجارہ وغیرہ کرتے رہے، ایک زمانہ مدید یعنی سالہا سال کے بعد بوجہ رنجش باہمی کے نابالغوں نے نالش دائر کردی کہ جائداد پھر تقسیم ہو۔

اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ جب شرکاء اس تقسیم پر راضی ہوگئے، اور سب کو اس کی کمی زیادتی کا علم اول ہی سے تھا تو اب بعد رضا بھی اس تقسیم کو فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو ان روایات کا کیا مطلب ہے جس میں صاف مذکور ہے کہ بعد رضا حق فسخ نہیں ہے، یہ تو بظاہر مصالحت کی صورت ہے کہ ایک فریق بوجہ فہمائش پنچوں کے، یا کسی مصلحت کی بناء پر اپنے کم حصے پر راضی ہوگیا۔ پھر اگر یہ فعل پنچوں کا ناجائز ہوا اور قابل نفاذ نہ تھا تب بھی جب وہ بلا اکراہ شرعی یا قانون کے اس پر راضی ہوکر سالہا سال تک مالکانہ متصرف رہے تو اب اس کے فسخ کا حق کیسے حاصل ہوگا؟ (۱۹۲۵/۳۲-۱۳۴۴ھ)

الجواب: اصل یہ ہے کہ حکم محکم اور قاضی کا خلاف شریعت نافذ نہیں ہوتا، اور میراث وحصص شرعیہ میں کمی بیشی کر دینا حکم یا قاضی کو جائز نہیں، اور یہ تقسیم جو متفرع ہے اسی حکم پر قسمت بالتراضی

---

(۱) فكانت القسمة منهما بالتراضي أو بطلبهما من القاضي رضا من كل واحد منهما بزوال ملكه الخ (بدائع الصنائع: ۲۶۳/۵ كتاب القسمة، في الفصل الأول) — وفي الشامي: أن عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم لمطاوعتهم في الحقوق. والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أي مال كان لا سيما في ديارنا لمداومتهم للعقوق (ردالمحتار ۶/۱۱۷ كتاب السرقة — مطلب: يُعذر بالعمل بمذهب الغير عند الضرورة)

مابین الورثہ بھی نہیں ہے، اور فہمائش سے یا بلا فہمائش سکوت کرنا موجب ابطال حق نہیں ہے، چنانچہ جس جگہ فقہاء ان تصرفات پر سکوت کرنے کو سبب عدم سماع دعویٰ لکھتے ہیں، وہیں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ عدم سماع بخوف حیل وتزویر ہے نہ یہ کہ صاحب حق کا حق اس سے ساقط ہوجاتا ہے۔

باع عقارا أوحيوانا أوثوبا، وابنه اوامرأته أوغيرهمامن اقاربه حاضر يعلم به،ثم ادعى الابن مثلا انه ملكه لاتسمع دعواه الخ (درمختار مسائل شتى)(۱)

اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں: ثم اعلم أن عدم سماعها ليس مبنيًاعلى بطلان الحق حتى يرد أن هذا قول مهجور، لأنه ليس ذلك حكما ببطلان الحق وإنما هو امتناع من القضاة عن سماعهاخوفًامن التزوير الخ، وإلا فقد قالوا: إن الحق لايسقط با لتقادم كما فى قضاء "الأشباه" فلا تسمع الدعوى فى هذه المسائل مع بقاء الحق للآخرة، ولذا لو أقر به الخصم يلزمه(۲)(شامی ج:۵ مسائل شتى)

اور باب التحکیم میں ہے: ألا ترى أن البيع قد ينعقد ابتداءً بالتعاطى،لكن إذا تقدمه بيع باطل أو فاسد وترتب عليه التعاطى لاينعقدالبيع لكونه ترتب على سبب آخر فكذا ههنا، ولهذا قال السلف:القاضى النافذحكمه أعزمن الكبريت الأحمر(۳) وفى الدرالمختار: من باب القسمة ولو ظهرغبن فاحش لايدخل تحت التقويم فى القسمة فإن كانت بقضاء بطلت اتفاقا لأن تصرف القاضى مقيد بالعدل ولم يوجد،ولووقعت بالتراضى تبطل أيضا فى الأصح لأن شرط جوازها المعادلة ولم توجد فوجب نقضها الخ (۴)

پس بالفعل پنچوں کو چاہیے کہ پہلی تقسیم کو باطل وناجائز سمجھ کر ازسرنو موافق شرع کے تقسیم کریں، پہلی تقسیم جوکہ بالغین اور نابالغین کے درمیان تھی وہ سب باطل ہے، اور بعض کے قبض وتصرف سے دوسرے بعض کا حق باطل نہیں ہوا، اور وہ جملہ تصرفات ''بناء الفاسد على الفاسد'' کے قبیل سے ہیں، اور ہر ایک فریق کا تصرف مالکانہ بیع واجارہ اور کاغذات سرکاری میں اس کے مطابق عمل درآمد کرانا اور کوئی عذر نہ کرنا سبب اسقاط حق کا اور اپنے حق کے چھوڑنے پر رضامند ہونے کا نہیں ہے، اور اگر تراضی بھی ہوتو پھر

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱۰/ ۳۸۷- ۳۸۸، مسائل شتى.

(۲) ردالمحتار ۱۰/ ۳۸۸، مسائل شتى.

(۳) ردالمحتار على الدرالمختار: ۸/۱۱۲ كتاب القضاء، فى أونل باب التحكيم.

(۴) الدرالمختار مع الشامى: ۹/ ۳۲۱ كتاب القسمة، قبيل فروع.

بھی تقسیم سابق باطل ہے اور فسخ کی جاسکتی ہے کما مر من قوله: ولو وقعت بالتراضی تبطل أیضا.

نادرست تقسیم کو درست کرنا ضروری ہے

سوال: (۷۴) ہندہ نے عمر کی چالاکی سے اور خود عمر نے جوتر کہ جدی سے نفع حاصل کیا اور اپنے حصہ شرعی سے زائد لیا اس کی ادائیگی اور واپسی ہندہ وعمر کو لازمی ہے یا نہیں؟ اور ایسی تقسیم کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۶۵-۳۵/۱۳۳۶ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وصحت برضا الشرکاء إلا إذا کان فیهم صغیر أو مجنون لانائب عنه الخ (۱) وفیه أیضا: ولو ظهر غبن فاحش لایدخل تحت التقویم الخ فإن کانت بقضاء بطلت اتفاقا الخ ولو وقعت بالتراضی تبطل أیضا فی الأصح لأن شرط جوازها المعادلة ولم توجد فوجب نقضها الخ (۲) ان روایات سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں تقسیم صحیح نہیں ہوئی اس تقسیم کو توڑ کر صحیح تقسیم ہونی چاہیے، اور جس کے پاس زیادہ پہنچا اس کو واپس کرنا چاہیے، ہندہ بھی واپس کرے اور عمر بھی واپس کرے۔ فقط

تقسیم کے بعد ہر شریک کا اپنے حصے میں تصرف کرنا

سوال: (۷۵) ایک بزرگ صاحب خانقاہ کی اولاد ہے جس کا تنازع بدیں بنیاد قائم ہے، ایک فریق کہتا ہے کہ جو میدان سفید خانقاہ کے متعلق پڑا ہوا ہے جو کہ موجودہ متنازعین کے بزرگان نے مشترکہ خریدا تھا، اس کے سفید پڑے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں، اور زائرین کو بلا مکان تکلیف ہوتی ہے، لہذا اپنے اپنے نام کا مکان تیار کرایا جاوے، دوسرا فریق اس کے خلاف ہے؛ اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۱۱۷۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہ زمین سب کی ہے اس کو تقسیم کرکے اپنے اپنے حصے میں ہر ایک شریک جو چاہے تصرف کرے، اور یہ اس وقت ہے کہ وہ زمین وقف نہ ہو اگر وقف ہے تو اس میں کسی کو تصرف مالکانہ درست نہیں ہے کما فی الدر المختار وغیرہ: الوقف لایُملَكُ ولایُملِّكُ الخ (۳)

---

(۱) الدر المختار مع الشامی: ۳۱۰/۹ کتاب القسمة – بعد بیان أوصاف القاسم.

(۲) الدر المختار مع الرد: ۳۲۱/۹ مسائل شتی.

(۳) تنویر الأبصار مع الرد: ۴۲۱/۶ کتاب الوقف – بعد مطلب مهم: فرق أبو یوسف بین قوله .....

کتاب المضاربة

مضاربت کا بیان

کسی کو روپیہ دے کر اس سے کچھ زائد لینا سود ہے — اور مضاربت کی صحیح صورت

سوال: (۱) ایک مسلمان کا روپیہ ایک ہندو تاجر کے پاس جمع ہے، اس روپے سے ہندو تجارت کر کے منتفع ہوتا ہے، اس نفع میں سے ایک رقم معین کر کے ماہوار اس مسلمان کو دیتا ہے؛ وہ نفع ہندو سے لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۵۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس طرح لینا نہ چاہیے بلکہ اگر مسلمان کو نفع لینا منظور ہے تو اس کی صورت جواز کی یہ ہے کہ اس ہندو سے کہے کہ تم تجارت کرو، اور جو کچھ نفع ہو اس میں سے نصف تمہارا اور نصف میرا، یا تہائی میرا اور دو تہائی تمہارا؛ غرض نفع کو مقرر کر دیا جائے، اور اگر نفع نہ ہوا تو روپیہ والے کو کچھ نہ ملے گا، یہ صورت مضاربت کی ہے۔ اگر معاملہ کو صحیح کرنا ہے اور روپے سے نفع اٹھانا منظور ہے تو موافق شریعت کے معاملہ کو صحیح کر لیا جائے یعنی بطریق مذکور معاملہ صاف کر لیا جائے، ورنہ ویسے روپیہ دے کر اس سے کچھ زائد لینا سود ہے (۱) فقط

---

(۱) هي شرعًا عقد شركة بمال من جانب رب المال وعمل من جانب المضارب وكون الربح بينهما شائعًا فلو عين قدرًا فسدت (الدر المختار مع الشامي ۳۷۳/۸، ۳۷۶ كتاب المضاربة)

مضاربت کی چند جائز صورتیں

سوال: (۲) نبی بخش خان نے مبلغ آٹھ ہزار (۸۰۰۰) روپیہ الٰہی بخش خان کو سوداگری کے واسطے بدین طور دیا کہ تجارت میں سے یہ اصل روپیہ میرا ہوگا، اور نفع میں سے ایک حصہ میرا اور ڈیڑھ حصہ تمہارا، الٰہی بخش خان اس بات کو منظور کر کے دکان کر رہا ہے؛ یہ معاملہ شرعاً جائز ہے یا نبی بخش خان کے واسطے نفع لینا سود قرار پائے گا؟ (۹۹۹/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ صورت شرعاً درست ہے اور یہ مضاربت ہے جو کہ ایک عقد مشروع ہے، پس نبی بخش کو نفع میں سے ایک حصہ من جملہ اڑھائی حصوں کے اپنے لیے مقرر کرنا اور ڈیڑھ حصہ الٰہی بخش مضارب کارکن کا مقرر کرنا جائز ہے یہ سود نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: هی..... عقد شركة فی الربح بمال من جانب رب المال وعمل من جانب المضارب الخ(۱)(درمختار کتاب المضاربة)اس کے بعد شرائط صحت مضاربت بیان کیے گئے ہیں حیث قال: وشرطها أمور سبعة كون رأس المال من الأثمان الخ وكون رأس المال عينًا الخ وكونه مسلمًا إلى المضارب الخ وكون الربح بينهما شائعًا الخ وكون نصيب كل منهما معلومًا عند العقد الخ (۲) اور شرائط مضاربت میں سے یہ بھی ہے کہ نقصان ہونے کی صورت میں نقصان مضارب پر نہ پڑے گا، اور اگر ایسی شرط کی گئی تو وہ شرط باطل ہے، اور یہ بھی شرط ہے کہ رب المال یعنی مالکِ روپیہ کا عمل شرط نہ کیا جاوے۔ فقط

سوال: (۳) زید نے بکر کو سو (۱۰۰) روپیہ برائے تجارت اس طرح دیا کہ منافعہ جو ہو وہ نصفا نصف تقسیم ہوگا: یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۳۰۰/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ صورت مضاربت کی ہے اور جائز ہے کما صرح به فی كتب الفقه (۳)

---

(۱) الدر المختار مع الرد: ۸/۳۷۳۔

(۲) الدر المختار مع الرد ۸/۳۷۶، شرائط المضاربة۔

(۳) أما تفسيرها شرعًا فهي عبارة عن عقد على الشركة في الربح بمالٍ من أحد الجانبين والعمل من الجانب الآخر (هندية: ۴/ ۲۸۵) وفي الدر المُختار مع الرد: هی ...عقد شركة في الربح بمالٍ من جانب رب المال وعملٍ من جانب المضارب (الدر المُختار مع الرد: ۸/۳۷۳)

سوال: (۴) اگر کوئی شخص کسی دکاندار کو روپیہ اور اپنی طرف سے ایک یا زیادہ ملازم بھی دیوے تو اس روپیہ کا منافعہ حلال ہوگا یا سود؟ (۱۳۳۴/۱۸۵ھ)

الجواب: یہ صورت مضاربت کی ہے اس کے جواز کی صورت یہ ہے کہ اس روپے سے تجارت کرکے جس قدر نفع دکاندار کو ہو اس کو شائع طور سے مابین مضارب و رب المال تقسیم کرنا قرار پائے مثلاً یہ کہ جو کچھ نفع ہوگا اس کا نصف کارکن دکاندار کو ملے گا اور نصف صاحب مال کو، اور یہ جائز نہیں ہے کہ روپیہ معین نفع کا ہو، یہ سود ہے (۱)

چند ارباب مال کے روپیوں کو ملا کر تجارت کرنے کا حکم

سوال: (۵) زید بطور مضاربت چند اشخاص سے روپیہ نقد لے کر مال خرید کر تجارت نصف منافعہ سے کرتا ہے، جو شخص زید کو جس قدر روپیہ جس وقت بغرض مضاربت دیتا ہے زید وہ روپیہ لے کر فوراً مال خرید لیتا ہے اور دوسرے لوگوں کے روپے نقد رکھ لیتا ہے، ماہ دو ماہ یا زائد گذرنے کے بعد مال خریدتا ہے سب لوگوں کا روپیہ ایک جگہ مشترک رکھتا ہے، اور مال مشترک خریدتا ہے، بعد سال تمام کے روپیہ کی مقدار سب کو منافع دیتا ہے اور نصف خود لیتا ہے: یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۶۵/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: مضاربت کے مسائل میں ایک رب المال کے روپے کو دوسرے رب المال کے روپے سے یا اپنے روپے سے خلط کرنا (ملانا) دراصل ناجائز اور ممنوع وموجب ضمان ہے لیکن اگر تجار میں یہ معروف ہے اور موافق عرف کے ہر ایک رب المال کی طرف سے خلط کی اجازت ہے تو پھر جائز ہے، اور اس خلط سے مضارب پر ضمان نہیں ہے لیکن ہر ایک رب المال کے روپے اور نفع کا حساب علیحدہ علیحدہ صحیح طور سے کرے، اور جو کمی وبیشی ہو جائے اور ایک رب المال کے نفع میں سے دوسرے کو پہنچ جائے جیسا کہ بعض صور مسئول عنہا میں ایسا ہی ہے تو اس کی معافی اور مؤاخذہ سے براءت کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ارباب الاموال سے معاف کرالیوے، درمختار میں ہے: لا یملك المضاربة والشركة

(۱) وکون الربح بینهما شائعًا فلو عین قدرًا فسدت (الدر المختار مع الشامی: ۸/۲۷ ۳ شرائط المضاربة)

والخلط بمال نفسه إلا بإذن أو اعمل برأيك الخ وفي الشامي: قوله بمال نفسه وكذا بمال غيره كما في البحر وهذا إذا لم يغلب التعارف بين التجار في مثله الخ (۱) فقط

مضاربت میں نفع ونقصان کا شرعی حکم

سوال: (۶) اگر کوئی شخص روپیہ واسطے تجارت کے دوسرے شخص کو دے تو شرعاً کتنا حصہ روپیہ والے کا ہوگا اور کتنا تجارت کنندہ کا؟ اور نقصان حسب حصص ہوگا یا راس المال والے کا تمام سمجھا جائے گا؟ (۱۳۴۴/۸۸۰ھ)

الجواب: اگر کوئی شخص تجارت کے لیے کسی دوسرے شخص کو کچھ روپیہ دے تو شرعی حکم اس میں یہ ہے کہ جس طریق سے ان دونوں میں نفع کے متعلق طے ہو جائے اس کے موافق عمل درآمد ہوگا، مثلاً اگر نصف نصف نفع کی تقسیم قرار پائی ہے تو نصف نصف تقسیم ہوگا، اور اگر ثلث اور دوثلث کی تقسیم قرار پائی تو اسی طرح عمل درآمد ہوگا؛ غرض یہ کہ شرعاً ان کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہیں نفع کے متعلق باہم معاملہ طے کرلیں؛ لیکن یہ ضروری ہے کہ روپے کی مقدار کسی کے لیے معین نہ کی جائے یعنی یہ نہ ہو کہ دس بیس روپے کسی کے لیے معین کیے جائیں بلکہ نصف یا ثلث وغیرہ کی شرکت ہو یعنی جس قدر نفع ہو اس کی تقسیم دونوں حسب شرط مقررہ کرلیں اور اگر نفع کچھ نہ ہو یا نقصان ہو تو روپے والے کے ذمہ پڑے گا اور محنت کرنے والے تاجر کی محنت رائیگاں جائے گی۔ فقط

صحتِ مضاربت کے لیے نفع میں شرکت کا شائع ہونا ضروری ہے

سوال: (۷) فریق اول کے کاروبار میں فریق دویم مثلاً ایک سو (۱۰۰) روپے لگاتا ہے، اور نفع اس طریق سے مقرر ہوا کہ ایک آنہ فیصدی منافعہ دیا جاوے گا، اس صورت سے شرکت کرنا اور نفع معین کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۶۱۶ھ)

الجواب: اس طرح معاملہ کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے، بلکہ نفع میں اس طرح شرکت ہونی

(۱) الدر المختار والشامي: ۸/ ۳۷۷، في أوائل كتاب المضاربة.

چاہیے کہ جو کچھ نفع کل روپے پر یا اس کے سو(۱۰۰) روپے پر ہو اس کا آدھا یا تہائی یا چوتھائی شخص اول کے لیے مثلاً ہونا چاہیے یہ صورت جو سوال میں مذکور ہے شرعاً فاسد ہے(۱) فقط

سوال: (۸) پانچ آدمیوں نے پندرہ سو(۱۵۰۰) روپیہ تجارت چرم کے لیے اس طور سے جمع کیا کہ کسی کے پانچ سو(۵۰۰) اور کسی کے تین سو(۳۰۰) اور کسی کے دوسو(۲۰۰) اور یہ طے ہوا کہ دس آنہ فی روپیہ نفع ونقصان میں حصہ لیا جائے، اور چھ آنہ فی روپیہ نفع ونقصان کے مالک کام کرنے والے ہوں گے؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟(۱۳۴۲/۱۹۵۴ھ)

الجواب: شرکت بطریق مذکور جائز ہے، اور مضاربت کی صحت کے لیے یہ ضروری ہے کہ نفع میں مضاربین کا حصہ مشترکہ مقرر ہو اور نقصان ان پر نہ ڈالا جائے، نقصان صرف روپے والوں کا ہوگا، مضارب کی محنت ضائع ہوگی(۲) فقط

سوال: (۹) زید نے تجارت فنڈ کی بنیاد ڈالی، عمر، بکر وغیرہ نے حصے خرید کیے، اب زید منیجر حصہ دار باقی حصہ داروں کو بدیں شرط روپیہ دیتا ہے کہ بارہ روپیہ آٹھ آنہ فیصدی سالانہ کے حساب سے منافعہ لیا جائے گا، اور وہ منافعہ رقم کے ساتھ جمع ہوکر حسب شرائط مقررہ فنڈ اصل ونفع حصہ داروں پر تقسیم ہوگا، اور یہ روپیہ حصہ دار کے سوا دوسرا نہیں لے سکتا؛ آیا اس فنڈ میں حصہ لینا، اور اپنی ضرورت کے وقت ہندو کے سود در سود سے بچنا جائز ہے یا نہیں؟

اور دو ہزار مدرسہ عالیہ دیوبند کا جو روپیہ تجارت مد راس میں ہے اور اس کا نفع ہمیشہ دوسو روپیہ آتا ہے(اس کی) کیا صورت ہے؟(۱۴۸۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس صورت کو کہ روپیہ تجارت میں دے کر نفع معین لیا جائے فقہاء نے فاسد لکھا ہے؛ اور مضاربت کا معاملہ اس تعیین سے فاسد ہوجاتا ہے جیسا کہ عام کتب فقہ درمختار وشامی وہدایہ وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔

---

(۱) وشرطها ... كون الربح بينهما شائعا فلو عين قدرا فسدت (الدر المختار مع الشامي: ۴۷۶/۸ كتاب المضاربة ، شرائط المضاربة)

(۲) وإذا استوفى رأس المال فإن فضل شيئ كان بينهما لأنه ربح وإن نقص فلاضمان على المضارب (هداية: ۳/۲۶۷)

اور مدرسہ عالیہ دیوبند کا جو روپیہ تجارت مد اس میں داخل ہے اس کا نفع معین نہیں ہے کم و بیش ہوتا رہتا ہے، اور اگر وہ لوگ رقم معین بھیج دیتے ہیں تو بوقت حساب جو واقعی نفع ہوتا ہے وہی حساب میں لگاتے ہیں۔ فقط

سوال: (۱۰) زید نے خالد کو جو کہ سوداگر ہے، پانچ سو (۵۰۰) روپیہ بدیں معاہدہ قرض دیا کہ اس روپے سے خالد جو کاروبار تجارت مناسب جانے کرے، اور جو منافعہ تجارت ہو اس میں سے صرف ایک آنہ فی روپیہ زید کو دے، باقی کل رقم منافعہ خالد اپنے حق المحنت میں لے، اور جو نقصان تجارت میں ہو اس میں بعد فہمید حساب و کتاب زید صرف آدھا آنہ فی روپیہ کے حساب سے اصل میں مجرا دے گا، باقی کل تاوان خالد ادا کرے گا؛ یہ معاہدہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۹۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ شرط کرنا مضاربت میں کہ زید فی روپیہ آدھا آنہ کا شریک نقصان ہے الخ مفسد مضاربت ہے، اس شرط سے مضاربت فاسد ہوگئی، اور یہ معاملہ ناجائز ہوگیا — اور یہ صورت مضاربت کی ہے اس کے صحیح ہونے کی صورت یہ ہے کہ زید نفع میں جتنا چاہے اپنا حصہ شائع مقرر کرے: نصف یا ثلث یا ربع، سولہواں حصہ مثلاً ایک روپیہ نفع کا ہو تو اس میں ایک آنہ زید کا ہے، اور اگر نقصان ہو تو وہ کل زید پر پڑے گا۔

سوال: (۱۱) ایک شخص نے تاجر کو کچھ روپیہ لکڑی خریدنے کے واسطے اس طرح پر دے کر کہ اگر لکڑی کی تجارت میں نفع ہو کم ہو یا زیادہ، تو تاجر روپے والے کو فی لکڑی ایک آنہ نفع کا دیگا، اور اگر نقصان ہو اکم ہو یا زیادہ تو تاجر روپے والے سے فی لکڑی ایک آنہ نقصان لے گا؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۸۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس طریق سے تجارت کے لیے روپے دینا شرط مذکور کے ساتھ ناجائز ہے، یہ مضاربت فاسدہ ہے، اور صحیح طریق اس کا یہ ہے کہ روپیہ والا اگر تجارت کے لیے کسی کو روپیہ دیوے تو یہ صورت کی جاوے کہ جو کچھ نفع ہو اس میں دونوں نصف یا ثلث کے شریک ہوں یعنی آدھا نفع روپے والے کا اور آدھا تجارت کرنے والے کا، یا ایک ثلث یا ربع روپے والے کا اور باقی دوسرے کا یا بالعکس، غرض یہ کہ جو کچھ نفع ہو وہ دونوں کا ہو اور اگر نقصان ہو تو وہ روپے والے کا۔

سوال: (۱۲) میں ایک دکاندار ہوں ایک صاحب یہ کہتے ہیں کہ ایک ہزار (۱۰۰۰) روپیہ میرے پاس ہے یہ تم اپنی تجارت میں لگالو مجھ کو اس کا منافعہ اتنا دیدیا کرو کہ میرا گذر ہو جائے۔ اتنی رقم کا حساب علیحدہ رکھنا ناممکن ہے، میری رائے یہ ہے کہ مبلغ آٹھ روپیہ ماہوار میں ان کو دے دیا کروں یہ جائز ہے یا نہ؟ (۲۲۳/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ صورت مضاربت کی ہے اس میں نفع کی مقدار معین کر لینا مفسد مضاربت ہے بلکہ یہ ہونا چاہیے کہ جو نفع واقعی ہو اس کا نصف یا ثلث وغیرہ ہونا چاہیے پس اس صورت میں آٹھ روپیہ ماہوار ان کا مقرر کر لینا جن کا ایک ہزار روپیہ تجارت میں شامل ہو صحیح نہیں ہے، بلکہ صورتِ جواز یہ ہے کہ جو نفع واقعی ایک ہزار (۱۰۰۰) روپیہ کا سالانہ ہو اس کا نصف مثلاً ان کو دیا جائے، اور نصف کارکن یعنی دکان دار رکھے یا جس مقدار پر تصفیہ ہو جائے مثلاً ایک ثلث نفع روپے والے کا اور دو ثلث دکاندار کا یا برعکس، غرض روپیہ معین نہ ہونا چاہیے البتہ صورتِ جواز یہ ہو سکتی ہے کہ ملتوی طور سے (یعنی آئندہ حساب کی شرط پر) ان کو آٹھ روپیہ ماہوار دیا جائے، اور پھر سال بھر میں حساب نفع کا کر کے جو نفع ان کے حصہ کا ہو اس میں سے یہ روپیہ وضع کر کے کمی وبیشی کا حساب کر لیا جائے فلو عين قدرا فسدت (درمختار)(۱) فقط

مضارب پر نقصان کی شرط لگانا باطل ہے

سوال: (۱۳) چار شخصوں نے ایک ہزار (۱۰۰۰) روپیہ کسی تجارت میں لگایا، اور چھ شخصوں کو کام کرنے کے لیے دیا مگر سب لوگوں میں یہ شرط طے ہوئی کہ روپے والوں کو فی روپیہ دس آنہ اور کام کرنے والوں کے چھ آنہ ہوں گے، اور نقصان میں بھی شریک ہوں گے۔ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۷/۱۳۴۴ھ)

الجواب: مضاربت میں یہ صورت درست ہے کہ روپیہ والوں کو دس آنہ فی روپیہ اور چھ آنہ کام کرنے والوں کو ملیں گے، لیکن کام کرنے والوں پر نقصان کی شرط کرنا باطل ہے بلکہ نقصان مضاربت میں صرف روپیہ والوں پر پڑتا ہے اور نفع حسب شرط تقسیم ہوگا قال في الشامي: إلا بطل الشرط كشرط

(۱) الدر المختار مع الشامي: ۳۷۶/۸ في أوائل كتاب المضاربة.

الخسران علی المضارب الخ(۱) فقط

سوال: (۱۴) زید نے چار آدمیوں کو روپیہ دیا کہ باغ کے آم خریدو، ایک حصہ نفع میں میرا ہے، اگر نقصان ہوا تو ایک حصہ نقصان کا میں برداشت کروں گا؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۵۷/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: مضاربت میں نفع میں مضارب اور رب المال دونوں شریک ہوتے ہیں، اور نقصان صرف رب المال کے ذمہ پڑتا ہے، پس اگر مضارب کو شریک نقصان کیا جائے تو معاملہ فاسد ہے کذا فی عامة کتب الفقه(۲) فقط

سوال: (۱۵) زید مال خرید کر عمر کو فروخت کے واسطے دیتا ہے، اور شرط نصف نصف نفع کی ہے، مگر یہ بھی شرط لگائی ہے کہ نقصان میں بھی دونوں شریک رہیں گے؛ آیا شرط نقصان جائز ہے یا نہ؟ (۳۰۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں بکر کو نقصان میں شریک کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ صورت مضاربت کی ہے، مضاربت میں نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں موافق شرط کے، اور نقصان صرف مال والے کے ذمہ پڑتا ہے، کام کرنے والے کی محنت ضائع ہوتی ہے۔ فقط

سوال: (۱۶) زید نے بکر کو سو (۱۰۰) روپے تجارت کے لیے دیے، اور نفع ہر دو کا متعین ہو گیا، مگر زید کہتا ہے کہ اگر نقصان ہو تو اس کا ذمہ دار میں نہیں ہوں؛ یہ جائز ہے یا نہ؟ (۴۷۱/۴۴- ۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ صورت مضاربت کی ہے، اس میں یہ ضروری ہے کہ نفع میں دونوں شریک ہوں جیسا کہ سوال میں درج ہے، مگر یہ شرط کرنا کہ صاحب مال یعنی زید نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا ناجائز ہے اور مفسد مضاربت ہے؛ یعنی اس سے مضاربت فاسد ہو جاتی ہے(۳) شرعاً نقصان کا ذمہ دار روپیہ والا ہوتا ہے اور

---

(۱) الدرالمختار مع الشامی: ۳۷۶/۸ کتاب المضاربة، شرائط المضاربة

(۲) وماهلك من مال المضاربة يصرف إلى الربح لأنه تبعٌ فإن زاد الهالك على الربح لم يضمن لأنه أمين. (الدر مع الرد ۳۸۵/۸ کتاب المضاربة)

(۳) مضارب پر نقصان کی شرط لگانے سے عقدِ مضاربت فاسد نہیں ہوتا بلکہ شرط خود باطل ہو جاتی ہے: كل شرط يوجب جهالةً في الربح أو يقطع الشركة فيه يفسدها وإلا بطل الشرط وصح العقد (الدرالمختار) قوله بطل الشرط كشرط الخسران على المضارب (ردالمحتار: ۳۷۶/۸ کتاب المضاربة، شرائط المضاربة)

مضارب یعنی کام کرنے والے کی محنت ضائع ہوتی ہے، حاصل یہ ہے کہ بصورت نقصان رب المال یعنی روپے والے کے ذمہ وہ تمام نقصان عائد ہوتا ہے، اور کام کرنے والے کی محنت ضائع ہوتی ہے (۱)

سوال: (۱۷) خالد نے مبلغ پانچ ہزار (۵۰۰۰) روپے عمر، زید، بکر کو اس شرط سے تجارت کرنے کے واسطے دیا کہ اخیر سال میں جو کچھ منافعہ ہوا کرے گا، اس میں چار حصے لگائے جاویں گے یعنی ایک حصہ عمر کو اور ایک حصہ زید کو اور ایک حصہ بکر کو بعوض حق المحنت کے دیا جاوے گا، اور ایک حصہ خالد بعوض روپیہ کے لیا کرے گا، بجز منافعہ مذکورہ بالا کے کوئی شریک اور کچھ پانے کا مستحق نہ ہوگا، مگر عمر نے اس تجارتی رقم سے وقتاً فوقتاً اس اقرار سے ابتدائی تجارت سے وقت حساب تک برابر لیتا رہا، حساب کے وقت تجارت میں کچھ نفع نہ ہوا بلکہ دو ہزار روپے کا نقصان ہوا چونکہ یہ بھی اقرار ہوا تھا کہ اگر نقصان ہوگا تو اس میں سے ایک ایک چہارم جملہ شرکاء ادا کریں گے، تو اب عمر منجملہ نقصان کے ایک چہارم شرعاً ادا کرنے کا ذمہ دار ہے یا نہیں؟ اور جو روپیہ تجارت میں سے قرض لیا ہے اس کے دینے کا ذمہ دار ہے یا نہیں؟ (۲۶۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ معاملہ مضاربت کا ہے اور مضاربت میں مضارب نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا، لہٰذا عمر وغیرہ نقصان کے ذمہ دار نہیں ہیں نقصان خالد رب المال کا ہوا مضاربوں کی محنت رائیگاں گئی (۲) فقط

سوال: (۱۸) ایک شخص نے کسی کو ایک سو (۱۰۰) روپے تجارت کے لیے دیے، اور مدیون سے کہہ دیا کہ میں اس تجارت میں تیرا ایک تہائی کا نفع نقصان کا شریک ہوں، اور دائن خود تجارت کرتا بھی نہیں بلکہ محض مدیون ہی کرتا ہے، تو اس صورت میں نفع یا نقصان دائن کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا محض ایک میں شریک ہے نفع میں یا نقصان میں؟ (۱۴۴۳/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ عقد مضاربت ہوا، اور عقد مضاربت میں رب المال نفع ونقصان دونوں کا شریک ہوتا ہے، لیکن یہ ظاہر ہے کہ رأس المال اس نفع ونقصان سے علیحدہ سمجھا جاوے گا، البتہ اگر اتنا نقصان ہوگیا ہے

---

(۱) وإجارةٌ فاسدةٌ إن فسدت فلا ربح للمضارب حينئذٍ بل له أجر مثل عمله مطلقًا ربح أولا الخ (الدر مع الرد ۴۲۴/۸ كتاب المضاربة)

(۲) اور عمر نے اس تجارت میں سے جو روپیہ علی الحساب لیا ہے وہ لوٹانا ہوگا، کیونکہ تجارت میں کچھ نفع نہیں ہوا۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

کہ نفع چھوڑ کر خود رأس المال میں بھی کمی آگئی تو وہ صرف رب المال یعنی روپے والے کے ذمہ ہوگا مضارب نقصان میں شریک نہ ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ رب المال (جس نے روپیہ دیا ہے) اس کی شرکت جس طرح نفع میں ہے نقصان میں بھی ہے اور مضارب یعنی تجارت کرنے والا نفع کا شریک ہے نقصان کا شریک نہیں ہے۔

مضاربت میں روپیہ ایک کا اور کام دونوں کا ہوتو معاملہ فاسد ہے

سوال: (۱۹) زید اور عمر کے درمیان کسی تجارت میں اس شرط پر مشارکت ٹھہری کہ روپیہ کل زید کا اور کام تجارت دونوں مل کر کریں گے لیکن زید ۵۵ فیصدی نفع لیگا اور عمر جو بغیر روپے کے شریک ہے ۴۵ فیصدی نفع لے گا؛ یہ صورت جائز ہے یا نہ؟ (۲۶۳۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ عقد مضاربت ہے اور مضاربت میں رب المال کا عمل میں شریک مضارب ہونا مفسد ہے، پس یہ عقد فاسد ہوا، درمختار میں ہے: **واشتراط عمل رب المال مع المضارب مفسد للعقد الخ** (۱) اور حکم مضاربت فاسدہ کا یہ ہے کہ وہ مثل اجارہ فاسدہ کے ہوجاتا ہے، اور اس میں عامل کو اجر مثل دیا جاتا ہے، درمختار میں ہے: **وإجارة فاسدة إن فسدت فلا ربح للمضارب حينئذ بل له أجر مثل عمله مطلقًا ربح أو لا الخ** (۲)

مضاربتِ فاسدہ میں مضارب کو اجرتِ مثل ملے گی اور پورا نفع رب المال کا ہوگا

سوال: (۲۰) زید نے عمر کو مضاربت کے لیے سو (۱۰۰) روپے دیئے اس وعدہ پر کہ نفع ہو یا نقصان تم جانو، ہم اپنا کل روپیہ مع نفع ایک آنہ فی روپیہ سال گزرنے پر لیں گے تو مضاربت فاسدہ منعقد ہوئی یا نہیں؟ اور بصورت انعقاد بوجہ عدم علم یا باوجود علم کے فسخ نہیں کی گئی اور ستر (۷۰) روپیہ منافعہ ہوا، اور پانچ روپیہ ماہوار عمر کا اجر مثل ہے تو باقی دس روپے کا مستحق کون ہے زید یا عمر؟ (۱۱۲۳/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) الدر المختار مع الشامی: ۳۸۳/۸ کتاب المضاربة – باب المضارب يضارب.

(۲) الدر المختار مع الشامی: ۳۷۴/۸ في أوائل كتاب المضاربة.

الجواب: اجر مثل نکال کر جو باقی رہا وہ زید کا ہے، درمختار میں ہے: **و کون الربح بینهما شائعا فلو عین قدرا فسدت الخ** (۱) **وفیه أیضا: وإجارة فاسدة إن فسدت فلا ربح للمضارب حینئذ بل له أجر مثل عمله مطلقا ربح أو لا الخ** (۲) فقط

روپے والے کی اجازت کے بغیر مضارب کا کسی کو کوئی چیز دینا جائز نہیں

سوال: (۲۱) زید نے ایک شخص سے یہ معاہدہ کیا کہ میں اور تم دونوں تجارت کریں، روپیہ میرا اور محنت دونوں کی، اور نفع نصفا نصف، جو شخص بلا روپیہ کا شریک ہے اگر وہ کسی کو کوئی چیز دوسرے شریک کے سامنے بلا دریافت کیے دیدے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۰۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ عقد مضاربت ہے اور مضاربت میں رب المال کا عمل میں شریک ہونا مفسد ہے؛ پس یہ عقد فاسد ہوا ——— اور مضاربت کے صحیح ہونے کی صورت میں بلا روپیہ والے کی اجازت کے دوسرے شخص کا رکن کا دینا کسی چیز کا جائز نہیں ہے اور بعد دینے کے اگر مالک روپیہ اس کو جائز رکھے تو فبہا ورنہ ضمان اس کا دینے والے کے ذمہ ہے، اس کے حساب میں لگائی جائے گی (۳) فقط

مضاربت میں نقصان کا اور مضارب کی خوراک کا ذمہ دار کون ہے؟

سوال: (۲۲) زید نے عمر کو کچھ روپیہ بغرض تجارت دیا کہ اس روپیہ سے تجارت کرو جو نفع ہو وہ نصفا نصف، اگر خسارہ ہو جائے تو زید عمر سے خسارہ بھی لے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر عمر بغرض تجارت باہر جائے تو کھانا تجارت کے مال میں سے کھائے یا اپنے پاس سے؟ (۷/۸۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: زید اس صورت میں خسارہ عمر سے نہیں لے سکتا، اور کھانے کا خرچ عمر مضارب اس

(۱) الدر المختار مع الرد ۸/۳۷۶ کتاب المضاربة ـ شرائط المضاربة.

(۲) الدر المختار مع الرد: ۸/۳۷۴ کتاب المضاربة.

(۳) **ولا یملك المضاربة والشركة والخلط بمال نفسه إلا بإذن أو اعمل برأیك ..... ولا الإقراض والاستدانة** إلی قوله فإن فعل ضمن بالمخالفة (الدر المختار مع الرد: ۸/۳۷۷،۳۷۹ في أوائل کتاب المضاربة)

مضاربت کے روپے میں سے کرسکتا ہے (۱)

سفر خرچ اور نقصان وضع کرنے کے بعد باقی ماندہ نفع حسبِ شرط تقسیم کیا جائے گا

سوال: (۲۳) زید نے عمر کو روپیہ تجارت کے واسطے دیا، نفع میں باہم حصہ ٹھہر گیا، اول مرتبہ کی تجارت میں نقصان رہا، پھر اسی روپیہ سے مال خریدا، نفع ہوا؛ اسی طرح سلسلہ تجارت کا جاری رہا، کبھی نفع کبھی نقصان، بعد انقطاع معاملہ مضاربت پہلے نفع وخسارہ کا کیا حساب ہوگا؟ خرید مال میں جو صرف ہوتا ہے خرچ سفر وغیرہ یہ کس کے ذمہ ہے؟ (۱۴۵۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اول سے یعنی شروع مضاربت سے اس وقت تک جو کچھ نفع ونقصان ہوا، اور جو کچھ خرچ سفر وغیرہ کا ہوا سب کا حساب کر کے جو کچھ باقی رہے وہ حسب شرط مقرر باہم تقسیم کرلیا جائے (۲) فقط

پونجی چوری ہوجائے تو مضارب کے ذمہ ضمان نہیں

سوال: (۲۴) دو شخص نے شراکت کی، ایک نے روپیہ دیا، اور دوسرے نے اس سے سوداگری کرنا چاہا، اتفاقاً وہ پونجی چوری ہوگئی اب شرعاً روپیہ کس کے ذمہ دینا ہوگا؟ (۹۳۰/ ۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ روپیہ اس دینے والے کا گیا کیونکہ مضارب جو تجارت کرنے والا تھا وہ امین ہے اس کے ذمہ ضمان نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) قال في البدائع : وأما ما فيه النفقة فالنفقة في مال المضاربة ...... وأما تفسير النفقة التي في مال المضاربة فالكسوة والطعام والإدام والشراب الخ (بدائع: ۵/ ۱۴۹ كتاب المضاربة)

(۲) وإذا سافر ولو يوما فطعامه وشرابه وكسوته ...... وكل ما يحتاجه عادة ...... في مالها لو صحيحة (الدر المختار مع الرد: ۸/ ۳۸۶ كتاب المضاربة، فصل في المتفرقات) فإن استوفاه وفضل شيء من الربح اقتسماه على الشرط الخ (الدر المختار مع الشامي: ۸/ ۳۸۷ كتاب المضاربة، فصل في المتفرقات)

مضاربت کو شرکت عنان میں تبدیل کرنا

سوال: (۲۵) زید کا روپیہ اور عمر کی محنت، دونوں میں طے ہوا کہ نصفا نصف نفع نقصان میں حصہ بانٹ لیں گے، تو پھر مال دینے والا اپنی رقم کی کچھ مقدار بھی محنت والے کو ہبہ کر کے شرکت عنان کی صورت اختیار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۱۰۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ صورت مضاربت کی ہے کہ ایک شخص کا روپیہ اور دوسرے شخص کی محنت ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ نفع میں تو موافق شرط و تفصیل حصہ کے دونوں شریک ہوں گے لیکن نقصان میں دونوں شریک نہ ہوں گے بلکہ نقصان خالص روپے والے کے ذمہ پڑے گا، مضارب کے ذمہ نقصان کی شرط کرنا باطل ہے قوله بطل الشرط كشرط الخسران على المضارب (۱) (شامی: ۵۰۶/۳) اور اگر رب المال کچھ مال مضارب کو ہبہ کر دے اس طریق سے کہ مقدار مال موہوب کو علیحدہ کر کے اس کی ملک کر دے اور علیحدہ اس کے قبضہ میں دیدے اور پھر اس کے ساتھ شرکت عنان (۲) کا معاملہ کرے تو یہ شرکت صحیح ہو جائے گی اور نفع و نقصان میں دونوں شریک ہو جائیں گے۔ فقط

مضارب کے انتقال کے بعد اس کے حصہ کا نفع اس کے ورثاء کو دیا جائے گا

سوال: (۲۶) خالد نے زید کو سوا پانچ سو (۵۲۵) روپیہ تجارت کے لیے آدھے نفع پر دیا، چند سال میں سوا تیرہ سو (۱۳۲۵) روپے ہوئے مگر سب قرض ——— زید کا انتقال ہو گیا، حساب دیکھا تو ایک پیسہ بھی جمع نہ پایا، اصلی رقم جمع ہونے کے بعد جو روپیہ وصول ہوا وہ آدھوں آدھ کیا جاوے یا خالد کو دیدیا جاوے؟ (۲۲۷۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) الشامی ۳۷۶/۸ کتاب المضاربة – شرائط المضاربة.

(۲) شرکتِ عنان: چند آدمیوں کا برابر یا کم وبیش زرِ نقد اکٹھا کر کے کسی بھی چیز کی تجارت کرنا شرکتِ عنان کہلاتا ہے وأما شركة العنان ...... وهي أن يشترك إثنان في نوع بزّ أو طعام أو يشتركان في عموم التجارات ...... ويصح التفاضل في المال للحاجة إليه (هداية: ۶۲۹/۲ كتاب الشركة)

الجواب: بعد پورا ہونے اصل رقم کے جو کچھ وصول ہووہ نصفا نصف کرنا چاہیے نصف خالد رکھے اور نصف زید کے ورثاء کو پہنچاوے (۱)

مدرسہ کا روپیہ مضاربت پر دینا

سوال: (۲۷) مہتمم مدرسہ کو مدرسہ کا روپیہ مضاربت پر دینا درست ہے یا نہیں؟ (۱۲۲۱/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: مہتمم مدرسہ کو مدرسہ کا روپیہ مضاربت وغیرہ پر دینا درست نہیں ہے (۲) فقط

(۱) فالربح في الصحيحة يكون بينهما على الشرط (بدائع ۵/ ۱۱۷ كتاب المضاربة ، شرائط المضاربة) وقال الله تعالى : إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا (سورۂ نساء آیت: ۵۸)

(۲) مدارس میں چندہ دینے والوں کا مقصد عام طور سے یہی ہوتا ہے کہ ان کا روپیہ طلباء پر صرف کیا جائے اس لیے مہتمم کو دیگر معاملات میں اسے صرف کرنا جائز نہیں ، نیز مضاربت میں کبھی نقصان بھی ہوتا ہے اور اس کی تلافی مہتمم نہیں کرسکتا شامی میں ہے: صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة وصرح الأصوليون بأن العرف يصلح مخصصًا (رد المحتار ۲/ ۵۲۱ كتاب الوقف : مطلبٌ مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ الخ)وفي الدر المحتار : لأن المعلوم بدلالة الحال كالمشروط بالمقال (الدر المختار مع الشامى ۲/ ۳۷۳ كتاب الشركة)

کتاب الوقف

وقف کا بیان

وقف کی شرطیں اور احکام

وقف کی تعریف اور صحت وقف کی شرط

سوال: (۱) وقف کی کیا تعریف، اور کیا شرائط ہیں، اور وقف کا متولی کون ہوگا؟ (۳۷۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: وقف کی تعریف معروف اور مشہور ہے، اور اختلاف امام صاحب اور صاحبینؒ کا بھی منقول ہے(۱) اور شرط صحت وقف یہ ہے کہ واقف مالک اس شئ موقوفہ کا ہو، درمختار میں ہے: وشرطه شرط سائر التبرعات الخ. قوله و شرطه الخ أفاد أن الواقف لابد أن یکون مالکًا له وقت الوقف ملکًا باتًا الخ (۲) (شامی) اور متولی وقف کا خود واقف ہوگا، اور اس کی اولاد، یا جس کو وہ متولی بناوے۔

سوال: (۲) وقف علی الاولاد کی کیا تشریح ہے؟ اور احکام اس کے کیا ہیں؟ اور وقف مطلق کی کیا

---

(۱) هو لغة: الحبس وشرعًا: حبس العین علی حکم ملك الواقف والتصدق بالمنفعة ولو فی الجملة والأصح أنه عنده جائز غیر لازم کالعاریة وعندهما هو حبسها علی حکم ملك الله تعالی وصرف منفعتها علی من أحب ولو غنیًا فیلزم فلا یجوز له إبطاله ولا یورث عنه وعلیه الفتوی (الدرالمختار مع الرد ۶/۲۰۶-۲۰۸ فی بدایة کتاب الوقف)

(۲) الشامی ۶/۲۱۰ کتاب الوقف – شرائط الوقف.

تعریف ہے؟ (۱۳۳۰/۱۳۳۱ھ)

الجواب: وقف کی تعریف یہ ہے: هو حبس العين على ملك الواقف و التصدق بالمنفعة (۱) یعنی روکنا کسی شئے کا واقف کی ملک پر اور اس کے منافع کو صدقہ کرنا، صاحبینؒ نے یہ تعریف کی ہے کہ کسی شئے کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت پر روکے رکھنا اور اس کے منافع کو صرف کرنا ان لوگوں پر جن کے اوپر چاہے۔ وعليه الفتوى الخ (درمختار) وقف علی الاولاد بھی جائز ہے اور واقف کی شرط کے موافق اس میں عمل کرنا واجب ہے۔ كما في الدر المختار: جعل ريعه لنفسه أيام حياته ثم و ثم جاز عند الثاني و به يفتى كجعله لولده الخ (۲) اور واقفوں کے مختلف الفاظ سے اُس کے احکام بھی مختلف ہو جاتے ہیں۔

جائز شرطوں کے ساتھ وقف کرنا

سوال: (۳) زید نے وقت وفات، چند قطعات زمین وقف کے، اپنی ملکیت و متروکہ سے چھوڑے سند وقف میں یہ تحریر ہے کہ خرچ مساکین و مسافرین مسجد کے واسطے یہ وقف کیا جاتا ہے، اور وقف نامے میں امور مندرجہ ذیل بھی تحریر ہیں؟ یہ امور جائز ہیں یا نہیں؟

(الف) اگر من جملہ قطعات زمین کے، کوئی جزو جو بے کار و خراب پڑا ہو، اور اس سے کسی قسم کی آمدنی بھی نہ ہو، مسجد میں شامل کر دیں۔

(ب) اگر کسی جزو قطعات مذکورہ بالا میں کچھ عمارت اس غرض سے تعمیر کر دیں کہ اس کی آمدنی واسطے اخراجات مسجد کے کام آئے، یا فرش وغیرہ رکھنے کے لیے یا امام مؤذن وغیرہ خادم مسجد کی سکونت کے لیے ہو؛ یہ امور جائز ہیں یا نہیں؟ اور متولی پر کچھ مؤاخذہ شرعی تو نہ ہوگا؟ (۴۶۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: امور مذکورہ فی السوال جائز و درست ہیں، اور موافق شرط واقف کے ہیں، امور مذکورہ کے کرنے سے متولی پر کچھ مؤاخذہ شرعاً نہیں ہے۔

---

(۱) تنوير الأبصار مع الشامي ۶/۴۰۲ في ابتداء كتاب الوقف.

(۲) الدر مع الرد ۶/۵۴۲ كتاب الوقف. فصل فيما يتعلق بوقف الأولاد.

وقف کب تام ہوتا ہے؟

سوال: (۴) وقف کے لیے شرعاً کن کن امور کا ہونا ضروری ہے، تا کہ وقف کامل سمجھا جاوے؟
(۱۳۴۱/۳۲-۱۳۴۴ھ)

الجواب: صرف لفظ ''موقوفة'' وغیرہ کہہ دینے سے مذہب مفتی بہ کے موافق وقف تام و کامل ہوجاتا ہے، واکتفی أبویوسفؒ بلفظ موقوفة فقط قال الشهید: ونحن نفتی به للعرف (۱) (درمختار)

اپنی جائداد وقف کرنے کا محض ارادہ کرنا

سوال: (۵) ایک شخص نے اپنی بیماری کی حالت میں اپنی جائداد وقف کرنے کا ارادہ کیا کسی مصرف خیر میں، اور جس کا اظہار دیگر اشخاص سے کیا، اور وہ خود خواندہ تھا مگر تحریک اس کی دیگر کسی شخص کے ذریعہ سے بایماء اس کے ہوئی، گو وہ اس قدر بیمار نہ تھا کہ اس کی تحریک خود نہ کرسکے، پھر ایک ڈیڑھ ماہ بعد فوت ہوگیا تو اس کی جائداد وقف ہوگی یا وارثان کو پہنچے گی؟ اور کس قدر وقف ہوگی اور کس قدر وارثوں کو ملے گی؟ (۲۶۷۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر اس شخص متوفی نے محض ارادہ وقف کرنے کا ظاہر کیا تھا، اور کوئی لفظ دال علی الوقف نہیں کہا؛ مثلاً یہ کہ اس قدر جائداد اپنی وقف کی، پس اگر ایسا کوئی لفظ اس نے نہیں کہا، محض ارادہ ہی ظاہر کیا تھا تو اس کی جائداد کا کوئی جزو وقف نہیں ہوا، تمام جائداد بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث اس کے ورثہ کو حسب حصص تقسیم ہوگی (۲) اور اگر اس نے کوئی لفظ دال علی الوقف کہہ دیا ہے؛ اگرچہ کسی دوسرے شخص کے ذریعہ سے اس کا ظہور بایماء متوفی کے ہوا ہو تو جس قدر جائداد اس نے وقف کی ہے وہ وقف ہو جاوے گی، اور باقی وارثوں کو تقسیم ہوگی۔ فقط

(۱) الدر المختار مع رد المحتار ۶/۴۰۹ فی أوائل کتاب الوقف.
(۲) ورکنه الألفاظ الخاصة ... (الدر مع الرد ۶/۴۰۹ کتاب الوقف. مطلبٌ: قد یثبت الوقف بالضرورة)

وقف کو شرطِ موجود پر معلق کرنے کا حکم

سوال: (۶) وقف معلق بشرط موجود جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ کہنا کہ یہ زمین، وقف مسجد کے واسطے خریدی جاتی ہے؛ تو وہ مجرد خریدنے سے وقف ہو جائے گی یا نہیں؟ (۳۵۳/۴۷-۱۳۴۶ھ)

الجواب: وقف معلق جائز نہیں ہے، مگر موجود فی الحال کے ساتھ تعلیق کرنے سے وقف صحیح ہے، اس کی مثال یہ لکھی ہے کہ مثلاً یہ کہے: إن كانت هذه الأرض في ملكي فهي صدقة موقوفة، فإن كانت في ملكه وقت التكلم صح الوقف وإلا فلا الخ (۱)

لیکن یہ کہنا کسی کا کہ یہ زمین وقف مسجد کے لیے خریدی جاتی ہے یہ نہ وقف منجز ہے نہ از قسم معلق ہے، بلکہ اس سے ارادہ وقف کا معلوم ہوتا ہے، پس اگر خریدنے کے بعد مالک؛ یعنی مشتری اس کو وقف کردے گا تو وقف ہو جائے گا ورنہ نہیں، الغرض اس صورت میں مجرد خریدنے سے بدون وقف کرنے کے؛ وہ زمین وقف نہ ہوگی اور مسجد نہ ہوگی۔

وقف کو معلق کرنا صحیح نہیں

سوال: (۷) ایک شخص نے کچھ زمین اس طرح وقف کی کہ میں اپنی فلاں ملکیت اپنے لڑکے کی زوجہ کو دیتا ہوں، اگر بعد زوجہ کے میرے لڑکے کی اولاد ہو تو یہ ملکیت اس کی ہے، ورنہ فلاں مسجد میں دے دی جاوے؛ تو اس صورت میں یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟ اور بعد زوجہ کے اگر لڑکے کی اولاد نہ ہو تو یہ زمین ورثہ کو ملے گی یا وقف ہے؟ (۱۱۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس طرح وقف صحیح نہیں ہوتا وأن يكون قربة في ذاته معلومًا منجزًا لا معلقًا الخ (۲) (درمختار) لہٰذا وہ زمین ورثہ شرعیہ پر تقسیم ہوگی۔

وقف مسجّل کی تعریف

سوال: (۸) وقف مسجل سے کیا مراد ہے؟ (۴۴۷/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) الفتاوی لابن عابدين ۲/۴۱۱ كتاب الوقف، قبل مطلب في وقف المرتد الخ.

(۲) الدر المختار مع الرد ۲/۴۱۰ كتاب الوقف، شرائط الوقف.

الجواب: وقف مسجل (۱) سے مراد یہ ہے کہ حاکم نے اس وقف کی صحت کا حکم کردیا ہے۔ فقط

صحت وقف کے لیے صرف مالک کی اجازت اور رضامندی کافی ہے

سوال: (۹) ایک گاؤں ٹھیکہ دار کا ہے اس میں کچھ زمین خالی پڑی تھی جس پر اہل گاؤں نے ایک جلاہے کو بٹھلا دیا تھا، اب وہ جلاہا دوسرے گاؤں میں چلا گیا ہے، جگہ خالی پڑی ہے، وہاں مسجد بنانے کا ارادہ ہے، ٹھیکہ دار کی اجازت ہے، جلاہا ناراض ہے؛ ایسی جگہ میں مسجد بنانی جائز ہے؟ (۱۵۳۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مالک زمین کی اجازت اور رضامندی سے مسجد بنانا اس زمین میں درست ہے؛ یعنی اگر مالک مسلمان ہے تو وہ خود اس زمین کو وقف کرسکتا ہے، اور اگر ہندو مالک ہے تو اس کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے، اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مالک اس زمین کو کسی مسلمان کو دے دے، اور وہ مسلمان اس کو اپنی طرف سے وقف کردے، وقف صحیح ہوجاوے گا وشرطه شرط سائر التبرعات الخ (۲) (درمختار) اور جلاہے کی ناراضی کا اس بارے میں کچھ اعتبار نہیں ہے۔

صحت وقف کے لیے واقف کا قبضہ مانع نہیں

سوال: (۱۰) زید نے ایک جائداد وقف کرکے وقف نامے میں تحریر کردیا کہ اس جائداد کو میں نے اپنی ملک سے خارج کرکے اللہ تعالیٰ کی ملک میں دے دیا، اب مجھ کو اور میرے ورثہ کو کسی قسم کا دعویٰ جائداد موقوفہ سے نہیں رہا، اور متولی اس وقف کا تاحیات میں رہوں گا، اب فیما بین خالد وبکر کے؛ اختلاف صحت وقف میں واقع ہے، خالد کا دعویٰ ہے کہ: صورت موجودہ میں موافق قول امام محمدؒ کے تسلیم الی المتولی نہیں ہوئی بدیں وجہ وقف صحیح نہیں ہوا، بکر کہتا ہے: جب کہ زید نے جائداد موقوفہ کو اپنی ملک سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں دے دینے کا اقرار تحریری کرلیا، اور بعد اس کے بہ ذریعہ حق تولیت اس پر قبضہ کرلیا تو عمل تسلیم الی المتولی واقع ہوگیا کہ قبضہ کی صورت تبدیل ہوگئی کہ زید سابقاً مالکانہ قابض تھا؛ اب متولیانہ قابض ہے، اس صورت میں خالد کا قول صحیح ہے یا بکر کا؟ اور وقف صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۳۲-۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس صورت میں قول بکر حق ہے اور صحیح ہے، مذہب صحیح ومفتی بہ یہ ہے کہ محض لفظ موقوفہ

(۱) وقف مسجل: وہ وقف جس کی سرکار میں رجسٹری کرادی ہو۔ (۲) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۱۰ شرائط الوقف

کہہ دینے سے وقف صحیح ہوجاتا ہے، درمختار میں ہے: وجعلہ أبویوسف کالإعتاق، واختلف الترجیح والأخذ بقول الثانی أحوط وأسھل بحروفی الدرروصدر الشریعۃ وبہ یفتی وأقرہ المصنف. وقال فی الشامي: لکن فی الفتح أن قول أبی یوسفؒ أوجہ عندالمحققین (۱) قولہ وجعلہ أبویوسفؒ کالإعتاق فلذلک لم یشترط القبض والإفراز أی فیلزم عندہ بمجرد القول الخ (۲) وفی القھستانی: أن التسلیم لیس بشرط إذاجعل الواقف نفسہ قیمًا الخ (۳)

وقف کے ثبوت کے لیے شہادتِ شرعیہ ضروری ہے

سوال: (۱۱) زید نے ایک مکان اور ایک کنواں بنوایا، بعد میں زید فوت ہوگیا؛ زید کا لڑکا کہتا ہے کہ کنواں اور مکان میرے والد نے وقف کیا ہے، اور مکان کا کرایہ زید کا پسر خود کھاتا ہے: یہ حلال ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۵۵۴ھ)

الجواب: صرف زید کے لڑکے کے کہنے سے وقف ثابت نہیں ہوسکتا، اس لیے شہادت شرعیہ کی ضرورت ہے، لیکن اگر وقف شرعاً ثابت ہوجائے تو پھر اس کو مال وقف میں سے کھانا جائز نہیں، بلکہ شرائط واقف کے مطابق عمل ہونا ضروری ہے۔ (۴) فقط

سوال: (۱۲) ہندہ مرگئی اور چچازاد بھائی وارث چھوڑا، اس کا پھوپھی زاد بھائی عمر جو اس کے ترکہ سے محروم ہے؛ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہندہ اس جائداد کو وقف زبانی کرگئی ہے، متولی اس کا مجھے مقرر کیا ہے: یہ وقف صحیح ہوگا یا نہیں؟ (۱۰۲۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اگر شہادت شرعیہ سے یعنی دو عادل گواہوں کی گواہی سے؛ ہندہ کا وقف کردینا جائداد

---

(۱) ردالمحتار ۶/۴۲۱ کتاب الوقف. بعد البحث عن مطلبٌ مھمٌ: فَرَّق أبویوسف بین قولہ إلخ.

(۲) ردالمحتار ۶/۴۱۹ کتاب الوقف. قبیل مطلبٌ: التأبید معنیً شرطٌ اتفاقًا.

(۳) ردالمحتار ۶/۴۱۸ کتاب الوقف. قبیل مطلبٌ فی الکلام علی اشتراط التأبید.

(۴) ذکرفی الخانیۃ والإسعاف: ادعی علی رجل فی یدہ ضیعۃ أنھا وقف ...... قالوا: لیس للقاضی ذلک لأن القاضی إنما یقضی بالحجۃ والحجۃ إنما ھی البینۃ أو الإقرار ...... (ردالمحتار ۶/۴۸۶ کتاب الوقف. مطلبٌ: أحضر صکًا فیہ خطوط العدول ......) مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ...... (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف)

مذکورہ کو بہ حالت صحت ثابت ہو جاوے تو وقف مذکور شرعاً صحیح ہوگا، اور جو شرط تولیت وغیرہ واقفہ نے کی ہے وہ ثابت ہو جاوے گی۔(۱)

مشاع کا وقف صحیح ہے

سوال: (۱۳) ...... (الف) سید محبوب علی کی "جائداد الف" موروثی و "جائداد ب" خود پیدا کردہ تھی، سید محبوب علی نے کل جائداد کو وقف کیا، اس میں ایک جز وحصہ غیر کا بھی شامل ہے؛ آیا جزو غیر کی وجہ سے کل وقف نامہ باطل ہوگا یا جزو غیر خارج ہو کر بقیہ وقف صحیح رہے گا؟

(ب) جائداد الف کے متعلق اگر وقف نامہ ناجائز ہوگا تو جائداد ب کے متعلق وقف نامہ قائم و جائز ہوگا یا نہیں؟ (۱۹۶۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف) جس قدر حصہ غیر کا ہے وہ وقف نہ ہوگا، اور باقی جو حصہ مملوکہ واقف کا ہے وہ شرعاً وقف ہو گیا، اس کو علیحدہ کر دیا جاوے کذا فی الدر المختار (۲)

(ب) جائداد ب کے وقف ہونے میں کچھ تردد نہیں ہے کذافی الدر المختار والشامی (۳)

سوال: (۱۴) اکثر معمول ہے کہ مالکان اراضی مشترکہ آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، اور قبضہ رکھتے ہیں؛ مگر وہ تقسیم کاغذات میں نہیں ہوتی، اور قانوناً وہ تقسیم متصور نہیں ہوتی چوں کہ سرکاری طور سے تقسیم کرانے میں بہت دقت اور طوالت ہے، اگر کسی کو فوری ضرورت ہبہ یا وقف کرنے کی ہو تو ان ضروریات

---

(۱) وإن ادعى وَقْفًا أو شهدوا على وقف ولم يذكروا الواقف ذكر الخصاف رحمه الله تعالى ...... أن دعوى الوقف والشهادة على الوقف تصح من غير بيان الواقف (الفتاوى الخانية مع الهندية ۳/۳۲۱ فصلٌ في دعوى الوقف والشهادة عليه)

(۲) فيقسم المشاع وبه أفتى قارئ الهداية قوله به أفتى قارئ الهداية حيث قال: نعم تجوز القسمة ويفرز الوقف من الملك ويحكم بصحتها (الشامي ۶/ ۴۲۵ كتاب الوقف. مطلبٌ إذا وقف كل نصف على حدة)

(۳) فلا يجوز وقف مشاع يقسم خلافا للثاني واختلف الترجيح والأخذ بقول الثاني أحوط وأسهل "بحر" وفي "الدرر" و"صدر الشريعة" وبه يفتى (الدر المختار مع الرد ۶/ ۴۱۸-۴۲۰ كتاب الوقف) وفي الشامي به أفتى قارئ الهداية حيث قال: نعم تجوز القسمة ويفرز الوقف من الملك إلخ (الشامي ۶/ ۴۲۵ كتاب الوقف. مطلبٌ: إذا وقف كل نصف عليحدة)

کو مدنظر رکھتے ہوئے صاحبین کے قول پر عمل ہوسکتا ہے جو ہبہ مشاع، وقف اور اجارہ مشاع کی صحت میں ہے؟ (۱۳۹۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: شرکاء کی باہمی رضامندی سے جو تقسیم ہوتی ہے وہ تقسیم شرعاً صحیح ہے اگرچہ قانون سرکاری میں وہ تقسیم عارضی سمجھی جائے؛ جیسا کہ درمختار کتاب القسمۃ میں ہے: وصحت برضا الشرکاء الخ (۱) پس اس تقسیم بالتراضی کے بعد اگر کوئی اپنے حصہ منقسمہ کو ہبہ کرے اور قبضہ موہوب لہ کا کرادے تو وہ ہبہ صحیح ہے، ہبہ مشاع نہیں ہے، اور اس کا وقف کرنا باتفاق صحیح ہے، اور ہبہ مشاع کا موافق ظاہر الروایت کے صحیح نہیں ہے، اور یہ بالاتفاق ہے، البتہ وقف مشاع کو امام ابویوسف جائز فرماتے ہیں ان کے نزدیک بعد میں تقسیم کر کے حصہ موقوفہ کو علیحدہ کردیا جائے گا (۲)

سوال: (۱۵) ایک قطعہ زمین جس میں چار پانچ نفر شریک ہیں، اور قبل تقسیم ایک شخص نے اپنے حصے کو وقف کردیا، لہٰذا بہ مذہب حنفیہ بہ قول مفتی بہ یہ وقف درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں تو اس کو فروخت کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۱۱۸۴ھ)

الجواب: بہ مذہب حنفیہ بہ قول مفتی بہ، وقف مشاع صحیح ہے، پس اس شخص کے حصے کو جس نے وقف کیا ہے علیحدہ کردیا جاوے، اور اس حصہ موقوفہ کی بیع وشراء جائز نہیں ہے۔ لقول الفقهاء: اَلْوَقْفُ لَا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّكُ (درمختار وغیرہ) قال في الشامي: والخلاف في وقف المشاع مبني على اشتراط التسليم وعدمه لأن القسمة من تمامه فأبويوسف أجازه لأنه لم يشترط التسليم، ومحمد لم يجزه لاشتراط التسليم الخ (۳) وفي الدر المختار: فيقسم المشاع وبه أفتى قارئ الهداية وغيره (۴) وفي الدر المختار أيضًا: واختلف الترجيح والأخذ بقول الثاني أحوط وأسهل بحر وفي الدرر وصدر الشريعة وبه يفتى، وفي الشامي: قوله واختلف

---

(۱) الدر المختار مع الشامي ۹/۳۱۰ كتاب القسمة ـ بعد بيان أوصاف القاسم.

(۲) فتاویٰ ہندیہ میں ہے، کہ متأخرین کے نزدیک مختار قول امام ابویوسف کا ہے: وقف المشاع المحتمل للقسمة لا يجوز عند محمد وبه اخذ مشائخ بخارى وعليه الفتوىٰ. والمتأخرون أفتوا بقول أبي يوسف أنه يجوز وهو المختار كذا في خزانة المفتين (الهندية ۲/۳۶۵ فصل في وقف المشاع)

(۳) الشامي ۶/۴۳۲ كتاب الوقف، مطلبٌ في وقف المشاع المقضى به.

(۴) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۲۴ كتاب الوقف. مطلبٌ في قسمة الواقف مع شريكه.

الترجیح مع التصریح فی کل منهما بأن الفتوی علیه، لکن فی الفتح: أن قول أبی یوسف أوجه عند المحققین (۱) (شامی ۳/۳۶۶ کتاب الوقف) فقط

سوال: (۱۶) ایک قطعہ زمین میں چھ شریک ہیں، دو ''راندیر'' میں ہیں، اور چار ''رنگون'' میں، دو شریکوں نے جو راندیر میں ہیں اپنا حصہ مسجد میں وقف کر دیا، باقی شرکاء کو جب اطلاع ہوتی رہی تو وہ بھی اپنا اپنا حصہ یکے بعد دیگرے وقتاً فوقتاً مسجد میں وقف کرتے رہے، حتی کہ سب شرکاء نے کل مکان وقف کر کے وقف نامہ حوالہ متولی کے کر دیا تو یہ وقف شرعاً صحیح ہوا یا نہیں؟ (۱۰۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہو گیا۔ جیسا کہ درمختار و شامی میں مذکور ہے: قوله وجعله أبو یوسف کالإعتاق الخ فلذلك لم یشترط القبض والإفراز أی فیلزم عنده بمجرد القول الخ (۲) اور نیز درمختار میں ہے کہ امام ابو یوسف وقف مشاع کو بھی جائز فرماتے ہیں، اور یہی صحیح ہے فلایجوز وقف مشاع یقسم خلافًا للثانی الخ واختلف الترجیح والأخذ بقول الثانی أحوط وأسهل بحر و فی الدرر و صدر الشریعة وبه یفتٰی، وفی الشامی: لکن فی الفتح أن قول أبی یوسف أوجه عند المحققین (۲) فقط

سوال: (۱۷) وقف مشاع جائز ہے یا نہیں؟ اور کنواں مشاع ہے یا نہیں؟ (۳۵۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: وقف مشاع میں اختلاف ہے، امام محمدؒ ناجائز فرماتے ہیں، درمختار میں ہے: فلا یجوز وقف مشاع یقسم خلافًا للثانی الخ (۳) اور شامی میں ہے: وفیه أیضًا: وقفت دارها علی بناتها الثلاث ثم علی الفقراء ولا مال لها غیرها ولا وارث غیرهن فالثلث وقف والثلثان میراث لهن، وهذا عند أبی یوسفؒ خلافًا لمحمدؒ الخ (۴) والأخذ بقول الثانی أحوط وأسهل "بحر" "وفی الدرر" و "صدر الشریعة" وبه یفتی (۵) (درمختار) اس سے معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول امام

---

(۱) الدرالمختار والشامی ۶/۴۲۰، ۴۲۱ کتاب الوقف. مطلبٌ مهم: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ. (۲) الدرمع الشامی ۶/۴۱۸-۴۲۱ کتاب الوقف. مطلبٌ مهم: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ. (۳) شرح تنویر الأبصار مع الشامی ۶/۴۱۸ کتاب الوقف - مطلب: شروط الوقف علی قولهما.

(۴) ردالمحتار ۶/۴۱۸ کتاب الوقف. قبیل مطلب فی الکلام علی اشتراط التأبید.

(۵) الدرالمختار مع الرد ۶/۴۲۰ کتاب الوقف - مطلب مهم: فرق أبویوسف الخ

ابو یوسفؒ کا ہے، اور وقف مشاع صحیح ہے، اور کنواں اگر پورا بلا شرکت غیرے ہوتو وہ مشاع نہیں ہے اس کا وقف کرنا باتفاق صحیح ہے، اور مالایقسم کا وقف کرنا اگر مشاع بھی ہوتب بھی درست ہے وقدمنا أن محل الخلاف فيما يقبل القسمة بخلاف ما لا يقبلها فيجوز اتفاقًا الخ(۱) (شامی)

اسباب خانہ داری کو وقف کرنا

سوال: (۱۸) زید نے وقف نامے میں جائداد غیر منقولہ کے ساتھ اثاث البیت کو بھی وقف کیا ہے؛ کیا اثاث البیت کا وقف کرنا صحیح ہے؟ جب کہ درمختار میں یہ موجود ہے "بخلاف مالا تعامل فيه كثياب ومتاع هذا قول محمدؒ" (۱۵۳۹/۱۳۴۴ھ)

الجواب: منقولات کا وقف غیر منقول کے تابع ہوکر ان تمام چیزوں میں جائز ہے جو قابل وقف ہیں؛ شامی میں ہے: ولو وقف دارًا بجميع ما فيها وفيها حمامات يطرن أوبيتًا وفيه كورات عسل يدخل الحمام والنحل تبعًا للدار والعسل إلخ(۲) وفي البزازية: جاز وقف الأكسية على الفقراء الخ (۳) (درمختار في بيان وقف المنقول قصدًا) اور البحر الرائق میں ہے: وقف بستانًا بما فيه من البقر والغنم والرقيق يجوز انتهى (۴) باقی قول درمختار بخلاف مالا تعامل فيه الخ وقف منقول قصدا کے متعلق ہے، اور اس میں صاحبینؒ کے مابین اختلاف ہے"قال في الخانية: قال شمس الأئمة السرخسيؒ: في وقف المنقول مقصودًا خلاف بين أبي يوسف ومحمدؒ ذكره في السير الكبير انتهى (۵) اور شامی میں قول درمختار كل منقول قصدًا کے تحت میں لکھا ہے: "أما تبعًا للعقار فهو جائز بلا خلاف عندهما الخ" (۶) الحاصل ان اشیاء منقولہ کا وقف کرنا جو قابل وقف اور دیرپا ہیں، غیر منقول کی تبعیت میں جائز ہے، اور مستقلاً ان کے وقف کے لیے تعامل کی ضرورت ہے؛

(۱) ردالمحتار ۶/ ۳۱۸ كتاب الوقف – مطلب شروط الوقف على قولهما.
(۲) ردالمحتار ۶/ ۳۳۱ كتاب الوقف – مطلبٌ في وقف المنقول تبعًا للعقار.
(۳) الدر المختار مع الشامي ۶/ ۳۳۶ كتاب الوقف. مطلبٌ في التعامل والعرف.
(۴) البحر الرائق على كنز الدقائق ۳۳۹/۵ كتاب الوقف.
(۵) الفتاوى الخانية على هامش الهندية ۳۱۱/۳ كتاب الوقف، فصلٌ في وقف المنقول
(۶) ردالمحتار ۳۳۴/۶ مطلبٌ في وقف المنقول قصدًا.

اثاث البیت میں سے بعض کپڑوں اور برتنوں وغیرہ کا وقف مستقل طور پر بھی جائز ہے؛ جیسا کہ صاحب درمختار نے بزازیہ وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ فقط

وقف نہ کرنے کا وعدہ کرنا

سوال: (۱۹) زید نے اپنے بیٹے بکر سے اس بات کا پختہ وعدہ کیا کہ اگر بکر نکاح کرے تو زید اپنی جائداد وقف نہیں کرے گا، بکر ایک ہی وارث زید کا ہے، اور بکر جو مناکحت کرنا نہیں چاہتا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ وہ متاہل زندگی کے کثیر اخراجات کی قابلیت نہیں رکھتا تھا اور نہ رکھتا ہے، بس اس وعدہ پر مناکحت کرلی۔ اب زید کسی رنجش کی وجہ سے چاہتا ہے کہ اس وعدہ کو توڑ دے؛ کیا زید ایسا کرسکتا ہے؟ کیا زید اپنی کل جائداد یا اس کے ایک جزو کو وقف کرسکتا ہے؟ اگر زید ایسا کرے تو وہ وقف جائز ہوگا؟ اگر جائز ہے تو عنداللہ عہد شکنی میں ماخوذ ہوگا یا نہیں؟ ایسا معاہدہ کرکے توڑنا شرعاً جائز ہے؟ (۳۶/۲۴۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید اگر اپنی کل یا بعض جائداد کو وقف کردے گا تو وقف صحیح ونافذ ہوگا؛ کیوں کہ شرائط صحت وقف موجود ہیں قال في الدر المختار: وشرطه شرط سائر التبرعات، قال في الشامي: أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا الخ (۱) باقی زید کی غرض اگر اس وقف کرنے سے اپنے پسر بکر کو محروم کرنا ہے تو یہ گناہ ہے؛ زید اس میں گنہ گار ہوگا، حدیث شریف میں ہے: من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة رواه ابن ماجة وغيره (۲) اور دوسری حدیث میں ہے: إنك أن تذر ورثتك أغنياء خير من أن تذرهم عالةً يتكففون الناس الحديث (۳) اسی لیے وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے، اور ثلث سے زیادہ وصیت درست نہیں ہے، پس یہی لحاظ

(۱) ردالمحتار ۶/۴۱۰ شرائط الوقف (۲) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قطع ميراث وارثه (الحديث) رواه ابن ماجة ورواه البيهقي في شعب الإيمان عن أبي هريرة رضي الله عنه (مشكوة ص: ۲۶۶ باب الوصايا)

(۳) عن عامر بن سعد بن أبي وقاص عن أبيه رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعودني عامَ حجة الوَداع من وجعٍ اشتد بي، فقلتُ: إني قد بلَغ بي من الوجَع، وأنا ذو مال ولا يرثني إلاّ ابنة لي، أفأتصدق بثلثي مالي؛ قال: لا، فقلت: فالشطر؟ فقال: لا، ثم قال: الثلث، والثلث كبيرٌ أو كثيرٌ، إنك أن تـذَر ورثَتكَ أغنياءَ خيرٌ من أن تذَرهم عالةً يتكففون الناسَ، وإنك لن تُنفق نفقةً تبتغي بها وجه الله إلاّ أُجرتَ بها حتى ما تجعل في في امرأتك (الحديث) (بخاري شريف ۱/۱۷۳ باب رثاء النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن خولة)

وقف میں رہنا چاہیے کہ وارث محروم نہ ہوں، ایک صحابی نے جن کی صرف ایک دختر تھی اپنے کل مال کے صدقہ کرنے کی وصیت کا ارادہ کیا تھا، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک ثلث مال کی وصیت کی اجازت دی، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی پس زید بھی اس سے زیادہ وقف نہ کرے، اور اضرار وارث کا ارادہ نہ کرے کہ یہ سخت گناہ ہے، البتہ اگر وقف اس طرح کرے کہ بکر رہن اور بیع اور ہبہ وغیرہ نہ کر سکے؛ تو اس میں اگر زید مصلحت سمجھتا ہے تو یہ درست ہے۔

اور واضح ہو کہ وقف دراصل ایک نیک کام اور قربت ہے؛ چنانچہ شرائط وقف میں سے یہ بھی ہے: وأن یکون قربة فی ذاته (۱) (درمختار) پس زید کا یہ عہد و وعدہ کہ میں وقف نہ کروں گا ایسا ہے جیسا کہ یہ کہے کہ اپنے مال کو صدقہ نہ کروں گا؛ تو ایسا وعدہ قابل ایفاء نہیں ہے، اور ایسے وعدہ کے خلاف میں مؤاخذہ نہیں ہے؛ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ایسا معاہدہ توڑنا چاہیے، لہٰذا اس وعدہ کی وجہ سے زید پابند وقف نہ کرنے کا نہیں ہوسکتا، البتہ وہی تفصیل جو اوپر گذری اس میں ملحوظ رہے گی۔ فقط

وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے وقف کرنا اچھا نہیں

سوال: (۲۰) ایک شخص جس کی زوجہ اور ایک لڑکا ہے، اگر وہ اپنی حیات میں مسجد کو اپنی جائداد دینا چاہے تو دے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۱۸/۴۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: اپنی حیات میں وہ شخص اپنی جائداد جس کو چاہے دے سکتا ہے، خواہ مسجد میں دے کر وقف کردے یا کسی دوسرے شخص کو دے دے، لیکن وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ (۲)

اپنی مملوکہ زمین اور باغ کو وقف کرنا جائز ہے

سوال: (۲۱) زید اپنی کچھ زمین مملوکہ کو وقف کرنا چاہتا ہے، اس زمین کی آمدنی دو قسم کی ہے کچھ نقدی تحصیل ہے، اور زیادہ حصہ آمدنی کا بذریعہ درخت تاڑ و کھجور وغیرہ ہے؛ یعنی جس قدر تاڑ و کھجور میں

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۱۰ کتاب الوقف – شرائط الوقف۔

(۲) عن أنس رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: من قطع میراث وارثه قطع اللہ میراثه من الجنة یوم القیامة رواہ ابن ماجة: و رواہ البیهقی فی شعب الإیمان عن أبی هریرة رضی اللہ عنه (مشکوۃ، ص:۲۶۶ باب الوصایا)

سال بہ سال رعایا کے ساتھ بندوبست کیے جاتے ہیں رعایا مدت معینہ تک فائدہ اٹھاتے ہیں، اور اس مدت کے لیے جو کچھ مالک نے مقرر کیا ہے ادا کرتے ہیں؛ آیا زمین مذکورہ موصوفہ بصفت مسطورہ کو زید وقف کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۰۶۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی کتاب الوقف میں ہے: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات، أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسبب فاسد الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ اپنی مملوکہ زمین اور مکان اور باغ مملوکہ کو وقف کرنا صحیح ہے، پس ثابت ہوا کہ ہر دو قسم کی زمین و باغ کو وقف کرنا جائز اور نافذ و صحیح ہے۔ فقط

شوہر کے ترکہ سے بیوی کو جو جائداد ملی ہے اس کو عورت وقف کرسکتی ہے

سوال: (۲۲) ایک شخص نے کوئی جائداد اپنے بیٹے نابالغ کے نام چند مصلحت دنیاوی سے خریدی، بعد بلوغ لڑکے کی شادی ہوگئی، بعد چند مدت کے لڑکے کا انتقال ہوا اور بیوہ اس کی لاولد ہے، ایک چہارم پر نام اس کی بیوہ کا، اور باقی پر نام باپ کا درج کاغذات سرکاری ہوگیا؛ تاہم قبضہ سب پر باپ ہی کا رہا، اگر بیوہ اپنے حصۂ چہارم کو وقف یا بیع یا رہن کرنا چاہے تو کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور باپ اختیار ممانعت رکھتا ہے یا نہیں؟ (۱۲۳۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: نابالغ کی طرف سے باپ کا قبضہ کافی ہے نابالغ کے قبضہ کی ضرورت نہیں ہوتی، لہٰذا وہ جائداد جو بیٹے کے نام خرید کی گئی وہ اسی کی ہوگئی، اس کے مرنے کے بعد چہارم اس کا بعد ادائے دین مہر کے زوجہ کو پہنچا، اس چہارم کو اس کی زوجہ وقف یا بیع وغیرہ کرسکتی ہے، شوہر کے باپ کو کچھ حق روکنے کا نہیں ہے، بلا رضامندی اس کے وہ چہارم حصہ مدرسہ و مسجد وغیرہ کے لیے وقف ہوسکتا ہے (۲) درمختار میں ہے: وهبة من له ولاية على الطفل الخ تتم بالعقد الخ لأن قبض الولي ينوب عنه (۳)

---

(۱) ردالمحتار ۶/۴۱۰ کتاب الوقف، شرائط الوقف۔

(۲) لأن الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص (الشامي ۷/۸ کتاب البیوع ـ مطلب في تعريف المال والملك والمتقوم) ولو أن رجلين بينهما أرض فوقف أحدهما نصيبه جاز في قول أبي يوسف رحمه الله تعالى (هندية ۲/۳۶۷ کتاب الوقف. فصل في وقف المشاع)

(۳) الدر المختار مع الرد ۸/۴۳۲ کتاب الهبة۔

جو زمین کاشت کار کے قبضہ میں ہے اس کو مالک سے خرید کر وقف کرنا

سوال: (۲۳) زید ایک ایسی اراضی خرید کر وقف کرنا چاہتا ہے جو عرصۂ دراز سے بکر کاشت کار کی دخیل کاری اور قبضہ میں ہے، اس لیے زید کا قبضہ کامل اس اراضی پر نہیں ہوسکتا، صرف کاغذات سرکاری میں بہ خانہ مالک زید کا نام درج ہوجائے گا؛ اس حالت میں اگر زید اس اراضی کو خرید کر وقف کرے تو یہ وقف شرعاً صحیح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۱۴۱۶ھ)

الجواب: یہ وقف شرعاً صحیح ہوجاوے گا؛ کیوں کہ وقف کے صحیح ہونے کے لیے صرف واقف کا مالک ہونا شرط ہے (کذا فی الشامی) اور جب کہ وہ زمین وقف ہوجاوے گی تو کاشت کار موروثی پر شرعاً چھوڑنا اس زمین کا اور اپنا قبضہ اٹھانا واجب ہوجاوے گا، اور جب تک وہ قبضہ اپنا نہ اٹھاوے اس وقت تک وہ لگان جو وہ دے گا مصارف وقف میں صرف ہوگا (۱) فقط

جس زمین میں کاشت کار کا حق ہے مالک اس کو وقف کرسکتا ہے

سوال: (۲۴) صوبہ بہار میں گورنمنٹ نے اراضی مزروعہ ومسکونہ کے متعلق دو حق رکھے ہیں، ایک حق ذات اراضی سے متعلق ہے، اس حق کا حق دار و مالک ''زمین دار'' کہا جاتا ہے، اور دوسرا حق زمین سے انتفاع کا ہے جس کو حق زراعت وحق سکونت کہتے ہیں، اور اس حق کے مالک کو ''کاشت کار'' کہا جاتا ہے، ان دونوں حقوق کی بیع وشراء ہوتی ہے ساتھ بھی، اور علیحدہ علیحدہ بھی، قانون گورنمنٹ کی وجہ سے زمین دار بھی زمین کو کاشت کار سے نہیں لے سکتا، وہ مال گذاری وصول کرے اور عدم وصولی کے وقت نالش کر کے وصول کرے، اب اس صورت میں زمین دار نے اپنے حق کو جو کہ ذات ارض سے متعلق تھا اگر وقف کردیا تو شرعاً حق سکونت یا زراعت جو دوسرے کو تھا یا اس زمین دار کو تھا باطل ہوگیا یا نہ؟ (۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

---

(۱) قوله بخلاف صحیح أی وقف مدیون صحیح فإنه یصح ولو قصد به المماطلة لأنه صادف ملكه كما فی أنفع الوسائل عن الذخیرة (الفتاوى الشامیة ۶/۴۷۰ مطلب: الوقف فی مرض الموت) وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لا بد أن یكون مالكا له وقت الوقف ملكا باتا (ردالمحتار ۶/۳۱۰ كتاب الوقف، شرائط الوقف)

الجواب: مالک رقبۂ زمین نے جب اپنی مملوکہ زمین کو وقف کردیا تو وہ وقف ہوگئی، اور کاشت کار وغیرہ کا حق اس سے زائل ہوگیا(۱)

عورت اپنی جائداد کو شوہر کی اجازت کے بغیر وقف کرسکتی ہے

سوال: (۲۵) اگر عورت اپنی ذاتی جائداد کو کسی مدرسہ یا انجمن کے لیے بلا اپنے شوہر کی اجازت کے وقف کردے؛ تو واقفہ پر شرعاً کیا جرم عائد ہوگا؟ اور یہ وقف صحیح ہوگا یا نہ؟ (۲۰۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہوگا، اور واقفہ پر شرعاً کچھ الزام ومؤاخذہ عائد نہ ہوگا۔(۲) فقط

وقف کی آمدنی سے کوئی زمین خرید کر وقف کرنا درست ہے

سوال: (۲۶) ایک واقف نے اپنے اس حصۂ زمین کو جو مکان میں ہے، وقف کیا، اور وہ مکان ۔کی جائداد کا جزو مشترک ہے، اور اس مکان میں ایک دوسرا شخص بھی چہارم کا حصہ دار ہے، اس لیے کہ رائی جائداد اور قصبہ ''منڈاور'' میں وہ چہارم حصہ کا حق رکھتا ہے، اب وہ ثانی حصہ دار قصبہ کی جائداد کے نھ اس حصۂ مکان کو بھی فروخت کرنا چاہتا ہے، تنہا قصبہ کی جائداد فروخت کرنا نہیں چاہتا؛ اس صورت میں ، چہارم حصۂ مکان کو صحرائی جائداد کے ساتھ وقف کے روپے سے خرید سکتے ہیں یا نہیں؟ اس لیے کہ ، صورت میں وقف کی آمدنی میں بھی ترقی ہوگی، جو حکم شریعت کا ہو مطلع فرمائیں (۲۸۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وكذا يفتى بكل ما هو أنفع للوقف فيما اختلف العلماء فيه الخ (۳) پس

ا و شـرطـه ــــ أفـاد أن الـواقف لابـد أن يـكـون مالكا له وقت الوقف ملكا باتًا الخ شامی ۶/ ۵۱۰ كتاب الوقف ، شرائط الوقف) وفيـه أيضًا: قوله بخلاف صحيح أى وقف مديون حيـح فـإنه يصحُّ ولو قصد به المماطلة لأنه صادف ملكه الخ (۶/ ۴۷۰ كتاب الوقف. مطلبٌ: قف في مرض الموت) وفيـه. لأن الـمـلـك مـا مـن شـأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص المحتار ۷/ ۸ كتاب البيوع – مطلبٌ: في تعريف المال والملك والمتقوم)

) أفـاد أن الـواقف لا بـد أن يـكـون مالكًا له وقت الوقف ملكا باتًا الخ (ردالمحتار ۶/ ۵۱۰ كتاب ف ، شرائط الوقف) وفيـه: لأن الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص (الشامى ،كتاب البيوع – مطلبٌ في تعريف المال والملك والمتقوم)

) الدر المختار مع الشامى ۶/ ۵۸۲ كتاب الوقف – مطلبٌ: سكن المشترى دار الوقف.

اگر منافع و آمدنی وقف سے وہ چہارم حصہ خرید کر وقف کر دیا جائے تو یہ درست ہے کہ اس میں نفع وقف ہے۔ فقط

وقف کی آمدنی سے خریدے ہوئے مکانات بھی وقف ہیں

سوال: (۲۷) محمد احمد نے ایک مکان مدرسہ کے لیے وقف کیا، اب متولی نے مکان مذکو فروخت کر کے اس کی قیمت اور آمدنی سے دو تین مکان خریدے ہیں، تو یہ مکانات بھی وقف ہوئے نہیں؟ (۱۳۳۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو مکانات اس مکان موقوفہ کی قیمت سے خریدے گئے ہیں، وہ سب وقف ہیں ان آمدنی سے موافق تفصیل واقف کے عمل درآمد کیا جائے۔ فقط

اشیاء منقولہ کا وقف جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۸) زید نے اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ بذریعہ وقف نامہ ـــــ مؤرخہ ۱۲ ربیع الا سنہ ۱۳۰۳ھ ـــــ وقف کر دی، نوشتہ زید کا حسب ذیل ہے:

املاک خود را بہ ثبات عقل و ہوش بر طالب علمان محتاج از قرابت خود، و بعد آنہاں بدیگر مساکین و نمودم بعد من واقف تولیت مدرسہ طلبۂ مذکور و انتظام املاک موقوفہ تا یک سال برادرم عبدالمجید طال اللہ قائم مقام شان تبرعاً نمایند و رقم حق تولیت یکسالہ خود بفرزندانم و دخترانم تقسیم کنند۔

یہ امر مسلّم ہے کہ واقف تا حیات من ابتداء ۱۳۰۳ھ لغایۃ ۱۳۰۸ھ ۵ سال تک املاک موقو قابض رہے، موقوف علیہ کے قبضہ میں نہیں دی گئی، اپنے جملہ فرزندوں کو جائداد موقوفہ صدر میں ایک سال حق تولیت بھی دیا گیا، کیا مال منقولہ مثل دیگ و رکابی و شطرنجی وغیرہ کا وقف جائز ہے یا نہ ان حالات میں جائداد موقوفہ جو کہی جاتی ہے اس پر تعریف وقف کی صادق آتی ہے یا نہیں؟ کیا بمو وقف نامہ کے یہ جائداد بعد وفات واقف داخل ترکہ ہوگی یا وقف رہے گی؟ بینوا و توجروا (۳۳۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس صورت میں وقف جائداد غیر منقولہ مثل مکان و زمین کا مطلقاً وقطعاً صحیح کیونکہ صحیح و مفتی بہ قول کے موافق واقف کے صرف اس کہہ دینے سے کہ میں نے اپنی زمین و جا

مساکین پر وقف کیا وقف صحیح ہو جاتا ہے، متولی کے قبضہ میں دینا امام ابو یوسف کے مذہب کے موافق شرط نہیں ہے، اور امام ابو یوسف ہی کے قول پر فتوی ہے، اور اسی کو محققین نے اوجہ و اصح و احوط فرمایا ہے؛ جیسا کہ روایات آئندہ سے واضح ہوگا، اسی طرح واقف کا خود متولی ہونا یا اپنی اولاد میں سے کسی کو متولی بنانا؛ جس ترتیب سے وہ متولی بنائے اور جس مدت کے لیے متولی بنائے صحیح ہے، تولیت کی معرفت (یعنی مدت متعین) کرنے سے وقف موقت نہیں ہوتا، وقف مؤبد ہی رہے گا متولی اگرچہ بدلتے رہیں، اور واقف کا غلۂ وقف اپنے لیے یا اپنی اولاد کے لیے مقرر کر لینا بھی؛ جس شرط کے ساتھ واقف مقرر کرے صحیح ہے، الغرض وقف نامہ مذکور میں کوئی امر مانع عن الوقف موجود نہیں ہے —— رہا منقولات کا وقف کرنا اس میں یہ تفصیل ہے کہ جن اشیاء منقولہ کا تعامل جاری ہے جیسے دیگ وثوب وکتب ومصحف وغیرہ ان میں بھی وقف صحیح ہے، عبارت مندرجہ تحت ان مطالب مذکورہ کو ثابت کرتی ہیں۔ قال فی الدر المختار: ومحله المال المتقوم وركنه الألفاظ الخاصة كأرضي هذه صدقة موقوفة مؤبدة على المساكين ونحوه من الألفاظ كموقوفة لله تعالى أو على وجه الخير أو البر، واكتفى أبو يوسف بلفظ موقوفة، قال الشهيد: ونحن نفتي به للعرف وهكذافي الشامي (۱) وفي الدر المختار أيضًا: وجعله أبو يوسف كالإعتاق واختلف الترجيح والأخذ بقول الثاني أحوط وأسهل بحر، وفي الدرر وصدر الشريعة وبه يفتى الخ قوله وجعله أبو يوسف كالإعتاق فلذلك لم يشترط القبض والإفراز أي فيلزم عنده بمجرد القول كالإعتاق. وفيه عن الفتح: أن قول أبي يوسف أوجه عند المحققين الخ (۲) وفي الدر المختار: وجاز جعل غلة الوقف أو الولاية لنفسه عندالثاني وعليه الفتوى الخ، كذا قال الصدر الشهيد وهو مختار أصحاب المتون ورجحه في الفتح واختاره مشائخ بلخ (۳) وكما صح أيضًا وقف كل منقول فيه تعامل وقدر وجنازة وثيابها ومصحف وكتب الخ (۴) (درمختار) وفيه أيضًا: ومادام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لايجعل المتولي من الأجانب أراد المتولي إقامة

(۱) الدر المختار مع الشامی ۲/۴۰۹ فی اوائل کتاب الوقف.

(۲) الشامی ۲/۴۱۹-۴۲۰ مطلبٌ شروط الوقف علی قولهما — کتاب الوقف.

(۳) ردالمحتار ۲/۴۵۶ مطلبٌ فی الوقف علی نفس الواقف — کتاب الوقف.

(۴) الدر مع الرد ۲/۴۳۳-۴۳۵ مطلبٌ فی وقف المنقول قصدا — کتاب الوقف.

غیرہ مقامہ فی حیاتہ وصحتہ إن کان التفویض لہ بالشرط عامًا صح الخ (۱) وفیہ شرط الواقف کنص الشارع الخ (۲)

تمام منقولہ اور غیر منقولہ املاک کو وقف کرنے کی وصیت کرنا

سوال: (۲۹) شخصے بہ حالت صحت وعقل بدیگرامین می گوید کہ ہمہ املاک منقولہ وغیر منقولہ من بعد مرگ من وقف مساکین فلاں مدارس داری، اتفاقاً آں شخص بعد چند روز بموت بمفاجاۃ فوت شد، وآں امین ہمہ املاک وے بعد ادائے دیون بمساکین داد، وچیزے نہ گذاشت: آیا وقف وے درست است یا نہ؟ (۱۱۴۸/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایں چنیں وصیت در ثلث ترکہ جاری می شود، وبہ رضائے ورثہ در جمیع ترکہ ہم جاری خواہد شد؛ پس اگر برضائے ورثہ آں امین تمام جائداد غیر منقولہ راوقف کند، صحیح خواہد شد (۳) ووقف مملوک کسے نمی شود، تقسیم کردن آں را بہ مساکین، ومالک گردانیدن اوشاں را صحیح نخواہد شد؛ بلکہ آں راوقف کردہ منافعہ آں بمساکین خواہد رسید وبس (۴) در وقف منقول تفصیل است کما بین فی کتب الفقہ فقط

ترجمہ: سوال: (۲۹) ایک شخص صحت وتندرستی کے زمانے میں کسی امین سے کہتا ہے کہ میری تمام منقولہ وغیر منقولہ املاک میرے مرنے کے بعد فلاں فلاں مدارس کے مساکین کو وقف کردینا۔ اتفاقاً وہ شخص چند روز بعد ہی اچانک فوت ہوگیا، اور اس امین نے قرضوں کی ادائیگی کے بعد اس کی تمام املاک مساکین کے حوالے کردیں اور کوئی بھی چیز باقی نہیں رکھی، اس صورت میں اس کا وقف کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: اس طرح کی وصیتیں ایک تہائی ترکہ میں جاری ہوتی ہیں اور ورثہ کی رضامندی سے

---

(۱) الدر مع الرد ۶/ ۴۹۹ مطلب: لا یجعل الناظر من غیر أھل الوقف — کتاب الوقف.

(۲) الشامی ۶/ ۵۰۸ مطلب: فی قولھم شرط الواقف کنص الشارع — کتاب الوقف.

(۳) امرأۃ وقفت منزلاً – إلی قولہ – جاز الوقف فی الثلث ولم یجز فی الثلثین (الشامی ۶/ ۴۱۵ مطلبٌ فی وقف المریض)

(۴) ولا یقسم النقض أو ثمنہ بین مستحقي الوقف لأن حقھم فی المنافع لا العین (الدر المختار مع الرد ۶/ ۴۴۹ کتاب الوقف. مطلبٌ فی الوقف إذا خرب ولم یمکن عمارتہ)

تمام ترکہ میں بھی جاری ہوسکتی ہیں، لہٰذا اگر اس امین نے ورثہ کی رضامندی سے تمام غیر منقولہ جائداد کو وقف کیا ہے تو درست ہو جائے گا۔ اور وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتا اس وجہ سے مسکینوں کے درمیان اسے تقسیم کر کے ان کو مالک قرار دینا صحیح نہیں ہے، بلکہ ان املاک کو وقف کرنے کے بعد اس کا جو منافعہ ہوگا صرف وہی مسکینوں کو پہنچے گا۔ اور منقولات کے وقف میں تفصیل ہے جسے فقہ کی کتابوں میں وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے۔

بادشاہِ وقت کا سرکاری افتادہ زمین کو وقف کرنا

سوال: (۳۰) بعض معتمد علیہ مسلم رعایائے سرکار عالی نے ایک قومی انجمن کے لیے بادشاہِ وقت کی بارگاہ میں اس اقرار کے ساتھ درخواست دی کہ اگر سرکاری افتادہ نشان دادہ زمینات کے فلاں فلاں نمبروں اور نقشوں میں سے اراضی متدعیہ منظور فرمائی جائیں تو ہم ممبران انجمن بحیثیت متولیان وقف زمینات منظورہ کو بحق انجمن مذکور وقف للہ متصور کریں گے، اس کے بعد انجمن کے نشان دادہ اراضی کو حسب استدعائے انجمن بادشاہ وقت نے حسب ذیل فرمان نفاذ وقف کے ساتھ منظور فرمایا کہ فلاں انجمن کو اس کی نشان دادہ اراضی خاص طور پر دے دی جائے؛ یہ ایک مذہبی کام ہے جس میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہونا چاہیے، اور اس کو وقف کر دیا جائے تا کہ اس سے کوئی ذاتی فائدہ نہ اٹھائے، نیز میرے اس حکم کی جلد تعمیل کر کے اطلاعی معروضہ پیش کیا جائے، چنانچہ سرکاری محکمہ متعلقہ محکوم الیہ نے اراضی نشان دادہ کو انجمن کے متولیان کی نگرانی وحراست میں دے دیا اس وقت اراضی متدعیہ محولہ انجمن کے قبضہ ونگرانی میں ہے، اور سرکاری احکامِ عطا بہ طریق اسناد انجمن میں موجود ہیں، ایسی صورت میں اراضی متدعیہ منظورہ حسب قرار داد انجمن وحسب الحکم حضرت معطی عند اللہ وقف متصور ہوں گی یا نہیں؟ بینوا توجروا (۲۰۶۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس صورت میں اراضی مذکورہ وقف ہوگئی، اور احکام وقف ان سے متعلق ہوں گے جیسا کہ عبارت ذیل سے واضح ہوتا ہے فَإِنْ كَانَتْ مواتًا أو ملكًا للسلطان صح وقفها الخ (۱) (شامی: ۳/۳۹۲)

(۱) ردالمحتار ۶/۴۶۶ كتاب الوقف - مطلبٌ في وقف الإقطاعات.

جوز مین سیکڑوں لوگوں کے درمیان مشترک ہے اس کو وقف کرنے کا طریقہ

سوال: (۳۱) ایک قطعہ اراضی مشترکہ دیہہ (گاؤں) جس کو عرف عام میں ''شاملات'' کہتے ہیں جب کہ وہ سیکڑوں کی تعداد مرد وعورت اور یتیم اور بیوگان کی ملکیت ہے، کیا اس کو اگر معدودے چند اشخاص مثلاً نمبر داران دیہہ اور چار پانچ غیر نمبر داران مسجد یا مدرسہ کے لیے بلا رضامندی مالکان کے؛ اگر وقف کرنا چاہیں تو یہ وقف شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۶۹/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ جو لوگ اپنا حصہ شاملات دیہہ میں سے وقف کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا حصہ تقسیم کر کے وقف کریں، اور اگر مشترک حصہ کو وقف کردیں گے تب بھی وقف صحیح ہوگا درمختار میں ہے: واختلف الترجیح والأخذ بقول الثاني أحوط وأسهل بحر وفي الدرر و صدر الشریعة وبه یفتی وأقره المصنف (۱) اس سے معلوم ہوا کہ وقف مشاع جائز ہے جو کہ مذہب امام ابو یوسف صاحبؒ کا ہے، اور جو حصہ دار اپنا حصہ وقف کریں گے اس سے صرف ان ہی کا حصہ وقف ہوگا، دوسرے حصہ داروں کا حصہ وقف نہ ہوگا، ہدایہ میں ہے: ووقف المشاع جائز عند أبي یوسفؒ (۲)

کسی وارث کا مشترک ترکہ میں سے روپیہ وقف کرنا اور حرام ترکے کا وارث کے حق میں کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۲) ایک شخص نے وفات پائی، اور ایک زوجہ اور بچے نابالغ وارث چھوڑے، اور وہ شخص سود خوار تھا، اس نے مرنے سے پہلے کچھ روپیہ مسجد بنانے کے واسطے دیا، اور یہ کہہ دیا کہ میں مال حلال دیتا ہوں، تو اس روپے کا مسجد میں لگانا درست اور جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ امر بھی قابل استفسار ہے کہ اس شخص متوفی کی زوجہ مسجد میں کچھ روپے مشترک ترکہ میں سے دینا چاہتی ہے، اور کہتی ہے کہ میں اپنے حصے میں مجرا کرالوں گی، حالانکہ اور وارث متوفی کے صغیر السن اور نابالغ ہیں؛ تو دریں صورت تصرف کرنا زوجہ کا مشترک ترکہ میں درست ہے یا نہیں؟ اور حرام مال مورث کا وارث کے حق میں

(۱) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۲۰ کتاب الوقف – مطلب مهم: فرق أبو یوسف الخ.
(۲) هدایة ۲/۶۳۸ في بدایة کتاب الوقف.

درست اور حلال ہوتا ہے یا حرام؟ (۱۱۳۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب کہ وہ شخص یہ کہہ گیا ہے کہ میں مسجد کے لیے حلال مال دیتا ہوں؛ تو اس روپے کو لے کر مسجد میں صرف کرنا درست ہے، اور اس کی زوجہ کو قبل تقسیم ترکہ تصرف کرنا ترکہ مشترکہ میں درست نہیں ہے، بعد تقسیم ترکہ اپنے حصہ میں سے دے سکتی ہے، اور تصرف بھی کر سکتی ہے — باقی یہ مسئلہ کہ حرام مال مورث کا وارث کے حق میں حلال ہوتا ہے یا حرام؟ صحیح یہ ہے کہ مع العلم حرمت منتقل ہوتی ہے؟ یعنی اگر ورثہ کو اس مال کے حرام ہونے کا علم ہو کہ مثلاً یہ روپیہ خاص سود کا ہے یا ثمن خمر سے (جس کو مسلمان نے فروخت کیا تھا) حاصل ہوا ہے؛ تو ورثہ کے حق میں وہ روپیہ حرام ہے، اور واپس کرنا اس کا صاحب مال پر لازم ہے۔ قال فی الدرالمختار: وعلی هذا لو مات مسلم وترك ثمن خمر باعه مسلم لايحل لورثته، كما بسطه الزيلعي. وفي الأشباه: الحرمة تنتقل مع العلم إلاّ للوارث إلا إذا علم ربه الخ. قوله إلاّ إذا علم ربه أی ربُّ المال فيجب على الوارث ردّه على صاحبه(۱)(رد المحتار)

وقف کے چند احکام

سوال: (۳۳) ...... (الف) جب کہ واقف نے یہ نہ لکھا ہو کہ وقف کا نفاذ بعد وفات میری کیا ہوگا؟ بلکہ اپنی حیات تک اپنے آپ کو متولی رکھا ہو، اور بعد اپنے دوسرا شخص متولی؛ تو ایسی دستاویز وقف بالوصیت ہوگی یا نہیں؟

(ب) واقف کا خود متولی ہونا جائز ہے یا نہ؟

(ج) وقف علی الاولاد کے واسطے قبضہ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح وقف بالوصیت کے واسطے۔ اگر قبضہ دینا ضروری ہے تو واقف کے خود متولی رہنے سے شرعاً قبضہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(د) وقف بالوصیت کے جواز کے واسطے کیا شرائط ہیں؟ اور اس کا نفاذ بعد مرنے واقف کے کل جائداد پر ہوگا یا ثلث پر؟

(ھ) وصیت بالوقف اور وقف بالوصیت میں کیا فرق ہے؟ (۳۶۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

(۱) الدر مع الشامی ۹/ ۴۷۰-۴۷۱ کتاب الحظر والإباحة. فصلٌ فی البیع.

الجواب: (الف) واقف کا اپنی حیات میں خود متولی رہنا اس کو مقتضی ہے کہ وقف فی الحال کر چکا ہے پس یہ وقف منجز ہے؛ یعنی فی الحال ہے، وصیت بالوقف نہیں ہے۔

(ب) واقف خود متولی ہوسکتا ہے، درمختار میں ہے: جعل الواقف الولاية لنفسه جاز بالإجماع الخ (۱)

(ج) جب کہ واقف خود متولی ہوتو کسی کو قبضہ دینے کی ضرورت نہیں ہے، اور وقف صحیح ہے، بلکہ موافق قول امام ابو یوسفؒ کے جو کہ دربارۂ وقف مفتی بہ ہے وقف کی صحت کے لیے کسی کے قبضہ کی ضرورت نہیں ہے، مجرد قول سے وقف صحیح ہوجاتا ہے؛ مثلاً واقف نے جب یہ کہہ دیا کہ میں نے اس کو وقف کیا وقف صحیح ہوگیا، شامی میں ہے: وفي القهستاني: أن التسليم ليس بشرط إذا جعل الواقف نفسه قيما الخ (۲) وفي الدر المختار: وجعله أبو يوسفؒ كا لإعتاق فلذا لم يشترط القبض و الإفراز أي فيلزم عنده بمجرد القول الخ (۲) (شامی: ۳/۳۶۵)

(د) اگر اپنی زندگی میں وقف نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ فلاں جائداد میرے مرنے کے بعد وقف ہے تو یہ وصیت بالوقف ہے، ثلث میں جاری ہوگی۔ قال في الشامي: نعم سيأتي في الشرح أنه يكون وصيةً لازمةً من الثلث بالموت لاقبله الخ (۳) (شامی: ۳/۳۶۰)

(ھ) ان میں کچھ فرق نہیں ہے دونوں کا مطلب یہ ہے کہ واقف نے وقف کی وصیت کی ہے، فی الحال وقف نہیں کیا؛ بلکہ یہ کہا ہے کہ میرے مرنے کے بعد یہ جائداد وقف ہے سو یہ وصیت ثلث میں جاری ہوگی، کمامر۔ فقط

دوسرے کی جائداد کو اپنی جائداد کے ساتھ ملا کر وقف کرنا

سوال: (۳۴) زید نے اپنی حیات میں دو قطعہ زمین اللہ کے نام پر وقف کر دیے، جس میں سے ایک جائداد زید کی ملک تھی، اور دوسری جائداد کی مالک ہندہ زوجۂ زید تھی تو جائداد مملوکہ زید وقف سمجھی جائے گی یا نہیں؟ (۱۳۵۶/۱۳۴۱ھ)

---

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۵۱ كتاب الوقف – مطلبٌ في اشتراط الواقف الولاية لنفسه.

(۲) الشامی ۶/۴۱۸-۴۱۹ كتاب الوقف – مطلبٌ في الكلام على اشتراط التأبيد.

(۳) الشامی ۶/۴۱۱ كتاب الوقف. قبل مطلبٌ في وقف المرتد والكافر.

الجواب: جو قطعہ زید کی خاص ملک تھا اس کا وقف صحیح ہے، لہٰذا ورثہ کا حق اس قطعہ پر نہیں، پس اگر ہر دو قطعہ کو علیحدہ علیحدہ الفاظ سے وقف کیا تو اپنی ملک کے وقف کے جواز میں کوئی اشتباہ نہیں، اور اگر اپنی ملک کے ساتھ دوسرے قطعہ کو جو کہ اس کا مملوک نہ تھا ملا کر ایک ہی لفظ سے وقف کیا تو بھی یہ وقف اس کے مملوک قطعہ میں جائز ہے، کیوں کہ مضموم بھی موقوف بننے کی قابلیت فی الجملہ رکھتا ہے وهذا كما قالوا في البيع: أنه بطل بيع قن ضم إلى حر ...... بخلاف بيع قن ضم إلى مدبر أو نحوه؛ فإنه يصح كذا في الدر المختار، وفي الشامي تحته: أي فيصح في القن بحصته لأن المدبر محل للبيع عند البعض فيدخل في العقد ثم يخرج فيكون البيع بالحصة في البقاء دون الابتداء وفائدة ذلك تصحيح كلام العاقل مع رعاية حق المدبر الخ (۱) (۱۴۰/۴) اسی طرح صورت مسئولہ میں بھی بصورت ضم ملک غیر کے اپنی ملک میں وقف صحیح ہے، اور ملک غیر بقاء خارج ہو جائے گی، تا کہ واقف کا کلام لغو ہونے سے محفوظ رہے اور غیر کا حق بھی مارا نہ جاوے، كما في الأشباه: إعمال الكلام أولى من إهماله متى أمكن فإن لم يمكن أهمل الخ (۲) فقط

اپنی اور بہن کی جائداد کو مرض موت میں وقف کرنا

سوال: (۳۵) زید نے مع اپنی ہمشیرہ حقیقی ہندہ کے کہ جس کے حصہ ملکیت کا وہ کارکن تھا، اور اس کی جائداد پر بہ حیثیت مختار عام کے متصرف بغیر حق شرعی کے تھا، اپنے مرضِ موت میں بہ ذریعہ ایک تحریر وقف علی الاولاد کے، اپنی اور ہندہ کی جائداد کو فائدہ اٹھانے کی نیت سے، اور دوسرے وارثان ہندہ کی حق تلفی کی غرض سے، اپنی اور ہندہ ہمشیرہ حقیقی کی جائداد وقف کردی، اس صورت میں کیا حکم شریعت مطہرہ دیتی ہے؟ زید اسی مرض میں فوت ہو گیا۔ فقط (۵۸۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ہندہ کی جائداد کو تو زید کو وقف کرنے کا اختیار ہی نہیں، وہ جائداد تو بالکل وقف نہیں ہوئی، وہ ہندہ کے ورثہ کو ملے گی، اور زید نے جو اپنی جائداد وقف کی بوجہ مرضِ موت کے وہ وقف ایک

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۱۷۷/۷ باب البيع الفاسد. قبيل مطلبٌ: إذا اشترى أحد الشريكين جميع الدار.

(۲) الأشباه والنظائر ص: ۱۵۶ الفن الأول، القاعدة التاسعة: إعمال الكلام أولى من إهماله الخ.

ثلث میں جاری ہوگا، اور دو ثلث جملہ ورثہ زید ذکور واناث کو حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوں گے (۱)

قال في الدر المختار: إعتاقه ومحاباته وهبته ووقفه وضمانه كل ذلك حكمه كحكم وصية فيعتبر من الثلث الخ (۲) فقط

قرض کی ادائیگی سے بچنے کے لیے اپنی جائداد وقف کرنا

سوال: (۳۶) (الف) زید پر بار قرضہ کثیر تھا، اور جائداد سکنائی وصحرائی اس کے پاس کم مالیت کی تھی، اور وہی اس کی معاش تھی؛ قرضہ ادا کرنے کی مقدرت نہ رکھتا تھا، اس نے قرضہ مارنے کی نیت سے اپنی جائداد کو وقف علی الاولاد لکھ دیا، اور اب اس وقت قرضہ دین مہر ڈگری شدہ ہے؛ شرعاً ایسا وقف جائز ہے یا نہیں؟

(ب) جائداد بغرض ادائیگی قرضہ فروخت ہوسکتی ہے؟ (۱۳۴۲/۱۵۹۹ھ)

الجواب: (الف، ب) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ مدیون اگر بحالت صحت وقف کرے تو جائز ہے شامی میں ہے: قوله بخلاف صحيح أي وقف مديون صحيح فإنه يصح ولو قصد به المماطلة الخ قال في الفتح: وهو لازم لاينقضه أرباب الديون الخ (۳) (شامی: ۳/۳۹۵) اور درمختار میں ہے: فإن شرط وفاء دينه من غلته صح وإن لم يشرط يوفى من الفاضل عن كفايته بلا سرف ولو وقفه على غيره فغلته لمن جعله له خاصة الخ (۳) پھر اس کے بعد جو روایت بطلان وقف مدیون کی لکھی ہے، اس کو شامی نے محمول کیا ہے مریض مدیون پر کہ اس کا وقف باطل ہے، یعنی تندرست آدمی کا وقف کرنا علی الاولاد ہو یا غیر علی الاولاد وہ صحیح و نافذ ہے، اور وہ جائداد موقوفہ فروخت نہ ہو سکے گی۔ فقط

جورو پیہ دوسروں کے ذمے قرض ہے اس کا وقف صحیح نہیں

سوال: (۳۷) مکان واراضی مشترکہ کا انتقال بہ ذریعہ وقف علی الاولاد جائز ہے یا نہیں؟ اور جس

(۱) امرأة وقفت منزلاً في مرضها - إلى قوله - جاز الوقف في الثلث ولم يجز في الثلثين فيقسم الثلثان بين الورثة على قدر سهامهم (الشامي ۶/۴۱۵ كتاب الوقف - مطلبٌ في وقف المريض)

(۲) الدر المختار مع الشامي ۱۰/۳۱۴ كتاب الوصايا . باب العتق في المرض .

(۳) ردالمحتار على الدر المختار ۶/۴۲۰-۴۲۱ كتاب الوقف - مطلبٌ: الوقف في مرض الموت .

طرح ہبہ مشاع جائداد مشترکہ کا جائز نہیں ہے؛ اس قسم کا کوئی اعتراض وقف پر پیدا ہونے کا احتمال ہے یا نہ؟ جو روپیہ جائداد غیر منقولہ کے رہن پر قرض دیا گیا ہے و نیز وہ روپیہ جو دست گرداں (یعنی غیر تحریر شدہ قرض) یا کسی دوسرے ذریعہ سے دوسروں پر قرض ہو وہ وقف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۵۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مشاع کا وقف امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صحیح ہے، اور اسی پر فتوی ہے، اس قول کے موافق بعد وقف ہو جانے کے حصہ موقوفہ علیحدہ کر دیا جائے گا، اور تقسیم کر کے اس کو جدا کر دیا جائے گا؛ خواہ یہ تقسیم باہمی رضامندی سے ہو خواہ بذریعہ عدالت کے ہو (۱) اور روپیہ جو دوسروں کے ذمہ قرض ہے یا دین ہے؛ اس کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے۔ (۲) فقط

سرکاری کاغذات میں کسی زمین کو وقف لکھ دینے سے وہ زمین وقف نہیں ہوگی

سوال: (۳۸) اگر خسرہ بندوبست (گاؤں کے کھیتوں اور مکانات کی فہرست) میں کسی اراضی کو وقف لکھ دیا ہو، اور کوئی ثبوت نہ ہو بلکہ اور ثبوت ملکیت ہونے کا ہو، اور مالک اراضی بھی وقف سے منکر ہو تو آیا صرف یہی کاغذ مثبت وقف شرعاً ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۳۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: محض خسرہ بندوبست میں کسی اراضی کو وقف لکھ دینے سے وہ اراضی وقف نہ ہوگی، تاوقتیکہ مالک اراضی کا وقف کرنا ثابت و معلوم نہ ہو۔ کما ذکر فی الشامی: عن الخانیة والإسعاف:

---

(۱) کما فی الدر المختار: فلا یجوز وقف مشاع یقسم خلافًا للثانی ... وجعله أبو یوسف کالإعتاق واختلف الترجیح والأخذ بقول الثانی أحوط وأسهل "بحر" وفی "الدرر" و"صدر الشریعة" وبه یفتی وأقره المصنف. وفی الشامی: قوله واختلف الترجیح مع التصریح فی کل منهما بأن الفتوی علیه لکن فی الفتح أن قول أبی یوسف أوجه عند المحققین. (الشامی: ۶/ ۴۱۸-۴۲۰ کتاب الوقف) وفیه فإذا تم ..... لا یقسم ..... إلا عندهما فیقسم المشاع وبه أفتی قارئ الهدایة وغیره، قوله به أفتی قارئ الهدایة حیث قال: نعم تجوز القسمة ویفرز الوقف و یحکم بصحتها (۶/ ۴۲۱-۴۲۵ کتاب الوقف. قریبًا من قوله مطلبٌ: فی قسمة الواقف مع شریکه)

(۲) وشرطه ..... أفاد أن الواقف لا بدّ أن یکون مالکًا له وقت الوقف ملکًا باتًا إلخ (۶/ ۴۱۰ کتاب الوقف ـ شرائط الوقف)

ادعی علی رجل فی یده ضیعة أنها وقف وأحضر صکًا فیه خطوط العدول والقضاة الماضین، وطلب من القاضی القضاء بذلك الصك قالوا: لیس للقاضی ذلك لأن القاضی إنما یقضی بالحجة والحجة إنما هی البینة أو الإقرار أما الصك فلایصلح حجة لأن الخط یشبه الخط الخ (۱)

جو دوسرے کی زمین میں رہتا ہے وہ اس زمین کو وقف نہیں کرسکتا

سوال: (۳۹) ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی واسطے تعمیر مسجد کے اپنی خوشی و رضامندی سے، پھر اس کو چند لوگوں نے بہکا کر اور لالچ دے کر اپنے ارادہ سے پھیر لیا؛ شخص مذکور بطور رعیت جدی کے آباد تھا: آیا بلا رضامندی مالک زمین کے جس کو ہر وقت آباد ہونے کے بطور نذرانہ حسب دستور ادا کر دیا گیا تھا، وہ اس مکان کو وقف کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۶۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: مالک زمین کے سوا کوئی دوسرا شخص کسی کی زمین کو وقف نہیں کرسکتا، اور وہ مسجد نہیں ہوسکتی، وقف کرنے کے لیے اور مسجد بنانے کے لیے مالک ہونا واقف کا شرط لازمی ہے کذا فی ردالمحتار (۲)

چڑھاوے کی آمدنی وقف نہیں ہوسکتی

سوال: (۴۰) اولاد حضرت شاہ قمیص صاحب کے ایک فریق نے دعویٰ کیا ہے کہ آمدنی چڑھاوا درگاہ حضرت شاہ قمیص صاحب تقسیم کی جاوے، فریق ثانی نے فریق اول کے خلاف اس غرض سے ــــ کہ آمدنی خانقاہ؛ خانقاہ ہی پر صرف ہوا کرے ــــ اپنے بیانات میں آمدنی کو وقف قرار دیا، اس سے پہلے کوئی سند موجود نہیں، عدالت نے مقدمہ فریق ثانی کے موافق کیا، آیا فریق ثانی کے خلاف دوسرے فریق کے کہنے سے وقف ہوسکتی ہے؟ (۱۳۳۱/۱۳۳۱ھ)

الجواب: چڑھاوے کی آمدنی کسی صورت میں وقف نہیں ہوسکتی، اس واسطے کہ وقف کے لیے یہ

(۱) ردالمحتار ۶/ ۴۸۲ کتاب الوقف – مطلبٌ: أحضر صکًا فیه خطوط الخ.

(۲) ومنها الملك وقت الوقف حتی لو غصب أرضًا فوقفها ثم اشتراها من مالکها ودفع الثمن إلیه أو صالح علی مال دفعه إلیه لا تکون وقفًا (الهندیة ۲/ ۳۵۳ کتاب الوقف – شرائط الوقف)

شرط ہے کہ موقوف کوئی شئی معین ہو، یہاں کوئی معین شئے نہیں، اس واسطے یہ وقف نہیں، بلکہ چڑھاوے کی آمدنی حسب عرف تقسیم کی جاوے گی کما فی الأشباہ: العادة محکمة الخ (۱)

جو مکان بیوی کو مہر میں دے دیا ہے اس کو وقف کرنا صحیح نہیں

سوال: (۴۱) ایک شخص نے ایک قطعہ مکان اپنی اہلیہ کو بہ عوض دَین مہر، چند معزز اشخاص کے روبہ رو دے دیا، اور پانچ سال کے بعد اس کی اہلیہ طاعون میں مبتلاء ہوئی، اس نے اپنے دو قطعہ مکان معہ اس مکان کے جو زوجہ کو دین مہر میں دے دیا تھا وقف کر دیے اور بہ حالت مرض زوجہ کا انگوٹھا لگالیا، عورت کو خبر اور علم نہیں ہوا، عورت کی طرف سے مکان وقف ہوا یا نہیں؟ (۲۰۲۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جو مکان وہ شخص اپنی زوجہ کو بہ عوض دین مہر دے چکا ہے، اس کو وقف کرنا صحیح نہیں ہے، اور وہ مکان وقف نہیں ہوا، اور عورت مریضہ کا انگوٹھا لگوانا بہ حالت عدم صحت و ہوش اس مریضہ معتبر نہیں ہے، اور اس کی طرف سے بھی مکان مذکور وقف نہیں ہوا (۲)

موقوفہ جائداد کو دائمی کرائے پر دینا

سوال: (۴۲) ...... (الف) متولی؛ موقوفہ مکانات کو دوامی کرائے پر دے سکتا ہے یا نہیں؟

(ب) اگر دوامی کرایہ نامہ جائز نہیں تو سو دو سو برس کے لیے متولی کو کرائے پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۵۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) دوامی اجارہ مطلقاً جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اجارہ میں مدت معینہ ہونی چاہیے، اگرچہ مدت طویلہ ہو، اور وقف میں اجارہ طویلہ؛ یعنی اراضی میں تین برس سے زیادہ اجارہ پر دینے کو منع فرمایا ہے، لیکن اگر مصلحت اجارہ طویلہ میں ہو، اور نفع وقف کا اس میں ہو تو عقود مختلفہ کے ساتھ کیا جائے،

---

(۱) الأشباہ والنظائر، ص: ۱۵۰ القاعدة السادسة: العادة محکمة. ومنها عدم الجهالة فلو وقف فی أرضه شیئًا ولم یسمه کان باطلاً (الهندیة ۲/۳۵۵ شرائط الوقف)

(۲) وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لا بدّ أن یکون مالکًا له وقت الوقف ملکًا باتًا الخ (رد المحتار ۶/۴۱۰ کتاب الوقف – شرائط الوقف) لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملك الغیر إلا بإذنه (قواعد الفقه، ص ۱۱۰ دار الکتاب دیوبند)

یعنی ہر ایک عقد اجارہ تین برس کا ہو، اس کے بعد پھر تین برس کا؛ مثلاً اگر تیس برس کا اجارہ ہو تو دس عقد ہوں، اور اس میں بھی اختلاف ہے، پس احوط یہ ہے کہ تین برس سے زیادہ کا اجارہ نہ کرے۔ درمختار میں ہے: ویعلم النفع ببیان المدة الخ، أیّ مدة كانت وإن طالت الخ ولم تزد في الأوقاف على ثلاث سنين في الضياع، وعلى سنة في غيرها كما مر في بابه والحيلة أن يعقد عقوداً متفرقة الخ (۱) (ب) اس قدر اجارہ طویلہ ایک مرتبہ وقف میں جائز نہیں ہے۔ فقط

موقوفہ زمین میں سے کچھ زمین حق دار کو دے دی گئی تو بقیہ زمین کا وقف باقی رہے گا

سوال: (۴۳) ایک شخص نے وقف نامہ لکھا، واقف کے پاس ایسی زمین داری تھی کہ جو ناجائز طریق سے خریدی گئی، اور دیگر زمین داری جائز طریق سے خریدی گئی، دونوں کو ایک وقف نامہ سے وقف کر دیا، عدالت سے ناجائز زمین داری نکل گئی، اور زمین دار برحق کو دلائی گئی، اور جائز زمین داری باقی رہی؛ ایسی صورت میں کل وقف نامہ کالعدم ہو گیا یا کیا حکم ہے؟ (۱۶۰۶/۱۳۳۱ھ)

الجواب: ایسا وقف جائز ہے، اور جو اراضی مستحقین کو دینے کے بعد ملک واقف میں باقی رہے وہ وقف ہو جاوے گی، شامی میں ہے: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكاً له وقت الوقف ملكاً باتًا الخ وينقض وقف استحق بملك أوشفعة الخ (۲) آخری جملہ وينقض الخ سے واضح ہوا کہ جس قدر حصہ دوسرے شخص کا نکلا اور اس پر اس کا استحقاق ثابت ہوا اسی حصے میں وقف ٹوٹے گا، اور واقف کے مملوکہ حصہ کا وقف ہونا باقی رہے گا۔ فقط

وقف میں سے اولادِ صغار کے لیے خورد و نوش اور شادی وغیرہ کے بہ قدر لینے کی شرط لگانا

سوال: (۴۴) ایک شخص اپنا ثلث مال اس شرط پر وقف کرنا چاہتا ہے کہ اس کی جو اولاد صغار ہے

(۱) الدر المختار مع الشامی ۹/۸ فی بداية كتاب الإجارة.

(۲) ردالمحتار ۶/۴۱۰ كتاب الوقف. شرائط الوقف.

وہ اس مال موقوفہ سے قبل بلوغ وبعد بلوغ اپنے خورد ونوش وشادی وغیرہ میں خرچ کرنے کے لیے لے؛ تو ان کو لینا کیا جائز ہے اور وقف کرنا اس شرط سے جائز ہے یا نہیں؟ (۴۴۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وقف کرنا اس شرط سے جائز ہے، اور حسب شرط واقف متولی کو عمل درآمد کرنا چاہیے، اور یہ وقف علی الاولاد ہو جائے گا، واقف کو چاہیے کہ حصص ان اولاد کے جن کو آمدنی وقف دینا چاہتا ہے مقرر کردے۔ فقط

وقف نامے میں بیع کی شرط لگانا

سوال: (۴۵) مرض الموت میں جب کہ مریضہ کے ہوش حواس بھی بے حال تھے، کسی حیلہ سے ڈولی میں ڈال کر بہمراہی ایک عورت عدالت میں لے جا کر اس سے وقف نامہ مرتب کرالیا گیا، اور دوسرے وقف نامہ میں متولی وقف کو حق بیع بھی دیا گیا کہ جس وقت چاہے اسے فروخت کرسکتا ہے؛ آیا یہ وقف صحیح ہے یا باطل اور بطلان وقف کی صورت میں وہ مکان داخل ترکہ ہوگا یا نہ؟ (۲۹۵۸/۱۳۴۴ھ)

الجواب: اس صورت میں وقف مذکور شرعاً باطل ہے، کیوں کہ بیع کی شرط وقف کو باطل کردیتی ہے کما فی الدر المختار: ولا ذكر معه اشتراط بيعه وصرف ثمنه لحاجته فإن ذكره بطل وقفه (درمختار) وفي الشامي في الخصاف: لو قال: على أن لي إخراجها من الوقف إلى غيره أو على أن أهبها وأتصدق بثمنها...... بطل الوقف ...... ولو اشترط في الوقف استبداله صح وسيأتي بيانه الخ (۱) وفي البحر عن الظهيرية: امرءة وقفت منزلاً في مرضها الخ جاز الوقف في الثلث ولم يجز في الثلثين فيقسم الثلثان بين الورثة (۲) (شامی) فقط

وقف میں تاحیات مالک رہنے کی قید لگانا

سوال: (۴۶) ایک شخص کا ایک مکان ہے؛ وہ اس کو اس طریق سے وقف کرنا چاہتا ہے کہ تاحیات میں مالک رہوں، اور میری زوجہ تاحیات اس میں رہے، اس کی دو لڑکیاں ہیں اس کے مرنے کے بعد تمام اثاثہ دونوں لڑکیوں کا ہے اس شرط کے ساتھ وہ وقف کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۹۵۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

---

(۱) الشامی ۶/۲۱۱ کتاب الوقف، قبیل مطلبٌ في وقف المرتد والكافر.

(۲) الشامی ۶/۲۱۵ کتاب الوقف – مطلبٌ في وقف المريض.

الجواب: صورت مسئولہ میں اس شرط کے ساتھ وقف کیا جا سکتا ہے عورت تا حیات اسی میں رہے، اوراس کے بعد اس کی آمدنی دونوں لڑکیوں کو ملے یا وہ رہیں لیکن وہ اس کو فروخت و ہبہ نہ کرسکیں گی؛ کیونکہ وہ وقف ہے۔ فقط

ناجائز آمدنی سے خریدی ہوئی جائداد کو وقف کرنا

سوال: (۴۷) زید کی جائداد ناجائز کمائی کی ہے، اب وہ اپنے اس پیشہ سے تائب ہوگیا ہے، اور اس جائداد کو وقف کرنا چاہتا ہے؛ تو کوئی صورت ایسی ہو سکتی ہے کہ جائداد ناجائز جائز ہوکر وقف ہوجائے؟ (۴۵۹/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر ناجائز آمدنی سے زمین اور جائداد خریدی تو وہ خریدنے والا اس زمین و جائداد کا مالک ہوگیا، اگرچہ ملک خبیث ہوئی، پس وقف کرنا اس جائداد کا صحیح و نافذ ہے؛ یعنی وہ جائداد وقف ہوجائے گی (۱) اور جو روپیہ حرام کمائی کا اس نے صرف کیا اس کا ضمان اس پر لازم ہے کہ مالکوں کو یا ان کے وارثوں کو دیوے یا ان سے معاف کرائے (۲)

واقف کی شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے

سوال: (۴۸) ایک شخص اپنی جائداد کا ایک جز یا آمدنی کا ایک جز وایک مدرسہ ومسجد ودیگر کار ثواب پر وقف کردیتا ہے، اور بقیہ جائداد اپنے لڑکے بکر کو وقف کردیتا ہے، اس طور پر کہ بعد بکر کے اس کے ورثاء پر جو شرعاً مستحق ہوں بہ حصہ شرعی جائداد کی آمدنی تقسیم ہوا کرے، اور ورثاء ذکور میں جو سب سے لائق ہو اور دین دار ہو وہی متولی ہوا کرے، اور متولی علاوہ اپنے حصے کے اجرت بھی لیا کرے جو دیگر ورثاء کی رضامندی پر منحصر ہے؛ یہی قاعدہ ہمیشہ جاری رہے، اور درصورت عدم بقاء کسی وارث کے،

---

(۱) وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لا بدّ أن يكون مالكًاله وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسبب فاسد (فتاوى ابن عابدين ۶/ ۴۱۰ كتاب الوقف – شرائط الوقف)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم الحديث الخ (مشكوة شريف، ص: ۴۳۵ باب الظلم)

یہ جائداد غرباء مساکین ومساجد ومدرسہ میں صرف کی جائے؛ اور متولی کوئی دین دار شخص ہوگا؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۰۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ جو صورت اور جو شرائط اور کیفیت وقف کی اور تولیت کی آپ نے لکھی ہے سب صحیح ہے اور معتبر ہے؛ اس طریق سے وقف کر دینا صحیح ہے، فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ مراعاتِ غرضِ واقفین لازم ہے، اور واقف جو شرائط کرے وہ معتبر ہوتی ہیں، لہٰذا اس میں اور کسی ترمیم کی حاجت نہیں ہے۔ (۱)

سوال: (۴۹) ایک شخص نے جائداد وقف کی، اور اپنے لڑکے کو متولی بنایا، وہ لڑکا اب متولی موجود ہے، اور واقف نے یہ شرط لکھی کہ آئندہ بھی میری نسل سے اولادِ ذکور متولی ہوں گے بہ شرطیکہ مجمع کثیر اہل برادری کا اس کو قابل تولیت تسلیم کرے۔ یہ مجمع متعین نہیں کیا کہ کہاں کے رہنے والے مراد ہیں؛ ایسی غیر معین شرط شرعاً معتبر ہے یا نہ؟ اور ایسی شرط پر عمل کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ برادری میں نزاعات بہت ہیں۔ (۱۶۰۶/ ۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ امر تو مسلم اور مصرح ہے کہ جب تک اقارب واقف میں سے کوئی شخص لائق تولیت موجود ہو تو اسی کو متولی مقرر کیا جاوے، جیسا کہ سوال اول میں گذرا، اور یہ بھی تصریح ہے کہ شرائط واقف کی رعایت ضروری لازمی ہے، پس جو شرط واقف نے کی کہ آئندہ بھی واقف کی اولادِ ذکور میں سے جو لائق تر ہو اس کو متولی مقرر کیا جاوے؛ یہ شرط واقف کی معتبر ہے، اور واجب العمل ہے، اور ظاہر ہے کہ اس انتخاب کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں کہ یا حاکم اس کو متعین کر دے یا کثرت رائے سے وہ منتخب ہو، اس لیے اس شرط کی بھی رعایت کی جاوے گی: یعنی اولادِ ذکور واقف میں سے جس شخص کو کثرت سے اہل برادری لائق تر سمجھیں اس کو متولی مقرر کیا جاوے، اگر اس میں اختلاف کا خوف ہو تو کسی کو حکم مقرر کر لیا جاوے، اور اس کے فیصلہ کو واجب العمل سمجھیں قال فی الدر المختار: شرط الواقف کنص الشارع أی فی المفهوم والدلالة ووجوب العمل به الخ (۲)

---

(۱) صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامی ۶/ ۵۲۱ مطلبٌ: مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ) قولهم: شرط الواقف كنص الشارع أی فی المفهوم والدلالة ووجوب العمل به (الدر المختار ۶/ ۵۰۸ كتاب الوقف - مطلبٌ فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع)

(۲) الدر المختار مع الشامی ۶/ ۵۰۸ كتاب الوقف - مطلبٌ فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع

سوال: (۵۰) احمد حسن نومسلم پسر لالہ مرلی دھر جین اگروال ساکن دیوبند نے بموجودگی بہت سے اشخاص بطیب خاطر قبل از وفات کہا تھا کہ میری جائداد منقولہ وغیرہ منقولہ بعد میری وفات کے وقف فی سبیل اللہ رہے گی، اور سردست اس کے منتظم اور متولی ''ڈاکٹر شیخ عظیم الدین'' نائب صدر خلافت دیوبند رہیں گے، اور حسب رائے مسلمانوں کے، محاصل جائداد صرف ہوگا، اور آئندہ حسب صواب دید مسلمانوں کے ردوبدل وصرف آمدنی جائداد موقوفہ وقتاً فوقتاً ہوتا رہے گا؛ کیا متوفی کا ایسا کہنا شرعاً داخل وقف واقعی ہے، اور متوفی کی حقیت وقت وفات سے موقوفہ ہے، اور مسلمان اس کے انتظامات کے مجاز ہیں یا نہ؟ (۱۳۴۴/۲۳۲۸ھ)

الجواب: اس صورت میں تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ، احمد حسن صاحب متوفی نومسلم کی وقف فی سبیل اللہ ہوگئی، اب اس میں کسی کو بیع ورہن وغیرہ کا اختیار نہیں ہے، جیسا کہ یہ جملہ مشہور ہے اور درمختار وغیرہ میں مذکور ہے کہ اَلْوَقْفُ لاَ یُمْلَکُ وَلاَ یُمَلَّکُ (۱) یعنی شئے موقوفہ اور جائداد موقوفہ کسی کی ملک میں نہیں رہتی، اور کوئی تصرف مالکانہ اس میں جائز نہیں ہوتا، اور حسب تصریح واقف متولی اور منتظم جائداد موقوفہ کے ''ڈاکٹر عظیم الدین صاحب'' رہیں گے، اور جائداد موقوفہ چوں کہ وقف کرنے کے بعد ملک واقف سے خارج ہوگئی اس لیے اس میں وراثت جاری نہ ہوگی (۲)

واقف کی شرائط پر عمل کرنا ضروری ہے

سوال: (۵۱)..... (الف) بعض جائداد محض ورثاء حاجت مند کو اپنی حیات میں دینا اور ورثاء مستطیع کو نہ دینا، اور بعض وقف فی سبیل اللہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

(ب) زید کی ایک دختر اور ایک بھائی اور ایک بہن ہیں؛ زید چاہتا ہے کہ اپنی جائداد وقف علی النفس وعلی الاولاد کروں، اور اس کا منافعہ بعد وفات صرف اس کی دختر، اور اس کی اولاد اور اولادِ اولاد کو پہنچتا رہے، بھائی و بہن جو غیر حاجت مند ہیں، ان کو دینا نہیں چاہتا ہے؛ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) فإذا تم ولزم لا یُمْلَکُ وَلاَ یُمَلَّکُ (تنویر الأبصار مع الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

(۲) قولہ علی حکم ملک اللہ تعالیٰ قدر لفظ الحکم لیفید أن المراد أنہ لم یبق علی ملک الواقف الخ (رد المحتار ۶/۴۰۸ فی بدایۃ کتاب الوقف) وفیہ: شرائط الواقف معتبرۃ إذا لم تخالف الشرع (۶/۶۱۴ کتاب الوقف)

(ج) وقف نامہ فی سبیل اللہ میں اگر لکھا جائے کہ متولی ما بعد، جملہ مصارف سے پیشتر، آمدنی جائداد موقوفہ سے فدیہ قضائے صوم وصلاۃ تعداد اتنا ذمگی مقر، ادا کرے گا، اور حج بدل مقر کی طرف سے کرائے گا، اس کے بعد آمدنی مصارف وقف میں خرچ ہوتی رہے گی، یہ تحریر قابل نفاذ و پابند متولی کی ہے یا نہیں؟ (۱۷۳/۳-۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف، ب) بعض وارثوں کو دینا اور بعض کو نہ دینا برا ہے، اس کو حدیث میں جور فرمایا ہے جیسا کہ جملہ لا أشهد على جور (۱) اس پر دال ہے؛ باقی جو حصہ جائداد کا کل یا بعض وقف کیا جائے، یہ درست ہے؛ اور وقف علی النفس وعلی الاولاد واولاد اولاد جائز ہے۔

(ج) شرائط واقف قابل عمل ہوتی ہیں لہٰذا جو شرائط واقف نے کیں بہ نسبت ادائے فدیہ صوم و صلاۃ وحج وہ نافذ ہوں گی، اور پوری کی جائیں گی۔

واقف کا یہ شرط لگانا کہ ''جب تک میں زندہ رہوں گا وقف کی آمدنی اپنے خرچ میں لایا کروں گا''

سوال: (۵۲) وقف میں یہ شرط بڑھالینا'' کہ جب تک میں زندہ رہوں اس وقف کی آمدنی خواہ کل یا نصف یا تہائی مثلاً میں اپنے خرچ میں لایا کروں گا'' یہ درست ہے یا نہیں؟ (۳۵۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: درست ہے۔ فقط

غیر شرعی اور جعلی وقف نامے کا حکم

سوال: (۵۳) چند خود غرض غیر خاندانی اشخاص کا بہ عدم موجودگی وارث جائز شرعی؛ کسی مسماۃ بیوہ سے مرضِ موت میں بہ حالت سکرات و بے ہوشی اس کے جمیع ترکہ کا وقف نامہ کرالینا، یا بعد الموت جعلی طریقہ سے کسی اور مسماۃ کو پردے میں بٹھلا کر اس مسماۃ متوفیہ کی جانب سے فرضی طریقہ سے رجسٹری کرا کر وقف نامہ کی تکمیل کرالینا کیسا ہے؟ اور یہ وقف صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور ایسا کرنے والوں کے لیے کیا

(۱) عن النعمان بن بشير رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ألك بنون سواه؟ قال: نعم، قال: فكلهم أعطيت مثل هذا قال: لا، قال: فلا أشهد على جور (الصحيح لمسلم ۲/۳۷ كتاب الهبات - باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة)

حکم ہے؟ اور ایسے وقف کی آمدنی کارِ خیر میں صرف ہوگی یا وارثوں کو ملے گی؟ (۱۱۸۱/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: سکرات اور بے ہوشی کی حالت میں کوئی تصرف نافذ نہیں ہوتا، پس صورت مسئولہ میں مسماۃ سے وقف نامہ پر جو دستخط کرائے گئے وہ شرعاً کالعدم ہیں، اس کے تمام ترکہ کے مالک شرعی حیثیت سے اس کے وارث ہیں، ان کی اجازت کے بغیر مسجد اور کسی کارِ خیر میں کچھ صرف نہیں کیا جا سکتا، اور جن لوگوں نے اس جعلی وقف نامے کو شرعی بنانا چاہا ہے وہ سب گنہ گار ہوئے، جس میں اصل بانی اور شہادت دینے والے سب شریک ہیں، البتہ یہ مسماۃ اگر بہ حالت درستگی ہوش وحواس وقف نامے پر دستخط کر دیتی تو پھر اس کا اجراء تہائی مال میں ہوتا، بقیہ کے پھر بھی ورثاء ہی مالک تھے۔ فقط

وقف شدہ پانی کے نل میں خرابی پیدا ہو جائے تو کیا کرے؟

سوال: (۵۴) ایک پانی کا نل وقف ہے، واقف نے زید کے مکان میں لگوا دیا تھا کہ گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے لیے صبح وشام دیگر اہل محلہ کے لیے بھی کھول دیا جائے، اس پر عمل درآمد ہوتا رہا، مگر اب اس میں کچھ خرابی آ گئی ہے؛ یعنی نل میں، اگر ایک لوٹا پانی کا ڈالا جائے تب پانی آتا ہے، اور بہت جلد پانی اتر جاتا ہے؛ اس صورت میں کوئی اہل محلہ پانی نہیں بھر سکتا، کیونکہ ایک لوٹا پانی کا ہمراہ لانا محال ہے تو اب اس نل کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۲۴۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: حسب شرط واقف صبح وشام کھول دینا چاہیے، کوئی پانی بھرے، یا نہ بھرے، جو کوئی لوٹا پانی کا ہمراہ لاوے گا وہ بھر لے گا۔ فقط

اموال موقوفہ میں سے چُرائے ہوئے روپے کا ضمان لازم ہے

سوال: (۵۵) زید ایک جائداد موقوفہ کا متولی ہے، اور اس کی آمدنی کو غاصبانہ طور سے کھا رہا ہے، اس جائداد کی آمدنی میں سے عمر نے جو کہ ملازم انتظام موقوفہ کا ہے، کچھ روپیہ چرایا؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۷۷۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: عمر کے ذمے ضمان اس روپے کا جو اس نے چرایا لازم ہے، اور عند اللہ وہ گنہ گار و ماخوذ ہے، توبہ کرے، اور روپیہ چرایا ہوا واپس کرے؛ متولی اگر خیانت مال وقف میں کرتا ہے تو اس کا مؤاخذہ اس پر ہے، اور اس کا متولی رکھنا جائز نہیں ہے۔

تجارت میں لگائے ہوئے اوقاف کے مال میں نقصان ہوجائے تو نفع کی طرح نقصان بھی اس مال میں محسوب ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۵۶) زید نے اپنے مال کا تہائی حصہ بہ قصد حسنات جاریہ ودیگر کار خیر کے لیے جدا کیا اور خود متولی رہا اور یہ بھی لکھا کہ اس کی آمدنی تجارت میں لگائی جائے تاکہ نفع ہو؛ چنانچہ متولیوں نے اس کو تجارت میں لگایا ایک دفعہ نفع ہوا دوسری بار نقصان ہوا تو آمدنی مذکورہ کو نقصان لاحق ہوتا ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس صورت میں جیسا کہ نفع اس روپے کو پہنچا نقصان بھی اس پر پڑے گا؛ کیوں کہ یہ کام تجارت کا بہ اجازت کیا گیا ہے۔

وقف کے مصارف میں ردو بدل کرنا

سوال: (۵۷) حاجی جلال شاہ نے ایک دکان وقف کی، کرایہ دکان بیس روپے تھا، اس میں دو روپے پھوپی صاحبہ کو — کیونکہ یہ بیوہ ہیں — دیتے رہے، اور ایک روپیہ حاجی محمد طالب علم کو، اور چودہ آنہ حجرہ اور مدرسہ میں، اور باقی ماندہ حاجی جلال شاہ کی ہمشیرہ کو پہنچاتے رہے؛ اور یہ خدمت حاجی محمود صاحب گھی والے کے سپرد تھی، اب عرصہ کے بعد اس کا انتظام مولوی محمد عثمان کے حوالہ کر دیا، مولوی صاحب موصوف بدستور سابق سب کو وظیفہ مقررہ پہنچاتے رہے، اب حاجی جلال شاہ نے لکھا ہے کہ حاجی محمد اور پھوپی صاحبہ کا وظیفہ بند کردیں، اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ (۱۴۰۵/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر واقف نے مصارف مذکورہ مقرر کر دیے تھے تو بلا کسی وجہ کے اس کا خلاف کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ عبارت درمختار: من سعی فی نقض ماتم من جهته فسعیه مردود علیه(۱) سے واضح ہے، اور شرط واقف مثل نص شارع کے ہے، اس کا خلاف کرنا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر واقف نے یہ شرط کی ہے کہ تاحیات متولی میں خود رہوں گا، اور مجھ کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہوں صرف کروں، تو پھر اس کو تغیر وتبدل کا اختیار ہے۔

(۱) الدر المختار مع الرد ۶/۵۰۳ کتاب الوقف – مطلبٌ: من سعی فی نقض ماتم الخ.

موقوفہ زمین کے درخت بھی وقف کے حکم میں ہیں

سوال: (۵۸) مسمیان زید وبکر نے اپنے خرچ سے مسجد تیار کی، صحن مسجد پختہ بلا چہار دیواری ہے، مسجد کے ہر چہار اطراف صحن، اور پچھم کی دیوار سے کچھ دور ہٹ کر احاطہ خام زمین میں ہے؛ صحن اور احاطہ کے درمیان افتادہ زمین میں زید وبکر نے درختان انبہ وغیرہ نصب کیے ہیں، اور تاحین حیات درختوں پر قابض ومتصرف رہے، بعد وفات زید، ان کے فرزند مسمی خالد دس سال سے: اور بعد وفات بکر، ان کے بھانجے وجانشین وموہوب الیہ مسمّی عمر عرصہ چار سال سے بدستور سابق قابض ومتصرف رہے، امسال تمام مسلمانان دیہہ نے ان درختوں پر قبضہ وتصرف سے خالد وعمر کو روکا، اور دعوی کرتے ہیں کہ یہ درخت مسجد کے لیے وقف ہیں، اب فرمائیے کہ احاطہ مسجد کے اندر جو درخت ہیں ان پر خالد وعمر کا قبضہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۰۱/۳۳-۱۳۳۲ھ)

الجواب: جو زمین احاطۂ مسجد میں ہے؛ ظاہر ہے کہ وہ وقف ہے؛ اور وقف میں جو درخت ہیں وہ بھی حکم وقف میں ہیں، تصرف کرنا ان میں کسی کو درست نہیں ہے: ان درختوں کی آمدنی مسجد میں صرف کرنی چاہیے۔ غرس فی المسجد أشجارا تثمر إن غرس للسبیل فلکل مسلم الأکل وإلّا فتباع لمصالح المسجد، قوله وإلا أی وإن لم یغرسها للسبیل بأن غرسها للمسجد أو لم یعلم غرضه بحرعن الحاوی (۱) (شامی)

موقوفہ جائداد میں مالکانہ تصرف کرنا

سوال: (۵۹) قبرستان ومساجد وتکیہ جہاں قبریں بنی ہوئی ہیں، اور اب بھی بنتی ہیں کیا یہ تینوں وقف ہیں؟ (۵۷۱/۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ چیزیں وقف ہیں، اور وقف میں کسی قسم کا تصرف مالکانہ درست نہیں ہے اَلْــوَقْفُ لَایُمْلَكُ وَلَا یُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۴۲۱/۶ کتاب الوقف) فقہ کا مشہور مسئلہ ہے۔

سوال: (۶۰) ایک بزرگ نے یہ وصیت کی کہ کل اراضی میں سے ایک چوتھائی برائے خرچ مسجد وروضہ للہ ماتحت ''س، ن'' سجادہ نشین کے رہے گی: یعنی ''س، ن'' کی ملکیت تصور ہووے، اور باقی تین

(۱) الدر المختار والشامی ۵۰۷/۶ کتاب الوقف — مطلبٌ: استأجر دارا فیها أشجارٌ.

چوتھائی ہر سہ پسران کی ملکیت ہوگی۔ کیا متذکرہ بالا حصہ اراضی کا ''س، ن'' کی ملکیت ذاتی ہوگی، اور اس کے بعد اس کی اولاد کو تقسیم ہوگی یا نہیں؟ (۱۴۳۶/۱۳۴۴ھ)

الجواب: موصی نے ایک چوتھائی اراضی جو برائے خرچ مسجد وغیرہ معین کی؛ تو یہ مقدار برائے خرچ مسجد و روضہ وقف ہوگئی، پس ''س، ن'' اس کے متولی ہوں گے، اراضی مذکورہ موقوفہ یعنی ایک چوتھائی ان کی ملک نہ ہوگی، اور ان کے بعد ان کے ورثہ کو تقسیم نہ ہوگی، بلکہ ان کے بعد جو کوئی متولی اور سجادہ نشین ہوگا، وہ اس کے قبضہ میں اسی حیثیت سے رہے گی کہ وہ اس کی آمدنی کو مسجد اور روضہ پر خرچ کرتا رہے، اس میں ملکیت کسی کی نہ ہوگی، اور تصرف مالکانہ کسی کا اس میں صحیح نہ ہوگا؛ کیونکہ وقف کسی کی ملک نہیں ہوتا اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

سوال: (۶۱) تین بھائی اور بہنیں تھیں؛ تینوں بھائی ایک اراضی وقف مسجد کو اپنی حیات تک مسجد پر صرف کرتے رہے، بعد فوت ہونے ان بھائیوں کے، ان کے ورثہ نے اپنی ملک قرار دے کر، تقسیم حصہ کر کے، بہ ذریعہ بیع و رہن خورد و برد کر لیا، اور قابض ہیں؛ اول تو وہ ملک نہیں تھی، اور جب کہ ایسا مان کر یہ کیا گیا تو یہ دونوں بہنیں یا ان کے ورثا اس میں حصہ پانے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ (۵۳۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجوابـ: اراضی موقوفہ مسجد پر کسی کا مالکانہ تصرف درست نہیں ہے، اور اس میں کسی کا حصہ نہیں ہے؛ اس کو بدستور وقف کی حالت میں چھوڑنا چاہیے۔ فقط

موقوفہ اراضی کی تقسیم درست نہیں

سوال: (۶۲) زمینات کی تقسیم جائز ہے؟ یا جو آمدنی اس سے آتی ہے خرچ اخراجات وضع کر کے اس کو تقسیم کر لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۷۸۲ھ)

الجواب: اوقاف میں آمدنی کی تقسیم موافق شرط واقف کے ہوتی ہے، اراضی کی تقسیم نہیں ہوسکتی۔

واقف کا بیٹا وقف شدہ مکان کو واپس نہیں لے سکتا

سوال: (۶۳) زید نے بہ خیال نفع اخروی ایک مکان کا زر کرایہ بلا تحریر کسی وقف نامہ کے ایک کار خیر میں دینا اختیار کیا، اور چندے متولی صاحب کار خیر نے زر کرایہ مذکور وصول کیا، لیکن بعد انتقال زید اس

کے بیٹے بکر نے مکان مذکور متولی کارِ خیر سے واپس اپنے قبضہ وتصرف میں لے لیا، متولی نے کوئی مزاحمت نہیں کی، مگر بکر نے دو روپے ماہوار چندہ دینا مقرر کیا، اور ادا نہیں کیا، اس صورت میں مکان مذکور وقف ہوا یا نہیں؟ اگر وقف ہوگیا تو قبضہ بکر کے متعلق کیا حکم ہوگا؟ (۱۵۷۲/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس صورت میں مکان مذکور وقف ہے وہ کسی کی ملک میں داخل نہیں ہوسکتا لأنّ الوقف لا یملك ولا یملّك (درمختار مع شامی ۶/ ۴۲۱) اور قبضہ مالکانہ زید کے وارثوں کا اس پر صحیح نہیں ہے شامی میں ہے: فرع: یثبت الوقف بالضرورة وصورته ان یوصی بغلة هذه الدار للمساکین الخ فان الدار تصیر وقفا بالضرورة الخ (۱)

وقف کر کے اس سے رجوع کرنا صحیح نہیں

سوال: (۶۴) مسماۃ عظیمن بنت شیخ نبی کریم نے اپنی حیات میں اپنا دین مہر اپنے شوہر شیخ محمد مصطفیٰ کو معاف کردیا، بعد ممات مسماۃ مذکورہ کے شیخ نبی کریم نے اپنی بیٹی کے دین مہر کی نالش محمد مصطفیٰ پر دائر کرنا چاہا، چونکہ مصطفیٰ نے مسماۃ مرحومہ سے کوئی دستاویز نسبت معافی دین مہر کے مکمل نہیں کرائی تھی، اس لیے بہ خیال بچانے اپنی جائداد کے نالش سے اپنی کل جائداد کو حتی کہ مکان سکونتی کو بھی مصلیانِ مسجد میں وقف کردیا، اور خود متولی بنے، جب فریقین میں صلح ہوگئی تب مصطفیٰ نے ایک دستاویز تنسیخ نامہ واسطے رد کرنے وقف نامہ مذکور کے، مکمل کی، پس یہ تردید شرعاً جائز ہوئی یا نہیں؟ (۴۰۲/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: رجوع کرنا وقف سے صحیح نہیں ہے، کل جائداد جو شخص مذکور نے وقف کی وہ وقف ہوگئی، اب ہمیشہ کو وقف رہے گی۔ فی الدر المختار: فإذا تم ولزم لا یُملَكُ ولا یُملِّكُ ولا یعار ولا یرهن الخ وفي الشامي: قوله لا یملك أی لایکون مملوكاً لصاحبه ولا یملك أی لا یقبل التملیك لغیره بالبیع ونحوه لاستحالة تملیك الخارج عن ملکه الخ (۲) (شامي) وفیه أیضًا: قوله وجعله أبو یوسف كالإعتاق فلذلك لم یشترط القبض والإفراز الخ أی فیلزم عنده بمجرد القول كالإعتاق الخ (۳) (شامی: ۳/ ۳۶۵) وفی الفتح: أن قول أبی یوسف أوجه

(۱) ردالمحتار ۶/ ۴۰۹ کتاب الوقف – مطلب قد یثبت الوقف بالضرورة.

(۲) الدر مع الرد ۶/ ۴۲۱ کتاب الوقف – مطلبٌ مهم: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة.

(۳) الدر والرد ۶/ ۴۱۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فی الکلام علی اشتراط التأبید.

عند المحققین (شامی)(۱) وفی الدر المختار: والأخذ بقول الثانی أی أبی یوسفؒ أحوط وأسهل وفی الدرر وصدر الشریعة وبه یفتی وأقره المصنف(۱)

سوال: (۶۵) ایک شخص نے اپنی جائداد کو وقف علی الاولاد کیا، اور دستاویز تحریر کرکے رجسٹری کرادی، اور خود تاحین حیات متولی بنا، پانچ ماہ کے بعد اس وقف سے رجوع کرنا چاہتا ہے کیا وقف کرکے رجوع کرنا درست ہے؟ (۱۳۳۵/۴۸۷ھ)

الجواب: وقف کرکے اس سے رجوع کرنا درست نہیں ہے، اور ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: لایجوز الرجوع عن الوقف الخ (۲)

سوال: (۶۶) مالک کا بیان کہ جس میں وہ جنازہ گاہ کو دوسرے مقدمہ میں مانتا ہے، کیا اثر رکھتا ہے؟ اس اراضی جنازہ گاہ کا وقف ہونا متصور ہے یا نہ؟ مالک کہتا ہے کہ میں نے وقف نہیں کیا اس واسطے وقف نہیں، حالاں کہ عرصہ دس سال سے بموجب اندراج کاغذات مال مسجد جنازہ گاہ درج ہوتے چلے آئے ہیں، اور عوام الناس کے زیر استعمال نماز جنازہ رہی، اور اذان وغیرہ بھی ہوتی رہی ہے، اور اب محض اہل ہنود کے ہاتھ فروخت کرنے کی غرض سے اس کو مسمار کردیا گیا ہے؟ (۱۳۳۷/۱۹۳۷ھ)

الجواب: مالک کا اس اراضی کو دوسرے مقدمہ میں جنازہ گاہ تسلیم کرنا، اس کے وقف ہونے کو ثابت کرتا ہے، اور بعد اس کے کہ جنازہ گاہ ہونا اس اراضی کا مسلم ومعمول بہ ہو چکا ہے، اور مالک نے دوسری جگہ اس کو تسلیم کرلیا ہے؛ تو اب یہ کہنا مالک کا کہ یہ جنازہ گاہ وقف نہیں ہے، اور میں نے اس کو وقف نہیں کیا رجوع عن الوقف ہے جو شرعاً صحیح نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۶۷) زینب نے اپنا حصۂ جائداد کہ جو حق زوجیت میں پہنچا تھا بنام مسجد وقف کردیا، مگر چند روز کے بعد بہ اغواء اپنے بھتیجے کے نام ہبہ کردیا؛ اب مسماۃ وقف سے انکار کرتی ہے تو یہ وقف جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۴۶۸ھ)

الجواب: رجوع کرنا وقف سے جائز نہیں ہے، اور بعد وقف ہوجانے کے جائداد موقوفہ، واقفہ کی، یا کسی کی ملک نہیں ہوسکتی جیسا کہ کتب فقہ میں ہے: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

---

(۱) الدر والشامی ۶/۴۲۰-۴۲۱ کتاب الوقف – مطلبٌ مهم: فرق أبو یوسف بین قوله موقوفة الخ.
(۲) الدر المختار مع الرد ۶/۵۳۶ کتاب الوقف – مطلبٌ لا یجوز الرجوع عن الشروط.

وقف کا انکار معتبر نہیں

سوال: (۶۸) اگر چند اشخاص مصلحتاً اپنی جائداد کو وقف کردیویں اور جائداد مشاع ہو، بعض شریک بوجہ عدم رضاء دستخط نہ کریں، اور وقف کے احکام جاری نہ ہوئے ہوں، تو صرف ایسا اقرار لکھ دینے سے جائداد وقف ہوسکتی ہے؟ باوجودیکہ مقران بعد لکھ دینے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے صرف دفع شر کے لیے وقف لکھا تھا؛ شرعاً کیا حکم ہوگا؟ (۱۳۴۱/۳۷۹ھ)

الجواب: اس صورت میں مفتی بہ قول کے موافق وقف صحیح ہوجاوے گا اور وقف ہونا اس کا مسلم ہوگا؛ انکار، ان منکرین کا معتبر نہ ہوگا۔ فقط

موقوفہ مکان واقف کو واپس دینا درست نہیں

سوال: (۶۹) نتھو نے ایک قطعہ کا وصیت نامہ تحریر کیا جس میں مکان وقف کیا ہے کہ جب تک نتھو زندہ ہے مکان کا مالک وقابض رہے گا، مگر رہن وبیع کا مجھ کو اختیار نہ ہوگا، بعد میرے پنچایت قبرستان کے واسطے اراضی خرید کریں، اس مکان کو فروخت کرکے اراضی خریدیں، یا اور مسجد کے کار خیر میں صرف کریں، بعد تحریر وصیت نامہ مجھ کو یا میرے وارثان کو مکان سے کچھ واسطہ وتعلق نہ ہوگا؛ اب نتھو بیماری سے شفایاب ہوگیا، اور چاہتا ہے کہ مکان واپس مل جائے اگر یہ مکان اس کو واپس دے دیا جائے تو کیسا ہے؟ (۱۳۳۸/۸۰۴ھ)

الجواب: مکان مذکور موافق وصیت مذکورہ کے وقف ہوگیا؛ واپس دینا واقف کو درست نہیں ہے۔

موقوفہ کتابوں کو واپس لینا صحیح نہیں

سوال: (۷۰) زید نے چند کتابیں کسی مدرسہ میں وقف کیں، اور کتابوں پر مہر مدرسہ کی کردی، بعد کچھ ایام کے واقف کا جھگڑا اہل مدرسہ کے ساتھ ہوجانے کی وجہ سے واقف نے کتب مذکورہ کو کتب خانہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں رکھا، پھر چند یوم کے بعد ان کو اپنے دوست کے پاس امانت رکھا؛ آیا صورت مسئولہ میں کتابوں کا مدرسہ سے لوٹانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۲۵ھ)

الجواب: وقف کردینے کے بعد وہ کتابیں اس شخص کی ملک سے نکل گئیں، اور اب اس کو حق

واپس لینے کا نہیں رہا۔ کما فی عامة کتب الفقه: فإذاتم ولزم لا یُملَكُ وَلا یُمَلَّك ولایعار ولایرهن فبطل شرط واقف الکتب الرهن الخ(۱) وفی الشامی: وإذا وقف کتبًا وعین موضعها فإن وقفها علی أهل ذلك الموضع لم یجز نقلها منه لالهم ولالغیرهم وظاهره أنه لایحل لغیرهم الانتفاع بها وإن وقفها علی طلبة العلم فلکل طالب الانتفاع بها فی محلها وأما نقلها منه ففیه تردد الخ(۲) (شامی) فقط

وقف کی تنسیخ کا کسی کو اختیار نہیں

سوال: (۷۱) متولی مابعد کو جائداد موقوفہ کی واپسی جائز ہے یا نہیں؟ اور متولی کو وقف نامے کی تنسیخ کا حق ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۱۷۴۰ھ)

الجواب: وقف کی تنسیخ کا کسی کو اختیار نہیں ہے؛ نہ واقف کو اور نہ کسی متولی مابعد کو۔

غصے کی حالت میں وقف کردہ جائداد کا حکم

سوال: (۷۲) زید نے تنہا کل جائداد کو بیماری وغفلت اور غصہ کی حالت میں مدرسہ کے لیے وقف کردیا، اور لڑکی موجودہ کے حصہ کا کچھ لحاظ نہ کیا؛ اس حالت میں وقف نامہ کہاں تک صحیح ہے؟ چونکہ زید سے غلطی ہوگئی ہے، وہ لڑکی کا حصہ دینا چاہتا ہے؛ اس لیے ایسی صورت میں لڑکی کو حصہ پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟ اور وقف ایسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۱۱۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ زید نے اپنی جائداد کو وقف کردیا، اور عمل درآمد وقف کا ہوگیا؛ تو یہ وقف صحیح ونافذ ہوگیا اب اس میں میراث جاری نہیں ہوسکتی، اور زید کو یا اس کے ورثاء کو اس جائداد موقوفہ میں تصرف کرنے کا کچھ اختیار شرعاً نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: فإذا تم ولزم لا یُملَكُ وَلا یُمَلَّكُ ولایعار ولایرهن الخ شامی میں ہے: قوله لایملك أی لایکون مملوکا لصاحبه ولایملك أی لایقبل التملیك لغیره بالبیع ونحوه الخ (۳) اور جب کہ وقف مذکور صحیح ونافذ ہوچکا ہے تو زید کی

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف – قبل مطلبٌ فی شرط واقف الکتب أن لا تعار إلا برهنٍ. (۲) الشامی ۶/۴۳۷ کتاب الوقف – مطلب فی نقل کتب الوقف من محلها.

(۳) الدر المختار والشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف – مطلبٌ مهمٌ: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ.

لڑکی کا اس میں کچھ حصہ شرعاً نہیں ہے؛ البتہ اگر کچھ اور جائداد زید کے پاس علاوہ جائداد موقوفہ کے ہے تو اس میں سے زید کی لڑکی کو حصہ شرعی ملے گا۔ فقط

مرض موت میں اپنی جائداد وقف کرنا

سوال: (۷۳) اگر کسی نے مرض الموت میں یہ کہا ہو کہ میری جائداد مصرف خیر میں صرف ہو، اور متولی بھی متعین کر دیا ہو، اور گواہ بھی موجود ہوں تو آیا تمام وقف ہو جائے گی یا ثلث؟ (۱۳۴۰/۲۰۶ھ)

الجواب: متولی کا مقرر کرنا اس کام کے لیے کہ مصارف خیر میں آمدنی اس جائداد موصی بہا کی صرف کرے؛ دلیل اس امر کی ہے کہ غرض موصی کی وقف کرنا ہے، لہٰذا ایک ثلث جائداد کا وقف ہو گیا، متولی مذکور اس کی آمدنی کو مصارف خیر میں صرف کرے، اور وارثوں کو اس ثلث میں تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے، درمختار میں ہے: ورکنه الألفاظ الخاصة الخ شامی میں اس کے تحت میں نقل کیا ہے: ومنها ما في الفتح حيث قال: فرع يثبت الوقف بالضرورة وصورته أن يوصی بغلة هذه الدار للمساكين أبدًا الخ (۱) (۳/۳۵۹)

مرض موت میں وقف کرنے کا حکم

سوال: (۷۴) مسماۃ لاڈو بیگم کے ورثاء میں ایک حقیقی بہن، اور دوسری بہنوں کی اولاد موجود ہے، مسماۃ لاڈو بیگم بیمار ہوئی، اور بہ حالت بیماری اپنی جائداد غیر منقولہ کو وقف علی الاولاد کیا، اور وقف نامہ تحریر کر دیا، اور وقف نامہ پر مسماۃ نور بیگم بہن حقیقی کا انگوٹھا بھی لگوالیا، اور نور بیگم نے کچھ انکار نہیں کیا، اسی بیماری میں لاڈو بیگم فوت ہوگئی، کچھ دنوں بعد اس کی بہن نور بیگم نے عدالت میں درخواست دی کہ میں اپنی بہن لاڈو بیگم کی وارث ہوں، اور وقف نامہ پر انگوٹھا لگانے سے میرا حق ساقط نہیں ہوا، میں بعد وفات لاڈو بیگم کے، مستحق ترکہ کی ہوئی ہوں، اور مسمی امیر محمد خاں نے جو بہن کا نواسہ ہے، اور نصف آمدنی جائداد موقوفہ علی الاولاد کی واقفہ نے اس کے لیے لکھ دی ہے، وہ کہتا ہے کہ لاڈو بیگم واقفہ کی جائداد میں میرا نصف حصہ ہے وہ علیحدہ اور تقسیم کر دیا جائے؛ یہ دعویٰ تقسیم کا صحیح ہے یا نہیں؟

---

(۱) ردالمحتار: ۶/۴۰۹ مطلب: قد يثبت الوقف بالضرورة.

(الف) لاڈو بیگم کی جائداد کی وارث اس کی بہن نور بیگم ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(ب) نور بیگم نے جو لاڈو بیگم کے وقف نامہ پر انگوٹھا لگایا اس سے وہ لاڈو بیگم کی جائداد سے محروم ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(ج) باقی ورثاء کا بھی کوئی حق ہے یا نہیں؟

(د) لاڈو بیگم کا تصرف اپنی جائداد میں بہ حالت مرض الموت جائز ہوا یا نہیں؟

(ھ) امیر محمد خان جس کو واقفہ نے نصف آمدنی کا بطور وقف علی الاولاد مستحق کیا ہے؛ جائداد مذکورہ کی تقسیم کرانے کا مستحق ہے یا نہیں؟

(و) واقفہ نے وقف نامہ میں لکھ دیا ہے کہ میرے فوت ہونے کے بعد ہر ایک فریق آپس میں جائداد کو تقسیم کرلیں، اور اپنے اپنے حصے پر قابض ہوجاویں تو جائداد موقوفہ کو تقسیم کرکے فریقین قابض ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ (۸۳۵/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: (الف-و) مرض الموت کے وقف کا حکم وصیت کے مثل ہے؛ کہ اگر ورثہ راضی نہ ہوں تو ایک ثلث میں صحیح و نافذ ہوگا، اور دو ثلث ورثہ کو ملے گا، اور وارث اس صورت میں صرف لاڈو بیگم کی حقیقی بہن نور بیگم ہے، اس کے سواء سب ذوی الارحام ہیں؛ جو کہ ذوی الفروض کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں؛ اور نور بیگم کا عذر صحیح ہے، وصیت میں ورثہ کا بہ حیات موصی راضی ہوجانا معتبر نہیں ہے، بعد مرنے مورث کے وارثوں کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وصیت کل کو جائز رکھیں یا نہ رکھیں قال في الدر المختار: إعتاقه ومحاباته وهبته ووقفه الخ کل ذلك حکمه کحکم وصیة فیعتبر من الثلث الخ قوله حکمه کحکم وصیة أي من حیث الاعتبار من الثلث الخ (۱) (ردالمحتار ۵/ ۴۳۵) وأیضًا في الدر المختار: إلا أن تجیز ورثته بعد موته ولا تعتبر إجازتهم حال حیاته أصلاً بل بعد وفاته (۲) (درمختار) اور علاوہ بریں نشان انگوٹھا لگادینا یا نام لکھنا وقف نامہ پر دلیل رضا شرعاً نہیں ہے۔

پس جب کہ معلوم ہوا کہ ایسا وقف ایک ثلث میں جاری ہوتا ہے، لہٰذا اس ایک ثلث کو علیحدہ کرکے متولی کے سپرد کیا جائے، اور اس کو موافق شرط وقف نامہ صرف کیا جاوے، اور جس قدر حصہ یعنی ایک

(۱) الدر المختار مع الرد ۱۰/ ۳۱۴ کتاب الوصایا - باب العتق في المرض.

(۲) الدر المختار شرح تنویر الأبصار مع الشامي ۱۰/ ۲۷۹ في أوائل کتاب الوصایا.

ثلث جو وقف ہوگیا وہ کسی کی ملک اور قبضہ میں نہ دیا جاوے گا موافق قول مشہور اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (۱) (درمختار) لہٰذا مسمی امیر محمد کا دعویٰ تقسیم جائداد موقوفہ کا صحیح نہ ہوگا، اگرچہ واقفہ نے ایسا لکھ دیا ہو بلکہ جائداد موقوفہ متولی کے قبضہ میں رہے گی، اور آمدنی اس کی موافق شرط واقفہ کے تقسیم ہوگی۔ فقط

مرض موت میں اپنی تمام جائداد وقف کرنا

سوال: (۷۵) ایک شخص نے مرض موت میں مرنے سے چار دن پہلے اپنی تمام جائداد مسجد کے نام کرادی؛ تو یہ تمام مال متوفی کا مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہ؟ (۲۶۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: مرض موت میں وقف کرنا اگر ورثہ اس کو جائز نہ رکھیں؛ تو ایک ثلث میں نافذ وصحیح ہوتا ہے، پس ایک ثلث اس میں سے مسجد کے لیے وقف ہوگا اس کو علیحدہ کردیا جاوے، اور اس کی آمدنی مسجد میں صرف کی جاوے، اور دو ثلث ورثہ کو حسب حصص شرعیہ تقسیم کیے جائیں۔ کما فی الدر المختار باب العتق فی المرض (۲) فقط

بیماری اور بے ہوشی کی حالت میں وقف کرنا

سوال: (۷۶) زید نے حالت بیماری و بے ہوشی میں ایک مکان مسجد کے نام وقف کیا؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۴۳۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ وقف صحیح ہے مگر ایک ثلث میں جاری ہوگا جیسا کہ وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے۔ فقط

مرض موت میں مشترک زمین میں سے اپنا حصہ وقف کرنا

سوال: (۷۷) زید نے مرض الموت میں اپنی ایک زمین کے متعلق — جو مشترک ہے مابین عمر

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف – قبل مطلب في شرط واقف الكتب الخ.

(۲) الدر مع الرد ۱۰/۳۱۴ کتاب الوصايا – وفي كتاب الوقف منه الوقف في مرض موته كهبة فيه من الثلث مع القبض فإن خرج الوقف من الثلث أو أجازه الوارث نفذ في الكل وإلا بطل في الزائد على الثلث الخ (الدر مع الرد ۶/۴۶۹–۴۷۰ کتاب الوقف–مطلب الوقف في مرض الموت)

وخالد کے ـــــ اپنے قلم سے یہ لکھا کہ میرے کسی وارث کو اس میں سے کچھ نہ دیا جاوے، میرے ایصال ثواب کے واسطے رہے، اس تحریر کے چار پانچ روز بعد زید کا انتقال ہوگیا، یہ تحریر وقف ہے یا وصیت؟ اور اگر وقف ہے تو وقف مشترک کا صحیح ہے یا نہ؟ (۲۶۰۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وقف مشاع بقدر حصہ واقف صحیح ہے، امام محمدؒ ناجائز فرماتے ہیں، اور قول امام ابو یوسفؒ مفتی بہ وراجح ہے واختلف الترجیح والأخذ بقول الثانی أحوط و أسهل (۱) (درمختار) لیکن یہ صورت جو سوال کی ہے اس سے وقف ثابت نہ ہوگا، بلکہ یہ وصیت ہے جو کہ ثلث تک جاری ہوگی، پس اگر وہ حصہ جس کی زید نے وصیت کی ہے، زید کے ایک ثلث ترکہ سے زیادہ نہیں ہے تو اس میں یہ وصیت جاری ہوگی، اور فقراء پر بہ غرض ایصال ثواب اس کو صدقہ کیا جاوے گا۔ فقط

موقوفہ مکان میں وراثت جاری نہیں ہوتی

سوال: (۷۸) ایک شخص لا ولد نے اپنے دو مکان اس شرط سے وقف کردیے کہ دونوں میاں بیوی کی حیات تک یا ایک کی حیات تک؛ دونوں مکان اس کے قبضہ وتصرف میں رہیں گے، بعد وفات دونوں کے ہر دو مکان وقف کردہ کی آمدنی متولیوں کے قبضہ میں رہے، اور کھولوڑ کے مدرسہ یا مسجد یا یتیم بچوں بیواؤں کے خرچ میں؛ جس میں زیادہ ثواب ہو خرچ کریں؛ یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟ بعد ممات دونوں کے وارث اگر دعویٰ وراثت کا کریں تو صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۸۱۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہے، اور بہ قاعدہ اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (۲) اس میں میراث جاری نہ ہوگی، اور اقرباء کا دعویٰ وراثت باطل وناجائز ہے، اور واقف نے جو شرط کی ہے وہ معتبر ہے، اسی کے موافق عمل ہوگا، لأن شرط الواقف کنص الشارع (۳) (درمختار وشامی)

سوال: (۷۹) زید نے حقیقی بھتیجوں کو محروم کر کے جدی جائداد مسجد کے نام وقف کردی؛ یہ شرعاً

---

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۲۰ کتاب الوقف – مطلب مهم: فرق أبو یوسف بین قوله موقوفة الخ.

(۲) تنویر الأبصار مع الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف – قبیل مطلبٌ فی شرط واقف الکتب أن لاتعار إلا برهنٍ الخ. (۳) الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف – مطلبٌ فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع.

جائز ہے یا نہیں؟ اور وارث دعویٰ کر کے واپس لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور متولی مسجد کو واپس کرنا جائداد موقوفہ کا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۸۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہو گیا، اور وارثوں کا دعویٰ صحیح نہیں ہے؛ باطل ہے۔ اور متولیان وقف کو درست نہیں ہے کہ اس جائداد موقوفہ کو وارثوں کو دیویں۔ کما فی کتب الفقہ: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَکُ ولا یُملَّکُ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

سوال: (۸۰) عمر نے اپنا مکان مسکونہ مسجد میں وقف کیا، اور سات متولی مقرر کیے، اور سات برس تک ڈیڑھ روپیہ ماہوار کرایہ متولیان کو دیتے رہے، اب عمر نے لاولد انتقال کیا، عمر کے بھائی زید و بکر کہتے ہیں کہ مکان مذکور میں ہمارا بھی حصہ ہے ان کا حصہ ہے یا نہیں؟ (۹۴۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: وقف کسی کی ملک نہیں ہوسکتا اور وقف میں وارثوں کا کچھ حصہ ملکیت کے طور سے نہیں ہوسکتا جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَکُ وَلا یُمَلَّکُ (۱) یعنی وقف کسی کی ملک میں نہیں آسکتا اور وقف میں کچھ تصرف بیع و ہبہ وغیرہما کا نہیں ہوسکتا، پس زید اور بکر کا دعوی ملکیت کا اس میں شرعاً صحیح نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۸۱) کسی متوفی کی وقف کردہ زمین کو اس کے وارث ترکہ میں تقسیم کرلیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۴۹۰، ۱۳۳۸ھ)

الجواب: زمین موقوفہ کسی کی ملک نہیں ہوسکتی، اور میراث اس میں جاری نہیں ہوتی۔ اَلْـوَقْفُ لایُمْلَکُ وَلا یُمَلَّکُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

سوال: (۸۲) ایک گاؤں کے باشندوں نے پندرہ بیگہ زمین مسجد کے لیے بدیں نیت وقف کی ہے کہ جو شخص اس مسجد کا امام ہوگا وہ اس زمین کی آمدنی کو اپنے مصرف میں لائے گا؛ اب زید امام مسجد فوت ہو چکا، اس کا پوتا زمین مذکور سے بطور وراثت اپنا حصہ لینا چاہتا ہے؛ آیا زمین مذکورہ زید کے ورثہ پر تقسیم ہوگی؟ (۱۸۹۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جو امام ہوگا وہی اس زمین کی آمدنی کا مستحق ہوگا، زید کا پوتا جو مدعی وراثت ہے؛ دعوی

---

(۱) فإذا تم ولزم لا یُمْلَکُ وَلا یُمَلَّکُ (الدر المختار مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف۔ قبل مطلب فی شرط واقف الکتب أن لا تعار إلا برھن)

اس کا باطل ہے، اور وہ زمین زید کے ورثہ پر تقسیم نہ ہوگی، اور وقف کا کوئی بھی مالک نہیں ہوسکتا، صرف اس کی آمدنی امام کو ملے گی۔ فقط

نومسلم کی موقوفہ جائداد میں اس کی کافر اولاد وراثت کا دعویٰ نہیں کرسکتی

سوال: (۸۳) احمد حسن نومسلم نے اپنی کل جائداد وقف فی سبیل اللہ زبانی مرنے سے قبل کردی تھی، اس کا ایک بیٹا مسمی اننت رام جو زمانہ مذہب ہندو کا پیدا شدہ ہے وہ دعوے دار ہے کہ میں متوفی کا پسر جائز وارث ہوں، باوجود وقف زبانی کے کیا وہ وارث ہوسکتا ہے، اگر بالفرض وقف ثابت نہ ہو اور نہ اس کا پسر وارث ثابت ہو تو ایسی حالت میں شرع کیا حکم دیتی ہے؟ (۱۳۴۲/۲۳۲۹ھ)

الجواب: زبانی وقف کردینے سے بھی وقف ہوجاتا ہے، اور وقف میں توریث جاری نہیں ہوسکتی، وراگر بالفرض جائداد مذکورہ مملوکہ احمد حسن نومسلم وقف نہ ہوتی تب بھی اننت رام کی طرف منتقل نہ ہوتی، جب کہ اننت رام مذکور اپنے مذہب کفر پر قائم ہے؛ کیوں کہ یہ مسئلہ شریعت اسلام کا ہے کہ ''کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا'' (۱) فقط

کافر گورنمنٹ کا مسلمانوں کے اوقاف پر قبضہ کرنا

سوال: (۸۴) ...... (الف) کافر گورنمنٹ استیلاء کرکے مسلمانوں کی مملوکہ جائدادوں اور وقاف پر قبضہ کرلے تو وہ مالک ہوجاتی ہے یا نہیں؟

(ب) جب کہ مسلمان اس کافر حکومت کے ہاتھ سے چھڑانے پر قادر نہ ہوئے تو اس حالت میں ر گورنمنٹ نے ایک شخص کی جائداد دوسرے کے ہاتھ، یا وقف کو کسی کے ہاتھ فروخت کردیا تو اس خریدار کو باوجود اس علم کے کہ یہ فلاں شخص کی مغصوبہ جائداد ہے، یا وقف ہے، خریدنا اور اس سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

---

۱) ثم إن أبا يوسف يقول : يصير وقفًا بمجرد القول لأنه بمنزلة الإعتاق عنده وعليه الفتوى (الشامي ۶/۴۰۷ كتاب الوقف) ... فيلزم فلا يجوز له إبطاله ولا يورث عنه (الشامي ۶/۴۰۸ فی داية كتاب الوقف) عن أسامة بن زيد رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يرث المسلم الكافر والكافر المسلم (متفق عليه، مشكوة، ص: ۲۶۳ باب الفرائض)

(ج) اگر کسی مسجد کی جائداد موقوفہ سرکار نے کسی ہندو کے ہاتھ فروخت کردی تھی تو اس کو کوئی مسلمان اس غرض سے کہ ہندو کے پاس رہنے سے اچھا یہ ہے کہ مسلمان کے پاس رہے، اپنی ذاتی ملکیت کے لیے خرید سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۷۷/۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) اوقاف میں یہ حکم جاری نہ ہوگا؛ کیوں کہ **اَلْوَقْفُ لَا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّكُ** (**الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف**) مطلق ہے، اور نیز قید **وإن غلبوا علی أموالنا الخ** (۱) سے اوقاف خارج ہوگئے۔

(ب) جائداد مملوکہ میں یہ قاعدہ جاری ہوگا کہ بعد تسلط کفار مشتری کے حق میں تصرف جائز ہے، لیکن اوقاف میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا، اوقاف کو مصارفِ اوقاف میں صرف کرنا لازم ہوگا۔

(ج) وقف اس کی ملک ذاتی نہ ہوگا، بعد خریدنے کے اور ہندو کے قبضہ سے نکالنے کے اس کو وقف سمجھنا لازم ہوگا؛ غایت یہ کہ مشتری کا جو کچھ خرچ ہوا وہ آمدنی وقف سے وصول کرسکتا ہے۔

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۱۹۸ کتاب الجهاد – باب استیلاء الکفار۔

وقف کے مصارف کا بیان

وقف کی آمدنی ان ہی مصارف میں صرف ہوگی جو وقف نامے میں درج ہیں

سوال: (۸۵) زید نے ایک حقیت (ملکیت) فی سبیل اللہ وقف کرکے تاحیات اپنی تولیت رکھی، اور وقف کرنے کے وقت یہ نیت کی کہ تاحیات اس کی آمدنی اپنے صرف میں لائے گا، اور بعد وفات آمدنی فی سبیل اللہ خرچ ہو، تکمیل کاغذی رجسٹری وغیرہ کی وجہ سے الفاظ وقف نامہ میں نفاذ روز تحریر سے رکھا، ایسی نیت و وقف شرعًا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو الفاظ وقف نامہ کے خلاف اور نیت کے موافق تاحیات آمدنی اپنے صرف میں لانا؛ زید کو جائز ہے یا نہیں؟ اور وقف صحیح ہوگا یا نہیں؟ (۱۷۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو الفاظ واقف نے زبانی کہے ہوں یا تحریر میں ہوں اس کے موافق عمل درآمد ہوگا؛ نیت واقف کا لحاظ نہ ہوگا، اور وقف صحیح ہوگا، اور جب کہ کوئی لفظ آمدنی وقف کو اپنے ذاتی صرف میں لانے کے متعلق نہ زبان سے کہا، اور نہ تحریر میں لایا تو وقف کرنے کے بعد وہ آمدنی ان ہی مصارف میں صرف ہوگی جو وقف نامہ میں درج کیے گئے، اپنے نفس پر خرچ نہ کر سکے گا۔

موقوفہ زمین کی آمدنی معینہ مصارف کے بجائے زائد امور میں صرف کرنا

سوال: (۸۶) زمین موقوفہ کی آمدنی کو دیگر زائد امور میں بھی صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۸۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جو زمین جن مصارف خیر کے لیے وقف ہے اس کی آمدنی کو ان ہی مصارف میں صرف کرنا چاہیے، دیگر زائد امور میں جو کہ غرض واقف کے خلاف ہوں ان میں صرف کرنا نہ چاہیے، البتہ اگر آمدنی زیادہ ہے اور مصارف معینہ میں صرف کرکے بچتی ہے؛ تو اسلام کی دوسری ضرورتوں میں بھی خرچ

کرنا اس کا جائز ہے۔ فقط

وقف کا مصرف ختم ہوجائے تو جمع شدہ آمدنی کہاں خرچ کی جائے؟

سوال: (۸۷) ایک مساۃ نے اپنی جائداد ایک اسکول کے لیے وقف کی، لیکن وہ اسکول بند ہوگیا؛ تو اس کی جو آمدنی جمع ہے وہ واقفہ کی ملک میں آسکتی ہے؟ تاکہ وہ دوسرے کار خیر میں صرف کرے؟ (۱۰۵/۱۳۲۱ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ جمع شدہ آمدنی، اور وہ جائداد موقوفہ، واقفہ کی ملک میں نہیں آسکتی؛ البتہ جب کہ مدرسہ مذکورہ میں ضرورت نہیں تو اس آمدنی کا دوسرے مصرف خیر میں صرف کرنا درست ہے، فإذا تم ولزم لا يُملكُ ولا يُملَّكُ الخ (درمختار) أی لایکون مملوكًا لصاحبه الخ (۱) (شامی) لیکن واقف کی غرض کا ملحوظ رکھنا ضروری امر ہے، لہٰذا اس آمدنی کو دینیات ہی میں صرف کرنا چاہیے، مراعاة غرض الواقفين واجبة (۲) (شامی)

واقف اور جہت وقف ایک ہوں تو ایک وقف کی آمدنی دوسرے پر خرچ ہوسکتی ہے

سوال: (۸۸) واقف نے اپنی جائداد زرعی اور دو مکانات کی آمدنی وقف کی، زرعی جائداد کی آمدنی ہوتی ہے، اور متولی اس کو حسب وقف نامہ خرچ کرتا ہے، لیکن ایک مکان کی بالکل آمدنی نہیں ہے، اس میں مدرسہ تعلیم قرآن کا ہے، اور دوسرا مکان چار آنہ کرائے پر اٹھا رکھا ہے، لیکن اس کی آمدنی مرمت کے لیے ناکافی ہے، جب مرمت نہ ہوگی تو مکانات کا مسمار ہونا ضروری ہے، تو زرعی جائداد کی آمدنی سے ان کی مرمت کرانا جائز ہے؟ (۳۵۶/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ واقف ایک ہے، اور بظاہر جہت وقف بھی ایک ہے، تو یہ جائز ہے کہ ایک وقف کی آمدنی دوسرے پر خرچ کی جائے، منتظمین وقف باہمی مشورے سے زرعی جائداد کی آمدنی

(۱) الشامی ۴۲۱/۶ كتاب الوقف – بعد مطلبٌ مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة ......
(۲) الشامی ۵۲۱/۶ كتاب الوقف – مطلبٌ مراعاة غرض الواقفين واجبة.

مکانات پر خرچ کر سکتے ہیں، بلکہ ان کے ابقاء کے لیے یہ ضروری ہے، اس صورت میں غرض واقف بھی قیام مدرسہ وغیرہ کی شکل میں پوری ہوتی رہے گی، اور وقف بھی باقی رہے گا، ابطال وقف سے بہرکیف احتراز لازمی ہے۔ درمختار میں ہے: اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه الخ جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه لانهما حينئذ كشئ واحد الخ(۱)

ایک وقف کی آمدنی دوسرے اوقاف کی تعمیر میں صرف کرنا

سوال: (۸۹) زید کے پاس خود کا اوقاف ہے، اور ایک مکان بکر کا وقف ہے، مگر زید کا وقف ایک مدرسہ معینہ پر ہے، اور بکر کا مکان مدرسہ مذکورہ پر وقف نہیں، وہ مکان کی آمدنی خرچ کرنے کے لیے زید کو اختیار دے گیا تھا کہ جہاں کارِ خیر میں زید چاہے صرف کرے، پھر جب زید نے اپنا وصیت نامہ تیار کیا، اس میں لکھ دیا کہ جب مکان مذکور بکر کا تعمیر کیا جائے تو میرے مدرسہ کی آمدنی سے روپیہ خرچ کر کے مکان مذکور کو تعمیر کیا جاوے؛ اب مدرسہ کی آمدنی سے مکان مذکور تعمیر کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۳۶۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مدرسہ کے اوقاف کی آمدنی سے مکان مذکور تعمیر کرنا موافق روایات کتب فقہیہ کے جائز نہیں ہے۔ كمافي الدر المختار: وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا و مدرسةً ووقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك(۲) فقط

ایک وقف کی آمدنی سے دوسرے وقف کی مرمت کرنا

سوال: (۹۰) ایک شخص اسماعیل نے مدرسہ جاری کرنے، اور اپنے بھائیوں کی اولاد کی خوراکی، شادی وغمی پر صرف کرنے کے لیے ایک وقف نکالا، اور اس وقف کے خود بھی ایک متولی بنے، اور دوسرے دو تین شخصوں کو بھی متولی بنایا، اور وقف نامے میں مذکورہ شرائط بھی درج کیں، اور ایک مدرسہ قائم کر کے یہ وقف اس مدرسے کے نام پر کر دیا، مذکورہ شرائط کے ساتھ اپنی حیات میں اس وقف کا اجراء بھی کر دیا، اب اسماعیل کے بھائی نے بھی ایک وقف نکالا، اور اسماعیل کو کل اختیارات کے ساتھ اس وقف کا متولی بنایا،

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۳۱ کتاب الوقف. مطلبٌ في نقل أنقاض المسجد ونحوه.

(۲) حوالۂ سابقہ

اب اسماعیل بیمار ہوا تو اس نے اپنے بھائی کا وقف، اپنے واقف بھائی کے ایک لڑکے کے سپرد کر دیا، بوقت سپردگی لڑکے نے اپنے چچا اسماعیل سے کہا کہ آپ ایک اقرار نامہ اس مضمون کا لکھ دیجیے کہ اگر مجھے اپنے والد کے وقف کی مرمت یا از سرنو تعمیر کرانی پڑے تو آپ کے وقف کی آمدنی سے خرچ کیا جائے، اس وقت اسماعیل کے پاس چار پانچ آدمی اور ایک عالم بیٹھے تھے، اسماعیل نے اقرار نامہ لکھ کر دستخط کر دیے: یہ اقرار نامہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور اسماعیل کے وقف سے اس کے بھائی کے وقف کی مرمت یا تعمیر میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۵۶۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: درمختار کتاب الوقف میں ہے: وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا ومدرسةً و وقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك ـــــ وفيه قبل سطر ـــــ أن يصرف من فاضل الوقف على الوقف الآخر الخ (۱) پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں اسماعیل کے وقف کی آمدنی میں سے، دوسرے وقف میں صرف کرنا درست نہیں ہے، اور اقرار نامہ اسماعیل کا اس بارے میں نافذ اور صحیح نہ ہوگا۔ فقط

ایک وقف کی آمدنی دوسرے اوقاف کے حساب وکتاب میں صرف کرنا درست نہیں

سوال: (۹۱) وقف عامہ کے حسابات کی جانچ پڑتال کے لیے، اگر کوئی مناسب رقم آمدنی وقف میں سے خرچ کی جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جس وقف کے حساب وکتاب میں کچھ رقم صرف ہو، وہ رقم اسی وقف کی آمدنی میں سے لینا جائز ہے، اور یہ درست نہیں ہے کہ ایک وقف کی آمدنی دوسرے اوقاف کے حساب وکتاب میں صرف کی جائے۔ فقط

واقف بھی مصارفِ وقف میں تبدیلی نہیں کرسکتا

سوال: (۹۲) ہندہ نے اپنی جائداد میں سے ایک جزو اس طور پر وقف کیا کہ تا حیات خود اس کی

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۳۱ کتاب الوقف – مطلبٌ فی نقل أنقاض المسجد ونحوه

آمدنی اپنے صرف میں لاوے گی، اور بعد وفات مسجد میں صرف ہوگی، جب کہ مسجد مذکور حاجت مند نہیں ہے تو وہ اپنی موقوفہ کسی اور مصرف خیر میں صرف کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۳۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ہندہ نے جو مصرف بوقت وقف کرنے کے مقرر کردیا، اس کو بدل نہیں سکتی۔ فقط

متولی کے قبضہ سے پہلے واقف کا جہت وقف میں تبدیلی کرنا

سوال: (۹۳) زید کی ایک افتادہ زمین تھی، جس کے متعلق اس کا خیال تھا کہ اس میں مدرسہ و کتب خانہ تعمیر کرائے، مگر دفعۃً اس کا انتقال ہوگیا، بعدہ اس کے وارث نے اس کو مسجد میں وقف کیا، اور وقف نامہ رجسٹری سے تکمیل کردیا، ہنوز وقف نامہ متولی مسجد کے حوالہ نہیں کیا تھا کہ واقف کے خیال میں تبدیلی واقع ہوئی؛ اب وہ اس زمین کو مدرسہ کے لیے وقف کرنا چاہتا ہے؟

(الف) بہ حالت موجودہ واقف کو تبدیلیٔ جہت وقف کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

(ب) دوسرے نفاذ تکمیل وقف کی، قبل قبضۂ متولی کے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ (۳۱۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) واقف کو بعد وقف کرنے کے تبدیل جہت وقف کا حق حاصل نہیں ہے۔

(ب) تکمیل وقف وصحت وقف صحیح مذہب کے موافق، بدون تسلیم الی المتولی وبدون قبضہ متولی کے ہوجاتی ہے۔ درمختار میں ہے: لایجوز الرجوع عن الوقف إذاکان مسجلا الخ قوله إذاکان مسجلامبني علی قول الإمام أن الوقف لایلزم قبل الحکم والتسجیل ومر أن المفتی به قولهماالخ (۱)(شامی کتاب الوقف) وأیضافی الدر المختار وجعله أبو یوسف کالإعتاق قوله وجعله أبویوسف الخ فلذلك لم یشترط القبض والإفراز ...... أی فیلزم عنده بمجرد القول الخ (شامي) والأخذ بقول الثانی (أی أبی یوسف) أحوط وأسهل بحروفی الدرر وصدرالشریعة وبه یفتی الخ وفی الشامی عن الفتح: أن قول أبی یوسف أوجه عند المحققین (۲)

وقف کرنے کے بعد واقف کا شرائط میں کمی بیشی اور تغیر وتبدل کرنا

سوال: (۹۴) ایک شخص نے جائداد وقف کرکے اس کے شرائط اور مصارف بیان کردیے، اور

(۱) الدرالمختار والشامی ۶/۵۳۶ کتاب الوقف ـ مطلب: القیم والمتولي والناظر بمعنی واحد
(۲) الشامی ۶/۴۱۹-۴۲۱ کتاب الوقف ـ مطلب شروط الوقف علی قولهما

مسودۂ وقف رجسٹری کرادیا، اب وہ چاہتا ہے کہ اس کے شرائط ومصارف میں اپنی حیات میں قانونًا وشرعًا جائز کمی بیشی وتبدل وتغیر کا میری حیات تک مجھے اختیار رہے، کیا یہ صحیح ہے؟ اور کمی بیشی کا اس کو اختیار ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۲۹ھ)

الجواب: قال فی ردالمحتار: عن الإسعاف ولا یجوز له أن یفعل إلا ماشرط وقت العقد الخ ثم قال بعد السطر وفی فتاوی الشیخ قاسم وما کان من شرط معتبر فی الوقف فلیس للواقف تغییره ولا تخصیصه بعد تقرره ولا سیما بعد الحکم فقد ثبت أن الرجوع عن الشروط لایصح إلا التولیة ما لم یشرط ذلك لنفسه فله تغییر المشروط مرة واحدة الخ (۱) عبارت مذکورہ سے واضح ہے کہ واقف نے جو شروط وقت وقف مقرر کیں ان میں تغیر وتبدل کمی وبیشی کرنا بعد میں درست نہیں ہے، اور واقف اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ وقف کرنے کے وقت مقرر کی ہوئیں شرائط کے علاوہ بعد میں دیگر شروط کا اضافہ کرے، کہ اس کو بعد وقف کر دینے اور شروط مقرر کر دینے کے، کچھ اختیار تغیر وتبدل کا نہیں رہتا، اور جیسا کہ اصل موقوف اس کی ملک سے خارج ہو چکا، شرائط میں بھی اس کا اختیار باقی نہیں رہا: لخروج الوقف عن ملکه بالتسجیل (۱) (شامی)

واقف اگر محتاج ہو جائے تو وقف کی آمدنی سے اس کی اعانت درست ہے

سوال: (۹۵) ایک شخص نے ایک مکان بایں شرط وقف کیا کہ متولیان وقف مذکورہ: وقف شدہ مکان کی آمدنی میں سے واقف مکان مذکور کی اولاد اگر غریب ہوں تو ان کی اعانت کریں، بعد ازاں طلبہ کی امداد کی جائے، بعد ازاں رمضان شریف میں غرباء کی افطاری کرائی جائے، اگر واقف مکان مذکور خود محتاج ہو جاوے تو وقف مذکور سے اس کی اعانت کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۹۹۴ھ)

الجواب: واقف اگر خود محتاج ہو جاوے تو اس کی اعانت آمدنی وقف سے درست ہے، اور قرض جو واقف کے ذمہ بعد وقف کے ہوا؛ واقف کے مرنے کے بعد وہ قرض آمدنی مکان موقوف سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ درمختار میں خانیہ سے منقول ہے: أوصی لرجل بمال وللفقراء بمال والموصی له محتاج هل یعطی من نصیب الفقراء اختلفوا والأصح نعم وفی الشامی وأفتی الحانوتی

---

(۱) الشامی ۶/۵۳۷ کتاب الوقف – مطلبٌ لا یجوز الرجوع عن الشروط.

فی الوقف بمثله الخ (۱) الغرض اس وجہ سے کہ واقف محتاج ہوگیا ہے؛ غرباء اور فقراء میں داخل ہوکر مصرف آمدنی وقف مذکور ہوسکتا ہے ـــــ اور اس کے مرنے کے بعد اس کا دین ادا کرنے میں تملیک فقیر نہیں ہے، لہٰذا وہ درست نہیں ہے۔

واقف کا وقف کی آمدنی کو ذاتی مصارف میں خرچ کرنا

سوال: (۹۶) زید نے اپنی جائداد غیر منقولہ واسطے مصارف مسجد وقف کردی؛ تو کیا زید اس وقف شدہ جائداد کی آمدنی کو اپنے خانگی وذاتی مصارف میں لاسکتا ہے یا نہ؟ (۱۳۴۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نہیں لاسکتا کما فی الدر المختار: فإذا تم ولزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ الخ قوله: لايملك أى لايكون مملوكًا لصاحبه ولايملك أى لايقبل التمليك لغيره الخ (۲)

واقف کے سویم وغیرہ میں متولی کا اموال وقف میں سے خرچ کرنا

سوال: (۹۷) ایک مساۃ نے اپنے مرض الموت میں اپنے تمام مال منقولہ وغیر منقولہ کو دو مساجد کے لیے وقف کردیا، اور وقف نامہ میں یہ بھی تحریر کردیا کہ تاحیات میں متولی رہوں گی، اس کے بعد متولی فلاں شخص ہوگا، لیکن از وقت تحریر وقف نامہ تا وفات، مساۃ کی تیمارداری کا صرفہ مال موقوفہ میں سے برداشت کیا گیا، مساۃ کی وفات کے بعد تجہیز وتکفین کا صرفہ ایصال ثواب کے واسطے متولی نے اپنی ناواقفی سے مال موقوفہ میں سے کیا؛ شرعاً یہ امر جائز ہے یا نہیں؟ بہ صورت عدم جواز متولی پر ضمان ہے یا نہیں؟ (۱۲۴۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اگر مساۃ مذکورہ نے اپنی حیات تک اپنا خرچ بھی وقف کی آمدنی میں سے مقرر کیا ہے، تب تو بہ قدر خرچ مساۃ کے مستثنیٰ ہوکر باقی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی، اور اگر مساۃ نے اپنا خرچ اس میں سے نہیں رکھا، اور کچھ حصہ اپنا مقرر نہیں کیا، تو پھر کل آمدنی وقف کی، مسجد کے لیے ہے، اور متولی نے جو کچھ مساۃ متوفیہ کے بعد اس کے سویم وغیرہ میں صرف کیا اس کا وہ ضامن ہے۔ فقط

---

(۱) الدر المختار والشامی ۶/ ۵۰۷ کتاب الوقف – مطلبٌ: وقف النصف على ابنه زيد إلخ

(۲) الدرمع الرد ۶/ ۴۲۱ کتاب الوقف– بعد مطلبٌ مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة إلخ

موقوفہ دکان کی آمدنی سے اولادِ واقف کی امداد کرنا

سوال: (۹۸) مولا بخش نے ایک دکان وقف کر کے اس کے مصارف کی اس طرح تشریح کی کہ چوبیس روپے سالانہ؛ واسطے خرچ سبیل مکہ معظمہ، اور بارہ روپے سالانہ واسطے خرچ قربانی اور حج کے، مکہ معظمہ میں بھیج دیا کریں، اور بارہ روپے سالانہ نجیب النساء، ہمشیرۂ خود کو تاحیات مسماۃ مذکورہ، اور چوبیس روپے سالانہ مسماۃ محمدی خواہر زادی خود کو دیے جائیں، بعد فوتگی نجیب النساء مبلغان مذکور؛ اخراجات مسجد واقع محلہ ''ٹھٹھیرہ'' میں صرف ہوں؛ اور بعد فوتگی مسماۃ محمدی؛ زر سالانہ اس کا مدرسہ مکہ معظمہ میں صرف ہوا کرے، اگر کسی وقت آمد دکان مذکور میں کمی ہو تو زر سالانہ مسماتان میں کمی نہ کی جائے، دیگر اخراجات میں حصہ رسد کمی کردی جائے اور یہ حالت از دیادِ آمد سوائے زر سالانہ مسماتان، دیگر اخراجات مکہ معظمہ وقربانی میں صرف کیا جائے؛ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اولاد واقف بوجہ اپنے افلاس یہ چاہتی ہے کہ موقوفہ مذکورہ سے ان کی امداد کی جائے؛ کیا ان تصریحات کے ہوتے ہوئے متولی آمدنی موقوفہ کا کچھ حصہ ان پر صرف کرسکتا ہے؟ (۳۵۷۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: شرائط مصرحہ واقف کے خلاف آمدنی دکان موقوفہ کی، کسی دوسرے مصرف میں صرف کرنا، یا اولاد واقف کی امداد کرنا، اور ان کو دینا، جائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: **شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع الخ (الشامی ۶/۴۱۲ کتاب الوقف) شرط الواقف كنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف)**

موقوفہ جائداد کی آمدنی کو امور خیر میں صرف کرنے کی وصیت کرنا

سوال: (۹۹) کوئی واقف اپنی شئ موقوفہ کا محاصل مندرجہ ذیل مصارف میں سے کسی نوع میں صرف کرنے کی وصیت تحریر کردے تاکہ صدقہ جاریہ رہے، اور واقف موصی کو ثواب دائمی پہنچتا رہے، اگر کسی خاص نوع کو ترجیح ہو تو مصارف میں کمی بیشی کی جائے؟

(الف) مصارف مسجد؛ فرش وروشنی مع دیگر ضروریات۔

(ب) اطعام مسافرین واردین مسجد محلہ واقف؛ جس کا اتفاق شاذ ہوتا ہے۔

(ج) محض تعلیم قرآن شریف: جس کا انتظام بطور مکاتب ویسے قصبے میں پہلے سے ہے، مگر بمقابلہ زمانہ گزشتہ کم ہے اور مستقل بھی نہیں۔

(د) تعلیم علوم عربیہ جس کا مطلق انتظام قصبہ ہذا میں نہیں۔(۱۳۳۶/۴۲۱-۳۵ھ)

الجواب: یہ جملہ امور مذکورہ فی السوال امور خیر ہیں، ان میں سے کل یا بعض کے لیے آمدنی جائداد موقوفہ کو متعین کرنا کار ثواب اور صدقہ جاریہ ہے کہ واقف کو ہمیشہ ثواب پہنچتا رہے گا، لیکن اس میں شک نہیں کہ بالخصوص اس زمانے میں تعلیم علوم دینیہ عربیہ زیادہ ضروری واہم ہے، اور ثواب اس کا بہت زیادہ ہے، اور سلسلہ اس کے ثواب کا دائمی وقوی تر ہے۔ فقط

وقف کی زائد آمدنی سے مظلوم کی مدد کرنا

سوال: (۱۰۰) ترکوں کی بیوہ اور مظلوم بچوں کی امداد وقف کی زائد رقوم سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جو سخت مصیبت اور تکالیف میں ہیں؟ (۱۳۳۹/۱۵۹۷ھ)

الجواب: بے شک اوقاف کی زائد رقوم سے امداد ان مظلومین کی جائز و موجب اجر ہے۔ فقط

مساجد و اوقاف کی ضرورت سے زیادہ آمدنی سے مجاہدین اور مظلومین کی مدد کرنا

سوال: (۱۰۱) ماقولکم ـــــ دام فضلکم ـــــ فی إعطاء منافع الأراضی والأموال الموقوفة علی ضرائح الأولیاء والمساجد والمدارس والرباطات وغیرها نقدًا ومحصولات معینة کانت مصارفها أولا عونًا لغزاة أنغورا و جیوش المصطفی کمال لیتوسلوا بها فی حروبهم، وصونًا لمظلومی سمرنا وکذلك دفع الزکاة والصدقات الواجبة إلیهم هل یجوز أم لا؟ (۱۳۴۱/۷۴۷ھ)

الجواب: فقہاء نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ اگر مساجد وغیرہ کے موقوفات کی آمدنی جمع ہو، اور ضروریات مساجد اور مصارف اوقاف سے زیادہ ہو: تو اس کو اعانت غزاۃ اور مظلومین میں صرف کرنا، اور مجاہدین اور محاربین اعداء اللہ کی امداد میں صرف کرنا، خواہ بطریق قرض یا بلا قرض درست ہے۔ فقط

مستحق تک رقم پہنچانے کے لیے منی آرڈر کرنا اور اس کی فیس وقف کی آمدنی میں سے ادا کرنا

سوال: (۱۰۲) ایک شخص نے کچھ اراضی وقف کی، جس کی آمدنی کے مصارف حسب شرائط وقف نامہ ''شروانی قوم'' کے اراملِ اور یتامی ہیں، بعد ازاں طلباء؛ اس طرح کہ اول آمدنی شروانیوں کی بیوہ عورتوں اور یتیموں پر صرف کی جائے، پھر اگر بچے تو طلبہ پر صرف کی جائے؛ آیا اس شرط کی رو سے تمام بیوہ اور یتیموں پر صرف کرنا آمدنی کا واجب ہے؟ یا بعض پر تقسیم کرنے سے واقف کی شرط پر عمل ہو جائے گا؟ اگر بوجہ بعد مسافت روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجا جائے تو فیس منی آرڈر وقف کی آمدنی سے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۳۳۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ شرط الواقف کنص الشارع (۱) (شامی و درمختار) لہٰذا موافق شرط واقف کے آمدنی وقف مذکور سے اول اراملِ و یتامی قوم شروانی پر صرف کی جاوے، پھر اگر کچھ باقی رہے تو طلبہ کو دی جاوے، اور قوم شروانی کے یتامی و اراملِ میں محتاج اور غیر محتاج دونوں پر آمدنی وقف مذکور صرف کی جاوے، اور استیعاب تمام یتامی اور بیوگان قوم مذکور کا شرط نہیں ہے، اور بوجہ بعد مسافت بہ ذریعہ منی آرڈر بھی روانہ کر سکتے ہیں، اور فیس منی آرڈر کی بھی اس میں سے دے سکتے ہیں۔ فقط

وقف کی آمدنی کا جو حصہ غرباء کی ادویہ کے لیے خاص کیا گیا ہے اس کو غیر ادویہ میں صرف کرنا درست نہیں

سوال: (۱۰۳) ہندہ نے اپنی جائداد وقف کی، اور کچھ حصہ وقف کا غرباء کو ادویہ کی تقسیم کے لیے معین فرمادیا، اور متولی اپنے زوج کو کیا؛ ہندہ انتقال کرگئی، زوج حیات ہے، چھ ماہ ہوئے کہ زوج نے زید کو چالیس روپے اپنی ملک سے قرض دیے تھے، اب زید کا انتقال ہوگیا، ورثہ زید کے نادار ہیں، اور اس قرضہ کی ادائیگی کا وعدہ کرتے ہیں، ایک روز زوج مذکور نے زید سے کہا کہ میرے پاس وقف ادویہ

(۱) الدرمع الرد ۶/۵۰۸ کتاب الوقف - مطلبٌ فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع.

سے ایک رقم کثیر صرف سے باقی رہ گئی ہے، اگر جائز ہوتو میں اس رقم قرضہ کو اس وقف ادویہ میں محسوب کردوں، تو ورثاء زید اس بار سے سبکدوش ہوجائیں گے ـــــ تو جناب سے عرض یہ ہے کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ واقف کا وقف محض ادویہ کے لیے ہے؟ (۱۳۳۷/۵۳۶ھ)

الجواب: جوحصہ آمدنی کا واقف نے غرباء کی ادویہ کے لیے معین اور خاص کیا، اس کو غیر ادویہ فقراء میں صرف کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ قاعدہ کلیہ شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) اور شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع (الشامی ۶/۴۱۲ کتاب الوقف) سے ظاہر ہے؛ پس متولی مذکور کو درست نہیں ہے کہ ورثاء زید کو اداء قرض کے لیے اس رقم ادویہ میں سے کچھ دیوے یا محسوب کرے۔ فقط

جو جائداد مسکینوں کی دواؤں کے لیے وقف کی گئی ہے اس کے مصارف

سوال: (۱۰۴)...... (الف) جس جائداد کو ادویات مساکین کے صرف کے لیے واقف نے وقف کیا ہے، اور زید اس کا متولی ہے: اور زید نے عمر کے کہنے سے دس روپے عمر کو دیے کہ یہ روپیہ بکر کو دے دینا تا کہ وہ اپنے علاج میں صرف کرے؛ عمر نے وہ روپیہ لے کر اپنے مصارف خانگی میں صرف کرلیا، اور بکر کو نہ دیا؛ بعدہٗ عمر نے زید سے کہا کہ وہ روپیہ تو میرے صرف میں آگیا، اور اب میرے پاس روپیہ نہیں جو میں آپ کو واپس دوں؛ آیا بعد از اطلاع زید وخاموشی زید عمر کو توبہ کرنا مؤاخذہ آخرت سے بچنے کے لیے کافی ہے یا معاف کرانا ضروری ہے جب کہ عمر بھی مسکین ہے؟

(ب) ایسے روپیۂ ادویات سے امراض رحمی میں جو دایہ استعمال کرتی ہے اس دایہ کے بلانے کی اجرت بھی دینا مسکین مریض کو جائز ہے یا نہیں؟

(ج) زچہ غرباء کو ادویۂ تقویت اس روپیہ سے کھلانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۸۳۷ھ)

الجواب: (الف) جب کہ زید نے دس روپے آمدنی وقف کی اس مد سے دیے ہیں جو ادویہ مساکین کے لیے معین ہے تو عمر نے چونکہ اس روپے کو غیر مصرف معینۂ واقف میں صرف کیا ہے؛ یعنی اپنے گھر کے مصارف میں صرف کرلیا؛ حالانکہ وہ اس میں امانت دار تھا پہنچانے کا؛ تو اس روپے کا ضمان اس کے ذمے لازم ہے، جس وقت ہو ادا کرے، اور ادا کرنے کی نیت رکھے، اور توبہ واستغفار کرے،

زید سے معافی چاہنے سے ضمان اس روپے کا ساقط نہ ہوگا؛ البتہ اگر وہ روپیہ زید کی ملک تھا تو زید سے معاف کرانا کافی ہے۔

(ب) دایہ کے بلانے کی اجرت وفیس بھی ادویہ میں داخل ہے لہٰذا درست ہے۔

(ج) بعد زچگی ادویۂ تقویت کھلانا بھی اس مد کے روپیہ سے درست ہے۔ فقط

واقف کا جائداد کو اپنے نام پر روک کر اس کی آمدنی مسجد و مدرسہ اور فقراء کے لیے مقرر کرنا

سوال: (۱۰۵) ایک شخص لاولد نے اپنی صحت وتندرستی میں اپنی کل جائداد کو ہمیشہ کے لیے اپنے نام پر روک کر، اس کی آمدنی کو مسجد، مدرسہ اسلامیہ اور فقراء کے لیے مقرر کردیا، اور متولی مقرر کردیا؛ یہ وقف صحیح ہوا یا نہیں؟ اس کے بعد اس میں بیع وہبہ وغیرہ کا متولی کو یا واقف کو اختیار ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۳۲۲ھ)

الجواب: وہ وقف صحیح وتام ہوگیا، تصرف بیع وہبہ وغیرہ اب اس میں صحیح نہیں ہے۔ کمافی الدر المختار: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) اور جو شرائط واقف نے مقرر کیں، ان پر عمل درآمد برابر کیا جاوے گا۔ کما فی الدر المختار: شرط الواقف کنص الشارع الخ (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) فقط

واقف کی شرط کے مطابق موقوفہ جائداد فروخت کرکے اس کی قیمت تعمیر مسجد میں لگانا درست ہے

سوال: (۱۰۶) ہندہ نے حصۂ مکان اس شرط کے ساتھ مسجد میں وقف کیا کہ متولی کو یہ اختیار ہوگا کہ حصۂ موقوفہ کو فروخت کرکے تعمیر مسجد میں صرف کردے، حصہ موقوفہ نہایت قلیل، قابل منفعت نہیں ہے: آیا حسب شرائط واقفہ متولی اس کو فروخت کرکے زرِ ثمن مسجد مذکور میں صرف کردے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۳۰۸۱ھ)

الجواب: اس حصۂ موقوفہ کو حسب شرط واقفہ بیع کرکے اس کی قیمت تعمیر ومرمت مسجد میں صرف کرنا درست ہے، لأن شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) فقط

وقف شدہ شکستہ قرآن مجید کسی شخص کو پڑھنے کے لیے دے سکتے ہیں، مالک بنانا جائز نہیں

سوال: (۱۰۷) ہمارے مدرسہ میں ایک قرآن شریف قلمی جلد شکستہ موجود ہے، اس میں کوئی شخص شوق سے نہیں پڑھتا؛ اگر وہ قرآن شریف زید کو بطور ملکیت دے دیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ وہ اس قرآن کو درست کر کے پڑھنے کا وعدہ کرتا ہے؟ (۱۳۴۱/۱۱۸۸ھ)

الجواب: زید کو اس قرآن شریف کا مالک نہیں بنا سکتے، پڑھنے اور درست کرنے کے لیے دے سکتے ہیں؛ کیوں کہ مسئلہ مشہور ہے اور کتب فقہ میں مذکور ہے: **الوقف لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ** (۱) (درمختار وغیرہ) فقط

جو موقوفہ زمین واقف کی غرض پر پوری نہ اترے اس کو کیا کیا جائے؟

سوال: (۱۰۸) ایک شخص نے ایک احاطہ اس شرط پر وقف کیا کہ اس کی آمدنی سے جو رقم احاطۂ ہذا کی مرمت سے فاضل ہو، وہ فلاں مسجد پر صرف کی جائے، نیز یہ کہ میں متولیان کو احاطے کی بیع کی اجازت نہیں دیتا، چوں کہ بعد الوقف بالفعل آمدنی کی کوئی صورت نہ تھی، لہٰذا متولیان ومصلیان مسجد نے باہمی چندہ سے اس میں درخت نصب کرائے، اور جو حصہ دیوار کا منہدم تھا اس کی تعمیر کرائی، لیکن پھر تقریباً نصف حصہ دیوار منہدم ہوگیا، اور درخت بھی بوجہ عدم حفاظت خراب ہوگئے، اور باوجودیکہ وقف کو چند سال گزر چکے اب تک آمدنی اتنی نہیں ہوئی کہ احاطے ہی کی مرمت کی جاسکے، اور اب متولیان ومصلیان چندہ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں، اور قلیل کرائے پر وہ احاطہ کوئی نہیں لیتا۔ لہٰذا احاطۂ مذکورہ بیکار ہے، اور مقصود واقف بالکلیہ فوت ہوگیا، پس وقف فسخ ہوگیا یا باقی ہے؟ بر تقدیر ثانی متولیان کو کیا کرنا چاہیے؟ اور بر تقدیر اول متولیان اس کو فروخت کر کے قیمت کو مسجد پر صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا ورثاء مالک ہوگئے؟ (۱۳۴۴/۸۴ھ)

الجواب: جب کہ وہ احاطہ بے کار ہے، اور کچھ آمدنی اس سے حاصل نہیں ہوتی، اور مقصود اور

(۱) الدر المختار مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف.

غرض واقف اس سے حاصل نہیں ہے؛ تو اس کو بہ حکم قاضی فروخت کر کے اس کی جگہ دوسرا مکان یا زمین خرید کر وقف کردی جائے۔ قال فی الشامی: إعلم أن الاستبدال علی ثلاثة وجوه: الأول: أن یشرطه الواقف لنفسه أولغیره أولنفسه وغیره فالا ستبدال فیه جائز علی الصحیح وقیل اتفاقًا؛ والثانی: أن لایشرطه سواء شرط عدمه أوسکت لکن صار بحیث لاینتفع به بالکلیة بأن لایحصل منه شیئ أصلا أولایفی بمؤنته فهو أیضًا جائز علی الأصح إذا کان بإذن القاضی و رأیه المصلحة فیه (۱) وفی الدرالمختار: وجاز شرط الاستبدال به أرضًا أخری حینئذٍ أوشرط بیعه ویشتری بثمنه أرضًا أخری إذا شاء الخ (۲) فقط

شاہی اوقاف کی آمدنی کا مصرف

سوال: (۱۰۹) ایک وقف شاہی کی آمدنی اس کے مصارف معمول سے زیادہ ہے، وقف نامہ کوئی موجود نہیں ہے جس سے وقف کی اغراض پورے طور پر معلوم ہوں، متولیان جو منتظم وقف ہیں، ان کا تعامل مصرف کی بابت یہ ہے کہ مسجد موقوفہ کی تعمیر، انتظام آبادی مسجد، آسائش مصلیان، اور نیز تعلیم دینیات میں صرف کرتے ہیں؛ ایسے وقف کا روپیہ تبلیغ اسلام میں صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۰۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں حکم یہ ہے کہ جس طرح اور جن مصارف میں متولیان اب تک صرف کرتے رہے، اسی طرح ان ہی مصارف میں آمدنی، وقف مذکور کی صرف کی جاوے، کسی جدید مصرف میں اس کا صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: یسلك بمنقطع الثبوت المجهولة شرائطه و مصارفه ماکان علیه فی دواوین القضاة الخ (۳) وفی ردالمحتار: عن الذخیرة سئل شیخ الإسلام عن وقف مشهور اشتبهت مصارفه و قدرُ ما یصرَف إلی مستحقیه قال ینظر إلی المعهود من حاله فیما سبق من الزمان من أن قُوَّامه کیف یعملون فیه وإلی من یصرفونه فیُبنٰی علی ذلك الخ (۳) (شامی: ۴۰۴/۳) فقط

---

(۱) الدرالمختار والشامی ۴۵۷/۲ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی استبدال الوقف وشروطه.

(۲) الدرالمختار والشامی ۴۵۸/۲ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی استبدال الوقف وشروطه.

(۳) الدرالمختار والشامی ۴۸۶/۲ کتاب الوقف ـ مطلب فی حکم الوقف القدیم المجهولة شرائطه ومصارفه.

شاہی اوقاف میں شرائط وقف کا لحاظ ضروری نہیں

سوال: (۱۱۰) شاہی ارصاد یا اوقاف جن کی منجانب واقف کوئی شرائط مصارف نہیں، اس کی آمدنی کا انتظام ایک کمیٹی، جس کے چار ممبر ہیں؛ کثرت رائے پر کرتے ہیں، اور تقرر مدرسین، امام، مفتی اور واعظ باختیار خود فرماتے ہیں ایک شخص عالم واعظ؛ واسطے ہدایت مسلمین محبوسان جیل سرکاری مقرر کرنا چاہتے ہیں؛ پس شرعاً یہ مصرف تنخواہ وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ دیگر مصارف قرض وغیرہ دینے کا بھی ان کو اختیار حاصل ہے اور ایسی آمدنی سے پرورش طلباء اور علماء اور پنشن وغیرہ کا بھی شرعاً اختیار ہے یا نہیں؟ (۱۷۵۰/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب کہ مصارف وقف مفوض رائے حاکم اور ممبران پر ہوں تو جو کچھ وہ مصلحت سمجھیں تقرر واعظ وغیرہ کر سکتے ہیں، اور فقہاء نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ اوقاف امراء اور ملوک میں شرائط وقف کا لحاظ ضروری نہیں ہے۔ ردالمحتار میں ہے: وهذا: أى عدم التقرير بغير شرط إذا لم يقل وقفت على مصالحه، فلو قال يفعل القاضى كل ماهو من مصالحه وهذا أيضًا فى غير أوقاف الملوك والأمراء، أما هى فهى أوقاف صورية لاتراعى شروطها الخ(۱)(شامي ۳/ ۴۱۷) فقط

(۱) ردالمحتار ۶/ ۵۱۰ كتاب الوقف – مطلبٌ: ليس للقاضى أن يُقرّر وظيفة فى الوقف إلاّ النظر

اوقاف کی خرید وفروخت، استبدال اور ابطال کا بیان

موقوفہ زمین کوفروخت کرنا کب جائز ہے؟

سوال: (۱۱۱) ہندہ نے اپنی والدہ مرحومہ کے ایصال ثواب کے لیے، ایک قطعہ ایک سوتیں روپے میں خرید کر، جامع مسجد میں بلاتخصیص کسی مد کے وقف کیا، جومتولیان کے قبضہ وتصرف میں ہے، اس کی سالانہ آمدنی ۳۰/ یا ۳۵/روپے آرہی ہے، اور مسجد کے اخراجات میں صرف ہوتی ہے: قطعہ مذکور اگر اب فروخت کیا جاوے تو نوسو ساڑھے نوسو روپے ملتے ہیں؛ کیوں کہ عیدگاہ بنانے کے لیے ضرورت ہے، اور قیمت مذکورہ لے کر جس کام میں بھی لگائی جاوے اس سے دو چند آمدنی ہوسکتی ہے اور مسجد کا بہت نفع ہے؛ تو قطعہ زمین موقوفہ کو برائے تعمیر عیدگاہ باجازت واقفہ بہ نظر نفع مسجد فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۱۴۱۱ھ)

الجواب: زمین موقوفہ کوفروخت کرنے، اور اس کی قیمت سے دوسری زمین وغیرہ خرید کر وقف کرنے کے جواز کے لیے فقہاء نے یہ شرط لکھی ہے کہ وقف کرنے والا وقف کرنے کے وقت یہ شرط کرے یا لکھ دے کہ جس وقت واقف یا کوئی متولی چاہے اس کو دوسری زمین سے بدل سکتا ہے، یا اس کو فروخت کر کے دوسری زمین اس کی قیمت سے خرید کر وقف کرسکتا ہے؛ بدون اس شرط کے استبدال اس کا جائز نہیں ہے مگر جب کہ وہ وقف بالکل انتفاع سے خارج ہوجاوے، اور اس سے بالکل نفع حاصل نہ ہوتا ہو، اور استبدال کرنے والا اور اس کوفروخت کر کے دوسری زمین خرید کر وقف کرنے والا ''قاضی جنت'' یعنی قاضی عالم؛ عادل وامین ہو۔ درمختار میں ہے: وجاز شرط الاستبدال به أرضًا أخرى حينئذ أو شرط بيعه و يشترى بثمنه أرضًا أخرى إذا شاء الخ وأما الاستبدال ..... بدون الشرط فلا يملكه إلا القاضي درر و شرط في البحر خروجه عن الانتفاع بالكلية و كون البدل عقارًا و المستبدل قاضي الجنة المفسر بذي العلم و العمل و في النهر أن المستبدل

قاضی الجنة فالنفس به مطمئنة فلا یخشی ضیاعه و لو بالدراهم والدنانیر الخ (۱) فقط

موقوفہ جائداد کو بیچنا اور تبدیل کرنا

سوال: (۱۱۲) زید کے والد نے ایک دکان خرید کر نصف دکان کا مالک زید کو کر دیا، اور نصف کرایہ دکان کا اللہ واسطے مقرر کر دیا، اسی طرح پر ایک عرصہ سے اس کا عمل درآمد ہو رہا ہے؛ عرصہ چار سال کا ہوا کہ زید کے بھائی سے ایک ہندو نے کہا کہ اس دکان کا تبادلہ کر لو؛ یعنی اس دکان کے برابر کی دکان لے لو، اور یہ دکان دے دو، اور بعوض تبادلہ کے میں تم کو دو ہزار روپے دوں گا، تب زید کے بھائی نے زید سے کہا کہ میں تم کو پانچ سو روپے دوں گا، اور ڈیڑھ ہزار میں لوں گا، زید نے کہا کہ پانچ سو روپے کم دینے کی کیا وجہ ہے؟ کیونکہ ایک ہی دکان ہے کہ جس کا کرایہ آج تک نصف نصف ہوتا رہا، اور جو کچھ خرچ ہوتا تھا، وہ نصف میں دیتا تھا، زید کے بھائی نے جواب دیا کہ میری معرفت گفتگو ہوئی میں اس ڈیڑھ ہزار کی جائداد خرید کر اس کا کرایہ بھی اللہ واسطے دوں گا، اور والد ہی کے نام سے خریدوں گا۔

زید نے کہا کہ جس وقت اس تبادلہ کی بابت میں نے کہا تھا اسی وقت میں نے نیت کر لی تھی کہ میں اس میں سے پانچ سو روپے کی جائداد لے کر اس کا کرایہ اللہ واسطے دوں گا، زید یہ بھی کہتا ہے کہ چونکہ میں نے شروع ہی سے نیت کر لی ہے؛ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان پانچ سو روپے کی جن کو تم کہہ رہے ہو ایک جائداد اس کے ساتھ میں یا علیحدہ خرید کر اس کا کرایہ اللہ واسطے میں اپنے ہاتھ سے دوں، یا جیسے دیا جار ہا ہے اسی طرز پر عمل درآمد کیا جائے، زید کے بھائی نے جواب دیا کہ اس جھگڑے کو میں نہیں جانتا تھا، وہ اس میں کچھ رکھنا نہیں چاہتا میں اپنے والد کے نام سے جیسے کہ یہ نصف دکان ہے اسی طرز پر اس کا کرایہ بھی میں دوں گا۔

الحاصل کچھ عرصہ کے بعد دکان کا تبادلہ بعوض اڑھائی ہزار روپے کے ہو گیا اور ساڑھے بارہ سو روپے اس میں سے زید نے لے لیے، اور ساڑھے بارہ سو اس کے بھائی نے، اس کے بعد زید نے اپنے بھائی کو پانچ سو روپے دیے کہ ساڑھے بارہ سو کی جو جائداد خریدو گے، اس کے شامل یا علیحدہ ان پانچ سو کی بھی خرید لینا، اب روپے دیے ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے نہ زید کے بھائی نے جائداد

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/ ۴۵۷-۴۵۹ کتاب الوقف - مطلب فی استبدال الوقف وشروطه۔

خریدی نہ روپیہ زید کو واپس دیا، اب زید یہ چاہتا ہے کہ اپنے بھائی سے وہ پانچ سو روپے واپس لے کر اپنے طور پر جائداد خریدے اور اللہ واسطے دینے کا انتظام کرے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس روپے کی زکوۃ زید کے ذمہ لازم ہے یا نہیں؟ (۱۷۔۱۳۳۷ھ)

الجواب: علامہ شامی نے فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ کبھی وقف ضرورتاً بدون تصریح وقف کے بھی ثابت ہوجاتا ہے، جیسا کہ یہ ہے کہ اس گھر کی آمدنی مساکین کو دی جائے، یا فلاں شخص کو اور اس کے بعد مساکین کو دی جائے؛ تو اس صورت میں وہ مکان وقف ہوجائے گا وعبارتہ ھکذا: یثبت الوقف بالضرورۃ وصورتہ أن یوصی بغلۃ ھذہ الدار للمساکین أبدًا أو لفلان وبعدہ للمساکین أبدًا فإن الدار تصیر وقفًا بالضرورۃ ـــ إلی أن قال ـــ وقد سئلت عن نظیر ھذہ المسئلۃ فی رجل أوصی بأن یؤخذ من غلۃ دارہ کل سنۃ کذا دراھم یشتری بھا زیت لمسجد کذا ثم باع الورثۃ الدار وشرطوا علی المشتری دفع ذلک المبلغ فی کل سنۃ للمسجد فافتیت بعدم صحۃ البیع وبأنھا صارت وقفًا حیث کانت تخرج من الثلث الخ(۱) (شامی ج:ص:۳۵۹ کتاب الوقف)

اس روایت سے اور وقف مشاع کی صحت کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ نصف اس دکان کا بہ شرطیکہ زائد از ثلث ترکہ نہ ہو وقف ہوگیا، اس کی بیع اور استبدال ناجائز تھا، اس بیع کو کالعدم سمجھ کر نصف اس دکان کا وقف سمجھنا چاہیے، اور زید اپنی نصف آمدنی کا مالک ہے، یہ جو کچھ معاملہ زید کے بھائی نے کیا ناجائز ہوا، اور بہرحال اگر زید کا بھائی روپیہ واپس نہ کرے، اور واپسی بیع کی کوئی صورت نہ ہو تو زید اپنے حصے کے روپے سے ایک دکان یا مکان خرید کر وقف کردے، اور آمدنی اس کی خواہ کل مساکین کو دینا مقرر کردے یا نصف فقراء کے لیے، اور نصف اپنے لیے مقرر کرے، اور جب تک زید اس روپے سے کوئی جائداد خریدے اس وقت تک زکوۃ اس کے ذمہ ہے۔ فقط

وقف کردہ جائداد کو بیچنا اور ہبہ کرنا

سوال: (۱۱۳) مسماۃ زاہدالنساء نے اپنی کل جائداد مسجد، اور دیگر ایسے امور کے لیے وقف کردی جو صدقہ جاریہ میں داخل ہوں؛ لیکن وقف نامہ کی ابھی رجسٹری نہ ہونے پائی تھی کہ حبیب الرحمن نے جو

(۱) ردالمحتار ۲۰۹/۲ کتاب الوقف ۔ مطلبٌ: قد یثبت الوقف بالضرورۃ.

واقف کے برادر حقیقی کا پوتا ہوتا ہے، مسماۃ مذکورہ پر ناجائز دباؤ ڈال کر جائداد موقوفہ کا اکثر حصہ، اپنے بیٹوں کے نام اور کچھ حصہ اپنے خالہ زاد بھائی محمد حنیف کے نام ہبہ نامہ لکھوا کر رجسٹری کرالیا تو واقف یا واقفہ کسی شئے کو بنام خدا وقف کر دینے کے بعد بیع و ہبہ کر سکتے ہیں اور اپنے تصرف میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور جو لوگ اپنے نفع کی غرض سے وقف کے خلاف ناجائز کارروائی کر رہے ہیں یا ان کے مددگار ہیں وہ شرعاً کیسے ہیں؟ (۷۵۴/۱۳۳۰ھ)

الجواب: جائداد مذکورہ وقف ہوگئی؛ کیوں کہ زبان سے وقف کر دینے سے جائداد وقف ہو جاتی ہے، رجسٹری کرانا اس کا شرعاً ضروری نہیں ہے، اور بعد وقف ہونے کے کوئی تصرف از قسم بیع و ہبہ وغیرہ جائداد موقوفہ میں واقف اور غیر واقف کو درست نہیں ہے؛ کما فی الدر المختار: اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ الخ أی لایقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه الخ (۱) پس ہبہ مذکورہ شرعاً صحیح نہیں ہوا اور وہ ہبہ نامہ باطل اور کالعدم ہے؛ اور وقف کی تعریف مفتی بہ یہ ہے: هو حبسها على حكم ملك الله تعالىٰ وصرف منفعتها على من احب الخ فلا يجوز له إبطاله، ولايورث عنه وعليه الفتوى ابن الكمال وابن الشحنة الخ (۲) (درمختار) اور جس شخص نے اپنے ذاتی منافع کے لیے وقف کو باطل کرنا چاہا وہ عاصی وفاسق ہے، اور یہ سعی اس کی باطل ولغو ہے، عند اللہ وہ وقف صحیح ہوگیا، اور اس وقف کا باطل کرنا واقف اور غیر واقف کو جائز نہیں (۳)

واقف کو بھی وقف شدہ جائداد بیچنے کا حق نہیں

سوال: (۱۱۴) زید نے ایک جائداد مسجد کے نام وقف کر دی تھی، پانچ چھ سال کے بعد کسی وجہ سے اس کو فروخت کرنا، اور بیع کرنا چاہتا ہے تو اس حالت میں وقف کو بیع کرنے کا مجاز ہے یا نہیں؟ (۶۰۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بیع کرنے کا حق اس کو حاصل نہیں ہے۔ فقط

(۱) ردالمحتار ۴۲۱/۶ بعد مطلبٌ مهمٌ: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة إلخ

(۲) الدر مع الرد ۴۰۸/۶ فی أوائل كتاب الوقف

(۳) من سعى في نقض ما تم من جهته فسعيه مردودٌ عليه (الشامی ۵۰۳/۶ كتاب الوقف ـ مطلبٌ: من سعى في نقض ــ)

موقوفہ اراضی کو فروخت کرنا جائز نہیں

سوال: (۱۱۵) اراضی موقوفہ کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۷۴۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اراضی موقوفہ کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ کما في فتح القدير: إعلم أن عدم جواز بيعه إلا إذا تعذر الانتفاع به إنما هو فيما إذا ورد عليه وقف الواقف(۱)

سوال: (۱۱۶) مکان وقف مسجد جس کے کرائے سے تیل وغیرہ کا انتظام ہوسکتا ہے، اور ہمیشہ آمد ہوتی رہے گی، بعض شخص بیع کرنا چاہتے ہیں؛ ایسی صورت میں مکان وقف بیع ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۶۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بیع کرنا مکان وقف کا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ کتب فقہ میں مذکور ہے: فإذاتم ولزم لا يُملَكُ وَلا يُمَلَّكُ ولايعار ولايرهن (۲) (درمختار) شامی میں ہے: ولايملك أي لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه (۲) فقط واللہ اعلم

موقوفہ زمین بیچنے، خریدنے اور اس میں تعاون کرنے کا حکم

سوال: (۱۱۷) زمین موقوفہ متصل مسجد کو فروخت کرنا، اور خریدنا کیسا ہے؟ اور بیچنے والے اور خریدنے والے اور گواہوں کے لیے کیا حکم ہے؟ اور بیع نامہ لکھنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ (۶۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وقف کی بیع درست نہیں ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لايُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۴۲۱/۶ كتاب الوقف) اور فروخت کرنے والا اور خریدنے والا اور گواہ فاسق وعاصی ہوئے، اور بیع نامہ تحریر کرنے والے کو اگر علم ہے اس کے وقف ہونے کا، تو وہ بھی گنہگار ہے توبہ کرے۔

موقوفہ جائداد کو اُدھار فروخت کرنا

سوال: (۱۱۸) ایک شخص نے کچھ جائداد مصارف دینی میں صرف کرنے کے لیے عطاء کی، اس کو زید نے خالد کے ہاتھ قرض فروخت کردی، خالد مرگیا، اور قیمت وصول نہیں ہوئی؛ اس روپے کی

(۱) الشامي ۴۴۹/۶ كتاب الوقف ـ مطلبٌ في الوقف إذا خرب ولم يمكن عمارته .
(۲) الدرالمختار والشامي ۴۲۱/۶ كتاب الوقف .

ادائیگی کا کون ذمہ دار ہے؟ (۲۰۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر اس جائداد کو وقف کردیا تھا تو اس کی بیع بالکل صحیح نہیں ہوئی، واپس لینا چاہیے، اور اگر وقف نہیں کی تھی تو بدون اجازت مالک کے جو زید نے اس کو فروخت کردیا، اور بعد فروخت کے بھی مالک نے رضامندی ظاہر نہ کی تو وہ بیع باطل ہوئی، اس زمین کو واپس لینا چاہیے، اور اگر مالک راضی ہوگیا تھا تو بیع صحیح ہوگئی: خالد کے ورثہ قیمت دینے کے ذمہ دار ہیں، جس طرح ہو ان سے قیمت وصول کی جاوے، یا زمین: اور اگر وہ واپس کریں تو زمین واپس لی جاوے۔ فقط

موقوفہ کنویں کا پانی فروخت کرنا درست نہیں

سوال: (۱۱۹) ایک وقف شدہ زمین میں کنواں ہے، اس کا پانی واقف زمین نے عام لوگوں کے لیے وقف کردیا ہے: فی الحال متولی نے اس کنویں کا پانی فروخت کرنا شروع کردیا ہے، اور قیمت اپنے صرف میں لاتا ہے: ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۷۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس کے پانی کا فروخت کرنا درست نہیں ہے لأن الْوَقْفَ لايُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ (الدر مع الرد ۶/ ۴۲۱ کتاب الوقف) فقط

وقف نامے میں وقف کو بیچنے اور بدلنے کی شرط لگانا

سوال: (۱۲۰) وقف نامے میں شرط بیع واستبدال کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۵۴۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر واقف بوقت وقف ایسی شرط کرے تو درست ہے۔ درمختار میں ہے: وجاز شرط الاستبدال به أرضًا أخرى حينئذٍ أو شرط بيعه ويشترى أرضًا أخرى إذا شاء الخ(۱) (درمختار)

انجمن یا مدرسے کے نام وقف شدہ ردّی اخبارات کو فروخت کرنا

سوال: (۱۲۱) ایک انجمن یا مدرسہ کے نام وقف شدہ اخبارات، اور اس کے کاروباری تحریر شدہ ردی کاغذات، جن کی اب ضرورت نہیں: اگر موجودہ نرخ سے ان کو فروخت کیا جاوے تو تقریباً ۴۰ روپے کی رقم مل سکتی ہے، جس سے مذہبی درسی کتب خریدنے کا ارادہ ہے؛ آیا یہ کاغذات کسی ایسے شخص

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/ ۴۵۷ کتاب الوقف — مطلبٌ فی استبدال الوقف وشروطه۔

کے ہاتھ: جو بازاری طریقے سے اشیاء فروختنی لپیٹ کر، عام لوگوں کے ہاتھ دیا کرتا ہے؛ فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۷۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قال فی ردالمحتار: قال فی الذخیرۃ: وفی المنتقی قال ہشام: سمعت محمدًا یقول: الوقف إذا صار بحیث لا ینتفع بہ المساکین، فللقاضی أن یبیعہ ویشتری بثمنہ غیرہ الخ (۱) وفی الدر المختار: وکذا یفتی بکل ما ھو أنفع للوقف الخ (۲) پس جب کہ وہ اخبارات وکاغذات ردی غیر کار آمد ہو گئے تو ان کا فرخت کرنا، اور قیمت کو مدرسہ وانجمن کی دیگر ضروریات میں صرف کرنا درست ہے۔

وقف کے مال سے خریدی ہوئی ملکیت کو مسجد کی تعمیر کے لیے فروخت کرنا درست ہے

سوال: (۱۲۲) پچیس ہزار روپے تعمیر مسجد کے لیے موجود تھے مگر کام زیادہ ہو گیا، اور روپیہ ختم ہو گیا، اور مسجد بہت باقی رہ گئی؛ اب وہ دوسری ملکیت جو آمدنی وقف سے خرید کر وقف کی گئی ہے، اس کو فروخت کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۱۸۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: پہلی صورت میں جب کہ آمدنی وقف سے دوسری ملکیت خریدی گئی ہو، اس خرید شدہ ملکیت میں دو روایت ہیں،: ایک یہ کہ بیع اس کی صحیح ہے، دوسری یہ کہ وہ وقف ہے۔ ویجوز بیعھا فی الأصح الخ (۳) (درمختار) وذکر أبو اللیث فی الاستحسان یصیر وقفًا؛ ھذا صریح فی أنہ المختار رملی قلت: وفی التتارخانیۃ: والمختار أنہ یجوز بیعھا إن احتاجوا إلیہ (۳) (شامی) اخیر روایت تاتارخانیہ کے موافق بہ ضرورت عمارت مسجد، بیع اس ملکیت خرید کردہ کی درست ہے۔

موقوفہ خام مکانات کو مسمار کر کے پختہ مکان بنانا

سوال: (۱۲۳) کیا یہ جائز ہے کہ مکانات خام کو مسمار کر کے کوئی شخص اس اراضی پر پختہ مکان

(۱) الشامی ۶/۴۴۸ کتاب الوقف. قبل مطلبٌ فی الوقف إذا خرب ولم یمکن عمارتہ.
(۲) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۸۲ کتاب الوقف ـ مطلبٌ سکن المشتری دار الوقف.
(۳) الدر المختار والشامی ۶/۴۹۰ کتاب الوقف ـ مطلبٌ اشتری بمال الوقف دارًا للوقف یجوز بیعھا.

بنا لے؟ (۳۵۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر کوئی شخص وقف کے لیے پختہ مکان بنا دے تو جائز ہے، بلکہ باعث اجر ہے؛ لیکن وقف کی زمین میں اپنے لیے مکان بنانا، اور اس کو دائماً اپنی ملک سمجھنا یہ درست نہیں؛ کیوں کہ اگر چہ عارضی طور پر یہ عمارت اسی کی ہوگی؛ لیکن جب زمین وقف ہے تو متولی وقف جب اس کو وقف کے لیے مضر سمجھے گا، قلع کرادے گا؛ البتہ اگر اجارہ کا سلسلہ برابر قائم رہا، اور یہ صورت أَنْفَعُ لِلْوَقْفِ رہی تو عمارت بنانے والے کی ملک رہے گی۔

موقوفہ زمین میں اپنے مکان کی نالی بنانا

سوال: (۱۲۴) مسجد یا دیگر وقف زمین میں اپنے مکانات کے غلیظ پانی کی نکاسی کے لیے کوئی بدررَو (موری، نالی) نیچے کے طبقہ میں بنالینا شرعاً جائز ہے یا نہ؟ (۹۸۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف میں ایسا تصرف کسی کو جائز نہیں ہے۔ فقط

موقوفہ چٹائیوں کو ذاتی کام کے لیے استعمال کرنا

سوال: (۱۲۵) چند بوریاء وقفے مردماں بکار خود صرف نمودند، بعد ازاں از جانب صارفاں بوریا بجائے وقف نہادند؛ آیا ایں چنیں جائز است یا نہ؟ (۸۸۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: صرف کردن مال وقف بہ ضرورت ذاتیہ خود جائز نیست، وبعد صرف کردن لامحالہ ضمان آں لازم است۔

ترجمہ: سوال: (۱۲۵) بعض لوگوں نے وقف کی ہوئی چٹائیوں کو اپنے ذاتی کام میں استعمال کیا، پھر ان چٹائیوں کو وقف کی جگہ لاکر رکھ دیا؛ آیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مالِ موقوفہ (اور موقوفہ اشیاء) کو ذاتی ضروریات میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اگر استعمال کرلیا تو بلا شبہ اس کا ضمان ادا کرنا لازم ہے۔

کسی شخص کا موقوفہ زمین اپنے نام کرالینا

سوال: (۱۲۶) ایک بزرگ خواجہ شکیب نے اپنی زرخرید اراضی میں ایک مسجد بنائی، اور ایک باغیچہ

بنا کر اس کی آمدنی مسجد کے مصارف کے لیے وقف کی، حکیم احسان نے اراضی وقف کو ریاست سے اپنے نام کرالیا؛ کیا یہ کارروائی حکیم احسان علی کی شرعاً درست ہے؟ (۱۰۱۰/۴۰-۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ کارروائی حکیم احسان علی کی بالکل خلاف شریعت ہے، اور باطل ہے؛ وقف میں کسی کو تصرف مالکانہ کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور وقف کسی کی ملک میں داخل نہیں ہوسکتا؛ چنانچہ کتب فقہ میں تصریح ہے: اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ ولا يُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/ ۴۲۱ کتاب الوقف) پس اہل اسلام کو لازم ہے کہ وقف سے تصرف مالکانہ حکیم احسان علی کا اٹھا دیں، اور جو مصارف وقف کے واقف نے مقرر کیے ہیں اس کے موافق عمل درآمد کیا جائے۔ فقط

موقوفہ زمین پر بہ طریق موروثیت قبضہ رکھنا ناجائز ہے

سوال: (۱۲۷) ایک شخص زمین وقف کو خود کاشت کرتا ہے، اور دخیل کار رکھا تا ہے، اور وہ متولی و مہتمم کے خاندان کا ہے؛ ایسی حالت میں اس کا قبضہ زمین موروثی پر عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۹۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زمین موقوفہ پر قبضہ رکھنا بطریق موروثیت حرام وناجائز ہے، اس کے قبضہ سے اس کو نکالنا لازم ہے۔ قال في الشامي: وإن كان غير مأمون أخرجها من يده وجعلها في يد من يثق بدينه وكذا إذا آجرها الواقف سنين كثيرة ممن يخاف أن يتلف في يده يبطل القاضي الإجارة ويخرجها من يد المستاجر فإذا كان هذا في الواقف فالمتولي أولى (۱)

موقوفہ مرہونہ جائداد کو مال وقف سے چھڑانا

سوال: (۱۲۸) قصبہ ''الجهره'' ریاست گوالیار میں ایک مسجد بازار میں واقع ہے، اس کے متعلق بارہ قطعہ مکانات، مصارف مسجد کے لیے زمانہ تعمیر مسجد سے وقف چلے آرہے ہیں، من جملہ ان کے چار قطعات مکان ایک صاحب نے بلا مشورہ اہل اسلام رہن بالقبض کر دیے، جس سے مسجد کو کوئی فائدہ نہیں ہوا؛ بلکہ روزمرہ کے مصارف میں حرج واقع ہوا، راہن اور بعض اہل اسلام نے دعوی انفکاک رہن کا عدالت میں کیا، اور دوران کارروائی بلا رائے اور مشورہ، اہل اسلام نے بہ منظوری مبلغ ایک ہزار چھتر روپے مرتہن کو بہ

(۱) الشامي ۶/ ۴۸۰ كتاب الوقف - مطلبٌ: إذا اجر المتولي بغبن فاحش كان خيانةً.

عوض انفکاک رہن دینے کا وعدہ کیا؛ کیا انتقال جائداد موقوفہ بذریعہ رہن جائز ہے؟ (۲۴۹۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: انتقال جائداد موقوفہ بذریعہ رہن و بیع وغیرہ درست نہیں ہے، زر رہن خاص رہن رکھنے والے سے لی جاوے، اور اگر کوئی مجبوری ہو مثلاً یہ کہ اس سے وصول نہ ہو سکے تو بدرجۂ مجبوری جائداد موقوفہ کی آمدنی سے اس رہن کو چھڑالیا جاوے کہ انفکاک اس کا ضروری ہے، اور جس وقت راہن سے وصول ہو سکے وہ روپیہ وصول کیا جاوے۔ درمختار میں ہے: فـإذا تـم ولـزم لا یُمْلَكُ ولا یُمَلَّكُ ولایعار ولایرهن الخ (الدر مع الرد ٦/٤٢١ کتاب الوقف) فقط

اوقاف کی آمدنی میں سے کسی کو قرض دینا

سوال: (۱۲۹) جائداد متعلقہ مساجد، زیر اہتمام ایک کمیٹی وقف کے، منجانب گورنمنٹ انگلشیہ ہے؛ یہ بات کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتی کہ واقف نے اس جائداد کو کس غرض، یا کن اغراض متعلقہ مساجد کے واسطے وقف کیا ہے؛ روپیہ ان اوقاف کا کمیٹی کے پاس بہ تعداد معقول جمع ہے، اور کمیٹی مذکور اس روپے میں سے گاہے گاہے روپیہ بھی بہ طور قرض حسنہ کے، ملازمان کمیٹی کو بلا سود یا بلا کسی منافع کے دیتی رہی ہے؛ اب سوال یہ ہے کہ کمیٹی منتظمہ کا ایسے مال وقف سے قرض حسنہ دینے کا فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۹۹۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اوقاف کی آمدنی میں سے متولیوں اور کمیٹی کو قرض دینے کا اختیار اور اجازت نہیں ہے، اور اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ ذمہ دار ہوں گے، اگر ضائع ہوا تو ضمان اس کا ان پر لازم ہے۔ فقط

سوال: (۱۳۰) زید کے پاس مال وقف امانت ہے وہ اس میں سے قرض حسنہ دے سکتا ہے یا خود لے سکتا ہے؟ (۲۱۵٦/۱۳۴۴ھ)

الجواب: ایسا نہ چاہیے اور اگر اس نے قرض دیا یا خود صرف کیا تو ضمان اس پر لازم ہے اور بعد ضمان ادا کرنے کے گناہ معاف ہو جائے گا۔

اموالِ وقف میں سے اسلامی سلطنتوں کو بہ ضرورت اور مسلمانوں کو سود سے بچانے کے لیے قرض دینا

سوال: (۱۳۱) ...... (الف) اگر مد اوقاف میں زائد از حاجت نقد روپیہ موجود ہو تو ممالک غیر کی

اسلامی سلطنت کو عندالضرورت اوقاف کے مال سے قرض حسنہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اوقاف کے مال سے مسلمانوں کو قرض حسنہ دے کر سود کے بارِگراں سے بچالینا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۴۶۳ھ)

الجواب: (الف) اوّل صورت کی فقہاء نے بہ ضرورت اجازت دی ہے۔

(ب) دوسری صورت کی اجازت نہیں ہے۔ فقط

قرض کی ادائیگی کے لیے موقوفہ جائداد کی نیلامی

سوال: (۱۳۲) ہمارے جد امجد پیر صاحب امام شاہ کا تکیہ جس میں قبرستان عام ہے، اور فی الحال ہمارے برادر سید قاسم نے کسی مہاجن سے روپیہ قرض لیا تھا لیکن تکیہ گروی نہیں رکھا؛ لیکن مجاور کی اولاد میں سے ہم ہیں، اس لیے ساہوکار نے نالش کر کے تکیہ نیلام پر چڑھا دیا ہے؛ آیا اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۱۳۸۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: الوقف لا يُمْلَكُ وَلاَ يُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف) اس سے معلوم ہوا کہ وقف میں کوئی انتقال بیع و ہبہ و رہن وغیرہ نہیں ہوسکتا؛ پس وہ زمین موقوفہ شرعاً نیلام نہیں ہوسکتی، اور کوئی اس کا مالک نہیں ہوسکتا۔ فقط

واقف کا پوتا وقف کو فسخ نہیں کرسکتا

سوال: (۱۳۳) ایک شخص نے اپنی کل جائداد وقف بہ ذریعہ رجسٹری بہ نام مسجد و مدرسہ کی، اور اس میں اپنی تولیت نسلاً بعد نسلٍ لکھی، اب یہ وقف درست ہے یا نہ؟ اب اس مسمّٰی کا انتقال ہوا، اس کے پوتے نے اس وقف کو رد کرنا چاہا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۹۳۷ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہوگیا، اور پوتا مذکور اس وقف کو فسخ نہیں کرسکتا، اور اس کو کچھ حق ملکیت و وراثت اس میں باقی نہیں رہا۔ كذا في الدر المختار (۱) فقط واللہ اعلم

(۱) فلا يجوز له إبطاله ولا يورث عنه وعليه الفتوى (الدر المختار مع الرد ۶/۴۰۸ كتاب الوقف. تعريف الوقف)

موقوفہ مکان ودکان کو واقف واپس نہیں لے سکتا

سوال: (۱۳۴) زید کی صرف ایک دکان ایک مکان ہے، اور پانچ لڑکے چار لڑکیاں؛ کل نو اولاد موجود ہے، جس میں سے دو بڑے لڑکوں کے نام نصف مکان اور نصف دکان ہبہ کردی، اس کے بعد زید نے اپنا مکان اور دکان مسجد تعمیر کرنے کے واسطے وقف کردیا؛ یہ وقف صحیح ہوا یا نہیں؟ اب زید اس کو واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۶۶۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس صورت میں چوں کہ ہبہ مشاع ومشترک کا ہوا، لہٰذا باطل وناجائز ہے، اور کالعدم ہے، کیوں کہ ہبہ مشاع کا صحیح نہیں ہوتا کتب فقہ میں ایسا ہی لکھا ہے اور جب کہ ہبہ صحیح نہیں ہوا تو وقف کل مکان ودکانات کا صحیح ونافذ ہوگیا؛ یعنی مکان اور دکانات مسجد کے لیے وقف ہوگئے، اور واقف نے جو شرائط وقف نامے میں لکھی ہیں وہ معتبر ہوں گی اور ان شرائط کے موافق عمل درآمد کیا جاوے گا اور جب کہ وقف صحیح ہوگیا تو اب وقف باطل نہیں ہوسکتا اور مکان ودکانات موقوفہ واپس نہیں ہوسکتیں۔ درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّك (۱) وفیه أیضا: شرط الواقف کنص الشارع (۲) شرائط الواقف معتبرة إذالم تخالف الشرع (۳)

واقف کا کوئی بھی وارث وقف کو باطل نہیں کرسکتا

سوال: (۱۳۵) ہندہ نے بحالت صحت وثبات عقل اپنی کل جائداد لوجہ اللہ وقف کردی، اس وقف کو وارث باطل کراسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۸۳۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہوگیا، کوئی وارث اس کو باطل نہیں کرسکتا: اور کوئی تصرف مالکانہ اس میں کسی وارث کا صحیح نہ ہوگا کما فی الدر المختار: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّك (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

استبدال وقف کی چند صورتیں اور ان کا حکم

سوال: (۱۳۶) واقف اگر چاہے تو وقف کے مکان کے ٹوٹنے کے بعد دوسری زمین زیادہ نفع

(۱) ردالمحتار ۶/۴۲۱ کتاب الوقف (۲) الشامي ۶/۵۰۸ کتاب الوقف (۳) الشامي ۶/۴۱۲ کتاب الوقف.

ئی اس سے بدل لے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور زمین موقوفہ بعد بدلنے کے واقف کی ملک میں لوٹ آئے گی یا نہ؟ (۱۱۳۸/۴۳-۱۳۴۴ھ)

الجواب: اگر وقف کرنے کے وقت واقف نے بدلنے کی شرط کر لی تھی تو بدل سکتا ہے ورنہ نہیں قال في الدرالمختار: وجاز شرط الاستبدال به أرضا أخرى...... (۱) وأما الاستبدال ولو للمساكين بدون الشرط فلا يملكه إلا القاضي الخ (۱) وفي الشامي وكذلك ليس للقيم الاستبدال إلا أن ينص له عليه (۱)

سوال: (۱۳۷) زید نے ایک دکان ایک روپیہ ماہوار کرایہ کی، مسجد و مدرسہ کے اخراجات کے واسطے وقف کی ہے، اسی کے قریب ایک دوسری اراضی افتادہ موقوفہ بحق مدرسہ و مسجد ہے جس پر بازار لگتا ہے، اور اس کی آمدنی متذکرہ مصارف میں صرف ہوتی ہے؛ آیا دکان مذکورہ کا بدلنا یعنی اس کے بدلہ میں اگر واقف دوسری دکانات دیدے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۳۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جب کہ زید نے دکان مذکور بلا شرط استبدال وقف کی ہے؛ یعنی بوقت وقف یہ نہ کہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو اس کا مبادلہ کر سکتا ہوں تو اب ایسا کرنا واقف اور متولی کو درست نہیں ہے، اور یہ معاوضہ اور مبادلہ جائز نہیں ہے، جیسا کہ تفصیل اس کی درمختار و شامی میں مذکور ہے۔ فقط

سوال: (۱۳۸) ہندہ اور طلحہ ایک گاؤں میں شریک ہیں، ہندہ نے اپنا حصہ ایک مسجد کے خرچ کے لیے وقف کر دیا، طلحہ کے شوہر کا ایک دوسرے گاؤں میں اسی قدر مالیت کا حصہ ہے، اور اس گاؤں میں طلحہ کے شوہر کا جو شریک ہے وہ اسی مسجد کے لیے اپنا حصہ وقف کرنا چاہتا ہے؛ کیا عندالشرع یہ جائز ہوگا کہ ہندہ اپنے حصہ موقوفہ کو طلحہ کے شوہر کے حصہ دوسرے گاؤں سے تبادلہ کر لے، تاکہ موقوفہ دونوں یکجا ہو جائیں اور طلحہ اور اس کے شوہر کے حصے یکجا ہو جائیں؟ (۲۶۶/۴۳-۱۳۴۴ھ)

الجواب: بعد وقف کر دینے کے اس طرح تبادلہ درست نہیں ہے۔ هكذا في كتب الفقه.

محض وقف کی نیت کی تھی، وقف نہ کیا تھا تو استبدال جائز ہے

سوال: (۱۳۹) زید نے ایک قطعہ اراضی کو جو تیس بیگہ خام ہے، اس کا منافعہ سالانہ بتیس روپے

(۱) الدرالمختار و ردالمحتار ۶/ ۴۵۷-۴۵۸ کتاب الوقف-مطلبٌ في استبدال الوقف وشروطه.

ہے، اس تفصیل کے ساتھ کہ دس روپے محلّہ کی مسجد میں صرف ہوا کریں، اور گیارہ روپے غرباء ومساکین کے بچوں کی تعلیم میں، اور گیارہ روپے یتیمان وبیوگان کی تیاری پارچہ وغیرہ میں صرف کیے جائیں، اپنے دل میں مذکورہ مصارف کی نیت کر کے وقف کر دیا؛ لیکن وقف کے متعلق کوئی تحریر نہیں لکھی؛ اب زید چاہتا ہے کہ قطعہ مذکورہ سے عمدہ ایک قطعہ جس کی آمدنی زیادہ ہے، بجائے قطعہ مذکورہ کے وقف کردے یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۷/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر زبان سے ابھی کچھ نہیں کہا تھا، اور زبانی وقف نہ کیا تھا یعنی یہ نہ کہا تھا کہ میں نے فلاں قطعہ اراضی کو وقف کر دیا؛ بلکہ محض نیت تھی کہ فلاں قطعہ زمین کو بہ تفصیل ہذا وقف کروں گا، تو ابھی وہ زمین وقف نہیں ہوئی، اس کی جگہ دوسری زمین کو وقف کرسکتا ہے، اور اگر زبان سے بلاشرط استبدال وقف کر دیا تھا اگر چہ تحریر نہیں ہوئی تھی تو وہ زمین وقف مؤبد ہوگئی، اب اس کو اپنی ملک میں داخل نہیں کرسکتا: ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ دوسری زمین بھی اسی کے ساتھ وقف کردے، دونوں وقف ہوجائیں گی؛ لیکن پہلی زمین موقوفہ کا پھر مالک نہیں ہوسکتا۔ فقط

واقف کی شرط کے موافق متولی اشیاء موقوفہ کو دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے

سوال: (۱۴۰) زید کی تولیت میں کچھ اشیاء منقولہ، باقی رہنے والی، قابل انتفاع خلائق؛ اس کے والد خالد کی وقف کردہ تھیں، زید نے اپنے پسر عمر کو اس وقف کا متولی قرار دیا، اور وقف نامہ لکھ کر، علماء اور قاضی شہر کی مواہیر (یعنی مہروں) سے مکمل کرا کے، عمر کے حوالہ کیا، اور اشیاء موقوفہ کو اس کی تولیت میں سپرد کر دیا، کئی سال بعد زید واقف کا انتقال ہوگیا، عمر متولی زید کی زندگی سے شرائط وقف کا پورا لحاظ کرتا رہا، اور جس قدر نفع رسانی اشیاء موقوفہ سے ممکن ہوسکی کرتا رہا، اس وقف نامہ میں منجملہ دیگر شرائط وقف، شرائط ذیل بھی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) اگر متولی کو بسبب حوادث زمانہ وطن سے ہجرت کا اتفاق پیش آوے، اور تحفظ اشیاء کی کوئی قابل اطمینان صورت متولی نہ سمجھے، تو اشیاء موقوفہ کو اپنے ہمراہ رکھ سکتا ہے۔

(۲) متولی اشیاء موقوفہ کو اپنے اطمینان کی جگہ جہاں مناسب سمجھے وہاں رکھے۔

(۳) غیر کے دست تصرف میں ہرگز نہ جانے دے۔

اس وقت زید متولی اوّل کے انتقال سے تقریباً دو سال بعد، عمر متولی ثانی کو دینی و دنیوی ضرورت اورحوادث زمانہ کی وجہ سے وطن سے ہجرت کا اتفاق ہوا، اور دوسری جگہ اقامت اختیار کی، متولی اشیاء موقوفہ کو اپنا وطن چھوڑ کر تحفظ کا کوئی انتظام قابل اطمینان سمجھ میں نہ آیا، اور نہ کسی کو قابل اطمینان ایسا جانتا ہے کہ اشیاء کی حفاظت تامراجعت وطن اس کے سپرد کردے، اور نیز ان اشیاء موقوفہ کو وطن میں بند کرنے سے، علاوہ خطرۂ چوری کے نہ خود منتفع ہوسکتا ہے، اور نہ اہل حاجت کو نفع پہنچانے کا قابلِ اطمینان انتظام کرسکتا ہے؛ البتہ جائے اقامت میں عمر متولی ان سب امور کا انتظام اچھی طرح کرسکتا ہے؛ نظر برآں عمر متولی اشیاء موقوفہ کو بناء برشرائط مذکورہ ؛ آیا شرعاً ہمراہ رکھ سکتے ہے یا نہیں؟ اور دراندازوں کا مانع آنا — جن کو اس وقف میں کسی طرح کا دست تصرف کا حق نہیں ہے — کیا معتبر ہوسکتا ہے؟ اورعمر جو متولی اشیاء موقوفہ کا عن اب وجدٍ چلا آتا ہے؛ مرد صالح ہے اس کی رائے کے خلاف یہ لوگ اس وقف کے انتظام میں آیا دخیل و منتظم ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ (۹۵۰-۳۲ ۱۳۳۳ھ)

الجواب: قال في ردالمحتار: على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامي ۶/۵۲۱ كتاب الوقف) وفيه أيضًا: فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع (الشامي ۶/۴۱۲ كتاب الوقف) وفي ردالمحتار: شرط الواقف كنص الشارع أى فى المفهوم والدلالة الخ قوله فى المفهوم والدلالة. كذا عبر فى الأشباه والذى فى البحر عن العلامة قاسم فى الفهم والدلالة وهو المناسب الخ (۱) (ردالمحتار: ص:۴۱۶) وفى الدرالمختار: وإن وقف على المسجد جاز و يقرء فيه ولا يكون محصورًا على هذا المسجد؛ وبه عرف حكم نقل كتب الأوقاف من محالها للانتفاع بها، والفقهاء بذلك مبتلون، فإن وقفها على مستحقى وقفه لم يجز نقلها، وإن على طلبة العلم وجعل مقرها فى خزانته التى فى مكان كذا ففى جواز النقل تردد نهر قوله ففى جواز النقل تردد الذى تحصل من كلامه أنه إذا وقف كتبًا وعين موضعها، فإن وقف على اهل ذلك الموضع لم يجز نقلها منه لالهم ولالغيرهم، وظاهره أنه لايحل لغيرهم الانتفاع بها، وإن وقفها على طلبة العلم فلكل طالب الانتفاع بها في محلها وأما نقلها منه ففيه تردد ناشئ مما قدمه عن الخلاصة من حكاية القولين من أنه لو وقف المصحف على المسجد أى بلا تعيين أهله، قيل: يقرء فيه أى

(۱) الشامي ۶/۵۰۸ كتاب الوقف ــ مطلبٌ فى قولهم شرط الواقف كنص الشارع.

يختص بأهله المترددين إليه ، وقيل: لا يختص به أي فيجوز نقله إلى غيره ، وقد علمت تقوية القول الأول بما مر عن القنية ، وبقي ما لوعمم الواقف بأن وقفه على طلبة العلم لكنه شرط أن لايخرج من المسجد أو المدرسة كما هو العادة ، وقدمنا عند قوله ولا يرهن عن الأشباه أنه لو شرط أن لا يخرج إلابرهنٍ لا يبعد وجوب اتباع شرطه وحمل الرهن على المعنى اللغوي تبعًا لما قاله السبكي ويؤيده ما قدمناه قبيل قوله والملك يزول عن الفتح من قوله إن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع وهو مالك فله أن يجعل ماله حيث شاء مالم يكن معصية ، وله أن يخص صنفا من الفقراء وكذا سياتي في فروع الفصل الأول أن قولهم شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به قلت لكن لا يخفى أن هذا إذا علم أن الواقف نفسه شرط ذلك حقيقةً أما مجرد كتابة ذلك على ظهر الكتب كما هو العادة فلا يثبت به الشرط، وقد أخبرني بعض قوّام مدرسة أن واقفها كتب ذلك ليجعل حيلة لمنع إعارة من يخشى منه الضياع والله سبحانه أعلم (۱) (ردالمحتار: ص:۲/ ۳۷۶)

وفي العالمغيرية: ثم في وقف المصحف إذا وقفه على أهل المسجد يقرءونه أن يحصون يجوز وإن وقف على المسجد يجوز ويقرء في هذا المسجد وذكر في بعض المواضع: لايكون مقصورًا على هذا المسجد كذا في الوجيز للكردري واختلف الناس في وقف الكتب جوزه الفقيه أبو الليث وعليه الفتوى كذا في فتاوى قاضي خان(۲) (عالمغيرية)

روایاتِ مذکورہ سے بہ وضاحت ثابت ہے کہ عمر متولی ان اشیاء موقوفہ کو دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے؛ بلکہ شرط واقف کے موافق بہ صورت مذکورہ ضروری ہے کہ ان اشیاء کو اپنے ساتھ اپنی حفاظت میں رکھے، اور مخلوق کو نفع پہنچاوے، کہ غرض واقف کی بدون اس کے حاصل نہیں ہوسکتی، اور غرض واقف کی رعایت کرنا لازم وواجب ہے، کما مر عن الدر المختار وغیرہ ، مانع آنا بعض ناس کا جن کو اس وقف میں کچھ تصرف کا اختیار نہیں ہے؛ شرعاً معتبر نہیں ہے، اور عمر متولی جس پر کسی قسم کی خیانت اور تصرف بے جا کا الزام نہیں ہے، اس کے خلاف کسی کو کچھ مداخلت انتظام وقف مذکور میں، جائز نہیں ہے۔

---

(۱) الدر المختار و ردالمحتار ۲/ ۴۳۶-۴۳۸ كتاب الوقف- مطلبٌ من ذكر للوقف مصرفا
(۲) الفتاوى الهندية ۲/ ۳۶۱ كتاب الوقف - الباب الثاني فيما يجوز وقفه وما لايجوز

وقف کی تولیت کے مسائل

متولی کون ہوسکتا ہے؟

سوال: (۱۴۱) (الف) متولی کون ہوسکتا ہے؟ (ب) بعد انتقال متولی کے اب کون متولی ہوگا؟ (۱۷۱۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) جو شخص امانت دار ہو، اور امور تولیت کو بہ خوبی انجام دے سکے، وہ متولی ہوسکتا ہے، اور فروخت کرنے والا جائداد موقوفہ کا خائن ہے اس کو معزول کرنا ضروری ہے، وہ لائق متولی ہونے کے نہیں ہے۔ (ب) جو شخص امانت داری سے کار تولیت کو انجام دے اس کو متولی مقرر کیا جاوے (۱)

وقف کی تولیت کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۱۴۲) کسی مسجد کے متعلق کئی مکان اور کچھ پرتی (غیر مزروعہ) زمین قبل سے وقف ہے، زید اس مسجد کے لیے مؤذن مقرر ہوا، اس نے اس پرتی زمین کے کچھ حصے پر اپنے خرچ سے چند کوٹھری واسطے اخراجات مسجد وکار ثواب کے، بنا کر وقف نامہ رجسٹری کرادیا، اور از خود اپنے کو متولی اس کا قرار دیا؛ آیا زید کو ان مکانات اور زمین پر کوٹھری بنانے سے حق تولیت حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مسلمانوں کو اس شخص کے ساتھ کیا عمل کرنا چاہیے؟ اس کو متولی رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۴۱/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: جو شخص اصل واقف اور بانی مسجد کا ہے تولیت کا حق اس کا ہے، اس کے بعد اس کی اولاد کا، یا جس کو انھوں نے متولی بنایا ہو، وہ تصرف حسب شرائط وقف کرے گا، زید ان مکانات وزمین موقوفہ مسجد کا خود بخود متولی نہیں ہوسکتا، اور جو مکان زید نے زمین موقوفہ پر بنائے وہ ملحق بہ اصل وقف

---

(۱) قال في الإسعاف: ولا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود وكذا تولية العاجز لأن المقصود لايحصل به (ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف ـ مطلبٌ في شروط المتولي)

ہو جائیں گے، زید کو مسلمانانِ اہل صلاح اگر لائق تولیت کے سمجھیں، اور وہ اہل اس کا ہو؛ تو ـــــ بہ شرطیکہ پہلے سے کوئی متولی نہ ہو ـــــ متولی بنا سکتے ہیں، اور اگر اندیشہ اس کے تصرف مالکانہ کا ہو، اور خیانت کا شبہ ہو تو کسی دوسرے شخص کو جو لائق تولیت کے ہو، اور امانت دار ہو متولی بنا دیں۔ فقط

وقف کی تولیت کا مستحق کون ہے؟

سوال: (۱۴۳) ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی، اور کاغذات رجسٹری کے اوپر طریقہ سنی یعنی اہل سنت والجماعت کے لکھ کر رحلت کی، اب وہ جائداد زمین ایسی جماعت کے قبضہ میں ہے جو مخالف ائمہ اربعہ کے ہے؛ پس اہل سنت: ائمہ اربعہ کے ماننے والے کو کہتے ہیں یا غیر کو؟ اور اس وقف کی نگرانی کے مستحق اہل سنت ہیں یا مخالفین؟ (۱۳۳۹/۷/۰۴ھ)

الجواب: اس وقف کی نگرانی وتولیت کی مستحق جماعت اہل سنت ہے؛ جو کہ ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقلدین واَتباع ہیں اور عقائد ان کے مطابق عقائد اہل سنت و جماعت ہیں۔ فقط

جماعت مسلمین کا متولی مقرر کرنا درست ہے

سوال: (۱۴۴) قصبہ کیرانہ ضلع مظفر نگر میں ایک مسجد شاہی وقت کی بنی ہوئی ہے، جس کو کسی بیگم نے بنایا ہے، جو ''مسجد سرائے'' کے نام سے مشہور ہے، اور اس کے متعلق مکان ودکانیں جانب غرب و جنوب وشمال ہیں، اور بانی کی اولاد میں سے عرصۂ دراز سے کوئی باقی نہیں ہے، اور نہ یہ معلوم ہے کہ اس نے کس کو متولی مقرر کیا، اور کون کون اس کے متولی ہوئے، سنتے ہیں کہ اس کا نام ''مہر پرور'' تھا وہ بازار جہاں مسجد ہے، اس وقت تک ''مہر آباد'' کے نام سے مشہور ہے، چوں کہ بانی اور اس کی اولاد کا بالکل نام و نشان ایک عرصہ سے نہیں ہے، اس لیے اس جائداد موقوفہ متعلقہ مسجد کی تولیت عرصہ تخمیناً چالیس پینتالیس سال سے اس طور پر کہ مسلمانان قصبہ کیرانہ باہم مل کر کسی کو متولی مقرر کر دیتے ہیں، اب اخیر میں ''چودھری اوجالا'' ایک شخص متولی تھا جو تخمیناً عرصہ دس سال کا ہوا فوت ہو گیا، اور انتظام مصارف مسجد ودکان ووصول کرایہ وغیرہ کا بالکل غیر منظم وخراب ہو گیا۔

لہٰذا مسلمان قصبہ نے محرم سنہ ۳۶ھ میں پانچ شخصوں کو متولی مقرر کر دیا، متولیان نے اسی وقت

سے اس کا انتظام شروع کردیا، مکان اور دکانوں کا کرایہ نامہ باضابطہ لکھا کر کرایہ ناموں کی رجسٹری کرائے، اور کرایہ وصول کرکے اس کو مصارف مسجد میں صرف کرتے ہیں، ایک کرایہ دار اہل ہنود میں سے جس کے قبضے میں متولی سابق کے وقت سے دو دکانیں تھیں، ایک دوسرے کے نام علاوہ متولیان مقرر کرایہ نامہ لکھ کر رجسٹری کرادیا، اب ماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء میں متولیان نے اس کرایہ دار پر عدالت میں مبلغ ایک سو اسی روپے کی نالش — بابت تین سال کے کرائے کی — دائر کی، وکلاء مدعا علیہ نے عدالت میں یہ اعتراض پیش کیا کہ متولیان مدعیان چوں کہ متولیان جائز نہیں ہیں؛ اس واسطے ان کو اختیار نالش کا حاصل نہیں؛ اب سوال یہ ہے کہ تقرر مذکور بالا منجانب جمہور اہل اسلام شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور جمہور اہل اسلام شرعاً متولی مقرر کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۱۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ردالمحتار المعروف بالشامی میں تحت اس قول درمختار کے **ولاية نصب القيم إلى الواقف ثمّ لوصيه الخ** یہ نقل کیا ہے: **ثم ذكر عن التتارخانية ماحاصله، أن أهل المسجد لو اتفقوا على نصب رجل متوليا لمصالح المسجد، فعند المتقدمين يصح، ولكن الأفضل كونه بإذن القاضي، ثم اتفق المتأخرون: أن الأفضل أن لايعلموا القاضي في زماننا الخ** (۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اہل مسجد و جمہور اہل اسلام متولی مقرر کرسکتے ہیں، اور ان کا بنایا ہوا متولی کار تولیت انجام دے سکتا ہے، اور منافع وقف کے متعلق جو امور وہ کرے وہ معتبر و صحیح ہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں متولیان مذکورین کا نالش کرنا وصول کرائے کے بارے میں درست اور جائز ہے، اور وہ متولیان؛ جائز متولی ہیں، اور عذر وکلائے مدعا علیہ کا غلط اور باطل ہے۔ فقط

کیا جمہور اہل اسلام قاضی کے قائم مقام ہیں؟

سوال: (۱۴۵) مسٹر امیر علی نے جو شرع محمدی لکھی ہے، اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ جمہور اہل اسلام کو بھی وہی اختیارات ہیں جو قاضی کو ہیں، اور عالمگیری کا حوالہ دیا ہے، اور طبیب نے اس کا خلاف کیا ہے کہ جمہور اہل اسلام کو اختیار نہیں ہے؟ (۲۱۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: متولی بنانے کے متعلق یہ امر صحیح ہے کہ جمہور اہل اسلام و اہل مسجد متولی مقرر کرسکتے ہیں،

(۱) ردالمحتار ۶/۴۹۶ کتاب الوقف۔ مطلب: الأفضل في زماننا نصب المتولي بلا إعلام القاضي الخ.

اور جیسا کہ قاضی کو اختیار ہے متولی بنانے کا، بعض صورت میں اہل مسجد و اہل اسلام کو بھی ہے، نہ یہ کہ جملہ امور میں جمہور اہل اسلام بہ منزلہ قاضی کے ہیں۔ فقط

خانقاہ وغیرہ کی تولیت کسی قوم اور خاندان کے ساتھ خاص نہیں

سوال: (۱۴۶) ''میراسیوں'' کا قبضہ خانقاہ مقدسہ سے ہٹا دینا چاہیے یا نہیں؟ یہاں کے علماء متفق ہیں کہ میراسی وغیرہ کمینی قوم کو مسجد کا یا خانقاہ کا متولی بنانا جائز نہیں ہے؟ (۱۳۴۰/۱۴۴۰ھ)

الجواب: تولیت کسی قوم اور خاندان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، پس جس میں شرائط تولیت یعنی امانت داری وغیرہ پائی جاویں وہ متولی ہوسکتا ہے، اور تولیت کے بارے میں شرط واقف کا بھی اعتبار ہے، اس کے خلاف کسی کو متولی نہیں بنا سکتے۔ فقط

واقف کی اولاد تولیت کی زیادہ حق دار ہے

سوال: (۱۴۷) عمر نے ایک چھوٹی مسجد کو وسیع کرایا، اور کل انتظامات مسجد مذکورہ کے بلا مداخلت احدے (کسی کی مداخلت کے بغیر) اپنی ذات سے بحیثیت متولی انجام دیتا تھا، نیز چہار قطعہ ملکیات اپنے ذاتی صرفے سے تیار کرا کر مصارف پیش امام و مؤذن میں وقف کر دیا، اور مسجد کا سائبان اور صحن اور احاطہ بنوادیا، اور حجرہ اور حمام وغیرہ جملہ ضروریات مسجد کو تیار کیا، بعد وفات عمران کی بی بی ہندہ اور فرزند خالد اپنی موقوفہ جائداد و مسجد توسیع کردہ کو سرکار عالی صیغۂ امور مذہبی (یعنی مذہبی معاملات کا محکمہ) کو تفویض کر کے اور پوتا احمد کو ہمراہ لے کر ہجرت کر گئی؛ اب واقف کا پوتا احمد مدینہ منورہ میں پچیس سال رہ کر واپس آیا ہے، اور مسجد مذکورہ کی تولیت واپس مانگتا ہے: وہ شرعاً اس کا مستحق ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۷-۳۶/۲۷۰ھ)

الجواب: قال في الدر المختار: الباني للمسجد أولى من القوم بنصب الإمام والمؤذن في المختار إلا إذا عين القومُ أصْلَحَ ممن عينه الباني الخ، قوله: الباني أولى وكذا ولده وعشيرته أولى من غيرهم(۱) (ردالمحتار للشامي ج:۳) پس معلوم ہوا کہ واقف کا پوتا اس صورت میں احق ہے تولیت مسجد مذکور کا۔ ومادام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لايجعل المتولي من الأجانب(۲) (درمختار)

---

(۱) الدر والرد ۶/۵۰۵ کتاب الوقف - قبيل مطلب في الوقف المنقطع الأول الخ.

(۲) الدر مع الرد ۶/۴۹۹ کتاب الوقف - مطلب: لا يجعل الناظر من غير أهل الوقف.

متولی کی اولاد نہ ہو تو اس کے مرنے کے بعد وقف کا متولی کون ہوگا؟

سوال: (۱۴۸) زید نے ایک مسجد کے لیے چار دکان وقف کیں، بکر کو متولی مقرر کیا، وقف نامہ میں شرط کی کہ متولی اخراجات مسجد پورے کرے، اور اپنی گذر اوقات کرے، اور یہ حق نسلاً بعد نسل جاری رہے، متولی نے ایک لڑکی ہندہ لاوارث پال لی، اور اس کے حق میں وصیت کی کہ بجائے میرے، خدمات جاروب کشی وغیرہ کی مستحق ہوگی، اور آمدنی کرایہ دکان سے مثل میرے مستفیض ہوگی، اور اس کا نکاح عمر سے ہوا، بطن ہندہ سے اور صلب عمر سے خالد پیدا ہوا، عمر نے دوسرا نکاح کرلیا، اس دوسری بی بی سے تین لڑکے پیدا ہوئے، عمر و ہندہ فوت ہوگئے، ہندہ اور عمر کی اولاد کو یعنی خالد وغیرہ کو اس تولیت میں کوئی حق ہے یا نہیں؟ (۱۷۴۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ہندہ اور اس کا شوہر عمر اور اس کا پسر خالد، اور عمر کی اولاد (دوسری زوجہ سے ان) کو کچھ حق تولیت کا موافق شرط واقف کے نہیں ہے، بکر متولی اگر لاولد مرا ہے تو واقف کی نسل میں سے جو مستحق تولیت اور اہل تولیت ہو اس کو متولی مقرر کیا جاوے، ورنہ اہل اسلام و اہل محلہ جس کو لائق سمجھیں متولی مقرر کریں۔

واقف کی اولاد کے بجائے دوسرے شخص کو متولی بنانا

سوال: (۱۴۹) ایک شخص نے مدرسہ تعلیم اسلام کے لیے کھولا، اور وہ وقف ہے، مگر اس کا متولی خود ہی ہے، اور بعد اس کے مرنے کے متولی مذکور کا فرزند ہے، اب اس کو بدل کر دوسرا متولی بنانا چاہتے ہیں: تو کیا جبراً متولی مذکور کو دوسرے لوگ بدل سکتے ہیں یا کیا حکم ہے؟ (۲۵۰۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: کتب فقہ میں ہے کہ واقف اپنی حیات میں خود متولی ہوتا ہے، اور اس کے بعد اس کی اولاد و اقارب میں سے جو لائق تر ہو وہ متولی ہوگا، اور بہ موجودگی اقارب و اولاد واقف کے غیر شخص متولی نہیں ہوسکتا، البتہ اگر متولی مذکور سے کچھ خیانت ثابت ہو تو عام اہل اسلام اس کو معزول کر کے دوسرے شخص صالح و لائق کو متولی بنا سکتے ہیں۔ فقط

واقف کا اپنے لڑکے کے بجائے دوست کے لڑکے کو متولی بنانا

سوال: (۱۵۰) ایک شخص اپنے ولد صالح کو چھوڑ کر اپنے دوست کے لڑکے کو متولی بنانا چاہتا ہے، اور زمینداری وقف کرنا چاہتا ہے؛ یہ شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟ اور اس کے ولد صالح کو کچھ حق تولیت پہنچے گا یا نہیں؟ (۱۲۰۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: پوری عبارت درمختار کی یہ ہے: ولاية نصب القيم إلى الواقف، ثم لوصيه الخ، ثم إذا مات المشروط له بعد موت الواقف، ولم يوص لأحد؛ فولاية النصب للقاضي إذ لا ولاية لمستحق إلا بتولية كما مر، ومادام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لا يجعل المتولي من الأجانب الخ (۱) اس پوری عبارت سے واضح ہوگیا کہ متولی بنانے کا اختیار اصل میں واقف کو ہے، جس کو واقف متولی بنادیوے وہ متولی ہوجاوے گا، اور اگر آئندہ کو بھی کوئی شرط اور ترتیب تولیت کی اس نے معین کی ہے تو آگے کو بھی اس کی شرط کے موافق عمل درآمد ہوگا، اور جب کہ واقف فوت ہوگیا، اور اس کی طرف سے شرط بھی کچھ نہیں ہے تو پھر قاضی کو اختیار متولی بنانے کا ہے، لیکن قاضی کو چاہیے کہ جب تک واقف کے اقارب میں سے کوئی شخص لائق تولیت کے موجود ہے تو اجنبیوں میں سے متولی مقرر نہ کرے، پس مطلب عبارت اور مسئلہ واضح ہوگیا۔

مقبرے کے اخراجات کے لیے جو جاگیر دی گئی ہے اس کا متولی کون ہوگا؟

سوال: (۱۵۱) حضرت سید غلام قاسم صاحب قادری کو زمانہ سجادگی میں سرکار سے ایک جاگیر عطاء ہوئی، اس کی سند دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معطی کی غرض اعطاء جاگیر سے مقبرہ کے عود وگل وغیرہ کے مصارف ہیں نہ معطی لہ یعنی سید غلام قاسم صاحب کے ذاتی مصارف، اس سے معلوم ہوا کہ اعطاء جاگیر بطور تملیک نہیں ہے، بلکہ محض بطور اعانت علی الخدمۃ بلا تملیک ہے۔

پھر یہ جاگیر مع سجادگی وجملہ اوقاف میرے والد کی طرف منتقل وتفویض ہوئی، ایک زمانہ میرے والد جاگیر وغیرہ پر قابض رہے، میں ابھی حمل میں ہی تھا کہ میرے والد اس عالم سے چل بسے، اپنے

---

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۹۶-۴۹۹ کتاب الوقف ـ مطلب: ولاية نصب القيم إلى الواقف الخ.

انتقال سے پہلے حاضرین کے سامنے اپنے علاتی بھائی سید محمد مرتضی صاحب کو وصیت فرمائی کہ اگر میرے گھر لڑکا ہو تو یہ جاگیر مع سجادگی و جملہ اوقاف اس نومولود بچہ کو تفویض کرنا، تو میرے علاتی چچا سید محمد مرتضی صاحب نے اس وصیت کو قبول فرمایا، خدا کی شان ہے کہ جب میں پیدا ہوا تو چچا صاحب نے خیال فرمایا کہ جو کچھ غیب سے ملا ہے وہ اگلنا پڑے گا، اس لیے اپنی ذاتی وجاہت سے میری صغر سنی میں حکام وقت کو دھوکہ دے کر اپنے اور اپنے فرزندوں کے نام جاگیر مذکور کی جدید سند کرالی صرف سجادگی بعد سن شعور واپس کی۔

اب دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ کیا وصی کو وصیت میں خلاف منشاء موصی اس طرح تغیر کر کے کچھ وصیت پورا کرنا: یعنی سجادگی مجھ کو دینا اور کچھ وصیت طاق نسیانی پر رکھنا: یعنی جاگیر وغیرہ اپنی جانب ہضم کر لینا باوجود موصی لہ یعنی میرے مطالبہ کے مجھ کو نہ دینا از روئے شرع شریف جائز ہے؟ اور حکام وقت کا دھوکہ کھا کر سید مرتضی صاحب کے نام جدید سند کر دینا کیا قابل اعتبار ہے؟ اور یہ اعطاء جدید لمن کتب له اسمه في الديوان کا کیا مصداق ہو سکتا ہے؟ (۲۰۰۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب کہ سند جاگیر مذکور سے یہ محقق ہے کہ جاگیر مذکور معطی لہ کی ملک نہیں کی گئی، اور نہ اس کو وقف کیا گیا ہے؛ جیسا کہ پہلے کاغذات سے جو اس کے متعلق آئے ہیں ثابت ہے، کیوں کہ سرکار نے صرف آمدنی ایک موضع کی مثلاً مصارف مقبرہ خاص کے لیے متعین کر دی ہیں کہ اس قدر روپیہ آمدنی فلاں موضع کا فلاں مقبرہ کے اخراجات کے لیے دیا جاتا ہے؛ تو اس حالت میں وہ جاگیر وقف بھی نہیں ہے، بلکہ جیسے پہلے ملک سلطانی یا ملک بیت المال تھی اب بھی رہی، ایسی حالت میں اگر معطی یا اس کے نواب کی جانب سے اس کا انتقال دوسرے شخص کی طرف کر دیا جاوے؛ ظاہر ہے کہ اس کے جواز سے کوئی امر مانع نہیں ہے، بناءً علیہ جو جدید سند بنام سید محمد مرتضی صاحب منجانب سرکار عطاء ہوئی وہ معتبر ہوگی، اگرچہ سید مرتضی صاحب نے دھوکہ دے کر ایسا کرایا ہو، وقف شامی میں ہے: قال الشيخ قاسم: إن من أقطعه السلطان أرضًا من بيت المال ملك المنفعة بمقابلة ما أعدله فله أجارتها وتبطل بموته أو إخراجه من الإقطاع لأن للسلطان أن يخرجها منه الخ (۱) (ردالمحتار ۳/۳۹۲) فقط

---

(۱) الشامي ۴/۳۶۶ كتاب الوقف — مطلبٌ مهمٌ في وقف الإقطاعات.

واقف کی بیوی کو متولی بنانا

سوال: (۱۵۲) ایک شخص نے ایک جائداد وقف کی ہے، اور اپنی زندگی میں وہ خود متولی تھا، اور وقف نامہ میں تحریر کیا ہے کہ میرے انتقال کے بعد جس شخص کو برادری کے تین دین دار آدمی متولی بنائیں وہی متولی ہوگا، اب واقف مذکور کے انتقال کے بعد مسمی عبدالحمید جو کہ واقف مذکور کے بھائی کا پوتا ہے متولی ہونا چاہتا ہے، اور عبدالحمید مذکور بیاج کالین دین کرتا ہے اور فراش بھی ہے۔ اور واقف کی برادری کے تین دین دار شخص واقف کی زوجہ کو جو دین دار تہجد گذار ہے متولی بنانا چاہتے ہیں، اس صورت میں مستحق تولیت کا کون ہے؟ (۸۰۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں مستحق تولیت کی واقف کی زوجہ ہے، بھتیجے کا بیٹا جو فاسق ہے مستحق تولیت کا نہیں ہے، شامی میں ہے: قال في الإسعاف: ولا یولی إلا أمین قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولایة مفیدة بشرط النظر، ولیس من النظر تولیة الخائن، لأنه یخل بالمقصود، وکذا تولیة العاجز لأن المقصود لایحصل به، ویستوی فیه الذکر والأنثی وکذ الأعمی والبصیر الخ (۱) اس عبارت سے واضح ہے کہ صورت مذکورہ میں واقف کی زوجہ متولیہ بنائے جانے کے لائق تر ہے، اور زیادہ مستحق ہے، بلکہ اس کی موجودگی میں عبدالحمید مذکور کو متولی بنانا جائز نہیں ہے، اور یہ بھی شامی میں ہے کہ جو متولی بننا چاہتا ہے اس کو متولی نہ بنایا جاوے۔ وقالوا: من طلب التولیة علی الوقف لایعطی له الخ (۱)

عورت بھی اوقاف کی متولی ہوسکتی ہے

سوال: (۱۵۳) خاندان سجادہ ومتولی اوقاف میں محض ایک عورت ہندہ نواسی باقی رہ گئی ہے، جس کا نسب عدالت فوق وتحت سے ثابت ہوگیا ہے، اور مدعا علیہ غاصب جائداد کا غصب کرنا عدالت نے بھی تسلیم کرلیا ہے، پس از روئے شرع شریف ہندہ تولیت مسجد وغیرہ کے حقوق پاکر اپنی جانب سے انتظام کاروبار متعلقہ اوقاف کسی مرد کے ذریعہ سے کراسکتی ہے یا نہیں؟ اور حق تولیت اس کو حاصل ہے یا

(۱) ردالمحتار ۶/۵۵۳ کتاب الوقف ـ مطلبٌ في شروط المتولي.

نہیں؟ (۱۶۳۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ومادام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لا يجعل المتولي من الأجانب (۱) شرط الواقف كنص الشارع (۲) وفي الشامي: قال في الإسعاف: ولايولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز لأن المقصود لايحصل به، ويستوي فيه الذكر والأنثى، وكذا الأعمى والبصير، وكذا المحدود في القذف إذا تاب لأنه أمين، وقالوا: من طلب التولية على الوقف لايعطى له، وهو كمن طلب القضاء لايقلد انتهى (۳) ان روایات سے چند امور محقق ہوئے: اول یہ کہ: جب تک واقف کے اقارب میں سے کوئی شخص لائق متولی بنانے کے ملے اجنبیوں میں سے متولی نہ بنایا جاوے، دوسرے یہ کہ: واقف کی شرائط کا لحاظ کرنا ضروری ہے، تیسرے یہ کہ: متولی امانت دار کو بنایا جاوے جو خود اس کام کو امانت داری سے کر سکے یا اپنے نائب کے ذریعہ سے کر سکے الخ — اس کے بعد کہا کہ تولیت کے لیے مرد کی خصوصیت نہیں ہے، عورت بھی متولی ہو سکتی ہے، اگر اس میں شرائط تولیت محقق موجود ہوں؛ کیونکہ وہ کار تولیت دوسرے مردوں کے ذریعہ سے کرا سکتی ہے، اور جو کام اس کے کرنے کے ہیں ان کو خود کر سکتی ہے، اخیر میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو تولیت طلب کرے اس کو متولی نہ بنایا جاوے، اور اس میں یہ تفصیل ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ شرائط واقف کے موافق اس کو طلب تولیت کا حق نہ ہو۔

نابالغ کو متولی بنانا

سوال: (۱۵۴) دو متولیوں میں سے ایک کا انتقال ہوا، دوسرا متولی ہی کافی ہوگا، یا متولی متوفی کی جگہ کوئی اور متولی مقرر ہونا ضروری ہے، اگر ضروری ہے تو اس کا پسر نابالغ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۱۷۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: متولی متوفی کی جگہ دوسرا متولی ہونا موافق شرط واقف کے ضروری ہے، اور نابالغ متولی

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۹۹ كتاب الوقف ـ مطلب لا يُجعَل الناظرُ من غير أهل الوقف.
(۲) الدر المختار مع الشامي ۶/۵۰۸ كتاب الوقف ـ مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع.
(۳) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف ـ مطلب في شروط المتولي.

نہیں ہوسکتا، اس کے بالغ ہونے تک کسی دوسرے کو متولی بنایا جاوے۔ فقط

بھائیوں کی موجودگی میں بہن یا بھانجہ بھانجی متولی ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۱۵۵) بھائیوں کی موجودگی میں بہن، یا بھانجہ، بھانجی متولی ہوکر کسی نوکر کے ذریعہ سے درگاہ یا مسجد کا کام انجام دے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۷۸۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: تولیت کے بارے میں موافق شرط واقف کے عمل درآمد ہوگا، اگر واقف نے اولاد ذکور میں تولیت کو قائم کیا ہے، تو انہیں میں تولیت رہے گی، اور اگر تولیت کو مطلقاً اولاد میں قائم کیا ہے، تو اناث بھی اس میں داخل ہیں، غرض جو قیود و شروط وقف نامہ میں درج ہیں ان کے موافق عمل ہوگا۔

جس شخص کے بھائی فاسق ہوں اس کو مسجد کا متولی بنانا

سوال: (۱۵۶) جس شخص کے حقیقی بھائی تارک صلاۃ اور زانی، راشی ہوں اور چوری کا مال ان کی معرفت خرید وفروخت ہوتا ہو؛ ایسے شخصوں میں سے یہ موجودگی سیدھے اور سچے مسلمانوں کے؛ قابل مہتمم مسجد بنانے کے ہے یا نہیں؟ (۲۴۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخریٰ (۱) کہ کوئی نفس دوسرے کے گناہ میں نہ پکڑا جائے گا، پس بھائیوں کی بے دینی کی وجہ سے اس پر مؤاخذہ نہیں ہے۔

ترک تعلق کرنے والے کی تولیت کا حکم

سوال: (۱۵۷) کسی شخص مسلمان سے کوئی شخص اتفاقیہ لڑ پڑے، بلکہ نوبت دونوں جانب سے زدوکوب کی ہوجائے، ان میں سے ایک شخص پھر سمجھ کر سو پچاس آدمیوں کے مجمع میں اللہ اور اللہ کے رسول کا واسطہ دے کر معافی چاہتا ہو، اور از حد درجہ کی عاجزی کرتا ہو، اس پر بھی وہ دوسرا شخص رضامند نہ ہو اور عدالت میں رشوت دیکر ارادہ اس مسلمان کی ایذاء رسانی کا کرے ایسا شخص قابل اہتمام مسجد کے ہے یا نہیں؟ (۲۴۴/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) سورۂ بنی اسرائیل آیت: ۱۵۔

الجواب: حدیث شریف میں وارد ہے: لا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ أنْ یَهْجُرَ أخَاه فَوْقَ ثَلاثِ لَیالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ هذا وَیُعْرِضُ هذا وَخَیْرُهُمَا الذی یَبْدَءُ بِالسَّلامِ (۱) دوسری روایت میں ہے: لایَکُوْنُ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثلثة فَإذَا لَقِیَه سلَّم علیه ثلاث مراتٍ کلُّ ذلك لا یَرُدُّ علیه فقد بَاءَ بِاثمِه (۲) ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ان میں جو نادم ہوا اور معافی چاہی وہ بہتر ہے، اور وہ گناہ سے پاک ہوگیا، اور جس نے معاف نہ کیا وہ گنہگار رہا، اور وبال اس کے ذمہ رہا، باقی یہ وجہ اہتمام سے نا قابل ہونے کی یا معزول کرنے کی نہیں ہوگی، اس کا مدار دوسرے امور امانت وخیانت و عجز وعدم عجز وغیرہ پر ہے۔ فقط

اپنی لڑکی کی شادی نہ کرنے والے کو متولی بنانا

سوال: (۱۵۸) ایک شخص متولی مسجد ہے، اس کے گھر میں ایک لڑکی ہے، جو اس کے سالے کی ہے، جب اس نے گود لیا تھا تو اس کی عمر ۵ یا ۶ سال کی تھی، اب اس کی عمر ۲۶ یا ۲۷ سال کی ہے نہ اس کی شادی کرتا ہے نہ منگنی کرتا ہے، وہ صوم وصلوۃ کا پابند ہے؛ کیا وہ متولی مسجد ہونے کے لائق ہے یا نہیں؟ (۱۷۸۱/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: تولیت کے بارے میں شرعاً یہ حکم ہے کہ متولی ایسے شخص کو بنایا جاوے؛ جو کہ امانت دار ہو اور تولیت کا کام امانت داری سے انجام دیوے، خیانت نہ کرے، پس اگر شخص مذکور میں یہ اوصاف موجود ہیں تو لائق عزل نہیں ہے ورنہ لائق عزل ہے۔

قاضیٔ شہر کا خود بہ خود متولی بن جانا درست نہیں

سوال: (۱۵۹) ''مارواڑ'' کے ایک شہر میں جامع مسجد شاہی زمانے کی بنی ہوئی ہے، شہر کا قاضی متولی اپنے کو قرار دیتا ہے، حالانکہ اس کے پاس کچھ ثبوت متولی ہونے کا نہیں ہے، دربار صاحبان کی سند میں اس قدر حکم ہے کہ نماز جمعہ وعیدین کی قاضی پڑھاوے، نہ آج تک جمیع مسلمان شہر نے متولی معین کیا، اب قاضی شہر نے اپنی تولیت قائم کرنے کی غرض سے ممبران کمیٹی پر دعویٰ کیا ہے کہ میں متولی ہوں، اور اس

(۱) مشکوۃ: ص: ۴۲۷ باب ما یُنهی عنه من التهاجر والتَّقاطُع واتّباع العوراتِ.
(۲) مشکوۃ المصابیح ۴۲۸ باب ما یُنهی عنه الخ.

جامع مسجد اور اس کی دکانوں پر ہماری حق داری ہے، اور حال میں شہر کے کتنے ہی مسلمانوں کو اپنا جانب دار کر کے، محضر نامہ لکھا کر، اپنے ثبوت میں پیش کیا ہے؟ اس صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟ (۱۰۴۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: کوئی شخص بدون متولی بنانے واقف کے یا اس کے وصی کے یا حاکم وغیرہ کے متولی نہیں ہوسکتا، پس قاضی شہر جو کہ امام جامع مسجد ہے، اور نکاح خوانی وغیرہ اس کے متعلق ہے، وہ بدون شرط واقف کے متولی نہیں ہے، درمختار میں ہے: جعل الواقف الولاية لنفسه جاز بالإجماع، وكذا لو لم يُشترط لأحد فالولاية له عند الثاني، وهو ظاهر المذهب الخ (۱) وفيه أيضًا ولاية نصب القيم إلى الواقف ثم لوصيه الخ (۲) اور شامی نے صاحب بحر سے نقل کیا ہے کہ اگر اہل مسجد متفق ہوجاویں کسی شخص کے متولی بنانے پر تو وہ متولی ہوجاتا ہے ثم ذكر عن التتارخانية ما حاصله: إن أهل المسجد لو اتفقوا على نصب رجل متوليًا لمصالح المسجد فعند المتقدمين يصح، ولكن الأفضل كونه بإذن القاضي، ثم اتفق المتأخرون أن الأفضل أن لايعلموا القاضي في زماننا لما عرف من طمع القضاة في أموال الأوقاف الخ (۳/۴۰۹ كتاب الوقف) (۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر اہل مسجد متفق ہوکر کسی شخص صالح کو متولی بناویں تو وہ بھی متولی ہوجاتا ہے، پس جس کو نہ واقف نے متولی بنایا، اور نہ حاکم نے متولی بنایا، اور نہ اہل مسجد و اہل شہر نے بالاتفاق متولی بنایا، وہ متولی نہیں ہے، اس کا دعویٰ متولی ہونے کا باطل ہے۔ فقط

سوال: (۱۶۰)...... (الف) کسی کو قاضی، نکاح خواں، اور امام جمعہ وعیدین مقرر کیا جاوے تو اس سے وہ جامع مسجد اور اس کی دکانوں کا متولی ہوگا یا نہیں؟

(ب) نکاح خوانی اور امامت کی وجہ سے وہ قاضی مستحق تولیت کا ہوسکتا ہے یا نہیں؟ قاضی شہر مذکور دعویٰ تولیت کا کمیٹی جامع مسجد پر کرتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۱۲۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) کسی کو جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھانے کی اجازت دینے سے، اور نکاح خوانی اس کے سپرد کرنے سے، وہ شخص متولی جامع مسجد اور اس کی دکانوں کا نہ ہوگا، درمختار میں ہے: ولاية نصب القيم إلى الواقف ثم لوصيه لقيامه مقامه الخ (۴) وفي الشامي: قوله ولاية نصب القيم الخ

---

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۵۱-۴۵۲ كتاب الوقف – مطلب في اشتراط الواقف الولاية لنفسه.

(۲) الدر مع الرد ۶/۴۹۶ كتاب الوقف – مطلب: ولاية نصب القيم إلى الواقف الخ.

(۳) الشامي ۶/۴۹۶ كتاب الوقف – مطلب: الأفضل في زماننا نصب المتولي الخ.

(۴) الدر والرد ۶/۴۹۶ كتاب الوقف – مطلب: ولاية نصب القيم إلى الواقف الخ.

قال في البحر: قدمنا أن الولاية للواقف ثابتة مدة حياته و إن لم يشترطها، وأن له عزل المتولي، وأن من ولّاه لايكون له النظر بعد موته أي موت الواقف، إلا بالشرط على قول أبي يوسف (۱) ثم ذكر عن التتارخانية ما حاصله: إن أهل المسجد لو اتفقوا على نصب رجل متوليًا لمصالح المسجد فعند المتقدمين يصح الخ (۲)

(ب) اس بناء پر یعنی نماز جمعہ وعیدین پڑھانے، اور نکاح خوانی کرنے کی وجہ سے قاضی شہر کو تولیت جامع مسجد، اور اس کی دکانوں کا کچھ حق نہیں ہے، اور کمیٹی جامع مسجد پر اس کو کچھ حق دعویٰ کرنے کا نہیں ہے۔ فقط

کوئی شخص متولی ہونے کا دعویٰ ازخود نہیں کرسکتا

سوال: (۱۶۱) کسی مال وقف کا متولی ہونے کا دعویٰ کوئی شخص ازخود کرسکتا ہے یا جب تمام قوم اس کو منتخب کرے؟ (۱۳۲۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: واقف یا اہل حل وعقد جس کو متولی بنائیں وہی متولی ہوسکتا ہے، صرف دعویٰ تولیت کافی نہیں؛ البتہ اگر واقف کی طرف سے تولیت کی کوئی تعیین نہ ہو تو ورثاء واقف بہ شرط اہلیت احق تر ہیں۔

امام کی بیوی اور لڑکی کا خود بہ خود متولی بن جانا

سوال: (۱۶۲) امام مسجد مرگیا، اب اس کی بیوی اور لڑکی اپنے آپ کو متولی مسجد سمجھتی ہیں، اور مسجد کی دکانات کا کرایہ وصول کرتی ہیں، اور قبضہ مالکانہ کی دعوے دار ہیں اور کرایہ دکانات موقوفہ کا اپنے ذاتی تصرف میں لاتی ہیں، اہل محلّہ ان کو علیحدہ کرسکتے ہیں یا نہ؟ (۱۷۴۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: امام مسجد کی بیوی اور لڑکی متولی مسجد کی نہیں ہوسکتیں، اور دکانات موقوفہ مسجد کا کرایہ اپنے ذاتی تصرف میں لانا کسی طرح جائز نہیں ہے، نہ متولی کو اور نہ کسی دوسرے شخص کو، اہل محلّہ کو شرعاً یہ حق ہے کہ وہ امام متوفی کی زوجہ اور دختر کو اہتمام مسجد سے جو انہوں نے ناجائز طور سے اپنے ہاتھ میں لے

---

(۱) الدر والرد ۶/۴۹۶ كتاب الوقف ـ مطلب: ولاية نصب القيم إلى الواقف الخ.

(۲) ردالمحتار ۶/۴۹۶ كتاب الوقف ـ مطلب: الأفضل في زماننا نصب المتولي الخ.

رکھا ہے، علیحدہ کرکے، کسی دیانت دار متبع شریعت کو متولی مقرر کریں۔ درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ(۱)

موجودہ متولی اگر نیک اور امانت دار ہو تو اسی کو باقی رکھا جائے

سوال: (۱۶۳) متولی حال جو کہ بانی و واقف بھی ہے، اور نماز کا پابند اور دیانت دار ہے، حساب و کتاب مسجد کا نہایت صاف ہے، مسجد کے پیش امام؛ متولی کی دشمنی کی وجہ سے چند لوگوں کو اپنی طرف کرکے تولیت مسجد کی متولی حال سے نکال کر اراکین کے ہاتھ دینا چاہتے ہیں؛ آیا وہی متولی کافی ہے یا اراکین کی ضرورت ہے؟ اور متولی نے تین مکان بھی مسجد کے لیے بنوادیے ہیں؟ (۱۱۷۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: متولی حال جو کہ واقف و بانی مسجد و مکانات مسجد ہے، جب کہ وہ صالح و امین ہے تو وہی متولی رہے گا۔ كذا في الدر المختار و الشامي و الإسعاف. فقط

متولی کے اختیارات

سوال: (۱۶۴)...... (الف) متولی مسجد کو امام و مؤذن کے عزل و نصب کا اختیار ہے یا نہیں؟ (ب) اوقاف مسجد میں مسجد ہی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے متولی حسب ضرورت تصرف کرسکتا ہے یا نہیں؟ (ج) درصورت اختیار اگر معدودے چند مخالف، بناء بر شرارت، کچھ مخالفت کریں تو حق تولیت باطل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۸۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) بانی و متولی مسجد کو امام کے عزل و نصب کرنے کا اختیار ہے۔

(ب) تصرف کرسکتا ہے۔ (ج) جب تک خیانت متولی کی ثابت نہ ہو اس وقت تک اس کو تولیت سے معزول کرنا صحیح نہیں ہے۔ فقط

متولی کا اختیارات شرعی سے تجاوز کرنا

سوال: (۱۶۵)...... (الف) محلّہ کی مسجد کا متولی زید ہے، زید مسجد کو اپنی ملکیت سمجھ کر نمازیوں پر

---

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف ــ قبل مطلب فی شرط واقف الکتب أن لا تعار إلا برهن.

ناجائز دباؤ ڈالتا ہے:

(ب) بعد نماز عشاء کوئی نمازی مسجد میں اگر کچھ پڑھنا چاہے؛ تو اس کو مسجد سے نکال دیتا ہے۔

(ج) اہل محلہ مسجد میں مکتب قرآن شریف جاری رکھنا چاہتے ہیں؛ لیکن وہ نہیں رہنے دیتا۔

(د) باوجود اوپر جگہ ہونے کے موسم گرما میں نیچے نماز پڑھواتا ہے جس سے نمازیوں کو از حد تکلیف ہوتی ہے۔

(ھ) باوجود یکہ دری چٹائی اچھی ہیں؛ لیکن ان کو بند کرا دیتا ہے، اور پرانی و بوسیدہ چٹائیاں جن میں بوآتی ہے، اس پر نماز پڑھواتا ہے۔

(و) مسجد میں امام ایسا رکھا ہوا ہے، جس کو اہل محلہ رکھنا نہیں چاہتے، اور سزا یافتہ بھی ہے، ایسی صورت میں نمازیوں کی نماز؛ مسجد مذکور میں ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر اہل محلہ متولی سے مطالبات نہ کریں تو گنہگار تو نہیں ہوں گے؟ (۳۳۰۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف وب) ایسا کرنا متولی مسجد کو جائز نہیں ہے، اور جو شخص کسی کو مسجد میں ورد، اوراد پڑھنے سے منع کرے؛ اس کو قرآن شریف میں باری تعالیٰ نے بڑا ظالم فرمایا ہے: كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا الآية(۱)

(ج) لڑکوں کو مسجد میں تعلیم دینا مکروہ ہے، لہٰذا اس بارے میں منع کرنے والا حق پر ہے۔ قال عليه الصلوة والسلام: جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِيْنَكُمْ (۲)

(د) گرمی کی وجہ سے اگر مقتدی مسجد کے اوپر نماز پڑھنا چاہیں تو متولی کو روکنا جائز نہیں ہے، اور متولی کو روکنے کا حق شرعاً نہیں ہے۔

(ھ) جب کہ وہ چٹائیاں پاک ہیں تو ان پر نماز پڑھنا جائز ہے؛ لیکن متولی کو نمازیوں کی راحت اور تکلیف کا خیال رکھنا لازم ہے۔

(و) اگر امام میں کچھ عیب ہے کہ جس وجہ سے نمازی اس کی امامت سے نفرت کرتے ہیں، تو اس

---

(۱) سورہ بقرۃ: آیت ۱۱۴

(۲) عن واثلة بن الأسقع أن النبي صلى الله عليه وسلم قال جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراء كم وبيعكم وخصوماتكم ورفع أصواتكم وإقامة حدودكم وسل سيوفكم واتخذوا على أبوابها المطاهر وجمروها في الجمع (سنن ابن ماجه: ۵۴ باب ما يكره في المساجد)

کو امام ہونا مکروہ ہے، مگر نماز اس کے پیچھے ادا ہو جاتی ہے، اور اگر بلا وجہ نمازی اس سے ناراض ہیں تو قصور نمازیوں کا ہے، نماز اس کے پیچھے بلا کراہت جائز ہے؛ اور جس شخص کو کسی جرم میں سزا ہو چکی ہے، اور وہ سزا یافتہ ہے؛ اس کے پیچھے بعد توبہ کے نماز بلا کراہت جائز ہے، بہر حال نماز اس مسجد میں جائز ہے، اور مطالبہ نہ کرنے کی صورت میں نمازی گنہگار نہ ہوں گے، اور متولی کو بھی اپنے اختیارات شرعی سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط

فاسق وفاجر مسجد کا متولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۶۶) ایک شخص قریب جامع مسجد میں رہتا ہے، اور فسق وفجور اور شراب خواری واغلام بازی میں مبتلا ہے، اور ہر فرد بشر اس کے افعال ناقصہ سے واقف ہے؛ کیوں کہ افعال مذکورہ کھلم کھلا کرتا ہے، اور ڈاڑھی بھی منڈاتا ہے، ایسا شخص مہتمم جامع مسجد رہ سکتا ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص سے مراسم رکھنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۰۷۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: متولی اور مہتمم کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ کار تولیت کو خود یا بذریعہ دوسرے لوگوں کے اچھی طرح کر سکے، اور کرا سکے اور خائن نہ ہو، اور فاسق کو متولی اور مہتمم بنانا لائق نہیں ہے۔ اور واضح ہو کہ بلا شہادت شرعیہ چشم دید کے ایسے اتہامات کسی مسلمان پر نہ لگانا چاہیے، اور شہادت شرعیہ سے ثابت ہونا تو ایسے امور کا بہت دشوار ہے، لہٰذا تہمت لگانے والے مستحق حد وتعزیر واثم ہو جاتے ہیں۔ فقط

محرم میں پٹہ کھیلنے والا مسجد کا متولی نہیں ہوسکتا

سوال: (۱۶۷) جو شخص اپنے شاگردوں کے ساتھ محرم کو پٹہ کھیلتا ہو، اور مع ڈھول اور باجہ کے گھومتا ہو، اور پٹہ اور جھنڈے والے اس کو اپنا استاد مانتے ہوں؛ تو وہ شخص متولی مسجد ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور وہ شخص ارکان اسلام سے واقف نہیں ہے؟ (۸۸۸/۳۲-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسا شخص متولی رکھنے کے قابل نہیں، اور اس کو تولیت سے علیحدہ کر کے کسی صالح امانت دار کو متولی بنانا چاہیے۔

شیعہ مذہب والا سنیوں کا متولی نہیں ہوسکتا

سوال: (۱۶۸) ایک شخص کو منجانب سرکار کسی مسجد کے اوقاف کا متولی بنایا گیا کہ جو مذہب حنفی رکھتا تھا، اور اہل سنت والجماعت رکھتا تھا، مدت تک وہ تولیت اس کی اولاد میں رہتی رہی، اب متوفی مذکور کی اولاد شیعہ ہوگئی، اور مسجد میں تمام مقتدی اہل تسنن ہیں؛ اس صورت میں شیعہ عقیدہ کے خطیب یا امام کی اطاعت واقتداء جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر بوجہ اسناد شاہی کہ جو اس کے پاس موجود ہوں دعوی خطابت و امامت کا کرے وہ دعوی مسموع ہوگا یا نہیں؟ (۱۲۰/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: کتب فقہ میں تصریح ہے: مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ (۱) پس ظاہر ہے کہ اہل سنت والجماعت شیعہ مذہب کو متولی وامام وخطیب مقرر نہیں کر سکتا ہے، لہذا شیعہ مذہب شخص کو کوئی حق تولیت وغیرہ کا نہیں ہے، اور دعوی اس کا باطل ہے اور غیر مسموع ہے۔ فقط واللہ اعلم

سودخور اور رشوت خور کو اوقاف کا متولی یا مہتمم بنانا

سوال: (۱۶۹) سودخوار اور راشی کو اوقاف کا متولی یا مہتمم بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۱۶/ ۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر وہ وقف کی آمدنی میں خیانت نہ کرے، اور کوئی خیانت اس کی مال وقف میں ثابت نہ ہو تو وہ شخص متولی اور مہتمم مسجد و مدرسہ وغیرہ کا ہوسکتا ہے، اور رہ سکتا ہے؛ کیونکہ خائن کی تولیت کو فقہاء نے منع فرمایا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص کو بھی متولی نہ بنایا جائے جو کہ سودخوار ہو یا رشوت لیتا ہو، کسی صالح شخص کے سپرد یہ کار خیر کیا جائے۔

سٹے باز اور جواری کو اوقاف کا متولی، ناظم یا معتمد بنانا

سوال: (۱۷۰) ایک شخص باوجود مسلمان ہونے کے دعوی کرتا ہے کہ میں سٹے کا کام: جو اکثر چاول کی تجارت کے متعلق خرید وفروخت میں بطور ہار جیت کے ہوتا ہے کرتا ہوں، اور قمار بازی میرا کام ہے؛ ایسے شخص کو کسی مذہبی معاملہ میں مختار کرنا اور اوقاف کا متولی یا ناظم ومعتمد بنانا شرعاً کیسا ہے؟
(۱۱۶۳/ ۱۳۴۳ھ)

---

(۱) ردالمحتار ۶/ ۵۲۱ کتاب الوقف ـ مطلب مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ.

الجواب: درمختار میں ہے: وينزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمون أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه فتح أو كان يصرف ماله في الكيمياء الخ وإن شرط عدم نزعه الخ (۱) اور علامہ شامی نے اسعاف سے نقل کیا ہے: قال في الإسعاف: ولا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز لأن المقصود لا يحصل به، إلى أن قال وقالوا: من طلب التولية على الوقف لا يعطى له، وهو كمن طلب القضاء لا يقلد اهـ والظاهر أنها شرائط الأولوية لا شرائط الصحة الخ وأن الناظر إذا فسق استحق العزل ولا ينعزل كالقاضي إذا فسق (۲)

ان عبارات سے واضح ہوا کہ اوقاف کی تولیت کے لیے ایسے شخص کو منتخب کیا جائے جو صالح وامانت دار ہو، اور تولیت کے کام کو اچھی طرح سے کر سکتا ہو، اور اسعاف کی عبارت سے صراحۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل تولیت کے باب میں متولی کا امانت دار ہونا اور تولیت کے کام پر قادر ہونا ہے، اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ یہ شرائط اولویت کے ہیں اگر کوئی متولی فاسق ہو گیا تو وہ مستحق عزل ہے، لیکن وہ معزول نہیں ہوا، اسی طرح اگر طالب تولیت کو متولی بنا دیا گیا تو وہ متولی ہو جائے گا، اور یہ جو کچھ مذکور ہوا اس صورت میں ہے کہ ابتداءً کسی کو متولی بنایا جائے تو اس میں ان شرائط کا ہونا بہتر ہے، لیکن اگر کوئی شخص پہلے سے متولی ہے تو تاوقتیکہ اس سے خیانت مال وقف میں ظاہر نہ ہو، اور بدانتظامی مصارف اوقاف میں ثابت نہ ہو، اس وقت تک اس کو معزول نہ کیا جائے گا جیسا کہ درمختار میں ہے: فلو مأمونًا لم تصح تولية غيره الخ (۳) اور شامی میں ہے: لا يجوز للقاضي عزل الناظر المشروط له النظر بلا خيانة، ولو عزله لا يصير الثاني متوليًا الخ وذكر المرحوم الشيخ شاهين عن الفصل الأخير من جامع الفصولين: إذا كان للوقف متولٍ من جهة الواقف أو من جهة غيره من القضاة، لا يملك القاضي نصب متولٍ آخر بلا سبب موجب لذلك وهو ظهور خيانة الأول أو شيء آخر اهـ قال: وهذا مقدم على ما في القنية الخ وكذا الشيخ خير الدين أطلق في عدم صحة عزله بلا خيانة الخ (۳) (شامی ۳/۳۸۲)

---

(۱) الدر المختار مع الشامي ۶/۲-۵۵۲/۵۴ كتاب الوقف - مطلب: يأثم بتولية الخائن.

(۲) رد المحتار ۲/۵۵۳ كتاب الوقف - مطلبٌ في شروط المتولي.

(۳) الدر مع الرد ۶/۵۵۴ كتاب الوقف - مطلب في عزل الناظر.

الحاصل ان عبارات سے واضح ہے کہ کوئی متولی بدون خیانت کے معزول نہ کیا جائے گا، اور اصل تولیت میں یہی ہے کہ امانت دار ہو، اور مال وقف کو ضائع نہ کرتا ہو، اور فسق کو جو موجب عزل کہا ہے وہ بھی اسی وجہ سے ہے کہ مال وقف کے ضائع ہونے کا خوف ہو؛ جیسا کہ عبارت درمختار: أو يصرف ماله في الكيمياء وغیرہ سے ظاہر ہے۔ فقط

الجواب صواب: فی الواقع تولیت مساجد واوقاف کے لیے متدین اور امین لازم ہے، لیکن رکن ولایت کا یہی ہے کہ مفوضہ امور میں خیانت نہ کرتا ہو: جیسے باب شہادت اور عدالت میں امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ مروت والے کی شہادت قبول کی جائے؛ یعنی جو اپنی حیثیت کی وجہ سے جھوٹ نہ بولتا ہو، بقیہ شرائط سے اغماض کیا جائے، علی ہذا اگر کوئی متولی خائن نہیں تو اسے معزول نہیں کر سکتے، عدالت کے باب میں ان ہی جیسے امور پر تعامل اور عمل جاری ہے۔ محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: خاکسار سراج احمد رشیدی — **الجواب صحیح**: بندہ محمد مرتضی حسن
الجواب صواب: محمد اعزاز علی — **الجواب صحیح**: محمد رسول خان
الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع — **الجواب صواب**: میرک شاہ

شرابی اور زانی کو متولی اور پیشوا بنانا

سوال: (۱۷۱) کوئی شخص مشہور شراب خوار ہے، اور زنا کار ہے، اور اپنے فرزند کو کسی خانہ میں پرورش کراتا ہے؛ تو اس کو متولی مسجد رکھنا، اور مجلس پنچایت میں صاحب الرائے بنانا جائز ہے یا نہ؟
(۴۵۳/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: کسی کو متولی بنانے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ خائن نہ ہو، اور تولیت کے کام کو خود یا بہ ذریعہ اپنے نائب کے انجام دے سکے، پس اگر کسی شخص میں یہ امر موجود ہے تو وہ متولی مسجد وغیرہ کا ہو سکتا ہے؛ لیکن مناسب یہ ہے کہ فاسق شراب خوار وزانی کو متولی مسجد وغیرہ نہ بنایا جاوے، اور کسی مجلس کا رئیس اور صاحب الرائے اور مقتدا اس کو نہ بنایا جاوے؛ کیوں کہ اس میں اس کی تعظیم ہے، اور فاسق واجب الاہانت ہے، اور تعظیم اس کی حرام ہے۔ كما حققه الشامي في علة كراهة إمامة الفاسق (۱)

(۱) وأما الفاسق: فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعا (ردالمحتار ۲/۲۵۵ كتاب الصلاة - قبيل مطلب: البدعة خمسة أقسام)

غاصب و شرابی اور خائن کو مسجد کا منتظم بنانا

سوال: (۱۷۲) زید نہ متشرع ہے نہ محتاط؛ بلکہ مساکین کا مال غصب کر لیتا ہے شراب خور ہے، مساجد اور رفاہ عام کے کاموں کے لیے چندہ کرتا ہے، اور بیشتر حصہ کھا جاتا ہے، اور اس کی خیانت کے ثبوت بہ قاعدہ شرعیہ موجود ہیں، باوجود اس کے یہ شخص ایک مسجد کا منتظم بننا چاہتا ہے، لوگ اپنی آبرو کے خیال سے خائف رہتے ہیں؛ ایسی صورت میں اس کو منتظم مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ مسجد کے متعلق ایک قطعہ اراضی جو تخمیناً مالیتی پندرہ سولہ ہزار روپے کا ہے، اس کو بھی خورد و برد کرنے کی نیت ہے؟ (۱۷۶۷/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی میں اسعاف سے منقول ہے: ولایولی إلا أمین قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولایة مقیدة بشرط النظر، ولیس من النظر تولیة الخائن، لأنه یخل بالمقصود الخ (۱) (۳۸۵/۳) یعنی حاصل یہ ہے کہ نہ متولی و مہتمم بنایا جائے، مگر شخص امانت دار جو خود یا بذریعہ اپنے نائب کے امانت داری کے ساتھ کاروبار و انتظام تولیت کر سکتا ہو، اس لیے کہ متولی بنانا، اور انتظام اوقاف کسی کے سپرد کرنا، مقید ہے؛ اس شرط کے ساتھ کہ وقف کا نفع ہو اور آمدنی مصارف وقف میں باحتیاط و امانت داری صرف ہو، اور وقف کی رعایت و نگہداشت اس میں نہیں ہے کہ خائن کو متولی بنا دیا جائے؛ کیوں کہ یہ امر مقصود میں مخل ہے۔

خائن شخص کو وقف کا متولی بنانا درست نہیں

سوال: (۱۷۳) خائن شخص کو متولی بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس کے متولی بنانے میں سعی کریں ان کا کیا حکم ہے؟ (۶۱/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: فاسق اور خائن کو متولی بنانا جائز نہیں ہے، بلکہ اگر خائن شخص پہلے سے متولی ہو تو اس کو معزول کیا جاوے، پس جو لوگ خائن کے متولی بنانے میں سعی کریں وہ بھی عنداللہ خائن اور عاصی ہیں، اور معاونت معصیت میں معصیت ہے: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الآیة (۲)

(۱) ردالمحتار ۶/۴۵۳ کتاب الوقف - مطلب فی شروط المتولی۔ (۲) سورۂ مائدہ: آیت: ۲۔

سوال: (۱۷۴) زید نے ایک عالیشان عمارت تعمیر کر کے بنام مدرسہ نامزد کر کے ایک مدرسہ مستقل جاری کیا، بعدہ منجملہ اپنی زمین داری کے دو موضع مصارف مدرسہ مذکورہ کے واسطے وقف کر کے وقف نامہ باضابطہ مرتب کر کے رجسٹری سے مکمل کرادیا، اہتمام وانتظام مدرسہ کے لیے چند ممبران کو نامزد کر کے تولیت مدرسہ کے متعلق یہ فقرہ تحریر کیا، ''متولی جائداد موقوفہ کا تا حیات میں خود رہوں گا، اور بعد میرے اگر جانشین کو منتظمین و مہتممین لائق سمجھیں تو اس کو متولی مقرر کریں، اتفاق یا کثرت رائے پر کام چلتا رہے'' بعد تحریر وقف نامہ زید بانی مدرسہ فوت ہوا، مسمی عمر پسر زید نے جانشین ومنجانب ممبران مدرسہ متولی مقرر ہوکر مثل اپنے پدر کے انتظام مدرسہ جاری رکھا، اور مسمی صالح اپنے ہم جدی کو ناظم مدرسہ مقرر کر کے انتظام مدرسہ کا اس کے سپرد کیا، صرف خاص اختیارات اپنے متعلق رکھے، مسمی صالح نہایت متدین اور ہر کام میں قابل اور بہت ہی نیک سمجھ بوجھ کا ذی استعداد شخص ہے، اب مسمی عمر فوت ہوا، بکر نامی ایک پسر جوان ہے، مگر بکر کی یہ کیفیت ہے کہ دفور طمع میں اتنا بھی صبر نہ کر سکا کہ اپنے معاملات میں نشیب وفراز پر کچھ نظر غور کرتا، فاتحہ سیوم کے بعد ہی ہمراہ دیگر زمین داران کے مواضع موقوفہ کو ترکہ عمر قرار دے کر وراثۃً درخواست داخل خارج دے کر عدالت میں بیان کیا کہ ''چند اشخاص خود غرض نے میرے دادا زید کو اغواء کر کے وقف نامہ تحریر کرادیا تھا، مگر عمل درآمد مطابق وقف نامہ کے نہیں ہوا الخ''

اس صورت میں بکر کو متولی بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور صالح جو متولی سابق مذکور ہے اس کا متولی بنانا کیسا ہے؟ (۱۹۸۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں بکر کو متولی بنانا درست نہیں ہے، اور صالح کو متولی بنانا جائز بلکہ ضروری ہے قال في الدر المختار: وينزع وجوبا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمون الخ (۱) (درمختار) قال في الإسعاف: ولا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود الخ (۲) (شامی) اور بکر کی نیت کا فساد اور اس کا خائن ہونا اس کے دعویٰ ملکیت سے ظاہر ہو چکا، اس کے بعد اس کا متولی بنانا کسی طرح درست نہ ہوگا قال في الشامي: وأن امتناعه من التعمير ديانة؛ وكذا لو باع الوقف

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۵۲-۴۵۳ کتاب الوقف – مطلب فيما يعزل به الناظر.

(۲) ردالمحتار ۶/۴۵۳ کتاب الوقف – مطلب في شروط المتولي.

أو بعضه أو تصرفا تصرفا غیر جائز عالمًا به الخ (۱)

تنبیه: إذا کان ناظرا علی أوقاف متعددة وظهرت خیانته فی بعضها أفتی المفتی أبو السعود: بأنه یعزل من الکل،قلت: ویشهد له قولهم فی الشهادة، أن الفسق لایتجزی، وفی الجواهر: القیم إذا لم یراع الوقف یعزله القاضی، وفی خزانة المفتین:إذا زرع القیم لنفسه یخرجه القاضی من یده، قال البیری: یؤخذ من الأول: أن الناظر إذا امتنع من إعارة الکتب الموقوفة کان للقاضی عزله، ومن الثانی:لو سکن الناظر دارالوقف ولو بأجر المثل له عزله،لأنه نص فی خزانة الأکمل:أنه لا یجوز له السکنی ولو بأجر المثل الخ(۲)(شامی) الحاصل ان عبارت اوران کی امثال سے بکر کالائق تولیت نہ ہونا ظاہر ہے اورصالح کی تولیت صحیح ہے۔

واقف اور متولی کو یہ حق نہیں کہ خائن کو متولی بنائیں

سوال: (۱۷۵) زید متولی ایک وقف کا ہے، اورعمر نائب متولی تھا، اس نے خیانت کی جس سے سزاپائی، زید نے عمر کواپنے بعد متولی مقرر کرنے کی تجویز کی۔سوال یہ ہے:

(الف) آیا عمراس صورت میں متولی ہوسکتا ہے؟

(ب) آیا زیداس تولیت کی تجویز میں گنہ گار ہوا؟

(ج) کیا حکام کوزید کی تجویز رد کرنی چاہیے؟

(د) اگر زید کی تجویز کے موافق عمر متولی ہوگیا ہے تو اس کا معزول کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۱۰۹۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب:قال فی الدرالمختار:وینزع وجوبًا (بزازیة)لوالواقف(درر)فغیره بالأولی غیرمأمون أوعاجزًا أوظهربه فسق کشرب خمرونحوه الخ وإن شرط عدم نزعه (۳) شامی میں ہے: قال فی الإسعاف: ولایولی إلا أمین قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولایة مقیدة بشرط النظر، ولیس من النظر تولیة الخائن (۴)(۳۸۵/۳)

(۱) الشامی ۴۵۲/۶ کتاب الوقف – مطلب : یأثم بتولیة الخائن.

(۲) ردالمحتار ۴۵۲/۶ کتاب الوقف – مطلب فیما یُعْزَل به النَّاظِرُ.

(۳) الدر مع الرد ۴۵۲/۶– ۴۵۳ کتاب الوقف – مطلب : یأثم بتولیة الخائن.

(۴) ردالمحتار ۴۵۳/۶ کتاب الوقف – مطلب في شروط المتولی

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ صورت مسئولہ میں جب کہ عمر کی خیانت معلوم ہوئی اس کو متولی بنانا ناجائز ہے، اور زید کو حق اس کے متولی بنانے کا نہیں ہے کہ خود واقف کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ خائن کو متولی بنائے، حکام کو زید کی تجویز باطل کردینی چاہیے، اور بالفرض اگر عمر متولی بنادیا جائے، اور خیانت اس کی محقق ہو تو اس کو معزول کرنا لازم ہے۔ فقط

خائن متولی کو علیحدہ کرنے میں فتنہ وفساد ہو تو سکوت بہتر ہے

سوال: (۱۷۶) زید کے مورث اعلیٰ نے ایک مسجد بنوائی، اور اس کے متعلق کچھ زمین بھی وقف کردی، عرصے سے اس مسجد میں امام مقرر تھے، بعدہ زید نے اپنی رائے سے امام کو علیحدہ کردیا، امام کے موافق جو لوگ کثیر التعداد تھے انہوں نے برائے رفع فساد دوسری مسجد بنائی، اس کے بعد اب تک کوئی امام مسجد مذکور میں مقرر نہیں ہوا، پھر زید نے اپنی رائے سے ایسے شخص کو امام مقرر کیا جو ہرگز اس قابل نہیں تھا، ہم لوگوں کو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص مسائل سے زیادہ واقف ہو، اس کی نماز امام مذکور کے پیچھے ادا ہوگی یا نہیں؟ زید مسائل حاضرہ کا مخالف ہے، اور مسجد کی آمدنی اپنے تصرف میں لاتا ہے وہ لائق متولی رہنے کے ہیں یا نہیں؟ (۹۶۷/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: نماز اس مسجد میں اس امام کے پیچھے جس کو زید نے مقرر کیا ہے ہو جاتی ہے، اور جو شخص مسائل سے زیادہ واقف ہے اس کی نماز بھی ہو جاتی ہے، نااتفاقی بری چیز ہے، اور فتنہ وفساد سے بچنا ضروری ہے، زید اگرچہ فاسق ہے اور لائق متولی رہنے کے نہیں ہے، لیکن اگر اس کو علیحدہ کرنے میں فتنہ وفساد ہے تو سکوت بہتر ہے، اور اگر بہ سہولت بدون فساد کے کسی دین دار شخص کے سپرد انتظام مسجد ہو سکے تو بہت اچھا ہے ورنہ سکوت کرنا چاہیے، جہاں تک ہو سکے بہ نرمی و بہ تلطف واتفاق باہمی کام کرنا چاہیے كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ الآية (۱) فقط

سرکاری آدمیوں کو وقف کا متولی بنانا

سوال: (۱۷۷) زید چاہتا ہے کہ ایک وقف پچاس ساٹھ لاکھ کا کردوں؛ جو ایک یتیم خانہ ہو، جس میں مسلمان بچوں کو دینی تعلیم دی جائے، ان کی جملہ ضروریات کا انتظام پندرہ سولہ سال تک کیا جائے:

(۱) سورۂ نحل، آیت: ۱۲۵۔

اس کے لیے ایک بہت بڑے مکان اور زمین کی ضرورت ہے، وہ سرکار سے بہ طریق امداد لی جاوے، اور اس پر واقف اپنی طرف سے عمارت تیار کرادے، اسی طرح پچاس ہزار روپے بطریق امداد لینا چاہتا ہے، اور دو آدمی سرکاری بھی متولیوں میں شامل کرنا چاہتا ہے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۱۸۰۵ھ)

الجواب: نیک کاموں کے لیے وقف کرنا کارِ ثواب ہے، لیکن سرکار سے زمین وامداد مذکور لینا، اور سرکاری ممبر ومتولی بنانا، اوران کو دخیل کرنا درست نہیں ہے؛ اگر ثواب کے لیے یہ کام کرنا ہے تو خالص اللہ کے واسطے کرنا چاہیے، اور کافروں سے کسی قسم کی امداد اوران کی شرکت نہ کرنی چاہیے۔

فاسق کی تولیت درست نہیں

سوال: (۱۷۸) زید نشہ بازی کرتا ہے، تارک صلوۃ ہے، اور متقی حضرات پر لغو ناشائستہ بہتان بہ لحاظ بغض وعداوت کرتا ہے، اور رافضن سے نکاح کیا ہے؛ حالاں کہ وہ عورت اپنے مذہب کی پابند ہے؛ تو ایسا شخص کسی بزرگ کی درگاہ کا سجادہ یا متولی شرعاً ہوسکتا ہے یا نہ؟ اور ایسے شخص کو کیا سزا ہونی چاہیے؟ (۲۸۹۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ایسا شخص اگر تائب نہ ہو تو وہ مستحق تعزیر ہے، اور سجادہ ومتولی بننے کے قابل نہیں ہے۔ فی الدر المختار: و ینزع وجوبًا (بزازیة) لو الواقف (درر) فغیرہ بالأولی غیر مامون أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر الخ (۱)

دروغ گو اور غاصب کو متولی اور مہتمم بنانا

سوال: (۱۷۹) جو شخص منہیات شرعیہ کا مرتکب ہو: مثلاً لین دین سود، دروغ گوئی اور حقوق مسلمین کا غاصب ہے، ایسا شخص تولیت مسجد واہتمام امور مذہبی کا استحقاق رکھتا ہے یا نہیں؟ عامۃ المسلمین کو شرعاً ایسے شخص سے کس قسم کے تعلقات رکھنے چاہیے؟ (۱۳۴۷-۴۶/۱۷۳۶ھ)

الجواب: ایسا شخص متولی ومہتمم مسجد اور اوقاف مسجد ہونے کے لائق نہیں ہے، متولی دیانت دار متبع شریعت ہونا چاہیے، ایسے شخص کو جس کا ذکر سوال میں ہے، تولیت واہتمام مسجد اور اوقاف مسجد سے

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۵۲-۴۵۳ کتاب الوقف – مطلب: یأثم بتولیة الخائن.

علیحدہ کردیا جائے، اور جب تک وہ ان افعال شنیعہ سے توبہ نہ کرے مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق کردینا چاہیے۔ فقط

متولی کے چند تصرفات کا حکم

سوال: (۱۸۰)...... (الف) متولی وقف کو مال وقف سے ملازمان وقف کو تنخواہ پیشگی شش ماہ کا دینا؟

(ب) مال وقف اور قرض اپنے صرف میں لاکر پھر ادا کردینا؟

(ج) مال وقف سے کسی برادر مسلمان کو قرض دینا؟

(د) کتب وقف ایک مدرسہ خاص کی دوسری جگہ دینا؟

(ھ) متولی دو وقف کو ایک وقف کا مال دوسرے میں خرچ کرنا؟

(و) تعمیر مکان وقف کے واسطے بہ مشورہ مسلمین قرض لینا مذہب حنفیہ میں جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۳-۳۲/۴ھ)

الجواب: (الف) متولی اگر مصلحت سمجھے تو پیشگی تنخواہ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے، اور ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

(ب) اپنے صرف میں بطور قرض مال وقف کو لانا جائز نہیں ہے؛ اگر ایسا کیا تو ادا کرنا اس کا ضروری ہے۔

(ج) مال وقف سے کسی برادر مسلمان کو قرض دینا جائز نہیں ہے۔

(د) کتب وقف جو کسی خاص مدرسہ کے لیے وقف ہیں، بلا اجازت واقف دوسرے مدرسہ میں مستعار دینا درست نہیں ہے۔

(ھ) دو وقف کے متولی کو ایک وقف کا مال دوسرے وقف میں صرف کرنا بہ صورت اختلاف واقف، واختلاف جہت، درست نہیں ہے؛ جیسا کہ درمختار میں اس کی تصریح موجود ہے۔

(و) تعمیر کی اگر ضرورت ہے تو بہ مشورۂ مسلمین اس کے لیے قرض لینا درست ہے وقيل: تجوز مطلقًا للعمارة (۱) چوں کہ وجود قاضی اس زمانہ میں نہیں ہے لہٰذا اس روایت پر عمل کرنا درست ہے۔

(۱) الشامی ۵۱۴/۶ کتاب الوقف – مطلب في الاستدانة على الوقف.

فاقہ کشی کے وقت متولی، وقف کی آمدنی اپنی ذات پر خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۸۱) ...... (میں ایک وقف کا متولی ہوں) خدانخواستہ اگر کسی وقت میں نوبت فاقہ کشی پہنچے تو آمدنی موقوفہ بہ ذات خاص صرف کرسکتا ہوں یا نہیں؟ (۲۳۱۱/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: بہ طریق قرض لینا حسب ضرورت درست ہے۔ فقط

وقف کا متولی وقف کی آمدنی سے حق محنت لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۸۲) متولی اپنا حق المحنت وقف کی آمدنی سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۳۱۱/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر واقف نے کچھ حق المحنت متولی کا مقرر کیا ہے، لینا درست ہے، ورنہ اگر ضرورت ہے تو عام مسلمانوں کی رائے اور اطلاع سے حسب گنجائش حق المحنت متولی کو دیا جاسکتا ہے۔

کام کیے بغیر متولی کو اجرت لینا درست نہیں

سوال: (۱۸۳) ...... (الف) ایک متولی وقف، اجر مثل مقررہ واقف تہائی کھاتا ہے اور کوئی کام وقف کا نہیں کرتا؛ یہ لینا کیسا ہے؟

(ب) متولی یہ بھی چاہتا ہے کہ چھ ماہ زیادہ کی اجرت مثل مقررہ پیشگی لے لے، یہ کیسا ہے؟

(۲۱۴۰/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) واقف نے اگر یہ شرط کی تھی کہ متولی کو اجر مثل دیا جائے تو جس قدر وہ کام کرے اس کا اجر مثل اس کو ملنا چاہیے، بدون کام کیے اس کو کچھ لینا درست نہیں ہے، الغرض شرط واقف کی رعایت ضروری ہے۔

(ب) جب وہ کام ہی نہیں کرتا تو اس کو نہ پیشگی لینا درست ہے، نہ بعد میں لینا درست ہے۔

متولی؛ وقف کا مال اپنی ضرورت میں خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۸۴) متولی مال وقف میں سے اپنی ضروریات میں خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۱۵۳۹/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: متولی کو بلا شرط واقف اپنے لیے مال وقف سے لینا اور صرف کرنا درست نہیں ہے۔

متولی کا مسجد کی آمدنی کو اپنی ذاتی ضرورت میں صرف کرنا

سوال: (۱۸۵) ایک شہر میں ایک مسجد کے نیچے دکانیں ہیں، ان کی آمدنی جو مسجد کے اخراجات سے زائد بچتی ہے، اس کو متولی اپنے ذاتی تصرف میں اٹھاتا ہے، اور خرچ کرتا ہے، ایسا کرنا صحیح ہے اور جائز ہے؟ کیا حکم ہے؟ (۵۹۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: متولی مذکور کو یہ چاہیے تھا کہ تمام آمدنی مسجد کی دکانات وغیرہ کی، اس مسجد کی ضروریات میں صرف کرے، اور جو باقی رہے اس کو مسجد کے لیے باقی رکھے، اور اپنے ذاتی صرف میں لانا جائز نہیں ہے، اور اگر وہ ایسا کرے تو یہ خیانت ہے، اس متولی کو معزول کرنا چاہیے، اور مسلمانان اہل شہر اور اہل محلہ اس وجہ سے اس کو معزول کر سکتے ہیں، اور دوسرے شخص کو متولی بنا سکتے ہیں، چاہے وہ بانی کی طرف سے متولی بنایا گیا ہو یا بعد میں متولی ہوا ہو، ہر دو صورت میں اس کو علیحدہ کر سکتے ہیں، اور حساب و کتاب سمجھ سکتے ہیں، مسلمانوں کو ایسی حالت میں اس میں مداخلت کرنا، اور حساب سمجھنا، اور درصورت ثبوت خیانت اس کو معزول کرنا ضروری اور لازم ہے؛ درمختار میں ہے کہ اگر خود بانی بھی ایسی خیانت کرے تو اس کو معزول کرنا چاہیے۔ متولی مذکور تو بالاولی مستحق عزل ہے، اور اہل محلہ کو مسجد کہنہ یا تنگ کا دوبارہ پختہ اور وسیع بنانا، اور پہلی مسجد کو بوجہ ضرورت مذکورہ منہدم کرنا بھی جائز ہے۔ فقط

متولی نے وقف کی اصلاح کے لیے جو رقم خرچ کی ہے اس کو وقف کی آمدنی میں سے لے سکتا ہے

سوال: (۱۸۶) اگر متولی اصلاح وقف کے لیے اور وقف کو غاصبین سے بچانے کی غرض سے اپنے مال میں سے صرف کرے تو آمدنی وقف سے اس صرف کو لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۵۰۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جو کچھ صرف ہوا ہے اس کو آمدنی وقف سے لینا جائز ہے۔ فقط

متولی کا وقف کے مال سے ملازمین کو پنشن دینا

سوال: (۱۸۷) وقف سے متولی، ملازمین کو پنشن دے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۰۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: بلاشرط واقف درست نہیں ہے۔ لأن شرط الواقف کنص الشارع (۱) (درمختار)

متولی اور مہتمم کا وقف یا مدرسہ کی رقم کسی کو قرض دینا

سوال: (۱۸۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ متولی مال مدرسہ یا وقف، مدرس یا غیر مدرس کو قرض ادا کرنے کے واسطے قرض دے سکتا ہے یا نہیں؟ مدلل بیان فرمایا جاوے اور عنداللہ ماجور ہوں۔ (۶۹۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: تصریحات فقہاء سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں دے سکتا ہے ردالمحتار کتاب القضاء میں ہے: لکنه أفتى في وصايا الخيرية: بأن للوصي إقراض مال اليتيم بأمر القاضي أخذاً مما في وقف البحر عن القنية، من أن للمتولي إقراض مال المسجد بأمر القاضي قال: والوصي مثل القيم لقولهم: الوصية والوقف أخوان الخ (۲) وفي الدرالمختار: لايقرض الأب ولو قاضياً لأنه لا يقضي لولده ولا الوصي ولاالملتقط؛ فإن أقرضوا ضمنوا الخ اورشامی میں ہے: قوله ولاالوصي فلو فعل لايعد خيانةً فلا يعزل به (۲)

ان عبارات سے واضح ہے کہ متولی ومہتمم مساجد ومدارس کو بلا اذن قاضی قرض دینا مال وقف سے درست نہیں، اور اگر دیں گے تو بصورت عدم وصول، وہ ضامن اس رقم کے ہوں گے، اور شامی کے اس قول فلو فعل لايعد خيانة سے یہ بھی معلوم ہوا کہ متولی وغیرہ کو یہ قرض نہ دینے کا اختیار بلااذن قاضی بدیں معنی ہے کہ بصورت عدم وصول ان سے ضمان ساقط نہ ہوگا جیسا کہ قاضی وغیرہ سے ضمان ساقط ہے؛ نہ یہ کہ ایسا کرنے سے وہ خائن شمار ہوں گے۔

وقف کی آمدنی سے افطاری اور ختم قرآن پر شیرینی تقسیم کرنا

سوال: (۱۸۹) ایک مسجد کا مال موقوفہ یعنی دکانیں جن کی آمدنی مسجد کے اخراجات کو پورے طور پر کافی نہیں ہوسکتی تھی، لہٰذا اخراجات کو پورا کرنے کے واسطے مسلمانان شہر سے چندہ وصول کرکے ایک شخص کی زیر نگرانی عمارت جدید بناء سابقہ پر تیار ہوئی، بفضلہ تعالی اس کی آمدنی اخراجات مسجد کو کافی

(۱) الدر مع الرد ۶/۵۰۸ کتاب الوقف – مطلب في قولهم شرط الواقف کنص الشارع.
(۲) الدرمع الرد ۸/۱۰۰–۱۰۱ کتاب القضاء – مطلب للقاضي إقراض مال اليتيم ونحوه.

ہوتے ہوئے قدرے پس انداز ہوتا رہا، بایں سبب بعض جاہل اور ناخواندہ مہتموں نے رمضان المبارک میں ختم قرآن شریف کی شیرینی اور افطاری کا سامان اسی میں سے کیا، اب اس مسجد کی تولیت اور اہتمام کا کام ایسے لوگوں کے سپرد ہوا جو ان سے ذی علم ہیں، چنانچہ ختم کی شیرینی اور افطاری کا سامان اپنے پاس سے کرتے ہیں، ان کا یہ خیال ہے کہ اس رقم کو جو پس انداز ہوتی ہے، زمین افتادہ موقوفہ زیر مسجد میں ایک مدرسہ قائم و تعمیر کرایا جائے، اور اس آمدنی کو اس میں صرف کیا جائے، چنانچہ آج کل میں تعمیر شروع ہونے والی ہے۔

امسال بوجہ اغوائے شیطانی وہ شخص جس کی زیر نگرانی کچھ عرصہ تک یہ مسجد رہ چکی ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ میری نگرانی کے زمانے میں آمدنی کی توسیع ہوئی ہے، لہٰذا مجھے حق حاصل ہے کہ ختم قرآن شریف کی شیرینی اور افطاری اسی سے کردوں، یہاں کی افطاری کی یہ صورت ہے کہ مختلف قسم کی مٹھائی اور مختلف قسم کی اشیاء نمکین (ہوتی ہیں) اس میں شرکت کرنے والے نصف روزہ دار، اور نصف بے روزہ دار (ہوتے ہیں) روزہ داروں میں سے پچھتر فیصدی مرفہ الحال، تو پچیس غریب؛ اس صورت میں ختم کی شرینی اور افطار کا سامان مال موقوفہ سے کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور متولیان و مہتمان سابق بعد علیحدہ ہو جانے کے تولیت سے مال موقوفہ میں (تصرف کرنے کے) مجاز ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۹۸۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس صورت میں ختم قرآن شریف کی شیرینی اور سامان افطاری آمدنی وقف سے کرنا درست نہیں ہے۔ اور متولیان و مہتمان سابق بعد عزل کے مختار و مجاز مال موقوفہ کے صرف کرنے کے نہیں ہیں۔ فقط

واقف کی شرط کے مطابق متولی کا تصرف کرنا

سوال: (۱۹۰)...... (الف) زید کی زوجہ نے مرضِ موت سے چھ سال قبل اپنے زوج زید سے کہا کہ ''کسی جگہ ایک نل لگوادو'' زوجہ نے اپنی جائداد کچھ وقف کی، کچھ ورثہ کو دی، زوج کو بھی دی، تین سال بعد زوجہ کا انتقال ہوگیا، بعد انتقال کے زید نے عمر کے مکان میں اپنے روپے سے نل لگوادیا اہل محلہ کے واسطے، اور یہ کہہ دیا کہ ہر وقت تو کھلا نہ رہے؛ چونکہ وقف ہے، لہٰذا وقت معین پر کھلے، دیگر اوقات میں مقفل رہے؛ اب حسب اجازت زید عمر کو تصرف جائز ہے یا نہ؟

(ب) نل میں جو چمڑا صرف ہوتا ہے وہ عمر کرتا ہے تو عمر اس شرکت کی وجہ سے اپنی حسب رائے تصرف کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۶-۳۵/۱۵۴ھ)

الجواب: (الف) حسب اجازت زید عمر کو تصرف جائز ہے اور جس امر سے وقف کی حفاظت ہو اور اس کو نفع ہو اس کے جواز پر فتوی ہے۔

(ب) عمر اس شرکت کی وجہ سے بے شک حسب رائے خود تصرف کرسکتا ہے۔ فقط

متولی کو شرائط واقف کے مطابق تغیر وتبدیل کا اختیار ہے

سوال: (۱۹۱) مسماۃ ''سیدۃ النساء'' زوجہ احمد اللہ نے ایک وقف نامہ تحریر کیا، جس میں اپنی کل جائداد مقبوضہ کو وقف کردیا، اور اپنے بعد اپنے شوہر احمد اللہ کو اس جائداد موقوفہ کا متولی بنادیا؛ اب مسماۃ مذکورہ نے رحلت کی، اور اس کا شوہر جائداد موقوفہ کا متولی ہے، اس وقف نامہ میں پندرہویں شرط یہ ہے کہ خود واقفہ کو اپنی زندگی میں، اور بعد اس کے اس کے شوہر احمد اللہ متولی جائداد موقوفہ کو اختیار ہے کہ جو امور وشرائط مناسب معلوم ہوں، ان میں کمی بیشی، ترمیم واضافہ کردیں — متولی جائداد؛ یعنی احمد اللہ زوج مسماۃ واقفہ چاہتے ہیں کہ اولاد ذکور احمد حسین واکبر حسین کو اس جائداد کی آمدنی سے کچھ نہ دیں؛ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو بہ موجب شرط پندرہویں کے اختیار ہے کہ جس شرط کو چاہیں رکھیں، جس کو چاہیں نکال ڈالیں؛ حالاں کہ آٹھویں شرط میں صراحت ہے کہ بعد ادائے خرچ متذکرہ ذیل، وصرفہ مکانات وغیرہ کے، بقیہ رقم اولاد ذکور احمد حسین کو، اور نصف اولاد اکبر حسین کے واسطے ان کے مصارف خورد ونوش و وظیفہ کے دے دی جاوے، واقفہ تا حیات خود اولاد مذکورین کو دیتی رہی، اور بعد واقفہ کے اس کا شوہر متولی بھی اولاد مذکورین کو دیتا رہا؛ لیکن چند روز سے بوجہ رنجش باہمی کے چاہتا ہے کہ اولاد اکبر حسین کو کچھ نہ دے۔

اب سوال یہ ہے کہ حسب شرط پندرہویں شیخ احمد اللہ کو اختیار جائز ہے کہ اولاد اکبر حسین واحمد حسین کو بقیہ آمدنی جائداد موقوفہ سے کچھ نہ دے، یا ایک کو کچھ نہ دے اور ایک کو دے، اور بہ زعم خود اس آٹھویں شرط کو بدل دے، یا اس شرط کے علاوہ دوسری شرائط میں تبدل وتغیر وترمیم واضافہ کا متولی کو اختیار حاصل ہے؟ کیونکہ آٹھویں شرط اگرچہ عنوانِ شرط سے بیان کی گئی ہے؛ لیکن درحقیقت وہ شرط نہیں

بلکہ اس میں مصارف کا ذکر ہے، جس سے بہ ظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس آٹھویں شرط کے دوسری شرطیں بدل دینے کا اختیار متولی کو ہے۔ (۳۳۵-۳۳۵ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: قال في رد المحتار: وفي الإسعاف ولايجوز له أن يفعل إلاما شرط وقت العقد وفيه لو شرط في وقفه أن يزيد في وظيفة من يرى زيادته أو ينقص من وظيفة من يرى نقصانه أو يدخل معهم من يرى إدخاله أو يخرج من يرى إخراجه جاز ثم إذا فعل ذلك ليس له أن يغيره لأن شرطه وقع على فعل يراه فإذا رآه وأمضاه فقد انتهى ما رآه الخ (۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب واقف نے اصل شرائط وقف میں تغییر وتبدیل کا اختیار رکھا ہے تو تغییر وتبدیل درست ہے، جس کے وظیفہ کو وہ چاہے موقوف کر کے دوسرے کو اس کی جگہ قائم کر سکتا ہے، اور جب کہ متولی کو بھی اس نے اختیار اس کا دیا ہے تو اس کو بھی اختیار تغییر وتبدیل کا ہے۔ فقط

متولی کا چندے کی رقم خرچ کر کے وقت ضرورت ادا کرنا

سوال: (۱۹۲) متولی چندہ دکان دار تاجر ہے، رقم چندہ جدا نہیں رکھتا، بلکہ مال میں داخل کر کے اپنے خرچ میں خرچ کر لیتا ہے، اور وقت ضرورت ادا کر دیتا ہے؛ آیا اس کو یہ اجازت ہے؟ آیا رقم چندہ کو علیحدہ رکھنا ضروری ہے؟ (۹۰۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: روایات فقہیہ سے ایسی اجازت ثابت نہیں ہوتی، البتہ خرچ کر لینے کے بعد فقہاء اس پر ضمان واجب کرتے ہیں؛ یعنی اگر متولی نے اس کو صرف کر لیا ہے تو اس پر ضمان اس کا واجب ہے، اور وہ رقم ادا کرنا اس کے ذمہ لازم ہے، بعد ادائے ضمان امید ہے کہ وہ مؤاخذہ سے بری ہو جائے۔ فقط

واقف تاحیات متولی رہ سکتا ہے

سوال: (۱۹۳) ...... (الف) زید نے مسجد کے احاطے میں ایک مسافر خانہ بنایا ہے جو کہ دو منزلہ ہے، اوپر میں مسافر رہتے ہیں، اور نیچے پختہ فرش ہے، عمر نے اس کے آس پاس ٹین لگا کر بطور دکانوں کے بنا دیا، اور کہا کہ اس کا کرایہ مسجد کے اخراجات میں صرف ہوگا، مگر بعد تیاری کہتا ہے کہ ہم اپنی خوشی کے موافق خرچ کریں گے، اور جماعت و زید کہتے ہیں کہ یہ کرایہ جماعت و ہر سہ متولیان مسجد کے حوالہ کرو جو

(۱) الشامي ۶/۵۳۷ كتاب الوقف ـ مطلبٌ: لايجوز الرجوع عن الشروط.

ضرورت ہوگی اس میں خرچ کریں گے، آیا عمر کو اس پر مجبور کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(ب) عمر اس مسجد کا ایک متولی منجملہ چار متولیوں کے ہے، اس مسافر خانے کے علاوہ چار دکانیں اور بھی تیار کی ہیں، وہ بھی جماعت و متولیان اپنی تحویل میں لینا چاہتے ہیں، عمر کہتا ہے: میں اپنی مرضی کے موافق خرچ کروں گا؛ کیا وہ لوگ عمر کو اس پر مجبور کر سکتے ہیں؟ (۱۱۹۹/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف و ب) دونوں صورتوں میں عمر خود کرایہ وصول کر کے خرچ کر سکتا ہے، جماعت وزید اس کو اس پر مجبور نہیں کر سکتے کہ عمر کرایہ سائبان و دکانات کو ان کے حوالے کرے، البتہ اپنی خوشی سے اگر وہ زید وغیرہ متولیان کے حوالے کرے تو یہ بھی جائز ہے؛ لیکن اس کو مجبور نہیں کر سکتے؛ کیوں کہ جن دکانوں کا اور سائبان ٹین کا عمر بانی ہے اس کی تولیت شرعاً عمر کو ہے جیسا کہ شامی میں بحر سے منقول ہے: قال في البحر: قدمنا أن الولاية للواقف ثابتة مدة حياته وإن لم يشترطها الخ (۱)

بیع نامے میں جس کا نام تحریر ہے وہ مسجد کی تولیت کا دعویٰ کر سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۹۴) بوجہ دقت نماز عام مسلمانوں کی یہ خواہش تھی کہ کوئی زمین حاصل کر کے، چندہ سے ایک مسجد تعمیر کی جائے، ایک شخص اس کام کے لیے آمادہ ہوا، اور ان کی کوشش بلیغ سے دو عورتوں نے اپنی زمین کا ایک قطعہ علیحدہ کر کے مسجد بنانے کے واسطے دیا، اور ایک فرضی بیع نامہ بغرض تبدیل بنام ایک شخص کے نام ــــ جو ایک انجمن اسلامیہ کا ممبر ہے ــــ بنا بر تعمیر مسجد کر دیا، بیع نامہ میں لفظ متولی و منتظم مسجد تحریر ہے، اس بنیاد پر وہ شخص مدعی تولیت ہے، واقفہ مسماتان کا بیان ہے کہ انہوں نے متولی مسجد نہیں کیا، اور نہ مقرر کرنا مقصود تھا، محض تعمیر مسجد کے لیے یہ لکھا تھا تو یہ تولیت سمجھی جائے گی یا نہیں؟

وہ شخص کچھ دنوں کے بعد صرف بنیاد بھروا کر یہ کہہ کر علیحدہ ہو گیا کہ میں جتنا اپنے پاس سے خرچ کر سکتا تھا اور جو چندہ جمع کر سکتا تھا وہ لگا دیا، اس کام کو جاری رکھنا میرے قابو سے باہر ہے، اس پر واقفہ نے اس کو معزول کر کے دوسرے شخص کے سپرد کام کر دیا، تو واقفہ کے معزول کرنے سے وہ معزول ہو گیا یا نہیں؟ اور اب اس کا دعویٰ تولیت مسجد کے متعلق صحیح ہوگا یا نہیں؟ (۱۰۸۹-۴۴/ ۱۳۴۵ھ)

(۱) ردالمحتار ۶/۴۹۶ کتاب الوقف – مطلبٌ: ولاية نصب القيم إلى الواقف ......

الجواب: خلاصہ جواب اس صورت میں یہ ہے کہ اگر مان لیا جاوے کہ شخص مذکور متولی؛ واقفہ کی طرف سے ہوگیا تھا تو وہ اپنے عاجز ہونے کے اظہار سے، اور واقفہ کے معزول کرنے سے معزول ہوگیا، اب وہ دعوی تولیت مسجد کا نہیں کرسکتا، جیسا کہ شامی میں ہے: قوله ولاية نصب القيم إلى الواقف قال في البحر: قدمنا أن الولاية للواقف ثابتة مدة حياته، وإن لم يشترطها، وأن له عزل المتولي، وأن من ولّاه لايكون له النظر بعد موته الخ (۱) (شامی ج:۳) وفيه أيضًا ويدل عليه قوله في البحر إن التولية خارجة عن حكم سائر الشروط، لأن له فيها التغيير والتبديل كلمابداله إلخ (۲) فقد ثبت أن الرجوع عن الشروط لايصح إلا التولية الخ (۳)

متولیوں کا تجویز کردہ قانون واقف کے قانون کے مانند قابل نفاذ نہیں

سوال: (۱۹۵) ممبران کمیٹی جو دراصل متولی ہیں، حکماً واقف قرار دیے جاویں گے؟ اور ان کا تجویز کردہ قانون بہ منزلہ اصل واقف کے قانون کے قرار دیا جائے گا؟ (۵۷۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: متولیان مذکورین واقف نہیں قرار دیے جاسکتے، اور ان کا تجویز کردہ قانون اصل واقف کے قانون کے مثل قابل نفاذ نہ ہوگا۔

فوت شدہ متولیہ نے جو تنخواہ وصول نہیں کی اس کا حکم

سوال: (۱۹۶) متولیہ نے ایک جائداد مدرسہ عربیہ کے نام وقف کی، اور آٹھ روپے ماہوار اپنی تنخواہ مقرر کی، اور وصول ہونے سے پہلے متولیہ کا انتقال ہوگیا، تو اب تنخواہ مقررہ اس کے ورثہ کو تقسیم ہوسکتی ہے یا نہ؟ (۱۳۸۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: آمدنی وقف میں سے مدت حیات کی تنخواہ لے کر متولیہ واقفہ کے ورثہ کو حسب حصص شرعیہ تقسیم کی جائے: قال في الشامي: وعن هذا مشى الطرسوسي في أنفع الوسائل على أن المدرس ونحوه من أصحاب الوظائف إذا مات في أثناء السنة يعطى بقدر ماباشر، ويسقط

(۱) ردالمحتار ۶/۴۹۶ كتاب الوقف - مطلب: ولاية نصب القيم إلى الواقف الخ.
(۲) ردالمحتار ۶/۴۹۷ كتاب الواقف - مطلب: نصب متوليا ثم آخر اشتركا.
(۳) ردالمحتار ۶/۵۳۷ كتاب الوقف - مطلب: لايجوز الرجوع عن الشروط.

الباقي، وقال بخلاف الوقف على الأولاد والذّرِّيَة فإنه يعتبر فيهم وقت ظهور الغلة فمن مات بعد ظهورها ولم يبد صلاحها صار مايستحقه لورثته وإلاسقط (۱)

حق تولیت میں وراثت جاری نہیں ہوتی

سوال: (۱۹۷) زید ایک مسجد کا متولی تھا، وہ فوت ہو گیا، اور اس کی وفات کے بعد حق تولیت ساقط ہو گیا یا اس کی اولاد پر وراثۃً منتقل ہوگا؟ (۴۳/۱۷۲۴-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر واقف نے زید متولی کی نسل میں حق تولیت ثابت نہیں کیا؛ مثلاً یہ نہیں کہا کہ زید اور اس کے بعد اس کی نسل میں سے متولی ہوں گے؛ تو زید متولی کی اولاد کو کچھ حق تولیت میں نہیں ہے، وراثت اس میں جاری نہیں ہے۔

واقف یا متولی کا وقف نامے کی پابندی نہ کرنا

سوال: (۱۹۸) اگر کوئی شخص جائداد وقف کر کے وقف نامہ باضابطہ تحریر کر کے رجسٹری کرا دیوے، اور واسطے انتظام واہتمام وقف کے بہ تفصیل اسماء ایک جماعت مسلمین کو نامزد کر کے کمیٹی قائم کر کے کثرت رائے پر کارروائی جاری رکھے، اور تاحیات تولیت کو اپنے لیے مشروط کرے، اور پھر خود ہی شرائط وقف نامہ کی پابندی نہ کرے، کچھ آمدنی مقاصد خود میں حسب مرضی خود صرف کرے، اور کچھ آمدنی غبن کرے، اور کمیٹی کو حساب نہ سمجھاوے مگر مقصد اعظم، یعنی درس وتدریس کا انتظام بقدر ضرورت قائم رکھے الخ۔

ایسی صورت میں خیانت مذکورہ کا کچھ اثر ذات وقف پر واقع ہوگا یا نہیں؟ اور جو شخص خائن ہے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۹۸۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وقف کے تام ہو جانے کے بعد اگر خود واقف، یا متولی کوئی امر خلاف وقف کرے، یا کوئی خیانت کرے؛ تو وقف پر اس وجہ سے کچھ اثر نقصان کا عائد نہ ہوگا، وقف کامل و مکمل رہے گا، خائن کا معزول کرنا لازم ہوگا کما مرّ فإذا تم ولزم لاَ يُمْلَكُ وَلاَ يُمَلَّكُ وَلا يُعَارُ وَلاَ يُرْهَنُ الخ (درمختار) قوله فإذا تم ولزم لزومه على قول الإمام بأحد الأمور الأربعة المارة، وعندهما بمجرد

(۱) ردالمحتار ۶/۴۹۱ کتاب الوقف ـ مطلب إذا مات المدرس ونحوه يعطى بقدر ما باشر.

القول ولكنه عند محمد لا يتم إلا بالقبض والإفراز والتأبيد لفظا، وعند أبي يوسف بالتأبيد فقط، ولو معنى كما علم مما مر (۱) وفي الشامي عن الفتح: أن قول أبي يوسف أوجه عند المحققين (۱) وفي الدر المختار: و به يفتى (۲)

متولی کا ایسے کام کرنا جو واقف کی شرائط کے خلاف ہوں

سوال: (۱۹۹) ایک شخص متولی مدرسہ نے مدرسہ کی جائداد موقوفہ کا ٹھیکہ اپنے خاص آدمی کو بہت تھوڑی رقم پر دے دیا، حالاں کہ اور آدمی اس کا ٹھیکہ زیادہ روپے پر لینے کو آمادہ تھے مگر متولی نے نہیں دیا، اس میں وقف کا نقصان ہے، اور نیز ایک باغ واقف نے مدرسہ کے طلباء کے پھل کھانے کے لیے وقف کیا تھا، اس کے پھل کو فروخت کر دیا، صرف مدرسہ کے لڑکوں کی شکایت رفع کرنے کی غرض سے اس کی قیمت کے عشر عشیر کا پھل مول لے کر کھلا دیا جاتا ہے؛ ایسی صورت میں وقف کی جائداد کا ٹھیکہ دینا، اور واقف کی منشاء کے خلاف باغ کا پھل فروخت کرنا متولی کو جائز ہے یا نہیں؟ ایسا شخص متولی رہ سکتا ہے یا نہ؟ (۱۳۴۱/۱۴۴۱ھ)

الجواب: متولی وقف کو ایسے امور کرنا جو شرائط واقف کے خلاف ہوں، یا اس میں وقف کا نقصان ہو جائز نہیں ہے، پس جائداد موقوفہ کا ٹھیکہ کمی کے ساتھ دینا، اور پھل کو فروخت کر دینا جائز نہیں ہے؛ اور ایسا شخص جو خائن ہو متولی نہیں رہ سکتا، شامی میں ہے: شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع (۳) شرط الواقف كنص الشارع الخ (۴) اور درمختار میں ہے: وينزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمون الخ شامی میں ہے: قوله: غير مأمون الخ قال في الإسعاف: ولا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه الخ (۵)

---

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف – مطلب مهم: فرق أبو يوسف بين قوله الخ.

(۲) الدر المختار مع الرد ۶/۴۲۰ كتاب الوقف – مطلب مهم: فرق أبو يوسف بين قوله موقوفة الخ.

(۳) رد المحتار ۶/۴۱۲ كتاب الوقف – مطلب: شرائط الواقف معتبرة الخ.

(۴) الدر مع الرد ۶/۵۰۸ كتاب الوقف – مطلب في قولهم: شرط الواقف كنص الشارع.

(۵) الشامي ۶/۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب في شروط المتولي.

متولی کا واقف کی شرائط کے مطابق عمل نہ کرنا

سوال: (۲۰۰) قاضی کہ مدعی قضاۃ باشد، عمل بہ موجب شرائط ندارد، وجا گیر وحقوق کہ بر آنہا تا ہنوز تصرف مالکانہ می دارد؛ حالاں کہ آں جاگیر برائے پرورش اطفال صغیر السن، واخراجات مساجد، بہ او سپردہ اند؛ یک شبرے دریں امور مذکورہ صرف نمی کند پس حکم وراں جاگیر چہ خواہد شد؟ (۳۴/۲۳۳-۳۳ ۱۳۳۴ھ)

الجواب: عمل نہ کردن بہ موجب شرائط، وصرف نہ کردن آمدنی جائداد موقوفہ را در امور مذکورہ کہ برائے آنہا وقف کردہ شدہ است حرام وناجائز است۔

ترجمہ: سوال: (۲۰۰) جو قاضی اپنی قضاء کا دعوے دار ہو، شرائط (واقف) کے مطابق عمل نہ کرتا ہو، بلکہ جائداد اور املاک پر بھی مالکانہ طور سے قابض ہو ــــــ حالاں کہ وہ اراضی کم عمر بچوں کی پرورش اور مسجد کے اخراجات کے لیے اس کے حوالے کی گئی تھی ــــــ ایک بالشت زمین بھی ان مصارف میں صرف نہیں کرتا؛ پس (ایسے شخص اور) ان اراضی کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب: شرائط کے مطابق عمل نہ کرنا، اور موقوفہ جائداد کی آمدنی کو ان امور مذکورہ میں صرف نہ کرنا جن کے لیے جائداد وقف کی گئی تھی، ناجائز اور حرام ہے۔

ایک متولی کا دوسرے متولیوں سے مشورہ کیے بغیر استاذ مقرر کرنا

سوال: (۲۰۱) مسلمانوں نے مل کر مسجد اور مدرسہ کے لیے زمین خرید کر وقف کی، اور پانچ متولی مقرر کیے۔ سوال حسب ذیل ہیں:

(الف) مدرسے کے خزانچی متولی صاحب کا بلا مرضی وبلا اطلاع دوسرے متولیان کے، اور بلا اطلاع حساب کے، چندلوگوں کے قول سے، اور اپنی مرضی کے موافق استاذ مقرر کرنا، اور اس زمین کی آمدنی سے تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) استاذ کو یہ تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) اگر جائز نہ ہو تو استاذ کو تنخواہ واپس کرنا واجب ہے یا نہیں؟

(د) ایسے تنخواہ دار استاذ کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(ھ) ایسے متولی کو نکال کر دوسرے متولی کو مقرر کرنا اہل اسلام اور دیگر متولیان پر واجب ہوگا یا نہیں؟ (۱۸۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (از الف تا ھ) کسی متولی کو بدون مشورہ دوسرے متولیان کے جن کو واقف وبانی نے مقرر کیا؛ یہ جائز نہیں ہے کہ صرف اپنی رائے سے کسی استاذ کو مقرر کرے؛ کیوں کہ شرائط واقف سب واجب العمل ہوتی ہیں، لیکن جس استاذ کو اس نے مقرر کردیا اس کو تنخواہ لینا اپنے زمانہ کارکردگی کی درست ہے، اور جو تنخواہ اس نے لی اس کی واپسی اس کے ذمے لازم نہیں ہے، اور جو متولی خلاف شرائط واقف عمل درآمد کرے، اور اس پر اصرار کرے، اس کو معزول کردینا لازم ہے۔ فقط

جو امر خلاف شرع ہے اس میں کثرت رائے معتبر نہیں

سوال: (۲۰۲) زید منجملہ پانچ رکنوں کے ایک رکن (ممبر) کمیٹی منتظم اوقاف کا ہے، جس کے زیر اہتمام بہ شمول مسجد جامع، دیگر مساجد اور درگاہیں اور مدرسہ عربیہ ومکتب متعلق ہیں، کمیٹی کا انتظام اور اس کے احکام کا عمل درآمد بہ صورت اختلاف کثرت رائے ممبران پر ہوتا ہے، اب اس کمیٹی کے انتظامات میں بہت سی بے عنوانیاں اور خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں، اسی وجہ سے زید کی رائے دیگر ممبران کے خلاف ہے، اور سب سے علیحدہ ہے، اس صورت میں کثرت رائے معتبر شرعاً ہوگی یا نہیں؟ اور زید تنہا ممبر جس کی رائے بہ مقابلہ کثرت رائے مغلوب ہے، آیا باوجود متواتر غلطیاں اور لغزشیں وارتکاب نقصانات اوقاف دیکھنے کے ممبران متذکرہ بالا کے ساتھ مع الاختلاف اتحاد عمل جاری رکھے یا علیحدہ ہوجائے؛ حالانکہ بہ ظن غالب اس کی علیحدگی سے حالت بد سے بدتر ہوجاوے گی؟ بینوا توجروا (۲۶۰۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جو امر خلاف شرع ہے اس میں کثرت رائے معتبر نہیں ہے، بلکہ موافق قواعد شرعیہ عمل درآمد ہونا چاہیے، اور زید کو بہ حالت موجودہ جب کہ اس کی علیحدگی سے حالت بد سے بدتر ہوجائے گی علیحدہ نہ ہونا چاہیے، شاید کبھی اصلاح ہوجائے؛ البتہ زید کو ہمیشہ تنبیہ کرتے رہنا چاہیے۔ فقط

متولی کے تقرر میں اختلاف ہو تو اکثریت کا اعتبار ہوگا

سوال: (۲۰۳) اگر کچھ مسلمان ایک متولی مقرر کریں اور کچھ دوسرے کو؛ تو ایسی صورت میں

کیا کرنا ہوگا؟ (۳۶۳/۱۳۴۴ھ)

الجواب: اختلاف کی صورت میں اکثر کا اعتبار ہوگا۔ فقط

مسجد کی تولیت وانتظام میں دوسرے محلے والوں کا دست اندازی کرنا

سوال: (۲۰۴) جامع مسجد دروازہ سیف آبادی ریاست پٹیالہ جو حنفیہ کے اہتمام میں تھی، جس کی آمدنی اور دیگر مصارف وغیرہ ڈاکٹر کریم اللہ صاحب حنفی کے سپردگی میں تھے، اب چند عرصے سے وہ بہ قضائے الٰہی رحلت فرما گئے ہیں، بعد ان کے انتقال کے اشخاص حنفی نے مسجد کے انتظام کے لیے چند آدمی منتخب کیے تھے، اس پر دیگر لوگوں نے جو حنفی نہیں ہیں، اور غیر عقائد کے لوگ ہیں؛ مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے ہیں، کیا ایسے لوگ مزاحم شرعاً ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ (۸۵۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ انتظام جو اہل محلہ اور اہل مسجد نے کیا شرعاً صحیح ہے، اور جن لوگوں کو متولی بنایا گیا وہ متولی اور منتظم ہوگئے، ان سے اگر کوئی خیانت وغیرہ نہ ہو تو وہی منتظم رہیں گے، دوسرے محلہ والوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس میں دست اندازی کریں، اور جھگڑا کریں۔ شامی میں ہے: **ثم ذكر عن التتار خانية ما حاصله: أن أهل المسجد لو اتفقوا على نصب رجل متولّيًا لمصالح المسجد، فعند المتقدمين يصح، ولكن الأفضل كونه بإذن القاضي، ثم اتفق المتأخرون: أن الأفضل أن لايعلموا القاضي في زماننا الخ** (۱)

مزار کی نگہداشت وانتظام میں متولی کے چچا وغیرہ کی مداخلت

سوال: (۲۰۵) زید کی شادی ہندہ سے ہوئی، اور اس کے تین لڑکے ہوئے، بڑے لڑکے کا نام بکر تھا، ہندہ کے خاندان میں سلسلہ سجادہ نشینی — ایک ایسے ولی اللہ کا جس کا دور دور شہرہ ہے — صدیوں سے چلا آتا تھا، ہندہ کا کوئی بھائی نہیں تھا، چنانچہ ہندہ کے والد نے اپنے بڑے نواسے بکر؛ یعنی ہندہ کے بڑے لڑکے کو اپنی حیات میں سجادہ نشین درگاہ موصوف کا کیا، اور بعد انتقال ہندہ کے والد کے اسی اراضی کا جس میں مزار شریف ان ولی اللہ کا ہے داخل خارج؛ یعنی اندراج نام کاغذات گورنمنٹ میں ہندہ

---

(۱) ردالمحتار علی الدر المختار ۶/۴۹۶ کتاب الوقف – مطلب: الأفضل في زماننا نصب المتولي الخ.

کے والدہ کا ہوا، و نیز بعد انتقال والدہ ہندہ کے ہندہ نے اپنا نام داخل خارج سرکاری کاغذات میں وراثۃً نہیں کرایا، بلکہ بکر سجادہ نشین و نیز بقیہ اپنے دونوں لڑکوں کے نام کرایا، بکر نے اپنے انتقال سے کچھ عرصے پہلے اپنے بڑے لڑکے عمر کو سجادہ نشین مزار شریف موصوف کا کیا، اور سند خلافت وسجادہ نشینی کی مجمع عام میں عطاء کی، بعد انتقال بکر، عمر موجودہ سجادہ نشین درگاہ نے اپنے پاس سے کچھ صرف کیا، اور کچھ آمدنی چڑھاوا سے باقاعدہ انتظام چراغ بتی کرنا چاہا؛ جو عمر کے چچا و چچیرے بھائیوں کو بہ طمع نفسانی خلاف ہوا، قبر کو ملکیت قرار دے کر وہاں کے انتظام وانصرام میں دخل دیا، اور چڑھاوے کو خورد برد کرنا شروع کردیا، جس وجہ سے درگاہ شریف کا انتظام درہم برہم ہوگیا، پس ایسی صورت میں مزار شریف کی نگہداشت وانتظام میں موجودہ سجادہ نشین کے مقابلے میں کیا اس کے چچا و بھائی وغیرہ کچھ ذمہ داری یا حق رکھتے ہیں اور کوئی کام کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۳۱۸/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: عمر جو کہ متولی سجادہ نشین ہے اس کے مقابلے میں اس کے چچا اور چچیرے بھائیوں کو مداخلت کا اختیار حاصل نہیں ہے، البتہ اگر عمر کی خیانت امور متعلقہ تولیت میں ثابت ہوجائے تو پھر عام اہل اسلام بھی مداخلت کرسکتے ہیں۔ فقط

اوقاف کے متولیوں سے، والیٔ ریاست حساب طلب کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۰۶) ایک ریاست کے رئیس مسلمان بااختیار نے حالات زمانہ محسوس کرکے کہ اکثر متولیان اوقاف جائداد موقوفہ کی آمدنی واخراجات میں پابندی شرائط واقف واتباع احکام شرع شریف پوری طرح نہیں کرتے، حتی کہ بعض بعض اوقاف میں تملیک ہوگئی، اور بعض بعض میں توریث وانتقالات واقع ہوگئے، اس کا یہ انتظام کیا کہ ایک محکمہ موسوم بہ ''محکمہ اوقاف'' قائم کردیا، اور اس میں عملہ وغیرہ مقرر فرماکر ایک شخص کو انتخاب کرکے اس کا افسر منتظم اوقاف مقرر فرمادیا، اس محکمہ کے عمل درآمد کے واسطے ایک قانون تجویز ہونا قرار پایا ہے۔

تجویز قانون کے وقت اول اس امر پر بحث ہوئی کہ والی ریاست بااختیار کو اوقاف کی نگرانی کس حد تک شرعاً روا ہے، ایک ممبر صاحب نے فرمایا کہ اس جائداد موقوفہ جس کا منجانب واقف کوئی شخص متولی موجود ہو، والی ریاست کو شرعاً نگرانی کا حق نہیں ہے، مگر اس حالت میں جب کہ متولی کا کوئی شخص شاکی

ہو، یا خود رئیس کو خیانت وکج روی متولی کی محسوس ہو، بجز اس کے شرعاً نگرانی وسالانہ حساب طلب کرنا متولی سے رئیس کو شرعاً روا نہیں ہے۔ کیوں کہ مذہبی امور میں رئیس کو دخل دینا ناروا ہے۔

ایک دوسرے ممبر نے اس رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ بہ لحاظ حالات زمانہ جب کہ متولیوں کی ایسی حالت ہے جس کا سابقاً مجملاً تذکرہ ہوا، اور یہی حالات باعث، قائمی محکمہ اوقاف ہوئے ہیں، تو اگر کوئی شخص متولی کا شاکی بھی نہ ہوا ہو تب بھی رئیس کو شرعاً روا ہے کہ کم سے کم اتنی نگرانی ضرور کرے کہ متولی سے سالانہ حساب آمد وخرچ طلب کرلیا کرے، اور بلا کسی کی شکایت کرنے یا سالانہ حساب فہمی کرنے کے کیوں کر متولی کی خیانت وکج روی محسوس ہوسکتی ہے۔

اوّل ممبر صاحب کو اصرار ہے کہ بدون شکایت متولی یا ظہور خیانت بدرجہ احساس رئیس کو کسی متولی سے حساب سالانہ بھی طلب کرنا شرعاً جائز نہیں، دوسرے ممبر صاحب فرماتے ہیں کہ ہرحال رئیس کو متولی سے بہ لحاظ حالات زمانہ حساب سالانہ طلب کرنا شرعاً جائز ہے، اور اس میں کوئی محذور شرعی نہیں ہے، ورنہ اگر اتنا بھی رئیس کو شرعاً حق نہ ہوگا تو کیوں کر وہ انتظام اوقاف کرسکتا ہے، ان دونوں رایوں میں سے کون سی رائے درست ہے؟ (۱۶۸۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: ان ہر دو رائے میں سے دوسری رائے بہ لحاظ زمانہ صواب ودرست ہے جیسا کہ عبارات ذیل سے مستفاد ہوتا ہے: ورأی الحاکم ضمّ مشارف جاز (درمختار) وفی ردالمحتار: إذا نص الواقف علی أن أحدًا لایشارك الناظر فی الکلام علی هذا الوقف، ورأی القاضی أن یضمّ إلیه مشارفًا یجوز له ذلك الخ (۱) (۳/ ۳۸۹) وفی الدرالمختار: لاتلزم المحاسبة فی کلّ عام ویکتفی القاضی منه بالإجمال لومعروفًا بالأمانة، ولو متهما یجبره علی التعیین شیئًا الخ قوله: ولواتهمه یحلفه أی وإن کان أمینًا الخ وسیأتی قُبیل کتاب الإقرار أنه لاتحلیف علی حق مجهول إلا فی ست إذا اتهم القاضی وصی یتیم ومتولی وقف الخ (۲) (شامی: ۳/ ۴۲۵) فقط

(۱) الدرالمختار مع الرد ۶/ ۶۶۰ کتاب الوقف ۔ مطلب: یجوز مُخالفة شرط الواقف فی مسائل.
(۲) الدر مع الرد ۶/ ۵۴۴ کتاب الوقف ۔ مطلب فی مُحاسَبة المتولی وتحلیفه.

امانت دار متولی سے حساب و کتاب کا مطالبہ کرنا

سوال: (۲۰۷) عمر نے ایک بوسیدہ مسجد کی مرمت کرائی، اور مختلف طریقوں سے چندہ جمع کرکے تعمیرِ مسجد میں صرف کیا، تعمیر مسجد کا سلسلہ ختم ہوگیا؛ مگر استرکاری باقی رہ گئی تھی، استرکاری کے واسطے مسجد کے نمازیوں میں زید نے تخمیناً آٹھ سال سے بہ تدریج مختلف ذرائع سے اس امید پر روپیہ جمع کرنا شروع کیا کہ سو دو سو روپے جمع ہونے کے بعد استرکاری کا کام شروع کیا جائے گا، اس میں شک نہیں کہ زید نے چندہ سے نیز اور طریقوں سے روپیہ جمع کیا؛ اس میں بعض رقوم ایسی بھی ہیں جن کے دینے والوں نے اظہار سے منع کیا ہے، اور زید ایک ایسا معتبر اور متدین شخص ہے جس کی دین داری اور دیانت پر سیکڑوں مسلمانوں کو اعتمادِ کلی ہے؛ حالاں کہ عمر مذکور نے اس میں ایک پیسہ بھی نہیں دیا، نہ اس کے کہنے سے زید نے جمع کیا؛ مگر چوں کہ زید نوشت خواند کا ایسا عادی نہیں کہ چندہ کا حساب سمجھتا اور تمام رقوم کو اسم وار مندرج حساب کرتا، اس لیے اس نے ان رقوم کا کوئی حساب نہیں لکھا، اور ان رقوم کو علیحدہ یک جا جمع کرتا رہا، اس کے قبل بھی زید نے ایسی رقوم جمع کیں جس کو ایک زمانۂ دراز گذرا، لیکن عمر نے کبھی حساب فہمی کا مطالبہ نہیں کیا تھا؛ اب چوں کہ عمر کو زید سے ایک گونہ مخالفت ہے، اس لیے وہ حساب فہمی کا طالب ہے؛ ایسی صورت میں زید پر حساب سمجھانا واجب ہے یا نہیں؟ اور عمر کو یہ حق حاصل ہے کہ بغیر حساب فہمی کے ان رقوم کو ان کے مصرف میں صرف نہ کرنے دے؟ (۲/۷۰۵-۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار کے کتاب الوقف میں ہے: ويكتفي القاضي منه بالإجمال لو معروفا بالأمانة الخ (۱) یعنی اگر متولی کسی وقف کا امانت داری میں معروف ہو تو قاضی و حاکم شرعی اس سے بالاجمال حساب آمد وخرچ سمجھ لیویں، تفصیلی حساب لینے کی ضرورت نہیں ہے، فإذا كان هذا في القاضي فكيف بغيره؟ اور شامی میں ہے کہ امین کا قول در بارے آمد و صرف معتبر ہے؛ پس بناءً علیہ صورت مذکورہ میں عمر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ امین مذکور سے حساب فہمی کرے، اور بدون حساب فہمی کے رقوم چندہ کو خرچ نہ کرنے دیوے۔ فقط

---

(۱) الدر المختار مع الشامي ۶/۵۲۳ كتاب الوقف – مطلبٌ في محاسبة المتولي وتحليفه.

کون سا فسق موجبِ عزل ہے؟

سوال: (۲۰۸) شہر رنگون کے اہل اسلام میں سے مثلاً زید ایک معزز شخص شمار کیا جاتا ہے، اگرچہ پہلے وہ نماز وغیرہ کا پورا پابند نہ تھا، لیکن دنیوی حیثیت سے ایک بہت بڑا رئیس، اور چاول کا بہت بڑا تاجر شمار کیا جاتا ہے، مع ہذا زید مذکور امانت داری میں بھی مشہور ہے، اور مسجد و مدرسہ وعیدگاہ وغیرہ کا متولی ہے، اور زید مذکور دوسری تجارتوں کے ساتھ چاول کی تجارت بطور سٹہ بھی کرتا تھا، علاوہ ازیں مسجد کے متصل زمین — جس کی مسجد کو سخت ضرورت تھی — زید نے اپنی جیب سے چالیس ہزار روپے میں خرید کر، مسجد کے لیے وقف کر دی؛ اور ایک زمین مبلغ پینتالیس ہزار میں خرید کر قبرستان کے لیے وقف کر دی؛ اب تقریباً ایک سال سے — جب کہ زید مذکور اس سٹہ کی تجارت کو چھوڑ بھی چکا، اور نماز وغیرہ احکام اسلام کے ادا کرنے میں اس کی حالت بہتر سے بہتر ہوگئی — بعض ممبران اور اس کے شرکاء کار کی نیہ حالت ہے کہ محض ایک سابقہ تجارت سٹہ کا الزام لگا کر — زید موصوف کو تولیت سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں — یہ محض نفسانیت کی وجہ سے ہے، ورنہ ان کے دل پورا یقین رکھتے ہیں کہ زید درحقیقت اوقاف مسجد کے معاملہ میں پورا متدین ہے، اور بھروسہ والا آدمی ہے، اور جن کو وہ اب متولی بنانا چاہتے ہیں؛ وہ زید کے مثل امانت داری وغیرہ امور میں نہیں ہیں؛ بلکہ وہ لوگ خود سٹہ جیسے صدہا کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہیں، ان تینوں میں سے بعض تو نماز ہی کے پابند نہیں، بعض بائسکوپ دیکھتے ہیں، کچھ زکوٰۃ نہیں دیتے، خیانت کرتے ہیں، وغیرہ وغیرہ؟ (۱۶۹۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: از مولانا محمد کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

ھو الموفق: جب کہ زید نے امور غیر مشروعہ کے ارتکاب سے توبہ کر لی، اور ان کو ترک کر دیا، تو اب اس کی گذشتہ معصیت بالفعل عزل کی وجہ نہیں ہوسکتی، زمانہ موجودہ میں امانت دار اور خیر خواہ اوقاف متولی کا وجود مشکل سے ہوتا ہے، اور یہ صفت دوسری صفات سے تولیت اوقاف میں زیادہ مہتم بالشان اور اس زمانہ میں بالخصوص واجب الرعایت ہے؛ سٹہ کا معاملہ بیع فاسد یا قمار کی شکل ہے، اور دونوں ناجائز ہیں، لیکن توبہ کرنے کے بعد اس کی وجہ سے تولیت سے معزول کرنے کے کوئی معنی نہیں، اور پھر جب کہ دوسری طرف وہ لوگ جن کو تولیت کے لیے پیش کیا جاتا ہے، بالفعل معاصی وآثام کے ارتکاب سے خالی نہیں،

تو کسی طرح بھی زید کے مخالفین کی نیت بہ خیر، اور وقف کی خیر خواہی ثابت نہیں ہوتی، اور ان کو کوئی حق نہیں کہ وہ زید سے مفضول لوگوں کے لیے زید کی تولیت کے خلاف کوئی کاروائی کریں۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب: از مولوی ضیاء احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

زید اگرچہ اس سے قبل ایک فعل ناجائز کا مرتکب تھا لیکن چونکہ اس نے اپنے فعل مذکور سے توبہ کرلی ہے، اس لیے — ایک ایسے فعل کی وجہ سے جس کا وہ نہ اب مباشر ہے، نہ متسبب — اس کو تولیت سے معزول کرنا جائز نہیں، اور جیسا کہ محدود فی قذف کی تولیت اس کے توبہ کرلینے کے بعد صحیح اور درست ہے، ایسا ہی اس وقت زید کی تولیت میں بھی کوئی خرابی نہیں۔ قال في الشامي: ويستوي فيه الذكر والأنثى، وكذا الأعمى والبصير، وكذا المحدود في قذف إذا تاب لأنه أمين انتهى (۱)

اور خاص کر اس وقت جب کہ وہ لوگ جو زید کی جگہ متولی بنائے جاتے ہیں، مرتکبین بدعات و معاصی، اور تارکین فرائض وواجبات ہوں؛ زید کو معزول کرکے ان کو متولی بنانا، کسی صورت سے بھی جائز نہیں ہوگا، اور جو لوگ اس میں سعی وکوشش کریں گے وہ عند اللہ گنہ گار ہوں گے — اور نہ دوسرے لوگ بہ صورت موجودہ لوگوں کے متولی بنانے سے متولی شرعاً قرار دیے جاسکتے ہیں۔ واللہ اعلم

رقمہ ضیاء احمد عفی عنہ مفتی مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: خلیل احمد ناظم مظاہر علوم (سہارن پور)

التائب من الذنب كمن لا ذنب له: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: منظور احمد عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

تولیت کے لیے جن امور کی شرعاً ضرورت ہے وہ امور زید مذکور میں علی وجہ الکمال موجود ہیں؛ لہٰذا شرعاً اس کا عزل جائز نہیں۔

بندہ عبد الرحمن غفرلہ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

سب جوابات صحیح ہیں۔ اشرف علی عفی عنہ

الجواب: زید متولی اوقاف — جس کا حال سوال میں مذکور ہے — کسی طرح لائق معزول

(۱) ردالمحتار ۶/۴۵۳ کتاب الوقف - مطلب في شروط المتولي۔

کرنے کے نہیں ہے؛ کیوں کہ تولیت کے لیے جن امور کی ضرورت ہے وہ امور زید میں باحسن وجوہ محقق ہیں، متولی کے لیے ضروری ہے کہ وہ امانت دار ہو اور تولیت کے کاموں کو بہ حسن اسلوب انجام دیتا ہو، اور تولیت کے کام سے عاجز نہ ہو۔ جیسا کہ ردالمحتار میں اسعاف سے منقول ہے: **ولا یولی إلا** أمین قادر بنفسه أو بنائبه ، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر . وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز لأن المقصود لا يحصل به الخ (۱) وفي الدر المختار: فلو مأمونًا لم تصح تولية غيره (۲)

پس جب کہ زید تولیت کے معاملے میں بالکل امانت داری سے کام کرنے والا، اور مامون ہے، اور اس سے اوقاف کو منافع کثیرہ حاصل ہوئے، اور آئندہ حاصل ہونے کی توقع ہے؛ تو اس کو کسی طرح معزول کرنا اور تولیت سے علیحدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

اور کارنامے زید کے جو در بارۂ نفع اوقاف سوال میں مذکور ہیں وہ شاہد ہیں کہ زید کا وجود مغتنمات میں سے ہے، اور اس کی طرف خیانت وغیرہ امور مخلہ بالاوقاف کا وہم بھی نہیں ہوسکتا؛ پس ایسی حالت میں زید کو معزول کرنا تولیت سے کسی طرح جائز نہیں ہے۔

باقی معاملہ سٹہ کا جس کی حقیقت سوال میں بیان کی گئی ہے وہ بیوع فاسدہ میں سے ہے، مگر اس کے ارتکاب کی وجہ سے زید مستحق عزل نہ تھا؛ کیوں کہ تولیت میں جن امور کی ضرورت ہے؛ یعنی امانت داری، اور قدرت انجام دہی امور تولیت، وہ زید میں بوجہ اتم موجود ہیں، اور ارتکاب کسی معاملہ فاسدہ کا اگر چہ شرعًا ناجائز ہے، مگر تولیت میں اس سے کچھ مضرت اور خلل نہیں ہے، اور جس فسق کو فقہاء نے موجب عزل قرار دیا ہے وہ فسق ہے جس سے اضاعت مال وقف کا مظنہ ہو، اور خوف ہو، جیسا کہ عبارت ذیل درمختار سے ظاہر ہے: وينزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى، غير مأمون أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه أو كان يصرف ماله في الكيمياء (۳) قال الشامي: قوله أو كان يصرف ماله الخ لأنه استقرئ من أحوال متعاطيها أنها تستجره إلى أن يخرج من جميع ما في يده، وقد ترتب عليه ديون بهذا السبب، فلا يبعد أن يجره

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔ (۲) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۵۴ كتاب الوقف - مطلب في عزل الناظر.
(۳) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۵۲-۴۵۳ كتاب الوقف - مطلب يأثم بتولية الخائن.

الحال إلی إضاعة مال الوقف (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ بوجہ خوف اضاعت مال وقف اس کو معزول کیا جاتا ہے؛ پس صورت مسئولہ میں ظاہر ہے کہ یہ خوف زید کی طرف پہلے بھی بہ حالت مباشرت بعض عقود فاسدہ کے نہ تھا، اور اب جب کہ زید نے اس فعل کو ترک کر دیا ہے، اور پابندی صوم وصلاۃ، وتوفیق اعمال صالحہ اس کی ظاہر ہے تو کسی طرح زید مستحق عزل نہیں ہے، اور معزول کرنا اس کو جائز نہیں ہے، اور توہین اور تذلیل ایسے شخص کی حرام اور معصیت ہے؛ اور دوسرے ایسے لوگ جو زید کے مثل نہیں ہیں، اور محرمات کے مرتکب ہیں، وہ مستحق تولیت بمقابلہ زید کے نہیں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند — الجواب صواب: محمد انور عفا اللہ عنہ
الجواب صواب: خاکسار سراج احمد رشیدی — الجواب صحیح: محمد رسول خان عفی عنہ
الجواب صحیح: عبدالسمیع عفی عنہ — اصاب المجیب: سید محمد ادریس غفرلہ
الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ — الجواب صواب بلا ریب: نبیہ حسن عفا اللہ عنہ
الجواب صواب: میرک شاہ عفا اللہ عنہ مددگار مفتی دارالعلوم دیوبند

مال وقف کو ناجائز مصارف میں صرف کرنے والے متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۰۹) زید متولی وقف ہے؛ لیکن نہ نماز پڑھتا ہے، اور مال وقف کو اپنے ذاتی اور ناجائز مصارف میں صرف کرتا ہے، اس صورت میں زید قابل تولیت کے ہے یا نہیں؟ (۱۵۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسی حالت میں زید قابل اور لائق تولیت کے نہیں ہے، معزول کرنا اس کا لازم ہے، اور مسلمانوں کو وقف کی حفاظت ضروری ہے بہ شرط قدرت اس میں سکوت درست نہیں، اور سعی کرنا حفاظت وقف میں جس طرح ہو سکے ضروری ہے۔ فقط

سوال: (۲۱۰) جو متولی سود کھاوے، اور روپے وقف کے فضول اخراجات میں صرف کرے؛ وہ قابل معزولی ہے یا نہیں؟ (۱۷۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسے متولی کو معزول کرنا لازم ہے، آمدنی وقف میں ایسے تصرفات جائز نہیں ہیں۔ فقط

---

(۱) ردالمحتار ۶/۴۵۴ کتاب الوقف ـ مطلب فیما شاع فی زماننا من تفویض نظر الأوقاف للصغیر.

سوال: (۲۱۱) جو شخص سود لیتا ہو، اور کسی کو حساب وغیرہ نہ دیتا ہو، اور خرچ ضروری بھی نہ کرتا ہو، وہ متولی جائداد موقوفہ مسجد کا ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۵۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسا شخص مسجد کا متولی بنائے جانے کا اہل نہیں ہے، اس کو معزول کر کے، دوسرے صالح امانت دار شخص کو متولی بنایا جائے درمختار میں ہے: وينزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمون أو عاجزًا أو ظهر به فسق الخ (۱) وفي الشامي عن الإسعاف: ولا يولى إلّا أمين قادر بنفسه أو بنائبه لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود الخ (۲) (۳/۳۸۵)

فتنہ انگیز متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۱۲) زید نے برائے مسجد اپنی زمین وقف کردی، اور عمر نے اپنے روپے سے مسجد بنوائی، اور اخراجات مسجد عمر اپنے پاس سے کرتا چلا آتا ہے، عمر نے زید کو متولی بنادیا، لیکن عمر زید کے حالات سے واقف نہیں تھا؛ کیوں کہ زید بڑا فتنہ انگیز اور جماعت میں تفرقہ ڈالنے والا اور شریر ہے، اہل محلّہ زید کا متولی ہونا پسند نہیں کرتے تو زید کو ایسی حالت میں معزول کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۳۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: جب کہ عمر نے زید کو متولی بنادیا، زید متولی ہوگیا، اور اگر عمر اور اہل محلہ زید کو لائق متولی ہونے کے نہ سمجھیں، اور خائن وشریر جانیں تو اس کو معزول کرسکتے ہیں۔

بدکار متولی اور مہتمم کو معزول کرنا

سوال: (۲۱۳) جو شخص مسلمان باوجود تولیت مسجد واہتمام مدرسہ اسلامیہ ودیگر اوقاف اسلامی صریحًا زنا کرتا ہو؛ اس کے لیے شرعًا کیا حکم ہے؟ اور سود کھاتا ہو، اور جشن صلح میں کشادہ دلی سے حصہ لیا ہو، اور روشنی زور وشور سے کی ہو، جس کے صلے میں حکام نے سرٹی فیکٹ وتمغہ وغیرہ دیے ہوں، اس کی تولیت اور اہتمام امور اسلامیہ میں کہاں تک درست ہیں؟ (۱۲۸۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسا شخص تولیت کے لائق نہیں ہے، اس کو معزول کرنا لازم ہے۔

---

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۵۲-۴۵۳ كتاب الوقف - مطلب يأثم بتولية الخائن.

(۲) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف - مطلب في شروط المتولي.

بدخواہ متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۱۴) سیٹھ لوگ مسجد کی آمدنی کے لیے مکان تعمیر کرنا چاہتے ہیں، اور متولی مسجد منع کرتا ہے کہ مکان مت بناؤ، میں فائدہ مسجد کا نہیں چاہتا، اور اکثر متولی مسجدوں پر اپنی حکومت جتاتے ہیں؛ جس سے خرابیاں مسجد کے کاروبار میں پیدا ہوتی ہیں؛ ایسے متولی کو رکھنا چاہیے یا معزول کرنا جائز ہے؟ (۱۷۴۹/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسا متولی لائق معزول کرنے کے ہے، جماعت مسلمین اس کو معزول کردیں، اور مکان مسجد کے نفع کے لیے تیار کرادیں۔

خائن متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۱۵) ...... (الف) جو متولی خائن ہو اور جائداد موقوفہ مصارف وقف میں صرف نہ کرتا ہو اور اپنے ذاتی صرف میں لاوے، لہٰذا وہ متولی مسجد واوقاف رہ سکتا ہے یا نہیں؟

(ب) متولی مسجد واوقاف میں کیا اوصاف ہونے چاہیے؟ (۲۱۸۳/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف، ب) جو متولی خائن ہو اس کو معزول کرنا چاہیے، اور کسی امانت دار کو جو وقف کا انتظام پورے طور سے کر سکے اس کو متولی مقرر کرنا چاہیے، اور مسلمانان کو یہ حق ہے کہ وہ متولی سے حساب فہمی کریں، اگر خیانت ثابت ہو تو متولی کو معزول کریں، اور دوسرے شخص کو جو امانت دار منتظم ہو متولی بناویں، اگر واقف خود متولی ہو اور اس کی تولیت میں کسی قسم کی خیانت ثابت ہو تو مسلمان اس کو بھی معزول کر سکتے ہیں، بلکہ اس کو معزول کرنا واجب ہے، اور جو شخص محض متولی ہو واقف نہ ہو اور خائن ہو تو اس کو بدرجہ اولی مسلمان معزول کر سکتے ہیں درمختار میں ہے: وینزع وجوبًا (بزازیة) لو الواقف (درر) فغیره بالأولی غیر مأمون الخ(۱) (درمختار) قال فی الإسعاف: ولا یولی إلّا أمین قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولایة مقیدة بشرط النظر، ولیس من النظر تولیة الخائن، لأنه یخل بالمقصود الخ (۲) (شامي)

(۱) الدر مع الرد ۶/ ۴۵۲- ۴۵۳ کتاب الوقف – مطلب فیما یُعزَل به النَّاظرُ .
(۲) الشامی ۶/ ۴۵۳ کتاب الوقف – مطلب فی شروط المتولی .

سوال: (۲۱۶)......(الف) جو شخص متولی مسجد ہو اور مسجد کی مرمت وصفائی کا خیال نہ رکھتا ہو، اور ملازمین کو تنخواہ وقت پر نہیں ادا کرتا جس کی وجہ سے ان کو تکلیف ہوتی ہے؛ حالاں کہ روپیہ اس مد کا موجود رہتا ہے؟

(ب) مسجد کی دکانیں اپنے ذاتی نفع کے لیے قلیل کرائے پر دے رکھی ہیں؛ باوجود یکہ ان دکانوں کو دوسرا مسلمان زیادہ کرائے پر لینا چاہتے ہیں، نیز بعض دکانیں ایسے غیر مسلموں کو دیدی ہیں جو اس میں شراب خواری وزنا کاری کرتے ہیں؛ حالاں کہ مسلمان ان دکانوں کے خواست گار ہیں۔

(ج) مسجد کا روپیہ محلّہ والوں کے منع کرنے پر بھی بلاضرورت صرف کردیتا ہے۔

(د) مسجد کی آمد صرف کا حساب باوجود تقاضہ سخت کرنے کے بھی پیش نہیں کرتا۔

(ھ) مسجد کے حجرہ کو اپنے ذاتی کام میں لاتا ہے: ایسے شخص کی تولیت جائز ہے یا نہ؟ اور اگر اہل محلّہ اس کے علیحدہ کرنے میں تساہل کریں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۲۵۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسے شخص کو متولی رکھنا درست نہیں ہے، اور معزول کرنا اس کا واجب ہے؛ جیسا کہ درمختار میں ہے: **وينزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمون الخ وفي ردالمحتار للشامي: قال في الإسعاف: ولايولى إلا أمين قادربنفسه أوبنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز لأن المقصود لايحصل به الخ** (۱) اور تساہل کرنا اہل محلّہ کا باوجود قدرت کے ناجائز ہے، البتہ اگر ان کو قدرت نہ ہو یا اس میں فتنہ ہو تو مجبوری ہے۔ فقط

سوال: (۲۱۷) اگر زید بدنیتی سے مال وقف کو اپنی ملک بنانا چاہے اور امانت میں خیانت کرے تو کیا حکم ہے؟ (۱۹۵۲/۱۳۴۴ھ)

الجواب: زید اس صورت میں فاسق وعاصی ہوگا اور اگر وہ متولی وقف ہے تو لائق معزول کرنے کے ہے۔ فقط

(۱) الدر والرد للشامي ۴۵۲/۶-۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب: يأثم بتولية الخائن.

جوخود بہ خود متولی بن گیا ہو اس کو علیحدہ کرنا

سوال: (۴۱۸) ایک شخص نے اپنی ملکیت کی آمدنی میں سے آٹھواں حصہ آمدنی کا وقف کیا، اور ایک وصیت نامہ لکھا جس میں واقف نے اس کے خرچ کرنے کی تفصیل بھی بتلائی، اور اس کے دو متولی بھی مقرر کیے، خرچ کی تفصیل یہ ہے: پچیس روپے سالانہ مکہ معظمہ اور پچیس روپے سالانہ مدینہ منورہ بھیجے جائیں، اس کے بعد جو کچھ بچے اس کو کار خیر، طلبہ اور کنویں وغیرہ میں خرچ کرنے کا اختیار متولیوں کو دیتا ہوں، اور یہ اپنی حیات میں متولی مقرر کردیں، چنانچہ متولیوں نے حسب وصیت نامہ آمدنی کو خرچ کیا، متولیان میں ایک واقف کا لڑکا اور دوسرا بھتیجا ہوتا تھا، دونوں متولی یکے بعد دیگرے انتقال کر گئے، اور اپنی حیات میں کوئی متولی مقرر نہیں کیا، بلکہ موقوفہ آمدنی بعد انتقال متولی ثانی کے جو واقف کا بھتیجا تھا، اس کی اولاد نے موقوفہ آمدنی کو اپنے اختیار سے خلاف وصیت نامہ کے خرچ کیا؛ آیا یہ متولی قابل تسلیم ہیں یا نہیں؟ اور ان کا خرچ کرنا خلاف وقف نامہ کے جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ آمدنی ان سے وصول کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور واقف کی جو اولاد موجود ہے وہ موجود متولی کو جو از خود متولی بن گئے، علیحدہ کرکے دوسرے کو متولی بنائیں یا خود بنیں؟ (۴۵۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: درمختار وشامی میں ہے: مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ (۱) شرط الواقف کنص الشارع (۲) پس موافق ان روایات کے، خلاف شرط واقف آمدنی وقف مذکور کو خرچ کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر واقف نے کار خیر میں خرچ کرنے کو لکھا تھا تو متولیان نے اگر کسی مصرف خیر میں صرف کیا، جس کو وہ مصرف خیر سمجھتے تھے تو ان پر ضمان نہیں ہے، واقف کی اولاد میں سے جو اہل ہو وہ زیادہ مستحق ہے متولی ہونے کے **وما دام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لا يجعل المتولي من الأجانب** الخ (۳) (درمختار) ولاية نصب القيم إلى الواقف ثم لوصيه الخ (۴) (درمختار) پس موافق اس قاعدے کے واقف کی اولاد میں جو اہل ہو اس کو متولی بنایا جائے، اور متولی حال جو کہ خود متولی بن

(۱) الشامی ۶/۵۲۱ کتاب **الوقف** – **مطلب**: مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ.

(۲) الدر مع الرد ۶/۵۰۸ **کتاب الوقف – مطلب فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع**

(۳) الدر مع الرد ۶/۴۹۹ **کتاب الوقف – مطلب : لا يجعل الناظر من غير أهل الوقف**.

(۴) الدر مع الرد ۶/۴۹۶ **کتاب الوقف – مطلب : ولاية نصب القيم إلى الواقف الخ**.

گیا ہے، اس کو علیحدہ کر دیا جائے، اگر وہ شرط واقف کے خلاف متولی بن گیا ہو؛ لیکن جب کہ واقف نے متولیوں کو اختیار دیا تھا کہ وہ اپنی طرف سے دوسرے کو بھی متولی بنا سکتے ہیں تو اگر متولی ثانی نے جو کہ بھتیجا واقف کا تھا اپنی اولاد میں سے کسی کو متولی بنا دیا تو وہ متولی ہو گیا؛ لیکن اگر وہ خائن ہو تو معزول کیا جا سکتا ہے۔ فقط

چندہ دینے والے؛ متولی اور مہتمم کو برخواست نہیں کر سکتے

سوال: (۲۱۹)...... (الف) کیا کوئی شخص محض تحریک چندہ سے یا چندہ میں ایک دو روپے دینے سے کسی بانی مسجد یا متولی کو علیحدہ کر سکتا ہے؟

(ب) جس شخص نے کبھی مسجد میں کسی قسم کی امداد نہیں کی محض اس وجہ سے کہ اکثر مردماں نے مالک زمین و بانی مسجد کو تعمیر مسجد کے لیے کچھ چندہ دیا ہے، برخاستگی مہتمم و بانی مسجد کا اس کو اختیار ہے؟ اور کیا وہ اپنی منشا کے مطابق کوئی متولی مقرر کر سکتا ہے؟ (۱۱۲۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) علیحدہ نہیں کر سکتا۔ درمختار میں ہے: **فلو مأمونًا لم تصح تولية غيره الخ** (۱) اورشامی میں ہے: **قال في شرح الملتقى معزيًا إلى الأشباه لايجوز للقاضي عزل الناظر المشروط له النظر بلا خيانة الخ** (۱) (شامی ج:۳)

(ب) اوپر کی عبارت سے ظاہر ہوا کہ کسی کو بہ حالت موجودہ بانی و مہتمم مسجد کو علیحدہ کرنے کا اور معزول کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور یہ جائز نہیں ہے کہ اس کو بدون کسی خیانت کے علیحدہ کر کے دوسرا متولی مقرر کرے جیسا کہ عبارت مذکورہ **فلو مأمونًا لم تصح تولية غيره** سے ظاہر ہے۔

موقوفہ جائداد کو نجی اغراض میں استعمال کرنے والے متولیوں کو علیحدہ کرنا

سوال: (۲۲۰) سرائے انارکلی لاہور و دیگر اضلاع کے متولیان، جائداد وقف کی آمدنی اپنی نجی اغراض میں صرف کر رہے ہیں؛ ایسے متولیوں کو علیحدہ کرنا لازم ہے یا کیا؟ اور ان کے بعد متولی ہونے کا حق زیادہ تر کس کو ہے؟ عام مسلمانوں کو، یا واقف کے ورثاء کو؟ اور اس میں امداد عامۂ مسلمین کو دینی لازم ہے یا صرف ورثاء واقف کو؟ (۱۷۸۲/۱۳۳۵ھ)

---

(۱) الدر مع الرد ۲/۴۵۴ کتاب الوقف – مطلب في عزل الناظر.

الجواب: ایسے خائن متولیوں کا علیحدہ کرنا واجب ہے۔ وینزع وجوبًا (بزازیۃ) لو الواقف درر فغیرہ بالأولی غیر مأمون أو عاجزًا الخ (درمختار) وفی ردالمحتار المعروف بالشامی. قال فی الإسعاف: ولا یولی إلا أمین قادر بنفسہ أو بنائبہ لأن الولایۃ مقیدۃ بشرط النظر، و لیس من النظر تولیۃ الخائن، لأنہ یخل بالمقصود الخ (۱)

اور جب تک اقارب واقف میں سے کوئی شخص تولیت کی صلاحیت رکھتا ہو، اور متولی ہونے کے لائق ہو، غیر کو متولی نہ بنایا جاوے، اقارب میں سے ہی کسی کو متولی بنایا جاوے۔ درمختار میں ہے: وما دام أحد یصلح للتولیۃ من أقارب الواقف لایجعل المتولی من الأجانب الخ (۲) اور متولی خائن سے وقف کو نکالنے اور صالح کو متولی بنانے میں عامۂ مسلمین کو اعانت کرنا لازم ہے۔ فقط

افیون استعمال کرنے والے کو معزول کرنا

سوال: (۲۲۱) اگر کوئی منتظم بوجہ بیماری کے افیون کا استعمال کرتا ہو، تو اس کو معزول کر کے دوسرا متولی مقرر کر سکتے ہیں یا نہ؟ (۳۶۳/۱۳۴۲ھ)

الجواب: افیون کھانے والا اور اس کی عادت رکھنے والا شخص اہل متولی ہونے کا نہیں ہے، کسی دوسرے شخص صالح و متقی و متدین کو متولی بنانا چاہیے۔

جس متولی سے لوگ خوش نہیں اس کو علیحدہ ہو جانا چاہیے

سوال: (۲۲۲) جامع مسجد اور مدرسہ حفظ القرآن کے جو متولی ہیں، ان سے بوجہ انتظام نہ کرنے کے اکثر لوگ ناراض ہیں، اور ان کو معزول کرنا چاہتے ہیں، سات آٹھ آدمی یہ چاہتے ہیں کہ متولی صاحب بدستور رہیں گے، اگر متولی صاحب خوشی سے علیحدہ نہ ہوئے تو مقدمہ بازی ہوگی، اور متولی صاحب کہتے ہیں کہ اگر چھوڑنے میں میرے ذمے گناہ نہ ہو تو چھوڑ سکتا ہوں؛ اس صورت میں متولی کو علیحدہ ہو جانا چاہیے یا نہیں؟ (۱۳۹۹/۱۳۴۲ھ)

---

(۱) الدرالمختار والشامی ۶/۴۵۲-۴۵۳ کتاب الوقف – مطلبٌ فی شروط المتولی.

(۲) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۹۹ کتاب الوقف – مطلبٌ لا یجعل الناظر من غیر أھل الوقف

الجواب: جب کہ متولی مذکور سے اکثر لوگ بوجہ اس کے انتظام مدرسہ نہ کرنے کے ناراض ہیں، اور ان کے رہنے سے خوف مضرت ووقوع نزاع ومقدمہ بازی وغیرہ ہے؛ تو ایسے متولی کو علیحدہ ہو جانا چاہیے، اور اس کے علیحدہ ہونے میں اس کو کچھ گناہ نہیں ہے، بلکہ ثواب ہے کہ مسلمانوں کو منازعت اور مقدمہ بازی سے بچانا اس صورت میں حاصل ہے، اور نا اتفاقی اور باہم منازعت ومخالفت بہت قبیح ہے، لہٰذا جو کچھ رائے اکثر لوگوں کی ہے، اور متولی مذکور کے رہنے کو وہ پسند نہیں کرتے؛ پس اس متولی کو علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ فقط

سوال: (۲۲۳) ایک متولی مسجد کو بعض لوگ علیحدہ کرنا چاہتے ہیں، اور بعض نہیں تو شرعاً کیا ہونا چاہیے؟ (۱۴۵۷/۱۳۴۴ھ)

الجواب: اگر اس متولی میں کوئی شرعی عیب ہے؛ یعنی وہ خائن ہے، اور انتظام مسجد کا اس سے نہیں ہوسکتا تو اس کو معزول کر دینا چاہیے، اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس کو معزول کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

ایک متولی کا دوسرے متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۲۴) زید نے ایک ویران وغیر آباد مسجد کو آباد کیا، اور اپنے جیب خاص سے اس کی مرمت وتوسیع وغیرہ کرائی، اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے عمر نے بھی حسب وصیت اپنے والد مرحوم کے اس مسجد کی خدمت اپنے ذمے لی، اور اسی سرگرمی کے ساتھ تیس برس تک اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتا رہا، عمر کے زمانہ انتظام میں ایک مسلمان نے ایک مکان واسطے مصارف مسجد کے وقف کیا، اور عمر مذکور وبکر کو متولی بنایا، لیکن جائداد موقوفہ کا انتظام بھی برابر عمر ہی کے ہاتھ میں رہا، اور عمر نے اپنے حسن انتظام سے جائداد موقوفہ کی آمدنی بڑھائی، مسجد کو وسیع کیا، نئی چھت ومنار بنوایا، صحن بڑھایا، مصارف مسجد کے لیے کٹرا (بازار) بنوایا، جائداد موقوفہ کی آمدنی تین روپے ماہوار تھی، اب پچیس روپے ماہوار ہے، آمدنی کی ترقی دیکھ کر بکر کے دل میں طمع آئی، اس نے چند شخصوں کو اپنی سازش میں لاکر عمر منتظم وخادم قدیم مسجد کو انتظام مسجد وجائداد سے محروم ومعزول کر کے خود قابض ودخیل ہوگیا، اس صورت میں عمر کو بکر پر ترجیح ہے یا نہیں؟ اور بلاثبوت خیانت وغیرہ —— جو منافی اہلیت ہے —— عمر کو معزول کرنا، اور بکر کو اس کی جگہ قائم کرنا شرعاً عمر کی حق تلفی ہے یا نہیں؟ (۱۲۱۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ولا یولی إلا أمین الخ (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ متولی وہ شخص بنایا جائے جو امانت دار ہو، اور قدرت انتظام رکھتا ہو، اور یہ بھی کتب فقہ میں مسطور ہے کہ بدون خیانت کے متولی کو معزول کرنا درست نہیں ہے، اور واقف مکان نے جب کہ عمرو بکر دونوں کو متولی کیا ہے تو دونوں کی رائے سے کار تولیت انجام پانا چاہیے؛ کسی ایک کو بدون خیانت کے معزول کرنا صحیح نہیں ہے۔

واقف متولی کو بلا وجہ بھی معزول کرسکتا ہے

سوال: (۲۲۵) رحم علی نے چھ بیگہ خام اراضی بنام خدا عزوجل وقف کی، اور حق تولیت نسلاً بعد نسلٍ ذاکر علی کو بذریعہ وقف نامہ سپرد کیا، قبضہ دے دیا گیا، بلا ثبوت تغلب (خیانت) بربناء رنجش جدید؛ رحم علی واقف چاہتا ہے کہ ذاکر علی متولی نہ رہے، لیکن دوسرے اشخاص دیہہ ذاکر علی کے متولی رہنے سے خوش ہیں؛ صورت مسئولہ میں رحم علی کو کوئی حق اراضی وقف کی تولیت سے ذاکر علی متولی کو علیحدہ کرنے کا شرعاً حاصل ہے یا نہیں؟ (۲۶۱۵/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ولایة نصب القیم إلی الواقف قال فی الشامی: قوله: ولایة نصب القیم الخ قال فی البحر: قدمنا أن الولایة ثابتة للواقف مدة حیاته وإن لم یشترطها، وأن له عزل المتولی الخ (۲) (شامی ۳/ ۴۰۹) وفیه: قبله وأما الواقف فله عزل الناظر مطلقًا، به یفتی الخ (۳) (ص: ۳۸۶) پس معلوم ہوا کہ رحم علی واقف متولی مذکور کو بلا وجہ بھی معزول کرسکتا ہے۔

واقف کی وفات کے بعد اس کے مقرر کیے ہوئے متولی کی علیحدگی

سوال: (۲۲۶)...... (الف) من جملہ چند متولیان کے واقف نے زید کو متولی شریک اپنا مقرر کیا، اور سو روپے تنخواہ مقرر کی؛ تو بعد وفات واقف زید اس تولیت سے علیحدہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(ب) جو اختیارات واقف نے زید کو دیے ہیں، وہ بعد وفات واقف مسترد ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

(ج) بعد وفات واقف جائداد موقوفہ پر مقدمہ ہوا، اور زید کوشش کرتا رہا مگر عرصے تک قبضہ نہ

---

(۱) الشامی ۶/ ۴۵۳ کتاب الوقف – مطلب فی شروط المتولی.

(۲) الدرمع الرد ۶/ ۴۹۶ کتاب الوقف – مطلب: ولایة نصب القیم إلی الواقف الخ.

(۳) ردالمحتار ۶/ ۴۵۴ کتاب الوقف – مطلب فی عزل الناظر.

ہوا، بعد عرصے کے جائداد موقوفہ پر معہ واصلات قبضہ ہوا، جس قدر عرصے میں قبضہ نہیں ہوا اس عرصے کی بھی تنخواہ زید پاسکتا ہے؟ جب کہ دیگر حصہ داران حسب منشا واقف حصہ پائیں گے؟ (۱۳۳۹/۲۷۱ھ)

الجواب: (الف) یہ امر مسلم ہے اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ شرائط واقف — جو کہ خلاف شریعت نہ ہوں — معتبر ہوتی ہیں، اور ان شرائط کے موافق عمل درآمد لازم ہے، پس زید جس کو واقف نے متولی شریک قرار دیا ہے حیات واقف میں، اور بعد حیات واقف کے ان اسباب کی وجہ سے تولیت سے علیحدہ ہوسکتا ہے جن کی خود واقف نے تصریح کی، اور اگر واقف ان اسباب کی تصریح بھی نہ کرتا تو جو وجوہ متولی کو معزول کرنے کی شرعاً قرار دی گئی ہیں، ان وجوہ سے متولی معزول کیا جاسکتا ہے؛ فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر خود واقف بھی — جو کہ متولی بھی ہے — غیر موتمن ہو، اور کار تولیت خود یا اپنے نائب کے ذریعہ سے انجام نہ دے سکے، یا مال وقف کو ضائع کرتا ہو؛ تو اس کو تولیت سے علیحدہ کیا جائے گا۔ درمختار میں ہے: وینزع وجوبًا (بزازیة) لو الواقف (درر) فغیره بالأولی غیر مأمون أو عاجزًا أوظهر به فسق کشرب خمرونحوه، أو کان یصرف ماله فی الکیمیاء نهر بحثا، وإن شرط عدم نزعه، أوأن لاینزعه قاض ولاسلطان لمخالفته لحکم الشرع الخ، وفی ردالمحتار: قوله غیرمأمون قال فی الإسعاف: ولایولّی إلا أمین قادر بنفسه أوبنائبه، لأن الولایة مقیدة بشرط النظر، ولیس من النظر تولیة الخائن، لأنه یخل بالمقصود وکذا تولیة العاجز لأن المقصود لایحصل به الخ (۱)

(ب) جب تک زید متولی رہے گا، اور کوئی امر موجب عزل اس میں ظاہر نہ ہوگا؛ وہ اختیارات اس کو حاصل رہیں گے بہ شرطیکہ کوئی امر خلاف شرع نہ ہو، اور وقف کو کچھ نقصان نہ پہنچے کیوں کہ منافع وقف کا لحاظ مقدم ہے۔ قال فی الدرالمختار: وکذا یفتی بکل ماهو أنفع للوقف فیما اختلف العلماء فیه الخ (۲) وفیه أیضًا: لما تقرر أن الشرائطَ المخالفة للشرع جمیعها لغو وباطل الخ (۳) (شامی ۳/۳۹۰)

---

(۱) الدر والرد ۶/۴۵۲-۴۵۴ کتاب الوقف - مطلب یأثم بتولیة الخائن.

(۲) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۸۲ کتاب الوقف - مطلب سکنَ المشتری دارَ الوقف.

(۳) الدر مع الرد ۶/۴۶۱ کتاب الوقف - مطلب لا یُستَبدَلُ العَامرُ إلا فی أربعٍ.

(ج) زید متولی کے لیے جو کچھ حق الخدمت واقف نے معین کیا ہے؛ وہ معاوضہ اس کی خدمت اور سعی اور کارکردگی کا ہے، پس چوں کہ زید متولی مقدمہ وقف میں کوشش کرتا رہا، اور بالآخر اس مقدمہ میں کامیابی ہوئی، اور وقف ثابت ہوگیا تو زید اس زمانے کی تنخواہ کا مستحق حسب شرط واقف ہوگا کیوں کہ حفاظت جائداد موقوفہ بھی اس کے کاموں میں تھی۔ درمختار میں ہے: وفي الأشباه الجامكية في الأوقاف: لها شبه الأجرة أي في زمن المباشرة الخ وفي ردالمحتار: قوله: أي في زمن المباشرة الخ يعني أن اعتبار شبهها بالأجرة من حيث حل تناولها للأغنياء، إذ لو كانت صدقةً محضةً لم تحل لمن كان غنيًا، ومن حيث إن المدرس لومات، أوعزل في أثناء السنة، قبل مجيء الغلة وظهورها من الأرض، يعطى بقدر ماباشر الخ (۱)(ص ۴۱۷) وأيضًا (ص: ۴۱۶ من الشامي): فعلى هذا إذا ترك صاحب الوظيفة مباشرتها في بعض الأوقات المشروط عليه فيها العمل لايأثم عندالله تعالى، غايته أنه لايستحق المعلوم الخ (۲)

مدرسہ کے بانی اور مہتمم کو معزول کرنا

سوال: (۲۲۷) بکر نے ایک مدرسہ مذہبی تعلیم کے لئے قائم کیا، اور اس کی تعمیر میں اپنا ذاتی روپیہ لگایا، اور سفر کر کے مانگ کے کار تعمیر و تعلیم چلایا، گویا باقاعدہ مدرسہ اسلامیہ ہوگیا، بکر بانی مدرسہ ہے، اور واقف اور متولی اس وجہ سے ہے کہ اس کا چندہ شہر والوں سے زائد، اور جو کچھ مدرسہ میں ہوا، اسی کی کوشش کا نتیجہ ہے، ایسی حالت میں عام لوگ جبراً اس کو مدرسہ سے بے دخل اور علیحدہ کر کے قبضہ کر سکتے ہیں یا شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۷/۷۵۷ھ)

الجواب: جب کہ بکر بانی و متولی مدرسہ کا ہے تو بدون کسی خیانت کے معزول کرنا اس کا، اور بے دخل کرنا درست نہیں ہے، اور معزول کرنا متولی خائن کا لازم ہے كما في الدرالمختار: وينزع وجوبًا "بزازية" لو الواقف "درر" فغيره بالأولى غيرمأمون أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر الخ وإن شرط...... عدم نزعه الخ فلو مأمونًا لم تصح تولية غيره أشباه (۳)

---

(۱) الدرالمختار وردالمحتار ۶/۵۰۹-۵۱۰ كتاب الوقف مطلب: الجامكيّة في الأوقاف.
(۲) الشامي ۶/۵۰۹ كتاب الوقف - مطلب: المفهومُ مُعتبر: في عرف الناس والمعاملات والعقليات
(۳) الدرالمختار مع الشامي ۶/۴۵۲-۴۵۴ كتاب الوقف - مطلب يأثم بتولية الخائن.

واقف کے مقرر کیے ہوئے امام ومتولی کو مسجد کا بانی معزول نہیں کرسکتا

سوال: (۲۲۸) ایک شخص نے اپنی زمین کو خالصۃً للہ مسجد کے واسطے بغیر کسی شرط کے وقف کرکے، ایک عالم متقی کو امام ومتولی اس زمین موقوفہ کا مقرر کردیا، متولی نے اس زمین موقوفہ میں اذان واقامت کے ساتھ نماز باجماعت پڑھائی اور چاہ کھود کر بنیادِ مسجد رکھ دیا، ایک دوسرے شخص نے متولی کی اجازت سے مسجد کی دیواریں اور چھت تیار کرادیے، اب یہ بانی متولی کو امامت وتولیت سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے معزول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ أولی بالإمامة وبنصب الإمام والمؤذن واقف ہے یا متولی یا بانی؟ بانی کا اطلاق حقیقۃً بنیاد رکھنے والے پر ہوتا ہے یا دیواریں وچھت بنانے والے پر؟ (۳۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: الباني للمسجد أولی من القوم بنصب الإمام والمؤذن في المختار: إلا إذا عین القوم أصلح ممن عینه الباني الخ (۱) دوسری جگہ ہے: ولایة نصب القیم إلی الواقف الخ (۲) نیز درمختار میں ہے: ومادام أحد یصلح للتولیة من أقارب الواقف لایجعل المتولي من الأجانب الخ (۳) نیز درمختار: بنی علی أرض ثم وقف البناء قصدًا بدونها إن الأرض مملوكةً لایصح ...... وإن موقوفةً علی ماعین البناء له جاز تبعًا إجماعًا (۴) اس اخیر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ واقف کوئی دوسرا ہو، اور بانی دوسرا ہو یہ بھی صحیح ہے، اور بانی وہ ہے جو تعمیر کرنے والا اور مسجد بنانے والا ہو، لیکن واقف نے جس کو متولی قرار دیا ہے اس کو یہ دوسرا بانی موقوف نہیں کرسکتا، البتہ اگر وہ امام لائق امامت کے نہ ہو، اور اہل محلہ ونمازی مسجد کسی لائق بالامامہ کو امام مقرر کریں، تو وہ کرسکتے ہیں۔ فقط

واقف کی اولاد کا امام ومؤذن کو معزول کرنا

سوال: (۲۲۹) ایک شخص نے کسی قدر زمین مسجد کے لیے وقف کرکے قبضہ میں دے دی، بعد

---

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار ۲/۵۰۵ کتاب الوقف - مطلب في الوقف المنقطع الأول والمنقطع الوسط (۲) الدر المختار مع الرد ۲/۴۹۲ کتاب الوقف - مطلب ولایة نصب القیم إلی الواقف الخ۔
(۳) الدر مع الرد ۲/۴۹۹ کتاب الوقف - مطلب لَا یُجْعَل الناظرُ من غیرِ أهلِ الوقف۔
(۴) الدر المختار مع الشامي ۲/۴۶۲-۴۶۳ کتاب الوقف - مطلب في وقف البناء بدون أرض۔

مرور چند سال واقف کا انتقال ہوا، اب اولا د واقف چاہتی ہے کہ زمین موقوفہ مقبوضہ امام ومؤذن؛ اپنی ملک وتصرف میں لاکر، امام ومؤذن کو بلاقصور شرعی معزول کریں، اور دوسرے امام ومؤذن مقرر کریں، اور زمین موقوفہ کے محصولات سے ان کی تنخواہ مقرر کر کے ادا کریں، اور تولیت کے بارے میں واقف نے کچھ تحریر نہیں کیا اور نہ کسی کو زبانی متولی کیا ہے، پس اس صورت میں اولا د واقف زمین موقوفہ کو اپنے دخل وتصرف میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور امام مؤذن کو بلاقصور معزول کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور بلا اذن امام سابق دوسرے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۹ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: الباني للمسجد أولى من القوم بنصب الإمام والمؤذن في المختار (۱) شامی میں ہے: قوله: الباني أولى وكذا ولده وعشيرته أولى من غيرهم أشباه (۱) وفي الدر المختار أيضا: وما دام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لايجعل المتولي من الأجانب الخ (۲) ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اولا د واقف کو اختیار ہے کہ امام ومؤذن سابق کو معزول کر کے دوسرا امام ومؤذن مقرر کریں، اور متولی اولا د واقف سے ہی مقرر ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امام ومؤذن کو مقرر اور معزول کرنے کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۲۳۰) ایک مسجد مدت کی بنی ہوئی ہے، اس زمانے سے اس کا یہ طریقہ چلا آیا ہے کہ امام ومؤذن وغیرہ سب مسلمانوں کی رضامندی سے مقرر ومعزول ہوتے تھے، تھوڑے عرصے سے بانی مسجد کے ورثہ مسجد میں اپنا اپنا حصہ ثابت کرتے ہیں، کوئی کہتا ہے: میرا نصف ہے، کوئی کہتا ہے: میرا تہائی ہے، علی ہذا القیاس؛ اور باقی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے بڑوں کی بنائی ہوئی ہے، ہم جس کو چاہیں مقرر کریں اور جس کو چاہیں معزول کریں، اگر چہ تمام مسلمان اس کے مخالف ہوں مگر بعض افراد، ایک مسجد حکم میں مسجد شرعی کے ہے یا نہیں؟ نماز اس مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟ ورثاء کے قول مذکور سے ملکیت ثابت ہوگی یا نہیں؟ (۱۳۳۶/۱۵۳۶ھ)

---

(۱) الدر مع الرد ۵۰۵/۶ كتاب الوقف – قبيل مطلب في الوقف المنقطع الأوّل والمنقطع الوسط.
(۲) شرح تنوير الأبصار مع الرد ۴۹۹/۶ كتاب الوقف– مطلب لا يُجعل الناظرُ من غير أهل الوقف.

الجواب: بانی مسجد کے ورثہ کو بے شک حق عزل ونصب امام ومؤذن کا ہے، البتہ اگر قوم اصلح کو مقرر کریں تو وہ مقدم ہے، درمختار اور شامی میں ہے: البانی للمسجد أولی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار إلا إذا عین القومُ أصلحَ ممن عینه البانی الخ (درمختار) قوله البانی أولی وکذا ولده وعشیرته أولی من غیرهم أشباه (۱) (شامی) فقط

شرائط واقف کی خلاف ورزی کرنے والے متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۳۱) ایک شخص نے ایک جائداد موافق قاعدۂ شرعیہ کے وقف کی، اور چند شرائط وقف نامہ میں لکھی ہیں، بعض متولی ان شرائط کے خلاف عمل کرتے ہیں، جس میں خیانت کا اندیشہ ہے؛ شرع کا کیا حکم ہے؟ (۴۸۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جائداد مذکورہ وقف ہوگئی ہے، واقف نے جو شرائط تجویز قطعی کی ہیں ان پر عمل درآمد ہونا ضروری ہے، اور متولیوں میں سے جو کوئی ان شرائط پر عمل نہ کرے اس کو علیحدہ کردیا جاوے اور أمین قادر علی التصرف کو متولی کیا جاوے، جو موافق شرائط واقف عمل کرے۔ درمختار میں ہے: وینزع وجوبا بزازیة. لو الواقف درر فغیره بالأولی غیر مأمون أو عاجزًا...... وإن شرط عدم نزعه وفی الشامی: قال فی الإسعاف: ولا یولی إلا أمین قادر بنفسه أو بنائبه لأن الولایة مقیدة بشرط النظر ولیس من النظر تولیة الخائن لأنه یخل بالمقصود وکذا تولیة العاجز لأن المقصود لایحصل به الخ (۲)

مسجد کے متولی پر بدگمانی کرنا

سوال: (۲۳۲) ایک شخص مسجد کا متولی ہے، اور مسجد میں خرچ بھی کرتا ہے، اس وجہ سے کہ مجھ کو مسجد کا متولی بنایا جائے؛ ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟ تولیت سے معزول اور علیحدہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۳۳۵/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) الدر المختار والشامی ۶/۵۰۵ کتاب الوقف. قبیل مطلبٌ فی الوقف المنقطع الأول والمنقطع الوسط.
(۲) الدر المختار و ردالمحتار ۶/۴۵۳ کتاب الوقف – مطلبٌ فی شروط المتولی.

الجواب: کسی مسلمان پر بدگمانی کرنا ناجائز ہے اور گناہ ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِنَ الظَّنِّ، اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (۱) پس ایسا گمان کرنا نہ چاہیے کہ جو شخص مسجد میں کچھ خرچ کرتا ہے وہ ریاءً وسمعۃً کرتا ہے یا متولی ہونے کی نیت سے کرتا ہے، اور جب کہ وہ پہلے سے متولی ہے تو یہ طمع اس کی طرف کیسے منسوب کی جاتی ہے، بہرحال بدظنی کرنے والے عاصی وآثم ہیں اور جو متولی مسجد کا ہے وہ بلا کسی خیانت کے تولیت سے معزول نہیں ہوسکتا۔

(۱) سورۂ حجرات آیت:۱۲۔

وقف علی الأولاد کے احکام

اولاد پر وقف کرنا شرعاً درست ہے

سوال: (۲۴۳) اولاد پر وقف کرنا جائز وصحیح ہے یا نہیں؟ (۱۵۴۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد شرعاً درست ہے، بشرطیکہ آخر میں یہ تصریح ہو کہ اگر اولاد میں سے کوئی باقی نہ رہے تو فقراء اور مساکین پر صرف ہو۔

سوال: (۲۴۴) علاوہ مساجد و دیگر کارخیر کے اپنی اولاد کے لیے جائداد وقف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر زید نے اپنی کل جائداد اس طرح وقف کردی ہو کہ کل جائداد موقوفہ کا متولی اس کا بڑا بیٹا ہوگا، اور بعد مرنے بڑے بیٹے کے بڑے بیٹے کا بیٹا متولی ہوگا، اور جب تک بڑے بیٹے کی اولاد موجود ہوگی دیگر بیٹوں کو جائداد سے کسی طرح کا سروکار نہیں ہوگا؟ (۱۳۴۰/۱۲۱ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد شریعت میں جائز ہے، شرائط واقف سب معتبر اور قابل عمل ہیں، پس ہر سہ شرائط کے موافق عمل درآمد ہونا ضروری ہے کمافی کتب الفقه: شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف)

سوال: (۲۴۵) زید اپنی پیدا کردہ جائداد کو وقف علی الاولاد کرنا چاہتا ہے تاکہ جائداد قائم رہے، متولی اس کا اولاد ذکور میں سے رہے، اور آمدنی کے حصہ جات ہر ایک کو تقسیم ہوتے رہیں، جائداد تقسیم نہ ہو جائداد مشترکہ یک جا زیر اہتمام متولی محفوظ رہے، زید چاہتا ہے کہ مکانات سکنی وسامان خانہ کو فرزندان کی ملک کردیوے، کیوں کہ دختران کو جہیز دیا جاوے گا، اور ان کے خاوندوں کے مکان ان کو ملیں گے، جائداد زرعی سے کچھ حصہ علیحدہ کرکے اس آمدنی کو محفوظ رکھا جاوے کہ اس سے اور جائداد خرید کر جائداد

موقوفہ کے ساتھ شامل کی جاوے، اور ترقی جائداد کی ہوتی رہے مفصل جواب مرحمت ہو؟ (۱۳۴۵/۸۴۹ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد شریعت میں جائز ہے، جس قدر جائداد کو مالک وقف کرے گا، وہ سب وقف ہو جاوے گی، اور اس کی اصل قائم رہے گی، اس کو کوئی وارث تقسیم نہ کر سکے گا، اور بیع ورہن وغیرہ نہ کر سکے گا، اور اس جائداد موقوفہ کی آمدنی کو جس طرح واقف چاہے تقسیم کرنا مشروط کر سکتا ہے اور لکھ سکتا ہے؛ کیوں کہ شرائط واقف شرعاً معتبر ہوتی ہیں، بلکہ درمختار وغیرہ میں لکھا ہے: شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) یعنی واقف جو شرائط متعلق تقسیم آمدنی وغیرہ لکھ دے گا ان پر عمل کرنا لازم ہے، پس یہ شرط بھی جائز ہے کہ آمدنی وقف میں اس قدر آمدنی محفوظ رکھی جاوے کہ اس سے دوسری جائداد خرید کر شامل وقف کی جاوے، اور اس قدر آمدنی فلاں مدرسہ میں دی جاوے، اور باقی آمدنی میں سے فلاں فلاں اشخاص کو اس قدر دیا جاوے یہ سب صحیح ہے، اور اگر جائداد سکنائی اور اثاث البیت کو وقف سے علیحدہ رکھے، اور وقف نہ کرے، بلکہ ورثہ کو تملیکاً تقسیم کرے تو اس میں یہ ضروری ہے کہ لڑکیوں کو بھی حصہ دے، کیوں کہ تملیک اور ہبہ میں یہ جائز نہیں ہے کہ لڑکیوں کو نہ دے، اس وجہ سے کہ ان کو سامان جہیز دیا گیا ہے، اور وہ اپنے ازواج سے مکان وغیرہ پائیں گی؛ یہ وجہ ان کے حق کے سقوط کی شرعاً نہیں ہے، اور ایسا کرنا جائز نہیں ہے کہ بعض اولاد کو دے اور بعض کو نہ دے۔ حدیث شریف میں اس پر وعید آئی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جور اور ظلم فرمایا ہے، البتہ اگر مکان وغیرہ کو بھی وقف کر دے، اور پسری اولاد کو سکونت کا حق لکھ دے تو ایسا ہو سکتا ہے، اور واضح ہو کہ جب تمام جائداد سکنائی وزرعی کا وقف نامے میں اندراج کرانا اور رجسٹری کرانا ہوگا تو پھر وہ سکنائی جائداد بھی وقف ہو جاوے گی، اور کسی کی ملک اس میں نہ رہے گی؛ البتہ حق سکونت واقف جس طرح چاہے لکھ سکتا ہے کہ فلاں شخص فلاں مکان میں رہے، اور فلاں شخص فلاں مکان میں، مگر بعد اندراج وقف نامہ وہ مکان وقف سے علیحدہ نہ ہوگا، اور اسباب منقولہ کے وقف میں اختلاف ہے، اس سامان کو وقف میں داخل نہ کرے، اس کو بلا وقف ہی جملہ اولاد پسری و دختری کو ہبہ کر دے، اور تقسیم کر دے، اور ہبہ بعد تقسیم کے کرے کہ یہ چیز فلاں کو دی گئی، اور یہ چیز فلاں کو دی گئی، اس میں اولاد دختری کو شامل کرے۔ اور آمدنی وقف سے جو حصہ اور مقدار رقم لڑکیوں کے لیے چاہے مقرر کر دے کہ تا حیات ان کو آمدنی وقف سے اس قدر دیا جاوے، یہ شرط بھی صحیح ہوگی؛ اور اس کی آمد کے حصص معین

کر سکتا ہے، اور جس کو چاہے نسلاً بعد نسل لکھ دے، اور جس کے لیے چاہے حین حیات لکھے؛ یہ سب جائز ہے اس میں بہ شرط نیک نیتی کچھ مؤاخذہ نہ ہوگا۔ فقط

سوال: (۲۳۶) ایک شخص نے وقف علی الاولاد اس طرح پر کیا کہ میں اپنی کل جائداد ہر قسم کی وقف علی الاولاد کر کے؛ اقرار کرتا ہوں کہ بعد میرے میری جائداد کی آمدنی میری اولاد اور بیویاں حسب حصص شرعی تقسیم کرلیا کریں گے، مگر ان کو جائداد تقسیم کرانے یا انتقال کرانے کا حق نہ ہوگا، جب تک میری اولاد میں کوئی باقی رہے گا اس وقت تک آمدنی جائداد اس پر خرچ ہوگی، جب سلسلہ نسل واقف کا منقطع ہوجائے اور کوئی باقی نہ رہے تو آمدنی جائداد دینی یتیم خانہ وغرباء وطلباء پر خرچ ہو؛ یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۱۷۰/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس وقف کو باطل کہنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ یہ وقف منجز ہے وقف معلق نہیں ہے؛ اس لیے کہ سوال میں یہ عبارت ہے کہ میں اپنی کل جائداد ہر قسم کی وقف علی الاولاد کر کے اقرار کرتا ہوں الخ۔ لفظ ''وقف کر کے'' سے ظاہر ہے کہ اس نے وقف کردیا، وقف کر کے پھر یہ اقرار ہے جو آگے لکھا ہے، لہٰذا وقف کی صحت میں کچھ شبہ نہ رہا، مصارف کی تشریح بعد میں کرتا ہے۔ لہٰذا یہ وقف معلق نہیں ہے وقف فوراً ہوگیا ہے، پس ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ واقف نے اپنی جائداد کو وقف اس وقت کردیا ہے، اور بعد وفات اپنی کے یہ لکھا ہے کہ میری اولاد اور بیویاں حسب حصص شرعیہ تقسیم کرلیا کریں، اور چونکہ یہ وقف صحت میں ہوا ہے تو وقف کل کا صحیح ہے اپنی زندگی میں واقف جس طرح چاہے آمدنی کو خرچ کرے، اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد وزوجہ حسب حصص شرعیہ لیں گی درمختار میں ہے: وأن يكون قربةً في ذاته معلوماً منجزاً (۱) واكتفى أبو يوسف بلفظ موقوفة (۲) اور یہ تصریح ہے کہ وقف میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتوی ہے فصل فيما يتعلق بوقف الأولاد جعل ريعه لنفسه أيام حياته ثم وثم جاز عند الثاني وبه يفتي درر قوله ثم وثم حكاية لما يذكره الواقف من العطف بثم في وقفه كقوله ثم من بعدي على أولادي ثم على أولادهم الخ (۳) (شامی) فقط

(۱) الدر المختار مع الرد ۶/۴۱۰ كتاب الوقف - شرائط الوقف.
(۲) الدر المختار مع الرد ۶/۴۰۹ كتاب الوقف - قبل شرائط الوقف.
(۳) الدر المختار والشامی ۶/۵۴۲ كتاب الوقف - فصلٌ فيما يتعلق بوقف الأولاد.

اولاد پر وقف کرنے کا شرعی طریقہ

سوال: (۲۳۷) میں اپنی جائداد اراضی وقف علی الاولاد کرنا چاہتا ہوں، بعد ممات اس پر عمل در آمد ہووے، آمدنی جائداد کا مہتمم اپنے اکلوتے بیٹے "غلام نبی" کو قرار دیتا ہوں؛ اس میں کیا کیا شرائط درج ہونی چاہئیں؟ (۴۵۱/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد صحیح ہے، پس اگر وقف علی الاولاد منظور ہے، اور اپنی حیات میں خود نفع اٹھانا منظور ہے تو اس طرح وقف کیا جائے کہ میں نے فلاں جائداد؛ یعنی مکان وزمین وغیرہ کو لوجہ اللہ وقف کیا، اس طرح کہ اپنی حیات میں خود متولی جائداد مذکور کا رہوں گا، اور نفع اس کا خود اپنے صرف میں لاؤں گا یا اپنی رائے سے خرچ کروں گا، اور میرے بعد میری اولاد وفلاں فلاں یا اولاد کی اولاد یا دیگر اقرباء کو اس طرح تقسیم کیا جائے، اور میرے بعد متولی ومنتظم میرا فلاں بیٹا ہوگا، اور وہ اس طرح عمل در آمد کرتا رہے گا، مثلاً اس قدر خود رکھے اور اس اس قدر فلاں فلاں اولاد وقرابت داروں کو تقسیم کیا کرے؛ الغرض جو شرائط منظور ہوں ان کی تصریح کردی جائے کیوں کہ شرائط واقف واجب العمل ہوتی ہیں، اور جملہ شرائط وغیرہ لکھ کر آخر میں یہ لکھ دیا جائے کہ اگر خدا ناخواستہ میری اولاد واقرباء میں سے کوئی باقی نہ رہے تو منافعہ جائداد موقوفہ کا فقراء پر تقسیم کیا جائے؛ یہ شرط صحت وقف کے لیے ضروری ہے کہ آخر میں فقراء کا ذکر کیا جائے، اور اگر اپنی حیات میں ہی اپنے بیٹے کو متولی بنانا منظور ہے تو ایسا ہی لکھ دیا جائے، یہ بھی صحیح ہے۔ قال في الدر المختار: فصل فيما يتعلق بوقف الأولاد من الدرر وغيرها وعبارة المواهب في الوقف على نفسه وولده ونسله وعقبه جعل ريعه لنفسه أيام حياته ثم وثم جاز عند الثاني وبه يفتى كجعله لولده الخ (۱) فقط

اولاد پر وقف کرنے میں قاعدۂ شرعیہ: للذكر مثل حظ الأنثيين کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟

سوال: (۲۳۸)...... (الف) زید کے خالد وبکر دو لڑکے، اور عابدہ وزاہدہ دو لڑکیاں ہیں، زید

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/ ۵۴۵، ۵۴۶ كتاب الوقف – فصلٌ فيما يتعلق بوقف الأولاد.

اپنی جائداد کو وقف علی الاولاد کر کے ہر ایک حصہ دار کو بہ قدر حصہ شرعی ؛ یعنی چھ سہام میں سے چار لڑکوں اور دو لڑکیوں کے بہ نام نہاد (نام زد کر کے) متولی بنانا چاہتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

(ب) زید کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ زید اگر اپنی حیات میں تقسیم جائداد ——— خواہ وہ بہ صورت تولیت کے یا ملکیت کے ہو ——— اولاد کو چاہتا ہے؛ تو اس صورت میں لڑکے اور لڑکیوں کا حصہ برابر ہوگا یا لڑکوں کو لڑکیوں سے فوقیت ہوگی؟ اس کی صحت فرمادی جاوے (۱۷۰۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف، ب) وقف علی الاولاد صحیح ہے، اور اس میں جس طرح واقف نے اولاد کے حصص مقرر کر دیے، اسی طرح ہر ایک کو آمدنی جائداد موقوفہ میں سے حصص دیے جاویں گے، اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص اولاد کو مال ہبہ کرنا چاہے تو آیا ذکور واناث میں برابری کرے یا مذکر کو دو حصے اور انثی کو ایک حصہ دے بقاعدہ: لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ؛ سوامام ابو یوسفؒ کا قول اول یہ ہے کہ مساوات کرے، اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ تقسیم کرے، درمختار میں امام ابو یوسفؒ کے قول کو لیا ہے، اور مساوات کو مفتی بہا قرار دیا ہے، اور درمختار میں یہ بھی ہے کہ اگر کسی وارث کو نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو بلکہ حسب حاجت کمی وبیشی کر دے تو یہ بھی درست ہے وفی الخانية: لابأس بتفضيل بعض الأولاد في المحبة، لأنها عمل القلب، وكذا في العطايا إن لم يقصد به الإضرار، وإن قصده يسوى بينهم: يعطى البنت كالإبن عندالثاني وعليه الفتوى الخ أى على قول أبي يوسف من أن التنصيف بين الذكر والأنثى أفضل من التثليث الذى هو قول محمدؒ (۱) (شامی) عبارت شامی سے یہ بھی واضح ہوا کہ اس میں صرف افضل وغیر افضل کا خلاف ہے، جائز دونوں امر ہیں۔ فقط

وقف علی الاولاد کے صحیح ہونے کی اہم شرط

سوال: (۲۳۹) ایک شخص نے جائداد وقف علی الاولاد کی، لیکن تحریر میں یہ نہیں لکھا کہ جس وقت اولاد میں سے کوئی باقی نہ رہے تو اس کی آمدنی فقراء کو تقسیم کی جائے؛ پس اس صورت میں وقف علی الاولاد صحیح ہوا یا نہیں؟ (۱۵۶۶/۱۳۴۷-۴۶ھ)

(۱) الدرالمختار والشامی ۴۳۴/۸ کتاب الهبة . قبل باب الرجوع فی الهبة .

الجواب: وقف کی صحت کے لیے یہ ضروری ہے کہ آخر میں فقراء کے لیے صدقہ ہونے کو ذکر کرے خواہ تحریراً یا تقریراً؛ پس اس صورت میں اگر واقف نے یہ نہیں کہا کہ جس وقت سلسلہ اولاد کا باقی نہ رہے تو فقراء کو اس کی آمدنی دی جائے تو یہ وقف علی الاولاد صحیح نہیں ہوا، بعد مرنے واقف کے اس کے ورثاء پر حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوگا، اور زوجہ کا دین مہر ترکہ سے اول ادا کیا جائے گا، اور اگر آخر میں فقراء پر صدقہ ہونے کا ذکر زبانی کر دیا ہے، اگر چہ تحریر میں نہ لایا ہو تو وقف علی الاولاد صحیح ہو گیا، اور موافق شرط واقف کے عمل درآمد کیا جائے گا، اور دین مہر من جملہ دیگر دیون کے آمدنی وقف میں سے ادا کیا جائے گا، اور بعد صحت وقف کے اگر زید کے بھائی خلاف شرط واقف کے گذارہ زوجہ کا بند کریں گے تو عاصی وظالم ہوں گے۔ کما في الشامي وقال في الإسعاف: لوقال وقفت أرضي هذه على ولد زيد وذكر جماعة بأعيانهم لم يصح عند أبي يوسف أيضًا الخ (۱) وفيه أيضًا: وإذا أفرد موقوفة وعين لايجوز بلاخلاف الخ (۲) (شامی)

وقف کی آمدنی کو شرعی حصص کے موافق اولاد پر تقسیم کرنے کی شرط لگانا

سوال: (۲۴۰) ..... (الف) حکیم وزیر علی نے دیہہ زمین داری خود واقع ضلع ''مرزا پور'' کو بنام علی حامد، ومسماتان سعیدہ ورشیدہ اولاد زوجہ اولی، ومسماۃ طیبہ دختر زوجہ ثانیہ، وقف علی الاولاد کر کے متولی کو ہدایت کی کہ بعد ادائے مال گذاری، وابواب سرکاری وخرچ معینہ مسجد کے؛ بقیہ آمدنی جائداد موقوفہ حسب حصص شرعیہ درمیان اولاد مذکور نسلاً بعد نسلٍ تقسیم ہو؛ آیا بقیہ آمدنی جائداد موقوفہ بہ لحاظ زوجیت تقسیم ہوگی یا کس طرح؟

(ب) جائداد واقع ضلع ''بارہ بنکی'' میں دختران حصہ پانے کی حق دار ہیں تو کس قدر؟ (۱۳۳۹/۳۰۵ھ)

الجواب: (الف) حسب حصص شرعیہ تقسیم کرنے کی واقف کی طرف سے شرط ہے؛ پس اسی طرح بقیہ آمدنی جائداد موقوفہ تقسیم ہوگی؛ یعنی من جملہ پانچ سہام کے دو سہام علی حامد کو، اور ایک ایک حصہ سعیدہ ورشیدہ وطیبہ کو ملے گا۔

---

(۱) الشامي ۶/ ۴۱۹ کتاب الوقف – مطلبٌ في الکلام علی اشتراط التأبید.

(۲) الشامي ۶/ ۴۱۹ کتاب الوقف – مطلبٌ مهم: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة إلخ.

(ب) اس میں بھی من جملہ پانچ سہام کے دو سہام علی حامد کو اور ایک ایک حصہ ہر سہ دختران کو ملے گا۔

اپنی جائداد اولاد پر وقف کرنا ـــــ اور ایک تہائی آمدنی کارِ خیر میں خرچ کرنے کی شرط لگانا

سوال: (۲۴۱) زید اپنی جائداد وقف علی الاولاد کرنا چاہتا ہے، اور ایک ثلث آمدنی مصرف خیر میں لگانا چاہتا ہے، تو بعد منہائے اخراجات وصرف مرمت وضروری اخراجات کے، بقیہ رقم کا ایک ثلث کارخیر میں صرف کرے یا کل آمدنی کا ایک ثلث؟ (۱۳۳۹/۸۱ھ)

الجواب: اس میں جو کچھ واقف شرط لکھ دے گا کہ اس طرح کیا جائے، اسی طرح کیا جائے گا، اور وہ جائز ہوگا؛ مثلاً اگر یہ شرط لکھے کہ بعد منہائے اخراجات کے جو آمدنی باقی رہے، اس کا ایک ثلث کارخیر میں صرف ہو تو اسی طرح کیا جائے گا، اور اگر کل آمدنی کا ایک ثلث مصرف خیر کے لیے لکھے گا تو ایسا ہی کیا جائے گا۔

جو جائداد اولاد پر وقف کی گئی ہے اس کی آمدنی صرف صلبی اولاد پر تقسیم کی جائے گی

سوال: (۲۴۲) مساۃ سکینہ بیگم نے اپنی جائداد وقف علی الاولاد کردی، لڑکا کوئی نہیں۔ دختران، شوہر، چچا زاد بھائی۔ (اس کے رشتہ داروں میں زندہ ہیں) چچا زاد بھائیوں کو محروم کردیا ہے؛ یہ وقف جائز ہے یا نہ؟ اور ان میں کل حصہ داران کا کتنا کتنا حصہ ہے؟ (۱۳۴۵-۴۴/۱۷۵ھ)

الجواب: اس طرح وقف کرنا جائز ہے، اور چوں کہ صورت مسئولہ میں کوئی اس کے لڑکا نہیں ہے، اس لیے جائداد کی تمام آمدنی اس کی لڑکیوں کے لیے ہے، ان کے بعد کسی کو اس میں سے کچھ لینے کا حق نہیں رجل قال: أرضی هذه صدقة موقوفة علی ولدی، کانت الغلة لولد یستوی فیه الذکر والأنثی الخ وإن لم یبق واحد من البطن الأول تصرف الغلة إلی الفقراء الخ(۱) (خانیة ج:۳) فقط

(۱) الفتاوی الخانیة مع الهندیة ۳۱۹/۳ کتاب الوقف – فصل فی الوقف علی الأولاد والأقرباء والجیران

وقف علی الاولاد کی آمدنی کے مصارف

سوال: (۲۴۳) ..... (الف) وقف علی الاولاد کی صورت میں اگر کوئی شخص بیٹے اور بیٹی کا حصہ برابر رکھے یا مثلاً تین چار بھائی بھتیجوں وغیرہ میں سے بعض کو مالدار ہونے کی وجہ سے محروم رکھے تو واقف گنہ گار ہوگا یا نہیں؟

(ب) بیٹوں کی موجودگی میں نواسہ یا نواسی کو آمدنی جائداد موقوفہ میں سے حصہ مقرر کرنا ایک بیٹی کے برابر؟

(ج) بیٹی کے ساتھ اخیافی بھائی کے لیے آمدنی وقف سے حصہ مقرر کرنا، اور بھتیجا یا چچا زاد بھائی کے لیے جو کہ عصبہ ہے وقف کی آمدنی سے حصہ مقرر نہ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۷۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف) یہ صحیح ہے اور واقف کو اس وجہ سے گنہ گار نہ کہا جائے گا۔ (۱)

(ب) یہ بھی صحیح اور درست ہے۔

(ج) یہ سب درست ہے شرائط واقف سب معتبر اور صحیح ہوتی ہیں، لہٰذا جس طرح واقف حصص مقرر کردے گا اسی طرح سب اقارب کو حصص دیے جائیں گے، اور اس میں میراث کا لحاظ نہیں ہے، بلکہ شرط واقف کا اعتبار ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: شرط الواقف کنص الشارع (۲)

جس جائداد کی آمدنی کا کسی کے لیے وعدہ کیا ہو اس کو وقف کرنا

سوال: (۲۴۴) ایک شخص نے اپنے لڑکے کا نکاح اس شرط پر کیا کہ زوجہ جب رخصت ہوگی، دس روپے ماہوار میری جائداد سے پاتی رہے گی، اور مجھے اپنی جائداد میں سے اس قدر جائداد فروخت کرنے کا اختیار نہ ہوگا؛ جس کی آمدنی دس روپے ماہوار ہو، بعد مدت کے اس جائداد کو اپنے دوسرے بیٹے کے نام وقف علی الاولاد کردی؛ تو یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟ میں نے یہ جواب دیا کہ کل جائداد کا وقف صحیح ہے۔ (۷۶۵/۱۳۴۵ھ)

---

(۱) شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع ردالمحتار ۶/۴۱۲ کتاب الوقف.

(۲) ردالمحتار ۶/۵۰۸ مطلبٌ: شرط الواقف کنص الشارع.

الجواب: آپ نے جو جواب اس سوال کا دیا ہے صحیح ہے، وقف کل کا صحیح ہوگیا؛ کیوں کہ ارادہ اور وعدۂ مذکورہ سے جائداد مذکور اس کی ملک سے نہ نکلی تھی، اور صحت وقف کے لیے اسی قدر شرط ہے کہ وہ جائداد بوقت وقف ملک واقف ہو کما في الشامي: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسبب فاسد الخ (۱)

اولاد پر وقف کرنے میں کسی کی حق تلفی ہوتو واقف گنہ گار ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۲۴۵) والد صاحب رجسٹری کرانے کے بعد، جائداد کو وقف علی الاولاد کرنا چاہتے ہیں؛ تا کہ میری حق تلفی ہو؛ تو وہ ماخوذ ہوں گے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۱۲۱۶ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد حسب شرائط واقف صحیح ہے، اس میں کسی کی حق تلفی نہیں سمجھی جاتی ہے، باقی یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ كما ورد في الحديث: إنما الأعمال بالنيات (۲) جیسی جس کی نیت ہوگی بدلا پاوے گا، اگر نیت کسی وارث کو محروم کرنے کی ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ و گنہگار ہوگا حدیث شریف میں ہے: من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة (۳) یعنی جو شخص کسی وارث کی میراث قطع کرے گا، اس کو جنت کی میراث قیامت کے دن نہ ملے گی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

وقف علی الاولاد میں ایک بیٹے کے لیے تمام آمدنی مقرر کرنا

سوال: (۲۴۶) زید نے اپنی سب جائداد اپنے چھوٹے بیٹے کے نام وقف کردی، اور اپنے بڑے لڑکے کو محروم کردیا؛ بلکہ بڑے لڑکے کی والدہ، یعنی اپنی دوسری بیوی کے روپے سے (جو جائداد)

---

(۱) الشامي ۶/۴۱۰ كتاب الوقف. شرائط الوقف.

(۲) عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ ما نوى؛ فمن كانت هجرته الى دنيا يُصِيبُهَا أو إلى امرءة ينكحها؛ فهجرته إلى ماهاجر اليه (صحيح البخاري ۲/۱ باب كيف كان بدء الوحي)

(۳) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة رواه ابن ماجة ورواه البيهقي في شعب الإيمان عن أبي هريرة (مشكاة المصابيح ص:۲۶۶ باب الوصايا)

بطور امانت خرید کی تھی، جو زید کی بیوی کی ملکیت تھی، اپنے قبضۂ متصرفی وغلبۂ اثر سے اپنے ورثہ کی جائداد میں ملا کر وقف کردی؛ کیا یہ وقف جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۴۸۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد میں ایک بیٹے کے لیے تمام آمدنی مقرر کرنا، اور دوسرے بیٹے کے لیے کچھ نہ کرنا، صحیح ونافذ ہے؛ یعنی وقف صحیح ہوگا، اور جس بیٹے کے لیے آمدنی مقرر کی ہے اسی کو ملے گی، اور جس کے لیے کچھ نہیں کیا، اس کو کچھ نہ ملے گا، اور دوسرے کی زمین کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے؛ پس جو زمین اپنی زوجہ کے روپے سے اس کے لیے خریدی وہ اس کی مالک ہے، اس کو بلا اس کی اجازت کے وقف کرنا صحیح نہیں ہے۔ کما فی ردالمحتار: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا الخ (۱) وفي العالمغيرية في شرائط الوقف: منها الملك وقت الوقف حتى لو غصب أرضًا فوقفها ثم اشتراها من مالكها ودفع الثمن إليه أو صالح على مال دفعه إليه لا تكون وقفًا كذا في البحر الرائق رجل وقف أرضًا لرجل آخر في بر سماه ثم ملك الأرض لم يجز وإن أجاز المالك جاز عندنا كذا في فتاوى قاضيخان (۲) (۱۹۹/۳) فقط

ایک بیٹے کے نام وقف کرنا، دوسرے کو محروم رکھنا

سوال: (۲۴۷) ایک شخص کے دو بیبیوں سے دو لڑکے ہیں: بڑا لڑکا تقریباً انتیس سال کا ہے، اور چھوٹا لڑکا نو سال کا ہے؛ باپ نے ناراض ہوکر غصے کی حالت میں لوگوں کے بہکانے پر ۱۳۳۳ھ میں جائداد صرف چھوٹے بیٹے کے نام بہ حالت صحت وقف کردی، اور بڑے لڑکے کے لیے وقف کی دستاویز میں لکھا کہ اس کی اور اس کی والدہ کی ٹرسٹیوں کو خبر ہے، اس کی والدہ کو سات روپے ماہوار تا زیست دیے جائیں؛ باقی وقف کی ملکیت میں ان کا کچھ واسطہ نہیں؛ تین مسلمان، دو ہندو، ٹرسٹی مقرر کیے ہیں؛ تین ٹرسٹی ضد اور اپنی بات قائم کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ خبر نہیں، وقف کی دستاویز میں بیٹے ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ نہیں مگر ۳۳ھ میں اسکول میں داخل ہونے سے ملازمت تک بڑے لڑکے کا

(۱) الشامي ۶/۴۱۰ كتاب الوقف – شرائط الوقف.
(۲) الفتاوى الهندية ۲/۳۵۳ كتاب الوقف – شرائط الوقف.

بیٹا ہونا اور ساتھ رہنا باپ کی تحریرات اور سرکاری کاغذات سے ثابت ہے، ٹرسٹی بڑے لڑکے کو تنخواہ دیتے ہیں، مگر جائداد میں حصہ دینا نہیں چاہتے؛ اب سوال صرف یہ ہے کہ وقف علی الاولاد میں دو لڑکوں میں سے صرف چھوٹے لڑکے کے نام وقف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور ناراضی کا وقف صحیح ہے یا نہیں؟

(۱۴۸۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: درمختار وغیرہ میں ہے: شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) اور یہ بھی فقہاء نے تصریح فرمائی ہے: مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) پس اگر واقف نے اپنی مملوکہ جائداد وقف کر کے آمدنی اس کی خاص اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے خاص کی تو وہ آمدنی اسی کو ملے گی، بڑے بیٹے کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا، اور کسی بیٹے سے ناراض ہو کر وقف کرنا شرعاً صحیح و نافذ ہے؛ یعنی جس وقت واقف نے الفاظ وقف زبان سے کہے یا تحریر کیے، وقف صحیح ہو جاوے گا؛ باعث اس کا خواہ کسی سے ناراضی ہو یا اور کوئی وجہ ہو۔ فقط

وقف علی الاولاد میں بعض ورثاء کو محروم رکھنا

سوال: (۲۴۸) بکر نے اپنی جائداد کو اس طرح سے وقف علی الاولاد کیا؛ جس سے بعض ورثہ اپنے شرعی حق سے محروم ہو گئے؛ تو کیا اس طور سے وقف علی الاولاد کہ جس سے بعض ورثہ کا حق شرعی تلف ہوتا ہو، جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں جائز ہے تو کیا ایسے شخص کے لیے کوئی وعید شرعی ہے؟ اور ان بعض ورثہ کو جن کا حق تلف کیا گیا ہے، اپنا حق لینے کا اختیار ہے یا نہیں؟ (۵۸۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد صحیح ہے اور جس شرط سے وقف علی الاولاد کیا گیا وہ صحیح ہے، جن ورثہ کا حق واقف نے جس قدر مقرر کیا، اس کو اسی قدر ملے گا، اور واقف کی نیت اگر حق تلفی کی ہے تو اس کی باز پرس اسی سے ہوگی، مگر وقف ان ہی شرائط کے ساتھ نافذ ہوگا جو شرطیں واقف نے لکھیں۔ فقط واللہ اعلم

وقف علی الاولاد میں کسی کا حصہ کم اور کسی کا حصہ زیادہ مقرر کرنا

سوال: (۲۴۹)...... (الف) بعض لوگ وقف علی الاولاد کرتے ہیں مگر کسی کو کم حصہ دیتے ہیں کسی کو زیادہ؟

(ب) وقف علی الاولاد میں جب کوئی نہیں رہتا جن کے نام وقف کیا ہے تو صاحب جج کو اختیار دیتے ہیں کہ اس کو نیک کام میں صرف کریں؟

(ج) ایسی جائداد کا متولی ہونا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ واقف نے لکھ دیا ہے کہ بیٹے کے ذکور خاندان میں متولی ہوں، اور اس کی بیٹی ہوتو اس کو متولی ہونا چاہیے؟

(د) ایسا وقف علی الاولاد جب ناجائز ہوتو ٹوٹ سکتا ہے یا نہیں؟ (۶۰۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف تا د) ان سب نمبر ہائے سوالات کا جواب بالا جمال یہ ہے کہ وقف علی الاولاد شرعاً صحیح ہے، اور جو کچھ تفصیل مصارف اور حصص کی واقف معین کردے گا وہ معتبر ہے، اگر چہ کسی کو زیادہ کسی کو کم لکھے، اور جب کہ واقف نے یہ شرط بھی لکھ دی کہ جب کوئی نہ رہے تو وہ آمدنی فقراء ومساکین و مصارف خیر میں صرف ہوتو وہ وقف صحیح ہو جاتا ہے، خواہ یہ کام صاحب جج کے سپرد کرے یا متولی کے، اور متولی ہونا ایسی جائداد موقوفہ کا جائز اور صحیح ہے، اور جو شرائط اور تفصیل تولیت کے متعلق واقف نے لکھی وہ معتبر ہیں، اسی طرح سلسلہ تولیت کا جاری رہے گا جیسا کہ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں ہے: **شرط الواقف كنص الشارع** (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) اور چوں کہ ایسا وقف صحیح ہے لہٰذا وہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ فقط

بیوی کو محروم کرنے کی غرض سے مرض موت میں اپنی کل جائداد اولاد پر وقف کرنا

سوال: (۲۵۰) محمد صدیق مختار ساکن موضع املیا نے اپنی کل جائداد صحرائی وسکنائی کی نسبت بہ حالت مرض الموت ایک وقف نامہ اپنی اولاد کے حق میں، بہ موجب قانون وقف علی الاولاد اپنی زوجہ اولی کو دین مہر وحق شرعیہ سے محروم کرنے کی غرض سے، رجسٹری کرا کر مرگئے؛ معروضہ ذیل کا جواب تحریر فرمایا جائے۔

(الف) اوّل یہ کہ وقف مذکور جو بہ نیت مار لینے دین مہر وحق شرعیہ کے کیا گیا، جائز ہے یا نہیں؟

(ب) دوم یہ کہ وقف نامہ مذکور چوں کہ بہ حالت مرض کیا گیا، اس صورت میں بہ موجب شرع شریف یہ وقف نامہ متصور ہوگا یا وصیت نامہ؟ اور درصورت وصیت نامہ متصور ہونے کے اس کا نفاذ کل جائداد وغیرہ متروکہ متوفی پر ہوگا یا ایک ثلث پر؟ (۱۶۵۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف) وقف صحیح ہوجاتا ہے جبکہ شرائط وقف موجود ہوں، باقی اگر نیت اس وقف سے بری ہے تو مؤاخذۂ اخروی ہوگا لیکن وقف صحیح و نافذ ہوجائے گا(۱)

(ب) مرض الموت میں وقف کرنا بہ حکم وصیت ہے؛ اس لیے ایک ثلث میں جاری ہوگا درمختار میں ہے: إعتاقه ومحاباته وهبته ووقفه وضمانه كل ذلك حكمه كحكم وصية فيعتبر من الثلث الخ (۲) البتہ اگر ورثہ کل کے وقف کو تسلیم کرلیں تو کل جائداد وقف ہوجائے گی كما هو حكم الوصية بالكل كذا في الدر المختار. فقط

اولاد پر وقف کی ہوئی جائداد بیوی کے دین مہر میں نیلام ہوسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۵۱) زید نے اپنی زندگی میں اپنی جائداد کو وقف علی الاولاد کردیا، اب زید کی زوجہ نے دین مہر کی نالش کی، جو کہ متولی نابالغ کے مقابلے میں ڈگری یک طرفہ ہوگئی؛ خلاصہ سوال یہ ہے کہ جائداد وقف علی الاولاد زوجہ کے دین مہر میں نیلام ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد شرعاً صحیح ہے، اور اس میں موافق شرط واقف کے عمل درآمد ہوگا، اور موافق تفصیل مذکور کے آمدنی وقف مذکور کی اس کے وارثوں پر تقسیم ہوگی كما في الشامي وغيره: شرط الواقف كنص الشارع (۳) اور زوجہ کے دین مہر میں وہ جائداد موقوفہ فروخت نہیں ہوسکتی جیسا کہ درمختار میں ہے: فإذا تم ولزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ الخ قوله لايملك أي لايكون مملوكًا لصاحبه ولا يملك أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه (۴) (شامی) فقط

(۱) لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا (ردالمحتار ۶/۴۱۰ كتاب الوقف - شرائط الوقف) عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من فرض من ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة (ابن ماجه ص:۱۹۴ أبواب الوصايا - باب الحيف في الوصية)

(۲) الدر المختار مع الرد ۱۰/۳۱۴ كتاب الوصايا - باب العتق في المرض.

(۳) الدر مع الرد ۶/۵۰۸ كتاب الوقف - مطلبٌ في قولهم شرط الواقف كنص الشارع.

(۴) الدرمع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف - قبل مطلبٌ في شرط واقف الكتب أن لا تعار إلا برهن.

واقف کی بیوی اپنا مہر موقوفہ جائداد سے وصول کرسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۵۲) زید نے اپنی جائداد وقف علی الاولاد کی اور مرگیا، اور اس پر اپنی زوجہ کا دین مہر واجب الاداء ہے؛ وہ اس جائداد سے اپنا مہر لے سکتی ہے یا نہیں؟ (۶۵/۷-۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار میں ایسی صورت میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر بہ حالت مرض الموت وقف کرے، اور دین محیط ہے تو وقف باطل ہے، اور اگر حالت صحت میں وقف کرے تو وقف صحیح ہے۔ (پس مذکورہ وقف حالت صحت میں واقع ہوا ہو تو زوجہ اپنا دین مہر موقوفہ جائداد سے نہیں لے سکتی، اور اگر وقف مرض موت میں واقع ہوا ہو تو زوجہ اپنا دین مہر جائداد سے وصول کرسکتی ہے)

وبطل وقف راهن معسر ومريض مديون بمحيط بخلاف صحيح الخ. قوله: بخلاف صحيح أي وقف مديون صحيح فإنه يصح ولو قصد به المماطلة، لأنه صادف ملكه كما في أنفع الوسائل عن الذخيرة قال في الفتح: وهو لازم لا ينقضه أرباب الديون الخ(۱) (شامی) وفي الدر المختار: أيضًا فإن شرط وفاء دينه من غلته صح، وإن لم يشرط يوفى من الفاضل عن كفاية بلاسرف ولو وقفه على غيره فغلته لمن جعله له خاصةً، وفي الشامي: قوله فإن شرط وفاء دينه أي وقفه على نفسه (۲)

واقف کے لڑکے کی بیوی اپنا مہر موقوفہ جائداد کی آمدنی سے وصول کرسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۵۳) زید نے اپنی جائداد وقف علی الاولاد کردی، اس کے لڑکے کی بیوی کا مہر معجّل ہے؛ وہ آمدنی جائداد موقوفہ علی الاولاد سے وصول کرسکتی ہے یا نہیں؟ (۶۵/۷-۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ لڑکے کی زوجہ اس جائداد موقوفہ سے اپنا مہر نہیں لے سکتی، البتہ چونکہ وہ جائداد اسی لڑکے پر وقف ہے تو اس کی آمدنی کا وہ مالک ہے، پس جس وقت آمدنی جائداد مذکور کی لڑکے

(۱) الدر والرد ۶/۴۷۰ كتاب الوقف – مطلبٌ: الوقف في مرض الموت.

(۲) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۷۱ كتاب الوقف– قبل مطلبٌ في وقف الراهن والمريض المديون.

کے قبضہ میں آوے، اس وقت وہ عورت اس سے مطالبہ اپنے مہر کا کر سکتی ہے، اور اس آمدنی کو اس سے اپنے مہر میں لے سکتی ہے، جیسا کہ ہر ایک دائن و مدیون میں یہ حکم ہے کہ جس وقت مدیون کے پاس کچھ روپیہ وغیرہ ہو دائن اس سے مطالبہ کر سکتا ہے، اور جس طریق سے ہو سکے اپنا حق اس سے وصول کر سکتی ہے، کیوں کہ ہر ایک صاحب حق کو اپنا حق اعیان مملوکہ مدیون سے وصول کرنے کا حق حاصل ہے؛ غرض یہ کہ جو آمدنی جائداد موقوفہ کی ہوگی اول وہ موقوف علیہ یعنی پسر کو ملے گی؛ پھر اس سے اس کی زوجہ اپنے دین مہر میں لے سکتی ہے، درمختار میں ہے: والقاضي يحبس الحر المديون ليبيع ماله لدينه وقضى دراهم دينه من دراهمه يعني بلا أمره وكذا لو كان دنانير الخ لايبيع القاضي عرضه ولا عقاره للدين خلافًا لهما، وبه أي بقولهماالخ يفتى الخ ويبيع كل مالا يحتاجه في الحال (۱) وفي الشامي: أن عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم لمطاوعتهم في الحقوق. والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أي مال كان الخ (۱)(۵/۹۵ كتاب الحجر) الغرض جو چیز ملک شوہر میں ہو مثلاً غلہ یا نقد آمدنی، جائداد موقوفہ (سے جو) اس کو وصول ہو، اس سے دین مہر معجل لیا جا سکتا ہے۔

مرض موت میں اولاد پر کتابیں وقف کرنا

سوال: (۲۵۴) زید نے مرض موت میں کتابیں وقف علی الاولاد کیں؛ جائز ہے یا ناجائز؛ اس کا کیا حکم ہے؟ (۱۹۹۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: إعتاقه ومحاباته وهبته ووقفه وضمانه كل ذلك حكمه كحكم وصية فيعتبر من الثلث الخ (۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ مرض موت کا وقف بہ حکم وصیت ہے، اور وارثوں کے لیے وصیت صحیح نہیں ہوتی، اور صورت مسئولہ میں زید نے جو کتابیں اپنے بیٹوں کے لیے وقف علی الاولاد کی ہیں، چوں کہ یہ وقف مرض موت میں کیا ہے؛ اس لیے اس کا حکم وصیت جیسا ہے، اور بیٹے چوں کہ وارث شرعی ہیں، لہٰذا ان کے حق میں وصیت صحیح نہیں ہوئی، اور ان کو وقف علی الاولاد کی مد میں

(۱) الدر المختار والشامي ۹/۱۸۱،۱۸۲ كتاب الحجر - قبل مطلبٌ: تصرفات المحجور بالدين كالمريض
(۲) الدر المختار مع الشامي ۱۰/۳۱۴ كتاب الوصايا. باب العتق في المرض.

کچھ نہیں ملے گا؛ بلکہ جملہ ترکہ زید متوفی کا زید کی ملک ہے، بعد وفات زید کے تمام ورثاء شرعیہ کو حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جائے، بعد تقسیم کے ہر ایک وارث اپنے حصے کی کتابیں جہاں چاہے رکھ سکتا ہے۔ فقط

اولاد پر وقف کی ہوئی جائداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی

سوال: (۲۵۵) فضل حسین خان نے اپنی جائداد اپنی پوتی کے نام وقف علی الاولاد کر دی تھی، اور اپنے بھتیجے فیاض علی خان کو متولی کر دیا ہے؛ اب فضل حسین خان نے اپنی وفات پر چند وارث چھوڑے ہیں، ان کو ترکہ تقسیم ہوگا یا نہیں؟ (۸۸۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: فضل حسین خان نے اگر اپنی جائداد کو وقف علی الاولاد کر دیا ہے تو وہ وقف صحیح ہو گیا، جس قدر حصہ جس کا اس نے وقف نامے میں لکھ دیا ہے اس کے موافق نفع تقسیم ہوتا رہے گا، اب اس جائداد موقوفہ میں میراث جاری نہ ہوگی؛ پس شرائط وقف نامے کے موافق عمل در آمد کیا جاوے (درمختار وغیرہ)

رشتے دار یا وارث کو متولی بنانا ضروری نہیں

سوال: (۲۵۶) ایک لاولد بیوہ عورت حنفی المذہب اہل سنت والجماعت کو، کچھ حقیت صحرائی وسکنائی بالعوض دین مہر وحق زوجیت پہنچی، اس نے اس حقیت کو حسب قانون رائج الوقت وقف علی الاولاد کر کے، ایک ایسے شخص کو جو اس کا وارث نہ تھا متولی مابعد مقرر کیا، کیا ایسا وقف جس میں حقوق وارثان کا کچھ لحاظ نہیں رکھا گیا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کی تولیت جو رشتہ دار تو ہے مگر وارث نہیں ہے؛ جائز ہے یا نہیں؟ اس وقف نامے میں مسماۃ نے اپنے برادر زادے کو جو بوجہ فوت ہو جانے اپنے باپ کے بہ زمانہ زندگی مسماۃ مذکورہ محروم الارث ہو چکا تھا متولی قرار دیا ہے، اور اس وقت بعد وفات مسماۃ مذکورہ اس کا ایک بھائی اور دو ہمشیرہ حقیقی موجود ہیں۔ (۲۱۱۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مالک کو اپنی مملوکہ اشیاء جائداد وغیرہ کا کلی اختیار ہوتا ہے، اور ہر قسم کا تصرف اس میں کر سکتا ہے، لیکن کسی وارث کے محروم کرنے کی غرض سے کوئی تصرف کرنا گناہ ہے اور ممنوع ہے، بہر حال مسماۃ مذکورہ کا وقف علی الاولاد جائز ہے، اور جس کو اس نے متولی بنایا وہ متولی ہو گیا، اور جو کچھ شرائط

موافق شریعت کے اس نے متعلق وقف کے لکھی ہیں وہ سب واجب العمل ہیں، اور متولی ہر ایک شخص دیانت دار صالح کو بنانا جائز ہے، رشتہ دار یا وارث کو متولی بنانا ضروری نہیں ہے، لہٰذا تولیت مسماۃ کے برادرزادے کی صحیح ہے رد المحتار میں ہے: شرائط الواقف معتبرة إذالم تخالف الشرع (۱) شرط الواقف كنص الشارع (۲)

(۱) الشامی ۶/۶۱۲ کتاب الوقف — مطلبٌ شرائط الواقف معتبرة الخ۔
(۲) الدر المختار مع الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف — مطلبٌ فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع۔

وقف کے متفرق مسائل

موقوفہ جائداد کو دست برد سے بچانا مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے

سوال: (۲۵۷)......(الف) موضع گوپامئو ضلع ہردوئی میں ایک مسجد ہے، اور اس کے متعلق چند دکانیں و جائداد وغیرہ ہیں، جس کا محصول مسجد میں صرف ہوتا ہے، اور دکانوں کا کرایہ وغیرہ مدرسہ عربیہ کے مدرس بطور تولیت وصول کرتے ہیں؛ اب سنا گیا ہے کہ بعض شریرالطبع لوگوں نے اس موضع کے ایک ہندو مہاجن کو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ دکانوں وغیرہ کا کرایہ وہ وصول کرے، اور جائداد پر قبضہ کرے؛ اگر مہاجن مذکورہ اس بات پر آمادہ ہوگیا تو ایسی صورت میں آیا ہم مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ اس جائداد موقوفہ کو ان کی دست برد سے بچائیں یا کیا کریں؟

(ب) اگر چند مسلمان بطور فیصلہ باہمی کے اس موقوفہ جائداد کے جزو یا کل کو دینا منظور کرلیں تو یہ حق بہ جانب ہے یا نہیں؟

(ج) جو مسلمان تمام مسلمانوں کے خلاف ذاتی مخالفت کی وجہ سے مہاجن کو اس طرف آمادہ کریں، اور وقف کا بھی کچھ خیال نہیں کرتے؛ ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

(د) جو شخص وقف کی حفاظت میں بقدر امکان حصہ نہ لے، اور مہاجن کی مروت میں آکر تساہل و اغماض اختیار کرے؛ وہ کس شمار میں ہے؟ (۳۲/۲۴۴۰-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) مسلمانوں کو ضروری ہے کہ ایسی حالت میں وقف کی امداد و اعانت ہر قسم کی کریں، اور دست برد سے بچائیں۔

(ب) یہ جائز نہیں ہے؛ وقف میں ایسا تصرف کسی کو درست نہیں، اور وقف کسی طرح کسی کی

ملک میں داخل نہیں ہوسکتا: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَکُ وَلا یُمَلَّکُ مسئلہ مسلمہ ہے۔

(ج) وہ لوگ شرعاً گنہ گار اور فاسق ہیں؛ اگر وہ باز نہ آویں تو مسلمانانِ ان سے متارکت کردیں، اوران سے علیحدہ ہوجاویں۔

(د) وہ گنہ گار اور فاسق ہیں۔ فقط

قرآن مجید اور کتابیں وقف کرنے کا ثواب

سوال: (۲۵۸) مدرسے میں کتابیں اور قرآن مجید وقف کرنے میں کیا ثواب ہے؟ (۲۶۰۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وقف کرنا صدقات جاریہ سے ہے، اس کی فضیلت میں احادیث وقرآن مملو ہیں:
عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلّامن ثلثة إلّا من صدقة جارية الحديث (۱) رواه الجماعة إلّا البخاری. وعن عثمان رضی الله عنه أن النبی صلى الله عليه وسلم قدم المدينة وليس بها ماء يستعذب غير بئر رومة فقال: من يشتری بئر رومة؟ فيجعل فيها دلوه مع دلاء المسلمين بخير له منها فی الجنة رواه النسائی والترمذی (۲) اور بعض الفاظ میں ہے من حفر بئر رومة دخل الجنة الحاصل بئر رومۃ کے خریدنے، اور پھر اس کو وقف کردینے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دخول جنت کی بشارت ہے، اور حدیث سابق میں تصریح ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے لیے کوئی چیز کارآمد نہیں، مگر صرف تین چیزیں: جن میں سے ایک ''صدقہ جاریہ'' ہے، ظاہر ہے کہ صدقہ جاریہ سے مراد یہی ''وقف'' ہے اس لیے علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث میں وقف فی سبیل اللہ کردینے کی بڑی فضیلت ہے غرضیکہ وقف تقرب الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے۔

---

(۱) مشکوۃ شریف، ص:۳۲ کتاب العلم.

(۲) عن ثمامة بن حزن القُشيری قال: شهدت الدار حين أشرف عليهم عثمان فقال: أنشدكم بالله وبالإسلام هل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة وليس بها ماءٌ يستعذب غيربئررومة، فقال: من يشتری بئررومة؟ فيجعل فيها دلوه مع دلاء المسلمين بخيرله منها فی الجنة فاشتريتها من صلب مالی فجعلت دلوی مع دلاء المسلمين (الحديث) (النسائی ۲/۱۰۹ كتاب الإحباس — باب وقف المسجد) وروى الترمذی مثله بتغيير يسيرٍ فی ۲/۲۱۱ فی مناقب عثمان بن عفان رضی الله عنه.

وقف کا ثواب واقف ہی کو پہنچتا ہے

سوال: (۲۵۹) ایک شخص نے کچھ جائداد فی سبیل اللہ وقف کی، جس کا منشا بہ ظاہر یہی ہوتا ہے کہ اس کا ثواب واقف کو بذاتہ پہنچتا رہے، اور اپنے بعد اپنے بیٹے کو متولی قرار دیا ہے؛ کیا اس بیٹے کو یہ اختیار ہے کہ وقف کا ثواب بجائے والد کے بڑے پیر صاحب یا دیگر بزرگان دین اور اپنے اعزہ کو پہنچائے؟ (۲۴۴۵/۱۳۳۰ھ)

الجواب: فی سبیل اللہ وقف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی آمدنی امور خیر میں صرف کی جاوے۔(۱) اور ثواب اس کا واقف کو ہی پہنچتا رہے گا، متولی کی نیت کا اس میں اعتبار نہ ہوگا۔

باپ کی وفات کے بعد باپ کی خرید کردہ کتابیں بیٹے نے وقف کیں تو ثواب کس کو ملے گا؟

سوال: (۲۶۰) باپ نے لڑکے کے واسطے کتب دینیہ بہ غرض تعلیم خریدیں، مگر اس نے کچھ حاصل نہ کیا اور کتب رکھی رہیں، بعد وفات باپ کے؛ لڑکا مدرسہ اسلامیہ میں کتابیں وقف کردیوے تو ثواب کا مستحق کون ہوگا؟ (۱۹۵۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: باپ کے مرنے کے بعد لڑکا جو وارث ہے وہ مالک ہوگیا، وقف کرنے کا ثواب اسی کو ہوگا، اور باپ کو اس کی نیت خیر کا ثواب ہوگا، جس لیے اس نے خریدیں (۲)

---

(۱) حتی أن من وقف داره أو أرضه يلزمه التصدق بغلة الدار والأرض (بدائع ۳۶۶/۵ کتاب الوقف والصدقة)

(۲) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه يقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لإمرئ ما نوى؛ فمن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو إلى امرءة ينكحها؛ فهجرته إلى ما هاجر إليه (صحیح البخاری ۲/۱ باب کیف کان بدء الوحی)

دَین مہر کے عوض شوہر کی جائداد پر قبضہ کر کے اسے وقف کرنا

سوال: (۲۶۱) جو عورت بعد مرنے اپنے شوہر کے جائداد شوہری پر بعوض مہر قابض ہو جائے وہ اس کو وقف کر سکتی ہے یا نہیں؟ (۳۲۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: کوئی بھی شخص اسی جائداد کو وقف کر سکتا ہے جس کا وہ قطعی طور سے مالک ہے، دین مہر کے عوض جائداد پر قبضہ کرنے سے عورت ابھی مالک اس جائداد کی نہ ہوئی، باقی ورثہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مہر وہ ادا کر دیویں اور جائداد خود رکھیں زوجہ صرف حصۂ شرعی کے بقدر وارث ہوگی۔

وقف کے نگراں کا وقف کی جگہ سے دینی تعلیم دینے والے کو بے دخل کرنا

سوال: (۲۶۲) زید نگراں کسی خانقاہ وقف کا خالد کو (جو اس خانقاہ کے کسی حصے میں بچوں کو قرآن شریف و دیگر امور خیر کی تعلیم بلا اجرت دیتا ہے) بے دخل کرنے کا مجاز ہے یا نہیں؟ کیا وہ شرعًا اس درگاہ کا مالک جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۰۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اوقاف میں اس قسم کے امور متولی کی اجازت سے ہونے چاہئیں، اور واقف کی شرائط کے موافق عمل درآمد ہونا چاہیے؛ صورت مسئولہ میں یہ معلوم نہیں ہے کہ واقف کی شرائط کیا ہیں، وہ وقف کس کام کے لیے ہوا ہے، اور متولی کس بناء پر خالد کو روکتا ہے، مفصل کیفیت وقف کی اور شرائط واقف معلوم ہونے پر، اور متولی کے بیان کے ظاہر ہونے کے بعد کچھ حکم کیا جا سکتا ہے، مثلاً اگر واقف نے تعلیم کے لیے اس کو وقف نہیں کیا، دوسرے کاموں کے لیے وقف کیا ہے تو کسی کو اس میں مزاحمت کا اختیار نہیں ہے؛ البتہ شرائط واقف جو خلاف شریعت ہوں ان پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ فقط

ملازمین اوقاف کو تعطیلات کی تنخواہ دینا، اور وظیفہ مقرر کرنا

سوال: (۲۶۳) اوقاف سلاطین کی آمدنی سے جو محاسب اور محافظ وغیرہ برسوں سے ملازم ہیں؛ اسی طرح جامع مسجد اکبرآباد کے وقف کی آمدنی سے چند محاسب اور محافظ و سر رشتہ دار (منشی) وغیرہ جو انتظام مسجد و آمدنی مسجد و ملازمین مسجد کے واسطے مقرر ہیں، اور اب بہت عمر رسیدہ ہو گئے ہیں، ان لوگوں

کو آمدنی وقف مذکور سے پنشن دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور بوجہ ضرورت بیماری، یا اور کسی ضرورت سے، وہ رخصت زائد علاوہ تعطیل ماہ رمضان یا جمعہ کے، لینا چاہیں تو ان کو رخصت بلا وضع تنخواہ دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی تحریر فرمایا جاوے کہ اگر ان اوقاف کے مصارف مصارف بیت المال ہی ہیں تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ اور اگر فی الواقع یہ اوقاف صحیحہ ہی ہیں؛ مگر نیت واقف کا بہ نسبت اوقاف مذکورہ کسی طرح پتہ نہیں چل سکتا؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ اور ان لوگوں کا حکم اور امام ومؤذن کا حکم ایک ہے یا کچھ فرق ہے؟ (۶۵/۷ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ امراء ووزراء وسلاطین کی جاگیریں مملوکہ بھی ہوتی ہیں، پس ان کو وقف کرنا وقف حقیقی اور وقف صحیح ہے، اور اوقاف کے ملازمین کو بدون کارکردگی کچھ اجرت اور وظیفہ نہیں مل سکتا، لہٰذا پنشن دینا ان کو درست نہیں ہے، البتہ معمول وعرف کے موافق ایام تعطیل ورخصت کی تنخواہ ان کو دینا درست ہے، اور اس بارے میں امام ومؤذن ودیگر ملازمین وقف مساوی ہیں۔ وهذا كله في كتب الفقه . فقط

وقف کی آمدنی سے متولی کو تنخواہ دینا

سوال: (۲۶۴) جائداد موقوفہ کا اگر کوئی شخص واسطے انتظام مسجد وموقوفہ جائداد متولی مقرر کیا جائے تو کیا شرعاً اس متولی کو اس جائداد میں سے سالانہ یا ماہانہ کچھ اپنے اخراجات کے واسطے لینا جائز ہے؟ (۳۳۰/۳۳۰ ۱۳۳۰ھ)

الجواب: متولی موصوف کو اس جائداد کی آمدنی میں سے بقدر اس کے اخراجات کے، اور بقدر اس کے کام کے، موافق گنجائش کے تنخواہ دینا جائز ہے اور درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر سرکار موقوفہ زمین کو جبراً لے کر اس کی قیمت دے تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۲۶۵) ایک قطعہ زمین وقف مسلمانان ''الموڑہ'' کی سرکار نے اپنے کام میں لانے کی ضرورت سے اپنا ایکٹ (قانون) لگا کر لے لیا ہے، اور اس کی قیمت سرکار دیتی ہے؛ یہ روپیہ لینا جائز

ہے یا نہیں؟ اور لے کر کیا کرنا چاہیے؟ (۱۹۱۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر بہ مجبوری یہ صورت ہوئی ہے کہ جبراً سرکار نے اس زمین کو لے کر، اس میں تصرف کرلیا ہے تو اس کی قیمت لے کر، اس قیمت سے دوسری زمین خرید کر، وقف کر دینا چاہیے، اور اس قیمت کو اپنے کام میں صرف نہ کرنا چاہیے۔ فقط

مسافر خانے کے لیے وقف کی ہوئی جگہ میں یتیم خانہ تعمیر کرنا

سوال: (۲۶۶) جو زمین جامع مسجد سے ملحق ہو، اور جس کے متولی نے اسے مسافر خانے کے واسطے وقف کر رکھا ہو، اور اصل متولی کی وفات کے بعد اس کی اولاد بھی اسی وصیت کے مطابق اس زمین پر مسافر خانہ ہی بنوانا چاہتی ہو، اور مقامی ضرورت ہے کہ اس جگہ پر یتیم خانہ بنایا جائے؛ آیا ایسی زمین کو جو مسافر خانے کے واسطے مخصوص کی گئی ہو یتیم خانہ کی صورت میں لانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۲۰۸۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: زمین موقوفہ مذکورہ میں یتیم خانہ تعمیر کرانا درست ہے، مسافروں کو بھی اس میں اجازت ٹھہرنے کی رہے گی، جو کہ مطابق غرض واقف ہے، پس جو مکان تعمیر کرایا جائے اس میں دونوں غرض حاصل ہوں گی، یتامی اور مسافرین دونوں کے لیے آسائش کی جگہ ہوگی۔ فقط

مریض کا آمدنیٔ وقف سے خرچ لینا

سوال: (۲۶۷) زید نے مصارف مریضوں کے لیے ایک جائداد وقف کی ہے، اور عمر اس کا متولی ہے؛ بکر مریض ہوا، اور طبیب جراح کا علاج بکر کا ہورہا ہے، بکر نے عمر سے کہا کہ جراح کو تیسرے چوتھے روز روپیہ دینا پڑتا ہے، اور میری حیثیت برداشت کی نہیں ہے لہٰذا جو روپیہ آپ کا میرے پاس جمع ہے اس میں سے بہ نیت صرفۂ وقف جراح کو دیا کروں گا؛ عمر نے اجازت دے دی؛ تو جس قدر روپیہ جراح کو دیا گیا وہ روپیہ وقف سے بکر کو عمر سے لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۸۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ روپیہ بکر کو عمر سے آمدنی وقف سے لینا درست ہے؛ کیوں کہ یہ غرض واقف کے موافق ہے۔ فقط

موقوفہ اشیاء کو خریدنے والا جو چاہے تصرف کرسکتا ہے

سوال: (۲۶۸) مال موقوفہ کو خرید کر پاخانہ میں لگانا اور لکڑی کو جلانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۵/۵۴۷ھ)

الجواب: خریدنے والے کو یہ سب کام درست ہیں، وہ اشیاء بعد خریدنے کے خریدنے والے کی ملک ہوگئیں؛ وہ جو تصرف چاہے کرے۔

متبرک مقامات وقف ہیں یا مملوک؟

سوال: (۲۶۹) مقامات متبرکہ مثل مزارات بزرگان و خانقاہ درویشان از مملوکات است یا اوقاف؟ (۱۲۱۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اگر شہرت سے مقامات کا وقف ہونا ثابت ہوجاوے تو اوقاف میں داخل ہیں۔ کما فی الدرالمختار: و تقبل فیه الشهادة علی الشهادة و شهادة النساء مع الرجال و الشهادة بالشهرة الخ (۱)

موقوفہ جائداد پر ناجائز قبضہ ختم کرانے کے لیے عدالت سے رجوع کرنا

سوال: (۲۷۰) اگر کوئی شخص اپنی جائداد بہ نام خدا تعالیٰ وقف کردے، اور پھر دوسرے آدمی جو اس کے شکمی وارث نہیں، واقف پر جبر کرکے اپنے یا اور کسی کے نام جائداد موقوفہ کا ہبہ نامہ یا بیع نامہ کرالیں، اور مال وقف پر خود جابرانہ قبضہ کرلیں، تو ایسی صورت میں اہل اسلام پر موجودہ عدالت سے چارہ جوئی کرکے، خدا کی چیز کو کسی شخص کے تحت و تصرف سے نکلوانا لازم ہے یا نہیں؟ اور جو تارکین موالات ہیں وہ بھی چارہ جوئی کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۷۵۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بیع اور ہبہ وغیرہ تصرفات جائداد موقوفہ میں صحیح نہیں ہیں، پس اگر کسی شخص نے جبرًا

---

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۸۴ کتاب الوقف. مطلب: المواضع التی تقبل فیها الشهادة حسبةً بلا دعوی.

داقف سے جائداد موقوفہ کا بیع نامہ یا ہبہ نامہ کرالیا تو شرعاً وہ باطل ہے؛ اہل اسلام کو چارہ جوئی کرنا اس
سے وقف کے چھڑانے میں ضروری ہے، اور جب کہ کوئی اور صورت فیصلہ کی نہ ہو تو عدالت موجودہ سے
چارہ جوئی کر کے اس وقف کو جاری کرانا، اور ہبہ کو باطل کرانا ضروری ہے، اور ترک موالات مانع اس
چارہ جوئی اور حق کی تائید کرنے کو نہیں ہے۔ فقط

احکامِ مسجد

مسجد اور اس کی زمین سے متعلق مسائل

اپنے شہر کی مسجد کے لیے وقف کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے

سوال: (۲۷۱) ہمارے موضع "جالور" میں ایک جامع مسجد ہے، مگر اس کے اخراجات ضروریہ کا کچھ انتظام نہیں ہے، اور موضع "جالور" کا رہنے والا ایک شخص خوش حال آسودہ مسمی نبی بخش ہے، اس نے اس مسجد میں ایک دکان نامزد کرنے کا وعدہ کیا تھا، دوسرے قصبہ کے لوگوں نے ـــــ جو ہمارے قصبے سے ساٹھ میل کے فاصلے پر ہیں ـــــ کوشش کر کے اس شخص نبی بخش سے وعدہ کرالیا کہ دکان مذکور کو ان کی مسجد میں دے دیں؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۶۰۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: دور کے قصبہ اور شہر کی نسبت اپنے شہر کی مسجد کا زیادہ حق ہے، اور جب کہ ضرورت اپنے شہر کی مسجد میں زیادہ ہے تو اس کو مقدم کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے؛ لہٰذا نبی بخش کو مناسب ہے کہ اپنے شہر کی جامع مسجد کے اخراجات کے لیے انتظام کرے کہ یہ اس پر حق ہے، اور ثواب بھی اس میں زیادہ ہے، چاہیے کہ پہلے وعدے کو پورا کرے، اور دوسرے وعدے کی وجہ سے پہلے وعدے کو نہ چھوڑے۔

مسجد شرعی کے لیے زمین کا وقف ہونا ضروری ہے

سوال: (۲۷۲) جس زمین میں مسجد ہو اس زمین کا وقف ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ (۸۱۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد ہونے کے لیے زمین کا وقف ہونا ضروری ہے، اگر زمین وقف نہ ہو مسجد شرعی نہیں ہوتی۔ فقط

مسجد ہونے کے لیے مکان کا وقف ہونا ضروری ہے

سوال: (۲۷۳) یہاں مسجد نہ ہونے کی وجہ سے ایک مسلمان نے اپنا مکان نماز پڑھنے کے لیے مسلمانوں کو دے رکھا ہے، اوپر کے حصے میں اذان ونماز ہوتی ہے، اور نیچے کا حصہ مدرسے کے لیے کرائے پر دے رکھا ہے، اور کاغذات سرکاری میں یہ مکان ملک حصہ داران درج ہے، اور اس مکان کی شکل بھی مسجد جیسی نہیں ہے تو مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟ (۱۱۶۱/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اگر اس رئیس نے اس مکان کو وقف نہیں کیا، اور اپنی ملک سے خارج نہیں کیا، اور نیچے کا حصہ اس کا کرائے پر دیا گیا ہے تو وہ مسجد نہیں ہے، مسجد ہونے کے لیے وقف ہونا اس مکان کا ضروری ہے، اور مسجد کے نیچے کے حصے کو کرائے پر دینا بھی جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے ارادے سے خریدی ہوئی زمین مسجد بنانے یا وقف کرنے سے پہلے مسجد نہیں ہوتی

سوال: (۲۷۴) ایک شخص اراضی بناء بر تعمیر مسجد خریدتا ہے، اور اس وقت کسی نے چندہ نہیں دیا، بعد ازاں اس جگہ میں کسی مجبوری کی وجہ سے مسجد تعمیر نہیں ہوئی وہ جگہ بے کار پڑی رہتی ہے، اور وہی شخص اور اراضی اپنے روپے سے بر بناء تعمیر مسجد خریدتا ہے، اس میں کوئی رقم چندہ شامل نہیں ہوتی، اراضی ثانی میں مسجد تعمیر ہوجاتی ہے، من جملہ اس اراضی کے قدرے اراضی جو زائد اور ناکارہ رہ جاتی ہے، اس کو وہی مشتری اپنے مکان میں شامل کرلیتا ہے؛ آیا اراضی اول کس کی ملک رہی، اور اراضی ثانی میں سے جو قدرے اراضی شامل مکان کی گئی؛ اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۹۸۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس صورت میں اراضی اول جو بغرض تعمیر مسجد خریدی تھی اور اس پر مسجد تعمیر نہیں ہوئی، اور اس کو مشتری نے بعد خریدنے کے وقف نہیں کیا تھا تو وہ اراضی مشتری ہی کی ملک ہے، مشتری مالکانہ تصرف اس میں کرسکتا ہے، اور اراضی ثانی میں سے جو قدرے اراضی زائد اور ناکارہ باقی بچ گئی ہے اور مشتری مالک نے اس اراضی زائد کو وقف علی المسجد نہیں کیا تو اس کا مکان میں شامل کرلینا جائز ہوا۔

کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کردے مگر مسجد کا ارادہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۷۵) زید نے بلحاظ ضرورت ایک مقام محفوظ کو نماز و دیگر عبادات کے لیے خاص کرلیا تھا، اس لیے لوگ اس مقام کو مسجد کے نام سے پکارتے تھے، حالاں کہ زید نے اس کو خود مسجد کے نام سے کبھی نامزد نہیں کیا، اور نہ اس مقام کو حسب شرع شریف موقوفہ قرار دے کر اپنی ملک اور قبضہ سے خارج کیا؛ چنانچہ جب ۱۵/شوال ۱۲۹۶ھ میں زید کا انتقال ہوا تو اس کی اولاد اس مقام کو مکان مسکونہ کی طرح استعمال کرنے لگی، پھر باہم ترکہ تقسیم ہوا، اور مقام مذکور مسجد قرار نہیں دیا گیا؛ بلکہ شئ متروکہ سمجھی گئی، اس وقت سے تا ایں دم تقریباً پچاس سال سے وہ مقام بطور ملکیت قبضہ وتصرف میں ہے؛ تو ایسی صورت میں مقام مذکور الصدر شرعاً موقوفہ قرار دیا جاسکتا ہے اور کیا احکام مسجد اس پر صادق آسکتے ہیں؟ (۱۵۳۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ویزول ملکه عن المسجد والمصلّٰی بالفعل وبقوله جعلته مسجدًا عند الثانی الخ قوله بالفعل أی بالصلوٰة فیه ففی شرح الملتقی أنه یصیر مسجدًا بلاخلاف الخ (۱) (شامی)

ترجمہ: ''اور زائل ہوجاتی ہے ملک اس کی مسجد و مصلی سے اس میں نماز پڑھنے سے اور اس کے کہنے سے کہ میں نے اس کو مسجد کردیا نزدیک امام ابو یوسفؒ کے''، یعنی ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک بات سے وہ مسجد ہوجاتی ہے خواہ زبان سے کہہ دے یا زبان سے نہ کہے مگر اس میں نماز پڑھے، اور نماز کے لیے اس کو خاص کرے، چنانچہ شامی کی عبارت کا حاصل یہ ہے۔ پس جب کہ زید نے اس جگہ کو نماز کے لیے خاص کرلیا تھا، اور اس میں نماز پڑھتا تھا، اور دوسرے لوگ اس کو مسجد کہتے تھے، اور مسجد سمجھتے تھے، اور نماز پڑھتے تھے، اور زید نے کسی کو منع نہیں کیا، اور مسجد کہنے سے نہیں روکا تو معلوم ہوا کہ وہ مسجد ہوگئی، اس کے بعد اس کے وارثوں کا اس مکان کو مملوکہ سمجھنا، اور اس میں تصرف مالکانہ کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) الدر والشامی ۶/۴۲۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد.

کسی زمین پر مسجد بنانے کے بعد اس کو وقف کرنا ضروری نہیں بلکہ وہ خود بخود وقف ہو جاتی ہے

سوال: (۲۷۶) اگر کوئی شخص مسجد بنادے، اور زمین مسجد وقف نہ کرے تو وہ مسجد ہوگی یا نہیں؟ (۵۱/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد بنا کر جب کسی شخص نے باضابطہ اس میں نماز و جماعت کی اجازت دے دی، اور اذان و جماعت وہاں ہونے لگی تو وہ وقف ہو جاتی ہے، اور مسجد ہو جاتی ہے، بلکہ صحیح مذہب کے موافق مجرد مسجد کر دینے سے اور یہ کہہ دینے سے جعلته مسجدًا یعنی میں نے اس کو مسجد بنادیا وقف ہو جاتی ہے لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۱) پس بعد بنا دینے مسجد کے اس کو وقف کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ خود بخود وقف ہو جاتی ہے، پھر رجوع کرنا اس سے اور باطل کرنا اس کی مسجدیت کو درست نہیں ہے۔ فقط

کسی زمین میں مسجد بنا کر نماز پڑھ لینے سے وہ زمین مسجد ہو جاتی ہے

سوال: (۲۷۷) ریاست کوچ بہار ملک بنگال میں ایک مسجد نئی مسلمان بورڈنگ میں خاص لڑکوں کے لیے تیار ہو چکی ہے؛ لیکن متولی مسجد نے اب تک وقف نہیں کیا، مگر دوران تیاری میں ایک شخص نے بغیر اذان کے دو تین روز مغرب کی نماز پڑھی ہے؛ چوں کہ دیوان صاحب کا منشا ہے کہ مسجد مذکورہ دوسری جگہ تیار کرادی جائے تو مسجد مذکورہ مسجد ہونے سے نکل سکتی ہے یا نہ؟ (۱۲۸۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب کہ وہ مسجد تیار ہوگئی، اور بعض لوگوں نے اس میں نماز بھی پڑھ لی، تو وہ مسجد ہوگئی؛ اب اس کو مسجد ہونے سے نہیں نکال سکتے۔ قال في الدر المختار: ويزول ملكه عن المسجد والمصلّى بالفعل وبقوله جعلتُه مسجدًا عند الثاني، وشرط محمدٌ والإمامُ الصلوةَ فيه بجماعة وقيل يَكفي واحدٌ وجعله في الخانية ظاهر الرواية (۲) فقط

---

(۱) سورۂ جن آیت: ۱۸۔

(۲) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۶، ۴۲۷ کتاب الوقف، مطلبٌ في أحكام المسجد.

سوال: (۲۷۸) غلام نبی قصاب نے اب سے تین پشت پہلے ایک مسجد بنوائی تھی؛ لیکن بانی اور اس کے وارثوں نے وقف نامہ باضابطہ نہیں لکھا، اور ہم لوگ اسی مسجد میں برابر جمعہ و جماعت کرتے تھے، بانی کے لڑکے نے بندوبست میں بجائے مسجد کے پکا گھر اپنے نام پر لکھا دیا، اور بانی کے پوتے ضمیر الدین نے مسجد کے تذکرے کے وقت ہم لوگوں کو گالی دے کر یہ کہا کہ ''میرا ناریل کھانے کے لیے اس قدر زور کرتے ہیں'' اسی دن سے ہم لوگ علیحدہ ایک جھونپڑا بنا کر نماز پڑھ رہے ہیں، جس کو عرصہ سات برس کا ہوگیا ہے؛ آیا وہ مسجد شرعی طور پر مسجد ہے یا نہیں؟ ہم لوگ دوسری مسجد جہاں جھونپڑا ہے بنانا چاہتے ہیں؛ شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۹۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مسجد بنا دینا اور اس میں با قاعدہ جماعت واذان ہونا یہ دلیل کافی اس کے وقف ہونے اور مسجد ہونے کی ہے؛ پس وہ مسجد شرعی مسجد ہوگئی اور ہمیشہ کو مسجد رہے گی، وقف نامہ باضابطہ لکھا جائے یا نہ لکھا جائے، اس کی ضرورت نہیں ہے، پس مسلمانانِ اہل محلّہ کو لازم ہے کہ اس مسجد کی مرمت اور آبادی میں کوشش کریں، اور ضمیر الدین کے اس کہنے سے جو اس نے کہا وہ مسجد اس کی ملک نہ ہوگی، اور مسجد ہی رہے گی۔ لأن الفتوی علی تأبید المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف) پس حتی الوسع اس مسجد سابق کی درستی و آبادی میں کوشش کی جائے، اور اگر وہاں جانے اور نماز پڑھنے میں فتنہ ہے تو دوسری جگہ جہاں جھونپڑا ہے وہاں بھی مسجد تیار کرنا جائز ہے، اور وہ مسجد ہو جائے گی۔ فقط

سوال: (۲۷۹) کیا کسی شخص کی اراضی میں محض نماز باجماعت ادا کرنے سے وہ زمین وقف ہو جاتی ہے؟ (۱۱۲۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد بنا کر جماعت کے ساتھ نماز ہونے سے بلکہ محض اس کہہ دینے سے کہ ''میں نے اس کو مسجد کیا'' مسجد ہو جاتی ہے، اور وقف ہو جاتی ہے؛ جیسا کہ امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے: وبقوله جعلته مسجدا عند الثانی (۱) اس سے معلوم ہوا کہ مسجد ہونے کے لیے وقف نامہ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ مالک زمین کے مسجد بنا دینے سے اور اس کہنے سے کہ ''میں نے اس کو مسجد کیا'' وہ مسجد ہو جاتی ہے، اور وقف ہو جاتی ہے؛ لیکن متولی اور مہتمم اس کا وہی شخص ہوگا جس نے مسجد بنائی۔ البانی للمسجد أولی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار الخ قوله بنصب الإمام والمؤذن أما فی العمارة فنقل فی أنفع الوسائل أن البانی أولی أی بلا تفصیل الخ (۲) (شامی ج/۳)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) الدر والشامی ۶/۵۰۵ کتاب الوقف – قبل مطلبٌ فی الوقف المنقطع الأول والمنقطع الوسط.

کسی جگہ تعمیر مسجد کے لیے بنیاد کھدوا کر اس کو بھروانا مسجد ہونے کے لیے کافی ہے

سوال: (۲۸۰) سید فضل رب صاحب ایک اراضی کے مالک ہیں چند صاحبوں نے ان سے درخواست کر کے کچھ اراضی برائے تعمیر مسجد لے لی، اور اس کے لیے پتھر وغیرہ بھی منگا لیا، اس کے بعد اس امر میں اختلاف ہوا کہ چوں کہ اطراف وجوانب میں چار مساجد موجود ہیں اس لیے تعمیر مسجد کی ضرورت نہیں، بلکہ ایک مکان اس اراضی میں تعمیر کر کے دیگر مساجد پر وقف کر دیا جائے۔ سید فضل رب صاحب سے عرض کیا، انہوں نے جواب دیا کہ خواہ آپ لوگ مسجد تعمیر کر لیں یا مکان تعمیر کر لیں میں خدا تعالیٰ کے نام پر دے چکا ہوں جن لوگوں کو منشی صاحب موصوف نے اختیار دیا تھا وہ پانچ اشخاص تھے ان میں اکثر نے تعمیر مسجد کرانا پسند کر کے بنیاد مسجد کی کھدوا دی اور اس کو بھروا بھی دیا گیا۔

اس صورت میں اگر تعمیر مسجد اس موقع پر غیر مناسب ہے تو بجائے تعمیر مسجد کے مکان برائے اخراجات مساجد تعمیر کرا دیا جائے، اور وہ مکان موقوفہ رہے یا مسجد کی بنیاد جو بھروا دی ہے مسجد ہی بنائی جائے؟ شرعاً جو حکم ہو بحوالہ تحریر فرمائیں؟ (۱۳۴۲/۱۱۸۳ھ)

الجواب: جب کہ اکثر صاحبوں نے تعمیر مسجد کرنا پسند کر کے بنیاد مسجد کھدوا دی، اور اس کو بھر دیا تو وہ مسجد ہوگئی، گویا ان لوگوں نے واقف کی طرف سے نائب ہو کر حسب تخییر واقف اس زمین کے مسجد ہونے کو متعین کر دیا تو گویا واقف نے ہی یہ تعیین کر دی، اور بہ حکم آیۃ کریمہ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ (۱) جب کہ وہ زمین مسجد ہوگئی تو پھر نکالنا اس کو حکم مسجد سے صحیح نہ ہوگا شامی میں ہے: وبه علم أن الفتویٰ علی قول محمد فی آلات المسجد وعلی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد الخ (۲) (۳/۳۷۱) قال فی البحر: وحاصله أن شرط کونه مسجدًا أن یکون سفله وعلوه مسجدا لینقطع حق العبد عنه لقوله تعالٰی: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ (۳) (ص ۳۷۰ وفیه أیضًا ای الشامی) قال فی النهر:

---

(۱) سورۂ جن، آیت: ۱۸۔

(۲) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره.

(۳) الشامی ۶/۴۲۸ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد.

و إذ قد عرفت أن الصلاة فيه أقيمت مقام التسليم علمت أنه بالتسليم إلى المتولي يكون مسجدًا دونها: أي دون الصلاة، وهذا هو الأصح (۱) (۳/ ۳۷۰) فقط

مسجد اللہ کی ملک ہوتی ہے بانی کی نہیں

سوال: (۲۸۱) ایک شخص اپنی لاگت سے مسجد بناتا ہے، شرعاً وہ مسجد اس کی ملک ہوگی یا وقف تصور ہوگی؟ اور اس پر تمام مسلمین کا حق یکساں ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۲۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب اس نے اللہ کے نام پر اس کو وقف کر دیا اور شرعی طور پر مسجد بنا دی تو اب وہ اس کی ملکیت سے نکل کر خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگئی "اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ" (۲) اور اب وہ اور دوسرے مسلمان اس حقیت میں سب برابر ہیں؛ لیکن تولیت اور انتظام وغیرہ کا تعلق براہ راست اسی سے ہے، اس میں سب برابر نہیں ہیں؛ بانی مسجد ان حقوق کے لحاظ سے اولیٰ ہے۔

مسجد کبیر کی تعریف

سوال: (۲۸۲) بڑی مسجد کس طول وعرض کی ہونی چاہیے؟ چالیس گز جو کتابوں میں لکھا ہے؛ تو چالیس گز مربع ہو یا کیا؟ (۹۴۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بڑی مسجد میں دو قول ہیں کہ ساٹھ گز کی ہو یا چالیس گز کی، اور مراد بہر حال یہی ہے کہ ساٹھ گز یا چالیس گز مربع ہو۔ فقط

سوال: (۲۸۳) شامی وغیرہ میں جو مسجد کبیر کی تعریف اربعین یا خمسین یا ستین ذراع لکھتے ہیں؛ اس سے کس طرف کی پیمائش مراد ہے طول یا عرض یا مجموعہ پیمائش اطراف چہارگانہ؟ (۱۲۰۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: إن قاضي خان سئل عن ذلك فقال: اختلفوا فيه فقدره بعضهم بستين ذراعًا، وبعضهم قال: إن كانت أربعين ذراعًا فهي كبيرة وإلاّ فصغيرة هذا هو المختار (۳)

(۱) ردالمحتار ۶/ ۴۲۷ كتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المسجد.

(۲) سورۂ جن آیت: ۱۸۔

(۳) الشامي ۲/ ۲۸۶ كتاب الصلوة باب الإمامة. مطلبٌ: الكافي للحاكم جَمَعَ كلامَ محمّد في كتبه التي هي ظاهر الرواية.

بظاہر مراد طول مسجد ہے یا طول اور عرض دونوں اس قدر رہوں۔

مسجد پر مسجد کے احکام کب لاگو ہوتے ہیں

سوال: (۲۸۴) راقم کے شہر میں ایک مسجد قدیم الایام سے درمیان شہر کے واقع ہے، اور مسجد کے جنوب میں ایک شخص کا مکان واقع ہے، اس نے مسجد جدید کے ارادے سے ایک حویلی اور چار دیواری مسجد کی غیر مکمل تیار کی ہے، اور بہ موجب غیر مکمل غیر مسقف ہونے بناء مسجد کے، احاطہ مذکور میں نجاست وغیرہ سے اجتناب نہیں کیا جاتا ہے، اور دونوں مسجدوں کے درمیان اس شخص کا گھر واقع ہے، اور یہ امر محقق ہے کہ اگر مسجد جدید جنوبی مکمل کی جائے تو جماعت مسجد قدیم میں تفریق بین واقع ہوگی، بلکہ اس کی ضروریات اور اخراجات میں نقصان واقع ہوگا، آیا بہ مجرد اساس نہادن مسجد مسجدیت کا حکم دیا جاتا ہے، یا بعد تکمیل وادائے صلوۃ حکم مسجد متصور ہوتا ہے؟ اور باوجود نقصانات مذکورہ کے مسجد جدید کو حکم مسجد ضرار کا دیا جاوے گا یا نہیں؟ (۲۳۰۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جس وقت بانی مسجد اس کو وقف کر دے گا، اور مسجد کا حکم دے دے گا احکام مسجد اس کے لیے ثابت ہو جائیں گے، اور مسجد جدید کو مسجد ضرار تو نہیں کہہ سکتے، لیکن اگر فی الواقع مسجد قدیم کی غیر آبادی اس سے متصور ہو، اور مسجد جدید کی حاجت نہ ہو تو پھر جدید مسجد قریب میں بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

مسجد تعمیر ہونے کے باوجود ''مسجد شرعی'' نہ ہونے کی ایک صورت

سوال: (۲۸۵) کسی شخص نے ایک ہندو زمین دار سے ایک نئی مسجد اس شرط پر بنوائی کہ اگر مسجد کے سامنے سے ہندوؤں کے تیوہار کے وقت باجا بجاتے ہوئے جاویں تو اس کو روک نہیں سکتے، اور اگر کسی وجہ سے اس کا خراج بند ہو جائے تو یہ مسجد مالک زمین یعنی ہندو زمین دار کے ملک میں چلی جائے گی؛ اس مسجد میں نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ (۲۷۰۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ مسجد شرعی نہیں ہوئی، لیکن نماز اس میں صحیح ہے، جب تک اس ہندو کی اجازت ہے نمازیں اس میں پڑھی جاویں، نماز صحیح ہوجاوے گی، اور وہ مسجد نہیں ہوئی، اور وقف نہیں

ہوئی۔ کما فی الشامی: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات الخ أفاد أن الواقف لابد أن یکون مالکًا له وقت الوقف ملکًا باتًا الخ (۱) اور کافر کا وقف صحیح نہیں ہے۔

مسجد کے احاطے میں بنا ہوا مسافر خانہ بھی وقف ہوتا ہے

سوال: (۲۸۶)...... (الف) مسجد کے احاطے میں اور مسجد کے متعلق جو مسافر خانہ ہے وہ بھی وقف ہے یا نہیں؟

(ب) موجودہ مسجد کی اشیاء جو مسجد جدید کی ضرورت سے زائد ہوں ان کو مسافر خانہ جدید یا دوسرے مکانات موقوفہ علی المسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۴۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) مسافر خانہ مذکورہ اور اس کا سامان بھی وقف ہے۔ فقط

(ب) فقہاء نے یہ لکھا ہے مسجد کی اشیاء بہ صورت عدم ضرورت اس کی ہم جنس یعنی دوسری مسجد میں ہی لگا سکتے ہیں دوسرے اوقاف میں نہیں لگا سکتے، لہٰذا اس صورت میں ایسا کیا جائے کہ مسجد کی اشیاء فاضلہ کو فروخت کر کے وہ قیمت اسی مسجد میں صرف کی جاوے، پھر اس سامان کو خرید کر خواہ خریدنے والا اپنے مکان وغیرہ میں لگاوے یا مسافر خانہ اور مکانات موقوفہ کے لیے خرید کر اس میں لگا دیا جاوے۔

زمین کرائے پر لے کر اٹھارہ بیس سال کے لیے مسجد بنانا

سوال: (۲۸۷) ایک شخص؛ کافر سے زمین کرائے پر لے کر مسجد بناتا ہے، اور وہ کافر کہتا ہے کہ اٹھارہ، بیس سال تک مسجد قائم رکھوں گا، اس کے بعد مجھ کو اختیار ہوگا جو چاہوں سو کروں؛ اس زمین میں مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۷۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ مسجد نہ ہوگی کیونکہ مسجد ہونے کے لیے ہمیشہ کو زمین مسجد کا وقف للہ ہونا شرط ہے، اور جو جگہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے۔

مسجد کی تعمیر کچھ باقی رہ جائے تو وہ وقف ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۸۸) ایک شخص نے مسجد تعمیر کی، ابھی کچھ کام باقی ہے تو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) الشامی ۶/۳۱۰ کتاب الوقف شرائط الوقف.

بنانے والا کہتا ہے کہ جب تیار ہو جاوے گی اس وقت وقف کروں گا اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۰۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نماز اس میں جائز اور صحیح ہے، اور جب مسجد بنا دی تو وہ وقف ہو گئی، اور بنانے والے کا قبضہ مالکانہ اس سے اٹھ گیا، اب اس کا کچھ حق ملکیت اور تصرف کا اس میں باقی نہیں رہا۔ فقط

سرکار سے قیمۃً یا عاریۃً لی ہوئی زمین پر مسجد بنانے کا حکم

سوال: (۲۸۹) ..... (الف) ایک مخصوص جگہ بندرگاہ کی وجہ سے سرکاری ملکیت ہے، اور بہ سبب کسی خاص وجہ کے کسی شخص کو بھی جائدادی حیثیت سے وہاں جگہ نہیں مل سکتی، جس پر وہ اپنے رہنے کے گھر وغیرہ بنا سکتے ہوں، بلکہ جگہ اس شرط پر دی جاتی ہے کہ جب سرکار کو ضرورت ہوگی تو تین ماہ کے نوٹس ملنے پر جگہ خالی کرنی ہوگی، وہ جگہ بستے بستے اب اچھا قصبہ ہوگئی ہے، جس کی آبادی پندرہ ہزار سے زیادہ ہے، لوگوں کو چوں کہ اطمینان ہو گیا ہے کہ وہ جگہ اب آباد اور شہر کی طرح ہوگئی اس لیے اٹھانے کا اندیشہ جاتا رہا ہے، اس لیے انہوں نے وہاں عالی شان عمارتیں لاکھوں روپے سے بنالی ہیں، یہاں پر جگہ اور زمین وقف طور پر نہیں مل سکتی، لیکن ان عمارات کے ملحق مسلمانوں کو ایک زمین کا ٹکڑا اسی شرط پر دیا گیا ہے جس پر انہوں نے قریباً بیس سال ہوئے ایک عمارت بنائی ہے، اور اس میں نماز پنج گانہ وغیرہ ادا کرتے ہیں، اس عمارت کے اٹھانے کا احتمال اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ شہر کی تمام عالی شان عمارتیں بالکل اٹھا دی جاویں، اس صورت میں وہ عمارت جس میں مسلمان نماز پڑھتے ہیں شرعی اصطلاح میں مسجد کہلائے گی یا نہیں؟

(ب) کراچی کی میونسپل کی ساری حدود میں زمین کے ٹکڑے لوگوں کو عمارتیں وغیرہ بنانے کے لیے سندوں پر دیے گئے ہیں، کسی سند کی میعاد بیس سال، کسی کی تیس سال، کسی کی پچاس سال، کسی کی ننانوے برس کی ہے، میعاد کے ختم ہونے پر میونسپل کو اختیار ہے کہ وہ اس سند کی تجدید کردے یا زمین مالک سے خالی کرالے، اس شرط پر شہر کی تمام زمین کے ٹکڑے جس پر مساجد قائم کی گئی ہیں مسلمانوں کو پٹوں پر یا سندوں پر دیے گئے ہیں؛ مہربانی فرما کر بتایا جاوے کہ سوال نمبر (الف) کے ماتحت جو زمین مسجد کے لیے دی گئی ہے اس میں اور اس زمین میں کیا فرق ہے؟ (۲۶۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف، ب) کتب فقہ شامی وغیرہ میں یہ تصریح ہے کہ وقف ہونے کے لیے واقف کا مالک بہ ملک تام ہونا ضروری ہے، پس مسجد حقیقی اور مسجد شرعی اور اصطلاحی وہی زمین ہوسکتی ہے جس کو مالک زمین مسجد کے لیے وقف کرے، اور مالک اور واقف کا مسلمان ہونا بھی اس صورت میں شرط ہے؛ یعنی مسجد کے لیے کوئی زمین مسلمان ہی وقف کرسکتا ہے۔ درمختار کتاب الوقف میں ہے: وشرطه شرط سائر التبرعات الخ (شامی) میں اس قول کی شرح میں ہے: أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكا له وقت الوقف ملكا باتًا ولو بسبب فاسد الخ (۱) اس عبارت سے دو امر معلوم ہوئے ایک یہ کہ واقف کا مالک قطعی ہونا بہ وقت وقف ضروری ہے، پس غیر مالک کا وقف کرنا صحیح نہ ہوگا، دوم یہ کہ اگر شراء فاسد سے کوئی شخص مالک کسی زمین کا ہوا، اور اس نے قبضے کے بعد اس کو وقف کردیا تو وقف صحیح ہوجاوے گا، پس جن اراضی کو مسلمانوں نے سرکار سے خریدا، اگر چہ سرکار نے اس میں کسی مدت معینہ پر بہ اجرائے نوٹس سہ ماہ واپس کرنے اور خالی کرنے کی شرط لگائی ہو کیوں کہ یہ شرط اگر چہ مفسد عقد ہے، لیکن وقف ہونے میں حارج اور مانع نہیں ہے، تو ایسی زمین پر جو مسجد بنائی جاوے گی اور اس کو وقف کیا جاوے گا وہ وقف صحیح ہوگا اور مسجد حقیقی ہوجاوے گی۔

اور وہ اراضی جن میں معاملہ خرید وفروخت کا نہیں ہوا، اور وہ محض عاریۃً مسلمانوں کو بہ غرض تعمیر مکانات وغیرہ دی گئی ان کو وقف کرنا صحیح نہ ہوگا، اور اگر ایسی اراضی میں مسجد بنائی جاوے گی تو گو اس میں نماز صحیح ہے، مگر وہ مسجد شرعی نہ ہوگی، اور احکام اور آداب مسجد اس سے متعلق نہ ہوں گے جیسا کہ کوئی شخص اپنے گھر کے اندر کوئی چبوترا بالغرض ادائے نماز بنالیوے جیسا کہ احادیث میں اس کا امر ہے تو نماز اس میں صحیح ہوگی، مگر وہ مسجد شرعی نہ ہوگی، اور جو اراضی سرکار نے مسلمانوں کو ہبہ کردی اور بلا اخذ قیمت بطریق ہبہ دیدی، اگر چہ شرط واپسی اس میں بھی حسب قاعدہ لگائی تو اس زمین کو یا اس کے کسی حصے کو بھی مسلمانان وقف کرسکتے ہیں، اور اس میں مسجد بناسکتے ہیں، اور وہ مسجد شرعی حقیقی اور موقوفہ ہوجاوے گی، کیوں کہ ہبہ شرط فاسد کے لگانے سے فاسد نہیں ہوتا، اور ملک موہوب لہ میں حارج نہیں ہوتا، اور جب کہ موہوب لہ مالک شی موہوب کا ہوگیا تو وقف کرنا اس کا بھی صحیح ہوگا، اور وہ مسجد شرعی ہوجاوے گی جیسا کہ درمختار میں ہے: والهبة لا تبطل بالشروط الخ (۲) پس خلاصہ اور حاصل جواب یہ ہے کہ جو

(۱) الشامی ۶/۴۱۰ کتاب الوقف شرائط الوقف۔
(۲) وحكمها أنها لا تبطل بالشروط الفاسدة (الدر مع الشامی ۸/۴۲۵ فی ہدایة کتاب الهبة)

اراضی سرکار سے قیمتاً لی گئی یا سرکار نے بطریق ہبہ دیدی، اگرچہ اس میں شرط واپسی کی یہ قیود محررہ لگائی تو ایسی اراضی کو خریدار اور موہوب لہ وقف کرسکتا ہے، اور اگر اس میں مسجد بناوے تو وہ مسجد شرعی حقیقی ہوجاوے گی، اور جو اراضی محض عاریۃً سرکار سے ملی ہیں ان کو عاریت لینے والا وقف نہیں کرسکتا، پس اس قاعدۂ کلیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ اپنے سوالات کا جواب سمجھ لیں اور جس قسم میں وہ اراضی داخل ہوں اسی کے موافق اس میں حکم جاری کردیا جاوے۔ فقط

کوئی مکان مسجد کے واسطے اس شرط پر وقف کرنا کہ ''فلاں شخص اپنے روپے سے مسجد تعمیر کرادے''

سوال: (۲۹۰) زید نے اپنا مکان بغرض تعمیر مسجد اس شرط پر وقف کیا کہ اس مکان پر خالد اپنے روپے سے مسجد تعمیر کردے، اور اس کے دو مختلف حصوں پر دکانیں تعمیر کرے، جس میں سے ایک دکان کرائے پر دی جائے، اور اس کا کرایہ مسجد میں صرف ہو، اور دوسری دکان میں زید خود بلا کرایہ اپنی زندگی تک آباد رہے، اور اس کے بعد اس کے دو لڑکوں کرم الٰہی اور احسان الٰہی کو چار روپے ماہوار پر دی جائے، ور کرایہ مسجد میں خرچ ہو، لیکن ان کو دکان سے علیحدہ کرنے کا اختیار کسی کو نہ ہوگا، اور اگر خالد اس مکان پر پنے خرچ سے مسجد تعمیر نہ کرے تو وقف نامہ کالعدم ہوگا، اور میں خود اپنے مکان کا مالک رہوں گا، نیز یہ قف نامہ سخت مریض ہونے کی حالت میں لکھا گیا ہے، اور اس مکان کے سوا اور کوئی مال بھی نہیں ہے۔ ہوا توجروا۔ (۱۳۴۱/۴۷۳ھ)

الجواب: وقف اگر کسی نامناسب شرط پر معلق کیا جائے تو وقف صحیح نہیں ہوتا: وأن یکون منجزًا یر معلق (۱) (عالمغیری) پس صورت مسئولہ میں اگر زید نے مکان اس شرط پر مسجد کے لیے وقف کیا ہے کہ خالد اپنے روپے سے مسجد تعمیر کرائے، ورنہ زید اپنا مکان واپس لے گا، اور وقف نامہ کالعدم ہوگا تو وقف صحیح نہیں ہوا، اسی طرح اس مکان کا ایک حصہ، یعنی جس پر دکان تعمیر کی جائے اپنے رہنے کے یے بلا کرایہ مخصوص کرنا وقف مسجد کے منافی ہے، اور چوں کہ وہ حصہ مشاع ہے اس لیے تمام مکان کا ف مسجد کے لیے صحیح نہیں ہوا؛ کیوں کہ وقف مسجد کے لیے شیوع منافی ہے: واتفقا علی عدم جعل

(۱) الفتاوی العالمغیریة ۲/۳۵۵ کتاب الوقف، شرائط الوقف۔

المشاع مسجدًا أو مقبرةً مطلقًا سواء كان مما لا يحتمل القسمة أو يحتملها هكذا في فتح القدير (۱)(عالمغيری) اور یہ کہ مریض کے تصرفات تبرع ثلث میں جاری ہوتے ہیں، پس جب کہ زید مریض تھا تو وقف علی المسجد ثلث میں جاری ہوتا، اور ثلث میں جاری ہونے کے بعد وقف مشاع ہونا لازم آتا ہے، پس تمام کا وقف باطل ہوگیا: مريض جعل داره مسجدًا ومات ولم يخرج من الثلث ولم تجز الورثة صار كله ميراثًا وبطل جعله مسجدًا لأن للورثة فيه حقًا فلم يكن مفرزًا عن حقوق العباد فقد جعل المسجد جزءًا شائعًا فيبطل الخ (۲)(عالمغيری) بہرحال صورتِ مسئولہ میں وقف صحیح نہیں ہوا، اور مکان زید کی ملک میں باقی ہے۔ فقط

کمپنی کے ساتھ شرطیہ معاہدہ پر مسجد بنانا

سوال: (۲۹۱) صورت ذیل میں بناء مسجد کا شرعًا کیا حکم ہے؟

شرائطِ زمین جو تعمیر مسجد کے لیے دی جاتی ہے (حسب ذیل ہیں)

(الف) یکم اپریل کو ایک روپیہ سالانہ کرایہ ادا کرنا

(ب) اس زمین پر مسجد و دیگر مکانات ضروریات مسجد بنائے جائیں نہ دوسرے

(ج) بغیر نقشہ منظوری کمپنی تعمیر شروع نہ کی جائے

(د) مسجد و دیگر عمارتوں کی نگرانی کرنی ہوگی

(ھ) بغیر اجازت کمپنی حصہ زمین یا عمارت کسی کو نہیں دے سکتے

(و) نقشہ کے علاوہ کوئی دوسری جدید عمارت کمپنی کی اجازت کے بغیر نہیں بنا سکتے

(ز) جب کمپنی کو شدید ضرورت ہوگی تو محض مسجد کے علاوہ دوسری زمین یا عمارت پر نوٹس کے چھ ماہ بعد قبضہ کرلے گی، نہ کہ مسجد پر؛ اور جس دیگر عمارت پر قبضہ کرے گی اس کی قیمت اس وقت کے نرخ بازار سے دے گی۔

(ح) اگر کسی وقت کمپنی کو یہ معلوم ہوگا کہ مسجد و دیگر عمارتوں کی مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے، اس وقت بغیر معاوضہ تعمیر کل عمارتوں و نیز مسجد پر کمپنی قبضہ کرلے گی (۲۱۳۶/ ۱۳۴۳ھ)

---

(۱) الفتاوی العالمغيرية ۲/ ۳۶۵ كتاب الوقف . فصل في وقف المشاع .

(۲) الفتاوی العالمغيرية ۲/ ۴۵۶ كتاب الوقف الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به .

الجواب: کمپنیوں میں اکثر ان ہی شرائط یا ان کے قریب قریب دیگر شرائط کے ساتھ مسجد یں بنتی ہیں، لہٰذا جب کہ مسلمانوں کو ضرورت مسجد کی ہے، اور بدون ان شرائط کے اجازت تعمیر مساجد نہیں ہوتی تو مسجد بنائی جائے، اور مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی صورت نہ ہونے دیں کہ مسجد کی ضرورت نہ رہے، جس سے سرکار یا کمپنی اس پر قابض ہو سکے؛ بلکہ اس مسجد کو ہمیشہ آباد رکھنا چاہیے تا کہ شرط نمبر (ح) کی نوبت ہی نہ آئے۔ فقط

جس زمین میں کاشت کار کا حق ہے مالک اس کو مسجد کے لیے وقف کر سکتا ہے

سوال: (۲۹۲) صوبہ بنگال میں زمین کی ملکیت یکے بعد دیگرے تین قسموں پر منقسم ہے: اول شاہی ملکیت؛ جو گورنمنٹ انگلشیہ کو حاصل ہے ـــــ دوم زمین داری: جو شاہی ملکیت کے ماتحتی میں قائم ہے یہ لوگ سالانہ ایک مقدار معین خزانہ گورنمنٹی سرکار میں ادا کرتے ہیں؛ اس صورت میں زمین داران کا پورا تصرف مثلاً خرید وفروخت ہبہ وغیرہ جاری ہے ـــــ سوم زراعتی یا رعیتی ملکیت؛ اور یہ زمین داری ملکیت کی ماتحتی میں قائم ہے، ان کو ''رعایا'' کہتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ یہ رعیتی ملکیت والے اگر اپنی زمین میں مسجد بناویں پھر وقف بھی کردیں تو یہ مسجد مسجد شرعی کے حکم میں ہوگی یا نہیں؟ (۱۵۰۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: کسی زمین کے وقف کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ مالک زمین اس کو وقف کرے؛ جیسا کہ ردالمحتار جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكا له وقت الوقف ملكا باتا (۱) پس صورت مذکورہ میں مالک زمین کا زمین دار ہے، کاشت کار یا رعایا نہیں ہے، اگر چہ قانون گورنمنٹ کی وجہ سے وہ موروثی ہو گیا ہو کہ زمین دار سے اپنی زمین کو نہیں چھڑا سکتا، مگر اختیار بیع وجمیع تصرفات از قسم ہبہ وغیرہ کا اس کو حاصل ہے۔ پس اگر مالک اصلی یعنی زمین دار کسی زمین کو مسجد کے لیے وقف کرے اور مسجد بناوے تو صحیح ہے، اور وہ مسجد ہو جاتی ہے، اسی طرح اگر رعایا باجازت مالک وقف کرے اور مسجد بناوے تو یہ بھی صحیح ہے، لیکن بلا اذن مالک رعایا کو اختیار وقف کرنے کا اور مسجد بنانے کا نہیں ہے۔

(۱) الشامی ۶/۳۱۰ کتاب الوقف . شرائط الوقف .

عاریت کی زمین میں بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۲۹۳) ایک ہندو زمین دار نے مسلمان رعایا کو ایک قطعہ زمین مفت دیا تھا، مسلمانوں نے اس جگہ میں مسجد وعیدگاہ بنالی؛ تخمیناً بیس برس تک نماز پڑھی، دریں اثنا ایک مسلمان نے زمین دار سے وہ جگہ خرید لی، اور مکان بنانا چاہتا ہے، اور مسجد کو توڑنا چاہتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۴-۳۲/۳۳۴ھ)

الجواب: اگر اس ہندو زمین دار نے وہ قطعہ زمین رعایا مسلمانوں کو عاریۃً محض سکونت کے لیے دیا تھا، اور رعایا نے بعض جگہ میں نماز کے لیے مسجد وعیدگاہ قائم کی، تو اس صورت میں وہ قطعہ زمین ملک زمین دار ہے، مسجد شرعی نہیں ہوئی؛ دوسرے مسلمان کو خریدنا اس زمین کا زمین دار سے، اور مکان بنانا اس میں درست ہے، اور اگر اس زمین دار نے مسلمانوں کو مالک اس قطعہ اراضی کا بنادیا تھا تو وہ مسجد اور عیدگاہ ہوگئی، دوسرے مسلمان کو اس کا خریدنا، اور اس میں مکان بنوانا درست نہیں ہے۔ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الآيه (۱)

پس صورت ثانیہ میں توڑنے والا مسجد کا اور مکان بنانے والا عاصی ہے، اور جب تک وہ توبہ نہ کرے، اس سے اختلاط ناجائز ہے۔ فقط

طویل مدت کے لیے کرایے پر لی ہوئی زمین میں مسجد بنانے کا حکم

سوال: (۲۹۴) ایک نو آباد مقام ہے، مسلمان بکثرت ہیں جو کچھ آبادی ہے صرف ایک کارخانے کی وجہ سے ہے، یہ بہت بڑا کارخانہ ہے، کام کرنے والے چالیس ہزار ہیں، کمپنی نے زمین دار سے ایک معین میعاد کے لیے زمین لی ہے، مسلمان مسجد کے لیے زمین مانگتے ہیں تو آزادو لاخراج زمین نہیں ملتی، کل خراج ایک دفعہ لے کر لاخراج کردی جاتی ہے بلکہ وہ میعاد معین کے لیے زمین دیتی ہے، اور خراج سال بہ سال مانگتی ہے، اور جب کبھی کمپنی کو ضرورت اس زمین کی ہو تعمیر کا روپیہ دے کر مسلمانوں کو وہاں سے علیحدہ اور بے دخل کردے، اور مسجد کی زمین کو جس مصرف میں چاہے لائے، ایسی زمین

(۱) سورۂ جن، آیت ۱۸۔

پر مسجد بنائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۷۵۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مسجد تعمیر کر لینی چاہیے، وہ مسجد ہو جائے گی؛ فقہاء نے ایسی زمین میں مسجد بنانے کی اجازت دی ہے، اور چوں کہ مجمع کثیر ہے، اور مسجد کی ضرورت ہے، لہٰذا بلا تامل وہاں مسجد تعمیر کر لینی چاہیے۔(۱)

سوال: (۲۹۵) ..... (الف) زید اور بکر ایک ایسے ملک میں ہیں جہاں مسجد کے لیے وقف زمین ملنا محال ہے، اس لیے سرکار سے ننانوے سال کے لیے زمین پانچ روپے سالانہ ٹیکس پر لے کر مسجد تیار کرلی ہے، ایسی زمین پر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اس مسجد میں نماز پڑھنے سے ثواب مسجد کا حاصل ہوگا یا نہیں؟ (۱۴۲۹/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) مسجد بنانا اس زمین پر صحیح ہے۔

(ب) وہ مسجد، مسجد ہوگئی اس میں نماز پڑھنے سے ثواب مسجد کا حاصل ہوگا۔

دُکان کے اوپر مسجد تعمیر کرا کے وقف کردے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۹۶) زید نے ایک بڑی دکان عالی شان کے اوپر ایک مسجد تعمیر کرا کر وقف کردی، یہ وقفیہ بلڈنگ وقف خاص میں شامل ہے یا عام اوقاف سے ہے؟ (۳۴۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ دکان اسی مسجد کے اوقاف میں سے ہوگی بلکہ وہ مسجد ہی ہے کیوں کہ مسجد ثریٰ سے عرش تک مسجد ہی ہوتی ہے (۲) (درمختار و شامی) فقط

---

(۱) وفي الهداية : وعن أبي يوسف أنه جوّز في الوجهين (فيما تحته سرداب أو فوقه بيت) حين قدم بغداد ورای ضیق المنازل فكأنه اعتبر الضرورة. وعن محمد (رحمه الله) أنه حين دخل الرَيّ أجاز ذلك كله لما قلنا (هداية ۱/۶۴۴-۶۴۵ كتاب الوقف)

(۲) قال في الدر المختار : لأنه مسجد إلى عنان السماء . وفي الشامي ؛ وكذا إلى تحت الثرى (الدر مع الرد ۲/۳۷۰ كتاب الصلاة ، مطلب في أحكام المسجد)

غصب کردہ زمین کو وقف کرنا اور مسجد بنانا

سوال: (۲۹۷) ایک شخص نے کسی غیر کی زمین پر کئی سال سے قبضہ کر رکھا ہے، اور اس میں کنویں اور مکان بنا رکھے ہیں، اور قبضہ اس کا از روئے قانون ٹوٹ نہیں سکتا؛ کیا اس زمین کو قابض مذکور وقف کر کے مسجد بنا سکتا ہے یا نہیں؟ (۶۰۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس زمین کو قابض مذکور وقف نہیں کر سکتا، اور وقف کرنا اور مسجد بنانا اس کا صحیح نہیں ہے کما قال في الدر المختار و ردالمحتار: وشرطه شرط سائر التبرعات الخ قوله: وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا الخ (شامی) وفيه أيضًا: حتى لو وقف الغاصب المغصوب لم يصح وإن ملكه بعد بشراء أو صلح الخ(۱) (شامی)

مسجد کی زمین غصب کرنا

سوال: (۲۹۸) نواب ابراہیم خان صاحب والی ریاست جزیرہ نے اپنی ریاست سے ۱۱ ربیع الآخر ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۸۴۸ء نمبر: ۹۶ کی سند سے چند قطعات زمین بنام بانگ پاٹیان بطور سند ناطق ''مسجد نگیری'' تعلقہ سرودھن کے لیے وقف کی؛ تاکہ اس کی آمدنی سے مسجد کی جاروب کشی، چراغ بتی اور بانگ صلوٰۃ وغیرہ کا انتظام ہو سکے؛ چنانچہ زمین مذکور مسجد کے ملاؤں کی نگرانی میں رہتی رہی، اور اس کی آمدنی مسجد کے خدمت گذار ملاؤں کو ملتی رہی، یعنی مُصدَّرہ (مذکورہ بالا) زمین اول ملا محمد جعفر مقدم، ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ملا بہاؤالدین مقدم، اور ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ملا محمد جعفر مقدم کی نگرانی میں رہی، یہ تینوں یکے بعد دیگرے اپنی ملازمت ملا گیری کے معاوضہ میں مصدرہ کھیت کی آمدنی بھات وغیرہ خود استعمال کرتے تھے، اور پولے مسجد کے کام میں لاتے تھے۔ جب ملا محمد جعفر مسجد کی ملا گیری سے مستعفی ہوا تو جماعت مسلمین نے شیخ سلیمان کو ممبئی سے بلا کر نواب ابراہیم خان صاحب

(۱) الشامي ۶/۴۱۰ شرائط الوقف - ومن شرائطه الملك وقت الوقف، حتى لو غصب أرضًا ثم وقفها ثم ملكها لا يكون وقفًا (مجمع الأنهر ۲/۵۶۷ في بداية كتاب الوقف. دارالكتب العلمية بيروت)

کی منظوری سے مسجد کی خدمت گذاری کا کام اس کے سپرد کردیا، خلاصہ سوال یہ ہے کہ شیخ سلیمان نے حکام کے سامنے خلاف واقع حالات پیش کرکے اور ناجائز کوشش کرکے مصدرہ وقف زمین بلا قیمت اپنے بیٹے شیخ محمود کے نام ملک قرار دلا دی؛ اب سوال یہ ہے کہ:

(الف) شیخ محمود مذکور کا مصدرہ وقف زمین کے متعلق اپنے مطلب کے مطابق خلاف واقع گذارش کرکے وقف زمین اپنے نام کرالینا اور ناجائز طور پر مسجد کی زمین غصب کرکے مسجد کو نقصان پہنچانا شرعاً جائز اور ایسے فعل شنیع کے مرتکب پر شرعاً کیا حکم ہے؟

(ب) جماعتِ مسلمین نیگری ایسے غاصب کو مغصوبہ وقف زمین مسجد کے نام پر داخل کرنے تک جماعت سے خارج رکھنے میں حق بجانب ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(ج) کیا واقف یا کوئی دوسرا شخص وقف کردہ جائداد کسی دوسرے کے نام پر منتقل کرنے کا مجاز ہوسکتا ہے؟ اگر نہیں تو جس کے نام پر مصدرہ وقف زمین ناجائز طور پر منتقل ہوئی ہے اور وہ اس زمین کی آمدنی اپنے صرف میں لاتا ہے وہ کل آمدنی مسجد کو واپس مل سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۱۹۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: فإذا تم لزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ ولايعار ولايرهن (درمختار) قوله لايملك أى لايكون مملوكًا لصاحبه ولا يملّكُ أى لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه الخ ولا يعار ولايرهن لاقتضائهما الملك الخ(۱) (شامی)

اس سے معلوم ہوا کہ وقف شئے کسی کی ملک نہیں رہتی ہے نہ واقف کی نہ غیر واقف کی؛ اور خود واقف بھی اس کا مالک نہیں رہا اور نہ وہ کسی دوسرے کی ملک کرسکتا ہے، اور تمام تصرفات مالکانہ اس میں باطل ہیں۔ پس نمبرہائے سوال کا جواب حسب ذیل ہے۔

(الف) شیخ محمود کا زمین موقوفہ مذکورہ کو جو کہ ایک مسجد کی ضروریات کے لیے وقف ہے اپنے نام کرالینا، اور اس پر قبضہ کرنا ناجائز اور حرام اور قبضہ غاصبانہ ہے، اور خیانت صریح ہے، اور جب کہ وہ خدمت مسجد مذکور نہیں کرتا تو اس کو آمدنی زمین موقوفہ مذکورہ کا لینا اور اپنے صرف میں لانا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، اور واپس کرنا اس کا لازم ہے، اور شیخ محمود مذکور بحالت مذکورہ غاصب وظالم ہے، اور اس کا قبضہ اٹھانا زمین موقوفہ مذکورہ سے ضروری اور لازمی ہے۔

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۱، ۴۲۲ کتاب الوقف. بعد مطلبٌ فرق أبويوسف بين قوله موقوفة

(ب) جماعت مسلمین ایسے غاصب کو جب تک کہ وہ اپنا قبضہ مالکانہ زمین مذکور سے نہ اٹھاوے اور اپنا نام اس ملکیت سے علیحدہ نہ کرادے، جماعت سے علیحدہ کرنے اور برادری سے خارج رکھنے میں حق بہ جانب ہے۔

(ج) واقف یا کوئی دوسرا شخص نہ خود مالک جائداد وقف کردہ کا ہے، اور نہ کسی کے نام منتقل کر سکتا ہے اور جو شخص زمین مذکورہ کی آمدنی اپنے صرف میں لاتا ہے وہ کل آمدنی اس سے واپس لے کر مسجد کو دی جاوے گی۔ کما مر اولاً۔ فقط

مغصوبہ زمین اور قبرستان میں تعمیر مسجد اور نماز کا حکم

سوال: (۲۹۹) ایک مسجد کی تیاری چندے سے دو آدمی ایسی جگہ میں کر رہے ہیں کہ وہ ان کی ملکیت نہیں ہے، محض قبضہ غاصبانہ ہے چند شخصوں کا، ان میں سے بھی بعض کی اجازت نہیں ہے، اور اس کی بنیاد میں سے سر اور ہڈیاں نکل رہی ہیں، اور بہت بڑی عمر والے بھی کہتے ہیں کہ یہاں بہت پہلے سے قبرستان ہے، اور جن کا قبضہ غاصبانہ ہے ان میں سے اکثر کی اجازتِ مسجد نہیں ہے؛ تو اگر وہ لوگ بھی اجازت دے دیں تو بوجہ غصب یا بوجہ قبرستان اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو بوجہ غصب ناجائز ہے یا بوجہ قبرستان؟ (۸/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار و شامی میں ہے کہ پرانے قبرستان میں مکان و مسجد بنانا درست ہے، اور زراعت وغیرہ بھی بہ شرطیکہ وہ زمین وقف نہ ہو، اور کسی دوسرے کی ملک نہ ہو، اور زمین مغصوبہ میں نماز مکروہ ہے، اور وہ مسجد نہیں ہوتی، پس اگر سب مالکین و حصہ دار اجازت دے دیں تو وہ مسجد ہو جاوے گی اور علت کراہت مرتفع ہو جاوے گی۔ فقط

اجارہ پر لی ہوئی زمین میں مسجد بنانے کا حکم

سوال: (۳۰۰) بغیر اجازت مالک کے اجارہ والی زمین میں مسجد تعمیر کرائی، اور اس میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ (۹۸۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: وہ زمین جو اجارے پر لے رکھی ہے، اور مملوکہ غیر ہے، اس کو وقف کرنا صحیح نہیں ہے،

اور نماز صحیح ہے، مگر وہ مسجد نہیں ہے۔ فقط

جوزمین دائمی پٹے پر لے رکھی ہے اس کو وقف کرنا اور مسجد بنانا

سوال: (۳۰۱) زید نے مال گذاری (لگان) سالانہ پر ایک کافر زمین دار سے ایک زمین لی ہے، اور پٹہ استمراری (۱) لکھوالیا ہے کہ اس زمین میں مسجد، کنواں، مکان بنوا سکتا ہے، اور جس قسم کا تصرف چاہے بلا عذر کرسکتا ہے؟ زمین دار کو محض مال گذاری سے واسطہ رہے گا؛ اب زید کا ارادہ ہے کہ اس زمین میں ایک مسجد بنوا کر وقف کردوں، اور زمین دار کو مال گذاری ادا کرتا رہوں گا؛ آیا ایسی زمین میں زید مسجد بنوا سکتا ہے؟ (۱۱۳۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسی زمین وقف نہیں ہوسکتی، اور مسجد نہیں ہوسکتی۔ (۲)

ایک مکان کے متعلق دو وقف نامے لکھے تو دوسرا وقف نامہ معتبر نہیں ہوگا

سوال: (۳۰۲) زید نے وقت مرنے کے، بہ موجب ایک وقف نامے کے، اپنے مکان کے خس پوش و اثاثہ خانہ داری کو بحق مسجد و متولی مسجد وقف کیا، اور بہ موجب ایک دوسرے وقف نامے کے، جائداد بہ حق بکر وقف کی، اس کے انتقال کے بعد دونوں وصیت نامے پیش کر کے اور تا تصفیہ اثاثہ خانہ داری نیلام کر کے روپیہ امانت دار کے سپرد کردیا گیا؛ لیکن بکر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ متولی کی کل جائداد کا روپیہ مسجد میں ہی صرف کیا جائے؛ خواہ کسی مسجد میں ہو، مکان خام تھا جواب گر گیا ہے، اگر مکان موجود ہوتا تو اس کی مرمت وغیرہ کا خرچ آمدنی سے بہت زیادہ ہوتا، اور مسجد کو تعمیر کی غرض سے روپے کی ضرورت ہے اور اس زمین کی معقول قیمت وصول ہوسکتی ہے؛ آیا اس زمین کو فروخت کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۰۸۳/ ۱۳۴۴ھ)

---

(۱) کسی آپسی معاملے کی وہ تحریر جولا محدود زمانے کے لیے دی جائے۔

(۲) اس لیے کہ وقف کے لیے ملکیت کا تام ہونا ضروری ہے شامی میں ہے: لابد أن یکون مالکًا لہ وقت الوقف ملکًا باتًا إلخ (۶/ ۴۱۰ شرائط الوقف)

الجواب: واقف نے جب کہ پہلے اس مکان کو ایک مسجد پر وقف کر دیا ہے، اور متولی مسجد کی تولیت میں اس کو لکھ دیا تو مکان معہ سامان کے مسجد مذکور پر وقف ہو گیا، اور اس کے وقف ہو جانے کے بعد دوسرا وقف نامہ جو اسی مکان کے متعلق بکر کے نام لکھا، وہ صحیح نہیں ہوا؛ کیوں کہ اول وقف کر دینے کے بعد واقف کو بھی اس میں کوئی تصرف کرنے کا اختیار نہیں رہا، بہ حکم اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (۱) کے، اور فروخت کرنا اس مکان موقوفہ علی المسجد کا بہ غرض مذکور جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ فقہاء نے اس کی بھی اجازت نہیں دی کہ اگر مکان موقوفہ کی آمدنی کم ہے تو دوسرا مکان زیادہ آمدنی کا اس سے بدلا جائے چہ جائیکہ اس مکان موقوفہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو تعمیر دکان و مکان متعلقہ مسجد میں صرف کیا جائے، یہ کسی طرح جائز نہیں ہے۔ کما فی الشامي: وفي فتح القدير والحاصل أن الاستبدال إما عن شرط الاستبدال أولا عن شرطه، فإن كان لخروج الوقف عن انتفاع الموقوف عليهم فينبغي أن لا يختلف فيه، وإن كان لا لذلك بل اتفق أنه أمكن أن يؤخذ بثمنه ماهو خير منه مع كونه منتفعًا به فينبغي أن لايجوز الخ (۲) البتہ چوں کہ وہ مکان گر گیا، اس لیے اس کے بننے کی کوئی صورت نہ ہو سکے تو اس کو فروخت کر کے اس کی جگہ دوسری زمین یا مکان لے کر مسجد مذکور پر وقف کر دیا جائے، اس قیمت کو تعمیر مذکور میں صرف نہ کیا جائے۔ فقط

غلطی سے سرکاری نالی کی جگہ مسجد کے صحن میں آجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۰۳)...... (الف) صحن مسجد میں کچھ جگہ سرکاری نالی پاٹ کر شامل کر کے توسیع کی گئی، جس کا لگان سالانہ سرکار کو دینا پڑتا ہے؛ یہ جگہ شرعی مسجد ہے یا نہیں؟

(ب) مسجد کی کوئی چیز خانگی کام میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۹۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) اس کا حکم بھی مسجد کا ہو گیا، اور وہ جگہ شرعاً مسجد میں داخل ہو گئی، اس پر سب احکام مسجد ہی کی جاری ہوں گے۔

(ب) یہ جائز نہیں۔ فقط

---

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف۔

(۲) الشامی ۶/۴۶۱ کتاب الوقف – مطلبٌ لا يستبدل العامر إلا في أربع.

سرکاری سڑک کو مسجد میں شامل کر لی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۰۴) سڑک سرکاری میں سے کچھ زمین مسجد میں شامل کر لی ہے یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۳۲۷ھ)

الجواب: فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ اگر مسجد میں ضرورت ہو تو راستے میں سے کچھ زمین مسجد میں داخل کرنا جائز ہے جب کہ راستہ تنگ نہ ہوتا ہو؛ پس اس بناء پر صورت جواز کی بہ ضرورت ہو سکتی ہے، پس جو زمین داخل مسجد ہو گئی اس کو شامل رکھا جاوے۔ فقط

مسجد پر انگریز حکومت قبضہ کر لے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۰۵) ایک مسجد کو سرکار انگریزی نے اپنے قبضہ میں لا کر مکان محفوظ بنالیا ہے؛ اس مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۱۷۶۴ھ)

الجواب: جو ایک دفعہ مسجد ہو گئی وہ ہمیشہ مسجد ہی کے حکم میں رہتی ہے، کسی کا قبضہ یا غلبہ وغیرہ اس کی مسجدیت کو باطل نہیں کرسکتا؛ پس صورت مسئولہ میں مسجد پر انگریزوں کی ملکیت ثابت نہیں ہو سکتی، وہ بہ دستور مسجد ہے اس پر تمام وہی احکام جاری ہوں گے جو مسجد پر ہوتے ہیں۔

مسجد کے نام خرید کردہ زمین کے درمیان گلی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۰۶) ...... (الف) مسجد کے لیے جو زمین خریدی جاوے گی، اس کے درمیان ایک گلیارہ ہے، اس کو مسجد کے اندر داخل کر لیا جاوے یا نہیں؟

(ب) اگر اس کے داخل کرنے کی اجازت لی جائے تو کس سے؟ (۱۳۴۵-۴۴/۹۶۲ھ)

الجواب: (الف، ب) اگر وہ گلیارہ اس مسجد اور اس مکان والے کا ہے کہ جس مکان کو مسجد کے لیے خریدا جاتا ہے؛ تو اس کو مسجد میں داخل کرنا جائز ہے، لیکن بہ خوف اس کے کہ میونسپلٹی کی طرف سے کوئی دعوی نہ ہو میونسپلٹی سے اجازت حاصل کر لینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

گھر کے صحن میں جو چبوترا نماز کے لیے خاص کر دیا گیا ہے اس کا حکم

سوال: (۳۰۷) ایک چبوترا صحن مکان میں نماز کے واسطے مخصوص کر دیا تھا، جس میں مدتوں نماز با جماعت ہوتی رہی، اور لفظ مسجد کا اطلاق بھی اس پر ہوتا رہا، اب اس کی نگرانی اور خبر گیری نہیں ہوتی، نہ کوئی اس میں نماز پڑھتا ہے؛ کیا اس کو مسمار کر کے داخل مکان کر لینا جائز ہے؟ (۱۳۴۱/۱۱۴ھ)

الجواب: جب کہ اس پر اطلاق لفظ مسجد کا بانی اور مالک مکان نے کیا، اور نماز با جماعت اور بلا جماعت اس میں ہوتی رہی؛ تو وہ قول مفتی بہ کے موافق مسجد ہوگئی، اب اس کو داخل مکان کرنا اور حکم مسجد اس سے علیحدہ کرنا درست نہیں ہے۔

گھر کے کونے میں بنائی گئی مسجد کا شرعی حکم

سوال: (۳۰۸) جو مسجد کہ کسی شخص نے اپنے گوشۂ مکان میں بنوائی ہے، اور گو شارع عام پر اس مسجد کا کوئی خاص دروازہ نہیں ہے، تاہم صدر دروازہ مکان کا اوقات نماز میں کھول دیا جاتا ہے؛ تو کیا یہ مسجد شرعاً مسجد کا حکم رکھتی ہے یا مصلّٰی کا؟ (۱۳۳۷/۲۰۹۰ھ)

الجواب: قال فی ردالمحتار: ففی النهر عن القنية جعل وسط داره مسجدًا وأذن للناس بالدخول والصلوة فيه إن شرط معه الطريق صار مسجدًا فی قولهم جميعًا وإلا فلا عند أبی حنيفةؒ، وقالا: يصير مسجدًا ويصير الطريق من حقه من غير شرط الخ وفيه أيضًا وعلمت ارجحيته أی قول أبی يوسفؒ فی الوقف والقضاء (۱) پس معلوم ہوا کہ مسجد مذکور بقول مفتی بہ مسجد شرعی ہے۔ فقط

گھر کے جس چبوترے پر گھر کے لوگ نماز پڑھتے تھے وہ شرعی مسجد نہیں

سوال: (۳۰۹) ایک شخص کا یہ بیان ہے کہ اس نے اندر مکان مسکونہ ایک چبوترا خام بنالیا تھا،

(۱) الشامی ۶/۴۲۶، ۴۲۷ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد.

اوراس پراس گھر کے لوگ نماز پڑھا کرتے تھے آیا وہ چبوترا مسجد مانا جائے گا یا نہیں؟ (۱۰۰۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اگر اس کو وقف نہیں کیا اور باقاعدہ مسجد نہیں بنایا تو وہ مسجد نہیں ہوئی۔

بالائی منزل کو مسجد بنانے سے نیچے والی منزل بھی مسجد ہو جاتی ہے

سوال: (۳۱۰) زید نے ٹین کا دو منزلہ مکان بنا کر، اوپر کی منزل میں مسجد کے احکام جاری کر کے، باذن عام نماز پڑھنے لگا، اور منزل اسفل میں دنیا کے کاروبار کرتا ہے۔ یہ مسجد شرعی مسجد ہے یا نہ؟ (۲۹۴۵/۱۳۴۴ھ)

الجواب: جو مسجد ہو جاتی ہے وہ اوپر سے نیچے تک مسجد ہو جاتی ہے، درمختار میں ہے: **وكره تحريمًا الوطئ فوقه الخ لأنه مسجد إلى عنان السماء الخ وكذا إلى تحت الثرى ...... بقي لو جعل الواقف تحته بيتًا للخلاء هل يجوز كما في مسجد محلة الشحم في دمشق؟ لم أره صريحًا؛ نعم. سيأتي متنًا في كتاب الوقف أنه لو جعل تحته سردابًا لمصالحه جاز تأمل**(۱) (شامی ج:۱) فقط

گھیر میں مسجد بنائی مگر اس کا راستہ الگ نہیں کیا

سوال: (۳۱۱)...... (الف) بناء مسجد بغیر افراز طریق میں جو امام صاحب وصاحبینؒ کا اختلاف ہے اس میں اگر چہ بہ قول صاحب درمختار فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے، مگر دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر بوجہ خاص ضرورت کسی وقت امام صاحب کے قول پر عمل کر لیا جاوے تو گنجائش ہے یا نہیں؟

(ب) **جعل وسط داره مسجدًا** سے کیا مراد ہے؟ (۱۷۴۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف) اس صورت میں مفتی بہ واصح قول واوجہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے، لہٰذا مفتی کو اس سے عدول درست نہیں ہے **كما في الشامي: لكن في الفتح أن قول أبي يوسف أوجه عند المحققين الخ**(۲) اسی طرح متعدد جگہ اس کی تصریح ہے، پس اس کے خلاف پر فتویٰ نہ دینا چاہیے۔

---

(۱) الدر والشامی ۳۷۰/۲ كتاب الصلوة – مطلبٌ في أحكام المسجد.

(۲) الشامی ۴۲۱/۲ كتاب الوقف. مطلبٌ فرق أبويوسف بين قوله موقوفة.

(ب) اور وسط دار سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنے گھر کے اندر مسجد بنائی یا کسی حصۂ دار کو مسجد بنا دیا اور وقف کر دیا تو وہ مسجد ہو جاتی ہے، اور راستہ اس کا خود بخود لازم ہو جاوے گا۔ فقط

باہمی رضامندی سے مشترکہ زمین کو مسجد بنانے کے بعد اس سے رجوع کرنا اور ملکیت کا دعوی کرنا صحیح نہیں

سوال: (۳۱۲) ایک جگہ مشترکہ دو بھائیوں کی ہے، ایک بھائی نے اپنے روپے سے اپنے بھائی کی اجازت سے مسجد بنائی، بعد تیار ہونے مسجد کے جب لوگ کچھ مدت نماز پڑھتے رہے تو دونوں بھائیوں میں کسی دوسرے معاملے میں لڑائی ہوئی، اب ایک بھائی بوجہ عداوت مسجد کو شہید کرنا چاہتا ہے، اس شخص کی ملکیت باقی ہے یا نہیں، اور اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ یہ شخص ملکیت کا دعوی کرتا ہے۔
(۲۳۶۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ مسجد؛ شرعی مسجد ہوگئی، دوسرے بھائی کی ملکیت سے بھی خارج ہوگئی؛ شہید کرنا اس مسجد کا یا دعوئے ملکیت کرنا اس مسجد میں اس بھائی کا باطل اور غیر مسموع ہے، اور بالفرض اگر وہ اس کو منہدم کر دے تب بھی وہ مسجد مسجد ہونے سے نہ نکلے گی، وہ جگہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہوگئی، منہدم کرنے والا شخص فاسق اور عاصی ہوگا۔ فقط

مشترک زمین کو مسجد بنانے کے بعد کوئی شریک بیچ نہیں سکتا

سوال: (۳۱۳) دو آدمیوں نے مشترک زمین میں مسجد بنائی، بعد چند روز کے ایک شریک نے اپنے مکان کا حصہ مع اس حصۂ مسجد کے فروخت کر دیا، اور زمین مسجد کا حصہ ہندو کے پاس چلا گیا؛ مسجد کی زمین کو بیچنا درست ہے یا نہیں؟ (۶۹۰/۳۲-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد کی زمین فروخت نہیں ہوسکتی، اور ہندو کی ملک میں نہ آئے گی، نماز اس میں پڑھنا چاہیے وہ مسجد ہمیشہ مسجد رہے گی۔

بعض شرکاء نے مشترکہ زمین مسجد یا مدرسے کے لیے وقف کر دی، یہ وقف جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۱۴) ایک قطعۂ اراضی بطور شاملات دیہہ ایک گاؤں کا مشترکہ ملکیت ہے جس میں سیکڑوں مالک وحصہ دار ہیں، بہت نابالغ، یتامی، بیوگان بھی اس میں شامل ہیں، چھ سات آدمیوں نے من جملہ مالکان کے اس مشترکہ اراضی کو ایک مسجد اور مدرسے کے لیے وقف کر دیا ہے، اس کے ایک حصے میں مدرسے کے مصارف کے لیے دکانیں تیار کی ہیں؛ آیا یہ وقف جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۱۷۷۴ھ)

الجواب: ایسا وقف جائز نہیں ہوتا، اور وہ مسجد مسجد شرعی نہ ہوگی، اور وہ دکانیں بھی وقف نہ ہوں گی۔ فقط

بعض حصہ داروں کی اجازت کے بغیر مشترکہ زمین میں مسجد بنانا

سوال: (۳۱۵) ایک نشست گاہ مشترکہ بہت حصہ دار قلیل وکثیر کی ہے، بعض بعض شخصوں نے دستخط خوشی سے کر دیے اور اجازت مسجد بننے کی دی، اور دو ایک آدمی راضی نہیں ہیں، اور نابالغ بھی ہیں، ان کے ولی اجازت دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی شخص حصہ دار قلیل حصہ کا راضی نہ ہو مسجد بنانا اس میں درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۲۰ھ)

الجواب: اگر کوئی حصہ دار اجازت نہ دے، اور راضی نہ ہو یا بعض حصہ دار نابالغ ہیں تو مسجد بنانا اس مشترکہ زمین میں درست نہیں ہے، اور وہ مسجد نہ ہوگی کذا فی الشامی کتاب الوقف (۱)

مالک زمین کی اجازت کے بغیر بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۳۱۶) زید ایک مکان اور اراضی کا مالک ہے، اور زید نے اس مکان میں اپنے نوکروں

(۱) والخلاف فیما یقبل القسمة، أما ما لا یقبلها ...... فیجوز إتفاقًا إلا فی المسجد و المقبرة لأن بقاء الشرکة یمنع الخلوص للّٰه تعالٰی (الشامی ۶/ ۴۱۸ مطلبٌ: شروط الوقف علی قولهما) وإلیه أشار بقوله " کما قدمناه من أن المسجد لو کان مشاعًا لا یصح إجماعًا (الشامی ۶/ ۴۲۲ کتاب الوقف. مطلبٌ فی أحکام المسجد)

کو واسطے حفاظت کے، اور انتظام کے رکھ دیا تھا، ان نوکروں میں سے چار پانچ نوکروں نے بلا اجازت زید کے ایک چبوترا خام نماز کے لیے بنالیا، اس دوران میں زید نے نوکروں کی تبدیلیاں بھی کیں؛ آخر میں جونوکر آئے ان میں سے بعض نے اس کو پختہ کرلیا، اب زید اس کو توڑنا چاہتا ہے؛ کیا مسلمان منع کر سکتے ہیں؟ (۱۸۵۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: کسی کی ملک کو کوئی دوسرا بلا امر مالک کے وقف نہیں کر سکتا، اور مسجد نہیں بنا سکتا؛ پس اگر درحقیقت مالک نے اس جگہ کو معبد نہ بنایا تھا تو وہ اس کو توڑ سکتا ہے، اور دیگر مسلمانوں کو کچھ حق اس کے روکنے کا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۱۷) ایک شخص نے دوسرے شخص کی زمین میں مسجد بنوادی، اس میں نماز بھی ہوتی ہے اب اس مسجد کو مالک زمین اکھڑوانا چاہتا ہے اس کو یہ درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۰۴/۳۲-۱۳۳۴ھ)

الجواب: دوسرے شخص کی زمین میں اس کی بلا اجازت مسجد بنوانا درست نہیں ہے، اور وہ مسجد نہیں ہوتی، مالک اگر اپنی زمین کو خالی کرائے، اور تعمیر کو منہدم کرائے تو درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

سوال: (۵۱۸) پندرہ بیس سال کا عرصہ ہوا کہ زید نے عمر کو بہ ظاہر مالک و قابض دیکھ کر عمر کے مختار عام سے ایک قطعہ اراضی مکانات تعمیر کرنے کی نیت سے کرایہ سالانہ پر بہ تحریر دستاویز لے لیا، چنانچہ ایک جزو قطعہ اراضی میں چند مکانات تعمیر کرائے، اور ایک جزو اراضی میں مسجد تعمیر کرائی، مالک اراضی یا مختار عام سے کوئی اجازت صریح تعمیر مسجد کی نہیں لی گئی تھی، لیکن مسجد ان کے علم میں تعمیر ہوئی، اور تعمیر مسجد سے رضامندی ظاہر کی؛ ایسی مسجد میں نماز ادا کرنی جائز ہے؟ (۸۸۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: کوئی جگہ مسجد اسی وقت ہوسکتی ہے کہ جب مالک زمین اس کو مسجد کے لیے وقف کرے، شامی میں ہے: أفاد أن الواقف لابد أن یکون مالکًا له وقت الوقف ملکًا باتًا الخ (۱) پس اگر مالک زمین نے اس مسجد کی اراضی کو وقف کردیا ہے، یا اب کردے، یا یہ کہہ دے کہ ’’میں نے اس کو مسجد بنادیا، یا اس کو جائز رکھا‘‘ تو وہ مسجد ہوجاوے گی اور ثواب مسجد کا اس میں حاصل ہوگا، ویسے نماز تو ہر جگہ ہوجاتی ہے وہاں بھی نماز صحیح ہے، لیکن مسجد ہونے کے لیے امور بالا میں سے کوئی امر ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) الشامی ۶/۳۱۰ کتاب الوقف. شرائط الوقف.

ایک شریک نے مشترک زمین میں مسجد بنالی بعد میں دیگر شرکاء نے اجازت دے دی؛ تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۱۹) ...... (الف) ایک زمین جس کے مالک کئی شخص بالشراکتہ ہیں، ان میں سے ایک شریک نے بلا اذن شرکائے دیگر مسجد بنالی، اور قبل بن جانے کے کسی سے اجازت نہ لی، اور بعد تیار ہونے مسجد کے، سب شرکاء نے اذن دیا، اور بہ خوشی تمام شرکاء معہ اہل محلّہ کے نماز باجماعت ادا کرتے رہے تو یہ مسجد شرعاً مسجد ہوگئی یا نہیں؟

(ب) قال محمدؒ: إذا خرب وليس له ما يعمر به وقد استغنى الناس عنه لبناء مسجد آخر ... يعود إلى ملك الواقف الخ (۱) اس روایت کے موافق اگر باہم قوم میں مخالفت ونزاع ہوجائے، اور مسجد مذکور کو اپنے تصرف میں لینا چاہیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۶۹۰ھ)

الجواب: (الف) قوله: بإفراز مسجد، عبر بالإفراز لأنه لو كان مشاعًا لايصح إجماعًا الـخ (۲) (شامی) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مشترک زمین میں مسجد نہیں ہوسکتی؛ لیکن دوسری روایت شامی کی "ولو أجاز المالك وقف فضولي جاز" (۳) صورت مسئولہ کے جواز پر دال ہے، لہٰذا مسجد مذکور بعد اجازت شرکاء مسجد شرعی ہوگئی۔

(ب) اس مسجد کو بہ صورت مذکورہ منتقل کرنا، اور اس مسجد کی مسجدیت کو باطل کرنا درست نہیں ہے لأن الفتوى على تأبيد المسجد (شامی ۴۲۹/۶، كتاب الوقف) فقط

بلا اجازت کسی کی زمین کو مسجد میں شامل کرنا

سوال: (۳۲۰) زید کے مکان کے صحن میں اہل محلّہ نے زید کی غیبوبت میں بلا اجازت مسجد کی محراب بنائی ہے، اس طرح کہ امام مسجد کا سجدہ اس محراب مغصوبہ میں ہوتا ہے؛ اس سے نماز مکروہ ہوتی

(۱) البحر الرائق ۴۲۱/۵ كتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المساجد.

(۲) الشامی ۴۱۲/۶ كتاب الوقف – مطلبٌ: شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع.

(۳) الشامی ۴۱۰/۶ كتاب الوقف – شرائط الوقف.

ہے یا نہیں؟ جب کہ زید سخت ناراض ہے۔ اور زید کے مکان کی طرف مسجد کے روشن دان کھول لیے ہیں؛ اس کا کیا حکم ہے؟ (۱۴۹۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اصل حکم شرعی یہ ہے کہ بدون اجازت مالک کے کوئی زمین یا حصہ زمین کا اگرچہ قدر قلیل ہو بلا ضرورت شدیدہ داخل مسجد نہ کیا جاوے، جیسا کہ عبارت شامی سے واضح ہے **قوله: وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف الخ** (۱) اسی طرح کسی کے مکان کی طرف روشن دان مسجد کے بلا ضرورت نہ کھولے جاویں، جس سے اس کو تکلیف ہو کما ورد: **لاضرر ولاضرار** (۲) لیکن زید کو چاہیے کہ اب جب کہ اس کی قدر قلیل زمین داخل محراب مسجد کرلی گئی ہے تو وہ اس کی اجازت دیدے، ورنہ بہ صورت عدم اجازت اس کا تعنت اور سرکشی ظاہر ہوگی؛ کیوں کہ وہ زمین مسجد کی محراب کو توڑ کر خارج نہیں کی جاسکتی کہ اس میں مسجد کا بڑا نقصان ہے، اور ایسی صورت میں بعض روایات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسجد کو ضرورت ہو، اور تنگی ہو تو مسجد کے قریب کی زمین جبراً مسجد میں داخل کرلی جاوے، اور زبردستی مالک کو قیمت اس زمین کی دیدی جاوے۔ کما فی الدر المختار: **تؤخذ أرض ودار وحانوت بجنب مسجد ضاق على الناس بالقيمة كرهًا درر وعمادية الخ** (۳) پس زید کو چاہیے کہ قیمت لے کر یا بلا قیمت لینے کے اجازت اس کی دیدے، ورنہ بہ [illegible] درت جبراً بھی بہ قدر ضرورت زمین پڑوسی کی لے کر بہ قیمت مسجد میں داخل کی جاسکتی ہے؛ لہٰذا زید کو اس میں مخالفت نہ کرنی چاہیے اور بہ خوشی اجازت دے دینی چاہیے، اور بہ موجب اس روایت کے اس مسجد میں نماز بلا کراہت جائز ہے۔ فقط

شرکاء کی اجازت کے بغیر مشترک درخت فروخت کرکے ان کی قیمت سے مسجد بنانا

سوال: (۳۲۱) شیعوں نے اپنے موضع میں شرکت کے درخت فروخت کرکے، ان کی قیمت

---

(۱) الشامی ۳۱۰/۶ كتاب الوقف، شرائط الوقف۔

(۲) عن ابن عباس رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ضرر ولاضرار (ابن ماجه ۱۶۹/۲ أبواب الأحكام. باب من بنى فى حقه ما يضر جاره)

(۳) الدر مع الشامی ۳۵۱/۶ كتاب الوقف – قبل مطلبٌ فى اشتراط الواقف الولاية لنفسه.

سے مسجد بنائی، درختوں کے شریک شیعہ وسنی اور ہنود ونابالغ تھے، ان تمام شرکاء کی اجازت کے بغیر فروخت کر کے (ان کی) قیمت سے مسجد بنائی، اس موضع میں، میں بھی شریک ہوں، مہینے دو مہینے میں؛ میں بھی لگان وصول کرنے جاتا ہوں تو اس مسجد میں میری اور سنیوں کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ یا دوسرے موضع میں نماز کو جانا چاہیے، اور رات کو شیعہ کی بستی میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۳۰۹/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ مسجد مسجد شرعی نہیں ہے، اس میں نماز پڑھنے سے ثواب مسجد کا نہیں ملے گا، اور نماز ادا ہو جائے گی، اور دوسرے موضع میں نماز کے لیے جانا ضروری نہیں ہے، اور جس موضع میں شیعہ رہتے ہیں وہاں رات کو رہنا جائز ہے۔

مشترکہ زمین میں شرکاء کی اجازت کے بغیر مسجد بنانا

سوال: (۳۲۲) مختصر مشترکہ زمین میں بلا اجازت شرکاء مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۳۷۹/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: خلاصہ جواب یہ ہے کہ مشترکہ زمین میں بلا اجازت سب شرکاء کے مسجد بنانا جائز نہیں ہے، اگر بنائی جائے گی تو وہ شرعی مسجد نہ ہوگی، اور ثواب مسجد کا اس میں نہ ملے گا، اگرچہ نماز ہو جائے گی۔

اکثر شرکاء کی اجازت سے مشترک زمین میں تعمیر شدہ مسجد کا حکم

سوال: (۳۲۳) زید نے زمین مشترکہ میں بعد حصول رضا مندی شرکاء مسجد تعمیر کرائی، خالد اور بکر نے رنجش باہمی سے بعد دے دینے رضا مندی کے برہم ہو کر، دو تین نابالغوں کی جانب سے عذر کیا ہے، مگر نہ تو نابالغ کچھ عذر کرتے ہیں، نہ ان کے ولی نے اس وقت تک کسی جلسے میں استدعاء اس امر کی نسبت کی ہے؛ لیکن جن لوگوں نے جمیع اہل اسلام کی موجودگی میں رضا مندی دی ہے، انھوں نے بہ وجہ عناد باہمی کے یہ کارروائی کرائی ہے، حالاں کہ زید نے زمین مشترک کے تخمیناً نصف حصے میں مسجد تعمیر کرائی ہے، باقی زمین افتادہ حق نابالغان کا خیال کر کے چھوڑ دی ہے، جس سے نماز میں اور تعمیر مسجد میں خلل نہ ہو، اور حق نابالغان کا زائد سے زائد ایک روپیہ میں ایک آنہ ہوگا، لیکن بہ وجہ نفسانیت کے یہ جھگڑا کرتے ہیں، ایسی حالت میں مسجد حکم مسجد رکھتی ہے یا نہیں؟ نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۶۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ مشترک زمین میں جس میں جملہ شرکاء اجازت نہ دیں،

یا بعض نابالغ ہوں جن کی اجازت شرعاً معتبر نہیں ہے، جب تک اس زمین کو تقسیم کر کے، اجازت دینے والوں کا حصہ علیحدہ نہ کیا جاوے، اس وقت تک مسجد بنانا اس میں صحیح نہیں ہے، اور اب جب کہ مسجد اکثر شرکاء کی اجازت سے تعمیر ہو چکی ہے تو اس کے جواز کی یہ صورت ہے کہ جو شرکاء راضی نہیں ہیں، یا جو نابالغ ہیں ان کا حصہ اس زمین باقی ماندہ میں بہ رضائے شرکاء و اولیاء صغار علیحدہ کر دیا جاوے، بعد تقسیم کے جن شرکاء کا حصہ مسجد میں آیا ہے، وہ اس کو وقف کر دیں، اور مسجد کے نام سے موسوم کر دیں۔ فقط

مسجد سے متصل مکان کو جبراً مسجد میں شامل کرنا

سوال: (۳۲۴) ایک مسجد میں جگہ بہت کم ہے، ایک مکان اس مسجد سے ملا ہوا ہے؛ اس کو مسجد میں جبراً شامل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۴/۱۷۔ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: دوسرے شخص کا مکان بدون اس کی اجازت کے مسجد میں داخل کرنا درست نہیں ہے، البتہ اس شخص مالک مکان کو مناسب ہے کہ اگر مسجد میں تنگی ہے، اور اس شخص کے پاس زمین اس کی حاجت سے زیادہ ہے تو وہ مفت یا بہ قیمت زمین بہ قدر ضرورت مسجد میں دے دے۔ فقط

خاص راستے کو مسجد میں شامل کرنا

سوال: (۳۲۵) ایک جگہ جامع مسجد و مکان امام مسجد و مکان برادر و ہمشیرہ زادہ امام واقع ہے، اور ایک قبرستان بھی قدیم سے مورثان امام کا اسی جگہ میں واقع ہے، اور راستہ ہر سہ مکانات و قبرستان و نمازیان مسجد کا سامنے دروازہ شمالی حویلی امام کے مابین حد قبرستان و فصیل مسجد کے جانب شمال کو واقع ہے، اس شان سے کہ چاہ مسجد تک صرف مکانات مذکورہ کا راستہ ہے، اور چاہ کے بعد قبرستان و مکانات امام وغیرہ و مسجد کا راستہ اسی جانب شمالی کو واقع ہے، اور مکانات مذکورہ کی آمد و شد بہلی (بیل) گاڑی کا بھی اب یہی راستہ ہے؛ الغرض ایک راستہ سب کا ہے؛ اب زمین داران شہر نے اس راستۂ مذکورہ سے بہ غرض داخل کرنے مسجد کے ایک حد ایسی قائم کی ہے کہ راستہ گاڑی بہلی مکانات مذکورہ کا محاذی پکا خانہ خس و پوس مقبوضہ امام و مورثان امام بالکل نہیں رہا، اور یہ حد زمین داران نے بلا اجازت مالکان مکانات مذکورہ کے خود قائم کی ہے، اور یہ چاہتے ہیں کہ پکا مکان مذکورہ کو توڑ کر راستہ گاڑی بہلی مکانات مذکورہ کا

کردیں، اور مالکان مکان اس راستے کی کسی چیز کو بھی مسجد میں داخل کرنا نہیں چاہتے، اور پکا مکان مقبوضہ کو توڑ کر راستہ گاڑی بہلی کا کرنا نہیں چاہتے؛ اس صورت میں بلا اجازت اس راستے میں سے مسجد میں داخل کرنا اور مکان مقبوضہ امام کو توڑ کر راستہ آمد و شد گاڑی کر دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور واضح رہے کہ مسجد میں کچھ تنگی اور ضرورت توسیع کی نہیں ہے، دو درجے اس کے مسقف ہیں، اور فرش میں آٹھ صف کے بہ قدر وسعت ہے جو جمعہ کو بھی پورا نہیں بھرتا۔ فقط (۱۳۳۵/۳۱ھ)

الجواب: اس صورت میں یہ جائز نہیں ہے کہ امام وغیرہ اہل مکانات کے راستے میں سے کچھ حصہ بھی بدون اہل مکانات کی اجازت کے مسجد میں داخل کیا جائے، راستے میں سے مسجد میں داخل کرنے کو جو فقہاء نے جائز لکھا ہے، اولاً وہ عام راستے کا حکم ہے نہ خاص راستے کا، ثانیاً اس کے مسجد میں داخل کرنے کے جواز کی دو شرط فقہاء نے لکھی ہیں ایک یہ ہے کہ مسجد میں تنگی ہو، دوسری یہ ہے کہ گذرنے والوں کا نقصان نہ ہو، اور صورت مسئولہ میں مسجد میں تنگی نہیں ہے اور راستہ والوں کا نقصان ہے، لہٰذا یہ تصرف زمین داران کا درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: **جعل شيء من الطريق مسجدًا لضيقه ولم يضر بالمارّين جاز لأنهما للمسلمين** (۱) ترجمہ: راستے میں سے کچھ مسجد میں لیا جائے مسجد کی تنگی کی وجہ سے اور راستے والوں کا کچھ ضرر نہ ہو، تو یہ جائز ہے، کیوں کہ راستہ اور مسجد دونوں مسلمانوں کے ہیں۔

اس پر علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں: **قوله: لضيقه ولم يضر بالمارين أفاد أن الجواز مقيد بهذين الشرطين الخ** (۱) ترجمہ: راستے میں سے مسجد میں داخل کرنا ان دو شرطوں کے ساتھ مقید ہے، یعنی جو کہ اوپر مذکور ہوئیں ضیق مسجد اور عدم ضرر مارین۔

درمختار کی اس تعلیل سے **لأنهما للمسلمين** یہ بھی واضح ہوا کہ یہ عام راستے کا حکم ہے، اور خاص راستے میں تو ایسا تصرف بلا اجازت اہل طریق کسی حال میں درست ہی نہیں ہے، جیسا کہ درمختار میں دوسرے موقع پر فرمایا ہے: **لايجوز أن يتصرف باحداث مطلقًا أضرّبهم أو لا إلا باذنهم** (۲)

---

(۱) الدر والشامی ۶/۴۴۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فی جعل شيء من المسجد طريقًا.

(۲) الدرمع الشامی ۱۰/۲۰۷-۲۰۸ کتاب الدیات – باب مایحدثه الرجل فی الطریق وغیره.

''نہیں جائز ہے راستہ خاص میں کوئی تصرف مطلقاً، مگر اہل طریق کی اجازت سے کل کو مضر ہو یا نہ ہو'' اور جب کہ معلوم ہوا کہ راستہ مذکور کا مسجد میں داخل کرنا درست نہیں ہے تو یہ غصب ہوگا، اور مسجد میں اگر زمین مغصوبہ داخل کی جائے تو اس جگہ مغصوبہ میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور تصرف کرنے والے عاصی و آثم ہوں گے۔ فقط

کمپنی کے منیجر کی اجازت سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۳۲۶) ایک گاؤں کی مالک غیر مسلم کمپنی ہے، مالکوں کی جانب سے ایک منیجر صاحب مثل مالکوں کے کاروبار کرتے ہیں، چنانچہ عرصہ چالیس سال کا ہوا کہ وہاں کے مسلمانوں نے بغیر ادائیگی قیمت زمین، منیجر صاحب کی اجازت سے ایک پختہ چبوترا بغرض ادائیگی نماز بنایا تھا، کچھ عرصہ ہوا کہ مسلمانوں نے اس پختہ چبوترا قدیم پر خام دیواریں بنا کر چھپر وغیرہ سے سایہ کرلیا ہے، اس کے بعد وہاں کے مسلمانوں پر فوجداری میں دعویٰ کیا گیا تھا جو خارج ہوگیا؛ اس چبوترے پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۱۸/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ منیجر صاحب کی اجازت سے وہ مسجد بنائی گئی، اور چالیس سال سے اس مسجد میں نماز پڑھی جارہی ہے تو وہ مسجد ہوگئی؛ کیونکہ جب منیجر صاحب کو مالکانہ اختیار دیے گئے ہیں تو جس طرح اصل مالک کی اجازت سے مسجد ہو جاتی ہے اسی طرح منیجر صاحب کی اجازت سے بھی مسجد ہوگئی۔ فقط

مقبوضہ زمین میں مسجد بنانا

سوال: (۳۲۷) موضع ''کھوجیڑا'' میں قصاب، جلاہا، جھوجہ وغیرہ غریب اقوام اہل سنت والجماعت آباد ہیں، زمین داری اہل تشیع کی ہے، اور جملہ مساجد اہل تشیع کی ہیں؛ ایام قدیم سے اہل سنت بھی ان ہی مساجد میں نماز ادا کرتے تھے؛ اب کچھ عرصے سے مساوات کا برتاؤ اخلاق اسلامی سے گر چکا ہے، اور نوجوان سیدان کو بہ نظر تمسخر دیکھتے ہیں، اور اہل تشیع بہ حیثیت زمین داری نہ علیحدہ قیمۃً جگہ دینے پر رضامند ہیں اور نہ موجودہ مکانات رہائش میں سے کسی ایک مکان کو مسجد بنا لینے کی اجازت دیتے ہیں — مکانات

مسکونہ اہل سنت کی یہ حالت ہے کہ بعض مکانات کے لیے ان کے آباء واجداد نے معاوضہ ادا کر کے زمین حاصل کی تھی، بعض نے بطور رعایا سکونت پذیر ہونا قبول کر کے زمین حاصل کی، اور مکان تیار کرلیا؛ بعض حضرات نے کچھ اراضی قیمۃً حاصل کی اور کچھ پر بہ حیثیت حصہ دار قابض ہو گئے؛ تو اس قسم کی زمین پر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۲۷۹۱ھ)

الجواب: اس صورت میں اہل سنت والجماعت اپنی اراضی مسکونہ ومقبوضہ میں سے کسی حصے کو مسجد کر سکتے ہیں، اور اس میں مسجد بنا سکتے ہیں۔ کما في الشامي: ذكر في البحر: أن مفاد كلام الحاوي اشتراط كون أرض المسجد ملكًا للباني اهـ لكن ذكر الطرسوسيّ جوازه على الأرض المستاجرة أخذًا من جواز وقف البناء الخ (۱) پس اس روایت ثانیہ سے ـــــ جس کو علامہ طرسوی نے ذکر کیا ہے ـــــ اراضی مذکورہ میں مسجد بنانے کا جواز ثابت ہے، اور بہ ضرورت مذکورہ اس پر عمل کرنا درست ہے؛ بلکہ ضروری ہے۔

کسی کی زمین میں زبردستی مسجد بنانا

سوال: (۳۲۸) اہل محلہ نے جبرا بغیر قیمت زید کی زمین میں مسجد بنالی، حالانکہ زید نے ہر چند منع کیا؛ ایسی زمین ومسجد کا شرعا کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۰/۶۱۹ھ)

الجواب: شرعًا وہ زمین وقف نہیں ہوئی ہے، اور مسجد نہیں ہوئی، اور نماز پڑھنا اس میں مکروہ ہے کما في أرض الغصب. فقط

مالکوں کی رضامندی کے بغیر ان کے کنویں کو مسجد میں شامل کرنا

سوال: (۳۲۹) محلہ شاہ بہلول سہارنپور میں ایک مسجد معماران وصابون گران واقع ہے، اس کو وسیع کرنے کی غرض سے بلا رضا واجازت مالکان کے ان کا کنواں جو علاوہ کنویں مسجد کے اور بیرون مسجد، اور صابون گران کا مقبوضہ مملوکہ ہے، جبرًا مسجد میں شامل کرلیا ہے؛ یہ فعل ان کا جائز ہے یا نہیں؟ اور جائے مغصوبہ پر نماز بلا کراہت جائز ہوگی یا نہیں؟ اور صابون گران نے بہ وجہ رفع فساد دوسری مسجد بنانے کے لیے جگہ تجویز کرلی ہے یہ کیسا ہے؟ (۱۳۴۷-۴۶/۱۳۶۸ھ)

(۱) الشامي ۶/۴۲۶ كتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المسجد.

الجواب: بدون رضامندی واجازت مالکان چاہ کے، اس چاہ کو مسجد میں شامل کرنا اور داخل کرنا جائز نہیں ہے، اور اس جگہ پر نماز مکروہ ہوگی درمختار میں ہے: وکذا تکرہ في أماکن کفوق کعبة ...... و أرض مغصوبة الخ (۱) اور جب تک مالکان چاہ اجازت نہ دیں گے اس وقت تک وہ جگہ داخل مسجد نہ ہوگی، اور رفع فساد وفتنہ کی وجہ سے صابون گروں کو دوسری مسجد بنانا، اور پہلی مسجد میں نماز چھوڑنا، اور دوسری مسجد جدید میں نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ جب دوسری مسجد بہ غرض رفع فساد اور نیک نیتی کے ساتھ بنانا جائز ہے اور بہ سبب ارشاد: من بنی لله مسجدًا بنی الله له بيتًا في الجنة (الحديث) (۲) أو کما قال صلی الله علیه وسلم موجب اجر وثواب ہے؛ تو آباد رکھنا اس کا اور نماز پڑھنا اس میں بھی ضروری ہے قال علیه الصلاة والسلام إنما الأعمال بالنیات وإنما لامرئ ما نوی الحديث۔ (۳) فقط

دوسری مسجد بنانا کب درست ہے؟

سوال: (۳۳۰) ایک گاؤں کی آبادی قدیم سے متفرق ہے، اور اس میں ایک ہی مسجد ہے، اگر اس مسجد سے چند آدمی گاؤں کے علیحدہ ہوتے ہیں تو وہ مسجد غیر آباد رہتی ہے، کیوں کہ گاؤں کی آبادی قلیل ہے، اب چند آدمی گاؤں مذکور کے باقی اہل دیہہ اور امام مسجد سے خلاف ہوکر دوسری جگہ مسجد بنانا چاہتے ہیں، ان کو منع کیا جائے یا نہیں؟ اگر نہ منع کیا جائے تو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے اس اثر کا جس میں یہ آیا ہے کہ بعد فتوحات کے آپ نے ہر شہر میں مسجد بنانے کا حکم فرمایا، اور منع فرمایا بناء کرنے مسجد ثانی سے جو مضر ہو مسجد اول کو کیا جواب ہوگا؟ (۲۹۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر بوجہ متفرق ہونے آبادی کے اور دوری کے اس مسجد میں آنے میں دقت ہو تو بنائے

(۱) الدر مع الشامي ۲/۴۱ کتاب الصلوة – مطلبٌ في الصلوة في الأرض المغصوبة.
(۲) عن عثمان رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من بنی لله مسجدًا بنی الله له بيتًا في الجنة (مشکاة المصابيح ص: ۶۸ باب المساجد ومواضع الصلوة)
(۳) عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه يقول: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ ما نوی؛ فمن كانت هجرته إلى دنيا يُصيبُهَا أو إلى امرءة ينكحها؛ فهجرته إلى ما هاجر إليه (صحيح البخاري ۱/۲ باب كيف كان بدء الوحي)

مسجد ثانی بلاشبہ درست ہے، اور اثر حضرت عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت صرف بہ غرض اضرار مسجد اول مسجد ثانی نہ بنائی جائے، اور جب کہ کوئی ضرورت ہو اور غرض بانیین کی اور نیت ان کی اضرار مسجد اول کی نہ ہو تو پھر جواز، بلکہ ثواب کے حاصل ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے بقوله تعالیٰ: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ الاية (۱) وإنّما الأعمال بالنيات وإنما لامرئ مانوی (۲) فقط

مسجد منہدم ہو جائے تو دوسری جگہ نئی مسجد بنانا کیسا ہے؟

سوال: (۳۳۱)...... (الف) زمین وقف ... مسجد ہے جو آبادی سے فاصلے پر واقع ہے، برسات میں منہدم ہوگئی، اب زمین موقوفہ کے دوسرے قطعے پر جہاں آبادی ہے تعمیر مسجد کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اور منہدمہ مسجد کی اینٹ وغیرہ اس میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟

(ب) منہدمہ مسجد کے قطعے پر وقف کی آمدنی کے خیال سے باغ کاشت بندوبست کرنا چاہیے یا ویسے ہی چھوڑ دینا چاہیے؟ (۱۳۴۳/۱۵۴۰ھ)

الجواب: (الف) اس صورت میں دوسری مسجد کا بنانا جائز ہے، اور پہلی مسجد کا سامان بھی اس میں لگایا جاسکتا ہے۔ كذا حققه العلامة الشامي وبسط فيه: فقد ذكر في التتار خانية وغيرها جواز نقلها الخ والذي ينبغي متابعة المشائخ المذكورين في جواز النقل بلا فرق بين مسجد أو حوض كما افتى به الإمام أبو شجاع والإمام الحلواني وكفى بهما قدوةً ولا سيما في زماننا الخ (۳) اور البحر الرائق میں ہے: وهكذا نقل عن الشيخ الإمام الحلواني في المسجد والحوض إذا خرب ولايحتاج إليه لتفرق الناس عنه أنه تصرف أوقافه إلى مسجد آخر أو حوض آخر (۴)

---

(۱) سورۂ توبہ، آیت: ۱۸۔

(۲) عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ ما نوى؛ فمن كانت هجرته إلى دنيا يُصِيبُهَا أو إلى امرءة ينكحها؛ فهجرته إلى ماهاجر إليه (صحيح البخاري ۱/۲ باب كيف كان بدء الوحي)

(۳) الشامي ۴۳۰/۶ كتاب الوقف – مطلبٌ في نقل أنقاض المسجد ونحوه.

(۴) البحر الرائق ۲۲۲/۵ كتاب الوقف – فصل في أحكام المساجد.

[illegible] اس کی حفاظت ضروری ہے، اور اس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں، اس لیے کہ ایک مرتبہ جو مسجد ہو چکی ہے قیام قیامت تک مسجد ہی رہے گی۔ کما فی البحر (۱) وعند أبی یوسف هو مسجد أبدًا إلی قیام الساعة، وفی المجتبیٰ: وأکثر المشایخ علی قول أبی یوسف ورجح فی فتح القدیر قول أبی یوسف الخ اور شامی میں ہے ان الفتوی علی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد انتهی ملخصًا (۲) فقط

غیر آباد علاقے کی مسجد کو محفوظ کرکے نئی مسجد بنانا

سوال: (۳۳۲) ایک موضع میں ایک مسجد خام آبادی میں واقع تھی، اب اس مسجد کے گرد ونواح سے [illegible] کے، آبادی ہٹ گئی ہے، اور عرصہ سے مسجد ویران ہے، اور آبادی کی امید آئندہ کو بھی [illegible] اب — بفضلہ تعالیٰ — اہل اسلام میں سے ایک صاحب مسجد پختہ جدید بنانا چاہتے ہیں، تو اب اس مسجد کو پختہ کیا جائے یا اس کو کسی طرح سے محفوظ کرکے آبادی کے اندر دوسری مسجد پختہ بنائی جاوے، جس سے مسلمانوں کو وہاں پہنچنے میں سہولت ہو؟ ([illegible]-۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہی مناسب ہے کہ اس مسجد غیر آباد کو محفوظ کر دیا جائے، اور دوسری جدید مسجد مسلمانوں کی آبادی میں تعمیر کی جائے، جس سے مسلمانوں کو نماز پڑھنے و جماعت کرنے میں سہولت ہو۔

بہ ضرورت دوسری مسجد بنا کر پہلی مسجد کو عیدگاہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۳۳) ایک مسجد لب تالاب واقع ہے، بارش میں اس میں پانی بھر جاتا ہے، وہاں نماز کوئی آدمی نہیں پڑھ سکتا؛ ایسی حالت میں دوسری جگہ مسجد قائم کرنا، اور مسجد مذکورہ کو عیدگاہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۹۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس ضرورت کی وجہ سے دوسری جگہ مسجد قائم کرنا درست ہے، مگر وہ پہلی مسجد بھی مسجد رہے گی، اس کی حفاظت ضروری ہے، اور اگر دوسری نمازیں اس میں نہ ہو سکیں تو عیدین کی ہی نماز اس میں پڑھا کریں، بہر حال وہ مسجد رہے گی، اور مسجد ہونا نماز عیدین کے لیے مانع نہیں ہے۔

(۱) البحر الرائق ۴۲۱/۵ کتاب الوقف – فصل فی أحکام المساجد.

(۲) الشامی ۴۲۹/۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره.

نئی تعمیر کے وقت پرانی مسجد کی جگہ قصداً چھوڑ دینا

سوال: (۳۳۴)...... (الف) مسجد کو شہید کرکے از سرِ نو بنوانا ہے مسجد جدید کو کسی جانب ہٹا کر اگر بنوایا جائے تو مسجد قدیم کو فوراً شہید کرنے کی ضرورت نہ ہوگی، اور تا تیاریٔ مسجد جدید مصلیوں کو کوئی تکلیف نہ ہوگی؛ ایسی صورت میں مسجد قدیم کا کچھ حصہ چھوڑ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ حصہ مسجد کا حکم رکھے گا یا نہیں؟ یعنی جنبی وغیرہ کا جانا اس میں درست ہوگا یا نہیں؟

(ب) اگر اس حصہ میں امام ومؤذن کے لیے حجرہ بنادیا جائے یا مسافر خانہ تو درست ہے یا نہیں؟ (۵۴۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: (الف، ب) مسئلہ یہ ہے کہ جو زمین ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے کمافی الشامی: لأن الفتویٰ علی تأبید المسجد (۶/ ۴۲۹ کتاب الوقف) پس مسجد کا کوئی حصہ مسجد سے جدا نہیں ہوسکتا یعنی حکم اس کا مسجد کا ہی رہے گا، جنبی وحائضہ وغیرہ کو داخل ہونا اس میں درست نہیں ہے، اور حجرہ یا مسافر خانہ بنانا اس کا درست نہیں ہے۔

محلے والے پرانی مسجد توڑ کر نئی مسجد بنا سکتے ہیں

سوال: (۳۳۵) زید نے مسجد بنوا کر وقف کردی، اب وہ مسجد شکستہ ہوگئی ہے، بکر اس کو از سرِ نو تعمیر کرانا چاہتا ہے، زید کے ورثاء مانع ہیں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۵۲۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: شامی میں ہے: وأما أهلها فلهم أن يهدموه و يجددوا بناء ه الخ (۱) یعنی اہل مسجد واہل محلّہ مسجد کہنہ کو منہدم کرکے از سرِ نو تعمیر کرسکتے ہیں، پس اگر بکر اہل محلّہ میں سے ہے تو زید کے ورثا اس کو تعمیر مسجد سے نہیں روک سکتے۔ فقط

اجنبی شخص بہ غرض توسیع، مسجد کو گرا کر ازسرِ نو تعمیر کراسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۳۶) ایک شخص نے باذن مالک زمین مسجد تعمیر کرائی تھی، بانی مسجد فوت ہوگیا، اس

(۱) الشامی ۶/ ۴۲۷ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد.

وقت ایک اجنبی شخص —— جو نہ بانی کے رشتے داروں میں سے ہے نہ مالک زمین ہے نہ اہل محلّہ سے ہے —— چاہتا ہے کہ مسجد کو گرا کر بہ غرض توسیع، از سر نو تعمیر کرے؛ کیا مالک کے اذن سے مسجد کو جو ابھی تک بالکل نئی ہے بہ غرض توسیع از سر نو تعمیر کرا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۹۸/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ وہ شخص نہ بانی مسجد ہے اور نہ اس کے رشتے داروں میں سے اور نہ اہل محلّہ میں سے ہے تو اس کو یہ جائز نہیں ہے کہ بلا اذن بانی مسجد یا اہل محلّہ از سر نو تعمیر کرے، شامی میں ہے: وفی الطحطاوی عن الهندية: مسجد مبنی أراد رجل أن ينقضه و يبنيه أحكم ليس له ذلك لأنه لا ولاية له "مضمرات"، إلا أن يخاف أن ينهدم إن لم يهدم تتارخانية وتأويله إن لم يكن البانی من أهل تلك المحلة وأما أهلها فلهم أن يهدموه و يجددوا بنائه الخ (۱) اور ظاہر اس عبارت کا یہ ہے کہ واقف زمین جو کہ بانی مسجد نہیں ہے اس کے اذن سے بھی ہدم مسجد وتجدید بناء درست نہیں ہے؛ کیوں کہ سوال سے معلوم ہوا کہ وہ تعمیر جدید ہے اس کے منہدم ہونے کا خوف نہیں ہے۔

مسجد کی توسیع کے درمیان کسی بزرگ کا مزار نکل آئے تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۳۳۷) ایک مسجد کا چبوترا اس وقت کچھ تھوڑا معلوم ہوا، جس پر وہاں کے باشندگان کا ارادہ ہے کہ اس کو بڑھائیں۔ جگہ کافی ہے، مگر درمیان میں ایک بزرگ صاحب کا مزار ہے، اس کو کیا کرنا چاہیے، فرش کے ہموار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۰۱/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: پرانی قبر پر بناء وغیرہ اور اس کو برابر کر دینا درست ہے، پس اگر اس مسجد کو بڑھانا ہے تو اس قبر کو برابر فرش کے کر دیا جائے، اور کچھ نشان قبر کا نہ چھوڑا جائے؛ کیوں کہ قبر کے سامنے ہونے سے نماز مکروہ ہوگی۔

جو زمین مسجد میں داخل ہو چکی ہے اس کو مسجد سے خارج نہیں کر سکتے

سوال: (۳۳۸) اگر غلطی سے کوئی مسجد طویل بن جائے جو اہل محلّہ کی ضرورت سے بہت زائد ہو، علاوہ ازیں وہ چہار دیواری یا پنج دری ہو، اور اس کی تعمیر بھی بہت ناقص اور کمزور ہو، اور سمت بھی پورے

(۱) الشامی ۶/ ۴۲۷ كتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد.

طور پر قبلہ جانب نہ ہو؛ تو اس کے متولی بانی کو اس احاطے سے کم کر کے تین ور کی مسجد بنانے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ اور اس کو شہید کر کے از سر نو بنوا سکتا ہے یا نہیں؟ خلاصہ یہ ہے کہ جو حصہ موسوم بہ اندرون مسجد ہو گیا ہو اس میں ضرورت کے لحاظ سے تصرف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۲۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بہ ضرورت مسجد کی تعمیر دوبارہ تو ہو سکتی ہے؛ مثلاً اگر پہلی تعمیر مستحکم نہ ہو تو اس کو منہدم کر کے اہل محلہ از سر نو تعمیر مسجد بہ ہیئت مناسب کر سکتے ہیں، لیکن جو زمین داخل مسجد ہو چکی ہے اس کو مسجد سے خارج نہیں کر سکتے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مسقف حصے کو کچھ کم کر دیا جاوے، اور زائد کو غیر مسقف رکھ کر فرش مسجد میں داخل کیا جاوے؛ کیوں کہ مسجد کے ہر دو حصے مسقف وغیر مسقف مسجد ہونے میں برابر ہیں۔

ویران مسجد کی حفاظت کرنا مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے

سوال: (۳۳۹) ایک مسجد عرصہ قدیم سے وسط شہر میں قائم ہے، اور اس محلہ میں جہاں یہ مسجد واقع ہے پہلے مسلمانوں کے مکانات تھے، مسلمان لوگ بوجہ غربت ان مکانوں کے فروخت کرنے پر مجبور ہوئے، بالآخر وہ سب مکانات ہندوؤں نے خرید لیے، اور مسجد ویران ہوگئی، اب سے پہلے عموماً لوگ باجماعت اس میں نماز ادا کرتے تھے، رفتہ رفتہ مسجد کی عمارت گرتی گئی، صرف تھل (اونچی زمین) کی صورت باقی رہ گئی، رہگذر کے لوگ تھل (اونچی زمین) پر نماز پڑھتے تھے، مگر اب ہندوؤں نے مزاحمت شروع کردی ہے، اور اس میں خس وخاشاک بھی ڈالنے لگے، اور مسجد کے قریب ہی مندر بنالیا، مسلمانوں نے حکام سے درخواست کی، اس پر حکام نے مسجد کا احاطہ بند کرادیا، ہندوؤں نے نجاسات سے اور اچھی طرح مسجد کو بھر دیا، الغرض مسجد کو قفل لگا دینے کا حکم حکام نے دیدیا اور قفل پڑ گیا، کیا حکمرانوں کو یہ حق ہے کہ ہندوؤں کی وجہ سے مسجد میں قفل پڑوا دیں، اگر مسلمان مسجد کو نہ بنائیں تو وہ گنہ گار ہوں گے یا نہ، اور مؤاخذہ ان کے ذمے ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵-۴۴/۱۶۷ھ)

الجواب: جب کہ اس مسجد کا قدیم سے مسجد ہونا محقق ومسلم ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ حکام اس کے بنانے میں مانع ہوں؛ یہ امر شرعاً جائز نہیں ہے، اور مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ اس مسجد کی واگذاشت کے لیے حکام کی طرف رجوع کریں، اور عدالت سے چارہ جوئی کریں، اور باوجود استطاعت کے مسلمانوں کو اس میں کوتاہی کرنا ناجائز ہے، اور اس میں مؤاخذہ اخروی کا خوف ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَأَنَّ الْمَسٰجِدَ

للہ فلا تدعوا مع اللہ احدًا (۱) وفی کتب الفقه إن الفتوی علی تأبید المسجد (۲) (شامی) یعنی جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوگئی وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے، ابقاء اس کا ضروری ہے، اور آباد رکھنا اس کا لازم ہے، اور علامت ایمان کی ہے، کما قال اللہ تعالیٰ: إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ الآية (۳) فقط

مسجد کی قدیم بناء میں تبدیلی کرنا

سوال: (۳۴۰) احمد پور شرقیہ میں ایک مسجد وسط بازار میں واقع ہے، حکام وقت نے مسجد کی قدیم بناء کو اس طرح بدلا ہے کہ مسجد کو نیچے سے خالی کر کے تین دکان بنائی ہیں، مسجد کی تین فٹ چوڑی اور دس فٹ لمبی زمین پاپوش اتارنے کے لیے چھوڑ دی گئی ہے؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ اس مسجد میں نماز صحیح ہے یا نہیں؟ اور ان مکانوں میں کرایہ دار بٹھانا کیسا ہے؟ (۱۵۰۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس قسم کے تصرفات کو بعد اتمام مسجد فقہاء نے ناجائز لکھا ہے جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے کہ أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع ..... فإذا كان هذا في الواقف فكيف بغيره! (۴) (درمختار) اور نماز اس میں صحیح ہے، اور ان دکانوں میں کرایہ دار بٹھانا درست نہیں ہے۔ فقط

بغیر ثبوت کے مسجد کی زمین پر ملکیت کا دعویٰ کرنا

سوال: (۳۴۱) ایک شخص نے دوسرے شخص سے اس کی مقبوضہ زمین خرید کر مسجد تعمیر کر کے وقف کی ہے، ایک دوسرا شخص دعوی کرتا ہے ''یہ زمین میری ہے'' مگر اس کے پاس کچھ ثبوت نہیں ہے، اور وہ مسجد کے انہدام کا دعویٰ کرتا ہے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۸۸۳/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جب کہ مدعی کے پاس کوئی ثبوت باقاعدہ ملکیت کا نہیں ہے، اور بانی مسجد نے اس زمین کو قابض سے خرید کر وقف کی ہے، اور مسجد تعمیر کی ہے تو وہ مسجد ہوگئی انہدام اس کا درست نہیں ہے

---

(۱) سورۂ جن، آیت: ۱۸۔

(۲) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیرہ.

(۳) سورۂ توبہ، آیت: ۱۸۔

(۴) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۸ کتاب الوقف. مطلبٌ فی أحکام المسجد.

اور نماز اس میں صحیح ہے۔ فقط

مسجد کے بارے میں تکیہ داروں کا دعوئے ملکیت باطل ہے

سوال: (۳۴۲) ہمارے قصبہ میں ایک مسجد بہت پرانی ہے، اور وقف ہے، اور یہ جگہ موسوم بہ تکیہ ہے، اور جو لوگ فقیر تکیہ دار ہیں وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ یہ ہماری ملکیت ہے، تکیہ داروں کے اس کہنے سے لوگوں نے اس مسجد میں اذان کہنا اور نماز پڑھنا بند کر دیا ہے، اور حقیقت میں وہ ملک تکیہ داروں کی نہیں ہے؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۷۳۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد اور مسجد کے متعلق جو زمین وقف ہے اس میں کسی کی ملکیت نہیں ہوسکتی، دعوئے ملکیت کرنا ان تکیہ داروں کا غلط اور باطل ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ اس مسجد میں اذان کہنے اور نماز پڑھنے کا اہتمام رکھیں، تکیہ داروں کے اس کہہ دینے سے کہ یہ ہماری ملکیت ہے؟ اذان اور نماز اس میں ترک نہ کریں۔ فقط

بانی کی اولاد کا مسجد میں ملکیت کا دعویٰ کرنا باطل ہے

سوال: (۳۴۳) ایک شخص نے مسجد تعمیر کرائی تھی، بانی مسجد کا انتقال ہوگیا، ان کے پسر مسجد مذکور کے متعلق دعوئے ملکیت کرتے ہیں، حجرہ مسجد کو اپنے مکان میں شامل کرنا چاہتا ہے مسجد کی چہار دیواری ناتمام ہے، جس سے مسجد میں کتے وغیرہ آتے ہیں اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد، مسجد ہی ہے ان کے دعوئے ملکیت کرنے سے وہ مسجد، مسجد ہونے سے خارج نہیں ہوتی، دعوئے ملکیت اور تصرف اس کا باطل اور ناجائز ہے، مسلمان اہل محلّہ چارہ جوئی کر کے اس شخص کو اس کے تصرفات ناجائزہ سے روکیں، اور مسجد کی چہار دیواری وغیرہ بنا دیں، اور حجرہ مسجد میں اس کا تصرف نہ ہونے دیں۔

مساجد اور مدارس موقوفہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں

سوال: (۳۴۴) مساجد و مدارس موقوفہ میں تملیک ہوسکتی ہے یا نہیں؟ یعنی کوئی اس کا مالک بن سکتا ہے یا نہ؟ اگر کوئی جبرا تملیک کا دعوی کرے تو کیا حکم ہے؟ (۱۹۰۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قال فی الدر المختار: وجعل الواقف الولایة لنفسه جاز بالإجماع و کذا لو لم یشترط لأحد فالولایة له عند الثانی وهو ظاهر المذهب نهر الخ (۱) وفیه أیضًا: وما دام أحد یصلح للتولیة من أقارب الواقف لایجعل المتولی من الأجانب الخ (۲) وفیه: البانی للمسجد أولی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار إلّا إذا عین القوم أصلح ممن عینه البانی الخ قوله: البانی أولی وکذا أولاده وعشیرته أولی من غیرهم (۳) (شامی ۳/۴۱۴) وفی الدر المختار: وإذا تم ولزم لایُملَكُ ولایُمَلَّكُ (۲/۴۲۱ کتاب الوقف) ان عبارات سے چند امور واضح ہوئے، ایک یہ کہ وقف کسی کی ملک نہیں رہتا؛ پس مساجد اور مدارس موقوفہ کسی کی ملک نہیں ہیں۔

عورت نے اپنا مکان مسجد کے نام وقف کر دیا تو اس میں اس کی اولاد کا حصہ ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۳۴۵) ایک مسماۃ بیوہ نے اپنا مکان مسجد کے نام وقف کر دیا، اس کی دو لڑکیاں ہیں، ان کا حصہ کس قدر ہوگا؟ مسجد مذکور میں آج کل تعمیر و مرمت ہو رہی ہے، روپے کی ضرورت ہے، متولی مکان موقوفہ مذکورہ کو فروخت کر کے اس میں صرف کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۱/۷/۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر اس بیوہ نے مکان مذکور اپنی صحت میں وقف کیا ہے تو وہ کل مکان مسجد پر وقف ہوگیا، اس میں لڑکیوں کا حصہ کچھ نہیں رہا، اور اگر بہ حالت مرض الموت وقف کیا ہے تو ایک تہائی وقف ہوا، اور دو تہائی اس کے مرنے کے بعد اس کی لڑکیوں کو بہ حصہ مساوی ملے گا، بہ شرطیکہ اور کوئی عصبہ موجود نہ ہو، اور اگر واقفہ نے بوقت وقف اس مکان موقوفہ کی بیع کی اور مسجد میں اس کی قیمت کے صرف کرنے کی اجازت نہیں دی تھی، تو اس کا فروخت کرنا، اور اس کی قیمت کا مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔

مسجد کی زمین کو دوبارہ ملک میں لانے کی کوئی صورت نہیں

سوال: (۳۴۶) زمین مسجد کو دوبارہ ملک میں لانے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۳/۳۵۷ھ)

---

(۱) الدر المختار ۲/۴۵۱، ۴۵۲ کتاب الوقف – مطلبٌ فی اشتراط الواقف الولایة لنفسه.
(۲) الدر مع الرد ۲/۴۹۹ کتاب الوقف – مطلبٌ لا یجعل الناظر من غیر أهل الوقف.
(۳) الدر والشامی ۲/۵۰۵ کتاب الوقف – قبل مطلبٌ فی الوقف المنقطع الأول.

الجواب: جو جگہ حسب قاعدہ مسجد شرعی ہوگئی، یعنی زمین موقوفہ میں مسجد تعمیر ہوگئی، وہ ابد الآباد کے لیے مسجد ہوگئی، اس کے ملک میں آنے کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ قال في الدر المختار: فإذا تم ولزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ (۱) وفيه أيضًا: ولو خرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة الخ (۲) فقط

نئی مسجد بنا کر پرانی مسجد کو مدرسہ بنانا

سوال: (۳۴۷) ایک موضع کے اندر ایک مسجد ہے، اور اطراف میں اس کے مکانات ہنود کے ہیں، لہٰذا بہ اتفاق مسلمانانِ موضع یہ رائے ٹھہری ہے کہ دوسری مسجد کنارہ بستی کے بنائی جاوے، اور مسجد سابق میں مدرسہ بنایا جاوے، مسجد سابق میں مدرسہ بنایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۲۰۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: پہلی مسجد کو بھی مسجد رکھنا ضروری ہے، جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے، ابطال مسجدیت اس سے جائز نہیں ہے، پس اگر ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنائی جاوے تو یہ درست ہے؛ لیکن پہلی مسجد بھی مسجد رہے گی، آداب مسجد اس میں ہمیشہ کو قائم رہیں گے۔

مسجد کی زائد پڑی ہوئی زمین میں مدرسہ بنانا

سوال: (۳۴۸) ایک مسجد ہے، اس کے قریب ایک زمین مسجد کی زائد پڑی ہوئی ہے؛ اب اس بستی کے لوگ ایک مدرسہ بنانا چاہتے ہیں، اور سب اقرار کرتے ہیں کہ فی الحال ایک مدرسہ اس زمین کے اندر میں بنالیا جائے، جس وقت مسجد کو ضرورت زمین ہوگی فوراً چھوڑ دیا جائے گا؛ اب یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ اس زمین میں مدرسہ بنانا جائز ہے کہ نہیں؟ (۲۱۰۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جو زمین مسجد کی ہے اس میں مدرسہ وغیرہ بنانا درست نہیں ہے۔ کما صرح الفقهاء: لأن مراعاة غرض الواقفين واجبة (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۴۹) مسجد کے متصل بہ جانب قطب، مسجد کی زمین: یعنی ملک مسجد واقع ہے، اگر اس زمین

---

(۱) تنوير الأبصار مع الشامي ۶/۴۲۱ كتاب الوقف – مطلبٌ مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ

(۲) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره.

(۳) الشامي ۶/۵۲۱ كتاب الوقف – مطلبٌ مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ.

میں ایسا مدرسہ تعمیر کیا جاوے جس میں علاوہ دینیات کے انگریزی وغیرہ بھی پڑھائی جاوے گی، مسجد میں نہایت شور وغل رہے گا یہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۷/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسجد کی مملوکہ وموقوفہ زمین میں بلا شرط واقف ایسا مدرسہ تعمیر کرنا درست نہیں ہے کما هو مذكور في عامة كتب الفقه: شرط الواقف كنص الشارع، مراعاة غرض الواقفين واجبة (درمختار وغیرہ) فقط

سوال: (۳۵۰) اگر کسی اراضی کو مسجد کے لیے وقف کیا ہو تو پھر واقف یا غیر واقف اس جگہ میں مدرسہ بنا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۳۸/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نہیں بنا سکتا۔ قال في الشامي: وفي الإسعاف: ولايجوز له أن يفعل إلاّ ما شرط وقت العقد (۱) وفيه: على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ (۲) وفي الدر المختار شرط الواقف كنص الشارع الخ (۳)

مسجد کی حدود میں واقع مدرسے کا حکم

سوال: (۳۵۱) وہ مدرسہ یا مکان جو حدود مسجد میں ہو، وہ مسجد کے حکم میں ہے یا خارج ہے، اور اس کی مرمت آمدنی مسجد سے ہو سکتی ہے؟ (۱۴۸۷/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ وہ مدرسہ وغیرہ حکم مسجد میں نہیں ہے، اور آداب مسجد اس کے لیے ثابت نہیں ہیں، اور مسجد کی آمدنی اس میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔

مسجد کو ویران کر کے قبرستان بنانا جائز نہیں

سوال: (۳۵۲) اگر کوئی قوم اپنی مسجد کو ویران کر کے، اس کو قبرستان بناوے، اور دوسری مسجد بناء کرے؛ کیا ان کے ویران کرنے سے مسجد قدیم کی حرمت باقی رہتی ہے یا نہیں؟ اور دفن اموات اس جگہ جائز ہے یا نہیں؟ اور جو معتقد ہیں رفع حرمت مسجد قدیم اور جواز دفن اموات ہیں، وہ شرعاً فاسق ہیں

(۱) الشامي ۶/ ۵۳۷ كتاب الوقف – مطلبٌ: لا يجوز الرجوع عن الشروط.

(۲) الشامي ۶/ ۵۲۱ كتاب الوقف.

(۳) الشامي ۶/ ۵۰۸ كتاب الوقف.

یا نہیں؟ (۱۳۴۳-۳۲/۲۱۶۲ھ)

الجواب: جو جگہ ایک دفعہ حسب قاعدہ مسجد ہوگئی وہ ابد الآباد کے لیے مسجد ہوگئی، اس کی مسجدیت کا ابطال نہیں ہوسکتا، اور مسجد قدیم کی حرمت میں اس تبدیلی سے کوئی فرق نہیں آتا، مسجدیت اس کی بہ حال ہے، اور ان کے ویران کرنے سے اس میں دفن اموات جائز نہیں ہے، اور جو لوگ باوجود علم کے ایسا کریں وہ فاسق ہیں۔ قال فی الدر المختار: ولو خرب ماحوله و استغنی عنه یبقی مسجدًا عند الإمام و الثانی أبدًا إلی قیام الساعة و به یفتی الخ أی و لو مع بقائه عامرا و کذا لو خرب ولیس له ما یعمر به و قد استغنی الناس عنه لبناء مسجد آخر (۱) (شامی) و به علم أن الفتوی علی قول محمد فی آلات المسجد و علی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد و المراد بآلات المسجد نحو القندیل و الحصیر بخلاف انقاضه لما قدمنا عنه قریبا من أن الفتوی علی أن المسجد لا یعود میراثا الخ (۱)

مسجد کی جگہ مسافر خانہ اور مسافر خانے کی جگہ مسجد بنانا

سوال: (۳۵۳) ایک زمین موقوفہ میں ایک مسجد، اور مسافر خانہ، دس بارہ گز کے فاصلے سے بنے ہوئے ہیں، دونوں جگہ زمین نمناک ہے، بارش کے موسم میں گندہ پانی آکر مسجد کے نیچے ٹھہرتا ہے، اس باعث سے ایک عورت اس مسجد کو پختہ بنانے کی وصیت کر کے انتقال کر گئی، ایک شخص اس کی طرف سے تعمیر مسجد پر تیار ہے، محلہ والے کہتے ہیں کہ مسجد کی جگہ مسافر خانہ اور مسافر خانے کی جگہ مسجد بنائی جاوے، یہ تبدیلی جائز ہے یا نہیں؟ اگر محلے والے یہاں مسجد نہ بنانے دیں تو اس روپے کو دوسری مسجد میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۵۲۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ تبدیلی شرعاً جائز نہیں ہے؛ جیسا کہ کتب فقہ، شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ مسجد کی تابید پر فتویٰ ہے؛ یعنی جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے، ابطال اس کی مسجدیت کا کسی وقت اور کسی حال درست نہیں ہے، اور اگر محلے والے اس مسجد کو تعمیر نہ کرنے دیں تو اس روپے کو دوسری مسجد میں لگا سکتے ہیں۔ فقط

(۱) الدر و الرد ۶/ ۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره

احاطۂ مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں مسجد کو منتقل کرنا

سوال: (۳۵۴) شہر کے کنارے ایک مسجد خام ہے، اس کی عمارت کہنہ اور خراب ہوگئی ہے، لہٰذا از سرنو جدید عمارت کی ضرورت درپیش ہوئی، مسلمانوں کا خیال ہے کہ مسجد کے احاطے ہی کے اندر شمالی جانب مسجد نقل کردی جائے، اور مسجد قدیم کی جگہ میں مسافر خانہ یا مصالح مسجد کے لیے مکانات بنانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۱۳۴۴ھ)

الجواب: صحیح اور مفتی بہ یہ ہے کہ جو جگہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہے گی، انتقال اس کی مسجدیت کا صحیح نہیں ہے؛ یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ جو پہلے مسجد تھی وہ مسجد نہ رہے، اوراس میں کوئی دوسرا مکان مصالح مسجد کے لیے یا مسافر خانہ یا دکانیں بنادیا جائے ایسا کرنا درست نہیں ہے، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اس مسجد کو بڑھادیا جائے؛ یعنی وہ بھی مسجد رہے جو پہلے سے ہے، اوراس میں کچھ اور زمین شامل کردی جائے، شامی میں ہے: وبه علم أن الفتویٰ علی قول محمد في آلات المسجد وعلی قول أبي یوسف في تأبید المسجد الخ (۱) وفي الدر المختار: ولو خرب ما حوله واستغنی عنه یبقی مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلی قیام الساعة وبه یفتی وفي الشامي: وهو الفتویٰ حاوی القدسي وأکثر المشایخ علیه - مجتبیٰ وهو الأوجه - فتح. وفیه أیضًا: لکن علمت أن المفتیٰ به قول أبي یوسف (۱) فقط

مسجد یا کسی وقف کو بیچنا جائز نہیں

سوال: (۳۵۵) ایک مسجد اہل ہنود کے مکانوں کے بالکل متصل ہے، اور وہ لوگ گانا بجانا اکثر اوقات کرتے رہتے ہیں جس سے نماز میں بہت دقت ہوتی ہے، اور منع کرنے سے اندیشہ فساد کا رہتا ہے، مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ مسجد مذکور کی تمام زمین اہل ہنود کو دے دیں، اوران سے معاوضہ لے لیں، اور مسجد اپنے محلّہ کے درمیان میں بنالیں یہ امر شرعًا جائز ہے یا نہ؟ (۴۸۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد یا کسی وقف کی بیع کرنا شرعًا جائز نہیں، کتب فقہ میں تصریح ہے کہ جب وقف تام

(۱) الدر والرد ۶/۴۲۹ کتاب الوقف - مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره.

ولازم ہوجاتا ہے تو پھر نہ اس پر کسی کی ملکیت رہتی ہے، نہ تملیک ہوسکتی ہے کما فی الدر المختار: فإذا تم ولزم لایملك الخ وفی الشامی: أی لایکون مملوکًا لصاحبه ولا یملك أی لایقبل التملیك لغیره بالبیع ونحوه الخ (۱) علی الخصوص مسجد کا معاملہ کہ اس کے متعلق صاف وصریح یہ حکم ہے کہ جوایک مرتبہ مسجد ہوگئی دائما مسجد ہی رہتی ہے، کوئی بڑے سے بڑا عذر بھی اس معاملے میں مسموع نہیں ہوسکتا ولو خرب ماحوله ...... یبقی مسجدًا عند الإمام والثانی أبدًا إلی قیام الساعة وبه یفتی حاوی القدسی (۲) (درمختار) پس صورت مسئولہ میں مسجد وغیرہ کا بیع کرنا کسی حال میں جائز نہیں۔

مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا درست نہیں

سوال: (۳۵۶) زید نے اپنی زرخرید زمین میں ایک لکڑی چیرنے کا کارخانہ قائم کیا، اور اس کارخانے میں تقریباً بیس گز کے فاصلے پر ایک چھوٹی سی لکڑی کی — اپنے اور اپنے ملازموں کے نماز پڑھنے کے لیے محض اپنے ذاتی صرفہ سے — مسجد تعمیر کی۔ مسجد تعمیر کرتے وقت زید کی یہ نیت تھی کہ اگر ضرورت واقع ہوئی تو اس مسجد کو اسی کارخانے کے کسی موزوں گوشے میں منتقل کردوں گا۔ مسجد کو تعمیر ہوئے تقریبًا بیس سال ہوچکے ہیں، زید کی زندگی میں مسجد مذکور میں پنج وقتہ اذان اور نماز برابر ہوتی تھی، نماز جمعہ بھی ہمیشہ ہوا کرتی تھی، اور گاہ بہ گاہ عیدین کی نماز بھی ہوتی تھی، چند سال بعد زید نے ایک دوسرا کارخانہ وہاں سے چاول نکالنے کا قائم کیا، اب مسجد اور وہاں کے کارخانے میں صرف آٹھ فٹ کا فاصلہ باقی رہ گیا ہے تین سال ہوئے کہ زید کا انتقال ہوگیا، زید کی اولاد نے اپنی کل جائداد بکر کے ہاتھ فروخت کردی، جس میں مسجد مذکور بھی شامل ہے؛ اس کارخانے سے جو گرد وغبار اڑتا ہے وہ تمام مسجد کے فرش وغیرہ پر جمع ہوکر مسجد کی صفائی میں خلل ڈالتا ہے، اور نمازی اس گرد وغبار کے ہمیشہ شاکی رہتے ہیں، اور پنج وقتہ نمازوں میں بغیر جھاڑو دیے نماز نہیں پڑھ سکتے؛ اب بکر چاہتا ہے کہ بانی مسجد کی نیت کے موافق مسجد مذکور کو اٹھا کر کارخانے کے کسی دوسرے موزوں مقام پر منتقل کردیا جائے، جس جگہ منتقل کرنے کا ارادہ ہے وہ جگہ بستی کے قریب ہے اس لیے نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا إلی غیر ذلك اس صورت میں مسجد کو اٹھا کر خالی شدہ زمین کو اپنی حسب خواہش استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۱۰۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

(۱) الدر والشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف – مطلبٌ فرق أبو یوسف بین قوله موقوفة إلخ.
(۲) الدر مع الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره.

الجواب: أقول وبا لله التوفیق: جب کہ وہ جگہ زید نے مسجد کے لیے خاص کردی، اور اس میں مسجد تعمیر کردی، اور نماز با جماعت واذان اس میں ہونے لگی تو اب ابطال اس مسجد کا اور استبدال اس کا درست نہیں ہے، دوسری مسجد حسب ضرورت موقع مناسب پر بنانے کا اختیار ہے، اور جائز ہے، لیکن مسجد اول جو مسجد ہو چکی، اس کو بھی محفوظ رکھنا، اور مسجد سمجھنا ضروری ہے، اور وہ بیع میں داخل نہیں ہوئی، شامی میں اس موقع میں جہاں درمختار کا یہ قول مذکور ہے۔ ولا ذکر معه اشتراط بیعه وصرف ثمنه لحاجته فإن ذکره بطل وقفه الخ (۱) تصریح فرمائی ہے کہ مسجد میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہے۔ حیث قال: قوله ولا ذکر معه اشتراط بیعه الخ فی الخصاف لو قال علی أن لی إخراجها من الوقف الی غیره أو علی أن أهبها وأتصدق بثمنها أو علی أن أهبها لمن شئت أو علی أن ارهنها متی بدا لی وأخرجها عن الوقف بطل الوقف ثم ذکر أن هذا فی غیر المسجد، أما المسجد لو اشترط إبطاله أو بیعه صح و بطل الشرط (۱) وفیه أیضا: قال فی البحر و به علم أن الفتوی علی قول محمد فی آلات المسجد وعلی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد الخ (۲)

سوال: (۳۵۷) ایک موضع میں ایک مسجد کا چبوترا معہ دیوار غربی قد آدم جس میں محراب مسجد مذکور زمانہ قدیم سے موجود ہے، اور جس میں اذان ونماز پانچوں وقت ہمیشہ سے ہوتی چلی آرہی ہے، اب عرصہ ایک سال کا ہوا کہ مسجد مذکور کے تین طرف دیوار ہائے پختہ نوتعمیر، اور دیوار غربی مذکور کی مرمت مسلمانان دیہہ مذکور نے برضامندی اور اجازت ہندو زمین دار کے موضع مذکور میں بنالی، اور چبوترۂ مسجد پر چھپر ڈال لیا تھا، اب زمین دار مذکور ہندو صاحبان کی ترغیب و بہکانے میں آکر دیوار ہائے مسجد و چھپر کو منہدم کرانا چاہتا ہے؛ پس ایسی صورت میں مسلمانوں کا مسجد مذکور اس جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ تعمیر کرنا کل یا جزو مسجد ہذا کا منہدم کرنے پر راضی ہونا بموجب احکام شریعت محمدیہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: حکم شرعی یہ ہے کہ جو مسجد ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے، اور وقف ہو جاتی ہے، منتقل کرنا اس کا اس طرح کہ مسجد قدیم کو بالکل منہدم کردیا جاوے، اور مٹا دیا جاوے، اور

(۱) الدر المختار والرد ۶/۳۱۱ کتاب الوقف. قبل مطلبٌ فی وقف المرتد والکافر.
(۲) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف. مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره.

تصرف مالکانہ اس میں کیا جاوے، اور اس کے عوض دوسری مسجد بنائی جاوے، درست نہیں ہے: البتہ واقف کا مالک ہونا بوقت وقف شرط ہے، اور یہ بھی ہے کہ واقف مسلمان ہونا چاہیے: پس جب کہ زمین دار ہندو نے وہ زمین مسجد بنانے کے لیے مسلمانوں کو دے دی، اور مسلمانوں نے اس میں مسجد تعمیر کر لی، اور چبوترا و نشان مسجد قائم کر دیا، اور اذان اور نماز اس میں ہونے لگی، تو وہ مسجد ہوگئی، اب اس کو بدلنا اور اس کے مسجد ہونے کو باطل کر دینا اور مٹا دینا، کسی کو جائز نہیں ہے۔ لأن الفتویٰ علی تأبید المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف) فقط

سوال: (۳۵۸) ایک مسجد میں نماز جمعہ ہوتی تھی، اب چند ماہ سے اس مسجد میں نماز پڑھنی اس وجہ سے چھوڑ دی کہ اس کے چاروں طرف گوبر اور بدبو رہتی ہے جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، اور مسجد کے متصل گھر میں دھان کوٹتے ہیں نماز کے وقت جس سے نماز میں خلل پڑتا ہے؛ لہٰذا اس مسجد کو منتقل کر کے دوسری جگہ لے جانا، اور اس کا سامان تھونی (لکڑی کا ستون) و چھپر کو وہاں سے دوسری جگہ لے جانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: شامی میں مذکور ہے: إن الفتویٰ علی تأبید المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف) یعنی فتویٰ اس پر ہے کہ مسجد ہمیشہ مسجد رہتی ہے، لہٰذا انتقال اس کا اور اس کے سامان تھونی و چھپر کا درست نہیں ہے، اور نماز اس میں ہو جاتی ہے، لیکن اولیٰ و افضل یہ ہے کہ مسجد کے قریب گوبر وغیرہ نہ ہو جس سے مسجد میں نماز پڑھنے والوں کو بدبو کی تکلیف ہو، اور مسجد کے قریب ایسا فعل نہ کیا جاوے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو، لیکن افعال مذکورہ کی وجہ سے گنہ گار وہ لوگ ہیں جو ایسے افعال کرتے ہیں جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، نمازیوں پر اس صورت میں کچھ گناہ نہیں ہے اور نماز ادا ہو جاتی ہے: البتہ ان قریب رہنے والوں کو ہدایت کی جاوے کہ افعال مذکورہ نہ کریں۔ فقط

معاوضہ لے کر مسجد کی زمین میونسپلٹی کو دینا

سوال: (۳۵۹) محلے کے چند مسلمانوں نے چندہ سے ایک چھوٹا سا مکان واسطے بنانے مسجد کے، ایک ہندو عورت سے خرید کیا، اور مکان کو گرا کر زمین ہموار کی، اور اس پر ایک چھپر عارضی طور پر ڈال لیا، نماز پنج وقتہ اس پر ادا نہیں کی گئی، صرف ایام بارش اور سرما میں چند لوگوں نے دو سال وہاں نماز

تراویح ادا کی، سال گذشتہ میں میونسپل سے واسطے بنانے مسجد کے اجازت طلب کی، مگر اجازت نہیں ملی، زمین پر جو چھپر تھا امسال بارش میں گر گیا ہے، اب میونسپل اس زمین کو معاوضہ دے کر لینا چاہتی ہے، اور اس کا ارادہ یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ کسی حالت میں اجازت بنانے مسجد کی نہ دی جائے، ایسی حالت میں جب کہ مسجد بنانے کی غرض بھی پوری نہ ہو تو کیا ہم لوگ اس زمین کا معاوضہ لے کر، اس معاوضے سے دوسری جگہ مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۴۵۴/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر وہ زمین مسجد کے لیے وقف کر دی گئی تھی، تو وہ مسجد ہو گئی تعمیر ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، پس اس کا معاوضہ لینا اور بدلنا درست نہیں ہے، بلا تعمیر ہی چھپر ڈال کر نماز ادا کی جائے، جس وقت اجازت تعمیر کی ہو جائے گی اس وقت تعمیر کر لی جائے، اور اگر تعمیر نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں ہے، مسجد ہر حال میں رہے گی۔ فقط

جن مساجد کا حال معلوم نہیں ان کو دوسری جگہ منتقل کرنا جائز نہیں

سوال: (۳۶۰) ایک قریہ عظیم میں تین مسجد ہیں، اور ان مساجد کی زمین سرکار کی طرف سے وقف نہیں ہے، سنا جاتا ہے کہ فی الحال زمین دار کی طرف سے وقف زبانی ہے، اور اس کی بھی کوئی پختہ سند نہیں ہے نہ تحریری وقف نامہ ہے، کیا یہ خالصاً للہ وقف ہے اور مسجد ہے یا نہیں؟ ایسی مساجد کا انتقال درست ہے یا نہیں؟ اور ان کے سامان کو دوسری مساجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟ (۲۹۴۵/ ۱۳۴۲ھ)

الجواب: جن مساجد کا حال معلوم نہیں ہے، اور فی الحال ان میں اذان و نماز ہوتی ہے تو وہ مساجد شرعی مساجد ہیں، ان کی تبدیلی اور انتقال جائز نہیں ہے، **لأن الفتوى على تأبيد المسجد ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر** (الشامی ۶/ ۴۲۹ کتاب الوقف) پس مساجد مذکورہ کا ابطال مسجدیت سے اور انتقال درست نہیں ہے۔

بدبو کی وجہ سے مسجد کا تبادلہ کرنا

سوال: (۳۶۱) لاہور بازار انارکلی میں ایک مسجد واقع ہے، وہ زیر آمد شفاخانہ ہو گئی ہے، وہاں شفاخانہ وغیرہ بنایا جاوے گا، اور مردوں کی غلیظ چیزیں جلائی جاویں گی، جس کی وجہ سے مسجد میں بہت

بدبو رہے گی، ڈاکٹر کہتا ہے کہ اس مسجد کا تبادلہ کرلو اس سے اچھی مسجد دوسری جگہ تیار کرا دیں گے۔
(۱۷۰۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسئلہ شرعی تو یہ ہے کہ مسجد ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے، کبھی اس کی مسجدیت باطل نہیں ہو سکتی، اگر دوسری مسجد بھی بنائی جاوے گی تب بھی یہ جگہ جو مسجد ہو چکی ہے مسجد ہی رہے گی، اور حرمت مسجد باقی رہے گی۔

تمام نمازیوں کے اتفاق سے مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا

سوال: (۳۶۲) کسی حرج کی وجہ سے باتفاق مصلیان تبدیل مسجد کیسا ہے؟ اور مکان اول میں تصرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ لوگوں میں جو مشہور ہے کہ ''تحت الثریٰ سے عرش معلیٰ تک مسجد ہوتی ہے'' یہ قول کیسا ہے؟ اور بعض کہتے ہیں کہ ''مکان اول سے مٹی کھود کر منتقل کرنا جائز ہے'' کون سا قول صحیح ہے؟
(۱۹۰۴/۱۳۴۴ھ)

الجواب: دوسری مسجد بنانا جائز ہے، تبدیل مسجد جائز نہیں ہے؛ پس پہلی جگہ کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے اس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں، اور قول اول صحیح ہے۔

مسجد کے بدلے میں دوسری زمین لینا درست نہیں

سوال: (۳۶۳) چند مسلمانوں نے مل کر ایک قطعہ اراضی؛ بہ غرض تعمیر مسجد و مدرسہ خرید کر بیع نامہ رجسٹری کرالیا، بعدہٗ اس قطعہ اراضی کو ۱۸ مئی ۱۹۲۶ء کو مدرسہ و مسجد کے لیے وقف کر کے رجسٹری کرادی اور ۱۹۲۶ء سے اب تک یا تو مسلمانوں میں اتنی استطاعت نہ ہوئی کہ تعمیر کرتے، یا درخواست دے کر حکم تعمیر میونسپلٹی سے حاصل کرتے، لیکن اس وقت سے لے کر اس وقت تک وہاں برابر نماز پنج وقتہ بہ اذان و جماعت و نماز جمعہ و عیدین ہوتی رہی اور ہو رہی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں کسی کے کہنے سے ہم کو شرعاً اس امر کی اجازت ہے کہ قطعہ اراضی مذکور کو چھوڑ دیں، اور اس کے بدلے میں دوسری زمین لے لیں، اور اس میں نماز نہ پڑھیں، اور زمین مذکورہ وقف سے علیحدہ ہو جائے؟ (۳۵۸۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ جگہ جس کو مسجد کے لیے وقف کر دیا، اور نماز باجماعت ۱۹۲۶ء

ہے اس وقت تک پڑھی جارہی ہے مسجد شرعی ہوگئی، اور جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے، ابطال اس کی مسجدیت کا کسی طرح نہیں ہوسکتا، پس استبدال اس کا جائز نہیں ہے، اور زمین کو وقف کرنا اور اس میں مسجد بنانا اختیاری امر ہے، اور بعد وقف کرنے اور بعد مسجد بنانے کے، وقف کو باطل کرنا، اور مسجد کی مسجدیت کو باطل کرنا، اور زمین موقوفہ اور مسجد کو وقف سے علیحدہ کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے، یہاں تک خود واقف کو بھی یہ اختیار نہیں رہتا؛ درمختار میں ہے: ولو خرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عندالإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتي حاوى القدسي اور شامی میں ہے: قوله عندالإمام والثاني فلايعود ميراثًا ولايجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر سواء كانوا يصلون فيه أولا وهو الفتوى حاوى القدسي وأكثر المشايخ عليه مجتبى و هو الأوجه فتح اهـ بحر الخ (۱) قال في البحر: وبه علم أن الفتوى على قول محمد في آلات المسجد وعلى قول أبي يوسف في تأبيدالمسجد اهـ (۱) فقط

جس جگہ کو وقف کر کے مسجد بنا دیا وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہوگئی

سوال: (۳۶۴) ایک محلے میں ایک مسجد تھی، ایک دن پانی یا چٹائی نہ رہنے کے سبب مصلیوں نے متولی سے جھگڑا کیا، متولی نے کہا کہ دل چاہے تو نماز پڑھو ورنہ میری مسجد سے چلے جاؤ، یہ سن کر سب نمازی چلے گئے، اور ایک شخص نے ایک مکان جس میں بیل رہتے تھے صاف کر کے مسجد بنوادیا، جمعہ و جماعت ہونے لگی، کئی برس کے بعد اس کو منتقل کر کے دوسری جگہ مسجد بنائی ہے، یہ مسجد جدید درست ہے یا نہیں؟ اس میں نماز پڑھنے سے جماعت کا ثواب ملے گا یا نہ؟ پہلے جو مسجد تھی اس کو کیا کرنا چاہیے، اور جس مسجد سے متولی کے کہنے سے چلے آئے تھے اس مسجد میں بھی نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹-۳۵/۳۳۴ھ)

الجواب: اگر اس شخص نے جس نے اس مکان کو جس میں بیل رہتے تھے وقف کردیا، اور مسجد بنادیا تو وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہوگئی، اس کا منتقل کرنا اور بدلنا درست نہیں ہے، اگر دوسری مسجد بنائی گئی تو وہ دوسری مسجد بھی مسجد ہوگئی، اور پہلی مسجد بھی مسجد ہے، اس کو باطل نہیں کرسکتے، آداب مسجد اس کے بھی قائم رکھنے چاہئیں، اور نماز دونوں مسجدوں میں صحیح ہے، اور پہلی مسجد جس میں سے متولی نے نکالا وہ بھی

(۱) الدر والشامی ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره.

مسجد ہے، اس میں بھی نماز صحیح ہے، متولی کے اس کہنے سے کہ میری مسجد سے چلے جاؤ وہ مسجد اس متولی کی ملک نہیں ہوئی، اور مسجد ہونا اس کا باطل نہیں ہوا، البتہ متولی گنہ گار ہوا۔ فقط

راستہ کی پریشانی کی وجہ سے مسجد کو منتقل کرنا

سوال: (۳٦۵) زید نے اپنے مکان کے احاطے میں مسجد بنائی تھی، اور مسجد کا راستہ ایک مکان کے اندر کو رکھا تھا، دوسرا راستہ مسجد کا نہیں ہوسکتا، اب مکان والوں کو ناگوار ہے، اور نمازیوں کو بھی تکلیف ہے، اہل مکان اس مسجد کو اپنے تصرف میں لانا چاہتا ہے، اور اس کے بدلے میں دوسری جگہ دینا چاہتا ہے، اس عذر کی وجہ سے مسجد کو یہاں سے منتقل کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۴۲/۳۵-۱۳۳٦ھ)

الجواب: یہ عذر نقل مسجد کا نہیں ہوسکتا، اور ابطال مسجد اول و ابدال صحیح نہیں ہے، وصرح فی الخانیۃ: بأن الفتوی علی قول محمد. قال فی البحر: وبہ علم أن الفتوی علی قول محمد فی آلات المسجد وعلی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد الخ ثم قال: إن الفتوی علی أن المسجد لایعود میراثًا ولایجوز نقلہ ونقل مالہ إلی مسجد آخر الخ (۱) وفیہ: أن المسجد إذا خرب یبقی مسجدًا أبدًا (۱)

جس مسجد کا رُخ ٹھیک قبلہ کی جانب نہ ہو اس کا تبادلہ جائز نہیں

سوال: (۳٦٦) ایک شخص نے اپنے احاطے میں ایک قطعہ زمین پر مسجد بنانا چاہی، اور اس زمین کی بنیادیں بھر کر چبوترا خام بنوادیا، جس پر دس گیارہ مہینے سے نماز و اذان ہوتی ہے؛ لیکن اب معلوم ہوا کہ رخ اس چبوترے کا ٹھیک جانب قبلہ نہیں ہے، بلکہ تین فٹ کا پھیر ہے، اب واقف یہ چاہتا ہے کہ بجائے اس زمین کے کوئی دوسرا قطعہ زمین مسجد کے واسطے نامزد کردے، اور اس پر مسجد بنادے اور اس چبوترے کی زمین کو اپنے کام میں لائے، تو یہ تبادلہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۲۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وہ چبوترے کی جگہ مسجد ہوگئی، اور اس کا تبادلہ جائز نہیں ہے، اس کے رخ کو ٹھیک کردیا جائے، اور تھوڑے سے فرق سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا، قطب نما سے دیکھ لیا جائے، اگر قلیل فرق ہو

(۱) الشامی ٦/۴۲۹ کتاب الوقف - مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیرہ.

تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط

برائے نماز بنائے ہوئے کوٹھے کا تبادلہ درست نہیں

سوال: (۳۶۷) ساٹھ ستر سال سے ایک کوٹھا کچا برائے نماز بنا ہوا تھا، پچھلے سال وہ منہدم ہو گیا، اور کاغذات سرکاری میں جائے نماز کوٹھا درج ہے: آیا اس کا تبادلہ عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ کچا کوٹھا بالکل بہ صورت مسجد بنا ہوا تھا۔ (۶۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس مسجد کی کوٹھی کو شریعت کی رو سے بدلنا درست نہیں ہے، وہ جگہ مسجد ہے، اور مسجد کو بدلنا اور ہٹانا درست نہیں ہے، اور نہ اس کی خرید و فروخت ہو سکتی ہے۔

وقتی طور پر بنائی ہوئی مسجد میں زراعت کرنا درست ہے

سوال: (۳۶۸) جو جگہ چند ماہ کے لیے بہ نیت نماز مسجد بنائی جاوے آیا اس جگہ کو بونے کا حکم ہے یا نہیں؟ اور ہندو کے ساتھ گھوڑوں کی شرکت درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۷۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب تک کسی زمین کو مسجد کے لیے وقف نہ کیا جاوے اس وقت تک وہ مسجد نہیں ہوتی، پس کوئی جگہ چند ماہ کے لیے نماز کے لیے خاص کرنے سے وہ جگہ مسجد نہیں ہوتی، اس میں بونا درست ہے ـــــ اور کفار کے ساتھ گھوڑوں وغیرہ کی تجارت میں شرکت درست ہے۔

مسجد کو شہید کرنے اور اس کام سے روکنے والوں کا حکم

سوال: (۳۶۹)...... (الف) ایک جامع مسجد ہے، اس میں پنج گانہ نماز ہوتی ہے، بعض لوگوں نے یہ رائے دی کہ مسجد کو شہید کر کے پتھر وغیرہ عید گاہ میں لگا دو: کیا حکم ہے؟

(ب) جن لوگوں نے مسجد کے شہید کرنے کا مشورہ دیا تھا انھوں نے مسجد میں جمع ہو کر صحن مسجد کے پتھر اکھاڑ ڈالے، دوسرے لوگوں نے ان کو پتھر اکھاڑنے سے روک دیا اس کی بابت کیا حکم ہے؟

(ج) بہ مقابلہ عید گاہ مسجد کا رتبہ کس قدر ہے؟

(د) جن لوگوں نے مسجد کے مسمار کرنے کی رائے دی، اور کوشش میں ہیں، وہ نزدیک اہل اسلام کیسے ہیں؟

(ہ) جن لوگوں نے صحن مسجد کے پتھر اکھاڑے، وہ کیسے ہیں؟

(و) جن لوگوں نے مسجد کو شہید کرنے سے روکا، اور اسی کوشش میں ہیں وہ کیسے ہیں؟

(۲۱۲۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے، ویران کرنا اور مسمار کرنا اس کا درست نہیں ہے، اور مسجد کا سامان عیدگاہ وغیرہ میں لگانا جائز نہیں ہے۔

(ب) جن لوگوں نے پتھر وغیرہ اکھاڑے وہ خطا پر ہیں، اور جن لوگوں نے ان کو روکا انھوں نے کارثواب کیا، ان کا روکنا نہی عن المنکر میں داخل ہے۔

(ج) مسجد کا رتبہ عیدگاہ سے زیادہ ہے۔

(د) غلطی پر ہیں۔

(ھ) برا کیا، اور گنہگار ہوئے لیکن ناواقف ہونے کی وجہ سے معذور ہو سکتے ہیں۔

(و) نہایت دین دار اور کامل الایمان ہیں۔ فقط

مسجد ویران ہونے کے بعد بھی اس کا احترام لازم ہے

سوال: (۳۷۰) جب کوئی مسجد ویران ہوجاتی ہے، اور دوسری مسجد بنالیتے ہیں، تو پہلی مسجد کی جگہ کھیتی کرتے ہیں، اور گائے بیل وغیرہ باندھتے ہیں اور قبر کی بھی سخت بے حرمتی کرتے ہیں، جب قبر کو برس دو برس گذرتے ہیں تو وہاں کھیتی کرتے ہیں، اور گھر بناتے ہیں؟ بینوا توجروا (۱۵۷۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: کتب فقہ میں مسطور ہے کہ مسجد بعد ویران ہونے کے بھی مسجد ہی رہتی ہے، اور جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوگئی وہ ہمیشہ ابدالآباد تک مسجد ہی رہے گی۔ شامی میں ہے: وبه علم أن الفتوی علی قول محمد فی آلات المسجد وعلی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد (۱) وفيه عن الإسعاف: ولو خرب المسجد وما حوله وتفرق الناس عنه لایعود إلی ملك الواقف عند أبی یوسف الخ (۱) الغرض مسجد قدیم بھی مسجد ہے، اس کی بے حرمتی درست نہیں ہے، اور سب مسلمانوں کو حرمت مسجد کا خیال رکھنا چاہیے؛ اور قبور کی بھی بے حرمتی اور نبش (کھودنا) بھی نہ چاہیے؛ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ قبر

(۱) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف . مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

ستان اگر پرانا ہو تو اس میں زراعت کرنا اور مکان بنانا درست ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جدید قبور کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرنا چاہیے۔ فقط

مسجد کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو تو اسے احاطہ کر کے محفوظ کر دیا جائے

سوال: (۳۷۱) ایک موضع میں ایک مسجد خام بطور چبوترا بنائی گئی، اور عرصہ تک نمازیان نماز ادا کرتے رہے، اس کے بعد اس کے قریب دوسری مسجد پختہ تیار ہو گئی نماز اس میں ادا ہوتی ہے پہلی مسجد بے کار ہے جانوروں کی ناپاکی کی وجہ سے بے ادبی ہوتی ہے؛ اس کے لیے کیا تدبیر کی جائے؟ (۱۷۸۱/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جس زمین پر پہلے چبوترا مسجد کا بنا تھا، اگر اس کے مالک کی اجازت سے بنا تھا، اور نمازیں پڑھی گئیں تو وہ شرعی مسجد ہو گیا اس میں کسی دوسرے کاروبار کی اجازت نہیں، بے کار ہے تو احاطے سے حفاظت کی جائے۔ فقط

سوال: (۳۷۲) یہاں جب کہ چھاؤنی آباد تھی، اور پلٹن رہتی تھی تو فوجیوں نے مسجد خام پختہ بنوائی تھی، جب پلٹن وغیرہ یہاں سے چلی گئی، اب وہ مقام بالکل غیر آباد ہے، عمارت سرکاری سب نیلام کر دی گئی، اب اس جگہ زراعت ہوتی ہے، مسجدوں کی نگرانی یا مرمت وغیرہ بالکل نہیں ہوتی ہے، یہاں کے مسلمانوں کی مالی حالت بہت کمزور ہے نماز وغیرہ اس مسجد میں نہیں ہوتی، اکثر وقت بے وقت مثل گائے بیل وغیرہ گھسے رہتے ہیں، تمام فرش مسجد کا خراب رہتا ہے اور بوجہ نہ ہونے مرمت کے مسجد گر گئی ہے؛ ایسی حالت میں اس مسجد کا ملبہ اور سامان وغیرہ نکال کر ''نوگاؤں'' کے اندر جو مسجد ہے یا مسجد کے متعلق جو مکانات وقف ہیں ان کی مرمت میں صرف کیا جائے یا نہیں؟ اور ایسی حالت میں جب کہ مسجد غیر آباد ہے اور گری جاتی ہے، اور اس جگہ کسی قسم کی آبادی نہیں ہے شہید کرا دیا جائے یا نہیں؛ کیوں کہ ایسی حالت میں سخت بدعنوانیاں ہوتی ہیں جس کا ہونا سخت گناہ کبیرہ ہے؟ (۲۱۲۱/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ اس مسجد کے آباد ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے تو اس کے سامان اور ملبے کو جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے، اور اس ویران مسجد کا احاطہ اس طور سے کرا دیا جائے کہ اس کی بے حرمتی نہ ہو، اگر احاطہ کرنے کے لیے روپیہ نہ ہو تو اس مسجد کا ملبہ وغیرہ فروخت کر کے اس سے احاطہ کرا دیا جائے۔ فقط

سیلاب کی زد میں منہدم شدہ مسجد کی جگہ گھر بنانا

سوال: (۳۷۳) ایک مسجد طغیانی دریا میں مسمار ہوگئی، اور اس کا کوئی نشان باقی نہ رہا، کچھ دنوں بعد اس مقام پر ایک گھر بنالیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۰۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: جس جگہ مسجد تھی وہ ہمیشہ کو مسجد ہی رہے گی، اس جگہ مکان بنانے سے وہ زمین مسجدیت سے خارج نہیں ہوئی۔ فقط

مسجد کے اندرونی و بیرونی حصے کا حکم

سوال: (۳۷۴) کیا صحن مسجد و مکان مسجد ایک ہی حکم میں داخل ہیں یا جدا جدا؟ اگر صحن مسجد کے نیچے دکانیں ہوں جن کی چھتیں داخل صحن مسجد ہیں، اور ان پر نماز پڑھتے ہیں تو وہ کس حکم میں ہیں؟ کیا اس جگہ نماز درست ہے؟ اور ان کوٹھریوں کا کرایہ مسجد کے صرف میں لانا مباح ہے یا نہیں؟ صحن کے علاوہ احاطہ دیوار مسجد کے اندر کی افتادہ زمین، اگر دکانوں کے چھت میں ہو تو وہ کس حکم میں ہے؟ یا احاطہ مسجد کے ملحق باہر کی طرف کی دکانوں کا کرایہ ہی صرف مسجد میں لانے کے قابل سمجھا جاتا ہے؟ (۱۸۴۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد کا اندرونی حصہ جو کہ مسقف ہوتا ہے اور بیرونی حصہ یعنی صحن دونوں کا ایک حکم ہے، اور صحن مسجد کے نیچے اگر دکانیں ہوں تو وہ صحن بھی مسجد کے حکم میں ہے، اس میں نماز پڑھنا درست ہے، اور ثواب مسجد کا اس میں حاصل ہے، اور جو کوٹھریاں اور دکانیں صحن مسجد کے نیچے واقع ہیں وہ مسجد ہی کی ہیں، ان کا کرایہ اخراجات اور مصارف مسجد میں ہی صرف کرنا چاہیے، سوائے اخراجات مسجد کے دوسرا مصرف ان کا نہیں ہے: اور جو احاطہ مسجد کے اندر میں ہے علاوہ صحن مسجد کے وہ زمین بھی مسجد کی ملک ہے، اور وقف ہے: لیکن وہ زمین ادائے صلاۃ اور اعتکاف وغیرہ کے بارے میں حکم مسجد کا نہیں رکھتی، خواہ وہ حصہ دکانوں کی چھت میں ہو یا نہ ہو، اور صحن مسجد کے نیچے کی دکانات یا احاطہ مسجد کے نیچے جو دکانات ہیں ان کے علاوہ جو اور دکانات ہیں وہ اگر مسجد کے لیے وقف ہیں تو ان کا کرایہ سوائے اخراجات مسجد کے دوسرے امور میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

مسجد کے صحن میں حوض بنانا

سوال: (۳۷۵) جو مسجد سابق سے بنی ہوئی تیار ہے، ایسی مسجد کے صحن کے کسی حصہ میں حوض دہ، دردہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ بہ صورت جواز داخل مسجد ہے یا خارج؟ (۱۶۴۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: کتاب الوقف شامی میں ہے: أراد أن يحفر بئرًا في مسجد من المساجد إذا لم يكن في ذلك ضرر بوجه من الوجوه وفيه نفع من كل وجه فله ذلك الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ اگر حوض بنانے میں نفع ہو، اور کچھ نقصان تنگی وغیرہ کا نہ ہو تو درست ہے۔

سوال: (۳۷۶) ایک آباد چھوٹی مسجد کا کامل صحن کھود کر اس میں حوض بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۹۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر ضرورت ہو اور نمازیوں کو تنگی نہ ہو تو اہل محلہ واہل مسجد کو ایسا کرنا درست ہے۔ فقط

مسجد کے صحن کا حکم

سوال: (۳۷۷) ایک مسجد کے فرش کے متصل ٹین کا سائبان پڑا ہوا ہے، اور اس کے آگے کچھ فرش بھی پڑا ہوا ہے تو وہ حصہ مسجد کا حکم رکھتا ہے یا نہیں؟ (۷۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ حصہ بھی مسجد کا حکم رکھتا ہے، اور ثواب پورا ملتا ہے۔

سوال: (۳۷۸) صحن مسجد، مسجد کے حکم میں ہے یا نہ؟ (۱۲۱۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: صحن مسجد بہ حکم مسجد ہے۔ والفناء تبع المسجد فيكون حكمه حكم المسجد كذا في محيط السرخسي (۲)

سوال: (۳۷۹) مسجد اور صحن مسجد میں (جو داخل مسجد ہے) کیا فرق ہے؟ کیا پہلی جماعت کے لیے محراب میں امام کا کھڑا ہونا ضروری ہے؛ صحن مسجد میں موسم گرما میں نماز با جماعت ہوتی ہے؛ کیا یہ مکروہ ہے؟ (۱۳۷۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) الشامی ۶/ ۴۲۷ كتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المسجد.

(۲) الهندية ۲/۴۶۲ كتاب الوقف – الفصل الثاني في الوقف على المسجد وتصرف القيم وغيره في مال الوقف عليه.

الجواب: جو صحن داخل مسجد ہے یعنی جو کہ عادۃً غیر مسقف رہتا ہے، وہ مسجد ہے، اس میں اور حصہ مسقف میں کوئی فرق نہیں ہے، محراب میں کھڑا ہونا امام کا مسنون و مستحب ہے؛ لیکن اگر موسم گرما میں مسجد کے باہر کے حصہ غیر مسقف میں جماعت ہو تو امام کو باہر کے حصہ غیر مسقف میں وسط مقتدیان میں آگے کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے۔

مسجد کے صحن کا حکم بانی کی نیت پر موقوف ہے

سوال: (۳۸۰) ضلع سورت میں عام دستور یہ ہے کہ جب مسجد بناتے ہیں تو مسقف حصے کو نماز پڑھنے کے لیے مخصوص کر دیتے ہیں، اسی کے ساتھ کچھ کھلا ہوا حصہ بطور صحن کے بناتے ہیں، اس لیے کہ اس میں اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں جو مسجد کے احترام کے خلاف اور ممنوع ہیں مثلاً ہر وقت اٹھنا بیٹھنا، سونا، دنیاوی باتیں کرنا، یہاں تک کہ حالت جنابت میں بھی اسی صحن میں رہتے ہیں؛ غرضیکہ صحن کو داخل مسجد نہیں سمجھتے؛ اور ''مسجد چنارواڑہ'' بھی بطریق مذکور واقع ہے؛ پس ایسی صورت میں ''مسجد چنار واڑہ'' کا صحن شرعاً مسجد سے خارج سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور جنازہ کی نماز صحن میں پڑھنا جائز ہوگا یا نہیں؟ (۲۸۱۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ امر کہ ''اس صحن کو داخل مسجد سمجھا جاوے یا خارج عن المسجد'' بنانے والوں کی نیت پر موقوف ہے، اگر بانی کی نیت بہ وقت بناء حصہ مسقف کو مسجد سمجھنا، اور صحن کو خارج عن المسجد سمجھنا اور کرنا تھا تو جو کچھ نیت بانی کی تھی اسی کے موافق عمل درآمد کیا جاتا ہے، یہاں عموماً حصہ مسقف اور غیر مسقف یعنی صحن دونوں مسجد میں داخل ہوتے ہیں، اور فقہائؒ کی تصریح سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسجد ''صیفی'' اور ایک ''شتائی'' ہوتی تھی یعنی ایک حصہ مسقف جو سردی کے موسم میں نماز پڑھنے کا ہوتا ہے، اور ایک حصہ غیر مسقف یعنی صحن جو گرمی کے موسم میں نماز پڑھنے کے لیے خاص سمجھا جاتا ہے، اور جس جگہ بانی کی نیت کا کچھ حال معلوم نہ ہو وہاں دونوں حصوں کو مسجد ہی سمجھنا چاہیے کہ موضع اشتباہ میں یہی احوط ہے، اور آداب مسجد اس میں ملحوظ رکھنا اولیٰ اور انسب ہے، اور نماز جنازہ اس میں نہ پڑھی جاوے۔ فقط

مسجد کے صحن میں وضو خانے کی نالی بنانا کیسا ہے؟

سوال: (۳۸۱) بہ ضرورت شدید کسی صحن مسجد کے کنارے پر وضو کی نالی چبوترے سمیت جس میں

ہاتھ ڈیڑھ ہاتھ جگہ صرف ہوگی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۳۲۴ھ)

الجواب: بوقت بنائے مسجد تو اس قسم کے تصرفات درست ہیں، اور بعد کامل ہونے مسجد وفرش مسجد کے اس میں سے کچھ جگہ نکال کر وضو کی نالی بنانا درست نہیں ہے۔

ذاتی مکان کے صحن میں جو مسجد بنائی گئی ہے وہ ویران ہوجائے تو کیا کرے؟

سوال: (۳۸۲) زید نے اپنے صحن مکان سے کچھ حصہ زمین علیحدہ کر کے اس میں مسجد بنائی، اور کئی سال تک اس میں نماز باجماعت واذان ہوتی رہی، اب وہ مسجد ویران ہے کوئی اس میں نماز نہیں پڑھتا، اب زید بانی کا یہ خیال ہے کہ اس مسجد کو صحن مکان میں پھر ملحق کرلیا جائے، اور یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ مسجد اور مکان کا طریق مشترک ہے، افراز طریق نہیں ہے، اور وہ طریق مملوکہ بانی ہے۔ شارع عام سے اسی طریق مملوک سے مسجد اور مکان کو جاتے ہیں، ہدایہ کی عبارت سے جواز الحاق زمین مسجد بالصحن معلوم ہوتا ہے: وإذا بنى مسجدًا لم يزل ملكه عنه حتى يفرز ه عن ملكه بطريقه ...... أما الإفراز فلأنه لايخلص لله تعالى إلا به (۱) افراز طریق کو شرائط وقف سے گردانا ہے، اگر افراز کے کچھ اور معنی ہوں تو وہ بھی ارشاد ہوں؟ (۱۳۴۰/۱۲۰۵ھ)

الجواب: وقف کے بارے میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے کما في الدر المختار: واختلف الترجيح ، والأخذ بقول الثاني أحوط وأسهل بحر وفي الدرر وصدر الشريعة: وبه يفتي وأقره المصنف الخ (۲) وفي الشامي لكن في الفتح إن قول أبي يوسف أوجه عند المحققين الخ (۲) (شامی ۳/ ۳۶۶) اور افراز بالطریق مسجد میں امام صاحب کے قول پر ضروری ہے، بخلاف صاحبینؒ کے کہ وہ بلا افراز طریق بھی حکم مسجد ہونے کا کرتے ہیں کما في الشامي: لكن عنده لابد من إفرازه بطريقه ففي النهر عن القنية جعل وسط داره مسجدًا وأذن للناس بالدخول والصلوة فيه إن شرط معه الطريق صار مسجدًا في قولهم جميعًا وإلا فلا عند ابي حنيفةؒ . وقالا:

---

(۱) الهداية ۲/۶۴۴ كتاب الوقف ۔

(۲) الدر مع الشامي ۶/۴۲۰، ۴۲۱ كتاب الوقف - مطلبٌ مهم فرق أبو يوسف بين قوله موقوفةٌ إلخ .

یصیر مسجدًا ویصیر الطریق من حقه من غیر شرط (۱) پس بر بناء قول امام ابو یوسفؒ کے جو کہ مفتی بہ ہے، بلکہ بقول صاحبین کے وہ جگہ مسجد ہوگئی، اب اس کو واقف اور بانی اپنے مکان میں ملحق نہیں کر سکتا کیونکہ مسجد ہمیشہ مسجد رہتی ہے، شامی میں ہے: وبه علم أن الفتویٰ علی قول محمد فی آلات المسجد وعلی قول أبی یوسفؒ فی تأبید المسجد الخ(۲) (شامی ۳/۳۷۱)

گندے پانی کی نالی پر مسجد کا صحن بنانا

سوال: (۳۸۳) ایک مسجد کے سامنے سرکاری سڑک تھی، اور پیچھے ایک نالی بالکل مسجد کی پشت کے متصل تھی، جس میں محلے کا گندہ پانی بہتا ہے چونکہ مسجد بہت ہی تنگ ہے، اس کے بڑھانے کی ضرورت ہوئی؛ چونکہ آگے کی جانب بوجہ سرکاری سڑک کے، نہ بڑھا سکے، اس لیے پیچھے کی جانب اس طریقے سے بڑھائی گئی کہ نالی مذکورہ مسجد کے صحن میں واقع ہے، چنانچہ اس نالی پر ڈاٹ لگا کر مسجد کے صحن کا فرش بنا دیا گیا؛ آیا اس مسجد کے صحن میں اس حصے پر جس کے نیچے نالی ہے، مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۲۱۰۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: جب کہ وہ نالی داخل مسجد کرلی گئی ہے؛ تو اب یہ چاہیے کہ اس نالی کو وہاں سے ہٹا دیا جائے، کیوں کہ مسجد میں گندے پانی کی نالی لانا درست نہیں ہے؛ اور ثواب مسجد اس حصہ مسقف پر نماز پڑھنے والوں کو پورا ملے گا؛ کیوں کہ وہ بھی مسجد کی زمین ہے، اور داخل فرش مسجد ہے، اس لیے کہ جو جگہ مسجد ہوتی ہے وہ ثری سے آسمان تک مسجد ہی کے حکم میں ہوتی ہے، پس ضروری ہے کہ گندہ پانی وہاں سے نہ نکالا جائے، اور اس نالی کو مسجد سے باہر کو نکالا جائے۔ فقط

مسجد کے نیچے یا اوپر دُکانیں اور مکانات بنانا

سوال: (۳۸۴) زید مسجد اس طرح بنانا چاہتا ہے کہ دکانیں یا مکان بنا کر اوپر مسجد بنائے، یا اوّل مسجد بنا کر اس کی سقف پر مکانات بنائے، اور ان مکانات کو مصالح مسجد کے واسطے وقف کر دے، اس میں دریافت طلب چند امور ہیں:

(۱) الشامی ۶/ ۴۲۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد.

(۲) الشامی ۶/ ۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره.

(الف) ان مکانات کو حکم مسجد کا ہے یا نہیں؟

(ب) مصالح مسجد سے کیا مراد ہے؟ آیا کرائے پر دینا ان مکانات کا جائز ہے، یا یہ کہ ان میں سامان وغیرہ مسجد کا رہا کرے؟

(ج) ابتداء بناء میں فوق مسجد کے لیے مکان بنانا جائز لکھا ہے؛ کیونکہ وہ مصالح مسجد میں سے ہے، اب امام کو وہاں پر بول و براز اور اپنی زوجہ کے ساتھ رہنا جائز ہے یا نہیں؟

(د) درمختار میں اسی مسئلہ کی فرع میں لکھا ہے: ولایجوز أخذ الأجرة منه ولا أن یجعل شیئًا منه مستغلاً ولاسکنی (۱) اخذ اجرت کا ناجائز ہونا اسی بیت سے ہے جو فوق مسجد امام کے واسطے بربناء مصالح مسجد جائز تھا، یا اس بیت سے جو بعد تمامی مسجد فوق مسجد بنایا گیا ہے؟ (۹۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) وکره تحریمًا الوطئ فوقه والبول والتغوط لأنه مسجد إلی عنان السماء (۲) (درمختار) وکذا إلی تحت الثری (۲) (شامی) پس معلوم ہوا کہ تحت یا فوق مسجد جو مکان ودکان ہوں گی وہ بھی حکم میں مسجد کے ہیں۔

(ب) مصالح سے مراد سامان مسجد کا رکھنا، وتبرید ماء وغیرہ ہے؛ کرائے پر دینا مراد نہیں کذا فی الدرالمختار: ولایجوز أخذ الأجرة منه ولا أن یجعل شیئًا منه مستغلاولاسکنی بزازیة وتمامه فی الشامی (۱)

(ج) عبارت اسعاف جو شامی نے نقل فرمائی ہے اس بارے میں یہ ہے: وبه صرح فی الإسعاف: فقال: و إذا کان السرداب أو العلو لمصالح المسجد أو کانا وقفًا علیه صار مسجدًا شرنبلالیة: قال فی البحر: وحاصله أن شرط کونه مسجدًا أن یکون سفله وعلوه مسجدًا لینقطع حق العبد عنه لقوله تعالیٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۳) پس جب کہ سفل وعلو مسجد ہوا تو بول و براز اس میں جائز نہیں ہوسکتا۔ کمامر.

(د) اخذ اجرت واستغلال کا ناجائز ہونا دونوں صورتوں میں معلوم ہوتا ہے۔ کما هو مقتضی

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف، فیما لو خرب المسجد أو غیره.
(۲) الدر والشامی ۲/۳۷۰ کتاب الصلوة، مطلبٌ فی أحکام المسجد.
(۳) الشامی ۶/۴۲۸ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد.

الإطلاق ومقتضى كونه مسجدًا من تحت الثرى إلى عنان السماء . فقط

سوال: (۳۸۵) مسجد کی چھت پر کوئی عمارت بنانا اور اس پر نشست و برخواست کرنا شرعاً جائز ہے؟ (۱۳۴۵/۲۲۳۸ھ)

الجواب: یہ تصرف مسجد میں درست نہیں ہے مسجد کی چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ فقط

مسجد کی پرانی جگہ میں وضو کی نالی یا راستہ بنانا

سوال: (۳۸۶) ایک مسجد مختصر تھی قدیم سے، اب اس کو بڑھایا گیا ہے قدیم جگہ مسجد کو نالی وضو یا راستہ بنانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۱۱۸/۱۳۴۴-۴۳ھ)

الجواب: مسجد قدیم کی زمین کو نالی وضو کی یا راستہ بنانا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے غسل خانوں کی زمین سرکاری سڑک میں دینا

سوال: (۳۸۷) کسی مسجد کے غسل خانوں کی عمارت موجودہ کو توڑ کر ان کی تحتی اراضی کو شامل سڑک سرکاری کرنا، اور عام راستے میں دے دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۵۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس بارے میں کتب فقہ میں روایات مختلفہ پائی جاتی ہیں، بعض روایات اس کے جواز پر دال ہیں، اور بعض عدم جواز پر؛ اس لیے احوط یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ ایسا نہ کیا جاوے، اور یہی صحیح ہے کیوں کہ غسل خانوں کی زمین اوقاف مسجد سے ہے، اور ابطال اس کے وقف ہونے کا درست نہیں ہے۔ فقط

اہل محلّہ کا مسجد کے فرش پر برآمدہ بنانا

سوال: (۳۸۸) آیا بعض اہالیان محلّہ کو بلا اجازت عام مسلمانان شہر، ایسا اختیار حاصل ہے کہ صحن وچبوترا مسجد کو کم کرتے ہوئے، یا نہ کرتے ہوئے، اپنی رائے سے فرش مسجد پر برآمدہ بنالیں؟ (۲۲۲۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اہل محلہ کو مسجد میں اس قسم کے تغیر وتبدل وتعمیر ومرمت کا اختیار ہوتا ہے، اہل شہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ کذا فی الشامی.

مسجد کی زمین میں کمرہ بنانا

سوال: (۳۸۹) ایک مسجد کو ایک جانب سے بڑھا دیا گیا، دوسری جانب سے کچھ زمین مسجد سے لے کر حجرہ کو وسیع کرنے کے لیے حجرہ میں شامل کر دی؛ وہ جگہ مسجد کا حکم شرعاً رکھتی ہے یا نہیں؟

(۱۸۳۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مولانا عبدالحیؒ نے مجموعۃ الفتاویٰ جلد اول میں اس کا عدم جواز تحریر فرمایا ہے (۱) یعنی مسجد کی زمین میں حجرہ بنانا جائز نہیں ہے، اور احکام مسجد کے ہمیشہ اس پر نافذ ہوں گے، البحر الرائق میں ہے: **قال أبو يوسف: هو مسجد أبدًا إلى قيام الساعة لا يعود ميراثًا ولايجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر سواء كانوا يصلون فيه أو لا وهو الفتوىٰ كذا في الحاوي القدسي انتهىٰ (۲)** اور البحر الرائق میں ہے: **لايجوز للقيم أن يجعل شيئًا من المسجد مستغلاً ولا سكنىٰ انتهىٰ (۲)** ان روایات سے معلوم ہوا کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ تا قیام قیامت مسجد رہتی ہے، حکم مسجد کا اس سے زائل نہیں ہوتا؛ اگر چہ وہ غیر آباد ہی کیوں نہ ہو، اور مسجد کے کسی جزو کو مسکن اور حجرہ بنانا بھی جائز نہیں ہے، بناءً علیہ جو جگہ مسجد کے حجرے میں داخل کی گئی وہ مسجد کے حکم میں ہے، احکام مسجد کے اس پر جاری ہوں گے۔ شامی میں ہے: **وصرح في الخانية بأن الفتوىٰ على قول محمدؒ. قال في البحر: وبه علم أن الفتوىٰ على قول محمدؒ في آلات المسجد وعلى قول أبي يوسفؒ في تأبيد المسجد اهـ (۳)**

---

(۱) جملہ اجزاء مسجد ہمیشہ در حکم مسجد اند کسے را جزو آں را از مسجد خارج کردن درست نیست واحکام مسجد دائما برآں نافذ خواہند شد الخ (مجموعة الفتاویٰ علی هامش خلاصة الفتاویٰ ۱/۲۲۱ كتاب الصلوٰة – الجنس الرابع من الخلاصة. مطبوعہ نول کشور لکھنؤ)

(۲) البحر الرائق ۵/۴۲۱ کتاب الوقف. فصلٌ في أحكام المساجد.

(۳) الشامي ۶/۴۲۹ كتاب الوقف. مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره.

سوال: (۳۹۰) پہلے مسجد بارہ گز لمبی تھی پھر دوبارہ تعمیر میں اس کو آٹھ گز تعمیر کرا کر باقی حصے کو حجرہ بنانا درست ہے؟ (۱۸۴۲/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسجد کے حصے میں حجرہ بنانا جائز نہیں ہے۔ ولا أن یجعل شیئا منه مستغلاً ولا سکنی بزازیه (۱) (درمختار)

مسجد کے پڑوسی کا مسجد کی دیواروں پر کڑیاں اور گاڈر رکھنا

سوال: (۳۹۱) زید نے مسجد کی دیوار شمالی کے اندر دو گاڈر آہنی کے سرے، قریب چھ چھ انچ کے دے کر، اوپر کڑیاں چوب پاٹ کر چھت قائم کر کے، نیچے اپنی دکان بنا کر اوپر کی چھت بہ نیت ثواب عقبیٰ مسجد کو وقف کر کے، مثل فرش مسجد کے صفیں قائم کر رکھی ہیں، جس فرش پر نمازی نماز ادا کرتے ہیں جس کو تقریباً آٹھ سال ہو چکے ہیں یہ فعل زید کا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مسجد کی دیوار پر اپنی مملوکہ دکان کی چھت کی کڑیاں اور گاڈر رکھنا درست نہیں ہے، البتہ اگر نیچے کے حصۂ دکان کو بھی وقف کر دیوے، اور مسجد میں داخل کر دیوے تو پھر درست ہے۔ کما فی الدر المختار: فیجب هدمه ولو علی جدار المسجد الخ (۲) فقط

سوال: (۳۹۲) اگر کوئی شخص جس کا مکان مسجد کی چہار دیواری سے ملحق ہے، وہ با[illegible]ت متولیان چہار دیواری مسجد کی ایک دیوار پر کڑیاں رکھ لے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۹۴۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسجد کی چہار دیواری کی کسی دیوار پر کسی پڑوسی کو کڑیاں رکھنے کا حق نہیں [illegible]، اور متولیان مسجد کو اس کی اجازت دینا شرعاً حرام ہے، اور وہ اجازت معتبر نہیں ہے جیسا کہ فقہاء [illegible] بذیل آیت کریمہ ''وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ'' (۳) اس کی تصریح فرمائی ہے۔ فقط

سوال: (۳۹۳) زید، مابین اپنے مکان کے دروازہ و دیوار مسجد و حجرہ کے اوپر چند[illegible] چوب چھاپ کر، مثل ایک چھتہ کے قائم کر کے، اوپر سے اپنے استعمال میں لاتا ہے، پاکی ناپاکی کا [illegible] لحاظ نہیں کرتا؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۰۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

(۱) الدر مع الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف - فی آخر مطلبٌ فی أحکام المسجد.
(۲) الدر مع الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف - مطلبٌ فی أحکام المسجد.
(۳) سورۂ جن، آیت: ۱۸۔

الجواب: مسجد اور حجرہ مسجد کی دیوار پر کڑیاں رکھنا جائز نہیں ہے، یہ فعل قطعا حرام ہے، کڑیاں اتروادینی چاہئیں۔ فقط

کسی شخص کا مسجد کی دیوار پر اپنے مکان کی دیوار بنانا

سوال: (۳۹۴) ایک شخص کا مکان ایک مسجد کے ساتھ ملحق ہے، اس جگہ میں تمام مکانات کی دیواریں مشترکہ ہیں، اور مکان اور مسجد کے مابین جو ''دیوار- ب'' موجود ہے وہ عرصہ تقریباً پچاس سال سے مکان اور مسجد کی مشترکہ استعمال میں رہی ہے، اب مکان کا مالک اپنے مکان کو ازسرنو تعمیر کر رہا ہے، پہلی منزل بن چکی ہے، بعض افراد اعتراض کرتے ہیں کہ شرعاً مالک مکان کو اجازت نہیں کہ وہ ''دیوار- ب'' کو ازسرنو اپنے خرچ سے پختہ تعمیر کرے، اور اپنے کسی مصرف میں لائے۔ نیز اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اسی دیوار پر اپنے مکان کی دوسری منزل کے لیے دیوار نہیں بنا سکتا۔ شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۴/۲۵۹۱ھ)

الجواب: درمختار میں اس مسئلہ کو اس طرح لکھا ہے: **فرع: لو بنى فوقه بيتًا للإمام لايضر لأنه من المصالح أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع ولو قال عنيت ذلك لم يصدق تاتارخانية فإذا كان هذا فى الواقف فكيف بغيره فيجب هدمه ولو على جدار المسجد الخ (درمختار) قوله ولو على جدار المسجد مع أنه لم يأخذ من هواء المسجد شيئًا اهـ، ونقل فى البحر قبله: ولايوضع الجذع على جدار المسجد وإن كان من أوقافه اهـ قلت وبه علم حكم مايصنعه بعض جيران المسجد من وضع جذوع على جداره فإنه لايحل ولو دفع الأجرة الخ** (۱) (شامی ۳/۳۷۱) اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ مسجد کی دیوار پر کوئی شخص اپنی دیوار یا کسی دوسرے مکان کی دیوار نہیں بنا سکتا، اگرچہ وہ دوسرا مکان اسی مسجد کے متعلق ہو، اور اوقاف مسجد سے ہو، بلکہ اگر کوئی شخص مسجد کی دیوار کے اوپر دیوار کسی مکان کی بناء کرے گا تو یہ جائز نہیں ہے، اور وہ دیوار منہدم کی جائے گی، اور پھر شامی میں البحر الرائق سے یہ نقل فرمایا ہے کہ مسجد کی دیوار پر کڑیاں دوسرے مکان کی نہ رکھی جائیں اگرچہ وہ مکان اس مسجد کے متعلق وقف ہو، پھر اس کے بعد علامہ شامی نے قلت کے لفظ سے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ ان عبارات سے معلوم ہوگیا کہ مسجد کے بعض ہمسایہ جو مسجد کی دیوار پر کڑیاں رکھ لیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے اگرچہ وہ اجرت بھی دیویں انتہی۔

(۱) الدر والرد ۶/ ۴۲۸ کتاب الوقف – مطلبٌ فى أحكام المسجد.

پس معلوم ہوا کہ مسجد کی دیوار پر ہمسایہ کو کچھ تصرف کرنا درست نہیں ہے، اس کو چاہیے کہ اپنی دیوار جدید بنائے تا کہ اس کے اوپر بھی دیوار دومنزلہ مکان کی تعمیر ہو سکے۔ فقط

مسجد کی دیوار اور پشتے پر اپنی دیوار بنانا درست نہیں

سوال: (۳۹۵)...... (الف) مسجد کے کسی جزو پر (خواہ دیوار ہو یا طاق ہو) ہندو یا مسلمان کو اپنی دیوار رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) مسجد کی جانب مغرب میں مسجد کے پشتے پر اپنا آثار رکھ کر مسجد کی دیوار سے دیوار ملا کر بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) مسجد کی جانب مغرب میں جو دیوار مسجد کی دیوار سے ملا کر بنائی جائے وہ دیوار مسجد کی دیوار سے اونچی بنانی جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۹۸۱ھ)

الجواب: (الف) مسجد کی دیوار پر اور کسی جزو پر ہندو اور مسلمان کو اپنی دیوار بنانا درست نہیں ہے، درمختار میں ہے کہ "اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کو منہدم کر دیا جائے" (۱)

(ب) مسجد کے پشتہ پر بھی کسی کو دیوار اٹھانا جائز نہیں ہے۔

(ج) اگر اپنی زمین پر دیوار متصل دیوار مسجد کے بنائی جائے تو یہ جائز ہے؛ اور اس کو دیوار مسجد سے اونچا کرنا بھی جائز ہے؛ لیکن مسجد کے پشتے پر دیوار بنانا درست نہیں ہے؛ پشتہ مسجد کا چھوڑ کر دیوار بنائی جائے۔ فقط

مسجد کی دیوار میں پڑوسی کی شرکت صحیح نہیں

سوال: (۳۹۶) مسجد کی کوئی دیوار اور کسی ہمسایہ کی دیوار اگر مشترک ہو تو کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵/۱۴۲۷ھ)

الجواب: مسجد کی دیوار بالکل علیحدہ ہونی چاہیے، اس دیوار میں کسی کا اشتراک صحیح نہیں ہے۔

مسجد کی چھت پر اپنا گھریلو سامان رکھنا درست نہیں

سوال: (۳۹۷) متولی مسجد یا کسی مسلمان کو مسجد کی چھت پر اپنا اسباب خانگی ٹین کے پیپے (ڈرم)

(۱) حوالۂ سابقہ

ولکڑی وغیرہ رکھنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴-۳۳/۱۱۸۶ھ)

الجواب: متولی مسجد یا کسی کے لیے ایسا تصرف مسجد میں درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی زمین میں تصرف کرنے والے کا حکم

سوال: (۳۹۸) ایک شخص مسجد کی دیوار گرا کر راستہ بنانا چاہتا ہے، مسلمانوں نے اس کا حقہ پانی بند کردیا ہے، لہٰذا ایسے شخص کے واسطے شرعاً کیا حکم ہونا چاہیے؟ (۱۳۴۲/۷۲۲ھ)

الجواب: مسجد کی زمین میں کچھ تصرف کرنا جائز نہیں ہے، جو شخص ایسا ارادہ کرے اور سمجھانے سے بھی نہ مانے اس کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے جیسا کہ کیا گیا تا کہ اس کو تنبیہ ہو اور اپنے ارادے سے باز آئے قال اللہ تعالی: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۱) پس مسجد کے کسی حصے اور زمین میں کسی کو کوئی تصرف کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

کسی شخص کا مسجد کے کنویں کا نصف حصہ اپنے مکان میں شامل کر کے اس کا کرایہ دینا

سوال: (۳۹۹) مظفر نگر متصل تحصیل ایک چاہ پختہ متعلق مسجد میر فتح علی واقع ہے، اس کے گرد و پیش کے مکانات فروخت ہو چکے ہیں، جانب شمال ''لالہ سکھ بیر سنگھ'' کا مکان ہے، لالہ صاحب نے ایک جدید تعمیر کے اندر قریب نصف چاہ کے دائرے کے اپنے مکان میں بلا اجازت و رضامندی اہل اسلام کے لے لیا، اور مزاحمت پر یہ کہتے ہیں کہ بہ عوض اس حصہ چاہ مسجد کے ایک روپیہ ماہوار مسجد کے واسطے بطور کرایہ حصہ چاہ دوام کے واسطے مقرر کر کے اقرار نامہ لکھالو آیا ایسی صورت میں اہل اسلام اگر لالہ صاحب سے ایک روپیہ ماہوار کا اقرار نامہ کرائے دوامی کا بحق مسجد تحریر کرا کر تعمیر مذکور بغرض رفع شر بہ حالت موجودہ رہنے دیں؟ یا اس کے علیحدہ کیے جانے کی عدالت مجاز سے چارہ جوئی کر کے علیحدہ کرا دیں؟ (۱۳۴۲/۳۱۲۱ھ)

الجواب: کرایہ لینا اس حصہ چاہ متعلق مسجد کا درست نہیں ہے، اس کو بالکل خالی کرالیا جائے، اور

(۱) سورۂ جن، آیت: ۱۸۔

اس میں پوری کوشش کی جائے؛ کیونکہ اس کا کرایہ پر دینا کسی طرح درست نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار (۱) فقط

کرائے پر دیا ہوا مکان مسجد بنانے کے لیے خریدنا

سوال: (۴۰۰) رجال شَاوَرُوْا لبناء مسجدٍ جديدٍ، فنصبُوْا رجلاً، ودفعو إليه الدراهم قائلاً كلُّ واحدٍ منهم: "إن هذه الدراهم صدقة لله تعالى، لتشترى بها منزلاً لجعله مسجدًا" فذهب واشترى المنزلِ المستاجر بالدراهم لبناء المسجد فيه، فهل صح وقف الدراهم بهذا اللفظ لذلك المقصود، وتم بالقبض، ويزول ملك المالكين عنها، ويجب صرفهالتلك الجهة المقصودة، ويصير المنزل موقوفًا بدون تجديد عقدٍ وإذن صلاةٍ ولا يمنع الاستيجار صحة البيع وغاية الوقف أم كيف الحكم ؟ (۷۵۲/۴۰-۱۳۳۹ھ)

الجواب: قال في الدرالمختار: وهل يجوز وقف العين المرهونة أوالمستاجرة؟ فأجاب: نعم الخ (۲) فظهر أن شراء المنزل المذكور ووقفه للمسجد صحيح؛ وفي صحة وقف الدراهم اختلاف وكلام، ولكن بعدالشراء بها منزلاً للمسجد لاخفاء في صيرورته وقفاً ومسجدًا . فقط

ترجمہ: سوال: (۴۰۰) چند لوگوں نے نئی مسجد کی تعمیر کے لیے آپس میں مشورہ کرکے ایک شخص کو ذمے دار بنایا، اور یہ کہہ کر دراہم اس کے حوالے کردیے کہ "یہ دراہم اللہ کے لیے صدقہ ہیں تم ان کے عوض مکان خرید کر مسجد بناؤ تو وہ شخص گیا اور مسجد بنانے کے لیے ان درہموں کے عوض ایسا مکان خریدا جو کرائے پر دیا ہوا تھا۔ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا ان الفاظ (إن هذه الدراهم صدقة لله إلخ) کے ساتھ وقف صحیح ہوکر قبضہ کی وجہ سے مکمل ہوجائے گا؟ مالکوں کی ملکیت ان دراہم سے زائل ہوجائے گی؟ اور ان دراہم کو جہت مقصودہ پر خرچ کرنا واجب ہے یا نہیں؟ نیز نئے سرے سے معاملہ اور نماز کی اجازت کے بغیر مذکورہ مکان وقف ہوگا یا نہیں؟ اور کیا مکان کا کرائے پر ہونا بیع کی صحت اور مقصد وقف

(۱) ولايجوز أخذ الأجرة منه الخ الدرالمختار مع الشامی ۴۲۹/۶ كتاب الوقف فيما لو خرب المسجد أو غيره .

(۲) الدرالمختار مع الردّ ۴۶۳/۶ كتاب الوقف ـ مطلبٌ في زيادة أجرة الأرض المحتكرة.

کے لیے مانع ہے یا نہیں؟

الجواب: درمختار میں ہے: وهل يجوز وقف العين المرهونة أو المستاجرة؟ فأجاب نعم(۱) یعنی کسی نے پوچھا کہ کیا رہن یا کرائے پر دیے ہوئے اعیان کا وقف صحیح ہے؟ تو فرمایا کہ ہاں! اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ مکان خرید کر مسجد کے لیے وقف کر دینا درست ہے؛ البتہ دراہم کے وقف کے سلسلے میں اختلاف اور کلام ہے، تاہم ان کے عوض مسجد کے لیے مکان خرید لینے کے بعد اس مکان کے وقف اور مسجد ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

مسجد کی زمین میں بنائے ہوئے قبرستان کو برابر کر کے مسجد میں داخل کرنا

سوال: (۴۰۱) قطعہ اراضی افتادہ موروثی زمانہ قدیم گذشتہ سے خاص ایک قبیلے کے لوگوں کے تحت و قبضہ میں تھا؛ چنانچہ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ زمین مذکورہ کے مورث اعلیٰ کا ایک مسجد اور کنواں تعمیر شدہ اس وقت تک موجود ہے، اور باقی سطح زمین مسجد مذکورہ کے نام پر ان ہی لوگوں نے وقف کردی تھی، لیکن مہتمم اس زمین وقف شدہ اور مسجد کے وہی لوگ رہے، مگر پہلے پہل اس قبیلے کا جو مردہ مرتا گیا، اس میں انہوں نے دفن کرنا شروع کردیا، پھر ان ہی کی دیکھا دیکھی اہل برادری نے بھی اپنے اپنے مردے دفن کرنا شروع کردیے، اگر چہ ان کے ورثاء ہر چند مانع بھی ہوتے رہے؛ لیکن زمانے کے تبدل سے کوئی دفن کرنے سے باز نہ آیا، اب یہ کل زمین ایک قبرستان کی صورت میں ہوگئی، اب کل زمین موقوفہ کو کہنہ ومخدوش دیکھ کر بعض چند ضروریات کی وجہ سے مسجد کو منہدم کر کے وسیع اور فراخ بنانا چاہتے ہیں؛ لیکن مسجد کے ملحق ومتصل جو قبریں کہنہ وجدید ہیں وہ داخل مسجد ہوئی جاتی ہیں، اور ورثائے واقف زمین موقوفہ کے، اور ورثاء وعزیز قبروں کے داخل مسجد کر لینے سے رضامند نہیں ہیں؛ لہٰذا ایسی صورت میں قبروں کا داخل کر لینا ضرورۃً مسجد میں عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۸۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قبر کا نشان باقی نہ رہنے کی صورت میں خواہ خود نشان باقی نہ رہے یا مٹا دیا جائے، اور باقی نہ رکھا جائے، فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ مقبرے میں بھی نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں جیسا کہ عبارت

---

(۱) حوالۂ سابقہ

ذیل سے ظاہر ہے۔ شرح منیہ میں ہے: وكذا أي قال في الفتاوى: لابأس بالصلوة في المقبرة إذا كان فيها موضع أعد للصلوة وليس فيه قبر وهذا لأن الكراهة معللة بالتشبه بأهل الكتاب وهو منتف فيما كان على الصفة المذكورة (۱) وفي ردالمحتار: واختلف في علته فقيل: لأن فيها عظام الموتى وصديدهم وهو نجس وفيه نظر، وقيل: لأن أصل عبادة الأصنام اتخاذ قبور الصالحين مساجد، وقيل: لأنه تشبه باليهود، وعليه مشى في الخانية. ولابأس بالصلوة فيها إذا كان فيها موضع أعدللصلوة وليس فيه قبرولانجاسة كمافي الخانية ولا قبلته إلى قبر "حلية" الخ (۲) ان عبارات سے مقبرہ میں بھی بہ صورت نہ باقی رہنے نشان قبر کے، جواز صلوۃ معلوم ہوتا ہے، اور صورت موجودہ میں جو بیان سوال میں درج ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین دراصل وقف علی المسجد ہے اس صورت میں اس زمین میں قبر کھودنا، اور مردے کو دفن کرنا جائز ہی نہ تھا، اور جو قبور اس میں کی گئیں خواہ وہ کہنہ ہوں یا جدید، ان کا برابر کردینا اور مسجد میں داخل کرنا بلاتردد درست ہے۔ جیسا کہ ارض غیر میں دفن کردینے سے مالک کو اختیار ہے درمیان اخراج میت اور مساوات بالارض کے، قال في الدرالمختار: ويخير المالك بين إخراجه ومساواته بالأرض الخ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کے نیچے دُکانیں اور اوپر مسجد بنانا

سوال: (۴۰۲) اس شہر میں ایک مسجد قریب ساٹھ ستر سالہ بوجہ کہنگی شہید کرائی گئی، کرسی مسجد متصل کی گلیوں سے کچھ اونچی تھی، مسلمانان نے کھودوا کر کے متصل کی گلیوں کے برابر کروایا، اور دکانات کی بناء ڈال کر ان دکانوں کے اوپر مسجد بنائی جارہی ہے، اسی مسجد کی بناء کی تقلید پر دیگر مسلمان بھی موجودہ مساجد کو مذکورہ بالا وضع پر بنانے کے درپے ہیں، دکانوں کے بنانے سے صرف غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسجد وامام مسجد کے واسطے ان دکانوں کی آمدنی کا سہارا ہو؟ (۵۵۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

(۱) غنية المستملي شرح منية المصلي، ص: ۳۱۵، المواضع التي تكره فيها الصلوة.

(۲) الشامي ۳۹/۲ كتاب الصلوة – مطلبٌ في إعراب كاننا ما كان.

(۳) الدر مع الشامي ۱۳۶/۳ كتاب الصلوة – باب صلوة الجنازة. مطلبٌ في دفن الميت.

الجواب: ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار: أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع الخ (۱) وفيه ولايجوز أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل شيئا منه مستغلاً ولاسكنى بزازية (۱) فقط

سوال: (۴۰۳) بعض اہل اسلام آباد مسجد کو منہدم کر کے بجائے مسجد کے دکانات بنانا چاہتے ہیں، اور اوپر دکانات کے مسجد بنانا چاہتے ہیں، بعض اہل محلہ نے تعمیر بند کردی ہے؛ چوں کہ بہ حکم سرکار حکم امتناعی آ گیا ہے، اس وجہ سے نماز واذان مسجد میں نہیں ہوتی، یہ گناہ مسجد منہدم کرنے والوں کو ہے یا حکم امتناعی والے کو ہے؟ اور ایسا کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۶۵۶ھ)

الجواب: مسجد کو منہدم کر کے اس کے نیچے دکانیں بنانا، اور اوپر مسجد بنانا درست نہیں ہے، یہ بالکل حرام اور ناجائز ہے، فقہاء نے یہ تو لکھا ہے کہ اول سے بانی مسجد کے نیچے تہ خانہ وغیرہ بہ غرض مصالح مسجد بنالے، اور اوپر مسجد بنادے تو یہ درست ہے، لیکن جب کہ مسجد تیار شدہ ہو اس کو گرا کر اس کے نیچے دکانیں وغیرہ بنانا کچھ درست نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار: أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع — إلى أن قال — فيجب هدمه ولو على جدار المسجد ولايجوز أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل شيئا منه مستغلاً ولاسكنى الخ (۱) پس یہ گناہ مسجد کے منہدم کرنے والوں پر ہے، جنھوں نے بہ غرض دکانیں بنانے کے مسجد کو منہدم کیا؛ اب چاہیے کہ دکانوں کے خیال اور ارادے کو موقوف کر کے اصل مسجد کو پھر دوبارہ تعمیر کرالیں۔ فقط

سوال: (۴۰۴) اگر مسجد کے نیچے دکانیں بنائیں تو درست ہے یا نہیں؟ اور دکانیں بنوانے سے غرض یہ ہے کہ کرایہ دکانوں کا مسجد کے اخراجات میں آئے؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا (۱۳۳۴-۳۳/۱۶۸۲ھ)

الجواب: مسجد کے نیچے دکانیں بنوانا بعد اس کے کہ مسجد پوری ہو چکی، درست نہیں ہے، مثلاً کوئی مسجد پہلے سے قائم ہے یا زمین مسجد کے لیے وقف ہے، اس میں نیچے دکانیں بنوانا درست نہیں ہے۔ شامی میں ہے: وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا الخ (۱) ولايجوز أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل شيئا منه مستغلاً (۱) (رد المحتار) فقط

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/ ۴۲۸، ۴۲۹ كتاب الوقف - مطلبٌ في أحكام المسجد.

مسجد کے نیچے نئی دکانیں بنانا درست نہیں

سوال: (۴۰۵)...... (الف) ایک مسجد پرانی ہے، مسجد کے صحن کے نیچے چند دکانیں تھیں، جس سے مسجد کا خرچ چلتا تھا؛ اب دکانیں شکستہ ریختہ ہوگئیں، تو صرفۂ مسجد میں کمی آگئی اگر مسجد ان دکانوں کے اوپر بنائی جائے تو دکانیں صحن مسجد میں آتی ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اسی مسجد میں بہ جانب شمال دو قبریں ہیں، مسجد کے صحن کو بڑھانا چاہتے ہیں تو قبریں صحن میں آتی ہیں، اور ڈھائی گز نیچے رہیں گی، یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز میں کچھ نقصان تو نہیں ہوگا؟

(۱۸۸۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) جس جگہ صحن مسجد کے نیچے پہلے سے دکانیں تھیں ان کی تعمیر اور درستی کرادینا بظاہر درست ہے، اور جدید نہ بنائی جائیں، اور پھر بھی بہتر یہ ہے کہ مسجد کے نیچے دکانیں بالکل نہ ہوں، جیسا کہ روایت ولایجوز أخذ الأجرة منه الخ (۱) سے واضح ہوتا ہے۔ لو بنی فوقه بیتًا للإمام لایضر لأنه من المصالح أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع ولوقال عنيت ذلك لم صدق الخ ولايجوز أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل شيأ منه مستغلاً الخ (۱) (درمختار)

(ب) ان کو برابر کردینا اور ان کے اوپر بھی صحن مسجد بنالینا درست ہے، اور نماز میں کچھ نقص نہیں آتا۔

مسجد کے ضروری اخراجات کے لیے مسجد کے نیچے دکانیں بنانا

سوال: (۴۰۶) پہاڑی علاقے میں عموماً مسجدوں کے ضروری اخراجات کے لیے آباد پہاڑوں پر یہی صورت اختیار کی جاتی ہے کہ نیچے کے حصے میں دکانیں بنادی جاتی ہیں، اور اوپر مسجد رہتی ہے جس سے مسجد کے ضروری اخراجات پورے ہوتے رہتے ہیں؛ اب سوال یہ کہ ''کوہ مری پہاڑ'' سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک جگہ بہ صورت چبوترا ہے جس پر عرصہ سو سال سے لوگ نماز پڑھتے ہیں، اس کے قرب جوار میں ہندو ترقی کررہے ہیں، اس کی حفاظت بہ ظاہر اس وقت اسی طریق پر ہوسکتی ہے کہ نیچے دکانیں بنادی جائیں اور اوپر مسجد رہے، آبادی پہاڑ کے دنوں میں لوگ اس مسجد میں نماز پڑھتے رہیں، اور ضروری اخراجات کے لیے کرایہ آتا رہے، ایسی صورت میں اگر نیچے دکانیں بنا کر اوپر مسجد بنادی

(۱) حوالۂ سابقہ

جائے جس سے مسجد وسیع بھی ہو جاتی ہے؛ تو شرعاً کیا کوئی صورت جواز نکل سکتی ہے؟ (۱۳۴۵/۲۴۸ھ)

الجواب: مسجد کے لیے شرعاً یہ ضروری ہے کہ نیچے سے اوپر تک مسجد ہو وحاصله أن شرط كونه مسجدًا ان يكون سفله و علوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه لقوله تعالى: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۱) (شامی ج:۳) اور نیز درمختار و شامی (۲) میں یہ بھی تصریح ہے کہ مسجد تحت الثری سے لے کر آسمان تک مسجد ہی ہوتی ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ اگر مسجد کے نیچے دکانیں ہوں گی، اور وہ کرایہ پر دی جاویں گی تو ہر قسم کے کام اس میں ہوں گے اور آداب مسجد کا لحاظ نہ رہے گا، لہٰذا یہ جائز نہیں ہے کہ مسجد کے نیچے دکانیں بہ غرض کرائے پر دینے کے بنوائی جاویں۔ وقد رد في الفتح ما بحثه في الخلاصة من أنه لو احتاج المسجد إلى نفقة توجر قطعة منه بقدر ما ينفق عليه بأنه غير صحيح. قلتُ: و بهذا علم أيضًا حرمة إحداث الخلوات في المساجد كالتي في رواق المسجد الأموي ولا سيما ما يترتب على ذلك من تقذير المساجد بسبب الطبخ والغسل و نحوه، ورايتُ تأليفًا مستقلاً في المنع عن ذلك (۱) (شامی) الغرض ان روایات سے ظاہر ہوا کہ مسجد کے نیچے دکانیں کرائے پر دینے کو بنوانا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر مسجد سے خارج متصل مسجد دکانیں بہ غرض آمدنی بنوائی جاویں تو یہ جائز ہے۔ فقط

مسجد کی تعمیر ثانی کے وقت مسجد کے نیچے دکانیں بنانا جائز نہیں

سوال: (۴۰۷) ایک مسجد جو بہت شکستہ تھی اور شہید ہو چکی تھی، اہل محلہ نے چندہ کر کے کام شروع کرادیا، اور جانب غرب کچھ زمین بڑھا کر نیچے دکان وقف علی مصالح کی نیت سے بنا کر چھت پر مسجد قرار دی، خلاصہ یہ ہے کہ تعمیر ثانی کے وقت مسجد کے نیچے دکانیں بنانا جائز ہے یا نہیں؟ آیا زمین مسجد منہدمہ مذکور کو ملک ورثاء قرار دے کر دکانیں بنانا جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۶-۴۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: أقول و بالله التوفيق: شرعاً مسجد کے لیے ضروری ہے کہ اوپر سے نیچے تک مسجد ہو؛ قال في البحر: وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق

---

(۱) الشامي ۴۲۸/۲ كتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المسجد.

(۲) في الدر المختار: لأنه مسجد إلى عنان السماء الخ وفي الشامي: وكذا إلى تحت الثرى (الدر والشامي ۳۷۰/۲ كتاب الصلاة، مطلب في أحكام المسجد)

عبد عنه لقوله تعالىٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الخ (۱)(کتاب الوقف شامی) وفی کتاب الصلاة من
لدرالمختار: وكره تحريمًا الوطئ فوقه والبول والتغوط لأنه مسجد إلى عنان السماء الخ
كذا إلى تحت الثرىٰ الخ (۲) (شامی) وفی کتاب الوقف من الدر المختار: ولايجوز أخذ
أجرة منه ولا أن يجعل شيئًا منه مستغلاً ولا سكنىٰ بزازية (۳) وفی الشامی وقد رد فی الفتح
ابحثه فی الخلاصة من أنه لو احتاج المسجد إلى نفقة تؤجر قطعة منه بقدر ما ينفق عليه
أنه غير صحيح. قلتُ: وبهذا علم أيضًا حرمة إحداث الخلوات في المساجد كالتي في
راق المسجد الأموى ولا سيما ما يترتب على ذلك من تقذير المسجد بسبب الطبخ
الغسل ونحوه (۳) پس جب کہ یہ مسلم ہے اور متفق علیہ کہ مسجد عرش سے تحت الثریٰ تک مسجد ہی
تی ہے تو ثابت ہوا کہ مسجد کے نیچے دکانیں بنوانا کرائے پر دینے کو، اور ان کو کرائے پر دینا جائز نہیں
ہے، کیوں کہ کرایہ دار میں فرق مسلم اور کافر کا نہ ہوگا، اور کرایہ دار ہر ایک قسم کا تصرف اس میں کرے گا،
روہ افعال کرے گا جو کہ مسجد میں حرام ہیں، اور بانی مسجد اور واقف اول کو جو بوقت بناء اول مسجد کے
نیچے سرداب وغیرہ کی اجازت مصالح مسجد کے لیے فقہاء نے لکھی ہے، ان مصالح سے مراد وہ مصالح
لیے جائیں گے جن سے مسجد کے آداب وحرمت مسجد وغیرہ میں کچھ فرق نہ آئے، مثلاً مسجد کی صفوف
منا یا لوٹا وغیرہ سامان مسجد کا رکھ دینا، نہ یہ کہ اس کو کرائے پر دینا، اور وہ افعال کرنا یا کرانا جس سے
ویث وتقذیر مسجد لازم آئے، مساجد کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: أن
نظف ويطيب (۴) اور بناء اول کے بعد تو فقہاء نے اس کی بھی اجازت نہیں دی کہ بہ وقت تعمیر ثانی
رداب وغیرہ مصالح مسجد کے لیے بنایا جائے، اور امام ابوشجاع اور امام حلوانی کا فتویٰ انقاض مسجد ویران

) الشامی ۶/۴۲۸ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد.
۲) الدر والشامی ۲/۳۷۰ کتاب الصلوة. مطلبٌ فی أحكام المسجد.
۳) الدر والشامی ۶/۴۲۸، ۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد.
۴) عن عائشة رضی الله عنها قالت: أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم ببناء المساجد فی
دور و أن تنظف وتطيب (أبو داؤد ۱/۶۶ كتاب الصلوة – باب اتخاذ المساجد فی الدور، وكذا
ی المشكاة ص:۶۹ كتاب الصلوة – باب المساجد و مواضع الصلوة) وفی الشامی: موضع
لنفل السنن والنوافل بأن يتخذ له محرابٌ وينظف ويطيب كما أمر به صلى الله عليه وسلم
لشامی ۲/۳۷۲ كتاب الصلوة – مطلبٌ فی أحكام المسجد)

اور خشت وخشب وسنگ وغیرہ کے انتقال کے بارے میں ہے، نہ زمین مسجد کے بارے میں، زمین مسجد کو ہر حال محفوظ رکھنا لازم ہے کیوں کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے، وہ کسی وقت میں بھی ملک بانی و واقف میں داخل نہیں ہوتی، اور مسجد کے بہت سے احکام دیگر اوقاف کے حکم سے مغائر ہیں، چنانچہ مشاع کا وقف کرنا عندالبعض جائز ہے، لیکن مشاع کا مسجد بنانا صحیح نہیں۔ لأن بقاء الشركة يمنع الخلوص لله تعالیٰ نهر (۱) (شامی) قوله ويجعل آخره لجهة قربة لاتنقطع يعني لابد أن ينص على التأبيد عند محمد خلافاً لأبي يوسف اهـ ويأتي بيانه. وهذا في غير المسجد إذ لا مخالفة لمحمد في لزومه بل هو موافق للإمام فيه الخ (۱) (شامی) وفي الحديث: شر البقاع أسواقها وخير البقاع مساجدها (الحدیث) (۲) فقط

مسجد کے نیچے گودام، پاخانہ، غسل خانہ وغیرہ بنانا درست نہیں

سوال: (۴۰۸) متولی مسجد کی رائے ہے کہ عمارت جدید، مسجد کی سالم منزل زیریں میں یعنی نیچے کے حصے میں گودام ودکانیں و بیوتات ضروری مثل بیت الخلاء وغسل خانہ وغیرہ بنوادیے جائیں، اوراوپر کے حصے پر مسجد تعمیر کی جائے، اور فریق دوم کی رائے یہ ہے کہ مسجد کے نیچے پاخانہ وغیرہ کچھ نہ بنوانا چاہیے، نیچے سے اوپر تک مسجد رہنی چاہیے، ورنہ نماز مکروہ ہوگی؛ ایسی حالت میں متولی کی رائے درست ہے یا فریق دوم کی؟ (۲۸۳/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: مسجد کے نیچے پاخانہ وغسل خانہ وغیرہ کا بنوانا درست نہیں ہے، اور یہ بالکل مسجد کے احکام وآداب کے خلاف ہے، لہٰذا بہ صورت موجودہ متولی مسجد کی رائے صواب نہیں ہے، بلکہ فریق دوم

---

(۱) الشامی ۶/۴۱۸ کتاب الوقف – مطلبٌ شروط الوقف على قولهما.

(۲) عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: إن حِبرًا من اليهود سأل النبي صلى الله عليه وسلم: أي البقاع خير؟ فسكت عنه، وقال: أسكت حتى يجئ جبرئيل فسكت، وجاء جبرئيل عليه السلام فسأل. فقال: ما المسئول عنها بأعلم من السائل، ولكن أسأل ربّي تبارك وتعالىٰ ثم قال جبرئيل: يا محمد! إني دنوتُ من الله دنوًّا ما دنوت منه قط، قال: وكيف كان يا جبرئيل! قال! بيني وبينه سبعون ألف حجاب من نورٍ فقال: شر البِقاع أسواقها وخير البقاع مساجدها. رواه ابن حبّان في صحيحه عن ابن عمر رضي الله عنهما (مشکاة ص:۷۱ كتاب الصلوة – باب المساجد ومواضع الصلوة)

کی رائے صحیح ہے، مسجد کے نیچے اوراوپر خالص مسجد رکھنا چاہیے، کما قال فی ردالمحتار: وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه لقوله تعالیٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۱) وفی الدرالمختار: ولايجوز أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل شيئًا منه مستغلاً ولاسكنى الخ (۱) قال فی ردالمحتار: وقد رد فی الفتح مابحثه فی الخلاصة من أنه لواحتاج المسجد إلى نفقة تؤجر قطعة منه بقدر ماينفق عليه بأنه غير صحيح. قلتُ: وبهذا علم أيضًا حرمة إحداث الخلوات في المساجد كالتي في رواق المسجد الأموى ولاسيما مايترتب على ذلك من تقذير المسجد بسبب الطبخ والغسل ونحوه ورأيتُ تأليفاً مستقلاً فی المنع من ذلك الخ (۱) (شامی ۳/۳۷۱) اور نیز یہ امر مسلّمات میں سے ہے کہ مسجد کے نیچے تحت الثریٰ تک اوراوپر عرش معلّٰی تک تمام مسجد ہوتی ہے قال فی الدرالمختار: وكره تحريمًا الوطئ فوقه والبول والتغوط لأنه مسجد إلى عنان السماء الخ وكذا إلى تحت الثرى (۲) (شامی ۱/۴۴۱) اس عبارت کا حاصل یہی ہے کہ مسجد آسمان تک، اوراسی طرح تحت الثریٰ تک مسجد ہے، پس جب کہ سب نیچے اوپر تک مسجد ہے تو ظاہر ہے کہ پاخانہ وغسل خانہ ودکانیں مسجد کے نیچے بنانی درست نہیں ہیں، اور ان روایات کے خلاف جو روایات ہیں وہ از روئے قواعد وتصریحات فقہاء معتبر نہیں ہیں۔ فقط

سوال: (۴۰۹) ایک مسجد اس صورت سے تعمیر کی جاتی ہے کہ صحن بالائے چھت ہے، اور زیر مسجد دو رویہ دکانیں اور درمیان میں آٹھ فٹ چوڑی سڑک جو عام راستہ ہے، بازار کی آمدنی سب سے اوّل مسجد پر صرف کی جاوے گی، اس کے بعد اور مسجدوں میں صرف کی جاوے گی (یہ جائز ہے یا نہیں؟)

(۱۲۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: شامی میں ہے: قال فی البحر: وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدا لينقطع حق العبد عنه لقوله تعالیٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۳) پس جب کہ مسجد ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ نیچے اوراوپر سب مسجد ہوتو مسجد کے نیچے دکانیں اور راستہ قائم کرنے

(۱) الدر والشامی ۶/۴۲۸، ۴۲۹ كتاب الوقف مطلبٌ فی أحكام المسجد.
(۲) الدر مع الشامی ۲/۳۷۰ كتاب الصلوة- مطلبٌ في أحكام المسجد.
(۳) الشامی ۶/۴۲۸ كتاب الوقف - مطلبٌ فی أحكام المسجد.

سے یہ شرط باقی نہ رہے گی اور آداب مسجد؛ دکانوں وغیرہ میں باقی نہ رہیں گے، لہٰذا ایسا نہ کرنا چاہیے، اور درمختار کتاب الصلوۃ میں ہے۔ لأنہ مسجد إلی عنان السماء الخ و کذا إلی تحت الثری (۱) پس جب کہ عنان سماء اور تحت الثریٰ تک مسجد ہوتی ہے تو مسجد کو ایسے تصرفات سے پاک رکھنا چاہیے۔

مسجد کے کمرے کو دُکان میں شامل کرنا جائز ہے

سوال: (۴۱۰) جنوب کی جانب جامع مسجد کی ایک دکان ہے، اس کے قریب ایک حجرہ ہے؛ یہ حجرہ دکان میں داخل کر دیا ہے، اس کے سوا اور بہت حجرے ہیں، اور دکان کا کرایہ پہلے بارہ روپے ماہوار تھا، اب بیس روپے ہوگیا ہے، یہ مسجد میں خرچ ہوتا ہے اس سے پہلے حجرہ مذکورہ بے کار تھا، لہٰذا یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۶۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ اس حجرہ کو دکان میں داخل کرلیا گیا؛ کیونکہ اس میں آمدنی زیادہ ہوگئی، اور مسجد کو نفع ہوا، اور وہ حجرہ بے کار تھا اور مسجد کی ضرورت کے لیے دوسرے حجرے موجود ہیں، پس بہ حکم یفتی بکل ماھو أنفع للوقف (۲) اس صورت میں جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔

مسجد کے دالان کو تیل کا گودام بنا کر کرائے پر دینا

سوال: (۴۱۱) مسجد کے فرش کے ختم پر ایک دالان (بڑا کمرہ) ہے، جس میں مسجد کا سامان اور امام رہتا تھا، اس کو اب مسجد کی طرف میں بند کرا کر مٹی کے تیل کا گودام بنا کر کرائے پر دیا جائے، اور کرایہ مسجد کے نام جمع رہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو دالان مسجد سے خارج ہے، اس کو مسجد کے نفع کی غرض سے جدید طریق پر گودام بنانا، اور کرائے پر دینا بہ غرض منافع مسجد کے درست ہے۔ فقط

مصالحِ مسجد کے لیے مسجد میں تہہ خانہ وغیرہ بنانا درست ہے

سوال: (۴۱۲) کسی ایسی مسجد میں جو جدید تعمیر ہونے والی ہے، مصالح مسجد کے لیے خلا رکھا

(۱) الدر والشامی ۳۷۰/۲ کتاب الصلوۃ – مطلبٌ فی أحکام المسجد.
(۲) الدر المختار مع الشامی ۴۸۲/۶ کتاب الوقف – مطلب سکن المشتری دار الوقف.

جائے اور چھت پر مسجد تعمیر کی جائے تو یہ شرعاً جائز ہے یا نہ؟ (۳۷۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: و إذا جعل تحته سردابًا لمصالحه ای المسجد جاز (۱) اورشامی میں نہر سے نقل فرمایا: وشرط فی المصباح أن یکون ضیقا الخ (۱) وفیہ: وهو بیت یتخذ تحت الأرض لغرض تبرید الماء وغیره (۱) ان عبارات سے ظاہر ہے کہ مصالح مسجد کے لیے مسجد کے نیچے تہ خانہ وغیرہ بنانا درست ہے، اس کے کچھ بعد شامی نے فرمایا: قال فی البحر: وحاصله أن شرط کونه مسجدًا أن یکون سفله وعلوه مسجدًا لینقطع حق العبد عنہ لقوله تعالیٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۱) (ج:۳ کتاب الوقف شامی) اور جلد اول شامی و درمختار میں ہے: وکره تحریمًا الوطئ فوقه والبول والتغوط لأنه مسجد إلی عنان السماء (۲) (درمختار) وکذا إلی تحت الثری الخ (۲) (شامی) ان عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ مسجد نیچے سے اوپر تک، یعنی تحت الثری سے عرش تک مسجد ہی ہے، اس کے نیچے اوپر پیشاب و پاخانہ و جماع وغیرہ امور منافی مسجد درست نہیں؛ اور یہی وجہ مصباح میں اس شرط لگانے کی ہے کہ وہ تہ خانہ تنگ ہو کہ اس میں سوائے پانی وغیرہ ٹھنڈا کرنے یا مسجد کے لوٹے اور صف رکھنے کے اور کوئی کام جو منافی آداب مسجد کے ہو نہ کیا جائے۔ فقط

سوال: (۴۱۳) ''لال کورتی بازار'' کی مسجد میں جگہ تھوڑی ہے، مسجد کی دائیں بائیں جانب جو مکان ہیں وہ مسجد کی ملکیت ہیں، منتظمین بائیں جانب مسجد بڑھانا چاہتے ہیں، مگر اس طرف کا مکان مسجد کی کرسی سے ایک منزل نیچا ہے، منتظمین کا خیال ہے کہ اس مکان کے نیچے والی منزل کو بدستور کرایہ داروں یا امام مسجد کے رہنے کے لیے چھوڑ دیا جائے، اور اس کے اوپر دوسری منزل بنوا کر مسجد کو وسیع و کشادہ کر دیا جائے یہ جائز ہے یا نہ؟ (۲۹۳۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: بنانے کے وقت اس کی اجازت ہے کہ مسجد کے نیچے تہ خانہ بہ غرض مصالح مسجد کے بنا دیا جاوے جیسا کہ لوٹا، صف وغیرہ سامان مسجد کے رکھنے کے لیے، اور بہ غرض کرائے پر دینے اور کسی کے رہنے کے لیے دکان و مکان بنانا درست نہیں ہے کہ اس میں مسجد کی بے ادبی اور تلویث کا خوف ہے، کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ مسجد نیچے سے اوپر تک مسجد ہی ہوتی ہے، لأنه مسجد إلی عنان السماء (درمختار)

(۱) الدر المختار مع الشامی ۴۲۸/۶ کتاب الوقف - مطلب فی أحکام المساجد.
(۲) الدر المختار والشامی ۳۷۰/۲ کتاب الصلوة - مطلب فی أحکام المسجد.

وکذا إلی تحت الثریٰ(۱) (شامی) درمختار اور شامی میں ہے: وإذا جعل تحته سردابًا لمصالحه أی المسجد جاز الخ قوله سردابًا جمعه سراديب وهو بيت يتخذ تحت الأرض لغرض تبريد الماء وغيره الخ ... وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا(۲) اس شرط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیچے اوپر سوائے مسجد کے اور کچھ نہ بنایا جاوے اور یہی احوط ہے، اور بہ ضرورت اگر کچھ بنایا جاوے، تو ایسا مکان جو مسجد کے کاموں میں آوے مثل لوٹا، صف وغیرہ رکھنے کے تو مضائقہ نہیں ہے۔ فقط

گاؤں والوں کا امام کو مسجد ہبہ کرنا صحیح نہیں

سوال: (۴۱۴) ایک گاؤں میں ایک مسجد بہت چھوٹی تھی، لہٰذا ایک وسیع مسجد دوسری جگہ تیار کی ہے، مسجد اول کی حفاظت مشکل ہے، اسی وجہ سے گاؤں کے باشندوں نے اس مسجد کو امام مسجد کو ہبہ کر دیا ہے؛ امام کو اس پر قبضہ کرنا اور اس میں رہنا درست ہے یا نہیں؟ ایک مولوی نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

(۱۵۱۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جواز کا فتویٰ صحیح نہیں ہے، مسجد کبھی مسجدیت سے نہیں نکل سکتی، اگر بہ ضرورت اس کو چھوڑا جاوے تو محفوظ کر دیا جاوے، کسی کی ملک میں مسجد نہیں آسکتی ہے، اور نہ کوئی اس کا مالک ہوسکتا ہے، نہ کسی کو تملیک کا اختیار ہے؛ پس اگر بہ ضرورت دوسری وسیع مسجد بنائی گئی ہے، تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے، یہ اچھا ہے؛ لیکن مسجد اول (جو صغیر ہے) بھی ہمیشہ کو مسجد رہے گی، اس وقت اگر وہ ویران ہوگئی ہے تو اس کو محفوظ کر دیا جاوے، اور بند کر دیا جاوے، شاید پھر کسی وقت آباد ہو جاوے، اور اس کی درستی ہو جاوے۔ شامی میں ہے۔ قال في البحر: وبه علم أن الفتوىٰ علی قول محمد في آلات المسجد. وعلی قول أبي يوسف في تأبيد المسجد (۳) وفيه: أن المسجد إذا خرب يبقی مسجدًا أبدًا(۳) (شامی) ولو خرب ما حوله واستغنی عنه يبقی مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلی قيام الساعة وبه يفتي حاوی القدسی(۳) (درمختار) فقط

---

(۱) الدر والشامی ۳۷۰/۲ كتاب الصلوة – مطلبٌ في أحكام المسجد .

(۲) الدر مع الشامی ۴۲۸/۲ كتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المسجد .

(۳) الدر مع الشامی ۴۲۹/۲ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

مسجد کے لیے زمین وقف کرنے کے بعد اپنی بیٹی کو ہبہ کرنا

سوال: (۴۱۵) احسن اللہ نے پاؤ بیگہ زمین زبانی وقف کر کے، اس میں ایک مسجد تیار کر کے، اذن عام نماز جمعہ کے واسطے دے دیا تھا، لوگ اس میں نماز پڑھتے رہے، بعد کچھ عرصے کے احسن اللہ نے وہ زمین موقوفہ اور اس کے گرداگرد کی اور زمین ملا کر اپنی بیٹی کے نام لکھ دی، اب احسن اللہ کا انتقال ہو گیا، اہل محلہ اس مسجد کو پختہ کرانا چاہتے ہیں، وارثان مذکوران تمام باتوں سے مانع ہیں، اس حالت میں اہل محلہ دوسری جگہ مسجد تیار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۱۳۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہ زمین جو کہ احسن اللہ نے وقف کی وہ وقف ہوگئی، اور وہ مسجد شرعی ہوگئی، اس موقوفہ زمین کو مع مسجد کے ہبہ کرنا دختر کے نام صحیح نہیں ہوا، اور وہ زمین ہبہ سے خارج رہی ہے، جیسا کہ کتب فقہ میں عامۃً ہے: **الوقف لا یملك ولا یملك الخ (درمختار ۴۲۱/۶، کتاب الوقف)** پس وارثان احسن اللہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس مسجد کو پختہ کرنے، اور اس کو وسیع کرنے سے مانع ہوں، اگر وہ زمین موقوفہ و مسجد میں کوئی تصرف مالکانہ کریں گی، تو عند اللہ ماخوذ ہوں گی، اور جب کہ وارثان احسن اللہ اس مسجد کو وسیع نہ کرنے دیں، تو اہل محلہ کو دوسری مسجد بنانا درست ہے۔ فقط

مسجد کی جگہ قیمۃً یا مفت کسی کو دینا جائز نہیں

سوال: (۴۱۶) مسجد ایک جانب کو بڑھائی گئی ہے، اور امام کے لیے محراب وسط میں بنائی گئی ہے، اور پہلی محراب جو ایک جانب کو رہ گئی ہے، اس کے پیچھے ایک مکان ہے جس کا صحن بہت ہی تنگ ہے، اس لیے مکان والا چاہتا ہے کہ محراب کی جگہ دیوار سیدھی کرنے کے بعد جو بچے اس کو مل جائے، اب اہل محلہ وہ جگہ اس کو مفت یا بہ قیمت دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ مسجد میں اس کی ضرورت نہیں ہے؟ (۱۱۷۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس جگہ کا کسی کو مفت یا بہ قیمت دینا جائز نہیں ہے۔ فقط

مسلمانوں کا مسجد سے دست بردار ہونا جائز نہیں

سوال: (۴۱۷) ایک مسجد چوں کہ ویران تھی اس لیے اس پر ہنود نے قبضہ کر لیا، یعنی مسجد کو شہید کر کے اس کی جگہ مندر بنانا چاہتے ہیں، مقدمہ عدالت میں گیا، مسلمانوں کو سزا ہوئی، اپیل میں مجسٹریٹ

نے ہندو مسلمانوں کو باہمی رضامند ہو جانے کو کہا تو اہل ہنود اس فیصلے پر رضامند ہوتے ہیں کہ مسجد کا پتھر جو تین محرابیں اور دو منار ہیں اکھاڑ کر لے جائیں، ہمیشہ کے لیے مسجد سے دست بردار ہو جائیں، اور اس جگہ مندر قائم ہونے دیں اس طرح فیصلہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۸۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مسئلہ شریعت کا یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے، اس سے کبھی حکم مسجد کا علیحدہ نہ ہوگا، اور وہ ہمیشہ کو مسجد ہی رہے گی، اور اس مسجد کے آداب میں کسی وقت کچھ فرق نہ آئے گا، اور بے حرمتی اس کی کسی وقت جائز نہ ہوگی، اور کسی وقت میں وہ مکان مسکونہ یا مندر وغیرہ نہ بن سکے گا، پس مسلمانوں کو اس طریق سے مصالحت کرنا جو کہ سوال میں مذکور ہے کسی طرح جائز نہیں ہے، اور دست برداری مسجد سے، اور مٹانا علامات مسجد کا، کسی حال جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کو شہید کر کے اس کی جگہ بازار یا عمارت بنانا درست نہیں

سوال: (۴۱۸) کوئی قدیم مسجد شکستہ ہو یا اچھی حالت میں، اور کوئی حاکم؛ بازار وسیع کرنا چاہے، یا کوئی اور عمارت بہ غرض رفاہ عام تعمیر کرانا چاہے، اور مسلمانوں سے خواہش ظاہر کرے کہ ہم چاہتے ہیں کہ مسجد بہ ضرورت گرا کر اس مقام پر دوسری عمارت قائم کریں، اور مسلمانوں کو یہ بھی خوف ہے کہ وہ حاکم اگر ہم رضامندی ظاہر نہ کریں گے تو وہ جبراً گرا سکتا ہے۔

(الف) تو کیا ایسی حالت میں مسلمان مسجد گرانے کے لیے اپنی رضامندی دے سکتے ہیں؟

(ب) اور مسجد اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ تعمیر کی جائے، اور مسجد کی جگہ پر دوسری عمارت تعمیر کی جائے تو کیا شرعاً یہ جائز ہے؟ (۱۱۰۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شرعاً یہ درست نہیں ہے کہ مسجد سابق کو گرا کر بازار میں داخل کی جائے، اور اس کے عوض دوسری جگہ مسجد بنائی جائے، پس مسلمانوں کو اس کی اجازت دینا درست نہیں ہے، اور مسجد کو ہٹانا اور پہلی مسجد کی مسجدیت کو باطل کرنا، اور اس جگہ دوسری عمارت تعمیر کرنا درست نہیں ہے، درمختار میں ہے:

ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة(۱)

وفي ردالمحتار: قال في البحر وبه علم أن الفتوىٰ على قول محمدؒ في آلات المسجد وعلى قول أبي يوسفؒ في تأبيد المسجد(۱) فقط

(۱) الدر المختار والشامي ۴۲۹/۶ كتاب الوقف — مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

سوال: (۴۱۹) شہر انبالہ میں قدیم زمانے سے ایک محلّہ چلا آتا ہے، جس میں مسلمان خراسی آباد تھے، ابتدائی عمل داری انگریزی میں ایک بازار بنانے کی ضرورت سے، حکام نے اس محلّہ کو اجاڑ کر ایک دوسری جگہ ان اہل محلّہ کو آباد کردیا، اور مسجد خراسیان جو بازار میں آگئی تھی، اس کے عوض ایک قطعہ زمین مسجد بنانے کے لیے دیا گیا۔ عرصہ دراز تک اس قطعہ اراضی پر کوئی مسجد تعمیر نہ ہوئی، پھر کمیٹی میں درخواست دی گئی کہ اجازت تعمیر مسجد دی جائے، لیکن اس مرتبہ حاکم ضلع نے مداخلت کر کے، اس بناء پر تعمیر مسجد کو روک دیا کہ ''ہندو مندر'' قریب ہے، چنانچہ اب اراضی مذکور خالی پڑی ہے، بلکہ ہمسایہ گان کی دست برد کا شکار ہورہی ہے، آیا حکومت کا قدیم مسجد خراسیان کو بازار کے لیے لے لینا، ایک جائز عمل تھا؟ اور اس کے عوض قطعہ اراضی کا دے دینا کیا اس اراضی کو وقف بہ منزلہ مسجد بنادیتا ہے؟ اور کیا اس اراضی کو سوائے مسجد کے اور کام میں لاسکتے ہیں؟ تعمیر مسجد کی اجازت ملنے کی امید نہیں ہے۔ یا اس اراضی کو فروخت کر کے ایک اور مسجد کی تعمیر میں اس کی قیمت کو لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۴۸۰ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے، وہ ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے، مسجد کا حکم اس سے کبھی زائل نہیں ہوتا، لہٰذا اس کو بازار میں لینا جائز نہ تھا، اور دوسری جگہ جو مسجد کے لیے دی گئی جب تک مسلمانان اس کو وقف مسجد کے لیے نہ کریں مسجد نہ ہوگی، پس جب تک وہ جگہ مسجد نہیں ہوئی، اس وقت تک اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے دوسری زمین خرید کر اس کو مسجد کرسکتے ہیں، اور نیز اس زمین میں کوئی دوسرا مکان رفاہ عام کا بنا سکتے ہیں۔ فقط

مسجد کو شہید کر کے کارخانہ بنانا

سوال: (۴۲۰) مسلمانوں کی بستی میں ایک زمین میں مسجد پچاس ساٹھ سال سے قائم چلی آرہی ہے، اب سرکار اس مسجد کی جگہ کو صنعت وحرفت کے کارخانوں کے لیے تجویز کر کے مسجد کو منتقل کرنا چاہتی ہے، مسلمانوں کو اس پر راضی ہونا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۲۱۱۵ھ)

الجواب: فتوی اس پر ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ تا قیامت مسجد رہے گی، ابطال اس کی مسجدیت کا کسی حال درست نہیں ہے، پس مسلمانوں کو اس کی کسی طرح اجازت نہ دینی چاہیے، اور مبادلہ اس کا درست نہیں ہے، اور اگر دوسری جگہ مسجد بناء کی جاوے تو پہلی مسجد بھی مسجد رہے گی، اور دوسری بھی مسجد ہوجاوے گی۔ فقط

مسجد کو شہید کر کے امام کے لیے کمرہ بنانا

سوال: (۴۲۱) مسجد کے حصہ کو شہید کر کے امام کے لیے حجرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ یا مدرسہ بن سکتا ہے یا نہ؟ (۹۹۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مسجد کے حصے کو شہید اور منہدم کر کے اس میں حجرہ یا مکان امام کی سکونت کے لیے یا مدرسہ بنانا درست نہیں ہے کما فی الدر المختار: اما لو تمت المسجدیۃ ثم اراد البناء منع الخ (۱)

مسجد کو شہید کر کے سڑک میں شامل کرنا

سوال: (۴۲۲) ایک مسجد عرصۂ دراز سے غیر آباد ہے، یہاں تک کہ گھاس پھوس وغیرہ بھی بھر دیا جاتا ہے، اور خالی ہونے کی حالت میں کوئی رفع ضرورت بھی کر جاتا ہے؛ اب اس کو سڑک کی سیدھ میں آجانے کی وجہ سے راج کی طرف سے شہید کرنے کی تجویز ہے؛ تو کیا مسلمانوں کو اس پر شہید ہونا یا لڑائی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۵/۳۲-۱۳۴۳ھ)

الجواب: جو جگہ مسجد ہوگئی، وہ ہمیشہ کو قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے، اس میں کوئی بے تعظیمی کرنا درست نہیں ہے، اور سڑک میں دے دینا بھی درست نہیں ہے؛ بلکہ اس کو بحالہ قائم رکھا جاوے، اور حفاظت اس کی کر دی جاوے کہ جانور وغیرہ وہاں نہ آویں؛ مسلمانوں کے ذمے بہ صورت محکوم ہونے کے اسی قدر ہے کہ اپنے اختیار سے اس مسجد کو سڑک وغیرہ میں نہ دیویں، اور اس پر راضی نہ ہوں، باقی لڑنا اور مقابلہ راج کا کرنا بحالت موجودہ ضروری نہیں۔

مسجد کی زمین میں ''اکھاڑا'' بنانا

سوال: (۴۲۳) ایک مکان مسجد کے لیے چندہ سے لیا گیا ہے، اور اس کو توڑ کر مسجد قائم کی گئی ہے، اور نماز وتراویح ایک عرصہ سے ہوتی چلی آتی ہے، اور ایک حصہ اس کا پختہ بنوایا گیا ہے، اور ایک حصہ واسطے وضو وغسل خانہ اور حجرہ وغیرہ کے لیے چندہ نہ ہونے سے باقی پڑا تھا؛ اب اس جگہ میں بعض ان لوگوں نے ــــ جنھوں نے چندہ زیادہ دیا ہے ــــ اکھاڑا بنوایا ہے؛ آیا یہ اکھاڑا اس جگہ بنانا

(۱) الدر المختار مع الشامی ۲/ ۴۲۸ کتاب الوقف. مطلبٌ فی أحکام المسجد.

جائز ہے یا نہیں؟ (۸۶۷/۱۳۴۴ھ)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے، اس جگہ کو مسجد ہی کی ضروریات میں لینا چاہیے۔ فقط

مسجد کی زمین پر مکان بنا کرا سے کرائے پر دینا جائز نہیں

سوال: (۴۲۴)......(الف) شہر جوہانسبرگ محلہ ملائی کیمپ میں ایک نابود شدہ مسجد کی زمین پڑی ہوئی ہے، جس میں ۲۵ سال قبل ایک مسجد آباد تھی، جس زمانہ میں محلہ ویران ہوا، اور وہاں کوئی مسلمان نہ رہا، اس وقت مسجد بھی ویران ہو کر صرف زمین باقی رہی، اس زمین کا سرکاری ماہوار ٹیکس کا بوجہ عدم ادائیگی کے تقاضہ ہوا، اور نوبت یہ پہنچی کہ زمین فروخت کردی جائے، اس وقت بہ فرمانِ علماء مبلغ ایک سو پچھتر پونڈ اس زمین کا ٹیکس جامع مسجد جوہانسبرگ کی رقم سے ادا کیا گیا، نیز اگر آئندہ وہ زمین بے کار رہے گی تو بہ عوض ٹیکس مذکور از جانب سرکار فروخت ہونے کا خدشہ ہے؛ لہٰذا مسلمانان جوہانسبرگ اس بات پر متفق ہیں کہ اس زمین پر جامع مسجد کی طرف سے ایک مکان بنایا جائے، جس کا کرایہ جامع مسجد میں صرف کیا جائے، زمین مذکورہ میں جامع مسجد کی بالکل ضرورت نہیں ہے؛ آیا زمین مذکورہ میں مکان بنانا اور اس کا کرایہ جامع مسجد کے مصارف میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) ایک ویران شدہ مسجد کی زمین ہے جس کے اوپر کسی زمانہ میں مسجد آباد تھی، اس کا بانی ''شافعی'' ہے اور وہ حیات ہے؛ فی الحال اس زمین کے قرب و جوار میں مسلمانوں کی آبادی نہ ہونے کی وجہ سے وہاں مسجد کی ضرورت نہیں ہے، وہ زمین بانی مذکور کے ذریعہ سے دیگر مساجد کے تصرف میں آسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۴۸۴/۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف، ب) شامی میں ہے کہ مسجد کی تابید پر فتوی ہے، یعنی جو زمین مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے، (۱) اور آداب مسجد اس میں قائم رہتے ہیں، اور مسجد کی زمین پر مکان بنا کر اس کو کرائے پر دینا بھی ناجائز ہے، جیسا کہ درمختار و شامی میں تصریح ہے، (۲) لہٰذا بہ صورت مسئولہ دونوں

---

(۱) قال في البحر: وبه علم أن الفتوی علی قول محمدؒ في آلات المسجد وعلی قول أبي یوسفؒ في تأبید المسجد (الدر المختار مع الشامي ۴۲۹/۶ کتاب الوقف – مطلب فیما لو خرب المسجد أو غیره)

(۲) أما لو تمت المسجدیة ثم أراد البناء منع الخ وفیه: ولایجوز أخذ الأجرة منه ولا أن یجعل شیئًا منه مستغلا ولا سکنی بزازیة (الدر مع الرد ۴۲۸/۶، ۴۲۹ کتاب الوقف – مطلب في أحکام المسجد)

قطعہ زمین کو جس میں مسجد تھی محفوظ رکھنا چاہیے، اور مسجد رکھنا چاہیے اس میں اگرچہ روایات دوسری بھی ہیں جو کہ بصورت ویرانی مسجد اس قسم کے تصرفات کو جائز کرتی ہیں؛ لیکن فتوی عدم جواز تصرفات مذکورہ پر ہے۔ فقط

مسجد کے احاطے میں کرائے پر دینے کے لیے مکان بنانا

سوال: (۴۲۵) مسجد کے احاطے کی زمین جو قبلے کی دیوار سے متصل ہے، اس میں قبلے کی دیوار سے ملا کر کوئی مکان بنا کر واسطے دکان کے کرائے پر دیا جائے، اور انتفاع مسجد میں صرف ہو تو اس میں شرعی ممانعت تو نہیں ہے؟ (۱۰۵۰/۱۳۴۲ھ)

الجواب: ظاہر یہ ہے کہ یہ درست ہے؛ کیوں کہ خود مسجد میں یہ تصرف اس وجہ سے ناجائز ہے کہ اس سے تقدیر مسجد لازم آتی ہے، اور جو جگہ اوقاف مسجد سے خارج عن المسجد ہے اس میں مکان وغیرہ بنا کر مسجد کو نفع پہنچانا درست ہے۔ فقط

امام کا مسجد کی زمین میں اپنی رہائش کے لیے مکان بنانا

سوال: (۴۲۶) ...... (الف) ایک مسجد کو شہید کر کے از سر نو بنایا گیا تو اس کے پرانے ملبے اور سامان کو کیا کرنا چاہیے؟

(ب) امام مسجد نے احاطۂ مسجد میں اپنے رہنے کے لیے بلا اجازت اہل مسجد کے مکان بنایا، اور اس میں مسجد کا پرانا سامان اور ملبہ اٹھا کر لگا لیا؛ اس صورت میں امام کا یہ فعل جائز ہے یا نہ؟ (۷/۵ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف، ب) اس کے پرانے سامان اور ملبے کو فروخت کر کے اس کی قیمت اس مسجد میں لگانی چاہیے، اور مسجد کے متعلق جو زمین ہو اس میں اگر مسجد کی ضرورت کے لیے مکان بنایا جاوے تو اس میں بھی اس ملبے کو لگانا درست ہے، اور امام مسجد کے لیے قیام کا مکان بنانا بھی مسجد کی ضروریات سے ہے، اور مصالح مسجد سے ہے، لہٰذا امام مذکور کو باذن اہل محلہ و اہل مسجد یا متولی مسجد مکان بنانا درست ہے، لیکن وہ مکان بھی مسجد کا ہے جب تک امام مذکور امامت مسجد کراوے اس مکان میں رہے، اور جب امام مذکور امام نہ رہے تو جو امام مقرر ہو وہ اس میں رہ سکتا ہے۔ فقط

کیا نئی مسجد بنا کر پرانی مسجد کو گھر بنانا جائز ہے؟

سوال: (۴۲۷) ہمارے گاؤں میں مدت مدید سے ایک مسجد خام چلی آتی ہے، اب دوسری جگہ مسجد جدید اور پختہ بنانے کا ارادہ ہے تو مسجد موجود خام کو گھر بنا کر رہنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۰۰۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جو مسجد خام پہلے سے موجود تھی وہ مسجد ہی رہے گی، اس میں کچھ تصرف ملکیت وغیرہ کا کسی کا صحیح نہ ہوگا، اور وہ کسی کا مکان نہ ہو سکے گا، اس کو ہمیشہ مسجد ہی رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ شامی میں ہے کہ فتوی تابید مسجد پر ہے؛ یعنی جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی۔ فقط

مسجد کی زمین کو امام باڑا، یا تعزیہ گاہ بنالینا جائز نہیں

سوال: (۴۲۸) مسجد کی دو کوٹھریوں کو اہل محلہ نے ''امام باڑہ'' کی شکل میں منتقل کرلیا ہے، اور ایک دالان جیسا بنالیا ہے، تعزیہ کا گھوڑا اس میں رکھا ہے؛ یہ تعمیر درست ہوئی یا نہیں؟ کیوں کہ اس میں صریح مسجد کی حق تلفی ہے، کرائے کی آمدنی مسدود ہوگئی، اور زمین ایک دوسرے مصرف میں لائی گئی؛ اس تعمیر میں چندہ دینا کیسا ہے؟ (۱۳۰۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ فعل اہل محلہ کا جائز نہیں ہے، اور یہ تعمیر درست نہیں ہوئی، اور چندہ دینا اس میں اس کام کے لیے جائز نہیں ہوا؛ اب لازم ہے کہ ان بدعتوں کو وہاں سے دور کیا جاوے، اور اس دالان کو بہ کار مسجد لایا جاوے۔ فقط

سوال: (۴۲۹) مسجد کی افتادہ زمین میں —— جو وقف ہے —— تعزیہ رکھنے کا ''امام باڑا'' بنانا درست ہے یا نہیں؟ پہلے اس زمین میں دکانات تھیں جن کا کرایہ مسجد میں صرف ہوتا تھا اب ان دکانات کے گر جانے سے امام باڑا بنالیا گیا؟ (۱۸۴۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد کی موقوفہ زمین میں ''امام باڑا'' بنانا جائز نہیں ہے، بلکہ اس افتادہ زمین میں مکان یا دکانات بنوا کر کرائے پر دی جائیں، اور اس کا کرایہ مسجد میں صرف کیا جائے، اور اگر مسجد کی زمین میں مکان ''امام باڑا'' کے نام سے بنالیا گیا ہے تو اس میں تعزیہ نہ رکھا جائے، تعزیہ کو وہاں سے اٹھوا دیا جائے؛ اگر ویسے اٹھوانے میں دقت ہو تو بذریعہ حکام اور بذریعہ عدالت اٹھوا دیا جائے، اور اس مکان کو

امام باڑا کے نام سے موسوم نہ کیا جائے؛ بلکہ اس کو مسجد کا مکان کہا جائے اور کرائے پر دے دیا جائے برائے سکونت۔

مسجد کے اوپر کچہری کرنا شرعاً درست نہیں

سوال: (۴۳۰) ریاست جے پور میں ایک مقام ہے، وہاں پر کچہری تحصیل مسجد کے اوپر ہوتی ہے، اور یہ بہت عرصے سے ہوتی چلی آرہی ہے، مسلمانوں نے بہت کچھ عذرات پیش کیے؛ لیکن کچھ سنوائی نہ ہوئی، مجبور ہوکر اس معاملے کو خدا پر چھوڑ دیا؛ وہاں کچہری کرنے والوں کا کیا حشر ہوگا؟ (۴۲/۱۷۔ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد کا حکم نیچے سے اوپر تک مسجد کا ہے، جو امور مسجد کے اندر جائز نہیں ہیں وہ مسجد کی چھت پر بھی جائز نہیں ہیں؛ لہٰذا کچہری کرنا مسجد کے اوپر شرعاً درست نہیں ہے، مسلمانوں کا کام اسی قدر تھا کہ وہ کوشش کریں کہ مسجد میں کچہری کرنا موقوف کردیا جاوے؛ پس جب کہ مسلمانوں نے اس بارے میں کوشش کرلی تو وہ بری الذمہ ہیں، اس کا وبال اس پر ہے جو مرتکب اس فعل ناجائز کا ہے۔ فقط

مسجد کے نچلے حصے میں اپنی قبر بنانا جائز نہیں

سوال: (۴۳۱) زید ایک مسجد بنانا چاہتا ہے، اس طور پر کہ نیچے کی منزل میں اپنی قبر بناوے، اور اوپر کی منزل میں مسجد بناوے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۴۷۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس طرح مسجد بنانا کہ نیچے قبر ہو اور اوپر مسجد ہو یہ جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے احاطے میں مردے دفن کرنا

سوال: (۴۳۲) احاطۂ مسجد کی زمین وقف ہے یا نہیں؟ اور مردہ دفن کرنا اہل محلّہ کو اس میں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: احاطۂ مسجد کی زمین اگر مسجد کے اوقاف میں سے ہے تو اس میں دفن اموات جائز نہیں ہے، اور اگر وہ زمین پہلے سے قبرستان ہی ہے، اور اموات کے دفن کے لیے وقف ہے تو اس میں اموات کو دفن کرنا درست ہے۔ فقط

مسجد اور اس کی زمین سے ناجائز فائدہ حاصل کرنا

سوال: (۴۳۳) زید نے ایک مسجد بنائی، اور اس کے ساتھ کچھ زمین بھی وقف کی، اب چونکہ واقف اور بانی مسجد کو فوت ہوئے عرصہ ہوا، اس لیے اس کی صورت بدل کر، مسجد اور اس کی زمین سے مالک موجودہ ناجائز فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے، اور اپنے مکان میں مسجد اور مسجد کی زمین کو شامل کر لے اور اپنا مکان بنالے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۷-۳۶/۲۰۱۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ویزول ملكه عن المسجد والمصلّى بالفعل وبقوله جعلته مسجدًا الخ (۱) وفيه أيضًا: ولو خرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عندالإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتى (۲) ان روایات سے معلوم ہوا کہ بانی مسجد کی ملکیت مسجد سے وقف کر دینے سے زائل ہو جاتی ہے، اور پھر وہ ملک بانی کی طرف نہیں لوٹتی، اور اگر مسجد کا ماحول خراب ہو جائے، اور لوگ اس سے مستغنی ہو جائیں تو اس سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہوتی، بلکہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے، وہ ہمیشہ کے لیے آسمان سے تحت الثری تک مسجد رہتی ہے، لہٰذا مسجد کو یا مسجد کی زمین موقوفہ کو اپنے گھر میں شامل کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، جس نے ایسا کیا ہے اگر وہ ویسے نہ مانے تو اس پر عدالت میں دعوی کر کے اس کے مکان کو منہدم کرا کر مسجد کو اور اس کی زمین موقوفہ کو اس کے مکان سے علیحدہ کر کے محفوظ کرا دیا جائے ورنہ سب لوگ گنہ گار رہوں گے، اور جس وقت تک وہ شخص مسجد کو اور اس کی زمین موقوفہ کو اپنے مکان سے علیحدہ نہ کر دے اس وقت تک تمام مسلمان اور تمام اہل برادری اس سے قطع تعلق رکھیں۔ فقط

مسجد کا کوئی حصہ مندر یا تعزیہ گاہ کی گذرگاہ کے لیے چھوڑنا

سوال: (۴۳۴) ایک مسجد کی تعمیر کو دو سو برس سے زیادہ ہوا، جس کی حالت موجودہ یہ ہے کہ زمانے کے انقلاب سے مسجد کا پچھم حصہ ظاہر تھا، حصہ صحن و چہار دیواری زمین کے اندر بالکل پوشیدہ ہو گیا تھا، مسجد کے متصل ایک مندر جو جدید عمارت ہے موجود ہے، درمیان مندر اور صحن مسجد کی شاہ راہ

(۱) الدر مع الشامی ۴۲۶/۲ کتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المسجد.

(۲) الدر مع الشامی ۴۲۹/۲ کتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره.

وگذرگاہ تعزیہ ورام لکشمن قائم ہوگیا ہے، اب پوشیدہ حصہ مسجد پر ایک حلوائی نے بغرض تعمیر مکان کھدوانا شروع کیا، جس سے مسجد کا پوشیدہ حصہ ظاہر ہوگیا، اور مسلّم مسجد زمین کے اندر سے نکل آئی، لہٰذا مسجد کے ظاہر ہوجانے سے شاہ راہ مندرو گذرگاہ تعزیہ وغیرہ غیر ممکن ہے؛ تو کس قدر حصہ مسجد کا بغرض گذرگاہ کے چھوڑا جاسکتا ہے؟ (۱۳۳۹/۱۱۰۶ھ)

الجواب: مسجد ظاہر ہوجانے کے بعد اب کوئی حصہ مسجد کا شاہراہ وگذرگاہ تعزیہ وغیرہ کے لیے چھوڑنا درست نہیں ہے، مسجد ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے، اور ابدالآباد تک واجب التعظیم ہے، مسجد کے کسی حصے کو کسی دوسرے کام میں لانا جائز اور درست نہیں ہے، اس کا انتظام ضروری ہے، اور گذرگاہوں کا مسجد میں سے بند کرانا لازمی امر ہے۔ فقط

مسجد کی زمین پولیس چوکی بنانے کے لیے کرائے پر دینا

سوال: (۴۳۵) کسی مسجد کی اراضی برائے نام کرائے پر چوکی کوتوالی پولیس بنانے یا رکھنے کے واسطے کرائے پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۷۳۷ھ)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے کسی حصے کو کرائے پر دینا

سوال: (۴۳۶) ایک مسجد از سر نو بناء کی جارہی ہے، جس کے ایک جانب عام راستہ ہے، پس اس سمت میں دو دکانیں اس نیت سے کہ ان کا کرایہ اخراجات مسجد میں صرف کیا جاوے گا تحت سقف حصہ مسجد بنانے کا ارادہ ہے، صحن مسجد کشادہ ہے، اور اس کے احاطے میں دوسری ضروریات کے واسطے حجرے بنے ہوئے موجود ہیں، پس کیا شرعاً ایسی دکانیں بنانا جائز ہے؟ (۱۳۴۵-۴۴/۴ھ)

الجواب: مسجد کے نیچے دکانیں بنانا کرائے پر دینے کی غرض سے درست نہیں ہے؛ کیوں کہ مسجد نیچے سے اوپر تک مسجد ہی ہوتی ہے، اس میں اس قسم کا تصرف جس میں بے ادبی مسجد کی ہو درست نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ جب دکانیں کرائے پر دی جاویں گی تو اس میں حرمت مسجد باقی نہ رہے گی، درمختار و شامی میں ہے کہ مسجد کے کسی حصے کو کرائے پر دینا اور اس کو آمدنی مسجد کا ذریعہ بنانا جائز نہیں ہے(۱) اور

(۱) ولا یجوز أخذ الأجرة منه الخ (الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف - مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره)

یہ کہ مسجد عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک مسجد ہے مسجد کے اوپر و نیچے دکانیں کرایہ کی و مکان مسکونہ بنانا جائز نہیں ہے(۱) فقط

مسجد کی افتادہ زمین فروخت کرنا

سوال: (۴۳۷) ایک طوائف نے اپنے مرنے کے وقت ایک وصیت نامہ ــــ کہ جس میں مسجدوں کے نام ایک حصہ افتادہ زمین ہے ــــ لکھا ہے؛ اب وہ زمین اس وقت تک بے کار ہے، اور خریدار موجود ہے، اگر فروخت کردی جائے تو وہ روپیہ مسجد کے صرفہ یا امام مسجد کی تنخواہ میں صرف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۸۸۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ زمین افتادہ مسجد کے واسطے وقف ہوگئی ہے، اس کا فروخت کرنا درست نہیں ہے، بلکہ ایسی صورت ہونی چاہیے کہ اگر مسجد کے متعلق اس میں کوئی مکان، حجرہ، غسل خانہ وغیرہ بنانے کی ضرورت ہو بنالیا جائے یا اس میں مکان بنا کر اس کا کرایہ مسجد میں صرف کیا جائے، البتہ اگر وصیت کرنے والے نے اس کی تصریح کردی ہو کہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت مسجد کی ضروریات میں خرچ ہوسکتی ہے؛ تو اس حالت میں اس زمین کو فروخت کرکے اس قیمت کو مسجد کے کاموں میں اور امام و مؤذن کی تنخواہ میں صرف کرسکتے ہیں، اور بدون تصریح واقفہ کے فروخت کرنا درست نہیں ہے؛ کیونکہ اصل یہ ہے کہ وقف کی بیع وشراء وغیرہ جائز نہیں ہے الوقف لا یملك ولا یملك (۲) (درمختار)

کسی کی ضرورت کی وجہ سے مسجد کی زمین فروخت کرنا

سوال: (۴۳۸) مسجد کے نام ایک مکان ہے، اس کا کرایہ مسجد میں خرچ ہوتا ہے، ایک شخص اس مسجد کے قریب آباد ہے، اس کو کچھ زمین کی اپنے مکان میں لانے کے لیے ضرورت ہے، وہ شخص متولی مسجد سے کچھ زمین بہ قیمت خریدنا چاہتا ہے؛ متولی کو اس کی ضرورت کی وجہ سے اس مکان کی تھوڑی سی زمین فروخت کرنا عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۴/ ۱۳۳۷ھ)

---

(۱) لأنه مسجد إلی عنان السماء الخ (الدر مع الرد ۶: ۴۲۸-۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد)

(۲) الدر المختار مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف – بعد مطلب مهمّ: فرّق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ.

الجواب: مسجد کے نام جو زمین ہے وہ وقف ہے، اور وقف کا فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار وغیرہ: اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقط

جس جگہ مسجد کے آثار ہوں اس کو بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۴۳۹) ایک ''سفیدہ جگہ آثار مسجد شہید شدہ'' کو ایک شخص جو کہ متصل مسجد مذکور کے رہتا ہے مبلغ پانچ صد روپے میں ایک دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرتا ہے وہ جائے مسجد بیع ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۸۸/۱۳۴۴ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ اس کا حاصل یہ ہے کہ وقف میں کوئی تصرف بیع و ہبہ وغیرہ کا جائز نہیں ہے، اور وہ کسی کی ملک نہیں ہے، اور یہ بھی شامی میں مذکور ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے، وہ ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے لأن الفتوی علی تأبید المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف) پس جب کہ وہ جگہ مسجد تھی، اور نشان مسجد اس پر قائم ہے؛ یعنی اگر چہ اب وہ منہدم ہے؛ لیکن آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسجد تھی تو اس میں شخص مذکور کا تصرف بیع صحیح نہیں ہے، اور بیع اس کی باطل ہے: نہ ثمن اس کے بائع کے لیے حلال ہے، اور نہ وہ جگہ ملک مشتری میں داخل ہوگی؛ اور مکان بنانا اس میں، بہ غرض سکونت جائز نہیں ہے، اور استعمال میں لانا اس کا درست نہیں ہے، اہل شہر و اہل محلّہ کو حق ہے کہ زمین مسجد مذکور کو بائع و مشتری کے تصرف سے جس طرح ہو سکے نکالیں، اور اس کو مسجد ہی سمجھیں، اور آداب مسجد اس میں ملحوظ رکھیں، اور جس وقت موقع اس کی تعمیر اور آبادی کا ملے، اس کو تعمیر کرا دیں، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم اس کو محفوظ کر دیں۔ فقط

ویران مسجد یا اس کی موقوفہ زمین فروخت کرنا

سوال: (۴۴۰) پہلے ایک جگہ مسجد تھی، اب مسجد ویران اور غیر آباد ہے، چوں کہ قریب اس کے اور مسجدیں ہیں وہ جگہ فروخت ہو کر دوسری مسجد میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟ (۸۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مسجد کو یا مسجد کی زمین موقوفہ کو فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۴۴۱) ایک مسجد رنڈیوں نے اپنی کمائی سے بنائی تھی اس میں کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا، اور وہ پرانی ہوکر گر گئی تھی، لہٰذا اس مسجد کو ان رنڈیوں نے ایک فقیر کو دے دیا، اس فقیر نے اس کی لکڑیاں وغیرہ اٹھا کر زمین ایک شخص کے ہاتھ فروخت کردی، اب وہ مالک زمین مسجد بنانا چاہتا ہے تو اس مسجد میں نماز پڑھنے میں کچھ حرج تو نہیں؟ (۱۵۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: زمین مسجد کی بیع وشراء صحیح نہیں ہے، بہرحال جس کے قبضے میں اب وہ زمین ہے، اس کو لازم ہے کہ اس زمین کو مسجد سمجھے، اور اگر وہ یا دیگر مسلمانان اس کو تعمیر کردیویں تو بہت اچھا ہے، نماز اس میں صحیح ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

سوال: (۴۴۲) ایک آدمی مسجد کے لیے زمین وقف کر کے مرگیا، لیکن وہ زمین یوں ہی پڑی ہے، اس کے قریب ایک آدمی کا مکان ہے، اس کو کچھ زمین درکار ہے اس کو قیمۃً لینا درست ہے یا نہیں؟ (۲۲۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو زمین وقف ہوگئی اس میں سے کسی جزو کی بیع وشراء درست نہیں ہے، وہ منتقل کسی کی ملک میں نہیں ہوسکتی، جیسا کہ اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ مسئلہ معروفہ ہے (۱) فقط

مسجد کی موقوفہ زمین کے معاوضے میں ملی ہوئی زمین کو بیچنے کا حکم

سوال: (۴۴۳) ایک شخص نے ایک مکان پختہ مسجد کو وقف کردیا، تھوڑے عرصے کے بعد وہ مکان سرکار نے کسی وجہ سے اٹھادیا، اور دوسری جگہ دے دی عوض میں، اس جگہ کو چند شخصوں نے جمع ہوکر فروخت کردی، پچاس روپے کو؛ یہ بیع زمین کی اس صورت میں جائز ہے یا نہیں؟ (۳۲۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس معاوضے کی زمین کو مسجد پر ہی وقف سمجھنا چاہیے، اس کو فروخت نہ کرنا چاہیے۔ فقط

مسلمانوں کی آبادی نہ ہونے کی وجہ سے
مسجد کو فروخت کر کے دوسری مسجد بنانا

سوال: (۴۴۴) ایک مسجد جو کہ چھت پر واقع ہے، اس کی آبادی نہیں ہوسکتی کیوں کہ وہاں نہ کوئی

(۱) الدر مع الرد ۶/ ۴۲۱ کتاب الوقف۔ بعد مطلب مهمٌ: فرق أبو يوسفؒ بين قوله موقوفة ...... الخ.

مسلمانوں کا محلّہ ہے، نہ اس کے نزدیک کوئی راستہ ہے، مسجد میں چکر لگا کر آنا پڑتا ہے تو ایسی مسجد کو فروخت کر کے دوسری مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۲۳۸۱ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ مسجد نیچے سے اوپر تک، یعنی تحت الثریٰ سے آسمان تک اور عرش تک مسجد ہو جاتی ہے، اور جو مسجد ایک دفعہ ہو جاتی ہے، پھر وہ ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے، کسی وقت میں بھی اس سے حکم مسجد کا علیحدہ نہیں ہوتا، پس فروخت کرنا مسجد مذکور کا شرعاً درست نہیں ہے، وہ ہمیشہ کو مسجد ہی رہے گی اس کی حفاظت رکھی جاوے، اور دوسری مسجد اگر بہ ضرورت تیار کر لی جاوے تو یہ بھی جائز ہے، مگر مسجد اول بھی مسجد رہے گی کما فی الشامی: من أن الفتوی علی تأبید المسجد (۴۲۹/۲ کتاب الوقف) فقط

مسجد کو فروخت کرنے والے کا شرعی حکم

سوال: (۴۴۵) چند لوگوں نے ایک پکی مسجد کو فروخت کر دیا، حالاں کہ وہ مسجد ساٹھ سال سے قائم تھی، اور فروخت کرنے والوں نے جھوٹا حلف کر لیا ہے کہ اس جگہ مسجد نہیں تھی اس صورت میں ان لوگوں کے واسطے کیا حکم ہے؟ (۱۰۴۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو جگہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہی رہتی ہے، اس کی حفاظت ضروری ہے، بیع اور شراء اس کی باطل اور ناجائز ہے، مسجد ہرگز کسی کی ملک نہیں ہو سکتی، جن لوگوں نے مسجد کو فروخت کر دیا وہ سخت گنہ گار اور عاصی ہیں، اہل اسلام ان سے کچھ تعلق نہ رکھیں، ان کی گردن پر دوہرا وبال ہے: ایک مسجد کے فروخت کرنے کا، دوسرا جھوٹا حلف کرنے کا۔

مسجد کے لیے وقف شدہ کمرے کا دروازہ صحن مسجد میں کھولنا درست ہے

سوال: (۴۴۶) ایک شخص نے محلے کی مسجد کے ملحق حجرہ تعمیر کیا، اور اس کا ایک دروازہ مسجد کے صحن میں رکھا کہ اگر کوئی مسافر یا معلم آئے تو اس میں ٹھہرے، اور سامان مسجد رکھا جائے، اور اس کا انتظام تعمیر کرانے والا خود کرتا ہے، اور اپنا ہی قفل لگا رکھا ہے، مسجد کے لیے اس کو وقف کر چکا ہے، اس پر اہل محلّہ کہتے ہیں کہ جب تم وقف کر چکے ہو تو اپنا قفل اور اپنا انتظام کیوں رکھتے ہو؟ ورنہ دروازہ مسجد میں جو رکھا ہے بند کرا دو، اس بارے میں فیصلہ شرعی کیا ہے؟ (۲۶۸۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جب کہ وہ حجرہ مسجد پر وقف ہو گیا تو اس کا دروازہ صحن مسجد میں رکھنا درست ہے، اور چونکہ جو واقف کسی چیز کا ہوتا ہے وہی شرعاً اس کا متولی اور منتظم ہوتا ہے، اس لیے اس کو اس کا انتظام رکھنا، اور مرمت کرانا، اور قفل لگانا سب جائز ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: جعل الولاية لنفسه جاز بالإجماع وكذا لو لم يشترط لأحد فالولاية له عند الثاني وهو ظاهر المذهب نهر (۱) (درمختار)

مسجد کی افتادہ زمین میں اسکول بنانا

سوال: (۴۴۷) مسجد کی افتادہ زمین پر اسکول مروجہ بنانا جس میں اردو، انگریزی، حساب، جغرافیہ، قرآن شریف اور دینیات پڑھایا جاتا ہو، بنانا جائز ہے یا نہیں؟ جس سے آمدنی کرایہ کی ہو سکے اور اس کو کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اگر اس میں مسجد کا نفع ہو تو درست ہے۔

استطاعت کے باوجود مسجد آباد نہ کرنا

سوال: (۴۴۸) جس گاؤں کی مسجد شکستہ ہو، اور لوگ باوجود قدرت کے اس کی مرمت نہ کریں، اور اس کو آباد نہ کریں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۶۷۹/۱۳۳۷-۳۶ھ)

الجواب: جو لوگ باوجود استطاعت کے مسجد کی مرمت نہ کریں اور اس کو آباد نہ کریں وہ گنہ گار ہیں۔ فقط

مسجد ہونے کے لیے چھت اور منارہ ضروری نہیں

سوال: (۴۴۹) ایک چبوترا ہے، جس پر تیس سال سے پنج وقتہ باتمکین صلوۃ ہوتی ہے، اور منبرہ بھی موجود ہیں، اور جمعہ بھی پڑھا جاتا ہے، اب زید کو اعتراض ہے کہ صرف چبوترہ بنا کر نماز پڑھنے سے مسجد کی حرمت صادق نہیں آتی؛ کیونکہ اس پر چھت ہے نہ منارہ، جو لوازمات مسجد سے ہے؛ بکر اس پر مصر ہے کہ منارہ اور چھت مسجد کے لوازمات میں سے نہیں، اسے عبادت پنج گانہ باجماعت باتمکین صلوۃ کو قیام کافی ہے، اور اس چبوترہ پر نماز جمعہ بھی ہوتی ہے۔ (۲۳۵۹/۱۳۳۴-۳۳ھ)

(۱) الدر مع الشامی ۶: ۳۵۱ کتاب الوقف - مطلب في اشتراط الواقف الولاية لنفسه

الجواب: اگر مالک چبوترہ نے اس کو نماز کے لیے وقف کر دیا تھا، اور مسجد کر دیا تھا تو وہ چبوترا مسجد ہو گیا، چھت اور منارے کی ضرورت مسجد ہونے کے لیے نہیں ہے۔ فقط

جو زمین تعمیر کے بعد احاطۂ مسجد سے باہر رہ گئی اس کو فروخت کرنا

سوال: (۴۵۰) زید نے چند مسلمانوں سے کچھ روپے بطور چندہ جمع کیے یہ کہہ کر کہ اس روپے سے زمین مسجد بنانے کو لی جائے گی، اس نیت سے لوگوں نے چندہ دیا اور ان روپوں سے ایک زمین خریدی گئی، جس میں مسجد بنائی گئی، وقت بنائے مسجد قطب نما وغیرہ سے سمت قبلہ درست کرنے میں من جملہ زمین خرید شدہ چند ہاتھ زمین بوجہ کجی کے احاطۂ مسجد سے باہر رہ گئی، مسجد باہمہ وجوہ تیار ہوگئی، اس میں جمعہ اور جماعت جاری ہے؛ لیکن کسی مسلمان نے اب تک نہ زبانی ایسا کہا کہ یہ سب زمین خرید شدہ ہم نے وقف کیا، نہ ایسی تحریر کسی منتظم مسجد یا چندہ دہندہ کی طرف سے ہوئی؛ اب سوال یہ ہے کہ وہ زمین جو احاطۂ مسجد سے باہر ہے، زمین مسجد سمجھی جائے گی، اور اس کا حکم مسجد کا ہوگا یا زمین موقوفہ کہی جائے گی؟ اور اس زمین کی بیع وشراء جائز ہے یا نہیں؟ منتظم مسجد نے اس زمین کو خارج مسجد سمجھ کر ایک ہمسایہ مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دی، اس روپے کو مسجد میں خرچ کیا، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۲۶۴۰ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ویزول ملکه عن المسجد والمصلّٰی بالفعل، وبقوله جعلته مسجدًا عند الثاني الخ (۱) وفيه قبله: وركنه الألفاظ الخاصة. قال في ردالمحتار: ومنها ما في الفتح حيث قال: فرع: يثبت الوقف بالضرورة وصورته: أن يوصى بغلة هذه الدار للمساكين أبدًا أو لفلان وبعده للمساكين أبدًا فإن الدار تصير وقفًا بالضرورة. والوجه أنها كقوله اذا مت فقد وقفت داري على كذا الخ (۲) (شامی: ۳/۳۵۹)

پس بناءً على هذه الروايات وامثالها صورت مسئولہ میں یہ حکم ہے کہ جس قدر زمین میں مسجد تعمیر ہوئی، اور مسجد میں آ گئی وہ مسجد ہوگئی، اور جس قدر زمین مسجد میں داخل ہونے سے بچ گئی، اس میں باجازت چندہ دہندگان تصرف بیع وغیرہ کا ہوسکتا ہے، اور اس قیمت کو باجازت چندہ دہندگان مسجد میں

---

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۲۶ كتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المسجد.

(۲) الدر المختار ورد المحتار ۶/۴۰۹ كتاب الوقف – مطلبٌ: قد يثبت الوقف بالضرورة.

بھی صرف کر سکتے ہیں، اور منتظم مسجد چونکہ عرفاً وکیل ہے اہل چندہ کا؛ اس لیے اس کو بھی اجازت اس قسم کے امور کی معلوم ہوتی ہے۔

مسجد کے موقوفہ مکان کی حفاظت ضروری ہے

سوال: (۴۵۱) اگر کسی امام مسجد کو مسجد کے مکان موقوفہ میں، نمازیوں نے رہنے کی اجازت بلا کرایہ اس وجہ سے دی ہو کہ عرصہ دراز تک انہوں نے بلا تنخواہ امامت کی تھی؛ تو اب جب کہ یہ امام اس مکان موقوفہ کو اپنی ملک سمجھتا ہو، اور نمازیوں کو ان کی حرکات سے یہ خیال پیدا ہو گیا ہو کہ یہ امام اس مکان پر قبضہ کر لے گا، اس وجہ سے نمازی اس سے کرایہ نامہ لکھوانا چاہتے ہیں، اگر وہ کرایہ نامہ لکھنے سے انکار کریں تو ان کو مکان موقوفہ سے علیحدہ کر دیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۹۴۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسی حالت میں کہ اس امام معزول شدہ کی طرف سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ مدعی ملکیت ہو جاوے گا، اور قرائن سے ایسا ظاہر ہوتا ہے تو اس سے کرایہ نامہ لکھوالیا جاوے یا علیحدہ کر دیا جاوے یہ ضروری ہے کیونکہ حفاظت اور نفع وقف کا لحاظ ضروری ہے، اور جس فعل میں مضرت وقف ہو اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ فقط

مسجد کی زمین میں مہاجن کے تصرفات کا حکم

سوال: (۴۵۲) ...... (الف) ایک مہاجن نے جامع مسجد کھتولی کا آب چک تو بالکل اپنے مکان کے صحن میں شامل کر لیا ہے۔

(ب) اور پشتہ مسجد کا توڑ کر اپنے مکان کی دیوار، دو تین پائخانے و زینہ تیار کر لیا، وہ پائخانہ جس کا گندہ پانی ہر وقت مسجد کی پشت کی دیوار سے رگڑ کر چلتا ہے جس کی وجہ سے دیوار مسجد کا مصالحہ کمزور ہو کر دیوار کے اندر پانی آتا ہے، اس جگہ کا فرش اور بوریہ وغیرہ تر رہتے ہیں، اور بدبو رہتی ہے ایسی حالت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

(ج) آیا اس جگہ کا جو مہاجن نے مسجد کی دبالی ہے کچھ معاوضہ اور قیمت لے کر چھوڑ دینا جائز ہوگا یا نہیں؟

(۲) مسجد کا پشتہ و آب چک داخل مسجد ہے یا نہیں؟ (۱۸۲۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف-د) جس قدر زمین مسجد کی آب چک اور پشتہ میں تھی وہ سب اس مہاجن سے لے کر حسب دستور سابق عمل درآمد کرنا چاہیے، قیمت لے کر اس زمین مسجد کو چھوڑنا اور مسجد کو نقصان پہنچانا کسی طرح شرعاً درست نہیں ہے، اور زمین آب چک و پشتہ مسجد اوقاف مسجد میں سے ہے، اس کو فروخت کرنا اور اس کی قیمت لینا یا مبادلہ کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کو توڑ کر میونسپلٹی کے خرچ سے دوسری جگہ مسجد بنانا

سوال: (۴۵۳) ''رنگون'' کے ایک پہلو میں ایک مسجد بہتر (۷۲) سال سے قائم ہے، اس مسجد کے گرد میونسپلٹی کی زمین واقع ہے، رنگون میونسپلٹی آج کل ایک انگریز کے ماتحت ہے، وہ چاہتا ہے کہ مسجد کو توڑ کر دوسری جگہ میونسپلٹی کے خرچ سے بنادی جائے، چنانچہ مسجد کا متولی اور امام اس پر راضی ہے: ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے لوگ جو کہ اس پر راضی ہیں متولی اور امام بننے کے قابل ہیں یا نہیں؟ (۱۶۱۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ مسجد تا ابد مسجد رہتی ہے، اور اس کی مسجدیت کبھی باطل نہیں ہو سکتی۔ لان الفتوی علی تأبید المسجد (۱) (شامی) یعنی فتویٰ اس پر ہے کہ مسجد ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے، پس اس مسجد کے ابطال اور انہدام میں کوشش کرنا، اور تصرف کفار میں دینے کی کوشش کرنا، ناجائز اور حرام اور باطل ہے، اور کوشش مذکور کرنے والے مصداق وعید وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا الآیة (۲) کے ہیں: لہٰذا وہ لوگ متولی مسجد بننے اور بنانے کے مستحق نہیں ہیں۔ فقط

جنازہ گاہ کی تعمیر کے لیے جمع کی ہوئی اینٹوں سے مسجد کے صحن کا فرش بنانا

سوال: (۴۵۴) ''جگراؤں'' میں مسجد جدید بنائی گئی ہے، لیکن اس کا صحن بہت چھوٹا ہے،

---

(۱) وقد علمت ان الفتوی علی قول أبي يوسف في تأبيد المسجد اهـ (رد المحتار ۶/ ۴۲۹ كتاب الوقف، مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره)

(۲) سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۴۔

محلہ داروں نے خشت پختہ برائے تعمیر جنازہ خانے کو جمع کر رکھی ہیں، اگر وہ خشت فرش مسجد کے واسطے دے دیں تا کہ فرش صحن بڑا بنوایا جائے تو شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۰/۲۵۴ھ)

الجواب: اگر وہ لوگ جنہوں نے خشت پختہ برائے جنازہ خانہ جمع کی ہیں مسجد کے فرش کے لیے ان کو دے دیں تو درست ہے، اور فرش مسجد کا فراخ کر دینا بہت اچھا ہے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ فقط

قبروں کی اینٹوں سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۴۵۵) کوئی مسجد قبروں کی اینٹوں سے بنائی جائے تو وہ مسجد شرعاً کہلاتی ہے یا نہیں؟ (۱۲۸۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسجد اصل میں زمین ہوتی ہے اگر زمین وقف کر کے مسجد کر دی گئی وہ زمین مسجد شرعی ہوگئی، البتہ ناجائز مال سے تعمیر مسجد کرانے میں تعمیر کرنے والا گنہ گار ہوتا ہے، اسی طرح قبروں کی اینٹیں مسجد میں لگانا اچھا نہیں ہے، مگر اس صورت میں کہ وہ اینٹیں بے کار پڑی ہوں تو ایسی حالت میں گنجائش ہے کہ ان اینٹوں کو مسجد میں لگا دیا جائے کیونکہ ویسے بالکل ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، بہر حال نماز اس مسجد میں ادا ہو جاتی ہے اور یہ فعل برا ہوا۔

مسجد سے علاحدہ چبوترے پر نماز پڑھنے کا حکم

سوال: (۴۵۶) جو لوگ مسجد سے علیحدہ چبوترے پر نماز فرض اور تراویح پڑھتے ہیں تو وہ چبوترہ مسجد ضرار کے حکم میں ہوگا یا نہ؟ اور وہ لوگ مفسد ہوں گے یا نہیں؟ (۲۲۴۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو لوگ علیحدہ جماعت فرض نماز کی اور تراویح کی کرتے ہیں ان پر کچھ نہ کہنا چاہیے، اور ان کے چبوترے کو مسجد ضرار نہ کہنا چاہیے، ضروری نہیں ہے کہ سب آدمی تکلیف اٹھا کر ایک ہی جگہ جماعت کریں۔

متولی کی اجازت کے بغیر مسجد کی مرمت کرنا

سوال: (۴۵۷) ایک شخص ناخواندہ بلا اجازت متولیان مسجد عام لوگوں سے چندہ وصول کرتا

ہے، اور مسجد میں لگا تار رہتا ہے، متولیان مسجد کو اس کے تصرف کو جو وہ مسجد میں کرتا ہے یعنی مرمت وغیرہ روکنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۵-۴۴/۲۳۰ھ)

الجواب: وفی الطحطاوی عن الهندية : مسجد مبنی أراد رجل أن ينقضه و يبنيه أحكم ليس له ذلك، لأنه لا ولاية له "مضمرات" إلا أن يخاف أن ينهدم إن لم يهدم الخ تأويله إن لم يكن الباني عن أهل تلك المحلة، وأما أهلها فلهم أن يهدموه ويجددوا بناءه ويفرشوا الحصير ويعلقوا القناديل لكن من ما لهم لا من مال المسجد الخ (۱) اس سے ظاہر ہے کہ بلا اجازت متولی کسی شخص کو مسجد میں بناء ونقض کا اختیار نہیں ہے، البتہ اگر اہل محلہ میں سے کوئی شخص اپنے مال سے مسجد کی مرمت اور درستی کرے، اور سامان ضروری مسجد میں دے تو یہ جائز ہے اور یہ ثواب ہے۔ فقط

تعمیر ثانی کے وقت مسجد کی بچی ہوئی جگہ میں کمرہ بنانا

سوال: (۴۵۸) ایک مسجد جو بالکل شکستہ قابل مرمت ہے، اگر اس کو شہید کر کے اسی جگہ اس سے چھوٹی مسجد بنائی جائے، اور جو جگہ زائد بچے اس سے کوٹھی یا حجرہ اخراجات مسجد کے لیے بنانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۷-۴۶/۱۰۸۳ھ)

الجواب: اس مسجد کو شہید کر کے پھر اس تمام زمین کو جو مسجد میں داخل ہے مسجد میں لینی چاہیے، اس میں سے کچھ حصہ مسجد سے خارج کرنا درست نہیں ہے، بلکہ مسجد کی تمام زمین مسجد میں ہی داخل کرنی چاہیے: کیوں کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ ابد الآباد تک مسجد رہتی ہے، اس جگہ میں حجرہ اور کوٹھا بنانا درست نہیں ہے۔ كما قال الشامی: من أن الفتویٰ علی تأبید المسجد (۶/۴۲۹ كتاب الوقف) فقط

مسجد کے غسل خانے کی کڑی مسجد کی دیوار پر رکھنا

سوال: (۴۵۹) غسل خانے کی کڑی اور شہتیر کا سرا مسجد کی دیوار پر رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۰۱/۱۳۳۱ھ)

---

(۱) الشامی ۶/۴۲۷ كتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد.

الجواب: مسجد کی دیوار پر مسجد کے غسل خانے کی کڑی یا شہتیر رکھنا درست نہیں ہے۔ کما فی الشامی: ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد وإن کان من أوقافه الخ (۱)

مسجد کے وضوخانے کو مسجد کی دُکان میں شامل کرنا

سوال: (۴۶۰) مسجد کے اس حصے کو جو جوتا اتارنے، وضو کرنے کی جگہ ہے مسجد کی دکان میں شامل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۶۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اگر وضو کی جگہ دوسری موجود ہے یا تیار ہو سکتی ہے تو پہلی جگہ کو بہ غرض نفع مسجد دکان میں شامل کرنا درست ہے۔

فاحشہ عورت کی وقف کی ہوئی مسجد گرا کر اپنے تصرف میں لانا

سوال: (۴۶۱) ایک فاحشہ عورت نے اپنی ناجائز کمائی سے مسجد تیار کی، علماء نے فتوی دے دیا کہ اس مسجد میں نماز جائز نہیں، لہٰذا اس میں ایک وقت کی بھی نماز ادا نہیں ہوئی، اس مسجد کی دیواریں بہت شکستہ ہیں، اور چھت کا تو نشان بھی نہیں، اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس کو گرا کر اپنے تصرف میں لائیں؟ (۳۶۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اپنے تصرف میں لانا مسجد مذکور کا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ وقف ہے، اور اَلْوَقْفُ لَایُمْلَکُ وَلَا یُمَلَّکُ (الدر مع الرد ۴۲۱/۶ کتاب الوقف) مسئلہ مشہور ہے، اور شامی میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ملک کی زمین وقف کرے، اگرچہ بطریق فاسد وہ زمین اس کی ملک میں آئی ہو تو وقف کرنا اس کا صحیح ہے، درمختار میں ہے: وشرطه شرط سائر التبرعات الخ قال فی الشامی: أفاد أن الواقف لابد أن یکون مالکا له وقت الوقف ملکا باتا ولو بسبب فاسد الخ (۲) فقط

---

(۱) الشامی ۴۲۸/۶ کتاب الوقف - فی آخر مطلبٌ فی أحکام المسجد.

(۲) الشامی ۴۱۰/۶ کتاب الوقف. شرائط الوقف.

اوقافِ مسجد سے متعلق مسائل

تین مسجدوں کے لیے ایک مکان

سوال (۲۶۶) (الف) اگر کوئی شخص ہر سہ مساجد کو جائداد کو وقف کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(ب) الف نے متولی کو یہ اختیار دیا ہے کہ مکان موقوفہ کو فروخت کرکے اس کی قیمت ہر سہ مساجد میں دیوے، یہ امر تابید کے منافی ہے یا نہیں؟
(ج) بعد وقف بنام ہر سہ مساجد اس کی قیمت کا کسی مدرسہ عربی میں دے دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ ہبہ ہے یا وصیت؟ (۲۰/۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) جائز ہے اور علی السویہ ہر سہ مساجد کو آمدنی دی جاوے گی۔
(ب) بیع کی شرط بحسن الطریق مذکور وقف میں درست ہے، اور یہ استبدال کی صورت ہے جس کو کتب فقہ میں جائز لکھا ہے اور یہ شرط منافی تابید کے نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار (۱)
(ج) جن مساجد پر وقف کیا گیا ہے ان ہی مساجد میں اس کی آمدنی یا قیمت خرچ کی جاوے گی، مدرسہ عربی وغیرہ میں خرچ کرنا اس کا درست نہیں ہے، کما فی الدر المختار: شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) اور یہ وقف ہے ہبہ یا وصیت نہیں ہے، البتہ مرض الموت میں وقف ہونے کی صورت میں بحکم وصیت ہوتا ہے۔ (۲) (درمختار)

---

(۱) وجاز شرط الاستبدال به أرضا أخرى حينئذ أو شرط بيعه ويشتري بثمنه أرضا أخرى إذا شاء فإذا فعل صارت الثانية كالأولى في شرائطها الخ (الدر مع الرد ۶/۳۵۷ كتاب الوقف - مطلب في استبدال الوقف وشروطه)
(۲) الوقف في مرض موته كهبة فيه من الثلث مع القبض، فإن خرج الوقف من الثلث أو أجازه الوارث نفذ في الكل وإلا بطل في الزائد على الثلث (الدر المختار مع الشامي ۶/۳۶۹-۳۷۰ كتاب الوقف - مطلب الوقف في مرض الموت)

مسجد سے متعلق زمین میں دوسری مسجد بنانا

سوال: (۴۶۳) کسی امام مسجد کو اکثر مقتدیوں نے چند الزامات شرعی عائد ہونے کی وجہ سے مثلاً عدم ادائے فرائض امامت سے معزول کرنا چاہا، مگر بعض مقتدی امام کے طرف دار کہتے ہیں کہ مسجد کے متعلق جو اراضی ہیں اس میں سے کسی حصے میں ہم ایک مسجد دوسری تیار کریں گے، جس میں امام علیحدہ شدہ امامت کرے گا، ورنہ امام کو معزول مت کرو، اس صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد ثانی کی تعمیر جائز ہے یا نہیں؟ اور اس مسجد ثانی پر اہل محلہ بھی ناخوش ہیں، اور جہاں پر مسجد ثانی بنانا چاہتے ہیں اس زمین کی آمدنی مسجد میں صرف ہوتی ہے، اور امام علیحدہ کردہ کی غیرت کی وجہ سے یہ مسجد بناتے ہیں۔ (۹۰۳-۱۳۴۵ھ)

الجواب: تقرر امام وغیرہ اکثر اہل محلہ واہل مسجد کی رائے پر مفوض ہے، پس جب کہ اکثر اہل محلہ امام قدیم سے بہ سبب اس کے فسق وعدم ادائے فرائض کے ناخوش ہیں تو اس کو خود بھی امام ہونا مکروہ تحریمی ہے، اور جب کہ اکثر اہل محلہ نے اس کو معزول کر دیا اور وہ معزول ہو گیا، اور امام جدید جو مقرر کیا ہے وہ امام ہو گیا، اور مسجد اول کی اراضی کی آمدنی میں سے مسجد جدید کی بناء وتعمیر میں دینا جائز نہیں ہے۔ وهكذا في كتب الفقه. فقط

مسجد کی موقوفہ زمین میں تعمیر کردہ عمارتیں بھی وقف ہیں

سوال: (۴۶۴) زید نے ایک مسجد کی زمین موقوفہ پر ملکیات، اخراجات مسجد کے لیے تعمیر کرائی، ان ملکیات کی آمدنی تقریباً پچیس سال سے ضروریات مسجد میں صرف ہورہی ہے: خلاصہ سوال یہ ہے کہ یہ ملکیات وقف ہوں گی یا نہیں؟ (۱۶۵۹/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ ملکیات جو زمین موقوفہ مسجد پر تعمیر کرائی ہیں وہ وقف ہیں، ان میں دعوئے ملکیت کا حق زید کے ورثہ کو نہیں ہے: کیونکہ وقف کسی کی ملک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کتب فقہ میں ہے: الوقف لا يُملك ولا يُملّك (الشامی ۶/۴۲۱، کتاب الوقف) فقط

نمازیوں کے بیٹھنے کے لیے مسجد سے متصل جو مکان بنایا گیا ہے وہ مسجد کے حکم میں نہیں

سوال: (۴۶۵) ایک مکان جو مسجد کے متصل ہے، اس غرض سے بنایا کہ نمازی نماز پڑھ کر اس میں بیٹھیں؛ اس مکان میں اکل وشرب جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ مکان مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۳-۳۲/۵۸۱ھ)

الجواب: وہ مکان مسجد کے حکم میں نہیں ہے، اکل وشرب اس میں درست ہے۔ درمختار میں سنت صبح کے پڑھنے کے بارے میں مذکور ہے: بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكانًا وإلا تركها الخ قوله: عند باب المسجد أى خارج المسجد كما صرح به القهستاني وقال في العناية: لأنه لو صلاها في المسجد كان متنفلاً فيه عند اشتغال الإمام بالفريضة وهو مكروه ...... قوله وإلا تركها قال في الفتح وعلى هذا أى على كراهة صلاتها في المسجد ينبغي أن لايصلي فيه إذا لم يكن عند بابه مكان الخ (۱) اس عبارت سے اس قدر واضح ہوتا ہے کہ مسجد کے متصل کسی مکان کے ہونے سے یہ لازم نہیں کہ وہ مسجد ہوجاوے، مسجد ہونے کے لیے نیت بانی کی ضرورت ہے وفي كتاب الوقف: ويزول ملكه عن المسجد والمصلّى بالفعل وبقوله جعلته مسجدًا الخ (۲) (درمختار) وفيه أيضًا: تؤخذ أرض ودارو حانوت بجنب مسجد ضاق على الناس بالقيمة كرهًا قوله تؤخذ أرض الخ في الفتح ولو ضاق المسجد وبجنبه أرض وقف عليه أوحانوت جاز أن يؤخذ ويدخل فيه (۳) (شامی) لفظ ويدخل فيه سے ظاہر ہے کہ پہلے سے وہ جگہ اور مکان داخل مسجد نہیں تھی، حالانکہ مسجد کے اوقاف میں سے تھی الغرض روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ مکان محض اتصال کی وجہ سے مسجد کے حکم میں نہیں ہوسکتا۔ فقط

---

(۱) الدر والرد ۲/۴۴۲ كتاب الصلوة، باب إدراك الفريضة – مطلبٌ هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش.

(۲) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۲۶ كتاب الوقف – قبل مطلبٌ في أحكام المسجد.

(۳) الدر والرد ۶/۴۵۱ كتاب الوقف، قبل مطلبٌ في اشتراط الواقف الولاية لنفسه.

مسجد کے لیے مسجد سے متصل جگہ میں کمرہ بنانا

سوال: (۴۶۶) یک قطعہ زمین خارج از دیوار ہائے مسجد، متصل بآں از جانب شمالی بود کہ متولی مسجد دراں قطعہ زمین یک حجرہ برائے حوائج و مصالح مسجد و تبرید الماء وایقاد النار فی الشتاء بنا کرد، وخشبۂ سقفش از جانب مسجد بر دیوار علاحدہ از جدار مسجد بنہاد؛ آیا چنیں حجرہ کہ بنا بر امور مذکورہ مبنی شد، شرعاً جائز است یا نہ؟ (۱۱۶۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قال فی الدر المختار: وإذا جعل تحته سردابًا لمصالحه أی المسجد جاز وفی الشامی عن الإسعاف: وإذا كان السرداب أو العلو لمصالح المسجد أو كانا وقفًا علیه صار مسجدًا الخ (۱) پس اگر آں قطعہ زمین از اوقاف مسجد است کہ برائے مصالح مسجد وقف کردہ شدہ است تعمیر حجرہ براں قطعہ برائے حوائج و مصالح مسجد جائز است، واز یں عبارت بطور اولی مستفاد است، وظاہر است کہ خالی گذاشتن آں قطعہ اراضی را کہ متصل مسجد است، واز ملحقات مسجد است، وغیر منتفع بہ داشتن آنرا کسے از اہل علم تجویز نمی تواں کرد، وبداہت شاہد است کہ آں قطعہ را کہ بیکار افتادہ است بہ کار مسجد آوردن ہر آئینہ خوب و پسندیدہ است۔ فقط

وسئل الخجندی عن قیم المسجد یبیح فناء المسجد لیتجر القوم هل له هذه الإباحة؟ فقال: إذا كان فیه مصلحة للمسجد فلابأس به إن شاء اللّٰه تعالٰی: ...... قال: وعندنا له أن یصرف الأجر إلی من شاء كذا فی التاتارخانیة نقلاً عن الیتیمة (۲) فقط

ترجمہ: سوال: (۴۶۶) ایک قطعہ زمین مسجد کی شمالی دیواروں کے باہر مسجد سے متصل تھی متولی مسجد نے مسجد کی ضروریات و مصالح، پانی ٹھنڈا کرنے، اور سردی کے موسم میں آگ جلانے وغیرہ امور کے لیے اس قطعۂ زمین میں ایک کمرہ بنوا کر اس کی چھت کی لکڑیاں مسجد کی سمت، مسجد سے علاحدہ دیوار پر رکھ دیں؛ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ ایسا کمرہ بنانا جس کی بنیاد امور مذکورہ پر ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) الدر المختار والشامی ۶/۴۲۸ كتاب الوقف . مطلبٌ فی أحكام المسجد .

(۲) الهندیة ۵/۳۲۰ كتاب الكراهیة –الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ .

الجواب: شامی میں ہے: وإذاجعل تحته سرد ابا لمصالحه الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر وہ قطعۂ زمین مسجد کے اوقاف میں سے ہے جو کہ مصالح مسجد کے لیے وقف کیا گیا تھا تو اس قطعے میں مسجد کی ضروریات و مصالح کے لیے کمرہ بنانا جائز ہے، اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی اہل علم اس بات کا قائل نہیں ہوسکتا کہ اس زمین کو خالی چھوڑ دیا جائے اور اسے بے کار و بے فائدہ بنادیا جائے۔ نیز بداہت شاہد ہے کہ اس بے کار پڑے ہوئے قطعے کو مسجد کے کام میں لانا بہر حال بہتر اور پسندیدہ ہے۔

مسجد کے کمروں کو مسجد میں شامل کرنا

سوال: (۴۶۷) ایک مسجد ۱۸۷۰ء میں تعمیر ہوئی، اس کے ساتھ ایک حجرہ احاطہ مسجد میں برائے رہائش امام و تعلیم صبیان بنایا گیا تھا؛ اب حجرہ کی ضرورت نہیں رہی؛ کیوں کہ امام اپنے گھر رہتے ہیں، اور لڑکوں کو تعلیم بھی نہیں دی جاتی، بوجہ بوسیدگی مسجد کو از سر نو تعمیر کرنا چاہتے ہیں، تو حجرہ کو مسجد کے صحن میں بہ غرض توسیع شامل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۸۷/۱۳۴۴ھ)

الجواب: حجرۂ مسجد کو بغرض توسیع مسجد میں داخل کرنا بصورت مذکورہ شرعاً درست اور جائز ہے۔ ردالمحتار معروف بہ شامی میں ہے: سئل أبو القاسم: عن أهل مسجد أراد بعضهم أن يجعلوا المسجد رحبةً والرحبة مسجدًا أويتخذوا له بابا أويحوّلوا بابه عن موضعه وأبى البعض ذلك قال: إذا اجتمع أكثرهم وأفضلهم ليس للأقل منعهم اهـ قلت: ورحبة المسجد ساحته الخ (۱) (شامی ۳/۳۸۴ کتاب الوقف) فقط

سوال: (۴۶۸) مسجد کے حجرات مسجد کی تنگی کے باعث سجدہ گاہ میں ملائے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۲۷۳/۱۳۴۴ھ)

الجواب: جب کہ مسجد میں تنگی کی وجہ سے گنجائش کم ہے تو پھر بوجہ ضرورت ان حجروں کا مسجد میں ملانا جائز ہے۔ علامہ شامی نے فتح القدیر سے نقل کیا ہے: ولو ضاق المسجد وبجنبه أرض وقف عليه أوحانوت جاز أن يؤخذ ويدخل فيه الخ (۲) (شامی ۳/۳۸۴)

---

(۱) الشامی ۶/۴۵۰ کتاب الوقف – قبل مطلبٌ في اشتراط الواقف الولاية لنفسه.

(۲) الشامی ۶/۴۵۱ کتاب الوقف – مطلبٌ في جعل شيءٍ من المسجد طريقًا.

مسجد کے اوقاف کو بیچنا جائز نہیں

سوال: (۴۶۹) مسجد کی شرقی جانب دو تین فٹ کی گلی چھوڑ کر تقریباً ۶ مرلہ (۱) زمین پڑی ہے جو فوائد مسجد کے لیے خریدی گئی تھی، اور اس میں ایک حجرہ برائے امام مسجد بنایا گیا، باقی ۴ مرلہ زمین تقریباً سفید پڑی ہے، اور اس میں متولیان و امام جانور باندھتے ہیں، کیا زمین مذکور کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کسی متولی و امام کو زمین مذکور کی بیع میں مزاحمت کرنے کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں؟ جب کہ امام مسجد اور متولی اس کو رعایتی قیمت پر خریدنا چاہتے ہیں؟ (۲۲۷۳/۱۳۴۴ھ)

الجواب: جو زمین کہ مصالح مسجد کے لیے خریدی گئی، یا کسی کی عطاء کردہ ہے وہ بھی مسجد ہی کی طرح سے وقف ہے: پس جس طرح کہ مسجد کے حصوں میں سے کسی حصہ کی بیع جائز نہیں اسی طرح سے اس زمین کا بھی فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ فقہاءؒ نے وقف کی بیع کو باطل قرار دیا ہے۔ قال فی البحر: وفی الخلاصة وفی فتاوی النسفی: بیع عقار المسجد لمصلحة المسجد لایجوز، وإن کان بأمر القاضی الخ (۲) —— ثم قال —— ومن المشائخ من لم یجوز بیعه تعطل أو لم یتعطل الخ (۲) (البحر الرائق ۵/ ۳۴۵) وفی الشامی: ولایملك أی لا یقبل التملیك لغیره بالبیع ونحوه (۳) (شامی ۳/ ۳۶۷) وفیه أیضاً: ولذا قال فی القنیة فالبیع باطل ولو قضی القاضی بصحته (۴) (۳/ ۳۹۴) فقط

اور جبکہ بیع اس زمین کی درست نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ متولیان اس کی بیع میں مزاحمت کریں گے، اور یہ کہ رعایتی قیمت اور اصلی قیمت پر کسی طرح بھی بیع نہیں ہو سکتی۔ فقط

سوال: (۴۷۰) زید نے ایک دکان ایک مسجد کے اخراجات کے واسطے وقف کردی، اس کے کہنہ ہونے کی وجہ سے اہل محلہ کی رائے ہے کہ دکان کو فروخت کر کے، اس کے خرچ سے ایک دالان تعمیر کرایا جاوے: کیا اہل محلہ اس کو فروخت کر سکتے ہیں؟ (۱۴۵۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

---

(۱) مرلہ: بیگہ کا اسی واں بھاگ (فیروز اللغات ص: ۲۵۷)

(۲) البحر الرائق ۵/ ۳۴۵ کتاب الوقف – مطلبٌ غرس شجرة و وقفها أو غرسها إلخ.

(۳) ردالمحتار ۶/ ۴۲۱ کتاب الوقف، مطلبٌ مهم: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ

(۴) الشامی ۶/ ۴۶۸ کتاب الوقف– مطلبٌ فی إطلاق القاضی بیع الوقف للواقف أو لوارثه.

الجواب: اہل محلہ کو اس کے فروخت کرنے کا حق نہیں ہے اسی دکان کی تعمیر چندہ وغیرہ سے کرا دی جاوے تاکہ اس کے کرایہ سے مسجد کی امداد ہو۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لَا یُمْلَکُ وَلَا یُمَلَّکُ (الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کے اوقاف کو فروخت کرنا

سوال: (۴۷۱) میں نے ایک مکان برائے خدا مسجد کے نام پر دے دیا، اور یہ کہہ دیا کہ یہ مکان فروخت نہ کیا جاوے، اگر فروخت کیا جاوے تو فلاں شخص کو نہ دیا جاوے، کچھ دنوں کے بعد پنچایت نے وہ مکان اسی شخص کو مبلغ ایک سو پچیس روپے میں فروخت کر دیا؛ حالانکہ اس کی قیمت پانچ سو چھ سو روپے تھی، اس صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟ (۳۰۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: مکان وقف شدہ کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس بیع کو شرعاً توڑ دینا چاہیے؛ وہ مکان مسجد کے لیے وقف ہے، اس کی آمدنی ہمیشہ مسجد میں صرف کی جاوے، اور مشتری کا قبضہ اس سے اٹھالیا جاوے، اور جب تک وہ مکان اس قابل رہے کہ اس کا کرایہ آتا رہے، اس وقت تک کسی طرح اس مکان کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے، پنچایت کو کچھ حق اس کے فروخت کرنے کا نہ تھا، خصوصاً جب کہ واقف نے صراحۃً منع کر دیا تھا، درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لَا یُمْلَکُ وَلَا یُمَلَّکُ (الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقط

سوال: (۴۷۲) مسجد کے پچیس ہزار روپے نقد جمع تھے، اس روپے سے مسجد میں تعمیر کرائی، نصف کام ہوکر روپیہ ختم ہوگیا، لہٰذا مسجد کے لیے جو ملکیت وقف ہے اور اس کی آمدنی سے دوسری ملکیت خریدی ہو اس کو فروخت کر کے مسجد کی تعمیر میں لگانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۸/۱۳۴۴-۴۳ھ)

الجواب: جو ملکیت مسجد کے لیے وقف ہے یا اس کی آمدنی سے دوسری ملکیت خرید کر وقف کی گئی ہو، اس کو فروخت کرنا درست نہیں ہے۔

مسجد کی فاضل آمدنی سے مدرسہ کھولنا یا دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۷۳)...... (الف) مسجد کی آمدنی اس کے خرچ سے بہت زیادہ ہو اور مسجد میں اس کی

ضرورت نہ ہو تو اس فاضل آمدنی سے مدرسہ کھولنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) مسجد کی زائد آمدنی کو دوسری مسجد میں صرف کر سکتے ہیں یا نہ؟ (۱۰۷۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) مسجد کی فاضل آمدنی کو مسجد کے لیے ہی رکھنا چاہیے؛ لیکن آمدنی اگر اس قدر زیادہ جمع ہو کہ فی الحال اور آئندہ مسجد میں اس کی ضرورت نہ ہو، اور ضائع ہونے کا خوف ہو، اور اس مسجد میں اگر مدرسہ جاری کر دیا جائے جس سے آبادی اور رونق مسجد کی ہو تو جائز ہے۔

(ب) دوسری مسجد میں خرچ کرنے کی شرائط ہیں جو کتب فقہ میں لکھی ہیں کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے، اس وقت دوسری مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، اور جب تک مسجد اول آباد ہے اور اس میں روپیہ صرف ہو سکتا ہے تو دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی تعمیر کے لیے مسجد کے نام وقف کردہ زمین کو فروخت کرنا

سوال: (۴۷۴) ایک شخص نے کچھ زمین برائے خرچ مسجد وقف کر دی تھی، اب مسجد بالکل شکستہ ہے، مسجد کی درستی کی کوئی سبیل نہیں؛ اس زمین کو فروخت کر کے روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۹۵۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ اس زمین موقوفہ کو فروخت نہیں کر سکتے، مسجد کی تعمیر کا بندوبست علیحدہ کرنا چاہیے، اور اس زمین کی آمدنی کو بھی اس کام کے لیے جمع کیا جائے۔

مسجد کے وقف شدہ کھیت کو بیچ کر دوسری جائداد خریدنا

سوال: (۴۷۵) لوگ ایک مسجد کے لیے کھیت وقف کر گئے ہیں، اور ان کھیتوں کی آمدنی چوں کہ بہت کم ہے، اور خرچ زیادہ ہے، اس لیے ان کھیتوں کو بیچ کر کے دوسری ملک خریدنا جائز ہے یا نہ؟ (۳۲۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس قسم کی تبدیلی کو فقہاء نے اس وقت جائز لکھا ہے کہ واقف شرط کر گیا ہو کہ حسب ضرورت اس کو بیچ کر دوسری جائداد خرید لی جائے، بدون شرط واقف، اس کے جواز کے لیے چند شرطیں ہیں جو یہاں مفقود ہیں؛ لہٰذا حکم جواز کا نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے موقوفہ مکان کو فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد میں لگانا

سوال: (۴۷۶) ... (الف) زید نے ایک مکان مسجد کے لیے وقف کیا، اور یہ بھی تصریح کر دی کہ متولی اس کو فروخت کر کے مسجد میں لگا سکتے ہیں، اور مکان ایسے موقع پر ہے کہ اس کو کوئی کرائے پر نہیں لیتا تو متولیان چاہتے ہیں کہ اس کی اینٹ و شہتیر وغیرہ مسجد کے حجرے میں لگا دیں اور زمین کو فروخت کر کے مسجد میں لگا دیں؟

(ب) اسباب مکان موقوفہ یا اس روپے کو جو کسی نے مسجد میں دیا ہو مسجد کے حجرہ، غسل خانہ اور دروازہ دوکان مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۴۳۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف) وہ مکان وقف ہوگیا، اور جب کہ واقف نے اس کے فروخت کرنے کی اور اس کی قیمت کو مسجد میں لگانے کی اجازت دے دی ہے تو جو صورت سوال میں درج ہے کہ اس کے خشت و چوب وغیرہ، دروازہ و حجرہ میں لگایا جائے یہ درست ہے، اور زمین کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔

(ب) یہ بھی جائز ہے۔

مسجد کی موقوفہ جائداد بیچ کر اس کی قیمت مسجد کی آراستگی میں صرف کرنا

سوال: (۴۷۷) زید نے اپنے پوتے بکر کے ہبہ نامہ میں یہ تحریر کیا ہے کہ "بکر کی مسجد کے لیے ایک کھیت اور پانچ گھر للہ دیا ہوں تا کہ اس کی آمدنی مسجد کے لیے صرف کی جائے" بکر نے اس کو فروخت کر دیا ہے کہ اس کی قیمت مسجد کی آراستگی میں صرف کروں گا؛ یہ فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۴/۱۰۵ھ)

الجواب: کھیت مذکور اور مکانات مذکورہ وقف ہوگئے ان کو فروخت کرنا، اور ان کی قیمت کو مسجد کی آراستگی میں صرف کرنا، درست نہیں ہے، بلکہ اس وقف کی آمدنی کو مسجد مذکور میں خرچ کیا جائے گا، اور بیع باطل ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لَا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّكُ (الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

وشرط الواقف كنص الشارع (الشامی ۶/ ۵۰۸ کتاب الوقف) پس بیع مذکور کو توڑ دیا جائے گا، اور وقف مذکور کو مسجد کے اخراجات کے لیے باقی رکھا جائے گا۔ فقط

موقوفہ اراضی کو فروخت کر کے مسجد کا قرض ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۷۸) ایک مکان مسکونہ کا نصف حصہ وقف علی المسجد ہے، بقیہ نصف حصے کا مالک اپنے حصے کو اپنے تصرف میں رکھتا ہے، اس وجہ سے موقوفہ حصے سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا، نیز ایک سہ دری تعمیر ہونے کی وجہ سے چندصد روپے کی مسجد مقروض ہے، کوئی آمدنی مسجد کی ایسی نہیں ہے جس سے قرض ادا ہو جاوے؛ ایسی صورت میں موقوفہ اراضی کو فروخت کر کے قرض مسجد ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳۴۵/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: اصل حکم ایسی صورت میں یہ ہے کہ حصہ موقوفہ کو تقسیم کر کے علیحدہ کیا جاوے، اور اس کو کرائے پر دیا جایا کرے، اور وہ کرایہ مسجد کی ضروریات میں صرف کیا جاوے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: فيقسم المشاع وبه أفتى قارئ الهداية وغيره إذا كانت القسمة بين الواقف وشريكه المالك الخ (۱) لیکن اگر وہ تقسیم نہ ہو سکے یا تقسیم کے بعد اس قابل نہ رہے کہ اس سے نفع اٹھایا جاوے، تو پھر حکم یہ ہے اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے دوسری زمین یا مکان خرید اجاوے جس کی آمدنی مسجد میں صرف ہو؛ یا مبادلہ کسی مکان اور زمین سے کر لیا جاوے اور وہ وقف ہو مثل اصل کے — اور یہ جائز نہیں ہے کہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو قرض ذمگی مسجد میں دیا جاوے۔ فقط

مسجد کو حجرہ میں تبدیل کر کے طلبہ پر وقف کرنا یا کرایہ پر دینا

سوال: (۴۷۹) ..... (الف) ایک شخص کے مکان کے متصل مسجد چھوٹی اور ویران ہے، اور مسجد کا دروازہ حویلی کے اندر واقع ہے، اگر کوئی نماز پڑھتا ہے تو صاحب مکان کی اجازت سے پڑھتا ہے، صاحب مکان کا ارادہ ہے کہ اس مسجد کو حجرہ بنا کے طلبہ پر وقف کرے، یا کرائے پر دے کر کرایہ دوسری مسجد میں صرف کرے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱) الدر مع الشامی ۶/ ۴۲۳ کتاب الوقف – مطلب فی قسمة الواقف مع شريكه.

(ب) جو مسجد ایسی چھوٹی ہو کہ اس میں چار پانچ آدمی آ سکتے ہوں، اس کو اٹھا دینا اور مٹی اس کی دوسری مسجد میں لگا دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۸۲۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) جو جگہ مسجد ہو چکی، وہ ہمیشہ کو ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے، اس کو مکان سکونت بنانا یا کرائے پر دینا درست نہیں ہے، اس کو ہمیشہ مسجد ہی رکھنا چاہیے، اور اس کا دروازہ اور راستہ علیحدہ کر دینا چاہیے، اور اس میں شرعاً عام اجازت نماز کی ہے، کسی نمازی کو نماز سے روکنا نہ چاہیے، صاحب مکان کو چاہیے کہ اس مسجد میں کچھ تصرف نہ کرے بلکہ اس کا راستہ علیحدہ کر دے۔

(ب) وہ مسجد ہمیشہ کو مسجد رہے گی اس کو منتقل کرنا درست نہیں ہے، اگر دوسری بڑی مسجد بنائی جائے تو یہ درست ہے؛ لیکن وہ چھوٹی مسجد بھی مسجد رہے گی اس کو بھی محفوظ رکھا جائے۔ فقط

مسجد کے شکستہ مکان کی زمین کسی کو کرائے پر دینا

سوال: (۴۸۰) ایک شخص نے کچھ جائداد معہ ایک مکان کے، واسطے اخراجات مسجد و مساکین کے، وقف کر کے ایک شخص کو متولی مقرر کر دیا، اور واقف فوت ہو گیا، مکان موقوفہ دیہات میں تھا، اس میں کوئی کرایہ دار نہیں رہا، اس لیے وہ مکان گر گیا، صرف زمین رہ گئی، اب اس زمین موقوفہ کو متولی کسی شخص کو مکان بنانے کو دے تو اس میں متولی کی اجازت سے مکان بنا سکتا ہے یا نہیں؟ (۳۸۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ ہو سکتا ہے اور درست ہے کہ اس زمین کو کسی کو کرائے پر بطور اجارہ دیدی جاوے کہ وہ اس زمین میں مکان بنالیوے، مگر بہتر یہ ہے کہ چندہ وغیرہ کر کے اس زمین میں جو مکان بنایا جاوے اس کو وقف کر دیا جاوے تا کہ آمدنی اس کی مساکین پر اور مسجد کے کاموں میں صرف ہو، اور جب تک مکان موقوفہ کا انتظام ہو، اگر اس وقت تک اس زمین کو کرائے پر بہ غرض بناء مکان کسی کو دے دی جاوے؛ تو یہ بھی درست ہے؛ اور وہ کرایہ مصارف معینہ واقف میں صرف ہونا چاہیے۔ فقط

مسجد کے نیچے جو کمرہ ہے اس کو کرائے پر دینا

سوال: (۴۸۱) ایک مسجد تعمیر کرائی ہے جس کے نیچے حجرہ ہے اور اوپر مسجد ہے، چوں کہ مسجد کے نیچے جگہ خالی ہے اس لیے بعض علماء کا خیال ہے کہ اس میں نماز صحیح نہیں، ایسی حالت میں اس حجرے کو

اغراض مسجد کے لیے رکھا جائے، یا مؤذن کی سکونت وغیرہ کے لیے رکھا جائے، یا کرائے پر دے کر کرایہ مسجد میں صرف کیا جائے؟ (۲۶۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس حجرے کو اغراض مسجد کے لیے رکھا جائے مثلاً بوریا، صف، لوٹا وغیرہ مسجد کا اس میں رکھا جائے، اس میں نہ مؤذن کو رکھا جائے نہ کرائے پر دیا جائے؛ کیوں کہ مسجد اوپر سے نیچے تک مسجد ہی ہوتی ہے اس میں اور کچھ تصرف کرنا جائز نہیں ہوتا اور نماز اس مسجد میں صحیح ہے۔ فقط

نوٹ: چند شرائط کے ساتھ نیچے کے حجرے کو کرائے وغیرہ پر دینا جائز ہے، جس کی تفصیل احقر کے رسالہ ''آداب المساجد'' میں مذکور ہے ضرورت ہو تو اس کو دیکھا جائے۔ ۱۲ محمد شفیع غفرلہ

مسجد کے موقوفہ مکان کو رہن رکھنا جائز نہیں

سوال: (۴۸۲) مکان موقوفہ علی المسجد کو رہن رکھ کر مسجد میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۸۴۲/۴۱-۱۳۴۲ھ)

الجواب: مسجد کے موقوفہ مکان کو رہن رکھنا جائز نہیں ہے، لبتہ کرائے پر دینا جائز ہے، اور کرائے کی آمدنی کو مسجد میں خرچ کیا جائے۔

مذکورہ صورتوں میں موقوفہ جائداد کا استبدال جائز ہے

سوال: (۴۸۳) ایک مسجد ریلوے اسٹیشن کے درمیان میں آگئی ہے، راستہ نہایت خطرناک ہوگیا ہے آمد ورفت بہت مشکل ہے مسجد کے متصل گڑھے ایسے ہیں کہ مسجد منہدم ہوجانے کا بھی خطرہ ہے، مسجد کی پشت کی طرف حدود مسجد سے بڑھے ہوئے دو حجرے ہیں جو تعمیر مسجد سے عرصہ کے بعد کسی شخص نے بنوا دیے ہیں، مگر یہ تحقیق نہیں کہ زمین حجروں کی موقوفہ ہے یا نہیں، اب ریلوے کہتی ہے کہ یہ دونوں حجرے ہم کو دیدو، اس کے عوض میں دو حجرے جدید بنوا دیے ہیں وہ لے لو؛ ریلوے یہ کہتی ہے کہ تم ہم سے تبادلہ کرلو گے تو ہم تمام مسجد کی درستگی اور پورے طور پر حفاظت کردیں گے، اور راستہ نمازیان کے لیے بہت محفوظ اور قریب سے کردیں گے، بہ حالت موجودہ مسجد بالکل غیر آباد ہے، بہ صورت استبدال مسجد آباد ہوجاوے گی، اور کسی قسم کا اندیشہ بھی نہ رہے گا؛ آیا ریلوے سے مصالحت کرکے استبدال کرلیا جاوے یا نہیں؟ (۵۶۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: بندہ نے مسجد مذکور کے موقع کو دیکھا ہے، اور ہر ایک اعتبار سے مصالح مسجد و نمازیوں کا مقتضا یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ حجروں کو بدل لیا جاوے: کیونکہ بعد تسلیم اس امر کے کہ وہ حجرے وقف ہیں، استبدال وقف کو بھی بعض صورتوں میں فقہاء نے جائز رکھا ہے، درمختار میں ہے: وأما الاستبدال ولو للمساكين بدون الشرط فلا يملكه إلا القاضي درر، وشرط في البحر خروجه عن الانتفاع بالكلية وكون البدل عقارًا و المستبدل قاضي الجنة المفسر بذي العلم والعمل الخ (۱) پس چوں کہ عدم استبدال کی صورت میں بہت مضرتیں ہیں، اور مسجد کا بقا دشوار ہے، اور ویرانی اس کی تو لابدی معلوم ہوتی ہے: اس لیے مصلحت اسی میں ہے کہ استبدال کی اجازت دیدی جاوے، اس صورت میں مسجد کا راستہ قریب ممر عام سے ہونا متصور ہے، اور استحکام مسجد و آبادی مسجد و انتظام حوض وغیرہ بہ خوبی ہو جاوے گا، اور بہ صورت عدم استبدال یہ تمام امور مفقود ہیں، اور بہ ظن غالب کچھ زمانے کے بعد وہ مسجد بھی ریلوے کے تصرف میں آ جاوے گی؛ کیوں کہ مسجد مذکور آبادی سے علیحدہ ہے، اور کوئی محلہ اب وہاں آباد نہیں ہے، اس کی آبادی بہ صورت موجودہ اسی طرح ہو سکتی ہے کہ راستہ کے گذرنے والے مسلمان وہاں نماز پڑھیں، اور منتظمین مسجد مسجد کی ضروریات کا انتظام رکھیں، اور مؤذن و امام مقرر کریں۔ فقط

سوال: (۴۸۴) ایک صحرائی زمین مسجد کے نام وقف ہے، اور یہ اراضی افتادہ اور نا قابل زراعت ہے، جب سے وقف ہوئی ہے کسی قسم کی پیداوار نہیں ہوئی، اس سے ملحقہ اراضی کا مالک موقوفہ اراضی کے تبادلے میں دو چند مزروعہ اراضی دینے پر تیار ہے؛ اس صورت میں متبادلہ اراضی کی پیداوار سے مسجد کو نفع حاصل ہو سکتا ہے، یہ تبادلہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۲۴۶ھ)

الجواب: بہ ضرورت مذکورہ یہ تبادلہ جائز ہے۔ وأما الاستبدال بدون الشرط فلا يملكه إلا القاضي درر. وشرط في البحر خروجه عن الانتفاع بالكلية وكون البدل عقارًا والمستبدل قاضي الجنة المفسر بذي العلم والعمل الخ (۲) (درمختار ومثله في ردالمحتار)

---

(۱) الدرمع الشامی ۶/ ۴۵۸ کتاب الوقف – مطلبٌ في اشتراط الإدخال والإخراج.

(۲) حوالہ سابقہ۔

مسجد کے لیے وقف شدہ جائداد کو ہبہ کرنا

سوال: (۴۸۵) ایک شخص نے اپنی جائداد اپنے بھتیجے کے لڑکے کے نام ہبہ کردی، اس سے آٹھ یوم پہلے یہی جائداد مسجد کے نام وقف کر چکا تھا؛ اب داخل خارج پر جھگڑا واقع ہے، اس کا بھتیجا ڈیڑھ سو روپے دیتا ہے؛ یہ روپے مسجد کے لیے لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا جائداد بہ ذریعہ عدالت لی جائے؟ (۱۵۳۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وہ جائداد شرعاً وقف ہوگئی، اس کا ہبہ کرنا بھتیجے کے پسر کے نام صحیح نہیں ہوا، وہ جائداد مسجد پر وقف ہوگئی، اب اس کے عوض روپیہ لینا درست نہیں ہے؛ بلکہ اسی جائداد کو جس طریق سے ہو سکے وقف رکھنا چاہیے اور اس میں کوشش کرنی چاہیے۔ فقط

آدھا مکان مسجد کے لیے اور آدھا مدرسے کے لیے وصیت کرنے کا حکم

سوال: (۴۸۶) ایک رنڈی نے ایک مکان نصف مسجد میں اور نصف مدرسے میں قبل از وفات وصیت کیا، اب اس کے وارث کہتے ہیں کہ مکان فروخت کر کے اس کا روپیہ نصف مدرسے میں اور نصف مسجد میں دیدیں؛ اس صورت میں مکان یا روپیہ لے لینا جائز ہے یا نہ؟ (۵۷۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے؛ پس اگر وہ مکان ثلث ترکے سے زیادہ نہیں ہے یا زیادہ ہے، مگر اس کے وارث کل مکان کے دینے پر رضامند ہیں تو نصف مدرسے میں اور نصف مسجد میں لے لیا جائے، اور اگر مکان کو فروخت کر کے نصف مدرسے میں دیا جائے اور نصف مسجد میں یہ بھی درست ہے۔ فقط

واقف وقف کردہ مکان کے بجائے اس کی قیمت دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۸۷) خدا بخش خیاط نے اپنا مکان مسکونہ خام جو سو روپے قیمت کا تھا مسجد کے نام

وقف کر دیا تھا، اس میں یہ شرط تھی کہ جب تک خدا بخش زندہ رہے گا اس مکان وقف شدہ میں رہے گا، بعد مرنے کے مسجد خدا کی ملک ہوگی اس وقت تک خدا بخش زندہ ہے، اور اس کا یہ ارادہ ہے کہ سو روپے قیمت مسجد میں دے کر اس مکان کو واپس لے لوں؛ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۸۸۲ھ)

الجواب: وہ مکان وقف ہو گیا ہے خدا بخش اپنی زندگی میں اس میں رہ سکتا ہے، بعد میں وہ مسجد کا ہو جائے گا، اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور خدا بخش کو یہ جائز نہیں ہے کہ اس مکان کی قیمت مسجد میں داخل کر لے، اور مکان کو اپنا مملوکہ بنالیوے، جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے: الوقف لا یملك ولا یملك (الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقط

مسجد کے اوقاف کو سڑک میں شامل کرنے کا حکم

سوال: (۴۸۸) ایک مسجد کے جنوب کی طرف ایک چبوترا پختہ جو مسجد کے ساتھ تعمیر ہوا ہے، اور مسجد سے بالکل ملحق ہے، اور وہ اس غرض سے ہے کہ جب اہل محلہ کو استطاعت ہو، غسل خانہ وجائے وضو تعمیر کرائی جائے، اب چبوترے کے متصل سڑک سرکاری نکالی جارہی ہے، اور میونسپل بورڈ کا ارادہ ہے کہ چبوترا کو توڑ کر شامل سڑک کیا جائے، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۲۱۵/۴۳-۱۳۴۴ھ)

الجواب: وہ چبوترا چوں کہ اوقاف مسجد میں سے ہے، اور اغراض مسجد اس سے متعلق ہیں؛ اس لیے شرعاً اجازت نہیں ہے کہ اس کو اوقاف مسجد سے خارج کر کے راستہ میں ملایا جائے، اس بارے میں سرکار میں عذر کرنا چاہیے کہ ایسا نہ کیا جائے۔ فقط

مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے اوقاف سے متعلق مقدمات کے مصارف ادا کرنا درست ہے

سوال: (۴۸۹) جائداد مسجد کی وصول تحصیل کے واسطے جو نالشات ومقدمات ہوتے ہیں، اس میں اخراجات ضابطہ وبے ضابطہ ہر قسم کے ہوتے ہیں، بدون اس کے حصول مدعا میں بہت دشواریاں واقع ہوتی ہیں، ان مصارف کو مسجد برداشت کر سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۴۸۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اوقاف مسجد کے متعلق جو نالشات ومقدمات وغیرہ کیے جاویں، ان کے اخراجات انھیں

اوقاف کی آمدنی سے پورے کیے جاویں، شامی میں ہے: مسجد له أوقاف مختلفة لا بأس للقيم أن يخلط غلتها كلها وإن خرب حانوت منها فلا بأس بعمارته من غلة حانوت آخر لأن الكل للمسجد ولو كان مختلفًا لإن المعنى يجمعهما الخ (۱) فقط

مسجد کی موقوفہ زمین میں مُردے دفنانے کا کسی کو حق نہیں

سوال: (۴۹۰) کسی نے کچھ زمین مسجد کے مصالح وتیل بتی کے واسطے وقف کی ہے، اس زمین میں مسجد کے متولی یا امام ومؤذن یا ان کے اہل وعیال کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۷۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے۔ لأن مراعاة غرض الواقفين واجبة شامی وغیرہ۔ فقط

مسجد کے اوقاف میں جانور باندھنے والے پر جرمانہ عائد کرنا

سوال: (۴۹۱) اگر کوئی شخص ایک میدان سفید میں (جو متصل مسجد مگر خارج از مسجد ہے، اور کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں ہے) اپنے مویشی وغیرہ باندھے، کیا دیگر لوگ صرف مسجد کے خیال سے مویشیان وغیرہ کو زبردستی نکال سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس پر جرمانہ لیا جاوے یہ درست ہے یا نہ؟ (۲۹۳۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: زمین متصل مسجد میں جو کہ مسجد کے اوقاف میں سے ہے؛ یعنی وہ زمین مسجد کے متعلق ہے، اگرچہ حکم مسجد میں داخل نہیں ہے، جانور باندھنا اور اس قسم کا تصرف کرنا اس میں درست نہیں ہے، لہٰذا جملہ مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ جو شخص ایسا کرے اس کو روکیں اور آئندہ وہاں جانور نہ باندھنے دیں، البتہ جرمانہ کرنا شرعاً درست نہیں ہے، اگر کسی مصلحت سے کیا بھی جاوے تو بعد تنبیہ حاصل ہو جانے کے پھر اس کو واپس کر دیں، یا اس کی اجازت سے کسی کار خیر میں صرف کر دیں۔

مسجد کے موقوفہ مکان یا درخت کو فروخت کر کے اس کی قیمت امام باڑا پر صرف کرنا

سوال: (۴۹۲) اگر مسجد پر کوئی درخت یا مکان وقف ہے تو اس کو فروخت کر کے امام باڑا پر

(۱) الشامی ۴۳۱/۶ کتاب الوقف - مطلبٌ فی نقل أنقاض المسجد ونحوہٖ.

صرف کر سکتے ہیں یا نہیں واسطے مرمت کے؟ (۱۷۳۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: نہیں کر سکتے۔ فقط

مسجد کے نام وقف شدہ برتنوں کو فروخت کر کے زمین خریدنا

سوال: (۴۹۳) چند شخصوں نے مسجد کے نام لوہے کے برتن وقف کر دیے ہیں، اگر ان کو فروخت کر کے مسجد کے لیے زمین خریدی جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۹۶۲-۱۳۴۵/۴۴ھ)

الجواب: بہ حالت مذکور جب کہ وہ ظروف خراب اور ضائع ہو رہے ہیں یہ جائز ہے کہ ان کو فروخت کر کے مسجد کے لیے زمین خرید کر مسجد میں داخل کر دی جاوے۔

مسجد کی اشیاء موقوفہ کو امام یا کسی اور کا اپنے گھر میں استعمال کرنا

سوال: (۴۹۴) صندوق کلاں جانماز وکلام مجید رکھنے کے، لیمپ، لالٹین، سیڑھی کلاں، لکڑیاں؛ یہ سب اشیاء مسجد کی امام صاحب اپنے مکان پر خانگی استعمال کو لے گئے، چند مقتدیوں نے اس بات پر اعتراض کیا، انہوں نے فرمایا کہ یہ مال وقف ہے مجھ کو کھانا اور لے جانا جائز ہے، اسی بات پر چند آدمیوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ رکھا ہے؛ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۷/۲۷۵۱ھ)

الجواب: مسجد کی اشیاء موقوفہ جو مسجد کے نفع کی غرض سے ہیں، ان کو کہیں لے جانا اور گھر میں استعمال کرنا، امام کو یا کسی اور کو جائز نہیں، لازم ہے کہ امام صاحب ان اشیاء کو مسجد میں لے آئیں، کیوں کہ جو اشیاء جس کام کے لیے وقف ہیں ان کو اسی کام میں استعمال کرنا چاہیے، جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے، مراعاة غرض الواقفین واجبة الخ (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) پھر جس وقت امام موصوف ان اشیاء کو مسجد میں واپس لے آئیں اور توبہ کریں تو ان کے پیچھے نماز درست ہے۔

قرآن کی تعلیم کے بہانے مسجد کے اوقاف سے ذاتی نفع اٹھانا

سوال: (۴۹۵) ایک شخص ایک دکان موقوفہ کے بالا خانے پر قرآن شریف کی تعلیم دیتا ہے، اگر اس سے کرایہ مانگتے ہیں تو ہرگز نہیں دیتا، باوجود یکہ لڑکوں سے خود پڑھائی گراں لیتا ہے، صرف ذاتی نفع

کے لیے تعلیم دیتا ہے، مسجد کو اس سے کوئی نفع نہیں ہے، اس صورت میں متولی اس سے کرایہ وصول کر سکتے ہیں یا نہ؟ (۱۳۰۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اوقاف مسجد اس لیے نہیں ہوتے کہ جس کا جی چاہے اس پر قبضہ کرلے، اور نفع ذاتی اٹھائے، متولیان اس کو وہاں سے اٹھادیں یا کرایہ لیں۔

مسجد کی موقوفہ زمین کا کوئی حصہ اپنے مکان میں شامل کرنا اور اس کے بدلے میں دوسری زمین دینا

سوال: (۴۹۶) زید کے دادا مرحوم نے اپنی زندگی میں ایک مسجد اپنے ہی خرچ سے بنوائی تھی، زید کا موروثی مکان اس مسجد کے ایک حصے سے ملحق تھا، قریباً ایک سال گزرا کہ زید نے موروثی مکان کو گرا کر نیا مکان بنواتے وقت مسجد کے صحن کے ایک حصے پر، نئے مکان کو سیدھا کرنے کی غرض سے قبضہ کرلیا، اور اتنے حصے کو مکان کے اندر لے لیا، اپنی ذاتی رائے اور فیصلہ کے مطابق اتنا یا اس سے زیادہ حصہ اپنی موروثی زمین میں سے دوسری جگہ مسجد کو دے دیا، پہلے اس طرف مسجد کی چہار دیواری علیحدہ تھی؛ مگر اب زید نے چہار دیواری کے بجائے نئے مکان کی دیوار کو مسجد کی حد بھی قرار دیا، بلکہ مسجد کی طرف کھڑکیاں بھی کھولیں؛ کیا اس طرح مسجد کے ایک حصہ زمین میں قبضہ کرکے، اتنی ہی یا اس سے کم وبیش زمین مسجد کے لیے دوسری طرف چھوڑ دینا جائز ہے؟ (۲۴۸۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد کی زمین کو اپنے ذاتی مکان میں شامل کرنا، اور اس کے بدلے میں دوسری طرف، دوسری زمین مسجد کو دے دینا جائز نہیں ہے، اسی طریقے سے مسجد کی طرف کھڑکیاں کھولنا یا کوئی تصرف اس قسم کا کرنا جس سے مسجد کا نقصان، اور مسجد کی حق تلفی ہو ہرگز جائز نہیں ہے، اور جس شخص نے مسجد کی زمین اپنے مکان میں شامل کرلی ہے، اور اس پر قبضہ کرلیا ہے، اس زمین کو جس طرح بھی ممکن ہو اس کے قبضے سے نکال کر مسجد میں شامل کیا جائے، اور جب تک وہ شخص مسجد کی زمین کو مسجد کے حوالے نہ کرے، اس وقت تک مسلمانوں کو اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق اور میل جول رکھنا جائز نہیں ہے، اور اس کو برادری سے علیحدہ کردیا جائے، وقف کا کوئی شخص مالک نہیں ہوسکتا درمختار میں ہے: فإذا تم ولزم لایُملَكُ ولا یُملَّكُ اور شامی میں ہے: قوله لایملك أی لایکون مملوکًا لصاحب ولایملك أی لایقبل

التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه(۱) فقط

واقف نے جو شرط لگائی ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہے

سوال: (۴۹۷) ایک شخص نے ایک مکان وقف کیا، اور شرط یہ لگائی کہ جب تک میری لڑکی زندہ رہے اس مکان کے کرائے سے اپنی زندگی بسر کرے، اور بعد وفات دختر مکان کا کرایہ مسجد پر صرف ہوگا، اب اس لڑکی کا انتقال ہوگیا، اور اس کی اولاد چاہتی ہے کہ کرایۂ مکان سے اپنی زندگی بسر کرے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟ (۴۹۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے شرط الواقف كنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) واقف کی شرط پر عمل کرنا ضروری ہے، پس موافق تصریح واقف کے بعد وفات دختر مکانِ مذکور مسجدوں پر وقف ہوگا۔ فقط

مسجد میں شامل کرنے کے لیے جو مکان وقف کردیا اس میں وارثوں کا کچھ حق نہیں

سوال: (۴۹۸) عمر نے زید کو مسجد میں بلا کر کہا کہ اپنا مکان مسجد میں شامل کرنے کے لیے قیمت پر دیدو، زید نے عمر سے کہا کہ قیمت کیا لوں گا، میں نے خدا کے واسطے اپنے مکان کو مسجد میں شامل کرنے کے لیے دے دیا ہے، ملبہ میں لے لوں گا۔ ایک دو ماہ کے بعد زید نے عمر سے کہا کہ جب مکان ہی خدا کے واسطے دے چکا ہوں تو ملبہ کیا لوں گا، زید فوت ہوا، تین لڑکے، دو لڑکیاں، ایک بیوی وارث چھوڑے، تو اس حالت میں مکان اور ملبہ مسجد کے لیے وقف ہوگیا یا وارثوں کو ملے گا؟ (۸۵۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ مکان معہ ملبے کے مسجد میں وقف ہوگیا، زید کے وارثوں کا اس میں کچھ حق نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے اوقاف پر قبضہ کرنا جائز نہیں

سوال: (۴۹۹) دو ٹکڑے زمین سفید متصل مسجد کے پڑے ہیں، پہلے مسجد تنگ تھی ان دونوں ٹکڑوں

(۱) الدر مع الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف، مطلبٌ فرّق أبو يوسف بين قوله موقوفة إلخ.

میں سے کچھ اراضی مسجد میں زائد کر کے مسجد کو فراخ کیا ہے، ان دونوں ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے پر حجام قابض رہا ہے، ان دونوں ٹکڑوں میں زید وبکر جھگڑا کرتے ہیں، زید کہتا ہے کہ یہ دونوں ٹکڑے اراضی کے وقف ہیں مسجد کے لیے؛ لیکن بکر نے جبراً ایک ٹکڑے پر قبضہ کرلیا ہے؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۸۵۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وقف پر کسی کا قبضہ جائز نہیں ہے، اور زمین متعلق مسجد بھی وقف ہوتی ہے؛ پس بکر کا قبضہ زمین موقوفہ مسجد پر باطل ہے اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ (۱) مسئلہ مسلمہ ہے، چاہیے کہ بکر کے قبضے سے اس ٹکڑۂ متعلقہ مسجد کو نکالا جائے، اور ضرورت مسجد پوری کی جائے۔ فقط

ملکیت کا دعویٰ کرنے والوں کے قبضے سے مسجد کے موقوفہ مکان کو نکالنا ضروری ہے

سوال: (۵۰۰) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مکان اور کچھ زمین صحراء وقف ہے مسجد کے لیے شاہی زمانے سے، جس کا متولی اسی مکان میں بلا کرایہ رہتا تھا، اور وہی امام بھی تھا، اور زمین موقوفہ کی آمدنی کو کچھ مسجد میں اور باقی اپنے خرچ میں صرف کرتا تھا۔ چند سال ہوئے متولی کا انتقال ہوگیا، اور اس کے دولڑکوں کا نام تولیت میں درج ہوگیا، اور سکونت اسی مکان میں ہے؛ وہ دونوں چونکہ بوجہ ملازمت ہمیشہ پردیس میں رہتے ہیں، محلے والوں نے دوسرا امام مقرر کرلیا؛ اور مکان چوں کہ بوسیدہ ہوگیا تھا، اس لیے ان لڑکوں نے اپنی کمائی سے از سرنو تعمیر کرلیا؛ اب وہ کہتے ہیں کہ مکان ہمارا ہے اسی میں رہتے ہیں، اور چوں کہ وہ مسجد کی خبر گیری نہیں کرتے اس لیے محلے والوں نے دوسرا متولی تجویز کرلیا ہے: آیا وہ مکان ان دونوں لڑکوں کی ملک ہوگیا یا مسجد ہی کے لیے وقف ہے؟ اور اہل محلہ کا دوسرے شخص کو متولی بنانا درست ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ وقف کو ضائع ہوتے ہوئے دیکھ کر اس کے بچانے کی کوشش نہ کریں وہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے یا نہیں؟ نیز اگر وہ مکان وقف ہے تو ان لوگوں کا بلا کرایہ اس میں سکونت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۸۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مکان مذکور مسجد کا ہے، اور مسجد کے اوقاف میں سے ہے، اس کو قابضوں کے قبضہ اور

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف.

تصرف سے نکالنا ضروری ہے؛ کیوں کہ اب جب کہ دعویٰ ملک کا وہ کرنے لگے تو خائن وغاصب ہوگئے، لہٰذا ان کے قبضہ سے نکالنا اس کا ضروری ہے، اور امام اور متولی جس کو اہل محلہ واہل مسجد نے بنالیا یہ صحیح ہے، اور قابضان مکان کو بلا کرایہ رہنا اس میں درست نہیں ہے، بلکہ اب کرائے پر بھی ان کو رکھنا مناسب نہیں ہے کہ وہ دعویٰ ملکیت کا کر رہے ہیں، بہر حال ان کے قبضہ وتصرف مالکانہ سے اس مکان کو نکالنا چاہیے، اور مسلمانوں کو اس میں پوری کوشش کرنی چاہیے، اور جو لوگ باوجود قدرت کے اس کے چھڑانے میں کوشش نہ کریں گے، وہ آثم ہوں گے۔ فقط

مسجد کے موقوفہ مکان میں مدرسہ بنانا

سوال: (۵۰۱) ایک مسجد کے اتر (شمال) کی جانب مکان مسجد کے نام وقف ہے، اور اس کا کرایہ مسجد کے اخراجات میں صرف ہوتا ہے، نیز وقت ضرورت توسیع مسجد کے کام بھی آ سکتا ہے، لہٰذا زید اس مکان کو گروا کر از سر نو تعمیر کرا کر مدرسہ اسلامیہ بنانا چاہتا ہے، اور اخراجات مسجد کا؛ مہتمم مدرسہ کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے، لہٰذا زید کے کہنے پر متولیان مسجد مکان مذکورہ بالا حوالہ زید کریں یا نہ کریں؟ (۱۵/۴۱۵-۱۳۳۷ھ)

الجواب: مدرسہ اسلامیہ بنانے میں یہ نفع ضرور ہے کہ آبادی مسجد کی جو کہ غرض واقف کی ہے، اس میں پوری طرح حاصل ہوگی **ومراعاة غرض الواقفين واجبة** (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) بناءً علیہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ اس زمین افتادہ میں مکان مدرسہ بہ غرض تعلیم علم دین تعمیر کیا جائے۔ فقط

سوال: (۵۰۲) مکان مسجد، مدرسہ وغیرہ کے کام میں بلا اجرت شرعاً مستعمل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۴۷۰/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مکان مسجد کو واقف اور بانی نے جس کام کے لیے بنایا ہو، اسی مصرف میں وہ آنا چاہیے، اگر مدرسے کے لیے بنایا ہے یا امام ومؤذن یا طلبہ کی سکونت کے لیے بنایا ہے؛ تو وہی کام اس میں کیا جائے؛ کیونکہ کتب فقہ میں تصریح ہے: **شرط الواقف كنص الشارع الخ شرائط الواقف معتبرة** (درمختار وغیرہ) اور اگر شرط واقف معلوم نہ ہو تو جیسا پہلے سے معمول چلا آتا ہے اس کے موافق عمل کیا جائے۔ فقط

جامع مسجد کی موقوفہ جائداد میں اسی کی آمدنی سے مدرسہ جاری کرنا

سوال: (۵۰۳) قصبہ میں ایک مدرسہ قرآن جس کے لیے جداگانہ وقف ہے، جامع مسجد میں

عرصے سے قائم ہے، دیگر محلوں کی مساجد میں بھی مکاتب قرآنیہ موجود ہیں، بایں ہمہ اپنی عزت اور شہرت وذاتی اغراض کے لیے چندے سے ایک مدرسہ اور قائم کیا گیا، جس میں مدرس کی تنخواہ؛ چندہ اور فیس طلبہ سے دی جاتی ہے، مؤخر الذکر مدرسے کے لیے جامع مسجد کے وقف کی آمدنی سے ایک عالی شان عمارت اراضی وقف جامع مسجد میں بنام مدرسہ بنائی گئی، حالاں کہ واقف نے مصارف وقف کی تصریح کی ہے، جس میں مدرسے کے نام سے کسی تعمیر یا درس گاہ کی صراحت نہیں ہے، پس ایسی حالت میں وقف جامع مسجد کا روپیہ بلا تکمیل وتقدیم تصریحات واقف کے، کسی دوسرے کام مدرسہ وغیرہ میں یا جدید عمارت میں لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں، اگر ناجائز ہے تو اس کا ذمے دار کون ہے؟ اور جس قدر عرصہ تک خلاف منشائے واقف کے اراضی وقف یا روپیہ وقف دوسرے کاموں میں استعمال کیا گیا، اس کا کوئی تدارک علاوہ گناہ کے کرایہ وغیرہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۸۰۱/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: چوں کہ اس مسجد میں مدرسہ دینیہ جاری کرنا بظاہر غرض واقف کے خلاف نہیں ہے، اس لیے اس کے جواز میں کیا تردد ہے؟ لأن مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامی ۶/ ۵۲۱ کتاب الوقف) جب کہ آمدنی متعلق مسجد کی وافر ہے، اور اگر آمدنی اوقاف مسجد کی اس قدر کثیر ہے کہ مسجد میں خرچ نہیں ہوسکتی تو اس سے تعمیر مدرسہ مذکورہ متعلقہ مسجد مذکور کرانا بھی درست ہے مغایت یہ کہ یہ رقم بہ طریق قرض سمجھی جائے گی جیسا کہ فقہاء نے ایسا لکھا ہے، پھر جب ضرورت مسجد میں ہوتو اس رقم کو واپس کردیا جائے۔ فتح القدیر میں ہے: قال الشيخ الإمام (محمد بن الفضل): ماكان من غلة قف المسجد الجامع يجوز للحاكم أن يصرفه إلى ذلك على وجه القرض إذا لم تكن ناجةٌ للمسجد إليه الخ (۱) اور حموی حاشیہ اشباہ ونظائر میں اس سے بھی زیادہ وسعت کی تصریح ہے: قلاً عن فتاوى قاضي خان أن الناظر له صرف فائض الوقف إلى جهات برّ بحسب مايراه نهى (۲) فقط

) فتح القدير شرح الهداية ۵/ ۴۵۰ كتاب الوقف ــ الفصل الأول في المتولي مطبوعه رشيديه كستان۔

) شرح الحموي على الأشباه والنظائر ص: ۱۴۸ القاعدة الخامسة من الفن الأول: تصرف مام على الرعية منوطٌ با لمصلحة

مسجد کو ضرورت نہ ہو تو اس کے اوقاف کی آمدنی کہاں صرف کی جائے؟

سوال: (۵۰۴) واقف نے بوقت وقف کوئی شرط نہیں کی تھی، اور ایسی حالت میں اختیار تبدل باقی نہ رہا، لیکن جس مسجد کے مصارف کے لیے وقف کیا وہ حاجت مند نہیں تو موقوفہ کی آمدنی کا جائز مصرف کیا ہوسکتا ہے؟ (۲۶۹۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس آمدنی کو اسی مسجد کی آئندہ ضروریات کے لیے محفوظ رکھے کہ جس وقت ضرورت ہو اس مسجد میں صرف کی جاوے، یا امام اور مؤذن کی تنخواہوں میں اضافہ کردیوے، اور اگر ایسی مجبوری ہے کہ اس مسجد میں کسی طرح صرف ہی نہیں کرسکتا، اور نہ آئندہ کچھ امید ہے تو امید ہے کہ اس میں کچھ مؤاخذہ نہ ہو کہ کسی دوسری مسجد میں صرف کردیوے جب تک کہ مانع قائم ہے، جس وقت مانع مرتفع ہو جاوے پھر اسی مسجد میں صرف کرے جس کے لیے وہ جائداد وقف کی گئی ہے۔

وقف کی آمدنی مسجد کی ضرورت میں صرف کرنا

سوال: (۵۰۵) آمدنی وقف سے امام و مؤذن کو تنخواہ دینا اور غسل وغیرہ کے پانی بھروانے کی اجرت دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۰/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: امام اور مؤذن کی تنخواہ اور غسل وغیرہ کے پانی کے لیے جو خرچ ہو آمدنی وقف سے اس کا خرچ کرنا جائز ہے۔

ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۵۰۶) مسجد کی جائداد وقف کی آمدنی کسی دوسری مسجد میں صرف ہوسکتی ہے یا نہ؟ (۱۴۷۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جس حالت میں مسجد اول آباد ہے، اور اس کی ضرورت حال و آئندہ واقع ہونے والی ہے تو اس کے اوقاف کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے: **في الشامي: لكن علمت أن المفتى به قول أبي يوسفؒ أنه لايجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر كمامر عن الحاوي**

نعم هذا التفريع إنما يظهر على ماذكره الشارح من الرواية الثانية عن أبي يوسف وقدمنا أنه جزم بها في الإسعاف وفي الخانية رباط بعيد استغنى عنه المارة وبجنبه رباط آخر قال السيد الإمام أبو شجاع: تصرف غلته إلى الرباط الثاني كالمسجد إذا خرب و استغنى عنه أهل القرية الخ (۱) البتہ اتحاد واقف وجہت وقف کی صورت میں ایسا درست ہے کہ ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کردے؛ لیکن جب کہ واقف مختلف ہوں یا جہت وقف مختلف ہوتو پھر درست نہیں۔ فقط

ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے دوسری مسجد کے مکانات وغیرہ کی مرمت کرنا

سوال: (۵۰۷) اگر مکانات ودکانات متعلقہ مسجد کی آمدنی، ایسی حالت میں ہے کہ وہ ان مکانات یادکانات متعلقہ مسجد کی مرمت کے لیے مکتفی نہیں ہوسکتی ہے؛ تو کیا یہ جائز ہے کہ ایک دوسری مسجد کی متعلقہ جائداد (مثل آمدنی دکانات یا مکانات) سے اول الذکر مسجد کے مکانات وغیرہ کی مرمت کرلی جائے؟ (۵۲۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: حسب تصریحات فقہاء حنفیہ ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ قال في الدر المختار: وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا ومدرسةً و وقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك الخ (۲)

ترجمہ: اور اگر مختلف ہو ان میں سے ایک: یعنی واقف یا جہت وقف مختلف ہوں اس طرح سے کہ دو شخص نے دو مسجدیں بنائیں، یعنی ایک نے ایک مسجد بنائی، اور دوسرے شخص نے دوسری مسجد بنائی، یا ایک شخص نے مسجد اور مدرسہ بنایا، اور ان دونوں پر کچھ جائداد وقف کی تو ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں خرچ کرنا درست نہیں ہے، اور صورت ثانیہ میں جب کہ واقف ایک ہو اور وقف متعدد، علامہ شامی نے خلاف کی روایات نقل کی ہیں، چنانچہ لکھا ہے: لكن نقل في البحر بعد هذا عن الولوالجية:

(۱) الشامي ۶/۴۲۹-۴۳۰ كتاب الوقف . مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .
(۲) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۳۱ كتاب الوقف - مطلبٌ: في نقل أنقاض المسجد ونحوه .

مسجد له أوقاف مختلفة لابأس للقيم أن يخلط غلتها كلها وإن خرب حانوت منها فلابأس بعمارته من غلة حانوت آخر لأن الكل للمسجد ولو كان مختلفا لأن المعنى يجمعهما الخ ومثله في البزازية تأمل (۱) (شامی ۳/۲/۳۷۷)

ترجمہ: لیکن نقل کیا بحر میں بعد اس کے ولوالجیہ سے کہ ایک مسجد ہے کہ اس کے اوقاف مختلف ہیں، تو متولی کو درست ہے کہ وہ سب اوقاف کی آمدنی ایک جگہ جمع کر لے، اور اگر ان میں سے ایک دکان خراب ہو جائے تو دوسری دکان کی آمدنی سے اس کی مرمت کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے؛ اس لیے کہ وہ سب مسجد کے لیے ہیں، اگر چہ مختلف اوقاف ہیں کیوں کہ حقیقت میں سب ایک ہیں؛ یعنی اس مسجد کے لیے ہیں جس کی وہ دکانیں ہیں، اور ایسا ہی ہے بزازیہ میں ہے ——— مگر درحقیقت یہ روایت درمختار کے قول کے خلاف نہیں ہے؛ کیوں کہ درمختار میں مثال اختلاف جہت کی یہ بیان کی تھی کہ ایک شخص نے مسجد اور مدرسہ بنایا، اور روایت ولوالجیہ میں ایک مسجد کے متعلق اوقاف متعددہ میں صورت جواز کی لکھی ہے، بہر حال صورت مسئولہ جس میں ہر دو مسجد کا بانی و واقف بہ ظاہر ایک شخص نہیں ہے؛ یہ درست نہیں ہے کہ ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی دوسری مسجد کی دکانوں کی مرمت وغیرہ میں صرف کی جائے، جب کہ دونوں مسجدیں آباد ہوں، اور کوئی ان میں سے ویران وخراب نہ ہوئی ہو؛ کیونکہ بہ صورت خرابی مسجد فقہاء نے یہ جائز لکھا ہے کہ مسجد ویران کا سامان دوسری مسجد میں صرف کیا جائے۔ فقط

مسجد کے اوقاف کی آمدنی کو ڈول، رسّی اور حمام کے مصارف میں صرف کرنا

سوال: (۵۰۸) زبیدہ بیگم نے زمین زرعی بہ نام مسجد وقف کی، لیکن وقف نامے میں ڈول رسی اور حمام کے مصارف کی تصریح نہیں کی تو متولیان ڈول، رسی اور حمام کے مصارف میں وقف مذکور کی آمدنی میں سے صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور نمازیان مسجد ان سے حساب فہمی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر متولیان موجودہ کو علیحدہ کر کے دوسرا متولی مقرر کر دیا جائے تو مسلمانان کو شرعاً یہ حق حاصل ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۴۱۸ھ)

(۱) حوالۂ سابقہ۔

الجواب: وقف مذکور کی آمدنی فاضل سے ڈول، رسی وحمام مسجد کے انتظام میں صرف کرنا درست ہے، متولیان کو اس کا انتظام کرنا چاہیے، ایسی ضروریات مسجد کے لیے تصریح واقف کی ضرورت نہیں ہے اور متولیان کو لازم ہے کہ حساب آمد وصرفِ وقف صاف اور مکمل رکھیں، اور حق حساب فہمی ان سے حاکم کو ہے، عام نمازیوں کو حقِ حساب فہمی نہیں ہے، اور اگر خیانت متولیان کی ثابت ہو جائے تو حاکم ان کو معزول کر کے دوسرا متولی مقرر کر دے۔ فقط

ایک مسجد کے نام موقوفہ جائداد کی آمدنی دوسرے کارِ خیر میں صرف کرنا

سوال: (۵۰۹) زید نے ایک جائداد اس لیے وقف کی کہ اس کا ماحصل منافعہ ایک مسجد کے امام ومؤذن کی تنخواہ اور دیگر ضروریات متعلقہ اسی مسجد میں صرف ہو؛ لیکن مسجد مذکور اس وجہ سے مستغنی ہے کہ متولی مسجد جملہ ضروریات مسجد کا خود کفیل ہے؛ اب واقف کو یہ اختیار ہے یا نہیں کہ اپنے موقوف کے منافع کو کسی اور مصرف خیر کے لیے مخصوص کر دے؟ (۲۶۴۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر بہ وقت وقف کرنے کے کوئی اس قسم کی شرط نہ کی تھی تو اب اختیار تبدل کا واقف کو نہیں ہے۔

مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے مسجد کے احاطے میں باغ لگانا

سوال: (۵۱۰) جامع مسجد ممبئی کے گیارہ اہل شوریٰ میں سے اکثر نے یہ رائے دی کہ مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے مسجد کے احاطے میں جو کھلی جگہ ہے، وہاں باغ قائم کیا جاوے، اور درخت نصب کیے جاویں اور اس کی حفاظت کے لیے تنخواہ سے مالی رکھا جاوے، حالاں کہ جس زمین پر یہ تجویز کیا گیا ہے، یہاں زمانہ قدیم سے مصلیوں کے واسطے گنجائش تھی جب زیادہ مجمع ہوتا تھا تو نمازی یہاں نماز پڑھتے رہے ہیں، پس اس حالت میں اہل مشورہ کو مسجد کے مال سے صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) کو پیش نظر کر

کے، ایسے تصرفات اوقاف میں درست نہیں ہیں جو واقف کی شرط اور غرض کے خلاف ہوں۔

مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے سرکاری ٹیکس ادا کرنا اور ملازمین کو پنشن دینا

سوال: (۵۱۱)......(الف) مسجد کی جائداد موقوفہ کی آمدنی سے ٹیکس میونسپلٹی دینا سرکار کو جائز ہے یا نہ؟

(ب) نیز اب تک جو دیا جاچکا ہے وہ واپس دینا سرکار کو مسجد کے واسطے چاہیے یا نہیں؟

(ج) مسجد کی آمدنی سے مسجد کے بوڑھے ملازم کو پنشن دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(د) کیا متولیان مسجد اس نقصان کے ذمے دار ہیں جو مقدار کہ اب تک انہوں نے پنشن میں خرچ کی؟

(ھ) مسجد کی زمین موقوفہ میں درخت مسجد کی ملک ہیں یا لگانے والے اور خدمت کرنے والے کی؟ (۱۳۴/۳۲-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) اگر سرکار لے تو متولیوں کو دینا درست ہے، مگر سرکار کو ایسے اوقاف کی آمدنی سے محصول نہ لینا چاہیے۔

(ب) اگر واپس دیا جائے تو بہت اچھا ہے۔

(ج) بدون شرط واقف پنشن دینا کسی ملازم مسجد کو درست نہیں ہے؛ لیکن اگر واقف نے ایسی کوئی شرط کی ہو تو دینا درست ہے؛ کیوں کہ واقف کی شرائط کا لحاظ اور پابندی ضروری ہے کما فی الشامی: إن شرط الواقف کنص الشارع الخ (۱)

(د) ذمے دار ہیں۔

(ھ) مسجد کی ملک ہیں۔ استأجر دارًا موقوفة فیها أشجار مثمرة هل له الأکل منها، الظاهر أنه إذا لم یعلم شرط الواقف لم یأکل لما فی الحاوی غرس فی المسجد أشجارًا تثمر إن غرس للسبیل فلکل مسلم الأکل وإلا فتباع لمصالح المسجد الخ (۲) درمختار کی اس آخری روایت حاوی کا حاصل یہ ہے کہ مسجد میں جو درخت کسی نے لگائے، اگر لگانے والے نے عام

---

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف – مطلبٌ فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع.

(۲) الدرالمختار مع الشامی ۶/۵۰۷ کتاب الوقف – مطلبٌ: استأجر دارًا فیها أشجارٌ.

لوگوں کے لیے ان کو وقف کیا ہے تو ہر ایک مسلمان اس میں سے کھا سکتا ہے، اور اگر ایسا نہیں؛ یعنی لگانے والے کی نیت عام مسلمانوں پر وقف کرنا نہ تھی، بلکہ مسجد کے لیے لگائے یا اس کی غرض کچھ معلوم نہ ہو تو پھر وہ پھل مسجد کے مصالح کے لیے فروخت کیے جائیں۔ فقط

مسجد کے اوقاف کی آمدنی لاوارث کی تجہیز وتکفین یا مزار پر صرف کرنا

سوال: (۵۱۲)...... (الف) مسجد کے اوقاف کی آمدنی کو کسی لاوارث کی تجہیز وتکفین یا دیگر کام میں دے دینا کیسا ہے؟

(ب) جامع مسجد کے ایک گوشے میں بہ جانب جنوب ایک بزرگ کا مزار ہے، اور پشت لب سڑک ہے، اس طرف چند دکانیں بنا دی گئیں لکھا جاتا ہے کہ فلاں دکان متعلق مزار شریف، اس کی آمدنی مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) مسجد کا روپیہ مزار میں لگانا کیسا ہے؟

(د) ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۹۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف-د) مسجد کے اوقاف کی آمدنی کو تجہیز وتکفین میت لاوارث میں یا کسی مزار پر یا کسی دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے، مگر جب کہ مسجد اول ویران ہو جاوے، اور اس کی آبادی متصور نہ ہو تو ایسی حالت میں ایک مسجد کا سامان، اور آمدنی دوسری مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، پھر بھی سوائے مسجد کے دوسرے امور میں صرف نہیں کر سکتے، اسی طرح اوقاف مزارات کی آمدنی کو مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں ہے، کذا صرح بہ فی کتب الفقہ فقط

مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے امام ومؤذن کو تنخواہ دینا

سوال: (۵۱۳) کوئی جائداد برائے اخراجات مسجد وقف ہو؛ تو اس جائداد سے امام ومؤذن کو تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۳۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر گنجائش ہو تو اس میں سے امام ومؤذن کی تنخواہ دینا بھی درست ہے۔

مسجد کی موقوفہ زمین جو امام کے نام پر درج ہے اس کی آمدنی کس کا حق ہے؟

سوال: (۵۱۴) ایک زمین پانچ بیگہ امام مسجد کے نام قدیم سے درج ہے، اور جو امام رہا اس کی آمدنی اس کو ملی؛ درمیان میں ایک دو امام ایسے بھی رہے جن کو اس کی آمدنی نہیں ملی؛ آیا یہ آمدنی امام مسجد کا حق ہے یا مسجد میں صرف کی جائے؟ (۱۳۳۷/۵۵۰ھ)

الجواب: اگر وہ زمین مسجد پر وقف ہے، اور آمدنی اس کی امام مسجد کو دی جاتی تھی، اور اس وجہ سے امام کا نام اس پر درج ہو گیا تھا، اور یہی ظاہر ہے تو وہ زمین مسجد کی ہے، اس کی آمدنی مسجد میں صرف کرنا درست ہے، امام کی تنخواہ وغیرہ کا علیحدہ بندوبست کر دیا جائے، اور اس زمین کی آمدنی مسجد میں صرف کی جائے؛ وہ زمین موقوفہ ملک کسی امام کی نہیں ہے۔ فقط

نیلام شدہ تکیہ؛ مسجد کی رقم سے مسجد کے نام چھڑایا تو وہ کس کی ملک ہے؟

سوال: (۵۱۵) ایک شخص مقروض کا تکیہ مہاجن نے قرض میں نیلام کرایا، اس نے یہ کہا کہ مسجد کے نام سے عذر داری کر کے تکیہ کو مسجد کے نام چھڑوالو، چنانچہ مسجد کے روپے سے عذر داری کی، اور تکیہ کو مسجد کے نام چھڑوالیا، اب یہ تکیہ ملک مسجد ہے یا کیا؟ (۱۳۳۳-۳۲/۲۶۴۸ھ)

الجواب: وہ تکیہ مسجد کے اوقاف میں سے ہے، اس کی آمدنی مسجد میں ہی صرف ہونی چاہیے، اصل مالک کی طرف سے جب کہ اقرار اس کے وقف ہونے کا ہو گیا؛ جیسا کہ اس نے کہا کہ مسجد کے نام سے اس کو چھڑوالو، اس کو کچھ اختیار تصرف مالکانہ کا اس میں نہ رہا۔

تکیہ کے شکستہ کمروں کی اینٹ مسجد میں لگانا

سوال: (۵۱۶) ایک مسجد قلعہ پر شکستہ ہے، اس کی تعمیر کے واسطے اینٹ نہیں ملتی، اس مسجد کی جانب جنوب ایک تکیہ ہے، اس کے اندر دو کمرے شکستہ ہیں تو ان کمروں کی اینٹ مسجد میں لگ سکتی ہے یا

نہ؟ (۲۳۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس تکیہ کے شکستہ کمروں کی خشت مسجد میں لگانا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی حدود یا مسجد کے اوقاف میں دکان بنانا

سوال: (۵۱۷) صحن متعلقہ مسجد جانب شرق اندرون دیوار و مسافر خانہ موقوفہ ملحقہ مسجد جانب جنوب متصل صحن مسجد ہے، مفاد مسجد کا لحاظ کرتے ہوئے متولیان مسجد چاہتے ہیں کہ اراضی مذکورہ کا تھوڑا سا جزو لے کر چند دکانیں بنائی جائیں، جن کی آمدنی اسی مسجد میں صرف کی جائے، مسجد کی فضائیت میں کسی قسم کا حرج نہیں؛ ایسی حالت میں دکانوں کا بنانا ممنوع تو نہیں ہے؟ (۷۸۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: البحرالرائق میں مجتبیٰ سے منقول ہے کہ متولی مسجد کو حد مسجد اور فناء مسجد میں دکانیں بنانا درست نہیں ہے، عبارت اس کی یہ ہے: **وفي المجتبیٰ: لایجوز لقیم المسجد أن یبني حوانیت في حد المسجد أو فنائه** (۱) اور اس کے بعد فناء مسجد کی تفسیر یہ کی ہے: **وفناء المسجد ما کان علیه ظلة المسجد** (۱) اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دکانوں کے بنانے کی ممانعت اس زمین میں ہے جو حد مسجد میں داخل ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ جو زمین عین مسجد ہے اور نماز کے لیے خاص ہے، اس میں یہ تصرف متولی کو جائز نہیں ہے، باقی وہ زمین موقوفہ کو جو کہ مسجد نہیں ہے بلکہ اوقاف مسجد سے ہے، اور متعلق مسجد ہے تو اس میں دکانیں بنانا بہ غرض نفع مسجد کے جائز معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ بحر رائق میں مجتبیٰ کی عبارت منقولہ کے بعد یہ عبارت منقول ہے: **قیم یبیح فناء المسجد لیتجر فیه القوم أو یضع فیه سُررًا آجرها لیتجر فیها الناس فلابأس إذا کان لصلاح المسجد** (۱) اور نیز عبارت درمختار **وکذا یفتی بکل ماهو أنفع للوقف الخ** (۲) اس کے جواز پر دال ہے؛ کیوں کہ زمین افتادہ متعلقہ مسجد سے ظاہر ہے کہ کچھ نفع مسجد کا نہیں ہے، اور دکانیں تعمیر ہو جانے کے بعد اس سے مسجد کا بڑا نفع ہے؛ لہٰذا اس کے جواز پر فتوی دینا غرض واقف و بانی کے موافق ہے، مخالف نہیں ہے، اور جیسا کہ زمین موقوفہ علی المسجد میں سے عندالضرورت مسجد میں داخل کرنا جائز ہے" **کما هو مذکور في البحر الرائق:**

(۱) البحر الرائق ۴۱۸/۵ کتاب الوقف – فصل في أحکام المساجد .

(۲) الدر المختار مع الشامي ۴۸۲/۲ کتاب الوقف – مطلب: سکنی المشتری دارالوقف .

ولو كان بجنب المسجد أرض وقف على المسجد فأرادوا أن يزيدوا شيئًا في المسجد من الأرض جاز ذلك بأمر القاضي" (۱) اسی طرح مسجد کے نفع کے لیے اور اس کی آبادی اور درستی انتظام کے لیے زمین موقوفہ متعلقہ مسجد میں دکانیں بنوانا بھی جائز ہونا چاہیے ـــــ الحاصل جب کہ زمین مذکورہ مسجد سے خارج ہے، اور مسجد میں داخل نہیں ہے تو اس میں دکانیں تعمیر کرادینا بہ غرض نفع مسجد کے جائز ہے؛ البتہ مسافر خانہ مذکورہ میں سے کچھ زمین لینا اس غرض کے لیے خلاف غرض واقف ہونے کی وجہ سے ناجائز معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر کچھ زمین مسافر خانہ متعلقہ مسجد میں سے لینے سے مسافر خانے میں کچھ نقصان نہیں آتا تو یہ بھی جائز ہونا چاہیے، اور اگر مسافر خانے میں سے کچھ زمین نہ لی جائے، بلکہ صرف اسی زمین افتادہ متعلقہ مسجد میں تعمیر دکانوں کی ہوسکے تو یہ بہتر ہے کہ مسافر خانے کو بہ حالہا چھوڑا جائے، کیوں کہ جو زمین واقف نے مسافر خانے کے لیے وقف کی ہے اس میں کوئی دوسرا تصرف بلاضرورت شدیدہ جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی حدود یا مسجد کے صحن میں دُکانیں بنانا جائز نہیں

سوال: (۵۱۸) مسجدے است و در جنب او ایوانے است وقف بر مسجد کہ اہالیان مسجد دراں آسائش می نمایند، الحال شخصے از مسلمانان کہ خود را متولی مسجد می داند، ارادہ دارد کہ دراں ایوان متصل مسجد دکانہا بنا کند، جہت نفع مسجد یا غیر آں؛ آیا ایں بنائے دکانہا در جنب مسجد مر اُو را جائز است یا نہ؟ و بانی را منع از بنا باید کرد یا نہ؟ (۱۰۸۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: دکانہا ساختن در جنب مسجد در ایوان متصل مسجد ہرگز شرعاً جائز ندارند کہ جائز نیست بلکہ دکانہا ساختن درچنیں موضع جائز نیست، اگرچہ بانی آں متولی مسجد باشد قال في الفتاوى العالمغيرية في كتاب الوقف: قيم المسجد لايجوز له أن يبني الحوانيت في حدالمسجد أو في فنائه لأن المسجد إذاجعل حانوتًا أومسكنًا تسقط حرمته وهذالايجوز، والفناء تبع للمسجد فيكون حكمه حكم المسجد كذا في محيط السرخسي انتهى (۲) وأيضًا قال في الدرالمختار في

(۱) البحرالرائق ۴۲۸/۵ في آخر كتاب الوقف.
(۲) الفتاوى الهندية ۴۶۲/۲ كتاب الوقف – الفصل الثاني في الوقف على المسجد و تصرف القيم و غيره في مال الوقف عليه.

کتاب الوقف: أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع ولو قال: عنيت ذلك لم يصدق تاترخانية فإذا كان هذا في الواقف فكيف بغيره فيجب هدمه ولو على جدار المسجد ولايجوز أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل شيئًا منه مستغلاً ولاسكنى بزازية انتهى (۱) پس چون این امر در مسجد جائز نیست، در فناء مسجد یعنی میدان متصل مسجد ہم جائز نیست؛ چہ فناء مسجد را حکم مسجد است۔ كماعرفت من عبارة الفتاوى العالمغيرية هذا مَا ظهر لي في هذا الباب. فقط

ترجمہ: **سوال**: (۵۱۸) ایک مسجد ہے، اس کے پہلو میں ایک مکان مسجد کے نام وقف ہے جس میں اہل مسجد آرام کیا کرتے ہیں، اب ایک شخص جو خود کو متولی سمجھتا ہے مسجد کے نفع کے لیے یا کسی اور غرض سے اس مکان میں دکانیں بنانا چاہتا ہے؛ تو کیا اس شخص کے لیے مسجد کے بازو میں اس طرح دکانیں بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بانی مسجد کو اس طرح کی تعمیر سے منع کرنا چاہیے یا نہیں؟

الجواب: مسجد کے پہلو میں، مسجد سے متصل مکان میں دکانیں بنانا شرعاً کسی بھی طرح جائز نہیں ہے، حتی کہ اگر مسجد کا بانی خود ہی ایسی جگہ میں دکانیں بنائے، تب بھی جائز نہیں ہے۔ فتاوی عالمگیریہ، کتاب الوقف میں ہے کہ مسجد کے منتظم کو مسجد کی حدود یا مسجد کے صحن میں دکانیں بنانا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ مسجد کو جب دکان یا رہائش گاہ بنالیا جائے گا تو اس کی حرمت ختم ہوجائے گی اور یہ کسی بھی طرح جائز نہیں؛ اور صحن چونکہ مسجد کے تابع ہوتا ہے اس لیے اس کا حکم بھی مسجد کے حکم کی طرح ہے، محیط سرخسی میں اسی طرح منقول ہے انتہی نیز درمختار، کتاب الوقف میں مذکور ہے کہ مسجد مکمل ہوجانے کے بعد کسی بھی قسم کی تعمیر سے روک دیا جائے گا اور اگر وہ کہتا ہے کہ میں نے اسی کا ارادہ کیا تھا تب بھی اس کی بات نہیں مانی جائے گی، (تاترخانیہ) جب واقف کے بارے میں یہ حکم ہے تو اس کے علاوہ کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟! چنانچہ اس کا گرادینا واجب ہے اگرچہ وہ مسجد کی دیوار پر ہو الخ۔

الحاصل جب یہ کام مسجد میں جائز نہیں ہے تو مسجد کے صحن میں بھی ناجائز ہے؛ کیوں کہ مسجد کا صحن مسجد کے حکم میں ہوتا ہے۔ (۲)

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۲۸، ۴۲۹ كتاب الوقف، مطلبٌ في أحكام المسجد.

(۲) یہ حکم اس وقت ہے جب مسجد سے متصل مسجد کے پہلو میں جو مکان ہے وہ حدود مسجد میں داخل ہو، اور سوال کا یہ جملہ کہ ''اہل مسجد اس میں آرام کرتے ہیں'' قرینہ ہے کہ وہ مکان مسجد سے متصل ہے اور مسجد ہی کا حصہ ہے اور اگر مسجد سے متصل مسجد کے پہلو میں جو مکان ہے وہ خارج مسجد ہے تو اس میں مسجد کے نفع کے لیے دکانیں بنانا جائز ہے۔ (محمد امین)

حدود مسجد کے باہر دکانیں یا کمرے بنا کر ان کا کرایہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے

سوال: (۵۱۹) دُکانات و چند حجرے متعلق مسجد، حدود صحن مسجد کے باہر (اتر، دکھن، پورب) اس غرض سے بنائے گئے ہیں کہ دکانات کی آمدنی مسجد میں صرف ہو، اور حجروں میں مسافر لوگ آرام کریں، اور جب خالی ہوں اور کوئی اہل روزگار آجاتا ہے، مہینہ دو مہینہ یا کم وبیش رہ جاتے ہیں تو ان سے کرایہ لیا جاتا ہے، اور وہ مسجد کے صرف میں آتا ہے، ان حجروں کا بنانا اور ان کا کرایہ مصارف مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۳۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مذکورہ حجروں کا بنانا بہ غرض مصارف مسجد اور ان کا کرایہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔

مسجد کی دُکان ناجائز چیزوں کی تجارت کرنے والے کو کرائے پر دینا

سوال: (۵۲۰) مسجد کی دُکان ایسے کرائے دار کو کرائے پر دینا جو اس میں ممنوعات فروخت کرے اور اس سے کرایہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۵۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: ایسے شخص کو کرائے پر دینا ان دُکانوں کا مکروہ ہے جو محرمات شرعیہ کی تجارت کرے؛ لیکن کرایہ لینا اس سے ضروری ہے، اور مسجد میں خرچ کرنا اس کا درست ہے۔ فقط

مسجد کی موقوفہ دکانوں کی آمدنی سے مسافروں اور عالموں کی خدمت کرنا اور رمضان المبارک کی افطاری میں صرف کرنا

سوال: (۵۲۱) ناجائز چیزوں کی دُکانات موقوفہ مسجد کی آمدنی سے مسافروں کی خدمت کرنا، یا عالموں کی نصیحت سن کر اللہ واسطے آمدنی مذکور سے ان کی خدمت کرنا، اور امام موذن مقرر کرنا، اور آمدنی سے تنخواہ دینا نیز رمضان کی افطاری میں صرف کرنا کیسا ہے؟ (۱۹۳۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو دکانیں مسجد پر وقف ہیں ان کی آمدنی مسجد کی ضروریات میں صرف ہونی چاہیے، مثل مرمت مسجد و درستی آلات مسجد مثل صف و لوٹا وغیرہ و دیگر اخراجات مسجد و شعائر مسجد مثل تنخواہ امام و

مؤذن مسجد میں صرف کرنا چاہیے، خدمت مسافرین و وعاظ و افطاری رمضان المبارک اس میں سے کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

ایک مسجد کی دکانوں کی آمدنی دوسری مسجد کی تعمیر، خانقاہ یا مکاتب میں صرف کرنا

سوال: (۵۲۲) ایک مسجد کی دکانوں کی آمدنی، دوسری مسجد کی تعمیر میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۵۱۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: نہیں کر سکتے۔ فقط

سوال: (۵۲۳) ...... (الف) بازار مسجد سے جو آمدنی ہوتی ہے، اس آمدنی سے دیگر محلے کی مساجد میں یا خانقاہ و مکتب میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یا مسجد کی تعمیر سے جو سامان بچ جائے اس کو دوسرے محلے کی مسجد میں یا خانقاہ و مکتب میں صرف کردیا جائے؟

(ب) دوسرے محلے کے لوگ اہل مسجد یعنی اہل محلّہ جامع مسجد کو انتظام کا رہنا نہیں چاہتے؛ یہ لوگ گناہ گار ہوتے ہیں یا نہیں؟ (۱۹۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) اس مسجد کی دکانوں کی آمدنی کو دوسری مساجد میں یا خانقاہ میں یا مکتب میں صرف کرنا درست نہیں؛ اسی طرح اس مسجد کا سامان باقی ماندہ دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔

(ب) دیگر محلے والوں کا کچھ اختیار نہیں کہ وہ اہل محلّہ کو انتظام سے روکیں؛ اگر وہ ایسا کریں گے تو گنہ گار ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کی دکانوں کی آمدنی سے افطاری اور تراویح میں ختم قرآن پر شیرینی تقسیم کرنا

سوال: (۵۲۴) ایک مسجد کے متعلق کچھ خام دکانیں جن کے کرائے کی آمدنی تیس چالیس روپے ماہوار تھی، وہ آمدنی متولی سابق کے خرچ میں جو اس مسجد میں امامت بھی کرتے تھے، اور مؤذن و تیل و بتی کے خرچ میں، و پانی و ختم تراویح کی مٹھائیاں وغیرہ مصالح مسجد میں صرف ہوتی تھی، دکانیں پختہ

ہونے کے بعد کرایہ قریب ڈیڑھ سو کے ہوگیا، نمازیان واہل محلہ سب کے مشورے سے انتظام مسجد کے لیے کمیٹی قائم ہوئی، اور سب کے مشورے سے یہ بات طے ہوئی کہ وہ اخراجات جو سابق میں مسجد کی آمدنی سے تھے، بہ دستور قائم رہیں، اس کے علاوہ کچھ افطاری رمضان شریف میں نمازیوں کو دی جائے۔ زید کہتا ہے کہ جو اخراجات مصالح مسجد میں شامل ہیں وہ قائم رہنا چاہیے، اور جو اخراجات مصالح مسجد میں نہیں ہیں مثل شیرینی ختم تراویح اور افطاری جائز نہیں ہے، بند ہونا چاہیے، اور بکر کہتا ہے کہ یہ سب اخراجات آمدنی وقف سے ہونے چاہیے کچھ حرج اس میں نہیں ہے کس کا قول معتبر ہے؟ (۹۰۵/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس بارے میں قول زید صحیح ہے، اور احتیاط بھی اس میں ہے، پس وہی اخراجات قائم رہنے چاہیے جو کہ مصالح مسجد سے متعلق ہیں، اور شیرینی وافطاری وغیرہ امور کو آمدنی وقف سے نہ کرنا چاہیے۔ فقط

مسجد کی دکانوں کی آمدنی باغ کی آرائش میں لگانا

سوال: (۵۲۵) مسجد شاہی قصبہ چنوٹ کی دکانات کی آمدنی تقریباً چار ہزار سالانہ بہ صورت کرایہ مسجد میں حاصل ہوتی ہے، مسجد کی حالت نہایت ابتر ہے نہ سردیوں میں نماز پڑھنے کا کوئی سامان ہے، کھلے دروں میں پردے نہیں ہیں، نہ گرم پانی کا انتظام ہے نہ روشنی کا، اور فرش بالکل خراب ہے، علاوہ ازیں اکثر حصص مسجد مرمت طلب ہیں جن کی طرف متولیان اور حکام مجاز مطلق توجہ نہیں کرتے، لیکن مسجد کے سامنے والی سفید زمین پر ایک باغیچہ محض نمائشی لگانے کا انتظام کر رہے ہیں جس پر کئی ہزار روپے مسجد کا صرف ہوگا، ایسے بے جا مصارف میں مسجد کا روپیہ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی جگہ میں بجائے باغیچہ کے دکانات تعمیر کرائی جاویں تو بہت آمدنی ہوسکتی ہے۔ (۳۷/ ۱۳۴۱ھ)

الجواب: مسجد کی ملحق دکانات موقوفہ علی المسجد کی آمدنی سے مسجد کی ضروریات کا انتظام اور تکمیل کرنا ضروری ہے، اور باغیچہ کی آرائش اور خوب صورتی میں اس آمدنی کو صرف کر کے ضائع کرنا درست نہیں ہے، اس بارے میں متولیان کو پوری احتیاط سے کام کرنا چاہیے، مقدم یہ ہے کہ مسجد کی ضروریات موجودہ کو پورا کیا جاوے، اس کے بعد مسجد کے لیے دکانات تیار کرائی جاویں جن کی آمدنی سے ہمیشہ مسجد کی ضروریات اور سامان راحت مصلیان پورا ہوتا رہے، اور غرض واقف پوری ہو۔ فإن مراعاة

غرض الواقفین واجبة (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف)

جس مسجد کے نیچے دکانیں ہوں اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

سوال: (۵۲۶) اگر کسی مسجد کے نیچے ایسی دکانیں ہوں کہ جن میں بیع وشراء ہوتی ہو تو اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں ملے گا، یہ درست ہے یا نہیں؟ اگر ایسی مسجد میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا تو اس مسجد اور اس مسجد میں جس کے نیچے دکانیں نہ ہوں یا اگر ہوں تو مسجد کا سامان رکھنے کے لیے ہوں خرید وفروخت کے لیے نہ ہوں، نماز پڑھنے کا ثواب برابر ہے یا متفاوت؟ اگر تفاوت ہے تو کیا؟ (۱۳۳۷/۳۷۹ھ)

الجواب: اس مسجد میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب حاصل ہوگا، اور در بارۂ حصول ثواب مسجد اس مسجد میں اور اس مسجد میں جس کے نیچے دکانیں نہ ہوں کچھ فرق نہیں، باقی دکانیں مسجد کے نیچے بنانے اور نہ بنانے کے بارے میں یہ حکم ہے کہ جو مسجد پہلے بلا دکانوں کے ہو اس میں فقہاء نے دکانیں بنانا منع لکھا ہے، اور جو مسجد نئی بنائی جائے، اور بنانے کے وقت بانی مسجد دکانیں مسجد کے نیچے بہ غرض مصالح وضروریات مسجد بنائے تو درست ہے، مگر وہ اسی کام کے لیے ہونی چاہیے کہ مسجد کے لوٹے و صف وغیرہ وہاں رکھے جائیں بیع وشراء و پاخانہ وپیشاب وہاں نہ ہو کیوں کہ مسجد نیچے سے اوپر تک مسجد ہی ہوتی ہے؛ یعنی تحت الثریٰ سے آسمان کے اوپر تک مسجد ہی ہے، لہٰذا آداب مسجد کا لحاظ اس میں ضروری ہے۔ فقط

مسجد کی موقوفہ دکانوں سے کفار کا قبضہ ہٹانے کے بعد ان کو دوسرے مصارف کے لیے وقف کرنا

سوال: (۵۲۷)...... (الف) کسی مسجد کی دکانیں جو اس کے صحن وسقف کے نیچے ہیں، ہندو سے خرید کر کسی دوسرے مصرف کے لیے وقف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی اس مسجد کے سواء دوسری جگہ اس کی آمدنی خرچ کرنا جائز ہے یا نہ؟

(ب) ایک مسجد کے نیچے دکانیں ہیں جو مدت سے ہنود کے قبضے میں ہیں، ان کو ایک شخص نے خرید کر مدرسے کے لیے دے دیں، ان کی آمدنی مدرسے میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر مسجد کا متولی ان دکانوں کو مسجد کے لیے لینا چاہے تو ان کی بازاری قیمت ادا کرنی ہوگی یا جتنے کو خریدار نے خریدی تھی، نیز کچھ عرصہ تک جو اس کی آمدنی مدرسہ نے وصول کی ہے وہ قیمت یا ثمن میں وضع کی جائے گی یا نہیں؟ الخراج بالضمان یہاں جاری ہوگا یا نہیں؟ (۷۷۵/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف) اس کو دوسرے کاموں کے لیے وقف کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ جس مسجد کے اوقاف میں سے وہ دکانیں ہیں بعد رفع قبضہ کفار ان کو اسی مسجد کے اوقاف میں قائم رکھنا ضروری ہوگا جس کے لیے وہ وقف تھیں۔

(ب) وہ دکانیں جو مسجد خاص کے لیے وقف ہیں بعد رفع قبضۂ کفار ان کو اسی مسجد میں دینا چاہیے، مدرسے کے لیے ان موقوف شدہ دکانوں کو وقف کرنا صحیح نہ ہوگا، اور آمدنی ان کی مدرسہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے، اور متولی وہی قیمت ادا کرے گا جس قیمت کو خریدی گئیں وبالثمن الذی اشتراہ به لو اشتراہ منهم تاجر (۱) (درمختار) اور جو آمدنی مدرسے میں صرف ہوئی وہ ثمن میں محسوب ہوگی، اور وضع کی جائے گی۔ فقط

مسجد کے درخت کس کی ملکیت ہیں؟

سوال: (۵۲۸) ایک مسجد میں چند درخت بعض خودرو اور بعض لگائے ہوئے ہیں، ان کا مالک کون ہے؟ (۲۲۹۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ درخت مسجد کے ہیں، مسجد کے منافع میں حسب ضرورت صرف کیے جاویں، اور متولی و منتظم مسجد ہی ان میں بھی بغرض نفع مسجد تصرف کرسکتا ہے۔

مسجد کے احاطے میں اُگنے والے درخت کس کی ملکیت ہیں؟

سوال: (۵۲۹) زید اپنی زندگی میں ایک مسجد تعمیر کر کے، زمین مسجد کو چہار دیواری سے محدود کیا،

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۲۰۰ کتاب الجهاد – مطلبٌ فی أن الأصل فی الأشیاء الإباحة.

جس کے اندر چند درخت نیب (نیم کے درخت) خودرو پیدا ہوئے یہ درخت ورثائے زید کے ہیں یا مسجد کے؟ (۱۳۳۹/۵۷۷ھ)

الجواب: زید کی اولاد ان درختوں کی مالک نہیں ہے وہ درخت مسجد کے ہیں مسجد میں ہی صرف ہونے چاہئیں۔

مسجد کے اطراف میں لگے ہوئے پھل دار درختوں کا حکم

سوال: (۵۳۰) مسجد کے چاروں طرف درخت انار و نارنگی وغیرہ بویا، اور موسم میں بکثرت پھل آیا تو نمازیوں کو کھانا درست ہے یا فروخت کر کے مسجد میں صرف کریں؟ (۱۳۳۵/۱۴۸۲ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: غرس في المسجد أشجارًا تثمر إن غرس للسبيل فلكل مسلم الأكل وإلا فتُباع لمصالح المسجد الخ (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ جو درخت مسجد میں لگائے گئے، اگر وہ اسی لیے لگائے ہیں کہ سب لوگ کھاویں؛ تو نمازیوں اور غیر نمازیوں سب کو کھانا اس کا درست ہے، اور اگر مسجد کے لیے لگائے گئے، یا کچھ حال معلوم نہیں تو ان کو فروخت کر کے مسجد کے کاموں میں صرف کرنا چاہیے۔

سوال: (۵۳۱) زید نے ایک مسجد کے صحن میں درخت پھل دار نصب کیا تھی کہ بعد چند سال درخت مذکور بار آور ہوا، اور ہر سال پھل آتا ہے، زید کا دعویٰ ہے کہ پھل اس کا واسطے مصارف مسجد کے بیع نہ کیا جائے، بلکہ ادویہ یا واسطے افطار روزہ رمضان المبارک ہونا چاہیے، متولی مسجد کا بیان ہے کہ زمین وقف میں جو چیزیں نصب ہوتی ہیں، ان میں بلا اجازت متولی کسی کو حق باقی نہیں رہتا اور پھل کو فروخت کر کے مسجد کے لیے رکھا جائے؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۷/۱۴۶۶ھ)

الجواب: کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتبار اس میں درخت لگانے والے کی نیت کا ہے، اگر اس نے وہ درخت بہ غرض افطار صائمین و بہ غرض ادویہ نصب کیا ہے؛ تو متولی کو ایسا ہی کرنا چاہیے، اس کا خلاف کرنا نہ چاہیے درمختار میں ہے: استاجر دارًا موقوفة فيها أشجار مثمرة هل له الأكل منها؟ الظاهر أنه إذا لم يعلم شرط الواقف لم يأكل لما في الحاوي: غرس في المسجد أشجارًا تثمر إن غرس للسبيل فلكل مسلم الأكل وإلا فتباع لمصالح المسجد الخ(۲) فقط

(۱) الدر مع الشامی ۶/۵۰۷ کتاب الوقف – مطلبٌ : استأجر دارًا فيها أشجارٌ .
(۲) حوالۂ سابقہ .

مسجد کے پھل دار درختوں کے پھلوں کا حکم

سوال: (۵۳۲) مسجد کے احاطے میں جو درخت پھل دار ہیں ان کے پھلوں کو مسجد کے لیے فروخت کرنا چاہیے یا مفت لوگوں کے کھانے کے لیے چھوڑ دینا چاہیے؟ (۲۱۰۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد کے اخراجات کے لیے اس کو فروخت کرنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۵۳۳)......(الف) ایک مسجد کے احاطے میں کچھ زمین باغیچہ وغیرہ کے لیے چھوڑی گئی، ایسی زمین میں اگر پھل دار درخت لگائے گئے تو ان کا پھل مصلیوں کو تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) زمین مذکورہ کے پھل دار درختوں کو مسجد کے مؤذن و امام یا کسی ملازم کے سپرد کر کے یہ کہا جاوے کہ ان درختوں کی حفاظت کرو، اور ان کے پھل سے نفع اٹھاؤ؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۳۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف، ب) ان دونوں سوالوں کے متعلق درمختار میں یہ لکھا ہے: في الحاوي: غرس في المسجد أشجارًا تثمر إن غرس للسبيل فلكل مسلم الأكل وإلاّ فتباع لمصالح المسجد الخ قوله: وإلا أي وإن لم يغرسها للسبيل بأن غرسها للمسجد (۱) یعنی مسجد کے اندر اگر پھل دار درخت لگائے گئے تو اگر لگانے والے نے عام لوگوں کے نفع اٹھانے کے لیے لگائے تو ہر ایک مسلمان ان کو لے سکتا ہے اور کھا سکتا ہے، اور اگر عام لوگوں کے لیے نہیں لگائے گئے، یا غارس اشجار کی نیت کا حال کچھ معلوم نہیں ہے تو ان پھلوں کو فروخت کر کے مسجد کی ضروریات میں وہ قیمت صرف کی جاوے۔ فقط

مسجد کی موقوفہ زمین کے درختوں کو فروخت کرنا درست نہیں

سوال: (۵۳۴) ایک شخص لاولد نے اپنا حصہ باغ و زمین کا وقف کر دیا بہ نام مسجد کے، اور اس کا ہبہ نامہ بہ نام متولیان مسجد کے تحریر کر کے رجسٹری کرا دیا، مگر ہبہ نامہ میں لکڑی باغ مذکور کی فروخت کرنے کی اجازت نہیں لکھی، اور زبانی یہ شرط روبرو نمازیان مسجد کے قرار پائی کہ آمدنی تاحیات اپنی وقف کنندہ لیتا رہے گا، بعد فوت ہونے واقف کے مسجد میں صرف ہوگی، چنانچہ آمدنی برابر واقف لے رہا ہے، مال

(۱) الدر مع الشامی ۶/۵۰۷ کتاب الوقف – مطلبٌ: استاجر دارًا فيها أشجار.

گذاری وغیرہ بھی دیتا ہے، اب درختانِ پرورش شدہ کی لکڑی جن میں درخت مثمرہ وغیر مثمرہ تھے، متولیانِ مسجد نے فروخت کردی ہیں، ان درختوں کو فروخت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴/ ۶۱۴-۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وجاز جعل غلة الوقف أو الولاية لنفسه عند الثاني وعليه الفتوى الخ (۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ واقف کا آمدنی وقف کو اپنی حین حیات میں اپنے لیے مقرر کرنا صحیح ہے، اور شامی میں ہے کہ متولی کو اشجار زمین موقوفہ کا فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ لما في البحر عن الظهيرية: شجرة وقف في دار وقف خربت ليس للمتولي أن يبيع الشجرة ويعمر الدار ولكن يكري الدار و يستعين بالكراء على عمارة الدار لا بالشجرة فهذا مع خراب الدار فكيف يجوز بيعها مع عمارها الخ (۲) لیکن جب کہ متولیانِ مسجد نے اس لکڑی درختانِ پرورش شدہ کو فروخت کردیا ہے؛ تو چوں کہ وہ اصل وقف میں داخل ہیں اس لیے وہ قیمت مسجد میں لگائی جائے گی، واقف کو نہ دی جائے گی، کیوں کہ وہ قیمت آمدنی معروفہ میں داخل نہیں ہے کہ آمدنی سے مراد کرایہ زمین و قیمت ثمرہ باغ ہے، نہ اشجار کی قیمت۔ فقط

جس درخت کو مسجد کے لیے وقف کردیا اس کی لکڑی کو اپنے تصرف میں لانا

سوال: (۵۳۵) زید نے ایک درخت املی مسجد میں دیدیا کہ اس سے اینٹ پکائی جائے، لیکن ایک ماہ کے بعد جب درخت کٹنے لگا تو اپنے دل میں یہ تصفیہ کرلیا کہ جس قدر لکڑی بچے گی وہ اپنے مصرف میں لاؤں گا چنانچہ نصف لکڑی بچ رہی: اب زید اس کو اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۹/ ۱۳۴۳ھ)

الجواب: جو درخت املی زید نے مسجد میں دیدیا تھا اس میں سے جو لکڑی باقی رہی، اس کو اپنے صرف میں نہ لائے؛ البتہ اگر مسجد میں اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے تو اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت مسجد مذکور میں لگادی جائے۔ فقط

مسجد کے احاطے سے درخت کٹوا کر اس جگہ دکانیں بنوانا جائز ہے

سوال: (۵۳۶) مسجد کے پیش دروازہ درخت جامن کھڑے ہیں، اگر وہ بوجہ آندھی کے گریں تو مسجد

(۱) الدر مع الشامي ۶/ ۴۵۶ كتاب الوقف – مطلبٌ في اشتراط الغلة لنفسه.
(۲) الشامي ۶/ ۵۰۷-۵۰۸ كتاب الوقف – مطلبٌ استأجر دارًا فيها أشجارٌ.

کے دروازہ اور مینار کی عمارت کو سخت صدمہ پہنچنے کا احتمال ہے، ایسی حالت میں ان درختوں کو کٹوانا جائز ہے یا نہ؟ اور درختان کی اراضی میں دکان بنانا جس کی آمدنی سے مسجد کو امداد ملے کیسا ہے؟ (۵۹۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بہ حالت موجودہ ان درختوں کو کٹوانا، اور اس زمین میں مسجد کے لیے دکانیں بنوا دینا جائز بلکہ بہتر ہے۔

مسجد کے درختوں سے فائدہ اٹھانے کی ایک صورت

سوال: (۵۳۷) زید نے ایک پھل دار درخت کا پودا صحن مسجد میں نصب کیا، اور اس پودے کی پرورش متولی مسجد نے مسجد کے پیسے اور پانی سے کی؛ اب وہ درخت پھلتا ہے لیکن غارس یعنی زید کہتا ہے کہ میری نیت یہ تھی کہ اس کا پھل مصلیان مسجد کھائیں؛ اس صورت میں یہ درخت مسجد کا ہوگا یا نہیں؟ اور اس درخت سے حسب نیت غارس مصلیان مسجد کو فائدہ اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۵۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: حسب نیت غارس مصلیان مسجد کو انتفاع حاصل کرنا درست ہے کمافی الدرالمختار:

غرس في المسجد أشجارًا تثمر، إن غرس للسبيل فلكل مسلم الأكل الخ (۱)

تعزیہ کی گذرگاہ کے لیے مسجد کے درختوں کی پھیلی ہوئی شاخیں کاٹنا

سوال: (۵۳۸) ایک مسجد کے احاطے میں ایک درخت ہے اس کی شاخیں مسجد کے احاطے کی دیواروں کے باہر پھیلی ہوئی ہیں، اور مسجد کے قریب ایک مکان قدیم ہے، مسجد اور مکان کے درمیان عام راستہ ہے، اسی راستے سے ایک بڑا تعزیہ نکلا کرتا ہے، مسجد مذکور مع جائداد موقوفہ ہے، مکان مذکور عرصہ چھ سات ماہ کا ہوا راستہ مذکور کی جانب بڑھالیا گیا ہے جس سے جگہ کی کشادگی میں کمی ہوگئی، اور تعزیہ مذکور کے نکلنے میں دقت ہو؛ لہٰذا ایسی حالت میں بہ مقابلہ تعزیہ مسجد مذکور کے درخت مذکور کا کاٹنا چھانٹنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۳۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: تعزیہ کی رعایت سے اس درخت کا کاٹنا چھانٹنا درست نہیں ہے کہ تعزیہ کا نکالنا اور بنانا

---

(۱) الدر مع الرد ۶/ ۵۰۷ کتاب الوقف . مطلبٌ استأجر دارًا فيها أشجارٌ .

خود معصیت کبیرہ ہے، اس کے نکالنے کے لیے راستے کو درست کرنا، اور اوپر سے درخت مسجد کو چھٹوانا درست نہیں ہے کہ اس میں اعانت علی المعصیت ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: **وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى** وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الآية (۱) فقط

(۱) سورۂ مائدہ، آیت: ۲

مسجد کی تولیت اور احکام

مسجد کی تولیت سے متعلق چند سوالات اور ان کے جوابات

سوال: (۵۳۹)...... (الف) متولی کا مقرر کرنا ضروریات سے ہے یا نہیں؟

(ب) ایک سے زیادہ متولی مقرر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(ج) ایک فرقہ واقفین کا زید کو متولی قرار دیتا ہے، دوسرا فرقہ عمرو کو ــــــ ترجیح کس کو ہے؟ بہ صورت مساوات تعداد فریقین کے متولی نصب کرنے کا کس کو اختیار ہے؟

(د) امام و مؤذن مقرر کرنے کا اختیار قوم کو ہے یا واقفین کو؟ (۱۳۳۹/۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف) مسجد کے لیے اگر اوقاف ہیں کہ ان کی آمدنی مسجد کی ضروریات میں صرف ہوتی ہے، اور حساب کتاب کی درستی کی ضرورت ہے تو متولی کا مقرر ہونا ضروری ہے۔

(ب) کر سکتے ہیں۔

(ج) اکثر کو ترجیح ہے؛ یعنی اکثر کی رائے کو ترجیح ہوگی، اور بہ صورت مساوات دونوں فریق مساوی ہیں، دونوں متولی مقرر کر سکتے ہیں، اور وہ دونوں متولی ہو جائیں گے۔

(د) امام و مؤذن کا اختیار واقفین کو ہے، لیکن بہ صورت کہ قوم یعنی اہل مسجد اصلح کو امام مقرر کریں تو وہی امام ہو جائے گا۔

مسجد کا متولی اور مدرسے کا مہتمم کیسا ہونا چاہیے؟

سوال: (۵۴۰) جو شخص جاہل ہو، اور صوم وصلاۃ کا پابند نہ ہو، اس کو متولی مسجد یا مہتمم مدرسہ مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۵۷۶ھ)

الجواب: متولی ایسے شخص کو بنانا چاہیے جو خائن نہ ہو، اور کار تولیت اچھی طرح انجام دے سکے اس قدر تو ضروری ہے، اور بہتر یہ ہے کہ نیک آدمی کو جو کہ پابند احکام شریعت ہو، اور تولیت کا کام بھی انجام دے سکے متولی و مہتمم بنایا جائے۔

مسجد کی تعمیر و مرمت اور نظم ونسق کا اختیار کس کو ہے؟

سوال: (۵۴۱)......(الف) مسجد کی جائداد موقوفہ کا متولی؛ مسجد یا مسجد کے کسی مکان میں اپنی رائے سے ایسی ترمیم کرسکتا ہے جس کے مصلیان سخت مخالف ہوں؟

(ب) مسجد کی کوٹھری یا حجرہ یا مسجد کا مدرسہ متولی کی ملکیت ہے، یا ان کا نظم ونسق وغیرہ امام و مؤذن کی تقرری و علیحدگی مصلیان مسجد کے اتفاق پر موقوف ہے؟ مصلیان مسجد کو اس کے متعلق کوئی باز پرس یا حساب فہمی کا اختیار ہے یا نہ؟

(ج) مصلیان مسجد کے خلاف میں اگر کسی مسجد کا متولی دوسری مسجد کے نمازیوں کو اپنے ساتھ ملا کر، مخالفت سے اس مسجد میں کوئی ناپسندیدہ کام کرنا چاہے تو مصلیان کو اس پر رکاوٹ کا جواز اور متولی کو ان کا متفق الرائے کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۱۷۹۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف) درمختار میں ہے: البانی للمسجد أولی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار؛ إلا إذا عین القومُ أصلحَ ممن عیّنه البانی الخ وفی الشامی: قوله: بنصب الإمام والمؤذن أما فی العمارة فنقل فی أنفع الوسائل: أن البانی أولی أی بلا تفصیل الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ جائداد موقوفہ مسجد کا انتظام، اور مسجد کی تعمیر و مرمت وغیرہ بانی یا اس کے قائم مقام متولی کے اختیار میں ہوتا ہے، اور وہی اس قسم کے تصرف کرسکتا ہے۔

(ب) مسجد کے مکانات موقوفہ کسی کی ملک نہیں ہیں، لیکن تصرف تعمیر و مرمت وغیرہ کا اختیار اس میں متولی کو ہے، اور امام و مؤذن کے مقرر کرنے کا اختیار بھی بانی و متولی کو ہے، لیکن اگر اہل محلہ و اہل مسجد بانی و متولی کے امام مقرر کردہ سے لائق تر بالا مامة امام و مؤذن مقرر کریں تو وہی امام و مؤذن مقرر ہوگیا کما مر من الدر المختار. فقط

---

(۱) الدر والرد ۶/۵۰۵ کتاب الوقف – قبیل مطلب فی الوقف المنقطع الأول الخ.

(ج) اس کی تفصیل اوپر کے جوابات سے معلوم ہوگئی ہے کہ یہ اختیارات بانی اور متولی کو ہوتے ہیں، اور متفق الرائے کر لینا اہل محلّہ واہل مسجد کا ظاہر ہے کہ پسندیدہ و بہتر ہے۔ فقط

سوال: (۵۴۲) زید، عمر، بکر، خالد اور حامد ایک ہی مسجد کے امام ہیں، ہر ایک اپنی باری پر امامت کراتا ہے، ان کا آپس میں ایک تحریری معاہدہ بھی ہے کہ ہر ایک اپنے حصے کے موافق مسجد کی شکست وریخت کرتا رہے گا، اب زید، عمر، بکر مسجد میں بغیر رضامندی اور مشورہ کے کچھ تعمیر کرنا چاہتے ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۱۵۸۸ھ)

الجواب: یہ امر متعلق متولی مسجد کے ہے، متولی خود اس کو انجام دے، یا اس کی اجازت سے کوئی امام مسجد، یا دوسرا کوئی شخص اس خدمت کو انجام دے سکتا ہے، اور اگر زید، عمر، بکر، خالد اور حامد جو کہ امام مسجد ہیں وہی متولی بھی ہیں تو ان سب کی رضا اور مشورہ سے کام مرمت وغیرہ کا ہونا چاہیے۔ فقط

سوال: (۵۴۳) کیا کسی شخص کو بلا اجازت واطلاع متولیان مسجد کے، مسجد میں تعمیر ومرمت کا منصب ہے کیا ہر شخص جو بلا اجازت متولیان صاحب استطاعت کے تعمیر ومرمت کرے اس کو متولیان مانع ہوسکتے ہیں؟ (۱۳۳۵/۷۲۵ھ)

الجواب: شامی میں منقول ہے: وفي الطحطاوي عن الهندية: مسجد مبني أراد رجل أن ينقضه ويبنيه أحكم ليس له ذلك لأنه لا ولاية له مضمرات إلا أن يخاف أن ينهدم إن لم يهدم تتارخانية. وتأويله إن لم يكن الباني من أهل تلك المحلة وأما أهلها فلهم أن يهدموه ويجددوا بناءه ويفرشوا الحصير ويعلقوا القناديل لكن من ما لهم لا من مال المسجد إلا بأمر القاضي خلاصة. ويضعوا حيضان الماء للشرب والوضوء إن لم يعرف للمسجد بان فإن عرف فالباني أولى وليس لورثته منعهم من نقضه والزّيادة فيه الخ (۱) (شامی ۳/۴۷۰ کتاب الوقف) اس عبارت سے یہ امور مستفاد ہوئے کہ اہل محلّہ واہل مسجد، مسجد کی تعمیر ومرمت وغیرہ کر سکتے ہیں اور غیر اہل محلّہ کو یہ اختیار نہیں ہے، مگر اس وقت کہ مسجد کے منہدم ہوجانے کا خوف ہو، اور یہ کہ اگر بانی مسجد معلوم ہو تو وہ مقدم ہے تعمیر مسجد وغیرہ کے لیے، اور یہ کہ بانی مسجد کے ورثہ اہل محلّہ واہل مسجد کو جب کہ وہ تعمیر ومرمت مسجد کریں، یا دیگر اشیاء ضروری مسجد میں رکھیں اور مہیا کریں منع نہیں کر سکتے، اور روک نہیں سکتے۔ فقط

(۱) الشامي ۶/۴۲۸ کتاب الوقف - مطلبٌ في أحكام المسجد.

بانی اور واقف میں سے مسجد کی تولیت کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۵۴۴) زید نے اپنے زر خاص سے زمین خرید کر پھوس کی مسجد بنا کر وقف کی، اور خود اس کا متولی رہا، بعد کئی سال کے عمر سے استدعاء کی کہ اس مسجد کو وسیع اور شاندار بنا دے، چنانچہ عمر نے حسبۃً للہ بنادی، اس صورت میں بانی مسجد و متولی کون ہوگا؟ زید اور اس کی اولاد یا عمر؟ (۱۱۷۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد جدید کا بانی و متولی عمر ہوگا کیوں کہ بانی احق بالتولیت ہے۔ فقط

بانیٔ مسجد کی اولاد کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص متولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۴۵) اگر کسی نے مسجد بنوائی تو اس کی اولاد کے ہوتے ہوئے دوسرا متولی مسجد ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۵۶۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: کسی مسجد میں امام و مؤذن مقرر کرنے کے لیے زیادہ مستحق بانی مسجد یا اس کی اولاد ہے، لیکن اگر مصلیان مسجد و اہل محلہ کسی افضل شخص کو امام مقرر کردیں تو وہی امام ہوجاتا ہے، اور امام بنانا ایسے شخص کو چاہیے جو مسائل نماز سے واقف ہو اور صالح و متقی ہو۔ اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو، باقی تفصیل اس کی کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فقط

سوال: (۵۴۶) ...... (الف) کیا کسی کو یہ کہنے کا حق ہے کہ میرے بزرگوں نے مسجد بنوائی ہے، یا اس کے اندر اینٹ چونہ وغیرہ دیا ہے؛ اس لیے بہ نسبت دوسروں کے میرا حق زیادہ ہے؛ یہ کہنا شرعاً کہاں تک صحیح ہے؟

(ب) متولی مسجد کا مسجد پر کس قدر حق اور اختیار ہے؟ (۴۶۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف) کتب فقہ میں ہے کہ بانی مسجد یا اس کی اولاد کو امام و مؤذن وغیرہ مقرر کرنے کا زیادہ حق ہے، اور متولی و منتظم بھی وہی ہے۔

(ب) جو حقوق اوپر لکھے گئے اس قسم کے حقوق اور انتظام مسجد بانی مسجد و متولی مسجد کو ہوتے ہیں۔ فقط

غیر مسلم بھی مسجد کا متولی ہوسکتا ہے

سوال: (۵۴۷) ایک مسلمان عورت عمر اسی (۸۰) سالہ نے اپنی جائداد کو مسجد پر وقف کرکے،

اس کا متولی رام پرشاد کو مقرر کر دیا؛ ہندو شرعاً وقف کا متولی ہوسکتا اور رہ سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۲۹/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: اگر وہ ہندو خیانت آمدنی اوقاف میں نہ کرے؛ تو متولی وقف رہ سکتا ہے۔ شامی میں ہے: ویشترط للصحة بلوغه وعقله لاحريته وإسلامه الخ (۱)

خائن وفاسق اور بدکار شخص مسجد کا متولی اور رکن نہیں ہوسکتا

سوال: (۵۴۸)...... (الف) جو شخص مسجد کی زمین اپنے گھر میں ملالے، اور داڑھی منڈائے؛ ایسا شخص رکن مسجد ہوسکتا ہے؟

(ب) ایک شخص کے پاس مسجد کا روپیہ رہتا تھا، اس کا انتقال ہوگیا، بیٹا موجود ہے، وہ مسجد کے اس روپے کو ادا نہیں کرتا۔ کیا یہ شخص رکن مسجد اور خازن جماعت ہوسکتا ہے؟

(ج) جو شخص غیر عورت سے حرام کاری کرتا ہے وہ رکن مسجد ہوسکتا ہے؟ (۲۹۸۱/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف) ایسا شخص فاسق وخائن ہے رکن ومتولی مسجد ہونے کے لائق نہیں ہے۔

(ب) خائن متولی ورکن مسجد ہونے کے لائق نہیں ہے۔

(ج) نہیں ہوسکتا۔ فقط

جھوٹے اور نماز کی پابندی نہ کرنے والوں کو مسجد کی کمیٹی کا ممبر ومنتظم بنانا درست نہیں

سوال: (۵۴۹) جو لوگ سود خوار، دروغ گو، زناکار، تارک صلوۃ ہیں وہ لوگ مسجد کی کمیٹی کے ممبر ومنتظم ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ ایسی کمیٹی میں کن صفات کے اشخاص کی ضرورت ہے؟ (۳۳۳/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: کتب فقہ شامی وغیرہ میں ہے: قال في الإسعاف: ولا يولّى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن (۲) وفي الدر المختار: وينزع وجوبًا لو الواقف غير مأمون أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه فتح الخ (۳)

---

(۱) ردالمحتار ۴۵۳/۶ كتاب الوقف — مطلب في تولية الصبيّ.

(۲) ردالمحتار ۴۵۳/۶ كتاب الوقف — مطلب في شروط المتولي.

(۳) الدر مع الرد ۴۵۲/۶-۴۵۳ كتاب الوقف، مطلب: يأثم بتولية الخائن.

ان روایات سے معلوم ہوا کہ منتظم مسجد ومتولی امانت دار نیک لوگ ہونے چاہئیں۔

بدزبان متولی؛ تولیت کے لائق نہیں

سوال: (۵۵۰) آمد وخرچ کے معائنہ حساب کی درخواست پر متولی ومنتظم کا یہ جواب کہ اپنے روپے سے نئی مسجد بنا کر حساب دیکھا کرو، اور آئندہ تم اس مسجد میں قدم نہ رکھنا ورنہ تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا، اور منتظم کی بدزبانی، بے لگامی، انواع واقسام سے ایذاء رسانی کرنا؛ اور بانیان مسجد جدید کو منافق، ونوتعمیر مسجد کو مسجد ضرار قرار دینا کیسا ہے؟ جب کہ نیت ان کی صالح ہے، اور ارادہ ضرر رسانی کا نہیں ہے؟ (۱۳۳۹/۱۸۴۵ھ)

الجواب: جواب مذکور متولی کی طرف سے بے جا اور ناجائز ہے، اور سب وشتم اہل اسلام خود کبیرہ گناہ اور موجب فسق ومعصیت ہے، اور ایسا بدزبان خائن متولی اور منتظم بنانے کے لائق نہیں ہے؛ بلکہ لائق عزل ہے صلحاء مسلمین اس کو معزول کر کے دوسرے شخص امین کو متولی بنائیں، اور بانیان مسجد جدید کو جن کی نیت اور غرض اصلاح اور اخلاص ہے منافق کہنا اور ان کی بناء کردہ مسجد کو "مسجد ضرار" کہنا حرام اور معصیت ہے؛ یہ جملہ امور متولی مذکور میں ایسے ہیں کہ جب تک وہ توبہ نہ کرے، اور حساب آمد وخرچ کو صاف کر کے اپنے اوپر سے الزام خیانت کا نہ اٹھائے، اس وقت تک وہ لائق متولی ہونے کے نہیں ہے، اور مستحق عزل ہے۔ فقط

سودخوار مسلمان مسجد کا متولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۵۱) مسلمان سودخوار مسجد کا متولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی سودخوار مسجد کا متولی ہو تو مسلمانوں کو اس کے معزول کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۲۰۹۲ھ)

الجواب: تولیت کے متعلق حکم شرعی یہ ہے کہ اگر وہ خائن ہو تو اس کو تولیت سے علیحدہ کر دیا جائے؛ کیوں کہ خائن کا متولی رکھنا جائز نہیں ہے، اگر وہ خائن نہیں ہے اور تولیت کے کاموں کو اچھی طرح انجام دیتا ہے، اور اس میں کچھ خیانت اس کی ثابت نہیں ہے؛ اگرچہ وہ سودخوار ہے تو معزول کرنا اس کا ضروری نہیں ہے، اور وہ متولی رہ سکتا ہے، کیوں کہ مدار تولیت کا امانت داری پر ہے؛ یعنی متولی اس

شخص کو مقرر کیا جائے جو امانت دار ہو اور کار تولیت کو امانت داری سے عمدہ طریق سے کر سکتا ہو شامی میں ہے: قال في الإسعاف: ولا يولّى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه الخ (۱)

مسجد وغیرہ کے لیے کتنے متولی ہونے چاہئیں؟

سوال: (۵۵۲) ایک مسجد عرصۂ دراز سے زیر تعمیر ہے، مسجد متذکرہ میں چند قطعہ کا ایک مکان بھی وقف ہے، چند لوگوں کا یہ ارادہ ہے کہ مسجد و مکانات وقف شدہ کا ایک یا دو آدمی کو منتظم بنادیا جائے، اور کثیر التعداد مسلمانوں کی مرضی یہ ہے کہ مسجد و مکانات موقوفہ کا اہتمام ایسے پانچ آدمیوں کے سپرد ہو جو معتبر و دیانت دار ہوں، اور انتظام کریں، اور حساب و کتاب آمد و خرچ کا لکھتے رہیں، ان دونوں فریق میں عوام کو کس کی تائید کرنی چاہیے؟ (۱۳۳۷/۱۳۱۱ھ)

الجواب: ایک شخص کو متولی و مہتمم بنایا جائے، یا دو کو، یا چار پانچ کو شرعاً سب درست ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ جو متولی ہو وہ امانت دار ہو، اور حساب و کتاب صاف رکھے، اور آمد و خرچ کا حساب لکھتا یا لکھواتا رہے، اور اس کی جانچ ہوتی رہے۔

انگریزوں سے اظہار محبت کرنے والے کو مسجد کا متولی بنانا

سوال: (۵۵۳)...... (الف) متولی مسجد کے لیے کیا شرائط ہیں؟

(ب) کیا ایسا شخص متولی ہوسکتا ہے جو احکام اسلام سے بالکل ناواقف ہو، انتظامی امور کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اکثر حصہ عمر کا انگریزوں کو شراب پلانے میں صرف کر چکا ہو، اور انگریزوں سے اظہار محبت و دوستی کرتا ہو، مسلمانوں کو مسئلہ خلافت و ترک موالات کی ترغیب سے منع کرتا ہو، مسجد کے مال کو بے جا صرف کرتا ہو؟

(ج) کیا ایسا شخص متولی مسجد بنایا جا سکتا ہے جو مسئلہ خلافت و ترک موالات کو خلاف احکام اسلام بتاتا ہو؟ (۱۳۳۹/۵۲۷ھ)

الجواب: (الف) مسجد کا متولی نہایت صالح و متدین و پرہیزگار متقی ہونا چاہیے، اگر اس سے کسی قسم کی خیانت یا فسق ظاہر ہو تو وہ مستحق اس کا ہے کہ اس کو تولیت سے علیحدہ کر دیا جائے، درمختار میں ہے:

(۱) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب في شروط المتولي.

وينزع وجوبًا(بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمون أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه (۱)اور شامی میں ہے: قال في الإسعاف: لا يولّى إلا أمين (۲)اور دوسری جگہ ہے: وأن الناظر إذا فسق استحق العزل الخ (۲)

(ب) جو شخص احکام اسلام اور امور انتظامیہ سے ناواقف ہو وہ اس قابل نہیں ہے کہ مسجد کا متولی بنایا جائے، کفار سے محبت رکھنا، اور فعل حرام پر ان کی اعانت کرنا حرام اور معصیت ہے، مسلمان آدمی کو ایسے ناجائز و حرام امور سے پرہیز کرنا چاہیے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَاءَ (۳) يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ،(۴) وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (۵)

(ج) مسئلہ خلافت کو خلاف احکام اسلام بتانا ناواقفی پر مبنی ہے۔ فقط

مسجد کے منتظمین کا طرز عمل کیسا ہونا چاہیے؟

سوال: (۵۵۴) مسجد کے منتظمین کا کیا طرز عمل ہونا چاہیے؟ اور ان پر صوم وصلوٰة کی پابندی لازم ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵-۴۴/۱۴۹۳ھ)

الجواب: صوم وصلوٰة کی پابندی ہر ایک مسلمان پر لازم ہے، اور مسجد کے منتظمین اور متولی کو احکام شریعت کی پابندی کا زیادہ خیال اور اہتمام ہونا چاہیے۔

مسجد کے متولیوں اور قوم کو باہمی اتفاق سے کام کرنا چاہیے

سوال: (۵۵۵) ایک قوم عرصہ چھ سات سال سے وقف جائداد جامع مسجد پر قابض ہے، حساب کتاب کسی مسلمان کو نہیں دیتی، بہت روپیہ جامع مسجد کا ہضم کرلیا، ایک مولوی صاحب کو واسطے فیصلہ کے بلایا، انہوں نے سمجھایا، اس پر اس قوم نے مولوی صاحب کو مارا؛ آیا مسجد کسی ایک قوم کی ملکیت ہے یا جملہ مسلمانوں کو ہر طرح کا حق حاصل ہے؟ جن لوگوں نے مولوی صاحب کو مارا ان کے لیے شرعی سزا

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۵۲-۴۵۳ كتاب الوقف ۔ مطلب : يأثم بتولية الخائن .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف ۔ مطلب في شروط المتولي .

(۳) سورۂ آل عمران، آیت: ۲۸ (۴) سورۂ مائدہ، آیت: ۵۷ (۵) سورۂ مائدہ، آیت: ۲

کیا ہے؟ (۱۳۴۲/۱۲۷۴ھ)

الجواب: جامع مسجد یا اوقاف مسجد کسی کی ملک نہیں ہیں، دعوی ملکیت اس میں باطل ہے؛ البتہ انتظام اوقاف متولیان کے سپرد ہوتا ہے، اس میں عام لوگوں کو دخل دینا نہ چاہیے؛ اگر وہ متولیان غبن اور خیانت کریں گے تو ان پر مؤاخذہ ہے، اور اگر کوئی شخص یا قوم مسجد کو اپنی ملک کہے تو اس کہنے سے ان کی ملک نہ ہوگی، قول ان کا لغو ہوگا؛ اور نماز اس میں صحیح ہے؛ مولوی صاحب مذکور کو انتظام متولیان میں کچھ دخل نہ دینا چاہیے تھا، اور ان متولیان کی یہ زیادتی ہے کہ مولوی صاحب مذکور کو مارا، بہر حال ان کو چاہیے کہ توبہ کریں، اور معاف کرائیں، اور آئندہ امانت داری سے کار تولیت انجام دیں، اور عام مسلمانوں کو مسجد کی خبر گیری اور درستی سے نہ روکیں، جو کچھ وہ لوگ مسجد میں صرف کریں، ان کو منع نہ کریں، اور اتفاق باہمی سے مسجد کا کام کریں۔ فقط

قاضی شہر کا مسجد کی تولیت کا دعویٰ کرنا — کمیٹی ہونے کی صورت میں متولی کی ضرورت نہیں

سوال: (۵۵۶)...... **(الف)** قاضی شہر نے جامع مسجد شاہی کے متولی ہونے کا دعوی کیا ہے؛ حالاں کہ کسی نے اس کو متولی نہیں بنایا، تو وہ مسجد اور اس کی دکانات موقوفہ کا متولی ہوسکتا ہے یا نہ؟

(ب) اگر ایسی مسجد کی دکانات پر کمیٹی مقرر ہو کر انتظام کرے تو پھر بھی متولی کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(ج) اگر کوئی متولی انتظام کے اندر برخلاف کمیٹی مالکانہ تصرف کرے، دکانات کے کرائے نامے اپنے نام سے لکھاوے، اور خیانت کا بھی اندیشہ ہو تو وہ متولی رہ سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۵۷۸ھ)

الجواب: (الف) قاضی شہر کو اس وجہ سے کہ وہ شہر کا نکاح خواں ہے، اور نکاح خوانی کرسکتا ہے، جامع مسجد اور اس کی دکانات موقوفہ کی تولیت کا کچھ حق نہیں ہے، متولی بنانے کا حق اصل میں واقف کو ہے، پھر اس کے وصی کو، جو کہ اس کا قائم مقام ہے، اور اگر یہ صورت نہ ہو تو اہل مسجد اور مصلیان مسجد متولی مقرر کرسکتے ہیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: **ولاية نصب القيم إلى الواقف ثم لوصيه لقيامه مقامه، وفي الشامي: ثم ذكر عن التتارخانية ما حاصله أن أهل المسجد لو اتفقوا على نصب**

رجل متولیًا لمصالح المسجد فعند المتقدمین یصح الخ (۱)

(ب) ایسی حالت میں وہی ممبران کمیٹی متولی ہیں، اور کسی متولی کے مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(ج) ایسی حالت میں اس کو متولی نہ بنایا جاوے، اور جس متولی سے خیانت ظاہر ہو وہ لائق معزول کرنے کے ہوتا ہے، لہٰذا ایسے شخص کو کسی حال متولی نہ بنایا جاوے۔

بعض واقفین نے نئی مسجد بنالی تو قدیم مسجد میں ان کی تولیت باقی ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۵۷) چند آدمیوں نے ایک زمین خرید کر مسجد بنوائی، امام ومؤذن مقرر کیے، دس بارہ سال تک سب واقفین نے اتفاق سے اس میں نماز ادا کی، مسجد کی آمدنی کے لیے اوقاف خرید کر مسجد کے نام کر دیے، ان میں سے بعض لوگوں نے مسجد دور ہونے کی وجہ سے دوسری مسجد بنالی ہے، اور پہلی مسجد کے اوقاف بہ حال خود جاری ہیں، اور اس دوسری مسجد والوں کو پہلی مسجد والے حقوق اوقاف سے علیحدہ معزول کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم متولی اپنی مرضی سے مقرر کرتے ہیں، تمہارا حق بسبب الگ مسجد بنانے کے نہیں رہا؛ آیا پہلے واقفین کا حق ساقط ہے یا باقی؟ (۱۳۴۴/۱۳۳۰ھ)

الجواب: بڑی مسجد والوں کا یہ کہنا دوسری مسجد جدید والوں کو کہ اب تمہارا کچھ حق مسجد سابق کی تولیت وانتظام میں نہیں رہا غلط ہے، ان کا حق مثل دیگر متولیان کے قائم وباقی ہے۔

جو شخص اپنی زمین میں مسجد بنائے اس کو تولیت سے خارج کرنے کا کسی کو حق نہیں

سوال: (۵۵۸) کیا مالک زمین جو خود مسجد بنا رہا ہے، اور خود ہی مہتمم ومتولی اور قابض ومتصرف ہے سرکاری معاملہ اراضی مملوکہ زیر مسجد اور اپنے احاطہ کا ادا کر رہا ہے؛ چند اشخاص خلاف کثیر مسلمانان کے اس کو بے دخل کر سکتے ہیں؟ (۱۱۲۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو شخص اپنی زمین میں مسجد بنا رہا ہے، اس کو کوئی جماعت مسلمانوں کی قلیل وکثیر اس

(۱) الدر والرد ۶/۴۹۶ کتاب الوقف – مطلب: الأفضل في زماننا نصب المتولي بلا إعلام القاضي الخ.

مسجد کی تعمیر واہتمام وتولیت سے بے دخل نہیں کر سکتی، بعد تعمیر مسجد کے بانی مسجد متولی ومہتمم رہے گا؛ اور جس وقت مالک زمین مسجد تعمیر کردے اور یہ کہہ دے کہ میں نے اس کو مسجد کردیا یا نماز باجماعت اس میں ہونے لگی تو وہ مسجد ہوجاتی ہے؛ درمختار میں ہے: **ويزول ملكه عن المسجد والمصلى بالفعل أى بالصلاة فيه (١) (شامى) وبقوله جعلته مسجدًا عند الثاني وعليه الفتوىٰ (١) (درمختار)** اور شامی میں ہے: **ففي النهر عن القنية: جعل وسط داره مسجدًا وأذن للناس بالدخول والصلاة فيه إن شرط معه الطريق صار مسجدًا في قولهم جميعًا وإلا فلا عند أبي حنيفة وقالا يصير مسجدًا ويصير الطريق من حقه من غير شرط الخ (١)** (شامی ۳/۳٦۹) **وأيضًا في الدر المختار: جعل الواقف الولاية لنفسه جاز بالإجماع وكذا لو لم يشترط لأحد فالولاية له عند الثاني وهو ظاهر المذهب (٢)**

چندہ کر کے مسجد بنانے والا مسجد کا بانی اور واقف نہیں

سوال: (۵۵۹) اگر کوئی شخص بائیس برس سے چندہ اور بھیک مانگ کر مسجد بنائے، اور وہی منتظم ہو تو تازندگی اس بنانے والے کو کوئی مسلمان علیحدہ کر کے دوسرا متولی بنا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر لوگ چندہ دیتے ہوں اور متولی پر جھوٹا الزام لگایا جائے کہ حساب روپے کا نہیں دیا تو کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۲/۳٦۳ھ)

الجواب: مسئلہ فقہ کا یہ ہے کہ جو بانی مسجد اور واقف ہو وہ یا اس کی اولاد مستحق تولیت ہوتے ہیں، اور جو شخص لوگوں سے چندہ مانگ کر مسجد میں لگاتا ہے وہ درحقیقت بانی اور واقف اس مسجد کا نہیں ہے، پس بہ صورت موجودہ اکثر مسلمانان جس کو لائق تر سمجھیں اس کو متولی بنادیں۔

متولی کو مسجد کے گرانے کا اختیار کب ہوتا ہے؟

چندے سے بنی ہوئی مسجد کا متولی کون ہوگا؟

سوال: (۵٦۰)...... (الف) مسجد آباد کو گرا کر دکانیں بنانا اور ان کے اوپر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

---

(١) الدر والشامي ٦/٤٢٦ كتاب الوقف. مطلبٌ في أحكام المسجد.

(٢) الدر مع الشامي ٦/٤٥١ كتاب الوقف. مطلبٌ في اشتراط الواقف الولاية لنفسه.

(ب) اگر چندے کے روپے سے زمین مسجد ایک شخص کے نام پر خرید کی جائے، اور اس میں مسجد بھی چندہ کے روپے سے بنائی جائے؛ اس صورت میں متولی کون ہوگا؟

(ج) متولی کو مسجد کے گرانے کا کب اختیار ہوتا ہے؟

(د) کیا مسجد مکمل کو آئندہ نفع کے لیے گرانا جائز ہے؟ جب کہ گرانے کا منشا اپنے عیال اور اطفال کے لیے آمدنی کی صورت نکالنی ہو؟ (۲۶/۷-۳۳/۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف) مسجد قدیم وآباد کو شہید کر کے نیچے دکانیں بنوانا اور اوپر مسجد بنانا شرعاً درست نہیں ہے۔ کما صرح به الشامي وغيره.

(ب) تولیت کا حق ان کو ہے جن کے روپے سے مسجد بنی، وہ اگر مشتری زمین کو ـــــ جس کے نام کاغذ ہوا ـــــ متولی بنادیویں تو وہ متولی ہوگا ورنہ نہیں۔

(ج) جب کہ مسجد پرانی وشکستہ ہو جائے اور گرنے کا اندیشہ ہو اس وقت درست ہے کہ مسجد کہنہ کو گرا کر از سر نو مضبوط تعمیر کی جائے؛ لیکن نیچے دکانیں بنانے کی پھر بھی اجازت نہیں ہے۔

(د) ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

جو مسجد سنی اور شیعہ دونوں کے استعمال میں ہو وہ کس کے انتظام میں رہے گی؟

سوال: (۵۶۱) ایک مسجد جو زمانۂ قدیم سے اہل سنت والجماعت، اور اہل شیعہ دونوں کے زیر استعمال چلی آتی ہے، اس کا انتظام وغیرہ بھی دونوں کے چندے سے ہوتا رہا ہے، اس کے بانی کی تحقیق نہیں کہ سنی تھا یا شیعہ، اب کچھ عرصے سے ایک فریق اپنا حق قائم کر کے دوسرے کو اس مسجد سے بے دخل کرنا چاہتا ہے، لیکن دونوں میں سے کوئی مسجد چھوڑنے پر تیار نہیں، رفع شر کے لیے کیا فیصلہ ہونا چاہیے؟ (۲۴۴۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں اس مسجد کے بانی اور واقف کی تحقیق کر لی جاوے، خواہ کاغذات کے ذریعے سے ہو، یا تعامل سابق کے ذریعے سے، اس تحقیق کے بعد جو شخص اس مسجد کا بانی وواقف محقق ہو اس کا انتظام اسی کے موافق فریق کے قبضہ واہتمام میں رہے گا۔ فقط

مسجد کے موقوفہ مکان میں متولی کا بلا کرایہ رہائش اختیار کرنا

سوال: (۵۶۲) کسی مسجد کے احاطے کے اندر اس کی امدادی ملکیت سے ایک مکان ہے، جس کو چالیس روپے کرائے پر طلب کیا جاتا ہے، اس کو کرائے پر نہ دے کر، اس میں مسجد کے متولی صاحب مع بچوں کے بلا کرایہ رہنا چاہتے ہیں، اور چالیس روپیہ ماہوار کرایہ کا نقصان مسجد کا کرتے ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۵۰۱ھ)

الجواب: جوامر أنفع للوقف ہو اس کو اختیار کرنا ضروری ہے، اور وقف کو نقصان پہنچانا درست نہیں ہے؛ پس اگر مسجد کو ضرورت ہے کہ اس مکان موقوفہ کا کرایہ مسجد میں صرف ہو تو متولی صاحب کو فعل مذکور درست نہیں ہے، اور اگر مسجد کو ضرورت نہیں ہے، اور متولی صاحب کو ضرورت وہاں رہنے کی ہے، یا وقف میں کوئی ایسی شرط ہے، تو یہ درست ہے، جیسا کہ شامی وغیرہ میں ہے: مراعاة غرض الواقفین واجبة (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) اور یہ بھی کتب فقہ میں ہے: ویفتی بکل ماهو أنفع للوقف (۱) فقط

مسجد کا کچھ حصہ متولی اپنے مکان میں شامل کر لے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۶۳) مسجد کے متصل متولی کا مکان ہے، اس مکان کی دیوار متولی نے تعمیر کرائی، اور چوں کہ متولی کی دیوار سے احاطۂ مسجد کا بھی اتصال ہوتا تھا اس لیے متولی نے ایک بالشت زمین مسجد کے چبوترے کی اس دیوار کے احاطے میں شامل کر لی، اور اپنے ورثاء پر یہ بات ظاہر کر دی؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس قدر اراضی کی قیمت مسجد میں لگا دی جائے تو جائز ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۶۴۱ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: فيجب هدمه ولو على جدار المسجد وفي الشامي: قوله ولو على جدار المسجد مع أنه لم يأخذ من هواء المسجد شيئًا ونقل في البحر قبله: ولا يوضع الجذع على جدار المسجد وإن كان من أوقافه اه قلت وبه علم حكم مايصنعه بعض جيران المسجد من وضع جذوع على جداره فإنه لايحل ولو دفع الأجرة الخ (۲) (شامی) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں کوئی صورت جواز کی نہیں ہے، سوائے اس کے کہ اس

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۸۲ کتاب الوقف – مطلبٌ: سکن المشتری دارَ الوقف.

(۲) الدر والرد ۶/۴۲۸-۴۲۹ کتاب الوقف – في آخر مطلبٌ في أحكام المسجد.

دیوار کو منہدم کر کے، مسجد کی زمین کو خارج کر کے، پھر دیوار اپنی زمین میں بناء کرے۔

متولی کا مسجد کے احاطے میں مکان بنانا

سوال: (۵۶۴) متولی کو مسجد کے احاطے میں مکان بنانا درست ہے یا نہیں؟ محلے والے منع کرتے ہیں کہ یہ مال مسجد کا ہے؟ (۱۱۴۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: متولی کو اپنے رہنے کے لیے مکان بنانا مسجد کی وقف زمین میں درست نہیں ہے، اور وہ زمین وقف ہے، ملک متولی کی نہیں ہے۔

سوال: (۵۶۵) ایک مسجد کے احاطے میں کچھ جگہ ہے، اس میں متولی اور قاضی محلہ اپنے رہنے کے لیے مکان بنانا چاہتے ہیں درست ہے یا نہیں؟ (۱۲۱۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زمین جو اندر احاطہ مسجد کے ہے، وہ اوقاف مسجد سے ہے، اس میں کسی متولی اور محلہ دار کو تصرف مالکانہ کرنا درست نہیں ہے، اور اپنا رہائشی مکان بنانا جائز نہیں ہے۔

متولی کا مسجد کی گھڑی اپنے ذاتی استعمال میں لانا

سوال: (۵۶۶) متولی مسجد اپنے مکان کی آرائش کی وجہ سے مسجد کی گھڑی و شامیانہ اپنے صرف میں کہ جس میں کوئی دینی مصلحت نہیں، لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۸۵۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درست نہیں ہے۔

متولی کو مسجد کی چیزیں اپنے استعمال میں لانا

سوال: (۵۶۷) متولی مسجد اشیاء مسجد کی جو مسجد کے خرچ سے زائد ہو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے یا نہیں؟ (۷۳۱/۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو جو چیز مسجد کے کام آسکتی ہو وہ تو مسجد ہی کے لیے رکھی جائے، اور اگر کوئی چیز ایسی ہے کہ اس سے مسجد کا کوئی کام متعلق نہیں ہے اور اس کی کوئی قیمت بازار میں مل سکتی ہے تو اس کو فروخت کر کے مسجد کے مصارف میں لگانا چاہیے، یا اگر معمولی چیز ہے تو اس میں فقراء کو دینے کی اجازت بھی بعض روایتوں میں آئی ہے؛ چنانچہ اگر مسجد کی چٹائیاں بوسیدہ ہو کر بے کار ہو گئیں تو ان کو فروخت کر کے

مسجد کے تیل وغیرہ میں لگانا یا کسی فقیر کو دینا؛ دونوں کی اجازت فقہاء نے دیدی ہے کمافی الخلاصة: بواری المسجد إذا صارت خلقةً واستغنی أهل المسجد عنها وقد بسطها إنسان إن کان الذی بسطها حیًا فهی له وإن مات ولاوارث له قال فی الفتوی: أرجو أن لابأس أن یدفع أهل المسجد إلی فقیر وینتفعوا بثمنها فی شراء حصیر آخر وکذا لوکان الذی بسطها حیًا یفعل ذلك(۱) (خلاصة ۴/۴۲۶) متولی مسجد کے لیے اگر واقف نے کوئی حصہ مقرر کر رکھا ہے تو وہی اس کا حق ہے، اور اگر اس کے لیے کوئی حصہ نہیں رکھا، اور مسجد کے متعلق کوئی وقف ہے جس کا انتظام متولی کرتا ہے تو ایسی صورت میں متولی کو اجر مثل ملے گا، جس کا کھانا اس کو حلال ہے۔ کمافی الشامی وفی الخلاصة: وللمتولی أن یأکل بالمعروف کما أن الامام یأکل من بیت المال(۲) (۴/۴۱۱) فقط

متولی: مسجد کی رقم بطور قرض لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۶۸) مسجد کا متولی؛ مسجد کے روپے کو کسی اپنی ضرورت کی وجہ سے قرض میں لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۲۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس کے جواز کی کوئی روایت نہیں دیکھی لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر کسی نے مسجد کے روپے کو صرف کر لیا تو ضمان اس پر لازم ہے، اور واپس کرنا اس کا ضروری ہے، اور اگر مسجد میں بالفعل ضرورت نہ ہو اور یہ اطمینان ہو کہ قرض لینے سے وہ روپیہ ضائع نہ ہوگا، اور بہ وقت ضرورتِ مسجد فوراً ادا ہو سکے گا، اور واپس کر دیا جاوے گا تو اس کی گنجائش ہے(۳) غرض یہ ہے کہ روپیہ مسجد کا ضائع نہ ہو، اور بہ وقت ضرورت مسجد کے کاموں کا کچھ حرج نہ ہو۔ فقط

متولیوں کا اوقاف مسجد کی آمدنی سے کھانا بنا کر خود کھانا اور قوم کو کھلانا

سوال: (۵۶۹) زید، عمر، خالد وغیرہ اشخاص کی نگرانی میں مسجد کے حصہ زیریں میں مکانات و

---

(۱) خلاصة الفتاوی مع المجموعة ۴/۴۲۵، ۴۲۶ کتاب الوقف ـ قبل الفصل الخامس، مطبوعة نول کشور لکنو. (۲) خلاصة الفتاویٰ مع مجموعة الفتاویٰ ۴/۴۱۱ کتاب الوقف قبل الفصل الثالث مطبوعة نول کشور لکنو.

(۳) مگر یہ اطمینان بہ قضائے قاضی قرض لینے کی صورت ہی میں ہو سکتا ہے ۱۲ سعید احمد پالن پوری۔

(ا) نات اوقاف سے ہیں، جن کی آمدنی کو خلاف منشا وقف اشخاص مذکور الصدر کھانے بنا کر خود بھی کھاتے ہیں، اور اپنی قوم کو کھلا دیتے ہیں، اور فوتہ ونذرانہ اس میں سے دیدیا کرتے ہیں، ان کو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ان کے لیے دنیا میں شرعاً کیا سزا ہے؟ (۱۳۳۹/۵۹۲ھ)

الجواب: آمدنی اوقاف مسجد کو اس طرح ناجائز طریق سے خرچ کرنا حرام ہے، اور خرچ کرنے والے عاصی وظالم ہیں، آخرت میں ان پر اس کا مؤاخذہ ہوگا، اور دنیا میں ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو معزول کیا جائے، اور ضمان اس بے موقع صرف کی ہوئی آمدنی کا ان کے ذمے ہے۔ فقط

متولی کے ذمے مسجد کی جو واجب الاداء رقم ہے اس کو معاف کرنے یا کرانے کا کسی کو حق نہیں

سوال: (۵۷۰) ایک سابق متولی "مسجد قطب خان" واقعہ شملہ مسلمانانِ شملہ سے استدعا کرتا ہے کہ ایک رقم جو ان کی جانب سے مسجد کو واجب الاداء ہے انہیں للہ معاف کردی جاوے، اس لیے کہ وہ اس رقم کو ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے؛ آیا مسلمانانِ شملہ کو یا متولیان جدید کو یہ اختیار ہے کہ وہ رقم مسجد کو جو بہ ذمہ متولی سابق واجب الاداء ہے اس کو معاف کردیں؟ (۱۳۳۵/۸۳۳ھ)

الجواب: کسی کو مسلمانانِ شملہ میں سے یا متولیان جدید میں سے یہ حق شرعاً حاصل نہیں ہے، اور جائز نہیں ہے کہ وہ رقم مسجد کو معاف کردیں؛ معاف کرنے کا کسی کو کچھ حق نہیں ہے، جس وقت متولی سابق یا اس کے فرزندان کو استطاعت ادائے رقم مذکور ہو ادا کریں، وہ ذمہ دار اس رقم مسجد کی ادا کے ہیں قال فی الدر المختار: یفتی بالضمان فی غصب عقار الوقف وغصب منافعه أو اتلافها الخ وکذا یفتی بکل ما هو أنفع للوقف الخ (۱) فقط

مسجد کی دکانوں کی آمدنی سے مسجد کی ضروریات پوری نہ کرنے والے متولی کا حکم

سوال: (۵۷۱) ایک شخص نے مسجد بنوائی، جب وہ فوت ہوا تو کوئی وارث نہیں چھوڑا، نمازیوں

---

(۱) الدر مع الشامی ۶/۳۸۱، ۳۸۲ کتاب الوقف — مطلبٌ: إذا آجر المتولی بغبنٍ فاحشٍ کان خیانةً.

کی رائے سے اُس وقت سے اس وقت تک یکے بعد دیگرے متولی مقرر ہوتے چلے آتے ہیں، اس مسجد کے متعلق وقف شدہ دکانیں ہیں جن کی آمدنی تقریباً چھتیس روپے ہے، مگر موجودہ متولی صاحب مسجد کے مصارف کو پورے طور سے پورا نہیں کرتے، تقاضہ کرنے پر جواب دیتے ہیں کہ اس آمدنی کو دوسرے کارخیر میں صرف کرتا ہوں؛ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو متولی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۱/۱۱-۱۳۴۳ھ)

الجواب: مسجد مذکور کی آمدنی سوائے اس مسجد کی ضروریات کے دوسرے کسی کارخیر میں صرف کرنا جائز نہیں ہے، اور جو متولی ایسا کرتا ہے کہ اس مسجد کی دکانوں کی آمدنی اس مسجد میں صرف نہیں کرتا وہ خائن ہے اس کو معزول کرنا چاہیے، اور دوسرے شخص امانت دار کو متولی مقرر کرنا چاہیے کذا فی الدر المختار کتاب الوقف. فقط

متولی کو مسجد کی دکان کا کرایہ کم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۷۲) زید کے پاس دکان مسجد تقریباً چھ سال سے بہ شرح کرایہ مبلغ چھ روپیہ ماہوار تھی، لیکن تقریباً ایک سال سے زید اور متولی مسجد میں نوبت مقدمہ کی آئی ہوئی ہے؛ بوجہ عدم وصول کرایہ، جب کہ فیصلہ عدالت سے حسب منشا متولی صادر ہوگیا تو جو دعوی متولی نے مبلغ بارہ روپے ماہوار کا کیا تھا، اس کے بہ موجب ڈگری ہوگئی تو زید متولی سے استدعا فیصلے کی کرتا ہے؛ یعنی کرایہ میں تخفیف کرانا چاہتا ہے، متولی کو کمی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۴۰۲/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر کرایہ دکان کا چھ روپیہ ماہوار مقرر ہوا تھا، اور متولی نے بارہ روپیہ ماہوار کے حساب سے نالش زید پر کی، اور ڈگری ہوگئی تو اس صورت میں متولی کو کمی کرنا جائز ہے، لیکن جس قدر رقم کرائے کی کرایہ دار کے ذمے واجب ہے، اور جس قدر خرچ ہوا ہے یعنی مقدمہ میں؛ اس میں سے کچھ کمی کرنا جائز نہیں ہے کہ اس میں مسجد کا نقصان ہے، اور اس سے زیادہ وصول کرنا بھی درست نہیں ہے۔ فقط

متولی مصلحۃً مسجد کی دکان کم کرایہ ادا کرنے والے کو دے سکتا ہے

سوال: (۵۷۳) ایک مسجد کے متعلق چند دکانات ہیں ان میں مسلمان حلوائی بھی کرایہ دار ہیں، اب مسجد کے متولی کی تحریک سے دکانات کے کرائے کا نیلام تین سال کے لیے کیا گیا، مسمی لطیف بھائی

جو مسجد کے ممبر بھی ہیں ان کی بولی چھتر روپے ماہوار کی تھی، اور حلوائی کی بولی سو روپے ماہوار کی، متولی اور ممبران نے لطیف بھائی کے نام چھتر روپے میں نیلام ختم کردیا، جس سے تین سال کی مدت میں مسجد کا نقصان مبلغ نو سو روپے ہوا، جس سے مسلمان ملول اور معترض ہیں، متولی کا یہ عذر ہے کہ حلوائی دھواں کرتے ہیں جس سے عمارت سیاہ اور خراب ہوتی ہے کیا متولی اور ممبران کا یہ فعل درست اور قابل تسلیم ہے؟ (۱۷۲۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر متولی صاحب اور ممبران کا یہ عذر نیک نیتی پر مبنی ہے، اور مصلحت دکان مسجد اسی میں ہے تو عذر ان کا قابل تسلیم ہے، اور وہ مؤاخذہ سے بری ہیں۔ فقط

متولی: مسجد کا موقوفہ مکان فروخت کردے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۷۴) زید نے اپنی حیات میں اپنا ذاتی مکان، اور جو کچھ کہ اس کے مکان میں سامان تھا مسجد کو دیدیا، اس حالت میں جب کہ اپنے ہوش وحواس بالکل صحیح خیال کرتا تھا، لیکن اس شرط پر کہ جب تک زید اور زید کی بیوی زندہ ہے، اس وقت تک خود استعمال کریں گے، بعد وفات زید اور زید کی بیوی، جملہ سامان ومکان مسجد کی ملکیت ہوگی، اب جب کہ زید اور زید کی بیوی نے وفات پائی تو پنچایت نے اول جو کچھ سامان مکان کے اندر تھا اس کو فروخت کیا، اور اس کے بعد مکان پر قبضہ پاکر مسجد کی ملکیت میں دیدیا، اس کے بعد ایک سن رسیدہ حافظ قرآن جو کہ پیش امام مسجد ہے اس کو متولی قرار دے کر مالک قرار دیدیا، اور یہ طے کیا کہ اس مکان کے کرائے سے جو کچھ حاصل ہوگا وہ مسجد کی روشنی یا دیگر ضروری سامان میں لگایا جائے گا، لیکن کچھ عرصے کے بعد متولی نے اس مکان کو اپنی ملکیت قرار دے کر مکان کو فروخت کردیا، اور مکان مذکور سے جس قدر رقم حاصل ہوئی تھی وہ کل اپنے مصرف میں لایا، اور مسجد میں کوئی پیسہ خرچ نہیں کیا، ایسی حالت میں متولی مذکور کے لیے کیا حکم ہے؟ اور دستاویز پر جو بوقت فروختگی مکان تحریر ہوئی ہے اس پر جن لوگوں کے دستخط ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۳۳۷۲/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **فإذا تم ولزم لا يُملَك ولا يُملَّك ولا يعار ولا يرهن الخ** (۱) اور درمختار میں ہے: **شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع** (۲) اور شامی میں ہے: **قوله**

(۱) تنویر الأبصار مع الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف – مطلبٌ فرّق أبو يوسف بين قوله موقوفة إلخ.
(۲) الشامی ۶/۴۱۲ کتاب الوقف. مطلبٌ شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع.

لا یملك ای لایکون مملوکا لصاحبه ولا یملك أی لایقبل التملیك لغیره بالبیع ونحوه الخ (۱)
یعنی وقف صحیح ہونے کے بعد نہ واقف کی ملک میں آسکتا ہے، اور نہ بہ ذریعہ بیع وغیرہ کے کسی دوسرے شخص کا مملوک ہوسکتا ہے، بناءً علیہ مکان مذکور جو کہ مسجد کے لیے وقف ہو چکا تھا تو وہ ملک مسجد ہے، متولی یا کوئی شخص اس میں تصرف مالکانہ نہیں کرسکتا، لہٰذا متولی نے جو مکان موقوفہ علی المسجد کو فروخت کرکے، اس کی قیمت کو اپنے تصرف میں لایا؛ یہ شرعاً جائز نہیں ہے، یہ بیع صحیح نہیں ہوئی، اور خریدنے والا مکان کا مالک اس مکان کا نہیں ہوا، بلکہ مکان بدستور وقف علی المسجد اور ملک مسجد ہے، ایسے خائن متولی کو معزول کرکے کسی دیانت دار شخص کو متولی مقرر کیا جائے، اور جن لوگوں نے دستاویز پر دستخط اور گواہی کی اور جس نے دستاویز تحریر کی، یا اس میں کسی قسم کی امداد کی، اگر ان لوگوں کو مسئلہ معلوم تھا اور باوجود مسئلہ معلوم ہونے کے انھوں نے یہ کارروائی کی تو وہ سب فاسق اور گنہ گار ہوئے، ان کو توبہ کرنی چاہیے، اور اس مکان موقوفہ کو خریدنے والے کے قبضہ سے نکال کر مسجد کے قبضہ اور تصرف میں دینا چاہیے، اور امانت دار متولی مقرر کرکے اس کے حوالے کرنا چاہیے، ورنہ وقف کے ضائع ہونے کا گناہ سب کی گردن پر رہے گا، اور متولی مذکور جب تک اس مکان کو مشتری کے قبضہ سے نکال کر مسجد کا قبضہ اس پر نہ کراوے اس کو برادری سے علیحدہ کردیں، اور کوئی مسلمان اس سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے، اور اس کے مرنے جینے میں شریک نہ ہوں۔ فقط

متولی بوقت ضرورت ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۷۵) زید دو مسجدوں کا متولی ہے، اور دونوں مساجد کا وقف جدا جدا ہے، اسی شہر میں ایک مسجد ایسی بھی ہے جس کے لیے کچھ وقف نہیں تو زید ان دونوں مسجدوں کے وقف سے اس تیسری مسجد میں صرف کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ نیز ان دونوں مسجدوں کے مال کو جن کا وقف الگ ہے بوقت ضرورت ایک مسجد کا مال دوسری مسجد کی ضروریات میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۷۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: ان دونوں مسجدوں کے اوقاف کی آمدنی میں سے کسی تیسری مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح جب کہ ان دونوں مسجدوں کے بانی و واقف علیحدہ علیحدہ ہیں تو ایک مسجد کی آمدنی

(۱) الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف — مطلبٌ فرّق أبو یوسف بین قوله موقوفة.

میں سے دوسری مسجد میں خرچ کرنا حسب تصریحات فقہ جائز نہیں ہے۔ لما في الدر المختار: اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف أحدهما جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه لأنهما حينئذ كشئ واحد وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا و مدرسة ووقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك الخ(۱)

متولی مسجد کی موقوفہ جائداد کی آمدنی میں سے کچھ رقم کسی کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۷۶)..... (الف) متولی مسجد آمدنی وقف جائداد مسجد سے کسی مسافر یا حاجت مند کو کچھ رقم دے سکتا ہے یا نہیں؟

(ب) ایسی آمدنی سے کسی مسلمان ضرورت مند کو قرض دے سکتا ہے یا نہیں؟

(ج) کسی دوسری مسجد یا مدرسہ میں بھی کچھ خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۳۲۷۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) نہیں دے سکتا (ب) یہ بھی ناجائز ہے (ج) نہیں کرسکتا۔ فقط

موجودہ متولی کی رائے پر عمل کرنا ضروری ہے

سوال: (۵۷۷) نجیب آباد میں ایک مسجد کے متولی کو موقوف کر کے چندلوگ متولی بن گئے، اور اسی مسجد میں یعنی مسجد کے متعلق ایک حجرہ ہے، اس کے آگے سائبان ہے اس میں مدرسہ تجوید القرآن ہے، ان متولیوں نے مدرس کو نوٹس دیا ہے کہ یا کرایہ حجرہ وغیرہ کا ادا کرو، ورنہ مدرسہ اٹھالو اس کی بابت کیا حکم ہے؟ (۲۳۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جولوگ اس وقت متولی مسجد ہیں، انہیں کی رائے کے موافق عمل درآمد ہونا چاہیے، اگر وہ کرایہ طلب کریں تو کرایہ دینا ہوگا ویفتی بکل ما هو أنفع للوقف (۲) فقط

(۱) الدر مع الشامی ۶/۴۳۱ کتاب الوقف – مطلبٌ في نقل أنقاض المسجد ونحوه.

(۲) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۸۲ کتاب الوقف – مطلبٌ سكن المشتري دار الوقف.

مسجد کی کمیٹی کا مسجد کی زمین میں مدرسہ بنانے سے روکنا

سوال: (۵۷۸) ہم لوگوں نے ''مسجد رفیع الزماں صاحب'' کا انتظام، اور آمدنی، اور مسجد کی نگرانی کو قانونی حملوں سے بچنے کے واسطے، ایک درخواست دے کر صاحب کلکٹر ضلع ''آگرہ'' کے توسط سے کمیٹی کے سپرد کردیا، مگر قبضہ دخل متولیانہ اب تک ہمارا بدستور ہے، ایک روپیہ تیرہ آنہ ماہوار ہم خود جمع کر کے دے دیتے ہیں، کمیٹی صرف اس آمدنی کو جمع کرنے کی تحویل دار ہے، اور جملہ خدمات متولیانہ ہم کرتے ہیں، جس میں کمیٹی نے کبھی دست اندازی نہیں کی، مسجد کے متعلق زمین افتادہ پڑی تھی، اس میں ہم لوگوں نے مدرسہ تعمیر کرایا ہے کہ اس میں قرآن وحدیث کی تعلیم دی جائے، کچھ عمارت باقی ہے، اب کمیٹی اہل اسلام آگرہ مدرسہ بنانے سے روکتی ہے، مدرسہ کو پورا نہیں ہونے دیتی، آیا بحالت موجودہ اس کو یہ حق ہے یا نہیں؟ (۱۲۵۶/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب کہ تم لوگوں نے مسجد مذکور کی آمدنی ومصارف وغیرہ کو کمیٹی کے حوالے کردیا تو اب وہی کمیٹی متولی ہوگئی، ان ہی کی رائے اور مشورے سے تعمیر وغیرہ ہونی چاہیے، لہٰذا وہ کمیٹی تعمیر مذکور کو روک سکتی ہے کذا فی کتب الفقہ۔ فقط

متولی محلے والوں کو مسجد کی تعمیر سے نہیں روک سکتا

سوال: (۵۷۹) ایک مسجد زیر تعمیر ہے، اس کا وقف اس قدر کافی نہیں کہ اگر ایک دم اس کی تعمیر کرائی جاوے تو تعمیر پوری ہوسکے، اب متولی کسی دوسرے مسلمان کو اجازت نہیں دیتا کہ اپنا ذاتی روپیہ لگا کر کام ختم کرادے، متولی کسی دوسرے کا نہ نقدی روپیہ قبول کرتا ہے، نہ اینٹ، گارا نہ مزدور تو اب کیا مسلمان دوسرے مجبور ہیں شرعاً کہ بغیر اجازت متولی اس میں کچھ کام نہ کریں؟ (۲۸۳/ ۴۴-۱۳۳۵ھ)

الجواب: متولی کو ایسا کرنا جائز نہیں، اہل محلہ واہل مسجد میں سے جو کوئی امداد اس مسجد کی تعمیر و درستی میں کرے، ان کو منع نہ کرنا چاہیے، اور اگر متولی اس کو نہ مانے اور تعمیر وتکمیل مسجد کی تاخیر سے اہل محلہ واہل مسجد کا حرج ہے، اور ان کو اس کی تکلیف ہے تو وہ خود اپنے روپے اور چندے سے اس مسجد کی تعمیر وتکمیل کرسکتے ہیں، متولی کو منع کرنے کا حق نہیں ہے۔ **وأما أهلها أی أهل المحلة فلهم أن**

یهدموه ویجددوا بناءه ...... ولیس لورثته منعهم من نقضه والزیادة فیه الخ(۱) (درمختار)

چندلوگوں کا مسجد کے متولی سے حساب طلب کرنا

سوال: (۵۸۰) گروہ قلیل جامع مسجد کے متولیوں سے جائداد کا حساب لے کر بدنظمی پھیلانا چاہتا ہے؛ حالانکہ آج تک جامع مسجد کا انتظام خوش اسلوبی سے چلتا رہا، اور کسی قسم کی خرابی انتظام میں واقع نہ ہوئی؛ ابتداء میں جامع مسجد کی کچھ بھی جائداد نہ تھی مگر موجودہ متولیوں کی کوشش سے اس وقت جامع مسجد کی کافی جائداد ہے؛ کیا یہ حالت موجودہ گروہ قلیل کو جامع مسجد کے حساب دیکھنے کا حق پہنچتا ہے؟(۸۴۲/۴۲-۱۳۴۳ھ)

الجواب: حساب لینا حاکم وقاضی کا کام ہے، ہر ایک شخص اس کا مجاز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے:

لا تلزم المحاسبة فی کل عام ویکتفی القاضی منه بالإجمال لو معروفًا بالأمانة (۲)

مسجد کے متولی سے خیانت کی رقم وصول کرنا

سوال: (۵۸۱) ایک شخص متولی مسجد ہے جو کچھ آمدنی جائداد مسجد کی ہوتی ہے، اس کو اپنی رائے سے مسجد کے مصارف میں خرچ کرتا ہے مگر خرچ کر کے جو بقایا رہتی ہے، تخمیناً چالیس پچاس روپے سالانہ بچتے ہیں اس کا حساب نہیں دیتا، اہل محلہ نے مجبور ہو کر ایک دوسرا متولی مقرر کیا، مگر پہلے متولی نے نہ اس کو حساب دیا، اور نہ روپیہ وصول ہونے دیا۔ آیا اس متولی کی چارہ جوئی عدالت سے کر کے تمام سالوں کے بقایا وصول کیے جاویں یا نہیں؟ بینوا توجروا (۴۰۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر پہلے متولی پر شبہ خیانت کا ہے تو حکام سے چارہ جوئی کی جاوے کہ اس متولی سے حساب آمد وخرچ لے کر جو کچھ مسجد کا روپیہ برآمد ہو اس سے وصول کریں، اور کسی دوسرے شخص صالح امانت دار کو متولی مقرر کریں۔ فقط

---

(۱) الشامی ۶/۴۲۷ کتاب الوقف - مطلبٌ فی أحکام المسجد.

(۲) الدر مع الشامی ۶/۵۲۴ کتاب الوقف - مطلبٌ فی محاسبة المتولی وتحلیفه.

مسجد کی آمدنی اور اس کے مصارف کا بیان

مسجد کی آمدنی اور مصارف کے چند احکام

سوال: (۵۸۲) جامع مسجد دہلی کا انتظام بذریعہ ایک مجلس شوریٰ کے ہوتا ہے، اور مجلس منتظمہ جامع مسجد دہلی کو حسب ذیل اقسام کی آمدنی ہوتی ہے: کرایہ دکانات جامع مسجد، کرایہ ٹھیکہ اراضی افتادہ جامع مسجد وغیرہ وغیرہ، ان جملہ اقسام آمدنی مذکورہ سے جس قدر رقم وصول ہوتی ہے وہ حسب ذیل امور میں خرچ ہوتی ہے:

(الف) تنخواہ عملہ مسجد، امام ومؤذنان ودربانان ومحرران۔

(ب) فراہمی آب وضو در حوض مسجد بذریعہ چاہ۔

(ج) فراہمی آب نوشیدنی برائے نمازیان وزائرین اہل اسلام۔

(د) فرش، جانماز، دری وٹاٹ ودیگر سامان متعلقہ فرش اندرونی وبیرونی۔

(ھ) صفائی مسجد بذریعہ ملازمان وصفائی اطراف مسجد بذریعہ خاکروبان۔

(و) وظائف طلبہ دینیات وطلبائے دیگر مدارس جو عربی کی تعلیم بھی پائیں ودیگر طلباء فنون شریفہ اور یہ سب مسلمان ہیں۔

(ز) اخراجات روشنی بجلی بذریعہ الکٹرک کمپنی۔

(ح) اخراجات روشنی مثل تیل گلی (مٹی کا تیل)

(ط) خرچ سائبان وشامیانہ مسجد۔

(ی) خرید ظروف گلی، مٹکہ، لوٹا، آبخورہ وغیرہ۔

(ک) جائداد سکنی مملوکہ جامع مسجد کا ہاؤس ٹیکس۔

(ل) محصول آبیانہ نل۔

(م) مقدمات متعلقہ کرایہ وغیرہ جائداد جامع مسجد۔

(ن) تعمیرات ومرمت جامع مسجد۔

(س) تعمیر ومرمت وترمیم وغیرہ متعلق جائداد مملوکہ مسجد مذکور۔

(ع) اخراجات خرید ہیزم (سوختہ) وغیرہ برائے آب گرم۔

(ف) اخراجات متعلقہ دفتر جامع مسجد۔

(ص) امداد یتیم خانہ دہلی۔

(ق) اخراجات نومسلمان جو کہ جامع مسجد میں مشرف باسلام ہوں۔

(ر) امداد غرباء بذریعہ نقد وتقسیم پارچہ۔

(ش) امداد مرمت وتعمیر بعض دیگر مساجد شہر دہلی۔

(ت، ث، خ) اخراجات رمضان شریف مثلاً برف جو کہ بوقت افطار ونماز تراویح روزانہ مہیا کیا جاتا ہے وتقسیم شیرینی بروز ختم قرآن وہدیہ حافظ صاحب۔

(ذ) انعام ملازمان جامع مسجد۔

(ض) اخراجات وردی دربانان وجمعداران۔

(ظ) اخراجات گولہ ہائے آتشبازی جو رمضان میں بوقت افطار اور وقت ختم سحر وغیرہ چلائے جاتے ہیں۔

(غ) اخراجات شامیانہ وڈیرہ وخیمہ جات وقنات وفروش وغیرہ یوم جمعۃ الوداع۔ (۱۰۹۴/۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف) جائز ہے۔ (ب) جائز ہے۔

(ج) جائز ہے۔ (د) جائز ہے۔ (ہ) جائز ہے۔

(و) یہ صرف غور طلب اور تحقیق طلب ہے یہ وظائف طلباء جامع مسجد کی آمدنی سے کیوں اور کب سے متعلق ہوئے؛ اور آیا کوئی مدرسہ جامع مسجد کے متعلق بھی ہے جس کے اخراجات جامع مسجد کی آمدنی سے دیے جاتے ہوں۔

(ز) یہ بے ضرورت معلوم ہوتا ہے۔

(ح) خاص مسجد میں تیل گلی کی روشنی سے حتی الوسع احتراز مناسب ہے کیونکہ بدبودار تیل مسجد میں جلانا مکروہ ہے۔

(ط) درست ہے۔(ی) درست ہے۔(ک) درست ہے۔

(ل) جائز ہے۔(م) جائز ہے۔(ن) جائز بلکہ ضروری ہے۔

(س) جائز ہے۔(ع) جائز ہے۔(ف) جائز ہے۔

(ص) یہ گنجائش پر موقوف ہے، اور اگر ضروریات خاص جامع مسجد کی پوری کرنے کے بعد اگر پس انداز ہو تو یہ بھی جائز ہوسکتا ہے۔

(ق) اگر گنجائش ہو تو یہ بھی درست ہے۔

(ر) مسجد کی آمدنی سے امداد غرباء وغیرہ دراصل تفصیل طلب اور غور طلب ہے، البتہ جو اخراجات کسی وقف سے سالہا سال سے متعلق ہوں، اور اس کے موافق برابر عمل درآمد ہوتا رہا تو یہ ایک وجہ ایسے مصرف کے جواز کی ہوسکتی ہے۔

(ش) یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے اور زائد و فاضل آمدنی ہونے پر اس کا جواز موقوف ہے، یا یہ کہ رواج سابق اس کے جواز کے لیے دلیل ہوسکتا ہے۔

(ت، ث، خ) یہ بھی عمل سابق کی دلیل سے جواز پر محمول ہوسکتا ہے، اور اس میں برف کا خرچ تو اقرب الی الجواز ہے اور تقسیم شیرینی وہدیہ حافظ صاحب کے جواز میں تامل ہے۔

(ذ) جائز ہے۔(ض) درست ہے۔(ظ) درست ہے۔(غ) درست ہے۔فقط

مسجد کا روپیہ مسجد ہی میں صرف کرنا چاہیے

سوال: (۵۸۳) ایک شخص نے مسجد کی تعمیر ومرمت کے لیے کچھ روپیہ دیا، اب بعض لوگ اس روپے میں سے کچھ رقم دیگر رفاہ عام کے کاموں میں لگانا چاہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۳۸/۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ روپیہ مسجد کا مسجد میں ہی صرف کرنا چاہیے، دوسرے کام میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے کما فی عامۃ کتب الفقہ. فقط

اگر کسی نے مسجد کے لیے یہ کہہ کر روپیہ دیا کہ بہتر مصرف میں صرف کیا جائے تو وہ روپیہ کہاں صرف کرنا چاہیے؟

سوال: (۵۸۴) مسجد کے کسی درجہ میں بوجہ حفاظت اسباب کے کواڑ لگانا جائز ہے یا نہ؟ اور بند کرنا کیسا ہے؟ کسی شخص نے مسجد کے لیے یہ کہہ کر روپیہ دیا ہو کہ بہتر مصرف میں صرف کیا جائے، اور مسجد میں تین ضرورتیں درپیش ہیں:

(الف) مؤذن کا مقرر کرنا۔

(ب) مسجد کے اندر کے درجہ میں حفاظت اسباب کی غرض سے کواڑوں کا لگانا۔

(ج) خارج مسجد احاطہ کی دیوار بنوانا؛ شرعاً وہ روپیہ کہاں صرف کرنا مناسب ہے؟ مؤذن کی سال بھر کی تنخواہ کا خرچ موجود ہو لیکن اس خوف سے نہ تقرر کرنا کہ آئندہ سال کہاں سے آئے گا کیسا ہے؟ (۱۱۲۶/۳۴-۱۳۳۴ھ)

الجواب: کواڑوں کا لگانا بہ غرض حفاظت اسباب مسجد درست ہے، اور علاوہ اوقات نماز کے بند کرنا دروازہ کا بھی درست ہے، اور مؤذن کا تقرر شعائر ولوازم مسجد سے ہے، مؤذن ضرور مقرر کر لینا چاہیے؛ البتہ اگر بلا تقرر مؤذن بھی اذان میں حرج نہ ہوتا ہو، اور کوئی شخص حسبۃً للہ اس خدمت کو انجام دیتا ہو، تو پھر دیوار احاطہ اور کواڑ پہلے بنوائے جائیں؛ الغرض یہ سب کام ضروری اور مناسب ہیں، حسب ضرورت وحاجت جیسی گنجائش ہو اور مناسب ہو کیا جائے، شرعاً اس بارے میں کوئی تنگی نہیں ہے، اور جب کہ سال بھر کی تنخواہ مؤذن کا انتظام بالفعل ہو سکتا ہے تو وہ کر لیا جائے، آئندہ سال کا فکر نہ کیا جائے۔

مسجد کی آمدنی سے نمازیوں کو افطاری کھلانا یا رمضان میں ختم قرآن پر شیرینی تقسیم کرنا

سوال: (۵۸۵) کسی مسجد کی آمدنی اس کی ضروریات خرچ روزمرہ سے بہت زیادہ ہو تو اس زائد آمدنی سے ــــ ایسی صورت میں کہ شرط واقف معلوم نہ ہو ــــ تنخواہ مفتی وواعظ کی، اور خرچ ایسے مدرسہ کا جس میں عربی فارسی، اردو اور حساب سکھلایا جاتا ہو، شرعاً ادا کیے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور زائد

آمدنی سے افطاری خرید کر نمازیوں کا روزہ کھلوا سکتے ہیں یا نہیں؟

حفاظ کو کوئی رقم بطور نذرانہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ شیرینی ختم قرآن شریف تقسیم کرنا بھی ایسی آمدنی مسجد سے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۶۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد کے اوقاف کی آمدنی کو مصارف مذکورہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ روایات فقہیہ کے موافق ضروری ہے کہ اس آمدنی کو اس مسجد کی آئندہ ضروریات کے لیے رکھا جاوے، اور اگر کسی ضروری مد میں سوائے مسجد کے صرف بھی کیا جاوے تو بطور قرض صرف کیا جاوے۔

سوال: (۵۸۶) جائداد مسجد کی آمدنی میں سے متولی افطاری وغیرہ میں نمازیوں کی صرف کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۱۳۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس قسم کے اخراجات بغیر شرط واقف کے جائز نہیں ہیں۔

ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں صرف کرنا

سوال: (۵۸۷)......(الف) کیا ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں صرف کرنا بہ وقت ضرورت جائز ہے یا نہ؟

(ب) ایک مسجد کا روپیہ مدرسہ عربیہ میں یا بالعکس صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) یا کسی مسجد کی آمدنی سے مدرسہ جدید قائم اور جاری کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۵۴۳/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: قال فی الدر المختار: اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف أحدهما جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه لأنهما حينئذ كشيء واحد وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدا ومدرسة ووقف عليهما أوقافا لايجوز له ذلك الخ (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر واقف اور جہت وقف متحد ہوں، اور ان میں سے ایک کی آمدنی کم ہوگئی کہ اس کے اوقاف جو ذریعہ آمدنی تھے، خراب ہوگئے تو حاکم کو درست ہے کہ ایک وقف کی فاضل آمدنی دوسرے وقف پر صرف کردیوے، اس لیے کہ وہ دونوں اس صورت میں مانند شئے واحد کے ہیں، اور اگر واقف دو ہوں یا جہت وقف بدل جائے، اس

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۳۱ كتاب الوقف– مطلبٌ فی نقل أنقاض المسجد ونحوه.

طرح کہ دو شخص نے دو مسجدیں بنائیں، یا ایک شخص نے مسجد اور مدرسہ بنایا، اور ان پر کچھ اوقاف کیے؛ تو ایک کی فاضل آمدنی دوسرے پر صرف کرنا درست نہیں ہے، اور شامی نے کہا کہ **اگر ایک مسجد** کے اوقاف مختلف ہیں: مثلاً چند دکانیں ہیں تو اگر ایک دکان ان میں سے خراب ہو جائے تو دوسری دکان کی آمدنی سے اس کی درستی و مرمت کر سکتے ہیں۔ اور پھر نقل کیا: **ومن اختلاف الجهة ما إذا كان الوقف** منزلين أحدهما للسكنى والآخر للاستغلال فلايصرف أحدهما للآخر (۱) اور نیز درمختار میں یہ مضمون ہے کہ اگر ایک مسجد ویران ہو جائے، اور اس کی آبادی کی کوئی صورت باقی نہ رہے، تو اس کا سامان دوسری مسجد میں صرف کرنا درست ہے (۲) اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر مسجد اول ویران نہیں ہوئی تو اس کا سامان یا اس کی آمدنی زائد دوسری مسجد میں صرف نہیں کر سکتے، پس جواب، سوال اول و دوم کا عبارات مذکورہ سے ظاہر ہو گیا کہ ایک مسجد آباد کا روپیہ دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے، اور اسی طرح دوسرے مدرسہ وغیرہ میں بھی صرف کرنا درست نہیں ہے —— اور سوال سوم کا جواب یہ ہے کہ کسی مسجد کی آمدنی سے مدرسہ جدید قائم نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ عبارات مذکورہ سے واضح ہوتا ہے۔

سوال: (۵۸۸) ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۴۷ھ)

الجواب: ایک مسجد میں دوسری مسجد کا روپیہ صرف کرنا، موافق تصریحات فقہاء کے درست نہیں ہے، لیکن اگر زیادہ ضرورت میں بہ طریق قرض لے لیا جاوے تو درست ہے، بہ شرطیکہ اس مسجد ثانی میں آمدنی فاضل ہو جس کی اس وقت مسجد کو ضرورت نہ ہو۔ فقط

سوال: (۵۸۹) ایک مسجد کے واسطے ایک شخص نے کچھ روپیہ دیا جو اس کے حقیقی بھائی کے پاس موجود ہے، مہتمم مسجد اپنی مرضی سے اس مسجد کی درستی وغیرہ چاہتا ہے، اور جس کے پاس روپیہ جمع ہے وہ اس کو دوسری مسجد میں خرچ کرنا چاہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۱۸۲۳ھ)

الجواب: دوسری مسجد میں تبدیل کرنا ان روپیوں کا خلاف تصریح روپیہ دہندہ کے جائز نہیں ہے،

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) قوله: وعن الثاني الخ جزم به في الإسعاف حيث قال: ولو خرب المسجد وما حوله وتفرق الناس عنه، لا يعود إلى ملك الواقف عند أبي يوسف، فيباع نقضه بإذن القاضي و يصرف ثمنه إلى بعض المساجد (الشامي ۶/۴۲۹ كتاب الوقف مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره)

البتہ اگر کوئی صورت ایسی ہو کہ اس مسجد میں ضرورت نہ ہو، اور مہتمم اس کو ضائع کرنا چاہتا ہو؛ مثلاً ایسے امور میں صرف کرنا چاہتا ہو کہ وہ غیر ضروری یا حد اسراف میں داخل اور نا جائز ہوں؛ تو پھر خود وہ شخص جس کے پاس روپیہ جمع ہے، اس مسجد کی ضروریات میں صرف کر دے، اور اگر کوئی صورت وہاں نہ ہو سکے تو پھر بہ مجبوری دوسری مسجد میں صرف کر سکتا ہے۔ فقط

سوال: (۵۹۰) ...... (الف) ایک مسجد کے متولی کے پاس مسجد کا وقف روپیہ جمع ہے، وہ روپیہ دوسری مسجد میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) یا بطور قرض دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز ہے؟

(ج) مسجد کا روپیہ مدرسہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱ھ)

الجواب: (الف، تا، ج) جو روپیہ کسی خاص مسجد کا ہے جب تک وہ مسجد آباد ہے، اور وہاں فی الحال ضرورت ہے، یا آئندہ ضرورت کا خیال ہے تو اس روپے کو اسی مسجد میں خرچ کرنا چاہیے، دوسری مسجد یا مدرسہ میں خرچ کرنا اس کا درست نہیں ہے، اور نہ قرض دینا درست ہے، البتہ اگر وہ روپیہ مسلمانوں کے چندہ سے کسی مسجد خاص کے لیے جمع ہوا ہے، اور وہاں فی الحال ضرورت نہیں ہے، تو ان چندہ دینے والوں کی اجازت سے وہ روپیہ دوسری مسجد یا مدرسہ میں صرف ہو سکتا ہے۔

ایک مسجد کی رقم دوسری مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۵۹۱) فتح پور میں مسجد متعلقہ مدرسہ اسلامیہ کا ایک منارہ گرا ہوا ہے، زید نے اس کی تعمیر کے واسطے عمر متولی کو چار سو روپے دیے، لیکن وہ اس رقم میں تعمیر نہیں ہو سکتے، کیا متولی مدرسہ کو بہ اجازت یا بلا اجازت زید یہ حق حاصل ہے کہ اس رقم کو کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں صرف کرے؟ (۱۳۴۲/۲۲۹۴ھ)

الجواب: اس رقم کو اسی کام میں صرف کرنا چاہیے جس کے لیے زید نے وہ رقم دی ہے، اور ظاہر ہے کہ ایسے کام چندے سے ہوتے ہیں، جس وقت کام شروع ہو جائے گا، ممکن ہے کہ اس وقت دوسرے اہل خیر اس کی تکمیل کی فکر کریں، مساجد وغیرہ کے کام اسی طرح ہوا کرتے ہیں، پہلے سے پوری رقم کہاں جمع ہوتی ہے۔

ایک مسجد کے لیے جو چندہ کیا گیا اس کو دوسری مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۵۹۲) چندہ جو ایک مسجد کے واسطے کیا گیا ہے وہ دوسری مسجد میں صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۵۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: چندہ دینے والوں کی اجازت سے دوسری مسجد میں صرف ہو سکتا ہے، بدون ان کی اجازت کے درست نہیں، مگر (یعنی یہ بھی شرط ہے) جب کہ اس مسجد میں فی الحال ضرورت نہ رہے، اور آئندہ کو بھی کوئی ضرورت متصور نہ ہو۔

ایک مسجد کی نہایت زائد آمدنی کو دوسری مسجد یا مدرسہ میں بوقت ضرورت صرف کرنا

سوال: (۵۹۳) ممبئی میں ایک مسجد از حد شکستہ ہے، اور ممبئی کی جامع مسجد اپنے املاک، اوقاف و آمدنی کے باعث خود کی ضروریات و احتیاجات سے بہ درجہا غنی اور صاحب مال ہے، اگر مسجد جامع کی عمارت کو خدانخواستہ کسی قسم کا نقصان پہنچے تو باوجود تعمیر و اصلاح کے بہت بڑی فاضل رقم اس کے پاس رہ سکتی ہے، اس شکستہ حال مسجد کے پاس کافی سرمایہ نہ ہونے کے باعث اس کے متولی اگر جامع مسجد کے متولیوں سے جو قوم اور حاکم وقت کی طرف سے اس کی تولیت پر مقرر ہیں، بہ قدر ضرورت امداد کے طالب ہوں؛ تو کیا شرعاً جامع مسجد کے سرمایہ سے امداد جائز ہو سکتی ہے؟ (۱۱۸۰/۱۳۴۵ھ)

الجواب: روایات فقہیہ اس کے عدم جواز پر دال ہیں؛ یعنی باوجود آبادی مسجد کے اس کے اوقاف کی آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر مسجد اول غیر آباد ہو جاوے، اور ویران ہو جاوے، تو پھر اس مسجد کا سامان وغیرہ بھی دوسری مسجد میں خرچ کرنا، اور لگا دینا جائز ہے، درمختار میں ہے: **اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف أحدهما جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا و مدرسة و وقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك الخ** (۱) وفی

(۱) الدر المختار مع الرد ۶/۴۳۱ کتاب الوقف. قبل مطلب فی وقف المنقول تبعًا للعقار.

الشامی: قال الزیلعی: وعلی هذا حصیر المسجد و حشیشه إن استغنی عنهما یرجع إلی مالکه عند محمدؒ وعند أبی یوسفؒ ینقل إلی مسجد آخر الخ (۱) لیکن بعض روایات کی بناء پر یہ فتوی دیا گیا ہے کہ اگر کسی مسجد کی آمدنی اس قدر کثیر ہے اور اس قدر سرمایہ جمع ہو گیا ہے، کہ اس مسجد کو اس کی ضرورت نہیں ہے، تو اگر فاضل اور زائد آمدنی کو دوسری مسجد یا مدرسہ میں بہ ضرورت صرف کر دیا جاوے تو یہ جائز ہے؛ کیونکہ جب آمدنی کثیر ہوتی ہے تو اس میں تغلب (ناجائز قبضہ کرنے) کا احتمال ہے، اور وہ ضائع ہوگی؛ اس سے بہتر ہے کہ کسی مسجد و مدرسہ کے کام میں آجاوے۔ فقط

مسجد کی آمدنی سے امام ومؤذن اور مفتی وواعظ وغیرہ کو تنخواہ دینا

سوال: (۵۹۴) جامع مسجد آگرہ کے گرد کچھ دکانیں ہیں، جن کی آمدنی نہایت وافر ہے، اس آمدنی کے اخراجات حسب ذیل ہیں، صرف تعمیر مسجد، تنخواہ امام ومؤذن وفراش ومفتی وواعظ، صرف روشنی؛ اس کی آمدنی کی تحصیل وصول ودیگر امور مسجد کے لیے ایک سررشتہ (محکمہ) قائم ہے۔ ملازمان سررشتہ کی تنخواہ بھی اسی آمدنی سے دی جاتی ہے، اور اسی آمدنی سے ایک مدرسہ جاری ہے، لیکن اصل بانی کی کوئی شرط معلوم نہیں ہے؛ اس صورت میں یہ اخراجات جائز ہیں یا نہیں؟ (۵۲۴/۳۲-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اخراجات مذکورہ جائز ہیں قال فی الدر المختار: ویبدء من غلته بعمارته ثم ما هو أقرب لعمارته کإمام مسجد ومدرّس مدرسة یعطون بقدر کفایتهم ثم السراج والبساط کذلك إلی آخر المصالح الخ(۲)

سوال: (۵۹۵) آمدنی مسجد کرایہ وغیرہ سے امام کی تنخواہ مقرر کر دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۶۶/۱۳۳۳ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

مسجد کا مال فروخت کر کے اس کی قیمت امام کو دینا

سوال: (۵۹۶) میں بیوپاریان کی مسجد میں امامت کرتا ہوں، بچوں کا پڑھانا بھی میرے ذمے ہے، اور میرے گذر کے واسطے کوئی معقول مستقل آمدنی نہیں ہے، اور اہل محلہ کی حالت نازک ہے؛

(۱) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف - مطلب فیما لو خرب المسجد أوغیره .
(۲) الدر المختار مع الرد ۶/۴۳۸ کتاب الوقف - مطلب : یبدأ من غلة الوقف بعمارته .

یہاں پر جو بوچڑ خانہ (مذبح) ہے اس میں جس قدر بھینسیں ذبح ہوتی ہیں ان کے سینگ عرصہ دراز سے مسجد کے نام کر رکھے ہیں، ہمیشہ فروخت ہو کر مسجد کی ضروریات میں صرف ہوتے ہیں؛ اب جس قدر سینگ جمع ہیں؛ سب کا یہ ارادہ ہے کہ ہم ان سینگوں کو امام مسجد کو دیتے ہیں، اور بالفعل مسجد میں ضرورت بھی نہیں ہے: آیا امام مسجد کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۷۴۶ھ)

الجواب: سب دینے والے اگر اس پر متفق ہیں کہ ان سینگوں کی قیمت امام مسجد کو دی جائے تو یہ درست ہے، اسی طرح تیل زائد از حاجت کو فروخت کر کے لوٹوں، صف، سوختہ حمام مسجد وغیرہ ضروریات مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ فقط

کیا مسجد کے مال سے مسجد کے لیے تجارت کرنا جائز ہے؟

سوال: (۵۹۷) اہل محلہ یا متولی مسجد کو مسجد کے مال موقوفہ سے مسجد کی ترقی کے لیے تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۲۱/۴۴-۱۳۴۴ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے (۱) فقط

مسجد کے روپے سے اپنا کاروبار کرنا

سوال: (۵۹۸) کسی کے پاس کچھ روپیہ مسجد کا جمع ہے وہ اس روپیہ سے تجارت کرے اور نفع خود اٹھاوے اور اصل روپیہ مسجد ہی کا رہے تو یہ جائز ہے یا نہ؟ (۵۵۸/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے۔ (۲) فقط

سوال: (۵۹۹) ...... (الف) زید ایک مسجد کے جمع شدہ روپے سے دوصد روپیہ لے کر تجارت کرتا ہے، اور کچھ عرصے کے بعد اصل مع نفع مبلغ دو ہزار روپے مسجد کے نام جمع کرتا ہے مگر بکر جو کہ دکاندار ہے، مسجد کا تقریباً نوسو روپیہ خزانچی مسجد سے لے جا کر اپنی تجارت میں لگاتا ہے، اور ایک سال

(۱) قال في البحر الرائق: وفي القنية: ولا يجوز للقيم شراء شيء من مال المسجد لنفسه ولا البيع له وإن كان فيه منفعة ظاهرة للمسجد (البحر الرائق ۴۰۱/۵ كتاب الوقف)

(۲) حوالۂ سابقہ

کے بعد نو سو روپے واپس کرتا ہے۔ بکر کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

(ب) بکر مذکور عید کی نماز کے بعد چندہ برائے مسجد، مسجد میں جمع کرتا ہے، اور اپنے نام مبلغ سو روپے چندہ اٹھاتا ہے، بعد کو حساب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بکر نے صرف پانچ روپے چندہ دیا ہے شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا بکر مسجد کا ممبر رہ سکتا ہے؟ جب کہ وہ مسجد میں نماز کے لیے بھی نہ آتا ہو؟ (۶۲۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف) بکر نے جب کہ پورا روپیہ مسجد کا جو کہ لیا تھا، ادا کر دیا تو وہ مؤاخذہ سے بری ہو گیا۔

(ب) اور سو روپے کا وعدہ چندے میں دینے کا کر کے پانچ روپیہ دینا یہ بھی موجب مؤاخذہ نہیں ہے، اور معصیت نہیں ہے، جس کی وجہ سے اس پر طعن کیا جاوے، یا لائق ممبری کے نہ سمجھا جاوے، البتہ ترک جماعت و تراویح، اور مسجد کا روپیہ صرف کر لینا یہ امور خلاف سنت اور خلاف احتیاط ہیں، اگرچہ واپسی روپیۂ مسجد کے بعد وہ مؤاخذہ سے بری ہو گیا؛ مگر اٹھا لینا مسجد کے روپے کا خلاف احتیاط ہے۔ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ متولی امانت دار شخص کو بنانا چاہیے، جو کہ کار تولیت کو بہ امانت انجام دے سکے، اور خائن شخص کو متولی نہ بنانا چاہیے، پس اگر بکر خائن نہیں ہے اور مسجد کے روپے کو ضائع نہیں کرتا تو وہ متولی اور ممبر ہو سکتا ہے۔ فقط

مسجد کے مال کو جلسہ کی روشنی وغیرہ میں خرچ کرنا

سوال: (۶۰۰) جامع مسجد آگرہ میں ایک جلسہ ہوا، اس میں مسجد کے ملازموں سے کام لیا گیا، اور جو کچھ روشنی وغیرہ میں خرچ ہوا، وہ انجمن اوقاف سے دلوایا، اور اس جلسہ کے بانی ایک ممبر صاحب ہیں، اس پر دو ممبر معترض ہوئے، ایک چوتھے ممبر صاحب نے جو کچھ روشنی میں خرچ ہوا تھا اپنے پاس سے دے دیا؛ مسجد کے ملازموں سے کام لینا درست ہے یا نہیں؟ اور مال وقف سے خرچ مذکور کرنا درست ہے؟ (۱۷۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ان ملازموں سے یہ کام لینا تو ممنوع نہیں ہے، مگر خرچ روشنی وغیرہ کا آمدنی وقف سے لینا جائز نہیں ہے، وہ خرچ بذمہ اس ممبر کے ہے جس نے خرچ کیا اور کرایا، اگر کسی دوسرے ممبر نے اس

کی طرف سے خود ادا کردیا تو کچھ حرج نہیں ہے؛ غرض یہ ہے کہ وہ خرچ وقف پر نہ ڈالا جاوے، اصل ذمہ دار اور ضامن خرچ کنندہ ہے، اگر دوسرے ممبر نے ضمان ادا کردیا جائز ہے۔

نمازیوں کے سامان کی حفاظت کے لیے مسجد کی آمدنی سے دربان مقرر کرنا

سوال: (۶۰۱) ...... (الف) متولیان مساجد کے ذمے امام ومؤذن اور انتظام سامان کے علاوہ نمازیوں کے اسباب مثل جوتی وچھتری وغیرہ کی حفاظت کے لیے ایک دربان مسجد میں مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(ب) اس کو مسجد کی آمدنی سے تنخواہ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۵۵۷ھ)

الجواب: (الف) یہ ضروری نہیں ہے لیکن اگر اس کا انتظام من جانب متولی ہو تو کچھ حرج بھی نہیں ہے۔

(ب) اور دربان کو تنخواہ مسجد کی آمدنی سے دینا درست ہے۔

سوال: (۶۰۲) یہاں مسجد میں سے مصلیوں کے جوتے بہ حالت جماعت چوری ہوجایا کرتے ہیں تو صرف مصلیوں کے جوتوں کی حفاظت کے واسطے مسجد کے روپے سے ملازم رکھنا جائز ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۲۸۷ھ)

الجواب: ظاہر یہ ہے کہ اگر نمازی خود اس کا اہتمام چندہ وغیرہ سے نہ کرسکیں تو مسجد کے مال سے ملازم مذکور کی تنخواہ دینا جائز ہے، لیکن احوط یہ ہے کہ نمازی خود چندہ کرکے اس کا اہتمام کریں؛ کیوں کہ بعض فقہاء نے اس میں اشتباہ ظاہر فرمایا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں بحر سے نقل کیا ہے: **ویقع الاشتباه في بوّاب و مزملاتي قاله في البحر قلت: ولا تردد في تقديم بوّاب ومزملاتي وخادم مطهرة الخ۔**(۱) فقط

مسجد کی آمدنی سے وعظ وتذکیر وغیرہ کے لیے کسی عالم کو مقرر کرنا

سوال: (۶۰۳) ایک مسجد کے لیے جائداد موقوفہ کی آمدنی اس قدر زیادہ تھی کہ امام ومؤذن و دیگر خدام مسجد وغیرہ کے مصارف پورے ہوجانے کے بعد بھی معتد بہ بچت رہتی تھی، مسجد کے متعلق پہلے

---

(۱) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۴۳ كتاب الوقف – مطلبٌ في قطع الجهات لأجل العمارة.

سے ایک چھوٹا سا کتب خانہ بھی تھا، جب متولیان مسجد نے یہ دیکھا کہ فراغت کے ساتھ خرچ کرنے کے بعد بھی روپیہ جمع رہتا ہے تو انھوں نے مناسب سمجھ کر کتب خانہ کو بھی وسیع کر دیا جس میں علوم فقہ وحدیث وتفسیر کی بڑی بڑی کتابیں جمع کر دیں، اور امام مسجد کے علاوہ ایک عالم اس غرض سے مقرر کر دیا کہ فجر کے وقت قرآن شریف کی تفسیر شائقین مصلیان مسجد کو سنایا کریں، اور مسجد کے نمازیوں کو جو جو مسئلے پوچھنے کی ضرورت پڑے روزانہ ان سے دریافت کرتے رہیں، اور نیز جو جو استفتاء ان کے سامنے پیش کیے جائیں ان کے جوابات تحریر فرمادیا کریں، اور بعض اوقات نماز بھی پڑھادیا کریں، اور وقتاً فوقتاً وعظ کہتے رہیں؛ اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسجد مذکور کی آمدنی سے کتب خانہ نہیں بڑھانا چاہیے؛ حالاں کہ قدیم سے کتب خانہ موجود تھا صرف تھوڑے ہونے اور بہت ہونے کا فرق ہے، اور کہتے ہیں کہ شرعی احکام ومسائل بتانے والے عالم کی ضرورت نہیں؛ حالاں کہ مسجد مذکور میں دوسرے مسلم ومشرک بیسیوں ملازم اچھی اچھی تنخواہوں پر ملازم ہیں حتی کہ مصلیوں کے جوتوں تک کی حفاظت کے لیے بھی دو دو آدمی نوکر ہیں، اور مسجد کی کثیر آمدنی بینکوں میں جمع رہتی ہے جسے بینک والے سود پر چلا کر بے شمار فائدے حاصل کر چکے، اور اب بھی حاصل کرتے رہتے ہیں، اور مثلاً دنیا کی ظاہری روشنی حاصل کرنے کے لیے اس قدر وسعت اور دریادلی سے کام لیتے ہیں کہ صرف دس پانچ بتیاں کافی تھیں ان کے بجائے جگہ جگہ پر بہ کثرت بجلی کی بتیاں لگا رکھی ہیں؛ حالاں کہ مسلمانوں کو بالخصوص اس نازک زمانہ میں ظاہری روشنی سے کہیں زیادہ باطنی روشنی کی حاجت ہے۔ پس بہ ظاہر لوگوں کی یہ حالت ہے کہ دوسرے ضروری مصارف کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں، ان سے چشم پوشی برتتے ہیں، اور اس کے بجائے ہمت اور جرأت ہوئی تو یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالانے والے علماء کے وجود سے مسجد کو صاف کر دیا جائے؛ پس ارشاد ہو کہ صورت مسئولہ میں مسجد کی آمدنی سے کتب دینیہ خریدنا اور بہ غرض فیض رسانی مذکورہ عالم کو رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۹۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: صورت موجودہ میں کتب دینیہ ضروریہ کا خریدنا، اور کسی عالم کو بہ غرض وعظ وتذکیر، و پڑھانے ترجمہ وتفسیر قرآن شریف، وبیان مسائل ضروریہ وافتاء کے رکھنا جائز بلکہ ضروری ہے؛ کیوں کہ یہ امر مسجد کی عمارت معنویہ اور غرض واقف کے موافق ہے؛ کیوں کہ ظاہر ہے کہ غرض واقف کی یہی ہوتی ہے کہ جس امر کے لیے اس نے وقف کیا ہے وہ آمدنی ہمیشہ کو اس کی بقاء اور ترقی میں صرف ہو، اور

حصول ثواب اخروی برابر جاری رہے لأن قصد الواقف صرف الغلة مؤبدًا ولا تبقى دائمة الا بالعمارة (۱) (شامی) اور اس سے کچھ پہلے شامی میں ہے: قوله ثم ماهو أقرب لعمارته أی فإن انتهت عمارته و فضل من الغلة شیء يبدأ بما هو أقرب للعمارة وهو عمارته المعنوية التي هي قيام شعائره الخ (۱) (شامی ۳/۳۷۶ کتاب الوقف) اس سے معلوم ہوا جیسا کہ عمارت ظاہری وقف کی ضروری ہے اور اس سے بقاء وقف متصور ہے، اسی طرح عمارت معنویہ بھی اور قیام شعائر بھی ضروری ہے، اور ظاہر ہے کہ عالم مذکور کے رہنے سے جو کچھ نفع نمازیان مسجد مذکور وغیرہم کو پہنچے گا، اور لوگوں کی دینی ضروریات پوری ہوں گی وہ مخفی نہیں ہے، نمازیوں کو ترجمہ وتفسیر قرآن شریف سنانا، مسائل نماز وغیرہ سے مستفسرین کو آگاہ کرنا، سوالات کا جواب دینا، اور کتب دینیہ کا مطالعہ کرنا، اس سے نفع اٹھانا اور مخلوق کو نفع پہنچانا، یہ تمام امور موجب اجر عظیم واسطے واقف اور اس کی اعانت کرنے والوں کے لیے ہے اور یہ صدقہ جاریہ ہے۔

الغرض اس کے جواز میں بہ صورت مذکورہ — کہ جائداد موقوفہ کی آمدنی خرچ معمولی سے بہت زیادہ ہے — کسی کو تامل نہیں ہوسکتا، اس میں مسجد کی آبادی جو کہ عمارت معنویہ ہے حاصل ہے، مسجد میں رونق اور نمازیوں میں ترقی اس سے حاصل ہے کہ یہ سب عمارت معنویہ میں سے ہے جس کی ضرورت اوپر کی عبارت سے واضح ہے اور غرض واقف کے مطابق ہے جس کی رعایت شرعاً لازم وواجب ہے کما صرح به في الشامي: مراعاة غرض الواقفين واجبة. فقط

مسجد کا مال تعزیہ داری اور سویم وغیرہ میں خرچ کرنا جائز نہیں

سوال: (۲۰۴) ''اُودے پور'' میں معماروں کی دو مسجدیں ہیں، ان مسجدوں کے نیچے تقریباً چودہ پندرہ دکانیں ہیں، جن کی آمدنی سالانہ قریب ڈیڑھ ہزار روپے کی ہے، اس میں سے تقریباً نصف آمدنی تو مسجدوں میں صرف ہوتی ہے، اور باقی نصف روپیہ قوم کے لوگ تعزیہ بنانے میں صرف کرتے ہیں، اور محرم کے سویم کے روز کھانا پکا کر برادری کے لوگ کھا جاتے ہیں: یہ روپیہ جو مال وقف ہے برادری کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۰۰/۱۳۳۵ھ)

(۱) الشامی ۶/۴۳۸، ۴۳۹ کتاب الوقف - مطلبٌ يبدأ بعد العمارة بما هو أقرب إليها.

الجواب: وہ دکانیں مسجد کے اوپر وقف ہیں، ان کی آمدنی تمام مسجد میں خرچ کرنی چاہیے، تعزیہ داری اور محرم کے سویم میں اس کو خرچ کرنا بالکل حرام ہے؛ بلکہ اس زائد آمدنی کو بھی مسجد کے لیے رکھنا چاہیے؛ کہ آئندہ کو مسجد کی دکانوں وغیرہ میں ترقی کی جاوے، یا اور کوئی مکان وغیرہ خرید کر اس کا کرایہ مسجد میں خرچ کیا جاوے؛ برادری کے آدمیوں کو کھلانا اور سویم خلاف شریعت میں خرچ کرنا اس کا حرام اور ناجائز ہے۔ فقط

مسجد کی آمدنی سے مسجد میں نقش ونگار کرنا

سوال: (۶۰۵) صدر دروازہ جامع مسجد سہارنپور کے اوپر جو میناکاری کرائی گئی ہے، اس میں آمدنی جائداد جامع مسجد سے خرچ ہوئی ہے، یہ صرفہ غیرضروری سمجھ کر زیادہ تر مسلمانان سہارنپور ناخوش ہیں؛ یہ صرفہ جائز ہے یا نہ؟ (۲۸۱۷/۱۳۳۰ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ اپنے مال حلال سے ایسے تکلفات کرنا درست ہے، اور مال وقف سے درست نہیں ہے، مگر جب کہ آمدنی وقف سے بہت سا روپیہ جمع ہوگیا، اور حاجات ضروریہ تعمیر وغیرہ سے زائد ہو تو درست ہے۔ کما صرح به في الدر المختار والشامي: **قوله إلا إذا خيف بأن اجتمعت عنده أموال المسجد وهو مستغن عن العمارة وإلا فيضمنها كما في القهستاني عن النهاية(۱)** فقط

وقف کی آمدنی پانی گرم کرنے میں صرف کرنا

سوال: (۶۰۶) ایک جائداد مسجد کے لیے وقف ہے، لیکن اس کا وقف نامہ موجود نہیں ہے، پہلے سے وہ لوٹے و چٹائی وروشنی وتنخواہ امام و پانی گرم کرنے کے انتظام میں صرف ہوتا چلا آیا ہے، لیکن اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ گرم پانی کرنے میں وقف کا روپیہ خرچ کرنا جائز نہیں ہے، آپ مفصل جواب سے ارشاد فرماویں کہ کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ (۲۲۷۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ غلط ہے وقف کی آمدنی سے یہ مد اخراجات مسجد جو مذکور ہیں درست ہیں، کوئلہ لکڑی حمام کی بھی اس آمدنی سے خرید کر پانی گرم کرنے میں صرف کرنا جیسا کہ پہلے سے ہوتا ہے جائز ہے،

---

(۱) الشامی ۲/۳۷۴ کتاب الصلاۃ مطلبٌ کلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيرهُ.

اور ایسی حالت میں کہ واقف کی شرطیں معلوم نہ ہوں یہ حکم ہے کہ جس طرح پہلے سے خرچ ہوتا ہے اسی طرح کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کی رقم سے اخبارات ورسائل خریدنا

سوال: (۶۰۷) مسجد کے روپے سے عام مسلمانوں کے لیے اخبارات ورسالہ جات کا خریدنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۸۰۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: درست نہیں ہے۔

اوقاف مسجد کی نالشات کے مصارف مسجد برداشت کرسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۰۸) جائداد مسجد کی وصول وتحصیل کے واسطے جو نالشات ومقدمات ہوتے ہیں، اس میں اخراجات ضابطہ وبے ضابطہ ہر قسم کے ہوتے ہیں، بدون اس کے حصول مدعا میں بہت دشواریاں واقع ہوتی ہیں؛ ان مصارف کو مسجد برداشت کرسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۴۸۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اوقاف مسجد کے متعلق جو نالشات ومقدمات وغیرہ کیے جاویں، ان کے اخراجات انہیں اوقاف کی آمدنی سے پورے کیے جاویں۔ شامی میں ہے: مسجد له أوقاف مختلفة لا بأس للقيّم أن يخلط غلتها كلها وإن خرب حانوت منها فلا بأس بعمارته من غلة حانوت آخر لأن الكل للمسجد ولو كان مختلفًا لأن المعنى يجمعهما الخ(۱) فقط

مسجد کا مال مسجد کے مقدمہ میں صرف کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۰۹) مسجد اور اہل مسجد کو نقصان پہنچانے کے لیے مسجد پر جھوٹا دعویٰ دائر کیا ہے؛ اب پیروئ مسجد کے لیے —— جو بچی ہے —— روپیہ نہیں ہے، ایک معتبر نمازی کے پاس اسی مسجد کے سابقہ چندے میں سے کچھ بچا ہوا، پیہ امانت رکھا ہے، اس کو مقدمہ میں صرف کرنا مسجد کو مخالفین سے بچانے کے واسطے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۹/۳۶-۱۳۴۷ھ)

(۱) الشامی ۶/۴۳۱ کتاب الوقف – مطلبٌ في نقل أنقاض المسجد و نحوه .

الجواب: اس وقت بطور قرض یہ روپیہ صرف کیا جا سکتا ہے، پھر مسلمان چندہ کر کے اس کو جمع کرلیں، جو رفتہ رفتہ بہ سہولت جمع ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کی آمدنی سے مسجد کی رہن شدہ اراضی کو چھڑانا

سوال: (۶۱۰) ساکنان ''موضع ساہا'' نے اراضی زرعی قریب اسّی بیگہ شاملات برائے خدمت مسجد شریف و بیہ مذکور وقف کردی تھی، سیدان نے اس اراضی موقوفہ کو بہ عوض مبلغ تین ہزار کے رہن کردی ہے: اب اگر سرمایہ مسجد سے جو محفوظ ہے فک الرہن کرایا جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۴۸۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ بہ حکم اَلْوَقْفُ لَا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّكُ (۱) اراضی مذکورہ کو رہن رکھنا جائز نہ تھا، اور جو روپیہ راہنوں نے اس پر لیا وہ ان کے ذمے ہے، اور ان ہی کو وہ روپیہ ادا کر کے فک الرہن لازم ہے، لیکن جب کہ یہ نہیں ہوسکتا تو وقف مذکور کو چھڑانے کے لیے مسجد کے روپے محفوظ سے فک الرہن کراتا اور آمدنی اراضی مذکورہ کی مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ فقط

مسجد کی مرمت کے لیے جو روپیہ دیا گیا ہے اس کو مسجد کے دیگر کاموں میں صرف کرنا

سوال: (۶۱۱) ..... (الف) ایک شخص نے مسجد کی مرمت اور چٹائیوں وغیرہ کے واسطے روپیہ دیا ہے، اس کو مسجد کی نالی اور مکان متعلقہ مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) مسجد کے زائد تیل کو فروخت کر کے پانی گرم کرنے کے لیے لکڑی خرید سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳۰۵-۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) مسجد کی مرمت اور چٹائیوں وغیرہ کے لیے جو روپیہ آئے اور خاص مسجد میں اس کی ضرورت نہ ہو تو اس کو مسجد کے متعلق نالی اور مکان متعلقہ مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا درست ہے۔

(ب) اور اسی طرح زائد تیل کو فروخت کر کے حمام کا پانی گرم کرنے کے لیے لکڑی خرید سکتے ہیں۔ فقط

---

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف.

مسجد کی رقم سے خریدی ہوئی دکان کا حکم

سوال: (۶۱۲) خدا بخش بساتی نے بذریعہ وصیت نامہ، دختر و داماد خود کو یہ وصیت کی ہے "کہ مبلغ تین ہزار روپے نقد مسجد تیار کرتے اور بعد کے دیگر کاموں کے واسطے موصی لہ مذکورین کے پاس رکھ کر روبرو پنچان مذکورین اقرار تحریری کرتا ہوں کہ اگر مسمیان مذکورین شرط بالا پر التفات نہ کریں تو پنچان برادری حسب تحریر مظہر مبلغ تین ہزار روپیہ حصہ مساجد کا باختیار خود صرف کرا دیں" خدا بخش کی دختر و داماد نے وصیت کی تکمیل کے لیے روپیہ پنچان برادری کے سپرد کر دیا، اس عرصے میں کریم بخش بساتی نے زیر جامع مسجد ایک دکان خریدنے کا ارادہ کیا —— اس غرض سے کہ یہ دکان زینہ مسجد میں شامل ہو جاوے گی —— اور وہ دکان خرید لی؛ لیکن ریاست سے حکم امتناعی اس بات کا آچکا ہے کہ دکان زینہ میں شامل نہ کی جاوے گی، دکان کی قیمت مال وقف سے ادا کی گئی ہے؛ اس حالت میں وہ دکان وقفی قرار دی جاوے گی یا نہیں؟ (۹۵۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ دکان چوں کہ مسجد کے منافع کے لیے مسجد کے روپیہ سے خریدی گئی ہے لہٰذا وہ دکان مسجد پر وقف ہے۔

مسجد کا مال جو دوسرے وقف پر خرچ کیا گیا، مسجد کو واپس کرنا ضروری ہے

سوال: (۶۱۳) ایک قطعہ زمین، مسجد و انجمن کے نام سے خریدا گیا ہے، مسجد نے اپنے حصہ کا روپیہ مبلغ دو ہزار ادا کر دیا ہے، اور بقیہ مبلغ دو ہزار متفرق قرض لے کر ادا کیا گیا، جس کی ادائیگی مسجد اپنی طرف سے وقتاً فوقتاً ایک ہزار روپے سے زائد کر چکی ہے، اب کل تین ہزار روپے سے زائد مسجد کی طرف سے ادا ہو چکا ہے، اور مبلغ نو سو روپے خلافت فنڈ کا باقی ہے، اب صرف نو سو روپے میں ارا کین انجمن اس کو نصف تقسیم کرنا چاہتے ہیں؛ اس میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۲۷۰/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ وہ قطعہ زمین انجمن و مسجد کے نام سے خریدا گیا ہے تو انجمن اس قطعہ کے نصف کو تقسیم کر کے اس میں مدرسہ وغیرہ تعمیر کرا سکتی ہے، اور جس قدر روپیہ مسجد کی طرف سے زائد دیا گیا

وہ مسجد کو واپس دیا جاوے۔ فقط

مسجد کے روپے سے مسجد کے لیے مکان خریدنا

سوال: (۶۱۴) ایک مسجد ہے اس میں قبلہ رخ بڑھانے کی ضرورت ہے تو اس بڑھانے کی جگہ میں ایک شخص کا مکان ہے وہ شخص کہتا ہے کہ میرے واسطے دوسرا مکان بنوادو تو میں یہ مکان خالی کردوں، آیا مسجد کے روپے سے اس کا مکان اٹھواتا اور اس کا پہلا مکان مسجد میں لینا درست ہے یا نہیں؟ (۲۶۹/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: درست ہے۔ فقط

مساجد کی زائد آمدنی اسلام کی اشاعت اور فتنوں کے ختم کرنے میں صرف کرنا

سوال: (۶۱۵) بعض مساجد کے متعلق اوقاف کی آمدنی مسجد کی حوائج سے بہت زیادہ ہے، اور لاکھوں روپیہ کی تعداد میں جمع ہے، اور اکثر مواقع میں فضولیات بلکہ ناجائز امور میں صرف ہوتی ہے، اور مسجد کو اس وقت یا آئندہ بہ ظاہر حاجت نہیں ہے، اور اکثر جگہ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ مساجد میں اکثر مصلی نہیں یا بہت کم ہیں تو اس صورت میں اس زائد روپے کو اشاعت اسلام وتبلیغ اسلام و دفع فتنہ ارتداد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہ؟ اور ایسے مدارس قائم کرنے جو دفع فتنۂ ارتداد کے لیے ضروری ہوں، یا قائم شدہ مدارس میں سے جو اس کام کو کراتے ہیں یا ان سے دفع فتنۂ ارتداد و تبلیغ اسلام میں مدد ملتی ہو، اس زائد روپے کو صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور واقف کے لیے وہ روپیہ جمع رہے یہ مفید ہے یا دفع فتنۂ ارتداد و اشاعت اسلام و اقامت و تائید مدارس مذکورہ میں صرف کرنا مفید ہے؟ واقف کے لیے زیادہ مفید اور ثواب کی کیا بات ہے؟ چوں کہ یہ فتنۂ ارتداد جہل کی وجہ سے ہوا ہے، اور مسلمان دینی تعلیم سے بالکل غافل ہوتے جاتے ہیں بالخصوص عوام کا طبقہ ان میں اکثر ایسے ہیں کہ اسلام اور ضروریات دینی سے بھی بے خبر ہیں، اس کی ضرورت شدیدہ ہے کہ چھوٹے مدارس جن میں صرف نماز روزہ اور ضروریات دینی کی تعلیم دی جاتی ہے قائم ہوں، اور مبلّغ رکھ کر ان سے دیہات میں تعلیم دیں و اشاعت اسلام کا کام

لیا جائے، اگر زائد روپے کو شریعت اس مد میں صرف کرنے کی اجازت دے تو اس وقت ایک بہت بڑی رقم مسلمانوں کے پاس موجود ہے جس کو وہ اس مد میں صرف کرنے کے لیے راضی ہیں، بہ شرطیکہ علماء اسلام اس کی اجازت دیں مخالفین اسلام اپنے مذہب کی اشاعت میں لاکھوں روپے صرف کرتے ہیں، اور مسلمانوں کا حال معلوم ہے۔ دوسرے مبلغین اور منتظمین اس قدر غنی نہیں ہیں جو وہ بلا معاوضہ اس خدمت کو انجام دے سکیں۔ مکرر عرض ہے کہ جو روپیہ متولیان مساجد کے پاس جمع ہے اگر وہ روپیہ دوسرے شہروں کی مساجد میں جن میں ضرورت ہے، اور ان میں صرف (خرچ کرنا) مقدم ہے وہ زائد روپیہ صرف نہ کریں اور ان ضرورتوں (یعنی اشاعت اسلام اور دفع فتنۂ ارتداد وغیرہ) میں صرف کرنے پر راضی ہوں تو پھر ان ضرورتوں میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا (۷۸۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: بہ حالت مذکورہ زائد آمدنی اوقاف مساجد کی جس کی نہ اس وقت مساجد کو ضرورت ہے، اور نہ آئندہ مظنون ہے جیسا کہ سالہا سال کے مشاہدہ سے اور تجربہ سے ظاہر ہے، اشاعت اسلام و تبلیغ اسلام و دفع فتنۂ ارتداد و نوائب مسلمین میں صرف کرنا درست ہے، اور اقامت شعائر اسلام میں مثل اجرائے مدارس وابقائے مدارس جو تبلیغ واشاعت اسلام کے لیے قائم ہوں یا قائم ہیں صرف کرنا آمدنی مذکور کا درست ہے، اور اگرچہ حسب قواعد فقہیہ وروایات فقہ ایک مسجد کی زائد آمدنی جب کہ وہ اس مسجد کی حاجت سے بہت زیادہ ہو، اور وہاں کے اعتبار سے بے کار ہو حتی الوسع دوسری مساجد میں صرف کرنا چاہیے: لیکن جب کہ ایسا نہیں ہوتا اور متولیان مساجد ایسا نہیں کرتے تو پھر امور دینیہ مذکورہ وامثالہا میں صرف کرنا اس کا حسب روایات حدیث وفقہ وتصریح علماء محققین درست ہے، بلکہ ان مصارف کو اگر مقدم رکھا جاوے تو اغراض ومقاصد کے اعتبار سے مستبعد نہ ہوگا۔ فتح القدیر میں ہے:

ولو اجتمع مال للوقف ثم نابت نائبة من الكفرة فاحتيج إلى مال لدفع شرهم قال الشيخ الإمام (محمد بن الفضل) ما كان من غلة وقف المسجد الجامع يجوز للحاكم أن يصرفه إلى ذلك على وجه القرض إذا لم تكن حاجة للمسجد إليه(۱)

عن أبي وائل قال: جلست مع شيبة على الكرسي في الكعبة فقال: لقد جلس هذا المجلس عمر فقال: لقد هممت أن لا أدع فيها صفراء و لا بيضاء إلا قسمته قلت: إن

(۱) فتح القدير شرح الهداية ۴۵۰/۵ كتاب الوقف، الفصل الأوّل في المتولي. مطبوعة رشيدية باكستان.

صاحبیك لم یفعلا۔ قال: هما المرء ان اقتدی بهما (۱) (بخاری شریف ص: ۲۱۷) وقال ابن الصلاح الأمر فیها أی فی کسوة الکعبة کل سنة فیقسمها علی الحاج (۲)(عمدة القاری) حموی حاشیہ اشباہ میں ہے: لایصرف القاضی الفاضل من وقف المسجد ...... قیل ویعارضه ما فی فتاوی الإمام قاضی خان فی أن الناظر له صرف فائض الوقف إلی جهات برٍّ بحسب مایراه الخ (۳)

پس معلوم ہوا کہ مصارف مذکورہ مبہمہ میں آمدنی اوقاف مذکورہ کی صرف کرنا بہ ضرورت مذکورہ درست ہے، اور اس کو قرض سمجھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، جب کہ اس کی طرف آئندہ بھی احتیاج کا گمان نہیں ہے، اور جب کبھی اس قسم کی اسلامی اور دینی ضروریات پیش آیا کریں تو حسب صواب دید علماء ومتولیان مساجد آمدنی مذکورہ کو مصارف مذکورہ میں صرف کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(تصویب) از مولانا اشرف علی صاحب: جواب صحیح ہے (اور) جواب کے اس جزو کا احتیاطاً مکرر اعادہ ضروری ہے کہ عوام ایک محل کو دوسرے محل پر قیاس نہ کریں جب کوئی ایسا موقع پیش آوے مستقلاً علماء سے اس کا حکم دریافت کریں۔ کتبہٗ: اشرف علی نزیل دیوبند

اوقاف مساجد کی آمدنی نوائب مسلمین محاربات اور امداد میں صرف کرنا

سوال: (۶۱۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک مسجد ہے جس میں روپیہ وقف ہے۔ اور اس وقف کی صورت یہ ہے کہ واقف نے ایک کمپنی میں کچھ حصہ لے کر وقف کر دیا۔ جس کی ماہوار آمدنی جمع ہوتی رہی، رفتہ رفتہ وہ اصل سے بڑھ گئی

(۱) الجامع الصحیح للبخاری ۱/۲۱۷ باب کسوة الکعبة. کتاب المناسك.

(۲) وقال ابن الصلاح: الأمر فیها إلی الإمام یصرفه فی مصارف بیت المال بیعًا وعطاءً، واحتج بما ذکره الأزرقی أن عمر کان ینزع کسوة البیت کل سنةٍ فیقسمها علی الحاج (عمدة القاری ۹/۲۳۷ کتاب المناسك، باب کسوة الکعبة. مطبوعة رشیدیة باکستان)

(۳) شرح الحموی علی الأشباه والنظائر ص: ۱۴۸ القاعدة الخامسة من الفن الأول: تصرف الإمام علی الرعیة منوط بالمصلحة.

یا اس کے مساوی یا کم ہو؛ ایسی حالت میں کہ خاص اس مسجد کو اور وہاں کی اور مساجد کو فی الحال ضرورت نہ ہو بلکہ آئندہ بھی کوئی ضرورت عرصۂ دراز تک معلوم نہیں ہوتی، اگر ان زائد حصص کو (جو اصلی حصص سے زیادہ ہو گئے ہیں) فروخت کر کے اس اہم کام یعنی معرکہ بلقان کے ترکی مجروحین و یتیموں و بیوگان اور ترکی لشکر کی امداد میں صرف کیا جائے تو شرع محمدی میں جائز ہے یا نہیں؟ نیز مسجد کے نام کوئی خاص جائداد وقف نہیں بلکہ کمپنی کے وہ حصص جو مشترک ہوتے ہیں وقف ہیں، فی الحال جو روپیہ آمدنی ہے اس کو دے دینا اس مد میں جائز ہے یا جو اصل وقف کی آمدنی سے حصے خرید ے گئے ہیں ان کو فروخت کر کے اس مد میں دینا جائز ہے؟ یا دونوں صورتیں جائز ہیں یا ناجائز؟ بینوا توجروا (۱۹۸۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: صورت مسئولہ میں زائد آمدنی وقف مذکور کی امداد مجروحین و یتامیٰ جنگ مذکور میں صرف کرنا شرعاً درست اور جائز ہے۔ اور ان حصص کو جو بعد میں آمدنی موقوفہ سے خریدے گئے فروخت کرنا اور چندہ ہلالِ احمر میں صرف کرنا بھی درست ہے۔

روایات احادیث وفقہ اس بارے میں منقول ہیں: بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ آمدنی اوقاف مساجد سے جو کچھ نوائب مسلمین ومحاربات میں صرف کیا جائے وہ بطریق قرض ہونا چاہیے؛ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بدون قید قرض کے درست ہے۔

پس جب کہ اس قدر روپیہ آمدنی وقف مذکور سے جمع ہے کہ اس مسجد کو نہ فی الحال اس کی حاجت ہے اور نہ آئندہ کو ضرورت معلوم ہوتی ہے اور امداد مجروحین کی ضرورت اس وقت جس قدر اہم ولابدی ہے وہ مخفی نہیں ہے؛ ایسی حالت میں بدون اس کے کہ رقم خرچ کردہ شدہ کو قرض سمجھا جائے آمدنی مذکور کو امداد مجروحین جنگ ترک میں خرچ کرنا جائز بلکہ ضروری ہے۔ فتح القدیر میں ہے: ولو اجتمع مال الوقف ثم نابت نائبة من الكفرة فاحتيج إلى مال لدفع شرّهم قال الشيخ الإمام (محمد بن الفضل): ما كان من غلة وقف المسجد الجامع يجوز للحاكم أن يصرفه إلى ذلك على وجه القرض إذا لم تكن حاجة للمسجد إليه (۱)

عن واصل عن أبي وائل قال: جلست مع شيبة على الكرسي في الكعبة فقال: لقد جلس هذا المجلسَ عمرُ فقال: لقد هَمَمْتُ أن لا أدَعَ فيها صفراءَ و لابيضاءَ إلا قسمتُه،

(۱) فتح القدير ۵/۴۵۰ كتاب الوقف – قبيل الفصل الثاني في الموقوف عليه . مطبوعة المكتبة النورية الرضوية، باكستان .

قلتُ: إنّ صاحبيك لم يفعلا فقال: هما المرآن أقتدي بهما (۱) (بخاری شریف: ۲۱۷/۱)

وقال ابن الصلاح: الأمر فيها (أي في كسوة الكعبة) إلى الإمام يصرفه في مصارف بيت المال بيعًا وعطاءً، واحتج بما ذكره الأزرقي: أن عمرؓ كان ينزع كسوة البيت كل سنة فيقسمها على الحاج (۲) (عمدة القاری ۲۰۴/۴) حموی حاشیہ اشباہ میں ہے: لایصرف القاضي الفاضل من وقف المسجد ـــ الی قوله ـــ قيل: يعارضه ما في فتاوى الإمام قاضي خان في أن الناظر له صرف فاضل الوقف إلى جهات بر بحسب ما يراه الخ (۳) (القاعدة الخامسة من الفن الاول ۱۶۰/۱ مصری)

ان عبارات سے واضح ہے کہ ضرورت موجودہ یعنی امداد مجروحین ویتامیٰ جنگ ترک میں وہ آمدنی زائد اوقاف مسجد کی جس کی ضرورت مسجد کو نہ فی الحال ہے نہ آئندہ مظنون ہے صرف کرنا جائز ہے۔ اور جن فقہاء نے یہ قید لگائی ہے کہ نوائب میں قرضاً دیا جائے اس کا منشا یہ ہے کہ اگر کسی وقت اس مسجد کو کچھ ضرورت پیش آوے تو وہ روپیہ واپس لے کر اس میں صرف کیا جائے۔ لیکن جب کہ آمدنی ان اوقاف کی ہمیشہ اس قدر ہوتی رہتی ہے کہ اگر بالفرض آئندہ کوئی حاجت مسجد کو پیش آوے تو آمدنی آئندہ کی اس کے لیے کافی ہے۔ تو پھر اس رقم خرچ کردہ شدہ کو قرض کہنے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ بخاری وعمدۃ القاری وعبارات حموی کا منشا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہٗ: عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمود عفی عنہ۔ الجواب صواب: محمد انور عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند

مسجد کی فاضل آمدنی بچوں کی تعلیم یا تبلیغ میں صرف کرنا

سوال: (۶۱۷) شملہ میں ایک انجمن ہے، اس کے اراکین یہ کوشش کرتے ہیں کہ جو مساجد ایسی ہیں جن کی آمدنی کافی ہے، اور کچھ روپیہ بچ سکتا ہے اس روپے کو دوسرے کاموں میں یا کسی اسکول میں غریب بچوں کی تعلیم پر اور تبلیغ وغیرہ میں خرچ کریں؛ کیا متولی فاضل آمدنی کو ایسے کاموں میں خرچ کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

(۱) صحيح البخاري ۲۱۷/۱ كتاب المناسك ـ باب كسوة الكعبة.
(۲) عمدة القاري، ۱۶۲/۷ كتاب الحج ـ باب كسوة الكعبة. مطبوعہ زکریا دیوبند۔
(۳) حاشية الأشباه والنظائر للحموي ص: ۱۳۸ مطبوعة نول كشور لكنو.

الجواب: مساجد کی جو آمدنی ہوتی ہے وہ اسی مسجد کے اوقاف میں سے ہے، اس آمدنی کو اسی مسجد میں صرف کرنا چاہیے، فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جب تک وہ مسجد آباد ہے ویران نہیں ہوئی، اس وقت تک اس کی آمدنی کسی دوسری مسجد میں خرچ کرنا درست نہیں ہے، اور کسی مدرسے میں اس کا خرچ کرنا درست نہیں ہے، اور نہ کسی قومی کام اور تبلیغ میں خرچ کر سکتے ہیں۔ درمختار میں ہے: إتحد الواقف والجهة وقلّ مرسوم بعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف أحدهما جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا و مدرسةً الخ لا يجوز له ذلك الخ (۱) ظاہر ہے کہ یہاں دوسری صورت ہے جو اختلاف کی ہے، لہٰذا اس میں ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی بچی ہوئی رقم سے کنواں تیار کرانا

سوال: (۶۱۸) پبلک نے کسی مسجد کی تعمیر یا مرمت کے واسطے کچھ روپیہ فراہم کیا، بعد ختم ہونے تعمیر یا مرمت کچھ روپیہ بچ گیا، اب یہ بقیہ روپیہ کسی وقفی کام مثلاً چاہ آب نوشی کی تعمیر میں کام آ سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۰۳۲/۱۳۴۰)

الجواب: بہ اجازت چندہ دہندگان چاہ آب نوشی وغیرہ کی تعمیر کے کام میں آ سکتا ہے۔

روشنی کے لیے مسجد کی زائد آمدنی سے جنریٹر کا انتظام کرنا

سوال: (۶۱۹) ''راندیر'' کی مسجد میں روشنی کے اسباب کافی سے زیادہ ہیں، مگر مسجد مذکور میں آمدنی کی معتد بہ مقدار موجود ہے، جس کے آئندہ بے جا صرف ہو جانے کا اندیشہ ہے، اس لیے متولی کا ارادہ ہے کہ ایک انجن برقی روشنی کا اور برقی پنکھوں کا منگوایا جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳-۳۲/۳۳۵ھ)

الجواب: ہوا کا انتظام اور روشنی کا انتظام فی الجملہ ضروریات مسجد سے ہے، اور آمدنی مسجد سے ایک معتد بہ رقم موجود ہے، جس کو اگر اس میں صرف نہ کیا جاوے تو ضائع ہونے اور بے جا صرف ہونے کا خوف ہے، لہٰذا رقم مذکور سے انتظام ہوا اور روشنی برقی کا، بہ ذریعہ انجن درست ہے؛ اُس صورت میں

(۱) الدر مع الشامی ۶/۴۳۱ کتاب الوقف - مطلبٌ في نقل أنقاض المسجد و نحوه.

کہ مال مسجد کے ضائع ہونے اور بے موقع صرف ہونے کا اندیشہ ہو، فقہاء نے بعض غیر ضروری چیزوں بلکہ فضولیات مثلاً نقش ونگار مسجد میں صرف کرنے کو جائز رکھا ہے؛ پس ضروریات مذکورہ میں بدرجہ اولی صرف کرنا درست ہے۔ وضمن متولیه لو فعل النقش أو البیاض إلا إذا خیف طمع الظلمة فلا بأس به کما فی الدر المختار وقوله: إذا خیف الخ بأن اجتمعت عنده أموال المسجد وهو مستغن عن العمارة وإلا فیضمنها کما فی القهستانی عن النهایة (۱) (شامی ۱/۴۴۲)

مسجد کی زائد آمدنی سے مدرسہ بنانا

سوال: (۶۲۰) مسجد کی آمدنی اس قدر زیادہ ہے کہ فی الحال اور آئندہ مسجد میں اس کی ضرورت نہیں، اور ضائع ہونے کا خوف ہے، اس آمدنی سے اگر مدرسہ جاری کیا جائے تو حاکم کی اجازت اور منظوری کی ضرورت ہے یا نہ؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۱۸۰ھ)

الجواب: کچھ ضرورت حاکم کی اجازت کی نہیں، عدول اہل محلہ ومتولیان اس کام کو کر سکتے ہیں۔ فقط

مسجد کی فاضل آمدنی سے دینی مدرسہ قائم کرنا

سوال: (۶۲۱) ایک شاہی مسجد کے اخراجات سے اس قدر پس انداز ہوتا ہے کہ اس سے ایک عربی مدرسہ کے اخراجات کیے جا سکتے ہیں؛ اور پھر بھی بچ رہے، اور اسی خیال سے ان نگرانوں نے اس مسجد میں ایک عربی مدرسہ قائم کر دیا ہے جو اہل شہر کی جانب سے منتخب ہیں، لیکن شرائط واقف بالکل معلوم نہیں؛ اس صورت میں ان کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ اور آئندہ ایسے مدرسہ کو قائم رکھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۴۹۳ھ)

الجواب: ان ممبروں کا یہ فعل جائز ہے، اور بہ ظاہر غرض واقف کے مخالف نہیں ہے اور جب کہ آمدنی اس مسجد کی ضروریات مسجد سے اس قدر زیادہ ہے کہ مدرسے کے اخراجات کے بعد بھی بچے رہے، اور مسجد کی ضروریات میں تنگی نہ ہو تو ایسی حالت میں اگر اس آمدنی فاضل کو دینی مدرسے میں

(۱) الدر المختار و ردالمحتار ۳۷۳/۲ کتاب الصلوة – مطلبٌ: کلمة لا بأس دلیلٌ علی أن المستحب غیره الخ.

صرف نہ کیا جاوے تو اندیشہ اس کے ضائع ہونے یا غیر محل میں صرف ہونے کا ہے، لہٰذا اجراء اس دینی مدرسہ کا اور باقی رکھنا اس کا جائز بلکہ ضروری ہے۔ فقط

سوال: (۶۲۲) ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی اس قدر ہے کہ اس کی حوائج ضروریہ بلکہ متفرقہ غیر ضروریہ بھی اعلیٰ پیمانے پر پوری ہوجاتی ہیں، اور پھر بھی رقم کثیر فاضل بچتی ہے، متولی مسجد ہذا کی خواہش ہے کہ ایک مذہبی درس گاہ جس میں صرف دینیات کی تعلیم ہو قائم کی جائے، اور وہ فاضل رقم اس مدرسہ کے اخراجات میں صرف کی جائے تو کیا مسجد کا فاضل روپیہ دینی مدرسے میں صرف کرنا درست ہے؟ (۱۳۴۴/۱۴۴۶ھ)

الجواب: جب کہ وہ مدرسہ اس مسجد کے متعلق ہوگا، اور مسجد کے اوقاف کی آمدنی اس قدر کثیر ہے کہ مسجد کے مصارف سے بہت زیادہ ہے، اور ممکن ہے کہ کسی وقت میں وہ خورد برد ہوجائے؛ اس لیے اس مسجد کے متعلق مدرسہ تعلیم قرآن وحدیث وفقہ کا جاری کرنا درست ہے؛ کیونکہ غرض واقف کے یہ خلاف نہیں ہے، اور زائد آمدنی کے ضائع ہونے سے یہ بہتر ہے کہ کارِ خیر میں صرف ہو" وقد صرح الفقهاء أن مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامی ۵۲۱/۶ کتاب الوقف) وأنه يفتى بكل ما هو أنفع للوقف(۱) (درمختار، شامی)

سوال: (۶۲۳) اگر کسی مسجد کے اوقاف سے اس قدر آمدنی ہو کہ اس کے مصارف پورے ہوکر اس قدر بچت ہوتی ہے کہ کئی ہزار تک نوبت پہنچ جائے، اور مسجد میں اس کی ضرورت نہ ہو، اور واقف نے سوائے خرچہ امام ومؤذن وغیرہ کے اور کسی کارِ خیر میں صرف کرنے کے لیے امر ونہی بھی نہ کی ہو تو اب اس سرمایہ میں سے دوسری مسجد کی مرمت میں خرچ کرنا یا مدرسہ اسلامیہ جاری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۱۶۸۶ھ)

الجواب: ایسی حالت میں کہ سرمایہ مسجد مذکور کا اس قدر زیادہ ہے کہ اس مسجد کو نہ اس کی اس وقت ضرورت ہے، اور نہ آئندہ مظنون ہے، تو دوسری مسجد کی مرمت وتعمیر میں اس کو صرف کرنا درست ہے۔ اور نیز جاری کرنا مدرسہ دینیہ کا اس سے درست ہے، کیونکہ مراعات غرض واقف لازم ہے اور ظاہر ہے کہ غرض واقف جو کہ ثواب ہے اس صورت میں بطریق احسن حاصل ہے۔ فقط

(۱) الدر المختار مع الشامی ۴۸۲/۶ کتاب الوقف ـ مطلبٌ سكن المشترى دار الوقف.

مسجد کی آمدنی سے مسجد کے مدرسے کا قرض ادا کرنا

سوال: (۶۲۴) زید متولی جامع مسجد نے مع شرکت عامۂ مسلمین قصبہ ایک عمارت خریدی، اس میں مدرسہ اسلامیہ جاری کیا، بعدہ عمارت مدرسہ کو جامع مسجد پر وقف کر کے رجسٹری کرادیا، بعدہ زمین دار سے زمین مدرسہ کی بابت کچھ نزاع ہوگیا جس میں کچھ روپیہ بطور قرض کے لے کر زمین دار کو دے کر مصالحت کرلی، سوال یہ ہے کہ جامع مسجد کی دکانوں سے اگر متولی باجازت مسلمین وہ قرض ادا کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۰۸ھ)

الجواب: جب کہ مدرسہ مذکورہ جامع مسجد کے اوقاف میں سے ہوگیا تو جامع مسجد مذکورہ کی دکانوں کے کرائے کی آمدنی سے قرض مذکورادا کرنا جائز ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے؛ اس لیے احوط یہ ہے کہ علیحدہ چندہ کر کے وہ قرض ادا کیا جائے۔ قال فی ردالمحتار: مسجدله أوقاف مختلفة لابأس للقيم أن يخلط غلتها كلها وإن خرب حانوت منها فلابأس بعمارته من غلة حانوت آخر لأن الكل للمسجد ولو كان مختلفًا لأن المعنى يجمعهما اهـ ومثله فی البزازية تأمل (۱) (شامی) فقط

مسجد کا روپیہ مدرسے میں خرچ کرنا

سوال: (۶۲۵) مسجد کے صحن میں بجانب شمال ایک حوض ہے، اور حوض کے پہلو میں بہ جانب شمال بیت الخلاء اور غسل خانہ وغیرہ ہیں، بیت الخلاء اور غسل خانہ وغیرہ کی چھت پر، ایک متولی نے اپنے نام سے دینی مدرسہ قائم کیا، دوسرے متولیوں نے سکوت کیا، منع نہیں کیا، تقریباً پچاس سال سے یہ مدرسہ جاری ہے، اور یوماً فیوماً ترقی کرتا گیا، یہاں تک کہ درجہ عربیہ کے مدرسین مسجد کے بالائی درجہ میں تعلیم دیتے تھے۔ بعد اس کے نصف حوض مسقف کر کے مدرسہ میں داخل کر دیا گیا، مسجد کی پرانی چٹائی مدرسہ میں خرچ کی جاتی ہے؛ نیز مرمت مدرسہ؛ یعنی شکستہ چھت و دیواریں وغیرہ سفیدی ورنگ بیت الخلاء اور غسل خانہ کے نل اور پانی پینے کے مٹکے یہ سب، اور روشنی کا خرچ یہ سب اخراجات مسجد کے روپیہ سے بہ موجودگی اصلی متولیوں کے جاری تھے اور ہیں، اب وہ مدرسہ بہ سبب عدم کفایت خرچ قریب

(۱) الشامی ۶/۴۳۱ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی وقف المنقول تبعًا للعقار.

نوٹ کے ہے مسجد غنی ہے، بہت روپیہ اس کا جمع ہے، آمدنی خرچ سے بہت زیادہ ہے، آیا اس مسجد کا روپیہ اس مدرسے پر بلا قرض خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر بلا قرض خرچ نہیں کر سکتے تو بطور قرض حسنہ خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۷/۷ھ)

الجواب: اس صورت میں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زائد آمدنی مسجد کی مدرسہ وغیرہ مصارف خیر میں بطریق قرض صرف کی جاوے، اور بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ بلا قرض کے بھی صرف کرنا درست ہے۔ قال الشیخ الإمام (محمد بن الفضل): ما کان من غلة وقف المسجد الجامع یجوز للحاکم أن یصرفه إلی ذلك علی وجه القرض إذا لم تکن للمسجد حاجة إلیه الخ (۱) (فتح القدیر) اور حموی شرح اشباہ میں ہے: قال بعضهم: الذی فیها لا یصرف القاضی الفاضل من وقف المسجد ...... وقیل ویعارضه مافی فتاوی الإمام قاضیخان فی أن الناظر له صرف فائض الوقف إلی جهات بر بحسب ما یراه (۲) اس عبارت حموی سے واضح ہے کہ زائد آمدنی مسجد کو جہات بر میں بلا قرض کے بھی صرف کرنا درست ہے۔ فقط۔

مسجد کے روپے سے مسجد سے متعلق مدرسے کی مرمت کرنا

سوال: (۶۲۶) جامع مسجد کی دیوار جنوبی توڑ کر تھوڑی سی اراضی اور ملا دی گئی، اور اس کا نام مدرسہ رکھا گیا؛ مسجد کا کل سامان اسی مدرسے میں رکھا جاتا ہے اور عورتیں اسی میں نماز جمعہ ادا کرتی ہیں، مسجد کے روپے سے اس مدرسے کی مرمت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۷-۴۶/۲۰۴ھ)

الجواب: جو مدرسہ کہ متعلق مسجد ہے، اور مصالح مسجد کے لیے ہے اس کے تمام اخراجات بھی وقف مسجد سے متعلق ہیں: لہٰذا مسجد کے سرمایہ سے اس کی مرمت کی جا سکتی ہے، اور یہی حکم کنویں اور استنجاء خانہ کا بھی ہے۔ فقط

(۱) فتح القدیر شرح الهدایة ۴۵۰/۵ کتاب الوقف ـــ الفصل الأول فی المتولی مطبوعة رشیدیة باکستان۔

(۲) شرح الحموی علی الأشباه والنظائر ص: ۱۴۸ القاعدة الخامسة من الفن الأول: تصرف الإمام علی الرعیة منوط بالمصلحة.

مسجد کا روپیہ امام کو بطور قرض دینا

سوال: (۶۲۷) ایک مسجد کی آمدنی متولیان مسجد ''زید و بکر'' نے بلا سود بینک میں جمع کی ہے، زید کو مبلغ پانچ سو روپے کی ضرورت ہے، اور بیس روپے ماہوار ادا کرتا رہے گا، اگر درمیان میں مسجد کو کسی قسم کی ضرورت پڑے گی تو ـــــ ان شاء اللہ تعالیٰ ـــــ فوراً انتظام کر کے بقیہ رقم ادا کر دے گا، اور زید اپنی جائداد لکھ کر رجسٹری کرادے گا تاکہ مسجد کا روپیہ تلف نہ ہو یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟
(۲۲۴۱/۱۳۴۴ھ)

الجواب: کتب فقہ میں مال وقف کو قرض دینا جائز نہیں لکھا، لیکن اگر متولیان اپنی ذمہ داری پر قرض دیدیں، اور خود ذمہ دار ادائے قرض کے ہوں، اور جائداد رجسٹری کرادیں جس سے خوف ضائع ہونے روپیہ مسجد کا نہ رہے، اور پھر ادا بھی کر دیں تو امید ہے کہ یہ جائز ہو، اور متولیان عاصی نہ ہوں، جیسا کہ شامی میں ہے: **للمتولي إقراض مال المسجد بأمر القاضي الخ**(۱) پس اس زمانے میں چونکہ قاضی نہیں ہے، اس لیے جائداد کے ذریعہ سے اطمینان کرلیا جائے۔ فقط

سوال: (۶۲۸) ایک مسجد کا روپیہ جمع ہے، اس میں سے امام مسجد کو روپے کی ضرورت ہے، اگر وہ اپنا مکان مسجد میں رکھ دے اور روپیہ لے لے، اور امام کی تنخواہ میں سے ماہوار مجرا ہوتا رہے، کچھ عرصے میں مسجد کا روپیہ بھی ادا ہوجائے گا، اور امام کا مکان بھی بچ جائے گا، وہ مکان ایک ہندو کے پاس رہن ہے، یہاں پر سب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسجد میں سے روپیہ دے کر مسجد اپنے نام مکان کو رہن رکھ لے یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۶۴۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسی صورت میں اگر متولیان مسجد امام مذکور کو مسجد کے روپیہ جمع شدہ میں سے قرض دیدیں ایسے طریقے سے کہ مسجد کا روپیہ ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس میں جواز کی گنجائش ہے، اس وقت قرض دیدیا جائے، اور امام کی تنخواہ میں سے ماہ بہ ماہ وضع کرتے رہیں، اور اطمینان کے لیے اس کا مکان رہن کرلیں۔ فقط

---

(۱) الشامی ۸/۱۰۰ کتاب القضاء . مطلبٌ للقاضی إقراض مال الیتیم ونحوه .

مسجد کا روپیہ کسی باعزت مسلمان کو قرض حسنہ کے طور پر دینا

سوال: (۶۲۹) اوقاف مساجد کا روپیہ خزانہ سرکار میں محفوظ ہے، اور اس پر چند متولیان مقرر ہیں؛ کیا اس روپے کو کوئی مسلمان معزز بعد کفالت واطمینان وضمانت کے بطور قرض حسنہ باجازت متولیان لے سکتا ہے یا نہ؟ (۱۵۹۲/۱۳۴۴ھ)

الجواب: آمدنی اوقاف کے روپے کو قرض دینا متولیان کو درست نہیں ہے، کتب فقہ میں ایسا ہی لکھا ہے، اور اگر کسی متولی نے قرض دیدیا تو وہ ذمہ دار اس کی واپسی کا ہے، اگر واپس نہ آیا تو متولی کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا۔ فقط

مسجد کی رقم سے عام لوگوں کے فائدے کے لیے رسّی، ڈول وغیرہ خریدنا

سوال: (۶۳۰) مسجد کے کنویں کے لیے رسی اور ڈول، مسجد کے خرچ سے برائے نفع رسانی عام مخلوق خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی مسجد کا روپیہ صرف ضروریات مسجد ہی میں خرچ ہوسکتا ہے یا عام لوگ بھی اس سے نفع اٹھا سکتے ہیں؟ (۲۴۶۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسجد کا روپیہ خاص مسجد کی ضروریات میں صرف ہونا چاہیے؛ البتہ اہل محلہ واہل مسجد اگر اپنے پاس سے ڈول ورسی یا اس کی قیمت مسجد میں دیں اس غرض سے کہ مسجد میں بھی کام آوے، اور عام مخلوق بھی اس سے نفع اٹھاویں تو یہ درست ہے۔ فقط

مسجد میں نل نصب کرنے کی غرض سے دی گئی رقم سے مسجد میں دکان بنانا

سوال: (۶۳۱) ایک شخص ایک معتد بہ رقم مسجد میں نل نصب کرانے کی غرض سے دیتا ہے، اور یہ وعدہ کرتا ہے کہ یہ رقم صرف اس کام میں صرف کی جائے، اگر مزید ضرورت ہوگی تو میں بہ ذات خود اس کام میں جس قدر صرف ہوگا اور دوں گا، لیکن دوسرا شخص اس رقم سے پتھر خرید کر، مسجد کو توڑ کر ایک دوہری

دکان بنانے میں وہ رقم صرف کرڈالتا ہے، آیا اس قسم کا تصرف وکیل کو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۲۵/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس رقم کو دکان بنانے میں صرف کرنا درست نہیں ہے (۱) اور مسجد کو توڑ کر اس میں دکان بنانا بھی جائز نہیں ہے کذا فی الدرالمختار والشامی (۲) فقط

مسجد کی رقم خورد برد کرنا

سوال: (۶۳۲) ایک شخص نے مسجد کا روپیہ کھالیا؛ اس کے لیے کیا حکم ہے، اور وہ شخص جامع مسجد کا ممبر ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۸۹۸/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: شخص مذکور نے جو روپیہ مسجد کا خورد و برد کیا وہ اس کے ذمے ہے، اس کا ادا کرنا اس کے ذمے لازم ہے، اور وہ شخص متولی اور ممبر بنانے کے لائق نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی آمدنی میں زکوۃ واجب نہیں

سوال: (۶۳۳) مسجد کے روپیوں پر زکوۃ ہے یا نہ؟ (۲۰۰/ ۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد کے روپیوں میں زکوۃ واجب نہیں ہے؛ کیوں کہ وجوب زکوۃ کے لیے ملکیت شرط ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ اس روپے کا کوئی مالک نہیں۔

مسجد کی رقم خائن سے وصول کر کے امانت دار شخص کے پاس رکھنا

سوال: (۶۳۴) ایک شخص کو چند مسلمانان نے امانت دار جان کر ایک مسجد کا مہتمم بنالیا تھا، جب اس سے آمد و خرچ کا حساب مانگا تو اس نے حساب سنانے سے انکار کیا، اور مسجد کا روپیہ دینے سے بھی انکار کیا، اگر وہ طلب کرنے سے مسجد کا روپیہ نہ دے تو نالش کر کے وصول کرنا، اور کسی امانت دار کے سپرد

---

(۱) شرط الواقف کنص الشارع الدرمع الرد ۲/ ۵۰۸ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقفین کنص الشارع۔

(۲) وبه علم أن الفتوی علی قول محمدؒ فی آلات المسجد وعلی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد (الدرمع الرد ۲/ ۴۲۹ کتاب الوقف، مطلب فیما لو خرب المسجد أو غیره)

کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۷۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بے شک جس طرح ہو سکے وہ روپیہ مسجد کا اس سے وصول کر کے کسی دوسرے امانت دار شخص کے پاس رکھا جاوے۔ فقط

امانت دار ہندو کے پاس مسجد کا خزانہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۳۵) ہندو امانت دار کے پاس جامع مسجد کا خزانہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۸۴۲/۴۳-۱۳۴۴ھ)

الجواب: ہندو پر اگر اطمینان ہے تو اس کے پاس رکھنا بھی مسجد کے روپے کا درست ہے، اور اگر بوجہ تعصب جو کہ اس زمانے میں ہندوؤں کو مسلمانوں کے مذہب اور مذہبی امور سے ہے اس سے لے کر کسی مسلمان امانت دار کے پاس رکھا جائے تو یہ انسب ہے، بہر حال یہ امر بھی معرفت حکام کے ہونا چاہیے تا کہ مسجد کا روپیہ ضائع نہ ہو۔ فقط

ایک شخص نے مسجد کی تعمیر کے لیے جو روپیہ رکھ چھوڑا ہے اس کو مدرسہ کی تعمیر میں صرف کرنا

سوال: (۲۳۶) ..... (الف) ایک شخص نے کچھ روپیہ تعمیر مسجد کے لیے رکھ چھوڑا ہے، مگر اس بستی میں بہ قدر ضرورت مساجد موجود ہیں اور بستی ہذا میں مدرسہ انگریزی عرصہ سے ہے اس نے لوگوں کے عقائد خراب کر دیے ہیں دو تین برس سے مدرسہ عربیہ قائم ہوا ہے مگر اب تک کوئی عمارت مدرسہ عربیہ کے لیے بنا نہیں ہوئی؛ اس صورت میں اگر اس روپے کو جس کو مسجد کی تعمیر میں صرف کرنے کا خیال ہے اگر مدرسے کی تعمیر میں صرف کر دیں تو کچھ حرج تو نہیں ہے؟ اور اس میں زیادہ ثواب ہوگا یا تعمیر مسجد میں؟

(ب) اگر تعمیر مسجد کی منت ہو تو پھر حکم بدلے گا یا نہیں؟ (۱۰۱۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف) اس میں کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا، اور ثواب کی زیادتی اخلاص اور حاجت کی

زیادتی ہے۔ إنما الأعمال بالنيات ولكل امرئ ما نوى الحديث (۱)

(ب) پھر بھی کچھ حکم نہ بدلے گا یہ ان امور میں سے نہیں ہے جس کی نذر لازم اور واجب الادا ہو (۲)

(۱) عن عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه يقول : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ ما نوى ؛ فمن كانت هجرته الى دنيا يُصِيبُهَا أو إلى امرءة يكحها؛ فهجرته إلى ماهاجر إليه(صحيح البخارى ۲/۱ باب كيف كان بدء الوحى)

(۲) قال فى الشامى : وفى البدائع : ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض، وتشييع الجنازة ، والوضوء والاغتسال وغيرذلك، ودخول المسجد ومس المصحف والأذان وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلك، وإن كانت قربًا إلا أنها غيرمقصودة اهـ (ردالمحتار ۴۱۲/۵ كتاب الأيمان ــ مطلب فى أحكام النذر)

مسجد کی اشیاء اور بوسیدہ چیزوں کا بیان

امام کا مسجد کے قرآن اٹھا کر رکھ دینا — اور زائد قرآن مدارس میں دینا یا فروخت کر کے ان کی قیمت مسجد میں لگانا

سوال: (۶۳۷) اس ملک میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی حادثہ مثلاً مرض وغیرہ ہو، تو بالعموم علاوہ اور صدقات کے قرآن شریف ہدیۃً خرید کر — مساجد میں وقف کر دیا کرتے ہیں، اور پیش امام ان کو رکھ دیتے ہیں، اور کسی کو پڑھنے نہیں دیتے، اب کثیر التعداد نسخے ہو گئے ہیں؛ اب ان کی ضرورت — بفضلہ تعالیٰ — یہاں کے مدارس میں بھی نہیں ہے؛ ان نسخوں کو رکھ دیا جاوے، یا مدارس بعیدہ میں وقفاً بھیج دیا جاوے، یا فروخت کر کے ان کی قیمت اسی مسجد کے مصارف میں لگائی جاوے؟

(۶۷۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو قرآن شریف کسی مسجد میں وقف کیے جاویں، ان کو نقل کرنا غیر جگہ درست نہیں ہے، اور پیش امام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ مسجد کے نمازی کو پڑھنے کے لیے نہ دے؛ کیوں کہ اس صورت میں واقف کی غرض معدوم ہو جاوے گی وہ یہ کہ ''غیر پڑھے اور واقف کو ثواب ملے'' اگر پیش امام نے کسی کو پڑھنے نہ دیا تو گنہ گار ہوگا؛ ہاں اس کی حفاظت ضرور کرے، یہ نہیں کہ ڈولاب (الماری) میں بند کر کے قفل لگا دے اور ان قرآنوں کی بیع بھی جائز نہیں ہے؛ کیونکہ قابل نفع ہیں کما فی الشامی (۳/۳۷۶)

لو وقف المصحف على المسجد أى بلا تعيين أهله ...... يختص بأهله المترددين إليه (۱) وفيه: يستوى في الانتفاع به الغنى والفقير (۲) وفى: ص:۳۸۲ نقلاً عن فتح القدير: واعلم

(۱) الشامی ۶/۴۳۷ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی نقل کتب الوقف من محلها .

(۲) الشامی ۶/۴۳۷ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی حکم الوقف علی طلبة العلم .

أن عدم جواز بيعه إلا إذا تعذر الانتفاع به إنما هو فيما إذا ورد عليه وقف الواقف (۱) ان عبارات سے واضح ہوگیا کہ کلام مجید کا نقل کرنا، یا بیع کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے نام وقف کی ہوئی کتابیں مدرسے کو دینا

سوال: (۶۳۸) ایک شخص نے ایک قصبے کی ایک خاص مسجد میں اپنا کتب خانہ وقف کیا، دوسروں کو بھی ترغیب دی، انہوں نے بھی کار ثواب سمجھ کر کتابیں داخل کیں، لیکن وہاں کے باشندے اتنے ذی علم اور کتب بیں نہیں ہیں کہ ان علمی کتابوں کو دیکھیں یا ان کی قدر کریں، اب کتب خانہ کی یہ حالت ہے کہ چوہوں کا تختۂ مشق اور دیمکوں کی غذا ہو رہا ہے، اور بے فیض ایک شخص کے مکان میں مقفل الماریوں میں بند پڑا ہے؛ کیونکہ مسجد میں جگہ نہ تھی؛ ایسی صورت میں آیا یہ جائز ہے کہ کسی مدرسہ عربی میں وہاں کے صدر مدرس کے ذمہ داری پر ہر سال درسی کتابیں دیدیا کریں، اور قبل رمضان واپس لے لیا کریں تاکہ محرک کا اصل مقصود فوت بھی نہ ہو، اور وقف کا مقصد بھی حاصل رہے؟ (۹۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ مراعات غرض واقف ضروری ہے، اس لیے جب اس مسجد میں وہ کتابیں کام میں نہیں آسکتیں؛ تو کسی مدرسے میں ان کو بہ غرض تعلیم وتعلم اور مطالعہ دے دینا، اور پھر بعد فراغ واپس لے لینا، اور اسی طرح کرتے رہنا درست ہے، درمختار کتاب الوقف میں ہے: وإن وقف على المسجد جاز ويقرء فيه ولا يكون محصورًا على هذا المسجد الخ (۲) وفيه روايات أخر. وفي الشامي: على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ (۳) (شامی ۳/۴۲۳) فقط

مسجد اور اس کے سامان سے متعلق چند احکام

سوال: (۶۳۹) ...... (الف) جس مسجد کی آبادی کی کوئی صورت نہیں، اس کا سامان دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہ؟

---

(۱) الشامي ۶/۴۴۹ كتاب الوقف ـ مطلبٌ في الوقف إذا خرب ولم يمكن عمارته .
(۲) الدر مع الشامي ۶/۴۳۶ كتاب الوقف ـ مطلبٌ متى ذكر للوقف مصرفًا إلخ .
(۳) الشامي ۶/۵۲۱ كتاب الوقف ـ مطلبٌ : مراعاة غرض الواقفين واجبة .

(ب) مسجد کی چھت خراب شدہ کی کڑی فروخت کر کے، اس کی قیمت مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہ؟

(ج) مسجد کے ٹپکنے کی وجہ سے اس کی کڑی وشہتیریں (جو بالکل درست ہیں) فروخت کر کے داث لگانا جائز ہے یا نہ؟ (۳۴۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) منہدم شدہ مسجد جس کی آبادی کی کوئی صورت نہیں، اس کی حفاظت کی جاوے، اور سامان کا دوسری مسجد میں لگانا درست اور جائز ہے۔

(ب) ایسا کرنا درست ہے (ج) جائز ہے۔

آباد مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا درست نہیں

سوال: (۶۴۰) ایک مسجد جو آباد ہو اس کا سامان آرائش دوسری مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۷۴۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایک مسجد آباد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا، اور استعمال کرنا درست نہیں ہے، مگر بہ ضرورت ومجبوری کے مضائقہ نہیں ہے۔

سوال: (۶۴۱) ایک مسجد کا نقض (ملبہ) دوسری مسجد پر قیمۃً یا بلا قیمت لگانا جائز ہے یا نہیں؟ درانحالیکہ پہلی مسجد کا محلہ آباد ہے، اگر کسی نے ایک مسجد کا نقض دوسری مسجد پر لگا دیا ہو تو کیا کرنا چاہیے؟ (۲۶۱۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: قال فی رد المحتار: لکن علمت أن المفتی به قول أبی یوسف أنه لایجوز نقله و نقل ماله إلی مسجد آخر کما مرعن الحاوی نعم هذا التفریع إنما یظهر علی ما ذکره الشارح من الروایة الثانیة عن أبی یوسف وقدمنا أنه جزم بها فی الإسعاف و فی الخانیة رباط بعید استغنی عنه المارة و بجنبه رباط آخر قال السید الإمام أبو شجاع: تصرف غلته إلی الرباط الثانی کالمسجد إذا خرب و استغنی عنه أهل القریة فرفع ذلك إلی القاضی فباع الخشب و صرف الثمن إلی مسجد آخر جاز الخ (۱) وأیضًا فیه (قبل سطور) جزم به فی الإسعاف: ولو خرب المسجد و ماحوله وتفرق الناس عنه لایعود إلی ملك الواقف عند أبی یوسف فیباع نقضه بإذن القاضی و یصرف ثمنه إلی بعض المساجد الخ (۱) (شامی) پس معلوم

(۱) الشامی ۶/۴۲۹، ۴۳۰ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره.

ہوا کہ بہ صورتیکہ پہلی مسجد آباد ہے، اور محلہ والے جو نماز پڑھنے والے ہیں موجود ہیں، تو اس مسجد کا سامان منقوض دوسری مسجد میں لگانا درست نہیں ہے، اور اگر لگادیا گیا تو اس کی قیمت مسجد اول میں لگادینی چاہیے۔

ایک مسجد کی چٹائی وغیرہ اٹھا کر دوسری مسجد میں لے جانا

سوال: (۶۴۲) ایک مسجد کی چٹائی وغیرہ اٹھا کر کوئی شخص دوسری مسجد میں لے گیا، ایک کو برباد کر گیا، غیر کو آباد کیا؛ یہ فعل جائز ہے یا نہ؛ اور اس شخص پر کیا تعزیر ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا درست ہے؛ یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۲۲۵۳/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر کوئی مسجد بالکل ویران اور غیر آباد ہو جاوے؛ تو اس کا سامان، چٹائی وغیرہ دوسری مسجد میں لے جانا درست ہے، اور اگر مسجد اول ویران نہیں ہے؛ تو پھر اس کا سامان چٹائی وغیرہ دوسری مسجد میں لے جانا درست نہیں ہے کذا فی کتب الفقہ. پس جو شخص اس کو جائز کہتا ہے، وہ خطا پر ہے، اس کو چاہیے کہ غلطی سے جو چٹائی وغیرہ وہ دوسری مسجد میں لے گیا وہ اس کو واپس اسی مسجد میں لاوے، اور کچھ تعزیر اس پر نہیں ہے۔ فقط

ایک مسجد کی جانمازیں دوسری مسجد میں دینا

سوال: (۶۴۳) ہمیشہ سے ایک مسجد میں جمعہ ہوا کرتا تھا جس کے واسطے ممبئی سے دو جانمازیں اسی روپے میں لایا، مگر اب دوسری مسجد میں جمعہ ہونے لگا، اس میں سے موقوف ہو گیا، اگر شرعاً جائز ہو تو وہ جانماز اس مسجد میں بھیج دیں؟ (۲۵۸۴/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ جانمازیں جو ایک مسجد میں داخل کر دی گئیں ان کو دوسری مسجد میں لے جانا درست نہیں ہے، اگرچہ جمعہ وہاں موقوف ہو گیا ہو کیوں کہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک مسجد بالکل ویران اور غیر آباد ہو جائے کہ کوئی نماز پڑھنے والا وہاں نہ رہے تو اس وقت اس مسجد کا اسباب دوسری مسجد میں لے جانا درست ہے، اور جب تک وہ مسجد آباد ہو، اور اس میں پنج گانہ نمازیں ہوتی ہوں تو اس کے سامان کو دوسری

مسجد میں لے جانا درست نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار والشامی (۱) فقط

سوال: (۶۴۴) ایک مسجد میں جانمازیں ضرورت سے زائد ہیں، تو وہ دوسری مسجد میں کام آسکتی ہیں، یا کوئی شخص اپنے گھر میں ان پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ (۲۵۶۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جس مسجد کی جانمازیں ہیں اسی مسجد میں ان کو استعمال کرنا چاہیے دوسری مسجد و مکان میں نہ لے جائیں، جب کہ مسجد اول آباد ہے اور اس میں نماز ہوتی ہے۔

مسجد کی صفیں ودیگر سامان عیدگاہ میں لے جانا اور استعمال کرنا

سوال: (۶۴۵) جامع مسجد کی چٹائی، اور صف وفرش ودیگر سامان عیدگاہ میں لے جا کر استعمال کرنا، اور بعد استعمال ورفع ضرورت فوراً جامع مسجد میں پہنچا دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور برتقدیر عدم جواز جونماز ان صفوف وغیرہ پر پڑھی گئی؛ وہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ (۳۵۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: تصریحات فقہاء وقواعد فقہیہ سے واضح ہوتا ہے کہ جامع مسجد کا سامان، فرش وصف وغیرہ عیدگاہ میں لے جانا اور استعمال کرنا درست نہیں ہے: قال فی الشامی: سَبَّلَ مصحفًا فی مسجد بعینه للقراءة لیس له بعد ذلك أن یدفعه إلی آخر من غیر أهل تلك المحلة للقراءة الخ (۲) وفی الدر المختار: ومثله فی الخلاف المذکور حشیش المسجد وحُصُره مع الاستغناء عنهما وکذا الرباط والبئر إذا لم ینتفع بهما فیصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلی أقرب مسجد أو رباط أو بئر أو حوض إلیه الخ (۳)

---

(۱) فی الدر المختار: ولو خرب ما حوله واستغنی عنه یبقی مسجدًا عند الإمام والثانی وبه یفتی وفی الشامی: لکن علمت أن المفتی به قول أبی یوسف رحمه الله أنه لا یجوز ونقله ونقل ماله إلی مسجد آخر کما مر عن الحاوی. وأیضا فیه: جزم به فی الإسعاف: ولو خرب المسجد وما حوله وتفرق الناس عنه، لایعود إلی ملك الواقف عند أبی یوسف رحمه الله فیباع نقضه بإذن القاضی ویصرف ثمنه إلی بعض المساجد الخ (الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۹-۴۳۰ کتاب الوقف – مطلب فیما لو خرب المسجد أو غیره)

(۲) الشامی ۶/۴۳۶،۴۳۷ کتاب الوقف – مطلب: متی ذکر للوقف مصرفًا لابد أن یکون فیهم تنصیص علی الحاجة.

(۳) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ: فیما لو خرب المسجد أو غیره.

واضح ہو کہ مفہوم کتب فقہ معتبر ہوتا ہے **کما صرح به فی الدر المختار والشامی** (۱) پس جب کہ فقہاء یہ قید لگاتے ہیں کہ کسی مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا، اور استعمال کرنا اس وقت درست ہے کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے، اور اس میں ضرورت نہ رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر اس مسجد میں جس کا وہ سامان ہے ضرورت ہے، اور وہ مسجد آباد ہے تو اس کا سامان دوسری مسجد وغیرہ میں لے جانا بہ غرض استعمال درست نہیں ہے، بایں ہمہ اگر عاریۃً عیدگاہ میں سامان جامع مسجد لے گئے، اور ان صفوف پر نماز پڑھی تو نماز ہوگئی، لیکن ایسا کرنا نہ چاہیے۔ فقط

ایک مسجد کا زائد سامان دوسری مسجد میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۶۴۶) ایک قصبہ میں کئی مساجد ہیں، بعض آباد اور بعض ویران ہیں، ایک مسجد آباد میں لوٹے، فرش، تیل اور سنگ وخشت ضرورت سے زائد موجود ہیں، ایک دوسرے محلہ کی مسجد میں اشیا مذکورہ کی ضرورت ہے تو اس مسجد میں لگانا ان اشیاء کا جائز ہے یا نہیں؟ اور مفت دے سکتے ہیں یا قیمۃً؟ (۱۳۹۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: آباد مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لگانا فقہاء نے ناجائز لکھا ہے؛ البتہ جس چیز کی فی الحال اس مسجد میں بالکل ضرورت نہ ہو، اور آئندہ بھی کوئی ضرورت متوقع نہ ہو تو اس کو فروخت کر سکتے ہیں، اور قیمت فروخت شدہ چیز کی اسی مسجد آباد میں صرف کرنا چاہیے۔

سوال: (۶۴۷) ایک مسجد میں سامان فرش وغیرہ کثیر ہے، اور دوسری مسجد میں سامان نہیں ہے مسجد اول سے کچھ سامان لے کر مسجد مذکور میں رکھ دیا جائے تو درست ہے یا نہیں؟ (۲۸۸۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ تو کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر ایک مسجد خراب وغیر آباد ہو جائے، اور لوگ اس ترک کر دیں تو پھر اس کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کیا جا سکتا ہے، ویسے جائز نہیں؛ کیونکہ ظاہر ہے ایک وقف کا سامان دوسرے وقف میں نہیں لگایا جا سکتا، وقف میں اس طرح کے تمام تصرفات منع ہیں

(۱) في الدر المختار: لأن مفاهيم الكتب حجة؛ **وفي الشامي**: وفي شرح التحرير عن شمس الأئمة الكردري أن تخصيص الشيء بالذكر لايدل على نفي الحكم عما عداه في خطابات الشارع، فأما ما في متفاهم الناس وعرفهم وفي المعاملات والعقليات فيدل اهـ (الدر والرد ۱/۲۰۵-۲۰۶ كتاب الطهارة، مطلبٌ في دلالة المفهوم)

لہٰذا صورت مسئولہ میں مسجد اول جب کہ وہ بہ دستور آباد ہے دوسری مسجد میں رکھنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں دینا کب درست ہے؟

سوال: (۶۴۸) ایک مسجد میں اذان و جماعت کچھ نہیں ہوتی، کچھ عرصہ ہوا کہ آندھی کی وجہ سے وہ مسجد شہید ہوگئی تھی، اب اس مسجد کے متولی چاہتے ہیں کہ اس مسجد کا چھپر اور ستون اور جتنی چیزیں ہیں دوسری مسجد میں —— کہ وہاں اذان و جماعت برابر ہوتی ہے —— دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور دوسری مسجد کا متولی ان اشیاء کو فروخت کر کے اپنی مسجد میں لگا سکتا ہے یا بعینہ ان ہی اشیاء کو لگاوے۔ (۲۸/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: فقہاء حنفیہؒ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ مسجد بالکل غیر آباد ہو، اور اس کی آبادی کی کوئی صورت نہ ہو تو اس کا سامان دوسری مسجد آباد میں لگانا درست ہے، خواہ بعینہ وہ سامان لگایا جاوے یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت دوسری مسجد میں لگائی جائے، لیکن مسجد اول جو غیر آباد ہوگئی ہے، اس کی زمین بھی مسجد ہوگئی ہے، اور وہ ہمیشہ کو ابدالآباد تک مسجد ہی رہے گی، اس لیے اس زمین کو ایسا محفوظ کر دیا جائے کہ جانور وغیرہ اس میں نہ گھسیں، اور سوء ادبی نہ ہو، درمختار میں ہے: ولو خرب ماحوله و استغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام و الثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتى — إلى أن قال — فيصرف وقف المسجد و الرباط و البئر و الحوض إلى أقرب مسجد أو رباط أو بئر أو حوض إليه الخ (۱) وفي الشامي: ولو خرب المسجد وماحوله وتفرق الناس عنه لايعود إلى ملك الواقف عند أبي يوسف فيباع نقضه بإذن القاضي ويصرف ثمنه إلى بعض المساجد الخ (۱)

مسجد کے ردّی سامان کا حکم

سوال: (۶۴۹) مسجد کا ردّی سامان کیا کیا جاوے؟ (۱۸/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد کا ردّی سامان فروخت کر کے اسی مسجد کے خرچ میں لایا جاوے۔ فقط

سوال: (۶۵۰) کسی محلّہ میں زمانہ دراز سے ایک ٹین کی بنی ہوئی مسجد تھی، جس کو اہل محلّہ نے پختہ

(۱) الدر و الشامي ۶/ ۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره

بنالیا ہے؛ اب سابق سامان مسجد کا مثلاً ٹین وستون وغیرہ جو کسی صورت سے پختہ عمارت میں صرف کرنا ممکن نہیں ہے فروخت کر کے اس کی قیمت جدید عمارت میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۹۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس سامان سابق کو فروخت کر کے اس مسجد کی جدید عمارت میں صرف کرنا درست ہے کذا فی الشامی وغیرہ (۱) فقط

مسجد کے پرانے سامان کا حکم

سوال: (۶۵۱) مسجد کے پرانے اسباب کو کیا کرنا چاہیے، اس کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۶۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد میں لگادی جائے اور مشتری کے لیے استعمال کرنا اس کا درست ہے۔

سوال: (۶۵۲) منتظم مسجد، مسجد کے بوسیدہ فرش یا بوسیدہ لکڑی وغیرہ کو فروخت کر کے نیا فرش وغیرہ خرید سکتا ہے یا نہیں؟ اور پرانے سامان کو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ اور دوسرے محتاج نمازیوں کو تبرعاً دے سکتا ہے یا نہیں؟ (۴۲۱/۱۳۳۱ھ)

الجواب: اس پرانے سامان کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اس مسجد میں صرف کرنا چاہیے؛ تبرعاً کسی کو دینا یا بلا قیمت اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔

مسجد کی پرانی اشیاء کو مدرسہ میں لگانا درست نہیں

سوال: (۶۵۳) اشیاء مسجد جو پرانی اور بوسیدہ ہوجاویں مدارس دینیہ میں لگانا جائز ہے یا کیا کرنا چاہیے؟ (۱۹۱۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مدرسے میں لگانا درست نہیں ان کی قیمت اسی مسجد میں لگانا چاہیے۔

ایک مسجد کی شہتیر دوسری مسجد میں لگانا

سوال: (۶۵۴) ایک شہتیر ایک مسجد کے نامزد کیا گیا تھا، مگر تعمیر مسجد میں دیر ہے، اب ایک دوسری

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

مسجد تیار ہوئی ہے، اس مسجد پر شہتیر کو بطور تبادلہ لگانا چاہتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۷۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: یہ تبادلہ موافق روایاتِ فقہیہ کے درست نہیں ہے، شامی میں ہے: ولایجوز نقله و نقل ماله إلی مسجد آخر ...... وهو الفتویٰ حاوی القدسی وأکثر المشائخ علیه مجتبیٰ وهو الأوجه (شامی) وفیه بعد أسطر: بخلاف أنقاضه لما قدمنا عنه قریبًا من أن الفتویٰ علی أن المسجد لایعود میراثًا ولا یجوز نقله ونقل ماله إلی مسجد آخر الخ (۱) (شامی)

اور ظاہر ہے کہ شہتیر مذکور ایک مسجد کے نامزد کردینے سے وہ شہتیر اسی مسجد پر وقف ہوگیا، اور اس مسجد کا مال ہوگیا اور مسجد مذکور ویران بھی نہیں ہوئی تا کہ اس میں کچھ خلاف کی گنجائش ہو۔ فقط

مسجد کی کڑیوں وغیرہ کو فروخت کر کے نئی خریدنا

سوال: (۶۵۵) ایک مسجد قبل میں تنگ تھی، بعض اوقات بوجہ کثرت آدمیوں کے نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی تھی، اس لیے مسلمانوں کی کچھ زمین اسی مسجد کے متصل خرید کر مسجد کے وسیع ہونے کے لیے وقف کی، اب دوبارہ مسجد وسیع کی گئی، اب سابق مسجد کے اسباب مثلاً شہتیر، کڑیاں وغیرہ بوجہ وسیع ہونے کے اس میں نہیں آسکتے، اور رکھے رہنے سے ضائع ہوجاویں گے، ایسی صورت میں اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے دیگر شہتیر، وکڑیاں وغیرہ خرید کر اس مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۸۳/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: بہ حالت مذکورہ مسجد مذکور کے سابق اسباب وسامان مثل شہتیر وکڑیاں وغیرہ کو جو کہ اب بعد وسیع ہونے مسجد کے اس کے کام میں نہیں آسکتے، فروخت کر کے اس قیمت سے دوسرے شہتیر وکڑیاں وغیرہ خرید کر مسجد میں لگانا درست ہے، کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں اس سامان سابق کے ضائع وخراب ہونے کا اندیشہ ہے، اور ضائع کرنا اس کا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی بوسیدہ کڑیاں فروخت کر کے ان کی رقم مسجد میں لگانا درست ہے

سوال: (۶۵۶) ایک مسجد کا شہتیر اور کڑیاں بوسیدہ ہونے کی وجہ سے کارآمد مسجد نہیں رہیں تو

(۱) الشامی ۶/ ۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره

اس شہتیر اور کڑیوں کو مسجد کی دکان اور حجرہ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ شرح وقایہ میں لکھا ہے: ونقضه يصرف إلى عمارته أو يدخر لوقت الحاجة إليها. وإن تعذر صرفه إليها بيع وصرف ثمنه إليها (۱) یہ مسئلہ صحیح اور مفتی بہ ہے یا کیا حکم ہے؟ (۱۰۹۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: شرح وقایہ میں جیسا کہ اس مسئلہ کی نسبت لکھا ہے وہی صحیح اور مفتی بہ ہے؛ درمختار اور شامی وغیرہما میں بھی ایسا ہی ہے؛ پس حالت موجودہ میں اس شہتیر اور کڑی وغیرہ کو فروخت کر کے، ان کی قیمت کو مسجد کے مصارف ضروریہ کے لیے رکھا جاوے، دکان اور حجرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے؛ مسلمانوں کو اس کے خریدنے میں کچھ حرج نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں نفع مسجد کا ہے، اگر فروخت نہ کیا جاوے گا، اور کوئی ان کو نہ خریدے گا تو مسجد کا نقصان ہوگا؛ یہ اچھا نہیں ہے۔

مسجد کی پرانی کڑیاں اور شہتیر وغیرہ خرید کر اپنے گھر میں لگانا درست ہے

سوال: (۶۵۷) اگر مسجد کی پرانی کڑیاں یا شہتیر فروخت کر کے (اس کی قیمت) اسی مسجد کی نئی تعمیر میں لگائیں تو درست ہے یا نہیں، اور کڑیاں اور شہتیر مشتری اپنے مکان میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟ (۴۷۷/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: پرانی کڑیاں وغیرہ فروخت کر کے اس قیمت کو نئی تعمیر میں لگانا درست ہے، اور خریدنے والوں کو اپنے مکان میں ان کڑیوں اور شہتیر کا لگانا درست ہے۔

سوال: (۶۵۸) وما فضل من تعمير المسجد من الخشب وغيره فبيعه أو استعماله في الدور جائز أم لا؟ (۱۴۹۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بيعه لمصارف ذلك المسجد جائز و استعماله للمشترى فى داره جائز.

ترجمہ: سوال: (۶۵۸) مسجد کی تعمیر سے بچا ہوا سامان لکڑی وغیرہ کو بیچ کر مکانات میں اس کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) شرح الوقاية مع حاشية عمدة الرعاية ۴۱۲/۲ كتاب الوقف - ما يتعلق بتعمير المسجد.

الجواب: ایسے سامان کو اسی مسجد کے مصارف کے لیے فروخت کرنا جائز ہے، اور خریدنے والے کے لیے اس سامان کو اپنے گھر میں استعمال کرنا بھی درست ہے۔

مسجد کے پرانے پنکھے، یا بوریے دوسری مسجد میں یا مدرسے میں لگانا

سوال: (۶۵۹) مسجد کے پرانے پنکھے یا پرانے بوریے وغیرہ دوسری مسجد میں یا مدرسہ یا مسافروں کے کام میں لگا سکتے ہیں؟ (۶۶۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ان اشیاء کو فروخت کر کے (اس کا بدل) اس مسجد کے کاموں کے لیے رکھا جاوے، دوسری مسجد یا مدرسہ یا مسافروں کے کام میں نہ لایا جاوے، اور جو سامان جلانے کے قابل ہے، اس کو بھی مسجد کا حمام گرم کرنے کے لیے کام میں لایا جاوے۔

ایک مسجد کے لوٹے اور بوریے بہ وقت ضرورت دوسری مسجد میں عاریت کے طور پر دینا

سوال: (۶۶۰) کسی مسجد سے بوریا یا لوٹا عند الضرورت دوسری مسجد میں مستعار لے سکتے ہیں، اور بعدہ واپس اسی مسجد میں بھیج دیں؛ مثلاً ایک مسجد میں لوٹا وضو کے واسطے مستعار لے کر بعدہ خرید کر اسی تعداد میں یا اس سے زیادہ عدد ادا کر دیں؟ (۹۸۶/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: حسب تصریح فقہاء ایک مسجد کا سامان لوٹا و بوریا وغیرہ دوسری مسجد میں لے جانا درست نہیں ہے، اور اگر غلطی سے ایسا ہوگیا تو اس کے عوض دوسرا سامان لوٹا وغیرہ اس مسجد میں دینا چاہیے، یا اگر بعینہٖ وہی لوٹا وغیرہ موجود ہے تو وہی واپس دینا چاہیے۔ فقط

ایک مسجد کے ضرورت سے زائد لوٹے اور صفیں دوسری مسجد میں منتقل کرنا

سوال: (۶۶۱) ایک مسجد میں لوٹے، صفیں زائد از ضرورت ہیں، دوسری مسجد میں نہیں ہیں تو کیا

اول سے دوسری میں انتقال جائز ہے؟ (۲۰۳/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: جب تک کوئی مسجد ویران نہ ہو جائے اس وقت تک اس کے لوٹے، صفیں وغیرہ دوسری مسجد میں منتقل کرنا درست نہیں ہے۔

مسجد کی تعمیر سے بچے ہوئے سامان کا حکم

سوال: (۶۶۲) مسجد کی تعمیر کے لیے سامان خریدا گیا تعمیر کے بعد کچھ سامان بچ گیا؛ اب اس کو کوئی شخص اپنے ذاتی صرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۰۷۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر وہ سامان چندہ یا وقف کے روپے سے نہیں خریدا گیا بلکہ سائل نے اپنے ذاتی روپے سے تعمیر مسجد کے لیے خریدا ہے تو اس صورت میں خریدنے والا اس کو اپنے ذاتی مصرف میں لاسکتا ہے، اور اگر وہ سامان چندہ یا وقف کے روپے سے خریدا ہے، اور اب مسجد میں اس کی ضرورت نہیں ہے تو اس کو فروخت کر کے اس قیمت کو مسجد میں خرچ کر دیا جائے، اور خریدنے والا اس سامان کو اپنے مصرف میں لاسکتا ہے۔

سوال: (۶۶۳) ایک مسجد کو بوجہ بوسیدہ ہونے کے از سر نو تعمیر کیا جو سامان بچ گیا اس کو فروخت کر کے اسی مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور مشتری کے لیے یہ جائز ہے یا نہیں کہ اس سامان اینٹ ولکڑی کو اپنے صرف میں لاوے؟ (۱۲۹۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس مسجد کا سامان بچا ہوا فروخت کر کے (قیمت) اسی مسجد میں صرف کرنا درست ہے، اور مشتری کے حق میں وہ حلال ہے، اس کو اپنے کام میں لانا جائز و درست ہے۔

مسجد کو توڑنے کے بعد اس کی چھت اور دیواروں کی مٹی راستے میں ڈالنا

سوال: (۶۶۴) ایک مسجد گرائی گئی اب اس کی چھت اور دیواروں کی مٹی جو تعمیر سے بچ رہی شارع عام میں ڈالنی جائز ہے یا نہ؟ (۲۰۷۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: شارع عام وغیرہ میں اس زائد مٹی کو ڈالنا جائز ہے۔ فإن الضرورات تبيح المحظورات (۱) فقط

(۱) قواعد الفقه، ص: ۸۹، القاعدة: ۱۷۰۔

مسجد کی ضرورت سے زائد چیزوں کوخریدنا، بیچنااور نیلام کرنا

سوال: (۶۶۵)...... (الف) مسجد کا پتھر لکڑی وغیرہ فروخت کرکے (قیمت) اسی مسجد میں صرف کریں تو شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(ب) خریدار کو اشیاء مسجد کا خریدنا اور اپنے تصرف میں لانا درست ہے یا نہیں؟

(ج) کیا اشیاء مسجد ہر مذہب والا خرید سکتا ہے اور اپنے تصرف میں لاسکتا ہے؟

(د) اور اشیاء مذکورہ کو نیلام بھی کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۹۸۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) شرعاً ایسا کرنا درست ہے۔

(ب) خریدار کو درست ہے کہ اشیاء مسجد کو جن کا فروخت کرنا شرعاً درست ہے خرید کر اپنے کسی مصرف میں لاوے۔

(ج) ہر ایک مذہب والا خرید سکتا ہے، اور اپنے تصرف میں لاسکتا ہے۔

(د) نیلام کرنا بھی جائز ہے

مسجد کی چیزوں کو استعمال کرنا اوران میں ناجائز تصرف کرنا

سوال: (۶۶۶) اشیاء مسجد کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے یا نہ؟ اور ایک شخص نے مسجد کا بوریا کسی وجہ سے کاٹ دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ (۵۲۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد کی اشیاء کو اپنے کام میں لانا درست نہیں ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں ہے: الـوقف لا یُـمْـلَکُ وَلا یُمَلَّکُ (الشـامی ۶/۴۲۱، کتـاب الوقف) اور کاٹنا اس بوریا کا جائز نہ تھا جس نے کاٹا وہ ضامن اس کی قیمت کا ہے، اس کو چاہیے کہ اس کی قیمت سے دوسرا بوریا خرید کر مسجد میں داخل کردے۔ فقط

کسی خاص کام کے لیے دیا ہوا روپیہ دوسرے مصرف میں صرف کرنا

سوال: (۶۶۷) اگر مسجد کے شامیانے کے واسطے چندہ کیا گیا تو اس کو مسجد کی چہار دیواری میں صرف کرنا، یا کوئی شخص بوریوں کے لیے روپیہ دے تو اس کو چراغ بتی میں خرچ کرنا، علی ہذا کسی خاص

کا کے لیے کوئی دیوے، اور اس کو دوسرے مصرف میں جس کی اشد ضرورت ہو خرچ کر دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۵/ ۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: جس چیز کی مسجد میں اشد ضرورت ہے اس میں صرف کرنا درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

کیا امام؛ مسجد کی اشیاء اپنے کام میں لاسکتا ہے؟

سوال: (۶۶۸)...... (الف) مسجد میں تیل زائد آتا ہے اس کے سڑنے کا بھی احتمال ہے؛ کیا یہ تیل فروخت کر کے اور مسجد کے مصرف میں صرف ہوسکتا ہے؟

(ب) امام مسجد اس مسجد کی اشیاء تیل وغیرہ ولکڑی بوسیدہ اپنے کام میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۹۶۲/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) اس زائد تیل کو فروخت کر کے مسجد کے دوسرے کاموں میں صرف کرنا درست ہے، اور امام جس کے سپرد انتظام مسجد ہے ایسا کرسکتا ہے۔

(ب) نہیں لاسکتا۔ فقط واللہ اعلم

مسجد کے محافظ کو مسجد کی اشیاء کا ذاتی استعمال درست نہیں

سوال: (۶۶۹) جو شخص مسجد کی حفاظت کرتا ہو اس کو مسجد کی چٹائی بچھانا یا تیل جلانا درست ہے یا نہیں؟ یا کسی مصلی کو تیل لینے کی اجازت دینا درست ہے یا نہ؟ (۴۶۳/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درست نہیں ہے۔

مسجد کے ڈول اور رسّی سے پانی بھر کر گھر میں لے جانا کیسا ہے؟

سوال: (۶۷۰) اور مسجد کے ڈول و رسی سے پانی بھر کر گھر میں لے جانا درست ہے یا نہیں؟ اگر متولی مسجد لے جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۵۳/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اگر ڈول و رسی مسجد میں دینے والوں کی یہ نیت ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس سے پانی بھریں، یا نمازی یا امام ومتولی اپنے گھر بھی پانی لے جائیں تو درست ہے ورنہ نہیں۔

مسجد کے زائد تیل کو بیچ کر امام کی تنخواہ دینا جائز ہے

سوال: (۶۷۱) مسجد میں جو تیل مسلمان لوگ یعنی اہل محلہ روشنی کی غرض سے بھیجتے ہیں، اگر وہ زائد ہو تو اس کو فروخت کر کے مسجد کے امام کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ یا کسی اور کام میں مسجد کے اس کی قیمت صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۰۴۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زائد تیل کو فروخت کر کے مسجد کے دوسرے کاموں میں لانا اور خرچ کرنا درست ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو امام کی تنخواہ میں صرف کرنا بھی جائز ہے کہ یہ بھی مسجد کی ضروریات میں سے ہے۔

سوال: (۶۷۲) مسجد کا زائد تیل امام کا حق ہے یا اس کی قیمت مسجد میں خرچ کی جائے؟ (۵۰۸/۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس کو فروخت کر کے اسی مسجد میں اس قیمت کو صرف کیا جائے وہ مسجد کا حق ہے امام کا حق نہیں ہے۔

مسجد کا ٹین دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۷۳) ایک مسجد کا ٹین وغیرہ تھا، بعض نمازیوں نے وہ ٹین اس مسجد کے توڑنے کے بعد منتقل کر کے، دوسری جگہ لے جا کر کچھ زمین کسی سے وقف کرالی، اور وہ ٹین وہاں لگا دیا، اور وہیں دوسری مسجد بنالی تو پہلی مسجد قدیم کا ٹین دوسری جگہ منتقل کرنا روا ہے یا نہ؟ اور وہ دوسری جگہ شرعاً مسجد ہوئی یا نہ؟ (۲۰۵/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس ٹین کو جو مسجد قدیم کا ہے اسی مسجد میں لگانا چاہیے اور دوسری مسجد کی زمین بھی مسجد ہوگئی ہے اگر اس کو چھاپنا ہے تو اس کے لیے دوسرا سامان خریدا جاوے۔

مسجد کی اشیاء فروخت کرنے کا حق کس کو ہے؟

سوال: (۶۷۴) ..... (الف) مسجد میں ایک شامیانہ ہے اس کے فروخت کرنے کا حق کس کو حاصل ہے؟

(ب) باہر کے اشخاص نے لوٹا سی (تانبے کا لوٹا) مسجد میں دیا تھا اس کی فروختگی کا حق امام مسجد یا اہل محلہ کو ہے یا کسی دوسری مسجد کے واسطے یہ سامان دیدیا جائے؟ (۷۷۳/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف) اگر مسجد کو اس کی ضرورت ہے تو اس شامیانے کو فروخت نہ کیا جائے، اور اگر ضرورت اس کی باقی نہیں رہی تو اس کو فروخت کر کے اس قیمت کو اسی مسجد کی ضروریات میں صرف کیا جائے۔

(ب) وہ لوٹا سی جو کسی نے مسجد میں دیا اس کو فروخت کر کے وہ قیمت اسی مسجد کی ضروریات مثل لوٹا مٹی کے یا ڈول و رسی و بوریا میں صرف کی جائے؛ امام مسجد یا متولی مسجد اس کو فروخت کر کے مسجد میں لگا سکتا ہے، اور سامان ایک مسجد کا دوسری مسجد میں لگانا اور دینا جائز نہیں ہے، جب تک وہ پہلی مسجد آباد ہو۔ فقط

مسجد کے ملبے کو فروخت کر کے اس کی قیمت اسی مسجد میں لگانا درست ہے

سوال: (۶۷۵) ملبہ مسجد مثل کڑی وتختہ یا پتھر وغیرہ فروخت کر کے اس مسجد کے خرچ میں اگر لگایا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور بیع بہ مصداق الوقف لا یملك درست ہے یا نہیں؟ (۸/۲۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس ملبے کو فروخت کر کے اس مسجد میں لگانا درست اور جائز ہے، اور یہ بیع صحیح ہے اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدر مع الرد ۶/ ۴۲۱ کتاب الوقف) سے خارج ہے۔ فقط

مسجد کے برآمدے اور حجرے کے ملبے کو فروخت کر کے مسجد کو پختہ بنانا

سوال: (۶۷۶) ایک محلہ میں مسجد اور برآمدہ مسجد وحجرہ و برآمدہ حجرہ میں بوجہ مفلسی محلہ والوں کی یہ مسجد وحجرہ وہر دو برآمدہ نہایت شکستہ حالت میں ہیں، اگر چندن اسی طرح رہے تو جملہ ملبہ خراب ہوجائے گا، اگر ملبہ ہر دو برآمدہ وحجرہ کا فروخت کر کے اس مسجد کو پختہ بنادیا جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۴۱۸/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسی حالت میں کہ چند عرصے میں اس حجرہ و برآمدہ کا ملبہ بالکل خراب اور ضائع ہو جائے گا، اور کار آمد نہ رہے گا، یہ جائز ہے کہ اس ملبے کو فروخت کر کے مسجد کو پختہ کرادیا جائے، پھر جب کبھی وسعت ہو حجرہ و برآمدہ بنوادیا جائے۔ هكذا أفتى به الفقهاء في **موضع الضرورة و** خوف الضياع (۱) فقط

جو مسجد دریا برد ہوگئی اس کے سامان کو کہاں صرف کیا جائے؟

سوال: (۶۷۷) ایک مسجد دریا برد ہوگئی، اس کا سامان وغیرہ رکھا ہے، اہل محلہ نے اقرب مساجد تیار کرلی ہے، اور اس میں اس سامان کی ضرورت نہیں ہے تو اس سامان کو مدرسہ اسلامیہ میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۸۶۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اقرب مساجد ہی میں صرف کرنا چاہیے، اگر اس وقت ضرورت نہیں ہے تو اس کے لیے اس سامان کو محفوظ رکھا جاوے کہ وقت ضرورت کام آوے یا فروخت کر کے اقرب مساجد میں لگایا جاوے مدرسہ میں نہ لگایا جاوے۔

سوال: (۶۷۸) ''عثمان ساگر'' کا تالاب یہاں تیار ہو رہا ہے، متعدد گاؤں غرقاب ہو رہے ہیں، ان میں ایک مسجد بھی غرقاب ہو رہی ہے، اب ہم لوگ تھوڑے فاصلے پر علیحدہ دوسرا گاؤں بسا رہے ہیں، اور اس میں ایک مسجد بھی پختہ تیار کر رہے ہیں، اس نئی مسجد میں اس غرقاب ہونے والی مسجد کا پتھر وغیرہ تعمیر میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: جو مسجد غرقاب ہو رہی ہے، یا ہونے والی ہے، اس کا سامان پتھر وغیرہ مسجد جدید میں لگانا درست ہے كذا في الشامي (۲)

---

(۱) قال في ردالمحتار: سئل شيخ الإسلام عن أهل قرية رحلوا وتداعى مسجدها إلى الخراب وبعض المتغلبة يستولون على خشبه وينقلونه إلى دورهم، هل لواحد لأهل المحلة أن يبيع الخشبة بأمر القاضي، ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هذا المسجد؟ قال: نعم (الشامي ۴۳۰/۶ كتاب الوقف - مطلب في نقل انقاض المسجد ونحوه)

(۲) قال في الشامي: كالمسجد إذا خرب واستغنى عنه أهل القرية، فرفع ذلك إلى القاضي فباع الخشب وصرف الثمن إلى مسجد آخر جاز (شامي ۴۳۰/۶ كتاب الوقف، مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره)

سوال: (۶۷۹) ایک مسجد ہے، اس کو دریا کاٹ کر قریب آ گیا ہے، اب یقیناً مسجد کو گرا کر دھار میں کر لے گا؛ مسجد کو توڑنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۶۳/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر خوف اس مسجد کے دریا برد ہونے کا ہے تو اس کا سامان اٹھا کر دوسری مسجد میں لگا دینا درست ہے۔

دریا برد ہونے والی مسجد کی لکڑی اور اینٹیں استعمال کرنا

سوال: (۶۸۰) ایک مسجد دریا برد ہوئی جاتی ہے اس کی لکڑی اور اینٹیں کھود لینا چاہیے یا نہیں؟ اور بعد کھودنے کے لکڑی وغیرہ اپنے استعمال میں لا سکتا ہے یا نہیں؟ (۶۳۷/ ۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: اس کی لکڑی اور خشت وغیرہ سامان یا اس کی قیمت کسی دوسری مسجد میں صرف کر دینا چاہیے خود اپنے استعمال میں نہ لاوے۔ فقط واللہ اعلم

منہدم مسجد کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا

سوال: (۶۸۱) اسباب و سامان مسجد منہدمہ را بہ قضائے قاضی فروختہ، قیمتش بمسجد ثانی صرف کردن جائز است یا نہ؟ (۱۰۷۳/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر مسجدے ویران شود، وصورت آبادی او متعذر شود، سامان او فروختہ بمسجد ثانی صرف کردن جائز باشد، ومسجد اول را ہم محفوظ داشتہ شود کہ آں زمین ہم مسجد است، وتا قیامت مسجد خواہد ماند، حرمت آں نگاہ داشتہ شود، واز سوءِ ادبی محفوظ کردہ شود۔

ترجمہ: **سوال**: (۶۸۱) قاضی کے فیصلے سے منہدم مسجد کے سامان اور آلات واسباب کو بیچ کر ان کی قیمت دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر مسجد ویران ہو جائے اور اس کی آبادی کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو ایسی صورت میں اس کا سامان بیچ کر دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے —— اور پہلی مسجد کو بھی محفوظ کر دیا جائے اس لیے کہ وہ جگہ بھی مسجد ہی ہے اور قیامت تک مسجد ہی رہے گی اس کی حرمت کا لحاظ رکھا جائے اور بے ادبی سے اسے محفوظ رکھا جائے۔

سوال: (۶۸۲) ایک مسجد شکستہ، کہنہ، منہدمہ، غیر مسقف، غیر آباد جس میں صدہا برس سے کبھی اذان ونماز نہیں ہوئی، ایک زمیں دار اہل ہنود کے موضع میں واقع ہے، اور دوسو برس سے زیادہ عرصے کی معمرہ ہے، اب مسجد کے اندر منہدم پختہ خشت کی دیواریں اور فرش شکستہ باقی ہے، جس پر خودرو درخت؛ ببول، جھاڑی وغیرہ کے صدہا بڑے بڑے عظیم الشان پیدا ہو گئے ہیں، قریب مسجد کے اہل اسلام موضع مذکور کے باشندہ کا گھر نہیں، اہل ہنود آباد اور پکا ایک شوالا (مندر) ہے، بوجہ ویرانی مسجد کے احاطے میں دن رات جانور رہتے ہیں، اور سگ وخوک (کتے اور سور) وغیرہ بول وبراز کرتے ہیں، جس کی وجہ سے مسجد کی تذلیل ہوتی ہے، اور بہ صورت سعی آبادی مسجد باہم اہل اسلام واہل ہنود فساد عظیم ہو جانے کا قوی احتمال ہے، آیا خشت ہائے بقیہ مسجد مذکورہ کو اگر جائے موقوعہ قدیم سے اٹھوا کر موضع مذکور کے اہل اسلام کے محلے میں دوسری مسجد جدید تعمیر کرا دی جائے اور کہنہ مسجد کے خشت ہائے پختہ اس میں لگا دی جائیں تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۲۴/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے، وہ ابد الآباد تک مسجد رہتی ہے، مسلمانوں کو اپنے اختیار سے اس کی حفاظت میں کمی نہ کرنی چاہیے، اس لیے ضروری ہے کہ اگر وہ مسجد آباد نہیں ہو سکتی تو اس کا احاطہ ایسا کرا دیا جائے کہ اس کے اندر جانور وغیرہ نہ گھسیں، اور بے حرمتی اس کی نہ ہو اور جو خشت اس کام سے زیادہ ہوں وہ دوسری مسجد میں لگا دی جائیں۔ فقط

منہدم مسجد کی تعمیر ضروری ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۸۳) ”ڈھولی“ میں دو مسجدیں پچاس ساٹھ برس سے تھیں، ایک پختہ، ایک خام۔ مسجد خام عرصہ پچیس تیس سال کا ہوا شہید ہو گئی تھی، اس وقت تک اسی حالت میں ہے، سوائے زمین اور جگہ کے دوسرا نشان نہیں، اور بے حرمتی اس کی ہر قسم کی ہوتی ہے، اور موضع میں عموماً تین چار نمازی ہوتے ہیں، اب اس مسجد منہدمہ کو مکمل طور سے پختہ بنایا جائے یا صرف چہار دیواری پختہ کرا کر بند کرا دیا جائے؟ (۱۰۰۵/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے، وہ ہمیشہ ابد الآباد تک مسجد ہی رہتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس مسجد منہدمہ کو تعمیر کرایا جائے، اور اگر سردست وسعت نہ ہو تو بالفعل اس کا

احاطہ کرادیا جائے کہ بے ادبی سے محفوظ رہے پھر جس وقت وسعت اور گنجائش ہو اس وقت تعمیر کرادی جائے۔ فقط

مسجد کے شکستہ جھاڑ و اور بوسیدہ فرش فروخت کرنا

سوال: (۶۸۴) مسجد میں جھاڑ و اور فرش شکستہ اور بوسیدہ جمع ہو جاتے ہیں؛ ان کو فروخت کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۵۸۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جب کہ ان کی کچھ ضرورت مسجد میں نہ رہی؛ تو اگر وہ فروخت ہو سکیں تو ان کو فروخت کر کے، ان کی قیمت کو مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔

مسجد کی بچی ہوئی اینٹ سے مدرسہ بنانا

سوال: (۶۸۵) مسجد کے لیے اینٹ تیار ہوئی تھی، مسجد کا کل کام ختم ہو گیا ہے، اور کچھ اینٹ بچ گئی ہیں، اس سے مدرسہ تیار کرانا درست ہے یا نہیں؟ (۴۶۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: جو اینٹ مسجد کی بچ گئی ہے، اگر وہ اینٹ مسجد میں لگانے کی ضرورت نہیں ہے؛ تو ان کو فروخت کر کے اس کی قیمت؛ اسی مسجد میں صرف کر دینی چاہیے، خواہ مدرسے کے لیے خریدی جاویں یا اور کوئی خرید لے۔ فقط

مسجد کی اینٹوں اور کڑیوں کا حکم

سوال: (۶۸۶)...... (الف) ایک مسجد از سر نو تعمیر ہو رہی ہے، اس میں سے کچھ کڑیاں نکلی ہیں، جو مسجد کے کام نہیں آسکتیں؛ ان کو فروخت کر کے کس مصرف میں صرف کیا جائے؟

(ب) مسجد کی بنیاد کے قریب ایک کنواں ہے، جو صرف مسجد کی غرض سے تعمیر کرایا گیا تھا، اب اہل قریہ بھی اس سے کام لیتے ہیں؛ اس صورت میں اس کنویں کی مرمت مسجد کی اینٹ سے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(ج) ایک مشترکہ زمین میں مسجد تعمیر کی گئی، ایک شریک اپنی زمین مسجد میں دینے پر راضی نہیں،

اگر اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث اس زمین کو بہ خوشی مسجد میں دیدیں تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۰۳۹ھ)

الجواب: (الف) پرانی کڑی تختہ جو مسجد میں کارآمد نہ ہو فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد کی ضروریات میں صرف کرنا جائز ہے۔ کذافی کتب الفقہ۔ (ب) ہوسکتی ہے۔

(ج) اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ نے جس وقت اجازت دیدی تو وہ مسجد ہوگئی؛ نماز اس میں بلاکراہت صحیح ہے، اور پہلے اس میں نماز مکروہ تھی۔ فقط

سوال: (۶۸۷) ایک مسجد کی لکڑی اینٹ وغیرہ کا استعمال دوسری مسجد میں درست ہے یا نہیں؟ مسجد کی حاجت سے زائد اسباب فروخت ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۴۱۰ھ)

الجواب: دوسری مسجد میں لگانا درست نہیں اور زائد بےکار اسباب کو فروخت کر کے اسی مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔

مسجد کی اینٹیں اپنے مکان میں لگانا اور مسجد کی زمین پر قبضہ کرنا

سوال: (۶۸۸) ایک مسجد کے محلہ داران نے اینٹیں اپنی شاملات بنگلہ میں لگائی ہیں، اور اراضی مسجد کو بھی اپنے قبضے میں لانا چاہتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵/۶۲۹ھ)

الجواب: مسجد کی اینٹیں وغیرہ سامان وقف ہے، اور وقف کا کوئی مالک نہیں ہوسکتا، پس جن لوگوں نے مسجد کی اینٹیں اپنی شاملات کے مکان میں لگائی ہیں وہ گنہ گار ہوئے، ان کو چاہیے کہ اس قدر اینٹیں یا ان کی قیمت مسجد میں دیویں، اور زمین مسجد پر کسی کا قبضہ کرنا صحیح نہ ہوگا، وہ بھی وقف ہے۔ اَلْوَقْفُ لا یُمْلَکُ وَلا یُمَلَّکُ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) حکم صریح ہے درباۂ عدم مملوکیت وقف۔ فقط

مسجد کی تعمیر کے لیے تیار کی ہوئی اینٹوں کو بیچنے کا حکم

سوال: (۶۸۹) "باشندگان ہمیر پور" نے عرصہ ۲۲ سال کا ہوا دو بھٹے اینٹوں کے بغرض تعمیر مسجد آپس میں چندہ کر کے لگوائے تھے، بھٹے الی الیوم موجود ہیں، مگر بوجہ نا مساعدت زمانہ تعمیر مسجد نہ ہوسکی،

کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ نصف اینٹ فروخت کر کے مختصر مسجد تعمیر کرادی جاوے، چندہ دہندگان میں سے کچھ لوگ اس رائے کی ناموافقت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ضرورت فروختگی اینٹوں کی نہیں ہے، اگر تم سے تعمیر مسجد نہیں ہوسکتی تو ہم بدون فروخت کرنے اینٹوں کے تعمیر مسجد کرانے کو تیار ہیں، مگر جماعت اولی اینٹوں کے فروخت کرنے پر ضد کرتی ہے اس صورت میں کیا کیا جاوے؟ (۱۵۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں مسجد کی اینٹوں کا فروخت کرنا درست نہیں ہے، اور جس جماعت کی رائے یہ ہے کہ مسجد کی خشت فروخت نہ ہوں اور وہ تعمیر مسجد کرنے پر تیار ہیں وہ حق پر ہیں، ان ہی کی رائے کا اتباع کرنا چاہیے، اور یہ اس دوسرے فریق کی ضد اور نفسانیت ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ خشت فروخت کر کے چھوٹی مسجد تیار کرالی جاوے۔ فقط

شکستہ مسجد کی اینٹوں اور سامان کا حکم

سوال: (۶۹۰) مسجد شکستہ کی اینٹیں وغیرہ دوسری مسجد کے صرف میں لانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۶۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مسجد شکستہ کی اینٹیں وغیرہ سامان فروخت کر کے حتی الوسع اس مسجد کی ضروریات میں صرف کرنا چاہیے، اگر وہ مسجد بالکل ویران اور بے کار ہوگئی ہے، تو اس وقت دوسری مسجد میں بھی صرف کر سکتے ہیں۔ کذا فی الشامی وغیرہ۔

سوال: (۶۹۱) ایک مسجد منہدمہ ویران افتادہ کی اینٹوں اور مصالحہ کا دوسری مسجد کی مرمت میں لگانا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر اس مسجد منہدمہ کی اینٹیں دوسری مسجد کا فرش بنانے میں استعمال کرلی گئی ہوں تو بہ صورت عدم جواز اب کیا کرنا چاہیے؟ (۲۶۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسجد ویران شدہ منہدم کی اینٹیں دوسری مسجد میں صرف کرنا درست ہے؛ جب کہ مسجد ویران کی تعمیر اور آبادی کی کوئی صورت نہ ہو کذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط

سوال: (۶۹۲) مسجدے غیر آباد و ویران شدہ است، اگر سامان آں را بمسجد دیگر منتقل نہ کنند خوف ضیاع دارد؛ آیا سامان او بہ مسجد دیگر نقل کردن جائز است یا نہ؟ (۱۶۲۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: نقل سامان مسجد غیر آباد بہ مسجد دیگر جائز است، فقہاء آں را بہ ضرورت جائز داشتہ اند،

لیکن آں زمین مسجد تا ابد مسجد خواہد ماند، حفاظت و بقاء آں ضروری است لأن الفتویٰ علی تأبید المسجد کذا فی الشامی(۱)

ترجمہ: سوال: (۶۹۲) ایک مسجد غیر آباد اور ویران پڑی ہوئی ہے، اگر اس کا سامان دوسری مسجد میں منتقل نہ کریں تو ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے؛ تو کیا اس کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اس غیر آباد مسجد کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا جائز ہے، فقہاء نے ضرورۃً اس کی اجازت دی ہے؛ اس کے باوجود اس مسجد کی زمین ہمیشہ مسجد ہی رہے گی، اس کی حفاظت اور بقاء کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ شامی میں ہے کہ فتویٰ مسجد کے ہمیشہ مسجد ہونے پر ہے۔

سوال: (۶۹۳) محمد مصطفےٰ خان صاحب رئیس خورجہ نے ایک مسجد جنگل میں بنائی، کیوں کہ اس جنگل میں بازار مویشی ہوا کرتا تھا، لیکن بعد چندروز کے وہ بازار موقوف ہوگیا، اور مسجد ویران ہوگئی، بوجہ دور ہونے کے کوئی نماز پڑھنے نہیں آتا، اس میں جواری جوا کھیلتے ہیں، یا مویشی چرانے والے مویشیوں کو بٹھاتے ہیں، تو اس مسجد کا سامان دوسری مسجد کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۷۰۳/ ۱۳۴۲ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے: لأن الفتویٰ علی تأبید المسجد (الشامی ۶/ ۴۲۹ کتاب الوقف) پس اس کی مسجدیت کا ابطال؛ یعنی یہ کہ وہ مسجد نہ رہے جائز نہیں ہے، البتہ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ جو مسجد ویران ہوجائے، اور اس کی آبادی کی کوئی صورت باقی نہ رہے؛ تو اس کا سامان دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے، مگر مسجد اول کا احاطہ ایسا کردیا جائے کہ وہ بے ادبی سے محفوظ رہے هکذا فی الدر المختار و الشامی (۲) فقط

سوال: (۶۹۴) ایک مسجد جو کہ قبرستان میں ہے شہید ہوگئی ہے، اس کی اینٹیں دوسری مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۳۷۹/ ۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو مسجد قبرستان کی شہید ہوگئی ہے، اور ویران ہے، اس کی اینٹیں وغیرہ سامان دوسری

---

(۱) الشامی ۶/ ۴۲۹ کتاب الوقف . مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

(۲) قال فی البحر: وبه علم أن الفتوی علی قول محمد رحمه الله فی آلات المسجد وعلی قول أبی یوسف رحمه الله في تأبید المسجد (الدرمع الرد ۶/ ۴۲۹ کتاب الوقف ـ مطلب فیما لو خرب المسجد أو غیره)

مسجد میں لگانا جائز ہے، لیکن اس مسجد (قبرستان والی) کی زمین کی بھی حفاظت کی جائے، اس کا احاطہ کرادیا جائے کہ اس کی بے ادبی نہ ہو؛ کیوں کہ جو زمین مسجد ہو جاتی ہے، وہ ہمیشہ کو ابدالآباد تک مسجد رہے گی، اس کی بے ادبی کسی وقت درست نہیں ہے اس کا خیال رکھا جائے۔ فقط

سوال: (۶۹۵) کسی ویران اور غیر آباد مسجد کی اینٹ، کسی دوسری آباد مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور جو حجرہ ویران مسجد کے پاس ہو، اس کی اینٹ بھی دوسری مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۴۰۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ویران غیر آباد مسجد کی ـــــ جس کی آبادی کی کچھ امید نہ ہو ـــــ اینٹیں وغیرہ دوسری آباد مسجد میں لگانا درست ہے، اور جو حجرۂ ویران مسجد ویران کے متعلق ہے، اس کی اینٹیں بھی دوسری آباد مسجد میں لگانا درست ہے، کیونکہ ویسے بظاہر وہ ضائع ہوجاوے گی، اسی بناء پر فقہاء رحمہم اللہ اجمعین نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ فقط

مسجد کے زائد از ضرورت سامان کے چند احکام

سوال: (۶۹۶) مسجد کا مال جس کی مسجد میں ضرورت نہ ہو دوسری مسجد میں نقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً مسجد میں ڈاٹ لگوائی، کڑیاں نکلیں، اس مسجد میں ضرورت کڑیوں کی نہیں ہے، اور دوسری مسجد میں ضرورت ہے، اس مسجد میں یہ کڑیاں لگوادینا بہ رائے متولی درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی اشیاء بدست غیر اہل اسلام بیع کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی چیز مسجد کے اندر فروخت کی جائے یا بازار میں؟ اگر مسجد کی کڑیاں اور اینٹ چونہ جو مسجد درست شدہ سے علیحدہ ہو، اور اس کو پاخانہ یا غسل خانہ مسجد آخر میں یا اسی مسجد کے غسل خانے یا پاخانے کی تعمیر میں صرف کریں تو جائز ہوگا یا ناجائز، اور گھر کے غسل خانے اور پاخانے میں صرف کریں تو جائز ہے یا نہ؟ (۸۸۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس مسجد کا وہ سامان جس کی ضرورت اس مسجد کو نہیں ہے، فروخت کر کے اس قیمت کو اسی مسجد میں صرف کرنا چاہیے، اور خریدنا اس سامان کا ہر ایک مسلمان اور غیر مسلمان کو درست ہے، اور خواہ مسجد کے احاطے میں فروخت کرے یا بازار وغیرہ میں سب درست ہے، اور مسجد کا سامان خشت و چونہ وغیرہ جو زائد ہے اس مسجد کے غسل خانے و پاخانے وغیرہ کی تعمیر میں صرف کرنا درست ہے، اور اپنے گھر میں صرف کرنا بغیر خریدنے کے درست نہیں ہے؛ ہاں خریدنے والے کو درست ہے۔

ویران مسجد کی اینٹیں دوسری مسجد میں لگانا درست ہے

سوال: (۶۹۷) ایک مسجد ویران منہدم ہے، جس کی مرمت کی امید نہیں ہے، اور مسجد کی اینٹیں خراب ہورہی ہیں؛ اگر وہ اینٹیں کسی دوسری مسجد مرمت طلب میں لگادی جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟
(۱۳۳۴-۳۳/۳۰ھ)

الجواب: وہ خشت دوسری مسجد میں لگادینا درست ہے، کچھ حرج نہیں ہے؛ لیکن یہ ضرور ہے کہ مسجد ویران کی حفاظت کردی جائے، اور احاطہ پورا کردیا جائے کہ اس جگہ کی بے ادبی نہ ہو وہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی۔ فقط

سوال: (۶۹۸) ایک مسجد ایسے موقع پر ـــــ کہ برسات کے موسم میں اس کے نیچے دریا بہتا ہے ـــــ آبادی سے فاصلے پر قطعاً غیر آباد جگہ میں واقع ہے، احاطہ کی دیواریں منہدم ہوچکی ہیں، بیرونی فرش کا نام نہیں، اندرونی فرش ٹوٹا ہوا ہے، سگ وشغال (کتا اور گیدڑ) کی نجاست پڑی ہوئی ہے، گنبد تک گرگیا ہے، اینٹیں سوائے اس کے کہ منتشر وپراگندہ ہوں یا لوگ اٹھا کرلے جائیں اور کسی مصرف میں نہیں آتیں، ایسی حالت میں مسجد مذکور کی اینٹیں کسی دوسری مسجد میں لگائی جاسکتی ہیں؟ (۱۳۳۳/۱۳۷۵ھ)

الجواب: ایسی حالت میں بعض فقہاءؒ نے اجازت دی ہے کہ اس کی اینٹیں دوسری مسجد کی تعمیر میں لگادی جائیں؛ لیکن چوں کہ حکم شرعی یہ ہے کہ جو جگہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ ابدالآباد تک مسجد ہی رہے گی، لہٰذا اس زمین کی حفاظت اور احترام لازم ہے، کچا پکا احاطہ اس کا کرادیا جائے؛ تاکہ نجاست وغیرہ سے محفوظ رہے۔ فقط

خاص صورت میں مسجد کی اینٹیں مدرسے میں لگانا جائز ہے

سوال: (۶۹۹) ہمارے قصبے میں چند مساجد مسمار اور خراب پڑی ہیں، کسی کی صرف ایک دیوار، اور کسی کی ڈیڑھ دیوار، اور کسی کی صرف بنیاد ہی باقی ہے یہاں تک کہ ان کی زمینیں لوگوں نے کھیتوں میں شامل کرلیں، اور اینٹیں بھی اٹھا کرلے جاتے ہیں، اور مساجد کی آبادی ممکن نہیں ہے: ایسی مساجد کی بقیہ اینٹوں کو مدرسہ اسلامیہ میں جو کہ حدود مسجد کے اندر ہے لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۹/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسی حالت میں مدرسے میں ان اینٹوں کا لگانا درست ہے۔

واقف کی غرض کے خلاف اینٹوں کو لگانا

سوال: (۷۰۰) شیرکوٹ کی جامع مسجد تنگ تھی، مسجد کے شرق کی جانب سڑک سرکاری ہے، اور بہ جانب غرب اراضی افتادہ ایک ہندو کی تھی، جواب بنام مسجد خرید ہوگئی ہے، اور شمال کو ایک سہ درہ غیر مسقف معمرہ موجود ہے، اور جنوب کو اس کے سہ درہ کے واسطے اراضی موجود ہے، اور بعدہ اور بھی اراضی پڑی ہوئی ہے۔ زید نے اراضی پس پشت مسجد کے احاطے کی غرض سے کچھ اینٹیں ڈلوائی تھیں، بعض مسلمانوں نے ان اینٹوں سے برآمدہ صحن مسجد میں بنوانا بلا اجازت ورضامندی زید شروع کردیا، آیا بلا اجازت زید بعض مسلمانان محلہ یا اگر کل مسلمانان قصبہ چاہیں تو وہ خشت ہائے مذکورہ کو برآمدہ مسجد بنانے میں صرف کرسکتے ہیں جب کہ زید نے اینٹیں بہ غرض احاطہ مسجد بجانب پشت وقف کی ہیں اور زید اب بھی انکار کرتا ہے۔ (۲۲۲۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس میں وقف کرنے والے کی نیت اور غرض کا لحاظ ضروری ہے، دوسری جگہ ان اینٹوں کو لگانا جائز نہیں ہے، لیکن اگر وہ کام نہ ہوسکے جس کے لیے وہ اینٹیں ڈلوائی گئی تھیں تو اس مسجد کے اگر دوسرے کام میں بہ رضائے اہل محلہ صرف کی جاوے تو درست ہے۔

مسجد کے پتھر مکان میں لگانا

سوال: (۷۰۱) ایک مسجد مکان کے اندر ہے، اور وہ بہت ہی شکستہ ہے، اس کی مرمت نہیں ہوسکتی، اس کا پتھر مکان میں یا کسی دوسری مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۴۲۴/۱۳۴۰)

الجواب: مسجد مذکور کو ہمیشہ مسجد ہی رکھنا ضروری ہے، اس کی مسجدیت کبھی باطل نہیں ہوسکتی کما فی الشامی: ان الفتوی علی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد (الشامی ۴۲۹/۶ کتاب الوقف) اور حتی الوسع اس مسجد کی مرمت ضروری ہے، اور اگر نہ ہوسکے تو اس مسجد کو محفوظ رکھنا ضروری ہے، اور بہ صورت ویرانی وغیر آبادی اس کے پتھر وغیرہ سامان کو دوسری مسجد میں لگا دینا درست ہے، لیکن مکان میں لگانا درست نہیں ہے۔

مسجد کے پتھر امام باڑے میں لگانا

سوال: (۷۰۲) ایک شہر میں ایک شاہی مسجد کہنہ آبادی سے باہر ویران پڑی ہوئی تھی، اس میں سے چندلوگوں نے کچھ پتھر نکال کر دوسری عمارت میں لگادیے؛ یعنی ایک امام باڑا بنایا جاتا ہے، اس میں مسجد کے پتھر استعمال میں لائے گئے، مسجد کے پتھر نکال کر امام باڑے میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲۱۶۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسجد کے پتھر امام باڑے میں لگانا درست نہیں ہے؛ یہ بالکل حرام ہے اور ناجائز ہے۔ فقط

مسجد کی ضرورت سے زائد موم بتیاں فروخت کرنا

سوال: (۷۰۳) مسجد میں کسی نے موم بتی اس قدر دیدیں کہ ضرورت سے بہت زائد ہیں، اگر فاضل از ضرورت موم بتیوں کو فروخت کر کے مسجد کے دیگر مصارف میں صرف کریں تو جائز ہے یا نہ؟

(۲۰۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: صورت مسئولہ میں باقی موم بتیاں فروخت کر کے مسجد کے دیگر مصارف میں صرف کرنا جائز ہے، **في الشامي سئل شيخ الإسلام عن أهل قرية رحلوا وتداعى مسجدها إلى الخراب ..... هل لواحد لأهل المحلة أن يبيع الخشب بأمر القاضي ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هذا المسجد؟** قال: نعم (۱) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کا سامان بہ وقت استغناء یعنی بوجہ ضرورت سے زائد ہونے کے، یا بوجہ مسجد کے ویران ہونے کے فروخت کر کے، اس کی قیمت مسجد کے دیگر مصارف میں صرف کرنا جائز ہے۔ فقط

---

(۱) الشامي ۶/۴۳۰ كتاب الوقف ـ مطلبٌ في نقل إنقاض المسجد ونحوه.

مسجد کے چندہ سے متعلق مسائل

جولوگ مسجد کے لیے چندہ دے چکے وہ اس کے مالک رہے یا نہیں؟

سوال: (۷۰۴)..... (الف) جو اشخاص واسطے تعمیر مسجد کے چندہ دے چکے وہ اس کے مالک رہے یا نہیں؟

(ب) روپیہ چندہ دے کر ایک عرصے کے بعد واپس لے سکتے ہیں یا نہ؟

(ج) اور جو لوگ واسطے تعمیر مسجد کے روپے دے چکے ان سے دوبارہ اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۲۵۴ھ)

الجواب: (الف) جب تک وہ روپیہ تعمیر وغیرہ میں صرف نہ ہو دینے والے اس روپیہ کے مالک رہتے ہیں۔

(ب) دوسرے سوال کا جواب بھی اول جواب سے ظاہر ہے؛ یعنی اگر وہ روپیہ موجود ہے صرف نہیں ہوا تو واپس لے سکتے ہیں۔

(ج) جب کہ وہ لوگ کسی مسجد وغیرہ کو چندہ دے چکے تو اس میں صرف کرنے کے لیے دوبارہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

بیٹے کی شادی کے موقع پر مسجد میں جو رقم دی اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

سوال: (۷۰۵) زید نے اپنے بیٹے کی شادی کی، اور جس مقام پر بارات گئی، وہاں کے کمینوں کو جوڑے، اور نقد روپے وغیرہ واسطے شہرت، اور ناموری کے دیے، اور مسجد میں بھی فرش اور کچھ نقد روپیہ دیا،

اور امام و مؤذن کو بھی روپیہ دیا؛ پس جو مسجد میں دیا اس کا ثواب ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۵۵۰/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر اللہ کے واسطے مسجد میں دیا تو ثواب ہوگا، اور جو نام آوری اور دکھلانے اور سنانے کو دیا تو ثواب نہ ہوگا، حدیث شریف میں ہے: إنما الأعمال بالنيات (۱)

مسجد کے لیے جبراً چندہ وصول کرنا

سوال: (۲۰۷) ایک قوم کو ایک مسجد اور کنواں تیار کرنا ہے، اور چند متمول اشخاص نے یہ منصوبہ باندھا ہے کہ کل برادری سے جبراً چندہ وصول کیا جائے، اور جو مقررہ رقم دینے سے انکار کرے وہ برادری سے خارج کیا جائے؛ ایسی مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور اس میں اعانت کرنا ثواب ہے یا عذاب؟ اور اشخاص مذکورہ کے لیے کیا حکم ہے؟ (۹۶۸/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: مسجد کی تعمیر کو اللہ تعالیٰ نے علامت ایمان کی فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد ہے: اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ الاٰیة (۲) پس مسلمانوں کو مسجد کی اعانت میں خود بہ رضا و رغبت شریک ہونا چاہیے، اور حسب استطاعت اس کی اعانت میں کوتاہی نہ کرنی چاہیے، آخر اپنی شادی غمی ضروریات اور فضولیات میں خوب دل کھول کر طاقت سے زیادہ خرچ کر دیتے ہیں؛ پس مسجد کی تعمیر میں کچھ رقم دینے کو کیوں جبر سمجھتے ہیں؟ بلکہ یہ چاہیے کہ جو کچھ رقم مسلمانوں کے ذمے ان کی استطاعت کے موافق مقرر کی جاوے اس کو بطوع و رغبت و اخلاص اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر میں دیویں تا کہ ثواب اخروی ان کو پورا پورا حاصل ہو، اور جنت میں اس کے عوض مکان ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من بنی لله مسجدًا بنى الله له بيتًا في الجنة (۳) یعنی جس نے اللہ کے واسطے مسجد بنائی اور اس میں کسی قسم کی اعانت اور شرکت کی، اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت میں مکان بناوے گا۔ فقط

---

(۱) عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ ما نوى؛ فمن كانت هجرته إلى دنيا يُصِيبُهَا أو إلى امرءة ينكحها؛ فهجرته إلى ماهاجر إليه (صحيح البخاري ۱/۲ باب كيف كان بدء الوحي)

(۲) سورۂ توبہ، آیت: ۱۸۔

(۳) عن عثمان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بنى لله مسجدًا بنى الله له بيتًا في الجنة متفق عليه (مشكاة المصابيح ص: ۶۸ باب المساجد ومواضع الصلوة)

چندہ کر کے پختہ مسجد کو از سر نو تعمیر کرنا

سوال: (۷۰۷) ہمارے موضع میں ایک مسجد ہے، اس میں کسی قسم کی تکلیف نمازیوں کو نہیں ہے: لیکن چند مساکین قصبہ کی رائے یہ ہے کہ مسجد کو شہید کر کے از سر نو تعمیر کریں، جس کے اخراجات کا تخمینہ چار ہزار روپے ہے، اور رقم موجودہ صرف بارہ سو روپے ہے، اور باقی اٹھائیس سو روپے بہ صورت سوال لوگوں سے وصول کیا جائے؟ اور باقی رقم کا وصول ہونا سخت مشکل ہے، اور اس جمع شدہ رقم کو بغیر ضرورت خرچ کرنا اسراف میں داخل ہے یا نہیں؟ کیوں کہ مسجد از سر نو بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (۱۹۷۳-۳۴/۱۳۳۳ھ)

الجواب: وقف ردالمحتار میں منقول ہے: وفی ط. عن الهندية مسجد مبنى أراد رجل أن ينقضه ويبنيه أحكم ليس له ذلك لأنه لا ولاية له مضمرات إلا أن يخاف أن ينهدم إن لم يهدم تتارخانية وتأويله إن لم يكن البانى من أهل تلك المحلة وأما أهلها فلهم أن يهدموه ويجددوا بناءه الخ (۱) پس اگر وہ لوگ جو مسجد کو از سر نو بنانا چاہتے ہیں اہل محلہ سے ہیں، اور چندہ کر کے مسجد کو تعمیر کرنا چاہتے ہیں تو یہ درست ہے۔

دو مسجدوں کا چندہ یک جا اکٹھا کرنا

سوال: (۷۰۸) ایک موضع میں دو مسجدیں ہیں، اور دونوں غیر مکمل ہیں، موضع کے لوگ اس میں چندہ دے رہے ہیں، آیا دونوں کا چندہ علیحدہ علیحدہ ہونا چاہیے یا یک جا؟ اگر کوئی شخص چندہ دے کر یہ کہے کہ یہ چندہ فلاں مسجد کا ہے تو وہ دوسری مسجد میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۲۰۱ھ)

الجواب: جو لوگ مشترک چندہ دونوں مسجدوں کے لیے دیں، وہ دونوں مسجدوں میں لگ سکتا ہے، اور جو شخص خاص کسی ایک مسجد کے لیے چندہ دے وہ اسی مسجد میں لگانا چاہیے۔

مسجد کے چندے میں بیس روپے کا وعدہ کر کے پانچ روپے دینا

سوال: (۷۰۹) زید نے تعمیر مسجد میں بیس روپے دینے کا وعدہ کیا تھا، اور پانچ روپے اسی وقت

(۱) الشامی ۶/۴۲۷ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی أحکام المسجد.

دیدیے تھے اور اب باوجود وسعت کے باقی پندرہ روپے دینے سے انکار کرتا ہے، زید پر قیامت کے روز ایسا کرنے سے مؤاخذہ ہوگا یا نہیں؟ (۵۶۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ فقط

جو رقم ایک مسجد کے پمپ کے لیے جمع کی گئی ہے اس کو دوسری مسجد کی ضرورت میں صرف کرنا

سوال: (۷۱۰) مسجد ''الف'' میں پمپ کی ضرورت ہے، اس کے لیے کچھ رقم جمع کی گئی، جو تاحال عطاء کنندگان ہی کے پاس ہے، اور مسجد ''ب'' کے لیے اشدترین ضرورت یہ پیش آ گئی کہ اس کے متولی نے اراضی مسجد کو ایک کافر کے پاس بہ عوض مبلغ ایک ہزار چار سو روپے کے رہن کر کے اپنا ایمان خراب کرلیا، جس کے متعلق مقدمہ دائر ہے؛ لہٰذا جو روپیہ مسجد ''الف'' کے پمپ کے لیے جمع کیا تھا اس کو مسجد ''ب'' کی ضرورت مذکورہ میں صرف کرنا اور یہ تبدیلی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۹۶/۱۳۴۴ھ)

الجواب: اس صورت میں معطیان اس رقم کو جو انہوں نے مسجد ''الف'' کے پمپ کے لیے جمع کی ہے مسجد ''ب'' کی ضرورت میں صرف کر سکتے ہیں، اور یہ تبدیلی درست ہے؛ کیوں کہ ابھی تک وہ رقم ملک معطیان سے خارج نہیں ہوئی، لہٰذا جب کہ دوسری ضرورت اس سے اہم پیش آ گئی تو اس رقم کو دوسری ضرورت دینی میں خرچ کرنا درست ہے۔ فقط

مسجد کی دیوار کے لیے جمع کیا ہوا چندہ مسجد کے غسل خانے اور حمام میں لگانا

سوال: (۷۱۱)...... (الف) اگر مسجد کی دیوار کے واسطے چندہ جمع کیا گیا، اس کے بعد کسی وجہ سے وہ دیوار نہ بن سکی، تو اس روپے کو اس ہی مسجد کے غسل خانے و حمام میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو اس چندہ کو باجازت چندہ دہندگان کسی اور مسجد میں صرف کر دیا جائے؟

(ب) ایک مسجد کی بچی ہوئی اینٹیں ایک مکان کی منڈیر میں لگائی گئی ہیں، اب وہ منڈیر اکھاڑ کر

ان ہی اینٹوں کو مسجد میں لگایا جائے یا اس کی قیمت مالک منڈیر سے لے کر مسجد میں لگائی جائے؟
(۲۰۱۰/۳۳-۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف) اس مسجد کے حمام وغسل خانے میں اس روپے کو صرف کرنا درست ہے، اور دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں مگر باجازت چندہ دہندگان یہ بھی درست ہے۔

(ب) ان ہی اینٹوں کو جو منڈیر پر لگی ہیں ان کو اکھاڑ کر مسجد میں لگایا جائے؛ کیونکہ وہ اینٹیں وقف ہیں، ان کا معاوضہ لینا درست نہیں ہے: لیکن اگر اینٹیں بعینہٖ مسجد کے کام میں نہ آئیں بلکہ فروخت کرنا ان کا منظور ہو تو پھر صاحب مکان سے قیمت لے کر مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔ فقط

مسجد کے دروازوں کے لیے جو روپیہ دیا گیا ہے اس کو مناروں پر خرچ کرنا

سوال: (۷۱۲) ایک شخص نے مسجد کے دروازوں پر خرچ کرنے کے لیے کچھ روپیہ دیا، متولی اس کو مناروں پر خرچ کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۵۲/۱۳۴۴ھ)

الجواب: جس کام کے لیے کسی نے روپیہ دیا ہے وہ اسی کام میں صرف کرنا چاہیے، لیکن اس کی اجازت سے دوسرے کاموں میں مسجد کے بھی صرف کرنا درست ہے۔

جدید مسجد کی تعمیر کے لیے جو چندہ جمع کیا گیا ہے اس کو جامع مسجد کی مرمت میں صرف کرنا

سوال: (۷۱۳) اہل محلّہ نے باہمی اس غرض سے چندہ جمع کیا کہ محلّہ میں مسجد جدید تیار کی جاوے، وہ روپیہ ابھی تک امانت رکھا ہے، کچھ عرصے کے بعد باہم یہ مشورہ قرار پایا کہ اس محلّہ میں جدید مسجد بنانا بے سود ہے، اور جامع مسجد میں روپے کی سخت ضرورت ہے؛ یہ روپیہ وہاں دیدیا جاوے، چندہ دینے والے سب اس امر پر راضی ہیں؛ یہ رقم جامع مسجد میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲۳۶۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں اس روپے کو جامع مسجد کی مرمت وغیرہ میں صرف کرنا درست اور جائز ہے۔

مسجد کے لیے روپے دینے کا ارادہ کرنے کے بعد مسجد کے بجائے کنویں میں لگانا

سوال: (۷۱۴) اگر کوئی شخص مسجد کے لیے کچھ روپے خرچ کرنا چاہے، اور پھر وہ اسی روپے کو بجائے مسجد کے کنویں پر لگا دیوے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۱۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس روپے کو کنویں میں لگا دینا درست ہے کیونکہ اس شخص نے جب تک اس روپے کو مسجد میں نہیں لگایا اس وقت تک وہ اسی کی ملک ہے، اس لیے اس کو کنویں میں بھی لگا سکتا ہے۔

ایک مسجد کا چندہ دوسری مسجد کی دکان کی مرمت میں لگانا

سوال: (۷۱۵) مسجد کا چبوترا ریلوے تار کے اندر ہے، اس پر چھت ڈلوانے کے لیے مبلغ ایک سودس روپے چندہ جمع ہے؛ لیکن اس کی چھت پڑنا غیر ممکن ہے، بوجہ اجازت نہ ملنے کے — ایک دوسری مسجد غریب محلّہ میں واقع ہے اس کی ایک دکان بہت بوسیدہ ہے؛ لہٰذا اس چبوترے کا جمع شدہ چندہ اس دوسری مسجد کی دکان کی مرمت میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۰۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو روپیہ اس چبوترۂ نماز کے لیے جمع ہے اس کو اسی کی ضروریات کے لیے جمع رکھا جائے، اور جس وقت ممکن ہو اس کو مسقف کر دیا جائے، اور اگر یہ نہ ہو سکے تب بھی اس روپیہ جمع شدہ کو اسی چبوترے کے لیے رکھا جائے؛ کیوں کہ روپیہ پیسہ دینے والوں نے جو کچھ دیا ہے اسی کے لیے دیا ہے، دوسری مسجد کی دکان کی تعمیر جدید چندہ سے ہونی چاہیے۔ فقط

مسجد کی تعمیر کے لیے کیا ہوا چندہ فقراء کو دینا

سوال: (۷۱۶) ایک شخص نے برائے تعمیر مسجد لوگوں سے چندہ وصول کیا، پھر سب اپنے خرچ میں صرف کر لیا، اب وہ چاہتا ہے کہ یہ روپیہ اپنے پاس سے فقراء کو دیدوں اگر بجائے تعمیر مسجد کے بھوکے کو دیدیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: چندہ دینے والوں سے دریافت کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے، اگر وہ اجازت دیں تو

غریب کو دیا جا سکتا ہے، اگر اس مسجد میں اب صرف نہیں ہو سکتا جس کے لیے چندہ کیا گیا تھا تو چندہ دینے والوں کو واپس کر دینا چاہیے، اگر یہ دشوار ہو اور تعیین چندہ دینے والوں کی نہ ہو تو پھر کسی محتاج کو ایک یا متعدد کو صدقہ کر دیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم

مسجد کے لیے باراتیوں کی دی ہوئی رقم قبرستان میں صرف کرنا

سوال: (۷۱۷) ایک مسجد کا کچھ روپیہ جمع ہے، وہ اس طور کا ہے کہ جو بارات آتی ہے وہ مسجد میں حسب حیثیت کچھ روپیہ مسجد کے خرچ کے واسطے دے جاتی ہے، وہ روپیہ مسجد کے خرچ میں لگے یا مسجد کے خادموں کو دیدیا جائے، دوسری مسجد میں یہ روپیہ لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ قبرستان میں کنواں بنوار ہے ہیں اس میں روپیہ صرف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۲۹۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مسجد کا روپیہ اسی مسجد کی ضروریات میں ہی صرف کرنا چاہیے، اور مسجد کی ضروریات میں امام ومؤذن کی تنخواہ بھی داخل ہے، ان کی خدمت بھی حسب قاعدہ مسجد کی آمدنی میں سے کر سکتے ہیں، اور دوسری مسجد میں یا قبرستان کے کنویں میں اس کو صرف نہیں کر سکتے۔ فقط

مسجد کا چندہ دوسرے کاموں میں صرف کرنا

سوال: (۷۱۸) مسجد کے چندے کو دوسرے کام میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۳۵۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو چندہ مسجد کے لیے جمع کیا جاوے اس کو مسجد کے کاموں میں صرف کرنا چاہیے، اور دوسرے کاموں میں صرف نہیں کر سکتے۔ فقط

مسجد کا چندہ: خیرات، نیاز، اور مدارس وغیرہ میں دینا

سوال: (۷۱۹) جو چندہ اخراجات مسجد کے لیے مثلاً تنخواہ امام ومؤذن، خرید لوٹا، تیل ومرمت مسجد جمع کیا گیا ہے، کسی اور مصارف میں مثلاً اعانت مسافرین، خیرات، نیاز، چندہ مدارس اسلامیہ وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۴۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جو روپیہ مسجد کی ضروریات کے لیے یا بناء مسجد کے لیے جمع کیا گیا، اس کو دوسرے مصارف میں مثل اعانت مسافرین وغیرہ میں صرف کرنا بدون اجازت چندہ دہندگان کے درست نہیں

ہے؛ کیوں کہ چندے کا روپیہ جب تک اس کام میں صرف نہ ہو، جس کے لیے وہ چندہ کیا گیا ہے ملک چندہ دہندگان میں داخل رہتا ہے؛ پس بدون ان کی اجازت کے ان کی تعیین کے خلاف دوسرے مصارف میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد میں چندہ دینے والا اپنی رقم واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۲۰)...... (الف) خالد نے زید سے ایک مسجد میں خرچ کرنے کے واسطے کچھ روپیہ لیا تھا، پھر وہ روپیہ خالد نے مسجد کی تعمیر ضروریہ میں خرچ نہیں کیا؛ بلکہ اپنی ذاتی خرچ میں اٹھالیا، پھر کچھ عرصے کے بعد اب خالد وہی روپیہ اسی مسجد کے ضروری کام میں لگانا چاہتا ہے، مگر اب زید یہ کہتا ہے کہ اس سال تم نے میرا روپیہ مسجد میں نہیں لگایا، اب میرا روپیہ مسجد میں نہ لگاؤ۔ مجھے واپس دیدو، زید اس روپے کو واپس کرسکتا ہے یا نہیں؟

(ب) اب بعد منع کردینے کے، خالد کو وہ روپیہ زید کی بلا اجازت مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۲۲۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) وہ روپیہ زید واپس لے سکتا ہے۔

(ب) اب بعد منع کرنے زید کے، خالد کو وہ روپیہ مسجد وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

امام کا مسجد کے چندے میں سے کچھ رقم اپنے ذاتی خرچ میں صرف کرنا

سوال: (۷۲۱) ایک موضع میں کچھ روپیہ مسجد کے چندے کا ایک امام صاحب کے پاس جمع تھا، اس میں سے کچھ روپیہ امام صاحب نے اپنے ذاتی خرچ میں صرف کرلیا، اور باقی چندہ دہندگان کو واپس کردیا، اور جو روپیہ خرچ کرلیا اس کے دینے سے انکار کرتے ہیں، شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے؟ (۳۲۴/۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس صورت میں جو روپیہ امام مذکور اپنے صرف میں لایا، اس کا ادا کرنا اس کے ذمے لازم ہے۔ اور واجب ہے، اور بلا اجازت چندہ دہندگان کے اس کو وہ روپیہ رکھنا ناجائز اور حرام ہے،

اگر وہ نہ دے گا تو مرتکب فعل حرام ہے اور عاصی ہے۔

مسجد میں جو رقم دی گئی اس کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۷۲۲) ایک مسجد میں ایک باہر کے شخص نے پانچ روپے دیے تھے، اس وقت مسجد میں کوئی امام مستقل نہ تھا؛ تخمیناً ایک ہفتہ کے بعد اس مسجد میں امام مستقل رکھا گیا، یہ پانچ روپے اس امام کا حق ہے یا مسجد کے لوٹے بوریے وغیرہ میں صرف کیے جائیں؟ (۳۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: پانچ روپے جو امام مذکور کے آنے سے پیشتر کسی شخص نے مسجد میں دیے تھے وہ اس امام کا حق نہیں ہے، وہ روپیہ مسجد کا ہے، مسجد کے کاموں میں مثل ڈول، رسی، لوٹا صف، بوریا وغیرہ میں صرف کیے جائیں۔ فقط

کافر نے مسجد میں جو صدقہ دیا ہے اس کا شرعی حکم

سوال: (۷۲۳) کفار کا صدقہ اگر وہ مسلمانوں کی مسجدوں میں داخل کردیں تو وہ صدقہ ہم مسلمان لوگ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ مثلاً ایک ہندو نے اپنی کسی مصیبت میں خدا کے نام پر ایک اونٹ منت مانا، اور وہ اونٹ ایک مسجد میں دیدیا، ایسا صدقہ مسلمانوں کو لینا اور اسے کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۲۱۰۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر اس ہندو نے وہ اونٹ مسجد میں دیا ہے تو اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت مسجد میں خرچ کرنی چاہیے، نمازیوں کو اس کا کھانا درست نہیں ہے، اور اگر نمازیوں کے لیے دیا ہے جیسا کہ افطاری وغیرہ نمازیوں کے لیے مسجد میں دیتے ہیں تو اس کا کھانا نمازیوں کو درست ہے۔ فقط

مسجد کے پھلوں کی نیلامی —— اور مشرک کے چندہ کا حکم

سوال: (۷۲۴)......(الف) ایک مسجد کے احاطہ میں میوہ جات درخت ہیں، اور وہ درخت مسجد کی ملک میں ہیں، جب درختوں پر میوہ آتا ہے تو وہ نیلام کیا جاتا ہے؛ یہ نیلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) غیر کتابی مشرک کچھ مسجد میں دینا چاہے تو متولی مسجد لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: (الف) اس طرح نیلام کرنا شرعاً جائز ہے، اور جو روپیہ کہ اس سے حاصل ہو اس کو

مصالح مسجد میں صرف کیا جائے۔ قال فی الحاوی : غرس فی المسجد أشجارًا تثمر إن غرس للسبیل فلکل مسلم الأکل والإقتباع لمصالح المسجد انتہی (۱) اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے: مسجد فیہ شجرة التفاح الخ الصحیح أنه لایباح لأن ذلك صار للمسجد یصرف إلی عمارة المسجد (۲)

(ب) لے سکتا ہے۔ فقط

انجمن کی آمدنی مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا

سوال: (۷۲۵) ایک انجمن کی آمدنی بذریعہ فراہمی آرد گندم گھر گھر ہوتی ہے، اب ایک مسجد جو نا تمام پڑی ہوئی ہے اس کی تعمیر میں آمدنی انجمن بہ اتفاق رائے ارکان انجمن صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۲/۱۷-۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: آمدنی مذکور تعمیر مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ فقط

مسجد کے واسطے وقف کیا ہوا روپیہ واپس لینا

سوال: (۷۲۶) بعض لوگوں نے کچھ روپیہ مسجد کی مرمت کے واسطے وقف کر دیا تھا، اب اس روپے کو واپس لینا چاہتے ہیں لے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۹۳۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب تک وہ روپیہ مرمت مسجد میں صرف نہیں ہوا شرکاء چندہ وعطاء کنندگان واپس لے سکتے ہیں، ابھی انہیں کی ملک ہے، روپیہ کا وقف تو ہوتا نہیں، لہٰذا قبل خرچ کرنے کے ملک مالکوں کی باقی ہے۔

عصری تعلیم یافتہ حضرات سے مسجد کے لیے چندہ لینا

سوال: (۷۲۷) ایک مسجد مرمت طلب ہے، اس لیے جملہ احباب نے اس میں چندہ دیا ہے، اور نواب سلطان احمد خاں صاحب وصاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب احمدی بیرسٹریٹ لاہائی کورٹ

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/ ۵۰۷ کتاب الوقف ــ مطلبٌ استأجر دارًا فیها أشجارٌ۔
(۲) الفتاوی الخانیة مع الهندیة ۳/ ۳۱۰، ۳۱۱ کتاب الوقف ــ فصلٌ فی الأشجار۔

الہ آباد وغیرہ تعلیم یافتہ گان مدرسہ علی گڑھ بھی چندہ دینے کو آمادہ ہیں، بعض احباب کہتے ہیں کہ ان کا چندہ درست نہیں، بروئے شریعت خاص تعلیم یافتہ گان مدرسہ علی گڑھ کا چندہ لینے میں شرعاً کسی قسم کا حرج ہے یانہیں؟ (۱۳۳۵/۴ھ)

الجواب: صاحبان مذکور سے چندہ لے کر مسجد میں لگانا درست ہے، ان لوگوں کا خیال غلط ہے جو کہتے ہیں کہ ان صاحبوں سے چندہ لینا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غرباء کے لیے جمع کیا ہوا چندہ مسجد میں لگانا

سوال: (۲۸۷) اگر وباء بخار میں اہل محلہ سے چندہ جمع کیا کہ غرباء ومساکین کو کھانا کھلادیں؛ بعد فراہمی چندہ امام مسجد نے کہا کہ اس روپے کو تعمیر مسجد میں لگادو ایسا کرنا جائز ہے یانہیں؟ (۱۱۵۸/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر چندہ دینے والے اس پر راضی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ فقط

مسجد میں نامناسب مال صرف کرنے کا بیان

اپنے اور مشترک مال سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۷۲۹) ایک شخص مرگیا، اس کی زوجہ اور چند وارث اور بھی ہیں؛ لیکن اس کی زوجہ نے کسی وارث کو حصہ نہیں دیا، اور بیوہ نے اس مال وروپے سے جس میں وارثوں کا حق ملا ہوا ہے، مسجد پختہ تیار کرائی ہے اس مسجد میں نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ (۱۹۱۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس مسجد میں نماز ادا ہوجاتی ہے؛ لیکن خدا تعالی کے گھر میں ایسا مال مشتبہ اور مخلوط لگانا برا ہے، اور عند اللہ مقبول نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: **ولا یقبل اللّٰہ إلا الطیب** (۱) اب اس عورت کو چاہیے کہ جن جن کا حق اس کے ذمے ہے، اس کو ادا کرے یا معاف کرائے تا کہ وہ مؤاخذہ سے بری ہوجائے، اور مسجد بھی پاک وصاف ہوجائے۔ فقط

حج کے لیے جمع کیے ہوئے روپیوں سے مسجد بنانا

سوال: (۷۳۰) ایک عورت نے کچھ روپیہ لوگوں سے مانگ کر حج بیت اللہ کے لیے جمع کیا، اور کسی وجہ سے حج کو نہ جاسکی، اب وہ چاہتی ہے کہ اس روپے سے ایک مسجد بنادیوے تو یہ اس کو جائز ہے یا نہیں اور وہ مال پاک ہے یا نہیں؟ (۱۵۳۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ روپیہ اس عورت کے ملک میں آگیا ہے، اگر اس روپے سے مسجد بناوے تو جائز ہے

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب ولا يقبل الله إلا الطيب فإن الله يتقبلها بيمينه ثم يربيها لصاحبها كما يربي أحدكم فُلُوَّه حتى تكون مثل الجبل (الجامع الصحيح للبخاري ۱/۱۸۹ كتاب الزكاة. باب الصدقة من كسب طيب)

اس میں کچھ خبث نہیں ہے۔

نوٹ: احقر کو اس میں تامل ہے، اس لیے کہ جب روپیہ عورت کی ملک میں ایسے وقت آیا کہ حج پر قادر تھی تو حج اس کے ذمے فرض ہو گیا، اب اگر وہ حج خود نہیں کر سکتی تو حج بدل کرانا چاہیے، مسجد میں لگا دیا تو حج بدل کرانا پھر اس کے ذمے رہے گا۔ بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

صدقۂ فطر و دیگر صدقات واجبہ کی رقم مدرسے کی تعمیر میں لگانا

سوال: (۷۳۱) مدرسے کی عمارت میں صدقۂ فطر کا روپیہ لگانا جائز ہے یا اس کے لیے دوسرا چندہ کیا جائے؟ بعض لوگ یہی چاہتے ہیں۔ (۱۸۶۸/۴۲-۱۳۴۷ھ)

الجواب: فطرہ کا روپیہ تعمیر مدرسہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے؛ کیوں کہ فطرہ وغیرہ صدقات واجبہ میں ''تملیک فقیر'' ضروری ہے، اور تعمیر میں صرف کرنے سے تملیک نہیں ہو سکتی، لہٰذا مدرسے کی تعمیر کے لیے علیحدہ چندہ کیا جائے، جیسا کہ بعض حضرات کی یہی رائے ہے، اور یہی صحیح ہے، اور صدقۂ فطر کا روپیہ طلبائے مدارس اسلامیہ کے اخراجات میں صرف کرنا چاہیے۔ فقط

قربانی اور عقیقہ کے چمڑوں کی قیمت اور دیگر صدقات واجبہ کو مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۷۳۲) ..... (الف) آمدنی صدقات وخیرات وزکوۃ وزر چرم قربانی وعقیقہ وغیرہ مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ خواہ تعمیر ہو یا دیگر مصارف۔

(ب) آمدنی مذکور الصدر سے جو مسجد تعمیر ہو اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ یعنی نماز کامل ہوتی ہے یا ناقص؟ یا کمی ثواب کے ساتھ؟

(ج) تعمیر مسجد میں کس قسم کا مال ہونا چاہیے؟ (۱۷۶۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: (الف - ج) زکوۃ وچرم قربانی وجملہ صدقات واجبہ کا تعمیر مسجد میں صرف کرنا بدون حیلۂ تملیک کے جائز نہیں، صدقات وخیرات نفلی مسجد میں صرف ہو سکتے ہیں ـــــ مسجد میں مال حلال لگانا چاہیے اور یہ اوپر معلوم ہوا کہ جس مسجد میں مال حرام لگا ہو اس میں نماز بکراہت ہوتی ہے، پس معلوم

ہوا کہ ثواب کم ہوجاتا ہے اصل نماز ادا ہوجاتی ہے۔ شامی میں ہے: قال تاج الشریعة: أما لو أنفق في ذلك مالاً خبيثا أو مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره، لأن الله تعالى لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زکوۃ کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگانا

سوال: (۷۴۳) ایک گروہ مسلمانوں کا غریب ہے، ان کی مسجد خام ہے بارش میں بہت ٹپکتی ہے، وہ لوگ بوجہ افلاس کے پختہ نہیں بنوا سکتے، ایک شخص کے پاس زکوۃ کا روپیہ موجود ہے، وہ روپیہ مسجد میں صرف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: زکوۃ کے روپیہ کو مسجد کی تعمیر میں لگانا درست نہیں ہے، یعنی اس سے زکوۃ ادا نہ ہوگی اور پھر زکوۃ دینی پڑے گی، مگر ایک حیلہ جواز کا فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ وہ روپیہ زکوۃ کا اول کسی ایسے شخص کو دیا جائے جو مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ شخص اپنی طرف سے اس روپے کو تعمیر مسجد میں صرف کردیوے یہ جائز ہے۔ فقط

چرم قربانی کا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال: (۷۴۴) ایک قدیم مسجد ویران پڑی ہوئی ہے، نمازی وہاں نہیں جاتے، اور بوسیدہ حالت میں ہے، بستی کے مسلمانوں نے ایک اور نئی مسجد بنوائی تو اس صورت میں پہلی مسجد کی مرمت زیادہ ضروری ہے یا اس نئی کو بنانا ضروری ہے؟ جماعت میں تفریق ہونے کا اندیشہ ہے اور چرم قربانی کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگانا کیسا ہے؟ (۲۱۰۱/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: پہلی مسجد جو ویران پڑی ہے اس کی مرمت کرانا اور اس کو آباد کرنا جائز بلکہ ضروری ہے، اور یہ عذر کہ اس کے آباد ہونے سے جماعت ٹوٹ جائے گی یہ ایسا عذر نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اس کو آباد نہ کیا جائے؛ البتہ قیمت چرم قربانی کا صرف کرنا تعمیر مسجد میں اور مرمت مسجد میں جائز نہیں ہے۔

چرم قربانی کی رقم مسجد کی ضروریات میں خرچ کرنا

سوال: (۷۴۵) اگر متولی مسجد کے پاس چرم قربانی کی رقم جمع ہو، اور وہ مسئلہ معلوم نہ ہونے

(۱) الشامی ۳۷۳/۲ کتاب الصلوۃ – مطلبٌ: کلمة لا بأس دليل على أن المستحب غيره الخ.

سے ضروریات مسجد میں اسی رقم (چرم) قربانی سے خرچ کرتا ہے؛ تو مسئلہ معلوم ہونے کے بعد مسجد کی خاص آمدنی سے وہ رقم خرچ کردہ (چرم) قربانی کی واپس کرے یا اپنے پاس سے ادا کرے؟ (۳۹۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اپنے پاس سے ادا کرے۔ فقط

گورنمنٹ کے روپیوں سے مسجد کی مرمت کرانا

سوال: (۳۶۷) شاہ اکبر نے کسی جگہ پر ایک عظیم الشان مسجد تیار کردی ہے، فی الحال اس مسجد کے متولی ونمازی بوجہ افلاس وتہی دستی اس کی مرمت نہیں کر سکتے، لہٰذا گورنمنٹ اپنی خوشی سے اس مسجد کی مرمت کرانا چاہتی ہے خواہ تیس چالیس ہزار روپے صرف ہوں؛ کیا اس روپے سے مسجد کی مرمت کرانا جائز ہے؟ (۶۱۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ گورنمنٹ یہ روپیہ مسلمانوں کو دیدے، وہ اپنے طور سے اس کو مسجد کی مرمت میں صرف کردیں؛ بہرحال اگر گورنمنٹ نے اپنے طور سے بھی اس کی مرمت کرائی تو اس میں بھی گنجائش ہے۔ فقط

سوال: (۳۷۷) ایک قصبہ میں ایک مسجد ہے جو بہت شکستہ حالی میں ہے، اس کی مرمت کی استطاعت مسلمانوں میں نہیں ہے، موجودہ حالت میں اس کے جلد منہدم ہوجانے کا اندیشہ ہے؛ کیا اس کی مرمت کے لیے مسلمان گورنمنٹ سے درخواست کر سکتے ہیں؟ اور گورنمنٹ کا مسجد مذکور کی مرمت کرانا خلاف شرع تو نہ ہوگا؟ جب کہ تولیت اور اندرونی انتظام مسجد مذکور کا مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں رہے گا، اور امور مذہبی اس میں حسب دستور جاری وبرقرار رہیں گے، اور مرمت کرانے سے گورنمنٹ کا کسی قسم کا قبضہ یا امور مذہبی میں مداخلت کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ (۶۱۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر واقعہ یہی ہے جو کہ سوال میں مذکور ہے، اور گورنمنٹ کا سوائے مرمت اور درستی کے اور کچھ دخل مسجد مذکور کے انتظام میں نہ ہوگا تو گورنمنٹ سے مرمت کرانے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

فوجی سرمائے سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۳۸۷) ایک مسجد جو پہلے فوجی مسلمانوں نے تعمیر اور آباد کی تھی جس میں جمعہ ہوا کرتا تھا،

اب بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ مسجد سرکاری ہے، اور فوجی سرمائے سے بنی ہے، لہٰذا جمعہ و جماعت اس میں جائز نہیں ہے؛ اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۲۶۲۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نماز جمعہ وغیرہ اس میں ہو جاتی ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ تعمیر اس مسجد کی فوجی مسلمانوں نے کرائی ہوگی، اگرچہ زمین سرکار نے دی ہوگی۔ فقط

جو جائداد کسی پیر کے نام پر وقف کی گئی ہے اس کی آمدنی مسجد یا مدرسے میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۷۳۹) کسی پیر یا بزرگ کے نام پر کوئی جائداد یا زمین وقف کی ہو تو اس کی آمدنی کہاں خرچ کرنی چاہیے؟ اور مسجد اور مدرسہ میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۶۱۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: واقف کی شرائط کا لحاظ ضروری ہے، پس جو مصرف واقف نے مقرر کیے ہوں اسی کے موافق ان ہی مصارف میں اس آمدنی کو خرچ کرنا چاہیے؛ بدون تصریح واقف کے مسجد اور مدرسہ میں خرچ نہیں کر سکتے شرائط الواقف کنص الشارع (۱) (شامی وغیرہ)

ریاء اور فخر کے طور پر دیا ہوا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال: (۷۴۰) جب کوئی شخص کسی تقریب میں موافق رواج کے اپنی ہمشیرہ کے یہاں بھات لے کر آتا ہے، اور گاؤں والوں کو جمع کر کے دکھاتا ہے تاکہ لوگ تعریف کریں، اور سب مسجدوں میں ایک ایک دو دو روپیہ دیتا ہے، اس سے بھی یہی غرض ہوتی ہے کہ لوگ تعریف کریں؛ آیا مسجد کا متولی اس روپیہ کو مسجد میں خرچ کرے یا نہیں؟ یا اس کو واپس کر دیوے؟ (۲۴۸۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر دینے والے کی نیت خالص نہ ہو بلکہ ریاء و فخر و سُمعہ کی ہو تو اس کو اس دینے میں ثواب نہ ہوگا، لیکن متولی مسجد کو اس روپے کا لینا اور مسجد میں صرف کرنا درست ہے اور اس کو واپس کرنا نہ چاہیے۔ فقط

---

(۱) الدر المختار ورد المحتار ۲/ ۵۰۸ کتاب الوقف ــ مطلبٌ: فی قولهم: شرط الواقف کنص الشارع ۔

بے نمازی یا کافر کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۷۴۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں: مسئلہ: اگر کوئی بے نمازی مسجد اپنے مال سے بنائے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کے برابر ثواب ہوگا یا نہیں؟ اور اس مسجد کو حکم مسجد کا ہے یا دیگر مثل مکانات وغیرہ کا علیٰ ہذا کافر: نصرانی، ہندو، شیعہ کی بنائی ہوئی مسجد کا کیا حکم ہے؟ و نیز ان سب سے چندہ لینا کیسا ہے؟ (۴۰۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بے نمازی کی بنائی ہوئی مسجد، حکم مسجد کا رکھتی ہے اور نماز اس میں درست ہے، اور نصرانی ہندو وغیرہ جن کے نزدیک مسجد کا بنانا کار ثواب نہ ہو ان کی بنا کردہ مسجد مسجد نہیں، اور اگر وہ اس کو کار ثواب سمجھتے ہوں تو مسجد ہو جائے گی اور (ان سب سے) چندہ لینا بھی درست ہے — اور شیعہ کی بنائی ہوئی مسجد، مسجد ہے۔

مزاروں کی آمدنی سے مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۴۲) مزاروں میں جو لوگ روپیہ دیتے ہیں اس روپے سے مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر کوئی جگہ مسجد کے لیے علیحدہ ہو، اور روپیہ دینے والے راضی ہوں تو وہ روپیہ مسجد کی تعمیر میں صرف ہو سکتا ہے۔

بیمار کے ہاتھ پر باندھا ہوا اور نذر کا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال: (۷۴۳) اگر کوئی شخص اپنے مویشی کی بیماری میں یہ کہے کہ اگر یہ اچھا ہو گیا تو میں اتنی رقم اللہ کے نام پر دوں گا، تو وہ رقم مسجد میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟ اور جو روپیہ بیمار کے ہاتھ پر باندھا جاتا ہے، وہ مسجد میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۰۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہ روپیہ خیرات کرنا چاہیے فقراء پر مسجد میں خرچ کرنا اس کا درست نہیں ہے، البتہ جو بہ صیغہ نذر نہ ہو جیسا کہ بیمار کے ہاتھ پر روپیہ باندھنا؛ تو اس کو اختیار ہے کہ مسجد میں لگائے یا محتاجوں کو دے۔

قصابوں کا؛ ذبیحہ کی اجرت مسجد اور قبرستان میں دینا

سوال: (۷۴۴) ہمارے شہر میں ذبیحے کی اجرت کے متعلق باہم قصابوں میں یہ فیصلہ ہوا کہ نصف پیسہ مسجد میں لگایا جاوے، اور نصف قبرستان کے کام میں آوے، اور پہلے یہ پیسہ قبرستان کے فقیر کو دیا جاتا تھا؛ اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ (۱۲۰۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد میں لگانا اس پیسے کا درست ہے، اور قبرستان میں صرف کرنا بھی درست ہے، جس طرح قصابان کی منشا ہو (جو کہ اس پیسے کو دیتے ہیں) ویسا کرنا چاہیے، جو فیصلہ برضائے باہمی ہوگیا ہے، اس میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے ایسا ہی کیا جاوے کہ نصف پیسہ مسجد میں صرف ہو اور نصف قبرستان کے کام میں آوے، یا اگر فقیر کو دینے کی رائے ہو تو اس کو دیا جائے۔ فقط

قرض لے کر مسجد بنوانے کا حکم

سوال: (۷۴۵)......(الف) قرض لے کر مسجد بنوانا درست ہے یا نہیں؟
(ب) مسجد کے بڑے بڑے گنبد اور منار بنوانا درست ہے یا نہیں؟ (۳۱۸/۱۳۳۵ھ)
الجواب: (الف) درست ہے (ب) درست ہے۔

جرمانے کا روپیہ مسجد میں لگانے کا حکم

سوال: (۷۴۶) پنچایت میں کسی شخص کو بوجہ جرم کے کہتے ہیں کہ بہ طریق جرمانہ دس یا بیس روپے مثلاً مسجد میں دے، ایسے روپے کو مسجد میں لگانا یا کنویں کی تعمیر میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۷۵۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جرمانہ شریعت میں درست نہیں ہے، لہٰذا بہ طریق جرمانہ اس مجرم سے جبراً کچھ روپیہ لے کر مسجد و چاہ کی تعمیر میں لگانا درست نہیں ہے۔ فقط

نکاح خوانی کی اجرت مسجد میں دینا

سوال: (۷۴۷) اگر نکاح خواں اجرت نکاح اپنے مصرف میں نہ لائے؛ بلکہ مسجد کے تیل و چٹائی

میں صرف کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۹۹/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: خواہ اپنے کام میں لائے یا مسجد میں دیدے دونوں درست ہیں۔

بائسکوب اور سرکس کی آمدنی سے مسجد کی مرمت کرنا

سوال: (۷۴۸) بائسکوب و سرکس کی آمدنی سے مسجد کی مرمت وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(۳۴-۴۴/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد کو ایسی ناجائز آمدنی سے محفوظ رکھنا چاہیے، لأن الله طيب لا يقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله (۱) انتهى ملخصًا من الشامي فقط

کسی پر بدفعلی کا شبہ ہو تو اس کا پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

سوال: (۷۴۹) ایک شخص کی حالت بہت خراب تھی بہت غریب آدمی تھا، روٹی تک کھانے کو نہیں ملتی تھی، اب چند روز سے اس نے ایک بنگالی بابو کے یہاں نوکری کر لی، جب سے اس کی یہ حالت ہے کہ کوئی مہینہ ایسا نہیں گذرتا کہ جس میں پانچ سو چھ سو روپے نہیں روانہ کرتا۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بابو اس شخص سے بدفعلی کرتا ہے، اس وجہ سے وہ بابو اس کو روپیہ دیتا ہے اب وہ شخص ایک مسجد ہمارے گاؤں میں بنانا چاہتا ہے وہ روپیہ مذکورہ مسجد میں لگانے دیں یا نہیں؟ (۲۷۵/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسی افواہی خبروں سے شخص مذکور کی آمدنی پر حکم حرمت کا شرعًا نہیں ہوسکتا، اور وہ تعمیر مسجد کرنے سے نہیں روکا جاسکتا؛ البتہ اس کو یہ چاہیے کہ مسجد میں سوائے حلال مال کے نہ لگائے کیونکہ وارد ہوا ہے: إنما يقبل الله الطيب (۲) یعنی اللہ تعالیٰ پاک کو ہی قبول کرتا ہے، اور دوسرے لوگ اس پر بدظنی نہ کریں اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (۳) یعنی بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ فقط

---

(۱) الشامي ۳۷۳/۲ كتاب الصلوة . مطلبٌ: كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيره .

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيبٌ لا يقبل إلا طيبًا ..... (ص:۲۴۱ كتاب البيوع . باب الكسب وطلب الحلال)

(۳) سورۂ حجرات آیت:۱۲۔

جھاڑو دینے والے مسلمان کا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال: (۷۵۰) جب کہ تعمیر مساجد کے چندے میں یہاں کے خاکروب کلمہ گو نمازی صوم وصلوٰۃ کے پابند مسلمان زرنقد خفیہ دے کر ثواب لینے کے مستحق بننا چاہتے ہیں؛ آیا وہ چندہ ان لوگوں کا دیا ہوا لائق کارخیر میں لگادینے کے ہے یانہیں؟ (۱۳۳۵/۸۳۱ھ)

الجواب: خاکروب مسلمان، نمازی، پابند صوم وصلوٰۃ کا چندہ مسجد میں لینا اور صرف کرنا درست ہے، اور چندہ دینے والے خاکروب بے شک مستحق اجروثواب کے ہوں گے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ الآیۃ (۱) وقال رسول اللّٰہ: من بنی للّٰہ مسجدًا بنی اللّٰہ لہ بیتًا فی الجنۃ (الحدیث) (۲) واضح ہو کہ خاکروبی کا پیشہ کرنا سبب اس کا نہیں کہ ان کا روپیہ مسجد میں نہ لگایا جائے؛ بلکہ جب وہ مسلمان ہیں اور نیک نیتی واخلاص سے مسجد کی امداد کریں تو لاریب مستحق ثواب کے اور مستحق جنت کے موافق وعدہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ہیں۔

دنگل کے ٹکٹ سے حاصل ہونے والا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال: (۷۵۱) کشتی کے دنگل میں جو روپیہ ٹکٹ میں وصول اور جمع ہوا اس کو مسجد میں لگانا جائز ہے یانہیں؟ (۱۳۳۸/۴۸۲ھ)

الجواب: درست نہیں ہے کیونکہ جو مال بہ طریق ناجائز اور مشتبہ حاصل کیا جائے، اس کو مسجد میں لگانا ممنوع ہے، کمافی الشامی: قال تاج الشریعۃ: أما لو انفق فی ذلک مالاً خبیثًا أو مالا سببہ الخبیث والطیب فیکرہ لأن اللّٰہ تعالیٰ لایقبل إلا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بمالایقبلہ الخ (۳) (شامی ۱/۴۴۲) فقط

سوال: (۷۵۲) پہلوانوں کی کشتی دیکھنے والوں سے جو ٹکٹ کی آمدنی ہوتی ہے، اس کو تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یانہیں؟ (۱۳۳۵/۱۹۷۶ھ)

---

(۱) سورۂ توبہ آیت: ۱۸۔

(۲) عن عثمان رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من بنی للّٰہ مسجدًا بنی اللّٰہ لہ بیتًا فی الجنۃ متفق علیہ (مشکاۃ ص: ۶۸ باب المساجد ومواضع الصلوۃ، کتاب الصلاۃ)

(۳) الشامی ۲/۳۷۳ کتاب الصلاۃ، مطلبٌ: کلمۃ لا بأس دلیل علی أن المستحب غیرہ۔

الجواب: ایسا روپیہ مسجد میں لگانا جائز نہیں، مسجد خدا کا گھر ہے، اس میں مال طیب ہی صرف کیا جاسکتا ہے، خبیث یا مشتبہ مال سے اس کی تعمیر نہیں ہوسکتی، لہو ولعب تماشوں اور کھیلوں کے ذریعہ سے مختلف مذہب کے لوگوں سے جو روپیہ وصول کیا گیا ہے کسب خبیث ہے، اور اسباب خبیثہ سے وصول کیا گیا ہے اس کا مصرف مسجد نہیں۔ قال تاج الشریعة: أما لو أنفق فی ذلك مالاً خبیثًا أو مالاً سببه الخبیث والطیب فیکره لأن اللّٰه تعالیٰ لا یقبل إلا الطیب فیکره تلویث بیته بمالا یقبله انتهی شرنبلالیة (۱) (شامی) وفی الدر المختار: أن الملاهی کلها حرام الخ (۲)

شورہ کی آمدنی کا روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

سوال: (۷۵۳) اگر شورہ کی آمدنی کا روپیہ مسجد کی مرمت میں لگانا چاہیں تو جائز ہوگا یا نہیں؟ (۱۲۱-۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی میں ہے: قال تاج الشریعة: أما لو أنفق فی ذلك مالاً خبیثًا أو مالاً سببه الخبیث والطیب فیکره لأن اللّٰه تعالیٰ لا یقبل إلا الطیب فیکره تلویث بیته بما لایقبله الخ (۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ حرام ومکروہ آمدنی مسجد میں لگانا ناجائز ہے، باقی سوال سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ ''شورہ'' کی آمدنی سے کیا مراد ہے، اگر یہ مراد ہے کہ شورہ قلمی (۴) وغیرہ جو لوگ فروخت کرتے ہیں وہ آمدنی مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ درست ہے، اور اگر یہ مراد ہے کہ آتش بازی وغیرہ میں جو شورہ بھرا جاتا ہے، اس کی آمدنی کا سوال ہے، تو وہ ناجائز ہے۔ فقط

ہڈی کی تجارت کے روپے سے تعمیر کرائی ہوئی مسجد میں نماز صحیح ہے

سوال: (۷۵۴) ایک شخص زید ہڈی کی تجارت کرتا تھا، اس تجارت کے روپے سے اس نے ایک

---

(۱) الشامی ۲/۳۷۳ کتاب الصلوة، مطلبٌ: کلمة لا بأس دلیل علی أن المستحب غیره.

(۲) الدر المختار مع الشامی ۹/۴۲۲ کتاب الحظر والإباحة. قبل فصلٌ فی اللبس.

(۳) الشامی ۲/۳۷۳ کتاب الصلوة، مطلبٌ کلمة لا بأس دلیلٌ علی أن المستحب غیره.

(۴) شورہ قلمی: سفید رنگ کی چمک دار شش پہلو قلمیں ہوتی ہیں، جن کا مزہ شور ہوتا ہے اور منہ میں سردی محسوس ہوتی ہے۔ شورہ قدرتی طور پر شور زمین کی سطح پر سفیدی کی شکل میں منجمد ہوتا ہے جس کو خاص ترکیب سے صاف کرلیتے ہیں الخ (کتاب الادویہ المعروف بہ مخزن مفردات ۲/۲۵۸)

مسجد تعمیر کرائی، اس مسجد میں نماز صحیح ہے یا نہیں؟ اس سے پہلے سائل گانجہ شراب افیون وغیرہ کی دکان کرتا تھا اس کا عدم جواز اور ممنوع ہونا سن کر فوراً دکان چھوڑ دی اور توبہ کی، شراب کی دکان کا سرمایہ مبلغ پانچ سو روپے اس کے پاس موجود ہیں، اس وقت جو سرمایہ اور روپیہ حلال اور ہڈی کی تجارت کا سائل کے پاس ہے اس میں وہ پانچ سو روپیہ شراب کا شامل ہوگیا ہے، اس کو کس طریقہ سے علیحدہ کیا جائے؟

الجواب: اس صورت میں جو مسجد زید نے ہڈی کی تجارت کے روپے سے تعمیر کرائی، وہ مسجد شرعی ہے اس میں نماز صحیح ہے، اور پانچ سو روپیہ جو شراب کی تجارت کا شامل ہوگیا ہے، وہ روپیہ علیحدہ کرکے اس کو فقراء و مساکین پر صدقہ کردیا جائے، اور علیحدہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ روپیہ موجودہ میں سے پانچ سو روپیہ یہ خیال کرکے علیحدہ کرے کہ یہ روپیہ بہ معاوضہ اس روپیہ کے ہے جو قیمت شراب کا شامل ہوگیا ہے، اور اس کو علیحدہ کرکے صدقہ کردے۔ فقط

ہندو اور مسلمان کا مخلوط چندہ مسجد میں لگانا

سوال: (۷۵۵) کچہری وغیرہ میں کوئی بکس رکھ دیا جاوے، اس میں ہر شخص ہندو مسلمان پیسہ ڈال دے تو ایسی مخلوط آمدنی کا صرف کرنا مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۴۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسی رقوم مختلفہ کا مسجد میں خرچ کرنا درست ہے۔

حرام آمدنی سے خریدی ہوئی اشیاء مسجد میں دینا مکروہ ہے

سوال: (۷۵۶) اگر زید انگریزی باجا کی آمدنی سے فرش، دری اور دیواری گھڑی خرید کر مسجد میں دے تو اس فرش پر نماز پڑھنا اور اس گھڑی کا مسجد میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۶۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: شامی میں ہے: قال تاج الشريعة: اما لو انفق في ذلك مالاً خبيثًا او مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالى لا يقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله (۱) پس معلوم ہوا کہ آمدنی حرام سے مسجد میں اشیاء مذکورہ لانا اور رکھنا اور دینا مکروہ ہے اور نماز اگرچہ ادا ہوجاتی ہے مگر مکروہ ہے کما في ارض المغصوبة. فقط

(۱) ردالمحتار ۲/۳۷۳ کتاب الصلوة – مطلبٌ: كلمة لابأس دليلٌ على أن المستحبّ غيره الخ.

مخلوط اور مشتبہ مال کا مسجد میں لگانا درست نہیں

سوال: (۷۵۷) زید ایک شخص طوائف زادہ ہے، اور اس کی کمائی مشتبہ ہے، ستار وغیرہ بجا کر جمع کی ہے، اس کا روپیہ مسجد کی ضروریات میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۴۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد میں اور مسجد کی ضروریات میں حلال و پاک پیسہ لینا چاہیے، اور لگانا چاہیے، ناپاک اور مشتبہ آمدنی مسجد میں نہ لگائی جاوے؛ پس زید کی آمدنی چوں کہ مشتبہ ہے، اور مخلوط ہے حلال وحرام سے؛ لہٰذا مسجد کے صرف میں نہ لائی جاوے۔

سوال: (۷۵۸) ایک شخص سوداگری کرتا ہے، خاص کر انگریزی اشیاء کی، اور اس کی آمدنی مختلف ذرائع سے ہے، مثلاً بنگلوں کے کرائے کی آمدنی ہو، اور ٹھیکہ بھی لیتا ہو، مگر دکان میں علاوہ بہت سے سامان تجارت کے خنزیر یا سور کا گوشت اور ہر قسم کی ولایتی شراب بھی فروخت کرتا ہو، اور سود بھی لیتا ہو، اور تصویر، تاش، کھلونے اور باجے کی قسم کی چیزیں بھی فروخت کرتا ہو، اور یہی شخص مسجد کے کسی حصہ کی مرمت یا کنویں کی مرمت یا مدرسہ اسلامیہ کے خرچ کے لیے کچھ روپے دینا چاہتا ہے، اس شخص کی آمدنی میں سے ان کاموں میں روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس شخص کا روپیہ ان کاموں میں لگ گیا ہو تو کیا خرابی واقع ہوگی؟ اور اشیاء مذکورہ میں سے کون سی چیزوں کی بیع وشراء منع ہے؟ (۲۰۳۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: خنزیر کا گوشت و چربی وغیرہ اور شراب ہر قسم کی، ان سب اشیاء کی بیع وشراء قطعاً حرام ہے، اور بعض صورتوں میں باطل ہے، اور تصویر اور تاش وغیرہ محرمات کی خرید وفروخت بھی ناجائز ہے، بہر حال آمدنی اس شخص کی مخلوط ہے حرام وحلال سے، لہٰذا جو کچھ وہ صدقہ کرے مساکین کو اس کا لینا درست ہے، اور مدارس وغیرہ میں طلبہ کے خرچ میں لانا بھی درست ہے، مسجد میں ایسا مشتبہ مال نہ لگانا چاہیے، یہ گناہ اس دینے والے کو ہوگا، اور اس مسجد میں نماز درست ہے، اور اس کنویں سے پانی پینا درست ہے۔

حلال وحرام آمدنی والے شخص کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا

سوال: (۷۵۹) ایک محلّہ میں ایک مسجد بہت پرانی ہے، اور ہمیشہ سے نماز جمعہ اس میں ہوتی ہے، اب ایک سودخوار ح ح نے ایک نئی مسجد تیار کرائی ہے، اور چاہتا ہے کہ جمعہ کی نماز اسی میں ادا کی جاوے؛

اس صورت میں جمعہ کون سی مسجد میں پڑھا جاوے؟ اور جو مسجد سود کے روپے سے بنی ہے؛ اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ شخص سودخوار تجارت بھی کرتا ہے۔ (۳۲/۷۶-۱۳۳۳ھ)

الجواب: سود کے روپے سے اگر مسجد بنی ہو تو نماز اس میں مکروہ ہے؛ لیکن جس شخص کی آمدنی تجارت سے بھی ہو تو یہ سمجھا جاوے گا کہ اس نے مسجد میں تجارت کی آمدنی کا روپیہ لگایا ہے، اس میں نماز صحیح ہے، اور نماز جمعہ دونوں مسجدوں میں سے جس میں چاہیں پڑھیں چاہے دونوں میں پڑھیں؛ یہ بھی درست ہے، بہتر یہ ہے کہ صرف ایک جگہ جمعہ ہو، جس مسجد میں گنجائش زیادہ ہو اور حلال مال سے بنی ہو بہ اتفاق رائے اس میں سب جمعہ پڑھیں، اختلاف باہمی برا ہے۔ قال في الشامي: **أما لو أنفق في ذلك مالاً خبيثاً أو مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالىٰ لايقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بمالايقبله الخ**(۱) فقط

حلال روپے سے مسجد کو دوبارہ تعمیر کرنے سے سابقہ خباثت دور ہو جاتی ہے

سوال: (۲۰۷۰) کسی طوائف نے عطیہ زمین مشرک میں مسجد تعمیر کی، بعد انتقال طوائف بوجہ انقضائے مدت مدید، مسجد مذکورہ کا نام ونشان نہ رہا؛ ورثائے مشرک اس کو لاوارث اور افتادہ دیکھ کر مکرر قابض ہوئے، بعد ازاں ایک مسلمان نے ورثائے مشرک کو کچھ روپیہ دے کر ان سے زمین موصوفہ کا قبالہ لکھا لیا، اور بذات خود از سرنو مسجد تعمیر کی تو صورت مسئولہ میں وہ مسجد ہوگئی یا نہیں؟ اور نماز ادا کرنے والوں کی نمازیں اکمل طور پر ادا ہوں گی یا کچھ نقصان رہے گا؟ (۳۲/۱۵۷۴-۱۳۳۳ھ)

الجواب: صورت مسئولہ میں جو دوبارہ تعمیر مسجد کی کسی مسلمان نے بذات خود حلال روپے سے کی، اب وہ برائی جو پہلے طوائف کی آمدنی حرام سے تعمیر کرانے میں اس میں آئی تھی باقی نہیں رہی، نماز اس میں بلا کراہت صحیح ہے، اور وہ مسجد ہوگئی ہے؛ بے تامل مسلمان اس میں نماز ادا کریں، اور اس کو آباد کریں کہ اجر عظیم اس پر مرتب ہے۔ **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ الآية** (۲) کوئی مشرک اگر اپنی زمین مسجد کے

---

(۱) ردالمحتار ۲/۳۷۳ کتاب الصلوۃ ــ مطلبٌ: کلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحبَّ غيره الخ.
(۲) سورۂ توبہ آیت: ۱۸۔

لیے دیدے، اور کوئی ایک مسلمان یا چند مسلمانان جن کو وہ زمین مشرک نے دی، اس زمین کو وقف کردیں تو وہ وقف ہوجاتی ہے، اور مسجد ہوجاتی ہے اور وقف کرنا زمین کا مسجد کے لیے طوائف کی طرف سے بھی صحیح ہے؛ یعنی وہ وقف صحیح ہے، باقی تعمیر کی جو برائی تھی وہ تبدیل سے رفع ہوگئی، اور اگر اصل زمین میں بھی کچھ خباثت بوجہ طوائف کی ملک کے آئی تھی تو وہ بھی اب دوبارہ قبالہ لکھانے سے رفع ہوگئی؛ بہر حال حالت موجودہ میں وہ مسجد ہے اور نماز اس میں صحیح ہے۔

مخلوط آمدنی والے کا یہ اقرار کرنا کہ ''میں نے حلال مال سے چندہ دیا ہے'' معتبر ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۶۱) ایک بستی میں ایک مسجد عرصہ ہوا کہ بہ ذریعہ تحصیل چندہ کے تعمیر کرائی گئی، اور برابر جماعت قائم ہوتی رہی، اب بالتحقیق یہ بات معلوم ہوئی کہ بعض بعض چندہ دہندہ ایسے بھی ہیں جن کا مال مخلوط تجارت اور کاشت کاری اور سود کی آمدنی سے ہے، مگر انہوں نے عندالتفتیش اقرار کیا کہ زر چندہ مال حلال سے دیا گیا ہے؛ اب یہ مسجد حکم مسجد میں ہے یا نہیں؟ اور چندہ دہندہ کا قول معتبر ہوگا یا نہیں؟ (۲۶۱۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد مذکور حکم مسجد میں ہے، اور ایسی صورتوں میں جس کی آمدنی مخلوط ہے حلال اور حرام سے، بلا دریافت بھی اس کا صدقہ و ہدیہ قبول کرنا درست ہے؛ کیوں کہ مسلمان کی طرف گمان یہی کرنا چاہیے کہ وہ حلال سے صدقہ کرتا ہے، سوال کرنے اور تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور جب کہ بعد سوال اور تحقیق وہ بھی یہی اقرار کرتا ہے کہ میں نے مال حلال سے دیا ہے تو بناءً علی الاصل وہ مال حلال سمجھا جاوے گا۔ الحاصل اس مسجد کے مسجد ہونے میں کچھ تردد نہیں ہے۔

سوال: (۷۶۲) ایک ہندو مسلمان ہوگیا اور مسلمان ہونے سے پہلے سود لیا کرتا تھا مگر بعد میں ترک کردیا، اور ایک طوائف سے عقد کرلیا، اور کپڑے کی تجارت اپنے روپے سے کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ میرا مال طوائف کے مال سے علیحدہ ہے؛ لیکن اس کی اور کوئی شہادت نہیں ہے؛ اس کا قول اس بارے میں معتبر ہے یا نہیں؟ اور اس سے تعمیر مسجد میں چندہ لینا اور اس کی بنوائی ہوئی جائے نماز پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۱۰/۳۹-۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس بارے میں اس کے قول کا اعتبار کر کے اس سے چندہ لینا اور مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا درست ہے، اور نماز اس مسجد میں درست ہے، اور اس جائے نماز پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ فقط

حرام کمائی والے کا روپیہ مسجد کے چندے میں مخلوط ہو گیا ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۶۳) عمر کو مرمت مسجد وغیرہ کے لیے چندہ جمع کرتا تھا، اس میں ایک روپیہ میراسی یا ہیجڑے کا شامل ہو کر وصول شدہ چندہ میں مخلوط ہو گیا ہے، معلوم ہوتے پر اگر اس روپیہ کو واپس کیا جاوے؛ تو اس وصول شدہ رقم میں سے ایک روپیہ واپس دیا جاوے یا خاص وہی روپیہ جو میراسی وغیرہ سے وصول ہوا تھا وہی دیا جاوے؟ (۱۱۶۹/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر بوجہ حرام کمائی سے ہونے کے اس کا روپیہ واپس کیا جاوے؛ تو ایک روپیہ واپس کر دیا جاوے، اسی روپے کی تخصیص نہیں ہے جو اس نے چندہ میں دیا تھا۔ فقط

حرام آمدنی سے خریدی ہوئی جائداد کو کارِ خیر میں صرف کرنا

سوال: (۷۶۴) ایک مسماۃ پیشہ ناجائز کرتی تھی، اور اب عرصہ پندرہ سولہ سال سے اس نے پیشہ ترک کر دیا ہے، اور دکانداری سے اپنے اوقات گذارتی ہے؛ اب وہ اپنی جائداد کسی کار خیر میں صرف کرنا چاہتی ہے: یعنی مسجد یا مدرسہ میں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۵۴/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: جو جائداد اس نے حرام آمدنی سے خریدی ہے اس کو کسی کار خیر مسجد اور مدرسہ وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ (۱)

مسجد کے غسل خانے و نالی وغیرہ میں حرام مال لگانے کا حکم

سوال: (۷۶۵) انبالہ چھاؤنی میں ایک رنڈی ہے، وہ چاہتی ہے کہ میں اپنے مال حرام کو کسی کار

---

(۱) قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذلك مالاً خبيثًا أومالاً سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالى لا يقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله اهـ (ردالمحتار ۲/ ۳۷۳ كتاب الصلوة. مطلبٌ كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحبَ غيره)

خیر میں صرف کروں؛ آیا وہ مال کسی کار خیر میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟ ایک شخص کہتا ہے کہ غسل خانہ و پیشاب کی نالی بن سکتی ہے؛ یہ صحیح اور درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۶۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسے مشتبہ اور حرام مال کا حکم یہ ہے کہ جب ان کو جن سے وہ مال لیا گیا ہے یا ان کے ورثہ کو واپس ہونا دشوار ہو تو اس کو فقراء و مساکین پر صدقہ کیا جائے، مسجد میں یا مسجد کے متعلق نالی میں اور غسل خانے میں لگانا اس کا جائز نہیں ہے۔

سود کے روپیوں سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز ادا کرنا

سوال: (۷۶۶)...... (الف) اگر کوئی سود کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کرتا ہے تو اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اگر چند (آدمی) مل کر باہم مسجد تعمیر کرائیں اور ان میں سے اس مسجد تعمیر شدہ کو ایک شخص اور شریکوں کے نام وقف کردے تو یہ وقف درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۴۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) نماز ادا ہوجاتی ہے مگر مکروہ ہے۔

(ب) مسجد، اللہ کے لیے وقف ہونی چاہیے نہ بقیہ شرکاء کے لیے۔ فقط

سودخوار کے چندے سے مسجد میں ٹین ڈالنا

سوال: (۷۶۷) ولایتی لوگ سود کا لین دین کرتے ہیں، اور سوائے سود خواری کے دوسرا روزگار ان کا نہیں ہے، ان کے چندے سے مسجد کے صحن میں ٹین ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۳۲۹/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر مسجد میں ضرورت ہے تو سامان مسجد ٹین وغیرہ قرض روپیہ لے کر خرید لیا جائے، پھر قرض میں ولایتی لوگوں کا روپیہ دیدیا جائے، اور ان کے روپے سے قرض ادا کردیا جائے۔ فقط

سودی قرض لے کر کاروبار کرنے والوں سے پتھر خرید کر مسجد میں لگانا

سوال: (۷۶۸) دو شخص قوم کنجن تجارت کرتے ہیں، اور روپیہ ایک مہاجن سے سودی قرض لے

کر تجارت میں لگا رکھا ہے، ان سے فرش مسجد کے لیے چوکے پتھر کے خریدے ہیں، ان کا لگانا مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۱۲۹ھ)

الجواب: وہ چوکے پتھر کے مسجد میں لگانا درست ہے۔

بینک سے سود لے کر مسجد کے لیے جائداد خریدنا

سوال: (۷۶۹) ایک مسجد جس کے ساتھ کچھ جائداد وقف ملحق ہے، اس کا متولی جائداد کی فاضل آمدنی سے ایک اور جائداد مسجد مذکور کے لیے خریدتا ہے، مگر مسجد کا فاضل روپیہ اس جائداد کی قیمت ادا کرنے کے لیے کافی نہیں ہے، اس لیے باقی روپیہ ایک بینک سے سود پر لیا ہے، خواہ رقم سود مسجد کی آمدنی سے یا مسلمان چندہ کر کے ادا کریں؛ آیا شرعاً اس طرح جائداد بڑھانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۲۵۷ھ)

الجواب: اس طرح سے اجازت نہیں ہے۔

رہن کے عوض یا سود پر قرض لے کر مسجد کی مرمت کرانے کا حکم

سوال: (۷۷۰) سودی روپیہ قرض لے کر مسجد کی مرمت کرانا جائز ہے یا نہیں؟ یا زمین رہن رکھ کر قرض لے کر مرمت مسجد کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۶-۳۵/۳۹۹ھ)

الجواب: سودی قرض لینا یا زمین رہن رکھ کر قرض لینا جس میں مرتہن زمین مرہونہ سے نفع اٹھائے اگرچہ گناہ ہے، مگر وہ روپیہ جو قرض لیا گیا حلال ہے، مرمت مسجد میں صرف کرنا اس کا درست ہے۔ فقط

مسجد کی تعمیر میں سود کا روپیہ لگانے کا حکم

سوال: (۷۷۱) تعمیر مسجد میں سود کا روپیہ اور شراب کے ٹھیکہ کی آمدنی کا روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور غسل خانہ و دیوار احاطہ میں لگانا کیسا ہے؟ (۱۳۳۲-۳۳/۱۲۲۱ھ)

الجواب: مسجد میں مال حلال لگانا چاہیے سودی آمدنی کا روپیہ اور شراب کی ٹھیکے داری کی آمدنی کا روپیہ مسجد میں لگانا حرام وممنوع ہے، اسی طرح متعلقات مسجد مثل غسل خانہ و دیوار احاطہ وغیرہ میں صرف کرنا اس کا حرام ہے، یہ سب کام مال حلال سے ہی ہونے چاہئیں۔ قال تاج الشریعۃ: أما لو

أنفق فی ذلك مالاً خبیثاً أو مالاً سببه الخبیث و الطیب فیکره لأن الله تعالی لایقبل إلاالطیب فیکره تلویث بیته بما لایقبله (۱)

سوال: (۷۷۲) سود لینے والے کا پیسہ مسجد میں لگانا اور اس کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۴۲۸-۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس کا نہ کھانا درست ہے اور نہ مسجد میں لگانا درست ہے۔

سوال: (۷۷۳) جو مسجد سود کے روپے سے بنوائی جائے اور زمین مسجد سود کے روپے سے خریدی جائے؛ اس میں نماز درست ہے یا نہیں؟ (۷۷/۱۶۹-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد میں سود کی آمدنی کا روپیہ لگانا اور مشتبہ مال لگانا مکروہ اور ممنوع ہے۔ شامی میں ہے: قال تاج الشریعة: أما لو أنفق فی ذلك مالاً خبیثًا أو ما لا سببه الخبیث و الطیب فیکره لأن اللّٰه تعالیٰ لا یقبل إلا الطیب فیکره تلویث بیته بما لا یقبله شرنبلالیة(۲) (شامی ۱/۴۴۲) باقی نماز اس میں ادا ہوجاتی ہے، اور وہ جگہ وقف ہوگئی، اور مسجد ہوگئی اور مال حرام لگانے کی وجہ سے جو گناہ ہوا اور وہ مسجد مال حرام سے ملوث ہوئی اس کی تطہیر اور ارتفاع کراہت ومعصیت کی یہ صورت کی جائے کہ جس قدر مال اس مسجد میں صرف ہوا ہے اس قدر مال حلال اس کے عوض فقراء پر صدقہ کردیا جائے اور توبہ کی جائے۔ فقط

شراب کی آمدنی سے مسجد تعمیر کرنا

سوال: (۷۷۴) ایک شخص مسلمان نے جس کا پیشہ شراب کا ہے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی، کچھ دیوار بھی تیار ہوئی، تب اس طرف کے علماء نے اس کو منع کیا کہ تمہارا مال پاک وطاہر نہیں ہے، اس نے مسجد بنانا چھوڑ دیا اور کچھ دنوں بعد مرگیا، اس کے لڑکے نے وہ مسجد عدم تعمیر شدہ ایک دوسرے کو ہبہ کردی، وہ قرض لے کر اس مسجد میں صرف کرتا ہے؛ یعنی اس کی تعمیر میں، اور اپنے پیشہ کی کمائی سے وہ قرض ادا کرتا ہے؛ اس صورت سے مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۸۲۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: شامی میں ہے: قال تاج الشریعة: أمالو أنفق فی ذلك مالاً خبیثًا أومالاً سببه

(۱) الشامی ۳۷۳/۲ کتاب الصلوۃ – مطلبٌ: کلمة لا بأس دلیلٌ علی أن المستحبَّ غیره إلخ.
(۲) حوالۂ سابقہ۔

الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالى لايقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله الخ (۱) حاصل اس کا یہ ہے کہ مسجد میں مال خبیث یا مخلوط خبیث وطیب سے لگانا مکروہ ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک وحلال مال ہی کو قبول فرماتا ہے؛ پس مکروہ ہے اس کے گھر کو ملوث کرنا اس مال سے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہ فرماوے۔ فقط

سوال: (۵۷۷)...... (الف) ایک شخص نے شراب کی آمدنی سے ایک مسجد بنائی، اور کسی قدر دیوار مسجد کی بلند کی، جب اس کو معلوم ہوا کہ ایسے روپے سے مسجد بنوانا درست نہیں تو اس مسجد کو ناتمام چھوڑ دیا، اور اس کا انتقال بھی ہوگیا، اب وہ زمین اس کے ورثہ کی ملک ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور بیع وہبہ اس کا درست ہے یا نہیں؟ یا وہ مسجد کے حکم میں ہے؟ مسجد اس وقت میں ناتمام اور غیر محفوظ ہے۔

(ب) اگر کوئی شخص ورثائے بانی سے اس مسجد کو خرید کر از سر نو تعمیر کرادے تو درست ہے یا نہیں؟

(ج) اگر کسی شخص نے بذریعہ تجارتِ شراب روپیہ حاصل کیا، اور اس محصولہ سے تجارت غلہ اور کپڑے کی کرتا ہو؛ تو اس روپے سے وہ شخص مسجد بنا سکتا ہے یا نہیں؟ بہ صورت عدم جواز اگر وہ دوسرے شخص کے پاس سے قرض لے کر مسجد بناوے، اور پھر اپنے پاس کے روپے سے قرض ادا کردے تو ایسی صورت سے مسجد بنانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۲۰/۳۲-۱۳۳۲ھ)

الجواب: (الف) مسجد میں حلال مال خرچ کرنا چاہیے، اور تعمیر مسجد حلال اور طیب مال سے کرنی چاہیے، حرام مال سے تعمیر مسجد کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ولا يقبل الله الا الطيب (الحديث) (۲) شامی میں ہے: قال تاج الشريعة: أمالو أنفق في ذلك مالاً خبيثاً أو مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالى لا يقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بمالا يقبله الخ (۳) پس چاہیے کہ اس قدر دیواروں کو جو مال حرام اور خبیث سے تیار ہوئی ہیں، اٹھا کر حلال مال سے

(۱) الشامي ۳۷۳/۲ كتاب الصلوة . مطلبٌ كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيره .

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب ولا يقبل الله إلا الطيب فإن الله يتقبلها بيمينه ثم يربيها لصاحبها كما يربي أحدكم فَلُوّه حتى تكون مثل الجبل (الجامع للبخاري ۱۸۹/۱ كتاب الزكوة - باب الصدقة من كسب طيب)

(۳) الشامي ۳۷۳/۲ كتاب الصلوة . مطلبٌ: كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيره

اس مسجد کو تعمیر کریں، اور حفاظت اس مسجد کی ضروری ہے، بیع اور ہبہ کرنا اس کا صحیح نہیں ہے، اور وارثوں کی ملک میں نہیں آسکتی اَلْوَقْفُ لا یُملکُ ولا یُمَلَّکُ (الدر مع الرد ۶ /۳۲۱ کتاب الوقف) مسئلہ مشہور ہے۔

(ب) یہ تو اوپر معلوم ہوا کہ بیع وہبہ اس کا ناجائز ہے، باقی اگر اس حیلے سے کوئی شخص ورثہ کے قبضہ سے اس کو نکال کر از سر نو تعمیر کرادے، اور تکمیل کردے تو یہ بہت اچھا ہے اور کار ثواب ہے۔

(ج) پہلی صورت ناجائز ہے، البتہ اگر قرض لے کر مسجد بنادیوے تو یہ جائز ہے، پھر اگر اس قرض کو حرام آمدنی سے ادا کیا تو یہ گناہ اس کے ذمے ہوگا، بہر حال مسجد میں ایسے حیلوں سے بھی حرام روپیہ نہ لگاوے۔

جو شخص شراب کا ٹھیکہ لیتا ہے اس کا مسجد کے واسطے اینٹیں دینا

سوال: (۶۷۷) ایک شخص شراب کا ٹھیکہ لیتا ہے، اور زمین داری وکاشت کاری اور دکانداری وغیرہ بھی کرتا ہے: اس سے مسجد کے واسطے اینٹوں کا سوال کیا گیا، اس نے کہا کہ ہم حلال پیسے سے ایک لاکھ اینٹ مسجد کے واسطے تیار کرا کر مسجد میں دیں گے: وہ اینٹ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۵۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ خشت (اینٹ) مسجد میں لگانا درست ہے۔(۱)

جو شخص خنزیر وغیرہ کا ٹھیکہ لیتا ہے اس کے روپیہ سے مسجد کا شامیانہ بنانا

سوال: (۶۷۸) ایک مسجد میں شامیانہ کی تیاری کے لیے کچھ چندہ کیا گیا تھا، ابھی تیار نہیں ہوا تھا کہ ایک مسلمان نے (جو خنزیر وغیرہ کا ٹھیکہ لیتا ہے) کہا کہ شامیانہ اس چندے کے روپے سے نہ بناؤ،

(۱) وفی الهندية: ولا يجوز قبول هدية أمراء الجور، لأن الغالب في مالهم الحرمة إلا إذا علم أن اكثر ماله حلالٌ بأن كان صاحب تجارة أو زرع فلابأس به، لأن أموال الناس لا تخلو عن قليل حرام فالمعتبر الغالب وكذا أكل طعامهم (الفتاوى العالمغيرية ۵/۳۴۲ كتاب الكراهية الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات)

میں اپنے روپے سے بنائے دیتا ہوں، بعض لوگوں نے کہا کہ یہ روپیہ اچھا نہیں ہے خنزیر کے ٹھیکہ کا ہے؛ لیکن ایک مولوی صاحب نے کہا کہ کچھ حرج نہیں ہے، الحاصل اسی ٹھیکہ دار کے روپیہ سے شامیانہ بنایا گیا، اس شامیانے کا مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور جس نے اس روپیہ سے بنوایا اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵/۵۸۰ھ)

الجواب: ان شامیانوں کو مسجد میں نصب کرنا حرام ہے، اور جس نے اس کو تجویز کیا گنہگار ہوا وہ توبہ کرے، حدیث شریف میں ہے: إن اللّٰہ طیب لایقبل إلا الطیب (۱) اور شامی میں ہے: قال تاج الشریعة: أما لو أنفق في ذلك مالاً خبیثًا أو مالاً سببه الخبیث والطیب فیکره (ای تحریمًا) لأن اللّٰہ تعالٰی لایقبل إلا الطیب فیکره تلویث بیته بمالا یقبله اهـ شرنبلالیة (۲) اور ظاہر ہے کہ خبیث مال سے تیار شدہ شامیانہ میں تلویث المسجد بمالا یقبله (۲) حاصل ہے، لہٰذا مکروہ تحریمی ہے جو کہ بہ معنی حرام کے ہے۔

سرکاری چوری کا سامان مسجد میں لگانا

سوال: (۸۷۷) کیا فتویٰ دیتے ہیں علماء کرام واولی العظام مسئلہ ذیل کی نسبت:

آج کل جن جن جنگل پر سرکار کے قبضے ہو چکے ہیں ان میں بعض پر تو سرکار نے جبرًا قبضے کر لیے ہیں، اور بعض آبادی کے تعلق سے خارج تھے جو کہ ہر قسم کی لکڑی پر مشتمل ہیں، اعنی: دیار چڑ، بیاڑ وغیرہ ہر ایک لکڑی کاٹنے کا جرم سرکار نے علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیا ہے، خصوصًا ''دیار'' کی سخت سزا قانونی مقرر ہوئی؛ اب ایک شخص نے ''بیاڑ'' کو بالا جازت اور ''دیار'' کو بغیر اجازت کاٹ کر مسجد بنائی: اب اس مسجد کے صحن میں تختے مسروقہ بچھائے گئے، خصوصًا بلاد کشمیر کی مسجدیں مقطوع بغیر اجازت (بغیر اجازت کاٹی ہوئی لکڑیوں سے) بنائی جاتی ہیں: اب علمائے کرام کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ گذارش ہے کہ ایسی مسجدوں میں نماز جواز یا عدم پر مبنی ہے یا کراہت پر؟ بینوا بحوالات الکتاب (۱۳۳۵-۳۳/۵۷۵ھ)

الجواب: ایسی لکڑیوں کا مسجد میں لگانا کراہت سے خالی نہیں من حیث الشرع قطعًا احتیاط

---

(۱) عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إن اللّٰه طيب لا يقبل إلا طيِّبًا الحديث (مشكاة المصابيح ص: ۲۴۱ كتاب البيوع–باب الكسب وطلب الحلال)

(۲) الشامي ۲/۳۷۳ كتاب الصلوة– مطلبٌ: كلمة لا بأس دليل على أن المستحب غيره.

کے خلاف ہے؛ پس اس صورت میں حکم یہ ہے کہ جو مسجدیں پہلے بنوائی جا چکی ہیں ان میں تو نماز پڑھی جاوے، مگر آئندہ کے لیے ایسے معاملہ میں پوری احتیاط کی ضرورت ہے؛ کیونکہ اس قسم کے جنگلوں اور بنوں کی جن سے یہ لکڑیاں کاٹی گئی ہیں شرعاً دو حیثیتیں ہیں: ان کی نمایاں حیثیت یہ ہے کہ بوجہ استیلائے کفاران پران کی ملکیت تسلیم کی جائے، جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ **وإذا غلبوا علی أموالنا والعیاذ باللّٰہ واحرزوھا بدارھم ملکوھا ...... ولنا أن الاستیلاء ورد علی مال مباح فینعقد سببًا للملك الخ** (۱) (ھدایہ ربع ثانی) تو اس لحاظ سے یہ تصرفات ملک غیر میں سمجھے جائیں گے جس کا عدم جواز ظاہر ہے، علی الخصوص ایسی حالت میں کہ اس کے مرتکبین قانونی مجرم ٹھہرائے گئے۔

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایسی چیزیں استیلاء کے تحت آتی ہی نہیں؛ کیونکہ جو اشیاء پہلے ہی استیلاء سے خارج تھیں ان پر غلبہ کفار کے وقت بھی استیلاء متصور نہیں ہے، بہر کیف احتیاط اس میں ہے کہ مساجد پر ایسا مشتبہ مال صرف نہ کیا جائے، کتب فقہ میں تصریح ہے کہ جس مال میں خبیث اور طیب دونوں کا احتمال ہے اس کا مسجد میں لگانا مکروہ ہے، **کما فی الشامی: قال تاج الشریعة: أما لو أنفق فی ذلك مالا خبیثًا أو مالاً سببه الخبیث والطیب فیکره لأن اللّٰه تعالیٰ لا یقبل إلا الطیب فیکره تلویث بیته بما لا یقبله انتهی** (۲) فقط

جرمانے کا روپیہ مسجد میں لگانا درست نہیں

سوال: (۹۷۷) ایک شخص نے کسی عورت غیر سے زنا کاری کی، اور بعد معلوم ہونے کے اس پر جماعت کے لوگوں نے اس زنا کے بدلے میں کچھ جرمانہ کیا یا کسی قسم کا فساد دنیاوی جماعت میں آپس میں ہو، اور جماعت کے لوگوں نے کسی شخص پر کچھ اس کے بدلے میں جرمانہ کیا ہو تو وہ پیسہ مسجد میں خرچ کرنا یا مسجد تعمیر کرنا یا وضو کے پانی وغیرہ میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں کون سا پیسہ صرف کرنا چاہیے؟ اس کا خلاصہ مع حوالہ کتاب معتبر اور آیات واحادیث سے لکھنا۔ **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء** (۳۴۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: مسجد میں حلال پیسہ لگانا چاہیے **قال علیه الصلوٰة والسلام: إن اللّٰه طیب لا یقبل**

(۱) الھدایة ۵۸۱/۲ کتاب السیر – باب استیلاء الکفار .

(۲) الشامی ۳۷۳/۲ کتاب الصلوة – مطلبٌ: کلمة لا بأس دلیلٌ علی أن المستحب غیره .

إلا الطیب (۱) اور جرمانہ کرنا چوں کہ شرعاً ناجائز ہے پس ایسا مال جرمانے کا بدون رضامندی واجازت مالک کے، مسجد میں لگانا یا وضو کے پانی میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۷۸۰) اگر پنچ کسی زانی کو زنا کی وجہ سے جرمانہ کرے تو اس جرمانے کو نیک کام مثلاً مسجد کی تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۵۵/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: جرمانہ مالی کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے پس جو روپیہ پیسہ جرمانے میں لیا جاتا ہے مالک کو واپس کرنا چاہیے اور وہ اپنی خوشی سے تعمیر مسجد وغیرہ میں لگا دیوے تو جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شراب فروش نے جس مسجد کی تعمیر ناتمام چھوڑ دی تھی اس کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء کا مسجد کے لیے اس کو ہبہ کرنا

سوال: (۷۸۱) ایک آب کار (شراب فروش) نے مقام شیخ پورہ میں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی، جب کچھ دیوار اس مسجد کی بلند ہوئی تو اس آب کار کو معلوم ہوا کہ شراب کی تجارت کے روپے سے مسجد بنوانا درست نہیں ہے تو اس آب کار نے مسجد بنوانا چھوڑ دیا؛ چنانچہ وہ مسجد زمانہ دراز تک ناتمام رہی، اس عرصہ میں اس آب کار کا بھی انتقال ہوگیا، اب ایک آب کار نے اس مسجد ناتمام کو من جملہ املاک متروکہ متوفی کے سمجھ کر اس کے ورثہ سے بذریعہ ہبہ حاصل کیا، اور قرض لے کر اس کو تمام اور مکمل کیا تو اس کو مسجد کا حکم ہوا یا نہیں؟ اور اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۸۷۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اصل مسجد؛ زمین ہے اگر زمین کو مسجد کے لیے وقف کر دیا گیا یا وہ پہلے سے مسجد کے لیے وقف تھی تو وہ مسجد شرعی ہوگئی، دیواروں اور چھت کا مال مشتبہ وحرام سے بنانا مسجد کی مسجدیت کو باطل نہیں کرتا، اگرچہ یہ درست نہیں ہے کہ مسجد کی تعمیر میں مال حرام مشتبہ لگایا جائے۔ کمافی الشامی: قال تاج الشریعة: أما لو أنفق في ذلك مالاً خبيثًا أو مالاسببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالىٰ لايقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بمالايقبله الخ (۲) بہرحال یہ تو ممنوع ہے کہ مسجد کی تعمیر مال

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيب لايقبل إلا طيبًا الحديث (مشكاة المصابيح ص:۲۴۱ كتاب البيوع - باب الكسب وطلب الحلال)

(۲) الشامي ۳۷۳/۲ كتاب الصلوة. مطلبٌ كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيره.

حرام ومشتبہ سے لی جائے، تعمیر کرنے والا اس صورت میں گناہ گار ہے اور تعمیر اس کی مقبول نہیں ہے؛ لیکن مال حرام لگانے کی وجہ سے مسجد کا مسجد ہونا باطل نہیں ہوتا؛ پس اگر وہ زمین مورث مسجد کے لیے وقف کر دیتا تو تصرف وارث کا اس میں جائز نہیں اور ہبہ صحیح نہیں ہوا، اور اگر مورث نے وہ زمین ابھی وقف نہیں کی تھی اور نہ وہ پہلے سے مسجد کے لیے وقف تھی، اور پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا اور مسجد کی بناء اس پر موقوف کی تو پھر وارث کا ہبہ کرنا صحیح ہو گیا؛ لیکن موہوب لہ کا اس کو مسجد بنانا اور قرض لے کر تعمیر کرنا صحیح ہو گیا، بہر حال اب وہ مسجد شرعی ہو گئی اور اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا قال في الدر المختار ومحله المال المتقوم الخ أي بشرط أن يكون عقارًا أو منقولاً فيه تعامل الخ (۱) (شامی) وركنه الألفاظ الخاصة كأرضي هذه صدقة موقوفة مؤبدة الخ (۱) (درمختار) فقط

طوائف کا اپنی جائداد مسجد کے لیے وقف کرنا

سوال: (۷۸۲) اگر کسی طوائف کو ترکہ میں وراثۃً کوئی جائداد پہنچی ہو، اور اس کا بھی پیشہ طوائف کا ہو اور مرنے سے پانچ چھ برس قبل اپنے سب گناہوں سے تائب ہو کر مرید ہوئی ہو، اپنی جائداد کو جو اس کو وراثۃً ترکہ میں پہنچی ہے اس کو اس نے مسجد میں وقف کر دیا ہے۔ یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کی آمدنی مسجد میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲۳۳۹/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: چونکہ وقف مذکور صحیح ہے اس لیے آمدنی اس کی مسجد میں صرف کرنا درست ہے، جیسا کہ شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات. أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسبب فاسد —— إلى إن قال —— وصح وقف ما اشتراه فاسدًا بعد القبض وعليه القيمة للبائع الخ (۲)

طوائف کے مال سے مسجد بنانا

سوال: (۷۸۳) ایک طوائف کے پاس ناچ اور گانے کی آمدنی کا روپیہ جمع ہے، آیا وہ اس روپے سے مسجد بنوا سکتی ہے اور حج کو جا سکتی ہے یا نہیں؟ (۲۱۷۱/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) الدر والرد ۶/ ۳۰۹ کتاب الوقف، قبل مطلبٌ قد يثبت الوقف بالضرورة.

(۲) ردالمحتار ۶/ ۳۱۰ کتاب الوقف ـ شرائط الوقف.

الجواب: آمدنی مذکور حرام آمدنی ہے، حکم ایسے مال کا شرعاً بصورت معلوم نہ ہونے مالکوں کے یہ ہے کہ فقراء پر صدقہ کر دیا جاوے، اور ثواب اس صدقہ کا مالکوں کو ہوگا، مسجد بنوانا ایسے حرام مال سے درست نہیں ہے، اور ایسے مال سے حج کرنا درست نہیں اور ثواب حج کا نہیں ہوتا، اور حدیث شریف میں ہے: لا يقبل الله الا الطيب (۱) یعنی اللہ تعالیٰ پاک مال ہی کو قبول کرتا ہے۔

طوائف کا مال مسجد اور دیگر کار خیر میں لگانا

سوال: (۷۸۴) ان عورتوں سے جن کا پیشہ بجز زنا کاری اور ناچ گانے کے دوسرا نہیں ہے، چندہ اور آرد چنگی (مٹھی بھر آٹا) جو روزمرہ ان کے یہاں سے بطور خیرات نکالا جاتا ہے، اس کو لے کر اغراض ذیل میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

تعمیر مساجد و آبادی وغیرہ، تربیت یتامیٰ، تجہیز و تکفین اموات لاوارث، علمائے اسلام کی دعوت۔

(۱۱۲۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسے روپیہ حرام کو مساجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے، فقراء و یتامیٰ وغیرہ بعض حالتوں میں ایسے روپے کا مصرف ہیں؛ یعنی جب کہ مالکوں پر رد کرنا متعذر ہو؛ پس حاصل یہ ہے کہ اول تو ایسا روپیہ و آرد (آٹا) نہ لیا جائے، اور اگر لیا جائے تو اس کو مسجد کے صرف میں نہ لایا جائے، فقراء و مساکین پر صرف کیا جائے۔ فقط

طوائف کا اپنی کمائی سے مکان خرید کر مسجد کی ضروریات کے لیے وقف کرنا

سوال: (۷۸۵) ایک طوائف نے اپنی حرام کمائی سے ایک مکان خرید کیا، اور یہ لکھ کر کہ اس کی آمدنی مصارف مسجد میں خرچ کی جائے، چند اشخاص معتمد کو سپرد کر دیا، اور ان کو بیع و رہن کا اختیار نہیں کیا، ایسے مکان کی آمدنی مسجد کے اخراجات میں صرف کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۷۹۵/۷۷-۱۳۳۷ھ)

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيبٌ لا يقبل إلا طيبًا.
(ص: ۲۴۱ كتاب البيوع. باب الكسب وطلب الحلال)

الجواب: وقف کی صحت کے لیے یہ ضروری ہے کہ واقف اس مکان موقوفہ کا مالک ہو، اگرچہ بہ طریق بیع فاسد مالک ہوا ہو جیسا کہ شامی (جلد ثالث کتاب الوقف) میں ہے: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكا له وقت الوقف ملكا باتا ولو بسبب فاسد الخ (۱) پس یہ ظاہر ہے کہ جب اس طوائف نے اپنی حرام آمدنی سے اس مکان کو خریدا وہ اس مکان کی مالک ہوگئی، کیونکہ رکن بیع پایا گیا جو کہ مبادلة المال بالمال بالتراضی ہے، پس جب کہ وہ مالک اس مکان کی ہوگئی اگرچہ طریق فاسد سے ہوئی؛ تو وقف کرنا اس کا اس مکان کو اخراجات مسجد کے لیے صحیح ہوگیا، اور آمدنی اس کی ضروری ہے کہ اخراجات مسجد میں صرف کی جائے کما هو حكم الأوقاف۔ فقط

طوائف کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۸۶۷) ایک مسجد ایک موضع میں ایک طوائف کی تعمیر کردہ ہے، اور تاہنوز اس مسجد کے متولی اس طوائف کے اعزہ ہی ہیں، اور اہل موضع نے اس میں نماز پڑھنی ترک کردی ہے، جس کی وجہ سے اب وہ بالکل ویران ہے؛ ایسی صورت میں اس مسجد کو بہ زر چندہ اس طوائف کے اعزہ سے لینا جائز ہے یا نہیں؟ نیز حالت موجودہ میں نماز پڑھنا اس مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۳۰۵ھ)

الجواب: اس میں شک نہیں کہ اللہ کے راستے میں وقف کرنے کے لیے کسب حلال اور مال طیب کی ضرورت ہے، واقف کو چاہیے کہ کسب حلال کو وقف کرے، خصوصاً مسجد جیسی متبرک شئے کے لیے تو اور بھی احتیاط کی ضرورت ہے؛ لیکن صحت وقف کے لیے اس کی شرط نہیں، بناءً علیہ کسی طوائف کا مسجد تعمیر کرا کر اس کو وقف کر دینا صحیح ہوا، خصوصاً جب کہ یقینی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ مسجد مذکور کسب حرام ہی سے تیار کرائی ہو، قال في الدر المختار: وشرطه شرط سائر التبرعات، شامی نے اس کے تحت میں نقل کیا ہے: أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكا له وقت الوقف ملكا باتا ولو بسبب فاسد (۲) بہرحال جب کہ وقف مذکور صحیح ہوگیا تو اب وہ ہمیشہ رہے گا: لأن الوقف لايجوز إلا مؤبدا (۳) خصوصاً مسجد کے متعلق تو صاف صاف تصریحات موجود ہیں کہ جو ایک مرتبہ مسجد ہو چکی قیام

---

(۱) الشامی ۶/۴۱۰ کتاب الوقف ـ شرائط الوقف.

(۲) الدر مع الشامی ۶/۴۱۰ کتاب الوقف. شرائط الوقف.

(۳) الفتاوی الخانیة مع الهندیة ۳/۳۰۵ کتاب الوقف. فصل فی مسائل الشرط فی الوقف.

قیامت تک مسجد ہی رہے گی۔ البحر الرائق میں ہے: وقال أبو یوسفؒ: هو مسجد أبدًا إلى قيام الساعة لايعود ميراثًا ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر سواء كانوا يصلون فيه أولا وهو الفتوىٰ كذا في الحاوي القدسي وفي المجتبىٰ وأكثر المشائخ على قول أبي يوسفؒ ورجح في فتح القدير قول أبي يوسفؒ بأنه الأوجه (۱) اورشامی میں ہے: أن الفتوىٰ على قول أبي يوسف في تأبيد المسجد (۲) الحاصل جب کہ یہ تعمیر کردہ مسجد ایک مرتبہ مسجد ہو چکی تو اب کسی کو نہ اس کے فروخت کرنے کا اختیار ہے نہ خریدنے کا، لوگوں کو چاہیے کہ اس میں نماز پڑھیں، اور اس کو آباد کریں، اگر دوسری مسجد بنانی ہے تو علیحدہ چندہ کر کے کسی دوسری زمین میں بنائی جائے۔

سوال: (۷۸۷) ایک طوائف نے ایک مسجد اپنے مال سے بنوائی تھی جس پر عالموں نے فتوی دیا کہ اس مسجد میں نماز جائز نہیں ہے، اب وہ مسجد ویران پڑی ہے، طوائف اس کو فروخت کر سکتی ہے یا نہ؟ اور مسلمان اس کو خرید سکتے ہیں یا نہ؟ (۱۴۴۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر زمین اس مسجد کی پہلے سے وقف تھی، اور طوائف نے صرف تعمیر اس کی اپنے مال سے کرائی ہے تو اس کے ملبے کو اٹھا کر زمین کو خالی کر دیا جاوے، اور مال حلال چندہ وغیرہ سے اس کو تعمیر کرالیا جاوے، وہ زمین مسجد کی فروخت نہیں ہو سکتی، اور یہ صورت بھی اس میں بہ حالت موجودہ نماز جائز ہونے کی ہو سکتی ہے کہ اس ملبے کی لاگت طوائف کو دیدی جائے؛ یعنی جس قدر اس نے صرف کیا ہے وہ اس کو مسلمان دیدیں پھر نماز اس میں صحیح ہے۔ فقط

سوال: (۷۸۸) ایک فاحشہ عورت نے اپنی ناپاک کمائی سے ایک مسجد بنائی تھی، کچھ عرصہ آباد رکھ کر اس کو معطل کر دیا گیا، اور اب تک معطل ہے اب اس کو دارالطلبہ یا دارالکتب کے لیے استعمال میں لانا درست ہے یا نہ؟ (۷۱۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ مسجد ہو گئی تھی، اب اس کو دائماً مسجد رکھنا ضروری ہے، اور بہ شکل دارالطلبہ و دارالکتب بنانا درست نہیں ہے۔ لأن الفتوىٰ على تأبيد المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف) قوله وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا

---

(۱) البحر الرائق ۵/۴۲۱ کتاب الوقف . فصلٌ في أحكام المساجد .

(۲) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

ولو بسبب فاسد الخ (۱) (شامی کتاب الوقف) اس سے معلوم ہوا کہ ملک فاسد کا وقف کرنا بھی صحیح ہے، پس جب کہ وہ جگہ وقف ہوگئی تو مسجد ہوگئی، اور مسجد کو ہمیشہ مسجد رکھنا ضروری ہے۔ فقط

زنا کی آمدنی سے حاصل کردہ جائداد وزیورات کو مسجد کے لیے وقف کرنا

سوال: (۷۸۹) ایک عورت نے کسب زنا سے کچھ جائداد اور سونے چاندی کے زیورات حاصل کیے، اگر وہ اپنی جائداد اور زیورات کو مسجد پر وقف کردے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۳۴/ ۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جائداد مذکورہ کو اگر مسجد پر وقف کیا جائے تو وہ وقف صحیح ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے کہ ''اگر مالک جائداد بہ ملک فاسد بھی مالک ہوا ہو تو وقف کرنا اس کا صحیح ہے'' الفاظ اس کے یہ ہیں: ولو بملك فاسد الخ (۲) پس اس صورت میں مسجد کی ضروریات میں آمدنی ان مکانات موقوفہ کی خرچ کرنا درست ہے، اور زیورات کو فروخت کرکے اس کی قیمت سے بھی مکان وزمین خرید کر مسجد پر وقف کردی جائے، اور پھر تمام آمدنی وقف کی مسجد میں خرچ کی جائے۔ فقط

زنا کی آمدنی سے تعمیر کی ہوئی مساجد میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۹۰) (الف) جو مساجد زنا کے خرچ سے تیار کی گئی ہوں ان میں نماز درست ہے یا نہیں؟

(ب) ان مساجد کی بابت شرعاً کیا حکم ہے؟ نیز مساجد کے ساتھ زمین بھی وقف کی گئی ہے تو اس کی پیداوار کھانا جائز ہے یا ناجائز؟ (۱۹۶۳/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) ان مساجد میں نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ غصب کی زمین میں نماز پڑھنا، نماز ہوجاتی ہے مگر مکروہ ہے۔ فقط

(۱) الشامی ۶/ ۴۱۰ کتاب الوقف، شرائط الوقف۔
(۲) حوالہ سابقہ۔

(ب) وقف ہوجاتی ہیں، اور وہ مساجد ہوجاتی ہیں مگر حرام روپیہ لگانے والا ان میں گناہ گار ہوتا ہے، اور پیداوار کا کھانا ان اراضی کا بلا ادائے بدل اچھا نہیں ہے۔

سوال: (۷۹۱) ایک مسجد رنڈیوں نے تعمیر کرائی تھی، اب مسلمانان دیہہ آباد کرنا چاہتے ہیں، اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ پہلے آپ کا فتوی جواز کا آیا تھا جس پر غیر مجوزین معترض ہیں، آیا اس میں نماز صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: قال في الشامي: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات، أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكا له وقت الوقف ملكا باتا ولو بسبب فاسد الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ اگر سبب فاسد کے ساتھ بھی کوئی شخص مالک کسی زمین کا ہو، اور اس کو وقف کردے تو وہ زمین وقف ہوجائے گی، سوا گر اس زمین کو مسجد کے لیے وقف کیا جائے گا تو وہ زمین مسجد ہوجائے گی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مسجد میں مال حلال صرف کرنا چاہیے، اور مال حرام صرف کرنا مسجد میں حرام ہے، حدیث شریف میں ہے: إن الله طيب لايقبل إلا الطيب (الحديث) (۲) اور شامی میں ہے: قوله ولو بماله الحلال، قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذلك مالا خبيثا أو مالا سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالى لايقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بمالا يقبله الخ (۳) (شامی ۱/۶۴۴) حاصل یہ ہے کہ وہ مسجد جس میں مال حرام صرف ہوا ہو تو حکم اس کا یہ ہے کہ مال حرام صرف کرنے والے کے حق میں یہ امر موجب کراہت ومعصیت ہے، لیکن نماز پڑھنے والوں کو کچھ گناہ نہیں ہے ان کی نماز ادا ہوجاتی ہے کیونکہ جب وقف صحیح ہوگیا تو وہ مسجد ہوگئی۔ فقط

زنا کی آمدنی سے ادا کیا ہوا کرایہ مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۷۹۲) مسجد کے مکان موقوفہ میں کرایہ دار ایک زانیہ عورت ہے، اور زنا کی آمدنی سے وہ کرایہ ادا کرتی ہے، اس روپے کو مسجد میں صرف کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۳۹۰/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) الشامي ۶/۳۱۰ كتاب الوقف، شرائط الوقف.

(۲) عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله طيبٌ لا يقبل إلا طيبا (الحديث) (المشكاة، ص ۲۴۱ باب الكسب وطلب الحلال كتاب البيوع)

(۳) الشامي ۲/۳۷۳ كتاب الصلوة، مطلبٌ كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيره.

الجواب: امام صاحب کے مذہب کے موافق یہ اجارہ صحیح ہے اور کرایہ اس کا حلال ہے، اور صاحبین ایسے اجارہ کو مکروہ فرماتے ہیں؛ لیکن آمدنی کرایہ مذکورہ ان کے نزدیک بھی حرام نہیں ہے؛ البتہ کچھ کراہت اور خباثت ضرور ہے اس لیے مسجد میں صرف کرنا اس کا اچھا نہیں ہے۔

ہیجڑے کی آمدنی مسجد یا عیدگاہ میں لگانا

سوال: (۷۹۳) ایک ہیجڑا یعنی گانے بجانے والا اپنے مال مکسوبہ سے عیدگاہ تیار کراتا ہے، اس میں عامۂ مسلمین کی نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۸۷۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حرام آمدنی کے روپے سے مسجد اور عیدگاہ کی مرمت و درستی نہ کرائی جائے۔

ہندو یا بھنگی چمار کا مال مسجد میں لگانا درست ہے

سوال: (۷۹۴) ہندو اور بھنگی کے مال سے مسجد تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ہندو کا مال یا بھنگی چمار کا مال ـــــ اگر وہ دیں ـــــ مسجد میں لگانا درست ہے، اگرچہ وقف کرنا ان کا مسجد کو درست نہیں؛ لیکن اگر بطور چندہ کفار مذکورین کا مال مسجد میں لگایا جائے تو درست ہے۔

مسجد میں لگے ہوئے مال کا غیر طیب ہونا گواہوں سے ثابت نہیں ہوسکتا

سوال: (۷۹۵) جو مسجد مال غیر طیب سے بنی ہو تو مال غیر طیب ہونے کے ثبوت میں کس قدر گواہ کی ضرورت ہے؟ بینوا توجروا۔ (۵۳۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ امر قضاء اور شہادت سے متعلق نہیں ہے، پس اگر کوئی شخص کہے کہ میرا مال حلال وطیب ہے تو کسی گواہی سے وہ مال غیر طیب قرار نہ دیا جائے گا اور کوئی شہادت اس کے مقابلہ میں مسموع نہ ہوگی؛ کیونکہ قضاء سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۷۹۶) جو عورت فاحشہ ہو گو قبل اس کے منکوحہ رہی ہو تو وہ تعمیر مسجد کرائے، اس کا مال

طیب تصور ہوگا یا غیر طیب؟ غیر طیب ہونے کے ثبوت میں گواہ معتبر ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۵۴۳ھ)

الجواب: جب کہ وہ عورت پہلے منکوحہ بھی رہی ہو، اور اس کو آمدنی طریق حلال سے بھی حاصل ہوئی ہو تو یہ گمان کرنا صحیح نہیں ہے کہ اس نے مسجد کی تعمیر میں حرام مال لگایا ہوگا؛ بلکہ یہی گمان کرنا چاہیے کہ اس نے مال حلال مسجد میں لگایا ہوگا؛ کیونکہ مسلمان اللہ کے گھر میں مال حرام نہیں لگاتا —— اور مال کا غیر طیب ہونا گواہوں سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ فقط

مندر کا چندہ مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۷۹۷) ایک مندر کے لیے مبلغ چالیس روپے ماہوار چندہ ہوتا ہے، اس میں سے مبلغ دس روپے بہ اجازت چندہ دہندگان مسجد میں صرف ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۲۸۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: رقم مذکور کا مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔

مسجد کے کبوتروں کو بیچ کر ان کی قیمت مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۷۹۸) کبوتروں کا گونجس ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں جو کبوتر رہتے ہیں ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت اسی مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۸۹۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: کبوتروں کی بیٹ پلید نہیں ہے، اور مسجد کے کبوتروں کو پکڑ کر فروخت کر کے مسجد میں اس قیمت کو صرف کرنا درست ہے۔ فقط

دباغت کے بغیر مردار کے چمڑے کی خرید و فروخت کرنا اور اس تجارت سے جو نفع ہو اس کو مسجد یا عیدگاہ میں صرف کرنا

سوال: (۷۹۹) مردار کے چمڑے کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس تجارت سے جو نفع ہو اس کو مسجد یا عیدگاہ میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۵۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مردار کے چمڑے کی خرید و فروخت بدون دباغت کے جائز نہیں باطل ہے، پس ایسے روپے کو مسجد اور عیدگاہ میں لگانا درست نہیں ہے۔ حدیث میں وارد ہے: إن اللّٰه طیب لا یقبل إلا

الطیب (الحدیث) (۱) فقط

دوسروں کی اینٹیں بلا اجازت مسجد میں لگانا جائز نہیں

سوال. (۸۰۰) ''ملک پور'' میں دو مسجدیں ہیں، اور اس موضع میں ایک مکان پختہ مشترکہ تھا، جس کو گرا کر اس کی اینٹیں ایک مسجد والوں نے بلا رضامندی دیگر شرکاء مسجد میں صرف کردیں؛ کیا اس مسجد میں نماز جائز ہے؟ (۸۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: دوسروں کی اینٹیں بلا اجازت مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے، تاوقتیکہ مالکوں کو اس کی قیمت نہ دے دیں، یا ان سے معاف نہ کراویں، لگانے والوں کے ذمے مؤاخذہ حق العباد کا رہے گا، اور نماز اس مسجد میں درست ہے، لیکن مثل زمین مغصوبہ کے نماز مکروہ ہوگی، جب تک قیمت ادا نہ کردی جاوے یا معاف نہ کرایا جاوے۔ فقط

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيبٌ لا يقبل إلا طيبًا (الحديث) (المشكاة، ص:۲۴۱ باب الكسب وطلب الحلال كتاب البيوع)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بقیۃ کتاب الوقف

مساجد کے لیے غیر مسلم کے عطیات کا بیان

(مساجد کے لیے غیر مسلم کے عطیات دو طرح کے ہیں: منقولات اور جائداد، پہلے مسئلہ میں فتاوی میں اختلاف نہیں ہے یعنی اگر کوئی غیر مسلم روپیہ پیسہ، چراغ بتی، بوریا چٹائی مسجد میں بہ نیت قربت دے تو اس کو مسجد میں صرف کرنا درست ہے، تمام فتاوی میں یہی بات ہے، اور اگر شرماشری میں یا معاشرتی دباؤ میں دے تو اس کو مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں۔

اور دوسرے مسئلہ میں یعنی غیر مسلم کوئی جائداد مسجد کے لیے وقف کرے یا مسجد بنا کر مسلمانوں کو سونپ دے یا اپنی تولیت میں رکھے: اس میں فتاوی میں اختلاف ہے، بعض میں اس کو بھی درست قرار دیا ہے اور بعض میں نادرست، اور فتوی نمبر: ۸۱۹ میں تفصیل ہے۔

اور اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ یہ اصل طے شدہ ہے کہ اگر غیر مسلم بہ نیت قربت یعنی کار ثواب سمجھ کر دے تو درست ہے، پہلے مسئلہ میں اسی اصل کا اعتبار کیا ہے، مگر دوسرے مسئلہ میں اس امر میں گفتگو کی ہے کہ اعتبار غیر مسلم کی رائے اور اعتقاد کا ہے یا اس کے مذہب کا ہے؟ غیر مسلم کی رائے میں مسجد بنانا کار ثواب ہوسکتا ہے مگر اس کے مذہب کی رو سے یہ قربت نہیں ہے اگر پہلی بات کا اعتبار کیا جائے گا تو وقف صحیح ہوگا، اور بصورت ثانی وقف صحیح نہیں ہوگا، چنانچہ فتاوی مختلف ہوگئے ہیں کسی میں اوّل کا اعتبار کر کے جواز کا حکم لکھا گیا ہے، اور اکثر فتاوی میں ثانی کا اعتبار کر کے عدم جواز کا حکم لکھا ہے۔

مگر فتاوی رشیدیہ (ص: ۵۳۷، جسیم) وغیرہ میں ہے کہ وہ مسجد بن جائے گی یعنی حضرت گنگوہی قدس سرہٗ وغیرہ

نے غیر مسلم کی ذاتی رائے کا اعتبار کیا ہے، اس کے مذہب کا اعتبار نہیں کیا، اور امداد الفتاویٰ (۲/ ۶۶۷ زکریا) میں ترجیح ثانی کو دی ہے، اور غیر مسلم کے مذہب کی رو سے مسجد بنانا قربت کا کام نہیں ہوسکتا، پس وہ وقف صحیح نہیں مگر جب پہلے مسئلہ میں اس کی ذاتی رائے کا اعتبار کیا ہے تو دوسرے مسئلہ میں بھی اسی کا اعتبار کرنا چاہیے، چنانچہ کفایت المفتی وغیرہ میں صحتِ وقف کا فتویٰ دیا گیا ہے۔

البتہ قربت کے علاوہ ایک اور پہلو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے، اور وہ یہ ہے کہ اس غیر مسلم کی طرف سے یا اس کی قوم کی طرف سے امتنان (احسان جتلانے) کا اندیشہ نہ ہو، اگر یہ اندیشہ ہو کہ آئندہ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ مسجد ہم نے بنائی ہے، پس وقف کے سلسلہ میں احتیاط اولیٰ ہے، اسی طرح اگر غیر مسلم کا مسجد کے لیے بڑا چندہ ہو اور مذکورہ احتمال ہو تو بھی احتیاط برتنی چاہیے اور ایسا چندہ قبول نہیں کرنا چاہیے، اور معمولی چیزوں میں اور چھوٹے چندے میں یہ اندیشہ نہیں، پس اس کو قبول کرنے میں حرج نہیں ۱۲ سعید احمد پالن پوری)

مسجد کی تعمیر میں ہندو کا روپیہ صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۰۱) مسجد کی تعمیر میں اگر ہندو کچھ روپیہ دیوے تو صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ﴾ (سورۂ توبہ آیت: ۱۷) سے کیا مراد ہے؟ (۸۴۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: آیت کریمہ ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ الآية﴾ (سورۂ توبہ آیت: ۱۷) کا حاصل اسی قدر ہے کہ مشرکین تعمیر مساجد نہیں کرتے، اور مشرکین کو یہ سزاوار نہیں ہے، باقی اگر کفار تقرب سمجھ کر مسجد میں تیل، بوریا، لوٹا وغیرہ دیں یا روپیہ پیسہ تعمیر مسجد میں دیویں تو اس کی ممانعت نہیں ہے، اور فقہائے حنفیہ نے وقف کافر کے جواز کی یہ شرط لکھی ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک اور ان کے نزدیک وہ تقرب اور ثواب ہو(۱)

ہندو کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۸۰۲) ہندو کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۲۲/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: ہندو کی بنائی ہوئی مسجد اور عیدگاہ وقف نہیں ہوسکتی؛ کیونکہ ہندو کا وقف کرنا مسجد وغیرہ کو صحیح نہیں ہے، اس لیے اس کو چاہیے تھا کہ روپیہ مسلمانوں کو دے کر ان سے عیدگاہ تعمیر کراتا، البتہ نماز اس

(۱) إن شرط وقف الذمي أن يكون قربة عندنا وعندهم (الشامي ۶/ ۲۱۰ شرائط الوقف)

میں ہوجاتی ہے۔

سوال: (۸۰۳) اگر کوئی کافر دیار ہند میں بہ نیت ثواب یا بہ غرض تالیف قلوبِ مسلمین مسجد تعمیر کرائے، اور اس کا اہتمام اور انتظام اپنے ہاتھ میں رکھے، یا بہ نظر رعایت مصالح مسلمین اس کے جملہ حقوق مسلمانوں کو تفویض کردے؛ تو کیا بوجہ عموم آیت کریمہ ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ﴾ (سورۂ توبہ آیت: ۱۷) ایسی مسجد مسجد کے حکم میں داخل سمجھی جائے گی؟ اور نماز جائز ہو جائے گی یا نہیں؟ (۲۵۸۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسی مسجد مسجد کے حکم میں نہیں ہے، اور حکم مسجد شرعی کا اس کو لاحق نہیں ہے، اور جو ثواب مسجد میں نماز پڑھنے کا ہے وہ اس میں حاصل نہ ہوگا، اگر چہ نماز ہوجائے گی، جیسا کہ صاحب تفسیر احمدی (۱) نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ قوله تعالىٰ: ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ الآية﴾ والمعنى ما صحّ للمشركين وما استقام لهم تعمير المساجد حال كونهم شاهدين على أنفسهم بالكفر؛ يعني لايستقيم لهم الجمع بين المتنافيين: عمارة بيت الله وعبادة غيره؛ ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ أي المؤمنون الجامعون للكمالات العلمية والعملية، فالمقصود أن الله تعالىٰ منع المشركين

(۱) التفسيرات الأحمدية في بيان الآيات الشرعية کے مصنف کا نام نامی احمد ہے اور والد ماجد کا نام ابوسعید۔ آپ ملا جیون کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، آپ کے اسلاف کا اصل وطن مکہ معظمہ ہے، پھر آپ کا خاندان ہندوستان میں آکر مضافات لکھنؤ میں ضلع رائے بریلی کے قصبہ امیٹھی میں آباد ہوگیا۔ ملا جیون اسی قصبہ امیٹھی میں سنہ ۱۰۴۸ھ میں پیدا ہوئے، آپ نہایت سادہ وضع، ملنسار اور رسمی تکلفات سے قطعاً بیگانہ اور قوت حافظہ میں یگانہ تھے، نیز آپ سلطان اورنگ زیب عالم گیر رحمہ اللہ کے اتالیق تھے۔ آپ کی تصنیفات میں سے التفسيرات الأحمدية في بيان الآيات الشرعية بہت مشہور و مقبول ہے اور کافی عرصہ تک داخل درس رہی ہے، نیز ہندوستان میں سب سے پہلے احکام قرآن کے موضوع پر آپ نے یہ کتاب تالیف فرمائی جس میں آپ نے قرآن مجید کی کم وبیش پانچ سو آیات کی تشریح حنفی مذہب کے نقطۂ نگاہ سے کی ہے اور لطف یہ ہے کہ یہ موصوف کی زمانۂ طالب علمی کی تصنیف ہے جیسا کہ خاتمۂ کتاب میں خود موصوف نے بیان کیا ہے، اور اس کے علاوہ بھی آپ کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں سے نور الانوار شرح المنار آپ کی زندہ یادگار ہے جو آج بھی داخل نصاب ہے۔ آپ نے سنہ ۱۱۳۰ھ میں دہلی میں وفات پائی۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین

عن تعمیر المساجد، حال کونهم علی الشرك ـــــ إلی أن قال ـــــ فإن أراد کافر أن یبنی مساجد أو یعمرها یمنع منه، وهو المفهوم من النص وإن لم یدل علیه روایة الخ (۱)(ص ۲۴۰ تفسیر أحمدی) وقال فی رد المحتار: إن شرط وقف الذمی أن یکون قربة عندنا وعندهم الخ (۲) وقال قبله: مالو وقف الذمی علی حج أو عمرة مع أنه لایصح الخ (۲) ان عبارات سے واضح ہے کہ کافر کا وقف کرنا مسجد کو یا مسجد بنانا، اور مرمت کرنا صحیح نہیں ہے، اور وہ مسجد نہ ہوگی۔ فقط

سوال: (۸۰۴)......(الف) ہندو زمین دار کی جگہ میں اس کی اجازت کے بغیر ایک مسجد بنائی گئی، یہ مسجد شرعی ہوئی یا نہیں؟

(ب) اگر وہ ہندو زمین دار اب اس جگہ کو وقف کردے تو مسجد شرعی ہوجاوے گی یا نہیں؟ اور ہندو کا وقف صحیح ہے یا نہیں؟

(ج) اگر اس جگہ کو جو ہندو کی ملک ہے کوئی مسلمان اس سے خرید کر وقف کردے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

(۱۷۶۰/۳۴-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اول صورت میں اور ثانی صورت میں وہ مسجد شرعی نہیں ہوئی، اول صورت میں ظاہر ہے، اور دوسری صورت میں اس لیے کہ وقف کرنا ہندو کا مسجد کے لیے صحیح نہیں ہے۔ تیسری صورت میں وقف صحیح ہوجاوے گا اور مسجد شرعی ہوجاوے گی۔

سوال: (۸۰۵) ایک ہندو کا ارادہ ہے کہ مسجد تعمیر کراوے، مگر یہاں کے علماء و دیگر اشخاص یہ کہتے ہیں کہ اس مسجد میں مسلمانوں کی نماز نہیں ہوسکتی؛ کیونکہ وہ ہندو ہے، اس کی کمائی ناجائز ہے، اس کا پیشہ شراب فروشی کا ہے، اور کرایہ مکانات کی آمدنی بھی ہے اس بارے میں جیسا ارشاد ہو اس کی تعمیل کی جائے۔ (۱۰۵۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ہندو کی آمدنی کے متعلق تو کچھ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ شراب فروشی وغیرہ کی آمدنی اس کے حق میں درست ہے جب وہ مسلمانوں کو اس آمدنی میں سے کچھ دے گا تو ان کے

(۱) التفسیرات الأحمدیة فی بیان الآیات الشرعیة ص: ۳۶۳-۳۶۴ سورة البراءة. المطبوعة: مطبع اخوان الصفاء.

(۲) الشامی ۶/۲۱۰ کتاب الوقف – شرائط الوقف.

لیے بھی وہ حلال ہے، مگر چونکہ ہندو کی بنائی ہوئی مسجد "مسجد شرعی" نہیں ہوسکتی؛ اس لیے اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ وہ ہندو کسی مسلمان کو روپیہ ہبہ کردے، اور وہ مسلمان ایک ہو یا چند ہوں، اس روپے سے مسجد بنادیویں اور وقف کردیویں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے وہ مسجد ہوجائے گی۔ قال في ردالمحتار: إن شرط وقف الذمي أن يكون قربة عندنا وعندهم كالوقف على الفقراء أو على مسجد القدس بخلاف الوقف على بيعة فإنه قربة عندهم فقط أو على حج أو عمرة فإنه قربة عندنا فقط فأفاد أن هذا شرط لوقف الذمي فقط لأن وقف المسلم لا يشترط كونه قربة عندهم بل عندنا كوقفنا على حج وعمرة، بخلافه على بيعة فإنه غير قربة عندنا بل عند هم(۱) فقط۔

ہندو کی دی ہوئی زمین پر مسجد بنانے کا حکم

سوال: (۸۰۶) ہندو نے اپنے گاؤں کے تمام مسلمانوں کو ایک قطعہ زمین ہبہ کردیا ہے، اور کہتا ہے کہ تمہیں اختیار ہے اس پر جو چاہو بنالو تو اس زمین پر تعمیر مسجد جائز ہے یا نہیں؟ (۳۰۹۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں مسلمان اس زمین میں بعد مالک ہونے کے مسجد بناء کرسکتے ہیں، اور وہ مسلمانوں کی طرف سے وقف ہوگی، اور شرعی مسجد ہوجاوے گی؛ غرض یہ کہ مسلمانوں کی ملک میں آجانا، اور مسلمانوں کی طرف سے مسجد ہونا، اور وقف ہونا ضروری ہے؛ لیکن ایسا ہبہ نامہ چونکہ بوجہ ہبہ مشاع (۲) ہونے کے صحیح نہیں ہوتا، اس لیے طریقہ جواز کا یہ ہے کہ بجائے ہبہ نامہ کے اس ہندو کی طرف سے بیع نامہ ہو، اور جن مسلمانوں کو مشتری قرار دیا جاوے ان کے نام معلوم ہوں؛ اگرچہ کتنی ہی تعداد میں ہوں مگر تعیین ہوجاوے، اور اگر ہبہ ہی ہو تو ایک مسلمان کے نام ہو پھر وہ قابض ہوکر اپنی طرف سے مسجد تعمیر کردے۔ فقط

سوال: (۸۰۷) زید نے کسی اہل ہنود سے کہا کہ مجھ کو مسجد بنانے کے لیے ایک قطعہ زمین ویدو، اس نے از روئے ہبہ بغیر لکھ دیئے کسی ہبہ نامہ یا قبالہ کے زبانی ایک قطعہ زمین اس کو دیدیا، اور زید نے اس زمین میں جامع مسجد بنالی، اور خود اس مسجد کا واقف اور متولی ہوگیا، اور وہ تین سال سے مصلی اس میں

(۱) الشامي ۶/۴۱۰ كتاب الوقف ــ شرائط الوقف.

(۲) مشاع یعنی مشترک، چونکہ واہب نے زمین گاؤں کے تمام مسلمانوں کو ہبہ کی ہے اس لئے یہ ہبہ مشاع ہے۔ سعید احمد

نماز جمعہ متواتر ادا کرتے ہیں، اور نیز مالک زمین کے ساتھ یہ شرط ٹھہری تھی کہ جب مجھے ضرورت ہو یا میرا جی چاہے تو مسجد وہاں سے اٹھادوں گا، اور زمین کو اپنے تصرف میں لاؤں گا؛ آیا اس میں نماز صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۷۰ھ)

الجواب: اگر اس ہندو نے وہ قطعہ زمین زید کو ہبہ کردیا جیسا کہ سوال میں درج ہے، اور پھر زید نے اس میں مسجد تعمیر کی اور اس کو وقف کیا تو یہ وقف صحیح ہوگیا، اور وہ مسجد ہوگئی اور نماز اس میں صحیح ہے، اور ہبہ شروط فاسدہ سے باطل نہیں ہوتا والهبة لا تبطل بالشروط (۱) (درمختار) اور جب کہ ہندو کا ہبہ بنام زید صحیح ہوگیا تو زید مالک اس قطعہ زمین کا ہوگیا، لہٰذا وقف کرنا اس کا اپنی مملوکہ زمین کو باتفاق صحیح ہوگیا کما فی الشامی: أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكا له وقت الوقف ملكا باتا ولو بسبب فاسد الخ (۲)

ہندو کی وقف کردہ زمین میں مسجد بنانے اور اس میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: (۸۰۸) ہندو سے زمین وقف کرا کے مسجد کی تعمیر کرائی، اس مسجد میں نماز جمعہ و پنج گانہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۱۲۱۹ھ)

الجواب: ہندو کا وقف مسجد کے لیے صحیح نہیں ہے، البتہ اگر وہ مسلمانوں کو دے دے، اور مسلمان وقف کردیں تو صحیح ہے؛ کیونکہ کافر کا وقف اس وقت صحیح ہوتا ہے کہ جس کام کے لیے وہ وقف کرے، وہ اس کے نزدیک اور ہمارے نزدیک باتفاق قربت اور ثواب کا کام ہو جیسا کہ ردالمحتار میں بہ شرح قول درمختار وأن يكون قربةً في ذاته الخ لکھا ہے: لما في البحر وغيره: أن شرط وقف الذمي أن يكون قربةً عندنا و عندهم الخ (۳) باقی نماز اس میں جمعہ وغیرہ کی صحیح ہے، وقف صحیح ہو یا نہ ہو، اور مسجد ہو یا نہ ہو، کیونکہ جواز نماز جمعہ و نماز پنج گانہ کے لیے مسجد کا ہونا اور اس جگہ کا موقوفہ ہونا شرط نہیں ہے، اور اذن مالک ظاہر ہے کہ موجود ہے۔ فقط

---

(۱) وحكمها أنها لا تبطل بالشروط الفاسدة (الدر المختار مع الشامی ۴۲۵/۸ فی أوائل كتاب الهبة)

(۲) الشامی ۴۱۰/۶ كتاب الوقف. شرائط الوقف.

(۳) الدر مع الرد ۴۱۰/۶ كتاب الوقف ـ شرائط الوقف.

ہندو سے روپیہ لے کر مسجد کی مرمت میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۰۹) ایک مسجد مرمت طلب ہے، ایک ہندو مرمت کے لیے کچھ روپیہ دینا چاہتا ہے یہ روپیہ لے کر مرمت کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۲۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ہندو سے روپیہ لے کر مسجد میں لگانا درست ہے، جب کہ وہ اس کو کارِ خیر سمجھ کر دیتا ہے کہ اس شرط پر شامی میں کافر کے وقف کو بھی جائز لکھا ہے کہ جو امر مسلمانوں کے نزدیک بھی قربت ہو، اور کافروں کے نزدیک بھی قربت اور کار ثواب ہو اس میں ہندو کا وقف صحیح ہے، اور روپیہ کے مسجد میں خرچ کرنے کے جواز میں دوسری تاویلِ جواز بھی ہوسکتی ہے، وہ یہ کہ وہ ہندو مسلمانوں کو وہ روپیہ دیدے، تاکہ مسلمان اس کو مسجد میں صرف کریں۔ فقط

غیر مسلم کا مسجد یا مدرسہ میں روپیہ دینے کا اور جائداد وقف کرنے کا حکم

سوال: (۸۱۰) مسجد یا مدرسہ اسلامی میں اگر کوئی ہندو مرد یا عورت روپیہ دے، یا کوئی جائداد وقف کردے تو وہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ بہ صورت عدم جواز اب اس جائداد کو کیا کیا جاوے؟ (۹۱۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: روپیہ دیوے تو مدرسہ و مسجد میں اس کا صرف کرنا درست ہے، اور وقف کافر کا مسجد و مدرسہ پر درست نہیں ہے، وہ جائداد موقوفہ ملک اسی کافر کی ہے، اس کی صورت جواز کی یہ ہوسکتی ہے کہ وہ ہندو کسی مسلمان کو اس کا مالک بنادیوے، پھر وہ مسلمان مسجد وغیرہ پر اس کو وقف کردے۔

ہندو کا مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے دری دینا

سوال: (۸۱۱) میں ہندو ہوں، میں نے ایک شطرنجی (دری) مسجد میں نماز پڑھنے کے واسطے دی تھی؛ لیکن مسلمانوں نے واپس کردی، حالانکہ میں سود نہیں لیتا اور نہ پوجا وغیرہ کرتا ہوں؟ (۹۳۸/۱۳۴۴-۳۳ھ)

الجواب: اس شطرنجی کا مسجد میں بچھانا اور اس پر نماز پڑھنا درست ہے، مسجد والوں کو اس کو واپس کرنا نہ چاہیے تھا۔

کافر کا مسجد کے واسطے لوٹا اور فرش دینا

سوال: (۸۱۲) کافر نے اگر اپنے روپے سے مسجد بنوائی، یا کسی مسجد میں لوٹا، فرش وغیرہ نقد مسجد کے خرچ کے واسطے دے تو کیا حکم ہے؟ (۱۳۶/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: شامی میں ہے کہ کافر کے وقف کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ قربت ہو ان کے نزدیک بھی اور اہل اسلام کے نزدیک بھی لما في البحر وغيره: إن شرط وقف الذمي أن يكون قربةً عندنا وعندهم كالوقف على الفقراء أو على مسجد القدس، بخلاف الوقف على بيعة فإنه قربة عندهم فقط أو على حج أو عمرة فإنه قربة عندنا فقط الخ (۱) بناءً علیہ کافر کا وقف کرنا مسجد بنا کر صحیح نہیں ہے، لیکن اگر کافر مسجد کی تعمیر میں چندہ دے یا لوٹا فرش دے تو جائز ہے، کیوں کہ ان کاموں کو وہ تقرب اور ثواب سمجھ کر کرتا ہے۔

کافر کا مسجد میں چراغ جلانے کے لیے تیل دینا

سوال: (۸۱۳)..... (الف) اگر کوئی شخص اہل ہنود اور مشرکین میں سے اپنی طرف سے روغن وغیرہ دے کر کسی مسجد میں چراغ جلائے تو یہ امر شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اگر وہ چراغ جلانے کی وجہ سے مؤذن کو کچھ پیسہ بھی دیوے تو مؤذن کو لینا اور اپنے صرف میں لانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۲۰۰ھ)

الجواب: (الف) کافر اگر مسجد میں تیل جلانے کے لیے دیوے تو اس کا لینا اور مسجد میں جلانا درست ہے۔

(ب) مؤذن مسجد کو وہ پیسہ لینا اور اپنے صرف میں لانا درست ہے اور جائز ہے۔ فقط

ہندو کا مسجد کے احاطے میں حوض اور کنواں بنوانا

سوال: (۸۱۴) ایک ہندو مسجد کے احاطے میں ایک حوض مصلیوں کے لیے اور ایک کنواں اپنے خاص خرچ سے کھدوا کر دینا چاہتا ہے، مسلمان اس ہندو کو اس کام کے لیے اجازت دے سکتے ہیں یا

---

(۱) الشامی ۶/ ۵۲۱۰ کتاب الوقف — شرائط الوقف .

نہیں؟(۱۳۳۵/۲۷۲۵ھ)

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ ہندو مذکور بھی یہ کام ثواب کا سمجھ کر کرتا ہے، اور مسلمانوں کے مذہب میں بھی یہ کار ثواب اور قربت ہے؛ لہٰذا بموجب عبارت شامی جو ذیل میں درج ہے یہ وقف صحیح ہے۔ لما في البحر وغيره: ان شرط وقف الذمي ان يكون قربة عندنا و عندهم كالوقف على الفقراء أو على مسجد القدس الخ(۱) فقط

ہندو کی کچھ زمین مسجد میں داخل کر لینا

سوال:(۸۱۵) زید نے دانستہ ایک غیر مسلم بنیا کی زمین ملحقہ کا بلا اجازت و بلا رضا مندی مسجد سے الحاق کر لیا، اندازاً بیس سال سے مسجد میں نماز پڑھی جاتی ہے، زید کے انتقال کے بعد یہ معاملہ ان کے وارثوں سے معلوم ہوا ہے اس صورت میں مسجد میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اور مسجد کو برقرار رکھنے کے لیے اس غیر مسلم سے رضا مندی حاصل کرنی چاہیے یا نہیں؟(۱۴۹۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر یہ تحقیق ہو جائے، اور شرعی طریق سے ثابت ہو جائے کہ ہندو کی کچھ زمین مسجد میں داخل کر لی گئی ہے، تو اس ہندو سے یا اس کے وارثوں سے اس زمین کو خرید کر یا اجازت لے کر اس معاملہ کو صاف کیا جائے، باقی زید کے وارثوں کے کہہ دینے سے اس امر کا یقین نہ کیا جائے کہ مسجد میں ہندو کی زمین داخل کی گئی ہے —— اور نماز اس میں صحیح ہے۔ فقط

ہندو کی موقوفہ زمین کی آمدنی مسجد کے مصارف میں لگانا

سوال:(۸۱۶) ایک ہندو نے اراضی، مسجد نکوڑ کے لیے وقف کر دی ہے، اور وقف نامے میں اختیار صریح دیا ہے کہ آمدنی زمین موقوفہ کی مسجد میں لگائی جاوے، اور مسافروں کے لیے مکانات تعمیر کیے جائیں، البتہ مسجد اس جگہ میں نہ بنائی جائے، آیا اس صورت میں آمدنی اس اراضی موقوفہ کی مسجد کے مصارف میں لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟(۹۴۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: روایات فقہیہ کے موافق کافر کا وقف کرنا مسجد کے لیے درست نہیں ہے؛ یعنی جو

(۱) الشامی ۶/۳۱۰ کتاب الوقف، شرائط الوقف۔

صورت سوال میں درج ہے کہ اس زمین موقوفہ کی آمدنی مسجد میں صرف ہو؛ یہ وقف درست نہیں ہے، البتہ اس کے جواز کی یہ صورت اب بھی ہوسکتی ہے کہ چوں کہ وہ زمین ابھی تک وقف نہیں ہوئی ہے، اور اس ہندو کی ملک ہے، اس لیے اس سے یہ کہا جاوے کہ کسی معتبر مسلمان کی ملک کردی جائے کہ وہ اپنی طرف سے مسجد کے لیے وقف کردے۔ فقط

ہندو کی وقف کی ہوئی زمین پر بنی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۸۱۷) مسلمانوں نے ہندو زمین دار سے مسجد بنانے کی درخواست کی، اس نے اجازت دے دی اور چٹھی لکھ دی، اور مسلمانوں نے اس پر پکی مسجد بنالی، پھر زمین دار مذکور نے ہنود کے کہنے سے مسلمانوں پر زور دیا کہ تم مسجد اٹھالو، چنانچہ مسلمانوں نے مسجد کو شہید کردیا، اس بارے میں شرعًا کیا حکم ہے؟ (۹۳۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ کافر ہندو اگر مسجد بناوے اور وقف کرے تو وہ صحیح نہیں ہے، اور مسجد نہیں ہوئی، اور اگر اس کافر ہندو نے وہ زمین مسلمانوں کی ملک کردی، اور مسلمانوں نے اس زمین کو مسجد کے لیے وقف کردیا، اور مسجد بنالی تو وہ مسجد ہوگئی، پس دوسری صورت میں اس مسجد کو توڑنا اور مسجد کے حکم سے نکالنا درست نہیں ہے، وہ جگہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہوگئی مسلمانوں کو چاہیے کہ پھر اس کو تعمیر کریں اور مسجد بنادیں، اور پہلی صورت میں وہ زمین اس ہندو کی ہے، مسجد نہیں ہوئی، وہ جو چاہے کرے۔ فقط

وقف شدہ مسجد پر کسی کا دعوئ ملکیت صحیح نہیں

سوال: (۸۱۸) ایک ہندو ریاست میں مسجدیں منہدم کی جارہی ہیں، مسلمانوں کو اس خبر سے اضطراب و بے چینی ہوئی، تقریبًا سو برس سے آج تک مزاحمت نہ کرنے، اور دس بارہ سال قبل مرمت یا پختہ تعمیر کے وقت بھی منع نہ کرنے کے باوجود راج کا دعوئ ملکیت بغیر کسی تحریری ثبوت کے قابل تسلیم ہے یا نہیں؟ (۲۶۷۷/۱۳۴۲ھ)

الجواب: مساجد وقف ہیں، اور وقف پر کسی کا دعوئ ملکیت صحیح نہیں ہے؛ جیسا کہ مسئلہ معروفہ ہے اور کتب فقہ میں مصرح ہے: اَلْوَقْفُ لایُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۴۲۱/۶ کتاب الوقف) یعنی

جائیداد کسی کی مملوک نہیں ہے، اور اس میں کوئی تصرف کسی کا از قبیل بیع و ہبہ و رہن وغیرہ صحیح نہیں ہے۔

جو ہندو پوشیدہ طور پر مسلمان ہو گیا ہے اس کا مسجد وغیرہ کے لیے اپنی جائداد وقف کرنا

سوال: (۸۱۹) ایک شخص ہندو مذہب باطن میں مسلمان ہو گیا، ارکان اسلام نماز روزہ و تلاوت ادا کرتا ہے؛ لیکن اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کرتا اپنی برادری میں مثل دیگر اہل ہنود شامل ہے، یہ شخص اسی موجودہ حالت میں اپنی جائداد اسلامی دینی مدارس اور مساجد کے لیے وقف کرنا چاہتا ہے، پس ایسے شخص کا وقف کرنا شرعاً جائز اور معتبر ہے یا نہیں؟ یہ شخص اپنی جائداد کو اپنے والدین کی طرف سے وقف کرنا چاہتا ہے، والدین حالت کفر میں مرے ہیں، پس کیا ایسے والدین کی طرف سے وقف کرنا درست ہے یا نہیں؟ یہ شخص آمدنی وقف سے اپنے بعض ملازموں کے لیے بھی کچھ مقرر کرنا چاہتا ہے خواہ وہ ملازم ہندو ہو یا مسلمان (۷۹۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف کے جواز ونفاذ کے لیے یہ شرط ہے کہ جس کام کے لیے وقف کیا جاوے وہ کار ثواب اور قربت ہو، اور وقف کرنے والا بہ ارادۂ ثواب وقربت وقف کرے، پس کسی مسلمان کا وقف کرنا مسجد یا مدارس دینیہ کی امداد کے لیے صحیح ہے، اور کافر کے وقف کے جواز وصحت کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ امر جس کے لیے وہ وقف کرتا ہے اس کے اعتقاد میں بھی ''کار ثواب'' ہو، پس اگر واقف مذکور کو مسلمان سمجھا جاوے، جیسا کہ اس کے باطناً ایمان اور ارکان اسلام کے ادا کرنے سے ظاہر ہوتا ہے؛ تو وقف کرنا اس کا مساجد و مدارس وغیرہ امور دینیہ کے لیے بلاشبہ درست ہے اور صحیح ونافذ ہے، اگر چہ وہ یہ کہے کہ میں اپنے والدین کی طرف سے؛ یعنی ان کے ثواب رسانی کے لیے وقف کرتا ہوں، اور والدین اس کے کفر پر مرے ہیں؛ کیوں کہ واقف مسلمان ہے، اور وہی مالک ہے، اس کو اختیار وقف کرنے کا ہے، والدین کافرین کی طرف سے کہنا اس کا لغو ہے، اس کہنے سے وقف کے جواز میں کچھ شبہ نہ رہے گا جب کہ واقف کو مسلم سمجھا جاوے۔

البتہ اگر واقف مذکور کو بوجہ عدم اعلانِ اسلام وادائے رسوم کفر باعتبار ظاہر کے کفار میں شامل کیا جاوے؛ جیسا کہ وہ خود اپنے آپ کو کفار میں شامل وداخل ظاہر کر رہا ہے؛ تو پھر اس کے وقف کی صحت

کے ہے علمائے اسلام وفقہائے حنفیہ نے یہ شرط لگائی ہے کہ جس امر کے لیے وقف کیا جاوے وہ کفار کے اعتقاد کے موافق بھی قربت اور کار ثواب ہو، غرض یہ کہ اہل اسلام وکفار دونوں فریق اس کے کار خیر اور قربت ہونے کے معتقد ہوں، اس شرط کی وجہ سے کفار کا وقف مساجد ومدارس علوم دینیہ کے لیے صحیح نہ ہوگا؛ کیونکہ مذہبًا کفار کے اعتقاد میں مسجد ومدرسہ اسلامیہ دینیہ قربت وکار ثواب نہیں ہے، اگرچہ کسی خاص شخص اور فرد واحد کا اعتقاد ان کی قربت کا ہو۔

چنانچہ علامہ شامی صاحب درمختار کے اس قول: وأن يكون قربة في ذاته معلومًا منجزًا لا معلقًا الخ کی شرح میں لکھتے ہیں: أي بأن يكون من حيث النظر إلى ذاته و صورته قربة، والمراد أن يحكم الشرع بأنه لو صدر من مسلم يكون قربةً حملاً على أنه قصد القربة، لكنه يدخل فيه مالو وقف الذمي على حج أو عمرة مع أنه لا يصح، ولو أجرى الكلام على ظاهره لا يدخل فيه وقف الذمي على الفقراء لأنه لا قربة من الذمي، ولو حمل على أن المراد ما كان قربة في اعتقاد الواقف يدخل فيه وقف الذمي على بيعة مع أنه لا يصح، فتعين أن هذا شرط في وقف المسلم فقط؛ بخلاف الذمي لما في البحر وغيره أن شرط وقف الذمي أن يكون قربة عندنا وعندهم كالوقف على الفقراء أو على مسجد القدس، بخلاف الوقف على بيعة فإنه قربة عندهم فقط أو على حج أو عمرة فإنه قربة عندنا فقط، فأفاد أن هذا شرط لوقف الذمي فقط، لأن وقف المسلم لايشترط كونه قربة عندهم بل عندنا كوقفنا على حج و عمرة، بخلافه على بيعة فإنه غير قربة عندنا بل عندهم الخ (۱) پس مناسب یہ ہے کہ واقف مذکور جوکہ باطنًا مسلمان ہے اپنے اسلام کا اعلان کرکے؛ پھر وقف کرے تاکہ صحت وقف میں کچھ شبہ نہ رہے۔ اور ملازموں کے لیے آمدنی وقف سے جو کچھ مقرر کیا جاوے گا، بہ صورت صحت وقف وہ شرط معتبر ہوگی خواہ ملازم ہندو ہوں یا مسلمان؛ کیوں کہ شرط واقف معتبر ہوتی ہے۔ قال في الدرالمختار: وجاز على ذمي لأنه قربة الخ ولا شك أن التصدق على أهل الذمة قربة الخ (۲) شامی۔ فقط

(۱) ردالمحتار على الدرالمختار ۶/۵۱۰ كتاب الوقف — شرائط الوقف.

(۲) الدرمع الرد ۶/۵۱۲ كتاب الوقف — مطلب: شرائط الواقف معتبرة الخ.

مسجد کی مرمت میں ہندو اور شیعہ سے چندہ لینا کیسا ہے؟

سوال: (۸۲۰) مسجد کی مرمت وغیرہ میں ہندو اور شیعہ کا چندہ لینا درست ہے یا نہ؟ (۱۱۲۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اشخاص مذکورین کا چندہ لینا درست ہے۔ فقط

عیسائی کی دی ہوئی زمین پر اہل اسلام کا اپنے خرچ سے مسجد تعمیر کرنا

سوال: (۸۲۱) ایک عیسائی کچھ زمین مسلمانوں کو بلا قیمت اس غرض سے دے رہا ہے کہ مسلمان اس پر اپنے صرفہ سے مسجد تعمیر کریں، مسلمان اس زمین پر مسجد بنا سکتے ہیں یا نہ؟ (۱۳۳۲/۱۳۳۲ھ)

الجواب: بنا سکتے ہیں اور وہ مسجد ہو جائے گی۔

ہندو معماروں سے مسجد تعمیر کرانا درست ہے

سوال: (۸۲۲) تعمیر مسجد ہندو مستری سے کرانی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو آیت کریمہ ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ﴾ (سورۂ توبہ آیت: ۱۷) سے کیا مراد ہے؟ (۱۵۱۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ہندو معماروں سے مسجد تعمیر کرانا درست ہے؛ جیسا کہ تمام علمائے سلف وخلف کا یہ معمول بہ بلا نکیر ہونا اس کی دلیل بین ہے، اور آیت کریمہ ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ الآية﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۷) سے مراد مسجد کی معنوی آبادی ہے؛ جو کہ ذکر اللہ اور اقامت صلوٰۃ اور جلوس فی المساجد وغیرہ سے ہے: مراد ہے قال في الجلالين: مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ بالإفراد والجمع بدخوله والقعود فيه الخ (۱) وفي الحديث مرفوعًا: إذا رأيتم الرجل يتعاهد المسجد فاشهدوا له بالإيمان فإن الله يقول: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ﴾ (۲) فقط

---

(۱) تفسیر جلالین ص: ۱۵۶ سورۃ توبة، آیت: ۱۷ مطبوعه دیوبند.

(۲) عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم الرجل يتعاهد المسجد فاشهدوا له بالإيمان فإن الله يقول: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ رواه الترمذي وابن ماجة والدارمي (مشكاة المصابيح، ص: ۶۹ كتاب الصلوة، باب المساجد ومواضع الصلوة)

مسجد ضرار اور نئی مسجد سے متعلق مسائل

مسجد کے دور ہونے کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

سوال: (۸۲۳) ہمارے یہاں ایک مسجد ہے، اور بہت دور کے فاصلے پر ہے تو یہاں دوسری مسجد بنانا درست ہے یا نہیں؟ اور پہلی مسجد کو نماز عید کے لیے خاص کر لینا بھی جائز ہے یا نہیں؟ (۲۹۹/۳-۱۳۴۳ھ)

الجواب: دوسری مسجد بنانا موافق صورت سوال کے درست ہے، اور مسجد اول کو عید کی نماز کے لیے خاص کرنا بھی جائز ہے۔ فقط

سوال: (۸۲۴) ایک مسجد مکانات سے دور ہے، اس وجہ سے اس میں اذان و چراغ وغیرہ کا بندوبست نہیں ہے، اس لیے لوگ چاہتے ہیں کہ اس مسجد کو وہاں سے نقل کر کے مکانات کے نزدیک بنادیں؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۵۲۹/۳۳-۱۳۴۴ھ)

الجواب: کسی مسجد کی مسجدیت کا ابطال درست نہیں ہے، جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو چکی وہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی؛ البتہ اگر بسبب دور ہونے اس مسجد کے، قریب دوسری مسجد بنائی جائے یہ بھی درست ہے مگر وہ پہلی مسجد بھی مسجد ہی رہے گی۔

سوال: (۸۲۵) ایک خام مسجد بنی ہوئی ہے، اب اس کو اہل گاؤں دوسری جگہ پختہ بنانا چاہتے ہیں، اس وجہ سے کہ دوسری جگہ جو تجویز کی ہے وہ درمیان گاؤں کے ہے، پہلی مسجد محلہ سے دور ہے، اگر دوسری جگہ نئی مسجد بنائی جائے تو سابقہ خام مسجد کو شہید کر کے اس جگہ مکان بنا سکتے ہیں؟ یا کسی دوسرے مصرف میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۸۹۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: دوسری جگہ اگر مسجد بنانے کی ضرورت ہے تو پختہ مسجد دوسرے موقع مناسب میں بنانا جائز ہے، لیکن پہلی مسجد خام بھی مسجد رہے گی، اس سے حکم مسجد کا زائل نہ ہوگا؛ کیونکہ جو جگہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ کو قیامت تک مسجد رہے گی، اس کی حفاظت ضروری ہے، اور اس جگہ دوسرا مکان نہیں بن سکتا، اور کسی کی ملک میں وہ جگہ داخل نہیں ہو سکتی۔ فقط

سوال: (۸۲۶) ہماری بستی میں ایک مسجد پہلے زمانہ سے چلی آتی ہے، اب اس مسجد سے جانب دکھن کو اس محلہ کی آبادی بڑھتی جاتی ہے، مسجد ایک گوشہ میں رہ گئی ہے، مسجد سے چونکہ مکانات فاصلے پر ہیں، اس وجہ سے اہل محلہ وہاں نماز کو نہیں آتے، اور امام بھی بوجہ تنہائی گھبراتا ہے، لہٰذا تجویز یہ ہے کہ مسلمان جس جگہ آباد ہیں ان کے جتھے اور مجمع میں اور کشادہ جگہ میں مسجد جدید بنائی جاوے، اور پرانی مسجد؛ چاروں طرف سے مضبوط دیوار سے محفوظ کر کے تیغا (اینٹ وغیرہ سے بند) کر دیا جاوے کہ بے ادبی نہ ہو، اس صورت میں پختہ جدید مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۷۶/۲۲-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جدید پختہ مسجد بنانا بہ ضرورت مذکورہ درست ہے، اور در صورت آباد نہ رہنے مسجد قدیم کے اس کی وہی صورت حفاظت کی کرنی چاہیے جو سوال میں درج ہے، کتب فقہ سے بھی یہی حکم معلوم ہوتا ہے۔ فقط

ایک مسجد کی موجودگی میں دوسری مسجد بنانا

سوال: (۸۲۷)......(الف) کیا ایک مسجد کی موجودگی میں اس سے دور اور محلے میں دوسری مسجد بنانا ممنوع ہے؟

(ب) جس صورت میں دوسری مسجد بنانے والے اہل سنت والجماعت حنفی ہوں، اور یہ فریق مفسدوں کے ضرر وشر سے بچنے کے لیے دوسری مسجد بنائے تو کیا مسجد جدید مسجد ضرار ہوگی؟

(ج) کیا متولی اور منتظم مساجد؛ مساجد کے مداخل ومخارج میں حسب خواہش بلا امتیاز طریق جائز وناجائز بذات خود بلا مشاورت اہل اسلام دست تصرف دراز کر سکتے ہیں؟ اور یقینی تغلب وغبن فاحش کے باوجود مسلمانوں کی درخواست پر حساب وکتاب سے انکار واعراض جائز ہے؟

(د) آمد وخرچ کے معائنہ حساب کی درخواست پر متولی ومنتظم کا یہ جواب کہ اپنے روپے سے تی

مسجد بنا کر حساب دیکھا کرو، اور آئندہ تم اس مسجد میں قدم نہ رکھنا، ورنہ تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا، اور منتظم کی بدزبانی، بےلگامی انواع واقسام سے ایذاء رسانی کرنا، اور بانیان مسجد جدید کو منافق و تعمیر مسجد کو مسجد ضرار قرار دینا کیسا ہے جب کہ نیت ان کی صالح ہے اور ارادہ ضرر رسانی کا نہیں ہے؟ (۱۸۲۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف) ممنوع نہیں ہے، بلکہ موافق اطلاق آیت کریمہ ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ (سورۂ توبہ: آیت:۱۸) اور حدیث شریف مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ الحديث (۱) بنائے مسجد بہ اخلاص نیت علامت ایمان وسبب دخول جنت ہے۔

(ب) مسجد ثانی کو تعمیر ہرگز اس صورت میں مسجد ضرار کے حکم میں داخل نہیں ہوسکتی، اور حسن ظن مسلمانوں کے ساتھ مأمور بہ، اور بدگمانی حرام ہے لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ الآية﴾ (سورۂ حجرات: آیت:۱۲) اور حدیث شریف میں ہے: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى (الحديث) (۲) پس اہل اسلام کی بناء کردہ مسجد کو حکم مسجد ضرار کا دینا حرام اور ناجائز ہے، اور بدگمانی کرنے والے عاصی وفاسق ہیں۔

(ج) متولی اور منتظم مساجد وغیرہ کا یہ فرض ہے کہ آمد وخرچ کا حساب صاف رکھیں، اور غبن اور بےجا تصرفات سے احتراز کریں، اور حساب کو صاف کر کے شائع کریں، اور جو کوئی مسلمانوں میں سے حساب کو دیکھنا چاہے اس کو دکھلائیں، اور اطمینان کردیں اور مواقع تہمت سے بچیں۔

(د) جواب مذکور متولی کی طرف سے بےجا اور ناجائز ہے، اور سب وشتم اہل اسلام خود کبیرہ گناہ اور موجب فسق ومعصیت ہے اور ایسا بدزبان خائن متولی اور منتظم بنانے کے لائق نہیں ہے، بلکہ لائق عزل ہے، صلحائے مسلمین اس کو معزول کر کے دوسرے شخص امین کو متولی بنائیں، اور بانیان مسجد جدید کو جن کی نیت اور غرض اصلاح اور اخلاص ہے ''منافق'' کہنا اور ان کی بناء کردہ مسجد کو ''مسجد ضرار'' کہنا حرام اور معصیت ہے، یہ جملہ امور متولی مذکور میں ایسے ہیں کہ جب تک وہ توبہ نہ کرے، اور حساب آمد وخرچ کو صاف کر کے اپنے اوپر سے الزام خیانت کا نہ اٹھاوے؛ اس وقت تک وہ لائق متولی ہونے کے نہیں ہے، اور مستحق عزل ہے۔ فقط

(۱) مشکاۃ المصابیح ص:۶۸۔ باب المساجد ومواضع الصلوۃ۔

(۲) صحیح البخاری ۲/۱ باب کیف کان بدؤ الوحی۔

دو مسجدوں کے ہوتے ہوئے تیسری مسجد بنانا

سوال: (۸۲۸) ایک بستی میں دو مسجدیں قدیم سے تھیں، ایک مسجد کے امام کو اہل محلہ نے علیحدہ کردیا، اس پر چند آدمیوں نے ایک تیسری مسجد خام تیار کرلی یہ مسجد ہوگئی یا نہیں؟ اس میں بعض لوگ معترض ہیں اور منہدم کرنا چاہتے ہیں اس بارے میں کیا حکم ہے؟ (۶۱۵/۱۳۴۲ھ)

الجواب: وہ تیسری مسجد جو خام تیار ہوئی ہے وہ مسجد ہوگئی، اور اس مسجد میں جو نمازیں پڑھی جائیں گی مسجد کا ثواب اس میں حاصل ہوگا، منہدم کرنا اس کا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ فتوی تابید مسجد پر ہے؛ یعنی جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہے گی اس کا منہدم کرنا اور ویران کرنا جائز نہیں ہے۔

نمازیوں کی ضرورت کی خاطر نئی مسجد بنانا

سوال: (۸۲۹) ایک موضع میں زید نے ایک مسجد بنائی، اور اس کے قریب بیل وغیرہ باندھنے کی جگہ تیار کی، جس کی وجہ سے مسجد میں بدبو آتی ہے، اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، اور نیز مسجد دور ہونے کی وجہ سے نمازیوں کو جماعت میں شریک ہونا دشوار ہوتا ہے: اسی بناء پر نمازیوں کے آرام کے واسطے عمر نے ایک مسجد موضع کے وسط میں بنانے کا ارادہ کیا؛ زید اور اس کے اقارب اس میں مانع ہیں، اور زید کہتا ہے کہ اگر دوسری مسجد تیار ہوگئی تو میرا نام نہیں رہے گا: اس صورت میں مسجد بنانے کا کیا حکم ہے؟ اور زید کے لیے کیا ارشاد ہے؟ (۶۰۷/۳۲-۱۳۴۳ھ)

الجواب: دوسری مسجد پختہ موضع مذکور کے وسط میں بنانا جس سے تمام مسلمانوں کو نماز اور جماعت کا آرام ملے، اور باطمینان اس میں نماز پڑھیں، کار ثواب اور بہت اچھا ہے، زید کا از راہ نفسانیت اس میں مانع اور مخالف ہونا برا اور گناہ ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا الآية﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۴) وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ الآية﴾ (سورۂ توبہ آیت: ۱۸) پس عمرو کو چاہیے کہ بلا شبہ اور بلا تردد مسجد پختہ نیک نیتی کے ساتھ تعمیر کرے اللہ تعالی پوری فرمائیں گے اور جو مخالف ہوگا وہ خائب اور خاسر ہوگا۔

جدید مسجد کی تبدیلی جائز نہیں

سوال: (۸۳۰) ایک قریہ میں چار مسجدیں ہیں، اور ہر ایک مسجد میں نماز پنج وقتہ ونماز جمعہ ادا کی جاتی ہے، چند روز ہوئے کہ پندرہ بیس آدمیوں نے ایک مسجد جدید تین سو ہاتھ کے فاصلے پر مسجد قدیم کے تیار کی ہے، اور اس میں نماز جمعہ و پنج وقتہ ادا ہوتی ہے، اور بانیان مسجد جدید کی نیت تفریق جماعت وضرر رسانی مؤمنین مسجد قدیم مقصود نہیں ہے: یہاں کے مولوی صاحبان فرماتے ہیں کہ یہ مسجد درست نہیں ہے: کیونکہ قریب مسجد قدیم کے ہے، اگر یہ کچھ اور دور فاصلے پر ہوتو درست ہے: ایسی صورت میں مسجد جدید کا انتقال درست ہے؟ (۳۸۵/۲۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: باہم مساجد کی دوری کے لیے کوئی شرعی تحدید نہیں ہے، حسب ضرورت قریب وبعید ہر طرح بناء مساجد درست ہے: پس جب کہ بانیان مسجد جدید کی نیت تفریق جماعت واضرار مؤمنین کی نہیں ہے، تو بانیان ماً جور ہیں، اور وہ مسجد بہ حکم ''مسجد ضرار'' نہیں ہے، نماز جمعہ و پنج وقتی ادا کرنا اس میں درست ہے اور جب کہ وہ جگہ بہ قاعدۂ شرعیہ مسجد ہوگئی، تو اب تبدیلی اس کی جائز نہیں ہے: کیونکہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ کے لیے مسجد رہتی ہے کما صرح في الشامي: أن الفتوی علی قول أبي یوسف رحمه الله تعالی في تأبید المسجد (۱) فقط

رفع فساد کی غرض سے نئی مسجد بنانا

سوال: (۸۳۱) ایک شیعہ نے ایک سنی سے اس شرط پر زمین بلا معاوضہ حاصل کی کہ مسجد تعمیر ہونے کے بعد کل مسلمانوں کو عبادت کرنے کا حق مساوی حاصل ہوگا، چنانچہ بعد تعمیر مسجد اب تک سنی برابر نماز پنج گانہ اور تراویح اس میں پڑھتے آئے، اس سال جب تراویح پڑھنے کا وقت آیا تو تعمیر کنندہ کے پسر نے نماز پڑھنے کی ممانعت کردی، سنیوں نے بہ خیال رفع فساد اپنے ۳۰ برس کے حق کو نظر انداز کرکے اس مسجد کو ترک کردیا، اب اسی مسجد کے قریب چندہ کرکے سنی لوگ جدید مسجد بنانا چاہتے ہیں تو جدید مسجد تعمیر کرنا کیسا ہے؟ (۹۴/۱۳۳۸ھ)

(۱) الشامي ۶/۴۲۹ کتاب الوقف ـ مطلب فیما لو خرب المسجد أو غیره .

الجواب: اس صورت میں جدید مسجد بنانا درست ہے۔

مسجد میں کسی بھی قسم کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

سوال: (۸۳۲) ایک بستی میں صرف ایک مسجد ہے، مگر اس میں پانی وغیرہ کا بندوبست نہیں ہے، اور اس کا متولی چراغ بھی نہیں جلاتا، اور نہ اس میں امام ومؤذن مقرر ہیں، ان ہی وجوہات سے نمازیوں کو تکلیف ہے، لہٰذا اس بستی میں دوسری مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۴۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب کہ غرض رفع تکلیف مصلیان ہے تو اس وجہ سے مسجد ثانی بنانا درست ہے، اور حدیث شریف میں ہے: إنما الأعمال بالنيات (۱)

جگہ کی تنگی کی وجہ سے دوسری جگہ کشادہ مسجد بنانا

سوال: (۸۳۳) ہماری ایک مسجد خورد پختہ تعمیر شدہ ہے، اب ہمارا ارادہ مسجد مذکور کو گرا کر وسیع تیار کرنے کا ہے، مگر بہ باعث تنگی جگہ کے موجودہ جگہ پر یہ مسجد فراخ نہیں ہوسکتی، اگر شرعاً اس کی تبدیلی جائز ہو تو دیگر جگہ اس کے عوض کھلے میدان میں ایک وسیع خاطر خواہ مسجد بنائی جاوے، اور مسجد سابقہ جس کو گرایا جاوے گا اس کی جگہ فرشی (یعنی خالی جگہ) مکانات خانگی میں کسی طرح سے استعمال میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۸۶۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: حکم شرعی یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے، وہ ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے، اور ابدالآباد تک احکام وآداب مسجد اس کے ساتھ متعلق رہتے ہیں، یہ درست نہیں ہے کہ اس کو مکانات مسکونہ میں شامل کرلیا جاوے، یا اس میں مکان بنالیا جاوے، پس اگر مسجد وسیع بنانے کی ضرورت ہے تو اگر ممکن ہو تو اس مسجد کو وسیع کیا جاوے، یعنی اس میں اور زمین اور مکان شامل کر کے اس کو از سر نو تعمیر کیا جاوے، اور وسیع کیا جاوے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو دوسری جگہ دوسری مسجد وسیع بنالی جاوے، اور اس مسجد سابق کو بھی مسجد رکھا جاوے۔ فقط

---

(۱) صحيح البخاري ۲/۱ باب كيف كان بدء الوحي.

دو مسجدوں کے ہوتے ہوئے تیسری مسجد بنا کر اس کی طرف ترغیب دینا

سوال: (۸۳۴) ایک گاؤں میں قدیم الایام سے دو مسجدیں چلی آتی ہیں، اور ہر دو مساجد کے ساتھ شرعی فیصلہ سے محلے لگائے ہوئے ہیں، اور ہر ایک محلے والے اپنی مسجدوں کو ذکر اذکار سے آباد کرتے ہیں، اور حقوق ہر دو مسجد جو کہ ان پر فرض ہیں بہ طریق شرعی ادا کرنے سے کوتاہی نہیں کرتے؛ اب ایک اور شخص نے ایک مسجد بنائی ہے اور سابق مسجدوں کے محلہ والوں کو مسجد جدید کی آبادی کی ترغیب دیتا ہے کہ جس سے سابقہ مسجدوں کو نقصان پہنچتا ہے؛ ایسی مسجد کے لیے جو کہ سابقہ قدیمی مسجدوں کے حقوق کو ساقط کرتی ہے، کیا حکم ہے؟ اور بانی مسجد جدید کے لیے کیا حکم ہے؟ (۲۳۴/ ۱۳۳۲ھ)

الجواب: اگر اس شخص نے جدید مسجد باخلاص نیت تقرباً الی اللہ مال حلال سے تعمیر کی ہے تو بہ حکم ﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۸) وہ شخص مؤمن مخلص اور ہدایت یافتہ ہے، اور چونکہ حدیث شریف میں وارد ہے: إنما الأعمال بالنيات (۱) تو اگر نیت اس بانی مسجد کی نیک ہے اور کسی دوسری مسجد کو نقصان پہنچانا مقصود نہیں ہے؛ بلکہ کوئی ضرورت اس کو داعی ہوئی مسجد جدید بناء کرنے کی، اور وہ ضرورت خواہ حصول ثواب ہی ہو جیسا کہ وارد ہوا ہے: من بنى لله مسجدًا بنى الله له بيتًا في الجنة (۲) تو اس مسجد کو ملحق مسجد ضرار نہ کیا جائے گا، اور انہدام وغیرہ اس کا درست نہ ہوگا، اور منہدم اور غیر آباد کرنے والے اس کے وعید ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا الآية﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۴) میں داخل ہوں گے۔ فقط

پہلی مسجد کو نقصان پہنچانے کے لیے دوسری مسجد بنانا

سوال: (۸۳۵) ہمارے یہاں ایک مسجد پرانی ہے، اس کی مرمت اور درستی کے لیے چندہ جمع کیا گیا، اور کام شروع ہوگیا اب کسی شخص کے بہکانے سے دو فریق ہوگئے، دوسرا فریق اسی موضع میں دوسری مسجد بنانا چاہتا ہے، اور اپنا چندہ واپس مانگتا ہے، جب کہ دوسری مسجد سے پہلی مسجد کو نقصان پہنچے

(۱) البخاري ۱/۲ باب كيف كان بدء الوحي.

(۲) مشكاة المصابيح ص: ۶۸ باب المساجد ومواضع الصلوة.

تو دوسری مسجد بنانا اور آپس میں تفرقہ ڈالنا کیسا ہے؟ (۸۵۵ھ ۱۳۳۲ھ)

الجواب: اگر وہاں ایک مسجد سب مسلمانوں کے لیے کافی ہے؛ جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو اس حالت میں باہم نا اتفاقی کر کے، دوسری مسجد بنانا جس سے پہلی مسجد کی آبادی میں کمی ہو اور مسلمانوں میں باہم تفریق ہو اچھا نہیں ہے، اور اس امر کی ممانعت وارد ہوئی ہے کہ ایسی مسجد نہ بنائی جائے جس سے غرض یہ ہو کہ پہلی مسجد کو نقصان پہنچے، البتہ اگر واقعی ضرورت دوسری مسجد کی ہو اور تعمیر مسجد جدید کرنے والوں کی نیت ثواب کی ہو تو پھر بہ حکم من بنی لله مسجدا بنی الله له بیتا في الجنة الحدیث(۱) بشارت جنت ان کو حاصل ہے، اور حدیث شریف میں وارد ہے انما الاعمال بالنیات (۲) یعنی مدار اعمال کا نیت پر ہے، پس اگر نیت مسجد بنانے والوں کی نیک ہے، اور حصول ثواب کی نیت ہے تو ثواب حاصل ہوگا، اور اگر ضد اور نفسانیت سے مسجد بنائی جانے تو بجائے ثواب کے گناہ اور مؤاخذہ کا خوف ہے، الحاصل نا اتفاقی اور اختلاف نہایت قبیح ہے، جہاں تک ہو سکے آپس میں اتحاد اور اتفاق رکھنا چاہیے، پھر بعد اتفاق کے اگر ضرورت مسجد ثانی کی سمجھی جائے تو اتفاق کے ساتھ دوسری مسجد تعمیر کرائی جائے، اور اختلاف نہ ڈالا جائے، اور جو چندہ مسجد موجود کے لیے جمع کیا گیا ہے وہ اسی مسجد میں صرف کیا جائے، پس جو لوگ اپنا چندہ واپس طلب کرتے ہیں ان کو ایسا نہ چاہیے اور اپنا چندہ واپس نہ لیں۔ فقط

پرانی مسجد کی فضیلت زیادہ ہے یا نئی مسجد کی؟

سوال: (۱۳۶۸)...... (الف) بزرگی قدیم مسجد کی زیادہ ہے یا نئی مسجد کی؟

(ب) قدیم مسجد کا پیش امام بسبب قدیم مسجد کے بزرگ سمجھا جائے گا اور حق دار عید کی نماز کا ہے، یا نئی مسجد کے پیش امام حافظ صاحب بزرگ سمجھے جائیں گے اور حق دار ہیں یا نہیں؟

(ج) جب کہ دو مسجدیں ہیں: ایک نئی، دوسری قدیم: جمعہ کا ثواب افضل (یعنی زیادہ) قدیمی مسجد میں ہے یا نئی میں؟ (۴۲-۱۳۴۴ھ/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ﴾ (سورۂ جن، آیت: ۱۸) اور بیشک

(۱) مشکاۃ المصابیح ص ۶۸ باب المساجد ومواضع الصلوۃ۔

(۲) صحیح البخاری ۲/۱ باب کیف کان بدء الوحی۔

سب مسجدیں اللہ کے واسطے ہیں، اور اللہ کے گھر ہیں، اس میں باعتبار اصل مسجد ہونے کے کچھ فرق نہیں؛ البتہ باعتبار ثواب جماعت اور نماز کے کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ اقدم میں زیادہ ثواب ہے۔(۱)

(ب) امام کی بزرگی اس کی صلاح اور تقویٰ اور علم پر ہے، اس میں تقدم تاخر کا کچھ فرق نہیں — اور عید کے لیے جس کو قوم تسلیم کرلے احق ہے۔

(ج) قدیم میں زیادہ ثواب ہے اگر کوئی دوسرا عارض پیش نہ آئے۔ فقط

بستی کی تمام مساجد کو شہید کرکے ایک بڑی مسجد بنانا

سوال: (۸۳۷) ایک بستی میں ستر مساجد ہیں؛ اور ہر ایک میں جماعت واذان التزام سے نہیں ہوتی، اب بعضے صالح لوگ چاہتے ہیں کہ ان سب مساجد کو توڑ کر بستی کے درمیان ایک مسجد کبیر بناویں، اور ان ہی مساجد کے سامان سے؛ تو ان مساجد کو توڑنا، اور ان کے سامان سے دوسری مسجد بنانا جائز ہے یا نہ؟ (۴۲۹/۴۵-۱۳۴۴ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے، ابطال اس کی مسجدیت کا درست نہیں ہے، البتہ اگر مسجد جدید بستی کے درمیان بنانے کی ضرورت ہے تو مسجد جدید چندہ سے بنائی جاوے، مگر مساجد سابقہ کو بھی باقی رکھنا ضروری ہے۔ لأن الفتویٰ علی تأبید المسجد (الشامی ۴۲۹/۶ کتاب الوقف) فقط

قدیم جامع مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد کو جامع مسجد بنانا

سوال: (۸۳۸) جامع مسجد قدیم کو کسی مصلحت سے چھوڑ کر دوسری مسجد کو جامع مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس میں جمعہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: دوسری مسجد کو جامع مسجد قرار دینا اور اس میں جمعہ ادا کرنا جائز ہے۔

---

(۱) ثم الأقدم أفضل لسبقه حكمًا، إلا إذا كان الحادث أقرب إلى بيته فإنه أفضل حينئذ لسبقه حقيقةً وحكمًا (الحلبي الكبير ص: ۶۱۳ فصل في أحكام المسجد — الثاني في أفضل المساجد للصلاة)

جس مسجد میں گنجائش زیادہ ہو اُسے جامع مسجد قرار دیا جائے

سوال: (۸۳۹) ایک قصبہ میں ایک مسجد تمام مساجد سے بڑی ہے، اس وجہ سے اس کو جامع مسجد قرار دیدیا ہے، ورنہ جامع مسجد اس قصبہ میں شاہی وقت کی ہے، اب جس محلّہ میں یہ مسجد ہے اس میں ایک قوم کے لوگ زیادہ ہیں بلا مشورہ کے بعض لوگ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، اور امام بالکل ناخواندہ رکھتے ہیں؛ اس مسجد کو جامع مسجد رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۸۵۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس بڑی مسجد کو جمعہ کے لیے خاص کرلینا، اور جامع مسجد کرلینا درست ہے؛ کیوں کہ جامع مسجد اسی کو کرنا انسب ہے جس میں وسعت زیادہ ہو، اگرچہ جائز ہر ایک مسجد میں ہے اور ایک شہر میں کئی جگہ بھی جمعہ درست ہے؛ لیکن اولیٰ یہی ہے کہ ایک جگہ ہو، تاکہ جماعت بڑی ہو ——— اور امام مقرر کرنا بہتر اس شخص کو ہے جو مسائل نماز سے واقف ہو، اور قرآن شریف اچھا اور صحیح پڑھتا ہو؛ لیکن نماز ناخواندہ امام کے پیچھے بھی صحیح ہے، بہ شرطیکہ اس سے کوئی غلطی مفسد نماز صادر نہ ہو، اور اتفاق رکھنا اور سب مسلمانوں کا ایک جگہ نماز پڑھنا اچھا ہے، تفرقہ برا ہے۔ فقط

جامع مسجد سے چھ سو قدم کے فاصلے پر نئی مسجد بنانا

سوال: (۸۴۰) جامع مسجد سے چھ سو قدم کے فاصلے پر ایک تکیہ ہے، وہاں کچھ آبادی نہیں، تفرقہ ڈالنے والوں نے جامع مسجد میں نماز پڑھنے والی جماعت کو پکڑ کر اس تکیہ پر نماز جمعہ پڑھانی شروع کر دی ہے، اور اس تکیہ پر مسجد بنانا چاہتے ہیں؛ شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۸۲۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ اگر چند لوگ اس جگہ تکیہ کے موقع پر مسجد بنالیں گے تو وہ مسجد ہو جاوے گی، اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ ایک شہر میں چند جگہ جمعہ صحیح ہے، لیکن اگر بدنیتی سے کسی نے ایسا کیا اور تفرقہ ڈالنے کے لیے کیا تو وہ موافق اپنی نیت فاسد کے عاصی ہوگا؛ کیونکہ حدیث شریف میں ہے: انما الأعمال بالنيات ولكل امرئ مانوى الحديث (۱) مگر چونکہ نیت کا حال سوائے عالم الغیب کے کسی کو معلوم نہیں ہوسکتا، اس لیے بدظنی بھی نہ کرنی چاہیے کیونکہ قرآن شریف میں ہے ﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ (سورۂ حجرات، آیت: ۱۲) فقط

(۱) الجامع الصحيح للبخاري ۱/۲ باب كيف كان بدء الوحي.

کسی مصلحت سے پہلی مسجد میں جمعہ بند کر کے دوسری مسجد میں شروع کرنا

سوال: (۸۴۱) راج محل میں ایک مسجد اکبر شاہ کے وقت کی بنی ہوئی تھی، اور وہ مسجد تخمیناً پچاس یا ساٹھ سال سے کسی طرح سے گورنمنٹ کے قبضہ میں تھی، مسلمانوں کی استدعاء پر گورنمنٹ نے اڑھائی ہزار روپے لے کر مسجد مسلمانوں کے حوالے کردی، اور دو سو روپے گورنمنٹ کی جانب سے مسجد کی مرمت کے لیے ملے۔ اس روپے سے مسجد کی مرمت درست ہے یا نہیں؟ اور اس مسجد میں نماز جمعہ قائم کرنا اس وجہ سے کہ مسجد کی شان معلوم ہو اور غیر اقوام کو بھی یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس میں مسلمان نماز پڑھتے ہیں، جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سرکاری روپیہ لگانا مسجد میں نقصان کا باعث ہے۔ اور جس مسجد میں پہلے سے جمعہ ہوتا ہے وہ پنج وقتی نماز سے آباد رہے گی، اس کے غیر آباد ہونے کا اندیشہ نہیں ہے — اور ایک دالان جو سرکاری روپے سے اس مسجد میں بنا ہوا ہے، اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ — اور مسجد کی اندرونی دیوار اٹھادینے سے ایک چوکھٹ اور کواڑ نکلے ہیں ان کو کیا کرنا چاہیے؟ (۷۰۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جمعہ کی نماز قائم کرنا اس مسجد جدید اکبر شاہی میں بلا تأمل درست ہے، اور جو وجوہ سوال میں اس کی آبادی کے متعلق لکھی ہیں ان کی وجہ سے ضروری ہے کہ اس میں جمعہ قائم کریں، بعض لوگوں کا اس میں شبہ کرنا صحیح نہیں ہے؛ سرکاری روپیہ لگنے سے اس مسجد میں کچھ نقصان نہیں آیا — اور دالان جو سرکار نے بنا کر مسلمانوں کے حوالے کردیا اس میں بھی نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور وہ مسجد ہی ہے — اور مسجد قدیم جس میں پہلے سے جمعہ ہوتا تھا اگر اس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھیں، اور اس اکبری مسجد میں پڑھیں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ مسجد قدیم پنج وقتی نماز سے آباد رہے گی۔ بہر حال شرعی کوئی وجہ ایسی نہیں ہے کہ مسجد جدید اکبری میں جمعہ قائم کرنا منع ہو، اس کے خلاف جو خیالات ہیں وہ بے اصل ہیں — اور چوکھٹ اور کواڑ وغیرہ جو مسجد کے اندر کی دیوار اٹھادینے سے اور توڑنے سے حاصل ہوئے ہیں ان کو فروخت کر کے مسجد مذکور میں صرف کردینا یا اگر ضرورت ہو تو بعینہ ان کو مسجد میں لگانا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد ضرار کس کو کہتے ہیں؟

سوال: (۸۴۲) مسجد ضرار کس کو کہتے ہیں؟ (۵۴۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد ضرار وہی ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے اور کفار ومنافقین نے (الف)﴿ضِرَارًا﴾ (ب)﴿وَكُفْرًا﴾ (ج)﴿وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (د)﴿وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ﴾ بنائی تھی، کسی مسلمان کی بنائی ہوئی مسجد کو حکم مسجد ضرار کا نہیں لگایا جاسکتا۔

سوال: (۸۴۳) اگر آج کل کوئی مسلمان مسجد بناوے، اور اس میں شرائط ضرار متحقق ہوں تو اس کو مسجد ضرار کہیں گے یا نہیں؟ (۱۸۲۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد ضرار ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ نے چار وصف بیان فرمائے ہیں كَمَا قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ مِنْ قَبْلُ الآية﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۰۷)

اوّل یہ کہ: اضرار مسلمین کے لیے وہ مسجد بنائی گئی ہو —— دوسرے از راہ کفر ونفاق وہ مسجد بنائی گئی ہو —— تیسرے تفریق بین المؤمنین —— چوتھے ارصاد یعنی جگہ دینا اور پناہ دینا اور ٹھہرانا اللہ اور اس کے رسول کے مخالفین اور محاربین کو۔

پس جو مسجد ان اوصاف کے ساتھ متصف ہو وہ مسجد ضرار ہے، اور مسلمانوں کی طرف چوں کہ ایسا گمان کرنا حرام اور ناجائز ہے؛ اس لیے مسلمانوں کی بنائی ہوئی مسجد کو مسجد ضرار نہ کہنا چاہیے۔ فقط

مسلمانوں کی بنائی ہوئی مسجد کو ''ضرار'' کہنا درست نہیں

سوال: (۸۴۴) دو قومیں ہیں کہ جو ایک جگہ رہتی ہیں بوجہ غیر کفو ہونے کے ایک دوسرے سے نفرت رکھتی ہیں خصوصاً مسجد میں نماز کے وقت اکثر دنگا فساد ہوجاتا ہے، حتی کہ خونریزی کا اندیشہ ہے، اور ہر دو قوم مستقل جماعت کثیر ہے، از روئے شرافت ایک راجح دوسری مرجوح ضرور ہے۔ لہٰذا اگر محض رفع فساد اور انہدام نفاق کے باعث کوئی ایک قوم جدا مسجد بنالے، اور حلفاً ﴿تفریق بین المؤمنین و ارصادًا لمن حارب اللّٰه الآية﴾ مقصود نہ ہو تو اس مسجد میں نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ (۱۶۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جائز ہوگی؛ کیونکہ مفسرین نے تشریح کی ہے کہ مسجد ضرار میں جو امور مذکور ہیں جب تک وہ کسی مسجد میں صادق نہ آدیں گے، مسجد ضرار کا حکم نہ کیا جاوے گا، اور اول تو مسلمان کی بناء کردہ مساجد پر ایسا گمان کرنا بھی درست نہیں ہے کہ اس نے بہ قصد اضرار، وتفریق بین المؤمنین یہ مسجد بنائی ہے، اور جب کہ وہ حلفاً اس غرض سے اور قصد سے انکار کرتا ہے، تو پھر اس کی طرف بدگمانی کرنا بھی درست نہیں ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ الآیة﴾ (سورۂ حجرات، آیت: ۱۲) وفی الحدیث: فإن الظن أکذب الحدیث (۱) اور جب کہ اس نے محض لوجہ اللہ مسجد بنائی تو اس کو مسجد ضرار کہنا اور اس میں نماز کو منع کرنا مصداق ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۴) کا بننا ہے۔ فقط واللہ اعلم

ہندو آبادی میں بنائی ہوئی مسجد کو ''ضرار'' کہنا درست نہیں

سوال: (۸۴۵) قصبہ ''نکودر'' میں ایک تجارتی منڈی ہے اس میں صرف ہندو دکاندار ہیں، زید کہتا ہے کہ وہاں مسجد کا ہونا ضروری ہے، خالد کہتا ہے کہ وہاں تعمیر مسجد کی کوئی ضرورت نہیں، اور تعمیر مسجد سے فتنہ وفساد کا اندیشہ ہے، اور بکر کہتا ہے کہ شرعاً ایسے مقام میں مسجد ناجائز ہے، اور مسجد ضرار کا واقعہ پیش کرتا ہے؛ اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۱۵۳۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب کہ قصبہ ''نکودر'' میں مسلمان بھی آباد ہیں تو مسجد کا تعمیر ہونا وہاں ضروری ہے، اور کم از کم تعمیر مسجد میں حرج کچھ نہیں ہے، اور ''مسجد ضرار'' کہنا اس کو کسی طرح درست نہیں ہے، اور اس منڈی میں بھی مسلمانوں کی آمد ورفت ضرور رہتی ہوگی؛ ایسی جگہ مسجد کا ہونا اچھا ہے، اور کار ثواب ہے، حدیث شریف میں ہے: من بنیٰ للّٰہ مسجدًا بنی اللّٰہ له بیتًا فی الجنة (۲) نیز حدیث شریف میں ہے: إنما الأعمال بالنیات (الحدیث) (۳) فقط

(۱) عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث (الجامع للترمذی ۱۹/۲ باب ما جاء فی ظن السوء)

(۲) مشکاة المصابیح ص: ۶۸ باب المساجد ومواضع الصلوة.

(۳) الجامع الصحیح للبخاری ۲/۱ باب کیف کان بدء الوحی.

نئی مسجد بنانے کے بعد پرانی مسجد کو ''ضرار'' کہنا کیسا ہے؟

سوال: (۸۴۶) ایک پرانی مسجد جو کہ بوجہ طوفان عظیم محلہ سمیت فنا ہوگئی، بعد ازاں اہل محلّہ قدیم بستی چھوڑ کر ایک نئی بستی میں سکونت پذیر ہیں، جو سابق بستی سے ربع میل کے فاصلے پر ہے، وہاں ایک نئی مسجد تعمیر کر لی ہے، اور نماز جمعہ سات ماہ تک ہوتی رہی، اب انہوں نے دوبارہ وہ پرانی مسجد تیار کر کے نماز جمعہ پڑھنی شروع کر دی ہے، جہاں فی الحال آبادی بھی نہیں ہے، اس پرانی مسجد میں جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور پرانی مسجد کو ''مسجد ضرار'' کہنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۷۷۰ھ)

الجواب: اصل یہ ہے کہ جو ایک دفعہ شرعی حیثیت سے مسجد ہو جاتی ہے پھر دائما مسجد ہی رہتی ہے، آبادی کی ویرانی، تعمیر کا انہدام اس کی مسجدیت کو باطل نہیں کر سکتا؛ پس صورت مسئولہ میں جو پرانی مسجد ویران ہو چکی تھی، بہ دستور مسجد تھی، اس کی تعمیر مسلمانوں کے ذمہ تھی، ایسے ہی وہ نئی مسجد جو شرعی طور پر مسجد ہو چکی ہے ہمیشہ مسجد ہی رہے گی، کسی مدعی کا دعوئے شفعہ اس کو باطل نہیں کر سکتا، مسلمانوں کا فرض ہے کہ دونوں مسجدوں کو آباد رکھیں، اور اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ مسجد قدیم جو اب آبادی سے کچھ فاصلے پر ہے، جمعہ کے لیے مخصوص کر دی جائے، اور نئی مسجد میں تمام نمازی صلوات خمسہ ادا کریں، یہ تقسیم بھی اس لیے ہے کہ ہر نماز کے لیے مسجد قدیم میں جانا بہ ظاہر دشوار ہوگا، ورنہ مسلمان اگر اتفاق وعزم سے کام لیں تو دونوں مسجدیں ہر وقت آباد رہ سکتی ہیں، ان میں سے کسی مسجد کو ''ضرار'' کہنا انتہائی جہالت اور شرعی معصیت ہے۔ درمختار میں ہے: ولو خرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتي حاوي القدسي وفي الشامي: وأكثر المشائخ عليه مجتبى وهو الأوجه فتح، بحر (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمانوں کی مساجد میں ''مسجد ضرار'' اور ''مسجد شرعی'' کی تفریق صحیح نہیں

سوال: (۸۴۷)...... (الف) کتنے رقبہ یا آبادی کے واسطے ایک مسجد ہونا فرض واجب یا سنت ہے؟

(ب) رقبہ یا آبادی معینہ شارع علیہ السلام کے اندر ایک سے زائد جس قدر مسجدیں ہوں وہ بھی

(۱) الدر والشامي ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره.

سب مسجد اللہ کہلانے کی مستحق ہیں یا مسجد ضرار؟

(ج) کسی مقررہ رقبہ یا آبادی کی جملہ مساجد موجودہ میں سے، مسجد اسلامی اور مساجد ضرار کا فرق وانتخاب، بہ ذریعہ اجماع واتفاق رائے واجب ہوگا یا تاریخی وزمانی حیثیت سے جو اول وقدیم ہو مسجد اسلامی قرار دی جائے؟

(د) یا ہر وہ عمارت جو مسجد نما ہو مسجد اسلامی ہے؟ خواہ اس کا بانی کوئی ہو، کیسے ہی عقائد رکھتا ہو؟ اس کی نیت کیسی ہی خراب کیوں نہ ہو؟ مگر ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کو خدا کا گھر ہی سمجھے؟
(۱۰۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) شرعاً اس میں کوئی تحدید اور قید نہیں ہے، حسب ضرورت مطلقاً اجازت تعمیر مساجد کی ہے، نصوص کلام اللہ واحادیث رسول اللہ ﷺ نے کوئی تحدید اس کی نہیں فرمائی، نہ مجتہدین وعلمائے امت نے اس بارے میں کچھ تحدید کی ہے؛ بلکہ ضرورت وحاجت ونیک نیتی پر اس کا دارومدار ہے، اگر اخلاص اور نیک نیتی سے ایک مسجد کے قریب بھی دوسری مسجد بنائی جائے، تو شرعاً وہ مستحق اجر بنائے مسجد ہے، اور ضرورات بھی مختلف ہیں، کوئی محلّہ اتنا آباد اور کثیر التعداد آدمیوں کو مشتمل ہوتا ہے کہ اس محلّہ میں ایک مسجد کافی نہیں ہوتی، وہاں دو اور تین اور چار یا زیادہ مساجد ہوں تو وہ بھی آباد رہ سکتی ہیں؛ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک وقت میں وہاں ضرورت تھی، دوسرے وقت ضرورت نہ رہی، مگر جو مسجد ہوچکی وہ مسجد ہی رہے گی؛ بہر حال مدار اس پر ہے کہ جو مسجد بنائی جائے، اللہ کے واسطے اور نیک نیتی سے بنائی جائے، اور واضح ہو کہ مسلمان کے کسی دینی کام مثل بنائے مسجد وغیرہ کو بدنیتی پر محمول نہ کرنا چاہیے کہ ہم کو حکم مسلمانوں پر حسن ظن کا ہے نہ بدگمانی کا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۲) إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث (۱) البتہ یہ ضرور ہے کہ بنانے والوں کو محض لوجہ اللہ اور اخلاص اور نیک نیتی سے مسجد بنانا چاہیے، اور مال حلال سے بنانا چاہیے، مگر دوسروں کو موقع طعن زنی کا اور بدگمانی کا شریعت نے نہیں دیا ہے۔

(ب) جب کہ معلوم ہوا کہ کوئی تحدید شرعاً در بارۂ بناء مساجد نہیں ہے، بلکہ مدار ضرورت اور نیک

(۱) عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا (أبوداؤد ۲/۶۷۳ کتاب الأدب۔ باب في الظن)

نیتی پر ہے تو جملہ مساجد بناء کردہ مؤمنین ''مساجد شرعیہ'' ہیں، اور مساجد کہلانے کی مستحق ہیں، مسلمان کی بناء کردہ مسجد پر حکم ''مسجد ضرار'' کا نہیں لگایا جاسکتا؛ کیونکہ مسجد ضرار کفار ومنافقین کی بناء کردہ تھی، اور ان کی بدنیتی اور فساد وتفریق کے لیے بنانا؛ وحی قطعی سے معلوم ہوگیا تھا، مسلمانوں کی بناء کردہ مساجد پر یہ حکم کیسے جاری ہوسکتا ہے؟ حالانکہ بناء مسجد کو حق تعالیٰ نے علامت ایمان کی بتلائی ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿إِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ الآیة﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من بنی للّٰہ مسجدًا بنی اللّٰہ له بیتًا فی الجنة (۱) اور یہ پہلے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر حسن ظن کا حکم ہے، کسی کی نیت کا حال دوسروں کو کیسے معلوم ہوسکتا ہے هلا شققت عن قلبه (۲) حدیث شریف میں وارد ہے، اور حدیث متفق علیہ میں ہے إنما الأعمال بالنیات وإنما لامرئ مانوی (الحدیث) (۳)

(ج) اوپر کی تحقیق سے واضح ہوا کہ جملہ مساجد مؤمنین مساجد ہیں، ان میں کسی کو مسجد شرعی اور کسی کو مسجد ضرار کہنا، اور یہ تفریق کرنا صحیح نہیں ہے اور ''قدامت وتاخر زمانہ'' کو مسجد کے لیے مسجد شرعی ہونے میں کچھ دخل نہیں، مسجد قدیم بھی مسجد ہے، اور مسجد جدید بھی مسجد ہے، اور اس میں کسی کے اجماع رائے اور اتفاق کی ضرورت نہیں ہے، البتہ بعض مواقع میں فقہاء نے لکھا ہے کہ بعض صورتوں میں مسجد قدیم میں نماز پڑھنا افضل ہوتا ہے مسجد جدید سے، مثلاً کسی کے مکان سے دونوں مسجدیں برابر فاصلے پر ہیں، اور ان میں مسجد محلہ کوئی نہیں، تو اس صورت میں اس شخص کے حق میں مسجد قدیم میں نماز پڑھنا افضل ہے مسجد جدید سے، اور مسجد محلہ اہل محلہ کے لیے افضل ہے اگرچہ وہ جدید ہو۔

(د) ہر ایک مسجد کو مسجد ہی سمجھنا چاہیے، اور آداب مسجد اس میں بجالانا چاہیے، اور اس کی آبادی کی فکر اور اس میں سعی کرنا چاہیے، کسی کی ویرانی اور بربادی میں سعی نہ کرنی چاہیے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا الآیة﴾ (سورۂ بقرہ،

---

(۱) مشکاۃ المصابیح ص: ۶۸ باب المساجد ومواضع الصلوۃ۔

(۲) عن أسامة بن زید رضی اللّٰہ عنه قال: بعثنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إلی أناس من جُهَیْنَة فأتیت علی رجل منهم فذهبت أطعنه فقال: لا اله الا اللّٰہ فطعنته، فقتلته فجئت إلی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فأخبرته فقال: أقتلته وقد شهد أن لا اله الا اللّٰہ؟ قلت: یارسول اللّٰہ! إنما فعل ذلك تعوذًا، قال فهلا شققت عن قلبه؟ متفق علیه (مشکاۃ ص: ۲۹۹ کتاب القصاص الفصل الأوّل)

(۳) الجامع الصحیح للبخاری ۲/۱ باب کیف کان بدء الوحی۔

آیت:۱۱۴) یہ اوپر معلوم ہوا کہ نیت کا حال سوائے عالم الغیب والشہادۃ کے کسی کو کیوں کر معلوم ہو سکتا ہے! ایک صحابی نے ایک کافر کو کلمہ توحید پڑھنے کے بعد قتل کر دیا، اور یہ تاویل کی کہ اس نے از راہ نفاق تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھ لیا ہے تو آنحضرت ﷺ نے اس پر یہ ارشاد فرمایا: ھلا شققت عن قلبہ تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا؟ پس اس کی بحث اور کھود کرید نہ کرنی چاہیے کہ فلاں مسجد کا بانی کون تھا؟ اس کی نیت کیسی تھی؟ فقط

سوال: (۸۴۸) در قصبہ پنیاں گاؤں مسجدے از مدت مدید قائم است، اکنوں شخصے از اہل محلہ مسجدے دیگر تیار ساخت، بعض علماء مسجد نو را مسجد ضرار گویند و بعض برخلاف ایں فتوی دہند، قول کدام کس اقرب الی الصواب است؟ بینوا توجروا (۳۴۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: بانی مسجد جدید اگر از راہ نفسانیت و بغرض اضرار مسجد قدیم مسجد جدید تیار کردہ است مستحق وعید و عاصی است؛ لیکن مارا حکم بودنش مسجد ضرار کردن روا نیست کہ إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ (۱) وارد است و مارا علم نیت او نیست و بحکم آیت کریمہ ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۲) سوء ظن بمؤمن حرام است۔

ترجمہ: **سوال**: (۸۴۸) قصبہ پنیاں گاؤں میں ایک مسجد عرصہ دراز سے قائم ہے فی الحال محلے والوں میں سے ایک شخص نے نئی مسجد بنائی ہے، بعض علماء جدید مسجد کو "مسجد ضرار" کہتے ہیں اور بعض علماء ان کے برخلاف فتوی دیتے ہیں؛ ان میں سے کس کا قول اقرب الی الصواب ہے؟

الجواب: نئی مسجد کے بانی نے اگر نفسانیت اور مسجد قدیم کو ضرر پہنچانے کی غرض سے جدید مسجد تیار کرائی ہے تو وہ وعید کا مستحق اور گنہ گار ہے؛ لیکن ہمارے لیے اس پر "مسجد ضرار" ہونے کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے، حدیث میں ہے إنما الأعمال بالنيات اور ہمیں اس شخص کی نیت کا حال معلوم نہیں۔ نیز قرآن کریم کی آیت ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ الآية﴾ کی وجہ سے بھی مسلمان کے ساتھ بدگمانی حرام ہے۔

سوال: (۸۴۹) زید نے ایک وسیع مسجد بنانے کا ارادہ کر کے ہمسایوں سے مشورہ لیا، اول یہ رائے ہوئی کہ مسجد قدیم کو وسیع کیا جائے؛ چونکہ جگہ میں گنجائش نہ تھی اس لیے بجز دو چار نمازیوں کے

(۱) صحیح البخاري ۲/۱ باب كيف كان بدء الوحي.

باقی سب نمازیوں کے اتفاق سے دوسری جگہ وسیع مسجد پختہ بنائی گئی، بعدہ مخالفین نے کسی عالم سے ظاہر کیا کہ بانی نے سود کے روپے سے مسجد بنائی، اور ریاءً بنائی ہے، بناءً علیہ مولوی مذکور نے اس مسجد پر ضرار کا فتوی دیا، بانی کہتا ہے کہ میں نے اپنی موروثی زمین کا غلہ فروخت کر کے مسجد بنائی ہے: آیا یہ مسجد شرعی مسجد ہے یا نہیں؟ (۲۱۴۲/۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد مذکور شرعی مسجد ہے، اور نماز و جماعت اس میں صحیح ہے، اور وہ ثواب و فضیلت جو مسجد میں نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے مسجد مذکور میں حاصل ہے ملحق بہ مسجد ضرار کہنا اس کو غلط ہے۔ فقط

گرمی کی وجہ سے پرانی مسجد چھوڑ کر جو نئی مسجد بنائی گئی ہے اس کو مسجد ضرار کہنا درست نہیں

سوال: (۸۵۰) در یک موضع مسجد است، پیش چند ایام درو جماعت شدہ، حالا اورا متروک ساختہ در دیگر موضع بلا عذر معتد بہ ـــ یعنی ریح می آید و گرمی می شود ـــ مسجد جدید تیار نمودہ اند ایں مسجد ضار در شرع شریف است یا نہ؟ (۱۰۷۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ہرگاہ نیت بانیین مسجد ثانی اضرار کسے نیست و بناء ش ﴿كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ نیست ﴿وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ نیست چگونہ اورا مسجد ضرار گفتہ شود کہ در بودن مسجد ضرار چہار شرط ذکر فرمودہ اند (الف) ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا﴾ (ب) ﴿وَّ كُفْرًا﴾ (ج) ﴿وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (د) ﴿وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ الآية﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۰۷) فافهم وتدبر فإن الظن أكذب الحديث (۱)

ترجمہ: سوال: (۸۵۰) ایک جگہ مسجد ہے، چند دنوں پہلے اس میں جماعت ہوتی تھی، فی الحال لوگوں نے اسے بالکل چھوڑ کر معمولی عذر کی بناء پر ــ کہ لو چلتی ہے اور گرمی ہوتی ہے ــ ایک دوسری جگہ نئی مسجد تیار کر لی ہے: شریعت میں ایسی مسجد کو "مسجد ضرار" کہا جائے گا یا نہیں؟

الجواب: جب کہ مسجد بنانے والوں کی نیت کسی کو نقصان پہنچانا نہیں ہے اور نہ اس کی بنیاد

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث (جامع الترمذي ۱۹/۲ أبواب البر والصلة، باب ما جاء في ظن السوء)

''کفر'' تفریق بین المؤمنین، اور''ارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ'' پر ہے تو پھر کیسے اسے مسجد ضرار کہا جائے گا؟ حالانکہ مسجد ضرار ہونے کے لیے چار شرطیں ذکر کی گئی ہیں: (۱) اسلام کو نقصان پہنچانا۔(۲) اس میں بیٹھ کر کفر کی باتیں کرنا۔(۳) مؤمنین کے درمیان تفرقہ پیدا کرنا۔(۴) خدا اور رسول کے دشمنوں کے لیے قیام کا سامان کرنا — ان باتوں کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے اور بدگمانی سے بچنا چاہیے، اس لیے کہ بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے۔

اہل شیعہ کے مقابلے میں اہل سنت نے جو دوسری مسجد بنائی ہے وہ مسجد ضرار نہیں

سوال: (۸۵۱) ایک مسجد اہل شیعہ کی تعمیر کردہ ہے، اس مسجد میں جا کر اگر کوئی مولوی مناقب اصحاب ثلاثہ (یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے فضائل) بیان کرے تو تحت خطرہ ہے، اور فساد برپا ہوتا ہے اس صورت میں اگر اہل سنت والجماعت دوسری جامع مسجد تعمیر کراویں تو وہ بحکم مسجد ضرار ہوگی یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۵۴۰ھ)

الجواب: بہ صورت مذکورہ اہل سنت وجماعت کو دوسری مسجد تعمیر کرانا ضروری ولابدی ہے تاکہ اہل سنت وجماعت بہ اطمینان بلاخوف وخطر اس میں نماز باجماعت وجمعہ ادا کریں، اور مناقب صحابہ وخلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین بیان کریں، اور احکام شرعیہ وعظ میں بیان کریں اور جن حضرات کے حق میں اللہ تعالیٰ ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾(۱) فرماتا ہے ان حضرات کے مناقب اور فضائل بلاخوف وخطر سناویں، پس ایسی مسجد بحکم مسجد ضرار کسی طرح نہ ہوگی، بلکہ مسجد ضرار کے مشابہ مسجد روافض ہے جس پر تعریف مسجد ضرار من بعض الوجوہ صادق آتی ہے، اور مسجد ضرار ایسے ہی منافقین کی بناء کی ہوئی تھی۔ فقط

دوسری مسجد کو ''ضرار'' اور بانی کو ''کافر'' کہنا کسی طرح درست نہیں

سوال: (۸۵۲) کیا ایک محلہ میں دو مسجد بنانا جائز ہے؟ جولوگ مسجد قدیم پر قابض ہیں وہ علمائے

---

(۱) سورۂ مائدہ، آیت: ۱۱۹، سورۂ توبہ، آیت: ۱۰۰، سورۂ مجادلہ، آیت: ۲۲، اور سورۂ بینہ، آیت: ۸۔

اہل سنت کو علانیہ کافر کہتے ہیں، اور کلمات توہین آنحضرت ﷺ کی شان میں استعمال کرتے ہیں، اس وجہ سے دوسری مسجد بنانا، اور دوسری مسجد کو ضرار کا حکم دینا اور منہدم کرنا اور جلانا چاہیے یا نہ؟ اور بانی کو کافر کہا جاوے گا یا نہیں؟ (۱۲۲۶/۱۳۳۰ھ)

الجواب: بنائے مسجد جدید بہ ضرورت مذکورہ جائز ہے، اور مسجد ثانی بہ حکم مسجد ضرار نہیں ہے، اور منہدم کرنا اور جلانا اس کا درست نہیں ہے، اور کافر کہنا بانی مسجد جدید کو کسی طرح درست نہیں ہے بلکہ کافر کہنے والا مصداق أیما رجل قال لأخیه کافر فقد باء بها أحدهما أو کما قال صلی اللّٰہ علیه وسلم (۱) کا ہے والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ۔ فقط

حضرت عطاء کی روایت کی وجہ سے مسلمان کی بنائی ہوئی مسجد کو "ضرار" کہنا درست نہیں

سوال: (۸۵۳) مسجدے بناء شد متصل مسجدے دیگر عناداً یا غیر عناداً کہ در بناء کردنے مسجد ثانی مسجد اوّل غیر آباد شد؛ آیا مسجد ثانی حکم مسجد ضرار دارد یا نہ؟ گر ندارد معنی حدیث عطاء چہ باشد؟ وعن عطاء لما فتح اللّٰه الأمصار علی عمر رضی اللّٰه تعالی عنه أمر المسلمین أن یبنوا المساجد وأن لا یتخذوا فی مدینة مسجدین یضار أحدهما صاحبه (۲) (۵۸۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بناء مسجد مسلمانے را حکم مسجد ضرار دادن صحیح نیست، واز روایت عطاء ہمیں قدر ثابت است کہ کسے بہ غرض اضرار مسجد دیگر بناء نہ کند، اگر باین نیت مسجدے بناء خواہد کرد ثواب بناء مسجد اورا حاصل نخواہد شد؛ بلکہ اگر ماخوذ ومعتوب گردد عجب نیست؛ لیکن ازیں روایت دیگراں را ایں حکم کردن ثابت نیست کہ مسجد بناء کردۂ مسلمانے را مسجد ضرار گویند کہ حال نیت کسے دیگراں را معلوم نمی شود۔ وقال علیه الصلاۃ والسلام: انما الاعمال بالنیات الخ (۳) وإیاکم والظن فإن الظن أکذب

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: أیما رجل قال لأخیه کافر فقد باء بها أحدهما (جامع الترمذی ۹۲/۲ أبواب الإیمان، باب ما جاء فی من رمی أخاه بکفر)

(۲) تفسیر روح المعانی ۲۱/۱۱ سورۂ توبۃ، آیت: ۱۰۷۔

(۳) الجامع الصحیح للبخاری ۲/۱ باب کیف کان بدء الوحی۔

الحدیث(۱) وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: ﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۲) فقط

ترجمہ: سوال: (۸۵۳) ایک مسجد کے قریب دوسری مسجد ضد میں یا بغیر ضد کے تعمیر کی گئی لیکن اس دوسری مسجد کے بنانے کی وجہ سے پہلی مسجد ویران ہوگئی؛ تو ایسی صورت میں دوسری مسجد ''مسجد ضرار'' کے حکم میں ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر اس روایت کا کیا مطلب ہے جو حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شہروں کی فتحیابی نصیب فرمائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ مسجدیں بنائیں، مگر ایک شہر میں دو مسجدیں اس طرح نہ بنائیں کہ ایک کی وجہ سے دوسرے کو نقصان پہنچے۔

الجواب: مسلمان کی بنائی ہوئی مسجد کو ''مسجد ضرار'' کہنا صحیح نہیں ہے اور حضرت عطاء رحمہ اللہ کی روایت سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شخص نقصان پہنچانے کی غرض سے دوسری مسجد نہ بنائے اگر اس نیت سے مسجد بنائے گا تو اسے مسجد بنانے کا ثواب نہ ملے گا؛ بلکہ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماخوذ ومعتوب ہوجائے۔

تاہم اس روایت کی بناء پر دوسرے کے لیے کسی مسلمان کی بنائی ہوئی مسجد کو ''ضرار'' کہنے کی اجازت ثابت نہیں ہوتی؛ کیونکہ کسی کی نیت کا حال دوسروں کو معلوم نہیں ہوسکتا اور حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک اعمال کا مدار نیتوں پر ہے، نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ہے: بدظنی سے بچو! کیونکہ بدظنی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے؛ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں؛ فقط

۞ ۞ ۞

(۱) عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه أنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: إياكم والظن، فإنَّ الظن أكذب الحديث (ترمذی ۱۹/۲ ابواب البر والصلة. باب ما جاء في ظن السوء)

مساجد سے متعلق متفرق مسائل

مسافروں کی راحت کے لیے مسجد بنانا کارِثواب ہے

سوال: (۸۵۴) ہمارا موضع لب سڑک واقع ہے، آبادی کے اندر دو مسجدیں خام موجود ہیں؛ لیکن بہ خیال سہولتِ مسافران ایک مسجد لب سڑک متصل چاہ پختہ تعمیر کرنے کا ارادہ ہے؛ جائز ہے یا نہیں؟ اگر میں اور دیگر مسلمان اس میں نماز پڑھنے لگیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۸۵۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: لب سڑک متصل چاہ؛ مسجد تعمیر کرادینا بہ غرض سہولت وراحتِ مسافران جائز اور کار ثواب ہے، اور اگر آپ اور دیگر بستی کے لوگ اس میں نماز پڑھتے رہیں تو اچھا ہے، بہ شرطیکہ بستی کی مسجدیں ویران نہ ہوں، بلکہ وہاں بھی نمازی نماز پڑھتے رہیں، اور اس جدید مسجد میں بھی پڑھیں۔ فقط

مسجد کا صحیح رخ کونسا ہے؟

سوال: (۸۵۵) مسجد کا رخ قطب کی جہت پر ہونا چاہیے یا کعبہ کے رخ پر؟ یعنی قطب ستارے پر صحیح ہوگی یا کعبہ پر؟ بعض پرانی مسجدیں کعبہ پر ہیں، اور بعض پرانی مسجدیں قطب پر بھی ہیں؛ اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں طریق پر جو مسجدیں ہیں، ان میں سے کوئی مسجد ایسی بھی ہے کہ جس میں نماز نہ ہوتی ہو، یا دونوں طریق سے جو مسجدیں بنی ہوئی ہیں ان میں نماز درست ہے؟ غرضیکہ یہ تحریر فرماویں کہ ان دونوں قسم کی مسجدوں میں سے کون سی مسجد صحیح ہے اور کون سی صحیح طریقے پر نہیں ہے؟ (۳۲۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قطب شمالی کو داہنے مونڈھے پر کرنے سے کعبے کا رخ صحیح ہوجاتا ہے، اور نماز صحیح ہوجاتی ہے، اگر کسی جگہ قلیل فرق ہوتا ہو تب بھی کچھ حرج نہیں ہے، تھوڑے فرق سے جہت کعبہ نہیں بدلتی۔ فقط

قبلہ سے قدرے منحرف مسجد کا حکم

سوال: (۸۵۶) ایک مسجد میں کچھ اعوجاج اور ٹیڑھا پن ظاہر ہوا ہے جو صحیح قبلہ کی طرف نہیں ہے؛ یعنی پہلو شمالی چار فٹ آگے بڑھا ہوا ہے، اور پہلو جنوبی چار فٹ پیچھے ہٹا ہوا ہے؛ تو اس کو شہید کرکے از سر نو بنایا جاوے یا نماز اس میں درست ہے؟ (۷۲۹/ ۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد کو شہید نہ کیا جاوے، اسی حالت میں نماز اس میں صحیح ہے۔

ایک شہر کی مسجدوں کی جہاتِ قبلہ میں تفاوت نہیں ہوسکتا

سوال: (۸۵۷) ایک ہی شہر میں مسجدوں کی جہاتِ قبلہ متفاوت ہوسکتی ہیں یا نہیں؟ اور جو شخص جان بوجھ کر عمداً قبلہ رخ سے دوسری جانب نماز پڑھے وہ کافر ہوگا یا نہیں؟ (۲۲۲۳/ ۱۳۴۲ھ)

الجواب: یہ تو ظاہر ہے کہ ایک شہر میں تفاوت سمت قبلہ نہیں ہوسکتا، مگر بعض اوقات زمین کے پھیر سے ایسا معلوم ہونے لگتا ہے تو اس کا اعتبار نہیں ہے، پس جب کہ ہر ایک مسجد میں قطب نما سے رخ صحیح معلوم ہوتا ہے تو سب میں نماز صحیح ہے، اور یہ بھی واضح رہے کہ تھوڑے سے انحراف سے نماز میں فساد نہیں آتا جیسا کہ درمختار و شامی میں مفصلاً مذکور ہے(۱) اور یہ بھی واضح ہو کہ صلاۃ الی غیر القبلہ عمداً موجب کفر نہیں ہے بلکہ فسق و معصیت ہے: کما في الدر المختار: وبهذا ظهر أن تعمد الصلاة

---

(۱) في الدر المختار: والسادس: استقبال القبلة حقيقة أو حكمًا ...... فللمكي ...... إصابة عينها ...... ولغيره أي غير معاينها إصابة جهتها بأن يبقى شيء من سطح الوجه مُسامِتًا للكعبة أو لهوائها الخ. وفي الشامي: فيعلم منه أنه لو انحرف عن العين انحرافًا لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز، ويؤيده ما قال في الظهيرية: إذا تيامن أو تياسر تجوز، لأن وجه الإنسان مُقَوَّس، لأن عند التيامن أو التياسر يكون أحد جوانبه إلى القبلة اهـ والحاصل أن المراد بالتيامن والتياسر الانتقال عن عين الكعبة إلى جهة اليمين أو اليسار لا الانحراف لكن وقع في كلامهم ما يدل على أن الانحراف لا يضر. ففي القهستاني. ولا بأس بالانحراف انحرافًا لا تزول به المقابلة بالكلية بأن يبقى شيء من سطح الوجه مُسامِتًا للكعبة اهـ ...... فعلم أن الانحراف اليسير لا يضر، وهو الذي يبقى معه الوجهُ أو شيءٌ من جوانبه مسامتًا لعين الكعبة أو لهوائها الخ (الدر المختار و رد المحتار ۲/ ۹۶-۹۹ كتاب الصلاة - باب شروط الصلاة - مبحث في استقبال القبلة)

بلا طهر غير مكفر كصلاته لغير القبلة (۱) اور علامہ شامی نے کہا کہ "صلاۃ بلا طہارت" میں تکفیر کی روایت نوادر کی ہے ظاہر الروایۃ نہیں ہے (۲) فقط

مسجد کا منبر، محراب کے اندر بنانا چاہیے یا باہر؟

سوال: (۸۵۸) منبر محراب کے اندر بنانا چاہیے یا باہر؟ (۲۸۵۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: منبر ایسی جگہ ہونا چاہیے کہ نمازی اس کے سامنے ہوں، اور آواز اس کی نمازیوں کو پہنچے، اگر محراب کے اندر بھی ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔

صف کے درمیان حائل ہونے والے منبر کا حکم

سوال: (۸۵۹)......(الف) ایک جامع مسجد کی اول صف میں منبر جس پر خطبہ پڑھا جاتا ہے قاطع صف ہے، حسب استفتاء اس منبر کو اکھاڑ کر اس کے بجائے ایک منبر چوبی تیار کرادیا گیا جس پر خطیب نے چند سال تک خطبہ پڑھا، اور وقت نماز اس منبر کو اٹھادیا جاتا تھا، مگر چند اشخاص نے حال میں منبر کے اکھاڑنے والے کو سخت الفاظ استعمال کیے اور ضد اً اینٹ کا منبر مثل سابق کے تیار کرلیا۔

(ب) منبر جو قاطع جماعت وصفِ اول ہے اس کا رہنا نماز کے واسطے کراہت کا باعث ہے یا نہیں؟ (۹۲۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف، ب) یہ صورت اچھی تھی کہ منبر سابق قاطع صف کو اکھاڑ کر منبر چوبی بنایا گیا جس پر خطبہ بھی پڑھ لیا جائے اور بہ وقت جماعت علیحدہ کردیا جائے تاکہ صف اول پوری ہوجائے کیونکہ اتمام صف سنت ہے كما ورد: أقيموا الصفوف (۳) اور آنحضرت ﷺ کے لیے منبر چوبی بنوایا گیا تھا

---

(۱) الدر مع الرد ۱/۳۷۵ كتاب الطهارة. مطلبٌ فاقد الطهورين. وفيه أيضا: و به ظهر أن تعمد الصلاة الخ (الدر مع الرد ۱/۱۷۰ أوائل كتاب الطهارة)

(۲) حيث قال بعد ذكره الخلاف في مسئلة الصلاة بلا طهارة: و إن الإكفار رواية النوادر. وفي ظاهر الرواية لا يكون كفرًا الخ (ردالمحتار ۱/۱۷۰، أوّل كتاب الطهارة)

(۳) عن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أقيموا الصفوف فإني أراكم خلف ظهري (الجامع الصحيح للبخاري ۱/۱۰۰ كتاب الأذان، باب تسوية الصفوف عند الإقامة وبعدها)

جس پر آپ خطبہ پڑھتے تھے پس جس شخص نے ایسا کیا اس نے کارِ ثواب کیا اس پر طعن کرنا اور برا کہنا معصیت ہے، اور ضد کر کے پھر منبر سابق قاطع صف کی تعمیر کرنا قبیح اور مذموم ہے، وہ شخص جس نے ضدًا یہ تجویز کی اور جن لوگوں نے اس کا ساتھ دیا انہوں نے فعل سنت کو چھوڑ کر بے وجہ خلاف سنت اور مکروہ فعل اختیار کیا۔

محراب وسطِ مسجد میں نہ ہوتو کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۶۰) ایک مسجد قدیم کی سہ دری کے داہنی جانب دو در اور بڑھائے گئے ہیں، اب اگر مجموعہ دروں کے حساب سے بیچ کے در میں محراب قائم کی جاتی ہے تو ڈیڑھ گز کا ٹکڑا بائیں جانب زیادہ ہوتا ہے بہر حال محراب وسط مسجد میں نہیں رہتی، کیا حکم ہے؟ (۳۳۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: حتی الوسع امام کے کھڑے ہونے کی جگہ وسط میں ہونی چاہیے، سنت یہی ہے؛ البتہ بہ ضرورت تھوڑے بہت فرق کا کچھ حرج نہیں ہے، پس مجموعہ دروں کے حساب سے بیچ کا در لیا جاوے۔

مسجد کی کھڑکیاں کتنی اوپر ہونی چاہئیں؟

سوال: (۸۶۱) مسجد جدید کی مغربی دیوار میں ہوا کے لیے کھڑکیاں بنوانا اگر جائز ہے تو قد آدم سے اوپر ہونی چاہئیں یا کیا؟ (۵۲۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ درست ہے اور کھڑکیوں میں تار لوہے کے مثلاً لگوا دیے جاویں تو پھر ان کھڑکیوں کو نیچے رکھنا بھی درست ہے، قد آدم بلندی پر کھولنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ تار کھڑکیوں کے بہ منزلہ سُترہ کے ہو جاویں گے۔ فقط

ویران مسجد کو آباد کرنا عین ثواب ہے

سوال: (۸۶۲) ایک مسجد ایک رئیس صاحب کی ہے، اس میں وقت پر نماز نہیں ہوتی، اور یہاں کے نمازی اس وقت کی وجہ سے ایک دوسری مسجد کو جو ویران پڑی ہے آباد کرنا چاہتے ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ رئیس صاحب پرانی مسجد کی تعمیر و مرمت کو روکتے ہیں؛ جائز ہے یا نہیں؟ (۴۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: پرانی مسجد کو درست اور آباد کرنا بہت ضروری اور کارِ ثواب ہے، پرانی مسجد کی تعمیر و مرمت کو روکنا جائز نہیں ہے، فریق غالب کا روکنا مسجد ویران کی تعمیر و آبادی کو، بالکل ظلم اور جہالت ہے؛ ویران مسجد کو آباد کرنا اور اس کی حفاظت اور تعمیر و مرمت کرنا عین ثواب ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ الآية﴾ (سورۂ توبہ، آیت:۱۸) اور فرمایا: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَاللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا الآية﴾ (سورۂ بقرہ، آیت:۱۱۴) فقط

مسجد کا مسقّف حصہ افضل ہے یا صحن؟

سوال: (۸۶۳) مسجد کا مسقف حصہ افضل ہے یا صحن؟ اگر دھوپ کی وجہ سے (یعنی گرمی کے زمانے میں) صحن میں نماز پڑھی جائے تو ثواب میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۵۵۲ھ)

الجواب: مسجد کے دونوں حصوں میں ثواب برابر ہے۔ فقط

قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے

سوال: (۸۶۴)......(الف) محلّہ داران کے لیے قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے یا اس کو چھوڑ کر دور کی مسجد میں جانا افضل ہے؟

(ب) اگر مسجد جدید کی غیر آبادی کی نیت سے دور جاوے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۵/۶۴۳ھ)

الجواب: (الف) اس صورت میں قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے فی الشامی: إلا إذا كان الحادث أقرب إلى بيته فإنه أفضل حينئذٍ ...... و مسجد حيه وإن قل جمعه أفضل من الجامع وإن كثر جمعه الخ (۱) (شامی)

(ب) وہ گنہ گار ہے۔ فقط

غیر آباد مسجد کا تبادلہ

سوال: (۸۶۵) ایک قصبہ میں سکھوں اور مسلمانوں کی آبادی ہے، موضع کے درمیان ایک ایسی

(۱) الشامی ۳/۳۷۵ كتاب الصلوة . مطلبٌ في أفضل المساجد .

جگہ ہے جو غیر مسقف، بے آباد برائے نام مسجد ہے، عرصہ بیس سال سے اس میں نماز نہیں پڑھی جاتی، یہ مسجد سکھوں کے مکانوں سے متصل ہے، سکھ کہتے ہیں کہ اس مسجد کے بدلے ہم سے دُگنی جگہ لے لو، ورنہ ہم عدالت سے چارہ جوئی کریں گے: آیا یہ جگہ مسجد کی دے کر دوسری جگہ اس کے بدلے میں لے سکتے ہیں؟ اگر عدالت سے مسجد ان کو مل گئی تو مسلمانوں کے لیے بہت برا ہوگا، اور ہمیشہ کے لیے عداوت قائم ہوجائے گی: شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۲/۹۶ھ)

الجواب: کتب فقہ میں ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے، وہ ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے اس میں کبھی کوئی تصرف مالکانہ اس میں درست نہیں ہے، اور اس کا مبادلہ جائز نہیں ہے: جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ (سورۂ جن، آیت: ۱۸) اور شامی میں ہے: أن الفتوی علی تأبید المسجد (الشامی ۴۲۹/۶ کتاب الوقف) پس اپنے اختیار سے مسلمانوں کو اس مسجد کو چھوڑنا اور مبادلہ کرنا، اور سکھوں کے حوالہ کردینا درست نہیں ہے، حکم سرکار سے اگر ان کو مل جاوے گی تو اس میں مسلمانوں پر گناہ نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ معذور اور لاچار ہیں، لیکن اپنے اختیار سے ان کو مسجد کفار کے قبضہ میں دے دینا جائز نہیں ہے۔ فقط

نئی مسجد کے امام سے ناراض ہوکر پرانی مسجد کو آباد کرنا

سوال: (۸۶۶) اہل اسلام نے بالاتفاق سابقہ مسجد کو مصلحۃً چھوڑ کر نئی مسجد تعمیر کرلی، اس لیے سابقہ مسجد رفتہ رفتہ غیر آباد ہوگئی، اور دیواریں بھی گر گئیں، دو تین مسلمانوں نے امام مسجد سے ناراض ہوکر ضد میں آکر سابقہ مسجد کو از سرِ نو تعمیر کرکے نماز پڑھنی شروع کردی: اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵/۱۸۹۸ھ)

الجواب: یہ بہت اچھا ہوا کہ مسجد سابق آباد کی گئی: کیونکہ حکم شرعی یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ کو ابد الآباد تک مسجد رہتی ہے اور اس کی آبادی میں کوشش کرنا ضروری اور موجب اجر عظیم ہے۔ فقط

مسجد کی نفع رسانی میں خلل ڈالنے والے کے لیے کیا سزا ہے؟

سوال: (۸۶۷) ایک درخت پیپل مقبوضہ سرکار مسلم کو سرکار مسلم نے مسلمانوں کی خواہش پر مسجد

میں صرف کرنے کے لیے دے دیا، اس پر ایک مسلمان نے اہل ہنود کو ورغلا کر کہا کہ یہ درخت پیپل تمہاری پرستش کا ہے، تم اس کو نہ کاٹنے دو، اور مسجد کے صرف میں نہ لانے دو؛ چنانچہ ہنود نے سرکار میں عرضی دی اور سرکار سے اس درخت کے کاٹنے کی ممانعت ہوگئی؛ ایسے مسلمان کی نسبت شریعت سے کیا سزا ہے کہ جو مسجد کے امور میں حارج ہو اور مانع ہو؟ (۱۲۹۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وہ شخص جو مسلمان ہو کر مسجد کی نفع رسانی میں حارج اور مانع ہو، عاصی اور مناع خیر ہے، اور جیسا کہ مساجد کی آبادی میں سعی کرنے والے اور مسجد کی خبر گیری کرنے والے بشارت ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ (سورۂ توبہ، آیت:۱۸) (اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور پچھلے دن کا یقین رکھتے ہیں) میں داخل ہیں اسی طرح مساجد کے ویران کرنے والے اور ویرانی میں سعی کرنے والے اور نفع رسانی میں خلل ڈالنے والے بشارت مذکورہ سے دور رہوں گے، اور اس وعید میں داخل ہوں گے جو ﴿مَنّٰاعٍ لِلْخَيْرِ﴾ (سورۂ ق، آیت:۲۵، سورۂ قلم، آیت:۱۲) کے لیے وارد ہے۔ فقط

جدید مسجد کی تعمیر سے روکنا

سوال: (۸۶۸) موضع بدھولیا ضلع بانس بریلی میں صرف ایک مسجد پرانی ہے، اور بستی بہت وسیع ہے؛ تقریباً پانسو نماز پڑھنے والے آباد ہیں، ان میں سے ایک شخص نے ارادہ مسجد جدید بنوانے کا کیا، اور مسلمانوں کو جمع کر کے ان کی رائے و اتفاق سے ایک کچا چبوترا بنوادیا، عرصہ دو سال کا ہوا اس پر نماز بہ دستور ہوتی ہے، مسجد قدیم کے گرد و نواح کے لوگوں نے یہ رائے کی کہ دوسری مسجد یہاں نہ بنے، صرف مسجد قدیم ہی رہے، اور وہ آمادۂ فوجداری ہوئے، اور چبوترا کو کھودنے کے لیے تیار ہوئے، اور جگہ دینے والے کو بہکا دیا کہ تو اپنی جگہ واپس لے لے، اس صورت میں جو لوگ مانع ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۳۴۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر اس شخص نے وہ چبوترا بغرض نماز پڑھنے کے وقف کر دیا، اور اس کو مسجد سمجھا (گیا) تو وہ مسجد ہوگیا؛ اب اس کو واپس لینا اس جگہ کا درست نہیں ہے، اور جو لوگ مانع ہیں وہ گنہگار ہیں۔ فقط

مسجد اور مسجد کے اوقاف کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ لازم ہے

سوال: (۸۶۹) مسجد موسومہ ''غریب شاہ'' واقع متصل پل پھاٹک گنج دہلی کا حجرہ اور صحن کا تقریباً

نصف حصہ اور کنواں و غسل خانہ وغیرہ گورنمنٹ لینا چاہتی ہے ان کی حفاظت حسب استطاعت مسلمانوں پر عندالشرع کہاں تک ضروری ہے؟ اور اگر ان حصص کی حفاظت میں کسی مسلمان کا مال اور جان صرف ہو جائے تو کیا وہ عنداللہ ماجور ہوگا؟ (۱۳۲۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: بہ حکم ﴿ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ ﴾ (سورۂ جن، آیت: ۱۸) اور بہ موجب روایات فقہیہ اَلْوَقْفُ لَا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف) وأن الفتوىٰ على تأبيد المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ كتاب الوقف) مسجد اور حجرۂ مسجد اور صحن مسجد اور چاہ موقوفہ کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ لازم ہے، اور تصرف غیر سے حسب استطاعت اس کو بچانا ضروری اور لازم ہے، مسلمان اس میں پوری سعی اور چارہ جوئی کریں، اور تصرف غیر سے ان چیزوں کو بچائیں، اور جانی و مالی امداد سے حتی الوسع دریغ نہ کریں، لیکن قتل و قتال نہ کریں، اور ان کی حفاظت میں جو کچھ سعی جانی و مالی مسلمان کریں گے مستحق اجر ہوں گے۔ فقط

سرکار مساجد و مقابر کو منہدم کرنے کا حکم صادر کردے تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۷۰) زمانہ حال میں عموماً دیکھا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی سڑک یا ریل کی پٹری یا نہر جاری کرنے اور کھودنے کا حکم کیا جاتا ہے تو اکثر ان کی زد میں مساجد و مقابر آ جاتے ہیں، اور ان کو بالکل منہدم کرانے کا حکم کیا جاتا ہے: آخر حالت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ سرکار اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے نہیں ہٹتی، اور مسلمان اپنے جوش مذہبی کی وجہ سے جان دینے تک تیار ہو جاتے ہیں، اور کئی جانیں بے گناہ مقتول ہو جاتی ہیں: لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے کہ سرکار اپنا حکم واپس کرتی ہے، اگر مسلمان اتنا بھی نہ کریں گے تو یقیناً سرکار کے لیے ایک قسم کا راستہ کھل جائے گا، اور مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا ہمیشہ اسی طرح استیصال کیا جائے گا؛ چنانچہ آج کل ضلع ''سکھر سندھ'' میں ایک نہر کھدوانے کا حکم کیا گیا ہے، اور بہت سے مقابر و مساجد اس کی زد میں آ چکی ہیں؛ اب مسلمانوں کو صورت مذکورہ میں کیا کرنا چاہیے؟ اور کہاں تک مساجد کی حفاظت ان پر ضروری ہے؟ (۱۹۸۱/۱۳۴۶-۴۷ھ)

الجواب: چونکہ گورنمنٹ کا یہ طرز عمل اس اعلان عام کے سراسر مخالف ہے جس کو ''کوئن وکٹوریہ''

اور ہر دو پارلیمنٹ (دارالعوام اور دارالامراء) اور انگلستان کی مذہبی جماعت نے متفقہ طور پر ۱۸۵۸ء میں تمام ہندوستان میں شائع کر کے تمام سکان ہند کو مطمئن کیا تھا، اور جس کی تصدیق ''ایڈورڈ ہفتم'' اور ''جارج پنجم'' نے اپنی اپنی تخت نشینی کے اوقات میں نہایت پر زور الفاظ میں شائع کرائی تھی، اور جس کو اصولاً تمام ذمہ داران حکومت ہند آج تک تسلیم کر رہے ہیں، اور چونکہ مذہبی حیثیت سے ہر مسلمان پر فرض اور واجب ہے کہ وہ شعائر اسلامیہ کی حفاظت میں اپنی پوری جد وجہد کو عمل میں لائے اور ہر قسم کی قوت کو صرف کرنے میں انتہائی درجہ تک سے بھی دریغ نہ کرے، اور چونکہ ایسے مذہبی معاملات میں سعی کرنا قدم قدم پر موجب ثواب ورحمت ہے، اس لیے ''مسلمانان سندھ'' پر خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں پر عموماً درجہ بدرجہ ضروری اور لازم ہے کہ امر مسئول عنہ میں مساجد دینیہ اور مقابر اسلامیہ کی حفاظت پوری طاقت کے ساتھ کریں، اور کسی کمزوری کو ہرگز روانہ رکھیں؛ جو لوگ ایسے معاملات میں ﴿لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۹۵) سے مسلمانوں کے عزائم اور ان کی ہمتوں کو ضعیف کرتے ہیں وہ سخت ترین غلطی پر ہیں، ان کو اس آیت کی تفسیر کی خبر نہیں: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت اس آیت کی تفسیر میں ''صحاح'' میں موجود ہے(۱) اس پر نظر ڈالیں، مسلمانوں کا ایسے امور میں سعی بلیغ اور انتہائی قوت صرف کرنے سے جان چرانا اور شعائر اسلامیہ کو برباد ہونے دینا یہ تہلکۃ ہے نہ کہ بدعہد ظالم کو اس کے ظلم سے روکنا قتال

(۱) عن أسلم أبي عمران قال: كنا بمدينة الروم فأخرجوا إلينا صفا عظيمًا من الروم، فخرج إليهم من المسلمين مثلهم أو أكثر وعلى أهل مصر عقبة بن عامر، وعلى الجماعة فضالة بن عبيد، فحمل رجل من المسلمين على صف الروم حتى دخل عليهم، فصاح الناس وقالوا: سبحان الله! يلقي بيده إلى التهلكة، فقام أبو أيوب الأنصاري، فقال: يا أيها الناس! إنكم لتأوّلون هذه الآية هذا التأويل، و إنما نزلت هذه الآية فينا معشر الأنصار لمّا أعز الله الإسلام وكثر ناصروه، فقال بعضنا لبعض سرًا دون رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أموالنا قد ضاعت وإن الله قد أعز الإسلام وكثر ناصروه، فلو أقمنا في أموالنا، فأصلحنا ما ضاع منها، فأنزل الله تعالى على نبيه صلى الله عليه وسلم يرُدُّ علينا ما قلنا ﴿وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ كانت التهلكةُ الإقامةَ على الأموال و إصلاحها وتركنا الغزو، فما زال أبو أيوب شاخصا في سبيل الله، حتى دفن بأرض الروم. هذا حديث حسن غريب صحيح (جامع الترمذي ۲/۱۲۶ أبواب التفسير - من سورة البقرة. وهكذا في أبي داؤد ص: ۳۴۰ كتاب الجهاد - باب في قوله عز وجل ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾)

علیہ الصلاۃ والسلام: إن الناس إذا رأوا الظالم فلم یأخذوا علی یدیہ، أوشك أن یعمیھم اللّٰہ بعقاب (۱) وقال علیہ الصلاۃ والسلام: کلا! واللّٰہ لتأمرنّ بالمعروف ولتنھون عن المنکر ولتأخذن علی یدی الظالم ولتأطرنہ علی الحق أطرًا ولتقصرنہ علی الحق قصرًا (۲) (وفی روایۃ) أو لیضربن اللّٰہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعننّکم کما لعنھم الحدیث (۳) رواہ أبو داوٗد فی سننہ وغیرہ. کتبہ حسین احمد غفرلہ

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ العالی نے حکومت برطانیہ کے جن جن اعلانات کا حوالہ دیا ہے، میں نے بھی سنا ہے کہ یہ اعلانات کیے جا چکے ہیں، لیکن اگر بالفرض یہ اعلانات نہ بھی ہوتے تب بھی کوئی مسلمان بحیثیت اسلام اپنے مذہبی شعائر کو مٹائے جاتے ہوئے دیکھنا گوارا نہیں کرسکتا ہے، اور اس کے لیے مذہبی حیثیت سے ضروری ہے کہ وہ ہر جائز کوشش اپنے مذہبی شعاروں کو محفوظ رکھنے کی کرے، اور یہ فریضہ کسی خاص محلّہ یا خاندان کے لوگوں پر عائد نہیں ہوتا ہے، بلکہ دنیا کے تمام مسلمان اس فریضہ کے لیے مشترک حیثیت رکھتے ہیں۔ بناءً علیہ ان مساجد و مقابر کو تا حد جواز بچانا ہر مسلمان پر فرض ہے واللّٰہ ولی امرہ ومجری قدرہ۔ محمد اعزاز علی غفرلہ

دیوار سے گھیر کر مسجد کو محفوظ کرنے کا حکم کب ہے؟

سوال: (۸۷۱) ایک مسجد ایسی چھوٹی ہے کہ جس میں تین چار آدمی کے نماز پڑھنے کے لائق جگہ ہے،

(۱) عن قیس قال: قال أبوبکر بعد أن حمداللّٰہ و أثنی علیہ یا أیھا الناس! إنکم تقرؤن ھذہ الآیۃ وتضعونھا علی غیر مواضعھا، علیکم أنفسکم، لایضرکم من ضل إذا اھتدیتم .قال عن خالد: وإنا سمعنا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: إن الناس إذا رأوا الظالم. الحدیث (سنن أبی داوٗد ص: ۵۹۲ کتاب الملاحم، باب الأمر والنھی)

(۲) عن عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إن أوّل ما دخل النقصُ علی بنی إسرائیل کان الرجلُ یلقی الرجلَ فیقول: یا ھذا! اتق اللّٰہ و دع ما تصنع، فإنہ لا یحل لك ثم یلقاہ .... ثم قال: کلاّ واللّٰہ لتأمرن بالمعروف ولَتَنْھَوُنَّ عن المنکر. الحدیث (سنن أبی داوٗد ص :۵۹۲ کتاب الملاحم، باب الأمر والنھی)

(۳) عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بنحوہ، زاد: أو لیضربن اللّٰہ بقلوب بعضکم علی بعض. الحدیث (سنن أبی داوٗد ص :۵۹۲ کتاب الملاحم، باب الأمر والنھی)

آگے پیچھے کھڑے ہوکر جماعت نہیں کر سکتے تو اس مسجد کو محاط کر دینے کا حکم ہے یا نہیں؟ (۴۰۵/۱۳۴۴ھ)

الجواب: یہ حکم مسجد کے محاط اور محفوظ کر دینے کا اس وقت ہے کہ وہ مسجد ایسی ویران ہو جائے یا ویرانی کی جگہ میں واقع ہو جائے کہ اس مسجد میں کوئی نماز پڑھنے والا نہ رہے، اور کوئی نماز نہ پڑھے، اس کے لیے یہ حکم ہے کہ جب اس کے کھلے ہوئے پڑے رہنے میں بے ادبی کا خوف ہے، اور جانوروں کے آنے جانے اور رہنے کا اندیشہ ہے تو اس کو محاط و محفوظ کر دیا جائے، باقی کسی مسجد محلہ کے چھوٹی ہونے کی وجہ سے یہ حکم نہیں ہے کہ اس کو بند کر دیا جائے؛ بلکہ اس میں نماز پڑھنی چاہیے، جماعت نہ ہو تو ایک دو آدمی ہی نماز پڑھا کریں، محلہ والوں کے ذمہ یہ حق ہے کہ اس کو ویران نہ کریں، اور جس طرح ہو سکے اس میں نماز پڑھیں، اگر جماعت نہ ہو سکے تو بلا جماعت ہی نماز پڑھیں، اور اول تو جہاں تک ہو سکے جماعت سے ہی نماز پڑھنی چاہیے، اگرچہ امام و مقتدی برابر میں کھڑے ہوں مگر امام کچھ آگے ہو جائے۔ فقط

غیر اوقاتِ نماز میں مسجد کے دروازے بند کرنا جائز ہے

سوال: (۸۷۲) مسجد کا دروازہ غیر اوقات نماز میں بہ حفاظت اسباب دن کو بند کرنا کیسا ہے؟

(۱۱۱۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: غیر اوقات نماز میں بہ غرض حفاظت سامان مسجد دروازہ مسجد کا بند کرنا درست ہے۔ درمختار میں ہے: وکما کرہ غلق باب المسجد إلّا لخوف علی متاعہ (۱)

سوال: (۸۷۳) چہ حکم شرع شریف است دریں مسئلہ کہ جامع مسجد لکھیم پور میں تین درجے ہیں: دو مسقف اور ایک سائبان ٹین ہے اور مسجد کے دونوں پہلو چپ و راست ہیں اور مسجد سے ملحق دو حجرے مؤذن کے قیام و اشیاء مسجد کی حفاظت کے لیے ہیں، مسجد کے درجۂ اولی میں جھاڑ قیمتی لگے ہوئے ہیں ان ہی جھاڑ وغیرہ کی حفاظت کے لیے کچھ عرصہ سے شب میں درجۂ اولی کے سب کیواڑ بند کر کے قفل ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ قفل عشاء و فجر و جمعہ کی نماز کے وقت کھولا جاتا ہے۔ اور باقی اوقات شب و روز میں درجۂ اولی مقفل رہتا ہے، تین وقت کی نماز جماعت باہر کے درجوں میں ہوتی ہے، مولوی عبدالعزیز اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ امر ناجائز ہے قول ان کا حق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ فقط (۲۱۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

(۱) الدر مع الشامی ۲/۳۷۰ کتاب الصلوۃ، مطلبٌ فی أحکام المسجد.

الجواب: فقہاء نے اس بارے میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ بلاضرورت مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر سامان ومتاع کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو غیر اوقات صلوٰۃ میں بند کرنا دروازۂ مسجد کا درست ہے، پس جب کہ بہ ضرورت حفظ سامان مسجد تمام مسجد کو غیر اوقات صلوٰۃ میں بند کردینا درست ہے تو ایک درجے کا بند کردینا جس میں سامان مسجد ہے اور اس کے بند کرنے سے نمازیوں کا کچھ حرج نہیں ہے بدرجۂ اولیٰ جائز ودرست ہے۔

قال في الدرالمختار: وكما كره غلق باب المسجد إلا لخوف على متاعه . به يفتى ، وقال في ردالمحتار: هذا أولى من التقييد بزماننا ، لأن المدار على خوف الضرر . فإن ثبت في زماننا في جميع الأوقات ثبت كذلك إلا في أوقات الصلوٰة أو لا فلا ، أو في بعضها ففي بعضها ، كذا في الفتح . وفي العناية: والتدبير في الغلق لأهل المحلة الخ (۱)(الشامي . المجلد الأول ، أحكام المساجد) فقط

بلاوجہ مسجد میں آنے کا دروازہ بند کرنا

سوال: (۸۷۴) ایک مسجد کے دو دروازے ہیں: ایک شرقی ایک غربی، اور جانب شرقی میں مسلمان زیادہ آباد ہیں، اور آمد ورفت بھی اسی شرقی دروازے سے بہت ہے، اب بعض غربی دروازہ والوں نے عناداً شرقی دروازہ بند کردیا، اور اس کے بند ہونے سے شرقی نمازیوں کو بہت تکلیف ہوتی تو اگر اس دروازے کو کھلوادیں تو شرعاً جائز ہے یا نہ؟ (۴۲۹/ ۱۳۳۵-۳۴ھ)

الجواب: بدون کسی وجہ شرعی اور مجبوری کے مسجد مذکورہ کا دروازۂ شرقی بند کرنا جائز نہیں ہے، جب کہ اس کے بند کرنے سے اس طرف کے نمازیوں کو تکلیف ہو وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ: لَاضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ (۲) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُّذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۴) پس نمازیوں کے روکنے کے لیے دروازہ شرقی کو بند کرنا سخت گناہ اور ظلم ہے، اس کو فوراً کھول دینا چاہیے۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار و رد المحتار ۲/ ۳۷۰ كتاب الصلاة ـ مطلبٌ في أحكام المسجد .

(۲) عن عمرو بن يحيى المازني عن أبيه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لاضرر ولاضرار (الموطأ للإمام مالك ص:۳۱۱ كتاب الأقضية ، القضاء في المرفق)

مسجد ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو ترکِ موالات کے زمانے میں بھی عدالت میں نالش کرنی چاہیے(۱)

سوال: (۸۷۵) شیعہ اور سنیوں میں ایک مسجد کا مقدمہ دیوان میں ہے، اگر ترکِ موالات کی وجہ سے پیروی عدالت میں نہ کی جائے تو مسجد ہاتھ سے نکل جائے گی، اس صورت میں پیروی عدالت میں جا کر کرنی چاہیے یا نہیں؟ (۱۱۱۲/۳۹-۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسی حالت میں اہل سنت و جماعت کو پیروی کرنی چاہیے۔ فقط

عدالت کا یہ فیصلہ کہ ایک سال حنفی اور ایک سال مرزائی اس مسجد میں نماز پڑھیں: درست نہیں

سوال: (۸۷۶) ایک گاؤں کے تمام باشندے پہلے حنفی تھے، اب ان میں سے چند آدمی مرزائی ہو گئے ہیں، اور مسجد پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، عدالت سے یہ فیصلہ ہوا کہ ایک سال تک حنفی اس مسجد میں نماز پڑھیں، اور ایک سال تک مرزائی نماز پڑھیں؛ کیا یہ فیصلہ شرع کے مطابق ہے؟ (۱۵۳۵/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: مرزائیوں کے کفر پر علمائے اہل سنت و جماعت کا فتویٰ ہے، وہ گروہ مرتد و کافر ہے، لہذا ان کو مسجد میں آنے اور نماز پڑھنے کی اجازت دینا، اور مسجد پر ان کا قبضہ کرانا، اور جو صورت سوال میں درج ہے کہ ایک سال حنفی نماز پڑھیں، اور ایک سال مرزائی نماز پڑھیں، شرعاً جائز نہیں ہے، ان کو مسجد اہل سنت و جماعت میں کچھ حق اور دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

حنفیوں اور غیر مقلدین کے لیے مسجدیں نامزد کرنا اور فتنہ پھیلانے والے کو مسجد میں داخل ہونے سے روکنا

سوال: (۸۷۷) ایک قصبہ کئی سو برس سے آباد ہے، وہاں کے مسلمانوں کی مردم شماری فی الحال

(۱) موالات: دوستی، ترکِ موالات: عدم تعاون، جنگ آزادی کے زمانے میں انگریزی حکومت سے عدم تعاون کا فتویٰ جاری ہوا تھا، اور تمام ہندوستانیوں نے حکومت کا بائیکاٹ کر دیا تھا، اس زمانے کے بارے میں سوال ہے۔ سعید احمد پالن پوری

تقریباً آٹھ ہزار ہے، اور وہاں مسجد تخمیناً اسی (۸۰) کے قریب آباد ہیں، ان کے علاوہ اور بھی مساجد ہیں، وہاں کے کل مسلمان بہ جز دچند شیعہ کے، ابتداء سے حنفی المذہب، متفق الخیال، متحد العقائد والمسائل، باہم شیر وشکر کی طرح ملے جلے رہتے تھے، ان میں کسی قسم کا جنگ وجدال وتخالف نہ تھا، مگر تقریباً تیس بتیس برس سے چندلوگ ـــــ غالباً فی الحال ان کی تعداد دو ڈھائی سو ہوگی ـــــ منکر مذہب غیر مقلد ہوگئے، اور باہم سخت منافرت اور مخالفت پیدا ہوگئی، حتی کہ بارہا فوج داری اور عدالت کی نوبت پہنچ گئی، غیر مقلدین نے اپنی عیدگاہ اور جامع مسجد بھی بنوالی، مگر بعض بعض ایسی بھی مسجدیں ہیں جن میں دونوں فریق نماز پڑھتے ہیں، ایسی مسجدوں پر اکثر مذہبی جھگڑے ہوجایا کرتے ہیں، چنانچہ ان دنوں موجودہ ۱۳۳۳ھ ۱۳/ محرم کو ایک مسجد میں دونوں فریق جمع ہوگئے، اور آپس میں مار پیٹ لٹھم لٹھا گھوم گھوسا کر بیٹھے، بلکہ اس کے ذریعہ سے دو فوج داریاں اور بھی ہوگئیں، جس سے قصبہ میں ایک ہلچل مچ گئی، پولیس آکر روک تھام نہ کرتی تو نہ معلوم کیا ہوجاتا۔ آئے دن کی مذہبی فوج داری سے دونوں فریق تنگ آگئے، اب فریقین اس امر پر راضی ہیں کہ باہم صلح کرکے جھگڑے کو مٹادیں، چنانچہ برضامندئ فریقین چند اشخاص حکم مقرر کیے گئے ہیں، اور باتفاق فریقین اقرار نامہ ثالثی میں یہ مضمون لکھا گیا ہے کہ ثالثان حسب شریعت وقانون اور دیانت داری جو فیصلہ کردیں گے، ہم فریقین کو منظور ہے۔ اب علمائے حقانی سے یہ استفسار ہے۔

(الف) چونکہ تیس برس کے تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس قصبہ میں جب دونوں فریق ایک نزاعی مسجد میں جمع ہوجاتے ہیں تو اکثر مذہبی شر وفساد کر بیٹھتے ہیں، اگر اس شر وفساد اور فتنہ وپرخاش کے مٹانے کے لیے ثالثین دونوں کو الگ کردیں، اور فریقین کے لیے خاص خاص مسجدیں مقرر کردیں تو کیا یہ فیصلہ خلاف شریعت ہوگا؟

(ب) اگر کسی نمازی کے ذریعہ سے حفظ امن میں خلل واقع ہوتا ہو، اور شر وفساد کا اندیشہ ہو یا عام نمازیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور اذیت پہنچتی ہو تو ایسے شخص کو بغرض حفظ امن اور انسداد شر وفساد جماعت سے روک دینا کیا شرع کے خلاف ہے؟ (۳۲/۱۰۲۶-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) قرآن پاک میں ہے: ﴿وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۰۵) یعنی بیشک اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا، اور یہ بھی ہے: ﴿لَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ﴾ (سورۂ اعراف،

آیت:۱۴۲) یعنی مفسدوں کے راستہ کی پیروی نہ کرو، اور یہ بھی ہے: ﴿لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا﴾ (سورۂ اعراف، آیت:۵۶) یعنی بعد اصلاح کے زمین میں فساد نہ کرو۔ ان نصوص سے بخوبی ثابت ہے کہ فساد برپا کرنا حرام اور اس کا مٹانا واجب ہے، چونکہ تیس برس کے تجربے سے معلوم ہے کہ دونوں فریق کے اکٹھے ہونے سے شر وفساد اور فتنہ برپا ہوجایا کرتا ہے، اس لیے محض بغرض انسداد فساد وحفظ امن اور اصلاح بین الناس اگر ثالثین دونوں فریق کو الگ کردیں، اور دونوں فریق کے لیے مسجدیں خاص خاص نامزد کردیں تو خلاف شریعت نہ ہوگا؛ بلکہ وہ لوگ عند اللہ ماجور اور مصیب ہوں گے۔

(ب) جو شخص حفظ امن میں خلل انداز ہو اور باعث شر وفساد ہو، اور عام نمازیوں کو تکلیف دہ اور ایذاء رساں ہو، اور اس کا فعل موجب اشتعال طبع ہو، اس کو جماعت سے روکنا قانون شرع کے مطابق ہے؛ حدیثیں اور آثار اور اقوال فقہاء اس پر صاف دال ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے کچا لہسن پیاز کھانے والوں کو مسجد سے روک دیا، بلکہ مسجد سے نکال دیا، نیز آپ نے ان عورتوں کو جو خوشبو لگائے ہوئے ہوں مسجد میں آنے سے بخوف فتنہ منع فرمایا ہے، نیز آپ نے ان لوگوں کے حق میں جو نمازی کے سامنے سے چلے جائیں ـــــ جس سے نمازی کے خشوع اور خضوع میں فرق آنے کا احتمال ہے، اگرچہ نماز نہیں جاتی ـــــ فرمایا: فليدفعه فإن أبى فليقاتل فإنما هو شيطان (۱) ونحو ذلك نیز آپ نے اس شخص کو جس نے مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیا تھا، امامت سے معزول کردیا، اور اس کو خدا اور رسول کا موذی قرار دیا تھا، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو جو مسجد میں جمع ہوکر بہ آواز بلند ذکر اور ورد میں مشغول تھے ''مبتدع'' قرار دے کر مسجد سے نکلوادیا، اور فقہاء نے بھی تصریح کی ہے کہ کچا لہسن اور پیاز کھانے والوں کو اور ایسے ہی گندہ دہن اور جذامی اور مبروص اور ماہی فروش کو اور کل موذی کو اگرچہ وہ زبان سے ایذاء پہنچاتا ہو مسجد میں آنے سے روک دینا چاہیے۔

بطور نمونہ کے چند روایات اور عبارات محدثین وفقہاء ملاحظہ فرمائیے: **عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل من هذه الشجرة فلا يقربن مسجدنا ولا يؤذينا بريح الثوم رواه مسلم (۲) وعن عمر بن الخطاب قال: ... ثم إنكم أيها الناس!**

---

(۱) الجامع الصحيح للبخاري ۷۳/۱ كتاب الصلوة، باب ليرد المصلي من مرّ بين يديه.

(۲) الصحيح لمسلم ۲۰۹/۱ باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً أو كراثا أو نحوها إلخ.

تاکلون شجرتین لا أراهما إلا خبیثتین هذا البصل والثوم . لقد رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم إذا وجد ریحهما من الرجل فی المسجد أمر به فأخرج إلی البقیع فمن أکلهما فلیمتهما طبخا رواه مسلم (۱) نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ فلا یقربن المساجد هذا تصریح بنهی من أکل الثوم ونحوه عن دخول کل مسجد وهذا مذهب العلماء کافۃ (۱) اور حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں: والحق بعضهم بذلک من بفیه بخر أوبه جرح له رائحة وزاد بعضهم فالحق أصحاب الصنائع کالسماك والعاهات کالمجذوم ومن یؤذی الناس بلسانه الخ (۲) وعن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: أیما امرءة أصابت بخورًا فلا تشهد معنا العشاء الآخرة رواه مسلم (۳) وعن أبی سعید رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لا یقطع الصلاة شیئ وأدرؤا ما استطعتم فإنما هو شیطان رواه أبوداؤد (۴) وعن أبی سعید رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا صلی أحدکم إلی شيء یستره من الناس فأراد أحد أن یجتاز بین یدیه فلیدفعه فإن أبی فلیقاتله فإنما هو شیطان رواه البخاری (۵) وعن ابی سهلة السائب بن خلاد قال أحمد (هو رجل) من أصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: أن رجلا أمّ قوما فبصق فی القبلة ورسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ینظر فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم حین فرغ: لایصلی لکم فأراد بعد ذلک أن یصلی لهم فمنعوه وأخبروه بقول رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فذکر ذلک لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال: نعم وحسبت أنه قال: إنك آذیت اللّٰه ورسوله رواه أبوداؤد (۶) وعن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه أنه سمع قومًا اجتمعوا فی

(۱) الصحیح لمسلم ۱/۲۱۰ باب نهی من أکل ثومًا أو بصلاً أو کراثًا أو نحوها إلخ .
(۲) فتح الباری ۲/۳۴۳ کتاب الأذان، باب ما جاء فی الثوم النيّ والبصل والکرات، مطبوعة مکتبة الریاض، ریاض، السعودیة .
(۳) الصحیح لمسلم ۱/۱۸۳ کتاب الصلوة .باب خروج النساء إلی المساجد إذالم یترتب علیه فتنة .
(۴) ابوداؤد ۱/۱۰۴ کتاب الصلاة، باب من قال لا یقطع الصلوة شیءٌ .
(۵) مشکاة ص: ۷۴ کتاب الصلاة – باب السُترة .وصحیح البخاری ۱/۷۳ کتاب الصلاة، باب لیرد المصلی من مرّ بین یدیه .
(۶) أبوداؤد ۱/۶۹ کتاب الصلوة . باب فی کراهیة البزاق فی المسجد .

مسجد يهللون ويصلون عليه الصلاة والسلام جهرًا فراح إليهم فقال: ما عهدنا ذلك على عهده عليه السلام وما أراكم إلا مبتدعين فمازال بذكر ذلك حتى أخرجهم عن المسجد (۱)
اور درمختار میں ہے: وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كل موذٍ ولو بلسانه اهـ اور ردالمحتار میں ہے: وكذلك ألحق بعضهم بذلك مَنْ بفيه بخر أو به جرح له رائحة وكذلك القصاب والسماك والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق وقال سحنون: لا أرى الجمعة عليهما واحتج بالحديث . وألحق بالحديث كل من آذى الناس بلسانه وبه أفتى ابن عمر و هو أصل في نفي كل من يتأذى به اهـ (۲)

مسجد کے حقوق باطل کرنے کا کسی کو اختیار نہیں

سوال: (۸۷۸)......(الف) ایک مسجد ہے اس کا احاطہ کئی سال سے بنا ہوا ہے، اب کفار نے بلوہ کر کے چار پانچ مسلمانوں کو بہکا کر دھوکے سے ایک روپے کے اسٹامپ پر چند شرائط لکھوا کر دستخط کرائے کہ اس احاطۂ مسجد کو اکھاڑ دیں گے، اور برسوں سے مسجد کے غسل خانوں کا پانی بہتا ہے اس کو بند کر دیں گے؛ یہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۵۷۱/۱۳۴۰ھ)

(ب) اگر کفار کے امر سے دیوار احاطۂ مسجد جو عرصہ سے بنی ہوئی ہے، مسلمان اس کو توڑ دیں تو مسلمان اکھاڑنے والا اور توڑنے والا کیسا ہے؟

الجواب: (الف) مسجد کے احاطہ کو اکھڑوا دینا، اور غسل خانوں کا پانی بند کر دینا جائز نہیں ہے، اور کفار کے غلبہ کی وجہ سے اس قسم کی تصرفات مسجد و احاطۂ مسجد و اشیاء موقوفہ میں درست نہیں ہے، اور ابطال حقوق مسجد کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

(ب) جو مسلمان ایسا کریں وہ عاصی و ظالم ہیں، ان کا یہ فعل حرام اور معصیت ہے۔ فقط

---

(۱) الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية ۳۷۸/۶ كتاب الكراهية - الفصل التاسع في المتفرقات .

(۲) الدر والشامي ۳۷۷/۲، ۳۷۸ كتاب الصلوة . مطلبٌ في الغرس في المسجد .

کسی شخص کا یہ کہنا کہ مسجد صرف میری ہے

سوال:(۸۷۹) ایک شخص کہتا ہے کہ مسجد کسی کی نہیں صرف میری اکیلے کی ہے؟(۱۳۳۵-۳۳/۲۸۸ھ)

الجواب: مسجد کسی کی ملک نہیں ہے جو کوئی دعویٰ ملکیت کا کرے اس کا دعویٰ غلط ہے اور باطل ہے۔ فقط

مسجد کو نصاریٰ کی ملکیت تسلیم کرنے سے مسجد کا حکم نہیں بدلتا

سوال:(۸۸۰) جو مسلمان اپنے قول وفعل سے مسجد کو نصاریٰ وغیرہ کی ملکیت بہ خوشی بلا جبر واکراہ قبول ومنظور وتسلیم کرے وہ مسلمان شریعت میں کافر یا فاسق وفاجر ہوگا؟ اور اس کی امامت، تولیت و شہادت جائز ہوگی؟ اور وہ مسجد مسجد کا حق رکھتی ہے؟(۱۳۴۷-۴۶/۵۵۷ھ)

الجواب: جو مسجد ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے لأنّ الفتوی علی تأبید المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف) پس کسی کے کہہ دینے سے وہ مسجد نصاریٰ کی یا کسی کی ملک نہیں ہو سکتی، قول اس شخص کا لغو ہے، اور اگر اس نے (ایسا) کیا یا کہا تو وہ فاسق ہو گیا، اگر چہ اس کے کہنے کا کچھ اثر شرعاً نہیں ہے، بلکہ وہ لغو ہے۔ فقط

پتھر پر مسجد سیدان حویلی کلاں لکھ کر مسجد کے دروازے پر نصب کرنے سے مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی

سوال:(۸۸۱) قصبہ کھرڑ محلہ دھوبیان میں ایک مسجد واقع ہے، اور اس کے جمیع اخراجات دھوبی لوگ ہی برداشت کرتے ہیں، اور اکثر یہی لوگ اس مسجد میں نماز بھی پڑھتے ہیں، اس محلہ میں چند گھر سیدان شیعہ وسنی کے بھی ہیں، جو سوائے یہ کہنے کے کہ مسجد ہماری ہے اور کوئی خدمت مسجد کی نہیں کرتے، اب سیدان نے چھیڑ چھاڑ کرنے کی نیت سے مسجد کے دروازے پر ایک پتھر نصب کرا دیا ہے، جس پر تحریر ہے ''مسجد سیدان حویلی کلاں'' اس پتھر کے نصب کرنے سے دھوبی ناراض ہیں کہ مسجد، قدیم الایام سے ہے، اب اس پر ملکیت کا پتھر کیوں لگایا جاتا ہے؟ ان کا ارادہ دوسری مسجد تعمیر کرنے کا ہے شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔(۱۹۸۶/۱۳۳۲ھ)

الجواب: اچھا یہ ہے کہ جب تک سیدان محلّہ، دھوبیوں وغیرہم نمازیان مسجد محلّہ کو اس مسجد میں نماز پڑھنے سے منع نہ کریں، اس وقت تک وہ لوگ اسی مسجد محلّہ میں نماز پڑھیں؛ کیونکہ مسجد محلّہ کا ان پر حق ہے اور مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی، پس سیدان کا پتھر پر یہ لکھوانا ''مسجد سیدان حویلی کلاں'' اس سے مسجد مذکور سیدوں کی ملک نہیں ہوئی، اور نہ اس قدر لکھوانے سے ان کی یہ غرض ہوسکتی ہے کہ یہ مسجد ملک ان کی ہے؛ بلکہ اس قسم کی تحریر سے غرض یہ ہوتی ہے کہ بانی مسجد فلاں شخص ہے، لہٰذا اس سے دھوبیوں وغیرہم کو برا نہ ماننا چاہیے، اور بدستور اسی مسجد میں نماز پڑھنی چاہیے، اور مسجد کی ہر قسم کی خدمت اور خبر گیری کرنی چاہیے؛ کیونکہ مسجد یں اللہ کی ہیں، کسی کی ملک میں نہیں۔ قال اللّٰہُ تعالیٰ: ﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ﴾ (سورۂ جن، آیت: ۱۸) فقط

مسجد کے دروازے پر ''یادگار صحت فلاں بن فلاں'' کے مضمون کا پتھر چسپاں کرنا

سوال: (۸۸۲) زید کا لڑکا سخت علیل تھا، زید نے خدا تعالیٰ عز وجل سے دعا کی کہ اگر میرا لڑکا تندرست ہوجاوے تو لبطور یادگار مسجد کا دروازہ معہ منار وغیرہ بنوا کر وقف کردوں گا۔ خدا تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور بچہ تندرست ہوگیا، اب اس دروازہ مسجد پر حسب ذیل مضمون کا پتھر چسپاں کرنا درست ہے یا نہیں؟ یادگار صحت فلاں بن فلاں۔ (۱۳۴۱/۴۲ھ)

الجواب: اس مضمون میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اس میں ریاء وسمعہ وغیرہ کا شائبہ نہ ہو، خالصاً لوجہ اللہ اس کو وقف کردیا جاوے، اور نام آوری اور ریاء کا خیال نہ ہو، محض اس وجہ سے یہ تحریر ہو کہ یادگار رہے۔ فقط

جس مسجد میں ہندو بانیوں کے نام کی تختی لگی ہے اس کا حکم

سوال: (۸۸۳) تقریباً چالیس سال ہوئے کہ ہندو لوگوں ——— مالکان دیہہ ——— نے مسلمانوں کے واسطے اپنی لاگت سے مسجد بنوادی تھی، وہ مسجد تا حال اہل اسلام کے قبضے میں ہے، اور اس میں نماز پڑھتے ہیں، البتہ ایک اینٹ مسجد میں ایسی لگی ہوئی ہے جس میں ان دونوں کا نام: یعنی

دونوں ہندوؤں سے مسجد بنوانے والوں کا نام کندہ ہے: یہ مسجد شرعاً مسجد کا حکم رکھتی ہے یا نہیں؟

(۹۳۰/ ۴۲-۱۳۴۶ھ)

الجواب: کافر کے وقف کے صحیح ہونے کی یہ شرط ہے کہ اس کے اور ہمارے اعتقاد میں وہ قربت اور کارِ ثواب ہو؛ پس اگر مذکورین ہندوؤں نے کارِ ثواب سمجھ کر اس مسجد کو تعمیر کر کے مسلمانوں کے لیے وقف کر دی ہے تو وہ مسجد ہوگئی، اور یہ وقف صحیح ہوگیا، جیسا کہ شامی میں ہے: لما في البحر وغيره: أن شرط وقف الذمي أن يكون قربة عندنا وعندهم كالوقف على الفقراء أو على مسجد القدس الخ(۱) (۳/ ۳۶۰ کتاب الوقف) اور اگر کافروں کے اعتقاد میں وہ کارِ ثواب نہ ہو تو پھر ان کا وقف کرنا صحیح نہ ہوگا اور وہ مسجد مسجد شرعی نہ ہوگی، اس صورت میں اس کے مسجد ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ زمین مسلمانوں کو دے دیں، اور مسلمان اس کو وقف کر دیں، اور مسجد تعمیر کر لیں، یا وہ خود تعمیر کر کے مسلمانوں کو دے دیں، اور مسلمان اس کو وقف کر دیں اور مسجد کر دیں۔

بہرحال اس وقت وہ کام اس مسجد میں ہونے چاہئیں ایک یہ کہ جس اینٹ پر ان کا نام ہے اس کو مٹا دینا چاہیے، اور اگر وہ اینٹ نہ نکل سکے تو اس پر چونہ وغیرہ کا پلاستر کرا دیا جائے کہ وہ چھپ جائے، اور دوسرے یہ کہ جن ہندوؤں نے وہ مسجد بنائی وہ یا اس کے ورثہ معیّن اہلِ اسلام کو دے دیں، اور وہ مسلمان اس کو وقف کر دیں تو اس صورت میں وہ مسجد ہو جائے گی۔ فقط

اہلِ ہنود کے قبضہ سے مسجد کو نکالنا مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے

سوال: (۸۸۴) شاہی زمانے کی پرانی مسجد ہے، اہلِ ہنود نے وہ مسجد کسی وقت میں شہید کرادی، اور مسلمانوں سے ایک تحریر لکھالی کہ ''اس مسجد پر ہمارا حق کسی طرح کا نہیں ہے، اور ہم کسی طرح کا دعویٰ نہیں کریں گے'' اس تحریر سے اس مسجد پر مسلمانوں کا حق باقی ہے یا نہیں؟ (۲۱۳۳/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس تحریر کی وجہ سے وہ مسجد، مسجد ہونے سے نہیں نکلی، مسلمانانِ شہر اس مسجد کو اہلِ ہنود کے قبضہ سے نکال کر مسجد بنا دیویں، اور حکامِ ریاست سے اس بارے میں امداد لیویں، کیونکہ مسجد اللہ کا گھر ہے کسی کی ملک نہیں، اور جو مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے کما في الشامي: أن الفتوى على تأبد المسجد (الشامي ۶/ ۴۲۹ کتاب الوقف) فقط

(۱) الشامي ۶/ ۳۱۰ کتاب الوقف ۔ شرائط الوقف۔

شہر کی تمام مسجدوں کو آباد کرنا

سوال: (۸۸۵) اگر کسی شہر میں مسجدوں کی کثرت ہو، اور نمازی کم ہوں، ہر ایک مسجد میں امام مقرر کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، اگر متصل محلے والے مل کر ایک مسجد میں امام مقرر کریں، اور دیگر مساجد چھوڑ کر ایک مسجد میں باجماعت امام مذکور کے پیچھے نماز ادا کریں تو کیا حکم ہے؟ (۱۲۳۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بہتر یہ ہے کہ حتی الوسع سب مسجدوں کو آباد کریں، اور تھوڑے تھوڑے نمازی سب مسجدوں میں نماز پڑھیں، بہ حالت مجبوری جیسا موقع ہو کریں۔ فقط

جو زمین امام اور اس کی اولاد کے لیے وقف کی گئی ہے اس کا حکم

سوال: (۸۸۶) واقف نے زید اور اس کی اولاد کے لیے نسلاً بعد نسل الی یوم القیامہ، ایک مسجد میں امامت کرنے کے لیے تھوڑی زمین وقف کی، اور اس شرط کے موافق اب تک جاری ہے اور اب زید کی اولاد تین چار پشت ہو کر ان کے خاندان میں سو آدمی سے زیادہ ہو گئے، اور اس وقف زمین کی آمدنی ان کو کافی نہیں ہوتی، اور ان میں اکثر آدمی نماز پڑھانے کے لائق ہیں؛ پس ان لوگوں میں کون امامت اور وظیفہ پانے کا مستحق ہے؟ (۱۷۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر واقف نے یہ شرط کی تھی کہ آمدنی اس زمین موقوفہ کی اس کو ملے گی جو زید کی اولاد میں امام مسجد مذکور ہوگا تو جس کو اکثر اہل مسجد و اہل محلہ لائق تر امامت کے سمجھیں، اور اس کو امام مقرر کر دیں تو وہ مستحق اس آمدنی کا ہوگا نہ باقی اولاد زید کی، اور اگر آمدنی مذکور زید کے لیے خاص کر دی تھی تو اس کے بعد اس کی تمام اولاد کو نسلاً بعد نسل حصہ رسد تقسیم ہوگی۔

واقف کے وظیفہ کا مستحق کون سا مؤذن ہے؟

سوال: (۸۸۷) واقف نے کچھ وظیفہ مؤذن کے لیے مقرر کیا، اور فوت ہو گیا؛ مؤذن وہ شخص ہے جو علی الدوام اذان کہے یا جو کبھی کبھی کہتا ہے؟ (۵۱۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: شامی میں ہے: ولایکون مدرسہا من الشعائر إلا إذا لازم التدریس الخ (۱) بناءً علیہ مؤذن بھی وہی مستحق مشروط ہوسکتا ہے جو ملازمت (پابندی) کرے اذان کہنے پر۔ فقط

جو جائداد امام ومؤذن کی معاش کے لیے وقف ہے اس کی زائد آمدنی سے معلم کو تنخواہ دینا

سوال: (۸۸۸) چند بیگہ زمین مسجد کے امام اور مؤذن کی معاش کے لیے اول وقف کیا تھا، اب اسی مسجد کے متعلق ایک مدرسہ بھی ہے اس زمین کی آمدنی سے معلم کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۸۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر امام اور مؤذن کے خرچ سے زیادہ آمدنی ہو اور اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو تنخواہ معلم مدرسہ بھی اس میں سے دینا درست ہے: فان مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ (۲)

امام کو جو روپیہ دیا گیا ہے اس کو مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۸۸۹) اگر نکاح کرنے یا کرانے والا حسب رواج گاؤں امام کو کچھ روپیہ دیدے؛ لیکن بالفعل اس مسجد میں کوئی امام نہیں تو اس روپیہ کو مسجد میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۴/۹۰۰ھ)

الجواب: جبکہ وہاں بالفعل کوئی امام نہیں ہے تو وہ روپیہ مسجد کی ضروریات میں صرف کرنا جائز ہے۔ فقط

بانی کے مقرر کردہ امام پر قوم راضی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۹۰) زید بانی مسجد اور امام ہے، اور زید امام اول اور برادر زادہ امام ثانی ہے زید نے امام ثانی کو علیحدہ کردیا، مصلیان نے اس کو رکھنا چاہا مگر زید نے خلاف کیا، پھر زید نے دوسرے شخص اجنبی کو امام ثانی مقرر کرلیا، اس بناء پر زید اور دیگر نمازیوں میں اختلاف ہے، اور نمازی امام ثانی کے پیچھے نماز

---

(۱) قولہ: لو مدرس المدرسۃ، ولایکون مدرسہا الخ (الشامی ۶/۴۴۳ کتاب الوقف – قبل مطلب فیمن لم یدرس لعدم وجود الطلبۃ)

(۲) ردالمحتار ۶/۵۲۱ کتاب الوقف، مطلب: مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ.

جمعہ پڑھنے سے انکار کرتے ہیں؛ اس صورت میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟ اور دیگر نمازیان؛ جامع مسجد دوسری بنا کر نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۱۷۰/۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: البانی للمسجد أولی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار إلا إذا عین القوم أصلح ممن عینه البانی الخ(۱) **حاصل** یہ ہے کہ امام ومؤذن مقرر کرنے میں بانی مقدم ہے، لیکن اگر قوم ایسے شخص کو امام مقرر کرے جو کہ بانی کے امام مقرر کردہ سے زیادہ لائق ہے امامت کے، تو پھر قوم کا مقرر کیا ہوا امام قائم رکھا جاوے، پس اس نزاع کا فیصلہ اسی اصل کے موافق کر لیا جاوے، اور مسجد جدید بلا اشد ضرورت کے نہ بنائی جاوے جس سے پہلی مسجد کی ویرانی ہو اور نیز یہ کہ ضد اور نفسانیت سے کوئی مسجد نہ بنائی جائے، اور اگر واقعی ضرورت مسجد جدید کی ہو، اور اخلاص کے ساتھ مسجد اللہ کے واسطے بنائی جاوے تو وہ بھی مسجد ہو جاوے گی اور اس میں نماز صحیح ہے۔ فقط

امام کے فاسق وفاجر ہونے کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

سوال: (۸۹۱) ایک گاؤں میں بہت دنوں سے ایک مسجد میں سب لوگ ایک ساتھ جمعہ پڑھتے ہیں، اتفاقاً اس مسجد کا امام فاسق وفاجر ہے، اس محلّہ کے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتے، مگر مسجد والا زبردستی اس امام کے پیچھے نماز پڑھانا چاہتا ہے، اور کہتا ہے کہ جس کا جی چاہے وہ اس امام کے پیچھے نماز پڑھے ورنہ اس گھر سے چلا جائے؛ لوگوں نے مجبور ہو کر تھوڑے فاصلے پر دوسری مسجد بنالی ہے، اور جمعہ پڑھ رہے ہیں؛ اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس مسجد کو ''مسجد ضرار'' کہنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۹۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس صورت میں مسجد ثانی میں نماز صحیح ہے، اور اس مسجد کو ''مسجد ضرار'' کا حکم نہ دیا جائے گا؛ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عندالحنفیہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ صحیح نہیں ہے، بلکہ شہر اور قصبہ اور ایسے بڑے گاؤں میں جو مثل قصبہ کے ہو اور اس میں بازار ہو جمعہ صحیح ہوتا ہے۔ قال فی الشامی: وتقع فرضًا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها أسواق ــــ إلی أن قال ــــ وفیما ذکرنا إشارة إلی أنها لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب الخ (۲) فقط

(۱) الدر مع الشامی ۶/۵۰۵ کتاب الوقف. قبل مطلب فی الوقف المنقطع الأول والمقطع الوسط.
(۲) الشامی ۳/۸ کتاب الصلوٰة. فی أوائل باب الجمعة.

ظالم تحصیل دار کے توسل سے مسجد کے لیے زمین خریدنا

سوال: (۸۹۲) ایک ہندو تحصیل دار جو کہ مسلمانوں کے ساتھ کئی موقعوں پر کھلم کھلا ظلم کر چکا ہو، اب اسی تحصیل دار کے توسل سے چند مسلمان مسجد کے لیے زمین خریدنا چاہتے ہیں، کیونکہ بغیر توسل تحصیل دار کے مالک زمین، زمین دینے سے انکار کر چکا ہے، اس تحصیل دار کے توسل سے زمین خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں نماز درست ہوگی یا نہیں؟ (۱۷۲۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: وہ مسلمان اگر بتوسل تحصیل دار مذکور زمین خرید کر اس کو وقف کر دیں، اور اس میں مسجد بنائیں تو وہ مسجد ہو جائے گی، اور اس میں نماز درست ہے۔ فقط

مسجد بنانے کی نیت کر کے مسجد تعمیر نہ کرنا

سوال: (۸۹۳) ایک شخص نے نیت مسجد بنوانے کی کی، اور ایک مکان منہدم کرایا، اور سامان مسجد پورا مہیا ہو چکا، مگر اس گاؤں میں تین مسجدیں ہیں، ان میں بھی نمازی بہت کم ہوتے ہیں، اگر جدید تعمیر نہ کرائی جائے تو وہ شخص گنہ گار تو نہ ہوگا؟ اور وہ جگہ دوسرے کام میں آسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۰۲۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اگر اس مسجد جدید کے لیے مکان مذکور کو وقف نہیں کیا تھا، اور ہنوز نیت ہی نیت تھی کوئی لفظ ایسا نہ کہا تھا کہ میں نے اس مکان کی زمین کو مسجد کر دیا، یا وقف برائے مسجد کر دیا؛ تو اس صورت میں اگر مکان مذکور میں مسجد جدید تیار نہ کی جائے؛ تو وہ شخص آثم وگنہ گار نہ ہوگا، اور اگر اس نے کوئی لفظ ایسا کہا ہے کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا، یا وقف کر دیا تو پھر اس کو مسجد رکھنا اور مسجد تعمیر کرنا ضروری ہے۔

مسجد کو نقصان پہنچانے والے انجن کا حکم

سوال: (۸۹۴) قصبہ میں ایک جامع مسجد ہے، اور دکانات پشت جامع مسجد میں انجن بہت بڑا جس کی دہل سے تعمیر کو ضرر ونقصان ہے، اور نماز میں اس کی آواز سے خلل پڑتا ہے، اس صورت میں انجن کو وہاں سے ہٹانے کا کیا حکم ہے؟ وہاں سے ہٹانا ضروری ہے یا نہیں؟ (۵۵۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں کہ مسجد کی تعمیر کو ضرر کا اندیشہ ہے، اور نمازیوں کی نماز میں بھی تفرقہ اور

خلل پڑتا ہے، مناسب ہے کہ انجمن مذکور کو وہاں سے ہٹا دیا جاوے، اور مسجد کی دکان میں اس کو نہ رکھا جاوے کہ قلیل نفع کے لیے زیادہ نقصان کو گوارا کرنا مقتضائے عقل وشرع نہیں ہے۔ فقط

ہندوؤں کا مسجد کے قریب باجا وغیرہ بجانے اور مسجد کے احاطے میں قربانی نہ کرنے کی شرط لگانا

سوال: (۸۹۵) ایک مسجد لب سڑک بنانے کی تجویز ہے، بلکہ بنیاد ڈال دی ہے، ہنود کو یہ اعتراض ہے کہ مسجد سے ملا ہوا ایک ہندو کا گھر ہے، اگر اس میں بارات وغیرہ آ کر ٹھہرے تو مسلمانوں کو باجا وغیرہ کا اعتراض نہ کرنا چاہیے، مسجد کے احاطے میں کسی قسم کی قربانی نہ ہونی چاہیے، یہ شرائط قابل قبول ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۵۲۹ھ)

الجواب: مسجد مذکور کو جس کی بنیاد بھی قائم ہو چکی ہے تیار کر لینا چاہیے، اور چونکہ اسلامی حکومت نہیں ہے، اس لیے باجا وغیرہ مسلمانان روک نہیں سکتے، اور قربانی مسجد کے احاطے میں ہی لازم نہیں ہے، اور احاطہ مسجد میں قربانی کرنے کی کچھ ضرورت بھی نہیں ہے، لہٰذا ان امور کے اس وقت مان لینے میں کوئی شرعی حرج نہیں ہے۔ فقط

مسلمان مسجد سے متصل مکانات چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۸۹۶) انگریزوں نے ملک ایران میں جا کر شاہ ایران سے ایک زمین ٹھیکے پر لی، اور اس میں زمین سے تیل نکالنے کا کارخانہ قائم کیا، اور بہت سے کام کرنے والے مسلمان نوکر رکھے، مسلمانوں نے انگریزوں سے اجازت لے کر اس میدان میں کئی ہزار کے صرفہ سے ایک نہایت نفیس مسجد تعمیر کر لی اور اس میں نماز پنج گانہ وجمعہ ادا کرتے رہے، اس کے بعد کسی موقع پر انگریزوں نے ہدم مسجد کا قصد کیا، وہی مسلمان مزاحم ہوئے، اور شاہ ایران کو واقعہ کی اطلاع کی، شاہ ایران نے مسلمانوں کی موافقت کی، اور انگریزوں کو ان کے ارادے سے روک دیا؛ اب پھر انگریز کہتے ہیں کہ مسجد اور ان مکانات کی وجہ سے جو ہم نے ملازمین کارخانہ کے لیے بنوا دیے ہیں، ہمارے کارخانے میں تنگی واقع ہوتی ہے، لہٰذا ہم یہاں

کے مکانات اور مسجد منہدم کرا کے تقریباً دو میل کے فاصلے پر دوسرے مکانات اور دوسری مسجد بنواتے ہیں، اس پر پھر مسلمانوں نے مزاحمت کی، اور کارخانے کا کام تک بند کردیا، جس سے انگریزوں کو کافی مالی نقصان پہنچا اور بہ مجبوری یہ کہنے لگے کہ اچھا ہم مسجد منہدم نہیں کراتے، لیکن تم لوگوں کے لیے مکانات دوسری جگہ ضرور بنادیں گے تاکہ کارخانے کی توسیع ہوسکے، اور وہ مکانات اس قدر فاصلہ پر ہوں گے کہ وہاں رہتے ہوئے یہاں آنا سوائے جمعہ کے دوسری نمازوں میں دشوار ہوگا؛ آیا اس مسجد کا ہدم کردینا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسلمانوں کو قدیمی مکانات متصل مسجد سے جدید مکانات کی طرف منتقل ہونا، اور مسجد کو تنہا چھوڑ دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۶۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب کہ مسلمانوں نے شرعی طور پر اس مسجد کی تعمیر کرائی تو اب اس پر وہ تمام احکامات جاری ہوں گے جو مساجد کے لیے مخصوص ہیں یعنی وہ دائما مسجد ہی رہے گی، اس کو منہدم کرانا یا اس میں کسی طرح کا تصرف کرنا جائز نہیں۔ ولو خرب ماحوله واستغنی عنه یبقی مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلی قیام الساعة الخ (۱) (درمختار) وهٰکذا في البحر مع زیادة تفصیل (۲) اور کارخانے کے مالک جب کہ مسلمانوں کو تخلیہ مکانات پر مجبور کرتے ہیں تو ان کے لیے وہاں سے منتقل ہونا جائز ہے، بہتر صورت یہ ہے کہ جس جگہ وہ منتقل کیے جائیں وہاں بھی تعمیر مسجد کا مطالبہ کریں، اس لحاظ سے سابق مسجد، مسجد جامع ہوجائے گی اور یہ جدید مسجد پنج گانہ نماز کے لیے۔

بہرحال مسلمان چونکہ ان کے زیر اثر ہیں اس لیے کوئی ایسی بات نہ ہونی چاہیے جس سے ضرر کا اندیشہ ہو، مسجد کے قیام ودوام کی خاطر اگر مسلمان یہ جگہ خالی کردیں، اور کہیں قریب جا بسیں، تو یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کا یہ اصرار تخریب مسجد کا باعث ہو، کیونکہ جب وہ تمام خطہ غیر مسلموں کے قبضہ میں ہے تو وہ مسلمان مزدوروں کو ہر طرح سے مجبور کرسکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم

جس مسجد کے بانی اور وقف نامے کا
پتا نہ ہو اس میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: (۸۹۷) ایک مسجد پچاس برس سے قائم ہے ایک کچہری زمین دار کے احاطہ کے اندر، اور

(۱) الدر مع الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف . مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .
(۲) راجع البحر الرائق ۵/۴۲۱-۴۲۴ کتاب الوقف . فصل في أحکام المساجد .

لوگ برابر نماز پڑھتے آئے ہیں، لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں کہ کس نے مسجد بنوائی، نہ کوئی وقف نامہ ہے، چونکہ وہ مسجد ہندو زمین دار کی کچہری کے اندر ہے، اس لیے بعض عالم کہتے ہیں کہ نماز پڑھنا درست ہے، مگر ثواب نہ ہوگا، بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں، ہندو زمین دار کہتا ہے کہ مسجد بھی ہماری زمین میں ہے، تم لوگ نماز پڑھو، ہمارا کوئی دعویٰ نہیں ہے، اس مسجد کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل لکھیں (۱۳۳۶/۱۳۲۳ھ)

الجواب: مسجد مذکور مسجد شرعی ہے، اس میں نماز درست ہے، اور ثواب مسجد کا حاصل ہوگا؛ کیونکہ جو مسجد پہلے سے مسجد کے ہی نام سے مشہور ہے، اور ہمیشہ اس میں نماز و جماعت ہوتی رہی، یہی دلیل اور علامت مسجد ہونے کے لیے کافی ہے، اور کسی حجت کی اس میں ضرورت نہیں ہے، اور جب کہ وہ مسجد ہے تو وقف ہونا اس کا لازم ہے لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ﴾ (سورۂ جن، آیت:۱۸) وفي الشامي: أن الفتوی علی قول أبي یوسف في تأبید المسجد(۱) فقط

مسجد میں پنکھے لگانا جائز ہے

سوال: (۸۹۸) مسجد میں فرشی یا بجلی پنکھا لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴-۳۲/۲۱۲۴ھ)

الجواب: کچھ ضرورت نہیں ہے لیکن لگانا جائز ہے، اور جس میں بے ادبی کی صورت ہو وہ مکروہ ہے، اگر ایسی صورت نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

سوال: (۸۹۹) مسجد میں برقی پنکھے برائے آرام نمازیاں لگوانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۴/۱۱۱۸ھ)

الجواب: جائز ہے، کچھ حرج اس میں معلوم نہیں ہوتا؛ کیونکہ یہ ایسا ہے جیسا کہ ہوا کے لیے دریچہ وغیرہ کھول دیا جائے۔

مسجدوں میں جھاڑ فانوس وغیرہ لگانا

سوال: (۹۰۰) مسجدوں میں آرائشی سامان لگانا مثلاً جھاڑ فانوس ہانڈیاں یا پنکھے وغیرہ وغیرہ جائز ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۴-۳۲/۱۵۶ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ولابأس بنقشه خلا محرابه النخ بجص و ماء ذهب لو بماله

---

(۱) الشامي ۶/۴۲۹ کتاب الوقف ۔ مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

الحلال الخ (۱) اس عبارت سے واضح ہے کہ اپنے مال حلال سے اگر کوئی شخص واحد یا متعدد زیبائش مسجد وآرائش مسجد کریں تو درست ہے۔ فقط

مسجد کے صحن میں جو قبر ہے اس کو برابر کرنا

سوال: (۹۰۱) ایک مسجد کے صحن خام میں ایک قبر ہے، اور صحن پختہ کرنے کا ارادہ ہے، تو قبر کو برابر کردینا تا کہ سجدے کے آگے واقع نہ ہو درست ہے یا نہیں؟ (۱۱۱۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسے موقع میں قبر کو برابر کردیا جاوے، تاکہ مصلی کے سامنے نشان قبر باقی نہ رہے۔

سوال: (۹۰۲) صحن مسجد میں ایک قبر پرانی بنی ہوئی ہے اور نمازیوں کی کثرت سے تنگی رہتی ہے، اگر اس قبر کو صحن میں ملا دیا جاوے، اور اس پر نماز پڑھی جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۳۳۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درست ہے۔ فقط

سوال: (۹۰۳) مسجد کے متصل ایک قبر بے موقع ہے، وہاں مسجد کا فرش بنانے کی سخت ضرورت ہے، اگر اس قبر کو دو چار گز نیچے اتار دیا جائے، اس کے اوپر کوٹھا بنایا جائے، اس کے اوپر فرش برابر کردیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس قبر کو اکھیڑ کر قبرستان میں دفن کیا جائے تو کیا حکم ہے؟ (۲۷۰۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اگر وہ قبر پرانی ہے کہ میت مٹی ہوگئی ہوگی تو اس قبر کا نشان مٹا دینا، اور اس پر فرش برابر کردینا جائز ہے، درمختار میں ہے کہ پرانی قبور کو کھود کر وہاں زراعت کرنا، اور مکان بنانا درست ہے (۲) بلکہ اگر قبر کو کھودنا نہ پڑے، بلا کھودنے کے فرش کو برابر کرسکیں تو اس میں قبر کے کہنہ ہونے کی بھی شرط نہیں ہے، فرش کا برابر کردینا اس پر جائز ہے، غرض یہ ہے کہ نشان قبر باقی نہ رکھا جائے تا کہ نماز میں کچھ کراہت نہ ہو۔ فقط

مسجد کے کمروں میں محلے والوں کا مہمانوں کو ٹھہرانا

سوال: (۹۰۴) جو مکانات بیرون مسجد، احاطہ مسجد میں خیراتی روپے سے بنائے گئے ہوں، ان

(۱) تنویر الأبصار مع الشامی ۲/۲۷۳ کتاب الصلوۃ مطلبٌ: کلمة لابأس دلیل علی أن المستحب غیرہ.

(۲) کما جاز زرعه والبناء علیه إذا بلی وصار ترابًا (الدر المختار مع الشامی ۳/۱۳۹ کتاب الصلاۃ مطلب في دفن المیت)

میں سے امام ومؤذن کو نکال کر، اہل محلہ اپنے عام مہمانوں کو ٹھہرا دیں تو یہ درست ہے یا نہیں؟

(۱۷۱۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسے امور کا اختیار شرعاً اہل محلہ کو ہی ہوتا ہے، مگر ان کو خود ایسا کرنا چاہیے جس میں کوئی محظور شرعی نہ ہو۔

متنازعہ راستہ وقف میں داخل ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۹۰۵) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ ایک مقام میں ایک مسجد ہے، جس کے دکھن جانب تقریباً ۱۰ فٹ چوڑا راستہ ہے، اور راستہ کے دکھن جانب ایک مکان ہے، مکان مدت دراز سے چلا آرہا ہے، اور نیز راستہ بھی مدت مدید سے ہے، اور آدمی وتانگے برابر چلتے ہیں، لیکن سرکاری کاغذ کے اعتبار سے نصف حصہ راستہ کا مسجد کے حلقہ میں آجاتا ہے، اور نصف حصہ راستے کا مکان کے احاطہ میں آجاتا ہے، اب زید کہتا ہے کہ نقشہ سرکاری کے مطابق ہم مسجد کا احاطہ کریں گے، اس صورت میں نقشہ سرکاری کا اعتبار کرکے راستہ کو تنگ کرنا، اور حقوق عامہ کو مسجد کے احاطہ میں داخل کرنا، اور مکانات کو منہدم کرنا، اور اس کا راستہ بنانا شرعاً جائز ہے؟ یا نقشہ کے مقابل قبضہ باطل سمجھا جاوے گا؟ خصوصاً اس زمانہ میں کہ پٹواریوں کو کچھ دے دلا کر لوگ کم وبیش کرا لیتے ہیں، عمر کہتا ہے کہ نقشہ سرکاری بہ مقابل قبضہ نامعتبر ہے، حقوق عامہ کو تنگ کرنا جائز نہ ہوگا: كما في الفتاوى الخيرية: سئل في عقار بيد جماعة تلقوه بالإرث عن أبيهم عن جدهم برز الآن رجل يدعى أنه وقف جده مستندًا بأنه موجود بالدفتر السلطاني في وقف جده هل مجرد وجوده في الدفتر السلطاني كاف في ثبوت كونه وقفا أم لا؟ أجاب حجج الشرع ثلث: البينة، والإقرار، والنكول، لا مجرد الخط، لأنه علامة لا نبنى عليه الأحكام. والله أعلم (فتاوى خيرية ۱/۱۱۹(۱)) بينوا بالكتاب وتوجروا عند الوهاب (۱۵۶۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ جو کچھ فتاویٰ خیریہ میں ہے صحیح ہے، بدون حجت شرعیہ کے وقف ہونا راستہ متنازعہ کا

(۱) كتاب الوقف، مطلب: ادعى رجل عقارا بيد جماعة أنه وقف جده مستندا إلى دفتر سلطاني، المطبوعة: المطبعة الكبرى الميرية ببولاق، مصر.

ثابت نہ ہوگا، اور اس بناء پر راستہ کو تنگ کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

قبلے کی دیوار اور مسجد کے دیگر حصوں میں نقش ونگار کرنا

سوال: (۹۰۶) آیا یہ چاند اور تارے کوئی اسلامی مقدس چیزیں ہیں جو بطور یادگار کے مسجدوں میں رکھی جاتی ہیں، قبلہ کی جانب چاند اور تاروں کے نقوش ہونے کے باعث مشابہت عبادت یا تعظیم تو نہ ہوگی جونا جائز ہے؟ (۱۳۴۴/۲۱۶۴ھ)

الجواب: اصل یہ ہے کہ نقوش فی المساجد علمائے حنفیہؒ کے نزدیک مباح ہے، یعنی نہ تو اس کے کرنے میں کوئی ثواب ہے، اور نہ ترک پر کوئی گناہ؛ لیکن یہ رخصت یا اباحت؛ مساجد کے ان حصوں کے ساتھ مخصوص ہے جو محراب اور جدار قبلہ کے علاوہ ہیں؛ کیونکہ ان پر نقش ونگار کرنا مکروہ ہے، اس سے احتراز کرنا ہی بہتر ہے، اور اگر چہ اس میں بالکلیہ مشابہت عبادت تو نہیں، لیکن اس میں شک نہیں کہ یہی نقش ونگار اکثر نمازیوں کے خیالات میں پراگندگی کا باعث ضرور ہوتے ہیں۔ کما فی الدرالمختار: ولا بأس بنقشه خلا محرابه فإنه يكره لأنه يلهي المصلي ويُكره التكلف بدقائق النقوش ونحوها خصوصًا في جدار القبلة قاله الحلبي الخ. وقال الشامي تحت قوله لابأس: في هذا التعبير كما قال شمس الأئمة إشارة إلى أنه لايؤجر ويكفيه أن ينجو رأسًا برأس قال في النهاية: لأن لفظ لا بأس دليل على أن المستحب غيره لأن البأس الشدة الخ (۱) (شامی ۱/۴۴۲ مصری) وقال أيضًا تحت قوله لأنه يلهي المصلي: أي فيخل بخشوعه من النظر إلى موضع سجوده الخ (۱) اور البحر الرائق میں ہے: ومحل الاختلاف في غير نقش المحراب أما نقشه فهو مكروه لأنه يلهي المصلي الخ (۲) (بحر ۱/۴۸ مصری) لہٰذا اس کا ترک ہی اولیٰ ہے، لیکن یہ سب کچھ جب ہی ہے کہ کوئی شخص ذاتی طور پر اس کا کفیل ہوجائے، یا کم سے کم چند آدمی مل کر خاص اس کام کے لیے چندہ کریں، اور جو مال کہ مسجد کے لیے وقف یا اس کی آمدنی ہے، اس میں اس طرح کی فضول خرچی جائز نہیں، مال وقف صرف بنائے مسجد یا اس کی اصلاح واستحکام میں صرف کیا جاسکتا ہے۔ البحر الرائق میں

---

(۱) الدرمع الشامی ۲/۳۷۳ کتاب الصلوٰۃ. مطلبٌ: كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيره.

(۲) البحر الرائق ۲/۶۵ کتاب الصلوٰۃ. في آخر باب ما يفسد الصلوة ومايكره فيها.

کافی سے نقل کیا ہے۔ حیث قال: قال المصنف فی الکافی: وھذا إذا فعل من مال نفسه أما المتولی فانما یفعل من مال الوقف مایحکم البناء دون النقش فلو فعل ضمن حینئذٍ لما فیه من تضییع لمال الخ (۱) وفی الدرالمختار. ولا بأس بنقشه خلا محرابه بجص وماء ذھب لو بماله الحلال لا من مال الوقف فانه حرام الخ (۲) فقط

اہل سنت کی بنائی ہوئی مسجد کو آباد رکھنا ضروری ہے

سوال: (۹۰۷) ایک مسجد اوائل میں اہل سنت نے بنائی تھی، فی الحال بعض ان میں سے شیعہ بن گئے، اور ہمیشہ صحابہ کرام پر لعنت وتبرا حلال جان کر کرتے ہیں، اور خلافت وصحابیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے منکر ہیں، اب تک تو دونوں فریق بدستور مسجد مذکورہ میں نماز پڑھتے چلے آتے ہیں، اب بعض اہل سنت کہتے ہیں کہ مسجد جدید بناء کرنی چاہیے، ایسی مسجد میں نماز ناجائز ہے اور بعض سنی کہتے ہیں کہ یہی مسجد مشترک بصورت سابقہ کافی ہے، مسجد نو کی کچھ ضرورت نہیں ہے پس کس گروہ کی رائے ٹھیک ہے؟

(۲۹۳/۲۹۳۳ھ)

الجواب: اہل سنت وجماعت کو اس میں نماز ترک نہ کرنی چاہیے، اور جماعت کرنی چاہیے؛ کیونکہ جب کہ وہ مسجد بناء کردہ اہل سنت وجماعت ہے تو اس کو آباد رکھنا ضروری ہے، اگر اہل سنت وجماعت نے وہاں نماز وجماعت ترک کردی تو ظاہر ہے کہ وہ ویران ہوجائے گی، اور اہل رفض کے شر اور فساد سے اللہ تعالیٰ رہائی دے گا، اور اگر بہ ذریعہ عدالت اس کے انسداد کی صورت ہو سکے تو وہ کی جائے، ورنہ منتقم حقیقی ان کو ہلاک وتباہ کرے گا؛ پس رائے ان لوگوں کی صحیح ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اس مسجد کو چھوڑنا نہ چاہیے؛ البتہ تبرگوئی وغیرہ کے انسداد کی فکر اور تدبیر کرنی چاہیے۔ فقط

جس مسجد کے نیچے کوئی مکان بنا ہوا ہو اس میں نماز پڑھنے کا ثواب

سوال: (۹۰۸) جس مسجد کے نیچے کوئی مکان بنا ہو اس مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب اسی مسجد کی

---

(۱) حوالہ سابقہ۔

(۲) الدرمع الشامی ۳/۳۷۳ کتاب الصلوٰۃ۔ مطلبٌ: کلمة لا بأس دلیلٌ علی أن المستحب غیره.

طرح ملے گا جس کے نیچے کوئی مکان نہیں ہے یا کچھ فرق ہوگا؟ (۱۳۳۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد کے ثواب میں کچھ فرق نہ ہوگا۔ فقط

امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک بات صحیح نہیں

سوال: (۹۰۹) از خزینة الأصفیاء مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری (ص:۴۳(۱)) نقل است کہ اہل شہر مسجدے تعمیر کروند، واز بہر تبرک از حضرت امام اعظم رحمہ اللہ چیزے خواستند، حضرت امام صاحب بہ ہزار کراہت درمے بداد، بعد چندروز بانیان مسجد، آں درہم را واپس آوردہ گفتند کہ ایں ناسرہ است، آنحضرت بگرفت وشادشد، وگفت کہ الحمد للہ مال حلال من بہ آب وگل خرچ نشد (۲)

اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ مال حلال کا تعمیر مسجد میں لگانا امام صاحب کے نزدیک مکروہ ہے آیا اس نقل کا یہی مطلب ہے یا کیا؟ (۱۰۲۳/۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ نقل صحیح نہیں معلوم ہوتی، اور کتب معتبرہ میں ــــــ جو کہ حضرت امام اعظمؒ کے احوال ومناقب میں ہیں، ان میں ــــــ منقول نہیں ہے، اور اگر ثابت ہوتو پھر کوئی وجہ ایسی ہوگی جس کی وجہ سے امام صاحب نے اس میں خرچ کرنا پسند نہ فرمایا ہو مثلاً جن امور کی شرعاً ممانعت ہے، اس میں صرف ہونے کا خیال ہو جیسے نقش ونگار اور زیبائش میں صرف کرنا وغیرہ؛ کیونکہ احادیث سے مساجد کے مزخرف (آراستہ) کرنے کی ممانعت ثابت ہے، یا اور کوئی وجہ ایسی ہو جو موجب کراہت ہو، باقی تعمیر مساجد کے بارے میں تو خود حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے حدیث منقول ہے، اور کتب فقہ حنفیہ میں منقول ہے کہ مسجد میں مال حلال صرف کرنا چاہیے، کیونکہ مال طیب وحلال ہی اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوتا ہے، بہر حال اس قسم کی نقول بلا سند صحیح کے مقبول نہیں ہیں، اور اگر سند صحیح سے ثابت ہوں

---

(۱) ۱/۴۵-۴۶ مطبوعہ: منشی نول کشور، کانپور۔

(۲) ترجمہ: خزینة الأصفیاء مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری (ص:۴۳) کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے کہ اہل شہر نے مسجد تعمیر کرائی، اور برائے تبرک امام اعظم رحمہ اللہ سے کوئی چیز طلب کی؛ امام صاحب نے نہایت ہی کراہت کے ساتھ ایک درہم دیا؛ چند روز کے بعد مسجد کے بانیوں نے یہ کہتے ہوئے وہ درہم لوٹا دیا کہ یہ تو کھوٹا ہے۔ حضرت امام صاحب اسے لے کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ الحمد للہ میرا حلال مال مٹی اور پانی میں صرف ہونے سے بچ گیا۔

تو پھر کچھ تاویل کی جائے گی، باقی یہ کہنا کہ امام صاحب نے ناسرہ درہم کیوں دیا تو جب کہ یہ نقل ہی ثابت نہ ہو، تو درہم ناسرہ (کھوٹا) دینا کیسے ثابت ہوگا؟ اور پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کھرا سمجھ کر دیا جائے، اور وہ کھوٹا نکل آئے: یا کسی کو حکم کیا، اس نے گھر سے لاکر دے دیا، اور ناسرہ ہونا اس کا معلوم نہ ہوا۔ فقط

مسجد میں دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کے لیے جو جانور دیے جاتے ہیں ان کی قیمت مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۹۱۰) موضع مرہٹہ تحصیل کوہ مری میں ایک بڑا گاؤں ہے، وہاں ایک مسجد میں درس و تدریس اور تعلیم علوم دینیہ کی ہوتی ہے، اس کی امداد کے لیے اہل دیہات نقد اور جنس اور جانور بھیجتے رہتے ہیں؛ جانوروں کے متعلق یہ دستور تھا کہ ذبح کرکے ان کا گوشت طلباء علماء اور فقراء کو تقسیم کردیا جاتا تھا؛ چنانچہ رفتہ رفتہ کثرت آمد جانوران سے کئی قسم کی بدانتظامی شروع ہوگئی تھی، اور طلباء وغیرہ کی طرف کسی کی توجہ نہ رہی تھی، اور مسجد بھی پرانی اور بوسیدہ ہوگئی تھی؛ اس لیے باشندگان معززین نے باتفاق رائے یہ تجویز منظور کی کہ آئندہ جانوروں کو فروخت کرکے ان کی قیمت سے بوسیدہ مسجد کو از سر نو تعمیر کیا جائے، اور ایک مدرسہ اسلامیہ بھی تعمیر کیا جائے جہاں طلبا کو دینی تعلیم دی جائے، اور مسافر خانے تعمیر کیے جائیں، اس پر تین سال سے عمل درآمد ہے۔

آیا بجائے گوشت تقسیم کرنے کے جانوروں کو فروخت کرکے تعمیر مسجد وغیرہ میں صرف کرنا درست اور جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۴/۱۲۵۷ھ)

الجواب: اس کا جواز دینے والوں کی نیت واجازت پر موقوف ہے، اگر وہ لوگ جو جانور وغیرہ بھیجتے ہیں مصارف مذکورہ میں ان جانوروں کو فروخت کرکے ان کی قیمت کے صرف کرنے کی اجازت دیں تو یہ درست ہے، اور بہت اچھا ہے، اور جب کہ عام طور سے طریق مذکور کی اطلاع کردی جائے گی، اور اشتہار دے دیا جائے گا تو اس کے بعد جو لوگ مصارف مذکورہ سے مطلع ہوکر جانور بھیجیں گے تو ان کی طرف سے اس کی اجازت ہوگی۔ فقط

مسجد کی تعمیر کے بارے میں نازیبا بات کہنے والے کا حکم

سوال: (۹۱۱) چند مسلمانوں نے مسجد کے لیے زمین خریدی، ایک شخص جانتا ہے کہ مسجد کی جگہ

ہے، مگر وہ کہتا ہے کہ کیا زنا گھر بنواؤ گے؟ شرعاً اس پر کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۱/۲۲۰ھ)

الجواب: وہ شخص اشد درجہ کا فاسق ہے توبہ کرنا اس کے اوپر لازم ہے۔ فقط

موقوفہ جائداد کا فرضی وصیت نامہ

سوال: (۹۱۲) مساۃ زینب النساء نے اپنی جائداد مملوکہ مقبوضہ، مسجد کے نام کر دی تھی تو، دس سال تک مسجد کی نام رہی، جب مساۃ کی موت کا وقت قریب پہنچا، تب چار اشخاص نے ایک وصیت نامہ فرضی تیار کیا، جب مساۃ اپنے حواس خمسہ میں نہ رہی، اس کا انگوٹھا وصیت نامہ پر لگا لیا، اسی روز رات کو اس کا انتقال ہو گیا، اور جو رجسٹری مسجد کے نام سے تھی منسوخ کرا کر وصیت نامہ بنام محمد اسماعیل رجسٹری کرا لیا (یہ وصیت نامہ) جائز ہوا یا نہ؟ (۱۳۳۹/۱۰۲۴ھ)

الجواب: جب کہ وہ جائداد مساۃ زینب النساء نے بنام مسجد کر دی تھی تو وہ مسجد پر وقف ہو گئی، اور وقف میں کوئی تصرف خود واقف کا بھی صحیح نہیں ہوتا، لہٰذا وہ وصیت نامہ فرضی جو بنام محمد اسماعیل لکھوایا گیا وہ باطل اور ناجائز ہے۔ فقط

سود لینے والے رافضیوں کا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال: (۹۱۳) یہاں قوم شیعہ اسماعیلیہ فرقہ تجارت کرتا ہے، اور یہ لوگ سود لیتے ہیں؛ لیکن سود کو حلال نہیں جانتے اور دوسرا فرقہ شیعہ ایرانی یہاں تجارت کرتا ہے وہ غیر مسلمان سے سود لینا درست جانتے ہیں؛ کیا ان دونوں فرقوں کا روپیہ مسجد میں لگانا درست ہے کہ نہیں؟ اور اپنے ساتھ نماز میں شریک ہونے دیں کہ نہیں؟ (۱۳۳۵/۲۸ھ)

الجواب: ان دونوں رافضیوں کا روپیہ مسجد میں نہ لگانا چاہیے اور نماز میں اگر وہ شریک ہو جائیں تو سنیوں کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔

سودی قرض لے کر تجارت کرنے والے کے یہاں کھانا پینا اور اس کا روپیہ مسجد میں لگانا درست ہے

سوال: (۹۱۴) جو لوگ سودی قرض لے کر تجارت شروع کرتے ہیں ان کے یہاں کھانا پینا اور

ان کا روپیہ مسجد میں لگانا درست ہے کہ نہیں؟(۲۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جولوگ سود لے کر(یعنی سودی قرض لے کر) تجارت کرتے ہیں وہ گناہ گار ہیں، مگر ان کے یہاں کھانا پینا درست ہے، اوران کا مال بھی مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔

حرام آمدنی سے تعمیر کردہ مسجد کا حکم

سوال:(۹۱۵) اگر سودخوار آدمیوں نے روپیہ جمع کر کے مسجد بنائی تو اس مسجد میں نماز درست ہے کہ نہیں؟(۲۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جن لوگوں کی آمدنی حرام ہے اور وہ سود لیتے ہیں اور اسی حرام آمدنی سے مسجد تیار ہوئی ہے تو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
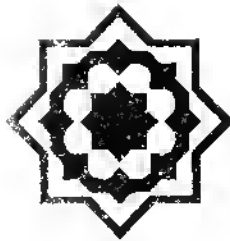
عیدگاہ کے احکام

عیدگاہ: شہر کی کس سمت میں ہونی چاہیے؟

سوال: (۹۱۶) عیدگاہ شہر کی بائیں جانب ہونا بہتر ہے یا کسی اور جانب؟ (۲۱۴/ ۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: عیدگاہ کے لیے کوئی جانب شہر کی مقرر نہیں جس طرف سہولت ہو اور موقع ہو اسی طرف عیدگاہ بنائی جائے۔ فقط

عیدگاہ شہر کے اندر ہونی چاہیے یا باہر؟

سوال: (۹۱۷)..... (الف) زمین سرکاری غیر موقوفہ پر اہل شہر نماز عید کی پڑھ لیں تو اس کو عیدگاہ کہا جانے گا یا نہیں؟

(ب) اگر بعض لوگ مسجد میں عید کی نماز پڑھیں تو جائز ہوگی یا نہیں؟

(ج) اگر عیدگاہ ہو تو شہر کے اندر ہونی چاہیے یا باہر؟ (۳۲۹/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف، ب) زمین سرکاری افتادہ میں نماز عیدین صحیح ہے، مگر وہ عیدگاہ نہیں ہوئی، اور عیدین کی نماز صحراء میں جاکر (پڑھنا) سنت ہے، وہ سنت اس میں ادا ہوگئی، اور مسجد میں نماز عیدین پڑھنا بھی درست ہے، اور نماز ہو جاتی ہے، لیکن یہ سنت کے خلاف ہے۔

(ج) اور عیدگاہ شہر سے باہر ہونی چاہیے تاکہ سنت ادا ہو۔ فقط

عیدگاہ بھی مسجد کے حکم میں ہے

سوال: (۹۱۸)..... (الف) ''کھنڈوہ'' میں عیدگاہ کے قریب پتھر کی کھدان ہے، جو پہلے بہت

فاصلے پر تھی، مگر اب اس قدر قریب ہوگئی ہے کہ جس وقت پتھر میں سرنگ لگایا جاتا ہے، عیدگاہ کی دیواریں ہل جاتی ہیں، جس سے اس کے گرنے کا احتمال ہے، لہٰذا اگر سرکار؛ زمین اور عمارتِ عیدگاہ کا معاوضہ دیوے تو دوسری جگہ عیدگاہ بنائی جاسکتی ہے؟ اور موجودہ عیدگاہ کو سرکار اپنے کام میں لاسکتی ہے یا نہیں؟

(ب) عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف، ب) عیدگاہ وقف ہوتی ہے اور مسجد کے حکم میں ہے(۱) پس اس میں یہ تصرف کرنا درست نہیں ہے(۲)

عیدگاہ کا پٹواری کے یہاں اندراج نہ ہو تب بھی وقف صحیح ہے

سوال: (۹۱۹) چند آدمیوں نے زرعی زمین عیدگاہ کے لیے وقف کی، چھتیس سال سے اس عیدگاہ میں نماز پڑھی جاتی ہے، اس عیدگاہ کی مغربی دیوار مع محراب موجود ہے؛ یہ عیدگاہ پٹواری کے یہاں اندراج نہ ہونے سے وقف ہوگئی یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: وقف ہوگئی، اور عیدگاہ ہوگئی، اور اس کو کوئی واپس نہیں لے سکتا۔ لأنَّ الْوَقْفَ لَا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّكُ (الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

---

(۱) یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ صرف جوازِ اقتداء میں عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے، بقیہ احکام میں مسجد کے حکم میں نہیں، بلکہ فنائے مسجد اور مدرسہ وغیرہ کے حکم میں ہے وأما المتخذ لصلاة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء و إن انفصل الصفوف رفقا بالناس ، لا في حق غيره ، به يفتى ، نهاية ، فحل دخوله لجنب و حائض كفناء مسجد و رباط ومدرسة الخ (الدرمع الرد ۲/۴۲۷ كتاب الصلاة. مطلب في أحكام المسجد) و ما اتخذ لصلاة العيد لايكون مسجدا مطلقا، و إنما يعطى له حكم المسجد في صحة الاقتداء بالإمام و إن كان منفصلا عن الصفوف ، و أما فيما سوى ذلك ليس له حكم المسجد. وقال بعضهم: له حكم المسجد حال أداء الصلاة لاغير (الفتاوى الخانية على الهندية ۳/۲۹۱ كتاب الوقف – باب الرجل يجعل داره مسجدا أو خانا أو سقاية أو مقبرة)

(۲) في الشامي: قوله والمصلى شمل مصلى الجنازة ومصلى العيد. قال بعضهم: يكون مسجدا حتى إذا مات لا يورث عنه الخ (الشامي ۶/۴۲۶ كتاب الوقف – قبل مطلب في أحكام المسجد)

عیدین کی نماز کے لیے وقف کی ہوئی زمین کا حکم

سوال: (۹۲۰) ایک مسلمان نے ایک زمین نماز عیدین کے واسطے مقرر کی، اس شرط پر کہ زمین میرے تصرف میں رہے، اس کے مرنے کے بعد وہ زمین تعلق دار کے پاس چلی گئی، اب مسلمان اس میں عیدگاہ پختہ بنانا چاہتے ہیں، مگر تعلق دار منع کرتا ہے؛ تو اس کا کیا حکم ہے؟ (۲۶۷۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر اجازتِ مالکِ زمین حاصل ہو جاوے تو تصرف مذکور اس میں درست ہے؛ یا مالک مسلمان نے اس کو بہ غرض نماز عیدین وقف کر دیا ہے تب بھی تصرف مسلمانوں کا اس میں درست ہے؛ اور اگر محض نماز کی اجازت مالک نے دی تھی، وقف نہ کیا تھا، یا وہ اہل وقف کا نہ تھا(۱) تو نماز اس میں درست ہے، مگر تصرف مذکور بلا اجازت مالک درست نہیں ہے۔

شہر سے باہر عیدگاہ تعمیر کرنا

سوال: (۹۲۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ باشندگانِ قصبہ "محمد پور دیوان" بوجہ مالایغنی و عدم حیثیت علوم دانی نماز عیدین و نماز جمعہ ایک بزرگ کے چبوترا یعنی مجلس خانہ میں ــــ کہ عموماً بزرگوں کی زیارت گاہوں پر ہوتا ہے ــــ ادا کیا کرتے تھے، اور وہ زیارت گاہ شہر میں واقع ہے؛ اب چونکہ سب شہر والوں کو مایۂ علوم دانی حاصل ہوا، اور پایۂ مالی میسر ہوا، نماز عید کے لیے شہر سے باہر بہ صرف زر کثیر، باتفاق جمیع اکابر، مسجد مصلی تیار ہوئی ہے، اور جس مال سے بناء مسجد مصلی ہوئی ہے، مال طیب ہے؛ اور اس میں کوئی غرض؛ مباہات اور ریاء وسمعہ اور تخریب وتفریق مسجد جماعت دیگر نہیں ہے، محض ابتغاء لمرضاۃ اللہ واداء لسنۃ رسول اللہ بنی ہے، مگر دوسری طرف والوں سے شور وغل ہے کہ یہ مسجد، مسجد ضرار ہے،

---

(۱) صحت وقف کے لیے واقف کا عاقل، بالغ اور آزاد ہونا شرط ہے، پس پاگل، نابالغ اور غلام و باندی وقف کے اہل نہیں أما الذي يرجع إلى الواقف فأنواع ، منها العقل ، و منها البلوغ فلا يصح الوقف من الصبي والمجنون، لأن الوقف من التصرفات الضارة لكونه إزالة الملك بغير عوض، والصبي والمجنون ليسا من أهل التصرفات الضارة، ولهذا لا تصح منهما الهبة والصدقة والإعتاق ونحو ذلك. ومنها الحرية فلا يملكه العبد لأنه إزالة الملك . والعبد ليس من أهل الملك (بدائع الصنائع للإمام الكاساني رحمه الله تعالى ۵/ ۳۲۷-۳۲۸ كتاب الوقف والصدقة)

اس کو ترک کیا جاوے؛ بلکہ تلف کیا جاوے، اور بجائے باہر جانے برائے نماز عیدین کے، مکان قدیم میں نماز عیدین بدستور سابق پڑھی جاوے، اور باہر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور مسجد عید بنانے والوں کی طرف سے یہ تردید ہے کہ شہر کے بیچ نماز عید کرنا سنت نبوی اور سنت خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے موافق نہیں ہے، اور یہ مسجد، مسجد ضرار نہیں ہے؛ کیونکہ یہاں جب دوسری مسجد برائے عید شہر کے باہر آباد نہیں کہ اس مسجد جدید سے اس مسجد قدیم کی تخریب، یا اس کی جماعت کی تفریق ہوئی ہو؛ بلکہ اس مسجد کی بناء موجب احیاء سنت نبوی ہوئی ہے، پھر کس طرح مسجد ضرار ہوئی؛ حالانکہ مال طیب سے اور بغیر غرض مباہات اور ریاء وسمعہ وتفریق جماعت مسجد دیگر تیار ہوئی ہے۔ للہٰ! اس مسئلہ کو عبارت اردو میں بہ حوالہ کتب معتبرہ احادیث وفقہ بیان فرمائیے کہ یہ مسجد، مسجد ضرار ہوسکتی ہے؟ اور اس کو ترک یا تلف کیا جاوے؟ اور بدستور جہالت سابقہ شہر سے باہر جانے کے بجائے ــــ کہ طریق نبوی وطریق خلفائے راشدینؓ ہے ــــ شہر کے بیچ میں مقام قدیم پر نماز عید قائم رہے؟ اور بہ صورت نہ ہونے مسجد ضرار کے، جس شخص نے اس مسجد کو مسجد ضرار کا حکم دیا ہے اس کے حق میں شرعاً کیا حکم ہوتا ہے؟ اور جب یہ مسجد، مسجد ضرار میں سے نہ ہو، اور مسلمان اس میں نماز پڑھنا ترک کردیویں، ان کے حق میں شرعاً کیا حکم ہوتا ہے؟ بینوا بالدلیل توجروا بالأجر الجزیل۔ (۷۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: أقول وباللّٰہ التوفیق: جب یہ امر محقق ہوا کہ خروج الی المصلی برائے نماز عیدین سنت مؤکدہ ہے، جیسا کہ عبارات کتب فقہیہ (۱) وروایات احادیث (۲) سے ثابت ہے تو نماز عیدین کے لیے یہ عیدگاہ شہر سے باہر بنانا، اور اس میں نماز عیدین جاری کرنا بے شبہ احیاء سنت نبویہ ہے ــــ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات ــــ پس اس عیدگاہ کو جو بہ غرض احیاء سنت، وادائے نماز عیدین،

(۱) والخروج إلیہا أی الجَبَّانَۃ (الصحراء) لصلاۃ العید سنۃ، وإن وسعہم المسجد الجامع ہو الصحیح (الدر المختار مع الشامی ۴۶/۳ کتاب الصلاۃ - باب العیدین، مطلبٌ: یطلق المستحب علی السنۃ وبالعکس) ــــ لو صلی العید فی الجامع ولم یتوجہ إلی المصلّٰی فقد ترک السنۃ (البحر الرائق ۲/ ۲۷۸ کتاب الصلاۃ ـ باب العیدین)

(۲) عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ قال: کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: یخرج یوم الفطر والأضحی إلی المصلّٰی فأوّل شيء یبدأ بہ الصّلاۃ، ثم ینصرف الحدیث (صحیح البخاری ۱۳۱/۱ کتاب العیدین ـ باب الخروج إلی المصلّٰی)

بروفق فعل نبی کریم ﷺ بناء کی گئی ہے، اور مال حلال طیب سے بلا مباہات وفخر بنائی گئی ہے مسجد ضرار کے حکم میں کہنا اور سمجھنا کسی مسلمان عاقل کا کام نہیں ہوسکتا فضلاً عن العالم جو شخص اس عیدگاہ کو بہ حکم مسجد ضرار سمجھے، یا اس پر مسجد ضرار کا حکم جاری کرے، وہ مصداق فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا(۱) کا ہے، مسلمانوں کو ہرگز اس کے فتوی پر عمل نہ کرنا چاہیے، اور عیدگاہ مذکور میں بلا شبہ نماز عیدین ادا کرنا چاہیے، اور اس کو سنت نبویہ سمجھ کر اس پر کار بند ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ اگر عیدگاہ مذکور بنانے کو اور اس میں نماز عیدین پڑھنے کو مسجد ضرار کا حکم دیا جاوے گا، تو جملہ عیدگاہوں میں یہ حکم جاری ماننا پڑے گا، اس لیے کہ جس شہر اور بستی میں عیدگاہ کسی وقت تعمیر ہوتی ہے، اس سے پیشتر غالباً وہ لوگ شہر کی کسی مسجد میں ہی نماز عیدین ادا کرتے ہوں گے تو جس وقت عیدگاہ تعمیر ہوئی، اور اس میں نماز عیدین جاری کی گئی، تو جس مسجد میں یا جس جگہ پہلے نماز عید ہوتی ہے اس کو چھوڑا جاوے گا، اور اس طریق سے تمام عیدگاہیں سلف کے زمانے سے اب تک بحکم مسجد ضرار ہوئی جاتی ہیں معاذ اللہ!! یہ کیسی کم فہمی اور گمراہی کا فتوی ہے، جس نے بھی دیا ہے کہ بناء عیدگاہ کو موجب اضرار مسجد خیال کیا جاوے، یہ محض تسویل شیطانی اور کم فہمی ہے کہ طریق سنت کو اضرار خیال کیا جاوے، اور مسلمانوں کو عمل بالسنت سے روکا جاوے۔ فقط

مرگھٹ کی جگہ عیدگاہ بنانا

سوال: (۹۲۲) موضع ''بررو'' میں کوئی عیدگاہ نہیں تھی، آٹھ سال ہوئے، جب میں نے آبادی دیہہ سے جانب اتر، جنگل ''اوسر'' بہ ملکیت خود میں نے ایک چبوترۂ خام واسطے عیدگاہ کے بنوایا تھا، جس کی بنیاد مولانا بہاؤالدین مرشد آبادی نے رکھی تھی، اس جنگل ''اوسر'' میں جگہ عیدگاہ، و متصل چبوترۂ عیدگاہ، اہل ہنود کے مردے جلا کرتے تھے، جب چبوترۂ عیدگاہ قائم ہوگیا تو ہنود نے مردے جلانا چھوڑ دیا، اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرگھٹ کی جگہ عیدگاہ ہونی نہیں چاہیے۔ کیا حکم ہے؟ (۱۳۹۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اب جب کہ وہاں مردے نہیں جلتے تو اس جگہ عیدگاہ قائم ہونے، اور عید کی نماز وہاں

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله لا يقبض العلم انتزاعًا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالمًا اتخذ الناس رؤوسا جهالاً فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا، متفق عليه (مشكاة ص: ۳۳ كتاب العلم)

پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

مرگھٹ کو چھوڑ کر دوسری جگہ عیدگاہ بنانا

سوال: (۹۲۳) بعض الناس نے ہندوؤں کے مرگھٹ پر ایک چبوترہ برائے نماز عیدین بنالیا تھا، اور اس کے ایک گوشے میں مردے بھی جلائے جاتے ہیں؛ بلکہ بعض مرتبہ مردے کی ہڈی بھی اس چبوترے پر دیکھی، اور جو شخص اس زمین کو وقف کرنا چاہتا ہے، وہ اس کل زمین کا زمیندار بھی نہیں، اور اسی میں کچھ مکان بنا کر چمار آباد کردیے ہیں، اور نماز عید چبوترہ مذکور اور باغ وغیرہ میں بھی ادا کی گئی، لہٰذا مرگھٹ کی کراہیت کی وجہ سے ایک چبوترہ دوسرا تجویز کیا ہے، اور بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ چبوترۂ جدید کو عیدگاہ بنالیا جائے، لہٰذا تحریر فرمائیں کہ چبوترۂ جدید پر نماز ادا کرنے میں کچھ حرج تو نہیں؟ (۱۱۲۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جدید چبوترے کو عید کی نماز کے لیے معین کرنا اچھا ہے، اور نماز اس پر درست اور بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم

ایک عیدگاہ کا سامان منتقل کرکے دوسری جگہ عیدگاہ بنانا

سوال: (۹۲۴) ایک عیدگاہ متصل دریا واقع ہے، اگر امسال سیلاب آیا تو عیدگاہ کے شہید ہوجانے کا خوف ہے؛ کیونکہ سیلاب کی وجہ سے ہمیشہ زمین کٹتی رہتی ہے، ایسی صورت میں اس عیدگاہ کی اینٹیں اوکھیڑ کر دوسری جگہ ان ہی اینٹوں سے عیدگاہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۳۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب کہ عیدگاہ کے معدوم ہوجانے کا یقین ہے؛ تو مسلمانوں کے لیے گنجائش ہے کہ اس کا تمام سامان منتقل کرکے دوسری جگہ عیدگاہ تعمیر کرلیں؛ لیکن یہ پہلی جگہ بھی اگر بچ گئی تو بدستور وقف رہے گی، اس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں۔

عیدگاہ کے احاطے میں مسجد بنانا

سوال: (۹۲۵) اندرون احاطۂ عیدگاہ مسجد بنانا درست ہے یا نہیں؟ (۲۱۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: عیدگاہ بعض احکام میں خود مسجد ہے، اس احاطے میں اور مسجد بنانے کی ضرورت نہیں ہے، اور معلوم نہیں کہ عیدگاہ کے احاطے میں مسجد بنانے سے کیا غرض ہے؟ الغرض ایسا نہ کرنا چاہیے، عیدگاہ کو عیدگاہ ہی رکھنا چاہیے و أما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ أو عید فهو مسجد فی حق جواز الاقتداء الخ (۱)

عیدگاہ کی اینٹیں مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۹۲۶) ایک شخص نے عیدگاہ بنوا کر وقف کر دی، اب اس عیدگاہ کی دیوار کی اینٹیں جو عیدگاہ سے بالکل خارج اور زائد ہیں، کسی دوسری مسجد میں جس میں ضرورت ہے لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس بارے میں روایات فقہ میں یہ تصریح ہے کہ جب تک کوئی مسجد ویران نہ ہو، اس کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا درست نہیں ہے؛ چنانچہ قید ولو خرب ما حوله واستغنی عنه الخ (۲) میں اس کی تصریح کی ہے، اور یہی حکم دیگر اوقاف کا ہے کما فی الدر المختار: وكذا الرباط والبئر إذا لم ینتفع بهما فیصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلى أقرب مسجد أو رباط أو بئر أو حوض إلیه الخ (۲) پس معلوم ہوا کہ بصورت ویرانی مسجد و رباط و عیدگاہ وغیرہ یہ درست ہے کہ اس کا سامان دوسری مسجد وغیرہ میں صرف کیا جائے، اور بہ حالت عدم ویرانی مسجد و عیدگاہ وغیرہ یہ درست نہیں ہے۔

عیدگاہ کی جگہ اسکول اور اسکول کی جگہ عیدگاہ تعمیر کرنا

سوال: (۹۲۷) اسلامیہ اسکول دو سال سے جاری ہے، جو کرائے کے مکان میں لگایا جاتا ہے، اسلامیہ کمیٹی نے دس ہزار روپے جمع کیے ہیں کہ اسکول کی عمارت بنائی جائے، پہلے سے اس انجمن نے ایک عیدگاہ، اراضی خرید کر کے بنائی ہوئی ہے، اسی عیدگاہ کے ساتھ مزید اراضی پچھلی طرف عیدگاہ برائے اسکول خریدی گئی ہیں، مگر برائے مدرسہ موزوں جگہ عیدگاہ ہے، کمیٹی کی منشا ہے کہ عیدگاہ کی جگہ عمارت اسکول تیار کی جائے، اور اسکول کے واسطے جو جگہ خریدی ہے اس میں عیدگاہ بنا دی جائے؛ یہ درست ہے

(۱) الدر المختار مع الشامی ۳۷۲/۲ کتاب الصلوٰۃ . مطلبٌ فی آخر أحكام المسجد .

(۲) الدر المختار والشامی ۴۲۹/۶ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره.

یا نہیں؟(۲۶۵۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: صورت موجودہ میں عیدگاہ کو اسکول کرنا، اور اسکول کی زمین میں عیدگاہ کرنا، موافق روایات فقہیہ کے درست نہیں ہے؛ پس جو جگہ عیدگاہ ہو چکی ہے وہ عیدگاہ ہی رہی، اور جو زمین اسکول کے لیے خریدی گئی ہے، اس میں اسکول تعمیر کرایا جائے۔ شامی میں ہے: مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ الخ (۱)

قدیم عیدگاہ کو فروخت کرنا یا دوسری زمین سے تبادلہ کرنا

سوال: (۹۲۸) شہر ''انبالہ'' میں عیدگاہ بنی ہوئی ہے، ایک میل کے فاصلہ پر ہے، اور راستہ عام نہیں ہے؛ بلکہ زمین داروں کی زمین پر گزرنا ہوتا ہے، اور وہ مانع ہوتے ہیں، اور نیز پانی بھی نزدیک نہیں ہے، اور برسات میں آمد و رفت بند ہو جاتی ہے؛ ایک زمین شہر کے نزدیک لب سڑک ملتی ہے، پانی بھی نزدیک ہے، ارادہ ہے کہ یا تو اس زمین کو اس زمین سے تبادلہ کرلیا جائے یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے جدید زمین خرید لی جائے؛ آیا شرعاً یہ درست ہے یا نہیں؟ اور اس کا ملبہ اس جدید عیدگاہ میں لگایا جائے یا کیا؟(۳۱۲/۲۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: بہ حالت موجودہ عیدگاہ قدیم کا فروخت کرنا، یا اس سے مبادلہ کرنا، یا اس کو منہدم کر کے اس کا ملبہ دوسری جگہ منتقل کرنا درست نہیں ہے، حتی الوسع اسی عیدگاہ قدیم میں سہولت کی صورتیں پیدا کی جائیں؛ مثلاً اگر پانی قریب نہیں ہے تو پانی کا انتظام کیا جائے، اور راستے کا انتظام کیا جائے۔

اپنے اختیار سے عیدگاہ کی زمین سرکار کو دینا یا دوسری زمین سے تبادلہ کرنا

سوال: (۹۲۹) ایک عیدگاہ قدیم شاہی زمانہ کی تیار کردہ ہے، اس عیدگاہ کے قریب ریلوے کمپنی کا احاطہ ہے، اب ریلوے کمپنی ریلوے احاطے کو کشادہ کرنا چاہتی ہے، اور عیدگاہ کو شہید کر کے ریلوے لائن کو بڑھانا چاہتی ہے، اور کمپنی کہتی ہے کہ ''اگر تم لوگ ہم کو یہ جگہِ عیدگاہ دے دو تو تم کو دوسری عیدگاہ جہاں تم پسند کرو گے ریلوے کمپنی کے خرچ سے تیار کرادی جائے گی، اگر تم لوگ یہ منظور نہ کرو گے تو عیدگاہ

(۱) الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف ــ مطلبٌ: مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ الخ.

کی جگہ جبراً لی جائے گی" اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۹۴۸/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: اپنے اختیار سے مسلمانوں کو عیدگاہ کا دینا، اور بدلہ کرنا درست نہیں ہے؛ باقی حکام جبراً اس کو ریلوے میں داخل کریں تو مسلمانوں کے ذمے اس میں کچھ مؤاخذہ نہیں ہے۔ فقط

عیدگاہ کی زمین بیچنے، خریدنے اور اس میں تعاون کرنے کا حکم

سوال: (۹۳۰) ایک زمین دار نے ایک قطعۂ زمین برائے عیدگاہ وقف کیا، بعد میں متولی عیدگاہ نے عیدگاہ کے واسطے ایک قطعہ زمین چندہ سے خرید کر باغ اور کنواں لگایا، آج تک اہل اسلام اس میں نماز پڑھتے چلے آتے ہیں، بعد مرنے متولی کے اس کی اولاد نے باغ اور کنواں وعیدگاہ کو فروخت کر دیا، جب مسلمانوں کو معلوم ہوا، انہوں نے دعویٰ کیا ہے؛ جو شخص دھوکے سے ایسا معاملہ کرے، اور جو گواہی ایسے شخص کی دیں ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۷۵۶/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: عیدگاہ اور اس باغ وچاہ سب کی بیع باطل ہے؛ کیونکہ یہ سب چیزیں وقف ہیں، اور وقف کی بیع وشراء باطل ہے: اَلْوَقْفُ لَا یُمَلَّکُ وَلَا یُمَلِّکُ (الدر مع الرد ۶/ ۴۲۱ کتاب الوقف) اہل اسلام کو ضرور ہے کہ دعویٰ کر کے بیع مذکور کو ناجائز اور باطل کرائیں، اور بائع ومشتری اوقاف اور معاونین سب عاصی وفاسق ہیں۔ فقط

ایک شہر میں دو جگہ عیدین کی نماز ادا کرنا

سوال: (۹۳۱) ایک چبوترا برائے نماز عیدین بنایا گیا تھا، اور چند سال تک اس پر نماز عیدین ادا کرتے رہے، اب چند آدمیوں نے چندہ جمع کر کے دوسری جگہ عیدگاہ تیار کرالی ہے، اس عیدگاہ کے بننے سے دو گروہ ہو گئے: ایک (گروہ) چبوترا سابق پر نماز عیدین ادا کرتا ہے، اور ایک گروہ عیدگاہ میں کہ جو بعد میں تعمیر ہوئی ہے؛ آیا چبوترا کو چھوڑ دیا جائے یا عیدگاہ کو توڑ دیا جائے؟ (۲۰۵۷/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: نماز عیدین دونوں جگہ ادا ہو جائے گی، اور دونوں جگہ نماز صحیح ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ مسلمانوں میں باہم اتفاق رہے، نااتفاقی نہ ہو، لہٰذا اگر پہلا چبوترا باقاعدہ وقف برائے نماز عیدین نہ ہوا ہو، اور دوسری زمین جس میں عیدگاہ بنائی گئی ہے، وقف ہوگئی ہو تو دوسری عیدگاہ میں باتفاق سب مسلمان

ایک مسجد کو آباد کریں، اور اگر دونوں وقف ہوتی ہیں تو دونوں میں نماز پڑھیں؛ کیونکہ ویران کرنا کسی ایک کو ان میں سے درست نہیں ہے، جیسا کہ دو مسجدوں میں سے کسی ایک مسجد کو ویران کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

عیدگاہ میں نماز پڑھنے میں فساد کا خوف

ہو تو جنگل میں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں

سوال: (۹۳۲) ایک موضع میں زید، بکر، عمر، خالد اور ولید پانچ شخصوں کی اولاد پانچ گھٹے، پانچ پٹی میں آباد ہیں، اور مالک موضع کے چند شخص رئیس غیر ہیں؛ اب بنیاد عیدگاہ کی زید نے بلا استصواب واستر ضا، مالک موضع غیر منقسمہ میں رکھ دی، موضع مذکور میں تین حصے ایک رئیس مسلمان کے، اور ایک حصہ غیر مسلم قوم کا ہے، بعد بنا و بنیاد موضع تقسیم ہوا، اور جائے عیدگاہ مسلمانوں کے حصہ میں آئی، اس نے انکار و اقرار اس عیدگاہ کے بارے میں کچھ نہیں کیا، کچھ عرصہ کے بعد ایک منار —— جس کے ساتھ دیوار قبلہ بھی تھی —— گر گیا؛ اب اولاد زید نے تمام موضع کے باشندگان سے چندہ لے کر اس کی مرمت بلکہ تمام چہار دیواری اور دروازہ وغیرہ بنایا؛ امام جامع مسجد جو پندرہ سال سے برابر نماز عید پڑھاتا ہے، وہ اولاد زید میں سے نہیں ہے دوسرے قبائل میں سے ہے؛ کسی دنیاوی غرض سے اولاد زید نے عید کی نماز کا امام اپنی طرف سے مقرر کرنا چاہا، اور دعوی کیا کہ عیدگاہ ہماری ملک ہے، ہم جس کو چاہیں امام بنا دیں، اگر امام جامع یا اور قبائل کا امام نماز پڑھاوے گا تو ہم عیدگاہ سے نکال دیں گے، ان کو ضرورت ہے تو اپنی عیدگاہ جدا بنا کر علیحدہ نماز پڑھیں؛ اس عیدگاہ میں عوام کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس میں وہی ثواب حاصل ہوتا ہے جو عیدگاہ میں ہے، یا اور قبائل کو اپنی نماز جنگل میں پڑھنی افضل ہے؟ (۱۸۸۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اولاد زید کا دعوی ملکیت کا باطل ہے، اور نماز اس عیدگاہ میں سب کی صحیح ہے، اور ثواب اور فضیلت عیدگاہ میں نماز پڑھنے کا اس میں حاصل ہے، اور اگر دوسرے قبائل کو اس عیدگاہ میں نماز پڑھنے میں فساد اور لڑائی کا خوف ہو تو دوسری جگہ جنگل میں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں، اور فضیلت اس میں بھی حاصل ہے۔

عیدگاہ کے بارے میں ہندو دعویٰ کریں تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۹۳۳) ایک پرانی مسجد ہے، اور ہمیشہ مسلمان اس پر قابض ہیں، اس مسجد کے متعلق کچھ زمین ہے، مسلمانوں نے اس کو عیدگاہ بنا رکھا ہے، ہمیشہ سے عیدین کی نماز اس میں ہوتی ہے، عیدگاہ کی زمین پر کفار نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ زمین عیدگاہ نہیں ہے، بلکہ یہ زمین ہم لوگوں کی ہے: لہٰذا مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ (۱۳۴۴/۲۶۹۴ھ)

الجواب: عیدگاہ مذکور کے بارے میں گورنمنٹ سے چارہ جوئی کرنی چاہیے، اور یہ ثابت کرنا چاہیے کہ عیدگاہ وقف ہے، وہ کسی کی ملکیت نہیں ہوسکتی ہے، اور کفار کا دعویٰ خارج ہونا چاہیے؛ مسلمانوں کو چاہیے کہ گورنمنٹ ہی سے چارہ جوئی کریں، خود ہندوؤں سے لڑائی فساد نہ کریں؛ کیونکہ بہ حالت مجبوری (بھی) مسلمانوں کو کشت وخون نہ کرنا چاہیے؛ البتہ مالی کوشش سے دریغ نہ کریں۔ فقط

حرام آمدنی سے عیدگاہ کی مرمت کرانا

سوال: (۹۳۴) ایک ہیجڑا یعنی گانے بجانے والا اپنے مال مکسوبہ سے عیدگاہ تیار کراتا ہے، اس میں عامۂ مسلمین کی نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حرام آمدنی کے روپے سے مسجد اور عیدگاہ کی مرمت ودرستی نہ کرائی جائے۔

عیدگاہ کے میدان میں کھیل، تماشے کشتی کرانے، اور ہارمونیم بجانے کا حکم

سوال: (۹۳۵) عیدگاہ کے اندر اعلان عام کرکے کھیل تماشوں اور کشتی کا کرانا یا ہارمونیم باجا کے ساتھ گانا بلا اجازت متولی عیدگاہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۱۶۳۹ھ)

الجواب: عیدگاہ بہت سے امور میں بہ حکم مسجد ہے، اس لیے عیدگاہ میں کھیل تماشہ اور کشتی وغیرہ کا کرانا اور ہارمونیم باجا بجانا اور گانا؛ یہ جملہ امور محرمہ حرام اور ناجائز ہیں، متولی عیدگاہ ہرگز ان امور کی

اجازت کسی کو نہیں دے سکتا، اور بلا اجازت یا بہ اجازت متولی بھی کسی کو ارتکاب ان امور کا کرنا عیدگاہ میں درست نہیں ہے: هكذا في الدر المختار والشامي (۱) فقط

عیدگاہ میں جانور چرانا، باندھنا اور خرمن بنانا

سوال: (۹۳۶)......(الف) ایک عیدگاہ کا فرش خام ہے، موسم برسات میں اس فرش پر گھاس پیدا ہو جاتی ہے، اس گھاس کو متولی اپنے جانوروں کو چراوے تو جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اس فرش پر غلہ کا خرمن لگا کر اس میں سے غلہ علیحدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) اس فرش پر بیل وغیرہ بھی باندھ سکتے ہیں یا نہ؟ (۵۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) وہاں جانوروں کو نہ چھوڑنا چاہیے کہ فرش عیدگاہ پر چرتے پھریں، بلکہ ایسا کیا جائے کہ گھاس وہاں سے کٹوالی جائے، اور اس کو اپنے کام میں لایا جائے اگر واقف کی کوئی شرط اس کے متعلق نہیں ہے۔

(ب) ایسا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ عیدگاہ کے لیے عند البعض مسجد کا حکم ہے اس لیے اس میں احتیاط کرنی چاہیے۔

(ج) یہ بھی جائز نہیں ہے۔

عیدگاہ میں بوئے ہوئے درختوں کی جڑ میں کھاد ڈالنا

سوال: (۹۳۷) عیدگاہ میں درخت سایہ دار لگائے گئے ہیں، ان کی پرورش کی غرض سے ان کی جڑ میں کھاد ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۵۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: کھاد ڈالنا ان درختوں کی جڑ میں بہ ضرورت پرورش درختاں وراحتِ نمازیاں جائز ہے، کیونکہ عیدگاہ دائما مسجد کے حکم میں نہیں ہے، صرف عیدین کی نماز میں جواز اقتداء کے لیے باوجود انفصال صفوف کے اس کو حکم مسجد کا دیا جاتا ہے، ورنہ دوسرے اوقات میں عیدگاہ بحکم مسجد نہیں ہے: وأما المتخذ

(۱) وأما المتخذ لصلاة جنازة أو عيد فهو مسجد الخ (الدر المختار مع الشامي ۳۷۲/۲ كتاب الصلاة — مطلب في أحكام المسجد)

لصلوۃ جنازۃ أو عید فھو مسجد فی حق جواز الاقتداء وإن انفصل الصفوف رفقًا بالناس لا فی حق غیرہ، بہ یفتی نہایۃ فحل دخولہ لجنبٍ وحائضٍ الخ (۱) پس جب کہ جنبی اور حائضہ کا داخل ہونا اس میں درست ہے تو کھاد ڈالنا بضرورت مذکورہ بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ فقط

(۱) الدر المختار مع الشامی ۲/۳۷۲ کتاب الصلوۃ – مطلبٌ فی أحکام المسجد .
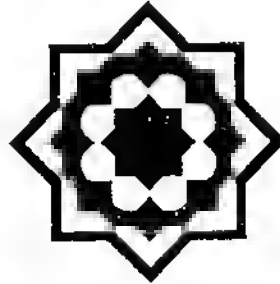
مدارس کے احکام

مہتمم کی شرعی حیثیت

(اس عنوان کے تحت درج ہونے والے دونوں فتاوی اہم ہیں، دونوں سوال: حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی کے ہیں، جن کا تعلق خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے تھا، پس گویا حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے سوال ہیں، اس سے سوالوں کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ مدارس میں جو لوگ چندہ دیتے ہیں، خواہ وہ صدقات واجبہ ہوں یا امداد وعطا، اور خواہ انہوں نے مصرف متعین کیا ہو یا نہ کیا ہو: یہ چندہ کی رقم دیتے ہی معطی کی ملک سے خارج ہو جاتی ہے یا خرچ ہونے تک اسی کی ملک میں رہتی ہے؟ اگر خارج ہو جاتی ہے تو مسئلہ کی تخریج کس طرح کی جائے یعنی اس کی بنیاد کیا ہوگی؟ کس اصول وضابطہ سے یہ مسئلہ متعلق کیا جائے؟ اور خارج نہیں ہوتی تو معطی کی موت کی صورت میں اگر چندہ باقی ہو تو وہ وارثوں کو لوٹا دینا چاہیے، نیز خرچ ہونے سے پہلے معطی چندہ واپس لینا چاہے تو اس کو واپس لینے کا حق ہونا چاہیے۔

حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ نے پہلے جواب میں فقیہ النفس حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کا فتوی نقل کیا ہے، پھر اس کی تائید میں عبارت پیش کی ہے، پس آپ کا فتوی بھی یہی ہوا۔

حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے جواب میں پہلی شق اختیار کی ہے کہ ''چندہ دیتے ہی معطی کی ملک سے خارج ہو جاتا ہے'' اور اس کی تخریج اس طرح فرمائی ہے کہ مدرسہ کا مہتمم تمام طلبہ کا قیم اور نائب ہوتا ہے، پس جس طرح امیر المؤمنین سارے عالم کا امیر ہوتا ہے اور اس کی وصولی سے رقوم مالکان کی ملک سے نکل جاتی ہیں، اسی طرح طلباء کا نائب یعنی مہتمم چندہ وصول کر لے گا تو وہ رقم معطی کی ملک سے نکل جائے گی، اور طلبہ کی ملک ہو جائے گی اور اس صورت میں طلبہ کا معلوم ومتعین ہونا ضروری نہیں ہے، جیسے بیت المال میں مستحقین کی تعیین نہیں ہوتی۔

پھر حضرت قدس سرہٗ نے فتوی میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ''مہتمم بعض وجوہ میں معطی کا وکیل ہوتا ہے'' اور بعض وجوہ سے مراد یہ ہے کہ معطی نے جس مصرف میں خرچ کرنے کے لیے رقم دی ہے اسی مصرف میں خرچ کرنے کا مہتمم پابند ہے، مصرف میں تبدیلی معطی کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتی، مثلاً معطی نے مدرسہ کی مسجد کے

لیے چندہ دیا تو مہتمم اس کو معطی کی اجازت کے بغیر مدرسہ کے دیگر مصارف میں خرچ نہیں کر سکتا۔

یہ تو مسئلہ کا ایک پہلو تھا، جس کو حضرت گنگوہی قدس سرہ نے خوب واضح کر دیا ہے مگر اس کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے کہ مہتمم طلبہ پر صدقات واجبہ صرف کرنے کا وکیل بھی ہے یا نہیں؟ یعنی وہ بغیر تملیک کے ان رقوم کو مصارف طلبہ میں خرچ کر سکتا ہے یا نہیں؟ مسئلہ کا یہ پہلو حضرت گنگوہی کے فتوی میں واضح نہیں، چنانچہ عمل اس بات پر چلتا رہا اور فتاوی یہ دیئے گئے کہ تملیک مستحق ضروری ہے، اس کے بغیر زکوۃ ادا نہیں ہوگی، مگر اس میں دشواری پیش آئی کیونکہ صدقاتِ واجبہ کا چندہ تو کافی آتا ہے، مگر امداد کی رقوم اتنی نہیں آتیں کہ مدرسہ کا کام بخوبی چلے، اس لیے حیلۂ تملیک کا سہارا لیا گیا۔

مگر حیلۂ تملیک اس وقت حیلہ ہوتا ہے جب واقعی تملیک ہو، اور مروجہ حیلۂ تملیک میں واقعی تملیک نہیں ہوتی، اور حیلۂ اسقاط عبادت میں مفتیانِ کرام یہ فتوی دے چکے ہیں کہ وہ محض ڈھونگ ہے، اس سے نماز روزے معاف نہیں ہوتے، کیونکہ اس میں واقعی تملیک نہیں ہوتی، اس لیے اربابِ مدارس کے لیے لمحۂ فکریہ پیدا ہوا کہ اس مخمصے سے نکلنے کی تدبیر کیا کی جائے؟ اگر طلبہ کو وظیفہ دیا جائے اور وہ اپنی فیس میں داخل کریں تو اس میں طولِ عمل ہے اور لے بھاگنے کا اندیشہ بھی ہے۔

چنانچہ کئی سال پہلے مجلس شوری دارالعلوم دیوبند میں حضرت گنگوہی قدس سرہ کا یہی فتوی زیرِ غور آیا، کئی مجالس میں اس پر غور کیا گیا کہ کیا مہتمم مدرسہ کو معلوم و متعین طلبہ کا خود ان طلبہ کی ضروریات پر رقوم واجبہ خرچ کرنے کا وکیل و نائب مانا جا سکتا ہے یا نہیں؟ مجلس شوری نے اسی فتوی کی بنیاد پر طے کیا کہ جب مہتمم نامعلوم طلبہ کا نائب ہو کر معطیان سے چندہ وصول کر سکتا ہے تو مہتمم متعین طلبہ کا نائب ہو کر نامعلوم معطیان کی طرف سے مصارف طلبہ میں صرف کرنے کا وکیل و نائب بھی ہو سکتا ہے، چنانچہ یہ تجویز پاس کی گئی کہ داخلہ کے وقت طلبہ سے توکیل نامہ میں مندرجہ ذیل مضمون لکھوایا جائے:

''میں حضرت مہتمم صاحب یا ان کے قائم مقام کو اپنی طرف سے زکوۃ وصول کرنے کا بھی وکیل بناتا ہوں، اور اپنی ضروریات میں خرچ کرنے کا بھی وکیل بناتا ہوں''

پھر تجویز میں ہے کہ ''اس کے بعد مہتمم صاحب کو زکوۃ و صدقات کی رقم طلبہ کی ضروریات: طعام، لباس، پانی، بجلی، علاج اور رہائش وغیرہ میں صرف کرنے کا اختیار ہے''

توکیل نامہ کا پہلا جزو کہ ''میں مہتمم صاحب کو اپنی طرف سے زکوۃ وصول کرنے کا بھی وکیل بناتا ہوں'' احتیاطاً لکھا گیا ہے، اس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ تو مجہول طلبہ کی طرف سے بھی وکیل ہے، البتہ دوسرا جزو کہ ''اپنی ضروریات میں خرچ کرنے کا بھی وکیل بناتا ہوں'' ضروری ہے۔ مگر مصارف طلبہ کی تحدید و تعیین میں ''وغیرہ'' بڑھانے

کی وجہ سے اجمال پیدا ہو گیا ہے، وغیرہ کا دائرہ تو عمارات اور کتب تک وسیع ہے، اس لیے مفتیان کرام کو غور کر کے اس کی پوری تعیین کرنی چاہیے تاکہ ارباب مدارس اس پر عمل کر سکیں۔

میرے ذہن میں اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ جن چیزوں سے طلبہ راست فائدہ اٹھاتے ہیں، اور ان چیزوں کا فائدہ ان پر منتہی ہو جاتا ہے وہ "مصارف طلبہ" ہیں، اور جن چیزوں سے طلبہ بالواسطہ فائدہ اٹھاتے ہیں یا وہ ان چیزوں سے سارا فائدہ نہیں اٹھا لیتے، جیسے درس گاہ کی تپائیاں اور مستعار کتابیں وہ مصارف طلبہ کے زمرہ میں نہیں آتیں ——— اور مہتمم کو طلبہ کا وکیل ماننے کی صورت میں تملیک طعام ضروری نہیں، اباحت یعنی طلبہ کو ساتھ بٹھا کر کھانا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ سعید احمد پالن پوری)

سوال: (۹۳۸) چندۂ مدارس، خواہ بمد زکوۃ و صدقۂ فطر وغیرہ ہو یا محض اعانت مدرسہ کے لیے بہ تعیین مصرف یا بلا تعیین ہو، بہ مجرد اعطاء معطیین کی ملک سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں؟ بر شق اوّل وجہ خروج کیا ہے؟ اور بہ صورت ثانیہ اگر کوئی شخص چندہ دے کر مر جاوے اور وہ چندہ مدرسہ میں باقی ہو اور صرف نہ ہوا ہو تو اس میں میراث جاری ہونی چاہیے؟ نیز اگر وہ صرف ہونے سے پہلے واپس لینا چاہے تو اسے واپس ملنا چاہیے؟ (۱۳۴۳-۱۳۴۴ / ۱۳۴۳ھ)

مستفتی: حبیب احمد کیرانوی، خانقاہ امدادیہ مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون ۲۱/ شعبان سنہ ۱۳۴۴ھ

(مذکورہ بالا سوال کے جواب میں حضرت مفتی صاحب نے تذکرۃ الرشید سے درج ذیل سوال و جواب نقل کرنے کے بعد حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے جواب کو حوالے سے مدلل فرمایا ہے۔ از مرتب)

سوال: مدرسہ میں جو چندہ وغیرہ کا روپیہ آتا ہے وہ وقف ہے یا مملوک؟ اگر وقف ہے تو بقائے عین واجب ہے اور صرف بالاستہلاک ناجائز، اگر مملوک ہے اور مہتمم صرف وکیل تو معطی چندہ اگر مر جاوے تو غرباء و ورثاء کا حق ہے۔ اس کی تفتیش وکیل کو واجب ہے۔

زمانۂ شارع علیہ السلام و خلفاء میں جو بیت المال تھا اس میں بھی یہ اشکال جاری ہے بہت سوچا مگر قواعد شرعیہ سے حل نہ ہوا اور مختلف چندوں کو خلط کرنا استہلاک ہو جانا چاہیے اور مُسْتَهْلِكْ مِلْكِ مُسْتَهْلِكْ ہو کر جو صرف کیا جائے اس کا تبرع ہوگا، اور مالکوں کا ضامن ہوگا، اگر یہ ہے تو اہل مدرسہ یا امین انجمن کو سخت وقت ہے: امید کہ جواب باصواب سے تشفی فرماویں۔

الجواب: مہتمم مدرسہ کا قیم و نائب جملہ طلبہ کا ہوتا ہے جیسا امیر نائب جملہ عالم ہوتا ہے، پس جو شئے کسی نے مہتمم کو دی مہتمم کا قبضہ خود طلبہ کا قبض ہے، اس کے قبض سے ملک معطی سے نکلا اور ملک طلبہ کا

ہو گیا، اگر چہ وہ مجہول الکمیت والذوات ہوں مگر نائب معین ہے: پس بعد موت معطی کے ملک ورثہ معطی کی اس میں نہیں ہو سکتی، اور مہتمم بعض وجوہ میں وکیل معطی کا بھی ہو سکتا ہے، بہر حال نہ یہ وقف مال ہے اور نہ ملک ورثہ معطی کی ہوگی اور نہ خود معطی کی ملک رہی۔ از حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ (تذکرۃ الرشید جلد اول ص:۱۶۴)

رجل أعطى درهمًا في عمارة المسجد أو نفقة المسجد أو مصالح المسجد صح لأنه وإن كان لايمكن تصحيحه وقفًا يمكن تصحيحه تمليكًا بالهبة للمسجد وإثبات الملك للمسجد على هذا الوجه صحيح فيتم بالقبض كذا في الواقعات الحسامية (۱) وذكر الناطفي إذا وقف ماله لإصلاح المساجد يجوز وإن وقف لبناء القناطير أو لإصلاح الطريق أو لحفر القبور أو اتخاذ السقايات والخانات للمسلمين أو لشراء الأكفان لهم لايجوز وهو جائز في الفتوى كذا في فتاوى قاضيخان (۲) فقط

سوال: (۹۳۹) جو چندہ خرید کتب کے لیے، یا تعمیر مدرسہ کے واسطے، یا خرید جائداد کے لیے وصول کیا جاتا ہے، کیا وہ طلبہ کی ملک ہے؟ اگر نہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ نیز جو مصرف چندہ کے لیے معطی چندہ مقرر کرتا ہے اس کی پابندی مہتمم پر لازم ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں؟ (۱۳۳۴-۳۴/۱۵۰۳ھ)

مستفتی: حبیب احمد کیرانہ ضلع مظفر نگر ۲۹/ شعبان ۱۳۳۴ھ

الجواب: حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کے فتویٰ میں یہ الفاظ بھی ہیں، اور مہتمم بعض وجوہ میں وکیل معطی کا بھی ہو سکتا ہے؛ پس خرید کتب وتعمیر وغیرہ میں مہتمم نیابۃً عن المعطی خرچ کرتا ہے، اور خرید جائداد میں خریداری کے بعد نیابۃً عن المعطی اس جائداد کو وقف کرتا ہے، جیسا کہ دلالۃً ثابت ہے، اور جو مصرف معطی چندہ مقرر کرتا ہے اس کی پابندی مہتمم کو لازم ہے مگر جب کہ معطی سے اجازت لے لیوے تو تغیر کر سکتا ہے۔ فقط

---

(۱) الفتاوى الهندية ۲/۴۶۰ كتاب الوقف، الباب الحادي عشر. الفصل الثاني في الوقف على المسجد وتصرف القيم وغيره في مال الوقف عليه. أما قوله "تصحيحه وقفًا يمكن" فهو موجود في نسخة الهندية المطبوعة من المصطفائية.

(۲) الفتاوى الخانية مع الفتاوى العالمغيرية ۳/۲۹۲ كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجدًا أو خانا أو سقاية أو مقبرةً.

متولی اور مہتمم کس کو بنانا چاہیے؟

سوال: (۹۴۰) جو شخص جاہل ہو، اور صوم وصلاۃ کا پابند نہ ہو، اس کو متولی مسجد یا مہتمم مدرسہ مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۵۷۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: متولی ایسے شخص کو بنانا چاہیے جو خائن نہ ہو، اور کار تولیت اچھی طرح انجام دے سکے؛ اس قدر تو ضروری ہے، اور بہتر یہ ہے کہ نیک آدمی کو جو کہ پابند احکام شریعت ہو، اور تولیت کا کام بھی انجام دے سکے متولی ومہتمم بنایا جائے۔

اراکین مدرسہ کیسے ہونے چاہئیں؟

سوال: (۹۴۱)......(الف) اسلامی مدارس کے اراکین پابند صوم وصلوۃ ہونے چاہئیں اور وضع قطع ان کی موافق شرع شریف ہونا چاہیے یا نہیں؟

(ب) جو لوگ پابند صوم وصلوۃ ہوں اور ظاہر حال ان کا خلاف شرع ہو، وہ اسلامی مدارس کے شرعاً ارکان ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۹۷۷/۳۴-۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف) وہ لوگ باشرع ہونے چاہئیں۔

(ب) ایسے لوگوں کو اراکین مدارس بنانا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مدارسِ اسلامیہ کی شرعی حیثیت

سوال: (۹۴۲)......(الف) مدرسہ خازن العلوم اور جس قدر مدارس اس طرح (کے) قائم کیے گئے ہیں وہ وقف ہیں یا نہیں؟

(ب) اور ایسی صورت میں اہل اسلام وبہی خواہان؛ مدرسہ کے لیے مجلس انتظامیہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(ج) متولی اگر دعویٰ ملکیت وقف پر کرے نیز افعال فسق وفجور کا مرتکب ہو تو قابل عزل ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (۹۱/۳۴-۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف) مدرسہ خازن العلوم اور جملہ مدارس اسلامیہ جو اس قسم کے ہیں وقف ہیں دعویٰ ملکیت کا کرنا باطل ہے۔ (ب) کر سکتے ہیں۔

(ج) دعویٰ ملکیت کا کرنا باطل ہے کہ اَلْوَقْفُ لَا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّكُ (الدر المختار مع الشامی ۴۲۱/۶ كتاب الوقف) کلام مشہور و مسلم ہے۔ اور دعوئے ملک و افعال فسق و فجور کی وجہ سے وہ قابل عزل ہے وينزع وجوبًا لو الواقف فغيره بالأولى غير مأمون أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه ...... وإن شرط عدم نزعه الخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کونسا مدرسہ "مدرسہ اسلامیہ" ہے؟

سوال: (۹۴۳)...... (الف) وہ عربی مدارس جس کا انتظام گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے ان کو مدرسہ اسلامیہ کہہ سکتے ہیں؟

(ب) گورنمنٹی مدارس اور وہ مدارس جو عام پبلک سے متعلق ہیں دونوں برابر ہیں یا کچھ فرق ہے؟ (۲۱۳۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) اگر تعلیم عربی اور تعلیم فقہ وحدیث اس میں ہوتی ہے تو اس کو "مدرسہ اسلامیہ" کہہ سکتے ہیں، لیکن اب عرف یہ ہوگیا ہے کہ جو مدرسہ اہل اسلام کے چندے سے ہو اور اس میں تعلیم دینیات ہو اس کو مدرسہ اسلامیہ کہتے ہیں، لیکن درحقیقت جس میں (بھی) تعلیم دینیات ہو وہی مدرسہ اسلامیہ ہے۔

(ب) اگر گورنمنٹ ان مدارس میں کچھ اپنی مداخلت کرے اور پابندی قواعد کی کروائے جس سے دینیات کی تعلیم میں حرج ہو تو وہ مدرسہ خالص مدرسہ اسلامیہ نہ ہوگا اور اس میں اور قومی چندے کے مدارس میں فرق ہوگا۔

وقف کی نیت کے بغیر اپنی مملوکہ زمین میں مدرسہ قائم کرنا

سوال: (۹۴۴) ایک شخص نے اپنی مملوکہ زمین میں جو اس کے مکان کے سامنے افتادہ ہے اور

(۱) الدر مع الشامی ۴۵۲/۶، ۴۵۳ كتاب الوقف _ مطلبٌ فيما يعزل به الناظر .

صحن سے پیوستہ ہے چندے کے روپے سے مدرسہ تعمیر کرایا اور ستر دسال تک خود اس میں درس عربی دیا؛ غرض وہاں درس وتدریس کا سلسلہ جاری ہوگیا لیکن بانی نے کوئی نیت وقف زمین مملوکہ کی نہیں کی، نہ زبان سے کچھ کہا؛ پس اس صورت میں وقف صحیح ہوگیا یا نہیں؟ (۳۱۹/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ زمین مملوکہ وقف نہیں ہوئی کما فی الدر المختار: ورکنہ الألفاظ الخاصۃ کأرضی ہذہ صدقۃ موقوفۃ مؤبدۃ علی المساکین ونحوہ من الألفاظ کموقوفۃ للہ تعالیٰ أو علی وجہ الخیر أو البر الخ (۱)

مدرسہ کی عمارت کے لیے چندہ دینا بہتر ہے یا زمین کے لیے؟

سوال: (۹۴۵) ایک زمین برائے مدرسہ اسلامیہ جس میں صرف دینیات کا کام ہوگا، مبلغ تین ہزار روپے میں خریدی، اس میں مبلغ سات سو روپے دیے گئے، اور مبلغ تینتیس سو روپے باقی رہے، اس دو ہزار تین سو روپے کی ادائیگی کا اقرار ایک سال کا ہوا، اب بعض چندہ دہندگان یہ کہتے ہیں کہ اس زمین میں چندہ دینا بہ مقابلہ تیار کرنے مدرسہ کے اولیٰ ہے، اس وجہ سے کہ زمین بہ مقابلہ عمارت کے زیادہ پائیدار ہے۔ عمارت ٹوٹنے کے بعد اس زمین میں دوسری عمارت بن جائے گی اور دوسری عمارت جو بنی وہ جدید ہوگئی؛ زمین وہی رہی۔ بہ مقابلہ عمارت بنانے کے زمین کا صدقہ جاریہ برابر رہا؛ اب دریافت طلب یہ ہے کہ جو چندہ دیتے ہیں وہ عمارت بنانے میں چندہ دیں یا زمین کے خریدنے میں دیویں؛ اس میں کون سا امر بہتر ہے؟ (۱۲۸۳/۴۳-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ وہ زمین مدرسہ اسلامیہ دینیہ کے لیے خریدی گئی ہے، جس میں مدرسہ تعمیر ہوگا، تو مقدم یہ ہے کہ اول اس زمین کی قیمت ادا کرنی چاہیے اور اس میں چندہ دینا چاہیے، اس کے بعد اس کی تعمیر کے لیے چندہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مدارس کی تعمیرات (جو چندے سے بنائی گئی ہیں) وقف ہیں

سوال: (۹۴۶) مدارس جو عام مسلمانوں کے چندے سے تعمیر ہوتے ہیں، وہ چندے کا روپیہ وقف

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۴۰۹/۶ أوائل کتاب الوقف.

ہے یا نہیں؟ اور پھر اس روپے سے جو مکانات تعمیر ہوتے ہیں ان کا کیا حال ہے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۱۲۸ھ)

الجواب: روپیہ چندے کا جب تک اس مصرف میں صرف نہ ہو جس کے لیے چندہ کیا گیا ہے، ملک چندہ دہندگان کی ہے، جب اس سے مکان بنا کر وقف کر دیا جائے اس وقت وقف ہوتا ہے، اور جب کہ زمین مدرسہ کے لیے ہو اور اس میں چندہ سے تعمیر کی جائے بہ غرض مدرسہ تو وہ تعمیر وقف ہو جاتی ہے کما فی الدر المختار: و إن موقوفة علی ماعین البناء له جاز تبعًا إجماعًا الخ (۱) فقط

مدرسہ کے بانی کے نام سے مدرسہ قائم کرنا

سوال: (۹۴۷) ایک مسجد کے احاطے میں ایک مدرسہ تعلیم قرآن کے لیے قائم کیا گیا تھا، کچھ عرصہ کے بعد اس احاطے میں ایک تعمیر پختہ تیار کرا کر وقف کر دی گئی، بانی مدرسہ کا نام محمد الطاف حسین ہے، انہوں نے مدرسہ کا نام بھی مدرسہ ''محمدیہ الطافیہ'' رکھا ہے تو یہ اس نام کے ساتھ موسوم کرنا اچھا ہے یا برا؟

دوسرے یہ کہ اگر مدرسہ اسی جگہ قائم رہے گا تو بانی مدرسہ غاصب زمین مسجد تو نہ ہوگا؟

(۱۳۴۵-۴۴/۲۸۱ھ)

الجواب: مدرسہ مذکورہ کا نام ''محمدیہ الطافیہ'' رکھنا درست ہے، اس میں بانی مدرسہ کے نام کی طرف اشارہ ہو جاتا ہے جو کہ ہمیشہ کے لیے صلحاء کی دعا کا بہانہ ہوگا، اور بہ موجب حدیث صحیح من سن سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها الخ (۲) بانی کو ثواب پہنچتا رہے گا؛ الغرض شریعت غراء کے موافق اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اور جو نیت بانی کی اس نام رکھنے سے ہوگی، اس کے موافق اس کو حصہ ملے گا۔ قال علیه الصلوة و السلام: إنما الأعمال بالنیات الحدیث (۳) اور مدرسہ مذکورہ اس جگہ قائم رہنے سے وہ زمین مسجد کی مغصوبہ نہیں ہوئی، اور بانی مدرسہ غاصب نہیں ہوا، جب کہ اس نے بناء کو بھی وقف کر دیا ہے جیسا کہ زمین پہلے سے وقف تھی۔ فقط

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۴۶۳/۶ کتاب الوقف — مطلبٌ: مناظرةُ ابنِ الشُحنة الخ.

(۲) عن المنذر بن جریر عن أبیه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: مَنْ سَنَّ سُنَّةً حسنةً فعمل بها کان له أجرها ومثل أجر من عمل بها لا ینقص من أجورهم شیئًا وَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَیِّئَةً فعمل بها کان علیه وزرها ووزر من عمل بها لا ینقص من أوزارهم شیئًا (ابن ماجة، ص:۱۸باب من سن سنةً حسنةً أو سیئةً)

(۳) صحیح البخاری ۲/۱ باب کیف کان بدء الوحی.

مدرسے کے روپے سے خریدی ہوئی زمین مدرسے کی ملک ہے

سوال: (۹۴۸) ایک مدرسے والوں کو سرکار نے کچھ زمین سڑک وغیرہ بنانے کے واسطے مالکان زمین کو حق ملکیت دلوا کر مدرسہ والوں کو دلوائی ہے؛ تو آیا یہ مدرسے والے شرعاً اس زمین کے مالک ہوں گے؟ اور ان کو یہ زمین مدرسہ کے کام میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۱۲۲۷ھ)

الجواب: اگر مدرسہ والوں نے اپنا روپیہ معاوضے میں دیا تو وہ مالک ہو گئے، خواہ وہ مدرسے میں لگاویں یا اپنے صرف میں لاویں، اور اگر مدرسے کا روپیہ اس زمین کے معاوضے میں دیا گیا تو وہ زمین مدرسے کی ملک ہوگئی، اور وقف ہوگئی، مدرسے کے استعمال میں لانا اس کو درست ہے۔ فقط

اس شرط کے ساتھ زمین وقف کرنا کہ اگر مدرسہ نہ رہا تو زمین ہماری

سوال: (۹۴۹) زید نے عمرو سے پوچھ کر اس کی مملوکہ زمین میں کچھ چندہ، کچھ اپنا، کچھ قرض کے روپے سے مدرسہ بنالیا، چند سال کے بعد عمرو مالک زمین نے اس زمین کو بایں الفاظ وقف کر دیا کہ یہ زمین میں نے مدرسہ کے نام وقف کر دی؛ مہتممین کو اختیار ہے کہ اس میں مکانِ درس بنائیں، مگر شرط یہ ہے کہ اگر مدرسہ نہ رہا تو زمین ہماری، ملبہ سے ہمیں کچھ غرض نہیں، مسلمانوں کی رائے سے جہاں چاہے دے دیا جائے۔

اس کے بعد کئی برس گذر گئے، مدرسہ نہیں چلا، یہاں تک کہ ملازمین کی کئی سال تک کی تنخواہ اور جو روپیہ قرض لے کر لگایا تھا وہ سب مدرسہ کے ذمہ باقی ہے؛ اس صورت میں جب کہ مدرسہ نہ چلا اور نہ امید ہے؛ تو زمین مالکِ زمین کی ہوگئی یا نہ؟ اور ملبہ کی قیمت سے تنخواہ وقرض ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ملبہ سے بھی ادا نہ ہو تو مالک زمین، اپنی خوشی سے وہ زمین تنخواہ داروں یا قرض خواہوں کو دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا کسی غیر کو ہبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۷۳۵ھ)

الجواب: واقف کے اس شرط کرنے سے کہ اگر مدرسہ نہ رہا تو زمین ہماری، وقف باطل ہو گیا، وہ زمین وقف نہیں ہوئی؛ مالک کو اختیار ہے کہ اس زمین کو فروخت کرے یا ہبہ کرے، یا تنخواہوں میں ملازمین کو دے دے، اور ملبہ کی قیمت سے قرض ادا کر دیا جاوے۔ شامی میں خصاف سے منقول ہے:

لو قال: على أن لي إخراجها من الوقف إلى غيره أو على أن أهبها وأتصدق بثمنها أو على أن أهبها لمن شئت أو على أن أرهنها متى بدا لي وأخرجها عن الوقف بطل الوقف الخ(۱)

تعلیمِ قرآن کے لیے تہائی جائداد کو وقف کرنے کی وصیت کرنا

سوال: (۹۵۰) زید نے مرنے سے سات دن پہلے اپنی ثلث جائداد کی وصیت اس طرح کی کہ اس جائداد کی آمدنی فلاں مدرسہ میں بہ مد درس تعلیم قرآن مجید وقف کرتا ہوں؛ یہ وصیت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۸۶۵ھ)

الجواب: یہ وصیت شرعاً درست ہے، موافق زید کی وصیت کے ایک ثلث جائداد اس کی وقف ہوگئی، اس کی آمدنی اس مدرسہ میں بہ مد تعلیم قرآن مجید صرف کی جاوے۔ فقط

کچھ روپیہ مدرسہ قائم کرنے کی غرض سے جمع کیا مگر مدرسہ قائم نہ ہوسکا تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۵۱) ایک گاؤں میں مدرسہ جاری کرنے کی نیت سے روپیہ جمع کیا گیا تھا؛ لیکن مدرسہ جاری نہ ہوسکا، وہ روپیہ اب مسجد کے ملحقات مثلاً حمام وغیرہ میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟ اور کچھ روپیہ دیگر مواضعات سے آیا تھا وہ بھی اس کام میں آسکتا ہے یا نہیں؟ (۵۵۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: جن لوگوں نے وہ روپیہ دیا تھا خواہ اس گاؤں کے تھے یا باہر کے، ان سب کی رضامندی سے وہ روپیہ مسجد کے ملحقات حمام وغیرہ میں لگ سکتا ہے۔

واقف کا تاحیات مکان میں رہنے کی شرط کے ساتھ مکان وقف کرنا

سوال: (۹۵۲) واقع شہر لکھنؤ محلہ دوگانواں میں ایک لاولد حوا بی بی ضعیفہ ہیں، ان کی ملکیت متبوضہ میں ایک مختصر سا مکان مسکونہ بلا شرکت غیرے ہے، جس کے کرائے کی آمدنی دو تین روپے ماہانہ ہوسکتی ہے، مالکہ اس مکان کو مدرسہ عربیہ دیوبند میں بہ صیغہ تجوید وقف کرنا چاہتی ہیں؛ بدیں شرط کہ تاحیات

(۱) الشامی ۶/۶۱۱ کتاب الوقف – قبل مطلبٌ فی وقف المرتد والکافر۔

وہ خود اور ایک دوسری بیوہ ان کی عزیزہ سکونت پزیر ہیں، ان دونوں بیوہ کی حیات کے بعد مدرسہ دیوبند کے مصرف میں بہ صیغہ وقف مذکور آئے۔

سوال یہ ہے کہ یہ وقف شرعاً جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟ آیا بہ صورت جواز وقف مطلوبہ، مدرسہ دیوبند اس وقف کو قبول کرے گا یا نہیں؟ یہ امر بوجہ بعد مسافت مکان مذکور دموقوف لہا و قلیل ہوئے آمدنی مکان مذکور، استفسار طلب ہے۔ (۱۹۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: شرعاً اس طریق سے وقف کرنا کہ تاحین حیات واقفہ خود اور ان کی قرابت دار دوسری عورت اس مکان میں سکونت پزیر رہیں، اور بعد وفات ان دونوں کے اس کی آمدنی مدرسہ دیوبند میں صرف ہو درست ہے، اور وقف اس طرح صحیح ہوجاتا ہے، اور شرط واقف کی معتبر ہوتی ہے، اور نیز اگر کرایہ مکان مذکور موقوف کا تاحیات، واقفہ خود لے یا کسی دوسرے کے لیے مقرر کردے اور بعد وفات مدرسے کے لیے وہ آمدنی منتقل ہو یہ شرط بھی درست ہے اور وقف صحیح ہے؛ لیکن وقف نامے میں اگر واقف نے یہ شرط بھی لکھ دی کہ واقف یا متولی حسب ضرورت اگر اس مکان موقوفہ کو دوسری زمین یا مکان سے بدل لیویں تو یہ بھی جائز ہے؛ اور مناسب ہے۔ اس شرط سے یہ نفع ہوگا کہ اگر اہل مدرسہ کو بوجہ بعد مسافت وقلت آمدنی اس کا انتظام دشوار ہو تو وہ اس کو فروخت کرکے اس کے عوض دوسرا مکان یا زمین قرب وجوار میں خرید کر وقف کرسکیں گے، اور بدون شرط واقف کے استبدال مشکل ہوگا۔ فقط

ہندو یا نصرانی کا اپنی جائداد مدرسہ کے لیے وقف کرنا

سوال: (۹۵۳) ایک غیر مسلم ہندو یا نصرانی اپنی جائداد غیر منقولہ کسی اسلامی تعلیم گاہ کے لیے، جس میں دینیات اور دیگر علوم منطق وفلسفہ، ریاضی وفارسی کی تعلیم ہوتی ہے وقف کرنا چاہتا ہے، آیا غیر مسلم کا وقف ایسی اسلامی تعلیم گاہ کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر وقف شرعاً جائز نہیں تو کیا اور کوئی طریقہ ایسا نکل سکتا ہے جو شرعاً معتبر ہو؛ ہبہ یا وصیت وغیرہ؟ (۶۶۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: غیر مسلم کے وقف کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ جس امر خیر کے لیے وقف کیا جائے، وہ اہل اسلام اور غیر مسلم کے اعتقاد میں موجب ثواب وقربت ہو، پس تعلیم گاہ ومدارس علوم دینیہ اہل اسلام

کے اعتقاد میں تو قربت ہیں، لیکن غیر مسلم کے اعتقاد میں وہ قربت نہیں ہیں، اس لیے غیر مسلم کا وقف ایسے امور کے لیے صحیح نہ ہوگا، اور ہبہ اور وصیت ایسے امور خیر کے لیے کرنا بھی وقف کے حکم میں ہے، لہٰذا وہ بھی صحیح نہیں ہے(۱) شامی میں ہے: في البحر وغيره: إن شرط وقف الذمي أن يكون قربة عندنا وعندهم كالوقف على الفقراء أو على مسجد القدس الخ (۲) وفيه أيضًا: يثبت الوقف بالضرورة وصورته أن يوصى بغلة هذه الدار للمساكين أبدًا أو لفلان وبعده للمساكين أبدًا فإن الدار تصير وقفًا بالضرورة. والوجه أنها كقوله إذا مت فقد وقفت داري على كذا أي فهو من المعلق بالموت وسيأتي الكلام عليه وأنه كوصية من الثلث وذكر في البحر منها لو قال: اشتروا من غلة داري هذه كل أشهر بعشرة دراهم خبزا، وفرقوه على المساكين صارت الدار وقفًا الخ (۳)

صدقۂ فطر و دیگر صدقات واجبہ کی رقم مدرسہ کی تعمیر میں لگانا

سوال: (۹۵۴) مدرسے کی عمارت میں صدقۂ فطر کا روپیہ لگانا جائز ہے یا اس کے لیے دوسرا چندہ کیا جائے؟ بعض لوگ یہی چاہتے ہیں (۱۸۶۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: فطرہ کا روپیہ تعمیر مدرسہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے؛ کیوں کہ فطرہ وغیرہ صدقات واجبہ میں ''تملیک فقیر'' ضروری ہے، اور تعمیر میں صرف کرنے سے تملیک نہیں ہوسکتی، لہٰذا مدرسے کی تعمیر کے لیے علیحدہ چندہ کیا جائے، جیسا کہ بعض حضرات کی یہی رائے ہے، اور یہی صحیح ہے، اور صدقۂ فطر کا روپیہ طلبائے مدارس اسلامیہ کے اخراجات میں صرف کرنا چاہیے۔ فقط

---

(۱) اس مسئلے پر فتویٰ نمبر: (۸۰۱) سے پہلے نوٹ لکھا گیا ہے اس کو دیکھ لیں، یہ وقف غیر مسلم کے ذاتی اعتقاد میں قربت ہوسکتا ہے، اسی لیے وہ وقف کر رہا ہے، ہاں اس کے مذہب کی رو سے قربت نہیں ہوسکتا، مگر فقہاء نے منقولات میں ذاتی اعتقاد کا اعتبار کیا ہے، پس غیر منقولات میں بھی اسی کا اعتبار کرنا چاہیے، چنانچہ حضرت گنگوہی قدس سرہ نے ایسے وقف کو بھی درست قرار دیا ہے۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

(۲) الشامی ۶/۲۱۰ کتاب الوقف شرائط الوقف.

(۳) الشامی ۶/۲۰۹ کتاب الوقف مطلبٌ: قد يثبت الوقف بالضرورة.

زکوۃ کا روپیہ مدرسے کی تعمیر میں لگانا

سوال: (۹۵۵) ایک مسجد کے پیچھے زمین پڑی ہوئی تھی، لوگوں نے چندہ جمع کر کے زمین مذکور مسجد کے لیے خرید لی کہ یہاں مکان بنا کر پیش امام بٹھائیں گے یا کرایہ مسجد کے کارآمد ہوگا، بعدہٗ اس جگہ میں مدرسہ اسلامی کی تجویز ٹھہری، چنانچہ چندہ ہوا اس میں لوگوں نے زکوۃ بھی دی؛ یہ زکوۃ ادا ہوئی یا دوبارہ دینی پڑے گی؟ اب بوجہ کمی چندہ کے مدرسہ بھی نہ بن سکا اور نہ امید ہے، لہٰذا مدرسہ مذکور کا سامان یا اس کا کرایہ مسجد میں صرف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۳۱/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: زکوۃ کا روپیہ تعمیر مدرسہ میں لگانا جائز نہ تھا، وہ زکوۃ ادا نہیں ہوئی پھر دینی چاہیے، اور سامان مدرسہ کا اہل چندہ سے دریافت کر کے مسجد کے کام میں آسکتا ہے، اور چونکہ وہ زمین دراصل مسجد کے لیے ہی خریدی گئی تھی اس لیے اس کا کرایہ مسجد میں لگانا درست ہے۔ فقط

مسجد یا مدرسے کی زمین اجارے پر دینا

سوال: (۹۵۶) مالک اراضی نے اگر کسی مسجد یا مدرسہ کے متعلق کچھ زمین وقف کر دی، اب متولی اس زمین موقوفہ کو سالانہ اجرت یا کسی معین چیز پر کسی شخص کو دے دے تو جائز ہے یا نہ؟ (۱۷۶۰/ ۳۳-۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس زمین کو مسجد کے منافع کے لیے اجارہ پر دینا جائز ہے جو کچھ حاصل ہو اس کو مسجد پر صرف کیا جاوے۔ فقط

مسجد کے احاطے میں بنے مدرسے کی عمارت کو کرائے پر دینا

سوال: (۹۵۷) ایک شخص نے ایک مسجد کے احاطے میں جو زمین خالی پڑی تھی، اس خالی زمین میں مدرسہ بنایا؛ اب یہ مدرسہ چند سال سے خالی ہے، کوئی پڑھتا بھی نہیں ہے، متولی مسجد کا ارادہ ہے کہ اس کو کرائے پر دے کر کرایہ مسجد میں صرف کرے، اور اس سامان کا دوسرے مدرسے میں لے جانا بھی درست ہے یا نہیں؟ (۷۷۶/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بانی مدرسہ نے اگر عمارت کو مسجد کے لیے وقف کر دیا ہے، تو اس کی آمدنی کرایہ، مسجد

میں صرف کرنا چاہیے، اور اگر وقف نہ کیا تھا تو بانی کو اختیار ہے کہ اس سامان کو دوسرے مدرسہ میں لے جاوے یا اپنے صرف میں لاوے۔

مسجد و مدرسہ کی رقم تجارت میں لگانا

سوال: (۹۵۸) تعمیر مسجد نو کے واسطے جو روپیہ جمع ہے، اس کو مہتمم تجارت میں لگا سکتا ہے یا نہ؟ یا اگر مدرسے کا روپیہ ہو تو اس میں بھی یہ تصرف تجارت بہ شرط ذمہ داری رأس المال کر سکتا ہے یا نہ؟
(۱۳۴۵-۴۴/۲۵۷ھ)

الجواب: یہ تو ظاہر ہے کہ اموال وقف میں اس قسم کے تصرفات کی اجازت مطلقاً نہیں، خاص خاص صورتوں میں اور مصلحت کے ماتحت اس کی گنجائش نکل آتی ہے، جس قدر تصرفات مصلحت وقف اور اس کی حفاظت کی صورتیں ہو سکتی ہیں، متولی وقف کو اس کی اجازت ہے، اور جن صورتوں میں ضیاع مال وقف یا خطرۂ ضیاع ہے تو پھر اجازت نہیں؛ غرض کہ اس باب میں سب سے اہم جزء مصالح وقف اور حفاظت مال اوقاف ہے۔

پس صورت مسئولہ میں مہتمم مدرسہ یا مسجد تصرفات مذکورہ بہ شرط ذمہ داری رأس المال و بہ شرط أصلح للموقف و أحرز للوقف و اخذ عند الحاجة کر سکتا ہے۔ قال في الخلاصة نقلاً عن مجموع النوازل: و أما إقراض ما فضل من الوقف قال في وصايا النوازل رجوت أن يكون ذلك واسعًا إذا كان ذلك أحرز للغلة من إمساكه الخ (۱) (خلاصة الفتاویٰ فصل في المسجد و أوقافه) يسع للمتولي إقراض ما فضل من غلة الوقف لو أحرز (۲) (جامع الفصولين) وفيه أيضًا: وذكر أن القيم لو أقرض مال المسجد ليأخذه عند الحاجة وهو أحرز من إمساكه فلا بأس به (۲) (جامع الفصولين لابن قاضي سماونة في تصرف القاضي والمتولي وغيرهما) وفي

(۱) خلاصة الفتاویٰ مع مجموعة الفتاوی ۴/۴۲۱ كتاب الوقف – الفصل الرابع في المسجد و أوقافه و مسائله. مطبوعة نول كشور لكنؤ.
(۲) جامع الفصولين ۲/۱۴ الفصل السابع والعشرون في تصرفات الأب والوصي والقاضي والمتولي الخ. مطبوعة كبرى ميريه، بولاق، مصر.

الأشباه: وهل يجوز للمتولي أن يشتري متاعًا بأكثر من قيمته أو بيعه و يصرفه على العمارة، وبكون الربح على الوقف. الجواب: نعم كما حرره ابن وهبان (۱)(الأشباه و النظائر كتاب الوقف)

شدید ضرورت کے وقت مدرسے کی زمین فروخت کرنا

سوال: (۹۵۹) کسی شخص نے زمین مزروعہ کسی اسلامیہ مدرسہ کو بطور وقف دی ہو تو مہتمم مدرسہ کسی ضرورت شدیدہ کے باعث اس کو فروخت کر کے، اس کی قیمت مدرسہ کے کسی کام میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ اور ہبہ کی صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۲۲۷/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: زمین مزروعہ ہو یا غیر مزروعہ، جب کہ مدرسہ کے لیے وقف کی گئی ہو، اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ ضرورت شدیدہ ہو کما فی الدر المختار: اَلْوَقْفُ لاَ يُمْلَكُ وَلاَ يُمَلَّكُ (الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

مدرسے کے بوسیدہ اور بے موقع مکان کو بیچ کر مدرسے کی ضروریات کے لیے دوسرا مکان خریدنا

سوال: (۹۶۰) مدرسہ دارالعلوم سہارنپور کا ایک مکان بوسیدہ اور بے موقع ہے، کرایہ وغیرہ پر نہیں دیا جاتا، اور مدرسے میں اس قدر گنجائش نہیں ہے کہ اس کی مرمت بہ خوبی کر سکے، اس لیے اراکین مدرسہ اور متولی چاہتے ہیں کہ اس کو فروخت کر کے کسی اچھے موقع پر کہ جو اس سے بہتر اور اعلیٰ ہو خرید لیا جاوے، اور اس کی آمدنی سے مدرسے کی ضرورت پوری کی جائیں: ایسی صورت میں متولی مال وقف کا تبادلہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۴۷۰/ ۱۳۳۰ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وأما الاستبدال بدون الشرط فلايملكه إلا القاضي (درر) وشرط في البحر خروجه عن الانتفاع بالكلية وكون البدل عقارًا والمستبدل قاضي الجنّة (۲)

---

(۱) الأشباه والنظائر ص:۲۷۴ الفن الثاني ــ كتاب الوقف.

(۲) عالم باعمل قاضی کو قاضِیُ الْجَنَّة درج ذیل حدیث کی وجہ سے کہا جاتا ہے: عن ابن بريدة عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: القضاة ثلاثة واحد في الجنة و اثنان في النار، فأما الذي في الجنة فرجل عَرَفَ الحق فقضى به ورجل عرف الحق فجار في الحكم فهو في النار =

المفسر بذی العلم والعمل ، وفی النهر : أن المستدل قاضی الجنة فالنفس به مطمئنة فلا یخشی ضیاعه ولو با الدراهم والدنانیر الخ(۱) پس بہ ضرورت مذکورہ مکان مذکورہ موقوفہ کو فروخت کرکے، دوسرا مکان بہتر خرید نا درست ہے، اور اس میں ہر طرح پوری احتیاط کی جاوے، اور مدرسہ کے منافع کا خیال رکھا جاوے۔ فقط

ایک مدرسہ کے نام موقوفہ جائداد کی آمدنی دوسرے مدرسے میں صرف کرنا

سوال: (۹۶۱) ایک شخص چیچک کی بیماری میں قریب المرگ ہوگیا تھا، اس نے دو تین معتبر عالم کے روبرو وصیت کی کہ ہماری زمینوں میں سے فلاں فلاں پچاس بیگہ زمین مدرسہ فلاح المسلمین کے نام وقف ہے، اور زمین موقوفہ بستی کے قریب ہے، اور مدرسہ فلاح المسلمین چھ کوس کے فاصلے پر ہے، لہذا ہم لوگوں نے مشورہ کرکے بستی میں ایک مدرسہ قائم کیا اور زمین موقوفہ سے مدرسہ کو چلاتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۴۹۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: کتب فقہ شامی وغیرہ میں تصریح ہے مراعاة غرض الواقفین واجبة (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) اور نیز تصریح ہے شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) پس تاوقتیکہ مدرسہ فلاح المسلمین قائم اور باقی ہے، اس وقت تک آمدنی زمین موقوفہ کو دوسرے مدرسہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے، پس دوسرے مدرسہ میں آمدنی مذکورہ کو صرف کرنے والے؛ خلاف شرط

= ورجل قضی للناس علی جهل فهو فی النار (سنن أبی داوٗد ص: ۵۰۳ کتاب القضاء، بابٌ فی القاضی یخطئ) وهکذا فی مشکاة المصابیح (ص: ۳۲۴ کتاب الإمارة والقضاء، باب العمل فی القضاء والخوف منه ، الفصل الثانی)

درمختار کی اردو شرح غایة الأوطار میں ہے: قاضیٔ عالم باعمل کو "قاضیٔ جنت" کیا بہ موجب اس حدیث مرفوع کے جو حاکم نے بریدہ سے روایت کی کہ دو قاضی نار (جہنم) میں ہیں اور ایک قاضی جنت میں، جس قاضی نے حق کو دریافت کیا پھر اسی پر حکم کیا سو وہ جنت میں ہے، اور جس قاضی نے حق کو دریافت کیا پھر ظلم کیا دانستہ یا حکم کیا بغیر علم کے، تو وہ دونوں نار (جہنم) میں ہیں۔ (غایة الأوطار ۲/۵۷۶ مطبع منشی نول کشور، کانپور)

(۱) الدر مع الشامی ۶/۲۵۸ کتاب الوقف ــ مطلبٌ فی شروط الإستبدال .

واقف کرنے کی وجہ سے عاصی وآثم ہیں؛ کیونکہ ان کو یہ حق نہیں ہے کہ شرط واقف کو باطل کریں۔

سوال: (۹۶۲) میری ایک پھوپھی نے اپنی جائداد میں سے ایک جزو وقف کردیا تھا، اور حسب رائے خود مصارف خیر میں خرچ کرتی تھیں لیکن نہ وقف نامہ تحریر کیا تھا نہ مصارف کی فہرست تحریر تھی؛ وفات سے قریب مجھے ہدایت فرمائی تھی کہ میرے بعد تم وقف نامہ لکھ دینا اور مصارف تجویز کردینا، میں اور مرحومہ کی ایک حقیقی ہمشیرہ اور ایک علاتی ہمشیرہ وارث تھے جن کے نام مرحومہ کے بعد وراثۃً سرکاری کاغذات میں درج ہوئے، اندراج نام کے بعد میں نے اور مرحومہ کی علاتی ہمشیرہ نے بقدر اپنے حصص کے وقف نامہ لکھ دیا، اور مصارف یہ تجویز کیے کہ فی روپیہ دس آنہ فلاں فلاں مدارس اسلامی کو ملے گا، اور چھ آنہ فی روپیہ متولی حسب رائے خود خرچ کرے گا، بعدہ مرحومہ کی حقیقی ہمشیرہ نے اپنے حصہ کا وقف نامہ لکھا، اور میرے مشورے سے یہ مصرف تجویز کیا کہ ''بچھرایوں'' میں اسلامی مدرسہ قائم کیا جائے؛ چنانچہ مدرسہ قائم ہوگیا لیکن اس جزو کی آمدنی مدرسہ کے لیے کافی نہیں؛ آیا شرعاً (یہ) جائز ہوگا یا نہیں کہ میں نے جو دس آنہ فی روپیہ بیرونی اسلامی مدارس کو دیا جانا تجویز کیا تھا، وہ ''بچھرایوں'' کے ہی اسلامی مدرسہ کی طرف رجوع کردوں؟ (۱۶۷۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: یہ تبدیل اور تغییر جائز نہیں ہے۔ شامی میں اسعاف سے منقول ہے: ولایجوز له أن یفعل إلا ماشرط وقت العقد(۱) وفیه أیضًا: لیس له إعطاء الغلة لغیر من عینه لخروج الوقف عن ملکه بالتسجیل (۱) وفیه أیضًا: وفی فتاوی الشیخ قاسم وما کان من شرط معتبر فی الوقف فلیس للواقف تغییره ولاتخصیصه بعد تقرره الخ (۱)

سوال: (۹۶۳) ایک شخص نے ایک مدرسے کے لیے جائداد وقف کی، لیکن آمدنی اس کی دوسرے مدرسے میں دیتے ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۳۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جس مدرسے کے لیے وقف کیا ہے اس کی آمدنی اسی مدرسے میں صرف کرنی چاہیے، جب تک وہ مدرسہ جاری ہے اس وقت تک دوسرے مدرسے میں صرف کرنا اس آمدنی کا جائز نہیں ہے۔ فقط

(۱) الشامی ۲/۵۳۷ کتاب الوقف. مطلب: لا یجوز الرجوع عن الشروط.

ایک مدرسے کی موقوفہ جائداد کی آمدنی دوسرے مدرسے میں منتقل کرنا

سوال: (۹۶۴) زید نے اپنی جائداد وقف کی، اور اس میں سے آمدنی کا ایک حصہ ایک دینی مدرسے کے لیے جو ایک خاص مسجد یا خاص شہر میں واقع تھا مقرر کیا، اس کے بعد وہ دیکھتا ہے کہ اس مدرسے کے کارکنان، مدرسے کی آمدنی کو ٹھیک طور سے خرچ نہیں کرتے، اس میں اسراف یا خیانت کرتے ہیں؛ تو ایسی صورت میں کیا یہ جائز ہے کہ خود واقف یا متولی اس حصہ آمدنی کو دینی تعلیم ہی کے لیے کسی دوسرے مدرسے میں منتقل کردے؟ بینوا وتوجروا (۱۳۴۲/۱۳۷۲ھ)

الجواب: شرائط واقف اگرچہ معتبر ہوتی ہیں۔ شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶: ۵۰۱ کتاب الوقف) لیکن بہ صورت مذکورہ آمدنی مذکورہ کو دوسرے مدرسہ دینیہ میں منتقل کرنا جائز ہے۔ فقط

ایک مدرسے کے ملبے سے دوسرے مدرسے کی تعمیر و مرمت کرنا

سوال: (۹۶۵) قوم نے ایک عمارت بغرض تعلیم علم دین تیار کی، اور اس میں مدرسہ اسلامیہ جاری کیا، جو عرصہ تک جاری رہ کر مسلمانوں کے باہمی نزاع سے بند ہوگیا، اور اس کی عمارت قابل مرمت ہوگئی، اب مسلمانوں کا ایک گروہ مدرسہ مذکور کی عمارت کو منہدم کرکے، اسی ملبے سے دوسرے مقام پر مدرسے کے لیے عمارت بنانا چاہتا ہے، دوسرا گروہ اسی سابق عمارت کی مرمت کرانے اور مدرسہ جاری کرنے پر مصر ہے تو شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۱۵۸۴ھ)

الجواب: اس مکان مدرسہ کی مرمت کرکے اسی میں مدرسہ جاری کرنا چاہیے، کیونکہ درمختار وغیرہ میں یہ تصریح ہے کہ ایک وقف کے سامان اور ملبے کو جب تک اس کی درستی اور آبادی ہوسکے، دوسرے وقف میں لگانا اور منتقل کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

واقف کی غرض پوری کرنے کے لیے دوسرے مدرسے میں وقف کی آمدنی صرف کرنا

سوال: (۹۶۶) زید اور بکر نے اپنی کچھ جائداد اپنی بستی کے ایک مدرسے میں بایں شرط وقف کی

کہ مدرسے کی تعلیمی حالت جب تک درست رہے، اس وقت تک وقف کی آمدنی سے اس کی امداد کی جائے، اگر خدانخواستہ مدرسے کی حالت خراب ہو یا مدرسہ بالکل ہی نہ رہے تو فلاں جگہ کے مدرسہ عربیہ میں وقف کی آمدنی دی جائے؛ چونکہ بستی کے مدرسے کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور زید انتقال کر چکا ہے، بکر زندہ ہے؛ آیا بکر واقف اور متولی اپنے اختیار سے اپنی بستی میں کوئی اور مکتب کھول کر عمدہ انتظام کر کے، زید واقف کی منشائے دلی کو پورا کرنے کا مجاز ہے یا نہیں؟(۱۹۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: غرض واقف کا پورا کرنا ضروری ہے، جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے: مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامي ۶/۵۲۱ كتاب الوقف) پس جب کہ مدرسہ مذکورہ کی حالت درست نہ رہے، اور تعلیم عربی اس میں نہ ہو تو پھر تبدیل اس کی درست ہے؛ یعنی دوسرے مدرسے میں صرف کرنا آمدنی مذکورہ کا درست ہے۔ فقط

مدرسے کی زمین میں قبرستان بنانا

سوال: (۹۶۷) چندہ کے روپے سے مدرسہ کے لیے زمین خریدی تھی، اب بستی کے لوگوں کو یک قبرستان کی ضرورت ہے، مذکورہ زمین کی قیمت ادا کر کے یا اس کے بدلے میں اور زمین دے کر س کو قبرستان بنانا جائز ہے یا نہیں؟(۸۵۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو زمین مصالح مدرسہ کے لیے خریدی گئی تھی، وہ مدرسہ پر وقف ہوگئی؛ اب اس کا ستبدال یا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ استبدال وقف کے لیے چند شرائط ہیں جن میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ پہلا وقف معطل ہو چکا ہو، اور اس سے انتفاع نہ ہو سکتا ہو؛ پس صورت مسئولہ میں موقوفہ زمین جب کہ بدستور قابل انتفاع ہے تو اب اس کو خرید کر یا بدل کر قبرستان بنانا جائز نہیں: قبرستان کے لیے دوسری زمین خریدی جائے۔ درمختار میں ہے: وأما الاستبدال ولو للمساكين بدون الشرط فلا يملكه إلا القاضي درر. وشرط في البحر خروجه عن الانتفاع بالكلية الخ(۱) (ونقل العلامة الشامي عبارة البحر وفصّله فليراجع. درمختار مع الشامي ۳/۳۸۸) وأيضًا في البحر: ومن المشايخ من لم يُجَوِّزْ بَيْعَه تَعَطَّلَ أولم يتعطّل وكذا لم يَجَوِّزْ الاستبدالَ بالوقف. وهكذا فتوى

(۱) الدر مع الشامي ۶/۵۸۴ كتاب الوقف – مطلبٌ في شروط الاستبدال.

شمس الأئمة السرخسي الخ وذكر محمد في السير الكبير مسئلة تدل على عدم جواز الاستبدال بالوقف الخ (۱) (البحر الرائق ۵/۲۲۳)

مٹی کا تیل جو مدرسے میں دیا گیا ہے اس کو مسجد کے صحن میں جلانا

سوال: (۹۶۸) اگر کسی نے مدرسے میں مٹی کا تیل دیا؛ تو وہ تیل مسجد کے صحن میں جلانا جائز ہے یا نہ؟ (۸۴۰/۱۳۲۲ھ)

الجواب: اگر وہ تیل مثلاً مدرسہ کی ضرورت سے زیادہ ہو؛ تو مسجد کے صحن میں جو کہ مسجد سے خارج ہو اس تیل کا جلانا درست ہے۔

ایک مدرسے میں تعلیم قرآن کے لیے جو جائداد وقف کی گئی ہے اس کی آمدنی دوسرے مدرسے میں صرف کرنا

سوال: (۹۶۹) میرے والد نے اپنا ترکہ ''ثلث جائداد'' ایک مدرسے میں بمد درس تعلیم قرآن مجید وصیت وقف کیا، اور ایک کاغذ سادہ لکھا دیا اور مجھ کو متولی بنایا، اور کہا کہ اس کو باضابطہ لکھا کر رجسٹری کرا دینا، اب چوں کہ جس مدرسہ میں وقف کی وصیت کی ہے، وہاں عقائد باطلہ پیدا ہو گئے ہیں، اور انگریزی وغیرہ پڑھائی جاتی ہے؛ ایسی صورت میں اگر دوسرے مدرسے میں آمدنی صرف کی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۱۱/۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس مدرسے میں جس مد کے لیے آپ کے والد نے جائداد کا حصہ وقف کیا ہے، آمدنیٔ وقف صرف ہونی چاہیے (یعنی) بمد حفظ و تعلیم قرآن صرف کرتے رہیں، اگر یہ مد وہاں نہ رہے تو پھر جس جگہ تعلیم قرآن کا سلسلہ ہو وہاں صرف کیا جائے، لیکن جب تک اس مدرسے میں تعلیم قرآن کا درجہ موجود ہے اس وقت تک وہاں صرف کرنا چاہیے۔

ایک مدرسے کے لیے وقف کی ہوئی کتابیں دوسرے مدرسے میں دینا

سوال: (۹۷۰) زید نے قبل از انتقال اپنے اقرباء کو وصیت کی کہ میرا کتب خانہ میرے بعد اگر کوئی

(۱) البحر الرائق ۵/۲۴۵ كتاب الوقف – في بحث الاستبدال.

شخص اہل خاندان سے اس قابل ہو کہ اس کو استعمال کر سکے تو اس کے پاس رہے، ورنہ فلاں شہر کے مدرسہ اسلامیہ میں بھیج دیا جائے؛ چونکہ متوفی کی وفات کے وقت کوئی مدرسہ اسلامیہ متوفی کے سکونتی شہر میں نہ تھا جس میں وہ کتب خانہ دے دیا جاتا، اور متوفی نے بھی بباعث عدم موجودگی مدرسہ، اہل علم اپنے شہر کے، دوسرے شہر کے مدرسہ میں دینا مناسب سمجھا تھا، اور متوفی کے خاندان میں بھی اب تک کوئی مستحق کتب خانہ مذکورہ کا نہیں ہے؛ البتہ اب متوفی کے شہر میں مدرسہ اسلامیہ —— جس میں تعلیم علوم دینیہ جاری ہے —— قائم ہوا ہے، اور اس میں کتب دینیہ کی سخت ضرورت ہے؛ اس صورت میں متوفی مذکور کے ورثہ کو مدرسہ متذکرہ میں شرعاً کتب خانہ مذکورہ کے دینے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ (۳۲۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: جس مدرسہ کو واقف نے متعین کیا ہے اسی میں کتب داخل کی جائیں۔ کما صرح به الفقهاء: أن شرط الواقف كنص الشارع (۱) وفي الشامي عن القنية: سَبَّل مصحفًا في مسجد بعينه للقراءة ليس له بعد ذلك أن يدفعه إلى آخر من غير أهل تلك المحلة للقراءة الخ (۲)

واقف اپنی وقف کردہ کتابوں کو نہ خرید سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے

سوال: (۹۷۱) زید نے چند کتابیں ایک اسلامی مدرسہ میں وقف کیں، تقریباً ایک سال ہو گیا، مگر وہ کتابیں اس وقت تک مدرسہ کے کسی کام میں نہیں آئیں، اب خود واقف کو ان کتابوں کی ضرورت ہے تو کیا وہ مدرسے سے قیمۃً ان کتابوں کو خرید سکتا ہے؟ یا کسی ایسی کتاب سے جس کی مدرسہ میں ضرورت ہو، مبادلہ کر سکتا ہے؟ (۲۸۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: زید واقف اب ان کتابوں کو خرید نہیں سکتا، اور نہ مبادلہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں ہے: اَلْوَقْفُ لَا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّكُ (الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقط

مدرسہ دوسری جگہ چلا جائے تو مدرس نے چندہ سے جو کتابیں خریدی ہیں وہ کس کی ہوں گی؟

سوال: (۹۷۲) مدرسہ اشرفیہ ایک مسجد میں واقع ہے، اگر مدرسہ موصوفہ کسی وجہ سے دوسری جگہ

---

(۱) الدر المختار والشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف — مطلبٌ في قولهم شرط الواقف كنص الشارع.
(۲) الشامی ۶/۴۳۶-۴۳۷ کتاب الوقف — مطلبٌ متى ذكر للوقف مصرفًا ......

چلا جائے تو جو کتابیں مدرس نے چندہ سے خریدی ہیں وہ مدرس کو ملیں گی یا مہتمم کو؟ (۱۰۳۱/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جو کتابیں مدرسے کے لیے خریدی گئی ہیں یا اس مدرسہ پر وقف ہوئی ہیں، وہ اسی مدرسے کی ہیں؛ جہاں وہ مدرسہ قائم ہوگا وہیں کتابیں رہیں گی۔ فقط

وفات شدہ شخص کی کتابوں کو وقف کرنا

سوال: (۹۷۳) زید مرحوم کے پاس کچھ کتب دینیات تھیں، کسی عربی مدرسے میں بھیجنا چاہتا تھا، اپنے اس ارادے کو اپنی حیات میں پورا نہ کر سکا، اب کسی مدرسے میں وہ کتب وقف کی جاویں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ امر باختیار ورثاء کے ہے، اگر ورثہ بالغین کسی مدرسے میں ان کتب کو وقف کرنا چاہیں تو بہ قدر اپنے حصص کے وقف کر سکتے ہیں۔ فقط

طلبہ کا مدرسے کی کتابوں کو ضائع کر دینا

سوال: (۹۷۴) ایک مہتمم مدرسہ یا متولی وقف دینیہ کسی طالب علم یا اور کسی شخص کو حسب شرائط عاریۃً وقفی کتابیں — جو اسی غرض سے وقف کی گئی ہیں — دیتا ہے، اور عاریۃً لینے والے طالب علم وغیرہ ان کتابوں کو استعمال کرتے کرتے بے کار کر دیں یا لے کر چلے جائیں، تو مہتمم اور متولی کس طریق سے بری ہو سکتے ہیں؟ یعنی مؤاخذۂ اخروی سے۔ (۹۶۵/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس صورت میں جب کہ مہتمم اور متولی نے نگرانی وحفاظت کتب میں کوئی کوتاہی نہیں کی، اور موافق شرط واقف طلبہ کو عاریۃً دیتا ہے جو کہ اس کو دینا چاہیے؛ تو اگر اس حالت میں وہ کتابیں دریدہ ہو کر بے کار ہو جائیں یا کوئی طالب علم لے کر چلا جائے تو مہتمم اور متولی پر اس کا معاوضہ اور ضمان اور مؤاخذۂ اخروی کچھ نہیں ہے۔ فقط

مدرسے کا حساب وکتاب صاف نہ رکھنے والے کو معزول کرنا

سوال: (۹۷۵) ایک نو وارد مولوی صاحب نے یہاں آ کر قیام کیا، اور ایک مکتب میں — جو

حافظ رجب کے امام باڑے میں تھا وہاں ــــ آمد ورفت شروع کی، اور مسلمانوں سے تعلیم کے متعلق کہا، اتفاق رائے قرار پاکر ایک مکان کرائے پر لے کر مدرسہ جاری کیا، اور کام چندہ سے شروع ہوا، اور عمارت مدرسہ کی دومنزلہ چندہ سے تیار ہوئی، نیچے نو (۹) دکانیں نکالیں، مدرسہ تیار ہونے کے چند روز بعد دو ہزار پانچ سو روپے میں بلا مشورۂ قوم مولانا صاحب نے مدرسہ کو رہن کردیا، جس کے متعلق مولانا صاحب سے حساب مانگا گیا، انہوں نے حساب نہیں بتلایا، خلاصہ یہ کہ چندہ کرکے مدرسہ کو چھڑایا گیا، کسی وجہ سے مولانا صاحب نے سکونت اندور کی ترک کردی، ان کے پیچھے ان کا لڑکا کرایہ دکانوں کا وصول کرتا رہا، مولانا صاحب کا منشا یہ ہے کہ کل آمدنی میں لوں اور حساب نہ دوں؛ ایسی حالت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ جو مدرسہ مسلمانوں نے چندہ سے بنایا ہے اس کو مولانا صاحب غصب کرنا چاہتے ہیں؛ کیا مدرسہ ان کی ملکیت مانا جاسکتا ہے؟ اب مولانا صاحب ایک عرصہ کے بعد تشریف لائے ہیں، ان سے آمد وخرچ کا حساب مانگا گیا، مگر وہ حساب دینا نہیں چاہتے: ایسی صورت میں مولانا صاحب کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۱۲۹/۱۳۴۵ھ)

الجواب: مدرسہ مذکورہ ان مولوی صاحب کی ملک نہیں ہے، اور ان کو رہن کرنا بھی جائز نہ تھا، اور جب کہ وہ حساب کتاب باقاعدہ آمد وصرف کا نہیں دیتے، اور آئندہ کو بھی صفائی حساب کتاب کی رکھنا نہیں چاہتے، تو ان کو بالکل مداخلت مدرسہ میں نہ دی جاوے اور ان کو معزول کیا جاوے، اور دوسرے معلم متدین مقرر کیے جاویں؛ خائن کا معزول کرنا ضروری ہے اور مدرسے کا نظام باقاعدہ مقرر کیا جاوے، اور مولوی صاحب موصوف کے مشورے کو قبول نہ کیا جاوے؛ کیونکہ حساب آمد وصرف کا رکھنا ضروری ہے۔ فقط

ڈاڑھی کاٹنے والے کو مدرسے کا منتظم بنانا

سوال: (۹۷۶) زید ہمیشہ ڈاڑھی کترواتا ہے، مسلمانوں نے اس کو اسلامی مدرسے کا منتظم بنا رکھا ہے، زید نے اپنے وعظ میں بیان کیا کہ جس شخص کے جنازے کی نماز چالیس آدمی پڑھیں وہ بلا شک جنت میں داخل کیا جاتا ہے؛ کیونکہ ہر چالیس آدمیوں کی جماعت میں ایک آدمی ولی اللہ یا غوث ضرور ہوتا ہے۔ جو شخص ڈاڑھی ایک انچ اور مونچھیں بڑی رکھے اس کو مدرسے کا منتظم بنانا شرعاً جائز ہے یا

نہیں؟ (۳۴۷/۴۶-۱۳۲۷ھ)

الجواب: یہ مضمون حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص کے جنازے کی نماز چالیس آدمی مسلمان خالص پڑھیں اس کی مغفرت ہوگی، اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا؛ مگر یہ امر کہ ہر چالیس آدمیوں کی جماعت میں ایک ولی اللہ یا غوث ضرور ہوتا ہے ضروری نہیں ہے، اور نہ ثابت نہیں ہے؛ اور اس حدیث میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔ وہ حدیث شریف یہ ہے: فإني سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازته أربعون رجلاً لا یشرکون باللّٰہ شیئاً إلا شفعهم اللّٰہ فیه، رواہ مسلم (۱) اور شخص مذکور فاسق ہے، اس کو منتظم مدرسہ نہ بنایا جائے۔ فقط

مہتمم کو مدرسہ کی حق تلفی کرنا جائز نہیں

سوال: (۹۷۷) زید نے اپنے مکان مشترکہ کا نصف حصہ مدرسہ میں ہبہ و وقف کر دیا ہے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر مدرسہ کے ممبران اور مہتمم نے کسی قسم کے دباؤ یا رو رعایت سے اس مکان کا نصف حصہ عمرو کو —— جو دوسرا شریک ہے —— کم قیمت پر دے دیا، اور مدرسہ کی حق تلفی ہوئی تو یہ لوگ ماخوذ ہوں گے یا نہیں؟ کیونکہ عمرو کی یہ کوشش ہے کہ کسی صورت سے یہ حصہ کم قیمت میں آ جائے۔ (۲۰۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مشترک حصے کا وقف صحیح مذہب کے موافق جائز ہے؛ پس ممبران و مہتمم مدرسہ کو چاہیے کہ مدرسہ کے حصہ کو علیحدہ کرا لیں؛ کیونکہ وہ نصف حصہ جو زید نے مدرسہ میں دیا ہے وہ وقف ہو گیا، اور وقف کی بیع و شراء اور کوئی تصرف مالکانہ اس میں کسی کا درست نہیں ہے۔ کما في الدر المختار: الوقف

---

(۱) عن کریب مولی ابن عباس عن عبداللّٰہ بن عباس رضي اللّٰہ عنهما أنه مات ابن له بقدید أو بعسفان فقال: یا کریب! انظر ما اجتمع له من الناس، قال: فخرجت فإذا ناس قد اجتمعوا له فأخبرته فقال: تقول: هم أربعون قال: نعم قال: أخرجوه فإني سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازته أربعون رجلاً لا یشرکون باللّٰہ شیئًا إلا شفّعهم اللّٰہ فیه (الصحیح لمسلم ۱/۳۰۸ کتاب الجنائز، فصل في قبول شفاعة الأربعین الموحّدین في من صلّوا علیه، وهکذا في مشکاة المصابیح ص:۱۴۵ کتاب الجنائز – باب المشي بالجنازة والصلوة علیها)

لَا یُمْلَکُ وَلَا یُمَلَّکُ (۲/۲۱ ۳ کتاب الوقف) اورممبران مدرسہ کو یہ جائز نہیں ہے کہ اس مکان کو فروخت کریں، اور اگر اس ضرورت سے فروخت کریں کہ تقسیم ہونے کے بعد اس سے کچھ آمدنی مدرسہ کو نہ ہوگی، اور وہ بے کار پڑا رہے گا، یا دوسرا شریک قبضہ کرلے گا، تو پھر فروخت کرنا درست ہے؛ لیکن (کم) قیمت کو فروخت نہ کریں، اور مدرسہ کی حق تلفی کسی کی رعایت سے نہ کریں، ورنہ ان پر مؤاخذہ ہوگا۔ فقط

مہتمم کا مدرسے کی کوٹھری کسی کو دے دینا

سوال: (۹۷۸) اگر مہتمم مدرسہ نے زید کو کوٹھری مدرسہ جو طلبہ کے لیے مخصوص تھی بوجہ فارغ ہونے کے دیدی تو زید اس کی تلافی کس طرح کرے؟ یعنی کرایہ واجبہ ادا کردینے سے تلافی ہوجائے گی یا نہیں؟ اور مہتمم مدرسہ یا زید خود اس کرائے کو کس مد مدرسہ میں صرف کرے تو زیادہ مناسب ہو؟

(۲۷۰۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اب اس کی تلافی اسی طرح ہے کہ زید سے اس کوٹھری کو خالی کرالیا جائے، اور جو کچھ کوتاہی ہوئی اس سے توبہ کی جائے اور اگر زید بقدر کرائے کے مدرسہ میں داخل کردے تو یہ اچھا ہے اور احتیاط ہے، اس مقدار کو صرف طلبہ میں خرچ کیا جائے۔ فقط

ایک عورت اپنا مکان مسجد کو دینا چاہتی تھی مگر مدرسے کو دے دیا تو اس کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۹۷۹) مساۃ مریم کو ایک مکان والد کے ترکہ سے ملا، اور مریم نے کئی آدمیوں سے یہ کہا کہ میں اپنا مکان مسجد کو دیتی ہوں تم مسجد والے اس کا باقاعدہ کاغذ لکھا لو، انہوں نے کہا کہ ہم مکان مسجد کے لیے لے لیں گے۔ دو چار روز کے بعد شوہر مریم نے مہتمم مدرسے سے کہا کہ میری بیوی اپنا مکان مدرسے کو دیتی ہے تم لکھوالو، مہتمم مدرسہ نے کہا کہ جس وقت مساۃ آنے گی ہم لکھوالیں گے، بالآخر کارکنان مدرسہ نے کوشش کرکے مساۃ مریم سے اس کا مکان مدرسے کے لیے لکھوالیا، اور مساۃ کا انگوٹھا معہ دستخط گواہان کے دستاویز پر لگوالیا؛ اب اہالیان مسجد و کارکنان مدرسہ میں یہ تنازع پیدا ہوا کہ مسجد کا

حق ہے یا مدرسے کا؟ ایسی صورت میں منتظمانِ مسجد کو مدرسہ کا حق ساقط کر دینا، اور مکان مسجد کے لیے واپس لے لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: وہ مکان مدرسے پر وقف ہوگیا اس کی آمدنی مدرسے میں ہی صرف ہونی چاہیے، متولیانِ مسجد کا حقِ مدرسہ کو اس سے ساقط کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

مساجد اور مدارس موقوفہ کسی کی ملک نہیں

سوال: (۹۸۰) مساجد، مدارس موقوفہ میں تملیک ہوسکتی ہے یا نہیں؟ یعنی کوئی اس کا مالک بن سکتا ہے یا نہ؟ اگر کوئی جبراً تملیک کا دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے؟ (۱۹۰۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قال في الدر المختار: وجعل الواقف الولاية لنفسه جاز بالإجماع وكذا لو لم يشترط لأحد فالولاية له عند الثاني وهو ظاهر المذهب نهر الخ (۲) وفيه أيضًا: وما دام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لايجعل المتولي من الأجانب الخ (۳) وفيه: الباني للمسجد أولى من القوم بنصب الإمام والمؤذن في المختار إلا إذا عيّن القومُ أصلح ممن عيّنه الباني الخ قوله الباني أولى وكذا أولاده وعشيرته أولى من غيرهم (۴) (شامی ۳/۴۱۴) وفي الدر المختار: فإذا تم ولزم لا يُملكُ وَلا يُمَلَّكُ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) ان عبارات سے یہ امر واضح ہوا کہ وقف کسی کی ملک نہیں رہتا؛ پس مساجد اور مدارس موقوفہ کسی کی ملک نہیں ہیں۔

مدرسے کے مکان کو خالی کرانا ضروری ہے

سوال: (۹۸۱) ایک مکان موقوفہ میں اگر کوئی شخص سکونت کرلے، اور اس میں مدرسہ اسلامیہ قائم کرنے کا ارادہ ہو؛ تو اس شخص سے مکان خالی کرانا ضروری ہے یا نہ؟ (۱۹۹۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مکان مذکور اس سے خالی کرالینا ضروری ہے جب کہ وہ مدرسے کے لیے وقف ہے: تو

---

(۱) اور مریم کا جو مسجد کو دینے کا ارادہ تھا اس کی ابھی تکمیل نہیں ہوئی تھی اس لیے اس کا اعتبار نہیں۔ سعید احمد پالن پوری

(۲) الدر المختار ۶/۴۵۱، ۴۵۲ کتاب الوقف ـ مطلبٌ في اشتراط الواقف الولاية لنفسه.

(۳) الدر مع الرد ۶/۴۹۹ کتاب الوقف ـ مطلبٌ لا يجعل الناظر من غير أهل الوقف.

(۴) الدر والشامي ۶/۵۰۵ کتاب الوقف ـ قبل مطلبٌ في الوقف المنقطع الأول.

اس میں مدرسہ ہی قائم ہونا چاہیے۔ فقط

واقف کے ورثاء مدرسے کودی ہوئی جائداد واپس نہیں لے سکتے

سوال: (۹۸۲) اگر کوئی شخص اپنی کچھ زمین یا مکان پانچ یا چھ ہزار قیمت مقرر کر کے؛ اس شرط پر کسی اسلامی مدرسہ کو مفت دے دیوے کہ سالانہ آمدنی میں سے نصف خود رکھے، اور نصف مدارس کو بھیج دیا کرے، مگر بعد کچھ مدت کے اصلی وارث یا اس کی اولاد مقرر شدہ قیمت مدرسہ کو ادا کر کے مکان یا زمین واپس لے لیوے تو یہ جائز ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس صورت میں جو زمین اور مکان اس شخص نے کسی مدرسہ میں اس شرط کے ساتھ دے دی کہ نصف آمدنی اس کی اسی مدرسہ میں خرچ ہو، اور نصف دیگر مدارس مجوزہ میں خرچ ہو تو وہ زمین اور مکان وقف ہوگیا، اس کے بعد واقف کے ورثہ اور اولاد اس کو واپس نہیں لے سکتے، اور اس وقف کو باطل نہیں کر سکتے؛ پس یہ صورت جائز نہیں ہے کہ واقف کی اولاد قیمت اس زمین و مکان کی دے کر اس زمین و مکان کو واپس لے لیں (۱)

جو مدرسہ مسجد میں قائم ہے اس کو اٹھانے کا حق کسی کو نہیں

سوال: (۹۸۳) ایک مسجد میں ایک مدرسہ ہے جس میں دینی تعلیم، کلام مجید و تفسیر و فقہ و حدیث کی ہوتی ہے، بعض منتظمین نے چاہا کہ تعلیم مسجد سے اٹھادی جائے؛ بعد گفتگوئے بسیار کے یہ طے ہوا کہ دونوں طرف سے تحریر ہو جائے کہ منتظمان مسجد لکھ دیں کہ ہم مدرسہ نہ اٹھائیں گے جب تک مدرسہ تین شرائط پر قائم رہے گا، (ایک) یہ کہ سات آٹھ برس کے لڑکے نہ داخل ہوں، (دوسرے) مدرسہ میں تعلیم ہندی، ناگری، انگریزی غیر مذہب کی تعلیم داخل نہ ہو، (تیسرے) مدرسہ مسجد کی کسی چیز پر قبضہ نہ کرے، مہتمم مدرسہ نے اس کو منظور کر لیا اور تحریر لکھ دی، بکر کہتا ہے کہ اس قسم کی تحریر کا کسی کو حق نہیں ہے؟ (۲۲۷۸/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) فإذا تم ولزم لا يُملَكُ ولا يُملَّكُ ولايعار ولايرهن. قوله: لايُملك أي لايكون مملوكا لصاحبه ولا يُملَّكُ أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه (الشامي ۶/۴۲۱ قبيل مطلب: في شرط واقف الكتب أن لا نعار إلا برهن)

الجواب: جو مدرسہ مسجد میں قائم ہے اس کو اٹھانے کا حق کسی کو نہیں ہے؛ البتہ جو امور مسجد میں جائز نہیں ہیں ان کو اگر تحریر میں لایا جائے اور منتظمین مدرسہ سے ان کا اقرار کرایا جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے؛ اور جو امور جائز ہیں ان سے روکنے کا کسی کو کچھ حق نہیں ہے۔ فقط

مدرسے کے لیے گورنمنٹ سے امداد لینا

سوال: (۹۸۴) موضع ''پنچ لاسہ'' جامع مسجد میں تقریباً عرصہ بیس سال سے مدرسہ حفظ القرآن ہے، اور چند ماہ سے متولی مدرسہ نے گورنمنٹ سے مبلغ پانچ روپے امداد لے لی ہے اردو پڑھانے کے لیے، اور جماعت بندی درجہ چہارم تک ہوگئی ہے، امداد لینے میں اکثر لوگ خلاف ہیں، لہٰذا امداد لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۹۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر اس کی ضرورت تھی تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ امداد گورنمنٹ سے نہ لی جائے تاکہ حفظ قرآن وتعلیم قرآن ودینیات میں کچھ حرج واقع نہ ہو۔ فقط

سوال: (۹۸۵) ایک اسلامی عربی مدرسہ ہے اس کے اندر مختلف جگہوں سے امدادیں آتی ہیں، چنانچہ کچھ سرکاری امداد بھی ہے، اور دوسری امدادیں سرکاری امداد پر موقوف ہیں؛ اس وجہ سے سرکاری امداد لینا کیسا ہے؟ (۲۰۵۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بہ ضرورت مذکور بہ حالت موجودہ امداد لینا شرعاً جائز ہے۔ فقط

مدارس میں ہجری وقمری تاریخ کو جاری کرنا

سوال: (۹۸۶) مدرسے میں انگریزی تواریخ سے کاروبار (معاملات) کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۲۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اچھا یہی ہے کہ مسلمان حتی الوسع سنہ ہجری اور چاند کے حساب کو مدارس اسلامیہ میں جاری رکھیں۔

کسی سے زمین خرید کر مدرسہ بنانا

سوال: (۹۸۷) ایک مکان بہت عرصہ سے گن چنوں (رنڈیوں) کے قبضہ میں چلا آتا ہے، یہ

معلوم نہیں کہ یہ زمین مکان ان کے پاس کس طرح آئی، آیا بطور خرید، یا انعام ریاست۔

اس وقت اس مکان کی دو مستورات مالک ہیں: ایک مسماۃ اللہ دی، دوسری مسماۃ عمری۔ مسماۃ اللہ دی نے عرصہ پانچ سال سے نکاح کرلیا ہے، اس وقت تک نکاح میں ہے؛ مسماۃ عمری پیشہ کرتی ہے، اب یہ دونوں مستورات اپنے اپنے حصہ کو بیع کرنا چاہتی ہیں؛ چونکہ یہ زمین لب سڑک ہے اور مسجد کے قریب ہے اور مسلمانوں کے محلوں میں ہے، اس لیے مسلمانان شہر اس زمین کو خرید کر اس میں مدرسہ اسلامیہ بنانا چاہتے ہیں؛ یہ زمین مدرسہ کے لیے بہت ہی موزوں و مناسب ہے، لہٰذا گذارش ہے کہ اس زمین مذکور کا دونوں مستورات سے خرید کرنا، اور اس کی جگہ مدرسہ بنانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۵۸۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

❁ ❁ ❁

قبرستان کے احکام

قبرستان کا وقف ہونا ضروری نہیں

سوال: (۹۸۸) قبرستان کلیۃً وقف ہوتے ہیں یا کہ ملک بھی ہو سکتے ہیں؟ (۱۳۲۱-۲۷۹ھ)

الجواب: قبرستان کا کلیۃً وقف ہونا ضروری نہیں ہے، اگر وقف ہونے کا ثبوت ہوگا تو وہ قبرستان وقف ہوگا ورنہ مملوکہ ورثہ کا ہوگا۔

عیدگاہ اور قبرستان کے لیے مشاع کا وقف بالاتفاق ناجائز ہے

سوال: (۹۸۹) درزمینے کہ مردماں دراں مشترک اند کثیرآنہاں جائے خود را وقف کردند، واندکے ازاں برعکس آں قدم می نہند: آیا دراں بقعہ عیدگاہ کردن ومقبرہ ساختن رواہست یا نہ؟ (۱۳۴۳-۲۷۶۸ھ)

الجواب: وقف مشاع مختلف فیہ است، مگر درحق مسجد ومقبرہ وغیرہ بالاتفاق عدم جواز ثابت است، پس وقف مذکور بالاتفاق ناجائز است کما فی الشامی: والخلاف فيما يقبل القسمة أما مالا يقبلها كالحمام والبئر والرحى فيجوز اتفاقا، إلا في المسجد والمقبرة لأن بقاء الشركة يمنع الخلوص لله تعالىٰ (۱) (شامی مطبوعہ ہندص: ۳۶۴) عیدگاہ ہم درحکم مسجد است، لہٰذا عیدگاہ ساختن ہم جائز نیست (۲)

ترجمہ: سوال: (۹۸۹) ایک زمین ہے جس میں چندلوگ شریک ہیں، ان میں سے اکثر نے

---

(۱) ردالمحتار ۶/۵۱۸ كتاب الوقف. مطلبٌ شروط الوقف على قولهما.

(۲) وبزوال ملكه عن المسجد والمصلى. قوله والمصلى ... قال بعضهم: يكون مسجداً حتى إذا مات لا يورث عنه (الدر المختار مع الرد ۶/۴۲۶ كتاب الوقف. قبل مطلب في أحكام المسجد)

اپنے حصے کو وقف کردیا۔ اور کچھ لوگوں نے اس کے برخلاف قدم اٹھایا۔ قابل دریافت بات یہ ہے کہ ایسی زمین میں عیدگاہ یا قبرستان بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مشاع کے وقف میں اختلاف ہے، مگر مسجد اور قبرستان (کے لیے وقفِ مشاع) کے متعلق بالاتفاق عدم جواز ثابت ہے، اس لیے وقف مذکور بالاتفاق ناجائز ہے کما فی الشامی: والخلاف فیما یقبل القسمة الخ عیدگاہ بھی چوں کہ مسجد کے حکم میں ہے اس لیے عیدگاہ بنانا بھی جائز نہ ہوگا۔

تدفین کے لیے قبرستان کا وقف ہونا ضروری نہیں

سوال: (۹۹۰) ایک قطعہ زمین میونسپل بورڈ آگرہ نے اس نیت سے خرید کیا ہے کہ اس میں عامۃ المسلمین کے مردے دفن ہوا کریں، مگر وہ وقف کر کے مسلمانوں کے ہاتھ میں نہیں دیا ہے؛ آیا عندالشرع جب تک میونسپل بورڈ اس کو وقف کر کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں نہ دے دے اس میں مردے دفن کرنے جائز ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا (۱۱۹۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جب کہ اجازت دفن کرنے کی اس میں دے دی جاوے، دفن کرنا درست ہے، وقف کرنا ضروری نہیں ہے، اور مسلمانوں کے ہاتھ میں دینا وقف کر کے یہ بھی شرط نہیں ہے، دفن کرنا بعد اجازت خریدنے والے کے جائز ہے۔ فقط

خادمانِ درگاہ کے لیے وقف شاہی

سوال: (۹۹۱) اورنگ زیب بادشاہ نے دو مسماتان ''رابعہ اور زینب'' خادمان درگاہ سید خواجہ شمس الدین ترک شاہ ولایت صاحب پانی پتی کے نام بہ غرض دعا گوئی موضع ڈھاڈھولی پرگنہ پانی پت کی پچھتر بیگہ پختہ اراضی بلفظ مدد معاش عطاء کی، جس کی آمدنی نسلاً بعد نسلٍ خاندان اور غیر خاندان مسماتان مذکورین میں بہ طریقہ رسد وراثت بموجب شرع محمدی تقسیم ہوتی رہی؛ بلکہ بعض اشخاص نے اپنے حصے کو بیع بھی کردیا، بندوبست ۱۸۸۰ء میں گورنمنٹ نے اس خیال سے کہ بیع و رہن کی حالت میں یہ زمین ضائع نہ ہوجاوے۔ اراضی مذکور کو درگاہ کے نام وقف تصور کر کے اس کی بیع اور رہن کی ممانعت کردی؛ لیکن عملاً اس کی آمدنی بدستور قدیم جملہ خادمان یا متولیان درگاہ موصوف پر شرعی طور سے جاری

ہے، اور کاغذات مال میں ہر ایک حصہ دار کے فوت ہونے پر اس کے شرعی حق داران کا نام درج کیا جاتا ہے، بہ حالت مذکورہ سوال یہ ہے کہ اراضی مدد معاش مذکور عطا کردہ اورنگ زیب بادشاہ جس کی بیع و رہنِ گورنمنٹ نے بند کرادی ہے؛ کیا شرعاً یہ اراضی وقف کی تعریف میں آگئی ہے؟ نیز مدد معاش اور وقف میں رسد وراثت کی بابت شرعاً کیا حکم ہے؟ **بینوا و توجروا** (۱۳۳۵/۱۱۷۳ھ)

الجواب: اگر بادشاہ موصوف نے ہی اس زمین کو وقف کر کے خادمان مذکورین کے لیے اس کی آمدنی مقرر فرمائی تھی تب تو ظاہر ہے کہ وہ وقف ہے، اور بیع و رہن اس کی ناجائز ہے، اور اگر بادشاہ موصوف نے اس جائداد کو ملک خادمان مذکورین کردی تھی کہ نسلاً بعد نسلٍ یہ جائداد ان کی ہے، تو اس صورت میں وہ زمین وقف نہ ہوگی، اور توریث اس میں جاری ہوگی، اور مثل تمام مملوکہ تر کے کے اس میں عمل درآمد شرعاً ہوگا۔ پوری تحقیق اس کی کاغذات عطیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے کہ معطی نے کیا الفاظ اس میں تحریر فرمائے ہیں، اور کس طریق سے وہ زمین خادمان مذکورین کو دی ہے؛ کیوں کہ وقف جیسے صریح الفاظ سے ہوسکتا ہے، دلالۃً مقام وقرائن حال سے بھی ہوسکتا ہے۔

نوٹ: اور جاگیر(۱) میں مشائخ کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ تملیک رقبہ ہے، اور کوئی کہتا ہے کہ تملیک خراج ہے۔ فقط محمد انور عفی اللہ عنہ

مسلمانوں کی قبروں کا احترام ضروری ہے

سوال: (۹۹۲) .....(الف) حیدرآباد کے مشہور قدیم قبرستان جو علاوہ غیر محصور اور گذرگاہ عوام میں غیر محفوظ ہونے کے، تکیہ داروں کی عدم نگرانی میں ایسی خستہ اور خراب حالت میں ہیں کہ قبور کی شکست و ریخت کی نہ مرمت کی جاتی ہے، اور نہ اسباب شکست و ریخت میں ان کو محفوظ کرنے کی کوئی تدبیر اختیار کی جاتی ہے؛ برخلاف اس کے ان تکیہ داروں کی لالچ کی یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ زمین کا ناجائز معاوضہ حاصل کر کے، ایک ایک قبر میں کئی کئی میتیں دفن کی جاتی ہیں؛ حالانکہ ایسا فعل احترام قبور کے بالکل خلاف، اور ایسی زمین کا معاوضہ (جو وقف ہے) بالکل ناجائز معلوم ہوتا ہے، اور قبور کی بے حرمتی اس حد تک ہوتی ہے کہ قبرستان میں سیندھی(۲) اور شراب کے علانیہ جلسے ہوتے ہیں، اور ایسی نجس

(۱) جاگیر: وہ زمین جو بادشاہ یا حکومت کی طرف سے بطور انعام دی جائے۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری۔
(۲) سیندھی: کھجور کا رس۔

مشروبات کا سیلاب اور دیگر افعال شنیعہ کا ارتکاب وہاں ہوتا ہے؛ بنظر بریں حالات اگر ان قبرستانوں کی اس طرح اصلاح کی جائے کہ ان کو محصور کر کے درست قبور کو علی حالہ قائم رکھ کر، شکستہ قبور کی مرمت ــــ بہ لحاظ اس کے کہ پختہ قبور شرعاً جائز ہی نہیں ہیں ــــ اس طرح کی جائے کہ ان پر ہری گھاس کا پتا لگایا جائے، اور اطراف وجوانب کی ناہموار زمین کو ہموار کر کے اس پر بھی پتا لگایا جائے، اور اقسام کے پھول کے درخت خوشبو اور آرائش کی غرض سے نصب کیے جائیں؛ تو کیا یہ شرعاً جائز اور بہتر نہ ہوگا؟

(ب) مملوکہ قبرستانوں کی زمین کا معاوضہ مالکان زمین کو ادا کر کے آئندہ کے لیے دفن سے منع کر دیا جائے تو کیا یہ فعل جائز نہ ہوگا؟ (۶۱/۱۳۲۱ھ)

الجواب: (الف) احترام قبور مسلمین ضروری ہے، اور جو امور مخل احترام ہیں ان کی ممانعت احادیث میں وارد ہے؛ پس جو امر سبب حفاظت قبور اور باعث احترام اموات ہو وہ شرعاً مامور بہ اور مستحب اور موجب اجر وثواب ہے۔

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام: کسر عظم المیت ککسرہ حیاً (۱) وفی المرقاۃ: قولہ ککسرہ حیاً یعنی فی الإثم کما فی روایۃ. قال الطیبی: إشارۃ إلی أنہ لا یہان میتاً کما لا یہان حیاً. قال ابن الملک: وإلی أن المیت یتألم. قال ابن حجر: ومن لازمہ أنہ یستلذ بما یستلذ بہ الحی انتھی. وقد أخرج ابن أبی شیبۃ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: أذی المؤمن فی موتہ کأذاہ فی حیاتہ رواہ مالک وأبوداؤد (۲) وعن جابر رضی اللہ عنہ قال: نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن تجصص القبور وأن یکتب علیھا وأن یبنی علیھا وأن توطأ رواہ الترمذی (۳)

پس جو صورت سوال میں اصلاح قبرستان اور احترام اموات اور صفائی اور نظافت قبور کے متعلق درج ہے وہ جائز اور مستحب ہے۔ (مگر زیب وزینت اور تکلف قبور پر منع ہے جیسا کہ آئندہ فتوی میں آرہا ہے)

---

(۱) رواہ مالک وأبوداؤد وابن ماجۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا (مشکاۃ ص:۱۴۹ باب دفن المیت)
(۲) مرقاۃ شرح المشکاۃ ۴/۷۹ باب فی دفن المیت. مطبوعہ ملتان پاکستان.
(۳) الجامع للترمذی ۱/۲۰۳ باب ما جاء فی کراھیۃ تجصیص القبور والکتابۃ علیھا.

(ب) مملوکہ قبرستانوں کی زمین کو خرید کر اور معاوضہ دے کر آئندہ کو دفن اموات اس میں نہ کرنا، اور منع کرنا درست ہے۔ جیسا کہ روایاتِ فقہیہ سے ظاہر ہے۔ در مختار میں ہے: ویخیر المالك بین إخراجه ومساواته بالأرض كما جاز زرعه والبناء علیه إذا بلی وصار ترابا(۱) اور یہ ظاہر ہے کہ مالک زمین کو تصرف بیع اور ہبہ وغیرہ کرنا اپنی زمین مملوکہ میں درست ہے۔ فقط

قبرستان کے چند آداب اور سماعِ موتیٰ

سوال: (۹۹۳) قبرستان میں جانوروں کو چرنے کے لیے چھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟ گوبر اور پیشاب وغیرہ نجاست سے مردوں کی روح کو تکلیف ہوتی ہے یا نہیں؟ قبرستان کی حفاظت ضروری ہے یا نہیں؟ قبرستان میں سے نجاست دور کرنے والے کو ثواب ہوتا ہے یا نہیں؟ مردے سن سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۳۳۴-۳۲/۹۸۷ھ)

الجواب: کتب فقہ میں یہ منقول ہے کہ جانوروں کو قبرستان میں نہ چھوڑا جاوے۔

عالمگیریہ کتاب الوقف: ص:۳۶۲ میں ہے: فلو كان فیها حشیش یحش ویرسل الی الدواب ولا ترسل الدواب فیها كذا في البحر الرائق(۲) اور حدیث شریف میں ہے: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم: أن تجصص القبور وأن یكتب علیها و أن یبنی علیها وأن توطأ رواه الترمذی(۳) یعنی آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے اس سے کہ قبریں پختہ کی جاویں، اور ان پر کچھ لکھا جاوے، اور اس سے کہ ان کو روندا جاوے؛ یعنی ان پر چلا پھرا جاوے۔ پس جیسا کہ غایت تعظیم اور زیب وزینت اور تکلف قبور پر منع ہے، ویسا ہی ان کی توہین بھی منع ہے؛ لہٰذا ضروری ہے کہ اپنے اختیار سے وہاں چوپایوں کو نہ چھوڑا جائے، اور ان کو راستہ نہ بنایا جاوے —— کہ ان پر چلیں پھریں —— بلکہ حفاظت قبرستان عمدہ امر اور مستحب ہے، اور حدیث شریف میں ہے: كسر عظم المیت ككسره

(۱) الدر مع الرد ۳/۱۳۶ كتاب الصلوة، مطلبٌ في دفن المیت.

(۲) الفتاویٰ العالمغیریة ۲/۴۷۱ كتاب الوقف. الباب الثانی عشر في الرباطات والمقابر والخانات والحیاض والطرق والسقایات الخ.

(۳) الجامع للترمذی ۱/۲۰۳ باب ما جاء في كراهیة تجصیص القبور والكتابة علیها.

حیا(۱) قال الطیبی: إشارة إلی أنه لا یهان میتا کما لا یهان حیا وقال ابن الملك: وإلی أن المیت یتألم الخ . وقد أخرج ابن أبی شیبة عن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه أذی المؤمن فی موته کأذاه فی حیاته (۲)(مرقاة)

اس سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ مردے کو نجاست اور خباثت سے تکلیف پہنچتی ہے، اگرچہ خود قبر بھی بعض اوقات محل نجاستِ صدید میت (میت کی پیپ کی نجاست کی جگہ) وغیرہ ہوتی ہے، چنانچہ فقہاء نے قبرستان میں نماز مکروہ ہونے کی وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ قبور محل نجاست ہیں بایں ہمہ ہم کو حکم نظافت اور ستھرائی کا ہے: لہٰذا اپنے اختیار سے وہاں نجاست اور پلیدی ڈالنا مکروہ ہے، اور جب کہ نجاست ڈالنا وہاں مکروہ ہوا تو لامحالہ نجاست دور کرنے والے کو ثواب ہوگا کہ إماطة الأذی عن طریق المسلمین جب کہ موجب اجر وثواب ہے تو اموات کے لیے بھی یہ حکم جاری ہوسکتا ہے، مگر یہ واضح رہے کہ حد سے زیادہ جو امر تجاوز کرتا ہے وہ ممنوع ہوجاتا ہے، جیسا کہ تعظیم قبور کا رواج ہوگیا ہے، یہاں تک کہ ان پر غلاف اور چادریں ڈالی جاتی ہیں، اور یہ امور اکثر مفضی الی الشرک ودواعی شرک ہوجاتے ہیں۔ کما هو مشاهد

اور سماع میت ثابت نہیں ہے بلکہ عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے۔ قال اللّٰه تعالی: ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (سورۂ فاطر، آیت:۲۲) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی﴾ (سورۂ نحل، آیت:۸۰ وسورۂ روم، آیت:۵۲) وقد أجاب فی الفتح وغیره عن الحدیث الوارد فیه أی حدیث أهل قلیب بدر: و أوّلوا أی الفقهاء حدیث سماع قرع النعال ، بأنه مخصوص بأوّل الوضع فی القبر (۳) فقط

(۱) رواه مالك و أبو داؤد وابن ماجة عن عائشة رضی اللّٰه عنها (مشکاة ص:۱۴۹ باب دفن المیت)

(۲) مرقاة ۷۹/۴ باب فی دفن المیت . مطبوعة ملتان . باکستان .

(۳) فتح القدیر ۶۸/۲-۶۹ کتاب الصلاة، باب الجنائز، قبیل فصل فی الغسل . وأیضا فیه ۳۶۱/۴-۳۶۲ کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب والقتل وغیره. المطبوعة: المکتبة النوریة الرضویة بسکھر، باکستان.

سماع موتی کے مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے عہد سے اختلاف ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سماع کے قائل تھے، اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کی نفی کرتی تھیں۔ جو حضرات سماع کے قائل تھے =

وقف نامے کی تکمیل کا خرچ کس کے ذمے ہے؟

سوال: (۹۹۴) زینب نے ایک جائداد وقف کی، اور عمرو بکر سے کہا کہ وقف نامہ کی تکمیل باضابطہ کرادو، چنانچہ اس کی تکمیل کرادی گئی، اور جو کچھ خرچ ہوا وہ عمرو بکر نے اپنے پاس سے کردیا، مگر واقفہ نے یہ نہیں کہا تھا کہ جو کچھ خرچ ہو وہ میں دوں گی، یا آمدنی وقف سے لیا جاوے گا؛ آمدنی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی کہ زینب واقفہ نے انتقال کیا؛ پس خرچ تکمیل وقف نامہ بذمہ واقفہ ہے یا آمدنی وقف سے لیا جاوے گا؟ (۱۵۸۰-۱۳۳۳/۳۲ھ)

الجواب: اس صورت میں خرچ تکمیل وقف نامہ بذمہ واقفہ ہے کہ اس نے عمرو بکر کو امر کیا ہے، اور انہوں نے موافق امر واقفہ کے خرچ کیا ہے. آمدنی وقف میں سے یہ خرچ نہ لیا جاوے گا؛ کیوں کہ کوئی تصریح واقفہ کی اس کے متعلق نہیں ہے، اور آمدنی وقف میں سے بدون شرط واقفہ کے ایسے تصرفات نہیں کرسکتے۔

موقوفہ قبرستان میں دفن کرنے سے روکنا جائز نہیں

سوال: (۹۹۵) ایک قبرستان وقف ہے، جس میں عام مسلمانوں کے مردے صدہا سال سے دفن ہوتے تھے، اب رئیس وقت جو مسلمان ہیں یہ چاہتے ہیں کہ اس قبرستان میں دفن کرنے سے منع کردیا جاوے، اس کے بعد قبریں کھدواکر قبرستان کی زمین کو جس کام میں چاہے لاویں۔

اب سوال یہ ہے کہ قبرستان میں دفن کرنے سے منع کرنا، اور تصرف مالکانہ اس میں کرنا درست ہے

= ان کی دلیل سورۂ آل عمران کی آیت ۱۶۹ و ۱۷۰ اتھی کہ شہداء حیات ہیں اور زندہ سنتا ہے۔ اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ جب لوگ مردے کو دفن کرکے لوٹتے ہیں تو مردہ لوٹنے والوں کی چپلوں کی آواز سنتا ہے (بخاری ۱/۱۷۸ کتاب الجنائز) اور جنگ بدر کے موقع پر نبی ﷺ نے کفار کی لاشوں کو ایک پرانے کنویں میں ڈلوایا تھا، پھر ان سے خطاب کیا تھا (بخاری ۱/۱۸۳ کتاب الجنائز) اور قبرستان جانے پر مردوں کو سلام کرنے کا حکم ہے (ترمذی ۱/۲۰۳ أبواب الجنائز) یہ سماع موتی پر دال ہے، اور جو سماع کا انکار کرتے ہیں ان کی دلیل ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ ہے؛ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ نے دونوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ اسماع (سنانا) ممکن نہیں اور سماع (سننا) ممکن ہے۔۱۲ سعید احمد پالن پوری۔

یا نہیں؟ اوران کو روکنا ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (۳۰۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قبرستان موقوفہ میں دفن کرنے سے روکنے کا کسی کو حق نہیں ہے کہ غرض واقف اس سے فوت ہوتی ہے، اور مراعات غرض واقفین لازم ہے: اور وقف میں تصرف مالکانہ بھی درست نہیں۔ لأن الْوَقف لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) باقی منع کرنا اور روکنا یہ موقوف ہے طاقت واستطاعت پر ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورۃ بقرۃ، آیت:۲۸۶)

سوال: (۹۹۶) ایک قبرستان میں عرصہ ۱۸ سال سے مسلمانوں کے مردے دفن ہوتے ہیں، اب عرصہ ایک سال سے ایک فریق مردہ دفن کرنے سے روکتا ہے۔ اور قبرستان مذکور ملکیت کسی کی نہیں ہے؛ بلکہ مسلمانوں کے مردے دفن کرنے لیے وقف ہے: ایسی صورت میں روکنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۸۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: عام قبرستان موقوفہ میں کسی مسلمان کی میت کو دفن کرنے سے روکنا کسی کو جائز نہیں ہے۔ لما عرف من كتب الفقه: أن شرط الواقفين كنص الشارع، كذا في الشامي(۱) فقط

سوال: (۹۹۷) ایک زمین کا ٹکڑا ہے، اس میں سات حصہ دار ہیں، اور وہ زمانہ سابق سے مشہور قبرستان ہے، جب کہ محلہ داروں کے قبرستان موجود نہیں تھے: اب ان کے پاس قبرستان موجود ہیں، اور حصہ داروں کی یہ رائے ہے کہ اس زمین کو کاشت کرائیں، جن لوگوں کے وہاں پر مردے دفن ہوتے تھے انہوں نے بددیانتی سے اس زمین میں جس قدر درخت کھڑے تھے سو روپیہ کو فروخت کر دیے؛ آیا حصہ داران؛ زمین کو اپنے قبضہ میں لے کر کاشت کرا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور وہاں پر مردے دفن ہونے دیں یا نہیں؟ (۱۰۶۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس قبرستان میں مردے دفن ہونے سے منع نہ کرنا چاہیے، اور بظاہر چونکہ وہ زمین وقف برائے قبرستان معلوم ہوتی ہے، اس لیے اس میں کوئی تصرف مالکانہ کسی کو نہ کرنا چاہیے، اور جو (درخت) فروخت ہوگئے ہیں ان کی قیمت اسی قبرستان کی درستی اور احاطہ وغیرہ میں صرف کرنی چاہیے۔ فقط

---

(۱) شرط الواقف كنص الشارع: أي في المفهوم والدلالة و وجوب العمل به (الدر المختار مع الشامي ۶/۵۰۸ كتاب الوقف ــ مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع)

متولی کا مردوں کو دفن کرنے سے روکنا

سوال: (۹۹۸) ایک قدیم وقف قبرستان ہے، جس کے متولی یکے بعد دیگرے ایک ہی خاندان کے ہوتے چلے آئے ہیں، اس قبرستان میں عام اموات دفن نہیں ہوتے، چند قبیلوں کے لیے مخصوص ہے، من جملہ ان قبیلوں کے جو وہاں مدفون ہیں، عمر کے قبیلہ کے اموات بھی قریب دو سو سال سے اس میں دفن ہوتے چلے آئے ہیں۔

مذکورہ قبرستان وقف ہے، اور زید اس کا متولی ہے، اور زید وعمر دونوں شافعی ہیں، فی الحال زید عداوت کی وجہ سے عمر کے قبیلے کے اموات کو دفن کرنے میں مانع ہوتا ہے، اور بہ حیثیت متولی انکار کرنے کا خود کو اختیار جتاتا ہے، اس سے قبل عمر کے اموات کو دفن کرنے میں موجودہ متولی کے آباء واجداد جو مذکورہ قبرستان کے متولی گذرے، انہوں نے کبھی ممانعت نہ کی، نہ کوئی ایسے انکار کرنے کا حق مشتہر کیا؛ آیا زید متولی کا صورت مسئولۃ الصدر میں عمر کے اموات کو مذکورہ قبرستان میں دفن کرنے میں مانع ہونا شرعاً جائز ہے؟ اور اس طرح انکار کرنے کا حق اس کو شرعاً حاصل ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا (۱۷۸۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: زید متولی کو عمر کے اموات کو دفن نہ ہونے دینے کا قبرستان مذکور میں اختیار نہیں ہے، جب کہ پہلے سے عمر کے اموات اس میں دفن ہوتے تھے۔ درمختار میں ہے: یسلك بمنقطع الثبوت المجهولة شرائطه و مصارفه ما كان عليه في دواوين القضاة ــــ وفي الشامي عن الذخيرة: سئل شيخ الإسلام عن وقف مشهور اشتبهت مصارفه وقدر ما يصرف إلى مستحقيه قال: ينظر إلى المعهود من حاله فيما سبق من الزمان من أن قُوّامه كيف يعملون فيه وإلى من يصرفونه فيبنى على ذلك(۱) اس سے معلوم ہوا کہ پہلے متولی جیسا کرتے چلے آئے ہیں، متولی حال کو اس کے خلاف کرنا درست نہیں ہے۔ وفي الدر المختار: الوقف على ثلاثة أوجه: إما للفقراء أو للأغنياء ثم الفقراء أو يستوي فيه الفريقان كرباط وخان ومقابر وسقايات وقناطر ونحو ذلك الخ (۲) فقط

(۱) الدر والشامي ۶/۳۸۶ کتاب الوقف ــ مطلبٌ في حكم الوقف القديم المجهولة شرائطه ومصارفه.

(۲) الدر مع الشامي ۶/۳۷۲ کتاب الوقف ــ قبيل فصل: يراعى شرط الواقف في إجارته.

مملوکہ قبرستان میں مالک کی اجازت کے بغیر میت کو دفن کرنا

سوال: (۹۹۹)......(الف) زید نے اپنے مردے کو بلا رضامندی بکر کے، گورستان مملوکہ بکر میں دفن کردیا؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(ب) زید کے یہاں ایک موت واقع ہوئی، چنانچہ زید نے بکر کے گورستان میں دفن کرنے کی اجازت چاہی، بکر نے اجازت دفن دے دی، اس صورت میں زید کا کوئی حق گورستان مملوکہ بکر پر ہوسکتا ہے؟ یا از خود اسی طرح زید آئندہ اپنی گور (قبر) بلا رضامندی مالک کے بنا سکتا ہے؟

(ج) زید نے جو مردہ گورستان مملوکہ بکر میں بجبر دفن کیا۔ اس کی تعزیر زید کی نسبت کیا ہے؟

(۲۶۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف) اگر وہ گورستان خاص ملک بکر کی ہے، وقف نہیں ہے تو زید کو بلا رضامندی بکر کے اس میں کسی میت کو دفن کرنا درست نہیں ہے، اور اگر زید نے ایسا کیا تو بکر کو اختیار ہے کہ اس میت کے جنازہ کو وہاں سے نکلوادے یا زمین کو برابر کردے درمختار میں ہے: إلا لحق آدمی کأن تکون الأرض مغصوبة الخ و یخیر المالك بین إخراجه ومساواته بالأرض الخ (۱)

(ب) اس اجازت خاصہ سے ہمیشہ کے لیے زید کو کچھ حق ملکیت بکر میں حاصل نہیں ہوا کما مر۔

(ج) اور کوئی تعزیر سوائے طریق مذکور ـــــ در جواب اول ـــــ کے نہیں ہے کہ میت کو نکلوادے یا زمین کو برابر کردے۔ فقط

سوال: (۱۰۰۰) بلا اجازت مالک و متولی قبرستان کے، اگر کوئی شخص مردہ دفن کرے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۸۳۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر قبرستان عامۂ مسلمین کے لیے وقف نہیں ہے بلکہ کسی خاندان کا مملوک ہے تو ایسی صورت میں غیر آدمی کو وہاں دفن کرنا ناجائز اور ارتکاب غصب ہے۔ کما فی الخلاصة: رجل حفر قبرًا فجاء آخر ودفن فی القبر لاینبش القبر ویجب قیمة حفره وهذا إذا کان فی أرض مباحة أما

(۱) الدر مع الرد ۳/۱۳۵-۱۳۶ کتاب الصلوٰة، مطلب: فی دفن المیت۔

إذا كان في الملك يبش (۱)(خلاصة الفتاوی) اس مسئلہ سے صاف واضح ہے کہ دفن کرنے کے بعد بھی ارض مغصوب سے میت کو نکال دیا جا سکتا ہے، پس غاصب مذکور پر معصیت غصب لازم آ جائے گی؛ لیکن اگر وہ قبرستان وقف ہے تو پھر نکالنا میت کا جائز نہیں ہے۔ اَلْوَقْفُ لایُمْلَکُ وَ لا یُمَلَّکُ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقط

واقف کے پوتے کا موقوفہ قبرستان میں دفن کرنے سے روکنا

سوال: (۱۰۰۱) زید نے اپنی زمین مملوکہ محلہ والوں کو قبرستان بنانے اور مردے دفن کرنے کے لیے دے دی، ثبوت یہ ہے کہ اہل محلہ بہت زمانے سے اس میں اپنے مردے دفن کررہے ہیں؛ لیکن زید کا پوتا محلہ والوں کو اس زمین میں مردے دفن کرنے سے روکتا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ زمین میری ہے؛ شرعاً اس قبرستان کا کیا حکم ہے؟ محلہ والے اس میں دفن اموات کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۰۵۰/۱۳۴۴ھ)

الجواب: ظاہر یہ ہے کہ وہ زمین قبرستان وقف ہوگئی ہے؛ پس روکنا واقف کے پوتے یا پڑپوتے کا دفن اموات سے اس زمین میں، یا کچھ معاوضہ لینا درست نہیں ہے۔ شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے: قوله: وركنه الألفاظ الخاصة وهي ستة وعشرون لفظا على ما بسطه في البحر ومنها ما في الفتح حيث قال فرع: يثبت الوقف بالضرورة وصورته: ان يوصي بغلة هذه الدار للمساكين أبدا أو لفلان وبعده للمساكين أبدا فإن الدار تصير وقفًا بالضرورة الخ وذكر في البحر منها لو قال: اشتروا من غلة داري هذه كل شهر بعشرة دراهم خبزًا وفرقوه على المساكين صارت الدار وقفًا الخ (۲)(شامی ۳/۳۵۹) وفي الدر المختار: الوقف على ثلاثة أوجه: إما للفقراء أو للأغنياء ثم الفقراء أو يستوي فيه الفريقان كرباط و خان ومقابر وسقايات و قناطر و نحو ذلك الخ (۳)(۳/۳۹۶)

---

(۱) خلاصة الفتاوی ۴/۲۷۴ كتاب الغصب – الجنس الثاني، مطبوعة: نول كشور لكنو.

(۲) الشامي ۶/۳۰۹ كتاب الوقف – مطلبٌ قد يثبت الوقف بالضرورة.

(۳) الدر مع الشامي ۶/۴۷۲ كتاب الوقف. قبل فصلٌ يراعى شرط الواقف في إجارته.

موقوفہ قبرستان میں دفن کا سلسلہ بند ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۰۲) اگر کسی شخص نے اپنی اراضی مملوکہ محدودہ کو نامزد بہ تکیہ وغیرہ کر کے، محض بغرض دفن اموات خاص وعام، سالہا سال سے وقف قطعی کر دے، اور بوجہ کثرت سلسلہ دفن اموات جبکہ کم ہو جانے سے اور بوجہ انتظام دفن جانے دیگر، فی الحال اس زمین موقوفہ میں سلسلہ دفن اموات موقوف ہے اور باوجودیکہ اس زمین میں ہزارہا قبور موجود ہیں، اس زمین موقوفہ کی قبور کو توڑ کر، میدان کو ہموار کرا کر بنی بقال (سبزی فروشوں) کو کرائے پر بٹھا کر، اس آمدنی کو صرف بہ جیب خاص کرنا یا اخراجات مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۸، ۱۳۴۴ھ)

الجواب: شامی میں ہے: ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ اگر قبور کہنہ ہو جائیں تو اس جگہ کو زراعت کے کام میں لانا وغیرہ درست ہے، اور موقوفہ زمین جو دفن اموات کے لیے وقف کی گئی ہے، اس میں اصل تو یہ ہے کہ وہاں دفن اموات ہی کیا جائے، اور جو قبور زیادہ پرانی ہو گئی ہوں، اس جگہ جدید قبر کھود کر دوسری اموات کو دفن کیا جائے، اور اس موقوفہ زمین کو اسی کام کے لیے رکھا جائے لیکن اگر یہ سلسلہ دفن اموات کا کسی وجہ سے وہاں بند ہو جائے، اور وہ زمین بے کار پڑی ہو تو پھر اس کو زراعت کے کام میں لانا اور نفع اس کا اسی تکیہ میں اگر ضرورت ہو ورنہ دوسرے اوقاف مثل مسجد وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں، خود رکھنا اس کی آمدنی کا بلا شرط واقف کسی کو درست نہیں ہے۔

سرکار نے جو زمین مسجد کے متولی کو دی ہے اس میں دوسرے لوگوں کے مردوں کو دفن کرنے کی اجازت دینا

سوال: (۱۰۰۳) ایک مسجد شاہی تعمیر شدہ ہے جس کی ادائے خدمت کے لیے تخمیناً دس بیگہ زمین انعام بھی منجانب سرکار متولی کے نام بہ حال ہے؛ تو کیا متولی مسجد بلا اجازت سرکار جو زمین حدود مسجد (میں) ہے، اس زمین میں غیر شخصوں کے مردوں کو اپنے اختیار سے دفن کرنے کی اجازت دے سکتا

(۱) الشامی ۱۲۹/۳ کتاب الصلوۃ – مطلبٌ في دفن المیت.

ہے؟ اور مسجد اور حدود مسجد پر حق مالکانہ سرکار کا رہے گا یا متولی کا؟ (۱۳۵۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر سرکار نے بوجہ خدمت مسجد کے، اور امامت وغیرہ کے، وہ زمین امام کو یا متولی کو دے دی ہے، اور اس کی ملک کر دی ہے، تو اس امام یا متولی کو اختیار ہے کہ اس میں جو تصرف چاہے کرے، مردوں کو دفن کراوے یا کچھ اور تصرف کرے؛ اور اس حالت میں مالک اس کا وہ امام ومتولی ہوگا —— اور اگر سرکار نے اس کی ملک نہیں کی، صرف مسجد کے اخراجات کے لیے اس زمین کو وقف کیا ہے؛ تو اس صورت میں آمدنی اس کی مسجد میں صرف ہونی چاہیے، امام یا متولی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ تصرف مالکانہ اس میں کرے یا مردوں کو دفن کراوے۔ فقط

متعین اشخاص پر وقف کی ہوئی زمین میں مردوں کو دفن کرنا اور عورت کی تولیت کا حکم

سوال: (۱۰۰۴)......(الف) اگر کوئی قطعہ اراضی کسی خاص شخص یا قوم کی پرورش کے لیے وقف خاص ہو؛ لیکن اس میں کچھ آمدنی نہ ہو، اور اس پر صدہا برس سے عام اہل اسلام اپنے مردے دفن کرتے ہوں، اور ہنوز یہ عمل جاری ہو تو وہ اراضی وقف عام مانی جائے گی یا نہ؟ کیا اراضی موقوفہ مذکورہ کے کسی متولی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی مسلمان کو مردے دفن کرنے ومسجد وچاہ وحظیرہ بنانے سے روک دے؟

(ب) اگر دو مرد متولی کسی امر کی اجازت دے دیں، اور تیسری متولیہ عورت رضامند نہ ہو تو کیا دو مرد متولیوں کی اجازت کافی مانی جائے گی؟ کیا تیسری متولیہ کو جو اجازت میں شامل نہیں ہے، شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ قبر ومسجد وچاہ تعمیر شدہ کو تڑوادے؟ کیا موقوفہ قبرستان میں کوئی شخص باجازت دو متولیوں کے، مردے دفن کرنے ومسجد وچاہ تعمیر کرنے کے لیے کوئی خاص حصہ مخصوص کرسکتا ہے، اور تیسری متولیہ اس کی مانع ہوسکتی ہے؟

(ج) کیا عورت کسی درگاہ یا قبرستان وغیرہ کی متولی ہوسکتی ہے؟ (۱۱۳۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف-ب-ج) کتب فقہ درمختار وشامی وغیرہ میں تصریح ہے: مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) پس جب کہ وہ اراضی قبور کے لیے وقف نہیں ہے تو اس میں قبور بنانا، اور اموات کو دفن کرنا درست نہیں ہے، اور جو امر خلاف غرض واقف ہو اگرچہ سالہا سال سے رائج

ہو اس کو موقوف کرنا چاہیے، اور اگر کوئی اراضی اموات کے دفن کے لیے اور قبرستان کے لیے وقف ہو تو اس میں بھی یہ احتیاط رکھنی لازم ہے کہ کسی میت کے لیے دفن کی جگہ سے زیادہ زمین نہ لی جائے، اور حظیرہ(۱) وغیرہ تعمیر نہ کیا جائے، اور عام قبرستان وقف میں کسی میت کو دفن کرنے سے نہ روکا جائے، اگر وقف عام قبرستان میں کوئی متولی کسی میت کو دفن کرنے سے روکے گا، تو وہ عاصی ہوگا؛ اور روکنا اس کا جائز نہ ہوگا؛ البتہ ہر ایک متولی بلکہ عام مسلمین حظیروں اور پختہ تعمیروں کو جن میں زمین زیادہ مشغول ہو رہی ہو تڑوا کر زمین کو خالی کرا سکتا ہے ـــــ اور ہر ایک وقف کے متولی جیسے مرد ہو سکتے ہیں عورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ کذا فی الشامی(۲) فقط

موقوفہ قبرستان کی کچھ جگہ قبروں کے لیے روپے لے کر دینا

سوال: (۱۰۰۵) ایک قبرستان کو کسی نے وقف کیا ہے؛ کیا متولی قبرستان کی کچھ جگہ قبروں کے لیے روپے لے کر یا بغیر روپے لیے کسی کو دے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۰۲/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: واقف نے جس غرض کے لیے اس کو وقف کیا ہے وہی غرض پوری کرنی چاہیے، اگر عام مسلمانوں کے قبور کے لیے اس کو وقف کیا ہے تو ہر ایک مسلمان اس میں دفن ہو سکتا ہے، کسی سے روپے لینا درست نہیں ہے، اور دفن سے کسی کو منع نہ کریں، اور کسی کو خاص قطعہ معین کر کے نہ دیں، متولی کو یہ اختیار نہیں ہے۔

پرانی قبروں پر پھلواری لگانا اور قبروں پر اُگے ہوئے درختوں کے پھل کھانا

سوال: (۱۰۰۶) مقابر میں جو قبریں ہموار ہو جاتی ہیں ان پر پھلواری لگانے میں کچھ حرج تو نہیں؟

---

(۱) حظیرہ: وہ چہار دیواری جو کسی قبر کے گرد بنائی جاتی ہے۔

(۲) قال في الإسعاف: ولا يُولّى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر وليس من النظر تولية الخائن لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز لأن المقصود لا يحصل به ويستوي فيه الذكر والأنثى وكذا الأعمى والبصير (الشامي ۴۵۳/۶ كتاب الوقف، مطلب في شروط المتولي)

اور خوردنی اشیاء اس پر سے کھالینا کیسا ہے؟ (۱۲۵۲/۱۳۴۴ھ)

الجواب: پرانی قبور پر ایسا کرنا درست ہے، اور پھل کے کھانے میں اس وجہ سے کہ وہ درخت قبر پر ہے کچھ حرج نہیں ہے؛ البتہ اگر قبرستان وقف ہے تو اس کے پھلوں کے متعلق جو کچھ شرط واقف ہو یا تعامل ہو ویسا کرے؛ یعنی اگر فروخت کرنے کی شرط ہو تو بلا قیمت نہ کھائے، یا فقراء کے لیے وقف ہے تو غنی نہ کھائے۔ فقط

قبرستان کا احاطہ کرنے کے لیے قبرستان کی زمین کرائے پر دینا

سوال: (۱۰۰۷) ایک قبرستان قدیم میں سو سال سے دفن کی ممانعت ہے، احاطہ نہ ہونے کے سبب خنزیر وغیرہ پھرتے ہیں، اور نجس کرتے ہیں، اور کوئی مبلغ نہیں جس سے احاطہ تیار کیا جائے؛ اس لیے اس قبرستان کی زمین بہ غرض احاطہ کرائے پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۹۲/۳۴-۱۳۳۷ھ)

الجواب: جب کہ اس قبرستان میں دفن اموات کی ممانعت ہوگئی ہے، اور وہ قبرستان پرانا ہے تو فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ایسے قبرستان میں زراعت کرنا اور بناء مکان کرنا جائز ہے۔ شامی میں ہے: وقال الزیلعي: لو بلی المیت وصار ترابًا جاز دفن غیرہ في قبرہ و زرعه والبناء علیه (۱) پس اس سے یہ نکل سکتا ہے کہ بہ غرض نفع قبرستان اس زمین کا کچھ حصہ کرائے پر دے کر، اس کی آمدنی سے احاطہ اس قبرستان کا کردیا جائے تو یہ درست ہے، اور پھر بعد تیاری احاطہ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ قبرستان جس غرض کے لیے وقف ہے، یعنی دفن اموات کے لیے، تو وہ غرض حاصل ہو، اور دفن اموات کی وہاں اجازت ہوجائے، ورنہ اس کو محفوظ کرکے چھوڑ دیا جائے، شاید کسی وقت میں دفن اموات وہاں ممکن ہو، اور غرض واقف پوری ہو۔ فقط

متولی نے قبرستان کی کچھ زمین فروخت کردی تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۰۸) ایک قبرستان قدیم ہے، اس کا متولی نااہل ہے، ایک قطعہ زمین کم قیمت پر ایک مسلمان کے ہاتھ بیع کردی، زمین مذکور میں خریدار نے عمارت تعمیر کرلی، متولی قدیم کی تولیت عدالت

(۱) الشامی ۳/۱۲۹ کتاب الصلوۃ – مطلبٌ في دفن المیت.

سے ساقط ہوگئی، اور تعمیر کرنے والے پر ڈگری ہوگئی؛ اب وہ شخص تعمیر کرنے والا کہتا ہے کہ مجھ سے زمین موقوفہ کا معاوضہ لے لیا جاوے، لہذا متولی کو کیا کرنا چاہیے؟ (۹۱۸/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: کتب فقہ میں مذکور ہے: اَلْوَقْفُ لَا یُمْلَکُ وَلَا یُمَلَّکُ (الدر مع الرد ۶/ ۴۲۱ کتاب الوقف) پس اگر وہ قبرستان وقف ہے، کسی خاص شخص کی ملک نہیں ہے تو فروخت کرنا اس کا ناجائز اور باطل ہے، وہ بیع نہیں ہوئی، واپس کرنا اس زمین کا اور تعمیر اٹھا لینا مشتری پر لازم ہے؛ اور متولی کو معاوضہ لینا اس زمین وقف کا درست نہیں ہے۔ فقط

قبرستان سے متصل خرید کردہ زمین میں قبر نکل آئی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۰۹) زید نے قریب قبرستان کے ایک زمین خریدی، اور چاروں طرف دیواریں بنوالیں، بعد میں ایک قبر پختہ معلوم ہوئی، نصف قبر دیوار خام کے اندر، اور نصف قبر دیوار کے باہر ہے؛ یعنی اس دیوار خام نے اس قبر مذکور کی طولاً تنصیف کردی تو قبر طولاً نصف زمین خرید شدہ پر جو واقع ہوئی ہے اس کی بیع درست ہے یا اس جگہ کو چھوڑ دے یا کیا کرے؟ (۱۱۷۲/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر وہ قبرستان وقف ہے تو اس حصہ قبر کی بیع نہیں ہوئی، مشتری کو چاہیے کہ اس زمین کو چھوڑ دے، اور قبرستان میں داخل کردے۔ فقط

درگاہ کے خداموں کی معاش کے لیے جو زمین وقف کی گئی ہے اس کو تقسیم کرنا

سوال: (۱۰۱۰) کسی درگاہ کی خدمتی معاش کی زمین کو زید نے اپنے دو فرزندوں میں نصفا نصف تقسیم کردی، اور فوت ہوگیا؛ آیا درگاہ کی خدمتی معاش کی زمین تقسیم کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۱/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ جو زمین وقف ہے وہ کسی کی ملک نہیں ہے، اور نہ اس کو بہ طریق ملک تقسیم کرسکتے ہیں؛ البتہ منافع اس کے حسب شرط واقف تقسیم ہوں گے۔ درمختار وغیرہ میں ہے: اَلْوَقْفُ لَا یُمْلَکُ وَلَا یُمَلَّکُ (الدر مع الرد ۶/ ۴۲۱ کتاب الوقف) یعنی وقف کسی کی ملک نہیں ہوتا، اور نہ اس میں تصرف بیع وہبہ وغیرہ کا ہوسکتا ہے؛ البتہ حسب شرط واقف موقوف علیہم پر حسب حصہ اس کا نفع تقسیم

ہوتا رہے گا۔ فقط

قبرستان کا روپیہ مسجد میں خرچ کرنا درست نہیں

سوال: (۱۰۱۱) قبرستان کے واسطے جو چندہ مسلمانوں نے دیا تھا، وہ مسجد کی ضروریات میں صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ (۹۷۷/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: قبرستان کا روپیہ مسجد میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

قبرستان کے اوقاف کی آمدنی سے مسجد کا فرش بنانا

سوال: (۱۰۱۲) ایک زمین قبرستان کے لیے وقف ہے، اس کا کرایہ مسجد کے فرش میں صرف ہو گیا ہے، بعد صرف ہونے کے معلوم ہوا کہ زمین وقف کا کرایہ مسجد میں صرف کرنا ناجائز ہے، تو اب اس فرش مسجد کو اکھاڑا جاوے یا کیا؟ (۱۲۷۹/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: فرش اب نہ اکھاڑا جاوے، بلکہ جس قدر روپیہ زمین وقف کے کرائے کا اس میں لگا ہو، چندہ کر کے وہ روپیہ واپس دے دیا جاوے، تاکہ اس کو قبرستان کی ضروریات میں صرف کیا جاوے، پس معاوضہ دے دینا اس کا کافی ہے، اکھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قبرستان کی ناکارہ اینٹیں مسجد کے فرش میں لگانا

سوال: (۱۰۱۳) قبرستان کی اینٹیں برباد پڑی ہیں، اور لوگ اپنے کام میں لاتے ہیں، ہم ان اینٹوں کو مسجد کے فرش میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۸۷۴/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسی حالت میں مسجد میں لگا لینا درست ہے۔ فقط

قبرستان کی کچھ زمین مسجد کی توسیع کے لیے مسجد میں شامل کرنا

سوال: (۱۰۱۴) ایک مختصر مسجد گورستان قدیم میں واقع تھی، جس کے گرداگرد صدہا قبریں تھیں، اس مسجد کو شہید کر کے قبرستان میں سے کچھ زمین مسجد میں شامل کی ہے، اور یہ قبرستان بیں پچیس سال

سے ممنوع التدفین ہے، تاہم وہ قبریں برآمد ہوئیں اس بارے میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۴-۳۲/۷۸۵ھ)

الجواب: کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ کہنہ قبور میں بناء اور زراعت درست ہے، پس وہ قبرستان قدیم اگر مملوکہ کسی کا ہے تو مالک کی اجازت سے اس میں سے کچھ زمین پس وپیش سے مسجد میں داخل کرنا درست ہے، اور اگر وقف ہے اور اب وہ وقف قبور کے کام میں بوجہ ممانعت سرکاری نہیں آسکتا تو اس میں سے کچھ زمین مسجد کی توسیع کے لیے مسجد میں داخل کرنا جائز ہے۔ فقط

پرانی بوسیدہ قبروں کو برابر کر کے مسجد کی توسیع کرنا

سوال: (۱۰۱۵) ایک مسجد قبرستان میں واقع ہے، اور اس میں بوجہ کثرت نمازیوں کے توسیع کی ضرورت لاحق ہو تو قبروں کو برابر کر کے مسجد میں داخل کر لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴-۳۲/۱۲۷۹ھ)

الجواب: قبرستان میں نماز پڑھنا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، اور حدیث سے بھی یہ ثابت ہے؛ لیکن اگر سامنے قبر واقع نہ ہو تو کچھ حرج نہیں اور بوسیدہ کہنہ قبور کو برابر کر دینا بھی درست ہے، پس ضرورت توسیع مسجد ہو تو قبور کو برابر کر دیا جاوے، اور مسجد میں داخل کر لیا جائے۔

سوال: (۱۰۱۶) نماز جمعہ کے لیے قبرستان والی مسجد کو عرض وطول میں وسعت دینا چاہتے ہیں، اگر ان قبروں پر تین گز اونچا یا کچھ کم وبیش بھرا ؤ ڈال کر شامل مسجد یا فرش کر لیں تو عندالشرع کیسا ہے؟ (۱۳۴۴-۳۳/۱۸۲۲ھ)

الجواب: کہنہ قبور کو برابر کرنا درست ہے، پس اگر بہ ضرورت توسیع مسجد قبور پر مٹی ڈال کر اونچا برابر فرش کے کر لیا جائے، اوپر نشان قبر باقی نہ رہے تو اس میں کچھ حرج نہیں، اور نماز وہاں درست ہے۔ ولابأس بالصلوة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولانجاسة ...... ولا قبلته إلى قبر الخ (۱) (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مزاروں کی آمدنی سے مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۱۷) مزاروں میں جو لوگ روپیہ دیتے ہیں اس روپے سے مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) الشامی ۲/۳۹ کتاب الصلوۃ، مطلبٌ في إعراب كائنا ما كان.

(۱۰۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر کوئی جگہ مسجد کے لیے علیحدہ ہو (کیونکہ مزار پر مسجد بنانا جائز نہیں) اور روپے دینے والے راضی ہوں تو وہ روپیہ مسجد کی تعمیر میں صرف ہو سکتا ہے۔

مزار کے قریب مسجد اور کمرے بنانا

سوال: (۱۰۱۸) پہلوئے مزار پر مسجد بنانا، اور مستفیضان کے لیے حجرہ تعمیر کرانا کیسا ہے؟

(۱۲۷/۴۴-۱۳۴۴ھ)

الجواب: قریب مزار کے مسجد کا ہونا، اور حجروں کا ہونا، کوئی حرج کی بات نہیں ہے؛ قبر نمازی کے سامنے نہ ہو تو قبرستان میں نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

قبرستان میں قبروں سے ہٹ کر مسجد بنانا

سوال: (۱۰۱۹) قبرستان میں قبروں سے الگ مسجد بنانا کیسا ہے؟ قبرستان شہر سے باہر جنگل میں ایسی جگہ لب سڑک واقع ہے کہ مسافرین کی آمد و رفت بہت ہے، اور کنواں بھی موجود ہے، اکثر لوگ اِدھر اُدھر سے نماز کے وقت وہاں نماز پڑھتے ہیں، اور آس پاس کے زمین دار بھی وہاں آکر نماز پڑھتے ہیں۔ کیا حکم ہے؟ (۲۶۶/۴۴-۱۳۴۴ھ)

الجواب: قبرستان میں قبروں سے علیحدہ مسجد بنانے میں کچھ حرج نہیں ہے؛ پس ضرورات مذکورہ کی وجہ سے اس جگہ مسجد بنانا اچھا ہے، اور نماز کا پورا ثواب اور جماعت کا المضاعف یعنی ستائیس گنا ثواب ہے۔ فقط

قبرستان میں مسجد بنانے سے پہلی مسجد ویران ہوتی ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۲۰) قبرستان میں مسجد کا تعمیر کرنا کیسا ہے؟ اگر تعمیر ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ جب محلہ کی مسجد اس دوسری مسجد کی وجہ سے ویران ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ (۱۶۸۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: قبرستان میں نماز پڑھنے کا یہ حکم لکھا ہے کہ قبرستان میں اگر کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہاں قبر

نہ ہو، اور نہ نجاست ہو، اور نہ قبلہ کی طرف کوئی قبر ہو تو اس جگہ نماز پڑھنا درست ہے۔ کمافی الشامی: ولابأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة ...... ولا قبلته إلى قبر (۱) (شامی) پس ایسا ہی حکم قبرستان میں مسجد تعمیر کرنے کا ہے کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ درست ہے، اور جب کہ کسی محلّہ میں مسجد قدیم موجود ہے، اور کچھ ضرورت جدید مسجد کی تعمیر کی نہیں ہے کہ وہ پہلی مسجد سب اہل محلّہ کو کافی ہے، اور جدید مسجد تعمیر کرنے میں مسجد قدیم کی ویرانی متصور ہے تو ایسی حالت میں جدید مسجد نہ بنوانی چاہیے؛ لیکن اگر کسی مسلمان نے نیک نیتی سے دوسری مسجد تعمیر کرائی تو اس مسجد ثانی کو حکم مسجد ضرار کا نہ دیا جائے گا۔ کما ورد: إنما الأعمال بالنيات (۲) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ (سورۂ حجرات، آیت: ۱۲) فقط

جو عیدگاہ قبرستان میں بنی ہوئی ہے اس میں نماز جائز ہے

سوال: (۱۰۲۱) جو عیدگاہ قبرستان میں بنی ہوئی ہو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۲/۲۲۱ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

قبرستان کی زمین میں عیدگاہ بنانا

سوال: (۱۰۲۲) زمین قبرستان سے کچھ حصہ خرید کر عیدگاہ بنانا جائز ہے؟ (۸۳۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر وہ قبرستان وقف ہے تو اس کا خریدنا اور عیدگاہ بنانا درست نہیں ہے، اور اگر وقف نہیں ہے بلکہ مملوکہ ہے تو درست ہے۔

کفار کے قبرستان کے قریب مسلمانوں کا قبرستان بنانا

سوال: (۱۰۲۳) کفار کے مقبرے کے نزدیک مسلمانوں کا مقبرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۵۷/۱۳۳۴-۳۳ھ)

الجواب: کفار کے مقبرے کے قریب مسلمانوں کا مقبرہ کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے؛ البتہ

(۱) الشامی ۲/۳۹ کتاب الصلوة — مطلبٌ في إعراب كائنًا ما كان.

(۲) صحيح البخاري ۱/۲ باب كيف كان بدء الوحي.

حتی الوسع ان کے مقبرے کے قرب سے بچنا بہتر ہے؛ لیکن بہ ضرورت کچھ ممانعت نہیں ہے۔

مندر کے قریب قبرستان بنانا

سوال: (۱۰۲۴) ایک جگہ جس کے متصل ہنود کا مسافر سرائے اور ایک بت خانہ ہے؛ ایسی جگہ مسلمانوں کو قبرستان بنانا کیسا ہے؟ (۱۰۷۱-۳۳/۱۳۳۴ھ)

الجواب: حسب ضرورت ایسی جگہ قبرستان بنانا کچھ ممنوع نہیں ہے، اور کوئی حکم ممانعت کا نظر سے نہیں گذرا۔ فقط

مملوکہ قبرستان میں مکان بنانا

سوال: (۱۰۲۵) مرورزمانہ کے بعد اپنے مملوکہ مقبوضہ قبرستان میں زراعت وغیرہ کرنا، اور مکان بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۲۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: كما جاز زرعه والبناء عليه إذا بلى وصار ترابًا (زيلعى) قوله كما جاز زرعه أى القبر وكذا بجوز دفن غيره عليه الخ (۱) (شامی ۱/۶۰۲) پس معلوم ہوا کہ قبور کے پرانا ہونے کے بعد اور میت کے مٹی ہوجانے کے بعد، اس زمین مملوکہ کو کام میں لانا، اور وہاں مکان بنانا، اور اس میں زراعت کرنا وغیرہ سب امور درست ہیں۔

موقوفہ قبرستان میں مکان بنانا

سوال: (۱۰۲۶) ایک قبرستان میں مسجد واقع ہے، قبور کے نشانات نمایاں ہیں، اور معلوم ہے کہ یہاں پندرہ بیس سال سے پہلے اموات دفن کیے گئے ہیں؛ ایسی قبور کو پاٹ کر ان پر مکانات ودکانات تعمیر کرنا، اور کرایے پر دے کر اس کی آمدنی مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۷۶۴/د ۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ قبرستان جو موقوفہ ہے اس میں اس طرح کے تصرفات جائز نہیں، وہ دائمی طور پر اسی لیے ہے کہ اس میں اموات دفن کیے جائیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وسئل هو أيضا عن المقبرة فى

(۱) الدر والشامی ۳/۱۳۲ کتاب الصلوة – مطلبٌ فى دفن الميت.

القری إذا اندرست ولم یبق فیھا أثر الموتی لا العظم ولا غیرہ ھل یجوز زرعھا و استغلالھا قال: لا ولھا حکم المقبرۃ انتھی (۱) پس اس تعمیر سے جو کچھ آمدنی ہے، وہ بھی مسجد میں صرف نہیں کی جاسکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبرستان کی زمین میں مدرسہ قائم کرنا

سوال: (۱۰۲۷) زید بہت بڑے میدان پر اپنا قبضہ بتلاتا ہے، کسی کو اس میں مکان نہیں بنانے دیتا، کہتا ہے کہ یہ تکیہ ہے، اس جگہ قبریں پوشیدہ ہیں؛ حالانکہ وہاں آثار قبور معلوم نہیں ہوتے، اور وہاں اموات دفن نہیں ہوتیں؛ ایسی جگہ میں سرکاری اجازت سے مکان بنانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ جب کہ زید کے پاس ملکیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے؟ (۱۶۸۱/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے کہ پرانے قبرستان میں مکان بنانا، اور زراعت کرنا درست ہے؛ لیکن اگر یہ ثابت ہوجائے کہ یہ قبرستان وقف ہے مردوں کے دفن کرنے کے لیے، تو پھر اس میں کوئی تصرف درست نہیں ہے، اور اگر سرکار وہاں مردے دفن نہ ہونے دے تو اس میدان موقوفہ میں کوئی مدرسہ وغیرہ بنادیا جائے جو رفاہ عام کے لیے ہو۔ فقط

سوال: (۱۰۲۸) ایک قبرستان بوجہ میونسپل حدود کے اندر ہونے کے، قانوناً بند کردیا ہے پچاس ساٹھ سال سے کوئی روک نہیں، مویشی چرتے اور بول و براز کرتے ہیں، اس میں مدرسہ تعمیر کرنا تجویز ہوا ہے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور جن قبور کے نشانات موجود ہیں، ان کی مرمت کرانا اور محفوظ کردینا چاہیے یا نہیں؟ (۱۲۸۴/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: اصل یہ ہے کہ وقف جس کام کے لیے وقف کیا گیا ہو، وہی کام اس میں کیا جائے؛ پس جو قبرستان دفن اموات کے لیے وقف کیا گیا ہو اس میں اموات کو ہی دفن کرنا چاہیے۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے: شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ الخ (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) لیکن جب کہ گورنمنٹ کی طرف سے قانوناً اس زمین میں

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ ۲/۴۷۰ کتاب الوقف - الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر والخانات والحیاض والطرق والسقایات إلخ .

دفن اموات کو بند کردیا گیا ہے تو چونکہ یہ بھی درمختار میں تصریح ہے کہ کہنہ قبرستان میں مکان بنانا اور زراعت کرنا درست ہے، اور یہ بھی روایات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ ضرورت ایک وقف کو دوسرے وقف کے کام میں لانا جائز ہے: لہٰذا اس زمین پہ مدرسہ تعمیر کرنا درست ہے، اور قبور جو کہنہ ہیں اور ان کے نشانات پختہ موجود ہیں تو ان کو برابر کردینا بھی درست ہے۔ شامی میں ہے: **ولو بلی المیت وصار ترابًا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ الخ**(۱) فقط

سوال: (۱۰۲۹) ایک گورستان ہے جس میں پچیس تیس برس سے مردے دفن نہیں ہوتے ہیں: ایک صاحب اس میں مدرسہ بنانا چاہتے ہیں، اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے باپ دادا کی قبر پہ مکان نہیں بنانے دیں گے، اور مخالفین میں سے ایک شخص مفت اس سے اچھی زمین دینے کو تیار ہے: (اس صورت میں) قبرستان میں مدرسہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۳/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ تو فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ قبور کہنہ میں زراعت کرنا، اور مکان بنانا درست ہے؛ لیکن یہ ضرور ہے کہ یہ جواز اس وقت ہے کہ وہ گورستان وقف نہ ہو بلکہ کسی کی ملک خاص ہو، اور مالک اجازت دیوے، اور اگر وہ گورستان وقف ہے یا مملوکہ ہے اور مالکین اجازت بناء وغیرہ نہیں دیتے تو پھر درست نہیں ہے، اس صورت میں دوسری زمین میں مدرسہ بنانا چاہیے۔ فقط

سوال: (۱۰۳۰) قبرستان کہنہ کے اندر مدرسہ عربیہ پختہ بنانا، اور مقبرہ کی منہدم دیواروں پر مکان دومنزلہ اور اس کے اندر پاخانہ تعمیر کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۹۷۲/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: کتب فقہ میں یہ لکھا ہے پرانی قبور میں زراعت کرنا اور مکان بنانا درست ہے؛ پس اگر وہ قبرستان وقف نہیں ہے بلکہ مملوکہ کسی شخص کا ہے، اور پرانا قبرستان ہے تو مالک اس میں مکان و مدرسہ وغیرہ جو چاہے بنواسکتا ہے، اور تصرف کرسکتا ہے اور اگر وقف ہے تو پھر یہ تصرفات مذکورہ اس میں کسی کو درست نہیں ہیں۔ فقط

موقوفہ قبرستان میں سڑک بنانا

سوال: (۱۰۳۱) سڑک ''جرنیلی'' کے ایک گوشہ میں قبرستان ہے، اور گوشہ کے آخر میں جامع مسجد؛

(۱) الشامی ۳/ ۱۲۹ کتاب الصلوۃ، مطلب فی دفن المیت.

بوجہ تنگی سڑک کے، سرکار انگریزی قبرستان کی جگہ کا معاوضہ دیتی ہے، اور چاہتی ہے کہ قبرستان کی جگہ کو توڑ کر سڑک میں ملایا جائے تا کہ سڑک کی تنگی اور تکلیف جاتی رہے؛ آیا شریعت میں معاوضہ لے کر اس جگہ کو سڑک میں داخل کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ نشان قبروں کا موجود ہے مدلل بیان فرما دیں؟ (۱۳۴۳/۲۲۴۰ھ)

الجواب: اس قدر تو فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر قبور پرانی ہوں، اور ہڈیاں بوسیدہ ہوگئی ہوں تو اس میں زراعت کرنا، اور مکان بنانا درست ہے۔ درمختار میں ہے: كما جاز زرعه والبناء عليه اذا بلى وصار ترابا (زيلعى) اور شامی میں ہے: ولو بلى الميت وصار ترابا جاز دفن غيره فى قبره و زرعه والبناء عليه (۱) لیکن اگر وہ قبرستان وقف ہے تو وقف کا مبادلہ اور ابطال وقف جائز نہیں ہے۔ كما فى الدر المختار: اَلْوَقْفُ لَا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف) پس ظاہر یہ ہے کہ وہ قبرستان موقوفہ ہے، لہذا اس کو سڑک میں داخل کرنا، اور اس کا معاوضہ لینا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر کسی خاص شخص کی وہ ملک ہو تو پھر اس کی رضامندی سے یہ درست ہے۔ فقط

سوال: (۱۰۳۲) پرانی قبریں جن کا کوئی نام ونشان باقی نہیں رہتا اگر اس پر سڑک وغیرہ بنائی جائے کچھ حرج تو نہیں؟ (۱۳۳۹/۵۳۹ھ)

الجواب: پرانی قبروں پر بناء اور زراعت کو فقہاء نے جائز لکھا ہے؛ اس سے معلوم ہوا کہ سڑک بنانا بھی درست ہے، لیکن جو قبرستان وقف ہیں ان میں ایسا تصرف درست نہیں ہے۔ فقط

پرانے قبرستان میں کھیتی کرنا

سوال: (۱۰۳۳) ایک زمین ہمیشہ سے قبرستان ہے اس میں کھیتی کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۲۶۲۷ھ)

الجواب: اگر وہ زمین اس شخص کی مملوکہ ہے، اور قبریں بہت پرانی ہیں، تو کتابوں میں لکھا ہے کہ اس میں کھیتی کرنا درست ہے اور اگر وہ قبرستان وقف ہے تو اس میں ایسا تصرف کرنا درست نہیں ہے۔

سوال: (۱۰۳۴) زید کی اجازت سے اس کی زمین میں غریب مردے دفن ہوئے تھے، جن کی قبر کے نشان اس وقت موجود نہیں ہیں، زمین وقف نہیں ہے؛ بلکہ ۔۔۔ ثۃ ورثۂ زید کو ملی ہے؛ اب اس زمین

(۱) الدر والشامی ۳/۱۲۹ كتاب الصلوة. مطلبٌ فى دفن الميت.

کو بوتا جوتنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۰۴-۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پرانے مملوکہ قبرستان میں زراعت کرنا، اور اس میں مکان بنانا درست ہے۔

قبرستان کے درخت اور پھلوں کا حکم

سوال: (۱۰۳۵)...... (الف) عام قبرستان میں اگر کسی نے درخت لگائے تو اس کا پھل یا لکڑی اپنے تصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ اور عام مسلمانوں کو اس میں تصرف درست ہے یا نہیں؟

(ب) ان درختوں کی قیمت سے مسجد کی مرمت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۶۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) اپنے صرف میں نہیں لاسکتا، اور عام مسلمانوں اور خود درخت لگانے والے کو اس میں تصرف درست نہیں ہے۔

(ب) خاص قبرستان میں ہی صرف کیا جاوے مسجد کی مرمت وغیرہ اس سے درست نہیں ہے۔

سوال: (۱۰۳۶) مقبرے میں جو اشجار ہوتے ہیں —— مملوکہ ہوں یا غیر مملوکہ —— مالک ان کو تصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر مثمر ہوں تو ان کا ثمر استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ (۴۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: مقبرہ مملوکہ غیر موقوفہ میں جو اشجار ہیں مالک کے ہیں، اور مقبرہ موقوفہ میں جو اشجار ہیں وہ مملوکہ نہیں ہیں، ان کو تصرف میں لانا کسی کو درست نہیں ہے، اور نہ ان کے ثمار بلا شرط واقف کوئی اپنے تصرف میں لاسکتا ہے۔

قبرستان کی پیداوار کا حکم

سوال: (۱۰۳۷) در قبرستان چیزے کہ پیدا باشد از اں نفع گرفتن چگونہ است؟ (۱۶۶۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قبرستان اگر وقف است بلا شرط واقف نفع گرفتن از منافع آں درست نیست، آنچہ شرط واقف است براں عمل باید کرد یا بصورت عدم علم بشرائط واقف بر ضروریات قبرستان یا برائے نفع عام صرف باید کرد۔

ترجمہ: **سوال:** (۱۰۳۷) قبرستان میں جو چیز پیدا ہو اس سے نفع اٹھانا کیسا ہے؟

الجواب: اگر قبرستان وقف ہے تو واقف کی شرط کے بغیر اس سے نفع اٹھانا درست نہیں ہے، واقف نے جو شرط لگائی ہے اس پر عمل کرنا چاہیے؛ اور واقف کی شرائط کا علم نہ ہونے کی صورت میں قبرستان کی ضروریات یا رفاہِ عام کے کاموں میں صرف کرنا چاہیے۔

قبرستان کے پھول، ترکاریاں اور میوے وغیرہ کا حکم

سوال: (۱۰۳۸)..... (الف) قبرستان کی موگری کے پھول مفت لوگوں کو بٹوانا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) قبرستان کی ہری گھاس اور پھول میوے کو فروخت کر کے مساجد کے اخراجات میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟

(ج) قبرستان کی ترکاریاں اور انار جامن وغیرہ میوہ جات کو مؤذن و پیش امام متولی وغیرہ بلا قیمت صرف میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۴۹۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف) اگر وہ پھول فروخت ہو سکتے ہیں، اور فروخت ہونے کے قابل ہیں تو فروخت کر کے ان کی قیمت اسی قبرستان میں صرف ہونی چاہیے، اور اگر عادۃً وہ پھول فروخت نہیں ہوتے، اور ہمیشہ سے ویسے ہی تقسیم ہوتے ہیں تو اب بھی مفت تقسیم کرنا درست ہے؛ اور بہتر و احوط یہ ہے کہ جب شرط واقف معلوم نہیں ہے تو ان کو فروخت کر کے قیمت قبرستان پر صرف کی جائے اور اگر شرط واقف معلوم ہے تو اس کے موافق عمل کیا جائے

(ب) قبرستان کی ہری گھاس کو فروخت نہ کرنا چاہیے، اور میوہ وغیرہ قیمتی اشیاء کو جو کہ قابل فروخت ہیں، فروخت کر کے ان کی قیمت اسی قبرستان میں خرچ کرنی چاہیے، مسجد میں صرف نہ کرنی چاہیے۔

(ج) ان اشیاء کی قیمت اسی قبرستان میں صرف کی جائے، امام و مؤذن وغیرہ کو مفت کام میں لانا درست نہیں ہے۔ فقط

مملوکہ قبرستان کے درختوں سے فائدہ اٹھانا

سوال: (۱۰۳۹) زید نے ایک قطعہ اراضی مملوکہ بغرض گورِ غریباں افتادہ چھوڑ دیا، اس اراضی میں جو درخت زمین دار موصوف کے نصب کردہ ہیں وہ ان سے نفع اٹھانے کا مستحق شرعاً ہے یا نہیں؟

(۱۲۸۷/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: ان درختوں کا مالک زمین دار مذکور ہے، اور ان سے نفع اٹھا سکتا ہے؛ کیونکہ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس زمین کو وقف نہیں کیا۔

قبرستان میں کسی شخص نے درخت لگا لیے تو وہ کس کی ملک ہیں؟

سوال: (۱۰۴۰) ایک موضع ہے جس میں قبرستان واقع ہے، اس قبرستان کے اندر ایک اسامی نے درخت لگا لیے ہیں، اور درخت لگانے والے کا اس قبرستان میں کوئی حق نہیں، نہ اس کو زمین دار نے اجازت دی ہے، اور نہ اس اسامی مذکور کے اس قبرستان میں مردے دفن ہوتے ہیں؛ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ درختان مذکور اس اسامی کو جس نے بغیر اجازت درخت لگائے ہیں، ان کا لینا درست ہے یا نہیں؟ (۵۹/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر وہ قبرستان وقف ہے تو وہ درخت بھی وقف ہو گئے، کسی کو ان کا کاٹنا، اور لینا درست نہیں ہے؛ بلکہ اگر ان درختوں کو فروخت کرنے کی ضرورت ہے تو ان کو فروخت کر کے جو قیمت وصول ہو اس کو قبرستان میں ہی صرف کرنا چاہیے — اور اگر وہ قبرستان وقف نہیں ہے، بلکہ مملوکہ زمین داران ہے (تو) جس نے وہ درخت بلا اجازت نصب کیے، وہ ان کو کاٹ لیوے، یا مالک زمین ان درختوں کی قیمت نصب کرنے والے کو دے کر درختوں کو اپنی ملک رکھے، بہر حال اس اسامی کو جس نے ان درختوں کو نصب کیا ہے، اور مالک زمین بھی نہیں ہے، کچھ حق درختوں کے کاٹنے کا نہیں ہے؛ بلکہ حالت موقوفہ میں کوئی بھی نہیں کاٹ سکتا ہے، اور اگر ملک ہے تو یا غاصب کو درختوں کی قیمت دو یا اس کو ان درختوں کے کاٹنے کا حکم کر دو۔ فقط

قبروں پر سائے کی غرض سے درخت لگانا

سوال: (۱۰۴۱) قبروں پر درخت لگانا بہ غرض رہائی عذاب وسایہ دونوں صورتوں میں کیا حکم ہے؟
(۲۱۵۳/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درخت لگانا درست ہے لیکن موقوفہ قبرستان میں ایسا تصرف کرنا بلا اجازت و بلا شرط

واقف درست نہیں ہے۔ فقط

قبرستان میں پھل دار درخت لگانا

سوال: (۱۰۴۲) قبرستان میں کوئی پھل دار درخت لگانا درست ہے یا نہیں؟ یعنی کوئی زمین مقبرہ کے لیے وقف کی گئی، اور لوگ اس میں دفن بھی کرتے ہیں مگر ایک شخص نے قبر کی ایک جانب درخت اس نیت سے لگایا کہ اس درخت کا پھل عام لوگ کھائیں؟ (۳۹۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: قاعدہ یہ ہے کہ جو زمین جس کام کے لیے وقف ہوتی ہے اس کو اس کام میں لانا چاہیے؛ پس جو زمین قبرستان بنائی گئی، اور عام مسلمانوں کے دفن کے لیے وقف کی گئی، اس میں اس طرح درخت لگانا کہ قبروں کی جگہ مشغول ہوجائے درست نہیں ہے؛ البتہ اگر واقف کی طرف سے اس کی اجازت صراحۃً یا دلالۃً ہو تو جائز ہے، اور جس صورت میں کہ ایک ایسے کنارہ پر درخت لگایا جائے کہ اس سے قبروں کی زمین میں تنگی نہ ہو تو یہ درست ہے، اور جس صورت میں درست ہے اس صورت میں اس کا پھل عام لوگ کھا سکتے ہیں۔ درمختار میں ہے: غرس في المسجد أشجارًا تثمر إن غرس للسبيل فلكل مسلم الأكل الخ (۱)

قبرستان میں لگائے ہوئے باغ کی آمدنی کو کہاں صرف کیا جائے؟

سوال: (۱۰۴۳) ہمارا ایک قومی قبرستان ہے، جس میں سوائے ہماری قوم کے کوئی دوسرا مردے دفن نہیں کرسکتا؛ اس میں ہم لوگوں نے باغ لگا دیا، اس کی آمدنی سے ہم کوئی قومی کام کرسکتے ہیں یا نہیں؟ مثلاً ہم اس کی آمدنی سے دیگ وغیرہ خرید کرسکتے ہیں یا نہیں جو ہر غریب وامیر کے کام میں آئے؟

(۹۲۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر باغ اسی نیت سے لگایا ہو کہ اس کی آمدنی کو ایسے رفاہ عام کے کاموں میں صرف کیا جائے تو یہ صورت جو سوال میں درج ہے جائز ہے۔

---

(۱) الدر مع الشامي ۶/ ۵۰۷ كتاب الوقف – مطلب استأجر دارًا فيها أشجار .

سوال: (۱۰۴۴) ایک قبرستان بزرگوں سے چلا آتا ہے، اس میں ایک باغ لگا دیا ہے، اس کی آمدنی کو برادری اپنے تصرف میں لاسکتی ہے یا نہیں؟ وہ قبرستان وقف ہے۔ (۹۳۶/۱۳۴۴ھ)

الجواب: یہ سوال کسی نے پہلے بھی بھیجا تھا اس کا جواب یہ لکھا گیا ہے کہ اگر باغ لگانے والوں نے اس نیت سے باغ لگایا ہو کہ اس کی آمدنی رفاہ عام کے کاموں میں مثل خریدنے دیگوں کے صرف کی جائے گی تو یہ جائز ہے نیز اگر اور کوئی مصرف اس آمدنی کا نہ ہو تب بھی ایسے رفاہ عام کے کاموں میں اس آمدنی کا لگانا درست ہے۔ فقط

سوال: (۱۰۴۵) کچھ دنوں سے ایک قوم کے چند مسلمانوں نے ایک گورستان (جس کو گور غریباں سمجھنا چاہیے) مسمار کراتے ہوئے، اس میں ایک باغ کی بنیاد ڈالی، اور اب جو آمدنی اس باغ سے حاصل ہوئی اس کو قومی مصرف میں لگانا چاہتے ہیں، ان سے کہا جاتا ہے کہ تم موجودہ روپے کو اس قبرستان وقفی کے مصارف میں اولاً صرف کرو؛ یعنی جو قبریں منہدم ہوگئی ہیں ان کو درست کرادو؛ اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۹۸۹/۱۳۴۴ھ)

الجواب: پہلے اس کے متعلق معلوم ہوا تھا کہ وہ خاص ایک قوم کا گورستان ہے، اور اس میں اسی قوم نے باغ لگایا ہے، تو آیا اس کی آمدنی سے دیگ وغیرہ خرید کر وقف کر سکتے ہیں جو امیر وغریب سب کے کام آئیں؟ تو اس کے متعلق یہاں سے ایسا مضمون غالباً لکھا گیا تھا کہ اگر اس رقم آمدنی کی قبرستان میں کچھ ضرورت نہیں ہے اور باغ لگانے والوں نے اسی نیت سے باغ لگایا ہو کہ اس کی آمدنی سے ایسا کام رفاہ عام کا کیا جائے تو یہ جائز ہے کیونکہ اس رقم کے ضائع ہونے سے یہ بہتر ہے کہ ایسے کام میں صرف ہو۔ اور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ پرانی قبور میں زراعت اور بناء کرنا درست ہے اور قبور کا پختہ کرانا مکروہ و ممنوع ہے لہٰذا مرمت کرنا بھی ممنوع ہے اس میں وہ آمدنی صرف نہ کی جائے۔ فقط

قبرستان کے زائد بانسوں کو دوسرے کارِ خیر میں صرف کرنا

سوال: (۱۰۴۶) ایک قبرستان میں بہت بانس موجود ہیں؛ اب ان بانسوں کو فروخت کر کے کسی کارِ خیر میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۶۰/۲۹-۱۳۴۷ھ)

الجواب: ان بانسوں کا فروخت کرنا بہ غرض امورِ خیر کے جائز ہے؛ بلکہ اگر غریب اموات کی تجہیز وتکفین وغیرہ میں صرف کیا جائے تو یہ بہتر ہے؛ کیونکہ بے کار چھوڑنے میں (جس کا انجام ضائع ہونا ہے) کچھ فائدہ نہیں۔ کما ورد: وکرہ لکم قیل وقال وإضاعة المال (الحدیث)(۱) فقط

قبرستان کے زائد درخت بیچ کر دوسرے کارِ خیر میں صرف کرنا

سوال: (۱۰۴۷) تقسیم دیہہ کے وقت قبرستان مسلمانوں کے حصہ میں لگائے گئے تھے اور چوانہ ہائے (مرگھٹ، شمشان گھاٹ) ہندوؤں کے حصہ میں لگے تھے — قبرستان کی لکڑی قبروں کے پاٹنے میں آرہی ہے، لیکن قبرستان میں درخت اس کثرت سے پیدا ہوگئے ہیں کہ اس مصرف سے فاضل ہیں؛ ان فاضل درختوں کو فروخت کر کے کسی کارِ خیر میں مرمت یا تعمیر مسجد وحجرہ وغیرہ، یا مرمت چاہ وچوپال، یا اور کسی کام میں لا سکتے ہیں یا نہ؟ اوران امور میں مقدم ومؤخر کون ہے؟ (۱۳۲۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسلمانان دیہہ کی رضامندی سے وہ درخت فاضل قبرستان کے فروخت کر کے دوسرے مصارف خیر میں مثل مسجد ومسافر خانہ وغیرہ میں ان کی قیمت صرف کرنا درست ہے، اور تقدم وتأخر ان مصارف میں کچھ نہیں، جس چیز کی ضرورت ہو اور جس پر سب شرکاء یعنی مسلمانان دیہہ کا اتفاق ہو اس میں صرف کیا جائے، پھر اس کے بعد جس دوسرے کام کو ضروری سمجھا جائے اس کو کیا جائے۔

جس زمین میں پرانی قبریں تھیں اس کو وقف کرنا درست ہے

سوال: (۱۰۴۸) ایک زمین میں پرانی قبریں تھیں، اب اس میں کاشت ہوتی ہے، اس میں نماز عیدین پڑھنا، اور اس کو وقف کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۱۴۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس زمین میں عیدین وغیرہ درست ہے، اور وقف کرنا اس کو درست ہے۔ (یعنی جب

(۱) عن المغیرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن اللہ حرم علیکم عقوق الأمهات، ومنعًا وهات، ووأد البنات؛ وکره لکم قیل وقال، وکثرة السؤال، وإضاعة المال (الجامع الصحیح للبخاری ۲/۸۸۴ کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر)

اس کا کوئی مالک ہو اور وہ وقف کرے یا سرکاری زمین ہو اور حکومت وقف کرے تو وقف درست ہے۔ سعید احمد پالن پوری)

مزارات کو شہید کر کے نفع حاصل کرنا درست نہیں

سوال: (۱۰۴۹) مزارات ولی اللہ یا قبور مسلمانان کو شہید کر کے حاکم وقت یا اور کوئی شخص اس زمین سے منفعت اٹھا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۶۷۳ھ)

الجواب: اوقاف سے ایسا انتفاع درست نہیں ہے۔ فقط

قبرستان سے متصل غصب کردہ زمین کا حکم

سوال: (۱۰۵۰) ایک شخص متولی قبرستان ہے، اس نے قبرستان کے قریب کی زمین اپنے قبضہ میں لے کر فروخت کردی، مسلمانوں کی ایک پارٹی متولی مذکور سے قبرستان کی تولیت لینا چاہتی ہے، اور اس اراضی غصب شدہ کو بھی قبرستان مذکورہ بالا میں شامل کرنا چاہتی ہے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۸۳۷ھ)

الجواب: اس میں اس تحقیق کی ضرورت ہے کہ وہ زمین جو قرب قبرستان ہے کس کی ہے؟ اگر کوئی مالک معلوم ہو تو وہ غاصب سے لے سکتا ہے؛ اور اگر یہ تحقیق ہو جاوے کہ وہ زمین بھی وقف ہے، اور قبرستان مذکورہ کا ہی ٹکڑا ہے تو پارٹی مذکور کو اس زمین کو غاصب اور مشتری کے قبضہ سے نکال کر داخل قبرستان کرنا چاہیے۔ فقط

قبرستان کی زمین کو غاصب کے قبضہ سے نکالنے کے لیے کوشش کرنا ضروری ہے

سوال: (۱۰۵۱) ایک ہندو نے غاصبانہ طریقے پر ایک قبرستان کو بازار کی شکل میں منتقل کردیا، جس پر عدالتی کارروائی مسلمانوں نے شروع کردی ہے؛ یہ لوگ ماجور ہوں گے یا نہ؟ (۱۳۴۱/۱۷۶۶ھ)

الجواب: مسلمانوں کے ذمہ اس میں جد و جہد کرنا ضروری ہے اور اس میں اجر و ثواب ہے۔

سوال: (۱۰۵۲) ایک بزرگ کے مزار کے متعلق زمین وقف ہے، وہ اہل ہنود کے قبضہ میں ہے؛ اس کے نکالنے کے لیے کوشش کریں یا نہیں؟ (۹۰۸/۱۳۴۴ھ)

الجواب: جو زمین متعلقہ مزار امور خیر کے لیے وقف ہے، اور کفار نے اس پر قبضہ کرلیا ہے، اس کے نکالنے میں مسلمانوں کو کوشش کرنا ضروری ہے، اور جو لوگ اس میں مخالف ہوں وہ فاسق وفاجر ہیں۔
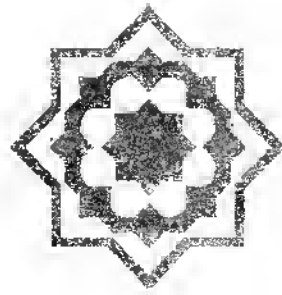
آدابِ مساجد

مسجد میں داہنا قدم پہلے رکھنے کی جگہ مسجد شرعی ہے

سوال: (۱) ایک مسجد کے دو دروازے ہیں، ایک باہر عام راستہ پر، دوسرا چند قدم اندر اس کے بعد فرش مسجد، اب بسم اللہ کے ساتھ جو داہنا قدم پہلے رکھے اس سے کون سا دروازہ مراد ہے؟ آیا صحن فرش مراد ہے؟ (۱۳۴۵/۸۵۰ھ)

الجواب: صحن مسجد یعنی فرش پر جب داخل ہو اس وقت بسم اللہ کے ساتھ داہنا قدم اندر رکھے۔

خارش زدہ شخص کا مسجد میں آنا

سوال: (۲) کسی شخص کے خارش ہو رہی ہے، اس کو مسجد میں آنا جائز ہے یا نہ؟ (۸۲۶/۴۴-۱۳۴۳ھ)

الجواب: درست ہے؛ لیکن اگر گندھک وغیرہ کوئی ایسی دوا ملی ہو جس کی بدبو سے پاس والوں کو تکلیف ہو تو بہتر ہے کہ مسجد میں نہ جائے جب تک اس بدبو کو دور نہ کرے۔

برص اور جذام کے مریض کو مسجد میں آنے سے روکنا

سوال: (۳) یہاں کے مسلمانوں نے ایک شخص مجذوم کو مسجد میں آنے سے منع کر دیا ہے، کیا حکم ہے؟ (۱۹۱۹/۴۴-۱۳۴۳ھ)

الجواب: کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ برص اور جذام کے مرض والے کو علیحدہ رہنا چاہیے، مسجد میں بھی جمعہ، جماعت کے لیے نہ آئیں، گھر پر نماز پڑھیں، لوگوں سے علیحدہ رہیں والمجذوم والأبرص أولی

بالإلحاق الخ (۱) (شامی) فقط

سوال: (۴) قصاب اور جس شخص کو جذام اور برص کی بیماری ہو، ان کو مسجد میں آنے سے روک سکتے ہیں یا نہ؟ (۱۳۴۰/۲۳۵۷ھ)

الجواب: شامی میں ہے: وكذا القصاب والسماك والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق. وقال سحنون: لا أرى الجمعة عليهما الخ (۲) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جذامی اور برص والے کو مسجد میں آنے سے روک سکتے ہیں، اور ان کو خود بھی علیحدہ رہنا چاہیے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے، پس ایسے لوگوں کو جن کو جذام یا برص ہو خود مسجد سے علیحدہ رہنا چاہیے، اور اپنے مکان پر نماز پڑھ لینی چاہیے تا کہ دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو اور تنفر نہ ہو۔ (اور قصاب وغیرہ کے کپڑوں سے بدبو آتی ہو تو ان کا بھی یہی حکم ہے۔ سعید احمد پالن پوری) فقط

شرابی کو مسجد سے نکالنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۵) زید بہ حالت نشہ شراب پیے ہوئے عیدگاہ میں آیا، اور مصلیوں نے اس کی بدبو سے متنفر ہو کر اس کو علیحدہ ہونے کے لیے کہا، جس پر اس نے سخت وست کہنا شروع کیا، بناءً علیہ مصلیوں نے اس کو مسجد سے نکال دیا، پس اب زید نے ایک نالش عدالت فوجداری میں بہ ضمن ''ازالہ حیثیت عرفی'' پیش کی ہے؛ پس یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۸۶۳ھ)

الجواب: قال في الدر المختار: وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كل مؤذ ولو بلسانه الخ وفي الشامي: ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ماله رائحة كريهة ماكولاً أو غيره (۳) إلى آخر ما فصل وحقق. اس عبارت اور اس کی مثال سے معلوم ہوا کہ زید کو بہ حالت موجودہ مسجد سے نکالنا ضروری ہے، اور مصلیان کا یہ فعل جائز اور موافق شریعت کے ہے اس فعل کی وجہ سے مصلیان مستحق سزا نہیں ہو سکتے۔ فقط واللہ اعلم

---

(۱) الشامي ۲/۳۷۸ كتاب الصلوة – مطلبٌ في الغرس في المسجد.

(۲) الشامي ۲/۳۷۸ كتاب الصلوة، مطلبٌ في الغرس في المسجد.

(۳) الدر والشامي ۲/۳۷۷ كتاب الصلوة – مطلبٌ في الغرس في المسجد.

کسی قوم کو مسجد کی اشیاء استعمال کرنے سے روکنا

سوال: (۶) ایک قوم جولکھیاریوں کی ہے جو کہ پشت ہائے پشت سے مسلمان ہیں، ان کا پیشہ زیادہ تر خیاطی، اور گاہے گاہے جونک لگانا اور شادی وغیرہ میں طبلہ شہنائی بجانا ہے، یہ لوگ پابند صوم وصلاۃ ہیں، اور کوئی عیب ان میں نہیں ہے، یہاں کے مسلمان ان سے پرہیز رکھتے ہیں، اور مسجد میں وضو کرنے اور مسجد کے برتنوں کو استعمال کرنے سے روکتے ہیں یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟ (۱۳۴۳/۷۸۳ھ)

الجواب: ان مسلمان قوموں کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرنا چاہیے، بلکہ ان کو شرعاً اجازت ہے کہ وہ مسجد میں وضو کریں، اور لوٹا وڈول مسجد کا استعمال کریں، اور مسجد میں نماز جماعت سے پڑھیں، ان کو مسجد میں وضو وغیرہ سے روکنا خلاف حکم خدا تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کے ہے، اور یہ بھی من وجہ وعید ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۴) میں داخل کرتا ہے کیونکہ لوازمات نماز سے روکنا بھی مثل نماز سے روکنے کے ہے اور ظلم صریح ہے۔ فقط

جنبی کا غسل کے لیے مسجد کے فرش کو راستہ بنانا

سوال: (۷)......(الف) جنبی کو بہ حالت جنابت مسجد میں داخل ہونا جائز ہے یا نہ؟ کیوں کہ بعض مساجد میں غسل خانے اس طرح بنے ہوتے ہیں کہ فرش مسجد پر ہوکر جانا پڑتا ہے؟

(ب) غسل خانے میں چوں کہ برہنہ پا جاتے ہیں تو بوقت غسل وغیرہ پاؤں گیلے ہوتے ہیں تو پاؤں ناپاک ہوتے ہیں یا نہ؟ اور پھر ان ہی گیلے پاؤں کو فرش مسجد پر رکھ دیتے ہیں تو فرش بھی ناپاک ہوا یا نہ؟ (۱۳۳۵-۴۴/۲۳۵ھ)

الجواب: (الف) جنبی کے لیے بہ حالت جنابت مسجد میں داخل ہونا، اور مسجد کے فرش پر گذرنا جائز نہیں، الا یہ کہ غسل خانے اس طریق سے بنے ہوئے ہوں کہ بغیر فرش پر گذرے کسی طرح بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا تو پھر اس ضرورت شدیدہ کی وجہ سے جائز ہے قال في الدرالمختار: ويحرم بالحدث الأكبر دخول مسجد ...... ولو للعبور خلافًا للشافعي إلا لضرورة حيث لا يمكنه غيره الخ (۱) فقط

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۱/۲۷۹-۲۸۰ کتاب الطهارة . مطلب: يوم عرفة أفضل من يوم الجمعة.

(ب) ماء مستعمل صحیح مذہب کے موافق طاہر ہے، اور جو نجاست دھوئی گئی وہ جگہ بھی پانی بہنے سے پاک ہوگئی، پس غسل خانوں میں ایسے پانی کا ہونا موجب نجاست نہیں، اور جب کہ یہ پانی ناپاک نہیں تو پاؤں کے ناپاک ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ باہر آکر پیروں پر دوبارہ پانی بہاوے۔ پختہ غسل خانوں میں تو خصوصیت کے ساتھ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ قال في الدر المختار: فلا يؤخر قدمبه ولو في مجمع الماء لما أن المعتمد طهارة الماء المستعمل على أنه لا يوصف بالاستعمال إلا بعد انفصاله عن كل البدن الخ (۱) فقط

غیر مسلم بھی مسجد میں آسکتا ہے

سوال: (۸) ایک شخص مشرک یا از یہود و نصاریٰ ایک مسجد میں نماز کے وقت عاجزانہ طور پر مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے آتا ہے، زید اس کو منع کرتا ہے، بکر زید کے خلاف ہے، جب شخص مذکور سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہارا کیا مذہب ہے؟ تو وہ شخص اپنا کوئی مذہب نہیں بتاتا، صرف یہ کہتا ہے کہ میں تو عاشق اللہ ہوں، تم لوگ مجھے کیوں منع کرتے ہو؟ کسی دوسرے مقام پر عمر نے اس سے دریافت کیا تو اس نے اپنے آپ کو مسلمان بتایا، زید اپنے بیان کے ثبوت میں آیت کریمہ ﴿ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ الآية ﴾ پیش کرتا ہے، بکر اس کے جواب میں کہتا ہے کہ یہ آیت تو صرف مسجد حرام کے لیے ہے۔ اس پر زید، بکر پر کفر کا فتوی دیتا ہے، آیا شخص مذکور یا دوسرا کوئی مشرک مسجد میں داخل ہوسکتا ہے؟ اور جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟ زید کا بکر پر فتوی کفر کا دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ (۱۴۶۵/۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار کتاب الحظر والإباحۃ میں ہے: وجاز دخول الذمي مسجدًا مطلقًا وكرهه مالك مطلقًا وكرهه محمد والشافعي وأحمد في المسجد الحرام الخ (۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ ذمی اور غیر مسلم بھی مسجد میں آسکتا ہے، اور جس شخص کا ذکر سوال میں ہے جب کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو اس پر بدگمانی کر کے یا اس کا حال معلوم نہ ہونے سے اس کو کافر نہ کہا جائے گا، اور اس کو مسجد میں آنے اور شریک جماعت ہونے سے نہ روکا جائے گا، بلکہ شامی میں لکھا ہے:

(۱) الدر المختار مع الشامي ۱/۲۶۲-۲۶۳ كتاب الطهارة . مطلب: سنن الغسل .
(۲) الدر المختار مع الشامي ۹/۴۷۲ كتاب الحظر والإباحة . فصل في البيع .

اعلم أن الإسلام يكون بالفعل أيضًا كالصلاة بجماعة أو الإقرار بها أو الأذان في بعض المساجد الخ (۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس شخص کا جماعت سے نماز پڑھنا دلیل ہے اس کے مسلمان ہونے کی، اور آیت کریمہ ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ الآية﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۲۸) کی تفسیر میں بہت تفصیل ہے، اور مسجد حرام کے قریب نہ ہونے سے کیا مراد ہے، اس میں بھی بہت تفصیل ہے، آیت مذکورہ سے مطلقاً عدم جواز دخول مسجد میں استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، پس زید کا عمر کو کافر کہنا اور بلا تحقیق حال فتوی کفر کا دینا صحیح نہیں ہے۔ فقط

ہندوؤں کو مسجد میں لے جانا اور تقریر کرانا

سوال: (۹) مسجد میں اہل ہنود کو لیجانا اور ان سے لیکچر دلانا اور وہاں ان کا لیکچر سننا مسلمانوں کو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۲۸ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وجاز دخول الذمي مسجدًا مطلقًا (۲) اس سے معلوم ہوا کہ کافر کا مسجد میں داخل ہونا درست ہے، اور تقریر کرنا بھی جائز ہے خصوصاً جب کہ وہ مسلمانوں کی اعانت میں ہو، اور خلافت حقہ اسلامیہ کی تائید میں ہو جیسا کہ اکثر ہنود ایسا کر رہے ہیں، اور یہ امداد غیبی ہے جو اللہ تعالیٰ کفار کے ذریعہ سے مسلمانوں کو پہنچا رہا ہے، حدیث شریف میں ہے: إن الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر (۳) پس جیسا کہ رجل فاجر سے تائید دین کی ہوسکتی ہے کافر سے بھی ہوسکتی ہے۔ فقط

---

(۱) الشامي ۲/۲۷۸ كتاب الجهاد . مطلبٌ : الإسلام يكون بالفعل كالصلاة بجماعةٍ .

(۲) الدر المختار مع رد المحتار ۹/۴۷۲ كتاب الحظر والإباحة – فصلٌ في البيع .

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: شهدنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم خيبر فقال: رسول الله صلى الله عليه وسلم: لرجل ممّن معه يدّعي الإسلام هذا من أهل النار فلمّا حضر القتال قاتل الرجلُ من أشدّ القتال فكثرت به الجراحُ فَأَثْبَتَتْهُ فجاء رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! أرأيت الذي تحدث أنه من أهل النار قد قاتل في سبيل الله من أشد القتال فكثرت به الجراحُ؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: أما أنه من أهل النار فكاد بعضُ المسلمين يرتابُ. فبيناهم على ذلك إذ وجد الرجلُ أَلَمَ الجراح فأهوى بيده إلى كنانته فانتزع منها سهما فانتحر به فاشتد رجال من المسلمين إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا: يا رسول الله! صدّق الله حديثك قد انتحر فلان فقتل نفسه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: =

غیر مسلم کا مسجد میں آنا اور وعظ سننا

سوال: (۱۰)......(الف) غیر مسلم مثل یہود، نصاریٰ، پادری وغیرہ مساجد کے اندر داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(ب) غیر مسلم مساجد کے اندر مسلمانوں کے مواعظ ونصائح سننے کی غرض سے آسکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۳۴۰/۳۱ھ)

الجواب: (الف۔ب) کفار کا مسجد میں آنا اور مواعظ ونصائح سننا درست ہے۔ فقط

مسجد میں یہود ونصاریٰ کا داخل ہونا —— اور طلباء کو انعامات تقسیم کرنا

سوال: (۱۱)......(الف) مسجد میں یہود ونصاریٰ کا داخل ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) مسجد میں طلبہ علم دین کو انعام تقسیم کرنا درست ہے یا نہیں؟

(ج) متولی مسجد، مسجد میں مسلمانوں کو وعظ، میلاد، تقسیم انعام سے روک سکتا ہے یا نہیں؟

(د) متولی مسجد سے امور مذکورہ بالا میں اجازت لینا ضروری ہے یا نہیں؟ (۲۲/۷۷۷-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) کتب حنفیہ میں یہ مذکور ہے: وجاز دخول الذمی مسجدًا مطلقًا، وكرهه مالك مطلقًا، وكرهه محمد والشافعي وأحمد في المسجد الحرام الخ (۱) (درمختار) پس معلوم ہوا کہ عندالحنفیہ یہود ونصاریٰ کا مسجد میں جانا درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ (ج) وعظ وغیرہ مسجد میں درست ہے —— مجلس میلاد شریف اگر بدعات سے خالی ہے تو جائز ہے ورنہ ممنوع ہے۔

(د) جو امور شرعاً درست ہیں، ان میں متولی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

= یا بلال! قم فأذِّن لايدخل الجنة إلا مؤمن. فإن (وفی نسخة: وإنّ) الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر (الجامع الصحيح للبخاری ۲/۹۷۷ كتاب القدر - بابٌ: العملُ بالخواتيم)

(۱) الدر المختار مع الشامی ۹/۴۷۲ كتاب الحظر والإباحة - فصلٌ فی البيع.

مسلمان بھنگی کو مسجد میں آنے سے روکنا اور اس کی کمائی کا حکم

سوال: (۱۲) ایک خاکروب مسلمان ہوگیا اور پیشہ صفائی پاخانہ کمانے کے لیے کرتا ہے، وہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آئے تو اس کو مسجد میں آنے سے روکا جائے یا نہ؟ اور اس کی کمائی کی دعوت کھانا یا مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ حدیث کسب الحجام خبیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسب بھنگی کا بھی خباثت سے خالی نہیں ہے۔ (۳۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس کو مسجد میں آنے سے روکنا درست نہیں ہے، اور روکنے والا ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُّذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ الآية﴾ (سورۂ بقرۃ، آیت: ۱۱۴) کے حکم میں داخل ہے: اور اس کی کمائی میں سے دعوت کھانا اور تعمیر مسجد میں صرف کرنا درست ہے، اور استدلال عدم جواز کا حدیث کسب الحجام خبیث سے صحیح نہیں ہے کہ وہ منسوخ یا مؤول ہے۔ وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم احتجم فأعطی الحجام أجرہ (الحدیث ...... رواہ البخاری ومسلم)(۱) اگر اجرت حجام ناجائز ہوتی تو خود رسول ﷺ کیوں عطا فرماتے؟ اور ظاہر ہے کہ زمانہ رسول اللہ ﷺ سے اب تک عرب وغیرہ میں برابر یہ پیشہ جاری اور معمول بہ ہے، اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا، اور اس کی اجرت کو حرام یا خبیث نہیں سمجھا؛ یہ بات دوسری ہے کہ بعض پیشے دنی اور رذیل ہوتے ہیں مگر اس سے حرمت اور خباثت اجرت لازم نہیں آتی۔

غیر مقلدین کو حنفیوں کی مسجد میں آنے سے روکنا

سوال: (۱۳) غیر مقلدین سے محبت رکھنا اور ان کو اپنی مسجد میں آنے دینا درست ہے یا نہیں؟ اور ایسے لوگ اکثر مسجد میں آکر دین کے معاملہ میں واہی تباہی بکتے ہیں؛ اور فتنہ وفساد کرتے ہیں؛ اب کیا حکم ہے؟ (۱۸۵۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: کوئی غیر مقلد اگر حنفیہ کی مسجد میں آکر نماز پڑھے تو اس کو روکا نہ جائے: لیکن اس کی باتیں

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم احتجم فأعطی الحجام أجرہ واستعط متفق علیہ (مشکاۃ ص: ۲۵۸ باب الإجارۃ)

غیر مقلدی کی جو حنفیہ کے خلاف ہیں، وہ نہ مانی جائیں، اس کے نماز پڑھنے سے کسی حنفی کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا؛ البتہ فساد کرنے سے روکا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کے کنویں سے ہندو اور مسلمان پانی بھر سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۱۴) جو کنواں اندرونِ حدود مسجد واقع ہے، اس میں سے عام طور پر ہندو، مسلمان پانی بھر سکتے ہیں یا نہیں؟ بنانے والا روک سکتا ہے یا نہیں؟ اور مسجد کے غسل خانے میں ہر شخص نمازی و بے نمازی غسل کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۹۰۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس چاہ مسجد سے سب پانی بھر سکتے ہیں، اور کنواں بنانے والے کو کچھ حق روکنے کا نہیں ہے، اور غسل خانہ میں سب استنجاء وطہارت و غسل وغیرہ کر سکتے ہیں۔ فقط

جو غیر مسلم ننگے پاؤں پھرتا ہے اور ستر بھی کھلا ہوا ہے اس کا مسجد میں داخل ہونا

سوال: (۱۵) ایک شخص کافر جو کہ ننگے پیروں پھرتا ہے، اور ستر بھی کھلا ہوا ہے وہ مسجد میں داخل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۷۹۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مسجد میں داخل ہونا کافر کا اگرچہ عندالحنفیہ درست ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: وجاز دخول الذمي مسجدًا مطلقًا...... وكرهه محمد والشافعي وأحمد في المسجد الحرام الخ (۱) لیکن کشف عورت کے ساتھ داخل ہونا کافر کا مسجد میں درست نہیں ہے، اس کی اس کو اجازت نہ دی جائے۔ فقط

شیعہ کو ہماری مسجد میں داخل ہونے سے روکنا

سوال: (۱۶) شیعہ ہماری مساجد میں محفل میلاد میں شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں جھگڑا ہو رہا ہے کہ لاٹھیوں کا پہرا ہے کہ سوائے سنیوں کے اور کوئی مسجد میں نہ جائے؟ (۱۳۴۴/۷۱۷ھ)

(۱) الدر المختار مع الشامی ۴۷۲/۹ كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع.

الجواب: جھگڑا اور لڑائی کرنا تو اچھا نہیں ہے، البتہ حکمت اور نرمی کے ساتھ ایسا انتظام کیا جائے کہ سنیوں کی مساجد میں اہل شیعہ نہ آئیں؛ کیونکہ اس فرقہ سے بالکل علیحدگی مناسب ہے، اور ربط وارتباط رکھنا ان کے ساتھ سنیوں کو جائز نہیں ہے؛ کیونکہ جب وہ ہمارے اکابر دین صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کو برا کہتے ہیں، اور سب وشتم کرتے ہیں بلکہ ان کو مسلمان بھی نہیں سمجھتے تو ہماری غیرت اسلامی کا یہ مقتضا نہیں ہے کہ ہم ان کے ساتھ اتحاد وارتباط رکھیں الحیاء شعبة من الإیمان حدیث شریف میں ہے(۱)

پس یہ سخت بے حیائی کی بات ہے کہ جو لوگ ہمارے اکابر اور آنحضرت ﷺ کے جانشینوں اور اسلام کے پھیلانے والوں کے ساتھ ایسا اعتقاد رکھیں کہ وہ معاذ اللہ دشمن دین ہیں اور مسلمان نہ تھے، اور منافق وکافر تھے وغیرہ وغیرہ، پھر ان لوگوں کے ساتھ ہم خوش ہوکر ملیں، اور ان کو اپنے ساتھ کھانے پینے میں شریک کریں یا ان سے نکاح ورشتہ کا تعلق رکھیں۔ حدیث شریف میں ایسے فرقوں کے بارے میں یہ وارد ہے کہ ان کے ساتھ ہوکر نہ بیٹھو، اور ان سے مناکحت کا تعلق نہ رکھو(۲) اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ وہ لوگ ملعون ہیں(۳) اور اللہ تعالیٰ ان کو مسخ کرکے بندر اور سور بنادے تو تعجب نہیں(۴) اور اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو مسخ کردیا ہے، پس ان سے ہر طرح سے علیحدگی اور پرہیز کرنا لازم ہے۔ فقط

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الإيمان بضع وسبعون شعبة فأفضلها قول لا إله إلا الله، وأدناها إماطة الأذى عن الطريق، والحياء شعبة من الإيمان. متفق عليه (مشكاة المصابيح ص: ۱۲ كتاب الإيمان)

(۲) وعن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاتجالسوا أهل القدر ولا تفاتحوهم (أبو داوٗد ص: ۶۴۹ كتاب السنة، باب في ذراري المشركين)

(۳) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسبّوا أصحابي، لعن الله من سبّ أصحابي (المعجم الأوسط للطبراني ۳/۳۳۶ باب العين. من اسمه عبدالرحمان بن الحسين الصابوني رقم الحديث: ۴۷۷۱ المطبوعة: دار الفكر، عمان – الأردن)

(۴) عن نافع أن رجلا أتى ابن عمر رضي الله عنهما فقال: إن فلانًا يقرأ عليك السلام. فقال: إنه بلغني أنه قد أحدث، فإن كان قد أحدث فلا تقرئه مني السلام. فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يكون في أمتي أو في هذه الأمة خسف ومسخ أو قذف في أهل القدر. =

موذی شخص کو مسجد میں آنے سے روکنا

سوال: (۱۷) دو تین شخص ایک مسجد میں نماز کے لیے آتے ہیں، اور فتنہ وفساد اور نا اتفاق کراتے ہیں، کیا ایسے فسادی لوگوں کو مسجد میں آنے سے منع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۷۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: جو شخص واقعی شریر اور موذی ہو اس کو اہل مسجد، مسجد سے روک سکتے ہیں بہ شرطیکہ اس میں کوئی فتنہ فساد نہ ہو۔ فقط

غیر آباد مسجد کی خدمت کا ثواب

سوال: (۱۸) شاہ محمد دیوانؒ کے روضہ کے پاس آپ ہی کی بنائی ہوئی مسجد منگلور پیر سے ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے جو شکستہ ہوگئی تھی، اور دیواریں بھی کسی قدر منہدم ہوگئی تھیں، مگر اب اس کی مرمت کردی گئی ہے، لیکن اس میں منبر نہیں بنایا گیا اس مسجد میں اذان ہوتی ہے نہ جماعت؛ البتہ زیارت کرنے والوں میں سے کبھی کوئی نماز پڑھ لیا کرتا ہے؛ پس اب اس پر مسجد کا حکم لگایا جا سکتا ہے اور اس کی تعظیم آباد مسجد جیسی کرنی چاہیے یا نہیں؟ جو ثواب آباد مساجد کی خدمت جاروب کشی وغیرہ کرنے میں ہے وہی ثواب اس مسجد کی خدمت میں بھی حاصل ہوگا یا نہیں؟ (۲۵۹۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس مسجد کو حکم مسجد کا ہے اور تعظیم مساجد کی سی کرنی چاہیے، اور جو ثواب دیگر مساجد کی خدمت میں ہے اس کی خدمت میں بھی ہے۔

مسجد کی تعمیر مسلمان معمار سے کرانا بہتر ہے یا ہندو سے؟

سوال: (۱۹) مسجد کی تعمیر کے واسطے ہندو و مسلمان معماران دونوں برابر ہیں یا فرق ہے؟ عمر کہتا

= رواه الترمذي وأبو دوٗد وابن ماجة وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح غريب (مشكوة المصابيح ص: ۲۳ كتاب الإيمان ـ باب الإيمان بالقدر)

وعن ابن عمر رضى الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: القدرية مجوس هذه الأمة، إن مرضوا فلا تعودوهم وإن ماتوا فلا تشهدوهم (أبو داؤد ص: ۲۴۴ كتاب السنة، باب في القدر)

ہے کہ اگر معمار مسلمان نمازی ہوں تو وہ ہندو سے بہتر ہیں۔ زید کہتا ہے کہ ہندو، مسلم سب برابر ہیں، بلکہ ہندو بہتر ہیں، کیا تعمیر مسجد اہل ہنود سے بھی کرا سکتے ہیں؟ اور زید کے یہ اقوال کہاں تک صحیح ہیں کہ ہندو بہتر ہے؟ (۱۳۵۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ہندو معماروں اور مزدوروں سے بھی مسجد کی تعمیر وغیرہ کا کام کرانا جائز ہے، چنانچہ اکثر ہنود سے تعمیر مساجد کرائی جاتی ہے، لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ مسلمانوں سے خصوصاً مسلمانان پابند صوم وصلاۃ سے تعمیر مسجد کا کام کرانا بہتر اور افضل ہے، خصوصاً جب کہ مسلمانان کار تعمیر سے پورے واقف ہوں، اور کام زیادہ اور اچھا کریں، عمر نے جو کچھ نصیحت ان سے کی وہ صحیح ہے، زید نے اس پر جو کلمات کہے وہ بے موقع اور ناجائز ہیں، زید کی یہ زیادتی ہے، اور زید اس گفتگو اور فعل میں خطاء پر ہے اور عاصی وفاسق ہوگیا؛ اس کو توبہ کرنی چاہیے۔ یہ کلمات اس کے کہ ہندو مسلمانوں میں کچھ فرق نہیں بلکہ ہنود بہتر ہیں، اسی طرح بعض اور کلمات اس کے بعض اعتبار سے کفر کے کلمے ہیں، لیکن چوں کہ تاویل ممکن ہے اس لیے کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاوے گا، بہر حال زید کے فاسق ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ فقط

سودخوار مسجد کی خدمت کرسکتا ہے

سوال: (۲۰) ایک شخص مسجد کا کام کرتا ہے اور وہ سود لیتا ہے تو اس سے مسجد کا کام لیا جاوے یا نہ؟ (۱۳۴۱/۴۶۸ھ)

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ وہ شخص مسجد کا کام کرے، مسجد کی خدمت کار ثواب ہے؛ اس سے اس کو کیوں محروم کیا جاوے۔ فقط

قدیم مسجد کو مزین کرنے کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

سوال: (۲۱) ذبروگڑھ میں ایک مسجد قدیم تھی جس کو مقامی لوگوں نے مرمت کیا، اور منقش ومزین بھی کیا، اور اندر کچھ پھول پتے بھی بنائے؛ زید نے یہ حکم دیا کہ اس میں نماز درست نہیں ہے تاوقتیکہ پھول پتے نہ مٹا دیے جائیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں فساد لڑائی مقدمہ بازی شروع ہوگئی، جب زید کے معتقدین مقدمہ ہار گئے تب انہوں نے ایک دوسری مسجد جدید تعمیر کرانی شروع کی، معلوم ہونے پر

کچھ لوگوں نے یہ منت سماجت ان سے کی کہ آپ لوگ جدید مسجد نہ بنائیں؛ بلکہ مسجد قدیم کو جس طرح چاہیں اپنے انتظام میں رکھ کر مثل سابق نماز ادا کیجیے، اور پھول پتے خلاف شرع ہیں تو بشرط ثبوت مٹا دیجیے مگر کسی نے کچھ سماعت نہ کی اور مسجد جدید بنالی، اور اس میں نماز جمعہ وعیدین و پنج گانہ بھی ادا کرنے لگے، اب تعمیر کنندگان پر شرعاً کیا جرم عائد ہوگا؟ اور یہ مسجد جدید مسجد ضرار کے حکم میں داخل ہوگی یا نہیں؟ اور جو شخص عالم ہو کر شریعت میں رخنہ اندازی کرے، اور جماعت مسلمین کو متفرق کرے اور لوگوں کو مسائل؛ خلاف شرع بتلادے اس کی امامت وغیرہ درست ہے یا نہیں؟ (۲۷۹۷/۱۳۴۴ھ)

الجواب: مسجد کے منقش کرنے کو خصوصاً جدار جانب قبلہ ومحراب مسجد میں نقش ونگار کو اگرچہ فقہاء نے اچھا نہیں سمجھا جیسا کہ عبارت کتب فقہ سے ظاہر ہے؛ لیکن یہ امر ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اس مسجد میں نماز نہ ہونے کا فتویٰ دیا جائے، اور اس کو حرام کہا جائے اور یہ سخت غلطی اور جہالت فتویٰ دینے والے کی ہوگی، درمختار میں ہے: ولا بأس بنقشه خلا محرابه فإنه يكره لأنه يلهي المصلي ويكره التكلف بدقائق النقوش ونحوها خصوصًا في جدار القبلة قاله الحلبي الخ (۱) پس ظاہر ہے کہ محض اس وجہ سے کہ اس مسجد کو منقش ومزین کیا گیا، اس مسجد میں نماز پڑھنے کو حرام کہا جائے، اور اس مسجد میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا جائے اور جھگڑا وفساد کرایا جائے، اور پھر دوسری مسجد بلا ضرورت بنوائی جائے کہ جس کی وجہ سے پہلی مسجد کو نقصان پہنچے اور تفریق بین المسلمین ہو، کسی طرح جائز نہیں ہے، اور زید اس فعل میں صریح خطاء پر ہے۔

تفسیر احمدی وغیرہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شہر میں دو مسجدیں اس طریق سے نہ بنائی جائیں کہ ایک دوسرے کے لیے موجب ضرر ہو؛ اور احادیث میں بغرض فخر ومباہات مسجد بنانے کو علامات قیامت میں سے فرمایا گیا ہے، اور اس کو امر قبیح ومنکر سمجھا گیا ہے۔ وعن أنس رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إن من أشراط الساعة أن يتباهى الناس في المساجد (۲) قال صاحب المدارك وقيل كل مسجد بنى مباهاةً أو رياءً أو سمعةً أو لغرض سوى ابتغاء وجه اللّٰه تعالٰى أو بمال غير طيب فهو لاحق بمسجد الضرار، وهذا لفظه أخذ

(۱) الشامي ۲/۳۷۳ كتاب الصلوة – مطلبٌ: كلمة لابأس دليل على أن المستحب غيره.

(۲) مشكاة المصابيح، ص:۶۹ كتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة.

ذلك عن الكشاف، وقال صاحب الكشاف: وعن عطاء لما فتح الله الأمصار على عمر رضي الله عنه أمر المسلمين أن يبنوا المساجد وأن لا يتخذوا في مدينة مسجدين يضار أحدهما صاحبه هذا لفظه، فالعجب من المشائخ المتعصبين في زماننا يبنون في كل ناحية مساجد طلبًا للاسم والرسم، واستعلاءً لشأنهم، واقتداءً لابائهم، ولم يتأملوا ما في هذه الآية والقصة من شناعة حالهم وسوء فعالهم الخ(۱)(تفسیر احمدی)

پس حدیث موصوف اور روایت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ فخر ومباہات اور ضد ونفسانیت سے مسجد بنانا موجب اجر وثواب نہیں بلکہ موجب وبال ونکال ہے اور جو ثواب بنا مسجد کا بہ حکم من بنی لله مسجدًا بنى الله له بيتًا في الجنة (۲) وارد ہے، وہ اس کو حاصل نہ ہوگا؛ لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ کسی مسلمان کی بناء کردہ مسجد کو اس گمان پر کہ بانی نے اس کو بربناء مخالفت وضد ونفسانیت وفخر ومباہات بنایا ہے اس کو منہدم کر دیا جائے اور مسجد ضرار کے ساتھ اس کو ملحق کر کے حکم انہدام والتاء قاذورات (یعنی کوڑا کرکٹ ڈالنے) وغیرہ کا کیا جائے جو کہ اصل مسجد ضرار کا حکم تھا؛ کیونکہ اس مسجد کا كفرًا وضرارًا، و تفريقًا بين المؤمنين بنانا نص قطعی سے ثابت ہوگیا، اور یہ امر کسی مسلمان کی نسبت متیقن نہیں ہوسکتا؛ بلکہ اس قسم کے ظنون سے مسلمانوں کی طرف اجتناب کا حکم فرمایا گیا ہے ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۲) وقال عليه الصلاة والسلام: إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ مانوى (الحديث)(۳) اور کسی کی نیت کا حال دوسروں کو پوری طرح معلوم نہیں ہوسکتا کما ورد: هلاّ شققت عن قلبه (۴) الغرض اس بارے میں موافق فرمان

---

(۱) التفسيرات الأحمدية ص:۴۷۸ - پارہ:۱۱، آیت:۱۰۸۔

(۲) عن عثمان رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بنى لله مسجدًا بنى الله له بيتًا في الجنة (مشكاة المصابيح ص:۶۸ باب المساجد ومواضع الصلوة)

(۳) صحيح البخاري ۱/۲ باب كيف كان بدء الوحي.

(۴) عن أسامة بن زيد رضي الله عنه قال: بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أناس من جهينة فأتيت على رجل منهم فذهبت أطعنه فقال: لا اله إلا الله فطعنته فقتلته فجئت إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبرته فقال: أقتلته وقد شهد أن لا إله إلاّ الله قلت يا رسول الله! إنما فعل ذلك تعوذًا قال: فهلا شققت عن قلبه متفق عليه (مشكاة ص:۲۹۹ كتاب القصاص الفصل الأوّل)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر کہا جائے گا کہ کوئی مسلمان اضرار وتفریق کی غرض سے مسجد نہ بنائے، اور فخرو مباہات کی نیت سے نہ بنائے، اگر اس نے ایسا کیا تو وہ مستحق اجر نہ ہوگا؛ بلکہ ماخوذ ومعذب ہوگا، باقی یہ حکم کرنا کسی خاص مسجد پر صحیح نہ ہوگا کہ یہ مسجد فخرو مباہات اور اغراض فاسدہ کی بناء پر بنائی گئی ہے، اور یہ ''مسجد ضرار'' ہے اور واجب انہدام ہے؛ کیونکہ جیسا کہ بانی مسجد کو یہ حکم ہے کہ وہ فخرو مباہات واضرار و تفریق بین المؤمنین کی غرض سے مسجد نہ بنائے، اسی طرح دوسروں کو کسی مسلمان پر بدظنی وغیرہ کو بھی منع فرمایا ہے: ایاکم والظن فان الظن أکذب الحدیث (۱) اور جو شخص باوجود عالم ہونے کے ضد اور نفسانیت سے مسلمانوں کی تفریق کا باعث ہو، اور مسائل غلط بیان کرے اور اس پر اصرار کرے وہ عاصی وخاطی ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے۔

مسجد میں نقش ونگار کرنا

سوال: (۲۲) مسجد میں نقش ونگار بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۸/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اپنے مال حلال سے سوائے محراب کے نقش ونگار کرسکتا ہے۔ کمافی الدر المختار: ولابأس بنقشه خلامحرابه بجصٍ وماء ذهب لو بما له الحلال الخ (۲) فقط

مساجد کو مختلف رنگوں سے رنگنا

سوال: (۲۳) مساجد کو مختلف رنگوں سے رنگنا جائز ہے یا نہ؟ اور رنگوں میں اسپرٹ ضرور ہوتا ہے، اور (اس میں) نماز بھی ہو جاتی ہے یا نہ؟ (۳۹۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ولابأس بنقشه خلا محرابه الخ بجص وماء ذهب لو بماله الحلال الخ (۲) یعنی مسجد کی محراب کے سوا بلکہ قبلہ کی دیوار کے سوا مسجد میں سونے اور چونا وغیرہ کا کام بنانا درست ہے، اگر اپنے مال حلال سے ہو پھر کہا: ویکره التکلف بد فائق النقوش ونحوها خصوصًا فی

(۱) عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث (جامع الترمذی ۱۹/۲ باب ماجاء فی ظن السوء)

(۲) الدر المختار مع الشامی ۴۷۳/۲ کتاب الصلوة مطلبٌ کلمة لابأس دلیلٌ علی أن المستحب غیره.

جدار القبلة (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ نقش ونگار بتکلف مسجد میں کرنا مکروہ ہے، خصوصاً قبلہ کی دیوار پر: پس جب کہ مطلقاً نقش ونگار مکروہ ہے تو پھر جب کہ اسپرٹ کا شبہ ہو جو کہ نجس ہے تو بدرجہ اولیٰ مکروہ ہوگا، اس سے احتراز کرنا لازم ہے، اور نماز ہو جاتی ہے۔ فقط

حرمین شریفین، مسجد اقصیٰ اور مزارات کے نقشے مسجد میں لٹکانا

سوال: (۲۴) نقشہ حرمین شریفین ونقشہ مسجد اقصیٰ ومقابر اہل بیت مسجد میں رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟ (۱۱۸۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جدار قبلہ کی طرف اس قسم کے نقشے وغیرہ چسپاں کرنا اور لٹکانا اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ تنزیہی ہے: کیونکہ اس سے نماز پڑھنے والے کا خیال اس طرف چلا جائے تو بعید نہیں ہے جو موجب عدم خشوع وخضوع ہے، اور نماز میں خشوع وخضوع ضروری ہے در مختار میں ہے: ولابأس بنقشه خلا محرابه فإنه يكره (أي تنزيهًا) لأنه يلهي المصلي ويكره التكلف بدقائق النقوش ونحوها خصوصًا في جدار القبلة، قاله الحلبي ...... وظاهره أن المراد بالمحراب جدار القبلة فليحفظ (۲)

مسجد کی دیواروں پر آیات قرآنیہ اور کلمہ شریف لکھ کر لٹکانا

سوال: (۲۵) مسجد کے اندر قبلہ کی طرف دیوار میں یا چاروں طرف سنہرے حرفوں سے قرآن مجید کی آیتیں لکھ کر لگا دینا یا مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کے فوٹو لٹکانا یا مسجد کے صحن میں تمباکو سگریٹ پینا کیسا ہے؟ (۱۸۲۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: لابأس بنقشه خلا محرابه فإنه يكره لأنه يلهي المصلي ويكره التكلف بدقائق النقوش ونحوها خصوصًا في جدار القبلة ..... بجص وماء ذهب لو بماله الحلال لا من مال الوقف فإنه حرام الخ (۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنے

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) الدر المختار مع الشامی ۲/۳۷۳ کتاب الصلوة – مطلبٌ: كلمة لابأس دليلٌ على أن المستحب غيرهُ.

(۳) الدر مع الشامی ۲/۳۷۳ کتاب الصلوة – مطلبٌ كلمة لا بأس الخ .

مال حلال سے مسجد میں سوائے جدار قبلہ کے نقش ونگار کرانا چاہے تو جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے اور جدار قبلہ میں نقوش وغیرہ کرانے سے مصلی کو مشغولی ہوتی ہے، اور خشوع میں خلل واقع ہوتا ہے: پس جدار قبلہ میں نہ کرنا چاہیے، اور مال وقف سے کرانا حرام ہے، اور مسجد میں سگریٹ یا تمبا کو پینا درست نہیں ہے: بہرحال مسجد میں ایسے تکلفات کرنا جس سے خشوع وخضوع میں خلل آئے مناسب نہیں ہے: لیکن نماز ہو جاتی ہے۔ فقط

سوال: (۲۶)...... (الف) مسجد کی دیواروں پر کلمہ شریف، آیات قرآنیہ وغیرہ لکھ کر لٹکانا کیسا ہے؟

(ب) کلمہ وغیرہ قبلہ رخ مسجد میں دیوار پر ہوں تو اس کے سامنے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۳۴۳/۴۴-۱۳۲۵ھ)

الجواب: (الف) قال في فتح القدير: تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالى على الدراهم والمحاريب والجدران الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت مکروہ ہے۔

(ب) نماز ہو جاتی ہے مگر ایسا کرنا مکروہ ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔

مسجد میں کتبہ لگانا

سوال: (۲۷) مسجد میں کوئی کتبہ یا تاریخ وغیرہ کندہ کرا کے لگانے میں کچھ حرج تو نہیں ہے؟ کتبہ وسیع لفظ ہے کس کس امر کی اجازت ہے؟ (۱۳۳۹/۱۳۲۷ھ)

الجواب: کتبہ جس میں قرآن پاک وحدیث نہ ہو اس کا و نیز تاریخ وغیرہ کا کندہ کرادینا جائز ہے، اور جس میں آیت وغیرہ ہو اس کا کندہ کرانا جائز نہیں ہے۔ شامی میں ہے: **ولاينبغي الكتابة على جدرانه** أي خوفًا من أن تسقط وتوطأ. بحر عن النهاية (۲) فقط

سوال: (۲۸) ایک مسجد ۸۲ برس کی تعمیر شدہ ہے، اب ایک شخص اس میں پتھر کندہ کرا کر بہ غرض دل آزاری غریب بھائیوں کی لگاتا ہے کہ یہ مسجد میرے باپ کی بنوائی ہوئی ہے: یہ فعل اس کا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۲۷/۴۶-۱۳۲۷ھ)

(۱) فتح القدير ۱/۱۵۰ كتاب الطهارات باب الحيض والاستحاضة.

(۲) الشامي ۲/۳۷۹ كتاب الصلوة – مطلب فيمن سبقت يده إلى مباح.

الجواب: اگر یہ مسجد واقعی اس کے آباء واجداد کی تعمیر کردہ ہے، یا شرکت تعمیر میں ہے تو اس مضمون کا کتبہ نصب کرانے میں جس میں واقعیت کا اظہار ہے، کوئی مضائقہ نہیں؛ بانی مسجد کے نام کا کتبہ کندہ کرانا عمل متعارف ہے؛ اس میں عوام الناس کو آزردہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ فقط

سوال: (۲۹) تعمیر کنندہ نے اپنا نام مسجد کے بیچ کے دروازہ پر لکھوایا ہے اس سے کچھ حرج تو نہیں؟ (۸۰۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: تعمیر کنندہ کا نام لکھوا دینے سے اس کے مسجد ہونے میں کچھ خلل نہیں آتا۔

مسجد کی دیواروں پر ''یا غوث اعظم دست گیر'' لکھنا

سوال: (۳۰) بکر مسجد کی دیواروں میں ''یا غوث اعظم دست گیر'' لکھتا ہے یہ درست ہے یا نہ؟ (۲۲۶۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: درست نہیں ہے۔(۱) فقط

مسجد کی دیوار پر یا اللہ یا محمد لکھا ہو تو کیا کریں؟

سوال: (۳۱) مسجد کی محراب میں یا اللہ یا محمد لکھا ہوا تھا، عمر نے اس کو چھلوا کر مٹی کو علیحدہ احتیاط سے رکھوادی، اس صورت میں کچھ گناہ تو نہ ہوگا؟ (۱۲۲۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: صرف لفظ ''یا'' کو یا محمد میں سے چھیل دینا کافی ہے، اور بجائے اس (یا) کے صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیا جاوے تاکہ ثواب درود شریف کے لکھنے اور پڑھنے کا حاصل ہو۔

متولی سابق کو معزول کرنے کی وجہ لکھ کر مسجد میں چسپاں کرنا

سوال: (۳۲) ایک مسجد بوجہ بوسیدہ ہونے کے از سر نو تعمیر کی گئی، اور اس کی مغربی دیوار پر ایک

(۱) غوث: فریاد رس، اعظم: سب سے بڑے، غوثِ اعظم: سب سے بڑے فریاد رس اللہ تعالیٰ ہیں، ان کے علاوہ کوئی غوث اعظم نہیں ہوسکتا، اسی طرح دست گیر: ہاتھ پکڑنے والا یعنی بے کسوں کا سہارا بننے والا بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں، اس لیے یہ لکھنا جائز نہیں، کیونکہ اللہ کی شان سے جاہل غوث اعظم دست گیر سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو مراد لیتے ہیں۔ سعید احمد پالن پوری

پتھر لگایا جس پر عبارت منسلکہ جس میں حالات مسجد اور خیانت کی وجہ سے معزول کرنا متولی سابق کو اور تعمیر کرانے والے کا یعنی کمیٹی کے سکریٹری کا نام وغیرہ لکھا ہوا ہے۔

زید کہتا ہے کہ بہ چند وجوہ یہ عبارت چسپاں کرانا مغربی دیوار پر درست نہیں ہے، درمختار میں ہے: ولا بأس بنقشه خلا محرابه فإنه يكره لأنه يلهي المصلي الخ (۱) اور اس میں متولی سابق کی خیانت لکھی ہے جن کو اس لقب سے یہاں ہر شخص جانتا ہے، اور جب دنیا سے رحلت کریں گے تو ان کی برائی ہمیشہ کے لیے کندہ رہے گی، اور لوگ برائی سے ان کو یاد کریں گے، اور یہ حدیث شریف میں منع ہے؛ اور ایسے موقع پر کسی کا نام ہونا شہرت اور ریا سے خالی نہیں اور یہ غیر مستحسن ہے جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے؛ اور ایک خاص ایسے شخص کا نام ہونے سے اس کا اور اس کے خاندان کا استحقاق ثابت ہوتا ہے، اور آئندہ یہ مسجد کی آمدنی کے حق میں مضر ہوگا۔

بکر کہتا ہے کہ یہ پتھر چسپاں کرنا درست ہے، اور نماز میں وہاں نظر لے جانے کی ضرورت کیا ہے؟ اور نام کندہ کرانا دعا کے واسطے ہے اور اس خیال سے کہ کسی منتظم ذمہ دار کے نام ہونے کی ضرورت ہے؛ زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا؟ (۹۰۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: زید کا قول اس بارے میں صحیح اور صواب ہے، اور آداب مسجد کے مناسب ہے، اور حصول اخلاص کے لیے مفید ہے جو کہ مامور بہ ہے، قال الله تعالىٰ: ﴿وَمَآ أُمِرُوْٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (سورۂ بینہ، آیت: ۵) فقط

مسجد میں لڑکوں کو قرآن اور دینیات کی تعلیم دینا

سوال: (۳۳۳) صغیر سن بچوں کو مسجد میں تعلیم دینا کیسا ہے؟ (۲۲۲۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس میں کچھ تفصیل اور اختلاف ہے۔ شامی میں تاتر خانیہ سے منقول ہے: جلس معلم أو وراق في المسجد فإن كان يعلم أو يكتب بأجر يكره إلا لضرورة، وفي الخلاصة: تعليم الصبيان في المسجد لابأس به لكن استدل في القنية بقوله عليه الصلاة والسلام جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم (۲) —— انتهى مافي الشامي —— أقول أي فالإحتياط في

(۱) الدر مع الشامي ۲/۳۷۳ كتاب الصلوة، مطلبٌ كلمة لابأس دليلٌ على أن المستحب غيره.
(۲) الشامي ۹/۵۲۲ كتاب الحظر والإباحة: في آخر فصلٌ في البيع.

المنع إلا لضرورة (۱) فقط

سوال: (۳۴) لڑکوں کو مسجد میں پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: شامی میں خلاصہ سے نقل کیا ہے: تعلیم الصبیان فی المسجد لابأس به (۲) اور بعض دوسرے کتابوں میں مکروہ لکھا ہے، پس اولیٰ اجتناب کرنا ہے، إلا بضرورۃ فقط

سوال: (۳۵)... (الف) مسجد میں بچوں کو قرآن شریف پڑھانا کیسا ہے؟

(ب) اور مسافر کو مسجد میں سونا کیسا ہے؟ (۲۳۹۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف) مسجد میں بچوں کے تعلیم دینے میں تفصیل ہے، بعض کتابوں میں اس کو مکروہ لکھا ہے، اور گناہ کہا ہے اور بعض کتابوں میں جواز لکھا ہے: قوله ومن علم الأطفال فيه الخ الذی فی القنیة: أنه یأثم ولا یلزم منه الفسق ..... و فی الخلاصة: تعلیم الصبیان فی المسجد لابأس به الخ (۲) بہر حال مسجد سے علیحدہ رکھنا بہتر ہے، خصوصاً نمازوں کے اوقات میں جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل ہونے کا خوف ہو (۳)

(ب) اور مسافر کو مسجد میں سونا درست ہے۔

مسجد میں منطق وفلسفہ کی کتابیں پڑھنے کا حکم

سوال: (۳۶) مسجد کے اندر چارپائی ڈال کر سونا، اور روٹی پان وغیرہ کھانا، اور کتاب منطق

---

(۱) معلم یا کاتب اگر مسجد میں بیٹھ کر اجرت پر تعلیم دیتا ہے یا کتابت کرتا ہے تو مکروہ ہے، مگر مجبوری میں جائز ہے، اور ''خلاصہ'' میں ہے کہ بچوں کو مسجد میں تعلیم دینے میں حرج نہیں ہے، لیکن ''قنیہ'' میں (عدم جواز پر) آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے استدلال کیا گیا ہے کہ ''اپنی مسجدوں کو اپنے بچوں اور پاگلوں سے بچاؤ'' ـــــ شامی کی بات پوری ہوئی ـــــ میں (حضرت مفتی صاحب) کہتا ہوں کہ احتیاط منع کرنے میں ہے، مگر مجبوری کی صورت میں جائز ہے۔

(۲) الدر مع الشامی ۹/۵۲۶، ۵۲۷ کتاب الحظر والإباحة. فی آخر فصلٌ فی البیع.

(۳) اور اب جب کہ تعلیم قرآن پر جواز اجارہ کا فتوی ہو گیا ہے: کراہیت کی یہ وجہ تو باقی نہیں رہی کہ مسجد میں کوئی بھی ایسا دینی کام کرنا مکروہ ہے جس پر اجرت لی جائے البتہ ناسمجھ بچے جو مسجد کا احترام ملحوظ نہ رکھ سکتے ہوں ان کو مسجد سے دور رکھنے کا جو حکم حدیث میں آیا ہے: وہ وجہ باقی ہے اور نمازیوں کے سکون کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

فلسفہ وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور مٹی کا تیل جلانا کیسا ہے؟ (۴۰۷/ ۱۳۴۴ھ)

الجواب: درمختار میں لکھا ہے کہ مسجد میں کھانا اور سونا بلا ضرورت اچھا نہیں ہے، مگر معتکف کے لیے بلا کراہت جائز ہے، اور شامی میں نقل کیا ہے کہ اہل صفہ مسجد میں سوتے تھے، اور باتیں کیا کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں سونا جائز ہے، اور کلام مباح بھی جائز ہے، مگر بلا ضرورت بہتر نہیں ہے، اور کتاب ادب و منطق و فلسفہ وغیرہ کا دیکھنا اور پڑھنا بھی درست ہے (۱) قال في المصفى: الجلوس في المسجد للحديث مأذون شرعًا؛ لأن أهل الصفة كانوا يلازمون المسجد وكانوا ينامون ويتحدثون الخ (۲) (شامی) فقط

مسجد میں اُجرت لے کر درس دینا

سوال: (۳۷) ماقولكم: في من يعلم القرآن والأحاديث والفقه والصرف والنحو وغيرها من الفنون بالأجرة قاعدًا في المسجد؛ هل هو جائز في المسجد شرعًا أم لا؟ فإن جاز فما الدليل عليه؟ وإني قد سمعت من الأساتذة الكبار أنهم كانوا يفترون بعدم جوازه.
(۱۶۹۷/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: قال في الدر المختار: ومسجد أستاذه لدرسه أو لسماع الأخبار أفضل إتفاقًا (۳) وفيه بعده: وجعل المسجدين واحدًا وعكسه لصلاة لا لدرس أو ذكر الخ لأنه ما بني لذلك وإن جاز فيه الخ (۴) وفيه من كتاب القضاء: ويقضي في المسجد ويختار مسجدًا في وسط البلد تيسيرًا للناس ويستدبر القبلة كخطيب ومدرس (۵)

فهذه الروايات بإطلاقها تدل على الجواز، سواء كان الدرس بأجر، أو بغير أجر، وفي الوهبانية: ومن علّم الأطفالَ فيه ويُوْزر الذي في القنية: أنه يأثم ولايلزم منه الفسق ولم ينقل

(۱) کیونکہ مدارس عربیہ میں یہ علوم: علوم دینیہ کی خاطر پڑھائے جاتے ہیں، پس وہ بھی حکماً علوم شرعیہ ہیں ۱۲ سعید احمد
(۲) الشامی ۲/ ۳۷۸ کتاب الصلوۃ ــ مطلبٌ في الغرس في المسجد.
(۳) الدر مع الرد ۲/ ۳۷۴ كتاب الصلاة، مطلبٌ: في أفضل المساجد.
(۴) الدر والرد ۲/ ۳۷۹ كتاب الصلاة، مطلب: فيمن سبقت بده إلى مباح.
(۵) الدر مع الرد ۸/ ۴۵ كتاب القضاء، قبل مطلب في أجرة المحضر.

عن أحد القول به ويمكن أنه بناء على أنه بالإصرار عليه يفسق. أفاده الشارح قلت: بل في التتارخانية عن العيون جلس معلم أو وراق في المسجد فإن كان يعلم أو يكتب بأجر يكره إلّا لضرورة، وفي الخلاصة: تعليم الصبيان في المسجد لابأس به (۱) فالحاصل أن الجواز هو الراجح خصوصًا في موضع الضرورة. فقط

ترجمہ: **سوال:** (۳۷) کیا فرماتے ہیں آپ حضرات ایسے شخص کے بارے میں جو اجرت لے کر مسجد میں قرآن، احادیث، فقہ، صرف ونحو وغیرہ فنون کی تعلیم دیتا ہے، کیا یہ کام مسجد میں شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کی کیا دلیل ہے؟ جب کہ میں اساتذۂ کبار سے سن چکا ہوں کہ وہ اس کے عدم جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔

الجواب: درمختار میں ہے: ومسجد أستاذه لدرسه الخ. وفيه بعده: وجعل المسجدين الخ. وفيه من كتاب القضاء: ويقضى في المسجد الخ یہ روایات اپنے مطلق ہونے کی وجہ سے جواز پر دلالت کرتی ہیں خواہ درس اجرت لے کر ہو یا بغیر اجرت کے، اور وہبانیہ میں ہے: ومن علّم الأطفال فيه الخ. حاصل یہ کہ جواز ہی راجح ہے خصوصاً ضرورت کی جگہ میں (۲) فقط

گانے بجانے کی تعلیم کے لیے مسجد کا مکان عیسائی کو کرائے پر دینا

سوال: (۳۸) ایک مکان مسجد پر وقف ہے، اس کو دو شخص کرائے پر مانگتے ہیں، ایک مسلمان جو دس روپے کرایہ دیتا ہے، اور دوسرا عیسائی جو چودہ روپے کرایہ دیتا ہے، مگر یہ عیسائی اس میں گانے بجانے کی تعلیم دے گا تو مکان کس کو کرائے پر دیا جائے (۱۳۴۱/۲۷۰ھ)

الجواب: وہ مکان مسلمان کو کرائے پر دینا چاہیے؛ کیونکہ جب معلوم ہے کہ عیسائی اس مکان جد میں گانے بجانے کی تعلیم دے گا تو یہ اعانت علی المعصیت ہے اس لیے جائز نہیں۔

(۱) الدر والرد ۹/۵۲۶-۵۲۷ في آخر الحظر والإباحة.

(۲) اس مسئلہ میں کچھ اختلاف اس زمانہ میں تھا جب طاعات مقصودہ پر اجارہ کے بطلان کا فتویٰ تھا، مگر اب جب کہ متأخرین نے جواز کا فتویٰ دیدیا تو اب جواز میں کچھ شبہ باقی نہیں رہا۔۱۲ سعید احمد پالن پوری

مسجد میں اشعار پڑھنا

سوال: (۳۹) اشعار یا وہ نعتیں جس میں خدا اور خدا کے رسول کی تعریف ہو مسجد میں پڑھنا جائز ہیں یا نہیں؟ (۱۵۱۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر مضمون صحیح ہو تو نفس اشعار مسجد میں پڑھنا ممنوع نہیں ہے؛ لیکن اگر اس کے ساتھ دوسری خرابیاں جمع ہوں مثلاً ہر قسم کا مجمع مسجد میں ہو، یا راگ اور غنا کی صورت پیدا ہو جیسا کہ دستور ہے کہ آواز ملا کر پڑھتے ہیں، اور اکثر لوگ خلاف شرع شریک ہوتے ہیں، اس قسم کے امور کی شرکت سے وہ فعل ناجائز ہو جاتا ہے ـــــ اور درحقیقت مبتدعین اپنی بدعات مروجہ کے جاری رکھنے کو ایسے سوالات دریافت کیا کرتے ہیں کہ جس سے جواز کا فتویٰ مل جائے، یہ امر نہایت مذموم ہے۔

الحاصل اس قسم کی مجالس اور اشعار خوانی سے مطلقاً احتراز کرنا چاہیے؛ مسجد میں پکار کر ذکر کرنے کو بھی منع فرماتے ہیں کہ نمازیوں کی نماز میں خلل ہوگا، علاوہ بریں مسجد جائے قرار اور سکون ہے، اور ایسی مجالس میں اس قسم کا شور ہوتا ہے جو خلاف ادب مسجد ہے، اور بچے اور خلاف شرع لوگ جمع ہوتے ہیں، مسجد میں ایسا مجمع کرنا ٹھیک نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے کہ بچوں کو مسجدوں سے علیحدہ رکھو۔

بہرحال اس سے احتراز لازم ہے، اور شبہۂ بدعت سے بھی بچنا ضروری ہے۔

سوال: (۴۰) مسجد میں کسی مذہبی جلسے میں ایسی نظم جس میں قوم کی حالت دکھلائی گئی ہو، اور رسول اللہ ﷺ کے دربار میں التجا ہو یا مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ہو، بآواز بلند بلا کسی لہجہ کے پڑھنا ناجائز ہے یا جائز؟ (۸۰۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر اس نظم کے الفاظ خلاف شرع نہ ہوں، اور کسی حکم شریعت کا خلاف لازم نہ آتا ہو تو اس نظم کا مسجد اور غیر مسجد میں پڑھنا درست ہے۔ فقط

سوال: (۴۱) ..... (الف) اندرون مسجد غزلیات وغیرہ ـــــ خواہ وہ قومیہ ہوں یا نعتیہ ـــــ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) خرید و فروخت اندرون مسجد جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۰۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف) نظم اور اشعار کی نسبت سے وارد ہے کہ حسنہ حسن وقبیحہ قبیح (۱) کہ اس میں جو کلام اچھا ہے وہ اچھا ہے، اور جو برا ہے وہ برا ہے، اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں بامر رسول اللہ ﷺ کفار کی ہجو کے اشعار منبر پر بیٹھ کر پڑھے ہیں؛ البتہ یہ ضرور ہے کہ ان اشعار میں کوئی کذب وغیرہ امور خلاف شرع نہ ہوں۔

(ب) سوائے معتکف کے اوروں کے لیے یہ فعل مسجد میں اچھا نہیں ہے مکروہ ہے، اور اگر کوئی خاص ضرورت شرعی واعی ہو تو اس کے موافق حکم ہوگا۔

سوال: (۴۲) جامع مسجد جدید سہارنپور میں ہر نماز جمعہ کے بعد تین چار نظم خواں مل کر بلند آواز سے نظمیں جن میں خلافت اور سیاسی نیز مصائب اسیران جیل وغیرہ کا تذکرہ ہوتا ہے پڑھتے ہیں شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۸۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: تائید اسلام وخلافت اسلامیہ وغیرہ ومظالم کفار ومصائب اسیران ملت کے اظہار میں جو نظمیں پڑھی جاتی ہیں، اور جوش اسلامی پیدا کرتی ہیں، اس قسم کے اشعار اور نظم کا پڑھنا شریعت میں ثابت اور جائز ہے، اور مسجد نبوی میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہجو نے کفار اور تائید اسلام و مسلمین میں بامر رسول اللہ ﷺ اشعار پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، اور آنحضرت ﷺ کا ان کے لیے دعا فرمانا اور خوش ہونا بھی احادیث میں وارد ہے، اور ان کے لیے منبر رکھوانا مسجد نبوی میں ثابت ہے، پس جو نظمیں اس قسم کی ہوں اور ان سے کفار کی ہجو اور ان کے مظالم کا اظہار اور کلمہ حق کا اعلان ہوتا ہو، اور جوش اسلامی ان سے پیدا ہوتا ہو، ان کے جواز میں کیا کلام ہوسکتا ہے؟ اور اکثر اشعار متعلق خلافت آج کل ایسے ہیں کہ ان میں امور مذکورہ بالا ہوتے ہیں اور ضرورت وقتیہ کے لحاظ سے ان کی ضرورت اور تاکید اور بھی زیادہ ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ اخلاص اور حسن نیت عطا فرمائے تو یہ امر اگر موجب اجر وثواب ہوجائے تو حق تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہ ہوگا۔ فقط

سوال: (۴۳) مسجد میں یا مجالس مواعظ میں ایسے اشعار کہ جن میں ثناء، اللہ تعالیٰ کی؛ یا نعت،

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت: ذكر عند رسول الله صلى الله عليه وسلم الشعر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هو كلام فحسنه حسن وقبيحه قبيحٌ رواه الدارقطني وروى الشافعي عن عروة مرسلاً (المشكاة، ص: ۴۱۰ كتاب الآداب— باب البيان والشعر)

نبی کریم ﷺ کی ہو؛ یا تعریف مجازی معشوق کی ہو، جس سے تاویل کے ساتھ حقیقت تصور کرنا ممکن ہو، خوش الحانی اور راگ سے پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۵۷ھ)

الجواب: مسجد میں ایسے اشعار کا پڑھنا بلا راگ اور غنا کے جائز ہے کہ جن میں اللہ تعالیٰ جل شانۂ کی حمد وثناء ہو یا نعت نبی کریم ﷺ کی ہو، اور فحش اشعار کا راگ سے پڑھنا بالخصوص مسجد میں جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد میں تقسیم انعام کا جلسہ کرنا

سوال: (۴۴) باوجود مکان مدرسہ موجود ہونے کے جلسۂ انعام کہ جس میں ہندو لوگ بھی شامل ہوں، مسجد میں کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس سے حرمت مسجد میں تو کچھ فرق نہیں آتا؟ (۱۳۴۳-۳۲/۲۱۳۳ھ)

الجواب: مسجد میں اس قسم کے جلسے کرنا درست نہیں ہے، اور جب کہ مدرسے کا مکان موجود ہے تو اس میں جلسہ کرنا چاہیے، اس قسم کے جلسوں سے چونکہ حرمت مسجد میں خلل عظیم واقع ہوتا ہے، لہٰذا مساجد کو ان سے بالکل پاک صاف رکھنا چاہیے، اور اگر ضرورت ہو تو دوسرے مکانات میں ایسے جلسے جائز طور پر کیے جائیں۔

مسجد میں دینی علوم کا درس دینا اور دیگر دینی کام کرنا

سوال: (۴۵) ایک واعظ نے وعظ میں یہ بیان کیا کہ مسجد میں سوائے نماز اور ذکر اللہ کے کوئی جلسہ کسی قسم کا کرنا درست نہیں ہے، نہ وعظ اور نہ درس قرآن وحدیث؛ اس پر ایک شخص نے بالمشافہہ (روبرو) دریافت کیا کہ مسجد نبوی میں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تمام قضایا دینی اور دنیوی فیصل ہوتے تھے، اور زمانۂ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں بھی مسجد میں ہی طے ہوتے تھے تو مولوی صاحب نے یہ جواب دیا کہ یہ تاریخی باتیں قابل لحاظ نہیں، حدیث وقرآن سے ثابت نہیں، بُنِیَ المساجد لذکر اللّٰہ تعالٰی۔

اس میں پوچھنا یہ ہے کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ اور ذکر اللہ میں کس قسم کے اذکار شامل ہیں؟ اور مسجد نبوی میں کس قسم کے جلسے ہوتے تھے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں کس قسم کے؟ (۱۳۴۳-۳۲/۲۶۰۳ھ)

الجواب: فی فتح القدیر: ولنا ما فی الصحیحین من حدیث اللعان من حدیث سہل بن سعد رفیہ فتلاعنا فی المسجد وعن کعب بن مالک أنہ تقاضی ابن أبی حدرد دیناً کان لہ علیہ فی المسجد فارتفعت أصواتہما حتی سمعہا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی بیتہ، فخرج إلیہما حتی کشف سجف حجرتہ، فنادی یا کعب! فقال: لبیک یا رسول اللّٰہ! فأشار بیدہ أن ضع الشطر من دینک، قال کعب: قد فعلت یا رسول اللّٰہ! قال: قم فاقضہ اھ (۱) وفیہ عن البخاری: لاعن عمر عند منبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، وأسند الإمام أبوبکر الرازی إلی الحسن أنہ رأی عثمان قضی فی المسجد اھ (۲) ان روایات سے معلوم ہوا کہ قضائے خصومات بھی مسجد نبوی میں خود عہد نبوی ﷺ اور عہد خلفائے راشدین میں ہوتا تھا۔ پس معلوم ہوا کہ ذکر اللہ عام ہے تمام دینی کاموں کو، پس وعظ اور درس قرآن وحدیث وغیرہ سب مساجد میں درست ہیں؛ البتہ یہ شرط ہے کہ یہ کام اجرت پر نہ ہوں، ورنہ مسجد میں ہونا بہ تصریح فقہاء مکروہ ہے۔

کتبہ: (حضرت مولانا) اشرف علی، یکم ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

الجواب: از مفتی عنایت الٰہی صاحب مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور۔

اگرچہ یہ جواب حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا کافی ہے، مگر چونکہ مستفتی صاحب نے سند دوسری طلب کی ہے؛ لہٰذا عرض کرتا ہوں حضور سرورکائنات ﷺ نے نکاح کرنے کو مساجد میں ارشاد فرمایا ہے، اور اس میں دف بجانے کو (مسجد سے باہر) (۳) حکم دیا ہے جس کے واسطے اجتماع اور کسی قسم کا شور ضرور ہوگا۔ فقہاء علیہم الرحمہ نے اس کو مستحب لکھا ہے۔ عن عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: أعلنوا ہذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف رواہ الترمذی وقال: ہذا حدیث غریب (۴) (مشکوۃ: ص: ۲۶۴ مطبوعۃ انصاری)

وعن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لایحلف أحد عند

---

(۱) فتح القدیر ۶/ ۳۶۹ کتاب أدب القاضی، قبل فصل فی الحبس۔

(۲) فتح القدیر ۶/ ۳۷۰ کتاب أدب القاضی، قبل فصل فی الحبس۔

(۳) یہ جملہ فتاویٰ کے قدیم رجسٹر میں بین القوسین ہے۔

(۴) مشکاۃ المصابیح ص: ۲۷۲ کتاب النکاح _ باب إعلان النکاح۔

منبری هذا علی یمین آثمة ولو علی سواک أخضر إلا تبوأ مقعده من النار أو وجبت له النار رواه مالك و أبوداوٗد و ابن ماجة (۱)(مشکوٰۃ، ص:۳۲۰)

صاحب لمعات شارح مشکوٰۃ تحریر فرماتے ہیں: قیل: کانت عادتهم فی زمن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم التخاصم فی المسجد عند المنبر فیقع الحلف عنده فلذلك خص المنبر بالذکر (۲)

درمختار میں ہے: ویقضی فی المسجد ویختار مسجدًا فی وسط البلد تیسیرًا للناس. ویستدبر القبلة کخطیب ومدرس (۳)(شامی ۴/۳۱۰)

ویکره الإعطاء مطلقًا وقیل: إن تخطی ...... ورفع صوت بذکر إلا للمتفقهة ...... والکلام المباح وقیده فی الظهیریة بأن یجلس لأجله ...... ولو مشتغلاً بقراءة أو درس (۴)(درمختار)

قال فی الشامي (فی ص:۴۴۵) قال فی المصفی: الجلوس فی المسجد للحدیث مأذون شرعًا لأن أهل الصفة کانوا یلازمون المسجد وکانوا ینامون ویتحدثون (۵)

ان عبارات سے صاف ظاہر ہوگیا کہ قضایا دینی و دنیوی کا فیصلہ کرنا اور وعظ اور درس علم دین کا خواہ وہ قرآن شریف ہو یا حدیث، تفسیر، فقہ وغیرہ جو علوم دینی ہیں سب کا درس دینا مسجد میں جائز اور درست ہے، اور حضور ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ سب امور مساجد میں ہوتے تھے، پس ان کو تاریخی باتیں کہنا غلط محض ہے، پس یہ امور ذکر میں شامل ہیں۔

مسجد میں خلافت کا جلسہ کرنے سے منع کرنا

سوال: (۴۶) متولیٔ جامع مسجد نے جامع مسجد میں خلافت کا جلسہ کرنے سے انکار کیا تو اس مسجد میں نماز صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۳۸ھ)

---

(۱) مشکاة المصابیح ص:۳۲۸ کتاب الإمارة و القضاء .باب الأقضیة والشهادات

(۲) حاشیة مشکاة المصابیح بحوالة لمعات ۔رقم الحاشیة:۳۔ص:۳۲۸ کتاب الإمارة و القضاء۔ باب الأقضیة والشهادات .

(۳) الدر المختار مع الشامی ۸/۴۵ کتاب القضاء ۔ مطلبٌ فی أجرة المحضر .

(۴) الدر المختار مع الشامی ۲/۳۷۵-۳۷۹ کتاب الصلوٰة. مطلبٌ فی إنشاد الشعر.

(۵) الشامی ۲/۳۷۸ کتاب الصلوة . بعد مطلبٌ فی الغرس فی المسجد .

الجواب: اس متولی کو جامع مسجد میں جلسہ کرنے کو منع نہ کرنا چاہیے، اور جب کہ وہ ایسے خیالات رکھتا ہے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کو معزول کردیں اور اس کو متولی نہ رکھیں، اور جلسۂ خلافت جامع مسجد میں کریں کہ یہ اسلامی کام ہے اور نماز اس جامع مسجد میں ہر حال میں درست ہے۔

مسجد اور نماز کے چند آداب

سوال: (۴۷) (الف) مسجد میں مٹی کا تیل جلانا کیسا ہے؟

(ب) حالت نماز میں دوسرے سے پنکھا کروانا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) بجلی کی روشنی کا استعمال جائز ہے یا نہ؟

(د) مسجد میں ضرورت سے زائد روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۶۹/۳۲-۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مکروہ تحریمی ہے۔ قال فی الدر المختار: وأكل نحو ثوم و يمنع منه الخ ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة مأكولا أو غيره الخ (۱) (شامی)

(ب) حالت نماز میں کہ سراسر محل خشوع وخضوع ہے، دوسرے شخص سے پنکھا کرانا اور خدمت لینا خلاف ادب ہے، اور برقی پنکھا لگانا درست ہے کہ وہ مثل روشندان وغیرہ کے ہے کہ اس میں سے ہوا آیا کرتی ہے استخدام نہیں ہے، باقی مسجد میں اگر دستی پنکھا لٹکایا جائے (۲) اور حالت نماز میں نہ کرایا جائے تو کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا، حالت نماز میں پنکھا کھنچوانا منافی آداب صلوۃ کے ہے ورنہ ویسے نماز میں اس سے کچھ خلل اور کراہت نہیں ہے۔

(ج) بجلی کی روشنی مسجد میں جائز ہے۔

(د) مسجد میں روشنی وغیرہ ضرورت سے زائد کرنا رمضان میں ہو یا غیر رمضان مین ناجائز ہے۔

---

(۱) الدر والشامی ۲/۳۷۷، ۳۷۸ کتاب الصلوة ۔ مطلب فی الغرس فی المسجد ۔

(۲) پہلے مسجد میں اور گھر کے بڑے کمرے میں چھت میں بہت بڑا پنکھا لٹکایا جاتا تھا اور کمرے سے یا باہر سے رسّی سے ایک شخص اس کو کھینچتا تھا، جس سے پوری مسجد میں اور پورے کمرے میں ہوا پہنچتی تھی، اب اس کا رواج ختم ہوگیا ہے۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ الآية﴾ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت:۲۷) وقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: یوشك أن یأتی علی الناس زمان لایبقی من الإسلام إلّا اسمه ولایبقی من القرآن إلّا رسمه، مساجدهم عامرة وهی خراب من الهدی، الحدیث (۱) قال فی الشامی: وقیل: یکره لقوله علیه السلام: إن من أشراط الساعة أن تزین المساجد الخ (۲)

سوال: (۴۸)......(الف) مسجد میں خطوط لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) مسجد میں امور اسلامی کے مشورے کرنا اور چندہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) مسجد میں میلاد کرنا اور شیرینی کے لالچ میں ننگے پاؤں داخل ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(د) مسجد میں قہقہہ مار کر ہنسنا اور دنیاوی بات کرنا کیسا ہے؟

(ھ) مسجد میں مسافر کو کئی روز رہنا جائز ہے یا نہیں؟

(و) مسجد میں سوال کرنا اور سائل کو دینا کیسا ہے؟ (۲۰۹۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) جائز ہے۔ (ب) جائز ہے۔ (ج) یہ اچھا نہیں ہے۔

(د) اچھا نہیں ہے اور آداب مسجد کے خلاف ہے۔

(ھ) ضرورۃً مسافر کے لیے جائز ہے، بغیر ضرورت کے مسجد میں ٹھہرنا مناسب نہیں۔

(و) جائز ہے بہ شرطیکہ وہ سائل تخطی رقاب نہ کرتا ہو۔

مسجد میں خلاف شرع باتیں کرنا

سوال: (۴۹) جس مسجد میں اہل حدیث اور حنفی دونوں نماز پڑھتے ہوں، لیکن عوام بے لگام کی طرح پانچوں وقت مسجد میں باتیں کرنے کے عادی ہوں؛ نہ وضو میں، نہ اذان میں خاموش بیٹھتے ہوں،

(۱) عن علي بن أبي طالب رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: یوشك أن یأتي علی الناس زمان علماؤهم أشر من تحت أدیم السماء، من عندهم یخرج الفتنة (شعب الإیمان للبیهقي ۲/۳۱۱ رقم الحدیث: ۱۹۰۸ الثامن عشر من شعب الإیمان وهو باب في نشر العلم)

(۲) الشامی ۲/۳۷۳ کتاب الصلوۃ ـ مطلبٌ: کلمة لابأس دلیلٌ علی أن المستحب غیره.

تکبیر تحریمہ اور صف بندی کے وقت بھی کلام ترک نہ کرتے ہوں، ہر قسم کا شکوہ شکایت، لغویات، غیبت، مذاق وغیرہ نہایت آزادی و بے باکی سے کرتے ہوں، ایک دوسرے کو گالی گلوچ سے یاد کرتے ہوں، سلام پھیرتے ہی شور وشر شروع کر دیتے ہوں، گاہے گاہے جوش طبع میں آکر کشتی بھی لڑ بیٹھتے ہوں: تو ایسے نمازیوں اوران کی نمازوں اور بے حرمتیٔ مسجد کا شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ (۱۳۴۴/۵۵۴ھ)

الجواب: مسجد دنیا کے کاموں کے لیے نہیں بنائی گئی، اور حدیث شریف میں ہے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا: یعنی خلاف شریعت باتیں کرنا، اور کلام قبیح ومنکر کے ساتھ تکلم کرنا، نیکیوں کو اس طرح کھالیتا ہے، اور ضائع کرتا ہے جیسا کہ چوپایہ گھاس کو کھالیتا ہے وَفِي الْمَدَارِك: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ المراد بالحديث :الحديث المنكر كما جاء: الحديث في المسجد يأكل الحسنات كما تأكل البهيمة الحشيش انتهى فقد أفاد أن المنع خاص بالمنكر من القول أما المباح فلا، قال في المصفى: الجلوس في المسجد للحديث مأذون شرعا لأن أهل الصفة كانوا يلازمون المسجد وكانوا ينامون ويتحدثون ولهذا لايحل لأحد منعه الخ(۱)(شامی)۔

حاصل یہ ہے کہ مسجد میں کلام فحش، گالی دینا اور غیبت کرنا حرام ہے کہ یہ امور غیر مسجد میں بھی حرام ہیں اور مسجد میں شور کرنا اور لغو باتیں بلاضرورت کرنا آداب مسجد کے خلاف ہے، اور نیکیوں کو برباد کرتا ہے، اس سے سخت احتراز کرنا چاہیے، مشکوۃ شریف میں بیہقی سے ایک روایت منقول ہے: يأتي على الناس زمان يكون حديثهم في مساجدهم في أمر دنياهم فلا تجالسوهم فليس لله فيهم حاجة (۲) یعنی لوگوں پر ایسا وقت آوے گا کہ ان کی دنیاوی باتیں اور قصے جھگڑے مسجدوں میں ہوں گے، سو ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھو کہ اللہ کو ان کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ فقط

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا

سوال: (۵۰) مسجد میں باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس بات کا کرنا جائز ہے؟ اور باتیں

(۱) الشامي ۲/۳۷۸ كتاب الصلوة . مطلبٌ في الغرس في المسجد .

(۲) عن الحسن مرسلاً قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : يأتي على الناس زمان ...... رواه البيهقي في شعب الإيمان(المشكاة، ص:۷۱ كتاب الصلاة ـ باب المساجد ومواضع الصلوة)

کرنے والے کے حق میں جو وعید حدیث شریف وکتب فقہ میں وارد ہے بیان فرمادیں۔(۲۰۱۱-۳۳ ۱۳۳۰ھ)

الجواب: ردالمحتار یعنی شامی میں ہے: الکلام المباح من حدیث الدنیایجوز فی المساجد وإن کان الأولی أن یشغل بذکر اللّٰہ تعالیٰ کذا فی النمرناشي ہندیۃ. وقال البیری مانصہ: وفی المدارك: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ المراد بالحدیث: الحدیث المنکر کماجاء: الحدیث فی المسجد یأکل الحسنات کماتأکل البہیمۃ الحشیش انتہی فقد أفاد أن المنع خاص بالمنکر من القول. أما المباح فلا.قال فی المصفی: الجلوس فی المسجد للحدیث مأذون شرعًا لأن أھل الصفۃ کانوا یلازمون المسجد وکانوا ینامون ویتحدثون، ولہذا لایحل لأحد منعہ کذا فی الجامع البرہاني (۱)اس عبارت سے واضح ہے کہ مسجد میں مطلقاً دنیا کی باتیں کرنا منع نہیں ہیں؛ بلکہ بری باتیں منع ہیں، جیسے کسی کی غیبت کرنا یا کسی کو فحش کہنا وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۵۱) مسجد کے اندر بیٹھ کر سوائے ذکر خدا اور رسول؛ دنیوی معاملات کا ذکر کرنا کیسا ہے؟ (۲۹۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسجد میں بلاضرورت دنیا کی نکمی باتیں کرنا مکروہ ہے کما ورد: الحدیث فی المسجد یأکل الحسنات کماتأکل البہیمۃ الحشیش (۱) وفیہ أیضًا: عن المدارك المراد بالحدیث، الحدیث المنکر الخ (۱)فقط

جو شخص آداب مسجد کا خیال نہیں رکھتا اس کا مسجد میں سونا کیسا ہے؟

سوال: (۵۲) ایک شخص عرصۂ دراز سے مسجد میں سوتا ہے؛ حالانکہ اس کا مکان موجود ہے اور مسجد میں گوز بھی (یعنی ریح خارج) کرتا ہے اور سوتے وقت ران بھی کھل جاتی ہے؛ اس کو مسجد میں سونا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۰۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: ایسے شخص کو بلا کسی عذر کے مسجد میں سونا اچھا نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) الشامی ۲/ ۳۷۸ کتاب الصلوۃ ـ مطلبٌ فی الغرس فی المسجد.

فجر کی جماعت پانے کے خیال سے مسجد میں سونا

سوال: (۵۳) کوئی شخص اس خیال سے کہ اگر گھر میں پڑا رہوں گا تو جماعت فجر کی نہ ملے گی، صبح کو سویرے سے مسجد میں آ کر لیٹ جائے تو درست ہے یا نہیں؟ (۶۵۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

غیر معتکف کے لیے مسجد میں کھانا پینا مکروہِ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

سوال: (۵۴) مسجد میں غیر معتکف کے لیے اکل و شرب جو خلاف اولیٰ کر کے حضرت نے تحریر فرمایا ہے، کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ مکروہ تحریمی نہیں ہے؟ (۶۶۹/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہی مطلب ہے کہ مسجد میں کھانا پینا مکروہ تحریمی نہیں ہے؛ بلکہ بلاضرورت اچھا نہیں ہے باب الاعتکاف میں شامی نے اس کی اباحت ابن کمال وغیرہ سے نقل کی ہے، اور بعض مواقع میں اس کو مکروہ لکھا ہے: پس معلوم ہوا کہ مراد کراہت تنزیہی ہے؛ یعنی بلاضرورت اچھا نہیں ہے اور مسافر کے لیے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

مسجد میں چارپائی بچھا کر سونا

سوال: (۵۵) مسجد میں چارپائی بچھا کر سونا مسافر کے لیے درست ہے یا ہر شخص کو۔ اور ضرورت کے وقت جائز ہے یا مطلقاً؟ (۲۰۷۴/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: معتکف کو مسجد میں سونا چارپائی بچھا کر یا بدون چارپائی کے درست ہے، اور غیر معتکف کو بلاضرورت مسجد میں چارپائی بچھا کر یا بلا چارپائی کے سونا اچھا نہیں ہے، احتراز اس سے بہتر ہے اگرچہ گناہ بھی نہیں ہے، جیسا کہ شامی میں مذکور ہے: لأن أهل الصفة كانوا يلازمون المسجد وكانوا ينامون ويتحدثون ولهذا لايحل لأحد منعه كذا في الجامع البرهاني الخ (۱) اور درمختار میں ہے کہ

(۱) الشامي ۲/ ۳۷۸ كتاب الصلوة – مطلبٌ في الغرس في المسجد.

معتکف اور مسافر کے سوا اوروں کو مسجد میں سونا مکروہ ہے،(۱) اور مراد اس سے مکروہ تنزیہی ہے: یعنی خلاف اولیٰ ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اچھا نہیں ہے اور شامی میں ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں کھانے یا سونے کا ارادہ کرے تو بہتر ہے کہ بہ نیت اعتکاف مسجد میں داخل ہوجائے؛ کیونکہ اعتکاف نفل تھوڑی دیر کا بھی درست ہے، اور جب کہ وہ اعتکاف کی نیت کرلے گا تو اس کو مسجد میں کھانا اور سونا بلا کراہت درست ہوگا۔ وإذا أراد ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف فيدخل فيذكر الله تعالى بقدر مانوى أويصلى ثم يفعل ماشاء الخ(۲) فقط

سوال: (۵۶) اگر معلم کی رہائش کا مکان نہ ہوتو وہ مسجد میں چار پائی پر بیٹھے اور سوئے یا نہیں؟ (۱۳۳۰/۴۷۴ھ)

الجواب: سوسکتا ہے اور بیٹھ سکتا ہے۔

سوال: (۵۷) مسجد میں چار پائی بچھا کر سونا جائز ہے یا نہیں؟ عام لوگوں میں مشہور ہے کہ مسجد میں چار پائی ڈال کر بیٹھنا گویا محمد رسول اللہ ﷺ کے سینے پر اپنے پاؤں رکھنا ہے، اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟ (۲۰۵۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد میں جن لوگوں کو یا جس حالت میں سونا درست ہے جیسا کہ معتکف وغیرہ تو اس کو چار پائی بچھا کر اس پر سونا بھی درست ہے، یہ جو کچھ در بارۂ چار پائی مشہور ہے غلط ہے، اور افتراء ہے، اور وعید من كذب عليَّ متعمدا الحديث (۳) کا مورد بناتا ہے۔

مسجد کے صحن میں چار پائی بچھا کر آرام کرنا

سوال: (۵۸) مسجد کے صحن میں چار پائی بچھا کر بوقت ضرورت آرام کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۴۱/۳۴ھ)

---

(۱) ويكره الإعطاء مطلقا وأكل و نوم إلا لمعتكف وغريب (الدر المختار مع الرد ۲/۴۷۷ كتاب الصلاة ــ مطلبٌ في الغرس في المسجد)

(۲) و يُكره النوم والأكل في المسجد لغير المعتكف وإذا أراد ذلك ينبغي الخ (الشامي ۳/۳۹۱ كتاب الصوم ، باب الاعتكاف)

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إتقوا الحديث عني إلا ما علمتم فمن كذب علي متعمدًا فليتبوأ مقعده من النار ومن قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار (جامع السنن للترمذي ۲/۱۲۳، أبواب تفسير القرآن، باب ما جاء في الذي يفسر القرآن برأيه)

الجواب: مسجد میں سونا ضرورۃً جائز ہے، اور اگر چارپائی بچھانے کی ضرورت ہو تو فرش مسجد پر چارپائی بچھا کر اس پر سونا بھی درست ہے۔ فقط

مسجد میں غسل کرنا اور آگ جلانا

سوال: (۵۹) مسجد میں روشنی کے واسطے مٹی کے تیل کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور بغرض تبرید یا تسخین (یعنی ٹھنڈک یا گرمی حاصل کرنے کے لیے) مسجد میں غسل کرنا یا آگ جلانا کیسا ہے؟
(۴۴۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: مٹی کا تیل مسجد میں جلانا مکروہ ہے — اور مسجد میں غسل کرنا بھی اچھا نہیں ہے؛ یعنی مکروہ ہے — اور آگ جلانا اگر تسخین مسجد کے لیے ہے تو ظاہر ہے کہ کچھ حرج نہیں اور اگر اپنی راحت کے لیے ہے تو اچھا نہیں ہے۔

مسجد کے غسل خانے میں غسل کرنا

سوال: (۶۰) مسجد کا صدر دروازہ ایک ہے اور اس کے اندر ایک طرف غسل خانہ ہے کسی کو حاجت نہانے کی ہو تو وہ وہاں نہا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۷۶۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہ وہاں غسل کرسکتا ہے؛ کیوں کہ ظاہر ہے کہ وہ غسل خانہ اور دروازہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔

بے نمازی کا مسجد کا گرم پانی استعمال کرنا

سوال: (۶۱) بے نمازی کو مسجد کے گرم پانی سے منہ ہاتھ دھونا غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(۲۰۸۲/۱۳۴۴ھ)

الجواب: جو پانی صرف نمازیوں کے لیے گرم کرایا جائے اس سے بے نمازیوں کو غسل وغیرہ کرنا، اور منہ ہاتھ دھونا جائز نہیں ہے، ان کو منع کیا جاسکتا ہے۔ فقط

بے نمازی کا مسجد میں ہاتھ منہ دھونا اور استنجاء کرنا

سوال: (۶۲) جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس کا مسجد میں غسل کرنا، منہ ہاتھ دھونا، استنجاء کرنا جائز ہے

یا نہیں؟ اور جس برتن سے وہ استنجاء وغیرہ کرے وہ پاک ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۲۹۷ھ)

الجواب: مسجد کے غسل خانے میں اس کا غسل اور استنجاء کرنا جائز ہے اور وہ برتن پاک ہے اس میں کچھ شبہ نہ کیا جائے۔

غسل خانے میں ننگے پیر جا کر مسجد میں آنا

سوال: (۶۳) غسل خانے میں ننگے پیر جاتے ہیں اور پھر فرش پر آتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۲۱۲۱ھ)

الجواب: غسل خانے میں نالی سے اوپر کا فرش جب کہ غلیظ (ناپاک) نہیں ہے تو ننگے پیر وہاں سے آکر فرش مسجد میں آنا درست ہے۔ فقط

بارش میں مسجد کے در اور محراب میں بیٹھ کر وضو کرنا

سوال: (۶۴) بارش میں مسجد کے در اور محراب میں بیٹھ کر وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۱۶ھ)

الجواب: درمختار میں ہے کہ مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے، اور اگر ضرورت ہو تو کوئی برتن رکھ کر اس میں وضو کرے یا جو جگہ فرش کے اندر ایسی بنی ہوئی ہو کہ وہاں وضو کی جاتی ہے (وہاں وضو کرے) چنانچہ عبارت درمختار کی یہ ہے: ومن منهياته التوضؤ بفضل ماء المرأة وفي موضع نجس...... أوفي المسجد إلا في إناء أو في موضع أعد لذلك الخ (۱) فقط

مسجد میں حجامت بنوانا اچھا نہیں

سوال: (۶۵) مسجد میں مُصلّے پر بیٹھ کر حجامت بنوانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۱۸۲۲ھ)

الجواب: مُصلّے پر حجامت بنوانا اچھا نہیں ہے۔

مسجد میں شکار کھیلنا اور بندوق چلانا

سوال: (۶۶) مساجد میں شکار کھیلنا (اور) بندوق چلانا کیسا ہے؟ (۱۳۴۴/۹۰۵ھ)

---

(۱) الدر مع الشامي ۱/۲۲۳-۲۲۴ کتاب الطهارة – مطلبٌ في الإسراف في الوضوء.

الجواب: یہ فعل آداب مسجد کے خلاف ہے، مسجد میں ایسا فعل نہ کرنا چاہیے؛ کیونکہ مساجد ذکر اللہ اور نماز وغیرہ عبادات کے لیے ہیں کما ورد فی الأحادیث(۱) فقط

مسجد کے فرش پر غلہ سکھانا

سوال: (۶۷) مسجد کے فرش پر غلہ سکھانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۷۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ امر آداب مسجد کے خلاف ہے، اس لیے بلا کسی ضرورت اور عذر کے ایسا نہ کیا جائے، اگرچہ اس میں تلویث مسجد نہیں ہے، لیکن مساجد ذکر اللہ اور نماز کے لیے ہیں، ان میں کوئی ذاتی کام کرنا اچھا نہیں ہے، اگرچہ اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

تھوکنے کے لیے مٹی کا لوٹا مسجد میں رکھنا

سوال: (۶۸) مٹی کے لوٹے میں مٹی ڈال کر مسجد میں رکھنا، اور بہ وقت ضرورت اس میں تھوکنا درست ہے یا نہیں؟ (۹۰۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بہ ضرورت مذکورہ مسجد میں تھوکنے کے لیے لوٹا رکھنا، اور بوقت ضرورت اس میں تھوکنا درست ہے۔ فقط

مسجد میں کرسی وغیرہ لے جانا خلاف ادب ہے

سوال: (۶۹) مسجد میں میز کرسی لے جانا منع ہے یا نہ؟ (۱۳۱۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسجد جائے عبادت ہے وہاں میز اور کرسی لے جانا خلاف ادب ہے۔ فقط

مسجد یا مدرسے میں نقارہ بجانا

سوال: (۷۰) مسجد یا مدرسے میں نقارہ بجانا کیسا ہے؟ اور بجانے والا کیسا ہے؟ گنہگار ہے یا

(۱) عن أنس بن مالك رضی اللّٰه عنه .... ثم إن رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم دعاه، فقال له: إن هذه المساجد لا تصلح لشیء من هذا البول ولا القذر، إنما هی لذكر اللّٰه والصلاة وقراءة القرآن (الصحیح لمسلم ۱/۱۳۸ كتاب الطهارة، باب وجوب غسل البول وغیره من النجاسات إذا حصلت فی المسجد الخ)

نہیں؟(۱۳۳۳-۳۲/۲۲۲ھ)

الجواب: نقارہ وغیرہ بجانا بالعموم ہر جگہ حرام و ناجائز ہے اور بجانے والے فعل حرام کے مرتکب ہیں؛ اور خصوصاً مسجد یا مدرسہ میں یا قریب مسجد کے نقارہ بجانا بہت ہی برا ہے، اور بجانے والے سخت فاسق و عاصی اور مبتدع ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہیے، اگر وہ ایسا کریں تو ان سے تعلقات ترک کردیے جاویں، اور اگر اعلان افطار و سحر کے لیے رمضان المبارک میں خارج از مسجد بجایا جاوے تو جائز ہے قیاساً علی طبل الغزاۃ(۱) فقط

جائے نماز کو کپڑے سے صاف کرنا

سوال: (۷۱) اگر کوئی باہر سے مسجد کے فرش پر لاٹھی پھینک دے جو نمازیان کو ناگوار ہو، اور جائے نماز کو کپڑے سے صاف کرے حالاں کہ وہ بھی نمازیوں کو ناگوار معلوم ہوتا ہے؛ جائز ہے یا نہیں؟ اور خلاف ادب مسجد ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو روک سکتے ہیں یا نہیں؟(۱۳۳۳-۳۲/۱۵۲ھ)

الجواب: باہر سے مسجد میں لاٹھی پھینکنا، اگر اس سے ایذاء کا اندیشہ ہے یا نمازیوں کو تشویش و ناگواری ہو تو اس کو اس فعل سے روک دینا چاہیے کہ خلاف ادب مسجد ہے، اور ایذاء وغیرہ کا بھی اندیشہ ہے، اور جائے نماز کو صاف کرنا کپڑے وغیرہ سے کار ثواب ہے، اس پر اعتراض کرنا فضول ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پاخانے سے بھری ہوئی بالٹی مسجد کے احاطے سے لے کر جانا

سوال: (۷۲) حجرہ سے مسجد کے احاطہ میں ہو کر پاخانہ کی بالٹی لے جانا کیسا ہے؟(۲۲۳۵-۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ اچھا نہیں ہے، اور بہ ضرورت جواز کی حد میں داخل ہے۔

مسجد یا مسجد کے کمرے میں حقہ پینا

سوال: (۷۳) صحن مسجد یا حجرۂ مسجد میں حقہ پینا جس سے تمام مسجد میں بدبو آتی ہو جائز ہے یا

(۱)وقد جوّزوا ضرب الدف للتسحير ، وأما طبل الغزاة فجائز (العرف الشذي على جامع الترمذي ۱/۲۰۸ أبواب النكاح ، باب ماجاء في إعلان النكاح)

نہیں؟ اور باوجود اس فعل کے اگر اس کو منع کیا جاتا ہے تو آمادۂ فساد ہو جاتا ہے، اور اس فعل پر مصر ہے؛ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۵۲۹/۳۴-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ فعل اس کا مکروہ ہے: مسجد کے صحن اور حجرہ میں حقہ پینا جس سے مسجد میں بدبو آئے مکروہ ہے؛ اور نماز اس کے پیچھے اگرچہ ہو جاتی ہے؛ لیکن اس کو ایک فعل مکروہ پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: (۷۴) حقہ پینا حجرۂ متصل مسجد میں کہ اس حجرہ کے سامنے لڑکے قرآن شریف پڑھتے ہیں درست ہے یا نہیں؟ (۲۱۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: حقہ پینا اگرچہ جائز ومباح ہے؛ لیکن بلا ضرورت اچھا نہیں ہے، اور مسجد کے قریب اور جس جگہ قرآن شریف پڑھایا جائے اور بھی برا ہے۔ فقط

مسجد میں سگریٹ پینا

سوال: (۷۵) مسجد میں بیٹھ کر سگریٹ پینا کیسا ہے؟ اور خارج مسجد میں سگریٹ پینے کا کیا حکم ہے؟ (۶۷۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: سگریٹ پینا خارج عن المسجد بھی مکروہ اور مسجد میں زیادہ تر مکروہ و مذموم ہے۔

حقہ پی کر یا کچی پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں جانا

سوال: (۷۶) کچی پیاز یا لہسن کھا کر اور تمباکو پی کر بغیر کلی اور بغیر دور کیے بدبو کے مسجد میں جانا مکروہ ہے یا نہیں؟ (۶۸۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: کچی پیاز یا لہسن کھانا بلا کراہت جائز ہے، جیسا کہ بخاریؒ و مسلمؒ باتفاق روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے: كُلْ، فإني أناجي من لا تناجي (۱) اور مسلم میں ہے کہ فرمایا: أيها الناس

---

(۱) عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه قال: وفي رواية حرملة زعم– أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من أكل ثومًا أو بصلاً فليعتزلنا أو ليعتزل مسجدنا وليقعد في بيته وأنه أتي بقِدْرٍ فيه خضرات من بقول فوجد لها ريحًا فسأل: فأخبر بما فيها من البقول فقال: قربوها إلى بعض أصحابه فلما رآه كره أكلها قال: كُلْ فإني أناجي من لا تناجي (الصحيح لمسلم ۱/۲۰۹ كتاب المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً إلخ)

إنه ليس لي تحريم ما أحل الله لي ولكنها شجرة أكره ريحها (۱) ہاں اس کو کھا کر یا حقہ پی کر بدون ازالۂ بدبو کے مسجد میں جانا مکروہ تحریمی ہے کہ احادیث صحیحہ میں لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں حاضر ہونے سے نہی وارد ہے؛ چنانچہ مسلم میں ہے: من أكل البصل والثوم والكراث فلايقربن مسجدنا فإن الملئكة تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم (۲) اور فقہ حنفی میں بھی پیاز اور لہسن یا کوئی اور بدبودار شئے کے ساتھ مسجد میں جانا مکروہ تحریمی ہے؛ چنانچہ درمختار میں ہے: وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كل مؤذ (۳) اور کبیری میں ہے يجب أن نصان عن إدخال الرائحة الكريهة (۴) اور اسی پر قیاس کر کے حضرات علماء رحمہم اللہ نے علاوہ مسجد کے مجالس ذکر میں بھی بدبودار شئے کو لے جانا مکروہ تحریمی قرار دیا ہے؛ چنانچہ نووی شرح مسلم میں نقل کرتے ہیں: قال القاضي: وقاس العلماء على هذا مجامع الصلوة غير المسجد كمصلى العيد والجنائز ونحوها من مجامع العبادات وكذا مجامع العلم والذكر والولائم ونحوها ولايلتحق بها الأسواق ونحوها (۵) الحاصل کچی پیاز اور لہسن کھانا بلا کراہت جائز ہے؛ البتہ اس کو کھا کر یا حقہ پی کر بلا ازالۂ رائحہ کریہہ کے مسجد یا مجلس ذکر میں جانا مکروہ تحریمی ہے۔

غیر معتکف کا مسجد میں پان کھانا

سوال: (۷۷) غیر معتکف وغیر مسافر شرعی کو مسجد میں پان کھانا کیسا ہے؟ بعض کھانے کو اگر غذا کے طور پر ہو تو منہی عنہ کہتے ہیں، والا نہ؛ یہ فرق کیسا ہے؟ (۱۳۳۷/۳۷۱ھ)

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: لم نَعْدُ أن فتحت خيبر فوقعنا أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في تلك البقلة الثوم ـــــ إلى أن قال ـــــ فقال: أيها الناس إنه ليس لي تحريم ما أحل الله لي لكنها شجرة أكره ريحها. الحديث (الصحيح لمسلم ۱/۲۰۹)

(۲) عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أكل من هذه البقلة الثوم وقال مرةً: من أكل البصل. الحديث (الصحيح لمسلم ۱/۲۰۹)

(۳) الدرمع الشامي ۲/۳۷۷ كتاب الصلوة – مطلبٌ في الغرس في المسجد.

(۴) شرح المنية المعروف بالكبيري ص: ۵۲۶ فصل في أحكام المسجد.

(۵) شرح المسلم للنووي على هامش الصحيح لمسلم ۱/۲۰۹ باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً. إلخ

الجواب: پان کھانا مسجد میں غیر معتکف کے لیے غیر اولیٰ ہے، مثل اکل طعام کے بلا ضرورت، اور فرق کرنا بعض کا بہ حیثیت غذا، ہونے اور نہ ہونے کے صحیح نہیں ہے۔ فقط

مسجد میں نمازی کے آگے جوتا رکھنا

سوال: (۷۸) مسجد میں نمازی کے آگے جوتا کھلا رکھنا کیسا ہے؟ اور کپڑے میں لپیٹ کر رکھنا کیسا ہے؟ (۹۲۱، ۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ اچھا ہے کہ جوتے کو کپڑے وغیرہ میں چھپا کر رکھیں کھلا ہوا جوتا سامنے رکھنا اچھا نہیں ہے، مجبوری ہو تو خیر۔

جوتا پہن کر مسجد میں جانا

سوال: (۷۹) ایک شخص کہتا ہے کہ اگر خشک جوتا پہن کر مسجد کے فرش پر گذر جاوے تو جائز ہے؟ (۳/۱۳۳۶ھ)

الجواب: یہ اچھا نہیں ہے کہ جو جوتا مسجد سے باہر استعمال میں ہو اس کو پہن کر مسجد میں جاویں، البتہ اگر مسجد کے لیے کوئی علیحدہ پاک وصاف جوتا وغیرہ ہو تو اس کو پہن کر جانا درست ہے۔

بہ غرض حفاظت مسجد میں جوتا رکھنا

سوال: (۸۰) مسجد میں اکثر نمازی جوتا سجدہ کے سامنے رکھ دیتے ہیں، اور جوتے سب قسم کے ہوتے ہیں، اور اکثر جوتوں کو نجاست لگ جاتی ہے، بعض آدمی تو جوتے کو جھاڑ کر رکھتے ہیں اور بعض اس کا خیال نہیں کرتے؟ (۳/۸۸۳ ۱۳۳۳ھ)

الجواب: درمختار میں ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اپنے جوتے اور موزے کو دیکھ لے کہ نجاست تو لگی ہوئی نہیں ہے، اس کے بعد جوتے کو مسجد میں لے جاسکتا ہے، اور جوتا اگر پاک ہے تو اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے، بلکہ مخالفت یہود کی وجہ سے اس کو بہتر قرار دیا ہے عبارت یہ ہے: وینبغي لداخله تعاهد نعله وخفه وصلاته فیهما أفضل (۱) اور علامہ شامی نے اس پر ایک حدیث

(۱) الدرالمختار والشامی ۲/۳۷۱ کتاب الصلوۃ، مطلبٌ في أحکام المسجد.

نقل کی ہے: صلوا في نعالكم ولا تشبهوا باليهود رواه الطبراني (۱) یعنی جوتوں میں نماز پڑھو، اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو، اور غرض یہ ہے کہ جب جوتا اور موزہ پاک ہو تو اس میں نماز پڑھو، اور پھر شامی نے یہ بھی نقل فرمایا ہے کہ جوتا پہنے ہوئے مسجد میں جانا بے ادبی ہے ولعل ذلك محمل ما في عمدة المفتي من أن دخول المسجد متنعلاً من سوء الأدب الخ (۱) بہرحال یہ بحث تو جوتا پہن کر نماز پڑھنے کی تھی باقی یہ کہ چوری وغیرہ کے خوف سے جیسا کہ عادت نمازیوں کی ہے کہ جوتا اٹھا کر مسجد میں لے جا کر رکھتے ہیں تو یہ جائز ہے اور حدیث شریف میں ہے: إذا صلى أحدكم فلايضع نعليه عن يمينه ولا عن يساره فتكون عن يمين غيره إلا أن لايكون عن يساره أحد وليضعهما ما بين رجليه (۲) اور ایک حدیث میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے جوتے نکال کر بائیں طرف رکھے، بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں جوتا رکھنا خصوصاً بہ غرض حفاظت درست ہے، لیکن اگر سامنے رکھے تو رومال وغیرہ کپڑا ان پر ڈال دے یہ بہتر ہے۔ فقط

سوال: (۸۱) بڑے شہروں میں اکثر مساجد میں سے جوتے چوری ہوجاتے ہیں، اسی وجہ سے نمازی جوتے اپنے پاس رکھتے ہیں، دائیں بائیں دیواروں کے برابر فرش پر رکھ دیتے ہیں، اور جو نمازی اگلی جماعت میں ہوتے ہیں وہ جوتے اپنے سامنے رکھتے ہیں اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۸۸۴/۱۳۴۴ھ)

الجواب: مسجد میں جوتے جھاڑ کر رکھنا بلا کراہت درست ہے، لیکن ایک طرف کو چھپا کر کپڑے وغیرہ سے رکھنا بہتر ہے، اور اگر چوری وغیرہ کے خوف سے اپنے سامنے رکھے تو یہ بھی درست ہے، لیکن اس کو کپڑے وغیرہ سے چھپا دینا اچھا ہے، بہرحال اس پر کچھ اعتراض کرنے کا موقع نہیں ہے جیسا کہ دوسرے سوال کے جواب میں مفصل لکھا گیا ہے۔ (۳) فقط

چمڑے کے پاتابے پہن کر مسجد میں داخل ہونا

سوال: (۸۲) چمڑے کے پاتابے جو محض بہ نیت تحفظ قدم عن آفات خارجیہ صرف بوقت ورود

---

(۱) الشامي ۲/۴۲۷ كتاب الصلوة . مطلبٌ في أحكام المسجد .

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا صلّى أحدكم فلا يضع نعليه الحديث (سنن أبي داؤد ۱/۹۶ كتاب الصلاة - باب المصلي إذا خلع نعليه أين يضعهما)

(۳) دیکھئے اس سے پہلے والا سوال و جواب۔

مسجد استعمال میں آئیں اور حنفا اور بعض الحصلی (مُصلّے پر پہنچنے کے وقت) مسجد کو دیے جائیں، جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۷۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: استعمال ان پاک پا تابوں کا مسجد میں درست ہے۔ فقط

مسجد کے برابر والے کمرے میں امام کا بیوی کے ساتھ رہنا

سوال: (۸۳) امام مسجد، مسجد کے برابر داہنی طرف مکان میں مع بیوی رہتا ہے، اور دروازہ اس کا مشرق کی طرف ہے، امام مسجد کو اس مکان میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور سونا اور باتیں کرنا کیسا ہے؟ (۹۱/۳۲-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جگہِ مذکور میں امام اور اس کی مستورات کو سونا درست ہے، اور رہنا اور باتیں کرنا درست ہے۔

بیوی بچوں کو مسجد میں رکھنا اور مسجد کے اندر کھانا پکانا

سوال: (۸۴) اگر کوئی شخص مسجد کو اپنا گھر سمجھ کر اپنے بیوی بچوں کو رکھے، اور مسجد کے اندر ہی کھانے پکائے، تمباکو، گانجا پئے، عورت کو اپنے ہمراہ لے کر ایک بستر پر سوئے، ان امور سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کی شرعًا کیا سزا ہونی چاہیے؟ (۲۳۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بے شک ان امور سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے مسجد میں ایسے افعال نہ کرنے چاہئیں، اور ایسے شخص کو مسجد سے نکال دینا چاہیے، اور اس کو تعزیر و تنبیہ کرنی چاہیے۔

امام مسجد کا مسجد کے حجروں میں گائے بکری باندھنا

سوال: (۸۵) مسجد کے نیچے جو حجرے ابتداء سے بنے ہوئے ہوتے ہیں، امام مسجد اس میں گائے بکری باندھے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۴۰۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ان حجروں میں گائے بکری وغیرہ باندھنا جائز نہیں ہے، اور باندھنے والا خاطی ہے، یہ فعل خطا اور معصیت ہے، اس کو ترک کر دینا چاہیے، کیونکہ آداب مسجد کے بھی یہ خلاف ہے، اور ایسا تصرف مسجد کے حجروں میں درست بھی نہیں ہے۔ فقط

مسجد میں سوال کرنا

سوال: (۸۶) مسجد کے اندر سوال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۲۰۳۰ھ)

الجواب: فقہاء نے مسجد میں سوال کرنے کو مطلقاً ناجائز لکھا ہے، بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ سائل مسجد کو کچھ نہ دیا جاوے۔(۱) فقط

سوال: (۸۷) ایک فقیر نے مسجد میں آکر گیارہ گنڈے اور پانچ کپڑے کا سوال کیا، اس پر مسجد کے جاروب کش نے نمازیوں کو روک دیا کہ اس فقیر کا سوال پورا کر کے جانا ورنہ تم کو دہائی ہے شرع محمدی کی۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ پنچایت میں سے مبلغ ۳ روپے دے کر اس کا سوال پورا کردو، یہ کہہ کر چلا گیا، اس پر قوم کے لوگوں نے یہ الزام لگا کر کہ اس نے خدا اور رسول کی دہائی نہ مانی، سو یہ شخص اسلام سے خارج ہے، اب اس کو مسجد میں نہ آنے دینا چاہیے وغیرہ وغیرہ، پس بہ صورت مذکورہ ایسے شخص کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ایک مسلمان نمازی کو خارج اسلام کہہ کر ذلیل کیا، کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۲۲۰۴ھ)

الجواب: مسجد میں اس قسم کا سوال ممنوع ہے، پس جس شخص نے یہ کہا کہ پنچایت میں سے اس کو کچھ دلوادینا، اس نے یہ کام اچھا کیا کہ مسجد میں اس کے سوال کو پورا کرنے سے روکا، یہ کام اس کا موافق شریعت کے ہے، ایسے فقیروں کو تو کسی وقت بھی نہ دینا چاہیے، چہ جائیکہ مسجد میں دیا جائے، لہٰذا اس شخص کو خارج از اسلام سمجھنا، اور اس کو مسجد سے نکالنا وغیرہ وغیرہ سخت گناہ ہے، جنہوں نے ایسا مشورہ کیا وہ گنہ گار ہوئے ان کو چاہیے کہ توبہ کریں، اور ایسے فقیروں کو مسجد میں سوال کرنے سے منع کریں، اور ایسے فقیروں کو مسجد میں کچھ نہ دیں تاکہ وہ آئندہ مسجد میں سوال نہ کریں۔ فقط

سوال: (۸۸) من يسئل في المسجد سواء كان سؤاله على القرآن أو على غيره مما يتعلق بحوائج البشر هل هو جائز له أم لا؟ قال بعضهم: يجوز السؤال في المسجد لأمر لابدمنه كذا قال الشامي. وقال بعضهم: لايجوز السؤال والإعطاء في المسجد مطلقًا كذا قال ابن الحاج في المدخل (۱۳۳۵/۱۳۱۴ھ)

---

(۱) ويحرم فيه السؤال ويكره الإعطاء (الدرالمختار مع الرد: ۲/۳۷۵ كتاب الصلاة: قبيل مطلبٌ في إنشاء الشعر)

الجواب: يكره إعطاء سائل المسجد إلا إذا لم يتخطَ رقاب الناس في المختار، كما في الاختيار ومتن مواهب الرحمن (درمختار) قوله إلّا إذا لم يتخطَ أي ولم يمر بين يدي المصلين قال في الاختيار: فإن كان يمرّ بين يدي المصلين ويتخطى رقاب الناس يكره لأنه إعانة على أذى الناس حتى قيل: هٰذَا فَلْسٌ لَا يُكَفِّرُهُ سَبْعُوْنَ فَلْسًا (۱)

ترجمہ: سوال: (۸۸) جو مسجد میں سوال کرتا ہے: خواہ اس کا سوال قرآن کے لیے ہو یعنی اسلامی مدرسہ کے لیے ہو یا اس کے علاوہ کسی ایسے کام کے لیے ہو جس کا تعلق انسانی ضروریات سے ہو تو کیا یہ سوال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بعضوں کا کہنا ہے کہ کسی نہایت ضروری کام کے لیے مسجد میں سوال کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے، اور بعضوں نے کہا کہ مسجد میں سوال کرنا اور سائل کو دینا کسی بھی طرح جائز نہیں؛ جیسا کہ ''مدخل'' میں ابن الحاج نے تحریر فرمایا ہے؟

الجواب: مسجد میں سوال کرنے والے کو دینا مکروہ ہے لیکن اگر وہ لوگوں کی گردنوں کے اوپر سے نہ گذرتا ہو تو مختار قول میں اس کو دینا مکروہ نہیں ہے، جیسا کہ اختیار اور متن مواہب الرحمٰن میں ہے (درمختار) ماتن کا قول: لیکن اگر وہ لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے یعنی نمازیوں کے سامنے سے نہ گذرے، اختیار میں ہے: پس اگر وہ نمازیوں کے سامنے سے گذرے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگے تو (دینا) مکروہ ہے، کیونکہ یہ لوگوں کی ایذا رسانی میں مدد کرنا ہے۔ یہاں تک کہ کہا گیا ہے یہ ایسا پیسہ ہے جس کا تدارک ستر پیسے نہیں کر سکتے، یعنی یہ ایسا گناہ ہے جو ستر گناہوں پر بھاری ہے۔ (یہ شامی کی عبارت ہے)

مسجد میں مانگنے والے کو دینا

سوال: (۸۹) مسجد میں سوال کرنا اور سائل کو کچھ دینا کیسا ہے؟ (۶۳۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں لکھا ہے: ويحرم فيه السؤال ويكره الإعطاء الخ (۲) ترجمہ: اور حرام ہے مسجد میں سوال کرنا اور مکروہ ہے اس کو دینا، اور شامی میں ہے اگر لوگوں کی گردنوں پر پھلانگتا پھرے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ فقط

(۱) الدر المختار والشامی ۵۱۱/۹ كتاب الحظر والإباحة ۔ فصلٌ في البيع ۔
(۲) الدر المختار مع الشامی ۳۷۵/۲ كتاب الصلوة ۔ مطلبٌ في أفضل المساجد ۔

مسجد کی مرمت کے لیے مسجد میں سوال کرنا

سوال: (۹۰) مسجد کی مرمت وغیرہ کے لیے مسجد میں سوال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۲۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: بضرورت درست ہے۔ فقط

مسجد میں اسلامی مسائل پر بحث کرنا —— اور لاوارث کی تجہیز وتکفین کے لیے چندہ کرنا

سوال: (۹۱) مسجد میں اسلامی معاملہ پر بحث ومباحثہ کرنا یا جلسہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ یہاں پر چند علماء نے فتوی عدم جواز کا دیا ہے، نیز لاوارث اموات کی تجہیز وتکفین وغیرہ کے لیے چندہ مسجد میں کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۹۱۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مسجد میں مسائل شرعیہ کی تحقیق اور بحث ومباحثہ کرنا درست ہے، اور اسلامی کام کے لیے جلسہ کرنا بھی درست ہے، یہ امور احادیث سے ثابت ہیں، اور فقہاءؒ نے بھی اس کی ممانعت نہیں فرمائی، اور یتیموں ولاوارثوں کی تجہیز وتکفین وغیرہ کے لیے مسلمانوں سے مسجد میں چندہ لینا بھی درست ہے۔ فقط

مسجد میں قیمتی فرش بچھانا اور منبر پر غلاف چڑھانا

سوال: (۹۲) مساجد میں فرش مکلف بچھانا اور منبر پر غلاف ڈالنا کیسا ہے؟ (۱۸۶۸/۳۴-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

بیت اللہ شریف پر غلاف ڈالنے اور انبیاء کے جسموں کا حکم

سوال: (۹۳) بیت اللہ شریف پر غلاف ڈالنا بدعت ہے یا نہیں؟ اور انبیاء کا جسم مٹی کھاتی ہے یا نہیں؟ (۱۲۸۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: بیت اللہ شریف پر غلاف ڈالنا سلف کے زمانہ سے برابر ثابت ہے، یہ بدعت نہیں ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے: إن اللّٰه حرم علی الأرض أن تأکل أجساد الأنبیاء فنبیُّ اللّٰه حيّ

یرزق (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ بے شبہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا زمین پر یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے جسم کو کھاوے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں۔

صبح کی اذان کے بعد مسجد میں چراغ جلا کر قرآن یاد کرنا

سوال: (۹۴) صبح کی اذان کے بعد مسجد میں چراغ جلانا اور قرآن شریف یاد کرنا، اور وقت پر اسی روشنی چراغ میں جماعت کرنا جب کہ پردے پڑے رہتے ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۶۵۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: بعد اذان صبح کے مسجد میں چراغ جلانا اندھیرے کی وجہ سے، اور قرآن شریف پڑھنا، ممنوع نہیں ہے؛ اور پردوں کی وجہ سے چونکہ اندر اندھیرا ہوتا ہے اگر چہ نماز صبح کی بھی اس حالت میں پڑھی جائے کہ چراغ روشن رہے کچھ حرج نہیں ہے؛ البتہ امام صاحبؒ کے مذہب میں صبح کی نماز میں اسفار یعنی خوب چاندنا کرنا افضل اور بہتر ہے جیسا کہ حدیث شریف: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر (۲) سے مستفاد ہے؛ اس لیے صبح کی نماز میں جلدی نہ کی جائے، باہر چاندنا خوب ہو جانا بہتر ہے، اور مسجد کے اندر اگر پردوں کی وجہ سے اندھیرا رہے، اور اس وجہ سے چراغ کی روشنی میں نماز پڑھی جائے تو اس میں کچھ ممانعت اور کراہت نہیں ہے۔ فقط

مسجد کا تیل قرآن پڑھنے کے واسطے جلانا

سوال: (۹۵) مسجد کا تیل مسجد کے حجروں میں قرآن شریف پڑھنے کے واسطے جلانا جائز ہے یا نہیں؟ (۸۲۷/ ۴۴-۱۳۴۵ھ)

---

(۱) عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أكثروا الصلوٰة عليّ يوم الجمعة فإنه مشهودٌ تشهده الملائكة وإن أحدًا لن يصلي عليّ إلا عرضت عليّ صلوته حتى يفرغ منها قال: قلت: وبعد الموت قال وبعد الموت إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء فنبيُّ الله حيٌّ يرزق (سنن ابن ماجة ص:۱۱۸ كتاب الصلاة — آخر أبواب ما جاء في الجنائز)

(۲) عن رافع بن خديج رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر (جامع الترمذي ۱/ ۴۰ أبواب الصلاة — باب ماجاء في الإسفار بالفجر)

الجواب: نہ جلانا چاہیے، اور شبہ سے بھی بچنا چاہیے۔

مصلیوں کے جانے کے بعد مسجد کی روشنی گل کردینا

سوال: (۹۶) چراغ مسجد بعد نماز عشاء، مصلیوں کے رخصت ہونے کے بعد گل کردینا مناسب ہے یا جلنے دیا جائے؟ (۱۳۳۹/۵۱۸ھ)

الجواب: چراغ مسجد بعد فراغت از نماز عشاء اور بعد رخصت ہونے نمازیوں کے گل کردینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

مسجد میں لالٹین جلانا

سوال: (۹۷) مٹی کے تیل کا لیمپ مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۹۶۷ھ)

الجواب: علت کراہت کی بدبو ہے، اگر بدبو نہ ہو تو جائز ہے؛ کیونکہ علت اس میں نجاست نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۹۸) ایک شخص مسجد میں رات کو سوتا ہے، اپنی ضرورت کے واسطے ایک لالٹین کراسن کے تیل کی مسجد میں رکھ لیتا ہے، اور ضرورت کے وقت شب کو جلا کر باہر رفع ضرورت کے واسطے لے جاتا ہے ایسی حالت میں کوئی گناہ تو نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۱۳ھ)

الجواب: ایسی حالت ضرورت میں امید ہے کہ وہ گناہ سے محفوظ رہے، تاہم احتیاط بہتر ہے کہ اس لالٹین کو جس میں مٹی کا تیل بدبودار ہے مسجد سے باہر رکھے۔

مسجد میں موم بتی جلانا بلا کراہت درست ہے

سوال: (۹۹) مسجد میں موم بتی جلانا عند الشرع کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ موم بتی مشکوک اشیاء سے بنتی ہے، اس لیے اس کا مسجد میں جلانا درست نہیں ہے، بکر اس کا خلاف کرتا ہے اس میں محاکمہ فرمائیے؟ (۱۳۴۳/۲۲۲۶ھ)

الجواب: اس بارے میں بکر کا قول صحیح ہے موم بتی مسجد میں جلانا بلا کراہت درست ہے۔ فقط

ہندو کی دی ہوئی موم بتی مسجد میں جلانا

سوال: (۱۰۰) اگر کوئی ہندو مرمت مسجد کے لیے چندہ دے یا مسجد میں موم بتی تیل وغیرہ جلانے کے واسطے دے تو وہ چندہ اور تیل وغیرہ مسجد کے استعمال میں لانا جائز ہے یا نہ؟ (۳۶۴-۴۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: ہندو اگر مسجد میں تیل یا موم بتی جلانے کو دے تو اس کا مسجد میں جلانا درست ہے، اسی طرح اگر وہ روپیہ مرمت مسجد کے لیے دے تو اس کو مرمت مسجد میں صرف کرنا درست ہے، کیوں کہ ظاہر ہے کہ جو چندہ وہ کافر مسجد میں دیتا ہے، قربت سمجھ کر دیتا ہے، اور ہمارے نزدیک بھی یہ قربت ہے وھو الشرط فی وقف الکافر کما فی ردالمحتار: إن شرط وقف الذمی أن یکون قربۃ عندنا وعندھم(۱)

مسجد کی صفائی کے لیے درختوں کو کاٹنا

سوال: (۱۰۱) مسجد کے صحن کو مشرق کی طرف بڑھایا جائے، اور جو حصہ بڑھایا گیا ہے اس میں درخت ہوں تو درخت کا کاٹنا صحن مسجد کو فراخ، ہموار اور جانوروں کی بیٹ سے صاف رکھنے کی نیت سے اور نہ کاٹنا سائے کی نیت سے دونوں امر درست ہیں یا نہیں؟ اور ان دونوں میں بہتر کون سا ہے؟ (۱۶۲۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مسجد کو بیٹ وغیرہ سے صاف رکھنا زیادہ اہم ہے اس لیے کاٹنے کو ترجیح ہوگی۔ فقط

ہر پندرہ منٹ پر بجنے والی گھڑیاں مسجد میں رکھنا

سوال: (۱۰۲) مسجد میں ایسی گھڑی رکھنی جائز ہے یا نہ جو کہ پاؤ اور آدھا، پونا وغیرہ بجاتی ہے؟ (۴۹۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جس طرح عام گھڑیاں بجنے والی مساجد میں رکھنی جائز ہیں، اسی طرح گھڑی مذکور جو پاؤ اور آدھا اور پونا بجاتی ہے وہ بھی مسجد میں رکھنا جائز ہے۔ فقط

(۱) الشامی ۶/ ۵۱۰ کتاب الوقف. شرائط الوقف.

مسجد میں گھڑی لگانا درست ہے

سوال: (۱۰۳) بڑی گھڑی جدید خرید کر مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ ابر وغیرہ میں از حد ضرورت ہوتی ہے، ٹائم مقررہ پر نماز ادا کر سکتے ہیں (۱۲۲۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: موجودہ حالات میں بڑی گھڑی خرید کر مسجد میں لگانا درست ہے۔ فقط

نمازی کا سامانِ تجارت مسجد میں رکھنا درست ہے

سوال: (۱۰۴) زید تجارت بطور گشت کے کرتا ہے تو نماز کے وقت سامان تجارت تا ادائے نماز مسجد میں رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ بکر نے جواز کی صورت بتلائی تو عمر نے اس کی تغلیط کی اور عدم جواز میں یہ عبارت ہدایہ کی پیش کی: ولا بأس بأن يبيع ويبتاع في المسجد من غير أن يحضر السلعة لأنه قد يحتاج إلى ذلك بأن لا يجد من يقوم بحاجته إلا أنهم قالوا: يكره إحضار السلعة للبيع والشراء لأن المسجد محرَّزٌ عن حقوق العباد وفيه شغله بها ويكره لغير المعتكف البيع والشراء فيه لقوله عليه السلام: جنبوا مساجدكم صبيانكم إلى أن قال: و بيعكم وشراءكم(۱) (ص:۲۱۰) تو بکر نے کہا کہ اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ معتکف کو سامان تجارت مسجد میں رکھنا ناجائز ہے، اور اس کے غیر کے لیے بھی ناجائز اس سے معلوم نہیں ہوتا، اس کا کیا جواب ہے؟ (۲۱۷۳/۱۳۳۷-۴۲ھ)

الجواب: ہدایہ کی عبارت میں تصریح ہے کہ اگر بیع وشراء مسجد میں ہو بحالت اعتکاف تو مسجد میں مبیع کا لے جانا مکروہ ہے، اور جب کہ بیع وشراء نہ ہو بلکہ نمازی نماز پڑھنے تک اپنا سامان تجارت مسجد میں اپنے پاس رکھے تو یہ شرعاً بلا کراہت جائز ہے، عبارت ہدایہ سے کراہت اس کی ثابت نہیں ہوتی پس قول بکر کا صحیح ہے۔ فقط

مسجد کے احاطے میں بیت الخلاء بنانے اور کتا پالنے کا حکم

سوال: (۱۰۵) احاطہ مسجد کے اندر پاخانہ بنالینا یا کتا پالنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۵۵۴/۱۳۳۷ھ)

(۱) الهداية ۱/۲۳۰-۲۳۱ کتاب الصوم – آخر باب الاعتكاف.

الجواب: احاطۂ مسجد کے اندر یا باہر غسل خانے کے ساتھ اگر ضرورت کے لیے پاخانہ بھی بنالیا جائے تو حرام نہیں ہے لیکن خاص مسجد سے علیحدہ ہونا چاہیے، اور اس کو صاف رکھنے کا بھی اہتمام رہے کہ نمازیوں کو بدبو سے ایذاء نہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ مسجد کے احاطے سے باہر پاخانہ ہو: کیونکہ حدیث شریف میں زیادہ قریب مسجد سے پاخانہ بنانے کو منع فرمایا ہے(۱) پس اگر پاخانہ زیادہ قریب نماز پڑھنے کی جگہ سے نہ ہو اور اس ضرورت سے کہ احاطے سے باہر کوئی جگہ پاخانہ بنانے کی نہیں ہے تو احاطے کے اندر بھی درست ہے، مگر صفائی وغیرہ کا اہتمام رہے اور کتے کا پالنا اور رکھنا بلاضرورت حفاظت وغیرہ کے اچھا نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے: من اقتنی کلبًا إلا کلب ماشیة أو ضارٍ نقص من عمله کل یوم قیراطان (۲) یعنی جس نے پالا کتا سوائے کتا حفاظت جانوران وغیرہ کے یا شکار کے تو اس کے عمل میں سے ہر دن دو قیراط ثواب کم ہوگا۔

سوال: (۱۰۶) مسجد کے حلقہ کے اندر پاخانہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ وضو کی جگہ سے تیرہ ہاتھ فاصلہ پر ہے۔ (۱۳۴۴-۳۳/۱۴۰۷ھ)

الجواب: اگر ضرورت ہے تو درست ہے، مگر اس کو صاف رکھا جائے، اور بہتر ہے کہ مسجد سے زیادہ فاصلے سے پاخانہ بنوایا جائے۔ بہ ضرورت شدید درست ہے۔ فقط

مسجد میں ہوا خارج کرنا

سوال: (۱۰۷) زید کہتا ہے کہ مسجد میں اگر کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو اس کو فرشتے دہن (منہ)

---

(۱) مسجد سے زیادہ قریب پاخانہ بنانے کی ممانعت غالبًا حضرت مفتی صاحب نے درج ذیل روایت سے اخذ فرمائی ہے:

عن جابر رضی اللّٰه عنه قال: نهى رسول اللّٰه صلّى اللّٰه علیه وسلّم عن أكل البصل والكراث، فغلبتنا الحاجة فأكلنا منها، فقال: من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فإن الملائكة تأذّى مما يتأذّى منه الإنس. (الصحیح لمسلم ۱/۲۰۹ كتاب المساجد. باب: نهي من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها مماله رائحة كريهة عن حضور المسجد حتى تذهب ذلك الريح وإخراجه من المسجد)

(۲) عن نافع عن عبد اللّٰه بن عمر رضی اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من اقتنى كلبًا الحديث (البخاری ۲/۸۲۴ كتاب الذبائح والصيد والتسمية ـ باب من اقتنى كلبًا إلخ)

میں لے کر مسجد سے باہر جاتے ہیں: یہ صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (۱۶۷۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: زید جو کچھ کہتا ہے یہ کہیں ثابت نہیں ہے، فقہاء نے اس میں یہ تفصیل کی ہے، شامی میں ہے: وكذا لايخرج فيه الريح من الدبر كما في الأشباه واختلف فيه السلف فقيل: لابأس وقيل: يخرج إذا احتاج إليه وهو الأصح الخ(۱) فقط

مسجد کے دروازے کی دیوار کو ہاتھ لگا کر سینہ پر رکھنا

سوال: (۱۰۸) زید جب مسجد میں آتا ہے تو مسجد کے دروازے کی دیوار کو ہاتھ لگا کر اپنے سینے پر لگا لیتا ہے، اور اس کو تعظیم مسجد تصور کرتا ہے: یہ فعل کیسا ہے؟ (۱۲۷۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس قسم کی تعظیم شریعت میں ثابت نہیں ہے، اور اپنی طرف سے اس قسم کی تعظیم کو ایجاد واختراع کرنا احداث فی الدین ہے؛ لہٰذا درست نہیں ہے۔

بہ ذریعہ قطب نما سمت قبلہ متعین کرنا

سوال: (۱۰۹) تعمیر مسجد کے وقت بہ ذریعہ قطب نما جو لائن قائم ہووے: کیا اس پر بھی صحت سمت قبلہ کے لیے لائن کو شرقاً غرباً یا کسی طرح پس و پیش کرنا (یعنی آگے، پیچھے کرنا) ضروری ہے اگر ہے تو کس طرح؟ (۲۵۸۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ہندوستان میں اکثر بلاد میں قطب نما سے ہی رخ مساجد کا صحیح کیا جاتا ہے، اور قطب تارہ سے بھی شب کو رخ دیکھتے ہیں: پس اسی کے موافق رخ مسجد کا کر دینا چاہیے، اور کچھ پس و پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے (۲) فقط

---

(۱) ترجمہ: اور اسی طرح مسجد میں دُبر سے ہوا خارج نہ کرے، جیسا کہ الأشباہ میں ہے، اور اسلاف نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے، چنانچہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جب ضرورت ہو تو ہوا خارج کرے، اور یہی اصح ہے (الشامی ۳۷۱/۲ کتاب الصلوۃ- مطلب في أحكام المسجد)

(۲) مگر اب قبلہ نما ایجاد ہو گئے ہیں، پس ان سے مسجد کا رخ صحیح کرنا زیادہ بہتر ہے۔ سعید احمد پالن پوری

ہندو مسجد کے قریب ڈھول، باجا بجائیں تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۱۱۰) ہندو نرسنگھ پور مؤرخہ ۸/ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو کالی کا ڈولہ مع مزامیر و باجا مسجد کے محاذی میں نکالنے پر آمادہ ہوئے، مسلمان خبر پا کر حاکم ضلع سے ملتجی ہوئے، اس پر حکم دیا کہ شارع (سڑک) پر کسی کو باجا بند کرنے کا مجاز نہیں، مسلمان ہنوز اس کے روکنے پر آمادہ ہیں؛ دوسرے روز پھر یہی کیفیت رہی، حکام ضلع آئے، مسجد کے روبرو باجا بند کر دیا گیا پھر حاکم ضلع نے کہا کہ مسجد کے سامنے باجا بجانے میں حرج کیا ہے؟ صرف نماز کے وقت میں بند کر دینا کافی ہے، مسلمانوں نے جواب دیا کہ حرمت مسجد کی وجہ سے ہم مانع ہیں؛ لہٰذا کسی وقت باجا بجایا نہ جائے، پھر بعد گفتگو یہی کہا کہ اس میں مسجد کی حرمت کچھ بھی نہیں مگر اس وقت ہم باجا بند کرتے ہیں بعد میں حکم دیں گے، اور جو کچھ ثبوت حرمت مسجد کے بارے میں ہے کتب اسلامیہ سے نکال کر پیش کریں، پھر دوسرے روز بعد گفتگو یہ حکم لکھ دیا کہ صرف اوقات نماز میں صبح پانچ بجے سے چھ بجے تک اور دیگر نمازوں میں آدھا آدھا گھنٹہ باجا بند کر دیا جائے، اور غیر وقت میں برابر بجتا جائے، یہ حکم سن کر مسلمان افسردہ دل ہو رہے ہیں، لہٰذا استفتاء کی ضرورت ہوئی۔

(الف) کیا بوجوہات مذکورہ بالا اس قبیح فعل کو مسجد کے روبرو کسی وقت میں بھی انجام دینے میں مزاحمت نہ کرنے کی وجہ سے گناہ ہے؟

(ب) محض اس کی مزاحمت میں اگر کاش کسی نے سر دیا تو شہید ہے یا شقی یا محض مسلمان مرا؟

(۲۰۹۹/ ۳۴-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسلمانوں کو اس موقع پر بہت تحمل سے کام لینا چاہیے، اور جاہلانہ جوش سے کام نہ لیں، شارع عام میں یا سڑک پر اگر دیگر اقوام باجا بجاتے جائیں تو مسلمانوں کی طرف اس میں کوئی بے حرمتی نسبت نہیں کی جا سکتی؛ البتہ نمازوں کے وقت میں مسجد کے قریب باجا بجنے سے نماز میں خلل ہوتا ہے، سو اس کو خود حکام نے ہی رفع کر دیا کہ نمازوں کے اوقات میں باجا بجانے کو روک دیا، مسلمان اسی حکم پر اکتفا کریں، اور کوئی شور شغب خلاف حکم نہ کریں، مسجد کی بے حرمتی اس وقت ہے جب کہ مسجد میں کوئی برا فعل ہو اس کو خوب سمجھ لیا جائے، اور بے سمجھی سے کام نہ لیا جائے نمازوں کے اوقات جب کہ اس لہو لعب و شور شغب سے محفوظ رہیں، پس مسلمانوں کو اس پر خوش ہونا چاہیے، اور بہ اطمینان نماز مسجد میں ادا

کرنی چاہیے، دیگر اوقات کے وہ ذمہ دار نہیں ہیں، اور نہ مسلمانوں پر ہنود کے باجا بجانے سے کوئی مؤاخذہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تراویح کے لیے محلے کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا

سوال: (۱۱۱) رمضان شریف میں ایک مسجد میں تراویح میں قرآن شریف ختم ہوتا ہے تو اور محلہ والے لوگ اگر اپنی اپنی مساجد کو چھوڑ کر اسی مسجد میں قرآن شریف کے سننے کے لیے جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۸۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اہل محلہ پر مسجد محلہ کا زیادہ استحقاق ہے، ان پر ضروری ہے کہ اپنی ہی مسجدوں کو آباد کریں، محلہ کی مسجدوں کو چھوڑ کر دوسری مساجد میں جانا کسی طرح مناسب نہیں، اول تو اس کی کوشش ہونی چاہیے کہ اپنی اپنی مساجد میں ختم قرآن کا انتظام کیا جائے، اگر یہ میسر نہیں تو پھر چھوٹی چھوٹی سورتوں کے ساتھ نماز تراویح ادا کریں، درمختار میں ہے: والجماعة فيها سنة على الكفاية في الأصح فلو تركها أهل مسجد أثموا. وفي الشامي وهل المراد أنها سنة كفاية لأهل كل مسجد من البلدة أو مسجد واحد منها أو من المحلة؟ ظاهر كلام الشارح الأول. واستظهر "ط" الثاني ويظهر لي الثالث لقول المنية حتى لو ترك أهل محلة كلهم الجماعة فقد تركوا السنة و أساؤا. وقال: حتى لو أقاموها جماعة في بيوتهم ولم تقم في المسجد أثم الكل (۱) (شامی، ۱/۶۷۴) الحاصل محض قرآن شریف نہ ہونے کی وجہ سے مسجدوں کو چھوڑنا مناسب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس مسجد میں امام و مؤذن مقرر نہ ہوں وہ بھی مسجد ہے

سوال: (۱۱۲) جس مسجد میں امام و مؤذن مقرر نہ ہوں اور نماز پانچوں وقت برابر جماعت سے ہوتی ہو اور جمعہ بھی ہوتا ہو وہ مسجد ہے یا بجائے مسجد کے سرائے ہے؟ جو شخص اس قسم کے مسائل ظاہر کرے جس سے لوگوں کے اعتقاد میں فرق آئے ایسے شخص کے حق میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۱۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: امام و مؤذن مقرر نہ ہونے سے مسجد حکم مسجد سے خارج نہیں ہوتی، یہ اس ناواقف

(۱) الدر المختار والشامي ۲/۴۳۱ كتاب الصلوة . مبحث صلوة التراويح .

شخص کی جہالت ہے اور نادانی ہے کہ مسجد کو سرائے سے تعبیر کرتا ہے، اور مسائل خلاف اعتقاد اہل سنت والجماعت ظاہر کرنا فسق و بدعت ہے؛ ایسے شخص کی بات کا اعتبار نہ کرنا چاہیے، اور اس سے اختلاط وارتباط نہ کرنا چاہیے۔

شراب خانے کے قریب مسجد بنانے اور اس کی امداد کرنے کا حکم

سوال: (۱۱۳)......(الف) مئے خانہ کے قریب مسجد بنانا کیسا ہے؟

(ب) مسجد مذکورہ کے لیے امداد کرنا کیسا ہے؟(۲۳۳۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) اگر مسجد کی وہاں ضرورت ہے تو مسجد بنانا چاہیے، اور مئے خانہ کے اٹھوانے کی فکر اور سعی (کرنی) چاہیے؛ نیز اگر مسجد وہاں بن گئی تو وہ مسجد ہوگئی، مئے خانہ وغیرہ نجاسات کو وہاں سے حتی الوسع اٹھوانا چاہیے؛ اور بہ مجبوری مسلمانان معذور ہیں۔

(ب) جب کہ وہ مسجد ہوگئی تو اس کی امداد کارِثواب ہے۔

مسجد میں بلند آواز سے قرآن پڑھنا

سوال: (۱۱۴) مسجد میں نمازی نماز پڑھتے ہوں وہاں ایک شخص بہ آواز بلند قرآن شریف پڑھے، یہ کیسا ہے؟(۲۷۷۰/۱۳۳۱ھ)

الجواب: بہتر یہ ہے کہ وہ شخص قرآن شریف آہستہ پڑھے یا دوسری جگہ جاکر پڑھے۔ فقط

۞ ۞ ۞

آدابِ قرآن شریف

کرسی یا چارپائی پر بیٹھ کر قرآن شریف کی تعلیم دینا جب کہ قرآن شریف نیچے ہو

سوال: (۱) ایک معلم کرسی پر بیٹھ کر بچوں کو قرآن شریف کی تعلیم دیتا ہے اور بچے قرآن شریف لے کر نیچے بیٹھتے ہیں؛ اس میں کیا حکم ہے؟ آیا یہ بے ادبی قرآن شریف کی ہے یا نہیں؟ (۱۲۰۱ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: بے شک یہ امر ادب کے خلاف ہے، بہتر یہ ہے کہ معلم اونچے پر نہ بیٹھے لیکن وہ گنہگار نہیں ہے؛ کیونکہ خلاف ادب کرنے سے گناہ نہیں ہوتا بلکہ خلاف اولیٰ ہے۔ فقط

سوال: (۲) ایک شخص نے قاعدۂ بغدادی اور قرآن شریف کسی سے نہیں پڑھا ہے، اور نہ استعداد و ملکہ استخراج صحت الفاظ قرآن؛ پھر بھی وہ بچوں کو قرآن شریف پڑھاتا ہے، اور خود اور یار دوستوں کو چارپائی و کرسی پر بٹھاتا ہے، اور قرآن شریف نیچے ہوتا ہے؟ (۱۸۳۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر وہ شخص جس نے قاعدۂ بغدادی اور قرآن شریف کسی سے نہیں پڑھا؛ لیکن قرآن شریف کو صحیح پڑھتا ہے اور پڑھنے کی طاقت ہے تو وہ بچوں کو قرآن شریف پڑھا سکتا ہے، اور اگر خود قرآن شریف صحیح نہیں پڑھ سکتا تو پڑھانا بھی ناجائز ہے۔ اور نیچے قرآن شریف رکھنا اور کرسی و چارپائی پر خود بیٹھنا اور دوسروں کو بٹھانا خلاف ادب ہے، ایسا نہ کرنا چاہیے۔

قرآن شریف کی تلاوت سننے کا حکم

سوال: (۳) زید معہ دو تین ہمراہیوں کے ایک کمرے میں رہتا ہے، اور زید حسب عادت روزانہ

بعد نماز فجر نصف ساعت تک تلاوت کلام مجید کرتا ہے متوسط آواز کے ساتھ، زید کے ساتھی جو اس کمرے میں رہتے ہیں آپس میں بات کر سکتے ہیں جس وقت کہ زید قراءت کر رہا ہے یا نہیں؟ (۸۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: سننا قراءت قرآن شریف کا فرض کفایہ ہے، اور قاری کو چاہیے کہ ایسے موقع پر جہاں لوگ باتوں میں مشغول ہوں جہر سے قرآن شریف نہ پڑھے (۱) پس صورت مسئولہ میں قاری کو مناسب ہے کہ جہر نہ کرے، اور اگر جہر کرے گا تو دوسرے ہمراہیوں کو سننا ضروری ہے، باتوں میں مشغول نہ ہوں (۲)

فونوگراف سے قرآن شریف سننے کا حکم

سوال: (۴) فونوگراف کے ذریعہ سے مضامین نعتیہ اور قرآن شریف سننا جائز ہے یا نہ؟

(۳۸۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ ایک باجا ہے اس میں کچھ سننا درست نہیں ہے: قال في الدر المختار: ودلت المسئلة أن الملاهي كلها حرام الخ قال ابن مسعود رضي الله عنه: صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات الخ (درمختار) قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ (الآية)﴾ جاء في التفسير أن المراد الغناء (۳) (شامی) فقط

سوال: (۵) فونوگراف کے ریکاڈوں میں قرآن شریف سننا درست ہے یا نہیں؟

(۸۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درست نہیں کیونکہ یہ لہو ولعب ہے۔ اور قرآن شریف کا اُس میں لانا اور سننا سوءِ

---

(۱) قال في الشامي: وفي شرح المنية: والأصل أن الاستماع للقرآن فرض كفاية، لأنه لإقامة حقه بأن يكون ملتفتًا إليه غير مضيع. وذلك يحصل بانصات البعض؛ كما في رد السلام حين كان لرعاية حق المسلم كفى فيه البعض عن الكل إلا أنه يجب على القارئ احترامه بأن لا يقرأه في الأسواق ومواضع الاشتغال، فإذا قرأ فيها كان هو المضيع لحرمته، فيكون الإثم عليه دون أهل الاشتغال دفعًا للحرج (ردالمحتار ۲/۲۳۷-۲۳۸ كتاب الصلاة — مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية)

(۲) ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (سورۂ اعراف، آیت: ۲۰۴)

(۳) الدر المختار والشامي ۹/۴۲۴ كتاب الحظر والإباحة — قبل فصلٌ في اللبس.

ادبی ہے ساتھ قرآن شریف کے۔

مکروہ اوقات میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا

سوال: (۶) خواندن قرآن مجید در کدام اوقات مکروہ است؟ میگویند چنانچہ نماز گذاردن در سہ اوقات معلومہ مکروہ است قرآن شریف خواندن ہم مکروہ است؟ (۱۲۰۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قال فی ردالمحتار ناقلاً عن القنية: الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم والدعاء والتسبيح أفضل من قراءة القرآن في الأوقات التي نهي عن الصلوة فيها الخ (۱) (۲۷۲/۵ آخر الحظر والإباحة) وفي الدرالمختار: وتستحب القراءة عند الطلوع أو الغروب قال الشامي: فالظاهر أنهما قولان (۱)

ترجمہ: سوال: (۶) کن اوقات میں قرآن کی تلاوت کرنا مکروہ ہے؟ کہتے ہیں کہ جس طرح تین معلوم اوقات میں (یعنی طلوع، غروب اور استواء کے وقت) نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح قرآن شریف کی تلاوت بھی مکروہ ہے؟

الجواب: علامہ شامی نے ردالمحتار میں قنیہ سے نقل کیا ہے کہ جن اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے ان اوقات میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا، دعا کرنا اور تسبیح پڑھنا قرآن شریف کی تلاوت سے افضل ہے، اور درمختار میں ہے کہ طلوع یا غروب کے وقت قرآن کریم کی تلاوت کرنا مستحب ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں کہ واضح بات یہ ہے کہ (مکروہ اوقات میں قرآن کریم کی تلاوت کے بارے میں) دو قول ہیں۔

سوال: (۷) کلام پاک کی تلاوت وقت طلوع وغروب آفتاب جائز ہے یا نہیں؟ اور زوال (یعنی استواء) کے وقت تلاوت کرنا کیسا ہے؟ (۲۷۰۸/۱۳۳۲ھ)

الجواب: تلاوت کلام اللہ شریف بوقت طلوع وغروب آفتاب و بوقت زوال (یعنی استواء) آفتاب درست ہے، اس میں کچھ خلاف نہیں ہے، اور اگر آیت سجدہ کی تلاوت ان اوقات میں کی جائے تو سجدۂ تلاوت ان اوقات میں مکروہ تنزیہی ہے، دوسرے وقت سجدہ کرے۔

---

(۱) الشامی ۵۲۰/۹ کتاب الحظر والإباحة – فصلٌ فی البیع۔

سوال: (۸) صبح کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک قرآن شریف کی تلاوت کرنا درست ہے یا نہ؟ (۱۳۳۴/۱۳۳ھ)

الجواب: تلاوت قرآن مجید کی کسی بھی وقت میں منع نہیں ہے ہر وقت جائز ہے، مگر بعض اوقات میں خلاف اولیٰ ہے، ان ہی میں سے یہ وقت بھی ہے؛ اچھا یہ ہے کہ اس وقت ذکر اللہ وغیرہ میں مشغول رہے، اور طلوع آفتاب کے بعد تلاوت قرآن مجید کرے، صحابہ کرام وسلف صالحین سے اسی طرح منقول ہے، درمختار میں ہے: ذکر الله من طلوع الفجر إلى طلوع الشمس أولى من قراءة القرآن (۱) اور شامی نے قنیة سے نقل کیا ہے: الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم والدعاء والتسبيح أفضل من قراءة القرآن في الأوقات التي نهي عن الصلوة فيها (۱) فقط

سوال: (۹) ..... (الف) زید کہتا ہے کہ تلاوت قرآن شریف کی سورج نکلنے سے پہلے پہلے ہونی چاہیے، بعد سورج نکلنے کے نہ ہونی چاہیے یہ قول زید کا صحیح ہے یا نہیں؟

(ب) تلاوت قرآن شریف کے کون کون وقت ہیں؟ (۱۳۳۳/۲۶۸۲ھ)

الجواب: (الف و ب) یہ بیان زید کا صحیح نہیں ہے تلاوت قرآن شریف ہر وقت درست ہے، البتہ درمختار میں اس قدر لکھا ہے کہ طلوع فجر کے بعد طلوع آفتاب تک ذکر اللہ وتسبیح وتہلیل اور درود شریف پڑھنا افضل ہے قراءت قرآن سے لیکن قراءت قرآن بھی منع نہیں ہے، اور شامی میں یہ ہے: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والدعاء والتسبيح أفضل من قراءة القرآن في الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها (۱) یعنی جن اوقات طلوع وغروب وزوال (یعنی استواء) کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے، ان اوقات میں بہتر یہ ہے کہ درود شریف وتسبیح وغیرہ پڑھے۔ لیکن اگر قرآن شریف بھی پڑھے تو ممنوع نہیں ہے صرف بہتر اور غیر بہتر کا فرق ہے۔ فقط

راگ اور خوش الحانی میں کیا فرق ہے؟

سوال: (۱۰) راگ میں قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟ کیا خوش الحانی راگ میں داخل ہے؟ راگ اور خوش الحانی میں کیا فرق ہے؟ (۱۳۳۷-۳۶/۹۵۶ھ)

(۱) الدر والرد ۹/۵۲۰ كتاب الحظر والإباحة. فصل في البيع.

الجواب: راگ میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے، چنانچہ حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے وعن حذیفة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: اقرء وا القرآن بلحون العرب وأصواتها وإیاکم ولحون أهل العشق ولحون أهل الکتابین وسیجئ بعدی أقوام یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والنوح لایجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذین یعجبهم شأنهم رواه البیهقی فی شعب الإیمان (۱) اورغناء میں ترجیع اورتردید صوت ہوتی ہے جیسے آ آ آ آ آ الخ بخلاف خوش الحانی کے، کہ اس میں مد وغیرہ حسب قواعد تجوید ہوتا ہے، اورخوش الحانی راگ میں داخل نہیں ہے۔

قرآن کریم کوراگ سے پڑھنا

سوال: (۱۱) اگرکوئی شخص کلام اللہ کواثنائے وعظ میں مثل اشعار کے گائے، اورآیتوں کو پڑھتے ہوئے ہاتھ کواس طور سے حرکت دے جیسے گانے والے دیتے ہیں، اوراختتام آیت پر ہاتھ کواس طور سے چھاتی پر رکھے جیسا کہ گانے والے رکھتے ہیں، وہ شخص گنہ گار ہوگا یانہیں؟ اورحدیث من لم یتغن بالقرآن کے کیا معنی ہیں؟ (۲۲۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قرآن شریف کوبطریقِ راگ کے پڑھنا جیسا کہ سوال میں درج ہے حرام ہے، اور حدیث من لم یتغن بالقرآن (۲) کے معنی یہ ہیں کہ قرآن شریف کوحسن صوت سے پڑھنا چاہیے، اوربعض نے کہا ہے کہ قرآن شریف کے ساتھ ''غناء'' حاصل ہونا چاہیے اورمستغنی ہوجانا چاہیے، راگ میں پڑھنا اس سے مرادنہیں ہے۔

سوال: (۱۲)......(الف) مسجد میں سونا کیسا ہے؟

(ب) قرآن شریف کوراگ میں پڑھنا کیسا ہے؟ (۳۰۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: (الف) مسجد میں سونا مسافر ومعتکف کے لیے درست ہے، اوردوسروں کے لیے مکروہ

---

(۱) المشکاة، ص:۱۹۱ کتاب فضائل القرآن، الفصل الثالث.

(۲) عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لیس منّا من لم یتغن بالقرآن رواه البخاری (مشکاة ص:۱۹۰ کتاب فضائل القرآن ــ بابٌ، الفصل الأوّل)

ہے۔ کذا في الدر المختار (۱) اور شامی میں ہے کہ جب کوئی مسجد میں سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور جس قدر ہو سکے ذکر اللہ کرے یا نماز پڑھ کر پھر سووے (۲)
(ب) راگ میں قرآن شریف پڑھنا ممنوع ہے، احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

عورت کا دیوار کی آڑ میں قرآن کریم زور سے پڑھنا

سوال: (۱۳) ایک مکان میں دیوار درمیان میں ہو تو عورت آواز سے قرآن پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟
(۱۳۳۴-۳۲/۱۹۵۵ھ)

الجواب: پڑھ سکتی ہے کچھ حرج نہیں ہے لیکن اگر خوف فتنہ ہو تو آہستہ پڑھے۔

چند آدمیوں کا ایک جگہ جمع ہو کر بلند آواز سے تلاوت کرنا

سوال: (۱۴) چند آدمی بیٹھ کر بلند آواز سے قرآن شریف پڑھیں تو کیسا ہے؟ (۵۳۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)
الجواب: ہمارے فقہائے حنفیہ یہ تصریح کرتے ہیں کہ قرآن شریف کا سننا خارج نماز بھی ضروری ہے (۳) یعنی چپ رہنا اور سننا چاہیے، كما قال الله تعالى: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ (سورۂ اعراف، آیت: ۲۰۴) في الدر المختار: يجب الأستماع للقراءة مطلقًا لأن العبرة لعموم اللفظ الخ (۴) لیکن بچوں کا پڑھنا ایک جگہ یاد کرنے کے لیے بوجہ ضرورت کے ہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور بڑے آدمیوں کو اس طرح اکٹھے ہو کر آواز سے پڑھنا نہ چاہیے جیسا کہ ختم وغیرہ میں دستور ہے؛ بلکہ ایسے مواقع میں آہستہ پڑھنا چاہیے۔ فقط
سوال: (۱۵) چند آدمی جمع ہو کر بہ آواز بلند تلاوت قرآن شریف کی کریں تو جائز ہے یا نہیں؟
(۳۰۵/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) ويكره الإعطاء مطلقًا ...... وأكل ونوم إلا لمعتكف وغريب (الدر المختار مع الشامي ۲/۳۷۷ كتاب الصلاة ــ مطلب في الغرس في المسجد)
(۲) وإذا أراد ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف، فيدخل ويذكر الله تعالى بقدر ما نوى، أو يصلّي ثم يفعل ما شاء (الشامي ۲/۳۷۷ كتاب الصلاة)
(۳) ضروری ہے یعنی مستحب ہے جیسا کہ اگلے دو فتووں میں آرہا ہے۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری
(۴) الدر المختار مع الرد ۲/۲۳۷ كتاب الصلوة . فروع في القراءة خارج الصلوة .

الجواب: شرح منیہ کبیری میں ہے: یکرہ للقوم أن یقرأوا القرآن جملةً لتضمنها ترك الاستماع والإنصات وقیل: لابأس به . الکل فی القنیة(۱) یعنی بہت سے لوگوں کا اکٹھا قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے کہ یہ امر ترک استماع وانصات کو متضمن ہے، اور بعض نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں ہے، یہ سب قنیہ میں ہے، پس معلوم ہوا کہ احوط ترک ہے۔

سوال: (۱۶) اگر چند لوگ بہ آواز بلند ایک یا مختلف مکانوں میں قرآن مجید یاد کرتے یا تلاوت کرتے ہوں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور ﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ﴾ (سورۂ اعراف، آیت:۲۰۴) کا کیا محمل ہوگا؟ (۱۳۳۷/۵۹۲ھ)

الجواب: جب کہ آواز دوسرے کی قراءت کی آئے تو سننا چاہیے؛ ایسی حالت میں پڑھنا بہ جہر ممنوع ہے۔

قرآن شریف جہراً پڑھنے سے قاری کب گنہگار ہوتا ہے؟

سوال: (۱۷) قرآن شریف جہراً پڑھنے سے جہاں لوگ اپنے کاموں میں نہیں سن سکتے، قاری گنہگار ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۹۵۰ھ)

الجواب: ایسی جگہ جہراً پڑھنا نہ چاہیے؛ کیونکہ ایسی جگہ جہراً پڑھنے سے قاری گنہگار ہوتا ہے (۲)

جب لوگ نماز وغیرہ میں مشغول ہوں تو قرآن آہستہ پڑھنا چاہیے

سوال: (۱۸) زید کہتا ہے کہ جب نمازی نماز جمعہ کے لیے جامع مسجد میں جمع ہوں، اور نماز، وظیفہ میں مشغول ہوں تو بلند آواز سے قرآن شریف پڑھنا نہیں چاہیے؛ یہ قول زید کا صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۲۲۶/۱۳۴۳-۴۴ھ)

الجواب: زید کا قول صحیح ہے، ایسے وقت میں کہ نمازی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے لیے جمع

(۱) شرح منیة المصلی المعروف بالحلبی الکبری ص:۴۲۸ کتاب الصلوۃ _ قبل سجدة التلاوة.

(۲) إلا أنه یجب علی القاری احترامه بأن لایقرأه فی الأسواق ومواضع الاشتغال، فإذا قرأه فیها کان هو المضیع لحرمته، فیکون الإثم علیه دون أهل الاشتغال دفعًا للحرج (ردالمحتار ۲/۲۳۸ کتاب الصلاة _ مطلب الاستماع للقرآن فرض کفایة)

ہورہے ہیں، اور کوئی سنت پڑھتا ہے، کوئی وظیفہ پڑھتا ہے، بلند آواز سے قرآن شریف نہ پڑھنا چاہیے، آہستہ پڑھنا چاہیے(۱)

حفظ کرنے والے لڑکے بلا وضو قرآن کو ہاتھ لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۱۹)..... (الف) مسجد کا موقوفہ تیل قرآن شریف کی تلاوت کے لیے ہر شخص جلا سکتا ہے یا نہیں؟ خواہ مسجد میں یا مسجد کے حجرہ میں جلائے؟

(ب) جو بالغ لڑکے حالت طالب علمی میں قرآن شریف حفظ یا ناظرہ کرنے میں رات دن محنت کرتے ہیں، اور ہر وقت باوضو رہنا محال ہے بلا وضو قرآن شریف کو ہاتھ لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۲۲۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف) مسجد میں اس چراغ سے تلاوت کرسکتا ہے حجرہ میں نہیں۔

(ب) نابالغ لڑکے ہاتھ لگا سکتے ہیں(۲) اور بالغوں کے لیے اجازت نہیں ہے، وہ کپڑا وغیرہ کے ذریعہ سے ہاتھ لگائیں۔

قرآن شریف کو بے وضو چھونا حرام ہے

سوال: (۲۰) کلام مجید کو بے وضو چھونا منع ہے یا حرام؟ (۱۱۷۱/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: حرام ہے۔ کما فی الدرالمختار: ویحرم به أی بالأکبر وبالأصغر مس مصحف الخ (۳)

---

(۱) لایجھر جهرًا عند المشتغلین بالأعمال (الفتاوی الهندیة ۳۱۶/۵ کتاب الکراهیة ــ الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح وقراءة القرآن الخ)

(۲) ولایکره مس صبیّ لمصحف ولوح ولابأس بدفعه إلیه وطلبه منه للضرورة، إذ الحفظ فی الصغر کالنقش فی الحجر (قوله للضرورة) لأن فی تکلیف الصبیان وأمرهم بالوضوء حرجًا بهم، وفی تأخیره إلی البلوغ تقلیل حفظ القرآن (الدرمع الرد ۲۸۳/۱ کتاب الطهارة ــ مطلبٌ یطلق الدعاء علی ما یشمل الثناء)

(۳) الدرالمختارمع الشامی ۲۸۲/۱ کتاب الطهارة ــ مطلبٌ: یطلق الدعاء علی ما یشمل الثناء.

جس کا وضو نہ رہتا ہو وہ قرآن شریف ہاتھ میں لے کر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۱) ایک شخص بالغ قرآن شریف حفظ کرنا چاہتا ہے، اور وضو اس کو چند گھنٹہ نہیں رہتا؛ کیا اس کو اجازت ہے کہ ایک دفعہ وضو کر کے قرآن شریف کو ہاتھ میں لے کر پڑھتا رہے، پھر وضو رہے یا نہ رہے؛ ایسے شخص کو بے وضو پڑھنا اور ہاتھ لگانا قرآن شریف کو درست ہے؟ (۱۴۰۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بلا وضو قرآن شریف کو ہاتھ لگانا درست نہیں ہے، رومال وغیرہ کپڑے سے پکڑنا اور ہاتھ لگانا درست ہے، اور پڑھنا قرآن شریف کا بے وضو بھی جائز ہے؛ پس اس شخص کو چاہیے کہ کپڑے یا لکڑی وغیرہ سے ورق الٹتا رہے اور پڑھتا اور یاد کرتا رہے (۱)

بے وضو قرآن شریف پڑھنا

سوال: (۲۲) جو شخص تندرست ہو اس کو بلا وضو قرآن شریف ناظرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۱۰۳/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: قرآن شریف کو ہاتھ نہ لگائے، اور کپڑے وغیرہ سے ورق بدلتا رہے تو ناظرہ بھی قرآن شریف پڑھ سکتا ہے، اور حفظ پڑھنا اس کو بلا تردد جائز ہے، غرض یہ کہ ہاتھ لگانا بے وضو قرآن شریف کو ناجائز ہے، پڑھنا ممنوع نہیں ہے (۱)

بے وضو کتب تفسیر کا مطالعہ کرنا

سوال: (۲۳) بے وضو تفسیر کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟ (۷۲۴/۲۹-۱۳۳۰ھ)

---

(۱) و یحرم به أی بالأکبر وبالأصغر مسُ مصحف...... إلاَ بغلاف متجاف غیر مشرز أو بصُرّة، به یفتی (الدر مع الرد ۱/۲۸۲ کتاب الطهارة - مطلب: یطلق الدعاء علی ما یشمل الثناء) - وفی الهندیة: المحدث إذا کان یقرأ القرآن بتقلیب الأوراق بقلم أو سکین لا بأس به (الهندیة: ۵/ ۳۱۷ کتاب الکراهیة - الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح وقراءة القرآن الخ)

الجواب: بے وضو کتب تفسیر کو ہاتھ لگانا جائز ہے مگر اچھا نہیں ہے۔(۱)

جس ریکارڈ میں قرآن ہو اس کو بے وضو ہاتھ لگانا

سوال: (۲۴) ریکارڈ کو جس میں آیت قرآن شریف کی بھری ہوئی ہے، بے وضو ہاتھ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۸۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

بلا عذر تیمّم کر کے قرآن شریف پڑھنا

سوال: (۲۵) بہ حالت صحت تیمّم سے قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۹۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: تندرستی کی حالت میں بصورت عدم وجود شرائط تیمّم کے تیمّم کرنا بالکل ہیچ ہے، کما فی المنیة: فلو تیمم المحدث للنوم أو لدخول المسجد مع قدرته علی الماء فہو لغو (۲) (شامی، ۱/۲۵۱) (یعنی شرائطِ تیمّم نہ پائے جانے کی صورت میں جنبی تیمّم کر کے نہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے نہ اس کو ہاتھ لگا سکتا ہے، اور محدث زبانی پڑھ سکتا ہے، مگر قرآن کریم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ از مرتب)

بلا وضو قرآن کریم کو ہاتھ لگانا

سوال: (۲۶) مسلمان بلا وضو ہو اور جنبی نہ ہو تو قرآن شریف کو ہاتھ لگانے پر کس درجے کا گناہ ہے؟ (۷۷۸/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: قرآن شریف کو ہاتھ لگانا بلا کسی حائل کپڑے وغیرہ کے جنبی اور بے وضو دونوں کو منع

---

(۱) قال فی الدر المختار: والتفسیر کمصحف لا الکتب الشرعیة فإنه رخّص مسّها بالید لا التفسیر۔ وفی الشامی: ظاهره حرمة المسّ کما هو مقتضی التشبیه، وفیه نظر، إذ لا نصّ فیه بخلاف المصحف، فالمناسب التعبیر بالکراهة کما عبّر غیره ...... ومشی فی الفتح علی الکراهة فقال: قالوا: یکره مس کتب التفسیر والفقه والسنن لأنها لا تخلو عن آیات القرآن (الدر والرد ۱/۲۸۶ کتاب الطهارة — مطلبٌ: یطلق الدعاء علی ما یشمل الثناء)

(۲) الشامی ۱/۳۶۴ کتاب الطهارة۔ باب التیمم۔

ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ (سورۂ واقعہ آیت ۷۹) یعنی قرآن شریف کو وہی لوگ چھو سکتے ہیں جو باوضو ہوں اور غسل کی حاجت ان کو نہ ہو، الغرض اس حکم میں دونوں برابر ہیں۔

حیض کی حالت میں قرآن شریف پڑھنا اور پڑھانا

سوال: (۲۷) زنے بالغہ قرآن شریف راسبقاً می خواند پس اودر ایام حیض اگر سبق ترک کند ضرر عظیم می رسد و باعث محرومی پس چہ کند در ایام حیض بخواند یا نہ؟ (۱۹۶۴/۱۳۳۱ھ)

ترجمہ: سوال: (۲۷) ایک بالغہ عورت قرآن شریف سبق کے طور پر پڑھتی ہے، گر وہ حیض کے دنوں میں سبق چھوڑ دے تو بڑا نقصان ہوتا ہے اور باعث محرومی ہے، لہٰذا وہ عورت کیا کرے پڑھے یا نہ؟

الجواب: لأنه جوّز للحائض المعلمة تعليمه كلمة كلمة الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم وتعلم کی صورت میں حائضہ الگ الگ ایک ایک کلمہ پڑھا سکتی ہے اور پڑھ سکتی ہے (۲)

جنابت کی حالت میں قرآن کریم کی تعلیم دینا

سوال: (۲۸) کیا کوئی مسلمان ناپاکی کی حالت میں قرآن شریف کی تلاوت کرسکتا ہے؟ اگر کرسکتا ہے تو کتنی آیت تک؟ (۲۰۵۳/۳۶-۱۳۷۷ھ)

الجواب: جنابت کی حالت میں تلاوت قرآن حرام ہے، لیکن ایک آیت سے کم پڑھنا جائز ہے (۳)

---

(۱) الشامی ۱/ ۲۸۱ کتاب الطهارة . في آخر مطلب : يوم عرفة أفضل من يوم الجمعة

(۲) لیکن تعلیم کی صورت میں تو الفاظ کی تقطیع ممکن ہے، تعلم کی صورت میں یہ بات ناممکن ہے، پس حائضہ زمانۂ حیض میں حفظ و ناظرہ نہ پڑھے۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

(۳) جنابت کی حالت میں ایک آیت سے کم پڑھنے میں اختلاف ہے، لیکن عدم جواز کا قول راجح ورمختار ہے جیسا کہ غایۃ الأوطار شرح اردو درمختار میں ہے: اور کمتر از آیت بھی قرآن ہے تو اس کی بھی قراءت ممنوع ٹھہری پوری آیت کے مانند (غاية الأوطار ۱/ ۸۷ کتاب الطهارة تحت قوله ولو دون آية على المختار) درمختار اور شامی میں ہے:

ويحرم به تلاوة قرآن ولو دون آية على المختار بقصده (الدرالمختار) وفي الشامي قوله: (على المختار) أي من قولين مصححين ، ثانيهما أنه لا يحرم ما دون آية ورجحه ابن الهمام . =

یا معلم کو ایک ایک کلمہ پڑھانا بھی جائز ہے۔ درمختار میں ہے: ویحرم به تلاوة قرآن ..... بقصده فلو قصد الدعاء أو الثناء أو افتتاح أمر أو التعليم ولقن كلمة كلمة حل في الأصح (۱)

قرآن شریف کھلا رکھ کر باتیں کرنا

سوال: (۲۹) زید قرآن پڑھ رہا ہے، قرآن شریف کھلا چھوڑ کر کسی سے بات چیت کرنا اور قرآن شریف کی توقیر نہ کرنا کیسا ہے؟ (۴۰۲/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: یہ امر خلاف آداب قرآن شریف ہے۔ لہذا مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پان کھا کر قرآن کی تلاوت کرنا

سوال: (۳۰) پان یا دیگر اشیاء کھاتے ہوئے آیت قرآنیہ پڑھ سکتا ہے یا نہ؟ (۱۶۲۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: پڑھ سکتا ہے۔

حقہ پیتے ہوئے قرآن شریف کی تلاوت کرنا

سوال: (۳۱) حقہ پیتے ہوئے تلاوت کرنے کا کیا حکم ہے؟ (۱۰۲۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: حقہ پینا شرعاً مباح ہے البتہ خلاف اولیٰ ہے، اور یہ امر کہ حقہ پیتا رہے اور اس حالت میں تلاوت قرآن شریف بھی کرتا رہے یہ اچھا نہیں ہے، آداب تلاوت کے یہ امر خلاف ہے، اگرچہ ثواب تلاوت کا اس حالت میں بھی ملے گا۔ فقط

= بأنه لايعد قارئا بما دون آية في حق جواز الصلاة فكذا هنا. واعترضه في البحر تبعًا للحلية بأن الأحاديث لم تفصل بين القليل والكثير والتعليل في مقابلة النص مردود اهـ. والأول قول الكرخي رحمه الله والثاني قول الطحاوي رحمه الله.

أقول: ومحله إذا لم تكن طويلة، فلو كانت طويلة كان بعضها كآية. لأنها تعدل ثلاث آيات (الدر والرد ۱/۲۸۱ كتاب الطهارة، قبيل مطلب: يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء)

(۱) الدر المختار مع الشامي ۱/۲۸۱ كتاب الطهارة. قبيل مطلبٌ: يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء.

لیٹے لیٹے قرآن شریف کی تلاوت کرنا

سوال: (۳۲) تندرست آدمی قرآن شریف کی تلاوت لیٹے لیٹے کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۶۰۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: کرسکتا ہے۔(۱)

ایک گز اونچے وضو خانے کے پاس بیٹھ کر تلاوت کرنا

سوال: (۳۳) ایک شخص مسجد میں نماز پڑھ کر قرآن شریف رحل پر رکھ کر یا ہاتھ میں لے کر تلاوت کرتا ہے اور مصلیان بہ غرض وضو مسجد کی دیوار پر جو ایک گز اونچی ہے بیٹھتے ہیں؛ ایسی حالت میں کوئی گناہ تو نہیں؟ (۱۱۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: کچھ گناہ نہیں ہے۔

جہاں قرآن شریف کا درس ہو رہا ہے
اس کی بالائی منزل پر چڑھنا جائز ہے

سوال: (۳۴)..... (الف) مسجد کے جنوب وشمال ہر دو طرف دو منزلہ درس گاہیں واقع ہیں، اور درمیان میں صرف صحن مسجد جو تقریباً دس گز ہوگا واقع ہے، اور دونوں طرف کی درس گاہیں ایسی ہیں کہ اگر جنوب کی درس گاہ کے دو منزلہ پر چڑھا جائے تو شمال کے نیچے کی درس گاہ میں طلبہ قرآن شریف پڑھتے ہوئے بہ خوبی معلوم ہوتے ہیں، اور جس جانب کے دو منزلہ پر چڑھا جاتا ہے اس کے نیچے بھی قرآن شریف کا درس ہوتا ہے تو ایسی حالت میں ان پر چڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اور اگر صحن مسجد میں قرآن شریف کا درس ہو رہا ہو یا تلاوت ہو رہی ہو تو ایسی حالت میں مسجد کے کسی اطراف میں کسی ایسے دو منزلہ پر چڑھنا کہ جہاں سے صحن مسجد میں قرآن شریف پڑھتا ہوا شخص معلوم ہوتا ہو جائز ہے یا نہیں؟ (۸۱۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: (الف) ایسی حالت میں اوپر کے درجے پر چڑھنا اور پڑھنا پڑھانا بھی درست ہے۔

(۱) لابأس بالقراءة مضطجعًا (الفتاوى الهندية: ۳۱۶/۵ كتاب الكراهية ـ الباب الرابع في الصلاة الخ)

(ب) دوسری صورت بھی درست ہے۔

میت سے نیچے قرآن شریف رکھ کر پڑھنا

سوال: (۳۵) میت چارپائی پر ہو، ایسی حالت میں نیچے قرآن شریف رکھ کر پڑھنا کیسا ہے؟
(۳۱۲۸/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ بے ادبی ہے ایسا نہ کرنا چاہیے۔

قرآن شریف کی تعلیم نیچے ہورہی ہوتو اوپر کے حصے میں نماز پڑھنا جائز ہے

سوال: (۳۶)......(الف) اگر قرآن مجید نیچے رکھ کر پڑھا جائے اور لوگ اس سے اونچی چیز پر بیٹھے لیٹے ہوں بلا حائل کے، تو یہ کس قدر فصل و بعد یا کن مقامات پر جائز ہے؟

(ب) مسجد سے خارج لیکن اس کی ضروریات کے لیے صحنِ مسجد کے نیچے ایک دالان ہے جس میں کواڑ وغیرہ کچھ نہیں، اگر اس دالان میں لڑکوں کو معلم؛ قرآن نیچے دالان میں رکھا کر پڑھائے تو اس صورت میں نمازیوں وغیرہ کے جو کہ صحنِ مسجد میں اونچے ہونے اور قرآن کے ان کے متصل ہی بلا حائل نیچے ہونے سے قرآن مجید کی بے ادبی ہوگی؟ اور ناجائز ہوگا یا نہیں؟ (۳۲۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: آدابِ قرآن شریف سے یہ ہے کہ اس کو اونچی جگہ پر رکھا جائے؛ لیکن بہ ضرورت اگر نیچے کے مکان میں تعلیم ہو اور اوپر نمازی نماز پڑھیں تو اس میں بھی کچھ گناہ نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: ویکرہ وضع المصحف تحت رأسه إلا للحفظ الخ (۱) تو جب کہ حفاظتِ قرآن شریف کی وجہ سے اس کو سر کے نیچے رکھنا بھی درست ہے تو بہ ضرورت جو صورتیں سوال میں درج ہیں وہ بھی درست ہیں اس میں شریعت سے تنگی نہیں ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (سورۂ حج، آیت: ۷۸) اور حدیث شریف میں ہے: الدّین یسرٌ (۲) پس ضرورت کے وقت یہ امور توہین نہیں ہیں۔ فقط

(۱) الدر مع الشامی ۱/۲۸۷ کتاب الطهارة، مطلبٌ: یطلق الدعاء علی ما یشمل الثناء.

(۲) عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إن الدین یسرٌ لن یشاد الدین أحدٌ إلا غلبه فسددوا و قاربوا وأبشروا واستعینوا بالغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشیءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ (الجامع الصحیح للبخاری ۱/۱۰ کتاب الإیمان، بابٌ: الدین یسرٌ)

سوال: (۳۷) جب کہ ایک شخص کلام اللہ ایک مکان میں تلاوت کر رہا ہو، اور دوسرا شخص اس مکان کے علاوہ کسی اور مرتفع مکان میں تالی (یعنی تلاوت کرنے والے) کے سامنے بیٹھا ہو تو کلام پاک کی بے ادبی ہوگی؟ یا مکان کے اختلاف کی وجہ سے شرعاً اجازت ہے؟ (۵۹۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (سورۂ حج، آیت: ۷۸) پس جب کہ حرج شرعاً مرتفع ہے تو دوسرے مکان میں ہونے کی وجہ سے سوء ادبی نہ ہوگی۔

جس گھر میں قرآن ہو اس کی بالائی منزل پر بیت الخلاء بنانا

سوال: (۳۸) دو منزلہ مکان جس کے نیچے کے حصے میں قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے یا علوم دینیہ حدیث وفقہ کی تعلیم ہوتی ہے، اور کتب شرعیہ قرآن شریف وغیرہ رکھے ہوئے ہیں تو ایسے اوپر کے حصے پر رہنا اور بیت الخلاء بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۷۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس میں کوئی حرج نہیں؛ علت کراہت محاذات اور سامنے ہونا ہے ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ علت نہیں پائی جاتی ہے، تو دونوں مکان علیحدہ علیحدہ ہیں البحر الرائق میں ہے: وقالوا: یکرہ أن یمد رجلیه فی النوم وغیرہ إلی القبلة أو المصحف أو کتب الفقه إلا أن تکون علی مکان مرتفع عن المحاذات (۱) (۳۶/۵) وفی الدر المختار: یجوز قربان المرأة فی بیت فیه مصحف مستور (۲) (درمختار مع الشامی ۱/۱۲۰)

مل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا حکم

سوال: (۳۹) بروز جمعرات روزہ رکھ کر بعد نماز فجر قرآن شریف پڑھے اور لفظ: مل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے تو کیسا ہے؟ (۱۱۹۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ لفظ مل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ناجائز ہے۔

(۱) البحر الرائق ۵۹/۲ کتاب الصلوۃ . فصلٌ فی استقبال القبلة بالفرج الخ .

(۲) الدر المختار مع الشامی ۲۸۸/۱ کتاب الصلوۃ . مطلبٌ : یطلق الدعاء علی مایشمل الثناء .

شبینہ کا حکم

سوال: (۴۰) شبینہ کا کیا حکم ہے؟ (۳۲۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: شبینہ میں کچھ حرج نہیں ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ حفاظ جلدی نہ پڑھیں، ایسی جلدی کرنا کہ جس میں حروف سمجھ میں نہ آئیں ممنوع ہے بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوتا ہے۔

سوال: (۴۱) اور شبینہ کا کیا حکم ہے؟ (۳۹۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: شبینہ اگر قرآن شریف کو صحیح اچھی طرح پڑھنے کے ساتھ ہو تو عمدہ ہے لیکن جیسا کہ اس زمانے میں ہوتا ہے اکثر سبب معاصی کا ہوتا ہے ترک کرنا چاہیے۔ فقط

بطور تفاخر ایک رات میں قرآن ختم کرنا

سوال: (۴۲) ایک رات میں قرآن شریف ختم کرنا اور آپس میں فخر کرنا کہ کس کو زیادہ یاد ہے، اگر کسی کو کم یاد ہو تو اس پر ہنسنا وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ (۱۷۶۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: شبینہ مذکورہ جس میں تفاخر مقصود ہو اور قرآن شریف کے سنانے سے غرض حصول دنیا ہو، اور مفاسد مذکورہ فی السؤال کو مشتمل ہو، شرعاً کسی طرح درست نہیں ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (سورۂ بیّنہ، آیت:۵) وقال فی ردالمحتار: و قال العینی فی شرح الهداية : و يمنع القارى للدنيا والآخذ والمعطى آثمان الخ (۱)

چند حافظوں کا ایک رات میں قرآن ختم کرنا

سوال: (۴۳) ایک شب میں چند حفاظ کا قرآن شریف شبینہ میں ختم کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۵۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قرآن شریف کو ایسے جلدی پڑھنا کہ حروف سمجھ میں نہ آئیں اور مخارج سے ادا نہ ہوں، ناجائز ہے؛ پس اگر شبینہ میں ایسی جلدی ہوگی تو وہ بھی ناجائز ہے۔ كما فى الدرالمختار: ويجتنب

(۱) الشامی ۶۶/۹ كتاب الإجارة ، مطلبٌ : تحرير مهم فى عدم جواز الاستئجار على التلاوة الخ .

المنکرات هَذْرَمَة (سُرْعَة) القراءة الخ (۱)

قرآن شریف ختم کرکے اوّل سے شروع کرنا

سوال: (۴۴) ختم قرآن میں چند آیات مختلفہ پڑھی جاتی ہیں؛ یہ جائز ہے کہ نہیں؟ (۱۵۲۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس کا کچھ بھی ثبوت نہیں ہے صرف اس قدر روارد ہے کہ قرآن شریف ختم کرکے اول سے شروع کردیوے، اس کو "حال مرتحل" کہتے ہیں یہ حدیث سے ثابت ہے (۲)

قرآن شریف ختم کرکے نمک یا پانی پر دم کرنا اور ناپاک جگہ میں ذکر وتلاوت کرنا

سوال: (۴۵)...... (الف) جب بندہ معمولاً قرآن ختم کرتا ہے تو گھر والے نمک یا پانی دم کرواتے ہیں اور تبرکاً پیتے ہیں؛ کیا یہ شرعاً درست ہے؟

(ب) زید کہتا ہے کہ کلام الٰہی یا درود شریف یا ذکر پڑھ کر فوراً آگ پر پھونک نہ ماری جائے، اپنے پر یا کسی دوسرے آدمی پر پھونکا جائے؛ کیا یہ خیال زید کا شرعاً درست ہے؟

(ج) زید کا مکان تنگ اور صحن بھی چھوٹا سا ہے وہاں گائے بھی بندھتی ہے، زید بعض دفعہ گوبر وغیرہ صاف کراکر اور بعض دفعہ بلا صاف کرائے ذکر اور قرآن پڑھتا ہے تو جائز ہے یا نہیں؟

(د) اگر ذکر جہر سے سونے والوں کو کچھ تکلیف نہ ہو تو ذکر جہر کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (ب) یہ خیال زید کا غلط ہے۔

(ج) جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ پاک وصاف جگہ میں ذکر وتلاوت کرے۔

(د) جب کہ کسی کی نیند میں کچھ خلل نہیں آتا تو ذکر جہر بلا کراہت درست ہے۔

---

(۱) الدر مع الشامی ۴۳۵/۲ کتاب الصلوة ـ مبحث صلوة التراویح ـ

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنه قال: قال رجل: یا رسول الله! أی العمل أحب إلی الله، قال: الحالُ المرتحل (ترمذی ۱۲۳/۲ أبواب القراءة ـ باب بلا ترجمة) وعلی هامشه: قوله: الحالُ المرتحل فسّره بالخاتم المفتتح، وهو من یختم القرآن بتلاوته ثم یفتتح التلاوة من أوّله اهـ ـ

قرآن کریم کی تلاوت کا ایک نامناسب طریقہ

سوال: (۴۶) ختم قرآن شریف کے وقت دو حافظ ایک ایک آیتِ کریمہ کو باری باری سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پڑھتے ہیں، جب ایک حافظ خاموش ہوتا ہے تو دوسرا اس سے آگے سے پڑھنا شروع کرتا ہے، اور خاموش ہونے والا آہستہ آہستہ دل میں پڑھتا جاتا ہے یہ طریق شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲۵۴۴/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: حکم یہی ہے کہ جب قرآن شریف پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چپ رہو، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ (سورۂ اعراف، آیت: ۲۰۴) ترجمہ: اور جب پڑھا جائے قرآن پس اس کو سنو اور چپ رہو، لہٰذا یہ صورت کہ دوسرا ان آیتوں کو آہستہ پڑھتا رہے درست نہیں ہے (۱) اور اس طریق سے کہ ایک حافظ چند آیتیں پڑھے اور دوسرا اس کے آگے سے، اس کا التزام بھی اچھا نہیں ہے۔

خطبۂ جمعہ سے پہلے تلاوت قرآن بند کرانے کے لیے تالی بجانا

سوال: (۴۷) حیدرآباد دکن کے ایک ویران محلہ میں جہاں محض جہلاء کی آبادی ہے، وہاں ایک مسجد بھی واقع ہے اس مسجد میں ہر جمعہ کو قبل نماز جمعہ قرآن شریف کا ختم ہوتا ہے، اکثر ایسا دیکھا جاتا ہے کہ خطبہ کا وقت قریب ہو جانے کی وجہ سے نمازیوں سے پارہ واپس لینے کے لیے یہاں پر ایک اصطلاح نکالی گئی ہے کہ ایک یا دو اصحاب تالی بجا دیتے ہیں جس سے لوگ تلاوت قرآن بند کر کے پارہ واپس کر دیتے ہیں۔ اس پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ یہ طریقہ اسلام کا نہیں ہے مسجد میں تالی بجانا نہیں چاہیے؛ بلکہ ایک شخص اٹھ کر سب کے ہاتھ سے پارہ لے لے یا کہہ دے کہ پارہ واپس کر دو؛ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۹۴۶/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس میں یہ صورت مناسب ہے کہ بجائے تالی بجانے کے کوئی شخص خود اٹھ کر پارہ واپس لے لے، اور کہہ دے کہ پارہ واپس کر دو، کیونکہ تالی بجانا مسجد میں مناسب نہیں ہے، اور آنحضرت

(۱) کیونکہ یہ استماع و انصات کے منافی ہے ۱۲ سعید احمد پالن پوری

ﷺ نے تالی بجانے کی اجازت مردوں کو اس حالت میں بھی نہیں دی کہ امام سے کچھ سہو ہو جائے، اس حالت میں بھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تسبیح کے ساتھ امام کو متنبہ کرو، تالی کے ساتھ نہ کرو، چنانچہ فرمایا: التسبیح للرجال والتصفیق للنساء أو کما قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم (۱)

ایصالِ ثواب کے لیے ختم قرآن میں معاوضہ کا شائبہ بھی نہ ہونا چاہیے

سوال: (۴۸) زید نے اپنے دس ملاقاتیوں کو کہہ دیا کہ بعد نماز فجر ختم قرآن میں شریک ہوں، اور ناشتہ بھی کریں، اس میں دو اشخاص نے مخالفت کی، اور کہا کہ یہ طریقہ خلاف سنت ہے اور بدعت ہے؛ زید یہ بھی کہتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند میں ایصال ثواب کے لیے ختم قرآن بلا تعیین وقت ومقام ہوتا ہے؛ اس مسئلے میں کیا حکم شرعی ہے؟ (۲۱۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ختم قرآن شریف یا کلمہ طیبہ پڑھ کر ایصال ثواب کرانا امر مستحسن ہے؛ لیکن اس میں قیود اور پابندی دن اور تاریخ کی نہ ہونی چاہیے، دوسرے یہ کہ اس کا معاوضہ کھانا وغیرہ کچھ نہ ہونا چاہیے؛ بلکہ جیسا مدرسہ ہذا میں بلا تعیین یوم ووقت طلبہ لوجہ اللہ قرآن شریف وکلمہ طیبہ پڑھ کر میت کو ایصال ثواب کرتے ہیں، اسی طریق سے ہونا چاہیے، اس میں پڑھنے والوں کو ناشتہ وطعام وشیرینی وغیرہ کچھ نہیں دیا جاتا؛ پس اگر ایسا اجتماع لوجہ اللہ ہو سکے تو فبہا؛ ورنہ پھر بہتر یہ ہے کہ جو کچھ خود ہو سکے پڑھ کر ثواب پہنچا دیا جائے، یا خاص اپنے احباب جو بلا معاوضہ ناشتہ وغیرہ، قرآن شریف وغیرہ کسی وقت پڑھ کر ثواب میت کو پہنچادیں ان سے پڑھوایا جائے، اجتماع کی کچھ ضرورت نہیں ہے؛ الغرض اس میں شائبہ بھی معاوضہ کا نہ ہونا چاہیے ورنہ پھر ثواب حاصل نہ ہوگا۔ فقط

دل سے تلاوت کرنے پر ثواب میں کمی ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۴۹) ایک ضعیف القلب کو کلام مجید زبانی پڑھنے میں قلب پر گرانی ہوتی ہے، ایسا شخص اگر دل سے تلاوت کرے تو ثواب میں کمی ہوگی یا نہ؟ (۸۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

---

(۱) عن سهل بن سعد رضي الله تعالى عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: التسبيح للرجال والتصفيق للنساء (البخاري ۱۶۰/۱ كتاب الصلاة ـ باب: التصفيق للنساء)

الجواب: تلاوت قرآن شریف وہی ہے جو زبان سے ہو خواہ جہرا ہو یا سرا، اگر جہرا میں دشواری ہو تو سرا تلاوت کی جائے، تلاوت کا مطلب یہی ہے کہ زبانی تلاوت ہو، باقی ثواب دل کی تلاوت سے بھی ہے۔ فقط

لوگوں کو باتوں سے روکنے کے لیے ذکر وتلاوت میں مشغول کرنا

سوال: (۵۰) اگر کوئی شخص قبل جمعہ کے اس خیال سے کہ لوگ باتیں نہ کریں لوگوں سے کلام اللہ پڑھواتا ہے اور جو قرآن شریف نہیں پڑھ سکتا، اس سے تسبیح پڑھواتا ہے اس میں کچھ حرج سنتیں پڑھنے میں نہیں ہوتا ہے؛ کیا حکم شرعی ہے؟ (۱۱۵۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسی حالت میں قرآن شریف وتسبیح جو کچھ پڑھیں آہستہ پڑھیں تاکہ مصلیوں کو تشویش نہ ہو۔ فقط

سودخوار کے قرآن میں تلاوت کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۱) ایک سودخوار مرگیا، اس کے وراثوں نے اس کا قرآن شریف دوسرے شخص کو دیدیا، اس میں تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۵۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس قرآن شریف میں تلاوت کرنا درست ہے۔ فقط

چوری کے قرآن اور کتابوں میں پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۲) ایک شخص دور دراز سے چوری کرکے چند کتب اور چند قرآن شریف لایا، اگر وہ سارق کسی مولوی ملّا کو قرآن اور کتاب دیدے تو اس کو لے کر تلاوت کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۵۴۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر مولوی ملّا کو حال معلوم نہ ہو تو اس کو اس میں تلاوت کرنا درست ہے، اور تلاوت کا ثواب حاصل ہوگا، اور اگر معلوم ہو تو اس میں تلاوت نہ کرے اور لیوے بھی نہیں، اگر لے لیا ہو واپس کردے، اور یہ کہہ دے کہ تمہارے ذمے یہ واجب ہے کہ اول تو جس کا ہے اس پر واپس کرو یا معاف

کراؤ، اور اگر یہ امر متعذر ہو تو مالک کی طرف سے فقراء کو دیدو۔ فقط

استاذ کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر قرآن سنانے کا حکم

سوال: (۵۳) بعض جگہ دستور ہے کہ قرآن مجید حفظ کرنے والے طلبہ دست بستہ استاذ کے سامنے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر قرآن شریف سناتے ہیں؛ کیا شرعاً دست بستہ سامنے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا اور سنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور کسی کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا کیسا ہے؟

(۱۰۶۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے، دست بستہ کھڑا ہونا نماز میں ہے، اور کسی کے سامنے دست بستہ کھڑے نہ ہونا چاہیے، اور قرآن شریف سنانے میں بھی کسی کے سامنے دست بستہ کھڑے نہ ہوں، لڑکوں کو ایسے ہی ہدایت ہونی چاہیے؛ استاذ کو چاہیے کہ لڑکوں سے کہہ دے کہ دست بستہ کھڑے نہ ہوا کریں تاکہ ان کو عادت ہو کہ سوائے نماز کے اور کسی کے آگے دست بستہ کھڑے نہ ہوں۔ فقط

دیوان حافظ اور قرآن شریف سے فال لینا کیسا ہے؟

سوال: (۵۴) ''دیوان حافظ'' اور ''قرآن شریف'' سے فال لینا کیسا ہے؟ بعض لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ دیوان حافظ کی فال صحیح ہے، فال دیکھنا اور اس پر اعتقاد رکھنا شرعاً کیسا ہے؟ (۱۲۶۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: کلمہ حسنہ سے فال لینا حدیثوں میں آیا ہے؛ لیکن اس کا حاصل صرف اسی قدر ہے کہ کوئی اچھا کلمہ سن کر یا دیکھ کر اپنے مقصد کے متعلق کوئی اچھا گمان کرے مثلاً لفظ نجاح یا رباح یا حسن وغیرہ سن کر یا دیکھ کر یہ حسن ظن کرے کہ ان شاء اللہ میرا مقصد پورا ہوگا یا نفع ہوگا یا مآل اچھا ہوگا، اس قسم کی فال حسن قرآن شریف اور دیوان حافظ وغیرہ سے لینا بھی درست ہے؛ لیکن یہ کوئی حکم من اللہ نہیں ہے کہ اس کا یقین کرے، یا اس کو اللہ کا حکم سمجھے بلکہ محض اپنی تسلی خاطر ہے، اس سے زیادہ اس میں اعتداء (تجاوز) کرنا اور اس کو حکم الٰہی سمجھنا یہ محض افتراء اور اعتداء حدود اللہ ہے قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۲۹)

جس کمرہ میں قرآنی آیات چسپاں ہیں اس میں ہم بستری کرنا

سوال: (۵۵) جس کمرے میں چند قطعات چسپاں ہیں جن میں آیت کریمہ وکلمہ شریف مرقوم ہیں اس کمرے میں اپنی منکوحہ سے ہم بستر ہوسکتا ہے یا ان قطعات کو الگ کرلیا جائے؟ (۲۵۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: قال فی الدر المختار: لابأس بالجماع فی بیت فیه مصحف للبلوی الخ (۱)
شامی میں ہے: وقیده فی القنیة بکونه مستورًا وإن حمل مافیها علی الأولویة زال التنافی (۱)
حاصل یہ ہے کہ جس کوٹھری میں قرآن شریف ہے اس میں اپنی زوجہ سے جماع درست ہے، لیکن بہتر و اولیٰ یہ ہے کہ قرآن شریف، غلاف میں مستور ہو، پس جب کہ قرآن شریف کے بارے میں یہ حکم ہے تو کلمہ طیبہ میں بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہے یعنی جائز ہے، مگر اولیٰ یہ ہے کہ ان پر کپڑا ڈال دیا جائے۔ فقط

قرآن شریف کی آیات اخباروں میں چھاپنا

سوال: (۵۶) آیات قرآنی کی بے ادبی اور تحقیر کا خیال کرتے ہوئے درج اخبار کرنا جائز ہے؟ جب کہ غرض صرف آیت کا ترجمہ درج کرنے سے اور پارہ ورکوع کا حوالہ دینے سے بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ (۱۵۵۳/۴۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ اشکال صرف اخبارات تک ہی محدود نہیں کتابوں اور رسائل وغیرہ میں بھی یہی اشکال ہوتا ہے، پس صرف تحریر آیات میں تو عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں؛ البتہ ایسے کاغذات کو حتی الامکان تحقیر سے بچانا چاہیے، بالقصد ان کی تحقیر جائز نہیں؛ بہر حال ابتلاء عام کے وقت باب جواز میں وسعت بھی ہے۔ فقط

سوال: (۵۷) آج کل اخباروں اور اشتہاروں میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ قرآن مجید وفرقان حمید کی آیات، مضامین کے عنوانات اور اثناء تحریرات میں لکھی ہوتی ہیں، اور اس سے زیادہ ظلم یہ کہ اکثر قرآن مجید کے نمونے اخباروں کے صفحوں پر چھاپ دیتے ہیں، اور وہ اخبار پامال ہوتے ہیں، اہل اخبار نویسوں کو معلوم ہے تو اخبار نویسوں پر شرعًا کوئی الزام اور مؤاخذہ ہے یا نہیں؟ (۲۷۹۲/۱۳۳۱ھ)

(۱) الدر مع الشامی ۹/۵۱۹ کتاب الحظر والإباحة ـ فصل فی البیع .

الجواب: یہ ادب اور احتیاط دیکھنے والوں کے ذمے زیادہ لازم ہے کیونکہ اخبار شائع کرنے والے اور طبع کرنے والے یہ نہیں کہہ دیتے کہ حفاظت وادب نہ کرنا، لیکن بوجہ عرف وعادت کے علم ہونے کے اخبار والوں کو بھی اگر گناہ میں شرکت ہوتو بعید نہیں ہے، مگر وہ فی الجملہ مجبور بھی ہوتے ہیں، اور حدیث شریف میں: إنما الأعمال بالنيات ولكل امرئ ما نوى (الحديث)(۱) فقط

سوال:(۵۸) آج کل اشتہارات اور اخبارات اور ناولوں کی کتب اور واہیات سے واہیات قصہ کہانی کی کتابوں میں عموماً آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ تحریر ہوتی ہیں اور یہ ہر کس وناکس ہندو مسلمان پاک اور ناپاک اچھے برے کے ہاتھوں میں جاتی ہیں، کتب کی احتیاط تو کسی قدر متصور بھی ہے، لیکن اخبارات واشتہارات کی حالت ناگفتہ بہ ہے: اس بارے میں کیا حکم شریعت کا ہے؟(۱۳۱۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: احترام آیات قرآنیہ، سورتوں، اور اسمائے حق تعالیٰ وانبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا ضروری ہے جس مسلمان کے ہاتھ میں ایسا کاغذ واخبار یا کتاب آئے اس کو چاہیے کہ اس کی بے حرمتی نہ کرے؛ اس سے زیادہ اور کوئی کیا انتظام کرسکتا ہے۔

غیر مسلم قرآن پاک کو ہاتھ لگائے تو کیا حکم ہے؟

سوال:(۵۹) جب کہ قرآن شریف کتاب مطہر ہے اور اس کا مس کرنا باطہارت ہونے کے سوا بحکم قرآنی ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (سورۂ واقعہ، آیت:۷۹) حرام ہے اور کافر بہ حکم خداوند تعالیٰ نجس ہیں ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ (سورۂ توبہ، آیت:۲۸) پھر یہ کتاب مطہر ایسے قوم کے پریس میں طبع ہونا یا دکانوں پر بیع وفروخت ہونا ہتک حرمت ہے یا نہیں؟ اور مسلمان اس وجہ سے گنہگار ہوں گے یا نہیں؟(۱۳۴۵/۴۳ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ مخاطب اس حکم کے اہل ایمان واسلام ہیں جیسا کہ کتب اصول وفقہ میں ہے کہ کفار مخاطب فروع کے نہیں ہیں، ایمان لانے کے بعد آدمی اس امر کا مکلف ہوتا ہے کہ احکام شرعیہ بجالاوے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مسلمان اپنے اختیار سے کفار سے مس مصحف نہ کراویں، لیکن جب کہ اہل

(۱) صحيح البخاري ۲/۱ باب كيف كان بدء الوحي.

اسلام کے اختیار سے یہ امر باہر ہے تو اہل اسلام اس وجہ سے عاصی نہ ہوں گے کہ کفار نے مس مصحف وغیرہ کیا، بے شک بہ صورت اختیار فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ کفار کو مس مصحف نہ کرنے دیں، درمختار میں ہے: ویمنع النصرانی من مسّه وجوّزه محمدٌ إذا اغتسل الخ (قوله ویمنع النصرانی) فی بعض النسخ: الکافر، وفی الخانیة: الحربی أوالذمی(۱) فقط

جس کاغذ میں آیات واحادیث کے ترجمے ہوں اس کا حکم

سوال: (۶۰) جس کاغذ میں قرآن شریف اور حدیث شریف کا اردو ترجمہ ہوا یسے کاغذ کو کسی رسالے یا اخبار کے اوپر لپیٹنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۰۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسے امور سے احتراز رکھنا چاہیے، یعنی دینیات کے اوراق کو ایسے کاموں میں نہ لانا چاہیے۔ فقط

جس کاغذ پر آیت قرآنی لکھی ہوئی ہو اس کو جیب میں رکھ کر قضائے حاجت کرنا

سوال: (۶۱) تعویذ موم جامہ کیا ہوا پاخانہ میں ساتھ لے جانا کیسا ہے؟ اور جیب میں اگر کوئی کاغذ ہو جس پر آیت قرآنی لکھی ہوئی ہو؛ اس کا کیا حکم ہے؟ (۱۵۵۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: پاخانہ پیشاب کے وقت تعویذ اور آیت قرآنیہ کو کھول کر علیحدہ رکھ دینا چاہیے اور اگر یاد نہ رہے تو مؤاخذہ نہیں ہے۔

سوال: (۶۲) اگر جیب میں پنج سورہ یا کوئی سپارے کی آیت ہو اور کسی موقع پر پیشاب کرنے لگیں تو گناہ تو نہیں؟ (۱۹۰۴/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: بوقت پیشاب پاخانہ کے اس پنج سورہ وغیرہ کو جیب سے نکال کر رکھ دینا چاہیے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ حاجت ضروری کے وقت اپنی انگشتری جس پر محمد

(۱) الدر المختار والشامی ۱/ ۲۸۷ کتاب الطهارة. مطلبٌ: یطلق الدعاء علی مایشمل الثناء.

رسول اللہ منقوش تھا نکال کر رکھ دیتے تھے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قضائے حاجت کے وقت کسی آیت کا خیال آجائے تو کیا کرے؟

سوال: (۶۳) اگر پاخانہ میں بیٹھے ہوئے کسی آیت قرآنیہ کا دھیان بندھ جائے اور روکے سے نہ رکے تو کیا کرنا چاہیے؟ (۱۹۴۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: دھیان بندھ جانے میں کچھ حرج نہیں ہے، اور نہ اس خیال کے روکنے کی ضرورت ہے مگر زبان سے نہ پڑھے۔

قبرستان میں قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۶۴) قبرستان میں کلام مجید حفظ یا ناظرہ پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۱۹۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: قبرستان میں کلام اللہ حفظ یا ناظرہ پڑھنا جائز ہے۔ فقط

بہ غرض تعظیم ومحبت قرآن کو پیشانی یا سر پر رکھنا

سوال: (۶۵) قرآن شریف کو پیشانی پر رکھنا، یا سر پر رکھنا، بوجہ تعظیم یا محبت کے جائز ہے یا نہیں؟ روی عن عمر رضی اللّٰہ عنہ أنہ کان یأخذ المصحف کل غداۃ ویقبلہ ...... وکان عثمان رضی اللّٰہ عنہ یقبل المصحف ویمسحہ علی وجہہ (۲) (درمختار) یہ دلیل جواز کی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۰۲/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ دلیل پیشانی پر رکھنے کے جواز واستحباب کی بھی ہوسکتی ہے۔ فقط

قرآن مجید پر کوئی چیز رکھنا

سوال: (۶۶) کلام مجید کے اوپر ایک رکابی تانبے کی وزنی پاؤ سیر جس میں دودھ کی کھیر ہے رکھ

---

(۱) عن أنس رضی اللّٰہ عنہ قال: کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا دخل الخلاء وضع خاتمہ (سنن أبی داؤد ۱/۴ کتاب الطہارۃ – باب الخاتم یکون فیہ ذکر اللّٰہ تعالیٰ یدخل بہ الخلاء)

(۲) الدر المختار مع الشامی ۹/۶۲۹ کتاب الحظر والإباحۃ – قبل فصل فی البیع.

سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۰۸/۱۳۶۲ھ)

الجواب: ایسا کرنا نہ چاہیے۔ فقط

قرآن شریف کو یاد کرکے بھول جانا

سوال: (۶۷) جو شخص قرآن شریف پڑھ کر اس کو چھوڑ دے، جب اس کو کہا جاوے تو یہ جواب دے کہ مجھے دنیاوی کاروبار سے فرصت نہیں ملتی، اور آیت کریمہ ﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ الآية﴾ (سورۂ طٰہٰ، آیت: ۱۲۴) کے حاشیہ پر یہ عبارت درج ہے کہ سب سے بڑا گناہ قرآن شریف کی آیت کو یاد کرکے بھلا دینا ہے، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ (۷۹۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: قرآن شریف پڑھ کر اور یاد کرکے بھول جانا سخت گناہ ہے(۱) اور جو عبارت حاشیہ کی نقل کی ہے وہ صحیح ہے۔ فقط

بوسیدہ قرآن اور کتابوں کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۶۸) قرآن شریف اور حدیث وفقہ وغیرہ کی بوسیدہ کتابوں کو کیا کرنا چاہیے؟ (۸۹۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ان کو پاک کپڑوں میں لپیٹ کر کے محفوظ جگہ دفن کر دینا چاہیے یا اور جو کچھ طریقہ حفاظت کا مناسب ہو وہ کیا جاوے۔ فقط

سوال: (۶۹) بوسیدہ قرآن کو جلا دیا جائے؟ یا مٹی میں دفن کر دیا جائے؟ شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۲۷۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قرآن شریف بوسیدہ کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنا چاہیے، جب تک اس پر حروف باقی ہیں جلانا نہیں چاہیے۔ قال في الدر المختار: المصحف إذا صار بحال لا یقرء فیه

---

(۱) لیکن یہ وعید اس وقت ہے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔ إذا حفظ الإنسان القرآن، ثم نسیه، فإنه یأثم وتفسیر النسیان: أن لا یمکنه القراءة من المصحف (الفتاوی العالمگیریة: ۳۱۷/۵ کتاب الکراهیة – الباب الرابع في الصلاة والتسبیح الخ)

یدفن کالمسلم الخ وفي الشامي: وأما غيره من الكتب فسيأتي في الحظر والإباحة أنه يمحى عنها اسم الله تعالى وملائكته ورسله ويحرق الباقي الخ(۱)(شامی)

سوال:(۷۰) قرآن شریف اگر کہنہ اور بوسیدہ ہوجائے اور لائق تلاوت نہ رہے تو اس کو کیا کریں؟ (۲۲۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: المصحف إذا صار بحال لا يقرء فيه يدفن كالمسلم قوله يدفن أي يجعل في خرقة طاهرة ويدفن في محل غير ممتهن لا يوطأ وفي الذخيرة: وينبغي أن يلحدله الخ (۱) (شامی) اس کا حاصل یہ ہے کہ جب قرآن شریف ایسا ہوجائے کہ قابل تلاوت کے نہ رہے تو اس کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر ایک لحد کھود کر اس میں دفن کیا جائے جیسے مسلمان کو دفن کیا جاتا ہے، اور اگر لحد نہ ہوسکتی ہو تو اس پر لکڑیاں رکھ کر مٹی ڈالی جائے۔

بوسیدہ قرآن شریف کو جلانا بے ادبی ہے

سوال:(۷۱) اگر قرآن شریف بوسیدہ کو دفن نہ کیا جائے، بلکہ جلا کر اس کی راکھ پاک جگہ میں دفن کردی جائے؛ کیا حرج ہے؟ کیونکہ دفن کرنے سے شاید دوبارہ کسی وقت باہر نکل آوے، اور پھر بے ادبی ہو۔ (۱۳۳۱/۱۱۱ھ)

الجواب: کتب فقہ میں قرآن شریف بوسیدہ کو دفن کرنے کی ہی تاکید فرمائی ہے، اور جلانے کو سوء ادبی قرار دیا ہے، اور بعض صحابہ سے جو جلانا منقول ہوا ہے، اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ پہلے ان اوراق کو دھوکر پھر صاف کاغذوں کو جلایا گیا ہے، بہر حال دفن کرنا محفوظ جگہ میں کپڑا لپیٹ کر اور لحد کی صورت بنا کر افضل ہے۔

قرآن شریف کی آیات پر مشتمل خطوط کا حکم

سوال:(۷۲) ایک عرصے سے اکثر احباب کے پاس ایسے خطوط آتے ہیں جن میں آیات قرآنی لکھی ہوتی ہیں اور کاتب یہ ہدایت کرتا ہے کہ ایسے گیارہ خطوط اپنے دوستوں وغیرہ کے نام تحریر

(۱) الدر والشامي ۱/۲۸۷ كتاب الطهارة – مطلبٌ: يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء.

کرو، کوئی خوش خبری سننے میں آئے گی، ورنہ سخت مصیبت کا شکار ہوگے، اور کاتب اپنا پتہ وغیرہ تحریر نہیں کرتا؛ اس کی ہدایت پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۱۷۶۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس کی ہدایت پر شرعاً عمل کرنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ جائز بھی نہیں ہے، اس کو چاک کرکے پاک جگہ دفن کردیا جائے بوجہ آیات قرآنیہ کے۔ فقط
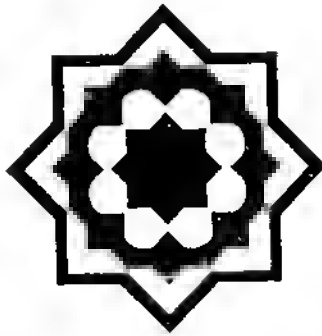
آدابِ قبرستان

بوسیدہ قبر کی مرمت کرنا

سوال:(۱)......(الف) قبر اگر کہنہ شود مرمت او باید کرد یا نہ؟ در بعض کتب منع نوشتہ اند۔

(ب) در خزانۃ الفقہ مذکور است: إذا انهدم القبر لايجوز إحداثه فى المرة الثانية لأن النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن إحداث القبر فى المرة الثانية فإن فعل ذلك فالميت مسئول ثانيا جواب المنكر والنكير ایں روایت ثابت و صحیح است یا نہ؟ (۲۳۴۴/۱۳۴۸ھ)

الجواب:(الف) مرمت قبر بایں معنی کہ اگر اکثر قبر قریب بہ معدوم گردد ونشان آں از تراب قائم دارند جائز است لأنه إعلام أنه قبر وقد ثبت الإعلام بوضع الحجر (۱)

(ب) درروایت مذکورہ ثابت نیست۔

ترجمہ: سوال:(۱) ..... (الف) اگر قبر پرانی ہوجائے تو دوبارہ اس کی مرمت کرنی چاہیے یا

(۱) عن كثير بن زيد المدني عن المطلب قال: لما مات عثمان بن مظعون رضى الله عنه أخرج بجنازته فدفن ، فأمر النبي صلى الله عليه وسلم رجلا أن يأتيه بحجر ، فلم يستطع حمله. فقام إليها رسول الله صلى الله عليه وسلم وحسر عن ذراعيه ، قال كثير: قال المطلب: قال الذي يخبرني ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حين حسر عنهما، ثم حملها فوضعها عند رأسه قال: أتعلم بها قبر أخي و أدفن إليه من مات من أهلي (سنن أبي داوٗد ج ۲ ص ۴۵ كتاب الجنائز – باب في جمع الموتى في قبر والقبر يعلم)

وعن جعفر بن محمد عن أبيه مرسلاً أن النبي صلى الله عليه وسلم حثى على الميت ثلاث حثيات بيديه جميعًا وأنه رشّ على قبر ابنه إبراهيم و وضع عليه حصباء رواه في شرح السنة (مشكاة المصابيح ص : ۱۴۸ كتاب الجنائز – باب دفن الميت)

نہیں؟ بعض کتابوں میں اسے ممنوع لکھا ہے۔

(ب) خزانۃ الفقہ میں ہے کہ قبر جب منہدم ہوجائے تو دوبارہ نئے سرے سے اس کی مرمت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ نے قبر کو دوسری مرتبہ نئے سرے سے بنانے سے منع فرمایا ہے: پس اگر کوئی ایسا کرے گا تو میت کو منکر نکیر کے جوابات دوبارہ دینے پڑیں گے ——— یہ روایت ثابت و صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: (الف) قبر کی مرمت کے اگر یہ معنی ہیں کہ قبر کا اکثر حصہ مٹنے کے قریب ہوگیا ہے اور اس کا نشان مٹی سے قائم رکھنا ہے تو جائز ہے اس لیے کہ یہ قبر ہونے کی نشانی بنانا ہے اور پتھر رکھ کر نشانی بنانا حدیث سے ثابت ہے۔

(ب) اور سوال میں ذکر کردہ روایت ثابت نہیں ہے۔

بغرض استمداد قبروں پر پھول چڑھانا

سوال: (۲) قبور پر پھول چڑھانا واسطے اولاد یا اور کسی مطالب کے درست ہے یا نہیں؟ (۱۵۲۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قبور پر پھول چڑھانا بہ غرض استمداد و طلب حاجات جائز نہیں ہے، بدعت اور حرام ہے۔

قبروں پر پھول وغیرہ ڈالنا ان کو پختہ بنانا اور قبرستان میں جوتے پہن کر جانا

سوال: (۳)..... (الف) قبور پر پھول، سبز پتے درخت کے چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) قبرستان میں جہاں قبریں بنی ہوئی ہیں جوتا پہن کر جانا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) قبر کو چونا سے پختہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۰۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) اس میں اختلاف ہے اور احوط ترک ہے (۱)

(ب) اچھا نہیں ہے۔

(ج) یہ مکروہ ہے [illegible] فی الدالمختار: ولایجصص للنهی عنه الخ. وفی الشامی: لما

---

(۱) اختلاف پھول پتے رکھنے میں ہے، چڑھانا تو حرام ہے کیونکہ وہ عبادت ہے۔۱۲ سعید احمد پالن پوری

روی جابر نهی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن تجصیص القبور وأن یکتب علیها وأن یبنی علیها رواہ مسلم(۱)(شامی ۱/۶۰۱)

قبرستان میں جوتے پہن کر جانا اور بیٹھنا کیسا ہے؟

سوال: (۴) قبرستان میں جوتا پہن کر جانا اور بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۷۷۴ھ)

الجواب: قبور پر چلنا پھرنا اور بیٹھنا بلا جوتا بھی مکروہ ہے، اور قبرستان میں وہ جگہ جہاں نشان قبر نہیں، اس پر چلنا جوتا پہن کر بھی درست ہے۔

روضۂ مطہرہ کی زیارت

سوال: (۵) ایک شخص کہتا ہے کہ از روئے حدیث سوائے تین مسجدوں بیت اللہ شریف، مسجد نبوی، بیت المقدس کے کسی اور جگہ دور دراز سے سفر کر کے قصداً بہ نیت زیارت جانا منع ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کے روضۂ مطہرہ کی قصداً سفر کر کے زیارت کو جانا منع ہے؛ کیا وہ شخص از روئے حدیث صادق ہے یا کاذب؟ (۱۳۳۴-۳۳/۹۷۴ھ)

الجواب: زیارت قبر شریف رسول اللہ ﷺ کی باجماع امت مستحبات مؤکدات میں سے ہے؛ بلکہ بعض علماء اس کے وجوب کے اور بعض قریب وجوب کے قائل ہوئے ہیں۔ درمختار میں ہے: وزیارۃ قبرہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مندوبۃ بل قیل: واجبۃ لمن لہ سعۃ(۲) اور شامی میں ہے: قولہ مندوبۃ أی بإجماع المسلمین کما فی اللباب الخ قولہ بل قیل واجبۃ ذکرہ فی شرح اللباب وقال: کما بینتہ فی الدرۃ المضیئۃ فی الزیارۃ المصطفویۃ (۲) والأحادیث فی ذلک

---

(۱) الدر والشامی ۳/۱۳۴-۱۳۵ کتاب الصلوۃ ، مطلبٌ فی دفن المیت.

وفی الحدیث: عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال: نہی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أن یجصص القبر وأن یقعد علیہ وأن یبنی علیہ (الجامع الصحیح لمسلم ۱/۳۱۲ کتاب الجنائز ـ فصلٌ فی النہی عن تجصیص القبور والقعود والبناء علیہا)

(۲) الدرالمختار والشامی ۴/۴۸ کتاب الحج ـ مطلبٌ فی تفضیل قبرہ المکرم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم.

كثيرة و فضائلها شهيرة (۱) فقط

زیارت قبور کا طریقہ

سوال: (۶) زیارت قبور منع ہے یا درست؟ (۱۸۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: زیارت قبور درست ہے، مگر موافق طریق سنت کے سلام کرے اور دعائے ماثور پڑھے، اور کچھ سورتیں قرآن شریف کی پڑھ کر ثواب پہنچانا چاہے تو ثواب پہنچائے، اور کوئی کام خلاف شریعت وہاں نہ کرے۔ فقط

کسی ولی یا رشتہ دار کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کرنا

سوال: (۷) کسی ولی یا اپنے رشتے دار کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کر سکتے ہیں؟ (۳۲۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: شامی میں ہے: قوله و بزيارة القبور أى لابأس بها بل تندب الخ قلت: استفيد منه ندب الزيارة وإن بعد محلها الخ (۲) (شامی ص:۱/۶۰۴) اس سے معلوم ہوا کہ زیارت قبور کے لیے دور جانا بھی درست ہے۔ فقط

عورتوں کا مزارات پر جانا

سوال: (۸) مستورات کو اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ (۷۲۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: عورتوں کو مزارات اولیاء اللہ وغیرہم پر جانا جائز نہیں ہے كما فى شرح المنية :

(۱) عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من زار قبرى وجبت له شفاعتى. أخرجه الدار قطنى۔ وعن حاطب رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من زار نبى بعد موتى فكأنما زارنى فى حياتى، ومن مات بأحد الحرمين بعث من الآمنين يوم القيامة. رواه الدار قطنى وغيره (إعلاء السنن: ۱۰/۵۴۲-۵۴۶ أبواب الزيارة النبوية - باب زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم قبل الحج أو بعده - دارالكتب العلمية، بيروت)

(۲) الشامى ۳/۱۴۰ كتاب الصلوة - مطلبٌ فى زيارة القبور .

ویستحب زیارة القبور للرجال وتکرہ للنساء لما قد مناہ الخ) وفیہ قبیلہ: وأن یکون فی زماننا للتحریم لما فی خروجهن من الفساد و فی کفایة الشعبی: سئل القاضی عن جواز خروج النساء الی المقابر فقال: لا یسئل عن الجواز والفساد فی مثل هذا وانما یسئل عن مقدار ما یلحقها من اللعن فیه ؛ واعلم أنها کلما قصدت الخروج کانت فی لعنة اللّٰه و ملائکته و إذا خرجت تحُفُّها (وفی نسخة لَحِقَهَا) الشیاطین من کل جانب وإذا أتت القبور یلعنها روح المیت وإذا رجعت کانت فی لعنة اللّٰه ذکرہ فی التتار خانیة الخ (۲) فقط

مزار کی صفائی کے لیے عورت کو مقرر کرنا

سوال :(۹) بندہ بطور جاروب کش ایک بزرگ کے مزار پر ہے، مزار کے قریب مسلمانوں کی قبریں ہیں؛ مسلمانوں کی قبروں کو مسمار کر کے، اور زمین کو ہموار کر کے اس کو ایک انجن کے ذریعہ سے چکی چلانے کے واسطے کرائے پر دیا؛ کیا یہ فعل اس کا جائز ہے؟ کیا بزرگوں کے مزار پر عورت کو جاروب کش مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۵۹۲ھ)

الجواب : پرانی قبور کو برابر کرنا، اور اس میں تعمیر وزراعت کرنا فقہاء نے جائز لکھا ہے؛ لیکن موقوفہ قبرستان میں ایسا کرنا کہ قبور کو برابر کر کے اس زمین کو کرائے پر دینا درست نہیں ہے، اور عورت کو مزار پر جاروب کش مقرر کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

عورت کا قبرستان میں جانے کا اور کتبہ لگانے کا حکم

سوال :(۱۰)......(الف) عورت کا قبرستان میں جانا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

(ب) قبر خام پر چہار دیواری پختہ بنوا کر سرہانے پتھر نصب کر کے تاریخ وغیرہ لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵-۴۴/۱۷۰ھ)

الجواب :(الف) اس میں اختلاف ہے اور راجح عدم جواز ہے؛ لیکن اگر کوئی قبر راستے پر ہو تو

(۱) شرح منیة المصلی المعروف بالکبیری ص:۵۲۴ فصل فی الجنائز، مسائل متفرقة من الجنائز.

(۲) شرح منیة المصلی ص:۵۱۲ فصل فی الجنائز .

اس پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔

(ب) قبر کی چہار دیواری پختہ کرنا بھی جائز نہیں ہے، لیکن کوئی پتھر وغیرہ بہ غرض علامت و نشان رکھنا جائز ہے، اور اس پر لکھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے کما فی حدیث جابر رضی اللّٰہ عنہ: نہی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن تجصیص القبور وأن یکتب علیہا وأن یبنی علیہا رواہ مسلم (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کی چھت کا پانی قبرستان میں اتارنا

سوال: (۱۱) ایک مسجد ایک قبرستان کے کنارے پر واقع ہے، اس کا پرنالہ پختہ جو مسجد کی چھت کا پانی دیوار کے ساتھ پھیلتا ہوا بغیر دھار کے نیچے گراتا ہے قبرستان کے کونے پر ایسی جگہ لگانا جائز ہے جہاں ظاہر میں کوئی قبر کا نشان بھی موجود نہ ہو، اور وہ پانی بغیر مزاحمت قبر کے قبرستان سے باہر ہو جائے۔ صورت مسئولہ میں مسجد کا پرنالہ اتارنا جائز ہے یا نہیں؟ لوگ اس کو برا اور گناہ سمجھتے ہیں۔ (۲۹۸۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مسجد کی چھت کا پانی قبرستان میں حسب تفصیل سوال اتارنا درست ہے اور گناہ سمجھنا اس کو صحیح نہیں ہے یہ خیال لوگوں کا غلط ہے۔ فقط

قبور کے پاس پیشاب وغیرہ کرنے سے بکریوں کو روکنا

سوال: (۱۲) متولی کے مکان کے متصل ایک بزرگ کا مزار ہے، متولی کی بکریاں اس مزار کے چبوترے پر بیٹھتی ہیں اور پیشاب و مینگنی کرتی ہیں، اور جو شخص اس سے منع کرتا ہے تو متولی لڑنے کو تیار ہوتا ہے اور کہتا ہے: لڑکے مسجد میں پڑھتے اور گوز (ریح خارج) کرتے ہیں، اس کا بندوبست کرو اور مدرس کو نکال دو؛ اس کے کہنے سے مدرس کو مسجد سے نکالنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۰۶/۱۳۴۶-۴۷ھ)

الجواب: قبور کے پاس بکریوں کو پیشاب وغیرہ کرنے سے روکنا چاہیے، اور شخص مذکور کے کہنے سے مدرس وامام مذکور کو مسجد میں سے نکالنا درست نہیں ہے۔

۞۞۞

(۱) شرح منیة المصلی ص:۵۱۶ کتاب الجنائز . قبل باب أحکام الشہید .

کتاب البیوع

خرید وفروخت کا بیان

تجارت کے معنی

سوال: (۱) تجارت کے معنی کیا ہیں؟ (۸۰۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: تجارت کے معنی بیع وشراء کے ہیں، تاجر وہ ہے جو بیع وشراء دونوں کرے التاجر: الذی یبیع ویشتری الخ وَقَدْ تَجَر (یَتْجُرُ) تَجْرًا وَتِجَارَةً الخ (۱) (قاموس) تجارت کے جو معنی لغوی ہیں وہی شرعی ہیں۔

بیع تعاطی کے معنی

سوال: (۲) میں نے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آم وغیرہ کے باغ ٹھیکے پر دے دیے جاتے ہیں؛ ظاہر ہے کہ معدوم شئے کی بیع ہے جو باطل ہے، مگر آپ نے بیع تعاطی قرار دے کر جائز لکھا تھا؛ بیع تعاطی کو میں نہیں سمجھتا۔ (۲۲۱۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بیع تعاطی اس کو کہتے ہیں کہ زبان سے کچھ نہ کہا جائے، بائع قیمت لے کر رکھ لے، اور مشتری وہ شئے مبیعہ لے لے؛ لیکن بیع باطل اور فاسد میں بیع تعاطی اس وقت ہوسکتی ہے کہ پہلی بیع کو

---

(۱) القاموس المحیط للشیخ محمدبن یعقوب الفیروزابادی الشیرازی ۱/۴۷۶ فصل التاء- باب الراء

چھوڑ دے۔ اور تفصیل اس کی شروع جلد رابع شامی (۱) میں ہے۔

زبانی ایجاب وقبول سے بھی بیع منعقد ہو جاتی ہے

سوال: (۳) احقر ایک مکان میں عرصہ تیس سال سے کرائے پر رہتا ہے، مالک مکان نے ایک سال ہوا مکان میرے ہاتھ زبانی فروخت کر دیا تھا، اور یہ کہا تھا کہ تم رجسٹری کا معائنہ کرلو، میں آکر اس کی رجسٹری کرا دوں گا، احقر نے جواب میں کہا کہ میں مکان لے چکا، جس وقت رجسٹری کرادو گے روپیہ رجسٹری میں دے دوں گا، اب اس نے ایک سال بعد کرایہ اور مکان خالی کرانے کی نالش کر دی، یہ اس کا نالش کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۸۰۰ھ)

الجواب: زبانی ایجاب وقبول سے شرعاً بیع منعقد ہو جاتی ہے، پس اس صورت میں بیع قطعی ہوگئی، بائع کو قیمت جو بوقت بیع مقرر ہوئی ہو لینا چاہیے، کرائے کی نالش اور مکان خالی کرانے کی نالش کرنا بائع کی طرف سے شرعاً جائز نہیں ہے۔ فقط

بیع: ایجاب وقبول سے پوری ہو جاتی ہے

سوال: (۴) محمد اسحاق صوبیدار نے اپنا آدھا حصہ ایک مکان کا بعوض سات سو روپے کو مولانا و مرشدنا مولوی محمد ابراہیم صاحب کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے، ایجاب وقبول ہو چکا ہے، اور پھر سات سو روپے محمد اسحاق نے مولانا موصوف کو ہبہ و بخشش کر دیا ہے، اب کیا یہ بیع درست ہوگئی؟ (۱۳۲۱/۱۳۵۲ھ)

الجواب: رکن بیع صرف ایجاب وقبول ہے، یعنی بیع ایجاب وقبول سے پوری ہو جاتی ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے: أما القول فالإيجاب و القبول وهما ركنه —— إلى أن قال —— و حكمه ثبوت الملك الخ (۲) پس معلوم ہوا کہ بیع ایجاب وقبول سے تام ہو جاتی ہے، ثمن کا اس وقت دینا کل یا

---

(۱) صورته أن يتفقا على الثمن، ثم يأخذ المشتري المتاع، ويذهب برضا صاحبه من غير دفع الثمن أو يدفع المشتری الثمن للبائع ثم يذهب من غير تسليم المبيع ، فإن البيع لازم على الصحيح ، حتى لو امتنع أحدهما بعده أجبره القاضي ..... وبعد السطر : والتعاطي إنما يكون بيعًا إذا لم يكن بناء على بيع فاسد أو باطل سابق الخ (الشامی ۷/۲۰-۲۱ قبیل مطلب: البيع بالتعاطي وأيضًا فی مطلب : البيع بالتعاطي)

(۲) الدر المختار مع الشامی ۷/۱۰-۱۲ فی بداية كتاب البيوع .

بعض کا شرط نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ بیع مؤجل یعنی بیع إلی أجل معین میں فی الحال کچھ ثمن بھی نہیں دیا جاتا، اور بیع پوری ہو جاتی ہے، لہٰذا اگر بائع بعد ایجاب وقبول کے ثمن معین کو جو کہ مبادلہ میں قرار پایا ہے کلاً یا بعضاً معاف کر دے اور ساقط کر دے تو وہ ثمن معاف ہو جاتا ہے اور مشتری بری الذمہ ہو جاتا ہے، اور وہ مالک مبیع کا ہو چکا، اس میں کچھ تفاوت نہ ہوگا۔ فقط

وعدے سے بیع تام نہیں ہوتی

سوال: (۵) زید، عمر کا باہمی یہ معاہدہ ہوا کہ ہم تم کو مال راب دس روپے من کے حساب سے دے دیں گے، تو اس کا اس وقت کا وعدہ جب کہ نیشکر (گنا) کا پودا کھیت میں موجود ہے درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو پھر مال تیار ہونے پر زید کو اطلاع دینا کہ تیرا ہمارا یہ وعدہ تھا تو اس کو رکھتا ہے یا نہیں؟ یا کچھ دوبارہ وقت تیاری مال پر کہنے کی ضرورت نہیں۔ (۹۲۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس وعدے سے کوئی معاملہ اور بیع وشراء نہیں ہوئی، پھر معاملہ کرنا چاہیے، اور لین دین کرنا چاہیے، اور اگر مالک مال موافق وعدہ سابق کے اسی حساب سے اس کو مال دے اور یہ قیمت دیدے، تو اب عقد ہو جائے گا اور بیع صحیح ہوگی۔

ثمن کا مجہول ہونا صحت بیع کے لیے مانع ہے

سوال: (۶) زید کو اپنے بھائی کے ترکہ میں سے کچھ مال ملا، ہنوز باقاعدہ دخل نہ ملا تھا کہ اس نے عمر کے ہاتھ بیع کیا، اور یہ قرار پایا کہ بیس روپے ماہوار ہمیشہ دیتا رہوں گا اور بیس بیگہ اراضی کی واپسی کی شرط بھی لکھی ہے؛ یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟ زید کا انتقال ہو گیا ہے اور (اس نے) دو دختر ایک برادرزادہ (کو چھوڑا ہے)(۹۲/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: زید نے جو معاملہ بیع کا عمر سے کیا یہ شرعاً اس طریق سے صحیح نہیں ہے کہ اس میں ثمن بھی مجہول ہے کیونکہ بیس روپے ماہوار ہمیشہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک زید زندہ ہے بیس روپے ماہوار دیے جائیں گے، پس کل مقدار ثمن مجہول ہوئی یہ امر مانع عن صحت البیع ہے، الغرض یہ معاملہ شرعاً ناجائز ہے، اور یہ بیع صحیح نہیں ہوئی، اب وہ ترکہ زید کا اس کی ہر دو دختر اور برادرزادہ کا ہے وہ از سرنو بیع کریں اور قیمت معین کر کے لیں اور جس قدر زمین رکھنی ہو رکھ لیں۔

سوال: (۷) اس طرف یہ دستور ہے کہ نیشکر کو بہ نرخ ''شاہ نگر'' فروخت کرتے ہیں؛ یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۶۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں نرخ مجہول رہتا ہے، اور نرخ مجہول پر بیع وشراء ناجائز اور فاسد ہے۔

مبہم قیمت پر بیع کرنا درست نہیں

سوال: (۸) ایک چیز مختلف اشخاص کے ہاتھ مختلف قیمت پر فروخت کی گئی، اب زید خریدار بن کر آیا اور یہ کہا کہ یہ چیز جس قیمت میں اور کوی ہے اسی قیمت میں مجھ کو دے دو، مگر زید سے کہہ دیا گیا کہ چوں کہ یہ چیز مختلف قیمتوں پر فروخت ہوئی ہے اس لیے ہم کوئی تعیین نہیں کر سکتے، زید نے کہا کہ یہ چیز فلاں شخص نے بھی تو خریدی ہے، پس زید کے ساتھ اسی شخص کا حوالہ دے کر بیع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۱۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: قیمت بتلا دینی چاہیے مبہم حوالہ نہ کرنا چاہیے مثلاً یہ صاف کہہ دیا جائے کہ فلاں شخص نے جس قیمت کو خریدی ہے وہ اس قدر ہے اسی قیمت کو تم لے لو۔

بیع میں ثمن اور مبیع دونوں اُدھار ہوں تو بیع منعقد نہیں ہوگی

سوال: (۹)...... (الف) مثلاً زید وہ خروار گندم نوع وجنس فلاں وغیرہ وتعیین ضروری بوعدہ پانزدہ روز؛ از عمری فروشد بایں طور کہ بیع الحال شد، لکن بوقت وعدہ مذکورہ معینہ مشتری ثمن معینہ عقد را ادا نمودہ گندم مبیعہ را قبض می نماید؛ یعنی فی الحال فقط بیع بہ الفاظ می کند؛ وتعیین ضروری؛ ثمن ومبیع ووقت ومکان و وقتِ قبض ثمن ووقتِ قبض مبیع می نماید، امافی الحال مشتری نہ ثمن ادا می نماید ونہ بائع مبیع را تسلیم می کند، بوقت حلول اجل مشتری ثمن معہودہ دادہ مبیع را قبض می کند؛ آیا ایں صورت شرعاً جائز است یا نہ؟ واین وعدۂ بیع است یا بیع؟ اگر بیع است پس بوقت ادائے ثمن بر بائع قبض ثمن وتسلیم مبیع واجب خواہد بود، واگر وعدۂ بیع است پس ایں ہر دو قضاء واجب نخواہند شد یا چہ طور؟ واگر وعدہ است درزر ونقرہ ہم جائز خواہد بود یا نہ؟

(ب) درصورت مذکورہ مبیع نزد بائع موجود می باشد واحیاناً موجود نمی باشد، بلکہ بوقت حلول اجل

از بازار خریدہ تسلیم می نماید پس ہر دو صورت جائز است یا نہ؟

(ج) در بعض اوقات زید آں دہ خروار گندم را بر بکر حوالت می کند مثلاً از زید دہ خروار گندم معینہ را از بکر بصورت مذکورۂ اُولیٰ بہ ہماں وعدہ می خرد و چوں وقت حلول اجل موعودۂ عمر می رسد زید بر بکر حوالت می کند، و می گوید کہ گندم خود از بکراز جانب من وصول بکن و خود ثمن گندم را بہ بکر ادا کن، واو را می گوید کہ گندم من بعمر تسلیم بکن، پس بکر آں ثمن را وصول نمودہ گندم بعمر تسلیم می کند۔

(د) در بعض صور تہا عمر دہ خروار گندم بخالد می فروشد حسب وعدۂ سابقہ بایں نیت کہ آں دہ خروار کہ از زید خریدہ ام بوقت حلول اجلِ وعدہ از آنجا تسلیم نمودہ بہ خالد خواہم داد —— اما در وقت بیع تعیین آں گندم نمی نماید تا کہ اعتراض بیع قبل القبض لازم نیاید؟ (۹۴۳/۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف، ب) بحکم نہی عن بیع الکالی بالکالی (۱) ایں بیع منہی عنہ است و منعقد نہ شد و صیغۂ وعدہ کہ ''بعد پانزدہ روز بیع خواہم کرد'' ہم نیست لہٰذا کالعدم است۔

(ج) حکمش ہم از ماقبل ظاہر شد کہ بیع منعقد نہ شدہ است، و نہ الغاء آں ضروری است، من بعد اگر بہ تحقق شرائط بیع خواہند کرد و ایجاب و قبول خواہند کرد بیع منعقد خواہد شد دریں وقت بیع نہ شدہ است۔

(د) حکمش کالمذکور است الغرض بصورتیکہ مبیع وثمن ہر دو نسیئہ باشند بیع منعقد نہ خواہد شد۔ فقط

ترجمہ: سوال: (۹)...... (الف) مثلاً: زید، دس ڈھیر گیہوں نوع وجنس وغیرہ ضروری اُمور متعین کر کے پندرہ روز کے وعدے پر عمر کے ہاتھ اس طرح فروخت کرتا ہے کہ سر دست بیع تو ہو جاتی ہے لیکن مشتری وعدۂ مذکورہ کے وقت (یعنی پندرہ دن پورے ہونے پر) طے شدہ ثمن ادا کر کے مبیع پر قبضہ کرتا ہے، یعنی فی الحال صرف لفظی بیع کرتا ہے، اور ضروری امور یعنی ثمن، مبیع، وقت، مکان اور ثمن ومبیع پر قبضہ کرنے کا وقت متعین کرتا ہے، مگر فی الحال نہ مشتری ثمن ادا کرتا ہے اور نہ بائع مشتری کو مبیع حوالے کرتا ہے، وقتِ موعود آنے پر مشتری طے شدہ ثمن ادا کر کے مبیع پر قبضہ کرتا ہے، آیا یہ صورت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

اور یہ وعدۂ بیع ہے یا بیع؟ اگر بیع ہے تو ثمن کی ادائیگی کے وقت بائع پر ثمن وصول کر کے مبیع دینا واجب ہوگا؟ اور وعدۂ بیع ہے تو یہ دونوں امر بائع پر واجب نہیں ہوں گے یا کیا حکم ہے؟ نیز اگر یہ وعدۂ

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن بیع الکالی بالکالی رواہ الدار قطنی (مشکاۃ، ص: ۲۴۸ کتاب البیوع ـ باب المنہی عنہا من البیوع)

بیع ہے تو سونا اور چاندی میں بھی جائز ہوگا یا نہیں؟

(ب) صورت مذکورہ میں کبھی تو مبیع بائع کے پاس موجود ہوتی ہے اور کبھی موجود نہیں ہوتی؛ بلکہ وقت آنے پر بازار سے خرید کر مشتری کے حوالے کرتا ہے؛ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں یا نہیں؟

(ج) بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ زید ان دس ڈھیر گیہوں کا ذمہ بکر کے حوالے کر دیتا ہے، مثلاً: زید، دس ڈھیر گیہوں مذکورہ بالا طریقے پر متعین کر کے اسی طرح وعدے پر بکر سے خریدتا ہے، جب عمر سے کیے ہوئے وعدے کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو زید گیہوں کا ذمہ بکر کے حوالے کر دیتا ہے، اور عمر سے کہتا ہے کہ تم اپنا گیہوں میری جانب سے بکر کے پاس سے حاصل کر لو اور گیہوں کی قیمت بھی اسی کو ادا کر دو۔ اور اودھر بکر سے کہتا ہے کہ تم گیہوں (بجائے میرے) عمر کے حوالے کر دو! چنانچہ بکر قیمت وصول کر کے عمر کو گیہوں دے دیتا ہے۔

(د) کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ عمر سابقہ وعدے پر دس ڈھیر گیہوں اس نیت سے خالد کو فروخت کرتا ہے کہ جب گیہوں ادا کرنے کا وقت آئے گا تو زید سے لے کر خالد کو دیدوں گا؛ البتہ خالد سے بیع کرتے وقت اس گیہوں کو متعین نہیں کرتا، تاکہ بیع قبل القبض کا اعتراض لازم نہ آئے (ان صورتوں کا کیا حکم ہے؟)

الجواب: (الف، ب) حدیث نهى عن بيع الكالي بالكالي کی وجہ سے ایسی بیع کرنا ممنوع ہے، اور ایسی بیع منعقد نہیں ہوتی، نیز اس میں وعدے کے الفاظ کہ ”پندرہ روز کے بعد بیع کر دوں گا“ بھی نہیں ہیں، لہٰذا یہ بیع کالعدم ہے۔

(ج) اس کا حکم بھی پہلے جواب سے ظاہر ہو گیا کہ نہ تو بیع منعقد ہوئی ہے اور نہ اس کا ختم کرنا ضروری ہے؛ ہاں بعد میں اگر وجود شرائط بیع کے ساتھ بیع کریں گے اور (دوبارہ) ایجاب وقبول کریں گے تو بیع منعقد ہو جائے گی، اس وقت بیع منعقد نہیں ہوئی۔

(د) اس کا حکم بھی مذکور کے مانند ہے۔ الحاصل جس صورت میں بیع اور ثمن دونوں اُدھار ہوں گے بیع منعقد نہیں ہوگی۔

نرخ طے کرنے سے بیع تام نہیں ہوتی

سوال: (۱۰) زید سے عمر کوئی چیز خریدتا ہے، نرخ طے ہو گیا؛ چوں کہ عمر باہر کا رہنے والا ہے، اس

لیے زید نے اس کو اُدھار نہیں دیا، اور یہ بات قرار پائی کہ جس جنس کا نرخ طے ہوگیا ہے وہ خالد کے پاس امانتاً رکھ دی جائے۔ اگر عمر نے آٹھ دن کے اندر روپیہ ادا کردیا تو وہ جنس ان کو دیدی جائے گی ورنہ زید واپس کرلے گا، چنانچہ جنس خالد کے پاس رکھ دی گئی اور عمر اپنے شہر چلا گیا۔ دو تین ہی روز کے بعد خالد نے جنس مذکور فروخت کرنا شروع کردی، اب زید کو یہ اختیار ہے یا نہیں کہ وہ اپنی جنس کو واپس لے لے اور عمر کے ہاتھ فروخت نہ کرے؛ کیوں کہ اس کی جانب سے بدعہدی ہوئی؟ (۱۲۱۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس صورت میں صرف نرخ طے ہوا تھا بیع نہ ہوئی تھی کیونکہ ایجاب وقبول بیع کا اور تبادلہ عوضین کا بتراضی طرفین ابھی نہیں ہوا تھا، لہٰذا تصرف کرنا خالد کا بلا اجازت زید کے ناجائز ہوا، زید کو حق ہے کہ وہ اپنی کل جنس امانتی واپس لے لے اور عمر کے ہاتھ فروخت نہ کرے۔

غیر تیار شدہ مال کی خرید وفروخت

سوال: (۱۱) جاپان وولایت وغیرہ ممالکِ غیر سے مال منگانے کی حالت میں اکثر بڑے تاجروں کو تیار مال نہیں ملتا، اس لیے وہ یہ کرتے ہیں کہ مطلوبہ مال کا نمونہ بتاکر کئی مہینے پہلے وہیں کے سکّے سے نرخ طے کرکے فرمائش روانہ کردیتے ہیں مثلاً رنگونی تاجر کو جاپان سے ... منگانا ہے تو وہ مثلاً آج ۱۶/نومبر سنہ ۲۴ء کو ایک لاکھ ٹیگ —— جاپانی چاندی کے سکّے —— کا مال، جنوری سنہ ۲۵ء میں بھیجنے کا معاملہ طے کرے گا، پھر مال رنگون پہنچ جانے پر رنگونی تاجر کو ایک لاکھ ٹیگ ادا کردینا لازم ہوگا، پھر چونکہ رنگون میں انگریزی روپے کا چلن ہے ٹیگ یہاں نہیں چلتا ہے اس لیے رنگونی تاجر کسی بینک کو جس کا تعلق جاپان سے ہے ایک لاکھ ٹیگ کے بدلہ میں انگریزی روپیہ دے دیتا ہے اس ٹیگ کا نرخ اکثر اوقات گھٹتا بڑھتا رہتا ہے مثلاً کسی وقت ایک سو بیس روپے کے سو ٹیگ ہوتے ہیں تو دوسرے وقت ایک سو تیس روپے فیصدی کا نرخ ہوجاتا ہے؛ اس صورت میں معاملہ مذکورہ سب اعتبار سے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۸۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: شریعت میں معدوم کی بیع نہیں ہوتی لہٰذا جب تک مال مطلوب موجود نہ ہوگا معاملہ خرید وفروخت کا اس میں صحیح نہ ہوگا؛ البتہ یہ معاملہ جو اس وقت قبل تیار ہونے مال کے ہوگا ایک وعدہ اور معاہدہ سمجھا جائے گا کہ جس وقت مال تیار ہوجائے گا ہم اس نرخ سے اس کو خریدیں گے باقی ایجاب و

قبول بیع کا، اور بیع تام اسی وقت ہوگی جس وقت مال تیار ہو جائے گا، اور موجود ہو جائے گا، اور بوقت قبضہ مشتری وادائے ثمن بطریق تعاطی بیع ہو جائے گی، اور نیگ جو کہ چاندی کا سکہ ہے اس کو روپیہ سے مبادلہ کرنے میں وہی حکم ہوگا جو کہ چاندی کو چاندی سے مبادلہ کرنے میں ہے یعنی تقابض عوضین اور مساوات وزن میں ہونی چاہیے اور کمی وبیشی ربا ہوگا۔ فقط

آرڈر کا مال آنے سے پہلے دیگر تاجروں کے ہاتھ فروخت کرنا

سوال: (۱۲) شہر رنگون میں علی العموم بڑے تاجروں کا دستور ہے کہ نرخ طے کر کے ولایت انگلستان، جاپان، جرمنی وغیرہ والے کارخانوں میں خریداری کی فرمائش روانہ کرتے ہیں کہ فلاں نمونہ اور فلاں قسم کا اس قدر مال مثلاً تین ماہ کے عرصہ میں تیار کر کے اس قدر نرخ پر اس طرح روانہ کریں کہ من جملہ کل فرمائش کے مثلاً تہائی مال چوتھے مہینہ میں، اور تہائی مال پانچویں مہینہ میں، اور بقیہ چھٹے مہینے میں جہاز پر چڑھائیں، اور کبھی اس طرح فرمائش میں لکھتے ہیں کہ کل مال مثلاً تین ماہ کے ختم پر جہاز پر چڑھائیں، اس فرمائشی مال کی ولایت سے روانگی سے پہلے ہی بلکہ بعض اوقات اس مال کی تیاری سے پیشتر یہ بڑے تاجر اسی طرح اس آنے والے مال کی فروختگی کا معاملہ یہاں کے چھوٹے تاجروں سے طے کر لیتے ہیں کہ فلاں نمونہ اور فلاں قسم کا مال اس قدر مدت میں اس قدر نرخ پر تم کو دیں گے، اگر کوئی مسلمان اس طور پر خرید وفروخت نہ کرے تو دوسری قوموں کے مقابلے میں کوئی بڑی تجارت نہیں کر سکتا، اس طور پر معاملہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہ؟ (۲۸۸۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: پہلی صورت میں بڑے تاجر جو چھوٹے تاجروں سے اس مال کی بیع وشراء کا معاملہ کر لیتے ہیں جو کہ ابھی ان کے پاس نہیں آیا، اور ان کی ملک نہیں ہوا، یا ابھی وہ مال تیار بھی نہیں ہوا تو یہ معاملہ ناجائز ہے لأنه علیه الصلوٰة والسلام نهی عن بیع ما لیس عند الإنسان ورخص فی السلم (۱) پس ایسا معاملہ یعنی بیع معدوم کا معاملہ صرف بطریق سلم جائز ہے، سو بیع سلم میں شرائط سلم کا

(۱) الدر المختار مع الشامی ۷/۸۰، کتاب البیوع – مطلب: الآدمی مکرم شرعًا ولو کافرًا.
عن حکیم بن حزام قال: سألت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقلت: یا رسول اللّٰه! یاتینی الرجل فیسألنی البیع لیس عندی أبیعه منه ثم ابتاعه له من السوق؟ قال: لا تبع ما لیس عندك (نسائی ۲/۱۹۶ کتاب البیوع (باب) بیع ما لیس عند البائع)

لحاظ رکھنا ضروری ہے بدون ان شرائط کے بیع سلم جائز نہیں ہوتی، اور ظاہر ہے کہ یہ معاملہ بطریق سلم نہیں ہے، اور نہ ان اشیاء کے ساتھ مخصوص ہے جن میں بیع سلم ہوتی ہے، لہٰذا اس طرح بیع سلم جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر فی الحال بیع وشراء قطعی نہ ہو بلکہ بطریق وعدہ چھوٹے تاجروں سے کہا جائے کہ مال کے آنے کے بعد ہم تم کو اس نرخ سے دیدیں گے، اور بعد آنے مال کے معاملہ بیع وشراء کا کیا جائے، خواہ بطریق ایجاب وقبول یا بطریق تعاطی تو یہ درست ہے۔

بیع جب تک تام نہیں ہوگی مشتری کی ملکیت ثابت نہیں ہوگی

سوال: (۱۳) ایک شخص کی زمین پر دوسرا شخص مدت تک قابض رہتا ہے اور ایک قسم کی قوت اس کو حاصل ہوجاتی ہے، جس کے سبب سے اس کو شخص ثانی بیع کر دیتا ہے اور جب تک کہ شخص ثانی کے پاس رہے وہ مالک زمین کو کچھ سالانہ یا فصلانہ نقد خواہ جنس وغیرہ دیا کرتا ہے، جب کہ دوسرے مشتری کے پاس وہ زمین چلی جائے تو اس مشتری کو بھی مالک اصلی کو بدستور سالانہ یا فصلانہ دینا ہوتا ہے۔ اس صورت میں یہ زمین کسی مشتری کی ملک میں آسکتی ہے یا نہیں؟ اور اس طرح سے بیع کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۱۲۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ معاملات سب خلاف شرع اور باطل ہیں جب تک مالک اول کی طرف سے بیع قطعی کسی مشتری کے ساتھ واقع نہ ہوجائے، اس مشتری کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوسکتا، اور مالک کی طرف سے بیع قطعی نہ ہونا ان امور سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالک زمین کو کچھ سالانہ یا فصلانہ دینا پڑتا ہے، اور یہ سلسلہ آگے تک چلتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اصل مالک کی طرف سے بیع واقع نہیں ہوئی، اور معاملہ بیع کا نہیں ہوا، بلکہ رہن واجارہ وغیرہ ہوا ہوگا، ورنہ اس کا حق کیسے قائم رہ سکتا ہے؟ الغرض جب بیع اول تام نہیں اور بیع صحیح نہیں بلکہ بیع ہی نہیں ہے نہ صحیح نہ فاسد تو دوسری بیوع جو اس کے بعد ہوئیں وہ بھی درست نہیں ہوسکتیں۔

خریدی ہوئی جائداد کو قبضہ سے پہلے بیچنا

سوال: (۱۴) تھان سنگھ نے خرید شدہ اراضی بالعوض مبلغ چھ سو روپے کے بدست محمد حسین بیع قطعی

کروی، آیا تھان سنگھ کا بدست محمد حسین خان بلا قبضہ کیے ہوئے بیع کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟
(۱۳۳۴-۳۳/۹۲۹ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: صح بيع عقار لايخشى هلاكه قبل قبضه من بائعه الخ (۱)
اس سے ثابت ہوا کہ تھان سنگھ نے جو بیع بدست محمد حسین خان قبل قبضہ زمین کی ہے وہ صحیح ہوگئی۔ فقط

انعام موعود کو قبضہ سے پہلے فروخت اور ہبہ کرنا

سوال: (۱۵) زید اور وارثان زید کے لیے مبلغ ایک صد روپے نقد انعام بلا کسی معاوضہ وخدمت کے سرکار سے مقرر ہیں، پس اس صورت میں زید اور وارثان زید اس انعام موعود کو فروخت وہبہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۴/۱۰۰ھ)

الجواب: زید یا وارثان زید بدون قبضہ اس انعام موعود کو فروخت وہبہ نہیں کر سکتے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حقوق ومنافع متوقعہ کی بیع شرعاً درست نہیں

سوال: (۱۶) ایک گاؤں ہے جس کا زمین دار یعنی زمین کا مالک تو زید ہے، اور اس کا خراج یعنی جو محصول من جانب سلطان وقت اس زمین دار سے لیا جاتا ہے بہ قانون سلطانی عمر کو ملتا ہے، جس کو عرف میں ''معافی دار'' کہتے ہیں، پس اگر عمر معافی دار اپنا حق (معافیداری) بکر کے ہاتھ بیع یا رہن رکھے جس کا اثر یہ ہوگا کہ بجائے عمر کے وہ خراج بکر وصول کرنے لگے گا، جس کو قانون سلطنت موجودہ جائز رکھتا ہے، آیا شرعاً بھی اس حق معافیداری کا بیع کرنا یا رہن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۳/۸۶۰ھ)

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۷/۲۷۶ کتاب البیوع – فصل في التصرف في المبيع والثمن الخ.

(۲) وفي الأشباه: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجرّدة كحق الشفعة، وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف (الدر المختار) وفي ردالمحتار: قوله (وعلى هذا لايجوز الاعتياض الخ) من إمامة وخطابة وأذان وفراشة وبوابة، ولا على وجه البيع أيضا، لأن بيع الحق لايجوز (الدر والرد ۷/۲۵ كتاب البيوع، مطلب في الاعتياض عن الوظائف والنزول عنها)

الجواب: قال في الدر المختار: بطل بيع ماليس بمال الخ (۱) اور شامی میں ہے وقدمنا أوّل البيوع تعريف المال بما يميل إليه الطبع ويمكن ادّخاره لوقت الحاجة وأنه خرج بالادخار المنفعة، فهي ملك لا مال، لأن الملك مامن شأنه أن يتصرف فيه بوصف الإختصاص كما في التلويح فالأولى مافي الدرر من قوله المال موجود يميل إليه الطبع الخ فإنه يخرج بالموجود المنفعة الخ (۲) (۴/۱۰۰) ان عبارات وامثالہا سے واضح ہے کہ اس قسم کے حقوق ومنافع متوقعہ کی بیع ورہن شرعاً درست نہیں ہے بلکہ باطل ہے۔ فقط

الجواب صواب: وفي النهر: يعلم من قول الثاني حكم الإقطاعات من أراضي بيت المال إذ حاصلها: أن الرقبة لبيت المال والخراج له وحينئذ فلا يصح بيعه ولا هبته ولا وقفه نعم له إجارته تخريجا على إجارة المستأجر الخ (۳) (الدر المختار) محمد انور عفا اللہ عنہ

دلال نے چاول کا بھاؤ طے کیا اور قبضے سے پہلے دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۷) ایک شخص دلالی کرتا ہے مثلاً اس نے کسی سے چاول کا بھاؤ طے کیا، اور اس دلال نے وہی چاول دوسرے مہاجن کے ہاتھ فروخت کیے اور وہ چاول دلال اپنے مکان نہیں لایا: تو یہ بیع درست ہوئی یا نہیں؟ (۱۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بدون قبضہ کرنے کے فروخت کرنا درست نہیں ہے (۴)

---

(۱) الدر مع الرد ۷/۱۰ کتاب البیوع – مطلبٌ فی أنواع البیع.

(۲) ردالمحتار ۷/۱۱ کتاب البیوع – مطلبٌ فی تعریف المال.

(۳) الدر مع الرد ۶/۲۳۶–۲۳۷ کتاب الجهاد – مطلبٌ فی أحکام الإقطاع من بیت المال.

(۴) عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من ابتاع طعامًا فلا يبيعه حتى يستوفيه – وفي رواية عنه – حتى يقبضهٗ (نسائی ۲/۱۹۵ کتاب البیوع، باب بیع الطعام قبل أن يستوفى)

مال خرید کر قبضے سے پہلے دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا

سوال: (۱۸) اگر زید نے بکر کو اپنے ہمراہ لے جاکر اپنے روپے سے مال خرید کر اور دو آنہ فی روپیہ منافعہ لگا کر اسی جگہ دے، یا جہاں خریدا ہے کچھ مدت مقرر کر کے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۸۲/۱۳۴۴ھ)

الجواب: زید کو بدون قبضہ کرنے کے مبیع پر، اس کو بکر کے ہاتھ فروخت کر دینا اسی جگہ درست نہیں ہے، بلکہ چاہیے کہ زید اول اس خریدے ہوئے اسباب وسامان کو اپنے قبضہ میں کر لے، اور پھر اس کو دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرے۔ فلا یصح..... بیع منقول قبل قبضہ ... وفی المواھب وفسد بیع المنقول قبل قبضہ(۱)(درمختار)

جو مال مشتری کے گھر میں رکھا ہوا ہے اس پر قبضہ کرنے کا طریقہ — اور بلٹی کے مال کو فروخت کرنے کا حکم

سوال: (۱۹)......(الف) زید نے ایک ہزار روپیہ عمر کے حوالے کیا، اور کہا کہ اس روپیہ کا مال تجارت میری طرف سے اپنی رائے کے موافق ولایت سے منگوالو، اور جب آجائے تو میری طرف سے تم خرید لینا، اور مجھ کو پچاس روپے منافعہ دے دینا، اور رقم مذکور مع منافعہ چھ ماہ میں ادا کر دینا —— پھر مال آتے ہی زبانی بیع زید نے عمر کے ساتھ ایک ہزار پچاس روپے میں بشرط ادائگی چھ ماہ کے کر دی؛ یعنی مال عمر نے منگایا اور جب اس کے گھر میں آ گیا تو زید سے زبانی بیع کرائی: کیا یہ صورت جائز ہے؟ یا وقت بیع کے مال پر زید کا قبضہ ضروری ہے؟

(ب) اگر عمر مال کی بلٹی (BILLETI) زید کے قبضے میں دیدے پھر زید وہ بلٹی عمر کو دیدے، اور کہہ دے کہ اس بلٹی کا مال مبلغ ایک ہزار پچاس روپے کے عوض بیع کیا تو یہ کافی ہوگا یا نہیں؟ (۱۵۲۳/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: (الف) اصل یہ ہے کہ بیع قبل القبض ناجائز ہے، مگر صورت اولیٰ میں جب کہ مال عمر کے

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۷/۲۷۷-۲۷۸ کتاب البیوع – فصلٌ فی التصرف فی المبیع والثمن الخ.

پاس آگیا، اور عمر مامور اور وکیل ہے زید کی طرف سے شراء وقبضہ کا، اور وکیل کا قبضہ موکل کا قبضہ ہوتا ہے، تو بعد آجانے مال کے قبضۂ عمر میں جو بیع زید نے عمر سے بہ نفع پچاس روپے کے کی: یہ صحیح ہے؛ لیکن عمر کا پہلا قبضہ جو نیابۃً تھا، وہ قبضۂ بیع نہ ہوگا بلکہ عمر کو دوبارہ اس مال خرید کردہ کے پاس جاکر قبض جدید کرنا چاہیے، اور اس کی صورت شامی میں یہ لکھی ہے کہ بعد خریدنے کے، جس جگہ وہ مال رکھا ہوا ہے وہاں چلا جائے، اور بطریق ملک اس مال کو اپنا سمجھے اور قبضہ میں لاوے۔ إذا اشتری ماهو أمانة في يده من وديعة أو عارية لايكون قابضًا إلا إذا ذهب إلى العين إلى مكان يتمكن من قبضها فيصير الآن قابضًا بالتخلية (۱) (ج: ۴، باب البیع الفاسد)

(ب) اگر مال نہیں آیا اور صرف بلٹی ابھی آئی ہے اور وہ بلٹی عمر نے زید کو دے دی، پھر زید نے وہ بلٹی عمر کو دے دی، اور اس بلٹی کے مال کو زید نے عمر کے ہاتھ فروخت کیا، تو یہ صحیح نہیں، یہ بیع قبل القبض ہے؛ کیونکہ ابھی تک مال نہ زید کے قبضے میں آیا اور نہ اس کے نائب یعنی عمر کے قبضے میں آیا۔ درمختار میں ہے: فلا يصح بيع منقول قبل قبضه (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مبیع پر قبضہ کرنے سے پہلے بائع نے مشتری کے کہنے سے مال فروخت کردیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۰) زید نے عمر سے بھوسہ خریدا، قیمت ادا کردی مگر قبضہ اس پر نہیں کیا تھا کہ عمر کو کہہ کر وہ بھوسہ فروخت کروادیا بکر کے ہاتھ، تو یہ قیمت لینا اس کو جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ اس نے بھوسے پر قبضہ نہ کیا تھا، اور بکر اس کا مالک ہوگیا یا نہیں؟ (۲۰۰۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: بکر اس کا مالک ہوگیا، اس کو تصرف اس بھوسے میں جائز ہے، ایسی صورت میں زید کو خیار رؤیت باقی تھا کہ بھوسے کو دیکھ کر رکھتا یا واپس کرتا لیکن جب کہ اس نے اپنا خیار ساقط کردیا اور اس کو فروخت کرادیا تو اگرچہ زید کو بہ موجب روایت: و من اشترى شيئا مِمَّا يُنْقَلُ وَيُحَوَّلُ لَمْ يَجز له

(۱) الشامی ۷/۱۹۳ کتاب البیوع ـ مطلب في بيع دودة القرمز .
(۲) الدرمع الرد ۷/۲۷۷ کتاب البیوع ـ فصل في التصرف في المبيع والثمن الخ .

بیعه حتی یقبضه (۱) ایسا کرنا جائز نہ تھا مگر ملک اس کی ثابت ہوگئی (۲) لہٰذا قیمت مذکور اس کو لینا درست ہے اور فعل ناجائز کے ارتکاب سے توبہ کرے۔ فقط

مشترک جائداد میں سے اپنے حصے کو بیچنے اور ہبہ کرنے کا حکم

سوال: (۲۱) ایک شخص اپنے حصۂ غیر مقبوضہ کو کسی دوسرے کے نام بیع یا ہبہ کرسکتا ہے؟ یا دوسرے شرکاء کی اجازت شرط ہے؟ (۳۵۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جائداد مشترکہ میں سے بقدر اپنے حصے کے بیع کرنا درست ہے، دوسرے شرکاء سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے ـــــ اور ہبہ کرنا مشترک جائداد کا صحیح نہیں ہے تاوقتیکہ اس کو تقسیم کر کے ہبہ نہ کرے گا، اور قبضہ موہوب لہ کا نہ کرادے گا اس وقت تک ہبہ تمام نہ ہوگا۔ اگر کسی وجہ سے قبضہ مالک کا اپنی مملوکہ چیز پر نہ ہو تو ملک مالک کی ساقط نہیں ہوتی، لیکن ہبہ میں قبضہ موہوب لہ کا شئے موہوبہ پر کرانا صحت ہبہ کے لیے ضروری ہے۔ فقط

جو شخص دوسرے کے مکان میں رہتا ہے
اور قابض ہے اس سے مکان خریدنا

سوال: (۲۲) اظہار حق صاحب کے مکان کے برابر ایک شخص کا مکان خام ہے، مگر عرصہ بیس سال سے اس مکان میں اظہار حق کا ایک رشتہ دار رہتا ہے اور قابض ہے، اس شخص نے وہ مکان اظہار حق کے ہاتھ فروخت کردیا، اظہار حق نے اس مکان کو اس قابض شخص سے خرید لیا؛ یہ خریدنا اظہار حق صاحب کا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۱۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اظہار حق صاحب کو اس مکان کا خریدنا اس قابض شخص سے جو کہ مالک نہیں ہے شرعاً درست نہیں ہے، بلکہ اس کو چاہیے تھا کہ مالک سے ہی خریدتا اگرچہ مالک کا قبضہ نہ تھا؛ کیونکہ مالک ویسے

---

(۱) الهداية ۳/۷۴ كتاب البيوع – قبل باب الربا.

(۲) ملک: ایجاب وقبول سے ثابت ہوجاتی ہے، قبضے پر موقوف نہیں رہتی، مگر منقول کی بیع قبضہ سے پہلے جائز نہیں، اس لیے فتویٰ میں دو حکم ہیں: تصرف کا جائز ہونا اور اس فعل کا ناجائز ہونا۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

بھی بلا قبضہ ہونے کے بیع کر سکتا ہے؛ پس اب بصورت موجودہ بیع نہیں ہوئی۔ اور اظہار حق اس مکان کا مالک نہیں ہوا، اور مالک وہی ہے جس کی ملک میں وہ مکان ہے، اور اظہار حق کا یہ فعل ناجائز ہوا اور روپیہ اس کا ضائع ہوا۔ فقط

دوسری بیع بدون اقالۂ بیع اول صحیح نہیں

سوال: (۲۳) زید نے اپنا مملوکہ درخت عمر کے ہاتھ مبلغ چھ روپے کو فروخت کر کے، ایک روپیہ بطور بیعانہ کے بہ وعدہ پندرہ روز معاملہ کیا، مگر عمر نے پندرہ روز کے اندر زر ثمن ادا نہیں کیا، اب زید نے اس درخت کو بکر مشتری ثانی کے ہاتھ فروخت کیا، بیع اول جائز ہے یا بیع ثانی صحیح ہے؟ اور اس عرصے میں زید کا انتقال ہو گیا۔ (۳۷۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بیع اول صحیح ہوگئی تھی، دوسری بیع بدون اقالۂ بیع اول صحیح نہیں ہوسکتی، وہ درخت مملوکہ عمر ہے، اسے یہ اختیار ہے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت ورثۂ زید کو دیدے۔ فقط

خون کی تجارت کا حکم

سوال: (۲۴) مذبح خانے سے خون جمع کرا کر اور اس کو پکا کر سکھا لیا جائے، اور اس کی تجارت کی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۹۳۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: شرعاً اس خون کے فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے اس کی بیع باطل اور حرام ہے۔

ذبح کی ہوئی بکری کا خون مشک میں ملانا اور فروخت کرنا

سوال: (۲۵) ایک حکیم؛ مصنوعی مشک میں ذبح کی ہوئی بکری کا تازہ یا خشک خون کثیر مقدار میں ملانا چاہتے ہیں ایسے مشک کا فروخت کرنا اور بیماروں کو اس کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: دم مسفوح مذبوحہ جانور کا حرام اور نجس ہے بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا الآية﴾ (سورۂ انعام، آیت: ۱۴۳) پس ملانا اس کا مشک میں اس کو جائز نہ کرے گا، اور بیع

وشراء اس کی حرام ہے۔ درمختار باب الانجاس میں ہے: ودم مسفوح من سائر الحیوانات الخ(۱) اور شامی جلد چہارم میں اور درمختار کتاب البیوع میں خون کی بیع کو باطل کہا ہے: وبطل بیع ما لیس بمال کالدم والمیتة الخ(۲) پس دم مسفوح کی بیع اگر چہ وہ مخلوط ہو مشک وغیرہ کے ساتھ باطل اور حرام ہے، اور استعمال اس کا ناجائز ہے۔ فقط

بکری وغیرہ کے خون کی رقم تبلیغ اسلام میں صرف کرنا

سوال: (۲۶) بھیڑ بکری گائے کے خون کو فروخت کر کے اس کی رقم میونسپلٹی غیر شرعی کاموں میں صرف کرتی ہے، لہٰذا اگر وہی رقم بجائے ان کاموں کے تبلیغ اسلام میں صرف کی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۶۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: شرعاً خون کی خرید وفروخت حرام ہے، اور وہ بیع باطل ہے، لہٰذا اس کی قیمت کو اسلامی کاموں میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ (۳)

اسٹامپ کمیشن پر فروخت کرنا

سوال: (۲۷) اسٹامپ کمیشن پر فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۴۳-۳۳/۱۳۳۴ھ)

الجواب: اسٹامپ کمیشن پر بیع کرنا درست ہے، اور درحقیقت یہ بیع نہیں ہے کیوں کہ ظاہر ہے کہ اس قدر کاغذ سو روپے میں اور ہزار روپے میں نہیں ہوسکتا، بلکہ ادائے محصول کی یہ صورت اختیار کی گئی ہے، بہر حال اسٹامپ فروش ایک محصول وصول کرنے والا ہے جو بذریعہ اس کاغذ اسٹامپ کے محصول دعاوی وغیرہ کا جو کہ سرکار نے مقرر کر رکھا ہے وصول کرتا ہے، پس اس کو جو کچھ سرکار بطور کمیشن دے اس کا لینا اس کے حق میں جائز ہے۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۱/۴۵۴ کتاب الطهارة ، مبحث في بول الفأرة وبعلها وبول الهرة .

(۲) تنویر الأبصار مع الدرالمختار والشامی ۷/۱۷۰-۱۷۱ کتاب البیوع — مطلب البیع الموقوف من قسم الصحیح .

(۳) حوالہ سابقہ۔

اسٹامپ فروشی درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۸) اسٹامپ فروشی درست ہے یا نہیں؟ کیونکہ بعض مرتبہ اغراض موافق شرع ہوتی ہیں، اور بعض مرتبہ خلاف شرع ہوتی ہیں؟ (۱۰۸/۳۳-۱۳۳۵ھ)

الجواب: اسٹامپ فروخت کرنا درست ہے۔ فقط

خودرو گھاس کی خرید وفروخت اور اجارہ کا حکم

سوال: (۲۹) زید نے اپنی زمین کو محض گھاس کے لیے مقرر کر رکھا ہے، اور سرکاری محصول ادا کرتا ہے، اور اس کا احاطہ لکڑی وغیرہ سے کر دیا ہے، آیا زید زمین کی گھاس کا جو بارش کے پانی سے احاطہ کے اندر پیدا ہوتی ہے مالک ہے یا نہ؟ اور بیع واجارہ اس کا صحیح ہے یا نہ؟ (۱۲۱۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قال في الدرالمختار: والمراعي: أي الكلاء وإجارتها أما بطلان بيعها فلعدم الملك لحديث: الناس شركاء في ثلث: في الماء والكلاء والنار الخ (۱) پس صورت مسئولہ میں بیع واجارہ گھاس مذکور کا درست نہیں ہے، اور یہ احاطہ کرنا حیازہ وحمایت نہیں ہے، بلکہ احاطہ کرنا اور روکنا خود ممنوع ہے۔

سوال: (۳۰) گھاس کو روکنا اور اس کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ علمائے کانپور والہ آباد جواز کے قائل ہیں۔ (۸۱/۱۳۳۳ھ)

الجواب: جواز کا قول صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ کتب فقہ وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گھاس کا روکنا اور اس کی خرید وفروخت کرنا ممنوع ہے جائز نہیں ہے؛ البتہ جو شخص گھاس کا ٹکڑا اپنی ملک کر لے، اس کو فروخت کرنا اور اس سے خریدنا درست ہے۔ فقط

غیر کی چیز کو بیچنے اور ہبہ کر دینے کا حکم

سوال: (۳۱) اگر کسی شخص نے غیر کی مملوکہ شئے کو کسی کے نام بیع یا ہبہ کر دیا تو یہ بیع یا ہبہ نافذ

(۱) الدر مع الشامی ۷/۱۸۸-۱۸۹ كتاب البيوع - قبيل مطلب: صاحب البئر لا يملك الماء.

ہوگا یا نہ؟ (۱۷۴۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: غیر کی چیز کو بیع وہبہ کردینا اس غیر کی اجازت اور رضا پر نفاذ اس کا موقوف ہے۔

ونظر فيه العلامة الشامي: ووقف بيع مال الغير لو الغير بالغاً عاقلاً الخ لمالكه أما لو باعه على أنه لنفسه الخ فباطل الخ (۱) سيجىء في البيوع توقف عقوده كلها أن لها مجيز حالة العقد وإلا تبطل الخ (۲) (درمختار) فقط

کاشت کار زمین دار کی زمین فروخت نہیں کرسکتا

سوال: (۳۲) کسان یعنی کاشت کار کو زمین دار کی زمین کا فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۶۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: کسان کو جو کہ مالک زمین کا نہیں ہے، فروخت کرنا اس زمین کا ناجائز ہے، اور اس سے خریدنا بھی ناجائز ہے۔

قرض کی بیع جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۳) زید ایک شخص سے ایک صد روپیہ قرضہ مانگتا ہے، اور باوجود تقاضہ شدید کے مقروض ادا نہیں کرتا، زید کو اپنی ضروریات کی وجہ سے مجبوری تھی اسی وجہ سے زید بدست بکر یک صد روپیہ بالعوض مبلغ پچاس روپیہ بیع کردیا، اب بکر کو اختیار ہے کہ آیا تمام روپیہ وصول کرے یا نہ کرے؟ زید کا قرضہ مذکورہ سے کچھ تعلق نہیں؛ یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟ (۳۵۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: بیع قرض کی بطریق مذکورہ درست نہیں ہے، صورت جواز کی یہ ہے کہ زید بکر کو اپنا وکیل وصول قرض کا بنادے اس کو جو کچھ اجرت چاہے مقرر کرکے دیدے مثلاً یہ کہے کہ تم ہمارے روپے وصول کردہ پچاس روپے تم کو اجرت کے دیں گے۔ فقط

---

(۱) الدر المختار مع الرد ۲۳۳/۷-۲۳۴ كتاب البيوع – فصل في الفضولي.

(۲) الدر مع الرد ۱۶۳/۴ كتاب النكاح – مطلبٌ في الوكيل والفضولي في النكاح.

قرض کی دستاویز کو بیچنے کا حکم

سوال: (۳۴) زید مسلم نے رام پرشاد کافر سے مبلغ دس ہزار روپے قرض لے کر ایک تمسک سودی لکھ کر باضابطہ اس کی تکمیل کرادی؛ اب زید مدیون پر رام پرشاد وائن کے مبلغ سترہ ہزار روپے اصل معہ سود کے تاریخ امروزہ تک واجب ہوئے، اب عمر مسلم سے رام پرشاد کافر اس تمسک اقراری زید کو مبلغ چودہ ہزار میں بیع کرتا ہے؛ یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟ اور عمر کو مبلغ چودہ ہزار رام پرشاد کو دے کر زید سے سترہ ہزار وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۶۰۳ھ)

الجواب: یہ معاملہ بیع جائز نہیں ہے حرام اور باطل ہے، اور عمر کو وصول کرنا سترہ ہزار روپے کا یا چودہ ہزار روپے کا حرام اور ربا صریح ہے۔ فقط

قرض کی ادائیگی اور بچے کے نفقہ کے لیے متروکہ جائداد فروخت کرنا

سوال: (۳۵) ایک شخص فوت ہوا، زوجہ اور بچہ شیر خوار چھوڑا، اور کچھ جائداد چھوڑی؛ چونکہ وہ قرض دار تھا تو زوجہ اس جائداد کو فروخت کرنا چاہتی ہے اور قرض ادا کرنا چاہتی ہے اور بچہ کے لیے نفقہ کی بھی ضرورت ہے؛ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۲۸۲ھ)

الجواب: اس صورت میں قرضۂ شوہری ادا کرنے کے لیے اور صغیر کے نفقہ کے لیے فروخت کرنا اس زمین متروکہ کا درست ہے۔ فقط

اُدھار خرید کر فروخت کرنا جائز ہے

سوال: (۳۶) ایک امام مسجد نو روپے ماہوار خشک پاتا ہے علاوہ ازیں نہ جائداد ہے نہ رہنے کو مکان ہے، اور اس کے ذمے مبلغ چار سو روپے قرض ہے، وہ گزر اوقات کے لیے بازار سے سودا قرض لاکر فروخت کرتا ہے؛ یہ خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۶۱ھ)

الجواب: یہ خرید وفروخت جائز ہے۔

سور اور شراب کی خرید وفروخت

سوال: (۳۷) زید مسلمان پیشہ ور تاجر ہے اور خنزیر اور شراب وغیرہ کی بھی خرید وفروخت کرتا ہے مسلمان کو ایسی تجارت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۹۴۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: خنزیر وشراب کی خرید وفروخت مسلمان کو حرام ہے اور اس کی آمدنی ناجائز ہے (۱)

ہڈی کی تجارت کا حکم

سوال: (۳۸) ہڈی کی تجارت کا حکم کیا ہے؟ جب کہ ہر قسم کی ہڈی شامل ہوتی ہے۔ (۷۰۹/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: ہڈی مردار کی پاک ہے سوائے خنزیر کے، پس تجارت کرنا ہڈی کی اگر چہ وہ مردار جانور کی ہو یا مذبوح اور ماکول اللحم کی ہو یا غیر ماکول اللحم سوائے خنزیر (اور سوائے انسان) کے درست ہے، اور نفع جو اس تجارت سے ہو حلال ہے، اور شبہ سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے: وشعر المیتة غیر الخنزیر علی المذهب وعظمها وعصبها ..... طاهر الخ (۲) فقط

سوال: (۳۹) ہڈی کی تجارت جائز ہے یا نہیں؟ جس میں ہر جانور کی ہڈیاں ہوتی ہیں اور اس تجارت کا نفع کار خیر میں لگانا کیسا ہے؟ (۱۴/ ۱۷/ ۱۳۴۱ھ)

الجواب: ہر ایک جانور کی ہڈی پاک ہے سوائے خنزیر کے؛ پس اس کی تجارت بھی درست ہے، اور اس تجارت کا نفع کسی کار خیر میں صرف کرنا جائز ہے۔ فقط

---

(۱) عن جابر بن عبداللّٰه رضی اللّٰه عنهما أنه سمع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: عام الفتح وهو بمکة: إن اللّٰه ورسوله حرّم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام، فقیل: یا رسول اللّٰه! أرأیت شحوم المیتة فإنه یطلی بها السفن ویدهن بها الجلود ویستصبح بها الناس؟ فقال: لاَ! هو حرام وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عند ذلك: قاتل اللّٰهُ الیهود، إن اللّٰه عز وجل لمّا حرم علیهم شحومها جملوه ثم باعوه فأکلوا ثمنه (سنن النسائی ۲/ ۲۰۱ کتاب البیع، باب بیع الخنزیر)

(۲) الدر المختار مع الشامی ۱/ ۳۲۰-۳۲۲ کتاب الطهارة، مطلبٌ فی أحکام الدباغة.

خنزیر اور انسان کی ہڈیوں کو بیچنا جائز نہیں

سوال: (۴۰) تجارت ہڈیوں کی جائز ہے یا نہیں؟ اور انسان وخنزیر کی ہڈیوں کا کیا حکم ہے؟ اگر ہڈی لانے والے کو یہ کہہ دیا جائے کہ انسان اور خنزیر کی ہڈیاں نہیں لیں گے اور خود شناخت نہ ہو تو شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۷۸۲/۱۳۳۴ھ)

الجواب: ہڈیوں کی خرید وفروخت جائز ہے؛ لیکن خنزیر اور انسان کی ہڈیوں کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، اور جب کہ لانے والا یہ کہے کہ اس میں خنزیر اور انسان کی ہڈیاں نہیں ہیں تو خریدنا اس سے درست ہے(۱) فقط

زندہ جانور کا صرف گوشت بیچنا

سوال: (۴۱) ایک شخص نے زندہ بیل واسطے ذبح کرنے کے، مالک بیل سے خرید کرنے کی استدعاء کی، مالک بیل نے کہا کہ میں اس بیل کو واسطے ذبح کے دیتا ہوں، مگر بعد ذبح چمڑا اس کا میں خود لوں گا اور گوشت کی قیمت چار روپے وصول کروں گا مشتری نے منظور کیا اور بہ رضا مندی مالک بیل ومشتری بیل ذبح کیا گیا، گوشت عموماً برائے خدا تقسیم کیا گیا، اور چمڑا اصل مالک نے لے لیا، امام مسجد نے حکم دیا کہ بیع کالعدم اور ناجائز ہے؛ اس لیے ذبیحہ حرام ہے؛ کیا زندہ جانور کے ایک جزو یعنی چمڑا خارج از بیع رکھ لینے سے گوشت جانور کا شرعاً ممنوع ہے؟ اور بیع ناجائز ہونے کے سبب سے ذبیحہ حرام اور اس کے گوشت کا کھانا مثل خنزیر کے ہو جاتا ہے؟ (۱۳۳۸/۱۳۲۷ھ)

الجواب: قال في الدرالمختار: ولبن في ضرع (أی فسد بیع لبن) وجزم البرجندی ببطلانه ولؤلؤ في صدف للغرر وصوف علی ظهرغنم ...... وفي السراج لوسلم الصوف واللبن بعد العقد لم ینقلب صحیحًا وکذا کل ما اتصاله خلقي کجلد حیوان الخ وفي

---

(۱) ویقبل قول کافر ولو مجوسیًا قال: اشتریت اللحم من کتابي فیحل الخ (الدرالمختار مع الشامي ۴۲۹/۹ کتاب الحظر والإباحة)

الشامی مقتضاه أنه وقع باطلاً الخ (۱) (شامی ۴/ ۱۰۸)

وفی الشامی (۴/ ۴۱) وبما ذکرنا یخرج الجواب عن امتناع بیع اللبن فی الضرع واللحم والشحم فی الشاة والالیة والأکارع والجلد فیها والدقیق فی الحنطة والزیت فی الزیتون والعصیر فی العنب ونحو ذلك حیث لا یجوز لأن کل ذلك منعدم فی العرف الخ (۲) (شامی ۴/ ۴۱)

پس ان عبارات سے واضح ہے کہ زندہ جانور میں گوشت کوفروخت کرنا باطل ہے اور یہ بیع نہ ہوگی: البتہ بعد ذبح کے اور بعد گوشت کے علیحدہ کرنے کے اگر پہلی بیع کو اٹھا کر از سرنو گوشت کی بیع کی جائے تو صحیح ہے، اور مشتری کے لیے گوشت حلال ہے، بہر حال وہ بیل جب کہ اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا؛ تو ذبیحہ حلال ہو گیا؛ لیکن مشتری کے حق میں وہ گوشت کھانا درست نہیں ہے اگر بر بناء علی البیع السابق ہو، اور اگر اس پہلی بیع کو توڑ کر اور معدوم سمجھ کر دوسری بیع گوشت کی از سرنو کی گئی تو درست ہے جیسا کہ بیانات بائع ومشتری سے ظاہر ہے بلکہ مشتری کا بیان جو واقعہ مذکورہ کی نسبت درج ہے (۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل ذبح معاملہ بیع کا نہیں ہوا، بلکہ مشتری کے واپس آجانے پر بائع نے اس سے یہ کہا کہ تم اس کو ذبح کرلو بعد میں اگر گوشت پسند آوے گا چار روپے میں لے لینا ورنہ اجرت ذبح وسلخ (کھال اتارنے) وغیرہ کی لے لینا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بیع نہ ہوئی تھی صرف وعدہ تھا، پس اگر واقعہ ایسا ہی ہے تو بعد ذبح کرنے کے اور چمڑا علیحدہ کرنے کے جو بیع گوشت کی چار روپے میں ہوئی وہ شرعاً صحیح ہے اس میں کچھ حرج اور خرابی نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۴۲)...... (الف) زید نے زندہ گائے کا گوشت بدون کھال کے بایں طور فروخت کیا کہ اس گائے کا گوشت جو کچھ ہو دس روپے میں لے لو۔

(ب) زید نے مذبوحہ گائے کا گوشت کھال اتارنے سے پہلے بطریق مذکور فروخت کیا؛ دونوں

---

(۱) الدر المختار والشامی ۷/ ۱۸۴-۱۸۵ کتاب البیوع ــ مطلبٌ استثناء الحمل فی العقود علی ثلاث مراتب.

(۲) الشامی ۷/ ۱۷ کتاب البیوع ــ قبل مطلبٌ فی حبس المبیع لقبض الثمن.

(۳) مشتری کا بیان سوال میں درج نہیں ہے، شاید ناقل نے سوال میں اختصار کیا ہے۔

صورتوں کا کیا حکم ہے؟ اگر بیع ناجائز ہے تو اس گوشت کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۱۶/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف، ب) اگر محض وعدہ ہو کہ بعد ذبح کے جس قدر گوشت نکلے وہ بیع کردوں گا، پھر بعد ذبح کے بہ نرخ معین مشتری کو دے دیوے تو یہ درست ہے، اور اگر فی الحال قبل ذبح فروخت کیا ہے تو یہ ناجائز ہے، اور چونکہ ایسی بیع واجب الرد ہوتی ہے اور مشتری کو کچھ تصرف اس میں جائز نہیں ہے، اس لیے مشتری کو وہ گوشت کھانا نہ چاہیے، اور ویسے وہ گوشت چونکہ ذبیحہ کا ہے حلال ہے، مگر مشتری کو چاہیے کہ پہلی بیع کو فسخ کر کے پھر از سر نو معاملہ بیع وشراء کا کرے تاکہ اس کے حق میں بھی وہ گوشت جائز ہو جائے۔ فقط

زندہ جانور کا صرف گوشت خریدنا

سوال: (۴۳) جانور میں سے صرف گوشت حالت زندگی میں جانور کے، چند آدمی شریک ہو کر کے خرید لیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۴۵۷/ ۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: یہ بیع جائز نہیں ہے۔ فقط

گوبر اور اُپلے کی خرید وفروخت درست ہے

سوال: (۴۴)...... (الف) گوبر وغیرہ نجس چیز کی بیع درست ہے یا نہیں؟

(ب) جلانے کے واسطے اُپلے خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۹۷/ ۱۳۳۱ھ)

الجواب: (الف، ب) گوبر اور اُپلے کی خرید وفروخت درست ہے یصح بیع سرقین الخ (۱) (درمختار) فقط

خضاب بیچنا درست ہے

سوال: (۴۵) خضاب کا بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر خود بنا کر بیچا جائے یا خرید کر کمیشن پر بیچا جائے؛ دونوں صورتوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ (۳۸۶/ ۱۳۳۵ھ)

---

(۱) الدر مع الرد ۹/ ۴۷۰ کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع.

الجواب: خضاب کا بیچنا درست ہے خود بنا کر بیچا جائے یا خرید کر کمیشن پر بیچا جائے ہر دو صورت میں بیع صحیح ہے۔ فقط

پنشن کی قسمیں اور ان کی بیع کا حکم

سوال: (۴۶) انگریزی (دور) میں جو پنشن ملتی ہے اس کی چند اقسام ہیں:

ایک بخلائے ملازمت کہلاتی ہے ـــــ دوسری بطور انعام جائداد دی جاتی ہے ـــــ تیسری ایک پنشن پولٹیکل ٹریٹی کہلاتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو جائداد پہلے بادشاہ نے کسی شخص یا خاندان کے لیے لی تھی، اور وہ معرض بحث میں تھی، بادشاہ جدید نے اس کو نامناسب یا غلط سمجھ کر یہ تجویز کیا کہ وہ کارروائی بے جا تھی، اور جائداد واپس نہیں کی بلکہ بقدر اُس کی آمدنی کے یا جس قدر مناسب سمجھا نقد سالانہ بعوض اس کے مقرر کر دیا۔ اس قسم کی پنشن کی بیع جائز ہوگی یا نہیں؟ نتیجہ اس بیع کا یہ ہوتا ہے کہ جس طرح سالانہ یا فصل بہ فصل سرکاری خزانے سے بائع لیتا تھا مشتری لے گا۔ یہ زر پنشن مدرسے کے واسطے وقف کی آمدنی سے خرید کر لیا اگر یہ خرید پنشن بھی شرعًا ناجائز ہو تو تحریر فرمائیں۔ (۱۲۷۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس قسم کی پنشن کی بیع وشراء بھی بقاعدہ شریعت جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا وظیفہ اور حق ہے، اور بیع وشراء حقوق کی جائز نہیں ہے، اور جب کہ یہ بیع وشراء حقوق کی جائز نہیں ہوئی تو اس سے براءت کی صورت یہ ہے کہ اس معاملے کو فسخ کیا جائے، اگر فسخ نہ ہو سکے تو جس وقت وہ روپیہ جو مدرسے کا دیا گیا ہے وصول ہو جائے اس وقت وہ پنشن بنام بائع منتقل کر دی جائے یا یہ کہ وہ خوشی سے مدرسے میں دینے پر راضی رہے۔ فقط

بذریعہ تحریر خرید وفروخت کرنا

سوال: (۴۷) بذریعہ چٹھی یا خط کے غلہ خرید وفروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ صرف آڑھتی سب کام کرتے ہیں۔ (۲۸۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ بیع وشراء بذریعہ تحریر کے بشرطیکہ اس میں شرائط صحت بیع پائی جائیں درست ہے۔

ہنڈی اور اس کی سند کو فروخت کرنے کا حکم

سوال: (۴۸) ...(الف) ہنڈی ہمارے یہاں دوقسم کی ہوتی ہے: ایک تو یہ کہ ہم کسی کو خطر راہ کی وجہ سے کچھ روپیہ دیدیں، اور جس جگہ ہم کو جانا ہے وہاں اس کی کچھ تجارت وغیرہ ہوتی ہے، لہٰذا وہ شخص ہم کو سند کے طور پر کاغذ لکھ دیتا ہے جس کے ذریعے سے ہم اس مقام پر پہنچ کر روپیہ وصول کر لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم اس سند کو اگر کسی دوسرے شخص کے ہاتھ اتنے ہی روپیہ پر فروخت کرنا چاہیں یا اس روپیہ سے کم وزیادہ پر فروخت کریں تو جائز ہے یا نہیں؟

(ب) تمسک کو شریعت میں کیا کہتے ہیں؟ اور اس کی بیع درست ہے یا نہیں؟

(ج) ڈگری اور حکم نامہ کی بیع درست ہے یا نہیں؟ (۳۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) ہنڈی مکروہ ہے ھدایۃ، آخر کتاب الحوالۃ: ص:۱۱۴ (۱) قال فی الشامی: قوله بيع البراءات: جمع براءة وهي الأوراق التي يكتبها كُتّابُ الديوان على العاملين على البلاد بخط كعطاء أو على الأكارين بقدر ما عليهم، وسميت براءة لأنه يبرأ بدفع ما فيها (۲) (۴/۱۷) وهي إقراض لسقوط خطر الطريق (۳) (درمختار وغیرہ)

اس سند کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، خواہ اتنے ہی روپیہ کو جو اس سند میں ہے یا کم وبیش کو، البتہ اگر مثل نوٹ کے مساوی روپیہ لینے کو قرض اور حوالہ پر محمول کیا جائے تو اس صورت میں صرف مساوی روپیہ لینا درست ہوگا نہ کم وبیش فی الشامی: إذا باع الدين من غير من هو عليه كما ذكر لا يصح (۴) وفي الدر المختار: بيع البراءات التي يكتبها الديوان على العمال لا يصح (۵)

(ب) یہ رسید وتمسک براءت کے نام سے موسوم ہے، اس کی بیع کسی طرح درست نہیں ہے کما مر

---

(۱) ويكره السفاتج وهي قرض استفاد به المُقرِض سقوط خطر الطريق، وهذا نوع نفع استفيد به، وقد نهى الرسول عليه السلام عن قرضٍ جر نفعًا (الهداية: ۳/۱۳۱ آخر كتاب الحوالة)

(۲) ردالمحتار ۷/۲۳ كتاب البيوع — مطلبٌ: البيع بالتعاطي.

(۳) الدر المختار مع الشامي ۸/۱۸ كتاب الحوالة — مطلبٌ في السفتجة وهي البوليصة.

(۴) ردالمحتار ۷/۲۲ كتاب البيوع — مطلب في بيع الجامكيّة.

(۵) الدر مع الرد ۷/۲۳ كتاب البيوع — مطلبٌ: البيع بالتعاطي.

(ج) ڈگری اور حکم نامہ کی بیع بھی درست نہیں ہے، اور جب کہ بیع باطل ہے تو بائع کو مشتری سے روپیہ لینا اور مشتری کو دینا جائز نہیں ہے، اور مشتری پر جبر نہیں ہوسکتا، اور جبراً روپیہ وصول نہیں کرسکتا، اور وہ روپیہ بائع کے لیے حلال نہ ہوگا، اور اپنے صرف میں لانا درست نہیں۔

عمدہ زمین کے بدلے خراب زمین زائد لینا

سوال: (۴۹) اچھی زمین دے کر خراب زمین بدلے میں زیادہ لینا جائز ہے یا نہیں؟
(۱۶۱۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جائز ہے۔ لعدم علة الربوا فیها.

دریا اور تالاب میں موجود مچھلیوں کی خرید وفروخت

سوال: (۵۰) حضرات فقہاء باب بیع الفاسد میں تصریح فرماتے ہیں کہ بیع سمک فی الماء جائز نہیں ہے، لیکن ہمارے ملک میں سرکار کی جانب سے دریا اور تالاب کی مچھلیوں کی بطریق ٹھیکہ کے بیع ہوجاتی ہے، ٹھیکہ دار مچھلیاں پکڑ کر فروخت کرتے ہیں اس بیع وشراء کا کیا حکم ہے؟ اور ان مچھلیوں کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۷۱۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: دریا اور تالاب میں رہتی ہوئی مچھلی کی خرید وفروخت درست نہیں ہے، اسی طرح اجارہ اور ٹھیکہ تالابوں کا بھی مچھلیاں پکڑنے کے لیے درست نہیں ہے، ٹھیکے والے جو اُن تالابوں میں سے مچھلیاں پکڑتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں ان سے خریدنا اس وجہ سے درست معلوم ہوتا ہے کہ وہ مچھلیوں کو پکڑنے کی وجہ سے مالک ہوگئے، ان سے خریدنے والوں کا کھانا درست ہے۔

تالاب سے نکالے بغیر مچھلیوں کو بیچنے کا حکم

سوال: (۵۱) ایک گہری زمین سرکاری لگان پر مقرر ہے ہمیشہ اس میں پانی رہتا ہے آبادی کا موقع نہیں ملتا، مالک کو بھاری لگان اپنے گرہ (جیب) سے ادا کرنے میں سخت نقصان ہے اس نشیبی ٹکڑہ مذکورہ میں مچھلیاں بہت جمع ہوتی ہیں۔ ماہران فنِ شکار مچھلی کا اندازہ اور اپنے نفع کا خیال کرکے قیمت دینا منظور اور مچھلی کی بیع پر مجبور کرتے ہیں۔ مچھلی کی بیع اس صورت میں فاسد یا باطل یا جائز ہے؟ (۱۳۸۹/۱۳۳۳ھ)

الجواب: مچھلی کی بیع تالاب میں بدون پکڑنے اور قبضہ کرنے کے باطل ہے، اس میں جواز کی کوئی صورت نہیں، اور نہ اجارہ اس تالاب کا صحیح ہے، درمختار میں ہے: وفسد بیع سمك لم یصد لو بالعرض وإلا فباطل لعدم الملك "صدر الشریعة" (درمختار) وفي الشامي: قوله صدر الشریعة حیث قال: السمك الذی لم یصد ینبغي أن یکون البیع باطلاً إذا کان بالدراهم والدنانیر ویکون فاسدا إذا کان بالعرض لأنه مال غیر متقوم لان التقوّم بالإحراز والإحراز منتفٍ الخ (۱) فقط

سوال: (۵۲)...... (الف) تالاب کی پالی ہوئی مچھلی کی بیع بلا نکالے جائز ہے یا نہیں؟

(ب) نیز ایسی مچھلیوں کی جو سیلاب میں زمین کے کسی گڑھے میں رہ گئی ہوں بیع جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف) بیع ان کی جائز نہیں ہے۔

(ب) ان کی بیع بھی ناجائز ہے۔

مچھلی کے علاوہ بحری حیوانات کو فروخت کرنا

سوال: (۵۳) بجز سمک کے حیوان بحری کو فروخت کرکے اس کے ثمن سے نفع اٹھانا یا کہ غیر قوم سے سمک کا تبادلہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وماجاز الانتفاع بجلده أو عظمه یجوز بیعه کذا في الدرالمختار (۲) وبیع غیر السمك من دواب البحر إن کان له ثمن کالسقنقور وجلود الخز ونحوها یجوز الخ (۲) (شامي: مطلب في البیع الفاسد ص ۱۷۲/۴ مصری)(۳)

(۱) الدرالمختار والشامی ۷/۱۸۱-۱۸۲ کتاب البیوع – مطلبٌ في البیع الفاسد۔

(۲) الدر والرد ۷/۱۹۰-۱۹۱ کتاب البیوع – مطلب في بیع دُوْدَة القِرْمِز۔

(۳) ترجمہ: جس جانور کی کھال اور ہڈی سے فائدہ اٹھانا جائز ہے اس کا بیچنا جائز ہے (درمختار) اور مچھلی کے علاوہ بحری جانوروں میں سے اگر کوئی قیمتی ہے جیسے سقنقور اور خز کے چمڑے وغیرہ تو اس کا بیچنا جائز ہے، شامی۔

وکیل بالبیع کا برائے فروخت دی ہوئی چیز کو خریدنا

سوال: (۵۴) زید نے عمر کو اپنی ایک چیز بیچنے کو دی تو عمر نے اسے بازار میں خریداروں کو دکھلا کر نرخ کا اندازہ کرایا، اور اسی حساب سے اس چیز کی قیمت زید کو اپنے پاس سے دے دی، اور وہ شئے خود خرید کر پاس رکھ لی، اور زید سے یہ نہ کہا کہ میں نے خود خرید لی ہے تو یہ بیع وشراء جائز ہے یا نہیں؟
(۳۴۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وکیل بالبیع کو خود خریدنا اس چیز کا درست نہیں ہے۔(۱) فقط

غلہ وصول کرنے کے حق کو فروخت کرنا

سوال: (۵۵) زید، عمر، بکر، خالد؛ چار بھائی ہیں، ایک علاقہ ان کے مریدوں کا ہے جہاں سے غلہ وصول کر کے آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، اب خالد اس علاقے کو بغیر موجودگی دیگر بھائیوں کے کسی شخص کے ہاتھ بیع کرتا ہے، اور وصول غلہ کا حق اسی کو دے دیتا ہے باقی بھائی اس کے دعوے دار ہوتے ہیں؛ اس قسم کی بیع کا کیا حکم ہے؟ اور باقی بھائیوں کا دعویٰ کیسا ہے؟ بینوا توجروا (۳۵۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس قسم کی بیع شرعاً صحیح نہیں ہے، کیونکہ ایسے حقوق کی بیع جائز نہیں ہوتی، اور جس چیز میں چند لوگوں کا استحقاق ہو اس میں کسی ایک کا تصرف کرنا اس طرح کہ دوسرے ذوی الحقوق کا حق ضائع کر دے جائز نہیں ہے۔ فقط

تیار ہونے سے پہلے راب خریدنا

سوال: (۵۶) زید نے عمر کو سو روپے دیدیے کہ جس قدر تیری راب ہوگی اس نرخ سے میری ہے، عمر کے یہاں ہزار روپے کی راب ہوگی جس وقت راب تیار ہوگئی عمر نے دیدی، اور بقیہ نو سو روپے لے لیے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ یہ راب روپے دینے سے دو تین ماہ کے بعد تیار ہوگئی؟ (۳۱/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) الوكيل بالبيع لايملك شراءه لنفسه، لأن الواحد لايكون مشتريا وبائعا. كذا في الوجيز للكردري (الفتاوى الهندية: ۵۸۹/۳ كتاب الوكالة - الباب الثالث في الوكالة بالبيع)

الجواب: اس وقت جب کہ زید نے یہ معاملہ کیا بیع صحیح نہیں ہوئی جیسا کہ ظاہر ہے؛ پس یہ صرف وعدہ پر محمول ہوگا، بعد میں جب راب دیدے گا اور قیمت لے لے گا بیع ہو جائے گی۔

پہلی بیع ختم کر کے دوسری بیع کرنا

سوال: (۵۷) دس بکریاں زید کے پاس تھیں، کسی کی قیمت پانچ روپے، کسی کی دس، کسی کی اور زیادہ؛ عمر نے زید سے کہا کہ یہ دس بکریاں ہم کو سو روپے میں دے دو! اس حساب سے فی بکری دس روپے کی ہوئی ـــ زید نے منظور تو کر لیا، مگر تین بکریاں دس بکریوں میں سے بیچ دیں، جب عمر نے یہ بات سنی تو کہا کہ بکریاں موجودہ اور وہ رقم جو تین بکریوں کی تمہارے پاس ہے ہم کو دیدو، اور سو روپے ہم سے لے لو، زید نے منظور کر لیا یہ بیع ثانی جائز ہے یا نہیں؟ (۳۶۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: دوسرا معاملہ بھی درست ہے مگر اس میں یہ ضرور ہے کہ بقدر تین بکریوں کی قیمت کے جو کہ عمر زید سے لیتا ہے نقد ادا کرے اس میں ادھار نہ کرے (۱)

ترکہ میں ملی ہوئی جائداد میں سے اپنے حصے کو بیچنا

سوال: (۵۸) علی بخش مرحوم کی بیوہ اپنے حصے کی جائداد کسی کے پاس بیع و رہن کر سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۰۴۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: زوجہ علی بخش اپنے حصے کو بیع و رہن و ہبہ کر سکتی ہے۔ فقط

ملازم کی واجب تنخواہ کے عوض کوئی چیز بیچنا نقد بیچنا ہے

سوال: (۵۹) زید غلہ اس طرح فروخت کرتا ہے کہ نقد لینے والے کو زیادہ اور ادھار لینے والے کو کچھ کم دیتا ہے، زید کے ایک ملازم عمر نے زید سے اپنی تنخواہ کے عوض میں جو زید کے ذمے واجب الاداء تھی، غلہ خریدا تو زید نے ملازم عمر کو قرض لینے والوں کے موافق کم دیا تو عمر اپنے باقی حق کا اور کمی کا

(۱) کیونکہ تین بکریوں کی رقم کو رقم کے عوض خریدنا بیع صرف ہے اور بیع صرف میں عوضین پر مجلس عقد میں قبضہ کرنا ضروری ہے۔

مطالبہ کرسکتا ہے یا کیا؟ اور زید کے ذمے ملازم کو نقد خریداروں کے موافق دینا شرعاً واجب ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۱۴۷۸ھ)

الجواب: یہ باختیار زید ہے کہ جس نرخ سے دیوے --- ملازم کو اختیار ہے، اگر گراں معلوم ہو تو نہ لیوے، لیکن درحقیقت زید کو اس ملازم کے ساتھ معاملہ نقد خریدنے والے کا سا کرنا چاہیے۔

خریدار کے روپیہ سے مال خریدنا اور اسی کے ہاتھ نفع سے فروخت کرنا

سوال: (۶۰) اگر کسی تاجر کے پاس مال موجود نہ ہو اور وہ خریدار سے پیشگی روپیہ وصول کرکے اسی روپے سے مال خرید کر نفع سے دیوے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۲۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر تاجر کے پاس مال موجود نہ ہو اور وہ خریدار سے روپے لے کر اس روپے سے مال مطلوبہ منگا کر نفع سے فروخت کرے تو یہ درست ہے اور تاجر کے لیے نفع حلال ہے۔

ایک سے وعدہ کرکے دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا

سوال: (۶۱) زید ایک اراضی کا خریدار تھا، اور بائع ہندو تھا، بائع نے زید کے ہاتھ فروخت کرنے کا وعدہ کرلیا تھا، اسی درمیان میں اسی اراضی کا دوسرا شخص عمر خریدار ہوگیا، اور اس نے اس اراضی کو خریدنا چاہا، بائع راضی ہوگیا؛ عمر نے من جملہ سات سو روپے قیمت کے چار سو روپے نقد دینا چاہا، اور تین سو روپے کا رقعہ بلا سودی لکھنا چاہا، بائع کہتا تھا کہ میں سود بھی لوں گا، عمر انکار کرتا تھا بیع نامہ تحریر نہیں ہوا، زید خریدار اول نے پھر معاملہ کرکے اراضی خرید لی، عمر نے عدالت میں بر بناء معاہدہ نالش کی، بائع کہتا ہے کہ میرا پہلا معاہدہ زید سے ہوا ہے بوقت پیشی مقدمہ زید نے بکر کو ثالث مقرر کردیا، عمر نے بھی قبول کرلیا، بکر کو کیا فیصلہ کرنا چاہیے؟ آیا عمر اور بائع کا معاہدہ شرعاً قابل نفاذ ہے یا نہیں؟ (۱۸۳۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس صورت میں اگر عمر خریدار ثانی سے بائع کا معاملہ طے ہوگیا، اور ایجاب وقبول زبانی ہوگیا، اور محض سود کی گفتگو کے اختلاف کی وجہ سے بیع نامہ تحریر نہیں ہوا تو بیعنامہ تحریر نہ ہونے سے بیع میں کچھ نقصان نہیں ہوا، بیع پوری ہوگئی اور اگرچہ عمر کو یہ مناسب نہ تھا کہ زید کے ساتھ معاملہ بیع

ہوتے ہوئے خود خریدار بنتا، لیکن جب بائع نے اس کے ساتھ ایجاب وقبول کرلیا تو بیع پوری ہوگئی پھر زید کے ساتھ جو معاملہ خرید وفروخت ہوا وہ شرعاً جائز نہیں ہوا، زید کو کچھ حق لینے اس زمین فروخت شدہ میں نہیں ہے، عمر اس کا مالک ہوگیا بکر کو بھی یہی فیصلہ کرنا چاہیے۔ فقط

آرڈر دے کر جو مال منگوایا ہے اس کی بیع کب تام ہوگی؟

سوال: (۶۲) میں جاپان سے مال منگواتا ہوں، مگر صورت یہ ہے کہ بذریعہ تار یا خط وہاں کی کمپنی کو اطلاع دیتا ہوں کہ اتنا مال مجھے درکار ہے، اگر تین چار مہینے تک مال نہ آوے تو بعد میں ہم لینے کے ذمے دار نہیں، اور کمپنی وہاں سے روانگی کی ذمے دار ہے کہ موعودہ وقت پر یہاں سے روانہ کردیا جائے گا، وقت مقررہ پر پہنچانے کے ذمے دار نہیں، اور قیمت اس وقت دیجاتی ہے جب مال آجاتا ہے یہ بیع وشراء جائز ہے؟ (۱۸۴۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس صورت میں اس وقت بیع نہیں ہوتی جس وقت کہ فرمائش بھیجی جاتی ہے، اور وہاں پہنچتی ہے اور وہاں سے مال روانہ ہوتا ہے، بلکہ بیع اس وقت ہوگی جس وقت مال فرمائش کنندہ کے پاس پہنچ جائے اور وہ قیمت مقررہ پر اس مال کو خریدنے پر راضی ہو اور قیمت بھیج دیوے۔

آرڈر میں خلاف فرمائش مال نکلے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۳) دساور سے جو مال منگوایا جاتا ہے، اس میں اکثر مال خلاف فرمائش نکل آتا ہے تو اس کی بیع درست ہوتی ہے یا نہیں؟ (۷۹۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب مشتری اس مال کو دیکھ کر راضی ہوگیا اور اس کو رکھ لیا تو بیع درست ہوگئی۔

نابالغ بچوں کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: (۶۴) نابالغ بچوں کی بیع وشراء جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۸۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ولی کی اجازت سے ان کی بیع وشراء صحیح ہوجاتی ہے۔

نابالغ بھائی کا مکان بالغ بھائی اور چچا نے فروخت کردیا تو کیا حکم ہے؟

سوال:(٦٥) نحمده ونصلی علی رسوله الکریم علمائے دین وعاملان شرع متین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں: بکر وزید دو حقیقی بھائی تھے، دونوں کی جائداد وکاروبار مشترک تھے، نیز گھر بھی ایک ہی تھا یعنی کھانا پینا بھی علیحدہ نہیں تھا ان میں ایک فوت ہوگیا، اور صرف دولڑکے خالد اور ولید وارث نابالغ چھوڑے، دونوں نابالغوں کا حقیقی چچا بکر ولی رہا، مثل سابق سب ساتھ رہے اور کاروبار صرف ولی مذکور ہی کرتا رہا، جائداد غیر منقولہ مشترکہ میں صرف دو مکان تھے، بکر وخالد نے ہر دو مکان سوسو روپے پر رہن کردیے، اس وقت خالد بھی بالغ ہوچکا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد من جملہ ہر دو مکان ہائے مذکور کے بکر وخالد نے ایک مکان ایک مسلمان کے ہاتھ بیع کردیا، بوقت بیع مذکور ولید کی عمر دس سال کی تھی، یہ بیع ۱۹۰۱ء میں ہوئی تھی، اور ولید کو بیع کا بخوبی علم تھا، بیع شدہ مکان پر بیع کے وقت مشتری کا قبضہ ہوگیا اور اب تک مسلسل ہے، اور فریقین بیع شدہ مکان کے عین متصل رہتے ہیں اس واسطے ولید کا یہ علم ہمیشہ تازہ رہا، کئی سال کے بعد مرتہن نے ان پر رہن معہ سود کا دعوی کردیا، دوران مقدمہ میں خالد وولید نے عذر کیا کہ دونوں وقت رہن نابالغ تھے گو اب بالغ ہوگئے ہیں، اس لیے ان کے حصہ پر رہن کا اثر نہیں ہے، تحقیقات عدالت سے ثابت ہوا کہ خالد رہن کے وقت بالغ یعنی ۱۸سال سے زیادہ عمر کا ہوچکا تھا؛ البتہ ولید نابالغ تھا، چنانچہ عدالت انگریزی نے رہن شدہ جائداد چہارم یعنی ولید کا حصہ رہن سے خارج سمجھ کر علیحدہ کردیا، اور صرف بکر وخالد کے حصے پر ڈگری کردی چونکہ اس دوران میں ولید بھی بالغ ہوچکا تھا اور مقدمے کی پیروی کررہا تھا اسے بخوبی علم ہوگیا کہ نابالغی کی وجہ سے اس کا حصہ ڈگری سے بچ گیا ہے، عدالت نے ہر دو مکان کے نیلام کا حکم دیا جو مکان بیع ہوچکا تھا اس کے مشتری نے عذرداری کی اس لیے اس بیع شدہ مکان کا نیلام ملتوی ہوگیا، اور صرف دوسرا مکان نیلام ہوا۔

اب مرتہن اور مشتری کے بیع شدہ مکان کے باہم مقدمات دائر ہوئے، اور کئی سال مقدمہ رہا اگرچہ مقدمہ میں ولید فریق نہیں تھا، لیکن فریقین کے وکلاء کی بحث میں ولید کا حصہ بھی آیا اور عدالت نے صریح فیصلہ کردیا کہ مکان متنازعہ میں کوئی حق مرتہن نیز ولید کا نہیں ہے، مرتہن کا دعوی خارج کردیا

یہی فیصلہ عدالت تحت سے ہوکر ہائی کورٹ تک بحال رہا، قانون انگریزی کے بہ موجب اب ولید کا کوئی حق باقی نہیں رہا، اس لیے وہ دعویٰ بھی نہیں کرسکتا۔

۱۹۲۴ء سے پہلے ولید نے کبھی صراحۃً یا اشارۃً بھی بیع مذکور سے نارضا مندی کا اظہار نہیں کیا، اب ۱۹۲۴ء میں ولید نے مشتری سے بالواسطہ کہلوایا کہ مکان کا میرا حصہ واپس کردو اور بیع سے نارضا مندی کا اظہار کیا۔

مذکورہ بالا حالات سے ظاہر ہے کہ ولید ۱۹۰۶ء میں بالغ ہوگیا تھا کیوں کہ اس کی عمر ۱۵؍ سال کی ہوگئی تھی بالغ ہونے اور مکان کی بیع کا ابتداء سے علم ہونے کے باوجود اس نے ۱۹۲۴ء تک سکوت رکھا یعنی بعد بلوغ ۱۸ سال تک عملاً بیع کو تسلیم کرتا رہا، ان حالات میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ آیا اس قدر مدت کے بعد اب بھی ولید کو بیع فسخ کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ (۱۲۶۰/۱۳۴۴ھ)

الجواب: اگر بوقت بیع مذکور ولید نابالغ تھا تو یہ بیع دو وجہ سے باطل ہوئی: ایک یہ کہ ولید نابالغ تھا، اور نابالغ کے املاک کی بیع ہر حال میں باطل ہوجاتی ہے خواہ نابالغ اس کی اجازت دیدے یا نہ دے کما فی الدرالمختار: وقف بیع مال الغیر لو الغیر بالغًا عاقلاً، فلو صغیرًا أومجنونًا لم ینعقد اصلا کما فی الظواھر (۱)

دوسرے یہ کہ شرکت ملک میں ہر ایک شریک دوسرے شریک کے حق میں اجنبی کا حکم رکھتا ہے، اس لیے ولید کے بھائی یا چچا اپنے حقوق کو فروخت کرسکتے ہیں نہ دوسرے شریک کے حصہ کو، نیز محض سکوت کو بیع فضولی میں اجازت فعلی بھی قرار نہیں دیا گیا ہے، کما فی ردالمحتار: لو أخذ المالك بثمنه خطأً من المشتری فھو إجازة، لا لو سکت عند بیع الفضولی بحضرته (۲) (شامی: ۴/۱۴۱ باب بیع الفضولی) الحاصل مشتری کو چاہیے کہ ولید کو اس کے حصہ کی قیمت دے کر یا ہبہ پر راضی کرکے مکان کو مغصوب ہونے کے حکم سے بچالے۔ فقط

قصابوں سے بکروں اور دنبوں کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے

سوال: (۲۶) زید بکروں اور دنبوں کی خرید وفروخت قصابوں سے کرتا ہے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۷/۲۳۳ کتاب البیوع - فصل فی الفضولی.
(۲) الشامی ۷/۲۴۲ کتاب البیوع - مطلبٌ: البیع الموقوف نَیِّف وثلاثون.

بکراس کو ناجائز کہتا ہے؟ (۲۶/ ۱۳۳۱ھ)

الجواب: بیع وشراء بکروں اور دُنبوں کی بصورت مذکورہ شرعاً درست ہے، اور بکر جو ناجائز کہتا ہے اس کا قول غلط ہے۔ فقط

ہنود کے میلوں میں تجارت کے لیے جانا اور پوجا کا سامان فروخت کرنا

سوال: (۶۷)..... (الف) ہنود کے میلوں میں تجارت کے لیے جانا شرعاً کیسا ہے؟

(ب) گھنٹی، گھنگرو، دیوی کی پوجا کا سامان اور تصویر کے کھلونے، گنجفہ(۱) وغیرہ ان چیزوں کی تجارت شرعاً جائز ہے یا حرام؟ (۶۷۶/۱۳۳۲ھ)

الجواب: (الف) ہنود کے میلوں، عبادت گاہوں میں تجارت کے لیے جانا اچھا نہیں ہے۔

(ب) اور تصویر وغیرہ پوجا کا سامان فروخت کرنا مکروہ ہے۔ فقط

کافر گورنمنٹ مسلمانوں کی جائداد اور اوقاف پر قبضہ کر کے فروخت کر دے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۸) کافر گورنمنٹ استیلاء کر کے مسلمانوں کی مملوکہ جائدادوں اور اوقاف پر قبضہ کر لے جب کہ مسلمان کافر حکومت کے ہاتھ سے چھڑانے پر قادر نہ ہوئے تو اس حالت میں اگر گورنمنٹ نے ایک شخص کی جائداد دوسرے کے ہاتھ یا وقف کو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا تو اس خریدار کو باوجود اس علم کے کہ یہ فلاں شخص کی مغصوبہ جائداد ہے یا وقف ہے، خریدنا اور اس سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہ؟ (۲۷۷۵/۱۳۳۲ھ)

الجواب: جائداد مملوکہ میں یہ قاعدہ جاری ہوگا کہ بعد تسلط کفار، مشتری کے حق میں تصرف جائز ہے، لیکن اوقاف میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا، اوقاف کو مصارف اوقاف میں صرف کرنا لازم ہوگا۔

---

(۱) گنجفہ: ایک کھیل کا نام جس میں ۹۶ گول پتے ہوتے ہیں اور تین کھلاڑی۔ (فیروز اللغات)

مکان خرید کر اس شخص کے ہاتھ نفع سے فروخت کرنا جو پہلی بیع میں بائع کا مشیر ہے

سوال: (۶۹)..... (الف) محمدی نے اپنے ایک رشتہ دار عبدالرؤف کے ذریعہ سے اپنا مکان فروخت کرنا چاہا، عبدالرؤف نے مشتری سے یہ شرط کی کہ جب تم یہ مکان خریدلو تو اس کو دو ہزار نفع سے میرے ہاتھ فروخت کرنا، اس کا روپیہ تین برس کے اندر ادا کردیا جائے گا، اگر تین برس کے اندر روپیہ دے کر رجسٹری نہ کراسکوں تو معاملہ ہذا فسخ متصور ہوگا، اور جو رقم بطور بیعانہ عبدالرؤف سے ملے گی وہ ضبط کرلی جائے گی، چنانچہ اس قرارداد کے مطابق مسماۃ محمدی سے مشتری نے روپیہ دے کر (عقد بیع کو) مکمل کرالیا بدون کسی شرط کے، مکان خرید لینے کے بعد حسب قرارداد سابق عبدالرؤف سے دو ہزار نفع پر مکان فروخت کرنے کا اقرار کیا، اور پانچ سو روپے بیعانہ لیا۔ عبدالرؤف کی حیثیت معاملہ بیع میں ایک پیروکار مشیر کی تھی۔

(ب) یہ بیع نامہ جو محمدی نے بحق مشتری کیا جائز ہوا یا نہ؟ اور پھر مشتری کا عبدالرؤف کے ہاتھ بیع کرنا جائز ہوا یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۲۱۲۴ھ)

الجواب: (الف، ب) جب کہ مسماۃ بائعہ نے کوئی شرط بیع کی تکمیل کے وقت نہیں کی، اور عبدالرؤف کی حیثیت محض مشیر کی تھی وہ وکیل بالبیع نہ تھا تو بیع مذکور جو محمدی نے بنام مشتری مکمل کی صحیح ہوگئی، اور پھر مشتری نے جو اس مبیع کو بہ نفع دو ہزار روپے عبدالرؤف کے ہاتھ بیع کیا وہ بیع بھی صحیح ہوگئی۔ فقط

عمدہ اور گھٹیا چیزوں کو ملا کر بیچنا

سوال: (۷۰) اناج اور دیگر اشیاء فروختنی میں زیادہ اور کم قیمت کی جنسوں کا میل کر کے دھوکہ سے بیچنا تو ظاہر ہے کہ منع ہے، اور اس کی قیمت حرام ہے، لیکن اگر اس قسم کے میل کا لوگوں کو علم ہو یا سر بازار میل کیا جاتا ہو اس طور پر فروخت کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۹۴۳ھ)

الجواب: جس صورت میں دھوکہ نہ ہو جائز ہے۔

چاندی کو تانبے وغیرہ سے رنگنا پھر اس میں ہم وزن سونا ملانا اور سونا کہہ کر فروخت کرنا

سوال: (۷۱) ایک شخص چاندی کو تانبے سے یا تانبے کے کشتے سے یا شنگرف (سرخ رنگ کی دھات) سے رنگتا ہے، پھر اس میں ہم وزن سونا ملاتا ہے، اور اس کو بازار میں سونا کہہ کر فروخت کرتا ہے: ایسے شخص کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۲۵/۳۳۵ھ)

الجواب: مسلم شریف میں ہے: من غشنا فلیس منا (۱) اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: من غش فلیس منی (الحدیث) (۱) بہرحال اس حدیث سے (ثابت ہوا کہ) اس قسم کا دھوکہ کرنا اور تانبے وغیرہ میں سونے کا میل کر کے اس کو سونا کہہ کر فروخت کرنا حرام ہے، دوسری حدیث میں ہے: من باع عیبًا لم یبینه لم یزل فی مقت اللّٰہ أولم تزل الملائکة تلعنه (۲) (رواہ ابن ماجة) پس اس روایت سے معلوم ہوا کہ مبیع کے عیب کو بیان نہ کرنا، اور مشتری کو اس پر متنبہ نہ کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے پس ان سب صورتوں سے بچنا چاہیے۔ فقط

کل ثمن وصول کرنے سے پہلے جو چیز فروخت کی ہے اس کو کم قیمت پر خریدنا

سوال: (۷۲) زید نے عمر کے ہاتھ ایک شئے فروخت کی، اور کل ثمن پر قبضہ نہیں کیا، بلکہ کچھ باقی

---

(۱) عن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: من حمل علینا السلاح فلیس منا، ومن غشنا فلیس منا. وعن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مر علی صُبرة طعام فأدخل یده فیها فنالت أصابعه بَلَلًا فقال: ما هذا؟ یا صاحب الطعام! قال: أصابته السماء یا رسول اللّٰہ! قال: أفلا جعلته فوق الطعام؟ کی یراه الناس. من غش فلیس منی (الجامع الصحیح لمسلم ۷۰/۱ کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من غشنا فلیس منّا)

(۲) عن واثلة بن الأسقع رضی اللّٰہ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: من باع عیبًا لم یبینه لم یزل فی مقت اللّٰہ ولم تزل الملائکة تلعنه (ابن ماجة ۱۶۲/۲ أبواب التجارات، باب من باع عیبًا فلیبینه)

رہ گیا پھر مشتری نے بعد استعمال اس کو بائع اول کے ہاتھ کم قیمت پر فروخت کردیا؛ پس یہ بیع ثانی جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں یہ بیع ثانی فاسد ہے، کتب فقہ میں تصریح ہے کہ وصول ثمن سے پہلے بائع ومشتری دونوں کے لیے یہ خرید وفروخت جائز نہیں۔ حضرات فقہاءؒ نے اصل کلی کی حیثیت سے شراء ما باع بأقل مما باع کے فساد کا اعلان کیا ہے؛ پس صورت مسئولہ میں چوں کہ نقد ثمن سے پہلے یہ معاملہ کیا گیا ہے، لہٰذا اس کے فساد میں کوئی شبہ نہیں، درمختار میں ہے: وفسد شراء ما باع بنفسه أو بوكيله من الذي اشتراه ..... بالأقل من قدر الثمن الأول قبل نقد كل الثمن الأول (۱) (درمختار) وكذلك إن بقي عليه شيءٌ قبل نقد الثمن كذا في المحيط (۲) (عالمغيرية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اُدھار خرید کر قیمت ادا کرنے سے پہلے وہی مال بائع کے ہاتھ فروخت کرنا

سوال: (۷۳).....(الف) اگر کسی شخص نے ایک شخص سے مال ادھار خرید کیا، ابھی قیمت ادا نہ کی تھی کہ وہی مال بائع کے ہاتھ بیچ دیا یہ بیع مکروہ ہے یا جائز؟

(ب) یا کچھ حصہ مال کا فروخت کیا اور باقی بائع کے ہاتھ بیچ دیا؟ (۲۲۴/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: (الف) قال في الدر المختار باب البيع الفاسد: وفسد شراء ما باع بنفسه أو بوكيله من الذي اشتراه ولو حكمًا كوارثه بالأقل من قدر الثمن الأول قبل نقد كل الثمن الأوّل صورته: باع شيئا بعشرة ولم يقبض الثمن ثم شراه بخمسة لم يجز الخ (۱) وفيه أيضًا: فإن اختلف جنس الثمن أو تعيب المبيع جاز مطلقًا كما لو شراه بأزيد أو بعد النقد (درمختار) وفي الشامي: قوله: بأزيد أو بعد النقد ومثل الأزيد المساوي كما في الزيلعي وهذا قول المصنف بالأقل قبل نقد الثمن الخ (۳)

---

(۱) الدر المختار مع الشامي ۱۹۶/۷ كتاب البيوع – مطلبٌ في التداوي بلبن البنت بالرمد قولان.

(۲) الفتاوى الهندية ۱۳۲/۳ كتاب البيوع – الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز. الفصل العاشر في بيع شيئين أحدهما لا يجوز البيع فيه وشراء ما باع بأقل مما باع.

(۳) الدر المختار مع الشامي ۱۹۶/۷-۱۹۷ كتاب البيوع، قُبيل مطلب: الدراهم والدنانير جنسٌ واحدٌ في مسائل.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مال اُدھار خریدا، اور ابھی ثمن ادا نہیں کیا تو برابر قیمت یا زائد کو اس کے ہاتھ بیع کردینا درست ہے۔ اور کم قیمت کے ساتھ بیع کرنا جائز نہیں ہے۔

(ب) یہی حکم ہے بعض مال کے لوٹانے یعنی بیع کرنے میں۔

سرکاری قانون کے برخلاف اپنی مملوکہ جائداد فروخت کرنا

سوال: (۷۴) در کشمیر خصوصا در مواضعات مطابق حکم قانون درحق اراضیات۔ لکان را اختیار بیع وشراء و رہن حاصل نیست باوجود آں کہ عمارات بصرف زر کثیر تیار می کنند، و زمینات ہم اباً عن جد موروث ومملوک و متبوض خود دارند: آیا برایں چنیں عمارات، ومکانات وغیرہ کہ موصوف بہ اوصاف مندرجہ بالا شدند شرعاً اطلاق لفظ مال کرده شود یانہ؟ وبیع وشراء و رہن و وصیت و ہبہ وغیرہ جائز ست یانہ؟ ومانند جمیع اموال شرعاً علی فرائض اللہ تعالیٰ درمیان ورثاء تقسیم کرده شود یانہ؟ (۱۲/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: شرعاً ایں چنیں اراضی ومکانات، مملوکہ مالکان آنہاں است، وایں اشیاء اموال اند برائے ارباب آنہاں، ومالکاں را دراں تصرفات بیع و رہن وہبہ وغیرہ تملیکات رواست: کمافي الدر المختار وغیرہ: ولا یمنع الشخص من تصرفه في ملکه إلاّ إذا کان الضرر بجاره ضررًا بینًا فیمنع من ذلك الخ(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ: سوال: (۷۴) کشمیر میں خصوصا دیہاتوں میں اراضی کے بارے میں حکومت کا جو قانون ہے اس کے مطابق مالکوں کو (اپنی جائدادیں) بیچنے، خریدنے اور رہن رکھنے کا اختیار نہیں ہے، حالانکہ وہ لوگ بہت مال خرچ کر کے تعمیریں تیار کرتے ہیں، اور زمینیں بھی ان کو باپ دادا سے وراثت میں ملی ہیں، اور ان کی ملکیت اور قبضہ میں ہیں ـــــ آیا اس طرح کی عمارتوں اور مکانوں پر جن کے احوال ماقبل میں ذکر کئے گئے شرعاً لفظ ''مال'' کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟ اور ان کی خرید وفروخت اور رہن، وصیت اور ہبہ وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ اور (یہ جائدادیں) دیگر تمام اموال کی طرح شرعی حصص کے مطابق ورثاء کے درمیان تقسیم ہوں گی یا نہیں؟

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۸/ ۱۳۵ کتاب القضاء۔ مطلب: اقتسموا دارًا و أراد کلّ منهم فتح باب، لهم ذلك.

الجواب: شرعاً اس طرح کی زمینیں اور مکانات، ان کے مالکوں کی مملوکہ ہیں اور یہ سب چیزیں ان کے مالکوں کے لیے اموال ہیں؛ اور مالکوں کو ان میں بیع وشراء، رہن اور ہبہ وغیرہ مالکانہ تصرفات کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے کہ کسی شخص کو اس کی ملکیت میں تصرف کرنے سے روکا نہیں جاسکتا؛ ہاں! جب (اس کے تصرف سے) پڑوسی کو واضح طور پر ضرر پہنچتا ہو تو پھر روک دیا جائے گا فقط

جو شخص تاجر کے لیے کپڑا خرید کر لاتا ہے
اسی کے ہاتھ نفع پر اُدھار فروخت کرنا

سوال: (۷۵) ایک صاحب کپڑا خرید کر لاتے ہیں، اور ایک آنہ فی تھان نفع کے حساب سے ایک شخص کے ہاتھ قرض (اُدھار) فروخت کردیتے ہیں، اور کبھی خود خریدنے نہیں جاتے بلکہ جس کو قرض کپڑا فروخت کرتے ہیں اس کو روپیہ دے کر کپڑا منگاتے ہیں کہ تم ہمارے واسطے کپڑا لادو۔ جب وہ کپڑا خرید کر لاتا ہے تو اسی کے ہاتھ ایک آنہ فی تھان نفع پر قرض فروخت کردیتے ہیں؛ یہ صورت خرید وفروخت کی جائز ہے یا نہیں؟ (۶/۱۷۷۶-۱۳۳۵ھ)

الجواب: دوسری صورت میں اگر اپنا قبضہ کرکے پھر اس کے ہاتھ ایک آنہ فی تھان نفع پر فروخت کیا جائے تو یہ درست ہے، اور اگر خود خرید کر لایا اور پھر اس کے ہاتھ بہ نفع مذکور فروخت کیا تو یہ بھی درست ہے۔ فقط

جو آلو زمین میں پوشیدہ ہیں ان کو فروخت کرنا

سوال: (۷۶) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ آلو زمین کے اندر جس وقت موجود اور پیدا ہوجائیں، اور خریدار بھی بعض اطرافِ زمین کو کھود کر دیکھ لیوے کہ آلو موجود ہیں تو اس صورت میں بیع آلو کی جائز ہے یا نہیں؟ (۶۸۵/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: في الدرالمختار: باب البیع الفاسد: بطل بیع ما لیس بمال الخ والمعدوم الخ ومنه بیع ما أصله غائب کجزر و فجل الخ هذا إذا نبت ولم یعلم وجوده، فإذا علم جاز

ولـه خيـار الرؤية. وتكفى رؤية البعض عندهما وعليه الفتوىٰ (۱) وفي الشامى عن الهندية: إن كـان الـمبيـع فـى الأرض مـمـا يـكـال أو يـوزن بعد القلع كالثوم والجزر والبصل فقلع الـمشـتـرى شيئًا باذن البائع أو قلع البائع إن كان المقلوع مما يدخل تحت الكيل أوالوزن اذا رأى الـمـقـلـوع ورضى به لزم البيع في الكل وتكون رؤية البعض كرؤية الكل إذا وجد الباقى كذلك وإن كان المقلوع شيئا يسيرًا لايدخل تحت الوزن لا يبطل خياره الخ (۲)

روایات مسطورہ سے معلوم ہوا کہ آلو جب زمین کے اندر موجود ومحقق ہو جائیں تو بیع ان کی درست ہے۔ الغرض جو صورت سوال میں ہے وہ بیع جائز ہے، خیار رؤیت کے متعلق یہ تفصیل کی ہے کہ اگر زیادہ مقدار کھود کر دیکھ لی گئی جو تحت الوزن داخل ہو جاوے تو دیکھنا اس کا مسقط خیار فی الکل ہے، اور اگر مقدار قلیل کھود کر دیکھی گئی تو باقی میں خیار باقی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مسلم یا لاوارث آزاد کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: (۷۷) پہاڑی مقامات وغیرہ کے غیر مسلم نابالغ لڑکے، لڑکیاں یا عورتیں اگر ان کے وارثوں یا شوہروں سے قیمۃً کم وبیش روپیہ دے کر لے لیے جائیں تو وہ غلام اور باندی کے درجہ میں آجائیں گے یا نہیں؟ اگر باندی کے درجہ میں آجائیں تو مسلمان کر لینے کے بعد ان سے نکاح کی ضرورت ہے یا بلا نکاح بھی گھروں میں رکھنا ممکن ہے؟ نیز عام لاوارث پھرنے والے لڑکے لڑکیاں یا عورتیں کیا حکم رکھتی ہیں؟ (۲۵۳۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ لڑکے اور لڑکیاں غلام باندیاں شرعی طور سے نہیں ہوئے، اور لڑکیوں سے بدون نکاح کے صحبت درست نہیں ہے، بعد مسلمان کرنے کے ان سے نکاح کرنا چاہیے، بلا نکاح کے ان کو حلال نہ سمجھنا چاہیے، اور اسی طرح عام لاوارث بچوں کو غلام باندی بنانا اور سمجھنا حرام ہے، اور بیچنے اور خریدنے سے وہ حلال نہیں ہوتے، ان کی بیع وشراء قطعاً حرام ہے، رسول اللہ ﷺ نے آزاد کو غلام

(۱) الدر المختار مع الشامی ۷/۱۷۰-۱۷۳ کتاب البیوع، مطلبٌ: البیع الموقوف من قسم الصحیح.
(۲) ردالمحتار ۷/۱۷۳ کتاب البیوع، مطلبٌ: في بیع المغیب في الأرض.

باندی بنانے اور سمجھنے والے پر لعنت فرمائی ہے(۱) اور کتب فقہ میں حرکی بیع کو باطل لکھا ہے۔(۲)

آزاد عورت کوفروخت کرنے کا حکم

سوال: (۷۸) جو شخص اپنی بیوی حرہ کو اس جرم پر بیچے کہ یہ زنا کیوں نہیں کراتی، کیا حکم رکھتا ہے؟ اور حرہ کی بیع جائز ہے یا حرام؟(۹۹۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: آزاد عورت کی بیع حرام ہے، اور شوہر اس صورت میں سخت ظالم اور عاصی ہے، اس بارے میں ہرگز عورت اس کی اطاعت نہ کرے؛ بلکہ اس کے پاس نہ رہے، لیکن دوسرا نکاح بدون طلاق دینے اور عدت گذارنے کے درست نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۷۹) ایک عورت کے والدین اس کو خاوند کے گھر نہیں بھیجتے تھے، خاوند نے دعویٰ دائر کرکے ڈگری حاصل کرلی، لڑکی کے والدین نے لڑکی کو اغواء کرکے تین صد روپے میں فروخت کردیا، لیکن طلاق حاصل نہیں کی، بے نکاحی بٹھا رکھی، جب خاوند کو معلوم ہوا تو اس نے مقدمہ اجراء نہیں کرایا، اور نہ طلاق دی ہے؛ آیا یہ عورت اگر بہ رضامندی خود کسی دین دار باشرع آدمی کے گھر جائے، اور وہ شخص اس عورت کے خاوند سے شرعی طلاق حاصل کرکے بعد گذرنے عدت کے مطابق شرع کے نکاح کرلے تو ناکح اس شخص کا مجرم تو نہ ہوگا جس نے تین سو روپے میں خریدی تھی؟ اور اس کے روپے کا ذمہ دار تو نہ ہوگا، اور گنہ گار ہوگا یا نہیں؟(۱۷۵۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: فروخت کرنا آزاد عورت کا صحیح نہیں ہے، اور خریدنے والا اور بیچنے والا دونوں فاسق اور عاصی ہیں، روپے دینے والے کا کچھ حق اس عورت پر قائم نہیں ہوا، اور بلا نکاح رکھنا اس کو حرام ہے،

(۱) حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے حدیث کا جو مفہوم نقل فرمایا ہے بعینہ اس مفہوم کے ساتھ ہمیں کوئی حدیث نہیں ملی، البتہ بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث زیر بحث مسئلے کی دلیل بن سکتی ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلّى الله عليه وسلّم قال: قال الله: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة .... رجل باع حرًا فأكل ثمنه، الحديث (صحيح البخاري ۱/۲۹۷ كتاب البيوع، باب إثم من باع حرًا)

(۲) بطل بيع ما ليس بمال كالدم والميتة والحر (تنوير الأبصار مع الشامي ۷/۱۰ كتاب البيوع – مطلبٌ: في تعريف المال)

اگر کوئی شخص اس عورت کے خاوند اول سے طلاق ولوا کر، بعد گذرنے عدت کے اس سے نکاح کرلے تو درست ہے، اور اس کو ثواب حاصل ہوگا۔ اور اس شخص خریدنے والے کا وہ ناکح مجرم اور مؤاخذہ وار نہ ہوگا، اور وہ روپیہ اس کے ذمے نہ ہوگا۔ فقط

سوال: (۸۰) اگر کوئی شخص ہندوستان میں کسی عورت کو اپنے قابو میں لاکر اور دھوکہ دے کر فروخت کردے تو کیا وہ عورت مشتری کی ملک ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۳۰۷ھ)

الجواب: ملک مشتری کی نہیں ہوئی۔

کیا والدین اپنی اولاد کو فروخت کرسکتے ہیں؟

سوال: (۸۱)...... (الف) مسلمان والدین اپنی اولاد کو کسی معاوضہ پر فروخت کرسکتے ہیں یا نہیں؟

(ب) خالد آزاد عاقل بالغ ہے بدرستی ہوش وحواس اپنے کو بکر کے ہاتھ کسی باہمی مقررہ معاوضہ پر فروخت ہوکر خود کو بکر کا غلام بناسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۵۲ھ)

الجواب: (الف) مسلمان والدین اپنی اولاد کو کسی معاوضہ پر فروخت نہیں کرسکتے۔

(ب) نہیں بناسکتا۔

کسی کی مطلقہ عورت کو خرید کر اس سے صحبت کرنا

سوال: (۸۲) رحیم کی چار زوجہ موجود ہیں؛ اب اس نے ایک لونڈی خریدی یعنی خاوند نے اس لونڈی کو طلاق دے کر رحیم کے ہاتھ فروخت کردی تو رحیم اس لونڈی کے ساتھ صحبت کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وہ لونڈی نہیں ہے اس کی بیع وشراء حرام ہے، اور رحیم کو اس سے صحبت کرنا درست نہیں ہے، اور جب کہ چار زوجہ اس کے نکاح میں موجود ہیں تو اس کا نکاح بھی اس پانچویں عورت مطلقہ سے صحیح نہیں ہے لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ الآية﴾ (سورۂ نساء، آیت:۳) فقط

آزاد کی بیع کسی صورت میں جائز نہیں

سوال: (۸۳) بیع حر در دار الاسلام باطل است یا فاسد؟ از امام محمد روایتے است کہ بحالت مخمصہ وقحط درست است یا آں کہ کسے مدیون باشد وصورتے برائے ادائے دین نیست، اگر خود را برائے ادائے دین بفروشد درست است قال الشیخ الهداد في شرح البزدوي ناقلاً عن المحيط: لايجوز بيع الحر إلا أن يعجز عن أداء مال وجب في ذمته أو هو مضطر وقع في مهلكة، ولا يرى بقاء حياته إلا ببيع نفسه الخ وہرگاہ بیع جائز شد بحکم إذا ثبت الشيءُ ثبت بلوازمه (۱) اگر مبیع از قبیل اناث است وطی با او ہم جائز است واولا داو ثابت النسب است؟ (۱۳۳۹/۱۹۲۹ھ)

الجواب: بیع حر باطل است لا جوازله أصلا بحال من الأحوال. وما نقل عن المحيط: لا يجوز الخ لا اعتماد عليه مع مخالفته منصوص الفقهاء، وبعد التسليم سماه بيعًا مجازًا واحتيالاً لبقاء النفس فلا يترتب عليه أحكام البيع أصلاً قال في الدر المختار: بطل بيع مالبس بمال..... كالدم والميتة والحر الخ (۲) فقط

ترجمہ: سوال: (۸۳) دار الاسلام میں آزاد شخص کو بیچنا باطل ہے یا فاسد؟ امام محمدؒ سے ایک روایت ہے کہ مخمصہ اور قحط سالی کی حالت میں درست ہے یا اس صورت میں کہ کوئی شخص مقروض ہوگیا؛ اور قرض کی ادائیگی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ قرض کی ادائیگی کے لیے اپنے آپ کو بیچ دے تو جائز ہے۔ شیخ الہداد نے بزدوی کی شرح میں ''محیط'' سے نقل کر کے کہا ہے کہ آزاد کی بیع جائز نہیں ہے مگر اس وقت جب وہ اپنے ذمہ واجب شدہ مال کی ادائیگی سے عاجز آجائے یا وہ حالت اضطرار میں مرنے کے قریب ہو جائے اور اسے اپنی ذات کو بیچنے کے سوا زندگی کی بقا کا کوئی دوسرا راستہ نظر نہ آئے ـــــ اور جب بیع جائز ہوگئی تو إذا ثبت الشيء ثبت بلوازمه کے ضابطے کے تحت، اگر مبیع عورت ہو تو اس کے ساتھ وطی کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد ثابت النسب ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) فإن الشيء إذا ثبت، ثبت بلوازمه (العناية شرح الهداية مع فتح القدير ۴۰۲/۶ كتاب أدب القاضي، فصل آخر قبيل باب التحكيم، المطبوعة: المكتبة النورية الرضوية، سكهر، باكستان)

(۲) الدر المختار مع الشامي ۱۰۰/۷ كتاب البيوع – مطلبٌ في أنواع البيوع.

الجواب: آزاد کی بیع باطل ہے۔ کسی بھی حال میں اس کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور ''محیط'' سے جو قول نقل کیا گیا ہے وہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مخالف ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں، اور اگر اس قول کو تسلیم کرلیا جائے تب بھی اسے مجازاً بیع اور بقائے نفس کا محض ایک حیلہ قرار دیا جائے گا؛ لہٰذا اس پر بیع کے احکام بالکل جاری نہ ہوں گے۔ درمختار میں ہے: جو مال نہیں ہے اس کی بیع باطل ہے...... جیسے: خون، مردار، اور آزاد کی بیع۔ فقط

راب کو اندازے سے خریدنا

سوال: (۸۴) مٹکی راب بھری ہوئی بلا وزن کرائے اندازہ سے خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: فروخت کرنا اس کا اندازے سے بمقابلہ غیر جنس کے صحیح ہے۔

بھوسہ اندازہ کرکے خریدنا

سوال: (۸۵) اکثر بھوسہ وغیرہ بلا وزن کئے ہوئے تخمینہ کرکے خرید لیتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۲۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درست ہے۔ فقط

کیلی اور وزنی چیزوں کی اندازے سے خرید وفروخت کب درست ہے؟

سوال: (۸۶) تمام اشیاءِ کیلی ووزنی کا بغیر کیل اور وزن کے لین دین جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۶۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جب جنس بدل جائے تو چونکہ کمی وبیشی درست ہے، اس لیے اندازہ اور تخمینہ سے بھی بیع ہوسکتی ہے مثلاً ایک ڈھیر گیہوں وغیرہ کا اگر بعوض غیر جنس کے مثلاً روپے وغیرہ کے خریدا جائے تو وزن اور کیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

بیع فاسد میں قبضہ کے بعد بھی کراہت باقی رہتی ہے

سوال: (۸۷)..... (الف) انبہ (آم) کی مول کی بیع فاسد ہے یا باطل؟

(ب) بعض باغات کی بیع بعد ظہور پھل کے ہوتی ہے یہ بیع کیسی ہے؟

(ج) ان دونوں صورتوں کی بیع شدہ باغوں کے انبہ (آم) جو بازار میں بکنے آئیں بلا تفتیش خریدنا جائز ہے یا احتیاط بہتر ہے؟

(د) بیع فاسد میں بعد قبضہ کے بھی بیع میں خبث رہتا ہے یا نہیں؟ (۱۷۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) یہ بیع باطل ہے۔

(ب) یہ بیع دراصل صحیح ہے مگر بوجہ ''ترک ثمر علی الشجر'' بیع فاسد ہے۔

(ج) احتیاط بہتر ہے اور از راہ فتوی خریدنا جائز ہے۔

(د) خبث وکراہت پھر بھی باقی رہتی ہے۔

جو خرید وفروخت غبن فاحش کے ساتھ ہو اس کا حکم

سوال: (۸۸) زید نے مبلغ دوسو روپے میں ایک کتاب فروخت کردی جس کی قیمت دس روپے ہے مگر مشتری ناواقف ہے، زید (بائع) نے غبن فاحش کا ارادہ کیا اس وقت مشتری کو اطلاع نہیں ہوئی، ایک سال کے بعد اطلاع ہوئی، وہ بیع کو ناجائز کرانے کی خواہش کرتا ہے ایسی صورت میں کیا حکم ہوگا؟ (۱۵۶۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اگر دھوکہ دے کر غبن فاحش کے ساتھ بیع کیا یا خریدا تو اس کے لوٹانے کا اختیار ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: لا رد بغبن فاحش.....فی ظاهر الروایة وبفتی بالرد رفقًا بالناس...... إن غرّه أی المشتری البائع أو بالعکس أو غرّه الدلال فله الرد الخ (۱) (درمختار ملخصًا وأفره الشامی بهذا التفصیل) فقط

(۱) الدر مع الشامی ۲۷۲/۷ کتاب البیوع ــ مطلبٌ فی الکلام علی الرد بالغبن الفاحش.

آرڈر کینسل کرنے پر آرڈر دینے والے سے تاوان وصول کرنا

سوال: (۸۹) بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بڑا تاجر؛ ولایت میں فرمائش روانہ کردینے کے بعد بازار کا بھاؤ گرا ہوا دیکھ کر اپنا نقصان محسوس کرتا ہے، پس کل یا جزو غیر تیار شدہ مال کی بابت بذریعہ تار ولایت میں اطلاع دیتا ہے کہ فرمائشی مال تیار کرا کر نہ بھیجا جائے۔ اس صورت میں بعض اوقات ولایت والے کوئی رقم بطور ہرجانہ صاحب فرمائش سے وصول کرتے ہیں، اگر وہ یہ رقم ہرجانہ ادا نہ کرے تو شرعاً گنہگار تو نہ ہوگا؟ (۲۸۸۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں اگر رقم ہرجانہ نہ دیوے تو وہ شرعی مجرم نہیں ہے: اس لیے کہ ہرجانہ کا لینا دینا خلاف شرع ہے۔

بھاؤ طے کر کے پورے سال اسی بھاؤ پر دودھ لینا درست ہے

سوال: (۹۰) دودھ کی خرید کا معاملہ اس طور پر کیا جاتا ہے کہ پہلے سے نرخ مقرر کر کے ختم ماہ تک یا تمام سال تک اسی نرخ پر دودھ لیا جاتا ہے، قیمت ہر ماہ کے ختم پر نرخ مقررہ کے حساب سے دی جاتی ہے یہ معاملہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۹۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس طرح معاملہ کرنا درست ہے۔

بھاؤ طے کر کے پورے سال اسی بھاؤ پر پان کے پتے خریدنا

سوال: (۹۱) اکثر جگہ دستور ہے کہ تنبولیوں (پان فروشوں) کو دو ایک روپیہ پیشگی دے کر یا یوں ہی ایک سال کے لیے پان کی ڈھولیوں (پانوں کے مٹھے) کا نرخ طے کر لیتے ہیں کہ ہم اس نرخ سے لیں گے چاہے آئندہ کچھ بھی بھاؤ ہوا کرے، اور آخر سال میں حساب کر کے روپیہ بے باق کر دیتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو کس بیع میں داخل ہے؟ (۲۴۰۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جس وقت جس قدر پان بہ نرخ معین سابق آتے ہیں اسی وقت بطور تعاطی بیع ہو جاتی ہے۔

قیمت معلوم کیے بغیر حکیم یا ڈاکٹر سے دوا لینا اور ماہ کے ختم پر حساب کرنا

سوال: (۹۲) حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جب رجوع ہوتے ہیں تو وہ نسخہ دیتے ہیں، اور حسب دستور دوا بھی انہیں سے خریدتے ہیں بالعموم ہر طبیب اپنے مریضوں کو تمام ماہ حسب ضرورت دوا دیتا رہتا ہے ختم ماہ پر حساب ہو کر قیمت ادا کر دی جاتی ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۹۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جب کہ ختم ماہ پر سب حساب معلوم ہو جاتا ہے اور قیمت اس وقت دیدی جاتی ہے تو وہ معاملہ صحیح ہو جاتا ہے، اگرچہ اول بوجہ مجہول ہونے قیمت کے اس میں فساد تھا، بہتر یہ ہے کہ قیمت وغیرہ اوّل معلوم کر لی جایا کرے، یا کہ عادۃً معلوم ہو کہ اس نسخہ کی یہ قیمت ہے۔

وی، پی کے ذریعہ مال منگوانا

سوال: (۹۳) وی، پی (۱) کے ذریعہ سے جو مال طلب کیا جاتا ہے اس میں مال کا حال معلوم نہیں ہوتا اس معاملہ کا کیا حکم ہے؟ (۱۴۹۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: یہ معاملہ صحیح ہے پھر بعد دیکھنے کے اگر خلاف پائے تو اختیار واپسی کا حاصل ہے۔

مکرہ کی بیع کا حکم

سوال: (۹۴)...... (الف) بیع بالاکراہ بیع کی کس قسم میں داخل ہے؟

(ب) بیع فاسد تو قبضہ سے مفید ملک ہو جاتی ہے، پھر اس کی تنسیخ کا دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۱۶۵/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف، ب) بیع مکرہ کو فقہاء نے بیع فاسد موقوف قرار دیا ہے (۲) اور یہ بھی تصریح ہے

---

(۱) وی، پی (.VALUE PAYABLE(V.P کا مخفف ہے یعنی وہ مال جو قیمت دے کر ڈاک خانہ سے وصول کیا جائے۔

(۲) ينبغي استثناء بيع المكره ، فإنه موقوف على إجازته مع أنه فاسد (ردالمحتار مع الدر المختار ۷/۱۷۰ كتاب البيوع ، مطلب البيع الموقوف من قسم الصحيح)

کہ بیع فاسد بعد قبضہ کے مفید ملک ہے(۱) اگرچہ وہ ملک خبیث ہے اور توڑنا اس کا واجب ہے۔(۲) فقط

صدف کو اس خیال سے خریدنا کہ شاید اس میں موتی نکل آئے

سوال: (۹۵) بعض جزائر ہند میں صدف کا ایک انبار رکھ دیا جاتا ہے، اور اس کو فروخت کیا جاتا ہے، لوگ اس خیال سے خریدتے ہیں شاید کسی صدف میں موتی نکل آئے، لہٰذا اس خرید وفروخت میں شرعی قباحت تو نہیں ہے؟ (۱۱۰۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس خرید وفروخت میں شرعاً کچھ ممانعت نہیں ہے۔ فقط

مکان فروخت کرکے انکار کردینا

سوال: (۹۶) ایک شخص اپنی زوجہ کے مملوکہ مکان کو عورت کی رضامندی سے بیع کرے، بعد ایک سال کے شوہر بیع سے انکار کرے تب عورت بھی انکاری ہو تو اب وہ بیع عورت کی طرف سے جائز ہوگی یا نہیں؟ (۹۵۷/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: جب اصل مالکہ کی رضا سے بیع کی گئی تو وہ صحیح ونافذ ہوگئی، صحت وتکمیل بیع کے بعد عورت یا اس کے شوہر کا انکار شرعاً جائز نہیں؛ لیکن اگر وہ انکار کرتی ہے، اور مشتری کے پاس بیع کا ثبوت نہ ہو تو حکماً یہ بیع کالعدم ہوجائے گی، یا مشتری اپنی رضا سے اس بیع کا اقالہ کرلے۔ فقط

جائداد فروخت کرنے کے بعد نابالغ ہونے کا دعویٰ کرنا

سوال: (۹۷) محمد میر وسید غریب علی بازنے بحالت صحت وثبات عقل وبلوغ بلا جبر واکراہ اپنی حقیت (مَتیت) کا بیع نامہ بدست نوراللہ خان بایجاب وقبول روبرو چند گواہان ثقہ اور معتبر کے کیا، اور حکام مقامی نے بالغان سے اقرار لے کر اس کی تصدیق ورجسٹری کی۔ اب بیع نامے سے چھ برس کے

(۱) والفاسد يفيد الملك عند اتصال القبض (الهداية ۴۹/۳ كتاب البيوع – باب البيع الفاسد)

(۲) ويجب على كل واحد منهما فسخه قبل القبض ..... أو بعده ما دام المبيع بحاله "جوهرة" في يد المشتري إعدامًا للفساد، لأنه معصية فيجب رفعها "بحر" (الدر المختار مع رد المحتار ۲۱۴/۷ كتاب البيوع، قبيل مطلب: رَدّ المشتري فاسدًا إلى بائعه فلم يقبله)

بعد محمد میر مدعی ہے کہ بوقت بیع میں صغیر تھا میری عمر ۱۲ ربرس تھی، اور میں بوقت بیع موجود نہیں تھا میری عدم موجودگی میں میرے چچازاد بھائیوں نے میرے حصے کو بیع کر دیا؛ حالاں کہ برخلاف بیان مدعی گواہان معتبر اور حکام کی تصدیق سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعی اس وقت بالغ تھا اور موجود تھا اور اس نے اقرار بیع کا روبرو حکام کے کیا، اس صورت میں محمد میر کا دعویٰ سنا جائے گا یا نہیں؟ اور بیع مذکور صحیح مانی جائے گی یا فسخ کی جائے گی؟ اگر ثالث نے صورت مسئولہ میں بیع کے فسخ ہونے کا حکم کیا ہو تو وہ حکم نافذ ہوگا یا نہیں؟

(۹۹۱/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ گواہان عادل وثقہ کے بیان اور تصدیق حکام سے یہ ثابت ہے کہ مدعی بوقت بیع موجود تھا اور بالغ تھا، اور مدعی نے خود حکام کے روبرو اقرار بیع کا کیا تو وہ بیع صحیح ونافذ ہوگئی اس کے بعد مدعی کا دعویٰ نہ سنا جائے گا، اور بیع مذکور جو کہ صحیح وقطعی ہو چکی ہے فسخ نہ ہوگی، اور ثالث کا فیصلہ اس کے خلاف در بارۂ فسخ کرنے بیع مذکور کے صحیح نہ ہوگا، جیسا کہ عبارات ذیل سے ظاہر ہے۔ درمختار فصل بلوغ الغلام میں ہے: بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال والأصل هو الإنزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل ... فإن لم يوجد فيهما شيء (مما ذكر) فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنةً ، به يفتى الخ لقصر أعمار أهل زماننا وأدنى مدته له اثنا عشرة سنةً ولها تسع سنين ...... فإن راهقا بأن بلغا هذا السن فقالا: بلغنا صدقا إن لم يكذبهما الظاهر الخ(۱) وفي الأشباه: لا يجوز للقاضي تأخير الحكم بعد وجود شرائطه الخ لا يصح رجوعه عن قضائه إلا في ثلث لو بعلمه أو ظهر خطؤه أو بخلاف مذهبه الخ (۲)(درمختار) وفيه أيضًا: (في ص: ۳۰۹) فمن أقر بحق أو قامت عليه بينة ألزمه الخ (۳) وفي كتاب الإقرار فلو قال للصكاك اكتب خط اقراري بألف عليّ أو اكتب بيع داري ... صحّ(۴) فقط

(۱) الدر المختار مع الشامی ۹/۱۸۵ كتاب الحجر – فصلٌ (بلوغ الغلام بالاحتلام)
(۲) الدر المختار مع الشامی ۸/۱۰۶-۱۰۷ كتاب القضاء – مطلبٌ : طاعة الإمام واجبة .
(۳) تنوير الأبصار مع الشامی ۸/۴۳ كتاب القضاء – مطلبٌ في العمل بالسجلات وكتب الأوقاف القديمة .
(۴) الدر المختار مع الشامی ۸/۳۲۱ كتاب الإقرار – قبل باب الاستثناء وما في معناه .

گم شدہ چیز کو فروخت کرنا درست نہیں

سوال: (۹۸) زید سے عمر کوئی چیز عاریۃً لایا تھا، اتفاقاً وہ چوری ہوگئی، زید نے عمر سے کہا کہ کچھ روپے دے کر اس چیز کا جھگڑا طے کرلو، اگر بعد کو چیز ملے تو وہ تمہاری ہوگی، چنانچہ عمر نے کچھ روپیہ زید کو دیدیا، چند دنوں کے بعد وہ چیز عمر کو دستیاب ہوگئی، زید کہتا ہے کہ میری چیز لاؤ اور اپنے روپے واپس لے لو۔ عمر اس کو اپنی ملک بتلاتا ہے اور واپس سے انکار کرتا ہے؛ ایسی صورت میں اس مستقل بیع کی وجہ سے زید کی ملک سے وہ چیز خارج ہوگئی یا نہیں؟ (۱۷۰۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: گم شدہ چیز کے بارے میں اس طرح کہنے سے کہ اگر بعد کو وہ چیز ملے تو تمہاری ہوگی بیع نہیں ہوتی؛ کیونکہ صحت بیع کے لیے مبیع کا مقدور التسلیم ہونا بھی ضروری ہے، اور اس صورت میں مبیع بوقت بیع مقدور التسلیم نہ تھی، شامی میں ہے: قوله لبطلان بيع المعدوم إذ من شرط المعقود عليه أن يكون موجودًا مالاً منقومًا وأن يكون مقدور التسليم الخ(۱) فقط

حرام ذریعہ سے حاصل شدہ زمین کو خریدنے کا حکم

سوال: (۹۹) جو زمین کسی نے حرام ذریعے سے حاصل کی ہے اس کا خریدنا حلال ہے یا حرام اور خریدنے والا مالک ہوگا یا نہیں؟ (۷۱۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: خریدنے والا مالک ہوجائے گا۔

چائے کے باغات کی بیع میں چائے کی پتیاں داخل ہوں گی یا نہیں؟

سوال: (۱۰۰) بعض مقامات پر چائے کے باغات میں جو کمپنی کے مملوکہ ہیں اور ان کے حصے خرید وفروخت ہوتے رہتے ہیں، جن کا منافعہ سال گذرنے پر تقسیم کردیا جاتا ہے، ایک شخص نے نصف سال کے بعد اپنے حصے فروخت کیے، چھ ماہ کے بعد جب سال پورا ہوا تو کمپنی نے منافعہ کل سال کا مشتری کے پاس بھیج دیا؛ لیکن نصف منافعہ کا بائع خواستگار ہے کیونکہ نصف سال اول وہ حصوں کا

(۱) الشامی ۱۸۰/۷ كتاب البيوع – مطلبٌ: الآدمي مكرَّمٌ شرعًا ولو كافرًا.

مالک تھا، لیکن مشتری بدیں وجہ کہ کوئی معاہدہ بابت تقسیم منافعہ بوقت بیع نہیں ہوا تھا، منافعہ دینے سے انکار کرتا ہے تو بائع نصف منافعہ ششماہی اول کا مستحق ہے یا نہیں؟ (۸۴۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ نفع ان باغات چائے کا چائے سے ہے، پس اگر بوقت فروخت حصۂ باغات چائے مُنْبَت (اُگی ہوئی) تھی تو اس کے متعلق یہ مسئلہ ہے کہ بلا تسمیہ وہ چائے زمین کے ساتھ فروخت نہ ہوگی، بلکہ ملک بائع ہوگی، اور اگر تسمیہ (تعیین) ہو جائے کہ چائے بھی مشتری کی ہے تو مشتری کی ہوگی اور بحکم المعروف کالمشروط اگر عرف یہ ہے کہ وہ چائے کا حصہ مع چائے منبت کے فروخت ہوتا ہے تو یہ بمنزلہ تسمیہ کے ہوکر چائے داخل بیع ہو جائے گی اور ملک مشتری ہوگی، اور تمام منافعہ کا مشتری ہی مالک ہوگا، اور اگر عرف ایسا نہیں ہے اور نہ تسمیہ ہوا تو وہ چائے ملک بائع کی ہے اور تمام منافعہ کا بائع ہی مالک ہوگا اور مشتری کو اجر مثل یعنی زمین کا کرایہ مثل چھ ماہ کا ملے گا یا جتنے دنوں چائے اس زمین میں بعد فروخت کے باقی رہی ہو، درمختار میں ہے: ولایدخل الزرع في بیع الأرض بلا تسمیة الخ(۱) فقط

بیع الوفاء کی تعریف اور اس کا حکم

سوال: (۱۰۱) بیع الوفاء کس کو کہتے ہیں؟ اس کی پوری تعریف کیا ہے؟ بیع الوفاء سود ہے یا نہیں؟ (۲۰۴۵/۳۲-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قال في الدرالمختار: وبیع الوفاء ذکرته هنا تبعًا للدرر وصورته: أن یبیعه العین بألف علی أنه إذا ردعلیه الثمن ردّ علیه العین —— إلی أن قال —— قیل هو رهن فتضمن زوائده وقیل: بیع یفید الانتفاع به وفي إقالة شرح المجمع عن النهایة: وعلیه الفتوی..وقیل: إنْ بلفظ البیع لم یکن رهنا ثم إن ذکرا الفسخ فیه أو قبله أو زعماه غیر لازم کان بیعًا فاسدًا ولو بعده علی وجه المیعاد جاز ولزم الوفاء به لأن المواعید قدتکون لازمة لحاجة الناس وهو الصحیح کما في الکافي والخانیة (۲)

(۱) الدرالمختار مع الشامي ۷/۶۲ کتاب البیوع، مطلبٌ: کل ما دخل تبعًا لایقابله شیءٌ من الثمن.

(۲) ترجمہ: درمختار میں ہے: اور بیع الوفاء کو میں نے یہاں ذکر کیا صاحب درر کی پیروی کرتے ہوئے، اور بیع الوفاء کی صورت یہ ہے کہ کوئی معین چیز فروخت کرے ہزار درہم کے عوض، اس شرط پر کہ جب بائع مشتری کو ثمن =

اس عبارت سے ''بیع الوفاء'' کی تعریف اوراس میں جو کچھ فقہاء کا اختلاف ہے ظاہر ہوگیا، سو یہ اختلاف تو اب مرتفع نہیں ہوسکتا اوران اقوال میں سے جس میں سے ہر ایک کی تصحیح کی گئی ہے اور ہر ایک طرف علماء کبار ہیں کسی قول کی تغلیط نہیں ہوسکتی، لیکن باعتبار قواعد کے بیع فاسد ہونا بیع الوفاء کا راجح ہے؛ کیونکہ بیع شرط مخالف سے فاسد ہوجاتی ہے، مگر یہ فساداس وقت ہے کہ بیع میں شرط اقالہ کی کی جائے، اور اگر بعد میں بطریق وعدہ کے اس کا ذکر کیا گیا تو فساد نہیں ہے، كما ذكر في آخر العبارة المذكورة فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۱۰۲) بیع بالوفاء کس بیع کو کہتے ہیں؟ اس کی تشریح اور بیع بالوفاء کے متعلق جواز وعدم جواز اور بیع بالوفاء کی کون سی صورت ہے جس میں سود کا لگاؤ نہیں ہے؟ (۱۶۸۴/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: بیع بالوفاء میں اختلاف ہے کہ یہ بیع ہے یا رہن؟ اور بیع ہے تو بیع صحیح ہے یا فاسد؟ اور صحیح یہ ہے کہ اگر بوقت بیع واپسی کی شرط کی تو بیع فاسد ہے؛ کیونکہ بیع شرط سے فاسد ہوجاتی ہے، اور بیع بالوفاء یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو بیع کرے اور مشتری سے یہ شرط کرے کہ برس یا چھ مہینے کے بعد جب میں ثمن واپس کردوں تو میری چیز واپس کردینا۔ بعض فقہاء اس کو رہن کہتے ہیں اور بعض بیع، اور شرط کی وجہ سے بیع فاسد ہوجاتی ہے زیادہ تفصیل کی گنجائش اس موقع پر نہیں ہے۔

بیع الوفاء کی چند صورتیں

سوال: (۱۰۳) زید ایک حقیت (ملکیت) صحرائی یا سکنائی کو بطور بیع الوفاء جس کی مدت پانچ

= لوٹادے تو مشتری اس کو وہ معین چیز واپس کردے —— إلى قوله —— بعضوں نے کہا کہ وہ یعنی بیع الوفاء رہن ہے، پس زوائد اس کے مضمون ہوں گے، اور بعضوں نے کہا کہ بیع الوفاء بیع ہے، اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے اور شرح المجمع کے باب الاقالہ میں نہایہ سے نقل کیا گیا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے، اور بعضوں نے کہا کہ اگر بیع الوفاء لفظ بیع کے ساتھ ہے تو رہن نہ ہوگی، پھر اگر عاقدین نے عقد کے وقت یا عقد سے پہلے فسخ کا تذکرہ کیا ہے یا دونوں نے اس عقد کو غیر لازم گمان کیا تو بیع فاسد ہوگی، اور اگر فسخ کو عقد کے بعد وعدے کے طور پر ذکر کیا تو اس صورت میں بیع جائز ہے اور اس وعدہ کو پورا کرنا لازم ہے؛ اس لیے کہ وعدے کبھی لازم ہوتے ہیں لوگوں کی حاجت کی وجہ سے، اور یہی قول صحیح ہے جیسا کہ کافی اور خانیہ میں ہے (الدر المختار مع الشامی ۷/۴۲۴-۴۲۶ كتاب البيوع – مطلب في بيع الوفاء)

یا سات سال مقرر ہوتی ہے عمر سے لے کر ایک رقم عمر کو اس شرط پر دینا چاہتا ہے کہ اگر میعاد مقررہ کے اندر روپیہ زید کا ادا ہو جائے عمر اس کا بدستور مالک رہے گا، ورنہ اس کا مالک مشتری ہو جائے گا، اور اس میعاد میں جو آمدنی شئے مبیعہ سے حاصل ہو وہ زید کی ہوگی، یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ آمدنی سود تو نہ ہوگی؟
(۱۱۳۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسی بیع کو بعض فقہاء نے رہن قرار دیا ہے اس صورت میں زید کو وہ آمدنی مرہونہ کی حلال نہ ہوگی، اور بعض فقہاء نے بیع فاسد قرار دیا ہے، اس صورت میں بھی نفع حاصل کرنا اچھا نہیں ہے، اور بعض فقہاء اس کو بیع صحیح فرماتے ہیں، لیکن یہ جب ہے کہ بیع کے ساتھ شرط واپسی کی نہ ہو، بلکہ بوقت معاملہ بیع قطعی ہو بلا کسی شرط کے، اور بعد میں بطریق وعدہ مشتری سے واپسی کا وعدہ لے لیا جائے، پس اگر ایسا ہوا تو نفع حاصل کرنا درست ہوگا ورنہ نہیں۔ فقط

سوال: (۱۰۴) ایک مکان اس شرط پر بیع ہوا تھا کہ جب چاہیں واپس کر لیں، جس کی نسبت زبانی وتحریری شہادت اس وقت تک موجود ہے اور زرِ ثمن میں سے مبلغ تیس روپے اس وقت تک بذمہ مشتری باقی ہیں۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؛ آیا اس صورت میں بیع کو فسخ کر دیں یا نہیں؟ اور یہ بیع کس قسم کی ہے؟ (۱۶۷۸/۱۳۳۳-۳۴ھ)

الجواب: یہ صورت بیع الوفاء کی ہے اور اس میں اختلاف بہت ہے، بعض کہتے ہیں کہ رہن کے حکم میں ہے، اس صورت میں روپیہ واپس کرنے پر وہ شئے مرہونہ واپس کر دینا چاہیے ——— اور بعض کہتے ہیں کہ بیع ہے۔ اور پھر یہ اختلاف ہے کہ بیع صحیح ہے یا فاسد؟ قواعد فقہیہ کے موافق بیع فاسد ہونا راجح ہے؛ کیونکہ اس بیع میں شرط واپسی کی گئی ہے، اور ایسی شرط سے بیع فاسد ہو جاتی ہے اور حکم بیع فاسد کا یہ ہے کہ عاقدین کے ذمے اور ان کے بعد ان کے ورثہ کے ذمے فسخ کرنا اس بیع کا ضروری ہے۔ بائع کو چاہیے کہ جو قیمت وصول کی ہے اسے واپس کر دے، اور مشتری یا اس کے ورثہ کو ضروری ہے کہ مبیع کو واپس کر دیں (۱)

---

(۱) ولا یبطل حق الفسخ بموت أحدهما، فیخلفه الوارث، به یفتی (الدر المختار مع رد المحتار ۷/ ۲۱۸-۲۱۹ کتاب البیوع، مطلب: رد المشتري فاسدًا إلی بائعه فلم یقبله)

سوال: (۱۰۵) ایک شخص نے چند بیگہ زمین فروخت کی، مبلغ چھ سو روپے میں، اور مشتری سے یہ شرط لگائی کہ اگر دو سال کے اندر چھ سو روپے واپس کردے تو زمین واپس لے لوں گا؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۶۵۴ھ)

الجواب: یہ صورت بیع الوفاء کی ہے اور اس میں اختلاف ہے، بعض فقہاء اس کو رہن کہتے ہیں اور بعض بیع کہتے ہیں، پھر ایسی بیع جس میں شرط واپسی کی ہو بیع فاسد ہوتی ہے جو کہ واجب الرد ہے، اور نفع اٹھانا مشتری کو ایسی مبیع سے ناجائز ہے۔

سوال: (۱۰۶) اگر زید اپنی جائداد کو عمر کے ہاتھ اس طور سے فروخت کرے کہ پندرہ سال کے اندر اگر میں جائداد مذکورہ واپس لینا چاہوں تو قیمت سابقہ پر تم سے واپس لے لوں گا، اور اگر اس مدت میں واپس نہ لوں تو بیع سابق تام ہوجائے گی، یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۶۶۵ھ)

الجواب: یہ صورت بیع الوفاء کی ہے اور اس کے جواز وعدم جواز میں اختلاف ہے، اور نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس طریق سے عقد کرنا بیع ہے یا رہن؟ اگر رہن ہے تو ظاہر ہے کہ بائع راہن ہوگا اور مشتری مرتہن، اور مرتہن کو شئے مرہونہ سے نفع حاصل کرنا علی الصحیح ناروا ہے اور سود ہے لأن کل قرض جر نفعا فہو ربا (۱) اور اگر بیع ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو اس بیع میں یہ شرط کی گئی ہے کہ پندرہ سال کے اندر اگر بائع ثمن کو واپس کردے تو مشتری مبیع کو واپس کردے اور یہ قاعدہ فقہیہ ہے کہ ایسی شرط سے بیع فاسد ہوجاتی ہے، پس بہرحال عقد مذکور شرعاً صحیح نہیں ہے، اور مشتبہ ہونے میں تو اس کے کچھ شبہ ہی نہیں ہوسکتا، لہٰذا ترک کرنا اس کا لازم ہے کیونکہ مشتبہات سے بچنا بھی مأمور بہ ہے، اور اتقاء شبہات موجب حفاظت دین ہے۔

سوال: (۱۰۷) ایک دکان کا مبلغ چھ ہزار پانچ سو روپیہ سودا قرار پایا ہے۔ مگر بائع یہ شرط کرتا ہے کہ اندرون میعاد بیس سال تک بائع حق دار ہے جس وقت چاہے دکان مذکور کو قیمت معہودہ میں واپس کرسکتا ہے، اور بعد گذرنے میعاد کے دکان قطعاً بیع سمجھی جائے گی؛ یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟ بائع مذہب

(۱) فتح القدیر ۶/۳۵۵ کتاب الحوالة، عند قول صاحب الهداية: ويكره السفاتج. وعن الحكم عن إبراهيم قال: كل قرض جرّ منفعة فهو ربا (مصنف ابن أبي شيبة ۴/۳۲۳ كتاب البيوع والأقضية، باب من كره كل قرض جرّ منفعة، المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

شیعہ سے ہے۔ حنفیہ اس میں جواز کہتے ہیں یا نہیں؟ مشتری اہل سنت والجماعت سے ہے، اس شکل سے سود وغیرہ عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ کرایہ دکان مبلغ اڑتیس روپیہ ماہوار ہے؟ (۱۲۹۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ بیع الوفاء کی صورت ہے، اس میں فقہاء کو اختلاف ہے، بعض فقہاء نے اس کو بحکم رہن لکھا ہے، اور بعض نے بیع صحیح کہا ہے، اور بعض نے بیع فاسد، مگر قواعد مذہب حنفیہ کے مطابق یہ بیع فاسد ہے کیونکہ بیع میں شرط واپسی کا لگانا مفسد بیع ہے: کما ورد فی الحدیث: نہی عن بیع و شرط (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

واپسی کی شرط کے ساتھ مکان خریدنا اور مکان خرید کر بائع کو کرائے پر دینا

سوال: (۱۰۸) ایک مکان چھ سو روپے میں خرید کر اسی بائع کو چار روپے ماہوار کرائے پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اسی کے ساتھ ایک اقرار نامہ اس امر کا تحریر کرتا ہوں کہ اندر پانچ سال کے مکان مذکور اسی قیمت پر اسی بائع کو یا اس کی اولاد کو واپس کر دوں گا اس طور سے خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳۳۵۰/۴۲-۱۳۴۴ھ)

الجواب: اگر شرط واپسی کی عقد میں ذکر کی گئی ہے تو صحیح مذہب یہ ہے کہ اس صورت میں بیع فاسد ہوگی، اور اگر شرط واپسی کی عقد بیع میں ذکر نہیں کی گئی بلکہ بعد عقد کے اس کا ذکر ہوا ہے تو بیع جائز ہے، اور مدت مقررہ کے اندر حسب وعدہ واپس کرنا مبیع کا لازم ہے شامی میں ہے: فقد صرح علماؤنا: بأنھما لو ذکرا البیع بلاشرط ثم ذکرا الشرط علی وجه العدۃ جاز البیع ولزم الوفاء بالوعد (۲) اور مکان خرید کر اسی بائع کو کرائے پر دینا جائز ہے۔ فقط

---

(۱) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جدہ أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نھی عن بیع وشرط: البیع باطل والشرط باطل الخ (المعجم الأوسط للطبرانی ۳/۲۱۱ باب العین، من اسمه عبداللّٰه، رقم الحدیث: ۴۳۶۱ المطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، وکذا فی بدائع الصنائع ۴/۳۸۷ کتاب البیوع، الشروط الفاسدۃ)

(۲) الشامی ۷/۲۰۷ کتاب البیوع – قبل مطلبٌ فی الشرط الفاسد إذا ذُکرَ بعد العقد أو قبله.

جس نے واپسی کے وعدہ کے ساتھ مکان خریدا ہے اس کے انتقال کے بعد ورثاء پر واپس کرنا واجب نہیں

سوال: (۱۰۹) ایک شخص مسلم نے دوسرے مسلم کے ہاتھ زمین بیع کی، اور مشتری نے روبرو چار معتبر مسلمانوں کے یہ اقرار کیا کہ جب تمہارے پاس یا تمہاری اولاد کے پاس روپیہ موجود ہو، ہم زمین واپس کردیں گے بائع ومشتری دونوں فوت ہوگئے وارث موجود ہیں، اور بائع کے وارثوں کے پاس روپیہ ادائیگی کا موجود ہے، لیکن مشتری کے وارث واپسی سے انکار کرتے ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

(۹۳۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: خریدنے والے کے وارث اس زمین فروخت شدہ کے واپس کرنے اور قیمت واپس لینے پر شرعاً مجبور نہیں کیے جاسکتے، ان کی خوشی ہے خواہ واپس کریں یا نہ کریں، اور خریدنے والے کا وعدہ واپسی زمین کا اس کے وارثوں کے حق میں واجب الایفا نہیں ہے۔ قال في رد المحتار: في بحث بيع الوفاء: قوله ولزم الوفاء به ظاهره أنه لايلزم الورثة بعد موته كما أفتى به ابن الشلبي معللاً بانقطاع حكم الشرط بموته الخ (۱) (شامی ۴/۲۴۷)

بیع میں ایسی شرط لگانا جس کا عقد تقاضا نہیں کرتا

سوال: (۱۱۰) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسائل کہ ایک شخص دوسو روپے کی قیمت کی زمین ڈیڑھ سو روپے میں دوسال کے لیے بیع کرتا ہے، اس شرط پر کہ میعاد مقرر پر اگر میں روپے ادا کردوں تو زمین واپس کرلوں گا۔ اور اگر میعاد مقرر پر روپیہ ادا نہ کرسکا تو زمین سے مجھ کو تعلق نہیں، زمین مشتری کی ملک میں ہوجائے گی، بائع اور مشتری کے مابین اس امر کا بھی تصفیہ ہوگیا ہے کہ مشتری زمین کی مال گذاری زمین دار کو دوسال تک دیا کرے گا، اور زمین کی جو کچھ پیداوار ہوگی اس کو وہ مشتری اپنے تصرف میں لایا کرے گا، اور اگر کسی وجہ سے زمین میں کچھ پیدا نہ ہوا تو اس کا نقصان مشتری کو برداشت کرنا ہوگا، اور اگر یہی صورت بعینہ ہو مگر زمین کی پوری قیمت بائع کو دی جائے

(۱) الشامی ۷/۴۲۵ کتاب البیوع ـ مطلبٌ في بيع الوفاء.

تو اس مسئلہ مذکورہ بالا کا کیا حکم ہے؟ یہ بیع از روئے شرع شریف جائز ہے یا ناجائز؟ (۱۱۴۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ولا بیع بشرط لا یقتضیہ العقد ولا یلائمہ وفیہ نفع لأحدھما الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ بیع مذکور فاسد ہے، اور بیع الوفاء میں بھی ایک قول یہی ہے کہ وہ بیع فاسد ہے۔

سوال: (۱۱۱) زید نے ایک قطعہ زمین بعوض مبلغ تین سو روپے بکر کو فروخت کیا، لیکن زبانی چند شرائط دونوں کے درمیان ہوئیں کہ وہ زمین ہمیشہ بائع کے ہاتھ میں رہے گی، بکر کو سوائے زید کے دوسرے کو کرائے پر دینے کا حق نہ ہوگا، اور نہ فروخت کرنے کا حق ہوگا۔ اور جب بائع میں وسعت ہوتو تین سو روپے مشتری کو دے کر زمین واپس لیلے؛ اس صورت میں بیع درست ہوگی یا نہیں؟

(۲۱۵۰/۱۴۳۸ھ)

الجواب: ان شرائط کے ساتھ بیع کرنا درست نہیں ہے، اس سے بیع فاسد ہوجاتی ہے جب مشتری مالک ہوگیا اس کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے کرائے کو دیوے اور جو تصرف چاہے کرے۔ فقط

سوال: (۱۱۲) زید نے عمر سے کچھ زمین بہ عوض کچھ روپے کے مدت معین کر کے اس شرط پر لے لی کہ زید اس زمین کو مدت معینہ تک اپنے تصرف میں رکھے گا، اور جو کچھ آمدنی ہو وہ بھی لے گا، اور خراج عمر ادا کرے گا، اور جو روپیہ عمر کو دیا اگر مدت معینہ میں وہ روپیہ عمر نے زید کو ادا کردیا تو زمین عمر کی ہوگی، ورنہ بعد مدت معینہ کے زمین زید کی ملک ہوجائے گی؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۹۱۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ صورت خواہ ''بیع الوفاء'' کے نام سے موسوم ہو یا ''رہن'' کے نام سے شرعًا جائز نہیں ہے۔ بیع الوفاء میں فقہاء کا بہت کچھ اختلاف ہے؛ لیکن چوں کہ بیع؛ شرط خلاف مقتضاء سے فاسد ہوجاتی ہے۔ کما ورد: نہی عن بیع وشرط (۲) وصرح الفقہاء بفساد البیع المشروط فیہ الشرط المخالف لمقتضی العقد (۳) اس لیے علی التحقیق بیع الوفاء جس میں واپسی کی شرط ہو بیع

---

(۱) تنویر الأبصار مع الشامی ۷/۲۰۶-۲۰۷ کتاب البیوع – مطلب فی البیع بشرط فاسد.

(۲) عن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نہی عن بیع وشرط، البیع باطل والشرط باطل الخ (المعجم الأوسط للطبرانی ۳/۲۱۱ باب العین، من اسمہ عبداللّٰہ، رقم الحدیث: ۴۳۶۱ المطبوعۃ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، وکذا فی بدائع الصنائع ۴/۳۸۷ کتاب البیوع، الشروط الفاسدۃ)

(۳) قال فی الدرالمختار: ولا بیع بشرط ... یعنی: الأصل الجامع فی فساد العقد بسبب شرطٍ لایقتضیہ العقد الخ وفی الشامی: قولہ ولابیع بشرط شروع فی الفساد الواقع فی العقد بسبب =

فاسد ہے، پس اول تو یہ صورت جو سوال میں درج ہے بیع الوفاء کی صورت نہیں ہے؛ بلکہ صاف رہن کی صورت ہے، اور رہن میں مرتہن کو زمین مرہونہ سے نفع اٹھانا درست نہیں ہے بلکہ ربا ہے کما ورد: کل قرض جر نفعا فهو ربا (۱) اور اگر بیع الوفاء ہو تب بھی جائز نہیں ہے۔ کمامر۔

واپسی کے وعدے پر مکان یا دُکان خریدنا

سوال: (۱۱۳) زید نے اپنی کوئی زمین یا دکان یا مکان عمر کے ہاتھ بعوض سو روپیہ کے فروخت کی، اور باقاعدہ بیع نامہ لکھ پڑھ دیا، مگر بیع نامہ سے پہلے یا بعد بائع نے مشتری سے یہ وعدہ پختہ لے لیا کہ جب میں تجھے تیرا زرِ ثمن پورا پورا ادا کردوں تو میری مبیع واپس کر دینا، اور تا واپسی تو مبیع سے فائدہ اٹھائے جانا، مشتری نے اس بات کو بطیب خاطر پسند اور منظور کر لیا؛ تو کیا یہ بیع جائز ہے؟ اور مشتری کو تا واپسی مبیع سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۷/۳۹-۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے، ایک قول اس میں یہ بھی ہے کہ اگر شرط واپسی عقد کے ساتھ یا عقد سے پہلے کی گئی تو یہ بیع فاسد ہے کیونکہ یہ شرط مخالف مقتضائے عقد ہے، اور ایسی شرط مفسد بیع ہوتی ہے کما فی عامة کتب الفقه اور حدیث شریف میں ہے نهى عن بيع و شرط (۲) لہٰذا اس قاعدہ کے موافق یہ بیع فاسد ہوگی، اور یہی راجح ہے درمختار میں ہے: ثم إن ذكرا الفسخ فيه أو قبله أو زعماه غير لازم كان بيعًا فاسدًا الخ (۳) فقط

= الشرط لنهيه صلى الله عليه وسلم عن بيع و شرطٍ (الدر والرد ۷/۲۰۶-۲۰۷ كتاب البيوع — مطلبٌ في البيع بشرط فاسد)

(۱) فتح القدير ۶/۳۵۵ كتاب الحوالة ، عند قول صاحب الهداية: ويكره السفاتج. وعن الحكم عن إبراهيم قال : كل قرض جرّ منفعة فهو ربا (مصنف ابن أبي شيبة ۴/۳۳۳ كتاب البيوع والأقضية ، باب من كره كل قرض جرّ منفعة ، المطبوعة : دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان)

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع وشرطٍ البيع باطل والشرط باطل الخ (المعجم الأوسط للطبراني ۳/۲۱۱ باب العين، من اسمه عبدالله، رقم الحديث: ۴۳۶۱ المطبوعة : دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، وكذا في بدائع الصنائع ۴/۳۸۷ كتاب البيوع، الشروط الفاسدة)

(۳) الدرالمختار مع الشامي ۷/۵۲۵ كتاب البيوع — مطلبٌ في بيع الوفاء.

دوسال کے اندر مکان تعمیر کرنے کی شرط پر سرکار سے زمین خریدنا

سوال: (۱۱۴) کسی شخص نے سرکار سے ایک زمین خریدی اس شرط پر کہ اگر دوسال کے اندر مکان مسکونہ تیار نہ کرایا تو مجھ سے یہی زمین سرکار بلا قیمت لیلے، اتفاقاً یہ شخص مکان تیار نہیں کرا سکا، پس سرکار نے اس زمین پر قبضہ کرلیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۸۹۹/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اول معاملہ جو سرکار سے زمین خریدنے کا ہوا وہ بوجہ شرط مذکور کے فاسد ہوا لماروی أنه علیه الصلاة والسلام نهی عن بیع و شرط (۱) اور فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ جو شرط خلاف مقتضائے عقد ہو، اور جس میں نفع احد المتعاقدین یا مبیع کا ہو وہ شرط مفسد عقد ہے: لہٰذا وہ معاملہ واجب الرد ہوا، اور دوبارہ قبضۂ سرکار اس پر ہونے سے سرکار مالک ہوگئی، لہٰذا خریدنا کسی شخص کا اس زمین کو سرکار سے درست ہے، البتہ بحکم شرع سرکار پر اس قیمت کا واپس کرنا لازم ہے جو اس نے مشتری اول سے لی تھی۔ فقط

بیع میں واپسی کی شرط لگانا

سوال: (۱۱۵) اگر کسی شخص نے زمین فروخت کرتے وقت واپسی کی شرط لگالی کہ جب تم کو اتنا دوں گا اس وقت زمین پھر واپس کرلوں گا تو یہ کیسی بیع ہے جائز ہے یا ناجائز؟ (۱۳۳/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس طرح بیع کرنا بشرط واپسی ناجائز ہے اور بیع فاسد ہے: وفیه أقوال: ثم إن ذکرا الفسخ فیه أو قبله أو زعماه غیر لازم کان بیعًا فاسدًا (۲) (درمختار)

سوال: (۱۱۶) بیع میں واپسی کی شرط کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟ (۱۱۱۰/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بیع میں واپسی کی شرط کرنے سے بیع فاسد ہوجاتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے: نهی عن بیع وشرط (۳) بیع میں واپسی کی شرط لگانا بیع کو فاسد کردیتا ہے، اور فقہاء رحمہم اللہ بیع میں شرط

---

(۱) حوالہ سابقہ۔

(۲) الدر مع الرد ۷/ ۵۴۵ کتاب البیوع۔ مطلبٌ فی بیع الوفاء۔

(۳) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده أن رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم نهی عن بیع وشرط، البیع باطل والشرط باطل الخ (المعجم الأوسط للطبرانی ۳/ ۲۱۱ باب العین، من اسمه عبداللّٰه، =

کو منع فرماتے ہیں۔ اور بیع الوفاء میں فقہاء کا خلاف ہے، بعض رہن فرماتے ہیں، اور بعض بیع فاسد، البتہ اگر معاہدہ واپسی کا بعد بیع کے علیحدہ ہو تو مضائقہ نہیں ہے(۱)

جو مال فروخت ہونے سے بچ جائے اس کو واپس کرنا

سوال: (۱۱۷) کسی شخص نے ایک شخص سے مال بطور جائز (۲) لیا اور جس قدر فروخت کیا اس کی قیمت دی یا نہ دی باقی مال شام کو لوٹا دیا درست ہے یا نہیں؟ (۲۹،۳۴۳-۱۳۳۰ھ)

الجواب: جائز کی صورت درست ہے کہ جو کچھ مال فروخت ہونے سے بچے اس کو واپس کردے۔ بیع بالخیار میں جس کا خیار ہے اس کے حق میں بیع قطعی نہیں دوسرے کے حق میں بیع قطعی ہے۔ اور جس کو خیار ہے جس وقت وہ خیار کو ساقط کردے گا اس کے حق میں بھی بیع قطعی ہو جائے گی۔ (۳) فقط

انعام کی شرط کے ساتھ کوئی چیز فروخت کرنا

سوال: (۱۱۸) ایک شخص منجن کی ایک پڑیہ ایک روپیہ کو فروخت کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ جب چالیس ہزار روپیہ کا منجن فروخت ہو جائے گا تو جملہ مشتریوں کے نام کی گولیاں مشین میں ڈالی جائیں گی، اور کل کو پھرایا جائے گا ایک ایک گولی اس میں سے باہر گرے گی پہلے کو دس ہزار روپیہ کا انعام، اور دوسرے کو پانچ ہزار روپیہ کا، تیسرے کو ڈھائی ہزار روپیہ کا انعام، چوتھے کو سوا ہزار روپیہ کا انعام ملے گا، اس طور سے اور اس نیت سے اس منجن کا خریدنا ناجائز ہے یا نہیں؟ (۶۱/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: منجن کی پڑیہ ایک روپیہ کو اس شرط پر فروخت کرنا کہ خریداروں کو بہ ترتیب مذکور انعام دیا

= رقم الحديث: ۴۳۶۱ المطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، وكذا في بدائع الصنائع ۴/۳۸۷ كتاب البيوع، الشروط الفاسدة)

(۱) ثم إن ذكرا الفسخ فيه أو قبله أو زعماه غير لازم كان بيعًا فاسدًا، ولو بعده على وجه المعاد جاز ولزم الوفاء به (الدر المختار ۷/۴۲۵ كتاب البيوع - مطلب في بيع الوفاء)

(۲) جائز: واپسی کی شرط پر خریدی ہوئی چیز (فیروز اللغات) اور جائز: بیع بالخیار ہے۔

(۳) وخيار المشتري لا يمنع خروج المبيع عن ملك البائع لأن البيع في جانب الآخر لازم الخ (الهداية ۳/۳۰ كتاب البيوع - باب خيار الشرط)

جائے گا درست نہیں ہے، یہ بیع وشراء فاسد ہے۔ فقط

اس شرط پر مال خریدنا کہ اس جنس کا جس قدر مال تیرے پاس ہے سب میرے ہاتھ فروخت کر دے

سوال: (۱۱۹) ایک مشتری نے ایک بائع سے ایک مبیع کے متعلق بیع منعقد کی، اس شرط پر کہ اس جنس کی جس قدر یہ شئے تیرے پاس ہو سب میرے ہاتھ فروخت کر دے، بائع نے ایک ڈھیر معینہ موجودہ کی بابت ثمن لے کر قبضہ کرا دیا، اور شرط مذکورہ کی بابت کچھ اقرار یا انکار نہ کیا، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۸۷۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جس ڈھیر معینہ کا ثمن لیا اور مشتری کے حوالے کر دیا اس کی بیع ہوئی، تمام مملوکہ جنس کی نہیں ہوئی۔

شرکت کی شرط پر مکان خریدنے کے لیے رقم قرض دینا

سوال: (۱۲۰) ایک مکان پانچ سو روپے میں فروخت ہوتا ہے، ایک شخص اس کو خریدنا چاہتا ہے، مگر اس کے پاس صرف سو روپے موجود ہیں وہ دوسرے کے پاس گیا کہ مجھے چار سو روپے دیدیں، اس نے کہا کہ اس شرط پر دیتا ہوں کہ میرا حصہ اس مکان میں اور اس کے کرائے میں رکھے، اور جب تو میرا حصہ علیحدہ کرنا چاہے تو میری رقم مجھ کو دے کر میرا حصہ تو لے لینا، اس نے اس بات کو منظور کر کے مکان خرید لیا، جب شخص اول کے پاس چار سو روپے ہو گئے تو اس نے دوسرے کو دے کر مکان کا حصہ خرید لیا؛ یہ معاملہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۱۵۹۰/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ معاملہ درست ہے جب تک دوسرے شخص کی اس مکان میں شرکت باعتبار ملک کے رہی اس کو کرائے میں سے حصہ لینا درست رہا، اور جب کہ اس نے اپنا حصہ شخص اول کے ہاتھ فروخت کر دیا اس وقت سے شخص اول مالک کل مکان کا ہو گیا۔

یہ کہہ کر بائع کو روپیہ دینا کہ ''میں تم سے فلاں چیز اس قدر فلاں جگہ لوں گا''

سوال: (۱۲۱) ایک شخص دوسرے کو روپیہ دیتا ہے کہ میں تم سے فلاں چیز اس قدر فلاں جگہ لوں گا جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۲۴/۱۳۱۰ھ)

الجواب: اگر یہ بیع بطریق بیع سلم ہو اور شرائط سلم سب پائی جائیں تو یہ معاملہ درست ہے، اور بیع مطلق میں یہ شرط کرنا کہ فلاں مکان میں تم کو پہنچانا ہوگا مفسد بیع ہے کما ورد: نهى عن بيع وشرط (۱) فقط

اس شرط پر فروخت کرنا کہ مشتری بائع کو قرض دے

سوال: (۱۲۲) زید عمر کے ہاتھ ایک چیز بیچتا ہے مثلاً کتاب یا قرآن شریف، زید کہتا ہے کہ یہ چیزیں تمہارے ہاتھ بیچتا ہوں اگر تم مجھے چھ روپے دیتے ہو یا پانچ روپے دس آنہ: پونے دو روپے اس چیز کی قیمت اور باقی ماندہ قرض حسن ہے، لیکن یہ قرض تم میرے پاس سے رمضان شریف تک طلب نہ کرنا، چنانچہ اس پر بیع ہوگئی اور عمر نے روپیہ مقررہ دیدیا، تین مہینے کے بعد عمر کہتا ہے کہ میرے قرض روپے دیدو زید کہتا ہے کہ ہماری بیع فاسد ہے ہم فسخ کرتے ہیں۔ عمر انکار کرتا ہے اور کہتا ہے میں نے اس مبیع میں محنت کی ہے اور نئی جلد بنوائی ہے۔ کیا واقعی یہ بیع فاسد ہے اور واجب الفسخ ہے یا نہیں؟ اور جلد کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اگر یہ قرض اس وقت ادا ہو جائے تو یہ بیع صحیح ہو جائے گی یا نہیں؟ (۹۱۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: فلو شرط أن يسكنها فلان أو أن يقرضه البائع أو المشتري كذا فالأظهر الفساد ذكره أخي زاده وظاهر البحر ترجيح الصحة الخ (۲) (درمختار) الغرض بیع کرنا کسی چیز

---

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع وشرط، البيع باطل والشرط باطل الخ (المعجم الأوسط للطبراني ۳/۲۱۱ باب العين، من اسمه عبدالله، رقم الحديث: ۴۳۶۱ المطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، وكذا في بدائع الصنائع ۴/۳۸۷ كتاب البيوع، الشروط الفاسدة)

(۲) الدر المختار مع الشامي ۷/۲۰۹ كتاب البيوع ــ مطلبٌ في الشرط الفاسد إذا ذُكِر بعد العقد أو قبله.

کا اس شرط کے ساتھ کہ بائع مشتری کو (یا مشتری بائع کو) اس قدر قرض دے فاسد ہے، اور بیع فاسد واجب الفسخ ہے اور فسخ نہ کرنے کی صورت میں انکار کرنے والا گنہگار ہوگا ویجب علی کل واحد منهما فسخه قبل القبض..... أو بعده مادام المبيع بحاله في يد المشترى إعدامًا للفساد لأنه معصية فيجب رفعها..... وإذا أصر أحدهما على إمساكه وعلم به القاضي فله فسخه جبرًا عليهما حقًا للشرع بزازية(۱) (در مختار) اور فسخ کی صورت میں مشتری اپنی جلد کو علیحدہ کرسکتا ہے یا اس کی قیمت لیلے اور جب کہ بیع؛ اول سے فاسد ہوئی تو قرض کے وقت پر ادا کرنے سے بیع صحیح نہ ہوگی۔ فقط

جانور کو اس شرط پر فروخت کرنا کہ ''گوشت تمہارا اور چمڑا ہمارا''

سوال: (۱۲۳) زید گائے یا بکری بھینس اس شرط پر فروخت کرتا ہے کہ گوشت تم مول لو اور چمڑا ہمارا رہا، ہم جس قیمت سے چاہیں فروخت کریں گے؛ یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۶۵۵ھ)

الجواب: اس طریق سے بیع ناجائز ہے اور حرام ہے کما صرح به الفقهاء (۲)

سوال: (۱۲۴) زید اپنی بکری اس شرط پر فروخت کرتا ہے کہ اس کو ذبح کر کے گوشت اتنی مقرر قیمت پر لے لو اور کھال مجھے دیدو، یہ بیع شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷-۳۲/۲۴۲ھ)

الجواب: اس شرط سے بیع جانور کی فاسد ہو جاتی ہے، اور کھال کی بیع ابھی بالکل نہیں ہوئی، بعد نکالنے کھال کے خریدار جانور کو اختیار ہے کہ جس کے ہاتھ چاہے کھال فروخت کرے خواہ کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے یا اسی کے ہاتھ فروخت کردے جس نے کہا تھا لیکن یہ صاف کہہ دیا جائے کہ اس وقت بیع نہ ہوئی تھی اب فروخت کرتا ہوں اور قیمت بھی اب طے کی جائے۔ (۲) فقط

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۷/۲۱۴-۲۱۵ کتاب البیوع- آخر مطلبٌ في الشرط الفاسد إذا ذُكِرَ بعد العقد أو قبله.

(۲) وأشار المصنف إلى أن كل ما بيع في غلافه فلا يجوز كاللبن في الضرع واللحم في الشاة الحية أو شحمها أو إليتها أو أكارعها وجلودها (البحر الرائق ۶/۱۲۳ كتاب البيع- باب البيع الفاسد)

بیع نامہ میں بائع کی جواب دہی کی شرط لگانے کا حکم

سوال: (۱۲۵) مسماۃ بخشی اور اس کا لڑکا بلو نابالغ اور دختر مسماۃ منی ایک حقیت (ملکیت) کے بروئے ارث مالک تھے، مسماۃ بخشی نے اپنا حصہ خود اور بلو نابالغ پسر کا حصہ اس کی ولیہ بن کر، اور مسماۃ منی نے خود اپنا حصہ مشتری عبداللہ کے ہاتھ فروخت کیا، اور زرثمن وصول پالیا بیع مکمل ہوگئی۔ بعد چھ سال کے ایک شخص دشمن مشتری نے مسماۃ بخشی اور منی کو بہکا کر مسماۃ منی اور بلو نابالغ کی جانب سے منسوخی بیع نامہ کا دعویٰ دائر عدالت کرادیا، چنانچہ بلو تو نابالغ تھا ہی مسماۃ منی بھی نابالغہ قرار دی گئی، اور ان دونوں کا حصہ قبضۂ مشتری سے نکل گیا، اور مشتری سے مبلغ اڑتالیس خرچہ وصول کیا گیا، چوں کہ بیع نامے میں منجانب بائعان یہ شرط تھی کہ اگر کسی وجہ سے کوئی جزو یا کل اراضی مبیعہ قبضۂ مشتری سے نکل جائے تو اس کی جواب دہی ہمارے ذمے ہے، اور زرثمن اور خرچے کے ہم ذمے دار ہیں تو مشتری نے دعویٰ واپسی زرثمن اور اس خرچے کا جو مشتری کا خود صرف ہوا، اور اس خرچے کا جو مبلغ اڑتالیس مشتری سے وصول کیا گیا دائر عدالت کیا ہے؛ شرعاً اس بارے میں جو حکم ہو اس سے معزز فرمائیں۔ (۲۹۱۸/۱۳۳۱ھ)

الجواب: اس صورت میں خرچہ وزرثمن مشتری پانے کا مستحق ہے، مسماۃ بخشی اس کو ادا کرے گی کیونکہ وہی باعث اس نقصانِ مشتری کی ہوئی ہے، اور جب کہ مشتری کے پاس مبیع باقی نہ رہے تو ذمے دار واپسی ثمن وغیرہ کی بائعہ ہے کما ھو مسلم عند الفقہاء۔ فقط

گارنٹی کے ساتھ کسی چیز کو خریدنے کا حکم

سوال: (۱۲۶) کاریگروں سے کوئی مرمت گارنٹی کے ساتھ کرانا یا کوئی شئے گارنٹی کے ساتھ خریدنے کا کیا حکم ہے؟ گارنٹی بعض اوقات تو دوسری شئے دینے کی ہوتی ہے، اور بعض اوقات خرید گھڑی وغیرہ میں بلا اجرت مرمت کرنے کی ایک مقررہ وقت تک ہوتی ہے؟ (۱۴۹۲/۱۳۴۴ھ)

الجواب: اس معاملہ میں بوجہ لاعلمی وعدم تعیین مرمت وغیرہ فساد آجاتا ہے؛ کیونکہ ایسی شروط سے بیع فاسد ہوجاتی ہے (۱)

---

(۱) ولابیع بشرط لا یقتضیہ العقد ولا یلائمہ وفیہ نفع لأحدھما أو فیہ نفع لمبیع (الدر المختار مع ردالمحتار ۷/۲۰۷ کتاب البیوع – مطلبٌ في البیع بشرط فاسد)

بیع تام ہو جانے کے بعد واپسی کا وعدہ کرنا

سوال: (۱۲۷) ایک شخص نے ایک زمین فروخت کی، اور دوسرے قبالہ (بیع نامے) میں یہ بھی لکھا کہ اگر کسی وقت میں اس کا روپیہ ادا کر دوں تو زمین واپس کر دینا، خریدار نے بھی اقرار واپسی کا کر لیا اس کا منافعہ خریدار کو جائز ہے یا نہیں؟ بیع الوفاء کس کو کہتے ہیں اس کی صورت کیا ہے؟ (۶۳۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں اول بیع صحیح ہوگئی، اور دوسرے قبالہ میں جو اقالہ کو لکھا گیا ہے، اور مشتری نے اس کو منظور کر لیا اس سے پہلی بیع میں کچھ خلل نہیں آیا، البتہ اگر بوقت بیع اول اقالہ یعنی واپسی کی شرط کی جاتی تو وہ بیع فاسد ہو جاتی ہے (۱) مگر بیع صحیح ہونے کے بعد اقرار واپسی کا کر لینے سے پہلی بیع میں کچھ نقصان نہیں آیا، مشتری کو اختیار ہے کہ واپس کرے یا نہ کرے۔ لیکن جب کہ وعدہ واپسی کا کر لیا ہے تو بہتر ہے کہ بعد ادائے ثمن مذکور از جانب بائع مشتری مبیع کو واپس کر دے اور جب تک واپس نہ کرے گا، مشتری کو نفع اٹھانا مبیع سے درست ہے کہ مبیع اس کی ملک ہے، اور واضح ہو کہ وہ بیع جس میں واپسی کی شرط ہو ''بیع الوفاء'' کہلاتی ہے، مگر یہ صورت جو کہ مذکور ہے کہ بوقت بیع کچھ شرط نہیں کی گئی بیع صحیح اور تام ہے، یہ بیع الوفاء نہیں ہے، اور اقالہ واپسی مبیع وثمن کو کہتے ہیں، مثلاً بائع اور مشتری رضامندی سے مبیع اور ثمن کو واپس کر لیں یعنی مشتری مبیع کو واپس کر دے اور بائع ثمن کو واپس کر دے اور یہ باہمی رضامندی سے ہو سکتا ہے۔ فقط

تجارت میں کتنا نفع لینا جائز ہے؟

سوال: (۱۲۸) سوداگری میں فی روپیہ کتنا منافعہ لینا جائز ہے؟ (۲۱۵۳/۱۳۳۲-۳۳ھ)

الجواب: شرعاً اس میں کوئی تنگی نہیں ہے، جس قدر مناسب اور معروف ہو نفع لے سکتا ہے (۲)

(۱) حوالہ سابقہ۔

(۲) قال في الهندية: ومن اشترى شيئاً وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك جاز وقال أبو يوسف رحمه الله تعالى إذا زاد زيادة لا يتغابن الناس فيها فإني لا أحب أن يبيعه مرابحة حتى يبين (۱۶۱/۳ كتاب البيوع - الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية الخ)

تجارت میں نقصان کی تلافی کا جائز طریقہ

سوال:(۱۲۹) زید تجارت کرتا ہے کبھی کبھی ایسے خریدار بھی آتے ہیں کہ ان کو دس پانچ چیزیں خریدنی پڑتی ہیں، خریدار مذکور مول کرنے میں واجب قیمت سے بھی کچھ گھٹا دیتے ہیں، اور زید اس خیال سے کہ دوسری چیز میں ہم قیمت بڑھالیں گے راضی ہوجاتا ہے، اور اس کی کو دوسری چیز کی قیمت میں پوری کر لیتا ہے یہ طریقہ زید کا تجارت میں درست ہے یا نہیں؟(۴۸۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ طریقہ زید کا تجارت میں جائز ہے۔ فقط

اُدھار کی وجہ سے قیمت زیادہ لینا

سوال:(۱۳۰) اُدھار کی وجہ سے نرخ میں کم دینا اور قیمت زیادہ لینا جائز ہے یا نہ؟

(۲۰۱۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: نقد اور نسیئہ (اُدھار) کی قیمت میں فرق کرنا کتب فقہ میں جائز لکھا ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے: ألا یریٰ أنه یزاد فی الثمن لأجل الأجل (۱) مثلاً فی الحال قیمت ایک من چاول کی پانچ روپے ہے اگر مشتری اسی وقت ثمن دیوے تو ایک من کی قیمت اس سے پانچ روپے لی جائے۔ لیکن مشتری اس وقت قیمت نہیں دیتا بلکہ دو چار ماہ کے بعد قیمت دے گا اور ثمن مؤجل قرار پایا ہے اس وجہ سے بائع کہتا ہے کہ میں اس ایک من چاول کی قیمت سات روپے لوں گا تو یہ درست ہے اور یہی مطلب ہے عبارت ہدایہ مذکورہ کا۔ فقط

سوال:(۱۳۱) زید نے عمر کو ایک من چاول اس شرط پر دیے کہ اس قدر مدت کے بعد اس کے عوض دس روپے لوں گا اگرچہ اس وقت چھ روپے من چاول فروخت ہوتے ہیں؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟(۹۱۰/۱۳۳۰ھ)

الجواب: ہدایہ میں ہے: ألایریٰ أنه یزاد فی الثمن لأجل الأجل الخ وهکذا فی

---

(۱) الهدایة ۳/۷۴ کتاب البیوع — قبل باب الربا.

الشامی (۱) پس اس سے معلوم ہوا کہ بیع مؤجل میں بوجہ اجل کے ثمن زیادہ لینا درست ہے۔فقط

اُدھار کی وجہ سے گراں فروخت کرنا جائز ہے مگر خلافِ مروت ہے

سوال: (۱۳۲) اس وقت دھان کا بھاؤ مثلاً دو روپیہ من کا ہے، ایک شخص نے بائع سے کہا کہ تم مجھے اس قیمت پر چالیس پچاس من دھان دیدو میں قیمت چند ماہ کے بعد ادا کردوں گا، اس پر بائع نے کہا کہ اگر قیمت بعد میں دوگے تو میں چار روپیہ کے حساب سے دوں گا تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

(۴۵۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: یہ صورت جائز ہے گو خلاف مروت ہونے کی وجہ سے مرضی (پسندیدہ) نہیں کتب فقہ مثل ہدایہ وغیرہ میں یہ مصرح ہے کہ نسیئہ (اُدھار) ونقد میں قیمت میں فرق کرنا تجار کی عادت ہے اور یہ درست ہے (۲) فقط

سوال: (۱۳۳) اُدھار کی وجہ سے گراں فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۶۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ہدایہ وغیرہ میں ہے الا یری أنه یزاد فی الثمن لأجل الأجل (۳) اس سے واضح ہے کہ اگر مشتری ثمن فی الحال نہ دے تو اس سے زیادہ قیمت لینا درست ہے، مثلاً اگر کوئی شخص نقد قیمت دے کر خریدے تو اس کو دس سیر غلہ دیا جائے، اور جو شخص قیمت اس وقت نہ دے ادھار خریدے اس کو

---

(۱) الهداية ۷۴/۳ كتاب البيوع – قبل باب الربا . وفي الشامي : ويزاد في الثمن لأجله إذا ذكر الأجل بمقابلة زيادة الثمن قصدا (الشامي ۲۷۱/۷ كتاب البيوع – قبل مطلب في الكلام على الرد بالغبن الفاحش)

(۲) وفي بذل المجهود : بيع المضطر يكون من وجهين : أحدهما أن يكون مضطرا إلى العقد من طريق الإكراه عليه فهذا فاسد لاينعقد والوجه الآخر أن يضطر إلى البيع لدين يركبه أو مؤنة ترهقه فيبيع ما في يده بالوكس من أجل الضرورة فهذا سبيله في حق الدين ، والمروءة أن لا يباع على هذا الوجه وأن لا يفتات عليه بماله ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلى الميسرة حتى يكون في ذلك بلاغ ، فإن عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جاز في الحكم ولا يفسخ (بذل ۲۵۲/۴ كتاب البيوع – باب في بيع المضطر)

(۳) الهداية ۷۴/۳ كتاب البيوع – قبل باب الربا.

آٹھ سات سیر دیا جائے یہ درست ہے، مگر مقتضائے مروت یہی ہے کہ فرق نہ کرے مگر جائز ہونے میں شبہ نہیں ہے۔

نقد خریدنا اور نفع لے کر اُدھار بیچنا

سوال: (۱۳۴) زید نے عمر سے کہا کہ بکر جو مال بیچتا ہے اس کو خریدنے کا ارادہ ہے مگر میرے پاس روپیہ نہیں ہے، اور وہ ادھار دیتا نہیں، لہٰذا تم بکر سے نقد خرید کر مجھ کو نفع لے کر اودھار دیدو تو آیا اس طرح سے خرید کر زید کا تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۵۸/۱۳۴۴ھ)

الجواب: اس طرح معاملہ کرنا شرعاً جائز ہے، اگر عمر اصل ثمن پر معین نفع کے ساتھ زید سے معاملہ کرتا ہے تو یہ بیع مرابحہ ہوگی، اور اگر اسی طرح کرتا ہے جس طرح عام طور پر بیع ہوتی ہے (تو) یہ (بیع) مطلقہ ہے، دونوں صورتیں شرعاً جائز ہیں۔

سود لینے کی شرط کے ساتھ اُدھار فروخت کرنا

سوال: (۱۳۵) مال تجارت کا اس شرط سے قرض فروخت کرنا کہ بعد انقضائے مدت کے علاوہ منافعہ مال کے دو پیسہ فی روپیہ یا کم وبیش ماہواری اور منافعہ لیا جائے گا تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور منافعہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۴۴/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: بیع میں اس قسم کی شرائط کا لگانا جائز نہیں ہے۔ اور منافعہ لینا درست نہیں ہے۔ (۱)

سوال: (۱۳۶) زید پارچے کا بیوپار کرتا ہے، زید نے بکر کو چار سو روپے کا پارچہ فی صدی بیس روپے کے منافعہ پر ایک ماہ کی مدت کے وعدے پر دیا، اور کہہ دیا کہ اگر حسب وعدہ رقم ادا ہوگئی تو فبہا، ورنہ بعد مدت مقررہ ایک روپیہ فیصدی منافعہ دینا ہوگا۔ بکر بھی اس بات پر رضامند ہوگیا؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۶۹۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔

---

(۱) ولا بیع بشرط ... لا یقتضیه العقد ولا یلائمه وفیه نفع لأحدهما أو فیه نفع لمبیع الخ (الدر مع الرد ۷/۲۰۷) کتاب البیوع – مطلب فی الشرط الفاسد إذا ذکر بعد العقد أو قبله)

سوال: (۱۳۷) ایک شخص اس شرط پر بیع کرتا ہے کہ اگر مدت مقررہ پر قیمت ادا نہ کرو گے تو مثلاً ایک آنہ یا دو آنہ سیکڑہ سود لوں گا یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟ اور اس شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۵۲۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس شرط سے بیع کرنا حرام ہے، اور جو کچھ وہ زیادہ لے گا سود ہے، اس شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

بائع کی رضامندی سے قیمت میں کمی کرنا جائز ہے

سوال: (۱۳۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین سوالات ذیل میں: ایک بستی کے تجار نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ جب ہم کپڑوں کے تھان خریدیں گے تو بائع کے مال کی قیمت سے ایک آنہ مثلاً کاٹ لیں گے اور اس رقم کا نام کسر رکھتے ہیں۔ مال کے کاریگر چونکہ غرباء ہیں ان کو مال فروخت کرے بغیر چارہ نہیں، اور خریداروں کا ایسا دستور ہے، لہٰذا ان کو مجبوراً کسر کا پیسہ دینا پڑتا ہے کیا شرعاً جائز ہے کہ وہ کسر کا رواج دیں اور کاٹ لیا کریں، اور بائع کے عدم رضا کی صورت اور رضا کی صورت دونوں میں جائز ہوگا یا رضا کی صورت میں بھی نہی عن بیع وشرط کے قاعدے سے ناجائز ہوگا؟ (۱۵۴۸/۳۴-۱۳۳۵ھ)

الجواب: بائعان کی رضامندی سے یہ صورت جائز ہے اور بدون رضا کے جائز نہیں ہے۔ فقط

مشتری کی رضامندی کے بغیر ثمن میں اضافہ کرنا

سوال: (۱۳۹)......(الف) بیع شدہ چیز پر اگر قانوناً بیع نامہ کی تکمیل نہ ہوئی ہو تو بائع قیمت میں اضافہ کرسکتا ہے یا نہ؟

(ب) بیع میں کوئی شرط لگانا مثلاً یہ کہ فلاں مدت میں شئے مبیعہ تم سے واپس لے لوں گا جائز ہے یا نہ؟ (۴۷۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف) بلا رضامندی مشتری کے اضافہ ثمن کرنا صحیح نہیں ہے۔

(ب) یہ شرط مفسد عقد بیع ہے، اس شرط سے جب کہ وہ صلب عقد میں ہو بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

سوال: (۱۴۰) فروشندہ (فروخت کرنے والے) نے کوئی شئے خریدار کے ہاتھ بیع کرنے کے لیے معاملہ طے کرلیا، اور بیعانہ بھی لے لیا، دو چار دن کے بعد فروشندہ کہتا ہے کہ میں وہ چیز طے شدہ قیمت میں نہ دوں گا، بلکہ اس قدر زیادہ لوں گا، آیا فروشندہ کو یہ اختیار ہے یا نہیں؟ (۲۹۲۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: بعد معاملہ طے ہو جانے کے اور بیعانہ دیدینے کے فروشندہ کو یہ اختیار نہیں ہے، خریدار اس سے اس مبیع کو لے سکتا ہے؛ البتہ اگر اپنی خوشی سے خریدار چھوڑ دے تو اس کو اختیار ہے۔

بائع کی رضامندی کے بغیر مقررہ قیمت سے کم رقم دینا

سوال: (۱۴۱)......(الف) اگر کوئی شخص کسی سے کوئی چیز قیمت مقرر کر کے لیوے، اور بوقت ادائیگی قیمت کے؛ مقررہ قیمت سے کچھ کم دیوے تو وہ باقی قیمت خود رکھ سکتا ہے؟

(ب) اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کچھ چیز خریدنے کے لیے قیمت مقررہ دیوے، اس کو وہ چیز ارزاں مل جائے تو بقیہ دام وہ خود رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

(ج) اگر کوئی شخص قیمت اشیاء میں سے کٹوتی نکال کر اشیاء خرید کر لائے، اور وہ دام کٹوتی کے اپنے صرف میں لادے تو درست ہے یا نہیں؟ (۹۲۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف) اس کو رکھنا باقی قیمت کا درست نہیں ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہیں ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہیں ہے، بلکہ وہ کٹوتی خریدار کو دیوے۔

بائع کی رضامندی سے مقررہ قیمت سے کم دام ادا کرنا

سوال: (۱۴۲) یہاں دیسی کپڑے کا بازار لگتا ہے، اور یہ دستور ہے کہ جس قیمت کا تھان خریدا جائے، دام دینے کے وقت ایک دھیلا فی تھان کموتری کاٹ کر مشتری بائع کو دام دیتا ہے یہ کموتری مشتری کو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۵۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب کہ یہ معروف ہے تو درست ہے گویا قیمت کم کردی جاتی ہے۔

بیع تام ہونے کے بعد کوئی شخص مبیع کی قیمت بڑھا دے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۴۳) بائع ومشتری میں ایک زمین یا مکان کا معاملہ طے ہوکر بیع نامہ لکھا گیا پھر ایک شخص نے باوجود علم پہلے معاملے کے اس مبیع کی قیمت بڑھا دی؛ ایسا کرنے والا گنہ گار ہے یا نہیں؟ (۲۵۱۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس کو بھی گناہ ہے، مگر زیادہ گناہ اس بائع کو ہے جو اس زیادتی کی وجہ سے پہلی بیع کو توڑ دے، اور پہلی بیع بدون رضائے مشتری کے ٹوٹ نہیں سکتی۔

بیع تام ہوجانے کے بعد قیمت کی کمی کا عذر قابلِ سماعت نہیں

سوال: (۱۴۴) ایک شخص نے کچھ اراضی خریدی، مگر بوجہ رشتہ داری کے بیع نامہ نہیں لکھا گیا تھا، اور قیمت اسی وقت بے باق کردی تھی، کچھ عرصے کے بعد کہا گیا کہ بیع نامہ لکھ دو تو اس نے یہ جواب دیا کہ اس وقت مجھ کو قیمت بہت کم دی تھی اب یہ عذر اس کا صحیح ہے یا نہیں؟ (۳۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بائع کا عذر کمی قیمت کی بابت اب قابل سماعت نہیں ہے۔

ثمن کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے طے شدہ قیمت سے زیادہ رقم وصول کرنا

سوال: (۱۴۵) زید تجارت کرتا ہے تانبہ، پیتل وغیرہ کی، زید سے بکر نے پانچ سیر برتن گیارہ روپے چار آنے میں خریدے اور ایک ماہ میں قیمت دینا طے ہوا، بکر نے بجائے ایک ماہ کے ڈیڑھ ماہ میں قیمت دی تو ایسی صورت میں بجائے گیارہ روپے چار آنے کے بارہ روپے یا اس سے کم یا زیادہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر زید نے برتن دیتے وقت یہ کہہ دیا ہو کہ اگر ایک ماہ میں قیمت دوگے تو دس روپے چار آنے فی سیر کے حساب سے قیمت دینی ہوگی، اور اگر دوسرے ماہ میں دوگے تو ایک آنہ فی سیر زیادہ دینا ہوگا اگر بکر اس شرط کو منظور کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۰۳/۱۳۴۴ھ)

الجواب: اس صورت میں زید کے لیے جائز نہیں کہ اس رقم معینہ سے زائد وصول کرے جو وقت

عقد طے ہوئی تھی اس تاخیر کی وجہ سے زید اور کسی حق کا مستحق نہیں ہوا، سوال میں جو دوسری صورت درج ہے وہ بھی اسی طرح سے ناجائز ہے عقد میں اس طرح کی ناجائز شرطیں فساد عقد کا باعث ہیں اور اس میں جہالت ثمن ہے جیسا کہ تردید سے ظاہر ہے معلوم نہیں مشتری کے ذمہ کیا ثمن لازم ہوگا؟ قال فی الهداية: وكذلك لو باع عبدا على أن يستخدمه البائع شهرًا الخ أو على أن يهدى له هدية لأنه شرط لا يقتضيه العقد، وفيه منفعة لأحد المتعاقدين الخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دلال کا مالک کی اجازت کے بغیر قیمت کم کرنا

سوال: (۱۴۶) بلا اجازت مالک کے دلال کو قیمت کا کم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵-۱۳۳۴ھ)

الجواب: کم کرنا قیمت کا دلال کو بلا اجازت مالک کے درست نہیں ہے۔

قیمت زیادہ بتلا کر کم میں فروخت کرنا

سوال: (۱۴۷) ایک دکاندار نے ایک چاقو کی قیمت آٹھ آنہ بتلائی، اور چار آنے میں فروخت کر دیا تو یہ جھوٹ تو نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۲/۶۳۲ھ)

الجواب: اس میں کچھ جھوٹ نہیں ہے۔

سوال: (۱۴۸) کسی نے سچا گوٹا پانچ روپے تولہ لیا، اور آٹھ روپے تولہ فروخت کرتا ہے، مگر مشتری کہتا ہے کہ چھ روپے تولہ دیدو تو لے لوں اور وہ دے دیوے تو بائع کو جھوٹا کہا جانے گا یا نہ؟ (۱۳۳۵-۴۴/۲۰۱ھ)

الجواب: یہ تو ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنی مملوک شئے جس قیمت پر بھی چاہے فروخت کر سکتا ہے بشرطیکہ غبن فاحش نہ ہو اور مال ربا میں غیر جنس کو شامل کر لیا جائے، پس کوئی وجہ نہیں کہ ایسے بائع کو جھوٹا کہا جائے۔

بتلائی ہوئی قیمت پر اضافہ کرنا

سوال: (۱۴۹) زید اور خالد دو سوداگر ہیں، خالد کچھ سامان خریدنے کے واسطے زید کے پاس آیا،

(۱) الهداية ۶۰/۳ كتاب البيوع - قبل فصل في أحكامه.

اور اس کا مال دیکھ دیکھ کر قیمت دریافت کرتا رہا، زید نے جن چیزوں پر قیمت درج تھی ان کو وہی اور جن پر قیمت درج نہ تھی ان کو زبانی بتلایا جس وقت قیمت بتلائی جارہی تھی اس وقت یہ اندازہ نہیں تھا کہ کونسا مال خریدنا ہوگا، بعدازاں وہ قیمت اور اشیاء قلم بند ہوکر حساب ہوا، خالد نے ان بتلائی ہوئی قیمتوں کو اپنی خریداری کے لیے سمجھا لہٰذا اس سے کہا گیا کہ یہ تو ہماری قیمت خرید ہے، ان پر چار آنہ فی روپیہ ہم اضافہ اور لیں گے، اور حجت ہوکر اس بتلائی ہوئی قیمت پر تین آنہ فی روپیہ کا اضافہ فریقین کو منظور ہوکر معاملہ طے ہوگیا، اور زر ثمن لے کر مال مشتری کو دیدیا گیا چوں کہ جو قیمتیں بتلائی گئی تھیں ان میں بعض اصل کے خلاف بھی ہیں، اور ان پر اضافہ کیا گیا ہے تو یہ معاملہ جائز ہے یا نہ؟(۵۴۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ معاملہ بیع کا بعد قبضہ ثمن ومبیع صحیح ہوگیا۔

مبیع کی قیمت بڑھا کر بتلانا

سوال: (۱۵۰) اگر بائع مبیع کے دام ان داموں سے کہ جن داموں اس کا بیچنا منظور ہے بڑھا کر دام مشتری کو بتادے تو جائز ہے یا ناجائز؟(۱۹۷۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درست ہے۔

مال خرید کر نفع پر فروخت کرنا

سوال: (۱۵۱) زید دہلی سے کپڑا خرید کر لایا اور اس خرید سے ایک آنہ فی روپیہ منافعہ لگا کر فروخت کرتا ہے یہ منافعہ جائز ہے یا نہیں؟(۱۵۵۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درست ہے۔

سوال: (۱۵۲)..... (الف) زید نے عمر سے ایک سو کا مال خریدا، اور بکر کو دو آنہ فی روپیہ منافعہ پر دیدیا یہ نفع درست ہے یا نہیں؟

(ب) بکر نے زید سے کہا کہ عمر کے یہاں سے مال دلادو، زید نے اپنے روپیہ سے دو آنہ فی روپیہ پر مال اس کو دلا دیا تو یہ نفع درست ہے یا نہیں؟(۷۵۱/۱۳۳۶ھ)

الجواب: (الف) مال خرید کر دو آنہ فی روپیہ نفع پر فروخت کرنا درست ہے اور جائز ہے۔

(ب) پس اگر زید نے اپنا نفع لینا بھی ظاہر کر دیا ہے کہ میں اپنے روپیہ سے مال خرید کر دو آنہ فی روپیہ تم سے منافعہ لے کر تم کو مال دوں گا تو یہ معاملہ درست ہے۔ فقط

دلال کا دھوکہ دہی سے زیادہ رقم وصول کرنا حرام ہے

سوال: (۱۵۳) ایک مشتری نے دلال سے کہا کہ مجھ کو یہ چیز خرید کرادو، دلال نے کہا کہ بیس روپے کو بائع یہ چیز دیوے گا اور مشتری کو خفیہ پندرہ روپے میں خرید کر کے دیدی، یہ پانچ روپے دلال کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۵۲/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ دھوکہ دہی اور زیادہ وصول کرنا دلال کو حرام ہے۔

غلہ کی اُدھار قیمت کے بجائے غلہ دینا

سوال: (۱۵۴) زید نے عمر کے ہاتھ غلہ ادھار بہ نرخ بازار بیچا، گفتگو یہ ہوئی کہ فصل تیار ہونے کے قبل روپیہ دے دیا جائے، مگر عمر بوجہ غربت وناداری کے فصل کے قبل نقد نہیں دے سکا، اور کہا کہ ہم بجائے روپے کے غلہ دیدیں گے یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۰۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس صورت میں بیع غلہ کی غلہ سے نہیں ہے بلکہ اس قیمت غلہ سے جو کہ مشتری کے ذمہ ہے فصل پر غلہ خریدا جاتا ہے لہٰذا یہ صورت جائز ہے۔ فقط

کسی کا مال کم قیمت پر خریدنا

سوال: (۱۵۵) اگر مالک بوجہ خوف کے کسی چیز کی قیمت کم مانگے تو اس قیمت پر اس سے خریدنا درست ہے یا نہیں؟ (۶۲۷/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: جب کہ مالک کسی چیز کا اپنی چیز کی کم قیمت مانگے تو خریدنا اس سے اس قیمت پر درست ہے۔ فقط

دُکاندار اپنی خوشی سے مشتری کو کچھ دے تو اس کا لینا جائز ہے

سوال: (۱۵۶) مشتری نے دکاندار یا مالک سے کوئی شرط نہیں کی؛ اب دکاندار بہ رضائے خود کچھ

مشتری کو دیدے؛ اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ صورت جائز ہے۔ فقط

پھلوں کو کب فروخت کرنا چاہیے؟

سوال: (۱۵۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ فصل انبہ (آم) میں پھل بخوبی نمایاں ہوکر بیر یا آلو کے برابر یا اس سے کچھ بڑا ہو جائے، اور خریدار نے خوب دیکھ کر آفات ارضی وسماوی کا تخمینہ کر کے اپنا اطمینان کر لیا تو فروخت کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ آیا فروخت کرنے کو جالی پڑنے (گٹھلی پڑنے سے پہلے ریشہ ہونے) و پختہ ہونے کا انتظار کرنا بھی شرط ہے کہ نہیں؟ ہدایہ کی عبارت: ومن باع ثمرة لم يبدُ صلاحها أوقد بدا جاز البيع (۱) صلاح سے کیا مراد ہے؟ آیا صلاحیت پھل کے پیدا ہو جانے کی یا کہ آخر تک پختہ ہو جانے کی؟ بینوا و توجروا (۱۴۸۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: عبارت درمختار اس مطلب میں یہ ہے: ومن باع ثمرة بارزة أما قبل الظهور فلايصح اتفاقاً ظهر صلاحها أو لا صح في الأصح الخ وبقطعها المشتري في الحال ...... وإن شرط تركها على الأشجار فسد البيع (۲) اور شامی میں ہے: لكن بدو الصلاح عندنا أن تؤمن العاهة والفساد وعند الشافعي هو ظهور النضج وبدوُّ الحلاوة الخ (۲) ان عبارات سے واضح ہے کہ فروخت کرنا پھل کا اس وقت جب کہ وہ مثل بیر وغیرہ کے ہو جائے، بلکہ اس سے پہلے بھی جب کہ پھل ظاہر ہو جائے درست ہے؛ لیکن شرط کرنا اس پھل کو درخت پر چھوڑنے کی جیسا کہ معروف ہے مفسد بیع ہے جیسا کہ آخر عبارت درمختار سے ظاہر ہے۔ اور شامی کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ظہور صلاح ثمر ہمارے نزدیک یہ ہے کہ آفت اور فساد سے محفوظ ہو جائے، پختہ ہونا ضروری نہیں، اور امام شافعی علیہ الرحمہ پختہ ہونے اور اس میں شیرینی ہو جانے کو صلاح فرماتے ہیں۔ درمختار میں بعد عبارت مذکورہ یہ بھی لکھا ہے کہ امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک جب پھل بڑھ چکے کہ اس سے زیادہ بڑھنے

(۱) الهداية ۲۶/۳ كتاب البيوع - قبل باب خيار الشرط.

(۲) الدر المختار مع الشامي ۶۵/۷-۶۷ كتاب البيوع - مطلبٌ في بيع الثمر والزرع الخ.

کا خیال نہیں ہے تو درخت پر چھوڑنے کی شرط مفسد بیع نہیں ہے(۱) تو گویا اس حالت میں بیع بھی درست ہے، اور شرط ترک علی الاشجار بھی درست ہے، پس فروخت کرنا ایسی ہی حالت میں مناسب ہے تاکہ موافق مذہب امام محمد علیہ الرحمہ کے شرط ترک جو ضروری اور معروف ہے، سبب فساد بیع کا نہ ہو جائے۔

سوال: (۱۵۸) جب ایسی صورت ہو کہ مالک باغ حفاظت نہ کر سکتا ہو یعنی اندیشہ نقصان ہو کہ چور یا مخالفین عداوۃ نقصان کریں گے، اور مال ضائع ہو جائے گا تو کس وقت بہار انبہ فروخت کر دینا جائز ہوگا؟ (۱۲۷۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: پھل کے ظاہر ہونے سے پہلے تو بیع وشراء بہار انبہ وغیرہ کی بالکل باطل اور ناجائز ہے، اور پھل کے ظاہر ہو جانے کے بعد بیع صحیح ہے، لیکن اس میں یہ شرط ہونا کہ پھل تا پختگی درختوں پر رہے گا جیسا کہ معروف ہے مفسد عقد ہے، لہٰذا اس طرح بھی فروخت کرنا نہ چاہیے، بلکہ جس وقت پوری طرح پھل بڑھ جائے اور متناہی ہو جائے اس وقت فروخت کرے کہ اس وقت فروخت کرنے میں امام محمدؒ کے قول کے موافق جو کہ مفتی بہ ہے بیع صحیح ہوگی هکذا فی الدر المختار (۲)

پھلوں کو فروخت کرنے کی چند ناجائز صورتیں اور ان کے جواز کا حیلہ

سوال: (۱۵۹) بہار باغ انبہ یا امرود وانار وغیرہ فروخت کیے جائیں تو اس کے جواز کی صورت کیا ہے؟ یہاں یہ معمول ہے کہ جس وقت مول آتا ہے اسی وقت بہار فروخت کر دیتے ہیں، بعض وہ ہیں کہ جس وقت انبہ نمودار اچھا ہو جاتا ہے، بعض وہ ہیں کہ جب انبہ خوب بڑا ہو جاتا ہے فروخت کرتے ہیں، اور اس میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ اسی وقت انبہ کو توڑ لے، بلکہ وہ مختار ہوتا ہے کہ چاہے پختہ کر کے توڑے یا خام؟ جو صورت جواز ہو تحریر فرمائیں؟ (۱۱۸۱/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) وإن شرط تركها على الأشجار فسد البيع كشرط القطع على البائع "حاوی" وقيل: قائله محمد رحمه الله لايفسد إذا تناهت الثمرة للتعارف فكان شرطًا يقتضيه العقد وبه يفتى "بحر" عن الأسرار. وفي الشامي: قوله: (وبه يفتى) قال في "الفتح" ويجوز عند محمد رحمه الله استحسانا، وهو قول الأئمة الثلاثة، واختاره الطحاوي لعموم البلوى (الدر المختار ورد المحتار ۶۷/۷ كتاب البيوع، مطلب في بيع الثمر والزرع والشجر مقصودًا)

(۲) حوالہ سابقہ۔

الجواب: اقول وباللہ التوفیق جب تک پھل ظاہر نہ ہوجائیں اس وقت تک بیع ان کی صحیح نہیں ہے، اور چونکہ اب معروف یہ ہے کہ وہ پھل پختہ ہونے تک درختوں پر چھوڑے جاتے ہیں اور بائع ومشتری دونوں کو یہ معلوم ہے تو بحکم المعروف کالمشروط یہ بیع بشرط الترک ہوئی لہٰذا بیع فاسد ہوگی۔ کما فی الشامی قوله: قيد باشتراط الترك أي قيد المصنف الفساد به قوله: مطلقا أي بلا شرط ترك وقطع، وظاهره ولو كان الترك متعارفا، مع أنهم قالوا: المعروف عرفا كالمشروط نصا، ومقتضاه فساد البيع وعدم حل الزيادة، تأمل.(۱) اور حیلہ جواز ان صورتوں میں یہ ہوسکتا ہے کہ پھل کے پختہ ہونے کے بعد معاملہ کی تجدید کر لی جائے یعنی بائع ومشتری دونوں پہلی بیع کو فسخ کرکے اسی قیمت پر اس وقت بیع جدید کرلیویں۔ فقط

کسی بھی درخت کے پھلوں کو نمودار ہونے سے پہلے بیچنا جائز نہیں

سوال: (۱۶۰) مفصلہ ذیل درختان میں کون درخت بلا پھل فروخت ہوسکتا ہے اور کون نہیں ہوسکتا؟ چونکہ اب تک مجھ کو یہ معلوم ہورہا ہے کہ انبہ ہی کی فصل بلا پھل آئے فروخت نہیں ہوسکتی لیکن احتیاطاً میں جملہ درختان کی بابت جو ذیل میں درج ہیں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ بلا نمود فصل کے فروخت ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ انبہ، جامن، امرود، پھالسہ (بیر کے برابر اودا کھٹ میٹھا میوہ) بیر، انجیر، انار، سیب، شہتوت، نارنگی اور لیموں۔ (۱۳۸۴ھ/۱۳۳۲ھ)

الجواب: تمام اشجار مثمرہ کے پھلوں کی بیع کا وہی حکم ہے جو انبہ کا حکم ہے کہ پہلے ظاہر ہونے پھل کے پھلوں کی بیع بالکل باطل، اور بعد ظاہر ہونے پھل کے ان کی بیع درست ہے، لیکن ان پھلوں کو درختوں پر چھوڑنے کی شرط کرنا جیسا کہ معروف ہے مفسد بیع ہے، پس جب کہ معروف یہ ہے کہ ان پھلوں غیر قابل انتفاع کو بالفعل توڑا نہیں جاتا بلکہ درختوں پر چھوڑا جاتا ہے پختگی تک تو یہ بیع فاسد ہوتی ہے، اور حکم بیع فاسد کا یہ ہے کہ مشتری کے قبضہ کے بعد وہ اس کی ملک ہوجاتی ہے، مگر اس میں خباثت اور برائی ہوتی ہے، اس لیے واجب یہ ہے کہ اس بیع کو فسخ کردیا جائے ورنہ بائع ومشتری گنہ گار ہوں گے، اور حیلہ جواز کا یہ ہے کہ بعد پختگی پھلوں کے مثلاً بیع سابق کو توڑ کر دوسری بیع فی الحال کی جائے؛ یعنی اس

(۱) ردالمحتار ۷/۶۷ کتاب البیوع – مطلب في بيع الثمر والزرع والشجر مقصودًا

مشتری سے دوسرا معاملہ کرلیا جائے تاکہ خباثت باقی نہ رہے۔ فقط

کارآمد ہونے سے پہلے پھلوں کو فروخت کرنا اور مشتری اوّل سے ان پھلوں کو خریدنا

سوال: (۱۶۱) صلاحیت سے پہلے اور کئی سال قبل بیع کرنے کا ایک حکم ہے یا کچھ فرق ہے؟ مشتری اول سے دوسروں کو خریدنا درست ہے یا نہیں؟ بیع میں پھلوں کا استثناء کرنا اور ان پھلوں کا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۵۸۷/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: حنفیہ کے نزدیک پھل ظاہر ہونے کے بعد بیع جائز ہوتی ہے؛ لیکن پھلوں کے پختہ ہونے تک درختوں پر چھوڑنے کی شرط جیسا کہ آج کل معروف ہے مفسد عقد ہے، اور بیع فاسد میں مشتری بعد قبضہ کے مالک مبیع کا ہوجاتا ہے، پس اس سے خریدنا بھی درست ہے اور کئی سال پہلے سے بیع کرنا یا پھل ظاہر ہونے سے پہلے مثلاً مول کے وقت بیع کرنا بیع باطل ہے، اور اس میں مشتری مالک نہیں ہوتا، پس اس سے خریدنا بھی درست نہیں ہے، اور مستثنیٰ کرنا مقدار معلومہ کا پھلوں کی درست ہے، لہٰذا استعمال ان کا درست ہے۔ (۱) فقط

پھلوں کی فصل فروخت کرتے وقت کچھ پھلوں کا استثناء کرنا

سوال: (۱۶۲) زید نے اپنا باغ آم کا یا اور کسی میوے کا نقد مثلاً پچاس روپے میں فروخت کیا، اور علاوہ روپے نقد کے کچھ آم وزن مقرر کرکے خریدار سے مقرر کیے اب یہ آم لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۲۷/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس میں اختلاف ہے مگر ظاہر الروایۃ میں جائز ہے: فصح استثناء ...... أرطال معلومة من بيع ثمر نخلة لصحة إيراد العقد عليها ولو الثمر على رؤوس النخل على

(۱) ماجاز إيراد العقد عليه بانفراده صح استثناؤه منه فصح استثناء أرطال معلومة من بيع ثمر نخلة لصحة إيراد العقد عليها ولو الثمر على رؤوس النخل على الظاهر (الدر المختار مع رد المحتار ۷/ ۶۹-۷۰ كتاب البيوع - فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن)

الظاهر (درمختار) ومقابل ظاهر الرواية رواية الحسن عن الإمام أنه لايجوز واختاره الطحاوی والقدوری الخ (۱) (شامی: ۴/ ۴۱)

جن آموں اور کھجوروں کی بیع قبل از مول ہوتی ہے ان کو خرید نا اور کھانا

سوال: (۱۶۳) آموں اور کھجوروں کی بیع قبل از مول ہوتی ہے، دو تین سال پیشتر خرید لیتے ہیں، ایسے آموں اور کھجورں کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ آیا اس معاملہ میں ملک مسلم وکافر کا کچھ فرق ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۱۸۶۴ھ)

الجواب: قبل از ظہور ثمر جو بیع ہوتی ہے وہ باطل ہے، اور بعد قبضہ کے بھی ملک مشتری میں داخل نہیں ہوتی، بخلاف بیع فاسد کے کہ وہ بعد قبضہ کے ملک مشتری میں داخل ہو جاتی ہے، اگر چہ اس میں خبث ہوتا ہے، اور واجب الرد ہوتی ہے، پس فروخت کرنا بیع باطل سے خریدے ہوئے پھلوں کا ناجائز ہے، اور خرید نا بھی اس کا اور کھانا ناجائز ہے۔ البتہ جہاں بیع باطل اور فاسد دونوں ہوتی ہوں وہاں بوجہ عدم علم وعدم تمیز خریدنے والے کو گنجائش ہے، لیکن بیع باطل میں کچھ گنجائش نہیں ہے، کیونکہ وہ ملک مشتری میں داخل ہی نہیں ہوتی، اور بیع بالتعاطی بھی اس میں متصور نہیں ہے کہ وہ بعد متارکت بیع اول جائز ہوتی ہے، درمختار میں ہے: وإذا قبض المشتری المبیع برضابائعه صریحًا أو دلالة الخ فی البیع الفاسد وبه خرج الباطل الخ ملکه الخ (۲) وفی الشامی: والتعاطی إنما یکون بیعًا إذا لم یکن بناءً علی بیع فاسد أو باطل سابق، أما إذاکان بناءً علیه فلا الخ (۳) وأیضًا فی الدرالمختار: وصرح فی البحر: بأن الإیجاب والقبول بعد عقد فاسد لا ینعقد بهما البیع قبل متارکة الفاسد ففی بیع التعاطی بالاولٰی الخ۔ (۳) فقط

---

(۱) الدر المختار والشامی ۷/ ۶۹-۷۰ کتاب البیوع ۔ مطلب: فساد المتضمن یوجب فساد المتضمن.

(۲) الدر المختار مع الشامی ۷/ ۲۱۱-۲۱۲ کتاب البیوع – مطلبٌ فی الشرط الفاسد إذا ذُکِرَ بعد العقد أو قبله.

(۳) الدر مع الرد ۷/ ۲۱ کتاب البیوع – مطلبٌ: البیع بالتعاطی.

پھل ظاہر ہونے سے پہلے خربوزہ اور تربوز کی بیلیں فروخت کرنا

سوال: (۱۶۴) خربوزہ، تربوز وغیرہ کی بیلیں پھل آنے سے پہلے ہی فروخت کردیتے ہیں؛ یہ خرید وفروخت کیسی ہے؟ اور اس کے جواز کی کیا صورت ہے؟ (۲۱۱۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: خربوزہ، تربوز، بیگن وغیرہ ترکاریوں کی بیلوں کو بیع کرنا اور خریدنا جائز ہے؛ لیکن زمین کو بھی مدت معلومہ کے لیے اجارے پر لے لی جائے تاکہ معاملہ صحیح ہوجائے؛ کیوں کہ اگر زمین اجارے پر نہ لی جائے اور بیلوں کو پھل آنے تک؛ ہاں چھوڑا جائے تو یہ مفسد عقد ہے، اس لیے بیلوں کو جڑ سے خریدا جاوے اور زمین کو مدت معلومہ کے لیے اجارے پر لے لی جائے درمختار میں ہے: والحيلة أن يأخذ الشجرة معاملة على أن له جزءً من ألف جزءٍ وأن يشترى أصول الرطبة كالباذنجان وأشجار البطيخ الخ(۱) اور اگر کسی وجہ سے معاملہ بیع کا پورا نہ ہو تو بائع کو بیعانہ مشتری کا واپس کرنا لازم ہے بیع نہ ہونے کی صورت میں بیعانہ رکھ لینا جائز نہیں ہے۔

پھل ظاہر ہونے کے بعد آم کی فصل فروخت کرنا

سوال: (۱۶۵) ہماری طرف دستور ہے کہ آم کی فصل پھل ظاہر ہونے کے بعد بڑھوار تمام ہونے سے پہلے فروخت کردی جاتی ہے کیا شرعاً اس کے جواز کی کوئی صورت ہے؟ (۲۶۰۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: فقہاء حنفیہ اس بیع کو جائز فرماتے ہیں اور ان پھلوں کو درخت پر چھوڑنے کی شرط کو جیسا کہ معروف ہے مفسد بیع فرماتے ہیں ومن باع ثمرةً بارزة أما قبل الظهور فلا يصح اتفاقًا ظهر صلاحها أو لا صح فى الأصح الخ وإن شرط تركها على الأشجار فسد البيع(۲) (درمختار) فقط

باغ کی بہار مول (پھول) آنے پر فروخت کرنا اور درخت اجارہ پر لینا

سوال: (۱۶۶) باغ کی بہار قبل انبہ اترنے کے مول پر فروخت کردینا جائز ہے یا نہیں، اگر

(۱) الدر المختار مع الشامی ۷/ ۶۸ کتاب البیوع – مطلبٌ فساد المتضمن یوجب فساد المتضمن.
(۲) الدر مع الرد ۷/ ۶۵-۶۷ کتاب البیوع – مطلبٌ فی بیع الثمر والزرع والشجر مقصودًا.

مول پر فروخت کرنا ناجائز ہے تو کیا اجارہ کی شرعاً اجازت ہو سکتی ہے؟ (۱۷۰۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: درخت انبہ (آم) پر اگر صرف مول ہو اور پھل نہ آیا ہو تو بیع پھلوں کی باطل ہے، شامی میں ہے: قال في الفتح: لاخلاف في عدم جواز بيع الثمار قبل أن تظهر (۱) اور اگر پھل آ گیا ہو تو خواہ فی الحال وہ قابل پورے نفع اٹھانے کے ہو یا نہ ہو اس کی بیع جائز ہے، بہ شرطیکہ تا فصل پھلوں کو درخت پر چھوڑے رکھنے کی شرط نہ ہو، ہدایہ میں ہے: ومن باع ثمرة لم يبد صلاحها أوقد بدا جاز البيع لأنه مال متقوم إما لكونه منتفعًا به في الحال أوفي الثاني وقد قيل لايجوز قبل أن يبدو صلاحها والأول أصح (۲) اور اجارہ پر درخت لینا جائز نہیں ہے، شامی میں ہے و لاتعامل في إجارة الأشجار المجردة (۳) اور اگر پھلوں کو بلا شرط خریدا اور پھر باجازت بائع ان کو تا فصل درخت پر رہنے دیا تو نفع زیادتی پھلوں کا اٹھانا مشتری کو مباح ہے، ہدایہ میں ہے: لو اشتراها مطلقًا و تركها بإذن البائع طاب له الفضل (۴) اور ایسے ہی اگر اجارۂ باطلہ کے ذریعہ پھلوں کو درخت پر رہنے دیا تو زائد پھلوں کا انتفاع مشتری کے لیے درست ہے، شامی میں ہے: وان إستاجر الشجر إلى وقت الإدراك بطلت الإجارة وطابت الزيادة لبقاء الإذن (۵) فقط

جَو، گندم اور مٹر کو پختگی سے پہلے فروخت کرنا

سوال: (۱۶۷) میں نے اپنا کھیت جس کے نصف میں جو گندم ہیں، اور نصف میں مٹر ہے تیس روپے میں فروخت کر دیا ہے کھیت کٹے و گہے پیچھے ادائیگی روپیہ کے وعدے پر، گندم و جو کی تو بالیں آ رہی ہیں، صرف پختگی باقی ہے، اور مٹر کی پھلیاں ابھی خوب نہیں آئیں جو کسی کسی پر آئی ہیں تو وہ ابھی بالکل ذرا ذرا سی ہیں، یہ بیع باطل معلوم ہوتی ہے، نیت یہ کر رکھی ہے جب پھلیاں خوب آ جائیں تو پھر تجدید کر لوں کسی قدر کم قیمت پر، یہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۷۴/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) ردالمحتار ۶۵/۷ كتاب البيوع – مطلبٌ في بيع الثمر والزرع والشجر مقصودًا.

(۲) الهداية ۲۶/۳ كتاب البيوع – قبل باب خيار الشرط.

(۳) الشامي ۶۷/۷ كتاب البيوع – مطلبٌ في بيع الثمر والزرع والشجر مقصودًا.

(۴) الهداية ۲۷/۳ كتاب البيوع – قبل باب خيار الشرط.

(۵) الدرمع الرد ۶۷/۷ كتاب البيوع – مطلبٌ في بيع الثمر والزرع والشجر مقصودًا.

الجواب: صورت مذکورہ میں جو و گندم و مٹر کی بیع فاسد ہے باطل نہیں، صورت اس کے جواز کی یہی ہے کہ بعد کھیتی کے پک جانے یا کٹ جانے کے پہلے معاملہ کو فسخ کر کے از سرنو دوسرا معاملہ بیع وشراء کا کرلیا جائے، اگرچہ قیمت سابقہ پر ہی ہو کمی وبیشی قیمت کے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

آم کے باغات کے پھلوں کا چند سال کے لیے ٹھیکہ لینا

سوال: (۱۶۸) باغات آم وغیرہ کے پھلوں کا ٹھیکہ چند سال کے لیے لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۵۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ ٹھیکہ درست نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقت میں بیع معدوم کی ہے۔ فقط

بالیوں میں جو گیہوں ہیں ان کو اور سبزی وغیرہ کو اندازے سے فروخت کرنا

سوال: (۱۶۹) جو شخص فصل استادہ پختہ گندم یا نخود (چنا) یا اور کوئی فصل پختہ خرید وفروخت کرتے ہیں جس کا وزن معلوم نہیں ہوتا، اور سبزی ومیوہ جات کو بے وزن کیے اندازے سے خرید وفروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۳۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: کصحة بیع بر فی سنبله ...... وباقلاء وأرز وسمسم فی قشرها وجوز ولوز وفستق فی قشرها الأول وهو الأعلی الخ (۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ بیع گندم کی جب کہ گندم اپنے چھلکے اور بالی میں ہو صحیح ہے اور سبزی ومیوہ جات وغیرہ کو بدون وزن کے اندازے سے خریدنا جائز ہے، جب کہ وہ سامنے موجود ہو اور حال اس کا ظاہر ہو۔ فقط

خرید کردہ درخت کو نہ کاٹنا

سوال: (۱۷۰) ایک آدمی نے ایک درخت فروخت کردیا، خریدنے والے نے کہا کہ تمہاری زمین میں کھڑا رہے گا، فروخت کرنے والے نے قبول کیا، بعد میں فروخت کرنے والے نے زمین دوسرے آدمی کو فروخت کردی، اب بھی خریدار درخت کو اپنا درخت کاٹنا چاہیے، یا کھڑا رکھنا چاہیے زمین

(۱) الدر المختار مع الشامی ۷/۷۰ کتاب البیوع - مطلبٌ فساد المتضمن یوجب فساد المتضمن.

کا خریدار اس پر تقاضہ کرتا ہے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۱ / ۸ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: زمین کے مشتری کو اختیار ہے کہ وہ اس درخت کو کھڑا رہنے دیوے یا قطع کرانے کا امر کرے، مشتری شجر کو کچھ حق اس کی زمین میں درخت کو باقی رکھنے کا نہیں ہے۔ فقط

ہندو؛ مسلمان سے درخت پر لگے ہوئے پھل خریدے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۷۱) درخت کے اندر بور آم کے لگے ہیں، اور سرسوں کے برابر پھل ہوا ہے، ہندو نے مسلمان سے خرید کیا نفع نقصان کے ساتھ؛ یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح تاڑ و کھجور کا ٹھیکہ دینا درست ہے یا نہ؟ (۹۲۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ بیع چوں کہ پھل کے درختوں پر باقی رکھنے کی شرط کے ساتھ ہوتی ہے، لہٰذا فاسد اور ناجائز ہے، اسی طرح تاڑ و کھجور کے درختوں کا ٹھیکہ لینا ناجائز ہے۔

شراب، بھنگ اور افیون کی بیع کا حکم

سوال: (۱۷۲) بیع الخمر والبنج والأفیون درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۷۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وبطل بیع مال غیر متقوم الخ کخمر وخنزیر ومیتة الخ وفی الشامی: قوله کخمر قید بها لأن بیع ماسواها من الأشربة المحرمة جائز عنده خلافا لهما کذا فی البدائع (۱) (کتاب البیوع) وفی کتاب الأشربة منه: وصح بیع غیر الخمر مما مر ومفاده صحة بیع الحشیشة والأفیون الخ وفی الشامی: قوله وصح بیع غیر الخمر ثم إن البیع وإن صح لکنه یکره کما فی الغایة (۲) پس معلوم ہوا کہ بیع خمر کی باطل ہے، اور ما سوائے خمر کے افیون و بنج وغیرہ کی بیع اگرچہ جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ فقط

سوال: (۱۷۳) بیع افیون اور بھنگ کی حرام ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۲۰۵۶ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: صح بیع غیر الخمر مما مر ومفاده صحة بیع الحشیشة

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۱۷۶/۷ کتاب البیوع- مطلبٌ فیما إذا اجتمعت الإشارة مع التسمیة.
(۲) الدر المختار والشامی ۳۴/۱۰ کتاب الاشربة.

والأفیون قلت: وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشة، هل یجوز؟ فکتب لا یجوز فیحمل علی أن مراده بعدم الجواز عدم الحل وفی الشامی: قوله وصح بیع غیر الخمر أی عنده خلافًا لهما فی البیع والضمان —— إلی أن قال —— ثم إن البیع وإن صح لکنه یکره کما فی الغایة الخ (۱) (شامی) اس سے معلوم ہوا کہ بیع افیون وغیرہ کی مکروہ ہے، اور ظاہر اطلاق کراہت سے یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہے جو کہ قریب حرام کے ہے؛ پس مسلمانوں کو احتراز اس سے ضروری ہے۔

شراب اور اسپرٹ کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: (۱۷۴) ایک مسلمان گورا پلٹن کا ٹھیکہ دار ہے، اس کو علاوہ دیگر اشیاء کے شراب بھی فروخت کرنی ہوتی ہے، لیکن اس کی آمدنی اپنے پاس نہیں رکھتا، بلکہ انگریزوں کی ڈالی (نذر) دینے میں یا رشوت وغیرہ میں صرف کرتا ہے، مسلمان مذکور کے لیے یہ تجارت جائز ہے یا نہیں؟ اور دوسرے کارخانوں میں جو جائز طور پر جاری ہیں ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اسپرٹ کی بیع وشراء جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۹/۱۳۴۴ھ)

الجواب: شراب کی بیع وشراء قطعاً حرام ہے، کسی مسلمان کے لیے کسی حال میں اور کسی صورت سے جائز نہیں ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت: ۹۰) وَفِیْ حَدِیْثِ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ رضی اللّٰہ عنہما اَنَّہٗ قَالَ: یَا نبی اللّٰہ! إنی اشتریت خمرًا لأیتام فی حجری فقال: أهرق الخمر وأکسر الدنان (۲) وفی الدر المختار: وبطل بیع مال غیر متقوم الخ کخمر وخنزیر ومیتة الخ (۳) الحاصل کسی مسلمان کو ایسی تجارت کرنا جس میں شراب کی خرید وفروخت ہو جائز نہیں ہے، اور اس آمدنی کو کسی مد میں خرچ کرنا درست نہیں ہے، باقی جس کارخانے میں شراب کی خرید وفروخت نہیں ہے، اور ارتکاب کسی امر غیر مشروع کا نہیں ہے، اس کارخانے میں ملازمت کرنا جائز ہے

(۱) الدر مع الرد ۳۴/۱۰ کتاب الأشربة.

(۲) مشکاة المصابیح ص: ۳۱۸ کتاب الحدود – باب بیان الخمر و وعید شاربها.

(۳) الدر مع الرد ۱۷۶/۷ کتاب البیوع – مطلبٌ فیما إذا اجتمعت الإشارة مع التسمیة.

اور اسپرٹ بھی بحکم شراب ہے، اس کی خرید وفروخت اور استعمال بھی جائز نہیں ہے۔ فقط

ہر قسم کی شراب اور جس دوا میں شراب ملی ہوئی ہے اس کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: (۱۷۵)..... (الف) انگوری شراب اور جو، رس، شیرہ، مہوہ وغیرہ کی بنی ہوئی شراب میں بیع وشراء کے اعتبار سے شرعاً کچھ فرق ہے یا نہیں؟

(ب) اگر کوئی دوافروش کسی قسم کی شراب کو دوا کی غرض سے بلانفع فروخت کرے تو کیسا ہے؟

(ج) شراب فروخت کر کے اس کی قیمت کو اگر دوسری حلال کمائی میں ملادیا جائے جو اس شراب کی رقم سے بہت زیادہ ہے تو کیا سب آمدنی حلال ہو جائے گی؟

(د) ایسی دوائیں جو ولایت سے آتی ہیں ان میں ایک ثلث انگوری شراب ملی ہوئی ہوتی ہے، اس کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۵/۱۴۲۲ھ)

الجواب: (الف) سب قسم کی شراب کی بیع وشراء حرام ہے، اس بارے میں ان میں کچھ فرق نہیں ہے۔

(ب) جائز نہیں ہے۔

(ج) چوں کہ روپیہ پیسہ میں کچھ تعیین نہیں ہے، اس لیے اس رقم کو جو کسب حرام سے حاصل ہوئی علیحدہ کر لی جائے، اور جو روپیہ کسب حلال سے ہے اس کو علیحدہ کر لیا جانے یہ احوط ہے، اور اگر چہ خلط کی صورت میں جب کہ کسب حرام کم اور حلال زیادہ ہو تو اس کو حکم حلت کا دیا جاتا ہے۔

(د) جس دوا میں شراب ہو اس کی بیع وشراء بھی حرام اور ناجائز ہے۔(۱) فقط

سوال: (۱۷۶) جن ادویات انگریزی میں شراب کی آمیزش ہوتی ہے، ان کی تجارت حلال ہے یا حرام؟ (۲۰۳۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ان ادویات کی خرید وفروخت حرام ہے۔

اسپرٹ ملی ہوئی دوا کا حکم

سوال: (۱۷۷) ڈاکٹری دوا جس میں اسپرٹ ملائی جاتی ہے، اس کا بیچنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۱) حوالاتِ سابقہ۔

کیونکہ اس میں نشہ نہیں ہوتا اور مریض اس کو کھا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۷۷ھ)

الجواب: ڈاکٹری دوا جس میں اسپرٹ ہو اس کو فقہاء نے حرام لکھا ہے پس اس سے احتراز لازم ہے۔(۱) فقط

مسلمانوں کے لیے دارالحرب میں بھی شراب کی خرید وفروخت جائز نہیں

سوال: (۱۷۸) ''موریس'' ایک جزیرہ ہے جس پر سرکار برطانیہ کی حکومت ہے، آبادی اس جزیرہ کی تین لاکھ پچھتر ہزار کے قریب ہے جس میں چالیس ہزار سے زائد مسلمان ہیں، نصاریٰ کی آبادی مسلمانوں سے کچھ کم ہے زمین کا محصول اس جزیرہ میں نہیں لیا جاتا، مسلمان زمیندار بھی ہیں اور تجارت میں بھی معقول حصہ ہے، مدارس دینیات جاری ہیں، مساجد ہیں، اذان واقامت جمعہ وغیرہ شعائر اسلامی میں ہندوستان جیسی آزادی حاصل ہے، اس جزیرہ میں ایک مسلمان نے سرکار سے ٹھیکہ حاصل کرکے شراب خانہ جاری کیا ہے من جملہ شرائط ٹھیکہ دو امور کی پابندی بھی ضروری ہے:

ایک یہ کہ خود سرکار سے شراب خریدے، دوسرے یہ کہ ہر خریدار پر خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم بلا انکار بیچے گو کہ عام طور پر مسلمانوں کو یہ فعل ناگوار خاطر ہے، مگر خاص وہ جماعت کہ جس کی برادری میں اس شخص کا شمار تھا، اس فعل کو ترک کرانے میں کوشاں ہے، لہٰذا سردار جماعت نے ایک مولوی صاحب سے کہ جن کا سال ڈیڑھ سال سے یہاں قیام تھا، فتویٰ طلب کیا۔ مولوی صاحب موصوف نے حکم دیا کہ چوں کہ ''موریس'' دارالحرب ہے، مسلم غیر مسلمان پر شراب، خنزیر، مردار وغیرہ بیچ سکتا ہے، اور یہ اس کے لیے حلال ہے، اس جواب سے مسلمانوں کو تسلی نہیں ہوئی؛ لہٰذا برائے خدا اس سوال کا مفصل جواب تحریر فرمادیں کہ آیا یہ جزیرہ دارالحرب ہے؟ اگر دارالحرب ہو تو اس طریقے پر ایک مسلمان کے لیے شراب خریدنا اور بیچنا جائز ہے؟ اگر جائز نہ ہو تو تا وقتیکہ وہ اس کام کو ترک نہ کرے اس کو برادری سے علیحدہ کرنے میں کوئی شرعی ممانعت تو نہیں ہے؟ (۱۳۴۴/۲۹۶۴ھ)

الجواب: صورت مسئولہ میں دو امر قابل بحث ہیں:

---

(۱) وأما الخمر فيحرم الانتفاع بها من كل وجه ... وكرهوا التبخر بفحم أطفي بالخمر، والنظر إلى الخمر في الزجاج تلذذا بلونها (فتاوى القنية ص:۱۶۸ كتاب الكراهية والاستحسان ــ باب في الكراهية في الانتفاع بالأشياء النجسة)

اوّل یہ کہ مسلمان کو خمر کی ملابست ومباشرت اور اس سے کسی قسم کا انتفاع حاصل کرنا (خواہ دارالحرب میں ہو یا دارالاسلام میں) کہاں تک جائز ہے؟

امر دوم یہ کہ ''موریس'' دارالحرب ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو وہاں عقود ربویہ وبیوع فاسدہ مسلمان کے لیے جائز ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

امر اوّل کے متعلق قرآن وحدیث اور تصریحات فقہاء صاف موجود ہیں جو کہ ٹھیکہ مذکورہ کو بوجہ ملابست وتعاطی وانتفاع بالخمر کے حرام وناجائز قرار دیتی ہیں کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی۔

نمبر(۱): ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ الآیۃ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت: ۹۰) اس آیت میں خمر کو عمل شیطان کا نجس قرار دے کر اس سے اجتناب کا حکم فرمایا گیا، پس یہ اجتناب خمر کے احکام میں سے ہوگا جو کہ ملابست وتجارت خمر کی صورت میں جاتا رہتا ہے، اس میں دارالحرب اور دارالاسلام کا کوئی دخل نہیں ہے۔

نمبر(۲): ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت: ۹۱) یہ حکم بھی علی سبیل الاطلاق ہے۔

نمبر(۳): عن جابر بن عبداللّٰه رضی اللّٰه عنه أنه سمع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول عام الفتح وهو بمکة: إن اللّٰه ورسوله حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام الخ (۱) (متفق علیہ) یعنی خمر ومیتہ کی خرید وفروخت اللہ جل شانہ اور نبی کریم ﷺ نے حرام کردی ہے۔ یہ حدیث بھی ٹھیکۂ مذکورہ کو حرام ثابت کرتی ہے اس وجہ سے کہ اس میں خمر کی خرید وفروخت ہے یعنی ربح کی حلت وحرمت سے قطع نظر کرکے خود تجارت ہی شراب کی تجارت ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

نمبر(۴): عن أنس عن أبی طلحة رضی اللّٰه عنهما أنه قال: یا نبی اللّٰه! إنی اشتریت خمرًا لِأَیْتَامٍ فی حِجری قال أهرق الخمر واکسر الدنان (۲) (مشکوۃ) آیات واحادیث صدر سے ثابت ہوا کہ شراب کی تجارت یا ملابست وتعاطی یہ سب ناجائز ہیں۔

---

(۱) مشکاة المصابیح ص: ۲۴۱ کتاب البیوع - باب الکسب وطلب الحلال۔

(۲) مشکاة المصابیح ص: ۳۱۸ کتاب الحدود، باب بیان الخمر ووعید شاربها۔

اب فقہاء کے چند مسائل لکھے جاتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوگا کہ خمر سے کسی قسم کا انتفاع حاصل کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

البحر الرائق میں ہے: لم یجز بیع المیتة والدم ..... والخنزیر والخمر أی فی حق المسلم للنھی عن بیعھما وقربانھما (۱) یعنی مسلمان کے لئے بیع خمر وخنزیر اس وجہ سے ناجائز ہے کہ مسلمانوں کو ان دونوں کی بیع سے اور نزدیکی ومباشرت وملابست سے روکا گیا ہے؛ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود بیع اور خود نزدیکی خمر کی ناجائز ہے، اس وجہ سے کہ وہ خمر ہے، اور یہ وجہ دار کے بدلنے سے نہیں بدلتی، لہٰذا ہر صورت میں ناجائز ہے، صاحب بحر نے اس مسئلے کے ذیل میں اس حدیث کو نقل کیا ہے: إن الذی حرم شربھا حرم بیعھا (۲)(۶/۱۸۷) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسے خمر کے احکام میں سے حرمت شرب خمر ہے اسی طرح حرمت بیع خمر بھی خود احکام خمر میں سے ہے، پس جیسے اس کا پینا ہر حال میں حرام ہے، اور دار کے بدلنے سے وہ حرمت نہیں بدلتی اسی طرح خمر کا دوسرا حکم یعنی حرمت بیع بھی دار کے بدلنے سے نہیں بدلے گا؛ بلکہ وجود خمر کے ساتھ مثل حرمت شرب کے دائر رہے گا۔

فتاویٰ قنیہ میں اس سے بھی اوضح ہے: وأما الخمر فیحرم الانتفاع بھا من کل وجه إلا أن تتخذ خلا أومریا وقال أبو حنیفة اکرہ الامتشاط بِدُرْدِیّ الخمر وکرھوا التبخر بفحم أطفی بالخمر، والنظر إلی الخمر فی الزجاج تلذذاً بلونھا والانتفاع بالأرواث جائز الخ (۳) (قنیة باب الکراھیة) یعنی سوائے سرکہ بنانے کے ہر قسم کا انتفاع خمر سے مسلمان کے لیے حرام ہے اور خمر کی دُرْدِیّ (میل) سے شانہ (کنگھی) کرنا بھی مکروہ ہے، اور اگر کوئلا کو خمر سے بجھایا گیا ہو تو اس سے بخور کی غرض سے دھواں دینا بھی مکروہ ہے، اسی طرح اگر شیشہ میں خوش رنگ شراب ہو تو اس کی رنگت سے طبیعت خوش کرنے کے لیے اس کی طرف دیکھنا بھی مکروہ ہے، یہاں تک ٹھیکہ مذکور کی حرمت اس وجہ سے ثابت ہوئی کہ اس میں خمر کی تجارت خمر کی ملابست، خمر سے حصول انتفاع پایا جاتا ہے جو کہ حرمت کی

---

(۱) البحر الرائق ۲/۱۱۵-۱۱۶ کتاب البیع – باب البیع الفاسد۔

(۲) البحر الرائق ۹/۳۰۰ اوائل کتاب الأشربة۔

(۳) فتاوی القنیة ص:۱۶۸ کتاب الکراھیة والاستحسان – باب فی الکراھیة فی الانتفاع بالأشیاء النجسة۔

دوسری وجہ ہے جائز نہیں۔ اس کے علاوہ ٹھیکہ مذکورہ ناجائز ہونے کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ خمر کی ذات سے معصیت قائم ہو جاتی ہے، اور جس سے معصیت قائم ہو جاتی ہو اس کا فروخت کرنا عصاۃ کے ہاتھ ناجائز ہے کیونکہ اس میں اعانت علی المعصیۃ ہے جس کی نہی اس آیت میں وارد ہے، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:۲) چنانچہ تکملہ البحر الرائق میں اس مسئلے وجاز بیع العصیر من خمار کے تحت لکھا ہے: لأن المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغيره بخلاف بيع السلاح من أهل الفتنة لأن المعصية تقوم بعينه فيكون إعانة لهم وتسبباً وقد نهينا عن التعاون على العدوان والمعصية (۱) (تکملہ بحر ۷/۳۲۰)

اعانت علی المعصیت کو یہاں تک فقہاء نے ممنوع قرار دیا ہے کہ اگر مسلمان کا باپ کافر ہے تو بیٹے کو یہ جائز نہیں کہ کافر باپ کو شراب پلائے یا اس کو وہ پیالی اٹھا کے دیدے جس میں وہ شراب پیے گا اس لیے کہ یہ اعانت علی المعصیۃ ہوگی اور اگر وہ شراب پی چکا ہے تو خالی پیالی اس سے لے سکتا ہے کما فی التکملۃ: ولايسقي أباه الكافر خمراً ولايناوله القدح ويأخذه منهُ ولا يذهب به الى البيعة ويرده منها ويوقد تحت قدره اذا لم يكن ميتة الخ (۲) (تکملہ بحر ۷/۲۱۰) جب بیٹا باپ کو شراب پینے میں مدد نہیں کر سکتا تو ایک مدعی اسلام کے لیے کس قدر شرم کی بات ہے کہ وہ مشرکین وعصاۃ کے لیے حطام دنیا کے لالچ میں شراب کا ٹھیکہ لے کر ان کا شراب خوری میں مدد ومعاون بن جائے، اس کے علاوہ اور بھی فقہ میں متعدد جزئیات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شراب کی خرید وفروخت مسلمان کے لیے کسی حالت میں جائز نہیں ہو سکتی، جن کو طوالت کے خوف سے ترک کیا گیا۔

امر دوم کے متعلق سب سے پہلے یہ ہے کہ ''جزیرہ مورس'' جیسے بلاد کا دارالحرب ہونا یا نہ ہونا مختلف فیہ ہے، اور اگر بالفرض جزیرہ مذکورہ میں وہ تمام امور پائے جائیں جو دارالحرب ہونے کے لیے شرط ہیں تو بھی صورت مسئولہ کے بعض اجزاء ایسے ہیں جن کے ہوتے ہوئے باوجود ''مورس'' کے دارالحرب ہونے کے بھی ٹھیکہ مذکور ناجائز قرار پاتا ہے، مثلاً ٹھیکہ مذکور میں دو باتیں لازمی ہیں:

ایک یہ کہ ٹھیکہ دار خمر کو سرکار سے خریدے، دوم مسلم وغیر مسلم دونوں سے فروخت کرے؛ یہ ایسے

---

(۱) البحر الرائق ۹/۳۷۰-۳۷۱ کتاب الکراهية - فصلٌ في البيع.

(۲) البحر الرائق ۹/۳۳۹ کتاب الکراهية - فصلٌ في الأكل والشرب.

احکام ہیں جو کہ دارالحرب میں کسی طرح جائز نہیں؛ اس لیے کہ مسلمان کے لیے خمر کا تملک (مالک بننا) خواہ خود خرید کر کے مالک بن جائے یا بذریعہ وکیل (مثل ایجنٹ یا مختار کے) خرید کرا کے مالک بن جائے دونوں صورتیں شرعًا ناجائز ہیں کما فی الدر المختار: أو أمر المسلم ببیع خمر الخ (۱) اور اس مسئلہ کے تحت میں صاحب شامی وغیرہ تصریح کرتے ہیں کہ یہ وکالت بھی مکروہ تحریمی ہے (۱) (بحر وشامی باب البیع الفاسد) اسی طرح ٹھیکہ دار کا قانونا اس بات پر مجبور ہونا کہ مسلم وغیر مسلم دونوں سے شراب کو بلا انکار فروخت کرے، اسی امر کو مستلزم ہے کہ ٹھیکہ دار مذکور مسلمانوں کے ساتھ بھی بیوع باطلہ اور عقود ربویہ کر کے ناجائز طریقہ سے ان کے اموال کو حاصل کرے، اور یہ بھی کسی صورت میں جائز نہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الآية﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۸۸) دارالحرب میں جواز عقود فاسدہ بھی اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ دینے والا کافر حربی یا دارالحرب کا نومسلم غیر مہاجر ہو۔ اور اگر مسلم اصلی یا مسلم حربی مہاجر ہو جو بعد الہجرۃ دارالحرب میں واپس چلا گیا ہے تو ان سے لینا قطعاً حرام ہے۔ چنانچہ صاحب شامی ولا (ربا) بین حربی ومسلم مستأمن کے تحت صراحۃً فرماتے ہیں: اُحْتُرِزَ بالحربی عن المسلم الأصلی والذمی وکذا عن المسلم الحربی إذا هاجر إلینا ثم عاد إلیهم فإنه لیس للمسلم أن یُرَابِیَ معه اتفاقًا (۲) یہ بھی واضح رہے کہ دارالحرب میں میتہ وغیرہ کی قیمت کی جو اجازت فقہاء نے دیدی ہے اس میں یہ تصریح کہیں نہیں ہے کہ اخذ ونقل وملابست انجاس بھی جائز ہے بلکہ منظومہ ابن وہبان کے شعر:

وماماتَ لا تطعمه کلبًا فإنه ☆ خبیث حرامٌ نفعه متعذر

سے معلوم ہوتا ہے کہ ملابست وتعاطی وانتفاع بالانجاس سب کچھ ممنوع ہے (۳) (شامی ۴/۲۹۰) پس

---

(۱) أو أمر المسلم ببیع خمرٍ أو خنزیر أو شرائهما أی وکل المسلم ذمیا أو أمر المحرم غیره أی غیر المحرم ببیع صیده یعنی صحّ ذلك عندالإمام مع أشد کراهة ... لأن العاقد یتصرف بأهلیه وانتقال الملك إلی الآمر أمر حکمی وقالا: لا یصح وهو الأظهر.

وفی الشامی: قوله یعنی صحّ ذلك أی التوکیل وبیع الوکیل وشراءه "بحر" قوله مع أشد کراهة أی مع کراهة التحریم الخ (الدر المختار والشامی ۷/۲۰۵ کتاب البیوع ـ مطلبٌ فی بیع الشرب)

(۲) الشامی ۷/۳۲۱ کتاب البیوع ـ قبل باب الحقوق فی البیع.

(۳) الدر المختار مع الشامی ۱۰/۶۳ آخر کتاب الصید.

معلوم ہوا کہ ٹھیکہ مذکورہ میں تملک خمر اور اہل اسلام کے ساتھ عقود فاسدہ اور معاملات ربویہ کے ارتکاب مناہی ومعاصی ضروری ہیں جو کہ بلاشبہ ناجائز ہے اور حدیث ذیل میں داخل ہے۔ عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال: ھم سواء رواہ مسلم (۱)

الحاصل مسلمان ٹھیکہ دار کے لیے اس طریقہ سے شراب خریدنا اور فروخت کرنا ہرگز جائز نہیں بلکہ موجب لعنت ومعصیت ہے اس کو احکام شرعی پر آگاہ کرنا چاہیے تاکہ وہ خود بخود اس کسب خبیث کو چھوڑ دے، اگر خدا نہ کردہ اس نے احکام شرعیہ کی پرواہ نہ کی، اور اس کسب خبیث کو ترک نہ کیا تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے ساتھ مقاطعہ (بائیکاٹ) کریں تاکہ وہ اس ناجائز پیشہ سے توبہ کرنے پر مجبور ہو جائے۔ فقط

افیون کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: (۱۷۹) افیون کا ٹھیکہ لینا اور فروخت کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۸۵۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: افیون کی بیع وشراء مسلمان کو ناجائز ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الآیۃ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:۲)

سوال: (۱۸۰) افیون کی تجارت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۵۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وصح بیع غیر الخمر مما مر، ومفادہ صحۃ بیع الحشیشۃ والافیون الخ وفی الشامی: قولہ: وصح بیع غیر الخمر ای عندہ خلافا لھما الخ ثم إن البیع وإن صح لکنہ یکرہ الخ (۲) پس معلوم ہوا کہ افیون کی تجارت امام صاحب کے نزدیک جائز مع الکراہۃ ہے، اور صاحبین حرام وممنوع فرماتے ہیں وھو الاحتیاط۔ فقط

افیون اور گانجا کی تجارت اور اس کی آمدنی کا حکم

سوال: (۱۸۱)......(الف) کیا افیون وگانجہ کی تجارت درست ہے یا نہیں؟ اور اس روپیہ پر

---

(۱) مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا۔

(۲) الدر المختار والشامی ۱۰/۳۴ کتاب الأشربۃ۔

زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

(ب) اس کی آمدنی حلال ہے یا حرام؟

(ج) جوار اضی وجائداد اس آمدنی سے خریدی گئی وہ حلال ہے یا حرام؟ (۴۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف تاج) درمختار میں ہے: وصح بيع غير الخمر مما مر ومفاده صحة بيع الحشيشة والأفيون الخ وفي ردالمحتار: قوله: وصح الخ أي عنده خلافا لهما الخ لكن الفتوى على قوله في البيع الخ ثم إن البيع وإن صح لكنه يكره (۱) (ردالمحتار. كتاب الأشربة ج۵) اس سے معلوم ہوا کہ افیون وگانجہ کی بیع اگرچہ مکروہ ہے، لیکن اس کی قیمت ملک تاجر میں داخل ہوجاتی ہے، اور جوار اضی وجائداد اس سے خریدی گئی ان کی آمدنی حلال ہے، اور زکوۃ اس روپیہ میں واجب ہے۔ فقط

تاڑی کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: (۱۸۲) تاڑی کا فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷/۳۹-۱۳۴۰ھ)

الجواب: جب تک تاڑی میں نشہ نہ آئے اس وقت تک وہ شراب کے حکم میں نہیں ہے، بیع وشراء اس کی درست ہے اور وہ حلال ہے، اور جس وقت اس میں نشہ آجائے اس وقت وہ بحکم شراب ہے، اور حرام ہے اور بیع وشراء اس کی ناجائز ہے۔ (۲) فقط

تمباکو اور بیڑی سگریٹ کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: (۱۸۳) تمباکو، سگریٹ، بیڑی فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ (۱۹۷۶/۳۳-۱۳۴۴ھ)

الجواب: درست ہے لیکن مکروہ ہے۔ (۳)

---

(۱) الدرمع الرد ۳۴/۱۰ كتاب الأشربة.

(۲) قال في الدرالمختار: التحقيق ما في العناية أن البنج مباح لأنه حشيش، أما المُسْكِر منه فحرام (الدرمع الرد ۵۳/۶-۵۴ كتاب الحدود – مطلب في البنج والأفيون والحشيشة)

(۳) قال العلامة محمد أمين الشامي رحمه الله: إن جواز البيع يدورمع حل الانتفاع (ردالمحتار ۱۷۲/۷ كتاب البيوع – قبيل مطلب في بيع المغيب في الأرض)

سوال: (۱۸۴) تمباکو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۲۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: تمباکو کی بیع وشراء حرام نہیں ہے، کیونکہ خود تمباکو کا استعمال کرنا بھی حرام نہیں ہے، مگر اچھا نہیں ہے، پس تجارت تمباکو کی بھی مکروہ ہے، اور آمدنی جو اس ذریعہ سے ہو وہ حرام نہیں ہے۔ فقط

مردار کے چمڑے کو دباغت کے بعد فروخت کرنا

سوال: (۱۸۵) اگر کسی مسلمان کا مویشی مردار ہو جائے تو اس کی کھال کو دباغت دلا کر فروخت کرنا، اور اس کی قیمت اپنے تصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ دباغت کا کیا مطلب ہے؟ (۶۸۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مردار کے چمڑے کو دباغت دے کر فروخت کرنا، اور اس کی قیمت کو تصرف میں لانا درست ہے، اور ذبیحہ کا چمڑا بلا دباغت بھی فروخت کرنا درست ہے۔ (۱) اور دباغت چمڑے کو خشک کرنا یا رنگنا ہے جیسا کہ معروف ہے۔ (۲) فقط

دباغت سے پہلے مردار کا چمڑا بیچنا ناجائز کیوں ہے؟

سوال: (۱۸۶) مردار جانور کے گیلے چمڑے کی بیع ناجائز اور باطل کیوں قرار دی گئی؟ اس کی کیا حکمت ہے؟ (۱۰۳۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: کیونکہ قبل دباغت وہ میتہ کا جزو ہے، اور اسی کے حکم میں داخل ہے۔ اور میتہ کی حرمت اور نجاست منصوص ہے، اور بیع میں مبیع کا مال ہونا ضروری ہے، اور شریعت میں گیلا چمڑہ مردار کا قبل دباغت مال نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) وجلد میتة قبل الدبغ..... فباطل.....وبعده أی الدبغ یباع (الدر مع الرد ۷/۱۹۵ کتاب البیوع – مطلب فی التداوی بلبن البنت للرمد قولان)

(۲) الدباغ ما یمنع النتن والفساد، والذی یمنع علی نوعین: حقیقی کالقَرَظ والشَّبّ والعَفْص ونحوه. وحکمی کالتتریب والتشمیس والإلقاء فی الریح (الشامی ۱/۳۱۶ کتاب الطهارة – مطلب فی أحکام الدِّباغة)

(۳) بطل بیع ما لیس بمال کالدم والمیتة الخ (تنویر الأبصار مع الشامی ۷/۱۷۰ کتاب البیوع – مطلب فی تعریف المال) وفی الشامی: لکن إذا کان جُلد حیوان میت مأکول اللحم لا یجوز أکله، وهو الصحیح لقوله تعالیٰ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ وهذا جزء منها (الشامی ۱/۳۱۷ کتاب الطهارة – مطلبٌ فی أحکام الدباغة)

مردار کے چمڑے کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: (۱۸۷) مردار کے چمڑے کی خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟ (۳۲۱۹/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: مردار جانور غیر مذبوح کا کچا چمڑا خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے: یعنی اس کی بیع باطل ہے، اور حکم بیع باطل کا یہ ہے کہ مشتری بعد قبضہ کرنے کے بھی مالک مبیع کا شرعاً نہیں ہوتا (۱) درمختار میں ہے: وجلد میتة قبل الدبغ فباطل (۲) فقط

خشک ہوجانے کے بعد مردار کا چمڑا خریدنا جائز ہے

سوال: (۱۸۸)..... (الف) مردار کا گیلا چمڑہ خرید کرلانا درست ہے یا نہیں؟ (۸۹۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

(ب) مردہ گائے کا خشک چمڑا جس سے ریاں ورنہ ہوئی ہوں جنگل سے اٹھالانا جائز ہے یا نہیں؟ (۸۹۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) درست نہیں ہے۔ (۳)

(ب) خشک ہوجانے کے بعد مردار کا چمڑا خریدنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نمک لگانے کے بعد مردار کے چمڑے کو فروخت کرنا درست ہے

سوال: (۱۸۹) حلال جانور اگر مرجائے اس کا چمڑا بغیر دباغت کے فروخت ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بیع جائز ہے یا نہیں؟ کیا خالی نمک لگانے سے چمڑا دباغت کا حکم رکھتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: بدون دباغت کے مردار کا چمڑا خرید وفروخت کرنا حرام ہے اور خشک کرنے سے اور نمک لگانے سے بھی دباغت ہوجاتی ہے، اور خرید وفروخت اس کی جائز ہوجاتی ہے۔ فقط

سوال: (۱۹۰) تر چمڑا نمک دیا ہوا ہو، اس کی بیع وشراء شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۴۶/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) البیع الباطل حکمه عدم ملك المشتری إیّاه إذا قبضه (الدر مع الرد ۷/۱۸۰ کتاب البیوع مطلب: الآدمی مکرم شرعًا و لو کافرًا)

(۲) تنویر الأبصار مع الشامی ۷/۱۹۵ کتاب البیوع – مطلبٌ فی التداوی بلبن البنت للرمد قولان .

(۳) حوالہ سابقہ۔

الجواب: نمک سے بھی دباغت کرنا جائز ہے، پس بیع وشراء اس چمڑہ ترکی جائز ہے شامی میں ہے: الدباغ ما یمنع النتن والفساد الخ (۱)

سوال: (۱۹۱) مردار کی کھال میں خوب نمک چھوڑتے ہیں جس سے کئی ماہ تک وہ کھال بگڑتی نہیں ہے؛ شرعاً اس کی بیع وشراء روا ہے یا نہیں؟ (۱۰۱/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ بھی دباغت ہے، لہذا بیع وشراء اس کی درست ہے۔ فقط

مردار کی کھالیں بلادباغت خریدنا اور دباغت کر کے فروخت کرنا

سوال: (۱۹۲) ایک شخص مسلمان مردار کھالیں تازہ بلادباغت خرید کر، دباغت کر کے فروخت کر دیتا ہے؛ یہ آمدنی کیسی ہے؟ اور یہ شخص کس گناہ کا مرتکب ہے اور اس کے لیے کیا جرمانہ ہے؟ (۱۳۱۷/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: جلد میتہ کی بیع وشرا قبل دباغت کے باطل اور حرام ہے، اور بعد دباغت کے صحیح ہے، اور خشک ہو جانا جلد کا بھی دباغت ہے، لیکن جلد میتہ کو خشک ہونے سے پہلے اور دباغت سے پہلے خریدنا ناجائز ہے، اور وہ آمدنی جو اس کے ذریعہ سے حاصل ہو حرام ہے، درمختار میں ہے: وبطل بیع ما لیس بمال کالدم والمیتة (۲) وجلد میتة قبل الدبغ وبعده یباع (۳) وفی الحدیث: لا تنتفعوا من المیتة بإهاب ولا عصب (۴) (رواه الترمذی) والمراد من الإهاب الجلد الغیر المدبوغ (۵) پس مرتکب اس فعل کا فاسق اور عاصی ہے، اور کفارہ اس کا یہ ہے کہ اس فعل سے توبہ کرے اور آئندہ بدون دباغت جلد میتہ کی بیع وشراء نہ کرے اور کچھ جرمانہ مالی اس پر نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) الشامی ۱/ ۳۱۶ کتاب الطهارة – مطلبٌ فی أحکام الدباغة .

(۲) تنویر الأبصار مع الشامی ۷/ ۱۷۰-۱۷۱ کتاب البیوع . مطلبٌ فی أنواع البیع .

(۳) الدر المختار مع الشامی ۷/ ۱۹۵ کتاب البیوع . مطلبٌ فی التداوی بلبن البنت للرمد قولان .

(۴) عن عبدالله بن عُکَیْم قال: أتانا کتاب رسول الله صلی الله علیه وسلم أن لاتنتفعوا من المیتة بإهاب ولا عصب رواه الترمذی (مشکاة ص: ۵۳ کتاب الطهارة ، باب تطهیر النجاسات)

(۵) الإهاب اسم للجلد قبل أن یدبغ من مأکول أو غیره ، جمعه أُهُب ککِتاب وکُتُب (الشامی ۱/ ۳۱۶ کتاب الطهارة – مطلب فی أحکام الدباغة)

خنزیر اور آدمی کی کھال کے علاوہ تمام کھالیں دباغت سے پاک ہوجاتی ہیں

سوال:(۱۹۳) مردار جانوروں کی کھال کی خرید وفروخت اور اس سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟(۱۳۳۳/۱۲۰۵ھ)

الجواب: دباغت کے بعد خنزیر وآدمی کی کھال کے سوا تمام کھالیں پاک ہوجاتی ہیں اس کے بعد ان کی خرید وفروخت اور ان سے نفع اٹھانا جائز ہے۔(۱) فقط

مردار کا چمڑا خریدنا اور اس سے نفع اٹھانا کب درست ہے؟

سوال:(۱۹۴)..... (الف) اگر کسی شخص کا پلا ہوا جانور مثلاً بکری وغیرہ مرجائے تو کھال نکلوا کر فروخت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر فروخت نہیں کرسکتا تو کس مصرف میں لاسکتا ہے؟(۱۵۶۶/۱۳۳۷ھ)

(ب) اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مردار جانور کو چمار، بھنگی وغیرہ لے جاکر اور کھال نکال کر فروخت کرتے ہیں، اور قصاب وغیرہ خرید لیتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے؟(۱۵۶۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب:(الف) کھال نکلوا کر دباغت کر کے اس سے نفع اٹھاسکتا ہے؛ یعنی خواہ خود کام میں لائے یا اس کو فروخت کردے قبل دباغت جلد میتہ سے نفع اٹھانا حرام ہے۔

(ب) اس کا حکم وہی ہے جو (الف) میں گذرا کہ اگر بعد دباغت کے وہ لوگ اس کو فروخت کریں تو خریدنا اس کا درست ہے، اور انتفاع اس سے جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔ فقط

سوال:(۱۹۵) گائے بیل بکری وغیرہ جو کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے مرجائے اس کو بیچنا درست ہے یا نہ؟ اگر مردار کی کھال اتروا کر فروخت کریں تو جائز ہے یا نہیں؟(۱۰۲۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مردار کی اور اس کے چمڑے کی بیع بلا دباغت کے درست نہیں ہے۔ فقط

سوال:(۱۹۶) مردار جانوروں کے چرم خرید کر اس سے نفع اٹھانا درست ہے یا نہیں؟(۳۷۶/۱۳۳۵ھ)

---

(۱) وبعده أی الدبغ يباع إلا جلد إنسان وخنزير وحية و ينتفع به بطهارته حينئذ (الدرمع الرد ۷/۱۹۵ كتاب البيوع – مطلب فی التداوی بلبن البنت الخ)

الجواب: مردار کے چمڑے کی خرید وفروخت بدون دباغت کے جائز نہیں ہے(۱)(درمختار)بعد دباغت کے بیع وشراء درست ہے کما فی الحدیث: هلا استمتعتم باهابها؟**الحديث** (۲)

مردار جانور اور اس کے چمڑے کو فروخت کرنا

سوال: (۱۹۷) اگر گائے بھینس گھر میں مر جائیں تو اس مردار جانور کا چمڑا یا خود مردار جانور کو فروخت کرنا کیسا ہے؟(۱۳۳۵/۲ھ)

الجواب: مردار جانور یا اس کے چمڑے کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، حرام اور باطل ہے، البتہ اگر اس کے چمڑے کو علیحدہ کرکے دباغت دے کر استعمال کرے یا فروخت کردے تو درست ہے(۳) فقط

سینگی لگانے کی اجرت اور کچے چمڑے کی تجارت کا حکم

سوال: (۱۹۸) سینگیوں کی اجرت اور کچے چمڑے کی تجارت جائز ہے یا نہیں؟ تفسیر عزیزی میں حرام لکھا ہے؟(۶۴۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: سینگیوں کی اجرت حلال(۴) اور مردار کے کچے چمڑے غیر مذبوح کی تجارت بے شک حرام ہے۔

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ بشاة ميتة ، فقال : هلا استمتعتم بإهابها ؟ قالوا : إنها ميتة . قال : إنما حرم أكلها (صحيح البخاری۲۹۶/۱ كتاب البيوع– باب جلود الميتة قبل أن تدبغ)

(۳) بطل بيع ماليس بمال كالدم والميتة(الدرمع الرد ۱۷۰/۷ كتاب البيوع– مطلب في تعريف المال) وفيه أيضًا: لقوله تعالى: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ وهذا جزؤها(الدرمع الشامی ۱۹۵/۷كتاب البيوع – مطلبٌ في التداوی بلبن البنت الخ)

(۴)عن أنس بن مالك رضی الله عنه قال: حجم أبو طيبة رضی الله عنه رسولَ الله صلى الله عليه وسلّم فأمر له بصاع من تمر ، و أمر أهله أن يخففوا من خراجه (صحيح البخاري ۲۸۳/۱ كتاب البيوع باب ذكر الحجام) وعن حميد قال: سمعت أنسًا رضی الله عنه يقول: دعا النبي صلى الله عليه وسلم غلامًا لنا حجامًا ، فحجمه ، فأمر له بصاع أو مُدّ أو مُدّين ، وكلم فيه ، فخُفّف عن ضريبته (الصحيح لمسلم ۲۲/۲ كتاب المساقاة والمزارعة – باب حل أجرة الحجامة)

کھال علاحدہ کرنے سے پہلے فروخت کرنا

سوال: (۱۹۹) جب کوئی حیوان ذبح کرلیا، اور پھر کوئی سوداگر آگیا کہ مجھے کھال مول دیدو، پھر کھال اتار لینا یہ بیع درست ہے کہ نہیں؟ اور گوشت میں نقصان تو نہیں آیا؟ (۱۰۷۹/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: کھال کے علیحدہ کرنے سے پہلے بیع اس کی درست نہیں ہے۔

مردار کی کھال اور ہڈی کو فروخت کرنا کب جائز ہے؟

سوال: (۲۰۰) مردار کی تازی کھال خریدنا اور تازی ہڈی مردار کی خریدنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۲۹/ ۱۳۴۱ھ)

الجواب: مردار کی کھال بغیر دباغت کے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے اور خشک ہوجانا چمڑے کا بھی دباغت کے حکم میں ہے (۱) پس اگر خشک کر کے فروخت کریں تو درست ہے، اور ہڈی مردار کی جس پر چکناہٹ اور تری ہو اس کی خرید وفروخت درست نہیں ہے۔ فقط

جھٹکے کے چمڑے کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: (۲۰۱) جھٹکے کے چمڑے کی تجارت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۸۲/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: جو جانور اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا جائے وہ میتہ ہے، اور میتہ کی کھال بلا دباغت کے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور تجارت اس کی حرام ہے كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً﴾ (سورۂ انعام، آیت: ۱۴۵)

سوال: (۲۰۲) جھٹکے کے بکرے کا چمڑا خرید وفروخت کرنا مسلمان کو جائز ہے یا نہ؟ اور جو ایسا کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ (۳۲۱/ ۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جھٹکے کے بکرے کا چمڑا مردار ہے بدون دباغت کے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، اور جو جھٹکے کرتا ہے اور کھاتا ہے اس کے گھر کا کھانا نہ کھانا چاہیے۔ فقط

---

(۱) الدباغ ما يمنع النتن والفساد. والذى يمنع على نوعين : حقيقى كالقَرَظِ وَالشَّبِّ وَالْعَفص ونحوه وحكمى كالتتريب والتشميس والإلقاء فى الريح الخ (الشامى ۱/ ۳۱۶ كتاب الطهارة- مطلبٌ فى أحكام الدباغة)

جانور ذبح کرنے سے پہلے چمڑا فروخت کرنا

سوال: (۲۰۳) جو قربانی ۱۱/ ذی الحجہ کو ہونے والی تھی ان کی کھال ۱۰/ ذی الحجہ کی شام کو فروخت کر کے قیمت وصول کرلی؛ یہ بیع درست ہوئی یا نہیں؟ اور ۱۱/ ذی الحجہ کی قربانی درست ہوئی یا نہیں؟ سنا ہے کہ زندہ جانور کی کھال کی بیع حرام ہے، دوبارہ بیع کرنی چاہیے؛ لیکن چرم دہلی جاچکے، اب کیسے تجدید بیع دوبارہ ہوسکتی ہے، اب کیا کرنا چاہیے؟ اور اس قیمت کا کیا حکم ہے؟ (۲۷۵۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ صحیح ہے کہ زندہ جانور کے چمڑے کی بیع حرام اور فاسد ہے ایسی بیع کا حکم یہ ہے کہ اس کو توڑ کر پھر بعد علیحدہ ہوجانے چمڑے کے، اور قبضہ کرلینے مشتری کے، دوبارہ بیع ہونی چاہیے، لیکن جب کہ یہ دشوار ہے اور تجدید بیع نہیں ہوسکتی تو سوائے توبہ واستغفار کے اور کچھ اس کا کفارہ نہیں ہے؛ پس اس قیمت کو صدقہ کردیا جائے جو کہ چرم قربانی کی وصول ہوئی، اور قربانی صحیح ہوگئی۔ فقط

سوال: (۲۰۴) ہمارے شہر میں یہ رواج ہوگیا ہے کہ ایک شخص کسی تاجر چمڑا سے روپیہ پیشگی لے کر دیہات سے بکری خرید کرلاتا ہے یا اپنے ذاتی روپے سے خرید کرتا ہے، دونوں حالت میں زندہ بکری کا چمڑا تاجر چمڑا کے ہاتھ فروخت کردیتا ہے، اور شرط یہ ہوتی ہے کہ جب ذبح ہوگی اس وقت چمڑا ملے گا، اب وہ مالک بکری گوشت فروخت کرنے والوں کے ہاتھ زندہ بکری علاوہ چمڑے کے فروخت کردیتا ہے، اور یہ شرط ہوتی ہے کہ بعد ذبح چمڑا اس کو واپس کردیں، گوشت والے اسی وقت ذبح کر کے گوشت وغیرہ لے کر بازار میں برائے فروخت لے جاتے ہیں، اور چمڑا مالک بکری کو واپس کردیتے ہیں آیا اس قسم کی بکری کا گوشت بازار سے خرید کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس طرح سے خرید تا چمڑا کا جائز ہے یا نہ؟ (۱۲۹۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس طرح فروخت کرنا چمڑے کا اور فروخت کرنا بکری کا شرط مذکور کے ساتھ فاسد ہے، یہ بیع فاسد ہوتی ہے، اور اس طرح بیع کرنے والا عاصی ہے، اور ایسی بیع واجب الرد اور واجب الفسخ ہے، لیکن گوشت اس کا کھانا خریدنے والوں کے لیے حلال ہے۔

زندہ بکری کی کھال یا گوشت فروخت کرنے کا حکم

سوال: (۲۰۵) آج کل قصابوں نے کھالوں کے گرانی کی وجہ سے ایک نئی قسم کی بیع جاری کر

رکھی ہے کہ قصاب زندہ بکری کی کھال یا گوشت فروخت کردیتے ہیں اس بیع کا کیا حکم ہے؟(۱۳۳۷/۲۲۰۶ھ)

الجواب: یہ بیع گوشت اور کھال کی ناجائز اور فاسد ہے، اگرچہ بیع فاسد میں بعد قبضہ کے مشتری کی ملک ہوجاتی ہے، مگر اس میں خباثت رہتی ہے اس لیے ایسی بیع کو فسخ کرنا واجب ہوتا ہے۔

شکار کیے ہوئے جانور کی کھال فروخت کرنا جائز ہے

سوال: (۲۰۶) شکار کیے ہوئے جانور کی کھال فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟(۱۳۴۰/۱۰۵۶ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

غیر موجود جانور کی کھال خریدنا

سوال: (۲۰۷) ایک شخص نے کسی قصاب سے یہ شرط ٹھہرائی کہ دو دانت یا چار دانت جو بکری تم ذبح کروگے اس کی کھال دو روپیہ دس آنہ میں میرے ذمے ہے حالاں کہ اس قصاب کے پاس بکرا وغیرہ بھی موجود نہیں ہے اس صورت میں بیع ہوگی کہ نہیں؟(۹۵ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ بیع ناجائز اور باطل ہے، البتہ اگر معاملہ بیع اس وقت نہ کیا جائے صرف وعدہ کیا جائے، اور بعد لانے کے بیع کی جائے تو درست ہے۔ فقط

مردار کے چمڑے کی خرید وفروخت کرنا اور اس سے جو نفع ہو اس کو مسجد وعیدگاہ میں صرف کرنا

سوال: (۲۰۸) مردار کے چمڑے کی خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس تجارت سے جو نفع ہو اس کو مسجد، عیدگاہ میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟(۱۳۳۳-۳۲/۱۵۵ھ)

الجواب: مردار کے چمڑے کی خرید وفروخت بدون دباغت کے جائز نہیں باطل ہے، پس ایسے روپے کو مسجد اور عیدگاہ میں لگانا درست نہیں ہے، حدیث میں وارد ہے: إن اللّٰه طیب لایقبل إلا الطیب الحدیث(۱) فقط

---

(۱) عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إن اللّٰه طیبٌ لایقبل إلا طیبًا الخ (مشکوة المصابیح، ص:۲۴۱ کتاب البیوع – باب الکسب وطلب الحلال)

بائع عیب چھپاتا ہے اور گاہک اس عیب کو جانتا ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال:(۲۰۹) یہاں پر چمڑے پکائے جاتے ہیں جب پک جاتے ہیں تو ان کو سکھاتے ہیں، اور کسی قدر نمی باقی رکھتے ہیں تاکہ وزن زیادہ ہو، جب کوئی گاہک آتا ہے اس سے ظاہر کیا جاتا ہے یہ سوکھے ہوئے ہیں، گاہک بدرجہ مجبوری خرید لیتے ہیں، عیب کا چھپانا اور ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور گاہک کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ چمڑے گیلے ہیں۔ (۱۳۴۴-۳۲/۸۲۱ھ)

الجواب: بائع کو عیب کا چھپانا حرام ہے۔ قال فی البحر: إن خیار العیب یسقط بالعلم به وقت البیع الخ (۱) وقال صاحب الدرالمختار: لایحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن لأن الغش حرام انتہی (۲) اس صورت میں خیار عیب باقی نہیں رہتا۔ قال الشامی: فإذا رضیه المشتری لاخیار له لأنه قبلَه بکل عیب الخ (۳) اور رضائے عیب کے لیے زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ علم کافی ہے کما قال الشامی: إن الرضا بالعیب لا یلزم أن یکون بالقول الخ (۴)

عیب ظاہر کیے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں

سوال:(۲۱۰) ایک شخص نے ایک جانور خرید ابعد میں معلوم ہوا کہ اس میں مرض ہے، یعنی مرض رتوندا ہے رات کو نظر نہیں آتا دن کو بخوبی اس کو نظر آتا ہے؛ تو اب وہ شخص بلا اس عیب کے ظاہر کیے ہوئے اس کو فروخت کرسکتا ہے یا نہ؟ (۱۳۳۵-۴۴/۱۳۲ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: لایحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن (۵) یعنی عیب کا چھپانا مبیع یا ثمن میں حلال اور جائز نہیں ہے، پس ظاہر کردینا اس عیب مذکور کا خریدار پر ضروری ہے۔ فقط

---

(۱) البحر الرائق ۶/۱۱۱ کتاب البیع ــ فی آخر باب خیار العیب۔
(۲) الدرمع الرد ۷/۱۶۷ کتاب البیوع ــ مطلب فی جملة ما یسقط به الخیار۔
(۳) ردالمحتار ۷/۱۶۱ کتاب البیوع ــ مطلب: باعه علی أنه کوم تراب الخ۔
(۴) الشامی ۷/۱۵۱ کتاب البیوع ــ مطلب فی تخییر المشتری إذا استحق بعض المبیع۔
(۵) الدرالمختار مع الشامی ۷/۱۶۷ کتاب البیوع ــ مطلب فی جملة ما یسقط به الخیار۔

ہر قسم کے عیب سے بری ہونے کی شرط لگانا

سوال: (۲۱۱) علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلے میں کہ زید نے تین کشتی کوئلہ کی جس میں تخمیناً ۷۲۵ من کوئلہ بھرا ہے، اسے عمر کے ہاتھ بیچ ڈالا اور قبل بیچنے کے بائع نے یوں کہہ دیا کہ اس میں جو کچھ عیب ہو میں اس کا ذمے دار نہیں ہوں، سانپ بچھو مٹی وغیرہ بھلا برا مال جو کچھ ہے موجود ہے، دیکھ کر عمر نے خرید لیا، اور سوا سو من کوئلہ اپنے گھر بھیج دیا، اور عذر پیش کیا کہ مال گیلا ہے میں نہیں لوں گا از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۹۱۱ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وصح البیع بشرط البراء ة من کل عیب وإن لم یسم الخ (۱) پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں عذر مشتری کا مسموع نہیں ہے، بیع لازم ہوگئی، اور قیمت اس کی مشتری کے ذمے لازم ہے، باقی اگر بائع رضامند ہے اس کو واپس کرلے تو اس کو اختیار ہے۔

دیکھے بغیر یا نمونہ دیکھ کر مال خریدنے کا حکم

سوال: (۲۱۲)...... (الف) بائع مشتری کو ایک دری نمونے کی دکھلاتا ہے، اور خریدار نرخ ٹھہرا کر جس قدر دریوں کی ضرورت ہوتی ہے آرڈر دیتا ہے، اور نقد سوت وغیرہ جو کچھ ٹھہرا ہے پیشگی دیتا رہتا ہے، آخر میں حساب صاف ہوتا ہے، معاہدے کے بعد بازار کا نرخ کم وبیش ہوجائے تب بھی معاہدہ کرنے والوں کو اس کی پابندی کرنی پڑتی ہے، جائز ہے یا نہیں؟

(ب) بعض خریدار بلا دیکھے اور بلا نرخ ٹھہرائے نقد یا اودھار بذریعہ ریلوے پارسل منگواتے ہیں اس طور پر خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۲۱/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: (الف) اس طریق سے خرید وفروخت کرنا درست ہے اور معاہدے کی پابندی کرنی چاہیے۔

(ب) بلا دیکھے مال خریدنا درست ہے، لیکن اس میں دیکھنے کے بعد اختیار واپس کا مشتری کو شرعاً رہتا ہے، اور نرخ معین ہونا ضروری ہے۔

---

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۷/۱۶۱ کتاب البیوع – مطلب: فی البیع بشرط البراء ة من کل عیب.

عیب دار چیز بیچ دینے کے بعد خریدار نہ نقصان وصول کرسکتا ہے نہ واپس کرسکتا ہے

سوال: (۲۱۳) زید نے ایک چیز بکر سے منگائی، بکر نے اس کی مرضی کے موافق روانہ نہیں کی، زید نے بکر سے واپسی کے واسطے کہا، بکر نے اس کو واپس نہیں لی، زید چوں کہ روپیہ روانہ کرچکا تھا زید نے اس کو نقصان اٹھا کر فروخت کردی کم قیمت پر، اور بکر سے نقصان کا مطالبہ کیا، بکر اب ایک عرصے کے بعد اپنا مال لینے کو رضامند ہے، اب زید اگر اپنا مال فروخت شدہ واپس لے کر یا اسی قسم کا مال خرید کر کے بکر کو واپس کردے تو یہ جائز ہوگا یا نہیں؟ یا زید اپنا نقصان وصول کرے؟ (۱۳۳۷/۱۶۵ھ)

الجواب: زید نے جب کہ اس چیز کو فروخت کردی تو اب وہ بکر سے نہ نقصان کو واپس لے سکتا ہے، اور نہ اس چیز کو واپس کرسکتا ہے کیونکہ اس چیز میں دوسرے مشتری کا حق متعلق ہوگیا، اور درمختار میں ہے کہ عیب معلوم کرنے کے بعد فروخت کرنا مطلقاً واپسی کو مانع ہے فلو بعده فلا رد مطلقًا (۱) وفی ردالمحتار: ثم اعلم أن البیع ونحوه مانع من الرجوع بالنقصان الخ (۲) البتہ اگر بکر خوشی سے اس کو کچھ واپس کردے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

رواج کی وجہ سے سن میں پانی ملا کر فروخت کرنا

سوال: (۲۱۴) ایک شخص ایک آڑھتی کے پاس سن بیچنے کو لے گیا، من بعد (اس کے بعد) یہ رواج ہوگیا کہ سن میں لوگ پانی آمیزش کرکے بیچنے لگے، چنانچہ موافق اس رواج کے اس آڑھتی نے بھی یہ کہا کہ تم بھی پانی ملا کر لاؤ ورنہ تمہارا سن نہیں خریدا جائے گا؛ پس آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۰-۲۹/۴۵۷ھ)

الجواب: اب جب کہ رواج ہوگیا کہ بدون پانی ملانے کے سن نہیں خریدا جاتا تو پانی ملانا اور اس حالت میں فروخت کرنا جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ غرض یہ ہے کہ خریدار کو دھوکہ نہ دیا جانے اسے صاف کہا جائے کہ اس میں پانی ملا ہوا ہے اور اس کا یہ نرخ ہے یا خود خریدار کو بسبب عرف سے یہ معلوم ہو کہ

(۱) الدر المختار مع الرد ۷/۱۶۵ کتاب البیوع ـ مطلب : لا یرجع البائع علی بائعه بنقصان العیب.
(۲) الشامی ۷/۱۶۷ کتاب البیوع ـ مطلبٌ فی أنواع زیادة البیع.

سن پانی ملا ہوا ہے تو پھر اس کو اطلاع کرنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔

عیب کے بقدر قیمت کم کر کے باقی وصول کرنا

سوال: (۲۱۵) میں نے ایک شخص کے ہاتھ ہزار جلدیں ایک کتاب کی فروخت کیں، اور دوسرے شخص کے ہاتھ آٹھ سو جلدیں —— شخص اول نے پہنچنے کے بعد مجھے یہ لکھا کہ دفتری سے جانچ کرانے کے بعد معلوم ہوا کہ ۵۲۰ کتابیں مکمل ہیں باقی نامکمل؛ شخص دوم نے لکھا کہ کل نامکمل ہیں، ان میں اوراق کم ہیں یہ کتابیں میں نے ایک تیسرے شخص سے لی تھیں اس شخص کو اطلاع کی، اس نے کہا کہ میں نے دفتری سے مکمل جانچ کرا کے بھیجی ہیں، مگر میں نے شخص اول اور دوم کے بیان کو صحیح سمجھ کر یہ اقرار کرلیا کہ میں ان کتابوں کو مکمل کردوں گا۔ چنانچہ میں نے ان اوراق کی کاپیاں لکھوا کر شخص دوم کو دے کر یہ کہا کہ میرے یہاں یہ طبع نہیں ہوسکتیں آپ خود چھپوا لیجیے جو صرف ہو میرے روپے میں سے وضع کرلیجیے، انہوں نے منظور کر کے کاپیاں لے لیں۔ کئی ماہ تک کاپیاں ان کے یہاں رکھی رہیں، جب انہوں نے نہ چھاپا، اور شخص اول کا بھی تقاضا ہوا تو میں نے وہ کاپیاں شخص دوم سے لے کر شخص اول کو دیں شخص اول نے اقرار کرلیا کہ میں اس کو چھاپ کر خود اپنی کتابیں بھی مکمل کرلوں گا، اور شخص دوم کو بھی چھاپ کر دیدوں گا۔ وہاں بھی یہ کاپیاں کچھ پتھروں پر جمی پڑی تھیں اور کچھ بغیر جمی کہ شخص دوم کے یہاں آگ لگی اور وہ کتابیں بھی جل گئیں۔ شخص اول نے ثمن جملہ بارہ سو روپیہ کے ہزار روپیہ دو بار کر کے دیدیے اور دو سو رکھ چھوڑے کہ اوراق کی تکمیل کے بعد اس کی چھپائی کاغذ وغیرہ میں جو صرف ہوگا وضع کر کے باقی دیدوں گا۔ شخص دوم نے ایک حبہ نہیں دیا اگرچہ اقرار یہ تھا کہ ۲۰۰ روپے ماہوار کے حساب سے باقساط ادا کردوں گا آیا ایسی صورت میں شخص دوم پر ان کتابوں کی قیمت واجب الاداء ہے یا نہیں اور مجھے ان سے لینے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۴۱۴ھ)

الجواب: ان کتابوں کی قیمت شخص دوم پر واجب الادا ہے، اور بقدر کمی اوراق قیمت میں کمی کردی جائے باقی وصول کرلی جائے۔

ریل سے روانہ کیا ہوا مال خریدار کے پاس کم پہنچا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۱۶) زید دکاندار ہے اسباب تجارتی فرمائش آنے پر عمر کو بیرون شہر بذریعہ ریل یا

ڈاک روانہ کرتا ہے، اور زید نے اعلان عام کر رکھا ہے کہ راستے کے نقصان کا زید ذمے دار نہیں ہے، عمر کو اس کا علم ہے کہ اگر نقصان راستے میں ہوگا تو مجھے برداشت کرنا پڑے گا، زید نے اپنے ملازمین سے جانچ شمار کے بعد بند کرا کر مال بذریعہ ریل روانہ کر دیا، اور روپیہ بذریعہ ویلیو وصول کر لیا، اور یہ روانگی مال بسا اوقات دکاندار مال بھیجنے والا اپنے ہی نام مال روانہ کرتا ہے، اور ریلوے کو گویا ہدایت یہ ہے کہ جب تک مشتری روپیہ نہ دیوے مال وصول نہ کر سکے، چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے مشتری اگر روپیہ دیتا ہے تو مال وصول کرتا ہے ورنہ وہ مال واپس آجاتا ہے، اب آگے متعدد صورتیں موجب نزاع پیش آتی ہیں:

(الف) بعض دفعہ مال راستے میں گم ہو کر مشتری کے پاس کم پہنچتا ہے، مگر مشتری کی عقلمندی سے قبل وصول کرنے کے ریلوے ملازمین سے وزن کرایا جاتا ہے، اور بلٹی (BILLETI) کے وزن سے کم ہونے پر شمار کرانے پر کمی کا اندراج باقاعدہ کرالیا جاتا ہے، اس صورت میں ریلوے ذمہ دار ہے، لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ مشتری ریلوے سے اس نقصان کو طلب کرے یا بائع سے؟

(ب) مذکورہ بالا صورت میں نقصان راستے میں ہوا مگر مشتری کی بے وقوفی، کاہلی و لاپرواہی سے مال ریلوے سے وصول کرنے کے وقت نہ وزن کرایا گیا، اور نہ ان کے سامنے شمار کر کے اندراج کرایا گیا، بلکہ اپنی دکان یا مکان پر لا کر شمار کیا تو معلوم ہوا کہ اس قدر مال کم ہے: ایسی صورت میں ریلوے بالکل بری ہے تو یہ نقصان کس کے ذمے ہے؟

(ج) بعض دفعہ ایسا ثابت ہوا ہے کہ مال پوری تعداد میں صحیح سلامت پہنچ گیا ہے، مگر بد دیانتی سے کم پہنچنا بتلا کر بائع سے اس کی قیمت طلب کی گئی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۲۰۰۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید کے اس اعلان کا کہ وہ راستے کے نقصان کا ذمے دار نہیں ہے یہ حاصل ہے کہ وہ اپنے مال کو اسی جگہ جس جگہ وہ ہے قطعاً فروخت کرتا ہے، جس کو خریدنا ہو اسی جگہ خریدے، اور راستے کے نقصان کا مشتری خود ذمے دار ہے، پس بعد اس اعلان کے، عمر کے قیمت روانہ کر دینے اور مال مطلوب طلب کرنے سے، بعد پہنچنے ثمن کے بائع کے پاس تعاطیاً بیع ہوگئی؛ کیوں کہ بطور تعاطی کے ایک طرف سے بھی بیع ہو جاتی ہے، درمختار میں ہے: **وأما الفعل فالتعاطي وهو التناول الخ ولو التعاطي من أحد الجانبين على الأصح فتح: وبه يفتى فيض الخ قال الشامي: قوله ولو التعاطي من أحد الجانبين، صورته أن يتفقا على الثمن ثم يأخذ المشتري المتاع، ويذهب برضا صاحبه من**

غیر دفع الثمن، أویدفع المشتری الثمن للبائع ثم یذهب من غیر تسلیم المبیع، فإن البیع لازم علی الصحیح، حتی لو امتنع أحدهما بعده أجبره القاضی (۱) اس روایت کی دوسری مثال صورت مسئولہ کے مطابق ہے کہ مشتری نے قیمت طے شدہ کے موافق ثمن کو روانہ کردیا، اور یہ اجازت دیدی کہ اس مال کو بذریعہ ریل روانہ کردیا جائے؛ پس جب کہ بعد قبض ثمن وتعیین مبیع بیع تام ہوگئی تو اب ذمے دار نقصان کا مشتری ہے: کیونکہ بائع نے موافق مشتری کے امر کے مال حوالہ ملازمان ریلوے کر دیا ہے، پس جب یہ امر محقق ہوا اس کے بعد نمبر ہائے سوال کا جواب یہ ہے۔

(الف) اس نقصان کو مشتری ریلوے سے طلب کرے گا بائع سے کچھ حق مطالبہ کا باقی نہیں رہا۔

(ب) یہ نقصان مشتری کا ہے۔

(ج) اوپر محقق ہو چکا کہ بائع سے اس کو کچھ حق مطالبہ کا باقی نہیں رہا، جب کہ اس نے موافق طلب مشتری کے مال مطلوب پورا پورا حوالہ ریلوے کے کردیا۔

ریل سے روانہ کیا ہوا مال اگر خریدار کو نہ ملے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۱۷) زید نے محمود کو ایک مال لکھوایا اور کہا: یہ مال دو، محمود نے یہ بات کہی کہ مال آنے پر مال بھیجوں گا، کچھ عرصے کے بعد محمود نے ایک بلٹی (BILLETI) اور بیجک (مال کی فہرست) روانہ کیا، جب بلٹی لے کر ریل پر گئے تو مال نہیں ملا، ریلوے نے جواب دیا کہ اس مال کا بیمہ نہیں تھا، کیونکہ اس مال کی قیمت سو روپے سے زیادہ بتاتے ہو سو روپے سے کم ہوتا تو قیمت مل جاتی اب اس مال کا ذمے دار کون ہے؟ (۱۵۱/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: جب کہ زید کو مال مطلوب وصول نہیں ہوا تو قیمت اس مال کی اس کے ذمے لازم نہیں ہے۔ (۲) فقط

---

(۱) الدر المختار و ردالمحتار ۷/ ۲۰ کتاب البیوع – قبیل مطلب: البیع بالتعاطی.

(۲) وإن هلك بفعل أجنبی فالمشتری بالخیار إن شاء فسخ البیع فیضمن الجانی للبائع ذلك وإن شاء أمضاه ودفع الثمن واتبع الجانی (ردالمحتار ۷/ ۲۴ کتاب البیوع – قبیل مطلب فی حبس المبیع لقبض الثمن الخ)

سوال: (۲۱۸) زید وعمر کے سابق سے تجارتی تعلقات ہیں، زید نے عمر سے مال طلب کیا، عمر نے مال روانہ کردیا بلٹی بھی بھیج دی، لیکن زید کو بلٹی نہیں ملی، اور نہ بلٹی آنے کی اطلاع ہوئی: کچھ عرصے کے بعد تقاضا ہوا تو معلوم ہوا کہ مال روانہ کردیا گیا ہے، ڈاک خانہ اور ریلوے سے تحقیقات کی گئیں انہوں نے قانونی جواب دہی سے اپنا پیچھا چھڑایا عمر کو اطلاع دی گئی کہ تم خود آکر اس کی چارہ جوئی کرو، مگر ان کی سعی بھی بے کار رہی، اس صورت میں زید مشتری مال کی قیمت کا ذمہ دار ہے یا نہیں؟ حالاں کہ تاجرانہ عرف کے مطابق جو اس وقت مروج ہو رہا ہے مشتری کی ذمہ داری اس وقت ہوتی ہے جب کہ بلٹی اس کو پہنچ جائے، اور بلٹی پہنچانا بائع کے ذمے ضروری سمجھا جاتا ہے، عمر بائع یہ کہتا ہے کہ میرے ذمے بلٹی کا روانہ کردینا ہے، بعد روانہ کردینے کے میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگیا، اور زرِ ثمن بذمہ مشتری لازم ہوگیا، زید مشتری یہ عذر کرتا ہے کہ جب بلٹی مجھ کو نہیں ملی اور نہ مال روانہ کرنے کی مجھے اطلاع ملی، بالا ہی بالا کسی نے سرقہ کرلیا تو مجھ پر کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہیں ہوسکتی اس بارے میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟ (۱۳۴۴/۳۹۰ھ)

الجواب: مبیع جب کہ قبل القبض ہلاک ہوجاتی ہے تو مشتری اس کے ثمن کا ذمے دار نہیں ہوتا؛ لہٰذا صورت مسئولہ میں جب کہ مال مشتری تک نہیں پہنچا تو وہ بائع ہی کا ہلاک ہوا مشتری کے ذمہ اس کا ثمن واجب نہیں، بائع کو چاہیے کہ ریلوے سے مطالبہ کرے خصوصاً جب کہ بلٹی ہی مشتری تک نہیں پہنچی، اور عرف تجارت میں بھی یہی ہے کہ جب تک مال کی بلٹی مشتری تک نہ پہنچے تو وہ ثمن کا ذمہ دار نہیں۔ شامی میں ہے: وإن هلك بفعل أجنبي فالمشتري بالخيار إن شاء فسخ البيع فيضمن الجاني للبائع ذلك وإن شاء أمضاه ودفع الثمن واتبع الجاني (۱) فقط

کپڑے کے تھان دکھانے کے لیے گھر لے گیا اور وہ چوری ہوگئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۱۹) ایک شخص بزاز کے یہاں سے تھان کپڑوں کے اپنے گھر دکھانے لے گیا، اور اگلے دن آکر کہا کہ وہ چوری ہوگئے تو کیا وہ تھانوں کی قیمت کا ضامن ہوگا؟ (۱۳۴۵-۴۴/۲۶۰ھ)

---

(۱) ردالمحتار ۷/۲۷ کتاب البیوع ـ قبیل مطلب فی حبس المبیع لقبض الثمن الخ.

الجواب: مبیع کو دکھلانے کے لیے لے جانے میں بلا طے کرنے قیمت کے، لے جانے والا ضامن نہیں ہوتا کما فی الدر المختار: أما علی سوم النظر (۱) فغیر مضمون مطلقاً (۲) فقط

ملازم کی غلطی سے مال دوسری جگہ چلا گیا تو نقصان کا ضامن کون ہوگا؟

سوال: (۲۲۰) مولوی محمد احمد نے کچھ مال ممبئی میں خرید کر فرمایا کہ یہ مال منو جنکشن روانہ کرنا، ہمارے ملازم کی غلطی سے وہ مال اور جگہ چلا گیا، یعنی مہو چلا گیا، مہو والے کی غلطی سے وہ مال مہو سے موگرہ چلا گیا موگرہ والے نے منو جنکشن روانہ کیا، ممبئی سے منو جنکشن کا کرایہ تین روپے دو آنے تھا، مگر ہماری اور مہو والے کی غلطی سے بجائے تین روپے دو آنے کے گیارہ روپے چار آنے محصول دینا پڑا؛ اب آیا یہ نقصان کل ہمارے ذمے ہے یا مہو والا بھی اس میں شریک ہے۔ (۱۳۶۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ظاہر ہے کہ وہ نقصان دونوں کے ذمے ہے جس قدر جس کی وجہ سے نقصان ہوا وہ اس کا ضامن ہے کیونکہ وکیل واجیر اگر مخالفت کریں تو وہ ضامن ہوتے ہیں، اور عرفاً جو امور ثابت ہیں وہ بہ منزلہ شروط کے ہیں؛ پس خلاف شرط متعارف کرنے سے مخالفت کرنے والا ضامن ہوتا ہے، لیکن اگر مہو والے کی غلطی بہ سبب آپ کے ملازم کی غلطی کے ہوئی ہے تو وہ بھی آپ کی طرف عائد ہوگی۔ فقط

خریدار نے جانور کو آوارہ چھوڑ دیا اور وہ ضائع ہوگیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۲۱) زید نے عمر سے ایک گاؤمیش (بھینس) خریدی بوقت بیع گاؤمیش موجود نہ تھی عمر گاؤمیش کو زید کے گھر باندھ گیا، زوجہ زید نے دیکھ کر کہا کہ ہم گاؤمیش نہیں لیتے، اور گاؤمیش عمر کے

(۱) مقبوض علی سوم النظر یہ ہے کہ خریدار بائع سے کہے کہ یہ چیز مجھے دو، تاکہ میں اس میں سوچ وچار کروں یا غیر کو دکھلاؤں۔ تو شئے مقبوض خریدار کے پاس امانت ہوگی اور یہ بیع نہیں۔ پس اگر وہ ہلاک ہوجائے تو قابض ضامن نہیں ہوگا۔ اور مقبوض علی سوم الشراء یہ ہے کہ خریدار خریدنے کی غرض سے بائع سے کہے کہ یہ چیز مجھے دو، اگر میں راضی ہوگیا تو اس کو اتنے پر لوں گا تو یہ بیع ہے۔ پس اگر وہ ہلاک ہوجائے تو قابض ضامن ہوگا۔

(۲) الدر المختار مع الرد ۷/۸۷ کتاب البیوع ـ مطلبٌ: المقبوض علی سوم النظر.

گھر پہنچادی، عمر نے واپس کرنے سے انکار کردیا، جب زید کو معلوم ہوا تو زید نے کہا کہ تین چار ماہ ہوئے میں نے اس گاؤ کو دیکھا تھا، اب لاغر ہے، بالآخر جب عمر نے واپس نہ کیا تو زید نے گاؤمیش کو عمر کی عدم موجودگی میں آوارہ چھوڑ دی، دو چار روز کے بعد گم ہوگئی تو یہ گاؤمیش عمر کی ضائع ہوئی یا زید کی؟ (۱۸۸۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ گاؤمیش زید کی ضائع ہوئی، زید کے ذمے قیمت کا ادا کرنا لازم ہے۔(۱) فقط

ڈاک کے ذریعہ بھیجی ہوئی کتابیں ضائع ہوجائیں تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۲۲) تاجران کتب، خریداروں کی فرمائش پر ڈاک کے ذریعے سے ویلو (VALUE) بھیجتے ہیں، اگر کتب ضائع ہوجائیں تو خریدار کے ذمے تاوان یعنی قیمت کتب بائع کو دینا واجب ولازم ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوگا تو کس قاعدے سے؟ (۲۵۵/۳۴-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ظاہر یہ ہے کہ اہل ڈاک وریلوے اس صورت میں وکلاء بائعین کے ہوتے ہیں۔ پس جب تک مشتری کے پاس مبیع نہ پہنچے گی اس کے ذمے قیمت لازم نہ ہوگی۔ فقط

سرکاری خیانت کرنے والے کے مال کی نیلامی اور اس کو خریدنے کا حکم

سوال: (۲۲۳) میں نے دو پتھر کی کونڈیاں نیلام سے خریدیں، بعد کو معلوم ہوا کہ وہ نیلام ایک غیر مسلم کے مال کا سرکاری خیانت کے مقدمے میں سرکاری جرمانہ کے مطالبہ میں ہوا تھا، تردد یہ ہوا کہ شرعاً جرمانہ جائز نہیں۔ اب ان کونڈوں کو مجھے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں یا فروخت کردوں؟ (۱۲۷۸/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) کیونکہ بیع قطعی ہوگئی ہے اور مبیع پر مشتری کا قبضہ بھی ہو چکا ہے، اور بھینس کو مشتری ہی نے آوارہ چھوڑا ہے، پس نقصان کا وہی ذمہ دار ہے۔ وإن هلك بفعل المشتري؛ فعليه ثمنه (الشامي ۷/۲۷ كتاب البيوع ـ قُبيل مطلب في حبس المبيع لقبض الثمن الخ)

الجواب: کسی کے مال میں تعدی اور خیانت کرنے سے ضمان لازم آتا ہے یہ جرمانہ نہیں ہے، پس صورت مسئولہ میں ان کونڈیوں کا مالک مشتری ہوگیا اس کو اختیار ہے خواہ خود استعمال کرے یا فروخت کرے۔ فقط

گاہک کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ گئی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۲۴) زید چشمے فروش سے مختلف قسم کے چشمے دیکھ رہا تھا اور لینا اس کو منظور نہ تھا اتفاقاً ایک کمانی اس کے ہاتھ سے بلاقصد ٹوٹ گئی اس صورت میں زید پر شرعاً ضمان عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

(۸۷۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: قال فی الدر المختار: أما علی سوم النظر فغیر مضمون مطلقًا الخ. قوله أما علی سوم النظر بأن یقول هاته حتی أنظر إلیه أوحتی أریه غیری ولا یقول فإن رضیته أخذته وقوله مطلقًا أی سواء ذکر الثمن أولا الخ ولا یخفی أن عدم ضمانه إذا هلك أما لو استهلکه القابض فإنه یضمن قیمته الخ(۱) (ردالمحتار للشامی ۵۱/۴) اس عبارت سے واضح ہے کہ اس صورت میں ضمان لازم نہیں ہے۔ فقط

احتکار (ذخیرہ اندوزی) کی تعریف اور حکم

سوال: (۲۲۵) زید تجارت غلہ کرتا ہے: یعنی موسم میں غلہ کو اس قدر خرید کرتا ہے کہ تمام ضرورت خانگی خورش (طعام، کھانا) غلہ کی اس میں سے کرتا رہتا ہے، اور بعد آٹھ یا سات ماہ اس کو فروخت کردیتا ہے، اور بقدر ضرورت رکھ لیتا ہے، گویا منافع مال میں اپنا خرچ نکالتا ہے، اور اصل رقم غلہ فروخت کرکے پوری کرلیتا ہے، غرض اس تجارت سے یہی ہے کہ اصل رقم میری قائم رہے، اور منافع سے سال بھر تک میں غلہ کھاتا رہوں یہ صورت جائز ہے یا اس میں احتکار لازم آتا ہے؟ اور اس رقم منافعہ کو کیا کرے؟

(۱۲۰۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: درمختار میں ہے کہ احتکار وہ ممنوع ہے جو اہل شہر یا اہل قریہ کو مضرت رساں ہو، اور شامی

---

(۱) الدر والشامی ۸۷/۷ کتاب البیوع ۔ مطلبٌ: المقبوض علٰی سوم النظر۔

میں احتکار کی تعریف یہ کی ہے ''غلہ کا روکنا بہ انتظار گرانی'' عبارت اس کی یہ ہے: **وشرعاً اشتراء طعام ونحوه وحبسه إلى الغلاء الخ** (۱) پس کھانے کی نیت سے خریدنا تو احتکار ممنوع نہیں ہے، لیکن یہ نیت رکھنا کہ بوقت گرانی زائد غلہ کو فروخت کردیا جائے گا اچھا نہیں ہے، اور شبہ احتکار اس میں ضرور ہے، لہٰذا اس سے بھی احتیاط کرنی چاہیے اور اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۲۲۶) اگر کوئی شخص کسی شہر یا قصبہ یا دیہات میں جہاں کوئی قلت یا دقت اجناس کی نہ ہو، بغرض تجارت ہزار دو ہزار کا کوئی غلہ اس نیت سے خرید کر رکھ لیوے کہ جس زمانہ میں اس کا نرخ کچھ گراں ہو تب یہ غلہ عام طور پر بازاروں میں فروخت کیا جائے، ایسی تجارت کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟

(۱۲۷۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: غلہ وغیرہ کو روکنا بہ انتظار گرانی احتکار ہے، اور احتکار شرعاً مکروہ تحریمی ہے؛ یعنی قریب بہ حرام ہے، لیکن احتکار مکروہ وحرام وہ ہے جس سے اہل شہر کو مضرت ہو اور جب کہ اہل شہر کو کچھ مضرت اور نقصان نہ ہو تو حرام اور مکروہ تحریمی نہیں ہے، تاہم اچھا نہیں ہے، درمختار میں ہے: **وكره احتكار قوت البشر الخ في بلد يضر بأهله لحديث "الجالب مرزوق والمحتكر ملعون"** (۲) **فإن لم يضر لم يكره** (۳) فقط

سوال: (۲۲۷) احتکار طعام واجناس خوردنی کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۲۴۰ھ)

الجواب: احتکار طعام واجناس خوردنی اُس وقت ممنوع ومکروہ ہے کہ اس احتکار سے لوگوں کو ضرر ہو، اگر اس کے روکنے سے کچھ کمی غلہ اور نقصان اہل بلد کو نہ ہو، اور بکثرت غلہ بازاروں میں ملتا ہو تو مکروہ تحریمی نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: **وكره احتكار قوت البشر ...... والبهائم ...... في بلد يضر بأهله لحديث " الجالب مرزوق والمحتكر ملعون" فإن لم يضر لم يكره الخ** (۴)

(۱) ردالمحتار ۹/۴۸۶ كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع.

(۲) عن عمر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الجالب مرزوق والمحتكر ملعون رواه ابن ماجة والدارمي (مشكوة المصابيح: ۲۵۰-۲۵۱ كتاب البيوع، باب الاحتكار)

(۳) الدر مع الرد ۹/۴۸۶-۴۸۷ كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع.

(۴) الدرالمختار مع الشامي ۹/۴۸۶-۴۸۷ كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع.

لیکن بہتر یہی ہے کہ احتکار سے مطلقاً احتراز کرے۔

سوال: (۲۲۸) ایک شخص نے ایک ہزار روپے کا اناج خریدا، اس غرض سے کہ جس وقت فی روپیہ سیر دوسیر اناج کم ہوگا اس وقت فروخت کروں گا، اس کی نیت قحط سالی یا گرانی غلہ کی نہیں ہے کیونکہ ہر چیز اپنی فصل پر زائد بکتی ہے، وہ شخص صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے لوگ اس پر طعن کرتے ہیں کہ غلہ جمع کرنا حرام ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۷۹۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درمختار میں ہے کہ اگر روکنا غلہ کا اہل شہر کو نقصان پہنچائے مثلاً نہ ملے یا کم ملے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں، پس ظاہر ہے کہ جو صورت سوال میں مذکور ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اور اس میں اہل شہر کو اس کے روکنے کی وجہ سے کچھ نقصان نہیں ہے، لہٰذا درست ہے، وکرہ احتکار قوت البشر...... والبهائم...... في بلد يضر بأهله الخ فإن لم يضر لم يكره الخ (۱) (درمختار)

بوقت گرانی فروخت کرنے کی غرض سے غلہ خرید کر روکے رکھنا

سوال: (۲۲۹) عام رواج ہے کہ وقت ارزانی غلہ کے، فصل میں جنس غلہ یا بھوسہ وغیرہ خرید کر اس خیال سے رکھتے ہیں کہ بوقت گرانی فروخت کی جائے گی درست ہے یا نہ؟ (۱۲۲۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ روکنا غلے کا اس طرح کہ اہل شہر کو مضرت ہو حرام اور مکروہ ہے کذا فی الدر المختار. اور حدیث شریف میں ہے: الجالب مرزوق والمحتكر ملعون (۲) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے غلہ کے روکنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ پس اس انتظار سے روکنا غلے کا کہ گرانی کے وقت فروخت کیا جائے ممنوع ہے، پس کھاتیوں (زمین میں کنواں نما بنائے گئے گداموں) کا بھرنا اور غلہ کا روکنا بانتظار گرانی جیسا کہ عامۃً مروج ہے جب کہ یہ روکنا اہل شہر کو مضر ہو ممنوع اور حرام ہے، اس سے بچنا چاہیے، اور ایسی تجارت سے مسلمانوں کو احتراز لازم ہے۔

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) عن عمر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الجالب مرزوق والمحتكر ملعون. رواه ابن ماجة والدارمي (مشكوة: ۲۵۰-۲۵۱ كتاب البيوع ـ باب الاحتكار)

بہ غرض تجارت غلہ خرید کر رکھنا درست ہے یا نہیں؟

سوال:(۲۳۰) باوجود ریل پیل (کثرت) کے بغرض تجارت غلہ خرید کر رکھنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۲۶۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: غلے کا خرید کر رکھ لینا مکروہ ہے اور ممنوع ہے، ریل پیل کے ہونے یا نہ ہونے سے اس میں کچھ فرق نہیں پڑتا، البتہ مضرت اہل بلد و عدم مضرت اہل بلد کو ممانعت و عدم ممانعت میں دخل ہے۔ احوط بہرحال عدم احتکار ہے: لحدیث "**الجالب مرزوق والمحتکر ملعون**" الخ (۱) (درمختار) اور باقی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

تل، گڑ، کپاس، سرسوں وغیرہ کو روکنا احتکار ہے یا نہیں؟

سوال:(۲۳۱) غلہ خرید کر فصل سے دو ماہ بعد فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور تل، گڑ، کپاس، سرسوں وغیرہ بھی غلے کی تجارت کے حکم میں آجاتے ہیں یا نہیں؟ (۸۱۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: کتب فقہ میں اس کے متعلق یہ تفصیل کی ہے کہ اگر غلہ کا روکنا اہل شہر کے حق میں مضر ہو تو مکروہ ہے، اور اگر غلہ کے روکنے سے اور دو ماہ بعد فروخت کرنے سے اہل شہر کو کچھ مضرت نہ ہو جیسا کہ عموماً اس زمانے میں ہے تو روکنا غلہ کا مکروہ نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: **فإن لم يضر لم يكره** الخ (۲) اور تل، گڑ، کپاس، سرسوں وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے (کیونکہ یہ بھی قوت انسان ہیں) فقط

چوپایوں کی خوراک روکنا احتکار ہے یا نہیں؟

سوال:(۲۳۲) گرانی کی نیت سے چوپایوں کی خوراک روکنا احتکار ہے یا نہیں؟ (۲۰۱۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: احتکار جیسا کہ قوت انسان میں ہوتا ہے قوت بہائم میں بھی ہوتا ہے؛ درمختار میں ہے: **وكره احتكار قوت البشر ...... والبهائم الخ في بلد يضر بأهله الخ** (۲)

---

(۱) عن عمر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الجالب مرزوق والمحتكر ملعون رواه ابن ماجة والدارمي (مشكوة: ۲۵۰-۲۵۱ كتاب البيوع – باب الاحتكار)

(۲) الدر مع الرد ۹/۴۸۶-۴۸۷ كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع.

غلے کو روکنے سے قیمت میں کچھ فرق نہ ہوتا ہو تو روکنا درست ہے

سوال: (۲۳۳) اگر کسی شخص نے غلہ روزگار کرنے کے لیے فصل پر خرید کر جمع رکھا، اور بعد میں فروخت کیا، شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۰/۲۷۰-۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر اس کا غلہ روکنا اہل شہر کو مضر ہے، اور لوگوں کو تنگی پیش آتی ہے تو یہ فعل مکروہ ہے، اور اگر اس کے روکنے سے اہل شہر کو کچھ نقصان نہیں ہے، غلہ بازار میں بہت ملتا ہے، اور اس کے روکنے نہ روکنے سے نرخ میں کچھ فرق نہیں ہوتا جیسا کہ آج کل عموماً یہی حال ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں، درست ہے (۱)

سستا غلہ خریدا اور اتفاقاً گراں ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۳۴) ایک تاجر نے غلہ ایسے وقت خریدا کہ دنیا میں عام طور سے ملتا تھا، اور قحط نہیں تھا، مگر عادت ہے کہ تاجر غلہ خرید کر گرانی کا انتظار کرتے ہیں، اب ایسا وقت آ گیا کہ غلہ ختم ہو گیا، اور تجار نے گرانی کے ساتھ بیچنا شروع کیا؛ یہ احتکار ہے یا نہیں؟ (۲۸۷۹/۲۸۷۹-۱۳۴۴ھ)

الجواب: یہ بعینہ احتکار ہے: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من احتکر فھو خاطئٌ رواہ مسلم (۲) وقال الطیبی: الاحتکار المحرم ھو الاحتکار فی الأقوات خاصۃ وھو أن یشتری الطعام فی وقت الغلاء للتجارۃ ولا یبیعہ فی الحال بل یدّخرہ لیغلو ثمنہ (۳) البتہ اگر ارزانی کے وقت خرید کر لیا، مگر اس نیت سے موجود نہ رکھا کہ غلہ گراں ہو جانے پر فروخت کرے بلکہ اتفاقاً ایسا ہوا کہ گرانی بھی ہو گئی تو یہ صورت احتکار کی نہیں ہے۔

محتکر کے یہاں کھانے سے امام کو احتیاط کرنی چاہیے

سوال: (۲۳۵) بیاج کا لین دین کرنا اور غلہ خرید کر رکھنا کہ آئندہ گراں فروخت کر کے نفع زیادہ

---

(۱) الدر مع الرد ۹/۴۸۶-۴۸۷ کتاب الحظر والإباحۃ – فصل فی البیع.

(۲) کان سعید بن المسیّب یحدث أن معمرًا قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من احتکر فھو خاطئ – الحدیث (الصحیح لمسلم ۲/۳۱ کتاب البیوع، باب تحریم الاحتکار في الأقوات)

(۳) شرح المسلم للنووی ۲/۳۱ کتاب البیوع – باب تحریم الاحتکار فی الأقوات.

حاصل کریں جائز ہے یا نہیں؟ ایسے لوگوں کے یہاں اگر امام مسجد کھانا کھائے تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۲۲ھ)

الجواب: سود لینا کسی سے جائز نہیں ہے، اور غلہ جمع رکھنا بہ خیال گرانی کے مکروہ ہے، اور امام مذکور کو ایسے کھانے سے احتیاط کرنی چاہیے، اور نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے۔

نیلام کا مال خریدنا شرعاً درست ہے

سوال: (۲۳۶) نیلام کا مال خصوصاً ان لوگوں کا سامان جو لڑائی میں مارے گئے ہیں خریدنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۱۴۷۲ھ)

الجواب: اس مال نیلام شدہ کا خریدنا درست ہے۔

بیع نیلام اور کاغذ میں پوشیدہ چیز کی بیع کا حکم

سوال: (۲۳۷)..... (الف) زید کوئی چیز نیلام کر رہا ہے بڑھتے بڑھتے ایک شخص کے نام بولی ختم ہوگئی، اس قسم کی بیع جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اکثر دکانداروں کی یہ کیفیت ہے کہ سو دو سو کاغذ کی ڈبیہ بنا کر کسی میں پنسل کسی میں قلم کسی میں انگوٹھی کسی میں پچکاری وغیرہ اشیاء رکھ دیتے ہیں، اور بند کر دیتے ہیں، اور فروخت کرتے ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۱۵۳ھ)

الجواب: (الف) اس طرح بطریق نیلام بیع جائز ہے اور صحیح ہے۔

(ب) اس طرح بھی بیع ہو جاتی ہے، مگر خریدنے والے کو بعد دیکھنے اس چیز کے اختیار رہتا ہے کہ خواہ اس کو رکھے یا واپس کر دے۔ فقط

سرکاری مویشی خانے سے جو جانور نیلام کیے جاتے ہیں ان کو خریدنے کا حکم

سوال: (۲۳۸) سرکاری مویشی خانے سے جو جانور بعد اختتام میعاد نیلام کیے جاتے ہیں ان کا

خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۱۴/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: فتویٰ اسی پر دیا جاتا ہے کہ سرکاری مویشی خانے سے جو جانور نیلام حسب قاعدہ سرکاری بعد میعاد معینہ کے ہو اس کا خریدنا جائز ہے (کیونکہ سرکار استیلاء سے ان جانوروں کی مالک ہو جاتی ہے)

سوال: (۲۳۹) مویشی خانے میں جو مویشی بند رہتے ہیں، اور ایک میعاد مقررہ پندرہ یوم کے بعد، بعد منادی کے نیلام ہو جاتے ہیں، مگر اس مال کا مالک اصلی نیلام کے وقت تک نہیں پہنچا اور وہ مویشی نیلام ہوا، اگر اس مویشی کو ہم نیلام میں بولی بول کر خرید لیویں تو وہ ہمارے لیے شرعاً جائز ہوگا؟

(۲۵۷۴/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: خریدنا اس مویشی کا درست ہے، اور خریدنے والا مالک اس کا ہو جاتا ہے، پھر اگر مالک بھی معلوم ہو جائے تو وہ بیع نہ ٹوٹے گی؛ البتہ سرکار میں جو قیمت رکھی ہے وہ اس مالک کو دی جائے گی۔

کانجی ہاؤس سے جانور خریدنا اور اس کی قربانی کرنا

سوال: (۲۴۰) جو مویشی کانجی ہاؤس میں ہوتے ہیں ان کا کوئی مالک نہ ہونے سے اگر سرکار ان کو نیلام کرے تو مسلمانوں کو ان کا خریدنا اور ذبح کر کے کھانا اور قربانی کرنا درست ہے یا نہیں؟ تین ماہ تک مالک کا انتظار کر کے وہ قیمت خزانہ میں داخل کر دی جاتی ہے، اور ایک چوتھائی نمبردار کو دیا جاتا ہے، نمبردار کو اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر بعد تین ماہ کے مالک آیا تو سرکار نہ قیمت دیتی ہے نہ مویشی کی ذمہ دار ہے؛ تو اب اس کے مالک کا اس قیمت میں شرعاً حق ہے یا نہیں؟ (۱۳۲۵/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسلمان کو اس کا خریدنا اور ذبح کر کے کھانا یا قربانی کرنا درست ہے، اور اس کی قیمت کا چوتھائی جو سرکار زمین دار کو دیتی ہے اس کا لینا بھی زمین دار کے حق میں جائز ہے، اور مالک کے آجانے کے بعد اس کو وہ قیمت ملنی چاہیے، لیکن اگر سرکار سے نہ ملے تو مشتری سے اس کا مطالبہ نہیں ہو سکتا، البتہ احتیاط اس میں ہے کہ مشتری اس کو راضی کرے یا مکرر قیمت دیوے۔ فقط

سوال: (۲۴۱)..... (الف) مویشی خانہ میں لاوارثی گائے بیل بکری وغیرہ داخل کیے جاتے ہیں، اور وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ یوم مویشی خانہ میں اس وجہ سے رہتے ہیں کہ جب مالک مویشی آئے گا اس وقت جرمانہ اور خوراک وصول کر کے چھوڑ دیا جائے گا، اور جب میعاد مقررہ تک مالک رأس نہیں

آیا تو اس جانور کو حاکم نیلام کردیتا ہے، ایسی بیع جائز ہے یا نہیں؟ اور اس قسم کے گائے بیل وغیرہ نیلام میں سے خرید کر قربانی کرنا اس جانور کا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اگر ایسے جانور کو دوسرا شخص خریدے خواہ ہندو یا مسلمان پھر اس سے دوسرا شخص خرید کر قربانی کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ زید، عمر کہتے ہیں کہ ایسے جانور کی قربانی ناجائز ہے، بکر کہتا ہے کہ یہ جانور حکم لقطہ میں ہے، لہٰذا ایسے جانور کی قربانی بھی جائز ہے؟ (۲۵۴۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف، ب) بیع مذکور درست ہے اور دونوں صورتوں میں قربانی درست ہے۔ یہ صحیح ہے کہ وہ جانور حکم لقطہ میں ہے اور بیع اس کی صحیح ہے اور قربانی جائز ہے۔ کذافی الدر المختار (۱) فقط

سوال: (۲۴۲) آپ نے کانجی ہاؤس سے جانور خرید کر قربانی کرنے کو جائز تحریر فرمایا تھا، اور مولانا کفایت اللہ صاحب نے ناجائز لکھا ہے کہ یہ قبضہ بحیثیت حربی ہونے کے نہیں ہوتا، بلکہ بموجب قاعدہ مقرر کردہ کے ہوتا ہے۔ اب اس مسئلے میں جناب کی کیا رائے ہے؟ (۵۵۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: کانجی ہاؤس میں ایسے جانور لاپتا بھی ہوتے ہیں جن کے مالکوں کا پتہ نہیں، پس ان میں تو لامحالہ حاکموں کی بیع کو بلا شبہ جائز کہا جائے گا جیسا کہ لقطہ وغیرہ کا حکم ہے، پس خریداروں کو اس کی تکلیف دینا کہ کونسا جانور لاپتا ہے اور کونسا نہیں باعث حرج ہے، الغرض نظائر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیع کو جائز کہا جائے اور مشتری مالک ہوجائے (۱)

ایک ہی کتاب کے مختلف ایڈیشنوں کا باہم اُدھار تبادلہ کرنا

سوال: (۲۴۳) مبادلہ کتب میں ایک جانب مصری چھاپہ کی کتاب ہو، دوسری جانب وہی کتاب ہندوستانی مطبع کی مطبوعہ ہو، اور دونوں میں باہم صفائی کاغذ خط وغیرہ میں تفاوت ہو، یا دونوں

(۱) عرّف أی نادی علیہا حیث وجدہا ..... إلی أن علم أن صاحبہا لایطلبہا أو أنہا تفسد إن بقیت کالأطعمۃ ..... کانت أمانۃً ..... فینتفع الرافع بہا لو فقیرًا وإلاّ تصدق بہا علی فقیر (الدر المختار) وفي الشامي: قولہ: (فینتفع الرافع) أی من رفعہا من الأرض ..... فدل علی أنہ إنما ینتفع بہا بعد الإشہاد والتعریف إلی أن غلب علی ظنہ أن صاحبہا لایطلبہا، والمراد جواز الانتفاع بہا والتصدق، ولہ إمساکہا لصاحبہا. وفي الخلاصۃ: لہ بیعہا أیضًا الخ (الدر المختار والشامی ۶/۳۳۶-۳۳۸ کتاب اللقطۃ)

کتابیں ہندوستانی چند مطابع کی مطبوعہ ہوں تو ان کا مبادلہ اتحاد جنس کی وجہ سے یدًا بید واجب ہوگا یا اختلاف جنس کی وجہ سے یدًا بید ہونا ضروری نہیں؟ تبدل اصل وتبدل مقصود وتبدل صفت سے اختلاف جنس متحقق ہوتا ہے (کما فی الدر المختار) سو اگر مسائل مذکورہ میں اختلاف جنس ہے تو ان تین وجوہ میں سے کس وجہ کے اعتبار سے اختلاف ہے؟ (۳۶۱/۲۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: کاغذ کا اختلاف جنس کا اختلاف ہے، پس جب کہ ایک کتاب مختلف اقسام کے کاغذات پر طبع ہوا گرچہ ایک ہی مطبع میں طبع ہو تو اجناس مختلفہ ہو جاویں گی۔ کما في الشامي عن الفتح: والثوب الهروي والمروي جنسان لاختلاف الصنعة الخ وكذا المروي المنسوج ببغداد وخراسان واللِّبْد الأرمني والطَّالقاني جنسان (۱) پس اختلاف اقسام کاغذ کی صورت میں اختلاف اصل کی وجہ سے اختلاف جنس ہوگا، اور نسیئۃً جائز ہوگا، اور تبدل صفت کی مثال شامی نے کالخبز مع الحنطة والزيت المطيب بغير المطيب (۲) لکھی ہے، پس ہو سکتا ہے کہ خط کی عمدگی وغیر عمدگی کو تبدل صفات کی وجہ سے مختلف الجنس کہا جائے، اور اتحاد جنس کی صورت میں بھی تقابض کی حاجت نہیں تعین کافی ہے، اور موجود فی الملک ہونا جواز مبادلہ کے لیے کافی ہے جیسا کہ عبارت شامی أضيف إليه العقد وهو حاضر أوغائب بعد أن يكون موجودًا في ملكه الخ (۳) سے ظاہر ہے۔ فقط

ولایتی صابون کی تجارت کا حکم

سوال: (۲۴۴) ولایتی صابون کا استعمال اور تجارت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۲۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: استعمال اس کا جائز ہے، اور اس کی تجارت بھی درست ہے۔

مکان کی بیع میں بیعانہ واپس نہ کرنے کی شرط لگانا

سوال: (۲۴۵) آج کل عام طور پر مکانات کی بیع کا یہ دستور جاری ہے کہ مشتری بطور بیعانہ پیشگی کچھ روپے بائع کو دیدیتا ہے، جس کو عام لوگ ''اوڑھا'' یا ''سٹہ'' کہتے ہیں، اور یہ شرط لگاتا ہے کہ

---

(۱) ردالمحتار ۳۰۸/۷ كتاب البيوع – مطلبٌ في الإبراء عن الربا.

(۲) ردالمحتار ۳۱۸/۷ كتاب البيوع – مطلبٌ في استقراض الدراهم عددًا.

(۳) ردالمحتار ۳۱۳/۷ كتاب البيوع – مطلبٌ في استقراض الدراهم عددًا.

اگر فلاں تاریخ تک میں رجسٹری کرالوں تو یہ بیعانہ اثمان میں شمار کیا جائے گا، ورنہ یہ روپیہ بائع کا متصور ہوگا، اور بیع فسخ سمجھی جائے گی: شرعاً اس بیع کا کیا حکم ہے؟ (۱۰۴۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس طرح بیع کرنا باطل ہے، اور بائع کو بصورت بیع نہ ہونے کے اس بیعانہ کا رکھنا حرام ہے۔ عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال نهى رسول الله صلى الله علیه وسلم عن بیع العربان رواه مالك وأبوداؤد وابن ماجة (مشکوٰۃ شریف) قال السید: قوله بیع العربان: وهو أن یشتری السلعة ویعطی البائع درهمًا أو أقل أو أکثر علی أنه إن تم البیع حسب من الثمن وإلا لکان للبائع ولم یرجعه المشتر ی وهو بیع باطل لما فیه من الشرط والغرر (۱)

قرض دار شخص اپنا مکان بیوی کو فروخت کردے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۴۶) کریم خان کی شادی رحیمن سے ہوئی، اور دین مہر دوسو پچاس (۲۵۰) روپے طے ہوا، کریم خان کے ذمہ پانسو روپیہ ساہوکار کا بھی ہے، ساہوکار نے نالش کی، پندرہ روز بعد کریم خان نے اپنی زوجہ رحیمن کے نام مبلغ ایک سو روپے میں مکان کا تملیک نامہ تحریر کردیا تاکہ ساہوکار کا روپیہ مارا جائے؛ یہ تملیک نامہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۱۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: معاملہ بیع وشراء کا جو مابین کریم خان اور مسماۃ رحیمن کے ہوا کہ مبلغ ایک سو روپے میں کریم خان نے مکان بنام رحیمن فروخت کردیا، اور اس کو مالک بنادیا صحیح ہوگیا اور مسماۃ رحیمن اس مکان کی مالک ہوگئی۔ فقط

ہر شخص اپنی مملوکہ جائداد جس کے ہاتھ چاہے فروخت کرسکتا ہے

سوال: (۲۴۷) ایک مکان اور ایک دکان میں چار حقیقی بھائی شریک تھے، ان میں سے ایک بھائی کا انتقال ہوگیا ہے جس نے ایک لڑکا چھوڑا ہے، دو بھائی اپنا اپنا حصہ اپنے بھتیجے کو بیع کرنا چاہتے ہیں، ان دونوں بھائیوں میں سے جو بیع کرنا چاہتے ہیں ایک بھائی کے ایک لڑکا ہے جس سے وہ ناراض ہے، دوسرا بھائی لاولد ہے، تیسرے بھائی کی دو لڑکیاں ہیں: بیع مذکور جائز ہے یا نہیں؟ (۵۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

(۱) مشکاة المصابیح ص: ۲۴۸ مع الحاشیة :٦ کتاب البیوع ، باب المنهي عنها من البیوع .

الجواب: زندگی میں ہر ایک آدمی کو اختیار حاصل ہے کہ اپنی مملوکہ اشیاء و اموال کو جس کے ہاتھ چاہے فروخت کرے، تصرف کرے، لہٰذا جو بھائی اپنی چیز اپنے بھتیجے کے ہاتھ فروخت کردے گا، یا اس کو دیدے گا وہ بھتیجا اس کا مالک ہو جائے گا، لیکن جس بھائی کے لڑکا موجود ہے، اور وہ اس سے ناراض ہے تو اس کو محروم کرنے کی وجہ سے اس کو اپنے بھتیجے کے ہاتھ اپنا حصہ فروخت کرنا مناسب نہیں، اور یہ امر اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے، ہاں کوئی ضرورت فروخت کرنے کی ہو تو مضائقہ نہیں مثلاً وہ مقروض ہو۔ فقط

سوال: (۲۴۸) زید اہل اسلام اور قوم سادات سے ہے جس کے ایک بیوی اور تین اولاد دختر ہیں، ایک دختر معہ اپنے شوہر و تین بچوں کے باپ کے پاس رہتی ہے، بہت عرصہ سے زید نے اپنی کل جائداد زرعی پاس بکر کے جو چوتھی پانچویں پشت میں زید کا بھتیجا ہوتا ہے رہن باقبضہ کرادی تھی، اب زید نے بوجہ اپنی ضروریات کے اپنی کل جائداد مرہونہ کو دیگر شخص کے ہاتھ بیع کردیا، اور بکر مرتہن کا کل زر رہن ادا کردیا، چنانچہ زید کی چوتھی یا پانچویں پشت کے رشتہ داروں نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ جائداد میعہ جدی ہے، زید کو حق بیع حاصل نہیں ہے، اور عدالت میں بیان دیا ہے کہ ہم لوگ شریعت کے پابند نہیں، رواج اہل ہنود کو مانتے ہیں اس لیے زید کی بیع ناجائز ہے، اور بعد وفات زید اس کی بیوی اور دختروں کا بھی حق نہیں ہے، ہمارا حق بہ لحاظ یک جدی ہونے کے ہے۔ اس بارے میں شریعت غراء کا کیا حکم ہے زید کو اپنی جائداد کی بیع وشراء کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ (۱۲۲۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید کو اپنی مملوکہ جائداد کے رہن و بیع کا اختیار ہے بیع کرنا اس کا صحیح و نافذ ہے، ہم جد رشتہ داروں کا دعویٰ باطل اور غیر قابل سماع ہے، اور انکار کرنا ان لوگوں کا پابندی حکم شریعت سے اور تسلیم کرنا رواج اہل ہنود کو صریح کفر و ارتداد ہے، حق تعالیٰ محفوظ رکھے، اور یہ کہنا ان کا کہ دختران کا حق نہیں ہے یہ بھی باطل اور لغو ہے، اور معارض ہے نص صریح کے جو در بارۂ میراث نازل ہے۔ فقط

کافر کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے اس کی آمدنی کی تحقیق ضروری نہیں

سوال: (۲۴۹) کافر کے ہاتھ جائداد یا اور کسی شئے کو فروخت کرنے کے وقت یہ تحقیق کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں کہ اس کی آمدنی کا کیا حال ہے؟ اور اس تحقیق کے بعد اس کی آمدنی طیب سمجھی جائے؟

(۱۰۶۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس حالت میں ہندو سے کچھ تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔

مہاجن سے زیور خریدنا

سوال: (۲۵۰) مہاجن کے پاس مسلمان لوگ پچاس روپیہ کا زیور مثلاً پچیس روپے میں گروی رکھتے ہیں، جب سود در سود ہو کر مثلاً پچاس روپے ہو جاتے ہیں تو مہاجن اُس زیور کو لے لیتا ہے، اب اُسی مہاجن سے اگر کوئی مسلمان مناسب قیمت پر اس زیور کو خریدے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱۸۷۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درست ہے۔

ہندو نے جو گائے سود کے عوض لی ہو مسلمان اس کو خرید سکتا ہے

سوال: (۲۵۱) ایک ہندو نے ایک مادہ گاؤ بعوض سود کے اخذ کی تو مسلمان کو اس مادہ گاؤ کا خریدنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے جمیع منافع مشتری کو حلال ہیں یا نہیں؟ (۹۷۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسلمان کو خریدنا اس مادہ گاؤ کا کافر سے درست ہے اور اس کے جمیع منافع مشتری کو حلال ہیں۔

جس کی آمدنی حرام ہے اس کے ہاتھ مال فروخت کرنا

سوال: (۲۵۲)..... (الف) ان ملازمان کے ہاتھ کپڑے کی بیع جائز ہے یا نہیں کہ جن کی نسبت بائع کو پورا علم ہے کہ ان کی آمدنی حرام رشوت وغیرہ کی ہے؟

(ب) صورت مذکورہ نمبر الف میں مسلم وغیر مسلم میں کچھ فرق ہے کہ نہیں؟

(ج) بائع کو وقت بیع اس بات کا علم ہے کہ مشتری مبیعہ کو خرید کر ضرور موضع حرام میں صرف کرے گا جیسے بزاز سے کپڑا خرید کر رنڈی کو ضرور دے گا تو ایسی حالت میں اس شخص سے معاملہ بیع درست ہے یا نہیں؟

(د) بزاز کی دکان سے ایک مسلم یا غیر مسلم جس کے ہمراہ ایک کسبی ہے، اس کسبی کو پسند کرا کر اس

کے لیے کپڑا خریدنا چاہتا ہے پس مسلم بزاز کو ایسے شخص کے ہاتھ کپڑا فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ھ) اور صورت مذکورہ میں بحالت بیع استعانت علی فعل الحرام متصور ہوگی یا نہیں؟

(و) ہندو کہ جن کی آمدنی صرف سود کی ہو اس کے ہاتھ کپڑا فروخت کرنا کیسا ہے؟

(ز) اگر کوئی کسبی وغیرہ کہ جو بالکل حرام کی کمائی کھاتے ہیں کسی اچھے آدمی کے ہاتھ سے کسی مسلمان دکاندار سے کوئی چیز خرید کرائے، اور دکاندار کو کسی قرینہ سے معلوم ہوگیا کہ یہ ضرور اس کسبی نے خرید کرایا ہے، اور اصل مشتری رنڈی ہے تو ایسی مذکورہ بالا بیع جائز ہوئی یا نہیں؟

(ح) ایک رئیس نے ایک موٹر چلانے والے کو ایک رنڈی کی خدمت کے لیے مقرر کر رکھا ہے وہ بیچارہ اس کی خدمت کرنا چاہتا ہے اس کی ہی تنخواہ پاتا ہے، اگر بزاز ایسی تنخواہ کا کپڑا اس موٹر چلانے والے کو دیدے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور واضح ہو کہ تنخواہ اس کو رئیس دیتا ہے۔ (۲۴۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: (الف) ان کے ہاتھ بیع درست ہے۔

(ب) کچھ فرق نہیں۔

(ج) اس صورت میں معاملہ بیع کرنا درست ہے۔

(د) جائز ہے۔

(ھ) کپڑے کے فروخت کرنے میں کچھ حرج نہیں البتہ احتیاط کی بات دوسری ہے۔

(و) درست ہے۔

(ز) بیع جائز وصحیح ہے۔

(ح) درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

غیر مسلم سود خور سے جو چیز خریدی جائے وہ حلال ہے

سوال: (۲۵۴) ایسے غیر مسلم سے کچھ خریدنا جس نے اپنی تمام یا اکثر جائداد بذریعہ سود جمع کی ہو جائز ہے یا نہیں اور حلال و پاک ہے یا نہ؟ (۱۵۹۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: غیر مسلم سے جو چیز خریدی جائے وہ حلال و پاک ہے۔

رنڈی نے کوئی چیز خرید کر بائع کو جو رقم دی ہے اس کا حکم

سوال: (۲۵۴) رنڈیوں کے ہاتھ بیع وشراء جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی دوا رنڈی کو دوسری جگہ نہیں ملتی تو قیمۃً اس کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ طبیبوں، ڈاکٹروں کو ان کے علاج میں فیس لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس کا آشنا اپنے پاس سے فیس دیتا ہے تو کیا لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر رنڈی کا پیسہ قطعاً حرام ہے اور بذریعہ فیس، خرید وفروخت نہیں لے سکتے تو بعض علماء کا یہ فتوی کہ کارڈ ولفافوں میں ونیز ریلوے خرچ یا کسی ہندو کے قرض میں ادا کیا جائے تو یہ کہاں تک صحیح ہے؟ رنڈی کے ذاتی مکان کو کرائے پر لے کر رہنا درست ہے یا نہیں؟ وہاں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ (۳۸۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: رنڈیوں کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنے میں جو قیمت بائع کو حاصل ہو وہ قطعی حرام نہیں ہے بائع کے حق میں حلال ہے، اسی طرح ڈاکٹروں اور طبیبوں کو جو کچھ فیس ملے وہ بھی قطعی حرام نہیں ہے، ہاں احتیاط یہ ہے کہ اس کو صدقہ کردیا جائے تاکہ جو خباثت ہے وہ رفع ہوجائے، اور کارڈ ولفافہ وریلوے کرایہ اور قرض میں ادا کرنا ان باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہے کیونکہ اگر حرام ہو تو یہ امور بھی درست نہیں ہوسکتے، اور رنڈی کا مکان کرائے پر لے کر رہنا بھی درست ہے، اور نماز اس میں صحیح ہے مگر بہتر نہیں ہے احتیاط اولیٰ وانسب ہے، جس آمدنی میں اشتباہ ہو اس کو صدقہ کرنے سے پوری طہارت روحانی حاصل ہوتی ہے، اور خباثت رفع ہوتی ہے، اور باقی مال حلال جس میں ایسی آمدنی مل گئی اس کے اندر خباثت باقی نہیں رہتی۔ فقط

زانیہ عورتوں کے ہاتھ مال فروخت کرنا

سوال: (۲۵۵) ایک شخص اینٹوں کی ٹھیکیداری کرتا ہے، اور ہر قسم کے لوگ اس سے مال خریدنے کو آتے ہیں کبھی عورتیں بھی مال خریدتی ہیں، یہ شخص سب کو مال فروخت کرسکتا ہے؟ (۵۲۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: بیع وشراء ان لوگوں سے جائز ہے اور قیمت جو آئے وہ حلال ہے۔

خریدار نے حلال مال کے عوض میں جو حرام رقم دی ہے وہ بائع کے لیے حلال ہے یا حرام؟

سوال: (۲۵۶) فتاوی رشیدیہ کی ایک دو عبارت سے شبہ ہوتا ہے، بائع جو مال حلال اپنا اس شخص کے ہاتھ بیع کرے جس کا مال حرام ہے تو وہ روپیہ جو ثمن مال حلال میں آوے گا بائع کے قبضہ میں وہ حرام ہی رہے گا، اس کے عوض جو شئے خریدی جائے گی اس میں بھی حرمت ہوگی، اور کھانا پینا اس کا حرام ہے؛ البتہ ایک دوسری بات ہے جس میں سہارا روایات فقہاء سے نکل سکتا ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ ثمن اگر حرام ہے مگر اس روپے کے ذریعہ سے اس طرح کوئی چیز خریدی جائے کہ قیمت مقرر کر کے شئ قبض کر کے پھر یہ روپیہ قیمت میں دے دیوے تو امام کرخیؒ نے اس بیع کو حلال فرمایا ہے، اور اس پر بعض علماء نے فتوی بھی دیدیا ہے۔ جس گھر کا مال حرام ہو اس کے یہاں نوکری اور دعوت وغیرہ سب حرام ہے۔ فقط (فتاوی رشیدیہ: ص۴۹۳) بینوا وتوجروا (۲۸۶۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ جو امام کرخیؒ سے روایت ہے اس میں وسعت ہے، اور اس زمانہ میں بوجہ غلبہ حرام اور عدم امکان احتراز اسی روایت کے موافق عمل ہو جانا غنیمت ہے، اور چونکہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ مشتری پہلے قیمت سامنے کر کے، اور بائع کو دکھلا کر معاملہ نہیں کرتا، بلکہ معاملہ خرید وفروخت بلا ثمن دکھلائے مطلقًا کر لیتا ہے، پھر بعد طے ہونے معاملہ کے ثمن دیتا ہے تو یہ حسب روایت امام کرخیؒ حد جواز میں داخل ہو جاتا ہے، اور فتاوی رشیدیہ میں اس مال کی نسبت حکم لکھا ہے جو بعینہ مال حرام موجود ہو، اور ظاہر ہے کہ مبادلہ کے بعد کچھ خفت آجاتی ہے مثلاً ایک صورت تو یہی ہے کہ بعینہ مال رشوت یا سود کسی کو دیا جائے، اور ایک یہ کہ مال سود سے کوئی زمین خرید لے، اور پھر وہ زمین مزارعت پر دی جائے ان دونوں میں فرق ہو جاتا ہے، اور پھر امام کرخیؒ کی روایت کے بہ موجب اس زمین خرید شدہ میں حلت کی صورت بھی نکل سکتی ہے جب کہ ثمن سامنے کر کے زمین نہ خریدی جائے بلکہ معاملہ خرید مطلقًا ایک ثمن پر طے کر لیا جائے کہ یہ زمین سو روپے میں ہم کو دیدو، اور بائع دیدیوے، پھر مشتری وہ ثمن رقم حرام سے ادا کر دے تو بموجب روایت امام کرخیؒ وہ زمین اور اس کے منافع حلال ہوں گے، اور پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ اکثر معاملات اسی طرح ہوتے ہیں کہ ثمن سامنے کر کے معاملہ نہیں ہوتا کہ اس روپے کے بدلے ہم کو

زمین دیدو، علاوہ بریں فتاویٰ رشیدیہ کا مسئلہ اصل مذہب کی بناء پر ہے، امام کرخیؒ کی روایت کی بناء پر غالباً نہیں ہے؛ پس اس صورت میں کچھ تعارض نہ ہوگا، اور اس میں شک نہیں کہ احتیاط اس میں ہے کہ شبہات سے بھی احتراز کیا جائے؛ پس احتیاط کا مرتبہ یہی ہے کہ اس سے احتراز ہو، لیکن حسب روایت امام کرخیؒ جواز کی گنجائش نکل آتی ہے۔(۱) فقط

جس کے پاس غصب کردہ مال زیادہ ہے اس کے ہاتھ مال فروخت کرنا

سوال: (۲۵۷) زید کے پاس چوں کہ مال مغصوب زیادہ ہے، اس لیے اس کے ہاتھ مال کی خرید وفروخت نادرست ہے، لیکن خرید وفروخت نہ کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہے، لہٰذا مجبوراً اس کے ہاتھ مال فروخت کرنا اور اس کی قیمت کو کسی ہندو سے اس طرح بدل لینا کہ اس سے قرض ...لے کر بعد میں وہ روپیہ دیدینا جو زید سے وصول ہوا ہے کیسا ہے؟ (۲۰۸۵/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر اس روپیہ کو نہ بدلے تب بھی گنجائش ہے، اور اگر بطریق مذکور بدل لیوے تو یہ اچھا ہے، بہرحال قیمت اپنی چیز مملوکہ کی بائع کے لیے حلال ہے۔

جس کی آمدنی حرام ہے اس کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنا

سوال: (۲۵۸) ایک شخص تجارت کرتا ہے اس کو رنڈی یا دیگر ناجائز آمدنی والوں کو سودا دے کر قیمت لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۹۲/ ۱۳۳۸ھ)

---

(۱) قال في ردالمحتار: قوله: (اكتسب حرامًا الخ) توضيح المسئلة ما في التتارخانية حيث قال: رجل اكتسب مالاً من حرام، ثم اشترى فهذا على خمسة أوجه: أما إن دفع تلك الدراهم إلى البائع أولاً ثم اشترى منه بها، أو اشترى قبل الدفع بها و دفعها، أو اشترى قبل الدفع بها و دفع غيرها، أو اشترى مطلقًا و دفع تلك الدراهم، أو اشترى بدراهم آخر و دفع تلك الدراهم ... وقال الكرخي: في الوجه الأوّل والثاني لا يطيب، وفي الثلاث الأخيرة يطيب وقال أبوبكر: لا يطيب في الكل، لكن الفتوى الآن على قول الكرخي دفعًا للحرج عن الناس (الشامي ۷/ ۳۷۹ كتاب البيوع ـ مطلبٌ: إذا اكتسب حرامًا ثم اشترى على خمسة أوجه).

الجواب: فتوے کی راہ سے ایسے لوگوں کے ہاتھ سودا بیچنا اور قیمت لے کر اپنے صرف میں لانا درست ہے؛ البتہ مقتضائے تقوی یہ ہے کہ احتیاط کرے۔

جس کی آمدنی مخلوط ہے اس کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنا

سوال: (۲۵۹) ایک شخص کا پیشہ شراب اور بھنگ بیچنا ہے، اور اس کے ساتھ دوسرا حلال پیشہ بھی ہے، اگر وہ اپنے مخلوط مال سے کوئی سودا خریدے تو اس کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے؟ (۲۴۴۴/۱۳۲۱ھ)

الجواب: جائز ہے۔

مجبوری میں کوئی شخص اپنا مکان کم قیمت پر فروخت کرے تو اسے خریدنا کیسا ہے؟

سوال: (۲۶۰) ایک شخص کا مکان ایک دوسرے شخص نے دبالیا ہے، مالک مکان اس وجہ سے کہ مقدمہ کرنے کی وسعت نہیں کسی شخص کے نام بہت کم قیمت کو بیع کردے؛ یہ بیع صحیح ہے یا نہیں؟ اور کم قیمت سے خریدنے والے پر کچھ مؤاخذہ ہے یا نہیں؟ (۱۴۲۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ بیع صحیح ہے اور کم قیمت کو دینا جائز ہے، اور کم قیمت سے خریدنے والے پر کچھ مؤاخذہ نہیں ہے۔ فقط

مسلمان مزدور کو نصاریٰ نے جو چیزیں دی تھیں ان کو ترک موالات کے بعد خریدنا

سوال: (۲۶۱) مردے مسلمان درایام جنگ دربصرہ در جہاز نصاری مزدوری می کرد، پس بتوفیق ایزدی توبہ نمودہ مزدوری نصاری ترک کرد وموالات کفار فروگذاشت۔ اکنون از مزدور مذکور کمبل وغیرہ کہ درایام مزدوری وغیرہ اورا از طرف نصاری دادہ شد خریدن شرعاً جائز بود یانہ؟ وآں کمبل وغیرہ پوشیدہ نماز خواندن ودیگر عبادت کردن شرعاً جائز است یانہ؟ (۹۶۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اکنوں آں کمبل وغیرہ از مزدور مذکور خریدن وپوشیدن ونماز بداں ادا کردن وعبادت

ادانمودن جائزاست۔ فقط

ترجمہ: سوال: (۲۶۱) ایک مسلمان شخص ''بصرہ'' میں جنگ کے دنوں میں نصرانیوں کے جہاز میں مزدوری کرتا تھا، بعد میں خدا کی توفیق سے اس نے توبہ کر کے نصاریٰ کی مزدوری چھوڑ دی، اور کفار کے ساتھ ترکِ موالات بھی کر دیا۔ اب مزدوری کے دنوں میں نصاریٰ کی طرف سے ملے ہوئے کمبل وغیرہ اس مزدور سے خریدنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کمبل وغیرہ کو اوڑھ کر نماز پڑھنا اور دوسری عبادت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اب اس مزدور سے کمبل وغیرہ خرید کر پہننا، اس میں نماز پڑھنا، اور دوسری عبادات ادا کرنا جائز ہے۔

صدقہ کی ہوئی چیز کو واپس لینا اور خریدنا

سوال: (۲۶۲) ایک شخص نے ایک بھینس اللہ واسطے دی، جس کو دی تھی کچھ دنوں کے بعد اس نے فروخت کرنا چاہا، صدقہ کرنے والے نے قیمت طے کر کے خرید لی تو یہ خریدنا جائز ہے شرعاً یا نہیں؟ (۱۱۰۳/۱۳۳۱ھ)

الجواب: صدقہ کی ہوئی چیز کو واپس لینا مکروہ ہے، اور اس کو خریدنا بھی متصدق علیہ سے اچھا نہیں ہے کما ورد فی قصۃ عمرؓ (۱) اور اسی پر یعنی عدم اولویت پر وہ حدیث محمول ہے، پس اگر کسی نے خرید لیا تو وہ مالک ہوگیا اور بیع صحیح ہوگئی، لیکن یہ خریدنا اچھا نہیں ہے۔ فقط

رشوت لینے والے کے ہاتھ مال فروخت کرنا اور رشوت کا مال یا طوائف کا مکان خریدنا

سوال: (۲۶۳)..... (الف) راشی کے ہاتھ مال فروخت کرنا درست ہے یا نہیں؟ دراں حالیکہ

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ قال: حملتُ علی فرس فی سبیل اللّٰہ فأضاعہ الذی کان عندہ فأردتُ أن اشتریہٗ وظننت أنہ یبیعہٗ برخص فسألتُ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: لا تشترہ ولا تعد فی صدقتک وإن أعطاکہ بدرہم فإن العائد فی صدقتہ کالکلب یعود فی قیئہ الحدیث (مشکاۃ ص: ۱۷۲ کتاب الزکوۃ – باب من لا یعود فی الصدقۃ)

بائع کو یہ معلوم ہو کہ روپیہ مشتری کا مال رشوت سے ہے۔

(ب) مرتشی سے خود اپنے حلال روپے سے مال خریدنا کیسا ہے؟ باوجودیکہ مشتری کو اس امر کا علم ہو کہ یہ مبیعہ رشوت کی ہے۔

(ج) کسی طوائف کا مکان اپنے حلال روپے سے خرید سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۵۱۴/۱۳۳۱ھ)

الجواب: (الف) اگر رشوت میں ایسی چیز لی ہے جو متعین بالاشارہ ہوسکتی ہے تو اگر بائع کو اس کے رشوت ہونے کا علم ہے تو بیع کرنا جائز نہیں، یعنی فعل بیع حرام ہے کیونکہ اس صورت میں حرمت متعدی ہوجاتی ہے۔ اور اگر رشوت میں ایسی چیز لی ہے جو کہ متعین بالاشارہ نہ ہوتی ہو جیسے دراہم ودنانیر تو اس میں تفصیل ہے جو کہ شامی و درمختار وغیرہ میں مذکور ہے، سوال کے متعلق اس سے یہ معلوم ہوتا ہے، اگر بائع کو یقین ہے کہ یہ روپے بعینہ وہی روپے ہیں جو کہ مشتری کو رشوت میں ملے ہیں تو بیع کرنا جائز نہیں، ورنہ جائز ہے۔ قال في الشامي في مسئلة الإرث: أخذ مورثه رشوة أو ظلمًا إن علم ذلك بعينه لا يحل له أخذه وإلا فله أخذه حكمًا... والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنيّة صاحبه وإن كان مالا مختلطًا مجتمعًا من الحرام ولايعلم أربابه ولا شيئًا منه بعينه حل له حكمًا والأحسن ديانة التنزّه عنه الخ ملخصًا(۱)(۱۸۰/۴) وفيه وفي الأشباه: الحرمة تتعدى مع العلم بها الخ (۲) اورجس مال کو مسلم مستامن نے کافر حربی سے ناجائز طور پر لیا ہو تو اس مسلم پر واجب ہے کہ مال مذکور کو واپس کرے، اور اگر نہ کرے تو اس مال کا خریدنا جائز نہیں کما في الشامي عن شرح السير الكبير: إن لم يرده يكره للمسلمين شراءه منه لأنه ملك خبيث الخ (۳) اور مال مذکور کی طرح رشوت بھی مملوک نہیں ہوتی کما في الشامي في باب القضاء: الرشوة يجب ردها ولا تملك(۴)(۴۲۱/۴)

(ب) جب مبیعہ یقینا رشوت کی ہے تو جائز نہیں وقد مر في الصورة السابقة.

---

(۱) الشامي ۲۲۳/۷ كتاب البيوع – مطلبٌ في من ورث مالاً حرامًا۔

(۲) الدر المختار مع الشامي ۲۲۲/۷-۲۲۳ كتاب البيوع – مطلبٌ الحرمة تتعدى۔

(۳) الشامي ۲۲۲/۷ كتاب البيوع – مطلبٌ: البيع الفاسد لا يطيب له ويطيب للمشتري منه۔

(۴) الشامي ۳۳/۸ كتاب القضاء – مطلبٌ في الكلام على الرشوة والهدية۔

(ج) اگر طائفہ کو مکان زنا کے عوض میں مل چکا ہے تو جائز نہیں کما فی الشامی: قال بعض مشائخنا: کسب المغنیة کالمغصوب لم یحل أخذہ الخ (۱)(۵/۲۶۹) لیکن اگر بلا شرط مغنیہ وغیرہ کو مالک کی رضا سے کچھ ملا ہو تو اس کو بعض نے حلال کہا ہے۔ فقط

سور کا گوشت فروخت کرنے والے سے کھانے کی چیزیں خریدنا

سوال: (۲۶۴) ہندو لوگ جو آٹا دال فروخت کرتے ہیں وہی سور کا خشک گوشت بھی فروخت کرتے ہیں جو ولایت سے آتا ہے ایسے سوداگروں سے خوردنی اشیاء کا خرید نا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۲۰۸۶ھ)

الجواب: ایسے سوداگروں سے خشک اشیاء خوردنی جن میں کچھ اثر نجاست خنزیر وغیرہ کا نہ ہو خرید نا درست ہے۔ فقط

جو لوگ تلوار سے جانوروں کی گردنیں کاٹتے ہیں ان کے ہاتھ جانور فروخت کرنا

سوال: (۲۶۵) ایک مسلمان زندہ جانور مثلاً بکری، گائے وغیرہ گورکھا پلٹن یعنی قوم نصاریٰ کے ہاتھ بذریعہ وزن فروخت کرتا ہے، اور وہ لوگ خریدنے والے اسی کے روبرو ان جانوروں کو بذریعہ شمشیر کاٹ دیتے ہیں؛ وہ قیمت حلال ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۹۸۱ھ)

الجواب: زندہ جانوروں کو قوم گورکھا یا نصاریٰ کے ہاتھ فروخت کرنا اور قیمت مقررہ ان سے لینا جائز ہے، پھر یہ ان کا فعل ہے کہ وہ لوگ تلوار سے ان کی گردنیں کاٹ کر ان کا گوشت کھاتے ہیں ان کے اس فعل حرام سے مسلمان بائع کے حق میں قیمت ان جانوروں کی حرام نہیں ہوتی، لیکن زندہ جانوروں کو باعتبار وزن گوشت کے فروخت نہ کرنا چاہیے، بلکہ قیمت معین کر لینی چاہیے خواہ گوشت کتنا ہی نکلے اس کی ذمہ داری اور شرط نہ کرنی چاہیے۔ فقط

---

(۱) الشامی ۹/۴۷۰ کتاب الحظر والإباحة – فصلٌ فی البیع.

جو مشرک جانور خرید کر بتوں کے نام ذبح کرتے ہیں ان کے ہاتھ بکری وغیرہ فروخت کرنا

سوال: (۲۶۶) میرے پاس بکریوں کا روزگار ہے، عموماً اس جگہ مشرک آباد ہیں جو کہ بکریوں کے بچے خرید کر اپنے بتوں کی پوجا پر مثلاً دسہرہ، دیوالی اور بھی مختلف پوجاؤں میں بکریوں کے بچے کو مار کر اس کا خون بتوں پر ڈالتے ہیں، اور اکثر میں بھی بکرا بکری ان کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۳۶۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: بیچنا ان کے ہاتھ حلال ہے یعنی قیمت ان بچوں اور بکرا بکری کی بائع کو حلال ہے لیکن یہ فعل مکروہ ہے۔

سوال: (۲۶۷) ایک مشرک یا کافر مسلمان سے بکری یا بکرا خرید کر اپنے دیوتاؤں کی پوجا کے لیے خریدتا ہے وہ خرید کر کلہاڑی یا کسی تیز چیز سے اس کو ہلاک کرتا ہے ایسے شخص کے ہاتھ بکرا، بکری فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جانور کو خصی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۷۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بکری یا بکرا فروخت کرنا اس کے ہاتھ درست ہے، اور جانور کو خصی کرنا درست ہے۔ وجاز خصاء البهائم(۱) (درمختار) فقط

جو ہندو مکان خرید کر مندر میں شامل کرنا چاہتا ہے اس کے ہاتھ مکان فروخت کرنا

سوال: (۲۶۸) ایک مسلمان کا مکان بہت تنگ ہے، اس کو ایک ہندو شوالے (مندر) میں ملحق کرنے کے واسطے اصل قیمت سے زیادہ دے کر لینا چاہتا ہے؛ آیا اس ہندو کے ہاتھ فروخت کرنا جب کہ اور کوئی مسلمان اس کا خریدار نہیں جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: شوالے میں ملحق کرنے کے لیے دینا ہندو کو مکروہ ہے کیونکہ اس میں اعانت علی المعصیت ہے، لیکن اگر فروخت کر دیا جائے گا تو قیمت حلال ہے۔

(۱) الدر مع الرد ۹/۴۷۴ کتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع.

بتوں پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں ان کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: (۲۶۹) کافرلوگ اپنے مندروں میں بتوں پر جو چڑھاوے مثل لونگ، بادام وغیرہ چڑھاتے ہیں، وہ خادمانِ مندر سستے نرخ پر بازار میں فروخت کردیتے ہیں، اور وہ دکان دار اپنے مال میں شامل کر کے فروخت کرتے ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۲۵/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: ان لوگوں سے خریدنا اس مال کا درست ہے؛ کیوں کہ وہ مالک ہوجاتے ہیں۔ فقط

سوال: (۲۷۰) ہندولوگ بتوں پر جو چڑھاوا چڑھاتے ہیں اس کا خریدنا برہمن سے درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو کیوں؟ بت تو مالک نہیں ہوتے؟ (۱۱۳۰/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ چڑھاوا ملک برہمنوں کی ہوتا ہے، اس لیے ان سے خریدنا درست ہے۔ اور کفار اگر خبیث طریق سے مالک ہوں تو مسلمانوں کے حق میں اس کا کچھ اثر نہیں ہے۔

قبر یا مندر کا چڑھاوا خریدنا اور کھانا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۷۱) قبر یا مندر پر چڑھایا ہوا چڑھاوا خریدنا اور کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۳۵۴/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: چڑھانے والے کی غرض قبر پر یا مندر پر چڑھانے سے مجاور اور پجاری کو دینا ہی ہوتا ہے، اس لیے مجاور و پجاری قبضہ کے بعد اس کے مالک ہوجاتے ہیں اور خریدنا ان سے جائز ہے اور خریدنے والے کا کھانا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مسلم سے ایسی زمین خریدنا جو اس کو میراث میں پہنچی ہے

سوال: (۲۷۲) ایک شخص مسلمان اپنے مکان کے گوشے کے سیدھا کرنے کو چند گز زمین ایسے کافر سے خریدنا چاہتا ہے جس کو اس کے بزرگوں سے میراث میں پہنچی ہے، اور اس کے یہاں بیٹیوں کو میراث ملنے کی رسم نہیں ہے؛ یعنی قاعدہ شرعیہ کے موافق تو وہ زمین اس بائع میں اور اس کی بہن میں مشترک ہے، اور اس کی قوم کے عرف کے موافق وہ زمین خالص اس کافر کی ہے آیا اس بائع کے لیے اس کی

یہ رسم قومی شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ اور آیا صرف بائع سے اس زمین کا خرید نا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۹۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں صرف بائع سے اس زمین کا خرید نا درست ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ عدمِ توریثِ بنات، کفار کا مذہبی قانون ورواج ہے: وَقَدْ اُمِرْنَا بِتَرْكِهِمْ وَمَايَدِيْنُوْنَ(۱) (شامی وغیرہ)

جو شخص کسی کے کہنے پر کتابیں خرید کر لاتا ہے وہ نفع لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۷۳) فدوی ایک مدرسۂ دیہات میں ملازم ہے، سالانہ جماعت بندی کے وقت تمام طلبہ کی کتب میسر کرنے کے واسطے ان کے والدین فدوی سے کہہ دیتے ہیں کہ تم ہی خرید کر لا دو اور ان کو دیدو، اگر ان لوگوں سے کچھ رقم کم وبیش پیشگی لے لی جائے، اور اس رقم کو علیحدہ رکھ دیا جائے، اور ان کو کہہ دیا جائے کہ کمی بیشی کا حساب کتاب کر لیا جائے گا، اب فدوی اپنے مبلغات سے کتب وغیرہ سامان خرید کر لائے، ان کی رقم سے نہ خریدے تو کیا فدوی ان میں نفع لے سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی رقم سے کتب خرید کی جائیں تب بھی نفع لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۰۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ان کے روپے علیحدہ رکھ کر کتب وغیرہ خرید لانا، اور پھر حساب کر کے ان کے روپے میں سے لے لینا ہر طرح جائز ہے، لیکن اگر ان لڑکوں یا ورثہ کی طرف سے وکیل بن کر آپ خریدنے گئے ہیں تو کچھ نفع لینا جائز نہ ہوگا، مصارف اور کرایہ وغیرہ کا مضائقہ نہیں، اور اگر ان سے ظاہر کر دیا جائے کہ میں خرید کر لایا ہوں اس قیمت پر تم کو دیتا ہوں تو نفع لینا جائز ہوگا، اور یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ میں نے کس قیمت پر خرید کی ہے۔ فقط

ماہانہ قیمت متعین کر کے کھانا خریدنا

سوال: (۲۷۴) نان پز کے یہاں روٹی مقرر کرنا ماہوار چار روپیہ مثلاً یا پکوائی مع ترکاری کے فی ماہ دس روپیہ مثلاً مقرر کرنا جائز ہے نہیں؟ اس میں بیع معدوم ہے؟ (۱۶۰۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس کے جواز کی صورتیں فقہاء نے لکھی ہیں، اور بیع معدوم سے اس کو علیحدہ کیا ہے، لہٰذا

(۱) ردالمحتار ۷/۳۷۱ کتاب البیوع – مطلبٌ : اُمِرْنَا بِتَرْكِهِمْ وَ مَا يَدِيْنُوْنَ .

اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور ضرورت کے وقت بتاویل تصحیح معاملہ کرنا جائز ہے۔(۱)

کچھ رقم پیشگی دے کر تمام مہینے کے لیے دو پیسہ سیر برف خریدنے کا معاملہ کرنا

سوال: (۲۷۵) رمضان شریف کی چاندرات کو برف والے سے ٹھیکہ لے لینا کہ مثلاً تمام مہینہ عیدتک دو پیسہ سیر ہم کو دیا کرنا چاہے بازار میں پیسہ سیر ہو یا دو آنہ سیر۔ اور اس کو کچھ قیمت پیشگی بھی دیدی؛ آیا یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟ (۹۴/-۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ معاملہ برف کے خریدنے کا درست ہے اور تاویل اس کی کتب فقہ میں مذکور ہے۔(۲) فقط

پانچ روپیہ ماہوار پر پیٹ بھر کر کھانا کھانے کا معاملہ کرنا

سوال: (۲۷۶)..... (الف) زید نے کسی شخص سے پانچ روپیہ ماہوار پر پیٹ بھر کر کھانا کھانے کا معاملہ ٹھہرایا، اور کھانے کی مقدار اور قسم مقرر نہیں کی، بلکہ یہ کہا کہ جو کھانا تمہارے گھر میں پکے گا، یا سالن لینا کسی شخص سے مقرر کیا اور قسم سالن معین نہیں کی، یہی کہا کہ جو سالن تمہارے گھر میں پکے یہ معاملات درست ہیں یا نہیں؟

(ب) زید کسی شخص سے کھانا پکوادے اور کسی وجہ سے پکوائی نہ دے، اور آٹھ آنہ ماہوار لکڑی کے لیے دے، اور یہ معلوم نہ ہو کہ لکڑی کتنی جلتی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۳۰۹/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: (الف) یہ معاملات چونکہ معروف ہیں درست ہیں۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔ فقط

---

(۱) ومما تسامحوا فيه و أخرجوه عن هذه القاعدة ما في القنية: الأشياء التي تؤخذ من البياع على وجه الخرج كما هو العادة من غير بيع كالعدس والملح والزيت ونحوها ثم اشتراها بعد ما انعدمت صح اهـ فيجوز بيع المعدوم هنا (البحر الرائق ۳۳۴/۵ كتاب البيع) هكذا في الشامي. وفيه أيضًا: وقال بعض الفضلاء: ليس هذا بيع معدوم الخ (الشامي ۲۲/۷ كتاب البيوع - مطلب البيع بالتعاطي)

(۲) حوالہ سابقہ۔

ماہانہ رسائل کی پیشگی قیمت وصول کرنا

سوال: (۲۷۷) رسائل ماہواری کی پیشگی قیمت جو وصول کی جاتی ہے اس کے جواز کی کیا دلیل ہے؟ احادیث وفقہ سے بیع معدوم کی ناجائز معلوم ہوتی ہے؟ (۹۷/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: رسائل ماہواری وغیرہ کی بیع کے جواز کی یہ صورت ہے کہ اول وعدہ بیع پر محمول ہو، بعد وصول ہونے رسالہ کے بیع تام ہوتی ہے، اور علامہ شامی نے بیع استجرار میں اس قسم کے بیع کی تفصیل کی ہے، اور چند صورتیں لکھی ہیں اور لکھا ہے کہ ایسے مواقع میں بعض فقہاء نے بیع معدوم کی استحسانا جائز لکھی ہے۔(۱) فقط

دودھ کی قیمت مقرر کر کے روزانہ ایک سیر یا دو سیر لینا اور ماہانہ رقم متعین کر کے ہوٹل میں کھانا کھانا

سوال: (۲۷۸)..... (الف) ذبح کرنے سے پہلے جانور کا چمڑا بیچنا درست ہے یا نہیں؟

(ب) مثلاً روپے میں آٹھ سیر دودھ مقرر کر کے روپیہ پہلے دیدیا پھر روزانہ ایک سیر یا دو سیر لیتا رہا؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(ج) اگر روپیہ بعد میں دیوے تو کیا حکم ہے؟

(د) ہوٹل میں چار آنہ فی وقت یا دس روپے ماہوار مقرر کر کے کھانا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(۲۰۸/ ۱۳۴۱ھ)

---

(۱) قال في الدر المختار: مايستجره الإنسان من البياع إذا حاسبه على أثمانها بعد استهلاكها جاز استحسانًا. وفي الشامي: قال في الولوالجية: دفع دراهم إلى خبّاز فقال: اشتريت منك مائة مَنّ مِنْ خبز وجعل يأخذ كل يوم خمسة أمناء فالبيع فاسد، وما أكل فهو مكروه، لأنه اشترى خبزًا غير مشار إليه، فكان المبيع مجهولاً. ولو أعطاه الدراهم وجعل يأخذ منه كل يوم خمسة أمناء ولم يقل في الابتداء اشتريت منك يجوز، وهذا حلال، وإن كان نيته وقت الدفع الشراء، لأنه بمجرد النية لا ينعقد البيع، وإنما ينعقد البيع الآن بالتعاطي والآن المبيع معلوم فينعقد البيع صحيحًا (الدر والرد ۲۲/۷-۲۳ كتاب البيوع ـ مطلب: البيع بالتعاطي)

الجواب: (الف) درست نہیں ہے۔ (ب) جائز ہے۔(۱)
(ج) یہ بھی جائز ہے۔(۱) (د) جائز ہے۔

بیعانہ کی رقم واپس نہ کرنا

سوال: (۲۷۹) میں نے اپنی کچھ زمین ایک شخص کے ہاتھ فروخت کی، جس میں اس نے پچیس روپے بطور بیعانہ پیشگی دیے، اور باقی زرِ ثمن کا وعدہ بعد چار ماہ کے دینے کا کیا، اور تکمیل بیع نامہ بھی اسی مدت کے بعد قرار پائی اور باہم یہ معاہدہ ہوا کہ اگر بر تقدیر میں بیع نامہ کرنے سے باز رہوں تو میرا یہ بیعانہ پیشگی مبلغ پچیس روپے ضبط کیے جائیں۔ اب مشتری کو دو سال ہو گئے اس نے بیع نامہ تکمیل نہیں کرایا اب موافق معاہدے کے میں پچیس روپیہ ضبط کر سکتا ہوں یا نہیں؟ (۲۵۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ پچیس روپیہ آپ کو ضبط کر لینا اور واپس نہ دینا درست نہیں ہے، اور قطعاً حرام اور داخلِ حقوق العباد ہے، اگر اس نے بیع نامہ تکمیل نہیں کرایا تو یہ روپے آپ کو واپس دینا چاہیے، اور دوسرے جس شخص کے ہاتھ چاہیں بیع کریں یا وہ خریدے تو اسی کے ہاتھ فروخت کر دیں، اور روپیہ مذکورہ ثمن میں سے وضع کریں فی الحدیث قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع العربان(۲) وهو أن يشترى السلعة و يعطى البائع درهما أو أقل أو أكثر على أنه إن تم البيع حسب من الثمن وإلا لكان للبائع ولم يرجعه المشترى وهو بيع باطل لما فيه من الشرط والغرر الخ(۳) (حاشيه سند هي مشكوٰة ص: ۲۴۰) فقط واللہ اعلم

---

(۱) ومما تسامحوا فيه و أخرجوه عن هذه القاعدة ما في القنية: الأشياء التي تؤخذ من البائع على وجه الخرج كما هو العادة من غير بيع كالعدس والملح والزيت ونحوها ثم اشتراها بعد ما انعدمت صح اهـ فيجوز بيع المعدوم هنا (البحر الرائق ۳۳۴/۵ كتاب البيع) هكذا في الشامي. وفيه أيضا: وقال بعض الفضلاء: ليس هذا بيع معدوم الخ (الشامي ۲۲/۷ كتاب البيوع – مطلب البيع بالتعاطى)

(۲) مشكوة: ۲۴۸ كتاب البيوع – باب المنهى عنها من البيوع.

(۳) حاشية المشكوة: ۲۴۸ كتاب البيوع – باب المنهى عنها من البيوع.

وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں دس روپیہ فی من منافعہ لینا

سوال: (۲۸۰) کوئی شخص پیشگی روپیہ دے کر کوئی چیز خریدے، اور یہ تحریر لکھالے کہ فلاں وقت تک یہ چیزیں نہیں آئیں گی تو وعدہ خلافی کا دس روپیہ فی من منافعہ لیا جائے گا، وقت مقررہ پر وہ چیزیں نہیں بھیجیں تو دس روپے فی من منافعہ لینا جائز ہے؟ (۱۳۴۰/۱۹۹۱ھ)

الجواب: یہ معاملہ اس شرط کے ساتھ باطل اور ناجائز ہے، اور منافعہ مذکورہ کا لینا درست نہیں ہے۔

بیع تولیہ میں خیانت ثابت ہوجائے تو مشتری کیا کرے؟

سوال: (۲۸۱) زید کے نزدیک ایک ڈھیر مبیع کا یعنی ہیزم سوختی (ایندھن) کا تھا، عمر نے اس کو خرید کرنا چاہا، اور کہا کہ اصل خرید تمہاری کتنے روپے کی ہے؟ زید نے کہا کہ میری خرید اصل تین سو روپے کی ہے، اور پچاس روپے نفع لوں گا تو عمر نے کہا کہ چوں کہ آپ نمازی اور حاجی ہیں آپ کا کہنا راست اور درست ہے، اور ہم کو اعتبار ہے اس لیے تم اپنا نفع چھوڑو، اور مول مول میں دو (یعنی اصل قیمت میں) زید راضی ہوگیا، اور عمر نے کہا کہ مال جب تک فروخت نہ ہوگا تب تک تمہاری زیر نگرانی اور تمہارے ہی قبضہ میں رہے گا؛ یعنی میں اٹھا کر اپنی زمین میں نہ لاؤں گا بلکہ وہیں فروخت کروں گا، پھر عمر نے دو سو روپے نقد دیے اور ایک سو روپے کا وعدہ کیا کہ مال فروخت ہونے پر دوں گا، چنانچہ اسی زمین میں بازار کے نرخ پر مال فروخت کرنا شروع کردیا، اور اس میں سے زید کو بھی دیتا رہا، اس وقت تک ساٹھ روپے ادا ہوگئے، اور قریب ایک سو دس روپے کا مال فروخت ہوا تو مال قریب نصف کے رہا، اور بکر زید کا ہمراز تھا کہ وقت بیع کے حاضر تھا اس نے کہا کہ زید نے بڑا دھوکا دیا، یہ ان کا مال ایک سو پچاسی روپے کا ہے، اور خالد بھی اس کا ہمراز ہے وہ بھی کہتا ہے کہ ایک سو پچھتر روپے کا ہے، چنانچہ اس امر پر بقیہ مال بھی شاہد ہے، زید نے عمر سے دھوکہ کیا تو یہ بیع عقد جائز رہا یا نہیں؟ اور عمر کو اختیار اس کے رد کا ہے یا نہیں؟ (۵۵۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس عقد کو جو زید وعمر میں ہوا اگر تولیہ کہا جائے جیسا کہ زید کا بیان ہے کہ تین سو میں میری خرید ہے، اور عمر نے اصل قیمت پر معاملہ کیا تو اس کا حکم تو یہ ہے کہ تولیہ میں اگر خیانت ثابت ہوجائے تو

مشتری کو قیمت کم کردینے کا اختیار ہوتا ہے واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوتا کما فی الدرالمختار: وله الحط قدر الخيانة في التولية وفي الشامي: قوله وله الحط أي لاغير بحر (۱) (شامی) لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ اس عقد میں دھوکہ دہی بھی پائی گئی اور بظاہر غبن فاحش ہے، اس لیے عمر کو واپس کرنے کا بھی اختیار ہے قال في الدرالمختار: ويفتى بالرد ...... إن غرّه أي غرّ المشتري البائع أو بالعكس أو غرّه الدلال فله الرد الخ (۲) فقط

خریدا ہوا مال خرچ ہو چکا اس کے بعد بیع مرابحہ میں خیانت ظاہر ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۸۲) میں نے کچھ بھیڑیں منگوائی تھیں ایک بیوپاری سے، اس نے اپنے شریک کے ہاتھ بھیج دیں اس نے جو قیمت بتائی وہ گراں معلوم ہوئی، عرصے کے بعد وہ اصل مالک آیا اور مال اس میں سے خرچ ہو چکا تھا، اور اس شخص سے جو مال لایا تھا اصرار سے پوچھا گیا کہ صحیح قیمت بتاؤ، اس نے جب اصل قیمت بتائی تو معلوم ہوا کہ ۶۷ روپے اس نے زائد بتائے ہیں، اور اصل مالک نے آکر روپیہ طلب کیا تو اب کتنی قیمت دینی ہوگی شرعاً؟ اور یہ معاملہ مرابحہ کا ہے (۳۱۳/۴۴-۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس صورت میں چوں کہ مشتری نے مبیع کو خرچ کرلیا ہے، لہٰذا پوری قیمت جو بائع نے کہی ہے دینی پڑے گی در مختار میں ہے: ولو هلك المبيع أو استهلكه في المرابحة قبل رده الخ لزمه بجميع الثمن المسمّٰى (۳) فقط

خریدتے وقت میوہ وغیرہ چن کرلینا درست ہے

سوال: (۲۸۳) میوہ چن کرلینا وقت بیع کے شرط کی ہو یا نہ کی ہو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: چن کرلینا درست ہے خواہ شرط کرلے یا موافق عرف کے بلا شرط چن کرلیوے۔

---

(۱) الدر والرد ۷/۲۶۶ كتاب البيوع - قبل مطلبٌ: خيار الخيانة في المرابحة لايورث.

(۲) الدرمع الرد ۷/۲۷۴ كتاب البيوع - مطلب في الكلام على الرد بالغبن الفاحش.

(۳) الدرالمختار مع الشامي ۷/۲۶۶ كتاب البيوع - قبيل مطلب: خيار الخيانة في المرابحة لا يورث

بائع سے گرانی کی خبر چھپا کر بازار کے نرخ پر مال خریدنا

سوال: (۲۸۴) میرے پاس دساور سے خط آیا کہ یہاں مال کا بھاؤ گراں ہو گیا، میں نے ایک سوداگر سے کہ جس کو ابھی تک دساور کی خبر نہیں ہے مال خرید لیا، لیکن یہ امر یقینی ہے کہ اگر اس کو میں خبر کر دیتا تو وہ کبھی نہ دیتا تو کیا یہ خرید جائز ہے یا ناجائز؟ اور بازار کے بھاؤ خریدا (۱۳۱/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: بازار کے نرخ سے خریدنا درست ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔ فقط واللہ اعلم

تالاب میں جو مچھلیاں ہیں ان کا تذکرہ کیے بغیر تالاب کی مچھلیاں خریدنا

سوال: (۲۸۵) اگر تالابے بے ذکر مافیہا از ماہی خریدہ آید آیا ماہی آں تالاب برمشتری حلال باشد؟ (۷۴۶/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایں بیع وشراء درست نیست ومشتری را تصرف دراں حلال نیست۔ فقط

ترجمہ: سوال: (۲۸۵) اگر کوئی تالاب اُن مچھلیوں کے تذکرے کے بغیر جو اس میں ہیں خریدا جائے تو اس تالاب کی مچھلیاں مشتری کے لیے حلال ہوں گی یا نہیں؟

الجواب: یہ خرید وفروخت درست نہیں ہے اور مشتری کو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

بڑے تالابوں کی مچھلیاں جس نے خریدی ہیں وہ مچھلیاں پکڑ کر کسی کو کھلائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۸۶) ہمارے ملک میں بڑے بڑے تالابوں اور نہروں میں مچھلیاں فروخت کر دی جاتی ہیں جو بیع باطل ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ اگر مشتری مچھلیاں پکڑ کر دوسرے کو کھلائے تو دوسرے کو جائز ہے اگرچہ بیع باطل ہے، کیونکہ یہ مباح الاصل ہے عقد نے اس میں اثر نہیں کیا، اور عمر کہتا ہے کہ مشتری کو پکڑ کر اس کا کھانا اور کھلانا حرام ہے، اسی طرح دوسرے کو، کیونکہ یہ بیع باطل ہے، اور اس کی حرمت متعدی ہے؟ (۲۴۷/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: قول زید کا صحیح ہے کیونکہ یہ بیع اگرچہ باطل یا فاسد ہے، لیکن ایسے بڑے تالابوں اور نہروں میں جن میں مچھلیاں کسی کی مملوک نہیں ہوتیں جو کوئی پکڑے اس کی ملک ہو جاتی ہیں قال فی الشامی: فإنه لو صاده بعده ملكه الخ (۱) فقط واللہ اعلم

بائع کا خریدار کے سامنے ناپنا اور تولنا خریدار کے لیے کافی ہے

سوال: (۲۸۷) ولو اشترى مكيلا كيلا حرم بيعه وأكله حتى يكيله (كنز، باب المرابحة) ومن اشترى مكيلاً مكايلةً أو موزونًا موازنةً فاكتاله أو اتزنه ثم باعه مكايلةً أو موازنة لم يجز للمشتري منه أن يبيعه ولا أن يأكلهُ حتى يعيد الكيل والوزن الخ (هداية) ان عبارات سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک بائع اور مشتری کیل اور وزن نہ کرلیں اس وقت تک ان اشیاء کا کھانا حرام ہے، آیا یہ قید عام ہے یا مشتری کی غیبت کے وقت میں کہ بائع کے کیل کے وقت مشتری موجود نہیں تھا شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۸۰/۱۳۳۲ھ)

الجواب: یہ اس وقت ہے کہ مشتری کے سامنے بائع نے کیل یا وزن نہ کیا ہو، اور اگر مشتری کے سامنے بائع نے کیل یا وزن کیا ہے تو یہ کیل اور وزن کافی ہے، جیسا کہ صاحب ہدایہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے: ولو كاله البائع بعد البيع بحضرة المشتري فقد قيل: لا يكتفى به لظاهر الحديث فإنه اعتبر صاعين والصحيح أنه يكتفى به لأن المبيع صار معلومًا بكيل واحد وتحقق معنى التسليم ومحمل الحديث اجتماع الصفقتين على ما نبين في باب السلم إن شاء اللّٰه تعالى الخ (۲) فقط

سوال: (۲۸۸) ولو اشترى مكيلا كيلا حرم بيعه وأكله حتى يكيله ومثله الموزون الخ (۳) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیع میں بائع اور مشتری کو جدا جدا کیل ووزن کرنا لازم ہے۔ بدون کیل ووزن کے استعمال حرام ہے؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۷۱۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) ردالمحتار ۱۸۲/۷ کتاب البیوع – مطلبٌ في البيع الفاسد.

(۲) الهداية ۷۵/۳ كتاب البيوع – قبل باب الربا.

(۳) كنز الدقائق مع البحر ۱۹۳/۶-۱۹۷ كتاب البيع – فصل في بيان التصرف في المبيع.

الجواب: اس میں یہ صورت گنجائش کی لکھی ہے کہ اگر بائع نے مشتری کے سامنے وزن اور کیل کر کے مشتری کے حوالے اس چیز کو کیا ہے تو مشتری کو کھانے وغیرہ کے لیے دوسرے کیل کی ضرورت نہیں ہے، ہدایہ میں ہے: ولو کاله البائع بعد البیع بحضرة المشتری فقد قیل: لایکتفی به لظاهر الحدیث، فإنه اعتبر صاعین والصحیح أنه یکتفی به لأن المبیع صار معلوما بکیل واحد الخ(۱) اور درمختار میں ہے: وکفی کیله من البائع بحضرته أی المشتری بعد البیع الخ(۲)

خریدار خوشی سے وزن اور کیل کرنے والے کی اجرت دے تو درست ہے

سوال: (۲۸۹) اگر بائع ومشتری راضی ہوں کہ اجرت وزان وکیال مشتری کو دینی ہوگی تو یہ جائز ہے یا نہ؟ (۵۲۸/۴۴-۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر مشتری اپنی رضامندی سے اجرت وزان وکیال کی دیدیوے تو یہ درست ہے۔

ناپ تول میں کمی کرنا حرام ہے

سوال: (۲۹۰) خرید کے وقت وزن طے شدہ سے زیادہ اور فروخت کے وقت کم تولنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۱۵/۱۳۳۰ھ)

الجواب: یہ حرام اور مکروہ ہے اور سورہ ویل للمطففین میں اس پر وعید وارد ہے۔

زمین فروخت کرنے کے بعد رجسٹری کے کاغذات میں ''رہن'' لکھوانے سے بیع ساقط نہ ہوگی

سوال: (۲۹۱) ایک شخص نے اپنی اراضی کو بوجہ قباحت قانون ظاہرہ، اور شفعہ کی خرابی کی وجہ سے رجسٹری بطریق رہن کرادی اور خانگی بیع نامہ ایمانا معہ شہادت چند اشخاص کے تحریر کردیا ہے، یہ بیع

(۱) الهدایة ۳/۷۵ کتاب البیوع – قبیل باب الربا.

(۲) الدر والرد ۷/۲۸۱ کتاب البیوع – مطلب فی تصرف البائع فی المبیع قبل القبض.

جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۴/۱۷ھ)

الجواب: اس صورت میں جب کہ زبانی ایجاب وقبول بیع کا ہوا، اور قطعی طور سے بیع وشراء واقع ہوئی، تو وہ بیع صحیح ہوگئی کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْکُمْ ﴾ (سورۂ نساء، آیت: ۲۹) پس اس کے بعد رجسٹری کے کاغذ میں رہن لکھوانے سے وہ بیع ساقط وباطل نہ ہوگی، اور درحقیقت وہ بیع ہوگی، رہن نہ ہوگی۔ فقط

رہن شدہ زمین مرتہن کے ہاتھ فروخت کرنا

سوال: (۲۹۲) زید نے تیس کنال(۱) زمین چار سو روپے کے بدلے خالد کے پاس رہن رکھی، جب رہن نامہ تحریر ہو چکا تو اس کے بعد خالد نے زید سے اس زمین کی بیع کو کہا زید راضی ہوگیا، اور معاملہ بیع کا چار سو روپے میں طے ہوگیا، اور خالد نے چار سو روپے زید کو دیدیے مگر بیع نامہ تحریر نہ ہوا، یہ زمین خالد کے حق میں بیع ہے یا رہن؟ نفع اٹھانا خالد کو جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۲/۱۳۰۹ھ)

الجواب: اس صورت میں زمین مذکورہ خالد کے پاس بیع ہوگئی، اور خالد اس کا مالک ہوگیا، جملہ تصرفات مالکانہ اور نفع اٹھانا خالد کو اس زمین سے درست ہے۔ فقط

مکان خریدنے کے بعد مکان کی واپسی کا اقرار نامہ لکھ دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۹۳) میں نے ایک مکان شیخ امام الدین سے مبلغ تیرہ سو روپے میں خریدا، اور اس کا بیع نامہ رجسٹری شدہ اپنے نام کرالیا، اور اس تاریخ میں ایک اقرار نامہ —— بوجہ دباؤ ناجائز —— امام الدین نے مجھ سے اس مضمون کا لکھایا کہ اگر بائع اندر دس سال کے تمہارا روپیہ مع لاگت تعمیر جدید کے دیدیوے تو مکان مذکور کا بیع نامہ واپسی بائع کے حق میں کرادے؛ اب جب کہ پانچ سال کے بعد جدید عمارت وغیرہ کی وجہ سے مکان کی قیمت بہت بڑھ گئی تو شیخ امام الدین کہتا ہے کہ تیرہ سو روپے لے کر بیع نامہ واپسی میرے نام کردو یہ اقرار نامہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۱۸۰۲ھ)

الجواب: چوں کہ بیع نامہ اصلی بلا کسی شرط کے تھا، لہٰذا وہ معاملہ تام ونافذ ہوگیا اور مشتری مالک

---

(۱) کنال: بیگھے کا چوتھا حصہ (فیروز اللغات)

مکان مذکور کا ہوگیا، اس کے بعد جو نا جائز دباؤ سے مشتری نے اقرار نامہ مذکور متعلق واپسی بیع لکھ دیا ہے، اس سے بیع مذکور میں کچھ خلل واقع نہیں ہوا، مشتری کو اختیار ہے کہ اگر بائع مذکور شیخ امام الدین حسب اقرار خود پوری قیمت مع لاگت تعمیر جدید وغیرہ مشتری مذکور شیخ محمد یوسف کو دیوے تو وہ مکان مذکور شیخ امام الدین کو واپس دیدیوے اور اگر نہ دیوے تو اس پر کچھ جبر نہیں ہے۔ فقط

ماں نے نابالغ لڑکے کی زمین فروخت کردی ہو تو لڑکا بالغ ہونے کے بعد بیع کو فسخ کرسکتا ہے

سوال: (۲۹۴)......(الف) ایک بیوہ عورت نے اپنے فرزند نابالغ کی کچھ زمین زرعی بیع کر دی، اور زر قیمت اپنی اور فرزند کی ضروریات میں لگا دیا، اس کا فرزند بعد بالغ ہونے کے اس بیع کی تنسیخ کرانے کا مجاز ہے یا نہیں؟

(ب) زمین مشتری سے واپس لے لیوے، اور زر ثمن بہ موجب فیصلہ عدالت ادا نہ کرے تو ایسی زمین اس کو شرعاً لینی جائز ہے نہیں؟ (۱۹۲۲/۲۲۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) مجاز ہے (۱)

(ب) جائز ہے۔ فقط

باپ نے اپنے نابالغ بیٹے کے لیے جو زمین خریدی ہے اس کا مالک کون ہے؟

سوال: (۲۹۵) اکبر حسین نے ۷۰۰ گز اراضی اپنے بیٹے نصرت حسین نابالغ کے نام خریدی، بیع نامہ نصرت حسین کے نام لکھایا، لیکن اکبر حسین اس اراضی میں تصرف رہن وغیرہ کا کرتا رہا ہے، تو نصرت حسین اس کا مالک ہوا یا نہیں؟ نصرت حسین کا انتقال ہو چکا ہے تو مالک اس اراضی کے اس کے ورثاء ہیں یا کون؟ (۲۹۸۳/۱۳۳۹ھ)

---

(۱) ماں کو اپنے نابالغ بیٹے کی جائداد فروخت کرنے کا اختیار نہیں اس لیے یہ بیع باطل ہے، بیٹا بالغ ہونے کے بعد اس کو کالعدم کرسکتا ہے۔ قلت : وهذا لو البائع وصيا لا من قبل أم أو أخ فإنهما لا يملكان بيع العقار مطلقًا (الدر المختار مع الشامی ۱۰/۳۵۱ کتاب الوصی)

الجواب: اس صورت میں ۷۰۰ گز اراضی جو اکبر حسین نے بنام نصرت حسین — پسر نابالغ — خریدی، اور بیع نامہ اس کے نام لکھایا اس کا مالک نصرت حسین ہو گیا، اور قبضہ اکبر حسین کا نصرت حسین کی طرف سے بوجہ ولایت کے ہوا، پس مالک اس اراضی کے وارثان نصرت حسین ہیں اکبر حسین کے باقی ورثہ اس کے مالک نہ ہوں گے۔ فقط

زمین فروخت کرنے کے بعد بائع اس میں کوئی تصرف نہیں کرسکتا

سوال: (۲۹۶) زید وعمر میں ایک زمین کے متعلق عقد بیع کا معاملہ ہوا، اور ثمن وغیرہ سب دونوں میں طے ہو گیا جب بائع ومشتری گھر پہنچے تو اب بائع زمین نہیں چھوڑتا ہے تو وہ زمین مشتری کی ملک ہو گئی یا نہ؟ اور اب بائع اگر اس زمین میں کچھ تصرف کاشت وغیرہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ (۴۴۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں ایجاب وقبول تمام ہو گیا، اور مشتری مالک زمین مذکور کا شرعاً ہو گیا؛ اب بائع کو اس میں کوئی تصرف بدون اذن مشتری صحیح نہ ہوگا، اور کاشت وغیرہ جو وہ کرے گا مشتری کو اختیار اس کے قطع کا ہوگا اور وہ عاصی ہوگا۔

شوہر اپنی بیوی کی جائداد فروخت کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۹۷) زید نے اپنی کچھ جائداد اپنی بیوی کے حق مہر میں لکھ دی، بعدہٗ خود ہی اس کی بیع عمر کے ہاتھ بغیر اپنی بیوی کو خبر کیے کر دی؛ شرعاً اس کی بیع جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی بیوی اس کا دعوی کر کے واپس لے سکتی ہے یا نہ؟ (۲۴۴۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ بیع اس کی زوجہ کی اجازت پر موقوف ہے، اگر وہ اجازت نہ دے تو باطل ہے، اور وہ دعوی اس کے واپس لینے کا کرسکتی ہے۔ فقط

شوہر کے انتقال کے بعد بیوی نے دَین مہر کے عوض شوہر کا متروکہ مکان فروخت کر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۹۸) زید نے انتقال کیا، ایک قطعہ مکان اور کچھ اسباب چھوڑا، اس کی زوجہ کا دین

مہر اس قدر تھا کہ زید کے تمام اسباب و مکان کو محیط تھا؛ ایسی صورت میں اگر ہندہ اس مکان کو کسی شخص سے بیع کر دے تو عند الشرع وہ جائز ہوگا یا نہیں؟ (۱۱۵۳/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: بدون اجازت ورضائے ورثۂ زید کے بیع کرنا مکان کا درست نہیں ہے، البتہ اگر ورثہ دین اپنے پاس سے ادا نہ کریں تو پھر ہندہ اس مکان کو اپنے دین میں لے کر بیع کر سکتی ہے کما يفهم من عبارة الشامي، باب الوصي: لأنهم إذا كانوا حضورًا ليس للوصي التصرف في التركة أصلا إلا إذا كان على الميت دَين أو أوصى بوصية ولم تقض الورثة الديون ولم ينفذوا الوصية من مالهم فإنه يبيع التركة كلها إن كان الدين محيطًا الخ (۱)

اس عبارت سے واضح ہے کہ ادائے دین ورثہ کا کام ہے اگر وہ دین میت کا اپنے مال سے ادا نہ کریں تو اس وقت وصی یا دائن کو اختیار ہے بیع ترکہ کا، نہ یہ کہ دائن بدون اطلاع ورثہ کے ترکہ کو اپنے دین میں بیع کر دیوے، یہ تصرف جائز و نافذ نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قیمت کی ادائیگی کی مدت مقرر کیے بغیر اُدھار سامان خریدنا

سوال: (۲۹۹) زید تجار سے سامان قرض لیتا ہے، اور روپے کی ادائیگی کا کچھ وعدہ نہیں کرتا؛ کیا حکم شرعی ہے؟ (۵۴۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: قیمت کی ادائیگی کی کوئی مدت مقرر کرنی چاہیے، ورنہ بیع فاسد ہو جائے گی؛ مگر یہ کہ مدت عرف وعادت سے معلوم ہو۔

خنزیر کی خرید وفروخت کرنے والے کا حکم

سوال: (۳۰۰) ایک مسلمان خنزیر کی بیع اور شراء کرتا ہے ایسے شخص کے لیے شرعاً کیا حکم اور کیا سزا ہے؟ (۷۴۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: بیع اور شراء خنزیر کی حرام اور باطل ہے، اور مرتکب اس امر شنیع کا سخت عاصی اور فاسق ہے، توبہ کرنا اس کو لازم ہے اور اگر وہ نہ مانے تو مسلمان اس سے مقاطعت ومتارکت کر دیں۔

(۱) ردالمحتار ۱۰/۳۵۰ کتاب الوصایا – باب الوصي.

خنزیر کو بیچ کر اس کی قیمت سے انتفاع درست نہیں

سوال: (۳۰۱) ایک شخص شکاری ہے اور وہ جنگلی سور اپنی کاشت کی حفاظت کے لیے مار کر کھانے والوں کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے، اس بات کو اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے بیان کیا کہ اس روپے سے سامان بندوق خرید تا ہوں اور کبھی کبھی جوتا بھی بنوا کر پہن لیتا ہوں اور اس روپے کو کھانے پینے کی اشیاء و کپڑا وغیرہ میں احتیاطاً صرف نہیں کرتا ہوں، اس بندوق کے سامان سے جو دیگر جانور حلال شکار کرتا ہے وہ اپنے استعمال میں لاتا ہے اس کی نسبت شرعاً کیا احکام ہیں؟ (۳۳۶۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: خنزیر کی بیع باطل ہے اس لیے فروخت کرنا خنزیر کا جائز نہیں ہے کیونکہ شریعت نے اس کو مال قرار نہیں دیا، لہٰذا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے سامان بندوق یا جوتا خریدنا جائز نہیں ہے، لیکن اس قیمت سے جو بارود و چھرا وغیرہ خرید کر جو شکار اس سے کیا ہے اس کا کھانا حلال ہے۔ فقط

جاندار چیزوں کا مارکہ بنانا، اور کسی کا مخصوص مارکہ ڈال کر مال تیار کرانا

سوال: (۳۰۲) بڑے تاجروں کا یہ بھی دستور ہے کہ ولایت کے کارخانوں سے معاملہ کر کے اپنے مال کے لیے کوئی خاص مارکہ مقرر کرتے ہیں، یہ مارکہ اکثر جاندار چیزوں کا ہوتا ہے، پھر وہ مارکہ کوئی دوسرا تاجر اپنے مال میں نہیں بنا سکتا، اگر بنائے تو قانوناً مجرم ٹھہرے، اور بر جانہ بطور تاوان اس کو ادا کرنا پڑے، اور آئندہ کو اس مارکہ کے ڈالنے سے روک دیا جائے۔ ابتداءً اس خاص مارکہ والے مال کو تاجر لوگ بہت کم نفع پر یا اصل لاگت پر فروخت کرتے ہیں جب مال کی پوری شہرت ملک میں ہو جاتی ہے تو خاطر خواہ منافعہ لیتے ہیں۔ چوں کہ قانوناً کوئی دوسرا تاجر اس خاص مارکہ کو اپنے مال پر نہیں ڈال سکتا اس لیے کوئی دوسرا تاجر اگر دوسرا مارکہ ڈال کر ویسا یا اس سے بڑھیا مال بھی تیار کرائے تو بھی خریدار اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ہمارے کارخانے میں بھی مدت دراز سے اس طور پر مختلف مارکوں کا مال آیا کرتا ہے۔ اب اگر نئے مال کی ہم کو ضرورت پڑتی ہے تو بے جان چیزوں کا مارکہ ڈلواتے ہیں، لیکن

جاندار چیزوں کے کئی سابقہ مارکے برما میں بہت شہرت پا چکے ہیں، ان شہرت یافتہ مارکوں کی بدولت ہماری دکان چل رہی ہے، اب اگر ان مارکوں کو بند کر دیا جائے تو دکان کا کام رک جائے، اور لاکھوں روپے کا نقصان ہو۔ اگر یہی مال موجودہ جاندار چیز کے مارکہ کو ترک کر کے بے جان چیز کا کوئی دوسرا مارکہ ڈلوا کر منگایا جائے تو اگر چہ پہلے سے عمدہ اور بڑھ کر مال تیار کرایا جائے تاہم پہلے کے موافق قیمت نہیں مل سکتی ایسی حالت میں جاندار مارکہ والا مال جاری رہنے دینا درست ہے یا نہیں؟

نیز اگر کوئی دوسرا تاجر ہمارا مارکہ ڈال کر مال تیار کرائے تو عدالت انگریزی سے رجوع کر کے اس کو بند کرا دینا اور اس کے اس فعل سے جس قدر نقصان پہنچا ہے اس سے وصول کر لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ یہود ونصاریٰ اور ہندو و دیگر اقوام اور نیز مسلمان اگر یہ یقین کر لیں کہ فلاں مسلمان تاجر اپنے مارکہ کا دعویٰ نہیں کرے گا تو یقیناً وہ لوگ ان مارکوں کا مال تیار کرا لیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی تجارت یا تو بالکل نیست ونابود ہو جائے یا بالکل کمزور پڑ جائے۔ بینوا وتوجروا (۲۸۸۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مارکہ والی صورت میں جاندار کی تصویر کے بنوانے اور باقی رکھنے کا گناہ ان تاجروں کو ہوگا؛ لیکن اصل مال کی بیع وشراء میں اس کی وجہ سے حرمت نہ آوے گی کیوں کہ مقصود تصویر کی بیع وشراء نہیں ہے وہ محض علامات ہیں اس کارخانے کے مال کی، پس جن اشیاء پر علامت مذکورہ ہے ان کی بیع وشراء صحیح ہے، اور قیمت حلال ہے۔

اور لاضرر ولاضرار کے قاعدے سے دوسرے تاجروں کو مارکہ مذکورہ ڈلوانے سے روکا جا سکتا ہے جیسا کہ کتابوں کی رجسٹری کرانے میں یہی غرض ملحوظ ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا اس کو طبع نہ کراوے، اگر چہ اس میں بھی بحث اور تفصیل ہے۔ اور اصل یہی ہے کہ کسی کو اس کتاب کے طبع کرانے سے نہ روکا جائے لیکن جب کہ غرض دوسروں کی اس کو نقصان پہنچانا ہو یا ان کے طبع کرانے سے پہلوں کو نقصان پہنچتا ہے جو کہ لازم ہے تو پھر بحکم **لاضرر ولاضرار** ان کو روکا جا سکتا ہے ایسا ہی مارکہ مذکورہ میں سمجھنا چاہیے۔ فقط

حلال جانوروں کو ذبح کر کے کھانا اور ان کو فروخت کر کے نفع اٹھانا

سوال: (۳۰۳) حلال جانوروں کا ذبیحہ بغرض تجارت و جلب منفعت، اور ان کے گوشت و

پوست کی بیع وشراء جائز ہے یا نہ؟ یہ بیع وشراء در عہد رسالت وبہ زمانہ خلافت راشدہ ہوتی تھی یا نہیں؟ اس کی ابتداء کس وقت سے ہوئی؟ (۱۳۴۴/۱۲۷۷ھ)

الجواب: حلال جانوروں کا ذبح کر کے کھانا اور فروخت کر کے نفع اٹھانا ہر دو امر بلا نکیر سلفاً وخلفاً جاری رہا ہے اور جاری ہے، ایسے امور بدیہیہ معروفہ میں حاجت کسی دلیل خاص کی نہیں ہوتی، اور نہ ابتداء کے دریافت کرنے کی ضرورت ہے؛ کیونکہ جس وقت آیت ﴿أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت: ۱) نازل ہوئی اسی وقت سے حلت حلال جانوروں کی ثابت ہوگئی، اور جوامر شرعاً زمانہ رسول اللہ ﷺ سے بلا انکار جاری ہے اس کے متعلق کچھ دریافت کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ فقط

کوئی چیز کم قیمت پر فروخت کرنا اور رسید میں زیادہ لکھوانا

سوال: (۳۰۴) کوئی چیز اسی (۸۰) روپے میں فروخت کی جائے اور مشتری سے رسید میں سو روپے لکھوائیں جائیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۰۹۰ھ)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے۔

طویل مدت گذرنے کی وجہ سے کسی کا حق ساقط نہیں ہوتا

سوال: (۳۰۵) زید کا حق کسی مکان میں تھا وہ فروخت ہو چکا ہے، اور اٹھارہ سال ہو چکے ہیں، اب زید؛ مشتری مکان سے اپنا حق واپس مانگتا ہے، مشتری کہتا ہے کہ تمہارا حق بوجہ طویل مدت گذرنے کے باعث ساقط ہوگیا ہے تو یہ اس کا مقولہ صحیح ہے یا نہ؟ اور حق کے ساقط ہونے میں کوئی حد شرعی ہے یا نہ؟ (۱۳۴۵-۴۴/۷۶۲ھ)

الجواب: کوئی حد نہیں ہے، اور زید اپنے حصہ کا مستحق ہے اس کا حق زائل نہیں ہوا إن الحق لایسقط بتقادم الزمان(۱) (شامی) فقط

قیمت طے کیے بغیر اُدھار فروخت کرنا

سوال: (۳۰۶) ...... (الف) اس وقت غلہ دینا اور چھ ماہ کے بعد نرخ طے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) الشامی ۱۰/۳۸۸ کتاب الخنثی - مسائل شتّی .

(ب) ایک غلہ کا نرخ چار روپیہ من ہے، ادھار فروخت کرنے کی صورت میں چار روپیہ چار آنہ من دیتا ہے؛ یہ جائز ہے شرعاً یا نہیں؟ (۶۸/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) یہ جائز نہیں۔

(ب) ثمن مؤجل میں زیادتی جائز ہے کما فی الهداية: **ألا يُرى أنه يزاد فى الثمن لأجل الأجل.** (۱)

دلال کا بائع اور مشتری سے کمیشن لینا

سوال: (۳۰۷) آڑھت (کمیشن) لینا بائع ومشتری دونوں سے یا صرف ایک سے جائز ہے یا نہیں؟ ایک شخص اس کو ناجائز کہتا ہے اور حدیث مسلم کی پیش کرتا ہے جو کہ مشکوۃ (ص: ۲۴۷) میں ہے:
عن جابر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايبيع حاضرٌ لباد الحديث (۲)
شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے؟ (۱۹۰۶/ ۱۳۴۴ھ)

الجواب: یہ صورت شرعاً جائز ہے، اس میں ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں جب کہ بائع اور مشتری اپنی رضا سے اس کو اجرت دیتے ہیں تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟ فقہاءؒ نے اس کو جائز کہا ہے اور اس کی تفصیل اس طرح کی ہے کہ اگر دلال نے مالک کی اجازت سے خود اس شئے کو فروخت کیا ہے تو اس کی اجرت بائع کے ذمے ہے، مشتری سے لینے کا اس کو حق نہیں، اور اگر صرف اس نے کوشش ہی کی ہے اور فروخت کرنے والا خود مالک ہی ہے تو اس میں عرف کا لحاظ ہے؛ یعنی اگر ایسا عرف ہے کہ اجرت دلال صرف بائع یا صرف مشتری ہی کے ذمے ہوتی ہے تو اسی کا اعتبار کیا جائے گا، اور اگر یہ رواج ہے کہ دونوں اس کی اجرت کے ذمے دار ہیں تو اسی کا اعتبار ہوگا، غرضیکہ جس شہر میں جیسا رواج ہے اسی کے مطابق عمل کیا جائے گا درمختار میں ہے: **وأما الدلال فإن باع العين بنفسه باذن ربها فاجرته**

---

(۱) الهداية ۷۴/۳ كتاب البيوع – قبل باب الربا.

(۲) عن جابر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايبيع حاضرٌ لبادٍ، دعوا الناس يرزق الله بعضهم من بعض، رواه مسلمٌ (مشكاة المصابيح ص: ۲۴۷ كتاب البيوع –باب المنهي عنها من البيوع)

علی البائع، وإن سعی بینهما وباع المالك بنفسه یعتبر العرف الخ (۱) اور شامی میں اسی قول کے تحت میں ہے: فتجب الدلالة علی البائع أو المشتری أو علیهما بحسب العرف (۱) (نقل هذا عن جامع الفصولین) اور وہ حدیث جو سوال میں نقل کی گئی ہے اس کو اس کے جواز وعدم جواز سے کوئی تعلق نہیں، اس کے معنی تو صرف یہ ہیں کہ کسی شہر کے رہنے والے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ غلہ وغیرہ کو ایسی حالت میں کہ اہل شہر قحط اور تنگی میں ہوں دوسرے گاؤں والوں کے ہاتھ گرانی کے ساتھ فروخت کرے، قال في النهایة: صورته أن الرجل إذا کان له طعام وعلف وأهل المصر فی قحط منهما وهو لا یبیعهما من أهل المصر حتی یتوسعوا ویبیعهما من أهل البادیة وهم یتضررون بذلك فهو مکروه انتهی (۲) اور ہدایہ میں ہے: هذا إذا کان أهل البلد فی قحط وعوز وهو یبیع من أهل البدو طمعًا فی الثمن الغالی الخ (۳) غرض کہ صورت مذکورہ میں اگر آڑھتی خود مال منگا کر فروخت کرتا ہے تو اس کی اجرت صرف بائع کے ذمے ہے، اور اگر محض ساعی ہی ہے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے تو پھر اس کو حق ہے کہ عرف کے موافق دونوں سے اجرت وصول کرے یا کسی ایک سے وصول کرے، اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں، اور نہ کوئی حدیث اس کے مخالف ہے۔ فقط

فروخت کردہ چیز مشتری کی رضامندی کے بغیر نہ بائع واپس لے سکتا ہے نہ قیمت میں اضافہ کرسکتا ہے

سوال: (۳۰۸)..... (الف) بیع کی ہوئی چیز کو بلا رضائے مشتری کے بائع واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟
(ب) بیع شدہ چیز پر اگر قانونی بیع نامہ کی تکمیل نہ ہوئی ہو تو بائع قیمت میں اضافہ کرسکتا ہے

(۱) الدر المختار مع الشامی ۷/۱۷ کتاب البیوع۔ مطلبٌ: فسادُ المتضمن یوجب فساد المتضمن.

(۲) و بمعناه في الجوهرة النیرة: وبیع الحاضر من البادی وهو أن الرجل من أهل المصر إذا کان له طعام وعلف و أهل المصر في قحط، وهو لا یبیعهما من أهل المصر ولکنه یبیعه من أهل البادیة بثمن غالٍ فهذا مکروهٌ، وأما إذا کان أهل المصر في سعة ولا یتضررون بذلك فلا بأس به (الجوهرة النیرة ۱/۲۰۹ کتاب البیوع، آخر بیع الفاسد، المطبوعة: المجتبائی۔ دهلی)

(۳) الهدایة ۳/۶۷ کتاب البیوع – فصل فیما یکره.

یانہ؟ (۴۲۷/۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف) بلا رضائے مشتری کے واپس نہیں لے سکتا۔

(ب) بلا رضامندی مشتری کے اضافہ ثمن کرنا صحیح نہیں ہے۔ فقط

بھاؤ طے کیے بغیر غلہ اُدھار خریدنا

سوال: (۳۰۹) یہ رواج جاری ہو رہا ہے کہ کھاتے میں غلہ ادھار بغیر بھاؤ قائم کیے ہوئے دیتے ہیں اور چار یا چھ مہینے بعد فصل خریف یا ربیع گذرنے پر دس پانچ آدمی جمع ہو کر اول و آخر کا نرخ چھوڑ کر درمیان کا بھاؤ قائم کر دیتے ہیں مثلاً جب شروع میں غلہ دیا تو بھاؤ بیس سیر تھا اور جب پھر دیا تو بھاؤ اٹھارہ سیر تھا اور جب اخیر میں دیا تو بھاؤ سترہ سیر ہو گیا تو اب درمیان کا بھاؤ مقرر ہوگا؛ اس طرح لین دین کرنا قاعدۂ شرع سے جائز ہے یا نہیں؟ (۲۹-۳۲۳/۱۳۳۰ھ)

الجواب: اس طرح لین دین کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ لازم ہے کہ جس قدر گندم قرض لیے ہیں اسی قدر گندم ادا کرے۔ اور اگر بہ قیمت لیے ہیں تو جو قیمت واقعی وقت دینے گندم کے ہے اور قرار پائی ہے وہ دیوے۔

۞ ۞ ۞

بیع سلم کا بیان

بیع سلم کا جائز طریقہ

سوال: (۳۱۰) بدھنی (بیع سلم) کس طرح پر جائز ہے؟ (۱۲۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بدھنی اس طرح جائز ہے کہ قیمت پہلے دیدے، اور مبیع مہینہ دو مہینہ یا زیادہ پر لینا قرار پائے، اور نرخ معین کردے کہ مثلاً گندم فی روپیہ دس سیر یا بارہ سیر لوں گا، اسی طرح جملہ شرائط سلم کا لحاظ رکھے اور تحقیق کرلے(۱)

شرائط بیع سلم

سوال: (۳۱۱) مثلاً ہم نے کسی کو مبلغ ۲۰ روپیہ پیشتر دیے، اس سے فصل پر گندم کا نرخ ۳ من کا ٹھہرالیا ہے یہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۱۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: پیشگی روپیہ دے کر فصل پر گندم بہ نرخ معین لینے کا معاملہ درست ہے اس کا نام شرع میں ''بیع سلم'' ہے جس کو عرف میں ''بدھنی'' کہتے ہیں، شرعاً اس کے جواز کی چند شرطیں ہیں وہ پوری ہو

---

(۱) اب اکثر و بیشتر چیزیں مشینوں سے تیار کی جاتی ہیں۔ اور ان میں تفاوت بہت کم ہوتا ہے، اور ان کی جملہ تفصیلات منضبط کی جاتی ہیں اس لیے جن چیزوں کی پوری طرح تعیین عقد کے وقت ہوسکتی ہے ان میں بیع سلم جائز ہے۔ ہدایہ میں ہے:

وكلّ ما أمكن ضبط صفته ومعرفة مقداره جاز السلم فيه، لأنه لا يفضي إلى المنازعة وما لا يضبط صفته ولا يعرف مقداره لا يجوز السلم فيه، لأنه دين وبدون الوصف يبقى مجهولا جهالةً تفضي إلى المنازعة (الهداية ۳/۱۰۰ كتاب البيوع، باب السلم)

جادیں تو یہ معاملہ درست ہے، ان شرطوں میں سے یہ بھی ہے کہ جو غلہ لینا ہو اس کی جنس ونوع وصفت اس وقت بیان کریں کہ اگر مثلاً گندم لینے ہوں تو یہ طے ہو جائے کہ فلاں قسم کے گندم ایسے ایسے وصف کے لوں گا۔

دوسرے: وقت لینے گندم کا معین کیا جائے کہ فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ کو گندم لوں گا۔

تیسرے: نرخ اس وقت طے کرلیا جائے کہ خواہ جس قدر طے ہو مثلاً اس وقت نرخ اگر آٹھ سیر کا ہے تو تیرہ سیر یا چودہ سیر اگر نرخ پختہ طے کرلیا جائے تو یہ درست ہے۔

چوتھے: یہ بھی معین کیا جائے کہ کس جگہ گندم وصول کیے جائیں گے وغیرہ، ان سب باتوں کا اگر لحاظ رہے تو معاملہ مذکورہ درست ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

سوال: (۳۱۲) شرائط بیع سلم کو اختصار سے بیان فرمائیے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۹۵۰ھ)

الجواب: گندم وغیرہ جس جنس میں بیع سلم کرنا ہے اس کا وصف وغیرہ ظاہر کردے کہ ایسی ایسی قسم کے ہوں، اور نرخ معین کردے کہ فی روپیہ اس قدر لوں گا، قیمت کل اس وقت دیدیں، وقت لینے کا متعین کریں، اور جگہ بھی کہ فلاں وقت فلاں جگہ میرے پاس آجائے۔

سوال: (۳۱۳) بیع سلم کی کیا کیا شرطیں ہیں، تاریخ کا تعین کرنا ضروری ہے یا موسم وماہ کا تعین کافی ہے؟ (۱۳۳۷/۹۲۰ھ)

الجواب: شروط بیع سلم یہ ہیں: بیان جنس ونوع وصفت وبیان مقدار نرخ وغیرہ ووقت وصول و جائے وصول وغیرہ۔ وقت میں تاریخ وماہ معین کرنا چاہیے یا یہ کیا جائے کہ وقت عقد سے دو ماہ یا تین ماہ میں مثلاً مال وصول کیا جائے گا۔

بیع سلم میں سب شرائط سلم کا لحاظ رکھنا ضروری ہے

سوال: (۳۱۴) ہمارا بٹائی دار فصل تیار ہونے سے پہلے آبادیٔ کاشت کے لیے کچھ روپے طلب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مثلاً آپ کو گیہوں خریدنا ہوگا میں گیہوں دیدوں گا، جس نرخ سے آپ دوسرے سے خریدیں گے اسی نرخ سے میں دوں گا، یا نرخ معلومہ سے ایک دو سیر زیادہ کرکے نرخ متعین کر دیتے ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۵۶۴ھ)

الجواب: گیہوں کا نرخ وغیرہ اور وقت وصول مقرر کر کے اگر روپیہ دیا جائے تو درست ہے، مگر شرائط سلم سب پوری ملحوظ رکھنی چاہئیں؛ کیونکہ یہ معاملہ بیع سلم کا ہے، پس جنس ونوع اور صفت غلہ اور نرخ اور وقت وصول وغیرہ سب اول ہی طے ہو جانا چاہیے۔ فقط

بیع سلم کی چند جائز صورتیں

سوال: (۳۱۵) روئی کا سودا جو ممبئی وغیرہ میں بطور سٹہ ہوتا ہے، اس طریقے پر کہ فلاں مہینہ میں فلاں علاقہ کی روئی سو یا دوسو گانٹھ اس نرخ پر فروخت کریں گے، یا خرید کریں گے اور سامنے روئی وغیرہ موجود نہیں ہوتی صرف زبانی بیعانہ پر سودا ہوتا ہے؛ یہ خرید وفروخت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۵۸/۱۳۳۲ھ)

الجواب: بطریق بیع سلم یعنی بدھنی کے ایسی بیع درست ہے، مگر شرط یہ ہے کہ نرخ اور وصول کی جگہ اور وقت معین کر دیے جائیں، اور اوصاف روئی کے کہ ایسی ہو بیان کر دیے جائیں، اور قیمت کل روئی کی فی الحال دی جائے، بلکہ یہ جملہ شروط لکھ لی جائیں، اگر جملہ شرائط سلم پوری ہو جائیں گی تو بیع مذکور صحیح جائے گی، اگر چہ روئی اس وقت پیدا نہ ہوئی ہو کیوں کہ بازاروں میں موجود رہنا کافی ہے۔ فقط

سوال: (۳۱۶) ایک امام نے بیع سلم کا مسئلہ بہشتی زیور میں دیکھ کر پیشگی روپیہ دے کر گندم فی روپیہ ۲۶ سیر خام کے حساب سے یہ اقرار کر لیا کہ ایک مہینہ میں لے لوں گا، اور تاریخ مقرر کر لی یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بیع سلم جائز ومباح ہے، کسی امام نے اگر ایسا کیا تو اس پر کچھ مؤاخذہ شرعی وعرفی نہیں ہے قَالَ فِي الْهِدَايَةِ: السلم عقد مشروع بالكتاب وهو آية المداينة، فقال ابن عباس رضي الله عنه: أشهد أن الله تعالى أحل السلف المضمون وأنزل فيها أطولَ آية الخ (۱) جو لوگ سود میں اور سلم میں فرق نہیں کرتے ان کو سمجھا دینا چاہیے تا کہ امر حلال وجائز کو نامشروع سمجھ کر گناہ گار نہ ہوں۔ فقط

سوال: (۳۱۷) عمر نے خالد کو ایک سو روپیہ بایں شرط دیا کہ دو برس کے بعد ہم کو اس روپے کے عوض دوسو من دھان دینا؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۶۵/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) الهداية ۳/۹۱-۹۲ كتاب البيوع — أوائل باب السلم.

الجواب: یہ بیع سلم ہے، اگر شرائط بیع سلم سب پائی جائیں گی تو یہ صورت درست ہے۔

سوال: (۳۱۸) زید نے عمر کو بیس روپیہ اس شرط پر دیا کہ پانچ من سن فصل پر لے لوں گا، اور اس وقت سن کا بھاؤ چار روپیہ من ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۹۷/۳۹-۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر بطریق سلم و رعایت شرائط سلم یہ معاملہ ہوا ہے تو جائز ہے۔ فقط

سوال: (۳۱۹) زید شکر قند خرید کر ادھار بوعدہ چھ ماہ دیتا ہے اس طرح پر کہ فصل میں اس کے برابر غلہ لوں گا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۵۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس کے جواز میں اختلاف اور شبہ ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ شکر قند کی قیمت طے کر کے اس کے ذمہ کر دے اور اس قیمت سے گندم بمقدار معین بوقت معین مقرر کرے تا کہ کچھ شبہ جواز میں نہ رہے۔

سوال: (۳۲۰) اس وقت نرخ گیہوں کا مثلاً نو سیر ہے زید نے بکر سے اس وقت کچھ روپیہ لے کر فصل پر مثلاً دس سیر کے حساب سے دینا طے کیا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۲۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: یہ بیع صحیح ہے اس بیع کا نام بیع سلم ہے، اور بیع سلم کی صحت کی شرائط میں سے یہ ہے کہ قیمت فی الحال دے اور نرخ و قسم غلہ و وقت و مکان وصول معین کرے۔

سوال: (۳۲۱) زید نے عمر سے کہا کہ میں سو روپیہ تجھ کو دیتا ہوں، چار ماہ کے بعد چار من پیاز لے لوں گا، عمر نے قبول کر لیا؛ آیا ایسی صورت جائز ہے یا نہ؟ (۱۲۲۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ صورت جو سوال میں درج ہے بیع سلم کی ہے، اور درست ہے۔

سوال: (۳۲۲) پیشگی روپیہ دے کر زیادہ نرخ سے غلہ خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۵۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: فی الحال اگر روپیہ دے کر غلہ نرخ حال سے زیادہ مقرر کر لیا جائے بطریق بیع سلم کے تو یہ درست ہے، بہ شرطیکہ تمام شرائط بیع سلم کا پورا لحاظ رکھا جائے، اور فی الحال اناج دے کر اناج ہی زیادہ مقرر کر کے لینا درست نہیں ہے۔ لیکن اناج بہ حساب دس سیر فی الحال دے کر اگر اس کی قیمت کے روپے سے اناج زیادہ نرخ پر بطریق بیع سلم مقرر کر لے تو درست ہے؛ مثلاً یہ کرے کہ بیس روپے میرے تمہارے ذمے قیمت غلہ کی ہوئی، ان بیس روپے کے گندم فلاں نرخ سے فلاں وقت لوں گا؛ الغرض اگر بیع سلم کی شرائط پوری ملحوظ ہوں تو جائز ہے۔

بیع کی چند ناجائز صورتوں کو بیع سلم میں تبدیل کرنا

سوال: (۳۲۳) اس علاقہ میں عموماً یہ دستور ہے کہ زمین دار لوگ جب فصل گندم اور کپاس وغیرہ کی کاشت کرتے ہیں تو اکثر لوگ موقع کاشت پر، اور بعض کاشت سے کچھ مدت بعد فصول بالا اس شرط پر ساہوکاروں کے ہاتھ بیع ڈالتے ہیں کہ کاشت شدہ رقبہ میں سے جس قدر پیداوار ہوگی وہ سب فلاں نرخ پر دی جائے گی، اور بعض کاشت شدہ رقبہ کا خیال نہیں کرتے۔ بلکہ بلحاظ وزن فروخت کرتے ہیں کہ موقع فصل پر اتنے من جنس فلاں نرخ پر تمہیں دی جائے گی، چنانچہ ساہوکاران ہی شرائط پر بیع نامہ تحریر کرالیتا ہے، اور ضرورت ہو تو زمین دار کچھ روپیہ پیشگی بھی ساہوکار سے لے لیتے ہیں ایسی بیع جائز ہے یا نہیں؟ اور اس قسم کی بیع میں جو روپیہ آیا وہ حلال ہے یا حرام؟ اگر ناجائز ہے تو جواز کی کوئی صورت ہوسکتی ہے؟ (۱۳۷۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ صورتیں ناجائز ہیں، اور روپیہ جو آیا حلال ہے، مگر اس میں خباثت ضرور ہے، جواز کی صورت بطریق بیع سلم ہوسکتی ہے، مگر اس کی شرائط کو ملحوظ رکھا جائے، اور شرائط سلم کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

فلوس میں بیع سلم درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۲۴) ایک صاحب ایک روپیہ قرض دیتے ہیں، اور اٹھارہ آنے کے پیسے لیتے ہیں یعنی قرض دار سے علی ہذا سو روپیہ اگر کسی کو قرض دیتے ہیں تو اس سے سوا سو یا ڈیڑھ سو روپے کے پیسے لیتے ہیں۔ آیا یہ صورتیں جائز ہیں یا نہیں؟ (۱۹۲۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر یہ معاملہ بطریق بیع سلم ہو تو درست ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ اس وقت ایک روپیہ دیوے، اور دوسرے سے یہ کہے کہ ایک ماہ میں یا اس سے زائد میں جو مدت مقرر کردیوے اس قدر فلوس ایک روپیہ کے عوض تم سے لوں گا: اسی طرح سو روپیہ دے کر اس قدر پیسہ لینا ٹھہرادے جو سوا سو یا ڈیڑھ

سو کے ہوں تو بطریق بیع سلم یہ معاملہ درست ہے(۱) کما فی الدر المختار: ویصح (أی السلم) فیما أمکن ضبط صفته الخ کمکیل وموزون ...... وعددی متقارب کجوز وبیض وفلس الخ (۲) (وأقره الشامی وصححه) اور اگر ادھار نہ ہو بلکہ بیع فی الحال ہو، یعنی اسی وقت روپیہ دیوے اور اسی وقت پیسہ لیوے تب بھی کمی بیشی درست ہے کما فی الدر المختار: وإن وجد أحدهما أی القدر وحده أو الجنس حل الفضل وحرم النساء الخ(۳) وفی الشامی: سئل الحانوتی عن بیع الذهب بالفلوس نسیئة فأجاب: بأنه یجوز إذا قبض أحد البدلین لما فی البزازیة لو اشتری مائة فلس بدرهم یکفی التقابض من أحد الجانبین، قال: ومثله ما لو باع فضة أو ذهبا بفلوس کمافی البحر عن المحیط(۴)(ص:۱۸۴- باب الربا)

سوال:(۳۲۵) یہاں اس طرح سے بیع سلم ہوتی ہے کہ ایک شخص کو چند روپے دیدیے کہ یہ روپے تم لو، اور بعوض روپے ایک ماہ یا دو ماہ میں فی روپیہ بیس یا بائیس آنہ کے پیسے دینے ہوں گے، اب سوال یہ ہے پیسہ کو جنس غیر تصور کرکے سلم جائز ہے کہ نہیں؟ اس ناچیز کے خیال میں پیسہ جنس غیر ہرگز تصور نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس کا نرخ سرکار نے مقرر کردیا ہے؟(۱۳۳۵/۱۱۲ھ)

الجواب: قال فی الدر المختار: فی بیع السلم: ویصح فیما أمکن ضبط صفته الخ کمکیل وموزون الخ وعددی متقارب کجوز وبیض وفلس الخ(۵) وفی الشامی: فی باب الربا؛ سئل الحانوتی عن بیع الذهب بالفلوس نسیئة فأجاب: بأنه یجوز إذا قبض أحد البدلین الخ (۶) ان عبارات سے واضح ہے کہ سلم فلوس میں صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم

(۱) یہ مسئلہ اس وقت تھا جب فلوس (پیسے) مستقل کرنسی تھے، روپے کے اجزاء نہیں تھے اور روپے اور فلوس کا بھاؤ بھی گھٹتا بڑھتا تھا، مگر اب پیسے؛ روپے کے اجزاء ہیں، پس اب نہ بیع سلم جائز ہے، نہ کمی بیشی، فقہ کے سب جزئیات جو اس عنوان کے تحت جوابات میں ہیں وہ سب دور اوّل کے ہیں ۔۱۲سعید احمد پالن پوری

(۲) الدر مع الرد ۷/ ۳۴۸-۳۴۹ کتاب البیوع – أوائل باب السلم.

(۳) الدر مع الرد ۷/ ۳۰۶ کتاب البیوع – مطلب فی الإبراء عن الربا.

(۴) الشامی ۷/ ۳۱۴ کتاب البیوع – مطلبٌ فی استقراض الدراهم عددًا.

(۵) الدر مع الرد ۷/ ۳۴۸ - ۳۴۹ کتاب البیوع – باب السلم.

(۶) ردالمحتار ۷/ ۳۱۴ کتاب البیوع – مطلبٌ فی استقراض الدراهم عددًا.

سوال: (۳۲۶) از اکثر عبارات کتب فقہ بقول شیخین معلوم می شود کہ در فلوس مروجہ بیع سلم جائز است وبقول امام محمد معلوم می شود کہ جائز نیست، الحاصل بوجہ اشتباہ بیع مذکور بار بادر جواز وے تردد افتادہ است شرعاً چہ حکم است؟ (۶۱۴/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: بیع سلم در فلوس جائز است کما ھو مذھب الشیخین والروایۃ عن محمد قال فی الدر المختار: وعددی متقارب کجوز وبیض وفلس الخ. وفی ردالمحتار: قبل: وفیہ خلاف محمد لمنعہ بیع الفلس بالفلسین، إلا أن ظاھر الروایۃ عنہ کقولھما (۱) (شامی باب السلم ۴/۲۰۳) وفی باب الربا منہ تنبیہ: سئل الحانوتی عن بیع الذھب بالفلوس نسیئۃً فأجاب: بأنہ یجوز إذا قبض أحد البدلین لما فی البزازیۃ لو اشتری مائۃ فلسٍ بدرھم یکفی التقابض من أحد الجانبین، قال: ومثلہ مالو باع فضۃ أو ذھبًا بفلوس کما فی البحر عن المحیط قال: فلا یغتر بما فی فتاوی قارئ الھدایۃ من أنہ لایجوز بیع الفلوس إلی أجل بذھب أو فضۃ لقولھم: لایجوز إسلام موزون فی موزون الخ قلت: والجواب حمل ما فی فتاوی قارئ الھدایۃ علی ما دل علیہ کلام الجامع من اشتراط التقابض من الجانبین؛ فلا یعترض علیہ بما فی البزازیۃ المحمول علی ما فی الأصل (۲) فقط

ترجمہ: سوال: (۳۲۶) کتبِ فقہ کی اکثر عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فلوسِ مروّجہ میں شیخین کے قول کے مطابق بیع سلم جائز ہے اور امام محمد کے قول کے مطابق ناجائز؟

الحاصل بیع مذکور کے ربا کے ساتھ اشتباہ کی وجہ سے اس کے جواز میں تردد واقع ہوتا ہے، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: فلوس میں بیع سلم جائز ہے۔ جیسا کہ شیخین کا مذہب اور امام محمد رحمہم اللہ کی بھی ایک روایت ہے (چنانچہ درمختار شامی وغیرہ میں اس کی صراحت ہے)

سوال: (۳۲۷) ایک شخص کو مثلاً بارہ روپے اس شرط پر دیے جائیں کہ چند روز بعد چودہ روپے کے پیسے یا پیسہ وروپیہ دونوں معطی کو ادا کرے، یہ صورت شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۵۴۶/۱۳۳۹ھ)

---

(۱) ردالمحتار ۷/۳۳۹ کتاب البیوع – باب الربا.

(۲) الشامی ۷/۳۱۴-۳۱۵ کتاب البیوع – مطلبٌ فی استقراض الدراھم عددًا.

الجواب: اگر بطریق سلم معاملہ مذکورہ کیا جائے مثلاً یہ کہ اس قدر روپیہ کے اتنے فلوس فلاں وقت لوں گا تو بیع سلم کو فلوس میں فقہاء نے جائز لکھا ہے، درمختار میں ہے: **ویصح فیما أمکن ضبط صفته الخ وعددی متقارب کجوز وبیض وفلس الخ** (۱) لیکن شرائط سلم کا پورا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اور یہ کہ کل فلوس تین لیے جائیں نہ یہ کہ پیسہ دروپیہ مخلوط لیے جائیں اور نہ یہ کہ چودہ روپیہ کے پیسے لوں گا، بلکہ پیسوں کی تعیین اس وقت کردے کہ فی روپیہ اس قدر پیسے لوں گا۔ فقط

سوال: (۳۲۸) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ روپے میں بیع سلم درست ہے یا نہیں؟ یعنی ایک شخص نے کسی مدیون کو آج دس روپے دیے کہ ایک سال بعد پچاس روپے کے پیسے دینا ہوگا؛ اس طرح کی بیع درست ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں نزاع ہے: لہذا جواب کو مع حوالۂ کتب تحریر فرمائیں؟ (۱۵۸۰/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: صحیح یہ ہے کہ روپے اور پیسوں میں بیع سلم درست ہے، اس طرح کہ اس وقت دس روپے مثلاً دیوے کہ ایک ماہ یا دو ماہ یا سال کے بعد اتنے پیسے مثلاً ہزار یا پانچ سو پیسے لوں گا، یہ نہ کہے کہ پچاس روپے کے پیسے لوں گا، مگر جب کہ مقدار اور تعداد پچاس روپے کے پیسوں کی معلوم ہو۔ شامی (کے باب الربا ۲۰۳/۴) میں ہے: **لو اشتریٰ مائة فلس بدرهم یکفی التقابض من أحد الجانبین قال: ومثله ما لو باع فضة أو ذهبا بفلوس کما فی البحر عن المحیط قال: فلا یغتر بما فی فتاوی قارئ الهدایة من أنه لا یجوز بیع الفلوس إلی أجل بذهب أوفضة لقولهم: لا یجوز إسلام موزون فی موزون الخ** (۲) **وفی باب السلم من الدرالمختار** (۲۲۴/۴): **ویصح فیما أمکن ضبط صفته الخ. کمکیل وموزون ومثمن وعددی متقارب کجوز وبیض وفلس الخ** (۳) واللہ اعلم

راب میں بیع سلم درست ہے

سوال: (۳۲۹) راب جو کہ نیشکر (گنا) سے تیار کی جاتی ہے، کاشت کار اس وقت فروخت

(۱) الدر مع الرد ۳۲۸/۷-۳۴۹ کتاب البیوع — فی بدایة باب السلم.

(۲) الشامی ۳۱۴/۷ کتاب البیوع — باب الربا. مطلب فی استقراض الدراهم عددًا.

(۳) الدر المختار مع الشامی ۳۴۸/۷ کتاب البیوع. أوائل باب السلم.

کردیتے ہیں جب کہ نیشکر کا پودا ذرا بڑا ہوتا ہے، راب بازاروں میں تو نہیں بکتی، مگر کاشت کار وزمین دار لوگوں سے مل سکتی ہے، ایسی صورت میں اس کی بیع سلم ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۹۲۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: بیع سلم راب (۱) میں بہ صورت مذکورہ ہوسکتی ہے، مگر شرائط سلم پوری ہونی چاہئیں۔

سوال: (۳۳۰) راب میں سلم ہوسکتی ہے یا نہیں؟ نیز تاریخ وصول مقرر ہونا غیر ممکن عادی ہے، اس لیے بالفرض کوئی خاص تاریخ متعین کی گئی اور اس وقت بارش ہوگئی تو مال تیار نہیں ہوسکے گا، تاریخ متعینہ سے قبل یا بعد اگر وصول کیا جائے تو کیا خرابی ہے؟ (۱۶۲۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: راب میں بیع سلم درست ہے، مگر شرائط سلم کا پورا کرنا لازم ہے، اور تاریخ وصول بوقت عقد برائے صحت عقد مقرر کردیوے، پھر چاہے وصول اس کے بعد ہو یا پہلے ہوجائے یا بتدریج ہو۔

گنا بونے سے پہلے اس میں بیع سلم کرنا

سوال: (۳۳۱) آج کل رس کی بیع وشراء کا جو یہ طریقہ مروج ہے کہ ہنوز ایکھیں بوئی نہیں گئیں، اور معاملہ کرکے روپیہ دیدیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے یہ عصیر کی سلم ہے، اور وجود رس کا ہر وقت یوں ممکن ہے کہ ہاتھیوں کے واسطے صدہا کھیت ہندوستان میں چھوڑ دیے جاتے ہیں، نیز گنے کی نوع بازار میں مختلف حصص ہندوستان میں ہر وقت ممکن الحصول، پس یہ وجود جواز سلم کے لیے کافی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۹۶۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: رس کی بیع وشراء کا جو طریق مروج ہے کہ قبل از وجود رس اس کی بیع کردی جاتی ہے یہ باطل ہے، اور اس کو رس کی سلم قرار دینا اور اس کے وجود کا یہ حیلہ نکالنا جو سوال میں مذکور ہے مجوز بیع نہیں ہوسکتا ہے، کیونکہ اس صورت میں جو رس کی سلم قرار دی جاوے گی، تو یہ سلم اس رس میں ہے جو اس موسم میں ہوگا اور ظاہر ہے کہ وہ اس وقت موجود نہیں ہے کما فی حنطة حديثة قال في الدر المختار: ولا في حنطة حديثة قبل حدوثها لأنها منقطعة في الحال، وكونها موجودة وقت العقد إلى وقت المحل شرط فتح (۲) وقال قبله: ولا في منقطع لا يوجد في الأسواق من وقت العقد

---

(۱) راب سے مراد پتلا گڑ ہے جو پورے سال کسانوں کے گھر میں رہتا ہے، اس لیے اس میں بیع سلم جائز ہے۔

(۲) الدر المختار مع الشامی ۷/۳۵۳ کتاب البیوع – مطلب: هل اللحم قيمي أو مثلي؟

إلی وقت الاستحقاق (۱) فقط

اینٹوں میں بیع سلم کرنا

سوال: (۳۳۲) پزاوہ گر کو پیشگی روپیہ دے کر اینٹوں کا بھٹا لگوایا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۸۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ طریق بیع سلم کا ہے کہ روپیہ پیشگی دیا جائے، اور نرخ مقرر پر اینٹ مقرر لی جائے اور شرائطِ سلم کا لحاظ کیا جائے تو یہ شرعاً جائز ہے۔

پھلوں میں بیع سلم کرنا درست نہیں

سوال: (۳۳۳) بیع باغ انبہ (آم) کس وقت ہونی چاہیے؟ اور باغ کی بیع سلم ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۶۵۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: باغ انبہ وغیرہ کے پھل کی بیع اس وقت ہونی چاہیے کہ پھل پورا بڑھ چکے اور پکنے لگے، اس طرح اگر بیع کرے گا صحیح ہوگی، اور بیع سلم کسی خاص باغ کے پھل میں نہیں ہو سکتی، اور عام طور سے بھی اس پھل میں بیع سلم درست نہیں ہے جو باقی نہ رہے؛ یعنی وقت عقد سے وقت وصول تک بازاروں میں موجود نہ رہے۔ فقط

دھان میں بیع سلم کرنا کب درست ہے؟

سوال: (۳۳۴) ہمارے ملک برھما میں دھان میں بیع سلم ہوتی ہے حالانکہ دھان ہمیشہ بازاروں میں نہیں ملتے، البتہ لینے کے وقت موجود ہوتے ہیں اس صورت میں بیع سلم جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بیع سلم دھان میں اس جگہ درست ہے کہ پایا جانا اس کا ہمیشہ بازاروں میں محقق ہو۔ کما فی الدرالمختار: ولا فی منقطع لایوجد فی الأسواق من وقت العقد إلی وقت الاستحقاق،

(۱) الدر والرد ۷/۳۵۱ کتاب البیوع — قبل مطلبٌ: هل اللحم قیمی أو مثلی؟

قولہ: من وقت العقد الخ دوام الانقطاع لیس شرطا الخ (۱) اور دیگر شرائط صحت سلم کا بھی لحاظ ضروری ہے، اور اگر بوقت عقد دھان موجود نہیں اور بوقت استحقاق موجود ہے تب بھی سلم مذکورہ درست نہیں ہے پس صورت مذکورہ فی السوال میں جس جگہ یہ حالت ہے جو مذکور ہے بیع سلم دھان میں درست نہیں ہے۔ فقط

مُسلم فیہ وصول نہ ہوسکے تو رب السلم کیا کرے؟

سوال: (۳۳۵) زید نے عمر کو مبلغ سو روپیہ بیع سلم کے واسطے دیا تھا۔ یعنی سو روپے کے پچیس من گندم ٹھہرے تھے، اب گندم پیدا نہ ہونے کی وجہ سے گندم وصول نہیں ہوسکتے تو اس وقت زید پچیس من گندم کی قیمت لے سکتا ہے یا صرف سو روپیہ؟ اور اگر سرکار سو روپیہ سے زیادہ دلادے تو جب بھی لینا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۲۰۹ھ)

الجواب: اگر گندم وصول نہیں ہوسکتے تو جو روپیہ دیا تھا اسی قدر واپس لینا چاہیے؛ یعنی سو روپیہ لینا چاہیے، یہ نہیں کہ پچیس من گندم کی قیمت لی جائے، اگر چہ وہ زیادہ ہو، بیع سلم کا بصورت نہ ملنے کے مبیع کا یہی حکم ہے، اور اگر سرکار سو روپیہ سے زیادہ دلوادے تو اس کو یعنی زیادہ کو واپس کردے؛ یعنی بعد میں مالک کو دیدے تاکہ مؤاخذہ اخروی سے بری رہے۔

سوال: (۳۳۶) زید نے غلہ گندم فی روپیہ بارہ سیر ٹھہرایا ہے بطور بیع سلم کے، گندم نہ پیدا ہونے کی وجہ سے نہ دے سکا، گندم کے عوض میں غلہ مونجی لینا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۸۲ھ)

الجواب: مونجی (چھلکے دار چاول) لینا گندم کے بدلے سلم میں درست نہیں ہے کما فی الحدیث: لا تأخذ إلا سلمك أو رأس مالك الحديث (۲) فقط

---

(۱) الدر والرد ۷/۳۵۱ كتاب البيوع – باب السلم.

(۲) الدر مع الرد ۷/۳۶۰ كتاب البيوع – مطلبٌ: هل اللحم قيمي أو مثلي؟ ورواه بمعناه أبو داؤد، كتاب البيوع – باب السلف لا يحوّل – وابن ماجة: كتاب التجارات – باب من أسلم في شيء فلا يصرفه إلى غيره والترمذي في العلل الكبير: البيوع – باب ما جاء في السلف في الطعام والتمر – وحسّنه الترمذي (الشامي ۷/۳۶۰ كتاب البيوع، ملخصًا)

سوال: (۴۳۷) بدھنی غلہ (یعنی بیع سلم) روپیہ پیشگی دے کر کی ہے، اور یہ شرط قرار پائی کہ ماہ بیساکھ میں غلہ فی روپیہ ۱۶ امار (سیر) کے حساب سے بدھنی دار ادا کرے گا اسی طرح روغن زرد کی بدھنی نرخ مقررہ پر ہے یہ بدھنی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۲۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جنس اور نوع اور صفت اور نرخ وغیرہ شرائط سلم کو ملحوظ رکھ کر جو بدھنی غلہ معینہ وروغن زرد وغیرہ میں کی جائے وہ سلم درست ہے، لیکن یہ شرط کرنا کہ غلہ ادا نہ کرنے کی صورت میں اس کی قیمت نرخ بازار کے موافق مسلم الیہ ادا کرے، مفسدِ عقد ہے، حدیث شریف میں ہے: خذ سلمك أو رأس مالك الحديث (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ بہ صورت نہ حصول ہونے مسلم فیہ کے اسی قدر روپیہ واپس لے کہ جس قدر دیا تھا۔

سوال: (۴۳۸) اگر کسی نے ایک شخص کو دس روپے دیے، اور دس من غلہ فصل پر لینا طے کیا، اور فصل نہ ہوئی تو وہ شخص دس من غلہ کی قیمت لے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر دس من غلہ کی قیمت مبلغ بیس روپے ہوئی تو کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس صورت میں اپنے دیے ہوئے پورے دس روپے واپس لینا چاہیے زیادہ لینا حرام ہے اور ربا ہے، اگر زیادہ لے لیے تو اس کو واپس کرنا چاہیے۔

سوال: (۴۳۹) اگر غلہ وقت پر نہ ادا کر سکے تو روپیہ کس حساب سے لینا چاہیے؟ (۱۹۹۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ بیع سلم میں گندم لینا قرار پایا ہے تو بائع سے گندم ہی لے سکتے ہیں، اگر وہ گندم نہ دے سکے تو اپنا روپیہ جو اس کو دیا تھا واپس لے لیا جائے گندم مقررہ کی قیمت بہ نرخ بازار لینا جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے: خذ سلمك أو رأس مالك الحديث (۲) اور یہ صورت بھی جائز نہیں ہے کہ گندم مقررہ کی قیمت بہ نرخ بازار لگا کر اس قیمت کا گندم آگے کو لینا طے کیا جائے۔ فقط

---

(۱) روى أبو سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي عليه الصلاة والسلام أنه قال لرب السلم: لاتأخذ إلا سلمك أو رأس مالك. وفي رواية: خذ سلمك أو رأس مالك (بدائع الصنائع ۴/۳۹۷ كتاب البيوع ـ أنواع الديون، عقد السلم)

(۲) حوالۂ سابقہ۔

گھی میں بیع سلم کرنا

سوال: (۳۴۰) اگر کوئی شخص کسی سے بیع سلم گھی میں کرے، اور روپیہ پہلے دے کر اس سے گھی کا بھاؤ طے کرے مثلاً ایک روپے کا سیر بھر، اور اس نے دس روپے دیدیے اس کے پاس پانچ روپے کا گھی آیا تھا اس کے بعد بائع نے اپنی بھینس فروخت کردی، اب اس سے اپنے پانچ روپے وصول کرلینا چاہیے یا گھی لینا چاہیے، اگر پانچ روپے کا پانچ سیر گھی لیا جائے تو ناجائز تو نہیں ہے؟ (۴۸۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس صورت میں بائع کو گھی دینا چاہیے موافق نرخ مقررہ کے خواہ وہ کہیں سے کسی بھاؤ پر لے کر دیوے اس میں کچھ عدم جواز نہیں ہے، اور اگر رب السلم یعنی مشتری اپنا باقی روپیہ واپس لے لے، اور معاملہ بیع سلم کو فسخ کرلے یہ بھی درست ہے، الغرض اپنا روپیہ خواہ واپس لیوے، اور خواہ گھی بہ نرخ مقررہ لیوے دونوں امر جائز ہیں۔

بیع سلم میں مبیع کا موجود ہونا ضروری نہیں

سوال: (۳۴۱) ایک شخص کے پاس کوئی چیز نہیں ہے، اور وہ اس کو فروخت کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں تم کو دوسری جگہ سے لاکر دوں گا، اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے مرچوں کا سات روپے آٹھ آنے من بھاؤ کیا، اور مرچیں اس کے پاس نہیں ہیں، وہ کہتا ہے کہ میں تم کو ریاست الور سے لاکر دوں گا تو ایسا سودا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۸۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر یہ معاملہ بطریق بیع سلم بہ شرائط بیع سلم ہو تو درست ہے، کیونکہ بیع سلم میں مبیع کا پاس ہونا اور ملک میں ہونا شرط نہیں ہے، کیونکہ جب کوئی چیز ملک میں نہ ہو اس کو بیع کرنا درست نہیں ہے، اور بیع سلم اس سے مستثنیٰ ہے۔

دَین کو رأس المال قرار دینا درست نہیں

سوال: (۳۴۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ زید نے کچھ غلہ فصل ربیع میں خریدا، اس غرض سے کہ سال بھر تمام اہل وعیال کھائیں، پھر آٹھ مہینے کے بعد اندازہ کیا تو غلہ فاضل نکلا

تو زید نے اپنا غلہ ایک کسان کو اس وقت کے بازار کے نرخ پر فروخت کر دیا، اور اس نے اس کی قیمت فوراً ادا نہ کی تو زید نے اس کسان سے کہا کہ ان ہی بقیہ روپیوں پر تمہارے ساتھ بیع سلم کرتا ہوں، اور کسان نے اس کو منظور کر لیا، اور بموافق تمام شرائط بیع سلم کے زید نے گفتگو کر لی جس وقت غلہ تول کر مشتری کو دیا، صرف اتنا فرق ہے کہ زید غلہ بیع کر کے اسی روپے کے عوض بیع سلم کرتا ہے یہ بیع کیسی ہے آیا جائز ہے یا ناجائز؟ (۳۴۳-۳۳-۱۳۴۳ھ)

الجواب: جب کسان نے فوراً قیمت ادا نہ کی تو وہ اس کے ذمے دین ہو گیا، اور دین کو رأس المال قرار دینا درست نہیں، پس اس طرح بیع سلم درست نہیں۔ کما فی الدر المختار: فالسلم فی حصة الدین باطل لأنه دین بدین الخ (۱) فقط

فصل تیار ہونے سے پہلے روپیہ قرض دے کر غلہ خریدنا

سوال: (۳۴۳) زید غلہ پر روپیہ قرض قبل فصل تیار ہونے کے عمرو بکر کو اس اقرار پر دیتا ہے کہ میں فلاں ماہ میں تم سے فی روپیہ مثلاً ۲۰ سیر لوں گا یہ لین دین جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ بازار کا نرخ کم وبیش ہو۔ (۱۳۳۳-۳۲/۱۱۷۹ھ)

الجواب: اگر نرخ غلہ کا بوقت روپیہ دینے کے پختہ مقرر کر لیا جائے کہ فی روپیہ ۲۰ مار (سیر) یا ۳۰ مار لوں گا، اور باقی شرائط سلم موجود ہیں تو یہ معاملہ درست ہے۔

غلہ کا بھاؤ طے کیے بغیر بیع سلم کرنا

سوال: (۳۴۴) جب کہ فصل کو ایک برس یا چھ مہینے کا عرصہ باقی ہے تو کسی کو اس شرط پر روپیہ دیں کہ فصل میں فی روپیہ ایک من یا آدھ من یا جو نرخ اس وقت ہو فلاں غلہ لیں گے، اگر یہ شرط کریں کہ اگر اس وقت دو روپیہ من بکے گا تو ہم پونے دو روپیہ من لیں گے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴-۳۳/۱۰ھ)

الجواب: بیع سلم کے جواز کے لیے چند شرائط ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ چیز جس میں سلم کی ہے بازار میں موجود ہو اگر چہ اس کی فصل نہ آئی ہو مثلاً ابھی فصل گندم کی نہیں ہے، اور فرض کرو کہ

(۱) الدر المختار مع الرد ۷/۳۵۸-۳۵۹ کتاب البیوع – مطلبٌ: هل اللحم قیمی أو مثلی؟

ابھی بوئے بھی نہیں گئے تو اس میں سلم کرنا اس وقت صحیح ہے کیوں کہ بازاروں میں گندم ہمیشہ ملتے ہیں وفیہ علیہ اوران شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ نرخ مقرر کرلے مثلاً ایک روپیہ من یا دو روپیہ من وغیرہ اس طرح جائز نہیں کہ جو نرخ اس وقت ہوگا اس کے موافق لوں گا، اور اس طرح بھی صحیح نہیں ہے کہ اگر اس وقت دو روپیہ من غلہ کا نرخ ہوگا تو ہم تم سے پونے دو روپیہ من لیں گے، بلکہ چاہیے کہ نرخ اس وقت مقرر کردے اگر نرخ معین نہ کیا اور حوالہ اس وقت کے نرخ پر کیا تو بیع حرام اور ناجائز ہو جائے گی۔ فقط

سوال: (۳۴۵) اگر کوئی شخص کچھ روپیہ پیشگی دے، اور کوئی جنس مثل غلہ وغیرہ کیلی یا وزنی کچھ میعاد کے بعد لینا چاہے تو جائز ہے یا نہیں؟ غلام حیدر کہتا ہے کہ یہ معاملہ اس وقت درست ہوگا جب اس جنس کی مقدار اور جگہ لینے کی اور وقت لینے کا مقرر کرے، اور اگر یہ کہا کہ جو نرخ اس وقت ہوگا یعنی لینے کے وقت ہوگا وہی لوں گا تو یہ درست نہیں کیوں کہ یہ بیع مجہول کی ہے۔ اور محمد سعید کہتا ہے کہ پہلے سے نرخ معین کرنا درست نہیں بلکہ جو اس وقت نرخ ہوگا وہی لینا پڑے گا۔ پہلے سے نرخ معین کرنا سود ہوگا، ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے؟ (۱۳۸۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ معاملہ اسی وقت درست ہے کہ نرخ وغیرہ پہلے ہی مقرر کرے غلام حیدر صحیح کہتا ہے، اور محمد سعید کو مسئلہ معلوم نہیں ہے وہ غلط کہتا ہے، یہ بیع سلم ہے اس کی شرائط کا پورا پورا لحاظ کرنا چاہیے، اس کے جواز کی شرائط میں سے یہ ہے کہ نرخ اول مقرر کرے اور جنس ونوع وصفت اور وقت اور جگہ سب اول ہی مقرر کرے۔ فقط

سوال: (۳۴۶) اکثر آدمی غلہ پر روپیہ قرض دیتے ہیں، اور اس شرط پر دیتے ہیں کہ فصل میں جو نرخ غلہ کا ہوگا اس سے ایک سیر یا دو سیر بڑھا کر لیں گے یا جس بھاؤ کا تیری خوشی ہو دیدینا، اور اکثر آدمی نرخ مقرر کرکے روپیہ دیتے ہیں مثلاً دس یا بارہ سیر لیں گے ان میں کون سی صورت جائز ہے؟

(۵۵۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: بیع سلم کی صحت کی شرط یہ بھی ہے کہ اس وقت نرخ مقرر کرلیں، یہ جائز نہیں ہے کہ فصل پر جو نرخ ہو اس سے سیر دو سیر زیادہ لیں گے یا جو نرخ فصل پر ہوگا اسی قدر لیں گے یا جو تیری خوشی ہو دے دینا یہ سب صورتیں ناجائز ہیں نرخ اس وقت مقرر ہونا ضروری ہے۔ فقط

بیع سلم میں نرخ موجود سے زیادہ نرخ مقرر کرنا

سوال: (۳۴۷) ایک شخص بیع سلم کرتا ہے، اور اس کی سات شرطیں جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہیں طے کر کے نرخ بازار سے دوگنے نرخ سے لینا طے کر لیتا ہے، زید کہتا ہے کہ بیع سلم میں نرخ بازار سے دو سیر زیادہ مقرر کرنا جائز ہے ڈیڑھ دُگنا مقرر کرنا ناجائز ہے، او ر رہا ہے زید کا قول صحیح ہے یا غلط؟ (۱۵۰۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: بیع سلم میں جب کہ شرائط صحت کا پورا لحاظ کیا جائے تو جو نرخ مقرر ہو جائے اس کے موافق مسلم فیہ یعنی مبیع کا وصول کرنا درست ہے، زید جو کچھ کہتا ہے یہ صحیح نہیں ہے، اور نرخ موجود سے جس قدر بھی زیادہ مقرر کر لیا جائے صحیح ہے۔ فقط

طے شدہ فصل پر غلہ نہ دے سکا تو آئندہ فصل پر معاملہ کرنا

سوال: (۳۴۸) زید نے عمر کو نرخ غلہ مقرر کر کے فصل آئندہ کے واسطے کچھ روپیہ دیا، لیکن عمر فصل پر غلہ نہ دے سکا تو عمر نے مقررہ نرخ سے غلہ جوڑ کر اس کا دام قائم کر کے آئندہ فصل کے لیے نرخ مقرر کر کے پھر وعدہ کیا، اور اسی طرح آئندہ کے لیے اس معاملہ کا تسلسل اور کارروائی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۹۷۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے۔

قبضہ سے پہلے مسلم فیہ میں تصرف کرنا

سوال: (۳۴۹) زید نے عمر کو بطور بیع سلم دس روپے دیے، اور زید نے عمر سے یہ کہا کہ جس وقت مسلم فیہ ادا کرو گے اس وقت میں موجود نہ ہوں گا تم میری شئے مسلم فیہ کو وکالۃً خود بیچ ڈالنا یا دوسرے کو دیدینا کہ وہ بیچ ڈالے، پھر تم اسی طرح بطور بیع سلم معاملہ کر کے جو کچھ روپیہ ملے سب رکھتے جانا، اور جب فصل ادائے مسلم فیہ آجائے پھر تم میری طرف سے بیچتے جانا، اور جو کچھ ملے پھر رکھ لینا؛ ایسا معاملہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۲۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: قال فی الدر المختار: ولا یجوز التصرف للمسلم إلیه فی رأس المال، ولا لرب السلم فی المسلم فیه قبل قبضه بنحو بیع وشرکة ومرابحة وتولیة ولو ممن علیه الخ (۱) وفیه أیضًا: أمره أی المسلم إلیه ربَ السلم أن یکیل المسلم فیه فی ظرفه فکالَهُ فی ظرفه أی وعاء ربّ السلم بغیبته لم یکن قبضًا أما بحضرته فیصیر قابضًا بالتخلیة الخ (۲)
اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ درست نہیں ہے۔ فقط

قرض کی کچھ رقم کے عوض بیع سلم کرنا

سوال: (۳۵۰) زید نے عمر کو دس روپیہ اس شرط پر دیئے کہ آئندہ فصل پر نو روپیہ اور ایک من چاول دینا، اور معاملہ کے وقت نرخ چاول چھ سات روپیہ من ہے یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۹۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ معاملہ جائز نہیں ہے بلکہ ربا ہے، قاعدہ شرعیہ ہے کل قرض جر نفعًا فهو ربا (۳) البتہ اگر ایک روپیہ میں بیع سلم بلحاظ شروط صحت سلم کرے تو وہ صحیح ہے۔ فقط

سوال: (۳۵۱) اگر کوئی مہاجن سو روپیہ قرض دیوے، اور قرض دار سے کہہ دے کہ مثلاً ننانوے روپیہ مجھ کو ادا کر دو، اور ایک روپیہ کے عوض دس من دھان یا چار من سو پاری دیدو یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جس مقدار روپیہ کے عوض دھان وغیرہ لینا چاہتا ہے، اس کا معاملہ اگر علیحدہ بطریق سلم کرے، اور شرائط سلم ملحوظ رکھے تو درست ہو سکتا ہے مثلاً سو روپے میں سے نوے روپے قرض دے، اور دس روپے قیمت دھان میں پیشگی دے، اور دھان کا نرخ مقرر کر لے کہ فی روپیہ اس قدر دھان فلاں قسم کی فلاں وقت لوں گا تو یہ صورت درست ہے۔

سوال: (۳۵۲) ایک شخص نے دوسرے کو مبلغ پچاس روپیہ دیا کہ تم بعد ایک ماہ کے ہم کو مبلغ

---

(۱) الدر مع الرد ۷/۳۵۹ کتاب البیوع ـ مطلبٌ: هل اللحم قیمی أو مثلی؟
(۲) الدر مع الرد ۷/۳۶۲ کتاب البیوع ـ مطلب: هل اللحم قیمی أو مثلی؟
(۳) عن الحکم عن إبراهیم قال: کل قرض جرّ منفعة فهو ربا (مصنف ابن أبی شیبة ۴/۳۲۳ کتاب البیوع والأقضیة، باب من کره کل قرض جرّ منفعة، المطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان)

اڑتالیس روپیہ دینا، اور بعوض دو روپیہ کے ایک ٹوکری چاول دینا، حالانکہ ایک ٹوکری چاول کی قیمت پانچ روپیہ ہے یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۵۵/ ۱۳۴۴ھ)

الجواب: اگر بطریق سلم دو روپیہ کسی کو دے کر یہ کہا جائے کہ اس دو روپیہ کے عوض بعد ایک ماہ کے ایک ٹوکری چاول یعنی فلاں قسم کے چاول دینا تو یہ معاملہ بطریق سلم درست ہے، لیکن جملہ شرائط سلم کا موجود ہونا ضروری ہے، اور پچاس میں سے باقی اڑتالیس قرض رہے گا، وہ پورے وصول کر لیے ہوں گے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

دَین کو دَین کے عوض فروخت کرنا

سوال: (۳۵۳) زید نے عمر کو اپنی زمین دس روپے سالانہ کرائے پر دی اور یہ طے کر لیا کہ سال کے ختم پر دس روپے مذکور کے دھان مثلاً بیس سیری روپیہ کے نرخ سے زید نا عمر اس پر راضی ہو گیا، اب سال کے ختم پر مثلاً دھان کا نرخ پندرہ سیری روپیہ کا ہے تو یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۵۹/ ۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: یہ بیع دین کی بعوض دین کے ہوئی، لہذا باطل اور ناجائز ہے: **فإن أسلم مائتی درهم فی کر بر ...... مائة دیناعلیه ومائة نقدًا ..... فالسلم فی حصة الدین باطل لأنه دین بدینٍ الخ (۱)** (درمختار) فقط

۞۞۞

(۱) الدر المختار مع الشامی ۷/ ۳۵۸ کتاب البیوع- باب السلم- مطلب: هل اللحم قیمیٌ أو مثلیٌ؟

اموال ربویہ کی خرید وفروخت کا بیان

غلے کو غلے کے عوض اُدھار فروخت کرنا درست نہیں اگرچہ جنس مختلف ہو

سوال: (۳۵۴) ایک شخص مکئی اور جوار دس من اُدھار مانگتا ہے کہ میں تم کو اساڑھ (ہندی مہینے کا نام) کی فصل میں بیس من گندم سرخ دیدوں گا؛ یہ معاملہ شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ (۹۶۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ایسا معاملہ اگر اس طرح کیا جائے کہ جس قدر مکئی اور جوار دی جائے، اس کی قیمت طے کر کے اس کے ذمے کردی جائے، پھر اس قیمت کے گندم بہ نرخ معین طے کر کے وصول کا وقت مقرر کیا جائے تو درست ہے باقی ویسے نسیئۃً غلے کی بیع غلے کے ساتھ درست نہیں ہے، اگرچہ جنس مختلف ہو۔(۱) فقط

سوال: (۳۵۵)..... (الف) زید نے بکر کو تجارت کے لیے روپیہ دے کر دو حصے اپنے مقرر کیے اور ایک حصہ بکر کا اور نقصان ہوجانے پر آدھا حصہ لینا مقرر کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

(ب) زید خریف کا اناج ایک ماہ کے ادھار پر بکر کو اس طور سے دیتا ہے کہ فصل ربیع میں جو یا نخود (چنا) یا گندم برابر لیوے گا؛ یہ بیع جائز ہے یا نہ؟ (۱۷۷۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف) یہ تجارت شریعت میں بیع مضاربت کے نام سے معروف ہے اس میں نفع اس تفصیل سے مقرر کرنا جو مقرر کیا گیا جائز ہے، لیکن نقصان اس (مضارب) کے ذمے کرنا جائز نہیں ہے، مضاربت میں نقصان جو کچھ ہوتا ہے وہ روپیہ والے کا ہوتا ہے۔

---

(۱) و إن وجد أحدهما أي القدر وحده (كالحنطة بالشعير) أو الجنس (وحده كالهروي بهروي مثله) حل الفضل وحرم النساء ولو مع التساوي۔ فيحل كرّ برّ بكرّي شعير حالاً وهروي بهرويين حالاً، ولو مؤجلا لم يحل (الدر والرد ۷/ ۳۰۷، كتاب البيوع۔ مطلبٌ في الإبراء عن الربا)

(ب) ایک غلہ کے مقابل دوسری قسم کے غلہ کی بیع وشراء میں کمی وبیشی تو جائز ہے، مگر ادھار ناجائز ہے، (۱) اور حیلہ جواز اس صورت میں یہ ہے کہ خریف کے اناج کی قیمت مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اس کی یہ قیمت تیرے ذمے ہوئی، پھر اس قیمت سے اس قدر گندم ونخود (چنا) وغیرہ لے لوں گا اور وقت وصول ومقدار وغیرہ معین کر لیوے۔ فقط

مختلف جنس کے غلوں اور نقود کا اُدھار تبادلہ جائز نہیں

سوال: (۳۵۶)......(الف) زید ایک روپیہ قرض دے کر چار ماہ بعد ایک اٹھنّی اور بارہ آنہ پیسہ لیتا ہے، اور بارہ پیسہ قرض دے کر ایک روپیہ نقد لیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سود نہیں؛ کیوں کہ اختلاف جنس ہو گیا۔

(ب) اور چار سیر گیہوں قرض دے کر چھ سیر جو دو ماہ کے بعد لیتا ہے یا چار سیر جو دے کر چھ سیر گیہوں لیتا ہے، اور اس کو بھی جائز کہتا ہے؛ آیا یہ صورتیں جائز ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۳/۱۳۸۲ھ)

الجواب: (الف، ب) یہ صورتیں شرعاً جائز نہیں ہیں، اور نقود موزونہ اور غلے میں بصورت اختلاف جنس اگرچہ کمی وبیشی جائز ہے، اور تفاضل درست ہے لیکن نسیہ (اُدھار) جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں ہے فبیعوا کیف شئتم إذا کان یدًا بید الحدیث (۲) یعنی بصورت اختلاف جنس جس طرح چاہو کمی بیشی کے ساتھ بیع کرو جب کہ ہاتھ در ہاتھ ہو یعنی ادھار نہ ہو۔ فقط

آلو کو گیہوں کے عوض اُدھار فروخت کرنا

سوال: (۳۵۷) زید کے پاس آلو ہیں، اس نے ۵ سیر آلو بکر کو اس طرح دیے کہ میں ۵ سیر گندم فصل ربیع میں لوں گا تو یہ معاملہ درست ہے یا نہ؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۳۹۶ھ)

الجواب: آلو کی بیع بعوض گندم کے ادھار جائز نہیں ہے: وإن وجد أحدهما أی القدر وحده

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) عن عبادة بن الصامت رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبُرّ بالبُرّ، والشعیر بالشعیر، والتمر بالتمر، والملح بالملح؛ مثلاً بمثلٍ، سواءً بسواءٍ، یدًا بیدٍ؛ فإذا اختلفت هذه الأصناف فبیعوا کیف شئتم إذا کان یدًا بیدٍ (الصحیح لمسلم ۲/۲۵ کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا)

أو الجنس حل الفضل وحرم النساء ولو مع التساوی (۱) (درمختار) البتہ اگر یوں کرے کہ زید ۵ سیر آلو بکر کو دے کر اس کی قیمت اس کے ذمے کر دے، اور اس قیمت سے ۵ سیر گندم لینا فصل ربیع میں بوقت معین مقرر کر لیوے تو درست ہو جائے گا، بشرطیکہ شرائط سلم سب پوری ہو جائیں۔

گیہوں کے بدلے آٹا خریدنا

سوال: (۳۵۸) گیہوں کے بدلے میں آٹا خریدا جائے تو یہ مبادلہ جائز ہے یا نہیں؟

(۸۳۵/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: بطریق مبادلہ یہ معاملہ جائز نہیں ہے کیونکہ فقہاء رحمہم اللہ گیہوں کی بیع بعوض اس کے آٹے کے کسی طرح جائز نہیں فرماتے ہیں، جیسا کہ درمختار میں ہے: لایجوز بیع البرّ بدقیق أو سویق ...... مطلقًا ولو متساوبًا لعدم المسوی (۲) وفی الھدایة: ولا یجوز بیع الحنطة بالدقیق ولا بالسویق لأن المجانسة باقیة من وجه لأنهما من أجزاء الحنطة ...... فلا یجوز وإن کان کیلًا بکیل الخ (۳)

چاول کو جوار سے بدلنا

سوال: (۳۵۹) چاول کو جوار سے بدلنا کی بیشی کی صورت میں جائز ہے یا نہ؟

(۲۷۰/۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: نقدًا کمی بیشی درست ہے، اور نسیئہ جائز نہیں ہے کما فی حدیث مسلم: فإذا اختلفت هذه الأصناف فبیعوا کیف شئتم إذا کان یدًا بید الحدیث (۴)

---

(۱) الدرمع الرد ۳۰۶/۷ کتاب البیوع – مطلب فی الإبراء عن الربا .

(۲) الدروالرد ۳۱۹/۷ کتاب البیوع – باب الربا ، مطلبٌ : فی استقراض الدّراهم عددًا .

(۳) الهدایة ۸۲/۳ کتاب البیوع ، باب الربا .

(۴) عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الذهب بالذهب – إلی قوله – فإذا اختلفت هذه الأصناف فبیعوا کیف شئتم الحدیث رواه مسلم (مشکوة المصابیح، ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا)

دھان کو چاول کے عوض فروخت کرنا

سوال: (۳۶۰) دھان کی بیع چاول کے بدلے میں درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۳۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: دھان کو اگر بعوض چاول فروخت کرے تو اس میں حسب قاعدہ فقہیہ ایسا ہونا چاہیے کہ چاول زیادہ ہوں ان چاولوں سے جو دھان میں سے نکلیں، اگر ایسا نہ ہو تو ربا یا شبہ ربا ہو. نے کی وجہ سے معاملہ حرام ہے۔(۱)

چنا دے کر فصل پر اس کے برابر گندم لینا

سوال: (۳۶۱) ایک شخص نخود (چنا) دے کر فصل پر اس کے برابر گندم لیتا ہے یہ کیسا ہے؟ (۲۲۵۲/۱۳۳۳ھ)

الجواب: مکیلات وموزونات میں نسیئہ (اُدھار) ممنوع ہے لہٰذا بطریق بیع یہ معاملہ ناجائز ہے۔(۲) فقط

باجرہ کے عوض گیہوں کی اُدھار بیع کرنا جائز نہیں

سوال: (۳۶۲) زید نے عمر کو پانچ سیر گیہوں یا چاول دیے اور کچھ وقت معین پر باجرہ یا مکئی وغیرہ دس سیر ٹھہرالیا؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۵۹۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ صورت جائز نہیں ہے، اُدھار اس میں جائز نہیں ہے، اگر فی الحال ہاتھ در ہاتھ پانچ

---

(۱) ولا الزيتون بزيت والسمسم بحل ...... حتى يكون الزيت والحل أكثر مما في الزيتون والسمسم ، ليكون قدره بمثله والزائد بالثُفل (الدر المختار مع رد المحتار ۷/ ۳۲۰، كتاب البيوع – قبل باب الحقوق في البيع)

(۲) و إن وجد أحدهما أي القدر وحده (كالحنطة بالشعير) أو الجنس وحده (كالهروي؛ بهروي مثله) حل الفضل وحرم النساء ولو مع التساوي – وفي الشامي فيحل كُرّ برّ بكرّي شعيرٍ حالاً وهروي بهرويين حالاً، ولو مؤجلا لم يحل (الدر والرد ۷/ ۳۰۲، كتاب البيوع – مطلب في الإبراء عن الربا)

سیر گیہوں بمعاوضہ دس سیر باجرہ ومکئی وغیرہ دیے لیے جائیں تو یہ جائز ہے۔(۱) فقط

بھوسہ کو بھوسہ کے عوض اور اناج کو اناج کے عوض اُدھار لینا

سوال: (۳۶۳)......(الف) بھوسہ یا اناج پرانا مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو قرض دیا اور یہ کہہ دیا کہ جب نیا بھوسہ آئے گا اس وقت مجھ کو اتنا ہی دیدینا؛ تو یہ لین دین جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اگر کوئی شخص بھوسہ یا اناج وغیرہ ایک من دے کر فصل میں ڈیڑھ من لینا طے کر لے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۳۳/۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف) قرض کے طریق سے یہ معاملہ درست ہے اور اگر بیع کا معاملہ اس طرح اُدھار کیا جائے تو ناجائز ہے۔

(ب) یہ ناجائز ہے اور اس کے جواز کا یہ طریق ہو سکتا ہے کہ بھوسہ یا اناج قیمت کر کے اس کو بھوسہ وغیرہ دیدے اور قیمت اس کے ذمے کر دے پھر اس قیمت سے ڈیڑھ من بھوسہ وغیرہ لے لے۔

کمی بیشی کے ساتھ روئی کا سوت سے تبادلہ کرنا

سوال: (۳۶۴) سوت سے روئی بدلنا کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۸۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: سوت دے کر روئی بدلنا کمی بیشی کے ساتھ ہاتھ در ہاتھ درست ہے۔(۲)

سرسوں، تل وغیرہ دے کر تیل لینا

سوال: (۳۶۵) سرسوں، تل وغیرہ دے کر اس کے عوض تہائی یا چوتھائی تیل لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور سرسوں فی الحال دے کر دو چار ماہ کے بعد تیل لیا جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۹۳/۱۳۴۱ھ)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) جاز بيع كرباس بقطن و غزلٍ مطلقًا كيفما كان لاختلافهما جنسًا كبيع قطن بغزل القطن في قول محمد رحمه الله وهو الأصح "حاوی" (الدر المختار) وفي الشامي: قوله: (وهو الأصح) والفتوى عليه كما في الاختيار، وفي البحر: أنه الأظهر (الدر المختار و رد المحتار ۷/۳۱۵ كتاب البيوع ـ مطلب في استقراض الدّراهم عددًا)

الجواب: سرسوں کو بعوض اس کے تیل کے یا تل کو بعوض اس کے تیل کے مبادلہ کرنے میں فقہاء نے یہ شرط لکھی ہے کہ تیل کچھ زائد ہو اس تیل سے جو کہ سرسوں یا تل میں ہے تاکہ تیل مقابل تیل کے برابر ہو کر کچھ تیل بمقابلہ کھل کے ہو جاوے، اور ادھار اس میں جائز نہیں ہے بلکہ ہاتھ در ہاتھ بیع ہونی چاہیے درمختار وغیرہ میں ہے: ولا الزيتون بزيت والسمسم بحل ... حتى يكون الزيت و الحل أكثر مما في الزيتون والسمسم ليكون قدره بمثله والزائد بالثقل الخ (۱) في الشامي: واعلم أن المجانسة تكون باعتبار ما في الضمن فتمنع النسيئة كما في المجانسة العينية وذلك كالزيت مع الزيتون والشيرج مع السمسم الخ (۲)

جن غلوں کا کیلی یا وزنی ہونا نص شارع سے معلوم نہیں ان کی گندم کے عوض اُدھار خرید وفروخت کرنا حرام ہے

سوال: (۳۶۶) مسمی زید بیوپاری غلہ، مکئی، باجرہ وغیرہ جن کا کیلی ہونا یا وزنی ہونا نص شارع سے معلوم نہیں ایک من نسیئہ یعنی وعدے پر دیتا ہے، اور بروعدہ ڈیڑھ من اس کے عوض گندم لیتا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ یہ حلال وجائز ہے: اس لیے کہ جب شرعاً ان کی مقدار ثابت نہیں تو عرفاً ہمارے شہر میں باجرہ، مکئی وغیرہ وزنی ہیں۔ حالانکہ زید کے شہر میں گندم، جو جمیع غلات وزنی ہیں، زید نے گندم، جو کو کیلی قرار دیا، اور باجرہ، مکئی کو عرفاً وزنی قرار دیا، مخالف قدر اور مخالف جنس ثابت کر کے تفاضل ونسیئہ یعنی دست بدست زیادتی اور بعد میعاد بالکل درست سمجھ کر عوام الناس میں جائز ٹھہرا دیا ہے، اور یہ معاملہ عوام میں پھیل رہا ہے مسمی زید کو عمر نے روکا کہ یہ بہر وجہ ناجائز اور ربا یعنی سود ہے، اس لیے کہ جمیع غلات کا کیلی ہونا نص شارع سے قیاساً ثابت ومعلوم ہے، حدیث عبادہ بن صامت والی ——— عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبُرّ بالبُر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، سواءً

(۱) الدر المختار مع الشامي ۷/۳۲۰ كتاب البيوع - قبل باب الحقوق في البيع.
(۲) الشامي ۷/۳۱۷ كتاب البيوع - مطلب في استقراض الدراهم عددًا.

بسواء، یداً بید، فإن اختلفت هذه الأصناف فبیعوا کیف شئتم إذا کان یداً بید (۱) رواه الستة من حدیث عبادة بن الصامت إلا البخاری ـــــ تمثیلی ہے، علماء جمیع غلات کو اسی پر قیاس کرتے ہیں، عرف میں غلات کا کیلی وزنی ہونا معتبر نہیں، ماسوا غلات، تمر، سونے چاندی، نمک وغیرہ اور چیزوں کو عرفی قرار دیں گے جن کا تمثیلاً اور اشارۃً پتہ نہ ہو، اور نص کو عرف تغیر نہیں دے سکتا ابدا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک عرف مشہور سے نص شارع تبدیل ہو سکتا ہے شاید کہ وقت شارع کے رواج کیلی ہو، اور رواج میں اجازت تغیر کی ہے، تب بھی زید کے شہر میں غلات وزنی ہی ہیں اس صورت میں بھی گندم، باجرہ، مکئی وغیرہ کی مقدار یکساں ہے اس وجہ سے عمر ناجائز اور ربا ٹھہراتا ہے، زید کو عمر ہدایت دیتا ہے کہ یہ طریقہ اہل النار ہندوؤں کا ہے، اس سے بچ اور توبہ کر اور مسلمانوں کو مت لوٹ، اور ناجائز رواج ربا کا جہاں میں نہ پھیلانا چاہیے کہ موجب غضب رب ہے، یہ حیلہ نہ کرنا چاہیے اس کا مرتکب فاسق اور حلال جاننے والا کافر ہے، اور زید کہتا ہے کہ شرعاً حلال وطیب ہے اس کا حرام کرنے والا فاسق اور کافر ہے۔ بینوا توجروا (۹۲۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قول عمر اس باب میں صحیح ہے، اور زید خطا پر ہے عرف کا اگر لحاظ کیا جائے جیسا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہے، اور محقق ابن ہمام رحمہ اللہ نے اس کو ترجیح دی ہے، اور کافی میں کہا: الفتوی علی عادة الناس (۲) تو جیسا مکئی وغیرہ عرفاً وزنی ہیں گندم و جو وغیرہ بھی وزنی ہیں اور وزن ہی سے ان کا معاملہ ہوتا ہے، پس عرفاً قدر دونوں جنسوں میں متفق ہے، جس سے نسیئہ حرام ہو جاتا ہے۔ کما فی کتب الفقه وإن وجد أحدهما أی القدر وحده أو الجنس حل الفضل وحرم النساء (۳) وقد روی دعوا الربا والريبة (۴) فقط

(۱) الصحیح لمسلم ۲/۲۵ کتاب المساقاة والمزارعة ـ باب الربا.

(۲) الدر المختار مع رد المحتار ۷/۳۱۲ کتاب البیوع ـ باب الربا ـ مطلب فی استقراض الدراهم عدداً.

(۳) الدر مع الرد ۷/۳۰۶ کتاب البیوع ـ مطلب فی الإبراء عن الربا.

(۴) عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه أن آخر ما نزلت آیة الربا، وأن رسول الله صلی الله علیه وسلم قُبض، ولم یفسرها لنا، فدعوا الربا والريبة (مشکاة المصابیح ص: ۲۴۶ کتاب البیوع ـ باب الربا)

ایک روپیہ اور نومن جو کے عوض بیس من جو لینا

سوال: (۳۶۷) شخصے کسے را نہ من جو ویک روپیہ قرض داد بایں شرط کہ بعد چندیں مدت بعوض آں نہ من ویک روپیہ مقروضہ بست من جو باید داد۔ ایں صورت جائز است یا نہ؟ (۱۳۴۴/۲۱۹۸ھ)

الجواب: اگر نسیئہ نہ بودے ایں صورت جائز بودے، چرا کہ از بست من جو نہ من جو بمقابلہ جنس او کردہ باقی یازدہ من جو بمقابلہ یک روپیہ شدے وایں جائز است کما فی بیع درھمین و دینار بدرھم و دینارین بصرف الجنس بخلاف جنسه . وفی الشامی : أی تصحیحًا للعقد (۱)

ترجمہ: سوال: (۳۶۷) ایک شخص نے کسی کو نو (۹) من جو اور ایک روپیہ قرض دیا اس شرط پر کہ اتنی مدت کے بعد ان نو (۹) من جو اور ایک روپیہ مقروضہ کے عوض، بیس من جو دینے پڑیں گے؛ آیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر معاملہ اُدھار نہ ہوتا تو یہ صورت جائز ہوتی؛ کیونکہ (اُدھار نہ ہونے کی صورت میں) بیس من جو میں سے نو من جو اس کی جنس کے مقابلہ میں گردانے جاتے اور باقی گیارہ (۱۱) من جو (اپنی مخالف جنس) ایک روپیہ کے عوض میں ہوتے اور یہ صورت جائز ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: دو درہم اور ایک دینار کی بیع ایک درہم اور دو دینار کے عوض جائز ہے۔ ایک جنس کو دوسری جنس کا عوض ٹھہرانے کی وجہ سے، اور شامی میں ہے: یعنی عقد کو صحیح قرار دینے کے لیے (ایسا کرنا ضروری ہے) فقط

کپڑا اُدھار فروخت کرنا اور چار ماہ کے بعد ایک آنہ فی روپیہ منافعہ لگانا سود ہے

سوال: (۳۶۸) زید مولوی ہے اور کپڑے کی تجارت کرتا ہے، دس آنے کا مال دو آنے فی روپیہ منافع کے حساب سے دکانداروں کے ہاتھ فروخت کرتا ہے، اگر کسی شخص کے پاس زید کا روپیہ چار ماہ سے زائد رہ جائے تو وہ بعد ہر چار ماہ کے بقایا پر ایک آنہ فی روپیہ پھر منافعہ لگاتا ہے، یہ منافعہ لگانا جائز

---

(۱) الدر المختار والشامی ۷/۱۱۷ کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب فی بیع المفضّض وَالمُزَرْکَش وحکم عَلَم الثوب .

ہے یا نہیں؟ (۲۲۲۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ منافعہ لگانا اور لینا شرعاً درست نہیں ہے بلکہ حرام اور ربوا ہے۔

خالی ڈبہ اور پٹرول کی قیمت دے کر بھرا ہوا پٹرول کا ڈبہ خریدنا

سوال: (۳۶۹) پٹرول تیل جو موٹر میں استعمال ہوتا ہے اس کے خرید کا طریقہ بازار میں یہ ہے کہ خالی ڈبہ اور تیل کی قیمت دے کر دوسرا ڈبہ بھرا ہوا خرید لیتے ہیں یہ خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۴۹۶/۱۳۴۴ھ)

الجواب: اس طرح خرید وفروخت جائز ہے۔

ہندو خریدار سے بھی سود لینا جائز نہیں

سوال: (۳۷۰) ہم لوگ تجارت سوت وغیرہ کی کرتے ہیں جو مال ہم سے ہندو خرید کر لے جاتے ہیں اس کا روپیہ پانچ چھ ماہ میں بہ مشکل ادا کرتے ہیں، کیونکہ ان کو اصل قیمت سے زیادہ کچھ دینا نہیں پڑتا، اور جو ہم ان سے مال خریدتے ہیں تو وہ بعد ایک ماہ کے ہم سے روپیہ سینکڑہ کا سود لے لیتے ہیں، ہم لوگ نہایت پریشان اور مقروض ہوتے چلے جاتے ہیں تو ہم کو ہندوؤں سے کچھ زیادہ لینا جائز ہے؟

(۳۳۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: سود لینا ہندوؤں سے بھی جائز نہیں ہے؛ البتہ اضافہ کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اسی حساب سے قیمت مال کی بڑھادی جائے؛ کیونکہ یہ جائز ہے کہ ثمن مؤجل ہونے کی وجہ سے قیمت بڑھادی جائے۔(۱) (ہدایہ وغیرہ) فقط

بائع سے قرض لے کر مبیع کی قیمت ادا کرنا

سوال: (۳۷۱) مثلاً زید کے پاس ایک آم ہے عمر زید کے پاس آیا، اور آم کی قیمت معلوم کی زید نے مبلغ بیس روپے قیمت آم ظاہر کی، عمر نے کہا: یہ آم مجھ کو بہ قیمت بیس روپے خرید کرنا منظور ہے، لیکن

(۱) ألا یری أنه یزاد في الثمن لأجل الأجل (ھدایة ۳/۷۴ کتاب البیوع – باب المرابحة والتولیة)

آپ مجھ کو مبلغ سو روپے ایک سال کے واسطے قرض دیدیجیے اور اس میں سے مبلغ بیس روپے قیمت آم مجرا کرلیجیے چنانچہ زید نے وہ آم اور مبلغ اسی (۸۰) روپے نقد دے کر بغرض اطمینان ایک دستاویز مبلغ سو روپے کی لکھوالی۔ صورت مذکورہ جائز ہے یا داخل سود ہے؟ (۱۳۴۰/۲۲۷۳ھ)

الجواب: اگر درحقیقت وہ آم بیس روپے کا ہے اور قرض کی وجہ سے قیمت آم کی زیادہ نہیں ہے تو یہ معاملہ درست ہے۔ (۱) فقط

کپڑوں کے نقوش اور گل بوٹے کا حکم

سوال: (۳۷۲) زید کہتا ہے کہ بنارسی کپڑوں کو جن میں سچے کلابتون (۲) لگتے ہیں سیف محلی پر قیاس نہیں کرسکتے؛ جس سے شرط تقابض ضروری ہو، کیونکہ بنارسی کپڑوں کے نقوش اور گل بوٹے حسب تحقیق علامہ شامی محض توابع ہیں۔ چنانچہ شامی باب بیع الصرف ذیل قول مفضض اور مزرکش تنبیہ کرکے لکھتے ہیں بخلاف العلم في الثوب فإنه تبع محض (۳) پس شریعت نے ان کا اعتبار ساقط کردیا؛ چنانچہ پھر لکھتے ہیں ولا كذلك علم الثوب لأن الشرع أهدر اعتباره حتى حل استعماله (۳) اور اس کے پہلے بھی ان نقوش کی نسبت تحقیق فرماچکے۔ إن المعتمد عدم اعتباره في المنسوج (۳) علاوہ ازیں حلیہ سیف مقصود بالبیع ہے جیسا کہ شامی میں وہیں پر ہے: فإنه قائم بعينه غير تابع بل هو مقصود بالبيع كالحلية والطوق الخ (۳) اور ان کپڑوں کے نقوش کلابتونی مقصود بالبیع نہیں ہیں؛ بلکہ اصل مقصود بیع کپڑوں کی ہے؛ یہ محض توابع ہیں، آیا زید کی یہ تقریر مفید عدم تقابض کو ہے؟ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ بنارسی کپڑے کا اُدھار لین دین عام طور پر علماء، جہلاء امراء غرباء کررہے ہیں اس میں شرط تقابض سے حرج عظیم ہوگا۔ (۱۳۳۳-۳۲/۱۵۵۱ھ)

---

(۱) اگر قرض کی وجہ سے آم کی قیمت زیادہ کی ہے تو بیع عینہ ہوجائے گی جس پر حدیث میں وعید آئی ہے۔ سعید احمد

(۲) کَلاَبَتُّوْن: چاندی یا سونے کے تار جو ریشم پر چڑھا کر بنے جاتے ہیں، چاندی یا سونے کے تاروں کی ڈور (فیروز اللغات)

(۳) الدر المختار ورد المحتار: ۷/۴۰۹-۴۱۰ كتاب البيوع - باب الصرف، مطلبٌ في بيع المفضّض والمزركش وحكم علم الثوب.

الجواب: پوری عبارت درمختار اور شامی کی اس بارے میں یہ ہے، درمختار میں ہے: والأصل أنه متى بيع نقد مع غيره كَمُفَضَّضٍ وَمُزَرْكَشٍ بنقد من جنسه شرط زيادة الثمن فلو مثله أو أقل أو جهل بطل ولو بغير جنسه شرط التقابض فقط.(١)

شامی میں ہے: تنبيه: لم يذكر حكم العلم في الثوب. وفي الذخيرة: وإذا باع ثوبًا منسوجًا بذهب بالذهب الخالص لا بد لجوازه من الاعتبار، وهو أن يكون الذهب المنفصل أكثر، وكان ينبغي أن يجوز بدونه لأن الذهب الذي نسج خرج عن كونه وزنيًا ولذا لايباع وزنًا، لكنه وزني بالنص فلا يخرجه عن كونه مال ربا. ثم قال: وفي المنتقى أن في اعتبار الذهب في السقف روايتين فلا يعتبر العلم في الثوب، وعن أبي حنيفة وأبي يوسف أنه يعتبر. وفي التتارخانية عن الغياثية: ولو باع دارًا في سقوفها ذهب بذهب، في رواية لايجوز بدون الاعتبار لأن الذهب لايكون تبعًا بخلاف علم الثوب والإبريسم في الذهب فإنه لا يعتبر. لأنه تبع محض. وظاهر التعليل أن ذهب السقوف عين قائمة لا مجرد تمويه، ويدل عليه ما قدمناه آنفًا عن الكافي من أن المموّه لايعتبر لكونه لايخلص. وفي الهندية عن المحيط: والدار فيها صفائح ذهب أو فضة يبيعها بجنسها كالسيف المحلى.

وحاصل هذا كله اعتبار المنسوج قولاً واحدًا، واختلاف الرواية في ذهب السقف والعلم وأن المعتمد عدم اعتباره في المنسوج، وقد علم بهذا أن الذهب إن كان عينًا قائمة في المبيع كمسامير الذهب ونحوها في السقف مثلاً يعتبر كطوق الأمة وحلية السيف، ومثله المنسوج بالذهب فإنه قائم بعينه غير تابع، بل هو مقصود بالبيع كالحلية والطوق، وبه صار الثوب ثوبًا ولذا يسمى ثوب ذهب، بخلاف المموّه لأنه مجرد لون لا عين قائمة، وبخلاف العلم في الثوب فإنه تبع محض فإن الثوب لايسمى به ثوب ذهب، ولا يرد ما قدمه الشارح من أن الحلية تبع للسيف أيضًا فإن تبعيتها له من حيث دخولها في مسماه عرفًا سواء كانت فيه أو في قرابه لكنها أصل من حيث قيامها بذاتها وقصدها بالشراء كطوق الجارية، ولا كذلك علم الثوب لأن الشرع أهدر اعتباره حتى حل استعماله، لكن

(١) حوالہ سابقہ۔

ینبغی أنه لو زاد علی أربعة أصابع أن یعتبر هنا أیضا، هذا ما ظهر لي في تحریر هذا المحل فتأمل (۱) انتہی قول درمختار اور روایت ذخیرہ سے ثوب منسوج بذہب میں مطلقاً حکم بیع صرف معلوم ہوا، اور روایت منتقی سے علم ثوب میں اختلاف محقق ہوا، پھر شامی کی تحقیق سے علم ثوب میں اس حد تک عدم اعتبار مانا گیا کہ اس کا استعمال شرعاً جائز ہو اگر چار انگشت سے زیادہ ہے تو اس کا اعتبار ہے، اور حکم بیع صرف اس میں جاری ہوگا، پس چونکہ موقع احتیاط کا ہے اور دعوا الربا والریبة (۲) وارد ہے اس لیے مقتضائے احتیاط تو یہ ہے کہ علم میں بھی حکم صرف جاری ہو، اور اگر اس میں عدم اعتبار کو معتمد مانا جاوے تو زائد از چار انگشت میں کوئی گنجائش اس کی نہیں کہ اس کو بھی معتبر کیا جاوے بہر حال عموماً بنارسی کپڑوں میں تقابض کی شرط کو باطل کرنا اور غیر معتبر سمجھنا کسی کے نزدیک صحیح نہیں ہے اور عرف ورواج حرام کو حلال کر دینے میں معتبر نہیں ہے۔ فقط

چاندی کے بدلے چاندی دی جائے تو مساوات ضروری ہے

سوال: (۳۷۳) جاپانی سکہ چاندی کا جاری ہے جو غالباً یہاں کے انگریزی تین روپے کے برابر قیمت میں ہوتا ہے وزناً مختلف، کبھی وہاں کے سکے کی قیمت یہاں تین روپے، کبھی چار روپے، کبھی پونے تین روپے ہوتی ہے غرضیکہ قیمت بڑھتی گھٹتی رہتی ہے تو اگر جاپانی سکے سے ہم نے مال خرید اتو اس کی قیمت یہاں ادا کرنا پڑتی ہے جس کی چاندی وزن کے اعتبار سے زیادہ ہو جاتی ہے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۴۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: چاندی کے بدلے چاندی اگر دیجائے تو مساوات ہونی ضروری ہے کمی وبیشی حرام ہے؛ (۳) البتہ اگر غیر جنس معاوضہ میں دیدی جائے تو معاملہ جائز ہو جاتا ہے۔

---

(۱) حوالہ سابقہ۔

(۲) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قال: إن آخر ما نزلت آیة الربا، وأن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قُبض ولم یفسرها لنا فدعوا الربا والریبة رواه ابن ماجة والدارمي (سنن ابن ماجة ص: ۱۶۴؛ أبواب التجارات – التغلیظ في الربا)

(۳) عن أبي سعید الخدري رضی اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: لا تبیعوا الذهب بالذهب إلا مثلا بمثل ولا تبیعوا الورق إلا مثلا بمثل. الحدیث (الصحیح لمسلم ۲/۲۴ کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا)

چاندی کے زیور میں تانبا وغیرہ ملا ہوا ہو تو اس کو کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا

سوال: (۳۷۴) زیور میں تانبا وسیسہ ملا ہوا ہوتا ہے تو وہ زیور چاندی کا ہوگا یا نہیں؟ اور فروخت کرنے میں کمی بیشی درست ہوگی یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۶۸۴ھ)

الجواب: اگر چاندی زیادہ ہے اور غالب ہے اور تانبا وغیرہ مغلوب ہے تو غالب کا اعتبار ہو کر وہ تمام زیور چاندی شمار ہوگا وغالب الفضة فضة (۱) (درمختار وغیرہ) اور فروخت کرنے میں اگر غیر جنس مثلاً پیسہ وغیرہ مقابلے میں ہو تو کمی وبیشی درست ہے ورنہ نہیں۔ فقط

سونا، چاندی کو اُدھار بیچنا

سوال: (۳۷۵) ہندوستان کے بڑے تاجروں کی سونے چاندی کی بیع اس طور پر ہوتی ہے کہ مشتری نے مثلاً ہزار تولہ سونا آج کی تاریخ میں آٹھ روز بعد لینے کے وعدے پر نرخ مقرر کر کے خرید لیا، لیکن قبضہ مبیع پر بعد اختتام میعاد مقررہ کے ہوتا ہے؛ یہ بیع وشراء جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۴۶۶ھ)

الجواب: بیع مذکور صحیح نہیں ہے بلکہ حرام ہے کما ورد فی الحدیث المعروف (۲) فقط

کمی، بیشی کے ساتھ روپیہ اور ریزگاری کا تبادلہ کرنا

سوال: (۳۷۶) پیشہ صرافی یعنی بٹالے کر پیسہ لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیا یہ فعل صراف کے لیے مخصوص ہے یا ہر شخص کے لیے جائز ہے؟ نیز صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے کس نے

---

(۱) وما غلب فضته و ذهبهٔ فضةٌ و ذهبٌ حکمًا (الدر المختار مع الشامی ۴۱۲/۷ کتاب البیوع، مطلبٌ: مسائل فی المفاضة)

(۲) عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبُرّ بالبُرّ، والشعیر بالشعیر، والتمر بالتمر، والملح بالملح؛ مثلاً بمثلٍ، سواءً بسواءٍ، یدًا بیدٍ؛ فإذا اختلفت هذه الأصناف فبیعوا کیف شئتم إذا کان یدًا بیدٍ (الصحیح لمسلم ۲/۲۵ کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا)

اس کام کو کیا ہے؟ اوران کا کیا نام تھا؟ اور کہاں مسکن تھا؟ (۳۳۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو معاملہ شرعًا درست ہے اس میں کسی خاص شخص کی تخصیص نہیں ہوتی مثلاً جو معاملہ بیع کا درست ہے وہ ہر ایک کے لیے درست ہے صراف ہو یا نہ ہو، پس بیع فلوس کی یعنی پیسوں کی روپیہ کے عوض کمی بیشی کے ساتھ درست ہے (۱) اس لیے کہ جنس بدل گئی ہے، اور جب جنس مختلف ہو جائے تو کمی وبیشی درست ہے جیسا کہ حدیث شریف اجناس مختلفہ کی باہم بیع کرنے میں فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدًا بيد رواه مسلم (۲) وارد ہے یعنی جب یہ اجناس مختلف ہو جائیں تو پھر جس طرح چاہو بیع کرو، پس اگر ایک روپیہ کے پیسے بجائے سولہ آنے کے پندرہ آنے دیوے لیوے تو یہ درست ہے —— اور جب کہ حدیث شریف سے اور روایات فقہیہ سے اس کا جواز ثابت ہے تو پھر اس امر کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ صحابہ وتابعین میں سے کس نے اس کام کو کیا ہے؟ اوران کا کیا نام تھا؟ اور کہاں مسکن تھا؟ اس قسم کی باتیں جہالت کے سوالات ہیں کیونکہ جو امر آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے ثابت اور جائز ہو گیا اور فقہاء عظام نے اس کو لے لیا اور اس پر عمل کیا یعنی اس کو جائز رکھا تو پھر اس کی کیا ضرورت رہی کہ یہ پیشہ اس زمانہ میں کس نے کیا؟ ایسے سوالات لایعنی کرنے کی حدیث وفقہ سے ممانعت ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه. (۳)

---

(۱) واضح رہے کہ قدیم زمانے میں روپیہ چاندی کا ہوتا تھا اور ریزگاری دوسری دھات سے بنتی تھی اس لیے ان کے درمیان کمی بیشی کے ساتھ بیع جائز تھی، لیکن موجودہ دور میں روپیہ کاغذ اور دوسری دھات سے بنتا ہے، لہٰذا ریزگاری کے ساتھ تبادلے کے وقت کمی بیشی ناجائز ہے۔ ومشائخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والغطارفة؛ لأنها أعز الأموال في ديارنا، فإذ أبيح التفاضل فيه يفتح باب الربا (هداية: ۳/ ۱۰۹ كتاب الصرف)

(۲) عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبرّ بالبرّ، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح؛ مثلاً بمثلٍ، سواءً بسواءٍ، يدًا بيدٍ؛ فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدًا بيد (الصحيح لمسلم ۲/ ۲۵ كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا)

(۳) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه (جامع الترمذي ۲/ ۵۸ أبواب الزهد، باب ما جاء من تكلّم بالكلمة ليضحك الناس)

سوال: (۳۷۷) مسلمان جنیوں کی دکان سے ایک روپیہ کے پیسے اور ریزگاری سولہ آنہ لاتے ہیں، ان پیسوں کو ایک دھیلا (آدھا پیسہ) کم سولہ آنہ فروخت کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱۶۴۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: روپیہ کے مقابلے میں جب پیسے ہوجاویں تو کمی وبیشی درست ہے، پس اگر ایک روپیہ کے عوض پونے سولہ آنے کے پیسے یا (ایک) دھیلا کم سولہ آنہ دیوے تو درست ہے۔

سوال: (۳۷۸) ایک روپیہ کے پیسے صراف سے لوتو پونے سولہ آنے دیتا ہے، پس پونے سولہ آنے یا سوا سولہ آنے لینا درست ہے یا نہیں؟ (۱۱۵۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: روپیہ کے عوض میں پیسے لیے دیے جاویں تو پونے سولہ آنے لینا یا سوا سولہ آنے لینا درست ہے۔ فقط

سوال: (۳۷۹) چودہ آنے دے کر ایک روپیہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۳۲۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایک روپیہ کے بدلے چودہ آنے کے پیسے لے سکتے ہیں، لینا دینا اس طرح درست ہے لاختلاف الجنس۔(۱) فقط

کمی بیشی کے ساتھ نوٹ اور روپیہ کا تبادلہ کرنا

سوال: (۳۸۰) دس روپیہ کے نوٹ کو پونے دس یا سوا دس میں فروخت کرنا جائز ہے یا کمی بیشی سود میں داخل ہے؟ (۷۵۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: نوٹ کو کمی بیشی میں لینا دینا سود میں داخل ہے درست نہیں ہے۔

سوال: (۳۸۱) نوٹ کے لین دین میں اکثر بار ہا گھاٹا دکاندار لیتے دیتے ہیں مثلاً سو روپیہ کا ایک قطعہ نوٹ کبھی ایک سو ایک میں اور کبھی اٹھانوے میں لیتے دیتے ہیں یہ کمی بیشی درست ہے یا نہیں؟

(۱۷۶۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: نوٹ کے لین دین میں زیادہ وکم لینا بقاعدہ شریعت جائز نہیں ہے، لیکن بہ مجبوری

(۱) وإن وجد أحدهما أي القدر وحده أو الجنس (أي وحده) حلّ الفضل وحرم النساء (الدر المختار مع الشامی: ۷/۳۰۷ کتاب البیوع – مطلب في الإبراء عن الربا)

نوٹ کے بھنانے میں اگر پورا روپیہ کوئی نہ دے تو اپنا حق کچھ کم لے لینا درست ہے۔

سوال: (۳۸۲) نوٹ کو روپیہ سے فروخت کرنے میں کمی بیشی جائز ہے یا نہیں؟ اور ادھار بھی درست ہے یا نہیں؟ (۲۲۷۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: نوٹ کو کم وبیش روپیہ سے فروخت کرنا ناجائز اور ربا ہے کما فی الحدیث المشہور: مثلاً بمثل فمن زاد واستزاد فقد أربی (۱) کیونکہ نوٹ حقیقت میں وثیقہ روپیہ کا ہے پس وہ قائم مقام روپیہ کا ہے، اگر کمی بیشی ہوگی تو مطلب یہ ہوا کہ سو روپیہ کو سو روپیہ اور چار آنہ سے فروخت کیا اور یہ ناجائز ہے، اور اگر کچھ پیسے روپیوں کے ساتھ ہوں تو درست ہے اور نوٹ اور روپیہ کے معاوضہ میں اُدھار بھی حرام ہے کما فی حدیث یداً بید (۱) فقط

سوال: (۳۸۳) استبدال نوٹ کا روپیہ کے ساتھ بیع صرف ہے یا نہیں؟ اور جو شرائط فقہاء نے بیع صرف میں شرط کیں ہیں وہ یہاں بھی مشروط ہوں گی یا نہیں؟ اور برتقدیر دس روپیہ ثمن مبیع بین البائع والمشتری مقرر ہوجانے پر بائع دس روپیہ کا نوٹ لینے سے انکار کرتا ہے کیا نوٹ لینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے یا نہ؟ اور بصورت غصب اگر نوٹ ہلاک ہوجائے تو غاصب کو نوٹ دینا ہوگا یا روپیہ؟ (۲۰۳۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس معنی کے اعتبار سے بیع صرف ہے کہ کمی بیشی درست نہیں ہے، اور درحقیقت نوٹ وثیقہ اور حوالہ روپیہ کا ہے، اور مستحق ثمن دس روپیہ مثلاً نوٹ کے لینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، اور غصب نوٹ کی صورت میں نوٹ ہی دینا ہوگا اور روپیہ بھی دے سکتا ہے۔

سوال: (۳۸۴) نوٹ پر بٹا لینا دینا مثلاً پچاس روپیہ کا نوٹ ۴۹ میں لینا یا دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۸۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: نوٹ درحقیقت اس مقدار روپیہ کا وثیقہ سرکاری ہے جو اس کے اندر درج ہے، پس بٹا لینا دینا نوٹ پر ایسا ہی ہے جیسا کہ روپیہ کے عوض روپیہ کم وبیش دیا لیا جائے پس جیسا کہ وہ سود ہے، یہ

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة والبرّ بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، يداً بيد فمن زاد واستزاد فقد أربى الحديث (الصحيح لمسلم ۲/۲۵ كتاب المساقاة والمزارعة – باب الربا)

بھی سود ہے، لیکن چونکہ نوٹ تڑانے میں پورا روپیہ ملنا دشوار ہوگیا ہے تو اس لیے نوٹ بھنانے والا مجبور ہے بٹا دینے پر، اس وجہ سے بٹا دینے کی بہ ضرورت اجازت ہوسکتی ہے، اس تاویل سے کہ صاحب نوٹ نے کچھ اپنا حق چھوڑ دیا، لیکن لینا بٹا کا کسی حال درست نہیں ہے، ہاں اگر بہ مقابلہ غیر جنس سے ہو مثلاً پیسہ وغیرہ بھی کچھ مقابلے میں ہوں تو بوجہ تبدیل جنس کے کمی وبیشی درست ہے۔(۱) فقط

سوال: (۳۸۵) نوٹوں کا کمی وبیشی سے خریدنا شرعاً جائز ہے یا ممنوع؟ (۱۰۶۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: نوٹوں کو کمی وبیشی سے خریدنا اور فروخت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ نقد روپیہ پر کمی وبیشی لینا دینا، پس جیسے وہ حرام ہے یہ بھی حرام ہے کیونکہ درحقیقت نوٹ وثیقہ اس مقدار روپیہ کا ہے جو اس میں درج ہے اصل مسئلہ یہی ہے، البتہ اس وقت چونکہ نوٹ کا روپیہ پورا کوئی نہیں دیتا تو بہ مجبوری اپنا کچھ حق چھوڑ کر بنام بٹا کچھ پیسہ دے کر نوٹ بھنانا بہ ضرورت جائز ہے کما قال الضرورات تبیح المحظورات (۲) وماضاق أمر إلا اتسع (۳)

بٹا لینا دینا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۸۶) نوٹوں پر کمی وبیشی لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۹۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: نوٹ پر کمی بیشی لینا درست نہیں ہے کیونکہ نوٹ حقیقت میں وثیقہ ہے اس رقم کا جو اس میں درج ہے پس معاوضہ اسی رقم کا ہوتا ہے جو اس میں درج ہے پس بقاعدہ بیع الذهب والفضة یداً بید مثلاً بمثل (۴) نقد اور برابر برابر ہونا چاہیے، البتہ جب کہ نوٹ بھنانے کے وقت نوٹ لینے

(۱) وإن وجد أحدهما أي القدر وحده أو الجنس (أی وحده) حل الفضل وحرم النساء (الدر المختار والشامی: ۳۰۶/۷ کتاب البیوع۔ مطلب في الإبراء عن الربا)

(۲) قواعد الفقه ص: ۹۸، قاعدہ: ۱۷۰۔

(۳) الشامي: کتاب البیوع ۔ مطلب في بیع الثمر والزرع والشجر مقصوداً.

(۴) عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة والبرّ بالبر، والشعیر بالشعیر، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، یداً بید فمن زاد واستزاد فقد أربی الحدیث (الصحیح لمسلم ۲/ ۲۵ کتاب المساقاة والمزارعة ۔ باب الربا) =

والا پورا روپیہ نہ دے تو بہ مجبوری کچھ کم لے لینا اور اپنا کچھ حق چھوڑ دینا درست ہے، مگر بیشی کے لینے والے کے حق میں وہ بٹا لینا درست نہیں ہے۔(۱)

سوال: (۳۸۷) نوٹ پر بٹا لینا کیسا ہے؟ اگر مقابل فلوس ہوں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۰۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: نوٹ پر بٹا لینا دینا جائز نہیں ہے بلکہ سود ہے، لیکن اگر نوٹ کا روپیہ پورا کوئی نہ دے تو بہ مجبوری اپنا کچھ حق چھوڑ کر کم روپیہ لے سکتا ہے لیکن بٹا لینا مسلمان کو کسی حال حلال نہیں ہے، اور اگر مقابلے میں کچھ پیسے ہوں تو حیلہ جواز کا ہو سکتا ہے۔

سوال: (۳۸۸) جو نوٹ ایک روپیہ کا یا اس سے زیادہ قیمت کا ہے بالعموم بازار میں اس پر ایک پیسہ یا اس سے زائد کچھ بٹا بھنانے کے وقت لیا جاتا ہے، لہٰذا کسی مسلمان کو اس کا لینا یا دینا شرعاً کیسا ہے؟ (۲۵۱۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: نوٹ پہ بٹا لینا دینا دراصل ناجائز ہے کیونکہ یہ ربا ہے، اور ربا کا لینا دینا دونوں ناجائز ہیں(۲) لیکن اس مجبوری کی وجہ سے کہ بدون بٹا کے نوٹ کا روپیہ پورا نہیں دیتے اس وجہ سے یہ سمجھ کر کہ اپنا کچھ حق چھوڑتا ہوں کم لینا جائز ہو سکتا ہے، لیکن لینا بٹا کا مسلمانوں کو کسی طرح درست نہیں ہے کیونکہ اس میں کچھ مجبوری نہیں ہے۔ فقط

= فإن باع فضةً بفضةٍ أو ذهبًا بذهبٍ لايجوز إلا مثلاً بمثلٍ وإن اختلفت في الجودة والصياغة، ولابد من قبض العوضين قبل الافتراق (هداية: ۱۰۴/۳ كتاب الصرف)

(۱) ومشائخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والغطارفة؛ لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه ينفتح باب الربوا (هداية: ۱۰۹/۳ كتاب الصرف)

(۲) وعلة الربا القدر والجنس، وفي المعراج: القدر عبارة عن العيار (سرکاری کسوٹی، ناپ، باٹ) والجنس عبارة عن مشاكلة المعاني، والأصل في هذا الباب الحديث المشهور وهو قوله عليه السلام "الحنطة بالحنطة والشعير بالشعير ..... الحديث وحرم الفضل والنساء بهما أي بالقدر والجنس لوجود العلة بتمامها. والفضل: الزيادة والنساء بالمد: التاخير (البحر الرائق ۲۱۲/۶-۲۱۳ كتاب البيع، باب الربا)

وعلته أي علة تحريم الزيادة القدر مع الجنس، فإن وجدا حرم الفضل والنساء. (الدر المختار مع الشامي ۳۰۵/۷ كتاب البيوع ــ مطلب في الإبراء عن الربا)

سوال: (۳۸۹) نوٹ کی بیع وشراء میں کمی بیشی درست ہے یا نہیں؟ جیسے چاندی خریدنے میں روپیوں کے ساتھ پیسے شامل کرکے خریدنا درست ہے بہ صورت نوٹ کی بیع وشراء میں کمی بیشی کے ساتھ درست ہے یا نہ؟ (۳۸۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نوٹ کے بھنانے اور تڑانے میں کمی بیشی درست نہیں ہے، اور چونکہ یہ در حقیقت بیع وشراء نہیں ہے اس لیے اس میں وہ حیلہ بھی صحیح نہیں ہے جو چاندی کی بیع وشراء میں کیا جاتا ہے۔ فقط

سوال: (۳۹۰) نوٹ پر بٹا لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اصل میں بٹا لینا اور دینا جائز نہیں ہے سود ہے، لیکن جب کہ بدون بٹا کاٹے نوٹ کا روپیہ نہ ملے تو بہ ضرورت بٹا دے کر روپیہ لیلے اور یہ خیال کرے کہ بہ ضرورت میں نے اپنا کچھ حق چھوڑ دیا ہے مگر لینے میں احتیاط کرے یعنی بٹا خود نہ لیوے۔ فقط

اشرفی، گنی اور نوٹ کو روپوں سے کمی بیشی کے ساتھ بدلنا

سوال: (۳۹۱) اشرفی جو پندرہ روپیہ کی ہے اس کو سولہ یا سترہ روپیہ (میں) چلانا کیسا ہے؟ (۱۲۲۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اشرفی کو سولہ یا سترہ روپیہ کے عوض دینا لینا جائز ہے۔ لاختلاف الجنس (۱)

سوال: (۳۹۲) روپیہ، اشرفی، نوٹ وغیرہ میں کمی بیشی جائز ہے یا نہیں؟ (۶۸۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جنس کے بدل جانے کی صورت میں کمی بیشی جائز ہے مثلاً اشرفی کو روپوں سے یا روپیہ کو پیسوں سے بدلا جاوے تو کمی بیشی درست ہے اور ادھار نا جائز ہے اور نوٹ کے بدلے میں جو روپیہ لیا جاوے وہ اسی قدر ہونا چاہیے جو رقم نوٹ میں درج ہے مثلاً سو روپیہ کا نوٹ سو روپیہ میں دینا چاہیے اس میں کمی بیشی حرام ہے۔ (۲)

---

(۱) وإن وجد أحدهما أي القدر وحده أو الجنس (أي وحده) حل الفضل وحرم النساء (الدر المختار مع الشامی: ۳۰۷/۷ کتاب البیوع ـ مطلب في الإبراء عن الربا)

(۲) و علته أي علة تحريم الزيادة القدرُ المعهودُ بكيل أو وزن مع الجنس، فإن وجدا حرم الفضل أي الزيادة والنساء بالمد: التأخير: (الدر المختار مع الشامی ۳۰۵/۷ کتاب البیوع ـ مطلب في الإبراء عن الربا)

سوال: (۳۹۳) نوٹ، روپیہ اور گنی (GUINEA) کی بیع وشراء میں کمی زیادتی لے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۱۴۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: گنی کے مقابلے میں روپیہ ہوتو بوجہ اختلاف جنس کمی وبیشی درست ہے مثلاً پندرہ روپیہ کی گنی سولہ سترہ روپیہ کوفروخت کرنا یا خریدنا درست ہے، اور نوٹ وروپیہ کے باہم تبادلہ کرنے میں کمی وبیشی درست نہیں ہے مثلاً دس روپیہ کے نوٹ کے مقابلے میں پورے دس روپیہ لینے دینے چاہیے۔ فقط

سوال: (۳۹۴) نقد فی گنی (اشرفی) چودہ روپیہ اور ادھار فی گنی تیرہ روپیہ تین ماہ کے وعدہ پر لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۴۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اختلاف جنس نقدین کی صورت میں کمی وبیشی درست ہے مثلاً ایک گنی ۱۴ کو یا ۱۳ کو نقد فروخت کرنا درست ہے، اور نسیہ اس میں درست نہیں ہے مثلاً گنی فی الحال دی جائے اور اس کا روپیہ بعد میں لیا جائے یا روپیہ فی الحال دیا جائے اور گنی بعد میں لی جائے یہ جائز نہیں ہے جیسا کہ قید یداً بید (۱) سے ظاہر ہے۔ فقط

سکہ فروخت کرنے سے جو نفع ہو اس کا حکم

سوال: (۳۹۵) کوئی سکہ ایک وقت خرید کر دوسرے وقت فروخت کرنے سے جو نفع ہو کیا وہ جائز ہے؟ (۱۲۳/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اگر غیر جنس سے مبادلہ ہوتو کمی بیشی درست ہے مثلاً اشرفی کو جتنے روپے کے عوض چاہے فروخت کردے، مگر شرط یہ ہے کہ نسیہ یعنی اُدھار نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة والبرّ بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، يدًا بيدٍ فمن زاد واستزاد فقد أربى الحديث (الصحيح لمسلم ۲/۲۵ كتاب المساقاة والمزارعة - باب الربا)

(۲) وإن وجد أحدهما أي القدر وحده أو الجنس (أي وحده) حلّ الفضل وحرم النساء (الدرالمختار والشامي: ۳۰۶/۷ كتاب البيوع - مطلب في الإبراء عن الربا)

سود، قمار اور بیمہ کا بیان

مسلمانوں کو سود سے بچانے کے لیے اسلامی بینک کھولنا، اور حلت ربا کے لیے حیلہ کرنا

سوال: (۱) مسلمان ہنود سے سودی قرض لیتے ہیں اس کو بند کرنے کے لے ایک بینک کھولا گیا ہے، مگر چونکہ بینک کے متعلق بہت سے اخراجات ہوں گے تو کیا اس بینک میں ایک کاغذ چھپوا کر قرض خواہ کے ہاتھ فروخت کرنا مثلاً جو شخص دس روپیہ قرض لے اس کو دس آنے میں اور جو بیس روپیہ لے اس کو ایک روپیہ چار آنے میں فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۰۵/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: روپیہ قرض دے کر اس پر کچھ نفع لینا کسی حیلہ سے ہو جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ وارد ہے: کل قرض جر نفعًا فھو ربا (۱) اور نیز حدیث شریف میں ہے: إنما الأعمال بالنیات ولکل امرئ ما نوی الحدیث (۲) لہٰذا یہ صورت جو سوال میں درج ہے شرعاً جائز نہیں ہے ربا کے شبہ سے

---

(۱) عن الحکم عن إبراھیم قال: کل قرض جرّ منفعة فھو ربا (مصنف ابن أبی شیبة ۳۳۳/۴ کتاب البیوع والأقضیة، باب من کرہ کل قرض جرّ منفعة، المطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان)

(۲) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنه یقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: إنما الأعمال بالنیات، وإنما لامرئ ما نوی؛ فمن کانت ھجرته إلی دنیا یُصیبُھا أو إلی امرءة ینکحھا؛ فھجرته إلی ما ھاجر إلیه (صحیح البخاری ۲/۱ باب کیف کان بدء الوحی)

بھی بچنے کا حکم ہے جیسا کہ وارد ہے: دعوا الربا والریبۃ (۱) پس یہ صورت جائز نہیں ہے (۲) فقط

ہندوؤں کے ظلم سے بچنے کے لیے اسلامی بینک قائم کر کے بہت کم سود پر قرض دینا

سوال: (۲) ہندو مسلمانوں پر سخت مظالم کر رہے ہیں اس لیے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے ایک بینک چندہ سے کھولا جائے اور بہت کم سود پر دیگر مسلمانوں کو بوقت حاجت قرضہ دیا جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۲۴/۱۳۴۵ھ)

---

(۱) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أن آخر مانزلت آية الربا وأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قُبض ولم يفسّرها لنا فدعوا الربا والريبة رواه ابن ماجة والدارمي (مشكاة المصابيح ص: ۲۴۶ كتاب البيوع – باب الربا)

(۲) اصل فتوی تو یہی ہے، پھر بعض مفتیان کرام سے جواز کا فتوی حاصل کیا گیا، اور اس کے مطابق منظم طریقہ پر کام شروع کیا گیا جو آج تک چل رہا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ۲۲ تا ۲۴ رجب ۱۴۱۱ھ میں ایک فقہی اجتماع من جانب جمعیۃ علماء ہند بلایا گیا جس میں اکثر کا موقف یہ تھا: فارم (معاہدہ نامہ) چونکہ مال متقوم ہے اور اس کی خریداری صلب عقد میں شرط نہیں ہے اس وجہ سے فارموں کی بیع اداروں کے لیے جائز ہے، اور بعض حضرات نے اختلاف کیا کہ فارم حاصل کرنے والے کا مقصد چونکہ فارم خریدنا نہیں ہے، بلکہ یہ قرض کے حصول کا ذریعہ ہے اس لیے جائز نہیں، البتہ اُجرۃ الخدمت (سروس چارج) کے سلسلہ میں رجحان جواز کا تھا، مگر اس کی کوئی صحیح صورت کسی کے ذہن میں نہیں آئی، اور میں نے یہ رائے دی تھی کہ بزرگوں کی دی ہوئی اجازت کے مطابق فارم کی بیع ایک حیلہ تھی، جس کو خرابیوں کے سامنے آنے کی وجہ سے سدًا للباب ناجائز کہنا ضروری ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حیلہ درحقیقت قانون کی لچک ہوتی ہے، جس قانون میں لچک نہیں ہوتی لوگ اس قانون کو توڑنے پر مجبور ہوتے ہیں، مگر حیلے خود قانون نہیں ہوتے یعنی ان کو مستقلاً استعمال کرنا درست نہیں ہوتا۔ حیلوں کا جواز قرآن وحدیث سے ثابت ہے سورۂ ص (آیت: ۴۴) میں ایک حیلہ ہے کہ آپ اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لیں اور اس سے ماریں اور قسم نہ توڑیں۔ اور حدیث میں عِثکال (کھجور کے گچھے) کے ذریعہ ایک نہایت لاغر پر جو ناقص الخلقت تھا: حد جاری کرنے کا ذکر آیا ہے (مشکوۃ ص: ۳۱۲ کتاب الحدود) لیکن ان حیلوں کو اگر قانونی شکل دے دی جائے اور ہر زانی کو اسی طرح سزا دی جایا کرے تو یہ کسی طرح بھی روا نہ ہوگا، یہ بات صحیح ہے کہ فارم مال متقوم ہے، اس لیے اس کو جس قیمت پر بیچنا چاہیں بیچ سکتے ہیں، مگر اس کو حلتِ ربا کے حیلے کے طور پر استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

الجواب: سود کا معاملہ تو شریعت میں کسی حال جائز نہیں ہے اور قلیل وکثیر سود حرمت میں برابر ہے حدیث شریف میں ہے کہ ایک درہم سود کا چھتیس زنا سے معصیت میں زیادہ ہے، اس لیے ایسی صورت کی جاوے کہ سود نہ لیا جاوے مسلمان ہمت کر کے چندہ سے روپیہ جمع کریں اور بلا سود قرض دیں اور اہل اسلام غرباء کی اعانت اس طرح کریں۔ فقط

سوال: (۳) یہاں کے چند مسلمانوں نے چندہ سے بینک قائم کیا ہے اور منشا یہ ہے کہ بنیوں سے قرض نہ لیا جائے اور اس بینک سے قرض سودی دیا جاتا ہے اس بینک کی شرکت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جس بینک میں سود پر روپیہ دیا جائے اس میں شرکت جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سود کے لینے والے اور دینے والے وغیرہما پر لعنت فرمائی ہے(۱) فقط

سود کا گناہ

سوال: (۴) جو شخص ایک بار سود کھاتا ہے گویا اپنی ماں کے ساتھ ہزار بار زنا کرتا ہے، یا یہ کہ ربا میں ستر گناہ ہیں ان میں ادنی گناہ یہ ہے کہ گویا کعبہ شریف میں اپنی ماں کے ساتھ ستر ہزار بار زنا کرتا ہے، یہ کیسی بات ہے؟ (۱۳۳۸/۵۲۰ھ)

الجواب: ابن ماجہ اور بیہقی کی روایت ہے: الربا سبعون جزءً أیسرها أن ینکح الرجل أمه(۲) ترجمہ: ربا کے ستر جزو (گناہ) ہیں کمتر ان کا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے اور دوسری روایت میں ہے: درهم ربا یأکله الرجل وهو یعلم أشد من ستة وثلثین زنیة رواه أحمد (۳) (مشکوۃ) ان کے سوا دوسرے الفاظ کے ساتھ مروی ہونا معلوم نہیں ہے۔ فقط

(۱) عن جابر رضی الله عنه قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم آکل الربا وموکله وکاتبه وشاهدیه، وقال: هم سواء (الصحیح لمسلم ۲/۲۷ کتاب المساقاة والمزارعة – باب الربا مشكاة المصابيح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا)

(۲) مشکاۃ ص: ۲۴۶ کتاب البیوع – باب الربا، سنن ابن ماجة ص: ۱۶۴ أبواب التجارات – باب التغلیظ فی الربا.

(۳) مشکاۃ ص: ۲۴۶ کتاب البیوع – باب الربا.

سود لینے والا اور دینے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں؟

سوال: (۵) ایک مولوی صاحب نے سود دہندہ مسلمان پر حکم لعنت کا دیا ہے اور یہ کہ گناہ میں سود گیرندہ اور سود دہندہ دونوں برابر ہیں اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو حجت میں پیش کرتا ہے یہ حدیث صحیح ہے یا نہ؟ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو آیت کریمہ ﴿لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۷۹) کا کیا جواب ہوگا؟ کیونکہ سود دہندہ مظلوم ہے تو وہ اور سود لینے والے کیسے برابر ہوں گے؟ (۱۳۲۲/۱۲۷۵ھ)

الجواب: حدیث جابر رضی اللہ عنہ صحیح حدیث ہے، صحیح مسلم میں روایت کی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: عن جابر رضی اللّٰہ عنه قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم آکل الربا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال: هم سواء. رواه مسلم (۱) اس حدیث میں سود کے لینے والے اور دینے والے دونوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، پس دونوں موافق اس حدیث کے ملعون اور مورد لعنت ہوئے اس میں کچھ شبہ اور تردد نہ کرنا چاہیے۔ اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں گناہ میں برابر ہیں، صاحب مرقات نے اس کی شرح میں فرمایا کہ اصل گناہ میں دونوں برابر ہیں اگر چہ مقدار گناہ میں فرق ہو یعنی لینے والے پر زیادہ گناہ ہے (۲)

اور آیت ﴿لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۷۹) سے اس کا کچھ تعارض نہیں ہے جو کسی تاویل کی ضرورت ہو، چنانچہ ماہرین تفسیر پر مخفی نہیں ہے۔ فقط

بینک یا ڈاک خانہ میں روپیہ جمع کر کے سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۶) .....(الف) موجودہ حکومت ہندوستان نے ایک طریقہ گورنمنٹ پرامیری نوٹ کا

---

(۱) الصحیح لمسلم ۲/۲۷ کتاب المساقاة والمزارعة – باب الربا. مشکاة المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا.

(۲) قوله: (هم سواء) أي في أصل الإثم وإن کانوا مختلفین في قدره (مرقاة المصابیح شرح مشکوة المصابیح ۶/۵۹ کتاب البیوع، باب الربا. مطبوعة: مکتبه امدادیه، ملتان، پاکستان)

جاری کر رکھا ہے جس کی نوعیت یہ ہے کہ ایک شخص حکومت کو ایک رقم قرض دیتا ہے گورنمنٹ اس روپیہ پر اس کو سود بہ حساب فیصدی دیتی ہے۔ یہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) ایک طریقہ یہ ہے کہ سرکاری بینک میں روپیہ جمع کیا جاتا ہے بطور امانت اور اس پر بھی سود ملتا ہے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) ایک صورت یہ ہے کہ بعض غیر مسلم جماعتوں نے تجارتی کمپنیاں اور بینک جاری کر رکھے ہیں اور لوگوں سے قرض لے کر تجارت میں لگاتے ہیں اور روپیہ والے کو ایک شرح مقرر سے نفع یا سود دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کی عمل داری میں رہتے ہوئے غیر مسلم لوگوں کے بینک میں روپیہ رکھ کر نفع یا سود لینا مسلم کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۹۷/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف-ج) اخذ ربا و اکل ربا کے بارے میں آیات و احادیث میں وعید شدید وارد ہے، کہیں ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (سورۂ بقرہ، آیت:۲۷۵) سے مطلقاً حرمت ربا بیان فرمائی جاتی ہے، کہیں ﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت:۲۷۹) وعید سنائی جاتی ہے، احادیث میں ایک درہم سود کو چھتیس زنا سے شدید تر فرمایا جاتا ہے اور سود کے سترویں جزو کو اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ والعیاذ باللّٰہ تعالٰی. قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: درهم ربا یأکله الرجل و هو یعلم أشد من ستة و ثلثین زِنْيَةً رواه أحمد وغیره (۱) وعن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: الربا سبعون جزءً أیسر ها أن ینکح الرجل أمه رواه ابن ماجة وغیره (۲) الغرض ایسی معصیت کبیرہ کی اجازت شریعت میں کسی وقت اور کسی حال اور کسی قوم سے نہیں ہوسکتی جس پر اس قدر وعید شدید وارد ہے فی الواقع اب وہ زمانہ آگیا جس کی نسبت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آوے گا کہ کوئی شخص اکل ربا سے نہ بچے گا اگر وہ سود نہ کھاوے گا تو اس کو غبار و بخار سود کا ضرور پہنچے گا عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لیأتین علی الناس زمان لا یبقی

(۱) مشکاة ص:۲۴۶ کتاب البیوع – باب الربا.

(۲) مشکاة ص:۲۴۶ کتاب البیوع – باب الربا. سنن ابن ماجة ص:۱۶۴ أبواب التجارات – باب التغلیظ فی الربا.

أحد إلا اکل الربا فإن لم یأکله أصابه من بخاره. ویروی من غباره رواه أحمد و أبوداؤد وابن ماجة (۱) ایک دوسری حدیث میں آکلین ربا کے بارے میں سخت وعید وارد ہے: عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: أتیت لیلة أسری بی علی قوم بطونهم کالبیوت، فیها الحیات تُری من خارج بطونهم، فقلت: من هٰؤلاء یا جبرئیل؟ قال: هٰؤلاء أکلة الربا رواه أحمد وابن ماجة (۲) اور آنحضرت ﷺ نے سود کے لینے والے اور دینے والے وغیرہ پر لعنت فرمائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سود کے شبہ سے بھی بچو دعوا الربا والریبة (۳) پس ضرور ہے کہ اہل اسلام ان مواعید شدیدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے سود کے جملہ طرق اور صور سے کلی اجتناب کریں اور سود سے ترقی مال کی کبھی امید نہ کریں کہ انجام اس کا خسارہ اور نقصان ہے کما ورد: الربا و إن کثر، فإن عاقبته تصیر إلی قلّ (۴) فقط

سوال: (۷) روپیہ بینک میں داخل کر کے اس کا منافع لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲۴۸۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: روپیہ کا منافع لینا یہی سود ہے اس سے بچنا چاہیے، لیکن جو روپیہ داخل ہو چکا ہے اس پر جو کچھ بنام منافع ملے اس کو لے کر صدقہ کر دیا جاوے، اور آئندہ داخل کرنے سے اور نفع لینے سے احتراز کیا جاوے۔ فقط

سوال: (۸) ڈاک خانہ میں روپیہ جمع کر کے سود لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۵۶/۱۳۳۴ھ)

---

(۱) سنن أبی داؤد ص: ۴۷۲ کتاب البیوع - باب فی اجتناب الشبهات. مشکاة ص: ۲۴۵ کتاب البیوع - باب الربا.

(۲) مشکاة ص: ۲۴۶ کتاب البیوع - باب الربا. وابن ماجة ص: ۱۶۴ أبواب التجارات - باب التغلیظ فی الربا.

(۳) سنن ابن ماجة ص: ۱۶۴ أبواب التجارات - باب التغلیظ فی الربا. مشکاة المصابیح ص: ۲۴۶ کتاب البیوع - باب الربا.

(۴) عن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: الربا و إن کثر، فإن عاقبته تصیر إلی قُلّ (مسند الإمام أحمد بن حنبل ۱/۳۹۵ رقم الحدیث: ۳۷۵۴ من مسند عبداللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه عنه)

الجواب: اصل اس میں عدم جواز ہے لیکن فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر ڈاک خانہ میں روپیہ داخل کیا ہوا ہے، تو اس کا جو سود ملے وہ وہاں نہ چھوڑے، بلکہ لے کر فقراء و مساکین کو دیدے۔ فقط

سوال: (۹) ڈاک خانہ یا بینک میں جو روپیہ بغرض حفاظت جمع ہے اس پر سرکار کی طرف سے جو سود ملتا ہے اس کا مسلمانوں کو لینا یا لے کر مسکین کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وہ سود کی رقم وصول کر کے مساکین کو دے دے، وہاں نہ چھوڑے؛ کیونکہ وہاں چھوڑنے میں یہ خرابی ہے کہ وہ رقم مخالفت اسلام میں صرف کی جاتی ہے۔

سوال: (۱۰) بینک میں جو روپیہ امانت رکھتے ہیں اور جو منافعہ اس سبب سے ملتا ہے وہ لینا درست ہے یا نہیں؟ یہ روپیہ کسی کی طلب پر دینا نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ از خود لوگ جمع کرتے ہیں اس خیال سے کہ بینک کوئی خاص شخص نہیں ہے۔ شرعاً اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۰۰۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درست نہیں ہے؛ کیونکہ ربا یہی ہے کہ روپیہ بہ مقابلہ روپیہ کے کچھ زیادہ لیا جائے (۱) اور چونکہ بصورت اختلاف ائمہ (۲) ایسے امور میں احوط کو اختیار کرنا چاہیے، اس لیے یہی جانب احوط ہے اور اسی کو اختیار کرنا چاہیے۔ فقط

سود کی رقم بینک وغیرہ میں چھوڑ دے یا لے لے

سوال: (۱۱) عرصہ بارہ سال سے زائد ہوا کہ میں نے ایک سو روپیہ بطور ضمانت برائے ملازمت، کمپنی میں جمع کیا تھا اس روپیہ کا سود کمپنی سے لے کر کس کو دیا جائے یا کمپنی سے ہی نہ لیا جائے؟ فقط (۲۰۳۳/۱۳۴۴ھ)

الجواب: اس رقم زائد کو جو بنام سود ملتی ہے کمپنی میں نہ چھوڑا جائے بلکہ وہاں سے لے کر فقراء و مساکین پر صدقہ کر دیا جائے۔ فقط

سوال: (۱۲)...... (الف) بینک میں جو روپیہ جمع ہوتا ہے اس پر جو سود ملتا ہے اس کو میں حرام قطعی سمجھتا ہوں، لیکن رقم سود کو وہاں چھوڑنے میں یہ ڈر ہے کہ وہ اس روپیہ کو تبلیغی کام میں اسلام کے خلاف

---

(۱) الربا: فضل مالٍ بلاعوض في معاوضة مالٍ بمال، وعلته القدر والجنس وحرم الفضل والنساء (البحر الرائق: ۶/۲۰۷ کتاب البیع – باب الربا)

(۲) یعنی دار الحرب میں غیر مسلم سے سود لینے کے مسئلہ میں۔

صرف کریں گے، شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(ب) کچھ روپیہ بطور ضمانت محکمہ والوں کو پہلے کام شروع کرنے سے دینا پڑتا ہے، اور بعد ختم ملازمت مع رقم سود کے واپس ملتا ہے، اس کے سود کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۲/۲۹۲۲ھ)

الجواب: (الف، ب) دونوں صورتوں میں سود کا روپیہ لے کر فقراء ومساکین پر صدقہ کردیا جائے، وہاں نہ چھوڑا جائے، کیونکہ وہاں چھوڑنے میں واقعی یہ خوف ہے کہ اس روپیہ کو وہ خلاف اسلام صرف کریں گے۔ فقط

سوال: (۱۳) بینک میں روپیہ جمع کرنے سے جو سود ملتا ہے اس کو کچھ علماء جائز کہتے ہیں، دیوبند کے علماء کی کیا رائے ہے؟ (۱۳۴۲/۳۱۲۲ھ)

الجواب: اس روپیہ کو جو بنام سود ملے وہاں سے لے کر فقراء پر صدقہ کردیا جائے وہاں نہ چھوڑا جائے؛ کیونکہ وہاں چھوڑنے میں وہ روپیہ خلاف اسلام خرچ ہوتا ہے، یہاں کے علماء یہی فتویٰ دیتے ہیں۔ فقط

سوال: (۱۴) مجلس ملیہ اسلامیہ بنگلورسٹی کا مبلغ ایک ہزار دوسو روپیہ میسور بینک میں بغرض حفاظت جمع ہے اگر اس کے سود سے انکار کیا جائے تو غیر اقوام کی تبلیغی وخیراتی مدات میں صرف ہوگا، لہٰذا رقم سود کو حاصل کرکے کس مد میں صرف کیا جائے؟ (۱۳۴۳/۳۲۱ھ)

الجواب: ہر چند کہ بینک میں روپیہ رکھنا اور سود لینا شرعاً جائز نہیں ہے اور آئندہ اس سے احتراز چاہیے کیونکہ سود کے لینے والے اور دینے والے اور کاتب وشاہد پر حدیث شریف میں لعنت وارد ہوئی ہے، اور فرمایا هم سواء یعنی وہ سب گناہ میں برابر ہیں (۱) لیکن فی الحال جو رقم سود بینک میں جمع ہے اس کو وہاں نہ چھوڑا جائے کیونکہ وہاں وہ رقم خلاف اسلام واہل اسلام میں صرف ہوگی بلکہ اس کو لے کر فقرائے مسلمین کو صدقہ کردیا جائے۔ فقط

سود لینے سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ

سوال: (۱۵) کیا مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ بینک کا سود وصول کرکے

---

(۱) عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ، وقال: ہم سواء (الصحیح لمسلم ۲/۲۷ کتاب المساقاۃ والمزارعۃ — باب الربا مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع — باب الربا)

نیک کاموں میں صرف کرسکتا ہے جیسا کہ ''الامان وخلافت'' میں شائع ہوا ہے؟ (۲۲۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: بندہ کی غرض اس سے جواز سود کا فتوی دینا نہیں ہے، اس کا منشا صرف یہ تھا کہ جن لوگوں نے بینک میں روپیہ داخل کر رکھا ہے وہ اگر رقم سود کو وہاں چھوڑتے ہیں تو وہ رقم مخالفت اسلام وتائید عیسائیوں میں خرچ ہوتی ہے، یا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو عیسائی بنایا جاتا ہے، لہٰذا اس رقم کو وہاں نہ چھوڑیں بلکہ وہاں سے لے کر فقراء ومساکین کو دے دیں تاکہ اس دوسرے گناہ سے جو کہ بہت شدید ہے محفوظ رہیں، پس ظاہر ہے کہ اس سے یہ غرض ہرگز نہیں ہے کہ بینک میں روپیہ داخل کریں اور سود حاصل کر کے نفع اٹھائیں، بلکہ غرض وہی ہے جو مذکور ہوئی کہ جب کہ وہ لوگ روپیہ داخل کر چکے تو اگر رقم سود کو وہاں چھوڑتے ہیں تو معصیت مذکورہ کے ساتھ ایک دوسری معصیت شدیدہ میں مبتلا ہوتے ہیں، لہٰذا ان کو لکھا گیا کہ اس رقم کو وہاں نہ چھوڑیں اور لے کر فقراء کو دے دیں اور اس گناہ سے توبہ کریں جو ان سے روپیہ داخل کرنے میں سرزد ہوا، ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا فقط، والسلام علی من اتبع الھدی. فقط

سوال: (۱۶) ۵ ستمبر سنہ ۲۴ کے روز نامہ ہمدم میں جناب مولوی میرک شاہ صاحب مددگار مفتی کا ایک مضمون آپ کے اس فتوی کے متعلق شائع ہوا ہے کہ جس کو آپ نے جواز سود بینک کے لیے تحریر فرمایا ہے جس کو قبل اس کے اخبار مذکور میں کسی صاحب نے شائع فرمایا ہے جناب شاہ صاحب موصوف نے بینک کے سود کے جواز کے متعلق علمائے دارالعلوم دیوبند کے خیالات کا دو صورتوں میں اظہار فرمایا ہے:

(۱) سود لینے کے خیال سے بینک میں روپیہ جمع کرنا۔

(۲) بطور امانت بدون خیال سود بینک میں روپیہ جمع کرنا۔

صورت اولی کو اس وجہ سے نظر انداز کر دیا ہے اور کسی قسم کا خیال ظاہر نہیں فرمایا کہ ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں علمائے ہند کو اختلاف ہے، صورت ثانیہ میں جو سود بینک سے ملے اس کو لے کر غرباء ومساکین کو تقسیم کر دینا اور اس سے امید ثواب نہ رکھنا تحریر فرمایا ہے، آیا صورت ثانیہ میں سود لینا کس وجہ سے جائز ہے؟ (۵۸۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: بندہ کو جو کچھ اس بارے میں تحقیق ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں سود لینا بینک وغیرہ سے مطلقاً ناجائز ہے، کیونکہ اولاً ہندوستان کا دارالحرب ہونا مختلف فیہ ہے، ثانیاً دارالحرب میں بھی جواز

سو مختلف فیہ ہے اور ارشاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعوا الربا والریبة (۱) شبہ ربا سے بھی بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ لہذا فتویٰ مطلقاً حرمت ربا کا دیا جاتا ہے جیسا کہ مقتضا عموم ادلہ کا ہے، باقی یہ جو یہاں سے بعض مواقع میں لکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کا روپیہ بینک میں جمع ہے کسی ارادہ اور کسی نیت سے ہو یعنی خواہ سود لینے کے لیے اپنی غلطی سے وہاں روپیہ داخل کیا ہو یا محض بغرض حفاظت جمع کیا ہو، بہر حال وہاں اس سود کی رقم کو نہ چھوڑا جائے، بلکہ وہاں سے لے کر فقرائے مسلمین کو صدقہ کر دیا جائے، کیونکہ وہاں چھوڑنے میں اس رقم سود کے متعلق یہ تحقیق ہوئی ہے کہ وہ روپیہ پادریوں کو دے دیا جاتا ہے کہ وہ اس کو مسلمانوں کو مرتد (عیسائی) بنانے میں اور مذہب عیسائیت کی تائید میں خرچ کرتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ امر بہت سخت ہے اور اعداء اسلام کی تقویت کا باعث ہے، لہذا بموجب قاعدہ مسلمہ من ابتلی ببلیتین فلیختر أهونهما (۲) اس کو راجح سمجھا گیا کہ اس سود کی رقم کو وہاں نہ چھوڑے بلکہ وہاں سے لے کر فقراء وغرباء کو تقسیم کر دیا جائے اور اپنے خرچ میں نہ لایا جائے، اس سے ظاہر ہے کہ سود لینا جائز نہیں ہے اور نہ سود لینے کے جواز کا فتویٰ اس سے سمجھنا چاہیے بلکہ بہ مقابلہ اس کے کہ وہ روپیہ مسلمانوں کے مرتد بنانے میں خرچ ہو، یہ اہون ہے کہ اس رقم سود کو وہاں نہ چھوڑا جائے اور وہاں سے نکال کر فقراء کو دیا جائے کیونکہ کہیں نہ کہیں تو وہ ضرور خرچ ہوگا، پس مسلمانوں کو اپنے اختیار سے اس رقم کو تائید ارتداد و کفر میں صرف ہونے دینا کسی طرح گوارا نہیں ہے، یہ وجہ ہے اس فتویٰ کی جو کہ یہاں سے لکھا گیا ہے اور ساتھ میں یہ بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ سود لینا حرام ہے، لہذا کوئی شخص بینک وغیرہ سودی کارخانوں میں اپنا روپیہ داخل نہ کرے۔ فقط

سوال: (۱۷) جناب والا نے جو فتویٰ جواز سود بینک کے متعلق صادر فرمایا ہے، اس کی نقل مرحمت فرمائی جائے۔ (۱۳۴۴/۲۹۷ھ)

الجواب: اس کی اصل یہ ہے کہ بمبئی وغیرہ سے بعض انجمنوں اور اوقاف کے سرمایہ کے متعلق یہ

---

(۱) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: إن آخر ما نزلت آية الربا، و أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض ولم يفسرها لنا فدعوا الربا والريبة (سنن ابن ماجة ص: ۱۶۴ أبواب التجارات - باب التغليظ في الربا. مشكاة المصابيح ص: ۲۴۶ كتاب البيوع - باب الربا)

(۲) قال في المحيط: والأصل أن من ابتلى ببليتين يختار أهونهما و أيسرهما (تكملة البحر الرائق ۹/۱۳۳ كتاب الإكراه)

دریافت کیا گیا تھا کہ جن انجمنوں اور اوقاف وغیرہ کا روپیہ بینکوں میں جمع ہے اور ان کا سود لاکھوں روپیہ کی مقدار میں ہے اس کو اگر وہاں چھوڑا جاتا ہے تو وہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں اور مذہب عیسائیت کی تائید میں صرف ہوتا ہے تو ایسی حالت میں وہ رقم سود وہاں چھوڑی جائے یا وہاں سے لے کر کسی نیک کام میں یا غرباء و مساکین کو دے دی جائے تو اس پر بندہ نے یہ لکھ دیا تھا کہ بحالت مذکورہ رقم سود وہاں نہ چھوڑی جائے بلکہ وہاں سے لے کر غرباء و فقرائے مسلمین کو دے دی جائے۔ ایسا فتوی پہلے سے حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی دیا تھا، لیکن اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ جواز سود کا فتوی دیا گیا بلکہ یہ حکم بطریق من ابتلی ببلیتین فلیختر أهونهما (۱) کے تھا، باقی اصلی مسلک ہم لوگوں کا وہی ہے جو پہلے سے حرمتِ سود کا تھا، جواز سود کا فتوی نہ اب دیا جاتا ہے نہ پہلے دیا گیا اور بینک میں بغرض سود روپیہ داخل کرنے کی نہ پہلے اجازت دی گئی بلکہ یہ حکم ان لوگوں کو لکھا گیا کہ جنہوں نے بینک میں روپیہ داخل کر دیا اور اس وقت کچھ دریافت نہ کیا اور اب رقم سود کی وہاں چھوڑنے میں یہ فتنہ پیش آتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو مرتد بنانے میں صرف ہوتا ہے تو ایسے وقت میں سوائے اس کے کیا چارہ ہے کہ حکم بالا بتلایا جائے، یہ فتوی کسی وقت میں یہاں سے لکھا گیا تھا جو اخباروں میں شائع ہو گیا اس کی نقل رجسٹروں میں باوجود تلاش کے نہ ملی، نہ معلوم وہ نقل ہونے سے رہ گیا تھا یا کیا بات ہے؟ اور نہ وہ چھپا ہوا موجود ہے بلکہ اب یہاں سے اس کی تردید اور اصل واقعہ کا اظہار اخبار میں شائع کرایا جائے گا۔ فقط

جب سود لینا حرام ہے تو سودی رقم لے کر غرباء کو دینا کیوں کر جائز ہے؟

سوال: (۱۸) جناب نے سود کو ناجائز لکھا ہے کہ سود لینا تو کسی سے جائز نہیں ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ بینک وغیرہ سے سود لے کر غرباء کو دے دینا چاہیے جب کہ سود ناجائز ہے تو ایسی ناجائز رقم غرباء کو دینا کہاں تک جائز ہو سکتا ہے؟ (۲۶۴۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: باوجود عدم جواز سود کے جو یہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ بینک وغیرہ میں وہ رقم نہ چھوڑے بلکہ وہاں سے لے کر غرباء و فقرائے مسلمین کو دے دی جائے اس کی وجہ ایک خاص ہے وہ یہ کہ وہاں اگر وہ

(۱) قال في المحيط : والأصل أن من ابتلي ببليتين يختار أهونهما و أيسرهما (تكملة البحر الرائق ۱۳۳/۹ كتاب الإكراه)

رقم چھوڑی جاتی ہے تو معلوم ہوا ہے کہ وہ رقم پادریوں کو دی جاتی ہے جس سے وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مرتد بنانے میں وہ روپیہ خرچ کرتے ہیں، اور حکم شریعت کا یہ ہے من ابتلی ببلیتین فلیختر أهونهما(۱) یعنی جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو وہ اہون اور کمتر کو اختیار کرے، پس سود کا لینا بھی اگرچہ گناہ ہے مگر نہ ایسا جیسا کہ مسلمانوں کو مرتد بنانے اور بے دین کرنے میں امداد دینا اس لیے اس میں اس اہون طریق کو اختیار کیا گیا۔ فقط

غیر مسلم سے سود لینا

سوال: (۱۹) زید بکر سے کہتا ہے کہ تو سود کا معاملہ کیوں کرتا ہے؟ مسلمان ہو کر ممنوع کو جائز رکھتا ہے، اس کے جواب میں بکر کہتا ہے کہ سود جن جن وجوہ سے اور جن جن سے ممنوع ہے میں ان سے بچ کر کرتا ہوں، کسی مسلمان سے سود نہیں لیتا ہوں ہاں بے دین اشخاص سے لیتا ہوں ڈاک خانہ میں روپیہ جمع کرتا ہوں سرکار بخوشی سود دیتی ہے حاکم وقت کے حکم سے سودی قرضہ دیا ہے، جس کے واسطے حاکم وقت نے خوشی سے سود دینا قبول کیا ہے کیا بکر کو یہ سود لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۲۸/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: فتویٰ اس پر دیا جاتا ہے کہ سود لینا مطلقاً ناجائز ہے غیر مسلم سے بھی سود لینا ناجائز ہے، بناءً علیہ کسی سے سود نہ لیا جائے اور اگر بہ مجبوری لیا جائے تو اس کو فقراء پر صدقہ کر دیا جائے۔

مدرسہ کا روپیہ سیونگ بینک یا ڈاک خانہ میں جمع کرنا

سوال: (۲۰)...... (الف) اسلامی مدرسہ کا روپیہ منافعہ کے خیال سے سیونگ بینک اور ڈاک خانہ میں جمع کرنا جائز ہے یا نہ؟

(ب) مدرسہ کی رقم بمد صدقات، زکوۃ، منت، چرم قربانی وغیرہ بھی مذکورہ غرض سے ڈاک خانہ میں داخل کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

(ج) بصورت عدم جواز، الف، ب جو رقم صدقات وغیرہ کی کسی ذمہ دار زیر دست مثلاً نائب مہتمم

(۱) قال في المحيط: والأصل أن من ابتلى ببليتين يختار أهونهما و أيسرهما (تكملة البحر الرائق ۱۳۳/۹ كتاب الإكراه)

کو بلاتملیک وصول ہوئی ہو اور اس رقم کو بغرض مذکورہ ذمہ دار بالادست مہتمم وغیرہ ممبران مدرسہ لے لیں اور وہ دے دے تو ذمہ دار زیردست عنداللہ ماخوذ ہوگا یا بری؟ (۱۳۴۳/۱۰۶ھ)

الجواب: (الف) نفع جو سیونگ بینک سے وصول ہوگا وہ ربا ہے، لہٰذا وہاں اس غرض سے روپیہ داخل کرنا اور نفع حاصل کرنا ناجائز ہے اور سود ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے: **لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اکل الربا وموکلہ الحدیث** (۱)

(ب) یہ بھی ناجائز ہے۔

(ج) زیردست کے ذمہ یہ ہے کہ وہ کہہ دے کہ یہ رقم صدقات وزکوۃ وغیرہ کی ہے اور یہ کہ اس کا داخل کرنا سیونگ بینک میں ناجائز ہے اس کہہ دینے سے وہ زیردست گناہ سے بری ہوجائے گا پھر جو کچھ مؤاخذہ ہے ان پر ہے جو بااختیار منتظم ہیں، اور اگر یہ زیردست ایسے صدقات واجبہ زکوۃ وغیرہ کو حیلۂ تملیک (۲) کے بعد ان کے حوالہ کرے تو بہتر ہے تاکہ زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ اس حیلۂ تملیک سے ادا ہوجائے پھر جو کچھ وبال ہے ان لوگوں کے ذمے ہے جو داخل کریں گے۔

بغرض حفاظت ڈاک خانہ میں روپیہ جمع کرنا

سوال: (۲۱) ڈاک خانہ میں حفاظت کی غرض سے روپیہ جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۳/۱۵۸۱ھ)

الجواب: ڈاک خانہ میں روپیہ جمع کرنے میں یہ خرابی ہے کہ اگر سود نہ لے تو وہ عیسائیوں کو دیا جاتا ہے اور وہ روپیہ لوگوں کو عیسائی بنانے میں خرچ کیا جاتا ہے اور اگر لیا جائے تو سود کا گناہ ہوتا ہے اس لیے وہاں روپیہ داخل نہ کرنا چاہیے اور اگر کسی نے غلطی سے داخل کردیا ہے تو اس کا سود وہاں نہ چھوڑے بلکہ وہاں سے لے کر غرباء وفقراء کو تقسیم کردے خود اپنے خرچ میں نہ لائے۔ فقط

(۱) الصحيح لمسلم ۲/۲۷ كتاب المساقاة والمزارعة - باب الربا. مشكاة المصابيح ص: ۲۴۴ كتاب البيوع - باب الربا.

(۲) حیلۂ تملیک: اسی وقت حیلہ ہوگا جب واقعی تملیک ہو، ورنہ وہ حیلہ نہیں ہے ڈھونگ ہے، اس سے کوئی حلت پیدا نہ ہوگی ۱۲ سعید احمد پالن پوری

دارالحرب میں کفار سے سود لینے کا حکم

سوال: (۲۲) لاربا بین المسلم والحربی فی دارالحرب عند أبی حنیفة رحمه الله تعالی الخ (۱) سے استدلال کرتے ہوئے ہمارے ملک میں کھلم کھلا لوگ کفار سے بیاج لیتے ہیں، کیا حکم ہے؟ (۱۲۱۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ مسئلہ کتب فقہ میں اسی طرح لکھا ہوا ہے، لیکن چونکہ اس میں اختلاف ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی و ائمہ ثلاثہ حرمت کے قائل ہیں (۲) ادھر دار میں بھی اختلاف ہے اس لیے احتیاط اس میں ہے کہ ربا سے احتراز کیا جاوے، عموم ادلہ محرمہ ربا کا اقتضاء بھی یہی ہے، باقی آپ کو کسی سے جھگڑا کرنا فضول ہے خود اپنا عمل ایسا رکھیے یعنی ترک ربا کا، اور جو لوگ آپ کی بات کو مانیں ان کو منع کر دیجیے کہ سود نہ لیویں۔

سوال: (۲۳) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمہم اللہ تعالی ہندوستان کو دارالحرب لکھتے ہیں تو بناءً علیہ اگر کوئی حربی کافر سے سود لیوے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۰/۱۳۳۱ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ اول تو ہندوستان کا دارالحرب ہونا مختلف فیہ ہے، اور پھر دارالحرب میں سود کا جواز اور عدم جواز مختلف فیہ ہے، حضرت امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالی دارالحرب میں بھی حرمت ربا کے قائل ہیں، اس لیے حلت ربا کا فتوی ہندوستان میں نہیں دیا جاتا اور حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالی اور ان کے استاذ بقیۃ السلف الصالحین حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ تعالی کا یہی مسلک ہے، اور ہم خدام حضرات اکابر کا بھی یہی مسلک ہے۔ فقط

---

(۱) العنایة شرح الهدایة مع فتح القدیر ۶/۱۷۷، کتاب البیوع، باب الربا، مطبوعة: المکتبة النوریة الرضویة، بسکهر، باکستان.

(۲) ولا بین المسلم والحربی فی دارالحرب، خلافًا لأبی یوسف والشافعی ومالك وأحمد رحمهم الله تعالی (فتح القدیر ۶/۱۷۷، کتاب البیوع، باب الربا، المکتبة النوریة الرضویة، بسکهر، باکستان)

سوال: (۴۴) لاربا بین المسلم والحربی فی دار الحرب (۱) میں حربی سے کیا مراد ہے؟ آیا کفار محارب مراد ہیں یا مسلمان بھی؟ دارالحرب ہونے کی کیا شرائط ہیں؟ ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں؟ اور اس میں ربا جائز ہوگا یا نہ؟ (۱۰۲۹/۱۳۳۱ھ)

الجواب: دارالحرب کی شرائط میں اختلاف ہے، اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین شرائط سے دارالاسلام دارالحرب ہوگا اور صاحبین رحمہما اللہ صرف ایک شرط سے دارالحرب ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ درمختار میں ہے: لا تصير دار الإسلام دار حرب إلا بأمور ثلاثة بإجراء أحكام أهل الشرك وباتصالها بدار الحرب وبأن لا يبقى فيها مسلم أو ذمي آمنا بالأمان الأول الخ قال الشامي: وقالا: بشرط واحد لا غير وهو إظهار حكم الكفر وهو القياس هندية (۲) پس بر بناء اختلاف تعریف؛ ہندوستان کے دارالحرب ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے، اور جب کہ ہندوستان کا دارالحرب ہونا مشتبہ ہوگیا تو حلت ربا کا فتویٰ دینا ہندوستان میں روا نہ ہوگا لما ورد: دعوا الربا والريبة (۳) اور قول لاربا بين المسلم والحربي في دار الحرب (۴) میں مراد حربی سے دارالحرب کا رہنے والا ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان اور خواہ محارب بالفعل ہو یا غیر محارب وحكم من أسلم في دار الحرب ولم يهاجر كحربي، فللمسلم الربا معه الخ (۵) (درمختار) دارالحرب سے ہجرت اُس وقت ضروری ہے کہ فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے روکا جاوے ورنہ ضروری نہیں ہے، بناءً علیہ ہندوستان سے ہجرت کرنے کو علمائے محققین نے فرض نہیں فرمایا۔ فقط

---

(۱) هداية ۸۶/۳ كتاب البيوع، آخر باب الربا.

(۲) الدر والرد ۲۱۵/۶ كتاب الجهاد. مطلب فيما تصير به دار الإسلام دار حرب و بالعكس.

(۳) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: إن آخر ما نزلت آية الربا، وأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض ولم يفسرها لنا فدعوا الربا والريبة (سنن ابن ماجة ص: ۱۶۴ أبواب التجارات – باب التغليظ في الربا. مشكاة المصابيح ص: ۲۴۶ كتاب البيوع – باب الربا)

(۴) هداية ۸۶/۳ كتاب البيوع، آخر باب الربا.

(۵) الدر المختار مع الشامي ۳۲۲/۷ كتاب البيوع، باب الربا، آخر مطلب في استقراض الدراهم عددا.

ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں؟ اور غیر مسلم سے سود لینے کا حکم

سوال: (۲۵) ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں؟ اور غیر مسلمین سے سود لینا کیسا ہے؟
(۱۳۴۳/۶۶۲ھ)

الجواب: ہندوستان کا دارالحرب ہونا مختلف فیہ ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہندوستان پر دارالحرب کی تعریف صادق نہیں آتی لہٰذا ہندوستان دارالحرب نہیں ہے، اور دارالحرب کی تعریف میں بھی امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے جو کہ کتب فقہ میں مذکور ہے اس لیے ہندوستان میں کفار سے بھی سود لینا جائز نہیں ہے کیونکہ شبہ ربا سے بھی بچنے کا حکم ہے کما ورد: دعوا الربا والريبة (۱) فقط

ہندوؤں سے سود لینا

سوال: (۲۶) اہل ہنود و دیگر اہل مذاہب سے آج کل سود کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۸۴۷ھ)

الجواب: سود کے بارے میں آیات واحادیث میں سخت وعید وارد ہے، ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ ایک درہم سود کا کھانا چھتیس زنا سے شدید تر ہے (۲) اور ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ سود کے ستر جزو ہیں ان میں کمتر کا گناہ ایسا ہے جیسا کہ عیاذاً باللہ اپنی ماں سے زنا کرنا (۳) اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ یہ حدیثیں مشکوۃ شریف میں ہیں۔ الغرض مسلمانوں کو سود کے معاملہ سے بالکل احتراز کرنا چاہیے کسی سے سود نہ لے نہ کافر سے نہ مسلمان سے۔

---

(۱) سنن ابن ماجة ص:۱۶۴ أبواب التجارات ـ باب التغليظ في الربا. مشكاة المصابيح ص: ۲۴۶ كتاب البيوع – باب الربا.

(۲) عن عبدالله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم، أشد من ستة وثلاثين زنية. رواه أحمد والدارقطني وروى البيهقي في شعب الإيمان عن ابن عباس رضي الله عنهما (مشكاة ص:۲۴۶ كتاب البيوع – باب الربا)

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الربا سبعون جزءً – وفي ابن ماجة: حُوبًا – أيسرها أن ينكح الرجل أمه (مشكاة ص:۲۴۶ كتاب البيوع – باب الربا. سنن ابن ماجة ص:۱۶۴ أبواب التجارات – باب التغليظ في الربا)

سوال: (۲۷) کفار سے سود کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۲/۲۳۷۲ھ)

الجواب: سود کے بارے میں حدیث شریف میں وارد ہے۔ عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال: ھم سواء رواہ مسلم (۱) یعنی رسول اللہ ﷺ نے سود کے لینے والے اور دینے والے اور گواہوں پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ جس گناہ پر لعنت وارد ہوئی ہو وہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے۔ اور دوسری حدیث شریف میں ہے: درھم ربًا یأکلہ الرجل وھو یعلم أشد من ستۃ وثلثین زنیۃ رواہ أحمد والدار قطنی (۲) یعنی ایک درہم سود کا کہ کھاوے اس کو کوئی مرد اور وہ جانتا ہے کہ یہ ربا ہے چھتیس زنا سے سخت تر ہے باعتبار گناہ کے۔ فقط

سوال: (۲۸) زید صوم وصلوۃ کا پابند ہے اور کبھی کبھی امامت بھی کرتا ہے مگر وہ غیر مسلم فرقوں سے سود لیتا ہے یہ فعل کیسا ہے؟ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور غیر مسلم بینک میں روپیہ جمع کر کے سود لینا کیسا ہے؟ (۱۳۴۳/۸۷۵ھ)

الجواب: سود لینے اور دینے والے کے لیے سخت وعید حدیث شریف میں وارد ہے آنحضرت ﷺ نے سود لینے والے اور دینے والے اور سود کے لکھنے والے اور گواہ پر لعنت فرمائی ہے (۳) اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ ایک درہم سود کا کھانا چھتیس زنا سے بدتر ہے (۴) اور ایک حدیث میں فرمایا ہے

---

(۱) الصحیح لمسلم ۲/۲۷ کتاب المساقاۃ والمزارعۃ – باب الربا. مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا.

(۲) مشکاۃ ص: ۲۴۶ کتاب البیوع – باب الربا.

(۳) عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ، وقال: ھم سواء (الصحیح لمسلم ۲/۲۷ کتاب المساقاۃ والمزارعۃ – باب الربا مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا)

(۴) عن عبداللّٰہ بن حنظلۃ غسیل الملائکۃ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: درھم ربا یأکلہ الرجل وھو یعلم، أشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ. رواہ أحمد والدارقطنی وروی البیھقی فی شعب الإیمان عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما (مشکاۃ ص: ۲۴۶ کتاب البیوع – باب الربا)

کہ ربا کے ستر جزو ہیں اور کمتر اس کا ایسا ہے جیسے اپنی ماں سے زنا کرنا(۱) والعیاذ باللہ، پس ایسے گناہ کی جرأت مسلمان کو کس طرح ہو سکتی ہے! لہٰذا مسلمانوں کو سود سے بالکل احتراز کرنا چاہیے نہ کافر سے سود لے اور نہ مسلمان سے اور نہ بینک سے، اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط

سوال: (۲۹) ہندوستان میں ہنود سے مسلمانوں کو سود لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۲۱۹۰ھ)

الجواب: فتویٰ عدم جواز اخذ ربا پر ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے سود کے لینے والے اور دینے والے وکاتب وشاہد وغیرہ پر لعنت فرمائی ہے(۲) اور ہندوستان کا دارالحرب ہونا مختلف فیہ ہے اور پھر دارالحرب میں سود کا جواز مختلف فیہ ہے لہٰذا احوط یہ ہے کہ بالکل سود نہ لے۔ فقط

سوال: (۳۰) مسلمانوں کو اس زمانے میں ہنود سے سود لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اور لینے والا گنہگار ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۹۳۷ھ)

الجواب: ہندوؤں سے سود لینا بھی مسلمانوں کو درست نہیں ہے اور وعید سود کے بارے میں نہایت شدید ہے، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے سود کے لینے والے اور دینے والے اور کاتب وشاہد پر بھی لعنت فرمائی ہے(۳) اور بعض احادیث میں ہے کہ سود لینا اس سے بھی بہت زیادہ شدید ہے جیسے کوئی

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الربا سبعون جزءً – وفي ابن ماجة: حُوبًا – أيسرها أن ينكح الرجل أمه (مشكاة ص: ۲۴۶ كتاب البيوع – باب الربا. سنن ابن ماجة ص: ۱۶۴ أبواب التجارات – باب التغليظ في الربا)

(۲) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء (الصحيح لمسلم ۲/۲۷ كتاب المساقاة والمزارعة – باب الربا مشكاة المصابيح ص: ۲۴۴ كتاب البيوع – باب الربا)

(۳) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء (الصحيح لمسلم ۲/۲۷ كتاب المساقاة والمزارعة – باب الربا. مشكاة المصابيح ص: ۲۴۴ كتاب البيوع – باب الربا)

شخص اپنی ماں سے زنا کرے (۱) والعیاذ باللہ، پس مسلمانوں کو ایسے شدید گناہ کے فعل سے سخت اجتناب کرنا چاہیے، بلکہ شبہ ربا سے بھی بچنا چاہیے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: دعوا الربا والریبة الخ (۲) فقط

سوال: (۳۱) کیا ہم اہل ہنود یا دیگر غیر مسلم اقوام سے جن کو ہمیں سود دینا پڑتا ہے، سود لے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۸۰۲ھ)

الجواب: سود لینا کسی سے جائز نہیں ہے سود پر قرآن شریف وحدیث شریف میں سخت وعید وارد ہے اور رسول اللہ ﷺ نے سود کے لینے والے اور دینے والے وغیرہ پر لعنت فرمائی ہے، اور نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک درہم سود کا کھانا چھتیس زنا سے شدید تر ہے اور اس سے بھی زیادہ یہ فرمایا کہ ربا کے ستر جزو ہیں ان میں سے کمتر یہ ہے کہ اپنی ماں سے زنا کرے والعیاذ باللہ تعالی، الربا سبعون جزء أیسرها أن ینکح الرجل أمه رواه ابن ماجة والبیهقی (۲) فقط

سوال: (۳۲) زید کہتا ہے کہ ہنود وعیسائی وغیرہ سے سود لینا درست ہے اور عمر کہتا ہے کہ درست نہیں، کس کا قول صحیح ہے؟ (۱۳۴۲/۱۵۶ھ)

الجواب: زید کا قول درست نہیں ہے، عمر صحیح کہتا ہے، سود لینا کسی سے درست نہیں ہے، اور سود خوار کے لیے سخت وعید حدیث میں وارد ہوئی ہے، آنحضرت ﷺ نے سود کے لینے اور دینے والے وغیرہ پر لعنت فرمائی ہے (۳) فقط

سوال: (۳۳) ہندو سے بیاج لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۶۸ھ)

الجواب: سود لینا کسی سے درست نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اکل الربا وموکله الحدیث. (۳) فقط

---

(۱) عن أبی هریرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: الربا سبعون جزءً – وفی ابن ماجة: حُوبًا – أیسرها أن ینکح الرجل أمه (مشکاة ص: ۲۴۶ کتاب البیوع – باب الربا. سنن ابن ماجة ص: ۱۶۳ أبواب التجارات – باب التغلیظ فی الربا)

(۲) سنن ابن ماجة ص: ۱۶۴ أبواب التجارات – باب التغلیظ فی الربا. مشکاة المصابیح ص: ۲۴۶ کتاب البیوع – باب الربا.

(۱) الصحیح لمسلم ۲/۲۷ کتاب المساقاة والمزارعة – باب الربا. مشکاة المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا.

حاجت مند کی امداد کے لیے سود لینا

سوال: (۳۴) زید کو اس ارادہ سے سود لینا جائز ہے یا نہیں کہ وہ لے کر اپنے داماد کو جو کہ حاجت مند ہے دے دیوے؟ (۱۳۴۳/۲۷۷۰ھ)

الجواب: بہ قصد مذکور بھی زید کو سود لینا حرام ہے، اور وعید اخذ ربا میں وہ داخل ہے، ارادہ مذکورہ کی وجہ سے زید کو سود لینا حلال نہ ہوگا۔ فقط

لاچار مدیون کو بینک سے سودی قرض دلانا

سوال: (۳۵) ایک شخص زمانۂ دراز سے تجارت کرتا ہے اور اِدھر اُدھر تاجروں سے نقد و اُدھار ہر طرف سے خرید کر لاتا ہے اور خود نقد و ادھار فروخت کرتا ہے اور منافع کو بھی تجارت میں لگا کر تجارت کو بڑھاتا جاتا ہے۔ لیکن قدرت ایزدی سے ایک ایسا وقت آیا کہ بوجہ زیادہ ادھار فروخت ہونے کے جن لوگوں سے ادھار مال خرید کر لایا تھا وہ سخت تقاضا کرتے ہیں اور یہ لاچار ہے کسی طرح ادا نہیں کرسکتا، اگر ایسے وقت میں کوئی اللہ کا بندہ لوجہ اللہ اس کی طرف سے ضامن ہوکر اور کچھ دنوں کی مہلت دلائے یا اس کو سودی قرض دلائے تو ایسا شخص مستحق ثواب ہے یا مستحق عذاب؟ (۱۳۴۰/۸۸۴ھ)

الجواب: مدیون مفلس کو مہلت دلانا درحقیقت ایک امرِ واجب میں اعانت کرنا ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۸۰) لہٰذا جس نے مہلت دلائی اور دین کو مؤخر کرایا وہ بڑے ثواب کا مستحق ہوا، حدیث شریف میں ہے: واللّٰه فی عون العبد ما كان العبد فی عون أخيه (۱) اور دوسری صورت یعنی بینک سے سود پر قرض دلانا جائز نہیں ہے اس وجہ سے کہ اس میں سودی معاملہ میں داخل ہونا اور شامل ہونا پڑتا ہے اور سودی معاملہ میں کسی طریق سے بھی

(۱) عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال : قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم : من نفّس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا، نفّس اللّٰه عنه كربة من كرب يوم القيامة ، ومن يسّر على معسر ، يسر اللّٰه عليه في الدنيا والآخرة ، ومن ستر مسلمًا ستره اللّٰه في الدنيا والآخرة ، واللّٰه في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه ، الحديث (الصحيح لمسلم ۲/۳۴۵ كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار ، باب – فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر)

شامل ہوتا اور واسطہ بنتا ممنوع ہے کما ورد فی الحدیث: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربا و موکلہ و کاتبہ وشاھدیہ وقال: ھم سواء رواہ مسلم (۱) فقط

سودی رقم سے اپنے حقیقی بھائی، بہن کی امداد کرنا

سوال: (۳۶) ڈاک خانہ کا سود حقیقی بھائی بہن کو بطور امداد غربت بلا اظہار لفظ سود دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵-۴۴/۷۵ھ)

الجواب: دیا جا سکتا ہے۔

غیر مسلم کی سودی رقم سے مسجد وعیدگاہ بنانا

سوال: (۳۷) ہنود کے سودی روپیہ سے مسجد وعیدگاہ تیار کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس میں نماز درست ہے یا نہیں؟ اور ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَٰجِدَ اللَّهِ الآية﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۸) کے خلاف ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۳۲۴ھ)

الجواب: کفار کے حق میں سود حرام نہیں ہے کیونکہ وہ مکلف فروعات کے نہیں ہیں، لہٰذا ان سے چندہ لے کر مسجد وعیدگاہ بنوانا درست ہے اور نماز اس میں درست ہے اور ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَٰجِدَ اللَّهِ﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۸) کے منافی نہیں ہے، کیونکہ تعمیر کرانے والے مسلمان ہی سمجھے جاویں گے، کفار سے چندہ لے کر مسلمان تعمیر کراتے ہیں۔

سود پر روپیہ قرض لے کر مسجد یا عیدگاہ بنانا

سوال: (۳۸) ۸ فیصدی سود پر روپیہ قرض لے کر مسجد یا عیدگاہ بنانا کیسا ہے؟ (۱۳۳۲/۱۸۶۱ھ)

الجواب: اہل اسلام کے مذہب میں سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں اور سودی روپیہ قرض لے کر مسجد اور عیدگاہ بنانا درست نہیں ہے حدیث شریف میں سود کے لینے والے اور دینے والے اور کاتب و

(۱) الصحیح لمسلم ۲/ ۲۷ کتاب المساقاۃ والمزارعۃ – باب الربا. مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا.

شاہد پر لعنت وارد ہوئی ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ھم سواء یعنی وہ سب گناہ میں برابر ہیں(۱) فقط

سود دینے والوں کی رضامندی سے سودی رقم مسجد میں لگانا

سوال: (۳۹) اس طرف بینک کا انتظام ہے مسلمانان بینک سے روپیہ لیتے ہیں اور سال میں پندرہ روپیہ سیکڑہ سود دیا کرتے ہیں، کمپنی بارہ روپیہ سیکڑ دیتی ہے اور تین روپیہ بستی کے چند اشخاص کے نام سے جمع کرتی ہے، جب بینک کا انتظام اٹھ جاتا ہے تو جس قدر روپیہ بستی والوں کے نام سے جمع ہوتا ہے وہ روپیہ مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ برضامندی سود دہندگان؟ (۲۰۹۵/۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ معاملہ سود پر روپیہ لینے کا شرعاً ناجائز ہے کیونکہ حدیث شریف میں سود کے لینے والے اور دینے والے پر لعنت وارد ہوئی ہے(۱) لیکن سود دہندوں کی رضامندی سے وہ روپیہ جو بستی کے اشخاص کے نام سے جمع ہے مسجد میں خرچ کرنا درست ہے۔ فقط

سود کی رقم، تبلیغ و اشاعت اسلام میں صرف کرنا

سوال: (۴۰) بعض مساجد کے منتظمین اور بعض اوقاف کے متولیوں نے مساجد و اوقاف کی آمدنی کو بغرض حفاظت بینک میں رکھا، مگر جو زائد رقم بنام سود بینک والے دیتے ہیں وہ نہیں لیتے حالانکہ یہ زائد رقم وہاں چھوڑنے سے یہ کل رقم تبلیغ عیسائیت کے لیے عیسائی مشنریوں میں دی جاتی ہے اس رقم کا وہاں چھوڑنا شرعاً کیسا ہے؟ اور یہ رقم سود تبلیغ و اشاعت اسلام میں صرف ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۳۱۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: سود لینا شریعت میں حرام ہے اور بینک اور غیر بینک کا سود سب حرمت میں برابر ہیں کما نطق به النص لیکن جب کہ بینک میں رقم سود چھوڑنے سے وہ رقم اشاعت مذہب عیسائیت میں

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ، وقال: ھم سواء (الصحیح لمسلم ۲/۲۷ کتاب المساقاۃ والمزارعۃ - باب الربا مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع - باب الربا)

دے دی جاتی ہے تو پھر بحکم من ابتلی ببلیتین فلیختر أھونھما(۱) یہ صورت اختیار کرنی چاہیے کہ وہاں سے وہ رقم لے کر غرباء ومساکین پر صدقہ کردی جاوے کیونکہ ایسی رقم محرمہ کا شریعت میں یہی حکم ہے اور فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور تبلیغ واشاعت اسلام میں اگر صرف کی جاوے تو اس کی یہ صورت کی جاوے کہ پہلے وہ رقم کسی ایسے شخص کو دی جاوے جو کہ مالک نصاب نہ ہو پھر وہ اپنی طرف سے تبلیغ واشاعت اسلام میں صرف کردے تاکہ صدقہ بھی ہو جاوے، اور تبلیغ کا کام بھی ہو جاوے جیسا کہ فقہاء نے زکوۃ کے بارے میں یہ حیلہ لکھا ہے (۲) (درمختار) فقط

غیر مسلم سے سود وصول کر کے کسی اسلامی کام میں صرف کرنا

سوال: (۴۱)......(الف) جب مسلمان تجار ہنود سے نقد رقم یا تجارتی مال بطور قرض لیتے ہیں تو ان کو مع سود ادا کرنا پڑتا ہے اور جب مسلمان ہنود کو نقد یا مال تجارتی دیتے ہیں تو بلا سود اصل رقم وصول کرتے ہیں کیا ایسی صورت میں اہل اسلام کو اجازت ہے کہ اپنے مال کے سود کو وصول کر کے کسی اسلامی کام میں صرف کریں، جیسے بینک کے متعلق اجازت ہے۔

(ب) ہنود سے زمین سودی رہن لے کر اس کے سود کی رقم کو اسلامی کاموں میں صرف کرنا کیسا ہے؟ (۱۶۸۹/۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف، ب) در اصل معاملہ سودی ہندو مسلمان کسی سے کرنا درست نہیں اور سود لینا کسی سے جائز نہیں ہے، لیکن جب کہ ایسا حرام معاملہ ہو گیا مثلاً بینک میں روپیہ داخل کردیا گیا تو پھر یہ حکم دیا جاتا ہے کہ رقم سود کو وہاں نہ چھوڑا جائے، بلکہ وہاں سے لے کر غربائے مسلمین کو دے دیا جائے بحکم من ابتلی ببلیتین فلیختر أھونھما (۳) کے، پس یہی حکم ہنود سے سود لینے کا ہے، اور زمین

(۱) قال في المحيط : والأصل أن من ابتلى ببليتين يختار أهونهما و أيسرهما (تكملة البحر الرائق ۱۳۳/۹ كتاب الإكراه)

(۲) وحيلة التكفين بها التصدق على الفقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما، وكذا في تعمير المسجد، وتمامه في حيل الأشباه (الدرالمختار مع الشامی ۱۷۷/۳ كتاب الزكاة – مطلب في زكاة المبيع وفاءً)

(۳) قال في المحيط : والأصل أن من ابتلى ببليتين يختار أهونهما و أيسرهما (تكملة البحر الرائق ۱۳۳/۹ كتاب الإكراه)

مرہونہ سے نفع اٹھانے کا ہے کہ جب کوئی معاملہ ایسا ہو گیا جس میں سود لینا پڑے تو اس رقم سود کو کفار سے لے کر غربائے مسلمین کو دے دیا جائے خود اپنے صرف میں نہ لائے۔

رفاہی فنڈ کی ترقی کی غرض سے فنڈ کی رقم سود پر دینا

سوال: (۴۲) آج کل مسلمانوں کی مالی حالت دیکھتے ہوئے ایک جماعت نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ایک معتد بہ مقدار نقود کی بطور بینک جمع کر دیں اور اس مقدار کو اپنی ملک سے بالکل ہی نکال کر ایک معتمد علیہ جماعت کو متولی بنادیں اور یہ جماعت افزونی مقدار اور مصارف دفتر وغیرہ کے لیے قرض داروں سے سود تھوڑی تھوڑی مقدار پر لیا کرے اور یہ سود کسی کی ملک میں نہ جائے گا آیا یہ عمل شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟ اور اگر یہ ناجائز ہے تو بینک کے جواز کی کوئی صورت شرعاً نکل سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ صورت شرعاً جائز نہیں ہے، جائز صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اس رقم جمع شدہ کو تجارت میں لگایا جاوے اور جو نفع ہو اس کو شامل اصل رکھ کر بڑھایا جاوے اور اہل حاجات کو قرض حسنہ بلا اخذ سود دیا جاوے۔

ڈاک خانہ اور بینک میں جمع شدہ رقم کا سود لینا اور بینک سے سودی قرض لینا

سوال: (۴۳)...... (الف) ڈاک خانہ و بینک میں روپیہ جمع کرا کے اس کی واپسی کے وقت جو اس روپیہ کا سود ملتا ہے اس کا لینا درست ہے یا نہیں؟

(ب) بینک سے سودی روپیہ قرض لینا کیسا ہے؟ (۱۱۳۸/۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف، ب) سود کی حرمت عام ہے جو آیات و احادیث حرمت سود پر دال ہیں ان سے عموماً بینک اور غیر بینک سے سود لینا حرام معلوم ہوتا ہے اور سود کے بارے میں جو وعید وارد ہوئی ہے ان سے کوئی سود لینے والا مستثنیٰ نہیں ہے۔ حدیث میں ہے درهم ربا يأكله الرجل أشد من ستة وثلثين زنية (۱) ایک درہم سود کا چھتیس زنا سے شدید تر ہے، ایک روایت میں ہے کہ ربا کے ستر جزو ہیں

(۱) مشكاة ص: ۲۴۶ كتاب البيوع – باب الربا.

ان میں کمتر ایسا ہے جیسے کہ اپنی ماں سے زنا کرنا(۱) والعیاذ باللہ تعالیٰ اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے اور دینے والے اور کاتب وشاہد پر لعنت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ هم سواء یعنی وہ سب اصل گناہ میں برابر ہیں(۲) اس سے معلوم ہوا کہ سودی قرض لینا بھی ایسا ہی گناہ ہے جیسا کہ سود لینا، لہٰذا سودی معاملات لین دین سے قطعاً مسلمانوں کو احتراز کرنا لازم ہے۔

بہ حالت مجبوری سود پر قرض لینا

سوال: (۴۴) قرض جس نہ ملنا دشوار ہے مجبور ہو کر سود پر قرض لیا تو کیا حکم ہے؟ وہ روپیہ جو سود پر لیا حلال ہے یا نہ؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۵۴۳ھ)

الجواب: سود دے کر قرض لینا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ سود لینا(۳) اس سے احتراز لازم ہے، اور روپیہ جو قرض لیا وہ حلال ہے۔

سوال: (۴۵) جس جگہ ذریعہ معاش کا کوئی نہ ہو مثلاً محنت مزدوری وغیرہ، لیکن سوائے قرض کے کچھ چارہ نہ ہو اور بال بچے بھوکے مرتے ہوں ایسی صورت میں سودی قرض لینا کیسا ہے؟ (۲۴۱۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: حدیث شریف میں سود لینے والے اور دینے والے اور کاتب وشاہد وغیرہ سب پر لعنت

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الربا سبعون جزءً – وفي ابن ماجة: حُوبًا – أيسرها أن ينكح الرجل أمه (مشكاة ص: ۲۴۶ كتاب البيوع – باب الربا. سنن ابن ماجة ص: ۱۶۴ أبواب التجارات – باب التغليظ في الربا)

(۲) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء (الصحيح لمسلم ۲/ ۲۷ كتاب المساقاة والمزارعة – باب الربا مشكاة المصابيح ص: ۲۴۴ كتاب البيوع – باب الربا)

(۳) ما حرم أخذه حرم إعطاؤه كالربا الخ (الأشباه والنظائر مع شرحه للعلامة الحموي ص: ۲۲۹ الفن الأول، القاعدة الرابعة عشر، المطبوعة: إدارة النشر والإشاعة بدارالعلوم ديوبند، الهند ۱۴۰۶ھ)

وارد ہوئی ہے (۱) لیکن جو صورت اور مجبوری سوال میں لکھی ہے اس صورت میں سودی قرض لینا بقدر ضرورت اس میں گنجائش ہے (۲) شاید حق تعالیٰ معاف فرما دیوے لیکن حتی الوسع اس سے بچنا چاہیے، معاش کے حلال ذریعے بھی بہت ہیں مَنْ جَدَّ وَجَدَ کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (سورۂ طلاق، آیت: ۳)

سوال: (۴۶) سودی قرض لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص مجبوراً فاقہ کشی یا عزت بچانے کے واسطے لے تو کیا حکم ہوگا؟ (۱۵۲۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: سود کا لینا دینا حدیث شریف میں ممنوع فرمایا گیا ہے اور سود کے لینے، دینے والے پر حضرت نے لعنت فرمائی ہے اور یہ کہ دونوں برابر ہیں (۳) باقی حالت اضطرار کا قصہ جدا ہے اس میں حرام بھی حلال ہو جاتا ہے۔

سوال: (۴۷) ضرورت شدیدہ میں سودی قرض لینے کے جواز کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ (۴۶-۴/۱۳۴۷ھ)

الجواب: حدیث اور فقہ سے کوئی صورت سودی قرض کے لینے کے جواز کی نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سود کے لینے والے اور دینے والے اور کاتب وشاہدین پر لعنت فرمائی ہے اور آخر میں فرمایا هُم سَواءٌ کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں (۳) پس جواز کی کوئی صورت شرعاً نہیں ہے، باقی اگر کسی مجبوری میں ایسا کیا جائے تو اس گناہ سے توبہ واستغفار کیا جائے امید ہے کہ حق تعالیٰ اس گناہ کو معاف فرماوے گا کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

---

(۱) عن جابر رضی اللّٰه عنه قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء (الصحيح لمسلم ۲/۲۷ كتاب المساقاة والمزارعة- باب الربا مشكاة المصابيح ص: ۲۴۴ كتاب البيوع - باب الربا)

(۲) يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح (الأشباه والنظائر مع شرحه للعلامة الحموی ص: ۱۴۹ الفن الأول، تحت القاعدة السادسة من الخامسة: الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة. المطبوعة: إدارة النشر والإشاعة بدار العلوم ديوبند، الهند ۱۴۰۶ھ)

(۳) الصحيح لمسلم ۲/۲۷ كتاب المساقاة والمزارعة - باب الربا. مشكاة المصابيح ص: ۲۴۴ كتاب البيوع - باب الربا.

فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (سورۂ نساء، آیت:۶۴) فقط

سوال: (۴۸) جب کہ سود کا لینا دینا دونوں حرام قرار دیے گئے ہیں، لیکن نوے فیصدی اشخاص خصوصاً روزگار پیشہ ایسے ہیں کہ سودی روپیہ لے کر کاروبار کرتے ہیں البتہ سود لینے سے قطعی پرہیز کرتے ہیں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۳۳۳۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: حدیث شریف میں سود کے لینے والے اور دینے والے اور کاتب وشاہد وغیرہ سب پر لعنت وارد ہوئی ہے اور اصل گناہ میں سب کو برابر اور مساوی فرمایا ہے اس لیے مسلمانوں کو جہاں تک ممکن ہو سود سے قطعاً احتراز کرنا اور بچنا چاہیے لیکن اگر کوئی شخص ایسا معذور و مجبور ہے کہ بغیر سودی قرض کے اس کا کام نہیں چلتا یعنی اس کی زندگی معرض خطر میں ہے اس کے لیے گنجائش ہے۔

قرض دار سے ایک روپیہ فیصدی ماہوار سود لینا

سوال: (۴۹) اکیس آدمیوں نے مل کر انجمن قائم کی یعنی فی کس پچاس پچاس روپیہ کے حساب سے ایک ہزار پچاس روپیہ جمع کیا، اور یہ تجویز کی کہ ان حصہ داران سے جس شخص کو قرضہ کی ضرورت پڑے وہ جمع شدہ روپیہ سے حسب رائے باقی حصہ داران لے کر خرچ کرلے، اور بوقت واپسی اصل قرضہ معہ ایک روپیہ فیصدی ماہوار کے حساب سے اضافہ بھی داخل کرے۔ نیز اس انجمن میں من جملہ حصہ داران ایک میر مجلس اور ایک نائب میر مجلس اور ناظم اور خزانچی ہوتے ہیں، لہٰذا میر، نائب اور خزانچی وغیرہ اس کا بننا درست ہے یا نہیں؟ (۴۸۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ تجویز خلاف شرع ہے اور انعقاد ایسی انجمن کا شرعاً درست نہیں ہے کیونکہ قرض لینے والے کے ذمے یہ مقرر کرنا کہ وہ ایک روپیہ فیصدی ماہوار زیادہ دیوے یہ عین ربا ہے اور حرام ہے قال علیه الصلاة والسلام: کل قرض جر نفعًا فهو ربا (۱) پس شرکت ایسی انجمن میں جس میں معاملہ ربا کا ہے کسی کو درست نہیں اور میر مجلس اور نائب اور خزانچی بننا اس کا کسی کو روا نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) عن الحکم عن إبراهيم قال: کل قرض جرّ منفعة فهو ربا (مصنف ابن أبي شيبة ۴/۳۳۳ کتاب البيوع والأقضية، باب من کره کل قرض جرّ منفعة، المطبوعة: دارالکتب العلمية، بيروت، لبنان)

سودی قرض لے کر دوسرے کو سود پر قرض دینا

سوال: (۵۰) ایک شخص نے مہاجن سے سودی قرض لے کر دوسرے آدمی کو اسی سود پر دے دیا تو دوسرے آدمی سے سود لینا کیسا ہے؟ (۱۳۲۲/۱۳۵۶ھ)

الجواب: درست نہیں ہے اس میں دو گناہ ہیں ایک سود دینے کا اور دوسرا لینے کا۔

سودی قرض لے کر تجارت کرنے سے جو نفع حاصل ہو اس کا حکم

سوال: (۵۱) اگر کسی شخص نے کچھ روپیہ سودی قرض لے کر تجارت کی تو اس تجارت کا نفع حلال ہے یا نہ؟ (۹۳۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس تجارت کا نفع حلال ہے۔

سوال: (۵۲) قرض سودی لے کر جو تجارت وسوداگری اس روپے سے کرتے ہیں جو نفع اس تجارت سے حاصل ہوتا ہے حلال ہے یا نہیں؟ (۱۳۶۲/۳۴-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ نفع حلال ہے۔

سود کی رقم سے خریدی ہوئی زمین کی پیداوار کا حکم

سوال: (۵۳) زید سود کھاتا ہے اور جائداد بھی بہت ہے مگر جائداد سود کے روپیہ کی ہے اس زمین سے جو چیز پیدا ہوتی ہے اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۲۳/۱۳۴۴ھ)

الجواب: فتوی میں جائز ہے مگر احتیاط اس میں ہے کہ نہ کھائے۔

سودی قرض سے خریدی ہوئی زمین کی پیداوار کا حکم

سوال: (۵۴) مہاجن سے سودی قرض لے کر زمین خرید کرنا کیسا ہے؟ اور اس کی پیداوار کا کیا حکم ہے؟ (۱۴۷۰/۱۳۴۴ھ)

الجواب: سودی قرض لے کر جو زمین خریدی جائے وہ مملوک ہو جاتی ہے مگر اس میں کراہت ہے، اور سود دینے کا گناہ ہوگا اور اس کی پیداوار حلال ہے۔ فقط

اصل اور سودی رقم سے خریدی ہوئی زمین سے نفع اٹھانا

سوال: (۵۵) اگر سود خوار توبہ کرے تو سود اور اصل سے جو زمین خریدی تھی اس سے نفع لینا بعد توبہ کے جائز ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۰۱۸ھ)

الجواب: جس قدر سود کی مقدار ہے اس کو واپس کرے اور بصورت تعذر اس مقدار کو صدقہ کرے اس وقت اس کو منافع زمین مذکورہ کے حلال ہے۔

بینک میں جمع شدہ رقم کا سود لے کر اپنے والد کے قرض خواہ کو سود میں دینا

سوال: (۵۶) میرا کچھ روپیہ بینک میں جمع ہے جس کا سرکار سود دیتی ہے اور میرے والد پر کچھ قرضہ ہے کہ جو کار خانگی میں صرف ہوا، تو کیا یہ جائز ہے کہ سرکار سے سود لے کر دوسری طرف اپنے والد کے قرض خواہ کو سود میں دے دوں؟ (۱۳۴۳/۲۲۰۳ھ)

الجواب: یہ صورت جائز نہیں ہے اس میں دو گناہ ہیں ایک سود لینے کا اور دوسرا سود دینے کا۔ فقط

سود کا حساب کتاب لکھنے اور کافر کی ملازمت کرنے کا حکم

سوال: (۵۷) سودی تمسک اور دستاویزات لکھنے کا کیا حکم ہے؟ (۱۸۹/۳۴-۱۳۴۴ھ)

الجواب: سودی تمسک لکھنے جائز نہیں ہیں اور لکھنے والا گنہ گار ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے عن جابر رضی اللّٰہ تعالی عنه قال: لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اکل الربا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال: هم سواء. رواه مسلم(۱) جس فعل پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہو اندازہ کر لیا جاوے کہ وہ کام کس قدر خبیث اور برا ہوگا۔ فقط

سوال: (۵۸) سودی ڈگری دینا یا حساب جانچ پڑتال کرنا اور لکھنا درست ہے یا نہ؟ اور کافر کی

---

(۱) الصحیح لمسلم ۲/ ۲۷ کتاب المساقاة والمزارعة – باب الربا. مشکاة المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا.

ملازمت جائز ہے یا نہ؟ (۱۹ا/۱۷-۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسی ملازمت کرنا جس میں سود کی ڈگری دینا ہو یا سود کا حساب یا حکم لکھنا ہو سب حرام ہے، اور سب پر لعنت خدا تعالیٰ کی وارد ہوئی ہے، کافر کی ملازمت درست ہے مگر خلاف شرع فعل نہ کرے اور وہ ملازمت جس میں خلاف شریعت کام کرنا پڑے ناجائز ہے۔

سوال: (۵۹) سود لینے والا اور دینے والا اور لکھنے والا تمسک سودی کا وغیرہ وغیرہ کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۷۲۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے اور دینے والے اور لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں (۱) دوسری حدیث میں ہے: الربا سبعون جزءً أیسرها أن ینکح الرجل أمه (۲) سود کے ستر جزو ہیں ادنیٰ ان میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح اور وطی کرے اس سے گناہ اس مدد کرنے والے کا معلوم ہو سکتا ہے۔

سود سے تنخواہ دینے والے غیر مسلم کے یہاں ملازمت کرنا

سوال: (۶۰) بغیر حلال روزی اور کمائی کے کوئی عبادت مقبول نہیں ہوتی اور اس زمانے میں حلال مال ملنا بہت دشوار ہے چنگی وآب کاری وغیرہ سے ملازمین کو تنخواہ ملتی ہے یا کفار اپنے ملازم کو سود سے تنخواہ دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۷۲۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ حتی الوسع اپنے کسب کا حلال طریقہ اختیار کرے، اس کا لحاظ نہ کرے کہ جس کے یہاں میں ملازم ہوں اس کی آمدنی کیسی ہے، خود جس کام پر نوکر ہے اس کو پورا انجام دے اور وہ کام خلاف شریعت نہ ہو ہندوؤں کی ملازمت درست ہے ان کی سود خواری وغیرہ اس ملازم کو مضر نہیں ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ورع اور تقویٰ حاصل کرنا اور شبہات سے بچنا تو اس زمانے

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنه قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم آکل الربا وموکله وکاتبه وشاهدیه، وقال: هم سواء (الصحیح لمسلم ۲/ ۲۷ کتاب المساقاة والمزارعة–باب الربا. مشکاة المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا)

(۲) مشکاة ص: ۲۴۶ کتاب البیوع – باب الربا. سنن ابن ماجة ص: ۱۶۴ أبواب التجارات – باب التغلیظ فی الربا.

میں دشوار ہے، صریح حرام کا مرتکب نہ ہو۔

بینک میں ملازمت کرنا

سوال: (۶۱) جس بینک میں سودی معاملات ہیں ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہاں غریب مسلمان ہنود سے قرض لیتے تھے اور وہ چار پانچ روپیہ فیصدی سود لیتے تھے اس لیے گورنر نے جابجا بینک قائم کرادیے جس میں صرف ایک روپیہ تو آنہ سود مقرر کیا گیا ایسے بینک میں ملازمت کرنی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۱۳۴۴ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے سود کے لینے والے اور دینے والے اور کاتب وشاہد پر (۱) پس جس میں سود کا لکھنا پڑھنا اور حساب کرنا پڑے اس حدیث کی وجہ سے وہ نوکری جائز نہیں ہے اور سود کم دینا پڑے یا زیادہ، حرمت میں برابر ہے اسی طرح لینا سود کا کم ہو یا زیادہ مطلقاً حرام ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک درہم سود کا کھانا چھتیس زنا سے زیادہ گناہ ہے (۲) والعیاذ باللہ۔ فقط

سود سے بری ہونے کا طریقہ

سوال: (۶۲)......(الف) کسی شخص نے سود لیا اور سود لے کر بہ رضامندی وہ سود بخشوالیا، آیا وہ سود بخشا جائے گا یا سود دینا پڑے گا؟

(ب) کسی شخص نے سود کا روپیہ لیا اور اپنا اصلی روپیہ اور سود کا سب شاملات سوداگری وغیرہ میں جاری ہے، مگر یہ پتا نہیں کہ کتنا سود کا روپیہ ہے اور کتنا اصلی؟ اگر سود کا روپیہ نکالنا چاہے تو کیا صورت پیدا

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال : لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ ، وقال :ھم سواء (الصحیح لمسلم ۲/ ۲۷ کتاب المساقاۃ والمزارعۃ – باب الربا مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا)

(۲)عن عبداللہ بن حنظلۃ غسیل الملائکۃ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : درھم ربا یأکلہ الرجل وھو یعلم ، أشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ ۔ رواہ أحمد والدارقطنی وروی البیھقی في شعب الإیمان عن ابن عباس رضی اللہ عنھما (مشکاۃ ص:۲۴۶ کتاب البیوع – باب الربا)

ہوگی؟ کسی شخص سے سود لیا اگر ہم لوٹا دیں تو بموجودگی ہونے اس شخص کے اسی کو دیں لیکن اگر وہ سود والا شخص مرگیا یا کہیں چلا گیا تو وہ روپیہ کسی کار خیر میں لگانا چاہیے یا کیا کرنا چاہیے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۴۴۰ھ)

الجواب: (الف) بہ خوشی اگر وہ شخص معاف کر دے گا سود لینے والا بری ہو جائے گا۔

(ب) اندازہ کر کے جس قدر گمان غالب میں سود معلوم ہو اس کو علیحدہ کر کے واپس کرے یا معاف کرالے۔ اگر وہ شخص مر گیا تو اس کے ورثہ کو دیوے یا ان سے معاف کراوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سودی مال کی پاکیزگی کا طریقہ

سوال: (۶۳) ایک شخص نے سود سے بہت مال جمع کیا، اور تھوڑا سا کسب حلال سے ہے، اس کی طہارت کی کیا صورت ہے؟ اور یہ مال مخلوط مساجد اور مدارس میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور امام و مفتی کو اس سے دعوت کھانا کیسا ہے؟ (۶۵۲/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس کی طہارت کی صورت یہ ہے کہ بقدر مال حرام مالکوں کو یا ان کے ورثہ کو واپس کیا جائے یا ان سے معاف کرایا جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو فقراء پر صدقہ کیا جائے، اور بہ حالت موجودہ مسجد میں صرف کرنا اس مال حرام و مشتبہ کا درست نہیں ہے، اور دعوت کھانا بھی اس میں سے درست نہیں ہے۔

سود خوری سے توبہ کا طریقہ

سوال: (۶۴) زید سود کھاتا ہے اور زید کی بابت صرف بکر یہ کہتا ہے کہ زید نے سود کھانے سے توبہ کرلی ہے اور آئندہ کے واسطے نیا لین دین بند کر دیا ہے اور جو روپیہ قبل توبہ سے لوگوں پر باقی ہے اس کی وصول یابی کی کوشش میں ہے، لیکن توبہ کرنا سوائے بکر کے بیان کے اور کسی مسلمان کو علم نہیں ہے اور نہ وہ مال جو ناجائز طور پر پیدا کیا ہے اس کو تلف کیا ہے اس حالت میں جب کہ زید نے کسی مسلمان کے روبرو توبہ نہیں کی تو زید کا مسلمان ہونا اور زید کا توبہ کرنا اور مال پیدا کردہ کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۳۳۴۱/ ۴۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: سود لینا کبیرہ گناہ اور حرام ہے اور سود کا لین دین کرنے والا فاسق اور گنہ گار، مرتکب کبیرہ کا ہے، مگر مسلمان ہے کافر نہیں ہے کیونکہ مذہب اہل سنت والجماعت کا یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ کا

فاسق ہے کافر نہیں ہے، اور سود خوار کی توبہ میں یہ امر بھی داخل ہے کہ جن لوگوں سے سود لیا ہے ان کو واپس کرے، اگر واپسی ممکن نہ ہو تو مقدار سود اور رقم سود کو فقراء پر صدقہ کرے درمختار میں ہے: عليه ديون ومظالم جهل أربابها وأيس من عليه ذلك من معرفتهم فعليه التصدق بقدرها الخ (۱)

سودخواروں سے توبہ کرانا جماعت مسلمین کا دینی فریضہ ہے

سوال: (۶۵) مسلمانوں کی جماعت نے مسلمان سودخواروں سے برادرانہ دباؤ ڈال کر سود سے توبہ کرانی چاہی، چنانچہ چند شخصوں نے سود سے توبہ کی بھی، لیکن کچھ لوگوں نے نہ توبہ کی اور نہ انکار ہی کیا۔ اور بعض شخصوں نے کہا کہ آج ہم توبہ تو ضرور کیے لیتے ہیں، پر بقیہ سود ضرور وصول کریں گے، اور کچھ لوگ قطع نظر توبہ کرنے کے توبہ کرانے والوں پر لاٹھیاں اٹھائیں۔ اس صورت میں تینوں قسم کے لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟ (۵۶۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اقتضاء یہی تھا جو سود سے توبہ کرانے والوں نے کیا، اب اگر کوئی نہ مانے تو وہ جانے، توبہ کرانے والے بری الذمہ ہیں، اور وہ لوگ جنہوں نے نہ توبہ کی نہ انکار کیا وہ بھی گنہ گار ہیں، مگر جو مقابلہ اور انکار سے پیش آئے وہ زیادہ گنہ گار ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ ہم توبہ تو کریں گے، مگر بقیہ سود ضرور وصول کریں گے، ان کی توبہ صادقہ نہیں ہے وہ بھی مثل نہ توبہ کرنے والوں کے ہیں۔

بینک سے جو سود ملا تھا اس کو استعمال کر لیا تو اب کیا کرے؟

سوال: (۶۶) اگر سود کھا لیا ہو جو بینک سے ملا تھا تو اتنا ہی روپیہ فقراء و مساکین کو دینے اور توبہ کرنے سے گناہ دور ہو جائے گا؟ (۱۳۵۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: گناہ دور ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

بیاج وغیرہ حرام رقوم کا مصرف

سوال: (۶۷) ایک شخص کے پاس بیاج کا روپیہ ہے اب اسے کس مصرف میں خرچ کرے آیا

---

(۱) الدر مع الشامی ۶/۳۴۲ کتاب اللقطة - مطلب فيمن عليه ديونٌ و مظالمُ جُهل أربابها.

بیاج سے توبہ کرنے کے بعد وہ روپیہ حلال ہو جائے گا؟ مسجد یا مدرس کی تنخواہ یا مسافر کا سفر خرچ وغیرہ میں صرف کرنا کیسا ہے؟ یا بیاج اصل مالک کو دیا جائے۔ (۲۵۰۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: توبہ کے بعد سود کا روپیہ مالکوں کو یا ان کے ورثہ کو واپس کر دیا جائے، اور اگر وہ موجود نہ ہوں یا معلوم نہ ہوں تو مساکین پر صدقہ کرنا چاہیے، مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے، اور مدرسہ میں طلبائے مساکین کو دینا بھی درست ہے، مدرسین کی تنخواہ میں دینا درست نہیں ہے، مسافر اگر محتاج ہے تو اس کو بھی دینا درست ہے۔

سوال: (۶۸) معلوم ہوا ہے کہ بینک وڈاک خانہ کے سود کے متعلق جو سوال علماء میں زیر غور تھا اس کا فیصلہ ہو گیا ہے، اگر یہ صحیح ہے تو اس فیصلہ سے خاکسار کو بھی مطلع فرماویں۔ (۱۳۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مدرسہ ہذا سے کوئی فتوی ڈاک خانہ سے سود کے معاملہ کے جواز میں شائع نہیں ہوا، عام طور سے سود کے عدم جواز پر یہاں سے فتوی دیا جاتا ہے، اور یہ لکھا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ایسا کرنا درست نہیں ہے کہ ڈاک خانہ میں سود لینے کی غرض سے روپیہ داخل کریں۔ البتہ جن لوگوں کا روپیہ وہاں داخل ہے ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ رقم سود وہاں نہ چھوڑیں، کیونکہ وہاں چھوڑنے میں وہ رقم خلاف اسلام و مسلمین استعمال کی جاتی ہے۔ لہذا اس کو لے کر فقراء وغرباء پر صدقہ کر دیا جائے جو کہ ایسی حرام رقوم کا حکم ہے۔ فقط

سود کی رقم انگریزی پڑھنے والے غریب طلبہ کو دینا

سوال: (۶۹) ایک مسلمان جماعت پابند صوم وصلوٰۃ نے اپنا پیسہ پوسٹ آفس بینک میں جمع کیا کچھ دنوں بعد اس جمع رقم کا سود جماعت کو پوسٹ آفس سے ملا، جماعت چاہتی ہے کہ سود کی رقم انگریزی جوان طالب علم لڑکوں کی امداد میں صرف ہو، صورت مذکورہ بالا میں شرع شریف کیا حکم دیتی ہے؟ (۴۴/۵-۱۳۴۵ھ)

الجواب: حکم اس روپیہ کا شرعاً یہ ہے کہ اس کو وہاں سے لے کر فقرا وغربائے مسلمین پر صدقہ کیا جاوے کیونکہ دراصل سود لینا حرام اور ناجائز ہے، لیکن وہاں اس کے چھوڑنے میں یہ سخت خرابی ہے کہ وہاں سے اس قسم کا روپیہ پادریوں کو دے دیا جاتا ہے جب کہ وہ لوگ نہ لیویں جن کا روپیہ وہاں داخل

ہے اور وہ پادری اس کو اپنے مذہب کی اشاعت میں صرف کرتے ہیں، اس لیے یہ حکم کیا جاتا ہے کہ وہاں اس رقم کو نہ چھوڑیں بلکہ وہاں سے لے کر فقراء پر صدقہ کردیں جیسا کہ ایسے اموال محرمہ کا یہی حکم ہے، پس اگر وہ انگریزی جوان طلبہ غریب ہوں تو ان کو دینا بھی درست ہے۔ فقط

سود دینے پر کسی کو مجبور کرنا جائز نہیں

سوال: (۷۰) زید اور عمر نے بشراکت نصفی سودی روپیہ قرض لے کر تجارت کی، عمر نے اپنے حصہ کا روپیہ معہ سود کے ہندو کو جس سے قرض لیا تھا دیدیا، زید فی الحال ادائیگی سے مجبور تھا، پھر عمر نے زید کے حصے کا روپیہ معہ سود کے ہندو کو دے دیا، عرصہ دو سال تک زید عمر کو سود دیتا رہا عمر فوت ہوگیا، اس کی زوجہ زید سے سود طلب کرتی ہے، زید اصلی روپیہ دینے پر راضی ہے، کیا از روئے شرع زید اس سود کے دینے پر مجبور ہے یا نہیں؟ (۹۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: زید سود دینے پر مجبور نہ کیا جاوے اور سود دینا اس کو جائز نہیں ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۷۵) وفي الحديث: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا وموكله الحديث (۱) فقط

سود خور کے ورثہ کے لیے سود کا مال حلال ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۱) سود خور کے ورثہ کے لیے سود کا مال حلال ہے یا نہیں؟ (۱۸۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس میں اختلاف روایات ہے احوط یہ ہے کہ جن سے سود لیا گیا ہے ان کو یا ان کی اولاد کو واپس کرے یا ان سے معاف کرا دے اور اگر یہ متعذر ہو تو اس کو صدقہ کردے، درمختار میں ہے: وفي حظر الأشباه: الحرمة تتعدى مع العلم بها إلا في حق الوارث وقيده في الظهيرية بأن لايعلم أرباب الأموال الخ وقال في الشامي: قوله (إلافي حق الوارث) أي فإنه إذا علم أن كسب مورثه حرام يحل له، لكن إذا علم المالك بعينه، فلا شك في حرمته و وجوب رده

(۱) الصحيح لمسلم ۲/ ۲۷ كتاب المساقاة والمزارعة – باب الربا. مشكاة المصابيح ص: ۲۴۴ كتاب البيوع – باب الربا.

عليه وهذا معنى قوله وقيد ه في الظهيرية إلخ (۱) وتمام تحقيقه فيه .

سودی رقم سے انکم ٹیکس ادا کرنا

سوال: (۷۲) میرا روپیہ بینک میں جمع ہے، میں اس کے سود سے انکم ٹیکس ادا کرسکتا ہوں؟ اور یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۷۷/ ۱۳۴۳ھ)

الجواب: بینک میں روپیہ داخل کر کے سود لینا حرام ہے لیکن جس کا روپیہ بینک میں داخل ہے اور بینک سے اس کو سود ملے تو اس رقم سود کو وہاں نہ چھوڑنا چاہیے کہ وہاں چھوڑنے میں وہ روپیہ عیسائیوں کو بغرض تبلیغ مذہب دیا جاتا ہے بلکہ وہاں سے لے کر غرباء وفقرائے مسلمین کو دے دیا جائے، اپنے کسی صرف میں نہ لایا جائے، اور انکم ٹیکس کے ادا کردینے کی بھی اس میں گنجائش ہے۔

سود کی رقم پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۳) گورنمنٹ نے جو قرضہ بوقت جنگ لیا تھا اور پانچ روپیہ فیصدی سود دینا قرار پایا تھا یہ سود لینا اور اپنے مصرف میں لانا جب کہ گذارہ کی صورت نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ اس روپیہ کی زکوۃ دینا واجب ہے یا نہیں؟ بصورت وجوب اصل رقم میں سے دے یا سود میں سے؟ اور قبل وصول بھی واجب ہوگی یا نہیں؟ (۱۲۲۲/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: خلاصہ جواب اس بارے میں یہ ہے کہ سود بہ نصوص قطعیہ حرام ہے، لیکن اس صورت میں وہ رقم سود وہاں نہ چھوڑے، بلکہ وہاں سے لے کر فقراء ومساکین پر صدقہ کردے اور ہوسکتا ہے کہ حالت اضطرار میں خود بھی اس کو اپنے صرف میں لے آوے اور اگر اس روپیہ کو فوراً لے کر صدقہ کردے تو اس پر زکوۃ نہیں ہے اور اگر لے کر سال بھر تک اپنی ملک میں رکھے بشرطیکہ وہ بقدر نصاب ہو تو زکوۃ واجب ہوگی خواہ کسی رقم میں سے دے غرض یہ کہ قبل وصول زکوۃ اس کی واجب نہ ہوگی۔ فقط

مال اُدھار لینے کی وجہ سے مال کی قیمت پر سود لینا

سوال: (۷۴) سنا ہے کہ سود لینے اور دینے والے کو عذاب برابر ہوتا ہے، زید تجارت کرتا ہے

(۱) الدر والشامی ۷/۲۲۳ کتاب البیوع، مطلب فیمن ورث مالا حراما .

اور بڑے سوداگروں سے مال قرض لے کر فروخت کرتا ہے، اور بوجہ قرض کے وہ سوداگر اس سے مال کی قیمت پر سود لیتے ہیں؛ اس کے جواز کی کوئی صورت ہے یا نہ؟ (۱۳۲۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ تو صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ سود کا کھانے والا اور کھلانے والا اور لکھنے والا اور گواہ گنا ہ اور عذاب میں برابر ہیں(۱) اگرچہ اس کی مقدار اور کیفیت میں تفاوت ہو، لہٰذا نقد روپیہ اگر سوداگروں سے قرض لیا جاوے اور اس پر سود مقرر کیا جاوے اور دیا جاوے تو اس کے جواز کی کوئی صورت شریعت میں نہیں ہے، البتہ اگر مال ان سے لیا جائے اور اس میں وہ اصل قیمت سے کچھ زیادہ بہ سبب اُدھار کے لگالیویں تو یہ درست ہے، زید کو اس لین دین میں یہ سمجھنا چاہیے کہ بسبب اُدھار کے سوداگران مجھ کو دس روپیہ کا مال بارہ روپیہ میں دیتے ہیں یہ جائز ہے، فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اگر نسیئہ کی وجہ سے زیادہ قیمت مبیع کی لی جائے تو لینا اور دینا اس کا درست ہے اور بائع ومشتری کے حق میں وہ حلال ہے(۲) پس ان سوداگران سے زید یہ کہہ دے کہ جس قدر رقم کو زیادہ لینا ہے بہ سبب اُدھار کے اس کو قیمت مال میں بڑھالو مثلاً زید نے اگر دس روپیہ کا مال سوداگران سے خریدا اور وہ سوداگر دس روپیہ کی جگہ بارہ روپیہ مثلاً لیں گے تو زید ان سے یہ کہہ دے کہ بارہ روپیہ میں دوں گا مگر وہ قیمت اس مال کی ہی متصور ہوگی، کاش وہ سوداگران بھی ایسا ہی کریں باقی وہ جو کچھ چاہیں سمجھیں، زید ان سے یہ کہہ دے کہ میں زیادہ قیمت دوں گا، پس سوداگران کا اس میں کچھ نقصان نہیں، ان کو کچھ حجت نہ ہوگی۔ فقط

روپیہ قرض دے کر فی تھان ایک دو آنہ سود مقرر کرنا

سوال: (۷۵) ایک شخص سود تو لیتا نہیں مگر روپیہ جلاہوں کو دے دیتا ہے اور فی تھان ایک دو آنہ مقرر کر لیتا ہے یہ صورت مضاربت کی تو نہیں معلوم ہوتی، آیا جائز بھی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۷۳۲ھ)

الجواب: یہ صورت مضاربت کی نہیں ہے، کیونکہ اس میں نفع ونقصان دونوں میں شرکت ہوتی

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ، وقال: ھم سواء (الصحیح لمسلم ۲/۲۷ کتاب المساقاۃ والمزارعۃ – باب الربا. مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۴ کتاب البیوع – باب الربا)

(۲) الا یری انہ یزاد فی الثمن لأجل الأجل الخ (ھدایۃ ۳/۷۴ کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ)

ہے یعنی نفع حسب شرط دونوں پر تقسیم ہوتا ہے اور نقصان میں مضارب کی محنت اور رب المال کا مال ضائع ہوتا ہے، نیز نفع مشترک ہوتا ہے یعنی نصف یا ثلث وغیرہ، لہٰذا یہ صورت مضاربت کی نہیں ہے بلکہ یہ صریح ربا کی صورت ہے کہ روپیہ قرض دے کر فی تھان ایک دو آنہ مقرر کیا گیا ہے یہ ایسا ہی ہے کہ فی روپیہ ایک آنہ یا دو آنہ مقرر کیا جاوے۔ فقط

مرہونہ مکان سے نفع اٹھانا سود میں داخل ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۶) زید بکر کا مکان رہن لے کر اس کو کرایہ پر چلاتا ہے اور اس سے نفع اٹھاتا ہے یہ کرایہ سود میں داخل ہے یا نہیں؟ اگر داخل ہے تو زید کو کیا سزا ہونی چاہیے؟ (۵۳/۵۳-۱۳۳۶ھ)

الجواب: یہ سود میں داخل ہے وہ کرایہ بکر کو ملنا چاہیے اور زید کو توبہ کرنی چاہیے۔

چمڑا اُدھار فروخت کر کے روپیہ بعد میں وصول کرنا سود نہیں

سوال: (۷۷) زید تاجرِ چرم ہے، چمڑا اُدھار فروخت کر کے بعد میں روپیہ وصول ہوتا ہے، کیا یہ بھی سود ہے؟ (۱۱۳۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: چمڑا جو اُدھار دیا جاتا ہے اور قیمت بعد میں آتی ہے وہ سود نہیں ہے۔

منی آرڈر کی فیس سود میں داخل ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۸) فیس منی آرڈر سود میں داخل ہے یا نہیں؟ اور اسی وجہ سے منی آرڈر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۴۷/۳۹-۱۳۴۰ھ)

الجواب: بہ ضرورت منی آرڈر کرنے اور کرانے کے جواز پر فتویٰ ہے، اگر چہ دراصل یہ مکروہ تھا مگر بحکم الضرورات تبیح المحظورات (۱) مباح کہا جاوے گا۔

ڈاک خانے میں جمع شدہ رقم کا سود خود استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۹) مسلمان کو ڈاک خانے میں روپیہ جمع کرنے پر جو سود ملتا ہے اس سود کو وہ اپنے مصرف

---

(۱) الدر مع الرد ۵/۱۷۵ کتاب الطلاق، فصل في الحداد.

میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۵۳۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جو سود ڈاک خانے سے ملے اس کو لے کر فقراء پر صدقہ کردیوے خود کام میں نہ لاوے۔ فقط

سود کے نام سے جو زائد رقم مل رہی ہے اس کو اپنے حق میں وصول کرنا

سوال: (۸۰) زید کے ذمہ خالد کا پانچ سال کا لگان باقی ہے، اور حسب قانون وہ تین سال سے زائد کا دعویٰ نہیں کرسکتا نہ وصول کرسکتا ہے تو جو رقم سود کے نام سے علاوہ لگان کے ملے وہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ زید کے ذمہ دو سال کا لگان باقی ہے۔ (۲۹۲۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس زائد رقم کو جو بنام سود دلوائی گئی ہے خالد اپنے حق بقایا لگان میں وصول کرسکتا ہے اور یہ لینا درست ہے کیونکہ اپنا حق ہر ایک طریق سے وصول کرنا جائز ہے کما صرح به الفقهاء: من أن صاحب الحق له أخذ حقه من أى جنس كان (۱) فقط

تجارت کے لیے رقم دے کر معین نفع لینا سود ہے

سوال: (۸۱) زید اپنے روپیہ کو خود یا معرفت دیگر اشخاص کے مسلم وغیر مسلم میں اس طرح تقسیم کرتا ہے یا کراتا ہے کہ مبلغ دس روپیہ ایسے شخص کو دے کر جو ان روپیوں کو تجارت میں لگا کر نفع اٹھائے نہ کہ بیجا طریقہ سے خرچ کرے، مبلغ بارہ روپیہ سال بھر میں اس طریقے سے لینے مقرر کرتا ہے کہ شخص مذکور مسمی زید یا اس کے کارکنان کو مبلغ ایک روپیہ ماہوار سال بھر تک دیتا رہے گا، یہ معاملہ جائز ہے یا سود ہے؟ زید اس کو تجارت حلال سمجھ کر کرتا ہے۔ (۱۲۹۷/۱۳۴۲ھ)

الجواب: یہ معاملہ تجارت حلال میں داخل نہیں ہے بلکہ تجارت حرام اور ربا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی

---

(۱) فى الدر: و أطلق الشافعى أخذ خلاف الجنس للمجانسة فى المالية . قال فى المجتبى: وهو أوسع فيعمل به عند الضرورة . وفى الشامى : أن عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان فى زمانهم لمطاوعتهم فى الحقوق . والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أى مال كان لاسيما فى ديارنا لمداومتهم للعقوق (الدر والشامى ۲/ ۱۱۷ كتاب السرقة ، مطلب : يعذر بالعمل بمذهب الغير عند الضرورة)

شخص کسی دوسرے شخص کو بغرض تجارت روپیہ دیوے تو یہ مضاربت ہوتی ہے۔ اور مضاربت میں حکم یہ ہے کہ جو نفع کارکن کو ہو، اس میں مضارب کا حصہ مشترک ہو یعنی نصف یا ثلث وغیرہ حصہ مقرر کیا جائے، اس وقت مضاربت صحیح ہوتی ہے، اور اگر مضارب کا حصہ نفع میں مشترک نہ ہو بلکہ معین روپیہ ہو جیسا کہ صورت مذکورہ میں ہے، تو یہ مضاربت فاسدہ ہے اور حرام ہے۔ درمختار میں ہے: و (شرطها) کون الربح بينهما شائعًا فلو عين قدرًا فسدت الخ (۱) وفي باب الربا منه: فدخل ربا النسيئة والبيوع الفاسدة فكلها من الربا (۲) اور اگر بطریق مضاربت وبشرط مضاربت روپیہ نہ دیا جائے بلکہ دس روپیہ مثلاً دے کر دس روپیہ سے زیادہ لینا مقرر کیا جائے جیسا کہ صورت مذکورہ میں یہ بھی صادق آتا ہے کیونکہ سال بھر میں دس روپیہ کے بائیس روپیہ ہو جاتے ہیں دس روپیہ اصل اور بارہ روپیہ نفع کے تو یہ عین ربا ہے اور حرام ہے۔ جیسا کہ حدیث متفق علیہ میں ہے: لا تبيعوا الذهب بالذهب إلا مثلاً بمثل، ولا تشفوا بعضها على بعض، ولا تبيعوا الورق بالورق إلا مثلاً بمثل، ولا تشفوا بعضها على بعض، ولا تبيعوا منها غائباً بناجز متفق عليه (۳) فقط

سودخوار کے آٹے دال کو اپنے آٹے دال کے ساتھ ملا کر پکانا

سوال: (۸۲) ایک میاں جی کی خوراک ایسے لوگوں کے یہاں مقرر ہے جو سود لیتے ہیں اور میاں جی کی روٹی میرے گھر پکتی ہے، اس آٹے دال کو بدلنا چاہیے یا نہ؟ اگر نہ بدلا جائے تو مجھ پر ایک ساتھ پکانے میں سود کا کچھ گناہ ہوگا یا نہ؟ (۱۳۳۴/۴۳۵ھ)

الجواب: تم پر کچھ گناہ سود کا نہیں خواہ آٹا دال بدلو یا نہ بدلو، ویسے ہی اپنے آٹے دال کے ساتھ پکالو اور میاں جی کا حصہ اس کو دے دو۔

سود کا نام بدلنے سے سود کی حرمت ختم نہیں ہوتی

سوال: (۸۳) ہندوستان میں ایک کمپنی لندن نصاریٰ کی قائم کردہ ہے نصاریٰ اس کے مالک

(۱) الدر المختار مع رد المحتار ۴۷۶/۸ کتاب المضاربة

(۲) الدر المختار مع الشامی ۳۰۱/۷-۳۰۲ کتاب البیوع – أوائل باب الربا.

(۳) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تبيعوا الذهب بالذهب الحديث (الصحيح لمسلم ۲۴/۲ کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا)

ہیں، اس کمپنی نے یہ قاعدہ مقرر کر رکھا ہے کہ جو شخص اس کا ایجنٹ بنتا ہے اس سے پیشگی روپیہ جمع کراتی ہے اور اس روپیہ پر پانچ روپیہ فیصدی واپسی دیتی ہے اس واپسی کو ہنود کے حق میں سود سے موسوم کرتی ہے اور مسلمانوں کے حق میں انعام سے موسوم کرتی ہے ان کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۰۰/۱۳۴۴ھ)

الجواب: وہ سود ہی ہے مسلمانوں کو اس کا لینا اور اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔ فقط

مالک کے کہنے پر ملازم کا بینک میں روپیہ جمع کرنا

سوال: (۸۴)..... (الف) بکر زید کا ملازم ہے، زید اس کی دعوت دیتا ہے کہ اس کفایت شعاری بینک میں شامل ہو جو تمہاری بہتری کے لیے اسکول میں جاری کیا گیا ہے اس میں ۷ فیصدی سالانہ سود ملا کرے گا بکر شامل ہو یا نہ ہو؟

(ب) اگر زید بکر کی تنخواہ سے بینک کے حصہ کی مقدار اس کو تنخواہ تقسیم کرتے وقت پہلے ہی بلا رضامندی، خود بخود بینک کے لیے وضع کر لے تو بکر کے لیے کیا حکم ہے؟ آخر میں روپیہ کے وصول کے وقت جو سود ملے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(ج) زید بکر کو کہتا ہے کہ تم بینک کفایت شعاری میں شامل ہو جاؤ اور بعد میں سود نہ لینا، صرف روپیہ لے لینا اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۸۲۸/۱۳۴۴ھ)

الجواب: (الف) اپنے اختیار سے اس میں شامل نہ ہونا چاہیے کیونکہ معصیت میں کسی کی اطاعت درست نہیں ہے کما ورد: لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق (۱)

(ب) اس صورت میں بکر گنہ گار نہ ہوگا اور جب سود ملے تو اس کو مسلمین فقراء پر صدقہ کردے۔

(ج) وہاں نہ چھوڑے بلکہ لے کر فقرائے مسلمین پر صدقہ کردے۔

ڈاک خانہ کے سود اور کیش سارٹیفکیٹ کا حکم

سوال: (۸۵)..... (الف) ڈاک خانہ میں جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے اس پر تین روپیہ سالانہ سود ملتا ہے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) عن الحسن قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق (مصنف ابن أبي شيبة ۵۴۹/۶ كتاب السير، في إمام السرية بأمرهم بالمعصية من قال: لاطاعة له)

(ب) کیش سارٹیفکیٹ کا یہ طریقہ رائج ہے کہ ڈاک خانہ سے ایک کاغذ مبلغ ساڑھے سات روپیہ کا ملتا ہے اور پانچ سال کے بعد وہی کاغذ ڈاک خانہ میں واپس کر کے مبلغ دس روپیہ مل جاتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ (۹۱۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف، ب) یہ دونوں صورتیں شرعاً ناجائز ہیں جیسا کہ وارد ہے کل قرض جر نفعا فھو ربا (۱) اور ربا کی حرمت آیات و احادیث سے ثابت ہے، آنحضرت ﷺ نے سود کے لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے (۲) اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک درہم سود کا چھتیس زنا سے شدید تر ہے (۳) اور ایک حدیث میں ہے کہ سود کے ستر جزو ہیں ان میں سے کمتر ایسا ہے جیسا کہ اپنی ماں سے زنا کرنا (۴) والعیاذ باللہ تعالیٰ اور سود ہونا ان دونوں معاملات کا ظاہر ہے، یہ دو تجارت نہیں ہے جو کہ حلال ہے بلکہ ربا ہے جو کہ حرام ہے قَالَ تَعَالٰی: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۷۵) فقط

کپڑے کی پوری قیمت وقت پر ادا نہ کرنے کی صورت میں سود کا مطالبہ کرنا

سوال: (۸۶) بکر اور زید رشتہ دار ہیں، زید نے بکر سے کہا مجھے کچھ کپڑا خرید کر دو، بکر نے ایک سو

(۱) عن الحكم عن إبراهيم قال: كل قرض جرّ منفعة فهو ربا (مصنف ابن أبي شيبة ۴/۳۳۳ كتاب البيوع والأقضية، باب من كره كل قرض جرّ منفعة، المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

(۲) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء (الصحيح لمسلم ۲/۲۷ كتاب المساقاة والمزارعة – باب الربا مشكاة المصابيح ص: ۲۴۴ كتاب البيوع – باب الربا)

(۳) عن عبدالله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم، أشد من ستة وثلاثين زِنْيَةً. رواه أحمد والدارقطني وروى البيهقي في شعب الإيمان عن ابن عباس رضي الله عنهما (مشكاة ص: ۲۴۶ كتاب البيوع – باب الربا)

(۴) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الربا سبعون جزءً – وفي ابن ماجة: حُوبًا – أيسرها أن ينكح الرجل أمه (مشكاة ص: ۲۴۶ كتاب البيوع – باب الربا. سنن ابن ماجة ص: ۱۶۴ أبواب التجارات – باب التغليظ في الربا)

انیس روپیہ کا کپڑا خرید کر دیا ہندو سے، اور یہ طے ہوگیا کہ اگر تین مہینے کے اندر روپیہ ادا کردو گے تو سود وغیرہ کچھ نہیں لیا جائے گا، بعد میں سود لیا جائے گا یہ بات بکر نے منظور کرلی، زید نے تقریباً تین سال میں ایک سو روپیہ بکر کو دے دیا، بکر نے ہندو کو کچھ نہیں دیا، اس نے مجبور ہو کر نالش کردی بہت سود لگا کر، بکر نے زید کو اطلاع دی کہ ایسا معاملہ ہوا ہے اب جو کچھ خرچ وغیرہ پڑے گا وہ تمہارے سے وصول کیا جائے گا، خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید کے ذمے سود کا ادا کرنا لازم ہے یا نہیں؟ (۷۱۲/۱۳۴۴ھ)

الجواب: اس صورت میں زید کے ذمے سود کا ادا کرنا واجب نہیں ہے زید کے ذمے اصل قرض دینا لازم ہے اور سو روپیہ اس میں سے وہ دے چکا ہے باقی انیس روپیہ وہ اور دے دے شرعاً زید سے مطالبہ سود کا نہیں ہوسکتا۔ فقط

عدالتی کارروائی کے اضافی خرچ کو وصول کرنے کے لیے سود لگا کر مقدمہ دائر کرنا

سوال: (۸۷) جامع مسجد سکندر آباد کے دکانداران کرایہ داران کی نالش کرنی ہے تو جو کچھ خرچ بے ضابطہ ہوتا ہے وہ عدالت مدعا علیہ سے نہیں دلاتی تو کیا سود لگا کر نالش کی جاوے کہ زائد خرچہ وصول ہوجاوے۔ ورنہ جامع مسجد کو بہت نقصان رہے گا (۱۶۶۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: سود لگا کر نالش نہ کرنی چاہیے جو کچھ خرچ مسجد کا ہوگا اس کا مضائقہ نہیں ہے کیوں کہ آئندہ کو اس میں مسجد کا نفع ہے کہ دکان مسجد کی محفوظ رہے گی۔ فقط

سوال: (۸۸) مدیون سے بغرض احتیاط دستاویز میں سود لکھالیا اگر مدیون قرض ادا نہ کرے اور نوبت عدالت کی پہنچے تو دائن محض اپنا مطالبہ زر اصل وخرچہ عدالت وصول کرلیوے اس میں اہل اسلام وغیر مسلم کے ساتھ ایک ہی معاملہ ہوگا یا جداگانہ؟ (۲۲۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: سودی دستاویز لکھوانا درست نہیں ہے کہ حدیث شریف میں سود کے کاتب وشاہد پر بھی لعنت وارد ہے اور بصورت تعنت وسرکشی مدیون کے اگر دائن کو نوبت چارہ جوئی عدالت کی پہنچے تو دائن اپنا اصل قرض مع خرچہ عدالت کے مدیون سے لے سکتا ہے اور ان معاملات میں مسلم وغیر مسلم میں کچھ فرق نہیں ہے۔ فقط

لاٹری کا حکم

سوال: (۸۹) لاٹری اس کو کہتے ہیں کہ ایک کمپنی ہے مالک کمپنی نے ہزار یا دس ہزار یا اس سے زیادہ ٹکٹ فروخت کیے، اور قیمت ہر ایک ٹکٹ کی ایک روپیہ ہے اور ٹکٹ پر سلسلہ وار نمبر ہوتے ہیں، اور جتنے ٹکٹ فروخت کیے تھے ہر ایک کا نمبر مالک کمپنی اپنے پاس بھی رکھتا ہے، جب سب ٹکٹ فروخت ہو جاتے ہیں تو لاٹری کھلنے کی تاریخ مقرر کی جاتی ہے کہ فلاں تاریخ میں لاٹری کھلے گی۔ اب تاریخ مقررہ پر وہ سب ٹکٹ جو مالک کمپنی نے اپنے پاس رکھے تھے ان کو ایک گھڑے یا دوسری چیز میں ڈالتا ہے اور کم سن لڑکے سے وہ ٹکٹ نکلواتا ہے۔ اب جس کے نام و نمبر کا ٹکٹ پہلے نکلا اس کو وہ روپیہ مل جاتا ہے کہ جو ٹکٹ فروخت کر کے جمع کیا گیا تھا۔ اور اسی روپیہ میں سے مالک کمپنی اپنا کمیشن وضع کر لیتا ہے تو اب جس کے نام سے یہ روپیہ نکلا وہ اس کو لینا جائز ہے یا نہیں۔ اور وہ روپیہ کسی کارِ خیر میں بھی صرف کرنا جائز ہے یا شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۰۹۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ قمار ہے شرعاً جائز نہیں ہے، جس کا نام نکلا اس کو وہ روپیہ لینا درست نہیں ہے اور نہ مالک کمپنی کو کمیشن لینا درست ہے، بلکہ جس جس کا روپیہ تھا ان کو واپس کرنا چاہیے کسی کارِ خیر میں اس کا صرف کرنا درست نہیں ہے اور کبھی ایسا معاملہ نہ کیا جاوے۔ جس جس شخص نے ایک ایک روپیہ دیا ہے وہ اسی کو واپس کیا جاوے وہ نہ ہو تو اس کے ورثہ کو دیا جاوے۔

بذریعہ لاٹری فروخت کرنے کا حکم

سوال: (۹۰) زید اپنے والد کے سودی قرضے کے ادا کرنے کے لیے انجن فروخت کرنا چاہتا ہے؛ لیکن اس کے فروخت ہونے کی کم قیمت پر بھی، کوئی صورت نہیں ہے، اور روپیہ قرضے کا چوں کہ سودی ہے اس لیے رقم بڑھ رہی ہے، اب انجن کے فروخت ہونے کی صرف ایک صورت یہ ہے کہ انجن کی لاٹری ڈالی جائے؛ کیا سودی قرض کے جرم سے بچنے کے لیے انجن کو بذریعہ لاٹری فروخت کر دینا چاہیے یا نہیں؟ (۱۱۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: یہ صورت بیع کی قطعاً حرام اور باطل اور أکلُ أموال الناس بالباطل ہے جس کی

حرمت منصوص ہے اور قمار ہے جو صریح حرام ہے۔ غرض اس میں بہت وجوہ سے محرمات کثیرہ کا ارتکاب ہے، احقر کی رائے میں یہ صورت اس سے زیادہ بری ہے، لہٰذا اس کو کسی طرح اختیار نہ کیا جائے۔ فقط

لاٹری کے ٹکٹ خریدنا

سوال: (۹۱) پچاس، سو آدمی مل کر کسی چیز پر روپیہ دے کر ٹکٹ خریدیں، اور وہ ایک چیز اس آدمی کے حصہ میں آجائے تو اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۲۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس طرح خریدنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے اس میں دھوکہ ہے اور لوگوں کی حق تلفی ہے، اور أخذُ أموال الناس بالباطل ہے۔ ﴿قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الآية﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۸۸) اور یہ حقیقت میں قمار ہے اس سے احتراز لازم ہے اور جس کے نام پر وہ چیز آوے اس کو لینا جائز نہیں ہے۔

سوال: (۹۲) بعض یورپین نے اس قسم کی کمپنی قائم کی ہے جس میں وہ مثلاً ایک چیز پچاس روپے کی فروخت کرتے ہیں، مگر اس طریق سے کہ پچاس ٹکٹ ایک ایک روپے کے پبلک کو تقسیم کرتے ہیں جس کا نام قرعہ میں برآمد ہوا اس کو بہ عوض ایک روپے کے ٹکٹ کے وہ پچاس روپے کی چیز مل جاتی ہے اس میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ (۵۶۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس میں شرکت کرنا جائز نہیں یہ قمار ہے اور حرام ہے۔ فقط

فقیروں سے سٹا دریافت کرنا

سوال: (۹۳) فقیروں وغیرہ سے سٹا دریافت کرنا کہ اس دفعہ سٹا کیا نکلے گا اور جو کچھ وہ بتلاتے ہیں اس کو ٹھیک سمجھنا کیسا ہے؟ (۱۱۷۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: پوچھنا بھی ناجائز ہے اور اس کو صحیح سمجھنا بھی ناجائز ہے۔ اور جہالت کا خیال ہے۔ فقط

قمار کا حکم

سوال: (۹۴) قمار بازی شرعاً درست ہے یا نہیں اور ایسے شخص کی شرعاً کیا سزا ہے؟ (۲۰۰۸/۱۳۴۴ھ)

الجواب: قمار بازی حرام ہے اور وہ شخص فاسق ہے۔

سوال: (۹۵)..... (الف) ایک شخص نے جوا کھیلا اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

(ب) جو عورتیں جوا کھیلتی ہیں ان کے واسطے کیا سزا ہے؟ اور جو مسلمان ہو کر سود روپیہ کا کھاتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۸۷۶/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) اس کو توبہ کر لینی چاہیے آئندہ کو کبھی جوا نہ کھیلے، اور گذشتہ سے توبہ واستغفار کرے۔ حدیث شریف میں ہے جس نے کسی گناہ سے توبہ کرلی وہ پاک ہوگیا۔(۱)

(ب) قمار بازی اور سود خواری حرام ہے ان افعال سے توبہ کرنی چاہیے اور عورتوں سے توبہ کرانی چاہیے۔ فقط

قمار کی ایک صورت اور اس کا حکم

سوال: (۹۶) ایک تجارتی کمپنی نے اعلان شائع کیا ہے کہ جو شخص ہمارے یہاں سے تین روپیہ کی کتابیں خریدے گا، ہم اس کو تین روپیہ کی کتابیں روانہ کریں گے، اور اس کو پانچ سو روپیہ بطور انعام کے اس طرح دیں گے کہ تمام خریداروں کے ناموں کو جمع کر کے قرعہ ڈالیں گے جس خریدار کا نام قرعہ میں برآمد ہوگا اس کو وہ روپیہ انعام کے طور پر علاوہ ان کتابوں کے دیا جائے گا، یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۰۵/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ صورت خرید و فروخت کی جائز نہیں ہے کیوں کہ حدیث شریف میں ہے: نهى عن بيع و شرط (۲) یعنی آنحضرت ﷺ نے بیع میں کوئی شرط خلاف مقتضائے عقد کرنے سے منع فرمایا ہے، علاوہ بریں یہ ایک صورت قمار کی ہے جو کہ حرام ہے۔ فقط

---

(۱) عن أبي عُبيدة بن عبدالله عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له (سنن ابن ماجة ص: ۳۱۳ أبواب الزهد ــ ذكر التوبة)

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع وشرط، البيع باطل والشرط باطل الخ (المعجم الأوسط للطبراني ۳/ ۲۱۱ باب العين، من اسمه عبدالله، رقم الحديث: ۴۳۶۱ المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

زندگی کا بیمہ کرانا حرام ہے

سوال: (۹۷) مسلمان جو زندگی کا بیمہ کرا رہے ہیں، اور شرح مقررہ کے ساتھ وہ اپنا سرمایہ جمع کرا رہے ہیں جس سے غیر مسلم اقوام کو بہت بڑا نفع سود در سود کا پہنچتا ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ نیز خواجہ حسن نظامی صاحب جنہوں نے اس کی تائید کی اور مشورہ مسلمانوں کو دیا ہے انھیں اس کا مشورہ دینا بہ فحوائے المستشار مؤتمن (۱) جائز تھا یا نہیں؟ (۳۸۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: زندگی کا بیمہ کرانا حرام اور ناجائز ہے، قواعد شرعیہ کے موافق اس میں قمار اور ربا دونوں شامل ہیں، اور دونوں بہ نص قطعی حرام ہیں، قواعد بیمہ میں جو شرائط مفصلہ مذکور ہیں ان سے واضح ہے کہ وہ شرائط خلاف قواعد شرعیہ ہیں، اور ان سے قمار و ربا لازم آتا ہے، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت: ۹۰) وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ الآية﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۷۸-۲۷۹) وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَلَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُضَاعَفَةً﴾ (سورۂ آل عمران، آیت: ۱۳۰) فقط

سوال: (۹۸) زندگی کا بیمہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا عموماً یہ رواج ہے کہ کمپنی بعد معائنہ ڈاکٹر ایک شخص کی عمر متعین کر دیتی ہے، اور اس کے ساتھ یہ شرط ہوتی ہے کہ اتنی مدت میں اس قدر روپیہ ادا کرتا ہوگا، بعد اختتام زمانہ وہ روپیہ واپس دیا جائے گا، اگر بعد تصفیہ معاملہ ایک گھنٹے میں بھی فوت ہو جائے گا تو اتنا روپیہ ورثہ کو ملے گا۔ (۹۷۱/۱۳۴۴ھ)

الجواب: بیمہ زندگی کا درست نہیں ہے، اس میں بہت سے مناسد شرعیہ ہیں جو غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں، ایک شخص نے ایک رسالہ مطبوعہ زندگی کے بیمہ کا اور اس کے متعلق سوال جواز وعدم جواز بھیجا ہے جس کو کل احقر نے مفصل دیکھا اور آج اس کا بھی جواب عدم جواز کا لکھا ہے۔

سوال: (۹۹) اس زمانے میں بیمہ کمپنی زندگی کا بیمہ کیا کرتی ہیں، زر چندہ ایک میعاد مقررہ کے

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المستشار مؤتمن (سنن أبي داود ص: ۶۹۹ كتاب الأدب، باب في المشورة)

لیے وصول کرتی ہیں، آخر میں نفع کے ساتھ واپس کرتی ہیں، یہ روپیہ چندہ کا تجارت کے کام میں لایا جاتا ہے، کیش ادا کرنے والا قبل از وقت راہیٔ عدم ہوتو پوری رقم بیمۂ زندگی وارثان کو کمپنی ادا کرتی ہے، عام مسلمان اس کو جائز سمجھ کر شرکت کررہے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۹۴۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: زندگی کا بیمہ کرانا شرعاً جائز نہیں ہے، اور کوئی صورت اس کے جواز کی شریعت میں نہیں ہے، اس میں قمار ور با دونوں حرام امور کا ارتکاب لازم ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے عملِ خلاف شرع اور حرام سے محفوظ رکھے۔ فقط

موت کا بیمہ کرانا

سوال: (۱۰۰) بیمہ موت کا کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۹۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: زندگی اور موت کا بیمہ کرانا شرعاً حرام ہے، اور یہ مشتمل قمار اور ربا کو ہے، اور وہ دونوں شرعاً حرام ہیں قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ الآیۃ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت: ۹۰) اس آیت سے قمار اور انصاب وازلام وغیرہ کی حرمت اور پلیدی معلوم ہوئی، دوسری آیات واحادیث میں ربا کی حرمت منصوص ہے، ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک درہم سود کا کھانا اور لینا چھتیس زنا سے شدید تر اور بدتر ہے۔(۱) والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فقط

جان ومال اور جائداد کا بیمہ کرانا

سوال: (۱۰۱) بیمہ کرنا کسی مکان کا یا اپنی جان کا از روئے شرع درست ہے یا نہیں؟ (۱۵۱۵/۴۴-۱۳۴۵ھ)

---

(۱) عن عبداللّٰه بن حنظلة غسيل الملائكة رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم: درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلثين زِنْيَةً رواه أحمد والدارقطني وروى البيهقي في شعب الإيمان عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما وزاد و قال: من نبت لحمُه من السحتِ فالنار أولى به (مشكوة المصابيح ص: ۲۴۵-۲۴۶ كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث)

الجواب: بیمہ کرانا مکان وجان کا شرعاً ناجائز ہے، اور یہ قمار ہے جو کہ بنص قاطع حرام ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۱۰۲) اپنی دکان کسی شخص کو کرایہ پر دی، اور اس نے اپنی دکان اس میں لگائی، اور جو مال واسباب اس میں بھرا اس کا کمپنی سے بیمہ کرالیا موافق قواعد مروجہ زمانہ ہذا کے کہ آگ وغیرہ سے مال جل جائے تو اس کا بیمہ مل جائے، اب سوال یہ ہے کہ بہت سے دکاندار بدمعاشی کرتے ہیں، اور بیمہ حاصل کرنے کے لیے اپنی دکان کا مال جلا کر بیمہ حاصل کر لیتے ہیں، ان کو کچھ خسارہ نہیں ہوتا، اگر خسارہ ہوتا ہے تو صاحب مکان کا، ایسی حالت میں صاحب مکان کو بھی بیمہ اپنے مکان کا کرانا درست ہے؟ تاکہ آگ میں جل جائے تو صاحب مکان کو بھی بیمہ مل جائے یا صاحب مکان کو بیمہ کرانا کسی حال میں

(۱) بیمہ کی حرمت اس وجہ سے ہے کہ وہ سود اور قمار (سٹا) پر مشتمل ہوتا ہے، پہلے زندگی اور املاک کے بیمے ان دونوں باتوں پر مشتمل ہوتے ہوں گے، اس لیے حضرت مفتی صاحب نے دونوں کو ناجائز لکھا ہے، مگر اب زندگی کا بیمہ تو ان دونوں خرابیوں پر مشتمل ہوتا ہے، اور املاک کے بیمہ میں یہ دونوں باتیں نہیں ہوتیں، اس لیے لائف انشورنس تو حرام ہے مگر املاک (کار، دکان، سامان وغیرہ) کا بیمہ جائز ہے، میڈیکل انشورنس میں یہ دونوں خرابیاں نہیں پائی جاتیں اس لیے وہ بھی جائز ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ لائف انشورنس میں اگر آدمی مدت بیمہ پوری کرنے سے پہلے مر جائے تو بیمہ کی رقم ملتی ہے اور مدت بیمہ پوری کر لے اور حادثہ پیش نہ آئے تو بھری ہوئی رقم مع سود واپس ملتی ہے، پس اس میں ربا بھی ہے اور قمار بھی کہ معلوم نہیں: بیمہ کی رقم ملے گی یا بھری ہوئی رقم، اس لیے زندگی کا بیمہ ناجائز ہے۔

اور املاک کے بیمہ کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً کار کا بیمہ کرایا اگر مدت بیمہ میں حادثہ پیش آیا تو حسب قرارداد بیمہ کی رقم ملے گی جو کمپنی کی طرف سے ایک طرح کا تعاون ہوگا۔ اور مدت بیمہ پوری ہوگئی اور کوئی حادثہ پیش نہ آیا تو بھری ہوئی رقم گئی، پس وہ گویا ایک انجمن کی ممبری فیس ہے اور بیمہ کی رقم حادثہ پیش آنے کی صورت میں کمپنی کی طرف سے تعاون ہے، غرض اس میں نہ قمار ہے نہ سود، اس لیے املاک کا بیمہ جائز ہونا چاہیے، مفتیان کرام غور فرمالیں! ——— اسی طرح جو مال ڈاک وغیرہ سے روانہ کیا جاتا ہے اور اس کا بیمہ کرایا جاتا ہے، اس کا طریقہ بھی املاک کے بیمہ کا طریقہ ہے، اس میں بھی نہ سود ملتا ہے نہ قمار ہے، بلکہ بیمہ کی رقم سیکیورٹی (حفاظت) کا معاوضہ ہے، اگر مال مطلوبہ جگہ پہنچ گیا تو بیمہ کی رقم یعنی حفاظت کا معاوضہ گیا اور اگر نہ پہنچ سکا تو ڈاک خانہ وغیرہ معینہ رقم ادا کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے، یہ بھی کمپنی کی طرف سے ایک طرح کا تعاون ہے، مال کا ضمان نہیں ہے، اس پر بھی مفتیان کرام غور فرمالیں! ۱۲ سعید احمد پالن پوری

درست نہیں؟ (۳۴۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: موافق قواعد شرعیہ بیمہ جان کا یا مال کا یا مکان کا و دکان کا کرانا یہ سب قمار میں داخل ہے اس کے جواز کی کوئی صورت بطریق شرعی نہیں ہے۔

سوال: (۱۰۳) کسی جائداد کا بیمہ کرانا آئندہ تحفظ کے لیے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۷۲۹/۱۳۴۵ھ)

الجواب: شریعت میں بیمہ جان کا یا مال کا یا جائداد کا درست نہیں ہے، ایسے مفاد کا لحاظ نہ کیا جائے جو خلاف حکم شریعت ہو خواہ قومی مفاد ہو یا ذاتی، شریعت کے مقابلہ میں کوئی فائدہ دنیاوی مدنظر نہ رکھا جائے۔ فقط

موقوفہ جائداد کا بیمہ کرانا

سوال: (۱۰۴)...... (الف) ایک وقفی ملکیت کا بیمہ کیا جائے، یعنی اس ملکیت کو آگ یا طوفان سے نقصان ہو تو اس نقصان کا ذمے دار زید رہے جس کے عوض بیمہ کی سالانہ اجرت زید کو ادا کی جائے اس طرح سالانہ اجرت دینا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) ملکیت کو آگ یا آندھی سے نقصان ہو تو زید سے اس نقصان کی قیمت وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۷۴۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف و ب) بیمہ کرنا، کرانا شرعاً جائز نہیں ہے، پس سالانہ اجرت دینا جائز نہیں ہے، اور زید سے نقصان لینا جائز نہیں ہے۔

تجارتی مال جو دوسرے ملکوں میں روانہ کیا جاتا ہے اس کا بیمہ کرانا

سوال: (۱۰۵) تجارت کا مال بذریعہ اسٹیمر (دخانی جہاز) دوسرے ملکوں میں روانہ کرتے ہیں، اس مال کا اگر بیمہ کرالیا جائے تو اسٹیمر والے اس کو بڑی حفاظت سے رکھتے ہیں جیسا کہ ڈاک خانے والے بیمہ کردہ شدہ لفافہ کو بہت حفاظت سے پہنچاتے ہیں؛ اس صورت میں بیمہ کرانا مال

کا درست ہوگا یا نہیں؟ (۴۴۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: موافق قواعد شرعیہ کے یہ جائز نہیں ہے کیونکہ شرط ضمان اجیر پر ناجائز ہے کما فی الدر المختار: ولا یضمن ما هلك فی یده وإن شرط علیه الضمان، لأن شرط الضمان فی الأمانة باطل کالمودع الخ (۱) فقط

(۱) الدرمع الرد ۹/۷۶ کتاب الإجارة – مبحث أجیر المشترك .